www.novelsclubb.com
زندان
رومیسہ شہزادی
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

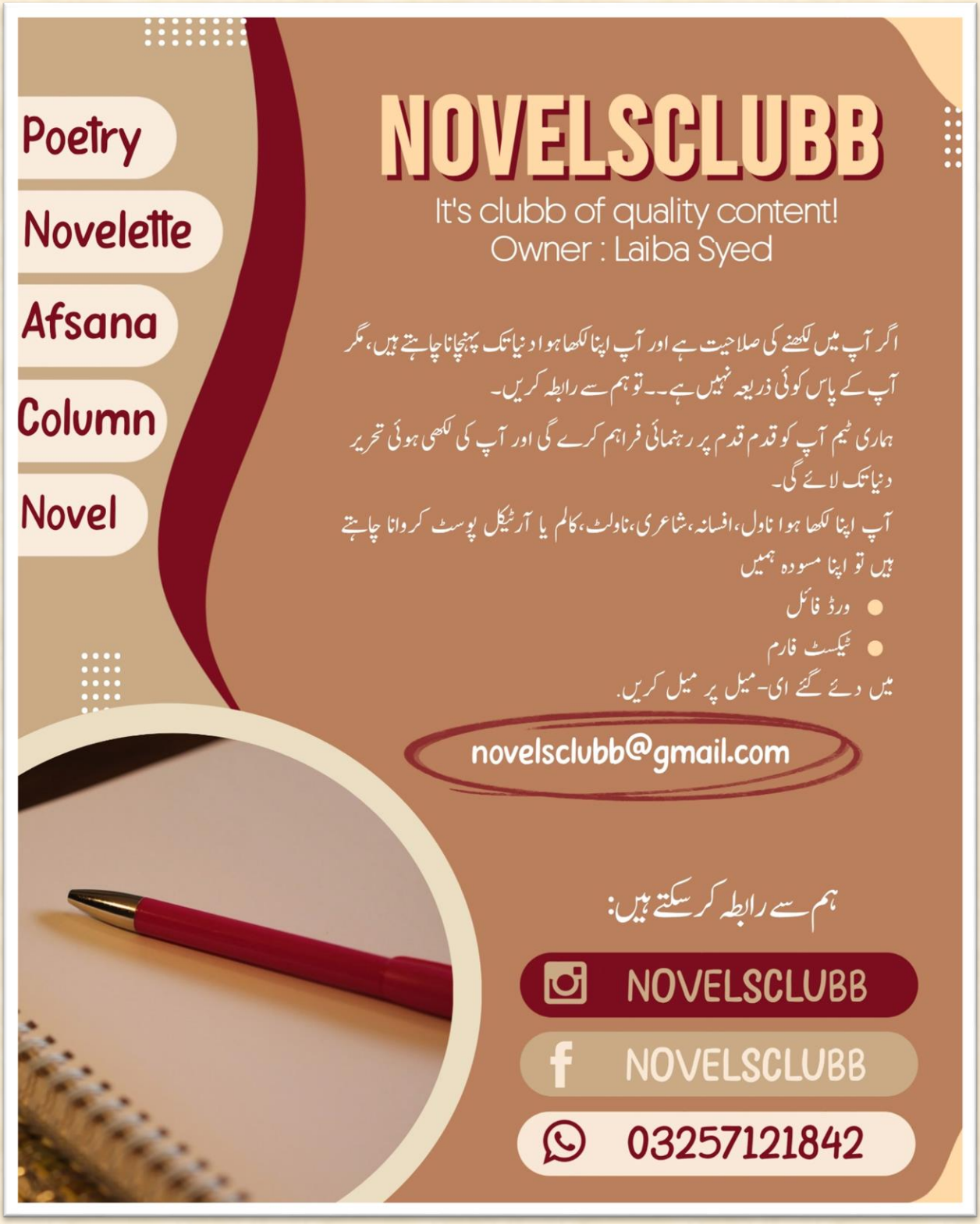
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زندان

از قلم

رومیسه شهزادی

Clubb of Quality Content

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

کچھ کہانیاں قید ہوتی ہیں، قید توڑنے کے لیے!

"زندان" آپ کے لیے میری تیسری تحریر ہے۔اس کا خیال مجھے جگنو لکھتے ہوئے آیا تھا مگر تب میں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا۔میں نے اس کہانی کو دم پر رکھ دیا اور اسے ہلکی آنچ پر پکنے دیا۔یہ میرے لیے ایک ٹیسٹ تھا اور ایک تجربہ ہے۔میں اکثر سوچا کرتی تھی کہ کیا میں کبھی ایسی کہانی لکھ پاؤں گی مگر سوچ سے تکمیل تک کے اس سفر نے مجھے میرے زندان سے آزاد کرا دیا۔سب سے پہلے میں یہ بتاتی چلوں کہ اس نے میری سب سے زیادہ انرجی لی ہے۔میں نے اس کو جتنی اٹینشن دی ہے اتنی شاید ہی کبھی کسی کو دی ہو۔

اس سارے مشکل اور انرجی طلب سفر میں میری واحد ہمسفر اقراء تھی۔اقراء گواہ ہے کہ ہم نے یونیورسٹی میں کبھی کسی لیکچر کو اتنا ڈسکس نہیں کیا جتنا اسے ڈسکس کیا ہے۔اس ناول کو لکھا اگرچہ میں نے ہے مگر سوچا دو دماغوں نے ہے۔اگر اقراء میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں یہ نہ لکھ پاتی اور آپ یہ نہ

پڑھ پاتے۔ازکیٰ کا بہت بہت شکریہ جس نے میرے لیے اپنی مشکل ترین پڑھائی میں سے وقت نکالا۔اسے پڑھا، سمجھااور مجھے ایک خالص اور ایماندار ریویو دیا۔

زندان کہانی ہے قید اور قیدیوں کی، آزادی اور قربانی کی، محبت اور جنون کی۔زندان کے بعض واقعات حقیقی ہیں مگر آپ نے دل پر نہیں لینے،ان سے سیکھنا ہے اور آگے بڑھنا ہے۔زندان میرے لیے ناول سے بڑھ کر ہے۔اس نے میری سوچ کو بدلا ہے، میرے احساسات اور میرے بہت سے رویوں کو بدلا ہے۔اس نے میری سوچ کا زاویہ بدل دیا ہے اور میری بہت سی قیدیں توڑ دیں۔اس کو لکھنا ہر گز آسان نہیں تھا مگر یہی میرا امتحان تھا۔میں نے اسے اپنی مرضی سے چنا،اسے لکھتے درمیان میں بریک بھی آیا اور تب میں ذہنی طور پر دباؤ اور تھکاوٹ کا شکار رہی۔انہی دنوں میں میں نے "تخت" لکھا۔لکھتے ہوئے بعض دفعہ میں اس قدر الجھ جاتی تھی کہ میرا دماغ کام کرنا بند ہو جاتا تھا۔اس کو لکھنا میرے لیے ایک آزمائش تھا، میں نے اسے اپنی تمام تر انرجی دی ہے۔میں جسمانی، ذہنی اور جذباتی طور پر اس سے جڑی رہی ہوں اور شاید ہمیشہ جڑی رہوں گی۔میرے لیے اسے لکھ ڈالنا ہی میری اب تک کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔اب تک کی میری تمام تحریروں میں یہ محبوب ترین تحریر ہے اور کیوں ہے یہ پڑھتے ہوئے آپ کو محسوس ہو گا۔میں امید کرتی ہوں کہ آپ بھی زندان سے بہت کچھ سیکھیں گے، سیکھ کر اس پر عمل کریں گے۔

ایک کہانی قید کے نام

زندان کے قیدیوں کے نام

زندان

باب نمبر 1

بعد از قید

اس کمرے کی مکین کو سفید رنگ سے خاص لگاؤ تھا۔دیواریں سفید،الماری سفید،فرش جیسے سنگ مر مر جس پر کھڑا شخص اپنا عکس نیچے فرش پر دیکھ سکتا تھا۔کمرے کے پردے البتہ سرمئی رنگ کے تھے،بیڈ پر بچھی نرم سی بیڈ شیٹ اور اوپر لحاف سیاہی مائل سرمئی تھا۔۔باقی ہر شے سفید۔۔بائیں دیوار میں ایک الماری نصب تھی جس کے شیلف کتابوں سے بھرے تھے،دائیں جانب ایک چھوٹا سٹڈی ٹیبل تھا جس کے سامنے کرسی پر بیٹھی میز پر کہنی رکھے ایک اکیس بائیس برس کی لڑکی اپنی ڈائری پر کچھ لکھ رہی تھی۔اس کے بال سیاہ گھنے تھے جنھیں اس نے ڈھیلے جوڑے میں باندھا تھا۔بالوں کی چند لٹیں نکل کر پیچھے سے اس کی ہلکی گلابی رنگ کی شرٹ کو چھو رہی تھیں۔۔نائٹ ڈریس

(ٹراؤزر شرٹ) میں ملبوس وہ ذرا سی ترچھی ہو کر بیٹھی تھی، میز پر جھکی ہوئی شاید اپنی ڈائری پر کچھ لکھ رہی تھی، قلم تیزی سے چل رہا تھا

سیاہ، سفید یا سرمئی

تم کون ہو؟ تم کیا ہو؟

جب میں چھوٹی ہوتی تھی

باتیں اچھی کرتی تھی

تتلیاں پکڑا کرتی تھی

رنگوں سے کھیلا کرتی تھی

رنگ برنگے پھول اور تارے

میں ان کو دیکھا کرتی تھی

پھر یوں ہوا سب چھوٹ گیا

میرا ایک گھر تھا ٹوٹ گیا

میں گھنٹوں سوچا کرتی تھی

پھر گھنٹوں رویا کرتی تھی

میں کون ہوں؟ میں کیا ہوں؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سیاہ، سفید یا سرمئی؟

کون یہاں پر سچا ہے؟

ہر ایک وعدہ کچا ہے

سیاہ، سفید یا سرمئی؟

سیاہ رنگ سب سے اچھا ہے

اور یہ نظم لکھ کر اس نے اپنی گردن اٹھائی، ایک سانس خارج کی، اپنا قلم اپنی ڈائری میں رکھا اور ڈائری بند کر دی، اٹھی اور بستر پر آ لیٹی، ڈھیلا جوڑا کھولا اور سیاہ سلکی بال کسی آبشار کی طرح کمر پر پھیلے بستر کی سطح کو چھو رہے تھے۔۔ سائیڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ آف کر دیا اور لحاف میں لیٹ گئی۔۔ کمرے میں اندھیرا تھا، گھپ اندھیرا، خاموشی گہری خاموشی۔ باہر چاند آسمان پر چمکتا اپنے اندھیرے مٹا رہا تھا

اسلام آباد میں صبح کے ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ ایک روشن صبح کا آغاز تھا۔ پہاڑوں سے بہت دور ایک چھوٹی سی کالونی میں ایک گھر میں سب اپنا کام جلدی جلدی کر رہے تھے۔ گھر کے بھورے گیٹ سے اندر جھانکو تو گیراج میں گاڑی کھڑی تھی۔ تین زینے چڑھ کر لاؤنج کا دروازہ تھا، زینوں کے سامنے چند فاصلے پر دو بڑے سفید ستون کھڑے تھے۔ لاؤنج کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ بالوں والی لڑکی باہر نکلی، کھلے سیاہ بال کمر پر پھیلے تھے اور کچھ کندھوں سے آگے کو آئے ہوئے تھے۔۔ گھٹنوں

سے ذرا اوپر تک آتی سیاہ شرٹ، نیچے سیاہ ٹراؤزر اور اوپر میرون گاؤن پہنے اس نے بائیں بازو پر پرس لٹکا رکھا تھا۔ سن گلاسز سر پر ٹکی ہوئی تھیں اور وہ مسلسل موبائل پر کچھ ٹائپ کرتی مصروف سی زینے اترتی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔ سیاہ بلاک ہیلز گیراج میں "ٹک ٹک" کی ذرا سی گونج پیدا کر رہی تھیں۔ ابھی وہ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھی ہی تھی کہ لاؤنج کا دروازہ دھڑ سے کھلا اور ایک چھبیس ستائیس سالہ لڑکا باہر نکلا، پینٹ شرٹ اور جیکٹ پہنے اچھے سے بالوں کو سیٹ کیے۔۔ فوراً گاڑی کی طرف بڑھا

"آپی۔۔ میں ڈرائیو کروں؟"

اس کی آواز پر لڑکی نے سر اٹھایا اور مسکرائی۔ فون کی دائیں طرف لگا بٹن انگوٹھے سے ذرا سا دبایا اور جلتی سکرین بند ہو گئی۔ اس نے پرس میں جھانکا اور چابی نکال کر لڑکے کو دی اور خود گاڑی کے پیچھے سے مڑی اور پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی، لڑکے نے اگنیشن میں چابی گھمائی کہ ایک بار پھر لاؤنج کا دروازہ دھڑ سے کھلا اور ایک لڑکی باہر نکلی، وہ آگے بیٹھے لڑکے کی ہم عمر تھی۔۔ اس کے بال کندھوں سے ذرا نیچے تک آتے تھے اور اس نے سیاہ گول فریم والا چشمہ لگا رکھا تھا۔ وہ کہیں جانے کے لیے تیار تھی، بالوں پر ہیئر بینڈ لگائے، اس نے بھی ٹراؤزر اور گھٹنوں سے ذرا اوپر آتی بیگی شرٹ پہن رکھی تھی، ایک طرف کندھے پر لٹکتا پرس، بائیں کلائی میں سیاہ واچ سکرین والی گھڑی، گلے میں دوپٹہ تھا مگر گاؤن غائب تھا۔ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور دھپ سے اندر بیٹھ کر ایک سکھ کی سانس

لی مگر جیسے ہی بیک ویو مرر میں دیکھا، سامنے سیاہ اور بھوری آنکھیں بیک وقت اسے گھور رہی تھی۔

اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑے اور منہ بسورا

"اچھا ٹھیک ہے"

اور دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ گیٹ کی کنڈی کھولی اور دائیں بائیں دروازوں کو دھکا دے کر الگ کیا اور وہ کھلتے چلے گئے۔۔ چند پل بیتے اور گاڑی باہر نکل آئی۔ اس نے جلدی سے گیٹ بند کیا اور چھوٹے دروازے کی چٹکی کھول کر باہر نکلی، دھڑ سے دروازہ بند کیا اور جلدی جلدی گاڑی میں بیٹھی۔۔

اب وہ قدرے مطمئن تھی، گاڑی پھر سے چلنے کو تھی کہ پیچھے سے کسی خاتون کی آواز آئی

"اشعر۔۔ مینا"

دروازہ کھول کر کوئی باہر آیا تھا۔ اس نے سفید سی چادر لے رکھی تھی، درمیانی جسامت کی خاتون جن کی آنکھیں سیاہ تھیں۔۔ ان کے ہاتھ میں موبائل فون تھا۔۔ پیچھے بیٹھی لڑکی نے کھڑکی کا شیشہ ذرا سا نیچے کیا، خاتون نے ذرا سا اندر جھانکا اور بازو لمبا کر کے اسے فون تھمایا

"فون بھول گئی تھی"

اور اسے افسوس سے دیکھا۔

لڑکی بمشکل مسکرائی "شکریہ امی"

اور موبائل گود میں رکھ کر شیشہ اوپر کر دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خاتون واپس اندر کی طرف بڑھ گئیں مگر بیک ویو مرر میں بھوری اور سیاہ آنکھیں بیک وقت پھر اسے گھور رہی تھیں۔

"سوری"

وہ بمشکل مسکرادی۔۔آگے بیٹھی لڑکی اور لڑکے نے بیک وقت سانس خارج کی

"چلو اشعر "میرون گاؤن والی لڑکی اب مطمئن تھی

لڑکے نے سر ہلا کر گاڑی سٹارٹ کر دی اور آگے بڑھ گئے۔۔سورج کی روشنی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ نارنجی، گہری پیلی۔

پیسنجر سیٹ پر بیٹھی لڑکی کا فون اس کی گود میں تھا،ایک تھرتھراہٹ محسوس ہوئی اور پھر ایک ٹون بجی۔ میسج آنے کی مخصوص ٹون۔اس نے موبائل اٹھایا اور سکرین آن کی،لال بتی کی وجہ سے ٹریفک سگنل پر رکی ہوئی تھی۔ میسج دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔۔سکرین پر ایک سوال جل رہا تھا۔ بھیجنے والے کا پیغام

“What’s your next read?”

اس نے بنا سوچے سمجھے ٹائپ کرنا شروع کیا، سکرین پر انگوٹھے نے حرکت کی اور چند الفاظ لکھے گئے

“A thousand splendid Suns”

اور میسج بھیج دیا گیا۔کچھ لمحے کے بعد پھر تھرتھراہٹ ہوئی اور اگلی طرف سے جواب آیا

“Have a good read.. talk to you later”

وہ پھر سے مسکرائی اور موبائل فون کی سکرین بجھادی اور فون گود میں رکھا۔اب وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی، بتی ہری ہوئی اور گاڑی اگے بڑھ گئی۔چند فاصلے پر اشعر کو ایک ہاسپٹل اتارا اور اب وہ گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی

پیچھے بیٹھی لڑکی کافی گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی، مسلسل دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کا ناخن کترتی اور دائیں ٹانگ ہلاتی۔۔اس کی گود میں پڑا فون تھرتھرایا اور اس نے جھٹ سے پکڑا۔۔واٹس ایپ پر میسج کا نوٹیفیکیشن تھا۔۔اس نے جلدی سے مطلوبہ چیٹ کھولی اوپر نام جگمگا رہا تھا

“Choozu”

اس نے جلدی سے ٹائپ کیا، سیاہ آنکھوں والی بیک ویو مرر میں اس کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

"میرے سے نہیں ہو گا۔۔میں خالی ہاتھ واپس آجاؤں گی"

اور میسج بھیج دیا۔چند لمحے گزرے اور جواب موصول ہوا

"چلو! تمھیں پھر دورہ پڑا ہے"

اس نے برا سا منہ بنایا اور غصے والا لال ایموجی بھیج دیا۔منہ میں کچھ بڑبڑائی اور موبائل سختی سے گود میں رکھا

بیک ویو مرر میں سیاہ آنکھیں پیچھے بیٹھی لڑکی پر مرکوز رہیں مگر لب خاموش رہے۔پھر سانس خارج کی اور بالآخر وہ بول پڑی

"مینا۔۔ریلیکس ہو جاؤ یار"

سڑک پر نظریں جمائے، سٹیر نگ پر ہاتھ رکھے وہ پیچھے بیٹھی لڑکی سے مخاطب تھی

"بیلی۔۔مجھ سے نہیں ہو گا"آواز پیچھے سے آئی تھی۔

وہ رو دینے کو تھی۔۔چہرے سے ہی گھبراہٹ واضح تھی

"اف۔۔پاگل مت بنو۔۔اس انرجی کے ساتھ جاؤ گی تو وہ لوگ سونگھ لیں گے کہ تمھارا کانفیڈنس کتنا لو ہے اور تم کس قدر کنفیوز ہو، پھر وہ تمھیں اور ٹریپ کریں گے اور تم مزید کنفیوز ہو گی"اس نے ڈرائیو کرتے تیزی سے اپنی بات کہہ دی۔

"تو کیا کروں یار؟"پیچھے بیٹھی لڑکی نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے، سر ہاتھوں میں دے دیا

"دیکھو۔۔پانی پیو، گہری سانس لو اور یہ بات یاد رکھو کہ یہ دنیا کی آخری جاب نہیں ہے جس کے لیے تم انٹرویو دینے جا رہی ہو۔۔اگر تم نہ بھی کر سکی تو دنیا میں اور بھی بہت ہیں۔۔میں تمھارے ساتھ ہوں، ہم بار بار کوشش کریں گے۔۔تم کانفیڈنس کیوں لوز کر رہی ہو؟"اب کی بار وہ ذرا تحمل سے سمجھانے والے انداز میں بولی تھی۔

مگر پیچھے بیٹھی لڑکی کے کان پر جوں تک نہ رینگی، موبائل پر مسلسل میسیجز آرہے تھے جنھیں وہ نظرانداز کررہی تھی۔ بالآخر اس کی منزل آگئی اور وہ گاڑی سے اتری، ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی لڑکی کو اس نے آگے کے کھلے شیشے سے جھانکا مگر بولی کچھ نہیں۔ سیاہ آنکھوں والی کے تاثرات اب نرم تھے

"گھبرانا نہیں ہے۔۔اوکے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا"اوکے"

"انٹرویو کے فوراً بعد مجھے کال کردینا"آگے بیٹھی لڑکی دھیرے سے مسکرائی

عینک والی لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔۔

پیچھے کھڑی لڑکی نے پرس میں ہاتھ ڈال کر ٹشو نکالا، عینک اتار کر اس کے شیشے ٹشو سے صاف کیے اور دوبارہ عینک پہن کر مسکرائی، سامنے ایک بڑی سی عمارت اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی بائیں کلائی پر بندھی سیاہ گھڑی کی سیاہ سکرین پر نیلے رنگ کے الفاظ جگمگا رہے تھے

“Fear less, dare more”

اس نے ایک سانس خارج کی اور اندر کی جانب بڑھی۔

ایک روشن صبح کا روشن آغاز ہو چکا تھا۔ شہر کی رونق بحال ہوئے کئی گھنٹے بیت چکے تھے۔ سرمئی اور سفید بنگلے کی دیوار گیر کھڑکی کے سامنے ایک شخص کھڑا تھا۔ وہ سیاہ، سرمئی ٹریک سوٹ میں ملبوس

تھا۔اس کی شرٹ کی آدھی آستینوں سے اس کے کسرتی بازو جھلک رہے تھے، پسینے سے اس کی شرٹ پیچھے کمر سے چپکی تھی یوں جیسے وہ ابھی ورزش کر کے آیا ہو،اس کے پاؤں ننگے تھے اور سنگ مرمر کی طرح سفید فرش پر اس کا عکس جھلک رہا تھا۔اس نے پانی کی بوتل منہ کو لگائی تھی، پانی شفاف نہیں تھا،اس میں کچھ سبز سبز جھلک رہا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا اندر پودینہ اور کٹے ہوئے کھیرے کے چند ٹکڑے تھے "ڈی ٹاکس واٹر"۔۔وہ باہر جھانک رہا تھا، کھڑکی کے پردے ہٹ کر روشنی کی راہ ہموار کر رہے تھے، روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔وہ آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے کچھ سوچ رہا تھا۔۔دفعتاً ایک خاتون پیچھے سے آئیں اور مسکرا کر اس سے مخاطب ہوئیں

"تم کب آئے؟"

وہ مڑا اور مسکرایا۔اس کی آنکھیں سیاہ تھیں، بال سیاہ تھے جو کہ ذرا سے ماتھے سے چپکے تھے، رنگت اجلی تھی، بائیں کنپٹی پر تل تھا مگر اس میں پر کشش کیا تھا؟اس کی مسکراہٹ یا اس کی شخصیت۔۔

صوفے کی پشت سے آگے آیا اور جھک کر بوتل میز پر رکھ دی

"جب ساری دنیا سو رہی تھی" خاتون کو دیکھا

خاتون مسکرا دیں۔ان کے کندھے سے ذرا اوپر تک آتے بال سیاہ اور سلور تھے، چہرے پر چشمہ تھا، آنکھیں سیاہ تھیں اور وہ پر وقار سمارٹ سی خاتون تھیں۔۔اگرچہ وہ بوڑھی ہو گئی تھیں اور ان کی آنکھوں کے گرد جھریاں تھیں مگر ان کی شخصیت ان کے پڑھے لکھنے ہونے کا پتہ دے رہی تھی

"صبح جلدی اٹھ گئے۔۔نیند تو پوری کرتے"

وہ صوفے پر بیٹھیں،اس شخص نے ایک سانس خارج کی اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا

"میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے مجھ سے زیادہ بہتر جانتی ہیں"

انھوں نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی ران پر ہاتھ رکھا۔

"کام ہو گیا؟"

اس شخص نے سر اثبات میں ہلایا"ایک ہفتے کی خواری کے بعد ڈاکومنٹ اپروو ہو گیا۔۔صد شکر"

سیاہ آنکھوں والے نے ذرا سا آگے سرک کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی،بائیں ہاتھ کی انگلیاں بالوں میں پھیریں اور وہ نیم دراز سا چھت کو گھور رہا تھا۔

"ناشتہ کرو گے؟"

اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتا لاؤنج کے کھلے دروازے سے کوئی اندر داخل ہوا۔

"جی ضرور۔۔کیوں نہیں؟"بولنے والا نوارد تھا جس کی آواز اس کے ہشاش بشاش ہونے کا پتہ دیتی تھی۔اس کی آواز سنتے ہی خاتون نے بیٹھے بیٹھے پیچھے گردن موڑی اور اسے دیکھا،دھیما سا مسکرائیں۔

البتہ اس شخص میں ذرا تبدیلی نہیں آئی،وہ ویسے ہی صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا۔۔

اندر آنے والے نے سفید گول گلے والی شرٹ پہن رکھی تھی،نیچے نیلی جینز تھی اور اس کے گلے میں ایک لمبی چین تھی جس کے سہارے ایک بچھو لٹک رہا تھا۔۔

Clubb of Quality Content

وہ بے پرواہ سا آگے بڑھا اور اس شخص کے ساتھ والے صوفے آ بیٹھا

"ناشتے میں کافی، گرین ٹی اور ان سب فضولیات کے علاوہ کچھ اور ضرور رکھیے گا۔۔وہ کیا ہے نا میں کھانے پر کمپرومائز نہیں کرتا" وہ سامنے بیٹھی خاتون سے مخاطب تھا۔۔اس کے پاؤں میں جوتا نہیں تھا،اس کے بال ذرا سے بکھرے تھے اور اس کی آنکھیں سرمئی تھیں

خاتون صرف مسکرا دیں جیسے وہ اس کی عادی ہوں،وہ سر ہلا کر اٹھیں اور کچن کی طرف چل دیں

ساتھ بیٹھے اٹھائیس انتیس سالہ سرمئی آنکھوں والے لڑکے نے ٹریک سوٹ والے شخص کو دیکھا

"جہاں پناہ۔۔کچھ پھوٹیں منہ سے" وہ اپنا رخ اس شخص کی طرف موڑے بیٹھا تھا

اس شخص نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا،چہرے پر تھوڑی دیر پہلے والی مسکراہٹ غائب تھی

"تمیز سے بات کرو"

لڑکے نے گلا کھنکھارا "جان۔۔"

"فضول آدمی" اس نے سر جھٹکا اور اٹھ گیا،لڑکے کی بات ادھوری رہ گئی۔وہ بائیں جانب مڑا اور کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی،لڑکا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ہونٹوں کو گول کیے مسلسل سیٹی بجا رہا تھا،جھک کر سامنے پڑی پانی کی بوتل پکڑی اور پتلیاں سکیڑ کر اس بوتل کو دیکھا،پھر ڈھکن کھولا اور بوتل ذرا سی اوپر کر کے پانی منہ میں انڈیلا۔۔بمشکل ایک گھونٹ بھرا اور اس نے برا سا منہ بنایا

Clubb of Quality Content

"استغفراللہ۔۔ایسے ہی اس میں اتنا زہر نہیں بھرا ہوا" سر جھٹک دیا اور بوتل واپس وہیں رکھی وہ بدمزہ ہو چکا تھا۔۔ پیچھے سے دروازہ بند کرنے کی آواز آئی اور اس نے گردن موڑی، سیاہ آنکھوں والا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔اس کے سامنے میز پر جھک کر اس نے کچھ رکھا اور پھر اس کے ساتھ آ بیٹھا۔۔لڑکا مسکرایا اور آگے کو ہو کر سیاہ رنگ کی فلیش ڈرائیو پکڑ لی

"واہ۔۔کہاں سے ملی؟" وہ اب فلیش ڈرائیو کو دائیں بائیں کر کے دیکھ رہا تھا

"کہاں سے ملنی تھی؟" ساتھ بیٹھے ٹریک سوٹ والے شخص نے بے پرواہی سے شانے اچکائے۔

لڑکا سر ہلا کر رہ گیا۔۔اس نے فلیش ڈرائیو جیب میں رکھی

"ناشتے کے بعد مجھے ایک ضروری کام ہے، پھر دیکھتے ہیں" وہ آگے کو ہوا اور صوفے سے ٹیک لگا لی۔

نظریں سیاہ آنکھوں والے پر ہی جمی تھیں

"کون سا ضروری کام ہے؟" ساتھ بیٹھے شخص نے ابرو اٹھایا

"وہ۔۔" گلا کھنکھارا "میری گرل فرینڈ۔۔"

"تیمور۔۔" وہ مزید سنجیدہ ہو گیا

"اچھا یار" اس نے سر جھٹک دیا جیسے بے زار ہوا ہو "میری بیوی کا انٹرویو ہے۔۔اسے لینے جانا ہے"

سرمئی آنکھوں والا تیمور جلدی سے بولا تھا۔

"اوہ۔۔زن مرید" ساتھ بیٹھا شخص محظوظ ہوا تھا، اس کے چہرے پر مسکراہٹ بھی آئی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکا ہنس دیا۔ذرا سا سیدھا ہوا"تم مجھ سے بھی بڑے زن مرید ہو گے "آگے کو جھکا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا"مامون آفندی"

اس نے ہاتھ جھلایا،ایسے جیسے ناک سے مکھی اڑائی ہو

"مون۔۔آجاؤ"خاتون کی آواز پر ٹریک سوٹ والا اٹھا اور پیچھے بیٹھے تیمور کو ساتھ چلنے کا اشارہ کیا، سرمئی آنکھوں والا اٹھا اور اس کے پیچھے چل دیا۔۔یہ تو دن کا آغاز تھا

دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔وہ اپنے آفس میں بیٹھی سامنے میز پر لیپ ٹاپ کھولے کچھ دیکھ رہی تھی،لیپ ٹاپ کی سکرین پر دو سٹکی نوٹس چپکے تھے جن پر انگریزی میں کچھ لکھا تھا،اس کے سامنے ایک چشمے والی لڑکی بیٹھی تھی جس نے پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔شاید دونوں کے درمیان کوئی ضروری بات چل رہی تھی۔آفس میں ایئر فریشنر کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔سفید دیواریں اور سیاہ چھت،دائیں طرف لگی کھڑکی کھلی تھی جس سے روشنی اندر آرہی تھی۔۔سامنے ایک کاؤچ اور چھوٹی شیشے کی میز تھی جس پر ایک چھوٹا سا پودا پڑا تھا۔۔لڑکی اپنی باس کو دیکھتی بولے جا رہی تھی

"سمر کلیکشن ریڈی ہے۔۔شوٹ بھی مکمل ہو چکا ہے۔۔اب بس آپ کا ویٹ کر رہے ہیں،آپ کل لاہور سے ہو آئیں۔۔ایک بار سب خود دیکھ لیں۔۔شیڈول کے مطابق ہم سنڈے کو کلیکشن آؤٹ کر دیں گے"

لڑکی نے لیپ ٹاپ کی سکرین سے نظریں ہٹائیں، کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے

"ہوں۔۔ٹھیک ہے۔۔کل ہم لاہور جائیں گے "ایک سانس خارج کی "آج تو دو میٹنگز ہیں وہ سم اپ کرلوں"

سامنے بیٹھی لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور اب اسے کچھ اور بتانے لگی، میز پر پڑا اس کا فون تھرتھرایا، جھٹ سے موبائل پکڑا، سکرین سوائپ کی اور کان سے لگایا

"ہوں۔۔ہوں" وہ اپنی انگلی سے مسلسل کنپٹی سہلا رہی تھی۔سامنے بیٹھی لڑکی بغور اسے دیکھ رہی تھی

"اچھا۔۔ہوں۔۔ٹھیک ہے۔۔میں بزی ہوں گی مگر تم آجانا۔۔ہوں۔۔او-کے "اور اس نے فون کان سے ہٹا کر دوبارہ میز پر رکھ دیا۔سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا

"کافی پلیز"

لڑکی سر ہلا کر اٹھی اور چلی گئی۔۔وہ پھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی، وہ کچھ پریشان تھی۔۔دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے وہ مسلسل کھڑکی کو گھور رہی تھی جس سے روشنی اندر آرہی تھی

دفعتاً آفس کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔اس کے بال سیاہ تھے، آنکھیں سرمئی، رنگت اجلی، وجیہہ نقوش، سفید گول گلے والی شرٹ جس پر گہری نیلی جیکٹ اور نیچے گہری نیلی جینز تھی۔اس

کے جو گرز شہر کے سب سے بڑے برانڈ کا پتہ دیتے تھے،اس کے گلے میں ایک چین جھول رہی تھی جس سے ایک "بچھو" لٹکا تھا،ہاتھ میں مہنگی ترین گھڑی تھی اور وہ بڑے کانفیڈنس سے لڑکی کے سامنے آ بیٹھا۔۔پیچھے ہی سیاہ گول فریم گلاسز والی لڑکی تھی، جس کی آنکھیں رونے کے باعث سرخ تھیں اور پپوٹے سوجھے تھے، آتے ہی کاؤچ پر بیٹھ گئی۔۔دفعتاً کمرے میں لڑکی کی سیکرٹری آئی تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے بات کر رہی تھی، کافی کا مگ میز پر رکھا جو آگے بڑھ کر لڑکے نے اٹھایا اور لبوں سے لگایا

"صرف تمھیں میرا خیال ہے چشمش"

لڑکی نے اسے گھورا اور جواب جھٹ سے آیا "آپ کی بیوی بھی چشمش ہی ہے"

لڑکے نے اسے دیکھتے کپ دوبارہ منہ کو لگایا،ایک گھونٹ بھرا اور پھر مسکرایا "وہ مجھے کیوٹ لگتی ہے۔۔تم نہیں" اور مسکراہٹ غائب۔

سیاہ آنکھوں والی نے آنکھوں سے سیکرٹری کو جانے کا اشارہ کیا اور وہ اس لڑکے پر ایک تیکھی نگاہ ڈال کر چلی گئی۔۔خاموشی سے تھوڑی تلے مٹھی رکھے صوفے پر بیٹھی عینک والی لڑکی کو دیکھ رہی تھی

"رونے کے علاوہ بھی کچھ آتا ہے تمھیں؟" وہ چلائی تھی۔لڑکا ابھی بھی کافی پینے میں مگن تھا، محظوظ سا،ٹانگ پر ٹانگ جمائے

"جواب دو" وہ اٹھی اور اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی

لڑکے نے کرسی کا رخ اپنے پیچھے پڑے صوفے کی طرف موڑ لیا اور اب مزے سے کافی کے گھونٹ بھرتے دونوں بہنوں کو دیکھ رہا تھا۔۔عینک والی لڑکی نے سسکی لی اور پھر رو دی

"بیلی۔۔"وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا

"تم چپ رہو"اس نے انگلی اٹھا کر لڑکے کو منع کر دیا۔

اس نے شانے اچکائے اور پھر چپ کر کے بیٹھ گیا۔

میرون گاؤن اور لمبے بالوں والی لڑکی نے گہری سانس لے کر خود کو نارمل کیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"اب کیا کرنا ہے؟ کیا رسپانس تھا ان کا؟"اب کہ لہجہ نارمل تھا۔بڑی بہن والا غصہ اتار لیا تھا اب بڑی بہن والا پیار جتانا تھا۔

عینک والی لڑکی نے سختی سے آنکھیں رگڑیں۔

"پتہ نہیں۔۔لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ مجھے اس جاب کے لیے سیلیکٹ نہیں کریں گے"نم آواز

وہ بھی خاموش ہو گئی۔پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی

"اچھا چلو بس کرو۔۔ایسے بیہیو مت کرو جیسے یہ آخری جاب تھی"لڑکا اب اٹھا،کپ میز پر رکھا اور کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔

Clubb of Quality Content

"چلو گھر جاؤ۔۔کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔رات میں بات ہو گی"میرون گاؤن والی نے ہاتھ بڑھا کر اپنی چھوٹی بہن کے ماتھے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا۔

لڑکے نے مڑ کر دونوں لڑکیوں کو دیکھا"میں کہتا ہوں کہ اسے باہر پڑھنے بھیج دو۔۔باہر کی ڈگری بہت میٹر کرتی ہے" بازو سینے پر باندھ لیے

عینک والی لڑکی نے اسے گھورا،دانت پیستے بولی"میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔آئی سمجھ؟"

وہ چلائی تھی، کھڑی ہوئی اور پیر پٹخ کر کمرے سے باہر چلی گئی

سیاہ آنکھوں والی نے گردن موڑ کر لڑکے کو دیکھا۔وہ آنکھوں آنکھوں میں اسے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ سمجھ گیا تھا"میں نہیں جا رہا یار۔۔وہ میرا سر پھاڑ دے گی"

لڑکی نے سرمئی آنکھوں والے کو گھورا

"اچھا جا رہا ہوں۔۔ٹراما سنٹر ہے پورا"اور سر جھٹک کر کمرے سے چلا گیا۔۔اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو کمرے میں ابھی بھی موجود تھی۔۔وہ نیچے آئی اور گلاس ڈور کھول کر باہر زینے اترتی پارکنگ ایریا کی طرف بڑھی۔۔پھر کار کے پاس کھڑی ہو کر اس نے ایک سانس خارج کی، عینک اتار کر آنسو صاف کیے اور پھر عینک پہن کر مسکرائی، کندھے پر آئے بالوں کو ایک جھٹکے سے پیچھے کیا

"ہا۔۔مصیبت ٹلی"

اس نے آنکھوں کو گول گھمایا اور عینک پہن لی۔یہ اندر والی رامین سے بہت مختلف تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاہور:

منظر ایک چھوٹے سے گھر کا ہے جس کے لاؤنج میں لڑکی فرش پر بیٹھی تھی۔ چھوٹا سا لاؤنج جس میں صوفہ سیٹ کے علاوہ کھلی کھڑکی کے دائیں طرف گلدان پڑا تھا۔ لڑکی کے ہاتھ پینٹ سے رنگے تھے۔ فرش پر رنگوں کی بہت سی ڈبیاں تھیں اور وہ برش ہاتھ میں پکڑے پینٹ کرتی جا رہی تھی۔ سارے گھر میں خاموشی تھی سوائے اس کے ساتھ پڑے فون کے جس پر بہت شور مچا تھا۔ وہاں ایک شخص اپنا گھر دکھا رہا تھا۔ گھر میں صرف ایک وہی تھی۔ پھر باہر کا دروازہ بجا اور اس نے نظر انداز کیا۔ دروازہ پھر سے بجا اور اس نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے فون کی سکرین کو ٹچ کیا اور کردار وہیں پتھر بن گئے۔ وہ اٹھی اور باہر کی طرف بڑھی۔ ایک طرف چھوٹا سا باغیچہ تھا، بھورا چھوٹا گیٹ پھر سے بجا۔ اس نے کنڈی کھولی اور ایک طرف کھڑی ہوئی۔ ایک شخص اندر داخل ہوا، اسے دیکھ کر مسکرایا۔ وہ آگے بڑھی اور دروازہ پھر سے بند کر دیا۔ اب وہ آگے آگے چل رہی تھی اور لڑکا پیچھے پیچھے

"جب آجاتے ہو تو تھوڑا صبر بھی کر لیا کرو، ایسے دروازہ پیٹتے ہو جیسے قیامت آگئی ہو" اور کہہ کر وہ واپس فرش پر بیٹھ گئی۔

وہ صوفے پر بیٹھا اور سانس خارج کی "پانی لادو، سنینا"

لڑکی نے منہ بسور کر اسے دیکھا اور پھر کچن کی طرف گئی۔ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔ لڑکے نے شکریہ ادا کیا اور پانی کا گلاس منہ سے لگایا۔

لڑکی نے سکرین کو ٹچ کیا اور پھر سے کرادر ہلنے لگے، آواز پھیلنے لگی۔ وہ پینٹ برش پر پینٹ لگا رہی تھی

"خالو کہاں ہیں؟" لڑکے نے سوال کیا تھا

"ابو ابھی تو یونیورسٹی سے ہی نہیں آئے۔۔ تمھیں کوئی کام تھا کیا؟" وہ اسی طرح بیٹھے بیٹھے بولی تھی۔

لڑکے نے فقط سر ہلایا۔ پھر اس کی سکرین پر نظر پڑی "یہ تم کیا رولا (شور) لگا کر بیٹھی ہوتی ہو"

اس نے گردن موڑی اور اسے گھورا "پتہ ہے مجھے کل کو تم نے پابندیاں ہی لگانی ہیں۔۔ ابھی تو جو میں چاہتی ہوں وہ کرنے دو" اور سر جھٹک کر دوبارہ پینٹ کرنے لگی۔ وہ اٹھا اور اس کے ساتھ والے صوفے پر آ بیٹھا۔ پھر جھکا "ارے میں نے کب منع کیا ہے۔ میں بس یہ کہتا ہوں کہ ایسی فضول چیزیں مت دیکھا کرو جن کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا"

اس نے پینٹ برش کو پانی میں ڈال کر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا "تمھارا یہی مطلب ہوتا ہے"

اس نے سانس خارج کی "مجھے پتہ ہے تم بس دیکھتی ہو لیکن نینا دیکھنا انسان پر اثر کرتا ہے۔ جو ہم دیکھتے ہیں دماغ وہی سوچتا ہے اور پھر ہم جانے انجانے میں وہ ہونے اور وہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں"

لڑکی نے اسے دیکھا اور سانس خارج کی "عالی۔۔میں نے بس ایک وی لاگ دیکھا ہے اور تم پوری کہانی سنانے بیٹھ جاتے ہو" پھر سر جھٹکا اور سکرین بجھا دی "نہیں سنتی میں، ہو جاؤ تم خوش" اور منہ بنا کر بیٹھ گئی۔وہ مسکرایا اور جیب سے ایک لفافہ نکالا اور اس کی طرف بڑھایا

"یہ میں تمھارے لیے لایا ہوں"

اس نے ایک نظر دیکھا اور مسکرا دی۔پھر لفافہ ہاتھ میں لیا اور کھولا۔اندر خوبصورت چوڑیاں تھیں، مسکراہٹ گہری ہوئی

"شکریہ۔۔" پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "تمھیں پتہ تھا ابو گھر پر نہیں ہوں گے اسی لیے آئے ہو نا"

وہ سیدھا ہوا "نہیں تو۔۔تم میری منکوحہ ہو، تم سے ملنے مجھے کسی کی اجازت تھوڑی چاہیئے" سنینا اسے دیکھ کر ہنس دی۔وہ فقط مسکرایا تھا۔لڑکی نے چوڑیاں کلائیوں میں پہن لیں اور اسے دکھائیں

"بڑی پیاری لگ رہی ہیں" اس نے تعریف کی اور وہ ہنس دی۔اس کے گال گلابی پڑے تھے

"کل تمھارا کمپیٹیشن ہے نا، اچھے سے پرفارم کرنا" اس نے اپنا رخ لڑکی کی طرف موڑ لیا

لڑکی نے سانس خارج کی "کالج میں اور بھی بہت اچھے اچھے پینٹرز ہیں۔۔میری کیا ہی مجال" اور سر جھٹکا

"میں دعا کروں گا، تم دیکھنا جیت کر آؤ گی" اور مسکرایا

لڑکی پھر سے ہنس دی "کیونکہ عالیار کی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں"

وہ بھی ہنسا "اور عالیار کی ساری دعائیں سینا کے لیے ہوتی ہیں"

اس نے گردن جھکائی "بس موقع چاہیئے تعریف کا۔۔اتنی بھی سندر نہیں ہوں میں"

اور دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے

"اگر میں کمپیٹیشن جیت گئی نا تو تم مجھے حویلی لے کر چلو گے، کچھ اچھا سا کھلاؤ گے" وہ پر جوش ہو کر بولی تھی۔

اس نے سر ہلا دیا "کماتا کس لیے ہوں"

لڑکی فقط مسکرائی تھی۔وہ اسے پینٹ کرتا دیکھ رہا تھا اور وہ اسے کچھ بتا رہی تھی۔

دن کیسے ڈھلا نہیں پتہ چلا، سارا دن وہ مصروف رہی، مغرب سے ذرا پہلے گھر پہنچی، گاڑی گیراج میں کھڑی کی اور اندر کی طرف بڑھی۔یہ آٹھ مرلے کا گھر تھا۔نہ زیادہ بڑا نہ زیادہ چھوٹا۔گھر کا بڑا حصہ باغ پر مشتمل تھا۔جابجا کیاریوں میں لگے لمبے لمبے درخت، کلیوں کی مہک، سرسبز گھاس جیسے اس باغ کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔لاؤنج کے اندر جھانکو تو بائیں جانب کو سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔۔ اندر کی جانب بڑھتے بائیں ہاتھ پر دو ساتھ ساتھ کمرے تھے۔۔دائیں طرف جھانکو تو ایک صوفہ سیٹ تھا، دائیں دیوار پر لگی درمیانے سائز کی ایل سی ڈی، سامنے کھڑکیاں جن پر پردے گرے

تھے۔۔ کھڑکیوں کی سیدھ میں کچن تھا۔۔ سارا گھر روشن تھا۔۔ لڑکی سب سے پہلے دائیں جانب مڑی اور ایک خاتون صوفے پر بیٹھیں ہاتھ میں ریمورٹ پکڑے ایل سی ڈی کی طرف متوجہ تھیں جہاں کوئی ڈرامہ لگا ہوا تھا۔۔ اس کے قدموں کی چاپ سن کر خاتون نے گردن موڑی اور اسے دیکھ کر مسکرائیں۔۔ وہ آگے بڑھی اور ان کی گردن کے گرد بازو حمائل کر کے ان کے دائیں گال کو چوما

"اتنا کام کرتی ہو۔۔ کیا ضرورت ہے ان فضول کے بکھیڑوں میں پڑنے کی۔۔ چھوڑ سب کچھ۔۔ گھر پر رہو اور خوش رہو" خاتون نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا اور خفا سی بولیں

وہ صرف مسکرا دی۔ سامنے کچن سے فرحت بھی باہر آئیں جن کے ہاتھ میں خفگیر تھا اور ماتھے پر پسینہ۔۔ کچن سے ایگزاسٹ چلنے کی آواز آ رہی تھی

"آ گئی تم۔۔ چلو منہ ہاتھ دھو لو کچھ کھانے کو لاتی ہوں" اور ساتھ ہی کچن میں چلی گئیں "پتہ نہیں کیا کھاتی پیتی ہے۔۔ وزن دیکھو اور گھٹ گیا ہے۔۔ ڈھانچہ ہو جائے گی مگر ڈھیٹ اولاد کو اثر ہی نہیں ہوتا"

وہ ساتھ ساتھ سلاد کاٹ رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اپنی بیٹی کو کوس رہی تھیں۔۔ ان کی آواز باہر تک آ رہی تھی

سامنے کمرے سے بھوری آنکھوں والا اشعر نکلا تھا، پہلے کچن میں جھانکا اور پھر خاموشی سے اندر چلا گیا، ٹرے میں پڑے کبابوں میں سے ایک کباب اٹھایا اور دانتوں سے کاٹا

خاتون نے اسے گھورا مگر وہ بھی ڈھیٹ تھا، پورا کباب اٹھا کر باہر کو بھاگا اور صوفے پر خاتون کے ساتھ جا بیٹھا۔ فرحت بھی پیچھے ہی کچن سے باہر آئیں

"اس لڑکے کو میں نے کہا تھا کہ دہی لا دو۔۔تب اس نے پڑھنا تھا۔۔اب ہو گئی پڑھائی" وہ کمر پر ہاتھ باندھے غصے میں تھیں

"امی ریسٹ کر رہا ہوں۔۔ریسٹ از بیسٹ فار ٹیسٹ" کہتے ہی کباب کا باقی حصہ بھی منہ میں رکھا اور چبانے لگا۔۔لڑکی نے اس کے سر کے بالوں میں انگلیاں ڈال کر ذرا سا کھینچے

"آہ" وہ کراہ کر رہ گیا

"سارے میرے ہی دشمن ہیں" وہ برا منہ بنا کر لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو کہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔

Clubb of Quality Content

پہلا کمرہ اس کا اور اس کی بہن کا تھا۔کمرے میں روشنی جل رہی تھی، تین انرجی سیور کمرے کو اچھا خاصا روشن کر رہے تھے۔۔وہ بیڈ پر لیپ ٹاپ کھولے بیٹھی تھی اور دھڑا دھڑ کی پیڈ پر انگلیاں چلا رہی تھی۔۔لڑکی نے پرس بیڈ پر پھینکا، بالوں میں انگلیاں پھیریں اور ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔اس کے سیاہ سلکی بال تھے، آنکھیں گہری سیاہ اور رنگت اجلی کسی بھی داغ سے پاک۔۔کانوں میں اوپر تک جاتیں چار ننھی ننھی بالیاں۔۔وہ ذرا سا آگے ہوئی اور عکس کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالیں۔۔وہ بدل گئی تھی؟اونہوں۔۔وہ ایسی ہی تھی اور ایسی ہی رہے گی۔۔ذرا سا پیچھے ہو کر گاؤن اتارا اور دیوار سے لٹکایا، بالوں کو جوڑے میں بند کیا اور باتھ روم میں چلی گئی۔۔

کمرے میں ایک بڑا سا بیڈ تھا جس کے دائیں طرف الماری تھی اور ساتھ ڈریسنگ ٹیبل، بائیں طرف باتھ روم۔۔سامنے کھڑکی تھی جس پر سے پردے ہٹے تھے اور کھڑکی کے ساتھ سٹڈی ٹیبل، جس پر ایک لیمپ، پنسل باکس، چند کتابیں اور ایک شیشے کا جار پڑا تھا جو کہ خالی تھا مگر وہ ذرا سا کھڑکی کے نیچے پڑا تھا اس طرح کہ باہر سے آتی قدرتی روشنی اس پر پڑتی، شیشے کے جار سے ننھے ننھے روشنی کے ذرات باہر جھانک رہے تھے۔سٹڈی ٹیبل کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر ایک الماری دیوار میں نصب تھی جو کتابوں سے بھری پڑی تھی۔۔کمرے میں ہلکا گلابی پینٹ ہوا تھا۔۔سٹڈی ٹیبل کے اوپر ایک سافٹ بورڈ تھا جس پر بہت سے سٹکی نوٹس اور تصاویر تھیں۔۔درمیان میں ایک چھوٹا سا چارٹ کا ٹکرا کاٹ کر دو نام لکھے گئے تھے۔۔سیاہ رنگ سے لکھے گئے دو نام

“Rabeel and Rameen”

اس سافٹ بورڈ پر بہت سی حکایات، بہت سے جملے، بہت سے الفاظ لکھ کر لگائے گئے تھے

"میں کیا بنوں گی اس کا فیصلہ میں خود کروں گی کوئی اور نہیں"

"میں لوگوں کو وضاحتیں دینے کے لیے نہیں بنی۔۔جو مجھے ٹھیک لگا میں نے کیا"

"میں ہر وقت ٹھیک نہیں ہوں گی مگر میں ہر وقت غلط بھی نہیں ہوں گی"

"Fall seven times stand up eight"

وہاں اور بھی کئی سطریں لکھی تھیں جو یہ بتاتی تھیں کہ اس کمرے کی مکین کو خود سے محبت ہے۔۔خود کی پہچان ہے۔کم از کم الفاظ یہی بتا رہے تھے

لیپ ٹاپ پر جھکی رامین کے فون پر ایک میسج آیا، پھر ایک اور میسج اور پھر کال۔۔فون اس کے ساتھ بستر پر پڑا تھا۔بار بار کی تھرتھراہٹ سے جھنجھلا کر اس نے فون اٹھالیا، نظریں اس کی لیپ ٹاپ سکرین پر ہی جمی تھیں

"ہوں۔۔بولو"

کندھے اور کان کے درمیان فون رکھے وہ برے منہ بناتی لڑکی کی بات سن رہی تھی،انگلیاں مختلف کیز دبا رہی تھیں،لیپ ٹاپ سکرین پر سفید رنگ کا ایک صفحہ کھلا تھا جس پر سیاہ الفاظ نمایاں تھے

"یار۔۔تم کیا ہو؟اس نے تمھیں پھر قائل کر لیا۔۔وہ کانٹا اگر تمھیں زیادہ چبھ رہا ہے تو پھینک دو۔۔کیوں ذلیل ہو رہی ہو لڑکی بولی تو لہجے سے ہی بے زار لگ رہی تھی۔اس کی آواز ذرا سی بلند تھی۔

دوسری طرف سے لڑکی کی آواز فون سے باہر گونجی تھی

"محبت میں خواری تو ہوتی ہے"

اسے غصہ آنے لگا تھا۔سیاہ فریم والی لڑکی نے نظریں لیپ ٹاپ سکرین سے ہٹالیں اور سامنے کھڑکی کو دیکھتے بولی

"کسی مرد کے بچے سے تمھارا پالا نہیں پڑا۔۔خواری مائی فٹ "اور اس نے کال کاٹ دی۔۔اس کی پھر سے کال آنے لگی مگر اس نے فون بند کر دیا

"مصیبت۔۔ہوں "اس نے سر جھٹکا "ادھر ہمیں اچھی جاب نہیں مل رہی اور انھیں سچی محبت چاہیئے "وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔

رابیل باتھ روم سے باہر آچکی تھی اور تولیے سے منہ خشک کر کے اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"کیا کر رہی ہو مینا" نظریں سکرین پر تھیں

وہ پھر بھی لیپ ٹاپ پر جھکی رہی

"بتاتی ہوں بیلی "ساتھ بیٹھی رابیل بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے لیٹ گئی۔۔ابھی کچھ پل ہی بیتے ہوں گے کہ رامین چیخ مار کر اٹھی اور لیپ ٹاپ ایک طرف رکھ دیا

بیڈ پر لیٹی لڑکی کا دل منہ کو آگیا اور پیچھے پڑا تکیہ اس نے پورے زور سے عینک والی لڑکی کو مارا

"میری جاب لگ گئی بیلی "وہ بے پناہ خوش تھی

وہ بھی مسکرادی "دفع ہو جاؤ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ دروازہ کھول کر باہر کی طرف بڑھی اور اب باہر سے آوازیں آ رہی تھیں۔۔اشعر اسے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ نانی سے بلند آواز میں کچھ کہے جا رہی تھی

اس کی نظر سامنے سافٹ بورڈ پر پڑی جہاں ایک سٹکی نوٹ پر بڑا بڑا لکھا تھا

"لگنے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے"

اس نے مسکرا کر سر جھٹکا اور پاس پڑے پرس کو گود میں رکھ کر اس میں جھانکا، موبائل فون نکالا اور وائی فائی سے کنیکٹ کیا، بہت سارے نوٹیفیکیشن ایک ساتھ آئے مگر اس نے چونک کر واٹس ایپ کھولا، تیسری چیٹ پر نمایاں میسج غیر متوقع تھا۔اس نے ایک سانس خارج کی اور سکرین آف کر کے باہر چلی گئی۔۔باہر لاؤنج میں اس نے شور مچایا ہوا تھا، پھر اندر آئی، بستر پر پڑا فون پکڑا اور مسکرائی

"چوزو کو بتاتی ہوں"

وہ لاؤنج سے باہر باغ کی طرف گئی تھی۔باغ میں کھڑی لڑکی نے سانس خارج کی اور بالوں میں انگلیاں پھیرتی سوچنے لگی

"یہ کیسے ہو گیا؟انٹرویو تو بہت برا دیا تھا۔۔خیر اس مسئلے سے بھی نکل جاؤں گی۔۔کر ہی نہ لے رامین جاب"

وہ کسی کا نمبر ڈائل کر رہی تھی

رات نے ہر طرف اپنا رعب جمایا تھا، سیاہ پردے ہر طرف ڈیرہ جمائے ہوئے تھے۔۔ سرمئی اور سفید بنگلہ اپنی روشنیوں کے ساتھ پوری شان سے کھڑا تھا۔۔ بڑے سے لاؤنج میں داخل ہو تو چند قدم کے فاصلے پر بائیں طرف ایک صوفہ سیٹ تھا جس کی پشت پر بڑی سی دیوار گیر کھڑکی تھی، کھڑکی کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔ دائیں طرف دیکھو تو ڈائننگ ٹیبل سجا ہوا تھا اور اس کی پشت پر بھی ایک دیوار گیر کھڑکی تھی۔ لاؤنج میں کھڑکیوں کے ساتھ کونوں پر بڑے بڑے گلدان رکھے گئے تھے جن میں مصنوعی پھول تھے۔ ڈائننگ ٹیبل سے چند قدم دور اوپن کچن تھا۔۔ لاؤنج کے کھلے دروازے سے تیمور اندر آیا تھا۔ اس کے پاؤں میں سفید جرابیں تھیں اور اس کی جیکٹ غائب تھی، سفید گول گلے والی شرٹ اور جھولتے "بچھو" والی لمبی چین۔۔ تیزی سے اندر آیا اور سامنے اوپر کو جاتیں سیڑھیوں کی طرف بڑھا، دو دو زینے پھلانگتے وہ پہلا کمرہ چھوڑ کر دوسرے کمرے کے دروازے کے سامنے تھا۔ انگلی کی ہڈی سے دستک دی اور ناب گھما کر دروازہ کھول لیا۔ اندر سفید فرش نمایاں ہوا۔ سلیقے سے سجا بستر، دائیں جانب دیوار گیر کھڑکی جس کے پردے ہٹے تھے۔ دروازہ پورا کھلا اور کوئی کاؤچ پر بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا۔۔ اسے آتا دیکھ کر کتاب کا صفحہ کنارے سے موڑا، کتاب بند کی اور کھڑا ہو گیا۔۔ کتاب بیڈ سائیڈ پر رکھی اور اس سے مخاطب ہوا

"زیادہ دیر نہیں ہو گئی؟"

کمرے کی دیواریں سفید تھیں، کسی اچھے روم فریشنر کی خوشبو نتھوں سے بار بار ٹکرا کر تازگی کا احساس دلا رہی تھی

"ہاں" شانے اچکائے "بزی تھا" وہ آگے بڑھا اور بے پرواہ سا اس کے بستر پر گر گیا

"کہاں؟" ابرو اٹھایا اور اب وہ اس کے سامنے کھڑا تھا

وہ اپنی ٹانگیں بار بار جھلا رہا تھا "عشاء کی نماز پڑھ رہا تھا"

دونوں کے چہرے کی سنجیدگی میں ذرا برابر فرق نہیں آیا

اس نے جھک کر جھٹ سے تیمور کی جیب سے اس کا فون لیا

"یہ کیا حرکت ہے؟" وہ کرنٹ کھا کر اٹھا اور اس سے فون کھینچنے لگا مگر اس نے فون پیچھے کر لیا

"دو منٹ ہیں نہیں تو میں مینا کو بتانے والا ہوں کہ پچھلے ہفتے سے تمھاری حرکتیں مشکوک ہیں۔ پھر وہ جانے اور تم جانو" اس کی بے نیازی میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آیا تھا

تیمور اس کے سامنے کھڑا تھا، بس ایک سانس لے کر رہ گیا

"شوٹنگ کلب میں تھا" اس نے سر جھٹکا، برا سا منہ بنایا

وہ مسکرایا اور فون واپس کر دیا "گڈ بوائے!" اس نے تیمور کا گال کھینچا

وہ منہ بسورے بیٹھ گیا "انہی حرکتوں کی وجہ سے مجھے نفرت ہے تم سے"

وہ ہنس دیا"میں تو جیسے تمھاری محبت میں مجنوں بنا بیٹھا ہوں نا" سر جھٹکا۔۔کاؤچ کے سامنے پڑی چھوٹی شیشے کی میز پر سے اس نے لیپ ٹاپ اٹھایا اور تیمور کو دیا

بیڈ پر سینے کے بل لیٹے تیمور نے فلیش ڈرائیو لیپ ٹاپ میں لگائی، لیپ ٹاپ آن کیا اور کی پیڈ پر انگلیاں چلنے لگیں۔کمرے میں خاموشی تھی، ماحول میں ایک عجیب سا تناؤ تھا

ایک ٹانگ بیڈ پر فولڈ کیے دوسری ٹانگ نیچے لٹکائے اس کا پاؤں فرش کو چھو رہا تھا، پتلیاں سکیڑے مامون غور سے لیپ ٹاپ کی سکرین کو دیکھ رہا تھا جو لمحہ بہ لمحہ بدل رہی تھی۔۔تیمور کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر چل رہی تھیں۔۔وہ بے چین تھا اور اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔سکرین سیاہ ہو گئی اور درمیان میں ایک دائرہ سا گھومنے لگا۔۔گنتی ایک فیصد سے شروع ہو کر آگے کو بڑھ رہی تھی۔۔

Clubb of Quality Content

تیس فیصد۔۔۔پچاس فیصد۔۔۔اسی فیصد

دل کی دھڑکن سنی جا سکتی تھی، کمرے میں گھٹن محسوس ہونے لگی، اے سی چل رہا تھا مگر اسے ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔۔بستر پر سینے کے بل پڑے تیمور کے پیٹ میں مروڑ پڑ رہے تھے، مامون کی حالت بھی اس سے کچھ مختلف نہیں تھی اور سو فیصد پوری

وہ ایک وڈیو تھی جس پر کلک کرو تو ایک میسج پوپ اپ ہو رہا تھا جس میں شاید کوئی کوڈ لگنا تھا اور صحیح کوڈ لگانے پر وہ وڈیو چلنی تھی۔۔مامون نے بے بسی سے سانس خارج کی اور اٹھ گیا، اس کا دل ڈوبا تھا،

ماتھے پر شکنیں ابھریں اور وہ خاموشی سے کھڑکی کی طرف منہ کیے کھڑا ہو گیا۔۔ سنجیدہ سے تیمور کی نگاہیں سکرین پر ہی تھیں۔۔ وہ بڑبڑایا

''ایک اور پہیلی''

وہ مڑا اور غصے سے اسے دیکھا

"یہ سب تمھاری وجہ سے ہو رہا ہے" بازو لمبا کر کے اس کی طرف اشارہ کیا، اس کی آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں "تم تھوڑا سا سیریس ہو جاتے تو آج ہم یہاں نہ ہوتے" وہ چلایا تھا

بدلے میں بستر پر لیٹا لڑکا جھٹکے سے کھڑا ہوا اور عین اس کے سامنے دانت پیستے ہوئے بولا "تم اکیلے ہی وکٹم نہیں ہو مون۔۔ میں بھی تمھارے ساتھ پچھلے دو سالوں سے ذلیل ہو رہا ہوں" اس کی آنکھیں بھی گلابی پڑ رہی تھیں

اس نے بس دانت پیسے اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے پیچھے دھکا دیا "بھاڑ میں جاؤ تم" اور دوبارہ کھڑکی کی طرف رخ موڑ لیا

سکرین پر ویڈیو جامد تھی، دونوں کے درمیان اب خاموشی تھی۔۔ دھیرے سے کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی دروازے کا ناب پکڑے دروازے اور دیوار کے درمیان کھڑا انھیں دیکھ رہا تھا، اس کی عمر نو دس سال کے لگ بھگ تھی، اس نے سفید فراک سیاہ آنکھوں والا پہن رکھی تھی، پاؤں میں جوتا

غائب اور اس کے سیاہ بال لمبے بال نیچے کمر تک آ رہے تھے۔۔اس کی آنکھیں اس کی ماں جیسی تھیں

"سیاہ"۔۔خاموشی سے دونوں کو دیکھے گئی اور پھر دروازہ بند کر کے واپس چل گئی

تیمور نے لیپ ٹاپ آف کیا، فلیش ڈرائیو کھینچ کر نکالی اور دروازے کی طرف بڑھا

"موڈ ہو تو بتا دینا"

غصے سے کہہ کر تیمور باہر چلا گیا، وہ کھڑکی کے سامنے کھڑا سر جھکائے، بایاں بازو سینے سے باندھے، آنکھیں بند کیے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ناک کی ہڈی مسل رہا تھا۔

پھر سر اٹھا کر آنکھیں کھولیں اور خاموشی سے ہونٹوں پر مٹھی رکھے کچھ سوچنے لگا۔۔دفعتاً بستر پر پڑا اس کا فون بجا۔۔وہ فون نہیں اٹھانا چاہتا تھا مگر وہ بجے جا رہا تھا، تنگ آ کر مڑا، بستر پر ذرا سا جھکا اور فون اٹھا لیا۔۔اوپر جگمگاتا نام دیکھ کر بے زار ہوا اور فون کان سے لگایا

"جی فرمائیں" جیسے وہ بہت ضبط کر رہا ہو

"تیمور کہاں ہے؟" ایک بھاری مردانہ آواز

"کہاں ہو سکتا ہے؟" وہ بلا کا سنجیدہ تھا

"واپس بھیجو اسے"

"وہ اپنی مرضی کا مالک ہے" اور اس نے جھنجھلا کر فون کان سے ہٹایا اور کال کاٹ دی۔

فون بستر پر پھینکا اور سر دونوں ہاتھوں میں دے کر بیٹھ گیا

فون دوبارہ بجا،اس نے ایک سانس خارج کی اور فون آف کر دیا۔۔آگے بڑھااور لیمپ آف کر دیا، تکیہ پکڑااور اسے سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گیا۔۔اس کے پاؤں دیوار گیر کھڑکی کی طرف تھے۔۔کچھ پل بیتےاور کمرے کادروازہ دھیرے سے کھلا۔۔مامون نے آنکھیں نہیں کھولیں،وہ جانتا تھا کہ کون آیا ہے۔۔صرف ایک شخص کواجازت تھی کہ وہ بنادستک بنااجازت اس کے کمرے میں آسکتا تھا۔۔ اندر آنے والی لڑکی نے دروازہ بند کیا،بیڈ پر چڑھ گئی اوراس کے تکیے پر اپنا سر رکھا،چہرہ اس کی طرف موڑا،اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔لڑکی نے اپنا سر اٹھایااوراس کے سرہانے بیٹھ کراس کے ماتھے پر اپناہاتھ رکھا،وہ اس کا سر دبارہی تھی۔۔

آنکھیں بند کیےاس نے لڑکی کا سر دباتاہواہاتھ پکڑااور اپنے گال سے لگایا

لڑکی جھکی اوراس کے کان میں سرگوشی کی"جب کچھ سمجھ نہیں آتاتوسوجاتے ہیں،مون"

اس کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں،لڑکی دوسرے ہاتھ سے اس کا سر دبارہی تھی

آسمان ابھی گہرانیلا تھا۔فجر کو بیتے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ایک بڑے سے بنگلے کے دروازے کے سامنے ایک گاڑی کھڑی تھی جس کی ہیڈلائیٹس آن تھیں۔بڑے سے گیٹ کی دائیں جانب سے گارڈ باہر نکلا۔۔گاڑی میں بیٹھے شخص نے گردن باہر نکال کر ہاتھ سے اسے اپنی طرف آنے کااشارہ کیا۔۔وہ آگے بڑھااور گاڑی کی کھلی کھڑکی کی طرف جھکا

"تم واقعی میں اتنے معصوم ہو یا ایکٹنگ کرتے ہو؟"اس کے بال بکھرے تھے،آدھی آستینوں والی سیاہ گول گلے والی شرٹ پہنے وہ گارڈ سے مخاطب تھا

"سر۔۔وہ بہروز سر نے۔۔"وہ کچھ ہچکچا رہا تھا"منع کیا ہے کہ آپ کو نہ آنے دوں"

اس نے دونوں ہاتھ سٹیرنگ پر رکھے اور ابرو اٹھا کر اسے دیکھا"اوہ"پھر مسکرایا"بہروز سر نے تو جوا کھیلنے سے بھی منع کیا ہو گا۔۔نہیں؟"اور ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔

گارڈ نے بے بسی سے سانس خارج کی اور گیٹ کھول دیا،برا سا منہ بنا کر بڑبڑایا"ایسے ہی خدا نے اولاد کو آزمائش نہیں کہا۔۔۔ہوں"اور سر جھٹکا

گاڑی اندر آئی اور اس نے گیراج میں کھڑی کی،باہر نکلا اور چابی انگلی میں گھماتا،ہونٹ گول کیے سیٹی بجاتا زینے چڑھتا اندر داخل ہوا۔۔اندر ابھی اندھیرا تھا،لاؤنج کی بتیاں بند تھیں۔۔وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا اور ابھی پہلے زینے پر ہی پیر رکھا تھا کہ لاؤنج کی بتیاں جل اٹھیں۔۔وہ ایڑیوں پر مڑا اور پیچھے دیکھا مگر سیٹی بجاتا رہا اور چابی گھماتا رہا

"ڈونٹ ٹیل می کہ آپ میری وجہ سے رات بھر نہیں سوئے"لاؤنج میں بڑے صوفے کے پاس ایک سنجیدہ سا مرد کھڑا تھا ساتھ ایک خاتون تھیں۔۔

"کہاں تھے؟"ایک گرج دار آواز۔لڑکے کے ہاتھ پہلو میں آ گرے،بے پرواہی سے شانے اچکائے سیٹی کی آواز گم ہو گئی،انگلی پر ناچتی چابیوں کو سکون ملا

"میرا نہیں خیال کہ اس نے آپ کو بتایا نہ ہو" اس نے ابرو اٹھایا۔بے پرواہی میں کوئی فرق نہ پڑا۔

"اسی کے ساتھ کیوں نہیں رہ لیتے تم؟" اوپر سے آواز آئی تھی اور اس نے گردن اٹھا کر اوپر دیکھا۔۔

سیاہ بال اور لمبے قد والا مرد، جس کی آدھی آستینوں سے کسرتی بازو جھلک رہے تھے

"کیا یہ سوال تھا؟" وہ بھی ڈھیٹ تھا۔۔سوال پر سوال

وہ زینے اترتا نیچے آیا اور اب اس کے سامنے بس ایک سیڑھی اوپر تھا

"وہ۔۔تمھارا۔۔بھائی۔۔نہیں۔۔۔ہے" اوپر کھڑے شخص نے ایک ایک لفظ توڑ کر ادا کیا، وہ اس کی سرمئی آنکھوں میں غصے سے دیکھ رہا تھا

تیمور مسکرایا "آپ۔۔۔سے۔۔کس۔۔۔نے۔۔پوچھا؟"

جواب میں اس نے بھی لفظ توڑ توڑ کر ادا کیے

وہ دانت پیستا رہ گیا۔۔دماغ کا پارہ چڑھا

"چلو پھر اس کے گھر جاؤ۔۔دفع ہو جاؤ"

سامنے کھڑے شخص نے اسے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جھٹکا دیا اور وہ دو زینے ایک ہی پل میں اترا۔۔

"شہروز" خاتون کی بلند آواز

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمئی آنکھوں والا سنجیدہ ہو گیا اور دانت پیستے بولا "پتہ ہے کیا" ایک زینہ چڑھا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا "وہ صرف میرا بھائی نہیں ہے" گردن موڑی اور نیچے کھڑے باپ کو دیکھا "وہ میرا۔۔ باپ بھی ہے"

اور کہتے ہی سر جھٹک کر اوپر کی طرف بڑھا

"ادھر رکو۔۔ یہ تم نے کیا بکواس کی ہے ابھی" سیڑھیوں پر کھڑے شہروز نے پیچھے سے آواز لگائی مگر بغیر مڑے وہ ہاتھ جھلا کر چلا گیا۔۔ اپنے کمرے میں گیا اور ٹھک سے دروازہ بند کر لیا

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے" خاتون اپنے شوہر پر چلائی تھی اور پھر پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئی۔۔ سیڑھیوں سے نیچے اترتے شہروز نے باپ کو دیکھا اور پلکیں جھکا کر انھیں تسلی دی۔۔ بہروز آفندی جانتے تھے کہ بات تسلی سے آگے بڑھ چکی تھی

یہ تیمور اور مامون کے جھگڑے والی رات کے بعد کا دن تھا۔ گرمی کا دور شروع ہونے والا تھا۔ شہر سے دور ایک پر سکون جگہ پر ایک بڑی سی عمارت کھڑی تھی۔ عمارت کے سامنے بڑے بڑے دو باغ تھے جن کے درمیان راہداری تھی۔ سفید، گہری اور ہلکی سرمئی عمارت جس پر بڑا بڑا لکھا نام اس کی پہچان کرواتا تھا

"Meditox pharmaceuticals"

صبح کے آٹھ بج کر پچپن منٹ کا وقت تھا، گارڈ نے اپنے مالک کو دیکھ کر ایک سیلیوٹ پیش کیا، باہر کا بڑا دروازہ کھلا اور ایک نئے ماڈل کی سیاہ لینڈ کروزر زن سے اندر بڑھی اور راہداری سے ہوتی ہوئی سیدھی عمارت کے دائیں طرف آ کھڑی ہوئی۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ڈرائیور جلدی سے اترا اور پچھلا دروازہ کھولا۔۔اندر سے کوئی نکلا تھا جس کی آنکھوں پر سیاہ سن گلاسسز تھیں، دائیں کلائی میں گھڑی تھی، سیاہ فارمل تھری پیس میں ملبوس، سیاہ جوتے نفاست سے پالش ہوئے چمک رہے تھے، اس کی وجیہہ شخصیت سے ایک رعب سا اٹھتا تھا، وہ شخص اندر کی جانب بڑھا۔۔چند ایک زینے چڑھا اور گلاس ڈور کھول کر اندر داخل ہوا۔۔ریسیپشن پر کھڑی لڑکی نے سر کو خم دیا۔

"گڈ مارننگ سر!"

اس نے بس سر کو خم دیا، ایک دو کیبنز میں کام کرتے ورکرز بھی کھڑے ہو گئے، اس نے ایک نظر انھیں دیکھا اور بائیں جانب لگی لفٹ کی طرف بڑھا۔کارڈ لگایا، لفٹ کے دھاتی دروازے الگ ہوئے اور اس نے اندر داخل ہو کر دو کا بٹن دبایا، کچھ پل بیتے اور لفٹ کے بند دھاتی دروازے الگ ہوئے، وہ باہر نکلا، سامنے ایک سمارٹ سی سیاہ یونیفارم میں ملبوس لڑکی کھڑی تھی۔۔جس کی آنکھیں اور بال بھورے تھے

"گڈ مارننگ اینڈ ویلکم بیک باس!" ہلکی سی مسکان

اس نے پھر سر کو خم دیا۔کاریڈور میں بہت سے کمرے تھے اور پہلا کمرہ اس کا آفس تھا، شیشے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔۔نیچے فرش پر کارپیٹ تھا، دائیں طرف میز کے سامنے ایک بڑی کرسی کی جانب بڑھا اور اپنا کوٹ اتار کر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔دائیں دیوار پر کچھ سرٹیفیکیٹ اور تصاویر آویزاں تھیں۔بائیں جانب ایک کھڑکی اور کھڑکی سے تھوڑے فاصلے پر ایک چھوٹی میز اور کاؤچ تھا، کرسی پر بیٹھو تو سامنے آتش دان پر نظر پڑتی۔کف کے بٹن کھول کر اس نے کہنیوں تک آستینیں موڑیں اور کرسی پر بیٹھ گیا، بھورے بالوں والی لڑکی سامنے بیٹھ گئی اور ایک فائل کھول کر اس کے سامنے رکھی

"کیسی رہی رپورٹ؟"اس نے فائل ہاتھ میں لی اور پتلیاں سکیڑ کر دیکھا

"باس۔۔رامیٹیریل آچکا ہے آپ ایک بار چیک کر لیں اور باقی مارکیٹ میں ٹیٹراسائیکلن کی ڈسٹری بیوشن ہو چکی ہے اور انسپکشن ٹیم آئی تھی۔۔تب ملیحہ میم یہیں تھیں۔۔اور تاثیر میم آپ کی غیر موجودگی میں تین بار آچکی ہیں اور آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کرتی رہی ہیں"

اس نے بس سر اثبات میں ہلایا۔

سامنے بیٹھی لڑکی نے پھر ایک فائل کھولی"باس۔۔آپ کو یاد کرادوں آج آپ کی دس بجے مارکیٹنگ ٹیم کے ساتھ میٹنگ ہے"

اس نے فائل بند کر دی اور آگے کو سرکا دی۔۔پھر پیچھے کو ٹیک لگائی اور سامنے بیٹھی لڑکی کو غور سے دیکھا۔۔لڑکی بولتی جا رہی تھی، گفتگو کا اختتام ایک سطر پر ہوا

“Review and sign contract with new supplier”

وہ خاموش ہوئی اور مامون نے سر ہلایا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ڈاکومنٹ اپروو ہو گیا تھا، میں نے رات کو تمھیں میل کر دی تھی۔۔اسے ایک بار دیکھو اور ٹیم کو مینج کرو"

“We have to work fast on Nexicor”

کہتے ہی اس نے کرسی آگے کو سرکائی اور سامنے پڑی فائل کو کھول کر سائن کر دیے۔۔کاموں کی ایک لمبی فہرست اس کی منتظر تھی

وہ اس وقت لاہور میں تھی، پرانے لاہور سے دور نئے لاہور میں ایک مصروف سی شاہراہ پر بنی ایک چھوٹی دو منزلہ سیاہ عمارت کے سامنے جس پر انگریزی زبان میں بڑا بڑا لکھا تھا

“AURA”

شیشے کی بنی دیواروں سے اندر کا منظر واضح تھا، مختلف کپڑوں کی ریلز، مختلف ڈسپلے اور کپڑوں میں ملبوس مجسمے نظر آ رہے تھے

Clubb of Quality Content

اس نے ٹی پنک کلر کی گھٹنوں سے اوپر تک آتی بیگی (کھلی) شرٹ پہن رکھی تھی اور نیچے ہم رنگ ٹراؤزر۔۔ٹی پنک شرٹ میں جابجا گول درمیانے سائز کے سفید نقطے لگے تھے۔۔گلے میں دوپٹہ تھا اور اس کے بال کھلے تھے، سلکی سیاہ جیسے ابھی چند ہفتے پہلے ہی کیراٹن ٹریٹمنٹ کروایا ہو، وہ زینے چڑھتے اوپر گئی اور اپنے "بوتیک" کا شیشے کا دروازہ کھولا، اندر زرد سی روشنی اس کی آنکھوں سے ٹکرائی، فیبرک اور ایئر فریشنر کی ملی جلی خوشبو، اس کے اندر آتے کاؤنٹر پر کھڑے مرد ایک دم چست ہو گئے اور اسے دیکھ کر سر کو خم دیا۔۔اس نے دائیں سے بائیں جانب دیکھا، پھر پیچھے کھڑے لڑکے کو جس کے گلے میں ایک کارڈ لٹک رہا تھا اور اس کا نام نمایاں تھا

"اسامہ۔۔اپنا پرفیوم چینج کریں۔۔مورٹین سپرے لگا کر آپ کبھی بھی کسٹمر سے اچھی ڈیل نہیں کر سکیں گے" وہ کل والی رابیل سے بالکل مختلف تھی۔۔لڑکا بس سر ہلا کر رہ گیا۔۔اندر اے سی چلنے کی وجہ سے ماحول اچھا تھا۔۔بھورے رنگ کا فرش جیسے لکڑی کا بنا ہو، دیواروں پر سفید پینٹ ہوا تھا، صاف ستھرا اور شفاف، چھت سیاہ تھی۔۔درمیان میں ایک ستون تھا جس کے دائیں بائیں شیشے لگے تھے، ایک نظر اس نے اپنے عکس کو دیکھا، مختلف ڈسپلے، کلا تھنگ ریلز، کپڑوں کے ریکس کے پاس سے گزرتی ان سے لٹکے کپڑوں کا جائزہ لے رہی تھی، پھر ایک مجسمے کے پاس کھڑی ہوئی اور اس کی شرٹ کا گلا ٹھیک کیا، ایک نظر سارے بوتیک پر ڈالی اور پھر بت بنی مینیجر کو اشارہ کیا اور دائیں طرف لگی سیڑھیوں سے اوپر کی طرف چلی گئی۔۔

اوپر فرش پر کارپیٹ بچھا تھا، دائیں طرف ایک میز اور کرسی۔۔ بائیں طرف کاؤچ تھا، ایک بڑے صوفے کے سامنے کلاتھنگ ریل پر لٹکے کپڑوں کے ساتھ دو لڑکیاں کھڑی تھیں۔۔اسے دیکھ کر مسکرائیں

"ویلکم میم!"

وہ آگے بڑھی اور سر کے خم سے جواب دیا۔۔ریل سے لٹکی ایک قمیض کے سٹف کو ہتھیلی پر رکھ کر انگوٹھے سے مسلا اور ایک اطمینان بھری سانس خارج کی

"میم! کسٹمرز کافی دنوں سے ہماری نیو کلیکشن کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔۔فائنلی ہم اپنی کلیکشن آؤٹ کرنے والے ہیں۔۔آئی ایم سو ایکسائیٹڈ" چھوٹے قد والی لڑکی جس نے سیاہ شرٹ اور سیاہ جینز پہن رکھی تھی، کافی پرجوش تھی۔۔اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور پھر کاؤچ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔۔ مینیجر اس کے ساتھ کھڑی تھی، اس کے ہاتھ میں کاپی پنسل تھی، اسے ابھی بہت حساب کتاب کرنے تھے۔۔

اس کے ساتھ پڑا فون تھرتھرایا، اس نے نظرانداز کر کے فون سائلنٹ پر لگا دیا اور ساتھ کھڑی مینیجر کو سننے لگی۔۔رابیل اورنگزیب کا آج کا دن لاہور کے نام تھا۔

یہ ایک آفس کا منظر تھا۔۔ چھوٹا سا آفس جس کی ایک طرف میز کے سامنے کرسی پر ایک اٹھائیس انتیس سالہ لڑکا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔۔ کمرے میں اے سی آن تھا جس سے ماحول باہر کی گرمی سے برعکس تھا۔اس کے سامنے دو فائلز پڑی تھیں اور وہ سنجیدگی سے لیپ ٹاپ کے کی پیڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔اس کا کوٹ پیچھے کرسی پر ٹنگا تھا اور اس نے اپنی آستینوں کو کہنی تک موڑ رکھا تھا، سفید شرٹ اور اوپر سیاہ ٹائی ذرا سی ڈھیلی تھی۔۔ کمرے میں سفید پینٹ ہوا تھا اور فرش سنگ مرمر کا لگ رہا تھا۔۔ دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی اندر آئی۔ وہ اس کی ہم عمر ہی لگتی تھی، اس کی آنکھیں سرخ تھیں روئی روئی سی۔۔ اس شخص نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلاتے سکرین کو گھورنے لگا، وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی اور کہنی میز پر جمالی۔۔ اس نے ایک دو کیز دبائیں اور سکرین پر دیکھتے ہی اس سے پوچھا

"چائے کافی؟"

"مشورہ" اس کی آواز نم تھی

"بولو۔۔ میں سن رہا ہوں" وہ اب پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے

"میں نے اس سے پوچھا ہے۔۔ وہ کہتا ہے کہ گھر والوں نے مجبور کیا تھا۔۔ وہ خود اسے پسند نہیں کرتا" نم سانس اندر کھینچی

"اچھا۔۔ پھر؟" وہ قدرے مطمئن لگتا تھا، متوجہ سا سنتا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔اس نے مجھے کہا ہے کہ اپنے پیرنٹس سے بات کرے گا" وہ جیسے اس لڑکے کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔آواز اور لہجہ ایسا تھا کہ ابھی رو دے گی

"اچھا"

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا کروں؟ وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتا" دوبارہ نم سانس اندر کھینچی

"اور یہ اس نے تمھیں کہا ہے" وہ مسکرایا تھا

لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا

"تم نے اس کی ساری باتیں پڑھی ہیں پھر بھی اندھی بن رہی ہو۔۔تم لڑکیاں اتنی بے وقوف کیوں ہوتی ہو؟" وہ ذرا سا آگے کو جھکا، کہنیاں میز پر ٹکائیں، دایاں ہاتھ میز پر جب کہ بایاں ہاتھ تھوڑی تلے رکھے اسے دیکھ رہا تھا

اس کی ہچکی بندھ گئی "کم آن زوہا۔۔ایسے نہیں ہوتا۔۔کوئی بھی مرد مجبور نہیں ہوتا" وہ پھر سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"میں نے اس سے پوچھا ہے۔۔اسے سکرین شاٹس سینڈ کیے ہیں۔۔مگر وہ کہتا ہے کہ وہ میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔۔یہ سب تو اپنے پیرنٹس کے کہنے پر کر رہا ہے" آنسو پونچھے اور سامنے لڑکے کو دیکھا، وہ بار بار انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اف"اس نے ماتھے پر انگلیاں پھیریں"یہ سب کیا ہے؟۔۔وہ تمھیں پھر سے ٹریپ کر رہا ہے۔۔ یہ کیسی محبت ہے جو اندھا بعد میں کرتی ہے مفلوج پہلے۔۔عجیب!"وہ جھنجھلا گیا

"چھوڑو اسے اور اپنی لائف پر فوکس کرو۔۔اپنا کریئر بناؤ۔۔آگے بڑھو۔۔ٹریول کرو،انجوائے کرو۔۔زندگی بھی کوئی چیز ہے"آگے کو جھکا اور اسے سمجھانے کے سے انداز میں بولا

لڑکی نے آنکھیں رگڑ کر آنسو صاف کیے

سفید شرٹ والے نے ڈبے میں سے ٹشو نکالا اور اس کی طرف بڑھایا"میں بس تمھیں ٹشو اور مشورہ دے سکتا ہوں۔۔تم نے کہا کہ تم ڈسٹرب ہو اس کا ڈیٹا چاہیئے۔۔میں نے نکال دیا۔۔تم نے کہا کہ تم آگے بڑھنا چاہتی ہو میں نے تمھیں راستہ دکھا دیا۔۔اب ایک رات میں اس نے ایسا کیا کہا ہے کہ تم پھر سے پاگل ہو گئی ہو"

"وہ مجھ سے محبت کرتا ہے"اس کی آواز پھر سے رندھ گئی

"تو پھر پروو کرے۔۔بھاگتا کیوں ہے۔۔تم ٹرک کی بتی کے پیچھے لگی ہوئی ہو۔۔مجھ سے لکھوا لو ایک دن یہ تمھیں زیرو دکھا کر چلا جائے گا"اس نے ہاتھ میز پر مارا اور پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"میں اس سے بات کرتی ہوں اور معاملہ ختم کرتی ہوں"نم سانس کھینچی اور نارمل ہونے کی ناکام کوشش کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایسے تو تم اس ٹریپ سے نہیں نکلو گی۔۔ جسے چھوڑنا ہوتا ہے اسے وقت چھوڑ دیتے ہیں۔۔ تمھارے پاس اپنی کوئی سیلف ریسپیکٹ نہیں ہے؟"ذرا سا آگے ہو کر بیٹھ گیا اور دونوں ابرو بیک وقت اُٹھائے

"محبت میں سیلف رسپیکٹ نہیں ہوتی"

"چلو۔۔ کر لو بات"اس نے میز پر ہاتھ مارا اور پیچھے ہٹا"بی بی۔۔ کتابوں سے باہر نکلو۔۔ وہ لڑکا تمھیں مار دے گا۔۔ تم کیوں نہیں جینا چاہتی؟"

"میں اس کے بغیر کیا کروں گی۔۔ میں تو اکیلی پڑ جاؤں گی"اس کی سوئی وہیں اڑی تھی

"اف"اس نے ماتھے پر انگلیاں مسلیں اور پھر میز پر ذرا سا جھک کر بولا

“A man never chases a girl neither a woman chooses a boy, a man always chooses a woman and vice versa”

(ایک مرد کبھی لڑکی کا پیچھا نہیں کرتا، نہ ہی ایک عورت کسی لڑکے کا انتخاب کرتی ہے۔ مرد ہمیشہ عورت کا، اور عورت ہمیشہ مرد کا انتخاب کرتی ہے)

ایک پل کی خاموشی، جیسے لڑکے کی بات نے اس کے دل پر اثر کیا ہو

"مگر۔۔۔۔"

لڑکی پھر سے شروع ہو چکی تھی۔۔وہ خود کو اور اسے ایک غلط آدمی کے لیے مثبت سوچ رکھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

دونوں کے درمیان بحث جاری تھی مگر وہ لڑکی ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔سفید شرٹ والا بس تھوڑی مٹھی پر رکھے اسے سنتا رہا۔۔ڈاکٹر اس مریض کو کبھی ٹھیک نہیں کر سکتا جو یہ ماننے کو تیار ہی نہ ہو کہ وہ مریض ہے، بیمار ہے۔

لاہور:

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے اور اس گھر میں روشنیاں جل رہی تھیں۔لڑکی بیڈ پر لیٹی سکرین سکرول کر رہی تھی۔اس کا باپ باہر لاؤنج میں بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا۔ساتھ چائے کا کپ پڑا تھا۔باہر کا دروازہ بجا اور سفید ہلکی داڑھی والا شخص اٹھا اور باہر کی طرف بڑھا۔دروازہ پھر سے بجا

"کون؟"

"خالو۔۔میں عالیار"

انھوں نے ہاتھ بڑھایا اور دروازہ کھولا۔لڑکا اندر آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک پلاسٹک باؤل تھا

"السلام علیکم!"اس نے سر کو خم دیا"یہ اماں نے بھیجی ہے، کہہ رہی تھیں نینا کو بریانی پسند ہے"

انھوں نے سلام کا جواب دیا اور اس کے ساتھ اندر بڑھے۔ سنینا کے کمرے کا دروازہ بجایا اور اس کے ہاتھ سے باؤل لے لیا۔ وہ صوفے پر بیٹھا تھا، سنینا کو باہر آتا دیکھ کر مسکرایا۔ وہ بھی مسکرائی اور دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے۔ اس نے کچن کی طرف اشارہ کیا اور وہ کچن میں آگئی۔ بریانی دیکھ کر مسکرائی۔ اس کا باپ بریانی پلیٹ میں نکال رہا تھا۔ سنینا ان کے ساتھ کھڑی ہوئی

"خالہ بریانی کتنی اچھی بناتی ہیں نا۔۔ فوراً بھوک لگ جاتی ہے" اور ہنس دی۔ اس کا باپ فقط مسکرایا۔

"تم گلاس اور بوتل رکھو باہر۔۔ عالیار بھی ہمارے ساتھ کھائے گا"

لڑکی نے سر ہلایا اور گلاس میز پر رکھنے آگئی۔ اس کا باپ باہر آیا اور بریانی کی پلیٹیں رکھیں۔ عالیار فوراً سے کھڑا ہوا "ارے نہیں نہیں۔۔ آپ کھائیں، میں گھر جا کر کھالوں گا"

وہ مسکرائے "کوئی بات نہیں۔۔ بیٹھ جاؤ"

اس نے سانس خارج کی اور بیٹھ گیا۔ کچھ پل بیتے اور لڑکی اپنے باپ کے ساتھ بیٹھی بریانی کھا رہی تھی اور ساتھ ساتھ بولتی جا رہی تھی

"مجھے تو یقین ہی نہیں آیا کہ میری پینٹنگ جیت گئی" پھر عالیار کو دیکھا "تم دیکھنا ایک دن ہر جگہ سنینا سنینا ہو گی، ہر شخص مجھے جانتا ہو گا اور لوگ میرے آٹو گراف کے لیے لائن میں لگا کریں گے"

وہ فقط مسکرایا۔ اس کے باپ نے عالیار کو دیکھا "تمھاری وکالت کیسی جا رہی ہے؟"

وہ پیشے کا وکیل تھا اور ایک اچھا وکیل تھا۔ اس نے سر ہلایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھی جارہی ہے"

وہ بھی سر ہلا کر رہ گئے۔لڑکی نے گلا کھنکھارا"ابو۔۔ایک ہفتے بعد اسلام آباد میں ایگزیبیشن ہے۔ ملک کے بڑے بڑے پینٹرز آرہے ہیں۔۔میں بھی جاؤں؟"

اس کے باپ نے ایک نظر اسے دیکھا۔پھر پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گئے"کیا کرنا ہے وہاں؟"

"ابو پینٹنگز ہوں گی ناوہاں۔۔ہمارے کالج کی بھی اچھی پینٹنگز وہاں دکھائی جائیں گی۔میں تو جیتی ہوں نامیری تو وہاں ہو گی ہی"اور اپنے باپ کے چہرے کو غور سے دیکھا جو کہ سنجیدہ تھا

"جانا ضروری ہے کیا؟"اگلا سوال

لڑکی نے ایک نظر عالیار کو دیکھا"ابو۔۔میں بھی بڑے بڑے پینٹرز کو دیکھنا چاہتی ہوں وہ کیسے ہوتے ہیں؟جانے دیں نا"وہ ضد کر رہی تھی۔

اس کے باپ نے ایک نظر اسے دیکھا،وہ ایسی بات عالیار کی موجودگی میں ہی کرتی تھی کہ اس کا باپ منع کرے اور عالیار منا لے۔اس کا باپ خاموش رہا یعنی اجازت نہیں ملی۔اس نے عالیار کو دیکھ کر آنکھوں سے اشارہ کیا۔اس نے گلا کھنکھارا

"خالو جانے دیں۔۔اس کے نالج میں اضافہ ہو گا،کانفیڈنس بڑھے گا"

انھوں نے سانس خارج کی"سوچتے ہیں اس بارے میں بھی،تم کھانا کھاؤ"

انھوں نے بات ٹال دی مگر لڑکی کا منہ بنا رہا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خالو اس کے ساتھ باقی کلاس فیلوز بھی ہوں گے۔۔اب آپ کمفرٹیبل نہیں ہیں تو میں ساتھ چلا جاتا ہوں۔۔اسے جانے دیں اتنا اچھا پینٹ کرتی ہے،اسے آگے بڑھنے کا موقع دیں"اس نے پھر سے سنینا کی سفارش کی تھی

اس کے باپ نے کھانا چھوڑ دیا۔پھر لڑکی کو دیکھا۔اس کی آنکھوں میں چمک تھی،وہ چمک جو اندھیرے کو چیر دے،وہ جذبہ جو آسمان پھاڑ دے اور وہ جوش جو دیوار گرا دے۔اس کے باپ کو یہ سب چیزیں خوفزدہ کرتی تھیں مگر ہر شخص نے اپنے حصے کی زندگی خود کاٹنی ہوتی ہے

"کب جانا ہے؟"

لڑکی مسکرا دی"اگلے سنڈے کو۔۔ابو سب کلاس فیلوز ہوں گے،پروفیسر بھی ساتھ ہوں گے،میں شام تک آجاؤں گی"

اس کے باپ نے سر ہلا دیا۔وہ عالیار کو دیکھ کر دل سے مسکرائی تھی۔وہ بھی مسکرا دیا۔اس کا باپ خاموش تھا،وہ وہ باتیں جانتا تھا جو وہ دونوں نہیں جانتے تھے

آج تینوں بہن بھائی گھر پر تھے۔اگر اس آٹھ مرلے کے گھر میں جھانکو تو خاموشی تھی۔ظہر کے بعد کا وقت تھا۔لاؤنج میں لگی ایل سی ڈی پر اونچی آواز میں گانا بج رہا تھا اور ساتھ ہی کچن میں کھڑی لڑکی کٹنگ بورڈ پر سبزیاں کاٹ رہی تھی۔۔باہر بجتے میوزک کے ساتھ کچھ گنگنا بھی رہی تھی۔۔دفعتاً

کوئی آیا اور ایل سی ڈی کا سوئچ پیچھے بورڈ سے الگ کر دیا۔۔ سبزیاں کاٹتے اس کے ہاتھ رکے اور وہ چھری کٹنگ بورڈ پر پھینک کر باہر کی طرف بڑھی

"کیا مصیبت ہے؟" ایپرن پہنے، بالوں کی پونی بنائے، کمر پر ہاتھ رکھے وہ باہر صوفے پر لیٹے اشعر سے مخاطب تھی

سینے کے بل لیٹا اشعر ذرا سا اٹھا اور گردن موڑ کر لڑکی کو دیکھا "یار! میں ساری رات نہیں سویا۔۔ سونے دو" اس کی آنکھیں سوئی سوئی لگ رہی تھیں اور وہ جھنجھلایا ہوا تھا۔۔ اس نے ڈھیٹ بن کر دوبارہ ایل سی ڈی آن کر دی، ریموٹ سے گانے کا وولیم بڑھا دیا

"مینا" وہ چلایا تھا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس کی پشت اشعر کی طرف تھی

اس نے پیچھے سے کشن پکڑا اور اسے کھینچ کر مارا

ایک جھٹکا لگا اور ریموٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا

"تم۔۔ فالتو انسان" بدلے میں اس نے بھی کشن پکڑا اور اسے مارا مگر نشانہ غلط لگا اور پیچھے کھڑکی سے ذرا فاصلے پر پڑی چھوٹی کتابوں والی الماری پر پڑا ایک چھوٹا گلدان نیچے گرا اور ٹوٹ گیا۔۔ اس کی پوری آنکھیں کھل گئیں اور منہ پر ہاتھ رکھ لیے

اشعر بھی ہکا بکا اسے دیکھ رہا تھا "مینا"

Clubb of Quality Content

"میں نے نہیں کیا۔۔یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے"اور وہ فوراً اٹھ کر اندر کمرے میں بھاگ گیا اور چٹکی چڑھالی

وہ بس منہ دیکھتی رہ گئی

پھر خاموشی سے آئی اور ٹوٹے کانچ کے ٹکرے اکٹھے کیے اور اپنا کارنامہ صاف کیا۔۔گانا ابھی بھی چل رہا تھا۔۔

اس نے غصے سے ریموٹ پکڑا"تم تو چپ کرو"اور ایل سی ڈی بند کر کے کمرے میں چلی گئی۔

کچھ پل بیتے اور جب باہر آئی تو اس کے کانوں پر ہیڈ فونز چڑھے ہوئے تھے۔ٹوٹے ہوئے گلدان کے ٹکروں کے ساتھ وہ اپنی اماں کا ڈر بھی جیسے ڈسٹ بن میں پھینک آئی ہو۔کچن میں دوبارہ داخل ہوئی اور اپنی بچی ہوئی سبزیاں کاٹنے لگی

سبزیاں ساری کٹ چکیں تو وہ بون لیس چکن کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے لگی۔۔ساتھ ہی چولہے پر پتیلی میں پڑا پانی ابل رہا تھا،وہ اپنے کام میں مگن تھی کہ کسی نے اس کے کانوں سے ہیڈ فونز اتارے،وہ جھٹ سے پیچھے مڑی۔۔پیچھے تیمور تھا جس نے اپنے کانوں پر اس کے ہیڈ فونز لگائے تھے

"کیا سن رہی ہو؟"دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے

اس نے دانت پیسے،ایڑیاں اوپر کر کے دونوں بازو اس کے کانوں تک بڑھائے اور اس کے کانوں سے ہیڈ فونز اتار کر اپنے کانوں پر لگا لیے

"اپنی حد میں رہو" سر جھٹکا اور دوبارہ چکن کے ٹکڑے کرنے لگی

اس نے دوبارہ اس کے کانوں سے ہیڈ فونز اتارے اور اپنے کانوں پر لگا لیے "یہی میری حد ہے" بے پرواہی سے شانے اچکائے

وہ تنگ آ گئی اور پیر پٹخ کر فریج کھولی، اندر سے سیب نکالا، کٹنگ بورڈ پر پڑی چھری اسے دکھائی، سیب لڑکے کی طرف بڑھایا

"باہر بیٹھ کر ایپل کھاؤ اور کارٹون دیکھو۔۔ میرا دماغ مت کھاؤ" دانت پیستے ہوئے بولی تھی، چھری کی نوک لڑکے کی طرف تھی۔ وہ کانوں میں بجتے میوزک کے ساتھ بھی مینا کی آواز سن سکتا تھا۔

اس نے شانے اچکا کر سیب پکڑا۔۔ اور دونوں دانت اس میں گاڑھے۔۔ لڑکی نے ایڑیاں اٹھا کر اس کے کانوں سے ہیڈ فونز اتارے اور اس کا بازو کھینچ کر اسے کچن سے باہر دھکا دیا۔۔ اب تھوڑا آرام تھا ہیڈ فونز لگائے وہ دوبارہ چکن کاٹنے لگی مگر پھر ایک سانس خارج کر کے پیچھے دیکھا جہاں دیوار سے ٹیک لگائے، سیب کھاتے تیمور اسے دیکھ رہا تھا

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟" بایاں ہاتھ کمر پر باندھا

اس نے سیب میں دانت گاڑھے، ایک ٹکڑا کاٹا اور منہ میں سیب چباتے ہوئے بولا "خود ہی تو تم نے کہا ہے کہ کارٹون دیکھو۔۔ دیکھ تو رہا ہوں" اور مسکرا دیا۔

اسے شدید بے بسی کا احساس ہوا، وہ مڑی اور پیچھے سے چھری اٹھائی "اب بتاؤ" نوک بالکل اس کے ناک کے سامنے تھی اور وہ ہاتھ کھڑے کیے اس کے سامنے تھا

"تمھیں اندر کس نے آنے دیا؟ دروازہ کس نے کھولا؟" وہ غرائی تھی

"دیوار پھلانگ کر آیا ہوں" شانے اچکائے

"ہاں۔۔ویسے بھی تمھارا کافی پرانا تجربہ ہے دیواریں پھلانگنے کا" اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ در آئی۔البتہ نوک ابھی بھی لڑکے کی جانب تھی

"ہاں اور تمھیں چھریوں سے انسان زخمی کرنے کا" اس نے انگشت شہادت چھری کی نوک پر رکھی اور اسے پیچھے کیا

"کیا لینے آئے ہو؟" ہاتھ دوبارہ کمر پر باندھ لیے

"میری خالہ کا گھر ہے، میری نانی یہیں رہتی ہیں اور میرا سسرال ہے۔۔جب چاہے یہاں آؤں جب چاہے جاؤں۔۔تم مجھے روک نہیں سکتی" وہ ذرا سا جھکا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی باہر سے لڑکی کی آواز آئی

"مینا" آواز قریب آتی جا رہی تھی

"یار چارجر کہاں رکھا ہے؟" وہ کچن کے دہانے پر کھڑی تھی، ہاتھ میں موبائل فون تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ سٹڈی ٹیبل پر ہے" رابیل نے سیب کھاتے تیمور اور ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھا، پھر سر ہلا کر چلی گئی

"کیا بنا رہی ہو؟" اس نے ابلتے پانی میں کھولتی ہوئی میکرونی اور کٹی ہوئی سبزیاں دیکھیں

"تمھارا سر" چکن کے کٹے ہوئے ٹکرے وہ پلیٹ میں ڈال رہی تھی

"اچھا۔۔ چلو جلدی بنا کر لاؤ۔۔ میں رابیل کے ساتھ بیٹھا ہوں، کھا کر جاؤں گا" وہ بھی ڈھیٹ تھا، شانے اچکا کر باہر چلا گیا

اس نے پہلے نمبر والے کمرے پر دستک دی، پھر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ رابیل سٹڈی ٹیبل کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھی، کانوں میں ایئر پوڈز لگائے کسی سے بات کر رہی تھی۔۔ وہ چپ کر کے اندر داخل ہوا اور کھڑکی کے سامنے سینے پر بازو باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔ چند پل بیتے اور اس نے کال کاٹ دی

"تمھیں خود جانا چاہیئے تھا بیلی" وہ اب اس کی طرف رخ کیے کھڑا تھا

"ہوں۔۔ مگر میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی" وہ مسلسل میز کی سطح کو دیکھتی اس پر ناخن رگڑ رہی تھی

"پھر بھی۔۔ وہاں رش ہو گا" لڑکے نے کھڑکی کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگا لی۔ وہ اس کے لاہور والے بوتیک میں آؤٹ ہونے والی سمر کلیکشن کی بات کر رہا تھا۔

"مینیجر کے ساتھ کانٹیکٹ میں ہوں۔۔وہ ڈیل کر لے گی"

وہ مسلسل ہاتھ سے سر کا دایاں حصہ دبا رہی تھی

"کسی اچھے ڈاکٹر کو چیک کرواؤ یار"

"زیادہ دیر کوئی فائدہ نہیں دیتا۔۔مجھے اب اس کے ساتھ رہنا آ گیا ہے۔۔بس کبھی کبھی برداشت سے باہر ہوتا ہے"اور وہ اسے دیکھ کر پھیکا سا مسکرا دی

وہ صرف ایک سانس خارج کر کے رہ گیا"اوکے"شانے اچکائے

"تمھاری جاب کیسی جا رہی ہے؟"سوال رابیل کی طرف سے تھا

"ہوں۔۔سب ٹھیک ہے"

دفعتاً باہر کا دروازہ کھلا اور لاؤنج میں خواتین کی باتیں کرنے کی آوازیں ابھریں

"نانو آ گئیں"وہ مسکرایا اور باہر کی طرف بڑھا۔۔دروازہ کھولا اور سامنے ہی سفید چادر والی خاتون مسکرائیں

"ارے۔۔میری جان"وہ ان کے گلے لگا،ان کے کندھے سے بڑا آتا تھا مگر کیا فرق پڑتا ہے

"تم کب آئے؟"وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے کھڑی تھیں

"بس ابھی۔۔"

کچن سے سویا ساس اور چلی ساس کی ملی جلی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

فرحت نے کھڑکی کے ساتھ میز کو دیکھا، کچھ خالی خالی لگ رہا تھا پھر ایک جھماکہ سا ہوا

"مینا۔۔مینا" وہ کچن کی طرف بڑھیں "آج پھر لڑے ہو تم دونوں؟" وہ کچن کے دہانے پر کھڑی تھیں

"نن۔۔نہیں تو۔۔اشو تو سویا ہے اور میں تو پاستہ بنا رہی ہوں" کچن میں شملہ مرچ کی مہک تھی سفید بالوں والی خاتون صوفے پر بیٹھی تھیں اور ان کے کندھے پر سر رکھے تیمور چہرے پر مسکراہٹ لیے اندر سے آتی آوازیں سن رہا تھا

"میرا چوتھا گلدان توڑا ہے تم دونوں نے۔۔عقل نام کی چیز نہیں ہے تم میں" وہ غصے میں تھیں

"امی۔۔" مگر وہ کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھیں، باہر نکلیں اور سامنے کمرے کی طرف بڑھیں

"اشعر۔۔اشعر" وہ دروازہ بجا رہی تھیں "دروازہ کھولو"

مگر مینا جانتی تھی کہ اشعر دروازہ نہیں کھولے گا۔

وہ کچن کے دہانے پر کھڑی اڑی رنگت لیے انھیں دیکھ رہی تھی

نانی کی گود میں سر رکھ کر لیٹا لڑکا اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا، چشمے والی لڑکی کا دل کیا رو دے

وہ جلدی سے سفید بالوں والی خاتون کے پاس آئی اور ان کے کان کے قریب جھکی

"نانو۔۔ مجھ سے غلطی سے ٹوٹ گیا تھا۔۔ آج بچالیں۔۔ میرے شوہر کے سامنے میری تھوڑی عزت تو رہنے دیں" معصوم شکل اور گھبرائی ہوئی آواز۔اس کی نانی نے گردن موڑ کر مینا کی معصوم شکل دیکھی۔ پھر دروازے پر دستک دیتیں فرحت کو دیکھا

"چل بس کر دے نا۔۔ آجا بیٹھ جا۔۔ سویا ہو گا وہ۔۔ رات ساری پڑھتا رہا ہے" گلشن آرا بول پڑیں نہیں تو آج اشعر کی بھی خیر نہیں تھی

انھوں نے گردن موڑی، ایک نظر مینا پر ڈالی اور اسے گھورا، وہ نظریں جھکا کر کچن میں آ گئی۔۔ لڑکی مارے شرم کے لال ہو رہی تھی مگر پھر دھیان پاستے کی طرف چلا گیا۔

باہر سے باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں، رابیل بھی کمرے سے باہر نکل کر لاؤنج میں آ بیٹھی تھی

کچھ دیر بعد وہ کچن سے نکلی تو ہاتھ میں ٹرے اور شیشے کی پیالیوں میں سب کے لیے پاستہ لے آئی اور خود کمرے میں بند ہو گئی

"مینا۔۔ تم بھی کھالو" رابیل نے آواز دی مگر وہ جانتی تھی کہ وہ نہیں آئے گی۔

پھر خاموش ہو گئی۔ ساتھ بیٹھیں اپنی ماں کو دیکھا

"امی نہ ڈانٹا کریں اسے۔۔ بڑی ہو گئی ہے اب وہ"

"میں نے کیا کہا ہے اسے۔۔ اگلے دن دونوں لڑ کر بیٹھے ہوتے ہیں۔۔ کوئی نہ کوئی چیز ٹوٹی ہوتی ہے۔۔ اب میں کچھ کہوں بھی نہ" انھوں نے سر جھٹکا اور ہاتھ میں پکڑی پیالی کی طرف متوجہ ہوئیں

وہ بس افسوس سے سر نفی میں ہلا کر رہ گئی۔اندر کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی مینا اپنا عکس آئینے میں دیکھ رہی تھی،ایک سانس خارج کی اور خود کو نارمل کیا۔۔بیڈ پر پڑے فون پر یکے بعد دیگرے کئی میسج موصول ہوئے تھے۔۔

عصر کے بعد وہ جب کمرے سے نکلی تو کہیں جانے کے لیے تیار تھی۔۔سرخی مائل گلابی کا فتان اور نیچے نیلی جینز،کندھوں سے ذرا نیچے آتے بالوں پر ہیئر بینڈ لگائے،پرس کو دائیں کندھے سے کراس کر کے بائیں طرف لٹکائے وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھیں اپنی ماں کے ساتھ آ بیٹھی

"امی"

"ہوں" وہ چائے پی رہی تھیں،ایک نظر اسے دیکھا "کدھر کی تیاری ہے؟"

اس نے تھوک نگلا اور انگلیاں مروڑتے بولی "وہ۔۔بسمہ اور رباب کے ساتھ ایک میٹ اپ پلان کیا تھا" بمشکل مسکرائی

انھوں نے اس کی آدھی بات سنی "تو اس لیے دوپہر سے ہماری خاطر داریاں ہو رہی ہیں" کپ لبوں سے لگایا اور ایک گھونٹ بھرا

"پلیز امی۔۔پھر ہم سب نے بزی ہو جانا ہے۔۔اب تو میری جاب بھی لگ گئی ہے" وہ جیسے منت کر رہی تھی

کچن سے رابیل نکلی تھی،اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھااور وہ اس میں چمچ ہلاتی ساتھ والے بڑے صوفے پر آ بیٹھی "جانے دیں امی۔۔جان نہ نکل جائے"

فرحت نے ایک نظر ساتھ بیٹھی عینک والی لڑکی کو دیکھا جو انتہائی معصوم لگ رہی تھی "اشعر سویا ہے۔۔کیسے جاؤ گی؟"

اس نے گردن موڑی اور بند دروازے کو دیکھا،ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا

"چوزو"اور وہ لاؤنج کی طرف بھاگی

"مغرب سے پہلے آ جانا"ماں کی آواز پیچھے سے پڑی تھی مگر وہ باہر گیٹ تک پہنچ چکی تھی

"بیلی۔۔یہ آج کل میری ایڑیاں بڑی درد کرتی ہیں۔۔دیکھنا ذرا"انھوں نے اپنا پاؤں صوفے پر رکھا اور سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے اپنا کپ میز پر رکھ کر ان کے پاؤں کو اپنی گود میں رکھا۔

عینک والی لڑکی نے باہر کا گیٹ جھٹ سے کھولا، تیمور ڈرائیونگ سیٹ کے پاس کھڑا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا"ہاں۔۔کل نہیں پرسوں"ایک نظر اسے دیکھ کر ابرو اٹھایا

وہ پیسنجر سیٹ کے پاس کھڑی تھی،کال ختم ہوئی اور اس نے فون جیب میں ڈال لیا

"کدھر؟"دونوں ابرو بیک وقت اُٹھائے

"مجھے راستے میں ڈراپ کر دینا"اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور سیٹ بیلٹ باندھی، پھر اسے دیکھا

"کہاں جانا ہے میڈم؟"

وہ سیٹ کی پشت سے سر لگائے بیٹھی تھی، اسے دیکھا اور مسکرائی "کتنا اچھا ہوتا تم میرے ڈرائیور ہوتے"

اس نے منہ بسورا اور اس کی نقل اتاری "اور کتنا اچھا ہوتا جو تم اپنا چھوٹا سا دماغ استعمال کرتی"

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، منہ بنائے سامنے سڑک گھورتی ہوئی

اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی اور کار سٹارٹ ہو گئی، تھوڑی دور گئے اور اس نے پھر سوال دہرایا

"کہاں ڈراپ کرنا ہے؟"

"زیادہ شوق ہو رہا ہے تو مجھے یہیں اتار دو۔۔میں رکشہ لے کر چلی جاتی ہوں" اس کا رخ تیمور کی طرف تھا اور آواز ذرا سی بلند تھی، پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی، اس نے گاڑی روک دی

"اترو" لڑکے نے گردن گھما کر لڑکی کو دیکھا، وہ رو دینے کو تھی، دوپہر والی امی کا ڈانٹ کا غصہ اب کسی پر تو نکلنا تھا نا۔۔ابھی وہ دروازہ کھولنے ہی والی تھی کہ اس نے کار آگے بڑھا دی۔

کچھ پل بیتے اور وہ خود ہی بول پڑی "جہاں تم نے مجھے آخری بار ڈنر کروایا تھا وہیں لے جاؤ۔۔میری فرینڈز ویٹ کر رہی ہیں" آواز ذرا سی دھیمی تھی

وہ مسلسل باہر گھور رہی تھی۔

"یہ تم پہلے بھی بتا سکتی تھی" نارمل نرم لہجہ۔

وہ خاموش رہی۔۔یہ تو طے تھا کہ وہ تیمور کے ساتھ رہ کر نارمل بیہو نہیں کر سکتی تھی۔

وہ کیفے کے سامنے تھے،اس نے کار روک دی۔۔شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے

اس نے دروازہ کھولا اور بایاں قدم باہر رکھا مگر ایک آواز سماعت سے ٹکرائی "واپس کیسے جاؤ گی؟"

آواز تیمور کی تھی۔"ٹیکسی کروالوں گی" اس کا رخ تیمور کی طرف تھا۔۔اس نے ایک سانس خارج کی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔لڑکی بھی اسی وقت باہر نکلی اور دروازہ بند کیا

وہ آمنے سامنے کھڑے تھے،درمیان میں گاڑی تھی "میں یہیں باہر بیٹھا ہوں۔۔جب فری ہو گی تو آجانا" وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا جیسے ماحول کا جائزہ لے رہا ہو۔

وہ مسکرائی تھی "تم کیا کرو گے؟"

"پیاری پیاری لڑکیاں دیکھوں گا" اسے دیکھ کر شانے اچکائے

اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی اور وہ دانت پیستے بولی تھی "چلو پھر۔۔ہم واپس جا رہے ہیں" وہ تو دروازہ کھولے کھڑی تھی،اندر بیٹھنے کو تیار

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا "یار! تمھیں لگتا ہے میں زندگی میں تمھارے ہوتے مزید ٹراما افورڈ کر سکتا ہوں"

Clubb of Quality Content

اس نے منہ بسورا"ہوں!"اور پیر پٹخ کر اندر چلی گئی۔۔سرمئی آنکھوں والے نے جیب سے فون نکالا اور عین کھڑکی کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے کرسی پر بیٹھ گیا،اس کی پشت کھڑکی کی طرف تھی۔شام مغرب میں داخل ہو چکی تھی۔۔گہری شام!

وہ اندر ایک میز کے گرد دو لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی کسی بات پر ہنس رہی تھی،دو لڑکیوں کے آگے کافی کپ تھے مگر اس کے سامنے اورنج جوس پڑا تھا۔۔

اندھیرا ہونے لگا تھا اور ہر طرف روشنیاں جل اٹھیں۔۔کھانوں کی اٹھتی مہک اور لوگوں کی آوازیں۔۔اس کے ہاتھ میں مینیو کارڈ تھا اور اب وہ کچھ کھانے کا آڈر کرنے والی تھی

"لزانیہ؟"ساتھ بیٹھی سرخ لباس والی لڑکی نے کہا

"اونہوں۔۔کچھ اور دیکھو یار"اس نے ہاتھ یوں جھلایا جیسے ناک سے مکھی اڑائی ہو

وہ تینوں ایک ہی کارڈ پر جھکی تھیں

باہر سے کسی کی آوازیں آرہی تھیں جو بلند ہونے لگی تھیں،اونچی مردانہ آوازیں جیسے کوئی لڑ رہا ہو،اندر بیٹھے سبھی لوگ گردن گھما گھما کر باہر دیکھ رہے تھے۔۔اسے پہلا خیال ایک ہی شخص کا آیا تھا

"چوزو"

اور وہ کارڈ وہیں رکھ کر باہر آئی، شیشے کے کھلے دروازے کے دہانے پر کھڑی تھی جب اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ شرٹ والے لڑکے نے ایک مسٹرڈ شرٹ والے کا گریبان پکڑا ہے اور ایک سفید شرٹ والا انھیں الگ کر رہا ہے۔۔ مسٹرڈ شرٹ اور سرمئی آنکھوں والا قدرے غصے میں تھا

"اپنے مسئلے خود سلجھایا کرو" وہ سامنے کھڑے لڑکے کو انگلی دکھاتے بلند آواز میں چلایا تھا

دروازے کے دہانے پر کھڑی لڑکی کا دل منہ کو آیا تھا، سیاہ شرٹ والا اچھل اچھل کر اس سے لڑنے کو دوڑ رہا تھا، مسلسل گالیاں بکتے وہ اسے برا بھلا کہہ رہا تھا، اس کا دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ اس نے خود دل کی آواز سنی تھی

اس کی کلائی پر بندھی گھڑی پر سرخ رنگ کے کچھ الفاظ جگمگا رہے تھے۔۔ وہ آگے بڑھی اور مسٹرڈ شرٹ والے کے سامنے کھڑی ہو گئی اس طرح کہ اس کی پیٹھ اس کے چہرے کی جانب تھی "کیا مسئلہ ہے؟" وہ چلائی تھی

"واہ۔۔ میرا بریک اپ کرا کے خود اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ گھوم رہے ہو" وہ تیمور کو دیکھ رہا تھا، ایک نظر گلابی کافتان والی لڑکی کو دیکھا

پیچھے کھڑے لڑکے کو برا لگا تھا، وہ اس کی گرل فرینڈ نہیں تھی۔

"Mind you .. he is my husband"

انگلی دکھاتے وہ چلائی تھی،اس نے رامین کا بازو پکڑااور اسے پیچھے کیا"اپنی حد میں رہو"خود آگے آیا اور غصے سے انگلی اٹھا کر سامنے کھڑے لڑکے کو تنبیہہ کی"میں نے وہی کیا جو زوہانے مجھے کہا تھا۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمھارے جیسے دو نمبر کرپٹ آدمی کے منہ لگنے کا"اس کی آواز قدرے اونچی تھی

"اوئے"اور وہ جیب سے بندوق نکال کر سرمئی آنکھوں والے کی طرف بڑھا تھا مگر مینا پھر تیمور کے سامنے آگئی لیکن اس بار وہ اکیلی نہیں تھی،اس کی پشت تیمور کی طرف تھی اور اس کے ہاتھ میں "بریٹا"گن تھی۔۔وہ حیران نہیں ہوتا تھا،اس کی نظر اپنے سامنے کھڑی لڑکی کے سر کی پشت پر پڑی اور پھر اس کے ہاتھوں پر

"دور رہو۔۔ہاتھ نہیں لگانا"وہ چلائی تھی۔۔یہ پچھلے دنوں والی رامین ہر گز نہیں تھی

کیفے کا مینجر،سٹاف اور کسٹمرز وہاں جمع ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے،کچھ نے اپنے موبائل کیمرا ز بھی آن کر رکھے تھے

سیاہ شرٹ والے نے بندوق نیچے کی اور آگے بڑھا۔"میں نے کہا دور رہو"وہ پھر چلائی تھی

لڑکے نے ہاتھ کھڑے کیے،پھر قہقہہ لگایا

"میں ڈر گیا۔۔دیکھو میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں"وہ تالی مار کر ہنسا تھا

"مینا" تیمور نے اس کا بازو پکڑا مگر اس نے چھڑا لیا "اب تم ذرا سا بھی قریب آئے تو میں تمھیں شوٹ کر دوں گی"

وہ پھر ہنسا "اوہو ہو۔۔اس موم کی گڑیا کو شوٹ کرنا بھی آتا ہے" وہ مینا کا مذاق اڑاتے قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

اس نے دانت پیسے، تنفس بڑھ گیا۔۔سامنے کھڑے لڑکے کی پشت سے ذرا سا بائیں طرف لکڑی کے چار ڈنڈے کھڑے کر کے ایک ہٹ سا بنایا گیا تھا جہاں مختلف فانوس اور بلب جل رہے تھے اور نیچے چند بنچ تھے، بیٹھنے کی جگہ خالی تھی۔۔اس نے بریٹا کا رخ بائیں طرف کیا اور ایک آنکھ بند کر کے نشانہ لگایا، بلب چھناکے سے ٹوٹا، پھر ایک اور گولی اور ایک بلب مزید ٹوٹ گیا۔۔اب بندوق کا رخ دوبارہ سیاہ شرٹ والے کی طرف تھا جو ہکا بکا سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔وہاں کھڑے تمام مرد ایسے ہی تھے حیران سے، چند لڑکیاں ستائش سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔

"اور کچھ؟" اس نے ابرو اٹھایا

"بند کرو یہ سب۔۔تماشا لگا ہوا ہے یہاں؟" پیچھے کھڑے تیمور نے غصے سے ارد گرد دیکھا، لوگوں نے کیمرے نیچے کر لیے۔

بس بہت ہوا تماشا اور تیمور نے جیب سے والٹ نکالا، گلابی نوٹ میز پر رکھے اور مینیجر کو دیکھ کر ٹوٹے بلب کی طرف اشارہ کیا۔۔ سامنے کھڑی لڑکی کا بازو تھاما اور اسے وہاں سے لے گیا۔۔ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا اور اسے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ وہ چپ چاپ بیٹھ گئی

تھوڑی دور جا کر ایک خاموش جگہ پر اس نے گاڑی روک دی

"میرا اس میں قصور نہیں تھا۔۔ اس کی گرل فرینڈ میری کولیگ تھی۔۔ وہ خود آئی تھی میرے پاس اس کا ڈیٹا ہیک کروانے اور بعد میں ان کی صلح ہو گئی ہو گی اور اس نے سارا ملبہ میرے پر ڈال دیا ہو گا"

وہ مینا کو دیکھ کر بول رہا تھا جب کہ وہ خاموشی سے گال پر ہاتھ رکھے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی

"مینا۔۔ میں تم سے بات کر رہا ہوں"

وہ خاموش رہی۔۔ اس نے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔۔ لڑکی نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"تم ایسے کام کیوں کرتے ہو چوزو؟"

نرم لہجہ مگر آواز تھوڑی بیٹھ گئی تھی

اب وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا، اس کی رنگت گلابی پڑ چکی تھی

کچھ پل خاموشی کے۔۔ گاڑی میں اب سکون تھا

اس نے گردن موڑی اور لڑکی کو دیکھا، پھر ہاتھ بڑھایا "پرس دکھاؤ اپنا"

"میرے پاس بس ہزار روپے بچے ہیں" انتہائی معصومیت سے بولی تھی

اس نے ایک سانس خارج کی "دکھاؤ نا"

اس نے پرس اتار کر اسے دیا۔۔پرس گود میں رکھ کر اس نے کھولا مگر اندر سے چلی پیپر گیس، بریٹا گن، چھوٹا سا چاقو، چند پنز اور تھوڑے سے پیسے نکلے۔۔اس نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا جو کہ معصوم بنی اسے دیکھ رہی تھی

"تم کیا ہو مینا؟" حیران وہ اب بھی نہیں تھا

اس نے بس شانے اچکائے اور ہلکا سا مسکرائی

"کل تک تم انٹرویو کے لیے رو رہی تھی اور۔۔" اس نے بریٹا ہاتھ میں پکڑی "یہ سب"

"سیفٹی" معصومیت برقرار تھی

اس نے ماتھے پر ہاتھ رکھا، کہنی گاڑی کی کھڑکی سے ٹکرائی اور باہر دیکھنے لگا "اف" پھر گردن موڑے لڑکی کو دیکھا

"نائس شاٹ!" مسکراتے ہوئے لڑکے نے دایاں ابرو اٹھایا تھا

"لانگ ٹائم اگو" شانے اچکائے "مینا کو غیر معمولی چیزیں فیسینیٹ کرتی ہیں"

لڑکے کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور ساری چیزیں اس کے پرس میں رکھیں۔۔پھر جیب سے والٹ نکالا اور کچھ پیسے اس کے پرس میں رکھے

"غریب عورت" اس نے لڑکی کا پرس اسے لوٹا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی۔۔گاڑی سٹارٹ کرتے وہ بھی مسکرایا تھا

اب گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی "میں نے کہا یہ میرے ٹراما سینٹر کو کیا ہو گیا۔۔کوئی جن ون تو نہیں آ گیا" وہ محظوظ ہو رہا تھا

"تم میرے لیے باہر بیٹھ سکتے ہو تو کیا میں تمھارے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی" وہ سامنے سڑک کو دیکھ رہی تھی "مینا کسی کا احسان نہیں رکھتی۔۔یو نو"

اس نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا "پرس میں ہزار روپے رکھ کر ایسا ایٹیٹیوڈ"

بدلے میں اس نے بھی اسے دیکھا "اب تو گیارہ ہزار ہو گئے ہیں"

وہ مسکرا دیا۔

گاڑی سگنل پر رکی تھی، کھڑکی کے شیشے پر ایک لڑکا انگلی سے دستک دے رہا تھا۔۔اس کے پاس گجرے تھے۔۔اس نے پہلے گجرے دیکھے پھر ساتھ بیٹھی عینک والی لڑکی کو

"نہیں۔۔تمھارے ہاتھ میں گن اچھی لگ رہی تھی" ابرو سے اس کے پرس کی طرف اشارہ کیا

اس نے ابرو اٹھایا "تو پھر تمھارے ہاتھ میں گجرے اچھے لگیں گے"

دونوں ہنس دیے، سگنل کھل گیا اور گاڑی دوبارہ چل دی۔

رات کو جس وقت وہ گھر آئی عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔۔تیمور نے اسے گھر ڈراپ کیا اور خود واپس چلا گیا۔کچن سے پلاؤ کی خوشبو اٹھ رہی تھی، وہ دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئی۔۔کمرے میں کوئی

نہیں تھا،رابیل باہر لاؤنج میں صوفے پر پاؤں لمبے کر کے لیٹی تھی اور کسی سے میسج پر بات کر رہی تھی سو مینا کی موجودگی پر کسی نے غور نہیں کیا۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی کچھ لمحے بیڈ پر بیٹھی رہی پھر سر جھٹک کر سب بھلا کر فریش ہونے چلے گئی۔۔کپڑے بدلے،منہ ہاتھ دھوئے اور پھر پونی کر کے باہر آگئی۔۔نانی کوئی ڈرامہ لگا کر بیٹھی تھیں،اشعر گھر پر نہیں تھا،وہ اپنی نانی کے ساتھ جا بیٹھی اور سر ان کے کندھے پر رکھ دیا۔۔وہ شدید تھکاوٹ کا شکار تھی اور بھوک بھی لگ رہی تھی۔۔

"آگئی مہارانی"فرحت نے کچن سے باہر جھانکا۔

اس نے بس پلکیں جھپکائیں،خاموش رہی

"اتنی دیر کر دی تھی،فون تم اٹھاتی نہیں۔۔کالیں کر کر مر جاؤ مجال جو ہے جو تم اٹھالو۔۔اس موئے فون کو رکھا ہی کیوں ہے؟"وہ تیز تیز بولتیں دوپٹے سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کر رہی تھیں۔

"اچھا چل بس کر نا۔۔تھکی آئی ہے۔۔آئندہ اٹھالے گی ٹیلی فون"گلشن آرا نے جیسے تیسے بات ٹال دی مگر مجال ہے جو مینا نے زبان کو زحمت دی ہو۔۔انھوں نے سر جھٹکا اور کچن میں چلی گئیں

رابیل اس ساری کارروائی سے بے پرواہ مسکراتے ہوئے فون پر دھڑا دھڑ ٹائپنگ کر رہی تھی

"آج کل ٹائم نہیں ملتا۔۔پچھلے مہینے سے دی سائلنٹ پیشنٹ شروع کی ہوئی ہے مگر ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی"دوسری طرف سے جواب موصول ہوا

"ایسا ہی ہے۔۔میرا بھی سارا دن ایسے ہی گزرتا ہے"اس نے کھٹ سے جواب ٹائپ کیا اور بھیج دیا۔

دوسری طرف سے جواب آیا"سر درد کیسا ہے تمھارا؟"

"ویسے ہی کبھی ہوتا ہے کبھی رکتا ہے۔۔اب تو عادت ہے"اور ساتھ ایک مسکرانے والا ایموجی۔

"کیا سوچتی ہو سارا دن؟"

"کچھ نہیں"ہنسنے والا ایموجی"آپ بتائیں۔۔آپ اسلام آباد آئی ہیں؟"وہ مسلسل دائیں ٹانگ ہلا رہی تھی

"ہاں۔۔ابھی تو یہیں ہوں مگر زیادہ دن نہیں۔۔کچھ دن بعد جانے والی ہوں"

"You busy busy people"

دوسری جانب سے ہنسی والے دو ایموجیز موصول ہوئے۔

"اوکے رابیل۔۔ہم پھر بات کریں گے۔۔میں ڈنر کر لوں۔۔بہت بھوک لگی ہے"

وہ مسکرائی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی"اوکے۔۔اپنا خیال رکھیے گا"

اور دوسری طرف سے ایک مسکرانے والا ایموجی موصول ہوا اور گفتگو انجام کو پہنچی۔۔اب اس نے سر اٹھایا تو رامین میز پر چاول رکھ رہی تھی۔۔رائتہ اور سلاد سامنے پلیٹ میں پڑا تھا،فرحت کچن کی لائٹ آف کر کے باہر آ گئیں۔۔

"اشو کہاں ہے؟"رابیل نے پیچھے سے کشن پکڑا اور اپنی گود میں رکھا

"پتہ نہیں کوئی دوست آیا تھا اس کے ساتھ ہی چلا گیا" فرحت پلیٹ میں چاول نکالتیں رابیل کو بتا رہی تھیں جس کا موڈ کافی اچھا تھا۔۔لاؤنج میں چاولوں کی خوشبو اور ڈرامے کی آواز گونج رہی تھی۔۔ڈنر جاری تھا۔

بیڈ سے ٹیک لگائے نیم دراز سی لیٹی کانوں پر ہیڈ فونز لگائے وہ کوئی گانا سن رہی تھی، ہاتھوں میں فون تھا اور پاؤں قینچی کی صورت کیے وہ کمرے میں موجود رابیل کی حالت سے قدرے بے خبر تھی جو کھڑکی کے پاس کھڑی بار بار فون ملا رہی تھی اور دوسری طرف سے فون نہیں اٹھایا جا رہا تھا، وہ جھنجھلا کر بیڈ کی طرف بڑھی اور رامین کے کانوں سے ہیڈ فونز اتارے۔۔

"کیا ہے؟" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"تیمور فون نہیں اٹھا رہا۔۔اسے کہو میری کال اٹھائے، ضروری بات ہے" کہتے ہی اس کے ساتھ بیٹھ گئی

اس نے منہ بسورا اور کال ملائی، فون کان سے لگایا "اس کا فون آف جا رہا ہے" شانے اچکائے

"کوئی دوسرا نمبر نہیں ہے کیا؟" وہ فکر مند لگ رہی تھی

"صبح بات کر لینا۔۔کوئی ضروری کام ہے کیا؟" عینک والی لڑکی چوکڑی مارے بیٹھ گئی، کمرے میں نیم اندھیرا تھا البتہ کھڑکی سے باغ میں جلتے انرجی سیور کی روشنی اندر آ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں نا۔۔اسے میں نے فائلز دی تھیں کمپریس کرنے کے لیے۔۔ابھی تک نہیں بھیجیں،میری میٹنگ ہے"اس نے رونی شکل بنائی ہوئی تھی

"اچھا"فون اس کے عین چہرے کے سامنے تھا۔وہ کچھ سوچتے سکرین سکرول کرنے لگی

"میں نے تمھیں ایک نمبر سینڈ کیا ہے۔۔اس پر کال کرلو۔۔بات ہو جائے گی"وہ قدرے مطمئن تھی

اس نے غور سے نمبر دیکھا اور اس پر لکھا عجیب و غریب سا نام

"Ten problems one solution"

"یہ کس کا نمبر ہے؟"پہلے سکرین کو دیکھا پھر مینا کو۔

"یہ مامون بھائی ہیں۔۔تیمور ان کے ساتھ ہی ہو گا"اسے نا جانے کیا جلدی تھی۔

"مگر۔۔"

"بیلی۔۔کال کرلو۔۔نہ ہوئی تو پھر بات کریں گے"اور وہ دوبارہ ہیڈ فونز لگا کر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی۔

اس نے نمبر ملایا اور فون کان سے لگایا،دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔۔وہ چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی،ایک ہاتھ کمر پر تھا اور دوسرے سے فون کان سے لگایا ہوا تھا،ہونٹ دانتوں تلے دبائے وہ کال اٹھائے جانے کا انتظار کر رہی تھی،تیسری بیل پر کال اٹھا لی گئی تھی

"ہیلو" ایک مردانہ آواز، یوں جیسے وہ مصروف تھا

"السلام علیکم!" وہ فوراً چست سی کھڑی ہو گئی

"وعلیکم السلام۔۔جی کون؟"

"آ۔۔میں رابیل بات کر رہی ہوں۔۔رابیل اورنگزیب" وہ بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کے ناخن سے انگوٹھے کو رگڑ رہی تھی

"سوری۔۔میں کسی رابیل کو نہیں جانتا؟" آواز سے لگتا تھا کہ اس نے اسے پہچاننے کی کوشش کی ہے مگر ناکام رہا ہے

(کیا کہے۔۔اف!)

"میں رامین کی سسٹر بات کر رہی ہوں۔۔کیا آپ تیمور سے بات کروا سکتے ہیں؟" اس سے بہتر جواب نہیں ملا

ایک لمحے کا توقف "اوکے۔۔ہولڈ کریں"

کچھ پل بیتے اور دوسری طرف سے جانی پہچانی آواز ابھری "یس مس یونیورس!"

"فون کہاں ہے تمھارا؟" وہ ایک دم چلائی تھی

"چارجنگ پر لگا ہے۔۔اس بیچارے کو بھی بھوک لگی ہے۔۔کھانا کھا رہا ہے" مطمئن سا لہجہ۔

"سٹوپڈ۔۔میری فلیش ڈرائیو نہیں دے کر گئے تم۔۔میری میٹنگ ہے" وہ جھنجھلائی ہوئی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہاں۔۔اچھا میں دے دوں گا۔۔فائلز کمپریس کر دی تھیں۔۔ڈونٹ وری"اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ بھی مصروف ہے

"تو مجھے دینے کی زحمت بھی اٹھا لینی تھی، عجیب مخلوق ہو تم"وہ اسے ڈانٹ رہی تھی،البتہ دل کو اب قرار تھا کہ فائلز ملنے والی ہیں۔دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

شاید تیمور نے فون واپس اسے دے دیا تھا مگر اسے کیا پتہ تھا

"Thank you Mam"

وہی مردانہ آواز جس نے پہلے فون اٹھایا تھا اور پھر کال کٹ گئی۔رابیل کے لیے شدید شرمندگی کا احساس تھا۔وہ کس طرح چلا رہی تھی، کیا اس نے سن لیا تھا؟اس نے سانس خارج کی اور بے اختیار ماتھے کو چھوا

"خیر !اس نے کون سا مجھے دیکھا ہوا ہے۔۔اسے کیا پتہ رابیل کون ہے؟"شانے اچکائے، فون بیڈ پر پھینکا اور باہر کی طرف چلی گئی۔۔باہر رات بڑھ رہی تھی

صبح دوپہر میں داخل ہو رہی تھی اور آٹھ مرلہ مکان میں سب مل کر صفائی کرنے لگے تھے۔۔

فرحت اور گلشن آرا اوپر تھیں جبکہ مینا، رابیل اور اشعر نیچے لاؤنج میں تھے۔رابیل کھڑکی کے پاس پڑی میز صاف کر رہی تھی، اشعر صوفے پر بیٹھا لکڑی کا ٹوٹا ڈبہ گوند سے جوڑ رہا تھا جبکہ مینا گیلا کپڑا پکڑ

کرٹی وی لاؤنج کے درمیان میں پڑی شیشے کی میز صاف کر رہی تھی۔لاؤنج کی کھڑکی سے پردے ہٹے تھے اور روشنی اندر پڑ رہی تھی۔

"ہاؤس جاب کیسی جا رہی ہے اشو؟"میز پر پڑے بڑے سے گلدان کو پکڑ کر صاف کرتی رابیل نے پشت پر کھڑے پھولوں کی ٹوکری صاف کرتے اشعر سے پوچھا۔

"اچھی جا رہی ہے۔۔تھکاوٹ ہے نری"

"تم جیسے بڑے ماہان کامیاب اور تجربہ کار ڈاکٹر ہو،سارے مریض تمھارے پاس ہی آتے ہیں،آتا جاتا کچھ بھی نہیں ہے تمھیں"زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی میز کی نچلی سطح صاف کرتی مینا کی آواز تھی

"تمھاری طرح نہیں ہوں میں"اس نے سر جھٹکا

"تم میری طرح ہو بھی نہیں سکتے"وہ بھی مینا تھی چپ کہاں رہ سکتی تھی۔

"میں ہونا بھی نہیں چاہتا"

"تم ہو ہی نہیں سکتے تو چاہو گے بھی کیوں؟"اب بس دونوں کے درمیان لڑائی ہونے ہی والی تھی۔

"اچھا بس!"کمر پر ہاتھ باندھے وہ بلند آواز میں بولی تھی"ورلڈ وار شروع کر کے بیٹھ جاتے ہو"اس نے سر جھٹکا،ڈسٹنگ والا کپڑا میز پر رکھا اور کچن میں چلی گئی۔

مینا اٹھی اور کھڑکی کے ساتھ کونے میں پڑی نانی کی کتابوں والی چھوٹی الماری کھولی اور ساری کتابیں نکالیں۔۔کافی گرد جمع تھی۔۔اس نے کتابیں نکال کر زمین پر رکھیں اور شیلف پر زور سے کپڑا جھٹکا،

بہت سی گرداڑی۔ کپڑا ایک طرف رکھا اور وہ چھینک رہی تھی۔۔ کچھ پل بیتے اور وہ دوزانو ہو کر بیٹھ گئی، گرد اس کی نتھوں کو چھو رہی تھی۔۔ اسے سینہ تنگ ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ سانس لینا محال تھا، اس نے گردن موڑی، اشعر کی پشت اس کی طرف تھی

"اش۔۔" اس سے آواز نہیں دی گئی، وہ صوفے پر بیٹھا موبائل پر کچھ دیکھ رہا تھا

"مینا۔۔ یار یہ جو ہم نے پچھلے ہفتے پوسٹ کی تھی دیکھو اس پر کتنے لائکس آئے ہیں" فون کی سکرین سکرول کرتا اشعر پیچھے بیٹھی مینا کی حالت سے بے خبر تھا۔

مگر مینا نے جواب نہیں دیا، وہ چاہے لاکھ خفا ہو مگر اشعر کی بات کا جواب ضرور دیتی تھی چاہے الٹا جواب ہی کیوں نہ ہو

اس نے گردن موڑی "مینا۔۔" الفاظ دم توڑ گئے، وہ الماری کے دروازے کو پکڑے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی، رنگت پیلی پڑتی جا رہی تھی اور پسینہ خوب آ رہا تھا

"آپی۔۔" اس نے رابیل کو آواز دی اور خود فون صوفے پر پھینک کر اس کی طرف بھاگا تھا

کچن میں کھڑی شیشے کے جگ میں نارنجی رنگ کا شربت ہلاتے وہ باہر کو آئی تھی، سامنے اشعر کو دیکھا جو مینا کے گال تھپتھپا رہا تھا اور وہ بس گرنے والی ہوئی تھی۔۔ وہ فوراً کمرے کی طرف بھاگی اور چند پل بیتے ہوں گے کہ اس کے ساتھ بیٹھی اس کے ہونٹوں سے انہیلر لگایا اور پمپ کرتے اسے کندھے سے تھامے پکار رہی تھی

"سانس لو مینا۔۔سانس لو"

کچھ پل بعد وہ سانس لینے کے قابل ہوئی،اسے کندھے سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایااور سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا

اس کے چہرے پر پسینہ تھا جسے رابیل اپنے دوپٹے سے صاف کر رہی تھی،اس کی آنکھیں نیم کھلی تھیں،اب وہ نارمل سانس لے رہی تھی

"کتنی بار منع کیا ہے کہ ڈسٹ کے قریب مت جایا کرو۔۔تم سنتی کیوں نہیں ہو؟"رابیل اس کا ہاتھ تھامے مصنوعی ناراضگی سے کہہ رہی تھی،عینک والی لڑکی کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے

اشعر بس خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا،پھر ایک سانس خارج کی

اوپر سے فرحت کے نیچے آنے کی آواز آ رہی تھی،رابیل نے اشعر کو دیکھا"امی کو کچھ نہیں بتانا"اور اشعر نے انہیلر اپنی جیب میں رکھ لیا،دونوں سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔۔رابیل کچن میں چلی گئی۔۔ان کے ہاتھ میں بہت سے کپڑے تھے جو انھوں نے صوفے پر رکھے۔پھر اشعر اور مینا کو دیکھا

"خیریت ہے۔۔بڑے سکون سے بیٹھے ہو۔۔لڑائی تو نہیں ہوئی؟"

دونوں نے بیک وقت سر نفی میں ہلائے"منہ تو دونوں کے بنے ہیں"وہ سامنے بیٹھ گئیں

"نہیں امی۔۔ابھی ابھی ڈسٹنگ کی ہے تو تھک گئے ہیں"اشعر قدرے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا،جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

رابیل باہر آئی اور اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس پر شیشے کے پانچ گلاس تھے جن سے اورنج جوس باہر جھلک رہا تھا

"نانو کہاں ہیں؟" اس نے ایک ایک گلاس دونوں کے سامنے رکھا

"وہ باہر بلقیس آئی ہے، اس کے ساتھ بیٹھی ہیں۔۔ تم یہ کپڑے شاپر میں ڈال دو، تم دونوں تو پہنتی نہیں ہو، اس کی بیٹیاں پہن لیں گی، ثواب ہو گا"

وہ سر ہلا کر انھیں جوس کا گلاس پکڑا رہی تھی "فاطمہ یہیں رہے گی یا گاؤں چلی جائے گی؟"

پھر صوفے پر ان کے ساتھ بیٹھ گئی "میں نے اسے کہا ہے۔۔ فاطمہ کو یہیں چھوڑ جائے۔۔ کام کرواتی رہتی ہے میرے ساتھ۔۔ ساتھ پڑھ بھی لیتی ہے۔۔ دل لگا رہتا ہے" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور باری باری کپڑے تہہ کر کے شاپر میں ڈالنے لگی۔۔ ساتھ فرحت اس سے باتیں کر رہی تھیں

"فوزیہ کے گھر تمھاری تائی ملی تھی۔۔ مجال ہے جو منہ سیدھا کر کے بلایا ہو۔۔ چچی تمھاری بھی منہ بنائے بیٹھی تھی۔۔ بھئی ہم نے تو کوئی تعلق نہیں توڑا، خود ہی فساد ڈالا تھا انھوں نے۔۔ پورے خاندان میں بات پھیلی تھی" انھوں نے جوس کا گلاس منہ کو لگایا

"چھوڑیں امی۔۔ اب بہت عرصہ ہو گیا اس بات کو۔۔ ضرورت ہو گی تو دم ہلاتے آ جائیں گے۔۔ وہ اپنے گھر میں خوش ہم اپنے گھر میں" سر جھٹکا اور قمیض تہہ کر کے شاپر میں رکھی۔

سامنے بڑے صوفے پر اشعر اور مینا اپنے اپنے فونز پر جھکے تھے۔ان چھوئے جوس کے گلاس انھیں دیکھ رہے تھے

"تمھیں میں نے کتنا سمجھایا تھا بیلی کہ بیٹا بڑے ہیں۔۔جہاں اتنے سال گزارے تھے وہاں اور سال سہی مگر تم نہیں مانی۔۔نتیجہ کیا ہوا؟"وہ پرانی باتیں لیے بیٹھی تھیں،رابیل بس سر جھکائے کپڑے تہہ کرتی انھیں شاپر میں ڈالے جا رہی تھی۔

اس نے ایک سانس خارج کی"چھوڑیں امی۔۔مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہے،میں نے جو کیا اچھا کیا"

فرحت نے اسے دیکھ کر افسوس سے سر نفی میں ہلایا اور سامنے دیکھا

"دیکھو ذرا ان کو۔۔ہے کوئی کام۔۔چل اٹھ،نہا جا کر"وہ مینا سے مخاطب تھیں مگر مینا مجال ہے جو سکرین سے منہ اوپر اٹھالے"چھوڑ دے اس کو۔۔پہلے ہی اندھی ہوئی پڑی ہے۔۔اب تیری آنکھیں درد ہوئیں نا تو میں تیرا فون خود دیوار سے مار کر توڑوں گی"

مگر دونوں میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی

"اشعر۔۔اٹھ جا"

اور اسی وقت اسی لمحے اشعر نے مینا کو دیکھا اور مینا نے اشعر کو،دونوں کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں اور حونقوں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے،فرحت رابیل سے کچھ پوچھ رہی تھیں شاید یہ کہ

دوپہر میں کیا پکانا ہے؟ یا شاید کچھ اور۔۔ مگر ان دونوں کی دنیا سن ہوئی پڑی تھی۔۔اس نے بمشکل تھوک نگلا اور کھڑی ہو گئی۔۔

رابیل کی پشت پر کھڑی ذرا سا اس کے کان کے قریب جھکی، اس سے کچھ کہا اور رابیل نے گردن موڑ کر عینک والی لڑکی کو دیکھا اور پھر اشعر کو جو کہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔چند لمحے گزرے اور تینوں رابیل اور مینا کے کمرے میں تھے۔

اشعر پیچھے تکیہ رکھے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے پاؤں قینچی کی صورت کیے نیم دراز سا بار بار موبائل پر ایک ہی وڈیو پلے کر رہا تھا، مینا اس کی دائیں جانب بیٹھی دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے ناخن کتر رہی تھی اور دائیں ٹانگ مسلسل ہلا رہی تھی اور پاس ہی کاؤچ پر رابیل بیٹھی تھی جس کے ہاتھ میں موبائل فون تھا اور وہ سکرین پر جھکی تھی، بار بار ایک ہی وڈیو پلے کرتی اور سنجیدگی سے دیکھتی

"یہ کب ہوا؟" اس نے فون بند کر کے ساتھ رکھا اور مینا کو گھورا

"یہ۔۔وہ۔۔آ" تھوک نگلا "کل شام کو۔۔جب چوزو کے ساتھ گئی تھی" بمشکل مسکرائی حالانکہ اسے پتہ تھا کہ اگر مسکرائی یا کوئی بھی ایسی حرکت کی تو آگے پیچھے سے فوجیں حملہ آور ہوں گی

"ویسے تو تمھاری زبان بند نہیں ہوتی۔۔رات کو زبان پر چوک پڑ گئی تھی۔۔کچھ تو بتاتی آکر" آواز بلند نہ تھی، نہ وہ ڈانٹ رہی تھی

"وہ۔۔"اسے کوئی جواب نہیں سمجھ آیا، پھر معصوم سی بن کر بولی "مجھے لگا کون سی اتنی بڑی بات ہے۔۔مجھے کیا پتہ تھا کل تک وڈیو وائرل ہو جائے گی، حالانکہ تیمور نے وہاں لوگوں کے کیمرے بند کروائے تھے مگر لوگوں کو سکون کہاں ملتا ہے "شانے اچکائے

اس نے تھوڑی تلے ہاتھ رکھا اور اسے دیکھے گئی "تمھارا کچھ نہیں ہو سکتا "پھر سانس خارج کی اور پیچھے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی "خیر! جو ہوا سو ہوا۔۔سارے خاندان کو تو پتہ لگ ہی گیا ہو گا۔۔اب کیا ہو سکتا ہے۔۔تم بیٹا ذلیل ہونے کی تیاری کرو "لڑکی نے کھڑے ہوتے اس کے منہ کے سامنے چٹکی بجائی، فون پکڑا اور پھر باہر چلی گئی

وہ منہ بنائے بیٹھی تھی، پیچھے سے اشعر نے اس کی کمر میں ٹانگ ماری "بڑی جھانسی کی رانی بن رہی تھی۔۔حاشر بھائی بتائیں گے اب تمھیں"

"آہ۔۔"وہ مڑی اور اس کی ٹانگ پر مکا مار کر کے کھڑی ہوئی "تم اپنی حد میں رہو "اور سینے پر بازو لپیٹے کھڑکی کی سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"کمنٹس چیک کرو ذرا "وہ ہنس دیا، مینا مڑی اور اس کے ساتھ جا بیٹھی "دکھاؤ ذرا "اس کے فون پر جھکی

اور وہ چوکڑی مارے بیٹھ گیا، اب دونوں کمنٹس پڑھتے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنس رہے تھے "اس کو دیکھو کہہ رہا ہے کہ لڑکوں کو برتن دھونے کی پریکٹس کر لینی چاہیئے "اور ہنس دی

ساتھ بیٹھا اشعر سکرین سکرول کر رہا تھا "میں تو سوچ رہا ہوں وی لاگنگ شروع کرتے ہیں۔۔ وائرل تو تم پہلے ہی ہو، مشہور ہو کر پیسے کماتے ہیں، کیسا آئیڈیا ہے" وہ پر جوش ہوا تھا

وہ مسکرائی اور پھر اس کے سر پر چپت رسید کی "بیٹا ابھی حاشر بھائی آئیں گے اور امی کے ساتھ بیٹھ کر ذلالت بھی ہونی ہے۔۔ پھر کریں گے ناوی لاگنگ" اور سر جھٹکا

اس نے بھی بدلے میں اس کے کندھے کو ایک جھٹکا دیا "ہاں تو میں کون سا کہہ رہا ہوں کہ ابھی کرتے ہیں، میں تو چیک کر رہا تھا کہ تم کتنی سیریس ہو" اور دوبارہ پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، کاؤچ پر پڑا فون بجنے لگا تھا اور وہ جھٹ سے اس کی طرف لپکی اور فون دیکھا۔۔ پھر پھٹی پھٹی نگاہوں سے اشعر کو

"کیا ہے؟" وہ بھی مینا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

اس نے فون کا رخ اشعر کی طرف موڑا اور وہ بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔ سکرین پر جانا پہچانا نام جگمگا رہا تھا، اس کا فون بند ہوا اور اب اشعر کا فون بج رہا تھا۔۔ اس نے پہلے فون کو دیکھا اور پھر مینا کو

"کلمہ پڑھ لو مینا۔۔ شاید جنت میں چلی جاؤ"

اور دونوں قہقہہ لگا کر ہنسے۔ فون چیخ چیخ کر چپ ہو گیا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی اور برش ہاتھ میں پکڑا بالکل جیسے ہاتھ میں مائیک پکڑا ہو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور ناظرین! اب فون بیلی کو جا رہا ہو گا اور وہ بھی نہیں اٹھائے گی اور حاشر بھائی اڑتے اڑتے گھر آئیں گے۔۔اس کے بعد میری تو قربانی ہو گی ہی ہو گی ساتھ میں اشو کا بھی حلوہ بنے گا۔۔ سو جاننے کے لیے دیکھتے رہیں جیو نیوز اسلام آباد"

اور برش بیڈ پر پھینک کر اشعر کو پلکیں جھپکا کر دیکھا

"تم ہر بار ایسی کوئی حرکت کرتی ہو اور تمھاری وجہ سے میں بھی شہید ہوتا ہوں" وہ بیڈ پر کھڑا ہو کر چلایا تھا

"ہا" اس نے دونوں ہاتھ کمر پر باندھے اور گردن اٹھا کر اسے دیکھا "اشو بے بی۔۔ پچھلی بار حاشر بھائی کے والٹ سے میں نے تمھیں تین ہزار لا کر دیے تھے۔۔ بھول گئے" پتلیاں سکیڑے اسے دیکھا

"ہاں تو تم نے بھی میرے ساتھ زنگر کھائے تھے۔۔ کون سا میں اکیلا تھا" وہ اب بیڈ سے اتر رہا تھا

"ہاں تو حساب برابر" اس نے شانے اچکائے

"اشعر۔۔ مینا" باہر سے فرحت کی آواز آ رہی تھی

اشعر چلا گیا مگر مینا فون پکڑے کسی کو کال ملا رہی تھی، دوسری جانب کال اٹھا لی گئی تھی

"یس مس بریٹا!" ایک جانی پہچانی آواز

اور وہ کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔۔

عصر کے بعد آسمان پر شفق پھیلنے لگی اور پھیلتے پھیلتے سارے آسمان کو نارنجی کر گئی۔ وقت اب عصر سے نکل کر مغرب میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ ایک خوبصورت شام تھی جو حسین اختتام کی طرف رواں تھی۔ سیاہ اور سفید بنگلے میں اگر جھانکو تو بائیں طرف بڑے سے باغ میں ایک میز کے گرد بنچ پر ایک شخص بیٹھا تھا جس کے سامنے ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ سیاہ آنکھوں والے کے ہاتھ میں اس کے لمبے سیاہ بال تھے۔ باغ کی دائیں طرف گیراج تھا جہاں گاڑی کھڑی تھی اور ان دونوں کا رخ اسی گیراج کی جانب تھا۔ وہ لڑکی کے بالوں میں برش پھیر رہا تھا اور چھوٹی لڑکی ہاتھ ہلا کر مسکراتے ہوئے اسے کچھ بتا رہی تھی۔

"وہ لڑکی میرے آگے بیٹھتی تھی اور آپ کو پتہ ہے مجھ سے کم ہی بات ہوتی تھی اس کی"

اس نے گلابی سکرٹ اور نیچے نیلی جینز پہن رکھی تھی۔

"پھر وہ آپ کی فرینڈ کیسے بن گئی؟" اس نے دائیں طرف کان کے پیچھے سے برش پھیرا، ہاتھ نیچے کی طرف بڑھا۔

"ایک دن میں اس کے ساتھ بیٹھ گئی، میں اسے بریک سے پہلے تک آبزرور کرتی رہی۔۔ آپ کو پتہ ہے وہ خاموش نہیں تھی بس پریشان تھی" وہ اس سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے سیاہ آنکھوں والا اس کا دوست ہو، ہمدرد ہو، ہم راز ہو۔

"وہ کیسے ؟"اس نے برش ایک طرف رکھااور اس کے بالوں کو پشت سے تین حصوں میں تقسیم کر کے ہاتھوں میں لیا

"بریک کے بعد ہمیں ہمارے انگلش کے ٹیسٹ ریٹرن ہوئے۔۔میرے پورے مارکس تھے"ایک خاموشی۔سانس لینے کا وقفہ

“But she got five marks out of ten”

(لیکن اس نے دس میں سے پانچ نمبر لیے)

وہ ذرا سا ہلی"مون آپ کو پتہ وہ رو رہی تھی۔۔میں بھی پریشان تھی لیکن پھر میں نے اس کی کاپی لی اور دیکھا کہ اس کے پچھلی بار تھری مارکس تھے۔۔میں مسکرائی اور میں نے آہستہ سے اس سے کہا" جس طرح اس نے اس لڑکی سے کہا ہو گا ویسے ہی اس کی آواز ذرا سی دھیمی ہوئی

“Wow! You improved your marks.. you got two more marks than the previous”

(واؤ! تم نے اپنے نمبر بہتر کر لیے۔تم نے پچھلی بار سے دو نمبر زیادہ لیے۔)

"ہوں۔۔اس نے کیا کہا؟"وہ اس کے بالوں میں بل ڈالتا اس کی چٹیا کر رہا تھا

"وہ چپ ہو گئی۔۔مجھے حیرانی سے دیکھا۔۔میں نے اس سے کہا کہ پچھلی بار تمھارے تھری مارکس تھے اب فائیو ہیں۔۔تھوڑی سی محنت کر وایٹ (آٹھ) تک پہنچ جاؤ۔۔وہ اب چپ ہو گئی تھی۔۔میں

نے اس سے کہا کہ تم نے ٹو مارکس امپروو کیے ہیں۔۔ تمھیں خوش ہونا چاہیئے تاکہ تم اگلی بار ٹو مارکس اور گین کر سکو۔۔ مون آپ کو پتہ وہ مسکرائی تھی"

چھوٹی لڑکی خود بھی اسی پل مسکرائی اور اس کے بالوں کی چٹیا کرتا شخص بھی مسکرا دیا

“You know after that she got eight marks and now in the previous test she got ten out of ten”

(آپ جانتے ہیں اُس کے بعد اُسے آٹھ نمبر ملے اور اب پچھلے ٹیسٹ میں اُس نے پورے دس میں سے دس نمبر حاصل کیے)

اس نے لڑکی کے بالوں پر پونی باندھی اور نیچے سے بچے بالوں پر برش پھیر دیا۔ باہر کا گیٹ کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔۔ دونوں نے بیک وقت اسے دیکھا تو اندر آنے والی انھیں دیکھ کر مسکرا دی، وہ گیراج سے ہوتی ہوئی باغ میں داخل ہو چکی تھی۔

"اور پھر وہ آپ کی فرینڈ بن گئی" مامون اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کی لمبی چٹیا کو چھو کر مسکرایا۔ لڑکی نے رخ موڑا اور اب وہ اپنے ساتھ بیٹھے مامون کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی

"گڈ جاب" اس نے لڑکی کی تھوڑی کو چھوا اور اس کے چہرے کے گرد جھولتی لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اڑسا۔ ساتھ پڑی ہیئر پن پکڑی اور کان کے پیچھے اڑسے بالوں کو پیچھے کر کے پن کر دیا۔۔

پھر بائیں طرف کی لٹ کو بھی اسی طرح پیچھے پن کر دیا۔۔نوارد لڑکی اب ان کے سامنے دوسرے بنچ پر آ بیٹھی،اس نے گھٹنوں تک آتی سیاہ شرٹ اور نیچے سیاہ جینز پہن رکھی تھی

"ایک عدد مامون جیسا ماموں ہمیں بھی مل جاتا تو آج ہم بھی سدھر گئے ہوتے "ٹانگ پر ٹانگ جمائے اس نے اپنے چہرے کے گرد جھولتی سیاہ لٹ کو بڑی نزاکت سے انگشت شہادت سے پیچھے کیا۔

وہ مسکرا دیا"ہر لڑکی آرا بھی تو نہیں ہے "اس نے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھا،وہ مامون کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی

سامنے بیٹھی سیاہ آنکھوں اور پر کشش شخصیت والی لڑکی سر ہلا کر رہ گئی۔اس کے ہاتھوں میں مختلف انگوٹھیاں تھیں،کانوں میں اوپر کو جاتی بالیاں۔۔اس نے اپنا پرس ساتھ رکھا اور اب تھوڑی تلے مٹھی جمائے انھیں دیکھنے لگی

"تم کب آئے؟"اس کی آنکھیں سیاہ گہری تھیں،کسی راز جیسی وہ راز جو سیاہی لپیٹے ہوئے ہوتا ہے۔

"یہ سوال تم افیفہ سے پوچھ چکی ہو "اس نے اپنا رخ سامنے بیٹھی لڑکی کی جانب موڑا اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا

وہ ہنس دی۔پھر سر نفی میں ہلایا جیسے وہ محظوظ ہوئی ہو۔

"You know what you know"

اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے۔تب ہی باہر کا گیٹ ایک بار پھر کھلا اور کوئی اپنی گاڑی لے کر اندر آیا، گیراج میں گاڑی کھڑی کی، سرمئی گول گلے والی شرٹ اور سیاہ پینٹ والا گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا

لڑکی نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"یہ ابھی تک آتا ہے؟"ابرو اٹھایا اور مامون کو دیکھا۔اس کے انداز میں سنجیدگی تھی، مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔

"وہ میرا بھائی ہے۔۔جب چاہے آئے جب چاہے جائے"سامنے بیٹھے مامون کا انداز نارمل تھا

"سوتیلا بھائی ہے"اس نے "سوتیلا" پر زور دیا

"Whatever"

وہ جیسے اس لفظ سے بے پرواہ تھا۔۔اس کے چہرے پر ناگوار سا احساس تھا

سرمئی آنکھوں والا سیاہ آنکھوں والے کی پشت پر کھڑا تھا اور لڑکی کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا، پھر بولا

"ڈاکٹر تاثیر۔۔میرے دل کو آج کل کوئی مسئلہ درپیش ہے۔۔سارا دن اداس رہتا ہے اور رات ساری بے زار۔۔مجھے کوئی میڈیسن بتائیں"

لڑکی نے ایک سانس خارج کی "مسٹر تیمور میرے پاس دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔۔دماغی امراض کے لیے آپ کسی پاگل خانے سے رابطہ کریں"پھر مسکرا دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا"آپ کے جیسی ڈاکٹر ہو تو اللہ بیماریوں سے نہیں ڈاکٹر سے بچائے"اور اس نے سر جھٹکا

لڑکی سنجیدہ تھی، تیمور آگے بڑھا اور آرا کے ساتھ بیٹھ گیا

"کیا کرتے ہو آج کل؟"لڑکی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی جیسے اس پر تیمور کی ہنسی نے اثر کیا ہو۔اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔

"لوگوں کے مسئلے حل"اس نے بھی ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور کہنی بنچ کی پشت پر رکھ دی

"اوہ"اس کا لہجہ کاٹ دار تھا، جیسے تیمور اسے ناپسند ہو"یقین نہیں آتا تم واقعی سیریس ہو کر کوئی کام کر رہے ہو"

"جیسے مجھے بھی یقین نہیں آتا کہ آپ بھی اپنے بابا کی گود سے اتر گئی ہے"شانے اچکائے

“You know daddy’s princess “

وہ بھی تیمور تھا، اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والا۔

"تیمور۔۔"مامون نے اسے روکنا چاہا مگر اس نے بدلے میں سنجیدہ نظر اس پر ڈالی۔

"نہیں مون"لڑکی کو دیکھا"میں مامون نہیں ہوں، نہ میں لحاظ کرتا ہوں نہ میں معاف کرتا ہوں"

ماحول میں ایک عجیب سا تناؤ تھا۔۔ہشاش بشاش سے تیمور کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔چھوٹی لڑکی کبھی تیمور کو دیکھتی اور کبھی ڈاکٹر تاثیر کو۔

مامون آرا کی طرف جھکا "آرا۔۔آپ نے نئی گیم دیکھی تھی نا کوئی۔۔جاؤ تیمور کو دکھاؤ"

اس نے گردن موڑی اور تیمور کو دیکھا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا اور سر جھٹکا، پھر آرا کے ساتھ اندر چل دیا۔

"تم اس کو برداشت کیسے کرتے ہو؟" ڈاکٹر نے اس کے جاتے ہی شانے ڈھیلے چھوڑے مگر اس کے کان کی لوئیں سرخ ہو رہی تھیں، جیسے بہت کچھ ضبط کیا ہو۔

"میرے لیے تیمور اور آرا ایک سے ہیں۔۔ایک میری بیٹی ہے تو دوسرا میرا بیٹا۔۔آئندہ ایسی کوئی بات نہیں کرنا" وہ نارمل تھا مگر اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے تنبیہ یا یاد دہانی کروا رہا ہو۔

اب کافی خاموشی تھی، سیاہ جینز والی لڑکی نے سانس خارج کی جیسے خود کو نارمل کیا ہو۔

"فرحین کا کچھ پتہ چلا؟" وہ نارمل تھا۔

البتہ تاثیر کے چہرے پر ایک ناگوار سا احساس گزرا "گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیوں کی کوئی خبر نہیں رکھتا" اس نے سر جھٹکا۔

مامون خاموش رہا۔وہ جانتا تھا وہ اس بارے میں ایسا ہی کچھ جواب دے گی۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو اس کا؟" اس نے ابرو اٹھایا۔

"ویسے ہی، میرے اچھے وقت کی ساتھی تھی" اس نے بھی شانے اچکا کر بات ہوا میں اڑا دی۔

وہ طنزاً ہنسی "تمھارے اچھے وقت کی ساتھی ہم پر برا وقت چھوڑ کر چلی گئی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے ایک سانس خارج کی اور آگے کو ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر ایک دم کھڑا ہوا "اماں اندر ہیں، تم ان سے مل سکتی ہو"

اور وہ وہاں سے چلا گیا۔۔ وہ ایسا ہی تھا۔ وہ جب بھی اس کے آس پاس ہوتی تھی وہ یونہی تکلف برتتا تھا اور پھر سنجیدگی سے اسے چھوڑ کر چلا جاتا تھا۔

وہ بس اسے جاتا دیکھتی رہی۔

عشاء کی اذان ہو چکی تھی۔۔ فرحت اندر نماز پڑھ رہی تھیں اور گلشن آرا کا بلڈ پریشر لو تھا، رابیل نے دوا دے کر انھیں سلا دیا۔ اشعر اور مینا باہر باغ میں بیٹھے تھے۔ گول میز کے گرد کرسی پر، آمنے سامنے۔۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی مینا ہاتھ ہلا ہلا کر اشعر سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ بڑی سی گول کرسی پر نیم دراز سا بیٹھا تھا۔

"یار! تیمور لنگ نہیں آیا ابھی تک" کہتے ہی اشعر نے جمائی لی۔ اسے نیند آ رہی تھی اور دونوں باہر بیٹھے رابیل کا انتظار کر رہے تھے جس کی چائے بننے میں نہیں آ رہی تھی

"آج اسے آفس سے چھٹی تھی، مامون بھائی کے ساتھ تھا" کہنی ٹانگ پر جمائے، ہاتھ گال پر رکھے پتلیاں سکیڑے سوچتے ہوئے بولی

"تمھیں بڑا پتہ ہوتا ہے" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں تو۔۔مجھے سب کی خبر ہوتی ہے" پیچھے کو ہوئی چھوٹی پونی کو ہاتھ سے کندھے پر لے آئی اور بڑی شان سے ہاتھ جھلایا

"مجھ سے تمھاری آزادی برداشت نہیں ہو رہی۔۔کوئی آ کیوں نہیں رہا" وہ بھی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی باہر کا دروازہ بجا۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو گھورا "شام کو آخری بار میں نے دروازہ کھولا تھا۔۔اب تم جاؤ گی" وہ پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

اس نے پتلیاں سکیڑیں "کب؟"

"جب ساتھ والی فرزانہ آنٹی کے گھر سے کڑھی آئی تھی تب" لڑکے نے پورے جوش سے کہا۔

ہاتھ کی انگلیاں مروڑتی وہ اٹھی "اگر مجھے تھپڑ پڑنے لگا نا تو اشو بیٹا بچا لینا"

اور اشعر نے اثبات میں سر ہلایا "ہاں جیسے تم مجھے بچاتی ہو"

دروازہ اس بار قدرے زور سے بجا تھا

وہ فوراً دروازے کی طرف لپکی اور گھبراتے ہوئے پوچھا "کون؟"

کوئی آواز نہیں آئی اور دروازہ پھر بجا۔۔اس نے دروازہ کھولا اور سامنے دراز قد بھوری آنکھوں، اجلی رنگت اور سنجیدہ نقوش والا مرد کھڑا تھا، جس نے سفید شرٹ اور بھوری پینٹ پہن رکھی تھی، کوٹ

بائیں بازو پر لٹکا رکھا تھا، مینا کے پیچھے بلقیس آنٹی کی بیٹی فاطمہ کھڑی تھی، جس کے ہاتھ میں پانی والا پائپ تھا۔۔ باری باری دونوں کو دیکھا اور چپ کر کے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

مینا نے گردن اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا اور بمشکل تھوک نگلا، اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے اور وہ مسلسل انگلیاں مروڑ رہی تھی

اندر آنے والے نے ایک نظر بائیں طرف باغ پر ڈالی جہاں میز کے پاس لڑکا کھڑا انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی خاموش سا سنجیدہ سا تھا۔ مینا کے ساتھ چلنے والی زبان کو اب بریک لگ چکی تھی۔

اندر آنے والے نے کچھ نہیں کہا اور سیدھا باغ کی طرف بڑھا، دونوں بازو سینے پر باندھے

"فون کہاں ہیں تم دونوں کے؟" ایک نظر اشعر کو دیکھا اور پھر پیچھے کھڑی مینا کو۔

"وہ۔۔" مینا نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے مگر اس نے بات کاٹ دی۔

"لے کر آؤ۔۔ آگ لگاتا ہوں میں۔۔ مجال ہے جو ایک کال اٹھا لو۔۔" وہ غصے میں تھا۔

اب دونوں ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔۔ آنے والا شخص مڑا اور مینا کو گھورا، وہ ایک قدم پیچھے ہٹی اور نظریں جھکا لیں، ہاتھ ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔

"گئی آج تو" اشعر نے اسے دیکھا جس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور رو دینے کو تھی۔

بھلا یہ وہ لڑکی لگ رہی تھی جو کل بندوق تانے کسی کے دفاع میں کھڑی تھی

"گن کہاں ہے؟" وہ دانت پیستے ہوئے بولا تھا

"وہ۔۔"اس کے ماتھے پر پسینہ تھا"حاشر بھائی۔۔"پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا مگر پھر فوراً نظریں جھکا لیں۔

"کس نے دی تھی تمھیں؟کوئی انسانوں والے کام ہیں تم میں؟"وہ بلند آواز میں چلایا تھا۔

وہ ایک قدم پیچھے ہٹی اور اشعر کو دیکھا۔

"میں نے دی تھی"ایک پل ضائع کیے بغیر وہ اپنی بہن کے سامنے کھڑا تھا"اسے نہ ڈانٹیں۔۔میں نے دی تھی اسے"وہ حاشر کی انکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بہن کی طرف داری کر رہا تھا۔

"اچھا۔۔یونیورسٹی کی فیس ہم تمھاری دیتے ہیں اور اسے گن تم نے لے کر دی تھی"باہر سے آنے والا حاشر ایک قدم آگے بڑھا،اشعر ایک قدم پیچھے ہٹا

اس کی آواز بلند ہوئی تھی،کچن میں کھڑی کپ میں چائے انڈیلتی رابیل کے کان کھڑے ہوئے۔وہ چائے وہیں چھوڑ کر کچن سے باغ میں آتی سیڑھیوں سے باغ میں داخل ہوئی

"حاشر بھائی۔۔اس نے کچھ غلط نہیں کیا ہے۔۔لڑکیوں کو ڈیفینس آنا چاہیئے"نہ اس کی آواز کانپی،نہ وہ ڈگمگایا

"ہاں تو جو اس کے پیچھے کھڑا تھا اس نے ہاتھوں میں چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔۔میری بہن کو کیوں آگے کیا اس نے۔۔تماشا تو ہماری عزت کا بنا ہے نا"وہ جیسے لڑ رہا تھا۔

پیچھے کھڑی مینا نے اشعر کی کہنی پکڑی ہوئی تھی،ایسے لگ رہا تھا کہ اگلے چند لمحوں میں بس اسے تھپڑ پڑنے ہی والا ہے۔

"کون سی عزت؟"سامنے سے رابیل چلتی ہوئی اس کی جانب بڑھ رہی تھی

"حاشر بھائی۔۔یاد آگیا آپ کو کہ آپ کا کوئی گھر ہے"سینے پر بازو لپیٹے پر سکون انداز میں بولی تھی۔

وہ گردن اٹھائے بے خوف سی اپنے سے لمبے بڑے بھائی سے مخاطب تھی۔

"تم سے بات نہیں کر رہا میں"حاشر نے سیاہ آنکھوں والی لڑکی کو انگلی دکھائی تھی

وہ پھر سے اشعر سے کچھ کہنے لگا تھا مگر رابیل سامنے آگئی"میرے بہن بھائیوں سے دور رہیں۔۔وہ کیا کرتے ہیں کیا نہیں۔۔ہم جانتے ہیں"اس کی آواز بھی ذرا سی بلند ہوئی تھی

"زیادہ نہیں زبان کھل گئی تم لوگوں کی۔۔ایک سے بڑھ کر ایک"بھوری آنکھوں والے حاشر نے سینے پر بازو لپیٹے

"جی۔۔جب اپنوں کے ہاتھ روکنے ہوں تو زبانیں کھولنی پڑتی ہیں"

بلند آواز میں بات کرتا حاشر اب خاموش ہو گیا۔پھر رابیل کو گھورا

"تمھیں پتہ بھی ہے اس نے کیا کیا ہے؟"حاشر نے انگلی اٹھا کر پیچھے کھڑی مینا کی طرف اشارہ کیا

اب کہ رابیل اپنی بہن کے دفاع میں سامنے آئی تھی "کیا کیا ہے۔۔ہاں۔۔کسی کا قتل کیا ہے یا کسی کا حق مار کر آئی ہے۔۔کسی کی ذات پر حملہ کیا ہے یا کسی کو لوٹ کر آئی ہے" تیز تیز بولتے سانس پھولنے لگی تھی

"تمھاری انہیں حرکتوں کی وجہ سے اسے اتنی شہ ملی ہے۔۔میرے گھر کی عورت ہو کر سر عام پبلک میں تماشا کرے۔۔یہ میں نہیں ہونے دوں گا۔۔کس کی اجازت سے اس نے بندوق تانی تھی اس پر۔۔خاندان کے مرد مر گئے ہیں یا انھوں نے ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لی ہیں" وہ غصے سے رابیل پر چلا رہا تھا۔

باہر کا دروازہ بجا تھا، سیڑھیوں کے پاس کھڑی فاطمہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور سفید شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے سیٹی بجاتا تیمور اندر آیا تھا، وہ اسی طرف بڑھ رہا تھا۔۔عین حاشر کے سامنے آ کھڑا ہوا "آپ کچھ بول رہے تھے" پھر مسکرایا" وہ آواز باہر آ رہی تھی" ہاتھ اٹھا کر انگوٹھے سے باہر کی طرف اشارہ کیا۔پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا" وہ کیا ہے نا حاشر بھائی۔۔اس نے جو کیا میری اجازت سے کیا تھا۔۔پیچھے کھڑے مرد نے ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہن رکھی تھیں، وہ اپنی عورت کو نڈر بنا رہا تھا" پھر ذرا سا قریب ہوا، وہ اس کے قد کے برابر تھا" وہ کیا ہے نا کہ اس کے گھر کے مرد کبھی بھی چھوڑ سکتے ہیں، سو حفاظت ضروری ہے" اس کی مسکراہٹ غائب تھی۔وہ بلا کا سنجیدہ تھا۔

"اپنی حد میں رہو" اس نے سرمئی آنکھوں والے کو کندھے سے جھٹکا تھا

"آپ بھی" لڑکا اس کی طرف اشارہ کر کے اندر کی طرف بڑھا، پھر مڑا اور آواز لگائی

"مینا یار۔۔ جلدی میں آیا ہوں، تم چائے پلاؤ گی یا خالہ سے بولوں" کہتے ہی اندر کی طرف بڑھ گیا اور وہ وہاں سے چلی گئی۔۔ پیچھے ہی رابیل اور اشعر بھی اندر کو لپکے تھے۔۔ اب آدھا تماشا اندر لگنا تھا مگر کیا فرق پڑتا ہے۔

فرحت نے نماز پڑھ لی تھی اور اب وہ لاؤنج میں حاشر کے سامنے بیٹھی تھیں، حاشر مسلسل بول رہا تھا اور وہ کبھی آنسو صاف کرتیں اور کبھی دوپٹے سے ناک پونچھتیں۔

"امی۔۔ ان کو اتنی چھوٹ دے رکھی ہے۔۔ یہ جو مرضی کرتے پھریں" وہ تینوں اندر گھسے خاموش تھے۔ کاؤچ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے تیمور بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ مینا بیڈ پر سر جھکائے بیٹھی تھی اور رابیل کھڑکی کے پاس سینے پر بازو لپیٹے کھڑی تھی۔۔ اشعر کے ہاتھ میں سبز رنگ کی گیند تھی جسے وہ بار بار دیوار سے ٹکراتا اور پکڑ رہا تھا، کسی کا فون بجا تھا اور اس "کسی" نے جیب سے فون نکالا اور کان سے لگایا

"یس باس!" ایک چسکی لی اور دوسری طرف سے آواز سنی۔

بولنے والا اپنی بات بول کر خاموش ہوا۔ تیمور نے سر ہلایا

"باس۔۔ سسرال میں ہوں۔۔ پلیز ڈسٹرب نہ کریں۔۔ یہاں حالات بہت خراب ہیں باقی بعد میں بات کرتے ہیں" اس کے چہرے پر ایک شرارت بھری مسکراہٹ تھی

فون کی دوسری طرف شخص کچھ بول رہا تھا مگر تیمور ہنس دیا "اللہ آپ کو بھی سسرال کا سکھ عطا کرے"

فون کی دوسری طرف سے ایک آواز گونجی اور اس نے مسکرا کر فون بند کیا اور جیب میں رکھ دیا۔

"اب کیا کرنا ہے۔۔ چلنی تھی گولیاں چل گئیں۔۔ عجیب مسئلہ ہے" عینک والی لڑکی تنگ آگئی تھی اور پھر سر جھٹک کر کھڑی ہوئی۔۔ کمرے کا دروازہ کھولا اور سامنے فرحت تھیں۔۔ ان کی آنکھیں روئی روئی سرخ سی تھیں

تیمور ویسے ہی بیٹھا رہا، اشعر کی گیند کو سکون ملا اور رابیل بھی مڑی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

پیچھے ہی حاشر تھا، اس کے نقوش تنے تھے اور وہ باہر خوب بول کر آیا تھا۔۔

مینا پیچھے ہٹی اور وہ اندر داخل ہوئے، کاؤچ پر بیٹھا تیمور کھڑا ہوا۔۔ حاشر اندر آتے ہی عین اس کے سامنے کھڑا تھا "میرا خیال ہے رات بہت ہو گئی ہے۔۔ تمھیں اپنے گھر ہونا چاہیئے" یہ جیسے باہر ہوئی بے عزتی کا بدلہ تھا۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا، البتہ وہ بلا کا سنجیدہ تھا۔اس نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک فلیش ڈرائیو رابیل کی طرف بڑھائی "اس میں تمھاری ساری فائلز ہیں۔۔کمپریس کر دی تھیں "رابیل نے پہلے اسے دیکھا پھر فلیش ڈرائیو کو اور فلیش پکڑ لی

وہ میز پر جھکا، گاڑی کی چابی پکڑی اور دروازے کی طرف بڑھا۔۔مینا ابھی بھی دروازے کے پاس کھڑی تھی، اڑی ہوئی رنگت جیسے سانس سوکھ چکی ہو۔۔ایک نظر اس نے مینا کو دیکھا اور پلکیں جھپکا کر تسلی دی۔۔عینک والی لڑکی نے بس ہلکا سا سر ہلایا اور پھر وہ چلا گیا۔۔اس کا دل گھبرانے لگا تھا۔

"مینا۔۔بیٹے یہ کیا طریقہ ہے۔۔باہر جا کر ایسے نہیں کرتے "بیڈ پر بیٹھیں فرحت نے پیار سے اسے کہا تھا، اس نے ایک نظر حاشر کو دیکھا۔

"اس کو ساری شہ رابیل نے دی ہے امی۔۔ایک اولاد تو آپ کی بگڑ چکی ہے باقیوں کا دماغ بھی خراب ہو رہا ہے "وہ پھر سے شروع ہو گیا تھا۔

رابیل دانت پیستے اس کے سامنے آئی تھی "بس کر دیں۔۔ایسا بھی کیا ہو گیا۔۔چھوٹی سی بات ہے اس پر کیا تماشا کر رہے ہیں آپ۔۔بخش دیں اسے "اب کی بار وہ بھی چلائی تھی

"تم چپ رہو "ایک بار پھر انگلی اٹھائی، بلند آواز میں چلایا "تمھیں ہم نے من مانی کرنے دی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باقی بھی اپنی حدود بھول جائیں۔۔میرے گھر کی عورت محفلوں کا موضوع بنے مجھے ہر گز برداشت نہیں ہے"

"تب آپ کی یہ غیرت کہاں تھی جب رابیل کو ڈسکس کیا جارہا تھا۔۔جب اس کی زندگی کے فیصلے کیے جارہے تھے۔۔اب آپ آگئے ہیں" بولنے والی مینا تھی اور وہ چلائی تھی

حاشر پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا،فرحت نے بھی گردن موڑ کر مینا کو دیکھا تھا

"امی دیکھ رہی ہیں آپ۔۔کس طرح چیونٹی کے پر نکلے ہوئے ہیں۔" پھر مینا کی طرف بڑھا"تم چھوٹی ہو چھوٹی رہو۔۔اپنی اوقات مت بھولو۔۔دو دن تم باہر نکلی ہو اور پر نکل آئے ہیں تمھارے"

وہ بھنویں بھینچے تنے نقوش سے غصے میں مینا کو دیکھ رہا تھا۔

"بس کردیں بھائی" وہ پھر سے چلائی تھی

فرحت اٹھی تھیں اور ایک زناٹے دار تھپڑ مینا کے منہ پر رسید کیا"چپ کرو۔۔بڑا ہے وہ"

کمرے میں خاموشی چھاگئی،ایک آنسو کا قطرہ اس کی آنکھ سے نکلا اور گال پر بہہ گیا

"امی۔۔"اشعر آگے بڑھا تھا

"دفع ہو جا یہاں سے۔۔تو بھی اس کے ساتھ پورا پورا ملا ہوتا ہے"اس نے بت بنی مینا کو کہنی سے پکڑا تھا اور بیڈ پر بٹھایا،وہ ابھی تک بت بنی تھی۔فرحت کمرے سے باہر چلی گئیں

"میرا خیال ہے ہمارے گھر کا ماحول خراب کرکے اب آپ کو ٹھنڈ پڑ گئی ہو گی" بولنے والی رابیل تھی اور وہ حاشر کے سامنے کھڑی تھی۔

حاشر نے سر جھٹکا اور منہ میں بڑبڑاتا باہر چلا گیا

بیڈ پر بیٹھی لڑکی سسکیوں سے رو رہی تھی، سر جھکائے بار بار آنسو پونچھتی اور رو دیتی۔

اشعر نے اسے پانی ڈال کر دیا مگر اس نے نہیں پیا۔ہاتھ سے گلاس پرے کر دیا

"اشو۔۔"رابیل نے پلکیں جھپکا کر اسے دیکھا جیسے تسلی دی ہو کہ میں دیکھتی ہوں

کچھ پل بیتے اور وہ رو رو کر خود ہی چپ ہو گئی۔۔رابیل اس کے ساتھ آ بیٹھی

"مینو"عام دنوں میں وہ مینا ہی کہتی تھی مگر کبھی کبھی جب اسے سمجھانا ہو تو مینو کہتی تھی

"بیلی۔۔مجھے نہیں پتہ کیسے ہو گیا مگر مجھے نہیں اچھا لگا تھا کہ کوئی پبلک پلیس پر تیمور کی انسلٹ کرے۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ ہو جائے گا"وہ مسلسل رو رہی تھی

"اٹس اوکے۔۔ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔۔ہم میں سے کسی نے تمھیں کچھ نہیں کہا۔۔ریلیکس"اس کا ٹھنڈا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھوں میں لیا

اشعر نے پانی کا گلاس بڑھایا۔لڑکی نے گلاس تھاما اور پانی پیا۔۔

"ہم نے کیا پرامس کیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے ہم مقابلہ کریں گے۔۔ہم پہاڑ بنیں گے ریت نہیں ۔۔پھر؟"وہ سر جھکائے اسے سمجھا رہی تھی۔پیار سے اس کے چہرے کے گرد آئی چند لٹیں کان کے پیچھے اڑسیں۔مینا نے سر ہلایا اور رابیل کو دیکھا

"آئی ایم سوری۔۔آئندہ نہیں ہو گا"نم سانس اندر کھینچی اور آنکھیں پونچھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آئندہ ہو گا۔۔جب جب کوئی مرد کسی عورت کو موم کی گڑیا سمجھے گا تب تب یہ ہو گا۔۔تب تب اسے بتایا جائے گا کہ عورت صنف آہن ہے، صنف نازک نہیں" رابیل ابھی بھی اسے سمجھا رہی تھی

اس نے سرخ نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔رابیل نے اس کی تھوڑی کو چھوا" ہمارا گروپ تو سب سے سٹرانگ ہے۔۔پھر؟"

"آئی ایم سوری" اس نے آنسو پونچھے اور مسکرا دی

"حاشر بھائی کی تو عادت ہے۔۔وہ تو آدھی ساس اور آدھی پھپھو ہیں۔۔ان کی باتیں نہ دل پر لیا کرو" بولنے والا اشعر تھا

"ہاں دیکھو۔۔اشو تو چاکلیٹ کے پیسے بھی مجھ سے لیتا ہے۔۔اس پر بھی پتہ نہیں کیسے کیسے الزامات ہیں مگر وہ تو نہیں رویا۔۔امی سے بھی اتنے ہینگر، وائپر، ڈونگے کھا کر بھی دیکھو کیسا ڈھیٹ بنا بیٹھا ہے" وہ مسکراہٹ دبائے اشعر کو دیکھ رہی تھی۔

مینا ہنس دی، ساتھ بیٹھا اشعر بھی مسکرایا تھا۔۔

"صبح مینا کا پہلا دن ہے جاب پر اور تم دیکھنا ایک دن ہماری مینا میلینئر بنے گی اور میں اور اشو اس کے پیسوں پر عیاشی کریں گے" اس نے اسے کندھے سے تھاما

عینک والی لڑکی نے برا سا منہ بنایا" بلینیئر" نم سانس اندر کھینچی

"ہاں وہی" رابیل ہنس دی۔

"باجی نے ابھی میرے بارہ سو ستر روپے واپس کرنے ہیں اور باجی بلینئر بنیں گی" بھوری آنکھوں والے اشعر نے کہہ کر سر جھٹکا۔

مینا نے اسے غصے سے گھورا، اس نے شانے اچکائے اور مسکرایا۔

"مجھے بھوک لگ گئی ہے" اس نے پہلے رابیل کو دیکھا پھر اشعر کو۔

رابیل اور اشعر نے بیک وقت سانس خارج کی۔ ساتھ بیٹھی رابیل نے مینا کو بے بسی سے دیکھا "روتی تم ہو اور بینک اکاؤنٹ ہمارے خالی ہوتے ہیں"

وہ اٹھی اور ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا

مینا نے نم سانس اندر کھینچی "پیزا آڈر کرنا بیلی۔۔ ودایکسٹرا چیز"

"اور ساتھ کوکا کولا بھی" اشعر نے فوراً لقمہ دیا

اس نے ایک نظر دونوں کو دیکھا اور سر نفی میں ہلایا

اب کمرے کا ماحول خاصا بہتر تھا

رات کے ڈھائی بجے کا وقت تھا۔ سنینا کے کمرے کی بتی جل رہی تھی۔ ان کی عادت تھی وہ سونے سے پہلے اسے دیکھتے تھے تو وہ سوئی ہوتی تھی۔ تہجد کے وقت بھی وہ گہری نیند میں ہوتی تھی مگر اس

وقت اس کے کمرے کی بتی جل رہی تھی۔اس کا باپ اس کے کمرے کی طرف بڑھا،دروازے پر دستک دی"نینا۔۔"

اندر سے آواز نہیں آئی۔انھوں نے پھر سے دستک دی"نینا۔۔بیٹے۔۔جاگ رہی ہو؟"

اندر سے پھر آواز نہیں آئی اور انھوں نے ناب گھما کر دروازہ کھولا۔اندر بستر کے پاس جائے نماز بچھائے وہ آنکھیں بند کیے دعا مانگ رہی تھی۔اس کی آنکھیں بند تھیں۔اس کا باپ بستر پر بیٹھ گیا، لڑکی نے دعا مکمل کی اور ہاتھ چہرے پر پھیرے۔پھر اپنے باپ کو دیکھا اور شانے ڈھیلے چھوڑ کر مسکرائی۔

اس کے باپ نے ہاتھ اپنے ساتھ بستر کی سطح پر رکھا۔یہ اس کے بیٹھنے کا اشارہ تھا۔اس نے جائے نماز تہہ کی اور اپنے باپ کے ساتھ آ بیٹھی۔وہ مسکرائے

"کیا مانگ رہی تھی؟"

وہ بھی مسکرائی اور ٹانگیں سینے سے لگا لیں"پتہ نہیں۔۔اللہ سے کہہ رہی تھی کہ وہ مجھے بھی عروج دے ایک دن۔۔اس نے مجھے اتنا اچھا ہنر دیا ہے،میں اسے کہہ رہی تھی کہ وہ مجھے بھی بہت سے فالوورز دے۔لوگ میرے ہنر کو بھی سراہیں مجھے بھی جانیں اور مجھے بھی چاہیں،اللہ تو سب دیتا ہے نا اللہ سے سب مانگ سکتے ہیں بنا کسی ججمنٹ کے ڈر کے"وہ بڑی نرمی سے بتا رہی تھی

اس کا باپ مسکرایا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا "اللہ تمھارے ہنر میں خودی پیدا کرے" پھر سانس خارج کی "نینا۔۔بیٹے یہ جو لوگ ہیں نا یہ بہتے دریا میں ہاتھ دھوتے ہیں اور اگر وہ دریا رک جائے تو وہ اپنا رخ بدل لیتے ہیں۔لوگوں کے پیچھے نہیں بھاگتے، تھک جاؤ گی"

وہ مسکرائی "میں تو اللہ سے فالوورز مانگ رہی ہوں بابا، فالوورز یعنی لوگ میرے پیچھے آئیں۔بابا میں ایک آرٹسٹ ہوں اور ہر آرٹسٹ کو سراہنے والے چاہنے والے چاہیئے ہوتے ہیں" اور خاموش ہو گئی

اس کا باپ اسی طرح مسکراتا رہا "تم بہت اچھی پینٹر ہو میری رگ جان! تمھیں چاہنے اور سراہنے والے کیوں چاہیئے؟ تم کیا ان کے لیے پینٹ کرتی ہو جو تمھیں ان کی رائے کی ضرورت ہے؟"

اس نے سانس خارج کی "بابا۔۔لوگوں کو پتہ نہیں چلے گا تو پھر میرے پینٹ کرنے کا کیا فائدہ؟ ہر آرٹسٹ لکھاری اور فنکار کو چاہنے والے چاہیئے ہوتے ہیں جنھیں ہم فالوورز کہتے ہیں، میں نے بس وہی مانگے ہیں" اور خاموش ہو گئی

اس کے ابا نے اپنا رخ ذرا سا ترچھا کیا "بیٹے دنیا جاننا شروع کر دے نا تو پھر بہت فساد ہوتا ہے۔ سبھی لوگ آپ کو سراہتے نہیں ہیں، سبھی لوگ اچھے نہیں ہوتے"

سنینا نے ان کی بات پر سر ہلایا "میں بس یہ چاہتی ہوں کہ میں بہت آگے جاؤں۔۔بہت آگے سب سے آگے"

اس کے ابا ہنس دیے

"ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں"

وہ بھی مسکرائی۔پھر تکیہ اپنے باپ کی ران کے پاس رکھااور لیٹ گئی "بابا مشہور ہونا کیا بری بات ہے؟"

اس کے باپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا "نہیں۔۔بالکل نہیں۔۔شہرت تو اللہ کی عطا ہے،وہ جسے چاہے دے"

"تو آپ مجھے منع کیوں کرتے ہیں؟آپ نہیں چاہتے کہ لوگ آپ کی بیٹی کی تعریف کریں"اس نے کروٹ بدلی اور سامنے والی دیوار دیکھنے لگی

"میں کیوں نہیں چاہوں گا کہ میری بیٹی ایک اچھی پینٹر بنے،لوگ اسے اچھے نام سے یاد کریں۔۔میں تو بس بیٹا تمھیں خبردار کرتا ہوں،بس تمھیں بتاتا ہوں کہ اپنے ہنر کو بے خود نہیں ہونے دینا ورنہ انسان اپنی اصل کھو دیتا ہے"

اس نے سانس خارج کی "اتنی مشکل باتیں"اور کمر کے بل لیٹے انھیں دیکھنے لگی

وہ ہنس دیے "سب سمجھ آجائے گا نینا۔۔انسان کو سب سمجھ آجاتا ہے"

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔پھر سنینا نے آنکھیں بند کر لیں "دعا کریے گا اللہ مجھے بہت سا عروج دے۔۔وہ مجھے کامیاب کر دے"

اوراس نے آنکھیں موندلیں۔اس کا باپ اسے چند لمحے دیکھتا رہا۔پھر سانس خارج کی

"ہنر جب بے خود ہونے لگے تو وبال بن جاتا ہے، جان پر بھی اور جہان پر بھی"

وہ وہ دیکھ سکتے تھے جو سینا کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

اگلی صبح روشن تھی مگر معمول سے ذرا ہٹ کر۔کمرے کا دروازہ کھلا، فضا میں خاموشی محسوس کی جا سکتی تھی۔سورج کی کرنیں آسمان سے زمین تک آ بھی جائیں تو بھی انسانی ذہن کی تاریکی نہیں مٹا سکتیں۔حاشر ابھی تک سویا تھا مگر وہ تینوں جاگے ہوئے تھے اور جلدی جلدی تیار ہو رہے تھے۔

رابیل اور اشعر لاؤنج میں تھے جبکہ مینا کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔رابیل کچن میں کھڑی فریج سے پانی کی بوتل نکال کر اپنی واٹر بوتل میں بھر رہی تھی۔۔پاس ہی فرحت ناشتہ بنا رہی تھیں

"فل فرائی یا ہاف؟"انھوں نے اسے دیکھا اور سوال پوچھا

"فل"اس نے بوتل کا ڈھکن بند کیا اور پھر ماں کے سامنے سینے پر بازو لپیٹے کھڑے ہو گئی

"امی۔۔آپ تو ایسے نہ کریں۔۔اس کا آج پہلا دن ہے"وہ نرمی سے کہہ رہی تھی۔

"میں نے کیا کہا ہے اسے؟"انھوں نے خفگی سے رابیل کو دیکھا

"آپ کو پتہ ہے کہ رات والا تھپڑ ناجائز تھا۔۔کسی اور کا غصہ اس پر نکلا ہے۔۔اب بھی آپ منہ بنا کر اس کے سامنے جائیں گی تو پہلے دن ہی اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔۔سارا دن آفس میں اچھا کیسے گزرے گا"انھوں نے فرائنگ پین سے انڈہ اتارا اور پلیٹ میں رکھا

"اچھا۔۔زیادہ سیانی نہ بنو۔۔جاؤ جا کر تیار ہو جاؤ"اوپر والے کیبن سے ڈبل روٹی کا پیکٹ نکالا اور اسے کھولا

وہ سانس خارج کر کے باہر آگئی۔۔کمرے میں گئی تو وہ جھک کر اپنے سفید نئے سنیکرز کے تسمے بند کر رہی تھی

اوپر اٹھی تو رابیل سامنے ہی کھڑی تھی،سینے پر بازو لپیٹے اسے دیکھ رہی تھی۔۔بیڈ پر بیٹھی لڑکی کھڑی ہوئی،اس نے سفید گھٹنوں سے اوپر تک آتی کھلی شرٹ پہن رکھی تھی اور نیچے نیلی جینز،اپنے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑسا اور اسے دیکھا

"بالوں کو کیا کروں؟"

اس نے اسے کندھے سے تھاما اور بیڈ پر بٹھایا"بیٹھو میں تمھارا کوئی ہیئر سٹائل بناتی ہوں"ڈریسنگ ٹیبل تک گئی،برش اور کنگھی لے آئی

"امی سے ناراض ہو؟"مانگ نکالتے ہوئے بولی

"نہیں تو۔۔میں کیوں ہوں گی؟"البتہ اس کا دل گھبرا رہا تھا"تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"ویسے ہی"لڑکی نے شانے اچکائے

"ہوں۔۔کون سا پہلی بار تھپڑ پڑا ہے۔۔پڑتا رہتا ہے"

وہ صرف مسکرادی۔اس کے ہاتھوں میں رامین کے بال تھے اور وہ اس کا ہیئر سٹائل بنا رہی تھی

چند پل خاموشی کے،اس نے ایک نم سانس اندر کھینچی تو رابیل کو کچھ کھٹکا،اس کے پیچھے کندھے سے

نیچے تک آتے کھلے بالوں پر کنگھی پھیری اور اس کے سامنے آئی

"ارے۔۔تم رو رہی ہو"اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں

اور وہ واقعی رو دی

اس نے ایک سانس خارج کی"مجھ سے سب خراب ہوتا ہے۔۔میں جتنی بھی کوشش کرلوں۔۔تم

دیکھنا تھوڑے دن تک مجھ سے یہ جاب بھی نہیں ہو گی اور میں گھر بیٹھی ہوں گی"وہ آنکھیں مل رہی

تھی

"چلو!یہ تم سے کس نے کہا؟"

"مجھے پتہ ہے نا"

وہ اٹھی اور سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھالائی،گلاس اس کی طرف بڑھایا۔اس نے پانی پیا اور

نارمل ہوئی

"اگر بات بات پر یونہی رونا شروع کر دو گی تو آگے نہیں بڑھ پاؤ گی۔۔رونا بری بات نہیں ہے مگر ہر کسی کے سامنے رونا بری بات ہے۔۔تم تو بہت سٹرانگ ہو"اس نے پیچھے مڑ کر ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اسے دیا"جو لڑکی کسی لڑکے کو گن دکھا سکتی ہے،شوٹ کر سکتی ہے وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔۔ مجھے دیکھو اتنی بڑی انڈسٹری میرے انڈر ہے مگر مجھے گن چلانا نہیں آتی اور نہ ہی تمھاری طرح میتھس اور فزکس آتی ہے۔۔تمھیں تو اتنا کچھ آتا ہے پھر بھی تم روئے جا رہی ہو"

مینا مسکرائی۔پھر نم سانس اندر کھینچی،رابیل بھی مسکرا دی"اب اگر تم روئی تو میں نے تمھیں دو تھپڑ لگانے ہیں"اور کھڑی ہو گئی

"چلو اٹھو۔۔منہ دھو لو،تیاری پکڑو جانے کی"وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی

وہ اٹھی اور سانس خارج کی۔رابیل آئینے میں اپنا عکس دیکھتی لپ سٹک لگا رہی تھی،پیچھے مینا کا عکس ابھر رہا تھا جو ہاتھ پر ایک سیاہ چوکور ڈائل والی گھڑی پہن رہی تھی۔۔سٹڈی ٹیبل پر پڑے چھوٹے شیشے کے جار پر کچھ لکھا ہوا جگمگا رہا تھا

دونوں آگے پیچھے باہر نکلی تھیں،اشعر لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ کر ناشتہ کر رہا تھا اور گلشن آرا پاس بیٹھیں تسبیح کر رہی تھیں

فرحت باہر آئیں،توست اور انڈے والی پلیٹ میز پر رکھی

"چائے بنا دوں؟"سوال مینا سے تھا،اس نے سر نفی میں ہلا دیا

"جوس پی لو پھر۔۔ سارا دن کیا کھاؤ گی۔۔ لنچ باکس بنا دوں؟" ان کے چہرے پر خفگی کی جگہ فکر مندی نے لے لی تھی

وہ ہنس دی "امی میں آفس جا رہی ہوں، سکول نہیں"

"تو پھر کیا ہوا۔۔ آفس میں لڑکیاں کھانا نہیں لاتیں کیا؟ بسکٹ لے جاؤ، بھوکی رہو گی تو سر میں درد ہو گا" اور وہ کچن میں چلی گئیں۔

رات گئی بات گئی!

ایک سانس خارج کر کے لڑکی نے ناشتہ شروع کیا اور کچھ لمحے بعد وہ باہر گیراج میں کھڑے تھے، فرحت اس کے سر پر سے پیسے وار کر اس کی ہتھیلی میں رکھ رہی تھیں "یہ کسی فقیر کو دے دینا۔۔ پہلا دن ہے اللہ نظر سے بچائے" اس نے بس سر ہلایا

"فون رکھ لیا ہے؟" گاڑی کا دروازہ کھولے وہ اندر بیٹھنے کو تیار تھی جب فرحت نے اس سے پوچھا، اس نے سر نفی میں ہلایا

"سارا دن اس کے ساتھ چپکی رہتی ہے پھر پتہ نہیں کیسے بھول جاتی ہے۔۔ کیا کروں میں۔۔" وہ اندر جاتیں منہ میں بڑبڑا رہی تھی

وہ وہیں کھڑی اپنی امی کا انتظار کر رہی تھی۔۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑتے جا رہے تھے،وہ کنفیوز نہیں تھی مگر گھبرا رہی تھی۔۔سامنے سے حاشر باہر نکلا اور اسے نظر انداز کرتا ہوا باغ میں چلا گیا۔۔

عینک والی لڑکی نے اسے جاتے دیکھا اور پھر سر جھٹک دیا

"یہ لو"اس کی اماں نے فون بڑھایا۔فون ہاتھ میں لے کر وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔آج رابیل دیر سے آئی تھی اور ان دونوں کو دیکھتے ہی ہنس دی،پھر پرس پیسنجر سیٹ پر رکھ کر گاڑی کا دروازہ بند کیا اور گیٹ کھول دیا۔ان کے گھر کا اصول تھا جو بھی سب سے اینڈ پر آئے گا وہ گیٹ کھولے گا بھی اور بند بھی کرے گا۔

گاڑی باہر نکلی اور پھر گیٹ بند کر کے ماں کے گلے لگی اور پھر چلی گئی۔۔پیچھے بیٹھی لڑکی کا فون بجا تھا، کسی کا میسج آیا تھا

“Best of luck trauma center”

اس نے مسکرا کر جواب ٹائپ کیا اور پھر بھیج دیا۔

"اپنی حد میں رہو"

آگے سے ایک ہنسی والا ایموجی ریسیو ہوا تھا۔۔

اس کی بائیں کلائی پر بندھی گھڑی پر نیلے رنگ کا کچھ جگمگا رہا تھا

“Good things take time”

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ایک سانس خارج کی اور نارمل ہونے لگی تھی۔۔دن کا آغاز ہو چکا تھا

اس وقت دوپہر عروج پر تھی مگر سفید سرمئی بنگلے میں کافی سکون تھا۔۔بڑے سے صوفے پر سیاہ سلور بالوں والی خاتون بیٹھی تھیں اور ساتھ ایک سیاہ بالوں والی لڑکی۔۔دونوں شاید کوئی بات کر رہی تھیں جس پر سیاہ آنکھوں والی مسکرائی تھی۔۔اس کے بال سیاہ لمبے تھے، کمر سے نیچے تک آتے صوفے کے ہتھ کو چھو رہے تھے جس سے اس نے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔۔اس کے پاؤں اس خاتون کی جانب تھے اور خاتون کا رخ سامنے کی طرف تھا۔۔ایک ملازمہ کچن میں کھانا بنا رہی تھی اور دوسری پاس ہی گلدان صاف کر رہی تھی۔۔سیاہ بالوں والی لڑکی کی گود میں کتاب تھی اور کانوں میں ایئر پوڈز، مگر وہ اپنی ماں سے باتیں کر رہی تھی۔اس کی آنکھیں مامون سے ملتی تھیں۔۔دفعتاً باہر لاؤنج کے دروازے سے کوئی اندر بڑھا تھا

"السلام علیکم ماما!" اونچی چہکتی آواز اور لمبی چٹیا، سفید یونیفارم والی لڑکی نے اندر آتے ہی بیگ صوفے پر رکھا، صوفے کے ہتھ سے ٹیک لگائے لڑکی کی طرف بڑھی اور پیچھے سے اپنی ماں کے گرد بازو حمائل کیے اور ان کے گال سے گال ملایا۔ملیحہ کے ساتھ بیٹھی لڑکی کے چہرے پر ایک دم سے رونق پھیل گئی۔

"وعلیکم السلام آرا" اس نے چھوٹی لڑکی کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور اس کا گال چوما

وہ آگے آئی اور خاتون کے ساتھ بیٹھ گئی،اس کے پاؤں میں سفید جرابیں تھیں۔

"نانو۔۔ہاسپٹل نہیں گئیں آج" ماتھے پر آتی ایک لٹ ہاتھ سے پیچھے ہٹائی

"نہیں۔۔آج میری طبیعت خراب تھی" ساتھ بیٹھی خاتون اس کا ہیئر کیچر اچھے سے لگا رہی تھیں

"کیا ہوا آپ کو؟" صوفے کے پیچھے سے ایک بھورے بالوں والا کتا اس کے پاؤں میں آ بیٹھا تھا،وہ گردن اٹھا کر اسے دیکھ رہا تھا،پھر اس کے پاؤں سے اپنی کمر سہلانے لگا۔

"کچھ نہیں۔۔بس ذرا سا سر درد تھا" بھورے بالوں والے کتے نے ایک جست لگائی اور صوفے پر چڑھ گیا۔

"دبا دوں" وہ صوفے پر چڑھ گئی اور ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھے

"ارے نہیں۔۔اب ٹھیک ہے" وہ ہنس دیں اور اس کے ہاتھ پکڑے "تم یونیفارم چینج کرو پھر لنچ کرتے ہیں"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹانگ اوپر کرتی جرابیں اتارنے لگی۔۔ملازمہ جوس کا گلاس لیے کھڑی تھی،جرابیں اتار کر ایک طرف رکھیں۔خاتون نے کانچ کا گلاس پکڑا کر اس کی طرف بڑھایا،اس نے مسکرا کو گلاس لبوں سے لگایا۔

"مون کہاں ہیں؟" گردن اٹھا کر ساتھ بیٹھی خاتون کو دیکھا

"وہ تو آفس ہیں"

"لیکن انھوں نے کہا تھا کہ ہم شام کی چائے اکٹھے پیئں گے" خالی گلاس اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھا، وہ گود میں بیٹھے کتے کی کمر کو سہلا رہی تھی۔

"ہاں مگر ابھی شام نہیں ہوئی" ملیحہ نے نرمی سے مسکرا کر جواب دیا۔

اس نے سر اثبات میں سر ہلایا، کھڑی ہوئی، بھورے کتے کو سفید فرش پر رکھا اور جرابیں پکڑ کر اندر چلی گئی

لاؤنج میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔۔ کتا اب خاتون کے پاؤں کے دائیں بائیں منڈلا رہا تھا

"اماں۔۔" ساتھ بیٹھی لڑکی کی آواز آئی تھی

"ہوں"

"وہ۔۔" وہ ہچکچائی "زیان پھر آیا تو؟" ایک تھوک نگلا۔

"تو؟" خاتون نے ابرو اٹھایا

"مامون نہ ہوتا تو کیا ہوتا اماں؟" وہ گود میں پڑی کتاب کا صفحہ ایک کونے سے موڑ رہی تھی

"وہ پھر آئے گا اماں" اس کی آواز گھبرائی ہوئی تھی۔ چند لمحوں پہلے والی رونق غائب ہو چکی تھی۔

"کچھ نہیں ہو گا۔۔ اس کا علاج ہے ہمارے پاس" خاتون کا لہجہ قطعی تھا، پھر کھڑکی سے آتی روشنی کو گھورنے لگیں جیسے کچھ سوچ رہی ہوں

ماحول میں تناؤ محسوس کیا جا سکتا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جس وقت وہ گھر لوٹی مغرب ہونے والی تھی۔۔اندر آتے ہی سلام لی اور لاؤنج میں صوفے پر بیٹھیں گلشن آرا کے ساتھ بیٹھ گئی جو کہ اپنے سامنے ٹوکری رکھے پودینے کے پتے علیحدہ کر رہی تھیں۔۔

کچن کی بتی جل رہی تھی اور کھانے کی خوشبو پورے لاؤنج میں پھیلی تھی۔فرحت باہر آئیں اور اسے دیکھتے ہی مسکرائیں،دوپٹے سے گیلے ہاتھ صاف کیے

"دیر نہیں ہو گئی آج"میز پر پڑی پودینے کی ٹوکری پکڑی۔

"ہوں۔۔کام بہت تھا امی"اس کی آواز تھکی تھکی تھی۔

کچن سے فاطمہ نکلی اور پانی کا گلاس اس کے سامنے رکھا

"شکریہ"اس نے گلاس تھاما اور لبوں سے لگایا۔

فرحت واپس کچن میں چلی گئیں،لڑکی نے بازو لمبا کر کے پانی کا آدھا گلاس میز پر رکھا اور ساتھ بیٹھی خاتون کے کندھے پر سر رکھے بولی"مینا آگئی؟"

"ہوں"انھوں نے ریموٹ پکڑا اور ایل سی ڈی آن کی"چھے بجے کی آئی ہے"اور وہ بٹن دباتیں مختلف چینل بدل رہی تھیں۔

وہ بس خاموشی سے آنکھیں بند کیے ان کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیلی۔۔وہ جادو والا ڈرامہ کہاں لگتا ہے؟"ریموٹ سے چینل بدلتے وہ کندھے پر سر رکھے لڑکی سے مخاطب تھیں

"کون سا نانو؟"اس نے سر اٹھالیا

"ارے وہ جس میں لڑکے کی ماں لڑکی پر جادو کرتی ہے۔۔پتہ نہیں کہاں لگتا تھا؟"

اس نے ایک نظر ساتھ بیٹھی خاتون کو دیکھا اور مسکرا کر سر نفی میں ہلایا

فریج سے ٹماٹر نکالتی فاطمہ نے لاؤنج میں جھانکا

"نانو وہ اٹھارہ پر لگتا ہے"اور کچن کے دہانے پر کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ایل سی ڈی دیکھنے لگی

لمبے بالوں والی رابیل نے پہلے گلشن آرا کو دیکھا پھر فاطمہ کو"کیبل اتروا تی ہوں کل ہی۔۔کیسے کیسے ڈرامے دیکھتی ہیں،استغفراللہ"اور وہ اٹھی،پرس پکڑا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

دروازہ کھولا اور اندر روشنی جل رہی تھی،بیڈ پر مینا لیٹی تھی،اس کی پشت رابیل کی طرف تھی۔۔اندر آتے ہی اس نے پرس بیڈ پر رکھا اور آئینے میں اپنا عکس دیکھا

لحاف میں لیٹی لڑکی نے گردن موڑی،اسے دیکھا اور پھر اٹھ بیٹھی

"پہلے دن ہی تھک گئی"رابیل نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور پھر الماری کی جانب بڑھی۔

دروازہ کھولا اور ہینگر سے لٹکے کپڑے کھنگالنے لگی

"نہیں"اس نے پیچھے سے تکیہ پکڑ کر گود میں رکھ لیا"بس ایسے ہی۔۔بور ہو رہی تھی"

"اچھا؟"ایک سوٹ نکال کر بیڈ پر رکھا اور الماری کا دروازہ بند کیا"کیسا رہا پہلا دن؟"

اس نے ہینگر پکڑا اور اس پر سے قمیض اتاری

"اچھا تھا۔۔سب لوگ مجھے جانتے تھے۔۔یونو میری وائرل وڈیو سب نے دیکھی تھی۔۔ستائش، تعریف اور پتہ نہیں عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے سب۔۔خیر اچھا دن تھا، بزی!"اس نے تکیہ ساتھ رکھا اور گھٹنے سینے سے لگا کر تھوڑی ان پر جمالی

"ہوں"کپڑے بیڈ پر پڑے تھے اور رابیل آئینے کے سامنے کھڑی بالوں کو گول کر کے جوڑا بنا رہی تھی

"حاشر بھائی چلے گئے؟"سوال مینا نے کیا تھا۔اس کی آواز میں کچھ اداسی تھی، پھیکا پن سا۔

"وہ رہتے ہی کب ہیں؟"وہ اس کے سامنے کاؤچ پر بیٹھ گئی، ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسے دیکھتی ہوئی، آگے بڑھ کر پرس سے فون نکالا، سکرین آن کی اور کئی نوٹیفیکیشنز ایک ساتھ تشریف لائے۔

"ہوں"بیڈ پر بیٹھی لڑکی نے ایک سانس خارج کی"غصے میں آئے اور خفا ہو کر چلے گئے"اس کے لہجے میں شام کی سی ویرانی تھی

"کیا فرق پڑتا ہے۔۔پھر کچھ دن بعد یاد آئے گی تو یاد دلانے آجائیں گے کہ ہمارا کوئی بڑا بھائی بھی ہے"اس نے سر جھٹکا، فون بیڈ پر پھینکا اور کپڑے پکڑ کر واش روم کی طرف بڑھی۔۔

سورج غروب ہو چکا تھا، باہر اندھیرا بڑھ رہا تھا۔۔لڑکی کی نظر کھڑکی سے باہر نظر آتے آدھے چاند پر پڑی،اس نے سر جھکا لیا۔۔کچھ تھا جو نامکمل تھا

سرمئی سفید بنگلے کی ساری روشنیاں جل رہی تھیں۔اندھیرے کو مات دیتا سرمئی سفید محل پوری شان سے کھڑا تھا۔اگر لاؤنج میں جھانکو تو دیوار پر نصب ایل سی ڈی کی آواز شور مچا رہی تھی۔۔

صوفے پر نیم دراز سا مامون بیٹھا تھا اور اس کے بازو سے سر ٹکائے آرا کے ہاتھ میں ٹیبلٹ تھا۔اس کے ہاتھ میں ریموورٹ تھا اور وہ ہیڈ لائنز سن رہا تھا، ساتھ لیٹی آرا کوئی شو دیکھ رہی تھی جس میں ایک سیاہ فام ایک چھوٹے بچے سے سوال کر رہا تھا اور بچہ بڑے مزے سے جواب دے رہا تھا۔اس کے جواب سنتی آرا کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔کچھ فاصلے پر چھوٹے صوفے پر بیٹھے تیمور کی گود میں لیپ ٹاپ تھا اور سامنے میز پر کئی کاغذ بکھرے پڑے تھے۔وہ دھڑا دھڑ کی پیڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا، پھر کاغذ پکڑ کر کچھ لکھتا اور دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہو جاتا۔۔لاؤنج کے دروازے سے ملیحہ اندر داخل ہوئی تھیں اور وہ مامون کے صوفے کے ہتھ کے ساتھ کھڑی ہوئیں

"آرا۔۔چلو بیٹا"

مامون کے ساتھ لیٹی آرا نے منہ بنایا، پھر جیسے انھیں نظر انداز کیا ہو

"آرا۔۔"خاتون نے دوبارہ لڑکی کو پکارا

مامون نے گردن موڑی اور اس کے سر پر تھوڑی رکھی "چلو بیٹا۔۔پھر صبح سکول بھی جانا ہے"

لڑکی نے ٹیب لیٹ سینے سے لگایا اور آنکھیں اوپر کر کے اسے دیکھا، معصوم شکل بنائی

"مون"

"نو" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور اس سے ٹیب لیٹ لے کر آف کر دیا۔

وہ منہ بسور کر اٹھی اور اس کے سامنے کھڑی ہوئی، ہاتھ بڑھایا اور اس نے ٹیب لیٹ واپس کر دیا

"گڈ نائٹ!" وہ مسکرایا تھا

وہ بھی مسکرادی اور ملیحہ کے ساتھ اندر چلی گئی۔۔

کچھ پل بیتے اور اس نے گردن موڑ کر دائیں طرف بیٹھے تیمور کو دیکھا "تم کیا کر رہے ہو ہیرو؟"

اس کی نظریں سکرین پر ہی جمی تھیں "کام کر رہا ہوں"

"کون سا؟" ابرو اٹھایا

"ہمارا کام" شانے اچکائے مگر نظریں نہیں اٹھائیں

"تم پھر شروع ہو گئے؟" اس کی مکمل توجہ تیمور کی طرف تھی

وہ خاموش رہا، کچھ بھی نہ بولا

مامون اٹھا اور اس کے ساتھ جا کھڑا ہوا، جھکا اور میز پر پڑے کاغذات دیکھے اور انھیں پھینکنے کی

صورت میز پر رکھا۔۔اس کا سارا اچھا موڈ غارت ہو گیا تھا

"کیا تم تھوڑی دیر کے لیے یہ سب بند نہیں کر سکتے ؟" وہ بلا کا سنجیدہ تھا

اس نے نظریں اٹھائیں، سیاہ آنکھوں والے کو دیکھا "کبوتر آنکھیں بند کر لے تو کون سا بلی اسے بخش دے گی"

دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہوا

"یہ سب کب ختم ہو گا؟" وہ جھنجھلا گیا۔ آواز ذرا سی بلند تھی۔۔ تیمور نے لیپ ٹاپ کی سکرین ذرا سی اپنی طرف جھکا دی اور اس کا ہاتھ کھینچ کر ساتھ بٹھایا، وہ قدرے پریشان نظر آ رہا تھا

"میں کوشش کر رہا ہوں مون۔۔ ہم اسے ڈھونڈ لیں گے۔۔ ایک بار مل جائے خدا کی قسم اس کے ٹکرے میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا"

اس نے اپنا ہاتھ جھٹکا اور ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا

"It's enough"

وہ بے زار آیا ہوا تھا، وہ غصہ بہت کم کرتا تھا مگر جب بھی یہ موضوع زیر بحث آتا تھا وہ اسی طرح جھنجھلایا ہوا بے زار ہو جاتا تھا "کتوں کی طرح ذلیل ہو رہے ہیں۔۔ ہمارا قصور کیا ہے؟"

آواز سن کر ملیحہ بھی باہر آ گئیں اور اب اس کے سامنے کھڑی تھیں "کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں اماں" اس نے سر جھٹک دیا اور کھڑا ہو گیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تیمور" خاتون نے تیمور کو دیکھا،اس نے سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا"آپ کو سب پتہ ہے" بے پرواہی سے شانے اچکائے

"مامون" وہ اس کی طرف بڑھ رہی تھیں

وہ صوفے کی پشت پر کھڑا، بڑی سی کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا، جہاں سے نیچے باغ کا منظر نظر آرہا تھا

"اماں ایک ہفتہ پہلے خوار ہو کر آیا ہوں۔۔اب پھر" اس نے سر جھکا لیا اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ماتھا مسلنے لگا۔۔رف سے حلیے میں کھڑا شخص پریشان تھا

ملیحہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا، جیسے کچھ سوچ رہی ہوں، مامون کی پشت ان کی طرف تھی۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ سکیں

"ایک ہفتہ پہلے۔۔"

روشنی نے آسمان سے زمین تک سفر کیا اور اندھیرے کو مات دے دی۔۔یہ ایک نئی صبح کا آغاز تھا۔۔ اس وقت وہ ٹریڈ مل پر کانوں میں ایئر پوڈز لگائے جلدی جلدی چل رہی تھی۔۔اس نے سلکی سیاہ بالوں کو پونی میں باندھا تھا، تیز تیز چلتے اس کی پونی جھول رہی تھی۔۔پھر اس نے رفتار بڑھا دی اور اب بھاگ رہی تھی، پسینے سے تر اس کے ٹریک سوٹ کی شرٹ اس کی کمر سے چپکی پڑی تھی۔۔وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ سوچ رہی تھی، مسلسل ہونٹ گول کیے منہ سے سانس خارج کر رہی تھی۔۔پھر آہستہ سے رفتار کم کی اور پھر ٹریڈ مل روک دی۔۔مشین سے اتری اور دیوار کے ساتھ لگے ایک کاؤچ پر بیٹھ گئی،اس کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ گہری سانسیں لے رہی تھی،چہرے پر بہت سا پسینہ تھا جسے اس نے ساتھ پڑے چھوٹے سے تولیے سے صاف کیا۔۔پھر سانس بحال ہوئی تو پانی کی بوتل منہ سے لگائی "ڈی ٹاکس واٹر"۔۔پانی اندر انڈیلا اور اب وہ مطمئن سی بیٹھی تھی۔۔ساتھ پڑے موبائل فون میں تھرتھراہٹ محسوس ہوئی اور اس نے کان میں لگے ایئر پوڈ کو انگلی سے دبایا "ہوں"

اندر سے کسی کی آواز گونج رہی تھی "آجاؤ۔۔میں یہیں ہوں" اور پھر کال کٹ گئی

کچھ پل بیتے اور ایک سمارٹ سی بھورے بالوں اور لمبی ٹیل پونی والی لڑکی اندر آتی دکھائی دی،سیاہ آنکھوں والی اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے،پاؤں میں موٹے سول والے جوگرز پہنے اندر آنے والی لڑکی کو دیکھ رہی تھی

بھورے بالوں والی ساتھ آبیٹھی "اچھی لگ رہی ہو" اور وہ ہنس دی

"سب ٹھیک جا رہا ہے؟" اگلا سوال

سیاہ آنکھوں والی نے سر اثبات میں ہلایا مگر گردن جھک گئی

"کیا کہا تم نے اسے؟"

اس نے سر اٹھایا اور مسکرائی۔۔یہ پہلے والی مسکراہٹ نہیں تھی

“As you sow so shall you reap”

اور دونوں لڑکیاں ہنس دیں۔

جم خانے میں شور تھا مگر ان کی باتیں جاری تھیں

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ وقت اتنی جلدی آئے گا۔۔ مگر اب آگیا ہے تو اسے جینے کی ضرورت ہے"

اس نے شانے اچکائے

بھورے بالوں والی تھوڑی تلے ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی

"کب دیکھا اس نے تمھیں؟"

"ایک ہفتہ پہلے۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زندان

باب نمبر2

خاموشیاں طوفان لاتی ہیں

رات کا تیسرا پہر، خاموشی کا راج اور اندھیرے کا پہر۔ کمرے میں اندھیرا تھا، گہری سانسوں کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی سو رہا ہے۔۔چند لمحے بیتے تھے کہ کوئی جھٹکے سے اٹھا تھا، اٹھتے ہی اس نے لیمپ جلایا اور زرد روشنی پھیل گئی۔ڈر کر اٹھنے والا تیز دھڑکن، بے ترتیب سانسوں سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔۔چند پل گزرے اور وہ اپنے بستر سے نیچے اترا، پاؤں میں جوتے پہنے اور سامنے سٹڈی ٹیبل کی کرسی کھینچ کر جا بیٹھا۔وہ سر دونوں ہاتھوں میں دیے ہوئے تھا، پانی کے گلاس پر سے پلیٹ ہٹا کر اس نے گلاس لبوں کو لگایا۔پھر گلاس میز پر رکھتے وہ نارمل ہوا تھا۔۔اسے اکثر ایسے خواب آتے رہتے تھے، بے چین کر دینے والے، ڈرا کر رکھ دینے والے۔۔سیاہ آنکھوں والے نے سامنے پڑی اپنی ڈائری کھولی اور پین پر سے ڈھکن اتارا، نوک واضح ہوئی اور اس نے سفید کاغذ پر نوک رگڑی۔۔کاغذ پر لکھے گئے لفظ اس کی کیفیت بیان کرتے تھے

میں جب چھوٹا ہوتا تھا

ایک چڑیا دیکھا کرتا تھا

وہ صبح سویرے اٹھتی تھی

دانہ دنکا چگتی تھی

شام سے پہلے آتی تھی

اکثر کھانا لاتی تھی

سارا دن وہ شور مچاتی

رات کو وہ سو جاتی تھی

میں نے ایک دن دیکھا اس کو

پھر گھنٹوں گھنٹوں سوچا اس کو

وہ چڑیا مجھ سے بہتر تھی

وہ دن بھر دانہ چگتی تھی

کام سے مطلب رکھتی تھی

تب ہی خوش خوش رہتی تھی

میں بھی کام سے مطلب رکھتا

میں بھی خوش رہ سکتا تھا

مگر میں نہ رہ سکا

مگر یہ نہ کہہ سکا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کہ میں تو خود ایک چڑیا ہوں

گھرانہ جس کا اجڑ گیا

وہ دیس تھا اک جو بکھر گیا

میں کیا دانہ دنکا لاؤں

کیا کسی کی بھوک مٹاؤں؟

میں تو دن بھر سوتا ہوں

رات ساری روتا ہوں

میرے حصے خوف ملا

درد ملا، ملال ملا

میں نے جانا تو یہ جانا

زندگی اک کھیل ہے

ایک انوکھی جیل ہے

دل یہ میرا تھک چکا ہے

جیون سے جی بھر چکا ہے

جیت گیا تو میں یہ جانا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں جو ہارا تو یہ جانا

زندگی اک کھیل ہے

اور میں اک کھلاڑی

جیون جیسے قصہ ہو

دنیا اس کا حصہ ہو

جیت جاؤ تو شور مچانا

ہار جاؤ تو پھر سے جانا

زندگی ایک کھیل ہے

اور میں ایک کھلاڑی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے نیچے اپنا نام لکھا، پیچھے کو ٹیک لگالی اور پھر آنکھیں بند کر کے ایک سانس خارج کی۔ پین پر ڈھکن دیا اور پھر ڈائری بند کر دی۔ لمبی شیشے کی بنی کھڑکی سے باہر کی جلتی روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ جب اندر اندھیرے سرایت کر جائیں تو باہر کی روشنی اضافی لگتی ہے۔۔ سیاہ آنکھوں والا اٹھا اور کھڑکی کے پاس سینے پر بازو باندھے کھڑا ہو گیا۔

ایک ہفتہ تین دن پہلے:

فجر کی اذان ہوئے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ خنک ہوا اور تیز بارش، اسلام آباد کی سڑکیں گیلی تھیں۔ نم مٹی کی خوشبو نتھوں کو چھوتی تازگی کا احساس بخش رہی تھی۔ آسمان گہرا جامنی تھا، کسی بھی ستارے سے پاک۔۔ دور کہیں ایک مسجد میں امام کوئی اعلان فرما رہا تھا۔ اس کے کمرے میں اندھیرا تھا سوائے ایک کونے کے جہاں زیرو کا بلب جلتا زردسی روشنی بکھیر رہا تھا۔۔ ماتھے سے گیلے بال چپکے تھے، سیاہ آدھی آستینوں والی شرٹ اور بھوری پینٹ، اس کے لب حرکت کر رہے تھے، وہ تشہد میں بیٹھا تھا۔ پر سکون سا، سلام پھیرا اور پھر گردن جھکائے کچھ پڑھنے لگا، دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے آنکھیں بند کیے کچھ مانگ رہا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کون ہے، وہ اسی طرح ہاتھ اٹھائے دعا مانگتا رہا۔ آنے والا وجود اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور اس کے بازو سے اپنا سر ٹکا لیا۔ اس نے سفید سکارف اوڑھا ہوا تھا اور وہ خاموش سی بیٹھی تھی۔ اس شخص نے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے اور پھر ساتھ بیٹھی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"What happened?"

آہستہ آواز اور لڑکی نے انکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مون۔۔ آج چھٹی کر لوں" اس کا چہرہ اترا ہوا تھا یوں جیسے وہ رو دینے کو تھی۔

"آج میں آپ کو جلدی لے آؤں گا" اس نے نرمی سے اس کے بائیں گال پر ہاتھ پھیرا۔

اس نے سر جھکا لیا۔۔مامون نے اس کا چھوٹا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا"میں اور آرا ایک دوسرے کے ساتھ کئی سال سے ہیں اور ہم آنے والے ہر سال ایک دوسرے کے ساتھ ہوں گے۔آرا میری بیٹی ہے اور کوئی بھی میری بیٹی مجھ سے دور نہیں کر سکتا"

اس نے آنکھیں اٹھائیں اور مامون کو دیکھا۔اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک چمک تھی وہی چمک جو اس کی ماں کی آنکھوں کی زینت تھی۔مامون اس چمک کو پہچانتا بھی تھا اور جانتا بھی تھا۔

"وہ مجھے پھر سے لینے آئیں گے، میں ان کے ساتھ نہیں جانا چاہتی"

ایک لمحے کی خاموشی"میں ہوں نا، میں آرا کے لیے ہمیشہ کھڑا رہوں گا۔۔کوئی ہماری آرا کو نہیں لے جا سکتا"وہ مسکرایا تھا۔ایک تحفظ اور یقین کا احساس تھا۔

چھوٹی لڑکی اسے دیکھ کر مسکرا دی۔باہر شاید ریلنگ پر چڑیا بیٹھی چہچہا رہی تھی، سفید دھار نیلی دھار سے جدا ہو رہی تھی، بارش تھم چکی تھی، دن کا آغاز ہونے والا تھا۔۔کس کو خبر آنے والی سورج کی پہلی کرن کیا خبر لانے والی ہے۔

یہاں سے دور فراز سے نشیب کی طرف جاتے رستے پر موجود ایک کالونی میں خاموشی تھی، آسمان نیلا پڑ چکا تھا۔اس گھر میں سب جاگ چکے تھے سوائے ایک شخص کے جو کہ لحاف اوڑھے سو رہا تھا بلکہ سو

رہی تھی۔ سر پر چادر اوڑھے لڑکی اندر آئی اور دائیں جانب بستر کے پاس کھڑی ہوئی،اس کے منہ پر سے لحاف اتارا

"مینا۔۔اٹھ جاؤ یار۔چوتھی بار اٹھانے آئی ہوں،اب امی آئیں گی اور پھر نانو۔اٹھ جاؤ شاباش!"اس نے اسے کندھے سے ہلایا

"یار"اس نے دوبارہ لحاف اوڑھا اور کروٹ بدل لی"رات کو اتنی دیر سے سوئی ہوں اور صبح میں تم عزرائیل بن کے آگئی ہو۔میں اللہ سے سوری کرلوں گی،تم جاؤ"اور ڈھیٹ بن کر سو گئی۔

"مینو"وہ چلائی تھی اور اس کے اوپر سے لحاف اتار کر ایک طرف رکھا۔

وہ آنکھیں ملتی بیٹھ گئی،بال بکھرے پڑے تھے اور آنکھیں سرخ۔اس نے ایک نظر الماری کی طرف بڑھتی رابیل کو دیکھا،آنکھیں بند کیں اور دھیما سا مسکرائی"تمھیں پتہ ہے بیلی،تم سے اچھی میری ساس ہیں۔خود بھی سوتی ہیں مجھے بھی سوتا رہنے دیں گی"وہ غنودگی میں بول رہی تھی

الماری سے کپڑے نکالتی رابیل نے مڑ کر اسے دیکھا"فی الحال تو تمھاری ساس نہیں،ساس کی بہن آرہی ہیں۔۔اٹھ جاؤ"

اس نے کپڑے بیڈ پر رکھے اور اس کے سر پر چپت رسید کی۔پھر باہر چلی گئی۔لڑکی نے گردن آگے کرکے اسے دروازے سے باہر جاتے دیکھا اور پھر ڈھیٹوں کی طرح دوبارہ لحاف اوڑھ کر سو گئی۔۔

چند منٹ گزرے اور رابیل دوبارہ کمرے میں آئی تھی،اسے سوتا دیکھ کر اس نے نفی میں گردن

ہلائی،ایک سانس خارج کی اور ٹیبل پر پڑے فون کو چارجر سے کنیکٹ کیا۔۔سر پر سے چادر اتار کر صوفے پر رکھی اور آئینے میں اپنا عکس دیکھا،پھر شانے اچکا کر واش روم میں چلی گئی۔۔لحاف میں دبکی لڑکی گہری سانسیں لے رہی تھی۔

سفید سرمئی بنگلے میں لڑکا لاؤنج میں صوفے پر گود میں لیپ ٹاپ رکھے بیٹھا تھا،وہ ایک ہی وڈیو کو بار بار پلے کر رہا تھا۔۔ساتھ ایک نوٹ پیڈ بھی تھا جس کے سفید کورے کاغذ پر بہت کچھ لکھا تھا۔۔دفعتاً باہر سے کوئی لاؤنج میں داخل ہوا تھا جس کے ہاتھ میں ڈی ٹاکس واٹر کی بوتل تھی،بوتل اس نے میز پر رکھی اور دھپ سے اس کے ساتھ آ بیٹھا

"صبح صبح ہی اس بلا سے چمٹ گئے ہو"صوفے کی پشت پر بازو رکھے،دائیں ہاتھ سے بال پیچھے کرتے وہ سرمئی آنکھوں والے کو گھور رہا تھا

"ہاں۔۔"اس کی نظر ابھی بھی سکرین پر تھی"کیونکہ تم کوئی دماغی مریض ہو اور تمھیں نارمل انسان بننے میں تھوڑا وقت لگتا ہے۔۔میں تمھارا انتظار نہیں کر سکتا"اس نے ساتھ پڑے نوٹ پیڈ کو اٹھایا اور سفید کورے کاغذ پر چند الفاظ لکھے اور پیڈ واپس رکھ دیا۔۔مامون نے نوٹ پیڈ پکڑا اور ان الفاظ کو غور سے دیکھا

"M DCCLXXVI"

"ہم کب تک اس کے ہاتھوں کھلونا بنیں گے ؟"اس نے نوٹ پیڈ دوبارہ صوفے پر رکھ دیا۔ساتھ بیٹھے مامون نے نارمل رہنے کی کامیاب کوشش کی تھی۔

تیمور نے ایک سانس خارج کی اور لیپ ٹاپ کی سکرین ذرا سی اپنی طرف جھکا کر اسے دیکھا

"جب تک اسے کھلونا بنانہ دیں"

اس نے بے زاری سے سر جھٹکا"یہ ہماری دوسری فلیش ڈرائیو ہے، کیا ہم پاگل ہیں ؟"اسے پھر سے غصہ آنے لگا

تیمور نے اسے افسوس سے دیکھا اور سر نفی میں ہلایا"اپنا کنفرم کر لو۔۔میں تو ٹھیک ہوں"

مامون سانس لے کر رہ گیا۔پیچھے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور سفید یونیفارم میں ملبوس لڑکی اس کے ساتھ آ بیٹھی تھی،اس نے لڑکی کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور اسے مسکرا کر دیکھا

"آپ مجھے جلدی لے آئیں گے نا؟"اس کی آنکھوں میں امید تھی، چمک تھی۔۔وہ ایک بار پھر یقین دہانی کرنا چاہ رہی تھی۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔سامنے سے ملیحہ آ رہی تھیں، سنجیدہ سی۔جب مامون اندر آ رہا تھا تو انھیں باغ میں دیکھا تھا،وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھیں۔۔وہ آرا کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھیں۔

"مامون۔۔وہ پھر سے سکول آئے گا۔۔پھر اسے تنگ کرے گا"چشمے والی خاتون کے چہرے پر پریشانی تھی

"کوئی بات نہیں۔۔میں سب کو دیکھ لوں گا۔۔کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"وہ سنجیدہ ہو گیا تھا، پھر کھڑا ہوا"آپ اسے بریک فاسٹ کروائیں، میں فریش ہو کر آتا ہوں"

وہ اوپر کی جانب بڑھ رہا تھا جب پیچھے سے خاتون نے آواز لگائی تھی"تم ناشتہ نہیں کرو گے؟"

وہ مڑے بغیر بولا تھا"وائے ناٹ؟"

اور پھر کمرے میں چلا گیا، کمرے کا دروازہ بند ہوا تو ان کی نظریں چھوٹی لڑکی سے ملیں، وہ مسکرائی تھیں

دن کے ساڑھے گیارہ کا وقت تھا جب ایک بڑے سے سکول کے سیاہ گیٹ کے باہر ایک سفید ایس یو وی کار کھڑی تھی اور ایک لڑکی مسکرا کر گاڑی کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول کر پیچھے بیٹھ گئی، اندر بیٹھتے ہی ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھ کر مسکرائی

"تھینک یو!"

وہ مسکرایا تھا، شانے اچکائے

"Always by your side"

مسکراہٹ گہری ہوئی اور لڑکی نے اپنا بیگ اتار کر ساتھ رکھ دیا۔

گھر میں داخل ہوئے ابھی اسے پندرہ منٹ ہوئے تھے کہ لاؤنج میں ایک شخص داخل ہوا تھا، صوفے پر بیٹھی جوس کا گلاس ہاتھوں میں لیے آرا کا رنگ فق ہوا تھا۔اس کے اوپر والے ہونٹ پر پیلے رنگ کا

جوس لگا تھا، یونیفارم ابھی تک پہنا تھا اور وہ پیچھے ہو کر بیٹھ گئی، بمشکل تھوک نگلا۔۔اندر آنے والے شخص نے دائیں سے بائیں دیکھا۔ باہر باغ میں کام کرتی لائلہ اندر کو لپکی تھی۔اوپر سے نیچے آتی زرین نے بھی رک کر اسے دیکھا تھا۔۔اس کی بھنویں بھینچی ہوئی تھیں۔۔وہ آرا کی طرف بڑھا،اس کے ہاتھوں سے گلاس کھینچنے کی صورت میں پکڑا اور میز پر رکھا،اسے کہنی سے تھاما اور کھڑا کیا"چلو تم" اور ابھی وہ مڑا ہی ہو گا کہ سامنے کوئی جبڑے بھینچے اسے دیکھ رہا تھا

"چھوڑو اسے"وہ غرایا تھا

اس شخص نے آرا کی کہنی چھوڑی اور سامنے کھڑے شخص کو انگلی دکھائی"میری بیٹی سے دور رہو۔۔ میں اس کا باپ ہوں،جب چاہے اسے لے جا سکتا ہوں"وہ غصے سے بول رہا تھا

مامون مسکرایا تھا"آج اتنے سال بعد تمھیں یاد آ گیا کہ تمھاری کوئی بیٹی بھی ہے"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولا تھا

شور کی آواز سن کر ملیحہ بھی لاؤنج میں آ کھڑی ہوئیں،ان کے ساتھ سیاہ آنکھوں والی لڑکی کھڑی تھی جس کی آنکھیں سرخ تھیں مگر وہ خاموش تھی۔۔اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مامون سے مخاطب ہوا

"ہٹو پیچھے۔۔تم مجھے نہیں روک سکتے"اس نے سامنے کھڑے مامون کو کندھے سے جھٹکا دیا تھا پیچھے کھڑی آرا رو دینے کو تھی،اس کی آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں

"لائلہ!"مامون نے پیچھے کھڑی ملازمہ کو آواز دی،وہ متوجہ ہوئی تھی"آرا کو لے کر اندر جاؤ"وہ سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول رہا تھا

"تم۔۔میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتے۔۔میں تمھیں ذلیل کر کے رکھ دوں گا۔۔تمھیں عدالتوں میں گھسیٹوں گا"وہ چلا رہا تھا

لائلہ نے لڑکی کا ہاتھ تھاما اور اسے اندر لے گئی،مامون ذرا سا آگے بڑھا۔سامنے کھڑے مرد کی آنکھوں میں دیکھا"تو جاؤ نا۔۔گھسیٹو مجھے عدالتوں میں۔۔کرو ذلیل،کس چیز کے انتظار میں ہو؟"نہ زیادہ بلند آواز نہ زیادہ آہستہ۔

"میں۔۔زیان مصطفیٰ،تمھیں نہیں چھوڑوں گا"اس نے اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی تھی

"اور میں مامون آفندی تمھیں کب کا چھوڑ چکا ہوں۔۔اب تم دفع ہو جاؤ۔۔آئندہ اگر تم اس کے سکول گئے یا اسے ساتھ لے جانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا تمھارے فرشتے بھی تمھیں نہیں ڈھونڈ سکیں گے"ایک قدم پیچھے ہٹا اور چلایا،بازو لمبا کر کے باہر کی طرف اشارہ کیا

"Get out"

سامنے کھڑے شخص کی آنکھیں سرخ تھیں،وہ منہ میں کچھ بڑبڑاتے باہر چلا گیا۔۔اندر سفید فرش پر مٹی تھی،وہ جوتوں سمیت اندر آیا تھا۔مامون کی نظر سفید صاف فرش پر پڑی تو اس نے منہ بسورا

"زرین"اس نے آواز لگائی

"یس سر!" ملازمہ فوراً اس کی طرف بڑھی

"صاف کرو یہ" اور کہتے ہی اوپر کی طرف بڑھا، ملیحہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سانس خارج کر کے کمرے کی طرف مڑ گئیں، سیاہ آنکھوں والی لڑکی آبدیدہ تھی۔ وہ آرا کی ماں تھی!

شام کے چھے بج چکے تھے اور اس آٹھ مرلہ گھر میں سب نے جلدی مچائی ہوئی تھی۔۔ لاؤنج میں ایل سی ڈی پر کوئی ڈرامہ چل رہا تھا، ایک طرف مینا اپنے کپڑے استری کر رہی تھی اور دوسری طرف فرحت ہاتھ میں شیشہ لیے کھڑکی کے پاس کھڑیں چہرے پر کوئی کریم مل رہی تھیں۔۔ دفعتاً کمرے سے اشعر باہر نکلا تھا اور اس نے سفید شلوار قمیض مینا کی طرف بڑھائی

"یہ بھی پریس کر دو" بڑے پیار سے بولتے وہ مسکرایا تھا۔

اس نے ایک سانس خارج کی اور اس کی کہنی تھام کر اسے آئرن سٹینڈ کے سامنے کھڑا کیا "تم نا ایسے کرو، میرے بھی استری کر دو۔۔ کیونکہ امی اور نانو کے کپڑے استری کر کے میری کمر میں چوک پڑ گئی ہے، اس لیے اپنے تو تم نے خود ہی کرنے ہیں میرے بھی کر دو" وہ کمر پر ہاتھ باندھے بے زار سی کھڑی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"واہ! کیا عقل لڑائی ہے۔۔سارا دن بول بول کر تو تمھاری زبان پر چوک نہیں پڑتی،ذرا سا کام بول دو تو تم کہانیاں سناتی ہو، کپڑے استری کرو نہیں تو سو روپے کاٹ لوں گا"اور سر جھٹک کر وہ وہاں سے چلا گیا

اس نے پیر پٹخا اور کلس کر رہ گئی۔

سامنے سے بازو میں پرس لٹکائے تھکی تھکی سی رابیل آ رہی تھی،آتے ہی سلام لی اور پھر صوفے پر نانی کے ساتھ آ بیٹھی،ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور ان کے سر سے سر جوڑ کر بیٹھ گئی۔

"کتنا کام کرتی ہو، تھک جاتی ہو۔ سنتی بھی تو نہیں ہو میری، تمھاری عمر کی لڑکیاں اپنے گھروں میں راج کرتی ہیں اور ایک تم ہو کہ۔۔"

وہ بس مسکرائی تھی،وہ ہر بار اسے یہی کہتی تھیں اور وہ ہر بار مسکرا دیتی تھی

"آپ بھی جا رہی ہیں عبداللہ بھائی کے نکاح پر؟"ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، جنھیں رابیل اپنی انگلی سے آگے پیچھے کر رہی تھی

"ہاں۔۔اسرا خود آئی تھی،اب کئی برسوں کا ساتھ ہے جانا تو پڑے گا نا"انھوں نے ہلکے گلابی رنگ کا جوڑا پہن رکھا تھا اور ان کے وجود سے گلاب کے پھولوں کی خوشبو آ رہی تھی، جیسے انھوں نے عطر لگایا ہو

"بیلی "فرحت صوفے کی پشت سے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئیں "تم نہیں جاؤ گی؟"انھوں نے جھک کر شیشہ میز پر رکھا

"نہیں امی۔۔میں بس کھانا کھا کر سو جاؤں گی۔۔آپ لوگ جائیں "وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"اچھا"انھوں نے سر ہلایا اور پیچھے کھڑی مینا کو دیکھا

"مینا، کپڑے استری کر کے یہ ذرا مجھے لائنز تو لگا دو"

اور مینا ویسے ہی جلی بھنی تھی "امی مینا کو کچھ نہیں آتا، آپ سمجھیں مینا کو کبھی پیدا ہی نہیں کیا۔کون مینا؟"اس نے بازو پر اپنے استری شدہ کپڑے لٹکائے اور اندر چلی گئی

1. رابیل نے سامنے صوفے پر بیٹھے اشعر کو ابرو اٹھا کر دیکھا جیسے پوچھا ہو کہ اسے کیا ہوا ہے؟

اس نے شانے اچکا دیے جیسے "مجھے کیا پتہ؟"

سات ساڑھے سات تک سب تیار تھے، سوائے رابیل کے۔تب ہی صوفے پر بیٹھیں فرحت سیڑھیوں پر بیٹھے اشعر سے مخاطب ہوئیں "اشعر۔۔تم ہمیں چھوڑ کر واپس آؤ گے۔۔بیلی گھر پر اکیلی ہے، تم ساتھ رہو گے "وہ جو سیڑھیوں پر بیٹھا جوتا بند کر رہا تھا، برا سا منہ بنا کر بولا "کیوں؟مجھے کوئی حق نہیں ہے امیروں کی شادیاں دیکھنے کا"

میناماں کے سامنے آئی لائنز لیے کھڑی تھی، اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر وہ پیچھے دیکھنے لگیں

"کہانا بہن گھر پر اکیلی ہے۔۔اس کے ساتھ رہنا ہے"

"بہن آدھا شہر بیچ کر کھا جائے اور کسی کو خبر نہ ہو" اس نے سر جھٹکا، مینا نے اسے مسکرا کر دیکھا۔ وہ مزید تپ گیا "اس لومڑی کو گھر چھوڑ کر جائیں نا، ادھر جا کر کیا کرے گی؟ وہاں انسان آئے ہوں گے سارے اور یہ بیچ میں لومڑی گھس جائے گی" فرحت کچھ نہ بولیں۔

"تم اپنی حد میں رہو۔۔ اچھا ہے، تم نے وہاں جا کر کون سا تیر مار لینے ہیں" اور پھر جھک کر ان کی بند آنکھوں پر لائنز لگایا

"دو منٹ تک آنکھیں نہیں کھولنی" اور کہتے ہی وہ سیڑھیوں پر بیٹھے برا سا منہ بنائے اشعر کی طرف مڑی، اسے منہ چڑھایا اور ہنستے ہوئے اندر بھاگ گئی۔۔۔ امیروں کی شادی دیکھنا تو بس اس کا خواب ہی تھا

فرحت باہر لاؤنج کے دروازے کے پاس کھڑیں ہو کر مینا کو بلائے جا رہی تھیں اور وہ الجھی الجھی سی صوفے کے کشن اٹھاتی، میز کے نیچے دیکھتی کچھ ڈھونڈ رہی تھی

"آجاؤ یار!" اشعر بھی باہر سے اندر کی طرف بڑھتا اسے پکار رہا تھا

"میرا فون نہیں مل رہا امی" وہ رونی صورت بنائے انھیں دیکھ رہی تھی

وہ تو غصے میں آ گئیں "حال ہے کوئی اس لڑکی کا، سارا دن اس بلا کے ساتھ چمٹی رہتی ہے اور کہیں جانا ہو تو اس کا فون گم ہوتا ہے" وہ بھی ادھر اُدھر دیکھتے فون ڈھونڈ رہی تھیں

چاولوں کی پلیٹ اوران پر دال ڈالے رابیل کچن سے نکلی تھی "کیا ہوا؟ کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟" اس نے پلیٹ میز پر رکھی اور ریموٹ ہاتھ میں پکڑا، اشعر نے اسے منہ بنائے دیکھا تھا

"مینا کا فون نہیں مل رہا" وہ کمر پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا

فرحت آئرن سٹینڈ سے چیزیں ادھر اُدھر کرتی دیکھ رہی تھیں

"تم اپنے فون سے کال کرو نا" رابیل نے صوفے پر بیٹھتے اشعر کو مشورہ دیا تھا

اس نے قمیض کی جیب سے فون نکالا اور کال ملائی، کال جا رہی تھی۔۔ دفعتاً کچن سے فون بجنے کی آواز آئی تھی، سفید کرتے میں ملبوس لڑکے نے کچن میں جا کر فریج کے پیچھے لگے اس کے فون کو چارجر سے اتارا، وہ ابھی بھی بج رہا تھا

"یہ کیا حرکت ہے مینا؟" اس کے ہاتھ میں مینا کا فون تھا اور وہ چلایا تھا

ٹی وی پر چینل بدلتی رابیل اور اپنا دوپٹہ سیٹ کرتیں فرحت نے اسے دیکھا تھا، وہ بھی نانی کے کمرے سے باہر نکل رہی تھیں

"کون سی حرکت؟" وہ کمر پر ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑی تھی

"تم نے میرا نمبر bacteria (بیکٹیریا) کے نام سے سیو کیا ہے" وہ جیسے صدمے میں تھا

"ہاں تو" اس نے اشعر کے ہاتھ سے فون کھینچا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں بھی تمھارا نمبر وائرس کے نام سے (save) سیو کرتا ہوں" اس نے جلدی سے سکرین آن کی، کانٹیکٹس میں سے مینا کا نمبر نکالا اور اس پر لکھا "لومڑی" ہٹا کر "وائرس" لکھا اور سیو کر دیا

"تم ہو ہی بیکٹیریا، ہوں!" اس نے منہ چڑھایا اور وہاں سے چلی گئی

رابیل بس ایک سانس لے کر رہ گئی، یہ تو معمول کی بات تھی

"رابیل، بیٹے دھیان رکھنا گھر کا اور نیند آئے تو سو جانا، ہم چابی لے کر جا رہے ہیں"

اس نے ان کی بات پر سر ہلایا اور چاول کھاتے ڈرامہ دیکھنے لگی

بڑے سے لاؤنج میں اس وقت سامنے دیوار پر لگی ایل سی ڈی پر چلتیں نو بجے والی ہیڈ لائنز کا شور تھا۔ وہ نیم دراز سا ہو کر بیٹھا تھا جب آرا اس کے پاس آ بیٹھی اور اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ کر لیٹ گئی، اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اس نے آواز بند کر دی، اینکر اور چلتے پھرتے کردار گونگے ہو گئے۔۔

"آپ سوئی نہیں ابھی تک، نو بج گئے ہیں" اس نے اس کا ہاتھ پشت سے ہٹا کر اپنے ہاتھ میں لیا

"مجھے نیند نہیں آ رہی، مجھے ڈر لگتا ہے" وہ بولی تو ایسے لگ رہا تھا جیسے آواز کانپ رہی ہے یا وہ ابھی رو دے گی

"کیوں؟" اس نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور اس کے سر پر ذرا سی تھوڑی ٹکا دی

"وہ مجھے لے جائیں گے مون"اوراب کی بار واقعی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"آپ نے مون کو اتنا کمزور سمجھا ہے"

لڑکی نے سر اٹھایا تھا،آنسو آنکھ کی قید سے آزاد ہوااور گال پر پھسلتا چلا گیا۔مامون نے ہاتھ بڑھا کر اس کا گال صاف کیااور پھر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھے تھپکنے لگا۔

"بہادر لڑکیاں ڈرتی نہیں ہیں۔ہر لڑکی کی زندگی میں ایسا کوئی ڈرانے والا مانسٹر ہوتا ہے مگر جو لڑکی بہادر ہوتی ہے وہ مانسٹر سے نہیں ڈرتی،وہ سر اٹھا کر جیتی ہے۔۔مانسٹر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"لڑکی خاموشی سے سن رہی تھی۔اس پر نیند طاری ہو رہی تھی۔

دفعتاً دائیں طرف چھوٹے صوفے پر بیٹھے لڑکے نے اسے ایک نظر دیکھااور پھر کام کرنے لگا۔آج کل وہ دن رات اسی کام میں لگا تھا۔۔سامنے میز پر پڑا فون بج رہا تھا،اس نے برا سا منہ بنا کر کال اٹھائی۔دوسری طرف سے کسی خاتون کی آواز ابھری تھی"میں نے تمھیں کہا تھا کہ آج شادی پر جانا ہے مگر تم پھر نہیں آئے"وہ جیسے ڈانٹ رہی تھیں۔

"اچھا"اس کا سارا دھیان سکرین کی طرف تھا

"کیا اچھا؟"وہ چلائی تھیں"کہاں ہو اس وقت؟"

"مولوی کے سامنے بیٹھا ہوں،وہ مجھے فرمانبرداری پر لیکچر دے رہے ہیں"اس کے چہرے پر ذرا بدلاؤ نہیں آیا

"تیمور۔۔"

"اوکے ممی! ہم بعد میں بات کریں گے، بائے" اور اس نے کال کاٹ دی، فون سائلنٹ پر لگا کر میز پر رکھ دیا۔

مامون نے خاموشی سے سارا منظر دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔چند پل بیتے اور سرمئی آنکھوں والا پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا، آنکھیں ملیں اور لائلہ کو آواز دے کر کافی کا کہا۔

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟" وہ آرا کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا

"اوہ، آپ کی نبض چل رہی ہے۔۔مجھے تو لگا تھا مر مرا گئے" اس نے طنز کیا تھا، پھر سر جھٹکا آرا سو چکی تھی، وہ اٹھا اور اس کا سر پیچھے سے کشن پکڑا کر اس پر رکھا اور آرام سے تیمور کے ساتھ والے صوفے پر آ بیٹھا، تیمور نے اسے گھورا

"اگر تمھارا میٹر شارٹ ہوا نا تو آج میں نے تمھیں دو لگا دینی ہے، بھائی تم میرا کام خراب کر دیتے ہو۔آرام سے ہی رہنا" اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین ذرا سی اپنی طرف جھکا دی۔

"وڈیو دکھاؤ فضول انسان" سیاہ آنکھوں والے نے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی طرف کیا، اس کے ساتھ سیاہ فلیش ڈرائیو لگی تھی، ساتھ بیٹھے لڑکے نے سکرین پر دوبارہ سے وہ وڈیو پلے کی۔۔وڈیو ایک گلچ آرٹ کی تھی، وہ آرٹ جو دیکھنے میں خراب نظر آ رہی تھی، جیسے ٹی وی خراب ہو گیا ہو اور سارے رنگ ایک دوسرے میں مل کر پھیل رہے ہوں، جیسے بہت سے داغ ہوں مگر وہ وڈیو چل رہی تھی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وڈیو کی خاص بات یہ تھی کہ دو رنگ بار بار ابھر رہے تھے اور غائب ہو رہے تھے "نیلا اور لال" باقی سیاہ، سرمئی، سلور اپنی جگہ جامد تھے مگر ہلکے گہرے ہو رہے تھے۔۔سیاہ رنگ کا ایک تکون کی طرح کا درمیان میں بڑا سا گلچ تھا جیسے کسی نے کھڑکی پر پتھر مار کر توڑ دیا ہو، جیسے تیمور کا لیپ ٹاپ درمیان سے ٹوٹا ہو مگر ارد گرد کا سیاہ رنگ ہلکا پڑتا پڑتا سرمئی اور پھر سلور ہو رہا تھا۔۔نیلے رنگ کے لمبے مگر چھوٹے ڈبے نمایاں ہوتے اور پھر غائب ہو جاتے اور ان کے غائب ہوتے ہی لال رنگ کے کون نما چھوٹے ڈبے ابھرتے، ان کی شکل موم بتی کے شعلے کی سی تھی، پھر ایک سلور رنگ کا گول سا دائرہ آتا اور یوں لگتا جیسے پیچھے سے ٹی وی پر چلتی کیبل کو کسی نے ہلایا ہے یا لیپ ٹاپ کی سکرین ہل رہی ہے، سکرین پر دیکھتے مامون کا دماغ یوں جیسے چکرا رہا ہے۔۔

"یہ کیا بکواس ہے؟" وہ غصے میں نہیں تھا، بس ایسے ہی نارمل سا بولا۔پھر تیمور کو دیکھا

"ہوں، میں تو ہوں ہی فضول انسان۔۔تم قائداعظم کے رشتہ دار ہو، دھیان سے دیکھو"

اس نے مامون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا

"یہ دیکھو" اس نے سکرین کی طرف اشارہ کیا "جتنے بھی نیلے ڈبے ابھرتے ہیں ان میں خاص بات یہ ہے کہ وہ سب ذرا سے چوکور مگر لمبے ہیں بالکل کسی (rectangle) ریکٹ اینگل کی طرح جیسے راڈ ہو اور ان کے غائب ہونے پر جتنے بھی لال رنگ کے (cone) کون نما ڈبے ابھرتے ہیں وہ ذرا سا اورنج شیڈ رہتے ہیں اور پھر غائب ہونے لگتے ہیں"

ساتھ بیٹھا مامون خاموشی سے سن رہا تھا" جتنے بھی نیلے ڈبے ہیں ان کو غور سے دیکھو، سیدھی قطار میں ان میں ایک ہی پیٹرن ہے اور اس پیٹرن کے تحت اس میں کوئی کوڈ ہے اور وہ کوڈ ہے "اس نے اپنے سامنے میز پر پڑا کاغذ پکڑا اور اسے دکھایا

"4 VII M DCCLXXVI"

ایک لمحے کا توقف اور سرمئی آنکھوں والا پھر بولنا شروع ہوا" اور جتنے بھی یہ لمبے لال کون نما ڈبے سے ہیں ان میں ایک ہی پیٹرن ہے، ایک ہی کوڈ چلتا آرہا ہے اور وہ ہے "اس نے وڈیو روکی ہوئی تھی اور مامون کو اشارہ کر کے دکھایا

"MDCCCLX"

لائلہ اس کی کافی لے آئی تھی، کپ میز پر رکھا اور وہاں سے چلی گئی

" یہ دونوں رومن نیومیرلز ہیں، انھیں ڈی کوڈ کرنے پر دو تاریخیں آتی ہیں، اب اگر تم "اس نے وڈیو دوبارہ پلے کی تو سلور رنگ کا گول دائرہ ابھر رہا تھا جس میں بہت سے آڑی ترچھی لکیریں ابھر رہی تھیں۔اس نے وڈیو روک دی" یہ دیکھو" سکرین کی طرف اشارہ کیا" یہ کوئی بلڈنگ دکھ رہی ہے مگر ایسے جیسے جنگلے کے پیچھے ہو، جیسے پنجرے کے اندر ہو۔۔اس عمارت کو جانتے ہو؟"

مامون نے پتلیاں سکیڑ کر اسے دیکھا، اس نے آگے جھک کر کافی کا مگ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا

" یہ تو۔۔"اس نے تیمور کی آنکھوں میں دیکھا

"جی بالکل یہ تو کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی بن رہی ہے" اس نے کافی کا کپ میز پر رکھا، دوبارہ سے وڈیو پلے کی، دائرہ گھومتا گھومتا پہلے ہلکا اور پھر گہرا ہوتا چلا گیا، درمیان میں بڑا سا سیاہ سکرین بھی تھا، سکرین ایسے لگ رہی تھی جیسے ہل رہی ہو" تیمور نے کاغذ اس کی طرف بڑھایا

"یہ جو دوسرا کوڈ نظر آرہا ہے تمھیں" اس نے مارکر سے اس پر دائرہ لگایا

"MDCCCLX"

"یہ 1860 ہے اور تمھیں پتہ ہے کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی 1860 میں ہی بنی تھی" اس نے مامون کو دیکھا جو کہ متوجہ سا لگ رہا تھا

"ہوں، مطلب اب ہمیں یہاں ذلیل ہونا پڑے گا جا کر"

تیمور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا" تم کہاں ذلیل ہوئے ہو۔ آرام سے بیٹھ کر ساری کہانی سن لی مجھ سے، قیمہ تو تیمور کے دماغ کا بنا ہے" اس نے سر جھٹکا اور کافی کا کپ منہ سے لگایا" تین دن" تین انگلیاں اٹھا کر اسے دکھائیں" تین دن لگا رہا ہوں میں اور تب جا کر سمجھ آیا ہے۔ تم بھی اپنی دماغ کو استعمال کرو۔ یہ اللہ کے پاس برانڈ نیو نہیں لے کے جانا میری جان"

مامون نے ایک سانس خارج کی" اوکے" شانے اچکائے" دیکھتا ہوں"

وہ کچھ سوچ رہا تھا، لیپ ٹاپ تیمور کی گود میں تھا اور اس کی ساری توجہ اس کی جانب تھی، باہر اندھیرے بڑھ رہے تھے۔

دوسری جانب ایک بڑے سے ہال میں نکاح تھا،دولہااور دلہن ابھی نہیں لائے گئے تھے۔جلتی روشنیاں،آتے جاتے لوگ،پھولوں کی خوشبواور ہر سورونق۔چوتھی میز کے گرد بڑے سے سفید صوفے پر مینافرحت کے ساتھ بیٹھی تھی۔وہ ساتھ بیٹھی ایک لمبے سیاہ بالوں والی لڑکی سے ہنس ہنس کر باتیں کررہی تھی۔وہ تیمور کی بہن علیزہ تھی۔رامین نے جامنی اور کاپر کلر کی میکسی پہن رکھی تھی، چشمہ غائب تھااور چھوٹے کندھوں تک آتے بال کھلے تھے

"یار میں توہزار بار کہہ چکی ہوں کہ اب تو کئی سال ہوگئے ہیں، تیمور سیٹل ہے تمھیں لے آئیں مگر تمھاراشوہر سر پھرا ہے،اپنی من مانی ہی کرتا ہے"

میناااس کی بات پر سر ہلاتے اسے دیکھ رہی تھی،پھر بولنے لگی

ساتھ بیٹھی فرحت اپنی بہن کے ساتھ باتیں کررہی تھیں،ان کی آنکھیں تیمور جیسی تھیں "سرمئی" اور وہ مسلسل بول رہی تھیں

"پتہ نہیں اس نے کیا گھول کر پلایا ہے۔مجال ہے جو گھر آجائے،ادھر ہی رہتا ہے۔۔سارا دن کیا کرتا ہے ہمیں تو کچھ نہیں پتہ ہوتا،کئی کئی دن اس کے پاس ہی رہتا ہے اور رات کو فون کرو تو چڑ جاتا ہے۔۔پتہ نہیں کیا کرتی ہے وہ،میرا تیمور واپس نہیں آتا" وہ دکھی ہوئی تھیں

"تم فکر نہ کرو۔۔شادی ہوگی نا تو گھر کی فکر ہوگی،پھر ٹائم سے گھر آیا کرے گا"

انہوں نے فرحت کی ہاں میں ہاں ملائی۔دفعتاً صوفے کی پشت پر کوئی آ کھڑا ہوا اور فرحت اسے دیکھ کر مسکرائیں پھر کھڑے ہو کر گلے ملیں

"تم کب آئی تہمینہ ؟"وہ اپنے سامنے کھڑی خاتون سے مخاطب تھیں

"بس ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا ہے"ان کے ساتھ ایک دراز قد شخص کھڑا تھا، جس نے سفید رنگ کی قلف لگی قمیض شلوار اور اوپر سرمئی رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا، آنکھوں پر گولڈن پتلے فریم والا چشمہ تھا

"یہ تمھارا بیٹا ہے ؟"انھوں نے تہمینہ کے ساتھ کھڑے جوان سے شخص کو دیکھا جو کہ مسکرایا تھا

"ہاں"اور وہ ان کے سامنے ذرا سا جھکا تھا، فرحت نے اس کے کندھے پر مسکرا کر ہاتھ رکھا"ماشاء اللہ اب تو جوان ہو گیا۔۔جب امریکہ گیا تھا میرے اشعر جتنا تھا"فرحت کی بات پر تہمینہ ہنس دیں وہ معذرت کر کے وہاں سے چلا گیا

تہمینہ آگے بڑھیں اور رامین نے کھڑے ہو کر ان سے سلام لی"یہ چھوٹی والی ہے، بڑی کہاں ہے ؟"انھوں نے ادھر اُدھر دیکھا، پھر فرحت سے مخاطب ہوئیں

"وہ نہیں آئی، مصروف تھی"اور وہ رامین کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ تیمور کی ماں، فرحت کی بہن"صبیحہ آفندی"اب گلشن آرا(رامین کی نانی) کے ساتھ بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں

"میرے پاس تمھارا نمبر نہیں تھا،ڈیلیٹ ہو گیا۔۔بس ایک دو دن تک تمھارے گھر چکر لگاتی ہوں"

تہمینہ آنٹی تو فرحت کے ساتھ شروع ہو چکی تھیں

مینا نے رخ موڑا اور اپنے ساتھ بیٹھی اپنی نند سے گپیں ہانکنے میں مگن ہو گئی۔

"آپ کب جا رہی ہیں امریکہ ؟"سوال مینا کی جانب سے تھا

"ابھی کچھ دن پہلے ہی زریاب کی کشمیر پوسٹنگ ہوئی ہے۔۔ابھی تو کچھ نہیں کہہ سکتی،شاید ایک سال تک"اس نے نزاکت سے گردن پر آئے بال پیچھے کیے

"گڈ!"سیاہ آنکھوں والی رامین بس یہی کہہ سکی۔

"رابیل کو بھی لے آتی،بور ہو رہی ہو گی گھر پر۔۔کافی دیر ہو گئی اسے نہیں دیکھا"

"وہ بزی تھی،ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس سے آئی تھی سو اس کا موڈ نہیں تھا آنے کا"وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔

"ہوں"اس نے ایک سانس خارج کی"تمھارے شوہر کو بھی کہا تھا آ جائے مگر مجال ہے جو وہ سنتا ہو، پتہ نہیں اس مامون نے کون سا ایسا جادو کر رکھا ہے کہ اس کی طرف ہی رہتا ہے"اس کے چہرے پر ناگواریت کا احساس تھا

مینا کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری"وہ بزی تھا۔۔شاید اس لیے نہیں آیا"اس نے بات سنبھالنے کی کوشش کی تھی

"ہاں پتہ ہے۔۔یہیں اگر مامون کہتا تو وہ اڑتا ہوا آتا"اس نے سر جھٹک دیا

"تم ملی ہو۔۔مامون بھائی سے؟"وہ بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔۔ایک دو بار آیا ہے گھر پر،تب ہی دیکھا تھا اسے"اس نے شانے اچکائے

"اوہ۔۔اچھا"وہ بس سر ہلا کر رہ گئی۔۔ہال کی بتیاں بجھ گئی تھیں،داخلی دروازے پر سپاٹ لائٹ تھی اور اس روشنی کا مرکز سفید لباس میں ملبوس لڑکی اور سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس لڑکا تھا،لڑکی نے لڑکے کے بازو کو تھام رکھا تھا،مہمان کھڑے ہو کر ان کا استقبال کر رہے تھے

شام میں وہ نیچے اپنی سٹڈی میں تھا۔یہ ایک نارنجی سی شام تھی،خوبصورت سی۔باہر کی بدلتی روشنی سے اندر کا ماحول بدل رہا تھا۔یعنی عصر سے پہلے اس کمرے میں روشنی "نارنجی" تھی کیونکہ باہر گولڈن آر(golden hour) چل رہا تھا،پھر عصر کے وقت کمرے کی روشنی زرد ہونے لگی کیونکہ سورج مشرق سے مغرب کی طرف جا رہا تھا اور اب زرد رنگ گھٹتا جا رہا تھا کیونکہ سائے گہرے ہو رہے تھے اور شام ڈھل رہی تھی۔یہ مامون کا پسندیدہ کمرہ تھا،اس کی دیواریں ہلکی بھوری تھیں،صوفے گہرے بھورے،نیچے فرش پر کارپیٹ بچھا تھا،بھوری لکڑی کی بنی بڑی سی پوری دیوار جتنی الماری جس میں ہزاروں کی تعداد میں کتابیں تھیں،مختلف ریکس،مختلف شیلفس۔اس کمرے میں جدید ٹیکنالوجی "sunroof" کا استعمال کیا گیا تھا جس سے باہر کی بدلتی روشنی سے اندر کی

روشنی بدلتی تھی،رات جب اندھیرا ہو جاتا تو مصنوعی روشنی کا استعمال کیا جاتا،انرجی سیور یا بلب جلا کرورنہ سارا دن یہاں روشنی باہر سورج کے مختلف فیز، باہر کی بدلتی روشنی سے بدلتی تھی۔خیر!وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک انگریزی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں شاید کوئی ریسرچ لکھی تھی، ایک طرف اونٹ بنا تھا اور دوسرے صفحے پر درمیان میں اس کی آنکھ کا "آئرس" بنا تھا(آئرس آنکھ کا وہ حصہ ہوتا ہے جس میں رنگ ہوتا ہے، جیسے کہ بھورا، سرمئی وغیرہ)اونٹ کا بھورا آئرس، جس کو دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے صحرا میں چھوٹے بڑے ابھرے ہوئے ٹیلے ہیں جن کے درمیان اور ارد گرد نیلی دھار ہے۔۔وہ بڑی دلچسپی سے پڑھ رہا تھا جب اسے ایک جھماکہ سا ہوا،وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کتاب بند کر کے درمیان میں میز پر رکھی اور فوراً باہر چلا گیا۔۔سیڑھیوں پر سے ہوتا ہوا اس کا رخ اوپر تیمور کے کمرے کی طرف تھا،اس نے دروازے پر دستک دی۔۔اندر سے آواز آئی

"میں بزی ہوں" مگر اس نے پرواہ کیے بغیر دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا

اندر کا ماحول ویسے ہی بڑا خراب تھا،وہ اپنے لیپ ٹاپ کے سامنے شاید کچھ ڈاؤنلوڈ پر لگا کر بیٹھا تھا اور خود ہاتھ میں چپس کا پیکٹ لیے کرسی کو دائیں بائیں کرتا سکرین دیکھ رہا تھا۔سفید سنگ مرمر کے فرش پر بہت سے بسکٹ اور چپس کے لفافے پڑے تھے۔اس نے اندر آتے ہی منہ بسورا، تیمور نے اسے دیکھ کر کندھے اچکائے

"بنا بتائے آؤ گے تو یہی ہو گا"

وہ تو ڈھیٹ بن کر بیٹھا تھا۔وہ اس کی کرسی کی پشت پر کھڑا تھا، سکرین کو دیکھتا ہوا

"وہ رات والی وڈیو پلے کرو"

اس نے پوری گردن گھما کر پیچھے کھڑے مامون کو دیکھا

"زھے نصیب، ہدایت آگئی "اور لیپ ٹاپ پر چند کیز دباتا وہ اپنے مطلوبہ فولڈر پر تھا، چند پل بیتے اور وڈیو چل پڑی۔۔ پھر سے نیلے اور سرخ ڈبے ابھر رہے تھے، سیاہ رنگ کا گلچ درمیان میں تھا اور سلور رنگ کا دائرہ بننے ٹوٹنے لگا تھا، سکرین پھر سے ہلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی

"سٹاپ کرو اسے"

مامون کے کہنے پر اس نے سٹاپ کر دی، ایسی جگہ سٹاپ کی تھی جہاں نیلے ڈبے مدھم پڑ رہے تھے اور سرخ نمایاں ہو رہے تھے۔۔وہ مسکرایا

"مجھے پتہ ہے یہ کیا ہیں "وہ اس کے ساتھ کاؤچ پر بیٹھ گیا۔

"کیا؟"اس نے چپس کا خالی لفافہ گول کر کے دور پڑی دسٹ بن میں اچھالا، اس کا نشانہ اچھا تھا اور ریپر ڈسٹ بن کے اندر تھا

"یہ راڈز اور کونز ہیں"

"ہیں؟"اسے سمجھ نہیں آئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہماری آنکھ کی ایک لیئر ہوتی ہے جسے ریٹینا(retina) کہتے ہیں،اردو میں آنکھ کا پردہ کہہ لو جہاں روشنی گرتی ہے اور امیج بناتی ہے،اس کے ہونے سے ہمیں سب نظر آتا ہے۔۔ریٹینا آنکھ کی وہ حساس لیئر ہے جو ایک بار ختم ہو جائے تو دوبارہ ریپیئر نہیں ہوتی اور تمھیں پتہ ہے ریٹینا میں دو قسم کے سیلز ہوتے ہیں،ایک راڈز دوسرا کونز،راڈز جو رات کو دیکھنے میں مدد دیتے ہیں اور کونز جو دن کی روشنی میں دیکھنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔۔راڈز کی شکل یہ تمھارے نیلے والے بلاکس جیسی ہے اور کونز بالکل اس وڈیو میں سرخ اور نج کلر کے بلاکس جیسی ہے۔۔یہ ہمیں آنکھ کا ہنٹ دے رہا ہے"

وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"I like it"

اس نے تعریف کی اور دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہوا"اب یہ آنکھ کا تعلق کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی سے ہے،کیا اس کے لیے کسی اپتھامالوجسٹ(ophthalmologist) کے پاس جانا پڑے گا؟"اس نے تو ہوا میں تیر چلایا تھا

"Why not optometry?"

مامون نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی،دونوں بازو سینے پر باندھے لیے

"اب ہم ایک ایک ڈاکٹر کے پاس جانے سے تو رہے"اس نے سر جھٹکا

"ابھی کچھ ہنٹ رہتے ہیں، جیسے وہ تم نے کوڈ نکالا تھا اس کا کیا مطلب ہوا؟ان سب کا لنک ہے آپس میں،وہ پتہ کرنا ہے" وہ اب اس کی پشت پر کھڑا تھا، سکرین کو دیکھتا ہوا

"ہوں" اس نے پلے کا بٹن دبایا اور وڈیو دوبارہ چلنے لگی۔وہ پتلیاں سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا

مامون نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "رات میں ملتے ہیں" اور وہاں سے چلا گیا۔۔اندر بیٹھا لڑکا کچھ سوچ رہا تھا

اس نے اپنے سفید کاغذات دوبارہ پکڑے اور انھیں دیکھا، پھر کچھ سوچتے گوگل کھولا اور سرچ بار میں جا کر کچھ لکھا،ایک لمبی فہرست کھل گئی،اس کا دماغ کام کر رہا تھا۔اس نے جلدی سے مار کر پکڑا اور سفید کاغذ پر ایک اور تاریخ درج کی

"4 July 1776"

اب وہ مزید سکرول کرتا کچھ اور تلاش کر رہا تھا۔وقت تیزی سے گزر رہا تھا،مامون آیا تھا اور اسے اس کام پر لگا کر چلا گیا۔۔وہ بھول چکا تھا کہ وہ کچھ ڈاؤنلوڈ کر رہا تھا۔

دوسری جانب رابیل باہر باغ میں بیٹھی کتاب گود میں رکھے بادام کھاتے کچھ پڑھ رہی تھی۔آج وہ جلدی آگئی تھی اور اب مطمئن سی بیٹھی کتاب پڑھنے میں مگن تھی۔پیچھے سے مینا آئی اور اس کے سر پر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھوڑی ٹکائی "کیا پڑھ رہی ہو؟" اس کی گود سے بادام پکڑے اور منہ میں رکھے۔انھیں چباتی وہ ساتھ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کچھ خاص نہیں۔۔بک پڑھ رہی ہوں" اس نے کتاب کو ذرا سا اوپر کر کے دکھایا۔

"اوہ۔۔میرے پاس تمھارے لیے ایک خبر ہے" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔

"کیا؟" وہ بھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"تھوڑے دن تک ہمارے گھر مہمان آنے والے ہیں" وہ مسکرا رہی تھی،اس کی آنکھوں میں شرارتی سی چمک تھی

"کون؟" لڑکی نے ابرو اٹھایا

"ایک آنٹی تھیں، تمھارا پوچھ رہی تھیں اور یونو واٹ،ان کا ایک بلیک اینڈ براؤن بیٹا بھی ہے" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے بیٹھی تھی

"بلیک اینڈ براؤن؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی

"ہاں نا۔۔اس کی ایک آنکھ سیاہ ہے اور ایک بھوری" مینا نے شانے اچکائے۔مطلب وہ اسے اتنے غور سے دیکھ کر آئی ہے۔

"اچھا۔۔میں کیا کروں پھر؟" اس نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی تھی

"تم یوں کرو کہ تیاریاں شروع کرو، مجھے لگتا ہے وہ آنٹی تم میں انٹرسٹڈ ہیں" تھوڑی ہاتھ پر رکھے، پلکیں جھپکاتے وہ معصومیت کی ساری حدیں پار کر چکی تھی۔

"اف" اس نے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور پھر گود میں پڑے باداموں میں سے دو اٹھائے اور منہ میں رکھے، انھیں چبایا "فی الحال تو اگلے پانچ سال تک میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے" جیسے ساری مصیبت ختم!

"ہاں اور تمھارے ارادوں پر ہی دنیا چلتی ہے نا"

اس نے برا سا منہ بنایا "واٹ ایور، میری کولیگ کی شادی ہے میں تو اس پر جا رہی ہوں۔۔ تم لوگ بھگتنا ان کے بلیک اینڈ براؤن بیٹے کو"

"فرض کرو وہ آنٹی واقعی تمھارے لیے آتی ہیں۔۔ مطلب اپنے بیٹے کے لیے تمھیں دیکھنے تو کیا کہو گی؟" اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

رابیل نے کچھ سوچتے ہوئے بادام منہ میں ڈالا "میں" وہ آسمان کو دیکھ رہی تھی "آنٹی میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں اور وہ مجھے بہت چاہتا ہے۔۔ اتنا زیادہ کہ وہ نہ ملا تو میں اپنی کلائی کاٹ لوں گی اور وہ اپنا گلا" وہ ہنس دی

رامین بھی اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر ہنسی تھی

"اور اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟" وہ کہنی کرسی کے ہتھ پر ٹکائے اسے دیکھ رہی تھی

"تو"ایک اور بادام منہ میں ڈالا،اسے چبایا"میں بال بکھیرے سفید کپڑے پہنے ان کے سامنے گرین ٹی ٹرے میں ڈال کر لے جاؤں گی اور عین ان کے سامنے جا کر گر جاؤں گی"

رامین کا قہقہہ بلند ہوا،وہ بھی ہنس دی

"لیکن بیلی۔۔کبھی نہ کبھی تو شادی کرنی ہے نا"وہ سنجیدہ ہوئی تھی

"کبھی نہ کبھی دیکھ لوں گی،ابھی بس chill کرو"اس نے ہاتھ جھلایا

"اللہ ہی حافظ ہے ویسے تمھارا"وہ اٹھی اور اس کی گود سے تین بادام پکڑے اور اندر چل دی،وہ دوبارہ کتاب پر جھکی تھی

یہ ڈنر کے بعد کا وقت تھا۔وہ دونوں کمرے میں تھے،تیمور سینے کے بل لیٹا تھا اور مامون اس کے ساتھ بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھ رہا تھا،اسے کچھ بتا بھی رہا تھا۔اندر اے سی کی ٹھنڈک اور تجسس کا ماحول تھا۔

"اس کوڈی کو ڈکیا ہے تو ایک نئی تاریخ آئی ہے 4 جولائی 1776 اور تمھیں پتہ ہے یہ ڈیٹ کہاں پر ہے؟"وہ اب سیدھا لیٹا ہوا تھا

"کہاں پر؟"اس کے چہرے پر سوال تھا۔

“Statue of liberty”

ایک لمحے کی خاموشی

"مطلب؟" وہ ابھی تک سوال میں پھنسا تھا

"مطلب میرے بچے" تیمور اٹھا اور مامون کے ساتھ جا بیٹھا، اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"سٹیچو آف لیبرٹی نے جو ہاتھ میں ٹیبلٹ پکڑا ہے اس پر یہ تاریخ اسی طرح رومن نیومیرلز میں لکھی ہے۔۔اس کو دی کوڈ کرنے کا ویسے بھی کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا" اس نے شانے اچکائے

"اب اس کا کیا تعلق ہوا اس سب سے؟"

تیمور اٹھا اور صوفے پر پڑی اپنی سبز گیند پکڑی اور دیوار سے مار کر اسے پکڑنے لگا "سٹیچو آف لیبرٹی کہاں ہے؟"

"کہاں ہے؟" اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"میرے ماموں کے گھر" گیند ہاتھ میں لیے اسے گھورا

مامون نے سر جھٹکا "نیویارک میں ہے"

"ہاں وہی تو۔۔میں نے نیویارک کے سارے آفیشل ایونٹس دیکھ لیے ہیں، وہاں آنکھوں سے متعلق کچھ نہیں ہونے والا۔۔اس کا کنگ ایڈورڈ سے کوئی تعلق نہیں بن رہا" گیند دیوار سے بجتی اور پھر اس کے ہاتھ میں ہوتی

"واؤ۔۔گریٹ۔۔آگے؟" وہ اس کی طرف رخ کیے بیٹھ گیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سٹیچو آف لیبرٹی یو ایس اے میں ہے" وہ اسی طرح گیند کو دیوار پر مارتا اور پھر کیچ کر رہا تھا

"اچھا۔۔پھر؟"

"پھر یہ کہ میں نے یو ایس اے میں بھی سارے آفیشل ایونٹس دیکھے ہیں، کچھ نہیں ملا۔۔اس کا کنگ ایڈورڈ سے کوئی تعلق نہیں"

"پھر؟" اس نے شانے ڈھلکا دیے

"پھر یہ کہ کنگ ایڈورڈ کہاں ہے؟"

"لاہور میں" وہ جھٹ سے بولا تھا

"اوکے۔۔میں نے لاہور اور یو ایس اے کے درمیان بھی لنک دیکھا ہے" اس نے گردن موڑی اور مامون کو دیکھا "اور ان کا لنک ہے" وہ مسکرایا تھا

مامون کے ساتھ آ بیٹھا "لاہور میں اس ہفتے اور بھی بہت کچھ ہے مگر" وہ رکا، پھر مسکرایا "جیسا کہ تم نے کہا کہ ہمارا تعلق آنکھ سے ہے اور ایک جگہ ہے جہاں اس سے متعلق بہت کچھ ہونے والا ہے"

"کیا؟" اسے امید کا کوئی سرا نظر آیا تھا

"World Council of optometry"

ایک لمحہ خاموشی کے نام

"ورلڈ کونسل آف آپٹومیٹری کی پریزیڈنٹ آرہی ہیں،اس ہفتے لاہور میں،ایک جگہ ہے جہاں تمھیں اور مجھے ہماری مطلوبہ چیز مل سکتی ہے"

مامون نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

ایک ہفتہ پہلے:

لاہور

یہ ایک خوبصورت سی صبح تھی۔روشنی نے ہر جگہ اپنی دھاک بٹھار کھی تھی،لاہوری اس وقت جاگ چکے تھے اور کام میں بھی مصروف تھے۔یہ گیارہ بجے کا وقت تھا۔ایک سفید ایس یو وی کار بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوئی،گیٹ پر بڑا سا نام نمایاں تھا

"دی یونیورسٹی آف لاہور"

گاڑی یونیورسٹی کے اندر مسجد کے سامنے آکھڑی ہوئی،ڈرائیور نے اتر کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور پیچھے بیٹھا سیاہ آنکھوں والا باہر نکلا تھا،اس نے نیوی بلیو تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا،اس کی شخصیت سے متاثر ہو کر آتے جاتے لوگوں نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔اس نے گارڈز کو پیچھے رکنے کا اشارہ کیا اور خود چل کر بڑی سی الیکٹریکل انجینئرنگ کی بلڈنگ میں داخل ہوا۔۔اس نے کانوں میں سفید ایئر پوڈز لگا رکھے تھے اور وہ کسی سے بات کرتا آگے بڑھ رہا تھا

"مجھے یہاں ایسا کچھ نظر نہیں آرہا تیمور" وہ سر جھکائے بولا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابھی تم پہنچے ہو، تھوڑااور آگے بڑھو" دوسری طرف سے آواز گونجی تھی

وہ سیدھا چلتا جارہا تھا، طلبہ کا رش لگا ہوا تھا، بائیں طرف سے سیڑھیاں اوپر کو جارہی تھیں، نیچے بیسمنٹ میں ایک کیفے سے کھانے کی خوشبو اٹھ رہی تھی، آفس آف سٹوڈنٹس افیئرز کے سامنے سے گزرا، باہر نکلا تو دائیں بائیں دو راستے تھے، سامنے دوسری بلڈنگ کا دروازہ تھا، اس نے پہلے بائیں دیکھا پھر دائیں، وہاں لمبے لمبے ستون تھے اور بنچوں پر سٹوڈنٹس بیٹھے تھے۔۔ سیڑھیوں سے نیچے جاتے سینٹرل کورٹ یارڈ میں کچھ سٹالز سے لگے تھے، مُختلف رنگ برنگے چارٹ اور ماڈلز لگائے گئے تھے اور وہاں وہ چیز دکھی تھی جس کی اسے تلاش تھی

"آنکھ"

وہ اس جانب بڑھا اور سیڑھیاں اتر کر کورٹ یارڈ کے بیچ و بیچ کھڑا ہو گیا۔۔ وہاں رش بڑھتا جارہا تھا۔۔ کیا یہاں ورلڈ کونسل آف آپٹومیٹری کی صدر آئیں گی؟ اس نے دائیں جانب سٹیج پر لگے بڑے سے پوسٹر کو دیکھا جہاں آج کے خاص دن کا نام بڑا بڑا سا لکھا تھا

"world sight day"

اس نے گردن ادھر اُدھر گھمائی "تیمور یہاں ورلڈ سائٹ ڈے منایا جارہا ہے" وہ پرجوش ہوا تھا، شاید وہ منزل کے قریب ہو۔۔ امید کی کرن نظر آئی تھی۔

"ادھر اُدھر دیکھو مون، کچھ غیر معمولی" دوسری طرف سے آواز ابھری تھی

"اف۔۔مجھے سب غیر معمولی ہی لگ رہا ہے" وہ بے زار ہوا تھا

نیلے سفید اور کئی رنگوں سے بنے ماڈلز، لڑکیاں اور لڑکے ہاتھوں میں ربن اور غبارے لیے اپنے اپنے سٹالز سجا رہے تھے، آتے جاتے لوگوں نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔اچانک اس کے کانوں میں تیمور کی چلاتی ہوئی آواز پڑی

"مون۔۔اپنا فون دیکھو۔۔ تمھیں کوئی میل آئی ہے"

مامون کا فون تیمور نے ہیک کیا ہوا تھا اور وہ اس سے باخبر تھا، اس نے جلدی سے پینٹ کی جیب سے فون نکالا اور میل کھولی۔۔ میل "زرار حیدر" کے نام سے آئی تھی۔۔اسے غصہ آ رہا تھا۔ میل میں کوئی نقشہ آیا تھا اور وہ کوئی لوکیشن بتا رہا تھا۔لال رنگ کا نشان اس کے آس پاس ہی تھا مگر وہ اس سے دور جا رہا تھا، وہ مڑا اور آگے کو بڑھا مگر وہ مخالف سمت میں جا رہا تھا

"ڈیم اٹ" وہ پیچھے کی طرف بھاگا، جن سیڑھیوں پر سے اترا تھا وہاں پر چڑھتا وہ فارمیسی بلڈنگ کے کاریڈور میں تھا، آگے بڑھا اور بڑے بڑے ستونوں کے بیچ و بیچ ہوتا ہوا وہ اس لال نشان کی پیروی کر رہا تھا۔وہ باہر نکل آیا تھا اور یونیورسٹی میں بنی سڑک پر کھڑا ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا

"مون آگے بڑھو" وہ اس کی لوکیشن ٹریس کر رہا تھا

سامنے گاڑیاں کھڑی تھیں، بائیں جانب ٹریفک پولیس ڈرائیونگ سکول تھااور دائیں جانب ایک نئ بلڈنگ بن رہی تھی۔۔نشان اس کے آس پاس تھا مگر کہاں؟وہ آگے بڑھ رہا تھا،اس کی پشت پر اینٹوں کا ڈھیر تھااور وہ جیسے ہی پیچھے دیکھنے کو مڑا ایک آدمی سے اس کی ٹکر ہوئی

"سوری"وہ سنبھل گیا،اس آدمی نے نارنجی رنگ کا یونیفارم پہن رکھا تھا،ہاتھ میں جھاڑو پکڑ رکھا تھا یوں جیسے وہ یہاں کا سویپر ہو، ٹکر ہونے سے اس کی جیب سے کوئی چیز نیچے گری تھی،مامون اور اس شخص نے بیک وقت نیچے گری چیز کو دیکھا تھا،وہ ایک سیاہ رنگ کی "فلیش ڈرائیو" تھی،وہ آگے بڑھا اور جھٹ سے اسے پکڑ لیا مگر وہ آدمی بھاگ گیا۔۔وہ اس کے پیچھے لپکا اور وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ مامون نے اسے پکڑ لیا،اس نے اسے گردن سے دبوچا ہوا تھا۔مامون اس شخص پر جھکا تھا اور وہ اینٹوں کے ڈھیر پر پڑا تھا

"کہاں ہے وہ؟"وہ اس کا گلا دباتے چلایا تھا

آس پاس کام کرتے مزدوروں نے انھیں دیکھا تھا

"بول۔۔کہاں ہے وہ؟"مگر اس سے پہلے وہ شخص کچھ بولتا،اس نے ہاتھ ہلاتے پیچھے سے ایک اینٹ پکڑی اور پورے زور کے ساتھ مامون کے سر پر دے ماری۔۔وہ پیچھے کو ہوا تھا۔۔سر چکرا گیا،سب ڈبل ڈبل نظر آرہا تھا،اس کے ماتھے پر سے خون بہنے لگا،درد کی ایک ٹیس اٹھی اور وہ لڑکھڑا رہا تھا۔۔ پیچھے گاڑی کا سہارا لیتے وہ کھڑا ہوا اور سانس بحال کی۔وہ شخص بھاگ چکا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے پاس دو مزدور کھڑے تھے "صاحب آپ ٹھیک ہو؟"

مگر اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی، فلیش ڈرائیو اس کی جیب میں تھی مگر سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ خون بھل بھل بہہ رہا تھا، دو گھنٹے بعد اسے یو ایس اے میں اپنا ڈاکومنٹ اپروو کروانے نکلنا تھا۔ اس کی فلائٹ تھی مگر وہ یہاں زخمی تھا۔۔ اس کے کان میں مسلسل ایک ہی آواز گونج رہی تھی

"مون۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔ کہاں ہو تم۔۔ مامون، تم ٹھیک ہو؟"

اور یہاں یونیورسٹی آف لاہور میں کھڑے مامون آفندی کا دماغ تک ہل گیا تھا

یہ ایک خوبصورت رات تھی۔ سیاہ آسمان اور ٹھنڈی چلتی ہوا۔ ایک بڑے سے ہال میں ولیمہ کا فنکشن منعقد ہو رہا تھا۔ زرد روشنیوں سے سجا ہال اور سجے سنورے لوگ۔ سٹیج پر سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس دولہا بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ سجی سنوری سی دلہن۔ ہال میں شیشے کے جلتے فانوس اور ہلکا ہلکا بجتا میوزک، ہر سو روشنیاں اور خوشبو تھی۔ جا بجا لگے پھول اور مشروب کی ٹرے لے کر آتے جاتے ویٹرز، لوگ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہے تھے، ابھی کھانا سرو نہیں ہوا تھا۔ کام دار لباس پہنے ہنس ہنس کر ایک دوسرے پر طنز کرتیں خواتین اور ان کے ساتھ کھڑے مرد۔۔ کھڑے ہو کر باتیں کرتے لوگوں کے ہاتھوں میں جوس کے گلاس تھے۔ ہر طرف شور تھا، دفعتاً داخلی دروازے سے کوئی اندر آیا تھا اور سب نے باری باری گردنیں موڑ کر اس نوارد کو دیکھا تھا۔ آنے "والی" نے سفید

سلور کام دار لمبی پیروں کو چھوتی میکسی پہن رکھی تھی۔اس کے کانوں میں ڈائمنڈ جھلک رہے تھے، جوڑے سے چند ایک لٹیں نکل کر اس کے چہرے اور گردن کو چھو رہی تھی۔۔ہاتھ میں قیمتی سلور کلچ پکڑ رکھا تھا اور اس کے بڑھتے قدم لوگوں کی دھڑکنیں بڑھا رہے تھے۔وہ ریڈ کارپیٹ پر چلتی سٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی،ہال میں سرگوشیوں میں اضافہ ہو رہا تھا، پیچھے ایک لڑکی تھی جس نے سرخ گلابوں کا گلدستہ تھام رکھا تھا،ہال میں آہستہ آہستہ خاموشی ہوتی جا رہی تھی۔۔وہ جہاں سے گزر رہی تھی سب برف کرتی جا رہی تھی۔ویٹرز نے رک کر فرصت سے اسے دیکھا،دولہا اور دلہن اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔قدم بڑھاتی زینے چڑھتی وہ سٹیج پر تھی،وہ مسکرا کر دلہن سے گلے ملی اور اس کے پیچھے کھڑی لڑکی نے سرخ گلابوں کا گلدستہ دلہن کی طرف بڑھایا۔وہ مسکرا کر دلہن کی کمر پر ہاتھ رکھے اس کے لباس کی تعریف کر رہی تھی،شور غائب ہو چکا تھا،دور کھڑی گلابی لباس والی فربہہ خاتون نے ساتھ والی زبیدہ سے کچھ کہا تھا جس سے اس کا پورا منہ کھل تھا۔سیاہ آنکھوں والی مسکرا رہی تھی اور پھر مبارکباد دے کر وہ مڑی،رخ مہمانوں کی جانب تھا،ایک نظر ہال پر ڈالی،کیمرہ مین نے کلک کیا تھا۔۔ہاتھوں میں مشروب کا گلاس تھامے لوگ سانسیں روکے اسے دیکھ رہے تھے۔

آج کئی سال بعد رابیل اورنگزیب آئی تھی اور سب برف کر رہی تھی

اس نے سٹیج سے نیچے آتے پہلے زینے پر قدم رکھا اور ایک خاتون اس کی طرف بڑھی،دوسرا قدم بڑھایا تو ایک سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس مرد اپنی بیوی کو کچھ کہتا اس کی طرف بڑھا اور پھر تیسرے

قدم کے ساتھ وہ ریڈ کارپیٹ پر کھڑی تھی۔۔اس کے سامنے بہت سے لوگ کھڑے تھے اور وہ مسکرا کر ان کا جواب دے رہی تھی۔۔خواتین ہاتھ ہلاتے ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہی تھیں، لڑکیاں اسے رشک اور حسد سے دیکھ رہی تھیں، پینٹ کوٹ میں ملبوس مرد بناپلک جھپکے اسے دیکھ رہے تھے، دائیں قطار میں تیسری میز پر ایک سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس شخص کے منہ سے نکلا

"باس!"اور اس نے ٹائی کی ناٹ درست کی

اس کے ساتھ کھڑے سرمئی پینٹ کوٹ والے شخص نے اسے دیکھا، ہاتھ میں پکڑے جوس کا گلاس ہونٹوں تک بڑھایا اور ایک گھونٹ بھرا"یہ کون ہیں؟"اس نے لاعلمی کا اظہار کیا جیسے کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔

"یار! یہ میری باس ہیں۔اورنگریب ٹیکسٹائل انڈسٹری اور اوورا گروپ کی ایم ڈی۔۔رابیل اورنگزیب"اور کہتے ہی وہ وہاں میز کے پیچھے سے نکلا اور سٹیج کی جانب بڑھا۔

دس منٹ، پندرہ منٹ اور یہ ہوئے پورے بیس منٹ۔اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی دیکھی۔پیچھے اپنی سیکرٹری کو ابرو سے چلنے کا اشارہ کیا اور وہ معذرت کر کے وہاں سے باہر کی طرف بڑھی۔۔لوگ اب بھی اسے گردن موڑ موڑ کر دیکھ رہے تھے مگر اس کی چال میں بے پرواہی تھی، گردن اٹھی ہوئی تھی اور وہ آگے بڑھ رہی تھی۔۔وہ اس دن کی تیاری کر کے آئی تھی۔وہ ماحول پر سحر طاری کر

رہی تھی۔ ہلکی ہلکی منمناہٹ جاری تھی، لوگوں کی نظروں نے باہر راہداری تک اس کا پیچھا کیا، ہال سے باہر آتے سیڑھیاں اترتے اسے پیچھے سے کسی کی آواز آئی تھی۔

"رابیل!"

مگر وہ نہیں رکی، اب وہ کسی آواز پر نہیں رکتی تھی

سرمئی پینٹ کوٹ والا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ وہ زینے اتر چکی تھی۔ گردن اٹھائی

"Can we talk please?"

اس کی آنکھوں میں منت تھی مگر برف کی ملکہ کو کیا لگے۔۔ وہ ازلی بے پرواہ تھی، سپاٹ نگاہ، سنجیدہ چہرہ۔۔ پیچھے مڑ کر سیکرٹری کو دیکھا، پھر اس مرد کو، دایاں ہاتھ اٹھایا اور انگوٹھے سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا

"Appointment please!"

اور آگے بڑھ گئی۔ وقت گزر چکا تھا۔ پانی سے برف بننے میں زیادہ نہیں لگتی۔۔۔ سرمئی سوٹ والا منہ کھولے برف کی ملکہ کو دیکھتا رہ گیا۔۔

موجودہ رات:

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سفید سرمئی بنگلے کی ساری روشنیاں جل رہی تھیں۔اندھیرے کو مات دیتا سفید سرمئی محل پوری شان سے کھڑا تھا۔اگر لاؤنج میں جھانکو تو دیوار پر نصب ایل سی ڈی کی آواز شور مچا رہی تھی۔۔

صوفے پر نیم دراز سا مامون بیٹھا تھا اور اس کے بازو سے سر ٹکائے آرا کے ہاتھ میں ٹیبلٹ تھا۔اس کے ہاتھ میں ریموورٹ تھا اور وہ ہیڈ لائنز سن رہا تھا، ساتھ لیٹی آرا کوئی شو دیکھ رہی تھی جس میں ایک سیاہ فام ایک چھوٹے بچے سے سوال کر رہا تھا اور بچہ بڑے مزے سے جواب دے رہا تھا۔اس کے جواب سنتی آرا کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔کچھ فاصلے پر چھوٹے صوفے پر بیٹھے تیمور کی گود میں لیپ ٹاپ تھا اور سامنے میز پر کئی کاغذ بکھرے پڑے تھے۔وہ دھڑا دھڑ کی پیڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا، پھر کاغذ پکڑ کر کچھ لکھتا اور دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہو جاتا۔۔لاؤنج کے دروازے سے صبیحہ اندر داخل ہوئی تھیں اور وہ مامون کے صوفے کے ہتھ کے ساتھ کھڑی ہوئیں

"آرا۔۔چلو بیٹا"

مامون کے ساتھ لیٹی آرا نے منہ بنایا، پھر جیسے انھیں نظر انداز کیا ہو

"آرا۔۔"

مامون نے گردن موڑی اور اس کے سر پر تھوڑی رکھی "چلو بیٹا۔۔پھر صبح سکول بھی جانا ہے"

لڑکی نے ٹیب لیٹ سینے سے لگایا اور آنکھیں اوپر کر کے اسے دیکھا، معصوم شکل بنائی

"مون"

"نو" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور اس سے ٹیب لیٹ لے کر آف کر دیا۔

وہ منہ بسور کر اٹھی اور اس کے سامنے کھڑی ہوئی، ہاتھ بڑھایا اور اس نے ٹیب لیٹ واپس کر دیا

"گڈ نائٹ!" وہ مسکرایا تھا

وہ بھی مسکرا دی اور ملیحہ کے ساتھ چلی گئی۔۔

کچھ پل بیتے اور اس نے گردن موڑ کر دائیں طرف بیٹھے تیمور کو دیکھا "تم کیا کر رہے ہو ہیرو؟"

اس کی نظریں سکرین پر ہی جمی تھیں "کام کر رہا ہوں"

"کون سا؟" ابرو اٹھایا

"ہمارا کام" شانے اچکائے مگر نظریں نہیں اٹھائیں

"تم پھر شروع ہو گئے؟" اس کی مکمل توجہ تیمور کی طرف تھی

وہ خاموش رہا، کچھ بھی نہ بولا

مامون اٹھا اور اس کے ساتھ جا کھڑا ہوا، میز پر پڑے کاغذات دیکھے اور انھیں پھینکنے کی صورت میز پر رکھا۔۔اس کا سارا اچھا موڈ غارت ہو گیا تھا

"کیا تم تھوڑی دیر کے لیے یہ سب بند نہیں کر سکتے؟" وہ بلا کا سنجیدہ تھا

اس نے نظریں اٹھائیں، سیاہ آنکھوں والے کو دیکھا "کبوتر آنکھیں بند کر لے تو کون سا بلی اسے بخش دے گی"

دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہوا

"یہ سب کب ختم ہوگا؟"وہ جھنجھلا گیا۔آواز ذرا سی بلند تھی۔۔تیمور نے لیپ ٹاپ کی سکرین ذرا سی جھکادی اور اس کا ہاتھ کھینچ کر ساتھ بٹھایا،وہ قدرے پریشان دکھ رہا تھا

"میں کوشش کر رہا ہوں مون۔۔ہم اسے ڈھونڈ لیں گے۔۔ایک بار مل جائے خدا کی قسم اس کے ٹکرے میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا"

اس نے اپنا ہاتھ جھٹکا اور اس کے ہاتھ سے چھڑایا

"It's enough"

وہ بے زار آیا ہوا تھا،وہ غصہ بہت کم کرتا تھا مگر جب بھی یہ موضوع زیر بحث آتا تھا وہ اسی طرح جھنجھلایا ہوا بے زار ہو جاتا تھا"کتوں کی طرح ذلیل ہو رہے ہیں۔۔ہمارا قصور کیا ہے؟"

آواز سن کر ملیحہ بھی باہر آگئیں اور اب اس کے سامنے کھڑی تھیں"کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں اماں"اس نے سر جھٹک دیا اور کھڑا ہو گیا

"تیمور"اس نے سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا"آپ کو سب پتہ ہے"بے پرواہی سے شانے اچکائے

"مامون"وہ اس کی طرف بڑھ رہی تھیں

وہ صوفے کی پشت پر کھڑا، بڑی سی کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا، جہاں سے نیچے باغ کا منظر نظر آرہا تھا

"اماں ایک ہفتہ پہلے خوار ہو کر آیا ہوں۔۔اب پھر" اس نے سر جھکا لیا اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ماتھا مسلنے لگا

"ایک ہفتہ پہلے۔۔"

خاتون نے حیرانی سے اس شخص کو دیکھا جس کی پشت ان کی طرف تھی

مامون نے آنکھیں میچ لیں، آہ! وہ سر کا درد آج بھی موجود تھا۔ یہ سر کا درد انسان کی سوچوں کو مفلوج کر کے رکھ دیتا ہے۔

"ہاں اماں۔۔یو ایس جانے سے پہلے میں لاہور تھا۔۔ایک نیا ڈرامہ شروع ہو گیا ہے۔۔ایک نئی فلیش ڈرائیو" کہتے ہی اس نے سانس خارج کی اور مڑ کر پیچھے ماں کو دیکھا

"تم دونوں اس کا پیچھا چھوڑ دو" وہ جھنجھلائی تھیں

"کیسے؟" وہ غصے میں نہیں تھا مگر آواز بلند تھی "آپ نے اپنے کیریئر کا سب سے بڑا کام کیا ہو۔آپ نے اپنے کام پر سال و سال لگائے ہوں۔آپ نے اپنا وقت، صحت اور پیسہ ایک ہی چیز پر خرچ کیا ہو اور وہ چیز کوئی لے کر بھاگ جائے تو آپ اسے بھاگنے دیں گے؟" وہ ذرا سا آگے کو ہوا "کم از کم میں ایسا نہیں ہونے دوں گا" اس نے ہاتھ صوفے کی پشت پر رکھ لیے

انھوں نے تیمور کو دیکھا،اس نے شانے اچکا دیے "ہم اسے ڈھونڈ لیں گے"

وہ بس ایک سانس لے کر رہ گئیں،انھیں سمجھانا ناممکن تھا" پتہ نہیں تم دونوں کا کیا بننا ہے "اور کہتے ہی اندر چلی گئیں۔

میز پر پڑا مامون کا فون بجا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر پکڑا اور سکرین پر جلتا نمبر دیکھا

"اف! تمھاری پیشی ہے "مڑ کر تیمور کو دیکھا

"کہہ دو۔۔سو گیا ہے "اور سر جھٹک کر دوبارہ لیپ ٹاپ کھولے لیا۔۔

اس نے سر نفی میں ہلاتے فون اٹھایا تھا

موجودہ دن:

روشنی نے آسمان سے زمین تک سفر کیا اور اندھیرے کو مات دے دی۔۔یہ ایک نئی صبح کا آغاز تھا۔۔

اس وقت وہ ٹریڈ مل پر کانوں میں ایئر پوڈز لگائے جلدی جلدی چل رہی تھی۔۔اس نے سلکی سیاہ بالوں کو پونی میں باندھا تھا، تیز تیز چلتے اس کی لمبی پونی جھول رہی تھی۔۔پھر اس نے رفتار بڑھا دی اور اب بھاگ رہی تھی، پسینے سے تر اس کے ٹریک سوٹ کی شرٹ اس کی کمر سے چپکی پڑی تھی۔۔

وہ کچھ سوچ رہی تھی، مسلسل ہونٹ گول کیے منہ سے سانس خارج کر رہی تھی۔۔پھر آہستہ سے رفتار کم کی اور پھر ٹریڈ مل روک دی۔۔مشین سے اتری اور دیوار کے ساتھ لگے ایک کاؤچ پر بیٹھ گئی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ گہری سانسیں لے رہی تھی، چہرے پر بہت سا پسینہ تھا جسے اس نے ساتھ پڑے چھوٹے سے تولیے سے صاف کیا۔۔ پھر سانس بحال ہوئی تو پانی کی بوتل منہ سے لگائی "ڈی ٹاکس واٹر"۔۔ پانی اندر انڈیلا اور اب وہ مطمئن سی بیٹھی تھی۔۔ ساتھ پڑے موبائل فون میں تھرتھراہٹ محسوس ہوئی اور اس نے کان میں لگے ایئر پوڈز کو انگلی سے دبایا "ہوں"

اندر سے کسی کی آواز گونج رہی تھی "آجاؤ۔۔ میں یہیں ہوں" اور پھر کال کٹ گئی

کچھ پل بیتے اور ایک سمارٹ سی بھورے بالوں اور لمبی ٹیل پونی والی لڑکی اندر آتی دکھائی دی، سیاہ آنکھوں والی اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے، پاؤں میں موٹے سول والے جوگرز پہنے اندر آنے والی لڑکی کو دیکھ رہی تھی

بھورے بالوں والی ساتھ آبیٹھی "اچھی لگ رہی ہو" اور وہ ہنس دی

"سب ٹھیک جا رہا ہے؟" اگلا سوال

سیاہ آنکھوں والی نے سر اثبات میں ہلایا مگر گردن جھک گئی

"کیا کہا تم نے اسے؟"

اس نے سر اٹھایا اور مسکرائی۔۔ یہ پہلے والی مسکراہٹ نہیں تھی

“As you sow so shall you reap”

اور دونوں لڑکیاں ہنس دیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جم خانے میں شور تھا مگران کی باتیں جاری تھیں

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ وقت اتنی جلدی آئے گا۔۔ مگراب آگیا ہے تواسے جینے کی ضرورت ہے"

اس نے شانے اچکائے

بھورے بالوں والی تھوڑی تلے ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی

"کب دیکھااس نے تمھیں؟"

"ایک ہفتہ پہلے۔۔"ایک لمحے کا توقف "ایک کولیگ کے ولیمہ پر"

"تمھیں پتہ تھاوہ وہاں ہو گا؟"

"نہیں فیفی۔۔مجھے تو کیامیرے فرشتے بھی بے خبر تھے کہ وہ وہاں ہو گا"شانے اچکائے۔وہ واقعی وہاں بس ایک کولیگ کے لیے گئی تھی۔

"اب وہ تمھیں میسجزاور کال کررہاہے کہ تم اس سے ملو"بھوری آنکھوں والی کچھ سوچ رہی تھی

"ہاں"سانس خارج کرنے کا توقف "وہ لاہور میں ہے اور میں آج شام لاہور کے لیے نکل رہی ہوں۔۔بوتیک کے کچھ کام ہیں وہ کروانے ہیں"

"اس سے ملو گی؟"اگلا سوال

"ہاں۔۔مل کر واپس اسلام آباد آؤں گی۔۔اتنا فضول وقت نہیں ہے کہ خوار ہوتی پھروں"اس نے سر جھٹکا،چہرے پر ناگواری تھی

بھورے بالوں والی افیفہ نے اثبات میں سر ہلایا۔وہ بچپن سے جوانی تک اس کی واحد دوست رہی تھی۔اس سے زیادہ رابیل کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

"صبر آجانے کی دیر ہوتی ہے،خاص بھی خاک لگنے لگتے ہیں" وہ دھیما سا مسکرائی تھی

اس کے سامنے بیٹھی بھورے بالوں والی لڑکی بھی مسکرائی تھی

“You are my power puff girl”

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں بیک وقت کھڑی ہوئیں۔۔چند پل بیتے اور دونوں باہر جاتے ہوئے کسی بات پر ہنس رہی تھیں۔۔

یہ ایک کانفرنس روم کا منظر تھا جہاں بڑی سی میز کے گرد بیٹھے افراد کے درمیان ڈسکشن چل رہی تھی۔پروجیکٹر آن تھا اور سامنے کھڑا شخص کچھ بول رہا تھا جسے سب توجہ سے سن رہے تھے۔

"ہم اس اکاؤنٹ پر اجیکٹ کے ساتھ بہت سے مسئلوں کا سامنا کر رہے ہیں۔یہ ہمارا پہلا پراجیکٹ نہیں ہے مگر یہ انٹرنیشنل لیول پر ہمارا پہلا پراجیکٹ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ کامیاب رہے۔کلائنٹ چاہتا ہے کہ ہم اے آئی ہاورڈ چیٹ بوٹس کو انٹیگریٹ کریں لیکن ہمارا موجودہ فریم ورک اس کے مطابق نہیں ہے" نیوی بلیو شرٹ اور سرمئی پینٹ پہنے سامنے کھڑے شخص نے اپنی بات مکمل کر دی تھی۔

میز کی دائیں جانب بیٹھے شخص نے کچھ سوچ کر جواب دیا تھا"سر!اس کے لیے ایک ہی حل ہے اور وہ ہے کہ ہمیں اپنا فریم ورک اپ گریڈ کرنا ہو گا نہیں تو وہ کلائنٹ کی ریکوائرمنٹ پوری نہیں کر سکتا" ساتھ بیٹھی لڑکی بولی تھی"لیکن یہ ہماری ٹائم لائن کو متاثر کرے گا"پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔

دائیں قطار میں پہلے نمبر پر بیٹھی لڑکی بولی"کیا ہم اوپن سورس آلٹرنیٹوز کو کنسیڈر نہیں کر سکتے؟" سامنے کھڑے شخص نے اسے ٹوک دیا"ہم نے اسے کنسیڈر کیا تھا مگر وہ ہمارے سٹینڈرڈ پر پورا نہیں اترتے"

چند لمحوں کا توقف۔

دائیں قطار میں تیسرے نمبر پر بیٹھی لڑکی نے اپنا خیال پیش کیا تھا"ہم ہائیبر ڈ اپروچ کا استعمال بھی تو کر سکتے ہیں"

Clubb of Quality Content

سب کی نظروں کا مرکز مینا تھی"ہم کنٹینرائیزیشن پلیٹ فارم کا استعمال کرتے ہوئے اے آئی چیٹ بوٹس کو انٹیگریٹ کر سکتے ہیں،اپنا موجودہ فریم ورک یوز کرتے ہوئے"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔

سامنے کھڑے شخص نے پتلیاں سکیڑ کر اسے دیکھا"گریٹ۔۔آپ یہ آئیڈیا کیسے امپلیمنٹ کریں گی؟"

وہ مسکرائی اور آگے کو ہو کر بیٹھی، کہنی میز پر رکھی "ہم ڈوکر کنٹینرز کا استعمال کر سکتے ہیں تاکہ اے آئی کمپونینٹ کو الگ کر دیں، اس طرح ہم اپنا فریم ورک بھی ایک ایک کر کے اپگریڈ کر دیں گے۔ سیکیورٹی اور سٹینڈرڈز کا بھی کوئی ایشو نہیں ہو گا" لڑکی نے بے پرواہی سے شانے اچکائے سامنے کھڑے شخص نے سر اثبات میں ہلایا تھا

"I like it and it's scalable"

وہ مسکرائی اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی

"ویل، آپ روحان کے ساتھ مل کر پروف آف کانسیپٹ تیار کر لیں، پھر ہم فائنل کر کے کام شروع کرتے ہیں"

"شیور" ساتھ بیٹھے روحان نے ایک نظر مینا کو دیکھا تھا۔

میٹنگ ختم ہوئی اور وہ آج مطمئن تھی

یہ عصر سے ذرا بعد کا وقت تھا، لاہور شہر نارنجی لگ رہا تھا مگر ٹریفک کا شور اور فضا میں آلودگی اس شہر کا خاصا تھی۔ وہ صبح سے اپنے بوتیک میں ہی تھی اور اب فری ہوئی تھی، ایک کیفے کے باہر میز کے گرد ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی کافی پی رہی تھی۔ اس نے سفید گھٹنوں تک آتی قمیض جس میں سیاہ رنگ کے پھول بنے تھے اور نیچے سیاہ پلازو پہن رکھا تھا۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے اوپر والی ٹانگ ہلا

رہی تھی، سیاہ سن گلاسز سر پر ٹکائی ہوئی تھیں اور وہ کافی کے گھونٹ بھرتی ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں سیاہ چوکور ڈائل والی مینا کی گھڑی تھی۔دفعتاً سامنے سے کوئی آتا دکھائی دیا، تھری پیس میں ملبوس شخص اس کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھا تھا۔۔

"کیسی ہو؟"

وہ خاموش رہی، بس شانے اچکا دیے۔

"ہوپ سو میں نے دیر نہیں کی ہو گی؟" سامنے بیٹھا شخص مسکرایا تھا مگر اس کا چہرہ سپاٹ تھا

"تم پندرہ منٹ لیٹ ہو اور مجھے انتظار کرنے کی عادت نہیں ہے، کافی ختم ہوتی تو میں چلی جاتی" اس نے ابرو سے کافی کپ کی طرف اشارہ کیا۔

اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی، پھر خود کو کمپوز کرتے بولا "یو نو ٹریفک" شانے اچکائے۔

سامنے بیٹھی لڑکی پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا

"تم میرے لیے آئی، شکریہ" اس نے گردن کو خم دیا۔

"سوری" وہ ذرا آگے کو ہوئی "میں کسی کے لیے اتنی دور سے نہیں آتی۔میرے بوتیک میں کام پینڈنگ تھا اور مجھے وہ کرنا تھا" اس کے لہجے کی ٹھنڈک سے سامنے والے کے ہاتھ برف ہونے لگے تھے

"اوہ" ایک تھوک نگلا "تم ابھی تک خفا ہو؟"

رابیل پیچھے کو ہو کر بیٹھی "تمھارے پاس بیس منٹ ہیں، جو کہنا ہے کہو" اس کا انداز بلا کا بے پرواہ تھا سامنے بیٹھے شخص کو ذرا اثر نہیں ہوا "تمھیں پتہ ہے میں کچھ دن پہلے عمرہ پر گیا تھا۔ میں نے تمھارے لیے بہت دعائیں کیں، تمھیں بہت مانگا ہے۔ کعبے کے پاس کھڑے ہو کر تمھارا نام لیا ہے" اس نے ایک سانس خارج کی "کعبے کے چکر لگاتے تمھیں انسانوں کو دیے چکر یاد آ گئے تھے" یہ بنا ہاتھ لگائے اس کے گال پر پہلا تمانچا تھا۔۔ وہ گڑبڑا گیا "میں جانتا ہوں میں نے تمھیں بہت ہرٹ کیا ہے" اس نے سر جھکا لیا "میری وجہ سے پتہ نہیں تم نے کیا کیا فیس کیا ہو گا۔۔ لیکن میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں"

سامنے بیٹھی لڑکی کو رتی برابر فرق نہیں پڑا تھا "تمھیں پتہ ہے جب سر میں ہتھوڑے لگتے ہیں تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟ جب پیٹ میں درد ہوتا ہے تو زندگی کتنی مشکل لگتی ہے؟ جب دل خراب ہوتا ہے تو بہار کیسے خزاں لگتی ہے؟" پھر سر نفی میں ہلایا "نہیں پتہ، تمھیں کچھ نہیں پتہ"

"میں معافی مانگ رہا ہوں نا تم سے، تم پہلے کی طرح ہو جاؤ۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا" وہ جیسے منت کر رہا تھا

"میں زیادہ شاعری نہیں پڑھتی" تھوڑی تلے مٹھی جمائے وہ آگے کو ہوئی تھی "مگر کسی شعر کا ایک مصرعہ ہے جو مجھے بہت پسند ہے "ایک لمحے کا توقف "پوچھو گے نہیں کیا؟"

"کیا؟" سامنے بیٹھے مرد نے تھوک نگلا

"قبریں جتنی بھی سجالو، مردے بولا نہیں کرتے" وہ بلا کی سنجیدہ تھی

یہ اس کے منہ پر دوسرا تمانچا تھا مگر وہ ڈھیٹ تھا "ایسے مت بولو رابیل، ایک موقع دے دو۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا، ایک موقع تو خدا بھی دیتا ہے"

وہ جھٹ سے بولا "مگر افسوس! میں خدا نہیں ہوں" شانے اچکائے، اس کے ہاتھ میں بندھی گھڑی پر لال رنگ کا کچھ لکھا جگمگا رہا تھا۔

اس نے اپنے کوٹ کے اندر سے ایک پیکٹ نکالا اور اسے کھول کر گجرے سامنے رکھے "دیکھو میں تمھارے لیے پھول لایا ہوں، تمھیں پھول پسند تھے نا" اس نے ایک گجرا ہاتھ میں پکڑا

وہ ہنس دی اور اپنی کلائی اسے دکھائی "ارسل علمداد! جس کلائی میں تم نے گجرے پہنانے تھے میں نے وہاں گھڑی پہن رکھی ہے"

پھر پرس پکڑا "بیس منٹ ختم ہوئے" اور وہ کھڑی ہوئی

"To every action there is always an equal but an opposite reaction"

اور وہ وہاں سے چل دی۔۔ اس نے جاتی ہوئی لڑکی کو دیکھا اور پھر پھولوں کو، اس کا دل کیا سب تباہ کر دے مگر اب دیر ہو چکی تھی

جس وقت وہ گھر پہنچی رات ہو چکی تھی۔ گیٹ کے ساتھ ایک سفید کار کھڑی تھی، شاید مہمان آئے تھے۔۔اس نے اپنی گاڑی گیراج میں کھڑی کی اور اندر کی طرف بڑھی مگر ٹھٹھک کر رک گئی۔

لاؤنج سے باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں، کوئی خاتون تھیں جو باتیں کرتیں مسکرا رہی تھیں۔۔اس نے ایک سانس خارج کی اور اندر کی جانب بڑھی۔۔فرحت کے ساتھ مسکراتی ہوئی خاتون نے اسے دیکھا۔۔اس نے سر کو خم دیا اور سلام لی، پھر آگے بڑھ کر نانی کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔پرس اتار کر ساتھ صوفے پر رکھا اور سامنے کھڑی مینا کو ابرو اٹھا کر اشارہ کیا "یہ کون؟"

وہ مسکرا دی، گہری معنی خیز مسکراہٹ۔ دفعتاً باہر سے کوئی آیا تھا جس نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی، قد و قامت اور شکل و صورت کے لحاظ سے اچھا تھا، پتلے گولڈن فریم والی عینک پہنے وہ شخص رابیل کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا تھا

"رابیل۔۔بیٹا آؤ۔۔میرے پاس بیٹھو" وہ جو ابھی تک اسی شش و پنج میں تھی کہ یہ آنے والے مہمان کون ہیں، خاتون کی پیش کش پر تھوڑا سا ہچکچائی۔ پھر اٹھی اور ان کے ساتھ جا بیٹھی

اب وہ فرحت اور اس خاتون کے درمیان بیٹھی تھی۔۔اس کی نظر دائیں جانب بیٹھے شخص پر پڑی جو دھیما سا مسکرا دیا، وہ مسکرا بھی نہ سکی

"کیا کرتی ہو آج کل؟" خاتون کا پہلا سوال

"کچھ نہیں آنٹی، بس انڈسٹری میں ہوتی ہوں" اب کی بار وہ بھی مسکرائی تھی

"اچھا اچھا۔۔ماشاءاللہ پہلے سے پیاری ہو گئی ہو۔۔آخری مرتبہ جب میں نے تمھیں دیکھا تب تم یونیورسٹی جاتی تھی۔اب تو اپنے بابا کی سیٹ سنبھال رہی ہو۔۔مجھے تو بہت خوشی ہو رہی ہے" وہ بس اس کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھی

مینا سامنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔اس نے اپنی تھوڑی مٹھی پر رکھی اور اسے دیکھے گئی جیسے اشاروں اشاروں میں کچھ کہہ رہی ہو۔پھر اس نے آنکھیں گھما کر دائیں طرف بیٹھے شخص کی طرف اشارہ کیا۔۔اسے کچھ کچھ سمجھ آ رہی تھی

"رات کو زیادہ دیر سے گھر نہیں آیا کرو۔۔میں تو کب سے تمھارا ہی انتظار کر رہی تھی" خاتون کی بات وہ ذرا چونکی

"جی؟" اس نے گردن موڑ کر فرحت کو دیکھا جو مسکرا رہی تھیں

"شادی پر بھی تم نظر نہیں آئی تھیں۔۔میں نے سوچا گھر پر مل لوں گی مگر تم تو گھر پر بھی نہیں تھی" اس نے خاتون کو دیکھا "جی آنٹی! ابھی آپ نے خود ہی کہا ہے کہ میں بابا کی سیٹ سنبھال رہی ہوں تو وہیں بزی ہوتی ہوں" اس نے بات سنبھال لی مگر اب اس کا دل کر رہا تھا کہ اٹھ جائے

"ہاں ہاں۔۔وہی تو" اور وہ خاتون گلشن آرا سے بات کرنے لگیں

وہ معذرت کر کے اٹھی اور پرس پکڑ کر اندر چلی گئی۔۔اندر جاتے ہی ٹھک سے دروازہ بند کیا اور پرس بیڈ پر پھینک کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔سر دونوں ہاتھوں میں گرا دیا اور گہری سانس خارج کی۔اس کا

دل مسلسل اس سے باتیں کر رہا تھا "مینا صحیح کہہ رہی تھی، اب دو نا ان آنٹی کو گرین ٹی اور کاٹو ان کے سامنے اپنی نبض "دل تھا کہ دشمن؟ وہ اٹھی اور واش روم میں چلی گئی۔۔

کپڑے بدلے، منہ ہاتھ دھو کر جب وہ باہر نکلی تو سامنے کاؤچ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے۔ تھوڑی تلے مٹھی رکھے مینا اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر مسکرا دی

اس نے تعجب سے اسے دیکھا، پھر دیوار کے ساتھ لٹکے تولیے سے منہ صاف کیا، آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا عکس دیکھا اور بالوں کو جوڑے میں باندھ لیا

"یہ کون تھے؟" وہ بیڈ پر بیٹھی اور فون نکالا، وہ مینا کو دیکھ رہی تھی

"یہ وہی۔۔ تہمینہ آنٹی۔ امی کی دوست اور اس بلیک اینڈ براؤن لڑکے کی امی" اس نے جیسے جواب پہلے ہی تیار رکھا تھا

"اچھا" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور سکرین سکرول کرنے لگی

"تمھارا ہاتھ مانگ رہی ہیں امی سے" وہ ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے بیٹھ گئی

"پھر؟" اس کی نظریں سکرین پر ہی تھیں جیسے جان بوجھ کر احتراز برت رہی ہو

"امی نے وقت مانگا ہے۔۔ اب تم سے پوچھیں گی"

"اف" اس نے فون ایک طرف رکھ دیا اور ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا

"رابیل بیٹا آؤ، میرے پاس بیٹھو" سامنے بیٹھی مینا ان کی نقل اتار رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے ہاتھ ہٹائے اور ہنس دی۔ مینا بھی ہنسی تھی

"کیسا لگا تمھیں ان کا بلیک اینڈ براؤن بیٹا؟"

وہ کچھ سوچ رہی تھی "اچھا تھا" اس نے شانے اچکائے "دن میں کئی ایسے مرد دیکھتی ہوں"

"مطلب تم تیار ہو؟" وہ آگے کو ہوئی

"نہیں یار۔۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے" وہ جیسے تھکی ہوئی تھی

"امی نے تم سے تمھارے ارادے نہیں پوچھنے، اپنے ارادے بتانے ہیں"

وہ اٹھی اور مینا کا بازو کھینچتی اسے اٹھانے لگی

"اچھا جاؤ۔ میرے لیے کھانا لے کر آؤ۔۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے"

"یہ کیا حرکت ہے؟" وہ کمر پر ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئی

"چندا! میں نے صبح سے بس دو کپ کافی پی ہے اور اب میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں" اس نے نرمی سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا "کھانا لا دو نا پلیز"

مینا نے اس کا ہاتھ جھٹکا

"لاتی ہوں۔۔ کچن کے بیک ڈور سے لاؤں گی" اور وہ چلی گئی

وہ کاؤچ پر بیٹھی اور باہر بیٹھے مہمانوں کا سوچنے لگی مگر پیٹ کی طرح دماغ بھی گھونسے مار رہا تھا۔ دل نے آواز لگائی

"دیکھ لیں گے رابیل،ابھی chill کرو"اور وہ مسکرا کر رہ گ-ئی

یہ اس رات کے بعد والا دن تھا جب تہمینہ آنٹی رابیل کے رشتے کے لیے آئی تھیں۔آج وہ انڈسٹری صرف چند گھنٹوں کے لیے گئی تھی اور اب جب سے آئی تھی کہیں جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ کبھی سیاہ ساڑھی نکالتی تو کبھی سیاہ میکسی مگر کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔گھر میں بھی خاموشی تھی۔مینا آفس گئی تھی اور اشعر ہاسپٹل۔ظہر سے ذرا پہلے کا وقت تھا جب فرحت اس کے کمرے میں داخل ہوئیں،وہ کھڑکی کے پاس کھڑی کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔انھیں دیکھ کر "خدا حافظ" کہا اور کال کاٹ دی۔وہ اب اپنی ماں کی طرف بڑھی تھی

"کیا بات ہے،کچھ سوچ رہی ہیں آپ" وہ ان کے ساتھ آ بیٹھی

"ہوں" اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا "تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی"

اس کے ذہن میں لال بتی جلی "جی"

"وہ۔۔کل تہمینہ آئی تھی۔۔تمھیں پتہ ہے کس لیے؟" اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بولی تھیں

"کس لیے؟" اس نے انجان بننا ہی بہتر سمجھا تھا

"تمھارا ہاتھ مانگنے۔۔مگر میں نے ان سے وقت لیا ہے کہ تمھاری مرضی پوچھ لوں" ایک لمحے کی خاموشی

"امی۔۔آپ زیادہ بہتر جانتی ہیں"اس نے نظریں چرائی تھیں

"حسیل اچھا لڑکا ہے۔۔حاشر سے بھی بات ہوئی ہے میری۔وہ کہہ رہا تھا کہ پتہ کروائے گا اس کے بارے میں مگر مجھے تو وہ اچھا لگا ہے۔تمیز دار اور پڑھا لکھا"انھوں نے اپنے دل کی بات کہہ دی تھی۔

رابیل کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے۔

"امی"اس نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھوں سے نکال لیا"میں آپ کو سوچ کر بتاؤں گی"اس کی آواز دھیمی تھی

"ٹھیک ہے بیٹا۔میں نے ویسے بھی تم پر چھوڑا ہے۔۔وہ ایک دو دن میں مجھ سے جواب مانگیں گے"

رابیل نے ایک سانس خارج کی"امی"اس نے انھیں دیکھا تو آنکھوں میں ان جانا خوف تھا"میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔اتنی مشکل سے میں نے انڈسٹری سیٹ کی ہے۔میں تھوڑا وقت اپنے بوتیک کو دینا چاہتی ہوں، تھوڑا خود کو۔۔کوئی نیا رشتہ افورڈ نہیں کر سکتی"اس نے بھی دل کی بات کہہ ڈالی البتہ دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا

"بیلی۔۔بیٹا پچیس چھبیس تک لڑکیوں کی شادی ہو جاتی ہے۔تم اس سال انیتس کی ہو جاؤ گی۔میرا بھی دل کرتا ہے کہ میں تمھیں خوش دیکھوں تمھارا ہنستا بستا گھر دیکھوں۔تم اپنے گھر میں آباد رہو مجھے اور کیا چاہیئے"وہ جذباتی ہو گئی تھیں

"امی، عمر تو ایک ہندسہ ہے اور جو میرے مقدر میں ہے وہ مجھ تک آ کر ہی رہے گا" وہ اپنی بات بھی سمجھا نہیں پا رہی تھی

" صحیح کہتا تھا حاشر کہ ایک بار تم ان چکروں میں پڑی تو پھر بس انہیں کے لیے رہ جاؤ گی۔ سارا دن فیکٹری اور پھر لاہور، اپنے گھر کا بھی تو سوچو" وہ ڈانٹ نہیں رہی تھیں۔ بس سمجھا رہی تھیں "کل علیزہ ملی تھی مجھے۔ اتنی پیاری اتنی خوش تھی۔ مینا کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتی رہی اور کچھ مہینوں تک اس کا شوہر آئے گا اور وہ امریکہ چلی جائے گی۔۔ حالانکہ وہ تم سے چھوٹی ہے۔۔ اپنے آپ پر بھی توجہ دو بیٹے"

اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے، پھر دھیما سا مسکرائی اور ماں کے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ رکھا "میں آپ کو سوچ کر بتا دوں گی امی۔ آپ میری وجہ سے پریشان نہ ہوا کریں"

انھوں نے بس سر ہلایا "دوپہر میں کیا بناؤں؟"

"بھنڈی" وہ مسکرا دی

"جب دیکھو بھنڈی" وہ کھڑی ہوئیں "اور بھی سبزیاں ہیں مگر نہیں" اور وہ باہر چلی گئیں۔ اس نے ایک سانس خارج کی اور واپس اپنے کام پر لوٹ آئی

"آج کیا پہنے؟"

لڑکیوں کا ذاتی مسئلہ!

شام ڈھل رہی تھی۔آسمان پر ہلکا نارنجی رنگ تھااور سرمئی بادل۔پرندے اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے۔اندھیرا آہستہ آہستہ اپنی دھاک بٹھا رہا تھا۔ایسے میں اگر اس سیاہ سفید بڑے سے بنگلے کے باغ میں دیکھو تو دو شخص آمنے سامنے بیٹھے سنجیدگی سے باتیں کر رہے تھے۔سفید میز کے گرد گول کرسی پر بیٹھے شخص کے چہرے پر رعب تھا۔تراشیدہ مونچھیں کلین شیو اور کنپٹی پر سرمئی سے بال۔وہ اپنی عمر سے کم لگتے تھے۔ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھے "بہروز آفندی" اور ان کے سامنے بیٹھا شخص جس نے آدھی آستینوں اور گول گلے والی شرٹ اور نیچے پینٹ پہن رکھی تھی۔کلین شیو اور سنجیدہ چہرہ۔وہ جھنجھلایا ہوا اپنے باپ سے کچھ کہہ رہا تھا

"آپ کو لگتا ہے کہ وہ آئے گا؟"

"وہ آئے گا کیونکہ اس نے کہا ہے کہ وہ آئے گا" ان کے چہرے پر اطمینان تھا

وہ استہزائیہ ہنسا۔پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا "کمال ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ وہ ایک بار ہاں کہے تو آپ ہاں سمجھتے ہیں وہ انکار کر دے تو ساری دنیا بھی ہاں کرتی رہے آپ نہ ہی کہیں گے۔۔ایسا کیا ہے اس میں؟"

"وہ جو تم میں نہیں" انھوں نے چہرے کا رخ گیٹ کی طرف موڑ لیا

"کیا؟" اس نے پتلیاں سکیڑے اپنے باپ کو دیکھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ اپنی زبان کا پکا ہے۔اس کا قول چھوٹا ہو یا بڑا پتھر پر لکیر ہوتا ہے" پھر اسے دیکھا

"اوہ" اس نے سر اثبات میں ہلایا "جو بھی ہے اسے کہیں ہمارا کام کرے" اس نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی

انھوں نے میز پر پڑے فون کی سکرین پر وقت دیکھا "وہ آتا ہی ہو گا"

"اس نے چھے بجے کا کہا تھا۔دس منٹ رہ گئے ہیں" لڑکے نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی تھی

دفعتاً باہر کسی کے ہارن بجانے کی آواز آئی۔گارڈ نے گیٹ کھولا اور سفید ایس یو وی لیے کوئی اندر بڑھا۔آج وہ خود ڈرائیو کر کے آیا تھا۔گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکلا۔سیدھا باغ کی طرف بڑھا اور کوٹ کے بٹن کھولتے بیٹھ گیا

"کیا لو گے۔۔چائے یا کافی؟" سوال بہروز آفندی نے کیا تھا

اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی "میں ذرا جلدی میں ہوں"

انھوں نے اثبات میں سر ہلایا "تیمور کہاں ہے؟"

"آپ نے اتنی دور سے مجھے تیمور کا حال پوچھنے تو بلایا نہیں ہو گا" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔

انھوں نے ایک سانس خارج کی "اتنی صاف گوئی؟"

"میں عادی ہوں" جواب جھٹ سے آیا تھا

باغ میں نرم نرم سی ہوا چلنے لگی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا ایک کام کرنا ہے تمھیں" وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

"کیا میں اسے آڈر سمجھوں؟" سیاہ آنکھوں والے نے دایاں ابرو اٹھایا

انھوں نے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا "جو تم بہتر سمجھو"

"ویل، میں ایک ہی شخص کے آڈر مانتا تھا اور وہ شخص اب مر چکا ہے" اس نے ٹانگ پر سے ٹانگ اتاری "کام کی بات کریں، میں مصروف ہوں"

اب اس کے دائیں جانب بیٹھا شہروز بولا تھا "ذوالفقار مرزا نے ہم پر کیس کیا ہوا ہے۔ تمھیں پتہ ہو گا"

"آگے" کہنی کرسی کی ہتھ پر جمائے۔ وہ انگلی ہونٹوں پر رکھے اسے سن رہا تھا

"تم اسے کہو کہ وہ کیس واپس لے لے۔ ہم اسے اس کے پیسے دے دیتے ہیں" اس نے بات مکمل کی اور بغور اسے دیکھا

"اور میں یہ کیوں کہوں گا؟" اس نے ابرو اٹھایا

"کیونکہ تمھیں لوگوں سے بات منوانی آتی ہے۔ لوگ تمھیں انکار نہیں کرتے" بولنے والے بہروز تھے

وہ مسکرایا تھا "میں اس سے کچھ نہیں کہوں گا۔۔آپ لوگ غلط ہیں۔کسی کی زمین اپنے نام کروا کر اسے آدھی رقم دے دینا اور پھر اس کی پوری جگہ کو غیر قانونی کہہ کر ہتھیا لینا" اس نے ان کی آنکھوں میں جھانکا "غلط ہے"

"مطلب کہ تم نہیں کہو گے؟" شہروز دانت پیستے بولا تھا

"ارے واہ۔۔آپ تو میرے تیمور سے بھی زیادہ سمجھدار ہیں" وہ پھر سے مسکرایا تھا

"مامون۔۔" بہروز نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا

"تمھیں کہنا پڑے گا" وہ اسے اپنی آنکھیں دکھاتے مرعوب کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

"جیسا کہ میں نے کہا کہ میں کسی کا آڈر نہیں لیتا" شانے اچکائے "تو میں کسی کا آڈر نہیں لیتا۔۔سمپل!"

وہ کھڑا ہوا تو بہروز بھی کھڑے ہو گئے "سوچنا اس بارے میں"

اس نے ایک سانس خارج کی "میں بزی ہوں"

"لوگ میری بات کا یقین کرتے تو میں خود ہی بات کر لیتا" شہروز آگے بڑھا تھا

"یہی تو بات ہے۔۔لوگ اس چرواہے کی بات کا کبھی یقین نہیں کرتے جو شیر آیا شیر آیا کی جھوٹی صدا لگاتا ہے۔۔شب بخیر!" اور کنپٹی پر ہاتھ رکھ کر وہ چلا گیا۔

وہ ایسا ہی تھا جھٹ سے آیا، اپنا کام کیا اور چل دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گاڑی باہر کی طرف بڑھ رہی تھی اور وہ دونوں باپ بیٹا اسے جاتا دیکھ رہے تھے

شام کے چھے بجے کا وقت تھا۔رامین بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے پاؤں قینچی کی صورت کیے چپس کا پیکٹ کھولے رابیل کو دیکھ رہی تھی جو کہ جھنجھلائی ہوئی تھی۔اس نے دو تین سوٹ نکال کر رکھے تھے اور ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ کون سا پہنے۔منہ پر سیاہ رنگ کا ماسک لگائے وہ رامین سے مخاطب تھی

"مینا بتاؤ کون سا پہنوں؟"کمر پر ہاتھ رکھے کپڑے دیکھتے وہ کچھ سوچ رہی تھی

اس نے پیکٹ میں ہاتھ ڈالا، چپس منہ میں رکھی اور چبانے لگی

"جانا کہاں ہے؟"

"پارٹی اٹینڈ کرنی ہے۔۔چیف جسٹس کی پروموشن ہوئی ہے اور سب انڈسٹریز کے ایم ڈیز اور پتہ نہیں کون سے بڑے بڑے لوگوں کو بلایا ہوا ہے۔۔بلیک اینڈ گولڈن تھیم ہے"وہ سامنے کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔

"ہوں۔۔مطلب امیر لوگ آئیں گے"وہ چوکڑی مار کر بیٹھ گئی

"ہوں"

"تو پھر تم کیا کرنے جا رہی ہو؟"وہ معصوم شکل بنائے اسے دیکھ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اسے گھورا"سوری"اور ہنس دی

"ساڑھی اچھی ہے"اس نے گال پر ہاتھ رکھا ہوا تھا

"میکسی؟"اس نے دیوار سے لٹکی سیاہ میکسی کو دیکھا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے"پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی"یہ امیر لوگ کیسے ہوتے ہیں؟مطلب میرے سسرال جیسے"پھر ہنسی

"نہیں۔۔ایلیٹ کلاس آئے گی جن میں سے آدھے سانپ،آدھے بچھو اور آدھے بھیڑیے ہوں گے"اس نے ایک سانس خارج کی اور اس کے سامنے آ بیٹھی

"اوہ۔۔مجھے بھی لے جاؤ"وہ پرجوش ہوئی تھی

"چیپڑ نہ کھا لینا مجھ سے۔۔میرا حوصلہ ہے جوان کو جھیلتی ہوں،تم گھر ہی رہو"اور سر جھٹک کر واش روم میں چلی گئی۔

کچھ پل بعد باہر آئی تو ماسک اترا ہوا تھا،تولیے سے منہ صاف کیا اور اب آئینے کے سامنے کھڑی کوئی دوسرا سفید رنگ کا ماسک منہ پر لگا رہی تھی۔

بیڈ پر چوکڑی مار کر بیٹھی مینا تیمور کے ساتھ وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔ساتھ ساتھ چپس بھی کھا رہی تھی"جاب کیسی جا رہی ہے تمھاری؟"

"ٹھیک ہے۔۔بات بات پر وہ مرنے والے ہو جاتے ہیں"اس نے گال پر آئے بال پیچھے ہٹائے

"مطلب تمھارے جیسے ہیں" پھر خود ہی ہنسا

"جتنا تم دماغ چلاتے ہو نا جلد گنجے ہو جاؤ گے" اب وہ ہنسی تھی

"کوئی نہیں۔ تمھارا شوہر گنجا ہو گا۔ تم ہی باتیں سنو گی" اور اب تیمور کا قہقہہ گونجا تھا

وہ منہ بسور کر بیٹھ گئی، تیمور کے پیچھے صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے آرا آئی تھی اور وہ مسکرا کر ہاتھ ہلا رہی تھی

"ہیلو، کیسی ہو؟"

"اچھی ہوں" پھر ذرا آگے کو ہوئی "آپ کیسی ہیں؟"

"گڈ!" اس نے انگوٹھا دکھایا۔

"بیٹا دیکھ لو۔۔ ممانی اچھی ہے یا چینج کر لوں؟" تیمور گردن پیچھے موڑے آرا سے مخاطب تھا

"چینج کر لو" پیچھے سے گزرتے مامون نے لقمہ دیا تھا اور پھر وہ ہنس پڑا۔

وہ بھی مسکرائی تھی "یہ مامون بھائی سے ذرا بات کروانا" اس نے کیمرہ اس کی طرف کیا "کیسے ہیں آپ؟"

وہ مسکرا رہا تھا "اچھا ہوں"

"تم ٹھیک ہو؟"

وہ ہنسی "نہیں تھوڑی سی غلط ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف شخص بھی ہنس دیا

آئینے کے سامنے کھڑی رابیل نے سر نفی میں ہلایا تھا۔ان کی بات جاری تھی

یہ ایک خوبصورت رات تھی،دو کنال کا بڑا سا بنگلہ اور اس کے وسیع و عریض رقبے پر پھیلا باغ۔اندر کی طرف بڑھو تو روشنیوں سے سجا ہال،دیواروں پر نصب بڑے بڑے شیشے،اوپر چھت سے لٹکتے شیشے کے چمکتے فانوس،پھولوں کی مہک اور رنگوں کی برسات۔ستارے آج زمین پر تھے۔۔کون کہتا تھا کہ یہ رات ہے۔۔لوگوں کے قہقہے اور پھرتی سے مشروب سرو کرتے سیاہ سفید یونیفارم میں ملبوس ویٹرز،سیاہ و سفید سجی ہوئی میزیں،خواتین کی کثرت نے تھیم کی نسبت سیاہ گولڈن لباس پہن رکھا تھا۔مردوں کی اکثریت سیاہ رنگ میں ملبوس تھی۔شہر کے امیر لوگ اور ان کے چونچلے!اونچی اونچی کھڑکیاں،ان پر سے ہٹے ہوئے سیاہ پردے اور بائیں طرف سے اوپر کو جاتی سیڑھیاں۔۔کوئی کسی کے لباس کی تعریف کر رہا تھا تو کسی کے لہجے پر طنز۔۔وہ روشنیوں سے منور ہال میں داخل ہوئی اور سیدھا چلتی اپنی دوست سے ملی۔صوفے پر بیٹھی فائقہ جبین کھڑی ہوئی تھی۔اس سے گلے ملی اور چھوٹتے ہی بولی

"پچھلے دنوں جو میں نے سب سے زیادہ چیز مس کی وہ رابیل کی سمائل ہے" وہ مسکراتی تھی تو دائیں بائیں گال میں گڑھا بنتا تھا،اس نے اس کی گال کو انگلی سے چھوا پھر مسکرا دی

"لگتا ہے مکھن کافی سستا ہو گیا ہے" رابیل فقط مسکرا دی۔اسے اپنی تعریف اب متاثر نہیں کرتی تھی

فائقہ جبین مسکرا کر رہ گئی "اور بتاؤ۔۔کب آئی؟" سوال رابیل کی طرف سے تھا

"کل آئی ہوں" اور اس کی بات اُدھوری رہ گئی جب پیچھے سے ایک مرد نے "ہیلو" کہا اور پھر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا،اس نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا۔کل والا ارسل علمداد

اسے دیکھ کر رابیل کی مسکراہٹ سمٹ گئی،فائقہ بھی سنجیدہ ہو گئی۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا تم بھی انوائیٹڈ ہو؟" وہ رابیل سے مخاطب تھا

"اس ہال کی اکثریت مجھے آپ کہتی ہے۔مجھے بہت اچھا لگے گا کہ تم مجھے آپ کہو" پھر مسکرائی "مگر تمھیں اچھا کیوں لگے گا کہ مجھے اچھا لگے"

وہ اس کی بات پر محظوظ ہوا تھا "اور رہی بات میرے یہاں آنے نہ آنے کی تو کوئی بات نہیں" اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں "شروع شروع میں جب خواب ٹوٹتا ہے نا تو انسان کو آنکھوں پر یقین نہیں آتا"

اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی،وہ رابیل سے کچھ کہنے والا تھا کہ لڑکی نے ہاتھ جھلایا "ایکس کیوزمی!" اور وہ وہاں سے چلی گئی۔۔

وہ دانت پیستے ہوئے فائقہ سے کچھ کہہ رہا تھا مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

خیر! لاؤنج کے دروازے سے ایک سفید قلف لگی شلوار قمیض اور اوپر سیاہ واسکٹ میں ملبوس شخص رونما ہوا تھا۔اس کے بال سیاہ تھے۔سوٹ بغیر سلوٹ، قیمتی گولڈن سٹڈ، کلائی میں قیمتی گھڑی اور اس کے وجود سے مہنگے ترین پرفیوم کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔اس کے داخلے پر لوگوں نے گردنیں موڑ کر اسے دیکھا تھا مگر وہ سنجیدہ سپاٹ رہا اس کے پیچھے دو باڈی گارڈ تھے جنھیں اس نے ہاتھ سے پیچھے رکنے کا اشارہ کیا اور وہ خود آگے بڑھا۔۔چند قدم بڑھائے اور سیاہ ساڑھی والی کی پشت پر پیچھے کھڑا ہو گیا۔سیاہ ساڑھی والی نے اپنے سلکی سیاہ لمبے بال ایک طرف کو ڈال رکھے تھے۔کانوں میں سیاہ ہیرے چمک رہے تھے۔

دفعتاً اسے اپنے پیچھے کسی کی بھاری مردانہ آواز سنائی دی

"سیاہ رات اور چمکتا چاند!"

وہ پلٹی اور پیچھے کھڑے شخص کو دیکھا۔

کیا رعب تھا۔کیا کشش تھی۔وہ چند لمحے مبہوت رہی۔اس مرد کی سیاہ آنکھیں اور پرکشش شخصیت کسی کو بھی پتھر کر سکتی تھی۔۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا، پھر دایاں ہاتھ سینے تک لے گیا اور ذرا سا سر کو خم دیا

"آداب!"

وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ایک ابرو اٹھایا "آپ۔۔یہاں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جہاں حسن ہو گا۔وہاں حسن کے پرستار تو ہوں گے "اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"آپ نہیں سدھرے "اس نے نفی میں سر ہلایا

"ہم بگڑے ہی کب تھے ؟"وہ حیران ہوا تھا،ہاتھ پیچھے باندھ لیے۔لوگ انھیں ایک نظر دیکھتے پھر باتوں میں لگ جاتے مگر وہ ہر شے سے بے گانہ تھا۔

وہ دھیما سا مسکرایا"کل رات ہمارے پاس خبر آگئی تھی۔کون آئے گا کون نہیں آئے گا"پھر اسے غور سے دیکھا"بخدا آپ نہ آتیں تو ہم نہ آتے"

اس نے پھر سر کو ذرا سا خم دیا

"اف "لڑکی نے پھر نفی میں سر ہلایا

"تو پھر کیا سوچا آپ نے ؟"اس نے ابرو اٹھایا

لڑکی مسکرادی"اب میرا کوئی ارادہ نہیں ہے باڈی گارڈ رکھنے کا۔ہو گا تو آپ کو سب سے پہلے کنسیڈر کروں گی"یہ جیسے اس نے سامنے والے شخص کے منہ پر جیسے یخ ٹھنڈا پانی انڈیلا تھا مگر مجال ہے جو اس پر اثر ہوا ہو۔

"ارے ارے !"مسکراہٹ گہری ہوئی"سڑکیں آج بھی جمال احمد کے آنے پر بلاک ہو جاتی ہیں۔۔لوگ ہم سے پانچ منٹ ملنے کے لیے پانچ پانچ مہینے انتظار کرتے ہیں"وہ ایک قدم آگے بڑھا

"مگر آپ ایک بار ہاں کر دیں،جمال احمد کو رابیل اورنگزیب کی غلامی بھی قبول ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرادی "استغفراللہ" پھر نارمل ہوئی "آپ اپنی دو عدد بیویوں اور بارہ حویلیوں کو کیسے چھوڑیں گے؟"

"آپ ہاں کریں، سب چھوڑ دیں گے"

وہ پھر سے محظوظ ہوئی

"ممبئی کا جمال احمد حسن پرست ہے" اس نے طنز کیا تھا

"کون نہیں ہے؟" اس نے شانے اچکائے

"وہ کیا ہے نا جمال احمد" وہ سنجیدہ ہو گئی "سارا ہال آپ کو یہاں میرے ساتھ دیکھ چکا تھا۔ صبح کی ہیڈ لائن یہ ہے کہ میں آپ کے باتیں کرتی پائی گئی ہوں اور رابیل اور نگزیب کی تو ویسے بھی آپ کے خزانے پر نظر ہے۔ سو آپ جا سکتے ہیں"

"آپ میں اور باقی عورتوں میں فرق پتہ کیا ہے؟" وہ بھی سنجیدہ ہوا تھا

"مجھے جاننے کا شوق نہیں" اس نے شانے اچکائے

"بخدا بلائیں اگر اتنی حسین ہوتیں تو ہم کبھی اپنا صدقہ نہ دیتے" وہ مسکرایا تھا

ہاتھ ماتھے تک لے گیا "شب بخیر!" اور پھر چل دیا

اس نے ایک سانس خارج کی اور میز کے سامنے سے کرسی نکال کر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔

جمال احمد کے جانے کے بعد وہ یونہی کافی دیر بیٹھی رہی مگر پھر دور سے ایک چھوٹے بالوں والی خاتون ہاتھ ہلاتے اس کی طرف بڑھیں۔

"رابیل" وہ کھڑی ہوئی اور اس سے گلے ملی

"کیسی ہو؟"

وہ مسکرائی تھی "اچھی ہوں، آپ کیسی ہیں؟"

"ہمیشہ کی طرح فٹ" انھوں نے ہاتھوں میں کئی قسم کی انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں، گلے میں لمبا سا نیکلس تھا جس کے درمیان میں ایک بڑا سا سٹون لگا تھا، انھوں نے سلیولیس میکسی پہن رکھی تھی

"مجھے امید نہیں تھی کہ یہ لوگ تمھیں بلائیں گے؟" انھوں نے ابرو اٹھایا تھا

وہ بھی مسکرائی "ہوتا ہے مسز سلطانہ سب کے ساتھ ہوتا ہے"

"میں سمجھی نہیں" ان کے ابرو تلوار کی صورت تیز بنے ہوئے تھے، گہری میرون لپ سٹک۔

"کچھ خاص نہیں بس انسان کو کسی کو بھی انڈر ایسٹیمیٹ نہیں کرنا چاہیئے" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

"کم آن رابیل، تم تو سیریس ہی ہو جاتی ہو" انھوں نے رابیل کے بازو پر ہاتھ رکھا

وہ بس مسکرائی تھی "تمھاری سمر کلیکشن آؤٹ ہوئی تھی نا، کیسی رہی؟"

"آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتی ہیں" اس کی مسکراہٹ اب کہ معنی خیز تھی۔

وہ ہنس دیں "اف! تم مجھے جانتی ہو" انھوں نے پتلیاں سکیڑیں

"جی جی۔۔آپ کے توسط سے میرے بہت سے لوگوں سے تعلق جو بنے انھیں میں کبھی خود سے الگ نہیں کر پائی۔آپ عام انسان تھوڑی ہیں" طنز کے بدلے طنز

"اوہ" وہ مسکرائی تھیں "ایکس کیوزمی!" اور وہ وہاں سے چلی گئیں۔

ان کے جاتے ہی رابیل نے اپنے دائیں گال پر ہاتھ رکھا "مسکرا مسکرا کر جبڑے درد کرنے لگے ہیں، ڈائن کہیں کی، ہوں!" اس نے سر جھٹکا

تب ہی اس کے پاس ایک ویٹر آیا تھا جس نے ٹرے میں پڑا اورنج جوس کا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔ وہ عام طور پر کوئی بھی ڈرنک کسی بھی ایونٹ پر نہیں لیتی تھی مگر اب اسے پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ گلاس تھامنا چاہا مگر ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں ایک سفید دستانے والا ہاتھ آیا اور اس نے ایک جھٹکے سے وہ گلاس پکڑ لیا۔وہ بس منہ دیکھتی رہ گئی۔وہ ایک دوسرا ویٹر تھا مگر اس کا چہرہ اس کی ٹوپی نے چھپایا تھا۔اس نے دوسرے ہاتھ میں تھامی ایک سفید چٹ اس کی طرف بڑھائی جو اس نے نا سمجھی سے تھام لی۔وہ ویٹر وہاں سے چلا گیا اور جو جوس دینے آیا تھا وہ بس منہ کھولے اس ایک منٹ میں ہوئے تماشے کو دیکھتا رہ گیا۔رابیل نے اسے گھورا تو وہ وہاں سے چلا گیا اس نے سفید چٹ کھولی۔وہ ایک چھوٹا مگر تہہ ہوا کاغذ تھا۔عام کاغذ سے موٹا اور گتے سے پتلا، اس پر اردو میں ایک سطر لکھی تھی

"آسمان پر تھوکا منہ پر آتا ہے"

اور نیچے بہت سے نقطے تھے۔ابھرے ہوئے نقطے ایسے کہ ہاتھ لگانے پر وہ کھردرے محسوس ہو رہے تھے۔ایک چھپا ہوا پیغام۔رابیل نے حیرت سے ادھر اُدھر دیکھا "یہ کس نے بھیجا ہے؟"اسے ایک حیرت بھرا خوف سا محسوس ہوا تھا۔ارد گرد بہت سے لوگ تھے مگر یہ کس نے بھیجا؟پہلا خیال جو اس کے دماغ میں آیا وہ تھا"جمال احمد"اور پھر"فائقہ جبین"کا کیونکہ اس پورے ہال میں صرف دو لوگ ہی اس کی بھلائی کا سوچ سکتے تھے۔اس نے چٹ پر دوبارہ انگلی پھیری

"کون ہے جو مجھے اس حد تک جانتا ہے؟"وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔۔

"کیا یہ کوئی دھمکی ہے یا وارننگ؟میرے ساتھ کچھ ہونے والا ہے کیا؟"

اس نے کاغذ دوبارہ تہہ کر کے بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور اس ویٹر کی عجیب و غریب حرکت کو یاد کرنے لگی

"یہ کیا تھا رابیل؟"

دور اس کی نظر فائقہ جبین پر تھی جو مسکرا کر کسی عورت سے بات کرتی ہاتھ میں جوس کا گلاس لیے کھڑی تھی، مسکراتی ہوئی جوس کا ایک ایک گھونٹ بھرتے باتیں کرتی ہوئی۔اس کی آنکھیں جمال احمد کو ڈھونڈ رہی تھیں۔شاید اس نے یہ پیغام بھیجا ہو

"اف!"اس کا سر گھوم کر رہ گیا۔کھانے کی خوشبو پھیل رہی تھی۔ویٹرز مختلف قسم کے کھانے لا رہے تھے مگر اس کا دھیان بس ہاتھ میں پکڑی چٹ پر ہی تھا

اس کا فون بج رہا تھا۔اس نے ہاتھ میں سیاہ چمکتے کلب کے ساتھ فون تھام رکھا تھا۔سکرین پر جلتا نمبر دیکھا اور باہر کی جانب بڑھی،ایک طرف ہو کر کال اٹینڈ کی "ہاں جی"

دوسری طرف سے کسی لڑکے کی آواز تھی "آپی کب تک آ رہی ہیں؟"

"بس تھوڑی دیر تک،تم جاگ رہے ہو؟"باہر کا ماحول اندر سے قدرے اچھا تھا۔کم از کم اسے ایسا لگا۔

"جی۔۔ابھی تک تو جاگ رہا ہوں،آپ کے آنے تک شاید سو جاؤں"ایک لمحے کی خاموشی

"میں آ کر کال کر لوں گی،تم جاگ رہے ہوئے تو گیٹ کھول دینا ورنہ میں چابیاں ساتھ لائی ہوں"

"اوکے"اور کال کاٹ دی۔

وہ دوبارہ اندر بڑھی تھی مگر اس کے سامنے ایک لڑکی آ کھڑی ہوئی۔وہ اسی کی ہم عمر ہی تھی۔اسے معنی خیز مسکراہٹ سے دیکھتی ہوئی۔رابیل نے سانس خارج کی اور شانے اچکائے "میں لڑائی کے موڈ میں نہیں ہوں،ناعمہ"

اور وہ لڑکی ہنسی "تمھاری دوست نے اچھا تماشا لگایا ہوا ہے"

"مطلب؟"اس نے ابرو اٹھایا

“She is in drugs”

وہ مسکرائی اور ذرا سا آگے کو جھکی، سرگوشی کی

"مسز سلطانہ اسے یہاں سے لے کر گئی ہیں، دیکھو کیا بنتا ہے"

اور وہ جہاں کھڑی تھی وہیں بت بن گئی، رات اب ٹھنڈی پڑنے لگی تھی

اگلی صبح وہ کافی دیر تک سوتی رہی۔ایک تو تھکی تھی اوپر سے نیند بہت آرہی تھی۔آفس جانا تو دور کی بات وہ تو ناشتے کے لیے بھی نہیں گئی تھی۔ابھی ظہر سے ذرا پہلے فرحت اسے اٹھانے آئی تھیں،اس کے چہرے سے لحاف اتارا اور اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔کھڑکی پر سے پردے ہٹے تھے اور روشنی اندر آنے لگی تھی

"بیلی۔۔اٹھ جاؤ بیٹا۔اور کتنا سونا ہے۔۔ظہر ہونے والی ہے"وہ اس کے سرہانے بیٹھی تھیں

اس نے کروٹ بدلی پھر اٹھ گئی۔اس کی نیند اتنی پکی نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ اگر کوئی ہاتھ بھی لگاتا تو وہ اٹھ جاتی۔اب بھی وہ اٹھ چکی تھی اور آنکھیں ملتی لیٹی ہوئی چھت کو گھور رہی تھی

"اتنا زیادہ سونے سے بھی سر درد کرتا ہے"

اس نے ایک گہری سانس لی اور اٹھ بیٹھی "کیا ٹائم ہوا ہے؟"نیند سے جاگی آواز

"ایک بجنے والا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ"اس نے بال باندھے "واقعی دیر ہو گئی "پھر مسکرائی

وہ چوکڑی مارے بیٹھی تھی۔ نیند ابھی بھی آ رہی تھی مگر اسے اٹھنا تھا۔اس نے گردن موڑ کر ماں کو دیکھا۔ پھر ایک سانس خارج کی

"میں جانتی ہوں امی آپ مجھ سے کیا پوچھنے آئی ہیں "دونوں گھٹنے سینے سے لگائے وہ انھیں دیکھ رہی تھی

"مجھے وقت نہیں ملا اس بارے میں سوچنے کا "وہ جیسے اس موضوع سے بھاگ رہی تھی "میرے پاس وقت ہی نہیں ہے امی اس بارے میں سوچنے کا۔ میں ایسے ہی خوش ہوں"

ایک خاموشی۔ پھر وہ بول پڑیں "ٹھیک ہے،ادھر ہی بیٹھی بیٹھی بال سفید کر لو۔ زندگی میں ہم سفر کی ضرورت تو پڑتی ہے نا پھر ماں باپ کون سا ہمیشہ اولاد کے سر پر رہتے ہیں۔۔یہ وقت گزر گیا تو ماں کو برا بھلا کہنا "وہ جیسے خفا تھیں

"امی "اس نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا "اللہ آپ کو لمبی عمر دے۔ایسی باتیں کیوں کرتی ہیں؟ "ایک خاموشی

"آپ کو وہ اچھا لگتا ہے۔ آپ خود ہی دیکھ بھال لیں۔۔میرے دیکھنے سے کیا ہی ہو گا۔ فیصلہ تو آپ ہی کا ہو گا "یہ اس نے دل ہر پتھر رکھا تھا جس کا وزن اس نے سینے پر محسوس کیا تھا

"وہ اچھا لڑکا ہے۔ تم دیکھنا وہ اچھا ہم سفر ثابت ہو گا۔۔ میں بس چاہتی ہوں کہ وہ میری رابیل کا خود سے زیادہ خیال رکھے۔ اسے خوشیاں دے۔ گھر دے عزت دے۔۔ تم نے اتنا کچھ سہا ہے اب میں بھی تمھیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں" ان کی آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر مسکراہٹ تھی

"جیسا آپ چاہیں" اپنا اختیار اس نے اپنی ماں کے ہاتھ میں دیا تھا (کیا اس نے ٹھیک کیا تھا؟)

"اچھا تم اب اٹھو۔ میں کھانا بناتی ہوں کھا لو۔ رات کو پتہ نہیں کیا الم غلم کھایا ہو گا" اور وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتی چلی گئیں

ان کے جانے کے بعد کمرے میں خاموشی تھی۔ اداسی سی۔ وہ اداس کیوں تھی؟ اس نے اپنا سر گھٹنوں میں دیا۔ دفعتاً اس کے خیال میں اس دن والا لمبا چوڑا سیاہ شلوار قمیض والا شخص آیا۔ وہ شکل سے تو اچھا تھا۔ اسے دیکھ کر دھیما سا مسکرایا بھی تھا۔ اب اللہ جانے وہ کیسا ہو گا؟ اس نے سر اٹھایا اور ایک سانس خارج کی۔ پھر سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون کو پکڑا اور واٹس ایپ کھول کر میسج ٹائپ کیا

"شام کو مل سکتی ہو؟" اور میسج بھیج دیا

کچھ لمحوں کی دیر تھی کہ جواب آیا "ہاں، چار بجے"

اور اس نے "اوکے" لکھ کر بھیج دیا۔۔ فون کی سکرین بجھ گئی اور وہ اٹھ کر آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ رات والے واقعات یاد آئے مگر اس نے ذہن سے جھٹک دیے۔ باہر ظہر کی اذان گونجنے لگی تھی۔ اسے وضو کر کے نماز پڑھنی تھی

آفس میں لنچ بریک چل رہی تھی مگر وہ اپنے کیبن میں بیٹھی سینڈوچ کھاتی لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھ رہی تھی۔ سکرین پر کچھ ڈاؤن لوڈ ہونے لگا تھا۔اس کے پیچھے سے کوئی آیا اور اس کے ساتھ والی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔وہ اس کا کولیگ روحان تھا اور وہ دونوں مل کر پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔

"آپ کو کیا لگتا ہے یہ ہمارے کلائنٹ کو اچھا لگے گا؟"

"یس" پھر اسے دیکھا "آئی ایم شیور"

وہ مسکرا کر رہ گیا "اللہ کرے"

وہ بس مسکرائی۔وہ کافی پیتا اپنا لیپ ٹاپ آن کر رہا تھا

"ایک بات پوچھوں آپ سے؟" سوال رامین کی طرف سے تھا

"جی" وہ متوجہ ہوا

"یہ آفس میں کیا کوئی بات ہوئی ہے۔سب ایسے کھچے کھچے کیوں ہیں۔آئی مین پہلے دن تو ایسا کچھ نہیں تھا" اس نے شانے اچکائے

"آپ دعا کریں۔پراجیکٹ صحیح سلامت بچ جائے" اس پورے آفس میں اسے کام کا بندہ صرف روحان لگا تھا

"کیوں؟"

Clubb of Quality Content

اس نے ایک گہری سانس خارج کی "آپ اچھی یونیورسٹی سے پڑھ کر آئی ہیں۔آپ ٹیلنٹڈ ہیں۔یہ مت سمجھیے گا کہ میں آپ کے کان بھر رہا ہوں یا کسی کے خلاف کر رہا ہوں "اس نے سامنے دیکھا جہاں دو لڑکے ایک لڑکی کے سامنے کھڑے ہنس رہے تھے "مجھے بھی ایک پراجیکٹ ملا تھا جسے میں نے دن رات لگا کر بنایا تھا۔انٹرنیشنل لیول کا تھا مگر سب خراب ہو گیا بلکہ خراب کر دیا گیا۔۔اس کے بعد مجھے ایموشنل ڈیمج کیا گیا اور اب میں اس مقام پر ہوں کہ اگر مجھے اس سے اچھی جاب ملی تو میں وہاں چلا جاؤں گا"

رامین خاموش رہی۔وہ جیسے کچھ سوچ رہی تھی پھر روحان نے اسے دیکھا "یہاں کسی سے بھی فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے "اس نے سر جھٹکا اور لیپ ٹاپ آن کرتا اپنا کام کرنے لگا تھا

لنچ بریک ختم ہونے کو تھی۔وہ خاموش ہی رہی اور اپنا کام مکمل کرنے لگی۔

ایک گھنٹہ پندرہ منٹ بعد روحان فائل لے کر باس کے آفس میں گیا تو اس کی جگہ پر ایک لڑکی آ بیٹھی "ہیلو "وہ مسکرائی تھی

کمپیوٹر کے کی بورڈ پر انگلیاں چلاتی رامین نے گردن موڑے بغیر سکرین دیکھتے اسے "ہیلو "بولا تھا "ہر وقت کام کرتی رہتی ہو، ہم سے باتیں بھی کیا کرو"

اس کے ذہن میں روحان کی باتیں تھیں "کیونکہ میں کام کرنے آتی ہوں "جواب سادہ تھا

لڑکی کی مسکراہٹ سمٹی "اوہ" پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "کہاں تک پہنچا ہے پراجیکٹ، کیا میں دیکھ سکتی ہوں؟"

وہ ابھی بھی سکرین دیکھ رہی تھی "شیور! مگر روحان ابھی باس سے فائل اپروو کروانے اندر گیا ہے۔۔ایک بار ہو جائے تو ہم کانفرس میں ڈسکس کریں گے "اس نے لڑکی کو دیکھا اور پھر مسکرائی اسی وقت روحان آ گیا تھا، اسے دیکھتے ہی سوالیہ ابرو اٹھایا اور وہ لڑکی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی

"کیا کہہ رہی تھی؟" اس نے بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا

"کہہ رہی تھی کہ پراجیکٹ دکھاؤ اور بلا بلا بلا" وہ جس طرح آنکھیں گھما کر منہ بنا کر بولی تھی لڑکا اس کے "بلا بلا بلا" پر ہنس دیا

"یہ میٹھی چھری ہے، اس سے بچ کر رہنا" سر جھٹک کر اس نے کمپیوٹر کی سکرین آن کی اور اپنا کام کرنے لگا

وہ بھی دھڑا دھڑ کی بورڈ پر انگلیاں چلاتی سکرین دیکھ رہی تھی

نارنجی شام تھی اور باغ میں میز کے گرد دو لڑکیاں بیٹھی تھیں۔ان کے سامنے چائے کے دو کپ پڑے تھے جن سے بھاپ نکل رہی تھی۔درمیان میں پلیٹ میں چاکلیٹ اور باداموں والا کیک پڑا تھا۔سامنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی لڑکی بات کرتے کرتے کیک کھا رہی تھی اور سیاہ بالوں والی لڑکی اسے کچھ بتا رہی تھی۔پھر اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا اور اسے دیکھا

"تم نے کیا کہا پھر؟"

"میں نے وہی کہا جو وہ سننے آئی تھیں" اس نے سر جھکا لیا۔

لڑکی نے پتلیاں سکیڑے اسے دیکھا "مطلب ہاں"

اس نے ہاں میں سر ہلایا "امی ہاں سننے آئی تھیں، نہ کہتی تو وہ ہاں کہنے پر مناتیں۔۔ان کے مطابق میں جلد بوڑھی اور اکیلی ہونے والی ہوں اور مجھے کسی سہارے کی ضرورت ہو گی اور وہ سہارا کوئی مرد ہی ہو گا" اس نے ایک سانس خارج کی

"ہاں تو را بیل اس میں برائی کیا ہے؟ تمھیں اب شادی کر لینی چاہیئے" اس نے بھی مشورہ ہی دیا تھا۔

پیچھے دو چڑیاں دیوار پر بیٹھیں شاید باتیں کر رہی تھیں۔

"مگر افیفہ۔۔میں ابھی نہیں کرنا چاہتی، شاید دو سال بعد یا پھر تین سال"

اس کی بات پر لڑکی ہنس دی "دو تین سال گزر گئے تب بھی تم نے یہی کہنا ہے اور لڑکا اچھا ہے، جیسے کہ تم نے بتایا کہ تمھاری امی ان کو جانتی ہیں تو برائی کیا ہے بیلی، اچھا ہم سفر ہر لڑکی کا خواب ہوتا ہے۔ وہ پڑھا لکھا ہے تمھیں سپورٹ کرے گا" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

اس نے ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں "پتہ نہیں وہ کتنا اچھا ہے۔اس کا پتہ تب چلنا ہے جب وقت گزر جائے گا۔شروع شروع میں تو سب ہی فرشتے لگتے ہیں" اس نے سر جھٹک دیا

"بیلی۔۔ایک بات بتاؤں تمھیں" اس نے کیک کا ٹکڑا کاٹا اور منہ میں رکھا

"تم ابھی تک اپنے ارسل والے فیز سے نہیں نکل پائی۔ تم آج بھی اسے ہر اس مرد سے کمپیئر کرتی ہو جو تمھاری زندگی میں ہم سفر کی حیثیت سے داخل ہونا چاہتا ہے۔اب چاہے تمھیں اس سے محبت نہیں ہے۔ تم آگے بڑھ چکی ہو مگر آج بھی اگر کوئی مرد تمھاری زندگی میں شامل ہونا چاہتا ہے تو تمھیں وہ پہلا مرد یاد آتا ہے جسے تم نے ہمسفر کی حیثیت سے کبھی تصور کیا تھا۔ وہ جا چکا ہے بیلی مگر وہ اب بھی کہیں نہ کہیں ہے" وہ جیسے اسے سمجھا رہی تھی

"فیفی وہ کہیں نہیں ہے۔ میں نے اس کے بارے میں ایسا سوچا تھا مگر اب میں بہت آگے آ گئی ہوں، وقت بدل گیا ہے میں بدل گئی ہوں" یہاں بھی اپنی ماں کی طرح وہ اسے سمجھانے بیٹھ گئی تھی

"بیلی حلیہ اور لائف سٹائل بدلنے اور دل بدلنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ میں تمھیں کہوں گی کہ ایک بار حسیل کو کنسیڈر کرو۔ سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔ تم بھی میچور ہو اور وہ بھی۔ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کرو" اس نے بات ختم کر دی

"ٹھیک ہے" اس نے سانس خارج کی "تم سب کو اگر ایسا لگتا ہے کہ مجھے خود کو اس کنویں میں دھکیل لینا چاہیئے تو ٹھیک ہے۔ شاید حسیل سب مردوں جیسا نہ ہو۔ شاید وہ ایک اچھا ہم سفر ثابت ہو۔ بالکل کسی ناول کے ہیرو یا انسٹا گرام کے آئیڈیل ہز بینڈ کی طرح" اس نے پھر سر جھٹکا تھا

وہ ہنس دی "تمھیں کتابوں نے پاگل کیا ہوا ہے، ناول کا ہیرو"

رابیل بھی ہنسی تھی۔ پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی

"کب آرہے ہیں تمھارے فیوچر سسرال والے؟"سامنے بیٹھی لڑکی نے کپ منہ کو لگایا تھا

"آنے والے ہوں گے،ڈنر ہماری طرف ہے۔امی تو فاطمہ کے ساتھ دھڑا دھڑ لگی ہوئی ہیں پتہ نہیں کیا کچھ اور کتنا کچھ کھلائیں گی ان کو"

"تمھارا ریڈیو سٹیشن نظر نہیں آرہا تھا؟"اس نے ارد گرد نظر گھمائی تھی

"آنے والی ہو گی،پانچ بجے تک آجاتی ہے"اس نے میز پر پڑے فون کی سکرین۔روشن کر کے وقت دیکھا

"وہ کیا کہتی ہے؟"اس نے دونوں ابرو بیک وقت اُٹھائے

"وہ بس یہ کہتی کہ تم جاؤ تاکہ میں بھی جاؤں"وہ ہنسی تھی

افیفہ بھی ہنس دی"واقعی!وہ بیچاری بھی تمھاری وجہ سے لٹکی ہے"

اور ادھر دوسری جانب پارکنگ ایریا میں"ریڈیو سٹیشن"بار بار کلائی پر وقت دیکھتی اور پھر فون پر کچھ ٹائپ کرتی۔وہ جھنجھلائی ہوئی تھی،قریب سے آواز آئی

"ہے رامین!اینی پرابلم؟"پیچھے سے آتا سیاہ تھری پیس میں ملبوس مرد

وہ اس کا کولیگ تھا مگر جب سے روحان نے منع کیا تھا مینا اس سے کم ہی بات کرتی تھی۔

"نو"اس نے شانے اچکائے

"آپ کسی کا ویٹ کر رہی ہیں؟"وہ ذرا سا آگے بڑھا

"یس"جواب مختصر

"میں ڈراپ کر دیتا ہوں آپ کو"اس نے اتنی آسانی سے پیشکش کر دی تھی

رامین نے پوری گردن اس کی طرف موڑی

“I am waiting for my husband”

ایک مسکراہٹ اور پھر دوبارہ فون پر جھکتی کچھ ٹائپ کرنے لگی

"اوہ"اس کی تو بولتی بند ہو گئی تھی

چند پل بیتے اور ایک سفید کار اس کے سامنے رکی تھی۔وہ آگے بڑھی اور تیمور نے خود نکل کر پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔وہ مسکرا کر اندر بیٹھی اور پھر وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔اندر بیٹھتے ہی اس نے گاڑی اسٹارٹ کی مینا کو دیکھا

"تم نے مجھے یہ کیوں کہا کہ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولوں۔یہ کونسا نشہ ہے؟"

سیدھا دیکھتے اس نے شانے اچکائے"بس ایسے ہی۔کسی کے سامنے فلیکس مار رہی تھی"پھر ہنس دی

"اف"اس نے نفی میں گردن ہلائی

"ویسے میں شادی شدہ نہیں لگتی؟"اس نے تیمور کو پتلیاں سکیڑے دیکھا تھا

"نہیں"

"کیوں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیونکہ ہمارے معاشرے میں لوگ ٹرامازافورڈ نہیں کرتے"اس نے سادگی سے بات کہی۔

اس نے دانت پیسے اور ساتھ دیکھا"تم نا کسی دن مار کھاؤ گے مجھ سے"

"اور جتنی سی تم ہو نا اس لحاظ سے مجھے مار کھلانے کے بعد تم ڈھیروں گلوکوز لینے کی ضرورت ہو گی"

وہ محظوظ ہوا تھا۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھے منہ پھلائے بیٹھ گئی

چند پل بیتے اور وہ بولا"کچھ کھاؤ گی؟"

"زہر لادو"

"ارے واہ۔۔تم تو دل کی بات بھی سن لیتی ہو"

پھر اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر ہنس دیا۔اس نے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روکی تھی۔

رات کو ان کے گھر رونق لگی ہوئی تھی۔تہمینہ اپنے بیٹے کے ساتھ آئی تھیں اور اب مسکرا مسکرا کر فرحت سے باتیں کر رہی تھیں۔اندر کمرے میں رابیل مسٹرڈ شلوار قمیض اور سیاہ دوپٹے میں ملبوس، آئینے کے سامنے کھڑی بال سیٹ کر رہی تھی۔پاس ہی مینا بیٹھی تھی جو اسے گھور رہی تھی

"یہ چوتھی بار ہے کہ تم نے بال آگے کر کے پیچھے کیے ہیں"

وہ فوراً مڑی "اچھا تم مجھے بتاؤ میں کیسی لگ رہی ہوں" وہ مسکرائی تھی۔دوپٹہ ایک طرف کو ڈال رکھا تھا

"ہانیہ عامر لگ رہی ہو" اور پھر مینا نے اسے کندھے سے تھاما اور باہر لے گئی۔

سامنے ہی تہمینہ بیٹھی تھیں۔ان کے دائیں ہاتھ پر چھوٹے صوفے پر بھوری شلوار قمیض والا شخص بیٹھا تھا۔اس کے آنے پر کھڑا ہوا اور ذرا سا مسکرایا۔وہ تہمینہ آنٹی سے گلے ملی اور ان کے ساتھ بیٹھ گئی

"ماشاءاللہ کتنی پیاری لگ رہی ہو" اس کے گال ذرا سے گلابی ہوئے تھے۔

مینا اس کے سامنے نانی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی اور بغور کبھی تہمینہ آنٹی کو دیکھتی کبھی ان کے بیٹے کو۔وہ رابیل سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں

"میں تو بس فرحت کی کال کا انتظار کر رہی تھی۔میری دلی خواہش ہے کہ تم میری بیٹی بن جاؤ" انھوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

فرحت فاطمہ کے ساتھ مل کر ڈائننگ ٹیبل سجا رہی تھیں۔کھانے کی خوشبو لاؤنج میں بھی پھیلی ہوئی تھی۔اشعر بھی کمرے سے نکل کر مینا کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھا۔

"تمھیں نہیں لگتا حاشر بھائی کو بھی ہونا چاہیئے تھا" اس نے اشعر کو کہنی ماری اور پھر سرگوشی کی

"نہیں! میرے دماغ میں ایسی فضول سوچیں نہیں آتیں" اس نے بھی سرگوشی کی۔

اس نے اشعر کے بازو پر چٹکی کاٹی، وہ کراہ کر رہ گیا "دیکھو ذرا بیلی کیسے بلش کر رہی ہے۔ پیاری لگ رہی ہے نا"

"ماشاءاللہ بول دو۔ کہیں تمھاری نظر لگتی ہے" وہ مسکرایا تھا

"تم ذرا ان مہمانوں کو جانے دو۔ تمھیں تو میں نظر لگاتی ہوں" اس نے کہا نہیں صرف اشعر کو دیکھ کر سوچا تھا

ڈنر کے بعد وہ معذرت کر کے باہر آ گئی اور اب باغ میں لیموں کے پودے کے سامنے کھڑی تھی۔ باہر لان کی لائٹس آن تھیں جس سے روشنی باغ میں بھی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی کہ اسے پیچھے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی۔ وہ مڑی تو پیچھے ہی بھوری شلوار قمیض میں ملبوس حسیل تھا

Clubb of Quality Content

اس نے ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے تھے "ہوپ سو میں نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا"

وہ ہلکا سا مسکرائی تھی "نہیں۔۔ میں بس ایسے ہی واک کر رہی تھی"

"اوکے "پھر گلا کھنکھارا" آپ کی امی نے ہمیں ہاں بول دیا ہے۔ اس ہاں میں آپ کی ہاں بھی ہے؟"

وہ رابیل کو دیکھ رہا تھا

رابیل نے ایک نظر اسے دیکھا، پھر نظریں پھیر لیں "جی۔۔ امی نے پہلے مجھ سے پوچھا تھا پھر آپ کو بتایا" اسے اس سے بہتر جواب نہیں آیا

وہ مسکرایا پھر شانے اچکائے "میں کوشش کروں گا کہ آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو۔ میں ایک اچھا ہم سفر ثابت ہوں"

"ہوں" مختصر جواب

"اگر۔۔ میں آپ کو ڈنر کے لیے لے جانا چاہوں تو آپ چلیں گی؟"

گھاس پر دیکھتے اس نے نظریں اٹھائیں، اسے دیکھا "ابھی تو ڈنر کیا ہے"

وہ ہنس دیا "نہیں نہیں، ابھی نہیں۔۔ پھر کبھی، کسی اور دن"

"اوکے" پھر رکی "لیکن جس دن پلان ہو آپ مجھے صبح ہی بتا دیں۔ میرا شیڈول کافی بزی ہوتا ہے اور پھر امی سے پوچھ کر میں آجاؤں گی"

اس کے چہرے کی مسکراہٹ مدھم پڑی "نائٹ پارٹیز میں آپ امی سے پوچھ کر جاتی ہیں؟"

اس کے لہجے میں کچھ تھا جو رابیل کو بری طرح چبھا تھا۔ اس نے بھنویں بھینچے اسے دیکھا "جی؟"

"نہیں نہیں، کچھ نہیں" اس نے بات ٹال دی مگر رابیل کے دل میں یہ بات یہ لہجہ نقش ہو گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی رامین کچن کے بیک ڈور سے باغ میں آئی تھی "حسیل بھائی چائے پی لیں" اور وہ مسکرا کر اندر چلا گیا۔

رابیل وہیں کھڑی رہی "تم بھی آجاؤ" چند قدم کے فاصلے پر کھڑی رامین پیچھے مڑی تھی

"نہیں! تم جاؤ۔۔میں رات میں کافی پیؤں گی"اور وہ بنچ پر بیٹھ گئی۔اس کی رنگت بجھ گئی تھی۔۔مینا نے نوٹ کیا تھا مگر پھر اسے اکیلا چھوڑنا ہی بہتر سمجھا۔وہ اندر چلی گئی۔باہر بیٹھی لڑکی ٹانگ پر ٹانگ جمائے پریشان سی آسمان گھور رہی تھی جو کہ اس کی طرح آج تنہا اور خالی تھا

بڑے سے سفید سرمئی بنگلے کا گیٹ کھلا تھا اور ایک سفید ایس یو وی اندر داخل ہوئی۔ڈرائیور نے اتر کر پیچھے کا دروازہ کھولا۔وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔پیچھے کھڑے گارڈ نے اسے دیکھ کر ہاتھ ماتھے پر رکھا اور سلام کیا۔اس نے فقط سر کو خم دیا اور اندر کی طرف بڑھا اور جوتے اتارے۔سیاہ جرابیں نمایاں ہوئیں اور اندر داخل ہوتے ہی لائلہ کو ہدایت کرتیں خاتون کو کندھے سے تھام کر سلام لی

"وعلیکم السلام!"وہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھیں۔سامنے صوفے پر بیٹھی ہوم ورک کرتی آرا بھی اٹھ کر اس کی طرف بڑھی تھی۔اس نے جھک کر اس کے گرد بازو حمائل کیے اور اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔صوفے پر پاؤں اوپر کر کے بیٹھی سیاہ آنکھوں والی لڑکی بھی مسکرائی تھی۔وہ اندر بڑھا اور اب بیڈ پر بیٹھ کر جرابیں اتار رہا تھا جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی

"یس"اس نے اندر آنے کی اجازت دی۔

اندر آنے والی ملیحہ تھیں،وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تھکے تھکے لگ رہے ہو"

وہ فقط مسکرایا پھر سر اثبات میں ہلایا "بس تین میٹنگز تھیں۔رامیٹیریل بھی کافی دنوں سے پڑا تھا۔ اسے دیکھ کر کام شروع کروایا ہے۔۔کچھ پیکنگ کا بھی کام پینڈنگ تھا وہ بھی اب جا کر مکمل ہوا ہے"

اس نے شانے اچکائے "اٹ واز اے بزی ڈے"

وہ صرف مسکرائیں۔مامون انھیں بغور دیکھ رہا تھا۔پھر بول پڑا

"آپ کو کچھ کہنا ہے؟کوئی بات ہے؟"

انھوں نے گلا کھنکھارا "میں نے سوچا تھا ڈنر کے بعد کروں مگر ڈنر کے بعد تم نے آرا کو ٹائم دینا ہوتا ہے"

اس نے اپنی ماں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا "آپ نے جس وقت جو بات کہنی ہو کہہ دیا کریں۔آپ کے لیے تو میں ہمیشہ اویل ایبل ہوں"

انھوں نے اثبات میں سر ہلایا۔پھر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکھا

"تمھارا باپ پچھلے دو دنوں سے مجھے کالز کر رہا ہے۔۔پتہ نہیں کسی کیس میں پھنسا ہے اور اب اسے تمھاری ضرورت ہے"

اس نے سانس خارج کی اور ماتھے کو مسلا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اماں آپ کو پتہ ہے میں اصول سے چلنے والا آدمی ہوں۔۔میری زبان ہی کافی ہوتی ہے اور میں لوگوں کو جھوٹی زبان دے کر اپنی زبان خراب نہیں کروں گا۔۔یہ دنیا گول ہے یہاں احسان کیے اور لیے جاتے ہیں اور جھوٹے سے نہ کوئی فیور لیتا ہے نہ دیتا ہے "ایک لمحے کی خاموشی "اس لیے آپ انھیں بلاک کر دیں"

اس نے سیدھی بات کہہ دی تھی۔وہ جانتی تھیں کہ وہ یہی کہے گا مگر پھر بھی ایک بار دل کی تسلی کے لیے آ گئیں۔اس نے نہ کر دی تھی اور اب اسے ہاں میں بدلنا معجزہ تھا۔

انھوں نے سر اثبات میں ہلایا "تمھارے نانا ہوتے تو تمھیں دیکھ کر سو سال اور جیتے"

"اور میں نانا کے ہوتے ایسا نہ ہوتا" وہ ہنس دیا

وہ بھی مسکرائی تھیں "چلو ہم ڈنر پر تمھارا ویٹ کر رہے ہیں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ چلی گئیں تو وہ چند لمحے اسی طرح بیٹھا رہا، پھر سر جھٹک کر فریش ہونے چلا گیا۔

یہ اس دن کے دو دن بعد کی بات ہے جب تہمینہ آنٹی اور حسیل رابیل کے گھر آئے تھے۔وہ اس وقت انڈسٹری میں تھی اور ورکرز میں کھڑی ہو کر مینیجر کو ہدایات دے رہی تھی۔قطار میں لگیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سلائی مشینیں، کپڑوں کی خوشبو، چلتی مشینوں کی آواز اور کام میں مصروف مرد و خواتین۔ پینٹ کوٹ میں ملبوس لڑکی سر ہلا کر اس کی بات سن رہی تھی

"ٹھیک ہے۔ آپ وائٹ کلیکشن نکال کر رکھیں۔ اسے اچھے سے چیک کر کے پھر آگے بھیجیں گے۔۔ ابھی ابھی سمر کلیکشن آؤٹ ہوئی ہے۔ اگلے مہینے تک اسے پینڈنگ رکھیں لیکن ہم اس پر کام کرتے رہیں گے" اس نے ہاتھ میں فون پکڑ رکھا تھا جو کہ تھرتھرایا تھا، پھر واٹس ایپ پر میسجز موصول ہوئے۔

مینیجر کچھ کہہ رہا تھا مگر اس کا دھیان سکرین کی طرف تھا۔ اس نے کال نہیں اٹھائی اور دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوئی

"جی۔۔ کیا کہہ رہی تھیں آپ؟"

"میم۔۔ ہم کلیکشن نکال دیتے ہیں اور اس پر کام کرتے ہیں۔ ویکنڈ پہ آپ دیکھ لیں"

"آ۔۔ ویکنڈ پر مشکل ہو جائے گا" پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی "منڈے ٹھیک ہے"

"اوکے میم!" اور اس نے سر ہلا دیا۔

فون دوبارہ بجنے لگا تھا۔ وہ باہر نکل آئی اور کال اٹھائی۔ سلام دعا کے بعد مخاطب ہوئی

"جی"

"آپ کال پک نہیں کر رہی تھیں۔ بزی تھیں کہیں؟" دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی۔۔میں انڈسٹری میں ہوں اس وقت "اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں کام جاری تھا

"اوہ۔۔سوری میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا"

"نو نو۔۔اٹس اوکے "کان کے پیچھے بال اڑستے وہ اس کی بات سن رہی تھی

"آج رات ڈنر کے لیے چلیں؟"

اس نے ایک سانس خارج کی۔دو دن پہلے والی رات یاد آئی "ٹھیک ہے۔۔میں امی سے اجازت لے لوں گی۔آپ مجھے پک کرنے آجایئے گا"

اور اس نے بات ختم کر دی۔دوسری طرف ایک لمحے کی خاموشی تھی "اوکے۔۔خدا حافظ!"

اور اس نے کال کاٹ دی۔وہ دوبارہ کام کی طرف واپس آگئی۔

شام وہ گھر جلدی آگئی تھی۔رامین کے آنے میں ابھی آدھا گھنٹہ تھا۔وہ کچن میں گئی تو فرحت کھانا بنا رہی تھیں۔وہ ساتھ جا کھڑی ہوئی۔سنک میں دھلنے والے برتن پڑے تھے۔اس نے آستین کہنیوں تک موڑ لیں اور برتن دھونے کے لیے سپونج کو پانی سے بھگویا۔پھر صابن لگایا

"ارے چھوڑ دو۔۔ابھی ابھی کام سے آئی ہو،آرام کرو"

"کوئی بات نہیں امی۔۔یہ کون سے زیادہ ہیں۔۔آپ بھی تو آج گندم دھوتی رہی ہیں۔۔آپ ہنڈیا بنائیں "اور وہ برتنوں پر صابن لگاتی ایک طرف برتن رکھتی جا رہی تھی

وہ ٹماٹر کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال رہی تھیں،پھر آلو کاٹنے لگیں

"کیا بنا رہی ہیں؟" وہ صابن لگا کر برتن سنک کی ایک طرف رکھ رہی تھی۔

"آلو گوشت، تمھارا بھائی فرمائش کر کے گیا ہے" اس نے فقط سر ہلا دیا۔

"امی" ٹوٹی کھولے برتن ہنگالتے اس نے فرحت کو پکارا تھا

"ہوں"

"وہ آج مجھے حسیل کا فون آیا تھا۔۔ کہہ رہے تھے کہ ڈنر کے لیے چلو۔ میں نے کہا آپ سے پوچھ لوں"

ایک لمحے کی خاموشی۔ وہ اسی طرح آلو کے ٹکرے کرتی رہیں۔

"ٹھیک ہے۔۔ چلی جاؤ مگر زیادہ دیر نہیں کرنا۔۔ پتہ ہے حالات ٹھیک نہیں ہیں" انھوں نے آلو کاٹ کر پریشر ککر میں ڈالے۔

برتن دھو کر اس نے دیوار کے ساتھ لٹکے تولیے سے ہاتھ صاف کیے۔ وہ چپ چپ سی تھی۔ اسے وہ رات والی بات یاد آ گئی تھی اور ایک بات رابیل کے دماغ میں بیٹھ جائے وہ تب تک جان نہیں چھوڑتی جب تک کہ وہ اس بات کی طرف سے مطمئن نہ ہو جائے۔

آٹھ بجے کے قریب وہ اسے لینے آیا تھا۔ فرحت بھی اس سے ملی تھیں۔ سلام دعا کے بعد وہ اس کے ساتھ چلے گئی۔۔ راستے میں خاموش ہی رہے۔ ٹریفک سگنل پر گاڑی رکی تو اس نے گردن موڑ کر لڑکی کو دیکھا جو بائیں طرف منہ کیے باہر دیکھ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا بات ہے۔آپ بہت چپ چپ ہیں؟"

"نہیں۔بس ویسے ہی"اس نے گردن موڑ کر حسیل کو دیکھا۔

"مجھے لگا تھا صرف مسٹر ڈکلر ہی آپ پر سوٹ کرتا ہے مگر آپ تو پرپل میں بھی اچھی لگ رہی ہیں"وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔

لال بتی ہرے رنگ میں بدلی تو گاڑی چل پڑی۔پھر حسیل نے دوبارہ خاموشی توڑی تھی

"آپ اس دن والی بات پر خفا ہیں۔جو ہمارے درمیان رات کو ہوئی تھی"اس نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا جس نے سرمئی تھری پیس پہن رکھا تھا۔شاید وہ آفس سے آیا تھا

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔آپ کو وہ نہیں کہنا چاہیئے تھا"وہ ان لڑکیوں میں سے نہیں تھی جو دوسروں کا دل رکھنے کے لیے اپنا دل مار دیتی ہیں۔

"مجھے لگا کہ شاید آپ اتنی independent توہیں کہ اپنی مرضی سے کہیں بھی آجا سکیں۔۔آئی مین سارا دن آپ گھر سے باہر ہی ہوتی ہیں"اس نے شانے اچکائے تھے

"کیوں؟independent ہو جانے پر لڑکیاں اندر باہر آتے جاتے ماں باپ سے اجازت لینا چھوڑ دیتی ہیں"وہ غصے میں نہیں تھی،نہ یہ طنز تھا۔وہ نارمل تھی

وہ خاموش رہا، پھر ایک سانس خارج کی "مڈل کلاس لڑکیاں چاہے جتنی بھی independent ہو جائیں وہ مڈل کلاس ہی رہتی ہیں" اسے یہ بات نہایت ناگوار گزری تھی۔اسے لگا تھا کہ حسیل نے اس کی بے عزتی کی ہے۔

"ایکس کیوزمی۔۔dependent لڑکے چاہے کتنے بھی ایلیٹ کلاس ہو جائیں dependent ہی رہتے ہیں" اس نے رخ کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔اس کا موڈ آف ہو چکا تھا۔وہ سخت خفا تھی۔پہلی ملاقات ہی بہت بری تھی۔

"رابیل۔۔آپ تو مائنڈ ہی کر گئی ہیں۔۔میری عادت ہے جو میرے دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آجاتا ہے" پھر ایک خاموشی "میں بھی مڈل کلاس ہی ہوں۔میں نے کوئی کلاس ڈفرنس نہیں رکھا۔میں تو بس ایک جنرل بات کہہ رہا تھا" اسے جیسے اپنی بات میں کوئی خامی نظر نہیں آرہی تھی

وہ خاموش ہی رہی۔کہا کچھ نہیں۔ایک ریسٹورنٹ کے باہر اس نے گاڑی کھڑی کی۔اس کی بھوک تو مر چکی تھی اور دل عجیب برا تھا۔

زبردستی قدم اٹھاتی وہ اندر بڑھی تھی۔درمیان میں ایک سیاہ میز پر وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔مینیو کارڈ اس نے رابیل کی طرف بڑھایا

"کیا پسند کریں گی آپ؟" وہ نارمل تھا جیسے کوئی بڑی بات نہیں ہوئی

"آپ دیکھ لیں۔مجھے ویسے بھی بھوک نہیں ہے" اس کا چہرہ دل کا حال بتا رہا تھا

"سوری۔۔میرا ایسا کوئی مطلب نہیں تھا،آپ تو خفا ہو گئیں"اس نے کارڈ اس کے سامنے رکھا

"رابیل،میں خود بھی حقیقت پسند ہوں اور مجھے حقیقت پسند لوگ ہی اچھے لگتے ہیں۔لڑکیوں کو بھی حقیقت پسند ہی ہونا چاہیئے اور یہ بات واقعی حقیقت ہے کہ آج کل کی لڑکیاں گھروں میں بتا کر آتی ہیں نہ کہ پوچھ کر،independent لڑکی کوئی سکول کالج کی لڑکی تو ہوتی نہیں ہے۔وہ میچور ہوتی ہے۔اپنا اچھا برا جانتی ہے"اس کے دل نے صدا لگائی"رابیل وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے،تم بھی امی کو بتا کر ہی آتی ہو۔۔اف!"اس کا موڈ اب ٹھیک تھا

رابیل نے اس کا چہرہ دیکھا،وہ دھیما سا مسکرایا"ٹھیک ہے،مگر آپ کو باتیں اون کرنا نہیں آتیں۔ایک بات کہتے ہیں اور پھر پیچھے ہٹ جاتے ہیں کہ میرا یہ مطلب نہیں تھا اینڈ ڈیٹس آل"اس کا بجھا بجھا چہرہ اب ذرا سا مطمئن تھا

اس نے ایک سانس خارج کی"اوکے"پھر ذرا سا آگے کو ہوا"میرا وہ واقعی مطلب نہیں تھا"

رابیل کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کہے۔وہ کس موڑ پر کھڑی ہوئی تھی"ویل،آئندہ آپ وہی بات کریں جس کا ایک ہی مطلب ہو اور وہ مطلب آپ کو اور مجھے آتا ہو"

"I mean it"

وہ بات سمجھ گیا تھا اور وہ نارمل ہو گئی۔پھر مینیو کارڈ پکڑا اور آڈر لکھوایا۔

کھانا کھاتے ہوئے اس نے سوال کیا تھا"آپ اپنے لائف پارٹنر میں کیا خوبیاں دیکھنا چاہتی ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے پانی کا گھونٹ بھرا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی

"ریسپیکٹ "ایک لمحے کا توقف "وہ قابل احترام ہو اور احترام کرتا ہو"

"بس؟"اس نے ابرو اٹھایا

"ایک انسان کا بچہ ہو۔ میرے لیے یہی کافی ہے"

وہ ہنس دیا"آل رائٹ!"

اس نے بس سر ہلا دیا"آپ نہیں پوچھیں گی؟"

"کیا؟"وہ نیپکین سے ہونٹ تھپتھپا رہی تھی

"یہی کہ مجھے کیا اچھا لگتا ہے اپنی لائف پارٹنر میں؟"

اس نے ایک سانس خارج کی"آپ کو جو اچھا لگتا ہو گا وہ یقیناً مجھ میں ہو گا۔ اسی لیے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے"

وہ پھر سے ہنسا تھا

“Beauty with the brain”

اس نے بس شانے اچکائے تھے۔

"میں نے ایک چیز نوٹ کی ہے"

"کیا؟"اس نے ابرو اٹھایا

"تعریف آپ کو اس طرح متاثر نہیں کرتی۔ جس طرح باقی لڑکیوں کو کرتی ہے" وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا

اس نے ایک سانس خارج کی "کیونکہ میں رابیل اور نگزیب ہوں، باقی لڑکیاں رابیل اور نگزیب نہیں ہیں" اس نے نارمل سے انداز میں بات ختم کر دی

"I knew it"

اس نے نیپکین سے ہونٹ تھپتھپائے۔

ڈنر کے بعد وہ اسے گھر ڈراپ کرنے آیا تو گیٹ کے باہر کھڑے ایک آخری بار رابیل کو پکارا

"رابیل"

"جی؟" وہ چابی سے دروازہ کھول رہی تھی۔

"ہوپ سو آپ نے ڈنر انجوائے کیا ہو۔ آئندہ آنے پر آپ انکار نہ کریں"

"جی" وہ مسکرائی تھی "میں آئندہ کی زیادہ فکر نہیں کرتی"

وہ مسکرایا تھا "اوکے، گڈ نائٹ!"

اس نے سر ہلایا اور اندر چلی گئی، البتہ دل ابھی بھی کہیں اٹک کر رہ گیا تھا

وہ سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس آئینے کے سامنے کھڑا تھا، جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کم ان" پرفیوم کا ڈھکن کھولتے ہوئے مامون انھیں دیکھ کر مسکرایا تھا

"کیسا لگ رہا ہوں؟" وہ ہنس دیں

"شہزادے" وہ بھی مسکرایا۔ پرفیوم چھڑک کر بوتل پر ڈھکن دیا

"تیمور بھی جا رہا ہے؟" خاتون نے میرون ویلوٹ کی شال لے رکھی تھی اور سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا

"ہوں، میں نے ہی اسے کہا ہے" وہ جھک کر بیڈ سائیڈ سے اپنا فون چارجنگ سے اتار رہا تھا

"اچھا" وہ بیڈ پر بیٹھ گئی تھیں

اس نے گردن موڑ کر ماں کو دیکھا "آرام سو گئی؟"

"ہوں" ہاتھ کی انگلی میں پہنی انگوٹھی کو مسلسل گھما رہی تھیں۔ اس نے سر ہلایا اور سکرین پر جھک گیا۔

"ہاں، ہیرو۔۔ کہاں ہو؟" وہ فون کان سے لگائے بات کر رہا تھا، پھر اوکے کہہ کر فون کان سے ہٹایا۔

خاتون گردن جھکائے بیٹھی تھیں

"کوئی بات ہے اماں؟" وہ ان کے ساتھ آ بیٹھا تھا

"ہوں" پھر مسکرائیں "تاثیر اچھی لڑکی ہے"

وہ مسکرا دیا "اگر وہاں جا کر کوئی ایسی ویسی حرکت ہوئی نا تو میں آپ کو بتا رہا ہوں، ان کی میرج اینیورسری خراب کر دوں گا میں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مامون۔۔بیٹے۔۔" مگر اس نے ان کی بات نہیں سنی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا

"آجائیں۔۔ تیمور آگیا ہے" باہر سے اس کی بلند آواز اندر بیٹھیں ملیحہ کی سماعت سے ٹکرائی اور وہ سانس خارج کر کے باہر آگئیں۔اسے سمجھانا بہت مشکل تھا

ان کی شادی کی سالگرہ پر زیادہ لوگ نہیں جمع تھے۔بس کچھ قریبی رشتہ دار، دوست اور کولیگز تھے۔ ڈاکٹر طلعت ہاشمی مامون کی ماں ملیحہ کے ساتھ ہسپتال میں ہی ہوتے تھے اور ان کی بیوی تبسم ہاشمی بھی ان کی اچھی دوست تھیں۔روشنیوں سے سجا بڑا سا باغ، پھولوں کی رچی بسی خوشبو، بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ اور ہنستی مسکراتی لوگوں سے ملتی تاثیر طلعت۔یہ رات کافی خوشگوار تھی۔ہوا میں خنکی تھی۔وہ مسکرا کر کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا، دور کھڑی تاثیر نے اسے مڑ کر دیکھا اور پھر وقتاً فوقتاً اسے ہی دیکھتی رہی۔اس نے سیاہ سلیولیس میکسی پہن رکھی تھی، وہ دور کھڑے مامون کو دیکھ رہی تھی جس کا ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھا اور دوسرے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا۔۔وہ سامنے کھڑی لڑکی کو مسکرا کر کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔کوئی اس کے پاس آیا تھا اور آتے ہی گلا کھنکھارا

"میں ویسے اپنے بھائی پر آیت الکرسی پھونک کر آیا ہوں۔کیا پتہ کب کوئی چڑیل چمٹ جائے" اس نے تاثیر کے کان کے قریب ہو کر سرگوشی کی تھی۔اس نے گردن موڑ کر ساتھ کھڑے تیمور کو دیکھا جو کہ سرمئی ڈنر سوٹ میں ملبوس تھا

"تم بھی آئے ہو؟" اس نے ابرو اٹھایا

"جی، مجھے دوسروں کی خوشی میں خوش ہونے کی عادت ہے" مسکرایا اور شانے اچکائے، پھر ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگایا اور مامون کو دیکھا

"ویسے پیارے لگ رہے ہیں نا دونوں۔۔اللہ نظر بد سے بچائے۔ پچھلے کافی دن سے یہ مون سے مل رہی ہے۔ لگتا ہے میرے بھائی میں انٹرسٹڈ ہے۔ میں نے تو کہا تھا ڈاکٹر تاثیر کو بھی کنسیڈر کرو مگر کہتا کہ میرے بھائی یعنی مجھے تاثیر نہیں پسند تو وہ اسے گھر کیسے لا سکتا ہے۔ اس لیے اس نے آپ کو کبھی نہیں سوچا" اس نے پھر اس نے کان کے قریب سرگوشی کی تھی پھر اسے دیکھ کر ہنس دیا

"کہیں سے جلنے کی بو آ رہی ہے" پھر اسے غور سے دیکھا "اف! یہاں تو پورا آتش فشاں تیار ہے" وہ محظوظ ہو رہا تھا

"اپنی حد میں رہو" وہ دانت پیستے بولی تھی۔ تیمور کو گھورتے اس کی آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں

وہ ڈھیٹوں کی طرح مسکرایا، پھر جوس کا گلاس ساتھ پڑی میز پر رکھا

"ویسے وہ لڑکی پیاری ہے۔ پڑھی لکھی بھی ہے۔ آنکھیں بھی بھوری ہیں اس کی" وہ مامون کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی طرف گھورا "کیا کہتی ہیں۔ بنا لیں بھابھی؟"

اس نے جبڑے بھینچے اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں، پھر آگے بڑھنے لگی تو تیمور سامنے آ گیا "ارے ارے! کہاں آگ لگانے جا رہی ہیں" اور پاس گزرتے ویٹر کو اشارے سے بلایا، وہ ٹرے لیے ان کے پاس آیا

"میڈم کو ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ گرمی بہت ہو رہی ہے" اور پھر سینے پر ہاتھ رکھے، سر کو خم دیے وہ وہاں سے چلا گیا اور مامون کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔

اس نے پیر پٹخا اور ضبط کرتی مامون کی طرف بڑھی

"ہیلو! کیا باتیں ہو رہی ہیں" وہ نارمل ہو چکی تھی بلکہ مسکرا بھی رہی تھی

"کچھ خاص نہیں۔ وہ انھیں بتا رہی تھیں کہ انھوں نے کس طرح اور کہاں مامون کو دیکھا" بولنے والا تیمور تھا جو اس کے سامنے کھڑا تھا۔ یہاں بھی تیمور۔ اس لڑکے کو سکون کیوں نہیں ہے۔

"اوہ۔۔ تو کہاں ملی تھیں آپ انھیں؟" وہ مسکرا کر لڑکی کو دیکھ رہی تھی

"ایک ہاسپٹل میں کسی کام کے سلسلے میں آئے تھے یہ" وہ لڑکی مامون کو دیکھ کر مسکرائی

"کس کام کے سلسلے میں؟" اس نے پہلے مامون کو دیکھا پھر لڑکی کو

"ویسے ہی۔۔ ان کا میرے بابا کے ساتھ کانٹریکٹ ہے، اس سلسلے میں ان سے اچھی واقفیت ہے" اس نے وضاحت کی تھی

"اوہ" اس نے مامون کو دیکھا، اس کے چہرے پر ہنوز ہلکی سی مسکراہٹ تھی

"اچھی جان پہچان ہے آپ دونوں کی" ڈاکٹر تاثیر کا لڑکی سے اگلا سوال

لیکن جواب تیمور کی طرف سے آیا تھا "ہاں نا۔۔ مامون کے ساتھ تو اکثر ان کی ملاقات ہوتی ہے"

مامون نے تیمور کو گھورا تھا مگر وہ کیوں منع ہو۔وہ تو تیمور ہے نا۔اسی لمحے تاثیر نے بھی مامون کو گھورا تھا۔اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑ چکی تھی۔

وہ لڑکی معذرت کر کے وہاں سے چلی گئی مگر وہ تینوں کھڑے رہے۔ تیمور نے مسکرا کر مامون کو دیکھا اور دائیں آنکھ دبا کر وہاں سے چلا گیا۔۔اس نے جوس کا گلاس ساتھ پڑی میز رکھا اور دوسری جانب جانے لگا جب تاثیر نے اسے کہنی سے تھاما تھا

"یہ وہی تھی نا، بھوری آنکھوں والی" وہ دبا دبا سا غرائی تھی۔

مامون نے پہلے اپنی کہنی کو دیکھا جس پر اس کا ہاتھ تھا اور پھر اس کے چہرے کو،اس کی آنکھیں گلابی تھیں

"تاثیر "اس نے اپنا بازو چھڑایا" وہ کوئی نہیں ہے۔تم غلط سمجھ رہی ہو" وہ سنجیدہ ہوا تھا

"اچھا۔۔تم صحیح سمجھا دو" وہ سینے پر ہاتھ لپیٹے کھڑی ہو گئی۔

"میں تمھیں وضاحت دینے کا پابند نہیں ہوں" اور وہ وہاں سے جانے والا تھا کہ وہ راستہ روکے کھڑی ہو گئی۔

"یہ کیا حرکت ہے تاثیر؟" وہ سنجیدہ ہوا تھا۔اس کی آنکھوں میں گھورتی تاثیر ڈھیٹ بنی کھڑی تھی

"مجھے جواب چاہیئے" وہ دانت پیستے غصے سے غرائی مگر مامون پر اس کا رتی برابر اثر نہیں ہوا۔

اس نے ایک سانس خارج کی "حد ہے" پھر سر نفی میں ہلایا مگر ڈاکٹر تاثیر آج ہنگامے کی ٹھان کر آئی تھی، ساتھ پڑی میز پر سے گلاس پکڑا اور زور سے زمین پر پٹخا، گلاس اگرچہ گھاس پر گرا تھا مگر گلاس اتنی زور سے گرا تھا کہ چھناکے کی آواز نے سب کو متوجہ کیا۔۔وہ خود اس کی اس حرکت پر حیران رہ گیا تھا

"وہ۔۔بھوری آنکھوں والی۔۔کون۔۔ہے؟" وہ اس کے ذرا سا قریب آکر پھنکاری تھی

"تاثیر لوگ دیکھ رہے ہیں" وہ غرایا تھا

"مجھے۔۔جواب۔۔دو" اس نے الفاظ توڑ توڑ کر ادا کیے۔وہاں خاموشی ہو گئی تھی جیسے کوئی تماشا لگا ہے

اس نے ارد گرد دیکھا اور سر نفی میں ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔لڑکی نے اسے جاتے دیکھا پھر ایک دوسرا گلاس پکڑ کر زمین پر پٹخا تھا مگر مامون جا چکا تھا۔۔وہ بس غصہ کرتی رہ گئی تھی، دور کھڑے تیمور نے سارا منظر دیکھا اور پھر گلاس منہ کو لگا کر جوس کا گھونٹ بھرا اور مسکرا دیا۔

یہ اس ڈنر والی رات کے ایک دن بعد کی بات ہے۔وہ مصروف سی آفس میں بیٹھی سامنے لیپ ٹاپ میں مختلف ڈیزائنز دیکھ رہی تھی۔اس کی سیکرٹری اس کے ساتھ کچھ ڈسکس کر رہی تھی۔اس کے بعد وہ اٹھی اور میٹنگ کے لیے نکل گئی۔دوپہر میں جب واپس آئی تو حسیل کے دو میسجز آئے تھے اور وہ اس سے اس کا حال پوچھ رہا تھا۔وہ دھیما سا مسکرائی اور میسج ٹائپ کر کے فون رکھ دیا۔آفس کے

گھنٹوں میں اسے اگر کسی سے بات کرنی ہوتی تو سیدھا کال کرتی تھی کیونکہ پہلے میسج بھیجو پھر انتظار کرو۔اونہوں! وہ کام جلدی کرنے کی عادی تھی مگر حسیل کے میسجز کا جواب اس نے تین گھنٹے بعد دیا تھا۔اس کی آنکھوں میں عجیب سا درد تھا اور وہ کام پر دھیان نہیں دے پا رہی تھی۔بار بار آنکھیں بند کر کے سر کنپٹی سے دباتی اور پھر سکرین کی طرف دیکھتی۔شام کے چار بجے تک وہ گھر پر تھی۔

اندر آتے ہی سب سے پہلے اس نے ماں کا پوچھا اور لاؤنج میں بیٹھیں اون سے سویٹر بنتیں گلشن آرا کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"امی کہاں ہیں؟"اس نے اپنے دونوں بازو ان کے گرد حمائل کیے۔

"وہ تہمینہ آئی تھی اس کے ساتھ تمھاری منگنی کی شاپنگ کرنے گئی ہے"انھوں نے اس کے ہاتھ کو پکڑا"مجھے لگ رہا ہے تمھیں بخار ہے بیلی"

اس نے اپنا سر ان کے کندھے پر رکھا"شاید"

پھر اٹھی"کھانا کھالو۔پھر دوا لے لینا"وہ فکر مند ہوئی تھیں۔

"آپ فکر نہ کریں نانی ایک بخار سے کچھ نہیں ہوتا"اور مسکراتے ہوئے اندر چلی گئی۔

کھانا کھاتے ہوئے وہ اس کے جواب کا انتظار کرتی رہی مگر جواب نہیں آیا۔اس نے تھک ہار کر موبائل سائلنٹ پر لگایا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر سو گئی۔وہ بس سونا چاہتی تھی۔مغرب کے وقت جب وہ اٹھی تو حسیل کے بہت سے میسجز آئے تھے اور وہ جو سوئی سوئی آنکھوں سے میسجز پڑھ رہی

تھی پھر پوری اٹھ کر بیٹھ گئی۔وہ آج اسے شاپنگ پر لے جانا چاہ رہا تھا مگر اس نے جواب ہی اتنی دیر سے دیا تھا کہ اس کا پلان خراب ہو گیا۔اب وہ کیا بتاتی کہ وہ مصروف ہے یا بیمار؟اس نے ماتھے پر ہاتھ پھیرا پھر چوکڑی مار کر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی

"کیا کہوں؟"وہ مسلسل نچلا لب کاٹ رہی تھی

"میں مصروف تھی،جو بات ہے وہ تو ہے۔۔مگر میں بیمار بھی تو تھی۔۔ہاں لیکن اب ہر کسی کو تھوڑی نا بتاؤں کہ مجھے بخار ہے،وہ سمجھے گا کہ میں اس سے ہمدردی لینا چاہ رہی ہوں۔۔اونہوں!میں واقعی مصروف تھی۔۔شاپنگ ہی ہے نا کسی اور دن کر لیں گے"

اس نے جلدی سے ٹائپ کر دیا کہ وہ بزی تھی اور شاید وہ آن لائن تھا کہ اس نے میسج پڑھ لیا مگر اس کا جواب غیر متوقع تھا

"اوکے!آپ بزی رہیں"

اسے سمجھ نہیں آیا کہ یہ کیا ہے؟طنز ہے یا وہ ویسے ہی کہہ رہا ہے۔۔اس نے جلدی سے ٹائپ کیا

"ہم کسی اور دن شاپنگ کر لیں گے"مگر وہ جیسے تپا بیٹھا تھا

"کسی اور دن میں مصروف ہوں"اس کے دل کو کچھ ہوا تھا،شاید اسے برا لگا تھا۔

اف!سب خراب ہو گیا تھا اوپر سے آنکھیں اور سر الگ سے بھاری ہو رہے تھے۔کمرے میں مینا آئی تھی اور اسے اٹھا دیکھ کر مسکرائی،سامنے کاؤچ پر بیٹھ گئی

Clubb of Quality Content

"امی تمھاری شاپنگ کر کے آئی ہے، کیا اعلیٰ چیزیں لائی ہیں" مگر وہ کہیں اور کھوئی تھی

"کیا ہوا؟" وہ اس کے ساتھ آ بیٹھی اور فون ہاتھ سے لیا۔ وہ ساری گفتگو پڑھ چکی تھی

"یہ عجیب ایٹیٹیوڈ ہے بھئی۔ پہلے خود میسج کرتے ہیں پھر تمھیں ہی طنز کر رہے ہیں" اس نے جلدی سے رابیل کی جگہ ٹائپ کر کے ریپلائی کر دیا "اوکے" اور فون اس کی گود میں رکھا

"یہ ٹھیک ہیں نا تمھارے ساتھ؟" وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی

"پتہ نہیں۔۔ تم لوگوں کو ہی پتہ ہو" اور سر جھٹکتی وہ باہر چلی گئی

ڈنر کے بعد فرحت اسے شاپنگ دکھا رہی تھیں مگر وہ بے زار سی بیٹھی تھی۔ بس ہوں ہاں ہی کر رہی تھی۔۔ اس کی آنکھیں بھی گلابی پڑ رہی تھیں اور سانس گرم ہونے لگی تھی۔ بخار بڑھ رہا تھا، بمشکل اٹھی اور دوا لے کر سو گئی۔۔ سائیڈ ٹیبل پر پڑا اس کا فون بجتا رہا مگر اسے جاگ نہیں آئی۔

صبح جس وقت وہ اٹھی درد سے جسم ٹوٹ رہا تھا۔ آنکھیں گلابی تھیں اور بخار شدت اختیار کر چکا تھا۔ اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا آفس جانا تو دور کی بات تھی۔ بمشکل اٹھی اور موبائل پکڑ کر وقت دیکھا، صبح کے چھے بج چکے تھے۔ فجر ختم ہونے میں ابھی وقت تھا۔ سو وہ اٹھی اور واش روم میں گئی۔ وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑی ہوئی مگر سر چکرا رہا تھا۔ نیچے دیکھتی تو آنکھیں گھومنے لگتیں۔ وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ جائے نماز ویسے ہی بچھی تھی۔ اسے سردی محسوس ہو رہی تھی مگر اتنی ہمت نہیں تھی کہ اٹھ کر پنکھا بند کر دے۔ سر پشت پر جمائے وہ آنکھیں بند کیے نیم دراز تھی جب فرحت آئیں۔ آتے

ہی ان کی نظر صوفے پر پڑی تو وہ اس کی طرف بڑھیں "بیلی" مگر وہ نہیں اٹھی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئیں اور اسے کندھے سے ہلایا

"رابیل۔۔ طبیعت ٹھیک ہے بیٹا؟" انھوں نے اس کے ماتھے کو چھوا جو کہ تپ رہا تھا

"تمھیں تو بخار ہے" اس نے ذرا سی آنکھیں کھولیں اور ان کی گود میں سر رکھ لیا

انھوں نے اس کے ہاتھ کو تھاما مگر وہ بھی گرم تھا، نظر بستر پر لیٹی رامین پر تھی جو کہ بڑے مزے سے لحاف میں لیٹی تھی۔۔ انھوں نے آواز دینا چاہی مگر خاموش ہو گئیں۔ ان کی گود میں اس کا سر تھا

"رابیل" وہ اس کے سر پر جھکی تھیں مگر وہ آنکھیں بند کیے گہری سانسیں لے رہی تھیں

وہ اٹھ گئیں اور اس کے سر کے نیچے کشن رکھ دیا۔ پھر بستر کی طرف بڑھیں اور اس پر چادر اوڑھا دی۔ پنکھا بند کر دیا اور خود باہر چلی گئیں۔ فرحت کی عادت تھی جب کوئی ان کی آواز سے نہیں اٹھتا تھا تو وہ پنکھا بند کر دیتی تھیں، وہ گرمی سے اٹھ جاتا۔

نو بجے کے قریب گھر میں خاموشی تھی۔ رامین اپنے آفس اور اشعر ہاسپٹل چلا گیا تھا۔ وہ کمرے میں آئیں اور اس کے سرہانے بیٹھ گئیں

"بیلی، اٹھ جاؤ بیٹا کچھ کھالو۔۔ پھر دوائی لے آنا"

مگر وہ نہ ہلی "رابیل" اب کی بار انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا

وہ آنکھیں کھولے انھیں دیکھ رہی تھی، پھر اٹھ بیٹھی۔بدن اب بھی ٹوٹ رہا تھا،اس نے بے زاری سے سر جھٹکا"آج اتنے سارے کام کرنے تھے"کمزور سی آواز

انھوں نے اسے دیکھا اور مسکرائیں"ناشتہ لاتی ہوں"

وہ اٹھیں اور کچن میں چلی گئیں۔اسے کمرہ بے زار کر رہا تھا سو وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر لاؤنج میں آگئی جہاں فاطمہ کسی بچے کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ایک دو سال کا بچہ جو کہ اس کی گود میں بیٹھا ہنس رہا تھا۔وہ اس بچے کو پہچانتی تھی۔۔خاموشی سے چھوٹے صوفے پر بیٹھ گئی اور پشت پر سر رکھے اس بچے کو دیکھے گئی۔۔فرحت چائے اور توست لائیں اور سامنے میز پر رکھا۔۔وہ ہلکی آواز میں بولی

"حاشر بھائی آئے ہیں؟"

وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئیں"ہوں،رانیہ اپنے مائیکے گئی ہے اس کے بھائی کا بیٹا ہوا ہے۔وہ صارم کو لے کر یہاں آگیا۔رات کو آیا تھا تم سوئی تھی"انھوں نے چائے توست کی پلیٹ اس کی طرف سرکائی۔

وہ آگے کو جھکی اور بے دلی سے توست کا ٹکڑا توڑا اور چائے میں ڈبو کر منہ میں ڈالا۔فرحت اب کے جا چکی تھیں۔وہ کچن کی صفائی میں مصروف تھیں۔صوفے پر بیٹھی فاطمہ بچے کے سامنے چٹکیاں بجا رہی تھی اور وہ ہنستے ہوئے اس کی انگلی پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"فاطمہ!"اس نے دھیمی آواز میں فاطمہ کو مخاطب کیا

"جی آپی"

"اسے ادھر لاؤ"اس نے ابرو سے بچے کی طرف اشارہ کیا۔

فاطمہ نے اسے اٹھایااور رابیل کے پاس لے آئی۔اس نے بازو بڑھا کر اسے پکڑااور گود میں بٹھا کر اس کا گال چوما۔پھر توست کا ٹکراتوڑ کر اسے دیا۔۔کچن سے نکلتیں فرحت چند لمحے اسے دیکھتی رہیں۔پھر جو کہنے آئی تھیں وہ کہے بغیر باہر کی طرف چلی گئیں۔وہ چائے میں توست ڈبو کر اسے ٹھنڈا کر کے صارم کو کھلا رہی تھی۔وہ بڑی خوشی سے ٹانگیں ہلاتا اسے دیکھ رہا تھا

"فاطمہ،اندر سے پائپ لاؤ" باہر سے فرحت کی آواز آئی تھی اور وہ "جی اچھا" کہہ کر اٹھ گئی۔اس نے چائے کا گھونٹ بھرااور لاؤنج کے دروازے سے اندر آتا حاشر اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔اس کی نظر رابیل سے ملی مگر وہ نظریں چرا گیااور کمرے میں چلا گیا۔اس کا سر ابھی بھی گھوم رہا تھا مگر وہ مسکرا کر صارم کو نرم نرم توست کے ٹکرے کھلا رہی تھی۔

کچھ دیر بعد حاشر کمرے سے نکلااور وہ صارم کو گود میں بٹھائے کارٹون دیکھ رہی تھی۔وہ بھی بڑے آرام سے اس کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔حاشر اس کے ساتھ والے صوفے پر آ بیٹھا

"رابیل" بھاری مردانہ آواز

"جی" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"چلو آؤ۔میڈیسن لے آؤ۔۔امی نے بتایا ہے کہ تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے" بچہ بازو بڑھا بڑھا کر اپنے باپ کے پاس جانے کی کوشش کر رہا تھا

اس نے بازو آگے بڑھائے اور اسے گود میں بٹھالیا، رابیل کی گود خالی تھی۔پندرہ منٹ بعد وہ ہاسپٹل جانے کو تیار تھی۔۔صارم صوفے پر فاطمہ کے ساتھ بیٹھا اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔وہ بھی اسے دیکھ کر مسکرائی۔اس کی آنکھیں رابیل کے باپ جیسی تھیں "بھوری"۔وہ باپ کا بدلہ بچوں سے لینے والوں میں سے نہیں تھی۔

ہاسپٹل سے واپسی پر کار میں خاموشی تھی۔حاشر نے ایک نظر اسے دیکھا، پھر بولا

"میں کل حسیل سے ملنے کا سوچ رہا ہوں، ایک بار میں خود مل کر دیکھنا چاہتا ہوں"

وہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکائے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔اس نے حاشر کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"رابیل" اس نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"جی" گردن موڑے اپنے بھائی کو دیکھا

"تم۔۔خوش ہو نا؟"

اس نے ایک سانس خارج کی "عرصہ ہو گیا میں نے خوشیوں کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دیا ہے" وہ بولی تو آواز میں کرب تھا، اداسی تھی۔

اس کے گلے میں گلٹی ڈوب کر معدوم ہوئی "کیا تم وہ سب کچھ بھلا نہیں سکتی؟"

"آپ کی بہن کا حافظہ بہت اچھا ہے حاشر بھائی" اور دوبارہ رخ کھڑکی کی طرف موڑ لیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بھی خاموش تھا۔کالونی میں مڑنے سے پہلے باہر دیکھتے بولی "بیکری کے سامنے روکیے گا۔کچھ چیزیں لینی ہیں"

پھر خاموشی۔دو منٹ کے وقفے پر بیکری آچکی تھی اور وہ اندر کھڑی مختلف کھانے پینے کی چیزیں لے رہی تھی۔کاؤنٹر پر بل دینے کی باری آئی تو حاشر نے پیسے بڑھائے مگر اس نے روک دیا

"رہنے دیں، مجھے اپنے خرچے خود اٹھانے کی بہت بری عادت ہے" اور اس آدمی کی طرف اپنا ڈیبٹ کارڈ بڑھایا۔

وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا۔اس نے زندگی میں پہلی بار کسی موم کو پتھر ہوتے دیکھا تھا اور یہ تجربہ بہت برا تھا۔

رات کو بیڈ پر بیٹھی رامین اسے بتا رہی تھی کہ آج کیا کیا ہوا اور ساتھ میں بسکٹ بھی کھا رہی تھی۔وہ اسے سن رہی تھی۔اس کے گود میں صارم کو بٹھایا تھا۔وہ اسے بار بار بسکٹ پکڑاتی وہ بار بار گرا دیتا۔

"اس کے بابا کو پکڑا کر آؤ نا سنبھالیں اپنا بیٹا، اماں اس کی اپنا بیٹا ہمیں دے کر خود دوسروں کے بیٹے کے پاس گئی ہیں" عینک والی رامین طنز کر رہی تھی اور کہتے ہی سر جھٹکا۔

رابیل نے جھک کر اس کے گال کو چوما "یہ تو ہمارے بابا جیسا ہے۔بالکل مجھے چھوٹا شعر لگتا ہے" وہ پھر سے مسکرایا تھا اور اپنی زبان میں کچھ کہتا اس کے منہ میں بسکٹ ڈال رہا تھا

دفعتاً سائیڈ ٹیبل پر پڑا رابیل کا فون بجا،اس نے فون پکڑا اور نام دیکھا۔۔پھر رامین کو جس نے ابرو اٹھا کر پوچھا"کون ہے؟"

"حسیل"صارم کو پکڑا اور باہر چلی گئی۔لاؤنج میں صوفے پر بیٹھیں فرحت کی گود میں اسے بٹھایا اور خود باغ میں چلی گئی۔باغ کی طرف جاتی سیڑھیوں پر اشعر بیٹھا پڑھ رہا تھا۔اس نے فون کان سے لگایا،سلام کا جواب دیا۔

"کیسی ہیں آپ؟"

"ٹھیک ہوں،آپ کیسے ہیں؟"وہ چلتی پھرتی اس سے بات کر رہی تھی

"کل میں تھوڑا روڈ ہو گیا تھا،مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے"

ایک لمحے کی خاموشی،اسے کل رات والا آخری میسج یاد آیا"کوئی بات نہیں"

وہ تو کب کی بھول بھی گئی تھی۔جس قدر سر گھوما تھا نا یاد رہنا بھی نہیں تھا۔

"آپ نے نہیں بتایا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔وہ تو امی کی فرحت آنٹی سے بات ہوئی اور انھوں نے بتایا کہ آپ ٹھیک نہیں تھیں"

وہ خاموش رہی،پھر گلا کھنکھارا

"مجھے عادت نہیں ہے کسی کو بھی اپنا درد سنانے کی"

وہ ذرا سا مسکرایا تھا"لیکن مجھے تو بتاتیں"

اس نے ایک سانس خارج کی "اب میں ٹھیک ہوں حسیل، اٹس اوکے" وہ بنچ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی

"مجھے خوشی ہوتی اگر ہم شاپنگ اکٹھے کرتے، انگوٹھی تو میں نے امی کے ساتھ لے لی، شادی کی شاپنگ میں آپ کے ساتھ کروں گا" وہ سامنے جلتے بلب کو دیکھ رہی تھی جس کی روشنی پہلے سے مدھم تھی، شاید فیوز ہو رہا تھا

"جی" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ پھر ایک دو باتیں کرنے کے بعد اس نے کال کاٹ دی اور کچن کے بیک ڈور سے اندر چلی گئی۔

کچھ پل بیتے اور صارم کو کندھے سے لگائے ہاتھ میں ایک چھوٹا ڈبہ پکڑے وہ دوبارہ باغ میں آئی تھی۔ اشعر کے ساتھ سیڑھیوں پر جا بیٹھی۔ وہ کتاب گود میں رکھے کچھ پڑھ رہا تھا

"ہیلو" اس نے صارم کا ہاتھ پکڑ کر اس کی طرف بڑھایا جیسے وہ اشعر سے سلام لے رہا ہو۔ اس نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں۔ بس ایسے ہی ایک دو چیزیں ریوائز کر رہا ہوں۔ لگتا تھا بھول گئی ہیں" اس بھوری آنکھوں میں فکر تھی

"ڈاکٹروں کو بھی کچھ بھولتا ہے؟"

"ڈاکٹروں کو ہی تو بھولتا ہے"

"ہاسپٹل میں دن گزر جاتا ہے؟" صارم بار بار ٹانگیں ہلا رہا تھا، اس نے اس کی ٹانگوں کو ہاتھ سے روکا۔

"جی، رنگ برنگے مریض دیکھ دیکھ کر"

اس نے سر ہلاتے ساتھ پڑا ڈبہ اسے دیا

"یہ کیا ہے؟" وہ لکڑی کا ایک چھوٹا ڈبہ تھا، رابیل کو جب بھی کچھ دینا ہوتا تھا وہ اسے اسی ڈبے میں دیتی تھی اور وہ ڈبہ خالی کر کے اسے واپس کر دیتا تھا، وہ دوبارہ بھرتی اور اسے دے دیتی۔

اور یہ سلسلہ دونوں بہن بھائیوں میں بچپن سے جاری تھا۔ اس نے ڈبہ کھولا اور اندر بہت سی چاکلیٹس تھیں، زیادہ تر ڈیری ملک ہی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ اسے ڈیری ملک اچھی لگتی ہے

"تھینک یو!" وہ مسکرایا تھا۔ بھوری آنکھیں چھوٹی ہوئی تھیں۔

"میرا بھائی پڑھ پڑھ کر چوزہ بنتا جا رہا ہے۔ سارا دن مریض اس کا دماغ چوس لیتے ہیں۔۔ اتنا گلوکوز تو بنتا ہے"

وہ ہنس دیا، رابیل بھی مسکرائی۔

"آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہیں"

"میں ہمیشہ ایسے ہی کروں گی" اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"بس آپ اپنی شادی کی ڈیٹ میری ہاؤس جاب کے بعد رکھیے گا" اس نے ایک چاکلیٹ نکالی اور کھولی، ڈیری ملک کا ایک چھوٹا ڈبہ توڑ کر صارم کو پکڑایا

"جو حکم آقا۔۔آپ کہیں تو آپ کے ڈاکٹر بننے کے کئی سال بعد شادی کروالیں گے" وہ تھوڑی تلے مٹھی رکھے اسے دیکھ رہی تھی

"نہیں شہزادی" اس نے رابیل کے سر پر ہاتھ رکھا "آپ پہلے ہی شادی کروالیں، نہیں تو ملکہ ہمیں اپنے جلاد کے ہاتھوں سنگسار کروادیں گی"

اور دونوں ہنس دیے۔۔

"چلو اب تم پڑھ لو" وہ صارم کو گود میں اٹھائے کھڑی ہوئی "بلکہ اندر آجاؤ۔ یہاں گرمی ہے اور مچھر بھی"

"اندر آجاؤں تو امی اور نانی سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ کبھی امی دودھ کا گلاس لائیں گی اور کبھی نانی بادام۔۔میں ادھر ہی ٹھیک ہوں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور اندر چلی گئی۔

اگلی صبح وہ ٹھیک تھی۔ فرحت کے ضد کرنے پر بھی وہ رکی نہیں اور آفس چلی آئی مگر کام ٹھیک سے نہیں کر پا رہی تھی۔ آنکھیں ابھی بھی گھوم جاتی تھیں اور وہ بہت جلدی تھک گئی۔ بمشکل چار گھنٹے نکالے اور اس کے بعد گھر آگئی۔ گھر میں تو عجیب ہی ماحول تھا۔ فرحت سارے گھر کی صفائی کروانے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لگی ہوئی تھیں۔ان کی خوشی دیکھنے لائق تھی، پانچ بجے کے قریب اس نے مینا کو فون کیا۔فون بج رہا تھا مگر مجال جو وہ اٹھالے، سارا دھیان کمپیوٹر کی سکرین پر تھا۔اس کا پراجیکٹ مکمل تھا اور کل کلائنٹ کے ساتھ ان کی میٹنگ تھی۔وہ ایک آخری بار سارا کام دیکھ رہی تھی۔پھر اچھے سے چیک کیا اور سکرین لاک کر کے کمپیوٹر آف کیا۔دفعتاً پاس تھرتھراتا فون پکڑا اور سکرین سوائپ کر کے کان سے لگایا

"ہوں"

دوسری طرف سے لڑکی کی آواز ابھر رہی تھی۔وہ تھکی تھکی سی بول رہی تھی

"آرہی ہوں"

اور اس کی بات سن کر کال کاٹ دی۔ابھی وہ اٹھنے کو تیار تھی کہ فائزہ(اس کی کولیگ) آئی اور مسکراتے ہوئے اس کا حال پوچھا

"تم جارہی ہو؟"

"ہوں۔۔کیونکہ یہ آف ٹائمنگ ہے" وہ اپنا پرس میز پر رکھے اس سے مخاطب تھی

"ہاں" پھر ہچکچائی "میں نے تمھیں ایک فائل بھیجی ہے۔پلیز وہ دیکھ کر بتادو ٹھیک ہے۔۔پلیز، میں نے گھر جا کر کام مکمل کرنا ہے" وہ بڑے تحمل اور رحم طلب لہجے میں بول رہی تھی

اس نے سانس خارج کی اور کمپیوٹر دوبارہ آن کیا۔ جلدی جلدی سے سکرین ان لاک کی اور اس کی بھیجی فائل کھولی، پتلیاں سکیڑے اسے دیکھا

"ہوں، ٹھیک ہے اب" اور مسکرا کر اسے دیکھا

اس کا چہرہ کھل اٹھا "تھینک یو سو مچ رامین"

اور وہ وہاں سے چلی گئی، اس نے سر نفی میں ہلایا "چھوٹی چھوٹی خوشیاں" اور اپنے کیبن سے باہر نکلی۔ آفس کی بتیاں بجھنے لگی تھیں۔

وہ گھر پہنچی تو باہر سفید کار کھڑی تھی۔ اس کی سوچ کے عین مطابق حسیل آیا تھا اور وہ باغ میں بیٹھا حاشر سے باتیں کر رہا تھا۔ دونوں کے درمیان میز پر چائے، کیک اور نان کھتائی پڑی تھی اور وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے مسکرا کر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ حاشر نے ایک نظر اندر آتی رامین کو دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔ وہ بھی چپ کر کے اندر چلی گئی۔

تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے دونوں کے درمیان بات چیت رہی اور اب وہ جا رہا تھا۔ باہر کھڑا حاشر اس کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے رہا تھا جب حسیل کی نظر اوپر پڑی۔ وہاں دیوار کی نکڑ پر صارم کو کندھے سے لگائے رابیل کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ دیکھ کر مسکرایا تو وہ بھی مسکرا دی۔ پھر واپس چلی گئی۔

شاید وہ باقی مردوں جیسا نہیں تھا مگر شاید کا کیا اعتبار؟

کمرے میں اپنے آئینے کے سامنے کھڑی رابیل دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی، کاؤچ پر افیفہ بیٹھی اسے غور سے دیکھ رہی تھی، کھڑکی کے پاس کھڑی رامین سینے پر بازو لپیٹے اسے ہدایات دے رہی تھی جبکہ پارلر والی لڑکی بس اسے خاموشی سے دیکھتی منہ بسور رہی تھی

"اوہو، اسے یوں ڈالو" اس نے کوپر کلر کا جالی دار دوپٹہ اس کے کندھے سے لٹکایا جس کے کناروں پر کام ہوا تھا

"ارے نہیں" افیفہ اٹھی "وہ دوپٹہ ہی سنبھالتی رہے گی" اور اس نے دوپٹہ اس کے کندھے سے اتار کر اچھے سے بازو پر سے گزار کر کندھے پر ڈال دیا

"لو جی" رامین کو ایک آنکھ نہ بھایا "اس کی اپنی منگنی ہے۔ ایسے لگ رہا ہے وہ پتہ نہیں دوپٹے سے کتنی عاجز آئی ہے" اس نے اس کا دوپٹہ اتارا اور پھر سے اس کے کندھے پر ڈالا

"آپ ایک طرف ہو جائیں پلیز۔۔ میں سیٹ کر دیتی ہوں" اب پارلر والی لڑکی آگے بڑھی تھی۔ دونوں خاموشی سے ایک طرف ہو گئیں۔

اس نے بڑی مہارت سے دوپٹہ اس کے بائیں کندھے پر ڈالا، پھر اچھے سے سیٹ کر کے پنز لگائیں اور اب وہ اچھے سے ٹک چکا تھا۔۔

"ہاں دیکھو، ایسے کہہ رہی تھی میں" رامین نے تالی مار کر داد دی۔ افیفہ بس سر نفی میں ہلا کر رہ گئی۔ وہ مکمل تیار تھی، سیاہی مائل جامنی رنگ کی کام دار کرتی جس کی آستینوں پر گولڈن رنگ سے کڑھائی

کا کام ہوا تھا، دامن پر ہوئی کڑھائی میں موتی لگے تھے اور گول گلے پر ہلکی پھلکی سی کڑھائی تھی۔اس نے گلے میں ہلکا سا ڈائیمنڈ سیٹ پہن رکھا تھا، البتہ جھمکے گول اور ذرا سے بڑے تھے۔آستین کہنیوں سے ذرا نیچے تک آ رہی تھیں، ہاتھ میں دو سونے کے کنگن تھے جو فرحت نے زبردستی پہنائے تھے، نیچے ہم رنگ گرارہ تھا۔اس نے ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا۔

دائیں بائیں طرف سے سامنے کے بالوں کی کھجوری چٹیا بنا کر پیچھے کی طرف باندھ دی گئی تھی، باقی کے بال کھلے تھے، تھوڑے سے بال آگے کو تھے اور باقی پیچھے، سامنے سے دو لٹیں نکل کر چہرے کے گرد جھول رہی تھی۔سادہ سا میک اپ، وہ اپنا عکس دیکھ کر دھیما سا مسکرائی۔دل بے اختیار دھڑک رہا تھا۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔یہ بات نہیں تھی کہ وہ گھبرا رہی تھی یا راضی نہیں تھی۔بس ایک عجیب سا احساس تھا جو اسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔دفعتاً دروازہ کھلا اور فرحت اندر آئیں۔اسے دیکھ کر مسکرائیں اور پھر اس کے ماتھے کو چوما

"ماشاءاللہ" ان کی آنکھوں میں آنسو تھے "اللہ تمھارے نصیب اچھے کرے" پھر مسکرائی تھیں وہ بس مسکرا دی۔کھلے دروازے سے اشعر اندر آیا تھا

"آ بھی جائیں اب۔۔حاشر بھائی تین کالز کر چکے ہیں۔ایمو شنل سین آ کر کر لیجئے گا" اس کی جیب میں پڑا فون پھر سے تھرتھرایا۔حاشر کی پھر سے کال آ رہی تھی۔اس نے آئینے میں خود کو گھورتی لپ سٹک ٹھیک کرتی مینا کو گھورا

"تم چلو وائرس، امی اور آپی بھی آتی ہیں" وہ اس کے پیچھے کھڑا تھا

"ہاں بس میں نہ پیاری لگوں" وہ منہ بسورے اشعر کے پاس سے گزری

"اتنی تم جنت کی حور" وہ کہاں چپ رہنے والا تھا

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی فرحت نے اسے گھورا "میں نے تم دونوں کو گھر چھوڑ جانا ہے، چلو اب" وہ اپنی چادر ٹھیک کرتیں باہر کی طرف چلی گئیں۔ ساتھ ہی پارلر والی نے سامان پیک کیا اور چل دی۔

"ہوں!" اس نے آنکھیں گول گھمائیں اور اشعر کو منہ چڑھاتی باہر چلی گئی۔ پیچھے ہی وہ بھی چلا گیا۔

اب بس افیفہ اور رابیل تھیں۔ رابیل نے اسے ایک نظر دیکھا، وہ مسکرائی

"کالا ٹیکا لگالو۔ نظر نہ لگ جائے" وہ ہنس دی

کمرے کی بتیاں بجھاتی وہ بھی باہر کی طرف بڑھی تھی۔

منگنی کا انتظام بڑے سے باغ میں کیا گیا تھا۔ باغ میں داخل ہوتے ہی پھولوں کی خوشبو نتھوں سے ٹکرائی تھی۔ نارنجی شام اور ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا۔ فرحت کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔ ان کی طرف سے ان کی اکلوتی بہن آئی تھیں۔ صبیحہ آفندی جو کہ تیمور کی ماں اور رامین کی ساس تھیں۔ رابیل کے ددھیال سے کوئی نہیں تھا۔ حاشر کی بیوی بھی نہیں آئی تھی مگر یہاں کس کو فرق پڑتا تھا۔ رابیل کی دوست اور کولیگ فائقہ جبین آئی تھی۔ بچپن سے اس کی واحد سہیلی افیفہ ہی رہی تھی۔ وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زیادہ پبلسٹی پسند نہیں کرتی،اپنی کسی ذاتی خوشی یا غم کا اظہار وہ کسی بھی پبلک پلیٹ فارم پر نہیں کرتی تھی۔سامنے سٹیج پر بیٹھا سفید کرتے اور بھورے کوٹ میں ملبوس حسیل رابیل کو آتا دیکھ کر کھڑا ہوا تھا۔اس کا خاندان بھی چھوٹا سا تھا۔باغ کو سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا۔سفید سیاہ یونیفارم میں ملبوس ویٹرز پھرتی سے جوس سرو کر رہے تھے۔وہ سٹیج پر چڑھی اور حسیل کے ساتھ کھڑی ہوئی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔وہ بھی مسکرائی اور پھر نظریں جھکا لیں۔پھر صوفے پر بیٹھ گئی۔کیمرہ مین تصاویر بنانے میں مگن تھا۔چھوٹے بالوں والی لڑکی نے ٹی پنک کا مدار گھٹنوں سے اوپر تک آتی کرتی پہن رکھی تھی۔نیچے کوپر گرارہ تھا اور اس نے دوپٹہ پیچھے کمر سے آتا دونوں بازوؤں پر لے رکھا تھا۔آگے سے ہلکا پھلکا سا ہیئر سٹائل اور باقی پیچھے سے بال کھلے تھے۔اس کے گلے میں سلور پینڈنٹ تھا جس کے درمیان میں ایک سفید موتی تھا۔کانوں میں گول سونے کی بالیاں تھیں جو اس کے چہرے کے ساتھ جچتی تھیں۔آج اس کی عینک غائب تھی۔ہائی ہیلز پہنے لڑکی باغ میں داخل ہوئی اور نظر سامنے کھڑے بھورے پینٹ کوٹ میں ملبوس سرمئی آنکھوں والے پر پڑی۔وہ سر جھکائے نیچے گھاس کچلتے فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔وہ مہمانوں سے ملی پھر سیدھا اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی اور گلا کھنکھارا۔وہ جو گھاس پر سر جھکائے کھڑا تھا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔سنجیدہ چہرے پر نرمی در آئی اور اس نے کال کاٹ دی۔پھر فون کوٹ کی اندر والی جیب میں رکھا۔لڑکی مسکرائی اور چھوٹے بال بڑی نزاکت سے کان کے پیچھے اڑسے

"کیسی لگ رہی ہوں؟"اس نے دونوں ہاتھ کمر پر باندھے۔

سرمئی آنکھوں والے نے پہلے اس کا چہرہ دیکھا پھر دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے اور سر سے پیر تک دیکھا"بس گلاسسز ہی غائب ہیں۔باقی تو ویسی ہی ہو"بے پرواہی سے شانے اچکائے

اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔اسی طرح ہاتھ کمر پر بندھے رہے"اتنا مہنگا میک کروایا ہے اور تمھیں میں ویسی ہی لگ رہی ہوں"وہ جیسے ابھی رو دے گی

لڑکا ہنس دیا پھر ادھر اُدھر دیکھا"ہاں ٹھیک ہے۔۔"اس نے نظریں پھیری رکھیں اور سٹیج کو دیکھتے رامین سے مخاطب ہوا"اچھی لگ رہی ہو"

وہ مسکرائی اور اس کی کہنی پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا"ادھر دیکھو۔۔مجھے دیکھ کر کہو"وہ اب دانت پیستے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ بمشکل مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا"توپ سے نکلا گولہ اور منہ سے نکلی بات واپس نہیں آتی۔میں نے بھی جو بات کہنی تھی کہہ دی۔اب وہ واپس نہیں آسکتی"

لڑکی کا منہ پھر سے کھل گیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی تیمور کی ماں صبیحہ اس کے قریب آئیں اور رامین کو دیکھ کر مسکرائیں"اچھی لگ رہی ہو"

وہ بھی سنبھل کر مسکرائی۔دونوں ہاتھ سامنے باندھ لیے اور تیمور کو بڑی تمیز اور تہذیب سے دیکھا جو کہ پھر سے سنجیدہ ہو گیا تھا۔صبیحہ ایک قدم آگے بڑھیں اور تیمور کی کہنی تھامی۔پھر مسکرا کر اپنے سے لمبے لڑکے کو دیکھا

"اب تو کسی شادی بیاہ یا کسی فیملی ایونٹ میں دکھ جاؤ تو دکھ جاؤ ورنہ گھر کا رستہ تو تم کب کا بھول گئے۔ کبھی ماں کا خیال نہیں آیا؟"انھوں نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو کہ انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ خاموش رہا۔رامین بھی سنجیدگی سے تیمور کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں نے تمھیں پیدا کر کے اس ڈائن اور اس کے بیٹے کے حوالے کر دیا۔آنکھیں دیکھو اپنی۔۔مجال ہے جو ماں کے لیے محبت اور پیار ہو۔ایسے ہوتے ہیں بیٹے؟"

تیمور نے دائیں ہاتھ سے ان کا ہاتھ اپنی بائیں کہنی سے ہٹایا۔پھر گلا کھنکھارا

"ممی۔۔پتہ نہیں اچھے بیٹے کیسے ہوتے ہیں مگر مجھے یہی سکھایا گیا ہے کہ مجھے ہمیشہ ریسپیکٹ کرنی ہے چاہے میں محبت نہ بھی کرتا ہوں اور میں آپ کی ریسپیکٹ کرتا ہوں"

اس کی ماں مسکرائی"اور یہ بھی تمھیں اسی نے سکھایا ہے؟"

اس نے اپنی ماں کو نہیں دیکھا۔ایک نظر مینا کو دیکھا جو کہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔اسے پتہ تھا کہ اب وہ وہاں نہیں رکے گا اور وہ وہاں نہیں رکا۔

کچھ دیر کا توقف تھا اور پھر منگنی کی رسم ادا ہو گئی۔ رابیل کے ہاتھ میں وائٹ گولڈ کی انگوٹھی تھی جس پر ایک ننھا سا ہیرا جگمگا رہا تھا۔ اس کا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا، دور کہیں سے ماضی نے دستک دی تھی مگر اب دروازے سبھی بند تھے۔ وہ مسکرائی اور سامنے دیکھا۔ فوٹو گرافر نے ایک تصویر کھینچی تھی۔ یہ شام رابیل کے نام تھی۔ وہ ذرا سا جھکا اور اس کے کان کے قریب سرگوشی کی

"کوئی اتنا خوبصورت بھی ہو سکتا ہے، میں ابھی تک بے یقین ہوں" اس نے کچھ نہیں کہا۔ بس نظر اٹھا کر ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ دفعتاً امین آئی تھی اور اس کے ساتھ بیٹھ کر تصاویر بنوائیں۔ مہمان باری باری آتے اور انھیں مبارکباد دے کر چلے جاتے۔ مغرب سے ذرا پہلے باغ میں کھانے کی خوشبو ہر سو پھیل گئی تھی۔ ویٹرز پھرتی سے کھانا سرو کر رہے تھے۔ اسے بھوک نہیں لگی تھی۔ اسے خوشبو میں رچی بچی شام پر سکون لگی تھی۔ یہ دن اس کی زندگی میں نئی شروعات کا پیغام لایا تھا مگر یہ ایک دن ہی تو تھا

رات کے ساڑھے سات کا وقت تھا۔ شہباز حسین اپنے گھر میں تھے مگر بے چین تھے۔ بار بار گھڑی دیکھتے اور پھر دروازہ۔ کچن میں کھانا بنے کافی وقت بیت چکا تھا مگر ان کی بھوک اڑ گئی تھی۔ سنینا ابھی تک نہیں آئی تھی۔ انھوں نے صوفے کے ساتھ پڑے فون کو پکڑا، سکرین روشن کی اور پھر اس کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔ اگلے ہی لمحے ان کے کان میں اس کی آواز گونجی

"جی بابا۔۔" پیچھے گاڑیوں کے ہارن اور لوگوں کی آوازوں کا شور تھا

"نینا۔۔بیٹے کہاں تک پہنچی ہو؟"

شور کی آواز ہنوز آتی رہی "بابا۔۔"اس نے توقف کیا" بابا پندرہ منٹ تک یونیورسٹی میں ہوں گی، آپ مجھے لینے آئیں گے؟"اس کی آواز کٹ کٹ کر آئی تھی گر شہباز حسین کو اس کی آواز بھرے ہجوم میں بھی سنائی دیتی تھی۔

"اچھا بیٹا۔۔میں نکل رہا ہوں"انھوں نے فون جیب میں ڈالا، کچن کی بتی بند کی۔لاؤنج کی لائٹ جلتی رہی اور لاؤنج کے دروازے کے ساتھ لگی چابیاں اتاریں اور باہر کی طرف بڑھے۔گاڑی باہر نکالی، گیٹ بند کیا اور پھر اس کی یونیورسٹی کی طرف رواں ہو گئے۔وہاں بہت سے لوگوں کا ہجوم تھا۔ معلوم پڑتا تھا وہاں اور بھی والدین کے بچے گئے ہیں۔وہ نیشنل کالج آف آرٹس میں کھڑے اپنی بیٹی کا انتظار کرتے رہے۔کالج کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔لڑکیاں پہلے اتریں اور پھر لڑکے۔وہ سامنے سے مسکراتی ہوئی آرہی تھی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔اس کے ہاتھ میں ایک کیمرہ تھا۔کندھے سے لٹکتا پرس اور نیلی جینز پر گلابی قمیض تھی۔سر پر سٹالر تھا اور عین اپنے باپ کے سامنے آ کھڑی ہوئی

"السلام علیکم بابا!"

اس کے باپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، پھر بالوں پر بوسہ دیا۔سلام کا جواب دیا"اتنی دیر کر دی، میں تو پریشان ہو گیا تھا"وہ مسکرا رہے تھے

اس کی مسکراہٹ گہری پڑی"بابا آتے آتے دیر ہو گئی"

اور دونوں اکٹھے گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔

پیسنجر سیٹ پر بیٹھی لڑکی مسلسل بولے جا رہی تھی۔وہ اسلام آباد میں ہونے والی نمائش کا حال بتا رہی تھی۔

"اتنی اچھی پینٹنگز۔۔بابا میں تو بس دیکھتی رہی۔۔وہاں کے پینٹرز بہت اچھے ہیں بہت ٹیلنٹڈ،ان کے ہاتھوں میں تو جادو تھا،سحر سا"پھر سر سیٹ کی پشت سے لگایا"میں تو تھک گئی"

وہ ہنس دیے"کہا تھا نا تھک جاؤ گی"

اس نے سانس خارج کی۔ذرا سا اپنے باپ کے ساتھ سرکی

"کل میں آپ کے کالج آؤں گی،آپ بھی ہوں گے نا؟"

وہ مسکرائے اور گردن موڑ کر اسے دیکھا"ان تالیوں میں سب سے اونچی گونج تمھارے باپ کی تالیوں کی ہو گی"

دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔پھر وہ خاموش ہو گئی۔اس کے بابا نے گاڑی ایک جگہ روکی اور اس کے لیے جوس کی بوتل لے آئے۔لڑکی نے سر ویسے ہی سیٹ کی پشت سے لگائے رکھا۔وہ کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔اس کے ابا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"ٹاپک کیا تھا آپ کی پینٹنگ کا؟"وہ سامنے دیکھتے بولے تھے۔

سنینا نے فوراً گردن موڑی"خواب۔۔"پھر کھلی ہوئی بوتل سے جوس اندر اتارا

"کیسا خواب؟"اس کے بابا نے بھنویں بھینچیں مگر سامنے ہی دیکھتے رہے۔

"بابا وہ خواب جو سب نوجوان دیکھتے ہیں۔ستاروں سے آگے جہاں کا خواب، کچھ بڑا کر دکھانے کا خواب، چاہے جانے سراہے جانے کا خواب"اور خاموش ہو گئی

اس کے ابا مسکرا دیے"جب ہم آپ کی عمر کے ہوتے تھے نا سنینا ہم بھی یہی خواب دیکھا کرتے تھے۔ہم کہتے تھے ہمارے سامنے کوئی نہ آئے ہم ساری دیواریں توڑ دیں گے۔ہم یہ بھی کر سکتے ہیں وہ بھی کر سکتے ہیں۔ ہمیں لوگوں کی کیا پرواہ، ہم کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے"پھر ہنس دیے

"ہمارا سینہ چوڑا اور کندھے کشادہ ہوتے تھے۔ نظر آسمان پر ہوتی تھی مگر ہم بھول جاتے تھے کہ پیر تو زمین پر ہی ہیں نا، کندھے ڈھیلے ہو گئے اور آواز دھیمی۔۔پھر ہمیں سمجھ آیا تھا کہ زندگی کیا چیز ہے۔ جب ہم میں سے کوئی ایک جو بڑی بڑی باتیں کرتا اور سب فتح کرنا چاہتا تھا مگر زندگی نے اسے مہلت نہ دی تو ہمیں سمجھ آ گیا زندگی کیا ہے"اور خاموش ہو گئے

سنینا پہلے تو خاموش رہی۔پھر اپنے ابا کو دیکھا"آپ مجھے ڈرائیں مت بابا۔۔میں جب بھی کچھ بڑا کرنے یا کچھ خاص کرنے کی بات کروں آپ ایسی ہی کوئی بات کرتے ہیں۔کیا انسان اب بڑا تصور بھی نہ کرے؟"

اس کے باپ نے سانس خارج کی" کبھی کبھی یہ بڑا کرنے کی چاہ انسان کو کچھ چھوٹا بھی نہیں کرنے دیتی"

اس نے سانس خارج کی "آپ جو حاصل کرنا چاہتے تھے کیا وہ آپ کو حاصل نہیں ہوا؟ آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟"

اس کے باپ نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔ پھر مسکرا دیے "یہاں سب لاحاصل ہے۔ انسان کی ساری کوشش لاحاصل کے لیے ہے اور جو حاصل کرنا ہے اسے تو وہ دیکھتا ہی نہیں۔۔ سب سمجھ آ جائے گا"

دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی تھی۔ وہ چپ ہو گئی، اس کا باپ ایسی باتیں کیوں کرتا تھا؟

گاڑی گیراج میں کھڑی ہوئی اور وہ باہر نکل کر اندر کی طرف بڑھی مگر اس کے باپ نے پیچھے سے آواز دی "نینا۔۔"

وہ سیڑھیوں پر قدم رکھتی پیچھے مڑی "جی بابا۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھے اور اس کا سر اپنے سینے سے لگایا "میں تمھیں کسی بھی چیز سے منع نہیں کرتا بیٹا، نہ میں تمھیں ڈراتا ہوں۔ میں تو بس خبردار کرتا ہوں"

اس نے سر ہلایا "مجھے پتہ ہے بابا۔۔" اور مسکرائی۔ پھر دونوں ساتھ ساتھ اندر بڑھے تھے۔

رات کے کھانے کے بعد وہ بیڈ پر سینے کے بل لیٹی چھوٹے کینوس پر کچھ لکھ رہی تھی۔ شاید کوئی آیت تھی جو ابھی ادھوری تھی۔ ساتھ کسی کی کال چل رہی تھی، ایک مرد کی آواز ابھری

"کل کتنے بجے آؤ گی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شاید تین چار بجے "اور اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی تھی۔

"سو جاؤ۔۔ صبح تم نے پھر سے تھک جانا ہے"

اس نے اپنا سر بستر پر رکھا، ہاتھ رک گئے "کل خالہ کے ساتھ آؤ گے؟"

"ہاں۔۔" پھر توقف کیا" صبح ایک کیس ہے اس کے سلسلے میں عدالت جانا ہے۔۔اس لیے تھوڑی دیر ہو جائے گی"

لڑکی کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں "عالی۔۔ تم نا بلیک جینز اور وائٹ شرٹ پہن کر آنا"

وہ ہنس دیا" میں تو سیاہ شلوار قمیض کا سوچ رہا تھا"

وہ بھی ہنس دی "ہاں۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔اس میں بھی تم اچھے لگتے ہو"

وہ پھر سے ہنسا۔ پھر سانس خارج کی "چلو نینا۔۔ آواز تمھاری نکل نہیں رہی اور تمھیں اور جاگنا ہے، سو جاؤ"

اس نے خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔ وہ اسی طرح لیٹی چند لمحوں میں سو گئی۔اس کا باپ کمرے میں آیا۔اس کے بکھرے رنگ برش کینوس سب پکڑ کر ایک جگہ رکھا اور اس پر لحاف دیا مگر وہ اٹھ گئی۔ پھر سیدھی ہو کر لیٹی اور سو گئی۔اس کے باپ نے کمرے کی بتی بجھائی اور چلا گیا

یہاں سے دور آٹھ مرلہ مکان میں سناٹا اور اندھیرا تھا۔سب سو چکے تھے مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ کھلی کھڑکی کے سامنے پردے لہرا رہے تھے۔اس کے ساتھ لیٹی رامین گہری سانسیں لیتی نیند

کی آغوش میں تھی۔اشعر نے منگنی کی تصاویر جو اس نے کھینچی تھیں،انھیں بھیج دی تھیں۔بیڈ پر نیم دراز سی رابیل نے ایک تصویر کسی کو فارورڈ کی تھی، جس میں لڑکی اور لڑکا دونوں ہاتھ کی پشت دکھاتے مسکرا رہے تھے۔دونوں کے ہاتھوں میں انگوٹھیاں جھلک رہی تھیں اور چند لمحے بعد میسج کا ریپلائی آیا۔وہ مسکرادی۔

"واٹ؟"اور آگے حیران ہوتا ہوا ایموجی

ایک اور میسج "اومائی گاڈ!"اور ایک حیران ہونے والا ایموجی

"یہ کب ہوا؟"

اس نے جلدی سے ٹائپ کیا "آج شام"رابیل ایک دم سے متوجہ ہو گئی۔اس کا میسج آجانے پر وہ یونہی متوجہ ہوتی تھی۔

دوسری طرف سے ایک خفا ہوتا ہوا ایموجی آیا "مجھے نہیں بتایا؟"

"جی، کیونکہ آپ بزی تھیں"شرارتی سی مسکراہٹ ہنوز قائم رہی۔

"کم آن رابیل، میں تمھارے لیے آسکتی تھی۔تم نے مجھے بتایا تک نہیں"ایک اور خفا ہوتا ہوا ایموجی

"آپ بزی تھیں۔پہلے ہی ٹریول کی وجہ سے آپ ٹھیک نہیں رہیں اور پھر میرے لیے آجاتیں۔ شادی پر آپ مہینہ پہلے آیئے گا۔مل کر شاپنگ کریں گے"اور آگے ایک لال رنگ کا دل۔

دوسری طرف سے ایک ایمو شنل سا ایموجی آیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن میں تمھارے لیے بہت خوش ہوں۔دکھی ہوں کہ تم نے مجھے نہیں بلایا مگر میں دل سے خوش ہوں کہ تم خوش ہو"آگے ایک سرخ دل۔

وہ مسکرادی۔بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے نیم دراز سی رابیل کے چہرے پر سکرین کی روشنی پڑ رہی تھی

"شکریہ"

"کیا کرتے ہیں تمھارے ہونے والے مسٹر؟"دوسری طرف سے موصول ہوا سوال۔

"سافٹ ویئر انجینئر ہیں۔امی کی دوست کے بیٹے،یہیں اسلام آباد رہتے ہیں"

دوسری طرف سے ڈھیروں دعائیں اور مسرت کا اظہار تھا۔وہ بہت خوش تھی۔۔مسلسل مسکرا رہی تھی،گالوں میں گڑھے واضح ہو رہے تھے۔۔رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔

رات کی خاموشی جا چکی تھی اور اب دن کے شور کی ابتدا تھی۔اس نے گلابی سفید دھاریوں والی شرٹ اور نیچے کھلی ہلکی نیلی پینٹ پہن رکھی تھی۔آئینے کے سامنے کھڑی اپنے چھوٹے بال برش کر رہی تھی۔پیچھے فون پر ٹائپنگ کرتی رابیل کا عکس نظر آ رہا تھا

"بیلی"بالوں کو برش کرتی رامین پیچھے رابیل کو دیکھ رہی تھی

"ہوں"اس نے سر اٹھا کر آئینے میں اس کا عکس دیکھا

"میرا پراجیکٹ ہے آج،انٹرنیشنل کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ ہے۔۔دعا کرنا اسے پسند آجائے"

"آمین،اللہ بہتر کرے گا"اس نے موبائل چارجنگ پر لگایا اور خود تیار ہونے لگی

بیڈ پر بیٹھی لڑکی نیچے جھک کر اپنے سفید سنیکرز کے تسمے بند کر رہی تھی۔پھر اٹھی اور ہونٹوں پر ہلکا سا ٹنٹ لگایا۔ایک نظر خود کو دیکھا،کلائی پر بندھی سیاہ گھڑی کا چوکور ڈائل اس وقت بجھا ہوا تھا۔۔پھر فون کا کیمرہ آن کر کے شیشے میں اپنے عکس کی تصویر لی اور مسکرا دی۔آج وہ بہت خوش تھی۔

تقریباً ساڑھے دس کے قریب میٹنگ شروع ہو چکی تھی۔نیلی شرٹ والے شخص نے پہلے ابتدائی تعارف دیا اور پراجیکٹ کے بارے میں موٹی موٹی معلومات فراہم کیں۔کمرے میں اندھیرا تھا، صرف پراجیکشن سکرین چل رہی تھی۔سب خاموشی سے بیٹھے توجہ سے اسے سن رہے تھے۔پھر وہ اپنی جگہ پر گیا اور روحان کو اشارہ کیا۔وہ لیپ ٹاپ پر جھکا اور مطلوبہ فولڈر پر کلک کیا۔ایک نئی سلائیڈ ڈس پلے ہوئی۔اس نے پہلے دو منٹ اس کے بارے میں بتایا اور پھر لیپ ٹاپ پر جھکا مگر سکرین جیسے جامد ہو گئی تھی۔اس نے ایک دو کیز دبائیں مگر یہ وہ فائل نہیں تھی۔اس نے رامین کو دیکھا اور آنکھوں سے ادھر آنے کا اشارہ کیا۔۔لڑکی اٹھی اور اس فائل کی ڈپلیکیٹ فائل کھولی اور اب وہ سکرین پر ڈس پلے ہو رہی تھی مگر جیسے ہی وڈیو کے آئیکن پر اس نے کلک کیا ایک کوڈ آیا۔رامین نے کوڈ لگایا مگر کوڈ نہیں لگا۔اس نے بہت سی کیز دبائیں مگر بے سود۔کوڈ غلط آرہا تھا۔یہ کلائنٹ کو بہت برا امپریشن دے رہا تھا۔وہ مایوس نظر آرہا تھا۔گلابی شرٹ والی لڑکی نے معاملہ سنبھالنے کے لیے

زبانی کلامی ایک لیکچر دیا جس میں اس نئے اے آئی پراجیکٹ کا خلاصہ تھا، روحان پھر بھی لیپ ٹاپ پر لگا رہا مگر وہ وڈیو نہیں چلی اور نہ ٹچ پیڈ پر بار بار انگلی چلانے سے سلائیڈز آگے پیچھے ہوئیں۔ دو گھنٹے بعد میٹنگ ختم ہوئی اور اس کا انجام سب کو معلوم تھا۔ شاید کوئی وائرس تھا یا ان کی فائل کرپٹڈ تھی کہ وہ چل ہی نہیں پائی۔ اسے رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا کیونکہ آخری بار فائزہ اس سے ملی تھی اور اس نے رامین کو پاسورڈ لگاتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سر دونوں ہاتھوں میں دیے بیٹھی تھی "اف! میں اتنی لاپرواہ اور بے وقوف کیسے ہو سکتی ہوں" وہ ابھی اپنے آپ کو کوس رہی تھی کہ باس کا بلاوا آ گیا۔ اس کی اور روحان کی پیشی تھی۔ آج تو بہت کچھ سننا تھا مگر جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے کرسی پر بیٹھا شخص مطمئن سا تھا۔۔ اسے لگا تھا ہنگامہ ہو گا، اسے اپنی صفائی پیش کرنا ہو گی۔۔ اندر آئے گی تو باس کاٹ کھانے کو دوڑے تھا مگر یہاں تو سب کچھ الٹ تھا۔۔ وہ بولا تو اس کی آواز دھیمی تھی۔ کرسی کا رخ دائیں جانب تھا مگر وہ دیکھ رامین اور روحان کو رہا تھا

"میں زیادہ لمبی چوڑی بحث میں نہیں پڑتا، نہ میں غیر ذمہ دار ایمپلائز کے ساتھ کام کرتا ہوں۔۔ آپ دونوں کا ٹرمینیشن لیٹر پڑا ہے آپ جا سکتے ہیں۔ میری کمپنی کی ریپو خراب کرنے کا شکریہ" اس نے سامنے پڑے لفافے کی طرف اشارہ کیا۔ آفس میں اے سی کی ٹھنڈک الگ تھی اور رامین کے اندر اترتی ٹھنڈک الگ، لڑکی قدرے مطمئن تھی۔ اس نے ٹرمینیشن لیٹر کو دیکھا پھر تھوک نگلا۔۔

رامین اور روحان ساتھ ساتھ کھڑے تھے، دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پر باس کو۔۔

نہ کوئی سوال نہ کوئی جواب،اس نے ایک سانس خارج کی۔دل البتہ ڈوب گیا تھا،اس نے بہت محنت کی تھی۔اس کی چوکور سیاہ گھڑی کا ڈائل اب جلنے لگا تھا۔اس پر لال رنگ سے کچھ لکھا آرہا تھا۔۔اس نے بڑے آرام سے ہاتھ بڑھا کر لفافہ پکڑا تھااور لفافہ چاک کر کے اندر پڑا کاغذ پکڑا،پھر اس پر لکھی تحریر پڑھی،وہ مسکرائی تھی۔دماغ چلنے لگا تھا مگر دوسری سمت میں،اس نے ایک سانس لی اور خود کو نارمل کرنا چاہا۔۔دماغ نے دل کو صدا لگائی تھی،نسوں میں دوڑتے خون میں حرارت پیدا ہوئی تھی۔۔چھوڑ تو اس نے جانا ہی ہے مگر پتہ لگنا چاہیئے کہ کوئی رامین آئی تھی

"ویل مسٹر الطاف گوہر"اس نے ایک سانس خارج کی،وہ بولی تو روحان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔بالکل بے فکر سی رامین بولنا شروع ہوئی تھی"مجھے عادت نہیں ہے اپنی وضاحت پیش کرنے کی مگر جب گھر کو آگ گھر کا چراغ لگائے تو اسے تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا"شانے اچکائے اور اس نے لفافے سمیت خط دو ٹکروں میں پھاڑا،پھر ان دو کے دو اور مزید ٹکرے کیے۔روحان تو روحان باس بھی آنکھیں پھاڑے اس لڑکی کی ہمت دیکھ رہا تھا۔۔اسے بھی لگا تھا کہ رامین منت کرے گی معافی مانگے گی مگر نہیں!

"کافی بوریت ہے آپ کے آفس میں"اس نے منہ بسورا اور پھر ادھر اُدھر دیکھا،باس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے مگر جب رامین بول رہی تھی تو وہ دونوں بس سننے کے لیے موجود تھے۔۔انھوں نے یہ والی رامین آج پہلی اور آخری بار دیکھی تھی"پرندوں میں سب سے غلیظ گدھ ہوتے

ہیں اور مجھے عقاب اچھے لگتے ہیں" پھر اسے دیکھ کر مسکرائی، پھر اسی مسکراہٹ سے روحان کو دیکھا۔۔ذرا سا آگے ہوئی اور باس کی آنکھوں میں دیکھا، ابرو اٹھایا

"You cannot afford me"

اس کے چہرے پر کوئی شرمندگی اور پچھتاوا نہیں تھا۔ باس کبھی روحان کو دیکھتا کبھی رامین کو اور کبھی پھٹے ہوئے ٹکروں کو، اس نے ہر کچھ کہنے کو لب کھولے مگر نہیں، رامین کہاں کسی کو بولنے دے گی آج

"آپ کریں ان گدھوں کے ساتھ کام" شانے اچکائے۔ایک سرد نگاہ اس پر ڈالی۔اسے برف کیا اور وہاں سے چلی گئی۔وہ بس منہ دیکھتا رہ گیا۔ساتھ کھڑا روحان بھی مسکرایا اور اس کے پیچھے ہی باہر نکل آیا۔پارکنگ ایریا میں اپنی کار کے پاس کھڑے اس نے رامین کو پکارا تھا جو کہ ٹیکسی کے انتظار میں وہاں کھڑی تھیں

"اب آپ کیا کریں گی؟" وہ بھی نارمل ہو چکا تھا

اس نے شانے اچکائے

"I do what I better do"

وہ مسکرایا "آپ کے ساتھ کام کرنا ایک اچھا ایکسپرینس تھا۔۔مسافر آپ بھی ہیں مسافر ہم بھی ہیں، امید کرتا ہوں ہم دوبارہ ملیں گے"

اس آفس میں سب سے زیادہ ڈیسنٹ بندہ روحان ہی تھا،وہ مسکرائی تھی۔۔باہر عصر کی اذان ہونے لگی تھی

"ہوپ سو"اوراس کی ٹیکسی آگئی۔

اس نے دروازہ کھولااوراندر بیٹھی۔ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔تھوڑی دور جاکر رامین نے سانس خارج کی "عجیب پاگل خانہ تھا۔خیر شکر ہی ہے جان چھوٹی"وہ صرف سوچ رہی تھی اوراس کے چہرے پر اطمینان تھا

دوسری طرف انڈسٹری میں کھڑی رابیل سفید کپڑوں کی کلیکشن دیکھ رہی تھی۔کپڑوں کی ریلوں پر لٹکے کپڑے ہتھیلی پر رکھ کر دیکھ رہی تھی۔۔ساتھ کھڑی سیکرٹری کچھ کہے جارہی تھی

"یہ لاسٹ ایئر والی ہی ہے۔کچھ نیو ہے لیکن آپ کو یاد ہوگا ہم نے اس کو اس وجہ سے روک دیا تھا کہ سیزن آؤٹ ہوگیا۔۔اب سمر چل رہا ہے اور لوگ لائٹ کلرز کی طرف آئیں گے۔۔ہمیں اب زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیئے"

رابیل نے اس کی بات پر سر اثبات میں ہلایا"ہوں،ابھی ایک دو ہفتے ویٹ کرو پھر اسے آوٹ کریں گے"

ساتھ کھڑی سیکرٹری نے سر اثبات میں ہلایااور وہ ادھر اُدھر کی باتیں بتارہی تھی۔فیکٹری میں معمول کے مطابق کام ہورہا تھا۔

مقام تھالاہور اور جگہ تھی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کا آڈیٹوریم جہاں اس وقت کرسیاں بھری ہوئی تھیں۔ بڑے سے آڈیٹوریم میں اس وقت اندھیرا تھا۔ سٹیج پر میرون پردے دائیں بائیں ہٹے ہوئے تھے۔ سپاٹ لائٹ جل رہی تھی۔ ڈائز پر ایک مرد کھڑا تھا جس نے عینک لگا رکھی تھی۔ اس کے سامنے کچھ کاغذات تھے اور وہ اس مقابلے کا ذکر کر رہا تھا جو مختلف یونیورسٹیوں کے آرٹ کے سٹوڈنٹس کے درمیان ہوا تھا۔ اس کا حتمی نتیجہ ایک دن پہلے نکلا تھا اور آج جیتنے والے کو انعام دیا جانا تھا۔ اس سے پہلے ایک تقریر کی جا رہی تھی جس میں اس قسم کے مقابلوں کی اہمیت بیان کی جا رہی تھی، پھر ان بچوں کو سراہا جا رہا تھا جنھوں نے حصہ لیا تھا۔ پہلے قطار میں بہت سے اساتذہ کے ساتھ شہباز حسین بھی بیٹھے تھے۔ انھوں نے گہری بھوری پینٹ پہن رکھی تھی۔ اوپر سفید شرٹ تھی جسے سسپینڈرز کی مدد سے پینٹ نے پکڑا ہوا تھا۔ وہ نہ زیادہ موٹے تھے نہ زیادہ پتلے۔ وہ اچھی متوازن جسامت اور صحت کے مالک تھے۔ چہرے پر گھنی مونچھیں تھیں جو کہ سرمئی تھیں۔ کنپٹی سے کچھ بال سفید ہو رہے تھے۔ آنکھوں پر نزدیک کی نظر کا چشمہ ہوتا تھا جو کہ ابھی عینک کے فریم سے جڑے دائیں بائیں دھاگوں کی مدد سے ان کی گردن میں لٹک رہا تھا۔ انھوں نے بھورا کوٹ پہن رکھا تھا اور ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ وقت قریب آتا جا رہا تھا۔ سب لوگ کھڑے ہوئے اور تالیاں بجاتے کسی بڑے ماہر آرٹسٹ کا استقبال کر رہے تھے مگر وہ کھڑے نہیں ہوئے۔ پھر سب لوگ بیٹھ گئے، انعام دینے کا وقت آ چکا تھا۔ ایک طرف ایک عورت کھڑی تھی، ایک طرف ماہر آرٹسٹ اور

روسٹرم پر کھڑا مرد کسی کا نام پکار رہا تھا۔اس کی پینٹنگ بڑی سکرین پر دکھائی جا رہی تھی،اس نے ایک لڑکی بنائی تھی جس نے پیچھے کو چٹیا کر رکھی تھی۔اس لڑکی کا چہرہ واضح نہیں تھا صرف پشت دکھائی دیتی تھی۔بنانے والی نے اس ایک لڑکی میں کئی عکس بنائے تھے،ایک طرف سفید یونیفارم میں،ایک طرف حجاب میں،ایک طرف چٹیا کی ہوئی۔وہ پینٹنگ واقعی بہت مہارت سے بنائی گئی تھی۔اس میں دنیا کے ہر ملک کا شاہکار تھا۔پاکستان سے مینار پاکستان،فیصل مسجد،ترکی کا غلاطہ ٹاور، برج خلیفہ، سٹیچو اف لیبرٹی،فلاویان ایمفی تھیٹر غرض دنیا کے شاہکار وہاں بنائے گئے تھے۔پینٹنگ ایسی تھی کہ رات اور دن کا ملاپ تھا،رات کے ستارے اور سورج کی گرمی،وہ کافی سمجھنے والی پینٹنگ تھی۔وہاں پینٹنگ بنانے والی کا نام بولا جا رہا تھا،شہباز حسین نے اپنا فون نکالا،سکرین آن کی اور کیمرہ نکالا۔

"سنینا شہباز"

وہاں پردے کے پیچھے سے سٹیج پر سپاٹ لائٹ میں ایک لڑکی آ کھڑی ہوئی۔اس کے لمبے بال چٹیا میں گوندھے ہوئے تھے۔گلے میں شیفون کا دوپٹہ تھا۔اس نے نیوی بلیو شلوار قمیض اور نیچے فلیٹ جوتا پہن رکھا تھا۔بائیں کلائی میں گھڑی تھی اور کانوں میں چھوٹی بالیاں۔گلابی گال اور مسکراتے ہونٹ۔ وہ سادگی میں بھی اچھی لگ رہی تھی۔دبلی پتلی لڑکی سپاٹ لائٹ میں کھڑی تھی۔اسے ایک شیلڈ دی جا رہی تھی۔گلے میں میڈل پہنایا جا رہا تھا اور وہ مسکرا رہی تھی۔پھر تصویر بنوائی اور اس نے شیلڈ کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہاتھوں میں لے کر محسوس کیا۔اسے مائیک دیا گیا تھا، بولنے کو چند منٹ۔اس کی ہتھیلیوں پر پسینہ تھا مگر وہ پر اعتماد تھی۔اس کی نظر نے دائیں سے بائیں سفر کیا اور نظر بائیں طرف بیٹھے مسکراتے ہوئے شخص پر ٹھہر گئی۔۔

"میری اس پینٹنگ کا عنوان خواب ہے۔وہ خواب جو ہر نوجوان میرا ہم عمر دیکھتا ہے۔ایک ایسا خواب جس کے لیے وہ دن اور رات کی گردش کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔میری کامیابی میرا ہر انعام میرے بابا پروفیسر شہباز حسین کے نام، جنھوں نے مجھے سکھایا کہ خواب وہ نہیں ہوتا جو آنکھیں بند کر کے نیند میں دیکھتے ہیں۔خواب وہ ہوتا ہے جو آپ کھلی آنکھوں سے دیکھیں اور وہ آپ کو سونے نہ دے۔ خواب وہ ہے جو آپ کو سوتے ہوئے جگا کر بٹھا دے۔۔"

وہ مسکرائی "تھینک یو بابا!"

سارا آڈیٹوریم تالیوں سے گونجا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے نیچے آئی اور پہلے صوفے کی طرف بڑھی۔ اس کا باپ کھڑا ہوا اور اس کے بالوں پر بوسہ دیا، پھر اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔انھوں نے سامنے پڑی پانی کی بوتل کھول کر اسے دی۔پھر جیب سے رومال نکال کر اس کا ماتھا صاف کیا جہاں پسینے کی بہت سی بوندیں تھیں۔ سٹیج پر اور بھی کچھ کہا جا رہا تھا اور بھی نام پکارے جا رہے تھے مگر شہباز حسین کے لیے اس کی بیٹی سب سے اہم تھی۔وہ مسکرا رہی تھی اور وہ اسے دیکھ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آڈیٹوریم سے باہر نکلتے ہی اس کے بابا کے بہت سے کولیگز کھڑے تھے۔وہ سنینا کو سراہ رہے تھے اس کی پینٹنگ کی تعریف کر رہے تھے اور وہ مسکرا رہی تھی۔پھر وہ چلے گئے تو ڈیپارٹمنٹ آف لاء کے کاریڈور میں کھڑی لڑکی نے گردن ادھر اُدھر گھمائی۔وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ بنا تھا جہاں تین سافٹ بورڈز لگے تھے۔سافٹ بورڈ پر بہت سے لوگوں کے نام لکھے تھے جو یہاں سے پڑھ کر جا چکے تھے اور وہ اب مشہور تھے۔ان میں سے کچھ اداکار تھے کچھ گلوکار اور کچھ بہت اچھے عہدے پر۔اس کے بابا باہر کھڑے کسی پروفیسر سے بات کر رہے تھے۔اس نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا پھر سافٹ بورڈ کو۔۔وہ مسکرا رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی وہی چمک جو ہر خواب دیکھنے والے کی آنکھوں میں خواب پورا ہونے کے خیال سے آتی ہے۔اس نے اپنی پینٹنگ دیکھی اور پھر مسکراہٹ گہری ہوئی

"سنینا۔۔"

اس کے بابا اسے بلا رہے تھے شاید کسی سے ملوانا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی تھی

-

شام کو جب رابیل گھر لوٹی تو رامین نہیں آئی تھی۔ویسے تو وہ اس وقت تک گھر آجاتی تھی پھر اس نے سوچا کہ شاید پراجیکٹ کی وجہ سے دیر ہو گئی ہو۔کھانا کھا کر وہ نانی کے ساتھ ڈرامہ دیکھنے بیٹھ گئی۔

حاشر بھی صارم کو لے کر جا چکا تھا۔گھر اب گھر خاموش خاموش سا لگ رہا تھا۔کچن سے باہر آتیں فرحت نے رابیل کو دیکھا"بیلی، مینا نہیں آئی۔۔فون کرو اسے ذرا"

وہ گود میں کشن رکھ کر بیٹھی تھی"امی میں نے بہت ٹرائی کیا ہے مگر اس کا نیٹ آف ہے، سم پر بھی کال کی ہے مگر وہ اٹھا نہیں رہی"

وہ پریشان سی اس کے پاس بیٹھ گئیں"مغرب ہو گئی ہے، وہ تو عصر کے بعد آجاتی ہے"

اس نے دوبارہ اسے کال ملائی مگر بے سود"اچھا آپ فکر نہ کریں میں پتہ کرتی ہوں"

اور وہ اٹھ کر کمرے میں آگئی۔آتے ہی کاؤچ پر بیٹھی اور تیمور کو کال ملائی۔اس نے دوسری کال پر فون اٹھا لیا

"یس باس!"دوسری طرف سے ہشاش بشاش آواز ابھری

"مینا تمھارے ساتھ ہے؟"وہ اپنا نچلا لب کاٹ رہی تھی

"نہیں تو"

"ابھی تک آئی نہیں ہے۔مجھے لگا شاید تمھارے ساتھ ہو"اس کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

"اس کا پراجیکٹ تھا آج۔۔بس صبح ہی ذرا سی بات ہوئی تھی پھر میں آفس آگیا اور اب گھر جا رہا ہوں"

اس نے کندھے ڈھلکا لیے۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی تیمور کی آواز ابھری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا۔۔تم فکر نہ کرو۔میں پتہ کرتا ہوں۔۔یہیں کہیں منڈلا رہی ہو گی"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کال کاٹ دی۔ماتھے پر ہاتھ رکھے وہ کئی سوچوں شکار تھی۔۔

یہ ایک ریستوران کا منظر تھا جس کے باہر گھاس پر مختلف میز اور کرسیاں لگی تھیں۔بڑھتی شام کی وجہ سے روشنیاں جل رہی تھیں،لوگ آجا رہے تھے۔کچھ اندر بیٹھے تھے اور کچھ باہر گھاس پر۔باہر گول میز کے گرد ایک کرسی پر ایک لڑکی چپس کا پیکٹ کھولے بیٹھی تھی۔اس کے سامنے میز پر سپرائٹ کا کین کھلا تھا اور وہ ادھر اُدھر ماحول کا جائزہ لیتی اپنی چپس اور کولڈ ڈرنک انجوائے کر رہی تھی۔پچھلی میز پر کسی نے ہلکا سا میوزک لگایا ہوا تھا مگر وہ بے پرواہ سی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔عینک کے پیچھے اس کی آنکھیں ذرا سی گلابی تھیں جیسے روئی ہوں اور ناک ذرا سی سرخ۔اس سے ذرا دور ایک میز پر دو لڑکے بیٹھے ہنس رہے تھے۔ان میں سے ایک نے اپنی جیب میں موبائل اس طرح رکھا تھا کہ اس کے تین کیمرے جیب سے باہر جھلک رہے تھے۔ویٹر ان کا آڈر سرو کرنے آیا اور اس نے ہاتھ جھلا کر اسے جانے کا اشارہ کیا

"اس عینک والی لڑکی کو میں نے کہیں دیکھا ہے" وہ پتلیاں سکیڑے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا

"ارے یہ وہی ہے۔جس نے شوٹ کیا تھا۔۔کمال کی شوٹر ہے" اور اس نے اپنے دوست کے ہاتھ پر تالی ماری۔

وہ لڑکی سے ذرا دور دائیں جانب بیٹھے تھے۔اس نے سپرائٹ کا کین منہ کو لگایا۔اندھیرے بڑھنے کے ساتھ رش بھی بڑھ رہا تھا۔پھر کچھ پل بیتے اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔۔

ریسٹورنٹ سے نکلو تو پارکنگ ایریا خاموش تھا۔صرف بے جان گاڑیاں کھڑی تھیں۔ایک لڑکا چند قدم چلتا آیا اور جیب سے چابی نکال کر گاڑی کے دروازے میں لگائی اور گاڑی کا لاک کھولا۔اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھ کر ذرا سا تھپتھپایا تھا

وہ مڑا اور پیچھے گلابی شرٹ والی لڑکی کھڑی تھی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرادی

"جی؟"لڑکے نے ابرو اٹھایا

"میرے بھائی کے پاس بھی آئی فون تھرٹین ہے۔میرے شوہر کے پاس آئی فون ففٹین ہے مگر آئی سویئر"اس نے تھوڑی کے نیچے گردن کی جلد کی چٹکی بھری"ان میں سے کسی نے آج تک جیب میں الٹا فون رکھ کر فلیکس نہیں مارا"وہ بلا کی معصوم لگ رہی تھی

"ایکس کیوزمی؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔

اس نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اور سانس خارج کی"اگر آپ نے بچپن میں اپنی مما سے ایک تھپڑ کھا لیا ہوتا تو آج یہ نوبت نہ آتی"اس نے سر نفی میں ہلایا

"واٹ؟"

اس نے ہتھیلی آگے بڑھائی

"Give me your phone"

لڑکا تو جیسے شاک میں تھا "یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ چلایا تھا

لڑکی نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔ اس کا چہرہ کھڑکی کی جانب مڑا

"تم۔۔" مگر اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب اس نے لڑکی کے ہاتھ میں چاقو دیکھا اور چاقو کی نوک اپنی گردن پر

"فون دو" وہ بلا کی سنجیدہ تھی۔ عینک کے پیچھے سیاہ آنکھیں ایک راز کہہ رہی تھیں۔

اس نے جیب سے فون نکالا اور اس کی طرف بڑھایا، لڑکی نے دائیں ہاتھ سے فون پکڑا

"اگر تمھیں میں اچھی لگ رہی تھی تو میرے پاس آتے۔ میں تمھیں آٹو گراف دیتی اور ہم مل کر تمھارے پیسوں کا کھانا کھاتے مگر دیکھو تم نے بیڈ بوائز کی طرح چھپ کر میری وڈیو بنائی" وہ کسی بچے کی طرح بول رہی تھی "اب پنش منٹ تو ملے گی نا" معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

اور چند لمحوں میں رامین نے اس کے فون کے دائیں جانب لگے بٹن زور سے دبائے۔ سکرین کو ٹچ کرتی وہ آگے بڑھ رہی تھی اور پھر چند لمحوں میں اس نے لڑکے کا فون ری سیٹ کر کے اسے واپس کر دیا

"آئندہ ایسی حرکت کی نا تو یاد رکھنا۔ مجھے دماغ، زبان اور بندوق کے علاوہ بھی بہت کچھ چلانا آتا ہے"

پھر سے سنجیدہ ہو گئی

پھر اس نے لڑکے کو چاقو دکھایا" چلو بیٹھو اندر" وہ سختی سے بولی تھی

وہ ڈرا ڈرا سا اندر بیٹھا۔ رامین نے اس کی گاڑی کو ایک ٹھوکر ماری" دو منٹ سے پہلے نکلو یہاں سے"

اور وہ کار زن سے بھگا کر لے گیا۔ اس نے سر نفی میں ہلایا

"بر گر بوائے، ہوں!" سر جھٹکا اور آگے بڑھ گئی۔ جیب سے چیونگم نکالی، ریپر کھولا اور منہ میں رکھ کر چبانے لگی

مغرب کے بعد وہ بیسیوں کالز کر چکی تھی مگر مجال ہے جو مینا اٹھا لے۔ فرحت بھی کئی بار اس کا پوچھ چکی تھیں۔ گھر میں عجیب حالت ہوئی تھی۔ اس نے تیمور کو پھر کال ملائی، پہلی بیل پر لڑکے نے کال اٹھائی

"تیمور۔۔ مینا کہاں ہے؟" وہ باہر باغ میں بنچ پر بیٹھی تھی۔

"تمھارے آس پاس کون ہے اس وقت؟" اس کے پیچھے سے ٹریفک کی آواز آ رہی تھی۔

"کوئی بھی نہیں ہے۔ میں باہر باغ میں ہوں" وہ مسلسل آنکھیں بند کر کے انھیں ہلکا ہلکا دبا رہی تھی

"مینا کو آج آفس سے نکال دیا گیا تھا۔ وہ چار بجے سے یہاں سے نکلی ہے"

ایک لمحے کی خاموشی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ۔۔اب کہاں ہے؟"اس نے بمشکل تھوک نگلا، بات ہضم ہونے میں نہیں آرہی تھی۔وہ بے یقین تھی۔

"تم فکر نہیں کرو، میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں اور مجھے پتہ ہے وہ اس وقت کہاں ہے۔تم بس خالہ سے کہہ دو کہ وہ میرے ساتھ ہے"اس نے ایک سانس خارج کی۔

"اوکے"

وہ بولی تو آواز دھیمی تھی، یوں جیسے سینے میں ساری آوازیں دفن ہو گئی ہیں۔اس نے ہاتھ کی انگلیاں لمبے بالوں میں سے گزاریں۔سامنے سے فرحت آرہی تھیں

"بیلی۔۔مینو کہاں ہے بچے؟"وہ پریشان سی اس کے سامنے کھڑی تھیں

"امی اس کی کسی کولیگ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔وہ اسے لے کر ہاسپٹل گئی تھی اور وہاں دیر ہو گئی۔۔تیمور کے ساتھ آرہی ہے۔۔آپ پریشان نہ ہوں"اسے اس سے زیادہ موزوں بہانہ نہیں ملا تھا

"آ لینے دو اس کو، اس کے فون کو میں نے خود آگ لگانی ہے۔۔بھلا یہ کوئی بات ہے۔۔گھر والے پریشان بیٹھے ہیں اور فون نہیں اٹھا رہی"وہ منہ میں بڑبڑاتے اندر کی طرف جا رہی تھیں۔پیچھے بیٹھی لڑکی پریشان تھی۔خاموش رات تو گزر چکی تھی، اب خاموشی کے بعد کا دور شروع ہو چکا تھا۔

ادھر گیلی سڑک پر پیدل چلتی لڑکی کے ہاتھ میں چاکلیٹ تھی اور وہ تھوڑی سے دانتوں سے کاٹتی، اسے منہ میں تالو اور زبان کے درمیان رکھ کر چوستی اور پھر نگل جاتی۔۔اس کے بال کھلے تھے۔اس نے اپنا پرس کندھے پر سے کراس کر کے دوسری طرف لٹکایا تھا۔اسے اپنے پیچھے کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہو رہی تھی مگر وہ اسی طرح چلتی رہی۔پھر اچانک مڑی اور پیچھے آنے والے شخص کی عین گردن کی طرف چاقو کی نوک تھی۔۔پیچھے آتا شخص مسکرایا اور اسے دیکھ کر دونوں ہاتھ اٹھا لیے

"میں ہوں"

اس نے چاقو دوبارہ پرس میں رکھا اور مسکرا دی۔مڑی اور چل پڑی

"میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟" وہ سینے پر بازو لپیٹے آگے آگے چل رہی تھی اور وہ پیچھے پیچھے۔

"پتہ نہیں۔۔پورے شہر میں مشہور ہے کہ کسی کا ڈورے مون غائب ہے اور وہ واردا تیں کرتا پھر رہا ہے، جس کا ہے لے جائے آ کر" اس نے شانے اچکائے

"تم نے مجھے ڈورے مون بولا؟" وہ مڑی اور ابرو اٹھا کر اسے دیکھا

تیمور نے ہاتھ بڑھا کر اس کی عینک اتاری "نہیں، میری اتنی مجال" وہ اس کے عین سامنے تھی۔اس کا سر تیمور کے کندھوں سے تھوڑا نیچے تک تھا۔

"تم روئی ہو؟" وہ بغور اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

نہیں" وہ نظر انداز کر کے آگے بڑھی۔

دونوں کے درمیان خاموشی تھی "آئس کریم کھلادو"

وہ اب اس کے ساتھ چل رہا تھا، اس کی عینک اسے واپس کر دی

"کیوں؟" اس نے نظریں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔

"آئس کریم کے لیے کبھی کیوں نہیں پوچھتے" اس نے معصومیت سے کہا تھا

وہ ہنس دیا "اچھا چلو، کیا یاد کرو گی کس سخی سے پالا پڑا تھا"

وہ مسکرا دی۔ مینا کو کھانے کے علاوہ کوئی چیز خوش نہیں کر سکتی تھی۔ ایک آئس کریم کارنر سے اس نے اسے کرنیٹو لے کر دی۔ ایک اس کے ہاتھ میں تھی اور دوسری تیمور کے ہاتھ میں

"بس ایک ہی؟" اس نے منہ بسورا

"ہاں کیونکہ اس کے اثرات اگلے تین دن مجھے نظر آنے والے ہیں" اس نے اپنی کرنیٹو کی پہلی بائٹ لی

"ایک اور لے دو" وہ معصومیت کی ساری حدیں پار کر چکی تھی

"کیوں؟"

"کیونکہ عمر جہانگیر کہتا ہے کہ آئس کریم ہمیشہ دو کھانی چاہیئے" اس نے پلکیں جھپکائیں

"یہ عمر جہانگیر تمھارا کونسا والا بھائی ہے؟" دو قدم آگے آیا اور اب وہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"میرا ناول والا بھائی ہے" وہ ہنس دی۔

وہ بھی مسکرایا تھا "میں اگر وزیر اعظم ہوتا نا تو سب سے پہلے یہ ناول ختم کرواتا جنھوں نے تمھارا دماغ خراب کر رکھا ہے" وہ سر جھٹک کر آگے بڑھا۔

سڑک پر چلتی مینا کے دونوں ہاتھوں میں آئس کریم تھی اور وہ بیک وقت دونوں کھا رہی تھی۔ کبھی ایک کو منہ لگاتی کبھی دوسرے کو۔

"ایک ایک کر کے کھالو نا" وہ اس کی اس حرکت سے عاجز آگیا تھا

"نہیں، عمر جہانگیر نے کہا تھا کہ دونوں اکٹھی کھانی ہے" وہ بھی ڈھیٹ تھی

"اف! یہ عمر جہانگیر مل لے، دیوار میں نہ چنوایا نا تو کہنا تم" وہ خفا سا منہ میں بڑبڑایا تھا

"تم جیلس ہو رہے ہو؟" وہ چلتے چلتے ذرا سا ساتھ ہوئی اور اس کے بازو سے اپنی کہنی ماری

"میں ایک مرے ہوئے آدمی سے کیوں جیلس ہوں گا" کہتے ہی وہ مسکرایا تھا

وہ وہیں منہ بسور کر کھڑی ہو گئی، چند قدم آگے چلنے کے بعد وہ پیچھے مڑا "آجاؤ میری ماں" وہ جیسے تھکا ہوا تھا

منہ پھلائے وہ اس کے ساتھ چلنے لگی۔ دونوں کے درمیان اب خاموشی تھی

"بال بڑے ہو گئے ہیں، اچھی لگ رہی ہو" اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

اس نے کون کا بسکٹ کاٹا اور چبایا "کل ہی کٹواتی ہوں" وہ سیدھا چل رہی تھی

"میں نے یہ بھی کہا ہے کہ اچھی لگ رہی ہو" وہ گردن موڑے اسے دیکھ رہا تھا

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، پھر پتلیاں سکیڑیں "تم مجھ پر لائن مار رہے ہو؟"

وہ ایک سانس لے کر رہ گیا "میں تمھارا شوہر ہوں، میں تم پر لائن ماروں گا؟" وہ جیسے بے یقین تھا

"فلرٹ کر رہے ہو؟"

"یا اللہ!" اس نے آسمان کو دیکھا، پھر اسے "میں نے تم سے شادی ہی کیوں کی؟"

"ایکس کیوزمی" ایک کرنیٹو ختم ہو چکی تھی "تم نے نہیں کی۔۔بس ہو گئی"

وہ ہنس دیا۔وہ کمر پر ہاتھ باندھے اسے گھور رہی تھی "جو بھی ہے" اس نے شانے اچکائے۔وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

گھر پہنچ کر اس نے کسی سے اپنی جاب کے متعلق بات نہیں کی۔گھر میں بس رابیل تھی جسے اس بات کا علم تھا کہ اس کی جاب چلی گئی ہے اور اس نے بھی ابھی تک رامین پر ظاہر نہیں کیا تھا۔کھانا کھانے کے بعد جب وہ کمرے میں آئی تو رامین بیڈ پر چوکڑی مارے بیٹھی تھی۔ہاتھوں میں فون تھا اور کانوں میں ایئر پوڈز۔وہ انسٹا گرام ریلیز دیکھتی شاید چیونگم چبا رہی تھی۔رابیل آئینے کے سامنے کھڑی منہ پر نائٹ کریم لگا رہی تھی۔پھر بیڈ پر آ بیٹھی اور اسے بلایا

"مینا" مگر مینا تو کنسرٹ میں آئی تھی۔

"مینا" اس نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہے؟"کانوں سے ائیر پوڈز نکال کر گود میں رکھے

"کہاں تھی تم؟"اس نے رامین کے فون کی سکرین آف کر کے فون گود میں رکھ لیا

"ریستوران میں تھی"دونوں ٹانگیں سینے سے لگا کر رخ کھڑکی کی طرف موڑ لیا

"تمھیں۔۔جاب سے کیوں نکالا؟"بالآخر اس نے سوال پوچھ ہی لیا

وہ خاموش رہی۔اس نے اس کے سر پر ہاتھ لگایا"میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں"وہ ڈانٹ نہیں رہی تھی مگر اس کی آواز ذرا سی اونچی تھی

اس نے سر اٹھایا"بس نہیں ہوا مجھ سے۔۔سارا پراجیکٹ خراب ہو گیا تھا۔باس نے ٹرمینیٹ کر دیا"وہ خفا تھی مگر اداس نہیں

"مگر کیوں۔۔تم نے اتنی محنت کی تھی"وہ جیسے شاک میں تھی

"دنیا میری محنت نہیں دیکھتی بیلی۔دنیا رامین کی لگن اس کی محنت اور اس کا کام نہیں دیکھتی۔دنیا صرف رامین کو جج کرتی ہے"وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں، نمی اس کی آنکھوں میں چمک رہی تھی۔

وہ اٹھی اور اس کے ساتھ جا بیٹھی"اچھا۔۔کچھ نہیں ہوتا، جانے والی چیز تھی چلی گئی"اس نے اس کے کندھے سے آگے آئے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔

وہ چہرہ جھکائے بیٹھی تھی،اس نے سر جھٹکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم مل کر کوئی حل نکال لیں گے" اس نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا

اس نے اپنا بازو جھٹک دیا" مجھے جھوٹے دلاسے جھوٹی تسلیاں مت دیا کرو، میں جیسی ہوں مجھے ایسے ہی رہنے دو، اب میں کوئی جاب نہیں کروں گی" وہ رابیل کو دیکھ رہی تھی، اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

"چندا۔" اس نے اس کی تھوڑی تلے ہاتھ رکھا مگر اس نے چہرہ موڑ لیا

"میں کافی بنانے جا رہی ہوں، پینی ہو تو بتا دینا" وہ بیڈ سے اتری اور جوتا پہن کر باہر چلی گئی

اس نے ایک سانس خارج کی۔ وقت جیسے خود کو پھر سے دہرانے والا تھا۔ اس کا دل ڈوبا تھا۔

رات کے اس پہر اس کے کمرے کی روشنی جل رہی تھی۔ وہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔ صوفے پر بیٹھا کوئی آرٹیکل پڑھ رہا تھا جس میں ایک نئی ریسرچ لکھی تھی۔ کمرے کی روشنی زرد تھی۔ کھڑکی کھلی تھی جہاں سے ہوا آ رہی تھی۔ ایک طرف پوری دیوار جتنی الماری جس میں کئی کتابیں تھیں۔ وہ اپنی سٹڈی میں تھا، دفعتاً باہر کے دروازے پر دستک ہوئی

"کم ان" نظریں کتاب پر مرکوز تھیں۔ ملیحہ اندر آئی تھیں اور صوفے پر اس کے ساتھ بیٹھ گئیں

"آج کل تم دیر سے سوتے ہو؟" وہ خود سارا دن ہاسپٹل میں ہوتی تھیں۔ مامون انڈسٹری ہوتا تھا سو یہی وقت ہوتا تھا جب ماں بیٹے کے درمیان کوئی بات چیت ہوتی تھی۔

اس نے گردن اٹھائی اور انھیں دیکھا "آج کل میں ساڑھے گیارہ سوتا ہوں" دھیما سا مسکرایا

وہ بھی مسکرادیں "تم اچھے ہو۔وہ جس کو پہلے میں کہانیاں سناتی تھی اب وہ مجھے کہانیاں سناتی ہے۔ اسے بھی اپنے جیسا بنا رہے ہو"

وہ ہنس دیا اور سر نفی میں ہلایا "وہ میری جان ہے اماں" سر صوفے کی پشت پر ٹکالیا

انھوں نے اثبات میں سر ہلایا "آئی نو"

سامنے میز پر کافی کا کپ خالی پڑا تھا،اس کے ساتھ ایک اخبار۔

"عبدالسلام ملے تھے مجھے" مسکراہٹ سمٹی اور انھوں نے اپنی بات شروع کی

"کب؟" اس نے بھنویں بھینچیں

"ہاسپٹل میں۔۔اپنی بیٹی کے چیک اپ کے لیے آئے تھے" انھوں نے وضاحت کی

"اچھا اچھا۔۔ابھی ان ہی کی فارمیسی کے ساتھ کام کیا ہے ہم نے۔کچھ دن پہلے ہی ان کا اور ہمارا کانٹریکٹ ختم ہوا ہے" اس نے وضاحت پیش کی

"ہاں بتایا تھا انھوں نے۔وہ دوبارہ تمھارے ساتھ کوئی کانٹریکٹ کرنا چاہ رہے ہیں" ان کا لہجہ نرم تھا۔

وہ ہنسا۔پھر سر نفی میں ہلا کر اپنی ماں کو دیکھا "ایک تو لوگ مجھے ٹارگٹ کرنے کے لیے پتہ نہیں میری بھولی ماں کو کیوں استعمال کرتے ہیں" اس نے ساتھ بیٹھیں عینک والی خاتون کو دیکھا

"وہ اچھے انسان ہیں" انھوں نے وضاحت پیش کی۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا"اچھے ہیں مگر میرے ساتھ اچھے نہیں رہے۔ان کی وجہ سے میری انڈسٹری کو کیا کچھ فیس کرنا پڑتا یہ میں ہی جانتا ہوں۔ایک انسان پہلے ہم سے معاہدہ کرتا ہے کہ فلاں فلاں دوائیاں اسے فلاں فلاں وقت میں پہنچائی جائیں اور جب ہم اس کے لیے رات دن اپنا پیسہ،اپنی انرجی لگائیں اور آخر میں وہ اپنے معاہدے سے پیچھے ہٹ جائے تو اماں وہ اچھا تو ہو سکتا ہے مگر انسان نہیں۔۔ہم نے پھر اپنی پروڈکشن کسی اور کمپنی کو سیل کر دی اور ہمیں پرافٹ ہوا ہے"پھر خاموش ہوا

"میں اپنی زبان سے نہیں پھرتا چاہے کتنی بھی بڑی یا چھوٹی بات ہو اور میرا یہ اصول ہے کہ میں اس شخص کے ساتھ کام نہیں کرتا جس کی ایک زبان نہ ہو۔اماں انسان کے پاس زبان ہی تو ہوتی ہے اور وہ زبان کے کھوٹے ہیں"

اس نے اپنی بات کہہ دی تھی،ملیحہ کا سمجھانا بے سود تھا۔زبان کے معاملے میں مامون بہت سنجیدہ تھا۔وہ اپنی بات سے نہ تو خود پھرتا تھا نہ کسی کو پھرنے دیتا تھا۔یہ شروع سے اس کا اصول رہا تھا اور وہ اصولوں پر چلتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔انھوں نے سانس خارج کی اور مسکرا کر مامون کا گال چھوا"پھر مسکرائیں"کیا ہوتا جو تم بابا کی چھوڑی ہوئی جو ٹھی چائے نہ پیتے"

وہ ہنس دیا۔ان کا ہاتھ تھاما اور شرارت بھرے لہجے میں بولا"پھر شاید لوگوں کو چھوٹ مل جاتی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی مسکرائی تھیں۔پھر اس کا گال تھپتھپایا اور اٹھ گئیں۔

"گڈ نائٹ!" اور وہ وہاں سے چلی گئیں۔۔اس کی نظر کتاب پر تھی مگر اسے آج بھی وہ شخص یاد آتا تھا جس نے مامون کو ایک انسان بنایا تھا

صبح ناشتے کے وقت اشعر اور رابیل لاؤنج میں بیٹھے تھے۔وہ توست پر جیم لگا کر اشعر کو دے رہی تھی۔وہ موبائل پر جھکا تھا۔مسلسل انگلیاں چلاتا ہوا

"اشو۔۔بعد میں فون یوز کر لینا۔۔ناشتہ تو کر لو" اس نے سختی سے اسے ڈانٹا۔بھوری آنکھوں والے اشعر نے فون بند کیا اور ایک طرف رکھ کر سامنے پڑی پلیٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

فرحت اندر سے انڈے کی پلیٹ لے کر آئیں اور میز پر رکھی۔ساتھ اشعر کو چائے ڈال کر دی۔

"مینا نہیں آئی۔اسے آفس کے لیے دیر ہو جائے گی" وہ رابیل کے کپ میں چائے ڈالتیں فکر مند سی تھیں

"امی اس نے آفس چھوڑ دیا ہے" اس نے جیم والا بریڈ منہ کی طرف بڑھایا اور تھوڑا سا کاٹ کر چبایا۔چہرے پر اطمینان تھا

وہ چائے ڈالتی رک گئیں،اشعر بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ماحول میں ایک دم خاموشی چھا گئی تھی

"کیا؟" فرحت کا چائے ڈالتا ہاتھ معلق رہ گیا

"اسے اس کے باس نے کسی غلطی کی وجہ سے آفس سے نکال دیا ہے"اس نے چائے کا کپ منہ سے لگایا

اشعر اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا،فرحت بھی خاموش ہو گئیں"اور جیم لگا کر دوں؟"اس نے اشعر کو دیکھا

وہ بس اسے گھور رہا تھا۔پھر منہ میں چبایا ہوا نوالہ اندر نگلا اور سر اثبات میں ہلا دیا۔۔اس نے توست پر جیم لگا کر اس کی پلیٹ میں رکھا"ہاسپٹل کتنے بجے تک ہو؟"

"رات آٹھ"نوالہ حلق سے اتارنا مشکل تھا۔

فرحت اٹھیں اور کچن میں چلی گئیں۔اس نے ماں کا چہرہ نہیں دیکھا تھا مگر وہ جانتی تھی کہ ان کی کیا کیفیت ہو گی

"آپی۔۔مینا کو کیوں نکالا انھوں نے؟وہ تو خوش تھی"اس کی بھوک اڑ چکی تھی۔لاکھ لڑائیاں سہی مگر وہ مینا کا سب سے اچھا دوست تھا

"پراجیکٹ میں کچھ گڑبڑ تھی"اس نے ایک سانس خارج کی۔پھر ماتھے کو مسلا

"میں امی کو دیکھتی ہوں"وہ اپنا ناشتہ وہیں رکھ کر کچن میں چلی آئی۔فرحت تو اچولہے پر رکھ کر پیڑے کر رہی تھیں۔۔ان کی پشت رابیل کی طرف تھی۔۔اس نے دونوں بازو ان کے گرد حمائل کیے اور ان کے کندھے پر تھوڑی رکھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا کر رہی ہیں؟"

"ناشتہ بنا رہی ہوں۔ مینا اٹھے گی تو پراٹھا کھائے گی" وہ پیڑا کرتیں ساتھ ساتھ اسے بتا رہی تھیں اسے اپنی ماں پر پیار آیا تھا "اوہ میری ماں! آپ کتنی جلدی حقیقت کو تسلیم کر لیتی ہیں۔۔ کاش ہم بھی آپ جیسے ہوتے" اس نے صرف سوچا، کہا نہیں

پھر ان کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ رخ ان کی طرف تھا "امی، آج مصر چاول بنائیے گا۔۔ ساتھ میں سلاد بھی" اور فریج سے پانی کی بوتل نکالی اور گلاس میں پانی انڈیلا اور گلاس پکڑے باہر آ کر صوفے پر بیٹھی۔ اشعر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے سر نفی میں ہلایا اور ایک سانس لے کر رہ گیا۔ فون پکڑا اور باہر چلا گیا۔ رابیل کی چائے ناشتہ تو ویسے ہی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔ یوں لگتا تھا وقت نے ایک بار پھر خود کو دہرایا ہے۔

دوسری جانب سرمئی سفید بنگلے میں ڈائننگ پر ناشتہ کرتے مامون نے پلیٹ میں آملیٹ نکال کر آرا کے سامنے رکھا۔ پھر گلاس میں جوس انڈیلا اور وہ اس کی پلیٹ کے ساتھ رکھا۔ ڈنر ہو یا بریک فاسٹ، وہ خود سے پہلے آرا کو کھانا سرو کرتا تھا۔ اس کے بائیں جانب تیمور بیٹھا تھا۔ وہ مسلسل فون پر ٹائپنگ کر رہا تھا۔ اس نے تیمور کے پاؤں پر پاؤں رکھا

"ہزار دفعہ کہا ہے کہ ڈائننگ ٹیبل پر اس مصیبت کو مت لایا کرو" وہ اسے گھور رہا تھا۔

اس نے منہ بسور کر پینٹ کی جیب میں فون گھسایا اور جوس گلاس میں انڈیلا۔

Clubb of Quality Content

"کوئی میل نہیں آئی؟"سوال مامون کی طرف سے تھا۔

"نہیں"وہ چھری کانٹے سے انڈہ کاٹ رہا تھا

"مجھے انتظار ہے۔وہ تمھیں ضرور کوئی کوڈ بھیجے گا"اس نے توست پکڑا اور اس پر مکھن لگانے لگا۔

ملیحہ آرا کے ساتھ بیٹھی تھیں اور ان کے ساتھ سیاہ آنکھوں والی لڑکی۔وہ دونوں خاموش تھیں۔

"تمھارا وہ تیسرا پیس کہاں ہے؟"منہ میں انڈہ چبانے کے بعد وہ تیمور سے مخاطب ہوا

"کون؟"اس نے انجان بننے کی ناکام کوشش کی تھی

"بتاؤں تمھیں کون؟"اس نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا

اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے"پتہ نہیں،میں نے اس کی خبر نہیں رکھی کبھی"وہ نظریں چرا گیا۔پھر جوس کا گلاس منہ کو لگایا اور کھڑا ہو گیا۔اس کا ناشتہ ہو چکا تھا۔

نیپکین سے ہونٹ تھپتھپائے اور پھر وہ بھی اٹھ گیا۔اسے آج بہت سے کام نپٹانے تھے۔

یہ اس دن کے دو دن بعد کی بات ہے جب رامین کو آفس سے نکالا گیا تھا۔وہ اپنے آفس میں بیٹھی کام کر رہی تھی۔سامنے بیٹھی سیکرٹری اسے سارا شیڈول بتا رہی تھی۔اس نے اپنی نئی کلیکشن کا نام

"پیس"رکھا تھا

“Peace”

اس کلیکشن میں جتنے کپڑے تھے سبھی سفید تھے یا سفید رنگ کے مختلف شیڈز۔یہ کلیکشن پچھلے سال کی پینڈنگ تھی اور اب جا کر اس نے اپنی "پیس کلیکشن" آؤٹ کرنے کا سوچا تھا۔

"میم! سب کچھ تیار ہے۔ہم نے کلیکشن ابھی لاہور نہیں بھیجی۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ فوٹو شوٹ بھی رہتا ہے جس کے بغیر نہ تو لوگوں کو خبر ہے کہ ہماری کوئی کلیکشن آنے والی ہے اور نہ ہی سمر کلیکشن کی طرح کوئی ایکسائیٹ منٹ" اس نے ساری روداد ایک ہی سانس میں سنا دی۔

اس نے کافی کا کپ منہ کو لگایا اور سوچتے ہوئے بولی "فوٹو گرافر بدلو پہلے، پچھلے والے نے اتنا سر کھایا تھا اور اس کے نخرے۔۔اف!" وہ جیسے پچھلے فوٹو گرافر سے تنگ تھی

"اوکے" پھر فون کی سکرین آن کی اور رابیل سے مخاطب ہوئی "ایک فوٹو گرافر ہے میری نظر میں اور وہ بس ویکنڈ میں ہی ہمارے لیے کام کر سکتا ہے۔۔پروفیشنل ہے اور ماڈلز کا شوٹ کرتا ہے"

رابیل پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی "آر یو شیور وہ اچھا ہے؟" دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے وہ اسے دیکھ رہی تھی

"یس میم!"

"ٹھیک ہے۔اسے اس ہفتے کا وقت دے دو" اس نے جیسے فیصلہ سنایا تھا

دفعتاً میز پر پڑا اس کا فون تھرتھرایا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر سکرین دیکھی اور پھر سیکرٹری کو "ماڈلز بھی فائنل کرو اور کیمرہ مین بھی"

اس نے سر ہلایا اور وہاں سے چلی گئی۔ رابیل نے بجتے فون کی سکرین سوائپ کی اور کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری تھی۔۔ سلام دعا حال چال کے بعد وہ سیدھا مدعے پر آیا تھا

"آپ کب فری ہوں گی؟ میں دراصل شاپنگ پر جانا چاہ رہا تھا"

ایک لمحے کی خاموشی "کسی اور دن نہیں جا سکتے؟" اسے انڈسٹری ایک دو کام اور نپٹانے تھے

"جا سکتے ہیں مگر میں آج فری ہوں۔۔ سوچا آپ کو پک کر لوں۔ مل کر کچھ لے لیتے ہیں"

وہ کچھ سوچ رہی تھی پھر ایک سانس خارج کی "اوکے۔۔ آپ تین بجے مجھے گھر سے پک کر لیں"

اور الوداعی کلمات کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔ اب وہ کون سا کام کرے کون سا نہ کرے، اس سوچ میں پڑ چکی تھی۔

گھر پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے مینا کا پوچھا تھا۔ اشعر صوفے پر لیٹا موبائل ہاتھوں میں لیے کوئی گیم کھیل رہا تھا۔ آج وہ معمول سے جلدی آ گیا تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی اور پہلے والے کمرے کا دروازہ کھولا۔ کمرے کی کھڑکی کھلی تھی اور سورج کی روشنی اندر اجالا کیے ہوئے تھی، وہ فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔ پاس بہت سا سامان بکھرا پڑا تھا۔ ایک کھلا ہوا ٹول باکس۔ ایک ٹوٹا ہوا ڈرون تھا جو کہ اس وقت کھلا پڑا تھا۔ اس کے ریموٹ کے دو حصے ہوئے تھے اور وہ چوکڑی مارے بیٹھی تھی۔ اس نے مڑ کر رابیل کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں پلاس تھا اور وہ پتہ نہیں کیا کرنے لگی تھی۔ ایک بڑا سا

Clubb of Quality Content

بھورا ڈبہ کھلا تھا جس میں سے پرانا اور ٹوٹا پھوٹا سامان جھلک رہا تھا، جیسے خراب کیمرہ، ٹوٹا ہوا ایک بڑا سا کھلونا جہاز، پرانا کریڈل والا ٹیلی فون اور بہت کچھ۔ رابیل اس کے پاس آئی اور کمر پر ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئی "کھانا کھالو"

اس کا دھیان اپنے سامنے ٹوٹے ہوئے ڈرون کی طرف تھا "بھوک نہیں ہے ابھی" وہ دو تاروں کو آپس میں جوڑ رہی تھی۔ رابیل نے ایک سانس خارج کی اور پھر نیچے آ گئی۔ پچھلے دو دنوں سے وہ اس ڈرون کو صحیح کرنے میں لگی تھی۔

عصر سے ذرا پہلے وہ اسے لینے کے لیے آیا تھا۔ کچھ دیر بیٹھا، فرحت سے باتیں کیں۔ پھر رابیل آ گئی اور وہ شاپنگ کے لیے نکل گئے۔ آدھے راستے وہ خاموش تھی مگر پھر حسیل نے خاموشی توڑ دی

"سب ٹھیک ہے؟ آپ پریشان لگ رہی ہیں" وہ اسے دیکھ رہا تھا

وہ دھیما سا مسکرائی "ہاں جی، سب ٹھیک ہے"

"آپ ویسے ہی چپ چپ رہتی ہیں یا میرے ساتھ ایسی ہو جاتی ہیں" اس کا دھیان سڑک پر تھا۔

"نہیں۔۔ میری نیچر ہی ایسی ہے" ایک نظر حسیل کو دیکھا پھر سامنے سڑک کو دیکھنے لگی

وہ مسکرایا "میں تو بہت باتونی ہوں" پھر اسے دیکھا "میرے ساتھ تو باتیں کر لیں گی نا؟"

وہ مسکرائی تھی "جی" جواب مختصر

شاپنگ مال آگیااور گاڑی پارکنگ ایریامیں کھڑی کر کے وہ اوپر بڑھے۔پہلے وہ اسے ایک بوتیک میں لے کر گیا۔بوتیک میں اتنا رش نہیں تھا۔وہاں کام دار بھاری لباس تھے،لہنگے، میکسی، گرارے وغیرہ تھے۔وہ ایسے کپڑے بہت کم پہنتی تھی۔وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتا باتیں کر رہا تھا۔ایک فیروزی رنگ کی کام دار میکسی تھی جس کے پاس وہ رکے۔۔وہ سیلز گرل سے اس ڈیزائن کے دوسرے رنگ کا پوچھ رہی تھی۔دفعتاً حسیل کو کوئی فون آیااور وہ معذرت کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔۔وہ اب میرون رنگ کا لہنگا دیکھ رہی تھی جس کی قیمت پندرہ لاکھ کے قریب تھی۔اس نے ایک سانس خارج کی اور جب پیچھے دیکھا تو حسیل کسی لڑکی سے مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا تھا۔وہ ٹھٹھک گئی۔۔ یہ کون ہے؟اس کا دھیان کپڑوں سے ہٹ کر اپنے منگیتر کی طرف چلا گیا۔اس نے یہ سوچ کر نظر انداز کیا کہ شاید کوئی کولیگ یا جاننے والی ہو۔۔پھر دوبارہ سے کپڑوں کی طرف متوجہ ہوئی مگر دل نہیں تھا،اسے کچھ عجیب لگ رہا تھا۔وہ اپنی خوشی سے نہیں آئی تھی۔صرف حسیل کا دل رکھنے کی خاطر آئی تھی اور اب وہ اس سے دور کھڑا کسی لڑکی سے گپیں لگا رہا تھا۔اس نے گردن موڑی اور اسے دیکھا،وہ کسی دوسری لڑکی سے ہاتھ ملا رہا تھا۔اس کے بدن میں بہت سے سوئیاں ایک ساتھ چبھی تھیں۔وہ جیسے اب ہوش میں آئی ہے۔۔اس نے نہیں سوچا اور وہ حسیل کی طرف بڑھی۔۔وہ اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تو وہ مسکرایا

"یہ میری فیانسی ہیں،رابیل اور نگزیب"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔اب وہ اس کے ساتھ کھڑی تھی مگر وہ پھر بھی ان سے باتیں کیے جا رہا تھا۔ ان کے درمیان کافی بے تکلفی تھی۔اب جبکہ وہ جانے لگیں تو دونوں نے باری باری اس سے ہاتھ ملایا بلکہ ایک تو مسکراتے ہوئے اس کے کندھے بھی لگ کر گئی تھی۔۔وہ بس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔اسے ٹھنڈک محسوس ہونے لگی تھی۔دل کیوں زخمی ہوا تھا؟اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔بمشکل تھوک نگلا۔حسیل مسکرایا اور اس کے گرد بازو حمائل کر کے اسے کندھے سے تھامنا چاہا مگر وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی۔اس کی رنگت بھی گلابی پڑی تھی،پاس کھڑی سیلز گرل نے بھی اسے دیکھا تھا

"کیا ہوا؟آپ ٹھیک ہیں؟"وہ ذرا سا اس کے قریب آیا مگر وہ نظریں چرا گئی۔بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"میں ٹھیک ہوں"اس نے مسکرانا چاہا تھا مگر چہرہ دل کا حال بتا رہا تھا۔

"کوئی ڈریس پسند آیا؟"اس نے ادھر اُدھر دیکھا

"نہیں"سر نفی میں ہلایا۔اسے وہاں کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا

دل مسلسل ملامت کیے جا رہا تھا"اگر تم یہاں نہ آتی تو تم یہ سب نہ دیکھتی۔اگر تم نہ آتی تو کم از کم دل بچا رہتا۔اگر تم نہ آتی تو اس کا تاثر اچھا رہنا تھا"وہ اسے دیکھتے سوچ رہی تھی

"کہیں اور سے دیکھ لیتے ہیں"اور وہ دونوں ایک ساتھ اس بوتیک سے نکلے تھے۔

Clubb of Quality Content

ایک بوتیک چھوڑ کر وہ دوسرے بوتیک میں داخل ہوئے۔وہ کپڑے دیکھ رہی تھی مگر دھیان اس کا ابھی بھی ان لڑکیوں کی طرف ہی تھا"وہ کون تھیں؟"بالآخر اس نے پوچھ لیا

"کولیگز تھیں"وہ ڈریس دیکھ رہا تھا اور رابیل اسے۔

"کولیگ ہو کر اتنا فری"اس نے جھٹکے سے گردن موڑی اور اسے دیکھا

"واٹ؟"اس نے ابرو بھینچ لیے۔

"کچھ نہیں"اور وہ ساتھ لٹکی ہوئی سرخ رنگ کی میکسی دیکھنے لگی۔اسے کچھ کھٹکا تھا مگر وہ ضبط کر گیا

فوڈ کورٹ کی طرف بڑھتے وہ ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی جب حسیل کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

"میں ایسے ہی سب سے ملتا ہوں۔میرے لیے یہ نارمل ہے"

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا یعنی اسے سب پتہ ہوتا ہے کہ مجھے کیا برا لگا مگر پھر بھی وہ وہی کرتا ہے جو اسے کرنا ہوتا ہے

"لیکن میرے لیے یہ نارمل نہیں ہے"وہ بولی تو لہجے میں ٹھنڈک تھی

"کم آن رابیل"وہ اسے دیکھنے لگا۔ارد گرد بہت سے لوگ آجا رہے تھے"کبھی کبھی مجھے آپ بالکل ایک ٹپیکل عورت لگتی ہیں جو اپنے شوہر کو کسی اور عورت کے ساتھ دیکھ لے تو ویسے ہی مرنے والی ہو جاتی ہے"

"ایکس کیوزمی؟"اس نے بھنویں بھینچ لیں

"ہاں یار! ہماری منگنی ہو گئی ہے۔آپ میری منگیتر ہیں مگر نہ تو آپ کوئی بات کرتی ہیں اور نہ ہی میری کسی بات کا صحیح سے جواب دیتی ہیں" وہ سامنے دیکھتے بولے جا رہا تھا اور وہ حیرت سے اسے۔ اس کا سر چکرایا تھا جیسے وہ کوئی خواب کی کیفیت میں ہے "اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی کولیگز کی طرح قہقہے لگاتی پھروں یا پھر فری ہوتی رہوں تو معاف کیجئے گا میں ایسی لڑکی نہیں ہوں" اس نے سیدھی زبان میں دوٹوک بات کی تھی

"اوہ" وہ ہنسا تھا "تو آپ کو ان لڑکیوں کا میرے ساتھ ہنسنا اور باتیں کرنا برا لگا ہے" وہ ذرا سا اس کے قریب آیا

"I like it"

پھر اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی "لیکن رابیل میں ایسا ہی ہوں اور میرے مطابق ایک انڈیپنڈنٹ لڑکی تو ایسی ہی ہوتی ہے۔۔آپ کے ارد گرد بھی تو بہت سے میل کولیگز ہوتے ہیں۔۔کیا آپ کبھی کسی سے نہیں ملیں؟"

بات کہاں سے چلی تھی اور کہاں جا رہی تھی۔وہ کیسا مرد تھا۔اس نے ایک سانس خارج کی۔اسے غصہ بھی آ رہا تھا مگر وہ یوں پبلک پلیس پر تماشا نہیں کرنا چاہتی تھی

"پہلی بات یہ کہ میں ایسی نہیں ہوں۔میری کچھ لمٹس ہیں اور میں انھیں نہ خود کراس کرتی ہوں نہ کرنے دیتی ہوں اور دوسری بات آپ کو اپنے کانسیپٹ ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے حسیل"

وہ حیران ہوا تھا۔ پھر رابیل کو سنجیدگی سے گھورا۔ ماحول میں تناؤ محسوس کیا جا سکتا تھا۔

"کیسے کانسیپٹ؟" ابرو اٹھایا

"یہی کہ انڈیپنڈنٹ لڑکی خوددار ہوتی ہے۔ اس کے لیے اپنی خودداری سب سے پہلے ہوتی ہے" وہ نارمل تھی

اس نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی "یہ سب کتابی لڑکیاں ہوتی ہیں رابیل، اصل میں انڈیپینڈنٹ لڑکی ایسی نہیں ہوتی۔۔ آپ نہیں ہیں ایسی یہ الگ بات ہے" وہ چلتے جا رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے

"لیکن پھر بھی کسی بھی بیوی کو یہ ہرگز اچھا نہیں لگے گا کہ اس کا شوہر کسی اور عورت سے ہنس ہنس کر باتیں کرے اور پھر وہ عورت اس کے کندھے لگے۔۔ یہ اچھی بات نہیں ہے اور آپ کو بھی اسے غلط ہی سمجھنا چاہیئے" اس نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے

"رابیل آپ مجھے نہیں بدل سکتیں۔ میں نے آپ سے زیادہ دنیا دیکھ رکھی ہے۔۔ کس کے ساتھ کیسے رہنا ہے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں" وہ سنجیدہ ہو گیا تھا

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہی۔ وہ جان گئی تھی کہ کوئی فائدہ نہیں ہے پتھر سے سر ٹکرانے کا۔

"آپ کو جیولری پسند ہے؟" وہ جیولری شاپ کی طرف بڑھ رہے تھے

"کچھ خاص نہیں" اس نے شانے اچکا دیے

"چلیں آئیں۔ آپ کے لیے کچھ لیتے ہیں" وہ اندر داخل ہوئے اور سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔

یکے بعد دیگرے اس نے کئی سیٹ دیکھے مگر اس کا دل نہیں تھا۔ وہ اداس ہو گئی تھی۔ کچھ تھا جو عجیب ہوا تھا۔ جو نہیں ہونا چاہیئے تھا

"مجھے اتنے مہنگے تحفے نہیں پسند" وہ اس کے لیے ہیرے کی انگوٹھی پسند کر رہا تھا جب اس نے ٹوک دیا

وہ ہنس دیا "لڑکیاں تو ڈائمنڈ کے پیچھے پاگل ہوتی ہیں" وہ اسے دیکھ رہا تھا

رابیل نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا "کیا ہی اچھا ہوا گر آپ مجھے باقی لڑکیوں سے کمپیئر نہ کریں" پھر دھیما سا مسکرائی۔ وہ جانتی تھی کہ کب کس طرح کیا بات کرنی ہے

وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ اس نے انگوٹھی لے لی مگر وعدہ کیا کہ وہ اسے شادی کے بعد دے گا۔ جب وہ اس کے مہنگے تحفے بھی قبول کرے گی۔

زیادہ کچھ نہیں کھایا تھا مگر پھر بھی اس کے پیٹ میں درد تھا۔ اس کا معدہ اپ سیٹ تھا اور وہ یہ بات جانتی تھی۔ واپسی کے سفر پر وہ خاموش رہی، اسے نیند آ رہی تھی۔۔ رامین پریشان ہوتی تھی تو اسے بھوک لگتی تھی، رابیل پریشان ہوتی تھی تو اسے نیند آتی تھی

"رابیل" وہ باہر دیکھ رہی تھی

"جی"اس نے گردن موڑی اور اسے دیکھا

"آئی نو۔۔میں تھوڑا برا ڈمائنڈ ہوں اور میرے لیے وہ سب کچھ عام ہے جو شاید آپ کے لیے نہیں لیکن پھر بھی میں کوشش کروں گا کہ ہم ایک دوسرے کی ریسپیکٹ کریں۔یو نو ہم ایک دوسرے کو نہیں بدل سکتے"آخر میں رابیل کو دیکھتے مسکرایا تھا

رابیل نے بس سر ہلا دیا۔۔اس کے پاس الفاظ ختم تھے۔وہ اسے واقعی نہیں بدل سکتی تھی۔۔گھر کے پاس آکر گاڑی رکی

"آج تو آپ بہت تھک گئی ہیں"وہ مسکرایا تھا۔وہ بھی دھیما سا مسکرائی

"اٹس اوکے"

اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔پھر پرس سے گیٹ کی چابی نکالی اور دروازہ کھولا۔ایک نظر اسے دیکھا اور دروازے کے دوسرے پار غائب ہو گئی۔۔گاڑی میں بیٹھے شخص نے ایک سانس خارج کی اور گاڑی واپس موڑ دی۔

اسے شدید نیند آرہی تھی مگر پھر بھی وہ لاؤنج میں صوفے پر نیم دراز تھی۔گھر میں خاموشی خاموشی سی تھی۔اسے حسیل کی باتیں یاد آرہی تھیں۔وہ لڑکی جس نے اس سے ہاتھ ملایا تھا،وہ لڑکی جو اس کے کندھے لگ کر گئی تھی،اسے کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔پیٹ میں ابھی بھی درد تھا مگر وہ انگلی میں

پہنی انگوٹھی کو دوسرے ہاتھ کی انگلی اور انگوٹھے سے مسلسل گھما رہی تھی۔آج دن بھی عجیب تھا اور دل بھی۔سب خاموشیاں امن نہیں لاتیں، کچھ طوفان کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوتی ہیں۔

پانچ سال قبل:

یہ سردیوں کی ایک اداس شام تھی۔پتے سوکھ چکے تھے، موسم خشک تھا۔ان کے باغ کی کیاریوں میں جابجا سوکھے مردہ پیلے پتے گرے پڑے تھے۔یہ خشک سردی تھی یعنی دھند نہیں تھی۔گھر میں سناٹا سا تھا۔باغ میں سفید گول میز کے گرد ایک لڑکی بیٹھی تھی جس کے بال کھلے مگر لمبے تھے۔ اس نے سیاہ گھٹنوں تک آتا کوٹ پہن رکھا تھا۔آنکھوں پر گول سیاہ فریم والا چشمہ تھا۔چہرہ اداس سا اور وہ آج کے اس دور سے بہت کمزور سی تھی۔بار بار نم سانس اندر کھینچتی،اس کی پلکیں ہلکی ہلکی نم تھیں۔زیادہ عمر کی نہیں لگتی تھی اور اس کے پیروں میں سفید سنیکرز تھے۔اس کے سامنے میز پر ایک بڑا سا لکڑی کا چوکور ڈبہ پڑا تھا بالکل ایسے جیسے کوئی بڑا سا دراز ہو مگر اس کے کنارے اتنے بڑے نہیں تھے۔۔اس ڈبے میں اور بھی کئی ڈبے بنے تھے۔چھوٹے چوکور ڈبے اور ہر ڈبے میں مختلف کینوس۔۔سب سے چھوٹے ایک ہتھیلی کے سائز جتنے کینوس جن میں سے کچھ پر پینٹنگ ہوئی تھی اور کچھ ابھی سفید کورے تھے۔اس کے ہاتھ میں ایک کینوس تھا اور ایک پتلا سا پینٹ برش جس پر زرد رنگ لگا تھا۔وہ اس کینوس پر پینٹ برش سے گلاب کے چھوٹے پھول کی پتیاں بنا رہی تھی۔۔اس

کے ہاتھ بڑے آرام اور بڑے تحمل سے پتیاں بنا رہے تھے۔اس نے اور بھی کئی چھوٹے کینوس پر پھول بنائے تھے مگر دیکھ کر لگتا تھا کہ یہ مرجھائے ہوئے پھول ہیں، پیلے سوکھے اکڑے زرد رنگ کے پھول۔۔پینٹ اس کے دائیں ہاتھ پر بھی لگ چکا تھا۔اس نے کینوس میز پر رکھا اور میز پر پڑا فون پکڑا اور پاسورڈ لگایا۔پھر واٹس ایپ کھولا اور کسی کا میسج پڑھا۔میسج پڑھتے ہی دھڑا دھڑ جواب ٹائپ کیا اور میسج اگلے کو بھیج دیا۔چند پل بیتے ہوں گے کہ اسے جواب موصول ہوا تھا جسے پڑھ کر اس نے فون کی سکرین آف کر کے ایک طرف رکھ دیا۔اس کے نازک ہاتھ کانپ رہے تھے۔ہاتھ کی شفاف پشت پر نیلی اور سبز کئی رگیں نظر آ رہی تھیں۔اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں مگر بے سود، ہاتھ پھر بھی کانپ رہے تھے۔اس نے سر جھکا لیا اور آنسو آنکھوں کے پیالے سے نکلتے چشمے کے نیچے سے پھسلتے، گالوں سے بہتے، تھوڑی سے ہوتے اس کے دامن میں گرتے جذب ہوتے جا رہے تھے۔وہ بے آواز بہت سا رو رہی تھی، دفعتاً لاؤنج سے باغ میں کوئی آیا تھا اور اس نے جلدی جلدی آنسو صاف کیے

"آپی" آنے والا بائیس تیئس سالہ اشعر تھا۔آج سے پانچ سال پہلے والا اشعر جس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ تھا

وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا اور ڈبہ کھول کر اس کے سامنے کیا

"یہ دیکھیں میں کیا لایا ہوں" اس کی آنکھیں بھوری تھیں اور چہرے پر بلا کی معصومیت۔

اس نے سوہن حلوہ آگے کیا تھا۔رابیل اور اشعر دونوں کو سوہن حلوہ بہت پسند تھا اور دونوں فرحت کی غیر موجودگی میں پوری پلاننگ کر کے حلوہ چراتے تھے اور پھر اوپر سٹور میں بیٹھ کر کھاتے تھے۔

آج تو فرحت گھر نہیں تھیں سو آج کس کا ڈر۔

رابیل نے نم پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور ہاتھ ڈبے کی طرف بڑھایا۔پھر حلوے کی ایک چٹکی بھری اور منہ میں ڈالا۔اسے چبایا اور اشعر کو دیکھ کر مسکرائی۔اس کی گالوں میں گڑھے پڑے تھے۔اشعر بھی مسکرایا تھا مگر ایک دم پریشان ہو گیا

"آپی۔۔آپ کو سردی لگ رہی ہے؟"وہ رابیل کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا

"نہیں چندا"اس نے نم سانس اندر کھینچی

"آپ کے ہاتھ کیوں کانپ رہے ہیں"اس نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں دیکھیں جن پر پینٹ لگا تھا، ہاتھ ابھی بھی کانپ رہے تھے مگر پہلے سے کم۔اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔وہ کیا بتاتی کہ انسان کی زندگی میں ایسا کیا کیا ہو سکتا ہے کہ اس کا دماغ اس کے اپنی جسم کو پہلے کی طرح کنٹرول کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا پھر مسکرائی

"پتہ نہیں، شاید ویسے ہی ہیں"شانے اچکا دیے۔

وہ پھر سے مسکرایا اور ڈبے میں پڑے سوہن حلوے کی ایک چٹکی بھری اور منہ میں رکھ کر چبایا۔

"یونیورسٹی میں ایک لڑکا ملتان سے آتا ہے۔اس سے منگوایا ہے"

اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور ایک خالی کینوس پکڑ کر اسے پھول بنا کر دکھانے لگی۔

بے شک اس لڑکی کو پھول اچھے لگتے تھے۔

دفعتاً باہر کا دروازہ بجا تھا اور اشعر نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔بھورے بالوں والی لڑکی اندر آئی اور رابیل کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا پھر مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔اشعر نے ایک نظر دیکھا،اپنا ڈبہ پکڑا اور پھر اندر چلا گیا۔وہ اس کے ساتھ آ بیٹھی اور آتے ہی سامنے پڑا کینوس پکڑا اور ابرو اٹھائے

"کچھ تو ہوا بھی سرد تھی،کچھ تھا تیرا ملال بھی"

رابیل پھیکا سا مسکرائی۔اس نے کینوس دوبارہ میز پر رکھ دیا۔اس نے پروین شاکر کے ایک شعر کا ایک مصرعہ پڑھا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟"پھر ٹانگ پر ٹانگ رکھی اور رابیل کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ٹھیک ہوں"اس نے چہرہ جھکا لیا،گود میں پڑے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی"ڈاکٹر کہہ رہا ہے کہ سٹمک(معدہ)ڈسٹرب ہے"

"اور اس کی وجہ سٹریس ہے"اس نے رابیل کی بات مکمل کی۔

رابیل نے گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا،وہ بس سانس خارج کر کے رہ گئی

"اچھا چلو میں تمھارے لیے ایک اچھی خبر لائی ہوں"اس نے رابیل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا؟"اس نے نم سانس اندر کھینچی

"مجھے جاب آفر کر دی گئی ہے اور کل میرا پہلا دن ہے"وہ پر جوش ہوئی تھی

رابیل بھی مسکرا دی"میں نے تو پہلے ہی تمھیں کہا تھا تم اتنی انٹیلیجنٹ ہو، ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی تمھیں ریجکٹ کر دے"اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی

"ہاں یار"اس نے ہاتھ سے ماتھے پر آئے بال پیچھے کیے

"تمھیں پتہ ہے میرا باس، اف"وہ چہرے کے زاویے بگاڑ رہی تھی"بڑا ڈیشنگ ہے یار، نا فضول مسکراتا ہے نہ فضول بلاتا ہے۔۔سارا آفس اس کے آگے پیچھے تھا۔میں تو بس صوفے پر بیٹھی انھیں منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔۔کیا پرسنالٹی تھی"اس نے سر نفی میں ہلایا

رابیل نے اس کے بازو پر ایک چپت رسید کی"انٹرویو دینے گئی تھی یا باس پر نظر ڈالنے"

"میں نے نظر ڈالی نہیں تھی، ڈل گئی"اور پھر ہنسی

وہ بھی مسکرا دی۔البتہ اب آنکھیں آنسوؤں کی قید سے آزاد تھیں۔

"اللہ کرے میرے ساتھ تو اچھے ہوں۔اس دن تو بڑے سنجیدہ تھے"اس کا منہ بن گیا

"اچھا بند کرو اب باس نامہ، یہ بتاؤ کیا کھاؤ گی؟"رابیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تھپکا۔

وہ سوچتے ہوئے بولی تھی"کچھ بھی کھلا دو"پھر اس نے پتلیاں سکیڑیں"ریڈیو سٹیشن کہاں ہے؟"

رابیل نے شانے اچکائے"آج کل نئے مشن پر ہے"

"ہوں" وہ سر ہلا کر رہ گئی۔۔اس نے جلدی سے کینوس ڈبے میں ڈالے اور ڈبہ اٹھائے افیفہ کے ساتھ اندر بڑھی۔۔

اندر صوفے پر رامین لیٹی تھی، سامنے ایل سی ڈی پر کوئی ڈرامہ چل رہا تھا اور وہ مزے سے نمکو کھاتی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔پاس چھوٹے صوفے پر بیٹھا اشعر کوئی اسائنمنٹ بنا رہا تھا۔

"ہیلو!" افیفہ اندر آئی اور اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔اس نے اسے دیکھا مگر بولی کچھ نہیں رابیل کچن میں چلی گئی۔

"یہاں کسی کے لیے بہت بری خبر لائی ہوں میں" اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔

"کوئی بات نہیں ہے افیفہ آپی، چند دن کی بات ہے پھر سب کا دل بہل جاتا ہے۔۔شروع شروع میں آپ کو رونا آئے گا لیکن کوئی بات نہیں، یہاں نہیں تو کہیں اور سہی۔۔دنیا بہت بڑی ہے" وہ چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔اس کے چھوٹے بال پونی میں بندھے تھے۔آنکھوں پر اسی طرح چشمہ تھا مگر آج سے کئی زیادہ معصوم لگ رہی تھی

سامنے بیٹھی لڑکی مسکرائی "کل میری جاب کا پہلا دن ہے۔آپ شرط ہار چکی ہیں"

اس کا پورا منہ کھل گیا "کیا مطلب؟ انھوں نے آپ کو سلیکٹ کیسے کیا؟" وہ حیران تھی

"میری قابلیت کی بنیاد پر" وہ تھوڑی تلے مٹھی جمائے اسے دیکھ رہی تھی

"میں نہیں مانتی۔آپ کے باس سے تو میں خود بات کرتی ہوں۔ایسے کیسے وہ آپ کو رکھ سکتے ہیں۔۔ میں شرط نہیں ہار سکتی" وہ خفا سی بیٹھ گئی

"مطلب وہ جو تم نے مجھے کہانی سنائی تھی کہ میرے باس تمھارے شیطانی شوہر کے بھائی ہیں وہ سچ تھی" وہ جیسے مذاق اڑا رہی تھی

"اڑالیں مذاق۔۔پتہ آپ کو تب چلے گا جب وہ آپ کو فائر کریں گے" وہ ٹیک لگا کر اس اطمینان سے بیٹھ گئی جیسے واقعی پہلے دن ہی اسے فائر کر دیا جائے گا

وہ ہنسی "کونسا ناول پڑھ رہی ہو آج کل؟"

"ایک ایسا ناول ہے جس میں لڑکی اپنے نئے نئے دشمن بناتی ہے اور ہوتا یہ ہے کہ ایک دن ان میں سے ایک دشمن اس کو مار ڈالتا ہے اور لڑکی کی لاش اپنے آفس کی لفٹ سے ملتی ہے" وہ معصومیت سے پلکیں جھپکا کر مسکرائی

"اوہ۔۔بہت برا ہوا اس کے ساتھ" پھر پیچھے کو ٹیک لگائی "میں انتظار کروں گی کب رامین اور نگزیب اپنی زبان پوری کریں گی"

رامین نے کوئی جواب نہیں دیا،بس منہ بنا کر ڈرامہ دیکھنے لگی۔کچن سے رابیل باہر آئی تھی

"تم کھاؤ گی نوڈلز؟" سوال رامین سے تھا

اس نے سر ہلا دیا "مینا کھانے کو نہ بول کر کھانے کی بے ادبی نہیں کرتی" وہ مسکرائی تھی

اشعر چپ چاپ اپنا کام کر رہا تھا۔۔اسے یہاں ہوتی بحث سے کوئی لینا دینا نہیں تھا

پوچھ کر وہ دوبارہ کچن میں چلی گئی۔۔

رات سرد اور اندھیری تھی۔ہر طرف ہو کا عالم اور سناٹا تھا۔ایسے میں اس آٹھ مرلے کے اس گھر میں رونق لگی ہوئی تھی۔سب گلشن آرا کے کمرے میں تھے۔رابیل ان کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی،خاموش سی سامنے بیٹھیں فرحت کو سنتی ہوئی۔

"اتنے زیادہ پیسے لیے اس نے دو رضائیوں کے۔۔پھر کام اچھا کرتی ہے اس لیے میں نے اسے دے دیے ورنہ ناجائز تو ایک روپیہ نہ دیتی" ساتھ ہی رضائی میں گھس کر بیٹھے مینا اور اشعر اخروٹ کھا رہے تھے،مینا نے منہ میں اخروٹ ڈالا اور دانتوں کے درمیان رکھ کر زور سے دبایا۔

"کڑچ" کی ایک آواز سے اخروٹ ٹوٹ گیا۔۔پاس بیٹھے اشعر نے اس کے اخروٹ کو دیکھا،وہ چھلکے میں سے اخروٹ نکال رہی تھی

"میں نے سنا ہے کہ جو ڈرائی فروٹ جس آرگن (عضو) کی طرح کا ہوتا ہے اس کے لیے بڑا مفید ہوتا ہے" اس نے اپنی طرف سے فلسفہ جھاڑا تھا

"ہاں۔۔اس لیے تمھارا پچھلا اخروٹ سڑا ہوا نکلا تھا کیونکہ تمھارا دماغ جل بھن چکا ہے" اس نے اخروٹ کی گری منہ میں ڈالتے اس سے کہا تھا

"اور تمھارا پچھلا اخروٹ خالی نکلا تھا بالکل تمھارے دماغ کی طرح" وہ بھی کہاں چپ رہنے والا تھا

اس سے پہلے کہ مینا کچھ بولتی فرحت نے جھک پر بیڈ کے نیچے سے جوتا پکڑا

"میں نے تم دونوں کی ٹیوننگ کر دینی ہے، مجال ہے جو دونوں کو آرام ہو"

"امی پہلے یہ شروع کرتا ہے" مینا نے ساتھ بیٹھے اشعر کو گھورا تھا

"مینو۔۔" اب کی بار گلشن آرا بولی تھیں

وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔۔ فرحت نے اس لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں

"بیلی۔۔ تم بھی لے لو" مگر رابیل نے سر نفی میں ہلا لیا، اس کا بایاں ہاتھ اپنے پیٹ پر تھا

"ابھی بھی پیٹ میں درد ہے؟" کمرے میں اب خاموشی تھی

"ہوں" اس نے سر اٹھایا اور رضائی میں کھسک گئی۔ اسے کسی بھی پریشانی میں بہت نیند آتی تھی اور آج کل وہ پریشان تھی

گلشن آرا اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہی تھیں "ہنستی کھیلتی تھی میری بچی، جہنم میں جلیں گے سارے۔۔ کیسے مرجھا کر رہ گئی ہے" وہ آنکھیں بند کیے پڑی تھی

فرحت کو دکھ ہوا تھا۔ وہ اٹھیں "میں دودھ لاتی ہوں، کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا" اور وہ باہر چلی گئیں

مینا نے اشعر کو گھورا اور پھر دوسری طرف منہ کر کے بیٹھ گئی۔۔ ان کی جنگ کسی بھی وقت شروع ہو سکتی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کو حاشر دیر سے گھر آیا تھا۔اس وقت رابیل سو رہی تھی،اشعر اور مینا جاگ رہے تھے۔۔پاس تخت پوش پر فرحت عشاء کی نماز پڑھ رہی تھیں۔وہ باہر لاؤنج میں بیٹھا تھا اور مینا اس کے لیے کھانا گرم کر کے لائی اور سامنے رکھا۔۔پاس اشعر بیٹھا یوٹیوب پر کوئی وڈیو دیکھ رہا تھا۔گھر میں خاموشی تھی،حاشر کے آنے پر گھر میں ایسی ہی خاموشی ہوتی تھی۔وہ کھانا رکھ کر اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی اور فون کی سکرین سکرول کرنے لگی۔

"کیا سوچا ہے آگے کا؟"اس نے منہ میں ایک نوالہ رکھا اور اس سے مخاطب ہوا۔

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "ابھی لسٹ لگ رہی ہے بھائی"فون کی سکرین آف کر کے فون ساتھ رکھ دیا

"کیا سارا سال ہی لسٹ لگتی رہتی ہے،ابھی تک تو بچے یونیورسٹی جا چکے ہوتے ہیں"وہ مینا کو دیکھ رہے تھے جو کہ اب گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی

"بھائی تھوڑا سا ویٹ کر لیتے ہیں"بمشکل تھوک نگلا

"ہوں۔۔تیسری بار بھی ایم ڈی کیٹ دیں لیں"جیسے یہ ایک طنز ہو،ایک مذاق ہو۔

وہ خاموش ہو گئی۔اشعر سر اٹھا کر اس کا زرد چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"وہ بچے آسمان سے اترتے یا ان کے سروں پر سینگ ہوتے ہیں جو ڈاکٹر بنتے ہیں۔۔تمھارا اتنا دماغ نہیں ہے کیا؟"

اس کا سر یوں۔ جیسے تنگ ہو رہا تھا، ہاتھ ٹھنڈے پڑ رہے تھے "میرے ہاتھ میں کوشش کرنا ہے اور میں نے کی تھی" وہ بولی تو آواز دھیمی تھی

"ہاں تو ایک بار اور کر لو، کل کو ڈاکٹر بنو گی تو فیوچر سیو تو ہو گا نا" وہ جیسے مشورہ دے رہے تھے

"زندگی میں ڈاکٹر کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوتا ہے حاشر بھائی" اب کہ آواز رابیل کی آئی تھی، وہ کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی

"ہاں ہوتا ہے مگر مینا کے لیے یہی بہتر ہے۔۔اور وہ کیا کرے گی" ابرو اٹھایا "بینکر بنے گی یا وکیل؟"

اس کے پیٹ میں شدید درد تھا مگر وہ اس کی حمایت میں بول رہی تھی "جو لڑکیاں ڈاکٹر نہیں بنتیں میں نے ان کو کبھی باہر ذلیل ہوتے نہیں دیکھا، وہ بھی اپنی فیملی کو سپورٹ کرتی ہیں اور مردوں سے اچھا سپورٹ کرتی ہیں"

حاشر نے نظر اٹھا کر اسے گھورا "یہ تم ہی ہو جس نے اس کا دماغ خراب کر رکھا ہے۔ وہ کر سکتی ہے مگر تم اسے اور راستے دکھاتی ہو اور وہ ان پر چل پڑتی ہے"

"ہاں اور جیسے اس میں تو عقل ہی نہیں ہے نا کہ اس کے لیے کیا اچھا ہے کیا نہیں؟" وہ کچن میں چلی گئی، دراز کھولا اور اپنی دوا نکالی

"میرے دوست کی بہن ہے وہ بھی ڈاکٹر بن رہی ہے۔ اس کے سر پر میں نے سینگ نہیں دیکھے" حاشر اب کہ مینا کو دیکھ رہا تھا جو اسے سنتی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنسی تھی جیسے دل ٹوٹا تھا" دنیا کو مینا کی محنت نظر نہیں آتی، دنیا مینا کو بس جج کرتی ہے۔۔میں آپ کے دوست کی بہن نہیں ہوں اور نہ میں اب دوبارہ ایم ڈی کیٹ کروں گی۔۔میں میڈیکل کو دوبارہ کبھی نہیں دیکھوں گی۔جو چیز مجھے ہرٹ کرتی ہے میں اسے پیچھے چھوڑ دیتی ہوں" اور کہتے ہی وہاں سے چلی گئی

رابیل نے پانی کے ساتھ دوا نگلی اور پھر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔اشعر اپنا کام کرتا رہا مگر اس کا دماغ کہیں اور تھا۔۔وہ کمرے میں داخل ہوئی تو رامین بیڈ پر بیٹھی گھٹنے پر سر جھکائے شاید رو رہی تھی۔وہ اس کے قریب آئی

"مینا" اس کے کندھے پر رکھا تو اس نے سر اٹھایا

وہ رو نہیں رہی تھی مگر رو دینے کو تھی

"مینا۔۔"

"مجھے کوئی تسلی نہیں دینا، لائٹ بند کر دو۔۔مجھے نیند آ رہی ہے" اور وہ کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔۔وہ چند پل کھڑی رہی اور پھر لائٹ آف کر کے اس کے بائیں جانب اپنی جگہ پر آ لیٹی۔۔دل بہت عجیب ہو رہا تھا، پیٹ درد ابھی بھی ویسا ہی تھا

صبح کے دس بجے کا وقت تھا جب رابیل سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی۔اس کے ہاتھ میں دو کپ تھے جن سے بھاپ نکل رہی تھی۔اوپر جاتے ہی پہلے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر فرش نظر آیا تھا۔۔فرش پر مینا اپنا سامان بکھیر کر بیٹھی تھی۔ٹول باکس کھلا پڑا تھا۔اس کے ہاتھ میں چھوٹا پیچ کس تھا جس سے اس نے ایک کیمرہ کھول رکھا تھا۔پاس چھوٹے چھوٹے پیچ پڑے تھا اور کیمرے کے سامنے ایک بلب لگا ہوا تھا۔۔رابیل نے جھک کر کپ اس کے پاس رکھا

"یہ کیا ہے؟"خود وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔

"یہ میں نے کیمرے کے آپٹیکل سسٹم کو لائٹ سسٹم میں بدل دیا ہے۔۔تھوڑا سا کام رہتا ہے پھر دکھاؤں گی"وہ بڑے احتیاط سے کیمرے کے چھوٹے چھوٹے پیچ جوڑ رہی تھی۔

رابیل نے کپ منہ کو لگایا"کل تم کیا بحث کر رہی تھی فیفی کے ساتھ۔تیمور کا کون سا بھائی اس کا باس ہے۔۔جہاں تک مجھے پتہ ہے اس کا بھائی آرمی میں ہے اور کیپٹن ہے"

ایک خاموشی۔اس نے دو تاروں کو پکڑ کر ایک پتلی سی پلیٹ نما فلم سے جوڑا تو بلب جل اٹھا اور پھر بجھ گیا"مامون بھائی،وہ جن کا ذکر اس گھر میں ممنوع ہے۔۔جن کے ذکر پر امی میرا خون پینے پر اتر آتی ہیں"

اس نے گھونٹ بھرا"کون؟"ابرو اٹھایا

"تیمور کے سوتیلے بھائی ہیں اور بہت اچھے ہیں"وہ مسکرائی تھی اور کپ منہ سے لگایا

"اوہ۔۔سوتیلا بھائی" پھر ایک گھونٹ بھرا "مجھے نہیں پتہ"

"تیمور کے بابا نے دو شادیاں کی تھیں۔۔ایک تیمور کی اماں جو کہ ہماری خالہ ہیں اور میری ساس صبیحہ آنٹی اور ان کی دوسری بیوی مامون بھائی کی اماں ہیں ملیحہ آنٹی" ایک سانس لینے کا وقفہ۔وہ فرش پر چوکڑی مارے بیٹھی تھی "بہروز انکل جو کہ تیمور کے بابا ہیں ان کے بابا یعنی تیمور کے دادا کو جب ان کی دوسری بیوی کا پتہ چلا تو انھوں نے ان سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا اور انھیں مجبور کیا کہ وہ ملیحہ آنٹی کو طلاق دیں۔۔ان کے بابا نے کھڑے کھڑے ملیحہ آنٹی کو طلاق دے دی"

کافی پیتی رابیل کے منہ سے بے اختیار "اوہ" نکلا

"اور تب سے ملیحہ آنٹی اور ان کے بچوں کا ذکر ممنوع ہے۔۔مامون بھائی ملیحہ آنٹی کے بیٹے ہیں اور آپ کی دوست کے باس" آخری بات اس نے منہ بسور کر کہی تھی

"تمھیں کیسے پتہ کہ فیفی کے باس تمھارے مامون بھائی ہیں؟" وہ آگے کو جھکی

"کیونکہ انھوں نے مجھے اپنے باس کی پروفائل بتائی تھی۔میں نے سرچ کی تو وہ مامون بھائی ہی تھے۔ پھر میں نے ان سے پوچھ کر ثواب اور علم دونوں میں مزید اضافہ کر لیا" اس نے کافی کا مگ منہ سے لگایا

"تم کب سے جانتی ہو انھیں؟" اس نے ابرو اٹھایا

"لانگ ٹائم اگو!" وہ مسکرائی "تمھیں بھی ان سے ملنا چاہیئے، وہ بہت نائس ہیں"

"ہاں جیسے میں تو بہت فری ہوں نا کسی سے بھی منہ اٹھا کر مل آؤں" پھر کھڑی ہوئی "میں سٹور تک جا رہی ہوں۔ کچھ چاہیئے تو بتا دو"

"تمھیں پتہ ہے مجھے کیا پسند ہے۔ لیتی آنا" اور وہ دوبارہ کیمرے پر جھک گئی، اس نے دروازہ بند کیا اور سیڑھیاں اترتی نیچے آئی۔

اس وقت وہ اشعر کے ساتھ کھڑی مختلف چیزیں دیکھ رہی تھی۔ ایک ہاتھ میں کارٹ پکڑ رکھا تھا اور اس میں مطلوبہ چیزیں ڈال رہی تھی۔ ساتھ کھڑے اشعر کے ہاتھ میں ایک صفحہ تھا اور وہ چیزوں کا نام لے رہا تھا

"یہ مینو نے پاستہ کونسا لکھا ہے؟" اس نے پرچی رابیل کی طرف بڑھائی، اس نے نام دیکھا "ہاں یہ وہ پچھلی لین میں ہے۔ میں لے کے آتی ہوں تم تب تک بسکٹ وغیرہ لے لو"

اور وہ پچھلی قطار کی طرف بڑھی۔ اوپر نیچے نظریں گھماتی وہ جس چیز کو تلاش کر رہی تھی وہ نظر آ گئی، اس نے میکرونی کا پیکٹ پکڑا اور کارٹ میں رکھا۔۔ مڑی مگر سامنے ہی ایک شخص تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا

"کیسی ہو رابیل؟" وہ اس کی طرف بڑھا

رابیل نے تھوک نگلا۔ دل دھڑکنے لگا۔ خون گردش میں آ گیا۔ آنکھیں نم ہوئیں "اچھی ہوں" اور واپس مڑنے لگی تھی کہ اس نے اسے کہنی سے تھاما مگر لڑکی نے ایک جھٹکے سے اپنی کہنی چھڑوائی

"Behave yourself"

وہ سرخ آنکھوں سے غرائی تھی

"ہم دوست بھی تو تھے رابیل" اس کا لہجہ نرم تھا اور چہرے پر مسکراہٹ

رابیل کچھ بولتی اس سے پہلے اشعر آگیا "میری بہن کا سٹینڈرڈ اتنا لو نہیں ہے کہ ہر ایرے غیرے کو منہ لگائے" وہ آگے بڑھا تھا عین رابیل کے سامنے آ کھڑا ہوا۔اس کی پشت رابیل کی طرف تھی مگر چہرہ سامنے شخص کی طرف

"بچے یہ میری اور تمھاری بہن کے بیچ کی بات ہے، تم بیچ میں مت پڑو" اس نے اس کا گال تھپتھپایا۔

اس نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ پیچھے جھٹکا "یہ پچھلی لین میں بہت سی تیزاب بوتلوں کی قطار ہے۔ کوئی بھی بوتل لیں اور اسے خود پر چھڑک کر جل مریں" اور رابیل کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے مڑ گیا۔۔

پیچھے کھڑا شخص کچھ بول ہی نہ پایا بس اس لڑکے کو دیکھتا رہ گیا جسے وہ ابھی بچہ کہہ رہا تھا

وہ اشعر کا منہ دیکھتی رہ گئی۔وہ رابیل کا بھائی کم اور رامین کا بھائی زیادہ لگ رہا تھا

وہ بس اپنے بھائی کو دیکھے جا رہی تھی۔سارے راستے وہ کچھ نہیں بولا۔

اپنے اوپر والے کمرے میں رامین کسی سے وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔اس نے موبائل فون اچھے سے سٹڈی ٹیبل پر سیٹ کیا تھا اور خود اپنا بنایا شاہکار کسی کو دکھا رہی تھی۔۔ایک چھوٹا سٹینڈ پر جس پر ایک کیمرہ لگا تھا (پرانا کیمرہ جس میں ریل ڈلتی ہے) اور اس کیمرے کی سب سے خاص بات تھی کہ

اس کے سامنے کوئی لینز نہیں تھا، جہاں لینز ہونا چاہیئے یا جہاں اپرچر ہوتا ہے وہاں ایک "بلب" لگا ہوا تھا۔ مینا اسے اچھے سے سیٹ کرتی کسی سے فون پر بات کر رہی تھی

"آپ نے انھیں جاب کیوں دی۔۔ مامون بھائی میں شرط ہار گئی" وہ خفا تھی مگر کیمرے سے نکلتی تار کے ساتھ لگے سوئچ کو فکس کر رہی تھی

دوسری جانب سکرین پر ابھرتے شخص کے ہاتھ میں ایک کافی کا مگ تھا اور وہ اس کی بات سن کر مسکرایا تھا "میں میرٹ پر سلیکشن کرتا ہوں۔ وہ واقعی ایک قابل لڑکی تھی" وہ کچن میں کھڑا غالباً کچھ بنا رہا تھا۔ شیلف پر بہت سی سبزیاں اور کٹنگ بورڈ تھا۔

اس نے ایک سانس خارج کی "آپ کو پتہ ہے میں نے انھیں بتایا کہ آپ چوزو کے بھائی ہیں مگر مجال ہے جو یقین کیا ہو، بیلی بھی ساری ہسٹری جان کر گئی ہے۔۔ کمال ہے مطلب کوئی آپ کو کیسے نہیں جان سکتا" اس نے شانے اچکائے

وہ ہنس دیا "میری شہرت کے پیچھے کا راز را مین ہو گی"

وہ بھی ہنسی، اس نے سوئچ آن کیا اور بلب جل پڑا۔۔ کیمرے میں دیکھتے شخص نے تالی بجائی تھی

"ایسے ہی ایم ڈی کیٹ کو رو رہی تھی۔ تم تو فزکس اور ٹیکنالوجی کے لیے بنی ہو مینا"

اس نے ایک سانس خارج کی "کیسا ہے؟"

"کمال ہے، پرفیکٹ۔۔ کیسے بنایا ہے؟" کافی کا مگ ہونٹوں سے لگایا

"اوکے۔۔اس کے لیے پہلے آپ کی امی کا کیمرہ خراب ہونا ضروری ہے یا پھر کم از کم کیمرہ ہونا ضروری ہے" وہ اب سکرین میں دیکھ رہی تھی، میز پر ہاتھ رکھے آگے کو جھکی ہوئی

"میں نے کیمرے کی فوٹو کروموک سلور پلیٹڈ فلم کو نکال دیا ہے اور اس کی جگہ دو نئی فلمز ڈالی ہیں۔ ایک وہ ہے جو دن کے وقت سورج کی روشنی جذب کر کے بلب کو روشن کرے گی اور دوسری فلم رات کو کرنٹ یا انرجی سے چلے گی" ایک لمحے کا توقف۔

"کیمرے کی سلور پلیٹڈ فلم کو میں نے نکالا اور پہلے نمبر پر میں نے سلیکون فوٹو ڈائیوڈ پلیٹ ڈالی ہے جو کہ دن کے وقت سورج کی روشنی کو جذب کرے گی اور بلب کو روشن کرے گی۔۔اس کے سامنے میں نے" اس نے ہاتھ لگا کر کیمرے کے سامنے بالکل دائیں جانب ایک لینز کی طرف اشارہ کیا

"ایک مائنس لینز ڈالا ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں سے فلیش لائٹ نکلتی تھی، میں نے فلیش لائٹ کی جگہ لینز ڈالا ہے۔۔مائنس لینز کیا کرے گا کہ باہر سے سورج کی شعاعوں (لائٹ ریز) کو ڈائیورج کر کے (پھیلا کر) اس سلیکون کی پلیٹ پر پھینکے گا اور جیسے ہی اس پر روشنی پڑے گی یہ فلم فوراً سے اپنا کام کرے گی، اس فلم کو میں نے بلب سے جوڑا ہے۔۔سورج کی روشنی جذب ہوتے ہی یہ بلب جل اٹھے گا" پھر مامون کو دیکھ کر مسکرائی

"دوسری فلم جو کہ اس فلم کے پیچھے ہے وہ زنک سلفائیڈ کی ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ زنک سلفائیڈ ایک ایسا میٹیریل ہے جو کہ الیکٹریکل انرجی کو لائٹ انرجی میں بدلنے میں مدد دے گا (کرنٹ سے

روشنی)سورات میں اسے میں کرنٹ دوں گی،اسے سوئچ میں لگا کر آن کروں گی اور یہ کرنٹ کو یعنی الیکٹریکل انرجی کو جذب کر کے لائٹ میں بدل دے گا اور اسے میں نے بلب سے کنیکٹ کیا ہے۔۔ سورات اور دن میں میرا بلب جلے گا۔۔میں نے آپٹیکل سسٹم کو لائٹ سسٹم میں کنورٹ کر دیا ہے"

اب وہ سکرین میں دیکھ کر مسکرا رہی تھی

"اور یہ بلب کیسے لگایا؟"وہ متوجہ سا سن رہا تھا۔اس کی توجہ کا مرکز رامین کا نیا شاہکار تھا۔

"بلب میں نے۔۔سامنے جو لینز لگا تھا اور اس کے پیچھے جو فوکسنگ رنگ تھی ان دونوں کو اتار کر، بلب کو اچھے سے اپرچر میں فکس کیا ہے اور پیچھے دونوں فلم کے ساتھ کنیکٹ کیا ہے"اس کی تقریر ختم ہوئی تھی

وہ اس نے تالی بجائی تھی"تم بہت آگے جاؤ گی،یہ بہت اچھا ہے"پھر کافی کا گھونٹ بھرا۔

مینا مسکرائی"آگے کا تو پتہ نہیں مگر کہیں چلی جاؤں گی"

"ایڈمیشن بھیج دیا؟"مزید ایک کافی کا گھونٹ بھرا

"ہوں"اس نے سوئچ اتار دیا،بلب بجھ گیا"چوزونے کل بھیجا تھا۔۔ساری عمر میڈیکل کے لیے روتی رہی ہوں مگر میرے لیے ٹیکنالوجی تھی"وہ اداسی سے مسکرائی

"تم ٹیکنالوجی کے لیے ہو مینا،یہ جو تم نے بنایا ہے میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا"

وہ مسکرائی تھی"یہ میرا پیشن ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور پیشن پروفیشن ہے" اس نے مسکرا کر شانے اچکائے

"مجھ سے وہ نہیں ہو سکا جو میں نے چاہا تھا۔اب میں کبھی ڈاکٹر نہیں بنوں گی۔۔دنیا میری محنت نہیں دیکھتی مامون بھائی۔دنیا رامین کی خوشی نہیں دیکھتی" وہ اداس ہوئی تھی

"دنیا کو دکھا کون رہا ہے۔۔تم ہمیں دکھایا کرو،اپنے لیے کام کیا کرو۔۔مامون آفندی تمھارے پیچھے ہے۔تم ان شاءاللہ آگے جانے والی ہو" وہ دھیرے سے ہنس دیا۔رامین بھی مسکرائی تھی۔

پیچھے سے گانا بجنے کی بہت اونچی آواز آئی تھی،وہ جو کھانا بنانے کے لیے کچن میں کھڑا تھا،باہر نکلا

"آواز کم کرو فضول انسان!" مگر وہ فضول انسان بہت خوش تھا

"مون میری گیم سیل ہو گئی، تمھارا بھائی لاکھ پتی بنا ہے" اس نے سامنے ایل سی ڈی پر کوئی بالی وڈ گانا لگایا تھا اور باقاعدہ ناچ رہا تھا،صوفے پر بیٹھی چھوٹی سی چھے سالہ لڑکی اسے دیکھ کر ہنس رہی تھی

اس نے نفی میں سر ہلایا اور اندر چلا گیا

"یہ کس چیز کی آواز ہے؟" رامین بھنویں بھینچے سکرین پر نظر آتے مامون کو دیکھ رہی تھی۔

"تمھارے ماہان شوہر نے گیم بنا کر کسی گورے کو گیم ڈالی ہے اور اسے گیم سیل کی ہے جس کے اسے کئی لاکھ ملے ہیں اور اب وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے" کافی ختم ہو چکی تھی،اب وہ گاجریں کاٹ رہا تھا

"دکھائیں ذرا مجھے" وہ پرجوش ہوئی تھی۔

اس نے کیمرے کا رخ اس کی طرف کیا تھا اور سکرین پر ناچتا ہوا تیمور دکھ رہا تھا، وہ ہنس رہی تھی اور ہنستی چلی جا رہی تھی۔اس کی کافی ختم ہوئی تھی اور اب وہ سبزیوں کی طرف متوجہ ہوا تھا۔وڈیو کال ویسے ہی چل رہی تھی۔

"میں بس ابھی مینٹل ہاسپٹل کال کر رہا ہوں۔ان کا ایک مریض چھوٹ گیا ہے اور میرے گھر کا ماحول خراب کر رہا ہے "اس کا سارا دھیان ہاتھ میں پکڑی بھری اور گاجر پر تھا

وہ ہنس دی، ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ اداس ہو رہی تھی اور اب اس کی ہنسی کو بریک لگنا مشکل تھا۔

وہ کل سے بہتر تھی۔شام کے ساڑھے پانچ کا وقت تھا۔بھوری آنکھوں والی افیفہ رابیل کے ساتھ باغ میں بیٹھی تھی، اس کے سامنے چائے کا کپ تھا۔۔دونوں کے درمیان بات چیت جاری تھی۔ رابیل کی وہ شام اچھی گزرتی تھی جو وہ اپنی واحد اور اکلوتی سہیلی افیفہ کی صحبت میں گزارتی تھی۔

"کتنا بے غیرت ہے ویسے۔۔سٹور میں بھی ٹپک پڑا، چمگادڑ "بھورے بالوں والی افیفہ نے برا سا منہ بنایا

"میں تو اشعر کو دیکھتی رہ گئی۔میرا بھائی اتنا سنجیدہ ہے میرے بارے میں "رابیل کے چہرے پر حیرت اور خوشی بیک وقت تھی۔وہ ابھی تک سٹور والے اشعر کو یاد کر رہی تھی۔

"تواور کیا" افیفہ مسکرائی "وہ حاشر بھائی کو دیکھتا ہے، وہ انھیں پسند بھی نہیں کرتا اور ویسے بھی اس کی کمپنی تم ہو" اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا

"ہوں" وہ اثبات میں ہلا کر رہ گئی۔

"اچھا چلو تم تیار ہو کر آؤ، ہم آج سعدیہ کی برتھ ڈے پارٹی پر جا رہے ہیں" وہ فوراً سے تیار ہو کر بیٹھ گئی جیسے ابھی رابیل کو کہیں جانے کو کہے گی اور رابیل تیار کھڑی ہو گی۔

اس نے سر نفی میں ہلایا "میں نہیں جا رہی، میرا دل نہیں ہے" لمبے بالوں والی لڑکی نے برا سا منہ بنایا۔

"کیوں نہیں ہے دل؟" اس نے ابرو اٹھایا

"فاریہ۔۔اس کی دوست ہے وہ بھی آئی ہو گی، شاید ارسل کو بھی بلایا ہو اس نے" شانے اچکائے، ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گئی۔اس کے چہرے کی تاثر بتا رہے تھے کہ وہ نہیں جا رہی اور نہ ہی نہ جانے کا ارادہ ترک کرے گی۔

"چلو۔۔تمھیں بڑا پتہ ہے، نہیں بلایا ہو گا اس نے۔۔اتنی کلوز فرینڈ نہیں تھی اس کی" اس نے رابیل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

"چلو نا" وہ ضد کر رہی تھی

"نہیں جارہی میں "اس نے برا سا منہ بنا کر عاجزی سے اسے جھڑکا اور پھر اندر چلی گئی۔افیفہ سانس لے کر رہ گئی۔

وہ اندر گئی اور میز پر لگا فون چارجنگ سے ہٹایا، سکرین آن کی تو فون تھرتھرایا۔شاید کسی کا میسج آیا تھا۔۔اس نے سکرین ان لاک کی، نوٹیفیکیشن دیکھا اور میسج کھولا

"کیا پلان ہے آج کا؟"سامنے جگمگاتا پیغام۔

وہ نچلا لب کاٹتے جواب سوچ رہی تھی۔پھر انگوٹھا سکرین پر ٹائپ کرنے لگا۔

"کچھ نہیں۔۔ایک دوست کا برتھ ڈے ہے، موڈ نہیں ہے جانے کا" برا سا منہ بنایا اور میسج بھیج دیا۔

اس کی توقع کے برعکس میسج کا ریپلائی اسی وقت موصول ہوا

"کیوں؟"

"کیوں کہ وہاں پر میرا ایکس فیانسی اور اس کی نئی منگیتر آرہی ہے "اس نے جلدی سے منہ بنائے جواب لکھا اور جھٹ سے بھیج دیا۔دوسری طرف کوئی ایسا تھا جس سے رابیل دل سے جڑی تھی۔

"پھر تو تمھیں لازمی جانا چاہیئے۔۔پتہ لگنا چاہیئے اسے بھی کہ رابیل مرنے والوں میں سے نہیں ہے، لڑنے والوں میں سے ہے "جواب موصول ہوا

"مجھے اس کا سامنا ہی نہیں کرنا" وہ وہیں میز کے پاس کھڑی ٹائپ کر رہی تھی۔وہ بھی اٹل تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کم آن۔۔بی بریو،اس کا منہ توڑ دو جس نے تمھارا دل توڑا تھا" وہ کچھ سوچ رہی تھی۔۔دل نے حرکت شروع کی تھی،دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔رگوں میں پھر سے خون دوڑا تھا۔دوسری طرف موجود انسان کے الفاظ اس پر ایسے ہی اثر کرتے تھے۔وہ رابیل کے لیے الفاظ نہیں ٹریگر ہوتے تھے۔

اور بس اسی لمحے لڑکی نے فون میز پر رکھا اور باہر گئی۔اس کا دل بے اختیار دھڑک رہا تھا۔۔

"فیفی" لڑکی نے دوست کو پکارا۔اس نے گردن موڑی

"میں تیار ہوں" اور کہہ کر کندھے ڈھیلے چھوڑے۔

وہ پوری آنکھیں کھول کر کھڑی ہوئی،پھر مسکرائی۔۔

"اوکے" اس نے سر ہلایا اور رابیل بھی مسکرائی البتہ اندر ہی اندر کوئی چیز تھی جو اس کے سر چڑھ رہی تھی۔

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔اس نے ہلکے گلابی رنگ کی فراک پہن رکھی تھی۔ہلکا سا میک اپ اور لمبے کمر سے نیچے تک آتے سیاہ بال کھلے تھے۔۔وہ مسکرا مسکرا کر اپنی دوستوں سے مل رہی تھی۔۔ ارسل نہیں آیا تھا البتہ وہ لڑکی فاریہ اس سے ملی تھی جس کی منگنی ارسل سے ہوئی تھی،اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی مگر رابیل کے دل کو کچھ ہوا تھا

"وہ نہیں آیا بیلی۔۔ریلیکس" افیفہ نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا

وہ مسکرائی۔۔سانس خارج کی اور اب سب نارمل تھا

وہ کھڑی ہو کر کسی لڑکی سے مسکرا کر اس کی جاب کے متعلق پوچھ رہی تھی۔ہاتھ میں شیشے کا گلاس تھا جس سے لال مشروب جھلک رہا تھا۔دفعتاً اسے اپنے پیچھے کسی کی آواز آئی تھی۔یہ آواز رابیل کے قدم زنجیر کرتی تھی،اس کا دل دھڑکا دیتی تھی

"وہ تمھاری ایکس بھی یہیں ہے"کسی لڑکی کی آواز آئی تھی مگر رابیل نے گردن نہیں موڑی۔وہ نظر انداز کر رہی تھی

پھر فاریہ اس لڑکے کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔لڑکی کی آواز ابھی بھی آ رہی تھی

"تم اور رابیل۔۔تم دونوں تو ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے،پھر فاریہ کہاں سے آ گئی بیچ میں" لڑکی سامنے کھڑے لڑکے سے مخاطب تھی

"ہم صرف دوست تھے۔۔فاریہ میری کزن ہے اور مجھے پسند کرتی ہے"ارسل کی آواز۔

"اوہ"پھر ایک خاموشی

"مجھے کانفیڈنٹ لڑکیاں اچھی لگتی ہے۔۔وہ میری دوست تھی اور میں اس کے ساتھ تھا کیونکہ مجھے اس پر رحم آتا تھا،یو نو وہ بہت حساس تھی"شاید وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی پشت پر چند قدم کی دوری پر ایک لڑکی کا تنفس بڑھ رہا تھا۔اس کا دماغ اس آواز سے ایکٹیو ہو جاتا تھا اور ہو چکا تھا۔

"اس کے علاوہ کوئی اور ٹاپک ڈسکس کر لیں"آواز فاریہ کی تھی

"تم جیلس ہو رہی ہو، کیونکہ وہ تمھاری فیلو رہ چکی ہے" لڑکی ہنسی تھی۔۔اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ بات رابیل ہی کی ہو رہی تھی۔وہی ارسل کی ایکس منگیتر رہ چکی تھی۔

"اس میں ایسا کیا ہے کہ میں جیلس ہوں، بات بات پر تو اس کا رونا نکل آتا ہے۔میں کیوں جیلس ہوں گی۔وہ بہت کمزور ہے،ڈری سہمی نازک پری" وہ جیسے مذاق اڑا رہی تھی

اور فاریہ کا یہ کہنا تھا کہ رابیل کی آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔اس کے جبڑے بھینچ گئے۔دانت پیستے اس نے پورے زور سے گلاس کو تھاما تھا مگر شیشے کی فطرت ہوتی ہے ٹوٹنا،وہ بھی ٹوٹ گیا۔۔ایک چھناکے کی آواز آئی اور جوس شیشے کی قید سے آزاد ہوا،کانچ اس کے ہاتھ کو زخمی کر گیا تھا۔اندر پڑا سرخ مشروب نیچے کو چھلکا۔ارد گرد کے لوگوں نے مڑ کر دیکھا تھا۔سرخ گاڑھے مائع کے قطرے اس کے ہاتھ سے بہہ رہے تھے۔۔اس کی آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں۔تکلیف اور پھر تکلیف پر تکلیف۔

وہ مڑی اور چند قدم چلتی عین ارسل کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ایک نظر فاریہ کو دیکھا،آہ! تکلیف سی تکلیف

وہ مسکرائی "مجھے نہیں پتہ تھا میں اتنی اہم ہوں کہ آپ لوگ اپنی پارٹی مجھے ڈسکس کر رہے ہیں" اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا،تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔دماغ بار بار درد کا سگنل دے رہا تھا مگر رابیل کو اس وقت دوسروں کے خراب دماغ ٹھیک کرنے کی سوجھی تھی۔

پھر فاریہ کو دیکھا"ارے تم تو صحیح کہہ رہی تھی کہ میں ڈری سہمی ہوں۔۔بالکل، مگر کچھ دنوں تک تم بھی ایسے ہونے والی ہو"وہ ذرا سا آگے ہوئی تو اس کے بال کندھے سے آگے آئے

پھر ارسل کو دیکھا"یہ چاند کو پانے کی آرزو میں ہیں مگر صرف پریوں کے تعاقب میں۔۔لیکن کوئی بات نہیں،انھیں نہیں پتہ کہ یہاں کچھ چڑیلیں بھی ہیں اور ایک چڑیل ان کے ساتھ کھڑی ہے"

اس نے دوبارہ فاریہ کو دیکھا

"ہاؤڈیئر۔۔"وہ رابیل کو تھپڑ مارنے والی تھی مگر اس نے بائیں ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑا

"ایک بات یاد رکھنا،یہاں جنگل کا قانون چلتا ہے"پھر ارسل کو دیکھا"اور میں شیرنی ہوں،زخمی شیرنی۔۔مجھے اپنا آپ منوانے آتا ہے"پھر اپنا خون والا ہاتھ اٹھایا اور ارسل کے سامنے کیا

"یہ تو کچھ بھی نہیں،جو تحفہ تم نے دیا یاد رکھوں گی"اس نے خون والا ہاتھ اس کے گال پر لگایا"ٹراما مبارک"

اور مسکرا کر واپس مڑی۔۔وہ روئی نہیں تھی مگر درد انتہا پر تھا۔۔ہاتھ میں کانچ کھب چکا تھا،آنکھوں میں گلابی لکیریں شدت اختیار کر چکی تھیں۔

افیفہ اس کے پاس آئی،اس کا خون والا ہاتھ دیکھا اور دونوں اکٹھی باہر نکلیں۔۔پارٹی میں خاموشی تھی،بے عزتی ہو چکی اب سکون تھا۔

"بیلی"اس نے اس کا ہاتھ پکڑا

"مجھے درد ہو رہا ہے۔۔جلدی چلو ڈاکٹر کے پاس"اور وہ گاڑی میں بیٹھی اور چند لمحوں میں وہ ایک چھوٹی سی فارمیسی میں تھیں۔۔اس کے ہاتھ سے کانچ نکال کر پٹی کر دی گئی تھی۔۔اب جبکہ وہ دوبارہ گاڑی میں بیٹھی تو افیفہ نے اسے دیکھا

"کیا لگ رہی تھی تم۔۔مجھے تو یقین ہی نہیں آیا"وہ مسکرائی

رابیل ہنسی"میرا ہاتھ ٹوٹ رہا تھا مگر میں ڈائیلاگ بولے بغیر نہیں آسکتی تھی۔۔میں گھر سے تیاری کر کے آئی تھی"

اب دونوں ہنس رہی تھیں۔درد تو تھا مگر لمحے یاد رہتے ہیں درد تو ختم ہو جاتا ہے نا۔

"گلاس ٹوٹا تو بہت درد ہوئی تھی مگر جوڑا میں اس پلاسٹک کی فاریہ کو دے کر آئی ہوں نا سکون آگیا"

اس نے آنکھیں بند کر کے ناک سے ٹھنڈی ہوا اندر داخل کی جیسے سکون محسوس کیا ہو۔

" صحیح کہہ رہی ہو"افیفہ بھی لقمہ دیے بغیر کیسے رہ سکتی تھی

دونوں کی نظریں ملیں اور ہنس دیں۔۔گھر جاتے باتیں جاری تھیں۔۔

سات سال قبل:

کلر کہار

یہ ایک بوائز ہاسٹل کا منظر تھا اور اس وقت دوپہر شام میں ڈھل رہی تھی۔ نارنجی آسمان اور معتدل موسم۔ ہفتے کا دن تھا اور سب لڑکے اپنے اپنے کمروں سے باہر تھے سوائے ان تینوں کے۔ وہ تینوں ایک بستر پر نقشہ پھیلائے بیٹھے تھے، ایک درمیان میں چوکڑی مارے بیٹھا اور باقی دو اس کے دائیں بائیں۔ وہ نقشے کو غور سے دیکھ رہے تھے اور درمیان والا ہدایات دے رہا تھا

"یہ دیکھو، کالج کی سب سے اونچی دیوار یہ ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ ہمارے کمرے کی بیک سائیڈ پر ہے۔۔ ہمیں پہلے یہاں چھلانگ لگانی ہو گی" بھوری آنکھوں والا انگلی سے اشارے کرتا انھیں سمجھا رہا تھا

"اگر ٹانگ یا بازو ٹوٹ گیا تو؟" سیاہ آنکھوں والے معاذ نے سوال کیا تھا

"تو میں تمھارا منہ توڑ دوں گا" درمیان میں بیٹھے بھوری آنکھوں والے زرار نے اسے گھورا تھا۔

"یہ تو آسان ہے اور اگر کسی نے دیکھ لیا تو؟" سوال سرمئی آنکھوں والے تیمور نے کیا تھا

"تو میں تمھیں اندھا کر دوں گا" درمیان میں بیٹھے زرار نے اب تیمور کو گھورا

پھر وہ دوبارہ نقشے پر جھک گئے "یہاں سب سے بڑی دیوار ہے اور ہم اس دیوار پر چڑھیں گے۔۔ لیکن اگر ہم نہ چڑھ پائے تو؟" اب اس نے خود سوال کیا تھا

دائیں بائیں بیٹھے معاذ اور تیمور نے بیک وقت اسے گھورا تھا "تو ہم تمھیں یہیں چھوڑ جائیں گے" اس نے برا سا منہ بنایا "اچھا اچھا"

پھر نقشے پر جھکے "یہاں بیک سائیڈ پر جنگل ہی جنگل ہے۔۔ ہمیں جنگل میں سے بھاگنا ہو گا"

دائیں بیٹھا معاذ پھر سے بولا تھا "یار! جنگل میں گیڈر ہوتے ہیں"

تیمور نے زرار کو دیکھا "کوئی نہیں، یہ ہمارا بھیڑیا ہے نا۔۔ اسے آگے کریں گے"

اور وہ مسکرایا "تم دونوں تو فیڈر میں دودھ پیتے ہو، سری لیک کھاتے ہو اور واکر میں چلتے ہو۔۔ ہے نا؟" پھر سنجیدہ ہوا۔

پھر سے نقشے پر جھکے "ہم نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا، جو مرضی ہو جائے" اب زرار پھر سے بول رہا تھا

"اور اگر کوئی پیچھے رہ گیا تو؟" سوال معاذ نے کیا تھا

"تو اس کو گھسیٹ کر لائیں گے" جواب تیمور نے دیا تھا

"ہم بھاگتے رہیں گے اور یہ دیکھو" اس نے نقشے پر اشارہ کیا "یہ سڑک جا رہی ہے۔۔ ایک بار یہاں پہنچ جائیں نا تو پھر ہم آزاد ہیں"

اور وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔ چہرے پر ایک مسکراہٹ سجائے بھوری آنکھوں میں چمک لیے۔ وہ تیار تھا۔ وہ ایسے کاموں کے لیے ہمیشہ تیار رہتا تھا مگر کیسے کام؟ دفعتاً تیمور جھٹ سے اٹھا

"چلو یار! سامان تیار کرو"

تینوں اٹھے اور اپنی اپنی الماریوں کی طرف بڑھے

"جوتے بڑے سول والے رکھو" زرار حیدر نے ہدایت دی تھی

"اور جیکٹس پہن کر بھاگنا ہے" اور تیمور نے لقمہ دیا

"اور کھانے کو بھی کچھ رکھ لو" دونوں نے گردن موڑے معاذ کو گھورا، اس نے شانے اچکائے

"نہیں مطلب بھوک بھی تو لگ سکتی ہے نا، کیا آزادی کے بعد بھوک نہیں لگتی؟"

دونوں نے سر ہلا دیے۔ آزادی کے بعد ہی تو شاید اچھی والی بھوک لگتی ہے اور کھانا نہ رکھا ہو تو بھوک قید کر لیتی ہے اور وہ تو قید نہیں رہ سکتے تھے۔ اب وہ جلدی جلدی اپنا سامان تیار کر رہے تھے۔۔

رات کے ساڑھے آٹھ کا وقت تھا۔ زرار اپنے کمرے سے باہر نکلا، کاریڈور میں خاموشی تھی۔ سخت سردی میں بھی اس نے جوتے نہیں پہن رکھے تھے۔ چپکے سے دیوار کے ساتھ لگ کر چلتا گیا اور ایک کمرے کے باہر کنڈی لگا دی اور پھر بھاگ کر اپنے کمرے میں آیا۔ ان دونوں نے اپنے کندھوں پر بیگ لٹکائے تھے۔ بیگ بالکل ہلکے تھے۔ ان کی پلاننگ کے مطابق بیگ اگر بھاری ہوتے تو وہ بھاگتے ہوئے تھک جاتے اور مزید کیسے بھاگتے۔ زرار کے آنے سے پہلے تیمور اور معاذ نے موٹے سول والے سفید بوٹ پہن رکھے تھے۔ زرار نے کمرے میں آتے ہی جلدی سے جرابیں پہنیں اور بوٹ کس کر تیار ہوا۔

"تیار ہو؟" تیمور نے ہاتھ آگے بڑھایا اور اس کی ہتھیلی پر دونوں نے ہاتھ رکھے

"چلو" اب کہ زرار نے اشارہ کیا اور تینوں مشن پر نکل پڑے۔

انھوں نے بیگ سے ایک موٹی رسی نکالی،اسے الماری کے پیر سے باندھااور کھڑکی سے نیچے پھینکی، پھر باری باری لٹک کر نیچے اترے۔۔کچھ ہی لمحوں میں تینوں اپنی بالکنی سے نیچے تھے۔۔دفعتاً گارڈ وہاں باتھ روم کے پاس کھڑا ہاتھ دھو رہا تھا،وہ ابھی ابھی باتھ روم سے نکلا تھا۔تینوں دیوار سے چپک کر کھڑے ہو گئے۔۔سانس پھولی ہوئی تھی،اندھیرے میں دیوار سے چپک کر کھڑے تینوں لڑکوں نے ایک دوسرے کو دیکھا مگر ارادے مضبوط رکھے۔۔گارڈ چلا گیا تو انھوں نے سانس خارج کی اور اب اس کئی فٹ لمبی دیوار کو گردن اٹھائے دیکھ رہے تھے

"دیوار چین کے اس پار یاجوج ماجوج ہے" معاذ گردن اٹھائے دیوار دیکھتے بولا تھا

"اور ہم یاجوج ماجوج سے نہیں ڈرتے" اسی وقت زرار آگے بڑھا اور اپنی انگلیاں ایک اینٹ پر جمائیں،پاؤں مضبوطی سے دیوار سے لگائے اور وہ اوپر چڑھ رہا تھا۔۔معاذ اور تیمور نے پہلے اسے دیکھا اور پھر آگے بڑھے۔پہلے زرار دیوار پر چڑھا اور پھر باقی دو بھی چند لمحوں بعد اس کے ساتھ کئی فٹ اونچی دیوار پر تھے۔۔ان کی سانسیں پھولی تھیں

تیمور نے زرار کو دیکھا،سر ہلایا پھر نیچے چھلانگ لگا دی اور وہ بہت بری طرح گرا تھا مگر کھڑا ہوا اور جیکٹ جھاڑ کر انھیں نیچے آنے کا اشارہ کیا۔۔سیاہ جیکٹ والے معاذ نے ساتھ کھڑے زرار کو دیکھا

"دیکھ بھائی،لڑکیاں لنگڑے لڑکوں کو پسند نہیں کرتیں" وہ رونے والا ہوا تھا مگر زرار حیدر،وہ کچھ ٹھان لیتا تھا تو کر کے چھوڑتا تھا

اس نے ساتھ کھڑے معاذ کو گردن سے پکڑ کر نیچے دھکا دیا اور وہ نیچے گرتے ہی کراہا

"ہائے اللہ!" اس کا پاؤں ذرا سا مڑا اور بوٹ اتر گیا، ساتھ ہی زرار خود بھی کودا تھا اور اس کے ساتھ گرا مگر اٹھ گیا۔۔اب کہ معاذ زمین پر بیٹھا کراہ رہا تھا۔زرار جھٹ سے آگے بڑھا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھا "چپ کر جاؤ" مگر کراہتے ہوئے معاذ نے اس کے ہاتھ پر کاٹا

اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کیا اور اس کے سر پر تھپڑ لگایا

"جنگلی" وہ اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جہاں دانتوں کے نشان تھے۔

"اس نے مجھے دھکا کیوں دیا؟ میری ٹانگ ٹوٹ جاتی تو؟" وہ گردن اٹھائے تیمور کو دیکھتے ہلکی آواز میں بول رہا تھا

تیمور آفندی اس کے قریب آیا اور کچھ کہنے لگا مگر اس نے اپنا دوسرا بوٹ اتار کر اسے مارا "تم نے مجھے ساتھ لے کر کیوں نہیں چھلانگ لگائی؟" وہ پیچھے ہٹا، جو تا دور جا کر گرا

"یار" اس نے ماتھے پر ہاتھ مارا "ابھی وہ گینڈا جلاد ڈنڈا لہراتے ہوئے آئے گا اور ہم پھر سنٹرل جیل میں۔۔جلدی بھاگو" زرار ماتھے کو چھوتے فکر مندی سے بولا تھا

"اٹھو" تیمور نے زمین پر بیٹھے معاذ کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا

"میرے جوتے لے کر آؤ" وہ سینے پر بازو لپیٹے ڈھیٹ بن کر بیٹھا تھا

دونوں نے سانس خارج کی اور ایک ایک جوتا لے کر آئے

"پہناؤ"اس نے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا

دونوں نے اسے گھورا"میں نہیں جارہا"وہ پھر خفا ہوا

دونوں آگے بڑھے اور اسے جوتا پہنایا۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا،وہ ذرا سا لنگڑایا مگر پھر ٹھیک ہو گیا

"چلیں؟"بھاگنے کو تیار کھڑے تیمور نے دونوں کو دیکھا۔

اور تینوں نے اندھیرے میں دوڑ لگادی۔وہ اندھیرے میں گھنے جنگل کے بیچ و بیچ بھاگ رہے تھے۔ ارد گرد گیدڑ چلا رہے تھے،چاند کی نیلی نیلی روشنی درختوں سے چھن کر نیچے آرہی تھی مگر انھیں کوئی پرواہ نہیں تھی۔ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑے منہ پر پڑتے انھیں جامد کر رہے تھے مگر ان کے خون کی گردش ان کا جذبہ گرما رہی تھی۔سرمئی اور سیاہ آنکھوں والے تیمور اور معاذ آگے نکل گئے مگر بھوری آنکھوں والا زرار پیچھے رہ گیا تھا،اس کا پیر اڑا اور وہ بری طرح گرا تھا۔۔دونوں آگے بھاگتے پیچھے مڑے تھے۔ایک دوسرے کو دیکھا پھر پیچھے کو بھاگے

اس کے قریب پہنچے"تم ٹھیک ہو؟"

وہ کراہا مگر کھڑا ہوا"چلو"اور وہ پھر سے اندھا دھند بھاگنے لگے۔۔کچھ قدم دور،کچھ لمحوں کی دیر اور سامنے سڑک آچکی تھی اور وہ آزاد تھے۔۔سانس پھول چکی تھی اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھے رکوع کی

حالت میں کھڑے سانس بحال کر رہے تھے۔۔پھر سیدھے ہوئے اور ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

پسینے سے شرابور خشک گلے لیے وہ ہنس دیے

ایک کے بیگ سے پانی کی بڑی بوتل نکالی اور منہ دھویا، پانی پیا۔۔اب وہ ٹھیک تھے، سڑک پر کھڑے کسی گاڑی کا انتظار کر رہے تھے مگر کسی چیز کا نام و نشان نہیں تھا۔ سردی کی وجہ سے دھند بھی ہونے لگی تھی

"اب ہم کسی فرشتے کے انتظار میں ہیں کہ آئے اور ہمیں پروں پر سوار کر کے لے جائے" معاذ دونوں کو دیکھتے طنزیہ لہجے میں بولا تھا

"نہیں۔۔تم نے ابھی اپنے ڈرائیور کو کال تھی نا اس کے انتظار میں ہیں" زرار حیدر بھی کون سا کم تھا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کار کا انتظام کروا کے رکھو" اب کہ تیمور نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔

"ہمارا باپ تو شوروم ہمارے نام کر کے مرا تھا نا جو گاڑی کا انتظام کروا کے رکھتے" دفعتاً زرار حیدر دانت پیستے تیمور پر چلایا تھا

دور سے بتیاں جلتی نظر آئی تھیں "گاڑی آگئی" معذ کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی آنکھوں میں امید چمکی اور وہ چلایا۔۔دونوں نے مڑ کر اسے دیکھا، سامنے سے واقعی کوئی گاڑی آرہی تھی

وہ تینوں بھاگ کر سڑک کے بیچ میں کھڑے ہو گئے اچھلتے ہوئے چلانے لگے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہیلپ۔۔ہیلپ" وہ جو گاڑی آرہی تھی رک گئی۔وہ سیاہ لینڈ کروزر تھی جس کا مالک پیچھے بیٹھا تھا۔

وہ تینوں اس طرف بڑھے

"انکل، ہمیں بچالیں، ہمارے پیچھے کچھ لوگ لگے ہیں" زرار آگے بڑھا اور پچھلی کھڑکی پر ہاتھ رکھے پیچھے بیٹھے آدمی کو دیکھتے بولا

اس نے ایک نظر تینوں کو دیکھا۔ایک لمحے کا توقف۔ شکل سے تو تینوں چور نہیں لگ رہے تھے مگر کیا پتہ نئے زمانے کے چور پڑھے لکھے اور خوبصورت جوان ہوں۔ کپڑوں سے تو ڈاکو نہیں لگتے مگر کیا پتہ لوٹے ہوئے اچھے کپڑے استعمال کرتے ہوں مگر خیر گاڑی کا مالک فراخ دل تھا۔اس نے سر ہلایا اور انھیں پھر اندر بیٹھنے کو کہا

زرار آگے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا، تیمور اس مرد کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا اور معاذ کھڑکی کی طرف ۔۔گاڑی میں بیٹھا شخص کسی امیر گھرانے کا لگتا تھا۔اس کی عمر زیادہ نہیں لگتی تھی مگر وجاہت اور رعب اس کی شخصیت کا خاصا لگتی تھی۔ بال سیاہ، آنکھیں سیاہ، قلف لگی شلوار قمیض کلائی میں قیمتی گھڑی اور انگلی میں ایک انگوٹھی، بے شک وہ ایک وجیہہ مرد تھا۔

تھوڑی دور جا کر پیچھے بیٹھا مرد بولا "تم لوگ کہاں سے آرہے ہو؟" بھاری گھمبیر آواز نے تینوں کو متوجہ کیا۔

کیا اسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں؟ شکل سے تو وہ سمجھدار اور سنجیدہ لگتا تھا۔ پتہ چل بھی گیا تھا تو کیا ہوا۔ سینٹرل جیل تو پیچھے رہ گئی

"ہم کیڈٹ کالج سے بھاگ کر آرہے ہیں" پہل تیمور نے اپنے بھرپور اعتماد سے کی تھی۔

وہ شخص مسکرایا "کیوں؟" اب کہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

تینوں یک زبان ہو کر بولے تھے "کیونکہ ہمیں قید خانے نہیں پسند"

وہ پھر مسکرایا اور سر ہلا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔اب گاڑی میں خاموشی تھی

"اگر میں تم تینوں کو پولیس کے حوالے کر دوں تو؟" خاموشی میں خلل پڑا اور وہ شخص پھر سے بولا تھا

"آپ نہیں کریں گے کیونکہ ایک دن آپ کو کسی کی ضرورت پڑے گی اور وہ کسی ہم ہوں گے"

مجال ہے جو ساتھ بیٹھا مامون کا بھائی ذرا بھی گھبرایا ہو۔ وہ نڈر تھا، بے خوف اور ساتھ بیٹھا شخص یہ بات جان گیا تھا۔

وہ شخص محظوظ ہوا تھا۔ چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔ وہ مسکراتے ہوئے بھی پر سرار ہی لگتا تھا۔

"اچھے گھرانے کے لگتے ہو" اس نے دایاں ابرو اٹھائے ساتھ بیٹھے تیمور کو گھورا

"برے گھرانے کے آپ بھی نہیں لگتے" وہ بھی بے پرواہ تھا، شانے اچکائے

وہ ہنس دیا اور سر اثبات میں ہلایا "کھانا کھا کر جانا"

اور پھر خاموشی۔۔

"نہیں۔۔ ہمیں بھوک نہیں ہے" اب کہ زرار حیدر نے اپنی زبان کا استعمال ضروری سمجھا تھا کھڑکی کی طرف بیٹھے معاذ نے تیمور کو چٹکی کاٹی "لیکن کوئی بات نہیں۔۔ آپ نے بھی گناہ کیے ہوں گے۔۔ ہم آپ کا دیا کھانا کھالیں گے۔۔ کچھ نیکیاں ہماری وجہ سے آپ کو مل جائیں گی" مگر تیمور نے بات سنبھال لی تھی

"بالکل! نہیں تو ہم روزہ رکھ کر بھاگے تھے" تیمور اور زرار بول رہے ہوں تو معاذ کیسے چپ رہ سکتا ہے

آگے بیٹھے زرار نے بیک ویو مرر میں دیکھتے اسے گھورا

"پھر بعد میں پتہ چلا کہ کم سن مسافروں پر روزہ فرض نہیں کیا گیا" تینور نے اس کے پیٹ میں کہنی ماری تھی اور وہ کراہ کر رہ گیا

"آپ ہمیں بلا رہے ہیں، اس لیے ہم کھانا کھا رہے ہیں ورنہ ہماری ماں بھی ہماری مرضی کے بغیر ہمیں کھانا نہیں کھلا سکتی" ساتھ بیٹھا تیمور بڑے فخر سے بولا تھا۔ واقعی وہ اپنی ماں کے بس میں نہیں تھا ہاں مگر بھائی کا کچھ نہیں کہہ سکتے

وہ مرد تینوں کو دیکھتا محظوظ ہو رہا تھا۔ البتہ اب وہ خاموش تھا۔ سفر اچھا گزر رہا تھا

"ہاں، ہم تو اونٹ کا معدہ لے کر پیدا ہوئے ہیں۔۔ وہ تو بس آپ کا دل رکھ رہے ہیں ورنہ بہت خوددار ہیں ہم" زرار حیدر اب بھی سامنے دیکھنے کی بجائے انھیں بیک ویو مرر میں دیکھ رہا تھا

بالآخر وہ مرد بول پڑا "میں سمجھ سکتا ہوں، یہ میرے لیے شرف کی بات ہے کہ آپ تینوں میرے گھر کا معمولی کھانا کھائیں گے ورنہ آپ تینوں تو بنی اسرائیل سے ہیں، من و سلویٰ کھاتے ہیں اور آب زم زم پیتے ہیں"

تینوں نے سنتے ہی سر ہلا دیے

"کوئی بات نہیں انکل، ہمیں عادت ہے دوسروں کی نیکیوں میں اضافہ کرنے کی" معاذ نے کہتے ہی کندھے اچکائے۔ ساتھ بیٹھا مرد پھر سے مسکرایا اور سر ہلایا۔ یقیناً وہ آج سے پہلے اور آج کے بعد ان جیسوں سے نہیں ملا تھا، نہیں ملے گا۔

وہ اس کی بڑی سی حویلی میں داخل ہو رہے تھے، رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی

وہ اپنے آفس میں تھا، سامنے بیٹھی لڑکی کچھ بول رہی تھی اور وہ سن رہا تھا۔ پھر لڑکی نے فائل پکڑی اور باہر چلی گئی۔۔ پھر اپنا لیپ ٹاپ آن کر کے بیٹھ گیا اور آنکھیں چھوٹی کر کے کچھ سوچتے ہوئے سکرین پر لکھی تحریر پڑھنے لگا۔ اس کا فون بجا تھا، اس نے ایک نظر جلتی سکرین کو دیکھا پھر سکرین سوائپ کر کے فون کان کے ساتھ لگایا۔ توجہ ساری لیپ ٹاپ سکرین کی طرف تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"فرمائیں" وہ مصروف سا بولا تھا

"تیمور کہاں ہے؟" وہ شاید غصے میں تھے

"وہ تو کالج ہو گا" اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔

"وہ کالج سے بھاگ گیا ہے۔۔اس کے پرنسپل کا فون آیا ہے، اپنے نکمے دوستوں کے ساتھ رات کو ہاسٹل سے فرار ہوا ہے وہ۔۔ کہاں ہے اس وقت؟" وہ چلا رہے تھے

وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا "میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ وہ وہاں نہیں جانا چاہتا۔۔آپ نے کبھی کسی کی سنی ہے؟" وہ مسلسل ماتھے کو مسل رہا تھا

"تمھارے گھر سے گیا تھا۔۔ تمھیں پتہ ہے وہ کہاں ہے۔مجھے شام تک میرا بیٹا میرے گھر چاہیئے" وہ دھاڑ رہے تھے، جیسے سارا غصہ نکال رہے ہوں

"یہ ٹھیک ہے۔۔آپ کام خراب کریں اور میں ٹھیک۔۔مجھے نہیں پتہ وہ کہاں ہے اور وہ جہاں بھی ہے اپنی مرضی سے ہے" وہ آگے کو ہو کر بیٹھ گیا

"تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے۔۔وہ صرف تمھاری سنتا ہے اور تم میرے پاس اسے لاؤ نہیں تو اگر میں نے اسے ڈھونڈ نکالا تو اس کا وہ حشر کروں گا کہ ساری دنیا دیکھے گی" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا انھوں نے فون کاٹ دیا۔اس نے ایک سانس خارج کی اور سر جھٹک کر دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف کمرے میں وہ تینوں جاگ چکے تھے۔زرار اوپر بستر پر لیٹا تھا جبکہ تیمور اور معاذ نیچے میٹرس پر لیٹے تھے مگر ان کی ٹانگیں اوپر بستر کی طرف تھیں

"اب تک تو ہمارے گھر والوں کو پتہ لگ گیا ہو گا" معاذ کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا

"گھر والوں؟" اس کی بات پر زرار تھوڑا حیران ہوا "میرا بس ایک عدد بھائی ہے، تمھارا سارا خاندان ہی سوتیلا ہے اور تیمور کے باپ کی اس سے نہیں بنتی۔۔خاندان والوں تو ایسے بول رہے ہو جیسے ماں باپ بہن بھائی ابھی روتے پیٹتے ہمیں لینے آئیں گے" اس نے سر جھٹکا

معاذ نے سر جھٹکا اور اٹھ بیٹھا "جو بھی ہے۔۔کھانا آڈر کرو" اس کے چہرے پر بے زاری تھی

دوپہر کے دو بجے کا وقت تھا اور کھانا آڈر کرنے کے بعد تینوں ایل سی ڈی پر کوئی فلم دیکھنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔۔زرار ہاتھ میں ریموٹ تھا اور وہ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ کیا دیکھیں۔۔

"گانا لگاؤ کوئی۔۔ہم آزاد ہوئے ہیں، جشن تو بنتا ہے" بولنے والا تیمور تھا

دونوں نے ہامی بھری اور اب وہ کوئی گانا ڈھونڈ رہے تھے۔۔دفعتاً ایک بالی ووڈ گانا لگا، زرار نے وہیں روک دیا اور وولیوم آسمان پر چڑھا دیا۔۔باہر کا دروازہ بجا اور معاذ نے دروازہ کھول کر آڈر ریسیو کیا ۔۔پیزا اور کولڈ ڈرنک لیتے وہ گانا سن رہے تھے اور کسی بات پر ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنس رہے تھے۔۔

بیڈ پر بیٹھے زرار کا پیٹ بھر گیا اور اس نے ریموٹ پکڑ کر گانا بدل دیا۔۔معاذ دیوار کے ساتھ لگ کر

بیٹھا تھا، پھر اٹھا اور معاذ کو ہاتھ بڑھا کر اٹھایا اور اب وہ دنوں ناچ رہے تھے اور زرار ان کی وڈیو بنا رہا تھا۔۔ سیٹیاں بجاتے، قہقہے لگاتے وہ اپنی آزادی کا جشن منا رہے تھے

باہر کا دروازہ پھر سے بجا اور معاذ دروازہ کھولنے کے لیے باہر بڑھا۔۔ مگر اس بار وہ واپس نہیں آیا بلکہ کوئی اور آیا تھا۔۔ اس نے نیوی بلیو تھری پیس پہن رکھا تھا، آنکھوں پر سن گلاسسز تھیں اور اندر آتے ہی اس نے سب سے پہلے گلاسسز اتاریں، ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیا۔۔ ایل سی ڈی پر ابھی بھی بالی وڈ گانا بج رہا تھا، خالی کین اور پیزا کا ڈبہ جس میں ایک سلائس بچا ہوا تھا، ان کے جوتے جرابیں بیگ جیکٹس ہر شے بکھری پڑی تھی۔۔ تیمور جہاں تھا بت بنا وہیں کھڑا رہا۔ اندر آنے والے نے آگے بڑھ کر ایل سی ڈی کا سوئچ کھینچا اور خاموشی ہو گئی۔ پھر تیمور کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔ وہ ڈھیٹوں کی طرح مسکرایا

"تم۔۔ یہاں۔۔ میرا مطلب۔۔ تم" اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔۔ وہ دونوں بھی جہاں تھے وہیں بت بن گئے

"ارے بیٹھو تو۔۔ کولڈ ڈرنک لو گے یا پیزا" پھر زرار کے ساتھ جا بیٹھا "ہم تو بس ایسے ہی تھوڑی بہت مستی کر رہے تھے۔۔ تم تو" پھر ایک طرف کھڑے معاذ کو گھور کر دیکھا "دیکھو تو۔۔ میرا بھائی ہے، اس کے لیے کچھ کرو، چائے پانی ٹھنڈا" پھر ایک تھوک نگلا

"تم مجھے لینے آئے ہو؟" اب کی بار وہ بلا کا معصوم لگ رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ چند قدم چلتا اس کے قریب آیا اور دانت پیستے بولا "کوئی انسانوں والی حرکت ہے تم میں؟"

"وہی تو" وہ کھڑا ہو گیا اور زرار کو دیکھا "ہے کوئی تم میں انسانوں والی حرکت۔۔دیکھو میرا بھائی آیا ہے۔۔اس پر پھول نچھاور کرو، ریڈ کارپیٹ لاؤ" وہ دونوں خاموش تھے مگر تیمور کی زبان کو تالا لگنے میں نہیں آرہا تھا

"ادھر دیکھو" اس نے تیمور کو کالر سے پکڑا اور اس کا رخ اپنی طرف کیا

"یہ کیا حرکت تھی۔۔ تمھیں میں نے کہا تھا نا کہ میں لے آؤں گا۔۔بھاگ کر آنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ دانت پیستے بولا تھا۔اسکی سیاہ آنکھیں سنجیدہ تھیں اور وہ غصے میں تھا۔

اس نے مامون کے پیچھے کھڑے معصوم شکل بنائے معاذ کو دیکھا "بتاؤ کیا ضرورت تھی بھاگ کر آنے کی؟"

پیچھے والے نے تھوک نگلا اور مامون کے دائیں طرف آ کھڑا ہوا "دیکھیں بھائی، اگر آپ اسے پیٹنے والے ہیں تو میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں، مجھ سے اس کا وہ حال دیکھا نہیں جائے گا"

"وہ حال؟" بولنے والا زرار تھا

"ہاں وہ حال۔۔وہ جو گھر سے بھاگے ہوئے بکرے کا ہوتا ہے" اس نے آنکھوں سے کچھ کہتے زرار کو دیکھا

"کیا ہوتا ہے؟" اسے ابھی بھی سمجھ نہیں آیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ذبح" کہتے ہی معاذ مسکرادیا

تیمور نے اسے گھورا، وہ خاموش ہو گیا

"چلو گھر؟" اس نے ایک جھٹکے سے اس کا کالر چھوڑا

"کون سے گھر؟" وہ بھی جھٹ سے بولا

"چڑیا گھر" مامون بلند آواز میں بولا اور خاموشی ہو گئی۔

"ان کو بھی لے جاتے ہیں، ان کی بھی ضرورت ہو گی" اس کی معصومیت میں کوئی فرق نہیں پڑا

"تیمور" اس نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں

"یار" وہ بستر پر بیٹھ گیا "میں نہیں جارہا گھر"

"اپنے باپ سے مل لو، پھر میرے ساتھ آجانا" نیوی بلیو تھری پیس والا مامون تحمل سے بول رہا تھا

"نہیں ملنا مجھے ان سے" اس نے سر جھٹکا

"تم چل رہے ہو یا میں زبردستی کروں؟" وہ تیمور کو گھور رہا تھا۔

اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا، پھر بوٹ کسے اور باہر جاتے ہوئے معاذ کے گلے لگا "جنازے پر بلا لینا، آخری بار دیدار کر لیں گے" وہ جذباتی ہوا

"تجھے جہنم میں بھی جگہ نہیں ملنی" باہر جاتے ہوئے تیمور نے سر نفی میں ہلایا

پھر ایک نظر زرار کو دیکھا اور پنجہ بڑھا کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، اسے اپنی طرف کھینچا اور کندھے سے لگایا "ایسے گلے لگ رہے ہو جیسے ماں صدقے حج پر جا رہے ہو" بھوری آنکھوں والا ہنس دیا۔

"عدالت میں پیشی ہے، جلد ملیں گے" اور وہ دروازے کی طرف بڑھا، جاتے جاتے ایک آنکھ دبائی اور پھر مامون کے پیچھے چل دیا۔۔

"میں اسے بہت مس کروں گا" معاذ ایک دم اداس ہوا اور بستر پر بیٹھ گیا

"ایسے کہہ رہے ہو جیسے وہ تمھاری جان ہے"

"وبال جان ہے" اس نے آنکھ کے کنارے صاف کیے پھر منہ بنا لیا۔

زرار نے اسے دیکھتے سر نفی میں ہلایا۔

منظر سیاہ سفید محل کا تھا جہاں وہ اپنے باپ کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ اس پر چلا رہے مگر مجال جو اس کے کان پر جوں بھی رینگ جائے۔ اس کی لاپرواہی نے انھیں اور تپا دیا اور وہ اسے مارنے کے لیے آگے بڑھے تھے مگر مامون آگے آ گیا

"بس کریں۔۔ بڑا ہو گیا ہے اب وہ۔۔ آپ ہاتھ اٹھائیں گے تو انجام کے ذمہ دار بھی آپ ہی ہوں گے" وہ بھی سنجیدگی سے بولا تھا

سیڑھیوں کے پاس کھڑی تیمور کی بہن علیزہ اور تیمور کی ماں خاموشی سے سارا تماشا دیکھ رہے تھے۔

"تم نے اسے شہ دی ہے۔۔ تمھاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب" وہ مامون پر چلا رہے تھے

"آپ کبھی کسی چیز کے ذمہ دار نہیں ہوتے۔۔سب کچھ خود ہی ہو جاتا ہے یا پھر اس کا ذمہ دار میں یا مجھ سے جڑا کوئی رشتہ ہوتا ہے" تیمور مامون کے پیچھے کھڑا تھا اور مامون اس کے لیے لڑ رہا تھا

"اپنی بکواس بند کرو، میرے بیٹے کو تم نے بگاڑا ہے۔۔وہ اچھا بھلا جاتا تھا، تم نے اس کے کان بھرے ہیں" وہ ابھی بھی مامون کو مورد الزام ٹھہرا رہے تھے۔

اس نے ایک سانس خارج کی۔وہ اپنے باپ کی "فرار" ہو جانے والی فطرت سے واقف تھا

"ٹھیک ہے۔۔میری وجہ سے آپ کا بیٹا بگڑا ہے، میں اسے لے آیا ہوں۔۔گود میں بٹھائیں اسے" اور وہ مڑ گیا۔وہ واپس جانے والا تھا کہ تیمور بھی اس کی طرف بڑھا

"میں تمھارے ساتھ جاؤں گا مون" مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر اپنے باپ کو۔

"ادھر آؤ تم" بہروز اس کی طرف بڑھے تھے مگر تیمور پھر سے مامون کے پیچھے جا کھڑا ہوا

"میں اس جیل میں نہیں رہوں گا، آپ مجھے بھی کھلونا بنا کر رکھنا چاہتے ہیں۔۔آپ چاہتے ہیں کہ میں بھی آپ کے اشاروں پر اسی طرح چلوں جس طرح شہروز بھائی چلتے ہیں لیکن مجھے قید نہیں پسند" سرمئی آنکھوں والا اپنے باپ کو دیکھتے تیز تیز بولا تھا، اس کا تنفس بڑھ گیا اور دل تیزی سے حرکت میں آیا۔

بہروز پھر سے آگے بڑھے تھے مگر مامون ان کے سامنے آ گیا

"بس کر دیں۔۔بات بات پر آپ کا ہاتھ اٹھتا ہے۔۔اسے آرام سے سمجھائیں" وہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا

"اب تم مجھے بتاؤ گے کہ میں نے اپنا بچہ کیسے پالنا ہے؟" وہ پھٹ پڑے تھے۔سارا غصہ مامون پر نکل رہا تھا۔

مامون خاموش ہو گیا،اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔انھوں نے اس کو خوب برا بھلا کہا مگر وہ سنتا رہا، جہاں اس کی بات کی قدر نہ ہو وہ وہاں نہیں بولتا تھا، پھر خاموش ہوئے

"اسے کہو کہ اسی گھر میں رہے۔کوئی ضرورت نہیں تمھارے گھر جانے کی۔اس کا باپ ابھی زندہ ہے"

ایک خاموشی،اس نے تیمور کو دیکھا جس کا منہ بنا ہوا تھا۔اس نے آنکھوں کے اشارے سے اس سے پوچھا،اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"آپ کو مجھ پر یقین ہونا چاہیئے۔۔یہ میرا بیٹا بھی ہے اور بھائی بھی" مگر اس کی بات ادھوری رہ گئی جب صبیحہ بول پڑیں

"سمجھ نہیں آتی تمھیں۔۔پہلے تمھاری ماں نے میرا شوہر چھینا اب تم میرا بیٹا"

مامون کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا "میری ماں پر جس نے انگلی اٹھائی وہ میرا وہ روپ دیکھے گا کہ ساری عمر خوف کھائے گا۔۔میری ماں کو بیچ میں نہیں لانا" اور وہ واپس جانے کو مڑا تھا مگر

تیمور پھر اس کے پیچھے بھاگا "میں تمھارے ساتھ جاؤں گا مون" وہ مڑا

"ایک شرط پر۔۔" مامون نے اسے انگشت شہادت دکھائی

اس نے سر جھکا دیا "مجھے منظور ہے" اور ایک سانس خارج کی۔اسے معلوم تھا اب وہ اسے وعدہ لے گا کہ وہ اپنے دوستوں سے نہیں ملے گا۔وہ بے بس تھا سو مان گیا۔

پیچھے بہروز کچھ بول رہے تھے مگر دونوں میں سے کسی کو فرق نہیں پڑا۔۔وہ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی زن سے آگے بڑھا دی۔

ایک ہفتہ بعد:

یہ ایک کلب کا منظر تھا۔ارد گرد بہت سے لڑکوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔کچھ ہنس رہے تھے، کچھ باتیں کرتے قہقہے لگا رہے تھے، کچھ سنوکر کھیل رہے تھے مگر وہاں زیادہ تعداد سنوکر دیکھنے والوں کی تھی۔اس کلب کا نچلا حصہ میوزک/پارٹی کلب کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔نیچے سے میوزک کی آواز بھی آ رہی تھی مگر زرار ہر شے سے بے گانہ سنوکر کھیل رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی سٹک تھی اور بڑی سی سبز میز پر جھک کر جب وہ گیند پر نظر رکھتے نشانہ لگاتا تھا تو ارد گرد لڑکے اسے ستائش سے دیکھتے تھے۔وہ اس کام میں جیسے مہارت رکھتا تھا۔اس کا نشانہ کبھی نہیں چوکتا تھا۔کافی دیر کھیلنے کے بعد وہ بور ہونے لگا تو سنوکر چھوڑی اور سیڑھیاں اترتا نیچے آ گیا۔نیچے کلب میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میوزک کا شور تھا جس میں اس وقت سبز، نیلی اور لال ملی جلی روشنیاں تھیں۔تینوں مل کر بھی اندھیرے کا تاثر دے رہی تھیں۔وہ زینے اترا اور ایک لمبی کرسی پر جا بیٹھا، پھر کاؤنٹر پر کہنی رکھے جوس آڈر کیا اور اب کرسی کی پشت پر کہنی رکھے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔اس کا جوس آ گیا اور اس نے گلاس منہ سے لگایا۔دائیں جانب ایک شخص زیادہ تعداد میں ڈر گزلے کر الٹیاں کرتا پھر رہا تھا، اس نے منہ بسورا۔بائیں جانب ایک شخص میز پر کہنیاں رکھے اپنی گرل فرینڈ سے باتیں کر رہا تھا۔دفعتاً اسے کال آئی اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔اس کی گرل فرینڈ نے ویٹر کو دو انگلیاں دکھائیں اور وہ تابعداری سے سر ہلا کر چلا گیا۔چند ہی لمحوں میں دو شیشے کے گلاس جن سے گہرا سرخ مائع جھلک رہا اس کے سامنے تھے۔اس نے ادھر اُدھر دیکھا پھر اپنے چھوٹے سے پرس سے ایک سفید پڑیا نکالی، اسے کھولا اور ایک گلاس میں سارا پاؤڈر ڈال دیا۔پھر گلاس کو ہلاتے اس پاؤڈر کو سرخ مائع میں مکس کیا۔اس لڑکے کی کال ختم ہوئی اور وہ آ کر بیٹھ گیا۔آتے ہی اس نے مسکرا کر لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور پھر کچھ کہنے لگا۔لڑکی بھی مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔پھر اس نے جوس کا گلاس لڑکے کے سامنے کیا، لڑکے نے گلاس لبوں سے لگایا۔۔چند لمحوں کی دیر تھی اور لڑکا جیسے نشے میں تھا، اس کی آنکھیں کھلنے سے قاصر تھیں، وہ ادھر اُدھر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر سر تھا کہ میز پر جھک رہا تھا۔بالآخر وہ میز پر سر رکھے ڈھے سا گیا۔اب لڑکی مسکرائی اور اس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کا آئی فون نکالا، پھر اس کا بٹوہ اور پھر اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتی وہ اٹھ کر چلی گئی۔۔زرار حیدر کرسی پر بیٹھا جوس پیتے

سارا منظر دیکھ رہا تھا اور پھر مسکرایا، اب وہ ہونٹ گول کیے ہلکی ہلکی سیٹی بجا رہا تھا۔ اسے اس منظر نے محظوظ کیا تھا

دفعتاً جیب میں پڑا اس کا فون تھرتھرایا اور اس نے فون نکال کر سکرین سوائپ کی اور کان سے لگایا۔ پھر کچھ کہا اور فون جیب میں رکھ دیا۔ ویٹر کو انگلی سے پاس آنے کا شارہ کیا اور پیسے دے کر چلا گیا۔ کچھ پل بیتے اور وہ اپنے فلیٹ کی بالکنی پر تھا۔ اس کے ساتھ سرمئی آنکھوں والا تھا اور وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے باہر دیکھتے کسی سوچ میں پڑے تھے

"کیا مطلب؟" تیمور نے ساتھ کھڑے سامنے دیکھتے زرار کو دیکھا

"مطلب یہ کہ میں نے محسوس کیا کہ اس کے ساتھ کچھ گڑبڑ ہے۔۔ بات بے بات مسکراتا تھا، پیار اتو تھا پہلے بھی اب شرماتا بھی ہے اور آتے جاتے کچھ نہ کچھ گنگناتا ہے" وہ معاذ کی بات کر رہا تھا

تیمور ہنس دیا "صاف صاف کہو، میں کچھ اور سمجھ رہا ہوں"

وہ مسکرایا "صحیح سمجھ رہے ہو" پھر وہ اس نے کان کے قریب جھکا

"Symptoms of love"

اور دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس دیے۔

"ایک مزے کی بات یہ بھی کہ اس کی محبوبہ ابھی کسی کی جیب کاٹ کر گئی ہے" زرار محظوظ ہوتے بولا۔ وہ اسی لڑکی کی بات کر رہا تھا جسے ابھی وہ کلب میں دیکھ کر آیا تھا۔

تیمور نے ابرو اٹھایا "رئیلی؟"

اس نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا "زرار سے کوئی نہیں بچ سکتا، میری آنکھیں نہیں سکینر ہیں"

تیمور مسکرایا "ہمارا بچہ بگڑ رہا ہے، ٹھیک کرنا پڑے گا" اس نے ریکنگ پر ہلکا سا ہاتھ مارا۔

ساتھ کھڑے لڑکے نے اسے دیکھا۔ پھر آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا

"تم تو گھر جاتے ہی ہمیں بھول گئے، ہم نہیں بھولتے کسی کو"

تیمور نے ایک سانس خارج کی "تمھیں نہیں پتہ اُدھر کیا تماشا لگا تھا۔ مامون میرے لیے بابا سے لڑا تھا۔ اس نے شرط رکھی تھی کہ میں تم لوگوں سے تین چار دن نہ ملوں، پھر وہ مجھے ساتھ لے کر گیا"

وہ ڈھیٹ تھا، شانے اچکائے

"اب میں سوچ رہا ہوں اس لڑکی کو کیسے معاذ کے سامنے فاش کروں۔ تم نے ابھی اس لنگور کو دیکھا نہیں ہے، محبت میں شاہ رخ خان بنا پھرتا ہے" زرار، تیمور سے بات کرتے باہر دیکھ رہا تھا جب اس کے فلیٹ کا دروازہ بجا۔

"لو دیکھ لیتے ہیں" تیمور نے آنکھوں سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

زرار دروازہ کھولنے کے لیے باہر بڑھا اور معاذ کو اندر آنے کو جگہ دی۔

وہ آتے ہی بالکنی کی طرف بڑھا۔ تیمور کو دیکھ کر ٹھٹھکا، پھر حیرت سے اسے سر سے پیر تک دیکھا

"مجھے تو لگا تھا کوئی آنکھ ناک کان منہ سوجھا ہو گا، کوئی ہاتھ پیر ٹوٹا ہو گا مگر تم تو ویسے کے ویسے ہی ہو، ڈھیٹ" پھر مسکرایا۔ پیچھے ہی زرار بھی بالکنی میں آیا۔

تیمور نے اسے گھورا، پھر آگے کو ذرا سا جھک کر گردن کو خم دیا "الحمد للہ"

وہ مسکرایا، اسی لمحے زرار نے تیمور کو آنکھوں سے اشارہ کیا، اس نے معاذ کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "آج کل کیا چل رہا ہے"

معاذ نے اسے دیکھا، پھر مسکرایا "میں تم لوگوں کو ایک بات بتانے والا ہوں"

ساتھ کھڑے زرار کے منہ پر مسکراہٹ تھی۔ تیمور بھی مسکرایا

"کیا؟" وہ جیسے کچھ جانتا ہی نہیں ہے۔ ابھی آنے سے پہلے جیسے زرار نے اسے کبھی بتایا ہی نہیں ہے۔

معاذ نے ذرا سا سر جھکایا "میں کسی سے محبت کرتا ہوں" اس کے گال بھی گلابی پڑے

"اچھا" تیمور اسے دیکھ رہا تھا "کونسی محبت؟"

اس نے سر اٹھایا اور منہ بسورا "سچی والی محبت"

"اچھی والی محبت" زرار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"کیا؟" اسے سمجھ نہیں آیا

"میری جان، خالی جیب کے ساتھ جو چیز ہوتی ہے اسے غربت کہتے ہیں، محبت نہیں" زرار مسکراتے بولا تھا

وہ پھر بھی مسکرایا"نہیں یار،وہ ایسی نہیں ہے۔۔وہ کچھ مختلف ہے"

تیمور نے ایک سانس خارج کی"اچھا۔۔کیا مختلف ہے اس میں؟"

"وہ میری بات مانتی ہے؟"

"مثلاً؟"زرار جھٹ سے بولا

"مثلاًمیں جو کہوں وہ مسکرا کر قبول کرتی ہے جیسے کہ۔۔"ایک تھوک نگلا"جیسے کہ۔۔ابھی دو دن پہلے میں نے اس سے کہا کہ مجھے لمبے ناخن نہیں پسند تو وہ اس نے کہا ٹھیک ہے وہ کاٹ لے گی"

"کاٹے اس نے؟"اب تیمور بولا تھا

"نن۔۔نہیں مگر کاٹ لے گی"معاذ کچھ گڑبڑایا مگر پھر سنبھل گیا۔

"جیب کاٹنے والی ناخن کیسے کاٹے گی"زرار نے اس کے منہ پر بول دیا مگر اسے کچھ سمجھ نہیں آیا

"ہیں؟کیا؟"

"کچھ نہیں کچھ نہیں۔۔تم آگے بتاؤ"تیمور ریلنگ سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا،بازو سینے پر لپیٹے تھے،رخ معاذ کی طرف تھا"اور کیا بتاؤں،تم دونوں میری باتوں کا مذاق بنا رہے ہو"

اس کا منہ بن گیا۔۔وہ آگے آیا اور سینے پر بازو باندھے باہر گھورنے لگا"میری جان تیری زندگی بالی وڈ کی کوئی فلم نہیں ہے۔۔یہاں ہیروئن نہیں ملتی،یہاں دنیا ولنز کی ہے"زرار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا مگر اس نے کندھا جھٹک دیا۔

اس کی جیب میں فون تھرتھرایا،اس نے فون نکالااور ہونٹوں پر انگلی رکھ کرانھیں چپ رہنے کااشارہ کیا

"جی"آگے سے ایک نسوانی آوازابھر رہی تھی

"اوکے"اوراس نے کال کاٹ دی۔

"کیا کہہ رہی تھی؟"سوال تیمور کی طرف سے تھا

"کہہ رہی تھی کہ رات میں کہیں ڈنر کرتے ہیں،لوکیشن بھیج دے گی"

دونوں بیک وقت ہنسے"انڈے والا برگر کھانے کے پیسے نہیں ہیں تیرے پاس اور ڈنر کروائے گا"

دونوں ہنستے جارہے تھے

"ہیں میرے پاس پیسے"وہ سنجیدہ تھااور کچھ خفا بھی۔

"کہاں سے آئے؟"تیمور نے ابرواٹھایا

"کچھ سیونگز ہیں"

"سیونگ والی محبت"تیمور نے اس کے کندھے پر مسکراکر ہاتھ رکھا،اس نے اس کا ہاتھ جھٹکااور خفا ہوکر سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا

"کہاں جارہے ہو؟"زرار نے پیچھے سے آواز لگائی

"آتاہوں"اور دروازہ بند کرکے باہر نکل گیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہا تھا نا، سنتا کسی کی نہیں ہے" زرار نے کہتے ہی سر جھٹکا۔ وہ اسے بالکنی سے نیچے دیکھ رہے تھے

"لڑکی کی تصویر ہے، دکھاؤ؟" تیمور نے ابرو اٹھائے اور زرار کی طرف بڑھا

زرار نے جیب سے فون نکالا "اسے نہیں پتہ، میں نے لڑکی کو انسٹا گرام پر سرچ کیا تھا" اس نے لڑکی کی تصویر دکھائی۔ تیمور نے بس ایک نظر دیکھی

"اسے ملی کہاں؟"

"ایک ہفتہ پہلے۔۔"

ایک ہفتہ پہلے:

گہری نیلی جینز اوپر سفید گول گلے والی شرٹ جس پر نیلی جیکٹ تھی، سفید جو گرز اور وہ بیکری سے کچھ کھانے کو لے کر نکلا تھا۔ شام بڑھتی جا رہی تھی مگر معاذ اپنے دھیان میں تھا۔۔ وہ سفید گاڑی میں بیٹھا اور اگنیشن میں چابی گھما کر گاڑی سٹارٹ کی اور ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اسے کسی کا فون آیا، دایاں ہاتھ سٹیرنگ پر تھا اور بائیں ہاتھ میں فون جسے اس نے کان سے لگایا تھا

"ہوں" فون سے کسی لڑکے کی آواز ابھر رہی تھی "آ رہا ہوں" اور اس نے کال کاٹ دی۔ دھیان سکرین کی طرف تھا کہ اچانک اس کی گاڑی کے سامنے کوئی آیا تھا۔ گاڑی ایک دم سے رکی اور وہ گھبرا کر باہر نکلا۔۔ گاڑی کے آگے ایک لڑکی آئی تھی جو بری طرح سڑک پر گری تھی۔ اس کے ہاتھ میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلاب کے پھولوں کا گلدستہ تھا اور شاید کیک بھی جس کا ڈبہ مڑ گیا تھا اور کیک بری طرح ٹوٹ چکا تھا۔۔وہ ہکا بکا سا اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو کھڑی ہوئی اور اپنے کیک کو دیکھا، پھر گلدستے میں سے نکلے پھولوں کو اور پھر سیاہ آنکھوں والے کو

"یہ تم نے کیا کیا؟" وہ جیسے صدمے میں تھی۔ عجیب بات تھی اس نے غصہ نہیں کیا۔

"سوری۔۔آئی ایم سوری۔۔یہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا" وہ ہاتھ اٹھائے اس سے معذرت کر رہا تھا، وہ خود بھی گھبرایا ہوا لگتا تھا "آئی ایم رئیلی سوری۔۔مجھے نہیں پتہ یہ کیسے ہوا مگر۔۔۔میں آپ کو نیا کیک لے دیتا ہوں" وہ مسلسل معذرت کیے جا رہا تھا

لڑکی کے آنسو گالوں پر بہنے لگے، اس نے نم سانس اندر کھینچی اور نیچے جھک کر پھول پکڑے۔ پھر رو دی

Clubb of Quality Content

"یہ تم نے کیا کیا؟" وہ گیلی پلکوں، نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھیں گلابی ہو چکی تھیں اور وہ بری طرح رو رہی تھی

"آئی ایم سوری۔۔میں آپ کو اور لے دیتا ہوں" وہ پریشان سی شکل بنائے اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا

"یہ کیک میں نے آڈر پر بنوایا تھا، یہ دوبارہ نہیں آسکتا" وہ بولی تو آواز رندھ گئی اور وہ پھر سے رونے لگی

وہ بس برا سا منہ بنائے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا"میں نے تو آج تک کسی لڑکی کو چپ بھی نہیں کروایا۔میری وجہ سے تو آج تک کوئی لڑکی روئی بھی نہیں۔کیا تھا اگر اللہ مجھے ایک عدد سگی بہن ہی دے دیتا"وہ دل ہی دل میں خود کو کوس رہا تھا۔سگی بہن دے دیتا تو آج سامنے والی بہن کی اداکارہ سمجھ میں آجاتی۔

"دیکھیں،آپ اس طرح روئیں نہیں۔میں آپ کو کیک لے دیتا ہوں یا جو آپ کہتی ہیں۔پلیز میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا"مگر وہ لڑکی چپ ہونے میں نہیں آرہی تھی

"میری غلطی نہیں تھی آپ خود آگے آئیں،میں تو کار بہت آہستہ چلا رہا تھا"وہ خود بھی گھبرایا ہوا تھا۔جو اسے منہ میں آئے بولے جا رہا تھا

"کیا مطلب؟"وہ جیسے غصے میں آئی"میں خود جان بوجھ کر آپ کی کار کے آگے آئی ہوں،مجھے مرنے کا شوق ہے"وہ بلند آواز میں چلائی اور پھر سے رو دی

"یا اللہ!"وہ سانس لے کر رہ گیا"اچھا میری غلطی ہے۔آپ پلیز چپ ہو جائیں۔آتے جاتے لوگ دیکھ رہے ہیں وہ کیا سوچیں گے ہمارے بارے میں"

وہ لڑکی ذرا سا چپ ہوئی،نم سانس اندر کھینچی

"میرے پاس پیسے نہیں ہیں اور کیک لینے کے"اس نے نظریں جھکا دیں

"ہیں،مطلب دنیا میں مجھ سے غریب لوگ بھی رہتے ہیں"اس نے صرف سوچا کہا نہیں

"میں لے دیتا ہوں آپ کو" اس نے بس کہہ دیا کیوں کہا یہ نہیں پتہ

"نہیں، آپ مجھے کوئی اور فیور دے سکتے ہیں" اس نے آنکھیں اٹھا کر سیاہ آنکھوں والے معاذ کو دیکھا تھا۔

"پیسوں والی بات نہ کرنا" اس نے پھر سوچا کہا نہیں

"کیا؟" سوال معاذ کی طرف سے تھا

"ابھی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ آپ مجھے اپنا نمبر دے دیں جب ضرورت ہو گی میں آپ کو بتا دوں گی" اس نے نم سانس اندر کھینچی۔

اس نے تھوک نگلا۔ کیا نمبر دینا ٹھیک ہے؟ مگر اس وقت معاذ کا دماغ ہی کہاں کام کر رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے کچھ سوچتے ہوئے ہاتھ پینٹ کی جیب کی طرف بڑھایا، فون نکالا اور اسے اپنا نمبر لکھوایا۔ وہ اب چپ کر چکی تھی، اسے مسکرا کر دیکھا۔ وہ مسکرا بھی نہ سکا۔ اگرچہ اس نے سنہرے لینز لگائے تھے مگر پھر بھی اسے اس لڑکی کی آنکھیں اچھی لگی تھیں۔۔ وہ سر ہلا کر گاڑی کی طرف بڑھا اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

"مجھے ڈراپ کر دیں" لڑکی کی آواز کانوں میں پڑی

معاذ نے مڑ کر اسے دیکھا، اس نے شانے اچکائے "میرے پاس پیسے نہیں ہیں" پھر مسکرائی۔

وہ بس سر ہلا کر رہ گیا۔ پھر لڑکی بڑھی اور پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ وہ بھی بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"اس کے پاس پیسے نہیں تھے تو یہ جا کہاں رہی تھی؟ کیک بھی مہنگی بیکری کا تھا اور اس نے آڈر پر بنوایا اتنے پیسے تھے کہ یہ کیک افورڈ کر لیتی؟" وہ مسلسل سوچ رہا تھا

"تھینک یو۔۔ کوئی اور ہوتا تو مجھے وہیں چھوڑ کر بھاگ جاتا۔۔ تم بہت اچھے ہو" اس کی آواز نے خاموشی توڑی دی۔

معاذ بس مسکرا کر رہ گیا، البتہ دل دھڑکا تھا۔ وہ کیا سوچ رہا تھا دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔ مجنوں کا دماغ کام کرتا تو وہ مجنوں نہ ہوتا

اس کے بتائے رستے پر چلتا گیا اور اب اس کے گھر کے سامنے کھڑا تھا۔ لڑکی نے پھر معصوم شکل بنائی

"سوری"

"کیوں؟" وہ حیران ہوا

"میں اوورری ایکٹ کر گئی۔ ایک کیک ہی تو تھا مگر پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا۔۔ تم اتنے اچھے ہو اور میں پتہ نہیں تمھیں کیا سمجھ چکی تھی" اس کا لہجہ بلا کا نرم تھا

وہ بس سنے جا رہا تھا، کچھ بھی نہ بولا۔ پھر وہ مسکرائی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

وہ گاڑی سے اتر کر گھر کی طرف بڑھی اور ایک بار مڑ کر اسے ہاتھ ہلایا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے گاڑی روکی اور سٹیرنگ پر سر جما لیا۔۔ایک سانس خارج کی "یہ کیا تھا؟" اس نے سر جھٹکا اور اپنی منزل کی طرف ہو لیا۔

موجودہ دن:

یہ اس دن سے دو دن بعد کی بات ہے جب زرار اور تیمور معاذ سے ملے تھے۔وہ کمرے میں خاموش سا بیٹھا تھا اور بار بار نم سانس اندر کھینچ رہا تھا۔۔وہ دونوں بس اس کے سامنے بیٹھے اس کا منہ دیکھ رہے تھے

"کچھ بولے گا کہ بس لڑکیوں کی طرح روئے جائے گا" تیمور بے زار آ گیا

"نام مت لو لڑکیوں کا" اس نے سر جھٹکا۔

زرار تیمور کو دیکھ کر مسکرایا

"کیا ہو گیا؟" تیمور اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور بڑے مزے سے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا۔

"ہونا کیا تھا۔۔مجھے کہتی تمھاری گاڑی کہاں ہے میں نے کہا وہ میرے دوست کی تھی، کہتی وہ گھڑی کہاں ہے جو تم نے اس دن پہنی تھی میں نے کہا وہ میرے دوست نے گفٹ دی تھی کہتی دوست کے پاس ہی چلے جاؤ" سینے سے گھٹنے لگائے وہ رو رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے اسے دس ہزار کا ڈنر کروایا تھا" اس نے برا سا منہ بنایا اور سر جھٹکا

"دس ہزار" دونوں یک زبان ہو کر بولے

"ہاں" پھر اس نے آنکھیں پونچھیں "کہتی اس سے اچھا ڈنر بھی ہو سکتا تھا مگر ہ پھر کبھی سہی"

"اسے جس دن پتہ چلانا کہ تو کنگال ہے معاذ، وہ تیرے منہ پر ٹھینگا دکھائے گی۔۔ہر کوئی تیمور اور زرار نہیں ہوتا" بولنے والا زرار تھا

"نہیں یار" اس نے نم سانس اندر کھینچی "وہ اگر ریڈ فلیگ ہوتی تو مجھے پہلے ہی پتہ لگ جانا تھا۔۔وہ صحیح کہہ رہی تھی کہ ڈنر اچھا نہیں ہے۔۔واقعی یار آج کل دس ہزار میں کہاں اچھا ڈنر ملتا ہے" اس نے تیمور کو دیکھا

زرار اور تیمور دونوں اسے ہی دیکھ رہے تھے

تیمور نے اسے آنکھیں دکھائی، پھر بڑے مزے سے اس کا گال کھینچا "معاذ، میرے بیٹے۔۔میں اپنی بیوی کو انڈے والا برگر یا ڈیڑھ سو کی کون کھلا دوں نا تو وہ آسمان پر ہوتی ہے۔۔بات پیسے کی نہیں ہوتی۔جس نے آپ کے ساتھ رہنا ہو وہ ہر حال میں رہتا ہے" اس نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"نہیں یار! وہ تھوڑی مختلف ہے" دونوں سانس لے کر رہ گئے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ ہر کسی سے بات نہیں کرتی۔ہر کسی کو منہ نہیں لگاتی۔ہر قسم کا کھانا نہیں کھاتی"زرار سے مزید برداشت نہیں ہوا

"ہاں وہ صرف امیر لڑکوں کو منہ لگاتی ہے،امیر لڑکوں سے بات کرتی ہے اور امیروں سے ہی کھانا کھاتی ہے"وہ تیز تیز بولا تھا

"مگر میں امیر نہیں ہوں"معاذ مسکرایا تھا

"اور یہ اسے نہیں پتہ"زرار بھی مسکرایا تھا

اسی وقت اس کی جیب میں فون تھرتھرایا۔فون نکالا تو اسی لڑکی کا تھا۔۔اس نے پہلے تیمور کو دیکھا پھر زرار کو ہھر سکرین سوائپ کی اور اس سے بات کرتے کرتے اٹھا اور باہر چلا گیا۔۔وہ دونوں بس دیکھتے رہ گئے

"یہ وہ کبوتر بن رہا ہے جو یہ دیکھتا بھی ہے بلی سامنے ہے مگر اڑنے کی بجائے آنکھیں بند کر لیتا ہے مگر بلی پھر بھی اسے کھا جاتی ہے"زرار نے سر جھٹکا

"مگر میں تو بلی کے حلق سے کبوتر نکالوں گا"تیمور کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی

"کام ہو گیا؟"زرار بھی مسکرایا

"میرے لیے کچھ مشکل نہیں ہوتا"اس نے شانے اچکائے اور دونوں کی نظریں ملیں،دونوں کی آنکھیں بول رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات میں جب معاذ کمرے میں واپس آیا تو وہ دونوں نیچے کارپیٹ پر دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ قہقہے لگاتے فون کی سکرین کو دیکھتے اور پھر ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنسنے لگنے جاتے۔۔ معاذ آج اداس ساتھا ان کے سامنے جا بیٹھا اور سر جھکائے فون کی سکرین سکرول کرنے لگا، پھر تیمور کو دیکھا

"تمھارے بھائی نے کچھ نہیں کہا تمھیں، آج تم ہمارے ساتھ ہو" وہ بولا تو اداسی لہجے سے جھلکی تھی

"نہیں۔۔ وہ امریکہ گیا ہے۔۔ اسے کوئی کام تھا۔ اگلے ہفتے تک آئے گا"

اس نے بس سر ہلایا اور دوبارہ فون کی طرف جھک گیا۔ وہ اس لڑکی کے ساتھ اپنے میسجز دیکھ رہا تھا جہاں اس نے سارے میسج سین کیے تھے مگر ریپلائی کرنا جیسے بھول گئی تھی۔۔ دونوں کا قہقہہ پھر بلند ہوا

"کیا کر رہے ہو تم دونوں؟" وہ چوکڑی مار کر بیٹھ گیا۔ سکرین اب سیاہ تھی۔

"یار۔۔ ایک لڑکی میرے پیچھے پڑی ہے۔ اس سے بات کر رہے ہیں بڑا مزہ آ رہا ہے" تیمور مسکراتے ہوئے بولا تھا

اس نے حیرانی سے دیکھا اسے "تو تو ایسے نہ کر، یہ رامین بھابھی کے ساتھ بے ایمانی ہو گی۔۔ وہ بہت اچھی ہیں تیرے ساتھ۔ یہ دھوکا نہیں ہو گا؟" وہ جیسے تیمور کو سمجھانے بیٹھ گیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے رے۔۔میرا چوزہ،ادھر آ۔۔وہ مجھ سے فلرٹ کر رہی ہے میں بس ہوں ہاں کر رہا ہوں"

تیمور نے سر جھٹکا۔

وہ اٹھا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا۔۔اب اس لڑکی کے میسج آ رہے تھے اور تیمور ریپلائی کر رہا تھا

"کتنی چپکو لڑکی ہے۔تو منہ بھی نہیں لگا رہا اور اسے دیکھ کیسے لائنیں مار رہی ہے"بولنے والا معاذ تھا

"یہ دیکھ۔۔بس اب تجھے پرپوز کرنے والی ہے"زرار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

اور وہ لڑکی تیمور کو پرپوز کر چکی تھی،دونوں قہقہہ لگا کر ہنسے

"یار!ایسے کسی کے جذبات کے ساتھ نہیں کھیلتے"معاذ ابھی بھی انھیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا

تیمور نے اس کا گال کھینچا"میرا بچہ،میں نے اس میں کوئی انٹرسٹ شو نہیں کیا،وہ خود ہی میرے پیچھے آ رہی ہے"

معاذ بھی ہلکا سا مسکرایا۔اس کی سیاہ آنکھیں اداس ویران آج تھیں۔

"ہمیں بھی ملوا اس سے۔۔کہنا یہ میرے فرینڈز ہیں"زرار منہ کے زاویے بگاڑتا بول رہا تھا

"ہاں،زرار جرمنی سے آیا ہے اور معاذ لندن سے"تیمور انھیں دیکھ کر بولا اور تینوں ہنس دیے

"تو کیوں دکھی ہے؟"تیمور نے معاذ کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

وہ پھر سے اداس ہو گیا"یار!وہ میرا میسج سین کر کے ریپلائی نہیں کرتی،بات بات پر بے عزتی کرتی ہے۔۔اسے میں اب اچھا نہیں لگتا"اس نے سر جھکا لیا

Clubb of Quality Content

ایک خاموشی، زرار نے تیمور کو کہنی ماری "کل ہم پارٹی کریں گے۔تجھے اپنی نئی دوست سے ملواؤں گا۔زیادہ مجنوں نہ بن، دیکھ لیں گے تیری لیلیٰ کو بھی "اس نے معاذ کو کہنی ماری۔اس کے اندر خاموشیاں سرایت کرتی جارہی تھیں اور خاموشیاں طوفان لاتی ہیں۔۔

(دو دن قبل:

یہ رات کا منظر تھا۔وہ دونوں ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے، سامنے روشنیوں سے منور فوارے سے پانی بہہ رہا تھا۔پانی اوپر جاتا اور پھر نیچے آتا۔پیچھے ایک ریسٹورنٹ تھا۔کھانے کی خوشبو اٹھ رہی تھی، لوگوں کے قہقہے آوازیں مگر انھیں خود سے مطلب تھا

بھوری آنکھوں والا زرار، تیمور سے کچھ کہہ رہا تھا "انسان کی دو کمزوریاں بہت خطرناک ہیں۔اسے چاہیئے کہ وہ خود پر پردہ رکھے تاکہ وہ دو کمزوریاں کھل نہ سکیں۔۔کھل جائیں تو لوگ اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں"

"کون سی کمزوریاں؟" سوال تیمور نے کیا تھا

"لالچ اور بھوک")

ایک ریسٹورنٹ کے سامنے ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔سفید ایس یو وی کار رکتے ہی ڈرائیور فوراً سے باہر نکلا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا، اندر سے ایک لڑکا نکلا تھا جس کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔اس نے سفید شرٹ پہن رکھی تھی، نیچے نیوی بلیو پینٹ جس پر جابجا بہت سی "زپ" لگیں تھیں اور

اس کی نیلی جیکٹ پر بہت سی جیبیں بنی تھیں۔اس نے ہاتھ میں سیاہ سٹریپ والی برانڈڈ گھڑی پہن رکھی تھی،بوٹ مہنگے ترین برانڈ کا پتہ دیتے تھے،اس کے گلے میں ایک چین لٹک رہی تھی جس کے درمیان میں ایک "بچھو" جھول رہا تھا۔۔وہ اندر داخل ہوا اور ڈرائیور باہر ہی گاڑی کے پاس کھڑا رہا۔۔اس نے چشمہ اتار کر اپنی جیب پر لٹکا دیا۔اس کی سرمئی آنکھیں ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔وہ دائیں جانب لگی میز کے گرد ایک کرسی نکال کر بیٹھ گیا۔۔ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور اپنا نیا آئی فون نکالا۔امارت اس کی ایک ایک حرکت سے ٹپک رہی تھی۔موبائل آن کر کے وہ سکرین پر انگلیاں چلاتا کچھ ٹائپ کر رہا تھا

("لالچ اور بھوک انسان کو نیڈی اور گریڈی بنا دیتے ہیں" تیمور مسکرایا تھا

"بالکل" زرار نے اسے دیکھا اور مسکرایا "میں نے اس لڑکی کے بارے میں جتنا پتہ کیا ہے وہ لالچی اور بھوکی ہے اور یہی ہمارا ٹارگٹ ہے"

"مجھے مزہ آنے والا ہے" تیمور کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔شیطانی مسکراہٹ

ساتھ کھڑا اس سے بڑا شیطان تھا "وہ کل رات کو اس ریسٹورنٹ آنے والی ہے کیونکہ اس کے مطابق وہاں امیر سے امیر لوگ آتے ہیں،تم اس کے بعد اندر جاؤ گے اور عین اس کے سامنے بیٹھو گے")

وہ جس میز پر بیٹھا تھا اس کے سامنے والی میز پر ایک لڑکی بیٹھی تھی، اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی تھی اور وہ بے پرواہ ہونے کی ناکام اداکاری کر رہی تھی۔۔ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیتے اس کی نظر سامنے پڑی تھی اور وہ ٹھٹھک گئی۔

("تمھیں یقین ہے وہ مجھے دیکھنے پر دیکھتی رہ جائے گی" تیمور نے آنکھیں سکیڑیں تھیں

"تمھاری جگہ میں بھی جا سکتا تھا مگر نہیں گیا کیونکہ میں نسلی امیر نہیں ہوں۔ایک تمھاری آنکھیں سرمئی ہیں، دوسرا تمھارا دماغ ماشاءاللہ سے شیطانی ہے اور تیسرا تمھاری ایک ایک ادا سے پیسہ بولتا ہے"

دونوں ہنس دیے "یہ تم میرے ساتھ فلرٹ کر رہے ہو" وہ ذرا سا شرمایا

"لڑکی ہوتا تو شاید مگر اب میں تمھاری جھوٹی تعریف کر رہا ہوں جو کہ تم بھی اس کی کرو گے" تیمور نے برا سا منہ بنایا

"وہ تمھارے سامنے بیٹھے گی، تم وہاں کا سب سے مہنگا ڈرنک آڈر کرو گے، پیسے میں بڑی کشش ہوتی ہے")

لڑکی سامنے بیٹھی سرمئی آنکھوں والے کو نوٹس کر رہی تھی۔اس کے ساتھ کوئی دوست کوئی لڑکی نہیں تھی۔اس نے پرس اٹھایا اور اس کے سامنے آ بیٹھی۔وہ اب اسے گھور رہی تھی مگر وہ بے پرواہ سا فون پر ٹائپنگ کر رہا تھا، اس کی بیوی نے اسے تصویر بھیجی تھی جس میں اس نے بوڑھوں والا حلیہ اپنا

رکھا تھا۔۔وہ شاید کسی ڈرامے کا حصہ تھی،اس نے سیاہ پینٹ سفید شرٹ پہن رکھی تھی جس پر سسپینڈرز لگے تھے،لڑکی نے نقلی مونچھیں لگا رکھی تھیں اور مسکرا رہی تھی۔۔وہ بھی مسکرایا اور میسج ٹائپ کیا

"ایسا بوڑھا ہونا تو بندہ ویسے ہی اسے اپنا دماغ ڈونیٹ کر دے"اور میسج بھیج دیا۔

اگلی طرف سے جواب آیا"دل کیوں نہیں؟"

"وہی چیز ڈونیٹ کریں گے ناجو اس کے پاس ہو گی نہیں۔۔تمھارے پاس دماغ نہیں ہے تو وہی ڈونیٹ کرنا چاہیئے"وہ دل ہی دل میں بہت سا ہنسا۔۔یہاں ہنستا تو ساری شو ختم ہو جانی تھی

"میں تمھارا خون پی جاؤں گی"

"ہاہا۔۔پی جاؤ مینو،شاید ایسے ہی تھوڑی جان بن جائے ویسے بھی چڑیلیں یہی کرتی ہیں"

"تمھیں میں بعد میں دیکھوں گی،میری پرفارمینس ہے۔۔بائے"اور وہ آف لائن ہو گئی۔۔اس نے سر اٹھایا تو لڑکی اسے دیکھ کر مسکرا دی

اس کا دل عجیب دھڑکا تھا،وہ ابھی اپنی بیوی سے بات کر رہا تھا اور ابھی اس نے فلرٹ کرنا تھا۔۔وہ بھی مسکرا دیا

پھر ویٹر آیا اور اس نے آڈر لکھوایا۔اس ریسٹورنٹ کا سب سے مہنگا ڈرنک،وہ لڑکی اس سے متاثر ہو رہی تھی

("وہ بات شروع کرے گی تو تم مختصر جواب دو گے "زرار نے ہدایت پیش کی۔

"ہاں پتہ ہے، زیادہ بولنے سے وقار چلا جاتا ہے "اس نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی)

"آپ اکیلے ہیں "لڑکی نے بات شروع کی

"Most of the time"

لڑکے نے شانے اچکائے۔ وہ واقعتاً بے پرواہ لگ رہا تھا۔

وہ پھر سے مسکرائی "میں بھی اکیلی ہی ہوتی ہوں"

ویٹر اس کا ڈرنک لے آیا، اس نے ابرو اٹھا کر لڑکی سے پوچھا۔ اس نے انکار کر دیا، لڑکے نے پھر شانے اچکائے

"میں نے آپ کو پہلے یہاں نہیں دیکھا "لڑکی آگے کو جھکی تھی

"میں یہاں کم ہی آتا ہوں "اس نے سٹرا ہونٹوں سے لگایا اور ایک سپ لیا مگر "یخ! لعنت ہو میری امارت پر، یہ کیا کریلے کا جوس تھا۔ اس سے اچھا تو مینو مینگو شیک بنا لیتی ہے "دل کیا سارا سامنے بیٹھی ناگن پر انڈیل دے۔

"زیادہ تر کہاں ہوتے ہیں؟"

"لندن "مختصر جواب

اس نے ابرو اٹھائے "پاکستان؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

“For friends”

وہ دھیما سا مسکرایا البتہ اندر طوفان مچا ہوا تھا۔

"اب کیا ایک اور گھونٹ بھرنا ہے، یا اللہ کیا مصیبت ہے۔ معاذ کے بچے تجھے میں نے اس جوس سے نہ نہلایا نا تو میرا نام بھی تیمور نہیں" دل عجب تھا کہ بغاوت پر اترا تھا

"آپ یہاں اکثر آتی ہیں" سوال تیمور نے کیا تھا

"جی۔۔ مگر آج کل ذرا کم"

"کم کیوں؟" اس نے بھنویں بھینچ لیں۔

"بزی تھی، دبئی میں ایک فرینڈ کی شادی اٹینڈ کرنے گئی تھی" وہ منہ کے زاویے بگاڑتی بولی

"جھوٹی مکار فریبن، دبئی کا دال (د) بھی نہیں دیکھا اور فرینڈ کی شادی" اس نے صرف سوچا کہا نہیں

"اوہ۔۔" اس نے پھر ایک سپ لیا

"بس تیمور اب نہیں۔۔ ایک اور گھونٹ لیا نا تو یہیں الٹی کر دوں گا" اس کی زبان اس ڈرنک سے پناہ مانگ رہی تھی

"آپ آج یہاں اکیلی آئی ہیں۔۔ آئی مین کوئی فرینڈ؟" سوال تیمور نے کیا تھا

“People are fake now a days, that’s why I am alone”

"کہہ کون رہا ہے، استغفر اللہ!" اس نے پھر سوچا کہا نہیں

"میرا بھی یہی خیال ہے" وہ مسکرایا

وہ مسکرادی "آپ کیا کرتے ہیں، مطلب کیا کام کرتے ہیں"

"ویل، میں اپنے بھائی کے ساتھ ہوتا ہوں (اس کے پیسے پر عیاشی کر رہا ہوں) کبھی کبھی ڈیڈ کے ساتھ (گالیاں سننے کے لیے) اور کبھی کبھی فرینڈز کے ساتھ (باپ کا حلال پیسہ حرام کرنے) ایک شو روم ہے وہاں انویسٹ کیا ہے (واؤ، کتنا اچھا آئیڈیا آیا ہے تیمور) اور کبھی کبھی بھائی کے ساتھ انڈسٹری (ویسے مون کی انڈسٹری ہے کہاں، کبھی پوچھا نہیں۔۔ابھی میسج کر کے پوچھتا ہوں)"

پھر مسکرادی۔ وہ اداکاری اچھی کر لیتا تھا۔ شاید کبھی زندگی میں کام آجائے

"آپ؟"

"میں ایک آرٹسٹ ہوں اور زیادہ تر ٹائم تو آرٹ گیلری میں گزرتا ہے" بڑی نزاکت سے ہاتھ گردن تک لے گئی اور پھر مسکرائی

"واہ! اپنے فراڈ کو آرٹ کا نام دے رہی ہے۔۔ تیمور بیٹا فراڈ کرنا بھی ایک آرٹ ہے، کمال!" اس نے پھر سوچا کہا نہیں

"مجھے آرٹسٹ پسند ہیں" وہ مسکرایا تھا "آپ میرا نمبر نوٹ کر لیں، مجھے اپنی آرٹ گیلری کا ایڈریس سینڈ کر دیں۔ میں وزٹ کروں گا" اس نے اپنا نمبر بولا اور وہ مسکرا کر تیمور کا نمبر نوٹ کرتی گئی

"آپ میرا بھی رکھ لیں، مجھے بھی کارز بہت پسند ہیں۔۔آپ کا شوروم وزٹ کروں گی"اور وہ بھی نمبر بولتی گئی اور تیمور لکھتا گیا

"آپ کا نام؟" تیمور نے سوال کیا تھا

"عدینہ "پھر ابرو اٹھایا"اور آپ کا؟"

"مراد"وہ بھی مسکرایا

پھر کھڑا ہوا"اچھا لگا آپ سے مل کر، میں آپ کے میسج کا ویٹ کروں گا"

اور وہ بھی کھڑی ہوئی، مسکرائی اور تیمور چل دیا۔

"گئی بھینس پانی میں، میرے لیے عدینہ میرے دوست کے لیے علینہ، سبحان اللہ!"اور اس نے سیاہ چشمہ دوبارہ آنکھوں پر لگا لیا۔۔ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔۔

موجودہ دن:

صبح کے نو بجے کا وقت تھا۔زرار ابھی سویا تھا مگر معاذ اٹھ چکا تھا۔آج کل معاذ زرار کے ساتھ رہ رہا تھا۔زرار اوپر سنگل چھوٹے بیڈ پر سوتا تھا جبکہ وہ کارپیٹ پر میٹرس بچھا کر سوتا تھا۔وہ اپنے بستر پر بیٹھا تھا اور فون کی سکرین سکرول کر رہا تھا۔واٹس ایپ کھولے بیٹھا تھا اور چیٹ پڑھ رہا تھا۔اس کے چہرے پر اداسی تھی اور آنکھیں گلابی تھیں۔شاید وہ رویا تھا یا پھر رات بھر نہیں سویا تھا۔الارم بجا اور

زرار نے ہاتھ بڑھا کر ساتھ پڑی گھڑی کو بند کیا۔پھر سیدھا ہو کر لیٹ گیا مگر ساتھ پڑے میٹرس پر بیٹھا شخص شاید رو رہا تھا یا آنکھیں مل رہا تھا۔اس نے آنکھیں ملیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا، پھر جمائی روکتے اسے دیکھا

"معاذ" بھاری نیند بھری آواز

"ہوں" اس نے گیلی سانس اندر کھینچی

"تو رو رہا ہے؟" بھنویں بھینچے وہ اسے دیکھ رہا تھا

"نن۔۔نہیں تو" وہ مسکرایا مگر آنکھیں جھوٹ نہیں بولتیں

"کیا ہوا ہے؟" وہ چوکڑی مارے بیٹھ گیا

اس نے نم سانس اندر کھینچی "اس نے مجھے بلاک کر دیا"

زرار نے برا سا منہ بنایا، اسے نیند آ رہی تھی مگر اب سو نہیں سکتا تھا

"کیوں؟ جھگڑا ہوا تھا کیا؟" اس نے دلچسپی ظاہر کی حالانکہ اسے اس وقت شدید نیند آ رہی تھی۔

"نہیں۔۔پچھلے دو دن سے صحیح سے بات نہیں کر رہی تھی، جھگڑا ہوا اور اس نے مجھے بلاک کر دیا"

اس کا سر جھکا ہوا تھا

"اف" اس نے تکیے کے نیچے سے فون نکالا اور وقت دیکھا۔پھر کسی کو کال ملائی۔بیل جا رہی تھی، دوسری طرف سے اس "کسی" نے فون اٹھا لیا گیا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اٹھ گئے؟"سوال زرار نے کیا تھا

"یہ پوچھنے کے لیے فون کیا تھا؟"تیمور کی آواز ابھری تھی

"یار! یہاں آجا، مجھ سے ہمارا مجنوں ہینڈل نہیں ہو رہا"

"ہوں"ایک خاموشی

"اور آتے ہوئے ناشتہ لیتے آنا"ایک سانس خارج کی

"کمبختو! روزہ رکھ کر اٹھا کرو"اس کی آواز فون سے باہر ابھری تھی اور اس نے کال کاٹ دی

معاذ اسی طرح بیٹھا رہا، زرار نے اسے دیکھا اور اٹھ کر اس کے ساتھ آ بیٹھا

"کیا ہو گیا۔۔ایک لڑکی ہی تھی، چھوڑ پرے، ہم ہیں نا تیرے ساتھ"اس نے اپنا بازو اس کے گرد حمائل کیا

معاذ نے اس کا بازو جھٹک دیا"تم دونوں نہیں سمجھو گے"

زرار نے اسے گھورا"کیوں؟ ہمارے پاس دماغ نہیں ہیں؟"

"ہیں مگر ناکارہ"وہ خفا ہوا تھا

وہ بس سانس لے کر رہ گیا۔۔ان سے اپنا مجنوں ایسے دیکھا بھی نہیں جا رہا تھا اور سنبھالا بھی نہیں جا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شام سات بجے کے قریب تیمور، زرار اور معاذ کے ساتھ فلیٹ پر تھا۔ وہ دونوں جلدی جلدی سے تیار ہو رہے تھے مگر معاذ منہ بنائے بیٹھا تھا

"بے بی، آپ نے نہیں جانا؟" تیمور اس کے ساتھ آ بیٹھا اور اس کا گال کھینچا

"میرا دل نہیں ہے" اس نے منہ موڑ لیا

"دس منٹ ہیں، آ جا نہیں تو ایسے ہی گھسیٹ کر لے جائیں گے" اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اٹھ گیا

برے دل کے ساتھ وہ اٹھا اور مرے مرے قدم اٹھاتا واش روم گیا، باہر آیا تو کپڑے بدلے ہوئے تھے

تیمور آئینے میں دیکھتا بال برش کر رہا تھا، ساتھ ساتھ شاید کچھ گنگنا بھی رہا تھا "وہ لڑکی نہیں، زندگی ہے میری" پیچھے جیکٹ پہنتے زرار نے اسے مسکرا کر دیکھا تھا، بمشکل ہنسی دبائی۔ تیمور نے آنکھ دبائی اور پھر سے گنگنانے لگا "وہ لڑکی نہیں، زندگی ہے میری"

بستر پر بیٹھے نیچے جھک کر بوٹ بند کرتا معاذ اسے گھور رہا تھا، وہ مڑا اور اس کی رونی شکل دیکھ کر ہنس دیا۔ وہ ایک دم اٹھا جھٹ سے تیمور کی طرف بڑھا جیسے ابھی دونوں کی لڑائی ہو گی مگر زرار بیچ میں آ گیا

"بس کر دے۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔ ٹھنڈا ہو جا" وہ ابھی بھی تیمور کو گھور رہا تھا "یہ پٹے گا مجھ سے"

اور زرار بھی مسکرادیا"غصہ نہ کر،پیارے لڑکوں پر غصہ سوٹ نہیں کرتا"

اس نے زرار سے اپنا بازو چھڑایااور سر جھٹک کر وہ بیٹھ گیا۔۔

ساڑھے آٹھ کے قریب وہ تینوں ایک باغ کے باہر تھے۔گاڑی پارکنگ ایریامیں پارک کی اور ساتھ ساتھ چلتے اندر بڑھے،اس کا منہ ابھی بھی بنا ہوا تھا

درمیان میں تیمور تھااور وہ تینوں ارد گرد۔۔تینوں نے سیاہ جیکٹس پہنی تھیں، تیمور کے گلے میں چین لٹک رہی تھی جس پر بچھو جھول رہا تھا،اس کی سیاہ جیکٹ کی پشت پر سلور رنگ کا بچھو بنا تھا۔ دائیں طرف زرار کے گلے میں بھی ویسی ہی ایک چین تھی مگر اس چین کے سہارے ایک بھیڑیا لٹک رہا تھااور اس کی سیاہ جیکٹ کی پشت پر بھیڑیا بنا تھا۔بائیں طرف معاذ تھا جس کے گلے میں چین کے سہارے ایک چیتا لٹک رہا تھااور اس کی سیاہ جیکٹ کی پشت پر بھی ایک چھلانگ لگاتا چیتا ہی تھا۔۔

تینوں اندر کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں کوئی فنکشن چل رہا تھا۔۔باغ روشنیوں سے منور تھا، پودوں اور درختوں پر بھی روشنیاں جگمگا رہی تھیں، پھولوں کی خوشبو ہر طرف تھی اور وہاں جوان لڑکے لڑکیوں کا ہلکا پھلکا رش تھا۔وہاں کسی لڑکی کی امیر دوست کی سالگرہ منائی جا رہی تھی۔۔تینوں ساتھ ساتھ چلتے ایک میز کے قریب گئے اور ایک لڑکی پیچھے جا کر تیمور نے گلا کھنکھارا،وہ مڑی

"ہیلو!"تیمور مسکرایا تھا

مگر لڑکی مسکرا بھی نہ سکی۔اس کے بائیں جانب کھڑے معاذ کے چہرے پر بھی ویسے ہی تاثرات تھے جیسے اس لڑکی کے چہرے پر تھے، شاک، صدمہ اور حیرانی!

"یہ میری نئی دوست عدینہ، جس سے میں تم لوگوں کو ملوانے لایا ہوں" تیمور نے اپنے دوستوں کو دیکھا، پھر عدینہ کو "یہ میرا دوست ہے معاذ" اس نے دائیں طرف کھڑے لڑکے کی طرف دیکھا "اور یہ زرار" پھر دائیں طرف لڑکے کو دیکھا

مگر عدینہ کو جیسے سانپ سونگھ گیا، معاذ ایک قدم آگے بڑھا "علینہ" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا "نہیں معاذ، عدینہ" تیمور نے عدینہ کو گھورا تھا

"آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟" زرار آگے ہوا

مگر معاذ خاموش رہا۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھری تھیں۔دل کی کیفیت آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔

عدینہ ہوش میں آئی "نہیں! میں اسے نہیں جانتی" اس نے تیمور کو دیکھا "یہ کون ہے؟ میں نہیں جانتی یہ مجھے علینہ کیوں کہہ رہا؟" پیچھے میوزک بج رہا تھا مگر وہ عدینہ کی آواز سن سکتے تھے۔

زرار نے بے زاری سے پیچھے دیکھا "میوزک بند کرو یار" اس نے ڈی جے کی طرف دیکھا تھا ایک لمحہ گزرا اور میوزک بند ہو گیا۔ہر سو خاموشی اور سب کی نظر ان چاروں پر تھی۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کی کوئی ہم شکل بہن ہو اور اس کا نام علینہ ہو" زرار محظوظ ہوتے سوچتے ہوئے بولا تھا

"کیوں عدینہ" اس نے گردن نفی میں ہلائی "سوری علینہ یا ایک اور نام بھی تھا" تیمور سوچتے ہوئے بولا تھا "ہاں، قرینہ" پھر ہنس دیا، زرار بھی مسکرا رہا تھا مگر معاذ کی آنکھیں مزید گلابی پڑتی جا رہی تھیں، اس کا تنفس تیز تھا۔ دھڑکن بے قابو اور آنکھوں میں غم و غصہ جمع ہونے لگا۔

"مراد۔۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔۔ میں اس کو نہیں جانتی، یہ کون ہے؟ یہ میرے ساتھ کوئی گیم کھیلی جا رہی ہے، کوئی مجھے ٹریپ کر رہا ہے" وہ تیمور کو دیکھے جا رہی تھی۔ وہ بوکھلا گئی تھی اور اس کا بوکھلانا بنتا بھی تھا

"چلو۔۔ معاذ کو تم نہیں جانتی" زرار آگے آیا "فیض کو تو جانتی ہو نا"

"کک۔۔ کون فیض؟" وہ ہکلا رہی تھی

"میں فیض" پیچھے سے آواز آئی تھی "میں فیض جس کے ڈرنک میں تم نے نشہ ملایا تھا، جس کا تم نے فون چرایا تھا جس کی تم نے جیب کاٹی تھی" وہ شخص اس کی طرف بڑھ رہا تھا، آج اس کی بربادی کا پورا سامان تیار تھا

"میں تمھیں نہیں جانتی" وہ انجان بنی ہوئی تھی، اس کی رنگت سرخ ہونے لگی اور آواز بلند مگر آواز اونچی کرنے سے آپ کے سیاہ کرتوت کبھی سفید نہیں ہوتے۔

"ابھی تم بھی جان لو گی اور ہم بھی" زرار سنجیدہ ہوا تھا، سامنے بڑی سی ایل سی ڈی کے نیچے کھڑے شخص کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا اور ایک وڈیو چل پڑی جس میں ایک لڑکی پہلے ایک شخص سے مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھی اور پھر اس کے جانے پر اس نے اس کے ڈرنک میں سفید پاؤڈر ملایا اور پھر وہ جوس پیتے ہی بے ہوش ہونے لگا اور لڑکی اس کی جیب کاٹ کر چلی گئی۔۔وہاں خاموشی تھی، ایک نیا ڈرامہ لگا ہوا تھا اور سب محظوظ ہو رہے تھے۔لوگوں کو تو ایسے لائیو ڈرامے دیکھنے کا ویسے بھی بڑا شوق ہوتا ہے۔

"اور کچھ؟" تیمور اسے دیکھ کر مسکرایا

فیض اس کے عین سامنے تھا "جھوٹی مکار" وہ تیمور کی طرف بڑھی اور اس کا بازو پکڑ لیا "یہ سب ڈرامہ ہے ایک، فراڈ ہے" وہ باقاعدہ اسے جھنجھوڑ رہی تھی۔اپنی جھوٹی سچائی کی دہائی دے رہی تھی۔ تیمور کی آنکھوں ٹھنڈی تھیں۔بالکل کسی سفاک ظالم بے حس جیسی انکھیں۔

"آج تو اس ڈرامے کی آخری قسط ہے جو تم نے شروع کیا تھا عدینہ بی بی" اس نے اپنا بازو ایک جھٹکے سے چھڑا لیا

وہ ہکا بکا سی اسے دیکھ رہی تھی جیسے خواب دیکھ رہی ہو۔اپنی آنکھوں سے اپنی بربادی دیکھنا آسان نہیں ہوتا۔مکافات آنکھوں کے سامنے ہو تو انسان کو جائے فرار نہیں ملتی۔اسے بھی نہیں مل رہی تھی "یہ سب جھوٹ ہے۔۔میں کہہ رہی ہوں نا میں ایسی نہیں ہوں" وہ پھنکار رہی تھی

"چپ۔۔ایک دم چپ" تیمور نے اس کی آنکھوں میں دیکھا،وہ سہم کر پیچھے ہٹی

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے" وہ چلائی تھی۔بپھری ہوئی شیرنی کی طرح مگر کیا فائدہ

"تم میرے دوست کے ساتھ ایسے کر سکتی ہو مگر میں تمھارے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا" وہ سنجیدگی سے بھنویں بھینچے اسے گھور رہا تھا

اس نے معاذ کو دیکھا "یہ" اس نے اس کی طرف اشارہ کیا،لڑکے کا دل بے اختیار دھڑکا "اس کی دو تعریفیں کی تھیں میں نے اور یہ پگھل گیا،اس کے پاس تھا ہی کیا دینے کو" سیاہ آنکھوں والے کی گلابی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گال پر گرا

"مگر مراد۔۔میں تم سے محبت کرتی ہوں" وہ پھر تیمور کے پاس آئی اور اسے رحم طلب نظروں سے دیکھا۔۔بھوری آنکھوں والے سے برداشت نہیں ہوا اور اس نے ٹھنڈا جوس لڑکی کے منہ پر پھینکا۔۔پھر اس کے سامنے ہاتھ ہلایا

"خواب ٹوٹ گیا بی بی۔۔تمھارا پول کھل گیا،ہمارے دوست کو الو بناتے بناتے تم خود الو بنی ہو۔۔اب واپس آجاؤ اسی دنیا میں"

وہ بس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔تیمور نے ساتھ کھڑے معاذ کو دیکھا جو ایک لفظ نہیں بولا تھا۔ارد گرد لوگ تماشا دیکھ رہے تھے۔فون پارٹی میں لانے کی اجازت نہیں تھی نہیں تو ابھی تک وڈیو بن بھی چکی ہوتی

تیمور نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور والٹ نکالا، اسے کھولا اور گلابی بڑے نوٹ نکال کر معاذ کے سر پر وارے پھر مڑا اور اس لڑکی کے منہ پر سارے نوٹ دے مارے

"اس کے لیے تم نے معاذ کو دھوکا دیا ہے نا، میں ایسے کئی اور اس کے سر پر وار کر تم جیسوں کے منہ پر مار سکتا ہوں۔۔اسے صدقہ سمجھ کر لوٹ سکتی ہو"

وہ بس شاک اور صدمے سے اسے دیکھ رہی تھی

باہر پولیس کے مخصوص ہارن کی آواز آئی تھی، پولیس موبائل پہنچ چکی تھی

"نہیں..ایسا مت کرو" وہ تیمور کے سامنے رو دینے کو تھی، پھر معاذ کے سامنے آئی اور اس کی جیکٹ کو تھاما "معاذ مجھے معاف کر دو، میں تم سے معافی مانگتی ہوں" باپ اسے جھنجھوڑ رہی تھی۔رحم مانگ رہی تھی

مگر دیر ہو چکی تھی، پولیس اس کے سر پر تھی اور دو یونیفارم میں خواتین اسے ہتھکڑی لگا رہی تھیں

"معاذ۔۔معاذ۔۔پلیز مجھے معاف کر دو" مگر وہ پتھر بنا کھڑا تھا۔وہ اسے دور لے کر جا رہے تھے کہ معاذ کے لبوں نے حرکت کی تھی

"رکو" خواتین اسے لے جاتے ہوئے رکی تھیں، پھر مڑیں۔۔وہ مسکرائی۔امید کی ایک کرن نظر آئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معاذ چلتا ہوا اس کے قریب گیا۔آج سے پہلے وہ کبھی اتنا سنجیدہ نہیں ہوا تھا۔اس کی گلابی آنکھوں سے غم بہہ گیا اب غصہ باقی تھا۔

تیمور نے زرار کو دیکھا اور ابرو اٹھائے،اس نے شانے اچکا دیے

وہ عین اس کے سامنے رکا تھا،اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا "ان سب کا تم نے مالی نقصان کیا ہے مگر میرا۔۔تم نے میرا دل توڑا ہے،میرے جذبات کے ساتھ کھیلا ہے۔میرا جذباتی نقصان ہوا ہے" پھر دانت پیستے بولا

"میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔تم نے معاذ کا دل توڑا ہے اور میں تمھاری ہڈیاں تڑوا کر رکھ دوں گا" اور پھر ساتھ خاتون کو دیکھا "لے جاؤ اسے اور اس کا وہ حشر کرنا کہ آئندہ معاذ کا نام سننے پر بھی یہ کانپ اٹھے" اور وہ واپس مڑ گیا۔

"معاذ۔۔مجھے جانے دو۔۔ایک بار میری بات سن لو" مگر وہ نہیں مڑا۔۔گلابی آنکھوں سے وہ باہر کی طرف بڑھا تھا،وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے اور پھر اس کے پیچھے لپکے۔

وہ ایک بنچ پر سر جھکائے بیٹھا تھا،شاید رو بھی رہا تھا یا شاید ابھی دکھ آنکھ سے مکمل نہیں بہا تھا۔وہ دونوں اس کے پیچھے لپکے اور ساتھ بیٹھ گئے۔باغ میں اس وقت خاموشی تھی،دور صرف فوارہ چلنے اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔۔تیمور اس کے دائیں اور زرار بائیں طرف بیٹھ گیا۔۔تینوں کے درمیان خاموشی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور نے سر جھکایا اور اسے دیکھا

"ہیروئن کا انتظام کروں یا سگریٹ سے کام چل جائے گا؟"

وہ کچھ بھی نہیں بولا

پھر زرار نے سر جھکایا اور اسے دیکھا "پٹرول مہنگا ہے، مٹی کا تیل ٹھیک رہے گا"

وہ پھر بھی خاموش رہا۔۔اس نے پہلے ائیں دیکھا پھر دائیں اور مسکرایا

"وہ کتنے پیسے تھے؟" سوال تیمور سے تھا

"پتہ نہیں، گنے نہیں" شانے اچکائے

"تم نے میرے لیے اتنے پیسے اڑا دیے" وہ جذباتی ہوا تھا۔شاید رو بھی دیتا

"بس دو اصلی تھی باقی نقلی، میں ایکٹنگ کی تیاری کر کے آیا تھا" وہ ازلی بے پرواہ تھا

"کیا؟" شاک صدمہ حیرانی، معاذ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

"تو اور کیا۔۔شکل پانچ روپے والی نہیں ہے اور پانچ ہزار لٹا دوں" تیمور نے سر جھٹکا البتہ اسے معاذ پر ہنسی آ رہی تھی

اس نے ایک سانس خارج کی اور مسکرا دیا، وہ سامنے دیکھتے بڑبڑایا تھا

"سڑکیں بلا رہی ہیں"

ان دونوں نے بھی سر اٹھایا اور اس کے ساتھ مسکرائے تھے۔وہ اٹھا اور اس کی کار کی طرف بھاگا، وہ دونوں بھی اس کے پیچھے بھاگے۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ تینوں ایک سڑک کے سامنے کھڑے تھے، ہیلمٹ سر پر تھے اور سیاہ ہیوی بائیکس ساتھ کھڑی تھیں۔۔پھر تینوں اپنی اپنی بائیک پر بیٹھے اور اپنی اپنی بائیک سٹارٹ کی۔۔بار بار ریس دینے سے ایک اونچی آواز فضا میں گونج پیدا کر رہی تھی۔سیاہ آسمان پر چمکتا چاند انھیں دیکھ رہا تھا۔ شہر سونے کی تیاریوں میں تھا مگر ان کے ارادے کچھ اور تھے۔چند پل بیتے اور وہ تینوں ایک دوسرے کو کراس کرتے سڑک پر بائیکنگ کر رہے تھے۔یہ معاذ کی تھراپی تھی، وہ دونوں پیچھے تھے اور معاذ بہت آگے نکل گیا۔۔وہ ہمیشہ دونوں سے آگے نکل جاتا تھا، بے شک وہ ہمیشہ سے ایک بہترین بائیکر تھا!

نو سال قبل:

یہ ایک باغ کا منظر تھا۔خزاں اپنے عروج پر تھی، سردیوں کا آغاز تھا اور باغ میں ہر طرف پیلے بھورے پتے بکھرے پڑے تھے۔پاس ہی ایک گھر بھی تھا، یہ باغ اسی گھر کا حصہ تھا۔۔بنچ پر ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا جس کے بال سفید تھے اور آنکھیں سیاہ۔۔اس شخص نے سرمئی کوٹ اوڑھ رکھا تھا۔ساتھ ایک لڑکا بیٹھا تھا جس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔شکل پر معصومیت اور نرم مسکراہٹ اور اس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے لمبا سیاہ کوٹ اوڑھ رکھا تھا۔ موجودہ زمانے سے بہت پہلے والا مامون آفندی جس کی عمر بائیس تیئیس برس کے لگ بھگ تھی۔ ساتھ بیٹھا شخص اسے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ دلچسپی سے سن رہا تھا

"تمھیں پتہ ہے انسان اور مشینوں میں کیا فرق ہوتا ہے؟" انھوں نے سوال کیا

"یہی کہ وہ سانس نہیں لیتیں اور انسان سانس لیتا ہے" اس کے ذہن میں جو پہلی بات آئی اس نے بول دی

"گڈ! اور جب تک سانس تب تک آس" وہ مسکرائے تھے

"اگرچہ انسان بہت سا پیسہ کمانے کے چکر میں صحت کھو بیٹھتا ہے مگر پھر وہی صحت پانے کے لیے وہ پیسہ لگا دیتا ہے۔۔اس وقت انسان کے پاس دو ہتھیار ہوتے ہیں ایک دعا اور دوسرا دوا۔۔پہلے دوا آتی ہے اور پھر دعا، دعا تو ایک catalyst ہے عمل کو تیز کرتی ہے۔۔مگر تمھیں پتہ ہے کہ دونوں چیزوں میں کیا چیز ایسی ہے جو ان دونوں کو عمل میں لاتی ہے؟" انھوں نے ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا، وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر وہ خود ہی بولے

"وہ ہے یقین، یقین ہو گا کہ یہ دوا ٹھیک ہے تو مریض جلد ٹھیک ہو گا کیونکہ اس کے دماغ کو پازیٹو سگنل ملا ہے، اس کو یقین ہے کہ یہ دوا اسے ٹھیک کر سکتی ہے اور یقین ہی ہے جو دعا کو بھی عمل میں لاتی ہے کیونکہ یہ دل کو مطمئن کرتی ہے کہ ہاں بھئی یہ کام ہو سکتا ہے۔۔ہمیشہ وہی کام کامیاب ہوا ہے جس پر دل اور دماغ دونوں مطمئن ہوں"

سانس لینے کا وقفہ

"تمھیں پتہ ہے مامون یہ دونوں (دل اور دماغ) مطمئن ہوتے ہیں "یقین" سے، بھروسے سے۔ ہم لوگوں کو دوائیاں بنا کر دیتے ہیں، وہ بیمار پڑتے ہیں تو ہمارے پاس آتے ہیں اس یقین کے ساتھ کہ ہم انھیں صحیح دوائیں دے کر صحت کی طرف واپس لے کر آئیں گے کیونکہ بیمار انسان کا مقصد صرف صحت ہوتی ہے، اسے اپنی صحت چاہیئے ہوتی ہے کیونکہ صحت ہے تو زندگی ہے۔ وہ ہم پر یقین کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صفحے پر دوا لکھ کر دیتا ہے اور مریض کا یقین ہوتا ہے کہ یہ جو بھی دوا ہے یہ اسے اس کی صحت کی طرف لے جائے گی اور دوا ہم بناتے ہیں۔۔ وہ ہم پر یقین کرتے ہیں۔۔ ہم لوگوں سے پیسہ لے کر دوائیاں نہیں دیتے بیٹے، ہم لوگوں سے ان کا یقین لیتے ہیں اور یقین انمول ہوتا ہے۔ ایک بار چلا جائے تو واپس نہیں آتا۔"

"انٹر سٹنگ!" وہ توجہ سے سن رہا تھا، محو ہو کر۔ وہ جب بھی بولتے تھے مامون ایسے ہی سنتا تھا۔

"یقین انسان کے پاس وہ ہتھیار ہوتا ہے کہ لوگ اس کے بل پر لوگوں سے باتیں منواتے ہیں۔ لوگ اس شخص کو کبھی انکار نہیں کرتے جس پر یقین رکھتے ہوں جس پر بھروسہ کرتے ہوں اور یقین کو دو چیزیں قائم کرتی ہیں"

"کیا؟" اس کے ابرو بھینچ گئے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایمانداری اور سچ۔۔تم نے بچپن میں سنا تھا کہ سچ میں برکت ہوتی ہے اور وہ تب ہوتی ہے جب انسان جھوٹ نہیں بولتا، جو جھوٹ نہیں بولتا اللہ اس کے قول میں تاثیر پیدا کر دیتا ہے۔لوگ اس کی بات ماننے لگتے ہیں کیونکہ لوگ اس کی بات کا بھروسہ کرتے ہیں"

"اور جھوٹ؟"

"جو جھوٹ بولتا ہے اس کے الفاظ سے تاثیر چھین لی جاتی ہے۔۔جھوٹ ایمانداری اور سچائی دونوں کا قاتل ہے۔آپ جو بھی کرو پوری ایمانداری اور سچائی سے کرو۔کام چھوٹا بڑا نہیں ہوتا، کرنے والا اسے چھوٹا بڑا بناتا ہے۔۔اگر پوری ایمانداری سے کپڑے بھی سلائی کرو تو کام بڑا ہے اور بے ایمانی سے ملک پر بھی حکومت کرو تو کام چھوٹا ہے"

وہ محو سا سن رہا تھا

"تم سچ بولو گے اور ایماندار رہو گے تو اللہ تمھاری بات میں تاثیر پیدا کرے گا مامون، لوگ تمھیں انکار نہیں کریں گے" انھوں نے نرمی سے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا تو مسکرا دیا

مامون آفندی اپنے نانا کی باتیں پلے سے باندھ لیا کرتا تھا، دماغ میں بٹھاتا تھا اور وہ اس پر عمل کرتا تھا۔۔اس نے سر اثبات میں ہلایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مون۔۔آجاؤبیٹا،چائے پی لو" یہ آج سے کئی سال پہلے والی ملیحہ تھیں۔وہ اندر سے باہر آتیں مامون کو آواز دے رہی تھیں۔۔وہ اپنے نانا کو دیکھ کر مسکرایا اور اندر چلا گیا۔۔وہ وہیں بیٹھے اسے جاتا دیکھتے رہے

موجودہ دن:

رابیل سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی اور پہلے کمرے کا دروازہ کھولا۔اسے لگا اس نے دروازہ نہیں کھولا بلکہ آج سے پانچ سال پہلے کی کھڑکی کھولی ہے جس میں سے جھانکو تو مینا فرش پر ٹول باکس کھولے بیٹھی تھی۔۔آج بھی اس کے ارد گرد ایسی ہی چیزیں بکھری پڑی تھیں اور وہ مصروف سی تھی۔۔ٹراؤزر شرٹ پہنے چھوٹے بال پونی میں مقید کیے۔

"مینا" وہ اس کے سٹڈی ٹیبل کے پاس جا کھڑی ہوئی،پشت مینا کی طرف تھی

"ہوں"

"کیا پلان ہے آگے کا؟" اس نے اس کی میز پر پڑی ایک سینٹڈ کینڈل اٹھائی مگر اس سینٹڈ کینڈل کا شیشے کا بنا جار بڑا عجیب تھا

"پتہ نہیں۔۔میں نے سوچنا چھوڑ دیا ہے"

"ہوں"اس نے جار کو آنکھوں کے سامنے کیا تو اس جار کی شیشے کی دیواروں پر اندر سے اس نے بڑی مہارت سے کاغذ چپکائے تھے جن پر فنز کس کے فارمولاز لکھے تھے۔عینک والی لڑکی کو ہمیشہ سے فنز کس اچھی لگتی تھی۔پھر ایک سانس خارج کی اور جار میز پر رکھ دیا"کچھ تو کرو گی نا آگے؟"

اس نے دوسری سینٹڈ کینڈل پکڑی،اس جار پر بھی اندر کی طرف سے فارمولاز چپکے تھے۔یہ میز فنز کس کے نام تھا

"جو ہوا ہے اسے ہی آگے بڑھاؤں گی"اس نے ایک بار بھی مینا کو نہیں دیکھا جو کہ اپنے ٹوٹے ڈرون کو جوڑنے لگی تھی

"کیا مطلب؟"اس نے تیسری مگر سائز میں ذرا بڑی سینٹڈ کینڈل پکڑی۔اس کی شیشے کی دیواروں پر بھی اندر کی طرف اسی طرح کاغذ چپکے تھے۔اس نے پہلے نوٹ نہیں کیا تھا۔آج کئی سال بعد کر رہی تھی۔مینا جب کہتی تھی کہ اس نے میڈیکل کے لیے محنت کی ہے تو وہ یقین کرتی تھی مگر آج وہ اس کی محنت پر ایمان لا رہی تھی

"تیمور سے بات ہوئی ہے میری،میں اپنے گھر جاؤں گی۔۔میں تھک چکی ہوں"اس کا جواب دو ٹوک تھا

وہ مڑی اور فرش پر بیٹھی لڑکی کو دیکھا"واٹ؟"وہ حیران تھی"مطلب۔۔تم"وہ کرسی پر آ بیٹھی

"تم۔۔مینا تم۔۔"الفاظ ختم تھے۔۔وہ بس سانس لے کر رہ گئی

"تمھاری اپنی چوائس ہے۔۔تم بہتر جانتی ہو مگر" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کیا کہے۔اسے کیسے اپنی بات سمجھائے۔

اوراس نے رابیل کی بات کاٹ دی "مگر نہیں بیلی۔۔میں نے فیصلہ کرلیا ہے" اس نے ایک نظر اسے دیکھا پھر ڈرون کے پروں کو جوڑنے لگی

"ایک بار پھر سوچ لو" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔۔اس کی نظر الماری کے دروازے پر پڑی جہاں اس نے بائیولوجی کے کسی چیپٹر کے نوٹس چپکائے تھے۔مختلف جانداروں کے گروپس بنے تھے اوران کی آگے اقسام۔۔وہ کافی مشکل لگ رہا تھا مگر مینا نے اسے بھی یاد کیا ہوگا شاید

مینا خاموش تھی۔اپنے ڈرون میں مصروف دنیا ومافیہا سے بے گانہ۔

"کافی پیو گی؟" رابیل اٹھی تھی،جانے کو تیار تھی لیکن اس نے مینا سے پوچھنا ضروری سمجھا

"ہوں" وہ دروازے کے قریب پہنچی جب مینا کی آواز اس کے کانوں میں پڑی "چینی دو چمچ" اور پھر خاموشی

وہ سانس خارج کرکے چل دی۔۔

اس کے جانے کے ایک منٹ بعد مینا نے پاس پڑا موبائل پکڑا اور واٹس ایپ کھولا،اسے پتہ تھا کہ اسے کس کے پاس جانا ہے۔۔اس نے مطلوبہ کانٹیکٹ کھولا جو کہ کچھ اس طرح سیو کیا ہوا تھا

"Ten problems one solution"

سکرین پر انگوٹھا ہلایا۔فون کی سکرین کا عکس عینک کے گلاس لینز پر پڑ رہا تھا۔اس نے میسج ٹائپ کیا

"سنڈے کو ملیں؟"اور میسج بھیج دیا۔

اور پھر فون کی سکرین آف کر کے اس نے ایک طرف رکھ دی۔ٹھیک پندرہ منٹ بعد جواب موصول ہوا،میسج موصول ہونے کی مخصوص رنگ ٹون بجی

"شیور۔۔مسز تیمور"

وہ مسکرادی۔۔اس کا دل مطمئن ہو گیا تھا۔

رات گہری تھی مگر خاموش بالکل نہیں تھی۔تھوڑی دیر پہلے بارش ہوئی تھی۔سڑکیں ابھی بھی گیلی تھیں۔سڑک رواں دواں تھی۔ایسے میں ایک شخص بڑے سے چھے منزلہ ہوٹل کی جانب بڑھا۔ اس نے سفید موٹے سول جوگرز پہن رکھے تھے۔سیاہ جیکٹ،سیاہ گول گلے والی شرٹ اور نیچے سیاہ جینز۔اس کی کلائی میں سیاہ سٹریپ والی گھڑی تھی۔گیلی سڑک کراس کر کے ہوٹل کی سیڑھیاں چڑھتا اندر آیا۔اندر آتے ہی ریسپشن پر ایک کارڈ دکھایا،ریسیپشن پر کھڑی لڑکی نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر سر کو خم دیا۔اس نے کارڈ واپس لیا اور لفٹ کی جانب بڑھا۔لفٹ میں سوار ہوا،اس کی منزل دوسرے فلور پر تھی۔لفٹ کے دھاتی دروازے الگ ہوئے اور وہ دوسرے فلور پر اترا۔ تیسرے کمرے کا لاک کھولا اور اندر داخل ہوا۔اندر جاتے ہی کمرے کی چٹکی چڑھائی اور پھرتی سے الماری کا پٹ کھولا،لیپ ٹاپ نکالا اور اسے آن کیا۔چند ایک کیز دبائیں اور اب لیپ ٹاپ سکرین پر

سارا ہوٹل نظر آرہا تھا۔ کون کہاں جارہا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اس نے چند ایک کیز دبائیں اور سکرین ایک دم سے سیاہ ہو گئی، کیمرے ناکارہ ہو گئے۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا، سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا اور اندر سے ایک کین نکالا۔ کمرے کی چٹکی اتاری اور کین زمین پر اس طرح پھینکا کہ وہ زمین پر رول ہوتا خود بخود ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔۔ اس نے دروازہ بند کیا اور انگلیوں پر گنا۔۔

ایک، دو، تین

فائر الارم بج اٹھے، اس کین سے اتنا دھواں نکل رہا تھا کہ نظر آنا محال تھا۔۔ افراتفری پھیلنے لگی تھی، دھوئیں نے پورے فلور کو لیپٹ میں لیا تھا

اس نے دروازہ کھولا۔ اس کے منہ پر سیاہ ماسک تھا۔ کندھے پر بیگ اور پہلے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا، اس نے اس کمرے کے دروازے میں ایک چابی گھسائی اور کمرہ کھل گیا۔۔ وہ جلدی سے اندر آیا اور اندر سے چٹکی چڑھالی۔۔ پھر الماری کھولنے کی کوشش کی مگر الماری کو تالا لگا تھا۔۔

کوئی بات نہیں!

اس نے کندھے پر پہنا بیگ اتارا اور اندر سے ایک پیچ کس نکالا اور الماری کے پٹ کے ہینڈل کے قریب جہاں تالا لگا تھا، پیچ کس بند دروازے میں گھسایا اور ذرا سا زور لگایا اور دروازہ کھل گیا۔۔ وہ بڑی پھرتی سے کام کر رہا تھا، اندر سے ایک بیگ نکالا، اسے کھول کر اس میں جھانکا اور پھر مسکرایا۔۔ اپنا بیگ کندھے سے لٹکایا اور ہاتھ میں دوسرا بیگ پکڑے اس نے الماری کا پٹ بند کر دیا۔۔ پھر باہر

بالکنی کی طرف گیا۔۔دروازہ زور سے بجا تھا جیسے کمرے مالک آگیا تھا،وہ زور زور سے ناب گھما رہا تھا مگر اس وقت اس کی سنے گا کون؟

وہ مسکرایا اور بالکنی کی چھوٹی دیوار پر چڑھ گیا۔نیچے دیکھا،وہ دوسرے فلور پر کھڑا تھا۔۔ایک سانس خارج کی اور پھر پیچھے دیکھا بولا تو آواز دھیمی تھی "میں تو معصوم ہوں"

اور وہاں سے چھلانگ لگادی، گرتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے بیگ سے چند ایک نوٹ اڑے تھے۔۔

وہ نیچے گرا تھا مگر پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا،اپنی پینٹ اور جیکٹ جھاڑی اور چل دیا۔۔

چند قدم دور چل کر گیا اور اپنا ماسک اتار دیا،وہ مسکرایا تو دونوں گالوں میں گڑھے پڑے، پھر ہاتھ میں پکڑے بیگ کو دیکھا "اور مجبور بھی"

مسکراہٹ مزید گہری ہوئی، سیٹی بجاتا وہ آگے بڑھ رہا تھا،رات مزید سیاہ پڑ رہی تھی

عشاء کے بعد کا وقت تھا۔سنینا کچن میں کھڑی اپنے بابا کے لیے چائے بنا رہی تھی ساتھ کچھ گنگنا بھی رہی تھی۔اس نے چائے کپ میں انڈیلی،اپنا اور اپنے بابا کا کپ پکڑا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔پاؤں مار کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔شہباز حسین ایزل پر لگی اپنی بیٹی کی اس پینٹنگ کو دیکھ رہے تھے جو آج انعام وصول کر کے آئی تھی۔چائے کے کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر سنینا ان کے ساتھ آ کھڑی ہوئی

"کیسی بنی ہے بابا؟"اس نے پہلے پینٹنگ کو دیکھا پھر اپنے باپ کو

وہ مسکرائے "نینا۔۔تم تو بہت اچھی پینٹر ہو بیٹے "اور اسے دیکھا "بہت کم مصور ہوتے ہیں جو بند آنکھوں سے دیکھے گئے تصور کو تصویر کا رنگ دیتے ہیں "اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا

اس کے گال گلابی ہوئے، یہ تعریف کا لمحہ تھا۔اسے اپنے خون میں کچھ گرم سا ابھرتا محسوس ہوا

"اس کا ٹائٹل کیسا لگا آپ کو؟"

وہ ابھی بھی اس کینوس کے سامنے کھڑے تھے۔وہ کچھ سوچ رہے تھے "اچھا تھا"

پھر مسکرائے اور آنکھیں چھوٹی کیے اس کی پینٹنگ کو دیکھنے لگے "یہ ایک مومن ہے اور یہ ساری دنیا اس کی گردش میں۔۔رات اور دن کی گردش دنیا بھر کے ہنگامے سبھی اس کے گرد ہیں۔۔یہ مومن ہے نا سنینا "اس کے باپ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تو سنینا انھیں ہی دیکھ رہی تھی۔

اس کی آنکھوں اور چہرے پر عجیب سا سوالیہ تاثر تھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔اس نے یہ پینٹ نہیں کیا تھا۔وہ مسکرائی

"میں نے یہ پینٹ نہیں کیا بابا۔۔یہ نوجوان ہے، یہ اس کے خواب ہیں۔وہ دنیا میں ایک مقام چاہتا ہے۔اپنی ساری انرجی اپنا مقام اپنا نام اور خود کو سٹیبل کرنے میں لگاتا ہے۔۔یہ مومن تو نہیں ہے بابا اور نہ کوئی اس کی گردش میں ہے "اس کے آخری جملوں میں طنز تھا

اس کا باپ پھر سے پینٹنگ دیکھنے لگا۔انھوں نے اسے ہاتھ لگا کر چھوا"نینا۔۔مومن یہ سب حاصل نہیں کرتا۔۔اسے یہ سب حاصل ہو جاتا ہے"

سنینا کی مسکراہٹ غائب تھی۔اس نے برا سا منہ بنایا اور ان کے بازو کے گرد اپنا بازو حمائل کیا

"آپ کے کانسیپٹ پتہ نہیں کیا ہیں لیکن میری یہ پینٹنگ خواب ہے آپ پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہیں"

انھوں نے سانس خارج کی اور اس کے ساتھ پیچھے بیڈ کی طرف بڑھے۔دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔اس کے ابا نے چائے کا گھونٹ بھرا اور گلا کھنکھارا

"تمھاری خالہ آئی تھیں"

"جی۔۔وہ تو بہت خوش تھیں بابا"اس کے چہرے پر ابھی بھی جوش کے آثار تھے

انھوں نے چائے کا گھونٹ بھرا"وہ۔۔تمھاری رخصتی کی بات کر رہی تھیں۔تمھاری ڈگری پوری ہونے والی ہے نا"ان کے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ تھی

"لیکن میں آگے بھی پڑھنا چاہتی ہوں۔۔میں بہت آگے جانا چاہتی ہوں،میں پروفیشنل پینٹر بننا چاہتی ہوں۔۔ابھی شادی کر کے گھر نہیں بیٹھنا چاہتی"اس نے منہ بنا لیا تھا

"سنینا۔۔"وہ آگے کو ہوئے اور اس کا ہاتھ تھاما"عالیار بہت اچھا لڑکا ہے۔وہ تمھارے ساتھ کھڑا رہتا ہے اور رہے گا،تم آگے پڑھنا چاہتی ہو پڑھو۔۔"

اس نے بات کاٹ دی "لیکن باپ کے گھر میں بیٹی کا اور مرتبہ ہوتا ہے اور سسرال میں اور "اس نے منہ بنالیا "میں ابھی رخصتی نہیں چاہتی۔اس وقت بھی آپ کے کہنے پر میں نے نکاح قبول کیا تھا" اس نے نظریں جھکالیں

"تو کیا تم اس نکاح سے خوش نہیں ہو؟"اگلا سوال

"ہوں بابا۔۔عالی بہت اچھا ہے۔آج کل کے لڑکوں سے بہت مختلف، میں اسے دل سے چاہتی ہوں مگر رخصتی نہیں "اس نے چائے کا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا" بابا میں نے اتنی محنت کی ہے۔یہ میرا شوق ہے میرا جنون ہے، میں کچھ بننا چاہتی ہوں۔آپ میری عمر کی لڑکیوں کو دیکھیں وہ کہاں کہاں پہنچی ہیں میں ابھی سے گھر بسا کر بیٹھ جاؤں۔۔میں ابھی یہ نہیں چاہتی بابا، میں عالی سے بات کروں گی وہ خالہ کو منالے گا" وہ اپنے باپ کو منا رہی تھی

انھوں نے سانس خارج کی۔وہ اپنے باپ کی اکلوتی اولاد تھی، جگر کا ٹکڑا اور دل کی دھڑکن۔انھوں نے سر اثبات میں ہلایا

"ٹھیک ہے۔۔جیسا تم چاہو "اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تھپکا "جو ہو گا تمھاری مرضی سے ہو گا بیٹے"

وہ مسکرائی اور ان کے بازو سے اپنا سر لگالیا "تھینک یو بابا۔۔آپ بہت اچھے ہیں"

وہ ہنس دیے "صبح بریڈ کے ساتھ بٹر کم ملے گا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی ہنس دی۔انھوں نے چائے کا گھونٹ بھرا اور سینا کو سننے لگے۔ان کا گھرانہ اسی کے ہونے سے آباد تھا

یہ ایک روشن سی صبح تھی۔لاہور کے قریب شیخوپورہ،ہرن مینار میں نئ کلیکشن کا فوٹو شوٹ تھا۔اس کی تیاری اس نے ایک سال پہلے کر رکھی تھی مگر سیزن آؤٹ ہو گیا۔پھر سمر کلیکشن کی وجہ سے روک دی اور اب اپنی "سفید" کلیکشن کے لیے وہ تیاری کر رہی تھی۔فوٹو شوٹ کے لیے جو جگہ منتخب کی گئ تھی وہ ہرن مینار تھی اور صبح کے نو بجے اس کی ٹیم شوٹنگ ٹیم کے ساتھ تھی،ماڈلز بھی تیار تھیں۔مینار کے ساتھ گھاس پر پہلا شوٹ تھا اور اس کے لیے تیاری تقریباً مکمل تھی مگر ان کا فوٹو گرافر غائب تھا،ایک چھتری تلے وہ بیٹھی سارے انتظامات دیکھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنی سیکرٹری سے مخاطب بھی تھی

"کہاں رہ گیا تمھارا فوٹو گرافر؟"

"آرہا ہے بس!" اور اس نے فون کان سے لگایا

اس نے گاڑی پارکنگ ایریا میں کھڑی کی اور اب وہ گلے میں کیمرہ لٹکائے ان کی جانب بڑھ رہا تھا، اس نے سفید شرٹ، ہلکی نیلی جیکٹ اور نیچے گہری نیلی جینز پہن رکھی تھی، سفید بوٹ اور سیٹی بجاتا اس طرف بڑھ رہا تھا۔ آئمہ نے اسے دور سے دیکھ لیا اور پھر رابیل سے مخاطب ہوئی

"میم! وہ آگیا ہے" اور اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، پھر کھڑی ہو گئی

وہ ان کے سامنے کھڑا تھا، آتے ہی سلام لی اور ارد گرد دیکھتے ماحول کا جائزہ لیا، پھر منہ بسورا "یہ جگہ نہیں ٹھیک، چینج کرتے ہیں۔۔ سورج کی روشنی تھوڑی دیر تک مزید گہری ہو جائے گی، پھر شوٹ صحیح نہیں ہو گا"

وہ آگے بڑھا اور ٹیم کو سمجھانے لگا۔ پھر واپس رابیل کے ساتھ کرسی پر آ بیٹھا۔ وہ کسی سے کال پر بات کر رہی تھی۔ ساتھ بیٹھا شخص مسلسل اپنی کنپٹی کو مسل رہا تھا۔ رابیل نے کال کاٹ کر اسے دیکھا مگر پھر نظر انداز کر دیا۔ وہ پھر بھی کنپٹی کو آنکھیں بند کیے مسلتا رہا

"ہریرہ، آپ ٹھیک ہیں؟" اس کی بھنویں بھینچی ہوئی تھیں

اس نے رخ بائیں طرف موڑ رکھا تھا، پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور پاؤں گھاس پر مسلتے بولا

"رابیل جی، آپ نے نو بجے ہی بلا لیا۔۔ میں کہاں گیارہ بجے اٹھتا ہوں، اوپر سے جلدی جلدی آیا ہوں ناشتہ بھی نہیں کیا۔۔ سر میں درد ہے" وہ بلا کا معصوم لگ رہا تھا۔ نظریں جھکائے گھاس کو دیکھتے پاؤں مسلتے وہ مسلسل بول رہا تھا

"اوہ۔۔آئی ایم سوری" پھر اٹھی اور آئمہ کو آواز دی

"انھیں ناشتہ کرواؤ پہلے پھر شوٹ کریں گے۔تب تک یہ سیٹ ریڈی کر لیتے ہیں" اس نے حکم صادر کیا

سیکرٹری نے کرسی پر بیٹھے شخص کو دیکھا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔سیکرٹری نے سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلایا "اوکے باس"

اور وہ اس کی طرف بڑھی۔۔آدھے گھنٹے کے بعد اس کا ناشتہ ہوا اور پھر شوٹ، کرسی پر بیٹھی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بغور فوٹو گرافر کو دیکھتے ہوئے رابیل اپنی سیکرٹری سے مخاطب ہوئی

"یہ کوئی اتنا خاص تو نہیں لگ رہا" وہ ذرا سی مایوس لگ رہی تھی

وہ خاموش رہی "باس! ضروری نہیں انسان کا ٹیلنٹ اس کے ماتھے پر لکھا ہو"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر غور سے دیکھنے لگی

تقریباً دو گھنٹے کے شوٹ کے بعد اس نے تصاویر اور وڈیوز رابیل کو دکھائیں

"یہ ابھی ایڈٹ نہیں ہوئیں، ایڈٹ کے بعد یہ مکمل بدل جائیں گی"

کیمرے کو ہاتھ میں لیے سکرین آگے آگے سوائپ کرتے رابیل حیران سی تھی۔۔اس کی کھینچی گئیں تصاویر اس کے ہنر کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ٹیلنٹ واقعی ماتھے پر نہیں لکھا ہوتا۔

"یہ تو بہت اعلیٰ ہیں" وہ مسکرائی تھی۔اس کی آنکھوں میں ستائش کی چمک اور چہرے پر اس کی تعریف واضح دکھ رہی تھی۔

سامنے کھڑے لڑکے نے نظریں ابھی بھی گھاس پر ہی جھکائی تھیں اور وہ عادت سے مجبور گھاس جوتے تلے مسل رہا تھا۔پھر ذرا سا مسکرایا اس کے دائیں بائیں گالوں میں ڈمپل پڑے تھے۔پھر گال بھی ذرا سے گلابی پڑے تھے،وہ اس طرح سر جھکا کر مسکراتا تھا تو بلا کا معصوم لگتا تھا

"یو آر گریٹ" اس نے مسکراتے کیمرہ اسے واپس کر دیا۔

لڑکے نے سر ہلا کر کیمرہ لیا اور ذرا سا دائیں بڑے سے مینار کو دیکھتے بولا "کل تک یہ آپ کو ایڈٹ ہوئی ملیں گی،یاد کریں گی کوئی ابو ہریرہ آیا تھا"

وہ ذرا سا ہنس دی۔۔دوپہر سر پر تھی اور سارا سامان سمیٹا جا رہا تھا

ناشتہ غیر متوقع تھا مگر لنچ پر وہ انوائیٹڈ تھا۔۔رابیل کے سامنے بیٹھے سینڈوچ کھاتے ابو ہریرہ بولا تھا

"آپ کو کبھی کوئی شوٹ کروانا ہو،مجھے کال کیجیے گا،پھر سے آجاؤں گا" اس کا دھیان پلیٹ پر تھا

"شیور" اس نے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا

"آپ کل ٹھیک نہیں تھے،ہم تو کل کی پلاننگ کر کے بیٹھے تھے" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی، ساتھ ہی آئمہ بھی آ بیٹھی

"بس جی! رات کو میں جس ہوٹل میں ٹھہرا تھا وہاں آگ لگ گئی (آگ لگا دی گئی تھی) پھر پتہ چلا کہ ایک کمرے میں کوئی ڈائریکٹر رکا ہوا تھا اس کے پیسے بھی چوری ہو گئے اور پیسہ لوٹنے والا بھاگ گیا (میں اپنا پیسہ لے کر بھاگا تھا) میں تو وہاں سے جان بچا کر بھاگا (بالکنی سے چھلانگ لگا کر فرار ہوا) حالات بہت خراب ہیں (حلات خراب کر دیے گئے ہیں)" اور اس نے ایک سانس خارج کی، نظریں ہنوز جھکی تھیں، وہ دکھی لگ رہا تھا

"اوہ۔۔لاہور میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں، آپ خیال رکھا کریں" وہ فکر مند ہوئی تھی

"جی! لوگ بہت دھوکے باز ہوتے ہیں مگر مجبور ہوتے ہیں، بس کچھ گناہ ہو جاتے ہیں"

"ہوں" اسے اس سے ہمدردی تھی

"خیر! ایک رات تھی گزر گئی، آپ اداس نہ ہوں۔۔انسان تو معصوم ہوتے ہیں اور مجبور بھی" اس نے ہاتھ بڑھا کر سلاد کی پلیٹ سے کھیرا اٹھایا اور منہ میں رکھا۔

رابیل اس کی بات پر مسکرا دی، اس نے سارے وقت میں ایک بار بھی رابیل کو آنکھ اٹھا کر نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا اور یہ بات اسے اچھی لگی تھی، وہ واقعی معصومیت کی حد تک شریف تھا

یہ اتوار کا دن تھا اور رامین آج بہت خوش تھی، کیوں تھی یہ وجہ ابھی تک کوئی نہیں جان پایا تھا۔آج کل عجیب سی ہو گئی تھی۔سارا سارا دن اوپر والے کمرے میں رہتی، کھانا تک بھول جاتی تھی اور کبھی تو سارا دن ہی منہ چلتا رہتا تھا۔اشعر کے ساتھ جھگڑا بھی کم تھا۔۔شام کو باہر جاتی اور جنرل سٹور سے

ڈھیر ساری چیزیں کھانے کو لاتی، پھر کوئی مووی دیکھ لیتی یا پھر نانی کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتی رہتی۔۔رات کو سوتی جلدی تھی مگر جلدی اٹھنا اس کی فطرت کے خلاف تھا۔۔اس کا شیڈول بڑی تیزی سے بدلا تھا، رابیل بس اسے دیکھتی رہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ خاموشیاں طوفان لاتی ہیں۔۔خیر! دوپہر کے تین بجے کا وقت تھا جب اشعر صوفے پر ٹانگ ہر ٹانگ جمائے کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔وہ ساتھ بیٹھی نوڈلز کھا رہی تھی۔اس نے ایک نظر اسے دیکھا پھر ایک سانس خارج کی

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے پلاؤ ٹھونسا ہے اس کی کسر رہتی تھی"

مینا نے برا سا منہ بنایا "تم مجھے نظر لگا دو، اگر اللہ نے مجھے اچھا معدہ دے ہی دیا ہے تو کیا کروں، نکلوا دوں" اس نے کانٹے پر لمبے لمبے نوڈلز گول کر کے لگائے اور کانٹا منہ میں ڈالا۔

"ایک عدد معدہ ہمارا بھی تمھارے جیسا ہوتا، لکڑ ہضم، پتھر ہضم" اس نے سر جھٹکا

فرحت اندر آ رہی تھیں، ان کے بازو پر سوکھے کپڑے لٹکے تھے "امی، یہ میرے کھانے کو نظر لگا رہا ہے۔۔پھر میں کچھ کھاؤں گی نہیں تو آپ غصہ کریں گی" وہ معصومیت کی ساری حدیں پار کر چکی تھی۔

انھوں نے سر نفی میں ہلایا "اگر تم دونوں لڑے نا تو جوتا میرا ہو گا اور سر تم دونوں کا" اور وہ اندر چلی گئیں۔۔

کچھ لمحے خاموشی کے "اشو"

"ہوں" وہ پنسل سے کتاب پر کچھ لکھ رہا تھا

"میں شام کو مامون بھائی کے گھر جا رہی ہوں، چلو گے؟" وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگیں قینچی کی صورت کیے بیٹھی تھی

"پیپر ہے یار" وہ جیسے تھکا پڑا تھا

"سوچ لو، مامون بھائی ہیں" اس نے شانے اچکائے

اس نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا "تم مجھے الو نہیں بنا سکتی، تم خود جانا چاہ رہی ہو اور چاہتی ہو کہ میں تمھارے ساتھ چلوں تاکہ تمھیں مفت کا کوئی ڈرائیور مل سکے"

وہ مسکرائی، پھر سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔ذرا سا ساتھ ہوئی اور اس کے کندھے پر کہنی رکھی

"اشو پلیز۔۔میں اپنی دو چاکلیٹس تمھیں دے دوں گی"

اس نے کندھا جھٹکا رمینا کی کہنی پہلو میں گری "اشو۔۔اللہ کرے تم ٹاپ کرو، اللہ کرے تمھاری ڈسٹنکشن آئے" اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے

"اچھا ٹھیک ہے۔۔بڑی والی ڈیری ملک ببلی میری؟" اس نے اسے انگشت شہادت دکھائی

"ہاں ٹھیک ہے" وہ مسکرائی

اس نے فوراً اپنی کاپی کا صفحہ پھاڑا اور اوپر ایک نوٹ لکھا جس میں درج تھا کہ اگر وہ اسے چھوڑ کر آئے گا تو وہ اسے چاکلیٹ دے گی۔۔ایک طرف اس نے اپنے سائن کیے اور دوسری طرف اس کے۔۔پھر

اس کی تصویر لی اور واٹس ایپ کھولا۔۔اپنا گروپ کھولا جو کہ آج سے کئی سال پہلے مینا نے بنایا تھا۔۔

اوپر سیاہ رنگ کی پٹی پر گروپ کا نام لکھا تھا

"Microorganisms"

جس میں صرف تین لوگ ہی شامل تھے،اشعر مینا اور رابیل۔

اس نے وہ تصویر گروپ میں بھیج دی، پھر مسکرایا اور فون جیب میں رکھا

"ٹھیک ہے،ڈیل ڈن" اور دونوں نے ہاتھ ملائے۔۔وہ اپنا خالی پیالہ لے کر اٹھی اور کچن میں رکھ کر کچھ گنگناتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔۔وہ آج کل کافی خوش رہتی تھی

شام کے پانچ بجے کے قریب وہ سرمئی سفید بنگلے میں داخل ہوئی۔فرحت سے یہ کہہ کر آئی تھی کہ تیمور کے گھر جا رہی ہے،اب تیمور کا یہ والا گھر تھا یہ تو فرحت کے فرشتوں نے بھی سوچا نہیں ہو گا۔۔اشعر اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔مینا اندر داخل ہوئی تو خاموشی سی تھی، وہ اپنے ساتھ کچھ اور بھی لائی تھی۔گیراج میں دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔۔باغ میں ملیحہ بیٹھیں شاید کوئی کتاب پڑھ رہی تھیں۔ان کے ساتھ سیاہ آنکھوں والی لڑکی بھی تھی جس کے پاس کتاب پڑی تھی اور اس نے کانوں میں ایئر پوڈز لگائے تھے شاید وہ آڈیو بک سن رہی تھی۔وہ گھاس پر چلتی ہوئی ان کے قریب آئی اور ساتھ بیٹھ گئی

"السلام علیکم!"

انھوں نے نظریں اٹھائیں، وہ اپنے ساتھ جو لائی تھی اسے دیکھا اور پھر اس کا چہرہ دیکھا "تم کب آئی؟" خاتون مسکرائی تھیں، ساتھ ہی سیاہ آنکھوں والی لڑکی بھی مسکرائی

"میں بس ابھی" انھوں نے کتاب میں انگلی رکھ لی اور اس کی طرف متوجہ ہوئیں، لڑکی نے بھی کان میں لگے ایئر پوڈز پر انگلی لگا کر انھیں بند کر دیا

"کیسی ہو رامین؟" لڑکی نے سوال کیا تھا

"میں ٹھیک۔۔آپ کیسی ہیں؟"

سیاہ بالوں والی پھر سے مسکرائی "اچھی ہوں"

"آرا کہاں ہے؟" سوال مینا نے کیا تھا

"اندر۔۔پتہ نہیں مامون کے ساتھ کچھ بنا رہی ہے" ملیحہ مسکرائیں اور اندر کی طرف اشارہ کیا

"اوکے" پھر کھڑی ہوئی "آپ کمپنی کریں، میں ذرا اندر والوں کی خبر لے لوں"

"شیور" اور انھوں نے مسکرا کر کتاب کھول لی۔

اس نے لاؤنج کے باہر جوتا اتارا اور ریک میں رکھا، پھر اندر چل دی۔۔سامنے مامون کھڑا تھا اسے دیکھ کر اس نے گردن موڑی اور مسکرایا، وہ بھی مسکرا دی

پھر سینے پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا سر کو خم دیا، جواب میں وہ بھی ذرا سا آگے کو جھکا۔۔پھر اشارے سے انگلی گھمائی اور دو انگلیوں سے کپ بنا کر منہ تک لے گیا اور ابرو اٹھایا۔۔وہ مسکرائی اور دوبارہ سر کو خم

دیا، پھر کنپٹی کے قریب انگشت شہادت لے کر گئی اور گول گول گھما کر دو انگلیوں سے بندوق کی دو نالیاں بنائیں اور کنپٹی پر رکھ کر بے ہوش ہونے کی ایکٹنگ کی۔۔وہ مسکرا دیا۔۔مامون نے دو انگلیوں سے پیچھے گھومنے کا اشارہ کیا مگر جو پیچھے کھڑا تھا اس نے اسے سر سے پکڑا اور اپنی طرف موڑا، وہ ایڑیوں کے بل گھومی اور پیچھے کھڑے سرمئی آنکھوں والے شخص کو دیکھ کر ہنس دی

"تم کیا کر رہی ہو یہاں؟" وہ کمر پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا

"وہ۔۔میں" اس نے ہاتھ میں ڈرون پکڑ رکھا تھا" یہ دکھانے آئی ہوں"

اس نے اسے گھورا" جب میں نے تمھیں کہا تھا کہ لنچ پر چلتے ہیں تو تم بڑی مصروف تھی"

"ہاں تو تھی" وہ آگے بڑھی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

مامون کچن میں واپس چلا گیا، اس نے ایپرن پہن رکھا تھا اور کچھ بنا رہا تھا

"کہاں مصروف تھی تم؟" وہ اس کے پیچھے لپکا اور اس کے سر پر کھڑا تھا

وہ تھوڑی تلے مٹھی رکھے ایل سی ڈی کے چینل بدل رہی تھی۔۔وہ سامنے آ کھڑا ہوا، سکرین کا راستہ رک گیا

"ہٹو پیچھے۔۔مجھے میرا کرش دیکھنے دو" اس نے ہاتھ کے اشارے سے پیچھے ہٹنے کو کہا

"اوہ" گردن موڑ کر سکرین دیکھی" یہ"

پھر مینا کو دیکھا" کس کی بات کر رہی ہو؟"

"کرولوس عثمان" وہ مسکرائی تھی

"یہ ساٹھ سالہ مرد تمھارا کرش ہے" وہ جیسے مذاق اڑا رہا تھا

"ہاں تو۔۔ محبت کی کوئی عمر نہیں ہوتی" اس نے جلدی جلدی میں بول دیا مگر اب تیمور دانت پیستے بھنویں بھینچے اسے دیکھ رہا تھا

وہ ذرا سا پیچھے کو ہٹی

وہ زور سے بولا "بیلٹ کہاں ہے میری؟"

اس نے تھوک نگلا مگر مامون آ گیا، اس نے اسے پیچھے کو دھکیلا "اچھا چلو زیادہ شوخے نہ بنو"

وہ ابھی بھی اسے دیکھ رہا تھا، اس نے اسے منہ چڑھایا اور پھر مسکرائی

وہ آگے بڑھا اور ایل سی ڈی کا سوئچ نکال دیا

(آہ! ٹھنڈ پڑ گئی)

"مامون بھائی، کہیں کوئی جل رہا ہے" وہ دیکھ مامون کو رہی تھی مگر کہہ تیمور سے رہی تھی۔

وہ بھی مسکرا دیا "لگتا تو ایسے ہی ہے، آرا بیٹے ذرا تیمور کے لیے پانی لاؤ" اس نے تیمور کو دیکھتے کچن میں آواز لگائی تھی

چھوٹی آرا باہر آئی اور اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا، اس نے ایپرن پہن رکھا تھا اور سر پر جالی دار ٹوپی تھی۔ وہ چھوٹی سی کک لگ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے "مینا مسکرادی "اتنی پیاری کک ہو تو بندہ کھانا چھوڑ کر کک ہی دیکھتا رہے"

وہ ذرا سا شرمائی، گال گلابی ہوئے اور تیمور کی طرف پانی بڑھایا، اس نے گلاس پکڑ کر میز پر رکھ دیا اور منہ پھلائے سینے پر بازو لپیٹے بیٹھ گیا

"ادھر تو آؤ "اس نے آرا کا بازو کھینچ کر ساتھ بٹھایا

مامون آرا کو دیکھ کر مسکرایا اور پھر کچن واپس چلا گیا

"کیا بنا رہی ہو؟ "اس نے بڑے پیار سے اس کا گال کھینچا

"سیلڈ"

"اچھا۔۔میں تو سیلڈ کھا کر جاؤں گی"

لڑکی پھر سے مسکرائی تھی "میں آپ کے لیے لے کر آتی ہوں"

وہ مسکراتی ہوئی کچن میں چلی گئی، اب خاموشی تھی

اس نے موبائل نکالا اور واٹس ایپ کھول کر میسج ٹائپ کیا

"ٹماٹر لگ رہے ہو"

لڑکے کی جیب میں فون تھرتھرایا، اس نے جیب سے فون نکالا اور سکرین آن کی

"بات مت کرو مجھ سے"

اس نے فون جیب میں رکھ دیا اور باہر چلا گیا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون کافی کے دو کپ لایا تھا اور اس کے سامنے رکھے

"کہاں گیا؟" اس نے ابرو اٹھا کر لڑکی سے پوچھا

"باہر"

اس نے سر ہلایا اور ساتھ بیٹھ گیا۔ چھوٹی ٹرے میں شیشے کی پیالی تھی، جس میں سیلڈ تھا اور آرا مسکرا کر اسے رامین کے سامنے رکھ رہی تھی

"مامون بھائی"

"ہوں" وہ فون پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا

"دیکھیں وہ باہر چلا گیا ہے، غصہ ہے کیا؟" وہ کچھ فکر مند تھی

"آجاتا ہے ابھی، موڈ سوئینگز چل رہے ہیں" اس نے کپ منہ سے لگایا۔

وہ بھی سر ہلا کر کافی پینے لگی تھی۔ آرا مامون سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ سر ہلاتے مسکرا کر اسے کچھ کہہ رہا تھا

وہ اپنی بالکنی میں کھڑا تھا جب کسی نے اس کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے دائیں جانب گردن موڑی مگر وہ بائیں جانب کھڑی تھی

"کیا ہوا ہے تمھیں؟" ریلنگ سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے وہ اسے دیکھ رہی تھی

"کچھ نہیں" شانے اچکائے

"پھر بھی"

ایک خاموشی "تمھارا ایڈمیشن میں نے بھیج دیا ہے، سکالرشپ بھی مل جائے گی" وہ اب نارمل تھا

"تم اس لیے اداس ہو کہ میں چلی جاؤں گی؟"

ایک خاموشی، اس نے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا۔۔ پھر مسکرایا

"میں بھلا کب سے ایسی فضول باتیں سوچنے لگا" شانے اچکائے

"ہوں" وہ اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی، آسمان کو گھور رہی تھی "مجھے یاد ہے، تم نے کہا تھا کہ میں تمھیں اچھی نہیں لگتی"

اس نے گردن موڑ کر ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھا، ایک تھوک نگلا۔۔ پھر سر جھٹک کر آسمان پر دیکھا

"اپنا ڈرون تو اڑا کر دکھاؤ"

وہ مسکرائی "تمھیں بلانے آئی ہوں، لڑکیوں کی طرح منہ بنائے کھڑے ہو"

وہ مسکرایا تھا "ڈرون پر بٹھا کر تمھیں بھی ساتھ ہی نہ اڑا دوں"

اس نے ایک سانس خارج کی "قسمت تو ویسے ہی اڑا اڑا کر پٹخ رہی ہے۔ تم بخش دو" اور آگے بڑھی۔

وہ اس کے پیچھے تھا۔

نیچے باغ میں کافی روشنی تھی، گیراج اور لان کی ساری بتیاں جلی تھیں۔۔ مامون، آرا اور تیمور گھاس پر کھڑے مینا کو دیکھ رہے تھے جو کہ جھک کر اپنے ڈرون کو گھاس پر رکھ کر باقاعدہ سیٹ کر رہی تھی

Clubb of Quality Content

"یہ اگر اڑ گیا نا تو واپس نہیں آنا اور مجھ پر بھی آج کل فاقے چل رہے ہیں" اس کے ساتھ کھڑے تیمور نے جھک کر اس کے کان میں کہا تھا

"ساری عمر تم پر غربت ہی رہنی ہے۔ میں الحمد للہ خود امیر ہوں" اس نے نیچے دیکھتے ہی کہا تھا، تیمور نے ڈرون کو نیچے سے پکڑ لیا

پھر کھڑی ہوئی اور ریموٹ دونوں ہاتھوں میں تھامے اس کی سکرین پر نظر جمائے مختلف بٹن دبا رہی تھی

ایک دو اور تین

ڈرون اڑنا شروع ہوا تھا، عینک والی لڑکی کا دل دھڑکا تھا۔ وہ ان کی نظروں کے سامنے اوپر اٹھتا جا رہا تھا۔۔ اور وہ بہت بلند ہو گیا، سفید سرمئی بنگلے سے بھی اوپر

"کتنے میٹر جائے گا؟" سوال مامون کا تھا

"پانچ سو میٹر"

دونوں نے بیک وقت مینا کو دیکھا، وہ حیران تھے۔ یہ ڈرون اس نے اور اشعر نے حاشر بھائی کی شادی پر لیا تھا مگر اڑنے کے دوران کسی دیوار کے ساتھ لگ کر بہت بری طرح ٹوٹا تھا، آج مینا نے اسے بھی ٹھیک کر لیا

اب وہ ریموٹ پر بنی سکرین پر دیکھ رہی تھی اور وہ ارد گرد کا ایریا کور کر رہا تھا۔۔اس نے انگوٹھے سے ایک دو بٹن دبائے اور ڈرون ان کے سروں کے اوپر تھا مگر بہت بلند۔۔وہ نیچے آرہا تھا۔۔پھر کچھ لمحوں کے بعد وہ نیچے آتا گیا یہاں تک کہ گھاس پر تھا

وڈیو بن گئی تھی اور اب انھیں دکھا رہی تھی۔اس نے اوپر بہت اوپر سے سارے ایریا کی وڈیو بنائی تھی۔وڈیو کی کوالٹی اتنی اچھی نہیں تھی، شاید ڈرون بہت پرانا تھا مگر وہ صحیح چلا تھا اور مینا خوش تھی

"گریٹ!" وڈیو دیکھتا مامون مسکرایا تھا

"تھینک یو۔۔میری محنت بالآخر کامیاب ہوئی" اس نے ایک سانس خارج کی

تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔پھر ابرو اٹھا کر اسے سراہا اور وہ مسکرا دی۔سر کو خم دیا اور مامون کی طرف متوجہ ہوئی

وہ اور مامون بنچ پر بیٹھے تھے۔لڑکی مامون کو ڈرون کی وہ ساری فنکشن سمجھا رہی تھی جو اس نے استعمال کی تھی اور وہ بڑی دلچسپی سے سن رہا تھا، کبھی سوال کرتا کبھی کوئی جواب دیتا۔۔ساتھ بیٹھی آرا بور ہو رہی تھی اور اس نے اپنا سر مامون کے بازو سے لگا لیا۔۔بس اب وہ سو جائے گی اور اس نے آنکھیں بند کر لیں

تیمور وہاں نہیں تھا، وہ بس مسکرا کر اندر چلا گیا۔۔مینا نے بھی اسے کچھ نہیں کہا تھا۔باغ میں بس مینا اور مامون کی آوازیں تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات ہو گئی تھی اور فرحت کی بار بار کالز آ رہی تھیں مگر ایک تسلی بھی تھی کہ وہ تیمور کے ساتھ تھی وہ مامون کے ساتھ اس کی لائیبریری میں تھی، اس کی کتابوں والی بڑی سی الماری کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ اس کی پشت پر کھڑا تھا

"مینا"

وہ مڑی "جی" نظر اس کے ہاتھ پر پڑی، ایک سیاہ چھوٹا سا ڈبہ

"یہ۔۔ میری طرف سے تحفہ ہے" اس نے وہ ہتھیلی جتنا سیاہ ڈبہ اس کی طرف بڑھایا "اس میں تمھارے لیے کچھ ہے۔۔ تمھاری بہت مدد کرے گی" پھر رکا "یہ ابھی نہیں کھولنا، جب میں آڈر دوں گا تب۔۔ ابھی اس لیے دے رہا ہوں کہ یہ تمھارے لیے ہے تمھارے پاس ہونی چاہیئے" لڑکی کو تجسس تھا کہ اس میں ایسا کیا ہے مگر وہ تیمور کی طرح مامون کی بات بخوشی مان لیتی تھی

وہ مسکرا دی۔ مامون اسے ایسے تحفے دیتا رہتا تھا۔ جیسا اس کے لیے تیمور تھا ویسی ہی مینا تھی

"مجھے نہیں پتہ تم اس وقت زندگی کے کس دور سے گزر رہی ہو، مامون کتابوں سے زیادہ انسان پڑھتا ہے۔۔ اس میں کچھ ایسا ہے کہ تمھیں اس کی ضرورت ہے، تم جینا چاہتی ہو اور تمھیں جینا چاہیئے"

وہ مسکرا رہی تھی۔ متوجہ سی مامون کی بات سنتی اور ہاتھ میں پکڑے ڈبے کو دیکھتی ہوئی

"میں کسی کو بھی نصیحت نہیں کرتا۔۔لیکن میں تمھیں ایک کہانی سنانا چاہوں گا" وہ بغور اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا

"میں جب چھوٹا ہوتا تو رائٹر بننا چاہتا تھا کیونکہ میں کتابی کیڑا تھا، پھر ایک دن ایسے ہی بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا کہ میں نے اچھی کتاب لکھی اور وہ ہٹ ہو گئی اس کے بعد کیا؟ میں ایک مشہور رائٹر بن گیا اس کے بعد کیا؟ پھر مجھے اس سے زیادہ اچھی کتاب لکھنی پڑے گی مجھے زیادہ محنت کرنی پڑے گی اور یہ ایک ریس ہو گی جس میں کبھی میں آگے اور کبھی پیچھے۔لوگ مجھے جانیں گے پہچانیں گے اس کے بعد؟ تمھیں پتہ ہے کامیابی ایک فروٹ ہے، پھل۔۔جسے ہم کھا لیتے ہیں اور کھانے کے بعد کیا؟ بات ختم! اصل مزہ اس فروٹ کو کھانے کا نہیں ہوتا بلکہ اس فروٹ کو حاصل کرنے کا اصل مزہ ہوتا ہے۔۔سارا پراسیس مزے دار ہوتا ہے کبھی اوپر کبھی نیچے، کامیابی تو ایک اچیومنٹ ہے اصل مزہ تو پراسیس کا ہے" وہ مسکرایا تھا

"Enjoy the process"

"ایک بار پہلے بھی میں آپ کے پاس آئی تھی، تب بھی میں اسی جگہ تھی اور آج بھی اسی جگہ ہوں" سانس لینے کا وقفہ "بس اتنا پوچھوں گی میں کیسے جی سکتی ہوں؟"

وہ مسکرایا "اپنے اس فیصلے پر کبھی نہیں پچھتانا جو تم نے خود لیا تھا، چاہے وہ غلط ہو یا صحیح۔۔خود کو چننے پر کبھی نہیں پچھتانا۔۔بعض اوقات پچھتاوا ایک قید ہوتی ہے اور قید انسان کو محدود کر دیتی ہے۔۔تم

جہاں بھی ہو جیسی ہو بھی اپنی بقا کے لیے اپنے فنا ہونے تک لڑنا۔۔یہ تمھارے کام آئے گا"اس نے ڈبے کی طرف اشارہ کیا

وہ مسکرایا،وہ بھی مسکرادی

"اور کچھ؟"مامون نے ہاتھ پیچھے باندھے اور آگے کو جھکا

اس نے نفی میں سر ہلایا

"جاب چلی گئی تمھاری۔۔اب کیا کرو گی آگے؟"بالآخر اس نے بھی یہ سوال کر ہی لیا

"میں آگے پڑھنا چاہتی ہوں۔۔شاید اس ملک سے باہر۔۔تیمور نے ایڈمیشن بھیج دیا ہے"پھر سانس خارج کی"لندن!"

"گڈ!"وہ کسی کو کسی بھی چیز سے روکا نہیں کرتا تھا

"میں وہی کہوں گا جو میں کہتا ہوں"وہ مسکرادی،وہ جانتی تھی وہ کیا کہے گا

“Do what you better do”

اس نے سر اثبات میں ہلایا

رات بڑھ رہی تھی،وہ باہر کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔گیٹ کے پاس مامون نے اسے چھوڑا اور وہ تیمور کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔اب اسے گھر جانا تھا

ان دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی،وہ گاڑی نارمل رفتار پر چلا رہا تھا،بالآخر وہ بول پڑا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یاد ہے پہلی بار تم میرے ساتھ سینٹورس مال گئی تھی اور تم گم گئی تھی، تمھیں لگا میں نے تمھیں چھوڑ دیا ہے"

"ہاں۔۔سب یاد ہے۔۔تب تم نے مجھے بہت ڈانٹا تھا" وہ سر سیٹ کی پشت سے لگا کر بیٹھ گئی۔

"ہاں۔۔یاد ہے تب تم نے مجھ سے کہا تھا کہ ایک ساڑھی لے دوں۔میں نے نہیں لے کر دی تھی اور تم بچوں کی طرح وہیں بیٹھ گئی تھی" وہ مسکرا رہا تھا

"ہاں اور تم نے پھر بھی نہیں لے کر دی تھی" وہ سنجیدہ ہو گئی

"اب لے دوں؟" سوال تھا کہ کیا، ایک ہی لمحے میں سارا ماضی گھوم گیا

ایک خاموشی تھی، اس نے گردن موڑ کر اس لڑکی کو دیکھا جو ساتھ بیٹھی تھی۔۔اس کی آنکھ سے آنسو بہا تھا اور اس نے نم سانس اندر کھینچی

"اب وہ دل نہیں رہا" اس کی آواز دھیمی ہو گئی

اس کے دل کو کچھ ہوا تھا، اس نے بمشکل تھوک نگلا اور خاموش ہو گیا، سامنے سڑک ویران لگنے لگی تھی۔ساری آوازیں بند ہو گئی تھیں۔۔خاموشی مینا کی آواز نے توڑی تھی

"تمھیں مڈل کلاس لڑکیاں اچھی نہیں لگتی تھیں اور میں تو بالکل بھی نہیں۔میں زبردستی تمھارے ساتھ باندھ دی گئی تھی، میں نے تمھیں آپشن دیا تھا چھوڑ کر جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔۔مردوں پر مجھے ویسے بھی بھروسہ نہیں ہے۔۔تمھیں میرے جیسی لڑکیاں اچھی نہیں لگتیں جن کی زندگی کا مقصد

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شاید کھانا پینا اور سونا ہو، کسی کو بھی اچھی نہیں لگتی ایسی لڑکیاں۔۔انڈیپینڈنٹ لڑکیوں نے ہم جیسوں کا بھی بیڑا غرق کر دیا ہے۔۔ ہمیں تو بس ایک گھر چاہیئے اور اس گھر میں خوشیاں" وہ رو رہی تھی، اس نے کار روک دی اور اسے سنتا گیا

"مجھے سب یاد ہے تیمور کیسے کیسے کہاں کہاں ذلیل ہوئی ہوں اور ابھی کتنا ذلیل ہونا باقی ہے۔۔ مامون بھائی کہتے ہیں وہی کرو جو تم اچھے سے کر سکتے ہو مگر میں بہت کچھ کر سکتی ہوں کچھ اچھے سے نہیں۔۔ میرا بچپن تتلیوں کے پیچھے گزرا ہے، کبھی ایک رنگ کی تتلی کبھی دوسرے رنگ کی اور اب جوانی پتہ نہیں کس ڈگر پر جا رہی ہے۔۔ مامون بھائی سے کہنا کوئی ایسی دوا بنا دیں کہ میں بہت دیر تک سو سکوں، اصحاب کہف کی طرح کبھی نہ اٹھوں" اور وہ چپ ہو گئی

"زہر کے علاوہ کچھ کھاؤ گی؟" وہ بولا تو صرف اتنا ہی۔

اس نے سانس خارج کی۔ کندھے ڈھیلے چھوڑے "انڈے والا برگر" اور وہ مسکرا دی

وہ بھی مسکرایا تھا مگر دل چہرے کا ساتھ نہیں دے رہا تھا

اس کے جانے کے بعد وہ کافی دیر سٹڈی میں بیٹھا پڑھتا رہا۔ کمرے کی زرد روشنی جلتی رہی، دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی تھی

"یس!" وہ کتاب پر ہنوز جھکا رہا

کمرے میں داخل ہونے والی کے قدموں کی چاپ نہیں تھی، وہ ننگے پاؤں اندر آئی تھی۔۔اس نے مڑ کر دیکھا اور پھر بس سانس لے کر رہ گیا۔اٹھا اور پیچھے کتابوں والی الماری کے پاس جا کھڑا ہوا۔۔وہ شاید کوئی کتاب ڈھونڈ رہا تھا

"تم میرے میسجز کا ریپلائی نہیں کر رہے، میری کال اٹینڈ نہیں کر رہے، آفس آؤں تو تم ملتے نہیں ہو" وہ اس کے دائیں جانب کھڑی تھی۔

"تم خود سمجھدار ہو" وہ سنجیدہ ہی رہا

"تم ایسا کیوں کر رہے ہو مامون؟" وہ جیسے رو دینے کو تھی

"میرے گھر میں ایک چھوٹی بچی ہے اور میں کم از کم اس وقت کوئی تماشا افورڈ نہیں کر سکتا" اس کے ہاتھ میں کتاب تھی اور وہ بلا کا سنجیدہ تھا

"سوری، مجھے نہیں پتہ کہ اس دن مجھے کیا ہو گیا تھا" اس کی آنکھیں گلابی پڑتی جا رہی تھیں

"تاثیر" وہ بڑے ضبط سے بول رہا تھا "تم ایک پڑھی لکھی میچور لڑکی ہو۔ٹین ایجرز کی طرح حرکتیں مت کرو۔۔یہ مجھے اور میری فیملی کو ڈسٹرب کرتی ہیں" اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا اور پھر صوفے پر جا بیٹھا۔

"مامون۔۔میں کوشش کرتی ہوں مگر میں بے بس ہوں، مجھ سے تمھارے معاملے میں کنٹرول نہیں ہوتا" وہ اس کے ساتھ جا بیٹھی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا تمھیں کبھی محبت نہیں ہوئی کسی سے؟کیا تم کبھی کسی کے معاملے میں بے بس نہیں ہوئے؟"

سوال تھا کہ کیا،ایک لمحے کے لیے اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے، بمشکل تھوک نگلا

"نہیں"اس نے نظریں چرائی تھیں"میں نے کبھی خود کو کسی کے معاملے میں بے بس نہیں پایا"

وہ خاموش رہی۔۔صوفے پر بیٹھے مامون کے ساتھ پڑے موبائل میں تھرتھراہٹ ہوئی تھی اور موبائل کی سکرین روشن ہوئی تھی۔۔اس نے نظریں ترچھی کر کے دیکھا،ایک ای میل ریسیو ہوئی تھی اور اس نے جلدی سے فون پکڑ کر ای میل دیکھی۔اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا،اس کے قریب ہر شے بے معنی تھی،خون نے جوش مارا تھا،ای میل بھیجنے والے کا نام واضح تھا

"زرار حیدر"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زندان

باب نمبر3

آگ کا دریا

خزاں کی شام، سوکھے پتے اور اداس فضا۔ سردیوں کا آغاز تھا۔ دن جلدی ڈھل جاتا اور ویرانی ہر سو سرایت کر جاتی تھی۔ ایک اداس سے باغ میں ایک کرسی پر ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ عمر تیئس چوبیس کے لگ بھگ تھی، اس نے اونی سویٹر پہن رکھا تھا، کمر تک آتے سیاہ لمبے بال کھلے تھے۔ وہ سامنے پڑی میز پر جھکی اپنی ڈائری پر کچھ لکھ رہی تھی۔ پاس ایک دیوار پر ایک چڑیا کچھ بول رہی تھی مگر لڑکی اس کی بولی سمجھنے سے قاصر تھی۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں ویرانی تھی مگر اس کی رنگت سفید گلابی تھی، سردی کے باعث ناک سرخ تھی۔ اس نے گردن اٹھائی اور سامنے دیوار پر بیٹھی چڑیا کو دیکھا۔۔ کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر اپنی ڈائری پر جھک گئی، اس کا سیاہ قلم آہستہ آہستہ صفحہ سیاہ کر رہا تھا

ایک لڑکی تھی جو ہنستی تھی

پریوں کی سی رہتی تھی

پھولوں کو وہ چنتی تھی

چاند دیکھا کرتی تھی

اس کے خواب انوکھے تھے

ہیروں کے سے، گہنوں کے سے

وہ دن بھر گاناگاتی تھی

رات کو پھر سو جاتی تھی

وہ بالکل بلبل جیسی تھی

اپنی قید کی عادی تھی

اندھیرا کیا ہے اجالا کیا ہے؟

اسکی قید آزادی تھی

وقت نے عجب کھیل ہے کھیلا

صیاد نے جو پنجرہ کھولا

وہ اڑنا چاہے اڑ نہ پائے

روتے گاتے شور مچائے

قید کے دن پھر یاد جو آئے

منہ لٹکائے، سر جھکائے

وہ جان گئی کہ قید ہے دنیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سیاہ فریب بے فیض ہے دنیا

نیچے اس نے اپنا نام لکھا اور ایک سانس خارج کی، چڑیا اڑ گئی تھی۔ باغ پھر سے خاموش ہو گیا تھا۔ اس نے ارد گرد گردن گھمائی، سوکھے پتوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ پودے بھی ویران تھے۔۔ اندر سے باہر آتی اس کی ماں اسے پکار رہی تھی، اس نے جلدی سے ڈائری بند کی اور اندر کی طرف بڑھی۔

آسمان گہرا نارنجی ہو رہا تھا۔

"زرار حیدر"

یہ نام اس کا خون گرما دیتا تھا، دماغ عجب درد کرتا تھا۔ اس نے ایک سانس خارج کی مگر سانس لینے سے ہمیشہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس نے فون کی سکرین آف کی اور فون ایک طرف رکھا۔ ڈاکٹر تاثیر سے مخاطب ہوا

"تم کچھ کہہ رہی تھی؟" اس نے ذرا سا کنپٹی کو مسلا

سامنے بیٹھی ڈاکٹر تاثیر نے سر نفی میں ہلایا "میں کیا کہہ سکتی ہوں؟"

مامون ذرا سا پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا، صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی "ہمارے دل ہمارے اختیار میں نہیں ہوتے تاثیر، میں اس بات کو نہیں مانتا۔۔ ہمیں اچھے سے پتہ ہوتا ہے کہ کب کب کہاں کہاں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہم پھسلتے ہیں، کیا چیز ہمارا کمزور پوائنٹ ہے۔۔تم دل کی ڈاکٹر ہو میں نہیں مگر میں اتنا کہوں گا کہ خود کو بے خود کرنے والے اپنی خودداری کھو دیتے ہیں"

وہ خاموش ہو گیا، ڈاکٹر تاثیر اسے دیکھ کر زخمی سا مسکرائی

"خودداری کا لیکچر میں تم سے تب لوں گی جب تمھاری پسندیدہ عورت تمھارے سامنے ہو گی" پھر ذرا سا جھکی اور اس کی آنکھوں میں جھانکا" دیکھوں گی اس دن مامون آفندی دل کو کیسے اختیار میں لیتا ہے" زخمی سی مسکراہٹ قائم تھی اور وہ وہاں سے چلی گئی۔مامون نے ایک سانس خارج کی اور سر جھٹکا۔پھر اٹھا اور موبائل جیب میں ڈالا۔فی الحال اس کے پاس اور بھی بڑے مسئلے تھے۔سٹڈی کی ساری بتیاں بجھائیں اور باہر کی طرف بڑھا۔اس کا رخ اوپر کی جانب تھا۔اس نے تیمور کے کمرے کے دروازے پر دستک دی

"کم ان" اندر سے آواز آئی اور ناب گھما کر اس نے دروازہ کھولا۔وہ بیڈ پر الٹا لیٹا ہوا تھا اور سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا۔ایک نظر مامون کو دیکھا پھر دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا۔مامون نے جیب سے فون نکالا اور اس کی طرف اچھالا۔۔اس نے فون کی سکرین دیکھی، پھر مامون کو دیکھا اور پھر فون پکڑ لیا۔وہ خاموش سا سینے پر بازو لپیٹے کھڑکی کے پاس کھڑا ہو گیا۔اس کا رخ کھڑکی کی طرف تھا۔تیمور سیدھا ہو کر بیٹھ چکا تھا۔اس کی نظر سکرین پر ہی تھی۔۔ایک خاموشی، اس نے مامون کو دیکھا اور تھوک نگلا۔

"یہ۔۔"

Clubb of Quality Content

"ہاں یہ تمھارے کرتوت ہیں" اس نے رخ موڑا، تیمور کو دیکھا پھر اس کی بات کو کاٹ دیا۔ وہ دانت پیستے غرایا تھا۔۔اسے غصہ کم آتا تھا مگر اس موضوع پر ہمیشہ آتا تھا

تیمور ایک سانس لے کر رہ گیا۔۔اور دوبارہ میل کو دیکھا

"یہ کوئی ہنٹ ہے" نظر ابھی بھی سکرین پر ہی تھی

مامون نے بے بسی سے رخ دوبارہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا

"میں تمھیں منع کرتا تھا کہ مت رہا کرو اس کے ساتھ۔۔ مگر تم میری سنتے ہی کب تھے" اب کی بار بولا تو آواز ذرا سی دھیمی تھی۔ایسی آواز جس میں بے بسی بھرا غصہ تھا

"کیا تم مجھے بلیم کرنا بند کرو گے؟" پیچھے بیٹھے تیمور نے سر جھٹکا، اس کا منہ بنا ہوا تھا

"تو اور کیا کروں؟" اس نے رخ موڑا اور تیمور کو دیکھا۔ وہ اس کے سر پر کھڑا تھا

وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور اب مامون کے عین سامنے تھا۔

"تم نے غصہ اتارنا ہو تو تم مجھے بلیم کرنے لگتے ہو، میں کس کو بلیم کروں؟" وہ چلایا تھا

"آواز نیچی رکھو" مامون نے اسے کندھے پر ہاتھ مار کر پیچھے کو جھٹکا دیا تھا" تمھیں بھی تب تک اثر نہیں ہوتا جب تک کہ کوئی بڑا نقصان نہ ہو"

وہ بس خاموش رہا، البتہ تنفس بڑھ گیا" مون" دانت پیستے وہ ضبط کر رہا تھا" تم ابھی جاؤ میرا دماغ خراب ہو رہا ہے" اس نے رخ پھیر لیا۔

مامون ایک سانس لے کر رہ گیا اور فون پکڑ کر چل دیا۔اس کے جانے کے بعد وہ کافی دیر کھڑکی کے سامنے کھڑا رہا، کچھ سوچتے ہوئے وہ باہر کی روشنیاں دیکھ رہا تھا

شہر لاہور، ڈھلتی دوپہر اور نارنجی تاثر۔ایسے میں ایک باغ میں چھوٹی دیوار پر دو نفوس بیٹھے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جس میں برگر تھا اور وہ برگر کھاتے بوتل پیتے ساتھ بیٹھے شخص سے باتیں کر رہی تھی۔اس شخص نے سیاہ پینٹ کوٹ اور سفید شرٹ پہن رکھی تھی۔وہ بس خاموشی سے کبھی لڑکی کو دیکھتا کبھی سامنے دیکھتا۔

"تم نے مجھے نہیں بتایا کہ تم خالہ کے ساتھ کس وجہ سے آرہے ہو؟"اس نے کوکا کولا کی بوتل منہ سے لگا کر چند گھونٹ بھرے

لڑکے نے شانے اچکائے "امی نے گھر میں ذکر کیا تھا مگر میں نے منع کر دیا تھا۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ یہاں آکر بھی ذکر چھیڑ دیں گی"اس نے سادگی سے کہا تھا

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا۔دانتوں سے برگر کاٹا اور منہ میں رکھ کر چبایا

"عالی۔۔میں تمھیں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ میں ابھی رخصتی نہیں چاہتی۔۔ابھی میں آگے اور پڑھنا چاہتی ہوں"اس نے توقف کیا"بابا کو اتنی مشکل سے منایا تھا، تم ایک اچھے وکیل ہو بحث کر کے بات ختم کیا کرو"

وہ پہلے تو اس لڑکی کو دیکھتا رہا، پھر سر جھکائے مسکرایا

" صحیح کہہ رہی ہوں۔۔تم مجھ سے بحث کر شروع کر دیتے ہو۔۔خالہ کو سمجھایا کرو نا"اس نے سر جھٹکا۔

عالیار نے سانس خارج کی "نینا۔۔میں تمھارے ساتھ بحث نہیں کرتا ہاں مگر تمھارے لیے بحث کر سکتا ہوں"اور مسکرایا۔

لڑکی کا برگر ختم ہو گیا مگر اس کے ہاتھوں پر کیچپ لگی تھی۔اس نے منہ بنا کر ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا۔اس نے جلدی سے جیب سے رومال نکالا اور اس کی طرف بڑھایا۔لڑکی نے ہاتھ صاف کیے اور پھر رومال ساتھ رکھ دیا۔دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی

"تم کیا چاہتی ہو نینا؟"اس نے بڑی سادگی سے سوال کیا تھا

لڑکی نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"میں بس ابھی شادی نہیں چاہتی۔۔میں تو نکاح بھی نہیں چاہتی تھی بس بابا کے کہنے پر کیا ہے"

اس کی اس بات پر ساتھ بیٹھے لڑکے کا دل دکھا تھا،اس کی آنکھوں میں ایک زخمی سا تاثر تھا مگر نینا نہیں دیکھ پائی۔

"تو کیا میں تمھیں اچھا نہیں لگتا؟"

نینا نے اسے دیکھا، آنکھوں کی پتلیوں نے حرکت کی "ایسی بات نہیں ہے۔۔ تم اچھے ہو بہت اچھے ہو" اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑے "بس میں ابھی اس کنڈیشن میں نہیں ہوں کہ گھر بسا سکوں یا پھر کوئی ذمہ داری اٹھا سکوں"

وہ خاموش رہا۔ ہوا سے اس کے سیاہ بال ہل رہے تھے، سیاہ ٹائی لہرا رہی تھی "میں سمجھ سکتا ہوں" وہ فقط یہی کہہ سکا تھا۔ وہ ٹھیک ہی تو کہتی تھی اس کے خالو نے جلدی میں اپنی مرضی سے اس کا نکاح سنینا سے کروایا تھا۔

لڑکی نے سانس خارج کی اور گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔ باغ میں کئی لوگ آجا رہے تھے

"عالی تم کسی مٹی کے بنے ہو؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا

اس نے جھٹ سے گردن موڑی اور اسے حیرت سے دیکھا۔ پھر پلکیں پھڑپھڑائیں "نینا۔۔" دل دھڑکا، اس نے تھوک نگلا "میں امی کو سمجھا دوں گا۔۔ آئندہ نہیں آئیں گی"

اس نے اس کی آنکھوں میں خود کو کھو دینے کے ڈر سے جوت بجھتی دیکھی تھی

سنینا نے سانس خارج کی "میں یہ نہیں کہہ رہی عالی" وہ جیسے عاجز آگئی تھی "میں تمھیں اتنی باتیں سناتی ہوں، تمھارے سامنے خالہ کو اور تمھیں برا بھلا کہتی ہوں، کبھی کبھی منہ پھٹ ہو جاتی ہوں اور کبھی سارا غصہ تم پر نکال دیتی ہوں۔۔ تمھیں برا بھی لگتا ہے مگر تم سنتے رہتے ہو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرایااور سانس خارج کی "بولنے کو زبان دی ہے تو دنیا کے لیے۔۔سارا دن بولتا رہتا ہوں۔۔ سننے کو کان دیے ہیں تو تمھارے لیے سارا دن تمھیں سن سکتا ہوں"

وہ ہنس دی اور ہنستی گئی۔پھر سانس خارج کی اور ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

"عالی۔۔میرے ٹیچر کہتے ہیں میرے ہاتھ میں جادو ہے۔۔میں تصور کو تصویر بنا دیتی ہوں"

وہ مسکرایا"دکھاؤ۔۔کہاں ہے جادو؟"وہ ذرا سا ساتھ ہوا

وہ ہنس دی اور اس کے بازو پر چپت رسید کی

"مذاق مت اڑاؤ"اس نے سر جھٹکا

"اچھا بابا۔۔اللہ تمھیں اور کامیاب کرے۔۔تم ایک بڑی پینٹر بن جاؤ،اللہ تمھارا نام قائم رکھے"

اس نے مسکرا کر لڑکی کو دعا دی تھی

وہ فقط مسکرائی اور دیوار سے لٹکائی ٹانگیں ہلانے لگی"زمین پر طرح طرح کے بکھرے لوگ اور ان بکھرے لوگوں کے بکھرے شوق۔۔ہر شوق کا اپنا ڈھنگ اور ہر ڈھنگ کا اپنا رنگ۔۔ہاؤ بیوٹی فل دس ورلڈ از۔۔یہ دنیا کتنی خوبصورت ہے نا"اس نے عالیار کو دیکھا

وہ مسکرایا"زندان چاہے کتنا ہی خوبصورت ہو ہوتا تو زندان ہی ہے نا۔۔قیدی کو قید تب ہی اچھی لگتی ہے جب اس نے آزادی نہ دیکھی ہو۔۔خالو کہتے ہیں کہ ہمیں دنیا اچھی لگتی ہے کیونکہ ہم نے جنت نہیں دیکھ رکھی۔۔پھر میں نے پوچھا خالو جنت تو کسی نے بھی نہیں دیکھ رکھی۔۔کہنے لگے امیجن،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جسٹ امیجن۔۔سوری رحمٰن میں اور قرآن میں جگہ جگہ اللہ نے clues دیے ہوئے ہیں۔۔

جسٹ امیجن"

سینا ہنس دی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر بولی "جسٹ امیجن، عالیار" اور وہ اسے دیکھ کر ہنس دیا۔

ان کے قہقہے وقت نے قید کیے تھے اور جن کو وقت قید کر لے وہ آزاد نہیں ہوتے

شام کے چار بجے کا وقت تھا۔اسلام آباد کی اس سڑک پر ٹریفک لال بتی کی وجہ سے رکی ہوئی تھی۔۔ گاڑیوں کی آگے پیچھے کھڑی قطار میں ایک گاڑی میں رابیل اور نگزیب بھی بیٹھی تھی۔ سگنل کھلنے کا انتظار کرتی ہوئی۔دفعتاً اس کی گاڑی کی کھڑکی کے شیشے پر کسی نے انگلی سے دستک دی تھی۔اس نے جھٹ سے گردن موڑی اور کھڑکی بجانے والے کو دیکھا۔۔وہ ایک چھوٹا لڑکا جو کہ ایک چھڑی پر گجرے لیے کھڑا تھا اور کچھ بول رہا تھا۔۔رابیل نے شیشہ نیچے کیا اور وہ لڑکا اسے دعائیں دیتے کہنے لگا کہ وہ گجرا اس سے لے لے۔۔اس کے چہرے کی رنگت بدلی تھی، پھولوں کی خوشبو نے دماغ اور دل دونوں پر اثر کیا تھا، اس نے بمشکل تھوک نگلا اور ساتھ پڑے پرس سے چند پیسے نکالے اور اس کی طرف بڑھائے، لڑکا دو گجرے اسے دے کر چلا گیا۔۔لڑکی نے ہاتھوں میں گجرے پکڑے۔وہ

انھیں دیکھتی رہی پھر گردن اٹھائی تو نظر سامنے مگر دائیں طرف بڑے سے بورڈ پر پڑی جہاں اس کی نئی کلیکشن کے آنے کی خبر تھی

"Peace collection by Rabeel Aurangzeb"

"Coming soon..."

اس نے چند لمحے اس بڑے سے بورڈ کو دیکھا اور پھر ہاتھ میں پکڑے گجروں کو، وقت نے بہت جلدی سفر کیا تھا۔ایک طرف ماضی تھا اور ایک طرف حال درمیان میں رابیل کھڑی تھی، رہا مستقبل تو اس کی خبر کسے ہوتی ہے۔ سگنل ہرا ہوا تو اس نے گجرے ساتھ والی سیٹ پر پھینکے اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

جس وقت وہ گھر پہنچی باہر حسیل کی گاڑی کھڑی تھی۔اسے یاد آیا کہ آج صبح ہی اس نے بتایا تھا کہ وہ ڈیٹ فکس کرنے آئیں گے "اف! اللہ کرے دیر نہ ہوئی ہو" گیٹ کھلا اور اس نے گاڑی گیراج میں کھڑی کی۔ساتھ والی سیٹ پر پڑے گجرے پرس میں ڈالے اور پھر اندر بڑھی۔۔اندر آتے ہی تہمینہ آنٹی کی آواز اس کی سماعت میں پڑی اور وہ مسکراتے ہوئے لاؤنج کی جانب بڑھی۔سب سے پہلے ان سے گلے ملی اور پھر صوفے پر بیٹھ گئی، بائیں طرف بیٹھا حسیل اسے دیکھ کر مسکرایا تھا، وہ بھی مسکرا دی

فرحت تہمینہ کے ساتھ بیٹھی تھیں اور گلشن آرا کے ساتھ رامین بیٹھی تھی جو کہ ان کی باتیں سنتی بور ہو رہی تھی

ان کے سامنے چائے نمکو کیک اور بہت سے لوازمات تھے، چائے پیتے وہ رابیل سے اس کا حال پوچھ رہی تھیں اور وہ مسکرا کر ان کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔۔ پھر اٹھ کر اندر آ گئی اور پرس بیڈ پر رکھ کر فریش ہونے چلی گئی۔ باہر آئی تو رامین صوفے پر بیٹھی تھی، ٹانگ پر ٹانگ جمائے شیشے کی پیالی میں نمکو کھاتے اسے دیکھ رہی تھی

"ایک مہینے بعد کہہ رہے ہیں وہ"

رابیل نے تولیے سے منہ صاف کیا، پھر اسے دیکھا

"جلدی ہے بہت، اشعر کی ہاؤس جاب ختم ہونے دیں پھر دیکھیں گے" اور وہ آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی

"امی کو بتا دو" اس نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا جو کہ اپنے بالوں کا جوڑا کیے آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی

اس نے ایک سانس خارج کی "امی کو بلا کر لاؤ" اور اس کے ہاتھ سے نمکو کی پیالی لے لی۔

وہ منہ بسور کر اٹھی اور قمیض ٹھیک کرتی باہر بڑھی۔۔ وہ کاؤچ پر بیٹھی نمکو کھاتی کچھ سوچ رہی تھی کہ چند لمحوں بعد فرحت اندر آئیں

"تم اندر آ کر بیٹھ گئی ہو، باہر تمھارے سسرال والے بیٹھے ہیں" نمکو سے نکلے مونگ پھلی کے دانے کو اس نے منہ میں رکھا اور چبایا

"بیٹھ کر تو آئی ہوں، اب اور کیا کروں" اس نے کندھے ڈھلکا دیے "میں بھی تھکی ہوئی ہوں امی، تھوڑی دیر تک جاتی ہوں دوبارہ" اور اس نے چٹکی میں نمکو بھری اور پھر منہ میں رکھ کر چبائی

"ایک مہینے کا کہہ رہے ہیں وہ" وہ اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھی تھیں

"دو مہینے کم از کم۔۔ہاؤس جاب ختم ہونے دیں اشو کی" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

رامین کاؤچ کے ہتھ پر بیٹھی تھی، دونوں کی باتیں سنتی ہوئی

"ہاں تو کرتا رہے جاب، دو تین دن کی بات ہے نکال لے گا وقت"

"نہیں۔۔اسے بھی تو انجوائے کرنے دیں، اس کی بہن کی شادی ہے" اس نے پیالی دوبارہ رامین کو دے دی

"پتہ نہیں کون سی پلاننگ چلتی ہے تم لوگوں کی" وہ کھڑی ہو گئیں "دو مہینے کا کہتی ہوں ساتھ میں حاشر بھی آنے والا ہے، اس سے بھی مشورہ کر لوں گی" وہ دوپٹہ صحیح کر رہی تھیں

"وہ کیوں آ رہے ہیں؟" سوال رامین نے کیا تھا

"اس کی بیوی میکے گئی ہے۔۔میں نے کہا گھر آ جائے" وہ باہر چلی گئیں

"ایک تو امی اور امی کے بیٹے حاشر" اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"تمھارے سسرال والے آئے ہیں، جاؤ بیٹھو ان کے پاس" اس نے رابیل کو کندھے سے ذرا جھٹکا دیا۔

وہ ذرا سا آگے کو ہوئی "تم جاؤ، میرے لیے کھانا لاؤ"

"ہاں کبھی امی کو لاؤ کبھی کھانا لاؤ۔۔یہی کام ہیں میرے" اور منہ بسور کر وہاں سے چلی گئی۔۔وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے سر کاؤچ کے ہتھ پر رکھ کر بیٹھ گئی۔

ساڑھے پانچ کے قریب وہ لوگ چلے گئے تو گھر میں خاموشی تھی۔ڈنر کے بعد وہ کافی دیر باہر باغ کرسی پر بیٹھی رہی۔دو مہینے بعد کی تاریخ پکی ہوئی تھی اور سب خوش تھے، خاص طور پر فرحت کی خوشی دیکھنے لائق تھی

اس کی گود میں گجرے تھے اور انگلی میں منگنی کی انگوٹھی، وہ منگنی کی انگوٹھی گھماتے گم سم سی کہیں کھوئی تھی۔ٹراؤزر شرٹ پہنے اس کے لمبے سیاہ کھلے بال ذرا سے آگے کو تھے اور باقی پیچھے۔ہلکی ہوا چلنے سے لہرا بھی رہے تھے۔اس نے سر جھکایا اور گود میں پڑے گجرے ہاتھوں میں لیے، پھر کئی لمحے انھیں یونہی دیکھتی رہی۔۔ایک خاموشی تھی، سکون تھا مگر دور کہیں سے ماضی آوازیں لگا رہا تھا دل دھڑکا رہا تھا۔۔وہ خوش ہے یا اداس؟ کیسے پتہ چلتا ہے کہ ہم خوش ہیں؟ دل عجیب سوالوں پر اترا تھا، اتنے سالوں بعد پھولوں کی خوشبو ان کا وجود اس پر اثر کرنے لگا تھا۔۔کیا انسان اتنا کمزور ہوتا ہے کہ پھولوں سے مات کھا جائے؟ کیا انسان اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ پتھروں سے لڑ جائے؟

"بیلی۔۔کافی لے لو"

کچن سے مینا کی آواز آئی تھی اور وہ فوراً سے اٹھی، گجرے میز پر رکھے اور خود اندر چل پڑی۔ پھول کسی قدردان کی راہ تکتے رہ گئے۔

دو دن بعد:

یہ اتوار کی شام تھی۔ چار بجے کا وقت اور نارنجی آسمان۔ پرندے گھروں کو لوٹ چکے تھے۔ ایسے میں اگر آٹھ مرلہ گھر کے باغ میں نظر دوڑاؤ تو دو لڑکیاں میز کے گرد بیٹھیں چائے پی رہی تھیں۔

درمیان میں باداموں والا کیک بھی پڑا تھا، ٹانگ پر ٹانگ جمائے رابیل سامنے بیٹھی افیفہ کو کچھ بتا رہی تھی

"یہ ہفتہ ویسے ہی بڑا بزی تھا، پھر میری ڈیٹ فکس ہو گئی اور تم نے بھی آنے کی زحمت نہیں کی" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"تم خود باس ہو، سب کچھ تمھارے انڈر ہے۔۔جب چاہو جاؤ جب چاہے نہ جاؤ تمھیں کس نے پوچھنا ہے" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا "میں اپنے باس کی سیکرٹری ہوں، ان کی غیر موجودگی میں وہاں کا کیمرہ" اس نے چمچ سے تھوڑا سا کیک کاٹا اور منہ میں رکھا۔

"ہوں۔۔سنڈے نہ ہوتا تو فیفی تم مجھے کب کا بھول چکی ہوتی" اس نے سر جھٹکا

"ہوں۔۔تم جو جیسے میرے نام کی مالا جپتی رہتی ہو نا"

رابیل بس مسکرا کر رہ گئی۔

"حسیل بھائی کیسے ہیں؟"اس نے کپ منہ کو لگایا

"عجیب ہیں"اس کی مسکراہٹ مدھم ہوئی تھی

"ہیں؟"اس نے ابرو اٹھائی

"ہاں نا۔۔لڑکیوں سے دوستی ہے، کولیگ سے بہت فرینک ہوتے ہیں، کچھ کہہ دو تو انڈیپنڈنٹ لڑکی ہونے پر کچھ سنا دیتے ہیں، بڑے عجیب ہیں"اس نے بھی تھوڑا سا کیک چمچ سے کاٹا اور منہ میں رکھا

"آج کل تو یہ فیشن ہے جیسے، بوائے فرینڈ گرل فرینڈ واٹ ایور"وہ تو بات بول گئی مگر رابیل کے پیٹ میں جیسے گھونسا پڑا تھا"گرل فرینڈ؟"اس نے بمشکل تھوک نگلا، افیفہ بولتی جا رہی تھی

"شروع شروع میں ان لڑکوں کی بہت سی لڑکیاں دوست ہوتی ہیں مگر پھر جب شادی ہوتی ہے تو سب سیٹ ہو جاتے ہیں"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا اور کپ میز پر رکھ دیا۔

ماحول عجیب سا ہونے لگا تھا، اسے کچھ گھٹن محسوس ہوئی۔وہ کیا کہے اس کے پاس الفاظ نہیں تھے۔وہ مسلسل اپنی ایک ٹانگ ہلا رہی تھی۔

"نہیں۔۔آ"الفاظ جمع کرتے دماغ ساتھ نہیں دے رہا تھا"وہ ہر کسی سے ایسے ہی ہیں۔۔گرل فرینڈ ٹائپ کے نہیں لگتے۔۔بس جلدی فرینک ہو جاتے ہیں"

وہ کسی کی حمایت میں بول رہی تھی اور غلط بول رہی تھی۔دل نے ملامت کی تھی،اس کا دل کچھ اور صدا لگا رہا تھا مگر دماغ اسے سلا رہا تھا۔وہ افیفہ سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔وہ ایسا کیوں کر رہی تھی؟

"تمھیں زیادہ پتہ ہے وہ کیسے ہیں۔۔تم نے ساتھ رہنا ہے تم زیادہ اچھے سے جانتی ہو"اس نے جیسے بات ختم کرنے کی کوشش کی تھی

"ہوں"پھر مسکرائی"پرسوں ہم ایک ڈنر پر انوائیٹڈ ہیں۔۔ان کے دوستوں نے رکھا ہے۔۔کہہ رہے تھے کچھ اپنی بیویوں کے ساتھ آرہے ہیں اور کچھ فیانسی کے ساتھ،مجھے بھی انوائیٹ کیا ہے"

اس نے شانے اچکائے

"یہ تو اچھا ہے۔۔تم کہیں آجا رہی ہو ورنہ تو گھر اور آفس کے علاوہ کوئی تمھیں کوئی تیسرا راستہ نہیں ملتا تھا"وہ تھوڑی تلے ہتھیلی جمائے بول رہی تھی

اس نے سر ہلا دیا"ہوں"

"بیلی"اس نے رابیل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"ہر شخص میں کوئی نہ کوئی خامی ہوتی ہے اور ہمسفر ایک دوسرے کی خامی کے ساتھ ہی ایک دوسرے کو قبول کرتے ہیں۔۔ہر فیصلہ سوچ سمجھ کر لینا"افیفہ آخر میں مسکرائی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی، وہ سمجھ نہیں پائی "ہوں" ایک سانس خارج کی "امی بہت خوش ہیں، میں نے اتنے سالوں بعد انھیں خوش دیکھا ہے وہ بھی میری وجہ سے۔۔ میں چاہتی ہوں سب اچھے سے ہو اور وہ یونہی خوش رہیں"

"خوش تو ہم بھی بہت ہیں" وہ دل کھول کر مسکرائی

کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد افیفہ چلی گئی مگر رابیل وہیں بیٹھی رہی۔ وہ چوکڑی مارے کرسی پر بیٹھی تھی۔ اپنے ہاتھوں کی پشت گھورتے ہوئے۔ وہ ناخن لمبے نہیں رکھتی تھی مگر اب وہ ذرا سے بڑھے تھے اور اسے الجھن ہو رہی تھی۔ اپنے ہاتھوں کی پشت دیکھتے وہ نیلی اور سبز نظر آتی ہلکی ابھری نسوں پر انگلی پھیر رہی تھی مگر وہ کہیں اور تھی، کسی ایسی جگہ جہاں وہ خود سے ہم کلام تھی

"میں نے حسیل کی حمایت کیوں کی؟ حالانکہ میں جانتی ہوں کہ میں غلط تھی۔۔ مجھے کونسا ڈر لاحق تھا، میرا دل کر رہا تھا کہ افیفہ اپنے منہ سے وہ سچائی نہ نکالے جس سے میں بھاگ رہی ہوں، او خدا! مگر وہ سب بول گئی۔۔ میں اتنے دن بھاگتی رہی ہوں، یہ کیسی قید ہے" اس نے سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا، بال کندھوں سے پھسل کر آگے آئے تھے "میرا دل حسیل کے ذکر پر اداس ہوتا ہے۔ مجھے اس کی خامیاں نظر آتی ہیں مگر خامیاں سب میں ہوتی ہیں۔۔ ہاں مجھے برا لگا تھا کہ جب وہ لڑکی کے ساتھ ہاتھ ملا رہے تھے، جب وہ اس کے کندھے سے کندھا ملا رہے تھے، وہ مجھے کیا سمجھتے ہیں میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں" اس نے دونوں گھٹنے سینے سے لگائے اور سامنے دیوار کو دیکھتی سوچنے لگی "امی

کتنا خوش ہیں، حاشر بھائی بھی میرے ساتھ اچھے ہیں۔۔یہ باتیں مجھے تب یاد آرہی ہیں جب میری ڈیٹ فکس ہو گئی ہے، جب امی میرا جہیز بنا رہی ہیں، جب نانی میرے کپڑے ٹانک رہی ہیں"اس نے ایک سانس خارج کی اور چوکڑی مارے بیٹھ گئی۔ سر جھکائے انگلی کے ناخن سے ٹانگ کے پاس کرسی کی سطح پر لکیریں کھینچنے لگی

"جو بھی ہو گا دیکھ لوں گی۔۔ تہمینہ آنٹی امی کی دوست ہیں حاشر بھائی نے بھی پتہ کروایا ہے، چاہے میرے لاکھ خلاف سہی مگر وہ بہن کے گھر کے معاملے میں کوتاہی نہیں کریں گے، تم اوور تھنکنگ کر رہی ہو رابیل"اس نے سر جھٹکا"چھوڑو سب، chill کرو"اور وہ کھڑی ہوئی، کپ پکڑے اور اندر چل دی۔ باغ پھر خاموش ہو گیا اور خاموشیاں طوفان لاتی ہیں۔

چھے سال قبل:

لاہور

کمرے کی کھڑکی کھلی تھی اور باہر سے روشنی چھن کر اندر آرہی تھی۔ صبح کے آٹھ بج چکے تھے اور لڑکی ابھی تک سو رہی تھی۔ لمبے سیاہ بالوں والی باہر ٹیرس پر کھڑی تھی۔ مسلسل سکرین پر انگلیاں چلاتی ہوئی یہ آج سے چھے سال پہلے والی دبلی پتلی رابیل تھی، جس کی آنکھوں پر چشمہ تھا۔اس نے ٹراؤزر شرٹ پہن رکھی تھی، پھر اندر آئی اور لحاف میں لپٹی لڑکی کو کندھے سے ہلایا

"فیفی۔۔اٹھ جاؤ یار، میری نو بجے کلاس ہے اور میں ناشتہ لینے جا رہی ہوں"

اس نے میز پر پڑی برتنوں کی ٹوکری سے پلیٹ نکالی اور نیچے چلی گئی۔

واپس آئی تو بھورے بالوں والی اٹھ چکی تھی۔

لڑکی نے دروازہ کھولا تو اس کے ہاتھ میں ناشتہ تھا، جو کہ اس نے بیڈ پر رکھا اور جلدی سے بیٹھ گئی

"منہ ہاتھ دھو لو" اس نے روٹی کا نوالہ توڑا، سالن سے لگایا اور منہ میں رکھا

"آج پھر آلو انڈے ہیں بیلی" وہ سر ہاتھوں میں دیے بیٹھ گئی

رابیل مسکرائی "پچھلے چار سالوں سے ہم یہیں رہ رہے ہیں اور یہی کھا رہے ہیں مگر تم نے روز کوئی ڈرامہ کرنا ہوتا ہے" اس نے پانی کا گلاس منہ کو لگایا

وہ منہ بسور کر اٹھی اور واش روم میں گھس گئی۔جب باہر آئی تو رابیل بالوں کو برش کر رہی تھی۔

تولیے سے منہ صاف کر کے ناشتہ کرنے بیٹھ گئی، پھر رابیل کو پتلیاں سکیڑے دیکھا

"تم آج گلاب کا پھول بن کر کہاں جا رہی ہو؟" اس نے نوالہ منہ میں رکھا

"کہاں جانا ہے میں نے" اس نے لمبے بالوں پر پونی باندھی اور پونی سے بال کسی آبشار کی طرح نیچے آ رہے تھے۔اس نے میرون گھٹنوں تک آتی قمیض اور نیچے گہری نیلی کھلی پینٹ پہن رکھی تھی

"ارسل آ رہا ہے؟" سوال افیفہ کی طرف سے تھا

"ہوں" وہ جھک کر اپنے سفید سنیکرز کے تسمے بند کر رہی تھی

"یہ اچھا ہے۔۔بندے کی پہلے سے بات پکی ہوئی ہو تو ٹینشن ہی ختم"اس نے ٹشو سے ہاتھ صاف کیے اور اٹھ گئی

رابیل ہنس دی، گالوں میں گڑھے پڑے "بات پکی ہونے سے کیا ہوتا ہے"وہ لپ سٹک لگا رہی تھی

"نکاح ہو تو۔۔آزادی"پھر ہلکا سا ٹنٹ گالوں پر لگایا اور اس کی طرف مڑی

"کیسی لگ رہی ہوں؟"اس نے مسکرا کر ہاتھ کمر پر رکھے

"یہ تو تمھیں وہ بتائے گا"وہ کرسی پر اپنے استری ہوئے کپڑے پکڑ رہی تھی

رابیل نے ایک بار آئینے میں خود کو دیکھا اور پھر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی تلے ہاتھ رکھے وہ افیفہ کا انتظار کر رہی تھی۔وہ تیار ہو گئی تو کمرے کو تالا لگایا اور دونوں ایک ساتھ نیچے اتریں

"تم آج کتنے بجے آؤ گی؟"سوال رابیل نے کیا تھا

"آج دیر ہو جائے گی، لیکچرز کا سمندر ہے۔۔تم نے آنا ہوا تو آ جانا"اور دونوں ایک ساتھ بس میں سوار ہوئیں۔

دوپہر دو بجے کے قریب وہ کیفے میں بیٹھی چائے پی رہی تھی جب اس کا فون تھرتھرایا۔اس نے جلدی سے سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا۔کسی مرد کی آواز ابھری تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوکے۔۔آگئی"کال کاٹی،فون بیگ میں رکھااوراس نے جلدی سے اپنا بھورا بیگ کندھے سے لگایا اور باہر کی جانب بڑھی۔گیٹ کی جانب بڑھتے اس کی نظراس شخص پرپڑی جو کہ سیاہ تھری پیس پہنے اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔اسے آتا دیکھ کر مسکرایا،وہ بھی مسکرادی

دونوں ایک ساتھ گاڑی کی طرف بڑھے تھے،ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی لڑکے نے اسے دیکھااور مسکرایا۔پھر کوٹ کی جیب سے سرخ گلاب نکالااوراسے دیا۔وہ مسکرادی اوراس سے گلاب لے لیا۔۔ناک کے قریب کیااور سونگھا

"یہ بہت خوبصورت ہے"اس کی مسکراہٹ گہری پڑی۔

لڑکا مسکرایااور گردن موڑ کراسے دیکھا"جس کے لیے بنا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں"

وہ ذراساشرمائی اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔گاڑی اب سڑک پر دوڑ رہی تھی

"میں نے سوچا عید پر یہاں سے چھٹیاں ہوں گی تو تم گھر چلی جاؤ گی۔آنٹی پتہ نہیں ہمیں ملنے کی اجازت دیں نہ دیں"

رابیل کے لبوں سے مسکراہٹ نہیں چھوٹ رہی تھی"تم امی سے کہتے ہو کہ بہن کے ساتھ آرہے ہو مگر بہن کو راستے میں ڈراپ کر کے پھر پورا اسلام آباد گھماتے ہو۔۔امی کو نہیں پتہ کہ تم اسلام آباد سے لاہور مجھ سے ملنے آئے ہو"

اس نے سر ہلایا "میں صرف تمھارے لیے لاہور آتا ہوں، ورنہ یہاں میرا کیا کام؟" اس نے ایک نظر رابیل کو دیکھا۔

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی "کیا کھاؤ گی؟"

"جو تم کھلا دو" اس نے شانے اچکائے

"میں تو غریب آدمی ہوں، گول گپے یا برگر سے آگے کچھ نہیں افورڈ کر سکتا" اس نے منہ بنایا تھا رابیل ہنس دی "کوئی بات نہیں۔۔ میں اس میں بھی خوش ہوں" وہ گلاب کے پھول کی پتی لمبی شاخ انگوٹھے اور انگلی کے درمیان لیے مسلسل گول گول گھما رہی تھی۔

وہ ہنس دیا اور سامنے دیکھتے بولا "امپوریم چلتے ہیں۔ شاپنگ کرتے ہیں اور پھر کچھ اچھا کھاتے ہیں" لڑکی نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

وہ شاپنگ کرتے باتیں کر رہے تھے "امی ڈیٹ فکس کرنا چاہ رہی ہیں۔ شاید عید کے بعد" بولنے والا ارسل تھا

"یہ تو آنٹی چاہ رہی ہیں اور تم؟" اس نے ابرو اٹھائی

"میرا کیا ہے۔۔ ابھی مولوی بلوالو" وہ ہنس دی

"تم جاب کرو گی؟" وہ فوڈ کورٹ کی طرف بڑھے تھے

"پتہ نہیں۔۔ کبھی سوچا نہیں"

Clubb of Quality Content

"تمھیں کرنی چاہیئے۔۔اتنی محنت کر کے ایم بی اے کیا ہے۔۔ تمھیں جاب کرنی چاہیئے کم از کم اپنے لیے"

رابیل نے سر ہلا دیا"ہاں ٹھیک ہے۔میں سوچوں گی"پھر اسے دیکھا"میں تمھارا زیادہ خرچہ کرواتی ہوں کیا؟"

وہ مسکرایا"اتنا کماتا کس لیے ہوں، میں تو اس لیے کہہ رہا تھا کہ لڑکی کو انڈیپنڈنٹ ہونا چاہیئے"

وہ سمجھ گئی، سر اثبات میں ہلا دیا۔ کھانا کھانے کے بعد انھوں نے شاپنگ کی اور پھر مغرب کے وقت وہ اسے ڈراپ کر کے واپس چلا گیا۔

اس کے دونوں ہاتھوں میں گجرے تھے، ٹیرس پر کھڑی وہ اپنی کلائیوں کو دیکھ رہی تھی۔افیفہ اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور اس کی کلائیوں میں پھول دیکھے۔پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور اس کی کلائیاں دیکھیں

"ماشاءاللہ۔۔آج تو مسکرایا جا رہا ہے، شرمایا جا رہا ہے"

"یہ ارسل بھائی روز آ جایا کریں نا، ہماری رابیل اور بھی پیاری لگتی ہے"

رابیل ہنس دی اور اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکال لیے

"واپس کب جا رہی ہو؟ مجھے تو کل سے چھٹیاں ہیں"افیفہ اس کے ساتھ کھڑی تھی

"ہاں۔۔میں بھی کل ہی جا رہی ہوں" وہ آسمان پر نکلے چاند کو دیکھ رہی تھی، نہ اس نے کپڑے بدلے تھے نہ گجرے اتارے تھے۔کیا تم نے کبھی محبت میں کسی عورت کو دیکھا ہے؟

"تمھیں پتہ ہے وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی امی آئیں گی عید کے بعد۔۔ڈیٹ فکس کرنے"

"واقعی؟" افیفہ مسکرائی اور اس کے کندھے سے اپنا کندھا ٹکرایا

"ہاں نا" پھر اسے دیکھا "میں نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا ابھی مولوی لے آؤں"

اور افیفہ ہنس دی "اللہ اللہ! دیکھو تو، آسمانوں میں ہے میری سہیلی" اس نے ایک بار پھر اس کے کندھے سے اپنا کندھا ٹکرایا اور وہ پھر سے ہنس دی۔

"تم تو آج نہیں سونے والی۔۔کیا کہتی ہو گول گپے اور آئس کریم ہو جائے" افیفہ تو اپنی سہیلی کی خوشی میں پاگل ہو چکی تھی اور اس پاگل پن کا اظہار وہ گول گپے کھا کر کرنا چاہتی تھی اور رہی رابیل ۔۔وہ افیفہ کی بات نہیں ٹالتی۔

اس نے سر ہاں میں ہلایا اور اب لڑکیاں باہر جانے کی تیاری کر رہی تھیں۔۔کمرے میں گلابوں کی خوشبو تھی، ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی اور چاند آسمان سے انھیں دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

آج عید کا تیسرا دن تھا اور خاموش خاموش سا تھا۔لاؤنج میں ایل سی ڈی پر کوئی فلم لگی تھی اور سب اسے دیکھنے میں لگے تھے۔رابیل صوفے پر ٹانگیں لمبی کیے پیچھے صوفے کے بازو سے ٹیک لگائے لیٹی

تھی، فون اس کے پیٹ پر پڑا تھا اور وہ بے چین لگ رہی تھی۔اس نے فون کی سکرین آن کی اور واٹس ایپ کھولا، بھیجا ہوا میسج ابھی نہیں پڑھا گیا تھا۔اس نے منہ بنایا اور واپس مڑ گئی۔ سکرین بند کر کے فون ایک طرف رکھا اور آنکھیں بند کر کے کروٹ بدلی اور سو گئی۔اسے روشنی میں بھی نیند آجاتی تھی۔ جس وقت وہ اٹھی شام کے چھے بجے کا وقت تھا۔وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔اب آس پاس کوئی نہیں تھا۔ مووی ختم ہو چکی تھی اور سب اٹھ کر جا چکے تھے۔اس نے سکرین آن کی اور واٹس ایپ دیکھا، میسج پر بلیو ٹک تھے مگر جواب نہیں آیا تھا،اس کے پیٹ میں گرہیں پڑیں مگر اس نے سکرین آف کی اور کچن میں چلی گئی۔فرحت کباب بنا رہی تھیں، وہ ان کے ساتھ جا کھڑی ہوئی "نانو کہاں ہیں؟"

"کمرے میں ہیں" انھوں نے سارا مکسچر مکس کرتے اسے دیکھا "تم ٹھیک ہو؟"

"جی" پھر جمائی لی "مجھے نیند بہت آرہی ہے امی"

"سو جاؤ، اٹھو گی تو کباب کھا لینا" وہ رابیل کی گلابی نیند بھری آنکھیں دیکھ رہی تھیں

اس نے سر ہلایا اور باہر آگئی۔دوبارہ فون دیکھا۔وہ آن لائن تھا مگر اس کے میسج کا جواب نہیں آیا تھا۔ اس نے منہ بسور کر فون صوفے پر پھینک دیا۔ پچھلے دو دن سے ایسا ہو رہا تھا مگر وہ مسلسل نظر انداز کیے جا رہی تھی۔کمرے میں گئی اور نانی کی گود میں سر رکھا

"کیا ہوا؟" وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہی تھیں

"کچھ نہیں" اور اس نے آنکھیں بند کر لیں

اس کے لمبے سیاہ بال کھلے تھے، گلشن آرا اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھیں اور وہ سو گئی۔

اسے پریشانی میں نیند ہی تو آتی تھی۔

نو بجے کے قریب فرحت نے اسے اٹھایا "بیلی" وہ اٹھ بیٹھی

"جی" اپنی بالوں کو ایک طرف ڈالا اور وہ آنکھیں چھوٹی کیے انھیں دیکھ رہی تھی

"کھانا کھالو بیٹا"

اس نے سر ہلایا اور ان کے پیچھے باہر آئی۔ صوفے پر بیٹھے کھانا کھاتے اس نے واٹس ایپ کھولا مگر کوئی میسج نہیں تھا۔ وہ مزید پریشان ہو گئی۔ "ایک انسان دوسرے انسان کو کس طرح اپنا عادی بنا کر کنٹرول کرتا ہے" اس نے سر جھٹکا اور کھانے پر جھک گئی۔ بمشکل آدھا نان اور ایک کباب کھا کر اٹھ گئی

وہ باغ میں تھی جب ارسل کو کال کر رہی تھی۔ دوسری طرف کال اٹھالی گئی تھی

"کیسی ہو؟" ایک مردانہ آواز

"اچھی ہوں" وہ بات کرتے لیموں کے پودے کے پتے کو مسل رہی تھی "تم کہاں بزی تھے"

"سوری یار۔۔ میں ذرا خالہ کی طرف آیا تھا۔ اس لیے دھیان نہیں دے سکا"

وہ مسکرادی "کوئی بات نہیں، تم بتادیتے"

اور وہ اب نارمل ہو چکی تھی۔ مریض کو دوا مل گئی تھی، وہ عادت جو کسی نشے کی طرح تھی، کئی سالوں سے تھی۔ وہ اس کی کسی بات پر ہنس رہی تھی، رات میں بھی باغ میں بلبل گنگنا رہی تھی۔ ستارے چمک رہے تھے مگر بلبل کی قسمت میں آزادی کہاں

عید ختم ہوئی تو وہ رامین کو بھی اپنے ساتھ ہاسٹل لے آئی تھی۔ دونوں سہیلیاں یونیورسٹی ہوتی تھیں اور رامین اپنی اکیڈمی۔ وہ بالکنی میں کرسی پر بیٹھی تھی، ایک ٹانگ کرسی پر رکھے اور ایک نیچے لٹکائے۔ اس کے لمبے سیاہ بال کھلے تھے، ہوا سے لہرا بھی رہے تھے۔ ہاتھ میں چائے کا کپ تھا اور وہ خاموش سی سیاہ آسمان دیکھ رہی تھی۔ موسم بدل رہا تھا اب سردیاں آنے والی تھیں۔ راتیں ذرا سی ٹھنڈی بھی ہونے لگی تھیں۔ بالکنی میں بیٹھے اسے دور ٹریفک کا شور بھی سنائی دے رہا تھا۔ اس کے سامنے افیفہ آ بیٹھی تھی، اس کے ہاتھ میں بھی چائے کا کپ تھا

"مینا سو گئی؟" سوال رابیل نے کیا تھا

"ہاں" ایک گھونٹ بھرا" کہہ رہی تھی سات بجے اٹھا دوں اور خیر سے میں خود مر مرا کر نو بجے اٹھتی ہوں" وہ ہنس دی۔

رابیل بھی مسکرائی مگر افیفہ اس کا چہرہ پڑھ سکتی تھی

"تم۔۔پریشان ہو؟" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی

"ہاں"اس نے گردن موڑی اور دور کہیں جلتی بجھتی روشنی دیکھی۔

"کیوں؟"

"ارسل کا فون آیا تھا۔آج تھوڑا عجیب سا تھا،بس ہوں ہاں ہی کر رہا تھا۔خاموش سا،پہلے ایسا نہیں تھا۔مجھے لگتا ہے کوئی بات ہے جو وہ مجھے نہیں بتا رہا۔میں نے پوچھا تو کہتا کہ سنڈے کو وہ لاہور آئے گا پھر بات کریں گے۔۔میں نے پوچھا کہ تم نے کہا تھا کہ امی کو بھیجو گے میرے گھر"وہ کپ میں بچی چائے کو گھورنے لگی"کہتا ہاں بس اسی سلسلے میں بات کرنی ہے"

"ہوں"وہ ساتھ ساتھ چائے پی رہی تھی۔کمرے کی لائٹ آف تھی۔ساتھ والے کمرے کی روشنی جل رہی تھی جس کی وجہ سے اس بالکنی میں میں بھی روشنی تھی۔

"مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا فیفی،یونو ایک عجیب سی فیلنگ ہے جیسے کچھ ہونے والا ہے۔۔پتہ نہیں وہ کیوں پریشان تھا"اس نے شانے اچکائے مگر افیفہ اپنی سہیلی کا اترا ہوا چہرہ دیکھ سکتی تھی

"تم ایسے ہی پریشان ہو رہی ہو۔کوئی بھی بات ہو سکتی ہے،ضروری تو نہیں اللہ نہ کرے کہ کوئی بری خبر ہی ہو۔ریلیکس رہو"وہ اسے سمجھا تو رہی تھی مگر جانتی تھی کہ اسے اثر نہیں ہو گا۔

اس نے کپ فرش پر رکھا اور اٹھ کر اس کے پاس آئی،کرسی کے ہتھ پر بیٹھی"بیلی،ایسے ہوتا ہے۔جن سے آپ محبت کرتے ہو ان کے بارے میں بہت حساس ہوتے ہو،ان کی پریشانی یا ان کی تکلیف بھانپ لیتے ہو۔ریلیکس رہو کچھ نہیں ہو گا،دو دن بعد سنڈے ہے۔وہ آئے گا تمھیں بات بتائے گا

اور پھر ہنستے مسکراتے واپس آؤ گی اور رات میں بیٹھ کر کہو گی فیفی میں تو اوور تھنکنگ کر رہی تھی"اور وہ مسکرادی

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"وہ بھی مسکرائی تھی۔لیکن دل جسے جانتا ہے اسے جانتا ہے۔

"گیارہ بج گئے ہیں،آجاؤاب"اس نے کپ پکڑا اور اندر بڑھی۔رابیل آدھی چائے کا کپ لیے بیٹھی آسمان کو گھور رہی تھی۔محبت کے ماروں کو عادت ہوتی ہے آسمان گھومنے کی اور آسمان گھورنے کی۔ ٹریفک کا شور کم پڑتا جارہا تھا۔دور جلتی بجھتی روشنی مدھم پڑ چکی تھی۔

دو دن بعد:

دوپہر کے تین بجے کا وقت تھا۔دن تھا اتوار کا اور جگہ تھی بادشاہی مسجد۔داخلی دروازے سے اندر کی جانب بڑھو تو سامنے تین بڑے گنبد نظر آئیں گے،وہ دونوں دائیں طرف بیٹھے تھے۔دو ستونوں کے درمیان ٹانگیں لٹکائے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے۔

"پیپرز کیسے ہوئے؟"وہ رابیل سے پوچھ رہا تھا

"اچھے ہوئے ہیں"وہ مسکرائی تھی۔آج اس نے لیمن کلر کی قمیض شلوار پہن رکھی تھی۔بالوں کی چٹیا بنائی ہوئی تھی اور دوپٹہ سر سے ڈھلک کر کندھوں پر تھا

"تمھیں کیا بات کرنی تھی؟"اس کا دل بے اختیار دھڑکا۔اس نے بمشکل تھوک نگلا،وہ ساتھ بیٹھے ارسل کو دیکھ رہی تھی۔

وہ مسکرایا،اس کے ہاتھ کو دیکھا جہاں اس نے تیسری انگلی میں انگوٹھی پہن رکھی تھی۔۔رابیل کے چہرے کو دیکھا جس نے عینک لگائی ہوئی تھی

"میں کافی دنوں سے اس بارے میں سوچ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ تمھیں کیسے بتاؤں" پھر خاموش ہوا۔

لڑکی کے پیٹ میں گرہیں پڑنے لگیں۔ارد گرد لوگوں کا شور اس کے لیے بے معنی تھا

"کیا؟" آواز بہت نیچے سے آتی محسوس ہوئی تھی

اس نے لڑکی کی آنکھوں میں دیکھا اور وہ بول دیا جو بولنے آیا تھا

"You deserve someone better"

رابیل کے کان جیسے سن ہوئے تھے، سردی سی محسوس ہوئی تھی،رونگٹے کھڑے ہوئے تھے،دل کو کسی نے زور سے دبایا تھا،اتنی زور سے کہ دماغ نے بھی اس سے پناہ مانگی تھی

"And that someone is you"

وہ بولی تو آواز دھیمی تھی۔

ارسل نے رخ پھیر لیا،وہ دوسری جانب دیکھ رہا تھا اور رابیل اسے۔

"ارسل" اس نے اسے پکارا تو وہ دوبارہ سے بولنا شروع ہوا۔اب وہ نیچے فرش کو گھور رہا تھا

"رابیل۔۔ہم کئی سالوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ہمارے بابا ایک دوسرے کے دوست تھے اور ہمارے خاندان بھی ایک دوسرے سے واقف ہیں۔میں تمھیں اچھے سے جانتا ہوں اور تم مجھے "پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا،جو خاموشی سے اسے سن رہی تھی،اندر برپا شور باہر تھوڑی نا سنائی دیتا ہے۔باہر سنائی دیتا تو کیا قیامت برپا کرتا

"تمھیں جس شخص کا ساتھ چاہیئے یا جو تمھارا ہمسفر ہو وہ کم از کم میں نہیں ہوں،میں نہیں ہو سکتا" وہ جو بات بولنے آیا تھا بول بیٹھا

لڑکی کے دل کو کسی نے الٹی چھری سے ذبح کیا تھا،اسے لگا زمین ہلی ہے یا اس کے اوپر کچھ آ گرا ہے، پیٹ کی گرہیں شدید ہو گئیں اور اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے،اس کی آنکھیں گلابی پڑیں،ہاتھ جیسے برف ہوں اور لب کپکپائے۔یہ کوئی خواب ہے؟بہت برا خواب ہے۔کوئی اسے جگائے یا کم از کم یہ بتائے کہ یہ حقیقت ہے

"ارسل" وہ بولی تو آواز رندھ گئی،آنسو آنکھ کی حد پار کر گئے

"یہ۔۔ایسا نہیں ہے۔وہ پہلا اور آخری شخص جسے میں نے اپنے ساتھ تصور کیا ہے وہ تم ہو،مجھے کچھ اور نہیں چاہیئے" وہ رونے لگی تھی "تم غلط سوچ رہے ہو میں کسی اور کے ساتھ خود کو تصور بھی نہیں کر سکتی" وہ جیسے اسے اپنی محبت کا واسطہ دے رہی تھی۔

"پلیز، میرے ساتھ ایسا مت کرو۔ میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہم پچھلے چھے سالوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں، میں تم سے بے پناہ محبت کرتی ہوں، خوشی ہو یا غمی میں نے بس تمھیں خود کے ساتھ تصور کیا ہے" اس نے نم سانس اندر کھینچی مگر موٹے موٹے آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے

"رابیل" اس نے تھوک نگلا

"میری بات سمجھنے کی کوشش کرو یار۔۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ بات کہی ہے، ہم اچھے دوست رہیں گے"

وہ ایک دم بولی "مگر تمھیں میں نے دوست نہیں سمجھا، تم میرے منگیتر ہو اور میں نے تم سے محبت کی ہے۔ تم بھی تو مجھ سے محبت کرتے ہو۔ اتنا آسان ہے تمھارے لیے رابیل کو چھوڑ دینا؟ تمھیں بالکل تکلیف نہیں ہو گی مجھے کسی اور کے ساتھ دیکھ کر؟" وہ شاک اور صدمے میں تھی۔

"میں ہوں تکلیف میں، میں تم سے محبت کرتا ہوں مگر" ایک سانس خارج کی "میں ہمسفر نہیں ہوں تمھارا"

وہ رو دی "ایسا مت بولو ارسل، مجھ سے نہیں برداشت ہو رہا، مجھ سے نہیں برداشت ہو گا۔۔ پلیز ایسا مت کرو" وہ اسے دیکھتی جیسے منت کر رہی تھی

"رابیل۔۔"

وہ سر گھٹنوں پر رکھے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے "رابیل، اٹھو۔۔میری بات سنو" مگر وہ نہیں اٹھی

"ٹھیک ہے۔۔میں نہیں جارہا، میں یہیں ہوں تمھارے ساتھ، اٹھو تو سہی یار"

اس نے چہرہ اٹھایا تو وہ بھیگا پڑا تھا۔

اس کی آنکھیں سرخ تھیں "رابیل، کیا ہو گیا تمھیں" اس نے اس کی طرف رومال بڑھایا۔

رابیل نے آنسو صاف کیے مگر پھر اسے دیکھا

"تم مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گے نا" وہ رو دینے کو تھی

"نہیں جارہا میں کہیں، دیکھو تمھارے ساتھ بیٹھا ہوں" وہ دھیما سا مسکرایا

"یہ مذاق تھا تو بہت برا مذاق تھا۔میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتی، میں نے اتنے سالوں سے صرف تمھیں سوچا ہے اور تمھارے بارے میں ہی سوچا ہے"

"میں جانتا ہوں" وہ مسکرایا "تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور میں بھی۔اب نہیں رونا، میں تمھارے پاس ہوں، ساتھ بیٹھا ہوں۔کہیں نہیں جارہا"

اس نے آنسو پونچھ کر ہاں میں سر ہلایا اور نم سانس اندر کھینچی

"کچھ کھانے چلیں، بھوک لگ گئی ہو گی" وہ سر جھکائے اس سے پوچھ رہا تھا

وہ مسکرادی اور اثبات میں سر ہلایا۔شام ڈھل رہی تھی، دونوں بادشاہی مسجد سے باہر جارہے تھے۔

انسان تو انسان ہے، اللہ کے گھر میں بیٹھ کر اللہ کے بندوں کو رلاتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پانچ بج چکے تھے۔ خزاں چھانے لگی تھی۔ہر طرف خاموشی اور اداسی تھی۔وہ جس وقت ہاسٹل آئیں رامین بیڈ پر بیٹھی کوئی سوال حل کر رہی تھی۔اندر آتے ہی افیفہ صوفے پر ڈھے سی گئی جبکہ رابیل بیگ اور دوپٹہ رکھ کر الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔

"بیلی،امی کی کال آرہی تھی"عینک والی رامین پنسل کو گھماتی اس سے مخاطب تھی۔

"ہوں،میں کلاس میں تھی۔رات میں بات کرلوں گی"اور وہ کپڑے لے کر واش روم میں چلی گئی۔

"کھانا کھایا تم نے؟"سوال افیفہ نے کیا تھا

"کوئی کھانا کھانا بھی بھول سکتا ہے کیا؟"وہ مسکرائی

"ناول کم پڑھا کرو"اس نے کاؤچ پر سے کشن پکڑ کر اس کی طرف پھینکا۔وہ ہنس دی

"آپ بھی، بگڑ جائیں گی"اور دوبارہ کاپی پر جھک گئی۔

شام رات میں بدل چکی تھی اور وہ بالکنی میں کھڑی فرحت سے فون پر بات کر رہی تھی۔ریلنگ پر ہاتھ رکھے وہ سامنے جلتی بجھتی روشنی دیکھ رہی تھی۔شاید وہاں کوئی کچا مکان تھا جس کے برآمدے میں بلب لگا تھا تو جلتا بجھتا تھا

"اب موسم بدل رہا ہے،ایک بار آکر کپڑے لے جاؤ۔۔مینا کو میں نے کہا بھی تھا لیتی جاؤ مگر سنتی کہاں ہے"وہ خاموشی سے ان کی بات سنتی رہی

"امی اب چھٹی ہو گی تو آجاؤں گی،اس کو ہفتے کی چھٹی نہیں ہوتی۔اتوار کو آئیں گے "اس نے لمبی چٹیا آگے کی ہوئی تھی اور لاشعوری طور پر اس پر ہاتھ پھیر رہی تھی

"بیلی،ارسل سے بات ہوئی تمھاری؟"

وہ چونک گئی "کس سلسلے میں "آج کل وہ ارسل کے ذکر پر اسی طرح چونک جاتی تھی

"اس کی امی آئی تھیں "اس کی ساری حسیات جاگ چکی تھیں،سردی سی لگنے لگی تھی۔

"کیا کہہ رہی تھیں؟"اس نے تھوک نگلا،دل دھڑک رہا تھا

"ادھر اُدھر کی باتیں کرتی رہیں،بڑی عجیب بات ہے بیٹا،اس نے کوئی بات نہیں کی تمھارے اور ارسل کے رشتے کی۔کہہ رہی تھی کہ رابیل اور ارسل کا رشتہ رہے نہ رہے ہمارا تعلق رہنا چاہیئے۔ میں تو کچھ کہہ ہی نہیں پائی،اس بات کا کیا مقصد تھا"وہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ایک سرد سی لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی،الفاظ گم تھے،وہ چپ تھی اور فضا سائیں سائیں کر رہی تھی۔پیٹ میں گرہیں پڑیں اور اسے لگا کہ وہ بت بن چکی ہے،اپنی جگہ جامد۔فرحت اسے کیا کہتی رہیں،اس نے کچھ کہا کہ نہیں اسے بس اتنا یاد تھا کہ آخری الفاظ جو اس نے کہے تھے وہ "اللہ حافظ!" تھے۔

افیفہ اس کے لیے چائے لائی تھی مگر وہ فرش پر بیٹھی دونوں ٹانگیں سینے سے لگائے گھٹنوں پر تھوڑی رکھے آسمان دیکھ رہی تھی

"بیلی "اس نے دیکھا تو وہ اس کے سامنے کپ لیے کھڑی تھی۔کپ سے بھاپ نکل رہی تھی

"کیا بات ہے، تم پچھلے کچھ دنوں سے پریشان ہو، مجھے نہیں بتاؤ گی؟" وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

اس کے ہاتھوں میں کپ تھا مگر اس نے فرش پر رکھ دیا۔

"فیفی"

"ہوں" اس نے ایک گھونٹ بھرا

"کیسے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ہمیں چھوڑنے والا ہے، کسی کو ہم میں دلچسپی نہیں رہی"

سامنے بیٹھی لڑکی اس کی بچپن کی سہیلی تھی، زندگی میں ماں باپ کے بعد پہلا یقین، پہلا بھروسہ اور پہلی محبت۔

"ایسا کیوں پوچھ رہی ہو؟" اس کا دل بھی گھبرایا تھا

اس نے سر جھکا لیا اور ہاتھوں کو دیکھنے لگی

"پتہ نہیں مگر میرا دل گھبراتا ہے۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ دے گا، مجھے خوف ہے میں جینا چھوڑ دوں گی" اس نے کہا تو اس کی آواز کانپی تھی

"رابیل" وہ اٹھی اور اس کے پاس کرسی کے ہتھ پر بیٹھ گئی۔ اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"کیا بات ہے؟ صاف صاف بتاؤ" اس نے اپنی زخمی آنکھیں اٹھائیں، اسے وہ کئی سال پہلے والی رابیل لگی جو اپنے باپ کے کھونے پر روئی تھی

Clubb of Quality Content

"اس نے مجھ سے کہا کہ میں اسے ہمسفر کے طور پر ڈیزرو نہیں کرتی، وہ میرا دوست تو ہو سکتا ہے ہمسفر نہیں۔۔اس نے ایسا کیوں کہا فیفی، اس کا کیا مطلب تھا"۔رابیل نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا، وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا

اس نے اس کا ہاتھ دیکھا، پھر تھوک نگلا اور اس کا چہرہ دیکھا۔یہ وہ چہرہ نہیں تھا جو اسے پھول ملنے پر ہوا کرتا تھا

"بیلی، تم اس سے بات کرو۔اس سے کہو جو بھی بات ہے تمھیں کلیئر کرے"

"وہ مجھے چھوڑ دے گا فیفی، میں اس سے ملوں گی تو وہ مجھے چھوڑ دے گا" پہلے آواز رندھ گئی اور پھر وہ رو دی۔آنسو آنکھوں کی قید سے آزاد ہوئے

"بیلی، ایسا کچھ نہیں ہو گا۔وہ تم سے محبت کرتا ہے" اس نے رابیل کی تھوڑی کو چھوا

"وہ مجھ سے محبت کرنا جانتا ہے نبھانا نہیں" پھر رو دی "میں مر جاؤں گی فیفی، میرا مرکز وہی رہا ہے۔ میں نے صرف اس کو سوچا ہے۔میں زندہ نہیں رہوں گی فیفی"

"رابیل" اس نے اس کو کندھے سے تھاما "ایسا کچھ نہیں ہو گا، تم ایسے ہی پاگل ہو رہی ہو"

"میں صحیح کہہ رہی ہوں فیفی۔میں نے محسوس کیا ہے وہ مجھے چھوڑ چکا ہے، اسے کہو مجھے مت چھوڑے فیفی"

وہ خاموش تھی، بس اسے کندھے سے تھامے ہوئے تھی

"بیلی، ہم صبح اس سے ملیں گے۔میں اس سے بات کروں گی۔میں دیکھتی ہوں کوئی تمھیں کیسے چھوڑ سکتا، کوئی ہماری رابیل کو کیسے توڑ سکتا ہے"

وہ بس روئے جا رہی تھی

"کچھ نہیں ہو گا، میں ہوں نا میں تمھارے ساتھ ہوں، میں بات کروں گی اس سے، ریلیکس"

وہ مسلسل بول رہی تھی رابیل روئے جا رہی تھی۔اندر لحاف میں لیٹی لڑکی سب سن رہی تھی۔اس کا دل بھی گھبرایا تھا۔

دن کے بارہ بجنے کو تھے۔پروفیسر کلاس میں لیکچر دے رہے تھے مگر تیسری قطار میں پہلے نمبر پر بیٹھی عینک والی لڑکی اونگ رہی تھی۔اسے کیمسٹری نہیں پسند تھی۔کیوں نہیں پسند تھی یہ اسے بھی نہیں پتہ تھا۔وہ بے دھیانی میں اپنے رجسٹر پر قلم رگڑ رہی تھی۔ساتھ والی لڑکی وائٹ بورڈ پر دیکھتی دھڑا دھڑ نوٹس بنا رہی تھی۔وقت گزر گیا اور کیمسٹری سے جان چھوٹی۔فزکس کے ٹیچر کلاس میں داخل ہوئے۔رامین اب جاگ چکی تھی۔آتے ہی انھوں نے لڑکوں اور لڑکیوں کو تیار رہنے کی ہدایت کی اور ٹیسٹ تقسیم کیے۔دس منٹ کا وقت تھا اور بچے اپنے اپنے ٹیسٹ پر جھکے تھے۔دس منٹ کا ٹیسٹ اس نے پانچ منٹ میں کیا تھا۔وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ساتھ والی لڑکی آنکھیں ترچھی کر کے اس کے ٹیسٹ کو دیکھتی نقل لگا رہی تھی مگر وہ خاموش تھی۔دس منٹ گزرے اور وقت ختم۔اب پروفیسر

وائٹ بورڈ پر سوال حل کرتے سمجھا رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ کون سا سوال کیسے حل کرنا تھا اور کس ایم سی کیو کا کیا جواب تھا۔ دس منٹ میں سارے سوالات ہو گئے اور اب پروفیسر لڑکے اور لڑکیوں کو دیکھ رہے تھے

"کوئی ہے مسلم مجاہد جس کے سارے سوال صحیح ہوں؟"

رامین نے جھٹ سے ہاتھ کھڑا کیا۔ وہ مسکرا دیے۔ سر اثبات میں ہلایا "اور کوئی؟"

مگر کوئی نہیں تھا۔ یہ پہلے دن سے تھا بچوں کی تعداد بدلتی تھی مگر رامین ان بچوں میں سے ہی تھی جن کے فزکس کے سارے سوال صحیح ہوتے تھے۔ پروفیسر وائٹ بورڈ سیاہ کرتے جا رہے تھے اور وہ سنتی جا رہی تھی۔ ساتھ والی لڑکی نیچے جھکی اپنے موبائل پر کسی کو میسج کر رہی تھی۔ اس نے نظر انداز کیا اور سامنے دیکھنے لگی۔ دو منٹ بعد اسے ایک وڈیو موصول ہوئی جس میں وہ کسی نشانے پر شوٹ کر رہی تھی۔ ساری گولیاں نشانے پر لگی تھیں۔ شاید وہ کوئی شوٹنگ کلب تھا، پاس کھڑے لڑکے اور لڑکیاں اسے داد دے رہے تھے۔ رامین کو نہیں پتہ پروفیسر کہاں ہیں، اسے نہیں پتہ کہ کون سے سوال پر کیا بحث چل رہی ہے، اسے بس اتنا پتہ تھا کہ ساتھ بیٹھی لڑکی کو کچھ آتا ہو یا نہیں، شوٹنگ آتی ہے۔ اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔ کیمسٹری کے لیکچر کی نیند کھل چکی تھی۔ ساتھ بیٹھی لڑکی نے فون بند کیا اور رامین سے نوٹس مانگ رہی تھی، وہ اس سے پوچھ رہی تھی کہ پروفیسر نے کیا پڑھایا ہے اور کل کیا ٹیسٹ ہے اور رامین مسکرا کر اسے بتا رہی تھی۔

عصر کے ذرا بعد وہ تینوں حویلی ریسٹورنٹ میں تھے۔ارسل سامنے بیٹھا تھا،رابیل اور افیفہ ساتھ ساتھ بیٹھی تھیں۔موسم ٹھیک تھا،نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈا۔پیچھے سے بادشاہی مسجد کے گنبد نظر آرہے تھے،ایک طرف خوبصورت سا باغ اور اوپر نیلا آسمان۔

"کچھ لو گی؟"سامنے بیٹھے ارسل نے مینیو کارڈ پکڑا

"نو تھینکس"جواب افیفہ نے دیا تھا۔وہ سینے پر بازو لپیٹے پیچھے کو ہو کر بیٹھی تھی۔

اس نے پھر بھی چائے آڈر کر دی

"کیا ہم آپ سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ کے کیا ارادے ہیں؟"سوال افیفہ نے کیا تھا۔

"مطلب؟"اس نے ابرو اٹھائی۔پہلے رابیل کو دیکھا پھر افیفہ کو۔

"آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں،چھے سال آپ میری دوست کے ساتھ بندھے رہے ہیں اور اب جبکہ اسے اپنانے کی بات آئی ہے تو آپ پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں"رابیل کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے،دل بے اختیار دھڑک رہا تھا،تنفس بڑھا تھا اور وہ مسلسل دائیں ٹانگ ہلا رہی تھی

"تم اس وقت وہاں نہیں تھی جب میں نے تمھاری دوست کو ساری بات بتائی تھی"ویٹر نے چائے کے تین کپ لا کر رکھے تھا

"کیا بات بتائی تھی؟"افیفہ آگے کو کو کر بیٹھ گئی۔وہ بلا کی سنجیدہ تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے رابیل کو دیکھا اور پھر سانس خارج کی "میں نے اسے صاف کہہ دیا تھا کہ میں دوستی کی حد تک رشتہ نبھا سکتا ہوں اس سے زیادہ نہیں"

افیفہ کے ساتھ بیٹھی لڑکی کی آنکھیں گلابی پڑیں، وہ ارسل کو دیکھے جا رہی تھی جیسے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہی ہو

"اور یہ بات آپ کو تب یاد آئی ہے جب چھے سال گزر چکے ہیں۔۔آپ کو پتہ بھی ہے کہ کسی انسان کے جذبات کی کیا قیمت ہوتی ہے؟ کسی انسان سے محبت نبھانا کیا ہوتا ہے؟" وہ غصے میں تھی مگر پھر بھی ضبط کر رہی تھی۔رابیل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ذرا سا دبایا مگر اس نے رابیل کو ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور سامنے ارسل کو دیکھتی رہی

"میں اسے اس دن یہی سمجھانے آیا تھا مگر آدھی بات سن کر ہی یہ رونے لگ گئی تھی۔۔پھر میں نے اسے چند دن دیے کہ اپنے آپ کو تیار کر لیے۔۔ذہنی طور پر یہ تیار رہے"

"کس بات کے لیے تیار؟" اس نے ابرو اٹھائی

اس نے ایک سانس خارج کی "دیکھو افیفہ۔۔میں خود بہت مجبور ہوں، میں یہ سب نہیں کرنا چاہتا، میں رابیل سے بہت محبت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا مگر۔۔"

"مگر؟" اب کی بار رابیل بولی تھی

"مگر ہمارے نصیب ایک نہیں ہیں۔۔میں تمھارا ہمسفر نہیں بن سکتا" وہ ایسے بول رہا تھا جیسے بہت ہی مجبور ہو

وہ ذرا سا ہنسی، آنسو آنکھ سے گرا "تم۔۔تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے ارسل" وہ پھر سے رونے لگی تھی

اب کی بار افیفہ بولی "اور کیا میں آپ کی مجبوری پوچھ سکتی ہوں؟"

اس نے سر جھکا لیا "میری کزن مجھے پسند کرتی ہے"

"تو؟" اب کی بار وہ بولی تو لہجہ ٹھنڈا تھا۔رابیل نے ٹشو پکڑ کر آنسو صاف کیے

"امی چاہتی ہیں میں اس سے شادی کر لوں"

"اوہ" وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھی "میرا خیال ہے رابیل سے منگنی بھی آپ کی امی کی مرضی سے ہی ہوئی تھی۔اس وقت تو آپ کے درمیان کوئی جذباتی تعلق نہیں تھا، پھر آپ نے کیوں اسے اپنے ساتھ جوڑے رکھا؟ پہلے کبھی آپ کی امی کو خیال نہیں آیا کہ آپ کی منگنی ہوئی ہے"

اس نے کھا جانے والی نظروں سے افیفہ کو دیکھا، دانت پیستے بولا "میں بتا چکا ہوں کہ میں مجبور ہوں اور میں رابیل کے ساتھ مزید نہیں رہ سکتا اور رہی بات جذبات کی تو جب کوئی دوسرا مرد آئے گا تو اس کی اس سے بھی ایسی ہی جذباتی وابستگی ہو جائے گی"

"دوسرا مرد؟"اس کے پیٹ میں شدید درد اٹھا۔سر چکرا کر رہ گیا۔ہاتھ کانپنے لگے تھے اور زمین جیسے ہلی تھی

"تمھاری خالہ زاد میں ایسا کیا ہے جو مجھ میں نہیں؟"اب کی بار رابیل بولی تھی،اس کی آواز کانپ رہی تھی

اس نے ایک سانس خارج کی "دیکھو رابیل،میں ایک الگ قسم کا مرد ہوں،مجھے آزاد عورت پسند ہے۔وہ عورت جسے کنٹرول پسند ہو اور جو۔۔"

افیفہ نے بات کاٹ دی "جو رابیل جیسی نہ ہو،جو انڈیپنڈنٹ ہو،جس کے پر نکلے ہوئے ہوں اور جو تمھارے ساتھ کندھے سے کندھا ملائے۔تم کماؤ نہ کماؤ وہ اپنا بوجھ خود اٹھاتی ہو"وہ تیز تیز بولی تھی۔آواز بھی اونچی تھی

"میں۔۔میں جاب کے لیے اپلائی کر دوں گی۔۔میں خود کما سکتی ہوں،تم مجھے ایک موقع تو دو"وہ روتے ہوئے اس سے محبت کی بھیک مانگ رہی تھی

وہ بس اسے دیکھ رہا تھا،افیفہ کھڑی ہوئی اور ساتھ ہی رابیل کو بھی اشارہ کیا مگر وہ کھڑی نہ ہوئی۔اس نے بازو سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا اور اس کے پہلو میں گرے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر سامنے بیٹھے ارسل کے منہ پر ماری

"لعنت ہو تم پر،نامرد کہیں کے"وہ اونچی آواز میں بولی تھی،ارد گرد کے لوگوں نے بھی دیکھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس کا حساب تم سے لوں گا میں" وہ کھڑا ہوا اور اسے انگلی دکھاتے چلایا تھا

"ہوں" اس نے سر جھٹکا "پہلے اپنے حساب کی تیاری کرو، چمگادڑ کہیں کے" اور وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے آئی

سارے رستے وہ خاموش رہی تھی مگر کمرے میں آتے ہی وہ افیفہ پر پھٹ پڑی

"میں بات کر رہی تھی نا کرنے دیتی مجھے" وہ چلائی تھی

"تم بھیک مانگ رہی تھی، بات نہیں کر رہی تھی" اس نے سکون سے جواب دیا

"جو بھی تھا، کم از کم وہ میرے ساتھ تو ہوتا"

"تمھارا دماغ ٹھیک ہے" افیفہ اس کے سامنے کھڑی تھی "وہ تمھیں ببل کی طرح پھینک کر چلا گیا اور تم ابھی بھی اس کے ساتھ رہنے کی بات کر رہی ہو"

"سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے" وہ پھر سے افیفہ پر چلائی تھی

"چلاؤ مت۔۔میں تمھیں اس کے پیروں کی خاک بننے نہیں دے سکتی تھی" اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما

رابیل نے روتے ہوئے اس کا ہاتھ جھٹکا اور واٹس ایپ کھولا، اسے کال ملائی مگر وہ اسے بلاک کر چکا تھا

"اس نے مجھے بلاک کر دیا ہے فیفی۔۔اس نے مجھے بلاک کیوں کیا ہے؟" وہ رو رہی تھی

رامین ہکا بکا سی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ بیڈ پر بیٹھ کر اونچی اونچی رونے لگی "وہ مجھے نہیں چھوڑ سکتا، وہ مجھ سے محبت کرتا ہے" اس نے اپنے پاس پڑے تکیے کو پکڑا اور زور سے زمین پر پٹخ دیا

"فیفی وہ مجھے نہیں چھوڑ سکتا" وہ اس کے ساتھ کھڑی اس کا سر خود سے لگائے اسے چپ کروا رہی تھی مگر وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی

رامین بس پریشان سی اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی۔ اسے کیا کرنا چاہیئے یہ سمجھ سے باہر تھا۔

"فیفی وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، وہ میرے بغیر کیسے رہ سکتا ہے؟" وہ اس سے پوچھ رہی تھی

"رابیل۔۔ رابیل" وہ اس کا سر پکڑ کر متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ روئے جا رہی تھی

"مجھے نہیں پتہ اسے واپس لے کر آؤ، میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی" وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

افیفہ کا ہاتھ جھٹک رہی تھی

رامین اٹھ کر آئی اور اس کے ہاتھ پکڑ لیے

"بیلی" مگر وہ روئے جا رہی تھی، اس کا جسم کانپ رہا تھا، وہ برف جیسی ہوئی تھی۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ جدائی موت سے زیادہ سخت ہے تو وہ صحیح کہتا ہے۔

"آپی" وہ زور سے چلائی تو رابیل خاموش ہو گئی مگر گرم گرم آنسو ابھی بھی آنکھوں سے بہہ رہے تھے

"بس کر دیں" اس نے اس کا سر سینے سے لگایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بس کرو۔۔کچھ نہیں ہوا، ہم سب کو دیکھ لیں گے"

"مینو وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔اسے رابیل کی محبت نظر نہیں آئی۔اسے رابیل کے آنسو نظر نہیں آئے۔کوئی میرے ساتھ ایسا کیوں کرے گا، میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے"

وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔وہ خاموش ہو گئی تھی مگر ابھی بھی روئے جا رہی تھی

افیفہ نے اسے پانی دیا اور کانپتے ہاتھوں سے پانی پیتے ہی وہ لیٹ گئی مگر مسلسل منہ کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

دونوں بس اسے دیکھے جا رہی تھیں، رامین کی آنکھیں بھی گلابی تھیں۔وہ رابیل کو دیکھ کر آبدیدہ ہوئی تھی۔

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔کمرے کی بتی جل رہی تھی، رابیل ابھی بھی لحاف اوڑھے سوئی تھی۔

افیفہ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی پڑھ رہی تھی اور رامین باہر ٹیرس پر چلتی پھرتی فرحت سے بات کر رہی تھی۔

پنڈولم کی طرح کبھی دائیں ہوتی کبھی بائیں

"ابھی تو سوئی ہے" وہ سر جھکائے اپنا جوتا دیکھ رہی تھی۔

"تمھاری کتنی تیاری ہو گئی ہے، اتوار کو تم دونوں ایسے کرو آ جاؤ، نہیں تو میں حاشر کو گاڑی لے کے بھیجتی ہوں وہ لے آئے گا" وہ بولتی جا رہی تھیں اور رامین سن رہی تھی۔

"جی امی" بس اتنا ہی بول سکی۔

"بیلی ٹھیک ہے نا بیٹا؟ میری بات کرا دیتی۔ میرا دل نہیں مان رہا" وہ پریشان ہو گئی تھیں۔ گھر تک یہ بات پہنچ چکی تھی، ارسل کی امی انکار کر گئی تھیں۔

اس نے فون افیفہ کو دیا، سلام دعا کے بعد وہ اس سے رابیل کا حال پوچھ رہی تھیں

"کھانا بھی نہیں کھایا اس نے، جیسے ہی اٹھتی ہے میری بات کروانا اس سے" وہ بس فرحت کی بات پر سر ہلا رہی تھی۔

خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔

رامین بیڈ پر سوئی رابیل کے ساتھ بیٹھی تھی، اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی "بیلی" وہ ہلکا سا بولی

"اٹھ جاؤ، کھانا کھالو"

اس نے ذرا سی آنکھیں کھولیں پھر سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔ افیفہ گردن موڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اٹھ بیٹھی

"کھانا کھالو، امی بھی تمھارا پوچھ رہی تھیں" اس نے رابیل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔ وہ گرم تھی ایسے جیسے بخار ہو رہا ہو۔ اس نے پہلے افیفہ کو دیکھا، پھر رامین کو۔ جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ نیند کھل چکی ہے، خواب ٹوٹ چکا ہے۔

رامین اٹھی اور اس کے لیے کھانا گرم کر کے لائی۔ بمشکل دو نوالے لینے کے بعد اس کے پیٹ میں درد اٹھا تھا، آنکھیں میچے وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے ذرا سا آگے کو جھکی

"تم ٹھیک ہو؟"افیفہ بھی اٹھ کر آئی۔

اس کے پیٹ میں شدید درد تھا،دل بھی گھبرانے لگا،وہ جھٹ سے اٹھی اور واش روم چلی گئی۔اسے متلی ہو رہی تھی اور وہ دونوں باہر بیٹھیں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں،باہر آئی تو رنگت زرد تھی۔ وہ بیڈ پر آ کر یوں بیٹھی جیسی ڈھے سی گئی تھی۔

"رابیل۔۔کیا ہو گیا ہے؟زندگی ختم تو نہیں ہو گئی نا"افیفہ اس کے ساتھ آ بیٹھی "ایک منگنی تمھاری زندگی کا فیصلہ نہیں کر سکتی"

اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے "کم آن رابیل"وہ اٹھی اور اسے کندھے سے لگا لیا

"فیفی۔۔مجھے لگ رہا ہے یہ خواب ہے۔وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔تم اپنے نمبر سے اسے کال کرو،اسے بتاؤ کہ میں ٹھیک نہیں ہوں وہ فوراً آ جائے گا۔وہ مجھ سے محبت کرتا ہے میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا"

اس کے ساتھ بیٹھی رامین بس خاموشی سے اسی دیکھ رہی تھی،روتی ہوئی لڑکی کے ہاتھ کانپ رہے تھے

"تم ایسا کرو کل گھر چلی جاؤ۔ماحول بدلے گا تو تم ٹھیک ہو جاؤ گی"وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہی تھی

"فیفی، میں اپنا دل کیسے بدلوں۔مجھے وہ نہیں بھولتا، مجھے وہ کبھی نہیں بھولے گا۔وہ مجھے نہیں چھوڑ سکتا وہ مجھے کیوں چھوڑے گا؟"

کمرے میں پھر سے اداسی چھا گئی تھی۔باہر اندھیرا بڑھ رہا تھا۔رامین کے فون پر تیمور کا میسج آیا تھا، اس کا دل اُچاٹ ہو گیا تھا۔۔اس نے میسج کا ریپلائی کیا اور فون رکھ دیا۔پھر اس کی کال آئی مگر رامین نے کاٹ دی۔وہ اس وقت کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔سامنے بیٹھی اس کی بہن کے پیٹ میں بہت درد تھا اور وہ دوبارہ آنکھیں بند کیے سونے کی اداکاری کر رہی تھی۔اسے محبت سے خوف محسوس ہوا تھا، اس کا مرد نام کی مخلوق پر جو تھوڑا بہت اعتبار تھا وہ بھی ختم ہو گیا تھا۔اگر محبت کا انجام ایسا ہوتا ہے تو وہ زندگی میں کبھی کسی مرد سے ایسی محبت نہیں کر سکے گی، اسے بھی رونا آ رہا تھا، پاس پڑا فون مسلسل بج رہا تھا مگر اسے نہیں اٹھانا تھا

سفید سرمئی بنگلے میں صوفے پر بیٹھا شخص کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔گھر میں خاموشی تھی، سکون سا۔ رات لمحہ بہ لمحہ پھسل رہی تھی۔کمرے کا دروازہ بجا اور اس نے اندر آنے کی اجازت دی

"یس" نظریں کتاب پر ہی تھیں

کمرے میں آنے والا تیمور تھا۔آج سے چھے سال پہلے والا تیمور جو شکل سے ذرا سا معصوم لگتا تھا مگر لگنے اور ہونے میں تو فرق ہوتا ہے نا۔

"مون" وہ اس کے سامنے بیڈ پر آ کر لیٹ گیا

"ہوں" اس نے ایک نظر اسے دیکھا

"کل میں لاہور جا رہا ہوں" وہ چھت کو گھور رہا تھا

"کیوں؟" اس نے کتاب میں انگلی رکھ کر کتاب بند کی

"میرا فٹ بال میچ ہے یار" وہ اس کی طرف رخ کیے بیٹھ گیا

"تو؟" اس نے ابرو اٹھائی

"تو لاہور میں ہے نا"

"اچھا" اس نے دوبارہ کتاب کھول لی

"اچھا کیا۔۔ میں کل جا رہا ہوں" دوبارہ لیٹ گیا

"دونوں نمونے بھی تمھارے ساتھ ہیں؟" نظریں کتاب پر ہی تھیں

"تم زیادہ بہتر جانتے ہو"

"تم نہیں جا رہے" اس نے دوٹوک جواب دیا تھا

وہ اٹھا اور اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر لیے "پہلے میرا باپ دشمن تھا، پھر ماں، پھر بھائی اور اب تم بھی۔۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے" اس نے اس کے سر پر تھوڑی رکھی

"دفع ہو جاؤ" اس نے اپنا سر پیچھے کو کیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دیا اور نیچے اس کے گھٹنے کے پاس بیٹھ گیا

"تم آؤ گے نا میرا میچ دیکھنے؟"

اس نے ایک نظر سرمئی آنکھوں والے کو دیکھا

"تمھیں چین کیوں نہیں پڑتا؟" اس نے کتاب ہولے سے اس کے سر پر ماری

"کل کتنے بجے آؤ گے؟ دو بجے ہے میرا میچ" وہ بھی ڈھیٹ تھا

وہ ایک سانس لے کر رہ گیا "اچھا ٹھیک ہے۔۔آجاؤں گا" اور وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"تمھیں کسی سے ملوانا بھی ہے"

اس نے پتلیاں سکیڑے اسے دیکھا "کس سے؟"

"اس سے" اس نے آنکھ دبائی

"گرل فرینڈ ہے کیا؟" مامون نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا

تیمور کھڑا ہوا اور کانوں کو ہاتھ لگائے "توبہ توبہ، میں اتنا معصوم اتنا شریف اتنا نیک، گرل فرینڈ بناؤں گا" پھر اس کی طرف جھکا "میں تو بیوی بناؤں گا" اور ہنس دیا

وہ بھی مسکرایا "رامین؟"

"یس" وہ بیڈ پر بیٹھ گیا

"اچھا" اس نے دوبارہ کتاب کھولی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم ڈنر ساتھ میں کریں گے،اسے بھوک بہت لگتی ہے"ٹانگ پر ٹانگ رکھے اسے بتا رہا تھا

"واقعی؟"اس نے دونوں ابرو بھینچ کر اسے دیکھا

"ہوں۔۔ایم ڈی کیٹ کی تیاری کے لیے گئی ہے،میں اسے اکیڈمی سے پک کر لوں گا"اس نے جیسے ساری پلاننگ اسے بتا دی

"اوکے"اس نے اثبات میں سر ہلایا

وہ سیٹی بجاتا باہر چلا گیا۔وہ دوبارہ کتاب پڑھنے میں مگن ہو گیا۔

اس کی توقع کے عین مطابق ساتھ والی لڑکی آج بھی اس کے فزکس کے ایم سی کیوز کی نقل لگا رہی تھی۔رامین ٹانگ ہلاتی محظوظ ہو رہی تھی۔ٹیسٹ ختم ہوا تو پروفیسر کال سننے باہر گئے،اس نے گردن موڑ کر اس لڑکی کو دیکھا

"ایک بات بولوں"اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

"ہوں"ساتھ بیٹھی لڑکی متوجہ تھی

"میری ایک ٹیچر کہتی تھیں کہ صفیں ٹیڑھی کرنے سے دل اور چیٹنگ کرنے سے آنکھیں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں"اس کی معصومیت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا

وہ بس شرمندہ ہوئی"مجھے فزکس نہیں آتی"اس نے برا سا منہ بنایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہو" اسے جیسے بہت افسوس تھا "جو چیز نہیں آتی اسے سیکھ لیتے ہیں۔ نہیں تو وہ آسیب بن کر تمھارے سر پر سوار ہو جائے گی، شاید تم فزکس کے پارٹ میں فیل ہو جاؤ، پھر تمھارے پیرنٹس کہیں گے کہ دوبارہ ایم ڈی کیٹ دو مگر جب تم دوبارہ آؤ گی تو رامین نہیں ہو گی۔۔اس لیے ابھی سے کر کے جان چھڑاؤ" اس نے جیسے مسئلے کا حل بتایا تھا

"مگر مجھ سے نہیں ہوتا" وہ بے زار آئی ہوئی تھی

"تو کیا ہوا، میں ہوں نا۔۔ مجھ سے تو ہوتا ہے نا" لڑکی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"میں نہیں کر سکتی" وہ مایوس تھی

رامین نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "کم آن یار۔۔ میں تمھیں سکھا دوں گی، فٹ سے ایم سی کیو کر لیا کرو گی تم" اس نے چٹکی بجائی تھی

لڑکی کے چہرے پر رونق دوڑ گئی "رئیلی"

وہ بھی مسکرائی "ہاں نا"

اس نے اپنا فون نکالا "تم مجھے اپنا نمبر دے دو، تاکہ کلاس کے بعد بھی ہم دونوں کانٹیکٹ میں رہ سکیں" وہ پرجوش ہوئی تھی

"شیور" مسکراتے ہوئے رامین اسے اپنا نمبر لکھوا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرا مسکرا کر رامین سے باتیں کر رہی تھی اور رامین اس کی کسی بات پر حیران ہوتی اور کسی پر بے زار۔پروفیسر آ گئے اور دونوں سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں۔اس نے پیچھے کو ٹیک لگالی۔ایک مطمئن سی سانس خارج کی،اس کے دل کو قرار آیا تھا۔وہ صحیح جا رہی تھی

چار بجے اکیڈمی سے نکلی تو تیمور گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا،اسے دیکھ کر سیدھا ہوا

"کیسی ہو؟"وہ مسکرایا

"ویسی کی ویسی"دروازہ کھول کر پیسنجر سیٹ پر جا بیٹھی۔

وہ بھی بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی"تیاری کیسی جا رہی ہے؟"

وہ مسکرا دی"بہت اچھی"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرایا"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے تمھارے چھوٹے سے دماغ میں کچھ بڑا پک رہا ہے"

وہ ہنس دی"ارے واہ!ٹیلی پیتھی"

وہ بھی محظوظ ہوا تھا"مطلب واقعی کچھ بڑا ہے"

"ہاں"اس نے اثبات میں سر ہلایا

"اور تم مجھے نہیں بتانے والی"اس نے پھر لڑکی کو دیکھا تھا

"میری صحبت میں رہتے رہتے تم کتنے سمجھدار ہو گئے ہو چوزو"

وہ مسکرایا تھا۔ سامنے امپوریم مال تھا۔ گاڑی پارکنگ ایریا میں پارک کر کے وہ اندر کی جانب بڑھے

"آج اتنا رحم کیسے آ گیا؟"

وہ گردن اٹھائے اسے شکی نگاہوں سے گھور رہی تھی

"کیا کروں، میرا دل بہت سخی ہے، بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا ہوں" اس نے شانے اچکائے

وہ بھی رامین تھی، اسی کی نقل اتاری "کیا کروں، بہت اچھی ہوں، کھانا کھا کر لوگوں کا دل رکھتی رہتی ہوں"

وہ اس کے نقل اتارنے پر ہنسا تھا، وہ بھی مسکرا دی

"قسم سے مجھے اس بندے پر ترس آتا ہے جو تمھاری معصوم شکل سے دھوکا کھاتا ہے"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا، پھر اس کے بازو پر ذرا سی چپت رسید کی "تم نا کسی دن مجھ سے مار کھاؤ گے"

وہ پھر ہنسا "استغفر اللہ! میرے کندھے تک تو تم آ نہیں رہی، مجھے مارو گی"

اس نے برا سا منہ بنا لیا اور دائیں جانب مڑ گئی

"ارے! کہاں جا رہی ہو؟" وہ اس کے پیچھے لپکا مگر وہ ایک میز کے گرد کرسی نکال کر بیٹھ گئی

"ہم نے اوپر جانا ہے" وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ بلا کی معصوم لگ رہی تھی "تم نے مجھے خفا کیا،اب تم مجھے آئس کریم کھلاؤ گے "اور سینے پر بازو لپیٹ کر بیٹھ گئی۔

"بیٹھی رہو،میں نہیں کھلا رہا"اور وہ آگے کو چل دیا۔

اس نے بازو میز پر پھیلائے اور سر بازوؤں پر جھکا دیا۔ویٹر اس کے پاس آیا

"ایکس کیوزمی میم!"

مگر وہ نہیں اٹھی "میم۔۔"

اس نے سر اٹھایا اور اسے گھورا "دکھ نہیں رہا آپ کو میں پریشان ہوں،کیوں ڈسٹرب کر رہے ہیں؟"

وہ ذرا سی بلند آواز میں بولی تھی

ذرا سے فاصلے پر کھڑے تیمور نے سر نفی میں ہلایا اور ماتھے پر ہاتھ پھیرا

"میم۔۔یہاں پر فری بیٹھنا الاؤ نہیں ہے"

رامین کو جیسے شاک لگا "کیا مطلب؟دو منٹ ہی بیٹھی ہوں میں،بیس روپے لے لیں "وہ کھڑی ہو گئی

"سوری میم۔۔یہ مطلب نہیں تھا میرا "وہ ذرا سا گھبرایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوا چھا۔۔"اس نے بازو سینے پر لپیٹے "آپ یہ ٹیبل چیئر گھر سے لائے ہیں۔۔دو منٹ ہی تو بیٹھی ہوں اور کیا آپ کو کسی نے نہیں سکھایا کہ ایک خوبصورت لڑکی اگر پریشان ہو تو اسے آئس کریم کھلاتے ہیں نہ کہ اس کا سر کھاتے ہیں"

ارد گرد کے سارے لوگ اسے دیکھنے لگے تھے۔

تیمور آگے بڑھا اور اسے کہنی سے تھاما، ویٹر سے مخاطب ہوا "سوری، ان کی طبیعت ذرا سی خراب ہے"

ویٹر مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ رامین کو کہنی سے تھام کر لے گیا

دور جا کر ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا "کیا کر رہی تھی تم؟"

"مجھے آئس کریم کھانی ہے"اس نے آنکھیں میچ کر زور سے پیر زمین پر پٹخا۔

"میری ماں"وہ اس کے قریب آیا اور اس کا گال کھینچا "یہ تمھاری خالہ کا گھر نہیں ہے، یہ شاپنگ مال ہے"

وہ رو دینے کو تھی "تم نے مجھے مارا"اس نے ہاتھ گال پر رکھا تھا "میں خالہ کو فون کرتی ہوں، تم نے مجھے مارا ہے"وہ اپنے بیگ سے فون نکال رہی تھی

وہ بس ایک سانس لے کر رہ گیا "اچھا آؤ۔۔آئس کریم کھلاتا ہوں" اس نے رامین کا بازو پکڑا چاہا مگر وہ جھٹ سے پیچھے ہٹی "پیار سے بولو، کہو رامین ڈارلنگ آؤ تمھیں اپنے پیسوں کی آئس کریم کھلاتا ہوں" وہ جو تھوڑی دیر پہلے رونے والی ہوئی تھی اب منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی

"کیا؟" وہ جیسے حیران ہوا تھا

"میں خالہ کو فون کرتی ہوں تم نے مجھے مارا ہے" وہ جلدی سے نمبر ملانے لگی تھی کہ اس نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا

اس نے منہ بسور لیا جیسے ابھی رونے لگی ہے "میں یہاں شور مچاتی ہوں کہ میرا شوہر مجھے مار رہا ہے" وہ پھر سے رونی صورت بنائے کھڑی تھی

"یا اللہ!" اس نے بے اختیار ماتھے کو چھوا

"پہلے بولو، رامین ڈیئر۔۔آؤ آئس کریم کھلاؤں" وہ پھر سے مسکرائی تھی

وہ عاجز آ گیا تھا "رامین" اس نے ضبط کیا "آؤ آئس کریم کھائیں"

اس نے منہ بسورا اور دوسری طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئی "تم نے رامین کے ساتھ ڈیئر نہیں بولا"

اس نے ہاتھ بالوں میں پھیرا اور ضبط سے ادھر اُدھر دیکھا

"رامین چڑیل" اس نے اسے آنکھیں پھاڑے دیکھا

"تم نے مجھے چڑیل کہا؟" وہ صدمے میں تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"رامین ڈیئر۔۔آؤ میرا خون پی لو" وہ جس طرح بولا تھا

وہ ہنس دی اور ہنستی چلی گئی۔وہ بھی ہنس دیا

"خون۔۔تمھارا" وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھکی تھی اور ہنس رہی تھی

"او مائی گاڈ" بالآخر اس کی ہنسی کنٹرول میں آئی۔

"اوکے۔۔اوکے" پھر اس نے اپنی چھوٹی پونی کو ہاتھ سے کندھے پر کیا" ویسے تو میرا موڈ نہیں ہے لیکن تم اتنے پیار سے کہہ رہے ہو تو میں آئس کریم کھا ہی لیتی ہوں، تم بھی کیا یاد کرو گے "اور چل دی

وہ بس اسے دیکھے گیا۔۔تھوڑی آگے جا کر وہ پیچھے مڑی اور اسے دیکھا، پھر انگلی سے اس کی طرف آنے کا اشارہ کیا

"فالو می" اور آگے چل دی

وہ اس کے پیچھے لپکا اور ساتھ ساتھ چلنے لگا

"ففٹی شیڈز آف رامین"

وہ گردن نفی میں ہلاتا مسکرا رہا تھا

"کچھ کہا آپ نے؟" معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

"نہیں۔۔میں تو گونگا ہوں"

Clubb of Quality Content

وہ مسکرادی

"آئی لائک گونگے بوائز" اور ہنس دی

وہ پھر سے مسکرایا۔اس نے رامین کو پہلے کبھی اتنا ہنستے نہیں دیکھا تھا

تیسرے فلور پر فوڈ کورٹ میں ایک شخص عام سے حلیے میں بیٹھا تھا۔اس نے سیاہ پینٹ سیاہ شرٹ اور سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔کلائی پر سیاہ گھڑی تھی،سفید نفیس سے بوٹ اور وہ اس حلیے میں بھی پر کشش اور سلجھا ہوا لگ رہا تھا۔دور سے رامین کو تیمور کے ساتھ آتے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔پھر مسکرایا اور سر کو خم دیا۔وہ بھی مسکرائی اور اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ساتھ ہی تیمور نے بھی کرسی کھینچی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ مسکرایا تھا

"میں ٹھیک ہوں،آپ ٹھیک ہیں؟" وہ کچھ دیر پہلے والی رامین سے بہت مختلف تھی،یہ والی رامین بلا کی سلجھی ہوئی اور معصوم لگ رہی تھی۔

اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا

"آئس کریم کے علاوہ ہم سب کھائیں گے" تیمور نے مسکراتے ہوئے مامون کو دیکھا

وہ سمجھ گیا اور سر کو خم دیا۔رامین نے تیمور کے پاؤں پر پاؤں دیا

"نہیں۔۔جو آپ کو اچھا لگے۔۔ویسے بھی گرمی بہت ہے" اس کے گال گلابی ہو رہے تھے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تیمور منہ بسورے اسے دیکھ رہا تھا

وہ بس دونوں کو دیکھ رہا تھا۔اس نے مینیو کارڈ رامین کی طرف بڑھایا

“Women’s first”

وہ مسکرائی اور کارڈ پکڑا۔وہ مینیو کارڈ دیکھ رہی تھی۔

تیمور پھر سے مسکرایا"جو آڈر کرے گا پیسے بھی وہی دے گا"

اس نے گردن گھما کر اسے دیکھا"جی بالکل،اور بیوی کا خرچہ شوہر اٹھاتا ہے"

وہ مسکرا دیا"ٹوم اینڈ جیری لائیو دیکھ رہا ہوں"اور ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھ گیا۔

تیمور مسکرایا"ہاں یہ جیری ہے"اور رامین کو دیکھا

وہ کارڈ رکھ کر بیٹھ گئی

"مامون بھائی،آپ آڈر کر لیں۔یہ مجھے ایسے ہی تنگ کرتا ہے"منہ بسور کر وہ دوسری طرف دیکھنے لگی

"تمھیں شرم آنی چاہیئے۔اتنی معصوم اور شریف بیوی ملی ہے پھر بھی تم اسے تنگ کرتے ہو۔۔میں تمھاری پاکٹ منی بند کر دوں گا اور وہ رامین کو دے دوں گا،آئی سمجھ؟"وہ بمشکل اپنی ہنسی روکے بیٹھا تھا

تیمور نے ایک نظر ساتھ بیٹھی لڑکی جو دیکھا اور منہ میں بڑبڑایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا فون بجا اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔اب بس مامون اور رامین بیٹھے تھے۔۔وہ کچھ آڈر کر رہا تھا اور وہ اسے دیکھ رہی تھی،ویٹر چلا گیا تو وہ اس سے مخاطب ہوا

"تیاری کیسی جا رہی ہے؟"

"صحیح ٹریک پر جا رہی ہے"وہ مسکرا دیا

"ایک بات پوچھوں"سوال رامین نے کیا تھا

"ہوں"

"چوزو کی کتنی گرل فرینڈز ہیں"اس کی آواز ذرا دھیمی تھی

وہ ہنس دیا"دو"

اس کی آنکھیں کھل گئیں،پھر منہ بن گیا"ہوں"

"تم کچھ کہو گی نہیں؟"اس نے ابرو اٹھائی

"نہیں"وہ اداس ہوئی تھی

"کیوں؟"

"کیونکہ۔۔"اس کا دل گھبرایا تھا،پیٹ میں گرہیں پڑی تھیں"اس نے پہلے دن ہی مجھے بتا دیا تھا وہ موقع ملتے ہی مجھے چھوڑ دے گا،پھر کسی نہ کسی سے تو شادی کرے گا نا"

وہ مسکرایا اور سر نفی میں ہلایا"بونگیاں مار رہا ہے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے پتلیاں سکیڑیں اور مامون کو دیکھا

"تیمور جیسا انسان کچھ بھی کرنے کے لیے موقع تلاش نہیں کرتا، موقع خود پیدا کر لیتا ہے۔ اسے کچھ کرنا ہو وہ فوراً کر بیٹھتا ہے، تم ابھی اسے جانتی نہیں ہو۔ تمھیں ٹیسٹ کر رہا تھا، اگر اس نے چھوڑنا ہوتا تو ساتھ نہ رکھتا"

اس کے دل کو پتہ نہیں کیوں قرار ملا تھا۔ وہ ساتھ ہوتا تھا تو اسے اچھا لگتا تھا۔

"ایسا ہی ہو" وہ مسکرائی تھی

"اس کی ٹینشن نہ لیا کرو، زیادہ تنگ کرے ایک کال ملانا، سب سیٹ کر دوں گا"

وہ ہنس دی "بالکل!"

وہ کال سن کر آ گیا "ہو گئی میری چغلی" فون جیب میں ڈالا اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

ویٹر آڈر لے آیا، مامون نے بس کافی آڈر کی تھی۔ تیمور نے برگر کی ایک بائیٹ لی اور دائیں طرف دیکھا، وہاں دو لڑکیاں کسی بات پر ہنس رہی تھی

"مینا"

اس نے گردن اس کی طرف موڑی "ہوں"

"وہ دیکھو، اس کے بال پیارے ہیں" اس نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا

"ہاں۔۔جاؤاس سے پوچھ کر آؤ کون سا شیمپو یوز کرتی ہے پھر تم بھی وہی کرنا، لمبے بالوں میں چنگیز خان لگو گے"

مامون اور رامین ایک ساتھ ہنسے تھے۔اس نے منہ بسور کر اسے دیکھا

اپنا کھانا کھا چکے تو جاتے ہوئے رامین ذرا سا مامون کے ساتھ ہوئی اور دھیمی آواز میں بولی

"اس کی گرل فرینڈز کے نام تو بتا دیں"

وہ مسکرایا"معاذ اور زرار"

اس نے بھنویں بھینچ لیں۔وہ مسکرایا

"He is loyal to you"

وہ مسکرائی،ذرا سا شرمائی،ساتھ کھڑے لڑکے کو دیکھا جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔۔اسے وہ اچھا لگا تھا۔کال ختم ہوئی اور اس نے جانے کا اشارہ کیا۔آخری بار مامون سے گلے ملا

"تم کب آؤ گے؟"سوال مامون نے کیا تھا

"میں بس اسے چھوڑ کر آیا۔۔تم میرا ویٹ کرو"

اس نے سر ہلا دیا اور وہاں سے چلا گیا۔دونوں میں اب امن تھا

وہ گزرتے ہوئے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔اس نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور اس سے مخاطب ہوا

"مینا"

"ہوں" وہ گردن اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی

ہاتھ آگے کرو۔اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا،وہ رکا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کلائی پر رومال کا ایک سرا

باندھا اور دوسرا سرا اپنی کلائی سے باندھا۔وہ ہنس دی

"بدلہ لے رہے ہو"

اس نے نفی میں سر ہلایا" تمھارا کیا بھروسہ کہاں چلی جاؤ۔۔میں تمھیں نہیں ڈھونڈ سکتا"

لڑکی نے سانس خارج کی" تم نے کہا تھا چھوڑ کر جاؤ گے،میں نے نہیں کہا تھا"

وہ مسکرایا،شانے اچکائے" میں کہوں گا کہ تم جادو گرنی ہو تو مان لو گی؟"

اس نے منہ بسور لیا" تم جادو گر" اور سر جھٹکا

دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ایک جگہ رک گئی،وہ بھی چلتے چلتے رکا" کیا ہوا؟"

"تمھارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے؟" اس نے اس کے ہاتھ کی طرف ابرو سے اشارہ کیا

"وہ۔۔" بے پرواہی سے شانے اچکائے" فٹ بال کھیلتے کھیلتے گرا تھا، صحیح ہو جائے گا"

اس نے اثبات میں سر ہلایا" پھر بھی، تمھیں کچھ لگا لینا چاہیئے تھا"

"تم ہو نا ہر وقت مرچیں لگاتی رہتی ہو" دونوں پھر سے چل رہے تھے

وہ مسکرائی" کچھ تو لگاتی ہوں نا"

وہ بھی رامین تھی، چپ نہیں رہ سکتی تھی۔ڈرائیونگ کے دوران بھی اس کی کلائی اس کے ہاتھ کے ساتھ بندھی رہی

"اب تو چھوڑ دو" وہ ہاسٹل کے باہر تھے

"ساری عمر تمھیں قیدی بنا کر رکھوں گا" اور اس نے رومال کھول دیا

وہ بھی مسکرائی "کسی نے کہا تھا کہ وہ آزاد ہے اور اسے آزادی پسند ہے" پھر ہنس دی "مجھے بھی موقع ملا میں بھی آزاد ہو جاؤں گی"

وہ مسکرایا "تم نے کہا تھا میں جادو گر ہوں، شہزادیاں جادو گر کی قید سے نہیں نکلتیں"

"وہ شہزادیاں مر چکی ہیں۔۔اب کی شہزادیاں بڑی خوددار ہیں" وہ بھی جھٹ سے بول پڑی۔

"اب کے جادو گر بھی بچے نہیں ہیں" وہ بھی تیمور تھا، چپ رہنا اس کی شان کے خلاف تھا۔

وہ ہنس دی اور ایک آخری بار اسے دیکھا اور پھر اندر چلی گئی۔وہ سیٹ سے سر لگائے اسے دیکھتا رہا پھر جب وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئی تو وہ واپس چلا گیا

وہ کمرے میں آئی تو رابیل نہیں تھی۔افیفہ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی پڑھ رہی تھی۔اسے دیکھ کر باہر ٹیرس کی طرف اشارہ کیا۔وہ بیگ رکھ کر باہر گئی، رابیل کرسی کی پشت پر سر رکھے، دونوں ٹانگیں کرسی پر رکھے باہر آتی جاتی ٹریفک کو گھور رہی تھی

"بیلی"اس نے چٹیا کی ہوئی تھی مگر اس چٹیا سے بہت سی لٹیں نکل رہی تھیں۔چند لٹیں چہرے اور بہت سی لٹیں گردن کو چھو رہی تھیں۔

وہ اس کے پاس آئی اور کرسی کے ہتھ پر بیٹھ گئی

"کھانا کھایا؟"اس نے اپنی بہن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جو کہ گرم تھا

"ہوں"دھیمی آواز۔وہ رامین کو ہی دیکھ رہی تھی

"کیا کھایا؟"

"چندا میں نے کھالیا کھانا،جو بھی کھاتی ہوں وومٹ(الٹی)ہو جاتی ہے"ایسے لگ رہا تھا وہ بس سانس لے رہی ہے۔انتہائی کمزور لگ رہی تھی

"کیوں؟"

وہ آہستہ سے پلکیں جھپکا رہی تھی

"میں امی کو فون کرتی ہوں،حاشر بھائی کو بھیجیں۔تم گھر چلی جاؤ"

وہ اٹھنے لگی تو رابیل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا"نہیں۔۔ابھی یہاں رہنا ہے مجھے"

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔پھر رابیل نے خاموشی توڑی"اتنی دیر کر دی تم نے"

"ہوں۔۔چوزو کے ساتھ ڈنر کیا ہے،پھر وہ چلا گیا۔میں نے تمھیں میسج کر دیا تھا کہ پریشان نہیں ہونا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے اثبات میں سر ہلایا"کوئی پین کلر لادو۔۔میرا سر پھٹ رہا ہے"اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں

"کھانا کھائے بغیر میڈیسن کیسے لو گی؟"وہ پریشان ہوئی تھی

"لے لوں گی۔۔بس مجھے لادو۔۔بہت درد ہے"وہ دھیمی آواز میں آہستہ سا بول رہی تھی۔

اسے اپنی بہن پر بے پناہ ترس آیا تھا۔وہ کیا تھی اور کیا ہو گئی تھی۔ابھی چند دن پہلے کی بات ہے وہ ارسل کے نام سے شرماتی تھی،بلش کرتی اور مسکراتی تھی اور اب اس شخص کا نام اسے سر درد،پیٹ درد اور دل کا درد دے کر گیا تھا۔محبت ایسی ہوتی ہے کیا؟اس نے سر جھٹکا اور اندر چلی گئی۔

ایک ہفتہ بعد:

عصر کے بعد جب افیفہ ہاسٹل واپس آئی تو رابیل کمرے میں نہیں تھی۔وہ جلدی سے ٹیرس میں گئی، پھر نیچے کو بھاگی مگر وہ کہیں نہیں تھی۔اس کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔ایک آخری جگہ چھت تھی اور وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر بڑھی تو وہ ایک دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی آسمان کو گھورے جا رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور بڑھ کر اس سے گلے لگی

"میں تو ڈر گئی تھی بیلی"وہ اس ک چہرہ دیکھ رہی تھی جو تکان زدہ تھا

"تمھیں لگا میں مر نہ گئی ہوں"اس نے اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے بولی تھی۔

افیفہ بس اسے دیکھتی رہ گئی

"بیلی "اس نے رابیل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا" واپس آجاؤ۔۔ ہمیں تم پہلے والی زیادہ اچھی لگتی ہو"

اس نے کچھ نہیں کہا اور فرش پر بیٹھ گئی، وہ اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔اس نے بیٹھے بیٹھے رونا شروع کر دیا مگر افیفہ نے اسے چپ نہیں کروایا

"فیفی۔۔اسے بولو واپس آجائے۔ میرے ساتھ یوں نہ کرے۔ میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے۔ وہ میرے ساتھ ایسے نہ کرے۔ وہ میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتا ہے؟ ایک ہفتہ دو دن ہو گئے مگر اس کا ایک میسج نہیں آیا، ایک کال نہیں آئی۔ کیا وہ مجھے بھول گیا؟ میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا جو اس نے میرے ساتھ یہ کیا؟" پھر خاموش ہوئی۔ آنسو پونچھے "فیفی، میرے ساتھ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ میں نے کوشش کی ہے خوش رہنے کی مگر مجھ سے آئینہ نہیں دیکھا جاتا، میں آئینہ دیکھتی ہوں تو مجھے اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ میں نے کوشش کی ہے آگے بڑھنے کی مگر اس کی یادیں اس کی باتیں اس کا چہرہ اس کا مسکرانا میری تعریف کرنا مجھے روک لیتا ہے" وہ پھر سے رو رہی تھی "فیفی، کتابوں میں تو لڑکیاں اتنی بہادر ہوتی ہیں۔ دل ٹوٹ جاتا ہے تو نئے سرے سے بن کر آجاتی ہیں۔ انھیں خود سے محبت ہو جاتی ہے اور وہ دنیا پر راج کرتی ہیں مگر میں نے ایک شخص پر اپنی ساری توانائی لگا دی ہے۔ میرے پاس اور انرجی نہیں ہے کہ میں خود کو دوبارہ سے بنا سکوں، ایک بار محبت کرنے کے بعد میرے اندر وہ ہمت ختم ہو گئی ہے کہ میں دوبارہ کبھی بھی محبت کروں یہاں تک کہ خود سے بھی۔

اب میں کوشش کرتی ہوں نافیفی تو میرے پیٹ میں اتنا درد ہوتا ہے میں مرنے والی ہو جاتی ہوں مگر میں نہیں مرتی، میرے سر میں ہتھوڑے لگتے ہیں اور میرا دل اداس ہوتا ہے۔ میں کسی اور کا سوچوں تو میرا دم گھٹنے لگتا ہے میرے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں۔۔ میں کیا کروں فیفی کہاں جاؤں؟ اسے مجھے نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا۔ ایسے کسی کے دل کو نہیں توڑتے، ایسے کسی کی زندگی کو نہیں ویران کرتے"

اس نے اپنا سر افیفہ کی گود میں رکھا تھا۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرے جا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے مگر وہ روئے جا رہی تھی

"فیفی میں آگے کیسے بڑھوں؟ میرے دل میں درد ہوتا ہے۔ میری روح تک زخمی ہو چکی ہے۔ میرے پیروں سے خون نکل رہا ہے میں نہیں چل پاؤں گی۔ آگے بڑھنا بہت مشکل ہے میں نہیں بڑھ سکتی۔۔ میں بہت کمزور ہوں فیفی، میں بہادر نہیں ہوں۔ میرے ساتھ یہ سب نہیں ہو سکتا۔۔ میں نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا" اس کی گود گیلی ہو چکی تھی مگر رابیل روئے جا رہی تھی

"بس کرو دو بیلی، اب آرام کرو۔۔ سو جاؤ۔۔ تم تھک گئی ہو" اس نے اس کے کان کے قریب جا کر سرگوشی کی تھی

وہ خاموش ہو گئی اور گہری سانسیں لینے لگی۔ پھر آنکھیں بند کیے سو گئی۔ کتنے گھنٹے گزرے نہیں پتہ مگر وہ رابیل کا سر گود میں رکھے بیٹھی رہی۔ مغرب کے بعد کہیں جا کر اس کی آنکھ کھلی تو وہ ایک جھٹکے

سے اٹھ بیٹھی۔وہ سوجھے پپوٹے لیے اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا تھا اور آگے کو جھکی تھی،آنکھیں زور سے میچ لیں

"بیلی،تم ٹھیک ہو؟"اس نے رابیل کو کندھے سے تھاما تھا

مگر وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں تھی بس پیٹ پر ہاتھ رکھے آگے کو جھکی تھی۔۔اس کی رنگت زرد پڑتی جا رہی تھی،اس نے آنکھیں کھولیں تو زمین گھوم کر رہ گئی،اس کے بعد اسے صرف اندھیرا نظر آیا تھا۔محبت میں اندھے ہونے کے بعد جب اسے ہوش آیا تھا تو وہ اس اندھیرے کی اتنی عادی ہو چکی تھی کہ باہر کی روشنی اسے خوفزدہ کر رہی تھی۔وہ روشنی کے ہوتے ابھی بھی اندھیرے ڈھونڈ رہی تھی۔وہ اپنی قید کی اس قدر عادی تھی کہ آزاد ہونے پر قید کا سوگ منا رہی تھی۔قید کے عادی آزادی کو پنجرہ سمجھتے ہیں اور آزاد ہوتے ہی قید کی طرف بھاگتے ہیں مگر آزادی جنھیں چن لے سو چن لے۔

اسے جب ہوش آیا تو وہ ہاسپٹل کے سفید کمرے میں سفید بستر پر پڑی سفید دیواروں کو گھور رہی تھی۔اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر ایک سوئی پیوست تھی اور اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ایسے جیسے کوئی مسلسل اس کے سر کو دیوار سے مار رہا ہے یا پھر کوئی بھاری وزنی شے اس کے سر پر لگ رہی ہے جو اس کے سر کو کھول کے رکھ دے گی مگر درد پورے سر میں نہیں تھا،درد تھا آدھے سر کا جو پوری رابیل کو کھا رہا تھا۔۔اس نے افیفہ کو دیکھا اور پھر بولی

"فیفی،ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔اسے کہو مجھے سر درد کی کوئی میڈیسن دے" وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی

"بیلی وہ ابھی چیک کر کے گئے ہیں۔۔تم آرام کرو" اس نے اسے کندھے سے تھاما مگر اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔وہ عجیب نظروں سے رامین اور افیفہ کو دیکھ رہی تھی۔اس نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے ڈرپ نوچ کر اتاری،خون نکلنے لگا تھا

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟" افیفہ نے اسے روکنا چاہا مگر وہ کسی کی نہیں سن رہی تھی

"میرے سر میں درد ہے۔۔ڈاکٹر کو بلاؤ" وہ چلائی تھی

نرس کمرے میں بھاگتی ہوئی آئی تھی۔رابیل کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھی "آپ لیٹ جائیں"

"مجھے سر درد کی دوا دو۔۔میرا سر پھٹ رہا ہے" اس کی آنکھیں گلابی دیں

وہ باہر جانے لگی تھی کہ افیفہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا "نرس گئی ہے ڈاکٹر کو بلانے۔۔تم بیٹھ جاؤ"

"میرے سر میں درد ہے۔اگر مجھے دوائی نہ ملی تو میرا سر پھٹ جائے گا۔۔میں مر جاؤں گی۔۔مجھے سر درد کی دوا دو"

وہ چلائی تھی۔اس کی آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں اور وہ جیسے حواس باختہ ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر آ گیا اور اس کی طرف بڑھا۔۔وہ اس کے سامنے کھڑی تھی "مجھے کوئی میڈیسن دے دیں پلیز ۔۔میرے سر میں بہت درد ہے۔۔اتنا درد کہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا" وہ رو دی

"آپ بیٹھیں۔۔میں دیکھتا ہوں" وہ جلدی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"کہاں درد ہے آپ کو؟" وہ اس سے بڑے تحمل سے پوچھ رہا تھا

اس نے آدھے دائیں سر پر ہاتھ رکھا۔ وہ سمجھ گیا اور اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔ نرس کو صفحے پر کچھ لکھ کر دیا اور وہ باہر چلی گئی۔ اس کے ہاتھ کی پشت سے ابھی بھی خون بہہ رہا تھا مگر وہ ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی

ڈاکٹر اسے غور سے دیکھ رہا تھا "یہ درد کب سے ہے؟"

رابیل نے ایک نظر افیفہ کو دیکھا "یہ" اس نے تھوک نگلا "بہت دن سے"

اس نے سمجھ کر سر ہلا دیا

"پلیز کوئی میڈیسن دیں یہ ختم ہو جائے" وہ جیسے منت کر رہی تھی۔

نرس انجیکشن لے کر آئی تھی اور سوئی اس نے بازو میں پیوست کی، ڈاکٹر اسے دوبارہ ڈرپ لگا رہا تھا مگر وہ بار بار اس لڑکی کو دیکھتا جس کی آنکھیں سرخ تھیں، رنگت زرد، بال بکھرے اور ہاتھ کانپ رہے تھے

"میں ٹھیک ہو جاؤں گی نا؟" اس نے ڈاکٹر سے سوال کیا تھا

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر ایک اور انجیکشن لگایا اور اسے لیٹنے کو کہا مگر وہ بیٹھی رہی

"آپ آرام کریں" اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا مگر وہ پھر نہیں لیٹی۔ وہ ایک سانس لے کر رہ گیا

"آپ ان کی کیا لگتی ہیں؟" سوال افیفہ سے تھا

"میں ان کی دوست ہوں"

رامین آگے بڑھی "اور میں سسٹر!"

"ان کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔یہ ڈپریشن کی طرف جا رہی ہیں۔انھیں کاؤنسلنگ کی ضرورت ہے"

اور وہ وہاں سے چلا گیا۔رامین اس کی طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ تھاما۔وہ اب بھی کانپ رہا تھا مگر اسے احساس نہیں تھا کہ اس کا ہاتھ کانپ رہا ہے۔

اس نے غور سے اس لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں مگر وہ پھر بھی اپنی دائیں ٹانگ ہلائے جا رہی تھی

"امی" وہ رامین کو نیم کھلی آنکھوں سے کچھ کہہ رہی تھی "امی سے کہنا اشعر سے بات کرائیں میری۔۔کتنے دن ہو گئے اس نے مجھ سے بات ہی نہیں کی،وہ مجھے کیسے بھول سکتا ہے،وہ مجھے کیسے چھوڑ سکتا ہے؟"آنسو آنکھ کی قید سے آزاد ہوا"میں ابھی اسے کال کر کے بات کرتی ہوں،اسے نہیں پتہ اس کی بہن ٹھیک نہیں ہے اور وہ آیا نہیں"

وہ جیسے سو رہی تھی۔پھر لیٹ گئی اور سو گئی۔ہسپتال کا کمرہ اب خاموش تھا

رامین کی اس لڑکی کے ساتھ اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔ لیکچر ختم ہو جاتا مگر اس لڑکی کی رامین سے باتیں ختم نہیں ہوتی تھیں۔ وہ تو جیسے مینا کی گرویدہ تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ دونوں پڑھتی نہیں تھیں بلکہ پڑھتے پڑھتے باتیں کرتی تھیں۔ آج جمعہ تھا اور دوپہر میں نماز جمعہ کے وقت دونوں بنچ پر بیٹھیں فرائز کھا رہی تھیں۔

"تمھیں بہت اچھی فنر کس آتی ہے۔ آئی ایم انسپائرڈ" ساتھ بیٹھی لڑکی رامین کی تعریف کر رہی تھی وہ مسکرا دی "آئی نو" پھر گلا کھنکھارا "صبور! اس سنڈے کیا ایکٹیویٹیز ہیں تمھاری؟"

اس نے سوچا "کچھ خاص نہیں، دوپہر میں گھر میں ہی ہوں، شام میں شوٹنگ کلب اور رات کو فرینڈز کے ساتھ"

"اوہ شوٹنگ کلب" اس نے حیران ہونے کی اداکاری کی

"ہاں" وہ مسکرائی

"تم ایک اچھی شوٹر ہو؟" وہ ساتھ ساتھ فرائز کھا رہی تھی

"ہاں۔۔ان فیکٹ سب دوستوں میں سے سب سے اچھی" وہ فخر سے بتا رہی تھی

"اوہ" پھر مسکرائی "مجھے بھی شوٹنگ پسند ہے مگر کبھی سیکھی نہیں" شانے اچکائے

"کوئی بات نہیں۔ میں سکھا دوں گی" اس نے فوراً پیشکش کر دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رامین ہنس دی "ارے" پھر منہ بنایا "لیکن سیشن ختم ہوتے ہی میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔ شوٹنگ کلب کی ممبر شپ نہیں لے سکوں گی"

لڑکی مسکرائی "آج تم میرے ساتھ شوٹنگ کلب چلنا، میں تمھیں ایک ہفتے میں سب سکھادوں گی۔ ممبر شپ کی بھی فکر مت کرو"

اور یہ رامین نے گرم لوہے پر ضرب لگائی تھی، وہ مسکرادی

"میں اپنی آپی کو میسج کردوں، دیر ہو جائے گی نا"

وہ اندر کی طرف بڑھی، دل کیا ابھی ناچنا شروع کردے۔ وہ بہت خوش تھی، موبائل نکالا اور رابیل کو میسج کردیا۔ ایک سانس خارج کی مگر خوشی اندر سے نکل نکل پڑ رہی تھی

"فنر کس کے بدلے ایک نیا ہنر، شوٹنگ" اس نے پونی کو ہاتھ سے آگے کیا اور مسکرادی۔

پھر باہر کی طرف بڑھی۔ اس کے تو قدم زمین پر نہیں ٹک رہے تھے، وہ تو آسمان پر تھی

رات کو رابیل کی طبیعت کچھ ٹھیک تھی۔ بیڈ پر نیم دراز سی پڑی تھی اور وڈیو کال پر فرحت سے بات کر رہی تھی۔ ساتھ ہی گلشن آرا بھی بیٹھی تھیں

"اتنی سی شکل نکل آئی ہے دو دنوں میں۔۔ کچھ کھاتی پیتی نہیں ہو، فون دینا ذرا مینو کو" وہ دھیما سا مسکرائی

"نہیں امی، کھاتی ہوں۔بس ایسے ہی ابھی پیپرز ہوئے ہیں نا تو تھک گئی ہوں"اس نے جمائی لی جیسے نیند آرہی تھی

"میں کل حاشر کو بھیجنے لگی ہوں، تم آجاؤ۔مینا خود ہی افیفہ کے ساتھ آجائے گی"پیچھے صوفے پر بیٹھا اشعر نظر آرہا تھا

"امی ہم آجائیں گے۔ایک دو کام پڑے ہیں وہ کر کے آجاؤں گی اور اب تو میں ٹھیک ہوں"وہ ذرا سا پیچھے کو سرک گئی، تکیہ کمر کے پیچھے صحیح کیا

"امی اشعر سے بات کروائیں"

انھوں نے فون اشعر کو دیا۔وہ کیمرے میں اپنے بال ٹھیک کرتے مسکرا رہا تھا"کیسی ہو آپی؟"

اس کی آنکھیں اس کے بابا جیسی تھیں"بھوری"اور مسکراتی ہوئیں

"میں اچھی ہوں۔تمھاری تیاری کیسی جارہی؟"

اس نے ایک سانس خارج کی"ابھی تک تو اچھی ہے، آگے کا پتہ نہیں"

"یہ مینا کی بچی پاس ہے تو اس سے پوچھنا ذرا، میں کوئی نوٹس منگواؤں یا کوئی سوال پوچھوں تو جواب کیوں نہیں دیتی؟"وہ غصہ کر رہا تھا

پیچھے سے مینا آگئی"تمھیں بھی کہا تھا میرے ساتھ آجاؤ۔۔مل کر تیاری کرتے ہیں مگر نہیں، تم تو آئینسٹائن ہو نا"

"یہ جیلس ہو رہی ہے کہ کہیں میں اس سے زیادہ نمبر نہ لے لوں" وہ دونوں جڑواں بہن بھائی تھے اور دونوں ایک ساتھ ایم ڈی کیٹ کی تیاری کر رہے تھے۔ مینا نے ضد لگائی تھی کہ لاہور سے تیاری کرے گی مگر اشعر اپنی اکیڈمی پر ہی راضی تھا۔

'اچھا اچھا۔۔اشو تم مجھے میسج کر دیا کرو، میں پوچھ کر بتا دوں گی"

رابیل نے سارا معاملہ ٹھیک کر دیا۔ مینا نے سر جھٹکا اور وہاں سے چلی گئی۔

وہ پھر کچھ بتا رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے سن رہی تھی۔ اسے نیند آ رہی تھی مگر اشعر بات کر رہا تھا اور اسے سننی تھی۔ پھر فرحت پیچھے سے آئیں اور اس سے فون لے لیا

"سارے جہاں کی خبریں دینی ہوتی ہیں۔۔تم بھی سو جاؤ اب اور دودھ پی کر سونا۔۔ مینو کہاں ہے؟" وہ کچن میں کھڑیں چائے بنا رہی تھیں

"وہ باہر پڑھ رہی ہے" اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی

ایک دو باتیں اور کرنے کے بعد اس نے فون ایک طرف رکھ دیا اور پھر لحاف میں کھسک گئی۔

آج نیا دن تھا۔ سورج آج کوئی خاص نہیں نکلا تھا۔ ویرانی اور اداسی تھی۔ وہ یونیورسٹی گئی تھی مگر پھر دل خراب ہونے لگا تو افیفہ کو میسج کر کے وہ یونیورسٹی سے نکلی۔ اسے فارمیسی سے اپنی دوائی بھی لینی تھی۔ ایک جگہ رک کر اس نے رکشے کا کرایہ دیا اور فارمیسی میں داخل ہوئی۔ دوائی لی اور باہر کی

جانب بڑھی۔چار بج چکے تھے اور عصر کی اذان ہونے والی تھی۔اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا اب اس کے پیٹ میں درد ہونے لگا تھا۔دکانوں کے پاس سے چلتی ایک جگہ رکی۔سوچا کیا کھائے مگر دل تھا کہ کسی بات پر راضی نہیں تھا۔اس نے رخ موڑ لیا اور سڑک کراس کرنے لگی۔گزرتی گاڑیوں کو دیکھتی اس کی نظر دوسری طرف تھی۔دور ایک سفید گاڑی کے پاس ایک شخص کھڑا تھا جسے دیکھ کر اس کا تنفس بڑھ گیا۔دل بے اختیار دھڑکا تھا،اس نے تھوک نگلا اور جلدی جلدی سڑک کراس کی اور دوسری جانب ایک بیکری کے پاس آ کھڑی ہوئی۔وہ اس شخص کے پیچھے کھڑی تھی جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا

"ارسل"اس کے لب کپکپائے۔لڑکے نے مڑ کر دیکھا اور کال کاٹ دی۔

وہ بس نم آنکھیں لیے اسے دیکھتی رہی۔ہاتھ کانپ رہے تھے،پیٹ میں گرہیں پڑنے لگی تھیں اور اس کا دل تو جیسے آج ساری پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔پاس سے گزرتی گاڑیوں کا شور تھا مگر وہ بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی

اس شخص نے اسے سر سے پیر تک دیکھا اور پھر رخ موڑ لیا۔اس کے دل کو کسی نے پوری قوت سے دبایا تھا

"ارسل"وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی،تم جاؤ یہاں سے رابیل"وہ غصے اور بے زاری سے بولا تھا

وہ سہم کر پیچھے ہوئی۔ نم سانس اندر کھینچی

"تم مجھ سے خفا ہو؟" وہ بولی تو آواز کانپ رہی تھی

"تمھارے اور میرے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے کہ میں تم سے خفا ہوں" وہ دباد باسا غرایا تھا

زخمی دل پھر سے ٹوٹا تھا۔ زخم پر ایک اور وار کیا گیا تھا۔

"ایسے مت بولو، میرا کیا قصور ہے اس سب میں" وہ پھر سے رو دینے کو تھی

"یار تم پاگل ہو؟" وہ چلایا تھا۔ وہ ایک دم چپ ہو گئی "تمھاری عقل کام نہیں کرتی۔ میں بکواس کر رہا ہوں کہ مجھے تمھارے ساتھ نہیں رہنا، جان چھوڑ دو میری تم پھر میرے پیچھے پڑی ہو" اس کی آنکھوں میں غصہ تھا، تیش اور غضب۔

وہ خاموش ہو گئی۔ صدمے اور شاک سے اسے دیکھتی رہی

"ارسل۔۔"

وہ کچھ بولنے والی تھی مگر بیکری سے ایک لڑکی باہر آئی اور ارسل کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔ رابیل اسے جانتی تھی وہ اس کی فیلو تھی۔

"کیا ہو رہا ہے؟" اس نے ارسل کے بازو میں بازو ڈالا۔

وہ بس دیکھتی رہ گئی۔ اور کتنے وار باقی ہیں۔ ٹوٹے دل سے اور کیا نکلنا باقی تھا۔ محبت، مان، بھروسہ۔۔ سب کا قتل ایک ساتھ ہوا تھا اور خون بہنے لگا تھا جس کے اثرات اس کی گلابی آنکھوں میں تھے۔ وہ

کسی اور کا ہو چکا تھا اور وہ بس دیکھتی رہ گئی۔اسے لگا کہ ابھی چکر آئے گا وہ گر جائے گی،ابھی اس کا دل پھٹ جائے گا اور وہ مر جائے گا مگر کچھ نہیں ہوا۔ارسل نے لڑکی کا ہاتھ تھاما اور پیسنجر سیٹ کی طرف لے کر بڑھا۔پھر اس کے لیے دروازہ کھولا اور پاس کھڑی رابیل کو نظر انداز کیا۔گاڑی سٹارٹ کی اور وہاں سے چلا گیا۔وہ بس دیکھتی رہ گئی،وہ آیا اور چلا گیا۔رابیل کہیں نہیں تھی،رابیل نے محبت میں قربانی نہیں دی تھی بلکہ وہ تو خود ہی قربان ہو چکی تھی۔اس نے ارسل سے زیادہ،ارسل سے آگے کچھ نہیں سوچا تھا۔اس کی خوشیاں اس کے غم اس کی سوچ اس تک محدود تھی۔چھے سال کوئی مذاق نہیں ہوتے۔وہ اس کی ذات کا مرکز رہا تھا۔وہ لاہور آتا تھا تو وہ اسلام آباد بھول جاتی تھی۔اسے لاہور اچھا لگتا تھا مگر وہ چلا گیا۔وہ آگے بڑھ گیا اور رابیل کہیں بہت پیچھے رہ گئی۔رابیل مٹی کا ڈھیر خاک بن کر رہ گئی اور وہ پتھر کی مورت تھا جس سے ٹکرا کر وہ ریزہ ریزہ ہوئی تھی۔وہ سامنے آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔یہ وہی لاہور تھا جسے وہ ارسل کے آنے پر گلشن تصور کرتی تھی

مگر وقت ایک سا نہیں رہتا

انسان ایک سا نہیں رہتا

جگہیں بدل جاتی ہیں

جذبات کے بدلنے سے

وقت کے پھرنے سے

جو لاہور کل کو آباد لگتا تھا

وہ لاہور آج ویران تھا

وہ لاہور آج زندان تھا۔

وہ ایک دو قدم چلی اور پھر بیکریز اور مختلف کیفے ز کے سامنے فٹ پاتھ پر بیٹھ گئی۔ کتنے لوگ آئے کتنے گئے، شام کیسے ڈھلی، کتنی بار لال بتی جلی اور گاڑیاں رکیں۔۔اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔

اسے ہوش تب آیا جب اس کے پرس میں پڑا فون بجا۔اس نے مرے مرے ہاتھوں سے پرس سے فون نکالا اور کان سے لگایا

"کہاں پر ہو بیلی؟" افیفہ پریشان تھی

"میں۔۔" اس نے بھنویں بھینچیں (کہاں تھی؟)

پھر بولی "آ رہی ہوں"

اور کال کاٹ دی۔وہ اٹھی اور آگے کو چلنے لگی۔پاس کسی مسجد میں عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔

چند منٹ کی واک کے بعد اسے واقعی محسوس ہونے لگا تھا کہ پیٹ میں معدہ نام کا کوئی عضو ہے جو کہ اب جاگ چکا ہے اور کچھ مانگ رہا ہے۔ایک قریبی ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی اور کھڑکی کے ساتھ خالی میز کے گرد ایک کرسی نکالی اور اس پر بیٹھ گئی۔باہر کے شور سے تھوڑی سی پناہ ملی تھی۔اس نے اپنا پرس نیچے رکھا اور پھر ادھر اُدھر دیکھا۔کھانے کی خوشبو ہر سو پھیلی ہوئی تھی، طرح طرح کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لوگ تھے۔اس نے نظر اپنی میز پر ڈالی اور مینیو کارڈ پکڑا۔ویٹر آڈر لینے اس کے ساتھ کھڑا تھا۔وہ مینا جیسی نہیں تھی کہ پریشان ہو تو بھوک لگے۔اس نے چائے کا آڈر دے دیا اور ساتھ براؤنی۔پورے گھر میں صرف اشعر اور رابیل تھے جنھیں چاکلیٹ حد سے زیادہ پسند تھی۔اس نے آڈر دے تو دیا مگر ابھی بھی کھانے کا کچھ دل نہیں تھا۔وہ تھک چکی تھی،رو رو کر بھی اور سوسو کر بھی۔پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی اور خاموشی سے سامنے والی میز پر بیٹھے کپل کو دیکھنے لگی۔کبھی ایسے وہ اور ارسل بھی بیٹھا کرتے تھے۔وہ بس خاموش آنکھوں اور زخمی دل سے انھیں دیکھتی رہی۔ویٹر نے چائے کا کپ لا کر رکھا اور ساتھ براؤنی بھی۔اس نے پلیٹ ایک طرف سرکائی تو بہت سے ٹشو ایک ساتھ زمین پر گرے۔

"سوری میم" وہ جھکا اور ٹشو پکڑ کر میز پر رکھ دیے۔

وہ خاموش رہی۔ویٹر چلا گیا اور وہ کبھی چائے کو دیکھ رہی تھی کبھی براؤنی کو۔چمچ پکڑا اور تھوڑی سی براؤنی کاٹی۔منہ میں رکھی اور جیسے ایک دم سے کئی دن بعد دماغ ذرا سا جاگا تھا مگر دل تھا کہ عجیب ضد پر اڑا تھا۔پیچھے کسی قسم کا شور ابھرا تھا۔شاید کوئی جھگڑا ہوا تھا یا کوئی اونچی اونچی کسی کو حکم دے رہا تھا۔اس نے چائے کا کپ پکڑا اور لبوں کو لگایا۔

"تلاشی لو سب کی" آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔پیچھے پولیس تھی اور ایک ایک میز پر جا کر تلاشی لی جا رہی تھی۔ویٹرز اپنی جگہ جامد تھے،ماحول ایک دم سے بدل گیا تھا۔اس نے ابرو بھینچیں "کس چیز کی تلاشی؟"

اس نے گردن آگے کو موڑلی اور پھر چمچ سے براؤنی کاٹی اور منہ میں رکھی۔

سب کی تلاشی لی جارہی تھی مطلب رابیل کی تلاشی بھی ہو گی۔اس کے پرس میں پڑا فون بج رہا تھا۔

جھک کر اس نے پرس میں جھانکا مگر پرس میں فون کے ساتھ کچھ اور بھی تھا۔اسے جیسے کرنٹ لگا تھا۔اس نے ایک تھوک نگلا اور پرس اٹھایا، فون مسلسل بج رہا تھا۔اندر تین چھوٹی چھوٹی پڑیاں تھیں۔سفید پڑیاں جن سے سفید سا پاؤڈر جھلک رہا تھا۔اب اتنی تو وہ عقل مند تھی کہ سمجھ جائے یہ کیا ہے؟اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا، کئی دنوں بعد آج خون گردش میں آیا تھا، دماغ نے آج کام کرنا شروع کیا تھا

"رابیل۔۔کچھ کرو" دماغ نے فوراً سے الارم بجایا۔

"ایسا کرو یہ پولیس کو دے دو۔کہنا تمھارے پرس میں تھی تمھیں نہیں پتہ کہاں سے آئی" دل نے مشورہ دیا تھا

پانچویں میز پر ایک لڑکی کے پرس سے بھی ایسی ہی دو پڑیاں نکلی تھیں اور وہ چلا چلا کر اپنی بے گناہی کی صدا لگا رہی تھی مگر اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں لگائی جارہی تھیں

"نہیں رابیل، تم جیل چلی جاؤ گی" دماغ نے دل کی نفی کی تھی

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور وہ چوکنا سی ہو کر بیٹھی تھی

"ایسا کرو اسے کہیں چھپا دو یا پھر چائے میں ملا دو" دل نے ایک اور مشورہ دیا

مگر جہاں دماغ کا کام ہو دل کو چاہیئے کہ وہ چپ رہے۔اس نے اپنے بیگ میں پڑے پاؤڈر ملک کے پیکٹ نکالے،وہ ایک شاپر میں تھے۔اس نے جلدی سے انھیں بیگ میں پھینکا اور خالی شاپر کو دو حصوں میں پھاڑ دیا۔پھر تینوں پڑیاں اس شاپر میں اچھے سے لپیٹ کر گرہ لگا دی اور وہ گرہ لگا ہوا موٹا سا شاپر اس نے چائے کے کپ میں ڈال دیا مگر چائے پوری اوپر تک بھر چکی تھی۔اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا اور دو گھونٹ بھرے،چائے گرم تھی منہ بھی جیسے جل گیا مگر اسے اپنے ساتھ لیڈی پولیس آفیسر کھڑی نظر آئی

اس کا دل منہ کو آ گیا۔وہ رابیل کی تلاشی لے رہی تھی۔اس کا پرس دیکھا۔جو کچھ پرس میں تھا سب ٹیبل پر الٹ دیا اور ایک نظر اس لڑکی پر ڈالی جس نے لمبی سی پونی کر رکھی تھی۔سیاہ فریم والے چشمے کے پیچھے روئی روئی سی آنکھیں۔اس نے گلابی قمیض اور نیچے نیلی پینٹ پہن رکھی تھی۔رابیل جیسے کانپ رہی تھی،دل سینہ پھاڑنے والا تھا دماغ جواب دے چکا تھا اور لیڈی پولیس اہلکار آگے بڑھ گئی۔

اس نے ایک سانس خارج کی اور دوبارہ بیٹھ گئی۔

اس نے ارد گرد دیکھا اور چمچ پکڑ لیا مگر ہاتھ اس قدر کانپ رہے تھے کہ کوئی دیکھ لیتا تو ڈر گز ملتے نہ ملتے اسے اس کے خوف کے سبب لے جاتا۔پندرہ منٹ بعد پولیس چلی گئی اور اس نے جلدی سے کپ سے وہ شاپر نکالا،ٹشو میں لپیٹا اور اسے اپنی پینٹ کی جیب میں ڈال لیا۔اس نے پیسے میز پر رکھے اور جلدی سے وہاں سے بھاگنے کی صورت میں نکلی۔شیشے کا دروازہ کھولا اور وہ باہر نکل آئی۔اسے لگا

تھا مصیبت ختم مگر لگنے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے۔ایک لڑکا جس نے سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی اور گھنگریالے بال تھے،اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا۔

وہ پیچھے ہوئی تو کسی سے ٹکرائی۔ پیچھے بھی سیاہ جیکٹ والا لڑکا کھڑا تھا۔وہ خوفزدہ ہوئی تھی

"جی؟"اس کی آواز کانپی

"بی بی۔۔مال دو"پیچھے والا لڑکا بولا

"کک۔۔کیا؟"اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

اس نے رابیل کا بازو مروڑا، پیچھے کمر سے بازو لگائے وہ اس کے کان میں بولا"ہمارا مال دو ورنہ یہیں گاڑھ دیں گے"ارد گرد گاڑیاں تھیں۔آتے جاتے لوگ بھی تھے مگر ان پر کوئی توجہ نہیں کر رہا تھا

رابیل کراہی"اچھا دیتی ہوں"

اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور وہ گاڑی کی ڈگی سے آ لگی۔ پھر پرس کھولنے لگی۔دونوں لڑکے اس کے پرس کو ہی دیکھ رہے تھے۔اس نے اچانک پرس ساتھ والے کے منہ پر دے مارا اور وہاں سے بھاگ گئی۔اب وہ آگے تھی اور دونوں لڑکے اس کے پیچھے۔وہ بھرے بازار میں بھاگتی جا رہی تھی۔ کبھی کسی سے ٹکراتی کبھی کسی سے۔ایک ریسٹورنٹ کی بیک سائیڈ پر وہ چھپ گئی،سانس پھولی ہوئی تھی اور وہ کانپ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دونوں اسی جگہ آ پہنچے۔وہاں خاموشی تھی،سامنے ایک بوڑھا درخت تھااور اس گلی میں زرد سی روشنی تھی۔گلی بلا کی گندی تھی۔کوڑے کے ڈھیر اور بدبودار گلی۔وہ جس دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی شاید وہ کوئی حمام تھا۔پیچھے سے ایک چوہا نکلااور رابیل کی چیخ نکل گئی۔دونوں نے بیک وقت اسے دیکھا،وہ پھر سے بھاگنے کو تھی مگر لڑکے نے اسے کلائی سے پکڑااور ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کیا۔ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر رسید کیا۔وہ ایک طرف جا گری۔اسے اب ہوش آیا تھا، آنکھیں تواب کھلی تھیں،اس کا ہونٹ پھٹا تھااور ناک سے بھی خون نکل رہا تھا

لڑکا اس کے سر پر کھڑا تھا،اس نے رابیل کو بالوں سے پکڑااور چلایا

"کہا تھانامال دے تو دے دیتی۔۔بے موت ماری جائے گی"اور اسے چھوڑ دیا۔

وہ رو رہی تھی،اس کے سر میں پھر سے درد اٹھا تھا۔دوسرا لڑکا عین اس کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا

"اتنی پیاری ہو،مارنے کو بھی دل نہیں کرتا"وہ پیچھے ہوتی چلی گئی،اسے خوف آرہا تھا"کیوں نہ ہم تمھیں اپنے ساتھ لے جائیں۔۔ہمارے لیے کام کرو"وہ ہنسا تھا۔وہ گلا پھاڑ کر ہنسا تھا۔

وہ پیچھے ہوتی چلی گئی۔ہاتھوں سے محسوس کر سکتی تھی کہ پیچھے مٹی ہے،اینٹیں بھی۔دماغ کی یہی بات اچھی ہے کہ یہ کام بہت اچھا کرتا ہے۔یہاں تک کہ وہ جب اس کے قریب آیا تو اس نے مٹی اس کی آنکھوں میں پھینکی اور پیچھے سے اینٹ اٹھا کر اس کے سر پر ماری۔دوسرا اس کے قریب آیا مگر رابیل نے اس کے سر پر بھی اینٹ دے ماری۔ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور پاس پڑا ٹوٹا بلا پکڑااور اس کی

کمر میں مارا اور پرس پکڑ کر بھاگ گئی۔وہ سڑک پر نکل آئی تھی۔وہ دونوں اب بھی اس کے پیچھے تھے۔اسے کچھ اور نہیں سوجھا تو ایک بڑی ایس یو وی کار کے پیچھے چھپ گئی۔وہ دونوں آگے نکل گئے مگر ابھی ادھر ہی تھے۔اس نے سیاہ ایس یو وی کی ڈگی کھولی،وہ کھل گئی اور اندر لیٹ گئی۔اندر اندھیرا تھا مگر اسے اندھیروں کی عادت تھی۔ان دونوں کی ابھی بھی آواز آرہی تھی۔وہ ہولے ہولے سانس لے رہی تھی،اسے چکر آنے لگے تھے،پیٹ میں بھی شدید درد تھا۔ایک دم سے جھٹکا لگا اور وہ گرنے لگی تھی کہ پھر سنبھل گئی مگر گاڑی چل پڑی تھی

اس کا دل بے اختیار گھبرایا"رابیل۔۔کہاں جارہی ہو؟"دل نے صدا لگائی تھی

"تم ان سے بچ گئی"دماغ نے خبر دی تھی

"مگر تم یہاں پھنس گئی ہو"دل کہاں چپ رہ سکتا تھا

گاڑی اب سڑک پر دوڑ رہی تھی۔کچھ دیر بعد گاڑی رکی اور اسے آوازیں آنے لگیں۔یقیناً گاڑی اپنی منزل پر پہنچ چکی تھی۔جب خاموشی ہو گئی تو اس نے ہاتھ اوپر کو مارا اور زور زور سے مارنے لگی مگر ڈگی نہیں کھلی۔اس نے اوپر دیکھا اور اب پورے زور سے ہاتھ مارنے لگی"ویسے تو تم بچ گئی تھی اب ادھر مرو"اور وہ چلائی تھی

"کوئی ہے"مگر کوئی نہیں آیا"کھولو،میں یہاں ہوں۔۔مجھے نکالو"وہ زور سے ہاتھ مار رہی تھی

دفعتاً گی اوپر کو کھلتی گئی اور منظر واضح ہوئے۔ سکیورٹی گارڈ کا چہرہ واضح ہوا۔اس نے سانس خارج کی اور باہر نکل آئی۔ارد گرد دیکھا،ایک بڑا سا روشنیوں سے منور بنگلہ اور تاحد نگاہ باغ۔وہ فرعون کے محل آگئی ہے یا یہاں کوئی مسیحا ملے گا؟گارڈ نے اسے دیکھا

"تم کون ہو بی بی؟"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی ساتھ والا گارڈ آگے بڑھا"اسے اندر لے کر چلو،صاحب خود ہی پوچھ لے گا"وہ پٹھان تھا اور رابیل کا بازو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ سہم کر پیچھے ہٹی

"میں خود ہی چلی جاتی ہوں"

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔اب وہ دونوں اس کے دائیں بائیں چلتے اسے اندر لے کر جا رہے تھے

سفید محل کا اپنا ایک رعب تھا۔خاموشی اور سکون،سنگ مرمر سا فرش اور شیشے کے بھاری لٹکتے فانوس۔لاؤنج سے گزر کر وہ اسے لانگ روم میں لے کر آئے۔کمرے میں زرد بتی جل رہی تھی اور سامنے آتش دان کے پاس چھوٹے صوفے پر کوئی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا سگار پی رہا تھا۔اس نے سفید قلف لگی شلوار قمیض پہن رکھی تھی،بال جیل لگا کر پیچھے کیے گئے تھے،ہاتھ میں قیمتی گھڑی اور پاس چھوٹی میز پر ریڈیو چل رہا تھا جس میں ضیاع محی الدین کوئی غزل پڑھ رہے تھے،ساری فضا میں ایک فسوں سا چھایا تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی

جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے

جیسے صحرا میں ہولے سے چلے بادِ نسیم

جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے"

وہ خاموشی سے سنتا رہا، پیچھے لگی دیوار گیر کھڑکی کے پردے ہٹے تھے۔کمرے میں کارپیٹ بچھا تھا۔ دروازے کے ساتھ پڑی بڑی سی میز پر کریڈل والا ٹیلی فون پڑا تھا۔ریڈیو خاموش ہوا تو اس نے گردن موڑی اور اس لڑکی کو دیکھا جس کے ہونٹ پر زخم کا نشان تھا، ناک کے نیچے لگا خون سوکھ چکا تھا۔اس کے لمبے بال ایک طرف سے آگے کو آئے ہوئے تھے اور باقی پیچھے تھے۔اس کی قمیض پر بہت سی مٹی لگی تھی اور آنکھوں پر چشمہ تھا۔سیاہ آنکھوں والے نے گارڈ کو دیکھا

"صاحب! یہ میڈم گاڑی کی ڈگی میں تھیں"

اس نے انگلی سے دونوں کو جانے کا اشارہ کیا۔لڑکی بغور اسے دیکھ رہی تھی۔بلاشبہ وہ نفیس ترین انسان تھا۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے رابیل کو سامنے بیٹھے کا اشارہ کیا۔ایک لمحے کے لیے اس نے سوچا پھر بیٹھ گئی۔گارڈ جا چکے تھے۔

اس نے گردن موڑی اور دائیں طرف پڑی چھوٹی میز پر ایش ٹرے میں سگار کا جلتا سرا مارا اور وہ بجھ گیا۔پاس چائے کا کپ پڑا تھا جسے اس نے چھوا تک نہیں تھا

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے وہ اسے دیکھ رہا تھا جس نے ہاتھ سے اپنے بال پیچھے کیے تھے

"کیا چاہتی ہیں آپ؟" وہ بولا تو آواز بھاری تھی، ایک رعب تھا مگر لہجہ نرم تھا

"مجھے جانے دیں" وہ جھٹ سے بولی اور صوفے کے ہتھ پر ہاتھ رکھا جیسے ابھی بھاگ جائے گی۔۔

اس نے لڑکی کے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کے چہرے کو جو کہ تکان زدہ تھا

"ہم نے آپ کو پکڑا ہی کب ہے؟" وہ دھیما سا مسکرایا

رابیل ذرا سا گڑبڑائی، پھر سانس بحال کی "میں جاؤں پھر؟" وہ ذرا سا آگے ہوئی

"آپ ہماری اجازت سے نہیں آئیں، اپنی مرضی سے آئی ہیں" اس نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔

رابیل کی نظر اس کے ہاتھوں پر تھی۔ اس نے دائیں ہاتھ میں تیسری انگلی پر سیاہ چھلا پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ کی پشت پر انگشت شہادت کے نیچے ایک تل تھا۔ پتلی لمبی سے انگلیاں، ابھری ہوئی نسیں۔۔ اس کا ہاتھ کسی مصور کی تخلیق تھا۔

رابیل خاموش تھی۔ وہ اپنے ہاتھ کی انگلیاں مروڑ رہی تھی

"کہاں سے بھاگ کر آئی ہیں؟"

اس کا دل بے اختیار دھڑکا "موت سے بھاگ کر آئی ہوں"

وہ ہنسا تھا "موت محافظ ہوتی ہے۔ محافظ سے کون بھاگتا ہے؟"

اس کے چہرے پر ابھی بھی مسکراہٹ تھی

"قید سے بھاگ کر آئی ہیں آپ" وہ رابیل کے بدلتے رنگوں کو دیکھ رہا تھا

پھر ایک سانس خارج کی "کیا لیں گی؟ چائے یا کڑک چائے؟"

"میں جانا چاہتی ہوں"

"تو جائیں" وہ مسکرایا، مسکراہٹ گہری تھی "ہم نے آپ کو نہیں روکا"

وہ اٹھی اور چل دی۔۔ابھی دروازے تک ہی پہنچی ہو گی کہ اس کی بھاری آواز کانوں میں پڑی

"پہلی بار کوئی شہزادی اپنی مرضی سے کسی دیو کی قید میں آئی اور دیو نے اسے جانے دیا"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔وہ کچھ مشکوک سا لگتا تھا۔

"کیا کہا آپ نے؟" اس نے ابرو اٹھائی

"اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں" وہ کھڑا ہوا اور قمیض ٹھیک کی۔پھر عین اس کے سامنے کھڑا تھا، عینک والی لڑکی کی آنکھوں میں گھورا

"چھوڑ آؤں آپ کو؟"

وہ منہ میں مرچیں چبائے بیٹھی تھی "شکریہ، میری ٹانگیں سلامت ہیں۔۔میں جا سکتی ہوں"

اور آگے بڑھی مگر آواز کانوں میں پڑی "مگر اس شہر کی آنکھیں بھی سلامت ہیں اور آنکھوں والے بھی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پھر سے رکی "آپ چاہتے کیا ہیں؟" وہ مڑی تھی

وہ ہنس دیا "ہمارے محل میں کھڑی ہیں اور ہم پر ہی دھاڑ رہی ہیں" وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا "لاہور بھیڑیوں اور گیدڑوں کی آماج گاہ ہے۔۔ جن سے آپ آج بھاگ کر آئی ہیں کل وہ آپ کے پیچھے پھر آئیں گے، خیال کیجئیے گا۔۔ دل تو یہ دیو بھی رکھتا ہے" اس نے ہاتھ دل کی جگہ پر رکھا، ذرا سا اس کی طرف جھکا اور سرگوشی کی "کب یہ محل زندان بنا دوں نہ آپ کو خبر ہو گی نہ ہمیں"

پھر مسکرایا "جا سکتی ہیں"

اور خود اندر چلا گیا

اس نے سر جھٹکا اور وہاں سے چلی گئی۔۔ وہ منہ میں کچھ گنگنا رہا تھا، رات سیاہ اور تاریک پڑتی جا رہی تھی۔ اس نے جیب سے فون نکالا اور کال ملائی

"اس کے پیچھے جاؤ، اسے خبر نہیں ہونی چاہیئے۔۔ چھوڑ کر واپس آ جاؤ" اور فون کاٹ کر جیب میں رکھا

پھر سے آنکھیں بند کیے کچھ گنگنانے لگا۔

جس وقت کمرے میں آئی نو بج چکے تھے۔ وہ دونوں بس اسے دیکھ رہی تھیں، اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ پیٹ میں الگ طوفان مچا ہوا تھا اور دل الگ گھبرا رہا تھا۔

"تم کہاں تھی بیلی؟" سوال افیفہ نے کیا تھا

اس نے سانس لے کر خود کو نارمل کرنا چاہا مگر نہیں کر پائی "تم دونوں پچاس بار مجھ سے یہی سوال پوچھ چکی ہو" وہ چلا رہی تھی "زندہ واپس آگئی ہوں شکر کرو"

پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔پرس سے دوائی نکالی اور گولیاں ہاتھوں پر رکھی اور گلاس میں پانی انڈیلا۔ سات سے آٹھ گولیاں تھیں اور اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔اس نے منہ کھول کر ساری گولیاں اندر پھانکیں اور پانی پی گئی۔اسے آج سونا تھا مگر آج نیند نہیں آرہی تھی۔کچھ لمحے بیٹھی، وہ دونوں خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں

اس نے پیچھے سے تکیہ پکڑا اور گود میں رکھا اور اس میں منہ دیے رونے لگی۔ سسکیوں سے، بچوں کی طرح، گلا پھاڑ کر۔۔ان دونوں میں سے کوئی آگے نہیں بڑھا تھا۔۔وہ اٹھی اور اپنے کھلے بالوں کو پیچھے کیا۔درد میں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔۔وہ پھر سے رونے لگی، اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا، کنپٹی اور گردن کی رگ واضح ہو رہی تھی، وہ مسلسل ماتھے کو مسلتے رو رہی تھی

پھر اٹھی اور تکیہ زور سے فرش پر پٹخا اور باہر چلی گئی۔افیفہ نے رامین کو دیکھ کر پلکیں جھپکائیں اور باہر آگئی

وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے سر جھکائے رو رہی تھی، افیفہ نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف اس کا رخ کیا، پھر گلے لگا لیا اور وہ کافی دیر روتی رہی

"فیفی! میرا درد کم نہیں ہوتا۔ میرا سر پھٹ رہا ہے، میرا پیٹ درد کر رہا ہے اور میرے دل سے خون رس رہا ہے۔ یہ کیسی سزا ہے فیفی، مجھے چین کیوں نہیں آ رہا؟ میں اپنے کانپتے ہاتھوں سے تنگ آ چکی ہوں۔۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں اور مجھے نیند بھی نہیں آ رہی۔۔ یہ کیسی سزا ہے فیفی؟"

وہ اس سے الگ ہوئی اور اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا

"میری جان! سگریٹ چھوڑنی ہو نا تو وہ راستہ بھی چھوڑنا پڑتا ہے جہاں چل کر انسان سگریٹ تک پہنچا تھا"

اس نے آنسو پونچھ لیے "چھوڑ تو دیا ہے اس نے مجھے۔۔ اب اور کیا؟"

اس نے اسے کرسی پر بٹھایا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا "ریلیکس، سب آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ایک دم سے کچھ نہیں ہوتا بیلی۔۔ ریلیکس"

اس نے سر اثبات میں ہلایا

"ہم عام لڑکیاں ہیں۔ ہمارے دل ٹوٹتے جڑتے رہتے ہیں۔ ہماری خوشیاں پھول چننے اور گول گپے کھانے تک ہی ہوتی ہیں۔ ہمارا غم ہماری خوشیوں سے بڑا ہوتا ہے۔ ہم کسی کے چھوڑ جانے پر رو سکتی ہیں، اسے برا بھلا کہہ سکتی ہیں مگر اس کے پیچھے جا کر انتقام نہیں لے سکتیں، ہم پنکھے سے لٹک کر خود کشی نہیں کر سکتیں۔ ہمارے ماں باپ نہ انتقام افورڈ کرتے ہیں نہ خود کشی۔ ہمیں صبر کے نام پر کمپرومائز سکھاتے ہیں، کبھی کسی مہنگے جوڑے پر کمپرومائز اور کبھی ٹوٹے رشتے پر کمپرومائز۔ کبھی گھر کو

بچانے کے لیے کمپرومائزاور کبھی خود کو بچانے کے لیے کمپرومائز۔ ہمیں کمپرومائز کرنا آنا چاہیئے نا بیلی، ہم چاہے کتنا بھی کمالیں پڑھ لکھ جائیں کمپرومائز نہیں بھولنا چاہیئے۔ سب کچھ ٹھیک نہیں ہوتا اور سب کچھ ٹھیک ہو بھی نہیں سکتا مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ عام لڑکیوں میں ہیلنگ پاور بڑی ہوتی ہے۔ کمپرومائز کر کر کے وہ اپنے ٹوٹے زخمی دل کو ہیل کر لیتی ہیں، انھیں کسی تھراپسٹ کسی تھراپی نہیں ضرورت نہیں ہوتی۔ عید پر نیا جوڑا نہیں ملا تو کوئی نہیں دودھ ابالتے ابالتے دل ٹوٹے گا اور جب کچن سے باہر آئیں گی تو مسکرا رہی ہوں گی اور مہندی چوڑیاں ملنے پر ہیل کر جائیں گی۔ عام لڑکیاں بڑی بہادر ہوتی ہیں کیونکہ انھیں ہیل ہونا آتا ہے۔ ہر انسان میں اس کی اپنی امیونٹی ہوتی ہے، دکھ کو برداشت کر کے ہیل کرنے کی طاقت ہوتی ہے اور تمھیں پتہ ہے بیلی ہر انسان کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ کیسے ہیل ہو سکتا ہے۔ میں زیادہ نہیں جانتی مگر اتنا جانتی ہوں کہ قدرت سب سے بڑی ہیلر ہوتی ہے۔ تم بھی ہیل ہو جاؤ گی، پھر سے مسکراؤ گی کیونکہ پھول کتنا بھی مرجھا جائے خوشبو نہیں چھوڑتا" رابیل نے اسے دیکھا اور رو دی۔

اس نے اسے پھر گلے سے لگایا "اشعر کی کال آئی تھی اور آنٹی بھی تمھارا پوچھ رہی تھیں"

وہ اس سے جدا ہوئی "اٹھو بیلی، درد تو سب کو ہوتا ہے مگر سب جیتے ہیں۔ عقابوں کی عمر اپنی طرح کے پرندوں میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ تقریباً ستر سال۔ اس عمر تک پہنچتے پہنچتے اسے مشکل فیصلے لینے پڑتے ہیں۔ چالیس سال کی عمر میں اس کے لمبے ناخن اس قابل نہیں رہتے کہ وہ کسی کا شکار کر سکیں

جو کہ اس کا کھانا ہے۔اس کی لمبی اور تیز چونچ مڑ جاتی ہے۔اس کے بوڑھے اور بھاری پر اس کے سینے سے چپک جاتے ہیں جس سے وہ لمبی اڑان نہیں بھر سکتا۔عقاب کے پاس دو ہی آپشنز ہیں۔

"Die or change"

وہ پہاڑوں پر اونچے گھونسلے میں جا بیٹھتا ہے اور وہ تب تک اپنی چونچ کو پتھر سے مارتا ہے جب تک کہ وہ ٹوٹ نہ جائے۔پھر وہ اپنی نئی اور تیز چونچ کے نکلنے کا انتظار کرتا ہے جس کے بعد وہ اپنے ناخن کھینچ کر نکال پھینکتا ہے۔جب ناخن دوبارہ اگتے ہیں تو پھر اگلے چینج کی باری، وہ اپنے بوڑھے پر کھینچ کر نکال دیتا ہے اور پھر اس کے بعد وہ تیس سال اور جیتا ہے اور لمبی اڑان بھرتا ہے۔درد تو سب کو ہوتا ہے بیلی، مگر مرتا کوئی نہیں ہے۔آگے بڑھنے کے لیے درد کو سہنا پڑتا ہے اور پھر ایک دن سب ٹھیک ہو جاتا ہے "افیفہ بولتی رہی اور اربیل خاموشی سے سنتی رہی

اس نے ہاتھ بڑھایا اور رابیل نے اس کا ہاتھ تھاما اور کھڑی ہوئی۔اندر بڑھی تو رامین اسے دیکھ کر مسکرائی۔وہ بیڈ پر بیٹھی تو اس نے گھر پر وڈیو کال ملائی۔۔وہ اس کے بازو کے ساتھ لگائے بیٹھی تھی اور ہر بات کا بڑی پھرتی سے جواب دے رہی تھی، رابیل اپنے ساتھ لگی رامین کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی

لمبی ہے غم کی شام مگر شام ہی تو ہے!

تین دن بعد:

یہ ایک شوٹنگ کلب کا منظر تھا۔ایلیٹ کلاس کی لڑکیاں اور لڑکے۔رامین ان کی عادی تھی مگر وہ ان کے رنگ میں نہیں رنگی تھی۔اس کا اپنا رنگ تھا اور وہ سب پر نمایاں تھا۔ پچھلے دنوں وہ اپنی دوست کے ساتھ آتی رہی تھی اور اچھی شوٹنگ سیکھ چکی تھی۔ایک آدھ نشانہ چونک جاتا تھا مگر بندوق پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔وہ دو لڑکیوں کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی۔ایک لڑکا عین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔اس نے اپنا بازو ساتھ والی لڑکی کے کندھے پر رکھا تھا اور وہ سگریٹ پی رہا تھا۔

"ہیلو" اس نے رامین کے سامنے ہاتھ ہلایا۔اس نے برا سا منہ بنایا

اسے استھما تھا اور سگریٹ کا دھواں، اف!

وہ وہاں سے جانے والی تھی کہ اس لڑکے نے سگریٹ فرش پر پھینکی اور اوپر پاؤں رکھا، سگریٹ مسل دی۔شام کے پانچ بج چکے تھے اور اب وہ نکلنے لگی تھی۔اپنی دوست سے ہاتھ ملا کر وہ باہر کی طرف بڑھی تھی

"سنا ہے تم بہت اچھی شوٹر ہو" وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا

"یہ کیا مارکیٹ میں کوئی نئے قسم کا فلرٹ آیا ہے؟" اس نے برا سا منہ بنایا

وہ ہنس دیا "آئی لائک اٹ" پھر سنجیدہ ہوا "سنا ہے تم ایم ڈی کیٹ ایسپائرنٹ ہو" اس کے ہاتھ ہنوز جیبوں میں ہی تھے

اس نے دونوں بازو سینے پر باندھے "اور کیا کچھ سن رکھا ہے آج ہی بتا دیں"

"سنا ہے تم اسلام آباد سے ہو" وہ محظوظ ہو رہا تھا

اس نے کندھے سے پرس لٹکا رکھا تھا جس میں پڑا فون بج رہا تھا۔اس نے فون نکالا اور سکرین سوائپ کر کے کان سے لگایا۔۔کسی مرد کی آواز گونجی تھی "کیسی ہو ڈورے مون؟"

"اچھی ہوں" پھر توقف کیا "آ۔۔پانچ منٹ ویٹ کرو، میں کال کروں گی۔۔ذرا بزی ہوں"

اور اس نے مسکرا کر کال کاٹ دی۔فون پرس میں رکھا

لڑکے نے ابرو سے اس کے پرس کی طرف اشارہ کیا "بوائے فرینڈ؟"

وہ ہنس دی اور بازو لمبا کر کے اس کے کندھے پر ذرا سا ہاتھ جھاڑا "ہز بینڈ"

سامنے کھڑے لڑکے کے رنگ اڑے تھے "اب دوبارہ میرے سامنے مت آنا" پھر مسکرائی "میں دماغ، بندوق اور زبان کے علاوہ ہاتھ بھی بہت اچھے چلاتی ہوں"

اور وہاں سے چلی گئی۔۔وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا۔اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں۔

وہ بالکنی میں بیٹھی تھی۔اس کے سامنے بہت سے چھوٹے ہتھیلی کے سائز جتنے کینوس تھے جن پر وہ پھول بنا رہی تھی۔بہت سے پینٹ کلرز اور رنگوں سے لبریز پیلٹ پڑی تھی۔اس کے ہاتھوں پر بھی

پینٹ لگ چکا تھا۔افیفہ اس کے فرش پر آ بیٹھی اور چائے کا کپ فرش پر اس کے ساتھ رکھا۔پھر اس کے ایک کینوس کو پکڑا

"تم تو بہت اچھا پینٹ کرتی ہو" مسکرا کر اس نے کینوس دوبارہ رکھ دیا

"اچھا پینٹ کرنے لگی ہوں" اس کی آواز دھیمی تھی

اس نے اس لڑکی کو دیکھا جس نے ٹراؤزر شرٹ پہنی تھی، بال ڈھیلے جوڑے میں بند تھے جس سے چند لٹیں نکل کر گردن اور گالوں کو چھو رہی تھیں۔وہ پہلے سے کمزور ہو چکی تھی۔چہرے کی گلابی رنگت کب زرد پڑی نہیں پتہ چلا۔

افیفہ نے چائے کا گھونٹ بھرا "آج آسمان کتنا عجیب ہے نا" وہ نگاہ اٹھائے آسمان دیکھ رہی تھی

"عجیب نہیں ہے فیفی، سرخ ہے اور پچھلے دو دن سے ہے" اس نے زرد رنگ پینٹ برش پر لگایا اور کینوس پر اس سے پھول کی پتیاں بنانے لگی۔

افیفہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا کچھ کہا نہیں خاموش رہی۔دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔پھر افیفہ نے خاموشی توڑ دی

"تمھیں پتہ ہے یہاں بالکونی پر چڑیا آ کر بولتی تھی تو میں اٹھ جاتی تھی۔آج وہ نہیں آئی تو میں دیر سے اٹھی" وہ مسکرا رہی تھی

"ہاں۔۔کیونکہ کل اس کو اس کا ساتھی مل گیا جس کے انتظار میں وہ یہاں بیٹھ کر گنگنایا کرتی تھی۔ اس کا چڑا چونچ میں اس کے لیے دانہ لایا تھا اور وہ دونوں اڑ گئے۔اب وہ نہیں آیا کرے گی"اس نے سبز بھورے رنگ سے پھول کے پتے بنائے۔

افیفہ پھر خاموش ہو گئی،وہ کب سے ایسی باتیں کرنے لگی

"تم نہیں سوئی کل؟"

اس نے تھوک نگلا،آنسو آنکھوں سے سیدھا گلے میں اتارے اور نگل گئی"ہاں۔۔تین دن سے۔۔ نیند ہی تو آتی تھی اب ہی تو نہیں آتی"اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں،ہاتھ کانپنے لگے تھے۔

افیفہ آگے آئی اور اس کے ہاتھ کو تھام لیا۔لڑکی نے کینوس اور پینٹ برش چھوڑ دیے۔پھر زور سے آنکھیں میچے گہری سانسیں لینے لگی۔

"ریلیکس۔۔ریلیکس"وہ دھیمی آواز میں بول رہی تھی

رابیل نے آنکھیں کھولیں تو ان میں سرخی تھی،نمی تھی اور درد کا واضح تاثر۔

"فیفی"وہ آسمان کو دیکھ رہی تھی"تمھیں پتہ ہے"اس نے تھوک نگلا

"آسمان کا رنگ سرخ کیوں ہو جاتا ہے؟

کیوں پھول مرجھا بھی جائیں تو خوشبو ختم نہیں ہوتی؟

اتنے سالوں تک سنبھال کر رکھے ہوئے خط کوئی بڑھیا صندوق سے نکالتی ہے اور کیوں جلا ڈالتی ہے؟

کیوں ریلوے اسٹیشن کے بنچ پر بیٹھی لڑکی ٹرین چلنے پر رونے لگتی ہے؟

سامنے والے مکان میں ایک لڑکی کیوں سر شام چراغ بجھا دیتی ہے؟

پانچ سال پہلے ہمارے ساتھ والے گھر سے فرزانہ کی لاش پنکھے سے لٹکی کیوں ملتی ہے؟

بلبل کی آواز اتنی اچھی ہے مگر پھر بھی وہ نوحہ کیوں پڑھتی ہے؟

کیوں سرخ رنگ ہر رنگ پر غالب آجاتا ہے؟

خزاں آتی ہے اور اداسی کیوں لاتی ہے؟"

وہ رو دی اور آنکھیں میچے روئے گئی، افیفہ کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھا اور وہ یخ ٹھنڈا اور کانپ رہا تھا۔۔

ساتھ بیٹھی لڑکی نے تھوک نگلا اور سر جھکا دیا

"میرے اندر ایک شور ہے، میرے سر میں درد ہے فیفی، مجھے بھوک لگی ہے مگر کھا نہیں سکتی کیونکہ سب نکل جائے گا، میں کچھ کرنے لگوں تو دل ڈوب جاتا ہے اور ہاتھ کانپتے ہیں۔۔ میری آنکھیں تھک چکی ہیں مگر مجھے نیند نہیں آتی۔۔ میری روح تھکی اور اداس ہے، مجھے اب سونا ہے مگر مجھے نیند نہیں آتی فیفی"

وہ روئے جارہی تھی۔افیفہ نے اسے کندھے سے تھاما"بس کردو بیلی،ہو جائے گا سب ٹھیک۔۔ایک دن یہ درد خود دوا بنے گا"

"مگر وہ دن کیوں نہیں آتا فیفی،مجھے درد ہوتا ہے،میرا دل پھٹ جاتا ہے اور میرے سر میں ہتھوڑے لگتے ہیں"

وہ اس کے کندھے پر سر رکھے رو رہی تھی اور وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔سامنے مکان میں لڑکی نے چراغ بجھا دیا تھا

وہ پچھلے تین دن سے دیکھ رہی تھی کہ واپسی پر کوئی اس کا پیچھا کرتا ہے مگر نظر انداز کر دیتی تھی۔آج شام میں بارش ہوئی اور بادل پھر سیاہ تھے۔ہلکی نیلی پینٹ اور اوپر سیاہ گھٹنوں تک آتی قمیض۔ہوا میں خنکی تھی اور اس نے لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔خزاں سردی میں بدل رہی تھی۔اکیڈمی سے چھٹی ہوئی تو اس نے باہر سے فرائز لیں اور کھاتے ہوئے واپس ہاسٹل کی طرف آرہی تھی۔اس نے کندھے سے چھوٹا بیگ لٹکا رکھا تھا۔سیاہ گول فریم والا چشمہ اور اس کی ناک سرخ ہو چکی تھی۔اکیڈمی والی گلی کراس کر کے جب وہ دوسری گلی میں مڑی تو کنارے پر کوئی شخص سیاہ کوٹ پہنے سیاہ چھتری تھامے کھڑا تھا۔وہ جانتی تھی یہ کون ہے مگر اس نے نظر انداز کیا اور چلتی رہی۔وہ شخص اس کے پیچھے چلنے لگا،وہ عاجز آگئی تو گردن موڑی،اسے دیکھا اور پھر اس کی طرف رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔وہ اسے

دیکھتے فرائز کھا رہی تھی، پھر اس کی طرف بڑھی اور عین اس کے سامنے کھڑی تھی۔لڑکے نے چھتری نیچے کر دی اور اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔وہ بھی مسکرائی اور پاس ڈسٹ بن میں فرائز کا خالی ڈبہ اچھال دیا

"ٹشو؟"اس کے ہاتھ پر کیچپ اور سبز ساس لگی تھی۔

لڑکے نے نفی میں سر ہلایا، تو وہ سانس لے کر رہ گئی، پھر دوسرے ہاتھ کی صاف انگلیوں سے کوٹ کی جیب سے ٹشو نکالا اور ہاتھ صاف کیے

پھر گلا کھنکھارا"میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟"ٹشو ساتھ بن میں اچھالا

"مجھے تم سے بات کرنی ہے"اس کا لہجہ نرم تھا

"ہوں۔۔میں کوئی سلیبریٹی تو نہیں ہوں کہ تم میرا انتظار کرتے رہو۔جو کہنا ہے جلدی کہو"اس نے بازو سینے پر باندھ لیے

"میں تمھیں پسند کرتا ہوں"اس کی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی

رامین نے منہ بسورا"دو دن تم نے میرے کھانے کا خرچہ اٹھایا نا تو ساری پسند نکل جائے گی"وہ ہاتھ جھلا کر بولی"اچھا آگے؟"ہاتھ سے چھوٹی پونی کندھے پر کی

"میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں"اس نے ذرا سا قدم آگے بڑھایا

رامین نے اثبات میں سر ہلایا، گیلی سڑک کو دیکھتی نچلا ہونٹ کترتی کچھ سوچ رہی تھی۔ جس فٹ پاتھ پر وہ کھڑے تھے وہاں ایک دو بیکریز اور ایک کیفے تھا

"ایک منٹ رکو" اس نے انگشت شہادت سے اسے رکنے کو کہا اور بیکری میں چلی گئی۔ باہر آئی تو ہاتھ میں ایک ڈیری ملک اور چپس کا بڑا پیکٹ تھا

پھر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی "کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں"

وہ اس کے ساتھ چلتی ذرا دور گلی کے بالکل سامنے ایک بس سٹاپ پر آئی اور بنچ پر بیٹھ گئی جہاں لوہے کی چھت تھی۔ وہ جانتی تھی اس بس سٹاپ کو کوئی منہ نہیں لگاتا۔

اس نے اپنا بیگ ایک طرف رکھا اور چپس کا پیکٹ کھولا، اس کی طرف بڑھایا مگر اس نے سر نفی میں ہلایا۔ اس نے شانے اچکائے اور ٹانگ پر ٹانگ جمائی

"دیکھو جہانگیر"

"عالمگیر" لڑکے نے نام درست کیا

"ہاں وہی" لڑکی نے ہاتھ جھلایا "یہ بات تم بھی جانتے ہو اور میں بھی کہ تمھیں مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے" اس نے پیکٹ میں ہاتھ ڈالا اور چپس منہ میں رکھی

"ان فیکٹ تم کسی کی بیوی کو کیوں پسند کرو گے جبکہ اس کی گز لمبی زبان ہے اور وہ آنکھوں سے باتیں کرتی ہے" اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بس اسے خاموشی سے سن رہا تھا۔عالمگیر وہی لڑکا تھا جو اسے شوٹنگ کلب میں ملا تھا۔

"پھر ہوا یہ کہ میں نے تمھاری ایگوہرٹ کی تھی۔یونو تم مے بی پلے بوائے یا واٹ ایور جو بھی ہو لیکن تم میرے پاس آئے تھے کوئی نئے قسم کا فلرٹ کرنے یہ سمجھ کر کہ میں ایک مڈل کلاس لڑکی ہوں اور تمھارے مطابق وہ مڈل کلاس لڑکی جس کے تم آگے پیچھے لٹو کی طرح دو دن پھرو گے یا پھر بالی وڈ فلموں کی طرح گیلی سڑکوں پر بھیگ کر کھڑے ہو کر میرا انتظار کرو گے تو میرے دل میں تمھارے لیے سافٹ کارنر ہو گا اور پھر تم مجھ سے محبت "وہ رکی "سوری چاہئہ والی محبت کا اظہار کرو گے اور میں تم سے امپریس ہو کر تمھارے خواب دیکھوں گی۔۔پھر مجھے تم سے ارطغرل غازی والی محبت ہو جائے گی اور مجھے میرا ہینڈسم ساسرمئی آنکھوں والا شوہر برا لگنے لگے گا کیونکہ تم میرے ساتھ وہاں بھی ہو گے جہاں وہ نہیں ہو گا"

اس نے ایک سانس خارج کی "تم لوگ ہمیں اتنا انڈر ایسٹیمیٹ کیوں کرتے ہو؟ہر لڑکی محبت میں نیڈی اور گریڈی نہیں ہوتی۔مڈل کلاس لڑکیاں اپنے شوہروں کے ساتھ بڑی وفادار ہوتی ہیں چاہے شوہر کیسا بھی ہو۔تم لوگ لڑکیوں کو وہاں مارتے ہو جہاں انھیں بھوک بھی لگتی ہے مگر وہ کھا نہیں سکتیں،پانی ہوتا ہے مگر وہ پیاسی مرتی ہیں۔تم لوگوں کو مارنا ہوتا ہے تو ہاتھ اٹھایا کرو بندوق تانا کرو تاکہ تم لوگوں کی انا کو تسکین مل سکے،کسی کے دل کا کیوں استعمال کرتے ہو؟تم لوگ بہت برے ہو"وہ خاموش ہوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آئندہ کسی کے ساتھ ایسا مت کرنا ورنہ کل کو تم بھی اپنی بیٹی کے قہقہوں کو ترسو گے" وہ سنجیدہ ہو گئی تھی

لڑکے نے سر جھکا لیا "میں اپنی مرضی سے تمھارے پیچھے نہیں آیا۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کسی کی بیوی کو اپنی گرل فرینڈ بنانے کا" وہ دور چلتی سڑک دیکھ رہا تھا۔ لڑکی اسے سنتے چپس کھا رہی تھی۔

"میں بس اتنا کہوں گا کہ صبور سے دور رہو۔ وہ بہت بری ہے فنر کس میں بھی اور شوٹنگ میں بھی۔ تم سے پہلے ایک لڑکی اس کے مقابل کھڑی تھی اور آج وہ نفسیاتی مریضہ ہے۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی وہ کس حد تک پاگل ہے۔ اس سے دور رہو" اور کھڑا ہو گیا۔ ایک نظر رامین کو دیکھا اور پھر جانے کو تیار ہو گیا۔ مینا نے اسے دیکھتے سر ہلایا اور وہاں سے چل دی۔

پھر چپس کا خالی پیکٹ مروڑا اور فٹ پاتھ کے کنارے چلتے اسے ڈسٹ بن میں اچھالا۔ اس کا دماغ لڑکے کی باتوں میں الجھا تھا، وہ سڑک کراس کرنے کے لیے چلتی سڑک کے پاس ایک دوسرے فٹ پاتھ پر کھڑی تھی۔ پیچھے سیاہ کوٹ میں ملبوس دو نقاب پوش تھے، دونوں نے بیک وقت اس کے دائیں بائیں کندھوں پر ہاتھ رکھا۔۔ اس نے گردن موڑی مگر ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں انھوں نے رامین کو سڑک کی طرف دھکا دے دیا۔۔ وہ چلتی سڑک کے بیچ و بیچ ایک گاڑی کے آگے آئی تھی اور گاڑی نے اسے اڑا کر دور پھینکا تھا۔۔ اس کا بیگ کندھے سے لٹکا رہا مگر عینک ٹوٹ چکی تھی، اس

کے سر سے خون بہنے لگا تھا۔درد کی ایک لہر اس کے سر سے جسم کی طرف بڑھی،اس نے اٹھنا چاہا مگر ناکام۔آخری آواز جو اس کے کانوں میں پڑی تھی

"اس سے دور رہو،وہ بہت بری ہے"اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔اس کا دماغ بار بار اٹھنے کو کہہ رہا تھا۔اسے تیمور کے ساتھ ہائیپر سٹار گھومنا تھا مگر یہاں اس کا سر گھوم گیا تھا۔سیاہ کوٹ والا عالمگیر اس کے پاس بیٹھا چلا رہا تھا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ہر طرف اندھیرا تھا۔آستین کا سانپ اسے ڈس چکا تھا۔

تین دن بعد:

یہ ہسپتال کا سفید کمرہ تھا۔دیواریں سفید،فرش سفید اور بستر بھی سفید۔اس نے آنکھیں کھول کر ادھر اُدھر دیکھا،پھر بازو جس پر ایک لمبی سی نالی ایک سوئی سے جڑی تھی اور سوئی اس کے ماس میں پیوست تھی۔اس کے سر میں درد کی ٹیس اٹھی،بایاں بازو ہلایا مگر وہ سفید پٹی میں جکڑا ہوا تھا۔دائیں جانب صوفے پر فرحت ہاتھ میں تسبیح لیے بیٹھی تھیں۔ایک طرف رابیل کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔کمرے کا دروازہ کھلا اور حاشر اندر آیا۔بستر پر پڑی لڑکی کے پاؤں دروازے کی طرف تھے۔

حاشر اسے دیکھ کر اس کی طرف بڑھا،اسی وقت رابیل اور فرحت نے بھی اسے دیکھا

"مینا"فرحت اٹھیں اور اس کے پاس آ کھڑی ہوئیں۔

"بیٹا"انھوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوما مگر وہ حیران اور شاک کی کیفیت میں ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی

سر کی پچھلی طرف درد تھا اور ایک فلم سی چلنے لگی۔وہ فرائز کھا رہی تھی، پھر ایک لڑکے کے ساتھ کھڑی تھی، پھر گیلی سڑک پر اس کے ساتھ چل رہی تھی، پھر بیٹھ کر بیٹھی اسے کچھ بتا رہی تھی، پھر وہ بس سٹاپ پر کھڑی تھی، پھر کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا اور پھر کوئی لڑکا اس کے پاس بیٹھا کسی کو پکار رہا تھا، اس کے سر میں درد تھی، وہ ہل نہیں پا رہی تھی، وہ کسی کو پکارنا چاہتی تھی، اس کے گال سڑک پر بہتے سرخ مائع سے تر تھے۔۔ پھر؟ اس کے بعد کیا ہوا؟ پھر کیا ہوا؟ مگر اسے کچھ یاد نہیں تھا۔

دروازہ کھلا اور نرس اندر آئی۔آتے ہی اس کی ڈرپ چیک کی

"آپ پلیز پیشنٹ کے پاس زیادہ رش نہ کریں" حاشر نے ایک نظر اسے دیکھا اور وہاں سے چلا گیا۔

فرحت اس کے پاس بیٹھی تھیں اور رابیل اس سے کچھ کہہ رہی تھی مگر وہ گم صُم سی سن رہی تھی۔

کچھ بھی بولنے کی سکت نہیں تھی۔اس کا سر بھاری ہو رہا تھا، اس نے بایاں بازو اٹھانا چاہا مگر جیسے ایک کرنٹ سا لگا۔۔ سر پر پٹی ہوئی تھی، چند پل میں سب بدل گیا تھا۔وہ اکیڈمی سے سیدھا ہسپتال کے بستر پر پڑی تھی۔ذہن پر دوائیاں اثر کر رہی تھیں اور اس کی آنکھیں بھاری ہونے لگیں۔منظر دھندلے ہوتے ہوتے سیاہ ہو گئے اور وہ پھر سے نیند کی آغوش میں تھی۔

شام ہوئی اور جب اس کی آنکھ کھلی تو ساتھ سیاہ پینٹ شرٹ اور جیکٹ میں ملبوس کوئی بازو سینے پر باندھے کھڑا تھا، وہ فرش کو گھور رہا تھا۔پاس صوفے پر اس کی خالہ، تیمور کی ماں بیٹھی تھیں

"کیسی ہو؟" وہ چل کر اس کے پاس آئیں۔

تیمور نے جھٹ سے گردن اٹھائی اور اسے دیکھا، اس کے بال بکھرے تھے ملگجا سا حلیہ۔ اس نے ہاتھ پہلو میں گرا لیے۔ اسے اپنے ساتھ دیکھ کر رامین نے بہت سے آنسو اندر اتارے۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی کچھ بتانا چاہتی تھی مگر آواز رندھ گئی۔

"کیا ہوا؟" آنسو اس کی آنکھوں کے کناروں سے نکل کر کنپٹی پر سے گزرتے کانوں تک گئے تھے۔

وہ اس کے پاس کھڑا تھا۔

اس نے بازو بستر پر رکھ کر اٹھنے کی کوشش کی مگر ناکام تھی، وہ رونا چاہتی تھی مگر اندر والی رامین کہہ رہی تھی "رامین نہیں روئے گی، رامین بہادر ہے" اس کی خالہ بیڈ سائیڈ کے پاس آ کھڑی ہوئیں رابیل اندر آئی تھی اور ادھر اُدھر دیکھا۔ وہ آگے بڑھی اور بستر اس کی پشت سے تھوڑا سا اٹھایا اور اسے کندھے سے تھام کر بٹھایا۔ اس نے سختی سے آنکھیں رگڑیں، نم سانس اندر کھینچی۔

"امی کہاں ہیں؟" وہ بولی تو آواز زکام زدہ تھی

"نماز پڑھ رہی ہیں" صبیحہ اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

اس نے ایک نظر تیمور کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا، دونوں کی نظریں ملیں اور دونوں نے نظریں چرا لیں۔

"میں کب تک ٹھیک ہوں گی؟" سوال رابیل سے تھا، جو کہ بائیں جانب کھڑی تھی

اس نے ایک نظر تیمور کو دیکھا، پھر آگے بڑھی اور رامین کا ہاتھ پکڑا "جلد ہی"

دروازہ کھلا اور علیزہ نے اپنی ماں کو اشارہ کیا۔ وہ وہاں سے چلی گئیں

"کتنی جلدی، تین دن بعد میرا ٹیسٹ ہے" وہ جھنجھلا گئی۔

ایک دم تیمور اور رابیل نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں حیرانی تھی، ایک عجیب سا شاک۔

"آج چار نومبر ہے مینا" اب کی بار تیمور بولا تھا

"ہاں تو۔۔" مگر وہ رک گئی، پھر بے یقینی سے ساتھ کھڑے لڑکے کو دیکھا "اٹھائیس؟"

ایک کرنٹ سا تھا جو اسے جسم سے گزرا تھا، اس کی گردن کے بال تک کھڑے ہو گئے تھے، دل بے اختیار دھڑکا تھا اور ہاتھ ٹھنڈے پڑے

"میں تین دن تک۔۔" اس کے دماغ نے جمع تفریق کر کی تھی۔ ایک تھوک نگلا "کل میرا ٹیسٹ ہے"

آواز گہری کھائی سے آئی تھی۔ اس کے لب ہلے تھے مگر سانس لینا محال تھا، اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا

"کل میرا ٹیسٹ ہے چوزو" اس نے پاس کھڑے تیمور کا ہاتھ پکڑا اور اسے ہلایا جیسے اسے یاد کروا رہی ہو

"کل میرا ٹیسٹ ہے بیلی" پھر قدرے اونچی آواز میں رابیل سے مخاطب ہوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کل میرا ٹیسٹ ہے اور میں یہاں ہوں" اس نے اپنی ٹانگوں پر پڑے سفید لحاف کو دیکھا۔

ایک جھٹکے سے اس نے چادر ہٹائی اور بستر سے اترنے لگی تھی کہ تیمور آگے بڑھا

"کیا ہو گیا ہے۔۔دے لیں گے ٹیسٹ" اس نے اسے کندھے سے تھاما تھا

"میرا ٹیسٹ ہے، تمھیں سمجھ نہیں آ رہی۔۔میں یہاں نہیں رہ سکتی" وہ چلا رہی تھی۔اسے سمجھا رہی تھی

"مینا۔۔کل ہے نا ٹیسٹ، آج تو بیٹھو" رابیل اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی

دروازہ کھلا اور نرس اندر آئی اور باریک سی نالی سے جڑی بوتل میں انجیکشن بھرا۔

"آپ ریسٹ کریں" نرس رامین سے مخاطب تھی

"میں ٹھیک ہوں۔۔مجھے جانے دو، میں نے کچھ بھی ریوائز نہیں کیا" وہ روتے ہوئے تیمور کو بتا رہی تھی۔

"بیلی، میں ٹھیک تو ہوں۔۔میں نے ٹیسٹ کی تیاری کی ہے، میں نے اتنی محنت کی ہے"

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور حاشر اندر آیا تھا، ساتھ اشعر بھی تھا۔رابیل اور تیمور دونوں نے مڑ کر انھیں دیکھا

"حاشر بھائی۔۔" وہ کچھ کہنے والی تھی

اس نے سختی سے اسے انگلی دکھائی "چپ کر کے لیٹ جاؤ مینا۔ کوئی تماشا نہیں کرنا، کل آئے گی دیکھی جائے گی" کمرے میں خاموشی چھا گئی

"میں نے محنت کی ہے، مجھے جانے دیں" وہ منمنائی تھی، آنسو اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ اشعر خاموش سا اسے دیکھ رہا تھا

"کہا نا۔۔ ابھی تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ سو جاؤ، صبح ہو گی دیکھی جائے گی" اس نے سختی سے اسے کہا تھا

وہ پیچھے ہٹی اور بستر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا

"تم ذرا باہر آؤ، تایا ابو وغیرہ آئے ہیں۔۔ امی کے ساتھ بیٹھو" حاشر نے ایک نظر رابیل کو دیکھا اور چلا گیا۔ نرس صوفے پر بیٹھ گئی۔ رابیل نے مینا کو دیکھا اور پھر باہر آ گئی۔ تیمور وہیں کھڑا رہا۔

"پریشان نہیں ہو، سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ اسے دلاسہ دے رہا تھا

"میں نے سب خراب کر دیا" اس نے نفی میں سر ہلایا اور سختی سے آنکھیں رگڑیں۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ اشعر اس کے ساتھ بیٹھا تھا اور اسے گھور رہا تھا مگر کچھ بھی نہیں بولا

"مجھے بھوک لگی ہے" اس نے نم سانس اندر کھینچی

تیمور مسکرایا "کیا کھاؤ گی؟"

"کچھ بھی" اس نے شانے اچکائے

وہ باہر چلا گیا، ساتھ ہی اشعر بھی چلا گیا۔ کچھ دیر بعد واپس آیا تو اشعر کے ہاتھ میں بہت کچھ تھا، اسے دیکھ کر مسکرایا

شام کے وقت اس کے تایا تائی آئے تھے اور اس سے مل کر چلے گئے۔۔

اس وقت وہ بسکٹ کھا رہی تھی اور سر بستر کی پشت پر تھا

تیمور نے جیب سے فون نکالا اور کال ملائی، کال اٹھالی گئی تھی۔ کال اٹھانے والے نے کچھ کہا تھا

"کوئی نہیں ہے یار۔۔ سب چلے گئے ہیں، آجاؤ" وہ جب سے آیا تھا باہر بیٹھا تھا۔ تیمور کے سارے گھر والے آئے تھے اور جہاں وہ یا اس کی ماں ہوتی تھی تماشا ہوتا تھا اس لیے وہ خود ہی پرہیز کرتا تھا

دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی تھی۔ چند پل بیتے اور مامون کمرے میں آیا اور تیمور کو دیکھ کر مسکرایا

"تمھاری اماں مجھے گھور رہی تھیں اور تمھاری خالہ میرا خون پی جائیں گی۔۔ بہن تمھاری میرا قیمہ کرے گی اور مینا کے حاشر بھائی مجھے بھون کر کھائیں گے"

تیمور مسکرادیا "ہوں۔۔ پتہ ہے مگر میرے ہوتے تمھیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا" اس نے شانے اچکائے

"اتنے تم سلمان خان" اس نے سر جھٹکا

"آپ کیسی ہیں زوجہ تیمور آفندی؟" وہ مسکرا رہا تھا، تیمور کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

Clubb of Quality Content

وہ بھی مسکرادی"ٹوٹی پھوٹی ہوں"

وہ مسکرایا"وہ توسب ہی ہیں"اور شانے اچکائے

پھرایک سانس خارج کی

"کل کے لیے بیسٹ آف لک"

اس نے منہ بسورلیا"یہاں تو جنگ کا میدان سجا ہے"

"کوئی نہیں۔۔یہ لے جائے گا"اس نے تیمور کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"ہاں مجھے تو پٹنے کا پرسنل ایکسپیرینس ہے"اس نے برا سا منہ بنایا

اس نے پاس پڑی چھوٹی میز پر دوائیاں دیکھیں، پھر چند گولیاں الگ کردیں"کل یہ والی ٹیبلٹس مت لینا"اس نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا اور سر ہاں میں ہلادیا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے"پھر مامون کو دیکھا تو منہ بسورا۔اس کی رنگت زرد تھی

"وہ بھی سب کو لگتا ہے، ریلیکس"وہ مطمئن سا تھا

"کوئی بات نہیں، ہوتا رہتا ہے۔۔لوگ تو کئی کئی فٹ دیواریں پھلانگتے گرتے پڑتے اپنا کام کر جاتے ہیں"تیمور نے اسے گھورا"تم تو پھر رامین ہو، تم کرلو گی"

تیمور نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی، وہ کراہا اور بازو ملتے مینا سے مخاطب ہوا"یہ دیکھ لو، مجھے تم سے بڑی امیدیں ہیں۔تم میرا بدلہ لو گی"

وہ پھر سے ہنس دی

مامون کچھ پل۔یونہی کھڑا رہااور پھر صوفے پر اشعر کے ساتھ بیٹھ گیا۔اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا۔۔

"تمھاری تیاری کیسی ہے؟"وہ مسکرا کر اس سے کچھ کہہ رہا تھا

اگر ہسپتال کے کمرے سے باہر نکلو تو ویٹنگ ایریا میں اس وقت رابیل اپنی نانی کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس کی تائی اور چچی فرحت کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔رابیل کے ساتھ بیٹھی اس کی چچازاد آنکھیں گھما گھما کر باتیں کر رہی تھی۔

"ویسے بڑا ہی افسوس لگا مجھے رابیل کا،ایسے نہیں کرنا چاہیئے تھا"اس کی تائی نے بات شروع کر دی فرحت نے سامنے بیٹھی رابیل کو دیکھا،اس کی تائی ارسل کی ماں کی ہمسائی تھیں اور اچھی بول چال بھی تھی۔

"مجھے تو بڑا ہی دکھ لگا۔بھلا کیا کمی تھی ہماری رابیل میں جو انھوں نے رشتہ ہی توڑ دیا،اور نگریب بھائی ہوتے تو بتاتے کیسے ان کی بیٹی کا رشتہ توڑتے ہیں"

فرحت خاموش ہی رہیں۔اس کی چچی بول پڑیں"میں نے کہا تھا میرے فہد کے ساتھ کر دیں مگر اورنگزیب کو تو اپنے دوست کی پڑی تھی۔کم از کم آج رابیل اپنے گھر تو ہوتی اتنی لمبی منگنی کو لٹکا کر توڑ دیا،بھلا یہ کوئی بات ہوئی"وہ بھی شروع ہو چکی تھیں۔

فرحت اٹھیں اور اندر کی طرف بڑھیں۔ان سے اور برداشت نہیں ہوا۔فرحت اندر بڑھیں تو مامون وہاں سے جاتا دکھائی دیا۔اشعر بھی باہر آیا اور بنچ پر رابیل کے ساتھ آ بیٹھا تھا

"کیا کہہ کر رشتہ توڑا انھوں نے رابیل؟"وہ رابیل سے مخاطب تھیں

رابیل نے ڈھیروں آنسو اندر اتارے۔اس کی آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں اور ہاتھ ہلکے ہلکے کانپ رہے تھے۔اشعر نے اسے دیکھا پھر غصے سے اپنی چچی کو۔

"ہیں روبینہ یہ کوئی بات ہے کرنے والی، بچی سے ایسی باتیں کون پوچھتا ہے"گلشن آرا نے انھیں آڑے ہاتھوں لے لیا

وہ اٹھی اور باہر چلی گئی،اشعر بھی اس کے ساتھ باہر چلا گیا۔باہر ایک درخت کے پاس بنچ پر جا کر بیٹھ گئی۔وہ سر جھکائے بیٹھی تھی کہ اشعر اس کے ساتھ آ بیٹھا

"آپی"

"جی"اس نے آنکھیں رگڑیں اور اسے دیکھا

"آؤ بیکری سے کچھ لے کر آتے ہیں، نہ آپ نے کچھ کھایا ہے نہ میں نے"اس نے رابیل کا ہاتھ پکڑا۔اس کا دل نہیں کیا تھا مگر وہ اشعر کو منع بھی نہیں کر سکتی تھی۔دونوں باہر کی جانب بڑھے۔

شام گہری ہو رہی تھی۔سرخ اداس شام۔

سڑک کی دوسری طرف بیکری تھی۔اس نے اشعر کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور دونوں سڑک کراس کرنے کے لیے کھڑے تھے۔لال بتی جلی اور گاڑیاں رک گئیں۔انھوں نے جلدی سے سڑک کراس کر لی۔اس کا کسی چیز کو دل نہیں تھا،اشعر نہ آتا تو وہ رو رہی ہوتی، سر میں پھر سے درد اٹھنے لگا تھا۔اس نے بددلی سے چیزیں پکڑیں اور کاؤنٹر پر رکھیں۔پھر بل ادا کر کے باہر نکلی۔اس وقت سبز بتی جل رہی تھی جو کہ انسانوں کو نظر آ رہی تھی۔اس نے اشعر کا ہاتھ تھاما ہوا تھا،رامین کے ایکسیڈنٹ کے بعد وہ گھبرا گئی تھی۔وہ دونوں فٹ پاتھ پر کھڑے تھے کہ ایک چھوٹا بلی کا بچہ رابیل کے پاؤں کے پاس سے گزرا اور تیزی سے گزرنے لگا تھا، بائیک والے نے بڑی مشکل سے بریک لگائی تھی اور ایک لمحے کے دسویں حصے میں رابیل اس موٹر سائیکل کے آگے کیے زمین پر بیٹھی تھی،ایک ہاتھ موٹر سائیکل کی بتی کو لگا تھا اور دوسرا اس نے اس بلی کے بچے پر رکھا تھا۔وہ بال بال بچا تھا۔اشعر رابیل کے پاس کھڑا تھا، گھبرایا ہوا،وہ بس دیکھتا رہ گیا کہ ہوا کیا ہے۔اس نے بڑے پیار سے بلی کے بچے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور فٹ پاتھ پر کھڑی ہو گئی۔وہ پہلے سے ہی زخمی تھا،اس کے آگے والا دایاں ہاتھ بری طرف زخمی تھا اور اس میں سے خون بہہ رہا تھا،اس کی آنکھیں نم تھیں اور وہ ذرا ذرا سا منمنا رہا تھا۔رابیل کو وہ اپنے جیسا لگا تھا"زخمی اور بے بس"اس نے بڑے پیار سے اس کی کمر سہلائی اور اسے پکڑے رکھا جب تک کہ بتی لال نہ ہو گئی۔گاڑیاں رکیں تو انھوں نے سڑک کراس کر لی۔وہ دونوں بہن بھائی اندر ہسپتال کے باہر باغ میں بیٹھے تھے۔اشعر مسکراتے ہوئے رابیل سے

کچھ کہہ رہا تھا اور گود میں پڑے بلی کے بچے کی کمر سہلا رہا تھا۔اب وہ ایک کپڑے میں تھا اور خاموش سا بیٹھا تھا۔۔

"یہ کیا کھاتا ہے؟"اشعر رابیل سے پوچھ رہا تھا

"ہمارا اشعر جو بھی دے گا یہ کھالے گا"وہ ابھی بھی اس کی پشت سہلا رہی تھی

"یہ بلا ہے یا بلی؟"اس نے بسکٹ کھول کر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کیے اور اسے ہتھیلی پر رکھ کر اسے کھلا رہا تھا

"یہ بلا ہے"وہ پر اعتماد تھی

"آپ کو کیسے پتہ؟"اس نے رابیل کو دیکھا تھا

"کیونکہ یہ اشعر جیسا ہے،دیکھو اس کی آئز(آنکھیں) کتنی پیاری ہیں"

وہ ہنس دیا۔وہ ہنستا تھا تو رابیل کی طرح اس کی گالوں میں بھی ڈمپل پڑتے تھے۔وہ دونوں اپنے باپ جیسے تھے۔

اب وہ رابیل سے کچھ اور بھی پوچھ رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے اس کی بات سن رہی تھی۔بلی کے بچے کو بازو میں پکڑے وہ اندر ڈسپنسری کی جانب بڑھی تھی۔باہر مریضوں کا رش لگا ہوا تھا۔شام بڑھتے مریضوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔

نئے دن کی نئی صبح تھی۔ سورج طلوع ہوا اور ہسپتال کی کھلی کھڑکیوں سے روشنی نے اندر کا سفر کیا جہاں فرحت مینا کے ساتھ کھڑیں اسے ناشتہ کروا رہی تھیں پھر دوائی دے کر باہر چلی گئیں۔ وہ بار بار دروازے کو دیکھ رہی تھی، دائیں ہاتھ کی پشت پر ڈرپ لگی تھی اور بایاں ہاتھ پٹی کے سہارے تھا، جو کہ گردن کے پیچھے سے گزرتی بازو کو سہارا دے رہی تھی، اس نے بازو سینے سے لگا رکھا تھا۔ اس کا دل بے قراری سے دھڑک رہا تھا۔ کبھی بستر کی پشت پر سر رکھتی اور کبھی اٹھ کر باہر دیکھتی۔

ساڑھے سات کا وقت تھا، جھٹ سے دروازہ کھلا اور تیمور اندر آیا۔ اسے دیکھ کر بستر کی پشت سے سر لگائے مینا جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سفید کاغذ اور بال پوائنٹ اور نیلا مارکر تھا

"چلو" اس نے ہاتھ آگے بڑھا۔ اس کے دائیں ہاتھ پر ڈرپ تھی۔ اس نے بڑے احتیاط سے نالی کو ہاتھ پر لگی سرنج سے جدا کیا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر آرام سے باہر لے آیا۔ باہر صرف رابیل اور اشعر تھے، رابیل نے تیمور کو دیکھا اور جلدی سے آگے بڑھی۔

"نرس کہاں ہے؟" سوال تیمور نے کیا تھا

"اسے میں نے بھیجا ہے، آتی ہی ہو گی۔۔ تم دونوں جاؤ"

ایک نظر رامین کو دیکھا جو کہ کمزور لگ رہی تھی، اس نے اس کی تھوڑی کو چھوا

"بیسٹ آف لک مینو"

وہ مسکرائی اور پھر وہ اشعر کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئے۔ گاڑی میں بیٹھتے وقت اس کا سر گھوما مگر اس نے سر جھٹک دیا اور پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی

ڈرائیو کرتے ہوئے مامون کی کال آئی تھی "ہاں ہیرو"

"نکل آئے ہیں۔۔ذلالت کے لیے تیار رہنا"

دوسری طرف سے وہ ہنسا "تمھارے خاندان میں الحمد للہ میں ویسے ہی بڑا مشہور ہوں۔ میری فکر مت کرو"

تیمور نے ہاں میں سر ہلایا اور پھر اس نے رامین اور اشعر کو بیسٹ آف لک بول کر کال کاٹ دی۔

جس وقت وہ سینٹر کے باہر پہنچے بہت رش تھا، رامین اور اشعر کے سینٹر مختلف بنے تھے۔ پہلے اشعر کو اتارا اور اب وہ مینا کے سینٹر کے باہر کھڑے تھے، اس کی آنکھیں گھوم رہی تھیں مگر اسے ٹیسٹ دینا تھا۔ وہ گاڑی سے اتری اور اندر کی طرف بڑھی مگر مڑ کر اسے دیکھا

"تھینک یو بعد میں کہہ دینا، ابھی جاؤ"

وہ مسکرائی "پتہ نہیں کس غلط فہمی کا شکار ہو تم، میں تو یہ کہنے والی تھی کہ میں باہر آؤں تو میرے کھانے کا انتظام کر کے رکھنا"

اس نے ایک سانس خارج کی اور مسکرا دیا۔ وہ اندر چلی گئی اور وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا۔ کیا انھوں نے ٹھیک کیا؟

اُدھر دوسری طرف حاشر فرحت کے ساتھ ہسپتال آیا تھا اور مینو کمرے میں نہیں تھی۔وہ باغ میں کھڑا رابیل پر چلا رہا تھا اور وہ خاموشی سے سن رہی تھی۔

"بکواس کی تھی میں نے کہ نہیں جانے دینا اسے" وہ دانت پیستے غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اس کی زندگی کا سب سے اہم ٹیسٹ تھا" اس نے وضاحت پیش کی

"چلو" انھوں نے ماتھے کو چھوا" تو پھر ہو جاتا۔۔ڈاکٹر رات کو کہہ کر گیا ہے کہ سر کے پیچھے چوٹ لگی ہے،زیادہ زور ڈالے گی تو پھر کر لے گی ٹیسٹ" وہ پھر سے چلایا

رابیل سہم کر پیچھے ہٹی" حاشر"

فرحت آگے بڑھی تھی" بس کرو۔آجائے گی ابھی،کوئی بات نہیں" وہ تحمل سے بولی تھیں

"ایک تو وہ تیمور میرے ہاتھ نہیں آتا۔خود تو آوارہ ہے ہی اس کو بھی ساتھ لے گیا ہے" انھوں نے سر جھٹکا۔

رابیل بس دیکھتی رہی اور پھر بنچ پر بیٹھ گئی۔

ادھر ہال میں پیپر شروع ہوئے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔وہ آرام سے ببل فل کر رہی تھی۔اس نے ذرا سا سر جھکایا،سب ڈبل ڈبل نظر آرہا تھا۔اس نے سر جھٹکا مگر کوئی فرق نہیں پڑا۔پانی پینے کے بعد وہ سر پیچھے کر کے بیٹھ گئی مگر اب سر کی پچھلی طرف درد ہونے لگا تھا۔اس نے پنسل ببل شیٹ پر رکھی اور پیچھے سے سر دبایا۔پھر پیپر پر جھک گئی۔اب سب صحیح نظر آرہا تھا۔بائیولوجی کا حصہ ختم ہوا اور وہ

اگلے حصے کی طرف بڑھی۔کچھ منٹ گزرے اور اچانک سے زمین گھوم گئی۔اسے لگا ارد گرد سب اس کے گرد گردش میں ہے۔اس نے سر پیپر پر جھکا لیا اور گہری سانس لی۔آنکھیں بند کیے اس نے خود کو نارمل کرنا چاہا مگر آنکھیں بھاری ہو رہی تھیں۔اس نے عینک کے پیچھے آنکھوں کو مسلا اور دوبارہ پیپر پر جھک گئی۔اب کی بار ڈبل ڈبل نظر آیا تھا، تیرتے ہوئے الفاظ اور اڑتی ہوئی سطریں۔وہ خود کو نارمل کرنے میں ناکام تھی۔بہت کوشش کرنے کے بعد بھی وہ آنکھیں نہیں کھول پائی اور پیپر پر سر رکھ لیا۔اس کی آنکھیں بند تھیں، غنودگی طاری تھی۔وہ بھول چکی تھی کہ وہ کہاں ہے۔

کچھ منٹ گزرے اور اس کے کندھے پر کسی کا ہاتھ تھا،اس نے سر اٹھایا تو پاس کھڑی انویجیلیٹر اسے کچھ کہہ رہی تھی۔اس نے انھیں سنا مگر اسے نہیں پتہ کہ وہ کیا بول رہی تھی۔اس نے سر جھٹک کر بال پوائنٹ پکڑی اور پیپر پر جھک گئی۔اس کے سر میں شدید درد تھا۔وقت گزر رہا تھا۔اس نے پانی پیا اور پھر سے پیپر پر جھک گئی۔پیپر ختم ہونے میں آدھا گھنٹہ تھا اور اس نے سوال حل کرنا شروع کیے۔آخری سوال پر پہنچی تو سوالیہ شیٹ پر سوال ختم تھے۔سوال نمبر دو سو دس مگر اس نے ببل شیٹ پر دیکھا تو سوال نمبر دو دس کا ببل خالی تھا۔سوالیہ شیٹ کہہ رہی تھی کہ سوال ختم ہیں مگر ببل شیٹ کا کہنا تھا کہ سوال نمبر دو سو دس رہتا ہے۔اس کا سر چکرا گیا، زمین ساری اس کے گرد گھومی تھی۔اس نے شیٹ پکڑ کر اپنے فل کیے.ببلز سے ملانے شروع کیے اور یہ آدھا گھنٹہ رامین کی پوری زندگی بدل

گیا۔اس نے بے بسی سے بال پوائنٹ پیپر پر رکھی اور غنودگی کے زیر اثر لڑکی نے سر پیپر پر رکھ لیا۔وہ سونا چاہتی تھی،بہت لمبی نیند۔

وہ باہر آئی تو تیمور گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔اسے دیکھ کر سیدھا ہو گیا۔وہ اس کی طرف بڑھی،وہ زرد پڑ چکی تھی،منہ سوکھ چکا تھا اور آنکھوں میں خوف تھا۔اس نے مسکرانا چاہا مگر نہیں مسکرا سکی۔

"کیسا ہوا؟"اس نے رامین کے ہاتھ سے پیپر لے لیا۔

"اچھا"اس نے تھوک نگلا اور اسے دیکھے گئی

وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا"کیا ہوا ہے؟تم ٹھیک نہیں ہو"عینک کے پیچھے آنکھیں کوئی اور کہانی سنا رہی تھیں

"میرا دل خراب ہو رہا ہے"وہ بولی تو آواز دھیمی تھی

"آؤ"اس نے دروازہ کھولا"بیٹھو"وہ بیٹھ گئی تو وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا

گاڑی سٹارٹ کی اور اسے دیکھا"مینا،تم ٹھیک ہو نا؟"

رامین نے اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

"کچھ کھانا ہے،کسی کیفے چلیں؟"وہ فکر مند تھا۔زندگی میں پہلی بار تیمور کسی کے لیے فکر مند ہوا تھا اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور یہ دن کا پہلا شاک جو اسے لگا،رامین اور کھانے کو منع کر دے

اس کا فون بج رہا تھا،اس نے سکرین سوائپ کر کے کان سے لگایا"سب ٹھیک ہے؟ہو گیا پیپر؟"

دوسری طرف سے مامون کی آواز ابھری تھی

"ہاں"اس نے مینا کو دیکھا جس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی

"بات کراؤ اس سے میری"

مگر تیمور نے ایک سانس خارج کی"وہ سو رہی ہے مامون"

اور دوسری طرف خاموشی تھی۔اس نے گردن موڑ کر دیکھا وہ واقعی سو چکی تھی

"صبح ناشتہ کس نے کروایا تھا اسے؟"سوال مامون نے کیا تھا

"خالہ نے"وہ اب سنجیدہ سا سامنے سڑک دیکھتا گاڑی چلا رہا تھا

"تم اسے ہاسپٹل لے کر جاؤ۔ہم رات میں ملتے ہیں"

اس نے"اوکے"کہہ کر سکرین بجھا دی۔اشعر کو لینے کے بعد وہ سیدھا لاہور کی طرف بڑھے تھے۔

اب جب وہ ہسپتال پہنچا تو سیدھا باغ میں بڑھا،اس کے مطابق اسے رابیل وہیں ملے گی مگر رابیل کے ساتھ اور کوئی بھی تھا۔وہ آگے بڑھا،اسے کس کا ڈر،ساتھ اشعر تھا

"مینا کہاں ہے؟"سوال حاشر نے کیا تھا۔رابیل بھی کھڑی ہو گئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور نے اسے نظر انداز کیا اور رابیل کو دیکھا "میری بات سنو، اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ سو گئی ہے۔ خالہ نے اسے صبح جو میڈیسن دی تھی اس میں نیند کی گولیاں بھی تھیں"

رابیل بھی منہ کھولے کھڑی تھی۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی حاشر آگے بڑھا

"جب میں نے بکواس کی تھی۔۔" وہ پھر سے غصے میں آ گیا تھا مگر تیمور نے اس کی بات کاٹ دی۔

"بس کر دیں آپ۔۔ پہلے اسے کہتے ہیں تم ٹیسٹ دو، وہ اتنا کھپ کھپا کر محنت کرتی ہے۔ جب اس کے ساتھ کوئی ٹریجڈی ہو جاتی ہے تو آپ اس پر نیا حکم تھوپ کر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ کوئی کھلونا نہیں ہے، آئی سمجھ" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا "جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں اس کے ساتھ ہوں، دیکھتا ہوں کوئی کیسے اسے کچھ کہتا ہے" وہ چلایا تھا۔ حاشر چپ کر گیا۔

"تم آؤ میرے ساتھ" اس نے رابیل کو دیکھا تھا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے چل، حاشر اور اشعر کی نظر ملی مگر پھر اس نے سر نفی میں ہلایا اور اندر بڑھا۔ حاشر وہاں اکیلا کھڑا تھا۔

رات کو جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ ہسپتال کے سفید بستر پر تھی۔ جہاں سے گئی تھی وہیں پڑی تھی۔ ڈرپ ابھی بھی لگی تھی مگر اب وہ بہتر محسوس کر رہی تھی۔ کمرے میں صرف نرس تھی، خاموشی اور سناٹا۔ اس نے کھڑکی سے دیکھا رات ہو چکی تھی۔ نرس اسے دیکھ کر اس کی طرف بڑھی، اس نے لب ہلائے، ہلکی دھیمی نحیف سی آواز

"امی کہاں ہیں؟"نرس مسکرائی"باہر ہیں۔میں انھیں بلا کر لاتی ہوں"

وہ چند پل رکی اور پھر باہر چلی گئی۔چند لمحوں بعد جب آئی تو فرحت ساتھ تھیں۔انھیں دیکھ کر بہت سے آنسو آئے اور سب کے سب اس نے گلے میں اتار لیے۔انھوں نے اسے کندھے سے تھام کر بٹھایا اور اس کے گال پر ہاتھ پھیرا۔وہ اس کے ساتھ بیٹھی تھیں،اس نے اپنا سر ان کے کندھے پر رکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔ماں کا کندھا سکون کا دامن راحت کی گود۔

"کیا ضرورت تھی جانے کی؟ایک ٹیسٹ ہی تو تھا"وہ خفا سی اس سے کہہ رہی تھیں

"امی وہ میرے فیوچر کی چابی تھی"کمزور سی آواز

"صحت ہوتی ہے تو فیوچر ہوتا ہے بیٹا۔حادثے تو ہوتے رہتے ہیں میری مینا تو بہت بہادر ہے"وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں

نہیں ہے وہ بہادر۔ان کی بہادر بیٹی کی بہادری آج یہاں تک لے آئی ہے اسے۔وہ ایک عام لڑکی تھی،بھائی کی ڈانٹ کھا کر سہم جانے والی۔

"امی۔۔میں نے گھر جانا ہے"اس نے اپنا ہاتھ ان کے نرم ہاتھ میں دیا

"ہاں،ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ کل چھٹی دے دیں گے۔۔پھر ہم گھر جائیں گے"اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اس کے ہاتھ کو تھام لیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی لاہور اسلام آباد جیسا نہیں ہے۔لاہور تو جنگل ہے، میرا دل گھبراتا ہے یہاں۔میں نے گھر جانا ہے"ایک آنسو اس کی آنکھ سے بہا اور ان کے کندھے پر جذب ہو گیا

دفعتاً دروازہ کھلا اور گلشن آرا کے ساتھ رابیل اور اشعر اندر آئے۔اشعر مینا کو دیکھ کر مسکرایا تھا، وہ بھی پھیکا سا مسکرا دی۔

اس نے فرحت کے کندھے سے سر اٹھایا"ماں بیٹی کا پیار ختم ہو گیا تو کھانا کھالو"

رابیل صوفے پر بیٹھی ہاٹ پاٹ نکالتے مسکرا رہی تھی۔فرحت اس کے گالوں کو چھوتے بال پیچھے کر رہی تھی۔رابیل اس کے لیے پلیٹ میں چاول لائی تھی اور چمچ بھر کر اس کے میں ڈالا

"چوزو چلا گیا؟"اس نے سر بستر کی پشت پر رکھا تھا

"نہیں"اس نے چاول ہلا کر ایک چمچ اور بھرا"باہر ہے۔پتہ نہیں کوئی آیا ہے اس کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے"اس نے دوسرا چمچ اس کے منہ میں رکھا

"مامون بھائی"اس نے صرف سوچا کہا نہیں۔

رات کے دس بجے کا وقت تھا جب مامون اور تیمور دونوں اس سے ملنے آئے تھے۔وہ خاموش سی سر جھکائے بیٹھی تھی

"پیپر کرتے تارے نظر آئے تھے؟"مامون سینے پر بازو لپیٹے مسکرا کر اس سے مخاطب ہوا

"نہیں"اس نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا"سارا سولر سسٹم میری گردش میں تھا"وہ بھی پھیکا سا مسکرائی

وہ سر جھکا کر مسکرایا"کوئی بات نہیں۔۔ہو جاتا ہے کبھی کبھی"

تیمور خاموش تھا، کھڑکی سے باہر جھانکتا ہوا۔اس نے مامون کو دیکھتے ابرو سے تیمور کی طرف اشارہ کیا

"انھوں نے اپنے سالے سے عزت افزائی کروائی ہے اور کی بھی ہے"

وہ منہ بنا کر بیٹھ گئی، پھر ایک سانس خارج کی"سوری،سب میری وجہ سے ہوا ہے"

اس نے رخ موڑا اور اسے دیکھا"سوری،میری وجہ سے ہوا ہے"اس نے رامین کی نقل اتاری

"بچپن میں کہیں گری تھی جو تمھارا دماغ ہلا ہوا ہے"وہ اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی

"کیوں؟"

"ہاں تو اور کیا۔۔کوشش کی تھی نہیں ہوا تو کوئی بات نہیں۔۔جب ہال سے باہر آئی شکل دیکھنے والی تھی۔۔ایسے جیسے قبر سے نکل کر آئی ہو یا کسی اغوا کار نے تمھیں جانے دیا ہے"وہ غصہ کر رہا تھا

وہ دھیرے سے مسکرائی"میری محنت میری آنکھوں کے سامنے ضائع ہو گئی اور میں منہ دیکھتی رہ گئی۔۔ریت میرے ہاتھوں سے پھسل گئی"

وہ رو دینے کو تھی مگر روئی نہیں۔

"کم آن یار۔۔زندگی موت کا مسئلہ نہیں تھا" وہ اس کے پاؤں کے پاس بیٹھا تھا

"میرے لیے تھا" اس کی آواز بلند ہوئی تھی

"اوکے۔۔ریلیکس" تیمور کچھ بولتا مامون بیچ میں آگیا تھا

"ہم اس معاملے کو بعد میں ڈسکس کریں گے۔۔ابھی تم ریسٹ کرو" اس کی جیب میں پڑا فون بج رہا تھا۔اس نے فون نکالا اور نمبر دیکھا۔پھر فون کان سے لگائے باہر چلا گیا

وہ اٹھا اور اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا" اتنی ہائپر کیوں ہو جاتی ہو؟" وہ آرام سے پوچھ رہا تھا

"میرا دماغ خراب ہے" اس نے منہ موڑ لیا

"دماغ تو ہے ہی نہیں، خراب کیسے ہو گا؟" اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"میں نے تمھاری بات نہیں کی" وہ منہ بنائے بیٹھی تھی

اس نے ایک سانس خارج کی" چار دن بعد میری فلائٹ ہے۔میں واپس لندن جا رہا ہوں"

رامین کچھ بھی نہ بولی، پھر اسے دیکھا جو بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا

"تو جاؤ۔۔خوش رہو وہاں پر" وہ سنجیدہ تھی، چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا

"میڈیکل چھوڑو۔۔میرے ساتھ آئی ٹی پڑھ لو، دونوں دنیا کو انگلیوں پر نچائیں گے" وہ اسے جیسے نیا آئیڈیا دے رہا تھا

"تم میری فکر مت کرو۔لندن جانے کی تیاری کرو۔میرا ابھی کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے گا"

اس نے بائیں طرف منہ کر لیا۔وہ خفا تھی۔اس کی سمجھ نہیں آتی تھی،ایک پل مسکرا رہی ہوتی تھی اور اگلے پل اداس۔

"مینا۔۔"وہ کچھ بولنے والا تھا

"چوزو جاؤ،میرا دماغ خراب ہو رہا ہے"کہتے ہی اس نے سر پشت پر ٹکا لیا اور آنکھیں موند لیں۔اس نے ایک سانس خارج کی اور چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی کمرے میں خاموشی تھی۔آنسو اس کی آنکھ کے کناروں سے نکلتے کنپٹی پر پھسلے تھے۔وہ چھت کو گھور رہی تھی۔

صبح اداس سی تھی۔رات کو ایم سی کیوز کی"کی"آئی تھی مگر وہ سوئی تھی۔۔اس نے نہیں دیکھی۔

صبح میں ناشتے کے بعد وہ بستر پر پڑی تھی۔آج اسے ڈسچارج ہو جانا تھا۔کمرے میں خاموشی تھی جب دروازہ کھلا اور ایک شخص اندر داخل ہوا۔اس نے سیاہ جیکٹ اوڑھ رکھی تھی۔پینٹ سیاہ شرٹ سیاہ اور آنکھیں سیاہ۔اندر آتے ہی رامین کو دیکھ کر مسکرایا وہ مسکرا بھی نہ سکی

"کیسی ہو رامین؟"وہ بستر کے دائیں جانب کھڑا تھا

"اچھی ہوں"اس نے شانے اچکا دیے

"میں کل آیا تھا تم سو رہی تھی،سوچا آج مل لوں"وہ بڑی نرمی سے بات کر رہا تھا

رامین نے سر پشت پر رکھ لیا اور اب چھت گھور رہی تھی

"کیسا ہوا ٹیسٹ؟" یہ اس لڑکے کی طرف سے اگلا سوال تھا

سر یونہی بستر کی پشت پر ٹکا رہا" تمھاری سوچ سے بھی زیادہ خوفناک" اس نے ایک سانس خارج کی

لڑکے کی مسکراہٹ مدھم پڑی

"اب تم آگے کیا کرو گی؟"

رامین اسی طرح رہی، ایک آنسو آنکھ کے کنارے سے نکلا اور کنپٹی سے نکلا اور کان کی طرف بہہ گیا

"ہمارے محلے میں ایک لڑکا ہوتا تھا، میں اسے چنگیز کہا کرتی تھی کیونکہ اسے چاقو چلانا اور نشانہ لگانا آتا تھا۔ وہ عقابوں کا بہترین شکاری تھا۔ اس نے مجھے سترہ سال کی عمر میں چاقو چلانا، نشانہ لگانا سکھایا تھا اور تمھیں پتہ ہے عالمگیر میں نے ایک ہفتے بعد ایک عقاب کا شکار کیا تھا۔ چنگیز نے مجھے کہا تھا کہ اگر میں لڑکا ہوتی تو جنگل میرا مسکن ہوتا اور عقاب میری سواری مگر میں لڑکی پیدا ہوئی ہوں اور عقاب میرا شکار ہے اور میں اس کی شکاری" وہ خاموش ہوئی۔

وہ مسکرایا" تمھاری شادی نہ ہوتی تو تم میری پسندیدہ عورت ہوتی۔ تمھاری شادی ہو گئی اور اب تم میری محبوب عورت ہو" مسکراہٹ گہری ہوئی

مجال ہے جو اس پر رتی برابر بھی اثر ہوا ہو" اگر میری شادی نہ ہوتی تو شاید میں تمھیں دو ٹکے کا مرد سمجھتی مگر اب میری شادی ہو گئی ہے اور میں تمھیں ٹکے کا مرد بھی نہیں سمجھتی" مینا نے کہتے ہی سر جھٹکا۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔ گردن پیچھے پھینک کر ہنسا تھا۔

دوسری طرف افیفہ اور رابیل اپنے کمرے میں سامان پیک کر رہی تھیں۔ ضروری کپڑے اور کچھ سامان رکھ کر بیگ ایک طرف تیار کر کے رکھا ہوا تھا۔ اس نے الماری کھولی اور سامنے ایک خوبصورت سا لکڑی کا ڈبہ تھا۔ اس نے اس ڈبے کو بستر پر رکھا اور اسے کھولا۔ اندر بہت سے سوکھے مرجھائے پھول اور گجرے تھے۔ بہت سے عید مبارک اور محبت بھرے کارڈز۔ کچھ چوڑیاں اور چھوٹے موٹے تحفے۔ ڈبہ اس کا ماضی لیے ہوئے تھا، اس نے اندر سے ایک گجرا نکالا اور اسے ناک کے قریب کر کے سونگھا۔ آہ! دل کا درد، پیٹ میں گرہیں پڑیں اور سر میں درد کی ایک شدید ٹیس اٹھی۔ اس نے سب برداشت کرنے کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ ہاتھ کانپنے لگے، وہ پھر سے ایک ہفتہ پہلے والے دور میں چلی گئی تھی۔ کسی کو بھول جانا آسان تھوڑی ہوتا ہے کہ کہہ دیا کہ تمھیں بھول گئے سو بھول گئے۔ پہلی محبت پہلا جنون ہوتی ہے، بہار کی طرح آتی ہے اور دل کے بند دروازے پر وہ پہلی دستک ہوتی ہے جو آنکھوں کی کھڑکیاں اور دماغ کا ہر خانہ کسی دوسری ایسی دستک کے لیے بند کر دیتی ہے۔ اس نے اسے ٹوٹ کر چاہا تھا اور وہ اسے توڑ کر چلا گیا۔ ٹوٹے دل سے زیادہ اداس بھی کوئی چیز ہوئی ہے بھلا؟ یہ وہ شاک اور صدمہ ہے جو چند لمحوں میں قہقہوں کو نوحے میں بدل ڈالے، چند پل میں چہچہاتی چڑیا کو بلبل بنا ڈالے اور سرخ مہکتے پھول کو زرد مردہ بنا دے۔

افیفہ کمرے میں آئی تھی اور اس کے ہاتھ سے سوکھا مرجھایا گجرا پکڑ کر ڈسٹ بن میں پھینکا، اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ رابیل کو گھور رہی تھی

"سگریٹ چھوڑنی ہو تو اس کی خوشبو سے بھی دور رہا جاتا ہے"

وہ جیسے اب ہوش میں آئی تھی۔ڈبہ بند کر کے الماری میں رکھا۔افیفہ اسے غصے سے دیکھ رہی تھی

"اسے نکالو اور پھینک دو بیلی، یاد کرتی رہو گی تو یاد آتا رہے گا"

"یاد نہ کروں تب بھی وہ بھولتا نہیں ہے فیفی"اس کی آواز میں ٹوٹی ہوئی کرچیاں تھیں، کانپتی نم آواز۔

افیفہ نے بے اختیار ماتھے پر ہاتھ رکھا اور سانس خارج کی۔اس نے جلدی سے کپڑے پکڑے اور واش روم میں گھس گئی۔پانچ منٹ بعد جب باہر آئی تو اس نے وہی نیلی پینٹ پہن رکھی تھی جو اس دن پہن رکھی تھی (ریسٹورنٹ والی رات) وہ بالوں کو برش کرتے آئینے میں پیچھے کھڑی افیفہ کو دیکھ رہی تھی، جو کمرے سے باہر چلی گئی۔اس نے جلدی سے برش ڈریسنگ ٹیبل پر پھینکا اور واش روم میں آئی، دروازے پر چٹکی چڑھائی اور جیب سے وہ تینوں ایک ساتھ بندھیں پڑیاں نکالیں جو اس نے اس دن شاپر میں اچھے سے لپیٹ کر چائے میں ڈالی تھیں۔اس نے جلدی سے گرہ کھولی، ہاتھ اور دل دونوں کانپ رہے تھے۔اس نے ٹوٹی چلادی، وہ پڑیاں کھولیں اور سفید پاؤڈر سنک میں بہا دیا۔پانی کے ساتھ اس دن کا حادثہ بھی بہہ گیا تھا۔دور کہیں سے کسی کی آواز آئی تھی

"لاہور گیدڑوں اور بھیڑیوں کی آماج گاہ ہے"

اس نے سر جھٹک دیا اور خود کو کمپوز کرتی باہر آئی۔افیفہ آچکی تھی اور وہ سٹڈی ٹیبل پر بکھری کتابیں سمیٹ رہی تھی۔

"فیفی" اس نے پرس کندھے پر ڈالا اور بستر پر پڑی فائل اٹھائی

"میں یونیورسٹی جا رہی ہوں۔آدھے گھنٹے تک آجاؤں گی" وہ دروازے کی طرف بڑھی

"میں بھی چلوں؟" وہ گردن موڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی

"بس یہ کچھ ڈاکومنٹس جمع کروانے تھے، حاشر بھائی کے ساتھ جا رہی ہوں۔آدھے گھنٹے تک آجاؤں گی"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور وہ چلی گئی۔حاشر نیچے ہی کھڑا تھا، اس نے دروازہ کھولا اور پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے حاشر نے گاڑی سڑک پر دوڑا دی۔

یونیورسٹی میں عجیب سا ماحول تھا۔جہاں دیکھو عجیب سا رش تھا۔وہ سیڑھیاں چڑھتی اپنے مطلوبہ آفس کے سامنے تھی۔شاید اندر کوئی تھا جس سے پروفیسر بات کر رہے تھے۔وہ باہر ہی بیٹھی رہی، دائیں ٹانگ مسلسل ہلاتی وہ اندر بات کرتے شخص کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔اس کے سر میں درد تھا اور دوائی ختم ہو چکی تھی۔اس نے بے بسی سے سانس خارج کی۔ساتھ والے کمرے سے کلرک باہر آیا اور وہ کھڑی ہوئی

"السلام علیکم سر!"

انھوں نے سر ہلایا اور مسکرا دیے۔"خیریت؟"

"جی۔۔بہت دن سے ڈاکومنٹس پڑے ہیں،اپروو کروانے ہیں۔۔پہلے پروفیسر ظہیر نہیں تھے اور اب مجھے دیر ہو گئی"

دفعتاً آفس سے پروفیسر ظہیر نکلے اور ایک شخص کے ساتھ بات کرتے جلدی سے چلے گئے۔کلرک اور رابیل دونوں دیکھتے رہ گئے

"یہ کہاں گئے؟"اس نے حیرانی سے کلرک سے پوچھا

سفید بالوں اور عینک والے پروفیسر مسکرائے"آج ان کے پسندیدہ شخص آرہے ہیں،یہ پانچ بجے تک وہیں رہیں گے۔آپ مجھے دے دیں،میں اپروو کروا کر آپ کو کال کر دوں گا"

وہ مسکرائی اور فائل ان کو دے دی۔پھر کچھ سوچتے نیچے بڑھی،پرس میں پڑا فون بج رہا تھا۔اس نے جلدی سے پرس سے فون نکالا،حاشر کی کال تھی۔اس نے دوسری طرف بولتے شخص کی بات سنی۔

"آرہی ہوں"اور کہہ کر کال کاٹ دی۔فون پرس میں رکھا اور جلدی جلدی قدم اٹھاتی باہر کی طرف بڑھی

باہر تورش لگا ہوا تھا،سیکیورٹی گارڈز اور آگے پیچھے پولیس موبائلز اور درمیان میں سفید"لینڈ کروزر"۔۔پتہ نہیں کس کو پروٹوکول دیا جا رہا تھا۔رش میں سے بمشکل جگہ بناتی وہ آگے بڑھ رہی

تھی، سفید لینڈ کروزر کی پچھلی سیٹ کے عین ساتھ سے گزرتے اس نے لاشعوری طور پر گردن اٹھا کر دیکھا، وہ ساکت ہوئی تھی، برف بنی تھی اور ہوا سائیں سائیں کرنے لگی۔

پچھلی سیٹ کی کھڑکی کا شیشہ نیچے تھا اور اندر بیٹھا سیاہ آنکھوں، قیمتی گھڑی اور سفید قلف لگی شلوار قمیض اوپر سیاہ ویلوٹ کی واسکٹ پہنے شخص نے اسے دیکھا، دھیما سا مسکرایا اور ہاتھ کنپٹی تک لے گیا، پھر گاڑی اس کے سامنے سے گزر گئی۔ وہ کون تھا؟ آج صبح سنک میں رابیل اور نگزیب اپنے حادثے کو بہا کر آئی تھی اور اس وقت اس وقت وہ سیاہ رات کا چلتا پھرتا گواہ سامنے سے گزر کر گیا۔ وہ چند لمحے بت بنی اسے دیکھتی رہی۔ گاڑی دور جا چکی تھی اور ایک جگہ رکی تھی۔ وہ اندر سے باہر آ رہا تھا۔۔

وہ وہی تھا، سیاہ آنکھوں والا

رابیل نے رخ باہر گیٹ کی طرف موڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتی باہر کی جانب چل پڑی۔۔ دماغ میں سوال گردش کر رہا تھا

"وہ کون تھا؟"

"وہ کون ہے؟"

اور اس کا جواب بہت جلد رابیل اور نگزیب کو ملنے والا تھا۔ وہ عمر بھر اسے بھلا نہیں پائے گی۔

دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔ کل رات ہی وہ لوگ ہاسپٹل سے واپس آئے تھے۔ موسم ذرا سا زرد تھا۔ سورج نے بادلوں سے ذرا سا منہ نکالا تھا۔ باہر باغ میں چھوٹی چارپائی بچھی ہوئی تھی اور اس پر

رابیل اپنے کمر سے نیچے تک آتے بال کھولے بیٹھی تھی۔اس کے پیچھے گلشن آرا کھڑیں اس کے کھلے بالوں میں تیل لگا رہی تھیں۔ساتھ ساتھ نانی نواسی میں باتیں بھی جاری تھیں۔

"اتنا سا منہ نکل آیا ہے، ہڈیاں نظر آنے لگی ہیں۔بس حلقوں کی کسر رہ گئی ہے۔بال بھی دیکھ کتنے اترے ہیں۔میں نہ کہتی تھی کہ اتنی پڑھائی بڑی ہوتی ہے لیکن نہیں پتہ نہیں لاہور میں کون سی ایسی پڑھائی ہے جو یہاں نہیں ہوتی"انھوں نے ہتھیلی پر تیل رکھا اور دوسری ہتھیلی سے ملا اور رابیل کے سر پر مالش کرنے لگیں۔وہ آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی

"نانو آپ نہ ہوتیں تو میرے بالوں کا کیا ہوتا"اس نے اپنے سر سے ان کا ہاتھ پکڑا

"ہاں بس مکھن لگوالو ان سے۔۔اب بس تم میرے پاس رہو گی، کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی۔ ہماری بچی کمزور کر دی پڑھائیوں نے"وہ اس کے بالوں میں انگلیاں ڈالے چمپی کر رہی تھیں

"نانو"اس نے ذرا سی تھوڑی اٹھائی ہوئی تھی اور آنکھیں بند تھیں

"بال کٹوالوں تھوڑے سے"

"نہیں۔۔کوئی ضرورت نہیں ہے۔لمبے بال اچھے لگتے ہیں"وہ پیار بھری خفگی سے کہہ رہی تھیں

"نانو میرے بال زمین کو چھونے لگیں گے"اس نے جیسے انھیں یاد دلایا

"پتہ ہے مجھے۔۔کاٹ دوں گی جب مجھے لگے گا کہ کٹنے چاہیئے"

دفعتاً باہر کا دروازہ کھلا اور اشعر اور مینا اندر آئے۔ مینا کے ہاتھ میں چیزوں سے بھرا شاپر تھا۔ اشعر کا رخ باغ کی طرف تھا جبکہ رامین تیل دیکھتے ہی اندر کھسکنے لگی تھی

"مینو۔۔ادھر آ" وہ جو چھپ کر بھاگنے لگی تھی نانی کی آواز پر رک گئی

"نانو مجھے تیل سے عجیب سی بو آتی ہے۔۔میں نہیں لگوا رہی تیل" وہ منہ بسورے کھڑی تھی

اشعر کی بلے سے اچھی دوستی ہو گئی تھی، باغ میں چارپائی پر رابیل کے ساتھ بیٹھا چھوٹا سا بلا اشعر کو دیکھتے ہی اس کی طرف بھاگا، اس نے اپنے بلے کو پکڑا اور باغ میں آ گیا پھر چارپائی کی طرف بڑھا۔

"ادھر آ رہی ہے یا میں بلاؤں تیری ماں کو"

وہ رونے والی ہوئی تھی، منہ بنائے باغ میں آ گئی

"دیکھ ذرا اس کو۔۔بازو ٹوٹا پڑا ہے، رنگ پیلا پڑا ہے، سوکھ کے کانٹا ہوئی ہے مگر مجال ہے جو ٹک کے بیٹھ جائے" پھر اسے دیکھا جو منہ بنائے اب رابیل کے سامنے کھڑی تھی "بلاتی ہوں میں فرحت کو" انھوں نے رابیل کے کھلے بالوں میں ایک آخری بار کنگھی پھیری اور پھر وہ ایک طرف ہو گئی۔۔وہ بلی کے بچے کی کمر پچکا رہی تھی

"نانو" وہ جیسے ابھی رو دے گی

انھوں نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑا اور اپنے سامنے بٹھایا۔ اس کے بال کندھوں تک تھے

"یہ کوئی بال ہیں "انھوں نے اس کی پونی کھولی "اتنی محنت لگتی ہے بال لمبے کرنے میں اور یہ جاتی ہے اور کٹوا آتی ہے "انھوں نے تیل ہتھیلی پر لگایا پھر اس کے سر پر

وہ بس برا سا منہ بنائے بیٹھی تھی۔رابیل اور اشعر بسکٹ پیس کر ہتھیلی میں لیے بلی کے بچے کو کھلا رہے تھے

عصر سے ذرا پہلے گھر میں رونق تھی۔رابیل کی دونوں پھپھو آئی تھیں اور وہ لاؤنج میں بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں۔وہ جس کا پتہ لینے آئی تھیں وہ ٹوٹے بازو میں پلیٹ پکڑے دوسرے ہاتھ میں چمچ لیے مسکرا مسکرا کر پیسٹری کھا رہی تھی۔رابیل چھوٹے صوفے پر بیٹھی تھی اور اس کی گود میں چھوٹی بچی تھی جس کے ننھے سے ہاتھ کو اس نے اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔وہ رابیل کی پھپھو زاد کی بیٹی تھی۔

بہت دن بعد آج رابیل مسکرا رہی تھی۔۔ساتھ اشعر بیٹھا تھا اور وہ بھی مسکرا رہا تھا۔فرحت اور گلشن آرا ان سے باتیں کر رہی تھیں۔باتوں باتوں میں بات کہاں نکل آئی نہیں پتہ چلا۔

"مجھے تو رابیل کا بھی پتہ چلا۔۔بھئی بڑا دکھ ہوا "بڑی پھپھو نے چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔

ماحول میں خاموشی چھا گئی۔رابیل نے ایک نظر فرحت کو دیکھا جن کا چہرہ ایک دم بجھا تھا،پھر پھپھو کو دیکھا۔لوگ باتیں کیوں نہیں بھولتے۔انھیں کیا کوئی احساس نہیں ہوتا کہ منہ سے ایسی باتیں نہیں نکالتے جو اگلے کا منہ بند کر کے رکھ دیں۔اس نے تھوک نگلا اور وہاں سے اٹھ جانے کو دل کیا۔

"پھپھو تو کیا ہوا۔۔آمنہ آپی کی بھی تو دو بار منگنی ٹوٹی تھی نا" رامین نے آگے ہو کر چائے کا کپ پکڑا "اور اب بھی ان کی طلاق ہوتے ہوتے رہ گئی ہے" کپ لبوں سے لگایا

رابیل اور فرحت اسے دیکھ رہی تھیں مگر وہ رامین ہی کیا جسے اپنے کہے پر کوئی شرمندگی ہو

پھپھو کے تو رنگ ہی اڑ گئے "بیٹا میرا یہ مطلب تو نہیں تھا" وہ گڑبڑا گئیں۔

"نہیں مجھے لگتا ہے آپ کا یہی مطلب تھا جو میں نے سمجھا" پھر ساتھ بیٹھی فرحت کو دیکھا جو دانت پیستے اسے دیکھ رہی تھیں

"ٹھیک ہے۔میں بہت تھک گئی ہوں، سونے جا رہی ہوں" اور اٹھ کر اندر آ گئی۔رابیل کا دل بجھ گیا تھا، اس نے بچی کو صوفے پر بٹھایا اور اندر آ گئی۔اونٹ کے رنگ کا لمبا گھٹنوں تک آتا سویٹر پہنا، دوپٹہ گلے کے گرد گول کر کے لیا اور باہر چلی آئی۔وہ ابھی گیٹ کے پاس تھی کہ اشعر کی آواز آئی

"آپی"

وہ مڑی "جی"

وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا "میں بھی چلوں؟"

اس کا بلا بھی پیچھے ہی تھا "تم اکیلے؟" اس کی آنکھوں میں شرارتی سی چمک تھی۔اشعر اس کی آنکھوں کا اشارہ سمجھ گیا

"ہم بھی آ جائیں؟" وہ مسکرایا اور "ہم" پر زور دیا۔

اس نے سر ہلایا اور دونوں چل دیے۔راستے میں ایک کیفے سے دو کافی کپ لیے اور باغ میں چل دیے۔باغ میں درخت زرد، نارنجی اور بھورے رنگوں کا امتزاج لگ رہے تھے۔پتوں پر چلو تو "چرر چرر" کی آواز پیدا ہوتی۔وہ ایک بنچ پر جا کر بیٹھ گئے۔اس کے ہاتھ میں کافی کپ تھا اور پینے کو دل نہیں تھا۔پتہ نہیں لوگ دوسری تیسری محبت کیسے کر لیتے ہیں، یہاں تو پہلی محبت نے ہی طوفان کی طرح سب کچھ اکھاڑ کر رکھ دیا تھا۔وہ سامنے درخت کو دیکھتی سوچ رہی تھی، کسی اور دنیا میں گم۔خواب جتنا حسین تھا حقیقت اتنی ہی تلخ تھی۔خواب ٹوٹنے پر اسے بھی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔خود سے محبت اسے فیسینیٹ کرنے لگی تھی، یہ وہ آگ کا دریا تھا جسے اسے پار کرنا تھا مگر وہ کنارے کھڑی کسی کشتی کا انتظار کر رہی تھی۔پتہ نہیں کہانیوں میں لڑکیاں کیسے خود سے محبت میں سب کچھ جلا کر اپنا آپ سب سے اوپر رکھتی ہیں، اس کے لیے تو آج بھی ارسل ہی سب سے اوپر تھا۔محبت کا سحر ابھی باقی تھا، وہ اگر آج بھی واپس آ جاتا تو رابیل اسے اپنا لیتی مگر زندگی "اگر" پر نہیں چلتی۔دور کہیں سے کسی کے گنگنانے کی آواز آ رہی تھی۔شاید کوئی گٹار بجا کر گنگنا رہا تھا۔لوگ اس کے پاس جمع تھے، اس نے گردن موڑ کر دیکھنا چاہا مگر گانے والے کی پشت ظاہر ہوئی تھی۔وہ کوئی اکیس بائیس برس کا لڑکا تھا۔رابیل کے ہاتھ میں کافی کپ تھا جو اس نے اشعر کو دیا اور اس کے کان میں کچھ کہا۔وہ اٹھا اور اس گنگناتے لڑکے کے پاس رکھ آیا۔بلاشبہ اس کی آواز بہت اچھی تھی، اس کی طبیعت میں ٹھہراؤ اور

سکون سا لگتا تھا۔وہ خاموشی سے اسے سنتی رہی۔لوگوں کی بھیڑ اس کے پاس سے چھٹ بھی گئی تو بھی وہ اور اشعر بلے کے ساتھ بیٹھے اسے سنتے رہے۔آوازیں تو دل پر اثر کرتی ہیں۔

سیاہ کمرہ،ہر سو تاریکی۔بالکل اندھیرا،ذرہ برابر روشنی نہیں۔تمھیں پتہ ہے نا اندھیرا کس قدر خوفناک ہوتا ہے،چاہے من کے اندر ہو یا تن کے باہر۔کمرے میں کیا ہے کیا نہیں کوئی خبر نہیں۔نور نہ ہو تو انسان کو اپنے کہاں اور کیوں ہونے کی کہاں خبر ہوتی ہے۔اس کمرے میں شاید کوئی تھا کیونکہ کسی کے سانس لینے کی آواز آرہی تھی۔گہری سانسیں بالکل کسی نیند میں ڈوبے انسان کے جیسی۔پھر اچانک سے دھیمی دھیمی آواز ابھرنے لگی جیسے سویا ہوا انسان اٹھ بیٹھا ہے۔چند پل مزید بیتے اور ایک آواز ابھری "میں کہاں ہوں؟" ایک نحیف سی نسوانی آواز۔پھر جیسے کوئی اٹھا ہے،جیسے کوئی بھاگا ہے جیسے کوئی نیند سے جاگا ہے۔پھر وہ کسی چیز سے ٹکرایا ہے اور اس چیز نے زمین پر گر کر ایک آواز پیدا کی ہے۔

"میں کہاں ہوں؟" آواز بلند ہوئی۔چلاتی ہوئی آواز،کانپتی ہوئی آواز،خوف سے بھرپور خواب سے جاگنے کے بعد کی آواز

پھر تیز تیز سانسیں لینے کی آواز۔کہا تھا نا آوازیں دل پر اثر کرتی ہیں۔اس کی اپنی آواز اس کی دھڑکنیں بڑھا رہی تھیں

"یہاں روشنی کیوں نہیں ہے؟" وہ پھر سے چلائی مگر اس کی اپنی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور دیواروں میں جذب ہو گئی۔

"مجھے نظر کیوں نہیں آ رہا؟ میں کہاں ہوں؟" ڈر سے کانپتی خوف سے لرزتی آواز۔ بھلا اندھیرے سے کون نہیں ڈرتا؟

وہ رودی، گلا پھاڑ کر چلائی، خوف اس کی آواز سے جھلک رہا تھا۔ سنا تھا دیواروں کے کان ہوتے ہیں مگر کیا فائدہ کانوں کا جب بولنے کے لیے زبان اور مدد کرنے کے لیے ہاتھ نہ ہوں تو۔ دیواریں اسے سن رہی تھیں مگر وہ بے بس تھیں۔

"کیا میں اندھی ہو گئی ہوں؟ یہاں ذرہ برابر بھی روشنی نہیں ہے؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا میں اندھی ہو گئی ہوں؟" اس کا دل اس کی آواز کا انتہائی خوفناک جواب دے رہا تھا۔ کیا یہ بات پاگل کرنے کے لیے کافی نہیں کہ تم رات کو چاند دیکھ کر سو جاؤ اور صبح نور کی امید لے کر اٹھو مگر اندھیرا تمھارا مقدر ہو۔

وہ چلا رہی تھی، ادھر اُدھر ٹکریں کھاتی رو رہی تھی مگر بے سود۔ اندھیرے کا ساتھی کوئی نہیں ہوتا۔ اندھیرے کا مقدر خوف ہے اور خوف کی منزل اندھیرا ہے۔

"نکالو مجھے یہاں سے؟ میں کہاں ہوں؟" مگر کیا فائدہ۔ پھلا پتھر بھی کبھی بولے ہیں جو دیواریں بول پڑیں۔

اسلام آباد میں رات کافی ٹھنڈی تھی۔نانی کا کمرہ سب سے بڑا تھااور اشعر نانی کے کمرے میں سوتا تھا۔اس کا اپنا ایک بیڈ تھا جو کہ نانی کے بیڈ کے سامنے رکھا تھا،دروازے کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر دیوار سے لگا ہوا۔رامین باہر حاشر اور فرحت کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی۔حاشر اپنا آفس کا کام کر رہا تھا جبکہ رامین اور فرحت کوئی ڈرامہ لگا کر بیٹھی تھیں

اشعر کا بہترین دوست آج کل اس کا بلا تھا جو کہ اس کے ساتھ اس کے کمبل میں گھس کر سویا تھا۔ نانی کی گود میں سر رکھے رابیل ان سے باتیں کر رہی تھی۔اس کے لمبے بال کھلے تھے اور وہ اس کے سر میں انگلیاں پھیر رہی تھیں۔کمبل میں لیٹی رابیل کے سر میں درد تھا اور وہ نانی سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ خاموشی سے سن رہی تھیں

"لوگ ہمارے ساتھ اتنا برا کر کے بھی خوش کیسے رہ لیتے ہیں نانو؟ہم کسی کے ساتھ تھوڑا سا برا کریں تو ہمیں فوراً برا لگنے لگ جاتا ہے۔آپ کو پتہ ہے نانو ارسل اپنی نئی منگیتر کے ساتھ یوں خوش تھا جیسے رابیل اس کی زندگی میں کبھی تھی ہی نہیں۔کوئی ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟اس کے دل میں ذرا خیال نہیں آیا کہ رابیل کو برا لگے گا یا وہ میرے ساتھ برا کر رہا ہے"اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے

"نانو میں نے چھے سال اسی کے بارے میں سوچا ہے۔انسان چالیس دن کوئی کام مسلسل کرے تو اس کی عادت ہو جاتی ہے میں نے تو چالیس مہینے سے زیادہ وقت اس کے تصور میں گزارا ہے۔میں اس سے محبت کرتی تھی نانو، بابا کے بعد سب سے زیادہ اسے چاہا تھا۔اسے میں جیسی اچھی لگتی تھی میں ویسی بن گئی۔وہ مجھے پھول دیتا تو میں دنیا بھر کے ہیروں کو لات مار دیتی تھی۔اس کی دلائی ہوئی انگوٹھی دنیا کے سارے جواہرات سے قیمتی ہوتی تھی۔نانو کیا صرف مجھے ہی اس کی یاد آتی ہے؟اسے کوئی احساس نہیں۔اللہ یا تو ہمارے دل پتھر کے بنا دیتا یا ان کے موم کے۔میں نے اس کے لیے اتنی دعائیں کی ہیں کہ اب میرے لبوں سے اس کے لیے بددعا بھی نہیں نکلتی۔وہ مجھے کسی اور مرد کے لیے چھوڑ گیا اور میں کسی اور کا سوچوں بھی تو میری روح تڑپ جاتی ہے۔نانو مجھے درد ہوتا ہے"اس نے اپنے کانپتے ہاتھ سے اپنی نانی کا ہاتھ پکڑا

انھوں نے ایک سانس خارج کی"اللہ نے میری رابیل کو عرش کے بھاگ لگانے ہیں۔دیکھنا لوگ یوں دیکھا کریں گے جیسے چاند کو دیکھتے ہیں"وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی اسے راحت پہنچا رہی تھیں

"جب تم پیدا ہوئی نا تو اورنگزیب نے شہر کی سب سے مہنگی مٹھائی بانٹی تھی حالانکہ ان دنوں فیکٹری کچھ ٹھیک سے چلتی بھی نہیں تھی مگر وہ بہت خوش تھا۔اتنا خوش حاشر کے ہونے پر بھی نہیں تھا۔لوگ پوچھنے لگے کہ کیا بیٹا ہوا ہے؟مگر وہ مسکراتے ہوئے کہتا بیٹھی ہوئی ہے۔فرحت نے اور تمھاری

پھوپھیوں نے منع کیا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ بیٹی کی پیدائش پر مٹھائیاں بانٹتے پھر رہے ہو مگر وہ بہت خوش تھا۔مجھے آج بھی اس کے چہرے پر وہ رونق اور خوشی یاد ہے۔پھر اس نے تمھیں کافی دیر اپنے بازوؤں میں اٹھائے رکھا۔میں نے تو کہا تھا کہ تمھارا نام علینہ رکھ دیتے ہیں مگر کہنے لگا نہیں، میں نے اللہ سے بیٹی مانگی تھی اس نے مجھے دے دی۔۔اس کا نام "رابیل" رکھوں گا"۔۔رابیل یعنی "شیرنی"۔۔اس نے ضد کر کے تمھارا نام رابیل رکھا تھا، کہتا تھا کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے مگر ملکہ کے بغیر کوئی بادشاہ نہیں ہوتا۔شیرنی شیر سے بھی بہادر ہوتی ہے، شکار کرتی ہے اور خوددار ہوتی ہے۔پھر جن دنوں اس کی طبیعت خراب ہونے لگی اس نے کاغذات بنوائے اور اپنے بعد تمھیں اٹارنی ان فیکٹ بنایا۔سب کہتے تھے کہ حاشر کو اٹارنی ان فیکٹ بناؤ، خدانخوستہ اگر اور نگزیب کام کرنے کے اہل نہ رہا تو حاشر ہو گا مگر نہیں۔۔اس نے تمھارا نام لکھوایا۔اسے اپنی بیٹی پر یقین تھا، آج اگر وہ ہوتا تو اپنی رابیل کو ایسے دیکھ کر اسے کتنا دکھ ہوتا۔شیرنی بھی زخمی ہوتی ہے، اسے بھی درد ہوتا ہے مگر میری جان وہ واپس آتی ہے۔جس کھڑکی کو اللہ بند کر دیتا ہے اسے زبردستی کھولنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔کمرے میں اور بڑی کھڑکیاں ہوں گی دیکھو تو کیا پتہ کوئی اور کھڑکی کھل گئی ہو۔میری بیٹی تو سب سے زیادہ رحم دل ہے۔ایک بلی کے بچے کی اتنی پرواہ کرتی ہے تو اللہ میری بچی کی پرواہ کیوں نہیں کرے گا؟بس تھوڑی دیر اور، سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔تھوڑا سا انتظار اور

صبر، پھر سب ٹھیک ہونے لگ جاتا ہے" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھیں اور رابیل سکون سے آنکھیں موندے گہری سانسیں لے رہی تھی۔ دور بستر میں لیٹا اشعر پلکیں جھپک رہا تھا

دن کے ڈیڑھ بجے کا وقت تھا جب تیمور اپنی ماں کے ساتھ رابیل کے گھر آیا۔ صبیحہ تو باہر اپنی ماں اور بہن کے ساتھ بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں۔ گھر میں خاموشی سی تھی۔ لاؤنج میں صوفے کی پشت پر بال رکھے، ٹیک لگائے، ٹانگیں سامنے میز پر رکھ کر بیٹھی رابیل کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ دفعتاً تیمور اس کے ساتھ آ بیٹھا

"ڈورے مون کہاں ہے؟" اس کا رخ رابیل کی طرف تھا

"اندر ہو گی کمرے میں" اس کی نظر ہنوز کتاب پر تھی

"ارے" اس نے رابیل کی گود سے کتاب لے لی اور کتاب کا نام دیکھا" یہ تو عافی بھی پڑھ رہی تھی" کتاب واپس کر دی

"کون؟" اس نے بھنویں بھینچے اسے دیکھا

"ارے عافی" اس نے گردن نفی میں ہلائی۔ پھر لڑکی کا مکمل نام لیا" عارفین"

"کون؟" اس نے زور دیا

صبیحہ اندر آرہی تھیں، تیمور نے ایک نظر انھیں دیکھا اور ذرا سی سر گوشی کی "میری سوتیلی بہن" اور مسکرا دیا

رابیل نے برا سا منہ بنا کر سانس خارج کی۔اسے کسی عارفین کا نہیں پتہ تھا

"میں اسے کہوں گا تمھیں میسج کرے" پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا "تم گڈ ریڈز پر پڑھتی ہو ناولز؟" ابرو اٹھائی

"ہاں۔۔زیادہ تر" اس نے سر صوفے کی پشت پر رکھا

"اچھا فون دکھاؤ" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

رابیل نے اپنے ساتھ سے فون پکڑا اور اس کی طرف بڑھایا۔اس نے جلدی سے "گڈ ریڈز" ایپ کھولی اور عافی کی پروفائل کھول کر بیٹھ گیا۔

پھر رابیل کو دکھایا "یہ دیکھو۔۔یہ عافی ہے" اور اس کی پروفائل کو دیکھتے ہوئے تیمور نے اسے میسج کیا "ہیلو، مس ون اینڈ اونلی" اور مسکرایا۔دوسری طرف فرینڈ ریکوئسٹ بھیج دی گئی تھی

"سمجھ جائے گی" اور فون اسے واپس کیا

"یہ کیا حرکت تھی؟" وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی

"ایک بار تمھاری اس سے دوستی ہو جائے نا، ساری عمر میری شکر گزار رہو گی" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔اس کی ماں اپنی بہن کے ساتھ اوپر جا رہی تھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟"رابیل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

"کیوں کا جواب تمھیں مل جائے گا، میسج کا ریپلائی آئے تو بتانا"اور اٹھ کر اندر چلا گیا

اس نے سکرین آن کی اور دوبارہ "گڈ ریڈز" پر گئی اور تیمور کے بھیجے ہوئے میسج کو دیکھا۔

اس لڑکی کا نام نہیں لکھا تھا، کسی اور نام سے آئی ڈی تھی

"The Gladiator"

وہ کئی کتابیں پڑھ چکی تھی، ان میں سے بہت سی کتابیں ایسی تھیں جو رابیل بھی پڑھ چکی تھی۔اس کے کئی فالوورز تھے مگر وہ صرف ایک شخص کو فالو کرتی تھی۔وہ کوئی مرد تھا

"Just a Warrior"

ابھی وہ اس کی پروفائل دیکھ ہی رہی تھی کہ لڑکی کا ریپلائی آگیا۔دوسری طرف سے اس کی درخواست قبول کر لی گئی تھی۔

"یہ کس کی آئی ڈی سے چھیڑ رہے ہو؟"وہ تیمور کو پہچان گئی تھی مگر فون اب رابیل کے ہاتھ میں تھا رابیل کو سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔وہ اٹھی اور اندر چلی آئی، دروازہ کھولا اور کاؤچ پر بیٹھے تیمور کو دیکھا

"ریپلائی آگیا"اس نے فون تیمور کی طرف بڑھایا

وہ مسکرایا اور اس کا فون پکڑ لیا، پھر جیب سے اپنا فون نکالا اور کسی کو کال ملائی۔کال اٹھالی گئی تھی

"ہیلو میڈم ون اینڈ اونلی"وہ مسکرا رہا تھا

آگے سے کوئی ہنسا تھا"کیا کرتے پھر رہے ہو تم؟"

"میں نے میسج کیا تھا۔یہ رامین کی سسٹر ہیں اور یہ بھی ریڈر ہے، تم تو پاگل ہو ہی تمھارے جیسی ایک اور پاگل ملی ہے بات کرو"

پھر ایک نظر رابیل کو دیکھا مگر فون کان سے لگائے رکھا۔اس کا فون اسے پکڑایا

"اگر کسی عورت کو کبھی genetically سمجھدار انسان مل جائے تو اسے چاہے کہ دوسروں کی مدد کرے"وہ سکرین کی دوسری طرف لڑکی سے مخاطب تھا

دوسری طرف سے کسی لڑکی کی آواز گونجی اور وہ ہنس دیا۔پھر آنکھوں میں شرارت لیے بولا

"اللہ تمھارے حسن میں مزید اضافہ کرے"

پھر مسکرایا اور فون کاٹ دیا۔اگلا رپلائی رابیل کے فون پر آیا تھا

"تھینک یو بعد میں کرنا"لڑکے نے رابیل کو دیکھا اور مسکراہٹ گہری ہوئی

لڑکی رابیل سے اس کا نام پوچھ رہی تھی۔وہ ذرا سی حیران تھی، وہ اس لڑکی کو ہرگز نہیں جانتی تھی

"یہ کون ہے؟"رابیل سوچتے ہوئے اس لڑکی سے بات کر رہی تھی

پھر باہر چلی گئی۔تیمور نے پیچھے سے کشن پکڑا اور رامین کی طرف اچھالا"تم بتاؤ ناذرا کن ہواؤں میں ہو؟ایٹیٹیوڈ کس کو دکھا رہی ہو؟"

وہ منہ بنائے بیٹھی رہی، پھر سانس خارج کی اور موبائل کی سکرین آن کر لی

"ٹھیک ہے۔۔اگنور کر رہی ہو" وہ کھڑا ہوا اور اس کے پاس چل کر آیا۔وہ کچھ بھی نہ بولی

"ٹھیک ہے۔تم نے مجھے بلاک کیا ہے میں بھی تمھیں بلاک کر دیتا ہوں" اس نے فون نکالا اور اس کے سامنے اسے واٹس ایپ سے بلاک کیا۔

پھر سکرین اس کی طرف واضح کی" تمھیں لگتا ہے کہ تیمور تمھارے پیچھے آئے گا تو تم غلط ہو" وہ اب سنجیدہ تھا

رامین نے ایک نظر اسے دیکھا اور منہ بنائے بولی" تم رامین کے پیچھے رامین کے لیے کیوں آؤ گے؟ تمھارا کوئی تعلق؟" ابرو اٹھائی

وہ دونوں ابرو اٹھا کر بولا" اوہ ماشاءاللہ۔تمھاری اسی ذہانت کا تو میں فین ہوں۔پچھلے دنوں ہاسپٹل میں تو میں کسی نرس کے ساتھ ڈیٹ پر گیا ہوا تھا" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا تھا

وہ بھی رامین تھی، کھڑی ہو گئی اور سنجیدگی سے بولی" تم۔۔مجھے۔۔چھوڑ دینے۔۔والے ہو" پھر تھوک نگلا" پھر کیا ہی اچھا ہو کہ ابھی سے ہم بات نہ کریں۔دل لگ جائیں تو الگ ہونے پر تکلیف ہوتی ہے"

تیمور نے سانس خارج کی" میں نے صرف ایک بات کہی تھی"

"شٹ اپ۔۔بات نہیں تھی وہ" وہ چلائی تھی" تم مردوں کو کیا لگتا ہے ہمیں چھوڑ دو گے تو تم مر جائیں گی" اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ لیے" رامین اپنی حفاظت خود کر سکتی ہے۔میرے لیے

رامین اکیلی ہی کافی ہے، مجھے تم چاہے تو ابھی چھوڑ دو۔ میں بہت ڈھیٹ ہوں بچپن سے یہی فیس کرتے کرتے بڑی ہوئی ہوں" اس نے منہ موڑ لیا

مگر مجال ہے جو اس لڑکے پر ذرا سا اثر ہوا ہو" یہ کون سی فلم دیکھ کر آ رہی ہو؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا، بدلے میں تیمور نے بھی اسے گھورا

"ہٹو پیچھے" اس نے اسے کندھے سے جھٹکا دیا اور آگے جانے لگی مگر تیمور نے اسے کہنی سے پکڑا تھا اور کھینچ کر بیڈ پر بٹھایا۔ وہ کراہی تھی۔ یہ اس کا وہ والا بازو تھا جو ٹوٹا تھا

اس کی آنکھیں گلابی پڑیں مگر آنسو نہیں بہے" سوری" وہ اس کے گھٹنوں میں بیٹھا تھا" دکھاؤ"

اس نے اپنا بازو پیچھے کر لیا اور تھوک نگلا، درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ لڑکے نے اس کے لال ہوتے چہرے کو دیکھا پھر ایک سانس خارج کی" زیادہ زور سے لگی ہے؟"

اس نے تیمور کی بات کا جواب نہیں دیا

"تمھیں بھی تو ہر وقت مجھے چھوڑ کر جانے کی پڑی رہتی ہے۔ کتنی خود غرض اور بد تمیز ہو تم"

وہ اس کے بازو کو دیکھ رہا تھا

"تم بھی تو چھوڑ کر جا رہے ہو۔ تم ہی نے کہا تھا چھوڑ دو گے" اس کی آواز نم تھی

"تم لندن جانے پر خفا ہو" وہ اب کہنی سے اس کا بازو دھیرے سے دبا رہا تھا

"پتہ نہیں وہاں کتنی گرل فرینڈز ہیں تمھاری، پیاری پیاری لڑکیاں تمھارے آس پاس منڈلاتی ہوں گی، تم ان کے گرد پھرتے ہوگے۔۔وہاں کون سا کوئی ہوتا ہے تمھارے ساتھ" پتہ نہیں کون سی ناراضگی تھی جو وہ اسے دکھا رہی تھی۔

وہ ہنس دیا" پچھلے ایک مہینے سے تم نے مجھے ہیک کیا ہوا ہے۔میں کس سے کیا بات کرتا ہوں، کون مجھے کیا کہتا ہے تمھیں سب پتہ ہے۔میں نے تمھیں کچھ کہا؟ میں نے کوئی جھگڑا کوئی ناراضی نہیں دکھائی، پھر بھی تم مجھ پر شک کرتی رہتی ہو"

رامین نے ویسے ہی منہ بنائے رکھا"میرے بارے میں تم اتنا غلط سوچتی ہو، میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا تمھارے بارے میں۔اگر تم یونہی شک کرتی رہی.."

"تو تم مجھے چھوڑ دوگے؟"اس نے سرمئی آنکھوں والے کو دیکھا۔وہ کھڑا ہو گیا"تو میں واقعی گرل فرینڈ بنالوں گا"

اس نے کچھ نہیں کہا، پھر گلابی آنکھوں سے دیکھا

"مجھے ان بلاک کرو"

"نہیں کروں گی"وہ بھی ڈھیٹ تھی، بلند آواز میں بولی

"ایسے ہی منہ بنا کر رہا کرو، اچھی لگتی ہو"وہ اسے دیکھ کر ہنس دیا، اس نے سر جھٹکا، بولی کچھ نہیں۔

"جانے سے پہلے میں ملنے آؤں گا۔۔اپنے ٹوٹے بازو اور خالی کھوپڑی کا خیال رکھنا"

اس نے رامین کو ان بلاک کیا اور وہاں سے چلا گیا۔اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سانس خارج کی، پھر مسکرا دی۔۔فون پکڑا اور اسے ان بلاک کرنا چاہا مگر پھر فون بیڈ پر پھینک دیا

"رات کو کروں گی، ابھی کروں گی تو شو خا ہو جائے گا"

پھر الماری کھولی اور بسکٹ نکال کے باہر چلی گئی

سیاہ رات۔کمرے کا قیدی آج گھٹنوں پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔او نہوں! بیٹھی تھی۔اس کے بال کمر سے اوپر تک تھے اور سر گھٹنوں پر جھکے ہونے کی وجہ سے بال ٹانگوں کو چھو رہے تھے۔اس کے ہاتھ پیروں کو چھو رہے تھے اور وہ خاموش تھی۔آج کمرے میں روشنی تھی، سبز اور سرخ روشنی مگر وہ آج سر نہیں اٹھا رہی تھی۔کل تک اسے مسئلہ تھا کہ اندھیرا ہے، اندھیرا اس کا خوف تھا مگر آج۔۔ آج تو روشنی تھی، وہ روشنی جس کی اس نے تمنا کی تھی مگر ہر تمنا پوری ہونے کے لیے نہیں ہوتی۔ اس نے اپنا سر اٹھایا اور جیسے ہی روشنی اس کی آنکھوں سے ٹکرائی اس نے آنکھیں میچ لیں۔روشنی اس قدر تیز تھی کہ اس کی آنکھوں میں چبھ رہی تھی۔وہ ذرا سی آنکھ کھولتی تو روشنی اس کی آنکھ میں چبھتی، اس کی آنکھوں سے سفر کرتی دماغ تک جاتی اور سر میں اس قدر درد اٹھتا جیسے کوئی شریان پھٹ جائے گی، جیسے کوئی کیل ہے جو دماغ میں جبھتا ہے، جیسے ہتھوڑا ہے جو پوری قوت سے سر میں

آ لگتا ہے۔اس نے پھر آنکھیں کھولیں مگر نہیں۔۔آج اس کا خوف "روشنی" تھا۔کل تک وہ اندھیرے کو رو رہی تھی آج روشنی اس کی قاتل تھی۔

"کوئی اسے بند کرو" وہ زور سے بولی تھی۔پھر پوری قوت سے چلائی اور چیخنے لگی۔

کمرے کی دیواریں پھر خاموش تھیں۔دیواریں نہیں بولتیں وہ گونگی ہوتی ہیں۔پتھر بولنے لگ جائیں تو ہمارے آدھے کام تو ویسے ہی ہو جائیں۔

"مجھے یہاں سے نکالو" وہ اپنی آنکھیں نہیں کھول رہی تھی۔

کون کہتا ہے کہ اندھیرے ہی خوفزدہ کرتے ہیں؟روشنی حد سے زیادہ بڑھے تو آسیب لگتی ہے۔۔

کون کہتا ہے کہ اندھیرے اندھا کر دیتے ہیں؟روشنی حد سے زیادہ بڑھے تو بینائی مر جاتی ہے۔وہ رو رہی تھی چلا رہی تھی۔

آج کمرے کا ماحول بھی واضح تھا،دیواروں سے لگے جالے،زمین پر مٹی اور ارد گرد کھڑی گندی دیورایں۔کمرے میں ٹوٹا پھوٹا سامان تھا جن پر اتنی دھول اور گرد تھی کہ اگر ہوا کا ہلکا سا جھونکا صرف انھیں چھو لے تو گرد ہوا میں جھول اٹھے۔وہ اپنے آپ میں سمٹ کر بیٹھی تھی۔خوفزدہ سی ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی۔کمرے میں نہ کوئی روشن دان تھا نہ کوئی کھڑکی،ایک سیاہ سلاخوں والا دروازہ تھا اور دروازے کے پار اندھیرا۔

Clubb of Quality Content

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟" وہ چلائی تھی۔ مگر آواز صرف اسے ہی سنائی دیتی تھی۔ کیا وہ کسی مسیحا کے انتظار میں تھی؟ مگر جو دوسروں کے لیے جلاد ثابت ہوئے ہوں ان کے لیے مسیحا کم ہی آتے ہیں۔

"مجھے نکالو یہاں سے" وہ چلا رہی تھی۔ دیواروں کے کان کھلے تھے اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آنے لگے تھے۔ پانچ منٹ، دس منٹ، پندرہ منٹ اور بیس منٹ بعد ٹھنڈی ہوا عذاب ثابت ہوئی تھی۔ وہ کانپ رہی تھی، خود میں سمٹتی چلی جا رہی تھی۔ وہ ٹھنڈی جہنم میں تھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر اوپر دیکھنا چاہا، ارد گرد دیکھنا چاہا کہ ہوا کہاں سے آ رہی تھی مگر آج روشنی اس کی بینائی کے راستے میں روکاوٹ بنی تھی۔ کیا تم اس شخص کا درد سمجھ سکتے ہو جس کی بینائی کا راستہ روشنی ہی روک دے؟ آہ! دوا جب درد بننے لگے تو موت زندگی سے زیادہ حسین لگتی ہے مگر موت تو اپنے وقت پر آتی ہے اور وہ وقت کم از کم ابھی نہیں آیا تھا۔ وہ جمنے لگی تھی، سن ہونے لگی تھی، بولنا چاہ رہی تھی مگر آواز ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔ کیا تم نے کبھی ٹھنڈی جہنم کا عذاب سنا ہے؟ صرف آگ ہی نہیں جلاتی، برف بھی عذاب ہوتی ہے۔ صرف اندھیرا ہی نہیں روشنی بھی آزمائش ہوتی ہے۔

یہ ایک روشن لاؤنج کا منظر تھا۔ گھر میں خاموشی تھی۔ صاف ستھرے نفیس سے فرش پر جلتے فانوس اور بلب کا عکس پڑ رہا تھا۔ صوفے پر سیاہ آنکھوں والا بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ پیچھے سیڑھیوں سے

نیچے آتی لڑکی نے کوئی جوتا نہیں پہن رکھا تھا۔اس کے بازو پر سویٹر لٹک رہا تھا اور اس کے کمر سے اوپر تک آتے سیاہ بال کھلے تھے۔وہ جیسے سو کر اٹھی تھی،بہت دھیان سے محتاط سی سیڑھیوں کے ساتھ ریلنگ کو پکڑتی اتر رہی تھی۔پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی صوفے پر بیٹھے مرد کی جانب بڑھی اور صوفے پر چڑھ گئی

"ارے"اس نے کتاب الٹی کر کے اپنے ساتھ صوفے پر رکھی دی پھر اس کے بازو پر سے سویٹر پکڑا اور بازو سے لڑکی کو اپنی طرف کیا۔پھر اسے سویٹر پہنایا

"ساکس کہاں ہیں؟"نرمی سے اس کے بال پکڑ کر باندھ دیے اور پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے۔

"ماما نے اتار دی تھیں"اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا

وہ مسکرا دیا"کیونکہ آپ سو گئی تھیں"اس نے نرمی سے اس کا بایاں گال چوما تھا

"باہر سردی ہے۔اگر آرا ننگے پاؤں چلے گی تو آرا بیمار پڑ سکتی ہے اور اگر آرا بیمار پڑ جائے گی تو مون سے سٹوریز کون سنے گا؟"سیاہ آنکھوں والی ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی۔وہ تقریباً ساڑھے تین سال کی تھی

"سٹوری"اس نے اپنے دونوں بازو لمبے کر کے پھیلا دیے۔وہ مسکرایا اور اسے اپنی دائیں ران پر بٹھا لیا۔پھر اس کے پاؤں اپنے سیاہ کوٹ سے ڈھانپ دیے مگر وہ بار بار ٹانگیں ہلا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آرا"اس نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تو اس نے ٹانگیں ہلانا روک دیں

"مون۔۔سٹوری سنائیں"ان نے دونوں کہنیاں اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور اسے دیکھا

"آج ہم آرا کو ایک بہت امیزنگ سٹوری سنائیں گے"وہ ہر کہانی سنانے سے پہلے ایسے ہی تجسس پیدا کرتا تھا

"آج ہم آرا کو کون سی سٹوری سنائیں؟شہزادی کی یا ملکہ کی؟"وہ بڑی نرمی سے پوچھ رہا تھا

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی"شہزادی کی"

وہ مسکرایا اور بھنویں بھینچے چھوٹی لڑکی کو دیکھا"کیوں نہ آرا کو ایک ایسی لڑکی کی کہانی سنائیں جو ان دونوں سے بہادر ہو"

آرا نے اوپر نیچے سر ہلا کر رضامندی دے گی۔

اس نے بھی سر ہلایا"تو یہ کہانی ہے فرانس کے ایک چھوٹے سے شہر کی ایک لڑکی کی جس کی ایک سائیڈ پیرالائز تھی"وہ رکا اور چھوٹی لڑکی کو دیکھا جو بڑی دلچسپی سے اسے سن رہی تھی

"پیرالائز مطلب اس کے جسم کا ایک حصہ زیادہ کام نہیں کرتا تھا۔اس کا لیفٹ بازو بالکل نہیں ہلتا تھا،وہ بائیں طرف سے لنگڑا کر چلتی تھی اور اس کو بائیں آنکھ سے کم نظر آتا تھا"

اس نے مداخلت کی"کیوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مامون نے اپنے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کیے "کیونکہ وہ پیدا ہی ایسی ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے ہی بنایا تھا" پھر توقف کیا "اب اس کی لیفٹ سائیڈ بہت کمزور سی ہے تو آرا مجھے بتائے گی کہ اس کا لیفٹ برین کمزور ہو گا یا رائٹ برین؟"

چھوٹی لڑکی نے کچھ سوچتے مامون کو دیکھا "آ۔۔آپ نے کہا تھا کہ ہمارے دماغ کے دو حصے ہوتے ہیں۔یہ ہمارے جسم کو کراس کنٹرول کرتے ہیں۔اگر اس کی لیفٹ باڈی کام نہیں کرتی تو اس کا رائٹ برین کمزور ہو گا"

وہ ہنس دیا اور پھر ہنستے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔وہ بھی مسکرائی اور گردن ذرا سا آگے کر کے شرمائی۔مامون نے کہانی کو جاری رکھا

"اچھا جی۔۔اس کا آدھا جسم کام کرتا تھا۔اب وہ سکول بھی جاتی تھی باہر کھیلنے بھی جاتی تھی اور بہت سے کام بھی کرتی تھی مگر لوگ اسے بتاتے تھے کہ وہ نارمل نہیں ہے۔وہ معذور ہے یعنی وہ ہر کام نہیں کر سکتی" مامون نے برا سا منہ بنایا

لڑکی کے ہونٹ اوہ میں گول ہوئے "اوہ۔۔یہ بری بات ہے"

اس نے اثبات میں سر ہلایا "لوگ آپ کو بتاتے ہیں کہ آپ میں کیا نہیں ہے مگر آپ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ آپ میں کیا ہے۔لوگ اسے بتاتے تھے کہ اس کا آدھا جسم کام نہیں کرتا مگر وہ جانتی تھی کہ اس کا آدھا جسم کام کرتا ہے"

اس نے لڑکی کی ناک کو انگلی کی پور سے چھوا تو وہ مسکرا دی

"آپ کو پتہ ہے کہ ایک کتاب ایک اچھا ٹیچر اور ایک یقین انسان کو بدل دیتا ہے اور ایک انسان ساری دنیا بدل دیتا ہے"

اس نے نفی میں سر ہلاتا تو مامون ہنس دیا "اب تو پتہ چل گیا نا"

اس نے ہاں میں سر ہلایا اور مامون نے کہانی جاری رکھی "اس کی ماں نے اپنی بیٹی کو گھر میں پڑھانا شروع کر دیا۔اس کے گھر میں ایک بوڑھا ٹیچر آتا تھا جو اسے پڑھاتا تھا،اس کے پاس اچھی اچھی بکس تھیں اور وہ اپنے کمرے سے باہر گراؤنڈ میں بچوں کو کھیلتے دیکھا کرتی تھی"

آرا دھیرے سے مسکرائی "پھر؟"

"وہ کسی رپنزل یا سنڈریلا کی طرح نہیں تھی۔اسے کسی شہزادے کا انتظار نہیں تھا اور نہ وہ کسی بڑے سے محل سے انسپائر تھی۔وہ ایک عام لڑکی تھی اور اسے اپنے کمرے سے محبت تھی۔اس کے پاس بہت سی بکس تھیں اور وہ جو پڑھتی تھی اپنے ٹیچر کو بتاتی تھی"

"پھر کیا ہوا؟ہیپی اینڈنگ؟"اس نے معصومیت سے پوچھا اور مامون پھر سے ہنس دیا

"اتنی جلدی ہیپی اینڈنگ نہیں ہوتی"

اس نے لڑکی کے بالوں میں انگلیاں پھیریں "وہاں پر جو لوگ تھے وہ تجارت کرتے تھے۔کہیں اور سے چیزیں لاتے تھے اور وہ استعمال کرتے تھے۔ایک مرتبہ کسی دور علاقے سے انھوں نے کچھ

کھانے کی چیزیں منگوائیں اور وہ چیزیں کھانے کے بعد وہ لوگ بیمار ہونے لگے۔اب اس لڑکی کو تو نہیں پتہ نا کیونکہ وہ گھر پر رہتی ہے مگر اس کے گھر میں بھی تو باہر سے ٹیچر آتا ہے نا پڑھانے"

"وہ بھی بیمار ہو گئی"لڑکی جھٹ سے بولی اور مامون نے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ بیمار نہیں ہوئی بس اس کے ٹیچر کی طبیعت خراب ہونے لگی۔کچھ دن گزرے اور اس کا ٹیچر اسے پڑھانے نہیں آیا۔اس نے سوچا شاید ایسے ہی چھٹی کی ہو گی مگر نہیں۔اس کا ٹیچر بھی بیمار پڑ چکا تھا"

"اوہ۔۔پھر کیا ہوا؟اس نے پڑھنا چھوڑ دیا"

"نہیں۔۔وہ اپنے ٹیچر کا پتہ لینے گئی نا۔۔وہاں اور بھی بہت سے لوگ تھے جو اس کے ٹیچر سے ملنے آئے تھے۔ان کے گھر والوں کو بھی وہی بیماری تھی جو اس ٹیچر کو تھی"

"پھر کیا ہوا؟وہ بھی بیمار ہو گئی؟"

مامون ہنس دیا"ارے نہیں ہوئی وہ بیمار۔۔وہ بیمار نہیں ہو گی۔۔اوکے؟"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"اس کے ٹیچر کے جسم پر بہت سے سرخ دھبے تھے اور ان کا جسم پیرالائز ہو رہا تھا۔بہت سے ڈاکٹرز آتے تھے اور دیکھ کر چلے جاتے تھے"

"اس لڑکی نے اپنے ٹیچر کو ٹھیک کر دیا"وہ ہنس دی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون دھیرے سے ہنسا اور اس کا گال کھینچا "مجال ہے جو آرا دو منٹ اپنے ماموں کو سن لے۔ آرا کو تو بس اینڈنگ جاننی ہے"

وہ مسکرائی اور پھر سننے لگی

"ٹیچر کے پاس سے ہو کر وہ اپنی ایک پرانی دوست کے گھر گئی۔ اس کی دوست کی ماں بھی بیمار تھی اور انھیں بھی یہی بیماری تھی۔ اسے جان کر دکھ ہوا کہ بہت سے لوگ اس بیماری کی وجہ سے مر جائیں گے۔ وہ گھر واپس گئی اور اس دن اس نے کھانا نہیں کھایا۔ وہ اپنی ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھی، پھر اٹھی اور گھر سے کچھ فاصلے پر ایک جنگل میں چلی گئی۔ وہاں سے اس نے ایک جنگلی پھول توڑا اور واپس گھر آ گئی۔ اس نے اس پھول کو کافی دیر پانی میں بھگوئے رکھا اور پھر اس سے ایک دوا تیار کی اور اپنی دوست کے گھر چلی گئی۔ اس نے اپنی دوست کو وہ دوا دی اور کہا کہ اس کے دو قطرے اپنی ماں کے منہ میں ڈال دے مگر کسی نے اس کی بات نہیں مانی۔ کوئی اس کی بات کیوں مانے گا جبکہ اس کا آدھا دماغ کمزور تھا۔ وہ معذور تھی اور سکول بھی نہیں جاتی تھی۔ لوگوں نے اسے دیکھا، اس کی خامیوں کو دیکھا اور اسے دھتکار دیا۔ لوگوں نے کہا کہ تم کچھ نہیں کر سکتی۔ جہاں اس شہر کے بڑے بڑے ڈاکٹر کچھ نہیں کر سکے تم کیا کرو گی۔ اس کی دوا اس کے منہ پر ماری اور اسے واپس بھیج دیا۔ وہ اپنے گھر نہیں گئی۔ وہ پاس ایک پارک میں چلی گئی جہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ اس کے ٹیچر کہا کرتے تھے"

آزاد دلچسپی سے سن رہی تھی

“One book one teacher and one believe can change the world”

"اسے یہی بات یاد تھی۔اس کے پاس بک تھی مگر اس نے اس کتاب پر عمل کیا۔کسی نے بات نہیں مانی۔اس کے پاس ٹیچر نہیں تھا مگر اس کے پاس اب یقین بچا تھا۔ایک یقین ساری دنیا بدل سکتا ہے"

"پھر؟"

"پھر ہوا یہ کہ وہ اپنے ٹیچر کے پاس گئی۔اس کا ٹیچر ہوش میں نہیں تھا۔سویا ہوا اور بری حالت میں۔ وہ اس کے پاس بیٹھی رہی یہاں تک کہ باقی سب لوگ وہاں سے چلے گئے۔اس نے اپنی جیب سے وہ دوا کی شیشی نکالی اور اسے دیکھا۔اس کی کتاب میں لکھا تھا کہ اس کی صحیح مقدار انسان کی جان بچا سکتی ہے جبکہ اس کی زیادہ مقدار انسان کی جان لے سکتی ہے مگر کتنی مقدار یہ وہ نہیں جانتی تھی۔ایک دن بعد تو اس کے استاد نے ویسے ہی مر جانا تھا تو چلو یہ تجربہ ہی سہی مگر وہ ڈر رہی تھی۔اسے یقین نہیں تھا کہ وہ انھیں ٹھیک کر پائے گی"

"پھر ٹیچر مر گیا؟"

"نہیں۔۔ابھی نہیں۔۔اس کو اپنے ٹیچر کی بات یاد آئی کہ انسان کو خود پر یقین رکھنا چاہیئے اور جب خود پر بھی یقین نہ رہے تو پھر اسے اللہ پر تو یقین رکھنا چاہیئے۔اس نے دو قطرے اپنے ٹیچر کو دے دیے"

"اوہ۔۔پھر؟"

"کچھ نہیں ہوا۔وہ گھر واپس آ گئی۔وہ ساری رات نہیں سوئی اور اگلی صبح اسے لگا کہ ابھی لوگ اسے پکڑنے آئیں گے کہ اس نے اپنی ٹیچر کی جان لے لی مگر نہیں۔کچھ نہیں ہوا۔ایک دن دو دن اور پورا ہفتہ گزر گیا مگر کچھ نہیں ہوا۔جس ٹیچر کو ایک دن بعد مرنا تھا وہ ہفتہ ہو گیا سانس لے رہا تھا اور بالآخر اس ٹیچر نے آنکھیں کھولیں۔وہ بچ گیا تھا۔اس ٹیچر کو دوا نے اور لڑکی کو اس کے یقین نے بچایا تھا"

"ہیپی اینڈنگ" وہ ہنس دی

مامون بھی ہنسا"آگے تو سن لو"

وہ پھر سے متوجہ ہو گئی

"ٹیچر ٹھیک ہو گیا اور اس ٹیچر نے کہا کہ اس لڑکی کو بلا کر لاؤ۔اس لڑکی کو بلا کر لائے اور اس نے اپنی ٹیچر کے کہنے پر وہ دوا سب کو دے دی مگر۔۔"

"مگر کیا؟"

Clubb of Quality Content

"سب کچھ پہلے جیسا نہیں ہوا۔لوگوں نے اس لڑکی کو نہیں مانا۔انھوں نے کہا جس کتاب سے اس نے پڑھا اس کتاب کے لکھاری کو لایا جائے کیونکہ اس نے لکھا تھا جبکہ عمل کرنے والا لکھنے والے سے بڑا ہوتا ہے۔لوگوں نے اس کی قدر تب بھی نہیں کی اور وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔وہ مطمئن تھی کہ وہ اپنی سوچ سے بھی زیادہ جینئس تھی۔اس نے خود میں وہ طاقت دیکھی تھی جو کسی نے نہیں دیکھی تھی۔لوگوں نے اس میں وہ دیکھا جو نہیں تھا مگر اس نے وہ دیکھا جو اس میں تھا"

"لیکن یہ سیڈ اینڈنگ تھی" وہ بضد تھی

مامون نے نرمی سے سر نفی میں ہلایا"جن کہانیوں کے آخر میں ایک بہادر لڑکی خود کو چن لیتی ہے وہ کہانیاں سیڈ اینڈنگ نہیں دیتیں۔جو کہانیاں آپ کو یہ بتاتیں ہیں کہ جب ساری دنیا آپ پر یقین نہ کرے اور آپ خود بھی کمزور پڑنے لگو تو اپنا یقین اللہ پر مضبوط کر لو وہ کہانیاں کبھی اداس اختتام نہیں دیتیں"

"اس نے ان لوگوں کو کیوں نہیں بتایا کہ اس نے وہ سب خود کیا تھا۔وہ بک میں نہیں تھا" وہ اداس تھی اور اس سے زیادہ غصہ

مامون نے جھک کر نرمی سے اس کا گال چوما

"آرا۔۔ایک بات یاد رکھیں"

"کیا؟"اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

“ Never waste your positive energy on negative people”

"اپنی مثبت انرجی کبھی بھی منفی لوگوں پر خرچ نہیں کرتے"

اس نے سر ہلایا"اوکے"

" کبھی بھی لوگوں سے ان کی واہ واہ کے لیے کام نہیں کرتے۔ہمیشہ کام وہی کرتے ہیں جس پر اپنا دماغ اور دل مطمئن ہو"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا"اوکے۔۔میں یاد رکھوں گی"

سامنے سے دو خواتین آتی دکھائی دیں اور اس نے مامون کے سینے سے سر لگا کر آنکھیں میچ لیں، سیاہ آنکھوں والی لڑکی دیکھ کر مسکرائی۔ملیحہ نے انھیں دیکھا اور مسکرا کر اندر چلی گئیں۔

"یہ سوتے سوتے یہاں کیسے آگئی؟"اس کی ماں جیسے حیران ہوئی تھی، وہ ہنسی دبائے اسے دیکھ رہی تھی

"پتہ نہیں"مامون نے ہنسی چھپاتے شانے اچکائے

"اچھا چلو میں جا رہی ہوں"دو منٹ خاموشی۔اسے لگا شاید اس کی ماں چلی گئی ہے اور جونہی اس نے سر اٹھایا وہ اسے دیکھ رہی تھی

لڑکی ہنس دی،وہ بھی ہنسا تھا

"ڈرامے کروالواس سے "اس نے لڑکی کو کہنی سے تھاما اور مامون کی گود سے اتارا

"رات کو سونا نہیں ہے اور صبح اٹھنا نہیں ہے۔۔گندی بچی"

وہ اس کا بازو پکڑے اسے وہاں سے لے جا رہی تھی اور وہ "نہیں آرا تو اچھی بچی ہے۔مون کہتا ہے آرا اچھی بچی ہے" بار بار دہراتی جا رہی تھی

یہ اگلی رات کا منظر ہے۔سیاہ رات،خالی آسمان اور دھند۔سردی اپنے آنے کی خبر دے رہی تھی۔

اگر تم آٹھ مرلہ مکان کے اس باغ میں دیکھو تو سیڑھیوں پر ایک لڑکی گھٹنوں پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔اس کے بال کھلے تھے اور اس نے جرسی نما شرٹ اور نیچے نیلی پینٹ پہن رکھی تھی۔باہر سردی تھی مگر وہ پھر بھی بیٹھی تھی۔دفعتاً کچن کے بیک ڈور سے رابیل باہر آئی اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"مینا۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی رامین نے تھوڑی گھٹنوں پر رکھی اور گھاس کو دیکھنے لگی

"I don't need your sympathy "

ایک خاموشی "تم جا سکتی ہو "اس کی آواز اس کا لہجہ باہر پڑتی سردی سے زیادہ سرد تھا۔

رابیل خاموش رہی اور پھر اٹھ کر اندر چلی گئی۔وہ ایسی ہی تھی،بات منہ پر مار دینے والی۔

کچھ پل بیتے اور باہر کا گیٹ کھلا، حاشر گاڑی اندر لے کر آیا۔اس نے گھٹنوں سے سر اٹھایا اور اسے دیکھا۔گاڑی کا دروازہ لاک کرتے حاشر نے اسے دیکھا تھا۔اس کے بازو پر کوٹ لٹکا تھا اور وہ باغ میں چلتا اس کی طرف بڑھا۔آج سے چھے سال پہلے والا حاشر ذرا کم سنجیدہ لگتا تھا

"سردی میں بیٹھی ہو، اندر چلو"

اس نے حاشر کو دیکھتے سانس خارج کی اور اندر چل پڑی۔وہ اس کے پیچھے ہی تھا۔

فرحت رات کا کھانا لگا رہی تھیں اور اشعر ان کی مدد کر رہا تھا۔منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدل کر کھانے کے لیے بیٹھے حاشر نے ایک نظر رامین کو دیکھا جس کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔۔اس نے رامین کی پلیٹ میں چاول ڈالے

"کیا بات ہے؟ تمھاری طبیعت ٹھیک ہے؟" وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا

پلیٹ میں چمچ سے چاول ہلاتی رابیل نے ساتھ بیٹھی رامین کو دیکھا تھا مگر بولی کچھ نہیں

"جی" اس نے سر جھکایا اور پلیٹ پکڑ لی۔

وہ بھی کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔فرحت اور حاشر کسی بات پر بحث کر رہے تھے اور وہ چاولوں میں بے مقصد چمچ ہلاتی اسے دیکھ رہی تھی۔جب وہ اسے دیکھتا، دونوں کی نظر ملتی تو وہ فوراً نظر جھکا لیتی۔

تقریباً نو بجے کے قریب وہ صوفے پر چائے کے لیے بیٹھا تھا، سامنے اشعر بیٹھا موبائل پر کوئی ہالی وڈ فلم دیکھ رہا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بلا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مینا"اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور اسے آواز دی۔

"مینا"دوسری آواز پر وہ کمرے سے باہر آئی

"جی"وہ اس کے سامنے کھڑی تھی

"جاؤ۔۔امی چائے بنا رہی ہیں۔۔لے کر آؤ"

اس نے تابعداری سے سر ہلایا اور کچن سے اس کی چائے کا کپ لائی

"تمھاری چائے کہاں ہے؟"اس نے اس کے ہاتھ سے کپ لیا

"وہ۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی وہ بول پڑا"جاؤ چھوٹا کپ لے کر آؤ"

وہ کچن میں گئی اور چھوٹا کپ لے کر آئی۔اس نے اپنے کپ سے تھوڑی سی چائے اس کے کپ میں انڈیل دی اور اسے ساتھ بیٹھنے کو کہا۔

یہ وہ والی مینا نہیں تھی جو تیمور کے ساتھ ہوتی تھی۔یہ وہ والی مینا نہیں تھی جو عالمگیر کے ساتھ بیٹھی تھی۔یہ وہ والی مینا ہرگز نہیں تھی جو شوٹنگ کلب میں کھڑی لڑکے کو جواب دے رہی تھی۔

اس نے گود میں رکھے چائے کے کپ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے رکھا،حاشر اس کے جھکے چہرے اور سیاہ بالوں کو دیکھ رہا تھا"باہر کیوں بیٹھی تھی؟"

سامنے بیٹھا اشعر دونوں کو دیکھ رہا تھا

Clubb of Quality Content

"آپ کا انتظار کر رہی تھی" اس نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔ یہ تاثر سب گھر والوں کو تب ہی دیکھنے کو ملتا تھا جب وہ حاشر کے پاس ہوتی تھی۔

"ہوں" اس نے دوسرا گھونٹ بھرا

"تم نے رزلٹ دیکھا ہے اپنا؟" اس نے سوال کیا تھا

رامین نے سامنے بیٹھے اشعر کو دیکھا۔ پھر تھوک نگلا "جی"

"مجھے نہیں بتایا؟" اس نے ابرو اٹھائی

سر جھکائے اس نے چائے کے کپ کو دیکھا۔ اندر پڑی چائے اسے تک رہی تھی

"کیونکہ میرا میڈیکل میں ایڈمیشن نہیں ہوگا" اس کی آواز دھیمی تھی "ایم سی کیوز کرتے مجھے چکر آرہے تھے۔۔ایک ایم سی کیو کا آپشن غلطی سے اوپر والے ببل میں فل کر دیا اور سارے ایم سی کیوز غلط ہو گئے"

اس نے اشعر کو دیکھا "تم بتاؤ؟"

"190"

اس نے سنجیدگی سے کہا۔ پھر ایک سانس خارج کی "ایڈمیشن ہو جائے گا۔ ڈونٹ وری" مینا اور حاشر دونوں اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

مینا کا دل بے اختیار دھڑکا تھا۔ ایک خاموشی، ایسی خاموشی جو کسی طوفان کے آنے سے پہلے ہوتی ہے

اس نے سانس خارج کی، مینا کو دیکھا "تو ریپیٹ کر لو" کمرے سے باہر آتی رابیل رکی تھی، مڑ کر اسے دیکھا تھا۔

مینا نے ساتھ بیٹھے حاشر کو دیکھا اور پیچھے سے آتی رابیل کو بھی

"ایسا کچھ نہیں کرے گی وہ۔۔" مگر رابیل نے اس کی بات کاٹ دی

"میں کروں گی" دونوں نے بیک وقت مینا کو دیکھا

وہ رابیل کو دیکھتی حاشر سے مخاطب تھی "میں ریپیٹ کر لیتی ہوں" پھر حاشر کو دیکھا "مجھے ویسے بھی سب آتا ہے"

حاشر نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا "تم کیا کہہ رہی تھی؟"

"تمھارا دماغ ٹھیک ہے مینا۔۔ پورا سال ہوتا ہے۔ زندگی میں اور بھی بہت کچھ ہے"

"لیکن میں ایک بار اور ٹرائی کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے پتہ ہے میرا ایڈمیشن ہو جائے گا" اس نے پھر حاشر کو دیکھا

"یہی میں کہتا ہوں کہ تم انٹیلیجنٹ ہو، کر سکتی ہو۔ جب فراز کی بہن کر سکتی تو ہماری رامین کیوں نہیں؟" وہ مسکرایا تھا اور رامین بھی مسکرا دی

رابیل بس دونوں کو دیکھتی رہ گئی

"تمھارا تو دماغ خراب ہے" اور پیر پٹخ کر کچن میں چلی گئی

اب وہ اور حاشر ادھر اُدھر کی باتیں کرتے چائے پی رہے تھے۔اشعر خاموشی سے فلم دیکھتے وقفے وقفے سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔اس نے سارا دن مینا کو اداس دیکھا تھا،یوں جیسے وہ رو دے گی مگر اب وہ مسکرا رہی تھی۔اس لڑکی کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔

شام عصر ہو چکی تھی۔آسمان ہلکا ہلکا سا نارنجی اور اداس سا تھا۔فضا میں خاموشی تھی۔اوپر سے نیچے آتی سڑک ویران سی تھی۔ایک شخص کیرامل کلر کی جرسی نما شرٹ نیچے سیاہ جینز پہنے اوپر سیاہ گھٹنوں سے نیچے تک آتا کوٹ پہنے اس سڑک پر سے خاموشی سے گزر رہا تھا۔اس نے سیاہ جوگرز پہن رکھے تھے،سردی نے اپنے آنے کی خبر دے دی تھی۔شام بعد میں ہوتی تھی دھند پہلے پڑنے لگی تھی۔وہ ابھی چند قدم دور ہی گیا ہوگا کہ پیچھے سے کسی کی آواز آئی تھی

"آفندی!"

ایک نسوانی آواز اور اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔پیچھے ایک لڑکی تھی جو اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔پھر گردن جھکائے تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھی۔آتے ہی ایک خفا سی نظر اس لڑکے پر ڈالی اور پھر اس کے ساتھ چلنے لگی۔وہ مسکرایا تھا

"آفندی آپ دنیا کے سب سے زیادہ بے پرواہ انسان ہیں" وہ سامنے دیکھتے بول رہی تھی

اس کی آنکھیں بھوری تھیں، بال کندھوں سے نیچے آتے تھے مگر اس نے پونی میں مقید کیے ہوئے تھے۔سردی کی وجہ سے ناک سرخ تھی۔

"سوری" وہ بھی سامنے دیکھتے بولا تھا

"واٹ سوری۔۔آپ میرے ٹی پاٹنر ہیں، میں نے دو کتابیں ختم کرلی ہیں کس سے ڈسکس کروں جا کر؟میرے پیٹ میں درد اور زبان پر کھجلی ہو رہی ہے پاٹنر" تیز تیز بولتے اس نے پھر سے مامون کو دیکھا

"کہانا سوری۔۔ایمرجنسی تھی لاہور گیا تھا"

"اوہ۔۔کیا کسی لڑکی کا چکر ہے؟" وہ ذرا سا اس کے قریب ہوئی اور سرگوشی کی

وہ ہنس دیا "کاش ہوتا" شانے اچکائے

وہ بھی مسکرائی "پچھلے کئی سالوں سے یہی سن رہی ہوں۔آفندی آپ شادی کرلیں، قسم سے آپ کی بیوی بڑے سکون میں رہے گی" کہتے ہی اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ لیے

"وہ کیسے؟" اس نے دونوں ہاتھ دائیں بائیں کوٹ کی جیبوں میں ڈال رکھے تھے۔

"نہ آپ لڑتے ہیں، نہ زیادہ بولتے ہیں، مسئلوں پر بھی پرسکون سے، کوئی کتنی ہی مصیبت ٹوٹ جائے مگر مجال ہے جو آپ اوور ریکٹ کریں"

وہ پھر سے ہنسا تھا "تم بتاؤ۔۔۔چائے پی کر آئی ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے نفی میں سر ہلایا "کوئی پاٹنر نہیں تھا" اس نے برا سا منہ بنایا اور ہاتھ پہلو میں گرا دیے

وہ چلتے جا رہے تھے، ٹھنڈ بڑھتی جا رہی تھی

"مطلب ہمیں چائے پی لینی چاہیئے" اب کہ مامون نے بھی جیبوں سے ہاتھ نکال لیے

لڑکی نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ سڑک پر سے گزرتے مارگلہ کے پہاڑوں کو دیکھ سکتے تھے۔ دھند میں

لپٹے سرسبز پہاڑ

"آفندی" اس نے پھر مامون کو مخاطب کیا

"ہوں"

"یہ کتنے خاموش ہیں نا۔۔ پرسکون سے" وہ گردن موڑے انھیں دیکھتی چلتی جا رہی تھی

"ہوں" وہ نیچے کی طرف جا رہے تھے "اپنی جگہ قائم، مضبوط"

وہ ہنس دی "آفندی آپ کی طرح"

وہ پھر سے ہنسا "تم مجھے روسٹ کرتی رہتی ہو، کسی دن میں نے کیا نا تو رونے لگو گی"

اس نے شانے اچکائے "مجھے تو ایسے ہی لگتے ہیں اس لیے کہہ دیا"

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"پتہ ہے آفندی میرا دل کرتا ہے کسی دن غائب ہو جاؤں۔۔ کئی سالوں کے لیے، لمبے عرصے کے

لیے اور پھر دیکھوں کون آتا ہے میرے پیچھے"

مامون مسکرایا"کوئی کسی کے پیچھے نہیں آتا میڈم فرحین۔۔یہاں لوگ میت کو دفنا کر بھول جاتے ہیں،گم شدہ کو یاد نہیں کرتے اور جو چلا جائے اسے واپس نہیں بلاتے۔۔تمھارا دل ٹوٹ جائے گا لڑکی"

وہ خاموش رہی،پھر مامون کو دیکھا"آفندی،آپ نہیں بھول سکتے مجھے"اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔وہی چمک جو کسی سے امید لگانے پر پیدا ہوتی ہے۔

وہ ہنسا"میں تو نفل شکرانے کے پڑھا کروں گا جان چھوٹی،اتنا بولتی ہو تم کان پک جاتے ہیں میرے"

اس نے دائیں کان میں انگلی ڈال کر اسے ہلایا

وہ ہنس دی"جانے دیں۔۔چائے پلائیں مجھے"

وہ ایک ریسٹورنٹ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ایک میز کے گرد کرسی نکال کر بیٹھے اور دو کپ چائے کا آڈر دیا

"تاثیر کی منگنی ہونے والی ہے"سامنے بیٹھی لڑکی نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی

"واہ!کس سے؟"مامون محظوظ ہوا تھا۔اس کے چہرے پر ایک مسکان تھی

"نشیب سے"

"اوہ۔۔تمھاری پھپھو کا بیٹا"وہ ذرا سی بھنویں بھینچے سامنے لڑکی کو دیکھ رہا تھا

"ہوں"وہ اپنی دائیں ٹانگ مسلسل ہلا رہی تھی

"آفندی نشیب کی ماں کو کینسر ہے۔دعا کیجیئے گا ٹھیک ہو جائیں"

اس نے سر ہلا دیا، چھوٹا لڑکا چائے کے دو کپ لایا اور میز پر رکھے۔مامون نے آگے ہو کر ایک کپ تھاما

"تم کب کر رہی ہو شادی؟"اس نے چائے کا کپ منہ سے لگایا

"پتہ نہیں۔۔ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔بابا پوچھتے ہیں کیسا لڑکا ہونا چاہیئے"وہ ہنس دی اور چائے کا گھونٹ بھرا

"پھر؟"

"میں کہتی ہوں آفندی جیسا، بالکل چپ"اور شانے اچکا کر مسکرائی

وہ بھی مسکرایا۔لڑکی چائے پیتے اور بھی کچھ کہہ رہی تھی۔شام ڈھلتی جا رہی تھی۔

سیاہ کمرے میں سرخ اور سبز روشنی تھی مگر آج اس کی شدت ذرا کم تھی۔اتنی کم کہ وہ آنکھیں کھولتی تو روشنی چبھتی نہیں تھی مگر اس کے سر میں درد تھا۔اسے بھوک بھی لگی تھی، پچھلے تین دن سے ایک بھی گھونٹ پانی کا گلے سے نہیں اترا تھا۔نہ کسی کھانے کی خوشبو یا ذائقہ نصیب ہوا تھا۔کمرہ ٹھنڈا تھا، اتنا ٹھنڈا کہ وہ کانپ رہی تھی۔وہ گھٹنوں پر سر جھکائے بیٹھی تھی، خاموش سی سانس لیتی ہوئی۔سیاہ سلاخوں والے دروازے میں چرچراہٹ پیدا ہوئی، کوئی آیا تھا۔۔اس نے دھیرے سے گردن اٹھائی اور دروازے کی طرف دیکھا۔وہاں ایک پلیٹ تھی اور ایک گلاس جو اندر آنے والے

نے آگے کی طرف سرکایااور پھر دروازے کو تالا لگاتا دبے پاؤں وہاں سے چلا گیا۔وہ آگے بڑھی، بڑی مشکل سے ہمت کر کے اٹھی اور سلاخوں کو تھام کر پوری شدت سے چلائی "نکالو مجھے "مگر جانے والا جا چکا تھا۔

"میں نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا ہے؟کون ہو تم لوگ؟"وہ پوری قوت سے سلاخوں کو اپنی طرف کھینچتی چلائی تھی۔

پھر گلا درد کرنے لگا،اس نے گہری سانسیں لیں اور کھانے کو دیکھا۔پلیٹ میں وائٹ ساس پاستہ تھا، اس کا پسندیدہ۔

وہ اس کی طرف لپکی اور کانٹا بھر کر منہ میں ڈالا مگر اگلے ہی لمحے اس کی سوئی ہوئی حسیات جاگیں۔وہ اس قدر مرچوں والا تھا کہ اس ٹھنڈے کمرے میں بھی اس کے کان اور منہ سے دھوئیں نکلے تھے۔ اس نے کانٹا پھینکا اور پانی کا گلاس پکڑا۔پانی تو بے رنگ ہوتا ہے اور بھورا پانی کوئی نہیں پیتا۔پانی گندا تھا۔یہ عذاب کی نئی قسم تھی،بھوک تھی کھانا بھی تھا مگر وہ کھا نہیں سکتی تھی،پیاس تھی پانی بھی تھا مگر وہ پی نہیں سکتی تھی۔۔وہ چلائی

"نکالو مجھے "اور پھر بلند آواز میں رونے لگی۔یہ عجیب آزمائش تھی،ٹھنڈی جہنم روشنی اندھیرے سے زیادہ خوفزدہ اور بھوک سے مرے گی وہ۔۔وہ روئے جا رہی تھی مگر کہاں دیواروں کے کان نہیں

ہوتے کہ سن سکیں، ہاتھ نہیں ہوتے کہ مدد کر سکیں اور دل نہیں ہوتے کہ رحم کر سکیں۔ باہر رات گہری ہو رہی تھی۔ قید خانے میں اس کی تیسری رات تھی۔

وہ تینوں رابیل اور رامین کے کمرے میں تھے۔ اشعر صوفے پر بیٹھا تھا، رابیل بیڈ پر رامین کے ساتھ۔

"رامین زندگی میں میڈیکل کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ سال ضائع مت کرو" اس نے رامین کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"اوہو بیلی، کوئی سال ضائع نہیں ہو رہا۔ کئی سال بنانے کے لیے ایک سال لگ بھی گیا تو کیا ہے؟" وہ رابیل کو گردن موڑے دیکھ رہی تھی

"مینا۔۔"

رامین نے اس کی بات کاٹ دی "بیلی میں گلٹ میں نہیں رہنا چاہتی کہ میں نے دوبارہ ٹرائی ہی نہیں کیا۔۔ میں ایک بار اور کوشش کرنا چاہتی ہوں" وہ جیسے اٹل تھی

اشعر کھڑا ہوا اور رابیل کے ساتھ آ بیٹھا "چھوڑو آپی اسے، جو کرتی ہے کرنے دو"

اس نے اشعر کو دیکھا اور پھر منہ بنائے سائیڈ ٹیبل سے فون پکڑا اور باہر باغ میں آ گئی۔ باہر سردی تھی مگر رامین کو اچھا لگ رہا تھا۔ عجیب لڑکی تھی!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چھوٹے بالوں میں بائیں ہاتھ کی انگلیاں پھیرتی فون کان سے لگائے وہ کسی کے کال اٹھانے کا انتظار کر رہی تھی۔دوسری طرف سے فون اٹھا لیا گیا

"ہیلو، کیسی ہو رامین؟"

اس نے ایک سانس خارج کی "کام کی بات پر آؤ"

دوسری طرف سے ہنسی کی آواز آئی تھی "اچھا لگتا ہے تمھارا حال پوچھتے رہنا"

"فلرٹ بعد میں کرنا، ورنہ مجھے بھی اچھا لگے گا تمھارا حال بے حال کرنا" وہ سنجیدہ ہو گئی تھی

دوسری طرف خاموشی تھی

"کل آسکتی ہو؟" ایک مردانہ آواز اس کے کانوں میں گونجی

وہ کچھ سوچنے لگی "رات میں، کارے فور کے پارکنگ ایریا میں" اس کا بایاں بازو اب ٹھیک تھا، وہ تندرست ہو چکی تھی

"اوکے باس! میں انتظار کروں گا" وہ کال کاٹنے لگی تھی کہ دوسری طرف سے آواز آئی

"کال مت کاٹنا" اس نے فون دوبارہ کان کو لگایا

"اگر میں یہ سب تمھارے شوہر کو بتا دوں؟" وہ محظوظ ہوا تھا

"نمبر سینڈ کروں اس کا یا ہے تمھارے پاس؟" وہ جیسے بے پرواہ تھی

وہ پھر سے ہنسا تھا "تمھیں واقعی شکاری ہونا چاہیئے تھا"

اس نے سانس خارج کی "بکو مت" اس نے منہ بسورا اور کال کاٹ دی۔

"سٹوپڈ" منہ میں بڑبڑائی اور پھر اندر کی طرف بڑھی۔

(تین دن قبل:

لاہور

ہاسپٹل کے سفید بستر پر لڑکی ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔ بستر پشت سے اٹھا ہوا تھا۔ سامنے سیاہ آنکھوں والا لڑکا کھڑا تھا

"تمھیں پتہ ہے عالمگیر انسان کی زندگی کب تنگ ہوتی ہے؟"

وہ مسکرایا۔ وہ محظوظ ہو رہا تھا "کب؟"

"جب اس کے شوق اس کے خوف بن جائیں" پھر رکی۔ وہ سامنے سفید دیوار کو دیکھ رہی تھی "وہ بہت بہادر ہوتا ہے جو اپنے خوف سے لڑتا ہے مگر وہ بہت نڈر ہوتا ہے جو اپنے خوف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے موت کے گھاٹ اتارا ہے"

اس نے لڑکے کو دیکھا اور سفاکی سے بولی "ہر بہادر نڈر نہیں ہوتا مگر ہر نڈر بہادر ہوتا ہے"

"مگر وہ لڑکی دونوں ہی نہیں ہے" (اب کی بار لڑکا بولا تھا)

روشن صبح، دن کا آغاز۔ آج بہت دنوں بعد دھوپ نکلی تھی۔ گیراج میں گاڑی کے پاس کھڑی لڑکی اپنی ماں سے بات کر رہی تھی

"امی، جلدی آجائیں گے۔آپ نہ پریشان ہوں" رابیل فرحت سے بات کر رہی تھی کہ رامین اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی

"اس کو کیوں لے کر جا رہی ہو؟" انھوں نے مینا کو دیکھا

"پتہ نہیں کہہ رہی تھی کہ دوست سے ملنا ہے۔اس کے پاس اس کی کچھ چیزیں رہ گئی ہیں"

رامین نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پیچھے بیٹھ گئی۔اندر سے حاشر باہر آیا تھا۔

"بس ڈاکومنٹس دیے ہوئے تھے، وہ واپس لوں گی اور آجاؤں گی" اس نے اپنا بازو ان کے کندھے کے گرد حمائل کیا۔

وہ مسکرائیں۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے حاشر نے گاڑی سٹارٹ کی اور گاڑی گیٹ سے باہر نکالی۔ایک گلی چھوڑ کر دوسری گلی میں افیفہ کے گھر کے سامنے رکے اور اسے لیے لاہور کی طرف چل پڑے

("اسے روشنی اچھی لگتی ہے مگر اسے فوٹو فوبیا ہے۔وہ اندھیرے سے بہت خوفزدہ ہے"

لوگ سمجھتے ہیں کہ خوف ہی آسیب ہے مگر نہیں! ہمارے شوق حد سے بڑھ کر ہماری کمزوری بن جاتے ہیں۔لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صرف خوف سے آزمایا جاتا ہے مگر انھیں نہیں پتہ کہ شوق بھی آزمائش ہوتے ہیں" رامین بولتی جا رہی تھی اور وہ سنتا جا رہا تھا

قید خانے میں بیٹھی لڑکی اندھیرے سے خوفزدہ ہوتے چلا رہی تھی۔پھر روشنی اس قدر زیادہ تھی کہ وہ آنکھیں نہیں کھول پا رہی تھی)

وہ ہاسٹل کے دروازے کے باہر کھڑی تھیں جب حاشر نے رابیل کو بلایا" کتنی دیر لگے گی؟"

"آپ چلے جائیں۔ ہم کل خود ہی واپس آجائیں گی"

رامین نے مڑ کر اسے دیکھا، حاشر کی نظر اس کی نظر سے ملی اور وہ رابیل سے مخاطب ہوا" اس کا خیال رکھنا۔ فضول میں باہر نکلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

اس نے سر ہلایا اور اس کے ساتھ اوپر چلی گئی۔

("اس کا تعلق بروکن فیملی سے ہے۔ ماں سوتیلی ہے، باپ توجہ نہیں دیتا۔ یونو ایلیٹ کلاس کے اپنے مسئلے ہوتے ہیں" لڑکے نے شانے اچکائے

"تمھیں پتہ ہے ہمارے ماں باپ ہمارے پروٹیکٹر ہوتے ہیں۔ وہ نہ ہوں تو زمانہ ہمیں گدھوں کی طرح نوچ کر کھا جائے" وہ مسکرائی تھی

گاڑی میں بیٹھی اسلام آباد واپس آتی ہوئی سکرین پر جھکی رامین کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

صبور کی سوتیلی ماں کو ایک میسج موصول ہوا" دوستوں کے ساتھ تین دن کے لیے سوات جا رہی ہوں۔ ڈیڈ کو بتا دیجیئے گا" اس پلاسٹک کی بڑھیا نے میسج پڑھا اور برا سا منہ بنایا۔

دوسری طرف رامین مسکرائی تھی، اس کا دماغ پھر سے چلنے لگا تھا)

"میں یونیورسٹی جا رہی ہوں، پانچ بجے تک آجاؤں گی" وہ آئینے میں خود کو دیکھتی رامین سے مخاطب تھی جس نے سر اثبات میں ہلایا۔

بیڈ پر سینے کے بل لیٹی وہ فون کی سکرین پر جھکی تھی۔اس کے منہ پر سکرین کی نیلی روشنی پڑ رہی تھی

("اسے عام لڑکیوں کی طرح سردی اچھی لگتی ہے۔اسے گندگی سے گھن آتی ہے اور وہ کھانے میں بہت کم مسالے استعمال کرتی ہے"

"اسے کھانے میں کیا پسند ہے؟"اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ در آئی

وہ مسکرائی تھی۔کھانے کے معاملے میں رامین بہت براڈ تھی۔

"میرا ماننا ہے کہ ہمارا دماغ اور دل کسی نہ کسی طرح کھانے پر ڈیپینٹ کرتا ہے۔کھانا اچھا ہو تو انسان کا موڈ چٹکیوں میں ٹھیک کر دیتا ہے، کھانا برا ہو تو اچھا خاصا موڈ بھی غارت کر دیتا ہے، آدھے انسان تو موڈ سے چارج ہوتے اور موڈ سے چلتے ہیں اور موڈ کھانے سے چلتا ہے" وہ کھانے کے بارے میں کئی گھنٹے نان سٹاپ بول سکتی تھی

سلاخوں والے دروازے کے اس پار لڑکی کے سامنے اس کا پسندیدہ وائٹ ساس پاستہ پڑا تھا مگر وہ کھا نہیں سکتی تھی۔پانی تھا مگر وہ پی نہیں سکتی تھی۔انسان کی قید اسے کتنا بے بس کر دیتی ہے)

رات کے سات بجے کا وقت تھا۔لڑکی کار ے فور کے باہر کھڑی تھی،اس نے سیاہ جینز، سیاہ جیکٹ، سیاہ سوئڈ بلاک ہیلڈ اینکل بوٹس پہن رکھے تھے۔اس کے کندھے سے اوپر تک آتے بال کھلے تھے، آنکھوں پر عینک تھی اور چہرہ سپاٹ تھا۔وہ آگے بڑھتی گئی اور سفید گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے لڑکے کو دور سے دیکھ کر اس نے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اور انگوٹھے کی پوروں کو ملایا انھیں ہونٹوں

میں دبایا، ہونٹ ذرا سے اندر کیے اور زوردار سیٹی بجائی۔ لڑکا فوراً سے چوکنا ہو گیا اور اسے دیکھ کر مسکرایا۔ وہ بھی سیاہ جینز، شرٹ اور جیکٹ میں ملبوس تھا۔ مینا چلتی ہوئی اس کے قریب گئی اور اسے گھورا

"تمھیں میں نے کہا تھا اکیلے آنا، اسے کیوں ساتھ لائے ہو؟" وہ خفا تھی، ابرو سے دائیں طرف اشارہ کیا

لڑکے نے حیران ہو کر دائیں طرف پیچھے کی جانب گردن موڑی اور ایک جھٹکے سے رامین نے اس کے ہاتھ سے گاڑی کی چابی لے لی۔۔اس نے چہرہ موڑا اور بس اسے دیکھتا رہ گیا۔ دائیں طرف کوئی نہیں تھا اور وہ رامین کے ہاتھوں بیوقوف بن کر اپنی گاڑی کی چابی گنوا چکا تھا۔ ایک سانس خارج کی اور دروازہ کھول کر پیسنجر سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ مطلب آج رامین ڈرائیو کرے گی

"میں تو تمھارے احترام میں پیچھے والا دروازہ کھولنے والا تھا"

لڑکی نے دونوں ابرو ایک ساتھ اُٹھائیں اور بیک ویو مرر کو دیکھا "بیک ویو مرر سے لڑکی تاڑنے کو تم ریسپیکٹ کہتے ہو"

وہ ہنس دیا "یار۔۔"

پھر اپنے گھٹنے پر ایک مکا رسید کیا "تم مجھے پہلے کیوں نہیں ملی"

اس نے نفی میں گردن ہلائی "آج کے بعد بھی نہیں ملوں گی"

اس نے گردن موڑ کر لڑکی کو دیکھا، تھوک نگلا، گلٹی ڈوب کر ابھری اور وہ سامنے دیکھنے لگا۔

(انسان کو اپنا دائرہ محدود رکھنا چاہیئے۔ جتنا محدود اتنا محفوظ، نہ صرف خوف بلکہ شوق بھی خطرہ ہوتے ہیں۔ کیا ہوا گر تمھارے سارے شوق خوف بن جائیں؟ سب سے خطرناک قید وہ ہوتی ہے جو انسان خود اپنے لیے بناتا ہے۔ زندان کی عجیب اور پراسرار قسم "انسان کا اپنا وجود" ہے، جس کی کبھی کبھار اسے خود بھی خبر نہیں ہوتی)

سیڑھیاں اترتی لڑکی کی نظر سلاخ دار دروازے پر تھی، اس کے پیچھے عالمگیر تھا۔ اس کی بلاک ہیلز "ٹک ٹک" کی آواز پیدا کر رہی تھی۔ وہاں اندھیرا تھا۔ لڑکے نے ہاتھ بڑھا کر تالا کھولا، پھر دروازہ۔ رامین نے لڑکے کو دیکھا اور پھر عین اس کے سامنے آ کر اس نے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کو دھکا دیا

"تم اندر نہیں آؤ گے" وہ پیچھے دیوار سے لگا، نیچے جا گرا

"آہ!" وہ کراہا تھا" زبان سے نہیں کہہ سکتی، جنگلی عورت"

اس نے اسے نظر انداز کیا اور جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے قید خانے میں آ کھڑی ہوئی۔ اندر ہلکی سرخ اور سبز روشنی تھی۔ روشنی اب چبھ نہیں رہی تھی۔ وہ ہونٹوں کو گول کیے مسلسل سیٹی بجا رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

صبور نے گھٹنوں پر سے سر اٹھایا اور اسے دیکھا، خوف، ڈر، بے بسی، رحم کی التجا کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں۔۔

وہ اس کے سامنے جا بیٹھی، دائیں ٹانگ کا گھٹنا زمین کو چھو رہا تھا اور بائیں ٹانگ کے گھٹنے پر اس نے بایاں بازو رکھا تھا

"کیسی ہو صبور؟" اس نے ہاتھ کی مٹھی بنا کر تھوڑی تلے رکھی

وہ کچھ بھی نہ بول پائی، بس اسے گھورتی رہی

"ہم وہاں کمزور پڑتے ہیں جہاں ہم دوسروں کو کمزور سمجھتے ہیں۔ کوئی طاقتور نہیں کوئی کمزور نہیں ہوتا، سب انسان ہوتے ہیں۔ اچھے اور برے انسان۔ کوئی برائی میں آگے تو کوئی اچھائی میں مگر سب انسان ہیں۔ تم سوچ رہی ہو گی کہ میں نے تمھارے ساتھ کتنا برا کیا" وہ مسکرائی "میں نے تمھارے ساتھ برا نہیں کیا۔ میں نے تمھارے ساتھ وہی کیا جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ تین راتیں میں نے تکلیف میں گزاریں، تین تم نے۔۔ حساب برابر"

پھر کھڑی ہوئی "مینا بڑی جلد باز ہے" اس نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے "میں مکافات پر یقین رکھتی ہوں مگر مجھ سے انتظار نہیں ہوتا، اس لیے میں نے وہی کیا جو مجھے بہتر لگا اور مینا وہی کرتی ہے جو وہ بہتر کرتی ہے" اس نے دانت پیستے اسے دیکھا تھا

"رامین مجھے۔۔ مجھے یہاں سے نکالو، میں کبھی تمھارے راستے میں نہیں آؤں گی" وہ رو رہی تھی

"ارے" وہ ہنس دی" دیکھو تو، یہاں سب کچھ تمھارا ہے۔ تمھارے خوف بھی تمھارے شوق بھی۔ میں نے کچھ نہیں کیا، سب تم ہی نے کیا ہے۔ تمھیں سردیاں پسند تھیں، تمھیں وائٹ ساس پاستہ پسند تھا، تمھیں روشنی پسند تھی، تمھیں اندھیرے سے ڈر لگتا ہے، تمھیں گندگی سے نفرت ہے، یہاں ہر جگہ تم ہی تو ہو۔۔ یہ زندان تم نے خود اپنے لیے بنایا ہے" اس نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے وراس کے سامنے جھکی بالکل جیسے رکوع میں جھکتے ہیں۔ چھوٹے بال شانوں سے آگے آئے اور اس نے زمین پر بیٹھی لڑکی کی آنکھوں میں دیکھا" میں تو بس تمھیں دکھا رہی ہوں کہ دیکھو، ہم اپنے لیے خود کتنے ٹاکسک ہیں۔ کیسے ہم نے اپنے دائرے اتنے بڑے کیے ہوئے ہیں کہ جس کا دل چاہے ہمارے دائرے میں گھسے اور ہمیں جان لے۔ مجھے کیسے پتہ چلا کہ تمھارے شوق کیا ہیں تمھارے خوف کیا ہیں، یہ تو تم لوگ ہو کول بننے کے چکر میں پبلک ہو جاتے ہو اور دیکھو پھر کیسے قید ہو جاتے ہو۔ اپنے ہی قید خانے میں قید تم مجھ سے رہائی مانگ رہی ہو۔ تمھارے خوف اور تمھارے شوق جتنے پرائیویٹ ہوتے ہیں تم اتنے محدود ہوتے ہو اتنے محفوظ ہوتے ہو۔۔ انسان انسانوں کے لیے کتنے ٹاکسک بن چکے ہیں تم سوچ بھی نہیں سکتی۔ اب دیکھو میں نے تمھیں مینوپولیٹ کیا تھا، تمھاری کمزوری سے فائدہ اٹھایا تھا کیونکہ مجھے تم نے بتایا تھا کہ تمھاری کمزوری کیا ہے۔۔ پھر میں نے دیکھا کہ تمھاری پاور کیا ہے، تمھارا خوف میری طاقت تھا اور میں نے اسے استعمال کیا اور تم سے تمھاری طاقت بھی لے لی، فنز کس کے بدلے شوٹنگ۔ میناوہی کرتی ہے جو وہ بہتر کرتی ہے۔ میں نے تمھیں کچھ نہیں کہا،

کوئی دھوکا نہیں دیا، میں نے تو تمھیں علم دیا تھا، فزکس سکھائی تھی مگر تم مقابلے پر اتر آئی اور مجھے مقابلے بہت پسند ہیں۔۔آئندہ خیال رکھنا" پھر سیدھی ہوئی

اس نے رخ موڑا اور جیب سے ایک شیشی اور سرنج نکالی، سارا مائع شیشی سے سرنج میں بھرا اور وہ اس کے بازو میں پیوست کر دی

"تم جتنے محدود ہو، اتنے محفوظ ہو، یاد رکھنا"

ایک آخری بار اس نے اس لڑکی کو گھورا اور پھر وہ چل دی

سامنے ہی عالمگیر کھڑا تھا "اسے ہاسپٹل چھوڑ آنا" قید خانے سے باہر آئی۔ پھر زینے چڑھتے وہ اوپر آ گئی

چند لمحے یونہی سڑک کنارے کھڑی گاڑی کی ڈگی پر بیٹھی آتی جاتی گاڑیوں کو گھورتی رہی۔ عالمگیر اس کے ساتھ کھڑا تھا مگر وہ خاموش تھا۔ پھر اتری اور اسے دیکھا

"مزہ آیا تمھارے ساتھ کام کر کے" بولنے والا عالمگیر تھا

مینا نے مسکرا کر شانے اچکائے

اس نے ایک سانس خارج کی اور پھر اسے دیکھا، اس کی آنکھوں میں کچھ تھا جواب بے سود تھا

"میں دعا کروں گا کہ ہمارے راستے اب دوبارہ کبھی نہ ملیں"

وہ مسکرائی "میں دعا کروں گی کہ تمھاری دعا قبول ہو"

اور چل دی۔ لڑکا اس لڑکی کو جاتا دیکھتا رہا۔ اس نے سر جھٹکا اور ایک سانس لے کر رہ گیا مگر دل جسے ایک بار چاہتا ہے اسے بار بار بھی چاہتا ہے۔

رابیل ساتھ بیڈ پر لیٹی تھی، تھک ہار کر سوئی ہوئی۔ اس کے سر میں آج پھر درد تھا، ڈنر کے بعد دوا لے کر لیٹ گئی۔ ساتھ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے مینا کسی سے بات کر رہی تھی۔ اس نے کانوں میں ایئر پوڈز لگائے تھے اور وڈیو کال پر کوئی بیٹھا تھا۔

"ہوں۔۔ تم نے تو کہا تھا کہ جاتے ہوئے مل کر جاؤ گے، جھوٹے" وہ جیسے خفا تھی۔ سامنے کاؤچ پر بیٹھے لڑکے نے چار کول جرسی نما شرٹ اور سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔ اس پر گہرے رنگ جچتے تھے۔

دوسری طرف سے ہنسی کی آواز گونجی "تمھیں پتہ کیا ہوا، میں سویا تھا اور سویا رہا۔ فلائٹ سے گھنٹہ پہلے مون نے اٹھایا اور جلدی جلدی میں تیار ہو کر نکلا تھا۔ تھوڑی سی دیر ہو جاتی تو یہیں پڑے ہونا تھا میں نے"

اس نے سانس خارج کی "چلو معاف کیا"

"معافی مانگی کس نے ہے؟ پاس رکھو اپنی معافی" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔

اس نے دانت پیسے "اچھا ہوتا مامون بھائی تمھیں اٹھاتے ہی نہ، مزہ آتا مجھے بھی" وہ چوکڑی مار کر بیٹھ گئی

"اتنا ظرف نہیں ہے اس میں۔ایک بار ناراض ہو جاؤں نا میں تو مجھے بار بار بہانے بہانے سے مناتا ہے، میرے معاملے میں وہ کلر بلائنڈ ہے" وہ جیسے فخر سے کہہ رہا تھا

"رئیلی؟" وہ ہنسی

"ہاں نا۔۔تم نہیں سمجھو گی ڈورے مون" اس کے ہاتھ میں کافی کپ تھا جس سے وہ وقفے وقفے سے کافی پی رہا تھا۔ایک لمحے کا توقف "تم نے کیا پاگل پن شروع کیا ہوا ہے۔چپ کر کے نا کسی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لو"

اس نے سانس خارج کی "ایک بار مجھے ٹرائی کرنے دو چوزو، زندگی میں کسی چیز کا گلٹ نہیں رکھ سکتی"

"ہوں" ایک خاموشی "چلو ٹھیک ہے جو بھی کرو اچھے سے کرو"

افیفہ کمرے میں آئی تھی، اس کے ہاتھ میں بھنے ہوئے چنے تھے، اس نے تھوڑے سے رامین کو دیے اور پھر باہر بالکنی میں چلی گئی

"ویسے اگر تم چاہو تو میں تمھارا ایڈمیشن کروا دیتا ہوں، کوئی اور میڈیکل فیلڈ دیکھ لو۔۔فیس کی ٹینشن نہیں لینا"

وہ ہنس دی "وہ جو تم نے میری فیس دینی ہے نا وہ پیسے مجھے ابھی ٹرانسفر کر دو۔۔قسم سے کئی دنوں سے برگر پیزا نہیں دیکھا۔۔دل اور پیٹ دونوں ترسے ہوئے ہیں" اس نے رونی شکل بنائی تھی۔

وہ ہنسا تھا" تمھارا کھانا پتہ ہے کہاں جاتا ہے؟"

"کہاں؟"

"تمھارے گھٹنوں میں" پھر سے ہنسا

"چلو اب جاؤ۔۔مجھے نیند آرہی ہے، سونا ہے۔۔بہت تھکی ہوئی ہوں" اس نے لحاف اوڑھ کر تکیہ سیٹ کیا۔ تیمور ذرا سا پیچھے ہو کر بیٹھا تو دائیں جانب کونے میں کمپیوٹر ٹیبل پر پڑا کمپیوٹر آن تھا، کچھ ڈاؤن لوڈ ہو رہا تھا۔

"یہ پیچھے کیا کر رہے ہو تم؟ کوئی پراجیکٹ ہے کیا؟"

اس نے پیچھے دیکھا اور پھر سکرین میں ابھرتی رامین کو "نہیں۔۔یہ میں اور میرا دوست مل کر گیم بنا رہے ہیں۔یونیورسٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کا، یہ ہمارا اپنا ٹیلنٹ ہے"

"ہوں۔۔کافی انٹرسٹنگ ہو گا نا یہ" وہ تیمور کو دیکھتے مسکرا دی

"بہت" اس نے خالی کپ سامنے میز پر رکھا" کیونکہ میں نے وہی کیا جو میں بہتر کر سکتا ہوں اور مون کہتا ہے کہ۔۔"

اس کی ادھوری بات رامین نے پوری کی

“Do what you better do”

دونوں بیک وقت مسکرائے تھے

ایک دو باتیں اور کر کے اس نے کال کاٹ دی۔ پھر ساتھ لیٹی رابیل کو دیکھا جو گہری سانسیں لے رہی تھی۔ آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا، اس نے سر جھٹکا اور لحاف میں کھسک گئی۔ کمرے کی بتی جل رہی تھی، باہر اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا

ادھر دوسری طرف ٹی وی لاؤنج میں ہلکی مدھم سی روشنی تھی۔ روشنی گلابی ہونے کا تاثر دے رہی تھی۔ سامنے ایل سی ڈی آن تھی اور وہاں "دی لائن کنگ" کارٹون لگے تھے۔ سامنے صوفے پر دو نفوس بیٹھے تھے۔ چوکڑی مار کر بیٹھا مامون اور اس کی گود میں بیٹھی آرا۔ وہ بڑے آرام سے پیچھے اس کے پیٹ اور سینے سے ٹیک لگائے مطمئن سی کارٹون دیکھ رہی تھی۔ انھوں نے کمبل اپنی ٹانگوں پر اوڑھ رکھا تھا جو کہ صوفے سے ہوتا نیچے فرش پر بچھے کارپیٹ کو چھو رہا تھا۔ مامون کے ہاتھ میں پاپ کارن کا ڈبہ تھا جس سے دونوں وقفے وقفے سے پاپ کارن نکال کر کھا رہے تھے۔ دفعتاً عارفین اندر آئی اور آرا کو گھورا۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھیں اور فون آرا کی طرف بڑھایا "بابا سے بات کرو"

اس نے مسکرا کر فون کان سے لگایا "بابا"

دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے کسی مرد کی آواز ابھر رہی تھی۔ وہ اسے واپس آنے کو کہہ رہا تھا۔۔ مامون نے اس کے گرد بازو حمائل کیا اور اس کے گال پر بوسہ دیا۔ پھر اس کے کان میں سرگوشی کی "بولو، بابا آپ آجائیں۔۔ میں بزی ہوں"

اور وہ تھی ڑٹو طوطا، مامون نے کہا اس نے وہی بول دیا اور پھر اپنے الفاظ پر اڑ گئی۔ وہ اسے دیکھ کر ہنس دیا۔۔ کچھ پل بیتے اور عارفین آ گئی، اس سے فون واپس لے لیا اور پھر فون پر بات کرتے چلی گئی۔ وہ اٹھی اور مامون کی ران پر اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی۔ پھر بڑے مزے سے اس کے بائیں گال کو کھینچا جیسے وہ اس کا گال کھینچتا تھا

"بابا کہہ رہے تھے آرا اب گھر آ جاؤ"

"پھر آپ جا رہی ہو؟" اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ہونٹوں سے لگایا۔ اس نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔

"مون آپ کو مس کرے گا۔ آپ مون کو مس کرو گی؟"

اس نے سر کو اوپر نیچے ہاں میں ہلایا۔

"کیسے مس کرو گی مون کو؟" وہ پتلیاں سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا

"میں آپ کو فون کروں گی"

"اچھا۔۔ ماما تو فون نہیں دیں گی آرا کو نہ بابا فون دیں گے"

اس نے ہاتھ ماتھے پر مارا "میں لے لوں گی نا"

وہ اس کی اس حرکت پر ہنس دیا۔ دوبارہ اپنی گود میں بٹھایا اور وہ دوبارہ کارٹون کی طرف متوجہ تھی۔ اس نے بچی کے گرد بازو حمائل کیے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مون آپ کو بہت مس کرے گا آرا" اس نے اس کے سر سے اپنا سر لگایا۔

"You are my daughter"

اس نے تھوڑی اوپر کو اٹھائی اور آنکھیں اوپر کر کے اسے دیکھا اور پھر مسکرا دی۔

اس کی ماں دودھ کا گلاس لے کر آئی۔اس نے برا سا منہ بنایا اور گلاس منہ سے لگایا

"کب جا رہی ہو واپس؟" سوال مامون نے کیا تھا

"ایک ہفتے تک" وہ مامون کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔اس نے دودھ ختم کیا اور گلاس اپنی ماں کو واپس کیا۔پھر مامون کے گرد دونوں بازو حمائل کر کے اپنا سر اس کے سینے سے لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔

وہ ہلکا ہلکا اسے تھپک رہا تھا اور وہ سو رہی تھی۔

گیارہ بجے کا وقت تھا، دھوپ نے ہر طرف ڈیرہ جمایا تھا۔باہر باغ میں چارپائی پر بیٹھی رابیل کے بال کھلے تھے۔اس کے سامنے کتاب الٹی پڑی تھی اور وہ فون پر جھکی مسلسل ٹائپنگ کر رہی تھی۔پچھلے ہفتے میں تین بار اس کی عافی سے بات ہوئی تھی۔اب بھی وہ اسی سے بات کر رہی تھی۔وہ گڈ ریڈرز سے اب واٹس ایپ پر آ چکی تھیں (گڈ ریڈرز پر آواز ریکارڈ کرنے کا آپشن نہیں ہوتا نا)

"ہیپی برتھ ڈے رابیل!" حال چال پوچھنے کے بعد اس نے رابیل کو سالگرہ کی مبارکباد دی تھی

وہ پھیکا سا مسکرائی "تھینک یو۔۔آپ کو کیسے پتہ چلا؟"

"تیمور سے بات ہوئی تھی صبح،اس نے مجھے بتایا تھا" ساتھ ایک مسکراتا ہوا ایموجی۔

وہ مسکرائی اور "اوہ اچھا" لکھ کر بھیج دیا

"رات میں میں تم سے پوچھوں گی تم نے کیسے سیلیبریٹ کیا یہ دن" عافی کا میسج آیا تھا

"میرے لیے آج کچھ خاص نہیں ہے۔ یہ عام سا دن ہے" میسج بھیج کر ایک سانس خارج کی۔

"کیوں؟"

پھر اگلا میسج "تم نے خود کو وش کیا؟"

وہ حیران ہوئی "خود کو کیسے وش کرتے ہیں؟"

ہنسی والے ایموجی "ہیپی برتھ ڈے مائی ڈیئر رابیل کہہ کر"

"مجھے تو کسی نے وش نہیں کیا، خود کو کیا ہی وش کروں" وہ اداس کیا اداس ہی رہی۔

"کم آن۔۔ تمھارے سپیشل ڈے پر کوئی تمھیں کیوں وش کرے گا؟" اس نے ایک ٹیکسٹ میسج بھیجا۔ پھر ایک وئس نوٹ۔ رابیل نے سکرین کو چھوا اور عافی کی آواز گونجنے لگی

"ہمارا یہی مسئلہ ہے ہم اپنی خوشیوں کو دوسروں سے کیوں منسوب کرتے ہیں؟ چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو خوشی کیوں نہیں سمجھتے؟ کبھی اچھا جی پی اے آنے پر ہم نے خود کو ٹریٹ نہیں دی، کبھی اچھی بک پڑھ لینے پر خود کو اپریشیئیٹ نہیں کیا، کبھی سارا دن اچھا گزرنے پر شکر نہیں کیا، اچھے نمبر لینے پر خود کو کبھی چاکلیٹ نہیں دی، عید پر خود کو عیدی نہیں دیتے۔۔ کیوں؟ کیونکہ ہم اس وہم میں قید ہیں کہ لوگ ہماری خوشیاں سیلیبریٹ کریں۔ ہم چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو خوشی نہیں سمجھتے۔ ہم

سمجھتے ہیں کوئی بڑی اچیومینٹ ہو، کوئی بڑی سی کار لیں یا کوئی اچھی جاب ملے تب ہی خوشی ہوتی ہے۔ نہیں، خوشی تو پسندیدہ کھانا کھانے پر ہوتی ہے۔ پورے نمبر ملنے پر ہوتی ہے۔ چاند رات پر عید کی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی اچھا کیک بیک کرنے پر ہوتی ہے لیکن ہم وہی خوشی کاؤنٹ کرتے ہیں جس پر لوگ ہمارے ساتھ خوش ہوتے ہیں، لوگ ہمیں سراہتے ہیں۔ ہم بڑی بڑی خواہشوں کے پیچھے چھوٹی خوشیوں کو کیوں قربان کرتے ہیں؟ جو نہیں ہے وہ ہمیں اداس کر سکتا ہے مگر جو ہے وہ ہمیں خوش کیوں نہیں کر سکتا؟ تمھارے پیدا ہونے پر لوگ تمھیں کیوں سراہیں گے رابیل، لوگ تمھیں کیوں سیلیبریٹ کریں گے؟ لوگ تو اپنی لائف میں بزی ہیں، ان کے اپنے مسئلے ہیں، اپنی خوشیاں، لوگ تو ہمیں بھول جاتے ہیں تو کیا ہم بھی خود کو بھول جائیں؟ تم اپنا دن سیلیبریٹ کرو کیونکہ یہ دوبارہ تو نہیں آئے گا۔ یہ تمھارا دن ہے رابیل، آج کے دن تمھارے بابا تمھیں دیکھ کر مسکرائے تھے، اس خوشی کو انجوائے کرو، سیلیبریٹ کرو۔ لوگ نہیں آئیں گے تو کیا تم یونہی بیٹھی رہو گی؟ خوش ہو کہ خوشیوں پر رابیل اورنگزیب کا حق ہے"

وہ جادو گرنی تھی۔ وہ لفظوں سے جادو کرتی تھی، دماغ کی ایک بند کھڑکی کھلی تھی جہاں سے روشنی اندر داخل ہوتی دل تک پہنچی تھی۔ وہ اتنا نرم اتنا اچھا اور اتنا شائستہ بولتی تھی کہ رابیل متوجہ سی ہو کر خاموشی سے اسے سنتی تھی۔

"کیسے سیلیبریٹ کرتے ہیں اپنا سپیشل ڈے؟" اس نے جھٹ سے ٹائپ کیا۔

"سب کچھ اپنے لیے کر کے، اپنا فیورٹ کلر پہن کر، فیورٹ کھانا کھا کر، فیورٹ کھانا بنا کر، فیورٹ کام کر کے، سب کچھ وہ کر کے جو تمھیں اچھا لگتا ہے"

پھر اگلا میسج

"Make a wish Rabeel"

"اس سے کیا ہو گا؟"

"وہ میں تم سے رات کو پوچھوں گی" اور اس کے بعد وہ آف لائن ہو گئی

وہ ابھی بھی فون پر جھکی تھی کہ سامنے سے کوئی آیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے سر اٹھایا اور اشعر کو دیکھ کر مسکرا دی۔ پھر فون کی سکرین آف کر دی

"کیا کر رہی ہیں؟" اس نے اس کے پاس پڑی الٹی کتاب کو پکڑا اور دیکھا، پھر واپس رکھ دی

"دھوپ انجوائے کر رہی ہوں"

لڑکے نے گردن اٹھا کر آسمان کو دیکھا، دھوپ میں اس کی بھوری آنکھیں سنہری دکھ رہی تھیں۔

"آج کچھ ہے کیا؟" اس نے پتلیاں سکیڑ کر رابیل کو دیکھا

اس نے سر دائیں بائیں نفی میں ہلایا "نہیں تو"

"ہوں" اس نے چارپائی کے نیچے گھاس پر سے جھک کر ایک اچھے سے پیک ہوا ڈبہ اٹھایا اور اس کے سامنے رکھا

"آج کوئی ہمارے گھر آیا تھا"

وہ ہنس دی اور ڈبہ پکڑا "تھینک یو"

وہ مسکراتے ہوئے اشعر کا دیا گفٹ کھول رہی تھی۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ڈبہ کھلا اور اندر سے ایک مگ نکلا، ہلکے جامنی رنگ کا مگ جس پر سفید رنگ سے انگریزی میں اس کا نام لکھا تھا

"Rabeel Aurangzeb"

اس نے کپ کو دائیں بائیں موڑ کر دیکھا "یہ بہت پیارا ہے اشو" اس نے ساتھ بیٹھے اشعر کو دیکھا۔اس نے انگلیاں بالوں میں سے گزاریں "میری طرح"

دونوں بیک وقت ہنسے تھے "تم اس سے زیادہ پیارے ہو"

مگر صرف مگ ہی نہیں تھا اس کے نیچے بھی کچھ پیک ہوا تھا۔اس نے احتیاط سے اسے نکالا، وہ ایک درمیانہ چوکور سا پتلا سا ڈبہ تھا جو کہ پیک تھا۔اس نے مگ ایک طرف رکھا اور اس ڈبے کے اوپر سے گفٹ پیپر اتارا، پھر نیچے نظر آتا خاکی ڈبہ کھولا اور اندر پڑی چیز نکالی۔وہ ایک فریم تھا، شیشے کا بنا فوٹو فریم جس میں اس نے اپنی اور رابیل کی تصویر لگائی تھی۔وہ اس کے کالج کی تصویر تھی جس میں اس نے ہاتھ میں ایک ٹرافی پکڑ رکھی تھی، بیک گراؤنڈ میں سٹیج اور لوگوں کا رش تھا اور وہ مسکراتا ہوا رابیل کو دیکھ رہا جو کہ مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر آئے بال ٹھیک کر رہی تھی، ایک پرفیکٹ رینڈم کلک تھا۔وہ پھر سے مسکرائی

"ارے! یہ کہاں سے ملی تمھیں؟"

"بس دیکھ لیں، اچھی ہے نا یہ؟" وہ ابھی بھی اس تصویر کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ بہت اچھی ہے۔ میں اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھوں گی"

"لومڑی کہاں ہے؟" اس نے ارد گرد دیکھا

"مینا؟" وہ فریم دوبارہ ڈبے میں ڈال رہی تھی۔

"جی وہی"

"اندر ہے۔ جب میں باہر آئی تھی نانو کے ساتھ بیٹھی تھی" اس نے کپ کو ڈبے میں رکھا اور ڈبہ بند کرنے لگی

"آپی آؤ مفنز بناتے ہیں"

رابیل نے اسے دیکھا اور مسکرائی "برتھ ڈے میرا ہے اور کام بھی میں کروں"

"ہاں نا۔ برتھ ڈے میری بہن کا ہے اور کام بھی میں کروں" وہ رونی شکل بنائے بولا تھا۔ رابیل ہنس دی۔

"چلو آؤ، چاکلیٹ مفنز بناتے ہیں اور پھر پارٹی کریں گے" لڑکی نے کتاب سمیت باقی چیزیں ہاتھ میں پکڑیں اور دونوں باتیں کرتے اندر بڑھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لاؤنج میں صوفے پر گلشن آرا کے ساتھ رامین بیٹھی تھی۔ان کے کندھے پر سر رکھے انھیں کسی بات کے لیے مناتی ہوئی

"نانو پلیز نا۔۔ تھوڑے سے پیسے دے دیں۔ بیلی کا برتھ ڈے ہے، ہم نے پارٹی کرنی ہے"

گلشن آرا نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا "مینو۔۔بیٹے لڑکیوں کو پیسے جوڑ کر رکھنے آنے چاہیئے"

مگر وہ تو رامین تھی نا،اس پر کسی بات کا کیوں اثر ہو؟

"رکھ لوں گی نا آئندہ" اس نے ان کا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیا "آپ میری سب سے اچھی نانی ہیں۔۔آپ کو نہیں پتہ میں آپ سے کتنا پیار کرتی ہوں، میں تو آپ کے بغیر رہ بھی نہیں سکتی"

گلشن آرا مسکرا دیں "مجھے حیرت ہوتی ہے پتہ نہیں کس پر چلی گئی ہے تو"

"نانا پر گئی ہوں نا۔۔وہ بھی ایسے ہی معصوم اور پیارے تھے" اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں انھوں نے اس کے بازو پر ایک چپت رسید کی "زبان دیکھو اس لڑکی کی"

وہ ذرا سا پیچھے ہو کر بیٹھ گئی "اچھا پھر میں پیزا آڈر کرنے والی ہوں۔پیسے آپ دیں گی" کھڑی ہوئی اور ان کے گلے لگی "لو یو نانو" اور وہاں سے بھاگ گئی۔وہ بس منہ میں بڑبڑاتی رہ گئیں۔

کچن میں اشعر اور رابیل کھڑے مغز بنا رہے تھے

"آپی چاکلیٹ والے زیادہ بنانا، باقی نانو اور امی کے لیے بٹر کریم والے ہی ٹھیک ہیں" وہ ڈیری ملک چاکلیٹ کے ڈبے الگ کر کے پلیٹ میں رکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے" بڑے سے شیشے کے پیالے میں سارا مکسچر تیار تھا

کچن میں فرحت آئی تھیں "کیا بنا رہے ہو تم دونوں؟" ارد گرد نظریں گھما کر کچن دیکھا

"امی مفنز بنا رہے ہیں" لڑکی نے گردن موڑی اور اپنی ماں کو دیکھا۔

"اچھا مجھے بتاؤ دوپہر میں کیا بناؤں؟"

(خوشی تو پسندیدہ کھانا کھانے پر ہوتی ہے)

رابیل نے بنا سوچے سمجھے بول دیا "امی بریانی بنا دیں"

"ساتھ رائیتہ اور سلاد بھی" پاس کھڑے اشعر نے لقمہ دیا تھا

انھوں نے فریج سے چکن نکالا اور کاؤنٹر پر رکھا۔

"اچھا مجھے پھر دہی لا دو" وہ اشعر سے مخاطب تھیں۔ اوپر والا کیبنٹ کھولا اور بریانی مسالہ نکالا۔

"امی ہم آدھے گھنٹے تک فری ہو جائیں گے، آپ پھر آ جائیں نا" اشعر نے بے زار ہو کر گردن موڑی اور انھیں دیکھا

"اچھا اچھا۔ اپنا سامان لے کر جا رہی ہوں" انھوں نے سبزیوں والی ٹوکری سے پیاز نکالے

اسے سخت چڑ تھی، جب وہ کچن میں کھڑا ہو تو بس وہی ہو، رابیل کے علاوہ کوئی اور بھی ہو اسے عجیب سی بے زاری ہوتی تھی۔

انھوں نے ٹوکری میں سامان نکالا اور باہر چلی گئیں۔

دونوں پھر سے اپنے مفنز پر جھک گئے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد تقریباً چار بجے کے قریب وہ چولہے کے سامنے کھڑی چائے بنا رہی تھی۔ ساتھ ٹرے میں اچھے سے منفز تیار پڑے تھے، کچھ چاکلیٹ مفنز اور کچھ ونیلا اور بٹر کریم مفنز۔اس نے انھیں دیکھا اور مسکرا دی

(خوشی تو کیک بیک کرنے پر ہوتی ہے)

چائے کپ میں انڈیلی اور کپ اچھے سے ٹرے میں سیٹ کر کے وہ باہر آئی۔لاؤنج میں سب بیٹھے تھے، جیسے ہی اس نے مفنز والا ٹرے نیچے رکھا سب اپنی اپنی پسند کا مفن لینے لگے۔وہ مسکراتے ہوئے تعریف کر رہے تھے۔اس نے اپنا چائے کا کپ پکڑا، ساتھ دو چاکلیٹ مفنز اور باہر باغ میں آ گئی۔کرسی پر بیٹھی آسمان گھورتی وہ مفنز اور چائے کو انجوائے کر رہی تھی۔اس نے آج سے پہلے کبھی چائے کو اس طرح انجوائے نہیں کیا تھا۔کچھ پل یونہی وہ خاموشی سے بیٹھی چائے کے گھونٹ بھرتی رہی۔پھر اس کے ساتھ والی کرسی پر لڑکا آ بیٹھا

"تھینک یو سو مچ آپی، مزہ آ گیا" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی تھی۔

وہ بس مسکرادی "شام کو کہیں باہر چلیں" پوچھنے والا اشعر تھا

"کہاں؟" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"کہیں بھی۔۔لیک ویو پارک چلتے ہیں۔اتنے دن ہو گئے ہم کہیں باہر نہیں گئے"

اس نے سر ہلا دیا۔پھر چائے کا گھونٹ بھرا

(خوشی تو اچھے نمبرز آنے پر بھی ہوتی ہے)

"ہم اشعر کے اچھے نمبرز سیلیبریٹ کریں گے" رابیل نے باہر جانے کی وجہ بنالی

(ہم چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو خوشی ہی نہیں سمجھتے)

وہ ہنس دیا "رئیلی؟"

"ہاں نا۔۔مینا کے ایکسیڈنٹ میں ہم بھول ہی گئے کہ بھئی ہمارے اشعر نے بہت اچھے نمبرز لیے ہیں۔۔ہمیں سیلیبریٹ کرنے چاہیئے"

وہ مسکرادیا "اوکے"

شام میں سات بجے کے قریب اس آٹھ مرلہ گھر میں شور مچا ہوا تھا۔جانا ان تینوں سے تھا مگر ہنگامہ پورے گھر میں مچا ہوا تھا۔اس نے الماری کھولی اور اندر لٹکے کپڑے دیکھے

(خوشی تو پسندیدہ کپڑے پہننے پر ہوتی ہے)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ہر رنگ دیکھا مگر اسے سیاہ رنگ زیادہ اچھا لگا۔اس نے سیاہ شلوار قمیض نکالی۔کچھ لمحے بعد آئینے کے سامنے کھڑی وہ بالوں کو برش کر رہی تھی۔

(ہم بڑی بڑی خواہشوں کے پیچھے چھوٹی خوشیوں کو کیوں قربان کرتے ہیں؟جو نہیں ہے وہ ہمیں اداس کر سکتا ہے مگر جو ہے وہ ہمیں خوش کیوں نہیں کر سکتا؟)

آج کے دن اسے بہت سے پھول آتے تھے مگر کیا فرق پڑتا ہے۔اسے اشعر نے اتنے پیار سے تحفے دیے ہیں،وہ ان کے لیے خوش ہو گی۔

وہ باہر آئی تو فرحت نے اسے مسکرا کر دیکھا"کوئی اور کلر پہن لیتی"

وہ بھی مسکرا دی"مجھے یہ اچھا لگ رہا تھا"

اور ادھر صوفے پر بیٹھی مینا جرابیں پہن رہی تھی،کمرے سے اشعر نکلا"امی۔۔میری ساکس۔۔"

اور اس نے مینا کو دیکھ لیا جو اسے دیکھتے جلدی جلدی اپنے سفید سنیکرز پہن رہی تھی

"تم نے پھر میری ساکس پہنی ہیں"وہ آگے بڑھا اور اس کے پاؤں سے اپنی سرمئی جراب اتار لی،اب اس کے ایک پاؤں میں سنیکر تھا اور ایک پاؤں برہنہ۔وہ بھی رامین تھی،اٹھی اور کمرے میں گئی، جھٹ سے اس کی نیوی بلیو جراب پکڑ کر لے آئی اور فٹافٹ اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا

"امی یار۔۔"وہ رونی شکل بنائے بس فرحت کو دیکھ رہا تھا

"میں نے جوتا پکڑ لینا ہے اور لحاظ نہیں کرنا تم دونوں کا"وہ دانت پیستے بولی تھیں

کچھ دیر بعد رامین اندر سے نکلی،اس نے مسکرا کر اشعر کو دیکھا،ان دونوں کا یہ عالم تھا کہ ایک جراب سرمئی تھی اور دوسری نیلی مگر صد شکر دونوں پاؤں اپنے اپنے جوتوں میں مقید تھے۔حاشر بھی آ چکا تھا مگر وہ تھکا ہوا تھا۔اشعر نے گاڑی کی چابی لی اور وہ تینوں نکل گئے۔

لیک ویو پارک میں کافی رش تھا۔رات کے اندھیرے میں روشنیوں نے اجالا کر رکھا تھا۔آگے بڑھتے ہوئے ایک بڑا سا "مکی ماؤس" رامین کے سامنے آیا اور ہلکا پھلکا ڈانس کرنے لگا۔وہ ہنس دی اور اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی

"اشو میری اچھی سی تصویر بناؤ"

وہ کبھی اس بڑے سے مکی ماؤس سے ہاتھ ملا رہی تھی،کبھی ایڑیاں اوپر کر کے اس کے ناک کو چھو رہی تھی،وہ بس سانس لے کر رہ گیا۔

ارد گرد بچے جھولے لے رہے تھے اور بڑے انھیں دیکھ رہے تھے۔قہقہے،روشنیاں،شور،وہاں ہر طرف رونق تھی

"کچھ کھائیں مجھے بھوک لگی ہے" بولنے والی رامین تھی

"بھوک کے علاوہ تمھیں کچھ اور بھی لگتا ہے" اشعر نے اسے گھور کر دیکھا

وہ ایک قدم پیچھے ہٹی اور کمر پر ہاتھ رکھے اسے دھکا دیا "ہاں۔۔دھکا لگتا ہے" اور ہنس دی

اس نے منہ بسورا "جاہل انسان" پھر برا سا منہ بنا کر سر جھٹکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل بس ان دونوں کو دیکھ کر منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی کیونکہ ان دونوں کا یہ روز کا تھا۔

ایک بنچ پر بیٹھی رابیل کے ساتھ رامین تھی اور اشعر سامنے کھڑا تھا

"اچھا چلو بتاؤ، کیا کھانا ہے؟" پوچھنے والا اشعر تھا

وہاں ٹھنڈ بڑھ رہی تھی مگر رونق میں کوئی کمی نہیں تھی۔

"آئس کریم" مینا جھٹ سے بولی اور پھر مسکرائی "واللہ ٹھنڈ میں آئس کریم کھانے کا اپنا ہی مزہ ہے"

وہ پرجوش ہوئی تھی

"تمھیں زیادہ گرمی لگ رہی ہے تو پانی میں تین چار غوطے لگوالاؤں" اس نے ابرو سے پیچھے جھیل کی طرف اشارہ کیا

وہ بس منہ بسور کر بیٹھ گئی "بیلی اس سے کہو ہم نے آئس کریم کھانی ہے"

وہ مسکرائی اور عاجزی سے اشعر کو دیکھا "آئس کریم لادو اسے۔۔ نہیں تو اس نے میرا جینا محال کر دینا ہے"

وہ مسکرائی اور اشعر کے ساتھ جا کھڑی ہوئی "چلو چلتے ہیں"

اس نے نظریں ترچھی کر کے اسے دیکھا اور پھر دونوں چل دیے۔۔ وہ خاموش سی بیٹھی سامنے جھیل دیکھ رہی تھی جس پر بہت سی روشنیاں رقص کر رہی تھیں۔ ہر طرف شور تھا مگر وہ خاموش تھی۔

دن اچھا گزرا تھا مگر مسئلہ تو سارا شام کا ہوتا ہے۔ اس نے لمبا سویٹر پہن رکھا تھا، گود میں پڑا فون اٹھایا

اور ایسے ہی انسٹا گرام کھول کر بیٹھ گئی، شاید دھیان بٹ جائے۔ وہ ارسل کو فالو کرتی تھی، اس کی لیٹسٹ پوسٹ اوپر ہی تھی، وہ منگنی کر چکا تھا اور لڑکی کے ساتھ ہنستے مسکراتے اس کی تصاویر تھیں۔ لڑکی کے ہاتھ کانپنے لگے، وہ کہاں تھی؟ وہ ابھی بھی وہیں تھی۔ اس کی آنکھیں گلابی پڑیں، پیٹ میں مروڑ پڑے اور سر میں درد کی ایک ٹیس اٹھی، اس نے فون کی سکرین بجھا دی اور آنکھیں زور سے میچ لیں۔ اسے یہ سب برداشت کرنا تھا۔ آج کی ساری ریاضت ضائع گئی تھی، وہ رگوں سے خون کو نہیں نکال سکتی تھی، وہ سانس نہیں لے سکتی تھی، وہ دل کو دھڑکن سے جدا نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور ساتھ کوئی بیٹھا تھا۔

(Make a wish Rabeel)

کچھ پل بیتے اور اشعر اور رامین واپس آ گئے۔ رامین کے ہاتھ میں دو کونز تھیں جبکہ اشعر نے ایک خود لی اور دوسری رابیل کی طرف بڑھا دی۔ وہ بیٹھنے لگا تو ساتھ ایک چھوٹا سا شیشے کا بنا جار تھا۔ دکھنے میں وہ بالکل سادہ سا جار لگا جس میں اکثر ہم چھوٹی بال چاکلیٹس یا کینڈیز رکھتے ہیں۔ اس نے اس جار کو پکڑا اور گود میں رکھا، اسے دائیں بائیں موڑا۔ روشنی اس جار سے ٹکرائی اور کچھ الفاظ ظاہر ہوئے۔ مگر جیسے ہی اس نے اینگل بدلا الفاظ غائب تھے

"یہ کہاں سے لیا آپ نے؟" اشعر نے رابیل کو دیکھا

"یہیں سے" اس نے سرسری سا جواب دیا۔

(Make a wish Rabeel)

مینااور اشعر کسی بات پر بحث کر رہے تھے، وہ سامنے جھیل کو گھور رہی تھی۔ سرد سپاٹ آنکھیں لیے۔

دس بجے کے قریب وہ گھر پہنچے اور رابیل نے وہ چھوٹا سا جار کھڑکی کے سامنے سٹڈی ٹیبل پر رکھا، روشنی اس سے ٹکرائی اور تین الفاظ واضح ہوئے۔ پیلی روشنی میں لکھے

"Die or change"

وہ دم سادھے ان الفاظ کو دیکھ رہی تھی۔ کیا یہ کوئی اتفاق تھا؟ یا ایسے ہونا ہی لکھا تھا؟ یہ وہی الفاظ تھے جو افیفہ نے اسے ہاسٹل میں سنائے تھے۔ چند لمحے اسے سوچنے میں لگے

Clubb of Quality Content

(Make a wish Rabeel)

اس نے جار کی سطح پر ہاتھ پھیرا مگر وہ بالکل سموتھ تھی، پلین سی اس پر کوئی ابھار نہیں تھا، یہ الفاظ جار کی اندر والی دیوار پر ابھرتے تھے اور روشنی کے ٹکرانے سے ابھرتے تھے۔ اس نے دوبارہ الفاظ کو پڑھا، بیڈ پر پڑا موبائل پکڑا اور انسٹاگرام کھول کو اس کی تصاویر دیکھیں

(لوگ تو اپنی لائف میں بزی ہیں، ان کے اپنے مسئلے اپنی خوشیاں ہیں۔ لوگ تو ہمیں بھول جاتے ہیں تو کیا ہم خود کو بھی بھول جائیں؟)

اس نے اسے ان فالو کر دیا۔ سکرین آف کی اور فون بستر پر پھینکا۔اس کی آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں۔

اس نے سویٹر اوڑھا اور باہر باغ میں چلی گئی

(Make a wish Rabeel)

وہ بنچ پر بیٹھی تھی، سر دونوں ہاتھوں میں دیے۔اس کے لمبے سیاہ بال کندھوں سے ہوتے ہوئے آگے کو آ رہے تھے۔دور کہیں افیفہ کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج تھے

(اب اس کے پاس دو ہی آپشنز ہیں

("Die or change"

اس کے پیٹ میں درد تھا،اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے،وہ پھر سے اپنے ماضی قریب میں جا چکی تھی

(درد تو سب کو ہوتا ہے بیلی مگر مرتا کوئی نہیں ہے)

اس نے سختی سے آنکھیں رگڑیں۔ سر کے دائیں حصے میں آگے کی طرف شدید درد تھا

(آگے بڑھنے کے لیے درد کو سہنا پڑتا ہے اور پھر ایک دن سب ٹھیک ہو جاتا ہے)

ہم سب کی زندگی میں ایک لمحہ، وہ ایک لمحہ ضرور آتا ہے جب ہم کوئی بڑا فیصلہ کوئی اہم کام کرنے کی ٹھان لیتے ہیں۔وہ لمحہ سب سے قیمتی لمحہ ہوتا ہے۔وہ لمحہ قید سے رہائی کا لمحہ ہوتا ہے۔وہ لمحہ آزادی کا لمحہ ہوتا ہے اور رابیل اورنگزیب کے لیے وہ لمحہ آ چکا تھا۔

(Make a wish Rabeel)

"میں جانتی ہوں کہ میرا سر درد کرے گا اور میں انتہائی نازک صورتحال سے گزروں گی، میں جانتی ہوں کہ میرے پیٹ میں پھر سے درد کی ٹیسیں اٹھیں گی اور مجھے زندگی عذاب لگے گی، میں جانتی ہوں کہ میرا دماغ کنٹرول کھونے لگے گا اور میرے ہاتھ کانپیں گے مگر پھر بھی"

(Make a wish Rabeel)

میں رابیل اور نگزیب!

مرنے پر بدلنے کو ترجیح دوں گی

میں سب کچھ جانتے بوجھتے آگ کے دریا میں کود چکی ہوں

میں جانتی ہوں کہ یہ آگ مجھے جلادے گی مگر میں جانتی ہوں کہ میں یہ آگ کا دریا پار کرلوں گی

میں مرنے پر بدلنے کو ترجیح دوں گی

میں عقاب بنوں گی اور اونچی اڑان اڑوں گی

میں درد سہہ لوں گی کیونکہ درد سب کو ہوتا ہے مگر پھر سب ٹھیک ہو جاتا ہے

میں اس وقت کا انتظار کروں گی جب میں جل جل کر کندن بن جاؤں گی

کیونکہ میں مرنے پر بدلنے کو ترجیح دوں گی

میں رابیل اور نگزیب اپنا زندان خود توڑتی ہوں

میں آج خود کو آزاد کرتی ہوں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ تکلیف دہ ہو گا، مجھے درد ہو گا مگر درد انسان کو بدل دیتا ہے

میں مرنے پر بدلنے کو ترجیح دیتی ہوں"

اس کے پیٹ میں درد کم ہوا تھا، ہاتھ بھی کانپنا چھوڑ چکے تھے اور سر درد بھی آرام پا رہا تھا۔اس نے آسمان دیکھا، ستارے دیکھے اور پھر آنکھیں بند کر کے نم سانس اندر کھینچی اور پھر کئی سانسیں اندر کھینچیں۔ پھر آنکھیں کھولیں اور گلابی آنکھوں سے مسکرائی۔اس کی رنگت زرد پڑ چکی تھی مگر ایک دن سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔وہ اٹھی اور اندر کی طرف بڑھی۔

یہ اس دن سے تین دن بعد کی بات ہے جب رابیل، اشعر اور مینا لیک ویو پارک گئے تھے۔وہ الماری سیٹ کر رہی تھی۔ موسم بدل چکا تھا، سردی بڑھ رہی تھی۔اوپر سے گرم کپڑے لا کر رابیل اپنی الماری میں سیٹ کر رہی تھی۔رامین کے کپڑے بھی وہی سیٹ کرتی تھی کیونکہ اگر رامین سیٹ کرتی تو کسی کی قمیض نہیں ملتی تھی اور کسی کی شلوار۔اس کے فون پر میسج آنے کی ٹون بجی۔الماری میں جھکی کوٹ اچھے سے سیٹ کر کے لٹکاتی لڑکی پیچھے مڑی۔ تھوڑی دیر پہلے اس کی عافی سے بات ہو رہی تھی۔ پھر بیچ میں وہ کہیں غائب ہو گئی اور اب اس کا جواب موصول ہوا تھا۔

"آج شام کہیں بزی ہو؟" سوال عافی نے کیا تھا۔

رابیل نے جلدی سے ٹائپ کیا "نہیں۔۔کچھ خاص نہیں ہے"

دوسری طرف سے فوراً جواب موصول ہوا "پھر شام میں ملیں؟"

رابیل مسکرادی۔اس نے انسٹا گرام پر اسے دیکھا تھا،وہ پڑھی لکھی اور سلجھی ہوئی لڑکی تھی۔پچھلے دونوں میں اس کی رابیل سے بہت اچھی طرح بات ہوتی رہی تھی۔اس کی انرجی پازیٹو تھی اور وہ بہت اچھی باتیں کرتی تھی۔اس نے بلا جھجک ہاں کہہ دی۔شام میں وہ ویسے بھی باغ میں جایا کرتی تھی سو آج اس سے مل لے گی۔اس کا جواب موصول ہوا

"اوکے۔۔میں چار دن تک نیویارک چلی جاؤں گی،پھر پتہ نہیں کب ملاقات ہو"

"اوہ" آگے مسکراتا ایموجی "میں شام کو آپ کا انتظار کروں گی"

اور عافی نے جگہ بتادی جہاں وہ ملنے والی تھیں۔اس نے فون دوبارہ بستر پر رکھا اور کپڑے سمیٹنے لگی۔

اپنے بازوؤں میں بہت سے سویٹر پکڑے رامین اندر آئی

"بیلی،امی کہہ رہی ہیں دیکھ لو کون کون سے رکھنے ہیں۔۔باقی بلقیس آنٹی کو دینے ہیں"

اور دھپ سے بیڈ پر آ گری۔

"ادھر آؤ نا تم" وہ اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی "میں تمھاری ملازمہ نہیں ہوں کہ تمھارا کام بھی کروں"

"ہاں لیکن تم میری بڑی بہن ہو" وہ ڈھٹائی سے مسکرائی

"مینو۔۔اپنا کام خود کیا کرو نا یار۔۔سسرال میں کیا کرو گی؟" اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"میرا شوہر اچھا کما لے گا، ہم کام والی رکھ لیں گے "اور اس نے کروٹ بدلی یوں جیسے سونے والی ہو

"اللہ ہی حافظ ہے تمھارا"اس نے سر جھٹکا اور پھر دوبارہ الماری کی طرف بڑھی۔

عصر کے بعد کا وقت تھا۔شام ابھی ڈھلی نہیں تھی، فضا میں خاموشی تھی۔ماحول میں سردی محسوس کی جاسکتی تھی ایسے میں اگر ایک باغ میں جھانکو تو ایک بنچ پر ایک لڑکی بیٹھی تھی۔اس نے لمبی پونی کر رکھی تھی،اونٹ کے رنگ کا لمبا گھٹنوں تک آتا کوٹ تھا، آنکھوں پر چشمہ تھا اور اس کی ناک سرخ تھی۔باغ کے درخت اداس لگتے تھے،ان کے پیلے بھورے سکڑے پتے زمین کی زینت بنے ہوئے تھے۔سارا باغ پیلا اور بھورا سا محسوس ہوتا تھا۔وہ خاموشی سے بیٹھی ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔دفعتاً پتوں کے چرچرانے کی آواز آئی اور اس نے دائیں طرف گردن موڑی۔وہاں جو بھی آرہا تھا اسے دیکھ کر وہ بے اختیار کھڑی ہوئی تھی۔آنے والی کی شخصیت مقناطیسی اثر رکھتی تھی۔سیاہ رنگ جیسے اس کے لیے ہی بنایا گیا تھا۔اس کے سلکی سیاہ بال جو کہ کمر سے اوپر تک تھے، کندھوں پر آگے کو آئے ہوئے تھے،وہ قدم بڑھاتی تو وہ لہرا کر ہوا سے پیچھے ہوتے،اس نے سیاہ لمبا گھٹنوں تک آتا کوٹ پہن رکھا تھا،اس کی آنکھیں خالص سیاہ تھیں،اس نے چیلسی بوٹ پہن رکھے تھے،وہ رابیل کو دیکھ کر دھیما سا مسکرائی، کوٹ کی جیبوں میں ڈالے ہاتھ نکالے۔۔وہ عین اس کے سامنے تھی، مسکراتی ہوئی۔۔

"عارفین آفندی"اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

لمحوں کا سحر ٹوٹا اور اس نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا، کلائی میں مہنگے ترین برانڈ کی خوبصورت سی گھڑی تھی۔۔اس نے بھی ہاتھ بڑھایا

"رابیل اورنگزیب"

وہ مسکرائی اور رابیل بنچ پر بیٹھ گئی مگر اس نے بیٹھنے سے پہلے اجازت چاہی

"May I sit?"

اف! اس عورت میں ایسا کیا تھا جو اس نے پہلے کبھی کسی میں نہیں دیکھا۔اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔ٹانگ پر ٹانگ جمائی

"کیسی ہو رابیل؟" اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی

"میں ٹھیک۔۔آپ کیسی ہیں؟"

وہ مسکرائی "ایسی ہوں" اس نے شانے اچکائے تو رابیل بھی مسکرا دی

اس کے مسکرانے پر اس کے آنے سے جو رعب سا قائم ہوا تھا وہ چھٹ گیا۔

"سب ٹھیک ہے؟" اس نے پتلیاں سکیڑے رابیل کو دیکھا

"جی" اس نے سر ہلایا مگر وہ مسلسل انگلیاں مروڑ رہی تھی

"اوکے" پھر ایک سانس خارج کی

"آپ واقعی تیمور کی بہن ہیں؟" سوال رابیل نے کیا تھا

Clubb of Quality Content

وہ دھیما سا ہنسی "وہ کہتا ہے تو مان لیا کرو ورنہ میں اس کی بہن نہیں لگتی نا"

رابیل بھی مسکرائی "نہیں۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔بس ایسے ہی پوچھ لیا اس نے پہلے کبھی آپ کا ذکر نہیں کیا تھا"

اس نے فقط سر ہلا دیا۔

"میں نے تمھاری پکچرز دیکھی تھیں مگر ماشاءاللہ تم میرے سامنے بیٹھی زیادہ پیاری لگ رہی ہو"

رابیل مسکرادی، گال گلابی ہوئے۔

"تم میرے آنے سے پہلے روئی ہو" وہ ابھی بھی رابیل کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

اس نے آنکھیں چرائیں "نہیں"

وہ مسکرادی "سچ کی یہی بات اچھی ہوتی ہے اسے بولتے وقت کم از کم انسان کو نظریں نہیں چرانا پڑتیں"

رابیل نے اسے دیکھا، ایک تھوک نگلا "ایک بات پوچھوں آپ سے؟" وہ اکثر عارفین سے ایسے ہی بات پوچھ لیا کرتی تھی، اس کے جواب اکثر رابیل کے مسئلوں کا حل ہوتے تھے۔

"ہاں" پھر رکی "چلتے پھرتے بات کرتے ہیں، رابیل کے ساتھ چائے پیتے ہیں"

اس نے ہاتھ بڑھایا، رابیل نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھا اور اس کے ساتھ کھڑی ہوئی

اب وہ دونوں مردہ اکڑے ہوئے پتوں پر چل رہی تھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم کسی انسان کو کیوں نہیں بدل سکتے ؟"

"تم کسی انسان کو کیوں بدلنا چاہو گی ؟" عارفین نے گردن موڑ کر ساتھ چلتی رابیل کو دیکھا

"کیونکہ۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔اس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

"اچھا چلو یہ بتاؤ کہ ہم کن چیزوں کو بدل سکتے ہیں ؟"

"جنھیں بدلنا چاہیں"

"سوائے کسی دوسرے انسان کے" عافی نے اضافہ کیا تھا

"ہم کسی انسان کو کیسے بدل سکتے ہیں ؟" عارفین نے ہاتھ جیبوں میں ڈال لیے

"کوشش سے"

"مگر ہماری کوشش سے صرف ایک انسان بدلتا ہے اور وہ ہم خود ہیں" وہ مسکراتے ہوئے رابیل کو دیکھ رہی تھی۔

"ہم" وہ سوچ میں مبتلا تھی "مگر ہم کوشش کریں تو کسی بھی چیز کو بدل سکتے ہیں"

"ہاں مگر انسان چیز نہیں ہوتے" عارفین مسکرائی تھی

"مطلب ؟"

"میں مثال دیتی ہوں میرے پاس ایک ڈیزائن ہے یا میں ایک کہانی لکھ رہی ہوں۔اس کہانی میں میں سب کچھ اپنی مرضی سے لکھتی ہوں۔ہر شے میں طے کرتی ہوں، میرے کردار کیسے ہوں گے،

انھیں کیا کیا پسند ہو گا،ان کی اچھائی برائی سب کچھ میرے ہاتھ میں ہے۔پھر لکھتے لکھتے مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا تو میں ایک کردار ذرا سا بدل دیتی ہوں اور پھر مجھے وہ پرفیکٹ لگتا ہے،مجھے اچھا لگتا ہے۔میں نے اسے بدل دیا کیونکہ یہ میرے اختیار میں تھا۔میں نے اسے بدل دیا کیونکہ یہ میرے ہاتھ میں تھا۔مگر مجھے کھانے میں کریلے پسند ہیں اور میں کچی مچھلی کھاتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ کچی مچھلی اور کریلے کھاؤ تو تم کھاؤ گی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا

"یہی ساری بات ہے،تم کریلے نہیں کھاؤ گی اور کچی مچھلی بھی۔۔کیوں؟"

"کیونکہ مجھے پسند نہیں ہیں"

"اور کیوں نہیں پسند اس کی کئی وجوہات ہوں گی مگر تمھیں نہیں پسند تو نہیں پسند۔میں تمھارے ساتھ زبردستی کر کے کیا تمھیں کچی مچھلی کھلا سکتی ہوں؟نہیں نا۔ایک بار دو بار پھر تم خود ہی بے زار آجاؤ گی کہ کیا یار میں نے نہیں کھانا،تم کیوں پیچھے پڑی ہوئی ہو اور مجھ سے دور ہو جاؤ گی۔یہی ساری بات ہے رابیل "چوائس" تمھاری اور میری بلکہ ہم سب کی چوائس میں یہی فرق ہے۔جو مجھے پسند ہے ضروری نہیں وہ تمھیں بھی پسند ہو"

وہ اسے توجہ سے سن رہی تھی۔وہ اب فٹ پاتھ پر چلتیں کیفے کی جانب بڑھ رہی تھیں۔پیچھے بڑے بڑے پہاڑ خاموش سے تھے۔سڑک پر کوئی اکا دکا گاڑی آجا رہی تھی۔

"لوگوں کی چوائسز ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتیں۔کون کس کو چنتا ہے یہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتا اور جو ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتا ہم اسے کنٹرول نہیں کر سکتے۔چاہ کر بھی ہم اسے اپنے بس نہیں کر سکتے کیونکہ سب کے کنٹرول میں سب کچھ نہیں ہوتا۔لوگوں کی اپنی چوائسز ہیں، ہم ان پر زبردستی نہیں کر سکتے یا انھیں کسی چیز کے لیے فورس نہیں کر سکتے۔۔کبھی کبھی ہمارا محبوب شخص بھی ہمیں نہیں چنتا، ہم اس کی چوائس نہیں ہوتے تو ہم کیا کریں؟"

وہ ایک کیفے میں پہنچ چکی تھیں۔ایک میز کے گرد بیٹھیں اور چائے کا آڈر دیا

"تو ہم کیا کریں؟"سوال رابیل نے کیا تھا۔

"Let it go"

وہ مسکرائی تھی۔وہ انسٹاگرام پر اپنی تصاویر سے زیادہ جاذب اور خوبصورت تھی۔

"کسی چیز کے پیچھے خود کو ذلیل کریں، اپنی ذات کو خاک کر دیں یا کسی کے دروازے پر دستک دیتے دیتے مر جائیں لوگ تو نہیں بدلیں گے۔۔کیونکہ یہ ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے۔جو ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے ہم اسے نہیں بدل سکتے۔ہم اسے صرف اور صرف اپنے اوپر ایک مہربانی کر سکتے ہیں"وہ آگے کو ہوئی

"Let it go"

پھر پیچھے ہوئی، کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔

"ہم صرف let it go کر سکتے ہیں۔یہ آسان نہیں ہے مگر شروع شروع میں کچھ بھی آسان نہیں ہوتا۔یہ ایک آرٹ ہے،ایک ہنر جسے سیکھنے کے بعد تم مزید خود کو ہرٹ ہونے سے بچا سکتی ہو۔ جہاں تمھیں ریڈ سگنل نظر آئے وہاں لیٹ اٹ گو اپلائی کرنا۔۔جسے کنٹرول نہیں کر سکتے اسے جانے دو،زندگی بہت بڑی ہے آگے بہت کچھ آئے گا۔۔اسے جانے دو آگے والی چیزوں کو آنے دو"

وہ خاموش ہوئی۔رابیل کے دل کو سکون ملا تھا مگر ذہن میں مزید سوالات آئے تھے۔دل نے دھڑکنا شروع کیا تھا۔

"آپ کے لیے لیٹ گو کرنا بہت آسان ہے۔آپ کے لیے کہنا بہت آسان ہے۔انسٹا گرام پر ہم آرٹ آف لیٹنگ گو دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ جیسے یہ جادو کی چھڑی ہے،ہم نے اسے کہہ دیا اور یہ خود بخود ہی ہو گیا۔مسکراتے ہوئے ایک انسان لیٹ اٹ گو کہتا ہے اور پھر اگلے دن سے سب بدلا ہوتا ہے۔وہ ایک نیا انسان بنتا ہے مگر یہ بہت مشکل ہے۔اپنے خواب کو خود اپنے ہاتھوں سے دفنانا، خواہشوں کا گلا گھونٹنا،کسی بہت پیارے کو مسکرا کر الوداع کرنا،دل کے ایک ٹکڑے کو ہاتھ سے کاٹ دینا یا کسی ایسے انسان کو خوشی خوشی جانے دینا،ایسا انسان جس پر آپ نے اپنی ساری انرجی لگائی ہوتی ہے۔وہ انسان جس پر ساری انرجی لگانے کے بعد آپ کے پاس کچھ نہ بچے،آپ کے پاس اتنی انرجی بھی نہ ہو کہ آپ اپنے لیے ہی کچھ کر سکیں،یہ سب آسان نہیں ہوتا۔لوگ نصیحت کرتے ہیں،لمبے لمبے لیکچرز دیتے ہیں کہ اسے جانے دو،لیٹ اٹ گو مگر یہ بہت مشکل ہے،یہ خود کو کرید کر خود کو

بنانے جیسا ہے جس میں ایک لمحہ آپ کو لگتا ہے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے، تم کر سکتی ہو مگر اگلے لمحے لگتا ہے آپ ایک جگہ جم گئے ہو نہ آگے جا سکتے ہو نہ پیچھے آ سکتے ہو۔۔ کیا یہ آسان ہے؟ عقاب بننا آسان نہیں ہوتا۔ لوگ لیٹ اٹ گو کہہ کر چلے جاتے ہیں مگر لیٹ اٹ گو، اسے جانے دینے کے بعد کیا کرنا ہے۔ وہ جو لیٹ اٹ گو کے بعد کا فیز ہوتا ہے اصل آگ کا دریا تو وہ ہوتا ہے۔ اسے کیسے پار کریں؟ لیٹ اٹ گو کے بعد والے فیز سے کیسے گزریں؟ کیسے اپنے لیے دوبارہ انرجی لائیں؟" وہ بولی تو آنکھیں نم تھیں، ہاتھ کانپ رہے تھے۔ عارفین آگے کو ہوئی اور میز پر پڑے ٹشو باکس سے اسے ایک ٹشو دیا۔ وہ جج کرنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھی۔ ویٹر نے میز پر چائے کے دو کپ لا کر رکھے، سفید چائے کے کپ جن میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔

"رابیل، اپنے حصے کا دکھ سب سہتے ہیں۔ کوئی خوشی سے غم یا درد اپنے حصے میں نہیں لاتا اور نہ ہی لانا چاہتا ہے مگر آپ کے حصے کی ہر شے آپ تک پہنچ جاتی ہے۔۔ درد بھی اور پھر وہ سہنا پڑتا ہے" اس نے نم سانس اندر کھینچی۔ عارفین نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا "ادھر میری طرف دیکھو" رابیل نے اسے دیکھا، اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکان تھی "اٹس اوکے۔۔ رونا تو بری بات نہیں ہے۔۔ اٹس اوکے"

اس نے پاس پڑا پانی کا گلاس پکڑا اور لبوں سے لگایا۔ پھر نارمل ہوئی۔ عافی دوبارہ بولنا شروع ہوئی

"میں جب سیکنڈ ایئر میں تھی تو میرے فزکس کے سر ایک بات repeat کرتے تھے اور یقین کرو روزانہ ریپیٹ کرتے تھے" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی

" Everything in this world is happened for a reason

"and that reason is usually physics

رابیل اسے دیکھ رہی تھی اور سن رہی تھی۔

"رابیل نے انرجی کی بات کی تو ہم اسے continue کرتے ہیں۔۔ فزکس کا ایک لاء ہے جو ہمیں فنگر ٹپس پر یاد ہے"

"کونسا؟" اس نے بھنویں بھینچ لیں

“Energy cannot be created nor destroyed but it can change from one form to another form”

"مزے کی بات تو یہ کہ رابیل تمھاری انرجی کہیں نہیں گئی بس بدل گئی ہے۔ انرجی نہ تو بنائی جا سکتی ہے نہ ختم کی جا سکتی ہے بلکہ وہ تو بدلتی رہتی ہے۔ کل تک تم میں پازیٹو انرجی تھی مگر آج وہ انرجی ڈاؤن ہو گئی ہے۔ مے بی نیگیٹو انرجی مگر انرجی تو اب بھی ہے"

اس نے ایک سانس خارج کی۔ چائے ٹھنڈی پر چکی تھی مگر جب دو ریڈرز بات کر رہے ہوں تو چائے کی فکر کسے ہوتی ہے؟

" Brian Tracy نے ایک بڑے مزے کی بات بیان کی تھی۔اس نے کہا تھا کہ کائنات میں موجود ہر انرجی وائبریشن میں ہے، حرکت میں ہے اور لاء آف ریڈی ایشن کے مطابق ہر شے باہر کی طرف وائبریٹ کر رہی ہے، باہر کی طرف نکل رہی ہے۔اس نے کہا کہ ہم جو بھی سوچتے ہیں، جو بھی خیال کرتے ہیں وہ بھی انرجی کی ایک قسم ہے جو کہ وائبریشن پر رہتی ہے اور ہمارے اندر سے باہر کی طرف نکلتی ہے اور وہ روشنی کی رفتار سے سفر کرتی ہے اور کئی فاصلے پر موجود لوگوں پر اثر کرتی ہے۔ہماری انرجی ہمارے جیسے لوگوں کو اٹریکٹ کرے گی۔جیسے میں ریڈر ہوں تم بھی ریڈر ہو اور اب ہم ایک دوسرے کو کسی حد تک اچھے سے جانتے ہیں۔ہمارے اندر سے انرجی نکلتی ہے اور وہ اپنے جیسی انرجی کو اٹریکٹ کرتی ہے۔اگر تم اسی طرح پریشان رہو گی، روتی رہو گی اور گھبراؤ گی تو تمھیں ملنے والے لوگ بھی اسی طرح کے ہوں گے۔وہ تمھیں ہرٹ کریں گے، ان میں سے بھی نیگیٹو انرجی نکلے گی۔اگر تم اپنے اندر چینج لاؤ، اپنی سوچ میں ذرا سی تبدیلی، سوچ مثبت کر لو کہ نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا، یہ وقت بھی گزر جائے گا تو تمھارے اندر سے پازیٹو انرجی نکلے گی جو تمھیں آگے بڑھنے اور گرو کرنے میں ہیلپ کرے گی کیونکہ پازیٹو انرجی، پازیٹو اور energetic لوگوں کو تمھاری طرف اٹریکٹ کرے گی۔۔پھر تمھیں عقاب بننے میں بھی مزہ آئے گا" پھر وہ مسکرائی

رابیل اس کی بات سن کر مسکرا دی، گال کے گڑھے واضح ہوئے

"مگر یہ کیسے ہو گا؟"

"چند گہری سانسیں لے کر، خود کو یہ کہہ کر کے نہیں رابیل، یہ وقت بھی گزر جائے گا، تم ٹھیک ہو جاؤ گی، مجھے تم پر یقین ہے تم آج کمزور ہو مگر کوئی بات نہیں سب کہیں نہ کہیں کمزور ہوتے ہیں اور پھر لیٹ اٹ گو کے بعد والا فیز تم گزار لو گی۔۔جسٹ ریلیکس، کوئی مصیبت ہم پر نہیں اترتی مگر اللہ ہمیں اس کے لیے تیار کر دیتا ہے"

وہ مسکرائی اور چائے کا کپ لبوں سے لگایا

"رابیل کے ساتھ ٹھنڈی چائے بھی اچھی لگ رہی ہے"

وہ بھی مسکرادی

"کل ہم ایک چھوٹی سی پارٹی میں جائیں گے۔ہوپ سو تمھیں اچھا لگے گا"

اس نے سر ہلا دیا۔عارفین اب اسے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ مسکرا کر سن رہی تھی۔باہر مغرب ہونے کو تھی۔

اگلا دن مصروف سا گزرا۔وہ خاموش سی تھی مگر پر سکون۔اکثر عافی سے بات کرنے کے بعد وہ ایسا محسوس کرتی تھی۔اگر آٹھ مرلہ گھر کے گیراج میں جھانکو تو لمبی رسی سے لٹکی چھوٹی سیٹ پر لڑکی بیٹھی جھولا جھول رہی تھی۔دو لمبی رسیاں اوپر چھت سے جڑی تھیں اور دو لمبے لمبے ستونوں کے بیچ ایک لڑکی جھول رہی تھی۔دائیں بائیں رسی کو ہاتھوں میں تھامے چھوٹی سیٹ پر بیٹھی وہ پیچھے کی

طرف گئی اور پھر آگے کو طرف ہوئی جھول رہی تھی۔اسے مزہ آرہا تھا۔چھوٹے بال ہوا سے پیچھے جاتے تھے،اس نے سویٹر پہن رکھا تھا اور جھولا جھولتے ہوا منہ پر پڑتی تو اسے مزہ آتا۔پھر رکی اور گول گول سیٹ کو گھماتی،رسی اوپر سے گول مڑ چکی تھی اور جب اس نے پاؤں زمین سے آزاد کیے تو سیٹ گول گول گھومنے لگی۔اندر سے لاؤنج کا دروازہ کھولے کوئی باہر آیا تھا اور عین اس کے سامنے کھڑا تھا۔گول گول گھومتا جھولا رکا اور اس نے سامنے کھڑے اشعر کو دیکھا۔

"اشو۔۔مجھے جھولا دینا"وہ معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی

"یہ تم نے پھر لگالیا ہے"اس نے رسی کو گھورا

"ہاں نا۔۔میں بور ہو رہی تھی"دائیں بائیں رسیاں ابھی بھی اس نے ہاتھوں میں تھام رکھی تھیں۔

"امی بلا رہی ہیں"اس نے مینا کو نظر انداز کیا اور اندر جانے لگا

"کیوں؟"وہ گلا پھاڑ کر بولی

وہ پیچھے مڑا اور اس کے سر پر کھڑا اسے دانت پیستے دیکھ رہا تھا"آہستہ بولا کرو۔آواز باہر جاتی ہے"

بھنویں بھینچے وہ اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔

"امی"وہ پھر زور سے بولی"اشعر مجھے مار رہا ہے"

اس غصے سے اسے دیکھا"آہستہ بولو"اس نے رسی کو پکڑ کر زور سے جھنجھوڑا

"اشو مجھے جھولا دینا۔۔بڑا مزہ آرہا تھا"وہ پھر سے معصوم بن گئی

"میں تمھارے پاس کھڑا ہی کیوں ہوں؟"اس نے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا اور اندر کی طرف بڑھا۔

ساتھ گلی سے خدیجہ آرہی تھی۔لاؤنج کے ساتھ ایک گلی بنی ہوئی تھی جس میں پمپ لگا ہوا تھا اور ٹوٹا پھوٹا کچھ سامان تھا۔اس نے ہاتھ میں پائپ پکڑ رکھا تھا۔وہ بلقیس آنٹی (ان کے گھر کام کرنے والی) کی بیٹی تھی۔فاطمہ کی بڑی بہن۔

"خدیجہ "اس نے رخ خدیجہ کی طرف موڑا"ادھر آؤ"

وہ جو باغ میں جانے والی تھی اس کی طرف مڑی

"جی"ہاتھ میں ویسے ہی پائپ پکڑ رکھا تھا

"مجھے جھولا دو"وہ مسکرا رہی تھی۔بلا کی معصوم رامین!

"میں"اس نے سینے پر انگلی سے اشارہ کیا

"نہیں تمھارا بھوت"پھر ٹانگیں ہلاتی پاؤں آگے کرتی سیٹ پر بیٹھی ہی اس کی طرف بڑھی"جھولا دونا۔۔پھر ہم چیز لے کر آئیں گے۔۔املی تمھاری"

اس کے پاس سب کی کمزوریاں تھیں۔خدیجہ تو فوراً مان گئی۔پائپ واپس گلی میں رکھ کر آئی اور اب وہ مینا کو جھولا دے رہی تھی اور وہ مسکراتی ہوئی"اور تیز۔۔اور تیز"پکار رہی تھی۔لاؤنج کا دروازہ پھر سے کھلا اور اب رابیل باہر آئی۔خدیجہ اسے دیکھ کر رک گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے رکی کیوں؟" وہ ابھی بھی جھول رہی تھی

وہ پیچھے آئی تو رابیل نے رسی پکڑ کر اسے روک دیا۔

"چلو تم مجھے جھولا دو" وہ پھر سے تیار ہو کر بیٹھ گئی۔

"باز آجاؤ تم" اس نے رامین کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی

اس نے برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا "امی۔۔نانو۔۔بیلی مجھے مار رہی ہے" وہ پھر سے گلا پھاڑ کر بولی

"آہستہ بولو" اس نے ذرا سا اس کا گلا دبایا۔

وہ ہنس دی۔پھر اسے دیکھا "بیلی مجھے جھولا دو" وہ پھر سے تیار ہو کر بیٹھ گئی۔

اس نے کمر پر ہاتھ باندھے اور اسے دیکھا "بلیک ایئر رنگز کہاں رکھے ہیں؟"

"کون سے؟" اس نے شانے اچکائے

"وہی جو تم پہن کر خود کو ماہرہ خان سمجھ رہی تھی"

وہ ہنس دی "اچھا۔۔وہ"

وہ پاؤں زمین پر گھسیٹتی سیٹ آگے پیچھے کر رہی تھی

"ہاں۔۔وہ" رابیل نے ہاتھ پہلو میں گرا لیے

نچلا لب کاٹتے وہ کچھ سوچ رہی تھی "وہ۔۔نانی کو دکھانے گئی تھی میں"

"پھر؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پھر" وہ پھر سے سوچنے لگی

"یاد نہیں آرہا بیلی"

"بھاڑ میں جاؤ تم" اس نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی اور اندر کی طرف بڑھی۔ وہ بازو ملتے کراہ رہی تھی

اندر جاتی رابیل نے خدیجہ کو گھورا "تم اندر آؤ۔۔ نانو بلا رہی ہیں" ایک نظر رامین کو دیکھا "اسے ایسے ہی رہنے دو"

وہ سر ہلا کر اندر جانے لگی تھی کہ رامین نے اسے آواز دی "خدیجہ" اور آنکھیں دکھائیں "املی کینسل کر دوں گی"

وہ سانس لے کر رہ گئی اور پھر اس کی طرف بڑھی، وہ دوبارہ جھولا جھول رہی تھی۔

سورج ڈھل رہا تھا، دھوپ جا رہی تھی۔ اپنی گلی میں داخل ہوتی رامین کے ہاتھ میں چپس کا پیکٹ کھلا تھا اور چپس کھاتی ساتھ آتی خدیجہ سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اپنے گھر کے گیٹ کے سامنے کھڑی بڑی سی سیاہ گاڑی دیکھ کر وہ اس طرف بڑھی

"یہ کون ہے؟" وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے گھر کی طرف آئی۔ پچھلی سیٹ کے ساتھ کھڑی اس نے کھڑکی کے شیشے پر انگلی سے دستک دی۔ شیشہ نیچے ہوا اور اندر بیٹھی لڑکی مسکرائی۔

"ہیلو" اندر بیٹھی سیاہ آنکھوں والی کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ ایک دو بار تیمور نے اسے عارفین سے ملوایا تھا سو وہ اسے جانتی تھی۔

رامین بھی مسکرادی۔خدیجہ چپ چاپ اندر چلی گئی۔

"زھے نصیب۔۔آپ اندر آئیں نا"اس نے عارفین کو اندر آنے کو کہا۔

"نو تھینکس۔۔میں بس رابیل کا ویٹ کر رہی تھی"

اس نے بھنویں بھینچے اسے دیکھا"واہ بھئی۔۔بڑی دوستی ہو گئی ہے"

وہ بھی ہنس دی"تم کہاں سے آرہی ہو؟"

"میں"اس نے ہاتھ میں پکڑا چیزوں والا شاپر اوپر کیا

"اوہ۔۔نائس"اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں

تب ہی رابیل نے دروازہ کھولا اور باہر آئی۔اس نے میرون ویلوٹ کی گھٹنوں سے اوپر تک آتی قمیض اور نیچے ویلوٹ کی ہم رنگ کھلے پائنچوں والی شلوار پہن رکھی تھی۔آگے سے ہلکا سا بالوں کا سٹائل بنائے باقی بال کھلے تھے

"واہ"رامین اس کے سامنے کمر پر ہاتھ رکھے آکھڑی ہوئی"مجھے نہیں بتایا تم نے؟"اس نے رابیل کو گھورا

"تم جھولے لو جا کر"اور وہ گاڑی کی طرف بڑھی۔پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی۔

باہر کھڑی مینا نے مسکرا کر عارفین کو دیکھا۔پھر ابرو سے رابیل کی طرف اشارہ کیا

"یہ ہمارا رونے والا بچہ ہے۔اس کا خیال رکھیے گا"

وہ ہنس دی "شیور"

اور رامین ہاتھ ہلا کر اندر چلی گئی۔گاڑی آگے بہت آگے جا رہی تھی۔

وہ ایک باغ میں داخل ہوئی تھیں۔ایک طرف فوارہ چل رہا تھا،سفید رنگ کی کئی میزیں سجی تھیں۔ ،سفید اور سرخ پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی،وہاں بہت سی خواتین تھیں۔کچھ عارفین کی عمر کی ،کچھ رابیل کی عمر کی،پہلی بار دیکھنے پر لگتا تھا کہ وہ سب ہی اچھے اور امیر گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں ان کے برانڈڈ کپڑے،کچھ نے تو ہیرے پہنے تھے،اپنی اپنی مرضی کے رنگ پہنے،سفید سے بے گانہ کسی نے سیاہ کسی نے سرخ اور کسی نے مسٹرڈ رنگ پہن رکھا تھا مگر ان میں ایک بات عام تھی کہ وہ مسکرا رہی تھیں۔وہ عارفین کے ساتھ چل رہی تھی اور سیدھا جا کر ایک لڑکی سے ملی،اس نے مسکرا کر رابیل سے بھی ہاتھ ملایا۔پھر اس سے مل کر عارفین ایک طرف ہو گئی اور دو تین انیتس تیس برس کے لگ بھگ خواتین آئیں اور ان سے ملیں۔ویٹر نے جوس سرو کیا اور اب وہ رابیل سے مخاطب تھی

"یہ جس سے ہم ابھی ملے تھے،اس نے ابھی اپنا برانڈ لانچ کیا ہے،اس نے مجھے انوائیٹ کیا ہے اور میں نے تمھیں"

رابیل نے دوبارہ اس لڑکی کو دیکھا جس نے سفید اور گولڈن ساڑھی پہن رکھی تھی،دبلی پتلی سمارٹ اور خوبصورت۔

"ابھی کچھ دن پہلے ہی اس کا مس کیرج ہوا ہے" نیوی بلیو فراک میں ملبوس عارفین نے رابیل کو دیکھتے کہا تھا

اس کے چہرے پر ایک سایہ سا گزرا "اوہ" وہ ابھی بھی اس ساڑھی والی لڑکی کو دیکھ رہی تھی

"مگر وہ مسکرا کر اٹھنے والوں میں سے ہے" عارفین مسکرائی

رابیل بھی مسکرائی اور جوس کا گلاس منہ کو لگایا۔اب وہ عافی کی طرف متوجہ تھی

پھر اس نے فوارے کے پاس کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا" وہ رباب ہے۔اس کے بابا کی اپنی گلاس انڈسٹری ہے، آکسفورڈ یونیورسٹی سے پڑھ کر آئی ہے اور لو میرج کی تھی مگر کچھ عرصہ پہلے اس کی ڈائیورس ہو گئی"

رابیل دور کھڑی رباب کو دیکھ رہی تھی جو کہ مسکراتے ہوئے ساتھ کھڑی لڑکی کے کپڑوں کی تعریف کر رہی تھی۔

"مگر وہ مسکرا کر اٹھنے والوں میں سے ہے" رابیل نے فوراً عارفین کو دیکھا۔

پھر ایک چھوٹے قد والی لڑکی آئی اور عارفین سے گلے ملی "آئی مس یو" اس نے عارفین کے گال سے گال ملایا

وہ مسکرادی "می ٹو"

اس نے رابیل کی طرف ہاتھ بڑھایااور پھر عارفین کو دیکھا"یہ میری فیملی فرینڈ ہیں،رابیل اورنگزیب"

اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایااور پھر رابیل کو دیکھا

"Nice to meet you"

اور وہ وہاں سے چلی گئی

"یہ زرناب ہے۔فیشن انڈسٹری کی ایک باکمال میک اپ آرٹسٹ۔لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ہاتھ میں جادو ہے"اس نے جوس کا گلاس منہ کو لگایا"مگر اس کے فیانسی نے اسے اس کے چھوٹے قد کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے"

رابیل کے چہرے پر پھر اوہ والا تاثر آیا

"مگر وہ مسکرا کر اٹھنے والوں میں سے ہے"رابیل نے پھر عارفین کو دیکھا

عارفین نے سامنے اینٹرینس پر دیکھا جہاں سے ایک خاتون اندر آرہی تھی،اس کی جسامت بھاری تھی اور کھلی فراک میں وہ موٹی لگ رہی تھی

"یہ فضا ہے"رابیل نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا"یہ اتنی اچھی آرٹسٹ ہے نا کہ جیسے رنگ اس کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں۔یہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر بھی ہے"پھر جوس کا گھونٹ بھرا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مگر اسے پی سی اوڈی ہے" رابیل بس اس نوارد کو دیکھے جا رہی تھی جو آتے ہی مسکراتے ہوئے کسی سے گلے مل رہی تھی

"پچھلے دو سالوں سے یہ پی سی اوڈی سے لڑ رہی ہے۔ڈائٹ، ورزش، پرہیز، دوائیاں وہ سب کرتی ہے مگر پھر بھی ایسی ہے، ایک دن ٹھیک ہو جائے گی" پھر مسکرائی

"کیونکہ وہ مسکرا کر اٹھنے والوں میں سے ہے"

رابیل اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی۔اس کے جذبات بدل گئے تھے۔اسے اپنا دکھ چھوٹا لگ رہا تھا۔

اسے واقعی میں ارسل بہت دور بہت چھوٹا لگا تھا۔

وہ کسی اور سے بھی مل رہی تھی مگر رابیل اپنی سوچوں میں گم تھی، دور بہت دور۔

"رابیل" عارفین رابیل سے مخاطب ہوئی "ان سے ملو، یہ عائزہ ہیں۔ہماری عائزہ، ان کا اپنا ریسٹورنٹ ہے اور یہ امیزنگ کک ہیں"

سامنے کھڑی سفید میکسی میں ملبوس لڑکی مسکرا رہی تھی۔رابیل نے مسکرا کر اس سے ہاتھ ملایا اور وہ حال چال پوچھ کر وہاں سے چلی گئی

"یہ عائزہ ہے۔اس نے بزنس اور فائنانس میں ماسٹرز کیا ہے۔اس نے پسند کی شادی کی تھی مگر اس کا شوہر اسے ٹارچر کرتا تھا اور پھر اس نے دوسری شادی کر لی۔اس نے خود اپنا کیس لڑا اور اس سے خلع لے لی"

رابیل عارفین کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی،اس نے رابیل کا گال تھپتھپایا۔

"میں تمھیں اور بھی کئی مثالیں دے سکتی ہوں،ان خواتین کی جو گرتی ہے،لڑتی ہیں،اٹھتی ہیں اور پھر مسکرا کر جینا شروع کر دیتی ہیں۔یہاں ہر کوئی اپنی جنگ لڑ رہا ہے مگر ہر کوئی جی رہا ہے۔یہاں ہنستے چہروں خوبصورت آنکھوں کے پیچھے کئی کئی کہانیاں ہیں۔انھیں بھی کسی نہ کسی نے ریجیکٹ کیا ہوا ہے مگر انھوں نے خود کو سیلیکٹ کیا ہے۔مجھے بھی میرے بابا نے ریجیکٹ کیا تھا،سب اپنے اپنے حصے کا غم کاٹتے ہیں رابیل مگر عقاب کوئی کوئی بنتا ہے"

رابیل اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی۔وہ کیا کوئی مسیحا تھی؟وہ دوست سے بڑھ کر تھی؟وہ ایک عام عورت ہر گز نہیں تھی

"ہر انسان پر ایک وقت ایسا ضرور ہے جب اسے لگتا ہے کہ ایک دیوار ہے۔شیشے کی دیوار جسے اس نے پار کیا تو وہ ٹوٹتے ہی زخمی کر دے گی اور اس ڈر سے وہ انسان وہ دیوار پار ہی نہیں کرتا لیکن جو پار کرتا ہے،زخم برداشت کرتا ہے وہ ایک نیا انسان بنتا ہے۔زخم بھر جاتے ہیں مگر اس دیوار کو پار کرنا آگ کے دریا جیسا ہے جس میں انسان کود پڑتا ہے،جلتا ہے درد برداشت کرتا ہے مگر جب باہر نکلتا ہے تو کندن بنا ہوتا ہے"

عارفین مسکرائی"مجھے تم اچھی لگتی ہو اور میرے جیسی لگتی ہو۔انسان وہی کامیاب ہوتا ہے،وہی زیادہ دیر جیتا ہے جو حالات کو قبول کرتا ہے اور ان حالات کے ساتھ فلو کرتا جاتا ہے۔جیسے حالات

بدلے اس نے خود کو بھی بدل لیا مگر جو بدلتے حالات کے ساتھ نہیں بدلتا، حالات سے ٹکراتا ہے مخالفت کرتا ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جو بدلتے حالات کے ساتھ خود کو بدل لے وہ جی لیتا ہے۔ جیسے سردیاں آئیں تو ہم موٹے کپڑے نکال لیتے ہیں، گرمیوں کے کپڑے رکھ لیتے ہیں۔ اگر ہم ضدی بنے رہیں، بدلتے حالات کے ساتھ خود کو نہ بدلیں، سردیوں میں بھی گرمیوں کے کپڑے پہن لیں تو ہم بیمار پڑ جائیں گے نا۔۔ بدلتے حالات کے ساتھ خود کو بدلنا پڑتا ہے۔ جینے کے لیے مسکرانے کے لیے اس شیشے کی دیوار، آگ کے دریا میں سے گزرنا پڑتا ہے" رابیل کی آنکھوں میں سوال تھے جس کا جواب عارفین جانتی تھی

"لوگ ہمیں چوائس کی طرح ٹریٹ ہی کیوں کریں؟ یہ ہم خود ہیں جو خود کو ایک چوائس بنا کر ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔۔ حالات بعد میں بدلتے ہیں رابیل پہلے لوگوں کی چوائسز بدلتی ہیں۔ آپ اپنے آپ کو اس سٹینڈرڈ پر لے آؤ کہ آپ چوائس یا آپشن نہیں priority ہو۔۔ آپ ضروری ہو جاؤ، اتنا ضروری کہ آپ نہ آؤ تو میٹنگ آپ کے بغیر رکی رہے، آپ کے سگنیچر نہ ہوں تو ڈاکومنٹ اپروو ہی نہ ہو، آپ کا ایک چارم اپنا ایک سٹینڈرڈ ہو۔۔ لوگ اس سٹینڈرڈ تک پہنچنے کے لیے ایڑیاں اٹھائیں، آپ کو گردن اونچی کر کے دیکھیں"

رابیل نم آنکھیں لیے مسکرائی تھی

"آپ کو موٹیویشنل سپیکر یا کوئی رائٹر ہونا چاہیئے تھا" پھر ہنس دی

وہ بھی ہنسی تھی "تمھارے لیے کچھ بھی"

سامنے سے ایک خاتون مسکراتی ہوئی ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اس نے ہلکا پھلکا سا ڈنر کیا اور پھر آٹھ بجے کے قریب وہ وہاں سے نکل آئی تھی۔ گیٹ کے سامنے کھڑی گاڑی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھی رابیل مسکرا کر عارفین کو دیکھ رہی تھی۔

"پتہ نہیں مجھے یہ کہنا چاہیئے یا نہیں۔۔ مگر میں آپ کو بہت مس کرنے والی ہوں"

وہ ہنس دی "میں یہاں نہیں ہوں گی مگر تمھارے لیے ہمیشہ ہوں گی۔ تم جب چاہے میسج کرو یا کال میں جواب ضرور دوں گی، ہاں نیویارک بہت بزی کر دیتا ہے مجھے مگر تمھارے لیے وقت نکال لوں گی"

وہ مسکرائی

"I am honoured"

وہ بھی ہنسی اور آخری بار ایک دوسرے کو دیکھا اور وہ گاڑی سے باہر آ گئی۔ اس نے ہاتھ ہلایا اور پھر گاڑی آگے چل دی۔ وہ مطمئن تھی مگر اس کا جانا اسے اداس کر گیا تھا۔ اس میں ایسا کیا تھا کہ اسے مل کر لگتا تھا کہ کئی عرصے سے اس سے ملتی رہی ہے۔ اس نے سانس خارج کی اور پرس سے چابی نکال کر دروازہ کھولا۔ باہر دھند بڑھنے لگی تھی۔ سردی بھی انتہا کی تھی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی نظر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سامنے صوفے پر پڑی جہاں گلشن آرا بیٹھیں ابلا ہوا انڈہ اور چائے پی رہی تھیں۔اس نے پیچھے سے ان کے گرد بازو حمائل کیے اور ان کے کندھے پر سر رکھ دیا

"اتنی دیر کر دی"انھوں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا

"بس نانو۔۔پتہ ہی نہیں چلا"وہ بہت ہلکا سا محسوس کر رہی تھی

سامنے کچن سے فرحت باہر آئی تھیں"کھانا کھاؤ گی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا"ڈنر کر کے آئی ہوں"

سامنے سے حاشر آتا دکھائی دیا۔وہ ابھی ابھی آفس سے آیا تھا

"السلام علیکم!"

سلام لے کر صوفے پر بیٹھا،اس نے سلام کا جواب دیا اور اندر چلی گئی۔مینا اور اشعر دونوں کمرے میں ہی تھے،وہ بیڈ پر بیٹھے فون پر جھکے تھے

"کیا مادہ شیرنی اپنے شکار کو پکڑنے میں کامیاب رہے گی جبکہ چیتا بھی اسی شکار پر گھات لگائے بیٹھا ہے؟"فون کے سپیکر سے آواز باہر آ رہی تھی جس سے صاف لگتا تھا کہ وہ نیشنل جیو گرافک چینل دیکھ رہے تھے۔اشعر نے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی اور مینا بڑے مزے سے اس کے بازو کے ساتھ سر لگائے دیکھ رہی تھی۔ایک پل میں دونوں ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کو دوڑ پڑتے تھے اور دوسرے پل دونوں میں ایسا سلوک ہوتا تھا کہ جیسے ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔اس

نے سر نفی میں ہلایااور دوپٹہ اتار کر کاؤچ پر رکھا،ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں خود کو دیکھا۔لمبے بال، کمزور سا چہرہ اور تھکی ہوئی آنکھیں مگر مطمئن۔اس نے سر جھٹکااور کپڑے لے کر باتھ روم میں چلی گئی۔

دونوں اسی طرح بیٹھے رہے۔مینا نے سکرین کی طرف اشارہ کیا"اشو بھلا شیر کو نہیں پتہ کہ اس کے بچے ہیں۔۔بے چاری شیرنی کا شکار وہ چیتا لے گیا"اسے جیسے چیتے کا بڑا دکھ تھا

"نہیں نا۔۔شیرنی زیادہ بہادر ہوتی ہے"اشعر نے اپنی فلاسفی پیش کی

"لیکن بچے تو شیر کے بھی ہوتے ہیں"

"ہاں لیکن شیرنی ماں ہے نا۔۔اسے زیادہ پرواہ ہے بچوں کی"وہ بھی شیرنی کی حمایت میں کھڑا تھا

"لیکن اصولاً تو شیر کو شکار کر کے اپنی بیوی اور بچوں کے لیے لانا چاہیئے نا"

اس نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا"یہ تم انسانوں والے اصول جانوروں پر کیوں اپلائی کر رہی ہو؟"

"نہیں تو کیا شیر کو بچوں کی پرواہ نہیں ہے؟اس نے شیرنی سے شادی کی ہے"

"واٹ؟"وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا"شیر کی شادی۔۔مینا تم اس کی بارات میں شامل تھی"وہ ہنس دیا

"ہاں تو جانوروں کی بھی شادی ہوتی ہو گی نا"اس نے اپنی طرف سے فلسفہ جھاڑا تھا

وہ پھر سے ہنسا"یار۔۔انسانوں اور جانوروں میں فرق ہوتا ہے نا"

وہ بھی ہنس دی "چلو چھوڑو ہمیں کیا" اس نے شانے اچکائے

"تمھیں پتہ ہے اشو مجھے بخار ہے" اس نے اپنے گال پر دائیں ہاتھ کی پشت رکھی

اس نے سرمئی ہڈی اور نیچے کارگو جینز پہن رکھی تھی۔ ہڈی اور جینز دونوں ہی اس پر کھلی تھیں مگر کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ ایسے ہی اچھی لگتی تھی

"آؤ تمھیں اور جھولے دوں۔۔ ٹھنڈی ہوا کھا کھا کر تمھیں بخار ہو گیا ہے" اس نے منہ بسورا

"جھولے تو میں کل بھی لوں گی" وہ بھی ڈھیٹ تھی

"ارے کل کیوں؟" وہ اٹھا اور اس کا بازو پکڑا "تمھیں ابھی جھولے دیتا ہوں"

اس نے اپنا بازو چھڑایا اور منہ بنا کر بیٹھ گئی

رابیل کپڑے بدل کر باہر نکلی، اس کا منہ گیلا تھا، آستینیں بھی کہنیوں سے اوپر تک مڑی تھیں اور بازو کہنیوں تک گیلے تھے، غالباً وہ وضو کر کے آئی تھی

"بیلی" مینا نے بڑے پیار سے اسے بلایا۔

وہ تولیے سے منہ صاف کر رہی تھی "یار! میں نے اور اشعر نے کئی دن سے میٹھا نہیں کھایا۔ پیسے دے دو ہم نے سنڈے کپ لینا ہے"

اشعر تو اس کے لہجے کا شہد اور چہرے کی معصومیت دیکھ کر صدمے میں تھا

اس نے پہلے اشعر کو دیکھا پھر مینا کو "تم دونوں کون سی گیم کھیل رہے ہو میرے ساتھ؟"

اشعر نے شانے اچکا دیے "یہ بونگیاں مار رہی ہے" سر جھٹک کر وہ بیڈ پر بیٹھ گیا

"پلیز پلیز یار۔۔مجھے میٹھے کی کریونگ ہو رہی ہے" وہ رونے والی ہوئی تھی

رابیل نے ایک سانس خارج کی "حاشر بھائی باہر ہی ہیں۔تم دونوں باہر نہیں جا سکتے"

اس نے دوپٹہ اچھے سے چہرے کے گرد لپیٹا

"ہم آڈر کر لیتے ہیں نا"

رابیل نے کاؤچ پر پڑا پرس پکڑا اور پیسے نکال کر اشعر کی طرف بڑھائے

"یہ کسی دن کھاتے پیتے مرے گی" اور پھر ہنس دی

وہ دونوں بھی مسکرائے اور پھر باہر چلے گئے۔اس نے کمرے کی بتی بجھا دی، کھلی کھڑکی سے روشنی اندر آ رہی تھی۔اس نے جائے نماز بچھا کر عشاء کی نماز کی نیت باندھ لی۔کمرے میں سکون تھا مگر لاؤنج میں نہیں۔

نماز پڑھنے کے بعد اس نے سٹڈی ٹیبل کے سامنے پڑی کرسی کھینچی اوپر سے قرآن پاک اتار، سورہ الملک پڑھی اور پھر قرآن واپس رکھ کر بازو میز پر جمائے ان پر سر رکھے بیٹھی رہی۔وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی، مختلف سوچیں، کافی دن بعد اس کے دماغ نے کچھ الگ سوچنا شروع کیا تھا۔

"وہ سب کتنی پڑھی لکھیں اور گرومڈ تھیں۔ان کے ساتھ رہتے ایک عجیب سا احساس تھا، مجھے پہلے یہ احساس محسوس نہیں ہوا۔عارفین ٹھیک کہتی ہیں دوسروں کی انرجی بھی ہم پر بہت اثر انداز ہوتی

ہے "اس نے سانس خارج کی، وہ اپنے سامنے پڑے چھوٹے شیشے کے جار پر بے دھیانی میں انگلی پھیر رہی تھی۔اس جار پر کچھ لکھا جگمگا رہا تھا مگر وہ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھ رہی تھی

"کتنی عجیب بات ہے نا۔ہم سب میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمیں چاہا جائے، ہمیں سراہا جائے، ہم سے محبت کی جائے، ہماری تعریف کی جائے۔یہ تصویر کا پہلا رخ ہوتا ہے جو کہ ہمیں بہت فیمنٹیسائز کرتا ہے، بالکل کسی خوبصورت خواب کی طرح۔ہمیں کوئی چاہے گا ہمیں سراہے گا ہم سے محبت کرے گا اور زندگی مکمل لگنے لگی گی، بالکل کسی فلم کی طرح۔ہمارا ہمسفر ایک پرفیکٹ انسان ہو گا، بالکل انسٹا گرام کے کسی پرفیکٹ کپل کی طرح، محبت کرنے والا، ہمارا احترام کرنے والا، کسی ناول کے ہیرو کی طرح ہمیں سراہنے والا۔یہی خواہش ہوتی ہے نا ہماری اور یہ خواہش سر چڑھ جاتی ہے، ہمارے اندر سرایت کر کے پتھر کا جھوٹا خدا بن جاتی ہے کہ ہماری طرف آنے والے کسی بھی ہاتھ کو ہم بنا سوچے سمجھے پکڑ لیتے ہیں۔پھر اس سراب کے پیچھے پڑ کر اندھے ہو جاتے ہیں اور اسے محبت کا نام دیتے ہیں مگر پتھر کے سب ہی خدا بنے ہی ٹوٹنے کے لیے ہوتے ہیں۔تصویر کا دوسرا رخ بہت مختلف بہت خوفناک ہوتا ہے، ہمیں سراہا جاتا ہے مگر پھر ذلیل کر دیا جاتا ہے، ہم سے محبت کی جاتی ہے مگر پھر بے مول کر دیا جاتا ہے، ہمیں ٹوٹ کر چاہا جاتا ہے مگر پھر توڑ دیا جاتا ہے۔کیا ہی اچھا ہو جو ہمیں تصویر کا یہ والا رخ پہلے ہی نظر آ جائے۔ہم ناولز کے ہیروز سے امپریس ہونے کی بجائے ولنز کے برے ہونے کی وجوہات پڑھیں اور ان سے سبق سیکھیں، کیا ہی اچھا ہو جو انسٹا گرام کے

رومانٹک کپلز کو کیمرے کے باہر دیکھیں، کیا ہی اچھا ہو جو ہم دوسروں کے ساتھ ہوئے حادثوں سے سبق سیکھ کر خود کو سنوار لیں، خود کو ہرٹ ہونے سے بچالیں۔ مگر یہ چیزیں ہمیں سمجھ نہیں آتیں مگر رابیل میں تمھیں ایک بات اور بتاؤں، اگر ہمارے اندر یہ چاہے جانے سراہے جانے کی خواہش ختم نہ ہو یا کم از کم ہم اسے کنٹرول نہیں کریں تو ہم بار بار ہرٹ ہوں گے، بار بار ٹوٹیں گے اور بار بار رسوا ہوں گے کیونکہ یہ خواہش بے لگام ہو کر ہمیں دوسروں کے در پر ٹھوکریں کھانے لے جائے گی۔

پھر کیا کریں؟ ہمارا بھی تو دل کرتا ہے نا کہ ہمیں چاہا جائے، ہمیں سراہا جائے، ہم سے محبت کی جائے۔۔ہاں ٹھیک ہے مگر کیوں نہ اپنے گرد ایک باؤنڈری بنالیں، اپنے کچھ سٹینڈرڈز بنالیں، اپنی کچھ حدود مقرر کرلیں، کچھ ایسے اصول جن پر ہم کبھی کمپرومائز نہ کریں۔۔جو ان اصولوں پر پورا اترے اسے چاہا بھی جائے اسے سراہا بھی جائے ورنہ ہر کوئی ہماری باؤنڈری میں نہیں گھس سکتا، ہم پر سرار کتاب کی طرح ہیں ہر کسی پر کھل نہیں سکتے۔۔ہم دوسروں کے لیے اپنے سٹینڈرڈ لو نہیں کریں گے، ہم اپنے اصول اپنی حدود نہ توڑیں گے نہ توڑنے دیں گے۔۔ہم ہر کسی کے لیے اویل ایبل نہیں ہوں گے۔ ہمارا بھی ایک معیار ہونا چاہیئے وہ معیار جو ہمیں سب سے الگ بنائے، ہماری ویلیوز ہمارے اصول"

وہ کچھ پل رکی، خود سے گفتگو جاری تھی "رابیل ہم نے تصویر کا دوسرا رخ دیکھا ہے جو کہ بہت خوفناک ہے مگر یہی حقیقت ہے۔ یہ جو لوگ محبت کے لیے نیڈی اور گریڈی ہیں میرا دل کرتا ہے

انھیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بتاؤں کہ دیکھو، یہ جو تم نے محبت کا خانہ دوسروں کے لیے خالی چھوڑ رکھا ہے، جسے کوئی پرنس چارمنگ بھرے گا یا کسی ایسے کے انتظار میں ہو جو تمھارے اندر محبت نامی آسیب کا خلا بھر سکے گا تو تم خود کو ہرٹ کرنے سے نہیں بچا سکتے، تم خود کو ہرٹ کرو گے اور بار بار کرو گے۔ مت بھاگو اس آسیب کے پیچھے یہ چمٹ گیا تو تمھارا سب کچھ نچوڑ دے گا۔ یہ تو عطا ہے جسے ملنی ہوتی ہے مل کر رہتی ہے، جسے نہیں ملنی وہ دنیا بھر بھی پھر لے نہیں ملنی"

خود سے ہم کلامی میں اس کی نظر سامنے پڑے شیشے کے جار پر پڑی جس پر روشنی سے الفاظ بنے تھے۔ روشنی نے آنکھوں سے دماغ تک سفر کیا اور پھر ان روشن الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کی۔ وہ انگریزی میں لکھے Charles Darwin کے الفاظ تھے، جن کا ترجمہ کچھ یوں تھا

"یہ ضروری نہیں کہ سب سے طاقتور مخلوق زندہ رہتی ہے، نہ ہی سب سے زیادہ ذہین، بلکہ وہ جو تبدیلی کے ساتھ خود کو ڈھال لیتی ہے، وہی زندہ رہتی ہے۔"

اس نے دوبارہ پڑھا اور سمجھنے کے لیے تیسری بار بھی پڑھا۔ دماغ کی کھڑکی کھلی اور روشنی اندر داخل ہوئی۔۔ اس نے مسکرا کر سانس خارج کی۔ پھر سے تبدیلی کا تذکرہ تھا۔

"میں کوشش کروں گی" اور وہ بستر کی طرف بڑھی۔ دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔ ساتھ پڑا فون خاموش تھا۔ ایک یہ فون کے خاموش ہونے سے کتنا کچھ خاموش ہو جاتا ہے۔

رات کا پہر، ہو کا عالم اور ہر سو سناٹا۔ آدھا اسلام آباد خاموش تھا اور آدھا اداس۔ روشنیاں ابھی بھی جل رہی تھیں۔ ایک سڑک پر ٹریفک لال بتی کی وجہ سے رکی تھی۔ کسی دوسری صاف سڑک پر پولیس کا پہرہ تھا۔ دھند کا بسیرا تھا مگر پچھلے دنوں سے ذرا کم۔ شاید اس وجہ سے کہ آج بارش ہوئی تھی۔ سڑکیں کچھ کچھ گیلی تھیں، سردی پورے زوروں پر تھی۔ سفید سرمئی بنگلے میں خاموشی تھی۔ لاؤنج کی بتی جل رہی تھی مگر وہ خالی تھا۔ نوکر اپنے کوارٹر جا چکے تھے، گارڈ باہر کھڑا دوسرے گارڈ سے گپیں ہانک رہا تھا۔ اگر تم مامون کے کمرے میں جھانکو تو وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے جرسی نما شرٹ پہنے کمبل اوڑھے لیٹا تھا۔ کمرے کا ماحول باہر کی نسبت گرم تھا۔ وہ مطمئن سا تھا۔ آرا اور عارفین آج جا چکے تھے ورنہ اس وقت مامون اپنی بھانجی کو کوئی کہانی سنا رہا ہوتا۔ سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون بجا اور اس نے کتاب پر دیکھتے ہی دائیں ہاتھ سے فون پکڑا، آنکھوں کے سامنے کیا اور سانس خارج کر کے کال اٹھائی۔ دوسری طرف سے مردانہ بھاری آواز ابھری تھی

"تیمور کو تم چھوڑ کر آئے تھے؟" نہ سوال نہ جواب، نہ حال نہ مزاج۔

"جی" جواب مختصر۔ ان سے بات کرتے اس کے جواب مختصر ہی ہوا کرتے تھے

"اس نے مجھ سے آج پیسے منگوائے ہیں"

"ہوں۔۔ مجھے بتانے کی وجہ جان سکتا ہوں؟" اس کی نظر کتاب پر ہی تھی

"اس نے ایک بڑی رقم منگوائی تھی" پھر خاموشی "لاکھوں میں"

"اچھا" سیدھا سپاٹ جواب

"پتہ کرو کیوں منگوائے تھے؟" حکم صادر ہوا

"آپ نے دے دیے؟" اگلا سوال

"وہ ضد پر اڑا تھا۔ کہہ رہا تھا اس کی فیس پڑی ہے، نہ دی تو وہ آج واپس پاکستان آ جائے گا"

"اچھا۔۔ دے دی آپ نے؟" پھر وہی سوال

"ہاں" ایک خاموشی "اس کمبخت ذلیل نے میرا جینا محال کر چھوڑا ہے۔ میں نے کون سا گناہ کیا ہے اسے پیدا کر کے، اپنے باپ کو دھمکی دیتا ہے" وہ باقاعدہ چلا رہے تھے۔

"کیا دھمکی دی اس نے آپ کو؟" اس نے بھنویں بھینچ لیں

"یہی کہ فارم ہاؤس بیچ دے گا"

"اوہ۔۔ باپ آپ ہیں یا وہ؟" اس نے کتاب سے گردن اٹھائی پھر دائیں ابرو اٹھائی

"اس نے مجھ سے دھوکے سے سائن کروائے تھے، میری مت ماری گئی تھی جو اسے باہر بھیجنے کے چکر میں اندھا ہو گیا تھا"

اس نے ایک سانس خارج کی "میں دیکھتا ہوں"

اس نے کال کاٹ دی۔ اف! وہ وہاں پر بیٹھا یہاں سب کنٹرول کر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(یہ ایک سکول کا پارکنگ ایریا تھا۔کچھ فاصلے پر بڑا سا میدان جس کے گرد سفیدے کے لمبے لمبے درخت لگے تھے، مٹی کا میدان۔پارکنگ ایریا میدان کی بائیں طرف تھا۔ایک لڑکا اپنی ہیوی بائیک پر بیٹھا بار بار ریس دے رہا تھا۔سیکیورٹی گارڈ اس کی طرف بڑھا اور اسے گھور کر دیکھا

"اب اگر اس کی آواز آئی نا تو وہاں "اس نے میدان کے بیچ میں اشارہ کیا" وہاں لے جا کر اتنا پیٹوں گا نا کہ ساری کالونی تیری چیخیں سنے گی" وہ اسے گھور رہا تھا

لڑکا ہلکا سا مسکرایا اور سر کو خم دیا۔گارڈ وہاں سے چلا گیا مگر ابھی وہ گیٹ کے پاس جا کر کھڑا ہوا تھا کہ اس نے ہینڈل پر ہاتھ رکھے اور اتنی زور سے ریس دی کہ ارد گرد والوں نے مڑ کر اسے دیکھا۔گارڈ اس کی طرف بڑھا مگر اس نے بھنویں بھینچیں، جبڑے تن گئے

"آواز تو اب سب سنیں گے" وہ بڑبڑایا اور ایک دم سے آگے کو بڑھا

گراؤنڈ کی طرف کھلتا گیٹ اس نے بائیک سے ایک جھٹکے سے کھولا اور بائیک لے کر گراؤنڈ میں آگیا، جونہی اس کی ہیوی بائیک گراؤنڈ میں داخل ہوئی، بہت سی گرد اڑی۔وہ گول گول گراؤنڈ میں بائیک گھما رہا تھا۔اتنی مٹی اڑی جیسے کوئی طوفان آگیا ہو۔ہیوی بائیک کا اتنا شور تھا کہ پارکنگ ایریا، سکول کے اساتذہ، پی ٹی سر، باقی طالب علم سب وہاں جمع ہو گئے۔۔

گارڈ وہاں منہ کھولے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا، جیسے تماشا لگا ہو مگر اس نے دس سے بیس چکر کاٹے اور پھر ایک زوردار آواز کے ساتھ گراؤنڈ کے بیچ میں بائیک روک دی، پھر پورے زور سے ریس دیتا وہ گارڈ کو دیکھتا مسکرا رہا تھا۔اس کے گرد ہر سو مٹی تھی، ہوا میں جھولتی مٹی۔

"آواز تو سنیں گے سب" وہ بڑبڑایا

"بغاوت میری فطرت ہے اور میں باغی ہوں" وہ مسکرایا تھا۔ سرمئی آنکھوں میں عجیب سا نڈر سا تاثر تھا)

اس نے تیمور کو کال ملائی مگر اس کا نیٹ آف تھا۔اس نے سم پر کال ملائی مگر بیل جاتی رہی، کال نہیں اٹھائی گئی۔اسلام آباد کی خاموش سڑک کو دو سفید سی روشن سی آنکھیں گھور رہی تھیں۔پھر اچانک سے شور ابھرا جیسے کسی نے اس گاڑی کی ریس پر پیر رکھا ہو۔اندر بیٹھا لڑکا مسکرایا تھا، اس نے فون نکالا اور گوگل میپ سے اپنی لوکیشن واٹس ایپ پر کسی سے شیئر کی۔وہ "کسی" ایک جھٹکے سے آگے کو ہوا تھا، لوکیشن پاکستان، اسلام آباد کی تھی۔کتاب ایک طرف رکھے اس نے اسے کال ملائی، وہ مسکرایا مگر کال نہیں اٹھائی۔فون سامنے سٹیرنگ پر لگے فون ماؤنٹ پر ٹکا دیا۔کال مسلسل آ رہی تھی مگر وہ ڈھیٹ تھا، اس نے گاڑی آگے بھگا دی۔

رات کے نو بج کر پچیس منٹ کا وقت تھا، اسلام آباد کی سڑک پر نئے ماڈل کی سیاہ لیمبرگنی گونج پیدا کر رہی تھی، گزرتے وقت کے ساتھ وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا جا رہا تھا، اس نے راستے میں گزرتے

ایک سگنل کو توڑا تھا، پیچھے ہی پولیس والے نے سیٹی بجائی اور اب پولیس موبائل اس کے پیچھے تھی،

اس نے کال اٹھالی اور قہقہہ لگا کر ہنسا

"کہاں ہو؟" دوسری طرف سے آواز ابھری

"آپ کے پاس"

سامنے میٹر اوور سپیڈنگ کا سگنل دیتا رحم کا طلب گار تھا مگر نہیں، دور جا کر اس نے ایک ڈرفٹ مارا

اور پھر سیدھا آگے بڑھا، اس نے اس رات دوسرا سگنل توڑا تھا اور اب دوسری طرف سے بھی

پولیس اس کے پیچھے تھی

"تیمور" چلاتی ہوئی آواز۔

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑا پولیس کے ہارن سن رہا تھا

"میرے پیچھے پولیس لگی ہے مون" اور وہ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔ گولی کی رفتار سے گاڑی سڑک پر دوڑ

رہی تھی، راستے میں آنے جانے والی کئی گاڑیوں، کنٹینرز کو اس نے بڑی مہارت سے کراس کیا

تھا۔ وہ انجوائے کر رہا تھا، وہ جنونیت کی حدوں کو چھو رہا تھا، ایسا لگتا تھا کہ آج اس کے سر پر پاگل پن

سوار ہے

"تیمور" وہ پھر سے چلایا۔ پھر اسے کچھ سمجھا رہا تھا مگر وہ تیمور ہی کیا جو سمجھ جائے۔

اس نے یکے بعد دیگرے کئی ڈرفٹ ماریں اور پھر آگے کو بڑھا، بڑی مہارت سے وہ دائیں جانب مڑا اور پھر سیدھی سڑک کو جاتے بائیں طرف مڑ گیا، پولیس پیچھے رہ گئی تھی، پولیس والے مسلسل فون پر کسی کو انسٹرکشنز دے رہے تھے مگر نڈر کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔ وہ اسی رفتار کے ساتھ اپنی نئی لیمبر گنی بھگا رہا تھا

"مون۔۔ میری جان۔۔ گھر سے باہر نکلو" وہ مسکراتے ہوئے چلایا تھا

"کیا بکواس ہے یہ؟" وہ جھنجھلا گیا

"مون۔۔ نکلو یار" وہ پھر سے ہنسا۔

وہ کوئی پاگل جنونی لگ رہا تھا جس کا دماغ سٹھیا گیا ہو۔ تیز رفتاری کے ساتھ گاڑی بھگاتے اس نے سامنے دیکھا، پولیس کا ناقہ تھا مگر اس نے سب کو نظر انداز کیا اور ایک لمحے میں وہ ان کے سامنے سے گزرا، سامنے رکاوٹ کے لیے جو بھی چیز رکھی تھی گاڑی نے پٹخ کر رکھ دی

(یہ سترہ سالہ سکول کے یونیفارم میں ملبوس تیمور تھا۔ گاڑی گھر کے اندر داخل ہوئی اور رکتے ہی بہروز آفندی نے تیمور کو گریبان سے پکڑ کر گاڑی سے باہر نکالا اور ایک طرف جھٹکا دیا۔ اس کی رنگت سرخ تھی، بال بکھرے ہوئے، ٹائی کی ناٹ ڈھیلی اور شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھلے تھے۔ انھوں نے اسے کہنی سے پکڑا اور اندر کی طرف بڑھے۔ باغ میں بیٹھا مامون آفندی کھڑا ہوا مگر اس کے باپ نے اسے نظر انداز کر دیا۔ وہ اسے ہمیشہ نظر انداز ہی تو کرتے تھے۔ تیمور نے مڑ کر پیچھے

دیکھااور مسکرایا۔ستائیس اٹھائیس سالہ مامون مسکرا بھی نہ سکا۔اندر لے جا کر ایک جھٹکے سے انھوں نے اسے چھوڑا،وہ بمشکل سنبھلا۔اس کی ماں اور بھائی لاؤنج میں آ کھڑے ہوئے

"پوچھو اس سے۔۔ذلیل کروا کر رکھ دیا ہے۔۔یہ "انھوں نے غصے سے اس کی طرف اشارہ کیا" یہ گندی شکل۔۔یہ لگتا ہے کہیں سے کسی کرنل کا بیٹا ہے"

اس کی ماں آگے بڑھی "ہوا کیا ہے؟"

"تمھارا بیٹا سکول کے گراؤنڈ میں سب کے سامنے تماشا لگا کر بیٹھا تھا،پورے گراؤنڈ میں اپنی موٹر سائیکل لے کر چکر کاٹ رہا تھا،عقل ہے اس میں کوئی" وہ چلا رہے تھے مگر مجال جو اس کے کان پر جوں بھی رینگ جائے

"کیوں کیا تم نے تیمور؟"اس کی ماں اس کے سامنے کھڑی تھی

اس نے سانس خارج کی اور گردن یوں موڑی جیسے بے زار ہو "کم آن۔۔اس موٹے گارڈ سے پوچھنا تھا نا۔۔مجھے دھمکا رہا ہے،مجھے۔۔ تیمور آفندی کو ڈرا رہا تھا"اس نے مسکرا کر سر جھٹکا

"ہو کیا تم؟"وہ چلاتے ہوئے اس کی طرف بڑھے مگر اس کی ماں سامنے آ گئی "ہے کیا تم میں؟زمین سے نکلے نہیں ہو اور بکواس کرتے ہو۔۔اس کے ایم ڈی نے اسے سکول سے نکال دیا ہے۔۔اگر پیپر دینے ہیں تو بٹھاؤ اپنے لاڈلے کو اپنی گود میں"

اس نے پھر سر جھٹکا اور مڑا،اوپر کو جانے لگا کہ وہ پیچھے سے چلائے

"ادھر رک کر سنو مجھے۔۔ذلیل انسان، تمھارا میں نے وہ حشر کرنا ہے کہ دنیا دیکھے گی"

مگر وہ نظر انداز کر کے اوپر بڑھا، ابھی پہلا زینہ ہی پار کیا ہو گا کہ وہ آپے سے باہر ہو کر اس کی طرف بڑھے، اسے کہنی سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا۔وہ اب کی بار نہیں سنبھل پایا تھا، دائیں جانب گرا مگر تیمور کی بد بختی تھی کہ اس کا ماتھا شیشے کی میز سے لگا، وہ کراہا، شاید ماتھے سے خون نکلا تھا، وہ اس کی طرف بڑھے مگر سامنے مامون آ گیا۔

"بس کر دیں" وہ بھی چلایا تھا

"کب سے دیکھ رہا ہوں، اب بولے جا رہے ہیں بولے جا رہے ہیں۔۔اب اسے مارنے لگے ہیں، بچہ نہیں وہ بڑا ہو گیا ہے اب" تیمور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جس کی پشت اس کے سامنے تھی، وہ اس کے لیے بول رہا تھا، دور کھڑا اس کا سگا بھائی شہروز بس اسے پٹتا دیکھتا رہا

"تم کون ہوتے ہو ہمارے بیچ آنے والے۔۔ہٹو یہاں سے؟" انھوں نے اسے دھکا دینا چاہا مگر وہ نہیں ہٹا۔اس نے مڑ کر تیمور کو دیکھا، جس کی رنگت سرخ، آنکھیں نم اور ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ سکول کا بچہ کہیں سے نہیں لگ رہا تھا

مامون اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا، اسی لمحے مامون کو تیمور اچھا لگا تھا، اس کا چھوٹا بھائی اس کی آنکھیں، وہ مامون کو ساکت کر دینے کے لیے کافی تھیں۔اس نے ہاتھ زمین پر رکھا اور کھڑا ہوا، وہ مامون کے پیچھے کھڑا تھا۔

"اگر آپ اس پر ہاتھ اٹھائیں گے تو وہ آپ کی عزت نہیں کرے گا۔بچے ماں باپ کے ہاتھ اٹھانے پر ڈھیٹ ہو جاتے ہیں"

"میرے باپ مت بنو"انھوں نے تیمور کی طرف اپنا بازو بڑھایا،اس نے مامون کی کہنی پکڑی اور اس کے پیچھے چھپ گیا

"میں نے کہانا بس کر دیں"وہ زور سے بولا تھا

شہروز کھڑا ہوا اور اس کی طرف بڑھا"اپنے کام سے کام رکھو،اس ڈرامے باز اور ڈھیٹ انسان کو شہ مت دو"

مامون نے اسے نظر انداز کیا

"تم کیا لینے آئے ہو؟"بہروز اس سے مخاطب ہوئے

"اپنا حصہ۔۔ہمیں ضرورت ہے"

شہروز ہنسا"بھیک مانگنے آئے ہو؟"

اس نے دانت پیستے اسے دیکھا"آیا تھا مگر اب نہیں آؤں گا۔۔اب آپ لوگ ہی آئیں گے جب بھی آئیں گے"وہ جانے لگا تھا مگر تیمور نے اس کی کہنی تھامی

"میں تمھارے ساتھ جاؤں گا"اس نے مڑ کر اسے دیکھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیا تھا اس کی آنکھوں میں؟ مامون کا دل اس کی طرف قدرتی طور پر کھینچتا چلا جاتا تھا، وہ اسے دیکھتا تھا تو اس کے دل میں ایک عجیب سا احساس اٹھتا تھا

اس نے اپنے باپ کو دیکھا جو دانت پیستے اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ مامون اور تیمور کی پہلی ملاقات تھی، اس سے پہلے بس انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا مگر اب وہ ساتھ جانے کو بضد تھا

"ادھر آؤ تم" وہ آگے بڑھے مگر مامون پھر آگے آگیا

"بس کر دیں" وہ چلایا تھا

"بات بات پر آپ کا ہاتھ اٹھے گا تو وہ بغاوت پر اتر آئے گا"

"تم میرے باپ مت بنو"

"میں مون کے ساتھ جاؤں گا" تیمور نے پھر ضد کی

اسے سب مامون کہتے تھے، اسے تیمور کا مون کہنا بھی اچھا لگا تھا۔ اس نے مامون کی کہنی تھامی تھی اسے یہ بھی اچھا لگا تھا اور وہ اس کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا تھا اسے یہ بھی اچھا لگا تھا۔

"میں مون کے ساتھ ہی جاؤں گا" پیچھے کھڑا لڑکا چلایا تھا

شہروز آگے بڑھا "دماغ ٹھیک ہے تمھارا" وہ تیمور کے سامنے کھڑا تھا۔ مامون اب شہروز کی طرف رخ کیے کھڑا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری طرف سے اس کا باپ آگے بڑھا۔اس نے دونوں بازو پیچھے کیے،ایک ہاتھ سے تیمور کا ہاتھ پکڑا،اس کا گرم تھا،نرم اور گرم۔

"یہ میرے ساتھ جائے گا"اس نے دھڑکتے دل اور تیز ہوتے تنفس سے کہا تھا

"تم کون ہو؟"اب اس کی ماں بولی تھی"ہوتے کون ہو میرے بیٹے کو لے جانے والے؟"

"میں اس کا بڑا بھائی ہوں"

کیا لمحہ تھا،کیا وقت تھا،اس کا دل کیا تیمور کا ہاتھ کبھی نہ چھوڑے،اپنے چھوٹے بھائی کا ہاتھ ایک بار تھام لے تو اسے گرنے نہ دے۔وہ اس کا محافظ بن جائے،اس کی ڈھال

"سوتیلے بھائی ہو تم"شہروز بولا تھا

"سگے بھی دیکھے ہیں میں نے"اس نے پہلے اپنے باپ کو دیکھا پھر شہروز کو

"میں مون کے ساتھ جاؤں گا"وہ پھر سے بولا تھا

اس سے پہلے کہ شہروز اور کچھ کہتا اس کا باپ بول پڑا

"ٹھیک ہے۔۔جا سکتے ہو"وہ کچھ حد تک نرم پڑے

اس کی ماں اور شہروز نے اس کے باپ کو دیکھا۔۔جیسے کوئی انہونی ہو گئی ہو۔

چند پل بیتے اور وہ باہر کی طرف بڑھے تھے،اس کے ماتھے سے ابھی بھی خون بہہ رہا تھا۔وہ مامون کے پیچھے چل رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مون" وہ بولا تو مامون نے گردن موڑی اور اسے دیکھا۔اس نے کچھ نہیں کہا بس اس کے گلے لگا،اس کے سینے سے لگ کر کچھ پل اس نے سانس لی اور پھر الگ ہوا

"کھانے میں کیا ہے؟"

مامون مسکرا دیا"مکے اور جوتے"

وہ ہنس دیا"وہ تو تمھارے لیے ہے،میرے لیے کیا ہے"

اس نے نفی میں سر ہلایا اور دونوں چل دیے)

مامون کے ہاتھ میں فون تھا جس پر گوگل میپ کھلا تھا،لال رنگ کا نشان تیزی سے حرکت کرتا اپنے ہونے کی نشان دہی کر رہا تھا۔اس نے بے بسی سے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔کال ابھی بھی چل رہی تھی،لال رنگ کا نشان گھر کی طرف آ رہا تھا۔جوتا پہن کر شرٹ درست کرتا وہ نیچے کی طرف بڑھا۔

کچھ پل بیتے اور فون سے آواز ابھری

"مون باہر نکل آئے ہو؟"

اس نے بے بسی سے "ہاں" کہا،اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔وہ گیٹ سے باہر نکلا ہوا تھا،گارڈ اسے پریشان سا دیکھ رہا تھا،وہ قدم بڑھاتا آگے کو جا رہا تھا،اس کے گھر کے سامنے سے گزرتی سڑک خاموش تھی۔کچھ پل بیتے اور اسے دور سے ہی اس کی آمد کی خبر مل گئی۔سفید روشنی،نئے ماڈل کی سیاہ لیمبرگنی اس کے سامنے آ رہی تھی،اس نے ڈرفٹ لگایا اور عین مامون کے ساتھ آ رکی،پھر اس

نے گاڑی کی ریس پر پاؤں رکھ کر ایک زوردار آواز پیدا کی، پھر گاڑی پیچھے کو ہوتی گئی اور ایک دم سے آگے آتی اس کے گرد چکر لگانے لگی۔مامون درمیان میں تھا اور گاڑی اس کے گرد گول گول گھوم رہی تھی۔۔اس نے ایک سانس خارج کی

"بس بھی کرو دواب" وہ جھنجھلا گیا تو تیمور رکا، گاڑی اس نے سامنے کھڑی کی اور پھر بتیاں بجھ گئیں۔۔وہ مسکراتے ہوئے باہر نکلا۔مامون کی طرف بڑھا

"کیسے ہو؟" اسے دیکھتے اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

"یہ کیا ہے؟" اس نے ابرو سے پیچھے کھڑی گاڑی کی طرف اشارہ کیا

"یہ" اس نے پیچھے دیکھا اور مسکرایا" دو کپ کافی بناتا ہوں۔دونوں بھائی ساتھ بیٹھ کر پیتے ہیں"

وہ بس خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا

"تمھیں پتہ ہے میں کافی بہت اچھی بناتا ہوں"

"اور بے وقوف بھی"

وہ ہنس دیا

"اپنے باپ کے ساتھ تم نے کون سا سکیم کیا ہے؟"

Clubb of Quality Content

"کم آن یار۔۔انھوں نے اپنی ہر اولاد کے نام کچھ نہ کچھ کیا ہے۔میرے حصے میں فارم ہاؤس لکھ دیا، اب میری مرضی ہے میں جو مرضی کروں۔عجیب انسان ہیں میری چیز ہے مجھے ہی دیکھنے نہیں دیتے"

وہ روانی سے بولتا سر جھٹک گیا مگر مامون بازو سینے سے لگائے، سر جھکائے فرش پر پیر رگڑ رہا تھا تیمور نے اسے دیکھا اور سر نفی میں ہلایا "تم اداس نہ ہوا کرو"

اس نے سر اٹھایا "کیوں؟"

"کیونکہ جب تم اداس ہوتے ہو تو چارلی چپلن لگتے ہو"

مامون ہنس دیا، وہ بھی ہنسا تھا۔دونوں ساتھ اندر بڑھے تھے۔وہ اسے خاموشی سے کافی بناتے دیکھتا رہا، مامون تیمور کو نہیں روکتا تھا۔وہ جانتا تھا کہ وہ تیمور کو کبھی نہیں روک سکتا۔اس کا ذہن اسی طرح کام کرتا تھا اور اگر اسے کسی چیز سے روکو تو وہ اسے ضرور کرتا تھا، بار بار کرتا تھا۔پتہ نہیں وہ ایسا کیوں تھا مگر وہ ایسا ہی تھا اور مامون نے اسے ایسے ہی قبول کیا تھا۔

کافی بن گئی تو وہ اس کے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔تیمور کاؤچ پر بیٹھا تھا اور مامون بستر میں

"ابھی تمھاری چھٹیاں ختم ہوئی تھیں، اور تم پھر آ گئے" مامون نے کافی کپ منہ سے لگایا۔روسٹڈ بینز کی خوشبو، وہ واقعی کافی بہت اچھی بناتا تھا۔

"بس یار۔۔مجھے ایڈونچر کی کریونگ ہو رہی تھی۔پھر اتنے سارے پیسے آ گئے تھے سوچا سینوریتا کو لے کر ایک چکر گھر کا لگا آؤں"اس نے اپنی گاڑی کا نام سینوریتا رکھا تھا۔

"یہ کس دن لی ہے؟"

"کافی دن پہلے کی بس پاکستان آج امپورٹ ہوئی ہے"

"تو ہو گئی تمھاری کریونگ سیٹسفائی؟"

وہ مسکرایا"ہاں۔۔اچھی خاصی۔۔اتنے دن بعد مزہ آیا ہے"

"اتنے پیسے کہاں سے آئے؟"

"تم نے مجھے غریب سمجھ رکھا ہے"وہ کاؤچ پر نیم دراز سا پڑا تھا

"نہیں۔۔میں نے تمھیں نواز شریف سمجھ رکھا ہے"

وہ ہنس دیا"یار۔۔ابھی کچھ دن پہلے ہی ایک پراجیکٹ سیل کیا ہے،پھر میں اور میرا دوست ایک گیم بنا رہے تھے اسے بھی ایک آسٹریلین کو سیل کیا ہے۔۔پھر کچھ اپنے باپ کو لوٹا ہے۔۔اب میرا دل کر رہا تھا تو میں کیا کرتا"اس نے شانے اچکا کر کپ منہ کو لگایا

"مجھے اس دن پر افسوس ہے جس دن مجھے تم سے محبت ہوئی تھی"مامون نے کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا

وہ ہنسا اور آنکھوں میں شرارت لیے بولا"میں تو تمھارا لے پالک ہوں"

اس نے سانس خارج کی "تم میری وہ اولاد ہو جو مجھے ذلیل کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی اور۔۔
"

تیمور نے بات کاٹ دی "اور تم میرے وہ باپ ہو جو مجھے کبھی نہیں چھوڑتے"

اس نے اسے دیکھا اور مسکرا دیا "جاتے ہوئے لائٹ آف کر جانا" اور وہ کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا۔

یہ اس دن سے تین دن بعد کی بات ہے جب رابیل اور عارفین ملی تھیں۔ صبح کے دس بجے کا وقت تھا جب رابیل آئینے کے سامنے کھڑی بال برش کر رہی تھی۔ ذرا فاصلے پر لحاف اوڑھ کر سوئی مینا اس بات سے بے گانہ تھی کہ آج اس کی بہن کا انٹرویو ہے۔ وہ تین دن پہلے جاب کے لیے اپلائی کر بیٹھی تھی اور آج انٹرویو تھا۔ اس نے جامنی اور گلابی ملے جلے رنگ کی گھٹنوں سے ذرا اوپر تک آتی قمیض اور نیچے نیوی بلیو جینز پہن رکھی تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھی جھک کر اپنے سنیکرز کے تسمے بند کر رہی تھی جب کسی کی آواز کانوں میں پڑی تھی

"تم کہیں جا رہی ہو؟" نیند سے جاگی آواز۔

"ہوں۔۔ جاب کے لیے اپلائی کیا تھا، انٹرویو کے لیے کال آئی تھی"

مینا نے اٹھنے کی زحمت نہیں کی، کروٹ بدلی اور لحاف اوڑھ کر سو گئی، پھر کچھ یاد آنے پر بولی "امی سے بولنا میرا پراٹھا انڈہ اور چائے بنا دیں۔۔ میں آ رہی ہوں"

اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل اس کے بازو پر ہلکی سی ماری "ہوٹل میں نہیں بیٹھی تم۔۔خود اٹھ کر باہر جاؤ" مگر وہ مینا تھی ڈھیٹ بنی سوتی رہی۔

اس نے سر جھٹکا اور باہر نکل آئی۔ تقریباً ساڑھے دس بجے کے قریب وہ آفس کے باہر ویٹنگ ایریا میں صوفے پر بیٹھی تھی، پرس ساتھ پڑا تھا اور اس کی گود میں اس کی فائل تھی اور بھی کئی لڑکیاں تھیں مگر رابیل ان میں سب سے آخر پر تھی۔ایک دو لڑکیاں تو انٹرویو دے کر جا چکی تھیں اور اب باقی بیٹھی تھیں، اندر سے کوئی انٹرویو کال نہیں آ رہی تھی، شاید کمپنی کا کوئی بڑا انویسٹر آ رہا تھا جس کی وجہ سے تاخیر تھی۔وہ بس خاموشی سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی، آفس بڑی شان سے بنایا گیا تھا۔ ملٹی نیشنل کمپنی، شاندار اور آسمان کو چھوتی عمارت۔اسے ایک ہی پل میں خوف اور رعب محسوس ہوا تھا۔ارد گرد کے کیبن خالی ہونے لگے تھے، سیکرٹری ہاتھوں میں گُلدستہ لیے سامنے گلاس ڈور کی طرف بڑھی تھی، سب یوں کھڑے ہو گئے جیسے کسی کے استقبال میں کھڑے ہوں۔دفعتاً گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔اس نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا، سیاہ کوٹ کے اندر سے سفید شرٹ جھلک رہی تھی، وہی سیاہ آنکھیں، وہی سلیقے سے سمیٹے بال، اپنی عمر سے بہت کم، کلائی میں قیمتی گھڑی، بوٹ کی چمک اس کی دھاک کی گواہ تھی، اس کے پیچھے دو سر جھکائے چلتے آدمی تھے غالباً اس کے ساتھ ہی آئے تھے، اس کے ساتھ بیٹھی لڑکیاں بھی اسے دیکھ کر کھڑی ہوئی تھیں، اسے دیکھ کر

سرگوشیاں ابھری تھیں، ساتھ کھڑی لڑکیاں مسکرا رہی تھیں اور اسے رشک سے دیکھ رہی تھیں۔

سیکرٹری نے اس کی طرف گلدستہ بڑھایا مگر اس نے ہاتھ جھلایا جیسے نہیں لے گا۔

"وہ کون تھا؟" سوال رابیل کے دماغ سے ٹکرایا تھا۔

سیکرٹری مسکرا مسکرا کر اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔ سب کھڑے تھے سوائے رابیل کے، سب اس کے رعب میں تھے سوائے رابیل کے، سب اسے جانتے تھے سوائے رابیل کے۔

وہ اس کے سامنے سے گزرا، گردن موڑ کر اسے دیکھا، دھیما سا مسکرایا اور پھر اندر کی طرف بڑھا۔

دروازہ بند، ایک عجیب سا تاثر تھا، اس کے قیمتی پرفیوم کی خوشبو ابھی بھی تھی۔

"وہ کون ہے؟" ریسٹورنٹ والی رات اور بنگلے کے تمام مناظر ایک ہی پل میں ذہن میں جھماکے کی طرح ہو گزرے۔

یہ اس کا اور رابیل کا تیسری بار آمنا سامنا ہوا تھا، دو بار لاہور اور ایک تیسری بار آج اسلام آباد مگر وہ اسے نہیں جانتی تھی۔

کیا وہ واقعی اسے نہیں جانتی تھی؟

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چار بجنے کو آئے تھے، نارنجی رنگ آسمان کی زینت تھا مگر رابیل اپنے کمرے میں بیٹھی کسی سے وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔ سکرین پر آرا کی ماں کا چہرہ نمایاں تھا، وہ مسکرا کر رابیل سے کچھ کہہ رہی تھی۔

"پھر کیسا رہا انٹرویو؟" سوال عارفین نے کیا تھا

رابیل نے سانس خارج کی "اچھا تھا" پھر دھیما سا مسکرائی "عجیب سا"

وہ مسکرا دی "کیوں؟"

"چھوڑیں بس۔۔ جانے دیں"

سکرین پر ابھرتی لڑکی کی پشت پر اس کا بیڈ دکھائی دے رہا تھا، دائیں دیوار پر ایک سافٹ بورڈ تھا جس پر بہت سے سٹکی نوٹس چسپاں تھے۔ اس نے پتلیاں سکیڑ کر دیکھا

"یہ پیچھے بورڈ پر کیا ہے؟" رابیل کے سوال پر عارفین نے گردن پیچھے کر کے دیکھا

"یہ" پھر رابیل کی طرف دیکھا "یہ بس ایسے ہی چھوٹی موٹی باتیں۔۔ مجھے بچپن سے عادت تھی ایسے نوٹس اور ریمائنڈرز چپکانے کی"

وہ مسکراتی ہوئی اچھی لگتی تھی "تمھیں ایک مزے کی بات بتاتی ہوں"

رابیل متوجہ ہو کر بیٹھ گئی "ہمارا دماغ جس چیز کو بار بار دیکھتا ہے یا جو اس کی آنکھ کے سامنے سے بار بار گزرتی ہے اسے غیر ارادی طور پر یاد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ انفارمیشن ہمارے دماغ میں محفوظ

ہوتی رہتی ہے اور صحیح وقت آنے پر وہ غیر ارادی سے ارادی حصے کی طرف آتی ہے۔دوسرا یہ کہ ہمارا دماغ visual information بہت جلدی پراسس کرتا ہے، ہم جو زیادہ دیکھتے ہیں وہ زیادہ سوچتے ہیں اور پھر اس پر عمل بھی ہوتا ہے" اس نے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔

"میں نے یہاں چھوٹے چھوٹے ریمائنڈرز لگا رکھے ہیں جو مجھے کبھی موٹیویٹ کرتے ہیں، کبھی ہمبل کرتے ہیں اور کبھی یاد دلاتے ہیں کہ میں کون ہوں اور کتنی اہم ہوں۔۔میں اپنے دماغ کو ایک اچھی اور پازیٹو ڈائریکشن دیتی ہوں جس سے یہ سارا دن اچھا سوچتا اور اچھا کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس سے پازیٹو انرجی نکلتی ہے اور اس طرح میں پازیٹیوٹی کو اٹریکٹ کرتی ہوں"

"لیکن ضروری تو نہیں کہ ہمارے اچھے ہونے سے سب اچھا ہی ہو، ہمارے قریب بہت سے برے لوگ بھی ہوتے ہیں"

"ہاں تم نے ٹھیک کہا۔۔ہمارے اچھا سوچنے سے ہر بار اچھا نہیں ہوتا مگر ہر بار برا بھی تو نہیں ہوتا۔۔ ہمارے مائنڈ کو بس ایک ڈائریکشن چاہیئے ہوتی ہے۔دماغ سمت سے چلتا ہے، تم اسے کام پر لگاؤ گی یہ مسلسل کام کرے گا۔تم اسے سوچنے پر لگاؤ گی یہ سوچتا چلا جائے گا۔تم دیکھتی ہو کہ ایک انسان شدید برے حالات میں بھی اچھی طرح ان سے ڈیل کر رہا ہوتا ہے مگر ہم سوچتے ہیں کہ یہی برے حالات ہم پر آئے ہوتے تو ہم پینک کر جاتے۔وہ لوگ ایسا کیا کرتے ہیں کہ وہ پینک نہیں کرتے؟ان کی ایموشنل انٹیلیجنس بہت اچھی ہوتی ہے، انھوں نے اپنے دماغ کو ٹرین کیا ہوتا ہے کہ کچھ بھی ہو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائے کچھ بھی نہیں ہوتا،زیادہ سے زیادہ کیا ہی ہو جاتا ہے،ایک وقت آنے پر سب ٹھیک ہو جاتا ہے، براوقت بھی گزر جائے گا وغیرہ غیرہ جیسی ڈائریکشنز انھوں نے اپنے مائنڈ کو دی ہوتی ہے۔سب کچھ اچھا ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہی ہو گا،سب کچھ وہی ہو گا جو ہم چاہیں گے۔۔اچھا ہونے سے مراد ہے کہ اگر کچھ ہماری مرضی کے خلاف بھی ہو تو اس میں سے ہم اپنے لیے خیر نکال لیں،اس میں بھی ہم اپنے لیے کوئی سبق یا کوئی پازیٹیوٹی نکال لیں اور اس کو سنبھال کر آگے بڑھیں تاکہ وہ ہمارے کام آئے۔۔ضروری نہیں کہ اچھا وہی ہو جو ہمیں خوش کرے،اچھا وہ ہوتا ہے جو ہمیں مطمئن کرے"ایک لمحے کا توقف۔وہ جب بولتی تھی تو رابیل متوجہ ہو کر سوچتی تھی

"رہی بات ہمارے نزدیک برے لوگوں کی تو ٹاکسک لوگ تو ہر جگہ ہوتے ہیں،ہم کیسے ہیں یہ میٹر کرتا ہے۔ہم ان سے کیسے ڈیل کرتے ہیں یہ میٹر کرتا ہے،ٹاکسک لوگوں سے ہمارا ایک الگ سے تعلق ہوتا ہے،کوپنگ میکینیزم،کبھی ان سے بچ رہے ہیں کبھی ان کی برائی کا شکار ہو رہے ہیں مگر ہم جن لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا پسند کرتے ہیں جو ہماری کمپنی ہوتے ہیں وہ کہیں نہ کہیں ہمارے جیسے ہوتے ہیں،وہ ہمیں اور ہم ان کو اٹریکٹ کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہمارا ایک اچھا تعلق ہوتا ہے۔اچھائی اور برائی ساتھ ساتھ ہیں آپ پر منحصر ہے کہ آپ کس کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں"رابیل نے سب سن کر سر ہلایا۔پھر کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا

"میری زندگی میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے مجھے ہرٹ کیا ہے۔۔کیا میں یہ سمجھ کر انھیں معاف کر دوں کہ ان کی بھی کوئی مجبوری ہو گی اور اپنے مسئلوں کے ساتھ جینا شروع کر دوں؟"

"نہیں، یہ ٹاکسک پازیٹیوٹی ہے۔جو آپ کو ہرٹ کرتا ہے وہ کرتا ہے اور وہ کرتا رہے گا، آپ اس طرح مزید تعلق کو پیچیدہ بنالیں گے یہ سمجھ کر کہ شاید وہ مجبور ہو، شاید وہ دکھی ہو یا شاید اس کے ساتھ کچھ ایسا ہوا ہو کہ وہ مجھے نہیں سمجھ سکا۔۔ایسا نہیں ہے، یہ ضرورت سے زیادہ مثبت ہونے کا نام ہے اور یہ آپ کو ہرٹ کرے گا۔ جس نے آپ کو تکلیف دی ہے سو دی ہے۔آپ اس سے خود کو چھڑائیں اور دور ہو جائیں، ورنہ پازیٹیوٹی کے نام پر آپ خود کو خود ہرٹ کر رہے ہیں۔۔رہی بات مسئلوں میں رہنے کی تو پازیٹوٹی بڑے تحمل سے مسئلوں سے نکلنے کا نام ہے، انھیں پر سکون طریقے سے ختم کرنے کا نام ہے۔وہ خود بخود نہیں ختم ہوتے، آپ نے بدلتے حالات کے ساتھ خود کو بدلنا ہوتا ہے مسئلوں کو کبھی بھی مثبت سوچ سے اگنور نہیں کرتے، انھیں تحمل سے آرام سے حل کیا جاتا ہے۔پازیٹور ہنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ روئی کی طرح نرم ہو جاؤ۔۔پازیٹوٹی سیاہ سرنگ میں بھی روشنی کی امید ہوتی ہے، سیاہ رات میں ستارہ ہوتی ہے اور مایوسی کے لیے موت" وہ مسکرا کر رابیل کو باتیں بتا رہی تھی اور رابیل سر ہلاتے سن رہی تھی۔

اگر تم چھت پر دیکھو تو لڑکی چھت کے کنارے، دیوار پر بازو رکھے اور اس بازو پر تھوڑی جمائے کھڑی آسمان گھور رہی تھی۔ مگر کیا وہ واقعی آسمان گھور رہی تھی؟

"مینا، کیسی ہو؟"ایک آواز۔اندر کی آواز

"مطمئن ہوں"جواب بھی اندر سے ہی آیا تھا

"کیا تم کسی گلٹ میں ہو؟ کیا تم نے کچھ غلط کیا؟ کیا تم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے یا تم اپنے کیے پر شرمندہ ہو؟"

"میں مطمئن ہوں اور ایسی ہی ہوں۔میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔مینا کسی کو دھوکا نہیں دیتی مگر جو مینا کو دھوکا دیتا ہے مینا اسے جانے نہیں دیتی۔ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ مجھے صبر کرنا چاہیئے تھا، مکافات کا انتظار کرنا چاہیئے تھا مگر یہ تو میری مرضی ہے کہ میں معاف کروں، جانے دوں یا بدلہ لوں۔۔میں نے بدلہ بھی نہیں لیا، میں نے بس اسے بتایا ہے کہ انسان کو کم سے کم دشمن بنانے چاہیئے اور دوست کو کبھی انڈر ایسٹیمیٹ نہیں کرنا چاہیئے۔میں نے اسے مینوپولیٹ کیا تھا اور میں نے یہ قبول کیا ہے مگر کیا میں نے اس سے اس کے بدلے میں فنر کس نہیں سکھائی تھی؟ اس کی وجہ سے میں اتنی تکلیف میں رہی ہوں کیا اسے جانے دیتی؟ نہیں، میں رابیل اور نگزیب نہیں ہوں۔میں رامین اور نگزیب ہوں اور میں ان لوگوں سے کنارہ کر لیتی ہوں جو مجھے ہرٹ کریں، ان لوگوں سے انتقام لیتی ہوں جو مجھے دھوکا دیں۔میں تو ایسی ہی ہوں"

"تمھارا ایم ڈی کیٹ چلا گیا اس کا کیا؟"

"کوئی بات نہیں۔آدھا گلاس خالی ہے تو آدھا بھرا بھی تو ہے نا۔مجھے شوٹنگ آتی ہے یہ اچھی بات ہے۔ایم ڈی کیٹ ایک حادثے کا شکار ہو گیا اور اس حادثے میں میرے دل کا ایک حصہ زخمی ہوا ہے مگر کوئی بات نہیں دل تو زخمی ہوتا رہتا ہے"

"کیا تم کر لو گی دوبارہ؟"

"ویل"ایک سانس خارج کی"میرا دل تھا کہ میں خود گھر میں نہ بولوں کہ دوبارہ ایم ڈی کیٹ دینا چاہتی ہوں۔یونو کیسا فساد ہوتا کیا بحث ہوتی اور مینا کو بحث ذرا نہیں پسند۔میں چاہتی تھی کہ حاشر بھائی یا بیلی میں سے کوئی کہے مجھے اور حاشر بھائی نے کہہ دیا۔۔میرے دل میں گلٹ تو ہے کہ میں نے اتنا اہم امتحان جانے دیا مگر میرے لیے گلٹ ایک قید ہے اور کوئی رامین کو قید نہیں کر سکتا جب تک کہ رامین نہ چاہے۔میں اس قید کو توڑ دوں گی،میں اس گلٹ سے نکل آؤں گی"

"تمھیں کسی کا خوف نہیں؟تم ایسے کیسے ہو سکتی ہو؟"

"ایک عرصے کے بعد کسی کو یاد نہیں رہے گا کہ مینا کون تھی؟سب کی اپنی اپنی زندگی ہے اور سب آگے بڑھ جاتے ہیں۔ہمارے ساتھ صرف ہم رہ جاتے ہیں۔میں خود کے ساتھ مخلص ہوں،میں زیادہ بحث میں نہیں پڑتی۔میں لوگوں کو وہ کرنے دیتی ہوں جو وہ کرنا چاہتے ہیں اور میں خود وہی کرتی ہوں جو میں چاہتی ہوں۔لوگوں نے رامین کی زندگی نہیں گزاری،لوگوں کو نہیں پتہ کہ رامین نے کیا کچھ فیس کیا ہے۔میں لوگوں سے کم ملتی ہوں،لوگ مجھے نہیں جانتے،جو مجھے جانتے ہیں وہ

بھی مجھے نہیں جانتے۔مجھے ایسے رہنا پسند ہے کیونکہ لوگ ہمیں جاننے لگیں تو ہمیں جج کرنے لگتے ہیں، کمپیئر کرتے ہیں اور پھر وہی کرتے ہیں جو صبور نے کیا تھا۔میرا دائرہ انتہائی محدود ہے اور جن کے دائرے جتنے محدود ہوں وہ اتنے محفوظ ہوتے ہیں، میرے پاس میرے ہر عمل کی جسٹیفیکیشن ہے مگر رامین اپنے اعمال لوگوں کو جسٹفائی نہیں کرتی۔جس نے مجھے جو سمجھنا ہے سمجھ سکتا ہے، میں لوگوں کو فورس نہیں کرتی، میں لوگوں کو ان کی مرضی سے جینے دیتی ہوں اور خود بھی اپنی مرضی سے ہی جیتی ہوں۔میں خوفزدہ نہیں ہوں، میں کسی سے خوفزدہ نہیں ہوتی کیونکہ خوف مجھے ٹریگر کرتا ہے، یہ مجھے کمزور اور بزدل بناتا ہے اور مجھے بزدل لوگ زہر لگتے ہیں۔جب تک میں اپنے خوف کو خود نہ مار ڈالوں میں سکون سے نہیں بیٹھتی۔میری زندگی کا ایک ہی اصول ہے "chill کرو" میں وہی کرتی ہوں جو مجھے کرنا ہوتا ہے اور اس کے لیے مجھے کسی کی اجازت نہیں چاہیئے ہوتی۔میں کھاتی پیتی اور خوش رہتی ہوں"

اندر کی آواز خاموش تھی۔اسے کوئی سوال نہیں کرنا تھا، اسے ہر جواب مل گیا تھا۔اس نے سانس خارج کی اور چل دی

موجودہ وقت:

ہلکی نارنجی دوپہر، کھڑکی سے لاؤنج میں پڑتی دھوپ اور گھر میں سنینا کی آواز۔۔اس کے ابا کچن میں کھڑے کھانا بنا رہے تھے اور لڑکی باہر ایزل پر پڑے کینوس پر ہاتھ چلا رہی تھی۔دونوں باپ بیٹی میں

باتیں جاری تھیں۔اس نے بھورا رنگ پکڑا اور برگد کے بوڑھے درخت کے موٹے تنے کو درخت کرنے لگی جس کی شاخیں زمین کو چھو رہی تھیں۔

"آواز دے کے دیکھ لو" یہ فقرہ سنینا نے ادا کیا اور کچن سے آواز آئی

"شاید وہ مل ہی جائے"

"ورنہ یہ عمر بھر کا سفر" سنینا کی مسکراہٹ گہری ہوئی، وہ جھک کر بڑے غور اور احتیاط سے اس کی شاخیں بنا رہی تھی

"رائیگاں ہی تو ہے" اس کے ابا نے مصرع مکمل کیا اور وہ ہنس دی۔پھر سانس خارج کی

"بابا مجھے ناجی سی کالج بہت اچھا لگتا ہے۔۔ایف ایس سی کے دو سال گزارے مگر میرا دل نہیں بھرا ۔۔آپ کا جی سی بڑا اسٹھیٹک ہے"

اس کا باپ ہنس دیا" تمھیں میں نے کہا تھا نین جی سی مت چھوڑو۔۔کچھ بھی پڑھ لو، نفسیات یا انگلش مگر نہیں"

لڑکی نے گردن موڑ کر اپنے ابا کو دیکھا" اب ہم اپنے شوق اس وجہ سے تو نہیں چھوڑ سکتے تھے کہ کوئی ہمیں اچھا لگتا ہے" اور شانے اچکائے

اس کا باپ فقط مسکرایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا۔۔"اس نے پینٹ برش پکڑا اور پیلیٹ پر لگے ہلکے بھورے رنگ میں رنگا"آپ کے زمانے میں تو فون نہیں ہوتا تھا۔یعنی جب آپ کی اماں سے شادی ہوئی تھی، پھر آپ اماں سے کیسے بات کرتے تھے؟خط لکھ کر؟خط لکھنا کیسا تجربہ تھا؟"اس نے ہلکا بھورا رنگ برگد کے بوڑھے درخت تلے زمین میں بھرنا شروع کیا۔

"ہم تو آپ کی اماں کو بچپن سے چاہتے تھے۔۔ماموں زاد تھیں نا اور تھیں بھی معصوم سی۔۔جب ہمیں تھوڑی سی عقل آئی تو ہم نے ایک دن ایک کاغذ پکڑا اور اس پر تین چار سطریں گھسیٹ کر آپ کی اماں کو بھیج دیں اور انھیں ایک دفعہ کہا کہ وہ مجھ سے مل لیں۔۔پھر جو وہ چاہیں"اس کے ابا نے ایک گیلے چاول ابلتے ہوئے پانی میں ڈالنا شروع کیے

"لیکن جیسا کہ میں نے کہا آپ کی اماں بہت معصوم تھیں۔وہ نہیں آئیں، نہ جواب لکھا۔ہمارے ماموں بڑے سنجیدہ سے انسان تھے، ڈرتا تو میں بھی تھا مگر میں نے ہار نہیں مانی۔۔ایک مرتبہ عید پر میں چھپکے سے اپنی چھت پھلانگ کر ان کی چھت پر گیا، وہ چارپائی پر ایک طرف بیٹھ کر کچھ گنگنا رہی تھیں، ساتھ ساتھ فریم ایک ہاتھ میں لیے دوسرے ہاتھ میں سوئی دھاگہ لیے کڑھائی کر رہی تھیں۔موقع اچھا تھا، میں آپ کی اماں کے پیچھے تھا اور میں نے جونہی ان کا نام لیا وہ ایک دم سے کھڑی ہوئیں، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور فریم ہاتھ سے نیچے گر گیا"اس کے ابا ہنس دیے۔وہ بھی مسکرائی تھی۔

"وہ تو یوں کھڑی تھیں جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو، پھر بس نیچے بھاگنے کو تیار تھیں مگر میں راستے میں آگیا۔۔میں نے کہا ایک بار بات تو کر لیں، میری بات سن تو لیں۔۔تب انھوں نے میری طرف بڑی فرصت سے دیکھا اور اس کے بعد کسی کو نہیں دیکھا۔۔میں لاہور پڑھنے آتا تھا اور وہ گاؤں میں اکیلی ہوتی تھیں۔۔مدرسے جاتے ہوئے وہ ڈاکیے کو خط دے جاتی تھیں اور میرا خط لے جاتی تھیں، کچھ عرصہ یونہی چلتا رہا، میری نوکری لگی اور پھر ہمارا رشتہ ہو گیا۔۔بہت خوبصورت دن ہوا کرتے تھے، ان کی باتیں بڑی خوبصورت ہوا کرتی تھیں۔۔اکثر چاند ستاروں اور خوشبوؤں کی۔۔میں تو کبھی کبھی جواب بھول جاتا تھا"

سنینا ہنس دی۔اسے بھی یاد تھا کہ شروع شروع میں عالیار بھی اس سے بات کرتے کرتے کہیں نہ کہیں کنفیوز ہوتا کہ آگے کیا کہنا ہے اور وہ اس کے چہرے پر واضح سرخی دیکھتی تھی۔اس کے ابا بھی مسکرائے

"کبھی پکڑے نہیں گئے؟"اس کے لہجے میں شرارت کی جھلک تھی۔اس کے ابا جیسے مسکرائے تھے

"نہیں۔۔ہم بہت محتاط تھے، ہماری بہت سی خالہ زاد ماموں زاد جانتی تھیں مگر ان کے بھائیوں کو کبھی خبر نہیں ہونے دی، نہ بات کبھی بڑوں تک پہنچی۔۔جب پہنچی تو بات پکی ہو گئی۔۔وہ دور اچھا تھا"اور انھوں نے سانس خارج کی

"اس دور اور دور میں کیا فرق ہے بابا؟"

اس کے ابا مسکرائے "یہی کہ ہمارے بابا ہمیں اپنی محبت کی داستاں یوں نہیں سناتے تھے جیسے ہم سنا رہے ہیں اور آپ سن رہی ہیں"

اور دونوں بیک وقت ہنسے تھے۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ سنینا نے سبز رنگ سے بوڑھے برگد کے پتے بنانے شروع کیے تھے

"آپ وہ حلوہ نہیں بناتے جس میں کھجوریں ہوتی تھیں" اس نے منہ بسورا تھا

وہ باہر کی طرف بڑھے تھے "کل بنائیں گے" اور صوفے پر بیٹھ گئے۔ انھیں کافی پسینہ آیا تھا اور وہ اپنے بازو سے اپنا ماتھا صاف کر رہے تھے۔ لڑکی نے مڑ کر انھیں دیکھا اور پھر پیلیٹ وہیں چھوڑ کر سامنے پڑے اخبار سے انھیں ہوا دینے لگی۔ اس کا باپ اس کی پینٹنگ دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں اپنے باپ کی نظروں پر جمی تھیں۔

"کیسی بنی ہے بابا؟" اشارہ پینٹنگ کی طرف تھا

"ٹھیک ہے" وہ فقط مسکرائے۔ پھر نظریں پھیر لیں۔

اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔ چہرے کی تاثرات بتا رہے تھے کہ پینٹنگ اتنی خاص نہیں ہے

"کیا یہ اچھی نہیں بنی؟"

اس کے ابا نے سانس خارج کی "اچھی ہے بیٹے، بس اس میں خودی پیدا کرو"

وہ ہنس دی اور ہنستی گئی۔ اس کے ابا فقط مسکرائے اور سانس خارج کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی۔۔ٹھیک ہے" وہ اپنے باپ کے ساتھ آ بیٹھی اور اپنی پینٹنگ کو دیکھا۔وہ اسے اچھی لگی تھی، ایک لمبا سا کینوس جس پر بڑا سا بوڑھا کئی شاخوں والی برگد کا درخت جس کی شاخیں زمین کو چھو رہی تھیں۔وہ اتنا بوڑھا تھا جتنی کہ ہماری اردو بوڑھی ہے مگر اس کی شاخیں آسمان کی طرف نہیں زمین کی طرف تھیں۔لڑکی نے سانس خارج کی

"کھانا کھانے کے بعد شام کی چائے سے پہلے ہم چیس کھیلیں گے۔۔اوکے؟"

اس کے بابا نے سر اثبات میں ہلایا "ٹھیک ہے۔۔پتہ ہے جیتوں گا تو میں ہی"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے انھیں دیکھا "ہر بار ایسا نہیں ہوتا۔۔میں تو ریسپیکٹ میں آپ کو جیتنے دیتی ہوں" اور شانے اچکائے

وہ ہنس دیے "اور میں محبت میں ہار جاتا ہوں"

وہ بھی ہنسی تھی۔پھر سانس خارج کی "محبت میں ہار جانا اور ریسپیکٹ میں جیت جانا۔۔ہاؤ امیزنگ اٹ از" اس نے جیسے اپنے ہی الفاظ کو سراہا تھا

"ہاؤ امیزنگ یو آر" اس کے ابا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور وہ دھیرے سے ہنس دی۔کچن سے بریانی کی خوشبو آ رہی تھی، دوپہر سرک رہی تھی۔

شام چھے بجے کا وقت تھا۔مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔گاڑی گیراج میں کھڑی کر کے وہ اندر کی طرف بڑھی۔لاؤنج میں کافی رونق لگی تھی۔میز پر بہت سا سامان بکھرا پڑا تھا، نئے کام دار کپڑے،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جیولری، جوتے اور بہت کچھ۔وہ سیدھی سامنے صوفے پر بیٹھیں گلشن آرا کی طرف بڑھی اور ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔پرس ایک طرف رکھا اور ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔رامین اور فرحت کے درمیان بحث جاری تھی۔

"امی، مجھے ٹی پنک یا peach کلر کی ساڑھی لینی ہے" وہ منہ بنائے بیٹھی تھی

"چپ کر جا۔جو میں نے لا دیا ہے صحیح ہے" وہ آگے پڑا سبز کام دار جوڑا گلشن آرا کو دکھا رہی تھیں

"شاپنگ کر کے آئی ہیں آپ آج؟" سوال رابیل نے کیا تھا

"ہوں" مسکرا کر رابیل کو دیکھا "تمھاری خالہ آئی تھیں آج، ساتھ تمھارے خالو بھی تھے۔کہہ رہے تھے کہ رامین کی رخصتی بھی تمھارے ساتھ ہی کر دیں، میں نے ابھی جواب نہیں دیا۔ایک بار حاشر سے مشورہ کر لوں"

وہ جو چپ کر کے صوفے کی پشت پر سر ٹکائے بیٹھی تھی، بول پڑی

"رخصتی میری ہے، مجھ سے پوچھ لیں۔حاشر بھائی کو بھی میرے ساتھ رخصت کرنا ہے کیا؟"

رامین نے دائیں دیکھا نہ بائیں بس بول دیا

"اسی زبان کی وجہ سے تو میری ناک کٹوائے گی، جا چائے بنا کر لا میرے لیے" فرحت نے ڈانٹ کر سر جھٹکا۔وہ کشن زور سے پھینک کر کچن میں چلی گئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا بیلی یہ دیکھو" انھوں نے فیروزی رنگ کا جوڑا اس کی طرف بڑھایا" میں نے یہ تمھارے لیے لیا ہے، اچھا ہے؟"

اس نے ذرا سا آگے کو ہو کر جوڑے کو ہاتھ میں لیا" آپ کو اچھا لگا ہے تو اچھا ہی ہو گا"

وہ اٹھیں اور اس کے ساتھ والے صوفے پر آ کر بیٹھ گئیں" یہ جامنی رنگ بھی دیکھو، مجھے اچھا لگ رہا تھا میں نے لے لیا"

اس نے جامنی کام دار جوڑا بھی ہاتھ میں لیا

پھر وہ اسے جیولری دکھا رہی تھیں اور وہ بس انھیں مسکراتا ہوا دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔ یہ مسکراہٹ کئی سالوں بعد اسے دیکھنے کو ملی تھی۔

کچھ دیر بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھی اور اندر آ گئی۔ کپڑے بدلے اور اب سکون سے کاؤچ کی پشت پر سر رکھے بیٹھی تھی۔ اسے بھوک نہیں تھی نہ ہی چائے کی طلب مگر پھر بھی رامین لے آئی۔ اسے چائے کا کپ پکڑا کر وہ سامنے بیڈ پر بیٹھ گئی

"تم خوش ہو نا؟" سوال مینا نے کیا تھا

"ہوں۔۔ خوش ہوں میں" چائے کا گھونٹ بھرا اور مسکرا دی۔

"حسیل بھائی اچھے ہیں۔ تمھارا بہت خیال رکھیں گے"

"کوئی کتنی دیر تک اچھا رہ سکتا ہے۔خیال تو اپنا خود ہی رکھنا پڑتا ہے"اس نے شانے اچکائے۔اسے جیسے حسیل سے وہ امیدیں نہیں تھیں جو کسی بھی عام لڑکی کو اپنے ہمسفر سے ہوتی ہیں

"کم آن بیلی"وہ اٹھی اور کاؤچ کے ہتھ پر آ بیٹھی"ہر مرد ارسل نہیں ہے۔وہ اچھے ہیں"

رابیل ہنس دی پھر سر جھٹکا اور سانس خارج کی"تم لوگوں نے رابیل کی زندگی گزاری ہوتی تو یہ نہ کہتے،تم لوگوں کو لگتا ہے کہ میں اب بھی اسے ہی تصور کرتی ہوں اور اسی کے سحر میں ہوں جبکہ ایسا نہیں ہے۔حسیل اور ارسل میں صرف ایک بات عام ہے اور وہ یہ کہ وہ دونوں مرد ہی ہیں۔میچور، پڑھے لکھے اور کامیاب۔مجھے ایسے مرد اچھے نہیں لگتے"

"مطلب؟"

اس نے گردن اٹھا کر رامین کو دیکھا"میرے نزدیک مرد وہ ہے جو ریسپیکٹ دیتا ہے،جس کی ویلیوز ہوتی ہیں،جس کے سٹینڈرڈز ہوتے ہیں اور جو اپنے اصولوں پر کمپرومائز نہیں کرتا۔ہماری سوسائیٹی کامیاب،پڑھے لکھے اور میچور جانوروں سے بھری پڑی ہے،مرد نہیں ہیں"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"میں امی سے بات کروں،تم خوش نہیں ہو"اس نے رابیل کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

اس نے سر نفی میں ہلایا "مجھے اب خوشیاں نہیں چاہیئے۔میں نے خوشیوں پر سکون کو فوقیت دی ہے، جو میرے نصیب میں ہو گا مجھے مل جائے گا۔حسیل میر انصیب ہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا، میں خود بھی نہیں"

رامین نے ایک سانس خارج کی "میں نے حسیل بھائی کو ویسے نہیں دیکھا جیسے تم نے دیکھا ہے۔اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ بہت دیر ہو گئی ہے تو کوئی دیر نہیں ہوئی، رشتے تو بنتے ٹوٹتے رہتے ہیں"

رابیل نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا "تم ابھی چھوٹی ہو مینو، تم نہیں سمجھو گی"

وہ ہنس دی "کم آن۔۔میری شادی ہونے والی ہے۔میں ابھی بھی چھوٹی ہوں"

"ہاں" وہ مسکرادی "کیونکہ ہر مرد تیمور نہیں ہوتا۔ہر مرد ایک عورت کا ہاتھ پکڑ کر ساری دنیا کے نہیں لڑتا"

اس نے ایک سانس خارج کی "پھر بھی۔۔تم ایک بار پھر سوچ لو"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور چائے کا گھونٹ بھرا

"تم بتاؤ۔۔تم خوش ہو؟"

"لے۔۔ایسی ویسی" اس نے چھوٹے بالوں کو ایک ہاتھ سے جھلایا "میں تو وہی کرتی ہوں جس میں میں خوش ہوں"

رابیل بھی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ اگلی شام کی بات ہے۔سات بجنے کو تھے اور وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے گالوں پر ٹنٹ لگا رہی تھی۔اس نے سیاہ ساڑھی پہن رکھی تھی، بال کھلے تھے جو کہ تھوڑے سے دائیں کندھے پر آگے کو ہوئے تھے۔گلے میں نازک سا سیاہ ڈائمنڈ سیٹ اور کانوں میں سیاہ چمکتے ڈائمنڈ تھے۔اس نے حسیل کی دی ہوئی انگیجمنٹ رنگ پہن رکھی تھی۔باہر لاؤنج میں بیٹھے حسیل کی فرحت کے ساتھ باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔اس نے جلدی سے کلائی پر رامین کی سیاہ گھڑی باندھی اور صوفے پر بیٹھی جھک کر جوتے کا سٹریپ بند کرنے لگی۔کمرے کا دروازہ کھلا رامین اندر آئی اور اس کے ساتھ آ بیٹھی

"آج تو تم قیامت اٹھا کر آؤ گی"

رابیل سٹریپ بند کر کے سیدھی ہوئی اور اسے دیکھا، پھر مسکرا دی

"ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے میرا" پھر شانے اچکائے

اس نے اپنا سیاہ کلچ پکڑا اور باہر کی طرف بڑھی۔حسیل اسے دیکھتے ہی کھڑا ہوا، آخری بار وہ فرحت سے ملی اور باہر کی طرف بڑھی۔وہ سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔

گاڑی ریڈ سگنل پر رکی تو اس نے رابیل کو دیکھا جو کہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی

"رابیل" اس نے فوراً سے اسے دیکھا "جی"

وہ مسکرایا "اچھی لگ رہی ہیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بھی مسکرادی، کہا کچھ نہیں۔ حسیل نے پھر خاموشی توڑی

"امی آج کل ہماری شاپنگ میں بزی ہیں۔ کسی دن ٹائم نکالیں"

"کیوں؟" اس نے پھر اسے دیکھا

"شاپنگ پر چلتے ہیں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "میں کل ہی شیڈیول دیکھ کر آپ کو بتادوں گی"

اس نے سٹیرنگ پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھا "آپ کے لیے سب سے اہم کیا ہے؟"

وہ چونکی، پھر سنبھلی اور مسکرائی "میری ویلیوز"

اس نے ابرو اٹھائی "اوہ" پھر مسکرایا "اور وہ کیا ہیں؟"

"میں کسی کے لیے اپنے سٹینڈرڈز لو نہیں کرتی، میں کسی کے لیے یہاں تک کہ اپنے لیے بھی اپنے اصول نہیں توڑتی نہ اپنی لمٹس کراس کرتی ہوں" کلائی پر بندھی گھڑی پر نیلے رنگ کا کچھ جگمگایا تھا مگر وہ حسیل کو دیکھ رہی تھی

وہ ہنس دیا "آئی لائک اٹ" پھر سر ہلایا

رابیل بس مسکرائی، بولی کچھ نہیں۔

"مجھ سے نہیں پوچھیں گی میرے لیے سب سے اہم کیا ہے؟"

رابیل کی مسکراہٹ قائم تھی

"کم از کم میں نہیں ہوں، آگے آپ بتائیں"

وہ پھر مسکرایا "میں کبھی کسی سے متاثر نہیں ہوا، آج ہو رہا ہوں"

لال سگنل سبز میں تبدیل ہوا تو گاڑی چل پڑی "میرے لیے سب سے اہم میں خود ہوں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا، بولی کچھ نہیں۔ پھر خاموشی حسیل نے توڑی

"آپ کو نہیں لگتا کہ ہمیں ایک دوسرے کو اعتماد میں لینے کی ضرورت ہے؟"

رابیل نے اسے موڑ کر اسے ناسمجھی سے دیکھا "یعنی؟"

"یعنی یہ کہ کیا آپ نے مجھ سے کچھ ایسا چھپایا ہے جو نہیں چھپانا چاہیئے تھا"

اسے کچھ سمجھ نہیں آیا "مطلب؟" بھنویں بھینچ گئیں اور وہ اسے دیکھتی رہی

وہ مسکرایا اور اسے دیکھا "آپ کی ویلیوز میں یہ نہیں ہے کہ آپ کو اپنوں کو دھوکا نہیں دینا"

اسے جیسے یہ جملہ چابک کی طرح لگا

"ایکس کیوز می" کلائی پر بندھی گھڑی پر سرخ رنگ کے کچھ الفاظ جگمگا رہے تھے۔ اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے

"میں نے کسی کو دھوکا نہیں دیا"

حسیل سنجیدہ سا سامنے دیکھ رہا تھا، سڑک خالی تھی "ارسل کون ہے؟"

ایک لمحے کے لیے رابیل کو حیرانی،اونہوں شاک کہنا زیادہ بہتر ہے،اسے شاک لگااور پھر وہ سنبھل گئی۔مسکرائی اور اسے دیکھا

"میں آپ کا سوال ٹھیک کر دیتی ہوں "ایک لمحے کا توقف "ارسل کون تھا؟"اس نے "تھا"پر زور دیا تھا

حسیل نے صرف اسے دیکھا مگر بولا کچھ نہیں

"ارسل میری زندگی کا ڈارک فیز تھا اور ڈارک فیز تو آتے رہتے ہیں"

وہ ہنسا"کم آن"پھر اسے دیکھا"آپ اس سے محبت کرتی تھیں اور عورت اپنی پہلی محبت کبھی نہیں بھولتی"

رابیل نے اسے دیکھا،ابرو اٹھائی"عورت آپ ہیں یا میں؟"

وہ چپ ہو گیا۔

"آپ کے مطابق عورت اپنی محبت کبھی نہیں بھولتی۔شاید نہیں بھولتی لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ وہ میری زندگی کا ڈارک فیز تھا اور ڈارک فیز سبق سیکھنے کے لیے ہوتے ہیں اور میں نے سبق سیکھ کر خود کو اس ڈارک فیز سے نکال لیا،ڈیٹس اٹ"

"اور جیسا کہ آپ نے کہا کہ سبق سیکھنے کے لیے ہوتے ہیں اور سیکھا گیا سبق کبھی نہیں بھولتا تو وہ بھی نہیں بھولا ہو گا"اس نے بھی جھٹ سے کہا جیسے اس کی انا پر بات آ گئی ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بس اسے دیکھے گئی، وہ کس قسم کا شخص تھا

"آپ جو سننا چاہ رہے ہیں، میں وہ اگر بول دوں تو آپ کا اور میرا تعلق خراب نہیں ٹاکسک ہو جائے گا"

اس کا تنفس تیز ہوا تھا، دل بے اختیار دھڑک رہا تھا۔ کارا سے قید لگ رہی تھی۔

"آپ کو مجھے ارسل کے بارے میں بتانا چاہیئے تھا۔ وہ آپ کا فیانسی رہا ہے، آپ کی اس سے چھے سال منگنی رہی ہے۔ یعنی آپ اس سے چھے سال تعلق میں رہی ہیں، چھے سال اگر کوئی جانور بھی آپ کے ساتھ رہے تو وہ بچھڑنے پر تکلیف میں ہو گا۔ پھر ایسا کیا ہوا کہ آپ دونوں الگ ہو گئے، ایسا کیا ہوا کہ اس نے آپ کو چھوڑ دیا، کوئی کسی کو یونہی نہیں چھوڑتا خاص کر کے تب جب کہ اس کا آپ سے کوئی تعلق رہا ہو" وہ جلدی جلدی بول رہا تھا

رابیل خاموش رہی، وہ ٹھنڈی پڑتی جا رہی تھی، کھڑکی سے باہر دوڑتے درخت اجڑ چکے تھے، عورت کا ماضی کوئی نہیں بھولتا

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں آپ سے" وہ چلایا تھا

اس نے حسیل کو دیکھا، لڑکی کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں، دانت پیستے وہ حسیل کو دیکھ رہی تھی

"You're hurting me

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حسیل ہنس دیا"ٹھیک ہے"اس نے سر ہلایا"ٹھیک ہے، میں آپ کو ہرٹ کر رہا ہوں"اس نے چلتی کار میں سٹیر نگ پر ہاتھ مارا اور اسے دیکھا"جو آپ مجھے ہرٹ کر رہی ہیں وہ۔۔ مجھ سے نہیں برداشت ہوتا کہ میری ہونے والی بیوی غیر مردوں سے تعلق رکھے"

وہ خاموش رہی، اس کا سر پھٹنے لگا تھا، گاڑی کی رفتار بڑھ چکی تھی

"سیریسلی؟"

وہ جیسے بے یقین تھی۔اس نے تھوک نگلا، چند سانسیں لے کر کسی حد تک خود کو نارمل رکھا۔

"آپ گاڑی واپس موڑ لیں مجھے گھر جانا ہے"

حسیل نے گاڑی نہیں موڑی"آپ گاڑی روکیں مجھے گھر جانا ہے"اس کی آواز نارمل ہی تھی مگر اندر دل پر لگے زخم ہرے ہو چکے تھے، کسی نے دل کے زخموں پر لگے ٹانکوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

وہ نہیں رکا اور گاڑی آگے بڑھاتا گیا۔وہ بھی خاموش ہو گئی، اس کے پیٹ میں درد ہونے لگا تھا۔

مگر اب کوئی درد محسوس نہیں ہوتا تھا، وہ محسوس کرتی ہی نہیں تھی۔گاڑی ایک بڑے سے روشن باغ کے سامنے سے گزری تھی۔وہ اب پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ رہا تھا

"اب اپنا موڈ ٹھیک کر لیں، میں نہیں چاہتا یہاں کوئی میس کری ایٹ ہو"اس نے سنجیدگی سے کہا اور گاڑی پارک کر دی۔

اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکلا، رابیل وہیں بیٹھی رہی

"چلیں"

وہ باہر نکل چکا تھا اور جھک کر اسے دیکھ رہا تھا

"مجھے نہیں جانا، میں یہاں سے ان ڈرائیو کروا کر گھر چلی جاؤں گی"

بہت سے آنسو اس کے گلے میں اٹکے پڑے تھے مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی، وہ رو نہیں سکتی تھی، وہ سب کے سامنے نہیں روتی تھی۔

"رابیل" وہ جبڑے بھینچے اسے دیکھ رہا تھا

"چلیں۔۔میرا دماغ خراب مت کریں"

اس نے گود میں پڑے ہاتھ دیکھے، کلائی میں پہنی گھڑی پر کچھ جگمگا رہا تھا۔اس پر سرخ رنگ سے کچھ لکھا تھا

Clubb of Quality Content

"Worst of all the prisoners are those, who

"compromise where they need to stand

(قیدیوں میں سب سے برے وہ ہیں جو وہاں سمجھوتا کرتے ہیں جہاں انھیں کھڑے ہونا چاہیئے)

ایک جھٹکے سے اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکلی۔آگے کو بڑھی، حسیل اس کے پیچھے چل رہا تھا۔۔ مگر وہ باغ میں نہیں گئی، وہ باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے پیچھے لپکا اور اسے کہنی سے پکڑ کر روکا

"کہاں جارہی ہیں آپ؟"

اس نے اپنی کہنی چھڑوائی "میں اپنی مرضی کی مالک ہوں، آپ مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔۔میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا چاہتی، جسٹ لیو می" اس کی آواز بلند ہونے لگی تھی

وہ ضبط کی انتہا پر تھی۔

"اوکے" اس نے ایک سانس خارج کی "ہم بعد میں اس مسئلے پر بات کریں گے، ابھی اندر چلیں"

"میں کہیں نہیں جارہی" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی تھی "غلطی کی میں نے، بہت بڑی غلطی جو آپ کے لیے اپنے سٹینڈرڈز لو کیے، اپنی ماں کے لیے میں نے آپ کی ڈارک سائیڈ کو اگنور کیا۔۔لیکن اب نہیں"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی انگوٹھی اتارتی اس نے رابیل کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوری قوت کے ساتھ جھٹکا دے کر اپنے سامنے کھڑا کیا

" سمجھتی کیا ہیں آپ اپنے آپ کو۔میں نے آپ کو چھوڑ دیا نا تو کوئی آپ کو اپنا نہیں سکے گا، آپ کے کردار پر میں وہ کالک ملوں گا کہ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گی۔آپ کی بوڑھی ماں ساری عمر آپ کا دکھ لیے بیٹھی رہیں گی۔مڈل کلاس فیملیز میں لڑکی کے کریکٹر پر بات آجائے تو آپ جانتی ہیں نا کیا ہوتا ہے؟ میں نے آپ کو چھوڑ دیا تو آپ کا کیا حشر ہو گا آپ سوچ بھی نہیں سکتیں" وہ مسکرایا تھا۔وہ اسے بھیڑیا لگا تھا جسے اس نے خود اپنے ساتھ باندھا تھا

اس سے پہلے کی رابیل کچھ بولتی پیچھے سے ایک کپل آیا

"حسیل"

اوراس نے مڑ کرانھیں دیکھا

"اوہ" پھر مسکرا کر آدمی سے گلے ملا، ساتھ ہی لڑکی تھی جو کہ حسیل کی کمر پر ہاتھ رکھے اس کے کندھے سے لگی تھی۔ مرد آگے بڑھااور رابیل کے سامنے ہاتھ کیا، وہ ہاتھ ملائے گی مگر وہ رابیل تھی

"نائس ٹو میٹ یو"

اس نے مسکرا کراس شخص کو جواب دیااور آگے بڑھی۔ وہ تینوں بس اسے دیکھتے رہ گئے

حسیل معذرت کرتا تیز تیز قدم اٹھاتااس کے پیچھے بڑھا، وہ باغ میں داخل ہو چکی تھی۔ زیادہ تر خواتین نے سیاہ ہی لباس پہنے ہوئے تھیں، سلیو لیس میکسیاں، انڈین ساڑھی، ویسٹرن ڈریسنگ عجیب ساماحول تھا۔ جس چیز کو یہ لوگ لبرل کا نام دیتے تھے یہ ماحول اس سے بھی آگے کا تھا۔ حسیل اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا

"آپ اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہیں؟" وہ اسے غصے سے دیکھ رہا تھا

رابیل نے مسکرا کر اسے دیکھااور شانے اچکا دیے۔

(قیدیوں میں سب سے برے وہ ہیں جو وہاں سمجھوتا کرتے ہیں جہاں انھیں کھڑے ہونا چاہیئے)

اب جو بھی آرہا تھا وہ اس سے مسکرا کر مل رہی تھی، کئی لڑکیاں آئیں اور کئی حسیل کے کندھے لگ کر گئی مگر وہ ڈھیٹ ہو گئی تھی۔اس کی مسکراہٹ مدھم نہیں پڑی تھی۔ایک ویٹر پاس سے گزرا تھا،اس نے انگلی کے اشارے سے اسے اپنے پاس آنے کو کہا۔۔وہ ٹرے لے کر آیا اور رابیل نے ایک گلاس پکڑا مگر جونہی رابیل نے گلاس پکڑا حسیل نے اس کے ہاتھ سے گلاس لیا اور ٹرے میں رکھا

"یہ سافٹ ڈرنک نہیں ہے" وہ دانت پیستے بولا تھا

وہ مسکرائی،ابرو اُٹھائیں "اوہ" ذرا سا اس کے قریب ہوئی "یو مین الکوحل"

وہ خاموش رہا،بولا کچھ نہیں۔

وہ ہر ممکن طریقے سے اسے تپا رہی تھی۔۔ایک لڑکی آئی اور حسیل کے کندھے لگی،پھر رابیل کو دیکھا

"اوہ۔۔یہ تمھاری فیانسی؟"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔لڑکی نے رابیل سے ہاتھ ملایا،پھر حسیل کو دیکھا

"آئی لائک ہر"

وہ مسکرایا "می ٹو"

مگر رابیل کچھ نہ بولی بس مسکراتی رہی۔لڑکی اب رابیل سے مخاطب ہوئی

"You're so lucky"

Clubb of Quality Content

رابیل نے ابرو بھینچیں "بٹ وائی؟"

"تمھیں حسیل جیسا کیئر نگ لائف پارٹنر ملنے والا ہے"

اب کی بار رابیل ہنسی تھی "آئی لائک اٹ" اس کے لہجے میں طنز تھا۔

لڑکی تھوڑا گھبرا گئی "واٹ"

"Your sense of humour" رابیل نے مسکرا کر اس لڑکی کی طرف انگلی سے اشارہ کیا

اس سے پہلے کہ حسیل کچھ بولتا رابیل "ایکس کیوزمی" کہہ کر وہاں سے چلی گئی

(قیدیوں میں سب سے برے وہ ہیں جو وہاں سمجھوتا کرتے ہیں جہاں انھیں کھڑے ہونا چاہیئے)

وہ ایک میز کے ساتھ کھڑی تھی جب حسیل اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا

"تمھارا دماغ ٹھیک ہے؟"

"آپ" وہ مسکرائی "مجھے "آپ" کہو، مجھے تم جیسے لوگوں سے آپ سننے کی عادت ہے"

اس کی آنکھیں گلابی پڑیں "تم۔۔ تم مجھے نہیں جانتی"

رابیل نے اس کی بات کاٹ دی "صحیح کہا، نہیں جانتی تھی" اس نے "تھی" پر زور دیا

"اب جانتی ہوں" اس نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے

"میرا ضبط مت آزماؤ رابیل، میں بہت برا ہوں" وہ دانت پیستے بولا تھا

وہ ہنس دی "ارے۔۔دیکھو میں لڑکھڑا رہی ہوں، تمھارے خوف سے تھر تھر کانپ رہی ہوں"

پھر سنجیدہ ہوئی اور اس کی آنکھوں میں جھانکا "تم مجھے کنٹرول نہیں کر سکتے، میں کسی سے نہیں ڈرتی"

اس کا پارہ چڑھ گیا "اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ارسل نے تمھیں کیوں چھوڑا تھا"

"ہاں کل کو وہ تمھیں کہے گا کہ میرے دو بچے ہیں تو تم وہ بھی مان لینا اور پھر کہے گا کہ میں طلاق یافتہ ہوں تو تم وہ بھی مان لینا" وہ سر ہلا ہلا کر باتیں کر رہی تھی "اوکے" اس نے انگوٹھا دکھایا

اس نے رابیل کی کہنی پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا مگر اس نے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پیچھے پھینک دیا

"پلیز" وہ دو قدم پیچھے ہٹی

"At arm's distance, 67cm" لڑکی نے بازو بڑھا کر اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ قائم کیا۔

وہ ذرا سا اس کی طرف بڑھا اور غرایا

"تم ایک گھٹیا، دھوکے باز اور بد کردار عورت ہو"

اور اگلے لفظ اس کے منہ میں رہ گئے جب ایک زوردار تمانچا اس کے گال پر رسید ہو چکا تھا

وہ آگے بڑھا مگر رابیل نے انگلی اٹھائی، اس کی آنکھیں گلابی تھیں، وہ غرا رہی تھی

"دور رہو"

Clubb of Quality Content

وہ خاموش ہو گیا، سب کچھ سن تھا۔ ہر طرف خاموشی ہو گئی۔ سب انھیں دیکھ رہے تھے۔۔ پاس ایک ویٹر کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ٹرے تھا اور وہ تماش بین بنا کھڑا تھا

اس نے اس کی ٹرے سے گلاس لیا اور حسیل کی آنکھوں میں دیکھا، پھر نیچے گھاس پر دیکھتی ایک قدم بڑھایا، گلاس میں پڑا مائع ذرا سا گھاس پر گرا، نہیں بلکہ اس نے خود گرایا۔۔ وہ چلتی ہوئی حسیل کے پیچھے گئی تھی یعنی اب حسیل کی پشت اس کے سامنے تھی، کلائی پر گھڑی کی سیاہ سکرین چمک رہی تھی

"میں جب پہلی بار انڈسٹری آئی تھی، اپنے بابا کی جگہ پر" اس نے ذرا سا مشروب اور گرایا، "تو لوگ میرے سٹینڈرڈز کو میرا ایٹیٹیوڈ کہتے تھے"

چلتے ہوئے اس نے حسیل کے گرد پورا ایک دائرہ بنایا تھا، گلاس خالی تھا، سارا مشروب گھاس پر گر چکا تھا

"But who cares"

اس نے شانے اچکائے اور ساتھ میز پر جلتی موم بتی اٹھائی اور گھاس پر گرا دی۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں گھاس پر گری شراب نے آگ پکڑی تھی، حسیل کے گرد گول دائرے میں آگ لگی تھی اور وہ خوف اور غصے کی کیفیت میں رابیل کو دیکھ رہا تھا، اس نے بازو سینے پر باندھ لیے، وہ پر سکون سی تھی

"لوگ کہتے ہیں کہ رابیل ایک بلا ہے اور تمھیں پتہ ہے بلائیں جب آسمان سے اترتی ہیں تو لوگ پناہ مانگتے ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ہاتھ اٹھایا اور انگوٹھی نکال کر آگ میں پھینک دی۔ پھر ہاتھ جھاڑے

"چیپٹر کلوسڈ"

پھر مسکرا کر ہاتھ اٹھائے اور چل دی۔ وہاں خاموشی تھی، سب حسیل کو دیکھ رہے تھے جو آگ میں کھڑا اس لڑکی کو جاتا دیکھتا رہا۔۔ وہ چلی گئی تھی مگر وہ کہیں نہیں گئی تھی

جس وقت ان ڈرائیو اس کے گھر کے سامنے رکی تھی، عشاء کی اذان ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔ اس نے چابی سے دروازہ کھولا، سامنے حاشر کی کار کھڑی تھی۔ اسے یاد آیا کہ حاشر بھی گھر آیا ہوا ہے، وہ اندر کی طرف بڑھی۔ سامنے لاؤنج میں جاتی سیڑھیاں دیکھ کر اسے رونا آیا تھا۔ گھر میں شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں، فرحت کا مسکراتا چہرہ اس کے سامنے آیا تھا، فیروزی رنگ کا کام دار جوڑا جسے اس کی ماں نے اس کے لیے خود پسند کیا تھا، ایک بار پھر سے اس نے آگ میں چھلانگ لگائی تھی اور اب اسے جلنا تھا۔ اسے لڑنا تھا اور وہ تیار تھی۔ سانس خارج کی اور بہت سے آنسو حلق سے نیچے اتارے اور قدم اٹھاتی اندر کی طرف بڑھی۔ گھر میں خاموشی تھی، اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اس کی عادت تھی کہ وہ لاؤنج میں جاتی تھی۔ اب بھی لاؤنج میں گئی مگر وہاں حاشر سنجیدہ سا بیٹھا تھا، سامنے فرحت بیٹھی تھیں اور ساتھ گلشن آرا۔ ماحول میں تناؤ محسوس کیا جا سکتا تھا۔ نہ مینا بیٹھی تھی نہ اشعر، دونوں کمرے میں تھے۔

"السلام علیکم!"اس نے سلام لیا مگر حاشر کھڑا ہو گیا۔وہ غصے سے چلایا تھا

"کہاں تھی تم؟"

اس نے پہلے فرحت کو دیکھا اور پھر کمرے سے باہر نکلتے اشعر کو۔

"میں امی کو بتا کر گئی تھی"اس نے تحمل سے اپنا سیاہ کلچ صوفے پر رکھا

"کیا بتا کر گئی تھی؟"وہ پھر سے چلایا تھا

"حاشر بھائی"اب اشعر آگے بڑھا تھا"آہستہ آواز میں بات کریں"

مگر اس نے اشعر کو کندھے سے جھٹکا دیا"تم سے بات نہیں کر رہا میں، پیچھے ہٹو تم"

وہ اب رابیل کے عین سامنے تھا"کیا گل کھلا کر آئی ہو تم؟"

وہ رابیل سے لمبا تھا،اسے اپنے بڑے بھائی کو ذرا سی گردن اٹھا کر دیکھنا پڑ رہا تھا

"آپ کو پتہ چل گیا ہو گا،میرے بتانے کا کیا فائدہ"وہ اسی طرح تحمل سے بولی تھی

"سمجھتی کیا ہو تم اپنے آپ کو"

فرحت اٹھیں اور حاشر کے بازو کو پکڑ کر اسے پیچھے کیا"آرام سے بات کرو،بہن ہے وہ تمھاری"

"امی آپ رہنے دیں"وہ اب فرحت کو دیکھ رہا تھا"اس کا جب دل کرے یہ کوئی نہ کوئی تماشا لگا کر بیٹھی ہوتی ہے"

مینا بھی کمرے سے نکل کر اشعر کے ساتھ آ کھڑی ہوئی

"شریف لڑکیوں کی طرح اس سے کیوں نہیں رہا جاتا؟"

اس نے صوفے پر پڑا کلچ اٹھایا اور اندر جانے لگی تھی کہ حاشر نے اس کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

"حاشر بھائی "اب پھر اشعر سامنے آیا تھا "میری بہن سے تمیز سے بات کریں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے "وہ بھی بلند آواز میں بولا تھا

"آواز نیچی رکھو اپنی، پتہ بھی ہے تمھیں یہ کیا تماشا لگا کر آئی ہے۔ کوئی عقل ہے اس میں، اس سے کوئی مسئلہ تھا تو ہمیں بتاتی، ہم مر گئے ہیں"

"میں مر بھی جاؤں تو بھی اپنے معاملات آپ کے پاس کبھی نہیں لاؤں گی "وہ چلائی تھی، اس کا تنفس پھول رہا تھا "میں نے وہی کیا جو مجھے بہتر لگا، وہ اس قابل نہیں تھا کہ اس کے ساتھ چلا جائے"

"تو کون ہے اس قابل؟ "حاشر اس کے عین سامنے کھڑا تھا "جواب دو، ہے کوئی تمھارے قابل؟ سارے زمانے کو تو تم نے جوتے کی نوک پر رکھا ہے، آسمان سے کوئی شہزادہ اترے گا تمھارے لیے۔۔ سمجھتی کیا ہو تم خود کو"

"حاشر "فرحت پھر آگے بڑھی تھیں مگر اس نے انھیں چپ کرا دیا "امی آج مجھے اس سے پوچھ لینے دیں، یہ آخر چاہتی کیا ہے؟"

وہ چپ رہی کچھ بھی نہ بولی، وہ دونوں بازو سینے پر باندھے سانس بحال کر رہی تھی

"جواب دو۔۔کون سے آسمان پر ہو تم۔۔ تمھارے لیے کیا کوئی رشتوں کی لائن لگی ہے جو تم یوں ملکہ بنی پھرتی ہو"

ضبط کی انتہا تھی کہ رابیل کچھ بھی نہیں بولی

"میں کل ہی بلاتا ہوں اسے، معاملہ رفع دفع کر کے اسے رخصت کریں" وہ گلشن آرا کو دیکھ رہا تھا

"میں اس سے شادی نہیں کروں گی" وہ حلق کے بل چلائی تھی "وہ ایک انسان نہیں جانور ہے اور میں اس وحشی کے ساتھ نہیں رہوں گی" اس کی آنکھیں گلابی پڑنے لگی تھیں

ساری دنیا سے مسکرا کر لڑنے والی رابیل کے ہاتھ گھر والوں کے سامنے کانپ رہے تھے، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"کیوں؟" وہ پھر رابیل کی طرف مڑا "کیا ہے اس میں؟ لنگڑا ہے یا بہرہ، اندھا ہے یا گونگا۔۔اچھا بھلا ہے بس تمھارا اپنا دماغ خراب ہے"

"وہ انسان ہے ہی نہیں۔۔وہ ایک پاگل سائیکو مرد ہے۔۔میں اس سے شادی نہیں کروں گی" وہ ہاتھ اٹھا کر چلائی تھی

"میں نے تم سے پوچھا نہیں تمھیں بتایا ہے" وہ جبڑے بھینچے بولا تھا

"واہ" اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے "ویسے آپ بھیڑوں کی طرح ہمیں چھوڑ کر بیوی کے پلو سے بندھے رہتے ہیں اور جب کوئی اہم بات ہو تو آپ کی دو ٹکے کی غیرت جاگ اٹھتی ہے"

اس سے مزید برداشت نہیں ہوااور اس کا ہاتھ اٹھا تھا مگر بیچ میں اشعر آیا تھا،اس نے حاشر کا اٹھا ہاتھ پکڑ لیا

"میری بہن پر۔۔ہاتھ۔۔مت۔۔اٹھائیں"اس نے حاشر کا ہاتھ پہلو میں پٹخ دیا"ورنہ میں بھی بھول جاؤں گا کہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں"

"ہٹو پیچھے"ایک بار پھر اشعر کو کندھے پر جھٹکا دے کر پیچھے کیا مگر وہ اب چپ رہنے والا نہیں تھا

"انھوں نے ایک بار کہہ دیا نا کہ وہ شادی نہیں کریں گی تو نہیں کریں گی۔۔میں دیکھتا ہوں کون میری بہن کے ساتھ زبردستی کرتا ہے"

"تو کیا ساری عمر اسے گھر پر بٹھائے رکھنا ہے؟"

"ہاں۔۔بٹھائے رکھنا ہے،وہ اپنے گھر پر بیٹھیں ہیں آپ کی طرح کسی ایرے غیرے کے گھر پر نہیں"

اور اب کی بار تھپڑ اشعر کے منہ پر پڑا تھا۔سرخ نشان اس کے بائیں گال پر چھپا تھا۔

"حاشر"فرحت پھر آگے بڑھی تھیں مگر رابیل بول پڑی

"ٹھیک ہے۔۔بلوائیں قاضی اور آج ہی نکاح پڑھوا دیں۔۔میں چلی جاتی ہوں اس کے ساتھ"اس نے انگلی دکھائی"مگر ایک دو سال بعد جب میں اس گھر میں طلاق کا دھبہ اور ساتھ دو بچے لے کر

آؤں گی تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔۔یہ جو بہن آج آپ کو بوجھ لگ رہی ہے کل کو زہر لگے گی"

وہ رودی تھی "جو دل کرتا ہے کریں، رابیل تو انسان نہیں ہے نہ اسے درد ہوتا ہے"

اور وہ پیر پٹخ کر باہر چلی گئی۔مینا بس دیکھتی رہ گئی۔

وہ باہر بنچ پر بیٹھی سر جھکائے رو رہی تھی۔بار بار نم سانس اندر کھینچتی، آنکھ رگڑتی اور پھر سے رونے لگتی۔پیچھے سے کوئی آیا تھا اور اس کے گرد بازو حمائل کیے، اس کے سر سے سر لگایا

"مجھے اس وقت اکیلا چھوڑ دو"

"کیوں بھئی۔۔اتنی جوان حسین اور بہادر بہن کو ایسے ہی کیوں اکیلا چھوڑ دیں، زمانہ بڑا خراب ہے"

مگر وہ روئے گئی "مینو۔۔"

اس کی آواز رندھ گئی تھی۔۔پھر کھڑی ہوئی اور اس کے گلے لگ گئی اور روتی گئی

"مینو۔۔میرا یقین کرو میں غلط نہیں ہوں۔وہ اچھا نہیں تھا، وہ مجھے ذلیل کرتا تھا اور وہ مجھے ذلیل کرے گا۔۔وہ اچھا انسان نہیں تھا، تم لوگ میری بات کا یقین کیوں نہیں کر رہے، میں ساری دنیا سے لڑ سکتی ہوں تم لوگوں سے نہیں"

"تم کچھ بھی کرو مجھے اور اشعر کو اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گی، تم نے جو کیا ٹھیک کیا۔زندگی تم نے گزارنی ہے ہم نے نہیں، ہم تمھارے ساتھ ہیں چاہے کچھ بھی ہو، تم نے جو کیا اچھا کیا۔۔جو ابھی سے ہرٹ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کر رہا تھا اس نے بعد میں مزید ہرٹ کرنا تھا۔۔بس اب لیٹ گو کرو اور چپ ہو جاؤ" وہ اس کی کمر سہلا رہی تھی۔

تب ہی اشعر آیا تھا، اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس اور ٹشو پیپر تھے

"آپی"

رامین نے اسے دیکھا، رابیل کی پشت اس کی طرف تھی۔ مینا بمشکل اپنی ہنسی دبائے کھڑی تھی "لو دیکھو۔۔اشو تھپڑ بھی کھا کر آ گیا ہے"

رابیل اس سے الگ ہوئی اور اشعر کو دیکھا، پھر پانی کا گلاس پکڑا اور اسے لبوں سے لگایا۔ ٹشو سے آنسو صاف کیے اور اشعر کے کندھے سے لگ گئی

"تم کب سے اتنے بڑے ہو گئے؟"

وہ مسکرایا "کب؟ میں تو چھوٹا ہی ہوں بس حالات بدل گئے ہیں"

اس نے نم سانس اندر کھینچی اور اس سے جدا ہوئی، وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیا

اس نے اشعر کے گال پر ہاتھ رکھا "میرے لیے تھپڑ کھانے کا شکریہ"

وہ مسکرایا، رابیل کی طرح گال میں ڈمپل پڑے "آپ کے لیے تو گولی بھی کھا لوں گا"

اور یہ رابیل سے دوسرا تھپڑ پڑا تھا "خبردار! آئندہ ایسی بات کی تو، دو جوتے لگانے ہیں میں نے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آنکھیں پھاڑے اپنے بہن کو دیکھ رہا تھا۔رابیل مڑی اور مینا کو بھی ایک تھپڑ لگایا"تم کیا منہ دیکھ رہی ہو،چائے بنا کر لاؤ"

وہ بھی بس اسے دیکھتی رہی،پھر اشعر کے ساتھ آ کھڑی ہوئی

"اشعر۔۔اپنا گدھے جیسا دماغ استعمال کرو اور مجھے بتاؤ کہ کیا واقعی ہماری بہن مینٹل ہو چکی ہے"

وہ بھی رابیل کو دیکھتے بولا"تمھارے لومڑی جیسا شاطر دماغ صحیح سوچ رہا ہے،آپی ہل گئی ہیں"

وہ دونوں جیسے صدمے میں تھے۔رابیل ہنس دی اور دوبارہ مینا کو گلے سے لگایا

"ہر چیز کے لیے شکریہ"

"لیکن میں یہ تھپڑ نہیں بھولنے والی"اس نے خفا ہوتے ہوئے کہا تھا۔

وہ مسکرائی اور پیچھے ہوئی

"چلو آپی،چائے بناتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں"اشعر تو جیسے منٹوں میں تھپڑ بھول بھال گیا

اس نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا۔وہ یوں نارمل تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں اور ایسے ہی نارمل ہونا بھی چاہیئے تھا

چائے پینے کے بعد وہ تینوں سو گئے۔گھر میں خاموشی اور اندھیرا تھا۔اس نے سونے کی بہت کوشش کی مگر نیند کہاں آنی تھی۔وہ جانتی تھی اس نے صحیح کیا ہے اور اس بات کی گواہی اسے اس کا ضمیر دے رہا تھا،جب گواہی ضمیر دیتا ہے تو کسی اور گواہی کی ضرورت نہیں پڑتی۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور چپل پہن کر باہر نکلی۔لاؤنج میں اندھیرا تھا،سب سو چکے تھے۔اس نے ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھولا تو فرحت اپنی جگہ پر نہیں تھیں۔اس نے تھوڑا سا دروازہ مزید کھولا تو وہ جائے نماز بچھائے رو رہی تھیں۔اس کے دل کو کچھ ہوا تھا،تو یہی وجہ تھی کہ نیند نہیں آ رہی تھی،اندر آئی اور دروازہ بند کیا،جوتا اتارا اور ان کے گرد بازو حمائل کیے۔پھر ان کے کندھے پر تھوڑی رکھی اور دھیمی آواز میں بولی

"امی۔۔آئی ایم سوری"اور دھیمے سے اس کے گال کو چوما

"میں آپ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی"انھوں نے نم سانس اندر کھینچی اور اس کے ہاتھ پر اپنا نرم گرم ہاتھ رکھا۔

وہ اٹھی اور ان کی گود میں سر رکھا،ناچاہتے ہوئے بھی آنسو اس کی آنکھوں سے نکلے اور کناروں سے ہوتے کنپٹی پر بہتے ان کی گود میں جذب ہو گئے۔

"امی"اس کی آواز نم تھی،اس نے فرحت کا ہاتھ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا

"دنیا آپ کی گود کی طرح نرم اور آپ کے لمس کی طرح گرم کیوں نہیں ہے؟"

وہ بس اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں۔

"امی"اس نے نم سانس اندر کھینچی"میں خوش تھی کہ آپ خوش ہیں مگر یہ تھوڑی دیر کی خوشی ہوتی۔آپ کو ہمیشہ کا دکھ نہیں دے سکتی تھی"اس نے کروٹ بدلی اور چت لیٹے ان کے چہرے کو

دیکھا"نانی تو مجھے دعائیں دیتی ہیں کہ اللہ مجھے عرش کے بھاگ لگائے، عرش کے بھاگ کیسے ہوتے ہیں امی؟"

وہ خاموش تھیں"ایک کا مسئلہ یہ ہے کہ میں خود مختار کیوں ہوں اور ایک کا مسئلہ یہ تھا کہ میں خود مختار کیوں نہیں ہوں؟اماں یہ لوگ مجھے ویسے قبول کیوں نہیں کرتے جیسی میں ہوں۔لوگ مجھے ہی کیوں بدلنا چاہتے ہیں۔مانا کہ میں مٹی ہوں مگر یہ لوگ جیسے چاہیں مجھے ہی کیوں موڑنا چاہتے ہیں؟میرے سینے میں بھی تو دل ہے نا، میرا بھی دل دکھتا ہے مگر یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے؟میرے نصیب میں کبھی ارسل ہے، کبھی حسیل، میں نے اللہ سے کبھی یہ نہیں کہا کہ مجھے کوئی شہزادہ یا کسی سلطنت کا بادشاہ دے۔میں تو بس اتنا کہتی ہوں کہ وہ انسان دے،ایک اچھا انسان اس سے زیادہ کچھ نہیں، کیا یہ بھی بہت زیادہ ہے جو میں اس سے مانگتی ہوں"

پھر خاموش ہوئی"میری وجہ سے آپ کو پھر سے بہت کچھ سہنا پڑے گا۔۔مجھے معاف کر دیں، مجھے آپ کی بیٹی نہیں ہونا چاہیئے تھا"

انھوں نے اس کے ماتھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور پھر بولیں

"تم تو ایسے ہی گھبرا رہی ہو، بھیڑ بکری نہیں ہے میری بیٹی جو ایسے ہی کسی سے باندھ دوں۔۔میں اللہ سے دعا کروں گی میری رابیل کو عرش کے بھاگ لگا دے"

پھر خاموشی ہو گئی،انھوں نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیا"اتنی دیر تک جاگو گی تو صبح آفس کیسے جاؤ گی؟ چلو اٹھو، سو جاؤ۔۔ان دونوں کو دیکھو خراٹے مار رہے ہیں"اور ہنس دیں۔

کسی چھوٹے بچے کے کچھ کہنے کی آواز آرہی تھی"صارم بھی آیا ہے؟"

انھوں نے ہاں میں سر ہلایا۔کھڑکی سے آتی روشنی ان کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

"میں اس کو ساتھ لے جاؤں"

وہ خاموش ہو گئیں"آپ فکر نہ کریں، میں ماں باپ کے کیے کا بدلہ بچوں سے نہیں لیتی"

اور اٹھ گئی، گلشن آرا کے ساتھ لیٹے چھوٹے صارم کو کندھے سے لگایا اور اس کا گال چوما

"چاچو جیسے ہو تم تو"پھر دوبارہ گال چوما"اتنے پیارے کیوں ہو بد تمیز؟"اور اسے وہاں سے لے گئی۔

فرحت سانس خارج کر کے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے بیٹھ گئیں۔

اگلی صبح مینا سوئی تھی مگر ساتھ سویا صارم جلدی اٹھ گیا تھا جو اپنی زبان میں رابیل کو آوازیں لگا رہا تھا۔

وہ کپڑے بدل کر بال بنا رہی تھی، صارم ہاتھ پیر ہلاتے اسے پوری شدت سے یاد کر رہا تھا اور ساتھ سوئی مینا بے زار آگئی

"چپ کر جاؤ تم شیطان کے بچے"وہ اٹھی اور چلائی۔ایک لمحے کی خاموشی اور وہ گلا پھاڑ کر رونے لگا

"اوہو مینا" رابیل فوراً سے آئی اور اسے پکڑ لیا

"بچہ ہے وہ" اس نے اسے کندھے سے لگا کر تھپکا

"بچہ ہے تو بچہ رہے نا، عاطف اسلم کیوں بن رہا ہے" وہ دوبارہ سے لیٹ گئی۔

وہ اسے لیے کاؤچ پر بیٹھی تھی اور اسے چاکلیٹ کھول کر دے رہی تھی

"مینو"

"میں سو رہی ہوں بیلی" اس نے لحاف اوڑھ لیا

"حاشر بھائی کو کیسے پتہ چلا؟" وہ بستر پر لیٹی لڑکی کو گھور رہی تھی۔

"کال آئی تھی اس حسیل بندر کی" پھر ہنس دی اور لحاف اتار کر اسے دیکھا۔ کوئی چیز اگر رابیل کو بری لگے یا کوئی شخص اگر رابیل کے ساتھ برا کرے تو وہ رابیل کے لیے بعد میں برا بنتا تھا رامین کے لیے پہلے۔

"میں نے اور اشو نے تمھیں کروڑوں کالز کی تھیں، ہزار میسجز لیکن نہیں تم تو ماہرہ خان ہو نا"

اس نے سر جھٹک دیا "نیٹ آف تھا یار"

"ویسے ہوا کیا تھا؟" وہ چوکڑی مارے بیٹھ گئی

"کچھ خاص نہیں۔۔ارسل ملا تھا اس سے اور اسے سب بتا دیا، اس کا دماغ پھر گیا اور اپنی اوقات پر آ گیا۔مجھے بد کردار کہہ رہا تھا اور میں اسے اس کا کردار یاد دلا کر آئی ہوں" صارم نے چاکلیٹ نیچے گرا دی، وہ جھک کر چاکلیٹ اٹھا رہی تھی

"ہائے" اس نے تھوڑی تلے مٹھی جمالی "مطلب تم نے اسے تھپڑ مار دیا"

"نہیں۔۔ساتھ اس کے گرد آگ بھی لگا کر آئی تھی" وہ نارمل ہی تھی

"واقعی" وہ پرجوش ہوئی "مطلب پوری فلم چلی تھی، تم نے اسے کیوں نہیں آگ لگائی؟" وہ بدمزہ ہوئی

"اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہے، آنٹی پر رحم آ گیا مجھے" اس نے پھر سر جھٹکا

"واقعی بیلی، پہلے تھپڑ پھر آگ۔۔واہ تم تو میری ہی بہن ہو" پھر اٹھی اور اس کے گرد بازو حمائل کیے

"آئی لو یو یار" اور صارم کے ہاتھ سے چاکلیٹ کھینچ کر باہر بھاگ گئی۔وہ بس سانس لے کر رہ گئی۔

صارم منہ بنائے اسے دیکھ رہا تھا، بس رونے کو تیار تھا کہ اس نے اس کے گال پر بوسہ دیا اور اسے لیے اٹھی "ہم اور چاکلیٹ لے لیتے ہیں، مینا پھپھو تو ہیں ہی بھوکی" اور اس نے الماری کھولی۔

دس بجے کے قریب وہ آفس پہنچی تھی۔آج سب اسے دیکھ رہے تھے اور کیوں دیکھ رہے تھے یہ وہ جانتی تھی، نہ کوئی وڈیو لیک ہوئی تھی نہ کوئی اس کا جاننے والا ادھر تھا مگر پھر بھی بات پھیل چکی

تھی۔اسے عادت تھی اپنے باپ کی جگہ پر آنے کے بعد وہ کئی دفعہ ایسے حالات کا سامنا کر چکی تھی۔

آفس میں داخل ہوتے ہی کرسی پر بیٹھی اور آئمہ آگئی

"گڈ مارننگ میم!"

اس نے سر ہلا کر جواب دیا اور پھر لیپ ٹاپ آن کیا۔وہ بڑی دلچسپی سے رابیل کو دیکھ رہی تھی

"میم آپ ٹھیک ہیں؟"

یہ ہمدردی کا ایک الگ ہی طریقہ تھا،اسے کوفت ہوئی

"کیوں؟رات ورات میرے پر نکل آئے ہیں یا سینگ۔۔ٹھیک ہوں میں،کافی لے کر آؤ"اس نے سنجیدگی سے کہا اور پھر لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی۔آئمہ سر ہلا کر چلی گئی اور آفس میں سکون ہو گیا۔

جب واپس آئی تو کافی کے گھونٹ بھرتی وہ اس ہفتے کی رپورٹ لے رہی تھی اور ساتھ ساتھ نئے ریمائنڈرز سٹکی نوٹس پر لکھ کر اپنے لیپ ٹاپ کی بند سکرین پر چپکا رہی تھی

"فائقہ آئی تھی؟"گردن جھکائے وہ کچھ لکھ رہی تھی

"یس میم،آج صبح ہی"

"اوکے"اس نے سر ہلا دیا

"میم"سامنے بیٹھی سیکرٹری کچھ ہچکچائی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا "وہ۔۔"

"ہوں" وہ تھوڑی تلے مٹھی رکھ کر بیٹھ گئی

"مسز سلطانہ نے آپ کے لیے بلیک roses بھیجے ہیں"

"اچھا" وہ دوبارہ گلابوں پر جھک گئی "متین سے کہیں کہ وہ پھول ان کے گھر ان کی بیٹی کو بھجوا دیں، اسے زیادہ ضرورت ہے"

"اوکے میم" وہ اٹھنے والی تھی کہ رابیل نے گردن اٹھائی اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی

"اور ہاں، ان پھولوں میں میرے نام کا کارڈ ہٹوا کر ان کی بیٹی کا نام لکھوا دینا، اس کا تازہ تازہ بریک اپ ہوا ہے سو"

اور پھر مسکرا دی۔

سیکرٹری چلی گئی تو اس نے فون کی سکرین آن کی۔ بہت سے لوگوں کے میسیجز تھے۔۔ بات پھیل چکی تھی مگر اسے کیا پرواہ۔ اس نے ہریرہ کی بھیجی تصاویر دیکھیں اور پھر اسے شکریہ کا میسج بھیجا۔ اب وہ اس کی پے اسے ٹرانسفر کر رہی تھی۔ آج اسے بہت سے کام کرنے تھے۔ دفعتاً اندر کوئی آیا تھا جسے دیکھ کر رابیل مسکرائی۔ آنے والی فائقہ سامنے بیٹھ گئی

"کیسی ہو؟" وہ مسکراتے ہوئے رابیل سے اس کا حال پوچھ رہی تھی

"اچھی ہوں" وہ بھی مسکرائی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کل رات جو ہوا۔۔آئی ایم سو سوری" اس نے رابیل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

اس نے ایک سانس خارج کی "جانے دو" وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی "مگر میں یہ سوچ رہی ہوں کہ بات پھیلی کیسے؟ وہاں تو حسیل کے جاننے والے تھے سب اور حسیل کے جاننے والوں میں سے کوئی مجھے نہیں جانتا تھا، پھر صبح آتے ہی بات پھیل کیسے گئی؟" وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

"مے بی کوئی تمھیں جانتا ہو مگر تم اسے نہیں جانتی" وہ نارمل ہونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

اس نے سر ہلایا "تم صحیح کہہ رہی ہو، ہمارے نزدیک بہت سے لوگ ہوتے ہیں جنھیں ہم جانتے ہیں مگر بالکل نہیں جانتے" وہ سامنے کسی فائل کو کھول رہی تھی "میں تو ایسے لوگوں کو منافق کہتی ہوں اور منافقوں کا انجام دشمنوں سے بدتر ہوتا ہے"

سامنے بیٹھی فائقہ چپ تھی

ساتھ بیٹھی سیکرٹری بھی دونوں کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی

"میم۔۔ہریرہ نے آپ کو فوٹو شوٹ میل کر دیا تھا"

"یس اور میں نے اس کی پیمنٹ کلیئر کر دی ہے" وہ ابھی بھی فائل پر جھکی تھی

"اچھا۔۔کلیکشن میں نے دیکھ لی تھی، سب کچھ فائن ہے۔۔ایسا کرو لاہور بھجوا دو، ہم سنڈے کو اپنی کلیکشن آؤٹ کریں گے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آئمہ نے ڈائری پر جلدی سے نوٹ کیا"اوکے۔۔میں ابھی جاتی ہوں اور دیکھتی ہوں،آپ کو جلد اپ ڈیٹ کرتی ہوں"

اور وہ مسکرا کر وہاں سے چلی گئی

"اور تم کہاں غائب تھی اتنے دنوں سے؟"وہ دوبارہ فائقہ سے بات کرنے لگی

"کہیں نہیں۔۔میں نے کہاں ہونا ہے"

باہر سورج چڑھ چکا تھا،اسلام آباد مصروف سا لگتا تھا

شام کے چار بجے کا وقت تھا جب اس کے آفس کا گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔وہ اپنی سیکرٹری سے کسی معاملے میں بحث کر رہی تھی جب آنے "والی"کو دیکھ کر مسکرا دی۔آنے والی بھوری آنکھوں والی لڑکی اس کے سامنے آ بیٹھی۔اس نے آئمہ سے بات ختم کی اور اسے دو کپ چائے کا کہا۔

وہ افیفہ سے مخاطب ہوئی"تم تو عید کا چاند ہو"

"اور تم عید کا دن"پھر وہ پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی"مطلب اتنی جلدی سب کرتی ہو بس سب منہ کھولے دیکھتے رہ جاتے ہیں"افیفہ خفا سی تھی۔

وہ ہنس دی"یہ ضروری تھا"

"خیر!سارے زمانے کو کیسے پتہ چلا؟"وہ حیران تھی

"ارسل ملا تھا حسیل سے،اس نے حسیل کو ساری باتیں بتادیں۔۔وہ ساری بکواس جو وہ کرتا ہے،
میں نے اس کی بے عزتی کی تھی اسے کہاں سکون ملنا تھا" شانے اچکائے
سیکرٹری کافی لے کر آئی اور کپ رکھ کر جانے لگی تھی کہ رابیل پیچھے سے بولی
"آئمہ،میں آفس میں نہیں ہوں"
اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور چلی گئی۔
"مگر بات یہاں تک کیسے پہنچی۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا،ارسل اور حسیل؟" وہ جیسے غصے میں آئی ہوئی تھی
"ارسل اور فائقہ رابطے میں ہیں" رابیل نے چائے کا کپ منہ سے لگایا
"واٹ؟" وہ آگے کو ہوئی "فائقہ،تمھاری فرینڈ؟سیریسلی؟" وہ حیران تھی
"پتہ نہیں وہ کیا چاہتی ہے،کچھ دن پہلے مجھے اس پر شک تھا،مینا سے کہہ کر میں نے اس کو ہیک کیا ہے اور ابھی تک وہ ارسل سے رابطے میں ہے۔۔ارسل حسیل سے ملا اور حسیل نے رات جو بھی تماشا ہوا ہے سب اسے بتادیا اور اس نے فائقہ کو" وہ ساری کہانی بتا رہی تھی
"تم نے کیا واقعی انگیجمنٹ توڑ دی؟" اس نے کپ منہ سے لگایا
"ہاں۔۔ایک عورت کے پاس اس کا کردار ہی سب ہوتا ہے۔کردار پر حملہ تو معافی ناممکن" اس نے ابرو اٹھائی

"ٹھیک ہے۔۔تم نے ٹھیک کیا،جو آج یہ سب کر رہا ہے کل بھی یہی سب کرے گا"

"Exactly"

"فائقہ کو نکالو یار،یہ کیا بد تمیزی ہے؟"اب وہ فائقہ پر برسنے کے موڈ میں تھی

وہ ہنسی"ریلیکس،اس کا علاج ہے میرے پاس،اس کی رسی دراز ہے۔۔سیدھا پھانسی کا پھندا ڈالوں گی"

وہ ایک سانس لے کر رہ گئی،پھر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"بیلی۔۔تم ٹھیک ہو نا؟"

"ہوں۔۔رات تھی گزر گئی۔۔میں نے یہ قید توڑ دی ہے،میں مطمئن ہوں"

وہ مسکرا دی۔اب افیفہ کچھ اور کہہ رہی تھی اور وہ سر ہلا کر جواب دے رہی تھی۔

شام کو وہ گھر نہیں گئی تھی۔افیفہ کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد وہ ایک آرٹ گیلری کی طرف آئی تھی۔آرٹ اس کا کمفرٹ زون تھا۔وہ ایک اچھی پینٹر نہیں تھی مگر پینٹر تھی اور اب تو وہ اتنی مصروف ہوتی تھی کہ پینٹ بھی نہیں کر پاتی تھی۔اندر داخل ہوئی تو نظر پہلے فرش پر پڑتی تھی جو شیشے کا لگتا تھا اور لگتا تھا کہ شیشے کے نیچے پانی بہہ رہا ہے۔ارد گرد تصاویر لگی ہوئی تھیں،نئی پینٹنگز اور نئے شاہکار۔وہ ایک پینٹنگ کے سامنے رکی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔۔اسے اپنے پیچھے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی اور وہ مڑی۔پیچھے ایک لڑکا کھڑا تھا،تقریباً اشعر کا ہم عمر جس نے سیاہ چوکور فریم والا چشمہ لگا رکھا تھا

"کیسی ہیں آپ؟"وہ مسکرایا تھا

"میں ٹھیک۔۔آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے تھے، سر اثبات میں ہلایا۔رابیل پینٹنگز دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی اور وہ رابیل کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

"اتنے دن بعد، سب ٹھیک ہے؟"

"یس"وہ ایک پینٹنگ کے سامنے رکی"بزی تھی"پھر اس پر لگے گلاس کو چھو کر دیکھا۔

وہ بہت سے پھولوں کی پینٹنگ تھی، ہر پھول کا اپنا رنگ تھا اور پیچھے نیلے آسمان اور سبز گھاس کا منظر

"آپ کو اچھی لگی یہ؟"اس نے پہلے پینٹنگ کو دیکھا پھر رابیل کو

رابیل نے اثبات میں سر ہلایا"آپ کی ساری پینٹنگز اچھی ہی ہوتی ہیں"

"اچھی ہوتی ہیں مگر جو آپ کو اچھی لگتی ہے وہ خوش بخت ہوتی ہے"ساتھ کھڑا لڑکا کافی خوش اخلاق تھا پر

وہ مسکرا دی، نیچے اس نے اپنے نام کے سائن کیے ہوئے تھے"حذیفہ بن یمان"

وہ آگے بڑھی"آپ کو کوئی اچھی لگے تو لے سکتی ہیں"وہ اسے کھلی آفر کر رہا تھا جبکہ یہاں ساری پینٹنگز نمائش کے لیے ہوتی تھیں، بیچنے کے لیے نہیں

"کتنے کی دیں گے آپ؟"وہ ایسے ہی پوچھنے لگی

"یہی کوئی پانچ سے چھے کواچہ"

رابیل حیران ہوئی "یہ کتنے ہوتے ہیں؟" وہ اسے دیکھ رہی تھی جو گردن جھکائے مسکرا رہا تھا

"بہت زیادہ۔۔میں تو امیر لوگوں کو لوٹ لیتا ہوں" پھر ہنسا

"شکر ہے میں امیر نہیں ہوں" رابیل بھی دھیرے سے ہنسی۔

وہ سر ہلاتے مسکرایا تھا "آپ کو پھول پسند ہیں؟"

وہ دوبارہ پینٹنگز دیکھتی آگے بڑھی تھی "ہاں۔۔تھے کبھی"

"اور اب؟" اسے مزید تجسس پیدا ہوا

"وقت بدل جاتا ہے حذیفہ، جذبات بھی بدل جاتے ہیں" رابیل اب کہ سنجیدہ ہو گئی تھی۔

وہ خاموش رہا۔اس نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا تھا

"آپ کبھی آئیں نا، ہم مل کر پینٹ کرتے ہیں" اس نے کیوں کہا یہ نہیں پتہ مگر کہہ دیا۔

رابیل فوراً سے مڑی اور اسے گھورا۔وہ جھٹ سے بول پڑا "سوری، اف یو مائنڈ۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا"

وہ دوبارہ سیدھا دیکھنے لگی، آس پاس لوگ تھے مگر وہ سب سے بے پرواہ تھی

"آپ یہاں تب سے آرہی ہیں جب سے میں نے یہ کام شروع کیا ہے۔میں آپ کو بڑی بہن سمجھتا ہوں آپ مجھے غلط مت سمجھیے گا" وہ سنجیدہ تھا۔رابیل نے ایک سانس خارج کی اور ایک پینٹنگ کے سامنے رک گئی،ڈوبتے سورج کی 3D پینٹنگ۔

وہ ابھی پینٹنگ دیکھ رہی تھی کہ پیچھے سے کسی کی آواز آئی

"ہیلو" ایک جانی پہچانی ہشاش بشاش آواز

وہ مڑی،حذیفہ کے ساتھ کوئی اور بھی تھا،جس کی آنکھیں سیاہ تھیں

"کیسی ہیں آپ رابیل جی؟" یہ اس دن والا کیمرہ مین تھا

وہ مسکرادی "ٹھیک۔۔تم۔۔یہاں؟" اس نے ابرو اٹھائی

"یاد کریں۔۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں نے آپ سے ذکر کیا تھا کہ میری ایک آرٹ گیلری ہے"

رابیل مسکرائی "ڈونٹ ٹیل می کہ وہ یہی ہے"

وہ ہنس دیا "یہی ہے" پھر سر ہلایا

"کم آن" وہ بھی ہنسی تھی "ہریرہ،مجھے پہلے نہیں بتایا"

پھر حذیفہ کو دیکھا اور لڑکی کچھ نا سمجھی سے بولی "تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟"

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا،نظریں ملیں،معنی خیز مسکراہٹ "بہت اچھے سے" کہتے ہی کیمرہ مین نے سر جھکا دیا۔

حذیفہ کے ساتھ کھڑا ہریرہ مسکرایا تو گالوں میں ڈمپل پڑے۔

"رئیلی؟" وہ مسکرا رہی تھی، کچھ حیرانی سے انھیں دیکھ بھی رہی تھی

"جی بالکل" فوٹو گرافر نے سر ہلایا

حذیفہ چپ تھا اور جواب ہریرہ دے رہا تھا

"کیمرہ مین بھی ہو اور آرٹسٹ بھی" رابیل نے سینے پر بازو باندھ لیے

"جی" اس نے سر ہلا کر ذرا سی گردن جھکائی۔ حذیفہ نے اسے دیکھتے ابرو اٹھائیں (ناٹنکی، ہونہہ!)

"چلیں آپ دیکھیں، ہم پھر ملتے ہیں آپ سے" اس نے ایک آخری بار رابیل کو دیکھا

پھر وہ حذیفہ کا بازو کھینچ کر اسے ایک طرف لے گیا

"تم انھیں کب سے جانتے ہو؟" اس نے حذیفہ کے بازو پر چٹکی کاٹی

وہ کراہا اور بازو ملا "لانگ ٹائم اگو"

"اور تم؟" پھر اس نے پتلیاں سکیڑے ہریرہ کو دیکھا "تمھارا نیا شکار ہیں نا یہ؟"

ہریرہ ہنس دیا "ارے نہیں نہیں، میں تو معصوم ہوں"

اور اس کا جملہ حذیفہ نے مکمل کیا "اور مجبور بالکل بھی نہیں"

ہریرہ نے اسے گھورا "اپنی زبان کو تالا لگاؤ، نہیں تو میں یہاں تمھارے لیے تالا لگوا دوں گا"

"وہ ایک اچھی لڑکی ہیں، تم انھیں کچھ نہیں کرو گے" وہ دانت پیستے بولا تھا

ہریرہ ہنسا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "میں کچھ نہیں کرتا، سب کچھ خود ہی ہوتا ہے"

حذیفہ نے اس کا بازو جھٹک دیا "خدا کی قسم اگر ایک قتل حلال ہوتا تو میں تمھارا کرتا"

وہ مسکرایا اور اس کا گال کھینچا "لیکن تم ہڈ حرام اور ڈھیٹ ہو سکتے ہو، قاتل نہیں"

اور وہ وہاں سے چل دیا۔۔حذیفہ بس سانس لے کر رہ گیا۔ابو ہریرہ مسکرایا اور رابیل کی طرف بڑھا۔

یہ اس دن سے تین دن بعد کی بات ہے جب رابیل آرٹ گیلری میں گئی تھی۔آج وہ آفس سے جلدی آکر باہر باغ میں بیٹھی تھی، چائے کا کپ لبوں کو لگاتی اور چھوٹے صارم کو گود میں بٹھا کر اس کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی۔حاشر واپس نہیں گیا تھا، اس کی اپنی بیوی سے لڑائی چل رہی تھی۔خیر !، آج اس کی خالہ آئی تھیں اور ساری تیاریاں ڈسکس کر کے گئی تھیں۔اس کی چائے ختم ہو چکی تھی خالی کپ میز پر دھرا تھا، پیچھے سے مینا کی آواز آئی تھی۔

"بیلی"

وہ فون ہاتھ میں پکڑے گھاس پر چلتی اس کی طرف بڑھی تھی۔اس کے ساتھ آ بیٹھی اور فون کی سکرین آن کر کے اسے دکھائی، ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ اب رابیل کو دیکھ رہی تھی

"پوری جنگ کی تیاری ہے تمھارے لیے، کیا کرو گی؟" کچھ پل سوچنے کے بعد رامین بول پڑی

اس نے فون واپس رکھا اور مطمئن سی بیٹھ گئی

"اس کا علاج ہے میرے پاس" اپنے کندھے پر آئے بال پیچھے کیے

"یار، یہ آستین کا سانپ ہے، تم اسے مار دو" وہ بھی پریشان ہوئی تھی

"ہوں، وقت آنے پر" وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ مینا اٹھی اور اس کی گود میں بیٹھے چھوٹے بچے کا زور سے گال کھینچا، اس کا نرم سا گال سرخ ہو گیا اور وہ منہ کے زاویے بناتا گلا پھاڑ کر رونے لگا۔ مینا ہنس دی۔

اس نے مینا کے بازو پر چپت رسید کی "دفع ہو جاؤ تم"

مگر بچہ رابیل کا بازو پکڑے روئے جا رہا تھا

"تمھیں ذرا شرم نہیں آتی، چھوٹا بچہ ہے یہ"

وہ اس کے آنسو صاف کرتی اسے چپ کرا رہی تھی

"سارے گھر میں سے تمھیں ہی اچھا لگتا ہے یہ" اس نے سر جھٹکا اور دوبارہ بیٹھ گئی۔

کچھ لمحے گزرے اور وہ رابیل کے ساتھ سر لگائے خاموش تھا

"مینا، وہ گھڑی تمھیں کس نے دی؟" وہ اسی گھڑی کی بات کر رہی تھی جس پر کبھی نیلے اور کبھی سرخ الفاظ جھلکتے تھے

وہ جو فون کی سکرین پر انگلیاں پھیر رہی تھی، چونک گئی۔

"کونسی؟" سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ بلیک ڈائل والی"

"اوہ ہاں، مجھے کسی نے گفٹ دی تھی" پھر مسکرائی اور ہاتھ تھوڑی تلے رکھا

"The most amazing gift from most amazing man"

رابیل ہنس دی "رئیلی؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر دوبارہ اس کے پاس آئی، صارم کا گال چوما اور پھر رابیل سے مخاطب ہوئی

"تمھیں اپنا کوئی اچھا انتظام کرنا چاہیئے"

اس نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ وہ اندر چلی گئی مگر رابیل کچھ سوچ کر مسکرا دی۔

یہ ایک ریسٹورنٹ کا منظر تھا۔ کھانے کی خوشبو، لوگوں کی باتیں اور پیچھے ہلکا سا میوزک۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے، لنچ کرتے ہوئے

"مجھے ساڑھی لے دو" رامین نے کولڈ ڈرنک کا گلاس منہ کو لگایا

تیمور ہنس دیا "ابھی تھوڑے دن پہلے کسی نے مجھے ساڑھی کے نام پر لمبا چوڑا لیکچر دیا تھا" وہ جیسے اسے چھیڑ رہا تھا

وہ منہ بنا کر بیٹھ گئی "وہ والی نہیں، کوئی اور" منہ بنانے میں تو وہ ویسے بھی ماہر تھی

"کونسی؟"وہ متوجہ ہو کر بیٹھ گیا

"میں نے ایک نئی ساڑھی دیکھی ہے، میں رخصتی پر وہی پہنوں گی"اس نے مسکراتے ہوئے بڑے نخرے سے کہا

"اگر تم وہ ساڑھی نہیں پہنو گی تو مطلب رخصتی نہیں ہو گی؟"تیمور کی آنکھوں میں شرارت جھلکی

"نہیں"اس نے دوٹوک جواب دیا۔

اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔پھر جیب سے فون نکالا اور کال ملانے لگا"کسے کال ملا رہے ہو؟"

وہ مصروف سا بولا"خالہ کو"سر جھکائے اس کا انگوٹھا سکرین پر چلتا رہا

"کیوں؟"اس نے ہاتھ میں پکڑا چمچ کا نٹا ادھر ہی چھوڑ دیا

"پوچھنا ہے کہ اگر ساڑھی نہ لے کر دوں تو کیا واقعی رخصتی رک سکتی ہے نا"تیمور ابھی بھی فون پر ہی جھکا تھا

وہ کندھے ڈھیلے چھوڑ کر بیٹھ گئی۔پھر دونوں بازو سینے پر باندھ لیے۔اس نے کال کاٹی اور ہنس دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے"فون جیب میں رکھا اور کھانے کی طرف دوبارہ گردن جھکا لی

"کل چلیں؟"وہ آگے کو ہوئی اور پُرجوش انداز میں بولی

"ہوں۔۔ٹھیک ہے، میں تمھیں پک کر لوں گا"اس نے چاول کا چمچ منہ میں رکھا۔

رامین نے مسکرا کر سر ہلا دیا اور کھانے کی پلیٹ پر جھکی

"ویسے لگو گی تم پھول جھڑی ہی" اسے پھر سے شرارت سوجھ رہی تھی

اور مسکرا دیا۔اس نے منہ بنایا" تمھیں کیا ہے جو بھی لگوں"

"ہاں بھئی مجھے کیا ہے، میں کونسا تمھارا کچھ لگتا ہوں" اس نے پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔ پھر کچھ یاد آنے پر بولا

"تمھارے لیے ایک گڈ نیوز ہے"

"کیا؟" اس نے کھانا چھوڑا اور پھر تیمور کو دیکھنے لگی

"سکالرشپ اپروو ہو گئی ہے، سسرال نہیں ابراڈ جانے کی تیاری کرو بیگم"

"کیا؟" وہ اتنی اونچی بولی کہ ارد گرد والے سب ہی لوگوں نے مڑ کر دیکھا، خوشی کے مارے اس کی آنکھیں پھٹی تھیں، اس نے چیخ روکنے کو منہ پر ہاتھ رکھے۔ وہ ہنس دیا

"استغفار۔۔ میرا گزارا کیسے ہو گا تمھارے ساتھ؟" وہ مٹھی پر گال جمائے اسے دیکھے گا

"ایک مسئلہ ہے مینو" اب کی بار تیمور نے منہ بنایا تھا

اور یہ رامین نے منہ بسور لیا

"کیا؟" وہ بلا کی معصوم لگ رہی تھی

"تمھارے حاشر بھائی مان جائیں گے؟" وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا

"پتہ نہیں۔۔ تماشا لگے گا پورا" اس نے برا سا منہ بنا کر سر جھٹکا

وہ ہنس دیا اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا "تمھارا شوہر میں ہوں۔ تمھیں میری اجازت چاہیئے"

اس نے منہ بسور کر اسے دیکھا "تمھاری خیر ہے"

"دیکھیں گے، سوچیں گے۔۔ کیا پتہ میرا دل لگ جائے اور میں تمھیں جانے نہ دوں" وہ اسے تنگ کر رہا تھا

"تمھارے دل کو تو میں دیکھ لوں گی" وہ بھی رامین تھی

اس نے سر ہلا دیا "ایک بار تمھاری رخصتی ہو جائے تمھیں میں خود ہی سیٹ کر لوں گا"

وہ ہنس دی "دیکھتے ہیں کون کس کو سیٹ کرتا ہے"

تیمور نے پتلیاں سکیڑے اسے دیکھا، پھر بولا "سوچ رہا ہوں الگ گھر لے لوں"

مینا نے شانے اچکائے "مرضی ہے" چمچ پکڑ کر چاول کی۔ پلیٹ میں ہلانے لگی

"جس خاندان کے ساتھ میرا گزارا نہیں ہوا تمھارا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور پھر میں زیادہ تر بلکہ رہتا ہی مون کے ساتھ ہوں"

"ہوں" اس نے پلاؤ کا چمچ بھر کر منہ میں رکھا "تو پھر؟"

"میں چاہتا ہوں کہ ہمارے لیے الگ گھر دیکھوں، تاکہ جب تمھیں پیٹنا ہو تو کوئی تمھیں بچانے والا نہ ہو۔ تمھیں سیٹ بھی تو کرنا ہے نا"

اس نے سمجھ کر سر ہلا دیا "صحیح کہہ رہے ہو ایسے گھر والوں کے سامنے تم پٹتے اچھے بھی نہیں لگو گے"

پھر ہنس دی، وہ بھی مسکرا دیا

"چلو دیکھتے ہیں، ہوپ سو سب اچھا ہو" اس نے نیپکین سے ہونٹ تھپتھپائے اور ویٹر کو بل کے لیے اشارہ کیا۔

دوپہر آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔ شام کے ہونے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ ایسے میں نیشنل کالج آف آرٹس میں کچھ لڑکے اور لڑکیاں اپنی کلاس لے کر باہر نکلے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اپنا اپنا کینوس تھا، مسکراتے ہوئے باتیں کرتے وہ باہر کو بڑھ رہے تھے۔ راہداری سے گزرتی لمبی چٹیا والی لڑکی کے ساتھ اس کی دوست باتیں کر رہی تھی۔ اس نے کندھے پر بیگ لٹکایا ہوا تھا دایاں ہاتھ پہلو میں تھا جس میں اس نے کینوس تھام رکھا تھا۔ ہاتھ پر پیلا سرخ اور سفید رنگ لگا تھا مگر وہ اپنی سہیلی کی بات سننے میں مگن تھی۔

"پروفیسر کو جب دیکھو غلطیاں نکالتے ہیں۔ ایسے نہیں ویسے کرو اور جب ویسے کرو تو ویسے نہیں ایسے کرو، عجیب!" اس کی سہیلی جھنجھلائی ہوئی تیزی سے بول رہی تھی

وہ مسکرائی اور اس کے شانے پر بایاں ہاتھ رکھا "کچھ نہیں ہوتا۔ ہو جائے گا تم سے"

لڑکی نے گردن موڑ کر سنینا کو دیکھا "تم سے تو پہلی بار ہی ہو جاتا ہے۔ تمھیں کیا فکر؟ تمھیں کیا پتہ ہم جیسوں کو کتنی محنت کرنی پڑتی ہے" اس نے سر جھٹکا۔ دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں

"ڈگری ختم ہونے والی ہے۔ہم پینٹر تو بن گئے آرٹسٹ نہیں بنے"اس نے پھر سے سنینا کو دیکھا"تم نے کہاں سے دیکھ کر بنائی تھی تو وہ پینٹنگ؟"

سنینا نے شانے اچکائے اور بے پرواہی سے سامنے دیکھا"ایسے ہی۔بابا سے باتیں کرتے کرتے بنالی، رات کو میں نے امیجن کی،دن کو تیاری اور دوپہر میں بنا بھی لی"

اس نے سہیلی نے اب کی بار اسے دیکھا تو آنکھوں میں رشک تھا،سراہتی ہوئی نظر"واؤ۔۔مطلب صرف تخیل"پھر سانس خارج کی"ہمیں تصویر سامنے پڑی تو وہ بھی ویسی نہ بنانی آئے جیسے تم بن دیکھے بنالیتی ہو"

سنینا فقط ہنس دی"بابا کو میری برگد والی پینٹنگ اچھی نہیں لگی تھی"

"ارے کیوں؟"اس کی دوست حیران ہوئی تھی"پروفیسر کو تو بہت اچھی لگی"

سنینا نے سانس خارج کی"پتہ نہیں۔۔۔بس بابا کہتے ہیں کہ اس میں خودی پیدا کرو"

"ہیں؟"اس کی سہیلی نے منہ بنا کر اسے دیکھا"مطلب؟"

"پتہ نہیں"اس نے شانے اچکائے کیونکہ وہ خود بھی اس کا مطلب نہیں جانتی تھی۔

اس کی سہیلی نے سر ہلایا"کیا فرق پڑتا ہے۔۔یہاں تو تمھاری ہر پینٹنگ شاہکار ہوتی ہے۔۔۔سب ہی اسے سراہتے ہیں"

وہ فقط مسکرائی۔اس کے لیے یہ بات اب پرانی تھی ایک عادت تھی،وہ اسی بات کے لیے مشہور تھی کہ وہ بس سوچتی ہے اور پینٹنگ بن جاتی ہے۔کالج میں اکثر اسے سراہا جاتا تھا اور اسے یہ اچھا لگتا تھا۔ایک پروفیسر کہا کرتے تھے کہ سنینا کا نام ہی کافی ہے،اگر کسی پینٹنگ تلے سنینا کا نام لکھا ہو تو وہ آنکھیں بند کر کے بھی اسے خرید سکتے ہیں مگر وہ پینٹنگ انمول ہو گی۔اس کا کوئی دام نہیں کیونکہ وہ عام نہیں۔باتیں کرتے لڑکی کیفے کی طرف بڑھی تھی۔وہ ایک میز کے گرد بیٹھی اور اس کی دوست چائے بسکٹ لائی۔اس نے کینوس نیچے میز سے ٹکا کر رکھا،بیگ ساتھ پڑا تھا اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے کہنیاں میز کی سطح پر رکھے وہ بسکٹ چائے میں ڈبو کر کھا رہی تھی۔اس کی دوست نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا

"ایک اور غم ہے نینا۔۔"اس نے سانس خارج کی"میری زندگی میں غم ہی ہیں۔خوشی کہاں سے لاؤں؟"

سنینا نے چائے میں ڈوبا بسکٹ منہ میں رکھا"کیا ہو گیا اب؟"

"وہ تمھیں یاد ہے ہم نے پچھلے سمسٹر میں ایک سکالرشپ کے لیے اپلائی کیا تھا۔وہ جو لندن سے آئی تھی،آرٹ کے سٹوڈنٹس کے لیے۔وہ جو کلاس میں بہت سے بچوں نے اپلائی کی تھی،تم نے بھی میں نے بھی"

سنینا نے بسکٹ چائے میں ڈبوتے سر ہلایا "ارے ہاں۔۔وہ جو تم نے زبردستی میری طرف سے اپلائی کی تھی "اس نے اپنی دوست کو دیکھتے بسکٹ منہ میں رکھا

"ہاں۔۔"اس کی سہیلی نے شانے ڈھیلے چھوڑے "انھوں نے مجھے ریجیکٹ کر دیا۔۔بہت بڑا دکھ ہے یہ۔۔میں نے سوچا تھا کہ شاید لندن جا کر ہی میرے دن پھر جائیں مگر نہیں۔۔اسی کالج کی دیواروں پر میرا نصیب نقش ہے "اس نے سر جھٹکا اور پھر چائے کا گھونٹ بھرا

سنینا ایک لمحے کے لیے رکی اور اسے دیکھا "تمھیں کیسا پتہ تم ریجیکٹ ہوئی ہو؟"

"ارے میل آئی تھی کل رات کو۔۔میں نے سوچا تمھیں رات میں ہی بتا دوں مگر پھر دکھ ہی بہت تھا، سوچا صبح آ کر بتاؤں گی تم تھوڑی تسلی دے دو گی"

سنینا نے فقط سر ہلایا مگر دھیان اس کا کہیں اور تھا۔اس نے بسکٹ چائے میں ڈبویا "میں نے تو اس دن کے بعد سے کوئی میل نہیں چیک کی۔۔میں نے تو اس سکالرشپ کو سیریئس ہی نہیں لیا تھا۔۔تم لوگ اتنے سیریئس تھے کیا؟"اس کا آدھا بسکٹ چائے میں ہی ڈوبا رہ گیا اور اس نے گردن موڑ کر دوست کو دیکھا

"تم ہی بس نان سیریئس تھی کیونکہ تمھیں پتہ تھا کہ تم کہیں بھی جاؤ تم سیلیکٹ ہو گی ہی، مسئلہ تو ہمارا تھا نا۔۔زبیر اور عاصم کو دیکھا تھا انھیں بھی سکالرشپ نہیں ملی تو کیسے رونے والے ہوئے تھے"

سنینا نے چائے سے بسکٹ باہر نکالا تو وہ اتنا نرم تھا کہ مڑ کر چائے میں ڈوب گیا اور آدھا بسکٹ انگلی اور انگوٹھے کے بیچ رہ گیا۔

"میں نے میل چیک نہیں کی" اس نے بسکٹ منہ میں رکھا۔ پھر منہ بنایا" مجھے نہیں لگتا مجھے بھی یہ سکالرشپ ملی ہو گی"

"خود سے اندازے مت لگاؤ۔۔ گھر جا کر دیکھ لینا ایک بار۔۔ کیا پتہ تمھارا مقدّر تمھیں کہاں لے جائے" اس نے سہیلی نے کہتے ہی چائے کا کپ منہ سے لگایا

سنینا کے تاثرات سنجیدہ ہو گئے۔ وہ سامنے پڑی چائے اور ساتھ پڑا بسکٹ کا آدھا پیکٹ بھول گئی تھی۔

پھر کچھ سوچنے پر سر جھٹکا

"کیا فائدہ۔۔" بسکٹ نکالا اور چائے میں ڈبویا" سکالرشپ مل بھی گئی تو نہ بابا مانیں گے نہ عالی۔۔ رہنا تو مجھے یہیں ہے۔ یہیں سے ماسٹرز کرنا ہے" اس کے لہجے میں مایوسی تھی، چائے میں ڈوبا بسکٹ منہ میں رکھا

اس کی سہیلی نے چائے کا گھونٹ بھرا" ایک بار دیکھ تو لو نینا۔۔ سکالرشپ مل گئی تو تم عالیار بھائی کو منانا وہ تمھارے بابا کو منا لیں گے"

سنینا نے اپنی دوست کو دیکھا اور ہنس دی" عالی؟ مان جائے؟" اس نے چائے کا کپ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا" ہم دونوں لاہور رہتے ہیں اور اسے میری اچھی خاصی فکر ہوتی ہے، ایک ہفتے میں کئی بار

ہماری ملاقات ہوتی ہے اور بابا۔۔وہ تو کبھی نہیں مانیں گے۔عالیار ہی نہیں مانے گا تو وہ بابا کو کیسے منائے گا؟میری قسمت بھی یہیں کالج کی دیواروں پر نقش ہے بیٹا"اس نے کہہ کر سر جھٹکا اور چائے کا گھونٹ بھرا

"تمھارے بابا تو آرٹ کے لیے بھی نہیں مانتے تھے۔وہ تو سائیکالوجی کا کہتے تھے،عالیار بھائی انھیں بھی تو آرٹس کے لیے منا لائے تھے نا۔۔تم بس دعا کرو کہ تمھاری سکالرشپ آ گئی ہو"اور وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی

اس کی باتوں نے سینا کے اندر ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔اب وہ بے چین تھی اور بس گھر جانے کی جلدی تھی،کیا پتہ مقدر واقعی اس پر مہربان ہو۔۔کیا پتہ واقعی اس کی قسمت اسے روشنیوں کے شہر لے جائے،کیا پتہ واقعی وہ دنیا کے بہترین آرٹ کالج میں جا کر اپنا نام بنا آئے مگر زندگی "کیا پتہ" پر نہیں گزاری جاتی۔وہ چائے پیتے سامنے دیکھتی کچھ سوچ رہی تھی،جو مقدر کو منظور۔

شام مغرب کی اذان ہو چکی تھی۔فرحت لاؤنج میں تخت پوش پر بیٹھیں نماز پڑھ رہی تھیں،گلشن آرا تسبیح کر رہی تھیں۔رابیل کمرے میں بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے فون پر مسلسل ٹائپنگ کر رہی تھی۔اگر تم اوپر کمرے میں دیکھو تو اندھیرا تھا سوائے ایک جگہ کے۔فرش بھورا تھا،محسوس ہوتا تھا جیسے لکڑی کا تھا مگر درحقیقت لکڑی کا نہیں تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی دائیں جانب سامنے ایک چھوٹا ڈریسنگ ٹیبل تھا،وہاں آئینے کے سامنے ایک لڑکی بیٹھی تھی جس کے بال کندھوں تک تھے،

آئینے کے دائیں بائیں سنگھار میز پر سینٹڈ کینڈلز تھیں، جلتی ہوئی خوشبودار موم بتیاں۔ کمرے میں عجیب سی پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی، آئینے میں اس کا عکس ابھر رہا تھا، وہ آگے کو ہوئی اور کہنیاں سنگھار میز پر رکھ دیں۔ عینک تلے سیاہ آنکھیں پر سرار تھیں۔ وہ مسکرائی، اس کے ہاتھ میں چاکلیٹ تھی جس سے وہ تھوڑی تھوڑی توڑتی اور زبان اور تالو کے درمیان رکھ کر چوستی اور پھر نگل لیتی۔

کمرے میں خاموشی تھی، پھر ایک آواز ابھری

"کیسی ہو رامین؟"

اندر کی آواز جسے کوئی نہیں سن سکتا تھا، سوائے رامین کے۔

"میں مطمئن" جواب بھی اندر سے آیا تھا، اس نے دانتوں سے چاکلیٹ توڑی اور منہ میں رکھی۔

"آج اتنے دن بعد"

"ہاں، بہت سی باتیں کرنی ہیں" پھر ایک خاموشی۔

کیا اس کا عکس اس سے باتیں کر رہا تھا؟ نہیں، وہ خود سے مخاطب تھی۔

"تمھاری جاب چھوٹ گئی، دکھ ہے، گلٹ ہے یا تم خوش ہو؟"

"مطمئن" ایک وقفہ "میں مطمئن ہوں۔ جاب چھوٹی نہیں تھی میں نے چھوڑ دی تھی، مجھے پتہ تھا میرے کولیگز کیا کھچڑی پکا رہے ہیں مگر میں کسی کے معاملات میں دخل نہیں دیتی۔ انھوں نے اپنا کام کیا میں نے اپنا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یعنی؟"

چاکلیٹ دوبارہ کاٹی اور منہ میں رکھی۔ایک سانس خارج کی

"مجھے پتہ تھا کہ وہ میرے پاس کس نیت سے آئی ہے۔مجھے پتہ تھا کہ اس نے میرا پاسورڈ دیکھ لیا ہے اور مجھے یہ بھی پتہ تھا کہ وہ میری مخبری کر رہی ہے۔میں نے اس کے سامنے جان بوجھ کر اپنا پراجیکٹ کھولا تھا۔میں نے ان کی سازش میں ان کا ساتھ دیا تھا،مجھے پتہ تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور کریں گے اور میں نے انھیں کرنے دی۔میں کسی کے کام میں انٹرفیئر (دخل اندازی) نہیں کرتی۔میں وہ آفس چھوڑنے والی تھی مگر کیا کرتی؟ بیلی،اشو اور چوزو نے میرا سر کھا لینا تھا اور اپنی اپنی نصیحتیں لے کر آجانا تھا،مینا یہ کرو مینا وہ کرو۔۔مجھ سے نہیں ہوتا یار یہ،بحث،فساد،ہنگامہ۔۔اونہوں! مجھ سے لوگوں کی چک چک برداشت نہیں ہوتی۔بس اپنا کام کرو اور جاؤ۔مجھے پتہ تھا وہاں کا باس بڑا پرفیکشنسٹ ہے،اسی لیے وہ مجھے برداشت نہیں کرے گا،سو اس نے مجھے نکال دیا۔میرا بھی کام ہو گیا اور اس کا بھی"

وہ مسکرائی اور مزید چاکلیٹ کاٹی

"کیا تم جاب نہیں کرنا چاہتی تھی؟"

"نہیں، میں جاب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔میں آزاد رہنا چاہتی ہوں، خوش، مطمئن سی۔۔یہ جاب میرے بس کی بات نہیں ہے لیکن یہ بات سچ ہے کہ میں نے پوری لگن سے وہ پراجیکٹ بنایا تھا مگر وہ ڈوب گیا، خود کو بھی تو بچانا تھا نا"

"تو پھر اتنا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تم ایک دو بار ضد کرتی سب نے مان جانا تھا یار"

"Drosophila Melanogaster (فروٹ فلائی) کبھی کبھی مرنے کا ڈرامہ کرتی ہے، یونو ایکٹنگ کیونکہ اسے زندگی میں تھوڑی دیر کے لیے میلز (مرد مکھیوں) سے دور رہنا ہوتا ہے، کوئی میٹنگ (mating) کے لیے اس کے قریب نہ آئے سو وہ ایکٹنگ کرتی ہے کہ وہ مر چکی ہے تو میل (مرد مکھی) اس کے پاس آتا ہے اور اسے مرا ہوا سمجھ کر چلا جاتا ہے۔یہ تھوڑی سے ایکٹنگ کر کے اسے اپنی مرضی سے تھوڑی سی زندگی گزارنے کا موقع مل جاتا ہے۔انسان کو تھوڑی بہت ایکٹنگ آنی چاہیئے، بہت سی جگہوں پر کام آتی ہے" اس نے سانس خارج کی

"میں بیلی سے کہتی، پھر اشعر سے اور پھر چوزو۔۔باری باری سب کے پاس جاتی اور سب کو کہتی مجھے جاب نہیں کرنی۔ایک میس کری ایٹ ہونا تھا، ایک بحث اور وہ بھی بڑے ضدی ہیں۔اصول تو یہ ہے نا کہ میری زندگی ہے مجھ سے پوچھیں کہ کیا میں جاب کرنا چاہتی ہوں؟ اگر میں ہاں کہوں تو ٹھیک ہے اور نہ کہوں تو میری مرضی ہے نا۔۔یہ لوگ مجھ سے پوچھتے نہیں ہیں مجھے بتاتے ہیں، مینا یہ

کرو میناوہ کرواور نہ کروں تو پھر وہی میس اور بحث۔مجھے نہیں چاہیئے میس اور کسی قسم کی بحث۔ انھوں نے کہاجاب کرو میں نے ہاں کہہ کر بات ختم کر دی اور پھر میں نے کی تواپنی مرضی نا"

"اف مینا،اتناسب کچھ"

"کرناپڑا، کرناپڑتاہے۔دنیامیرے اصولوں پر نہیں چلتی اور میں دنیا کے اصولوں پر۔میں وہی کرتی ہوں جو میرا دل کرتاہے۔انھوں نے کہاانٹرویو دو میں نے دے دیا مگر کیسادیایہ میری مرضی ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ وہاں کا باس میرے ایٹیٹیوڈ سے امپریس ہو گیا تھا،انھوں نے کہاجاب کرو میں نے کرلی مگر کی تواپنی مرضی سے نا۔۔وہ بھی خوش ہیں اور میں بھی۔میں تھوڑے سے فیک ایموشنز کرنے سے میں اپنی مرضی کی زندگی گزار لیتی ہوں۔ میں فضول کا میس کری ایٹ نہیں کرتی۔یہ میری زندگی ہے اور میں اپنی مرضی سے جیتی ہوں۔یہاں مجھے سب جانتے ہیں مگر کوئی نہیں جانتااور مجھے ایسے رہنا پسند ہے"

"تم نے بندوق کیوں نکالی تھی؟"

"اوہ۔۔وہ"وہ ہنسی تھی"تھرلر مجھے ٹریگر کرتاہے۔میرا دل کیا تھامیں نے نکال لیا،مجھے اچھا لگتاہے لوگوں کو حیران کرنا،ان کے چہروں پر شاک اور حیرانی دیکھنا"

"تم باہر جاناچاہتی ہو؟"

"ہوں۔۔میں آگے پڑھنا چاہتی ہوں، میں نیا ایڈونچر کرنا چاہتی ہوں۔حاشر بھائی اور امی نے تو گھر میں بحث چھیڑ کر بیٹھ جانا تھا اور مجھے بحث اچھی نہیں لگتی۔چوزو مجھے سپورٹ کرتا ہے، میں ابراڈ چلی جاؤں گی"

"تم تو بہت خطرناک، بہت پر سرار ہو مینا"

وہ ہنس دی "نہیں تو۔۔میں بس اپنی زندگی اپنے اصولوں سے جیتی ہوں اور دوسروں کو بھی جینے دیتی ہوں۔۔میں ان کو اگر اپنے پلانز بتادوں تو یہ میرا جینا محال کر دیں، اس لیے میں اپنی مرضی کرتی ہوں اور ان کو ان کی مرضی کرنے دیتی ہوں"

"کیا تم تیمور سے محبت کرتی ہو؟"

وہ ہنس دی، ایک قہقہہ لگایا مگر جواب نہیں دیا۔وہ اٹھی اور موم بتیاں بجھادیں۔کمرے سے باہر نکلی اور بچی ہوئی چاکلیٹ منہ میں ڈال کر لفافہ ڈسٹ بن میں اچھال دیا۔

یہ مغرب کے بعد کا وقت تھا، اس کے کمرے کی روشنی جل رہی تھی اور دیوار گیر کھڑکی کے سامنے سے پردے ہٹے تھے جہاں سے باہر باغ نظر آرہا تھا۔وہ جائے نماز پر بیٹھی تھی گردن جھکائے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے۔اس کی نظر ہاتھوں کی لکیروں پر تھی اور وہ خاموش تھی۔کچھ فاصلے پر

اس کی پشت پر پڑے بیڈ پر ایک لیپ ٹاپ پڑا تھا جس کی سکرین جھکی ہوئی تھی مگر وہ ہلکی ہلکی سی روشن تھی جیسے لیپ ٹاپ بند نہیں ہے۔اس سکرین نے ابھی اسے وہ نوید سنائی تھی جو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچی ہو گی۔سب سے زیادہ وہ لمحے ہمیں خوشی دیتے ہیں جو پری پلانڈ نہیں ہوتے، جن کی کوئی تیاری نہیں ہوتی، جن کے ہونے کا ہم نے کبھی نہیں سوچا ہوتا۔اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا مگر جب سے ہوا تھا تب سے وہ خاموش تھی اور اندر مختلف آوازیں اسے پکار رہی تھیں۔

اس نے ایک سانس خارج کی اور پھر ہاتھوں کو ملا، گردن اٹھا کر آنکھیں بند کیں۔پھر سر جھٹکا اور کھڑی ہو گئی۔جائے نماز تہہ کر کے چھوٹے صوفے پر رکھی، حجاب کھولا اور باہر کی طرف بڑھی۔

لیپ ٹاپ سکرین بجھ چکی تھی۔

لاؤنج میں خاموشی تھی البتہ کھانے کی خوشبو پھیلی تھی۔خوشبو اس کی نتھوں سے ٹکراتی اس کے باپ کی موجودگی کا پتہ دے رہی تھی۔اس نے دوپٹہ اتار کر ایک بار پھر لیا مگر اب کی بار سر سے ڈھلک رہا تھا اور باقی گلے میں تھا۔نماز کی طرح اس نے دوپٹہ اچھے سے بازوؤں پر لے کر حجاب نہیں کیا تھا۔وہ کچن میں داخل ہوئی اور گلا کھنکھارا، اپنے باپ کے ساتھ جا کھڑی ہوئی، وہ جو سلاد کے لیے ٹماٹر کاٹ رہے تھے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر دوبارہ ٹماٹر کاٹنے لگے۔سنینا نے ان کے سامنے سے کٹنگ بورڈ لے لیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لائیں میں کاٹ دیتی ہوں۔۔آپ باہر بیٹھیں یہاں گرمی ہے"اس نے کہتے ہی چھری اپنے باپ کے ہاتھ سے لے لی

"تھوڑا سارہ گیا اب تو نینا۔۔میں کرلوں گا"ان کے ہاتھوں پر ہلکے سرخ رنگ کا پانی کی طرح کا ٹماٹر سے نکلنے والا مائع لگا تھا

وہ گردن جھکائے ٹماٹر کاٹتی رہی"میری طرح آپ بھی سارا دن یونیورسٹی ہی رہے ہیں، تھک گئے ہوں گے، بیٹھ جائیں نا۔۔میں کھانا لگا دیتی ہوں"

اس کے باپ نے سانس خارج کی اور سنک کی طرف بڑھے، ٹوٹی چلائی اور ہاتھ دھوئے۔

پھر دیوار کے ساتھ تولیے سے ہاتھ خشک کیے اور برتنوں والے سٹینڈ سے پلیٹیں نکالنے لگے۔سنینا نے مڑ کر دیکھا اور چھری وہیں رکھی، ان کو کہنی سے تھاما

"چلیں باہر۔۔میں کہہ رہی ہوں نا میں کر لیتی ہوں"انھیں ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھی"جب سے آئے ہیں تب سے کام کرنے لگے ہیں"

وہ چھوٹے صوفے پر بیٹھے تو لڑکی نے خفگی سے انھیں گھورا، پھر کچن کی طرف بڑھی اور فریج کھول کر پانی گلاس میں انڈیلا اور گلاس باہر لے آئی۔انھیں پانی کا گلاس دیا اور انھوں نے لبوں سے لگایا۔

وہ اپنے دوپٹے کے پلو سے اپنے باپ کے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کر رہی تھی

"کچھ بھی ہلکا پھلکا سا بنا لیتے۔۔مگر نہیں ہم تو پلاؤ کھائیں گے"

اس کا باپ اسے دیکھ کر ہنس دیا، پھر پانی کا گلاس سامنے میز پر رکھا "ایسے خیال رکھو گی تو میں بگڑ جاؤں گا"

لڑکی نے دونوں ہاتھ کمر پر باندھے اور پھر آنکھیں چھوٹی کیں "بگڑ کر تو دکھائیں۔۔میں بھی آپ ہی کی بیٹی ہوں سدھار دوں گی "اور ہنس دی۔وہ بھی ہنسے تھے۔دم پر پڑے چاولوں کی خوشبو ہر سو پھیل کر بھوک بڑھا رہی تھی۔

کھانا کھاتے شہباز حسین بار بار نوٹ کر رہے تھے کہ سنینا انھیں دیکھتی ہے پھر چاول کی پلیٹ میں بے مقصد چمچ ہلاتی ہے اور پھر کچھ سوچتے ہوئے سست رفتاری سے چاولوں کا چمچ منہ میں رکھتی ہے۔

انھوں نے کھیرے کا ٹکرا منہ میں رکھا اور چبایا

"نینا۔۔کھانا اچھا نہیں بنا بیٹا؟"

وہ چونک گئی اور انھیں دیکھا۔پھر مسکرائی اور شانے اچکائے "نہیں بابا۔۔بہت اچھا ہے "پھر چمچ بھر کر منہ میں رکھا

شہباز اب اسے ہی دیکھ رہے تھے پھر پلیٹ پر جھکتے بولے "کیا کوئی بات ہے جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو؟کچھ کہنا ہے کیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سنینا کے حلق میں ہی نوالہ اٹک گیا۔ ستیاناس جو وہ ایک بات نہیں چھپا پائی۔ اس نے نوالہ اندر نگلا "نہیں۔۔ایسی بات نہیں ہے" پھر سانس خارج کی "بس ایسے ہی، آج مجھے آپ کی یاد آتی رہی کالج میں"

وہ مسکرائے اور سر ہلایا "کیوں؟ خیریت؟"

لڑکی نے سر جھکایا اور چمچ چاولوں سے بھرا "بس ایسے ہی، آپ کو یاد کرنے کے لیے مجھے کسی وجہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ کو پتہ ہے نا میں آپ کو سب سے زیادہ چاہتی ہوں بابا۔۔بس ایسے ہی" پانی کا گلاس پکڑ کر لبوں سے لگایا، اس کے ہاتھ برف بن چکے تھے۔ وہ بے ربط باتیں کر رہی تھی اور شہباز یہ جانتے تھے

"کیا بات ہے؟ تمھیں کچھ کہنا ہے؟" وہ اپنا کھانا چھوڑ کر بیٹھ گئے تھے "تم کو جو کہنا ہے کہہ دو نینا۔۔ میں سن رہا ہوں"

سنینا نے پانی کا گلاس وہیں رکھا اور انھیں دیکھا۔ اس کی رنگت زرد پڑ چکی تھی۔ دل اتنی شدت سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینہ توڑ دے گا، اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہو رہی تھیں۔ پھر اس نے تھوک نگلا، گلا کھنکھارا اور ان سے نظریں چرائیں

"بابا۔۔وہ" پھر سے گلا کھنکھارا، وہ دونوں ہاتھ باہم ملائے بیٹھی تھی۔ گود میں اس کی دونوں مٹھیاں تھیں جن کی انگلیاں وہ مسلسل مروڑ رہی تھی

"میں۔۔میری۔۔"پھر آنکھیں میچ لیں اور سانس خارج کی۔وہ کیا بول رہی ہے؟الفاظ ساتھ کیوں نہیں دے رہے اور اس کے جملے بے جوڑ بے ربط بے معنی کیوں ہیں؟

"نین۔۔"

وہ اٹھے اور اس کے ساتھ آ بیٹھے،اسے کندھوں سے تھاما اور ذرا سا جھک کر اس کا چہرہ دیکھا"کیا بات ہے؟اتنا پینک کیوں کر رہی ہو؟"

سنینا نے گردن موڑ کر ان کی آنکھوں میں دیکھا جو ہو بہو اس کے جیسی تھیں

"آپ انکار کر دیں گے"اس کی آواز کانپی تھی

"کیا؟"اس کے باپ کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔

"آپ منع کر دیں گے بابا۔۔"اس نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے اپنی بات کو دہرایا

"کیا؟"وہ ابھی بھی کچھ نہیں سمجھ پائے تھے

"وہ۔۔"اس نے تھوک نگلا"کچھ مہینے پہلے میں نے اور حفظہ نے سکالرشپ کے لیے اپلائی کیا تھا۔حفظہ کو سکالرشپ نہیں ملی،کسی کو نہیں ملی مگر۔۔مجھے مل گئی ہے بابا"اس کی آواز دھیمی تھی

"کون سی سکالرشپ؟"

اس نے تھوک نگلا"یونیورسٹی آف آرٹس لندن"وہ پلکیں نہیں جھپکا رہی تھی۔وہ اپنے باپ کا چہرہ دیکھ رہی تھی،ان کا چہرہ پڑھ رہی تھی اور بعض دفعہ بعض چہرے پڑھنا ہمیں کچھ بھی پڑھنے کے قابل نہیں چھوڑتا

وہ خاموش رہے۔سنینا کے کندھوں پر ان کی گرفت ڈھیلی پڑی۔

سنینا نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔ان کے ہاتھ گرم تھے جبکہ لڑکی کے ہاتھ پسینے سے تر یخ ٹھنڈے تھے

"پلیز۔۔میرا خواب ہے۔۔مجھے ایک بڑی آرٹسٹ بننا ہے۔۔اللہ نے مجھے ہنر سے نوازا ہے بابا"

شہباز بلا کے سنجیدہ تھے۔انھوں نے لڑکی کی آنکھوں میں دیکھا مگر یہ وہ آنکھیں نہیں تھیں جواب ان کی تھیں۔ان آنکھوں میں ستارے تھے شعلے تھے آگ تھی اور خواب تھے۔

"مگر تمھارے ہنر میں خودی نہیں ہے نین"

انھوں نے لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیرا مگر وہ کچھ نہیں سمجھ پائی۔وہ ایک ہی بات دہراتے تھے اور وہی ایک بات سنینا کی سمجھ سے باہر تھی۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں اور آنسو کٹوروں کی زینت بن گئے

"بابا۔۔پلیز۔۔"وہ جیسے سرگوشی کر رہی تھی۔آواز تو بہت پہلے دم توڑ چکی تھی

"میرے خواب ہیں۔مجھے آگے بڑھنا ہے بہت آگے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شہباز نے اس کے سر پر اسی طرح ہاتھ پھیرا پھر سانس خارج کی "میں سمجھ سکتا ہوں نین۔۔میں سب جانتا ہوں بچے، تمھیں آگے جانا ہے بہت آگے مگر کبھی کبھی انسان اتنا آگے نکل جاتا ہے کہ اسے واپسی کا راستہ ہی بھول جاتا ہے۔منزل تک جاتے جاتے وہ بھٹک جاتا ہے بہک جاتا ہے پھر اسے واپس آنا ہوتا ہے اپنی جڑوں اپنی بنیاد تک مگر وہ راستہ بھول چکا ہوتا ہے کیونکہ وہ بہت بہت آگے نکل جاتا ہے۔اس کے خوابوں کی روشنی اس کی آنکھوں کی بینائی لے کر اسے نابینا کر دیتی ہے نین، سب خواب پورے نہیں ہونے چاہیئے آدم کو ابلیس بنتے دیر نہیں لگتی"

سنینا نے ان کی آنکھوں میں دیکھا "مگر اس دل کا کیا؟"

"دل کا کیا ہے نین۔۔دل تو کچھ بھی چاہتا ہے، دل تو نادان ہے بیٹے۔۔دل تو بڑا بے ایمان ہے مگر ایمان تو تمھاری زندگی کا حاصل ہے۔تم بے ایمان نہیں ہو سکتی"

انھوں نے نرمی سے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا مگر اس نے ان کا ہاتھ جھٹک دیا "آپ ایسے ہی کرتے ہیں" وہ پھٹ پڑی تھی۔وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے ضد کر رہی تھی "آپ ہمیشہ اپنی مرضی کرتے ہیں، آپ کو لگتا ہے آپ صحیح ہیں۔آپ کو لگتا ہے میں بڑی آرٹسٹ بن گئی تو پتہ نہیں کون سی قیامت آجائے گی، آپ کو مجھ سے کوئی پیار نہیں ہے۔آپ ہمیشہ اپنی مرضی کرتے ہیں"

انھوں نے سانس خارج کی اور پھر سر ہلایا۔اس کے سر پر ہاتھ رکھا "کچھ خواب سراب ہوتے ہیں نینا ۔۔سراب بالکل اس دنیا کی طرح کے۔۔"

اس نے اپنے باپ کی بات کاٹ دی "مجھے نہیں سمجھنی آپ کی فلاسفی، مجھے آپ سے کوئی گیان نہیں لینا بابا۔۔آپ میری بات نہیں مانتے۔آپ کو مجھ سے پیار ہے ہی نہیں، آپ کو صرف خود سے محبت ہے"

شہباز حسین نے اپنی بیٹی کو دیکھا۔وہ انھیں وہ عبد لگی تھی جو معبود کے سامنے بیٹھ کر اپنے لیے کسی ایسی چیز کی ضد کرتی ہے جو محض اس کے لیے آزمائش لاتی ہے۔

انھوں نے ایک نظر بھر کر اسے دیکھا پھر کھڑے ہو گئے۔جھک کر میز پر پڑا گلاس اس کے سامنے رکھا

"پانی پیو اور نارمل ہو جاؤ۔۔بھول جاؤ ابھی کوئی بات ہوئی تھی"

اور کہہ کر رکے نہیں باہر کی طرف چل دیے۔وہ مڑی اور اپنے باپ کو دیکھا جو کہ باہر جا چکے تھے۔

پھر آنکھیں میچ کر رو دی اور ساتھ پڑا کشن اٹھا کر سامنے والی دیوار کو دے مارا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔

وہ سر گود میں رکھے رو رہی تھی۔

پتہ نہیں وقت کی کتنی اور کون کون سی خصوصیات ہیں مگر سب سے اچھی خاصیت یہ ہے کہ یہ بہت جلدی گزرتا ہے۔اتنی جلدی کہ احساس تب ہوتا ہے جب یہ گزر جاتا ہے، چاہے اچھا ہو یا برا۔وہ کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی، رات کا پہر تھا اور باہر لان کی روشنی جل رہی تھی۔اس نے کسی کا نمبر ملایا، کال جا رہی تھی، کچھ پل بیتے اور کال اٹھا لی گئی

"یس میم!"ایک نسوانی آواز

"کہاں ہو اس وقت؟"وہ پتلیاں سکیڑے سامنے باہر باغ میں نظر آتے پودینے کے پودے کو دیکھ رہی تھی

"میم۔۔میں گھر پر ہوں،اپنے کمرے میں"دوسری طرف سے آئمہ کی آواز ابھر رہی تھی

"اوکے"اس نے ایک سانس خارج کی"کل ہم کلیکشن آؤٹ کریں گے"اور یہ اس نے آئمہ کے سر پر بم پھوڑا تھا

وہ جو دوسری طرف بیٹھی تھی ہڑبڑا گئی"میم۔۔"

"I said what I said" اس نے اٹل لہجے میں کہا

البتہ وہ بڑے تحمل سے بول رہی تھی۔جیسے پہلے سے ہی یہ ارادہ تھا

"کل فرائی ڈے ہے میم۔۔ہم سنڈے کو کلیکشن آؤٹ کرنے والے تھے"آئمہ کو بالآخر ہوش آگیا تھا

"میں ہوش و حواس میں ہوں اور جانتی ہوں کل کیا ہے۔۔جیسا میں نے کہا ہے ویسے ہی کرو۔۔کل نمازِ جمعہ کے ایک گھنٹے بعد کلیکشن آؤٹ کر دو"اس نے پورا حکم صادر کیا تھا

اگلی طرف خاموشی تھی"اوکے میم"

اس نے سانس خارج کی

"See you tomorrow at 4"

اور کال کاٹ دی۔ پھر فون کی سکرین کو کچھ سوچتے ہوئے دیکھا

اب وہ کسی اور کو کال ملا رہی تھی۔ کال ملا کر کچھ لمحے انتظار کیا، پہلی کال پر ہی فون اٹھا لیا گیا تھا، وہ رابیل کی پہلی کال ہی اٹھا لیا کرتا تھا۔۔اس نے فون کان سے لگایا تھا اور ایک بھاری مردانہ مگر نرم آواز اس کے کان میں پڑی تھی

"زھے نصیب۔۔آج ہمیں کیسے یاد کیا آپ نے؟" وہ جیسے مسکرایا تھا

"کیسے ہیں آپ؟" اس کا چہرہ سپاٹ تھا

"آج آپ نے حال پوچھا ہے۔۔آج تو گونگے بھی بولیں گے اور بہرے بھی سنیں گے" مردانہ مگر نرم آواز

وہ مسکرائی تھی۔ دوسری طرف سے مرد نے سوال کیا تھا "آپ ٹھیک ہیں؟"

رابیل خاموش رہی۔ پھر بولی تو سنجیدہ ہو گئی "کام کی بات کریں"

وہ ہنس دیا "فرمائیں، کیا فیور لینے آئی ہیں؟"

"فیور لینے نہیں دینے" اس نے رخ موڑا اور کھڑکی کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی

"ارے ارے۔۔آپ حکم کریں"

"اپنا ففٹی پرسنٹ بچا لیں" اس نے جھٹ سے بول دیا

Clubb of Quality Content

وہ ہنس دیا۔وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے

"اور آپ کا ففٹی؟" وہ جیسے محظوظ ہوا تھا

"جو ڈوب گیا وہ آپ کا، جو بچ گیا وہ میرا" اب کی بار وہ محظوظ ہوئی تھی

وہ دھیرے سے ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی "آپ کو تو "تم" کہنے کو بھی دل نہیں کرتا"

رابیل نے ایک سانس خارج کی جیسے اس کی بات کا کوئی اثر نہ لیا ہو "میں سنڈے کو بزی ہوں، آپ کو آنا پڑے گا"

"ہم بھی سنڈے کو بزی ہیں مگر" پھر مسکرایا "ہم آئیں گے"

وہ مسکرادی۔اس کی بات مان لی گئی تھی

دوسری طرف سے مرد کی بات ابھی ادھوری تھی "مگر ایک شرط پر"

رابیل نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے "جی"

"پہلے بولیں جمال احمد" وہ ہنسا تھا

رابیل نے سر نفی میں ہلا دیا "میں آپ سے رابطے میں رہوں گی"

وہ مسکرایا "یہ ہمارے لیے اعزاز ہے"

"خدا حافظ!" اور اس نے فون کان سے ہٹا لیا۔کال کاٹ دی اور پھر سکرین آف کر دی

وہ اب مطمئن تھی، ایک اور کھیل کی تیاری مگر وہ عادی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ظہر کو بیتے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ نیشنل کالج آف آرٹس کے باہر ایک سفید گاڑی کھڑی تھی جس سے ٹیک لگا کر کھڑا سیاہ پینٹ اور سفید شرٹ والا شخص سامنے دیکھ رہا تھا۔ ہلکی ہوا سے اس کی سیاہ ٹائی لہرا رہی تھی، اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی پھر سامنے دیکھا تو لمبی چٹیا والی لڑکی باہر آ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور سیاہ آنکھوں والا مسکرا کر ٹیک چھوڑے سیدھا کھڑا ہو گیا۔ وہ غالباً ابھی کورٹ سے آیا تھا اور اندر گاڑی میں پچھلی سیٹ پر اس کا سیاہ کوٹ پڑا تھا۔ گلابی قمیض جس کی آستینیں کلائیوں سے بند تھیں، پھولے پھولے سے بازو اور نیچے نیلی جینز، سفید سنیکرز اور کندھے پر لٹکتا بیگ۔ اس نے سٹالر سر پر لیا تھا جو ذرا سا پیچھے کو ڈھلک رہا تھا، گردن سے ہوتا پیچھے کو لہرا رہا تھا۔ وہ سادہ تھی مگر پھر بھی اسے اچھی لگتی تھی۔ وہ چلتے ہوئے اس تک آئی اور اس نے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔ خود گاڑی کے سامنے سے چکر کاٹ کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر سٹیرنگ کے سامنے بیٹھ گیا۔

سنینا نے اسے دیکھا پھر مسکرائی "تم کورٹ میں تھے؟"

لڑکے نے سر اثبات میں ہلایا اور گاڑی سٹارٹ کر دی "ایک کیس کی ہیئرنگ تھی، وہ نپٹا کر تمھاری طرف آیا ہوں" گردن موڑ کر لڑکی کو دیکھا "تم ٹھیک ہو؟ ضروری بات تھی کیا؟"

سینا پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھی تھی، پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا "کیوں؟ ضروری بات ہو گی تب ہی تمھیں بلاؤں گی۔ کیا میں ویسے نہیں مل سکتی؟"

وہ مسکرایا البتہ سامنے ہی دیکھتا رہا "محترمہ رات کے ساڑھے گیارہ آپ نے مجھے کال کی تھی صرف یہ کہنے کے لیے کہ کوئی ضروری بات ہے کالج سے پک کر لینا۔ اب میں ضروری بات سننے آیا ہوں تو آپ کا موڈ بدل گیا"

لڑکی اسے ہی دیکھتی رہی "یعنی میں نے تمھیں ڈسٹرب کیا؟ رات کو نیند سے جگایا اور ابھی کورٹ سے بلایا۔ میں تمھیں ڈسٹرب کر رہی ہوں"

وہ ہنس دیا اور سر نفی میں ہلایا۔ پھر سانس خارج کی

"کچھ کھاؤ گی؟ کچھ پینے چلیں؟"

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا اور سامنے دیکھنے لگی۔ وہ کسی اور دنیا میں تھی، وہ کچھ اور سوچ کر آئی تھی۔

ایک فٹ پاتھ کے قریب ایک چھاؤں دار درخت تلے سفید گاڑی کھڑی تھی جس میں بیٹھے مرد کے ہاتھ میں بلیو بیری سلش کا گلاس تھا۔ ساتھ بیٹھی لڑکی کے ہاتھ میں نارنجی سلش کا گلاس جھلک رہا تھا۔

لڑکے نے ایک گھونٹ بھرا اور اسے دیکھا جو خاموش تھی مگر بے چین سی۔ جیسے کچھ کہنے آئی ہے مگر کہہ نہیں رہی۔

"نین۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟"

عالیار اس سے اس کی خاموشی اور بے چینی کا پوچھنے والا تھا کہ وہ اس کی بات کاٹ کر جھٹ سے بول پڑی۔ وہ ذرا سا حیران ہوا مگر پھر مسکرایا

"تمھیں کیا لگتا ہے؟" سٹرا ہونٹوں میں دبایا اور ایک گھونٹ بھرا

لڑکی نے سانس خارج کی "تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو؟" وہ جھٹ سے بول پڑی۔

عالیار پھر سے ہنسا "کیا ہو گیا؟ یہ سب کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"بتاؤ نا"

عالیار نے سانس خارج کیا "میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ تمھارے ہوتے اور تمھارے بعد بھی کبھی دوسری شادی نہیں کروں گا"

سنینا ہنس دی۔ پھر سر ہلایا۔ اس نے سلش کا آدھا گلاس اپنے سامنے رکھا اور بیگ سے ایک سفید کاغذ نکال کر اسے دیا۔ لڑکے نے پہلے لڑکی کو دیکھا پھر اس سفید کاغذ کو۔ پھر اس پر لکھی تحریر آنکھوں سے پڑھی اور پھر سانس لے کر رہ گیا۔ سٹرا سنینا کے دانتوں کے بیچ تھا اور وہ بغور عالیار کے تاثرات دیکھ رہی تھی

"یہ کیا ہے؟"

لڑکے نے کاغذ ایک بار ہوا میں لہرایا جبکہ وہ دیکھ چکی تھی کہ کیسے اس کی رنگت گلابی ہوئی ہے

Clubb of Quality Content

"سکالرشپ" سٹرا دانتوں میں ہی تھا اور اس نے دھیمی آواز میں کہہ کر ایک گھونٹ بھرا

"نظر آرہا ہے مجھے" وہ سنجیدہ ہوا تھا۔ سلش کا گلاس دیش بورڈ پر رکھا اور اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا "یہ تم نے کب اپلائی کی تھی؟ مجھے نہیں بتایا"

سنینا نے سٹرا کو دانتوں کی قید سے آزاد کیا اور تھوک نگلا "یہ۔۔آ۔۔میرے بہت سے کلاس فیلوز نے کیا تھا اور میں نے بھی کر دیا۔اس وقت میں سیریئس نہیں تھی مگر اب ہوں"

"مگر اب میں سیریئس نہیں ہوں" کاغذ اس کے ہاتھ میں ہی تھا مگر اس کی کاغذ پر گرفت مضبوط پڑی تھی

لڑکی کی بھنویں بھینچ گئیں۔ سلش کا گلاس دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا "کیوں؟ تم نہیں چاہتے کہ میں مزید آگے بڑھوں؟ یہ موقع کسی کسی کو ملتا ہے۔ تمھیں پتہ ہے یونیورسٹی آف آرٹس لندن یورپ کی سب سے بڑی آرٹس یونیورسٹی ہے اور مجھے انھوں نے اسکالرشپ دی ہے۔۔ تمھیں پتہ ہے عالی یہ کتنے اعزاز کی بات ہے"

عالیار نے صفحہ اس کی طرف واپس بڑھایا۔البتہ وہ کچھ الجھ سا گیا تھا "ہاں ٹھیک ہے۔۔ہے اعزاز مگر ۔۔تم اچھی آرٹسٹ ہو۔ کہیں بھی جاؤ گی اچھا پرفارم کرو گی۔۔ہمارے لیے لندن اور لاہور میں کوئی تفریق نہیں ہے، تم یہیں ٹھیک ہو" اس نے کہہ کر سر جھٹک دیا

"لندن اور لاہور میں کوئی تفریق نہیں ہے نا۔۔پھر میں لندن چلی جاؤں؟"

عالیار نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور سانس خارج کی "سنینا یار۔۔"

"تم بھی بابا کی طرح منع کر دو۔۔ کوئی فلسفہ جھاڑ دو" وہ بھی سنجیدہ ہوئی تھی اور اب کی بار آواز ذرا سی بلند تھی "ایک اسکالرشپ آئی ہے سب کچھ وہ کر رہے ہیں تم لوگوں کو کچھ دینا نہیں پڑ رہا مگر میں پھر بھی۔۔ پھر بھی کبھی بابا اور کبھی تمھاری منتیں کر رہی ہوں کہ مجھے جانے دیں۔۔ میں کوئی چڑیا نہیں ہوں جسے کوئی بھی پکڑ کر قید کر لے" اس کا تنفس بڑھ گیا

عالیار خاموش رہا۔ پھر بڑے تحمل سے اس کا ہاتھ تھاما "دیکھو نین۔۔ مسئلہ یہ نہیں ہے۔۔"

اس نے جھٹ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑوا لیا "ہاں۔۔ مسئلہ یہ تو ہے ہی نہیں، مسئلہ تو یہ ہے کہ میں تمھارے اور بابا کے سر پر سوار رہوں۔ میں تمھارے اور بابا کے پلو سے بندھ کر رہوں، ہزاروں لڑکیاں باہر پڑھنے جاتی ہیں اور جیسے واپس ہی نہیں آتیں۔ میری اپنی تو کوئی زندگی ہی نہیں ہے۔ کبھی باپ کبھی شوہر" اس نے عالیار کو گھورا "تم کو اور بابا کو ہمیشہ مجھ سے پتہ نہیں کون سی ان سیکیورٹی فیل ہوتی رہی ہے جیسے میں پتہ نہیں کتنی ڈمب ہوں۔ جیسے میں گھر سے نکلوں گی اور یوں کسی لڈو کی طرح کوئی مجھے اچک لے گا"

پھر خاموش ہوئی اور سانس بحال کی "میرے خواب ہیں عالی۔ مجھے آگے بڑھنا ہے، بڑھنے دو۔ اس سکالرشپ کے ہزاروں لوگوں نے خواب دیکھے تھے مگر یہ میرا نصیب تھا۔ میں بھی چاہتی ہوں میں

آسمان کی سیر کروں، میں دیکھوں کہ چاہا جانا سراہا جانا کیسا ہوتا ہے۔ میں بھی اپنا ٹیلنٹ دنیا کو دکھا سکوں مگر تم اور بابا۔۔ پتہ نہیں کیا ہے تم لوگوں کو" اس نے کہہ کر سر جھٹکا

عالیار اب خاموش بس اسے دیکھ رہا تھا جیسے کبھی شہباز اسے دیکھتے تھے، دیکھتے ہیں۔ اس نے تھوک نگلا

"ہم تمھارے دشمن نہیں ہیں نینا، تم عام لڑکیوں کی طرح نہیں ہو۔ ہم نے تمھاری آنکھوں میں شعلے دیکھے ہیں وہ شعلے جو آگ برپا کر دیں۔ ہم بس تمھیں روکتے ہیں اس دیوار کو توڑ دینے سے جو تمھاری سائبان ہے۔۔" وہ نرمی سے بول رہا تھا مگر سنینا نے اس کی بات کاٹ دی

"ٹھیک ہے۔۔ تم ناشام کو خالہ کو لے آنا۔۔ دو دن میں رخصتی کرتے ہیں اور میں تمھاری بیوی بن کر گھر سنبھالتی ہوں۔ بابا بھی خوش اور تم بھی، تم سب مرد یہی چاہتے ہو نا، عورت کی زندگی چولہے سے شروع ہو کر چولہے پر ختم ہو جائے" اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں اور کٹورے پانی سے بھر گئے

"سنینا۔۔" وہ اب کہ سختی سے بولا تھا" کیا بولے جا رہی ہو؟ ہم نے تمھیں کبھی نہیں روکا۔ تم نے کہا آرٹس پڑھنی ہے میں نے اس کے لیے خالو جان کو منایا، تم نے کہا ابھی رخصتی نہیں کرنی میں نے امی کو منع کر دیا، تم نے جو جو کہا میں نے وہی سب کیا۔۔ اب اگر میں منع کر رہا ہوں تو کچھ سوچ کر ہی منع کر رہا ہوں نا۔۔ ضد مت کرو"

لڑکی کا تنفس بڑھا،اس نے اسے اسی طرح ڈانٹا تھا جیسے شہباز اسے کوئی ضد کرنے پر ڈانٹتے تھے۔وہ بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے اسے گھورتی رہی آنکھیں گلابی پڑتی رہیں اور آنسو آنکھوں کی قید سے آزاد ہوئے۔اس نے سلش کا گلاس ایک جھٹکے سے عالیار کی طرف اچھال دیا۔گلاس اس کے سینے سے لگ کر گود میں گرااور سفید شرٹ پر نارنجی رنگ پھیل گیا۔

"آئی ہیٹ یو۔۔"وہ منہ میں بڑبڑائی۔

لڑکے نے پہلے اپنی شرٹ کو دیکھا پھر اسے مگر وہ اسے کیا ہی کہہ سکتا تھا۔

"آئی جسٹ ہیٹ یو۔۔"وہ گلا پھاڑ کر چلائی اور پھر گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

لڑکا بھی ساتھ ہی دروازہ کھول کر اس کے پیچھے لپکا،وہ غصے میں تیز تیز قدم اٹھاتی آگے جا رہی تھی اور وہ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا۔اسے کہنی سے تھاما اور اپنے سامنے کھڑا کیا۔وہ رو رہی تھی،پھر دانت پیستے اس سے اپنی کہنی چھڑوا رہی تھی

"کیا ہو گیا ہے سنینا؟کہاں جا رہی ہو تم؟"

وہ اس کے ہاتھ کی پشت پر ناخن گاڑھتی اس سے اپنی کہنی چھڑوا رہی تھی۔لڑکے نے اسے جھنجھوڑا تو اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔نم گلابی آنکھیں سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تمھارے ساتھ نہیں رہنا۔۔تم میری کوئی بات نہیں مانتے"

فٹ پاتھ کے قریب آتے جاتے لوگ انھیں دیکھ رہے تھے۔عالیار نے سانس خارج کی اور نرمی سے اسے کندھوں سے تھاما

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ہم اس بارے میں آرام سے بات کریں گے،ابھی تم گاڑی میں چلو۔لوگ دیکھ رہے ہیں"

اس نے سر نفی میں ہلایا"تم۔۔تم پھر سے مکر جاؤ گے۔تم بھی بابا کی طرح انکار کرو گے"

اس نے بے بسی سے اپنی منکوحہ کو دیکھا۔پھر سانس خارج کی۔یہ کورٹ روم نہیں تھا جہاں وہ دلیلیں پیش کر کے بحث سے اپنی بات منوالے،سامنے وہ عورت کھڑی تھی جس کے سامنے وہ بحث نہیں کر سکتا تھا۔جس کے سامنے ساری دلیلیں جھوٹی پڑ جاتی تھیں

"نہیں مکرتا۔۔اب چلو"

"پکا؟"وہ ابھی بھی بے یقین تھی

عالیار نے جھکا سر اٹھایا اور اسے دیکھا۔پھر دھیرے سے مسکرایا"کیا پہلے عالی تم سے کیے کسی عہد سے مکرا ہے؟"

اس نے نم سانس اندر کھینچی اور پھر سر اثبات میں ہلایا۔اس کے ساتھ چلتی گاڑی تک آئی اور پھر بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ پل دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی۔گاڑی میں اب قدرے سکون تھا۔عالیار نے ایک نظر اسے دیکھا مگر پھر سامنے چلتی سڑک دیکھنے لگا۔ساتھ بیٹھی لڑکی نے نم سانس اندر کھینچی،سیاہ آنکھوں والے نے دیش بورڈ پر پڑے ٹشو باکس سے ایک ٹشو نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔سنینا نے ایک نظر ٹشو کو دیکھا پھر اس کے چہرے کو جو کہ مطمئن تھا

"عالیار۔۔"

وہ کچھ بولنے والی تھی مگر اس نے ٹشو اس کے گال کی طرف بڑھایا اور اس کے آنسو صاف کیے۔پھر سانس خارج کی

"بولو۔۔میں سن رہا ہوں"

وہ دوبارہ اپنا رخ اس کی طرف کر کے بیٹھ گیا۔لڑکی نے اپنا سانس بحال کیا اور اس کی طرف رخ کیا

"بابا کو منالو۔۔تم بابا کو منالو گے نا؟"

"پہلے مجھے تو منالو" وہ جھٹ سے بولا تھا

لڑکی کی بھنویں بھینچ گئیں اور وہ پھر سے رونے کو تھی جب وہ ہنس دیا"اچھا۔۔سوری۔۔"اس نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔

"آئی ہیٹ یو۔۔" وہ غصے سے بڑبڑائی۔وہ فقط مسکرایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا کرو گی لندن جا کر؟ یہیں رہو، ہمارے آس پاس۔۔ ہماری نظروں کے سامنے "اس نے نرمی اور تحمل سے کہا تھا

سنینا نے شانے ڈھیلے چھوڑے "عالی۔۔ میرے خواب ہیں۔ میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں ایک بڑی آرٹسٹ بنوں گی، میرا سگنیچر آٹو گراف ہو گا، میں اپنا ہنر پوری دنیا کو دکھانا چاہتی ہوں، میں چاہتی ہوں کہ بہت آگے جاؤں۔۔ کیا یہ غلط ہے؟ اگر قسمت مجھے موقع دے رہی ہے تو کیا میں اسے ضائع کر دوں؟"

سیاہ آنکھوں والے نے سانس خارج کی "سنینا۔۔ یہ دنیا ایک ریٹ ریس ہے۔۔"

اس نے پھر سے اس کی بات کاٹ دی "تم بھی بابا کی طرح گیان جھاڑ دو۔۔ جبکہ دل باتوں سے قائل نہیں ہوتا"

عالیار نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر مسکرایا "ٹھیک ہے۔۔ جیسا تم چاہو"

وہ اب سیدھا ہو گیا تھا۔ ہاتھ سٹیرنگ پر جمائے سامنے دیکھ رہا تھا

سنینا نے دھیمی آواز میں اسے مخاطب کیا "تم بابا کو منا لو گے نا؟ پلیز۔۔ عالی۔۔"

عالیار نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ کچھ پل اس کے گلابی گالوں اور نم پلکوں کو دیکھتا رہا "پہلے آئی ہیٹ یو واپس لو"

وہ بالکل شل سی اسے دیکھتی رہی پھر ہنس دی "آئی ہیٹ یو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی ہنس دیا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔ پھر ساتھ بیٹھے مرد کو دیکھا

"تم کب آؤ گے؟"

"جب آؤں گا تمھیں پتہ چل جائے گا" وہ اسی طرح سٹیرنگ پر ہاتھ رکھے ڈرائیو کرتے سامنے دیکھ رہا تھا

لڑکی نے فقط سر ہلایا اور پھر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر بیٹھی رہی۔ اس نے گردن موڑی اور گاڑی چلاتے مرد کو دیکھا، اس کی سفید شرٹ کو جو کہ آگے سے نارنجی ہو چکی تھی۔ پھر نظر نے اس کے ہاتھ کی طرف سفر کیا، بائیں ہاتھ کی پشت پر پیوست ناخنوں کے نشان تھے۔ اس نے تھوک نگلا اور ڈھیروں شرمندگی نے اسے آگھیرا۔ باپ کا سارا غصہ بھی شوہر پر نکل گیا اور اب سوائے خاموش رہنے کے اسے کچھ نہیں سوجھا تھا۔

اس کا گھر قریب تھا۔ لڑکی سیدھی ہوئی اور گلا کھنکھارا "میں تمھارا انتظار کروں گی"

گاڑی گھر کے گیٹ کے سامنے آکر رک گئی۔ سیاہ آنکھوں والے نے گردن موڑی اور سر اثبات میں ہلایا۔ لڑکی کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا، اس نے بایاں ہاتھ بڑھایا اور اس کا بایاں ہاتھ تھاما۔ ہاتھ کی پشت پر اپنا انگوٹھا پھیرا "سوری۔۔"

وہ مسکرایا"یور آر ویلکم۔۔"اور ہنس دیا۔ گردن جھکا کر ایک نظر شرٹ کو دیکھا اور سانس خارج کی

"برائٹ سب رائٹ کر دے گا"

وہ فقط مسکرائی اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔بیگ سے چابی نکالی،تالا کھولا اور گردن موڑ کر سفید شرٹ سیاہ ٹائی والے شخص کو دیکھا اور پھر اندر چلی گئی۔اس کے اندر جاتے ہی لڑکے نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا اور پھر گاڑی آگے بڑھا دی

رابیل کی قسمت میں رخصتی نہیں تھی مگر رامین کی رخصتی اپنے مقررہ وقت پر ہی تھی۔اس کے سسرال سے بہت سی چیزیں آئی تھیں۔گھر میں بھی آج کل صاف صفائی کا کام جاری تھا،ساتھ چھت پر بتیاں لگائی جا رہی تھیں۔لاؤنج میں میز پر پڑے کپڑے دیکھ کر مینا منہ بنا کر بیٹھی تھی۔اسے جیولری اچھی لگی تھی مگر لہنگے پر وہ رونے والی ہوئی تھی،فرحت تو بہت خوش تھیں اور رابیل بھی مسکراتے ہوئے اس کے کام دار کپڑے دیکھ رہی تھی

"دیکھ لو نا اب۔۔فٹنگ وغیرہ کروانی ہے تو بتا دو"فرحت رامین سے مخاطب تھیں جو کہ منہ پھلائے صوفے کی پشت پر سر رکھے ڈھیٹ بنی ہوئی تھی

"مینو"اب کی بار رابیل بولی تھی

"میں نے لہنگا نہیں پہننا بیلی،میں نے ساڑھی پہننی ہے اور وہ میں نے لے لی ہے"وہ ضد پر اڑی تھی۔

"کہاں سے لی ہے؟"فرحت نے جھٹ سے پوچھااور لڑکی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"وہ"اس نے معصومیت سے فرحت کو دیکھا"چوزو نے لے دی ہے"اس کی توقع کے عین مطابق فرحت نے اسے گھورا تھا

"ہاں تو وہ پھر کبھی پہن لینا نا،اب اتنے سارے مہمان آئے ہوں گے،خالہ بھی خوش ہوں گی" رابیل نے اسے مسئلے کا حل بتایا

"ہاں لیکن شادی تو میری ہے نا،کپڑے میری پسند کے ہوں گے۔۔چوزو کو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے"مینا پھر منہ بنائے بیٹھ گئی۔اس کے منہ بنانے پر سب سے زیادہ غصہ فرحت کو آتا تھا

"لیکن ہمیں مسئلہ ہے"انھوں نے جوتا اتار لیا اور ہاتھ میں پکڑ لیا"چل دفع ہو،جلدی پہن کر آ یہ" انھوں نے لہنگے کی طرف اشارہ کیا۔

وہ منہ بنا کر اٹھی،غصے سے لہنگا پکڑا اور اندر کی طرف بڑھی۔۔کچھ دیر بعد باہر آئی تو لہنگا پہنا ہوا تھا..

اس نے دونوں ہاتھ سے بھاری لہنگا اوپر کو پکڑ رکھا تھا اور بمشکل باہر آ رہی تھی

رابیل اور فرحت دونوں اسے ہی دیکھ رہی تھیں"اچھی لگ رہی ہو"

رابیل نے مسکراہٹ دباتے اس سے کہا تھا۔دفعتاً شعر آیا تھا اور اسے دیکھ کر پہلے پورا گول چکر اس کے گرد پورا کیا پھر قہقہہ لگا کر ہنسا

"اس کو کوئی اور چیز پہناؤ۔۔لہنگے میں گم جائے گی"وہ رابیل کے ساتھ دھپ سے بیٹھا تھا

"اچھی تو لگ رہی ہے" اس نے اشعر کے بازو پر چپت رسید کی

"ہاں۔۔ایسا لگ رہا ہے ہینگر پر کپڑے لٹکے ہیں" رابیل سے چپ نہیں رہا گیا اور ہنس دی

وہ رونے والی ہو گئی تھی پھر پیر پٹخ کر اندر چلی گئی

"تو بول لے۔۔وہ پہلے ہی لہنگا نہیں پہن رہی تھی" فرحت نے اشعر کو دیکھ کر سر جھٹکا مگر وہ بھی مینا کا بھائی تھا

" صحیح کہہ رہا ہوں امی۔۔۔ایسے ادھر گری پڑی ہو گی کہیں۔۔کوئی جینز شرٹ پہناؤ اس کو"

فرحت نے اسے گھورا تھا، وہ مسکراہٹ دبائے چپ ہو گیا۔رابیل بھی اس کی بات پر مسکرا رہی تھی

"ایسے نہیں کہتے اشعر" اس نے اشعر کو گھورا

تب ہی مینا باہر آئی تھی اور چھوٹے صوفے پر چپ کر کے بیٹھ گئی

"میں تو کہہ رہا ہوں مسجد میں چلتے ہیں، سب سفید کپڑے پہنیں اور اسے دفعان کر کے آجاتے ہیں"

اشعر نے اپنا مشورہ پیش کیا

"لو۔۔اتنا خرچہ۔۔ایسے کرو جس جس کو بلانا ہے ایک زوم میٹنگ ارینج کرو اور اس پر سب مینا کو رخصت ہوتے دیکھ لیں گے۔۔ تیمور آجائے بس بڑی بات ہے" رابیل نے بھی اضافہ کیا تھا

" تیمور پاگل تھوڑی ہے، وہ بھی بڑا سیانا ہے۔۔اس کو لینے نہیں آئے گا۔۔میں ایسا کرتا ہوں اسے ان کے دروازے پر پھینک آتا ہوں" اور وہ دونوں ہنس دیے

اس نے اپنے پیچھے پڑا کشن اٹھا کر اشعر کی طرف پھینکا "شرم کرو"

"اچھا اچھا" اشعر نے رابیل کو دیکھا "آپی ہمیں شرم کرنی چاہیئے، مینا صحیح کہہ رہی ہے، ہمیں شرم کرنی چاہیئے"

وہ غصے سے چلائی تھی "مجھے تنگ مت کرو"

فرحت نے جوتا پکڑ کر اشعر کو مارا تھا مگر وہ بھاگ گیا

"پتہ نہیں کب عقل آئی گی" انھوں نے غصے سے سوٹ صوفے پر پھینکا اور کچن میں چلی گئیں۔ اشعر پھر آ گیا اور مینا کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی "آہستہ بولا کرو یار"

اس نے دوسرا کشن بھی اسے دے مارا مگر اس نے پکڑ لیا

"مینا۔۔ آئس کریم کھانے چلیں؟" وہ اس کے صوفے کے ہتھ پر بیٹھا تھا

اس نے منہ موڑ لیا "تین تک گنوں گا پھر آپی اور میں جا رہے ہیں، تم یہیں رہو" وہ بار بار کشن کو اوپر اچھال کر کیچ کر رہا تھا

"ایک"

"دو"

اور یہ مینا اٹھ گئی "میں دو کھاؤں گی"

وہ ہنس دیا "لگنی تمھیں ایک بھی نہیں ہے"

اس نے اٹھتے ہی اسے ایک مکا رسید کیا اور پھر باہر بھاگ گئی۔ رابیل جوتا پہن کر باہر کو بڑھی تھی۔

عصر کو گزرے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔ ان کے گھر میں کافی خاموشی تھی، ایک طرح کا سکون بھی۔ لڑکی نے اپنے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا اور وہ اپنی کتابوں والی الماری سیٹ کر رہی تھی۔ دوپٹہ ایک طرف بیڈ پر پڑا تھا اور خود وہ گیلے کپڑے کو خالی لکڑی کی شیلف پر مار رہی تھی۔ باہر باغ میں کرسی پر شہباز حسین بیٹھے تھے، ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھے کتاب پڑھتے ہوئے۔ ہلکی ہوا سے پتے ہل رہے تھے اور موسم دوپہر کی نسبت خوشگوار تھا۔ ان کے سامنے بہت سے پرچے پڑے تھے جن پر سرخ رنگ سے نمبر لگے ہوئے تھے۔ پاس ہی ان کا فون بھی تھا جو کہ خاموش تھا۔ دفعتاً باہر کا دروازہ بجا اور انھوں نے کتاب کا صفحہ ایک طرف سے موڑ کر کتاب بند کر کے سامنے میز پر رکھی۔ خود اٹھے اور دروازے کی طرف بڑھے

"کون؟"

"خالو۔۔ میں ہوں۔۔ عالیار" دروازہ بجانے والے کی آواز کانوں میں پڑی تھی

انھوں نے دروازہ کھولا اور ایک طرف ہو گئے۔ اسے اندر آنے کا راستہ دیا اور جب وہ اندر داخل ہوا تو وہ مسکرائے۔ دروازہ بند کیا اور بازو پھیلا کر اس سے گلے ملے

"کیسے ہو؟"

"میں اچھا ہوں۔۔آپ کیسے ہیں؟"

دونوں ساتھ ساتھ باغ کی طرف بڑھے تھے۔اپنے کمرے کی کھڑکی سے سنینا دیکھ چکی تھی کہ عالیار آیا ہے اور اب اس کے پیٹ میں مروڑ پڑ رہے تھے۔اس نے جلدی سے کتابیں الماری میں سیٹ کیں اور سانس بحال کرنے لگی۔

وہ شہباز حسین کی دائیں جانب خالی کرسی پر بیٹھ گیا اور خود وہ جو جگہ چھوڑ کر گئے تھے وہیں آ بیٹھے۔

ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور مسکرا کر عالیار کو دیکھا

"وکالت کیسی جا رہی ہے؟آج کورٹ سے جلدی آ گئے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"جی۔۔ایک کیس تو آج ختم ہوا ہے اور باقی کل کے لیے چھوڑ رکھے ہیں ۔۔اچھی جا رہی ہے وکالت"

انھوں نے سر ہلایا اور لاؤنج کی طرف نظر بڑھائی"سنینا۔۔"

انھوں نے ایک آواز لگائی اور لڑکی کمرے سے باہر نکل آئی۔وہ باغ کی طرف ہی بڑھی تھی

"جی بابا۔۔"

"ایسے کرو بیٹے دو کپ چائے بنا لاؤ۔۔آج کی شام عالیار کے نام"ساتھ بیٹھے لڑکے کو مسکرا کر دیکھا، وہ بھی مسکرا دیا۔

لڑکی نے ایک نظر سیاہ آنکھوں والے کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظر ملی اور وہ مسکرائی

"جی۔۔ابھی لائی"

اور وہاں سے چلی گئی۔ شہباز حسین اب عالیار کی طرف متوجہ تھے

"گھر میں سب کیسے ہیں؟"

"سب ٹھیک"

اس کا دل بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ کہاں سے بات شروع کرے؟ کیا کہے؟ اگرچہ شہباز حسین اسے دل سے چاہتے تھے، ہمیشہ اسے اپنا بیٹا ہی مانتے تھے مگر پھر بھی۔۔ سنینا کی کوئی بھی بات جو وہ خود نہیں منوا سکتی تھی وہ عالیار کو کہہ کر شہباز حسین سے منوا لیتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کے بابا عالی کی بات نہیں ٹالتے۔ وہ انھیں کسی بھی طرح منا لیتا ہے۔ اس نے گلا کھنکھارا

"میں آج جلدی آ گیا تھا تو سوچا آپ سے مل آؤں۔۔ شام کی چائے پیتے ہیں باتیں کرتے ہیں۔۔ ورنہ تو وقت ہی نہیں ملتا"

وہ مسکرائے "یہ اچھا کیا تم نے۔۔ میں بھی دن رات ایک ہی روٹین سے تھک گیا تھا" اور دھیرے سے ہنس دیے۔

لڑکی کچن میں چائے بنا رہی تھی مگر ساری توجہ اسی جانب تھی۔ وہ بار بار کھڑکی سے باہر جھانک کر ان کے مزاج کا اندازہ لگا رہی تھی

"خالو۔۔وہ۔۔آ"اس نے ذہن میں الفاظ جمع کیے۔پھر ہمت باندھی"ایک بات کہنی تھی آپ سے"

"کہو۔۔"وہ بھی متوجہ ہو کر بیٹھ گئے

"آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ انسان کو اپنے خواب پورے کرنے کے پیچھے کس حد تک بھاگنا چاہیئے؟"

انھوں نے گردن تھوڑی سی اٹھا کر آسمان دیکھا"اتنا کہ اس کے پاؤں نہ ٹوٹ جائیں۔وہ اتنا دوڑے کہ پھر چل سکے۔اسے خوابوں کے گرد بند باندھ کر رکھنے چاہیئے،ایک لمٹ تک کسی کے پیچھے جانا ٹھیک ہے خواہ وہ خواب ہوں یا کوئی حقیقت اور اس لمٹ کے بعد اسے رک جانا چاہیئے۔آخر انسان کی اپنی ذات کسی بھی خواب سے بڑھ کر ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"مگر خالو۔۔دل کا کیا؟دل تو اور مانگتا ہے"

وہ مسکرائے"صحیح کہا۔۔دل تو اور مانگتا ہے اور یہ اور مانگے گا۔۔۔تم اسے اور دو گے یہ اور مانگے گا۔۔اسے سمجھانا پڑتا ہے،اس کے گرد بند باندھنے پڑتے ہیں،اسے ڈانٹ ڈپٹ کے چپ کر کے بٹھانا ہوتا ہے ورنہ تو یہ انسان سے سب کچھ ہی کروا ڈالے۔۔انسان تو بہت بہادر ہوتا ہے،وہ دل کو سمجھا لیتا ہے"اور خاموش ہو گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیار مسکرایااور سر اثبات میں ہلایا" مگر ہر شخص ایک سا نہیں ہوتا نا خالو جان۔۔کسی نے فقط ایک ہی خواب دیکھا ہوتا ہے اور وہ اسی خواب کے لیے جیتا ہے وہ کیا کرے؟ وہ ایک خواب اور اس کا حاصل ہی تو اس کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے۔۔خوابوں کو اپنے ہاتھوں سے جانے دینا بہت تکلیف دیتا ہے"

شہباز حسین نے سانس خارج کی۔وہ کچھ بولتے اس سے پہلے لاؤنج کے دروازے سے سنینا باہر باغ کی طرف آتی دکھائی دی۔اس کے ہاتھ میں ٹرے تھا جس میں چائے کے دو کپ اور بسکٹ کی ایک پلیٹ تھی۔وہ جھکی اور ٹرے میز پر رکھا، پھر چائے کا کپ اپنے باپ اور عالیار کے سامنے رکھا۔ایک نظر عالیار کو دیکھا اور پھر اندر چلی گئی۔

اس کے باپ نے چائے کا کپ پکڑا اور لبوں سے لگایا" تو تم یہاں اس کی حمایت کے لیے آئے ہو"

وہ مسکرایا اور اپنا چائے کا کپ تھاما۔پھر لبوں سے لگایا" خالو جان۔۔اسے جانے دیں۔یہ اس کا خواب ہے، وہ خواب جو لاکھوں دیکھتے ہیں مگر قدرت ہر کسی کو موقع نہیں دیتی"

اس نے جھکی گردن اٹھائی اور انھیں دیکھا۔وہ مسکرا رہے تھے" تمھارے وکیل ہونے کا سب سے زیادہ فائدہ نینا کو ہوتا ہے"

اور دونوں ہنس دیے۔

انھوں نے ایک سانس خارج کی "تم اس کے باپ نہیں ہو عالی۔۔ تم شوہر ہو، تم اس کے ہمسفر ہو، اس کا ساتھ تو دو گے مگر۔۔ میں باپ ہوں۔ وہ میرا خون ہے میں اس کے خوابوں کو بھی جانتا ہوں اور خیالوں کو بھی۔۔ مجھے سب پتہ ہوتا ہے" اور چائے کا گھونٹ بھرا

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مگر آپ نے اس کی آنکھوں میں وہ چمک نہیں دیکھی جو میں دیکھتا ہوں؟"

"اسی چمک نے تو کئی پہلوں کو اندھا کر دیا تھا"

عالیار نے سانس خارج کی "اسے جانے دیں۔ نہ گئی تو ساری عمر گلٹ لیے بیٹھی رہے گی، ساری عمر شاید آپ کو اور مجھے معاف نہ کرے۔ شاید یہی سمجھتی رہے کہ ہم اس کے راستے کے دروازے ہیں، خالو جان اسے جانے دیں ورنہ وہ باغی ہو جائے گی" اس نے سنجیدگی سے کہا تھا

"پتہ ہے عالی۔۔ تم بھی اور میں بھی اس دور سے گزر چکے ہیں، گزر رہے ہیں۔ اس دور کو جوانی کا دور کہتے ہیں، سب سے زیادہ ایکٹیو دور جب انسان کا دل چاہتا ہے کہ وہ ساری دیواریں توڑ ڈالے، اس کے راستے میں اس کے خوابوں کی راہ میں جو آئے اسے پٹخ دے۔۔ اس دور کی انرجی اسے چین نہیں پڑنے دیتی، وہ سب کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اس دور میں انسان میں شر اور خیر دونوں کی آگ برابر بھڑکتی ہے۔ وہ چاہے تو جلا کے راکھ کر دے یا چاہے تو جل کر راکھ ہو جائے۔ پھر جب یہ وقت گزر جاتا ہے تو انسان کو احساس ہوتا ہے کہ اس نے وہ دیواریں بھی توڑ ڈالیں جو اس کے لیے سایہ تھیں اس کے لیے سہارا۔۔ گلٹ تو تب بھی ہوتا ہے عالی"

"مگر یہ سب باتیں آپ نے اب چالیس پنتالیس سال کی عمر میں آزما کر سیکھیں، آپ کو لگتا ہے کہ پچیس سال کی سنینا محض باتوں سے مان لے گی؟"

"مجھے اکثر ڈر لگتا ہے" انھوں نے سر جھکایا ہوا تھا، نظریں چائے پر تھیں "مجھے اکثر اس کے خوابوں، اس کے جوش، اس کی آنکھوں کی چمک اور اس کی بے خودی سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ وہ میری اکلوتی اولاد ہے، میرے جگر کا ٹکڑا، مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ گر نہ جائے۔ میں اسے بچا کر رکھنا چاہتا ہوں کہ اس کی بے خودی اسے راکھ کر دے گی"

عالیار نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "اس ڈر سے کہ وہ گر نہ جائے آپ اسے چلنے سے روک تو نہیں سکتے نا۔ اپنے حصے کا درد ہر شخص کو سہنا ہوتا ہے۔ جو تکلیف، جو خسارہ اور جو انعام اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے وہ میں یا آپ مل کر بھی مٹا نہیں سکتے۔ اسے جانے دیں خالو، اسے وہ سب کچھ اکٹھا کر لینے دیں جو اس کے مقدر میں ہے۔ اللہ مالک ہے"

شہباز حسین نے ایک نظر اسے دیکھا اور ٹھنڈی سانس خارج کی "اللہ مالک ہے مگر۔۔ وہ میری جان ہے۔ اسے تکلیف ہوتی ہے تو مجھے بھی ہوتی ہے۔ اسے تکلیف ہو گی تو مجھے بھی ہو گی"

عالیار نے سر اثبات میں ہلایا "میں سمجھ سکتا ہوں خالو۔۔ لیکن آپ اسے اگر اسی طرح رکھیں گے تو وہ بغاوت پر اترے گی۔ زیادہ کام خراب ہو گا، اب اسے جانے دیں۔ وہ سمجھدار ہے"

"وہ جذباتی ہے" انھوں نے اس کی بات کو کاٹا

"میں جانتا ہوں۔۔اس کا مقدر اسے یہاں لے کر آیا ہے،اس کا مقدر اسے وہاں لے کر جا رہا ہے خالو۔اللہ پر چھوڑ دیں،وہ نہیں سمجھے گی کہ آپ نے اسے کیوں روکا تھا۔وہ کبھی نہیں سمجھے گی یہاں تک کہ خود آزمانہ لے"

"وہ ایک ایسے بندے کی طرح ہے جو اپنے معبود کے سامنے ضد لگا کر بیٹھ جاتا ہے مگر معبود جانتا ہوتا ہے کہ عبد کے لیے اس کی ضد میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔صرف آگ اور کانٹے ہیں"

"مگر پھر بھی معبود اپنے عبد کو وہ دے دیتا ہے جس کی وہ ضد کرتا ہے حالانکہ وہ اس کے حق میں بہتر نہیں ہوتا ہے۔ایک بار وہ عطا کر دیتا ہے تو بندہ خطا کرتا ہے مگر پھر عبد معبود کے پاس ہی جاتا ہے اور معبود تھام لیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے نہ دینے سے نہیں دینے سے تم کو سمجھ آنی تھی۔۔اس لیے آپ بھی اسے آزما لینے دیں۔دل بڑا کریں اور سب اللہ پر چھوڑ دیں،وہ ہے نا"

شہباز حسین نے سر اثبات میں ہلایا اور اسے دیکھ کر مسکرائے "بہت پکی سفارش ڈالتی ہے۔میں منع نہیں کر پاتا"

عالیار ہنس دیا۔پھر ابرو سے لاؤنج کے دروازے کی طرف اشارہ کیا جہاں سنینا کا سایہ نظر آ رہا تھا۔یعنی وہ باتیں سن رہی تھی۔

شہباز حسین نے گلا کھنکھارا "وہ سب تو ٹھیک ہے مگر تمھاری بیوی کے ایک دن کان لمبے ہو جائیں گے"

ان کی آواز ذرا سی بلند تھی۔عالیار نے مسکراہٹ دبائی "ارے خالو وہ کیوں؟"

"میں نے کہیں پڑھا تھا کہ چھپ کر سننے والوں کے کان لمبے ہو جاتے ہیں"

اور اسی وقت دروازے کے پاس سے سایہ غائب ہو گیا تھا۔باغ میں بیٹھے دونوں مرد ہنس دیے

یہ جمعے کا دن تھا اور رابیل اورنگزیب لاہور میں تھی۔اپنے بوتیک کے اوپر والے پورشن میں،اپنی سیکرٹری کے ساتھ۔اس کی کلیکشن آؤٹ ہو چکی تھی اور نیچے رش تھا۔اتوار کی شام ہو یا جمعے کی صبح اس کی ہر کلیکشن آؤٹ ہونے پر ایسا ہی رش ہوتا تھا۔دفعتاً سیڑھیاں چڑھتا کوئی اوپر آیا تھا۔اس کی سانس پھولی تھی اور رنگت گلابی،وہ رابیل کے سامنے کھڑی ہوئی۔کاؤچ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی رابیل نے اسے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ بیٹھ گئی مگر سوال اس کے اندر سے اٹھ اٹھ کر باہر آ رہے تھے۔وہ رابیل کی "پروفیشنل" دوست فائقہ جبین تھی

"یہ کلیکشن تو سنڈے کو آؤٹ کرنے والے تھے،آج۔۔کیسے؟"اس کی آواز کانپ رہی تھی مگر وہ بمشکل مسکراہٹ قائم کیے بیٹھی تھی

"ہاں۔۔میرا موڈ بدل گیا"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

رابیل پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور سامنے کھڑی لڑکی پر نظریں جما لیں

"اوہ"وہ پھر مسکرائی "اچھا"ایک تھوک نگلا "مگر تمھیں مجھے تو بتانا چاہیئے تھا"

رابیل مسکرا دی "کیوں؟کیا میں اپنا ہر کام تم سے پوچھ کر کرتی ہوں؟"

جواب ندارد، وہ خاموش رہی "سنڈے کو میری بہن کی شادی ہے، بوتیک بند رہے گا سو اس لیے آج ہی آؤٹ کر دی" وہ مطمئن سی بیٹھی تھی۔

سیکرٹری رابیل کے پاس آئی تھی "مسز سلطانہ آئی ہیں"

اس نے ابرو اٹھائی "ٹانگیں ہیں ان کی، اوپر آجائیں گی وہ" اس کے لہجے میں بلا کی سنجیدگی تھی

فائقہ کے بدلتے رنگ دیکھ کر رابیل محظوظ ہو رہی تھی۔

"اوکے۔۔میں ذرا بزی ہوں" اور مسکرا کر اس نے اپنا پرس کندھے پر لٹکایا اور چل دی۔

فائقہ کے جاتے ہی رابیل نے سر جھٹکا اور پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔

نیچے سیڑھیاں اترتی فائقہ کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں، چہرہ جھکائے وہ باہر کی طرف بڑھ رہی تھی کہ کسی نے اس کی کلائی پکڑی تھی۔اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا، پھر کلائی پر انگوٹھیوں والے ہاتھ کو اور پھر بوائے کٹ والی مسز سلطانہ کو۔اس نے تھوک نگلا۔وہ فائقہ کو گھسیٹتے ہوئے باہر لائی تھیں اور ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا۔

"میں۔۔میں آپ کو وضاحت دے سکتی ہوں" فائقہ مزید بولنا چاہتی تھی

مگر ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر پڑا تھا "یہ کیا بکواس ہے؟" سامنے کھڑی مسز سلطانہ غرائی تھیں

"مجھے نہیں پتہ، میں نے خود کل کنفرم کیا تھا، وہ سنڈے کو ہی اپنی کلیکشن لانے والی تھی"

مسز سلطانہ اس کی طرف بڑھیں اور سر کی پشت سے اس کے بال نوچے، وہ گردن پیچھے کو ڈھلکائے ان کی گرفت سے اپنے بال چھڑا رہی تھی

"مسز سلطانہ۔۔میری بات سنیں" وہ رو رہی تھی

انھوں نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا، وہ سانس بحال کرتے بولی تھی

"اس کی بہن کی شادی ہے اتوار کو، اس نے اس لیے آج اپنی کلیکشن آؤٹ کر دی۔۔سنڈے کو یہاں کوئی نہیں ہو گا۔۔ہم۔۔ہم سنڈے کو اپنا کام کر سکتے ہیں" وہ کانپتی آواز سے بولی تھی

"لعنت ہو تم پر" وہ غرائی تھیں "اب جو کروں گی میں کروں گی"

وہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں پہنی انگوٹھیاں انگلی میں گول گول گھما رہی تھیں، اوپر شیشے کے اس پار کھڑی رابیل نے سب دیکھا تھا

"تم اسے نہیں مار سکتی سلطانہ، جسے خدا زندہ رکھنا چاہے" وہ منہ میں بڑبڑائی تھی اور پھر واپس مڑ گئی۔۔کھیل ابھی جاری تھی اور وہ اس آگ کے کھیل کی ماہر تھی۔

دن تھا اتوار کا اور یہ آٹھ مرلہ گھر کا منظر تھا۔فرحت کچن میں ناشتہ بنا رہی تھیں اور حاشر باہر کھڑا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔اشعر سارے گھر میں بتیاں اور پھول لگوا رہا تھا اور رابیل اندر اچھے سے سارا سامان سیٹ کروا رہی تھی۔گلشن آرا کی گود میں صارم بیٹھا تھا اور وہ کچن میں کام کرتیں فرحت سے باتیں کر رہی تھیں۔اگر رابیل اور رامین کے کمرے میں جھانکو تو کمرے کی بتی بند تھی۔بستر پر

لحاف میں لپٹا کوئی گہری سانسیں لے رہا تھا اور وہ مینا ہی تھی۔اس کے لیے اچھی نیند اور اچھا کھانا سب سے پہلے آتا تھا، باقی سب بعد میں۔ایک طرف صوفے پر اس کا سارا سامان پڑا تھا اور ایک طرف بہت سے پھول مگر اسے کیا،اس کے لیے تو نیند سب سے پہلے تھی۔فاطمہ کو گیندے کے پھولوں کی بڑی سی ٹوکری دے کر باہر بھجواتی رابیل کا فون بج رہا تھا،اس نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا فون اٹھایا اور نمبر دیکھ کر سکرین سوائپ کی

"کیسی ہیں آپ؟"ایک بھاری مردانہ آواز۔

وہ اندر کمرے میں آگئی اور دروازہ بند کر لیا"بزی ہوں"

"پھر تو ہم نے آپ کو ڈسٹرب کیا"وہ جیسے مسکرایا تھا

"جی۔۔اب کر ہی دیا ہے تو کام کی بات پر آئیں"اس نے کمرے کی بتی جلا دی

"تین بجے تک پہنچ جایئے گا"وہ سیدھا مدعے پر آئی تھی

"اوکے"اور اس نے کال کاٹ دی۔پھر فون ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر رامین کے اوپر سے کمفرٹر اتارا

"اٹھ جاؤ مینا، گیارہ بجنے والے ہیں"

مگر مینا تو تھی ہی ڈھیٹ"اچھا"نیند بھری آواز، آنکھیں بند ہی رہیں

"اٹھ جاؤ نا"اس نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا

"کیا ہے؟"اس کی آنکھیں کھلنے میں نہیں آ رہی تھیں

"آج تمھاری رخصتی ہے"اس نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی کہ کس قدر اہم دن ہے مگر نہیں،

وہ نہیں اٹھے گی آج

"تو؟"اس نے کروٹ بدل لی

"تو اٹھ جاؤ۔۔تین بجے تم نے پارلر بھی جانا ہے"

"تین بج گئے؟"اس نے رابیل کو دیکھا

"نہیں"

"جب بجیں گے تب بتانا"اور دوبارہ لحاف اوڑھ کر سو گئی۔

اس نے ایک سانس خارج کی،اسے دیکھتے سر نفی میں ہلایا اور باہر چلی گئی۔

اگر تم اس سفید سرمئی بنگلے میں دیکھو تو لاؤنج میں صوفے بہت سے گلدستے پڑے تھے۔حالانکہ مینا نے اس گھر میں نہیں تیمور کے گھر جانا تھا مگر پھر بھی اس کے آدھے سے زیادہ سرکل نے اسے یہاں گلدستے بھیجے تھے،مبارکباد اور محبت بھرے کارڈز کے ساتھ پڑے سرخ گلاب۔وہ باہر سے اندر آیا اور آتے ہی میز پر پڑے گلدستوں کو دیکھا،ان میں ایک ٹوکری پڑی تھی۔۔سرخ گلابوں کی ٹوکری جس میں ایک طرف پھول تھے اور ایک طرف چاکلیٹس اور پھولوں کے درمیان ایک سیاہ کارڈ۔۔

اس نے جھٹ سے وہ کارڈ پکڑ لیا اور اسے موڑ کر دیکھا۔۔ایک بچھو کا نشان پرنٹ ہوا تھا،سیاہ کارڈ پر

بڑا سا سنہری ابھرا ہوا پرنٹ شدہ بچھو۔۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور کارڈ کو سیدھا کر کے دیکھا۔۔وہاں درمیان میں چار الفاظ "2B-58" لکھے تھے

وہ کسی سوچ میں تھا کہ پیچھے سے مامون آیا اور کارڈ اس کے ہاتھ سے لینے لگا تھا کہ اس نے جھٹ سے پیچھے کر لیا اور مڑ کر اسے دیکھ کر مسکرایا

"تمھاری نا میں۔۔خوشبو سونگھ لیتا ہوں"

مامون بھی مسکرایا "اچھا؟" پھر سینے پر بازو لپیٹے "یہ کیا ہے جو تم مجھ سے چھپا رہے ہو؟"

اس نے شانے اچکائے "تم ابھی معصوم ہو" اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

مامون نے ابرو اٹھائی "میرے باپ مت بنو، دکھاؤ ادھر" اس نے ہاتھ بڑھایا مگر وہ بھی تیمور تھا۔ ایک طرف ہو گیا "میں نہیں دکھانے والا۔۔یہ میرا راز ہے اور تم اس سے دور رہو"

"تیمور" وہ سنجیدہ ہو گیا

"میرا یقین کرو مامون۔۔یہ کوئی برائی نہیں ہے اور جو بھی ہے تمھیں بتا دوں گا مگر ابھی نہیں"

اس نے سانس خارج کی "اوکے" اور ہاتھ پہلو میں گرا دیے۔مطلب اب تیمور نہیں بتانے والا تھا

اس نے سر کو خم دیا، پھر مامون کو دیکھتے مسکرایا

"کافی پیو گے؟" سوال مامون نے پوچھا تھا

"شیور" اور وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کھڑکی کے پاس کھڑے اس نے کسی کو کال ملائی تھی، ہاتھ میں وہ کارڈ ابھی بھی تھا اور اس پر بنا بچھو کا نشان۔کال اٹھالی گئی تھی

"کیسے ہو؟" مردانہ آواز

"خوش" تیمور ابھی بھی اس کارڈ کو گھور رہا تھا

دوسری طرف سے ہنسی کی آواز گونجی تھی

"شادی مبارک"

سرمئی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی "تمھیں بھی"

وہ پھر سے ہنسا تھا۔آواز فون سے باہر گونجی تھی

"پہنچ گیا؟"

"یس باس" وہ کارڈ کو مسلسل موڑے بچھو کو دیکھے جا رہا تھا

"مل لینا اس سے۔۔ ٹیڑھا ہے مگر میری جان سیدھے تم بھی نہیں"

تیمور کی مسکراہٹ لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔پھر گردن اٹھائی اور سانس خارج کی

"اوکے باس!"

اور اس نے کال کاٹ دی۔اس نے ایک آخری بار کارڈ دیکھا اور سامنے دیوار پر لگی گھڑی دیکھی، گیارہ بج چکے تھے۔وہ سیٹی بجاتا باہر نکلا تھا

رابیل اور نگزیب نے سیاہ قمیض پہن رکھی تھی جو گھٹنوں سے اوپر تک آرہی تھی۔نیچے سیاہ ٹراؤزر تھا اور اوپر نارنجی رنگ کا گاؤن جس پر سکن کلر سے کڑھائی ہوئی تھی،اس نے گاڑی گھر سے باہر نکالی اور سڑک کی طرف بڑھادی

(یہ سیاہ رات تھی۔پھولوں کی مہک ہر سو پھیلی تھی،سیاہ ساڑھی والی لڑکی کے ہاتھ میں ایک کارڈ تھا جو اسے ایک ویٹر پکڑا کر گیا تھا۔اس پر چند الفاظ درج تھے

"آسمان پر تھوکا منہ پر گرتا ہے"اور نیچے کچھ ابھرے ہوئے نقطے تھے۔۔اس نے اس ان نقطوں کو چھوا تھا"آخر کون مجھے اس حد تک جانتا ہے؟"

وہ braille تھی،بریل وہ لکھائی ہوتی ہے جو اندھوں کو پڑھنے میں مدد دیتی ہے،ابھرے ہوئے نقطے ایک ایسا پیٹرن جو سیکھنے سے آتا ہے اور جو اندھوں کی لکھائی ہوتا ہے۔کون تھا جو یہ تک جانتا تھا کہ رابیل بریل جانتی ہے۔۔بریل میں لکھے گئے الفاظ

"Follow me"

اور وہ ویٹر کو دیکھے گئی،مشروب سے بھرا گلاس پہلے ارسل تک گیا مگر اس نے جیسے ہی لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا ویٹر نے بڑی ہوشیاری سے گلاس اس کے سامنے سے پیچھے کیا،ارسل بس دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر منہ بسور کر اس نے سر جھٹکا اور آخر میں وہ گلاس جس کے پاس گیا تھا وہ تھی"فائقہ جبین"۔۔وہ سانس روکے دیکھ رہی تھی،آسمان پر تھوکا منہ پر آتا ہے،کیا آسمان پر تھوکا منہ پر آنے والا تھا؟اسے

کال آگئی اور وہ باہر چلی آئی مگر جب واپس آئی تو آسمان پر تھوکا منہ پر آچکا تھا، فائقہ جبین نشے میں تھی، رابیل وہ گلاس پکڑ لیتی تو آج رابیل نشے میں ہوتی مگر کہانا، آسمان پر کوئی نہیں تھوکتا کیونکہ آسمان پر تھوکا منہ پر آتا ہے۔ رابیل اس کے لیے آسمان تھی، اس سے اوپر بہت اوپر اور وہ اس پر تھوکنے والی تھی مگر آسمان پر تھوکا تو اپنے منہ پر آتا ہے)

وہ لاہور کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اگر تم لاہور میں دیکھو تو دن کے ساڑھے بارہ کا وقت تھا، بوتیک کے باہر خاموشی تھی۔ آج بوتیک بند تھا، خاموش سا اور خاموشیاں طوفان لاتی ہیں۔ ایک مرد اور ایک عورت تھی جو بوتیک کی طرف بڑھے تھے۔ سیاہ سوٹ والے لڑکے نے بوتیک کے دروازے ''میں چابی گھسائی، لڑکی نے سرگوشی کی ''ڈپلیکیٹ بنوالی تھی؟

وہ مسکرایا "ہاں۔۔ یہ مشکل نہیں تھا" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازے کھل گیا، وہ اندر بڑھے۔

(یہ شام کا وقت تھا، رابیل کی گود میں صارم تھا اور وہ رامین کے فون پر کسی کی گفتگو پڑھ رہی تھی۔۔ وہ ارسل اور فائقہ کی گفتگو تھی۔۔ اس رات کے بعد رابیل کو فائقہ پر شک تھا اور رابیل کے شک بڑے پکے ہوتے ہیں، ان کا اختتام یقین پر ہی ہوتا ہے۔ اس نے مینا سے کہہ کر انھیں ہیک کروایا تھا اور وہ سکرین سکرول کرتی جارہی تھی

"مسز سلطانہ بھی سنڈے کو اپنی کلیکشن آؤٹ کریں گی، عین رابیل کی کلیکشن آؤٹ ہونے سے دو گھنٹے پہلے، دیکھتے ہیں رابیل کیسے اپنی کلیکشن سیل کرتی ہے" یہ باتیں اس کی بہترین دوست فائقہ جبین کر رہی تھی

"بہت پر نکلے تھے اس کے۔۔ سب کاٹ دیں گے" اور یہ اس کا ماضی تھا، یہ ارسل تھا

"سلطانہ بھی زہر ہی لگتی ہے مجھے مگر قسم سے رابیل کی اکڑ توڑنے کا اپنا ہی مزہ ہے۔۔ مطلب وہ الگ ہی لیول پر ہے" ارسل اور فائقہ باتیں کرتے جا رہے تھے اور وہ پڑھتی جا رہی تھی

"اور مجھے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا ہے، ایک بار اس کی منگنی ٹوٹ جائے نا دیکھتا ہوں کیسے نہیں ہوتی میری۔۔ چڑیل کہیں کی"

اور رابیل مسکرائی تھی۔ سوشل میڈیا کس قدر بے یقین ہے

اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا)

گاڑی چلاتے لڑکی کا فون بجا تھا، اس نے جلدی سے کال پک کی "یس آئمہ"

"میم۔۔ مسز سلطانہ کی کلیکشن آج آؤٹ ہوئی ہے مگر ہم ابھی بھی سب سے اوپر ہیں" وہ خوش تھی

رابیل مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا

"میم اگر ہم آج کرتے تو بہت نقصان ہوتا۔۔ آپ نے اچھا فیصلہ کیا"

وہ مسکرا دی "جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اوراس نے گاڑی کی رفتار بڑھادی۔

اگر تم لاہور میں دیکھو تو لڑکا اور لڑکی اندر گھسے بوتیک کی وائرنگ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے ہی والے تھے کہ ایک دم سے کچھ ہلکے سے پھٹنے کی آواز آئی اور پھر دھواں۔۔ایک عجیب سی کڑوی سی بدبو سانس پر بھاری پڑ رہی تھی۔۔وہ دونوں دروازے کی طرف بھاگے۔۔ہر سو سفید بہت سا دھواں،اور باہر کا دروازہ لاک تھا۔۔

وہ دونوں بری طرح کھانس رہے تھے اور گلے پکڑے سانس لینے کی کوشش کر رہے تھے،ایسے جیسے کوئی ان کا گلا دبا رہا ہے۔

سفید بنگلے میں بیٹھا شخص ہاتھ میں پکڑے موبائل فون کی سکرین پر سارا منظر دیکھ رہا تھا،اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی،وہ سگار پی رہا تھا اور محظوظ ہو رہا تھا۔۔ساتھ کھڑے مؤدب سے مرد سے مخاطب ہوا"تمھیں پتہ ہے حفیظ دنیا میں سب سے قیمتی چیز کیا ہے؟"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا"پیسہ"

وہ ہنسا تھا"نہیں۔۔سانس"ایک کش لگایا اور بہت سا دھواں لبوں سے آزاد کیا"سانس ہے تو سب ہے،سانس نہیں تو کچھ بھی نہیں"

پھر ایک خاموشی"اور سانس کا دشمن کون ہے؟"

وہ خاموش رہا"آپ بتادیں جناب"

وہ مسکرایا"سی او"سانس لینے کا وقفہ "ایک کاربن اس کے ساتھ ایک آکسیجن انسان کے ایک کروڑ سے زائد خلیوں کی دشمن ہوتی ہے"

پھر ہنسا، سکرین میں نظر آتے چہرے بری طرح تڑپ رہے تھے "کاربن کو سب سے زیادہ محبت شاید آکسیجن سے ہے، وہ دو آکسیجنز کے ساتھ بانڈ بناتی ہے اور پودوں کو زندگی بخشتی ہے۔جب کوئی اس سے اس کی ایک آکسیجن لے لیتا ہے تو وہ جلاد بن جاتی ہے۔۔وہ اس کا بدلہ انسان سے سانسیں چھین کر لیتی ہے، کاربن مونو آکسائیڈ، تمھاری سانسوں کی دشمن"

سکرین میں نظر آتے چہرے نڈھال پڑے تھے، بے جان سے۔کاربن مونو آکسائیڈ ان کے خون کے خلیوں سے بندھ چکی تھی

(رات کو کھڑکی کے پاس کھڑی وہ رامین کے فون پر ان کی باتیں پڑھ رہی تھی۔ارسل، فائقہ اور مسز سلطانہ اس کے لیے محاذ کھڑا کیے ہوئے تھے

"کیا پلان ہے؟"سوال فائقہ نے کیا تھا

"اس کا بوتیک بڑا پیارا ہے، اس کا دایاں ہاتھ ہے وہ"جواب مسز سلطانہ نے دیا تھا

"ہاں تو بس ختم کر دو، کاٹ دو دایاں ہاتھ "یہ ارسل تھا، جو جلاد بنا ہوا تھا

"ٹھیک ہے، سنڈے کو کریں گے جو بھی کرنا ہے، اس کی بہن کی شادی ہے وہ لاہور نہیں آئے گی"

یہ فائقہ تھی

"ٹھیک ہے پھر، تم مجھے بس چند لمحوں کے لیے اس کے بوتیک کی چابی لادینا، ڈپلیکیٹ بنوالیں گے"

ارسل بھی اپنے کام کے لیے تیار تھا

"کرنا کیا ہے؟" فائقہ بڑی بے چین تھی

"جلادو" مسز سلطانہ نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا

"واٹ؟" وہ شاک میں تھی

"ہاں۔۔ایسے جیسے شارٹ سرکٹ ہوا ہے، بات ختم"

ارسل نے حامی بھری تھی اور اتوار کو وہ لاہور میں جہنم بنانے چلے تھے وہ جہنم جس میں وہ خود جلنے والے تھے۔رابیل نے ساری باتیں پڑھ کر فون پر کسی کو کال ملائی تھی اور وہ "کسی" پہلے سے تیار تھا)

تقریباً ساڑھے تین بجے کے قریب وہ لاہور تھی

یہ جگہ بوتیک سے تھوڑی دور تھی، یہ ایک تعمیراتی جگہ تھی جہاں بہت سی بلڈنگز بن رہی تھیں مگر اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا سوائے ایک شخص کے، سیاہ لینڈ کروزر سے ٹیک لگائے سیاہ تھری پیس میں ملبوس ہونٹوں سے سگار لگائے کھڑا سیاہ آنکھوں والا جمال احمد جو سامنے ایک مرد اور ایک عورت کو بندھے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔اس کے گرد بہت سے گارڈز کھڑے تھے۔۔وہ دونوں زمین پر بیٹھے تھے، کمر سے کمر لگا کر بیٹھے جن کے ہاتھ پیچھے کو بندھے تھے اور وہ نڈھال سے تھے۔۔جیسے بہت

روئے ہوں یا بہت تھکے سے ہوں۔۔پورے ساڑھے تین وہاں ایک کار آتی دکھائی دی تھی،جو عین سیاہ لینڈ کروزر کے ساتھ کھڑی ہوئی۔۔جمال احمد نے سگار زمین پر پھینک کر پاؤں تلے مسل دیا،وہ گاڑی سے باہر نکلی اور ایک طرف کھڑا مرداس کی طرف دیکھ کر مسکرایا،وہ مسکرا بھی نہ سکی۔۔زمین ،پر بیٹھے دو نفوس نے اسے اپنے قریب آتے دیکھا تھا اور دونوں میں خوف کی ایک لہر سی دوڑ گئی بمشکل تھوک نگلا

"کیسے ہیں آپ؟"وہ بیک وقت دونوں سے مخاطب تھی

"اوہو۔۔"اس نے جمال احمد کو دیکھا"آپ نے ان کی خاطر تواضع کی ہے یا میں کروں۔۔مہمان ہیں آپ کے"

وہ مسکرایا اور ذرا سا قریب آیا"جان بخشی ہے،کافی ہے ورنہ شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے والے کی چیخیں سارا جنگل سنتا ہے"

رابیل مسکرائی تھی"بہت مزہ آیا کھیل کھیلنے کا۔۔مگر افسوس تم لوگ ہار گئے"

اس نے شانے اچکائے

"ہمیں جانے دو رابیل"بولنے والی فائقہ تھی

"ہاں ٹھیک ہے،اسے جانے دو"پھر خاموش ہوئی"مگر آئے میری مرضی سے نہیں تو جاؤ گے میری مرضی سے کیسے؟"اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

اس نے ساتھ کھڑے شخص کو دیکھا" ہے نا جمال احمد"

اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"بچپن سے پڑھتے آئے ہیں کہ آنکھ کے بدلے آنکھ ہوتی ہے، خون کے بدلے خون، جان کے بدلے جان مگر اب تم اپنے بچوں کو بتاؤ گے کہ آگ کے بدلے بھی آگ ہی ہوتی ہے" وہ سنجیدہ ہو گئی تھی

اس نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ کھڑے گارڈ نے ایک گیلن رابیل کی طرف بڑھائی اور اس ڈھکن کھول کر ایک طرف پھینکا، پھر آگے بڑھی اور ان کے گرد چکر کاٹنے لگی، گیلن میں پڑا مائع زمین پر گرتا جا رہا تھا

"ابھی کچھ دن پہلے ایک واقعہ ہوا تھا۔۔میں بتاتی ہوں کیا ہوا تھا۔۔ایک آدمی تھا کہ اس نے جلتے تیل میں ہاتھ ڈالا تھا اور وہ جل گیا۔۔اور اب کیا ہو گا یہ بھی میں بتاتی ہوں۔۔ایک بزدل عورت اور ایک نامرد نے پورے جلتے تنور میں ہاتھ ڈالا تھا اور آگ نے انھیں آ پکڑا تھا۔۔چچ۔۔جلنے کا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے" اور آخر میں اس نے پٹرول ان دونوں پر چھڑک دیا۔

ان کی آنکھوں میں خوف تھا، اس کے چہرے پیلے زرد تھے، ان کے رونگھٹے کھڑے تھے اور وہ کانپ رہے تھے

"رابیل۔۔رابیل دیکھو ایسا مت کرو۔رابیل تم نے مجھ سے محبت کی تھی" ایک آخری دہائی ارسل کی طرف سے جس کا رابیل پر ذرا اثر نہیں ہوا۔وہ دانت پیستے اس کے قریب آئی تھی اور جھک کر اس

سے مخاطب ہوئی "ایک بار اور محبت کا نام لیا نا تو زبان کاٹ کر رکھ دوں گی اور یہ مجھے آسان ہے" وہ چلائی تھی۔

لینڈ کروزر کے سامنے کھڑا جمال احمد سارا تماشا دیکھ رہا تھا

"رابیل۔۔ ہمیں سلطانہ نے مجبور کیا تھا" اب کی بار فائقہ روئی تھی

"غلط۔۔ تمھیں تم نے مجبور کیا تھا۔۔ تم لوگ کتنے گھٹیا اور زہریلے ہو، تم لوگ ہمیں تب دیکھتے ہو جب ہم آسمان پر ہوتے ہیں، تم لوگوں کو ہم لوگ آسمان پر بیٹھے نظر آتے ہیں مگر تم لوگوں کو یہ کیوں نظر نہیں آتا کہ کسی نے کتنی سیڑھیاں لگائی ہیں اس آسمان تک پہنچنے میں، کسی نے کیا کچھ قربان کیا ہے اس آسمان کو پانے میں، صرف ایڑیاں اونچی کرنے سے کوئی اوپر نہیں چلا جاتا اپنا وجود کاٹ کاٹ کر سیڑھیاں بنائی جاتی ہیں اور پھر اس مقام پر پہنچا جاتا ہے جسے تم لوگ فیسینیٹ کرتے ہو۔ تم مجھ سے جلتی تھی، مجھ سے جیلس تھی" وہ فائقہ کے سامنے بیٹھی تھی "رئیلی فائقہ۔۔ تم مجھے جانتی تھی کہ میں کس قدر جلی ہوں کندن بننے کے لیے مگر تم۔۔ تم مجھ سے جلتی تھی، تم مجھ سے حسد کرتی تھی۔۔ میں تمھیں کیا ہی جلاؤں تم تو جل چکی ہو" پھر کھڑی ہوئی "تم لوگوں کا استعمال تو سلطانہ نے کیا ہے۔ تم لوگوں نے اپنی اپنی کمزوریاں اسے دیں، اپنی لگامیں اسے تھمائیں اور اس نے جیسے چاہا تم دونوں کو چلایا۔ حسد، انتقام اور نفرت انسان کو انسان نہیں رہنے دیتیں، وہ اسے قیدی بنا دیتی ہیں۔ ایسی قید جس سے رہائی مشکل ہے، جس کا قیدی اپنی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اس نے تم دونوں کو قید

کر کے اپنا غلام بنایا، تم دونوں کو جیسے چاہے چلایا اور تم دونوں مجھ سے انتقام اور نفرت میں پاگل ہو گئے "اس نے ایک سانس خارج کی "مگر خیر۔۔آگ کے بدلے آگ ہے اور میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے"

اس نے ہاتھ بڑھایا اور جمال احمد نے اسے ماچس دی۔وہ دونوں چلانے لگے "ایک موقع دے دو رابیل۔۔ہمیں معاف کر دو۔۔۔جانے دو۔۔تمھیں اللہ کا واسطہ رابیل"

مگر وہ رابیل تھی اس نے ماچس کی تیلی کو ڈبی سے رگڑا، آگ جل اٹھی

"رابیل پلیز۔۔ایسے مت کرو۔۔خدا کا واسطہ جانے دو۔۔رابیل، ہمیں جانے دو"

وہ آگے بڑھی "رابیل تمھیں تمھارے بابا کا واسطہ۔۔اللہ کے لیے ہمیں معاف کر دو"

آگے بڑھتی ہوئی رابیل کے قدم تھمے تھے، وہ عین ارسل کے سامنے کھڑی تھی، پھر اس کے سامنے بیٹھی۔ماچس کی تیلی کو لگی آگ بجھ چکی تھی

"درد ہو رہا ہے، ڈر لگ رہا ہے، جان نکل رہی ہے، آگ سے سب ڈرتے ہیں نا مگر تم تو مجھے آگ میں پھینک کر چلے گئے تھے، دیکھو میں زندہ ہوں۔۔میں بھی تمھیں آگ میں جلاؤں گی، تم دونوں میرا بوتیک جلانے آئے تھے میں تم دونوں کو جلا دوں گی"

اس نے دوبارہ آگ جلائی اور وہ چیخ اٹھے، پھر سے واسطے دینے لگے پھر سے رابیل رابیل کی آوازیں بلند ہوئیں۔۔

اس نے جمال کو دیکھا "جانے دوں یا جلادوں؟"

وہ مسکرایا "جلا کر جانے دیں"

وہ مسکرائی "اوکے"

اور اس نے ماچس کی تیلی زمین پر گرادی۔ چیخیں بلند ہوئیں مگر تیلی پٹرول سے تھوڑا دور تھی، اس نے پاؤں رکھ کر تیلی مسل دی، آگ بجھ گئی

"مجھ سے۔۔دور رہو" وہ غرائی تھی۔۔وہ دونوں رو رہے تھے، زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔۔

وہ جمال کی طرف بڑھی "آپ اپنا حساب لے سکتے ہیں، میں جلدی میں ہوں"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ گاڑی کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولا، جمال اس کے عین سامنے کھڑا تھا

"ایک بات اور" وہ جانے سے پہلے لڑکی سے مخاطب ہوا

اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا "جی؟"

"تیمور لنگ کو شادی کی مبارکباد دیجیئے گا۔۔کہیے گا جمال احمد نے مبارکباد دی ہے" وہ نرمی سے بولتے مسکرایا

وہ مسکرادی "شیور"

Clubb of Quality Content

اور پھر گاڑی میں بیٹھ گئی، گاڑی دور جاتی جا رہی تھی۔۔اس نے ایک سانس خارج کی اور انھیں دیکھا ۔۔وہ خود بھی بہت بور ہو رہا تھا

"دفعان کرو انھیں "اور خود گاڑی میں بیٹھ گیا۔اسے اور بھی بہت سے کام کرنے تھے

(دوپہر کا آغاز۔۔یہ ایک گنجان آباد علاقہ تھا۔ایک ایسی تنگ سی جگہ جہاں رش تھا۔وہ اس جگہ پر پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔تنگ سی گلی تھی، عجیب سی مسالوں کی بو پر سو پھیلی تھی،لوگ آتے جاتے ایک دوسرے سے ٹکریں کھا رہے تھے۔وہ جیسے کسی لنڈے بازار میں گھس گیا ہو۔تھوڑی دور جا کر اسے وہ جگہ مل گئی جس کے لیے وہ یہاں آیا تھا۔ٹوٹی پھوٹی سی پرانی دکان، جس کے باہر لکڑی کا بہت سا سامان تھا۔یہ جیسے ایک بڑھئی کی دکان تھی، جس کی دائیں طرف بڑا سا کر کے 58 لکھا تھا۔وہ مسکرایا اور اس دکان کی طرف بڑھا۔وہاں ایک بوڑھا بیٹھا لکڑی کاٹ رہا تھا، ساتھ وہیل چیئر پر ایک شخص موٹی اینٹ کی طرح کی لکڑی گود میں رکھے باریک سی بڑی سی سوئی سے لکڑی پر کوئی ڈیزائن کر رہا تھا۔سرمئی آنکھوں والا دکان میں داخل ہوا تو دونوں نے اسے دیکھا۔وہ مسکرایا اور وہیل چیئر پر بیٹھے شخص کو دیکھا

"کیسے ہو فرقان حمید؟"

اس بوڑھے کی آنکھوں میں ایک سوال تھا۔زمین پر بیٹھے لکڑی کاٹتے شخص نے دونوں کو دیکھا تھا، کیا یہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے تھے؟)

وہ آئینے کے سامنے بیٹھی تھی جب پارلر والی لڑکی اس کے چہرے پر بلش آن لگا رہی تھی۔تب ہی اس کا گود میں پڑا فون بجا اور اس نے معذرت کر کے فون اٹھایا

"فرمائیں"

دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری "تیار رہو، ہمیں جانا ہے"

"نہیں۔۔مطلب "اور الفاظ اس کے منہ میں رہ گئے جب تیمور نے کال کاٹ دی۔

وہ غصے اور بے بسی سے فون کی آف ہوئی سکرین دیکھ رہی تھی۔

شام کے ساڑھے پانچ کا وقت تھا جب ایک سفید لینڈ کروزر پارلر کے باہر کھڑی تھی۔اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے دو مرد مسکرا مسکرا کر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے تب ہی لڑکی پارلر سے باہر نکلی، دونوں نے اسے دیکھا۔وہ چلتی ہوئی ان کے قریب آئی اور کمر پر ہاتھ رکھ کر دونوں کو گھورا اور پھر انھیں دیکھ کر ہنس دی

"اللہ!" اس کی ہنسی قابو میں نہیں آ رہی تھی "اونٹ والے لگ رہے ہو دونوں"

تیمور نے گھٹنوں تک آتی قمیض اور نیچے بلوچی شلوار پہن رکھی تھی۔سر پر پگڑی باندھے، آستینیں کہنیوں سے ذرا اوپر تک کیے اس نے اپنے کہنیوں سے اوپر بازو پر تعویذ باندھے تھے، گلے میں بھی ایک ایسا ہی تعویذ تھا۔اس کے دونوں کانوں میں بالیاں تھیں اور آنکھوں میں جیسے سرما لگا کر آیا ہو۔ساتھ کھڑے اشعر کا بھی یہی حلیہ تھا۔اس نے منہ بنایا اور لڑکی کو دیکھا

"تم تو پروفیشنل کام والی لگ رہی ہو"

اور اب وہ دونوں مرد ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسے تھے، لڑکی دانت پیستے دونوں کو دیکھ رہی تھی.

اس نے ریگستانی عورتوں کی طرح نیچے لہنگا اور اوپر کرتی پہن رکھی تھی، ماتھے پر دونوں آئی بروز کے بیچ بندیا، اوپر ماتھا پٹی، آنکھوں میں کاجل، کانوں میں اوپر کو جاتی بالیاں اور بازوؤں میں کہنیوں تک آتیں سفید چوڑیاں۔ اس نے دوپٹہ پیچھے کو اوڑھ رکھا تھا اور سر پر یوں دوپٹہ لے رکھا تھا جیسے گھونگھٹ ہو۔ وہ بھی مسکرا دی۔ آگے بڑھی اور تیمور کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سارے بال بکھیرے دیے

"اب صحیح ہے" پھر مسکرائی اور تینوں گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی چل دی۔

ٹھیک چھے بجے وہ تینوں ایک سڑک پر کھڑے تھے، سڑک کے ارد گرد بہت سے درخت تھے، اکا دکا گاڑی آ جا رہی تھی۔ آس پاس کسی انسان کا ڈیرہ نہیں تھا مگر کیا فرق پڑتا ہے۔

"کہاں رہ گئے وہ لوگ؟" وہ کمر پر ہاتھ باندھے دور سڑک کو دیکھ رہی تھی کہ ایک ٹرک آتا دکھائی دیا

"گھونگھٹ اوڑھو" تیمور نے اسے گھورا اور سنجیدگی سے بولا، اس نے فوراً سے گھونگھٹ اوڑھ لیا۔

اب اشعر اور تیمور دونوں سڑک کے بیچ میں کھڑے تھے، ہاتھ ہلاتے جیسے ٹرک روک رہے ہوں، ان کے قریب آتے ٹرک کی رفتار کم ہوئی۔ تیمور ڈرائیور سے بات کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

"کیا ہے؟" اونچی سیٹ پر بیٹھے ڈرائیور نے کھڑکی سے گردن نکال کر انھیں دیکھا

"سائیں!" گردن اوپر کیے تیمور بولنا شروع ہوا "ام بوت دور سے آیا سہ" اس کا لہجہ کسی صحرائی مرد جیسا تھا "یہ مارا بھائی سہ اور یہ ماری عورت سہ اور ہم پچھلے ڈیڑھ گھنٹہ سے یہاں کھڑے سہ" لڑکی گھونگھٹ میں منہ کیے مسکرا رہی تھی، اس کا لندن سے پڑھ کر آنے والا شوہر اپنا ٹیلنٹ دکھا رہا تھا

"کیوں؟"

"ہم یہاں نئے سہ اور کچھ علم نہ ہووے، بس ہم کو توڑا آگے لے جائیو، میرا بانی (مہربانی) ہووے سہ"

"ہٹو پیچھے ہمیں جانے دو" ڈرائیور نے بے زاری سے کہا تھا

"سائیں، تھارا بھلا ہو سہ" اس نے جیسے منت کی تھی

مگر ڈرائیور ڈھیٹ تھا

"سائیں" سامنے کھڑا اشعر اب کہ زور سے بولا تھا

"رب سب جاندا، تھارے من کو بھی مارے من کو بھی۔۔ تھارے کو بھی تو کبھی مدد کی جرورت (ضرورت) ہووے سہ" لڑکی کی ہنسی نکلی، یہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر کم اور جھولے والا زیادہ لگ رہا تھا

ڈرائیور نے ٹرک دوبارہ سٹارٹ کیا

"سائیں" تیمور نے اسے دوبارہ دیکھا، پھر پیچھے گھونگھٹ والی لڑکی کو "مارے پہ ترس کرو، ماری عورت پیٹ سے ہے، ام مجبور سہ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گھونگھٹ والی لڑکی کی اگر اندر سے کوئی شکل دیکھ لیتا تھا نا تو یہیں غش کھا کر گر پڑتا، وہ بس منہ کھولے اپنے شوہر کی باتیں سن رہی تھی

ایک لمحے کی خاموشی

"سائیں" لڑکی آگے بڑھی اور گھونٹ اٹھا کر ایک طرف سے دوپٹہ دانتوں میں لیا اور بولی

"تم کو ترس نہ آوے اور ام کو چین نہ آوے" پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر کراہی "تھارا بھلا ہووے سہ"

وہ مسکرا رہی تھی، وہ دونوں بس اسے دیکھے جا رہے تھے، یہ پلان کا حصہ نہیں تھا۔ وہ دونوں بس مینا کا ٹیلنٹ دیکھ رہے تھے، چپ، خاموش، شاک میں۔۔ ڈرائیور نے انھیں بیٹھنے کو کہہ دیا۔ ٹرک کا اگلا چھوٹا دروازہ کھلا اور تیمور اندر داخل ہوا، پیچھے ایک لمبا سا لکڑی کا پھٹا تھا، اس نے ہاتھ بڑھا کر مینا کو کھینچا اور پھر اشعر کو۔ اب درمیان میں مینا تھی اور دائیں بائیں وہ دونوں۔ ٹرک منزل کی طرف گامزن تھا۔

"چوزو" گھونگھٹ اوڑھے اس نے تیمور کے کان میں سرگوشی کی

"میں پیٹ سے ہوں" اور ہنس دی۔

تیمور نے اسے گھورا "شٹ اپ" اس نے بھی سرگوشی کی تھی

اس نے اپنا گھونگھٹ ایک جھٹکے سے اٹھایا تو اشعر نے فوراً دوبارہ اس کے چہرے پر گھونگھٹ کر دیا

"تمھیں کہا تھا تم نے گھونگھٹ اوڑھے رکھنا ہے، کیا مصیبت آن پڑی ہے؟" وہ جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔

"مجھے بھی باہر دیکھنا ہے" وہ جیسے اندر بیٹھی تنگ آگئی تھی

"چپ کر کے بیٹھی رہو، جنت میں نہیں ہو تم جو تمھیں باہر دیکھنا ہے۔اسی دنیا میں ہو" وہ دانت پیستے سرگوشی کر رہا تھا البتہ تیمور اب چپ تھا۔

سامنے بیک ویو مرر سے ڈرائیور پیچھے دیکھ رہا تھا

"کہاں اترنا ہے؟"

"توڑا آگے" تیمور نے بازو لمبا کر کے اشارہ کیا۔

تب ہی ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں ڈرائیور کو اپنی گردن کی دائیں طرف کچھ چبھتا ہوا محسوس ہوا تھا، بالکل ویسا ہی کچھ ساتھ بیٹھے آدمی کو بھی اپنی گردن کی بائیں طرف محسوس ہوا تھا، جیسے کسی نے ان کی گردن میں سرنج گھسا دی ہو۔چند ایک لمحوں کی دیر اور اس سرنج میں جو کچھ بھی تھا اس سے انھیں چکر سے آرہے تھے اور دونوں نڈھال سے پیچھے پشت پر گر پڑے۔پیچھے بیٹھا تیمور جلدی سے پھلانگتا ہوا آگے آیا اور ٹرک ایک طرف کر کے روک دیا۔

(تیمور، فرقان حمید کے سامنے بیٹھا تھا اور اس سے کچھ پوچھ رہا تھا

"کیا چاہیئے تمھیں؟" فرقان حمید نے اسے بے زاری سے دیکھا

"سعد خان لودھی کی کمزوری"اس کا یہ بولنا تھا کہ بوڑھے کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔اس کے چہرے پر ایک سایہ سا گزرا۔

"تمھیں پتہ بھی ہے وہ کون ہے؟"بوڑھے نے ابرو اٹھائی تھی

تیمور نے سانس خارج کی"ہمیں سب پتہ ہے،جو پوچھا ہے وہ بتاؤ"

اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے"اس کی ایک کمزوری ہے مگر اس نے اپنی کمزوری خود بھی نہیں دیکھ رکھی"

تیمور مسکرایا"آگے؟"

"تم کیوں اس کے پیچھے پڑے ہو؟"

"انتقام۔۔مجھے اس سے انتقام لینا ہے"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔اس نے کیا بگاڑا ہے تمھارا؟"

تیمور ہنس دیا"میرا گھر اجاڑا ہے،جیسے تمھارا اجاڑا تھا"اور آنکھوں میں ایک شیطانی تاثر لیے اسے گھورا

بوڑھا خاموش ہو گیا

"وہ سیدھی سڑک ہے جو اس گھر کو جاتی ہے،وہ گھر جہاں قتل ہوا تھا،وہ گھر جو میں نے بنایا تھا میں نے سجایا تھا،اس نے سب ختم کر دیا"وہ سر جھکائے بیٹھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آگے؟" وہ جیسے بور ہو رہا تھا

"بس اتنا ہی" بوڑھا خاموش ہو گیا۔

"اس کی کمزوری بتاؤ" وہ غصے سے بولا تھا، اس نے جیب سے بندوق نکال کر اس کے ماتھے پر تانی تھی

بوڑھا مسکرایا" یہ مجھے نہیں ڈراتیں"

مگر تیمور مسکرایا اور جیب سے ایک تصویر نکالی، ایک عورت کی تصویر، مسکراتی ہوئی تصویر جس پر ایک خبر چھپی تھی، اس کے ریپ اور قتل کی خبر "مگر یہ ڈراتی ہے"

بوڑھے کا چہرہ سیاہ پڑا تھا، پھر سرخ اور اس پر کئی رنگ گزرے "دیکھو فرقان۔۔ سعد خان لودھی نہیں جانتا کہ تم زندہ ہو۔۔ وہ نہیں جانتا کہ تمھاری وہ بہن جو اس کے شر کا شکار ہوئی تھی وہ آج بھی زندہ ہے۔ میں اسے بتا دوں تو وہ کیا کرے گا تم جانتے ہو"

وہ سر جھکائے بیٹھ گیا" میں کچھ نہیں بتا سکتا سوائے ایک چیز کے"

"کیا؟"

"2B-58"

اور وہ خاموش ہو گیا)

وہ ٹرک کو ایک بڑے سے گیٹ کے اندر سے گزار رہا تھا۔ وہ ایک بنگلہ تھا، عالیشان محل جو پوری دھاک سے کھڑا تھا، سفید محل جس کے باہر بہت سے چوکیدار تھے، اس نے ٹرک اس محل کے سامنے لا کھڑا کیا اور پھر ایک سانس خارج کی۔ تینوں اندر سے باہر نکلے اور گارڈان کی طرف بڑھا

"کیا لائے ہو؟"

"ام کو مالک نے بیجا سہ، ام گاؤں سے آیا سہ اور یہاں صاف صفائی کرے گا۔ یہ پیچے مارا سامان سہ"

تیمور نے پیچھے ٹرک کو دیکھا "اس کا خیال رکھنا، کوئی چھیڑا خانی نہیں کرنا" بولنے والا تیمور تھا

"اچھا اچھا" گارڈ نے دوسرے گارڈ کو اشارہ کیا اور اس نے اندر جانے کے لیے بڑے سے دروازے کا راستہ ان کے لیے کھول دیا۔

("کچھ عرصے بعد اس شیطان کے ہاں اس کا ایک ساتھی آنے والا ہے، وہ ہے اس کی کمزوری مگر اس نے خود بھی اس کو نہیں دیکھا" بوڑھا بولتا جا رہا تھا

"شہر سے دور ایک خاموش جگہ پر اس کا بنگلہ ہے، تم اس کا دروازہ کھولو تو بھول جاؤ گے کہ اسی دنیا کے ہو")

انھوں نے جب پہلا قدم اندر رکھا وہ واقعی بھول گئے کہ وہ اسی دنیا کے ہیں۔ بنگلے کی بتیاں بند تھیں، بڑا سا بنگلہ جس کو گردن اٹھا کر دیکھو تو سب سے پہلے گول سی بڑی سی دائیں بائیں اوپر جاتی ریلنگ نظر آئے گی، بڑے بڑے ستون کھڑے ہوئے تھے، ان کے درمیان لٹکتے پردے اور جالے۔ اتنے

جالے جیسے یہ سالوں سے بند ہے۔سامنے دیکھو تو اوپر کو جاتی سیڑھیاں،لاؤنج میں بڑے بڑے گلدان تھے،درمیان میں صوفے تھے جن پر چادریں دی ہوئی تھیں،بڑے بڑے دروازے اور اوپر جاتی سیڑھیوں پر ریڈ کارپیٹ۔وہ جیسے کسی کہانی کا حصہ ہوں

("تمھیں اس کمرے تک پہنچنا ہے وہ جو اپنے آپ میں راز ہے"

"وہ کہاں ہے؟"

"وہ جگہ جہاں چھت زمین سے ملے گی"وہ مسکرایا تھا)

تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا،پیچھے سے گارڈ اندر کی طرف آرہے تھے۔

"سائیں"اب کی بار اشعر بولا تھا"ام کو مالک نے سامان صاف کرنے بیجا سے،تم ماری مدد کرے سے،کمرے تو دکا(دکھا)دو"

گارڈ نے سر اثبات میں ہلایا اور انھیں کمرے دکھانے لگا۔وہ اس کا بنگلہ دیکھ رہے تھے مگر وہ عام بنگلہ کم بھوت بنگلہ زیادہ تھا۔اس کی کتنی منزلیں تھیں؟شاید پانچ،چھے یا ان سے بھی زیادہ۔۔وہ کہاں تھے یہ واقعی بھول گئے تھے۔مشرق میں ہیں یا مغرب میں سیڑھیوں سے دائیں مڑے تھے یا بائیں اور جس دروازے سے اندر آتے تھے وہ آگے کو ہے یا پیچھے کو۔۔خیر وہ بس گارڈ کے پیچھے پیچھے تھے۔اس نے ان کو ہر جگہ دکھادی مگر کہیں بھی چھت زمین سے نہیں ملتی تھی۔۔وہ سانس لے رہ گیا۔۔

گارڈ سارا بنگلہ دکھا کر چلا گیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تیمور۔۔اب؟"پوچھنے والا اشعر تھا

("اور وہ جگہ کہاں ہے؟"

"2B-58"

بوڑھا مسکرایا تھا۔

"اس محل کے 58 کمرے ہیں،اوپر نیچے اور سب سے نیچے۔۔مگر تم دوسری منزل میں رکو گے۔۔

دوسری منزل میں دوسرے کمرے کو کھولنا۔۔سب ظاہر ہو جائے گا")

"ہم کہاں ہیں؟"سوال تیمور نے کیا تھا

"ہم تھرڈ فلور پر ہیں"تھکی ہاری مینا بولی تھی

"نیچے چلو؟"وہ پیچھے کو بھاگے مگر اشعر بول اٹھا

"سیڑھیاں یہاں نہیں ہیں۔۔ہم سیڑھیاں پیچھے چھوڑ آئے ہیں"انھوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر پیچھے کو لپکے۔

سیڑھیاں اترتے وہ اس کمرے کے سامنے تھے جس کا ذکر بوڑھے نے کیا تھا۔سرمئی آنکھوں والے نے ناب گھما کر کمرہ کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا۔وہ بڑا عجیب سا کمرہ تھا۔ایک طرف صوفہ سیٹ تھا،ایک طرف بڑی سی کھڑکی اور ایک طرف پلنگ،کمرے میں جالے لگے پڑے تھے،سامان پر گھٹا مٹی تھی

۔۔۔مگر ایک طرف چھت کسی سلوپ(slope) کی طرح اوپر سے نیچے کو جاتی فرش سے مل رہی تھی

وہ تینوں مسکرائے اور اس کی طرف بڑھے۔اس نے زمین پر بچھا کارپیٹ سلوپ کے عین نیچے سے اٹھایا اور نیچے کی طرف ایک دروازہ تھا اس نے وہ دروازہ کھول دیا اور باری باری تینوں اندر کی طرف گئے۔

("تم ہمیں وہاں کیوں بھیج رہے ہو؟"

بوڑھا مسکرایا"کیونکہ تم میرے پاس خود چل کر آئے ہو،وہ اس شخص سے وہیں ملے گا۔۔دس سال سے اسے جانتا ہے مگر اسے نہیں دیکھا۔۔وہ دس سال میں پہلی بار اسے وہیں بلائے گا ملنے"

"تمھیں کیسے پتہ؟"

"میں سب جانتا ہوں،آپ کا دوست آپ کے بارے میں وہ باتیں نہیں جانتا جو دشمن جانتا ہے"

"ہم وہاں جائیں گے کسی کو شک نہیں ہو گا؟"

وہ ہنس دیا"نہیں۔۔تم لوگ جس دن جاؤ گے اس کی اگلے دن ہی اصل خاکروب اور کام کرنے والے وہاں آئیں گے،تم لوگ ایک دن پہلے جا کر کچھ بھی کر دینا،بہانہ بنا دینا،اپنا کام کرنا اور نکلنا وہاں سے۔۔اس کے گارڈ دنیا کے سب سے نکمے انسان ہیں"

"آگے؟"

"اس تہہ خانے میں جاتے ہی تم جب پہلی بار روشنی جلاؤ گے تو ڈر جاؤ گے"

"آ گے؟" وہ جیسے جلدی میں تھا

"وہاں ایک ہزار ایک سو گیارہ خانے ہیں اور ہر خانہ تین خانوں میں کھلتا ہے۔۔ سوائے ایک خانے کے"

تیمور مسکرایا اور اس کی بات پوری کی

("2B-58")

فرش پر اترتے ہی اس نے ٹارچ آن کی مگر وہ ڈر گئے، جالے چھت سے فرش تک لٹک رہے تھے، اونچی اونچی دیواریں، لکڑی کے ہزاروں خانے۔۔ وہاں ہر دیوار کے سامنے ایک سیڑھی کھڑی تھی۔

اب یہاں 58 والا خانہ ڈھونڈنا محال تھا، کونسا 58.. دائیں سے یا بائیں سے؟ اوپر سے یا نیچے سے؟

("اور تمھیں لگتا ہے ہم مینٹل ہیں کہ اتنے خانوں کو کھول کر دیکھیں گے"

اس نے نفی میں سر ہلایا "وہ تہہ خانہ میرے ہاتھ کا بنا ہے برخودار۔۔ ہر خانے کے دائیں جانب چند نقطے بنے ہیں۔۔ بریل کی شکل میں، جس خانے پر 2B-58 بنتا ہو وہ تمھارا خانہ ہے")

"چوزوا اتنے زیادہ باکس ہیں، ہم کیسے ڈھونڈیں گے؟"

"دوسری منزل" وہ بڑبڑایا "دوسری رو میں ہے، دوسرے کالم میں"

اور وہ تینوں ایک ایک سیڑھی پر چڑھ گئے۔۔وہ دوسری رو دیکھ رہے تھے جہاں 2B-58 کی بریل بنتی ہو۔۔وہ ابھی بہت نیچے تھی کہ ہوا چلی اور گرد اس کی ناک میں داخل ہوئی۔تینوں نے ہاتھ میں ٹارچز پکڑی تھیں۔۔اس کی سانس رکی ہوئی تھی،اس کا سینہ تنگ ہو رہا تھا۔۔ٹارچ اس کے ہاتھ سے فرش پر گری۔۔دونوں نے مڑ کر اسے دیکھا

"مینا" تیمور اپنا کام چھوڑ کر اس کی طرف بھاگا تھا

وہ دیوار سے ٹیک لگائے سانس لے رہی تھی مگر سانس نہیں آ رہی تھی

تیمور اس کے سامنے بیٹھا اسے کچھ کہہ رہا تھا مگر اس کا رنگ زرد اور ہونٹ جامنی پڑ رہے تھے۔

"اسے استھما اٹیک ہو رہا ہے" اس نے بے بسی سے اشعر کو دیکھا

اس نے جیب سے اس کا انہیلر نکالا اور اس کے لبوں سے لگایا "سانس لو مینا، سانس لو" اشعر مسلسل اس کی کمر پر ہاتھ مل رہا تھا۔

کچھ پل بیتے اور وہ نارمل لگ رہی تھی۔سانس لیتی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔اس کے چہرے پر بہت سا پسینہ تھا اور وہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی

"تم ٹھیک ہو نا؟" پوچھنے والا تیمور تھا

اس نے ہاں میں سر ہلایا

"کیا آخر آئی تھی، آرام آرام سے اوپر چڑھ جاتی" اشعر اسے ڈانٹ رہا تھا

پھر اٹھا اور اپنی سیڑھی پر واپس چڑھ گیا۔

تیمور ابھی تک اس کے پاس بیٹھا تھا، اٹھا اور ہاتھ بڑھا کر اسے بھی اٹھایا۔۔وہ مسکرائی اور اس کے کان میں سرگوشی کی

"اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو تم شادی کس سے کرتے؟"

وہ مسکرایا "تمھیں کچھ ہوتا نہیں ہے ورنہ باہر لائن لگی پڑی ہے" اس نے منہ بسورا اور ٹارچ پکڑ کر پیر پٹخا۔

وہ تینوں پھر سے اپنا اپنا کام کرنے لگے تھے۔

سیڑھیوں پر چڑھ کر کھڑے منہ میں ٹارچ لیے وہ چھو کر محسوس کر سکتے تھے کہ وہ ڈبہ کونسا ہے مگر ابھی تک کسی کو نہیں ملا تھا۔ہزاروں ڈبے تھے اور ان میں سے ایک ڈبہ، یہ مشکل تھا مگر ناممکن نہیں۔بریل پڑھنا مشکل نہیں تھا مگر جس نے نئی نئی سیکھی ہو اس کے لیے مشکل تھا۔

("وہ آدمی آگ ہے، جسے چھوتا ہے جلا کر راکھ کر دیتا ہے" وہ تیمور کو اس کے بارے میں بتا رہا تھا

"میں سمجھ سکتا ہوں"

"میں نے اس کے ہاں کئی سال نوکری کی ہے۔پچاس سال سے بھی زائد، وہ میری یہ حالت کر سکتا ہے تو سوچو تم پکڑے گئے تو تمھاری کیا کرے گا"

"وہ بنگلہ پچھلے دس سال سے بند ہے، کیا وہاں واقعی کوئی قتل ہوا تھا؟"

"ہاں۔۔وہاں میری بہن کا قتل ہوا تھا۔وہ بہن جو خوش بختی سے زندہ ہے۔زندہ تو اس نے مجھے بھی نہیں چھوڑنا تھا مگر جس کو اللہ رکھے اسے کون چکھے"

"ایک بات پوچھوں؟"اس کا لہجہ عجیب تھا،پر سرار سا

"ہوں"بوڑھا متوجہ ہوا

"شہاب کون ہے؟")

رامین نے ٹارچ ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی،اوپر کسی کے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے کوئی آیا تھا،تینوں نے ٹارچز بند کر دیں۔آواز تھم گئی تو دوبارہ ٹارچز آن کر دیں۔کچھ پل بیتے تھے اور رامین کی آواز گونجی"چوزو"تیمور نے مڑ کر دیکھا مگر وہ توازن برقرار نہ رکھ پائی اور اوپر سے کمر کے کے بل نیچے گری،اس نے بچاؤ کے لیے بازو نیچے رکھا تھا،ساری چوڑیاں ٹوٹ گئیں۔۔وہ ایک طرف سے زمین پر اوندھی پڑی تھی اور کراہ رہی تھی

"مینا"وہ جھٹ سے نیچے اترا اور اس کے قریب آ بیٹھا

"مینو"اس نے رامین کو کندھے سے پکڑ کر اٹھایا تو وہ رو رہی تھی،اس نے رامین کی آنکھوں میں درد،تکلیف اور آنسو دیکھے تھے۔اشعر بھی پاس آ کر بیٹھ گیا

"میری کمر۔۔"وہ کراہ رہی تھی،اس سے بیٹھا نہیں جا رہا تھا

(بھلا کیا یہ شادی سے زیادہ ضروری ہے؟ایسا بھی کیا کہ تینوں رسک لیے بیٹھے تھے،عجیب!)

"مینو" اس نے رامین کے بازو کو پکڑا، بہت سی چوڑیاں ٹوٹ کے اس کے بازو کے ماس میں پیوست تھیں۔۔اس نے ٹارچ اشعر کو پکڑائی اور ایک لمحے کا انتظار کیے بغیر اس نے اس کی آدھی ٹوٹی چوڑیاں اپنے ہاتھوں سے توڑ ڈالیں، اس کے بازو سے خون بہہ رہا تھا، اس نے اپنے قمیض کے دامن سے اس کا بازو صاف کیا

"میری کمر" وہ ابھی تک کراہ رہی تھی

"زیادہ لگی ہے" اشعر اسے کندھے سے تھام کر پوچھ رہا تھا

"اشعر مجھے درد ہو رہا ہے" وہ رو رہی تھی "مجھ سے بیٹھا نہیں جا رہا"

تیمور اور اشعر نے ایک دوسرے کو دیکھا، نظریں ملیں اور پھر تھوک نگلا

"چلیں واپس۔۔پھر کبھی سہی" اشعر کھڑا ہوا اور ہاتھ آگے بڑھایا مگر مینا نے اسے دیکھا

"وہ اوپر دیکھ رہی تھی، وہ جو لیفٹ سائیڈ والا باکس ہے نا" اس نے اس پر ٹارچ کی ہوئی تھی "وہ 58-2B ہے"

وہ پہلے رامین کو دیکھتا رہا پھر اشعر کو۔اشعر نے پلکیں جھپکائیں "جاؤ، میں یہیں ہوں"

تیمور سر ہلا کر اٹھا اور اوپر چلا گیا۔اس نے ٹارچ منہ میں رکھی اور ہاتھ لگا کر چھوٹے نقطے محسوس کیے، مینا ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔اس نے اس خانے میں چابی ڈالی اور مروڑی تو وہ کھل گیا۔۔اندر ایک فائل تھی جس پر "2B-58" لکھا تھا اس نے وہ فائل نکالی اور نیچے آیا "یہی ہے"

اس نے ہاتھ بڑھا کر مینا کو اٹھایا، وہ کھڑی ہو گئی مگر درد کی ایک ٹیس سی اٹھی۔اس نے جلدی سے آنکھیں صاف کیں اور آگے بڑھی۔کچھ لمحوں بعد تینوں اوپر تھے، وہ رامین کو دیکھ رہا تھا، وہ فکر مند تھا

"تم ٹھیک ہو نا؟" اس نے ہولے سے اس کا ہاتھ پکڑا تھا اس نے سر نفی میں ہلایا "مجھے بہت زور سے لگی ہے چوزو" پھر ایک گہری سانس لی "جلدی چلو مجھ سے زیادہ دیر کھڑا نہیں ہوا جا رہا"

اس نے سر ہلایا اور جلدی سے فائل قمیض کے اندر چھپالی۔۔وہ باہر نکلنے والے تھے کہ دروازہ کھولتے ہی سامنے دو گارڈز دکھے، دروازہ جھٹ سے بند کر کے تینوں چھپ گئے۔۔کچھ پل بیتے اور ان کی سرگوشیاں بند ہوئیں تو وہ واپس آ گئے۔وہ جلدی جلدی سیڑھیاں اترتے باہر کی طرف بڑھ رہے تھے، باہر رات ہو چکی تھی۔۔انھیں اتنی دیر لگی تھی کیا؟ وہ باہر کھڑے تھے مگر گارڈ انھیں جانے نہیں دے رہا تھا

"سائیں۔۔ام کو جانے دو، ماری مجبوری سمجو" تیموران سے بار بار بحث کر رہا تھا

"کیا مجبوری ہے؟" دوسرا گارڈ بھی آ گیا

"ماری عورت ٹیک نہ سے" تیموران سے بات کر رہا تھا

"دیکھو بھائی، سرونٹ کوارٹر میں رک جاؤ۔۔یہی آڈر ہے پیچھے سے"

"دیکو سائیں۔۔"

مگر اس سے پہلے کہ تیمور کچھ بولتا مینا بول پڑی

وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے رونے والے انداز میں بولی تھی "ماری حالت ٹھیک نہ سے، ہم کو جانو دو" مگر گارڈ ڈھیٹ تھے

وہ اشعر کے کندھے پر کہنی رکھ کے ذرا سا نیچے کو جھکی "مارا بچہ۔۔" اور رونا شروع کر دیا "ام کو درد ہو راسے۔۔ ہم کو جلدی لے جاؤ"

"اچھا ٹھیک ہے جاؤ" اور وہ ٹرک کی طرف بڑھے

تیمور ٹرک چلانے بیٹھا اور ساتھ اشعر اور مینا

"ایکٹنگ کیوں نہیں کرتی تم؟ اچھی اداکارہ بنو گی" تیمور نے اسے دیکھ کر کہا تھا

وہ مسکرائی "میرے گھر والے میرا قیمہ نہ کر دیتے۔۔ ورنہ آج ماہرہ خان کی جگہ میں ہوتی" اس نے بڑی شان سے چھوٹے بال کانوں کے پیچھے اڑسے

اشعر نے اسے گھورا "شوخی کہیں کی۔۔ اب نہیں ہے تمھاری کمر میں درد"

اس نے پھر منہ بنالیا "ہے تو"

کچھ لمحوں کی خاموشی اور جس سڑک سے ٹرک لائے تھے اسی سڑک پر چھوڑ دیا۔۔ تینوں سڑک پر کھڑے ٹرک دیکھ رہے تھے

"وہ دونوں ٹرک والے پیچھے بے ہوش ہیں، کل تک اٹھ جائیں گے "اشعر نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

"وہ واقعی بہت ہیوی ڈوز تھی "تیمور مسکرادیا"اب کل اصل نوکر آئیں گے اور اپنا کام کریں گے، ہم نے تو کر لیا اپنا کام "اس کے ہاتھ میں فائل تھی

وہ مسکرادیے۔ پھر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

مینا آگے بیٹھ گئی، وہ ٹیک لگا کر سر پشت پر رکھے بیٹھی تھی، اس کی کمر میں درد تھا۔ فارمیسی کے باہر رک کر اشعر دوائی لے کر آیا تھا، اسے ایک انجیکشن لگایا اور دوا کھانے کے بعد وہ کچھ دیر یونہی گاڑی میں بیٹھے سڑک دیکھتے باتیں کرتے رہے، اشعر نے فون دیکھا

"آپی کی پچاس مسڈ کالز، حاشر بھائی کی پچپن، مامون بھائی کی تیس اور امی کی بیس مسڈ کالز "اور اسی پل رابیل کی کال آئی

اس نے فون کان سے لگایا"اشعر۔۔ کہاں ہو؟"

"آپی آرہے ہیں بس"

"حد کرتے ہو، مینا کہاں ہے؟"وہ غصہ کر رہی تھی

"یہیں۔۔ میرے سامنے "اس نے مینا کو دیکھا جو ابھی بھی سیٹ کی پشت سے سر لگائے بیٹھی تھی

"جلدی آؤ یار، یہاں سارا ہال بھرا پڑا ہے"

اس کا فون بند ہوا تو تیمور کا بجا۔

"کہاں ہو؟" بولنے والا مامون تھا

"آرہا ہوں یار"

"جلدی آؤ۔۔سب آگئے ہیں۔۔تمھارا باپ میرا جینا محال کر رہا ہے"

وہ ہنس دیا"سب آگئے ہیں۔۔میری دلہن تو نہیں آئی نا"اس نے مینا کو دیکھا اور مسکرایا اور ادھر دلہن صاحبہ تھکی بیٹھی تھیں

"تم تو آؤ پہلے"

"آرہا ہوں۔۔"اس نے کال کاٹ دی

"اب ٹھیک ہو؟" تیمور نے فون کان سے ہٹا کر اسے دیکھا

"ہوں۔۔اب مجھے بھوک لگی ہے" وہ منہ بنائے کہہ رہی تھی

دونوں نے بیک وقت سانس خارج کیں اور وہ گاڑی بڑھا کر لے گیا۔۔

تقریباً ساڑھے آٹھ کے قریب وہ ہال میں موجود تھا۔بڑا سا ہال جسے سفید اور سرخ پھولوں سے سجایا گیا تھا۔چھت پر بڑے بڑے فانوس، سفید دیواریں اور سیاہ اور سفید میز۔مہمان آچکے تھے مگر تیمور اب آیا تھا۔اس نے سیاہ پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا، نیچے سفید شرٹ جھلک رہی تھی جس پر سیاہ ٹائی لگی تھی اور ٹائی کی ناٹ تلے ایک سنہرے بچھو کا نشان سا تھا، جیسے اس نے بچھو خود لگایا ہو۔اس کی بہت

سی ٹائیاں ایسی ہی تھیں۔۔وہ مسکرا کر سب سے ملا تھا، پھر مامون اس کے پاس آ کھڑا ہوا اور اس کی ٹائی کی ناٹ سیدھی کرتے مسکراتے ہوئے دھیمی آواز میں بولا

"کدھر آوارہ گردی کر رہے تھے؟"

وہ مسکرایا "کہیں نہیں۔۔یہیں تھا"

وہ دانت پیستے بولا تھا "تم یہاں نہیں تھے" اور سنجیدگی سے اسے گھورا

اس نے شانے اچکائے "اوکے۔۔میں اپنی بیوی اور سالے کے ساتھ تھا"

"کیا کر رہے تھے، ہم ایک مسٹری حل کر رہے تھے" وہ مسکرایا اور آگے کو ہوا کر سرگوشی کی "اور اس زیادہ تم میرے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلوا سکتے"

اس نے برا سا منہ بنایا اور سامنے دیکھنے لگا۔

اگر تم اس پارلر میں نظر دوڑاؤ تو لڑکی تیار تھی، وہ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔پارلر والی لڑکی اس کی تصاویر بنانے لگی تھی مگر اس نے منع کر دیا "میں اپنا فوٹو گرافر ساتھ لائی ہوں" اور مسکرائی اس نے کال ملائی اور اسے اندر آنے کو کہا۔لڑکی فوراً بول پڑی "میم، یہاں میلز الاؤ نہیں ہیں"

وہ مسکرائی "آپ دو منٹ کے لیے باتھ روم میں بند ہو جائیں، یہاں لائٹ اچھی ہے تو فوٹوز اچھی آئیں گی" وہ مسکرائی "باتھ روم میں بند ہونے کے سو دو سو ایکسٹرا لے لیجیے گا"

لڑکی نے برا سا منہ بنایا"پہلی دلہن ہیں آپ جس کا اتنا کانفیڈنس ہے"اور پیر پٹخ کر چلی گئی۔اس نے شانے اچکائے"بھاڑ میں جاؤ میری بلا سے"اور آئینے میں دیکھتی مسکرائی تھی۔اشعر اندر آیا تھا

"چلو"

"کہاں؟"وہ پیچھے سے بول پڑی

وہ جو مڑا تھا پھر سے اسے دیکھنے لگا"کیا مطلب؟"

"ارے"وہ اس کے قریب آئی اور اس کی جیب سے فون نکال کر اسے دیا"پکچرز بناؤ نا اچھی سی"

وہ بس سانس لے کر رہ گیا۔وہ مینا کی تصویریں بنا رہا تھا اور وہ مختلف پوز

"ویسے میں کیسی لگ رہی ہوں اشو؟"وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی

وہ تصویر کھینچتے ہوئے بولا تھا"پنسل لگ رہی ہو"

وہ ہنس دی"آج تمھیں معافی ہے۔لڑنے سے میرا میک اپ خراب ہو جائے گا،میرے شوہر کے پیسے ضائع ہو جائیں گے اس لیے آج تمھیں معافی"اور اس نے بیٹھ کر ایک پوز بنایا تھا۔

"حوصلہ ہے ویسے اس کا،اللہ سے صبر جمیل عطا کرے"اس نے کلک کی آواز کے ساتھ ایک اور تصویر کھینچی

اور وہ وہاں سے چلی گئی،پارلر والی لڑکی آئی اور صوفے پر پڑا کاغذ پکڑا،اوپر کچھ لکھا تھا

"یہ جو تم نے منہ بنایا تھا نا اس کے ہزار روپے کاٹ لیے ہیں میں نے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ایک سانس خارج کی اور کاغذ ڈسٹ بن میں پھینک دیا"حوصلہ ہے بہن تمھارے شوہر کا"

اور وہ اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

جس وقت وہ دونوں ہال پہنچے رابیل اور حاشر کال پر کالز کر رہے تھے۔باہر اندھیرا تھا،وہ اشعر کے ساتھ اندر بڑھ رہی تھی۔ایک دم ہال میں اندھیرا چھا گیا،سامنے اینٹرینس پر کوئی کھڑا تھا،لڑکی نے زوردار سینٹی بجائی اور فوکس سارا مینا پر تھا۔۔روشنی میں مینا اشعر کے بازو میں بازو ڈالے کھڑی تھی، ارد گرد دو انار چل رہے تھے،اس نے پیچ کلر کی ساڑھی اور ساتھ گولڈن کلر کا ہلکا سا سیٹ پہن رکھا تھا،سر سے نیچے پیچھے کی طرف ایک گولڈن پیچ رنگ کا دوپٹہ ڈھلک رہا تھا۔یہ وہ سوٹ بالکل نہیں تھا جو فرحت نے اسے دیا تھا۔یہ وہ سوٹ بالکل نہیں تھا جو اس کی خالہ نے اس کے لیے بھجوایا تھا مگر وہ تو مینا ہے نا وہ کیوں کسی کی بات مانے۔۔پیچھے ہلکا ہلکا سا میوزک بج رہا تھا اور وہ اشعر کے ساتھ جیسے جیسے آگے بڑھ رہی تھی روشنی کا دائرہ اس کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا تھا۔وہ سٹیج تک پہنچی اور پھر تیمور نے ہاتھ بڑھایا،اس نے مسکرا کر تیمور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی،ہال کی روشنیاں جل اٹھی تھیں۔۔کیمرہ مین نے ان کی تصاویر لی تھیں۔۔وہ تیمور کو دیکھ رہی تھی اور وہ اسے،ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ کیا تھے اور کہاں تھے،سب زائل تھا

"کیسی لگ رہی ہوں؟"اس نے ذرا سا شرماتے مسکراتے ہوئے تیمور سے پوچھا تھا

وہ اسی طرح اسے دیکھے گیا اور بولا"پھول جھڑی"اور ہنس دیا۔

وہ منہ بنا کر مہمانوں کو دیکھنے لگی تھی

"اتنے پیسے لگا کر میک اپ کیا ہے، اتنی مہنگی ساڑھی پہنی ہے پھر بھی تم مجھے پھول جھڑی کہہ رہے ہو" وہ مسکراتے ہوئے منہ میں بڑبڑا رہی تھی

"ہاں تو تم تو وہی ہو نا، بس تھوڑا سا میک اپ ہی کیا ہے۔ ویسے تم مجھے جینز شرٹ اور میک اپ کے بغیر زیادہ اچھی لگی تھی"

لو بھئی اس کا یہ کہنا تھا کہ مینا سٹیج سے اتر گئی، اس نے اس کا بازو پکڑا اور جھک کر پوچھا

"پاگل لڑکی۔۔ کہاں جا رہی ہو؟"

"منہ دھونے اور جینز شرٹ پہننے" وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی

"اف" وہ بس سانس لے کر رہ گیا "اوپر آؤ، اوپر آؤ" اس نے اس کی کہنی پکڑ کر اسے دوبارہ اپنے ساتھ کھڑا کیا

وہ مسکرائی "اب بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں؟"

"ڈورے مون" وہ مسکراہٹ دبائے بولا تھا

اور اس نے سر جھٹکا

وہ ہنس دی "اچھا موڈ ٹھیک کرو، میں نہیں چاہتی ہماری تصاویر بری آئیں" اس نے پھر تیمور کو دیکھا

"تم بھی ویٹر ہی لگ رہے ہو"

وہ مسکرایا"کم از کم ڈورے مون نہیں لگ رہا"

وہ بھی مسکرادی،اس سے پہلے کچھ کہتی فرحت اس کے پاس آئیں اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا

"میں نے تمھیں کیا سمجھایا تھا مینا؟"

"کیا سمجھایا تھا امی؟"اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

"بیٹا لہنگا کہاں ہے؟"وہ دانت پیستے ہوئے مسکرا رہی تھیں

"امی میں اچھی لگ رہی ہوں"اس نے اپنا دوپٹہ پیچھے سے ذرا صحیح کیا

"تمھارا اچھا میں نکالوں"

اس نے تیمور کا بازو پکڑا اور اسے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود دوسری طرف جا کھڑی ہوئی۔اب تیمور فرحت کے ساتھ تھا اور وہ مسکرا کر انھیں دیکھ رہی تھی

"خالہ جانے دیں،اچھی لگ رہی ہے"وہ مسکراتے ہوئے فرحت سے بات کر رہا تھا

تب ہی سٹیج پر افیفہ اور رابیل آئی تھیں،آتے ہی مینا سے ملیں

"امی کو ہینڈل کر لینا بیلی،میں دلہن بنی جوتے کھاتے اچھی نہیں لگوں گی"اس کی شان بے نیازی میں مجال ہے جو کمی آئی ہو

رابیل ہنس دی"کچھ نہیں کہتیں"پھر دھیرے سے اس کی تھوڑی کو چھوا

اس نے ہلکے جامنی رنگ کی پیروں تک آتی میکسی پہن رکھی تھی نیچے ہائی ہیلز، ہلکا سا ڈائمنڈ سیٹ، بال کھلے تھے اور وہ سادہ بھی پیاری لگ رہی تھی۔ کیمرہ مین سٹیج پر آیا تھا اور آتے ہی رابیل کے ساتھ کھڑا ہوا، رامین کو مبارکباد دی۔ اس نے مسکرا کر مبارکباد وصول کی۔

"ان کے شوہر سے ملوائیں" کیمرہ مین اب کہ رابیل سے مخاطب تھا

تیمور ساتھ کسی دوست سے مل رہا تھا، رابیل اس کے پاس آئی اور گلا کھنکھارا

"تیمور" اس کا دوست جا چکا تھا۔ وہ رابیل کی طرف متوجہ ہوا

"ان سے ملو، یہ ہریرہ ہیں" گلے میں کیمرہ لٹکائے، سفید شرٹ اور اوپر سیاہ جیکٹ پہنے، نیچے سیاہ جینز اور سفید جوگرز۔ رابیل کے ساتھ کھڑا ہریرہ مسکرایا تو اس کے دونوں گالوں میں ڈمپل پڑے، تیمور اسے دیکھ کر ساکت ہوا تھا، مسکراہٹ مدھم پڑی تھی

"انھیں میں نے ہائیر کیا ہے، یہ بہت اچھی فوٹوز بناتے ہیں۔۔ امیزنگ" رابیل اور بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر تیمور کہیں اور کھویا ہوا تھا۔

فوٹو گرافر نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا، تیمور نے اس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا، نظر گلے میں لٹکتے چیتے پر پڑی تھی، وہ بھی مسکرا دیا اور اس سے ہاتھ ملایا

"بہت اچھا لگا آپ سے مل کر" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا

"اور مجھے شاک لگا ہے" جواب تیمور نے دیا تھا۔

"کوئی بات نہیں، مجھے بھی لگا تھا" اس کا ہاتھ تیمور کے ہاتھ میں تھا۔

دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ چھوڑا "ہوپ سو ہم ملتے رہیں" ہریرہ کی آنکھوں عجیب سا تاثر تھا

وہ مسکرایا "شیور" اور سر ہلایا

اس نے تیمور کی ٹائی کی طرف اشارہ کیا

"I am tired of Scorpios" اس کا اشارہ ناٹ سے نیچے بنے بچھو کی طرف تھا

وہ بھی تیمور تھا، اس کے کیمرے کی طرف ابرو سے اشارہ کیا

"Who the hell you are, the camera man?"

رابیل بس دونوں کو دیکھے جا رہی تھی۔۔ابوہریرہ محظوظ ہوا تھا

"More than a camera man" اس کی مسکراہٹ میں کچھ تھا جو صرف تیمور جانتا تھا

اور وہ سٹیج سے اتر گیا، مڑ کر تیمور کو دیکھا اور ایک آنکھ دبائی اور وہاں سے چلا گیا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

رابیل سٹیج سے اتر کر ایک میز کے گرد بیٹھی تھی، وہاں اس کی بہت سی سہیلیاں اور رشتے دار تھے، اس کی ماں کی سہیلیاں اور نانی کی جاننے والی خواتین۔ سب ایک دو بات کرنے کے بعد اس پر آ جاتی تھیں۔۔ کسی کو رامین کی خوشی ہو نہ ہو رابیل کا بڑا دکھ تھا

"رابیل کا بھی ساتھ ہی ہو جاتا تو اچھا ہوتا" ایک خاتون فرحت کے ساتھ بیٹھی تھیں۔وہ اس کی ماں کی پکی سہیلی تھی

"اللہ جب چاہے" فرحت بمشکل مسکرائیں

"میں نے سنا تھا دونوں بہنوں کا اکٹھا ہونا تھا" ساتھ والی بولی تھی "ہاں میں نے بھی"

فرحت اٹھ گئیں اور رابیل کو بھی اٹھنے کا اشارہ کیا۔۔اس نے نظریں جھکا لیں

"رابیل بیٹے تمھارے سسرال سے کوئی نہیں آیا" ایک خاتون نے باقاعدہ اس سے پوچھ بھی لیا

اس نے سانس خارج کی اور جواب دینے کو لب کھولے تھے کہ ایک خاتون بول پڑی

"ارے ٹوٹ گئی تھی منگنی، سسرال کہاں سے آئے گا" بس وہ اٹھ گئی،اسے پہلے ہی اٹھ جانا چاہیئے تھا۔وہ باہر کی طرف بڑھ رہی تھی مگر ان کی آواز ابھی بھی اس کے کانوں میں پڑ رہی تھی

"یہ دوسری بار ہے نا"

"ہوں۔۔ تہمینہ کا بیٹا اچھا بھلا تھا،اس کے اپنے پاؤں نہیں زمین پر ٹکتے۔۔ماں کیا کرے خود ہی بڑی چالاک ہے"

اس کا دل پھٹا جا رہا تھا،واقعی آپ لوگوں کی زبانیں نہیں پکڑ سکتے۔وہ باہر آئی اور ایک بنچ پر بیٹھ گئی۔۔ یہاں کھلی ہوا تھی،سامنے بڑا سا باغ تھا،اندر کی گھٹن سے نجات ملی تھی،اس نے سر دونوں ہاتھوں

میں دے دیا، نم سانس اندر کھینچی، پھر اپنا پرس کھولا تو ٹشو نہیں تھا، اس نے انگلی کی پور سے آنسو صاف کیے اور آسمان گھورنے لگی

"لوگ ہماری خوشیاں نہیں دیکھتے، ہمیں ہمارے غم بھولنے نہیں دیتے" اس نے ایک سانس خارج کی۔ اسے لوگوں کی باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا مگر جس طرح اس کی ماں جی چرا کر گئی تھیں وہ اس کے لیے کرب ناک تھا۔

اس کا ذہن پتہ نہیں کہاں الجھا تھا کہ کسی لڑکی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

"بھائی لے لو نا۔۔ اللہ تمھاری مرادیں پوری کرے گا" وہ ایک چھوٹی بچی تھی جو کسی مرد کو گجرے دے رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے منع کر رہا تھا

"ارے بیٹا۔۔ میں کس کو دوں گا۔۔ میری بیوی نہیں ہے جسے میں دے دوں، بہن گھر پر ہے یہاں لے کر کیا کروں گا"

وہ پھر بھی ضد کر رہی تھی "اندرا اتنی پیاری پیاری لڑکیاں ہیں، تم کسی کو بھی دو گے وہ لے لے گی، تم لے لو نا"

"میں ایسے کسی کو پھول نہیں دیتا" وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

پیچھے ایک چھوٹی لڑکی آئی تھی، دس گیارہ سال کی، اس کے بال لمبے اور آنکھیں سیاہ تھیں، وہ مامون کے ساتھ آ کھڑی ہوئی

"آپ کو لے دوں؟"اس نے آرا کو دیکھ کر پوچھا۔اس نے مسکراتے ہوئے اس مرد کو دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

اس نے دو گجرے لے لیے، پھول دینے والی لڑکی کی قمیض کے بازو پھٹے تھے،اس کے کپڑے گندے تھے

مامون نے والٹ سے اسے پیسے نکال کر دیے "تمھارے پاس کپڑے نہیں ہیں" وہ پیسے دیتے پوچھ رہا تھا

"صاحب تھے، چوہا کھا گیا"اور ہنس دی

وہ بھی مسکرایا تھا اور اپنا کوٹ اتار کر اسے دیا"گھر سے چادر اوڑھ کر نکلا کرو"

وہ کوٹ لے کر یوں بھاگی جیسے وہ کہیں واپس بلا کر کوٹ نہ لے لے۔آرا اس کو دیکھ کر ہنس دی۔

وہ زمین پر بیٹھا تھا اس طرح کہ اس کا ایک گھٹنہ زمین سے ذرا اوپر تھا اور دوسرا اٹھا ہوا، وہ اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو گجرے پہنا رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھی، وہ سر ہلاتے سن رہا تھا۔۔

پھر جھکا اور اس کے جوتے کا سٹریپ بند کیا

"گر جاؤ گی کہیں" وہ خفا سا تھا

"نانو نے اتنا بڑا لا کر دیا ہے" وہ منہ بنائے کھڑی تھی

"ہاں تو نانو کو پتہ ہے نا آرا بڑی بھی ہو گی ایک دن" وہ کھڑا ہوا اور ہاتھ جھاڑے۔

رابیل انھیں دیکھ رہی تھی، پھر سانس خارج کی اور زمین دیکھنے لگی،اس کے پاؤں کے پاس ایک بلا بیٹھا تھا جو کہ بار بار زمین پر منہ لگا رہا تھا۔اسے لگا جیسے اسے بھوک لگی ہے۔اس نے پرس کھولا اور صارم کا بچا بسکٹ نکال کر اس کے آگے کیا مگر اس نے منہ موڑ لیا۔۔اس نے ہتھیلی پر بسکٹ پیس کر اس کے منہ کے آگے کیا مگر وہ نہیں کھا رہا تھا۔۔وہ زمین پر بیٹھی دوسرے ہاتھ سے اسے پیار کر رہی تھی

"یہ نہیں کھائے گا"کسی مرد کی آواز تھی

"کیوں؟"اس نے گردن اٹھا کر سوال کیا

"کیونکہ اسے بد ہضمی ہو گئی ہے"سامنے کھڑے مرد نے شانے اچکائے تھے

"آپ کو کیسے پتہ؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"کیونکہ یہ ابھی گھاس کھا رہا تھا"اس نے جھٹ سے جواب دیا"بلی گھاس تب کھاتی ہے جب اسے بد ہضمی ہوتی ہے"

"اوہ"وہ پیچھے ہٹ گئی اور بنچ پر بیٹھ گئی"اب کیا ہو گا؟"اس کی نظر اب بھی بلے پر ہی تھی

"کچھ نہیں۔۔چوبیس گھنٹے ڈائٹ کرے،ٹھیک ہو جائے گا"وہ بھی زمین پر بلے کو ہی دیکھ رہا تھا رابیل بلے کو دیکھتی مسکرائی تھی،تب ہی چھوٹی لڑکی آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"مون"اس نے اس مرد کو دیکھا جس نے سفید شرٹ،سیاہ ٹائی اور سیاہ پینٹ پہن رکھی تھی

"جی۔۔"مامون گردن جھکائے آرا کو دیکھ رہا تھا

وہ بلے کو دیکھ رہی تھی۔پھر مسکرادی

"He is like Shaffer"

اس کا یہ کہنا تھا کہ رابیل نے جھٹ سے گردن اٹھائی،اس مرد کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا،دونوں کی نظریں ملیں اور رابیل نے رخ دوسری جانب موڑ لیا۔۔وہ بھی نظریں پھیر گیا۔اب رابیل کی پشت اس کی طرف تھی

"پتہ نہیں"اس نے شانے اچکائے،مڑا اور اس کے ساتھ چل دیا۔

تھوڑی دور جا کر آرا نے مامون کے قریب جا کر سرگوشی کی

"کیا یہ وہی تھی؟"

اس نے سانس خارج کی،آرا کو دیکھا"نہیں"پھر سیدھا دیکھنے لگا

"ہاں۔۔تیمور کہتا ہے اس کی آنکھیں تو بھوری ہیں"اور ہنس دی۔

مامون نے اسے گھورا"چالاک تو آپ بھی بڑی ہیں ویسے"

وہ مسکرادی،وہ بھی مسکرایا تھا۔رابیل اٹھی اور اندر کی طرف جانے لگی،اس کے ساتھ ایک سرمئی سارومال پڑا تھا،یہ پہلے نہیں تھا اس مرد کے آنے کے بعد آیا تھا،اس نے سانس خارج کی اور سر

جھٹکا۔اگر اندر ہال میں جھانکیں تو وہ مسکرا کر کسی آدمی سے مل رہا تھا، پھر اس سے جدا ہوا تو ساتھ افیفہ ساتھ کھڑی تھی

"باس"

"یس"

وہ دونوں سامنے سٹیج کو دیکھ رہے تھے۔افیفہ کی آواز پھر سے گونجی "کس لڑکی کو کوٹ دے کر آئے ہیں؟"اس نے سینے پر بازو لپیٹے تھے

وہ مسکرا دیا"بس ہے کوئی"پھر شانے اچکائے

"کیا واقعی؟"اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"تم سیکرٹری کم اور جاسوس زیادہ بنتی جا رہی ہو"مامون نے اسے گھورا تھا

"وہی تو۔۔میں بھی کہوں آپ کسی بھی لڑکی کو بہن بنا سکتے ہیں بیوی نہیں"اس نے طنز کیا تھا

"تم فائر ہو افیفہ"اس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال لیے

"باس"وہ پھر سے بولی

"یس"

"باس دیکھیں،ہال میں رنگ برنگی لڑکیاں ہیں۔۔کسی کو بھی پسند کر لیں،رشتہ میں لے کر جاؤں گی آپ کا"وہ اب کامیں دائیں سے بائیں دیکھ رہی تھی اور مامون سیدھا

اس نے سانس خارج کی "افیفہ۔۔"

وہ رونے والی ہو گئی "باس، بال سفید ہو رہے ہیں آپ کے۔۔ کر لیں شادی" گردن اٹھائے خود سے اونچے مامون کو دیکھا

مامون نے اسے گردن موڑ کر دیکھا تھا "تم مجھ سے دو ہزار زیادہ لے لینا مگر ہیئر ڈائی کا کلر اچھا استعمال کیا کرو"

وہ ہنس دی "باس"

"یس" وہ دونوں پھر سٹیج کی طرف دیکھ رہے تھے

"باس، وہ گلابی والی لڑکی دیکھیں۔۔ آپ کے ساتھ اچھی لگے گی"

"ہاں اس کے ساتھ جو کیمرہ مین کھڑا ہے، وہ بھی اچھا لگے گا"

"باس" وہ شاک میں تھی "نہ کریں باس"

وہ اسے منہ بسورے دیکھ رہا تھا "باس، آپ ایک کیمرہ مین سے شادی کریں گے"

"یو آر فائر افیفہ" اسنے اب کہ عاجز آ کر کہا تھا

مگر وہ تو ڈھیٹ تھی

"ویسے آپس کی بات ہے، بنا کوٹ کے آپ زیادہ کول لگ رہے ہیں" اس نے مامون کی تعریف کی تھی

"کل سے تم آفس آئی نا تو میں تمھاری بچی کچی پے بھی کاٹ لوں گا"

"کاٹ لیں باس" اس نے پھر منہ بنایا تھا" ویسے بھی آپ مجھے ملین ڈالرز تو دیتے نہیں"

"افیفہ۔۔" وہ سنجیدہ سا بولا تھا

"اوکے باس۔۔ کوئی اچھی لگے تو میسج کیجیے گا۔۔ میں یہیں ہوں آپ کے دائیں بائیں"

اور وہ وہاں سے چلی گئی۔اس نے سکھ کا سانس لیا۔

اگر سٹیج پر دیکھو تو رامین کے ساتھ رابیل کھڑی تھی، رامین مسکراتے ہوئے اس کی تھوڑی کو چھوتے کچھ کہہ رہی تھی

"میری جان۔۔ اتنے پیسے تم نے صدقے میں تو دینے نہیں ہوتے، مسکارا واٹر پروف لے لیتی"

رابیل حیران ہوئی "مطلب؟"

وہ پھر سے مسکرائی "جاؤ میرا بچہ، آئینہ دیکھ کر آؤ"

وہ پریشان سی سٹیج سے اتری اور واش روم کی طرف بڑھی، قطار میں بنے واش رومز اور اس نے آئینے میں خود کو دیکھا، رونے سے مسکارا آنکھوں کے نیچے ذرا سا پھیل گیا تھا۔۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی نہیں تھا۔۔ اس نے ٹشو کے لیے ہاتھ میں پکڑا کلچ کھولا مگر ٹشو تو تھا ہی نہیں۔۔ وہاں ایک سرمئی رومال تھا۔۔ اسے نہایت شرمندگی ہوئی، مطلب جب وہ اسے دیکھ رہا تھا تب اس کی آنکھوں تلے یہ سیاہی پھیل چکی تھی، وہ جانتا تھا کہ شاید اس کے پاس ٹشو نہیں ہے اس لیے رومال رکھ گیا اور اسے لگا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ۔۔اف! وہ رومال بھول گیا۔۔اس نے تو اسے واپس کرنے کے لیے پرس میں رکھا تھا اور اب۔۔

خیر! اس نے رومال نکالا، اس میں سے کسی پرفیوم کی خوشبو آرہی تھی۔۔اس نے آنکھوں تلے سیاہی صاف کی، تھوڑا سا گیلا کیا اور پھر اچھے سے آنکھوں تلے مسکارا صاف کیا اور پھر سانس خارج کر کے باہر نکلی۔۔وہ اب نارمل دکھ رہی تھی مگر نارمل نہیں تھی۔اگر دوبارہ اسے وہ دکھا تو کس قدر شرمندگی ہو گی، اف!

کھانا کھانے کے بعد وہ کھڑی افیفہ سے گپیں لگا رہی تھی۔مہمانوں میں چائے سرو کی جا رہی تھی۔

اسے اپنے پیچھے کسی کی آواز سنائی دی، وہ تیمور تھا

"رخصتی کرا دو اب۔۔میں تھک گیا ہوں مسکرا مسکرا کر، جبڑے دکھنے لگے ہیں" اس نے گال پر ہاتھ رکھا

رابیل مسکرا دی "جتنا مسکرانا ہے آج ہی مسکرا لو"

وہ بھی سر جھکا کر مسکرایا تھا۔

"یہ وارننگ ہے؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کیے رابیل کو دیکھا

"نہیں۔۔آگاہی" اس نے بھی اسی انداز میں تیمور کو دیکھا

وہ اس پر بھی مسکرا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر تم دور دوسرے کونے پر دیکھو تو سفید شرٹ والا کال پر بات کر رہا تھا،اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا اور وہ مڑا،اسے دیکھ کر مسکرایا اور کال کاٹ دی

"ارے۔۔دلہن خود آئی ہے"

وہ بھی مسکرادی"کیسی لگ رہی ہوں؟"دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

"تیمور کی دلہن لگ رہی ہو"پھر مسکرادیا

وہ ہنس دی"یہ تعریف ہے؟"

"یہی سمجھ لو"پھر شانے اچکائے

"اچھا آپ آئیں۔۔میں آپ کو کسی سے ملواتی ہوں"وہ آگے چلنے کو تھی،پیچھے سے مامون بول پڑا

"کہاں؟"

"ارے آئیں نا"وہ آگے آگے چل رہی تھی اور وہ پیچھے۔۔وہ رابیل کے پاس جا رکی تھی،اب وہاں تیمور نہیں تھا"رابیل"اس نے پہلے مامون کو دیکھا پھر رابیل کو اور پھر مامون کو اور مامون کی طرف دونوں ہاتھ بڑھائے"مامون بھائی"

اور مسکرادی۔پھر رابیل کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"یہ میری بہن ہیں لیکن انھیں مامون بھائی کا نہیں پتہ تھا، نہیں مطلب رامین کی بہن ہو اور مامون بھائی کا نہ پتہ ہو۔۔ان بلیو ایبل"اس نے آنکھیں گول گھمائی تھیں

وہ مسکرادیا"میں پہلے مل چکا ہوں ان سے"ایک نظر رابیل کو دیکھا

"ارے"اس نے رابیل کو دیکھا"کب؟مجھے نہیں بتایا"لڑکی نے پہلے مامون کو دیکھا پھر رابیل کو

"میں ان سے باہر ملی تھی مگر مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ۔۔"رابیل نے مامون کو دیکھا"یہ تیمور کے بھائی ہیں"پھر مینا کو دیکھتے مسکرادی۔

وہ سر جھکائے دھیرے سے مسکرادیا

"چلو اب تو پتہ چل گیا۔اب تم انھیں کبھی بھول نہیں پاؤ گی"دلہن کے چہرے پر پھر سے مسکراہٹ پھیل گئی

رابیل نے مامون کو دیکھا اور ایک شرمندگی کا احساس تھا(اف! بھولیں گے تو یہ بھی نہیں، چڑیل لگ رہی تھی میں)مگر بولی کچھ نہیں۔

پھر معذرت کر کے وہاں سے چلی گئی۔رامین مامون کے پاس آئی اور کمر پر ہاتھ باندھے"کیا بات کی تھی آپ نے بیلی سے؟"

وہ ہنسا اور سر نفی میں ہلایا"آئی سوئیر۔۔تمھاری بہن سے میں ڈرتا ہوں، میں کچھ کہہ ہی نہ دوں"

وہ بھی ہنسی اور حیرت سے مامون کو دیکھا "آپ ڈرتے ہیں۔استغفار۔۔آپ ڈرتے ہیں"

"ہاں نا۔۔اتنی خطرناک ہیں"

وہ پھر سے ہنسی "کوئی خطرناک نہیں ہے،اتنی سافٹ سی ہے میری بہن"

وہ مسکرایا "ہاں بس تمھاری بہن ہے نا اسی لیے تھوڑا خوفزدہ ہوں" وہ منہ بنائے کھڑی ہو گئی، پھر مسکرائی۔

رات ساڑھے نو بجے کے قریب ان کی رخصتی ہوئی تھی۔گاڑی کے قریب کھڑی وہ رابیل کے گلے لگی تھی، پھر حاشر نے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر اشعر کے سامنے کھڑی تھی

"رولو تھوڑا" وہ اس کے کندھے لگی بڑبڑائی تھی

"روئے گا تو اب یہ سرمئی آنکھوں والا تمھارا شوہر" پھر مسکرا دیا

اس نے اشعر کو بازو پر چٹکی کاٹی "تم مجھے مس کرو گے"

"پاگل نہیں ہوں میں" وہ سرگوشی کر رہے تھے، پھر فرحت سے گلے ملی۔۔تیمور پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔۔رامین اندر بیٹھی تو گھوم کر آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔سجی ہوئی لیمبر گنی آگے بڑھ گئی تھی، وہ لوگ پیچھے رہ گئے تھے

"بلا ٹلی" اشعر بڑبڑایا تو رابیل نے اسے کہنی ماری اور دونوں ہنس دیے۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو رامین سامنے صوفے پر بیٹھی، ایل سی ڈی پر کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ وہ کپڑے بدل چکی تھی، نیچے جینز اوپر کھلی شرٹ۔ عینک لگائے وہ صوفے کی پشت پر سر رکھے بیٹھی تھی، تیمور کے آتے ہی اس نے آواز میوٹ کر دی، کردار گونگے ہو گئے۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور اسے دیکھے گیا، اس نے پاؤں صوفے پر رکھے تھے اور تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔ تیمور ساتھ بیٹھا تو اس نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا

"ڈرامے دیکھتی ہو تم؟" اس نے آنکھیں ترچھی کر کے لڑکی کو دیکھا

"ہوں" وہ گونگے کردار دیکھ رہی تھی۔

"جب شوہر کمرے میں آتا ہے تو دلہن کیسی ہوتی ہے؟" اس نے نرمی سے پوچھا جبکہ لہجہ جتانے والا تھا

وہ مسکرائی "پیاری ہوتی ہے"

وہ بھی مسکرایا "اور تم پندرہ بیس منٹ میرا انتظار نہیں کر سکی"

اس نے سر اٹھالیا اور معصومیت سے پلکیں جھپکائیں "تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں میک اپ کے بغیر ٹراؤزر شرٹ میں بھی اچھی لگتی ہوں" وہ بلا کی معصوم لگ رہی تھی۔

وہ پھر سے مسکرایا تھا "وہ تو میں نے ویسے ہی کہا تھا" شانے اچکائے

"اب مجھے کیا پتہ ویسے ہی کہہ رہے ہو یا ایسے ہی کہہ رہے ہو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سر نفی میں ہلایااور اٹھ گیا،ڈرامے کی آواز پھر سے گونجنے لگی تھی۔کپڑے بدل کر اس نے فون پکڑااور باہر بالکنی میں کھڑا کسی کو کال ملا رہا تھا،کال اٹھالی گئی تھی

"یس؟"دوسری طرف سے آواز گونجی

"ہو گیا کام"وہ بالکنی سے نظر آتا نیچے باغ کو گھور رہا تھا

دوسری طرف خاموشی تھی۔پھر آواز گونجی

"کچھ بولا وہ"

"وہی جو سب بولتے ہیں"تیمور نے سر جھکایا ہوا تھا

"ٹھیک ہے،تم کل بھیج دو مجھے۔۔میں دیکھتا ہوں"

اس نے سر اثبات میں ہلا کر کال کاٹ دی۔

پھر اندر بڑھا،وہ جمائی لیتے تھکی تھکی سی ابھی بھی ڈرامہ دیکھ رہی تھی

"کمر میں درد تو نہیں ہے"بالکنی سے اندر آتے ہی صوفے کے ہتھ پر بیٹھا تھا

"نہیں۔۔اشو نے میڈیسن دے دی تھی"لڑکی نے سر پشت پر ٹکائے رکھا

تیمور جھکا اور اس کی عینک اتاری"کبھی اس کو اتار بھی دیا کرو۔۔ایسے بوجھ سا لگتا ہے"

"چلو کچھ کھانے چلتے ہیں"لڑکی سیدھی ہوئی جھٹ سے بولی۔وہ جو میز پر اس کی عینک رکھ رہا تھا،

ایک دم اس کو دیکھ کر مسکرایا"آنکھیں دیکھو نیند سے سرخ ہوئی پڑی ہیں مگر کھانا ہے"

"نہیں۔۔یہ تو لینز لگانے کی وجہ سے ہوئی ہیں"اس نے پھر سے منہ پر ہاتھ رکھ جمائی روکی"ابھی تو مجھے بھوک لگی ہے"

وہ ہنس دیا"تمھارا کیا بنے گا مینا"

وہ کھڑی ہوئی اور اس کا بازو کھینچا"چلو آؤ۔۔کچھ کھاتے ہیں"

"باہر نہیں جانا اس وقت،گھر پر ہی کچھ دیکھ لو"وہ آگے چل رہی تھی اور تیمور پیچھے۔

کچھ دیر بعد دونوں کچن میں کھڑے تھے،پلیٹ میں نگٹس اور چائے کے دو کپ لیے اوپر بڑھے اور بالکنی میں بیٹھ گئے۔۔وہ فرش پر چوکڑی مارے بیٹھی تھی،نگٹس کھاتی ہوئی۔تیمور نے بس چائے لی تھی

"تمھیں پتہ ہے آج میں پہلی بار اپنی مرضی سے گھر آیا ہوں"چائے کا گھونٹ بھرتے اس نے مینا کو دیکھا

اس نے نگٹس کا ٹکرا توڑا اور منہ میں رکھا"کیوں؟"

"کیونکہ میرا دل نہیں لگتا یہاں۔۔میں مامون کے ساتھ خوش رہتا ہوں"اس نے پھر سے چائے کا گھونٹ بھرا

"آج کیوں آئے؟"لڑکی نے دونوں ابرو اٹھائیں اور لڑکے کو دیکھا

"آج تم جو ساتھ آئی ہو"پھر مسکرا دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی "اس لیے تم کہہ رہے تھے کہ ہم الگ گھر لیں گے"

اس نے اثبات میں سر ہلایا "مگر تم باہر چلی جاؤ گی تو میں پھر مون کے پاس چلا جاؤں گا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور ایک نگٹس اسے دیا، اس نے چپ چاپ لے لیا۔

"تم خوش ہو؟" سوال تیمور نے کیا تھا

"ہاں" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا "بہت" پھر اسے دیکھ کر مسکرائی

"ہاں۔۔ مفت میں کھلانے والا شوہر مل گیا اور کیا چاہیئے"

وہ ہنس دی "تم میرے دل کی ساری باتیں جانتے ہو" پھر اس کے بازو پر ہلکا سا پنچ مارا

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا۔

"تم نے تو مجھے کہا تھا تم مجھے چھوڑ دو گے، ابھی وہ موقع نہیں ملا یا اب تھوڑے دن تک طلاق دو گے"

وہ سر جھکائے نگٹس کے ساتھ کیچپ لگا رہی تھی۔ وہ بس اسے دیکھے گیا، پھر ذرا سا ساتھ ہوا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔ کپ فرش پر رکھا اور جیب سے رومال نکال کر اپنے اور اس کے ہاتھ کو ساتھ ساتھ باندھ دیا

"وہ بس تمھیں تنگ کرنے کے لیے کہا تھا، تمھیں چھوڑنے کے لیے تھوڑی نا لایا ہوں" مینا نے سر اٹھایا، اسے دیکھا اور دونوں کی نظریں ملیں

وہ اسے دیکھ رہی تھی اور جیسے کچھ سوچ رہی تھی "پھر کیوں لائے ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کام کروانے اور تیر کی طرح سیدھا کرنے لایا ہوں" اب کہ اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے لڑکی کو گھورا تھا

وہ ہنس دی "کوئی بات نہیں۔۔تم فیل ہونے والے ہو"

اس کے نگٹس ختم ہو چکے تھے۔

"دیکھتے ہیں" وہ بھی تیمور تھا

"شادی پر دلہن منہ دکھائی مانگتی ہیں، تم نے نہیں مانگی؟" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا اور اسے دیکھا

وہ چائے پی رہی تھی "یہ کافی ہے"

"کیا؟"

"یہ سب۔۔کافی ہے" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا "میرے لیے یہ سب more than enough ہے۔۔کھاؤ پیو اور chill کرو۔۔تم مجھے کھانا دیتے ہو، مجھے روکتے نہیں ہو، جو میں کرنا چاہتی ہوں سپورٹ کرتے ہو۔۔کافی ہے۔منہ دکھائی کیا؟ بچپن سے یہی منہ دیکھتے آئے ہو"

وہ بے پرواہ سی تھی اور اس کی یہی بے پرواہی تیمور کو اچھی لگتی تھی

اس نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی میرون ڈبیہ نکالی، اسے کھولا اور مینا کو دکھایا "یہ میں نے تمھارے لیے لی ہے"

وہ جو بے پرواہ سی لڑکی تھی، خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی "اچھی ہے" پھر مسکرائی۔

"پہناؤں؟"لڑکے نے مخملیں ڈبیہ سے انگوٹھی نکالی

اس نے ہاتھ آگے بڑھایااور تیمور نے انگوٹھی پہنائی۔وہ ڈائمنڈ رنگ تھی،اس کی پتلی لمبی انگلیوں پر جچتی ہوئی۔

"یہ بہت پیاری ہے چوزو"وہ مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی

"اگر میں نہ دیتا تو تم نہ مانگتی؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا۔وہ ہنس دیا"اب سنبھال کر رکھ لو"

وہ دھیمی مسکراہٹ سے انگوٹھی دیکھتی رہی،اب کہ کچھ بول بھی نہیں رہی تھی۔

"کیا یہ اچھی نہیں لگی تمھیں؟"

وہ چونک گئی"یہ بہت خوبصورت ہے مگر یہ بہت قیمتی ہے۔مجھے قیمتی چیزوں کی عادت نہیں ہے اور نہ مجھے پسند ہیں۔میں دو سو روپے کا انڈے والا برگر اور ڈیڑھ سو کی گول گپے کی پلیٹ کھا کر بھی خوش ہو جاتی ہوں،ایک ساڑھی یا ایک خوبصورت سا گجرہ مجھے خوش کر دیتا ہے۔میں ان چیزوں کو زیادہ اہمیت دیتی ہوں جو مجھے خوش کرتی ہیں کیونکہ چھوٹی سی زندگی ہے میں قیمتی چیزوں کو پانے یا پھر جو نہیں ملا اس کے غم میں نہیں گزار سکتی۔میں سادہ مگر ایک اچھی،خوشحال زندگی کا خواب دیکھتی ہوں۔۔پہلے دن شوہر ڈائمنڈ دیتے ہیں اور پھر ساری زندگی بیچاری بیوی کو آسمان میں ڈائمنڈز دکھاتے ہیں"پھر ہنس دی اور تیمور بھی ہنسا

"مگر یہ میں نے دی ہے اور مجھے اچھا لگے گا اگر تم اسے سنبھال کر رکھو" اس نے اپنے ہاتھ میں مینا کا ہاتھ لیا تھا "میں آزاد تھا، ہمیشہ سے آزاد مگر میں نے اپنی مرضی سے تمھاری قید چنی ہے"

"مطلب یہ انگوٹھی میری ہے؟" وہ مسکرائی

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"میں اس کو بیچ کر زیادہ سارے پیسے رکھوں گی، جب چاہا جو چاہا کھاؤں گی"

اس نے منہ بسورا اور غصے سے بولا "انگلی کاٹ دوں گا میں تمھاری۔۔ جو چاہیئے تم مجھے کہو گی، یہ حرکت کی نا تو بہت برا پیش آؤں گا"

وہ ہنس دی اور سر ہلایا "اوکے"

وہ بھی مسکرایا۔ تیمور کی چائے ختم ہو چکی تھی مگر مینا کی چائے تو ابھی پڑی تھی

"تیمور تمھارے لیے کیا ہے مینا؟" اس نے گردن موڑ کر دیکھا، دونوں کی نظریں پھر سے ملیں مگر وہ آسمان گھورنے لگی

"کیا ہے؟" وہ جیسے سوچ رہی تھی

"کمفرٹ زون؟" تیمور نے اپنی طرف سے تیر چلایا

"اونہوں" اس نے نفی کر دی

"سول میٹ؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اونہوں"اس نے گردن نفی میں ہلائی

"مجھے لگتا ہے میں تمھاری قسمت پر دھبہ ہوں"وہ چڑ گیا تھا

مینو ہنس دی"چوزوا تنی جلدی غصہ کیوں کرتے ہو؟"

"اور کیا"اس نے سر جھٹکا

"You're my twin flame"

لڑکی نے اسے دیکھتے کہہ دیا۔اس نے مینا کی سیاہ آنکھوں میں ایک چمک،ایک نرمی اور ایک خالص سا احساس دیکھا تھا۔وہ احساس جو وہ اس کے لہجے سے محسوس کر سکتا تھا

وہ حیران ہوا"یہ کیا ہے؟"

"گوگل سے پوچھو"اور پھر مسکرا دی۔وہ کھڑی ہوئی،ساتھ ہی تیمور بھی کھڑا ہوا

"نیند آرہی ہے اب۔۔صبح ولیمہ بھی ہے"اس کی آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں۔

تیمور نے اپنا اور اس کا ہاتھ جدا کیا اور وہ اندر آکر سو گئی۔۔اسے نیند نہیں آرہی تھی جبکہ مینا سو چکی تھی۔اس نے سائیڈ ٹیبل سے موبائل پکڑا اور گوگل کھول کر سرچ بار میں twin flame لکھا۔۔گوگل انکل نے بڑی سی ڈیفینیشن بتا دی۔۔وہ پڑھ کر مسکرایا تھا۔گردن موڑ کر اسے دیکھا جو گہری سانسیں لیتی سوئی تھی،وہ اسے خاموش بھی اچھی لگتی تھی

اگر اس آٹھ مرلہ گھر میں جھانکو تو خاموشی تھی۔سب سوئے تھے سوائے دو نفوس کے اور وہ تھے سیڑھیوں پر بیٹھے دونوں بہن بھائی۔رابیل اور اشعر، جن کے ہاتھ میں چائے کے مگ تھے اور وہ باتیں کر رہے تھے

"تم تو اپنی سول میٹ کو بڑا مس کر رہے ہو گے "رابیل نے اسے چھیڑا تھا

وہ مسکرایا"توبہ کریں۔۔دیکھیں گھر میں کتنا سکون ہے "اس نے رابیل کو دیکھا"آپ کو ہی اپنی سول سسٹر کے بغیر نیند نہیں آ رہی"

وہ بھی ہنسی"استغفراللہ"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا"ویسے سب اچھے سے ہو گیا نا۔۔پیاری لگ رہی تھی مینا، تیمور بھی ڈیسنٹ سا اچھا لگ رہا تھا"

"ہاں"لڑکے نے مگ منہ سے لگایا"لیکن رانیہ بھابھی کو آنا چاہیئے تھا، ہم کون سا انھیں کھاتے ہیں۔ بیٹا اور شوہر بھیج دیتی ہیں خود نہیں آتیں"اس نے سر جھٹکا

"چلو چھوڑو"ایک لمحے کی خاموشی"تم نے وہ بچی دیکھی چھوٹی سی، جس نے بلیو گاؤن پہنا تھا"

"کون؟"وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا"آئرہ، جو مامون بھائی کے ساتھ تھی"

"ہاں وہی"وہ مسکرائی"وہ عارفین کی بیٹی ہے نا"

"جی۔۔وہ عافی کی بیٹی ہے اور مامون بھائی کی بھانجی۔۔بہت ایکٹیو اور ٹیلنٹڈ ہے، مامون بھائی پر گئی ہے"وہ ہنس دیا۔

رابیل بھی مسکرائی "ہاں۔۔مجھے لگ رہا تھا۔اس کی آنکھیں اس کے بال بالکل عافی جیسے تھے "اس نے مگ منہ سے لگایا "عافی سے بھی میں نے کہا تھا آجائیں مگر وہ ٹھیک نہیں تھیں، کل ولیمے پر اگر وہ آئی تو میں ملوں گی"

"کون؟آئرہ؟"اشعر نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھی رابیل کو دیکھا

"ہاں۔۔مامون تو شاید اسے آرا کہہ رہے تھے "وہ پتلیاں سکیڑے سوچ رہی تھی

"ہوں "لڑکے نے چائے کا گھونٹ بھرا "وہ پیار سے سب آرا ہی کہتے ہیں۔نام تو آئرہ ہے"

"اچھا اچھا"وہ بس سر ہلا کر رہ گئی

"مامون بھائی سے ملیں آپ؟"اشعر کی طرف سے اگلا سوال

"ہوں۔۔ڈیسنٹ سے لگے مجھے"

"ہوں۔۔وہ ایسے ہی ہیں۔خالو نے ایسے ہی بدنام کیا ہوا ہے انھیں "اس نے کہتے ہی سر جھٹکا

"تم کب ملے ان سے؟"لڑکی نے گردن موڑ کر اپنے بھائی کو دیکھا۔نیلی نیلی روشنی میں اس کا سراپا واضح تھا

"بہت بار ملا ہوں، کبھی مینا کے ساتھ کبھی تیمور کے ساتھ"

وہ سر ہلا کر رہ گئی "اچھا وہ جو لڑکی تھی، جس نے ہائی ٹیل کی تھی"

"ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ گولڈن گاؤن والی" وہ یاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی

"مجھے وہ اچھی لگی، کیا خیال ہے اب تمھاری باری آجائے" رابیل نے اسے کہنی ماری تھی

اس نے برا سا منہ بنایا "رہنے دیں"

"ارے کیوں؟ اتنا پیارا میرا بھائی ہے، گھر میں رونق ہونی چاہیئے نا" اس نے اپنا کندھا ذرا سا اس کے کندھے سے لگایا

وہ مسکرایا "رونق کے لیے میری بلی نہ چڑھائیں"

"کوئی ڈاکٹر پسند ہے تو بتادو، میں سب کو دیکھ لوں گی" اس نے سرگوشی کی تھی

اشعر مسکرادیا "ایسا کچھ بھی نہیں ہے، بس سپیشلائزیشن کے بعد سوچوں گا"

"اوہو۔۔ مجھے تو ابھی خوشیاں چاہیئے نا" وہ بضد تھی

"تو تھوڑا صبر کرلیں نا، آجائیں گی خوشیاں بھی"

"یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔ اگر کوئی پسند آجائے تو میرے پاس آجانا، نہیں تو مجھے کوئی پسند آگئی نا۔۔ تو" وہ بس اسے تنگ کر رہی تھی

وہ مسکرایا "اوکے۔۔ کرتا ہوں کوئی پسند"

"اوہو" وہ ہنس دی "وہ بھی پیاری ہونی چاہیئے، بھئی اتنا پیارا شہزادہ بھائی ہے میرا۔۔ ایسے تھوڑی نا دے دوں"

"جی بالکل "اس نے رابیل کو دیکھا "پیاری ہی ہو گی"

وہ پھر سے ہنسی۔رات گہری پڑ رہی تھی

اگلے دن رات کو ولیمہ تھا۔تقریباً آٹھ بجے کے قریب سارے مہمان آ گئے تھے۔ابھی کھانا نہیں کھلا تھا،سامنے دولہا دلہن بیٹھے تھے،آج رامین نے ہلکی گلابی کام دار میکسی پہن رکھی تھی اور تیمور ایش گرے پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔اگر تھوڑی دور دیکھو تو ایک میز کے گرد ایک لڑکی بیٹھی تھی جس کی گود میں ایک بچہ تھا،اس نے ہلکے بھورے رنگ کا کام دار گاؤن پہن رکھا تھا۔اس کے ساتھ ایک لڑکی بیٹھی تھی جس نے سرخ رنگ کی فراک پہن رکھی تھی،اس کے آدھے بال پونی میں بندھے تھے اور باقی پیچھے سے کھلے تھے اور وہ مسکرا کر رابیل سے کچھ کہہ رہی تھی،جواب میں رابیل بھی مسکرائی

Clubb of Quality Content

"مما کیسی ہیں؟"سوال رابیل نے کیا تھا

"اچھی ہیں"

"آپ کل مجھ سے نہیں ملیں۔۔میں نے گھر جا کر آپ کو مس کیا تھا"اس نے دھیرے سے آرا کی تھوڑی کو چھوا

"آپ نے مجھے پہچانا نہیں تھا"اس نے شانے اچکائے

"آج پہچان لیا"رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی

وہ مسکرادی"اس کا نام کیا ہے؟"پھر صارم کو دیکھا

اس نے صارم کا ہاتھ پکڑا تھا"اس کا نام صارم ہے"اس نے ذرا سا جھک کر اس کا گال چوما تو لپ سٹک اس کے گال پر لگ گئی،وہ مسکرا کر ٹشو سے اس کا گال صاف کر رہی تھی۔

دور کھڑا مامون اسے دیکھ رہا تھا،پھر سامنے کھڑے اپنے باپ سے مخاطب ہوا

"وہ لڑکی دیکھ رہے ہیں"اس نے آرا کی طرف اشارہ کیا تھا"وہ چھوٹی بچی آپ کی نواسی ہے"

پھر سنجیدہ ہوا"آپ اس کے نانا ہیں مگر وہ آپ کو جانتی تک نہیں۔۔بہت افسوس ہے مجھے"پھر سر نفی میں ہلایا

بہروز آفندی اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جس کی آنکھیں ان سے ملتی تھیں۔اس نواسی کی آنکھیں جس کی رگوں میں ان کا خون تھا مگر وہ بہت دور تھا،اتنی دور کہ شاید اس تک جاتے جاتے انھیں کئی عمریں بیت جائیں مگر وقت گزر گیا تھا

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتے مامون خود ہی بولا"ہر نانا ہارون بیگ کی طرح نہیں ہوتا،ایکس کیوزمی"

اور وہ وہاں سے چلا گیا۔

وہ بس اس بچی کو دیکھتے رہ گئے جو چھوٹے بچے کے ساتھ باتیں کرتی مسکرا رہی تھی۔وہ بس سانس لے کر رہ گئے مگر سانس لے لینے سے نہ کندھے پر بوجھ ہلکے ہوتے ہیں اور نہ دل کے۔

کچھ دیر بعد کھانے کی خوشبو پھیلی، کھانا کھل چکا تھا۔۔اس نے صارم کو فاطمہ کی گود میں بٹھایا اور کھانا لینے کے لیے آگے بڑھی۔وہ اپنے ساتھ آرا کا کھانا بھی ڈال کر لائی تھی۔مامون وقفے وقفے سے آرا کو دیکھ رہا تھا،اس نے بس چائے پی تھی۔دفعتاً رابیل اٹھی تھی اور پلیٹ میں سویٹ ڈش نکالی، پھر ساتھ ایک خاتون آگئی اور اس نے وہ پلیٹ میز پر رکھی اور ان سے گلے ملی، پھر ان سے حال چال پوچھنے لگی۔۔وہاں ویٹر آیا تھا اور اس نے ایک سویٹ ڈش والی پلیٹ رابیل کی پلیٹ کی جگہ میز پر رکھی اور رابیل کی پلیٹ لے گیا۔وہ خاتون چلی گئی تو رابیل نے میز پر پڑی پلیٹ پکڑی اور میز تک آئی۔ صارم اب آرا کی گود میں تھا،اس نے رشین سیلڈ کا ایک چمچ لیا، پھر دوسرا۔۔اسے کھانسی آئی تھی مگر اس نے پانی پی کر خود کو نارمل کیا۔۔پھر پلیٹ رکھ دی۔اسے میٹھا پسند تھا اور اس نے ایک اور چمچ لیا اور بس۔۔اتنا میٹھا کافی تھا۔۔اشعر آیا اور وہ رابیل سے اس کا فون مانگ رہا تھا۔۔اس نے پاسورڈ لگا کر اپنا فون اسے دیا۔۔اس نے ہاٹ سپاٹ آن کیا اور مسکرا کر فون واپس کر دیا۔۔وہ دوبارہ بیٹھ گئی اور سامنے دیکھنے لگی جہاں افیفہ رامین سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ مسکرا کر اس کا جواب دے رہی تھی، دور ایک چلر کے پاس مامون کھڑا تھا،اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور وہ مسلسل ٹائپنگ کرتا مصروف سا تھا۔۔یہ فنکشن بھی اختتام کو پہنچ رہا تھا۔۔آج مینا نے گھر جانا تھا اور اس کی بڑی بہن بہت خوش تھی۔۔اسے گلے میں ایک عجیب سی خراش محسوس ہوئی،اس نے گلا کھنکھارا مگر بے سود۔پھر پانی پیا تو گلا کچھ نارمل ہوا مگر اب چبھن سی ہونے لگی تھی۔۔اس نے یکے بعد دیگرے دو تین تھوک نگلے

مگر بے سود،اس نے پھر پانی کا گلاس پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا،اسے کھانسی آنے لگی تھی۔۔وہ ٹشو سے ہونٹ تھپتھپا رہی تھی مگر پھر کھانسی بڑھنے لگی،وہ اٹھی اور کھانستے ہوئے واش روم کی طرف بڑھی۔۔اس نے سنک کی ٹوٹی کھول دی اور جھک کر کھانسنے لگی،اس کے سینے میں درد اٹھا تھا،سر میں درد کی ایک ٹیس اٹھی،وہ سنک میں جھکی ہوئی تھی،اس کے ناک اور منہ سے خون نکل رہا تھا اور وہ کھانستی جا رہی تھی۔۔سانس لینے کی بھی مہلت نہیں تھی،درد بڑھ رہا تھا ایسے جیسے اس نے کانٹے نگل لیے ہوں اور اب وہ اندر ہر شے کا قتل کر رہے ہوں،وہ ذرا سا پیچھے ہٹی مگر سر گھوم کر رہ گیا،اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا،اس نے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر نہیں ہو پائی،پیچھے دیوار کے سہارے وہ نڈھال سی زمین پر بیٹھ گئی۔اس کا سینہ تنگ ہو رہا تھا،سانس لینا محال تھا،دل کی دھڑکن بڑھی تھی اور منہ سے خون نکل رہا تھا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر درد شدت اختیار کر چکا تھا۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے،ہاتھ پیر اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے،وہ بے بس ہونے لگی تھی، آہ! موت سے پہلے کی بے بسی۔۔دفعتاً اس کے سامنے کوئی آیا تھا اور اس نے رابیل کو کہنی سے پکڑ کر کھڑا کیا،اس کے سامنے کھڑا شخص دھندلا سا نظر آ رہا تھا،وہ کون تھا جو اسے گھسیٹ رہا تھا،اسے اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنے آپ کو چھڑا سکے۔۔وہ بمشکل سانس لے پا رہی تھی۔۔سب کچھ سن ہو رہا تھا،دھندلا اور غیر واضح۔وہ جو کوئی بھی تھا اسے گھسیٹتے ہوئے لے کر گیا تھا،وہاں ایک لڑکی تھی جس نے سب دیکھا تھا،اس کے ہاتھ پر ایک سیاہ ڈائل والی چوکور گھڑی

تھی،اس کے بال لمبے سیاہ اور گھنے تھے،اس نے سرخ فراک پہن رکھی تھی۔وہ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔وہ جو کوئی بھی تھا رابیل کو ایک کمرے میں لے گیا اور ایک جھٹکے سے اسے اندر پھینکا۔وہ دیوار سے لگی اور پھر زمیں پر گر گئی،ادھ موئی سی،بے جان سی بس سانس لیتی ہوئی،ناک سے خون ابھی بھی بہہ رہا تھا،چھوٹی لڑکی اس کمرے میں اس مرد کے پیچھے کھڑی تھی جو رابیل کو گھور رہا تھا۔اس نے زمین پر پڑی اینٹ پکڑی اور پوری قوت سے اس مرد کو دے ماری مگر وہ ایک طرف ہو گیا اور اسے پکڑ لیا۔۔وہ بہت چلائی مگر اس نے آرا کو باندھ دیا

"تم برے ہو۔۔میں یہاں سے نکل جاؤں گی" وہ چلا رہی تھی مگر اس پر کوئی اثر نہیں تھا

"چپ۔۔بالکل چپ۔۔نہیں تو اس کی طرح مار دوں گا تمھیں" وہ چھوٹی لڑکی پر چلایا تھا۔وہ سہم کر خاموش ہو گئی گئی۔

رابیل کو بس ایک سیاہ سراپا سا نظر آ رہا تھا،سینے میں درد بے تحاشا تھا۔وہ درد کی شدت سے تڑپ رہی تھی،تکلیف سے آہیں بھر رہی تھی۔۔وہ اس کے قریب جھکا۔چند پل تڑپتی ہوئی لڑکی کو دیکھا اور پھر دانت پیستے بولا

"مزہ آ رہا ہے،تکلیف ہو رہی ہے،درد ہو رہا ہے۔۔مجھے بھی ہوا تھا۔۔مرواب"

وہ کھڑا ہوا اور رابیل کے ہاتھ پر اپنا بھاری بوٹ دے کر ہاتھ پر سے ہو کر آگے بڑھا،وہ درد کی شدت سے کراہی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے کیا سمجھا تھا ہم تمھیں جانے دیں گے، مرو گی تم" پھر اس کے چہرے کے سامنے جھکا

"تمھیں پتہ ہے سب سے خطرناک دشمن کون ہوتا ہے؟" اس نے دانت پیستے لڑکی کو گھورا

"وہ جس پر تم رحم کھا کر اسے اپنی موت کے لیے ازد چھوڑ دیتے ہو" وہ ہنسا تھا۔

اس نے رابیل کو درد سے بلکتے دیکھا، پھر مسکرایا "میں چاہتا تو تمھیں ایسا زہر بھی دے سکتا تھا کہ تم ایک سانس بھی نہ لیتی اور مر جاتی، مگر نہیں رابیل" وہ رکا "میں تمھیں تڑپتے دیکھنا چاہتا تھا، درد کی تکلیف سے تڑپتے دیکھنا چاہتا تھا۔ تمھیں اس حال میں دیکھ کر میری انا کو جو تسکین مل رہی ہے وہ دنیا کے ہر سکون پر بھاری ہے" وہ غصے سے لال ہوتی آنکھوں سے اسے گھورتا رہا

اس نے جیب سے ایک شیشی نکالی، پھر اسے دبوچا اور مٹھی میں لیا

"Cyanide"

"تمھیں میں نے تمھاری جان کا دشمن سایانائیڈ دیا ہے، جانتی ہو یہ کرے گا"

وہ شیشی کو دیکھتے ہنسا تھا "اگلے پندرہ منٹ میں تمھاری سانس بند ہو گی، پھر تمھارے ہاتھ پیر مفلوج ہوں گے، پھر تمھاری دھڑکن تمھارا سینہ توڑ دے گی، پھر تمھارا سر درد کی شدت سے پھٹنے لگے گا، پھر تمھاری الٹی گنتی شروع اور اس سے اگلے پانچ منٹ میں تم مر جاؤ گی مگر"

وہ رکا اور مائع سے بھری شیشی اسے دکھائی

Clubb of Quality Content

"یہ ہے نا۔۔ تمھاری زندگی کی ضمانت۔۔اس میں ہے تمھاری حیات۔۔ مجھ سے زندگی مانگ لو رابیل۔۔ تمھاری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا

"بھیک مانگو زندگی کی، جھکو میرے آگے۔۔اٹھو" وہ غصے سے دانت پیستے غرایا

مگر وہ مر رہی تھی، آخری سانسیں لے رہی تھی

"اٹھو" اس نے رابیل کو کندھے سے جھنجھوڑا تھا، اسے شیشی دکھائی "یہ دیکھو آب حیات۔۔مانگو مجھ سے۔۔ جھکو میرے آگے۔۔اب کہاں ہے تمھاری اکڑ، اب کہاں ہے غرور"

آرا بیٹھی خاموشی سے سب دیکھ رہی تھی، اس کے دونوں ہاتھ بندھے تھے مگر کلائی میں بندھی گھڑی جگمگا رہی تھی۔۔اس نے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر بندھی گھڑی پر ایک بٹن دبایا اور پیغام سیاہ آنکھوں والے کو گیا تھا۔۔اس کی کلائی پر بندھی گھڑی میں تھرتھراہٹ پیدا ہوئی تھی۔۔اس نے کلائی دیکھی پھر ادھر اُدھر دیکھا آرا کہیں نہیں تھی، وہ جس سے بات کر رہا تھا اس سے معذرت کر کے سٹیج کی طرف بڑھا، وہ وہاں نہیں تھی۔۔وہ کہاں گئی؟

"آرا" وہ بڑبڑایا۔

وہ واش روم کی طرف آیا تھا وہاں سنک پر اور فرش پر بہت سا خون تھا، اس کا دل منہ کو آگیا۔۔یہ کس کا خون تھا؟

اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا، یہ کس کا خون تھا؟

اس نے گھڑی دیکھی، وہاں سرخ رنگ کا سگنل جگمگا رہا تھا۔۔آرا کہاں ہے؟اس نے لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کی تھی مگر سگنل نہیں تھے،انٹرنیٹ نہ ہونے کے برابر تھا۔وہ واپس ہال میں آیا تھا۔۔تیمور نے سٹیج سے اسے دیکھ لیا تھا،ادھر اُدھر دیکھتا مامون شکل سے ہی فکر مند لگ رہا تھا۔وہ کھانا چھوڑ کر اس کے پاس آیا تھا

"مون" وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا

"مون" تیمور اسے بلا رہا تھا مگر وہ ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا

"آرا نہیں مل رہی" پھر تیمور کو دیکھا۔وہ گھبرایا ہوا تھا

"یہیں ہو گی"

"یہاں نہیں ہے نا" وہ چلایا تھا "میری بچی یہاں نہیں ہے"

ارد گرد لوگوں نے اسے دیکھا تھا،وہ باہر کو بھاگا تھا۔باہر بھی سگنل نہیں آ رہے تھے،اسے غصہ آ رہا تھا مگر اس نے ایک گہری سانس لی۔۔اس نے گھڑی کو دیکھا،آرا نے اسے کال کی تھی مگر وہ اب کال نہیں کر پا رہا تھا،زیرو پوائنٹ ون سیکنڈ کی مسڈ کال۔

"آخری بار تم نے اسے کہاں دیکھا مامون؟" سوال خود سے تھا

"مامون آخری بار تم نے اسے کہاں دیکھا تھا؟" دماغ ماؤف ہو رہا تھا

"مامون۔۔آخری بار۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دماغ کی بتی جلی تھی، وہ بھاگ کر ہال میں آیا تھا

"رابیل کہاں ہیں؟" وہ اشعر سے مخاطب تھا۔

تیمور اسے دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھا تھا

"وہ۔۔وہ یہیں تھیں۔۔صارم کے پاس" اشعر نے پیچھے دیکھا تو فاطمہ کی گود میں صارم تھا رابیل وہاں نہیں تھی

اس نے جلدی سے فون نکالا اور اسے کال ملائی، فون میز پر ہی تھا۔اس نے کال کاٹی اور فرحت کے پاس گیا، سٹیج پر بھی وہ نہیں تھی

"آپی کہاں ہیں؟" وہ افیفہ سے مخاطب تھا مگر اسے نہیں پتہ تھا

رابیل بھی غائب تھی۔اب اشعر اسے ادھر اُدھر ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔آٹھ منٹ پہلے آرا نے اسے مسڈ کال کی تھی، اس نے گھڑی دیکھی تھی شاید تب بھی رابیل نہیں تھی۔دونوں اکٹھی غائب ہوئی تھیں۔

اگر تم اس کمرے میں دیکھو تو فرش پر گری لڑکی تڑپ رہی تھی، وہ درد سے کراہ رہی تھی، موت سے پہلی کی تکلیف، نہ اس کی جان نکل رہی تھی نہ جان جسم میں باقی تھی۔۔آرا نے اسے دیکھا، آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں

"میرے ماموں تمھیں نہیں چھوڑیں گے" وہ چلائی تھی۔

وہ اب رابیل کو چھوڑ کر آرا کی طرف بڑھا۔اس نے اسے سر کی پشت سے پکڑا، پھر اس کے بال نوچے تھے

"تم بونس میں ملی ہو مجھے، تمھیں تو میں بیچ کر منافع کماؤں گا" ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور اب وہ رابیل پر جھکا تھا

"مانگو مجھ سے بھیک، ایک بار میرے آگے جھک جاؤ میں تمھیں زندگی بخش دوں گا۔۔مانگو مجھ سے بھیک" مگر وہ مر رہی تھی، بھیک نہیں مانگ رہی تھی، وہ تڑپ رہی تھی مگر جھکی نہیں تھی۔وہ جھکنے والوں میں سے نہیں تھی۔

دوسری طرف ہال کے سامنے مامون ادھر اُدھر چکر کاٹ رہا تھا، اس نے گھڑی کو موبائل سے کنیکٹ کیا اور۔۔اور لوکیشن مل گئی تھی۔اس نے نہیں دیکھا ساتھ کون تھا کون نہیں تھا، وہ بھاگتا ہوا گیا تھا، ہال کی پچھلی طرف، بڑے سے جنریٹر کے پیچھے چھوٹے کمرے کی جانب۔وہ مطلوبہ کمرے کے سامنے تھا، وہاں اندر سے کسی کے چلانے کی آواز آ رہی تھی

"مانگو مجھ سے بھیک" وہ چلایا تھا

مامون نے زور زور سے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا "آرا۔۔آرا"

"مون۔۔میں یہیں ہوں" وہ بھی دروازے کو دیکھتی چلائی تھی

"چپ کرو تم" وہ آرا کو دیکھتے چلایا تھا

"آرا۔۔میں آگیا ہوں" مامون بلند آواز میں بولا اور پھر پیچھے کو ہو کر اس نے دروازے کو ایک زوردار ٹانگ ماری اور دروازہ کھل گیا۔۔سامنے سیاہ ماسک میں کوئی تھا، وہ اس کی طرف بڑھا اور ایک زوردار مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔۔وہ لڑکھڑا کر ایک طرف گرا۔۔وہ آرا کی طرف بڑھا

"آرا۔۔میرا بچہ" وہ اس کا ماتھا چوم رہا تھا، اس کے بال چوم رہا تھا، اس کے ہاتھ کھول رہا تھا اور ساتھ پڑی رابیل آخری گنی چنی سانسیں لے رہی تھی۔۔

"مون" وہ مامون کو خوفزدہ سی دیکھ رہی تھی، کسی کو کھونے کا دکھ، کسی سے بچھڑنے کا خوف، اس کی آواز کانپی تھی "رابیل" وہ رو دی۔

"رابیل" وہ بڑبڑایا، اس نے دائیں جانب زمین پر پڑی لڑکی کو دیکھا، اسے لگا جیسے پیروں تلے زمین نہیں ہے، شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے، چند لمحوں کے لیے وہ ساکن رہا، بالکل ایک مجسمہ، پھر جب ہوش آیا تو وہ اس کے عین سامنے جھکا "رابیل۔۔رابیل" اس نے اس کی گردن پر کان کے نیچے دو انگلیاں رکھیں، پھر کلائی پر ہاتھ رکھ کر اس کی نبض دیکھی، دل کی دھڑکن حد سے زیادہ تیز تھی، اس کے چہرے پر پسینہ تھا، سانسیں انتہائی ہلکی تھیں، منہ سے خون نکل کر سوکھ چکا تھا۔۔اس کے پاس سے کڑوی سی بو آرہی تھی۔۔اس کا دل بے اختیار دھڑکا، اسے کیا کرنا چاہیئے؟ ہر حال میں پر سکون رہنے والے مامون کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا، اس کا دل دھڑکن بڑھاتا جا رہا تھا۔وہ ایک دم سیدھا ہوا، اس باہر کھلے دروازے کو دیکھا، وقت بہت کم تھا۔۔یہ تو وہ جان گیا تھا کہ اسے زہر دیا گیا ہے۔۔پیچھے

سیاہ ماسک والا شخص فرار ہو چکا تھا مگر اس کے لیے سب سے اہم سامنے پڑی لڑکی تھی جو آخری بے ترتیب سانسیں پوری کر رہی تھی۔۔اس نے ایک آخری سانس خارج کی

"جو ہوا میں دیکھ لوں گا، آپ سب زیادہ ضروری ہیں"

اور اس نے زخمی، ادھ موئی اور ڈھیر ہوئی رابیل کو اپنے کسرتی بازوؤں میں لیا تھا اور اسے لیے وہ گاڑی کی طرف بھاگا تھا، راستے میں کس نے دیکھا کس نے نہیں، اسے نہیں پرواہ تھی۔۔پرواہ تھی تو گاڑی میں پیچھے بیٹھی لڑکی کی جس کی رنگت زرد پڑ چکی تھی۔اس نے تیزی سے کار بھگائی تھی، پیچھے بیٹھی آرا کی گود میں رابیل کا سر تھا اور وہ ٹھنڈی پڑ چکی تھی۔۔

اسے ایمرجنسی وارڈ میں لے جایا گیا تھا، وہ ایک دیوار سے ٹیک لگائے بار بار ہلکے سے اپنے سر کی پشت دیوار سے مار رہا تھا جیسے بہت بے چین ہے، ایک ٹانگ سیدھی تھی اور دوسری فولڈ، اس طرح کہ دوسری ٹانگ کا پاؤں پیچھے دیوار کو چھو رہا تھا۔

"مون" آرا نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا

وہ جھکا اور اس کے سر پر بوسہ دیا، وہ کچھ بھی نہیں بولا، سیدھا ہوا اور ایمرجنسی وارڈ کا بند دروازہ دیکھا، وہ اندر تھی اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ دروازہ کھول کر خود چلا جائے، ڈاکٹرز اتنی دیر کیوں لگا رہے تھے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟ وہ دھڑکتے دل سے باہر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔اس کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا مگر اس نے فون آف کر دیا، اس کا دل نہیں تھا کہ وہ کسی سے بات کرے۔اسے اس

وقت ساری دنیا زہر لگ رہی تھی، کوئی اسے نہ بلائے نہ اس سے بات کرے۔۔ہر طرف ویرانی تھی،اس نے کوٹ اتار کر بنچ پر رکھا اور سفید شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑ لیں اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا ادھر اُدھر چکر کاٹتا وہ ڈاکٹر کا انتظار کر رہا تھا۔۔پھر سینے پر بازو لپیٹے وہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔دفعتاً ایمرجنسی وارڈ کا دروازہ کھلا اور وہ یک دم سیدھا ہوا

"وہ کیسی ہیں؟"

ڈاکٹر اسے کچھ بتا رہا تھا مگر اس کے دل کی دھڑکن کی آواز ڈاکٹر کی آواز سے بھی اونچی تھی،ڈاکٹر کچھ کہہ کر چلا گیا اور وہ خاموشی سے بنچ پر بیٹھ گیا،اس کی دونوں کہنیاں گھٹنوں پر تھیں اور سر جھکا تھا۔۔آرا اس کے ساتھ بیٹھی تھی

"وہ ٹھیک ہو جائیں گی مون"اس نے اپنا نرم چھوٹا ہاتھ مامون کے ہاتھ پر رکھا،اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا مگر وہ مسکرا نہیں سکا۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے؟کچھ پل بیتے اور اس نے فون آن کیا۔۔بہت سی مسڈ کالز تھیں،اس نے تیمور کو فون کیا اور ہاسپٹل کا اڈریس بتایا۔۔پھر دوبارہ فون آف کر دیا،وہ خاموش رہنا چاہتا تھا،اکیلا اور تنہا۔کچھ پل بیتے تھے اور اسے سامنے سے تیمور اور رامین آتے دکھائی دیے،ساتھ میں گھبرایا ہوا اشعر بھی تھا

"وہ کیسی ہیں؟"آتے ہی مینا نے پہلا سوال کیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ڈاکٹرز نے معدہ واش کر دیا ہے، اگلے چوبیس گھنٹے کریٹیکل ہیں" اس نے بس اتنا ہی کہا اور پھر چپ ہو گیا۔۔ رامین گھبرائی ہوئی تھی اور اشعر اسے کچھ کہہ رہا تھا۔ پھر داخلی دروازے سے فرحت اور حاشر آتے دکھائی دیے۔۔ اس کی موجودگی اب بے معنی تھی اور وہ کھڑا ہوا، ہاتھ آرا کی طرف بڑھایا جسے اس نے تھام لیا۔ وہ دونوں باہر کی طرف جا رہے تھے

"مامون بھائی" پیچھے سے رامین بولی تھی

وہ مڑا، اس کی آنکھیں گلابی اور بال بکھرے تھے، چہرہ تکان زدہ اور ویران سا

"ان کے ہوش میں آنے تک تو رہتے"

مگر وہ خاموش رہا، پھر ایک سانس خارج کی اور پیچھے فرحت کی طرف اشارہ کیا جو اسے گھور رہی تھیں

"یہ جگہ میرے لیے کبھی تھی ہی نہیں۔۔ میں دعا کروں گا وہ جلدی ٹھیک ہو جائیں"

اور کہتے ہی رکا نہیں مڑ گیا۔۔ وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔ آرا کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ فیصل مسجد کی طرف بڑھا تھا۔ اس نے اپنے بوٹ اتارے، وہ جرابوں والے پیر لیے سیڑھیوں سے اوپر بڑھ رہا تھا۔ وہاں خاموشی تھی، ایک سکون تھا مگر اسے سکون نہیں چاہیئے تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھتا بالائی منزل پر جا رہا تھا۔ پھر دائیں جانب مڑا اور صحن میں ایک چھوٹی دیوار سے ٹیک لگائے، بازو سینے پر باندھے وہ آسمان دیکھنے لگا۔۔ سیاہ تاروں بھرا آسمان، ہوا اس کے بالوں کو چھوتی گزر رہی تھی۔۔ وہ خاموش سا تھا مگر اندر شور مچا تھا، اس کے تخیل میں اس لڑکی کا چہرہ ابھرا تھا جو جھک کر ایک چھوٹے

بلے کو بسکٹ کھلا رہی تھی، اس کے بولنے پر اس نے اپنا چہرہ اٹھایا تھا۔۔اس نے جب اسے باہر دیکھا تھا تو اس کی آنکھوں تلے مسکرا تھا، جب اندر آئی تو وہ مسکرا نہیں تھا، وہ اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں ذرا سا شرمندگی کا احساس تھا، کیوں تھا وہ یہ جانتا تھا مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے وہ پھیلے ہوئے مسکارے میں بھی اچھی لگی تھی، وہ عام لڑکیوں کی طرح نہیں تھی، وہ اپنے بھائی کے بیٹے سے پیار کر رہی تھی، وہ بھائی جو کبھی اس کے لیے کھڑا نہیں ہوا تھا، وہ ایک عام سے جانور کے لیے پریشان ہو رہی تھی، اسے اس جانور کی معمولی سی تکلیف اپنی تکلیف سے بڑی لگ رہی تھی۔۔ اس میں ایسا کیا تھا کہ وہ اپنے دل اور دماغ پر قابو کھوئے بیٹھا بس اسے ہی سوچ رہا تھا، عجیب و غریب سے خیالات تھے جو اس کے گرد گردش کر رہے تھے۔اس نے ایک سانس خارج کی اور پھر وہیں بیٹھا رہا۔۔اس کے سامنے بار بار رابیل کا مسکراتا چہرہ آتا تھا، اس کی گال میں پڑتے گڑھے اور پھر نڈھال سی بے جان سی پڑی لڑکی، اگر وہ چند منٹ کی دیر کر دیتا تو جو ہونا تھا اس چیز کا تصور اس کا دل چیر رہا تھا، وہ اداس تھا، رات کی طرح اداس اور تنہا تھا رات کی طرح تنہا۔دن کا انتظار تھا، دن کی روشنی نوید لائے گی، وہ ٹھیک ہو جائے گی اور جب وہ اس سے ملنے جائے گا تو وہ مسکرائے گی، زندگی نارمل ہونے لگے گی مگر کس کو خبر دن کی روشنی کیا خبر لاتی ہے؟ وہ سر جھکائے دونوں ٹانگیں سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔رات کا دوسرا پہر چل رہا تھا

فجر کی اذان ہر طرف گونج رہی تھی، دیوار سے سر لگا کر سویا ہوا سیاہ آنکھوں والا مرد جاگا تھا، کیا وہ یہیں سو گیا تھا؟ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور آنکھیں ملتا کھڑا ہوا۔ بال بکھرے اور آنکھیں گلابی تھیں۔ اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی مگر سکون نہیں تھا۔ آخر کیا بے چینی تھی؟

وہ دعا کے لیے بیٹھا تھا، دل اس سے مخاطب تھا۔ وہ سر جھکائے چٹائی پر سفید اور سرخ لکیریں دیکھ رہا تھا "ایک بار اس کی خیریت کی خبر آ جائے تو۔۔ تو؟" دماغ نے دل سے پوچھا تھا۔ اس نے ایک سانس خارج کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ دعا کر کے اٹھا اور سیڑھیوں سے نیچے آیا، بوٹ پہنے اور باہر گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ وہ تھکا ہوا لگتا تھا، اس کا دل کہیں جانے کو نہیں تھا، وہ کافی دیر گاڑی میں بیٹھا سیٹ کی پشت پر سر رکھے سامنے ویران سڑک کو گھورتا رہا۔ اس نے پینٹ کی جیب سے فون نکالا اور آن کیا، شاید اس کی خیریت کی کوئی خبر، مگر نہیں!

اس نے فون کی سکرین بجھا دی اور فون ساتھ والی سیٹ پر پھینک کر گاڑی سٹارٹ کی۔ بال ماتھے پر بکھرے تھے، یوں جیسے وہ نیند سے جاگا ہو مگر مزید سونا چاہتا ہو۔ وہ گھر کی طرف گامزن تھا، سڑکیں ابھی ویران تھیں، دور کسی باغ سے بہت سی چڑیوں کی چہچہاہٹ سنائی دے رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ گاڑی لیے گھر کے گیراج میں داخل ہوا، گاڑی کھڑی کی اور اندر لاؤنج کی طرف بڑھا۔ جوتا باہر سیڑھیوں پر اتارا اور اندر بڑھا، سامنے صوفے پر ملیحہ بیٹھیں قرآن پڑھ رہی تھیں، اس کے آتے ہی

انھوں نے قرآن بند کیااور کچھ بولنے والی تھیں کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھا، سر اس کے کندھے پر رکھا اور خاموشی سے آنکھیں بند کر لیں

"تھک گئے ہو؟" وہ نرمی سے بولیں

"پتہ نہیں" وہ بولا تو آواز بھاری تھی۔کچھ لمحوں کی خاموشی "آرا کہاں ہے؟"

"سوئی ہوئی ہے۔۔نماز کے لیے اٹھایا تھا، پڑھ کر پھر سو گئی۔۔کہہ رہی تھی سر میں درد ہے"

وہ خاموش رہا۔پھر ملیحہ کی آواز گونجی

"تم کہاں رہے ساری رات؟"

اس نے سانس خارج کی "اللہ کے گھر"

وہ خاموش ہو گئیں "سو جاؤ"

"نیند نہیں آرہی اماں" وہ سامنے کھلی کھڑکی سے نظر آتے آسمان کو دیکھ رہا تھا، ہلکا نیلا آسمان۔

کچھ پل بیتے اور سیڑھیوں سے آرا نیچے آتی دکھائی دی، اس کے بال کھلے تھے۔اسے نیچے آتا دیکھ کر وہ سیدھا ہوا، لڑکی اس کے بائیں طرف آکر بیٹھی تھی۔۔اس نے اپنا بازو اس کے کندھے کے گرد حمائل کیا اور ذرا سا چہرہ جھکا کر اسے دیکھا

"کیا ہوا؟" اس کی آنکھیں خالی خالی لگتی تھیں۔

"رابیل ٹھیک ہیں؟" اس نے مامون کی ہلکی گلابی پڑتی آنکھیں دیکھیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس سوال کا جواب تو اسے خود نہیں معلوم تھا، وہ اسے کیسے بتاتا۔۔ پھر بھی دھیما سا مسکرایا "آپ نے دعا کی ان کے لیے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"اب وہ ٹھیک ہو جائیں گی"

وہ مسکرا دی، وہ مسکرا بھی نہ سکا۔ ساتھ ملیحہ بیٹھیں بس اپنے بیٹے کو دیکھے جا رہی تھیں، وہ وہ دیکھ سکتی تھیں جو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اگر ہسپتال میں دیکھو تو مینا نے اشعر کے بازو سے اپنا سر لگایا ہوا تھا، وہ تھکی ہوئی لگ رہی تھی، بس سامنے والی دیوار کو گھورتی ہوئی۔۔ ساتھ فرحت بیٹھیں تسبیح پڑھ رہی تھیں

"اشو"

"ہوں"

"بیلی کو مامون بھائی لائے یہاں؟" اس کی آواز دھیمی تھی

"ہوں" اس نے آنکھیں ملیں اور اسے دیکھا "تم گھر چلی جاتی، آپی کو ہوش آئے گا تو تمھیں بلا لیں گے"

"نہیں" وہ بضد تھی "ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ہر حال میں ایک دوسرے کے ساتھ ہوں گے۔ وہ بہت بہادر ہے، اٹھتے ہی ہمارا پوچھے گی۔۔ ہمیں یہیں رہنا ہے جب تک کہ وہ اٹھ نہ جائے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ خاموش رہا۔ سر پیچھے دیوار سے ٹکالیا۔

سب کو اس ایک گھڑی کا انتظار تھا جو ان کے مطابق ان کے لیے نوید کی گھڑی ہو گی۔۔

تقریباً دوپہر ڈیڑھ بجے کا وقت تھا جب کمرے میں بیڈ پر بیٹھے مامون کو کسی کی کال آئی تھی، وہ شاید منہ دھو کر آیا تھا جو اس کے بال ماتھے سے چپکے تھے، سرمئی آدھی آستین اور گول گلے والی شرٹ اور نیچے سیاہی مائل سرمئی ٹراؤزر پہنے وہ رف سے حلیے میں تھا

"جی" اس نے کال اٹھائی

"باس! تین بجے میٹنگ ہے" بولنے والی افیفہ تھی

"اچھا۔۔ کل ارینج کروادو" ناک کی ہڈی کو چٹکی میں بھرے، آنکھیں بند کیے وہ ناک مسل رہا تھا۔

"باس" وہ جیسے بے یقین تھی "اوکے" پھر مان گئی "رامیٹیریل بھی آچکا ہے، وہ کب چیک کریں گے۔ پچھلے دو دنوں سے کام پینڈنگ ہے"

مامون نے سانس خارج کی، یہ دل بھی کیا مصیبت ہے! اچھا بھلا کنٹرول خراب ہو رہا تھا" میں دیکھتا ہوں"

اور اس نے کال کاٹ دی۔ فون ایک طرف پڑا تھا، اسے اب آفس بھی جانا پڑے گا۔۔ وہ چھبیس سال کا تھا جب اپنے نانا کی جگہ پر آکر بیٹھا تھا، اس کے بارے میں مشہور تھا کہ اگر اس نے دو بج کر پچپن منٹ کہا ہے تو چھپن منٹ وہ ہونے نہیں دے گا، اگر اس نے کہا ہے کہ وہ آئے گا تو وہ آئے گا۔۔ دنیا

ادھر سے اُدھر ہو سکتی تھی مگر مامون نے جو کہہ دیا سو وہ کرے گا،اس کا قول پتھر پر لکیر تھا مگر آج وہ ڈانواں ڈول ہو رہا تھا،کیوں؟دماغ دل پر چلا رہا تھا۔۔دفعتاً بیڈ سائیڈ پر پڑا فون بجا،اس نے سکرین پر چمکتا نمبر دیکھا اور جھٹ سے سکرین سوائپ کی

"مامون بھائی،کیسے ہیں آپ؟"وہ رامین تھی

اس نے تھوک نگلا"وہ کیسی ہیں؟"دل سینہ توڑ کر باہر آجائے گا،کان سائیں سائیں کر رہے تھے،اس کے پیٹ میں مروڑ پڑے

ایک منٹ کی خاموشی اور رامین ہنس دی"آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ کچھ بھی نہ بولا بس اپنی جلد بازی پر شرمندہ ہوا

"مامون بھائی،وہ ٹھیک ہیں۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ وہ آؤٹ آف ڈینجر ہیں"وہ آگے بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر اس کا دل بے اختیار دھڑک رہا تھا،کیا خوشی اسے کہتے ہیں؟کیا سکون اسے کہتے ہیں؟کیا زندگی یہ تھی؟اوہ خدایا،رابیل اس کے لیے کیا تھی۔۔وہ خود سے نظریں نہیں ملا رہا تھا،وہ کل رات سے جس چیز کے لیے خوار تھا وہ اس چیز کو سوچ بھی نہیں سکتا تھا

"آپ آئیں گے اس سے ملنے؟"وہ مامون سے پوچھ رہی تھی

"ہوں۔۔آؤں گا"وہ دھیما سا مسکرایا تھا۔کچھ پل بات کی اور پھر اس نے خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔

مگر وہ سر جھکائے بیٹھا کارپیٹ گھور رہا تھا، یہ کل سے اسے کیا ہو گیا تھا؟اس کے اصول،اس کی لمٹس، اس کا دل اور دماغ پر کنٹرول۔۔سب اس کے آگے ڈھیر ہوا تھا،اس نے زندگی میں پہلی بار بے بسی محسوس کی تھی۔۔اس نے سر جھٹکا،فون اٹھایا اور افیفہ کو ملایا

"میں دو بج کر پنتالیس منٹ پر آفس ہوں گا،میٹنگ کی تیاری کرو"

اور اس نے کال کاٹ دی۔۔پھر وارڈروب کی طرف بڑھا۔اسے آفس جانا تھا۔نیوی بلیو تھری پیس پہن کر وہ باہر کی طرف بڑھا تھا

"مون" پیچھے سے آرا کی آواز آئی

وہ مڑا اور اسے دیکھ کر مسکرایا "وہ ٹھیک ہیں"

وہ بھی مسکرادی "کیا ہم ان سے ملنے جائیں گے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا،پھر کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا "شام چھے بجے"

وہ مسکرائی اور ہاتھ ہلا کر اسے خدا حافظ کہہ دیا،پھر اندر آ گئی۔۔اسے ابھی آفس جانا تھا،زندگی معمول پر آنے لگی تھی

شام چھے بجے وہ گھر پر تھا۔صوفے کی پشت پر سر رکھے،مطمئن سا آرا کو دیکھ رہا تھا۔ملیحہ اس کے بالوں پر برش پھیرتیں اس کی پونی بنا رہی تھی،ساتھ عارفین بیٹھی تھی

"مامون۔۔میری طرف سے بھی اس کا حال پوچھنا" بولنے والی عارفین تھی

مامون نے فقط سر ہلایا۔عارفین نے برا سا منہ بنایا اور اپنی گردن کے دائیں جانب ہاتھ رکھ کر گردن اسی جانب موڑی "میری گردن کے مسلز (پٹھے) پتہ نہیں کب صحیح ہوں گے۔۔میری کال پر بات کرانا اس سے"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا "کہہ دوں گا۔تم پریشان مت ہو،کال پر بھی بات کروادوں گا" وہ اسی حلیے میں بیٹھا تھا جس حلیے میں آفس گیا تھا

آرا نے سفید شرٹ نیچے سفید جینز اور اوپر نیلی گھٹنوں تک آتی سکرٹ پہن رکھی تھی۔وہ جانے کو تیار تھی۔۔اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ تھا جس پر اس نے اپنے ہاتھوں سے رابیل کے لیے دعا لکھی تھی۔۔راستے سے سرخ گلابوں کا گلدستہ لیا،کچھ دیر بعد وہ ہاسپٹل کے سامنے تھے۔۔تیمور اسے باہر ہی مل گیا،پھر اسے دیکھ کر مسکرایا

"آج کل بڑے چکر لگ رہے ہیں" اس نے ابرو اٹھائی،پھر آرا کے ہاتھ میں سرخ گلابوں کو دیکھا

مامون نے فقط سانس خارج کی "چھوٹے دماغ پر زور نہیں ڈالو،ضائع ہو جائے گا"

وہ مسکرا دیا "تم سے تو میں گھر میں ملتا ہوں،ضروری بات کرنی ہے" اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

مامون اندر کی طرف بڑھا تھا،ساتھ چلتی لڑکی کے چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ تھی۔جس وقت وہ کمرے میں داخل ہوا وہ سوئی ہوئی تھی،اندر کوئی نہیں تھا

"یہ تو سوئی ہیں" آرا جیسے مایوس ہوئی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے گلدستہ پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا

"ہم بعد میں آجائیں گے، ابھی انھیں سونے دو" وہ باہر آنے کو مڑا تھا کہ دروازہ کھلا اور فرحت اندر آئی تھیں

مامون کی اور ان کی نظر ملی، وہ دانت پیس کر رہ گئیں۔ مرد کی مسکراہٹ بھی ڈھل گئی اور چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو لڑکے؟" وہ بولیں تو لہجہ درشت تھا

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وہ خود ہی بول پڑیں "اب تم ہمارے گھر میں داخل ہو گے، میری بیٹی کی عیادت کے بہانے تم ہمارے دلوں میں نہیں آسکتے۔۔ تمھیں میں جب بھی دیکھتی ہوں اپنی بہن کے ساتھ ہوئی زیادتی یاد آتی ہے۔۔ ہم ٹھیک ہیں اور خوش بھی، کوئی مدد نہیں چاہیئے تمھاری۔۔ آئندہ مت آنا، ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے" وہ تو شروع ہو چکی تھیں۔

آرا کبھی مامون کو دیکھ رہی تھی کبھی فرحت کو، دروازہ کھلا اور مینا اندر آئی۔۔ مامون کو دیکھ کر مسکرائی مگر وہ سنجیدہ رہا، فرحت نے ایک نظر مینا کو دیکھا اور پھر مامون کو مگر ابھی بھی ان کے دل کو ٹھنڈ نہیں پڑی تھی

"تیمور لگتا ہو گا تمھارا کچھ۔۔ ہم نہیں ہیں۔ چلو نکلو یہاں سے، ہم ٹھیک ہیں۔۔ ہم سے راہ و رسم بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تم نے کیا ہی کیا ہے جو ہمدردی کرنے آگئے ہو"

مینا نے فرحت کا ہاتھ پکڑا "امی۔۔بس کریں" وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بول رہی تھی "بیلی سو رہی ہے، ڈسٹرب مت کریں"

مامون نے ایک سانس خارج کی "سوری، آئندہ نہیں آئیں گے" اور آرا کا ہاتھ پکڑ کر وہ باہر چلا آیا۔

اندر کھڑی مینا نے سانس خارج کی اور ماتھے پر ہاتھ مارا

"آپ کو پتہ بھی ہے اگر وہ بیلی کو ہاسپٹل نہ لاتے تو ہم کہاں ہوتے؟ بیلی کی کیا حالت ہوتی؟ وہ لائے تھے بیلی کو ہاسپٹل، اس کی جان بچائی ہے انھوں نے" اسے تو خود کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اپنی ماں کو اب اور کیا ہی کہے

وہ ہکا بکا اسے دیکھ رہی تھیں "یہ کیوں لایا؟ تو نے مجھے پہلے نہیں بتایا کہ یہ لایا تھا ہاسپٹل" پھر آگے بڑھیں اور رابیل پر لحاف اچھے سے دیا "چلو کوئی نہیں، میں نے کون سا اسے سولی چڑھا دیا ہے۔۔

ایک دو باتیں ہی کی ہیں بس" اور انہوں نے سر جھٹکا

"ایک دو باتیں امی۔۔" وہ صدمے میں تھی۔۔

فرحت نے اسے گھور کر دیکھا "ہاں تو مجھے کیا پتہ تھا کہ وہ لایا ہے رابیل کو ہسپتال، کچھ نہیں ہوتا۔۔

اسے کونسا فرق پڑا ہو گا" انھوں نے سر جھٹکا

اس نے سانس خارج کی اور باہر بڑھی مگر وہ جا چکا تھا۔۔مینا بس باہر سیاہ ہوتا آسمان دیکھتی رہ گئی۔

اگلی صبح وہ اٹھ چکی تھی، دس بجے کا وقت تھا جب رامین رابیل کے ساتھ بیٹھی اسے سوپ پلا رہی تھی۔ بیڈ پشت سے اٹھا ہوا تھا، وہ کمزور سی لگ رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور اس نے جھٹ سے ادھر دیکھا مگر وہاں نرس تھی جو اس کی ڈرپ چیک کرنے آئی تھی، اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے، وہ بار بار دروازہ کھلنے پر یونہی دیکھتی تھی جیسے کسی کا انتظار کر رہی ہو۔ پھر ساتھ پڑا گلدستہ دیکھا

"یہ کس نے بھیجا ہے؟" اس نے بازو لمبا کر کے وہ گلدستہ پکڑ لیا

مینا نے سانس خارج کی "یہ آرا لائی تھی، تم سے ملنے مامون بھائی آئے تھے"

وہ جو پھولوں میں سے کارڈ نکال رہی تھی اسے دیکھا "کب؟"

"تم سو رہی تھی" اس نے سوپ سے بھرا چمچ اس کے منہ کے قریب کیا۔

اس نے سوپ پیا پھر اندر پڑا کارڈ نکالا۔ اس پر انگریزی میں آرا کی لکھائی میں لکھا ایک چھوٹا سا نوٹ تھا

"Smiles and prayers for you"

اور آگے چھوٹا سا دل، وہ اسے دیکھ کر مسکرائی

"پھر؟ اس کے بعد نہیں آئے؟" کارڈ اس کی گود میں تھا۔

"اب آئیں گے بھی نہیں" اس نے سر جھٹکا اور خالی پیالہ ساتھ میز پر رکھا

"مطلب؟" اس نے بھنویں بھینچ لیں

"مطلب یہ کہ وہ آئے تھے، مسکراتے ہوئے تم سے ملنے" وہ بیڈ پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی "پھر امی آ گئیں اور اپنی بہن کی ساری کسر پوری کی۔۔امی کو یہ بھی نہیں پتہ کہ تمھیں وہ یہاں لے کر آئے ہیں اور امی کے منہ میں جو آیا انھوں نے بول دیا۔۔یہ تک کہہ دیا کہ وہ یہاں نہ آئیں، انھوں نے ہمارے لیے کیا ہی کیا ہے" وہ بس بولتی جا رہی تھی

"پھر؟ وہ کیا بولے؟" اس نے گود سے کارڈ پکڑ کر دوبارہ گلدستے میں رکھا

اس نے سانس خارج کی "یہی کہ نہیں آتا۔۔سوری" پھر منہ بنا کر شانے اچکائے

رابیل نے سانس خارج کی اور پھول ساتھ رکھ دیے۔سر پشت پر گرا لیا، وہ سونا چاہتی تھی مگر اب نیند نہیں آ رہی تھی۔اسے لگا تھا کہ وہ آئے گا مگر یہاں امید ٹوٹ گئی تھی۔کاش جب وہ آیا تھا تب وہ اٹھی ہوتی مگر کاش کبھی حقیقت نہیں ہوتی۔۔

یہ رابیل کو ہاسپٹل میں تیسرا دن تھا۔آج شام تک اسے ڈسچارج ہو جانا تھا۔مینا اس کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔اس نے گھٹنوں تک آتی گہری سبز قمیض جس پر کام ہوا تھا اور نیچے سادہ شلوار پہن رکھی تھی، ہاتھوں میں چوڑیاں تھیں، وہ اچھی لگ رہی تھی۔رابیل نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

"مینو اچھی لگ رہی ہو ماشاءاللہ" وہ مسکرائی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی مسکرادی"یہ میری ساس نے دیا ہے۔۔کہتیں نئی نئی شادی ہوئی ہے ایسے ہی رہا کرو۔۔اب بھلا میں ایسے کپڑے پہنتی ہوں"

"پہنا کرو نا۔اچھی لگو گی"وہ کمزور سی تھی، گردن سے نیچے بیوٹی بون واضح ہو رہی تھی،ہاتھ کی پشت پر نیلی اور سبز سی رگیں واضح تھیں

"ہوں۔۔تمھاری شادی ہو گی نا پھر پوچھوں گی کیا اچھا لگتا ہے کیا برا"

وہ جو مسکرائی تھی ایک دم سے بجھ سی گئی،ایک سانس خارج کی۔

"امی نے کیا مامون کو زیادہ باتیں سنائی تھیں؟"وہ جیسے کچھ یاد آنے پر بول پڑی

رامین نے منہ بنا کر آنکھیں گول گھمائیں"بہت۔۔یہ بھی کہہ دیا تھا کہ چلے جاؤ اور اتنی سیلف رسپیکٹ تو تھی ان میں کہ وہ چلے گئے"

"عافی نے بھی کال نہیں کی مجھے، لگتا ہے وہ برا مان گئے ہیں"وہ کندھے ڈھیلے چھوڑ کر بیٹھ گئی۔

رامین اٹھی اور اس کی پشت پر پھیلے کھلے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی"نہ پریشان ہو بیلی، وہ اچھے بھلے میچور انسان ہیں۔۔تم ایکس کیوز کر لینا"

رابیل نے سر ہلا دیا"ہوں"

پھر بولی"یہ مجھے کب ڈسچارج کریں گے۔تھک گئی ہوں میں"

وہ مسکرادی "گھر کی یاد آرہی ہے؟" اس کی انگلیاں رابیل کے لمبے بالوں میں تھیں، اوپر سے نیچے کسی آبشار پر حرکت کرتی ہوئیں

اس نے ہاں میں سر ہلادیا۔

"بس ابھی تھوڑی دیر تک" اب وہ رابیل کے بالوں کی چٹیا کررہی تھی۔اس کی آنکھیں خالی تھیں، اداس اور ویران سی۔وہ جیسے بہت تھک چکی ہے، دنیا کا سفر ویسے بھی انسان کو تھکا دیتا ہے۔

رات آٹھ بجے کے قریب وہ آیا تو مینا کمرے میں نہیں تھی۔باہر بالکنی کی بتی جل رہی تھی اور وہ ہینگنگ چیئر پر ڈرائی فروٹس کھاتی لیپ ٹاپ گود میں رکھے کوئی مووی لگا کر بیٹھی تھی۔تیمور نے باہر جھانک کر اسے دیکھا اور پھر تھری پیس اتار کر ٹراؤزر شرٹ پہن لی اور باہر چلا گیا۔اسے پھر بھی نہیں پتہ چلا کہ وہ آگیا ہے، اس نے ہلکے سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو لڑکی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، وڈیو روک دی

"ارے تم" پھر مسکرائی "کب آئے؟"

وہ اس کے سامنے ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا گیا۔

"ہوش ہے تمھیں کوئی، تمھارا شوہر تھکا ہارا آیا ہے، نہ تم نے اسے آفس کے لیے سی آف کیا، نہ اس کے آنے پر ملی ہو، نہ اسے پوچھا کہ دن کیسا گزرا اور نہ اس سے پوچھا کہ چائے پیو گے یا کافی۔۔کیسی بیوی ہو تم؟" وہ جیسے خفا ہوا تھا

"دن کیسا گزرا؟"وہ مسکرائی تھی

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔سیدھا ہو کر بازو سینے پر باندھے وہ باہر دیکھنے لگا۔اس کی پشت اب مینا کی طرف تھی۔وہ اٹھی اور لیپ ٹاپ کرسی پر رکھا،اس کے ساتھ کھڑی ہوئی

"چائے پیو گے یا کافی؟"

اس نے یہ بھی جواب نہیں دیا۔

وہ بھی چپ کر کے اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی "مجھے کیا پتہ تھا کہ میرا پڑھا لکھا ہینڈسم شوہر ایسا ہے"

"کیسا ہے؟"اس نے منہ بنایا ہوا تھا

"ایسا ہے"اس نے تیمور کی تھوڑی کو ہلکا سا چھوا تھا

وہ پھر سر جھٹک کر رہ گیا۔مینا نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ قابو کی "اچھا بتاؤ نا۔۔چائے پینی ہے یا کافی؟"

"چائے"لڑکا سامنے دیکھتا رہا۔

"اچھا چلو دو کپ بنا لاؤ۔۔ایک اپنا ایک میرا"وہ اس کی طرف منہ کیے کھڑی تھی۔

اس نے مینا کو گھورا تو وہ ہنس دی "اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو۔۔بنا دیتی ہوں نا"

وہ سر نفی میں ہلاتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد آئی تو ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔ایک اس نے تیمور کو دیا ایک خود لیا اور دوبارہ ہینگنگ چیئر پر بیٹھ گئی۔وہ ریلنگ سے ٹیک لگائے اس کی طرف رخ کیے کھڑا تھا

"اب کل میں تمھیں سی آف بھی کروں گی، پھر دن میں دس بار تمھیں کال کر کے تمھارا حال بھی پوچھوں گی، پھر پوچھوں گی کہ تیمور آج کون سی لپ سٹک لگاؤں، نیل پالش لگاؤں کہ نہیں، پھر تمھیں اپنی پکچر بھیج کر پوچھوں بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں اور پھر شام میں جب تم گھر آؤ تو میں گیٹ پر تمھارے لیے کھڑی ہوں۔۔اوکے ؟"وہ مسکرائی تھی

وہ ہنس دیا"اوکے "اور چائے کا گھونٹ بھرا

"کیا واقعی ؟"وہ حیران ہوئی تھی

وہ پھر سے مسکرایا"میں ویسے ہی کہہ رہا تھا۔باقی جو تمھاری مرضی "پھر شانے اچکائے۔

لڑکی نے کندھے ڈھلکا دیے

"تمھیں پتہ ہے آج میری کمر میں پھر درد ہے "مینا نے پھر منہ بنا لیا

"میڈیسن نہیں لی تم نے ؟"وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا

"لی تھی مگر نہیں ٹھیک ہوا"وہ منہ بنائے بیٹھی رہی۔

"ہو جائے گا۔۔آج میڈیسن لو نہیں تو کل پھر چلیں گے "

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر کچھ یاد آنے پر بولی

"تمھیں پتہ ہے مامون بھائی ہاسپٹل آئے تھے"

"ہاں۔۔ہاسپٹل کے باہر ملا تھا مجھے "چائے کا گھونٹ بھرا

"امی نے انھیں نکال دیا،ڈھیروں باتیں سنائیں "وہ دھیمی آواز میں بول رہی تھی۔

وہ ہنس دیا"کیوں؟"

"پتہ نہیں۔۔اپنی بہن کا غصہ نکال رہی تھیں۔کیا کچھ نہیں کہا اور وہ بس چپ کر کے سنتے رہے۔اتنا افسوس اور شرمندگی ہو رہی ہے نا مجھے،وہ تو بس بیلی کا پتہ کرنے آئے تھے"

تیمور مسکرا دیا"بس یہ امیاں بھی نا،خیر وہ بھی بڑا سیانا ہے۔ہو جائے گا ٹھیک"

"کیا اب وہ نہیں آئیں گے؟"اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا

"نہیں۔۔اس نے کہا ہے نہیں آئے گا تو نہیں آئے گا"

وہ پھر سے منہ بنا کر بیٹھ گئی۔ساتھ بیٹھے شخص نے اسے دیکھا،پھر ذرا سی کہنی اس سے ٹکرائی

"اچھا چلو اب منہ نہ بناؤ،کچھ نہیں ہوتا"

"ہماری شادی بھی دیکھو کیسے ہوئی ہے"وہ سر جھکائے بیٹھی تھی

"شکر کرو ہو گئی ہے"وہ جیسے ہنسا دیا

تیمور کی بات پر وہ ہنس دی۔

"میں کل گھر جاؤں گی"

"کیوں؟"

"بیلی کل ڈسچارج ہو گی تو میں نے سوچا گھر پر مل آؤں اس سے۔۔ویسے کل ہاسپٹل تو جانا ہے میں نے"اس نے دونوں ہاتھوں میں چائے کا کپ پکڑ رکھا تھا

"ٹھیک ہے"پھر کھڑا ہوا"چلو آؤ۔۔آج گھر والوں کے ساتھ ڈنر کریں"

اس نے اپنا ہاتھ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں دیا اور نیچے چل دیے

مغرب کے بعد اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔اس کے کمرے کی روشنی جل رہی تھی،وہ اپنے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی،لحاف اوڑھا ہوا تھا اور اس نے اپنے سینے سے ایک چھوٹے بچے کو لگایا ہوا تھا جسے وہ تھپک رہی تھی اور وہ خاموش سا،پر سکون سا بس سونے والا تھا۔دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور فرحت اندر آئیں۔ان کے ہاتھ میں ایک پیالی تھی جس میں چمچ تھا۔وہ رابیل کے پاس آ بیٹھیں

"سو گیا ہے؟"

اس نے چہرہ جھکا کر چھوٹے بچے کو دیکھا"نہیں۔۔سو رہا ہے"

"اچھا،اسے تم مجھے پکڑاؤ اور یہ کھاؤ"انھوں نے پیالی اس کی طرف بڑھائی

وہ بھنا ہوا قیمہ تھا،اس نے منہ بنایا"امی۔۔"

انھوں نے اسے گھورا"شکل دیکھو اپنی،اتنی سی نکل آئی ہے۔دو منٹ میں ختم کرو اسے"

اس نے پیالی کو ہاتھ میں پکڑا۔۔بچہ ذرا سا ہلا اور فرحت کو دیکھنے لگا، پھر پیالی کو دیکھا اور دوبارہ اپنی پھپھو سے لپٹ گیا۔اس نے تھوڑا سا چمچ میں قیمہ لیا اور صارم کے منہ کی طرف بڑھایا،اس نے ذرا سا کھایا اور پھر منہ بسور لیا۔وہ ہنس دی "دیکھیں ذرا، نخرے کرتا ہے"

فرحت بھی مسکرائیں "اچھا اب ختم کرو نا اسے"

اس نے ایک چمچ بھرا اور منہ میں رکھا۔اسے تو یہ کھانا ہی پڑے گا۔باہر اشعر آیا تھا جو فرحت کو آوازیں دے رہا تھا

"امی۔۔یہ آپ کا سامان لے آیا ہوں۔۔کہاں ہیں؟"

وہ اٹھیں اور رابیل کو گھورا "میں پانچ منٹ تک آرہی ہوں، ختم کرو اسے"

اور وہ باہر چلی گئیں۔اس نے پیالی ایک طرف رکھ دی اور بچے کو تھپکنے لگی، وہ بس سونے کو تھا۔

کمرے میں خاموشی تھی، رابیل کو بھی نیند آنے لگی تھی۔کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی

"یس!"

اس نے اندر آنے کی اجازت دی اور اشعر اندر آیا۔وہ مینا سے وڈیو کال پر بات کر رہا تھا، بیڈ پر چڑھا اور رابیل کے ساتھ آ بیٹھا، کیمرے میں مینا کا چہرہ دیکھ رہا تھا

"کیسی ہو بیلی؟" وہ بالکنی میں بیٹھی تھی

"اچھی ہوں۔۔تم کیسی ہو؟"

وہ بھی مسکرادی اور انگوٹھا دکھایا

"میں نے آج گھر آنا تھا، میں تمھیں بہت مس کر رہی تھی مگر میری کمر میں درد ہے۔۔اس لیے نہیں آسکی" وہ منہ بنائے بات کر رہی تھی

"کمر میں کیوں درد ہے؟ کہیں گری تھی کیا؟"

اس سے پہلے کہ مینا جواب دیتی، اشعر بول پڑا "کون سی میڈیسن لے رہی ہو؟ مجھے پکچر بھیجو۔۔میں چینج کر دیتا ہوں"

مینا سر ہلا کر رہ گئی، پھر اس نے دوبارہ کیمرہ رابیل کی طرف کیا "یہ صارم سو رہا ہے؟" وہ پتلیاں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی

"ہاں" وہ مسکرائی تھی

"سنا ہے اس کی اماں آرہی ہیں، حاشر بھائی سے اب مینج نہیں ہو رہا کیا؟ اب کہاں گئی ان کی سیلف رسپیکٹ" اس نے طنزیہ سر جھٹکا تھا۔

رابیل نے اشعر کو دیکھا، اس نے پلکیں جھپکائیں "ہاں، آرہی ہوں گی۔۔مجھے نہیں پتہ اس بارے میں"

"واہ۔۔تمھیں گھر رہ کر نہیں پتہ اور مجھے دیکھو یہاں بیٹھے پتہ ہے۔۔آرہی ہے رانیہ چڑیل، کچھ کہے نا تو جوڑا پکڑ لینا اس کا" وہ ایک۔دم سختی سے بولی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل ہنس دی "اوکے۔۔اور کچھ ؟"

وہ کچھ اور بھی کہہ رہی تھی اور پھر چند ایک باتیں کر کے کال کاٹ دی۔

اب وہ اشعر سے مخاطب ہوئی "کیا واقعی رانیہ آرہی ہے؟" وہ ابھی بھی صارم کی کمر پر ہاتھ پھیر رہی تھی جو کہ سو چکا تھا

"ہاں جی۔۔حاشر بھائی نے ابھی تھوڑی دیر پہلے بم پھوڑا ہے کہ وہ اپنی بیگم کو یہاں لانا چاہتے ہیں۔۔ وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہیں اینڈ واٹ ایور" اس نے سر جھٹکا

"چلو صحیح۔۔ہمیں کیا" رابیل نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

اشعر مسکرا دیا "واقعی، ہمیں کیا"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "اچھا۔۔یہ پیالی لیتے جانا، ہو سکے تو اس میں جو پڑا ہے وہ کھا بھی لینا"

اس نے بازو لمبا کر کے اسے پیالی پکڑائی، اس نے برا سا منہ بنایا "انہی حرکتوں کی وجہ سے میں مینا کو یاد کرتا ہوں، وہ ہوتی تو کھانے کی ٹینشن نہ ہوتی"

اور دونوں ہنس دیے۔وہ چلا کیا تو رابیل نے صارم کو ساتھ لٹایا اس پر لحاف دیا اور پھر خود بھی لیٹ گئی۔کچھ پل بیتے اور وہ گہری سانسیں لیتی سو رہی تھی۔نیند بھی کیا آرام دہ شے ہے نا!

سفید اور سرمئی بنگلے میں اس وقت خاموشی تھی۔اگر مامون کے کمرے میں جھانکیں تو وہ بیڈ سے ٹیک لگائے ٹانگیں سیدھی کیے بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ آرا تھی جو کہ اس کی ران پر سر رکھے، لحاف اوڑھے اس سے باتیں کر رہی تھی۔اس کے بال کھلے تھے جن میں سے مامون انگلیاں گزارتا اس سے باتیں کر رہا تھا

"مون۔۔ان کی ماما نے ہمیں کیوں ڈانٹا؟"

"ان کی بیٹی ٹھیک نہیں ہے اور وہ پریشان ہوں گی، شاید اس لیے" وہ سامنے سفید دیوار کو گھور رہا تھا

"لیکن ہم نے تو ان کی بیٹی کی ہیلپ کی ہے نا" وہ جیسے جانے پر بضد تھی

"جی" بس یہی کہہ سکا

"رابیل تو اتنی اچھی ہیں، وہ مجھ سے اتنے پیار سے بات کر رہی تھیں اور وہ مما سے بھی بہت پیار کرتی ہیں"

وہ مسکرایا "جی، وہ بہت اچھی ہیں"

"کیا ہم ان سے دوبارہ ملنے جائیں گے؟"

مامون نے سانس خارج کی "نہیں"

"کیوں؟" جواب جھٹ سے آیا تھا

"جہاں ہماری ریسپیکٹ نہ ہو، ہم وہاں نہیں جاتے" وہ اب آرا کو دیکھ رہا تھا

"مگر ہمیں جانا چاہیئے"

"نہیں بیٹا، وہ جگہ ہمارے لیے نہیں بنی۔ ہم وہاں مس فٹ ہیں" اس نے لیٹی ہوئی لڑکی کے چہرے کو دیکھا

اس نے کہتے ہی تھوک نگلا، اس کا اپنا دل دکھا تھا، اندر عجیب سا شور تھا، جیسے وہ جو زبان سے کہہ رہا تھا دل اس کی نفی کر رہا تھا مگر نہیں! اگر ہم ہر کام دل پر چھوڑ دیں تو یہ ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑتا۔

"مون" آرا نے کروٹ بدلی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"جی"

"سٹوری سنائیں"

مامون نے سر ہلایا اور کہانی سنانے کے لیے تیار ہوا۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ملکہ تھی" مامون نے کہانی سنانا شروع کی

اس نے بات کاٹ دی

"واریئر کی سنائیں نا"

وہ مسکرایا "ملکہ واریئر ہی تھی"

"اوکے" وہ خاموش ہو گئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ملکہ کو شیشے بہت پسند تھے۔اسے شیشہ فیسینیٹ کرتا تھا۔اسے شیشے سے بنی چیزیں اچھی لگتی تھیں۔حالانکہ جب وہ خود شیشے سے چیزیں بناتی تھی تو اس کے ہاتھ زخمی ہوتے تھے مگر ہر پسندیدہ چیز کی ایک قیمت ہوتی ہے اور وہ چکانی پڑتی ہے۔۔ایک بستی تھی جہاں ایک محل تھا۔اس محل کی خاص بات یہ تھی کہ وہ شیشے کا تھا۔بڑا سا شیشے کا محل"

"The glass palace" آرا نے اس کی بات بیچ میں کاٹی

"یس۔۔گلاس پیلیس۔۔ملکہ کو وہ پیلس اچھا لگا اور اب ملکہ نے ایک دن اس محل پر اپنی فوج کے ساتھ حملہ کیا اور وہ محل ملکہ کا ہو گیا۔۔ملکہ نے ایک غلطی کی اور وہ غلطی یہ تھی کہ اس نے اپنے دشمن کو جانے دیا۔۔اس نے بادشاہ کو جانے دیا اور خود اسی محل میں رہی،اپنی مرضی سے "وہ خاموش ہو گیا

"پھر،پھر کیا ہوا؟"

"لوگ کہتے تھے شیشہ ظالم ہوتا ہے جو زخم دیتا ہے،ہرٹ کرتا ہے مگر ملکہ جانتی تھی شیشہ تب ہی ہرٹ کرتا ہے جب وہ ٹوٹتا ہے۔۔لوگ کہتے تھے کہ شیشہ اس کی کمزوری ہے مگر وہ جانتی تھی کہ شیشہ اس کی کمزوری نہیں،بلکہ شیشہ خود کمزور ہے"

"پھر؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پھر بادشاہ آگیااور اس نے محل پر حملہ کیااور ملکہ کو محل میں قید کروادیا۔ بادشاہ کی غلطی یہ تھی کہ اس نے شیشے کے محل میں ملکہ کو رسیوں سے باندھا تھا۔ ملکہ بہت عقل مند تھی۔ وہ شیشے کی کمزوری کواس کی طاقت بنا کر استعمال کرنا جانتی تھی کیونکہ وہ جسے جانتی تھی اسے جانتی تھی۔۔اسے دوسروں کی کمزوری کو اپنی طاقت بنانا آتا تھا۔۔اس نے شیشے کی بنی ایک دیوار گرادی اور اسی شیشے سے رسی کاٹ ڈالی، پھر وہی شیشہ لیااور وہاں سے بھاگ گئی۔۔اب سب سپاہی ملکہ کو ڈھونڈ رہے تھے کہ ملکہ کہاں ہے مگر ملکہ محل کی سب سے اونچی چوٹی پر تھی، دن کے ایک دو بجے کا وقت تھا، سورج سر پر تھا۔۔ ملکہ نے وہی کیا جو وہ بہتر کرتی تھی۔۔اس نے ٹوٹے شیشے کا ٹکرا آسمان کی طرف بلند کیا، عین سورج کے سامنے۔۔ سورج کی روشنی اس سے ٹکرائی اور مخالف سمت میں حرکت کرنے لگی"

"اوہ۔۔ریفلیکٹنگ مرر" وہ حیران ہوئی

مامون مسکرایا "آپ کو یاد ہے؟"

"یس۔۔آپ کی بتائی ہر بات یاد ہے" وہ مسکرادی

"ملکہ نے اس دنیا کی سب سے بڑی پاور استعمال کی۔۔آرا اس دنیا کی سب سے بڑی پاور کیا ہے؟"

اس نے لڑکی کو دیکھا

وہ مسکرائی "انرجی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرایااور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا"مما کی کاربن کاپی"

وہ ہنس دی۔مامون پھر سے شروع ہوا

"ملکہ نے لائٹ انرجی کو استعمال کیا تھا۔۔لائٹ شیشے سے ریفلیکٹ ہوئی اور مخالف سمت میں موو کی۔۔ملکہ شیشے کا رخ آہستہ سے بدلتی تھی اور جہاں جہاں کرتی تھی وہاں آگ لگتی جاتی تھی،اس نے بادشاہ کا سارا جنگل سارا اناج جلادیا۔۔بادشاہ کے سپاہیوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا،وہ کیسے لڑتے؟لوگ سمجھتے تھے کہ شیشہ کمزوری ہے مگر نہیں،شیشہ تو خود کمزور ہے"

"پھر؟"

"پھر سپاہی ملکہ کو ڈھونڈتے رہے اور ملکہ نے چھت سے چھلانگ لگائی اور ایک بڑا سا پتھر پکڑ کر شیشے کے محل کی بنیاد میں مارا۔۔اس کی بنیاد شیشے کی تھی اور ملکہ جانتی تھی کہ شیشہ کمزور ہوتا ہے۔ اس محل کی بنیاد ہلی اور سارا کا سارا محل گر گیا۔۔اندر بیٹھا بادشاہ بھی اس محل کے نیچے دب کر مر گیا مگر ملکہ سلامت رہی۔ملکہ جانتی تھی کہ کوئی ہمیں قیدی نہیں بنا سکتا اگر ہم خود نہ چاہیں تو۔۔لوگ صرف وہی جانتے ہیں جو ہم انھیں بتاتے ہیں،جو وہ دیکھتے یا سنتے ہیں۔ہم کیا جانتے ہیں یا کتنا جانتے ہیں یہ لوگ نہیں جانتے۔اللہ نے ہر شے میں کمزوری اور طاقت رکھی ہے۔ملکہ نے شیشے کی طاقت کو اپنی کمزوری نہیں بننے دیا اور شیشے کی کمزوری کو اپنی طاقت بنالیا۔۔بس اس کے دیکھنے کا اینگل مختلف تھا۔۔بعض دفعہ بعض چیزیں ہمیں ہرٹ کرتی ہیں،ہمیں تکلیف دیتی ہیں مگر ہم غور سے

دیکھیں ان پر توجہ دیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ تو خود کمزور ہیں، انسان سے کمزور۔۔انسان سے زیادہ امیزنگ چیز کوئی نہیں ہوتی، وہ اپنی عقل استعمال کر کے کچھ بھی کر سکتا ہے۔"

"واؤ" لڑکی نے پھر بھنویں بھینچ لیں

But she knew that everything in this world is happened for a reason and that reason is usually physics

وہ ہنس دیا "یس، ملکہ بہت انٹیلیجنٹ ہوتی ہے، وہ عام عورت نہیں ہوتی" پھر اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں

وہ مسکرادی۔مامون اسی طرح اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا رہا

"چلو اب سو جاؤ۔۔اب نو مور سٹوری، صبح نانو غصہ کریں گی نہیں تو"

اور اس نے دائیں کروٹ لے کر آنکھیں بند کر لیں۔وہ اس کے لمبے سیاہ بالوں میں انگلیاں پھیرتے کچھ سوچ رہا تھا، باہر سیاہ رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی

رابیل کل سے بہتر تھی۔عصر کے وقت وہ باغ میں چہل قدمی کر رہی تھی، ساتھ چھوٹا صارم بھی تھا جسے وہ چلنا سکھا رہی تھی۔انگلی پکڑ کر ساتھ ساتھ چلاتی ہوئی۔وہ دو قدم چلتا پھر ڈگمگاتا، پھر چلتا پھر ڈگمگاتا۔اس نے رابیل کی انگلی پکڑی تھی اور اپنی زبان میں کچھ بول بھی رہا تھا۔دفعتاً باہر کا دروازہ کھلا

اور اندر کوئی آیا تھا۔ بھوری آنکھوں والا حاشر اور اس کے ساتھ ایک لڑکی جس کے چہرے پر رابیل کے لیے ناپسندیدگی تھی۔ وہ اندر آئی، رابیل سے اس کی نظریں ملیں، باغ میں بڑھی، اپنا بیٹا اٹھایا اور اندر چلی گئی۔ اس کا دل دکھا تھا مگر وہ اس کی ماں تھی، وہ ایک ماں کو بیٹے سے دور نہیں کر سکتی تھی۔

اس نے سانس خارج کی اور سر جھٹکا۔ پھر اندر چلی گئی، کمرے میں سائیڈ ٹیبل پر فون پڑا تھا۔ کافی دن بعد اس نے واٹس ایپ کھولا تو بہت سے لوگوں کے میسجز آئے تھے۔ اسے کسی میں دلچسپی نہیں تھی، اس نے سب کو نظر انداز کیا اور عافی کو میسج کیا

"کیسی ہیں آپ؟" اور موبائل ایک طرف رکھ دیا۔

باہر سے رانیہ کی فرحت سے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں مگر اس نے سر جھٹک دیا ان فون کی مخصوص ٹون بجی اور اس نے سکرین آن کی۔ عافی کارپلائی آیا تھا

"میں ٹھیک ہوں۔۔ تم کیسی ہو؟"

پھر ایک اور میسج "آئی ایم سو سوری۔۔ میں تمھارا نہیں پوچھ سکی، میں تم سے نہیں مل سکی" اور آگے ایک دکھی ایموجی

"میں اب ٹھیک ہوں۔۔ آپ پریشان نہ ہوں، آپ بتائیں۔ آپ کی گردن ٹھیک ہوئی؟" اس نے جواب ٹائپ کیا اور پھر بھیج دیا

"ہو جائے گی ایک دن۔۔ ابھی تو بس مصر کی ممی بنی ہوئی ہوں" آگے ہنستا ہوا ایموجی

رابیل مسکرادی "آئرہ ٹھیک ہے؟"

دوسری طرف سے جواب آیا "الحمد للہ، دن میں تین چار بار تو تمھارا ذکر کر لیتی ہے"

وہ مسکرادی "آپ کے جیسی ہے"

"سب یہی کہتے ہیں" اور آگے ایک مسکراتا ایموجی

"آپ سے ایکس کیوز کرنا تھا" وہ اب سنجیدہ ہوئی تھی

"کس چیز کے لیے؟"

"آپ کے بھائی آئے تھے، میری امی کو نہیں پتہ تھا کہ وہ مجھے ہاسپٹل لائے اور ذرا سی غصہ ہو گئیں ان پر" اس نے دھڑکتے دل سے ٹائپنگ کی اور میسج بھیج دیا

"مجھے اس بارے میں نہیں پتہ" ایک میسج اور پھر ساتھ ہی دوسرا میسج "نہ مامون نے بتایا مجھے"

رابیل کے ہونٹ "اوہ" میں سکڑے "مجھے لگا شاید آپ کو بتایا ہو"

آگے سے ہنسی والا ایموجی آیا تھا، پھر ایک میسج "بتا ہی نہ دے ایسی باتیں"

رابیل مسکرادی، کسی حد تک دل کو سکون سا ملا تھا

"لیکن میں امی کی وجہ سے شرمندہ ہوں، آپ میری طرف سے انھیں ایکس کیوز کر دیں"

عافی ہنسی تھی اور ساتھ ہی ایک میسج "میں کیسے کر لوں۔۔ مجھے تو بات کا ہی نہیں پتہ تھا"

رابیل کے ہونٹ پھر "اوہ" میں سکڑے، وہ ذرا سی فکر مند ہوئی "کیا میں خود ایکس کیوز کروں؟"

اور اس نے میسج بھیج دیا

دوسری طرف سے جواب موصول ہوا "ہاں نا۔۔ دیکھو ایک تو مجھے بات کا نہیں پتہ تھا، دوسرا میں کیا کہہ کر ایکس کیوز کروں۔۔ تم خود کہہ لو" ایک میسج موصول ہوا

ساتھ دوسرا "اور ویسے بھی وہ شکل سے ہی کھڑوس سا لگتا ہے، ہے نہیں" اور ہنسی والا ایموجی

رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی "کھڑوس؟" دل سے پوچھا "نہیں تو" مگر عافی سے نہیں پوچھا

"میں ان سے کہاں ملوں؟" اگلا میسج

"زیادہ ٹائم تو وہ آفس میں رہتا ہے" جواب موصول ہوا

پھر دوسرا میسج "سنڈے کو وہ گھر ہوتا ہے اور فرائی ڈے کو جلدی آجاتا ہے"

اور پھر تیسرا "تم اس سے فرائی ڈے کو مل سکتی ہو، عصر کے وقت وہ ایک باغ میں جاتا ہے۔۔ بیٹھ کر کوئی کتاب پڑھتا ہے، نیچر انجوائے کرتا ہے اور پھر آجاتا ہے۔۔ تم وہاں مل سکتی ہو"

رابیل مسکرا دی البتہ دل دھڑکنے لگا تھا "ایڈریس بتا دیں۔۔ میں ان سے مل لوں گی"

اور اس نے مسکرا کر باغ کا پتہ بتا دیا۔ اس کے دل کو اطمینان ہوا تھا۔

"تم ایٹ لیسٹ میری وجہ سے مت پریشان ہوا کرو رابیل" عافی کا میسج موصول ہوا

"ایسی بات نہیں ہے۔۔ بس امی نے تھوڑی زیادہ سنا دیں ان کو" وہ ابھی بھی شرمندہ تھی

"کوئی بات نہیں۔۔مائیں تو سب کی ایک جیسی ہوتی ہیں۔میری اماں بھی سناتی رہتی ہیں مگر دیکھو ہمیں اثر نہیں ہوتا"آگے سے ہنسی والا ایموجی

وہ بھی مسکرادی۔باہر سے صارم کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں،اس نے دروازے کو دیکھا پھر سانس خارج کردی۔سر جھٹکا اور اس کا جواب ٹائپ کیا۔۔شام ڈھلتی ڈھلتی گہری نارنجی ہو چکی تھی۔

اس کی آنکھوں میں صبح سے درد تھا۔پانی بھی نکل رہا تھا اور زیادہ دیر تک کھلی رکھنے سے عجیب سا محسوس ہوتا تھا۔وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھی سر صوفے کی پشت پر تھا۔فرحت اندر ناشتہ بنا رہی تھیں،اشعر ہاسپٹل جانے کی تیاری کر رہا تھا۔گلشن آرا اندر سے باہر آئیں اور رابیل کے ساتھ بیٹھ گئیں۔اشعر بھی فون پر کسی سے بات کرتا چھوٹے صوفے پر بیٹھا تھا،کال ختم ہوئی تو وہ ناشتے کے لیے انتظار کرنے لگا

"اشعر"رابیل نے اشعر کو آواز دی

"جی"وہ متوجہ ہوا

"یہ میری آنکھ سے صبح سے پانی نکل رہا ہے۔ایک عجیب سا درد ہے،دیکھنا کیا ہوا ہے؟"

وہ اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کی آنکھیں دیکھیں،آنکھیں ذرا سی گلابی بھی ہوئی تھیں اور پانی نکل رہا تھا

"آپ کو ڈرائی آئی ہوا ہے، میں ناشتہ کر کے آپ کو ڈراپس لا دیتا ہوں، وہ ڈالیے گا صحیح ہو جائیں گی"

"کیا یہ کوئی زیادہ سخت بیماری ہے؟" وہ جیسے پریشان ہوئی تھی

وہ ہنس دیا "نہیں۔۔پریشان نہ ہوں، سرجری کی نوبت نہیں آئے گی۔۔ہوتا رہتا ہے یہ تو، زیادہ سکرین استعمال کرنے سے یا کبھی کبھی باہر کا ایٹموسفیئر۔۔ڈونٹ وری"

اس نے سر ہلا دیا مگر ساتھ گلشن آرا بھی تو بیٹھی تھیں نا

"لے۔۔یہ کیا بات ہوئی ذرا سا آنکھ کو کچھ ہوا تو قطرے ڈال لو۔۔سر ماڈال لو بیلی، صحیح ہو جائے گا"

اور یہ نانی نے اشعر کی لاکھوں کی ڈگری کو لات ماری تھی

وہ بس سر نفی میں ہلا کر رہ گیا

"میں ڈالتی ہوں سرما، صحیح ہو جائے گا۔۔ایسے ہی آنکھوں میں قطرے ڈالنے بیٹھ جاؤ" انھوں نے سر جھٹکا

رابیل ہنس دی "اچھا ڈال لوں گی" اس نے نانی کے کندھے پر سر رکھا۔اندر سے رانیہ باہر آئی تھی، اس نے صارم کو پکڑ رکھا تھا جو کہ روئے جا رہا تھا

"چپ کر جاؤ۔۔نہیں تو ایک لگاؤں گی" اس نے اپنے بیٹے کو ہاتھ اٹھا کر دکھایا

وہ اور رونے لگا "پتہ نہیں پھوپھیاں کیا جادو کرتی ہیں، دونوں باپ بیٹا یہیں آنے کو مرتے ہیں" مگر وہ چپ نہ ہوا۔بار بار گود سے اتر کر وہ نیچے آ رہا تھا۔کوئی کچھ نہ بولا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی ماں نے اسے گود سے اتارا تو وہ گھٹنوں کے بل ہتھیلیاں زمین پر لگائے چلتا ہوا رابیل کے پاس آگیا، اس نے پاس پڑے دوپٹے سے اس کا منہ صاف کیا اور پھر گود میں بٹھالیا، وہ اب خاموش سا بیٹھا تھا

"ہاں دیکھو، بچے ماؤں کے پاس جا کر سکون پاتے ہیں۔ایک میری اولاد کو دیکھ لو، اپنی فسادی پھوپھی کے پاس جا کر ٹھنڈ پڑی ہے" رابیل خاموش رہی مگر گلشن آرا بول پڑیں

"بچے پیدا کرنے سے کوئی ماں نہیں بنتا، بچوں کی پرورش کرنی پڑتی ہے۔ان سے محبت کرنی پڑتی ہے، انھیں اپنا بنانا پڑتا ہے۔بچے تو من کے سچے ہوتے ہیں، وہ وہیں جائیں گے جہاں انھیں آزادی اور سکون ملے"

"آپ کو ویسے بھی رابیل ہی اچھی لگتی ہے، اس کی طرف داری ہی کریں گی" اس نے منہ بسورا اور کچن میں چلی گئی۔

"ہو گیا ان کا ڈرامہ شروع، حاشر بھائی کو بھی سکون نہیں آتا۔ان کو اٹھا کر لے آتے ہیں" نیم دراز سا اشعر برا سا منہ بنائے بڑبڑا رہا تھا۔

عصر کا وقت تھا۔اذان ہو چکی تھی، آسمان ہلکا سا نارنجی تھا۔اس نے سرمئی، سفید اور سینڈ کلر کی ملی جلی قمیض پہن رکھی تھی، نیچے سفید شلوار تھی اور گلے میں دوپٹہ۔کندھے پر ایک طرف چھوٹا پرس لٹک رہا تھا۔اس نے اوپر سے بالوں کی پونی کی تھی اور باقی پیچھے سے بال کھلے تھے، کمر سے نیچے تک

آتے لمبے سیاہ گھنے بال۔ سوکھے پتوں پر چلنے سے چرر چرر کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔اس نے پاؤں میں کورشوز پہن رکھے تھے اور وہ ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ وہ کہاں ہو گا؟ کیا پتہ آیا ہی نہ ہو اور کیا پتہ آ کر چلا گیا ہو؟ مختلف سوالات مگر جواب کوئی نہیں۔ وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی، ایک جگہ پر رکی، ارد گرد درخت تھے جن پر سرخ، زرد اور بھورے پتے تھے۔اس نے ادھر اُدھر دیکھا، اس کی نظر کمزور تھی، نہ لینز لگا کر آئی تھی نہ گلاسز، اسے دور سے نظر آنے میں مسئلہ ہو رہا تھا، خیر دور ایک بنچ پر کوئی بیٹھا نظر آیا تھا، سیاہ جیکٹ نیچے گول گلے والی سیاہ شرٹ اور سیاہ جینز کے ساتھ سیاہ جو گرز، وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے کتاب کھولے اس پر جھکا تھا۔ وہ جس بنچ پر بیٹھا تھا اس کی پشت پر ایک بنچ خالی تھا۔ وہ آگے بڑھ رہی تھی، دھڑکن بھی بڑھ رہی تھی۔ وہ اس کی پشت پر بیٹھ گئی، اس کی اور مامون کی پشت ایک دوسرے کی طرف تھی مگر دونوں کے درمیان فاصلہ تھا، دونوں بنچوں کی پشت ایک دوسرے سے مل رہی تھی۔۔اس نے گلا کھنکھارا

"کیسے ہیں آپ؟" لڑکی نے پوچھ ہی لیا

(کیا پتہ جواب نہ دے، اف! رابیل بے عزتی ہو جائے گی)

مگر وہ اس کی آواز پہچان چکا تھا، کتاب پر دیکھتے ہوئے ہی بولا تھا

"میں اچھا ہوں۔۔آپ کیسی ہیں؟" ایک شائستہ لہجہ

وہ مسکرائی تھی "میں آپ سے اچھی"

وہ بھی مسکرایا تھا مگر بولا کچھ نہیں۔ پھر رابیل بولی

"پہلے تھینک یو بولوں یا سوری؟"

اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔ نظریں کتاب پر تھیں مگر وہ کچھ پڑھ نہیں رہا تھا

"تھینک کیو کیوں؟"

"آپ نے میری جان بچائی"

وہ مسکرایا تھا، اب کتاب سے ہٹ کر دائیں طرف دیکھ رہا تھا

"اور سوری کیوں؟"

"میری امی نے آپ کو ڈانٹ دیا"

وہ مسکرایا "اوکے" ایک سانس لینے کا وقفہ "کہہ دینے سے کیا تھینک یو اور سوری ہو جاتا ہے؟"

رابیل بھی مسکرائی "پھول دے دینے سے بھی کیا عیادت ہو جاتی ہے؟"

اب دونوں محظوظ ہوئے تھے، دونوں خاموش تھے

"شام کی چائے پلا دوں آپ کو؟" بولنے والی رابیل تھی

"اوکے" ایک خاموشی "اور۔۔ سوری؟"

وہ کچھ سوچ رہی تھی، وہ خود ہی بول پڑا

"مفنز کھلا دیں۔۔ سنا ہے آپ بہت اچھی بیکر ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ حیران ہوئی "آپ کو کیسے پتہ؟"

"میرے پاس ایک عدد ریڈیو سٹیشن ہے، اسے میں تیمور کہتا ہوں"

وہ ہنس دی "اوکے"

پھر خاموشی۔ وہ کھڑی ہوئی تو وہ بھی کھڑا ہو گیا۔ دونوں نے مڑ کر ایک دوسرے کو دیکھا، رابیل مسکرائی تھی، وہ مسکرانا بھول گیا۔ رابیل نے اسے دیکھا پھر اس کے دائیں جانب درخت کو جہاں بلی کے بچے تھے۔۔ وہ انھیں دیکھ رہی تھی اور مامون اسے۔۔ اس نے تھوک نگلا اور قدم آگے بڑھائے۔۔ لڑکی آگے بڑھ کر ایک درخت کے پاس بیٹھی بلی کا بچہ پکڑ رہی تھی۔ اس نے بھی مڑ کر رابیل کو دیکھا

"ان کی اماں کے ناخن دیکھے ہیں آپ نے؟" وہ پیچھے سے بول پڑا

اس نے فوراً سے بڑی بلی کو دیکھا "ارے۔۔ کیا یہ مارے گی؟" اس کے بازوؤں میں ایک بلی کا بچہ تھا

وہ اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا "لگ تو رہا ہے"

رابیل نے منہ بنایا "میں تو اس کے بچے کو پیار کر رہی ہوں" وہ اس کی کمر پر پیار سے ہاتھ پھیر رہی تھی

اس نے پھر اسے دیکھا، پھر مسکرانا بھول گیا، پھر گردن دائیں طرف موڑ لی

"کیا یہ روز یہاں آتی ہے؟" سوال رابیل نے کیا تھا

"آتی ہوئی تو کیا آپ روز یہاں آئیں گی؟" اس نے ابرو اٹھائیں

وہ ہنس دی "شاید۔۔پتہ نہیں"

اس نے بلی کا بچہ زمین پر رکھ دیا۔وہ اپنی اماں کے پاس واپس چلا گیا۔۔وہ کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی۔

مامون نے چلنے کا اشارہ کیا تو وہ اس کے ساتھ چل دی

"آپ بھی بکس پڑتے ہیں؟"

اس نے مامون کے ہاتھ میں کتاب دیکھی تو بول پڑی

"یس۔۔بہت شوق سے" وہ مسکرایا تھا

وہ ہنس دی "لائک سسٹر لائک برادر"

وہ بھی مسکرایا "آپ بھی تو پڑھتی ہیں"

اس نے شانے اچکائے "پہلے نہیں پڑھتی تھی، پھر عارفین کی کمپنی ملی تو پڑھنے لگ گئی"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔مامون کے ہاتھ میں نیلی جلد والا "پیر کامل" تھا۔وہ مسکرائی

"آپ اس کا سیکوئیل بھی پڑھیئے گا"

اس نے کتاب دیکھی پھر مسکرایا "میں پڑھ چکا ہوں"

وہ حیران ہوئی "ہیں؟آپ کو سمجھ آگئی تھی؟"

"ویل۔۔میں نے پہلے آب حیات پڑھا تھا۔مجھے سمجھ نہیں آیا کہ کیا سٹوری چل رہی، وہ کس بات پر جھگڑ رہے اور یہ جلال انصر کون ہے؟خیر پھر عافی نے مجھے بتایا کہ پہلے پیر کامل پڑھو پھر سمجھ آئے گا"

وہ بھی مسکرادی۔مامون بولتا رہااور وہ سنتی رہی "پھر میں نے چھوڑ دیااوراب دو سال بعد پیر کامل پڑھ رہاہوں"

"دو سال بعد؟"وہ حیران ہوئی تھی

اس نے سر اثبات میں ہلایا"میں زیادہ تر نان فکشن یا انگلش فکشن پڑھتاہوں۔۔بس کبھی کبھی اردو کا موڈ ہو تو کوئی ایک آدھا ناول لے لیتاہوں"اس نے شانے اچکائے

"آپ کو کون سا کردار اچھا لگا؟"وہ نرمی سے پوچھ رہی تھی

وہ مسکرایا"ویل"ایک سانس خارج کی،کتاب دیکھی"یہ ناول اچھا ہے یہ مگر میرا پسندیدہ کردار اس ناول سے نہیں ہے"

"پھر کس ناول سے ہے؟"وہ تجسس میں تھی

"وہ کسی نے نہیں پڑھا۔وہ ابھی پبلش نہیں ہوا"

"اوہ"وہ حیران ہوئی"آپ نے کیسے پڑھ لیا؟"

"رائٹر نے مجھے پڑھنے کے لیے دیا تھا"وہ اسے دیکھ کر بتا رہا تھااور وہ متوجہ سی سن رہی تھی

"ناول کا نام بتا سکتے ہیں؟"اسے لگا شاید وہ نہیں بتائے گا کیونکہ ابھی وہ پبلش نہیں ہوا تھا

"ناول نہیں ہے،شارٹ سٹوری"پھر ایک وقفہ"قصہ چالیس راتوں کا"

وہ دونوں چلتے ہوئے فٹ پاتھ کی طرف بڑھ رہے تھے"کون سا کردار پسند ہے آپ کو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"التمش" جواب جھٹ سے آیا

وہ مسکرادی "اوکے" پھر شانے اچکائے "میں انتظار کروں گی، جب پبلش ہو گا تو پڑھوں گی"

وہ بھی مسکرایا "رائٹر بڑا کنجوس ہے پبلش نہیں کرائے گا"

"ارے" وہ جیسے خفا ہوئی تھی "آپ کہیں گے تو کرادے گا"

وہ ہنس دیا "آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ میری بات مانے گا"

وہ مسکرائی "بس لگا" شانے اچکائے

"آپ کو پڑھنی ہے؟" وہ رابیل سے پوچھ بیٹھا تھا

رابیل چند لمحے خاموش رہی "رائٹر کی مرضی" پھر سے شانے اچکائے

"اوکے۔۔میں کوشش کروں گا۔۔ہوپ سو وہ مان جائے"

"میں دعا کروں گی"

اس نے گردن اٹھا کر مامون دیکھا، وہ مسکرا رہی تھی، اسے اپنی دعا کے قبول ہونے پر یقین تھا۔

مامون نے سر ہلا دیا۔اب دونوں کے درمیان خاموشی تھی

فٹ پاتھ پر سے گزرتے وہ کیفے کی طرف بڑھ رہے تھے۔مصنوعی گھاس پر سجی کرسیاں۔وہ آگے بڑھا اور اس کے لیے ایک کرسی نکالی، وہ مسکرا کر بیٹھی، شکریہ ادا کیا اور پھر وہ بیٹھ گیا۔وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے

لڑکی نے چائے کا آڈر دیا اور پھر ارد گرد دیکھنے لگی

"آپ نے پہلے یہاں سے چائے پی ہے؟" سوال رابیل کی طرف سے تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا۔اسے کیا بتاتا وہ کافی پیتا ہے، چائے اسے کچھ خاص اچھی نہیں لگتی۔

"میں جب بھی یہاں آتی تھی، چائے لازمی لیتی تھی۔ایک کپ اشعر لیتا تھا، ایک میں اور ہم اپنے دوست کے لیے لے جاتے تھے" وہ مسکرا کر بتا رہی تھی

"کون سا دوست؟"

"یہاں پر ایک لڑکا آیا کرتا تھا، وہ باغ میں بیٹھ کر گنگنایا کرتا تھا۔اس کی آواز بہت خوبصورت تھی، بہت پر سکون سی، بہت ہمبل سی۔۔اس کے گرد لوگ کھڑے سن کر چلے جاتے تھے مگر اشعر اسے چائے یا کافی دیتا تھا تو وہ مسکرا دیتا تھا"

"اور پھر۔۔اب؟" ویٹر نے گرم چائے کے دو کپ رکھے تھے

"پھر ایک دن اس نے مجھے بتایا کہ اس کا لاہور میں آڈیشن ہے میں اس کے لیے دعا کروں۔۔اگلے دن میں آئی تو وہ نہیں تھا۔۔پھر وہ کبھی نہیں آیا"

"اوہ۔۔آپ نے دعا کی تھی؟"

رابیل مسکرا دی اور سر اثبات میں ہلایا

"دعا قبول ہو گئی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی، وہ صرف مسکرایا۔

رابیل نے چائے کے کپ میں ایک چمچ چینی ملائی مگر اس نے ویسے ہی کپ منہ کو لگایا۔ایک چسکی لی اور کپ رکھ دیا۔

رابیل نے ویٹر کو اشارہ کیا، اپنی طرف بلایا پھر مامون سے پوچھا "آپ کچھ اور لیں گے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا، چائے کی طرف اشارہ کیا "انف"

اس نے سر ہلا کر ویٹر کو چاکلیٹ براؤنی کا آڈر دیا۔وہ بس اسے دیکھے جا رہا تھا (انھیں میٹھا پسند ہے؟ پہلے چائے میں چینی پھر براؤنی، ان کا بی پی لو نہیں ہوتا؟ آہ! رامین کی بہن)

پھر سر نفی میں ہلایا اور چائے کا ایک اور گھونٹ بھرا۔چاکلیٹ براؤنی آگئی اور اس نے شکریہ ادا کیا۔

پھر چمچ سے ذرا سی کاٹی اور منہ میں رکھی

"آپ سوچ رہے ہوں گے رابیل کتنا میٹھا کھاتی ہے" اس کے چہرے پر شرارت کی جھلک تھی

وہ مسکرایا، وہ بالکل یہی سوچ رہا تھا

"مجھے اچھا لگتا ہے۔خاص طور پر جب میں کسی کیفے چلی جاؤں یا جب میرا موڈ آف ہو۔۔پتہ نہیں مگر اچھا لگتا ہے" پھر چائے کا کپ منہ کو لگایا "گھر میں امی پتہ نہیں کیا کیا بنا کر کھلا رہی ہیں۔ڈاکٹر نے بھی پھیکا کھانے کو کہہ دیا، میرا تو سارا ٹیسٹ خراب ہو گیا۔اب کچھ میٹھا تو بنتا ہے نا" وہ مسکرائی

"بالکل!" وہ بس اتنا ہی بولا۔

پھر سامنے بیٹھے مرد نے ایک چمچ چینی کا اپنی چائے میں ڈالا، اسے ہلایا اور دوبارہ منہ سے لگائی۔ چائے اچھی لگی تھی مگر اب ضمیر اندر ملامت کر رہا تھا کہ تم نے میٹھا پیا ہے، صبح بتاؤں گا تمھیں۔۔اس نے سر جھٹکا اور اسے دیکھا جو بڑے مزے سے براؤنی کھا رہی تھی۔ یہ وہ والی رابیل نہیں تھی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ چلتے بندے کو آگ لگا دے، یہ وہ والی رابیل بالکل نہیں تھی جو لوگوں سے بدلے لیتی تھی اور یہ وہ والی رابیل ہر گز نہیں تھی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ سیدھے منہ بات نہیں کرتی اور مغرور سی، اکھڑ سی ہے۔۔یہ کوئی اور تھی اور اسے یہ اچھی لگی تھی، اچھی لگتی تھی۔ وہ اس کے سامنے بیٹھا اپنی زندگی کی پہلی میٹھی چائے پی رہا تھا اور اسے وہ بھی اچھی لگ رہی تھی۔

چائے پیتے وہ باتیں کر رہی تھی اور وہ مسکرا کر ہوں ہاں کر رہا تھا۔ وہ اتنی باتیں کیوں کر رہی تھی؟ شاید اسے اتنے عرصے بعد کوئی سننے والا ملا تھا۔ اسے تو اس بات کی ایکسائیٹمنٹ تھی کہ وہ عارفین کا بھائی ہے۔

چائے کے بعد ویٹر بل لینے آیا تو مامون نے اسے پیسے دے دیے، وہ منہ بنا کر بیٹھی ہوئی تھی وہ مسکرا دیا اور شانے اچکا کر رابیل کو دیکھا "میں نے چائے میں کمپنی مانگی تھی، بل کی ہمارے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی"

وہ کچھ بھی نہیں بولی، بس سنجیدہ سی ہو کر سڑک دیکھتی رہی۔ پھر وہ اٹھا تو وہ بھی کھڑی ہوئی۔ وہ گاڑی پر آیا تھا جبکہ رابیل پیدل۔ وہ چلتے ہوئے اس کی گاڑی تک آئے اور رابیل اسے چھوڑ کر چلی گئی مگر وہ گاڑی میں نہیں بیٹھا۔ وہ آگے بڑھ گئی اور وہ اس کے پیچھے تھا۔ وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے ساتھ چل رہا تھا

"آپ کی گاڑی پیچھے ہے" وہ سامنے دیکھ رہی تھی

"مگر آپ کا گھر آگے ہے" وہ بھی سامنے ہی دیکھتا رہا

"میں نے آپ سے نہیں کہا کہ میرے ساتھ مجھے چھوڑنے آئیں"

"مگر آپ نے یہ بھی نہیں کہا کہ میں آپ کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاؤں"

وہ خاموش رہی "میری سیلف رسپیکٹ کا جنازہ نکل گیا ہے" وہ بولی تو خفا تھی

"اوہو۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ آپ مفنز بھیجیں گی نا تو ہم مل کر آپ کی سیلف رسپیکٹ کی قبر پر فاتحہ پڑھیں گے"

وہ ہنس دی۔ وہ بھی مسکرایا

"اور کیا؟ اچھا تھوڑی لگتا ہے اتنی بڑی ہستی سے پیسے لیتے ہوئے" اس نے گردن موڑ کے مامون کو خفگی سے دیکھا تھا۔ اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"کتنی بڑی ہستی؟"

"بہت بڑی۔۔میں تو آپ سے ڈرتا تھا" وہ فراز سے نشیب کی طرف جا رہے تھے

"رئیلی؟" وہ حیران ہوئی

"ہاں مگر اب نہیں"

"اب کیوں نہیں؟"

"آپ سے بلیاں نہیں ڈرتیں میں کیا ڈروں" اس نے مسکراتے ہوئے شانے اچکائے تھے

وہ پھر سے مسکرائی اور سرگوشی کی "کسی کو مت بتایئے گا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔دور سے اس کا گھر نظر آ رہا تھا۔

وہ رک گیا، تو وہ بھی رکی "اوکے" وہ جانے کو تھا

"گھر تک تو آئیں"

"آپ کی امی سے ڈرتا ہوں میں" اس نے ذرا سا آگے کو جھک کر سرگوشی کی تھی

وہ ہنس دی "یقین کریں بلیاں ان سے بھی نہیں ڈرتیں"

وہ بھی مسکرایا تھا "پھر ملاقات ہو گی، اپنا خیال رکھیے گا"

اور وہ چلا گیا، وہ اسے جاتا دیکھتی رہی۔

آج ہفتہ تھا پتہ نہیں کیسے مگر مینا جلدی اٹھ گئی تھی اور اب وہ کچن میں مختلف تجربات کر رہی تھی۔

اس نے ٹراؤزر شرٹ پہن رکھی تھی اور ایپرن پہنے چولہے کے سامنے کھڑی انڈہ بنا رہی تھی۔اوپر

سیڑھیوں سے تیمور نیچے آتا دکھائی دیا اور سیدھا کرسی نکال کر ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھ گیا۔وہ جلدی سے باہر آئی اور اس کے سامنے توست رکھے، پھر آملیٹ اور ساتھ چائے۔وہ کرسی نکال کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی اور وہ بس اس گھور رہا تھا

"یہ کیا ہے؟"اس نے ابرو سے ناشتے کی طرف اشارہ کیا

"ناشتہ"وہ مسکرائی اور کہنی میز پر رکھی، ہتھیلی پر تھوڑی جمائی اور اسے دیکھا

"یہ۔۔میں صبح چائے نہیں پیتا، کم از کم ناشتے میں تو بالکل نہیں"

پھر آملیٹ کو دیکھا"یہ کونسا آملیٹ ہے؟"

رامین نے پلیٹ میں پڑے آملیٹ کو دیکھا"یہ فل فرائی ہے"

"میں یہ والا فل فرائی نہیں کھاتا، مجھے بائلڈ ایگ اچھا لگتا ہے"

پھر توست کو دیکھا"مجھے براؤن بریڈ لا کر دو، یہ نہیں کھاتا میں"

اس نے سانس خارج کی اور پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی"مطلب یہ سب ضائع گیا؟"

تیمور نے شانے اچکائے، پھر اٹھنے لگی"رکو کافی بنا کر لاتی ہوں"وہ اٹھ کر کچن میں آگئی۔ تیمور مسکراہٹ دبائے بس اسے دیکھ رہا تھا۔پانچ منٹ بعد اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی"مینو، جلدی کرو یار"

"آرہی ہوں"وہ بھی جلدی جلدی کافی بنانے لگی تھی

پھر پندرہ منٹ بعد بھاپ اڑاتی کافی لے آئی۔ تیمور مسکرایااور مگ منہ کو لگایا۔ پھر برا سامنہ بنایا" یہ کیا ہے؟"

"کافی" اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"چینی کیوں ڈالی ہے؟"

"کیونکہ میں ڈالتی ہوں" اس نے سادگی سے جواب دیا

"مگر میں نہیں ناڈالتا" اس نے مگ میز پر رکھ دیا

وہ سانس لے کر رہ گئی، اس نے چائے پکڑی اور ایک گھونٹ بھرا" یہ بھی ٹھنڈی ہے"

اور کپ مینو کو دیا" جاؤ! اسے گرم کر کے لاؤ"

اس نے منہ بسورا اور کپ پکڑ کر کچن میں آگئی، دو منٹ بعد گرم کر کے گئی تو تیمور نے مسکرا کر کپ پکڑا اور منہ کو لگایا، ایک گھونٹ بھرا" یہ بھی نہیں اچھی"

اس نے سر جھٹک کر کپ میز پر رکھا۔ مینو نے منہ بنایا اور توست، آملیٹ پکڑا اور کچن میں آگئی، پھر باہر آئی اور کافی کا کپ پکڑا، چائے پکڑی اور کچن میں رکھ آئی۔ پھر اس کے ساتھ بیٹھی

"میں صبح سے اٹھ کر بیٹھی ہوں۔ کسی ملازم کو ناشتے کو ہاتھ نہیں لگانے دیا اور میں نے اپنی نیند خراب کی صرف تمھارے ناشتے کے لیے اور تم یہاں میری ڈس ریسپیکٹ کر رہے ہو" وہ رو دینے کو تھی

"نہیں تو" وہ ہنسا "میں نے بس یہی کہا ہے کہ چائے اچھی نہیں، کافی میں چینی مت ڈالنا، میں فل فرائی نہیں کھاتا" اس نے شانے اچکائے

وہ بس ضبط کر کے رہ گئی۔ پھر وہ اٹھا تو وہ اس کے پیچھے گیراج تک آئی، اس نے بیٹھنے کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ پاس کھڑی تھی

"صبح صبح ہی منہ بنالیا تم نے، مجھے تم مسکراتی اچھی لگتی ہو" اس نے مینو کا گال کھینچا تھا

اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا "بھاڑ میں جاؤ تم" وہ غصے سے لال ہوئی پڑی تھی

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا "ایسے نہیں کہتے اپنے شوہر کو" اب کی بار وہ معصومیت سے بولا تھا

اس نے اپنا پیر پٹخا اور اوپر آگئی، اب اسے نیند بھی نہیں آرہی تھی اور تیمور پر غصہ بھی آرہا تھا۔

دوپہر کے دو بجے اس نے تیمور کو کال کی اور اس نے دوسری بیل پر کال اٹھالی

"ہیلو"

"کیسے ہو؟" رامین بالکنی میں چلتی دائیں سے بائیں ہو رہی تھی

"یہ پوچھنے کے لیے کال کی ہے؟" کال پر وہ سنجیدہ سا لگ رہا تھا جبکہ آفس میں وہ مسکراہٹ دبائے بیٹھا تھا

اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے "ٹھیک ہے، کرو اپنا کام" اسے صبح والا غصہ پھر سے چڑھنے لگا تھا

وہ کال کاٹنے لگی تھی مگر تیمور نے منع کر دیا "کال مت کاٹنا"

وہ رک گئی "ہاں؟" فون کان سے لگایا

"اچھا۔۔آج ناوہ ریڈ والا سوٹ پہننا، ہم باہر ڈنر پر جائیں گے" اب کی بار لہجہ کافی نرم تھا

اور سارے دن میں یہ اچھی بات تھی، وہ مسکرادی

"اوکے" وہ کال کاٹنے لگی تھی پھر اس نے روک دیا

"اور ہاں۔۔"

وہ متوجہ ہوئی۔وہ سنجیدہ سا بولا "مجھے کال کرنی ہو نا تو گیارہ بجے کیا کرو، دو بجے میں فری نہیں ہوتا۔۔

ایسے ہی کان کھاتی ہو تم" اور اس نے کال کاٹ دی

اسے پھر غصہ آگیا "میں کان کھاتی ہوں؟" فون کی سیاہ سکرین کو گھورتی، وہ بس ضبط کر کے رہ گئی۔

آج کا دن تو بہت عجیب تھا۔

تین بجے کے قریب وہ وڈیو کال پر رابیل سے بات کر رہی تھی جب تیمور کی کال آئی، اس نے رابیل

کی کال کاٹ دی اور اس کی کال اٹھائی

"ہوں" وہ چاکلیٹ کھا رہی تھی

"ہوں کیا؟" وہ جیسے اسے جھڑک رہا تھا "حال چال پوچھو"

اس نے پھر سانس خارج کی "تیمور جی۔۔زندہ ہیں؟"

وہ ہنس دیا "ڈورے مون"

"شٹ اپ" وہ جھٹ سے بولی تھی

"کان کا پردہ پھٹ گیا ہے میرا، آہستہ بولو یار" وہ بہت نرمی سے بولا تھا

وہ خاموش ہوئی اور رو دینے کو تھی "مجھے اپنے گھر جانا ہے"

تیمور پھر ہنسا "کیا؟ آواز نہیں آ رہی"

"مجھے اپنے گھر جانا ہے، مجھے امی یاد آ رہی ہیں" اب تو وہ جیسے رو رہی تھی

وہ پھر سے ہنسا "رامین ڈارلنگ، کیا ہوا ہے؟ میں ہوں نا"

"تم بہت برے ہو، میں اپنے گھر جا رہی ہوں" اور اس نے کال کاٹ دی۔

آفس میں بیٹھا تیمور مسکرائے جا رہا تھا۔ اس کا دن تو بہت اچھا گزر رہا تھا۔

رات کو آٹھ بجے جب وہ گھر آیا تو وہ باہر لان میں اپنی خالہ کے ساتھ بیٹھی تھی، اس نے لال جوڑا ہی پہنا تھا۔ تیمور کو آتا دیکھ کر مسکرائی۔ وہ بھی مسکرایا اور اسے اوپر آنے کا اشارہ کیا۔ اس نے اپنی خالہ سے گفتگو تمام کی اور اوپر کی طرف بڑھی۔

اب وہ کمرے میں کھڑی تھی اور تیمور کپڑے بدل کر رف سے حلیے میں بیڈ پر بیٹھا تھا، اس نے سینے پر بازو لپیٹے اور اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اس کی نظر تیمور پر ہی جمی رہی جیسے وہ اس کے کچھ کہنے کا انتظار کر رہی ہے۔

"کیا ہے؟" اس نے سامنے کھڑی لڑکی کو گردن اٹھا کر دیکھا تھا

"ڈنر؟"اس نے ابرو اٹھائی

"ہاں۔۔ابھی کرتے ہیں"پھر بیڈ پر بڑے مزے سے ٹانگیں لٹکائے لیٹ گیا۔مینا کچھ بھی نہ بولی۔

وہ بس اپنے شوہر کے ڈرامے دیکھتی ضبط کر رہی تھی

"تم کیا پھول جھڑی بن کر کھڑی ہو۔۔جاؤ چینج کر کے آؤ"

وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی"کیا؟"

وہ مسکرا دیا۔پھر شانے ڈھیلے چھوڑے

"تم نے کہا تھا ہم ڈنر پر جائیں گے"اور وہ دانت پیستے اسے یاد کراتے بولی تھی

"مگر یہ نہیں کہا تھا کہ آج جائیں گے"وہ پر سکون سا تھا

وہ رو دینے کو تھی"تم۔۔"اس نے کشن اٹھایا اور اسے مارا"تم۔۔بھاڑ میں جاؤ"

کچھ لمحوں بعد واش روم سے باہر آئی تو اس نے سادہ سی شلوار قمیض پہنی تھی،اس نے تیمور کو مکمل نظر انداز کیا اور بڑے مزے سے ڈرامہ لگا کر بیٹھ گئی۔وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور اسے گھورا"اچھی لگ رہی ہو"

وہ کچھ بھی نہ بولی۔مگر تیمور کو کہاں سکون تھا

"آؤ،ڈنر کرتے ہیں"اس نے ہاتھ بڑھایا مگر رامین ویسے ہی ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی

"مجھ سے بات مت کرو"اس نے اسے خفگی اور غصے کے ملے جلے جذبات آنکھوں میں لیے دیکھا

وہ ہنس دیا"مائی ون اینڈ اونلی،واٹ ہیپنڈ؟"

"مجھ سے بات مت کرو چوزو"وہ پھر سے بولی

"مینا"مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وہ رونے لگ گئی،عینک کے نیچے سے موٹے موٹے آنسو نکل رہے تھے اور وہ اس کے سر پر کھڑا ہنس رہا تھا،مسکرا رہا تھا

"ہوا کیا ہے؟"وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا

"تم بہت برے ہو۔مجھے اپنے گھر جانا ہے،مجھے امی یاد آرہی ہیں"

مگر تیمور کی مسکراہٹ کنٹرول میں نہیں آرہی تھی

"کسی نے کچھ کہا ہے؟"وہ بہت پیار سے پوچھ رہا تھا

"ہاں۔۔تم نے"وہ چلائی تھی"فل فرائی بنا کر دو تو تمھیں بائلڈ ایگ کھانا ہے،کافی بنا کر دو تو تمھیں چائے پینی ہے،چائے بنا کر دو تو وہ اچھی نہیں ہے،میں تمھیں کال کروں تو تمھارے کان کھاتی ہوں،میں تمھاری پسند کے کپڑے پہنوں تو تم تعریف نہیں کرتے،مجھے کال پر ڈنر کا کہہ کر پھر میرا مذاق بناتے ہو،مجھے نہیں رہنا تمھارے ساتھ،مجھے گھر جانا ہے"وہ بچوں کی طرح روئے جا رہی تھی

تیمور بس صوفے کی پشت پر سر رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔پھر اس کا ہاتھ پکڑا"اچھا سوری۔۔میں تمھیں ویسے ہی تنگ کر رہا تھا"

اس نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر اس نے پکڑے رکھا "میں کل جا رہی ہوں اپنے گھر۔۔ تم بہت برے ہو" وہ پھر بھی چپ نہ ہوئی

"اچھا سوری۔۔ آؤ باہر ڈنر کرنے چلتے ہیں" وہ پر سکون تھا جیسے سب کچھ ارادتاً کر رہا تھا

"میں نے نہیں جانا کہیں۔۔ مجھے اپنے گھر جانا ہے" اس نے نم سانس اندر کھینچی

"تمھارا گھر یہی ہے" وہ نرمی سے بولا تھا

وہ بولا تو وہ اور رو دی "مجھے میری امی یاد آ رہی ہیں، تم بہت برے ہو"

وہ جو اسے چپ کرا رہا تھا ہنس دیا "مینو تم رو مت، مجھے ہنسی آ رہی ہے"

وہ ایک لمحے کے لیے چپ ہوئی اور باہر چلی گئی، بالکنی پر کھڑی ریلنگ پر ہاتھ رکھے وہ ریلنگ پھلانگنے لگی تھی کہ اس نے اس کی کہنی پکڑ لی

"ارے۔۔ یہ کیا کر رہی ہو؟"

"چھوڑو مجھے" اس نے اپنی کہنی چھڑانی چاہی "میں یہاں سے کودنے لگی ہوں۔۔ تم مجھے بہت تنگ کرتے ہو"

وہ پھر سے رو دی۔ تیمور کو ہنسی آ رہی تھی مگر وہ اسے گرنے بھی تو نہیں دے سکتا تھا نا۔

"اچھا سوری۔۔ ادھر تو آؤ، گر جاؤ گی پاگل"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے یہاں سے کود جانا ہے کیونکہ تم مجھے بہت تنگ کرتے ہو" اب کہ وہ جیسے یہاں سے چھلانگ لگا کر چھوڑے گی

"اچھا اب نہیں کرتا نا، سوری" اس نے بڑے تحمل سے کہا، پھر اس کے گالوں پر آئے بال پیچھے ہٹائے

وہ خاموش ہوئی اور واپس بالکنی میں آئی۔ پھر اپنے آنسو صاف کیے، وہ اسے مسکراہٹ دبائے دیکھ رہا تھا

"سوری" وہ مینا کو دیکھتے دھیرے سے بولا

اس نے منہ بنایا اور وہاں سے چلی گئی۔ آج کے دن تو تیمور کو بہت مزہ آیا تھا۔

ڈنر کے لیے وہ ساری فیملی کے ساتھ ڈائننگ پر بیٹھے تھے، اس کی خالہ اپنے شوہر کو کھانا ڈال کر دے رہی تھیں، ایک طرف اس کی بہن علیزہ تھی جس کے ساتھ اس کی بڑی بھابھی اور بڑا بھائی شہروز بیٹھا تھا۔ تیمور نے رامین کو کہنی ماری اور ابرو سے کھانے کی طرف اشارہ کیا مگر وہ ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی

"رامین۔۔ذرا یہ پلیٹ میں پلاؤ نکال دو" وہ بھی تیمور تھا، اسے دیکھ کر مسکرایا

اس کی خالہ رامین کو دیکھ کر مسکرائیں "مجھے بہت خوشی ہے۔ رامین کی وجہ سے تیمور بھی واپس گھر میں آ گیا ورنہ یہ تو اسی گھونسلے سے چپکا رہتا تھا"

رامین بس مسکرا دی۔ اس نے چاول ڈال کر پلیٹ تیمور کو پاس کی

"ویسے ممی، آپ کو نہیں لگتا کہ آپ میرے بارے میں غلط سوچ رہی ہیں" اس نے محظوظ ہوتے اپنی ماں کو مخاطب کیا۔

وہ جو سیلڈ پلیٹ میں نکال رہی تھیں چونک کر اسے دیکھا

"مطلب؟" مرکزی کرسی پر بیٹھے بہروز بھی متوجہ ہوئے۔ شہروز اور علیزہ کی نظروں کا مرکز بھی وہی تھا

"مطلب۔۔ میری وجہ سے رامین یہاں رہ رہی ہے۔ میں چاہوں تو ہم مامون کی طرف بھی رہ سکتے ہیں۔ اس کی کیا مجال کہ مجھے کچھ کہہ دے" اس نے پانی کا گلاس منہ کو لگایا

"اب تم ہماری بہو کو لے کر وہاں جاؤ گے؟" وہ جیسے غصے میں آ گئیں

وہ مسکرایا۔ پھر اپنے بھائی کو دیکھا مگر ڈھٹائی میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا "سوری۔۔ بہو بعد میں ہے پہلے میری بیوی ہے، وہ وہیں جائے گی جہاں میں" پھر رامین کو دیکھا "ہے ناسو ہیٹ ہارٹ" وہ بس مسکرا دی، کہا کچھ نہیں

"تم وہاں نہیں جاؤ گے" بولنے والے بہروز تھے

"یہ سیلڈ لو مینو" اس نے رامین کی پلیٹ میں تھوڑا سا سیلڈ ڈالا پھر اپنے باپ سے مخاطب ہوا "جی؟ کچھ کہا آپ نے؟" وہ آج بھی ویسا ہی تھا جیسا سات سال پہلے تھا

"تیمور" وہ غصے میں آ گئے تھے۔ شہروز بھی غصے سے اسے گھور رہا تھا

"ویل۔۔ڈنر از گڈ" پھر کھڑا ہوا "آئی ایم اوور" اور اوپر کی طرف بڑھا۔ صبیحہ بس رامین کو دیکھتی رہ گئیں۔وہ کیا بتاتی کہ ان کے بیٹے نے صبح سے اس کی ناک میں بھی دم کر رکھا ہے۔

رات کے کھانے کے بعد وہ چائے پینے بیٹھی تھی اور وہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا

"اب آئندہ نہ میں نے تمھارا ناشتہ بنانا ہے، نہ تمھیں کال کرنی ہے۔۔میں وہی کروں گی جو میرا دل کرے گا۔۔جب میں اپنی بات مانتی تھی میں بہت خوش رہتی تھی، تم بہت بد تمیز ہو" وہ خفا خفا سی بول رہی تھی

وہ بس سنے گیا، پھر چائے کا گھونٹ بھرا "اور کچھ ؟"

وہ منہ پھلائے بیٹھ گئی "آئی ہیٹ یو"

وہ مسکرایا "مجھے پتہ ہے اور کچھ ؟"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرا، پھر خاموش رہی

وہ بولنا شروع ہوا "ویسے بڑا مزہ آیا ہے تمھیں تنگ کرنے کا۔۔تم روتے ہوئے بہت پیاری لگتی ہو ۔۔مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں تمھیں رلاتا ہی رہتا" اور ہنس دیا

"میں کل اپنے گھر جاؤں گی" اس نے تیمور کو دیکھتے بڑے نخرے سے آنکھیں گول گھمائیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوکے۔۔میں تمھارے ساتھ چلوں گا۔۔اگر انھوں نے میری بیوی کو نہ رکھا پھر تو مجھے اپنی بیوی کو لانا ہی پڑے گا نا" اس نے انگلی سے نرمی سے اس کے گالوں کو چھوتے چھوٹے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

اس نے سانس اندر کھینچی "میں تمھارے ساتھ آؤں گی ہی نہیں"

"اوکے "ایک گھونٹ بھرا" مگر آ گئی تو ساری باتیں میری مانو گی"

"کیوں؟" اس نے تیمور کو گھورا

"کیونکہ تم میری آخری بیوی ہو نا، اس لیے میں جو حکم کروں گا تم تسلیم کرو گی"

"مجھے پتہ ہے میں نہیں آؤں گی" وہ پر یقین تھی

"اور مجھے پتہ ہے تم آؤ گی" وہ بھی پر اعتماد تھا

وہ پھر سے رونے والی ہو گئی تھی۔ تیمور نے مسکراہٹ دبائی اور اس کا گال نرمی سے تھپتھپایا "اوکے" پھر اٹھ گیا اور مینا کو دیکھتے مسکرایا "گڈ نائٹ" پھر جھکا اور اس کا چشمہ اتار کر ساتھ لے گیا، وہ بس منہ بنائے بیٹھی رہی۔ اوپر چمکتا چاند دونوں کو دیکھ رہا تھا

اتوار کی صبح روشن ہوئی تھی۔ آج سورج خوب نکلا تھا اور دس بجے ہی ہر سو روشنی تھی۔ بارہ بجے کے قریب رابیل باغ میں تھی، چھوٹے صارم کے چھوٹے پاؤں اپنے پاؤں پر رکھے وہ اسے چلنا سکھا رہی تھی اور وہ ہنستے مسکراتے اس سے اپنی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ پاس ہی فاطمہ پائپ لگائے کیاری میں

پودوں کو پانی دے رہی تھی۔دفعتاً باہر کا دروازہ بجا اور فاطمہ نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔میرون کام دار قمیض اور نیچے کھلے پائنچوں والی شلوار پہنے رامین اندر آئی تھی،اس نے گلے میں ہلکا سا ڈائمنڈ سیٹ پہن رکھا تھا۔کانوں میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈز آویزاں تھے اور وہ مسکراتے ہوئے باغ میں آئی، پیچھے ہی تیمور بھی تھا۔رابیل نے صارم کو اٹھایا اور اس کی طرف بڑھی،اس کے گلے لگی

"ماشاءاللہ"اس سے الگ ہوئی "آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں"

اندر لاؤنج سے اشعر باہر آرہا تھا۔انھیں دیکھ کر مسکرایا، تیمور سے ملا اور پھر منہ بسور کر رامین کو دیکھا

"اس کو پھر لے آئے ہو"

تیمور مسکرا دیا۔ نظروں نے اشعر سے مینا کی طرف سفر کیا"میں تو اسے ادھر ہی چھوڑ کر جانے والا ہوں،میری بیوی بڑی اداس تھی آپ لوگوں سے"

اس نے تیمور کو گھورا اور پھر رابیل کے ساتھ اندر بڑھی۔

گلشن آرا اور فرحت کے ساتھ بیٹھی وہ مسکراتے ہوئے باتیں کر رہی تھی،ساتھ ہی تیمور بیٹھا تھا جو کہ اشعر کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھا۔چائے پینے کے بعد وہ باہر چلا گیا اور رامین اپنے کمرے میں رابیل کے ساتھ بیٹھی تھی

"خالہ کیسی ہیں، باقی سب کیسے ہیں؟"سوال کرنے والی رابیل تھی

وہ جو بیڈ پر چوکڑی مارے بیٹھی تھی،ایک سانس خارج کر کے بولی"سب ٹھیک ہیں سوائے میرے"

رابیل کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔اسے بھنویں بھینچے دیکھا"کیوں؟تمھیں کیاہوا؟"

"تمھیں پتہ ہے بیلی،زندگی کاسب سے بڑاجوا کیاہوتاہے؟"

وہ ہنس دی"وہ جو تم کھیل چکی ہو"

وہ منہ بنائے بیٹھی تھی"ہنس لو۔۔مجھے تو رونا آتاہے"

"کیوں؟وہ تمھیں اتناپیار کرتاہے پھر بھی تم ناخوش ہو"رابیل کسی حد تک حیران تھی

"ارے ناخوش نہیں ہوں میں"

"پھر؟"

"بیلی مجھے صبح آٹھ بجے اٹھ کراس کے لیے ناشتہ بناناپڑتاہے،اوپر سے اس کے نخرے،اتنے نوکر رکھنے کے باوجود اس نے سارے کام مجھ سے کروانے ہوتے ہیں،انڈہ بنا کر دو تو اس میں مسئلہ،چائے دو تو اسے کافی پینی ہے،مجھے کہتاہے میں آفس میں ہوں تو مجھے کال کرو،میں کال کرتی ہوں تو کہتاہے کہ میرے کان مت کھاؤ،مجھے کہے گا مینو ریڈ سوٹ پہنوا چھی لگتی ہو،میں ریڈ پہنوں تو کہتاہے کہ پھول جھڑی لگ رہی ہو،بیلی میری بس ہو گئی ہے۔مجھ سے صبح نہیں اٹھا جاتا،مجھے یہیں رہناہے"وہ پھر سے رو دینے کو تھی رابیل پھر سے ہنس دی"ہاں تو۔۔شوہر ایسے ہی پیار کرتے ہیں۔۔اتنا خیال بھی تو رکھتاہے تمھارا،ڈائمنڈز لے کر دیے ہیں اس نے تمھیں،تم جو کہتی ہو فوراً لا کر دیتاہے،کوئی بات نہیں ہوتی جو اسے تمھارے انڈے یا چائے سے مسئلہ ہے"

"بیلی وہ مجھے تنگ کرتا ہے، جان بوجھ کر" وہ اپنا آپ مظلوم ثابت کر نہیں پا رہی تھی

دفعتاً دروازہ کھلا اور اشعر اندر آیا، پیچھے ہی تیمور تھا۔۔اندر آتے ہی تیمور، رامین کو دیکھ کر مسکرایا

"ہو گئی چغلیاں؟" وہ اس کے ساتھ بیڈ پر آ کر دھپ سے گرا۔

"یہ دیکھو۔۔یہ مجھے تنگ کرنے کے بعد ایسے ہی ہنستا ہے، میں ذرا سا رونا شروع کروں تو کہتا ہے رامین رومت، تم روتی ہو تو مجھے ہنسی آتی ہے"

اس کی بات سن کر اشعر ہنس دیا "قسم سے، یہ میری دلی خواہش تھی جو تیمور پوری کر رہا ہے"

"آگے؟" بولنے والا تیمور تھا

وہ منہ بنا کر بیٹھ گئی "بس اب میں یہیں رہوں گی"

اشعر کو جیسے صدمہ لگا تھا "نہ کرو۔۔تم یہاں مہمان ہو، کھاؤ پیو اور جاؤ۔۔ستائیس سال تم نے ہمارے گھر کو چڑیا گھر بنائے رکھا ہے، اب اپنے گھر کو چلو"

"اشعر" وہ اسے صدمے سے دیکھ رہی تھی

"کوئی اشعر نہیں۔۔اب تمھارا سب کچھ تیمور ہی ہے"

اس نے تیمور کو دیکھا جو اسے محظوظ ہوتی نظروں سے دیکھ رہا تھا

"نہیں۔۔یہ بہت بد تمیز ہے"

رابیل ہنس دی "اچھا مت تنگ کرو تم لوگ اسے۔۔اس کی نئی نئی شادی ہوئی ہے،اسے کہیں گھمانے لے کر جاؤ"

"کہاں جانا ہے مینو؟"اس نے رامین کا ہاتھ پکڑا تھا

"جہنم میں"اس نے تیمور کا ہاتھ جھٹکا اور وہاں سے چلی گئی

وہ بس مسکرایا"اب تم لوگ خود ہی دیکھ لو،اتنی معصوم سی میری بیوی تھی تم لوگوں نے اس کو جنگلی بنا دیا ہے"

رابیل بس نفی میں سر ہلاتے مسکرائی تھی اور پھر باہر چلی گئی۔

رابیل فرحت کے ساتھ مل کر ان کے لیے دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی اور مینا باہر گلشن آرا کے کندھے پر سر رکھے اپنی اس محبت کا اظہار کر رہی تھی جو اسے کل ہی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔اس نے اپنے کپڑے بدل لیے تھے اور اب کارگو جینز اور کھلی شرٹ پہنے بیٹھی تھی۔

"نانی،خالہ تو بڑی اچھی ہیں۔میں جو مرضی کروں کچھ بھی نہیں کہتیں۔علیزے بھی بڑی اچھی ہے بس مجھے میرے شوہر میں کیڑے نظر آتے ہیں"

وہ مسکرا دیں"اتنا پیار اتو ہے میرا بچہ،اتنا پیار کرتا ہے"

اس نے منہ بسورا"سب اسی کی طرف ہیں،میں تو ہوں ہی پاگل،ہوں!"اس نے سر جھٹکا اور صرف سوچا۔کہا کچھ نہیں۔

پاس ہی رانیہ آ کر بیٹھ گئی،اس نے مسکرا کر رامین کو دیکھا۔مینا نے منہ پھیر لیا مسکرائی بھی نہیں

"شادی مبارک ہو رامین"اب کہ پہل رانیہ نے کی تھی

رامین مسکرائی اور اپنی نانی کے کندھے سے سر اٹھالیا"ویسے کیا روکھی سوکھی مبارکباد دے دینے سے خوشی کا اظہار ہو جاتا ہے؟"

اس کے چہرے پر ایک سایہ سا گزرا مگر پھر بھی وہ مسکرائی"میں بزی تھی اس لیے نہیں آ سکی"اس کے لہجے سے شہد ٹپک رہا تھا

"اوہ۔۔کون سی ملٹی نیشنل کمپنی کی سی ای او ہیں آپ؟"وہ بھی رامین تھی کہاں چپ رہنے والی تھی

سامنے بیٹھی رانیہ نے سانس خارج کی"ٹھیک ہے،میرا خیال ہے اتنا کافی ہوتا ہے"پھر کھڑی ہوئی

"اپنے ڈھیٹ بھائی پر ہی گئی ہو"اور منہ بنا کر وہاں سے چلی گئی

اس نے منہ چڑھایا اور گلشن آرا کو دیکھا"ان کو یہاں لے کر کون آتا ہے؟حاشر بھائی کو نظر نہیں آتا ان کی بیوی کا دماغ کس قدر خراب ہے"اس نے منہ بسورا اور ڈھیروں باتیں سنائیں۔

دوپہر کے کھانے کے بعد سب باہر باغ میں بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے۔رابیل نے مفنز بنائے تھے،چائے کے ساتھ مفنز اور ہنستے مسکراتے باتیں کرتے سب شام کو جی رہے تھے

"خالہ رامین کہہ رہی تھی کہ وہ یہیں رہنا چاہ رہی ہے"تیمور نے چائے کا گھونٹ بھرا اور اسے دیکھا

فرحت نے رامین کو دیکھا اور رامین نے تیمور کو،پھر مسکرائی"ہاں تو یہ بھی میرا ہی گھر ہے"

تیمور کے چہرے پر مسکراہٹ برقرار تھی "ہاں۔۔ مگر خالہ کو بتادوں کہ میں گھر داماد نہیں بن سکتا، بھائی میری سیلف رسپیکٹ بھی ہے"

فرحت نے بھنویں بھینچ لیں "مطلب؟"

"مینا کہہ رہی تھی کہ اس کا آپ لوگوں کے بغیر دل نہیں لگتا" اس نے ایک مفن پکڑا اور تھوڑا سا کاٹ کر منہ میں رکھا "تو میں گھر داماد بن جاؤں"

رامین بس اسے دیکھتی رہ گئی "میں یہ تو نہیں کہا تھا، میں نے بس یہ کہا تھا کہ مجھے تمھارے ساتھ نہیں رہنا"

"یہ کیسے بات کر رہی ہو مینا؟" وہ سنجیدہ ہو گئیں "ابھی کل تمھاری شادی ہوئی ہے اور آج تم اسے تنگ کرنے لگی ہو"

"امی میں۔۔" اس نے تیمور کو دیکھا، پھر دانت پیسے اور چائے کا کپ وہیں رکھ کر اندر چلی گئی۔

"چھوڑیں خالہ۔۔ ایسے ہی خفا ہوتی رہتی ہے۔ آپ چائے پیئیں" مگر اب وہ چائے کہاں پینے والی تھی۔

رابیل ذرا سا تیمور کی طرف جھکی "جاؤ مناؤ اسے جا کر، یہ زیادہ ہو گیا ہے"

وہ مسکرایا اور اٹھ گیا "میں آتا ہوں ابھی"

اور اندر اس کے کمرے کی طرف چلا گیا۔وہ کھڑکی کے پاس منہ بنائے کھڑی تھی،اس نے دروازہ کھولا اور اس کے ساتھ جا کھڑا ہوا"خفا ہو؟"

"مجھ سے بات مت کرو"

"گول گپے کھانے چلیں؟"وہ بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا

"مجھ سے بات مت کرو"

"اچھی لگ رہی ہو"

"مجھ سے بات مت کرو"

"سوری"

"مجھ سے بات مت کرو"

"مجھ سے بات مت کرو"اس نے مینا کی نقل اتاری تھی،مینا نے تیمور کو گھورا بدلے میں تیمور نے بھی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا"چھوڑ کر جاؤ گی مجھے؟"

اس نے پیر پٹخا اور باہر جانے لگی تھی کہ تیمور نے اس کی کہنی پکڑ لی اور اپنے سامنے کھڑا کیا"ہر وقت جھگڑتی رہتی ہو،کبھی پیار سے بھی بات کیا کرو نا"

اس نے تیمور کو دیکھا تو آنکھیں گلابی تھیں"چھوڑ دو مجھے چوزو"

"تمھیں چھوڑ ہی تو نہیں سکتا"وہ اس کے سامنے کھڑا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے اچھا لگتا ہے تمھیں تنگ کرتے رہنا، اب میں اپنی بیوی کو تنگ بھی نہیں کر سکتا؟"

اس نے کہنی چھڑائی اور بیڈ پر بیٹھ گئی، ٹانگیں اوپر کر لیں، بازو گھٹنوں پر رکھے ان پر تھوڑی جمالی۔۔وہ پھر اس کے ساتھ جا بیٹھا

"سوچ رہا ہوں تم باہر چلی جاؤ گی تو تمھارا دل کیسے لگے گا؟"

"لگ جائے گا" وہ ابھی بھی خفا تھی

"ہوں" ایک سانس خارج کی "سوچ رہا ہوں ایک اور شادی کر لوں"

رامین نے اسے گھور کر دیکھا مگر بولی کچھ نہیں

"تم تو ہر وقت مجھ سے لڑتی رہتی ہو، تھوڑا سا تنگ کروں تو رونے لگتی ہوں۔۔کوئی ایسی دلہن لاؤں گا جو مجھ سے خفا نہ ہو، بس جی حضوری کرے"

وہ اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں دیکھ رہی تھی "ڈائیورس پیپرز کب بھیجو گے؟"

اس نے نم سانس اندر کھینچی۔وہ سر جھکائے بیٹھی تھی

"مینو" وہ ذرا سا ساتھ ہوا، پھر اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا "تمھیں کیوں لگتا ہے میں تمھیں چھوڑ دوں گا؟"

"کیونکہ تم ہر بار کہتے ہو کہ چھوڑ دو گے" وہ بڑی مشکل سے ضبط کیے بیٹھی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے کب کہا، بس ایک بار کہا تھا اور اس بات کو گزرے کئی سال ہو چکے ہیں۔۔ میں نے اگر کچھ کرنا ہو تو میں منٹ بھی نہیں لگاتا اور کر بیٹھتا ہوں، مجھے کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔۔ میں ایک بات کہتا ہوں اور تم فوراً کہہ دیتی ہو کہ ہاں مجھے چھوڑ دو۔۔ تم تو جیسے تیار بیٹھی ہوتی ہو، جیسے تمھیں تیمور کے چھوڑ جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا" اب وہ کل والا اور کچھ دیر پہلے والا تیمور ہر گز نہیں لگ رہا تھا

وہ خاموش رہی، پھر اسے دیکھا "ہاں تو تم مجھے تنگ کرتے رہتے ہو، تمھیں تو میں اچھی بھی نہیں لگتی"

وہ مسکرا دیا "مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم ٹین ایجرز والی حرکتیں کرو گی"

"ٹین ایجرز والی حرکتیں نہیں ہیں یہ؟"

"پھر؟"

"پتہ نہیں" اس نے منہ بنا کر سر جھٹکا

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ تم رہ لو یہیں، جب کہو گی میں لینے آ جاؤں گا"

اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا "پکا؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ مینا چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔

"سوری بولو پہلے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے رامین کے ہاتھ چھوڑ دیے "ہاں بس انہی حرکتوں کی وجہ سے میرا دل کرتا ہے کہ تمھیں ہر وقت تنگ کرتا رہوں"

اس نے پھر منہ بنالیا۔ تیمور نے اسے دیکھتے سر نفی میں ہلایا "حرکتیں ویسے تمھاری ساری ٹیپیکل بیویوں والی ہیں"

"تم تو جیسے پرنس چارمنگ ہو نا۔۔ مجھے رانی بنا کر رکھتے ہو"

"ہاں اور تم پرنسس ڈیانا جو تمھیں رانی بنا کر رکھوں" پھر کھڑا ہوا اور باہر کی طرف بڑھا، کمرے کا دروازہ کھولا اور مڑ کر مینا کو دیکھا

"دو منٹ میں باہر آؤ۔۔ نہیں تو ایسی آگ لگانے والا ہوں نا میں خالہ اڑتی اڑتی آئیں گی"

اس نے تیمور کو منہ چڑھایا اور اس کے پیچھے ہی آگئی۔ شام کو وہ جانے والا تھا، طے پایا کہ رامین آج گھر پر ہی رکے گی۔ ابھی وہ باہر باغ تک ہی پہنچا ہو گا کہ رابیل نے پیچھے سے آواز دی

"مسٹر ہینڈسم!"

وہ مڑا "یس مس یونیورس!" پھر مسکرایا

"کہاں جا رہے ہو؟" اس نے بازو سینے پر باندھے ہوئے تھے

"میرا ایک عدد کمفرٹ زون ہے، وہاں" اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈال لیے

"اور وہ کیا ہے؟" رابیل نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا

"وہ مامون آفندی ہے" اور شانے اچکا کر مسکرایا

"اوہ" اس نے ابرو اٹھائیں "ایک کام کرو گے؟"

"چارج کروں گا" سرمئی آنکھوں میں شرارت کی چمک اٹھی

وہ مسکرادی "کتنے ڈالرز؟"

"فیکٹری کی اہم ڈی ہو۔۔ ملین ڈالرز کی بات کرو لڑکی"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "اوکے" پھر مسکرائی "کام بتاؤں؟"

"ہوں" وہ متوجہ ہوا۔ رابیل نے اسے رکے رہنے کا اشارہ کیا

وہ اندر کی طرف بڑھی، جب باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ تھا۔ ہلکے نیلے اور سفید رنگ کا ڈبہ جو کہ اس نے تیمور کی طرف بڑھایا

"یہ عافی کو دے دینا"

اس نے ڈبے کی طرف ابرو سے اشارہ کیا "اس میں کیا ہے؟"

"مفنز ہیں"

تیمور نے ڈبہ لے لیا "بس عافی کے ہیں؟" پھر رابیل کو دیکھا

"نہیں۔۔ آرا کو بھی دینا" وہ مسکرا رہی تھی مگر نروس تھی۔

"بس؟" وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا "اور؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور مامون کے لیے بھی ہیں۔۔انھیں بھی دے دینا" پھر شانے اچکائے مگر وہ بے پرواہ ہر گز نہیں لگی تھی

تیمور مسکرایا اور مسکراہٹ گہری تھی "اوہ۔۔میں کہاں تھا؟ یہاں کیا کھچڑی پک رہی ہے؟" اس نے صرف سوچا کہا نہیں

"خیریت؟ یہ کیوں؟" اس کے دماغ میں کئی سوال مچل رہے تھے

رابیل نے سانس خارج کی "اٹس اے لانگ سٹوری۔۔پھر کبھی سناؤں گی"

"اوکے" وہ مسکرایا "دے دوں گا"

"کتنا چارج کرو گے؟"

وہ جو جانے والا تھا رکا "پھر کبھی۔۔جب لانگ سٹوری سناؤ گی"

رابیل نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور وہ وہاں سے چلا گیا

باہر گاڑی میں بیٹھا تیمور شیطانی مسکراہٹ سے کچھ سوچ رہا تھا "تین دن غائب کیا ہوا، کایا ہی پلٹ گئی، مامون آفندی کیا کھچڑی پکا رہے ہو تم؟" وہ سفید سرمئی بنگلے کی طرف رواں تھا

جس وقت وہ لاؤنج میں داخل ہوا مامون وہاں نہیں تھا، وہاں صرف آرا بیٹھی تھی۔اسے آتا دیکھ کر مسکرائی، اس نے ابرو اٹھا کر مامون کے بارے میں پوچھا تو اس نے ابرو سے کچن کی طرف اشارہ کیا۔

آج سنڈے تھا اور آج تو مامون خود اپنے لیے کچھ بنائے گا اور وہ کافی بنا رہا تھا

وہ مسلسل سیٹی بجا رہا تھا اور پھر اس کے سامنے ڈبہ رکھ دیا۔اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"کسی نے بھیجا ہے"

مامون کو ابھی بھی سمجھ نہیں آیا یا پھر وہ نا سمجھ ہونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا

"جس کے لیے تم نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھی تھی،اس موصوف نے بھیجا ہے" تیمور نے آنکھوں سے ڈبے کی طرف اشارہ کیا۔

مامون نے اسے دیکھ کر سر جھٹک دیا مگر تیمور اسے گھور رہا تھا،اس نے پھر اسے دیکھا

"یہ چل کیا رہا ہے؟"اب کی بار وہ مامون کے قریب آیا۔

اس نے شانے اچکائے مگر وہ بھی تیمور تھا اسے شکی نگاہوں سے گھور رہا تھا

"کیا دیکھ رہے ہو؟"اس نے تیمور کو دیکھا۔دو کپ کافی تیار تھی

"یہی کہ تم بلش کیوں کر رہے ہو؟"

وہ مسکرایا اور باہر نکل آیا۔پیچھے ہی تیمور بھی آیا تھا"نہیں مطلب تم تو چاکلیٹس نہیں کھاتے تھے، میٹھا تو سال میں کوئی ایک دو بار"

مامون نے اسے نظر انداز کیا،ایک کپ اپنے آگے رکھا ایک آرا کے آگے

"مفنز بھی لو،اس نے اتنے پیار سے بھیجے ہیں" وہ مامون کو دیکھے جا رہا تھا

آرا اٹھی اور کچن سے ڈبہ اٹھالائی، ڈبہ کھولا اور اندر چاکلیٹی مفنز تھے، اس نے ایک اٹھالیا اور دانتوں سے کاٹ کر منہ میں رکھا اور آنکھیں بند کر کے اسے محسوس کیا "یہ تو بہت اچھے ہیں"

تیمور مسکرایا "وہ ایک اچھی بیکر ہے" اور پھر مامون کو دیکھا "تم اسے کب ملے مامون؟" اس کا تجسس بڑھتا جارہا تھا۔

مامون نے کافی کپ منہ سے لگایا "بس ایسے ہی، ایک عام سی ملاقات تھی، وہ تھینک یو کرنے آئی تھیں"

"اوہ۔۔ عام سی ملاقات پر مفنز آئے ہیں اور خاص ملاقات پر کیا ہو" اس نے بھی آگے بڑھ کر ایک مفن پکڑا۔

مامون نے شانے اچکائے اور ایک مفن پکڑ کر ذرا سا کاٹا اور اسے چبایا، پھر مسکرایا مگر بولا کچھ نہیں

"دیکھو مون۔۔ میرے پیٹ میں درد ہونے لگا ہے، کہیں جو میں سوچ رہا ہوں ویسا تو کچھ نہیں ہے نا"

مامون نے سانس خارج کی اور تھوڑا سا مفن اور کھایا اور پھر کافی کا گھونٹ بھرا

"مون۔۔ تم اس بھوری آنکھوں والی کو دھوکا نہیں دے سکتے" وہ جیسے صدمے میں تھا

"تم چپ کرو گے؟" اب وہ سنجیدہ ہوا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایسا ویسا کچھ نہیں ہے۔میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو،نہ ان کے ایسے خیالات ہیں۔۔اس لیے اپنا منہ بند رکھو"اور کافی کا گھونٹ بھرا

("ان کے؟"اتنی رسپیکٹ۔تیمور کی شیطانی مسکراہٹ گہری پڑی)

دفعتاً لاؤنج میں کوئی آتا دکھائی دیا،اونہوں!دکھائی دی۔وہ ڈاکٹر تاثیر تھی۔مامون کو دیکھ کر مسکرائی "ہیلو"وہ آرا کے ساتھ آ بیٹھی۔

تیمور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا،مزہ تو اب آئے گا۔مامون نے اسے دیکھا،مسکرایا،بچا ہوا مفن منہ میں ڈالا اور وہاں سے اپنا کافی کپ اٹھا کر چل دیا۔ڈاکٹر تاثیر نے پہلے مفنز کے کھلے ڈبے کو دیکھا پھر تیمور کو "کیا میں نے ڈسٹرب کیا؟"

وہ مسکرایا"جی بالکل!"اور مفنز کی طرف اشارہ کیا"لے لیں،کیا یاد کریں گی،کسی بہت خاص نے بنائے ہیں"

وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی"کس نے؟"

وہ مسکرایا"ہے ایک۔۔شاید آپ کی بھابھی ہو"پھر شانے اچکائے

تاثیر کے چہرے کے تاثرات بدلے"تمھاری بیوی؟"

"ارے نہیں۔۔مامون آفندی بھی سانس لے رہے ہیں"اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی

"آپ کو تو کچھ نہیں پتہ، ایک لڑکی ہے پچھلے دنوں مامون نے اس کی جان بچائی ہے۔۔ واللہ سارے مجمعے کے سامنے اسے اٹھا کر ہاسپٹل لے کر گیا تھا، اسے کسی نے زہر دے دیا تھا مامون نے بچا لیا" وہ مسکرایا "پھر مون اس کے لیے لال گلاب بھی لے کر گیا اور اب اس نے تھینک یو کے لیے یہ مفنز بنا کر بھیجے ہیں" وہ تیمور ہی کیا جو ایک کی تین نہ لگائے۔

پھر پیچھے کو ٹیک لگا لی "دیکھو نا مون کب سے میٹھا کھانے لگا، اپنے آفس کے امپورٹنٹ کام چھوڑ کر وہ لڑکی کو پھول دینے گیا تھا۔۔ ویسے آپس کی بات ہے لڑکی ہے پیاری" اور یہ تیمور نے جلتی آگ میں مزید پٹرول پھینکا تھا۔

ڈاکٹر تاثیر کا تنفس تیز ہوا تھا مگر وہ مسکرائی "مامون ہے ہی اتنا اچھا۔۔ ویسے بھی اگر آپ کسی کی ہیلپ کرو تو تھینک یو تو بنتا ہے"

"ہاں صحیح کہہ رہی ہیں آپ۔۔ مگر اپنے ہاتھوں سے مفنز بنا کر تو ہر کوئی نہیں بھیجتا نا، نہ کوئی سرخ گلاب یونہی دیتا ہے۔۔ جو بندہ صبح ڈیڑھ گھنٹہ اپنا خون پسینہ ایک کر کے آتا ہے آپ کو کیا لگتا ہے وہ چاکلیٹ کھا کر ایکسٹرا کیلوریز لے گا۔۔ نہیں تو" اسے ابھی مزید رائتہ پھیلانا تھا۔

وہ خاموش ہو گئی "نام کیا ہے اس کا؟"

وہ مسکرایا، تیر نشانے پر لگا تھا "رابیل اورنگزیب"

"کیا اس کی آنکھیں بھوری ہیں؟" تاثیر نے آنکھیں چھوٹی کیے تیمور کو دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور نے منہ بسورا"وہ بھوری آنکھوں والی سے موو آن کر چکا ہے"

اس نے اثبات میں سر ہلایا،وہ نارمل ہونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی،پھر اٹھی اور مامون کے پسندیدہ کمرے کی طرف بڑھی،لائبریری کے دروازے پر دستک دی،باہر بیٹھا تیمور مسلسل مسکرا رہا تھا

"یس!"اس نے اندر آنے کی اجازت دی۔

وہ اندر داخل ہوئی تو وہ سامنے صوفے پر نہیں تھا۔دائیں جانب بک شیلف کے پاس کھڑا شاید کوئی کتاب ڈھونڈ رہا تھا۔وہ اس کے پاس جا کھڑی ہوئی

"تم مجھے اگنور کر رہے ہو؟"سنجیدہ لہجہ

اس نے ایک کتاب نکالی،صفحے پلٹائے"نہیں تو"اسے دیکھا پھر کتاب رکھ دی

"پھر؟میرے آنے پر تم نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی،سیدھا یہاں پر آ گئے،پچھلے دنوں میں نہ تم نے میری کوئی کال اٹینڈ کی ہے نہ کسی میسج کا صحیح سے جواب دیا ہے۔۔کیا اتنے بزی ہو؟"وہ سینے پر بازو لپیٹے آنکھوں میں شکوہ اور زبان پر گلہ لیے کھڑی تھی

وہ اب بھی کوئی کتاب ڈھونڈ رہا تھا"بس ذرا سا بزی تھا"

پھر مسکرایا اور اسے دیکھا۔ڈاکٹر تاثیر مسکرا بھی نہ سکی

"کسی کو سرخ گلاب دے سکتے ہو، کسی کے لیے میٹھا کھا سکتے ہو، کسی کو وقت دے سکتے ہو مگر میری لیے تمھارے پاس ذرا سا وقت نہیں ہوتا۔۔ یہ بزی ہو تم؟" وہ غصے میں تھی۔ ہاتھ پہلو میں گرا لیے

"میں تمھاری پرائیویٹ پراپرٹی نہیں ہوں، میں آزاد ہوں اور جہاں چاہے جا سکتا ہوں، میں کسی کو پھول دوں یا کوئی مجھے مفنز۔۔ تمھیں اس سے کیا؟" وہ بھی سنجیدہ ہوا تھا

"میں تم سے محبت کرتی ہوں مامون۔۔ ہزار بار بتا چکی ہوں کہ میں تمھارے علاوہ کسی کو نہیں سوچتی" وہ چلائی تھی

"آواز نیچی رکھو تاثیر، میرے گھر میں ایک چھوٹی بچی ہے جس پر تمھارے اس سارے میس کا برا اثر پڑ سکتا ہے" وہ پر سکون سا تھا

"تو جواب دو پھر۔۔ کون ہے وہ؟" اس نے سینے پر بازو لپیٹ لیے

"کوئی نہیں" شانے اچکائے

وہ آگے بڑھا تھا مگر وہ پیچھے سے بول پڑی "رابیل کون ہے؟"

وہ جو آگے کو بڑھ رہا تھا، ایک دم کو رکا اور اسے دیکھا "آج اس کا نام لیا ہے، آئندہ مت لینا" اور وہ باہر چلا گیا۔ وہ بس سانس لے کر رہ گئی۔

"رابیل اورنگزیب" اس کے ذہن میں صرف یہی نام چل رہا تھا

وہ مامون کے گھر سے نکل رہی تھی اور منہ میں کچھ بڑبڑاتی گاڑی کا دروازہ کھول رہی تھی، سامنے ایک گاڑی تھی جس میں بیٹھا شخص اسے دیکھ رہا تھا، پھر منہ میں بڑبڑایا "ڈاکٹر تاثیر"

اس کی گود میں ایک کتاب تھی، اس نے اس کتاب کو دیکھا، پھر ایک سانس خارج کی اور سر سیٹ کی پشت سے لگا لیا۔۔ گود میں پڑی کتاب پکڑی اور اندر لکھا نام پڑھا

"فرحین طلعت"

اور پھر تھوک نگلا، کتاب بند کر دی۔ بھوری آنکھوں والا اشعر واپس جانے کو تیار تھا۔۔

رات کو دونوں بہنیں باہر باغ میں بیٹھی تھیں۔ رابیل نے بنچ پر ٹانگیں رکھی ہوئی تھیں اور رامین نے اس کے کندھے پر سر رکھا ہوا تھا۔ دونوں باتیں کر رہی تھیں

"بیلی، میں تو ڈر گئی تھی۔ تمھیں کچھ ہو جاتا تو؟"

"ہوا تو نہیں نا۔ سب کچھ اللہ نے پلان کیا ہوا ہے یہ لوگ ایسے ہی اپنا دل بہلاتے رہتے ہیں" اس نے اپنا گال رامین کے سر پر رکھ دیا

"پھر بھی۔۔ اگر مامون بھائی نہ آتے تو کیا ہوتا؟ وہ تو تمھیں مار ہی دیتا، کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے؟" پھر سر جھٹکا

"بس لوگ ہو جاتے ہیں، سفاک اور ظالم۔ میرے ساتھ آرا بھی تھی اور تمھیں پتہ وہ عام لڑکیوں کی طرح روئی نہیں، نہ ڈری اس سے۔۔ وہ واقعی عارفین کی بیٹی ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہوں۔۔وہ سب لوگ بہت اچھے ہیں،بس ایسے ہی ہمارے بڑوں نے ان کا امیج خراب کیا ہوا ہے"

اس نے سر جھٹکا

"چلو کوئی نہیں"اس نے رامین کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا"تم خوش ہو نا؟"

"ہاں۔۔میں تو بہت خوش ہوں"پھر مسکرائی"مامون بھائی سے ملی تم؟امی نے کافی کچھ سنا دیا تھا انھیں"

"ہوں۔۔میں نے تھینک یو بھی کہہ دیا اور آج سوری بھی"

"ہیں"اس نے سر اٹھایا"کب؟"

"ایک دن پہلے میں ان سے باغ میں ملی تھی،چائے پی اور آج ان سب کے لیے مفنز بھی بھیجے ہیں"

"ارے۔۔مجھے نہیں بتایا"وہ مسکرادی،رابیل کا گال کھینچا"مامون بھائی اچھے ہیں نا"

"ہوں۔۔وہ زیادہ بولتے نہیں ہیں۔بس میں بھی بول رہی تھی،تمھیں پتہ میں نا بہت زیادہ ایکسائیٹڈ تھی کہ وہ عارفین کے بھائی ہیں۔۔کیسے ہوں گے،کیسے بات کریں گے مگر وہ تو عافی جیسے ہی ہیں۔۔بلکہ میں تو پتہ نہیں کیا کیا باتیں کرتی گئی وہ بس میری ہاں میں ہاں ملا رہے تھے،اتنے عرصے بعد میرے سامنے کوئی پازیٹو انرجی بیٹھی تھی،مجھے گھر تک چھوڑنے آئے تھے مگر امی سے ڈرتے ہیں"

وہ مسکرائی تھی

رامین بھی ہنس دی"میں تو شروع سے ہی ان کی فین ہوں،وہ جینٹل مین اور جینئس ہیں"

وہ مسکرادی "ہاں۔۔اندازہ ہورہا ہے مجھے"

پیچھے سے اشعر آیا تھا اور آتے ہی مینا کا گلا پکڑا "اس مصیبت کو پھر چھوڑ گیا وہ"

اور رابیل کے ساتھ آبیٹھا

"میرے جانے سے سب سے زیادہ یہ خوش ہوگا، ہے نا بیلی؟" اس نے اشعر کو دیکھا

"نہیں بہن، میں خوش نہیں بہت خوش ہوں" اور پھر مسکرایا

"اس کی بھی شادی کرادیتے ہیں، اس کی کوئی لڑاکی بیوی لائیں گے اور گھر میں رونق لگائیں گے"

"ہاں۔۔پہلے ایک رونق کم ہے" اس نے سر جھٹکا

"وہ رونق نہیں سیاپا ہیں سیاپا" رامین پھر سے رانیہ کی شان میں قصیدے پڑھ رہی تھی

"اچھا چلو چھوڑو نا، گول گپے کھا کر آتے ہیں" آئیڈیا رابیل کا تھا

"کل آپ ہاسپٹل سے آئی ہیں، آج گول گپے" اشعر ساتھ بیٹھی رابیل کو گھور رہا تھا

"ٹھیک ہے۔۔پھر میں اور مینو چلے جاتے ہیں" اور وہ کھڑی ہوگئی

"چلیں پھر۔۔میں بھی چلتا ہوں ساتھ"

وہ بھی ان کے ساتھ ہی گیراج کی طرف بڑھا تھا۔

رات کو نو بجے کے قریب گھر آئے اور آتے ہی لیٹ گئے۔رامین باہر باغ میں ٹہلتی فون پر تیمور سے بات کررہی تھی اور رابیل بس سونے کی تیاری کررہی تھی۔وہ کافی تھک گئی تھی، طبیعت پھر سے

ڈل ہونے لگی تھی۔۔پھر گول گپے کھانے پر پچھتا بھی رہی تھی مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔اس نے اچھے سے تکیہ سیٹ کیا اور لیٹ گئی، پھر ساتھ پڑا فون پکڑا اور واٹس ایپ کھولا، ایک انجان نمبر سے میسج تھا، اس نے چیٹ کھول لی

"سوری ایکسیپٹڈ!" اور ایک دوسرا میسج "تھینک یو فار دا مفنز"

وہ مسکرا دی اور جواب ٹائپ کیا "کہہ دینے سے تھینک یو ہو جاتا ہے؟"

اور میسج بھیج دیا۔اس کا میسج گھنٹہ پہلے آیا تھا اور اب وہ آف لائن تھا۔اس نے سکرین آف کی اور فون ساتھ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور خود آنکھیں بند کر لیں، نیند سے آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔اسے شدید نیند آ رہی تھی مگر پھر یاد آیا دوا نہیں لی، بے دلی سے اس نے فون پکڑا اور واٹس ایپ پر مینا کی بیٹی کھولی "اندر آتے ہوئے مائیکرو ویو پر میری میڈیسن پڑی ہے، لیتی آنا" اور میسج بھیج دیا۔

مامون آن لائن تھا، وہ سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔۔اس کا جواب آیا

"چائے؟"

رابیل مسکرائی اور جلدی سے ٹائپ کیا

"ناٹ ایٹ آل۔۔ایک اور چیز بھی ہے جس کا آپ نے کہا تھا" اور میسج بھیج دیا۔

اس کا جواب موصول ہوا "کیا؟"

"اتنی بڑی انڈسٹری کیسے چلاتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی باتیں بھول جاتے ہیں" اس نے صرف سوچا کہا نہیں۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے ٹائپ کیا "التمش"

وہ سمجھ چکا تھا، دو منٹ بعد ایک میسج موصول ہوا جو کہ کافی لمبا تھا، رابیل کو سمجھ نہیں آیا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو اس نے سوالیہ نشان بھیج دیا۔۔مامون کا جواب موصول ہوا "جب آپ کو سمجھ آجائے مجھے میسج کر دیجئے گا"

وہ مسکرائی اور اوکے کا میسج ٹائپ کر کے فون ایک طرف رکھ دیا۔رامین ابھی تک نہیں آئی تھی اور اس کا کوئی موڈ نہیں تھا اٹھ کر جانے کو، وہ وہیں لحاف اوڑھ کر بتی بجھا کر سو گئی۔۔

اگلے دن وہ اٹھی تو سر بھاری ہو رہا تھا، سانسیں بھی گرم تھیں۔ساتھ پڑا فون پکڑا اور وقت دیکھا۔ دس بج چکے تھے، کیا وہ اتنا سوتی رہی ہے؟ ساتھ رامین بھی نہیں تھی۔کھلی کھڑکی سے روشنی اندر آرہی تھی۔۔وہ اٹھنا چاہ رہی تھی مگر پھر لیٹ گئی اور لحاف اوڑھ لیا، اسے سونا تھا۔۔بہت سا سونا اور وہ سو گئی۔

دوپہر میں ایک بجے کے قریب مینا اسے اٹھانے آئی تھی

"بیلی" وہ اس کے ساتھ بیٹھی اس کی گردن پر گرے بالوں کو پیچھے کر رہی تھی

وہ اٹھ گئی "ہوں" ایک نحیف سی آواز

"تم ٹھیک ہو؟"اس نے اس کے ماتھے کو چھوا"تمھیں بخار ہے"

رابیل اٹھ بیٹھی تھی"ہاں۔۔بس ایسے ہی"اور اسے دیکھا جو فکر مند سی سامنے بیٹھی تھی

"چلو تم لیٹ جاؤ۔۔ریسٹ کرو"

مگر اب وہ کہاں ریسٹ کرنے والی تھی۔۔

جب اسے تھوڑی بہت ہوش آئی تو اس نے دھیان سے دیکھا،رامین اس کے سامنے تیار سی بیٹھی تھی۔۔اس نے مینا کا ہاتھ پکڑا"تم جا رہی ہو؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔اس نے اپنے اوپر سے لحاف اتارا اور جوتا پہن کر بال باندھے

"تم چلو میں آ رہی ہوں"وہ مسکرائی تھی مگر آنکھیں گلابی تھیں

"تم لیٹی رہو نا"وہ ابھی بھی بضد تھی

"لیٹ جاؤں گی،ابھی اپنی مینو سے تو مل لوں"

اس نے مینا کی تھوڑی کو چھوا اور واش روم میں چلی گئی۔اس نے سانس خارج کی اور باہر چلی گئی۔

رابیل باہر آئی تو تیمور سامنے بیٹھا تھا،اسے دیکھ کر مسکرایا۔فرحت دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں اور سارے لاؤنج میں کھانے کی خوشبو پھیلی تھی

"اٹھ گئی؟"اسے دیکھتے ہی بولی تھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سر ہلا دیا مگر سر میں درد تھا،اس نے سر پیچھے صوفے کی پشت پر ٹکا دیا،وہ اس کے قریب آئیں اور اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا"ارے۔۔بخار ہو رہا ہے بیلی تمھیں"

اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا"امی۔۔آپ کھانا دیکھیں،میں لے لوں گی میڈیسن"

وہ بس پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھیں،پھر اندر چلی گئیں

"لگ گئی اس چڑیل کی نظر"تیمور مسکرایا تھا،اس نے صرف سوچا تھا کہا نہیں۔

"مفنز کا شکریہ۔۔سپرامیزنگ تھے"شروعات ہو چکی تھی۔اب تیمور کو مزہ آنے والا تھا

وہ صرف مسکرادی"سب نے کھائے۔۔مون میٹھا نہیں کھاتا مگر اس نے پھر بھی کھائے"

وہ حیران ہوئی تھی"وہ میٹھا نہیں کھاتے؟"

"نہیں تو"وہ رابیل کے ساتھ آبیٹھا"مگر اس نے کھا لیے"

"ہاں۔۔مجھے لگا تھا مگر پھر بھی"

"تمھیں کیسے لگا؟"وہ جیسے ساری مسٹری جان کر چھوڑے گا

"ایک دن ہم نے چائے پی تھی،تب انھوں نے چینی نہیں ڈالی تھی۔۔پھر ایک چمچ ڈال لیا مگر کافی کنفیوز تھے۔۔شاید اسی لیے کہ وہ میٹھا نہیں کھاتے۔۔خیر!آئندہ پرہیز کروں گی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور مسکرادیا"ارے! میں کہاں تھا؟یہ کیاہورہاہے؟مامون میسنے تم میری پیٹھ پیچھے یہ گل کھلارہے ہو، میٹھی چائےاور پھر چاکلیٹ۔۔تم تواتنے ڈھیٹ تواپنے باپ کے لیے اصول نہ توڑواوریہاں۔۔ واہ! مطلب یہ دن بھی آناتھا، تمھیں تومیں دیکھتاہوں"وہ بس مسکراتے ہوئے سوچ رہاتھا

تب ہی فرحت کچن سے باہر آئیں اور دوپہر کے کھانے کے لیے برتن لگانے لگیں۔تیمور کادماغ تیزی سے کام کررہاتھا

دوپہر کے کھانے کے بعد رامین اور تیمور چلے گئے۔گھر پھر سے سنسان ہوگیاتھا۔اشعر رابیل کے ساتھ بیٹھااس کابی پی چیک کررہاتھا

"آپ کابی پی لوہے، کیاکھایاتھا؟"

"زیادہ کچھ نہیں۔۔بس ہلکاپھلکاسا"لاؤنج میں خاموشی تھی بس ان دونوں کی آواز تھی یاصوفے کے پاس کھڑے صارم کی جو شاید اپنی اماں کو بلارہاتھا۔

"ہوں۔۔میں آپ کی میڈیسن لے کرآتاہوں"پھر صوفے کے پاس کھڑے صارم کابازو پکڑااور اسے اپنی طرف کھینچا"تب تک اس کے ساتھ کھیل لیں"اس نے اس کے گال کو چوماتھا۔وہ مسکرایا اوراس کے بال پکڑ لیے

رابیل نے اس کابازو پکڑ کراپنی طرف کیااوراسے گود میں بٹھالیا۔

"اشعر۔۔"وہ جانے والاتھاجب رابیل نے اسے آوازدی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی" لاؤنج کے دروازے کے پاس جاتا لڑکا مڑا تھا

"یہ سائیڈ ٹیبل پر میرا فون پڑا ہے وہ پکڑا دو"

اس نے سر ہلایا اور کمرے سے اس کا فون لا کر اسے تھمایا اور پھر چلا گیا۔

"ارے، کیا بول رہے ہو" وہ اس پر جھکی اور اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ وہ جیسے رابیل کو کچھ بتا رہا تھا۔ رابیل نے اسے صوفے پر بٹھا دیا اور پاس پڑا کشن اس کی گود میں رکھا، وہ اس سے کھیلنے لگا تھا

اس نے موبائل آن کیا، آئمہ کی پانچ مسڈ کالز تھیں، اس نے سانس خارج کی اور اسے دوبارہ کال کی، کال اٹھا لی گئی تھی۔۔ وہ اسے رپورٹ دے رہی تھی اور اس سے آنے کا پوچھ رہی تھی۔۔ اس نے ہلکی پھلکی بات کی اور پھر کال کاٹ دی۔ وہ کچھ دن آفس کے جھنجھٹ سے دور رہنا چاہتی تھی مگر کوئی رہنے دے تب نا۔

دفعتاً اس نے واٹس ایپ کھولا اور مامون کا بھیجا رات والا میسج دیکھا، رات کو اسے صحیح سے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ اب اس نے دوبارہ پڑھا، وہ ایک کہانی تھی، چار لائنوں کی ایک چھوٹی کہانی مگر یہ تھی کیا۔۔

اس نے غور سے اسے پڑھا

Eight times in a life carbon meets hydrogen and everytime hydrogen has 10 rupees to consume.

Hydrogen has a friend nitrogen whom he loves 4 times twice the oxygen

یہ اسے کوئی کیمسٹری کا سوال لگا تھا، یا کوئی نمیریکل، پتہ نہیں جو بھی تھا مگر اس کی سمجھ سے باہر تھا۔۔ اس نے دو تین بار اسے پڑھا مگر سمجھ نہیں آیا۔ کیا یہ کوئی پہیلی ہے یا کوئی ہنٹ؟ اس کی آنکھیں درد کر رہی تھیں اور اس نے سکرین آف کر کے فون ساتھ رکھ دیا۔۔ پھر سے اس بچے کے سامنے جھک گئی جس کی آنکھیں اس کے باپ سے ملتی تھیں، ذہن ابھی بھی وہیں الجھا رہا

شام کے چھے بجے کا وقت تھا، مامون ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آفس سے آیا تھا۔ صوفے پر رف سے حلیے میں بیٹھا وہ آرا کی دن بھر کی روداد سنا رہا تھا۔ پاس ہی عافی بھی بیٹھی تھی جو اس کی باتیں سنتی مسکرا رہی تھی۔ دفعتاً تیمور آیا تھا اور آتے ہی دھپ سے مامون کے ساتھ بیٹھ گیا اور صوفے کی پشت پر سر رکھے اسے گھورنے لگا۔ وہ کنکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا، پھر بے زار آ گیا

"کیا ہے، کیوں گھور رہے ہو؟"

تیمور مسکرایا "تم مجھ سے باتیں چھپاؤ گے" پھر اس کا گال کھینچا "ویری بیڈ"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا "کون سی باتیں؟"

تیمور پھر سے مسکرایا اور لائلہ کو آواز دی "لائلہ، ایک کپ چائے لانا اندر دو چمچ چینی ڈال کر"

وہ ابھی بھی اسے ناسمجھی سے دیکھ رہا تھا۔وہ ذرا سا مامون کے قریب جھکا اور سرگوشی کی

"ویسے کونسا گانا بجتا ہے جب وہ تمھارے ساتھ ہوتی ہے؟"اور ہنس دیا

"فضول انسان!"اس نے سر جھٹکا

"ہاں نا۔۔اب تو سب ہی فضول لگیں گے"اور پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا"تمھارے دماغ میں جو بریانی پک رہی نا بیٹا،اس کی خوشبو مجھے آگئی ہے"

مامون نے سانس خارج کی"تیمور۔۔اٹس انف۔۔کل ڈاکٹر تاثیر کو بھی تم نے پتہ نہیں کیا کیا کہا ہے۔۔وہ ایک اچھی لڑکی ہیں اور تم یونہی بونگیاں مارتے پھر رہے ہو"

وہ بڑا سنجیدہ سا ہو کر بیٹھ گیا"ہاں ہاں۔۔صحیح کہہ رہے ہو تم۔۔مجھے دور رہنا چاہیئے تم دونوں سے"

پھر ہنسا"ویسے کیا ہی اچھا ہو وہ تمھارے ساتھ ہو اور ڈاکٹر تاثیر دیکھ لے،مزہ ہی آجائے"

مامون نے برا سا منہ بنایا اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا

اس نے صوفے کی پشت پر کہنی ٹکائی اور اسے دیکھا"اچھا سنو نا"

"کیا ہے؟"اس نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا

"وہ۔۔مجھے میل دکھاؤ"

"کونسی؟"ابرو بھینچ گئیں

"وہ۔۔جو زرار نے بھیجی ہے"وہ ذرا سا سیدھا ہو کر بیٹھا

"اوہ۔۔تو وہ یاد ہے تمھیں" مامون نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا

"ہاں نا۔۔ چھوڑنا نہیں ہے اسے میں نے،اس کے لیے تو چوبیس گھنٹے میرے دل سے گالیاں نکلتی ہیں"

مامون نے سر جھٹکا اور موبائل نکالا، پھر اسے میل نکال کر دی "میرا دماغ مت کھانا، میں پہلے ہی بہت کھپ کر آیا ہوں"

وہ بس اس میل کو دیکھے جا رہا تھا جس میں لکھا پیغام جگمگا رہا تھا

When I was 10 years old, I was suffered from multiple sclerosis but I have negative energy twice than any one older than me

تیمور نے ساری سطر زیر لب دہرائی اور پھر خاموش ہوا

"Multiple sclerosis ۔۔یہ کیا کوئی بیماری ہے؟" وہ مامون سے پوچھ رہا تھا

اس نے غصے سے اسے دیکھا "مجھ سے مت پوچھا کرو اس بارے میں، میرا دماغ گھوم جاتا ہے"

مگر وہ بھی تیمور تھا ڈھیٹ بنا رہا "اوکے۔۔میں یہ اپنے نمبر پر بھیج رہا ہوں، کل تیار رہنا میں پھر آؤں گا"

اور وہ کھڑا ہوا، مامون کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اس کے بال بگاڑ دیے اور پھر چل دیا۔

مامون کچھ لمحے بیٹھا رہا اور پھر میل کھولی، ساری سطر دوبارہ پڑھی مگر کچھ سمجھ نہ آیا۔ پہلی بار تو کسی کو کچھ سمجھ نہیں آتا۔۔

عشاء کی اذان ہوئے کئی گھڑیاں بیت چکی تھیں اور اب ہر سو اندھیرا اور خاموشی چھائی تھی۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے اور ان تاروں میں بادلوں کے پیچھے چھپا چاند بھی تھا۔ اگر روشن لاؤنج کی سیڑھیوں سے باہر آؤ تو باغ کی بتی جل رہی تھی۔ ایک طرف دو زینوں پر جو کہ باغ کی طرف جاتے تھے، وہاں سنینا بیٹھی تھی۔ دوپٹہ گلے میں تھا اور وہ دونوں ہاتھ گالوں پر رکھے کہنیاں گھٹنوں پر جمائے گردن ذرا سی پیچھے کو گرائے آسمان کو گھور رہی تھی۔ وہاں خاموشی سی تھی، شہباز حسین کے گھر میں ایسے ہی خاموشی ہوا کرتی تھی اور یہاں ایسا ہی سکون ہوتا تھا۔ دفعتاً اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ سنائی دی اور اس نے گردن فوراً موڑی مگر کوئی تھا جو اس کے شانوں پر ایک شال دے رہا تھا۔ اس شال پر کڑھائی ہوئی تھی، بھوری اور سرخ شال۔ وہ مسکرائی اور اس شال کو چھو کر محسوس کیا۔

شہباز حسین اپنی بیٹی کے ساتھ آ بیٹھے پھر مسکرائے

"کچھ دن پہلے اردو بازار گیا تھا کچھ کتابیں لینے۔۔ واپسی پر انارکلی سے بھی ہو کر آیا اور وہاں مجھے یہ اچھی لگی اور میں نے تمھارے لیے لے لی" اور مسکرائے

"یہ بہت خوبصورت ہے" مسکراہٹ ہنوز قائم رہی۔

"مجھے پتہ ہے" انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا "خوبصورت لوگوں کے لیے خوبصورت تحفے" اور وہ بے ساختہ ہنس دی۔اس کی سیاہ آنکھوں میں آج بھی ایک عجیب سی چمک تھی۔وہ فقط مسکرائے اور ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھ لیا۔

وہ خاموش ہوئی اور خاموشی چھا گئی۔سنینا ساتھ ہوئی اور ان کے بازو کے گرد اپنا بازو حمائل کیا

"تھینک یو بابا۔۔"

انھوں نے ایک سانس خارج کی اور ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ کر تھپکا

"میں تمھیں بہت مس کرنے والا ہوں نین۔۔تم میرے لیے سب کچھ ہو،سب کچھ یعنی سب کچھ ۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا میں تمھارے بغیر کیسے رہوں گا؟مجھے تو تمھاری آہٹ تمھاری آواز تمھاری عادت ہو گئی ہے اور میں تمھارے بغیر نامکمل ہوں" پھر اپنی بیٹی کو دیکھا "تم میری زندگی کا حاصل ہو"

لڑکی نے گردن اٹھائی اور اپنے باپ کی آنکھوں میں دیکھا۔اداسی نے اسے آن گھیرا اور دل کیا کہ سب چھوڑ دے

"چند مہینوں کی بات ہے بابا۔۔ایسا کریں آپ بھی چھٹی لے لیں اور ہم دونوں ساتھ چلتے ہیں۔کچھ عرصہ وہاں پر رہیں گے پھر واپس آجائیں گے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے بابا ہنس دیے مگر وہ جانتی تھی کہ اس ہنسی میں کچھ بہت اداس سا ہے

"نہیں بیٹے۔۔تم اپنا سفر طے کرو،اپنے مقدر میں لکھا سب اکٹھا کرو۔پھر جب واپس آؤ گی مجھے یہیں پاؤ گی۔میں تمھارا منتظر رہوں گا"اور دھیرے سے مسکرائے

لڑکی نے ایک نظر انھیں دیکھا پھر شانے ڈھیلے چھوڑے اور آسمان کو ایک بار پھر گھورنے لگی"یہ ستارے زمین سے دیکھنے میں کتنے چمکدار لگتے ہیں نا"

"مگر ان کے قریب جاؤ تو یہ بڑے ہوتے جاتے ہیں اور مزید گرم بھی"انھوں نے سنینا کی بات مکمل کر دی۔

"مگر ہمیں تو ان کی چمک اپنا دلدادہ بناتی ہے"

"بالکل۔۔بعض چیزوں کی چمک بعض دفعہ ہمارے عارضی اندھیرے دور کر دیتی ہیں مگر پھر ان کی تیز روشنی ہماری بینائی لے کر ہمیں دائمی اندھیروں میں دھکیل دیتی ہے مگر ہم انسان ہیں۔ہمیں چمک ہی متاثر کرتی ہے"وہ بھی آسمان دیکھنے لگے تھے

"پھر کیا کیا جائے؟"اس نے اپنے باپ کو دیکھا

وہ مسکرائے"اللہ سے اس کی پناہ مانگنی چاہیئے"

لڑکی مسکرائی اور انھیں دیکھنے لگی۔پھر سر نفی میں ہلایا

"میرا دل بھاری ہو رہا ہے۔مجھے لگتا ہے میں نے غلط فیصلہ کیا ہے۔میرے نصیب میں جو بھی ہے وہ خود میرے دروازے تک آئے گا۔۔مجھے لگتا ہے میں آپ کو چھوڑ کر گئی تو دل مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔۔آئی تھنک آپ اور عالی ٹھیک ہیں میں غلط ہوں۔۔یہ سب اتنا عجیب کیوں لگ رہا ہے بابا۔۔یہ سب پہلے کیوں نہیں ہوا؟ پتہ نہیں میرا دل کیوں بھاری ہے؟ کیا آپ ناراض ہیں؟"اس نے اپنے دونوں ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھے اور تیزی تیزی میں الفاظ ادا کیے جیسے اس کا تنفس بڑھ رہا ہو۔

شہباز نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا"کس نے کہا تم نے غلط فیصلہ لیا ہے؟ تمھارا دل ایسے ہی گھبرا رہا ہے نین۔۔اکثر سفر پر نکلنے سے پہلے ہم جن کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں وہ ہمسفر ہمیں ایسے ہی محسوس کرواتے ہیں اور میں اور عالی ہم تو تمھارے لیے ہمیشہ موجود ہیں"انھوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تھپکا اور مسکرائے۔وہ ایسی ہی تھی جلد باز، ضد کر کے بات منوا لینے والی اور جذباتی۔اگر کوئی کام اس نے کہا ہے تو وہ ہو جائے، کوئی کام اچھا لگا ہے تو وہ ابھی کرے گی۔

اس نے گہری سانس لی۔پھر سر اثبات میں ہلایا۔شہباز حسین نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا جو گھاس دیکھ رہی تھی۔پھر نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا"ایک اچھی بات بتاؤں؟"

"جی۔۔"وہ ان کی طرف متوجہ ہوئی

"ہم سب انسان درختوں کی طرح ہیں نین۔۔کچھ ہرے بھرے دوسروں کو ٹھنڈا سایہ پھل اور تازگی دینے والے، کچھ برگد کے پیڑ کی طرح اوپر جا کر پھر سے نیچے آنے والے، پھر سے زمین کی طرف متوجہ ہونے والے اور دوسروں کے وسائل بھی لے لینے والے اور کچھ۔۔اوپر، بہت اوپر جانے والے۔ان کی نظر آسمان پر ہوتی ہے مگر وہ زمین والوں کے لیے شفا ہوتے ہیں عطا ہوتے ہیں۔ وہ تھوڑے میں بھی خوش رہتے ہیں، پھل دیتے ہیں۔ان کا پھل بہت مبارک ہوتا ہے کیونکہ وہ زمین کی چاہ نہیں کرتے وہ آسمان کو چاہتے ہیں اور سب کو چھوڑ کر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔وہ زمین کے لیے ہوتے ہیں مگر وہ کبھی زمین سے اٹینشن نہیں چاہتے کیوں بھلا؟ کیونکہ ان کی نظر آسمان پر ہوتی ہے چاہے سارا جنگل برگد کا ہو وہ پھر بھی بڑھتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ آسمان تک جا پہنچیں گے "اور خاموش ہو گئے۔سنینا متوجہ سی انھیں سن رہی تھی

"وہ کون سا درخت ہوتا ہے؟"

"کھجور کا درخت"

"اس میں ایسی کیا بات ہوتی ہے کہ اس کی نظر اور اس کا سفر آسمان کی طرف ہی ہوتا ہے؟"

"اس میں خودی ہوتی ہے"

"خودی کیا ہوتی ہے؟" یہ وہ سوال تھا جو وہ پوچھنا چاہتی تھی مگر نہیں پوچھ پاتی تھی

"خودی خود کے بعد خدا کی پہچان ہے۔خدا کی قربت کی قدر اور اس کی کوشش۔۔جو چیز اللہ نے تم کو دی ہے وہ تم اللہ کے لیے لگا دو۔۔وہ تمھیں دیتا ہے تم اسے دے دو"ان کے لہجے میں ایک عجیب سی کشش محسوس ہوئی،ایک پر سرار سا راز۔۔ایک ایسی بات جو اس دنیا کی نہیں لگ رہی تھی

"وہ لوگ کون ہوتے ہیں جو کھجور کے درخت کی طرح ہوتے ہیں؟"

"وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو ان کے قدموں کی آواز آسمان پر سنائی دیتی ہے۔۔وہ لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں انھیں بھلے کوئی نہ جانتا ہو آسمان پر انھیں سب جانتے ہیں۔وہاں ان لوگوں کی باتیں ہوتی ہیں،ان لوگوں کا انتظار ہوتا ہے"

"وہ لوگ کون ہوتے ہیں؟"

"وہ مومن ہوتے ہیں"

"مومن میں ایسا کیا ہوتا ہے کہ آسمان پر ان کی باتیں ہوتی ہیں؟"

"ان میں خودی ہوتی ہے نین۔۔ان لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دنیا میں انھیں ایک ہزار لوگ جانتے ہیں یا ایک لاکھ۔۔ان کی نظر ان کا سفر کھجور کے درخت کی طرح آسمان کی طرف ہوتا ہے۔ان کی منزل اوپر ہوتی ہے وہ برگد کی طرح زمین کی اٹینشن نہیں لیتے"

"کیوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ہنس دیے۔پھر سانس خارج کی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا"کچھ کیوں زندگی کے لیے رہنے دو نین ۔۔اللہ تمھیں خود ہی عطا کرے، تم اپنے ہنر میں خودی پیدا کرو"اور پھر خاموش ہو گئے

لڑکی نے سانس خارج کی۔۔ابھی یہ باتیں سمجھ سے بالاتر تھیں۔ابھی تو نظر روشنیوں کے شہر تھی، ابھی تو نظر ستاروں پر تھی۔ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ اسے کیوں کا جواب مل سکے۔

آج اسلام آباد میں بارش ہوتی رہی تھی۔سڑکیں گیلی تھیں اور وقفے وقفے سے رم جھم جاری تھی۔

اس چھوٹی سی آرٹ گیلری میں کوئی آیا تھا،اس نے سیاہ جوگرز،سیاہ گول گلے والی شرٹ اور اس پر سیاہ ہی جیکٹ لے رکھی تھی۔۔اس کے گلے میں چین کے سہارے لٹکا سینے سے نیچے تک اتا ایک بچھو جھول رہا تھا۔سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا تھا،اس کے پاؤں کے نیچے لگی گیلی مٹی اندر گیلری کے سفید فرش پر نشان چھوڑتی جا رہی تھی۔۔وہ آگے بڑھتا گیا اور سیدھا آفس کا دروازہ کھولا،سامنے بیٹھا شخص چونکا تھا اور پھر مسکرایا

"ارے ارے۔۔دیر نہیں کر دی"وہ کھڑا ہوا اور اس سے ملنے کے لیے پنجہ آگے بڑھایا مگر وہ آگے بڑھا اور اسے گردن سے پکڑ کر دیوار سے لگا دیا،وہ دانت پیستے اسے دیکھ رہا تھا

"کیا بلاؤں؟ہریرہ یا معاذ؟"وہ اس کے کان کے قریب جھکا تھا

سیاہ آنکھوں والا ہنس دیا"تم تو جان ہو اپنی،کچھ بھی بلا لو"اس کی اجلی رنگت سرخ پڑ رہی تھی۔

تیمور ذرا نہ مسکرایا"کہاں ملے تم رابیل جی سے؟"اس نے"جی"پر زور ڈالا تھا۔

معاذ بن ابوہریرہ ہنسا تھا"لانگ ٹائم اگو"

تیمور نے اس کے گلے کے گرد اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کرلی"بول۔۔چونا لگا رہا ہے یا مکھن؟"

"چونا"وہ ہنسا،رنگت مزید سرخ پڑنے لگی تھی

"تجھے پتہ ہے وہ کون ہے؟"اب کی بار اس کی سانس رکنے لگی تھی

"چھوڑ دے جاہل آدمی،مارے گا کیا؟"اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تیمور کا ہاتھ پکڑا تھا

اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا،وہ جھک کر کھانسا اور پھر سیدھا ہو گیا"کون ہیں وہ؟"

"وہ میری خالہ کی بیٹی ہے،میری سالی"تیمور نے دانت پیستے سنجیدگی سے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا

معاذ حیران ہوا تھا"مطلب میں تیرے گھر تک پہنچ گیا چونا لگانے؟"پھر ہنسا

"اس سے دور رہ۔۔ورنہ مکھن اور چونا ایسے مکس کر کے لگاؤں گا نا کہ تیری اگلی نسل بھی یاد رکھے گی"وہ انگلی دکھاتے بولا تھا

"اچھا چلو پلان کینسل،اب نہیں کہیں گے ان کو کچھ"وہ اپنی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا،تیمور کھڑا رہا

"بیٹھ جاؤ"اس نے ہاتھ سے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا

دونوں کے درمیان خاموشی تھی،اب کہ تیمور سر جھکائے بیٹھا تھا

"ٹھیک ہے۔۔میں نے معاف کیا۔۔کیا ہم پہلے کی طرح نہیں ہو سکتے؟اب تو چھے سال ہو گئے ہیں"معاذ،تیمور کو دیکھ رہا تھا

تیمور نے سر اثبات میں ہلایا "میری تم سے ناراضگی نہیں تھی، تم خود بیچ میں کود ے تھے"

"میں؟" وہ آگے کو ہوا "تم دونوں نے اپنی لڑائی میں مجھے پیٹا تھا۔۔ذلیل میں ہوا تھا" اب وہ خفا تھا

تیمور نے سانس خارج کی "اوکے۔۔معاف کیا۔۔اور؟" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا

"زرار کہاں ہے؟" معاذ اب اسے دیکھ رہا تھا

اس نے غصے سے سر جھٹکا "اس کا نام مت لو میرے سامنے، زہر لگتا ہے مجھے۔۔ایک بار مل گیا نا تو اس کا قتل میرے ہاتھوں لکھا ہے" وہ دانت پیستے بول رہا تھا

"ابھی تک خفا ہو دونوں؟" وہ آگے کو ہوا

"وہ واپس آیا تھا" تیمور کا سر جھکا تھا، آواز دھیمی تھی

"کب؟" اس نے سوالیہ ابرو اٹھائی۔

"دو سال پہلے"

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باب چہارم

بھیڑیا

رات کا تیسرا پہر تھا اور ایک کمرے میں خاموشی تھی۔ باہر شہر ابھی آباد تھا، روشنیوں کا شہر جہاں ہر طرف رونق تھی۔ وہ اپنے کمرے میں سویا تھا، گہری سانسیں لیتا پر سکون سا۔ پاس ہی لیمپ جل رہا تھا، آج کل وہ لیمپ جلا کر سوتا تھا۔ اسے عجیب و غریب سے خواب آتے تھے جن میں سرمئی سلور سے ہیولے نظر آتے تھے، جھماکے سے ہوتے اور وہ اٹھ بیٹھتا تھا۔ آج بھی اس نے خواب میں کسی کی آوازیں سنی تھیں اور وہ گھبرا کر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اس کا تنفس تیز تھا اور وہ پسینے سے شرابور تھا، تنفس بڑھا ہوا تھا اور وہ ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ جب اسے یقین آ گیا کہ وہ اپنے کمرے میں ہی ہے تو ایک سانس خارج کی اور پھر چوکڑی مارے بیٹھ گیا۔ سر دونوں ہاتھوں میں دیے وہ آنکھیں بند کیے نارمل ہو رہا تھا۔ پھر اس نے اپنی ٹانگوں پر سے لحاف اتارا اور جوتا پہنا، چلتا ہوا اپنے سٹڈی ٹیبل تک آیا اور پھر پنسل باکس سے سیاہ قلم نکالا۔ سامنے پڑی ڈائری کھولی اور صفحے پلٹاتا وہ ایک سفید کورے صفحے پر قلم تیزی سے رگڑنے لگا تھا

یہ اپنے ہی ہوتے ہیں

جو زخم ہرا کر جاتے ہیں

جو دل کو روز دکھاتے ہیں

جو گھر جلا کر جاتے ہیں

جو پل پل ہمیں ستاتے ہیں

یہ اپنے ہی ہوتے ہیں

نہ دشمن ہے نہ دوست یہاں

کون کسی کا ہے یہاں؟

جو لوگ ہمیں کھا جاتے ہیں

وہ اپنے ہی ہوتے ہیں

یہ دنیا دو منہ والی ہے

جھوٹ فریب اور کالی ہے

وہ ایسا کچھ کر جائیں گے

ہم کھاتے پیتے مر جائیں گے

دیکھ سکو تو دیکھنا ان کو

وہ اپنے ہی ہوتے ہیں

میں یہاں کا قیدی ہوں

اس قید کا عادی ہوں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اکثر جو ہم کو کھاتے ہیں

وہ اپنے ہی ہوتے ہیں

محبت پیار سکون اور عشرت

تم سب اس کے قیدی ہو

جس دن قید سے نکلو گے

خود سے خود تم بھاگو گے

اس دن تم کو پتہ چلے گا

تم کو جو بھی قید کرے گا

جیون تم سے دور کرے گا

خوشیوں کو قربان کرے گا

تم تب سب سے کہتے پھرو گے

یہ جو تم کو قید کریں گے

تمھارے دل کو خاک کریں گے

تمھارا جینا محال کریں گے

یہ اپنے ہی ہوتے ہیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے نظم مکمل کی اور آخر میں اپنا نام لکھا۔ پھر ایک سانس خارج کی اور بڑی سی کھڑکی کے باہر روشنیوں والے آباد شہر کو دیکھا۔اس کی سیاہ آنکھوں میں کچھ تھا، شاید ماضی کی جھلک یا مستقبل کے خواب۔اس نے سر جھٹکا اور واش روم چلا گیا۔

دو سال قبل:

یہ فجر کے بعد کا وقت تھا۔ سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکلتا ہر سو نارنجی روشنی بکھیر رہا تھا، ٹھنڈی ہوا کے جھونکے درختوں کے پتوں سے شرارت کر رہے تھے اور ہر طرف سکون طاری تھا سوائے ایک جگہ کے اور وہ تھا آٹھ مرلہ مکان، کمرے میں بستر پر لحاف اوڑھے کوئی سو رہا تھا باری باری سب گھر والے آکر اسے اٹھا کر ثواب حاصل کر رہے تھے۔ابھی تھوڑی دیر پہلے رابیل شور مچا کر گئی تھی اور اب اشعر اسے کندھے سے ہلا رہا تھا

"مینا۔۔اٹھ جاؤ یار۔۔ تمھاری وین آنے والی ہے، آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے" وہ اس کے سر پر کھڑا بول رہا تھا مگر مینا بی بی قیامت نہ آجائے جو وہ جلدی اٹھ جائے

"مینا۔۔" وہ زور سے چلایا

"کیا ہے؟" وہ بھی اسی کی طرح بولی اٹھ کر بیٹھ گئی

"اٹھ جاؤ، کاہل عورت" اس نے اس کی کنپٹی پر انگلی رکھ کر اسے جھٹکا دیا، لڑکی کے بال بکھرے تھے، عینک غائب تھی اور آنکھیں بند تھیں

"تم پھر ٹیک پڑے ہو، ہاسٹل ہی رہا کرو نا بہت سکون ہوتا ہے" اس کی آنکھیں نیم کھلی تھیں اور وہ بول بھی ایسے رہی تھی جیسے نیند میں ہو۔

اشعر نے ساتھ پڑے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور اس کے سامنے کیا "میں یہ تمھارے اوپر گرانے والا ہوں، اٹھ جاؤ"

مینا نے ذرا سی آنکھیں کھولیں اور ذرا سی بلند آواز میں بولی "تمھیں نا، بیوی کے روپ میں چڑیل ملنی ہے" اور دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے "ان شاءاللہ" اور ہاتھ منہ پر پھیر لیے۔

اس نے منہ بسورا، پانی سے بھرا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور باہر چلا گیا۔ پیچھے ہی مینا بھی منہ بنا کر اٹھی، ہاتھ رکھ کر جمائی روکی اور سامنے لٹکے کپڑے پکڑ کر واش روم میں گھس گئی۔

پورے دس منٹ بعد وہ باہر لاؤنج میں بیٹھی ناشتے کا انتظار کر رہی تھی، ساتھ اشعر بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا، اس کے پیپر ہونے والے تھے اور وہ کچھ دنوں کے لیے ہاسٹل سے گھر آیا ہوا تھا۔

"مینا۔۔" کچن سے فرحت نے آواز دی تو وہ فوراً اٹھ کر اندر چلی گئی۔

"امی میں نے بریڈ کھانی تھی" وہ جیسے رونے کو تھی

"ہاں تو آج پراٹھا کھا لو نا، کل بریڈ دے دوں گی" وہ اس کی چائے کپ میں انڈیل رہی تھیں

"آپ نے کل بھی یہی کہا تھا" وہ جیسے ابھی رو دے گی

انھوں نے دانت پیستے اسے دیکھا"ڈبل روٹی کھا کھا کر سوکھی ڈبل روٹی جیسی ہو گئی ہو،پراٹھا بنا کر دیا ہے چپ کر کے کھالو"انھوں نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا اور وہ منہ بنا کر ناشتہ باہر لے آئی۔اشعر اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا

"امی کو بتایا کرو نا کہ صبح صبح پراٹھا کھانے سے بندہ موٹا ہوتا ہے"وہ اس کے ساتھ بیٹھی سرگوشی کر رہی تھی

وہ ہنس دیا"یہ میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا اور اگر ایسا ہوتا ہے نا تو تم تین چار کھا کر جایا کرو"اس نے سر جھٹکا اور مینا کے پاس پڑی چائے کا کپ منہ کو لگایا

"یہ میری چائے تھی"وہ چلائی اور اس کے بازو پر ایک مکا رسید کیا

"ہاں تو تم اور لے لو نا"اس نے ایک دوسرا گھونٹ بھرا

"میں گرم چائے نہیں پیتی"اس نے پراٹھا انڈہ ایک طرف کیا اور رونے بیٹھ گئی

کمرے سے رابیل نکل رہی تھی جو کہ انھیں دیکھ کر سر نفی میں ہلا رہی تھی۔باہر گاڑی کا ہارن بجا، اس کی گاڑی آ گئی تھی اور وہ ہکا بکا سی کبھی ناشتے کو دیکھ رہی تھی کبھی سامنے رابیل کو۔رابیل نے مینا کو دیکھا پھر نظروں نے اشعر کی طرف سفر کیا

"اشعر جاؤ،اس کے انکل کو روکو۔۔آ رہی ہے یہ"

وہ اٹھا اور مسکراتے ہوئے چائے کا کپ بھی ساتھ لے گیا،وہ ابھی تک بیٹھی تھی

"اٹھ جاؤ ناب" رابیل اب کہ سامنے بڑے صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے کھڑی مینا کو گھور رہی تھی اس نے رونی شکل بنا کر کچن سے نکلتیں فرحت کو دیکھا اور پھر اندر چلی گئی، جلدی سے لوشن پکڑا اور ہاتھوں پر مل کر منہ پر لگایا۔۔ساتھ پڑا بیگ پکڑا اور باہر کو چل دی، ابھی دروازے تک ہی پہنچی ہو گی کہ پیچھے ستون کے پاس کھڑیں فرحت کی آواز آئی

"مینو۔۔پیسے ہیں؟"

وہ جو دروازہ کھولنے والی تھی مسکرادی "ہاں جی امی، رات کو حاشر بھائی کے والٹ سے دو ہزار نکالے تھے، انھیں سوری بول دیجیئے گا" اور باہر چلی گئی۔وہ بس ایک سانس خارج کر کے رہ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سورج پورا نکل چکا تھا، روشنی نے ہر سو قبضہ جمایا تھا۔اسلام آباد کی خاموش سڑکوں پر پھر سے شور ابھرنے لگا تھا۔اگر تم دائیں بائیں درختوں سے مزین سڑک کو دیکھو تو وہ ایک سیاہ بی ایم ڈبلیو کا استقبال کر رہی تھی۔نئے ماڈل کی سیاہ بی ایم ڈبلیو جو پورے وقار سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔پاس سے گزرنے والی گاڑیوں میں بیٹھے لوگوں نے اسے سراہتی نظروں سے دیکھا تھا۔وہ گاڑی ایک بڑی سی عمارت کے سامنے جا کھڑی ہوئی، شیشے کی کھڑکیوں سے مزین اونچی عمارت۔گاڑی سے ایک شخص نکلا تھا، اس نے سفید موٹے سول والے جوگرز، سیاہ گول گلے والی شرٹ اور سیاہ ہی جیکٹ پہن

رکھی تھی۔اس میں خاص بات کیا تھی؟اس کی بھوری آنکھیں یا اس کے گلے کے سہارے لٹکا سینے سے نیچے تک جھولتا بھیڑیا۔۔قدم قدم چلتا وہ لفٹ کے سامنے کھڑا ہوا اور تیسرے فلور کا بٹن دبایا، دھاتی دروازے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور وہ اندر چلا گیا۔۔لفٹ میں لگے آئینے میں اس کی پشت نظر آرہی تھی،اس کی سیاہ جیکٹ کی پشت پر بنا بھیڑیا پیچھے آئینے میں جھلک رہا تھا۔لفٹ تیسرے فلور پر رکی،دھاتی دروازے جدا ہوئے اور وہ باہر نکل آیا۔اس کا رخ تیسرے کمرے کی جانب تھا۔

دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا،اس کلاس میں شور مچا ہوا تھا،سب گپیں لگانے میں مگن تھے۔۔دفعتاً پہلی قطار میں دوسرے نمبر پر بیٹھی لڑکی اپنے سامنے پڑی لمبی میز پر کھڑی ہو گئی اور چھوٹا پیمانہ ہاتھ میں پکڑ کر ہونٹوں کے قریب یوں کیا جیسے مائک ہو

"السلام علیکم!ایوری بڈی"

ایک لمحے کی خاموشی اور سب اسے دیکھ رہے تھے

"پہلی بات پروفیسر حمید بیس منٹ لیٹ ہیں اور دوسری بات بہت اہم ہے"اس نے بایاں ہاتھ اپنی سیاہ ہڈی کی جیب میں دیا۔کندھے سے اوپر تک آتے بال جو کہ کھلے تھے،نیچے آسمانی رنگ کی جینز پہنے،سفید جوگرز اور عینک والی لڑکی بڑے کانفیڈنس سے بول رہی تھی

"آج ہمارے سی آر۔۔عثمان بٹ" لمبی بھوری میز کے ساتھ کھڑے لڑکے نے سر اٹھا کر اسے گھورا اور اس کی بات کاٹ دی "عثمان جٹ"

"ہاں وہی" اس نے بے پرواہی سے ہاتھ جھلایا اور پھر بولنا شروع کیا "آج ہمارے سی آر عثمان واٹ ایور کا برتھ ڈے ہے۔۔پہلے سب اس کو وش کریں اور پھر دو سو دو سو روپے نذرانے کے طور پر پیش کریں"

آخری قطار میں بیٹھی لڑکی کچھ بولنے والی تھی کہ رامین نے اس کی طرف بازو لمبا کر کے انگلی سے اشارہ کر کے ٹوک دیا "یاد رکھیں کہ ہمیں دوسروں کی خوشیوں میں خوش ہونا چاہیئے۔۔دیکھیں آج عثمان بٹ"

لڑکے نے پھر اسے ٹوکا "عثمان جٹ"

"ہاں وہی۔۔عثمان واٹ ایور پیدا نہ ہوتا تو ہمارا سی آر کیسے بنتا، کیسے ہمارے لیکچر کینسل کراتا اور کیسے دو ٹکے کے ایڈمن کے آگے ہمارے لیے ہماری سائیڈ لیتا" کلاس میں قہقہہ گونجا "سو ہمیں شکر گزار ہونا چاہیئے اور سب کو اس کی خوشی میں خوش ہونا چاہیئے"

آخری قطار سے پہلی قطار میں بیٹھی لڑکی منہ بسورے بولی تھی "ہم نہیں ہیں اس برتھ ڈے پارٹی میں"

"ارے" رامین مسکرائی "سماویہ" اس کی چہکتی آواز گونجی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"معاویہ "اس نے اپنا نام درست کروایا

"ہاں وہی۔۔اگر تم نہیں ہو گی تو برتھ ڈے سونگ کون گائے گا؟"

"شٹ اپ "وہ چلائی تھی

"اوکے "اس نے مٹھی بند کر کے ایک انگوٹھا اسے دکھایا" عثمان بٹ جٹ۔۔جو بھی ہو تم۔۔اس کے گروپ کی ساری عورتوں کو کینسل کر دو "وہ نیچے کھڑے لڑکے کو دیکھ رہی تھی

پھر کلاس کو دیکھا "کوئی اور جوان پاپا کی پریوں کا گروپ جوائن کرنا چاہے؟"

کلاس میں قہقہے گونجے تھے

"شٹ اپ "اس نے میز پر ہاتھ مارا مگر وہ تھی رامین، مٹھی بند کر کے پھر اسے انگوٹھا دکھایا۔

اس سے پہلے کہ رامین کچھ اور بولتی کلاس کا دروازہ کھلا اور پروفیسر اندر آئے۔۔اس کی پشت پر پروفیسر حمید تھے،اس نے گردن موڑ کر دیکھا اور پھر مسکرا دی،ذرا سا جھکی،ہاتھ میز پر رکھا اور نیچے اتر آئی۔۔وہ اسے گھور رہے تھے

"یہ کیا حرکت ہے؟"وہ غصے سے بولے تھے۔کلاس میں خاموشی چھا گئی

رامین سر جھکائے کھڑی تھی۔بلا کی معصوم اور شرمندہ۔

"یہ کوئی طریقہ ہے،میں نہیں مانتا آپ یونیورسٹی کی سٹوڈنٹ ہیں،یہ آپ کی پرائیوٹ پراپرٹی ہے؟ آپ چھوٹی بچی ہیں جو اس طرح ٹیبل پر کھڑی تھیں"

اس نے نظریں اٹھا کر انھیں دیکھا(اف! اتنا میس، ٹھیک ہے نا بس نکال دیں باہر بات ختم)

وہ بولے جا رہے تھے اور رامین ڈھیٹ بن کر کھڑی تھی

"یہ سیکھا ہے آپ نے؟ میری جگہ کوئی اور آ جاتا تو کیا امپریشن پڑتا آپ کا؟" وہ رامین کو گھور رہے تھے اور رامین سر جھکائے کھڑی تھی (یہاں سے نکلنے کے بعد سیدھا کیفے جاؤں گی، آج چائے پیوں یا کافی؟ کافی۔۔اور کیا کھاؤں؟ صبح ایک تو اشو کے بچے نے ناشتہ بھی نہیں کرنے دیا اور اب بھوک لگ رہی ہے۔۔اوپر سے پروفیسر، اچھا ٹھیک ہے مجھے نکال دیں نا اب)

مگر نہیں انھوں نے بھی بہت باتیں سنائیں اور بالآخر وہ الفاظ بول دیے جس کا رامین کو انتظار تھا

"گیٹ آؤٹ۔۔آپ کی پنشمنٹ ہے کہ آپ آج باہر رہیں گی"

اس نے سر اٹھایا، مڑی اور اپنی جگہ کی طرف بڑھی، پھر بیگ پکڑا اور باہر چلی گئی

ابھی چند منٹ گزرے اور پروفیسر پھر سے شروع ہو گئے تھے۔وہ روسٹرم کے سامنے کھڑے خاکی لفافے سے پیپر نکالتے بولتے جا رہے تھے اور پھر طالب علموں کو ان کے اعمال نامے واپس کیے جانے لگے۔باہر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی لڑکی چیونگم چبا رہی تھی، کبھی کبھی چیونگم کا چھوٹا غبارہ بنا کر ہونٹوں کے درمیان پھلاتی اور پھر چبانے لگتی۔چند پل بیتے اور پروفیسر روسٹرم پر کھڑے ہاتھ میں ایک پیپر لیے کسی کا نام پکار رہے تھے

"ایک پیپر ہے جس کو چیک کرتے لگا تھا کہ کسی انسان کا پیپر ہے، تم لوگوں نے تو درجن انڈوں کی لگا چھوڑی ہے" پھر سامنے بیٹھے جوانوں کو گھورا

"رامین اور نگزیب"

کوئی جواب نہ آیا۔ وہ دوسری بار بولے

"رامین اور نگزیب"

ایک خاموشی اور باہر کا دروازہ کھلا، لڑکی دروازے کے بیچ میں کھڑی تھی

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"

"آپ کو کسی نے بلایا ہے؟" وہ پھر سے غصہ کرنے لگے تھے

"سر۔۔آپ نے" وہ معصومیت سے بولی تھی

"تم رامین ہو" وہ حیران تھے۔ حیران سے زیادہ شاک میں تھے "رامین اور نگزیب"

"یس سر" معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

"یہ تمھارا پیپر ہے؟" انھوں نے پہلے پیپر کو دیکھا پھر رامین کو۔ کلاس میں خاموشی چھائی تھی

"کس سے چیٹنگ کی ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رامین نے تھوک نگلا"رامین چیٹنگ نہیں کرتی،آپ کے مطابق آدھی درجن کلاس فیل ہے تو میں کیسے کسی سے چیٹنگ کر سکتی ہوں؟میں پیپر سے دو منٹ پہلے آتی ہوں اور بیس منٹ بعد چلی جاتی ہوں باقی آپ کی مرضی"وہ نارمل سی بولی تھی،دھیما لہجہ۔

پروفیسر نے سانس خارج کی اور پیپر اپنے پاس رکھ لیا

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"

انھوں نے اسے گھورا"نو!"اور وہ وہاں سے مڑ گئی،سیڑھیاں اترتی منہ میں بڑبڑاتی جا رہی تھی

"ایک لیکچر کے لیے خوار ہونے آؤ اور آکر پروفیسر حمید کو دیکھ لو۔۔غصہ تو ناک پر رکھتے ہیں"اس نے سر جھٹکا اور کیفے کی طرف بڑھی۔

کچھ منٹ گزرے اور رامین بی بی ایک گول میز کے گرد بیٹھیں کانوں میں ایئر پوڈز لگائے،ایک طرف کافی کپ رکھے جس میں سے بھاپ اڑ رہی تھی،ساتھ سینڈوچ لے کر کھا رہی تھی۔سامنے اپنا موبائل رکھا تھا جس پر کوئی ڈرامہ چل رہا تھا اور وہ پر سکون سی تھی۔

ایک سینڈوچ ختم ہوا اور وہ دوسرا کھا رہی تھی،کافی کپ بھی آدھا تھا کہ اس کے سامنے ایک لڑکی آ کھڑی ہوئی۔۔ایک دم سے اس نے میز پر ہاتھ مارا اور رامین نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر ایک سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلایا۔وہ لڑکی اس کے سامنے بیٹھی تھی،منہ بنائے۔رامین نے ایئر پوڈز اتارے اور دونوں بازو سینے سے باندھے،کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اسے دیکھے گئی

"بولو معاویہ۔۔میں سن رہی ہوں"اسے نیند آنے لگی تھی،ایک ہاتھ رکھ کر جمائی روکی۔

"عثمان تمھارا بھائی ہے؟"وہ غصے میں تھی

"ارے ارے"وہ آگے کو ہو کر بیٹھ گئی"میرا بھائی اگر تم دیکھ لو نا تو اپنے اس چھوارے کی شکل والے بوائے فرینڈ کو چھوڑ دو"اس نے سر جھٹکا

"واٹ؟"اس نے بھنویں بھینچ لیں

رامین نے بچا ہوا سینڈوچ اٹھایا اور دانتوں سے کاٹا"چھوارہ۔۔تم برگر بچی ہو تم نہیں سمجھو گی"پھر چبایا ہوا سینڈوچ نگلا"تم اپنا کانٹینیو کرو"

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو"ارد گرد کے لوگ دیکھنے لگے تھے مگر رامین کو جیسے کوئی فرق نہیں پڑا"زیادہ اوور مت ہوا کرو، تمھیں کیا لگتا ہے تم سب کو اپنے پیچھے لگا لو گی، میں تمھیں نہیں چھوڑوں گی"

اس نے کافی کپ منہ سے لگایا اور ساری کافی ایک ہی بار انڈیل لی، پھر کھڑی ہوئی

"باقی کل سنوں گی، ابھی ذرا بزی ہوں"

وہ آگے بڑھی مگر لڑکی آگے آگئی"میری بات سن کر جاؤ"

رامین کے ہاتھ میں پکڑا فون بجا تھا،اس نے سکرین دیکھی۔۔اشعر کی کال آرہی تھی،اس نے فون اٹھالیا"مینا یار۔۔چارجر کہاں ہے؟"

"وہ میں نے فریج کے پیچھے فون چارج لگایا تھا، وہیں رہ گیا"کچھ پل فون کان سے لگا رہا۔

پھر کال کاٹ دی اور سامنے لڑکی کو دیکھا "ہاں تم شروع کرو اپنا"

وہ بولنے لگی تو رامین نے ہاتھ جھلایا "ویسٹ آف ٹائم" برا سا منہ بنا کر سر جھٹکا

اور کیفے سے باہر نکل آئی۔ لڑکی پیچھے پیر پٹخ کر رہ گئی

سیاہ جیکٹ والے نے ایک گلاس ڈور کھولا اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی

"اندر آنے کی اجازت چاہوں گا" شناسا لہجہ، جانی پہچانی آواز اور چہرے پر مسکان۔

سامنے کرسی پر بیٹھے آگے کو جھک کر کام کرتے شخص نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ سامنے دیکھتے

ہی اس کے چہرے سے ناپسندیدگی جھلکی اور آنکھوں سے شرارے پھوٹے تھے۔

"گیٹ آؤٹ!" وہ ذرا سی بلند آواز میں بولا۔

سامنے دروازے میں کھڑا شخص مسکرایا اور قدم بڑھائے۔ اس کے سامنے والی کرسی کھینچ کر نکالی اور

ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔

"گیٹ آؤٹ کا مطلب ہوتا ہے دفع ہو جاؤ۔۔ سو تو دفع ہو جاؤ" تیمور آگے کو جھک کر غرایا تھا۔

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا "چائے کافی؟" پھر اس کی سرمئی آنکھوں میں جھانکا "مہمان نوازی کے

سارے آداب بھول گئے"

تیمور ضبط سے پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا، پھر اسے گھورا "اگر تم ایک منٹ تک یہاں سے نہ گئے تو میں سارے آفس میں تماشا لگا دوں گا اور یہ بات تم جانتے ہو کہ مجھے تماشا لگانا آتا ہے" وہ ابھی بھی غصے میں تھا۔

"اوکے" وہ کھڑا ہوا اور جیکٹ ٹھیک تھی "ہم شام کو ملیں گے اور یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ میں جو کہتا ہوں وہ کر کے رہتا ہوں" پھر مسکرایا اور گلاس ڈور کھولا مگر پیچھے مڑ کر اسے دیکھا "نام تو یاد ہو گا، دو آفس چھوڑ کر تیسرا آفس میرا ہے۔۔مجھے ہمیشہ سے تمھارے قریب رہنا اچھا لگا ہے، ہیوا ے نائس ڈے!" اس نے کنپٹی پر ہاتھ رکھا، اسے دیکھ کر مسکرایا اور پھر چلا گیا۔

اس نے ایک سانس خارج کی اور ہاتھ بالوں میں سے گزارا، پھر میز پر کہنیاں رکھتے ذرا سا جھکا، چند گہری سانسیں لیں اور پھر سر جھٹک کر دوبارہ سے کام پر جھک گیا۔

دوپہر کے ڈھائی بج چکے تھے۔ سفید سرمئی بنگلے میں خاموشی تھی، لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی لڑکی پریشان تھی اور سامنے کھڑکی کے پاس کھڑی خاتون بار بار کسی کو کال ملا رہی تھیں

"مجھے لگتا ہے کسی میٹنگ میں ہے اس لیے کال پک نہیں کر رہا" سفید سرمئی بالوں والی ملیحہ صوفے پر بیٹھی عارفین کے پاس آ بیٹھیں، پھر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "آ جائے گی، ڈونٹ وری"

تب ہی ان کے ہاتھ میں موجود فون بجا، انھوں نے جھٹ سے فون اٹھایا "ہیلو" ایک مردانہ آواز تھی "اماں میں میٹنگ میں بزی تھا، آپ بتائیں کوئی کام؟"

انھوں نے ایک سانس خارج کی "بیٹے آرا نہیں آئی ابھی تک، سرفراز اسے لینے گیا ہے مگر وہ کہہ رہا ہے وہ ابھی تک سکول سے باہر نہیں آئی"

ایک خاموشی "میں پتہ کرتا ہوں" اور اس نے کال کاٹ دی۔

اگر تم اس آفس میں دیکھو تو وہ ابھی ابھی اپنی مرکزی کرسی پر آکر بیٹھا تھا اور مسلسل فون پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا، پھر کسی کو کال ملائی۔۔ سامنے گلاس ڈور کھلا اور اس کی سیکرٹری اندر آئی

"باس!"

اس نے انگلی سے چپ رہنے کا اشارہ کیا، وہ اس کے سامنے آکر بیٹھی۔۔ دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی تھی

"ہاں سرفراز۔۔۔ کہاں ہو؟"

اس نے کچھ سنا اور پھر کنپٹی مسلی "میں آرہا ہوں" اور فوراً سے کھڑا ہوا۔ ساتھ ہی افیفہ بھی کھڑی ہوئی

"باس۔۔ چار بجے ہمدانی گروپس کے ساتھ ہماری میٹنگ ہے۔ ساری سپلائی تیار ہے"

وہ جلدی میں لگ رہا تھا "ہوپ سو میں آجاؤں نہیں تو تم ہینڈل کر لینا" وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"باس!" وہ میز کے پاس کھڑی تھی، گردن موڑ کر اسے دیکھتی ہوئی

مامون نے اسے گھورا "افیفہ"

اس نے ایک سانس خارج کی اور کندھے ڈھلکا لیے "اوکے باس!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گڈ!" وہ وہاں سے چلا گیا۔

گھر پہنچنے پر سامنے صوفے پر ملیحہ اور عارفین پریشان سی بیٹھی تھیں۔اسے آتا دیکھ کر ملیحہ فوراً کھڑی ہوئیں، پاس ہی گلدان صاف کرتی لائلہ مامون کو آتا دیکھ کر متوجہ ہوئی تھی۔

"مجھے لگتا ہے زیان اسے لے گیا ہے" وہ مامون کے عین سامنے کھڑی تھیں، ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتیں، پریشان سی۔

سامنے عارفین خاموش بیٹھی تھی۔اس کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی، اس نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا اور ادھر اُدھر دیکھا۔پھر اپنی ماں کو دیکھا اور سر ہلایا

"میں اپنی بیٹی کو واپس لے کر آؤں گا" اور وہ وہاں سے مڑ گیا۔

اگر تم اس ایئرپورٹ پر دیکھو تو بہت سے مسافر آ رہے تھے اور بہت سے جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ مختلف لوگوں کی آوازیں اور ایک عجیب سا شور، ابھی ابھی ایک لینڈنگ ہوئی تھی اور مسافروں سے ان کے جاننے والے مل رہے تھے۔ایک بنچ پر ایک لڑکی خاموش سی بیٹھی تھی، ٹانگیں ہلاتی ہوئی۔سامنے اس کا باپ فون پر کسی سے غصے میں بات کر رہا تھا۔اس بچی نے سرخ سی سکرٹ، نیچے سفید ٹائٹس اور اوپر سفید ٹی شرٹ پہن رکھی تھی، دو پونیوں والی لڑکی بار بار ساتھ بیٹھی خاتون کو دیکھ رہی تھی جو اپنی نومولود بیٹی کو فیڈر میں دودھ پلا رہی تھی اور اس سے باتیں کیے جا رہی تھی۔

دفعتاً وہ اٹھی اور اپنے باپ کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔اس کے باپ نے اسے دیکھا "تمھیں میں نے کہا ہے اُدھر چپ کر کے بیٹھو" وہ بھنویں بھینچے بولا تھا

"مجھے واش روم جانا ہے" وہ معصومیت سے بولی تھی

"بعد میں چلی جانا، ابھی بیٹھو جا کر" وہ دبا دبا سا بولا اور بنچ کی طرف دیکھا

"بابا مجھے بہت تیز واش روم آیا ہے" وہ ضد کر رہی تھی

"آرا" وہ دانت پیستے بولا تھا

"بابا پلیز۔۔جسٹ ٹو منٹس" اس نے دو انگلیاں دکھائیں۔

اس نے ایک سانس خارج کی اور پیچھے اس کی کمر پر لٹکے بیگ کو دیکھا

"شومی یور بیگ"

اس نے آرا کو موڑا اور اس کی پشت اپنی طرف کی۔پھر اس کا بیگ دیکھا، اندر موبائل یا کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے اس کا مامون سے رابطہ ہو جائے۔پھر اس کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ لے کر آیا اور واش روم کے باہر کھڑا ہو گیا۔آرا اندر تھی اور وہ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔تین سے پانچ منٹ میں وہ باہر آئی اور ہاتھ دھو کر سکرٹ سے پونچھ لیے۔پھر اپنے باپ کا ہاتھ پکڑا اور چل دی۔وہ دوبارہ اسی بنچ پر آ کر بیٹھ گئی اور ٹانگیں ہلاتی ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ پل بیتے اور زیان اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا، ساتھ بیٹھی خاتون نے دونوں باپ بیٹی کو دیکھا اور پھر اٹھ کر چلی گئی۔

تین بج کر سولہ منٹ پر مامون ایک گھر کے باہر کھڑا کسی گارڈ سے پوچھ گچھ کر رہا تھا، اس کے بال بکھرے تھے اور وہ ہر اس جگہ پر جا چکا تھا جہاں زیان آرا کو لے جا سکتا تھا۔ تین بج کر اٹھارہ منٹ پر اسے کسی غیر شناسا نمبر سے کال آئی اور اس نے کال اٹھالی۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا آگے سے ایک ہی آواز آئی تھی "آرا۔۔"

چار بجے اس کی اندر انٹری تھی اور وہ اپنے باپ کے ساتھ نیویارک چلی جائے گی، وہ آرام سے اپنے باپ کے بازو سے ٹیک لگائے جوس پی رہی تھی۔۔پھر اٹھی اور پاس پڑی ڈسٹ بن میں جوس کا خالی ڈبہ پھینک آئی۔ تین بج کر پنتالیس منٹ پر بنچ پر بیٹھے زیان کو اپنی گردن پر کچھ ٹھنڈا محسوس ہوا۔اس نے ڈر کر، گھبرا کر ذرا سی دائیں طرف گردن کی تو وہ مامون آفندی تھا، بندوق کی ٹھنڈی نال اس کی گردن سے لگائے غصے میں کھڑا اسے گھورتا ہوا۔اس کا سارا خون نچڑ گیا، چہرہ زرد پڑ گیا، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔آرا جھٹ سے کھڑی ہوئی، مامون کو دیکھ کر مسکرائی، اس کی طرف بڑھی ساتھ کھڑی ہوئی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔اس کا باپ اسے دیکھتا رہ گیا۔

"تم میری بیٹی کو نہیں لے کر جا سکتے" وہ چلایا تھا۔ارد گرد آتے جاتے لوگوں نے انھیں دیکھا تھا۔

مامون عین اس کے سامنے بندوق کیے کھڑا تھا۔۔پاس کھڑا سیکیورٹی گارڈ اس کے قریب آیا مگر دونوں اسی طرح کھڑے رہے

"تمھاری بیٹی؟"اس نے ابرو اٹھائی اور ذرا سا اس کے قریب آیا۔آرا اب اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

مامون نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ایک جھٹکے سے اس کے پہلو میں گرے ہاتھ سے دو پاسپورٹ لے لیے،وہ آگے بڑھا تو اس نے پھر سے اس پر بندوق تان دی

"سر!پلیز یہاں پر میس کری ایٹ نہ کریں۔۔سیکیورٹی ایشوز ہو جائیں گے"گارڈ کے ساتھ سیکیورٹی فورس کا بندہ بھی تھا۔لوگ انھیں دیکھ رہے تھے،عجیب تماشا لگا تھا

مگر گارڈ کی سن کون رہا تھا۔اس نے آرا کا پاسپورٹ اپنے ہاتھ میں رکھا اور دوسرا سامنے کھڑے زیان کے سینے پر دے مارا

"میری۔۔بیٹی۔۔سے۔۔دور۔۔رہو"اس نے زیان کو انگلی دکھائی اور اسے گھورتے ہوئے توڑ توڑ کر الفاظ ادا کیے تھے۔

"میں تمھارا خون کر دوں گا۔۔تم مجھے جانتے نہیں ہو ابھی،تم میری بیٹی کو یوں نہیں لے کر جا سکتے"

اس کا باپ چلا رہا تھا

اس نے مسکرا کر آرا کو دیکھا"چلیں؟"

اس نے مامون کا ہاتھ پکڑ لیا اور سر اثبات میں ہلایا

Clubb of Quality Content

"پیچھے آئے تو جان سے جاؤ گے" وہ جاتے ہوئے اسے دھمکی دے کر گیا تھا۔۔

گاڑی کے پاس کھڑے مامون نے نیچے جھک کر پہلے اس کے بالوں پر بوسہ دیا، پھر اسے اپنے گلے سے لگالیا۔اس نے اپنے بازو مامون کے گرد حمائل کیے ہوئے تھے، چند لمحے آنکھیں بند کر کے سامنے کھڑی چھوٹی لڑکی کو خود سے لگائے رکھا پھر جدا ہوا اور اس کے گالوں پر ہاتھ رکھے اسے دیکھا، وہ مسکرادی۔۔وہ بھی مسکرایا تھا۔

جس وقت وہ گھر پہنچی چار بج چکے تھے، جوتا باہر ریک میں رکھ کر وہ چہکتی ہوئی اندر گئی "السلام علیکم ماما" اور سامنے بیٹھی عارفین کے گلے لگ گئی۔

وہ اس کے گلے لگی رو رہی تھی "آرا۔۔میرا بچہ" پھر اس کا چہرہ چوم رہی تھی اور اسے دوبارہ گلے سے لگایا۔اس نے اپنی ماں کے گرد بازو حمائل کیے ہوئے تھے

مامون اندر آیا اور مسکرا کر اپنی ماں کو دیکھا۔اس کے ہاتھ میں آرا کا پاسپورٹ تھا۔وہ اب ملیحہ سے مل رہی تھی اور وہ مسکرا کر ماتھے پر آئے اس کے بال پیچھے کر رہی تھیں، مامون کی جیب میں پڑا فون بج رہا تھا۔اس نے ایک سانس خارج کی اور کمرے میں چلا گیا۔چند لمحوں بعد آیا اور صوفے پر بیٹھی چھوٹی لڑکی کو دیکھ کر مسکرایا جو اپنے پاس بیٹھے کتے کو پیار کر رہی تھی

"ہم شام میں بات کریں گے" اور سر کو خم دے کر چلا گیا۔وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا، ساتھ افیفہ کو کال ملا رہا تھا۔اس کا فون کان سے لگا تھا

"آرہا ہوں۔۔پانچ منٹ بس"اور پھر گاڑی آگے بڑھ گئی۔

شام کے پانچ بجے کا وقت تھا،سفید گاڑی سڑک پر رواں تھی۔سورج کی نارنجی روشنی کم ہونے لگی تھی۔سفید گاڑی کے پیچھے سیاہ بی ایم ڈبلیو تھی اور یہ بات سفید گاڑی چلانے والا جانتا تھا،اسے رہ رہ کر غصہ آرہا تھا اور اس نے دانت پیستے سپیڈ بڑھادی۔اب وہ تیز رفتاری سے گاڑیوں کو کراس کرتا آگے بڑھ رہا تھا،بی ایم ڈبلیو بھی پیچھے ہی تھی۔وہ اپنے گھر کی طرف رواں تھا مگر اس نے راستہ بدل لیا۔۔ سیاہ گاڑی اب بھی اس کے پیچھے تھی۔وہ سفید گاڑی کے ساتھ سے گزری اور ایک ڈرفٹ لگاتی سفید گاڑی کے آگے کھڑی اس کا راستہ روک چکی تھی۔اس میں سے بھوری آنکھوں والا زرار حیدر باہر آیا تھا۔تیمور نے ایک جھٹکے سے گاڑی کو بریک لگائی،اسے بھی جھٹکا لگا اور وہ آگے کو ہوا،پھر غصے سے سیٹ بیلٹ کھولی اور باہر آیا۔۔آگے بڑھا اور عین زرار کے سامنے اس کے ماتھے پر بندوق تانے کھڑا ہو گیا۔زرار مسکرایا اور اپنے خالی ہاتھ کھڑے کر لیے۔۔اس نے بندوق نیچے کی اور آگے بڑھ کر ایک زوردار مکا زرار کے منہ پر رسید کیا،وہ ایک طرف کو لڑھکا اور پھر سیدھا ہوا،اس کے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا مگر اس نے تیمور پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔تیمور پھر آگے بڑھا اور اس کا گریبان پکڑ کر اس نے اسی کی سیاہ بی ایم ڈبلیو کے بونٹ پر ڈھیر کیا اور یکے بعد دیگرے تین مکے اس کے منہ پر رسید کیے۔اس کے گال سے خون بہنے لگا تھا،اس کا ہونٹ بری طرح پھٹ چکا تھا اور ناک سے سرخ مائع بہنے لگا تھا مگر وہ مسکرایا۔تیمور کا غصہ کسی حد تک ٹھنڈا ہو چکا تھا،وہ پیچھے ہٹا۔۔اس کا تنفس بڑھ چکا تھا

"مارلو جتنا مارنا ہے" وہ سیدھا ہوا اور کلائی سے ہونٹ کا خون صاف کیا۔اس کی سپید رنگت گلابی ہو چکی تھی۔

اب ان دونوں کے درمیان خاموشی تھی،وہ آگے بڑھا اور تیمور کو گلے لگا لیا۔۔اس نے زرار کو جھٹکنا چاہا مگر اس نے زور سے اسے خود سے لگائے رکھا۔پھر الگ ہوا تو اس کی آنکھیں گلابی تھیں

"کیا تم مجھے اس ایک غلطی کے لیے معاف نہیں کر سکتے؟"

تیمور نے اس کا زخمی چہرہ دیکھا۔پھر سر جھٹک دیا

"میری یادداشت بہت اچھی ہے" وہ منہ میں بڑبڑایا

"جن کی یادداشت جتنی اچھی ہوتی ہے وہ اتنے عذاب جھیلتے ہیں" پھر خاموش ہو گیا" چار سال ہو چکے ہیں۔۔کیا تم مجھے معاف نہیں کرو گے؟" زرار دو قدم تیمور کی طرف بڑھا

تیمور نے اسے ایک بار پھر دیکھا اور مڑا،پھر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی موڑ کر چل دیا۔پیچھے کھڑا زرار اسے جاتا دیکھتا رہا

"ابھی بھی ویسا ہی ظالم ہے۔۔اتنا بھاری ہاتھ،ایک منہ ہی تو پیارا تھا وہ بھی توڑ دیا" منہ میں بڑبڑاتے وہ اپنی سیاہ بی ایم ڈبلیو کی طرف بڑھا تھا۔

رات نے ہر طرف پر پھیلائے تھے۔سفید سرمئی محل روشن تھا۔اپنے کمرے میں بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے مامون نیم دراز سا تھا،اس کے سینے پر آرا نے سر رکھا تھا اور اس سے باتیں کر رہی تھی۔وہ اس کے سیاہ بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا

"اگر آپ کے بابا آپ کو دیکھ لیتے تو؟"

"بابا دیکھ رہے تھے نا،مجھے ڈر بھی لگ رہا تھا کہ اگر بابا کو پتہ چل گیا تو وہ مجھے ساتھ لے جائیں گے۔۔میں بابا کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی"وہ خاموش ہو گئی۔مامون کے دل کو کچھ ہوا تھا،ایک سانس خارج کی

"پہلے بابا سکول آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔میں نے ان سے بہت کہا کہ میں نہیں جاؤں گی مگر وہ لے گئے۔پھر انھوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ اگر میں نے زیادہ شور مچایا تو وہ مجھے ایسی جگہ چھوڑ آئیں گے جہاں سے کوئی بھی نہیں آتا۔۔ایئرپورٹ پر میرے ساتھ ایک آنٹی بیٹھی جن کی گود میں ان کی چھوٹی سی بیٹی تھی،ان کی بیٹی بہت پیاری تھی۔وہ اس سے اردو میں بات کر رہی تھیں،میں نے سوچا کہ انھیں کہتی ہوں کہ آپ کو کال کر کے بلا لیں مگر پھر بابا مجھے بار بار دیکھ رہے تھے وہ مجھے ساتھ لے جاتے نا"وہ مامون کے سینے پر ہاتھ رکھے اس کی شرٹ پر لکھے الفاظ پر انگلی پھیر رہی تھی

"ہوں۔۔پھر؟"

"پھر میں نے سوچا کہ کاش میرے پاس واچ ہوتی تو میں آپ کو سگنل دے دیتی مگر ماما کہتی ہیں کہ ہمارے پاس جو ہوتا ہے اسے استعمال کرتے ہیں جو نہیں ہوتا اس کے بارے میں نہیں سوچتے"

"ہوں۔۔پھر؟"مامون نے لحاف اس پر اچھے سے اوڑھا

"پھر میں نے دیکھا کہ میرے پاس کیا ہے۔میرے پاس بس ایک بیگ تھا اور اس میں میری بکس اور کاپیز تھیں۔۔مجھے آئیڈیا آیا اور میں نے بابا سے کہا کہ مجھے واش روم لے جائیں۔۔بابا نے میرا بیگ چیک کیا اس میں موبائل یا واچ کچھ بھی نہیں تھا۔۔بابا آرا نہیں ہیں تو بابا کو وہ آئیڈیا نہیں آسکتا جو آرا کو آیا تھا"

"اور آرا کو کیا آئیڈیا آیا تھا؟"

"میں واش روم میں گئی اور جلدی سے ٹیپ (ٹوٹی) چلادی کیونکہ بابا باہر ہی تھے۔۔پھر میں نے جلدی سے نوٹ بک پر اپنا نام لکھا اور آپ کا نمبر۔۔اور لکھا کہ میں اپنے بابا کے ساتھ نہیں جاؤں گی، آپ میرے ماموں کو بتادیں وہ مجھے بچالیں گے اور میں نے لکھا کہ آپ کی بیٹی بہت پیاری ہے" وہ ہنس دی

مامون بھی اسے دیکھ کر مسکرایا"پھر کیا ہوا؟"

"پھر میں نے نوٹ بک کا پیج پھاڑ کر اپنی سکرٹ اور شرٹ کے درمیان رکھ دیا اور باہر آگئی۔وہ آنٹی ابھی بھی بیٹھی تھیں مگر بابا مجھے بار بار دیکھ رہے تھے، بابا نے سامنے دیکھا اور میں نے جلدی سے وہ

پیج آنٹی کی گود میں رکھ دیا۔۔وہ آنٹی نے پہلے مجھے دیکھا پھر پیج کو اور کھول کر پڑھا۔۔پھر بابا کو دیکھا اور پھر مجھے۔۔بابا میرے ساتھ آکر بیٹھ گئے تھے تو وہ آنٹی اٹھ گئیں اور انھوں نے آپ کو کال کر دی"

"آپ کو یقین تھا کہ وہ آنٹی مجھے کال کریں گی؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا"کیونکہ وہ اردو بول رہی تھیں اور بہت سوئیٹ سی تھیں،میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ آپ کو بھیج دیں اور آپ آگئے"

وہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔

اس نے اس کے بالوں پر بوسہ دیا تھا"گڈ گرل۔۔تھک گئی ہوں گی،سو جاؤ اب"

"سٹوری؟"اس نے سوالیہ نظروں سے مامون کو دیکھا

"سٹوری تو آج آرا نے مجھے سنائی ہے،میں آرا کو کل سناؤں گا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور اس کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند لیں

کچھ دیر بعد کمرے کا دروازہ کھٹکا"یس!"اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی

ملیحہ اندر آئیں اور اسے دیکھ کر مسکرائیں"یہ آج ادھر ہی سو گئی"وہ مامون کے سامنے بیٹھی تھیں

"جی۔۔باتیں کرتے کرتے سو گئی"اس نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔

"اچھا" پھر اسے دیکھا "میں نے تمھیں بہت عرصہ پہلے کہا تھا کہ اس سے آرا کا پاسپورٹ لے لو مگر تم نے کوتاہی کی"

اس نے ایک سانس خارج کی "اماں جو ہونا ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے" اس کی بائیں بازو سے لگ کر چھوٹی لڑکی گہری سانسیں لے رہی تھی۔

"تم نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں۔۔اسے پولیس کے حوالے کرتے یا دو تین لگاتے" وہ خفا ہوئی تھیں

"اماں وہ جیسا بھی ہے ہماری آرا کا باپ ہے۔اولاد کے سامنے باپ کو نہیں مارتے،اس کی اپنی اولاد کی نظر میں ایک ریسپیکٹ ہوتی ہے۔ برا ہو یا اچھا باپ باپ ہی ہوتا ہے،اولاد کے سامنے باپ کو ماریں تو اولاد کی نظر میں اس کی ریسپیکٹ ختم ہو جاتی ہے اور جو اس کے باپ کو مار رہا ہوتا ہے اس کا بھی برا امپریشن پڑتا ہے۔۔باپ تو باپ ہے ناچاہے بہروز آفندی ہو یا ہارون بیگ۔۔میں نہیں چاہتا ہماری آرا کسی بھی نیگیٹو یٹی کو لے کر بڑی ہو،بے شک وہ برا آدمی ہے مگر وہ اپنی اولاد کو اون کرتا ہے،وہ اس کا باپ ہے اور باپ فطرتاً برا نہیں ہوتا" وہ آرا کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا

وہ مسکرائیں۔پھر توقف کیا اور گلا کھنکھارا "میں سوچ رہی ہوں۔۔"

وہ مسکرا دیا "اماں مت سوچیں" وہ اپنی ماں کی آنکھیں پڑھ چکا تھا

وہ ہنس دیں "شادی کر لو مامون" یہ جیسے ایک التجا،ایک درخواست تھی۔

"اماں ابھی میری عمر ہی کیا ہے، ابھی میں نے دیکھا ہی کیا ہے۔۔ابھی دو تین سال انتظار کریں مجھے بڑا ہو لینے دیں" وہ معصومیت سے کہہ رہا تھا

وہ مسکرا دیں اور سر نفی میں ہلایا

"عافی سو گئی؟" سوال مامون نے کیا تھا

"نہیں۔۔۔نماز پڑھ رہی تھی۔۔میں نے سوچا آج کہانیاں سنوں گی مگر سنانے والی سو گئی" انھوں نے ابرو سے آرا کی طرف اِشارہ کیا

وہ سوئی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر مسکرایا تھا

صبح دس بجے وہ اپنے آفس میں کام کر رہا تھا جب کوئی بنا دستک دیے اندر آیا تھا۔ تیمور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر دوبارہ لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔ آنے والے کے ہاتھ میں دو کپ کافی کے تھے، جن میں سے بھاپ اڑ رہی تھی۔

"آئندہ تم میرے لیے کافی لایا کرو گے" وہ اسی طرح لیپ ٹاپ پر جھکے ہوئے ہی بولا تھا

کافی کپ لانے والا زرار مسکرایا "اور کچھ؟" اور ایک کپ اس کے سامنے رکھا، کرسی کھینچی اور اس کے سامنے بیٹھ گیا

اس کے گال پر جامنی مائل بھورا سا نشان تھا، ہونٹ ابھی بھی زخمی تھا مگر وہ مسکرا رہا تھا۔

تیمور پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ لی

"اتنے سال تم نے میرے بغیر کیا کیا؟" وہ کرسی ہلاتا مسلسل دائیں بائیں ہو رہا تھا

"محبت" اور زرار سر پیچھے پھینک کر ہنسا۔

تیمور بھی مسکرایا اور آگے کو ہو کر کافی کپ پکڑا، پھر لبوں سے لگایا

"معاذ؟" سوال زرار نے کیا تھا، ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور کافی کپ پکڑا

اس نے شانے اچکائے "نہیں پتہ" پھر دوسرا گھونٹ بھرا

"تم نے کیا واقعی کسی کی خبر نہیں رکھی تھی؟" وہ آگے کو جھکا تھا

"اونہوں!" اس نے سر نفی میں ہلایا "میں اگر پھول بھی خریدوں تو کانٹے اتروا لیتا ہوں، فضول کی ٹینشنز نہیں پالتا"

زرار نے برا سا منہ بنایا "آج تو گالی بھی نہیں دے سکتا" اور سر جھٹک کر مگ منہ سے لگایا

"کیوں؟" تیمور ابرو اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا

"آج جمعرات ہے نا" بے پرواہی سے شانے اچکائے

"تو؟"

"میں جمعرات کو گالی نہیں دیتا" اس نے ایک گھونٹ بھرا، البتہ وہ مسکرا رہا تھا

وہ مسکرا دیا "تم نے تو یاد کیا ہو گا ہمیں؟"

"ہاں چلے کاٹ رہا ہوں تم دونوں کے وصل کے لیے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ محظوظ ہو رہا تھا"زہر تو تم آج بھی ویسے ہی اگلتے ہو جیسے پہلے اگلتے تھے"

"اب مجھ میں آگ بھی ہے اور زہر بھی۔۔چاہے تو جلا دوں چاہے تو مٹا دوں"زرار اب کہ بولا تو لہجے میں ایک عجیب سی تپش تھی۔

"اوہ۔۔میں تو ڈر گیا"اس نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے

زرار حیدر پیچھے کو ہو کر مسکرایا تھا

"مجھے معاذ کی یاد آتی ہے"بولنے والا تیمور تھا

"تمھاری محبوبہ جو تھی وہ"زرار جھٹ سے بول پڑا

"اور تمھاری سوتن"جواب جھٹ سے آیا تھا

"کہاں ہو گا؟"زرار اسے گھور رہا تھا، جیسے کچھ سوچ رہا ہو

"جہاں بھی ہو گا ذلیل ہی ہو گا"تیمور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سر جھٹک دیا۔دونوں کے درمیان اب سب نارمل ہونے لگا تھا

یہ ایک کیفے کے باہر کا منظر تھا، مصنوعی گھاس پر بچھی ہوئی کرسیاں۔ایک کرسی پر ایک شخص ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا بڑے مزے سے کافی پی رہا تھا،اس نے سیاہ جینز اور اوپر مہندی کے رنگ کی گول گلے والی جرسی نما شرٹ پہن رکھی تھی،اس کے سامنے میز پر ایک کیمرہ پڑا تھا۔وہ سامنے دیکھ

رہا تھا جہاں ایک لڑکی اپنے بوائے فرینڈ سے لڑ رہی تھی۔اس لڑکے کے ساتھ ایک شخص آ بیٹھا جو کہ اسی کا ہم عمر لگتا تھا، وہ بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا

"کیا لگتا ہے؟" نوارد بولا۔اس کے چہرے پر سیاہ فریم والا چشمہ تھا

"چھوڑ دے گی" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

"تمھیں بڑا پتہ ہے" ساتھ بیٹھا شخص برا سا منہ بنائے اسے دیکھ رہا تھا

"اچھا سنو" اس نے چشمے والے شخص کو دیکھا

"یہ لڑکی یہاں سے جائے گی تو۔۔" آگے وہ ہنس دیا

"لعنت ہو تم پر" وہ جیسے اس سے بے زار آیا ہوا تھا، پھر سر جھٹکا۔

وہ پھر بھی ہنسا، اس کے گالوں میں ڈمپل پڑے تھے۔لڑکی نے لڑکے کے منہ پر تھپڑ رسید کیا اور وہاں سے چل دی۔لڑکا پیچھے اس کا نام پکارتا رہ گیا۔

"سنا نہیں تم نے میں نے کیا کہا؟" وہ سنجیدہ سا گردن موڑے سیاہ فریم والے کو دیکھتے بولا۔

"ایک قتل حلال ہوتا تو میں تمھارا کرتا" وہ دانت پیستے بولا تھا

"مگر تم قاتل بننا افورڈ نہیں کر سکتے" وہ مسکرایا تھا، شانے اچکائے اور آنکھوں سے اسے جانے کا اشارہ کیا

وہ لڑکی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی، پرس کا سٹریپ ہاتھ میں تھا اور پرس نیچے لٹک رہا تھا، سڑک سنسان سی تھی کوئی اکا دکا گاڑی آجا رہی تھی۔۔ پیچھے سے کوئی آیا اور جھٹ سے اس کا پرس پکڑ کر بھاگ گیا، لڑکی اس کے پیچھے بھاگی تھی مگر وہ آگے نکل گیا۔۔ وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے رکوع کی حالت میں جھکی سانس بحال کرتی نظریں اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی ساتھ اسے چلاتی ہوئی روک رہی تھی کہ سامنے سے کوئی آیا اور پرس لے کر بھاگنے والے کو پیچھے کالر سے کھینچا اور ایک زوردار مکا اس کے منہ پر رسید کیا، وہ ایک طرف جا گرا۔۔ سیاہ آنکھوں اور سیاہ جینز والا جیسے ہی اس پرس چھیننے والے کے قریب آیا اس نے اسے دھکا دیا، وہ دور جا گرا، گردن میں لٹکا کیمرہ گردن میں جھولتا پیچھے دیوار سے لگا اور ٹوٹ گیا، وہ درد کی شدت سے کراہا مگر اس لڑکی کا پرس اس کے ہاتھ میں تھا اور کھینچنے والا بھاگ چکا تھا۔۔ وہ دیوار سے لگ کر بیٹھا تھا اور لڑکی پریشان سی منہ پر ہاتھ رکھے سارا منظر دیکھ رہی تھی، پھر اس گرے ہوئے لڑکے کی طرف آئی

"تم ٹھیک ہو؟" وہ ذرا سا جھکی تھی

لڑکے نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر لڑکی نے اپنا ہاتھ اس لڑکے کی طرف بڑھایا مگر اس نے گردن نفی میں ہلا کر ہاتھ پکڑنے سے انکار کر دیا۔ پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے وہ کھڑا ہوا، اس کا پرس اسے دیا اور پینٹ جھاڑی۔ وہ اپنے بازو کو پکڑے کھڑا تھا

"زیادہ زور سے لگی ہے کیا؟" وہ بغور سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر درد ہونے کے آثار نمایاں تھے

لڑکی اب بھی فکر مند تھی

"لگتی رہتی ہے" اس نے شانے اچکا دیے

(بازو ہل گیا ہے میرا، اس کا حشر تو میں جا کر کروں گا کمبخت لوہے کا بنا ہے، ہونہہ!)

پھر اپنی گردن میں لٹکے ٹوٹے کیمرے کو دیکھا اور ایک سانس خارج کی، اسے دیکھ کر ہونٹ سکیڑے اور پھر مسکرا دیا

لڑکی بھی مسکرائی تھی "آئی نو۔۔ میری وجہ سے ہوا ہے سب"

لڑکے نے سر نفی میں ہلایا "کوئی بات نہیں" (اللہ پوچھے آپ سے، اگر میں مجبور نہ ہوتا تو بی بی آپ کا پرس میں خود لے کر بھاگتا)

"کیا میں تمھاری کوئی مدد کر سکتی ہوں؟" اس نے پتلیاں سکیڑیں اور اسے گھورا

"جی بالکل" پھر مسکرایا "ایک کپ چائے پلا دیں" (خود تو آپ نے کہنا نہیں)

وہ مسکرا دی "شیور" اور اس کے ساتھ چلنے لگی

وہ دونوں ایک میز کے گرد آمنے سامنے بیٹھے تھے، وہ خاموشی سے چائے پی رہا تھا جب لڑکی بولی

"تم کیمرہ مین ہو؟"

اس نے شانے اچکائے "جی۔۔ مگر تھا" (آپ اچھی آبزرور نہیں ہیں)

"مطلب؟" لڑکی نے ابرو اٹھائی

اس نے ایک سانس خارج کی "اب تو یہ ٹوٹ گیا" اس نے سامنے میز پر پڑے ٹوٹے کیمرے کو دیکھا

"اب کچھ اور بنوں گا" (انسان کے علاوہ)

"کچھ اور کیا؟" وہ ساتھ ساتھ چائے کے گھونٹ بھر رہی تھی

"ویٹر یا پھر کسی چھوٹی موٹی دکان پر کوئی کام کر لوں گا" اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا (کر ہی نہ لوں، ہونہہ!)

"آپ کیا کرتی ہیں؟" سوال لڑکے کی جانب سے تھا

"میں بس ایسے ہی کبھی ماڈلنگ کر لیتی ہوں اور کبھی فیشن ڈیزائننگ" لڑکا اسے دیکھتا رہا (مزے ہیں آپ کے تو)

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر خاموش ہو گیا۔۔ سوال پھر لڑکی نے کیا تھا

"تمھارا نام کیا ہے؟"

"ہریرہ۔۔ ابوہریرہ" پھر گلے کو کھنکھارا "آپ کا؟" اور ذرا سا سیدھا ہو کر بیٹھا

"زوبیہ حسان"

پھر ایک خاموشی۔چائے ختم ہو چکی تھی اور ویٹر کو بل دینے کی باری تھی۔۔اس سے پہلے کہ زوبیہ بل دیتی ہریرہ نے اسے روک دیا اور خود پیسے دیے۔پھر مسکرا دیا(کوئی بات نہیں، سود سمیت نکلواؤں گا)

وہ اپنی گاڑی کے پاس کھڑی تھی اور ہریرہ جانے کو تھا(بی بی روک لو نہیں تو مجھے کوئی سنگین قدم اٹھانا پڑے گا)

"سنو"لڑکی ڈرائیونگ سیٹ کے پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی

"یس!"وہ اس کے سامنے کھڑا تھا(آہ! سلو موشن پر چل رہی ہیں محترمہ)

"تم میرے ساتھ چلو"

"کہاں؟"اس نے ابرو اٹھائی

"میری وجہ سے تمھارا کیمرہ ٹوٹ گیا اور تم جاب لیس ہو گئے ہو۔۔میں تمھاری ہیلپ کرنا چاہتی ہوں"وہ سینے پر بازو باندھے بولی تھی

"مادام!آپ یہ تکلف نہ کریں۔کچھ نہ کچھ ہو جائے گا"وہ مسکرایا تھا،ڈمپل پھر سے پڑے تھے(کر لیں تکلف، پلیز تکلف کر لیں)

"کچھ نہ کچھ تو ہوتا رہتا ہے۔۔اگر میں نے تمھاری ہیلپ نہ کی تو میں گلٹ میں رہوں گی کہ میں نے ایک اچھے انسان کا بہت بڑا نقصان کر دیا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اسے دیکھتے مسکرایا"اوکے"(ایک یہ اچھے لوگوں کا گلٹ، کچھ بھی ہو جائے بس گلٹ نہ ہو)

وہ اس کے ساتھ ایک بڑی سی کیمرہ شاپ میں داخل ہوا، جب باہر آیا تو اس کے گلے میں ایک نیا کیمرہ تھا۔۔وہ لڑکی مسلسل اس سے باتیں کر رہی تھی۔پیسنجر سیٹ پر بیٹھے لڑکے نے دونوں ہاتھوں میں کیمرہ لیا ہوا تھا، اس کی ٹچ سکرین پر انگوٹھا پھیرتا اس کی سیٹنگ کر رہا تھا، پھر ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھا

"کیا میں آپ کا فوٹو شوٹ کر سکتا ہوں؟"(عقل سے پیدل ہیں آپ مگر شکل تو اچھی بھلی ہیں)

"ہاں"وہ مسکرائی"شیور"

اس نے گاڑی پارکنگ ایریا میں پارک کی اور خود شالامار باغ میں داخل ہوئے۔اب ہریرہ اسے جیسے جیسے پوز کرنے کو کہہ رہا تھا وہ ویسے ویسے کر رہی تھی اور تقریباً ایک گھنٹے کے بعد جب اس نے لڑکی کو اس کی تصاویر دکھائیں تو اس نے منہ پر ہاتھ کر اپنی چیخ روکی، وہ مسکرا رہی تھی، خوش تھی اور بار بار اپنی فوٹوز دیکھ رہی تھی

"او مائی گاڈ۔۔او مائی گاڈ"پھر ہریرہ کو دیکھا اور مسکرائی"یو آر۔۔جسٹ امیزنگ"

وہ سر جھکائے مسکرا رہا تھا(یس آئی ایم امیرنگ نا)

"کیا مجھے تمھارا نمبر مل سکتا ہے؟"

اور یہ لگی گرم گرم لوہے پر ضرب!

شام کا وقت تھا۔ابھی شام ڈھلی نہیں تھی، آسمان ہلکا سا نارنجی تھا۔چار بجے کے قریب وقت تھا اور شہر تھا اسلام آباد کا۔اگر اس بڑی سی لائیبریری میں جھانکو تو ایک لڑکا میز پر بازو جمائے، کتاب پر سر جھکائے کچھ پڑھ رہا تھا۔اس نے نیلی جینز اور سیاہ سرمئی سفید سا سویٹر پہن رکھا تھا۔سامنے دو موٹی موٹی کتابیں تھیں اور بہت سے صفحے جو کہ بھرے پڑے تھے۔ایک طرف موٹا سا رجسٹر تھا جس کے پیلے پیلے صفحے بھی کاغذات کی طرح سیاہ ہوئے پڑے تھے۔وہ بڑی لگن سے پڑھ رہا تھا۔کچھ فاصلے پر ایک لڑکی کتابوں والی الماری کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے کارپیٹ پر بیٹھی مسلسل بول رہی تھی۔وہ شاید فون پر لگی تھی، ہنستی ہوئی کسی سے بات کرتی

"آفندی آپ نے میرے کردار کو جوکر بنا دیا ہے" اور ہنس دی۔

اس کی آواز لڑکے کی توجہ میں مخل پیدا کر رہی تھی۔وہ بار بار سر جھٹکتا اور پھر سے کتاب کی طرف توجہ کرتا

"نہیں۔۔میں نے اس کردار کو بدل دیا ہے۔وہ میرا پسندیدہ تھا" ایک لمحے کا توقف اور وہ پھر سے ہنسی۔

لڑکے سے مزید برداشت نہیں ہوا اور اس نے جھٹکے سے کتاب بند کی۔بیٹھے بیٹھے اس کی طرف مڑا اور اسے آواز دی

"ایکس کیوزمی"

لڑکی نے اسے دیکھا اور فون کان سے ہٹا کر بولی

"یس"

"آپ پلیز تھوڑا آہستہ بولیں یا باہر چلی جائیں۔میں ڈسٹرب ہو رہا ہوں آپ کی آواز سے" اس نے تحمل اور ضبط کا سہارا لیتے اپنی بات کہہ دی

اس نے ہاں میں سر ہلایا "سوری۔۔میں خیال رکھوں گی" اور مسکرا دی

وہ مسکرا بھی نہ سکا اور سر جھٹک کر دوبارہ کتاب کھولی۔وہ پھر سے کتاب پر جھک گیا اور پڑھنے لگا۔

پورے دس منٹ بعد پھر سے کسی کی ہنسی کی آواز ابھری۔ساتھ والے لڑکے نے کتاب پر جھکے لڑکے کو دیکھا جو کہ ضبط کیے بیٹھا تھا۔وہ پھر سے مڑا

"ایکس کیوزمی"

لڑکی نے پھر سے اسے دیکھا

"یہ لاسٹ وارننگ ہے۔۔میں آپ کی کمپلین کر آؤں گا،آپ ہمیں ڈسٹرب کر رہی ہیں" وہ سنجیدگی سے بولا تھا

وہ لڑکی پھر سے مسکرائی اور سر ہلا کر فون دوبارہ کان سے لگا لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پھر سے کتاب کھول کر بیٹھ گیا۔دس منٹ مزید گزرے اور وہ لڑکی پھر سے ہنسی۔یہ ضبط کی انتہا تھی،وہ اٹھا،اپنی کتابیں پکڑیں اور سیدھا ریسپشن پر چلا گیا۔لڑکی نے مڑ کر اسے دیکھا اور پھر کھڑی ہو گئی۔کال کاٹ دی۔وہ لڑکا غصے میں لائبریرین سے اس کی شکایت کر رہا تھا اور پھر باہر چلا گیا۔

لڑکی نے بے پرواہی سے شانے اچکائے اور میز پر پڑی کتاب دیکھی اور اسے پکڑ لیا۔پھر کھول کر اندر لکھا نام پڑھا اور کتاب پکڑ کر باہر کی طرف بڑھی۔

"ایکس کیوزمی"

لڑکا اپنی گاڑی کے پاس کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔مڑ کر اسے دیکھا اور پھر سر جھٹکا۔کال کاٹی فون جیب میں رکھا۔لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی

"وہ کونسی بیماری ہوتی ہے جس میں انسان کی یادداشت ہمیشہ کیلئے جانے لگتی ہے؟"وہ پتلیاں سکیڑے اسے دیکھنے لگی

لڑکے نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا،پھر بھنویں بھینچ لیں

"الزائیمر"

لڑکی نے اپنے پیچھے چھپائی کتاب نکالی اور اس کے سامنے کی"ڈاکٹر اشعر آپ کو الزائیمر ہے"

اشعر نے وہ کتاب دیکھی اور"اوہ"میں ہونٹ سکیڑے،پھر اس سے کتاب لے لی

"الزائیمر بوڑھوں کو ہوتی ہے"وہ گاڑی کا دروازہ کھول رہا ہے

"کیا پتہ آپ کا دماغ بوڑھا ہو رہا ہو" لڑکی نے سینے پر بازو باندھ لیے

اشعر نے اسے دیکھا "آپ پہلے ہی میرا دماغ خراب کر چکی ہیں۔ مزید مت کریں جائیں یہاں سے"

وہ واقعی بے زار تھا

"ہا" اس نے ہاتھ کمر پر باندھ لیے "ایک تو میں نے آپ کو کتاب لا کر دی ہے، دوسرا آپ نے شکریہ نہیں بولا، تیسرا آپ مجھ پر چلا رہے ہیں، چوتھا آپ انتہائی بد لحاظ انسان ہیں، پانچواں آپ ایک اچھے ڈاکٹر نہیں ہیں، چھٹا آپ اپنی حد میں رہیں اور ساتواں" اس نے ایڑیاں اوپر کیں اور اس کی آنکھوں میں جھانکا "میں جا رہی ہوں یہاں سے" پیر پٹخ کر وہ مڑی، پیچھے جھولتی کندھوں سے نیچے تک آتی پونی آگے کندھے پر گئی اور وہ وہاں سے چلی گئی۔

اس نے ایک سانس خارج کی اور دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "قیامت قریب ہے" اور پھر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ پہاڑوں پر سورج غروب ہوتا ایک سنہری سا تاثر دے رہا تھا، بالکل اس لڑکی کی آنکھوں کی طرح!

شام رات میں بدل چکی تھی۔ یہ ایک ہوٹل کا منظر تھا جہاں بڑے سے ہال میں ڈنر ارینج کیا گیا تھا۔ روشنی سے منور ہال اور جگہ جگہ لگے پھول۔ کھانوں کی مہک اٹھ رہی تھی، رنگ برنگے لوگ اور ان کی معنی خیز باتیں۔ ایک طرف رابیل کھڑی فائقہ سے مسکرا کر کچھ کہہ رہی تھی اور وہ اس کی تائید میں سر ہلا رہی تھی۔ اس کے لمبے سلکی بال کھلے تھے، ہلکے جامنی اور ٹی پنک کلر کا گاؤن پہنے وہ سادہ

مگر خوبصورت لگ رہی تھی۔اسے آئے ابھی پانچ منٹ ہوئے تھے اور تب ہی اسے فائقہ مل گئی۔ان دنوں فائقہ کی اس سے نئی نئی دوستی ہوئی تھی۔دور کھڑیں بوائے کٹ والی مسز سلطانہ کے قریب ایک مرد کھڑا تھا۔نیوی بلیو تھری پیس پہنے وہ رابیل کو دیکھ رہا تھا،ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھا اور دوسرے ہاتھ میں مشروب کا گلاس پکڑ رکھا تھا،جسے وہ لبوں تک لے جاتے گھونٹ بھرتے رابیل کو دیکھتے کچھ سوچ رہا تھا۔پھر مسز سلطانہ کے ذرا سا قریب گیا

"یہ لڑکی کون ہے؟"

انھوں نے اس کی نظروں کے تعاقب میں پیچھے دور کھڑی رابیل کو دیکھا

"یہ "پھر طنزیہ ہنسی "تمھاری ٹائپ کی نہیں ہے"

اس نے ابرو اٹھائی اور مسز سلطانہ کو دیکھا "نام کیا ہے؟"

"تم کیا کرو گے؟" وہ اسے گھور رہی تھیں اور وہ مسکرایا۔

"آج کل میں سنگل ہوں اور وہ خوبصورت "جوس کا گھونٹ بھرا

مسز سلطانہ نے سانس خارج کی "میں اسے منہ نہیں لگاتی،ابھی بہت چھوٹی ہے،نئی آئی ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "ملوائیں اس سے "اس نے گلاس سے ذرا سا رابیل کی طرف اشارہ کیا

"کہا نا وہ الگ ٹائپ کی ہے "وہ سنجیدہ ہوئی تھیں

"اوکے "پھر گلاس میز پر رکھا اور کوٹ صحیح کیا "میں خود مل لیتا ہوں"

وہ آگے بڑھا تھا کہ مسز سلطانہ نے اس کا بازو پکڑ لیا" جلیل" وہ مڑا اور وہ اسے گھور رہی تھیں" اچھا چلو"

وہ اس کے ساتھ رابیل کی طرف بڑھی تھیں۔ فائقہ ابھی بھی کھڑی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ مسز سلطانہ ان کے قریب پہنچی تو فائقہ نے مسکرا کر سلام لی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔ مسز سلطانہ نے انگوٹھیوں والا ہاتھ رابیل کی طرف بڑھایا

"مسز شرمین سلطانہ" وہ مسکرائی تھیں، مصنوعی مسکراہٹ

"رابیل اورنگزیب" اس نے مسکرا کر ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا۔

ساتھ کھڑا مرد مسکرایا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا" جلیل طاہر"

مگر رابیل بس مسکرا دی، وہ مردوں سے ہاتھ نہیں ملاتی تھی۔ اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی، اپنا بڑھا ہوا ہاتھ خالی دیکھا اور مایوسی سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"یہ ہماری پہلی ملاقات ہے" مسز سلطانہ مسکرائیں۔

اس نے بس سر اثبات میں ہلایا

پھر بولیں" جب کہ میں یہاں زیادہ لوگوں سے نہیں ملتی، خاص کر ان لوگوں سے جو ایک تو نئے ہوں اور دوسرا گم نام ہوں" ان کی معنی خیز باتیں اور معنی خیز مسکراہٹ مگر مجال ہے جو سامنے کھڑی لڑکی پر رتی برابر بھی اثر ہوا ہو۔

"پھر تو آپ غلط شخص کے پاس آ گئیں مسز سلطانہ" وہ ہر طنز کا جواب دینا اچھے سے جانتی تھی، سامنے کھڑی خاتون بھی مسکرائیں اور ساتھ کھڑے مرد کو دیکھا جس کے چہرے پر بھی مصنوعی مسکراہٹ تھی

"میں نے پہلے کبھی آپ کو یہاں نہیں دیکھا" وہ بولنا شروع ہوا تھا

"جی۔۔کیونکہ میں پہلے یہاں نہیں آئی" اس کا لہجہ اور انداز نارمل تھا مگر پھر بھی وہاں کچھ نارمل نہیں تھا

"اوہ" اس نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑس لیے، پھر ساتھ کھڑی مسز سلطانہ کو گھورا اور انھیں آنکھوں سے جانے کا اشارہ کیا۔وہ مسکرائیں اور معذرت کر کے وہاں سے چلی گئیں۔

"میرے بارے میں تو آپ نے سنا ہی ہو گا، کون ہے یہاں جو مجھے نہیں جانتا" وہ بڑے فخر سے بتا رہا تھا مگر وہ جس عورت کے سامنے کھڑا تھا وہ یہاں موجود کسی بھی عورت سے مختلف تھی

"میں۔۔رابیل اورنگزیب آپ کو نہیں جانتی" وہ مسکرائی اور شانے اچکائے۔اسے جلیل سے ایک عجیب سا منفی قسم کا تاثر محسوس ہو رہا تھا۔ایک منفی انرجی یا نیگیٹو وائب!

"تو پھر میں بتائے دیتا ہوں۔۔"

"آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ ایٹ آل" اس نے سنجیدگی سے آنکھیں گھما کر کہا تھا۔

وہ اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا "آپ۔۔"

"ایکس کیوزمی" وہ ہاتھ جھلا کر چلی گئی اور وہ بس اسے منہ کھولے دیکھتا رہا۔ پھر دانت پیستے وہ بڑبڑایا تھا "بچ!" اور مسز سلطانہ کی طرف بڑھا، انھوں نے اس کا لال ہوتا چہرہ دیکھا اور مسکرا دیں

"کہا تھا ناوہ تمھاری ٹائپ کی نہیں ہے مگر نہیں۔۔اب سکون ہے؟"

اس نے گلابی پڑتی آنکھوں سے انھیں دیکھا، ایک بے عزتی کا احساس تھا "مجھے اس کے ساتھ کام کرنا ہے" وہ دانت پیستے بولا تھا

"کیا اتنی ملاقات کافی نہیں تھی؟" انھوں نے ابرو اٹھائی

"کہا نا۔۔مجھے اس کے ساتھ کام کرنا ہے، چاہے جو مرضی کروا سے میرے ساتھ کام پر راضی کرو" وہ دبے دبے غصے میں بول رہا تھا

انھوں نے سانس خارج کی "جلیل۔۔"

"پوچھا نہیں ہے بتایا ہے" اور انھیں آنکھیں دکھا کر وہ وہاں سے چلا گیا۔

رابیل زیادہ سے زیادہ بیس منٹ رکی اور پھر چل دی۔ بیس منٹ میں سے پندرہ منٹ تو جلیل اسے نوٹ کرتا رہا مگر اسے کیا پرواہ، وہ اس ماحول کی عادی ہوتی جا رہی تھی۔ باہر رات گہری ہو رہی تھی۔

لاہور میں رات روشن ہوتی ہے۔ لاہوری رات بارہ بجے تک جاگتے اور صبح بارہ بجے تک سوتے ہیں۔

خیر! اس فلیٹ میں دو نفوس رہتے تھے، ایک وہ جو کچن میں چولہے کے سامنے کھڑا چائے بنا رہا تھا اور دوسرا جو صوفے پر ٹانگیں لمبی کیے نیم دراز سا اپنے موبائل پر لگا ہوا تھا۔ ابھی چائے کو ابال آنے میں

وقت تھا، حذیفہ کچن سے باہر آیا اور لاؤنج میں پڑے صوفے کی طرف بڑھا، ہریرہ کے ہاتھ سے موبائل کھینچا اور وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھا

"یہ کیا حرکت ہے؟" وہ اپنے سر پر کھڑے حذیفہ کو گھور رہا تھا

"یہ وہی حرکت ہے جو ہو گئی ہے" اس نے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی سکرین آف کی اور میز پر رکھ دیا، پھر جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس سے مخاطب ہوا

"اس قدر وحشی ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ میرا بازو اور کمر ابھی بھی دکھ رہی ہے" وہ ذرا سا حذیفہ پر جھکا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں

"اوہ" وہ ہنسا۔ پھر کھڑا ہوا، وہ دونوں آمنے سامنے تھے "اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہو اتنا سا درد تو سہہ لو گے" اس نے سر جھٹک دیا

سامنے کھڑا ہریرہ مسکرا دیا، پھر چھوٹے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا "یہ تو کچھ بھی نہیں" اس نے سر صوفے کی پشت پر رکھا

"ابھی تم دیکھنا، میرا بسیرا پہاڑوں کی چٹانوں پر ہے"

"اور یہ پہاڑوں کی چٹانوں پر سے جب تم گرے نا تو بچنا کچھ بھی نہیں ہے" وہ بلند آواز میں بولا تھا

"شٹ اپ!" اس نے سر اٹھایا تھا۔ دفعتاً کچن سے چائے ابلنے کی آواز آئی اور حذیفہ سر جھٹک کر اندر بڑھا اور آنچ ہلکی کر دی۔ پھر اوپر کیبن سے کپ نکالے اور چائے کو ایک اور ابالا دلا کر چائے کپ میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انڈیلی اور پھر کپ پکڑے باہر آ گیا۔ایک کپ اس کے سامنے رکھا اور خود اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ہریرہ فون پر جھکا تھا، فون کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے مسلسل ٹائپنگ کر رہا تھا

"ویسے کیا ہوا گر میں اسے بتا دوں کہ تمھارے پاس جو کیمرہ تھا وہ تم نے کسی کباڑیے سے چند سو روپے میں لیا تھا اور یہ سارا ڈرامہ کر کے اس سے لیٹسٹ ماڈل کا کیمرہ لیا ہے، چچ! وہ تو تمھاری چٹنی بنا دے گی "حذیفہ مسکرا کر کہتا پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا، کپ اس کے ہاتھ میں تھا اور اس نے کپ منہ کو لگایا

سکرین پر جھکے ہریرہ نے سر اٹھایا اور اسے گھورا "کیا ہی اچھا ہو کہ یہ گرم گرم چائے میں تمھارے منہ پر پھینک دوں اور پھر تمھیں اچھے سے باندھوں اور چھت سے دھکا دے کر کہانی گھڑ لوں کہ حذیفہ بن یمان نے خودکشی کی ہے "وہ بھی اسی طرح مسکرایا تھا۔

ساتھ بیٹھے حذیفہ نے سر جھٹکا "ڈرامے باز "اور چائے کا گھونٹ بھرا

"نام کیا بتایا ہے تم نے اسے اپنا؟ "وہ آنکھیں چھوٹی کیے ہریرہ کو دیکھ رہا تھا

"معاذ ہی "اس نے شانے اچکائے

"چچ۔۔ تمھارے بائیں کندھے کے فرشتے نے ہاتھ کھول کر تم پر لعنت بھیجی ہے۔۔ہریرہ تمھارا باپ ہے پھر؟ "وہ آگے کو جھکا، کپ اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔

وہ ہنس دیا"میں تو مجبور ہوں"

"اور معصوم بالکل نہیں!"کہتے ہی حذیفہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

ایک خاموشی"وہ لڑکی ویسے اچھی ہے، شکل وصورت اور مالی حالات میں بھی"حذیفہ نے چائے کا کپ منہ سے لگایا

"ہوں۔۔اچھی ہے مگر تمھارا بھائی بھی کچھ کم نہیں ہے"اس نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا

"ہاں۔۔لوگوں کو ٹوپیاں کرانے میں"یہ ایک الگ قسم کا تشدد تھا جو وہ دونوں ایک دوسرے پر کرتے رہتے تھے

"دھیان رکھنا کہیں دل ول نہ دے بیٹھو"وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے دلچسپی سے ساتھ بیٹھے ہریرہ کو دیکھ رہا تھا

"اونہوں!"اس نے سر نفی میں ہلایا"انیس سال کی عمر میں مجھے پہلی بار محبت ہوئی تھی پھر نہیں ہوئی، ایک بار تھوک دیں تو اسے چاٹتے نہیں ہیں"اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا

"دل کا کچھ پتہ بھی نہیں ہے"حذیفہ کی بات سنتے ہی ہریرہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور اس کی گردن دباتے اسے صوفے کی پشت سے لگایا تھا

"تم میرے ہاتھوں مروگے کسی دن۔۔جو نہیں ہے وہ نہیں ہے"وہ دانت پیستے غرایا تھا

"اوکے۔۔اوکے"وہ ہنس دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہریرہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ باہر رات اور سردی دونوں بڑھتی جا رہی تھیں۔

"ایک ہفتے کے اندر اندر تم نے اس میں ایسا کیا دیکھا جو وہ تمھارا شکار بن گئی" چائے کا کپ خالی تھا ہریرہ نے اسے گھورا "شیر کا شکار کرنا ہو تو دانہ کبھی نہیں ڈالتے، کبوتر کا شکار کرنا ہو تو گوشت کبھی نہیں رکھتے۔ انسان کے قریب ہر شے قید بن جاتی ہے اگر اسے کنٹرول کرنا نہ آتا ہو، اس کی قید بھوک ہے اور اس قیدی سے زیادہ کمزور کوئی نہیں ہوتا جو اپنی قید کا عادی ہو۔ جسے پتہ ہی نہ ہو کہ قید کو توڑا جاتا ہے اسے سجا کر گھر نہیں بنایا جاتا کیونکہ قید چاہے کتنی ہی حسین کیوں نہ ہو گھر کبھی نہیں بن سکتی۔ ایک ہفتے سے اس کا اور اس کے بوائے فرینڈ کا جھگڑا چل رہا تھا، وہ ضرورت سے زیادہ حساس ہے، وہ ان باتوں پر اس سے لڑ رہی تھی جن باتوں کو تم اور میں یونہی ہنسی میں اگنور کر دیں۔۔ پچھلا بوائے فرینڈ اسے اس وجہ سے چھوڑ کر گیا تھا کہ وہ ٹاکسک ہو گئی تھی، انسان کی فطرت ہے وہ زیادہ دیر ٹاکسسٹی برداشت نہیں کر سکتا اس لیے وہ اسے چھوڑ گیا اور اب بھی یہ لڑکا ہی اسے چھوڑے گا یہ کبھی اس لڑکے کو نہیں چھوڑے گی"

"تمھیں بڑا پتہ ہے" ساتھ بیٹھے حذیفہ نے ابرو اٹھایا

"ہاں" اس نے پھر سے ٹیک لگا لی "ہم جیسے خود ہوتے ہیں ویسے ہی لوگوں کو اٹریکٹ کرتے ہیں۔ وہ خود بھی نیڈی ہے اور اس کی طرف جو لوگ آتے ہیں وہ بھی نیڈی ہوتے ہیں"

"جیسے کہ تم" وہ مسکرایا

"تم پہلے میرے اوپر ہی چڑھائی کر لو، زمانے کا کونسا عیب ہے جو مجھ میں نہیں ہے" ہریرہ بات بتاتے تپ گیا

"بس قاتل نہیں ہو" بے پرواہی سے شانے اچکائے

اس نے منہ بسورا" پچھلا بوائے فرینڈ اس کو اس لیے چھوڑ کر گیا تھا کہ وہ تنگ آ گیا تھا، وہ رشتوں کو سپیس دینا نہیں جانتی، وہ سمجھتی ہے کہ جو چیز اس کی ہے وہ جب تک اس کے پاس ہے تب تک اس کی ہے، دور ہو جائے تو اس کی نہیں رہے گی اور یہی خوف اس کی قید بن چکا ہے، رشتے سپیس مانگتے ہیں جو لوگ سپیس نہیں دیتے وہ لوگ ٹاکسک بن جاتے ہیں۔ انسان کو حساس ہونا چاہیئے وہ ضرورت سے زیادہ حساس ہو جاتی ہے سو جب اس کے بوائے فرینڈ کو اس سے زیادہ امیر لڑکی ملی وہ اس کے پاس چلا گیا۔۔ اس کی قید بھوک ہے، محبت اور اٹینشن۔ جو کوئی بھی اسے محبت دے گا وہ اس کی طرف متوجہ ہو گی، اسے کبھی کسی مرد کی محبت نہیں ملی، اس کا بھائی نہیں ہے اور باپ بس دولت کے انبار لگانے میں مصروف ہے"

"اس لیے اب تم اسے محبت دو گے" وہ جھٹ سے بولا

"نہیں" جواب بھی جھٹ سے آیا تھا

"پاگل کسے بنا رہے ہو؟" حذیفہ دھیما سا ہنسا

"وہ میرے ساتھ اٹیچ ہو گی تو پھر سے ٹاکسک ہونے لگے گی، میرے بارے میں حساس اور پھر سے وہی سائیکل شروع۔۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گا"

"ہاں تم اسے لوٹ کر چھوڑ دو گے جیسے سب کرتے ہیں" اسے بہت جلدی تھی

"نہیں"

"پھر؟"

"میں ساری پلاننگ تمھیں لکھ کر نہ دے دوں تم اچھے سے یاد کر لو" وہ پھر سے تپ گیا

"ہاں یہ ٹھیک ہے" اس نے معصومیت سے سر اثبات میں ہلایا

"دفع ہو جاؤ" وہ دانت پیستے بولا تھا۔

حذیفہ کھڑا ہوا اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا" پتہ نہیں میں نے کون سا گناہ کیا تھا جس کے مکافات میں تم ملے ہو" اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ جاتے ہوئے دروازہ زور سے مار کر گیا" ہاں توڑ دو دروازہ، پیسے تم دو گے نا" وہ چلایا تھا۔ باہر کھڑے حذیفہ نے سن لیا اور ایک بار دروازہ کھول کر اس نے دوبارہ ٹھاکر کے بند کیا۔ وہ بس ضبط کر کے رہ گیا۔

اسلام آباد میں سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکل چکا تھا اور اب پورے زور سے چمک رہا تھا۔ رات ٹھنڈی ہوتی تھی مگر دن کو اجالا اور موسم اچھا ہوتا تھا۔ دھوپ بری نہیں لگتی تھی۔ وہ لیپ ٹاپ پر جھکا بڑے غور سے اپنا کام کر رہا تھا جب گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر آیا۔ اسے اندر آنے کے لیے

اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔آج وہ اس کے سامنے نہیں بیٹھا،اس کی کرسی کے ساتھ کھڑا، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے پتلیاں سکیڑے اس کے لیپ ٹاپ کی سکرین کو گھور رہا تھا

"یہ کوئی نیا پراجیکٹ ہے؟"

تیمور نے نفی میں سر ہلایا"یہ میرا پراجیکٹ ہے،آگ لگانے والا ہوں میں"اس نے چند ایک کیز دبائیں اور پھر کچھ ڈاؤن لوڈ ہونے لگا۔وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا،ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے وہ سکرین کو دیکھ رہا تھا۔زرار اس کے ساتھ سے ہٹا اور سامنے کرسی نکال کر آ بیٹھا"لنچ بریک ہے،تم ابھی بھی اسی میں گھسے ہو"

وہ مسکرایا"یہ نشہ ہے،اس کے لیے بریک کی ضرورت نہیں ہوتی"

زرار مسکرا دیا۔پھر سر ہلایا"ابسیشن،جنون"

تیمور نے ہاں میں سر ہلایا"یہ بس تھوڑا سا رہ گیا ہے،شام تک مکمل ہو جائے گا پھر میں اسے اپروو کروا کر امپلیمنٹ کروں گا"وہ آگے کو جھکا اسے بتا رہا تھا۔

"گریٹ۔۔ہے کیا؟"سوالیہ انداز میں ابرو اٹھایا

تیمور پھر سے مسکرایا"میرا پراجیکٹ۔۔"اور وہ اسے اس کی تفصیل بتا رہا تھا،زرار غور سے سنتا سر ہلا رہا تھا۔پھر مسکرا کر وہ تیمور کو کچھ بتانے لگا۔اس نے اپنا والٹ نکالا اور سامنے میز پر کہنیاں رکھے وہ اسے ایک کارڈ نکال کر دکھا رہا تھا،وہ تیمور کو کارڈ دکھا رہا تھا مگر وہ کچھ اور دیکھ چکا تھا۔اس کے والٹ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں ایک لڑکی کی تصویر تھی جس کی آنکھیں ہیزل تھیں، سبز، سنہری اور بھورے رنگوں کا خوبصورت ملاپ۔۔وہ لڑکی کون تھی؟

سورج کی شعاعیں سیدھی "میڈی ٹاکس فارماسیوٹیکلسز" پر پڑ رہی تھیں۔ بڑی سی انڈسٹری جس میں کام کرنے والے مصروف سے اپنا کام کر رہے تھے۔ایک بڑے سے ہال میں جس کی دیواریں سفید تھیں، اندر کا ماحول باہر کے ماحول سے کافی ٹھنڈا تھا، بڑے بڑے سٹینڈز تھے جن میں سامان پڑا تھا۔ بڑے بڑے ڈبے اور ٹرانسپیرنٹ تھیلے جن میں پڑا پاؤڈر باہر سے نظر آ رہا تھا۔ایک طرف بہت سی مشینیں پڑی تھیں۔وہاں کام کرنے والوں کے سر سبز سی ٹوپی سے ڈھکے تھے، وہ ٹوپی جو آپریشن کرتے وقت سرجن پہنتا ہے، چہروں پر ماسک تھے، ہاتھوں میں سفید سے دستانے، جوتوں پر ٹرانسپیرنٹ کور اور سفید اوورال پہنے وہ سب درمیان میں کھڑے شخص کی طرف متوجہ تھے، جس نے ہاتھوں میں ٹرانسپیرنٹ دستانے اور سر پر سبز سرجن والی ٹوپی اور ماسک پہن رکھا تھا۔ باقی سب کی طرح اس کے سیاہ جوتے بھی کور میں قید تھے۔پاس ایک سفید کور والی بوری کھلی تھی جس میں بہت سا سفید پاؤڈر تھا، اس نے ہاتھ ڈالا اور ذرا سا پاؤڈر لیا، پھر انگلی اور انگوٹھے کے درمیان رکھ کر اسے مسلا اور ساتھ کھڑی لڑکی سے مخاطب ہوا جس کا حلیہ بھی اسی کی طرح تھا

"یہ کب آیا ہے؟"

"باس! کل شام کو" اس کے ہاتھ میں کچھ کاغذات اور ایک بال پوائنٹ تھی

"واپس بھجواؤاسے اوران کانام بلیک لسٹ کردو"اس نے جلدی سے کاغذات پر کچھ نوٹ کیا

"باس"مامون نے اسے دیکھا"باس!ان کا کل دوپہر میں ہی کانٹریکٹ ہوا تھا"

"تو؟"اس نے ابرواٹھائی

"باس۔۔یہ بیڈامپریشن نہیں ہوگا"وہ دھیماسابولی

"تم نے اگرمیرے آنے سے پہلے چیک کرلیاہوتاتو یہ نوبت نہ آتی۔۔چھونے پر باریک پتھر محسوس ہوتے ہیں مطلب کرشنگ صحیح سے نہیں ہے،میں کوالٹی پر کمپرومائز نہیں کرتا۔۔واپس بھجواؤاسے"

وہ سنجیدہ سابول رہاتھا۔بڑے سے ہال میں خاموشی تھی۔

پاس سلیب پر ٹرے میں پڑے بہت سے سیمپل دیکھے،ایک جگہ ٹرے میں بہت سے کیپسول پڑے تھے،اس نے ان کوایک مشین میں ڈالااور چندایک بٹن دبائے۔۔ایک بیپ سابجااوراس نے سرہلا دیا۔

"یہ ٹھیک ہیں سب"پھرایک سفید سی چھوٹی بوری میں پڑیں کیپسولز کی طرف اشارہ کیا"ان کی پیکنگ شروع کرواؤ"

افیفہ نے سرہلادیا،وہ ہال سے باہر آیااور آتے ہی ماسک اتارا۔وہ آگے بڑھ رہاتھااورافیفہ اس کے قدم سے قدم ملارہی تھی

"باس!"اس نے گردن موڑ کراسے دیکھا"آپ سے ملنے کوئی آیاہے"

"کون؟"اس نے ابرو اٹھائی

"پتہ نہیں۔۔زیان مصطفیٰ نام بتایا ہے"

مامون کے چہرے پر ناگواری سی ابھری"آدھے گھنٹے بعد بھیجنا"اور وہ آفس میں چلا گیا۔ساتھ کھڑی افیفہ نے سانس خارج کر کے خود کو نارمل کیا

"ایک تو جب بھی یہ انسپکشن کے لیے جاتے ہیں جلاد بن جاتے ہیں"سر جھٹک کر وہ دائیں طرف مڑ گئی۔

آدھا گھنٹہ گزرا اور زیان مصطفیٰ مامون آفندی کے سامنے بیٹھا تھا۔وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے، آستینیں کہنیوں تک موڑے،ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کیے سامنے زیان کو گھور رہا تھا

"بولو۔۔میں سن رہا ہوں"وہ میز پر پڑے ٹرانسپیرنٹ سے پتھر کو گول گول گھما رہا تھا

"مجھے میری بیٹی چاہیئے۔۔تم اسے مجھ سے نہیں چھین سکتے"وہ دانت پیستے بولا تھا۔پھر خاموش ہو گیا

مامون نے اسے نظریں اٹھا کر دیکھا،پتھر کو گھماتا ہاتھ رکا"اور کچھ یا بس یہی؟"

"تم ایسے نہیں کر سکتے۔۔ایک بار میں نے تم پر کیس کیا نا تو تم کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔۔وہ میری بیٹی ہے میرا خون ہے،تم اپنی جتنی بھی پاور استعمال کر لو مجھ سے نہیں چھین سکتے۔۔ وہ میرے پاس ہی لوٹے گی"وہ بولے جا رہا تھا

مامون اس کی بات سنتا پتھر گھما رہا تھا"اور؟"

وہ خاموش ہوا

"سکرپٹ کس سے لکھواتے ہو؟"اس نے ابرو اٹھا کر زیان کو دیکھا

"مامون۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا مامون بول پڑا"خود لکھتے ہو گے کیونکہ اگر سکرپٹ لکھواؤ گے تو پیسے دینے پڑیں گے جو کہ تمھارے پاس ہیں نہیں"

پھر ذرا سا نیچے کو جھکا اور دراز کھول کر چیک بک نکالی"کتنے لاکھ چاہیئے اس بار؟"اس نے بال پوائنٹ کھولی اور لکھنے کے لیے اس کی نوک کاغذ پر رکھی

"سات لاکھ"اس نے نظریں چرائیں۔

مامون نے ایک نظر اسے دیکھا پھر چیک بک پر رقم لکھی"اب میرے پاس یہ رونے مت آنا کہ وہ تمھاری بیٹی ہے تمھارا خون ہے واٹ ایور"اس نے رقم لکھ کر چیک بک سے صفحہ الگ کیا اور اس کے سامنے پھینکا

اس نے رقم دیکھی اور پھر مامون کو"یہ تو چار لاکھ ہیں۔۔تین لاکھ؟"

وہ مسکرایا"ایک لاکھ میرا ایک گھنٹہ ضائع کرنے کا کٹا ہے،ایک لاکھ میری بیٹی کو تنگ کرنے کا اور ایک لاکھ۔۔"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا"میری مرضی۔۔میں نے کاٹ دیا سو کاٹ دیا"وہ بے پرواہ سا بیٹھا تھا

"مامون۔۔"وہ کچھ بولنے والا تھا کہ مامون نے اس کی بات کاٹ دی۔

"ہاں یہاں سے باہر نکلو گے نا تو سیدھا جانا اور پھر رائٹ مڑ جانا، وہاں ایک بڑا سا پول ملے گا ہو سکے تو اس میں ڈوب کر مر جانا"

اس نے چیک بک واپس دراز میں رکھی۔ وہ دانت پیستے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ مامون نے فون پکڑا اور ایک کال ملائی

"ہاں جنید۔۔ ذرا یہ اوپر آؤ، میرے کمرے میں ایک جانور گھس گیا ہے اسے نکال کر لے جاؤ۔۔ میں ذرا بزی ہوں"

اور پھر کال کاٹ دی۔ زیان اٹھا اور کوٹ درست کیا

"تمھارا حساب۔۔"

مگر مامون نے پھر اسے نہیں بولنے دیا "ہاں لے لینا حساب، ابھی جاؤ" اور باہر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پیر پٹخ کر باہر کی طرف بڑھا۔ وہ باہر نکلا اور افیفہ اندر کی طرف آئی تھی۔

ایک دوسری جگہ ایک لڑکی اپنے آفس میں بیٹھی اپنی سیکرٹری سے بات کر رہی تھی۔ اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا مگر اس لیپ ٹاپ کی سکرین سیاہ تھی۔ اس پر بہت سے سٹکی نوٹس لگے تھے جن پر اس نے اپنے ضروری کام لکھے تھے۔۔

"میم۔۔ ہماری کلیکشن آؤٹ ہوئے تین ہفتے ہو چکے ہیں مگر کچھ خاص پروگریس نہیں ہے حالانکہ ہم نے کام پرفیکٹ کیا تھا، لوگوں کا رجحان ابھی بھی وہیں ہے جہاں پہلے تھا، ریڈ روسز اور پرل کی کلیکشن

بھی ہمارے ساتھ ہی آؤٹ ہوئی تھی مگر۔۔"وہ اپنے ساتھ ساتھ دوسرے برانڈز کی خبر بھی رابیل تک پہنچا رہی تھی

اس سے پہلے کہ وہ آگے کچھ بولتی رابیل نے اسے ٹوک دیا"آئمہ۔۔میں نے کتنی بار کہا ہے کہ کمپیریزن مت کیا کرو، ہمارا مقابلہ ہمارے ساتھ ہے۔۔دھیان سے دیکھو ہماری پرو گریس پچھلی بار سے اچھی ہے۔۔میں تمھاری سیکرٹری ہوں یا تم میری؟"وہ غصے میں نہیں تھی مگر اسے اچھا نہیں لگتا تھا کہ اسے کسی سے کمپیئر کیا جائے۔

آئمہ سر جھکائے بیٹھ گئی"ہم دوسروں کے پیچھے کیوں لگیں۔۔ہمیں ریڈ روسز یا پرل نہیں بننا۔۔ ہماری ریس ان سے ہے ہی نہیں"اس نے پاس پڑا پانی کا گلاس پکڑا اور لبوں سے لگایا۔پھر سانس لے کر خود کو نارمل کیا

"سوری۔۔میم"

"اوکے"اس نے سر اثبات میں ہلایا

"میم۔۔مسز سلطانہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں"

رابیل نے سانس خارج کی"پہلی بار ملنے پر مجھے ان سے اچھی وائب نہیں آئی تھی، خیر کل کسی بھی وقت میری ان سے میٹنگ ارینج کروا دو، ان کو تو ایک سائیڈ پر کروں"اس نے سر جھٹکا اور لیپ ٹاپ کی سکرین آن کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سیکرٹری نے سر ہلا کر کاغذ پر کچھ لکھا۔

لیپ ٹاپ کی سکرین پر بہت سے ڈیزائیز واضح ہوئے تھے،ایک ہی قمیض کے مختلف ڈیزائنز۔وہ ٹچ پیڈ پر انگلی ہلاتی ان ڈیزائنز میں ردوبدل کرتی سامنے بیٹھی آئمہ کو دکھا رہی تھی،پھر کچھ کہہ رہی تھی جسے وہ کاغذ پر لکھتی جا رہی تھی۔

"سیزن چینج ہو رہا ہے،ونٹر کلیکشن پر فوکس کرو۔۔لاسٹ ایئر جو بھی ونٹر کلیکشن میں پینڈنگ تھا وہ نکلواؤ اور آگے کام شروع کرواؤ"وہ لیپ ٹاپ پر دیکھتی اسے کہہ رہی تھی

"ونٹر کے لیے ہمارا سٹف بہت لمیٹیڈ ہے،اس کے لیے بہت سا کپڑا چاہیئے ہو گا"

"ہوں۔۔میں آج چار بجے تک فیکٹری چکر لگاتی ہوں۔۔سٹف کی کوالٹی کمپرومائز نہیں ہو گی،لائٹ کلرز پر ڈارک کو پری آرٹی دو"وہ ابھی بھی لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ تھی

"اوکے"پھر بولی"میم۔۔سیلف پرنٹ؟لاسٹ ٹائم یہ نیا آئیڈیا تھا مگر اس پر کام نہیں ہو سکا"

"ہوں۔۔اس کو بھی دیکھتی ہوں ابھی تم جو سٹف موجود ہے اسے دیکھو باقی میں چار بجے تک آتی ہوں"

وہ سر ہلا کر چلی گئی۔رابیل نے سانس خارج کی اور پیچھے کرسی کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

مامون جس وقت لاؤنج میں داخل ہوا سامنے صوفے پر فرحین بیٹھی تھی،ساتھ عارفین اور دونوں باتیں کرتیں چائے پی رہی تھیں۔بڑے صوفے پر لیپ ٹاپ گود میں رکھے تیمور اور ساتھ بیٹھی آرا

کوئی مووی دیکھ رہے تھے۔آرا کی گود میں پاپ کارن تھے جس سے تیمور اور آرا وقفے وقفے سے پاپ کارن لیتے اور کھاتے۔مامون اندر آیا اور آتے ہی سلام لی۔آرا اسے دیکھ کر مسکرائی اور پیالہ وہیں رکھ کر اس کی طرف بڑھی۔۔وہ مسکراتے ہوئے جھکا اور اسے کندھے سے لگایا، پھر اس کے بالوں پر بوسہ دیا

"کیسی ہو؟" وہ جھکے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا

وہ مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا "اچھی ہوں"

وہ مسکرا دیا اور پھر سیدھا ہوا، فرحین مُسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی

"تم کیسی ہو مس رائٹر؟"

"ٹھیک۔۔آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر عارفین سے مخاطب ہوا، صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے ذرا سا جھکا اور اس کے کان کے قریب بولا "اماں؟"

"ہاسپٹل سے نہیں آئیں۔۔آج پتہ نہیں شاید دیر ہو گئی ہو"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اندر چلا گیا۔آرا دوبارہ تیمور کے ساتھ بیٹھ گئی اور پاپ کارن کھاتے مووی دیکھنے لگے۔عارفین اور فرحین پھر سے باتیں کرنے لگیں "آپ کے مطابق ہیرو کیسا ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کی کچھ ویلیوز ہوں، وہ جینٹل مین ہو اور یہ نہ ہو کہ آسمان پر پہنچا ہوا ہے، ایک عام آدمی ہی لگے ۔۔عام ہو کر بھی خاص ہو" اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا

"ہوں۔۔میرا کریکٹر بھی ایسا ہی ہے، بالکل جینٹل مین" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی "آپ کے مطابق اینڈ نگ ہیپی ہو یا سیڈ؟"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرا "اینڈ نگ ہمیشہ سیٹسفائی ہوئی چاہیئے۔۔ہیپی اور سیڈ تو بعد کی بات ہوتی ہے"

فرحین نے سر ہلایا۔ پھر عارفین بول پڑی

"تاثیر کا نکاح کب ہے؟"

فرحین مسکرادی "بس شاید اسی مہینے کے اینڈ پر یا شاید ایک مہینے تک" چائے کا آخری گھونٹ بھرا

"ہوں۔۔ڈیٹ ڈیسائیڈ نہیں ہوئی ابھی؟"

"نہیں۔۔ کبھی تاثیر کا پارہ ہائی ہوتا ہے اور کبھی بابا کا۔۔ پتہ نہیں کیا کرتے ہیں دونوں۔۔ابھی دو تین دن پہلے ہی اس بات پر بہت بحث ہوئی ہے" اس نے سر جھٹکا

"کس بات پر؟" اس نے ابرو بھینچ لیں

"کہہ رہی تھی کہ ابھی نہیں کرنی شادی۔۔ حالانکہ نشیب اچھا ہے، ویل مینرڈ اور ڈیسنٹ سا مگر تاثیر پتہ نہیں کون سی ہواؤں میں ہے" فرحین نے بے پرواہی سے کہتے ہی شانے اچکائے

عارفین نے سانس خارج کی "چلو کوئی بات نہیں۔۔جو بھی ہوا اچھا ہو"

سامنے بیٹھی آرا نے اپنا سر تیمور کے بازو سے لگایا ہوا تھا "یہ اس کو مار دے گا؟"اس نے پاپ کارن منہ میں رکھا اور اس سے سوال کیا

"آپ کو کیا لگتا ہے؟"دونوں کی نظریں سکرین پر ہی تھیں

"یہ اس کو کیوں مارے گا تیمور؟"اس نے پھر سوال کیا

"مطلب آپ کو لگتا ہے کہ یہ اس کو مار دے گا"اس نے آرا کے پیالے میں ہاتھ ڈال کر پاپ کارن نکالے اور منہ میں رکھے

"ہاں جی۔۔یہ بہت پاور فل ہے"اس نے اپنا نظریہ پیش کیا تھا

وہ مسکرایا "مجھے تو لگتا ہے کہ یہ یہاں سے بھاگ جائے گا اور پھر واپس آئے گا اور پھر سے فائٹ کرے گا"وہ ذرا سا پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"کیا ایسا بھی ہوتا ہے تیمور؟"اب وہ تیمور کو دیکھ رہی تھی

"ہاں۔۔کبھی کبھی سروائیول کے لیے تھوڑی دیر کے لیے بھاگ جانا یا چھپ جانا ٹھیک ہوتا ہے"

اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا پھر دوبارہ سے مووی دیکھنے لگی۔

مامون اوپر سے نیچے آیا تھا،وہ مسکرائی اور مامون کے پاس آئی۔پیچھے سے تیمور نے اسے آواز دی "آرا ۔۔پاپ کارن تو دے جاؤ"

اس نے منہ بسورا اور پھر پاپ کارن اسے دے گئی، صوفے پر ٹانگیں رکھے مامون کے بازو سے لگے اسے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے اس کی بات سن رہا تھا۔ پھر سیدھا ہوا اور فرحین کو دیکھا

"چغلیاں کرنے آئی ہو؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر لیں

وہ ہنس دی "مامون آفندی کے گھر میں چغلیاں۔۔اللہ کی پناہ"

وہ مسکرایا اور پیچھے لائلہ کو آواز دی "لائلہ۔۔کافی پلیز" وہ جو کچن میں کام کر رہی تھی سر ہلا کر کافی بنانے لگی

"نام کیا رکھا ہے کتاب کا؟" وہ پھر سے فرحین سے مخاطب ہوا

"ابھی سوچ رہی ہوں"

مامون نے سر ہلا دیا، وہ مسکرایا "ولن کا رول کس کو دیا ہے؟"

وہ ہنس دی "ایک لڑکی ہے"

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "ریفرنس تمھاری بہن ہے"

وہ ہنس دی، وہ بھی مسکرایا تھا۔

"سوچوں گی اس بارے میں۔۔ابھی ویسے کچھ خاص لکھا نہیں ہے، یہاں تک پہنچوں گی تو آپ کی خدمات لوں گی"

"شیور!" اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پاس بیٹھی عارفین اب کچھ کہہ رہی تھی اور وہ دونوں مسکرا رہے تھے۔

آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی وجہ تھی کہ صوفے پر بیٹھی رامین جو کہ خاموش تھی۔ منہ بنائے سینے پر بازو باندھے وہ خاموش سی بیٹھی تھی، جیسے ابھی فرحت سے تازہ تازہ عزت افزائی ہوئی ہو یا اشعر اور مینا کا جھگڑا ہوا ہو۔ گلشن آرا اس کے ساتھ بیٹھی ڈرامہ دیکھ رہی تھیں اور فاطمہ سامنے بیٹھی دھنیے کے پتے الگ کر رہی تھی۔ دفعتاً اشعر باہر سے آیا، آتے ہی کتابیں میز پر رکھیں اور صوفے کی پشت پر سر رکھ دیا۔ پھر سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا

"آج گھر میں ویسے بڑا سکون ہے، گھر گھر لگ رہا ہے" اس نے مینا کو دیکھا جو کہ منہ بسورے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے دوسری طرف منہ موڑ لیا۔ وہ مسکرایا تھا، پھر کشن اٹھایا اور اس کی طرف پھینکا "کیا بات ہے؟ کہیں گونگی وونگی تو نہیں ہو گئی؟" مینا چپ ہو تو اسے بھی یہاں سکون آتا تھا اس نے کوئی جواب نہ دیا اور کشن گود میں رکھ کر بیٹھ گئی۔ اشعر فاطمہ سے مخاطب ہوا

"فاطمہ بیٹا۔۔ جاؤ ذرا اندر سے میرا تھرما میٹر لے کر آؤ۔۔ چیک کروں زندہ ہے یا لاش بن چکی ہے" فاطمہ بس مسکرا دی۔ کمرے سے رابیل باہر آئی تھی اور سیدھا کچن میں چلی گئی۔ پھر باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں پیالہ تھا جس میں فروٹ چاٹ تھا، اس نے اشعر کی طرف بڑھایا اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"اس کو کیا ہوا ہے آپی؟" اس نے چمچ بھر کر منہ میں ڈالا

"میڈم امی سے ناراض ہیں" اس کے ہاتھ میں بادام تھے جنھیں وہ ایک ایک کر کے منہ میں ڈالتی چبا رہی تھی

"کس بات پر؟" وہ رابیل سے مخاطب تھا

وہ ہنس دی، اسے مینا کو دیکھ کر ہنسی آرہی تھی "اس کی یونیورسٹی میں عاطف اسلم کا کنسرٹ ہے، اس کے لیے ضد کر رہی ہے" پھر چپ ہوئی اور منہ میں ایک اور بادام ڈالا۔

مینا نے منہ کشن میں دے دیا

"صحیح ہے" اس نے سر جھٹکا اور منہ میں ایک اور فروٹ چاٹ سے بھرا چمچ ڈالا "اتنی دنیا آئی ہوتی ہے، ایسے ہی کسی کے نیچے آکر مر مرا جائے گی"

اس نے ایک دم سے سر اٹھایا اور کشن اشعر کی طرف پھینکا اور رونے لگی "سارے گھر والے میرے دشمن ہیں۔ ایک کنسرٹ پر جانا ہے اس کے لیے بھی منتیں کرنی پڑ رہی ہیں۔ اللہ کرے میں ٹرک کے نیچے آجاؤں"

رابیل اور اشعر دونوں کا قہقہہ بلند ہوا تھا، رابیل تو باقاعدہ پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی

"مینو" اشعر کی ہنسی بھی قابو میں نہیں آرہی تھی "ٹرک کی کیا ضرورت ہے، تم تو سائیکل کے نیچے بھی آگئی نا تو تمھاری سانسیں پوری ہو جانی ہیں" اور پھر ہنس دیا

"نانو" وہ منہ بنائے ان کے کندھے سے سر لگا کر بیٹھ گئی

"ہاہائے۔۔رابیل تم تو بڑی ہو،ایسے تنگ کرتے ہیں چھوٹی بہن کو"وہ مینو کی طرف ہو گئی تھیں۔

وہ اٹھی اور مینو کے ساتھ جا بیٹھی،پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"ایسے نہ کیا کرو مینو"

"کیسے؟"وہ رابیل کو دیکھ رہی تھی

"یہ جو تم ٹرک کے نیچے آنے لگی تھی"اور پھر ہنس دی

اس نے رابیل کا بازو جھٹکا،اشعر پھر ہنس دیا۔۔فاطمہ بس انھیں دیکھتی مسکرا رہی تھی

"اچھا ادھر دیکھو"اس نے رامین کی تھوڑی کو پکڑا اور اپنی طرف منہ موڑا

وہ ڈھیٹ بنی رہی"اچھا دے دوں گی پیسے۔۔کتنے چاہیئے؟"

"تین ہزار"اس نے بازو سینے پر باندھ لیے

"اچھا۔۔صبح لیتی جانا"پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"منہ تو ٹھیک کرو اب۔۔چلی جانا عاطف اسلم کے کنسرٹ پر"

وہ سامنے بیٹھی اشعر کو دیکھ رہی تھی جو کہ سر جھکائے مسکرا رہا تھا"اسے کہیں اپنی حد میں رہے"اس نے بازو لمبا کر کے اشعر کی طرف اشارہ کیا

رابیل نے مسکراتے ہوئے اشعر کو گھورا،وہ سر اثبات میں ہلا کر بیٹھ گیا۔

کچھ پل بیتے اور وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔وہ فروٹ چاٹ ڈھونڈ رہی تھی

"فروٹ چاٹ ختم؟"اس نے ہنڈیا ہلاتیں فرحت کو دیکھا

"پتہ نہیں۔۔بیلی کو پتہ ہو"وہ مصروف سے کام میں لگی تھیں

"بیلی"وہ کچن سے باہر آئی اور صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے اسے دیکھا"فروٹ چاٹ کہاں ہے؟"

"وہ تو ختم ہو گیا۔۔جو بچا تھا وہ اشعر کو دے دیا"وہ اب دونوں ٹانگیں صوفے پر رکھے بادام چبا رہی تھی

"سارا"وہ شاک میں تھی

"سارا کتنا۔۔تھوڑا سا تو تھا"اس نے شانے اچکائے

"وہ تھوڑا نہیں تھا بیلی،وہ میرا بھی تھا"وہ رو دینے کو تھی

"چندا تم نے مغرب کے وقت کھایا تھا نا"وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"لیکن وہ تو تھوڑا سا تھا۔۔میں نے کہا تھا باقی بعد میں کھالوں گی"اسے سمجھ نہیں آرہا تھا رونا ہے یا صرف صدمے میں رہنا ہے

"کس سے کہا تھا؟"

"میں نے۔۔میں نے خود سے کہا تھا کہ۔۔"

اور ادھر اشعر نے آخری چمچ لیا اور پھر مسکرایا"بہت ہی مزے کا تھا بھئی،دل کر رہا ہے کہ اور ہو۔۔آپی امی سے کہنا کل پھر بنائیں"اور آنکھیں اوپر کر کے مینا کو دیکھ کر ہنس دیا

اس نے دانت پیسے اور اس کی کمر پر ایک مکا رسید کر کے پیر پٹخ کر اندر چلی گئی، وہ بس مسکرایا تھا۔

رابیل نے نفی میں سر ہلایا اور پھر ہاتھ میں پکڑا آخری بادام منہ میں رکھا۔

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ سورج مغرب کی طرف سفر کرتا غروب ہو چکا تھا۔ ایک خوبصورت سے بنگلے کے باغ کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، پودوں پر بھی لائٹنگ کی گئی تھی، یہاں زیادہ تر لوگ زوبیہ کی عمر کے ہی تھے۔ لڑکے کم تھے اور لڑکیاں زیادہ۔ انہی لڑکیوں میں کندھے تک آتے بالوں والی زوبیہ بھی تھی جس نے گلابی میکسی پہن رکھی تھی۔ ویٹرز ڈرنک سرو کرتے ادھر اُدھر آ جا رہے تھے، یہاں شاید کسی کی سالگرہ منائی جانے والی تھی، سامنے غبارے لگے تھے اور پھر جس کی سالگرہ تھی اس کا بڑا بڑا نام لکھا گیا تھا۔۔ معمول کے مطابق رات آج بھی ٹھنڈی تھی اس نے اپنے ہاتھ میں موبائل پکڑ رکھا تھا جس پر کال آ رہی تھی، اس نے ایک طرف ہو کر فون اٹھایا "جی۔۔ آ رہی ہوں" اور وہ گھاس پر چلتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔ گیٹ کے پاس ایک شخص کھڑا تھا جس نے خاکی پینٹ پر سیاہ گول گلے والی شرٹ پہن رکھی تھی، جس پر بھوری جیکٹ تھی، وہ سادہ سے حلیے میں اور بھی جاذب لگ رہا تھا۔ اسے آتا دیکھ کر مسکرایا۔ وہ بھی مسکرا دی اور گارڈ کو اسے اندر آنے کو کہا۔ وہ اندر آیا اور آتے ہی سلام لی۔ اس کے گلے میں وہ کیمرہ لٹک رہا تھا جو کہ زوبیہ نے اسے لے کر دیا تھا۔

"سوری۔۔ میں ذرا سا بزی تھا اس لیے آپ کو جلدی بتا نہیں سکا" آتے ہی اس نے معذرت کی

"اٹس اوکے "وہ مسکرائی "میری فرینڈ نے ایک فوٹو گرافر ہائر کیا تھا مگر میرے کہنے پر اس نے اسے منع کر دیا۔۔پلیز اب میری عزت رکھ لینا"

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا، گال کے گڑھے واضح ہوئے تھے۔

"اوکے "اس نے سر ہلایا اور اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

باغ میں داخل ہوا تو بس دیکھتا رہ گیا۔ایسی پارٹی اس نے ابھی کل ایک ڈرامے میں دیکھی تھی اور آج وہ خود کسی ڈرامے کا حصہ لگ رہا تھا۔کیا وہ ایک اداکار تھا؟نہیں، وہ ایک باکمال اداکار تھا، وہ جس بھی کردار کو چنتا تھا اس میں خود کو ڈھال لیتا تھا، وہ وہی کردار ہو جاتا تھا۔زوبیہ نے اسے اس لڑکی سے ملوایا جس کی سالگرہ تھی، ساتھ اس کی دوستیں بھی تھیں، ہریرہ بس سر ہلا کر مسکرایا تھا، زیادہ کچھ نہیں بولا۔وہ بس ادھر اُدھر دیکھتا ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔پارٹی میں وہ لڑکا بھی آیا تھا جسے زوبیہ نے کل تھپڑ مارا تھا اور آج زوبیہ اس سے مسکرا کر باتیں کر رہی تھی، وہ اپنی جگہ صحیح تھا۔وہ اسے کبھی نہیں چھوڑے گی۔اس نے ایک سانس خارج کی اور سر جھٹک دیا۔

زوبیہ اسے اپنی دوستوں کے پاس لائی جو اس کے سامنے کھڑیں تصاویر بنوا رہی تھیں، وہ جس طرح کا پوز کہتا تھا وہ اسی طرح کرتی تھیں۔جس طرح کھڑے ہونے یا بیٹھنے کو کہتا وہ بیٹھ جاتیں اور وہ بڑے تحمل سے ان کی تصاویر کھینچتا رہا، زوبیہ کی باری آئی تو وہ مسکرا دیا۔۔وہ اپنے ساتھ اس لڑکے کو بھی

لائی تھی مگر وہ کھچا کھچا سا تھا،اس نے ایک تصویر بنوائی اور پھر چلا گیا۔زوبیہ کا منہ اتر گیا اور وہ بس رو دینے کو تھی مگر پھر بھی مسکرائی۔وہ جانے والی تھی کہ ہریرہ اس کے قریب آیا

"آپ کی پکچر اچھی آئی تھی" وہ بس مسکرادی، کہا کچھ نہیں۔اینٹرینس پر بہت سے پھول لگے تھے۔

ہریرہ نے اس طرف اشارہ کیا" وہاں کھڑی ہوں آپ، میں آپ کی پکچر بناتا ہوں"

"میرا دل نہیں ہے" اس نے شانے اچکائے

اس نے ایک سانس خارج کی "لیکن جو آپ کا دل خراب کر کے گیا اس کا دل ہے"

وہ کچھ سمجھی نہیں،اس نے ابرو سے زوبیہ کے پیچھے اشارہ کیا جہاں وہ کھڑا کسی لڑکی سے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔گلابی میکسی والی لڑکی کی آنکھیں گلابی پڑنے لگی تھیں۔

اس نے سامنے دیکھا تو ہریرہ نہیں تھا،وہ جا چکا تھا۔کیک کٹ رہا تھا اور وہ تصاویر بنا رہا تھا۔۔برتھ ڈے گرل نے اسے پاس بلا کر اپنی تصاویر دیکھیں تو اس کا حال بھی زوبیہ سے ذرا کم نہیں تھا،وہ بھی خوشی اور حیرانی کے ملے جلے تاثرات لیے ہریرہ سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ سر جھکائے مسکرا رہا تھا۔

سب کیک کھا رہے تھے اور وہ ایک طرف درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا باغ کے منظر دیکھ رہا تھا۔

اسے اب نیند آنے لگی تھی،ہاتھ رکھ کر وہ جمائی روک رہا تھا۔دفعتاً اس کی جیب میں پڑا فون بجا اور وہ ایک طرف ہو گیا۔۔کال حذیفہ کی تھی

"پھوٹو" وہ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا

"وہ۔۔آ۔۔آتے ہوئے کلو دودھ لیتے آنا ساتھ میں انڈے بھی، مجھ سے اتنی صبح صبح ذلیل نہیں ہوا جاتا" وہ اپنی بات کہہ کر خاموش ہوا

"بس یا کچھ اور بھی بکنا ہے؟" وہ بے زار آیا ہوا تھا، اب بس اسے گھر جانا تھا

وہ مسکرایا "وہ۔۔میرا بھی ایک دل ہے اور وہ آج میٹھا کھانے کو کر رہا ہے۔۔قسم سے آخری بار کیک تین سال پہلے کھایا تھا تو آتے ہوئے نابر تھ ڈے کیک لیتے آنا، نہ دیں تو تم اٹھا لینا، تمھارے لیے کونسا مشکل ہے"

اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیا، اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا پیچھے سے کسی کے جھگڑنے کی آواز آ رہی تھی، اس نے فون کان سے لگائے ہی پیچھے دیکھا، آواز جانی پہچانی تھی۔۔اس نے کال کاٹ دی اور فون جیب میں رکھا، پھر ذرا سا درخت کے تنے کے پیچھے سے منہ نکالا

وہاں سب سے دور ذرا سے اندھیرے میں ایک لڑکی روتے ہوئے سامنے کھڑے لڑکے سے کچھ کہہ رہی تھی، اس کا ہاتھ پکڑنے کی بھی کوشش کر رہی تھی اور وہ لڑکا غصے سے اپنا ہاتھ بار بار پیچھے کر رہا تھا۔روتے ہوئے لڑکی سے کچھ کہا تھا کہ لڑکے نے اپنا ضبط کھو دیا اور ایک جھٹکے سے اس کے سر کے پیچھے سے بال نوچے، وہ اس کے بالوں کو زور سے نوچتے ہوئے اس کے سر کو ہلاتے کچھ کہہ رہا تھا اور لڑکی نے اس کا بازو پکڑا ہوا تھا اور رو رہی تھی۔

"شاہان۔۔میرے ساتھ ایسے مت کرو۔۔میں کیسے برداشت کروں گی" وہ روتی ہوئی زوبیہ تھی

"مجھے تھپڑ مارتے تمھیں حیا آئی تھی؟"اس نے غصے سے اس کے بالوں کو چھوڑا اور ایک جھٹکے سے اسے دوسری طرف دھکا دیا۔وہ گرتے گرتے سنبھلی تھی

پھر خاموش ہوئی اور اسے دیکھا"شاہان۔۔میں اپنے بابا کو تمھارے بارے میں سب بتادوں گی۔۔وہ تمھیں دیکھ لیں گے"

وہ ہنسا"تمھارا باپ تمھیں دیکھ لے یہی کوئی معجزہ ہو گا،مجھے تو خیر چھوڑ دو"

"اگر تم نے فرح سے شادی کی تو میں بتادوں گی کہ تم مجھ سے ریلیشن شپ میں رہے ہو،تم ایک گھٹیا انسان ہو"وہ غرائی تھی۔

وہ اسے سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔"کیا بتاؤ گی تم اسے؟"وہ دوبارہ اس کے قریب آیا تھا،اس نے دوبارہ اپنا ہاتھ اٹھایا تھا مگر اب کی بار کوئی بیچ میں آیا تھا،اس نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ پکڑا تھا۔لڑکی نے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو چھپالیا تھا۔۔سامنے آنے والے شخص نے اسے دھکا دیا اور پھر ایک زوردار قسم کا مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔۔وہ ایک طرف لڑھک گیا اور گرتے گرتے بچا،اپنے ہونٹوں کو ہاتھ لگایا تو وہاں سے خون نکل رہا تھا

"تم ہوتے کون ہو مجھ پر ہاتھ اٹھانے والے؟"وہ زوردار آواز میں چلایا تھا۔

باغ میں ڈنر کرتے لوگوں کے کان کھڑے ہوئے تھے،سب وہیں متوجہ ہو گئے۔

"تیرا باپ"وہ بھی بدلے میں اتنی ہی اونچی آواز میں چلایا تھا

شاہان آگے بڑھااور اس کا گریبان پکڑ لیا،اتقریباً دونوں میں لڑائی ہو رہی تھی۔۔ہریرہ نے اسے ایک اور دھکا دیااور وہ نیچے جا گرا

"تیری ماں نے تجھے عورت کی عزت کرنا نہیں سکھائی؟تیری ماں تیری بہن تیری بیٹی تیری بیوی کے کوئی اس طرح بال نوچے تجھے تکلیف ہو گی کہ نہیں؟"وہ بلند آواز میں لال چہرہ لیے بولا تھا وہاں خاموشی چھا گئی۔وہ ایک دم اٹھا مگر اب کی بار ہریرہ نے جیب سے بندوق نکال کر اس پر تان دی تھی،وہ خاموش کھڑا ہو گیا

"بے غیرت۔۔یہ ملک میرا ہوتا تو میں عورت پر ہاتھ اٹھانے والے کے ہاتھ کاٹ دیتا"اور اس کا ہاتھ ٹریگر پر تھا،اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا زوبیہ آگئی اور اس کی کہنی سے پکڑ کر اسے پیچھے کیا۔ وہاں سب کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے،خاموش تماشائی۔شاہان نے ایک نظر زوبیہ کو دیکھا پھر ہریرہ کو اور وہاں سے چلا گیا۔مہمانوں میں سرگوشیاں ہونے لگی تھیں۔اس نے سر جھٹکا اور سانس بحال کرتے بندوق پینٹ کی جیب میں رکھی،درخت کے تنے کے پاس نیچے زمین پر پڑا کیمرہ پکڑا اور باہر کی طرف بڑھا۔۔جاتے ہوئے ایک نظر گلابی آنکھوں والی زوبیہ کو دیکھا"مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی"

اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔لڑکی اسے جاتا دیکھتی رہی،آنسو اس کی آنکھوں سے نکلتے گالوں پر پھسل رہے تھے۔

دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔اسلام آباد میں رونق بحال ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے تھے۔اس بڑی سی عمارت کے آفس میں آمنے سامنے دو نفوس بیٹھے تھے۔مرکزی کرسی پر رابیل اور نگزیب اور اس کے سامنے بوائے کٹ والی مسز سلطانہ۔انھوں نے کھلی بیگی شرٹ پہن رکھی تھی،گلے میں ایک بھاری گول سٹون والا نیکلیس تھا،انگلیوں میں انگوٹھیاں اور نیچے جینز۔دونوں کے سامنے کافی کپ تھے جن میں سے بھاپ اڑ رہی تھی۔

"میں تم سے کہیں بھی مل سکتی تھی مگر میں نے تمھارا آفس چنا"کافی کا ایک گھونٹ بھرا"اس لیے کہ میں تمھاری قدر کرتی ہوں،تمھارا اچھا چاہتی ہوں"وہ مسکرائی تھیں

رابیل نے ایک سانس خارج کی،دل البتہ بھاری ہو رہا تھا۔ایک تو یہ عورت جب بھی اس کے قریب ہوتی تھی اسے ایسے ہی محسوس ہوتا تھا"اب آپ کیا چاہتی ہیں؟"

انھیں لگا تھا کہ وہ ابھی مشکور ہو گی،اس کو سراہے گی مگر نہیں۔وہ رابیل تھی وہ خود بھی حد میں رہتی تھی لوگوں کو بھی حد میں رکھتی تھی

"جب میں نے اپنا بوتیک کھولا تھا تب بھی تمھارے جتنی تھی،تمھاری طرح میرا باپ میرے لیے کرسی چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔۔میں نے اپنا مقام خود بنایا ہے اور آج پورا پاکستان مجھے جانتا ہے"کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔

"رابیل اور نگزیب کبھی بھی شرمین سلطانہ نہیں بنے گی۔رہی بات میرے بابا کی تو وہ سیٹ چھوڑ کر گئے تھے میں نے خود کو اس قابل بنایا ہے کہ اس کرسی پر بیٹھ سکوں۔۔میں وضاحت پیش نہیں کروں گی کہ بڑی کرسی کے لیے بڑے مقابلے کرنے پڑتے ہیں"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی،دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں۔

وہ مسکرائیں"تم ابھی کم عمر ہو،میری بیٹی کی عمر کی۔تمھیں میرے تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہیئے"

"اور کیا ہے آپ کا تجربہ؟"اس نے ابرو اٹھائی

"یہی کہ جب بڑے کچھ کہیں تو سننا چاہیئے"ان کی تلوار جیسی ابرو اٹھی تھی

"فرمائیں۔۔میں سن رہی ہوں"وہ مسکرائی

"تمھیں دوسروں کے ساتھ کام کرنا چاہیئے"

"اور وہ دوسرے کون ہیں؟"اب اس نے دائیں ابرو اٹھائی۔وہ بلا کی سنجیدہ تھی

"دوسرے وہ ہیں جو تم نے بہت آگے نکل چکے ہیں"کافی کا مگ منہ سے لگایا

"اوکے"شانے اچکائے"آگے؟"

"کولیبوریٹ کیوں نہیں کرتی؟"انھوں نے بھنویں بھینچ لیں،پھر ابرو اٹھایا"ان لوگوں سے کولیبوریٹ کرو جو کافی مشہور ہیں"

"شہرت مجھے فیسینیٹ نہیں کرتی"اس نے سادگی سے جواب دیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مگر لوگوں کو تمھارا ایٹیٹیوڈ فیسینیٹ کرتا ہے، وہ تمھاری خودداری سے متاثر ہیں"

اس نے ایک سانس خارج کی، ذرا سا آگے ہوئی "میں ایسے ہی خوش ہوں"

"رابیل۔۔ مختلف تجربات کیا کرو تمھارا تجربہ مزید بڑھے گا۔۔ ایک بار کو لیبوریٹ کر کے دیکھ لو۔۔ اچھا لگا تو ٹھیک ہے نہیں تو تم اپنے راستے میں اپنے راستے"

"میں سوچ کر جواب دوں گی"

"میں منتظر رہوں گی"

"میرے پارٹنرز کون کون ہوں گے؟" وہ جیسے کچھ سوچ رہی تھی

"گوہر جان اور جلیل طاہر"

اس نے کنپٹی مسلی۔ البتہ چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہی رہے

"چانس لینے میں حرج نہیں ہے۔۔ گوہر اچھی لڑکی ہے، میرے ساتھ بھی کئی کانٹریکٹس کر چکی ہے" مسز سلطانہ کی کافی ختم ہو چکی تھی

"میں سوچ کر جواب دوں گی"

"اوکے" انھوں نے سر ہلایا۔

پھر مسکرائیں "اوکے۔۔ ہیوا ے نائس ڈے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور پرس پکڑ کر چل دیں۔رابیل پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی،وہ ہونٹوں پر مٹھی رکھے کہنی کرسی کے ہتھ پر جمائے کچھ سوچ رہی تھی۔

مسز سلطانہ لفٹ سے باہر نکلیں اور باہر کی طرف بڑھیں۔فون ہاتھ میں تھا،انھوں نے کسی کا نمبر ملایا اور فون کان سے لگایا۔ایک مرد کی آواز ابھری اور وہ کچھ بول رہا تھا

گاڑی کی طرف بڑھتے وہ فون پر کچھ بول رہی تھیں

"مان جائے گی،تم اپنی فکر کرو"اور کال کاٹ کر دروازہ کھولا اور پیچھے بیٹھ گئیں۔گاڑی زن سے آگے بڑھی۔

اس ریسٹورنٹ میں گہما گہمی تھی،لنچ کا وقت تھا اور کھانوں کی خوشبو ہر طرف پھیلی تھی۔ایک میز کے گرد ہریرہ بیٹھا تھا اور اس کے سامنے زوبیہ۔زوبیہ نے پرس سے ایک لفافہ نکالا اور اس کے سامنے رکھا

"رات تک پکچرز ایڈٹ کر دوں گا۔۔آپ بے فکر رہیں"وہ سنجیدہ سا تھا،پہلے کی طرح مسکرا نہیں رہا تھا

دونوں کے سامنے ان کی کافی پڑی تھی جس میں سے بھاپ اڑ رہی تھی"تم مجھ سے خفا ہو؟"

لڑکی نے سوال کیا تھا۔ہریرہ نے اسے دیکھا،آج وہ میک اپ کے بغیر آئی تھی،آنکھوں تلے ہلکے ہلکے سے حلقے تھے،رنگت بھی کملائی ہوئی تھی۔اس نے سانس خارج کی

"میں کون ہوتا ہوں آپ سے خفا ہونے والا؟" کافی کا کپ منہ کو لگایا

اس کا سر جھکا ہوا تھا "میں نے اسے چھوڑ دیا ہے" اس کی آواز دھیمی تھی

"کتنے گھنٹے کے لیے؟" وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کا سر جھکا تھا

لڑکی خاموش رہی "میں اس سے محبت کرتی ہوں" اس نے سر اٹھایا اور اس کی آنکھیں گلابی تھیں

"غلط۔۔آپ اس سے محبت نہیں کرتیں۔آپ کو اس کا آپ کو چاہنا پسند ہے" کافی کا گھونٹ بھرا

"اس کے ملنے سے اس سے بات کرنے سے آپ کے اندر جو ڈوپامین پیدا ہوتی ہے آپ کا دماغ اس کا عادی ہو گیا ہے اور آپ کو یہ خوف ہے کہ وہ اگر چلا گیا تو آپ خوش نہیں رہ سکیں گی، آپ کا دماغ اس ڈوپامین کا قیدی ہے جو اس سے ملنے سے آپ کے اندر پیدا ہوتی ہے"

وہ خاموش ہو گئی۔پھر بولی "یہ سچ ہے کہ وہ میرے ساتھ ہوتا ہے تو میں خوش ہوتی ہوں، میں خود کو محسوس کرتی ہوں۔۔میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی" اس نے سر دوبارہ جھکا دیا

"آپ اس کے ساتھ بھی نہیں رہ سکتیں" وہ جھٹ سے بولا تھا۔وہ خاموش رہی، اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

"زوبیہ۔۔آپ پڑھی لکھی لڑکی ہیں۔میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ اس گھٹیا انسان کے ہاتھوں مار کھائیں گی، اگر میں نہ آتا تو وہ آپ کو تھپڑ مار دیتا۔۔آپ ایسا کیسے ہونے دے سکتی ہیں؟ آپ نے اسے روکا تک نہیں" وہ جیسے بے یقین تھا

وہ سر اٹھائے بغیر کانپتی آواز سے بولی تھی "میں جب چھوٹی ہوتی تھی تو میرے بابا میرے ممی کو مارتے تھے، میں خاموشی سے دیکھا کرتی تھی۔ پھر ان سے پوچھا کرتی تھی کہ وہ آپ کو کیوں مارتے ہیں تو وہ کہتی تھی مرد ایسے ہی ہوتے ہیں، ان کی محبت ایسی ہی ہوتی ہے"

ہریرہ خاموش ہو گیا۔ پھر اس لڑکی کو دیکھا جس کی کافی ٹھنڈی پڑ رہی تھی

"میری اماں مجھے ایک کہانی سنایا کرتی تھیں۔ ایک بار ایک بادشاہ نے اپنی ملکہ کو ہیرا تحفے میں دیا، ملکہ ایک دن سیر کو نکلتی ہے اور کشتی پر سواری کرتی ہے۔ پانی میں اسے ایک رنگ برنگی مچھلی نظر آتی ہے جسے چھونے کے لیے وہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالتی ہے مگر مچھلی ہاتھ نہیں آتی۔ جب وہ اپنا ہاتھ نکالتی ہے تو ہیرا اس کے ہاتھ سے غائب ہوتا ہے۔ کچھ عرصے بعد ایک مچھیرا آتا ہے اور بہت سی مچھلیاں نکالتا ہے، ایک غریب سوداگر اپنے بچوں کے لیے مچھلی لینے آتا ہے اور مچھلی لے کر چلا جاتا ہے۔ جب وہ اپنے بچوں کو مچھلی کاٹ کر دیتا ہے تو اس کے حصے میں وہ ہیرا آتا ہے۔ نہ ملکہ نہ مچھیرا، وہ ہیرا کسی کے نصیب میں نہیں تھا۔ وہ صرف سوداگر کے نصیب میں تھا اور اس تک پہنچ گیا۔ ملکہ کے نصیب میں نہیں تھا اسے مل کر بھی چھن گیا، سوداگر کے نصیب میں تھا اس تک آ ہی گیا۔۔ جو آپ کا ہوتا ہے آپ تک آ کر رہتا ہے۔ خوشیاں محبت دولت سکون سب نصیب ہے اور آپ کا نصیب آپ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ آپ کے نصیب میں جو ہو گا آپ کو مل کر رہے گا، جو نہیں ہے وہ مل کر بھی چھن جائے گا۔۔ محبت ہو یا خوشی، سکون ہو یا دولت یہ بڑی بے پرواہ چیزیں ہوتی ہیں، آپ ان کے

لیے لوگوں کے پیچھے بھاگیں گی تو لوگ آپ کو لنگڑا بہرا گونگا اور لاچار بنا دیں گے، معذور، اپاہج، بھکاری۔۔اپنی قدر کرنا سیکھیں، ان سب چیزوں سے بے پرواہ ہو جائیں۔۔یہ آپ کا نصیب ہیں ملنی ہوئی تو مل کے رہیں گی، نہیں ملنی ہوئیں تو آپ تھک جائیں گی یہ نہیں ملیں گی" وہ بول کر خاموش ہوا۔اسے جو بتانا تھا جو سمجھانا تھا وہ سمجھا چکا۔

اس نے ویٹر کو اشارہ کیا اور کافی کے پیسے دے کر چلا گیا۔لڑکی نے سر اٹھایا، اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔

لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا مامون نیم دراز تھا۔اس کے ساتھ آرا بیٹھی تھی جس نے اس کے کندھے سے سر لگایا تھا، مامون کا بازو اس کے گرد حمائل تھا اور وہ اسے کہانی سنانے والا تھا۔موسم بدل رہا تھا اور اب سردی ہوتی جا رہی تھی، ٹانگوں پر لیا لحاف نیچے کارپیٹ تک آیا ہوا تھا

"مون۔۔سٹوری سنائیں" اس نے مامون کے گال پر ہاتھ رکھا

وہ مسکرایا "آج آپ سنا دیں، میں تھکا ہوا ہوں" اس نے آنکھیں بند کر کے اس کے کندھے پر سر رکھا۔

وہ مسکرا دی "مون" اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا "سنائیں نا" پھر منہ بنا کر بیٹھ گئی "میں ناراض ہو جاؤں گی"

وہ فوراً اٹھا اور اسے دیکھا "سچی؟ ناراض ہو جائیں گی؟"

وہ کچھ بھی نہ بولی، بازو سینے سے باندھ لیے، اس نے اپنا ماتھا اس کے سر سے ٹکرایا "آرا" مگر وہ خفا رہی

اس نے اپنے بازو سے اسے ذرا سا اپنی طرف کھینچا اور مسکرایا "چلو ہم سٹوری شروع کرتے ہیں" وہ مسکرادی اور اس کے کندھے سے لگ کر بیٹھ گئی۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ ہوتا تھا۔۔اس کے محل میں ایک وزیر ہوتا تھا"

"وزیر؟" اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

"یس۔۔منسٹر، جو بہت سمجھدار اور عقل مند تھا"

آرا نے اثبات میں سر ہلایا

"اس محل میں بہت سے غلام تھے جو بادشاہ کی خدمت کرتے تھے۔ایک مرتبہ بادشاہ بیمار پڑ گیا اور اس کا بہت علاج کیا گیا۔بہت سے حکیم آئے اور بادشاہ کو دیکھا مگر بادشاہ کا کوئی علاج نہ ہوا" مامون جیسے مایوس ہوا تھا

"پھر۔۔پھر بادشاہ مر گیا؟" اس نے مامون کے گال پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

وہ مسکرایا "نہیں بیٹا۔۔بادشاہ ایسے تھوڑی مرتا ہے"

"پھر؟"

"ایک تو آرا کو جلدی بہت ہوتی ہے" اس نے منہ بسور لیا

وہ چپ کر کے بیٹھ گئی،اس نے دوسری طرف منہ موڑا تھا جیسے ناراض ہو گیا ہو

"مون"اس نے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا"پھر کیا ہوا؟"

وہ کچھ بھی نہ بولا"مون"اس نے سر اٹھایا اور اس کا چہرہ اپنی طرف کیا"اچھا نا۔۔پھر کیا ہوا؟"

وہ اس کی معصوم شکل دیکھ کر مسکرا دیا"پھر بادشاہ کا ایک غلام ہوتا تھا۔اس کا نام ہوتا تھا حیان۔۔

حیان بہت کم گو اور خاموش رہتا تھا"

"وہ آبزرور تھا"آرا نے پھر مداخلت کی

وہ مسکرا دیا"جی۔۔وہ آبزرور تھا"

پھر ایک خاموشی

"بادشاہ ٹھیک نہیں ہو رہا تھا،اسے ایک عجیب سا مرض تھا۔۔وزیر نے اعلان کیا کہ جو بھی بادشاہ کا علاج لے کر آئے گا وہ جو کہے گا اسے دیا جائے گا،اس کی منہ مانگی مراد پوری کی جائے گی"

"پھر؟"وہ اس کے کندھے پر سر رکھے اسے دیکھ رہی تھی

"پھر حیان نے بادشاہ کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ اسے کیا ہے۔۔رات کے اندھیرے میں وہ گھر گیا،اس کی ایک بیٹی تھی،سولہ سترہ سال کی وہ ایک بہت اچھی آبزرور تھی،وہ مختلف چیزیں بناتی رہتی تھی اور بہت سیانی تھی۔۔حیان اس کے پاس گیا اور اسے بادشاہ کی حالت بتائی،اس نے کہا کہ وہ بادشاہ کو ایک بار دیکھنا چاہتی ہے"وہ خاموش ہوا

"پھر؟"

"پھر حیان نے اپنی بیٹی کو برقع پہنایا اور محل میں لے آیا، لڑکی نے بادشاہ کو دیکھا اور مسکرائی۔ وہ اس کا علاج جانتی تھی، گھر گئی اور اس کی دوا بنانے لگی۔ ساری رات لگ گئی اور پھر اگلے دن بادشاہ کی دوا تیار تھی۔۔اس نے بادشاہ کو وہ دوا دی تو بادشاہ ٹھیک ہو گیا"

"اب حیان کیا مانگے گا؟" وہ مامون کی تھوڑی پر شہادت کی انگلی پھیر رہی تھی

"حیان بہت عقل منہ تھا، وہ بادشاہ کا غلام تھا سو اس نے غلامی چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔۔اس نے بادشاہ سے کہا کہ اسے آزادی چاہیئے۔۔وہ آزاد ہونا چاہتا تھا۔۔وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ اسے جانے دے"

"وہ چلا گیا؟" اس نے پھر سوال کیا

"بھئی، میں بات نہیں کرتا۔۔آرا کو بہت جلدی ہے اور مون سٹوری آرام آرام سے سناتا ہے" وہ خفا ہو کر بیٹھ گیا۔

آرا نے منہ بنالیا "سوری"

اس نے دوسری طرف منہ کر لیا "آپ کیا نانو سے بھی اتنا ہی ناراض ہوتے تھے؟"

اس نے معصومیت سے پوچھا تھا

"نو۔۔میں آرا کی طرح جلدی نہیں کرتا تھا" اس نے منہ موڑے رکھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ایک سانس خارج کی "سوری۔۔پھر کیا ہوا؟"

وہ مسکرایا اور اسے دیکھا جس کی آنکھیں اس کے جیسی تھیں

(نہیں مطلب کہانی اس سے بھی اہم ہے)

"پھر حیان چلا گیا۔۔حیان کو گئے ایک ہفتہ ہوا تھا کہ وہ ایک رات باہر کچھ ضروری سامان لینے نکلا تھا کہ وزیر نے اس کی بیٹی کو گرفتار کروالیا۔۔اس نے اس کی بیٹی پر چوری کا الزام لگایا تھا کہ وہ بادشاہ کے کتب خانے سے کتابیں چوری کر کے پڑھتی ہے"

"ہا!" اس نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا

“He is a bad guy, I hate him”

اس نے برا سا منہ بنایا تھا

"اس نے حیان کی بیٹی کو قید کیا تھا مگر حیان نے کوئی ہنگامہ نہیں کیا، کوئی شور نہیں مچایا"

“Because he is a wise man”

وہ مسکرائی تھی، مامون بھی مسکرایا

"وہ جانتا تھا کہ اس کی بیٹی جلد ہی قید توڑ دے گی۔۔بادشاہ نے اسے اس لیے قید کروایا تھا کہ اس کے پاس وہ علم تھا جو اس سلطنت کے بڑے بڑے حکیموں کے پاس نہیں تھا۔۔وہ اس لڑکی کو اپنی کنیز

نہیں بنا سکتا تھا، جس کے باپ کو غلامی نہیں منظور تھی اس کی بیٹی کیا ہی کنیز ہو گی۔۔اس لیے انھوں نے اسے قید کر لیا اور شرط رکھی کہ وہ اپنا سارا علم انھیں دے دے پھر آزاد ہو جائے"

"اوہو" اسے بہت افسوس تھا

"پھر پتہ کیا ہوا؟" اس نے آرا کو دیکھا، جو اس کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی

"ہوں"

"پھر۔۔لڑکی نے کہا ٹھیک ہے وہ اپنا سارا علم دے دے گی اور آزاد ہو جائے گی۔۔اس نے اپنا علم دے دیا اور اپنے باپ کے ساتھ سلطنت چھوڑ کر چلی گئی۔۔بادشاہ اور وزیر کے پاس علم تو تھا مگر انھیں نہیں پتہ تھا کہ استعمال کیسے کرنا ہے، انھیں نہیں پتہ تھا کہ علم چھینا نہیں جاتا، علم چرایا نہیں جاتا علم کو تو حاصل کیا جاتا ہے۔۔وزیر اور بادشاہ نے بہت کوشش کی مگر بے سود، ان کے پاس علم تو تھا مگر ان کے پاس کوئی ایسا نہ تھا جو انھیں اس کا استعمال سکھا سکے۔۔حیان کی بیٹی نے خود کو بھی آزاد کروایا تھا اور اپنے باپ کو بھی، وہ بہت عقلمند تھی کیونکہ اس کے پاس جو علم تھا وہ اس نے خود حاصل کیا تھا وہ اس علم کا استعمال جانتی تھی۔۔اس نے خود کو آزاد کرا لیا اور بادشاہ اور وزیر کو اس علم کے چکر میں قید کر گئی" وہ خاموش ہوا

"مون"

"ہوں"

“She was an observer “

وہ ہنس دیا، ساری کہانی میں اس کی بھانجی کو بس یہی بات اچھی لگی کہ وہ آبزرو تھی۔۔

"ایک اور سٹوری" وہ اسے دیکھتی مسکرائی تھی

"نو۔۔بس ایک ہی" پھر کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا" چلو۔۔نانو ویٹ کر رہی ہوں گی"

وہ بازو سینے پر باندھے خفا سی بیٹھ گئی۔

"اوکے" وہ آگے بڑھا اور اسے اٹھالیا، پھر اپنے کندھے پر رکھے اندر کی جانب بڑھا۔۔وہ ٹانگیں ہلاتی ہنستی جا رہی تھی۔اس کے قہقہوں کی گونج مامون کے گھر کی رونق تھی۔

رات کے نو بج رہے تھے، لاہور کی سڑکوں پر ایک شخص اپنی ہیوی بائیک لیے جا رہا تھا۔اس کی بھاری تیز آواز ارد گرد کی سواریوں کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ دے رہی تھی، اس نے ہیلمٹ پہن رکھا تھا اور آگے بڑھتا جا رہا تھا، گزرتے وقت کے ساتھ رفتار میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔وہ عصر کے بعد کا نکلا تھا اور ابھی تک گھر نہیں لوٹا تھا۔کچھ دیر اسی طرح سڑکوں پر بائیکنگ کرنے کے بعد وہ ایک ڈھابے کے باہر رکا۔۔وہ ڈھابہ خاموش سا تھا، اکا دکا لوگ بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ایک طرف لکڑیاں جلا کر آگ لگائی گئی تھی، اس آگ کے گرد ایک شخص بیٹھا آگ تاپ رہا تھا، اس نے ہیلمٹ اتارا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا۔۔کچھ دیر اسی طرح آگ کو دیکھتا رہا۔ساتھ بیٹھے شخص نے خاموشی توڑی تھی

"کہو۔۔میں سن رہا ہوں"

آنے والے نے اسے نہیں دیکھا، وہ جلتی آگ اور اڑتے شعلوں کو دیکھتا رہا

"میں انیس سال کا تھا جب میں نے پہلی بار دل کے دھڑکنے کی آواز سنی تھی۔ مجھے پہلی بار محبت ہوئی تھی مگر مجھے دھوکا دیا گیا۔ اس دن مجھے بہت درد ہوا تھا، مجھے بہت ہرٹ ہوا تھا اور میں بہت رویا تھا۔ آج میں انھیں دیکھ کر آیا ہوں تو مجھے اپنا آپ یاد آیا، ان کی گلابی آنکھیں، آنکھوں میں آنسو، آنکھوں سے بہتی حسرتیں اور کبھی نہ پوری ہونے والی خواہشات۔۔ مجھے ہرٹ ہوا ہے، مجھے ان میں اپنی جھلک دکھی ہے۔ انسان چاہے کتنا ہی چالاک ہوشیار یا بہادر کیوں نہ ہو، محبت میں معصوم ہی ہوتا ہے۔ محبت میں وہ بچہ ہی ہوتا ہے۔ تمھیں پتہ ہے محبت کیا تھی؟ محبت انسان کی ضرورت تھی جسے انسان نے اتنا سر پر سوار کر لیا کہ اسے اپنے لیے ضروری کر لیا۔۔ انھیں سب دھوکا دیتے ہیں کیونکہ وہ کسی کو دھوکا نہیں دیتیں۔۔ وہ بہت اچھی ہیں مگر ان کی غلطی یہ ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ اچھی ہیں۔ مجھے دھوکا ملا تھا تب میرا دل کیا تھا میں سب کو دھوکا دوں، سب کے ساتھ وہی کروں جو میرے ساتھ ہوا تھا مگر نہیں۔۔ معاذ بن ابوہریرہ کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔۔ معاذ لوگوں کو اس طرح مینوپولیٹ کرتا ہے کہ لوگوں کو صدیوں تک پتہ نہ چلے کہ وہ مینوپولیٹ ہوئے ہیں۔ میرے مینوپولیٹ کرنے سے وہ ہرٹ نہیں ہوتے، وہ روتے نہیں ہیں، وہ دکھی نہیں ہوتے، ان کا نقصان نہیں ہوتا۔۔ میں نے کبھی لوگوں کے جذبات کا غلط فائدہ نہیں اٹھایا، میں نے کبھی لوگوں کے جذبات سے نہیں کھیلا، میں نے کبھی جذبات یا دل کو ٹارگٹ نہیں کیا۔۔ میں نے کبھی لوگوں کو محبت

کے جال میں پھانس کر دھوکا نہیں دیا کیونکہ میں جانتا ہوں جب دل ٹوٹتا ہے تو انسان ریزہ ریزہ ہوتا ہے، اسے اٹھنے میں درد ہوتا ہے، میں اس درد سے واقف ہوں جوان کی گلابی آنکھوں میں جھلک رہا ہے "اس نے سینے میں دل کی جگہ ہاتھ رکھا تھا، سر جھکا لیا اور آنکھیں بند کر لیں "مجھے محبت ہو رہی ہے حذیفہ۔۔ میں انھیں ایسے نہیں دیکھ سکتا، میرا دل کرتا ہے میں اس انسان کا کلیجہ کچا چبا جاؤں جس نے انھیں درد دیا ہے "اس نے آنکھیں کھولیں تو سرخ تھیں، آگ کا عکس آنکھوں میں جھلک رہا تھا

"وہ اس قید سے نکل آئیں گی، وہ آزاد ہو جائیں گی، میری محبت انھیں قید نہیں کرے گی۔۔ وہ پھر سے مسکرائیں گی کیونکہ وہ مسکراتی ہوئی بہت اچھی لگتی ہیں "وہ ہنس دیا

حذیفہ نے اس کے کندھے سے ذرا سا اپنا کندھا لگایا "شکاری شکار کرنے گیا تھا، خود شکار ہو کر آ گیا"

وہ مسکرا دیا

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "بہرے ہونے کے ساتھ ساتھ گونگے نہیں ہو سکتے کیا؟"

حذیفہ نے برا سا منہ بنایا "بس شکل ہی اچھی ہے تمھاری، حرکتیں تو بندروں جیسی ہیں "اور سر جھٹک دیا

"چائے پلاؤ "معاذ نے حذیفہ کو دیکھا

وہ کھڑا ہوا "گھر چلو، خود بھی بناؤ مجھے بھی پلاؤ۔۔ سردی ہو رہی ہے "اور وہ اپنی بائیک کی طرف بڑھا تھا۔ معاذ نے ہیلمیٹ پہنا اور اس کی طرف بڑھا۔

یہ ایک بڑے سے کانفرنس روم کا منظر تھا جہاں ابھی ابھی ایک کانفرنس ہوئی تھی۔رابیل نے جلیل طاہر اور گوہر جان کے ساتھ کولیبوریشن کی حامی بھر لی تھی اور اب وہ میز پر جھکی کچھ کاغذات پر دستخط کر رہی تھی۔اس کانفرنس روم میں بہت سے مجسمے کھڑے تھے جنھوں نے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ایک سٹینڈ تھا جس پر بہت سے کپڑے لٹکے تھے اور ساتھ جلیل طاہر کی سیکرٹری اور گوہر کھڑی تھی۔ رابیل مسکراتے ہوئے گوہر سے بات کر رہی تھی۔

"یہ میرا پہلا ایکسپیریئنس ہے،اس سے پہلے میں ڈیلی ویئر، سیزن کے مطابق ڈیزائین کرتی تھی۔۔ ہوپ سو برائیڈل ویئر بھی ایسا ہی ہو" وہ مسکراتے ہوئے گوہر سے بات کر رہی تھی

وہ خوش شکل ہونے کے ساتھ خوش اخلاق بھی تھی،وہ رابیل سے ایک دو سال بڑی تھی

"اس سے پہلے میں نے ایک برائیڈل ویک جلیل کے ساتھ کیا تھا اور وہ بہت اچھا تھا۔۔ہوپ سو آپ کے ساتھ بھی سب اچھا رہے"

"بالکل!" آواز پیچھے سے آئی تھی اور بولنے والا جلیل تھا جس نے آج سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا

"رابیل اور نگزیب بہت ٹیلنٹڈ ہیں اور میں نے بہت سوچ سمجھ کر ان کے ساتھ کام کرنے کا سوچا ہے"

رابیل نے ایک سانس خارج کی "اس بلا کو تو جھیلنا ہی ہے" اس نے صرف دل میں کہا زبان سے نہیں

گوہر ایکس کیوز کر کے وہاں سے چلی گئی تو جلیل اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور مسکرایا "ویل، مجھے تو اب آپ اچھے سے جانیں گی"

"میرا جواب آج بھی وہی ہے جو کچھ دن پہلے تھا، آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ ایٹ آل" اس نے بازو سینے پر باندھ لیے۔اس کا لہجہ نارمل تھا، اس دن سے بہت مختلف۔

"پہلے آپ نے کس کس کے ساتھ کام کیا ہے؟"

"میں اکیلی ہی چلتی آئی ہوں"

"مسز سلطانہ؟"

"نہیں۔۔ہاں لیکن یہ پہلا ہے، دعا کریں آخری نہ ہو"

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا "ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

"نہیں" وہ جانے لگی تھی کہ جلیل اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"میں ابھی تک بے یقین ہوں کہ آپ میرے ساتھ کام کر رہی ہیں، کیوں کر رہی ہیں؟" اس نے ابرو اٹھایا

رابیل نے ایک سانس خارج کی "ضبط آزما رہی ہوں"

"اپنا؟"

"آپ کا" وہ سنجیدہ ہو چکی تھی

جلیل ہنسا تھا،اسے اس کا ہنسنا برا لگا تھا

"یہاں پر موجود ہر عورت میری مٹھی میں ہے سوائے آپ کے۔۔آپ میرے لیے چیلنج ہیں"اس نے اپنی مٹھی بلند کی تھی

وہ مسکرائی اور ایک قدم آگے بڑھ کر پورے اعتماد سے اسے گھورا"غلط۔۔عورت ہوتی تو کبھی آپ کی مٹھی میں قید نہ ہوتی۔۔یہ جو آپ کی مٹھی میں ہے یہ پراپرٹی ہے،غرور میں تکبر میں آکر حاصل کی گئی پراپرٹی"

اس نے ابرو اٹھائی اور ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈال لیا"آئی سویئر اس سے پہلے میں آپ جیسی عورت سے نہیں ملا"وہ ذرا سا اس کے قریب آیا تھا

رابیل نے منہ بسور کر آنکھیں گھمائیں"جاتے ہوئے آٹو گراف لیتے جایئے گا"اور ہاتھ جھلا کر وہاں سے مڑ گئی۔وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا،اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی۔

پروفیسر حمید کا لیکچر روزانہ ہوتا تھا اور رامین ان کی وہ پسندیدہ سٹوڈنٹ تھی جسے کھڑا کر کے سوال کیے بغیر لیکچر نہیں گزرتا تھا۔آج وہ پانچویں قطار میں دوسرے نمبر پر بیٹھی تھی،سر میز پر رکھا تھا اور ساتھ بیٹھی لڑکی سے باتیں کر رہی تھی۔وہ بھی مسکرا مسکرا کر رامین کو جواب دے رہی تھی،یہ کلاس کی واحد لڑکی تھی جس سے اس کی دوستی تھی

"تمھارے بھائی کی شادی تھی یا تم ورلڈ ٹور پر نکل گئی تھی؟"اس نے اپنا سر اس طرح سے میز پر رکھا تھا کہ اس کا دایاں گال میز کی ٹھنڈی سطح کو چھو رہا تھا۔لڑکی ہنسی

"تو مطلب تم نے مجھے مس کیا؟"لڑکی منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی۔

مینا نے برا سا منہ بنایا"بھانگ وانگ تو نہیں پی کر بیٹھی۔۔میں تمھیں مس کر ہی نہ لوں"

لڑکی پھر سے ہنسی،اس کے دونوں ہاتھوں پر مہندی لگی تھی اور وہ مسلسل دائیں ٹانگ ہلا رہی تھی۔مینا نے اس کی یہ حرکت نوٹ کی تھی مگر پھر نظر انداز کر دیا۔

"پروفیسر حمید بیس منٹ لیٹ آتے ہیں اور لیٹ آنے کا بدلہ مجھ سے لیتے ہیں۔۔مجھے لگتا ہے کہ اگر اگلے سمسٹر میں بھی یہ ہمیں ملے نا تو رامین کی زندگی فلاپ ہونے والی ہے"اس نے برا سا منہ بنایا اور سر اٹھا لیا

Clubb of Quality Content

"زندگی ہے یا فلم جو فلاپ ہو گی"اس نے اپنے ناک کو اپنے ہاتھ کی پشت سے پونچھا۔

"فلم ہی لگتی ہے۔۔ہالی وڈ ہورر فلم"اس نے آنکھیں گول گھمائیں اور سر جھٹکا۔

لڑکی مسکرائی مگر اس کی دائیں ٹانگ مسلسل ہلتی رہی۔اب رامین اسے بتا رہی تھی کہ کیسے پروفیسر حمید نے اسے کلاس سے نکالا تھا اور کیسے پھر اسے بلایا بھی اور کلاس میں بھی نہیں آنے دیا۔

لڑکی سنتی رہی،اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو گھٹنے سے مس کر رہی تھی۔۔پھر بولی"رامین۔۔میں واش روم سے ہو کر آئی"اور وہ کھڑی ہو گئی،ساتھ اپنا بیگ بھی پکڑ لیا

رامین بھی کھڑی ہوئی "میں بھی چلتی ہوں"

مگر لڑکی نے مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "تم ہماری جگہ رکھو، پروفیسر آ گئے تو میں تو کلاس میں آ جاؤں گی۔۔ تمھیں نہیں آنے دیں گے"

"مجھے فرق نہیں پڑتا" اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے

لڑکی کی مسکراہٹ مدھم پڑی "میں بس دو منٹ میں آئی" وہ قطار سے باہر نکلی "تم میرا ویٹ کرو" اور چل دی۔ رامین بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ اس کے جانے کے دو منٹ بعد پروفیسر حمید آ گئے تھے۔ وہ اب لیکچر دے رہے تھے مگر رامین کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پراجیکشن سکرین کو دیکھ رہی تھی۔۔ پھر وہ کوئی سوال حل کرنے لگے۔۔ اس نے اپنی ڈائری کھولی اور اونگھتے ہوئے نوٹ کرنے لگی۔ اسے نیند آ رہی تھی، بیس منٹ ہو گئے تھے اس کی دوست نہیں آئی تھی۔ پھر اچانک سے دروازہ کھلا اور لڑکی نے اندر آنے کی اجازت چاہی

"آپ کہاں تھیں؟" لیکچر وہیں رک گیا

"سر! میری طبیعت خراب ہو گئی تھی، کیفے تک گئی تھی" اس نے ایسی معصوم شکل بنائی تھی کہ پروفیسر نے اسے اندر آنے دیا

وہ اپنی جگہ پر بیٹھی، رامین نے صفحے پر اس کا نام لکھا "فضا"

"ہوں" اس نے اپنے صفحے پر جواب لکھا۔

وہ دونوں لکھ کر باتیں کر رہی تھی "کہاں رہ گئی تھی؟"

"یار! تمھیں پتہ تو ہے یونیورسٹی کا واش روم مطلب پارلر، دیر ہو گئی"

رامین نے سانس خارج کی اور لیکچر سننے لگی۔ لڑکی کی ٹانگ اب نہیں ہل رہی تھی

ایک گھنٹے کے لیکچر میں ایک منٹ بھی رامین سے سکون سے نہیں بیٹھا گیا۔ کبھی کاغذ پھاڑ کر کھانے لگتی، کبھی یونہی نوٹس پر پھول بنانے لگتی، پروفیسر دیکھتے تو سیدھی ہو کر بیٹھ جاتی۔ مر مرا کر گھنٹہ گزرا اور اب وہ کیفے میں اپنی دوست کے ساتھ بیٹھی فرائز کھا رہی تھی۔ باہر سردی تھی، اس کے بال کندھوں سے نیچے کی طرف بڑھنے لگے تھے، اس نے سر پر سرخ رنگ کا رومال باندھا ہوا تھا اور بڑے مزے سے باتیں کرتی فرائز کھا رہی تھی۔ اس کی دوست چائے پی رہی تھی

"تمھارے وہ جو ماموں کے بیٹے ہیں، کیا نام ہے کا؟" رامین نے یاد کرنے کی کوشش کی

"فیض" اس نے بات مکمل کی

"ہاں وہی" اس نے منہ میں ڈالی فرائز چبائی "تمھاری بات نہیں ہوئی ان سے؟"

"کس بارے میں؟" وہ سر جھکائے چائے میں چینی کا چمچ ہلا رہی تھی

"ارے۔۔ تم انھیں بتا دو نا تم انھیں پسند کرتی ہو" اس نے پاس پڑی پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولا اور پانی منہ میں انڈیلا

"اتنا آسان نہیں ہے۔۔ اظہار کے بعد محبوب کے رنگ بدل جاتے ہیں"

مینا ہنس دی "ناول کم پڑھا کرو۔۔ایک بار کہہ دو،مان گئے تو ٹھیک ہے نہیں تو میں اغوا کروالوں گی اور پھر مولوی بلوا کر تمھیں ان کے ساتھ چلتا کروں گی" وہ بڑے مزے سے فرائز کھاتی اسے الٹے سیدھے مشورے دے رہی تھی

وہ مسکرادی "تم بتاؤ۔۔تم نے کبھی محبت کا اظہار کیا ہے؟"

مینا نے شانے اچکائے "میرا معاملہ الگ ہے۔۔میں تو شادی شدہ ہوں، بات محبت سے بڑھ کر ہے ۔۔میرے لیے ویسے بھی ایفرٹس میٹر کرتی ہیں، زبانی کلامی کچھ نہیں ہوتا"

لڑکی نے سر ہلا دیا۔پھر چائے کا گھونٹ بھرا

"ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔۔مجھے ڈر لگتا ہے"

مینا نے اسے کہنی ماری "کم آن فضا۔۔کوئی اور انھیں لے اڑی پھر بیٹھ کر ارجیت سنگھ کے اداس گانے سنتی رہنا"

اس نے نفی میں سر ہلایا "میرے میں تمھارے جیسا کانفیڈنس نہیں ہے مینا، میں جو ہوگا دیکھ لوں گی اور chill کرو والی تمھاری تھیوری پر پوری نہیں اترتی" اس نے بھی شانے اچکائے

اس نے اثبات میں سر ہلایا "آج تمھیں لینے آئیں گے نا تو میں خود بات کروں گی"

اس نے مینا کا ہاتھ پکڑ لیا "کیا بات کرو گی"

وہ ہنس دی "یہی کہ ایک لڑکی ہے جو آپ پر قربان ہے۔۔مہربان ہے قدر دان ہے "اور ہنسی "آپ اس پر نظر کرم کریں"

اس نے مینا کا ہاتھ دبایا "تم ایسا کچھ نہیں کہو گی۔۔پتہ لگے جو وہ مجھے روز دیکھنے کو مل جاتے ہیں میں اس سے بھی جاؤں"

وہ مسکرادی "اچھا نہیں کہتی مگر تم خود بھی تو نہیں کہتی نا"

"اچھا اچھا۔۔کوئی اچھا سا موقع دیکھ کر کہہ دوں گی "اس نے اس کی بات ٹال دی

"موقع پیدا کرنا پڑتا ہے فضا۔۔۔خود بخود کچھ نہیں ہوتا بیٹے"

"اچھا میری ماں "اس نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے، مینا پھر سے ہنسی "اچھا ویسے ٹھنڈ میں آئس کریم کھائیں۔۔مزہ بڑا آتا ہے"

"نہ بابا نہ۔۔تم تو الٹی کھوپڑی ہو۔۔میں تو نہیں کھا رہی "اس نے چائے کا کپ منہ سے لگایا

مینا نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھڑی ہوئی

"ارے یار "وہ بنچ پھلانگ کر پیچھے آئی "chill کرو۔۔کچھ نہیں ہوتا"

اور اس کا بازو کھینچتے اسے بھی اپنے ساتھ لے گئی۔

وین نے اسے سٹاپ پر اتار دیا مگر آج وہ گھر نہیں گئی۔اس کی منزل کوئی اور جگہ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوپہر کے دو بجے کا وقت تھا جب اشعر اپنے دو دوستوں کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ آیا تھا۔ایک میز کے گرد بیٹھے انھوں نے باتیں کرتے کھانا آڈر کیا۔کچھ پل بیتے اور وہ باتیں کرتے لنچ کرنے لگے۔

دفعتاً اسے اپنے سے دو میز آگے بیٹھی لڑکی کچھ دیکھی دیکھی سی لگی حالانکہ اس کی پیٹھ اشعر کی طرف تھی۔اس نے سر جھٹک کر نظر انداز کیا مگر پھر اس لڑکی نے ویٹر کو آواز دے کر کولڈ ڈرنک لانے کو کہا،اس کے چہرے کی دائیں طرف اسے دکھی تھی اور وہ سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔پیچھے کو ٹیک لگالی اور اب وہ وقفے وقفے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ساڑھے تین بجے کے قریب وہ لوگ فری ہوئے تو اس کے دوستوں نے ہاتھ ملایا اور وہ چلے گئے۔اب اشعر کا رخ سامنے تھا،وہ اس میز پر لڑکی کے ساتھ جا بیٹھا اور اس کے سامنے پڑی کولڈ ڈرنک کو منہ سے لگایا۔لڑکی فون پر جھکی تھی

اس نے میز پر زور سے ہاتھ مارا تو لڑکی نے سر اٹھایا اور پھر اسے دیکھ کر دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔اشعر بھی اسے دیکھ کر مسکرایا

"ہو گیا عاطف اسلم کا کنسرٹ؟"اس کی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی

وہ مسکرائی اور فون پر چلتی وڈیو پوز کر دی"اشعر"اس نے تھوک نگلا۔

ویٹر اس کا آڈر لے آیا تھا،اس نے آئس کریم آڈر کی تھی۔اشعر نے پہلے اسے دیکھا پھر آئس کریم اور اس کی آئس کریم لے لی۔وہ رونے والی ہو گئی

"اشو۔۔یہ میری آئس کریم ہے"اس نے انگلی سے آئس کریم کی طرف اشارہ کیا

"تم مجھے اپنی کہانی سناؤ پہلے، کنسرٹ ٹھیک رہا؟"اس نے چمچ سے آئس کریم لی اور منہ میں ڈالی

"اشویار۔۔ایسے نہ کرو"وہ تو رونے بیٹھ گئی تھی

"کیا؟میں تو بس ایسے ہی اپنے فرینڈز کے ساتھ آیا تھا، تم مل گئی۔۔کافی تھکی ہوئی لگ رہی ہو لگتا ہے بہت زیادہ گا کر آئی ہو"اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی

"میری آئس کریم دو"اس نے ہاتھ بڑھایا مگر اشعر نے پیچھے کر لی

"تمھاری میں نے وڈیو بھی بنالی ہے، آپی کو جا کر دکھاؤں گا"تھوڑی سی آئس کریم بچی تھی

"اشعر۔۔اب تم میرے ساتھ ایسے کرو گے؟"اس نے منہ بنالیا

"میں ایسا کر چکا ہوں"اس نے مینا کی آنکھوں میں گھورا

"میں تمھاری جڑواں بہن ہوں۔۔کوئی اپنی جڑواں بہن کے ساتھ ایسے کرتا ہے؟"اس نے معصوم سی شکل بنالی تھی

"آئس کریم اچھی ہے ویسے ان کی۔۔اور آئس کریم آڈر کرو پھر سوچتا ہوں کچھ"اس نے آئس کریم کی خالی پلیٹ میز پر رکھ دی

وہ اسے منہ بنائے دیکھ رہی تھی، پھر بے بسی سے سانس خارج کی اور ویٹر کو آنے کا اشارہ کیا۔وہ آیا اور رامین بی بی نے آئس کریم آڈر کی

"ویسے مینو۔۔لیول ہے یار تمھارا، مطلب تم جس سے چاہو کام نکلوالیتی ہو،ایسا کانفیڈنس میرے پاس ہوتا نا تو قسم سے میں نواز شریف سے کرپشن کے سارے پیسے نکلوالیتا" وہ بڑے موڈ میں بیٹھا تھا

"رہنے دو۔۔مجھ سے بڑی فلم ہو تم۔۔یہ الگ بات ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگنے دیتے" وہ بھی مینا تھی چپ کہاں رہ سکتی تھی

"امی نے آج پھلیاں بنائی ہیں، جو کھانا ہے یہیں سے کھا کر جاؤ، گھر جا کر ڈرامے کیے نا تو ایک جوتا مغرب سے آنا ہے ایک مشرق سے" اس نے سر جھٹکا

ویٹر آئس کریم لے آیا اور اب دونوں بہن بھائی باتیں کرتے آئس کریم کھا رہے تھے

"ویسے بھائیوں پر تو بہنوں کے حصے کا نمک بھی حرام ہوتا ہے" اس نے اشعر کو مسکراہٹ دبائے دیکھا تھا

"یہ کون سی فلاسفی جھاڑ رہی ہو۔۔میرے پر ان باتوں کا اثر نہیں ہوتا" وہ بھی اشعر تھا چپ کہاں رہنے والا تھا" اور ویسے بھی پیسے تم نے آپی سے لیے ہیں، ڈرو مجھ سے میں نے تمھارا بھانڈا پھوڑ دیا نا تو رہی سہی عزت بھی جائے گی"

وہ بس منہ پھلائے بیٹھ گئی۔پھر اپنے سامنے پڑا فون اٹھایا اور جلدی سے کیمرہ آن کر کے اس کی تصویر لے لی اور مسکرائی

"اور اب سے تم میرے کرائم پارٹنر ہو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بس نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

آج مامون جلدی آ گیا تھا۔اس وقت وہ لائبریری میں بیٹھا کافی کے ساتھ کتاب پڑھ رہا تھا جب باہر کے دروازے پر دستک ہوئی "مے آئی کم ان سر؟" ایک نسوانی آواز۔

وہ کتاب پر جھکے ہی مسکرایا تھا "شیور!"

وہ دروازہ کھول کر اندر بڑھی،اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا اور وہ مامون کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھی۔مامون اسی طرح ٹانگ پر ٹانگ جمائے کتاب پڑھتا رہا

"کیا پڑھ رہے ہیں؟" لڑکی نے چائے کا کپ سامنے میز پر رکھا اور اپنے بیگ سے ایک بڑا سا آرٹ پیڈ نکالا۔پھر ہاتھ میں گریفائیٹ پنسل لیے مامون کو دیکھا

"بس ایسے ہی،یہ بک مجھے اچھی لگی" اس نے کتاب کا کور دیکھا،پھر سامنے بیٹھی لڑکی کو

"آپ نے تو بلانا نہیں ہوتا" اس نے طنز کیا اور چائے کا کپ منہ کو لگایا

"اور ایسے جیسے میں نہیں بلاؤں گا تو تم نہیں آؤ گی"

وہ مسکرا دی "یہ ویسے ان ڈائریکٹ وے میں آپ مجھے ڈھیٹ کہہ رہے ہیں" اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ لی

وہ ہلکا سا ہنس دیا "تمھاری کہانی کہاں تک پہنچی ہے؟"

اس نے ایک سانس خارج کی "بیچ میں ہی پھنس گئی ہوں۔ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں؟" اس نے اپنا آرٹ پیڈ کھولا، ایک سفید کورے صفحے پر گریفائٹ پنسل رگڑنا شروع کی، وہ ساتھ ساتھ مامون سے باتیں کر رہی تھی

"کہاں پھنسی ہو؟" کافی کا مگ ہونٹوں سے لگایا، وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ فرحین کا دل بے اختیار دھڑکا۔

"جو میرے ناول کی ہیروئن ہے نا اسے کسی سے محبت ہے مگر وہ اس سے کہہ نہیں سکتی" وہ پنسل رگڑتی جا رہی تھی، سر جھکائے

"کیوں؟" ایک اور گھونٹ بھرا "اسے کہہ دینا چاہیئے"

"اسے ڈر ہے" دھڑکن میں مزید تیزی آئی، وہ مامون سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔

"کیسا ڈر؟"

"ہیرو اس کا دوست بھی ہے، اگر اس نے اس سے اپنے دل کی بات کہہ دی تو کیا پتہ دوستی ختم ہو جائے۔۔ وہ دوستی ختم نہیں کرنا چاہتی" ہاتھوں کی حرکت میں تیزی آئی تھی، دل دھڑک رہا تھا، اس کی آواز کان سن رہے تھے۔

"اوہ۔۔ معاملہ تو سنجیدہ ہے" مامون بغور اسے دیکھ رہا تھا، اس کی پنسل پر گرفت مضبوط ہو چکی تھی، اس نے لڑکی کے ہاتھوں کی بڑھی حرکت کو بھی نوٹ کیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں نا" پھر خاموش ہوئی "آپ بتائیں آفندی، کیا کرنا چاہیئے؟" نہ سر اٹھایا نہ نظریں ملیں، وہ اس بات کو سچ مانتی تھی کہ زبان جس بات پر لڑکھڑاتی ہے، دل جو کہنے سے خوف کھاتا ہے آنکھیں وہ بات بھی کہہ دیتی ہیں اور وہ جانتی تھی کہ مامون کتابوں کے علاوہ اور بھی بہت کچھ پڑھ سکتا ہے

"ہر احساس کا ایک اور اہوتا ہے، اور اہمارے گردانرجی کا دائرہ ہے۔۔ جس طرح انسان بدلتا رہتا ہے اس کے احساسات بدلتے رہتے ہیں اور اسی طرح اس کے گردانرجی کا دائرہ بدلتا رہتا ہے۔ اب لڑکی کو محبت ہے نا تو اس کا انرجی کا دائرہ بدل چکا ہے اور وہ اس کے ساتھ رہنے والوں پر بھی اثر کرے گا، اس لڑکے کے دائرے سے بھی اس کا دائرہ ملے گا۔ اس لڑکے کو محسوس ہو جائے گا کہ وہ لڑکی اس میں انٹرسٹڈ ہے لیکن اگر وہ انٹرسٹڈ نہیں ہوا تو وہ اسے بدلے میں ایسا سگنل دے دے گا جس سے لڑکی محسوس کر لے گی کہ لڑکا اس میں دلچسپی رکھتا ہے یا نہیں" کچھ سوچتے ہوئے بولا "اتنا تو اسے بھی پتہ ہو گا کہ وہ لڑکا اسے چاہتا ہے یا نہیں"

"میرے ناول میں ایسا نہیں ہے"

"کیوں؟" کافی کپ ہاتھ میں تھا مگر کافی ٹھنڈی ہوتی جا رہی تھی، بالکل فرحین کے ہاتھوں کی طرح

"کیونکہ ہیرو اس بات سے انجان ہے کہ ہیروئن اس سے محبت کرنے لگی ہے" اس کو لگا کہ اگر وہ چند لمحے اور اسی طرح ہاتھ کہ ہلاتی رہی تو ہاتھوں کے پٹھے کھچ جائیں گے اور وہ کچھ دنوں تک سکیچنگ نہیں کر پائے گی۔

"اوہ" مامون اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا اور وہ سب محسوس کر سکتا تھا جو وہ کہہ رہی تھی، جو وہ نہیں کہہ رہی تھی

"ہوں۔۔" اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا "ہیرو کا اور اا اس کے اور ا کو ڈیٹیکٹ نہیں کر پایا وہ نہیں جان پایا کہ بات دوستی سے آگے بڑھ کر ہے"

"ایک بار اسے بتا کر تو دیکھے۔۔ کیا پتہ حالات بدل جائیں"

"بدل جائیں گے۔۔ دوستی ٹوٹ جائے گی" یہ درد کی کون سی قسم تھی؟ وہ اپنے آنسو پی رہی تھی، ہاتھ کی حرکت گھٹتی جا رہی تھی

مامون نے ایک سانس خارج کی "اس کے لیے دوستی زیادہ ضروری ہے"

"ہاں جی۔۔ اور وہ دوستی قائم رکھے گی" اس نے ایک فیصلہ کیا تھا

"ٹھیک" وہ خاموش ہو گیا۔ لڑکی نے اپنے بیگ سے بہت سے پنسل کلر نکال کر میز پر رکھے اور چائے کا کپ دوبارہ اٹھایا، پھر مامون کو دیکھتے گھونٹ بھرا، اس کی آنکھیں ہلکی گلابی تھیں مگر وہ مسکرائی

"آپ میری جگہ ہوتے تو کیا لکھتے؟"

"میں۔۔ اگر تو اس لڑکی کو واقعی لگتا نا کہ لڑکا اس سے محبت نہیں کرتا تو میں لڑکی کو اس دائرے سے نکال دیتا، میں اسے لڑکے سے دور کر دیتا" اس نے اپنا فیصلہ سنایا تھا

"اور دور کرنے سے محبت ختم ہو جاتی ہے؟"

"نہیں۔۔ختم تو نہیں ہو گی مگر وہ خود کو ہرٹ بھی نہیں کرے گی۔۔کیونکہ بار بار اس لڑکے کو دیکھے گی کہ وہ میرا نہیں ہے تو وہ ہرٹ ہو گی نا۔۔میں کچھ ایسا کروں گا کہ اسے اس لڑکے سے دور کر دوں گا تاکہ وہ اپنی زندگی کسی کے پیچھے ویسٹ نہ کرے" وہ دھیما سا مسکرایا۔وہ بولتا تھا تو فرحین سب چھوڑ کر اسے سنتی تھی،وہ مامون کو دیکھے جا رہی تھی

اس نے آگے بڑھ کر اس کا آرٹ پیڈ پکڑا اور پاس پڑا بھورا رنگ اٹھایا۔۔فرحین نے آنکھیں بنائی تھیں،دو خوبصورت آنکھیں۔مامون نے ان خالی آنکھوں کی پتلیوں میں بھورا رنگ بھر دیا۔وہ زخمی آنکھوں سے بھوری آنکھیں دیکھ رہی تھی

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور تیمور اندر آیا۔آتے ہی وہ مامون کے پیچھے صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے اس پر جھکا تھا۔وہ کیا کہنے آیا تھا یہ چھوڑ کر مامون کی گود میں پڑے آرٹ پیڈ کو گھورنے لگا

"اوہ" وہ مسکرایا"کیا اس کی آنکھیں بھوری ہیں؟" پھر بغور مامون کو دیکھا

مامون نے منہ بنایا"کس کی؟"

وہ اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"اس کی" اس کا اشارہ آرٹ پیڈ کی طرف تھا

"ہٹو پیچھے "اس نے کندھا جھٹک کر اسے پیچھے کرنا چاہا مگر وہ ڈھیٹ تھا۔اس کے کان کے قریب جھکا

"پہلے بھورا بلا اور اب بھوری آنکھیں۔۔مامون آفندی، تم مشکوک ہوتے جا رہے ہو"اس نے

فرحین کو دیکھا جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی

وہ مسکرایا"اوکے "پھر کھڑا ہوا"انجوائے "اس نے فرحین کو دیکھتے مسکراہٹ پاس کی اور پھر شانے

اچکا کر چلا گیا

اس نے سر نفی میں ہلایا اور فرحین کو دیکھا"کیا ڈسکشن چل رہی تھی "اس نے یاد کرنے کی کوشش

کی۔وہ مسکراتے ہوئے کچھ بول رہی تھی اور وہ سن رہا تھا۔باہر شام مزید سرخ ہو رہی تھی۔

شام ڈھل رہی تھی،ایک نارنجی سا تاثر۔اپنے بستر پر سینے کے بل پڑی زوبیہ تکیے پر آنسو بہا رہی تھی۔

فون ایک طرف الٹا پڑا تھا۔اس کا دل کٹ رہا تھا اور وہ بری طرح ہرٹ تھی۔اسے ہریرہ کی باتیں

سمجھ میں آئی تھیں مگر باتیں سمجھ آجانے سے فوری عمل تھوڑی ہوتا ہے۔دفعتاً اس کے ساتھ پڑا فون

بجا،اس نے جھٹ سے فون اٹھایا،سکرین پر جلتا نام دیکھا اور پھر اٹھ بیٹھی،آنسوؤں میں کمی آئی تھی

"ہیلو"ایک مردانہ آواز

اس نے آنکھیں بند کر کے اس آواز کو محسوس کیا

(آپ اس ڈوپامین کی عادی ہو چکی ہیں جو آپ کو اس سے ملنے پر ملتی ہے)

اس نے ہریرہ کی باتیں جھٹک دیں اور آنسو صاف کیے

"ہیلو" وہ مسکرا رہی تھی، یہ خوشی کی ایک الگ ہی قسم تھی جس میں وہ ہر بار اپنی عزت نفس کی قربانی دے ڈالتی تھی

"زوبی" اس کی آواز اس کے دماغ پر اثر کر رہی تھی "آئی ایم سوری" دوسری طرف سے ابھرتی مردانہ آواز

صیاد نے اسے قید کیا ہوا تھا اور قیدی اپنی قید کا اس قدر عادی تھا کہ اسے آزادی بری لگتی تھی

"شاہان" وہ رودی "شاہان۔۔تم۔۔" اور اس سے آگے وہ کچھ بھی نہ بولی

"زوبی۔۔کیا ہم مل سکتے ہیں؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "ہاں" وہ ہنس دی "میں تمھارا ویٹ کروں؟"

"زوبی میں آدھے گھنٹے تک آرہا ہوں، تم تیار رہنا آج ہم اچھا سا ڈنر کریں گے اور بہت سا ٹائم ساتھ گزاریں گے" وہ بولتا جا رہا تھا اور زوبیہ کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

پھر اس نے کال کاٹ دی۔اپنی وارڈروب میں گئی اور الماری کا سلائیڈنگ ڈور پیچھے کیا، لٹکے ہوئے کپڑے واضح ہوئے۔۔آج کونسا رنگ پہنے؟ اس کا ہاتھ سیاہ پر رکا

"سیاہ رنگ؟ اونہوں" اس نے سر نفی میں ہلایا "وہ تو خوش تھی اور خوشی کے موقع پر سیاہ تھوڑی پہنتے ہیں، سیاہ تو غم کی علامت ہے نا، جدائی اور موت کی۔

اس نے سرخ رنگ نکالا کیونکہ سرخ تو محبت کا رنگ ہے۔ تقریباً ساڑھے پانچ کے قریب وہ اسے لینے آیا اور وہ سرخ لمبی فراک پہنے نیچے بڑھی۔ وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا، اسے دیکھ کر مسکرایا۔ وہ اس کے سامنے کھڑی تھی، مسکراتی ہوئی

(آپ اس ڈوپامین کی عادی ہو چکی ہیں جو آپ کو اس سے ملنے پر ملتی ہے)

وہ پیسنجر سیٹ پر بیٹھی اور وہ گاڑی زن سے بڑھاتا آگے لے گیا۔ زوبیہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی

"زوبی۔۔ سوری یار۔۔ میں کل بہت ہائپر ہو گیا تھا، مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیئے تھا" ایک ہاتھ سٹیرنگ پر رکھے اس نے دوسرے ہاتھ کو بڑھا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا

"اٹس اوکے" وہ سحر زدہ ہو چکی تھی، اس پر جادو کر دیا گیا تھا۔ ساحر ساتھ بیٹھا تھا اور وہ سحر زدہ سی اسی کے سحر میں تھی۔ اس نے ایک اچھی سی جگہ سے اسے اس کی پسند کا ڈنر کروایا۔ پھر واپسی پر گاڑی ایک انجان سی جگہ پر روکی۔ یہ علاقہ مسجد وزیر خان کے پیچھے اور گردونواح کا تھا۔

"کیا ہوا؟" اس نے فکر مندی سے اسے دیکھا

"کچھ نہیں۔۔ تمھیں کسی سے ملوانا ہے" وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر بڑھا

پھر زوبیہ کی طرف آیا، پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا اور ہاتھ بڑھایا۔اس نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا۔۔زوبیہ نے ارد گرد دیکھا، یہ جیسے پرانا لاہور تھا۔اسے لاہور آئے چند مہینے ہوئے تھے، وہ لاہور کو ویسے نہیں جانتی تھی جیسے شاہان جانتا تھا۔رات سیاہ پڑتی جا رہی تھی

"شاہان" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی شاہان بول دیا" زوبی۔۔ریلیکس۔۔ہم جس سے ملنے آئے ہیں وہ ڈس ایبل تھیں، چل کر نہیں آسکتی تھیں اس لیے ہم یہاں اس سے ملنے آ گئے"

زوبیہ کی مسکراہٹ مدھم پڑی تھی مگر وہ شاہان کی بات کا انکار کر کے اس کی ناراضی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔اس کا ہاتھ ابھی بھی شاہان کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے لیے اندر کی طرف بڑھا تھا۔اسے بہت عجیب سا لگ رہا تھا، وہ جس جگہ سے گزرتی مردوں کی عجیب سی نظریں اسے سر تا پیر دیکھتی تھیں۔۔وہ غیر محفوظ محسوس کر رہی تھی، روشن گلی مگر جگہ جگہ گند جمع تھا۔اوپر کھڑکیوں سے لڑکیاں جھانک رہی تھیں، کچھ اسے دیکھتے ہنس بھی رہی تھیں۔۔کھلے دروازے اور ان میں کھڑی خواتین اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھیں

"شاہان" بالآخر وہ بول پڑی" ہم کہیں غلط جگہ تو نہیں آ گئے۔۔مطلب یہ جگہ کچھ ٹھیک نہیں" اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کہے۔

"زوبی۔۔ریلیکس یار، کیا ہو گیا ہے؟ تم مجھ پر شک کر رہی ہو؟" وہ خفا ہوا تھا

وہ خاموش ہو گئی۔راستے میں چلتے ایک آدمی کے بازو سے اس کا بازو ذرا سا مس ہوا اور وہ سہم کر پیچھے ہٹی۔اس کا دل دھڑکنے لگا تھا،وہ پریشان ہو گئی اور تھوک نگلتے شاہان کو دیکھا۔اس نے ایک سانس خارج کی "بس تھوڑا آگے زوبی"

اس نے زوبیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھا۔وہ ایک کھلے دروازے کے اندر داخل ہوا اور آگے بڑھتا گیا،وہاں اندھیرا تھا،سیاہ اندھیرا مگر نیلی نیلی روشنی بھی تھی۔سیاہی مائل نیلا اندھیرا۔۔اس نے گردن اٹھا کر اوپر دیکھا تو بہت سی لڑکیاں تھیں جو اسے دیکھ رہی تھیں۔وہ دائیں جانب ایک روشن کمرے میں داخل ہوا اور سامنے صوفے پر بیٹھی خاتون کو دیکھ کر مسکرایا۔ان کے سامنے بیٹھ گیا اور زوبیہ کو بھی ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا

"زوبیہ "اس نے زوبیہ کی طرف اشارہ کیا اور پھر زوبیہ کو دیکھا "زوبی۔۔یہ شاہدہ آنٹی ہیں،میری دور کی جاننے والی،ان کی بیٹی پیرالائز ہے اور انھیں بہت سے پیسے چاہیئے،میں نے کہا تمھارے بابا شاید ان کی ہیلپ کر دیں۔۔اس لیے تمھیں ملوانے لایا ہوں "وہ مسکرایا

زوبیہ سامنے بیٹھی عورت کو دیکھ رہی تھی جس نے فٹنگ والی ساڑھی پہن رکھی تھی،ہاتھوں میں کنگن تھے اور وہ پان کھاتیں اسے دیکھ رہی تھیں

وہ مسکرائی "اوکے "پھر شاہان کو دیکھا "نو ایشو۔۔میں بابا سے بات کر لوں گی"

شاہان مسکرادیا، پھر جیب سے فون نکالااور کھڑاہوا"میں ایک ضروری کال کرکے آیا، جنھیں چیرٹی دینی ہے انھیں بتادوں تاکہ وہ ابھی آجائیں، صبح تک دیر نہ ہو"وہ باہر کی طرف بڑھا تھا مگر زوبیہ نے اس کی کہنی تھام لی

"شاہان۔۔میرا دل گھبرارہاہے۔تم ان سے بات کرلینا،جتنے پیسے چاہئیے لے لینا مجھے یہاں سے لے چلو۔۔مجھے وومٹ ہورہی ہے"وہ رونے والی ہوئی تھی

"زوبی"اس نے اسے کندھے سے تھاما"جسٹ ٹو منٹس ڈیئر،میں بس ابھی آیا"

اور وہ وہاں سے چلا گیا۔زوبیہ مڑی اور سامنے بیٹھی خاتون کو دیکھا جو کہ مسکرارہی تھیں

"بیٹھ جاؤ زوبیہ۔۔وہ آتا ہی ہوگا"

مگر وہ نہیں بیٹھی اور باہر کی طرف بڑھی،ایک لڑکی باہر سے اندر آئی اور عین زوبیہ کے سامنے اس کا راستہ روکے کھڑی ہوگئی۔اس نے شلوار قمیض پہن رکھی تھی،دوپٹہ غائب تھااور گلے میں پہنے تعویذ کو ہاتھ کی انگلیوں سے گھمارہی تھی۔۔وہ آگے بڑھ رہی تھی اور زوبیہ پیچھے

"وہ۔۔مجھے جانا ہے"وہ بولی مگر آواز کانپی تھی

"اب کہاں جانا ہے؟"عورت اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی

زوبیہ نے اسے گلابی آنکھوں سے دیکھا،وہ رو دینے کو تھی،اس کے ہاتھ پیر کانپ رہے تھے اور وہ ٹھنڈی پڑچکی تھی

"میں۔۔مجھے۔۔میں نے گھر جانا ہے" وہ کیا بول رہی تھی دماغ سمجھنے سے قاصر تھا

"گھر پر ہی تو ہو" اس خاتون نے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا۔وہ دبک کر پیچھے ہٹی۔پھر باہر کو دیکھا، شاہان ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔

"شاہان" وہ چلائی تھی "شاہان۔۔تم کہاں ہو؟" وہ رو دی تھی،دل دھڑکنے لگا تھا

"وہ نہیں آئے گا۔۔ایک بار جو چلا جائے وہ نہیں آتا،پیاری" اس لڑکی نے قہقہہ لگایا تھا

"نہیں۔۔وہ مجھے نہیں چھوڑ سکتا" وہ آگے کو بڑھی تھی مگر خاتون نے اس کی کلائی تھام لی اور ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔وہ اب خاتون کے روبرو تھی

"آنٹی۔۔مجھے جانے دیں" وہ رو رہی تھی،منت کر رہی تھی

"ارے رے رے۔۔میری بچی جانے دیں گے نا مگر ابھی نہیں۔۔وہ تمھارے بدلے پندرہ لاکھ لے کر گیا ہے ہم سے۔۔اب نہیں آئے گا،اب ہم ہی تمھاری گھر گرہستی ہیں" اور ہنس دیں

"کیا؟" اس کے ہونٹ بے یقینی سے پھڑپھڑائے۔اس کے جسم میں جیسے جان نہیں تھی،اسے لگا یہ خواب ہے۔۔پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس نے وہ دروازہ دیکھا جہاں سے وہ ابھی غائب ہوا تھا

"شاہان" وہ چلائی تھی،اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگنے والی تھی "شاہان" وہ روتے ہوئے اسے پکار رہی تھی۔ایک زوردار تمانچہ اس کے منہ پر رسید ہوا اور وہ ایک طرف جا گری۔۔اس کے ناک سے خون نکل آیا

"مجھے جانے دیں" وہ رو رہی تھی، چلا رہی تھی، منت کر رہی تھی، اس عورت کے پیر پڑ رہی تھی

"چپ۔۔ایک دم چپ" وہ چیخی تھیں

زوبیہ سہم کر پیچھے ہٹی

"یہاں سے کوئی واپس نہیں جاتا" لڑکی اس کے قریب فرش پر بیٹھی تھی

"یہ۔۔کون سی جگہ ہے؟" وہ دھیمی کانپتی آواز میں بولی تھی

وہ ہنس دی پھر اسے دیکھا "ریڈ لائٹ ایریا!"

زوبیہ کو لگا وہ قبر میں ہے اور عذاب شروع ہو چکا ہے۔پہلی رات کا عذاب بہت سخت ہوتا ہے اور وہ اس کے لیے ہرگز تیار نہ تھی

آٹھ مرلہ مکان میں اس وقت خاموشی تھی۔فرحت باہر تخت پوش پر بیٹھیں نماز پڑھ رہی تھیں اور باقی تینوں اندر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

بستر پر رابیل کی گود میں سر رکھ کر لیٹی مینا اور سامنے کاؤچ کی پشت ٹیک لگا کر بیٹھا اشعر۔ان کی اپنی ہی دنیا آباد تھی

"حاشر بھائی اپنی بیوی کو منا لائے؟ مائیکے ہی صحیح تھی۔۔کم از کم ہمارے گھر تو سکون تھا" مینا نے منہ بسورتے کہا تھا

"ہاں یار۔۔مطلب منہ بنا کر ایسے ادھر اُدھر پھرتی ہیں جیسے ملکہ ہوں" اشعر نے کہہ کر سر جھٹکا

"تم لوگوں کے آنے سے پہلے جھگڑا ہوا تھا، رانیہ اپنی ضد پر ہی اڑی ہے" رابیل اس کے سر پر دھیرے سے ہاتھ پھیر رہی تھی

"تو لے دیں نا اس کو گھر، الگ گھر میں رہ کر بھی ان کو سکون نہیں آنا، آنا انھوں نے ادھر ہی ہے" سامنے بیٹھے اشعر نے جیسے مسئلے کا حل بتایا تھا

رابیل نے سانس خارج کی "وہ پریگننٹ ہیں اور ہر بات پر یہی دھمکی دیتی ہیں کہ اپنا بچہ لے کر اپنے مائیکے چلی گئیں تو نہیں آئیں گی، امی کو بھی بڑا دکھ ہوتا ہے ان کی فضولیات سن کر" اب رابیل بھی منہ بنائے بیٹھی تھی

"لو جی۔۔ کر لو گل، ایک بار اپنی بیوی کو جانے تو دیں، اڑتی اڑتی آئے گی واپس۔۔ حاشر بھائی کو اپنی بیوی کو کنٹرول کرنا بھی نہیں آتا" بولنی والی مینو تھی جو سامنے اشعر کو دیکھ رہی تھی

"کیا کمال بات ہے نا، ساری دنیا کی لڑکیاں چھوڑ کر حاشر بھائی کا دل آیا بھی کس پر تھا، تایا ابو کی بیٹی پر جن کے آئے دن ہم سے پھڈے چلتے ہیں۔ اب بھگتیں!" اس نے سر جھٹکا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"کیا واقعی رانیہ چڑیل ایکسپیکٹ کر رہی ہے؟" مینا نے رابیل سے پوچھا تھا

"ہوں" رابیل نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی

"اچھا چلو اب اٹھ جاؤ نا، مجھے نیند آ رہی ہے"

مینا نے اس کی گود سے سر اٹھایا اور وہ تکیہ سیدھا کرتی کمبل میں گھس گئی۔

کچھ دیر بیتی اور رابیل کے ساتھ چوکڑی مار کر بیٹھی مینا کی ٹانگیں کمبل میں تھیں، گود میں بہت سے کاغذات تھے اور وہ مزید لکھ رہی تھی، بائیں گھٹنے پر فون تھا اور کانوں میں ایئر پوڈز۔ وہ اپنی دوست سے باتیں کرتی سامنے کتاب سے دیکھ کر اسائنمنٹ بنا رہی تھی

"ہاں پھر کیا ہوا؟" سوال مینا نے کیا تھا

"پھر کیا ہونا" اس نے ایک سانس خارج کی، آواز مینا کے کانوں میں گونج رہی تھی "ممانی اور ماموں آئے تھے، فیض بھی تھے اور ان کی بہن بھی۔۔ ممانی بتا رہی تھیں کہ انھوں نے فیض کی شادی کا سوچا تھا مگر وہ کہنے لگے کہ وہ کسی اور کو پسند کرتے ہیں پہلے اس سے بات کریں گے"

"ہوں۔۔ تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ وہ لڑکی تم ہی ہو گی" اس نے مار کر سے ایک کاغذ پر بڑی سی ہیڈنگ دی

"ہوں" وہ اداس سی تھی "مینا۔۔ اگر میں نہ ہوئی تو"

"فضا، اچھا سوچو یار۔۔ تم ایک دن کا انتظار کرو ورنہ پھر میں بات کروں گی" مینا نے اسے حل بتایا تھا

"چلو۔۔ مینا انھیں برا لگے گا" وہ جیسے منت کر رہی تھی

"میں تو جیسے ڈھول لے کر آ گئی ہوں نا۔۔ بات کرنی ہے یار بس، چائے پر انوائیٹ کریں گے اور پھر میں اور تم ہوں گے۔۔ ہم بات کریں گے اور دیکھنا وہ لڑکی تم ہی ہو گی" اس نے پیمانے سے ایک لکیر کھینچی اور سارے کاغذات اکٹھے کیے

Clubb of Quality Content

"ہوں" اس نے جمائی لی "میں نے ابھی اسائنمنٹ بھی بنانی ہے، تم نے بنالی؟"

"ہوں" اس نے سارے کاغذات اسائنمنٹ فائل میں ڈالے "تم سے بات کرتے کرتے بنالی"

"چلو پھر میں بھی بنالوں۔۔اپنا خیال رکھنا"

اور اس نے کال کاٹ دی۔کمرے کی کھڑکی بند تھی، اندر کا ماحول گرم تھا، اس کے ساتھ لیٹی رابیل سو چکی تھی۔۔اس نے ساری چیزیں سمیٹیں اور سونے کے لیے آ گئی۔کمرے کی بتی اب بجھ چکی تھی

صبح ہوئی اور اندھیرے کمرے میں روشنی پھیل گئی۔روشن دان سے روشنی اندر آتی اندھیرے کو مات دے رہی تھی۔دروازہ کھلا اور بہت سی روشنی اس کے منہ پر پڑی، وہ سامنے دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھی تھی۔دروازہ کھلتے ہی وہ اس طرف بھاگی اور اس عورت کے سامنے رونے لگی

"آنٹی، مجھے جانے دیں۔آپ کو پیسے چاہیئے یا جو بھی میں آپ کو دے دوں گی۔۔پلیز مجھے یہاں سے جانے دیں، میں ایسی لڑکی نہیں ہوں" وہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی تھی

"زوبیہ" انھوں نے اس کو ایک کرسی پر بٹھایا اور خود اس کے سامنے زمین پر بیٹھ گئیں "یہ ایک پنجرہ ہے بیٹا، ایک ایسا پنجرہ جس میں بلبل روتی ہے بلبلاتی ہے مگر پھر سمجھوتا کر لیتی ہے۔جو بلبل سمجھوتا کر لیتی ہے صیاد اس کے ساتھ اچھا رہتا ہے لیکن جو بلبل عقاب بننے کی کوشش کرتی ہے صیاد اس کے

پر بھی کاٹ دیتا ہے اور اس پر قید بھی تنگ کر دیتا ہے۔ تمھیں تھوڑا وقت لگے گا لیکن میری جان تم بھی یہاں کی عادی ہو جاؤ گی، دیکھو یہاں سب لڑکیاں تم جیسی ہی ہیں، دن بھر آرام کرتی ہیں رات کو کام اور خوش رہتی ہیں۔ تم ذرا پڑھی لکھی اور ان سے زیادہ خوبصورت ہو اس لیے میں نے تمھیں ایک ہفتہ دیا ہے، اپنے آپ کو تیار کر لو"

وہ چلائی "میں یہاں نہیں رہوں گی، آئی سمجھ آپ کو" اس نے ایک ہچکی لی "آپ بہت بری ہیں، میں یہاں سے نکل جاؤں گی اور پھر آپ کو پولیس کے حوالے کروں گی"

وہ ہنس دیں، گردن پیچھے پھینک کر ہنسیں "کل رات ایک پولیس والا آیا تھا، ایک لاکھ میں اپنا ضمیر بیچ کر گیا ہے"

زوبیہ خاموش ہو گئی، وہ سر جھکائے روتی گئی

"یہ سبھی مرد ایسے ہی ہیں۔ بے حس، حوس پرست اور ظالم، شکاری۔۔ ان پر یقین ہی نہیں کرنا چاہیئے، یہ کمبخت پہلے اندھا کرتے ہیں، پھر بہرہ، پھر لنگڑا، پھر اپاہج پھر یہاں پھینک جاتے ہیں۔ گند کے ڈھیر میں مکھی بنا دیتے ہیں، یہ سب ہی ایسے ہیں۔ بھیڑیا صفت اور شکاری" پھر کھڑی ہوئیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتیں سامنے دیوار کو دیکھتی رہیں، پھر ایک دم سے اس کے بال نوچے اور اس کی گردن پیچھے کو ڈھلک گئی۔۔ وہ درد کی شدت سے کراہی تھی، روشنی میں اس کا چہرہ واضح ہوا تھا، چہرے پر انگلیوں کے نشان چھپے تھے جیسے کسی نے بہت مارا ہو، ناک سے خون بہہ کر سوکھ چکا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(آپ ان لوگوں کے پیچھے بھاگیں گی تو یہ آپ کو لنگڑا، بہرہ، گونگا اور لاچار بنادیں گے، معذور اپاہج، بھکاری)

اسے ہریرہ کی باتیں یاد آرہی تھیں مگر وقت تو بیت چکا تھا۔ وہ عورت اس کے کان کے قریب جھکی "جتنا جلدی ہو سکے خود کو سمجھالو ورنہ ہمیں خوب سمجھانا آتا ہے" اور ایک جھٹکے سے انھوں نے اس کے بالوں کو چھوڑا اور پھر باہر چلی گئیں، سارے کمرے میں اندھیرا ہو گیا۔ صرف اوپر روشن دان سے روشنی آرہی تھی۔

یہ ظہر کے بعد اور عصر سے ذرا پہلے کا وقت تھا۔ سفید سرمئی بنگلے کے باغ میں رونق تھی، ایک طرف عارفین بیٹھی ملیحہ سے مسکراتے ہوئے باتیں کر رہی تھی اور دوسری طرف مامون کھڑا فرحین سے بات کر رہا تھا۔ لڑکی نے ہاتھ میں ایک کتاب پکڑ رہی تھی اور کچھ بولے جا رہی تھی۔ مامون سر جھکائے گھاس پر جوتا مسلتے اسے سن رہا تھا، اس نے ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے۔ اندر سے آرا باہر آئی، مامون نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا مگر وہ نہیں مسکرائی۔ وہ اس کے ساتھ آکر لپٹ گئی۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"آرا۔ کیا ہوا؟" وہ جھک کر اس سے پوچھ رہا تھا۔ فرحین بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ایک طرف کرسی پر بیٹھا تیمور چیونگم چباتے فون پر مسلسل کچھ ٹائپ کر رہا تھا

چھوٹی لڑکی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے ہونٹ پر ایک سرخ رنگ کا نشان تھا، جیسے اس کا ہونٹ پھٹا ہو اور خون نکل کر جم گیا ہو، اس نے اپنے ہونٹ پر انگلی رکھی

"اوہو۔۔یہ کیسے لگی؟" اس نے آرا کا ہاتھ پکڑا اور اپنی ماں کے ساتھ جا بیٹھا

وہ رونے والی ہوئی تھی "سکول میں فٹ بال کھیلتے لگ گئی"

اس نے اس کے گرد بازو حمائل کیا "چلو کوئی بات نہیں۔۔ہماری آرا تو بہت بہادر ہے۔کھیلتے ہوئے تو چوٹیں لگتی رہتی ہیں"

ساتھ بیٹھی ملیحہ نے گردن موڑے اسے دیکھا "جب سے سکول سے آئی ہے منہ بنایا ہوا ہے، بس تمھارا ہی انتظار کر رہی تھی" وہ اسے بتا رہی تھیں اور مامون آرا کو دیکھ رہا تھا، پھر اس کی تھوڑی پکڑ کر اس کا ہونٹ دیکھا "ابھی ہم آرا کو بالم لگائیں گے اور آرا ٹھیک ہو جائے گی" وہ مسکرایا تھا

"مجھے فٹ بال کھیلنا نہیں آتا" اس نے نم آنکھیں سختی سے رگڑی تھیں

"یہ کون سا مشکل ہے" اس نے تیمور کو دیکھا "آپ کو پتہ ہے تیمور فٹ بال کا چیمپئن رہا ہے۔۔وہ ہماری آرا کو فٹ بال سکھائے گا اور ہماری آرا چیمپئن ہو گی"

وہ مسکرا دی۔پھر نم سانس اندر کھینچی

مامون نے سیٹی بجائی "ہیرو" تیمور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا "آرا کو فٹ بال سکھاؤ"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور آرا کو دیکھ کر مسکرایا۔ پھر اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا، وہ اٹھی اور اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی

وہ مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا اور فرحین سے بات کرنے لگا، اس نے سینے پر بازو باندھے ہوئے تھے اور توجہ سے اسے سن رہا تھا۔

"میں نے جاب کے لیے اپلائی کیا ہے۔۔ کچھ دن تک انٹرویو بھی ہے۔۔ آپ دعا کریں کہ بس جاب لگ جائے" وہ فکر مند تھی

مامون مسکرایا "مس رائٹر آپ پریشان نہ ہوا کریں۔۔ اللہ بہتر کرے گا۔۔ آپ کہیں تو ہم ایک کال ملاتے ہیں آپ کا کام ہو جائے گا"

وہ اسے دیکھ کر ہنس دی، جاتے ہوئے سورج کی نارنجی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، اس کی بھوری آنکھیں سنہری لگ رہی تھیں۔ دور گیٹ سے اندر داخل ہوتی ڈاکٹر تاثیر اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔ مامون اسے دیکھ چکا تھا مگر فرحین کی پشت اس کی طرف تھی۔

وہ چلتی ہوئی مامون کے قریب آئی، فرحین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا آنکھیں ابھی بھی بھوری سنہری سی لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے کی نرم مسکراہٹ تاثیر کو دیکھتے ہی پھیکی پڑ گئی

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے دائیں ابرو اٹھائی

"میں۔۔ ان سے کچھ ڈسکس کرنے آئی تھی" اس نے مامون کی طرف اشارہ کیا۔

تاثیر نے پہلے مامون کو دیکھا پھر اسے "کیا ڈسکس کر رہی تھی؟"

اس سے پہلے کہ فرحین کچھ بولتی مامون بول پڑا "فری سٹوری لکھ رہی ہے اور ہم وہی ڈسکس کر رہے تھے، ہماری اکثر ایسی ڈسکشن ہوتی رہتی ہے" اس نے شانے اچکائے

ڈاکٹر تاثیر نے سینے پر بازو باندھ لیے "انٹرسٹنگ"

فرحین نے مامون کو دیکھا، وہ تاثیر کی چھوٹی بہن تھی اور اس سے ڈرتی تھی

اس نے دونوں کو گھورا اور پھر بنچ پر ملیحہ کے ساتھ آ بیٹھی۔ فرحین نے مسکرا کر مامون کو دیکھا "مجھے چلنا چاہیئے"

وہ مسکرایا "تاثیر کو دیکھ کر تم تو بھیگی بلی بن جاتی ہو"

وہ مسکرائی، بھوری سنہری آنکھیں مسکرائیں "ایسا ہی ہے، میں ان سے ڈرتی ہوں۔۔اس لیے ذرا پرہیز ہی کرتی ہوں"

"ویل" اس نے ایک سانس خارج کی "ڈرتا تو میں بھی ہوں" اور ہنس دیا۔ وہ بھی ہنسی تھی۔

اللہ حافظ کہہ کر وہ باہر کی جانب بڑھی۔ وہ جا رہی تھی اور بھوری آنکھوں والا زرار آ رہا تھا۔ آرا تیمور کے ساتھ فٹ بال کھیل رہی تھی، وہ دور سے آتے زرار کو دیکھ کر مسکرایا۔ آرا نے زرار کو دیکھا، اس کے گلے میں جھولتے "بھیڑیے" کو اور منہ میں بڑبڑائی "بیڈ مین" اور فٹ بال لے کر مامون کے پاس آ گئی۔ تیمور آگے بڑھا اور اس سے گلے ملا، مامون نے اسے منہ بسور کر دیکھا تھا مگر مجال ہے جو

تیمور کو ذرا اثر ہوا ہو۔زرار، تیمور کے سامنے کھڑا اس سے کچھ کہہ رہا تھا اور مامون عارفین کے ساتھ بیٹھا سامنے آرا کی بات سن رہا تھا جو اس بات پر اڑی تھی کہ اب وہ اس کے ساتھ کھیلے۔دور سے ٹرے پکڑ کر باہر کی طرف بڑھتی لائلہ آئی تھی،جو س تاثیر کی طرف بڑھایا اور ملیحہ کے پاس کھڑی ہو گئی

"میم۔۔۔"

انھوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "مجھے تین دن کی چھٹی چاہیئے"

مامون بھی ادھر ہی دیکھنے لگا تھا،آرا اس کے ساتھ بیٹھی مسلسل ٹانگیں ہلا رہی تھی۔زرار کی پشت ملیحہ کی طرف تھی جبکہ تیمور اس کے سامنے تھا

"کیوں؟" وہ اسے دیکھ رہی تھیں

"میم۔۔آج شام کو میرے ہز بینڈ آرہے ہیں۔۔میں ان کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتی ہوں" ٹرے دونوں ہاتھوں میں تھامے اس نے اپنی بات کہہ دی

"کہاں سے واپس آرہا ہے تمھارا ہز بینڈ؟"

"ساؤتھ افریقہ سے"

وہ خاموش ہوئیں اور مامون کو دیکھا،پھر لائلہ خود ہی بول پڑی "میری ایک کزن ہے،میری جگہ وہ آ جائے گی۔میں نے اپنا سارا کام اسے سمجھا دیا ہے"

مامون نے پلکیں جھپکا کر اسے ہاں کر دینے کا اشارہ کیا، ملیحہ نے اسے دیکھا "بھروسے لائق ہے تمھاری کزن؟"

"یس میم" اس نے سر ہلایا

"ٹھیک ہے۔۔۔بس تین دن اس سے زیادہ نہیں"

اور وہ شکریہ ادا کر کے اندر چلی گئی۔ تیمور کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے زرار اس کے ساتھ باہر بڑھا تھا۔مامون نے بس اسے جاتے دیکھا کہا کچھ نہیں۔وہ اپنی مرضی کا مالک تھا۔وہ تیمور پر سختی نہیں کرتا تھا۔

میز پر ایک نکاح کا کارڈ پڑا تھا، جس پر ڈاکٹر تاثیر کا نام درج تھا، دو ہفتے بعد اس کا اس کے کزن "نشیب احمد" کے ساتھ نکاح تھا اور وہ عافی کو اس کے بارے میں بتا رہی تھی۔۔مامون بے پرواہ سا بیٹھا تھا، پھر کھڑا ہوا اور آرا کے ساتھ فٹ بال کھیلنے لگا۔شام ڈھلتی جا رہی تھی

آج لائبریری میں خاموشی تھی۔میز پر کتابیں رکھے سر جھکائے ایک لڑکا متوجہ ہو کر پڑھ رہا تھا، کبھی ہائی لائٹر اٹھاتا اور صفحے پر کوئی سطر رنگ دیتا، پھر پنسل اٹھاتا اور دھڑا دھڑ صفحے پر کچھ لکھنے لگتا۔اسے کہیں پیچھے سے عجیب سی آواز آ رہی تھی ایسے جیسے کوئی رو رہا ہو، بار بار نم سانس اندر کھینچ رہا ہو۔۔ اس نے سر جھٹک دیا اور پھر سے پڑھنے لگا مگر پھر سے وہی آواز۔اس نے ارد گرد دیکھا، آج لوگ بہت کم تھے۔وہ اٹھا اور اوپر تلے بنی کتابوں کی شیلفس کے پیچھے دیکھا، وہاں ایک دیوار کے ساتھ لگ

کرایک لڑکی بیٹھی رو رہی تھی۔اس کی گود میں کتاب تھی اور وہ مسلسل آنسو پونچھ رہی تھی۔اشعر اس کے سر پر جا کھڑا ہوا،اس کا سایہ جب لڑکی پر پڑا تو لڑکی نے اس کے بوٹوں سے لے کر اسے سر تک دیکھا

"محترمہ!آپ نے قسم کھا رکھی ہے کیا کہ مجھے نہیں پڑھنے دیں گی۔۔کبھی روتی ہیں کبھی ہنستی ہیں" وہ اس پر جھکا دھیمی آواز میں بول رہا تھا

"سوری"لڑکی بولی تو بس اتنا ہی، پھر گلابی نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔۔اس کی آنکھیں اشعر جیسی تھیں،اس نے تھوک نگلا۔۔وہ ذرا سا پیچھے ہوا اور پھر بولا

"آپ کا تعلق میرے دشمن گینگ سے ہے"اس نے آف وائٹ اور پرپل جرسی نما شرٹ اور نیچے نیلی جینز پہن رکھی تھی

"ہاں؟"لڑکی نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"آپ مجھے پڑھنے نہیں دیں گی،میرے دشمنوں سے ملی ہوئی ہیں کیا؟"اس بار اس نے ابرو اٹھایا لڑکی خاموش رہی کچھ بھی نہ بولی۔اس نے ایک سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلاتے وہاں سے چلا گیا۔وہ اپنی کتاب پر دوبارہ جھکا تھا۔چند لمحے گزرے اور پھر وہی آواز۔اس نے اپنا سر کتاب پر رکھا اور عاجز آ گیا۔ساری کتابیں اٹھائیں اور اس لڑکی کی طرف بڑھا،اس کے ساتھ نیچے کارپیٹ پر چوکڑی مارے بیٹھ گیا۔وہ لڑکی اسے دیکھ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پڑھنے تو آپ نے دینا نہیں، میں نے سوچا آپ کا مسئلہ ہی حل کرتا جاؤں" ایک ران پر کہنی رکھے ہاتھ کی مٹھی بائیں گال پر رکھے وہ اسے دیکھ رہا تھا

"کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھے" لڑکی نے آنکھیں صاف کیں۔

"رو کیوں رہی ہیں پھر؟"

"نہیں رو رہی" لڑکی نے دونوں گھٹنے سینے سے لگائے اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"اوہ۔۔ کیا آپ کو اپی فورا ہو گیا ہے؟" اشعر بولا تو لڑکی نے اسے دیکھا

"جی؟" اسے پھر کچھ سمجھ نہیں آیا۔

اشعر نے اس کی آنکھوں میں جھانکا، آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی آنکھیں دیکھیں "لگتا ہے آپ کو اپی فورا ہو گیا ہے"

"وہ کیا ہوتا ہے؟" لڑکی نے دونوں بازو گھٹنوں پر رکھ لیے

"ایک ایسی بیماری جس میں آنکھوں سے بہت زیادہ پانی نکلتا ہے، جیسے آپ کی آنکھوں سے نکل رہا ہے" وہ اب اسے بتائے جا رہا تھا اور وہ سن رہی تھی

"اوہ۔۔ تو کیا یہ بہت بری بیماری ہے؟" وہ تو جیسے پریشان ہو گئی

"جی بالکل۔۔ آپ کی آنکھوں کے لیے تو بہت بری۔۔ آپ ڈاکٹر کے پاس جائیں گی بلکہ جائیں گی کیوں میں ڈاکٹر ہوں نا۔۔ آپ کے ساتھ بیٹھا ہوں" شانے اچکائے "وہ آپ کو کہے گا کہ آپ کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آنکھ کا سارا پانی ضائع ہو چکا ہے اور اگر اسی طرح پانی نکلتا رہا تو آپ اندھی ہو جائیں گی، پھر آپ کی سرجری کرنی پڑے گی اور آپ کی ناک کاٹنی پڑے گی" اس نے افسوس سے اس لڑکی کو دیکھا

"ناک؟" وہ بے یقین تھی۔

"جی بالکل۔۔ کیونکہ ہماری آنکھ میں جو آنسو بن رہے ہوتے ہیں وہ ناک کے ذریعے ڈرین ہوتے ہیں اور پھر ہمارے جسم میں مل جاتے ہیں مگر آپ کا تو ڈرینج سسٹم ہی خراب ہے۔۔ ہمیں آپ کی ناک کاٹ کر اسے ٹھیک کرنا پڑے گا تاکہ آپ کے آنسو ضائع نہ ہوں"

"ہائے اللہ۔۔ ناک ہی کاٹ دیں گے" وہ جیسے خوفزدہ ہوئی تھی

"ہاں نا" وہ بہت سنجیدہ لگ رہا تھا

"پلیز۔۔ ایسے مت کریں" وہ رونے والی ہوئی تھی

اشعر نے ایک سانس خارج کی اور پیچھے دیوار سے ٹیک لگالی "اب اس پر رونا شروع کر دیں"

وہ لڑکی خاموش سی بیٹھی گئی، وہ مسکرایا "اوکے۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا"

"تو کیا وہ اب جھوٹ تھا؟" اب دماغ کام کرنا شروع کیا تھا

"نہیں۔۔ زیادہ رونے سے تو ایسا ہی ہو گا" شانے اچکائے

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا

"ویسے رو کیوں رہی تھی؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ نہیں سمجھیں گے۔۔بہت سیریس مسئلہ ہے"لڑکی نے سر جھکا دیا

"بتائیں تو"

"کیا آپ کو کسی سے محبت ہوئی ہے کبھی؟"لڑکی نے اب اسے دیکھا تھا۔

اس نے ٹھنڈی سانس خارج کی"ہوئی تھی پھر میں نے اسے باجی بول دیا"

اور لڑکی ہنس دی،وہ بھی مسکرایا تھا

"میڈیکل والوں کو محبت نہیں ہوتی ٹراما ہوتا ہے،ٹراما"وہ سامنے دیکھ رہا تھا

"میری سسٹر بھی ڈاکٹر ہیں۔۔انھیں ایسا ٹراما نہیں ہوا"وہ اب کسی حد تک نارمل ہو چکی تھی

"کیا نام ہے آپ کی سسٹر کا؟"اشعر نے گردن موڑے اسے دیکھا

"تاثیر"

لڑکی کا بولنا تھا کہ اشعر ایک دم اچھل کر ذرا سا ساتھ ہوا"نہ کریں"وہ رونے والا ہو گیا"ڈاکٹر تاثیر

۔۔آپ کی بہن؟"وہ کیسے شاک میں تھا،حیرانی کی انتہا پر

"ہاں"وہ اشعر کے تاثرات دیکھ کر ہنس دی"ڈاکٹر تاثیر طلعت میری بڑی بہن ہے"

"صحیح کہا آپ نے۔۔آپ کی بہن ٹراما لیتی نہیں ٹراما دیتی ہیں"وہ برا سا منہ بنائے بولا تھا

"آپ کیسے جانتے ہیں انھیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشعر نے ایک سانس خارج کی "ہماری سینئر موسٹ ہیں۔۔میڈم ہماری ایک کلاس لیتی ہیں اور ہاسپٹل میں آتے جاتے ہمیں کلاس دیتی ہیں" وہ جیسے ستایا ہوا تھا

وہ ہنس دی "میں سمجھ سکتی ہوں" پھر سر ہلایا

وہ ذرا سا اس کے ساتھ ہو کر بیٹھا "آپ بس یہ ناول ہی پڑھتی رہتی ہیں، ڈاکٹر تاثیر آپ کو کچھ نہیں کہتیں؟" اس نے لڑکی کی گود سے کتاب لے لی۔اسے کھولا تو اندر اس کا نام لکھا تھا "فرحین طلعت" اور بہت سی جگہوں پر اوپر نیچے "آفندی" لکھا تھا۔

"وہ جب آتی ہیں تو میں کمرے میں ہوتی ہوں، جب وہ کمرے میں ہوتی ہیں تو میں باہر ہوتی ہوں۔۔ ہماری بہت کم بات ہوتی ہے اور اگر ہو بھی تو مجھے آپ کی طرح ان سے ڈر ہی لگتا ہے"

"ارے" وہ مسکرایا "مطلب آپ بھی ان سے تنگ ہیں۔۔دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے" وہ مسکرایا تھا، رابیل کی طرح گالوں میں گڑھے پڑے

وہ پھر سے ہنسی "اگر میں آپ کی ساری باتیں انھیں بتا دوں تو؟"

"بتا دیں۔۔میں بھی بتا دوں گا کہ آپ نے انھیں ہٹلر کہا ہے" وہ مسکرایا

"ارے۔۔میں نے تو نہیں کہا" وہ ذرا سا خفا ہوئی

"پتہ ہے ہم او پی ڈی میں انھیں ہٹلر کہتے ہیں" وہ مسکرایا

"واؤ۔۔جو میں نہ کر سکی وہ آپ نے کر دیا"

دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے

"میں تو تقریباً پانچ سے چھے گھنٹے ان کے سائے میں رہتا ہوں اور آپ تو ان کے گھر میں ایک ہی چھت تلے رہتی ہیں، میری شکایت کی تو میں بھول جاؤں گا کہ ایک روتی ہوئی لڑکی کو چپ کرایا تھا"

وہ سیدھا دیکھتے بولا تھا

وہ مسکرادی "اوکے" سر اثبات میں ہلایا

"آپ ناولز نہیں پڑھتے؟"

"اونہوں" سر نفی میں ہلایا "میری آپی پڑھتی ہیں ان سے لے کر ایک آدھ بار پڑھا تھا"

"نان ریڈر" اس نے منہ بنایا

"اونہوں" اشعر نے سر نفی میں ہلایا "جسٹ اے میڈیکل سٹوڈنٹ"

وہ مسکرادی "آپ یہ پڑھ کر دیکھیں۔۔ یہ بہت اچھا ناول ہے" اس نے ابرو سے اشعر کی گود میں پڑے ناول کی طرف اشارہ کیا

"میرے پاس ٹائم نہیں ہوتا"

"کوئی بات نہیں۔۔ جب فری ہوں گے تو پڑھ لیجیئے گا پھر مجھے بک واپس کر دیجیئے گا" وہ مسکرادی

"اوکے" شانے اچکائے "مگر یہ ناول فینٹسی لگتی ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں سوچنا جو ہے ہی نہیں، ایک الگ دنیا"

"آئی لو سٹوریز۔۔" وہ پرجوش ہوئی تھی "یہ میرا کمفرٹ زون ہیں۔۔مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔۔پتہ ہے میرا دل کرتا ہے کہ میں کہیں کھو جاؤں کہیں قید ہو جاؤں اور پھر مجھے کوئی بچانے آئے۔۔

فرحین! میں آگیا کیونکہ مجھے آنا تھا"

اشعر قہقہہ لگا کر ہنسا "او مائی گاڈ" وہ ہنستا جا رہا تھا۔

فرحین بس مسکرا دی۔پھر سانس خارج کی تو دل کافی ہلکا تھا

"لگتا نہیں ہے آپ ڈاکٹر تاثیر کی بہن ہیں"

"ہے نا" وہ مسکرائی "سب یہی کہتے ہیں"

"تو آپ کی یہ بک میری ہوئی" اس نے کتاب ہاتھ میں پکڑ لی

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔بہت وقت بیت چکا تھا اور وہ کتابیں پکڑ کر کھڑا ہوا۔ساتھ ہی فرحین بھی کھڑی ہوئی۔۔وہ مسکرایا اور باہر کی طرف بڑھا۔۔اپنی گاڑی ان لاک کر رہا تھا جب فرحین پیچھے سے بولی

"اوکے۔۔پھر ملیں گے"

وہ مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا۔وہ چلی گئی تو وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا مسکرا رہا تھا، پھر سر نفی میں ہلایا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

دوپہر کے گیارہ کا وقت تھا،اس بڑے سے کمرے میں بہت سے لوگ کام کر رہے تھے۔بہت سے مجسمے کھڑے تھے جن پر کپڑے چڑھے تھے،سادہ کپڑے اوران پر ڈیزائنرز کام کر رہے تھے،ایک طرف آئینہ لگا تھا جس کے گرد بڑے بڑے بلب لگے اسے روشن کر رہے تھے،درمیان میں ایک بڑی سی میز،کمرے کی دراز قد کھڑکیوں کے آگے سے پردے ہٹائے گئے تھے،میز پر بہت سا سامان بکھرا تھا،کپڑے قینچی،مختلف مارکرز،چارٹ۔۔ایک طرف رابیل ایک سٹول پر بیٹھی ایک آرٹ پیڈ پر جھکی کچھ ڈیزائن کر رہی تھی۔اس نے ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی میکسی ڈیزائن کی تھی ساتھ ہی ایک سبز سرمئی سی فراک تھی،اس کے پیچھے ایک مجسمہ تھا جس نے ٹی پنک کلر کی ساڑھی پہن رکھی،ٹی پنک کلر کو سلور کلر سے ملایا گیا تھا۔گوہر اس کے ساتھ کھڑی اسے کچھ کہہ رہی تھی۔دفعتاً کمرے میں جلیل آیا تھا اور اس کے آتے ہی خاموشی چھا گئی۔وہ ایک لڑکی کے ساتھ کھڑا ایک مجسمے پر تنقید کر رہا تھا،اس مجسمے نے سرخ رنگ کی کھلی فراک پہن رکھی تھی،بازو سرے سے ہی غائب تھے اور جلیل اسے مزید سنوارتے ہوئے اس کے کندھے بھی برہنہ کر رہا تھا۔رابیل اسے غور سے دیکھ رہی تھی،اسے پہلے ہی اس بندے سے بڑی منفی وائب آتی تھی،اس نے گردن موڑی،دونوں کی نظریں ملیں اور وہ رابیل کو دیکھ کر مسکرایا۔وہ مسکرا بھی نہ سکی اور سر جھکائے اپنے ڈیزائن پر کام کرنے لگی۔وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور اس کے ساتھ کھڑا اس کا ڈیزائن دیکھنے لگا۔اس کے آنے پر وہ کھڑی نہیں ہوئی،وہ اب ذرا سا جھکا ہوا تھا

"یہ اولڈ فیشن ہے"اس نے آرٹ پیڈ رابیل سے لے لیا

"آپ کا ماڈرن فیشن بھی میں دیکھ چکی ہوں"اس نے نارمل سے انداز میں کہا تھا

وہ مسکرایا"آج کل یہی چلتا ہے اور یہی چلے گا۔۔کیونکہ اسے میں ڈیزائن کر رہا ہوں"

رابیل خاموش رہی،وہ لڑنے یا بحث کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔دفعتاً اس نے آرٹ پیڈ کا صفحہ پھاڑ دیا اور اسے مروڑ کر ڈسٹ بن کی طرف اچھالا۔وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی

"یہ سب نہیں بنے گا،جو میں چاہوں گا وہی ہو گا"اس نے دانت پیستے اسے کہا تھا

وہ خاموش رہی،ارد گرد کی ساری لڑکیاں اور لڑکے اسے دیکھ رہے تھے

"میرے ساتھ کام کرنے کا مطلب ہے میرے مطابق کام کرنا"وہ غرا رہا تھا

رابیل نے اسے دیکھا،پتہ نہیں غصہ کس چیز کا دکھا رہا تھا؟اسے اب سمجھ آ رہا تھا کہ اس نے اپنی ایگو سیٹسفائی کرنے کے لیے رابیل کو اپنے ساتھ کام کرنے کی آفر پیش کی تھی۔وہ نارمل ہی رہی کیونکہ وہ غصہ کرنے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھی اور جلیل یقیناً اسے غصہ دلانے کے لیے ہی یہ سب کر رہا تھا

"آپ بے ہودگی کو ماڈرن ازم کہہ رہے ہیں جلیل صاحب،اپنا کانسیپٹ ٹھیک کریں"وہ کھڑی ہوئی اور سینے پر بازو باندھ لیے

وہ ہنس دیا"آپ پارسائی کی ڈیفینیشن سمجھا دیں مجھے"

اس نے سر سے پیر تک اسے دیکھا، رابیل دانت پیستے وہاں سے چلی گئی۔ مگر وہ جانتی تھی سکون اسے ابھی بھی نہیں آیا۔

ایک طرف میرون رنگ کے لہنگے پر کام ہو رہا تھا اور وہ کافی پیتی اسے دیکھ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ کچھ بتا دیتی اور کچھ پوچھ لیتی۔ جلیل اس کے ساتھ آ بیٹھا۔ اسے سکون کیوں نہیں ہے؟

"محبت کا رنگ کیا ہے رابیل؟" رابیل نے اسے گردن گھما کر دیکھا

"سیاہ" اس کا انداز بے پرواہ سا تھا

وہ مسکرایا "سرخ نہیں؟" اس کے ہاتھ میں بھی کافی کپ تھا

"نہیں۔۔ کم از کم میرے لیے نہیں۔۔ آپ کو مجھ سے اختلاف ہی ہو گا" شانے اچکائے

وہ مسکرایا "میں تو سنتا آیا ہوں محبت سرخ ہوتی ہے"

"میں سننے سنانے پر یقین نہیں رکھتی۔۔ ہر کسی کی اپنی آنکھ ہوتی ہے ہر شخص کا اپنا نظریہ ہوتا ہے۔۔ آپ کے لیے محبت سرخ ہے سو سرخ سہی مگر میں محبت کو سیاہ کہتی ہوں" وہ بول کر خاموش ہوئی تھی

وہ محظوظ ہو رہا تھا۔ پھر سر ہلایا "وہ سرمئی میکسی دیکھ رہی ہیں"

اس نے دائیں طرف اشارہ کیا "وہ میری پسندیدہ ہے، میں اپنی دلہن کو دوں گا۔۔ میری دلہن میرا ڈیزائن کیا ڈریس پہنے گی"

رابیل خاموش رہی، بس اس میکسی کو دیکھتی رہی جس کے خیر سے کندھے ہی غائب تھے، اسے وہ زہر لگی تھی بالکل ساتھ بیٹھے جلیل کی طرح۔اس نے کافی کا گھونٹ بھرا اور رابیل کو دیکھا "آپ پہنیں گی؟"

رابیل ایک منٹ تو شاک میں رہی پھر سانس خارج کی۔اسے اس سے یہی امید تھی، پیچے پڑا آرٹ پیڈ پکڑا اور مار کر پکڑ کر اس پر ایک نمبر لکھا اور صفحہ پھاڑ کر اس کی طرف بڑھایا

"یہ پاگل خانے کا نمبر ہے، یونیڈِس" اور اٹھ کر پچھلی طرف چلی گئی۔وہ پر سکون سی تھی۔وہ دانت پیستے اسے دیکھتا رہا، پھر ہاتھ میں پکڑا کاغذ مروڑ کر دور پھینک دیا

"بچ!" وہ شدید غصے میں تھا، رابیل پیچھے کھڑی ٹی پنک اور سلور ساڑھی پر کام کر رہی تھی

آج اسے وہاں قید ہوئے دوسرا دن تھا۔اندھیرے میں روشنی صرف اس روشن دان سے تھی۔وہ روشنی جو اندھیرے کو مات دے رہی تھی، وہ گھٹنے سینے سے لگائے بیٹھی تھی، بال بکھرے تھے۔

دروازہ کھلا اور کوئی کھانا اندر لے کر آیا تھا۔اس نے سر نہیں اٹھایا، پیچھے گھنگرو کی آواز آئی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ کون ہو گا، اس نے دو دن سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا، آنکھیں پانی بہا بہا کر دھل چکی تھیں، گلا چیخ چیخ کر بیٹھ چکا تھا، اس میں مزید اتنی ہمت نہیں تھی کہ کسی قسم کی مزاحمت کرتی یا مقابلہ کرے۔خاتون اس کے پاس آئی اور اس کے بالوں کو نوچ کر اس کا منہ اوپر کو کیا، وہ چھت کو دیکھ رہی

تھی۔خالی خالی آنکھیں اور زرد چہرہ،اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا جو اس نے سارا زوبیہ کے منہ پر انڈیل دیا۔اس نے آنکھیں بند کر لیں، پانی ٹھنڈا تھا یا گرم،اسے کچھ محسوس نہیں ہوا۔

"کھانا پڑا ہے کھالے، بلبل اسی پنجرے میں ہی جیتی ہے اسی میں مرتی ہے،اس پر آزادی حرام ہے"

وہ کچھ نہ بولی اور خاتون نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔وہ پھر سر جھکائے بیٹھ گئی۔ گھنگرو جاتے ہوئے سنائی دے رہے تھے اور پھر دروازہ بند ہو گیا۔اس کے دماغ میں عجیب سا شور مچا تھا

"جب میرے گھر کے مرد نے میرا دل توڑا تو سارے زمانے کے مردوں نے مجھے توڑ کر رکھ دیا، میرے بابا نے مجھے چھوڑا تو مجھے کسی مرد نہیں اپنایا۔۔مرد؟او نہوں۔۔مردوں کو مرے صدیاں ہو گئی ہیں، یہاں مرد نامی کوئی مخلوق نہیں ہے"اس کے تخیل میں ہریرہ کا چہرہ آیا، وہ سر جھکائے مسکرا رہا تھا،اس کے گالوں میں ڈمپل پڑے تھے۔۔اس کے دل نے دماغ کی نفی کی تھی۔۔نہیں، اے دل! تو غلط سوچتا ہے، مرد تو ہیں تم ہی نہیں پہچانتے۔۔اس نے ایک سانس خارج کی

"میں مر جاؤں گی مگر یہ نہیں کروں گی، مجھے موت کیوں نہیں آتی؟میرے ساتھ یہ سب کیوں ہوا؟میرے ساتھ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے؟میں نے کبھی کسی کے ساتھ برا نہیں کیا، میں نے کسی کا دل نہیں دکھایا۔۔مس آسیہ تو کہتی تھیں کہ ہم اچھا کریں تو اللہ ہمیں اس کا صلہ ضرور دیتا ہے۔۔ اللہ میں نے ایک بار ایک طوطی کو بچپن میں پنجرے سے آزاد کروا کر اسے اس کے بچے سے ملوایا تھا، مجھے اس نیکی کا صلہ دے دیں۔۔کسی کو بھیج دیں پلیز، اللہ مجھے بچا لیں۔۔میرا اچھائی پر سے یقین ختم

نہ کریں، مجھے یقین ہونے لگا ہے کہ اچھائی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔۔میرے ساتھ یہ کیوں ہوا؟ میں کیا کروں؟اس بند کمرے سے کہاں جاؤں؟میں کیا کروں؟"

اسے نہیں یاد آیا کہ آخری نماز کب پڑھی تھی، کب آخری بار دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے مگر اسے ایک نیکی یاد تھی اور وہ بار بار اس کا واسطہ دے رہی تھی۔۔

دوسری طرف تھوڑے فاصلے پر ایک لاؤنج میں ایک شخص بیٹھا سکرین سکرول کر رہا تھا، کچن میں حذیفہ پاستہ بنا رہا تھا۔لاؤنج میں شملہ مرچ کی چکن کے ساتھ پکنے کی خوشبو پھیلی تھی

"معاذ" وہ کچن سے ہی پکارا تھا

"ہوں" وہ نیم دراز تھا

"یار! تم اس دن کے بعد زوبیہ سے نہیں ملے؟"

معاذ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا "گیا تھا حال چال پوچھنے مگر وہ ملی نہیں، گارڈ کہہ رہا تھا گھر پر نہیں ہیں۔۔ کہیں گئی ہیں" اگر تم اس کی سکرین کو دیکھو تو وہ انسٹا گرام پر زوبیہ کو سٹالک کر رہا تھا

"ہوں۔۔مجھ سے بھی ملواؤ نا" اس نے میکرونی، سبزیوں اور چکن کو مکس کر کے ان میں کریم ڈالی تھی

اس نے برا سا منہ بنایا "میں خود نہیں ملا تمھیں کہاں سے ملواؤں۔۔ویسے بھی تم نے بونگیاں ہی مارنی ہیں ان کے سامنے اس لیے تم نہ ہی ملو" اس نے سر جھٹکا اور واٹس ایپ کھول لی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کبھی سٹوڈیو آؤ۔۔لوگ میرے فین ہیں، کہتے ہیں اللہ نے تمھارے ہاتھوں میں جادو رکھا ہے"

اس نے کریم ڈال کر اچھے سے سارا پاستہ مکس کیا تھا

"اندھوں میں کانا راجا ہوتا ہے" وہ زوبیہ کی ڈی پی دیکھ رہا تھا جس میں وہ لندن برج کے سامنے بیٹھی مسکرا رہی تھی

وہ مسکرایا "اللہ آپ کی مسکراہٹ قائم رکھے" اس کے دل سے دعا نکلی تھی

اس نے پلیٹوں میں پاستہ ڈالا اور باہر لے آیا۔وہ پرانی چیٹ کھول کر زوبیہ کی باتیں پڑھ رہا تھا، لاسٹ سین دو دن پہلے کا تھا، اس کے دل کو کچھ ہوا تھا مگر پھر اس نے فون بند کر کے میز پر رکھا اور پاستہ پر جھک گیا۔

یہ ایک سٹوڈیو کا منظر تھا۔وہی سٹوڈیو جہاں حذیفہ کام کرتا تھا۔بہت سے لوگ سٹولز پر بیٹھے سامنے ایزل پر کینوس رکھے پینٹ کر رکھے تھے، ایک طرف حذیفہ کھڑا تھا جو اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو کچھ سمجھا رہا تھا۔معاذ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا چائے پیتا سکرین سکرول کر رہا تھا۔دفعتاً اس کا فون بجا اور اس نے کال اٹھالی۔پھر کپ سامنے میز پر رکھ کر باہر بڑھا۔اس کے گلے میں کیمرہ لٹک رہا تھا، اس نے نیلی جینز اور گول گلے والی شرٹ پہن رکھی تھی، اوپر سیاہ جیکٹ تھی اور وہ سر جھکائے آگے بڑھ رہا تھا۔سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی جو اسے دیکھ کر مسکرائی۔وہ زوبیہ کی دوست تھی

"ہیلو" اس نے ہاتھ بڑھایا

مگر ہریرہ نے صرف مسکرا کر سر ہلا دیا۔لڑکی نے ہاتھ واپس لے لیا

"مجھے زوبی نے برتھ ڈے پر آپ کا نمبر دیا تھا،آپ نے بہت اچھا شوٹ کیا تھا۔۔ایک اور فنکشن ہے،میری سسٹر کی انگیجمنٹ ہے۔۔آپ تھوڑا ٹائم نکالیں گے؟"اس نے کھڑے کھڑے اپنی بات کہہ دی

ہریرہ نے سر ہلا دیا"ایک دو دن تک فری ہوں۔۔آپ مجھے ٹائم اور ایڈریس ٹیکسٹ کر دیجیئے گا"اس نے اپنی بات مکمل کی اور پھر اسے بیٹھنے کو کہا

وہ چلتے ہوئے سٹوڈیو کے باہر آئے جہاں چھوٹا سا سٹنگ ایریا تھا

وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔لڑکی پھر سے بولنا شروع ہوئی

"جس طرح آپ نے برتھ ڈے کا شوٹ کیا تھا بالکل اسی طرح انگیجمنٹ کا بھی کرنا ہے،بالکل پرفیکٹ لگے"وہ مسکرائی تھی

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"زوبی سے بات ہوئی آپ کی،پچھلے تین دن سے نہیں ملی مجھے"لڑکی نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی

"نہیں"وہ متوجہ ہوا"انھوں نے میری پے منٹ کلیئر کر دی تھی،میں ان کا تھینک یو بولنے گیا تھا مگر وہ گھر پر نہیں ملیں۔۔ان کا گارڈ کہہ رہا تھا کہ وہ کسی رشتے دار کے پاس گئی ہیں"وہ سنجیدہ سا تھا

لڑکی ہنس دی "کیا؟رشتے دار؟زوبی کا کوئی ریلیٹیو پاکستان نہیں رہتا،وہ تو خود چند ماہ پہلے لاہور آئی ہے۔۔ضرور شاہان سے جھگڑا کر کے ناراض ہو گی "اس نے خود سے اندازہ لگایا تھا

ہریرہ پریشان ہوا تھا،کیا اس نے اس دن اسے زیادہ سنا دی تھی؟کیا اس نے اس کی باتوں کو دل پر لے لیا تھا؟اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا۔پھر وہ کھڑی ہوئی "اینی ویز،میں آپ کو ایڈریس اور ٹائم ٹیکسٹ کر دیتی ہوں آپ پہنچ جایئے گا"

اس نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔وہ چلی گئی مگر ہریرہ وہیں کھڑا رہا۔۔اس کا دماغ ایک ہی بات سوچ رہا تھا

زوبیہ کہاں ہے؟

ملیحہ گھر واپس آئیں تو ساتھ ڈاکٹر تاثیر بھی تھی۔جس ہاسپٹل میں وہ گائناکالوجسٹ تھیں اسی ہاسپٹل میں ڈاکٹر تاثیر کارڈیالوجسٹ تھی۔واپسی پر وہ اکثر ان کے ساتھ آجاتی تھیں،اکثر وہ ملیحہ کے ساتھ چائے پیتی باتیں کرتی اور چلی جاتی مگر زیادہ تر وہ مامون کے لیے ہی آتی تھی۔آج وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو سامنے ہی تیمور صوفے پر بیٹھا میز پر پاؤں قینچی کی صورت کیے ایل سی ڈی پر کوئی مووی لگائے دیکھ رہا تھا،ایک ہاتھ میں کافی کپ تھا۔ڈاکٹر تاثیر کو دیکھ کر مسکرایا،وہ بھی مسکرا دیں۔ملیحہ کمرے میں چلی گئیں مگر وہ لاؤنج میں صوفے پر ہی بیٹھ گئی۔چند پل بیتے اور لائلہ اس کے لیے جوس لائی جو کہ اس نے لینے سے منع کر دیا اور کافی کا کہا۔تیمور مسکرایا اور اسے دیکھا

"مون ابھی نہیں آیا"اس نے تاثیر کو دیکھتے کافی کا گھونٹ بھرا

"دیر نہیں ہو گئی۔۔ابھی تک تو وہ آجاتا ہے"اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی

"پتہ نہیں آج کل تو ایسا ہی ہے۔۔ٹائمنگ خراب ہو چکی ہے اس کی"اس نے سر جھٹکا

"اوہ۔۔کیوں؟"پھر مسکرائی، مصنوعی مسکراہٹ"مطلب وہ تو بہت پنکچول(وقت کا پابند) ہے"

"تھا۔۔پنکچول تھا"کافی کا گھونٹ بھرا"اب نہیں ہے جب سے وہ آئی ہے"

"وہ کون؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے تیمور کو دیکھا

تیمور مسکرایا اور ایل سی ڈی پر چلتی فلم کا وولیم کم کر دیا(اصل ڈرامہ تو اب لگے گا)

"وہی۔۔بھوری آنکھوں والی"اس نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا

"کون بھوری آنکھوں والی؟"وہ دلچسپی لینے لگی تھی

"پتہ نہیں۔۔نام نہیں آتا مجھے لیکن کوئی بھوری آنکھوں والی ہے جس کے بارے میں وہ سوچتا ہے۔۔آپ کو وہ بلا یاد ہے بھوری آنکھوں والا جو وہ آرا کے لیے لایا تھا"

"ہاں۔۔وہ جو مر بھی گیا تھا"اس نے تیمور کی بات مکمل کی

"ہاں وہی۔۔مامون بڑا ڈیسنٹ سا سلجھا ہوا انسان ہے، بھلا اسے کہاں سے شوق پڑ گیا بلوں کا اور وہ بھوری آنکھوں والا بھورا بلا۔۔میں نے تب بھی اس سے بہت پوچھا تھا مگر"وہ ذرا سا جھکا"میرا بھائی میسنا ہے نا"

"میسنا؟"وہ نا سمجھی سے تیمور کو دیکھ رہی تھی

(آئی بڑی ڈاکٹر، لعنت ہو ایسی ڈگری پر جو آپ کو میسنا کا مطلب نہ بتا سکے، ہوں!)وہ مسکرایا

"چھوڑیں آپ بس یہ سمجھ لیں کہ وہ بھوری آنکھوں والی تب بھی اس کی زندگی میں تھی مگر وہ چھپاتا تھا"وہ بڑی رازداری سے بتا رہا تھا۔

"تمھیں اب کیسے پتہ چلا؟"اس نے ابرو اٹھایا

"ارے۔۔میں اس کے ساتھ رہتا ہوں۔۔ابھی کچھ دن پہلے اس نے ایک سکیچنگ کی تھی اس پر اس نے بھوری آنکھیں بنائی ہیں۔۔میں آپ کو لا کر دکھاتا ہوں"وہ فوراً اٹھا اور اس کی لائبریری کی طرف بڑھا۔

ڈاکٹر تاثیر کے پیٹ میں مروڑ پڑنے لگے تھے،وہ اپنے ہاتھوں سے صوفے کو نوچ رہی تھی۔تیمور واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک آرٹ پیڈ تھا جو اس نے اس کے سامنے رکھا"دیکھیں بھوری آنکھیں"اور خود صوفے پر بیٹھ گیا۔

لائلہ کافی لے آئی مگر تیمور نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا"ڈاکٹر تاثیر نہیں پیئیں گی،ان پر کچھ بھی پینا حرام ہو چکا ہے"اور مسکرا کر اس کے ہاتھ سے کافی کا کپ لیا۔

وہ ابھی بھی بھوری آنکھیں دیکھ رہی تھی،پھر تیمور کو دیکھا"یہ لڑکی کون ہے؟"

"بھوری آنکھوں والی"اور شانے اچکا دیے

"نام کیا ہے اس کا؟"

وہ مسکرایا"دیکھیں ڈاکٹر تاثیر مانا کہ میں مامون کے دل میں رہتا ہوں مگر ابھی ذرا میں اس کے دل کے باہر والے حصے میں ٹہل رہا ہوں، دروازہ کھولے گا تو میں اسکے دل کے اندر گھس جاؤں گا، جیسے ہی نام پتہ چلے گا آپ کے علم میں اضافہ فرماؤں گا"پھر کافی کا کپ منہ کو لگایا

"مامون نے مجھے نہیں بتایا"وہ حیران تھی یا پریشان یا حیران و پریشان

"دیکھیں۔۔ایسی باتیں کون بتاتا ہے۔۔میں نے بھی خود ہی پتہ لگایا ہے"پھر منہ بسورا"کہانا میسنا ہے"

ڈاکٹر تاثیر نے پھر اسے دیکھا، وہ بدمزہ ہوا"اب آپ کو میسنا کا مطلب نہیں پتہ۔۔ایسا کریں گوگل کریں۔۔لکھوالیں وہ مامون کا نام بتائے گا"اور ہنس دیا

تبھی لاؤنج کے دروازے سے مامون اندر آیا، سلام لی اور انھیں دیکھ کر اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا

"دیکھا آپ نے۔۔سارے دن کے بعد بھی فریش ہے۔۔بھائی پسندیدہ عورت کے سامنے بیٹھ کر آیا ہے، فریش کیوں نہ ہو"ذرا سا پیچھے ہو کر بیٹھ گیا

اور ادھر ڈاکٹر تاثیر کو آگ لگ چکی تھی، اس نے دانت پیستے آرٹ پیڈ صوفے پر پھینکا اور باہر چلی گئی۔۔تیمور نے سیٹی بجاتے وولیم بڑھا دیا۔۔وہ مسکرا رہا تھا(اس ڈائن کو تپانے کا بڑا مزہ آتا ہے، موڈ اچھا ہو جاتا ہے)اس نے ایک انگڑائی لی اور مووی دیکھنے لگا۔

سفید سرمئی بنگلہ آج بدلا بدلا سا تھا۔روشنیوں سے منور اور خوشبوؤں سے معطر۔باہر رات ٹھنڈی تھی مگر حسین بھی۔اگر تم اندر جھانکو تو باغ سجا ہوا تھا، بہت سے لوگ جمع تھے اور ویٹرز انھیں جوس سرو کر رہے تھے۔اندر لاؤنج میں بہت سے مختلف غبارے اور پھول لگائے گئے تھے، جیسے کسی کی سالگرہ ہو۔کمرے میں جھانکو تو آرا بیڈ پر بیٹھی تھی اور عارفین اس سے کچھ کہہ رہی تھی،ایک طرف ملیحہ بیٹھیں فون پر کسی سے بات کر رہی تھیں۔اس نے گلابی رنگ کی فراک پہن رکھی تھی، لمبے بال کھلے تھے بس آگے سے ہلکا پھلکا سا سٹائل بنایا گیا تھا،اس نے سر پر خوبصورت چھوٹا سا موتیوں سے سجا تاج بھی پہن رکھا تھا۔وہ دبے پاؤں کمرے سے نکلی اور اس کا رخ مامون کے کمرے کی طرف تھا، چپکے سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔۔وہ وہاں نہیں تھا، شاید وارڈروب میں تھا سو وہ اندر گئی اور سامنے پردے کے پیچھے چھپ گئی۔وہ وارڈروب سے باہر نکلا اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا کوٹ سیٹ کیا،اس نے سیاہ ڈنر سوٹ پہنا تھا، پھر پرفیوم کا ڈھکن کھولا اور اپنے اوپر چھڑکی۔وہ آئینے میں پیچھے پردے کو دیکھ کر مسکرایا تھا

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ملکہ تھی" وہ آئینے میں دیکھتے بول رہا تھا

"ملکہ خود کو بہت سمارٹ سمجھتی تھی" وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا پردے کی طرف بڑھ رہا تھا،ایک جھٹکے سے اس نے پردہ پیچھے کیا اور وہ واضح ہو گئی

"مگر بادشاہ تو بادشاہ ہوتا ہے نا"

وہ رونے والی ہو گئی "مون"

وہ ہنستے ہوئے جھکا اور اس کے بالوں کو چوما "بہت پیاری لگ رہی ہو" وہ ایک گھٹنہ زمین کو لگائے اس کے سامنے بیٹھا تھا، پھر اپنا ہاتھ بڑھایا اور لڑکی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔۔وہ مسکرایا اور اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا اور اس کے ساتھ باہر چل دیا۔

باغ میں رونق لگی ہوئی تھی حالانکہ اتنے زیادہ لوگ نہیں بلائے گئے تھے، ڈاکٹر تاثیر کے گھر والے، کچھ مامون کے جاننے والے اور کچھ آرا کی دوست تھیں۔ایک طرف تیمور سیاہ ڈنر سوٹ پہنے کھڑا تھا، اس کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا اور وہ اپنے ساتھ کھڑی مینا سے کچھ کہہ رہا تھا جو کہ مسکراتے ہوئے اس کا جواب دے رہی تھی۔ پھر وہ آگے بڑھی اور جھک کر گلابی فراک والی لڑکی کا گال چوما اور اسے سالگرہ کی مبارکباد دی۔

وہ مامون سے اپنی دوستوں کو ملوا رہی تھی۔ فرحین اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی اور گلا کھنکھارا۔۔وہ سیدھا ہوا اور اس سے ملا "مس رائٹر۔۔۔سب ٹھیک ہے؟"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ پھر اس کا حال پوچھا، دور کھڑی ڈاکٹر تاثیر اسے دیکھ رہی تھی، وہ آگے نہیں بڑھی نہ اسے کچھ کہا۔

رامین مسکراتی ہوئی مامون کی طرف بڑھی اور اس کی کہنی سے اپنی کہنی ٹکرائی، پھر ذرا سا اس کے قریب جھکی

"ماشاءاللہ۔۔یہ بغل میں پری کون ہے؟"وہ آہستہ سے بولی

مامون اس کی طرف ذرا سا جھکا"زوجہ تیمور آفندی ہے"اور مسکرایا

"ارے نہیں۔۔دوسری طرف۔۔وہ پرپل گاؤن والی"اس نے سرگوشی کی

مامون نے دائیں طرف دیکھا،وہاں فرحین کھڑی ملیحہ سے باتیں کر رہی تھی

"وہ۔۔مس رائٹر اور فیملی فرینڈ"

رامین نے برا سا منہ بنایا"میں نا آپ کے لیے لڑکیاں دیکھ رہی ہوں،بس اب آپ بھی جلدی سے اپنے گھر بنالیں"

اس نے گردن اٹھا کر سفید اور سرمئی بنگلہ دیکھا"ایسے نہ کرو لڑکی،اتنی محنت لگی تھی یہ سفید بنگلہ بنانے میں۔۔تم لڑکیاں نہ دیکھو،میں ایک لڑکی کے ساتھ بھی خوش رہ لوں گا"رامین کی ہنسی نکل گئی۔وہ بھی مسکرایا۔

دور کھڑی تاثیر کے ساتھ تیمور کھڑا تھا۔اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی"ڈاکٹر صاحبہ، سب ٹھیک ہے؟"

وہ مسکرائی"یہ تو تم بتاؤ گے نا"اور ذرا سا اس کی ٹائی کی ناٹ درست کی

"نہ کریں ڈاکٹر"وہ ذرا سا پیچھے ہوا"میری بیوی یہیں ہے،کچا چبا جائے گی"

تاثیر نے ابرو اٹھائی"تمھیں؟"

وہ ہنسا۔سر نفی میں ہلایا"نہیں۔۔آپ کو"

"شٹ اپ"وہ سنجیدہ ہو گئی۔

پھر بولی"وہ۔۔بھوری آنکھوں والی کون ہے؟"یعنی وہ ان بھوری آنکھوں کو نہیں بھول پائی تھی

تیمور مسکرایا(اب مزہ آئے گا)اس نے گلا کھنکھارا"پتہ نہیں،نام نہیں پتہ چل سکا۔لیکن میں جلد پتہ چلالوں گا،یہ چیز چھپتی نہیں ہے نا"

"کون سی چیز؟"تاثیر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

"یہ جسے محبت کہتے ہیں"اس نے ذرا سا اس کے کان کے قریب سرگوشی کی

اس کا رنگ فق ہوا تھا،پھر سنبھل گئی"وہ۔۔مامون کے ساتھ۔۔پنک فراک والی"اس نے دور مامون کی طرف اشارہ کیا

"میری بیوی ہے وہ"تیمور نے بات مکمل کی پھر مسکرایا"پیاری ہے نا؟"

ڈاکٹر تاثیر نے شانے اچکائے

"ویل،آپ اپنے ٹارگٹ پر فوکس کریں۔۔ہاتھ سے نہ نکل جائے بچہ"اور وہاں سے چلا گیا۔

دفعتاً باغ میں زرار آیا تھا،اس نے بھی سیاہ ڈنر سوٹ پہن رکھا تھا۔آتے ہی تیور سے ملا اور پھر اس کے ساتھ کھڑا رہا،مامون نے اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمھارا بھائی مجھے جب ایسے دیکھتا ہے نا، واللہ میرے فرشتے میری سلامتی کی دعا کرتے ہیں" زرار نے سرگوشی کی تھی

تیمور مسکرایا "اس کی ٹینشن نہ لیا کرو، وہ تو اپنی جان ہے۔۔ میرے معاملے میں وہ ویسے بھی ٹوٹل بلائنڈ ہے"

"ٹوٹل بلائنڈ کو بھی سیاہ رنگ نظر آتا ہے تیمور" اس نے پاس جاتے ویٹر سے جوس کا گلاس پکڑا

"ہاں۔۔ مگر کیا مجھے کوئی کنٹرول کر سکتا ہے؟ نہیں نا" شانے اچکائے

"پتہ چلا۔۔ معاذ کا؟" زرار نے جوس کا گلاس منہ سے لگایا

"او نہوں، پچھلے دنوں کچھ بزی تھا۔۔ اب پتہ چلاؤں گا" اس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑس لیے

زرار نے سر ہلایا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد کیک کاٹا گیا اور مہمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ وہاں سب موجود تھے سوائے ایک شخص کے، وہ شخص اندر سیڑھیوں پر چڑھتا اوپر بڑھتا تیمور کے کمرے کے باہر کھڑا تھا، ارد گرد دیکھا۔ سب باہر باغ میں تھے، قہقہوں اور باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس نے اس کے کمرے کا ناب گھمایا اور اندر داخل ہوا، بتیاں جل رہی تھیں، اس نے جلدی سے اس کی الماری کا پٹ کھولا اور اندر چھوٹے سے لاکڈ دروازے کو دیکھا، جلدی جلدی بٹن دبائے اور پاسورڈ لگ گیا۔۔ دروازہ کھلا اور اندر سیاہ رنگ کی فلیش ڈرائیو نکال لی مگر جونہی اس نے فلیش ڈرائیو نکالی نیچے تیمور آفندی کی

گھڑی پر لال رنگ کی بتی جلی۔اس نے کیک کھاتے کلائی کو دیکھا۔گھڑی پر بپ بجتی رہی،اس کی مسکراہٹ ڈھل گئی،چہرے پر ایک سایہ سا لہرایااور دماغ نے خطرے کی گھنٹی بجادی۔پھر سے ایک بیپ ہوئی،اس نے وہیں کیک کی پلیٹ رکھی اور دیوانہ وار اوپر کو بھاگا،سیڑھیاں پھلانگتا وہ اوپر بڑھا مگر جب اپنے کمرے میں پہنچا تو الماری کھلی تھی،بالکنی میں کوئی کھڑا تھا،اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر زرار حیدر نے ریلنگ پر سے پھلانگ کر نیچے چھلانگ لگائی،کیک کھاتی آرا نے پوری گردن اٹھا کر اسے دیکھا تھا"بیڈ مین"

مامون نے اس کی نظروں کے تعاقب میں اوپر دیکھا،نظروں نے اوپر سے نیچے سفر کیا۔۔پھر تیمور نے اس کے پیچھے ہی اوپر سے نیچے چھلانگ لگائی"بیٹ مین"بچی کے منہ سے بے اختیار نکلا،زرار آگے بھاگ چکا تھا،اس نے گارڈ کو بندوق دکھائی اور پھر باہر کو بھاگا۔۔اپنی بی ایم ڈبلیو میں بیٹھا اور کار زن سے آگے بڑھادی۔اس کے پیچھے تیمور لپکا تھا،اس نے اپنی لیمبرگنی کا دروازہ کھولا،چابی لگائی اور اب وہ زرار کے پیچھے تھا۔۔سب وہاں کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔۔دفعتاً ملیحہ نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا،رامین اور مامون کی نظریں ملی تھیں،دونوں کی آنکھوں میں سوالیہ نشان تھے،سوال بہت سے تھے مگر جواب دینے والا کوئی نہیں

تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ گھر آیا تو مہمان ڈنر کر کے جا چکے تھے،لاؤنج میں صوفے پر مامون بیٹھا تھا۔۔بار بار تیمور کو کال ملاتا پریشان سا۔پاس ہی عارفین بھی تھی جس کی گود میں آرا سر رکھے لیٹی

تھی اور ملیحہ پاس تھوڑی مٹھی پر رکھے کچھ سوچ رہی تھیں۔ایک طرف رامین بیٹھی تھی۔اب خاموشی سی خاموشی تھی، قہقہے خاموشی میں بدل چکے تھے

"عافی،اسے اندر لے جاؤ۔۔ تھک گئی ہے سلادو"مامون نے آرا کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں نیند کی شدت سے گلابی ہو چکی تھیں

"میں نے سٹوری سننی ہے"وہ بھی ضد پر اڑی تھی

وہ اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کے گال پر ہاتھ رکھا"مما سنادیں گی، صبح پھر آپ سے اٹھا نہیں جائے گا۔۔ چلو شاباش گڈ گرل، سو جاؤ"

وہ مسکرائی اور اٹھ گئی،اس سے پہلے کہ وہ اندر جاتی لاؤنج میں کوئی داخل ہوتا دکھائی دیا تھا۔اس کے بال بکھرے تھے اور حالت ایسی تھی جیسے لڑ کر آیا ہو،اسے آتا دیکھ کر سب اس کے بولنے کے منتظر تھے۔مامون اسے دیکھتے کھڑا ہوا

"تیمور۔۔یہ کیا تماشا تھا؟"وہ پوچھے بغیر رہ نہیں سکا۔یہ سوال سب کی طرف سے تھا

وہ خاموش رہا اور صوفے پر بیٹھ گیا، سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا

"تیمور۔۔میں نے کچھ پوچھا ہے"وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔اس کی سرمئی آنکھیں تھکی تھکی سی تھیں"وہ۔۔مامون"اس نے تھوک نگلا اور ایک طرف بیٹھی مینا کو دیکھا"زرار۔۔وہ سب لے گیا"

"کیا؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا"کیاسب؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"وہ ہماری فلیش ڈرائیو لے گیا۔۔اس میں ہماری زندگی کا حاصل تھا"وہ رو دینے کو تھا،آنکھیں گلابی پڑنے لگی تھیں

"تم پاگل ہو،تم نے وہ فلیش کہاں رکھی تھی؟"

"میں نے اپنے لاکر میں رکھی تھی،گھر میں اپنی آنکھوں کے سامنے مگر وہ لے گیا"

"کیسے لے گیا؟لاکر کیسے کھولا اس نے؟"وہ حیران تھا

"پتہ نہیں۔۔اسے سب پتہ تھا"وہ پھر سے سر دونوں ہاتھوں میں دے کر بیٹھ گیا"اس نے مجھے دھوکا دیا ہے"وہ جیسے ابھی تک بے یقین تھا"وہ مجھے دھوکا دینے آیا تھا"شکست خوردہ آواز

مامون کھڑا ہوا اور ایک بے بس سی سانس خارج کی۔پھر بالوں میں سے انگلیاں گزاریں

"وہ ہماری زندگی کا حاصل تھا،اب ہم اسے کیسے ڈھونڈیں؟"وہ پیچھے بیٹھے بڑبڑایا تھا،مامون کے کانوں نے سنا اور دماغ نے پراسیس کیا تھا،وہ"میں اور میرا"کی بجائے"ہم اور ہمارا"استعمال کر رہا تھا۔ایک دم سے اس کے دماغ میں جیسے دھماکہ سا ہوا

"اے سی پی کہاں ہے؟"وہ منہ میں بڑبڑایا

(اے سی پی مامون کا نیا پراجیکٹ تھا جس پر وہ پچھلے تین سالوں سے کام کر رہا تھا،اے سی پی یعنی ایڈز کنٹرول اینڈ پریونشن)

وہ مڑا اور تیمور کو دیکھا "تیمور اے سی پی کہاں ہے؟" وہ چلایا تھا

تیمور نے سر نہیں اٹھایا، مامون کو لگا سب ختم ہے، سب کچھ سن ہے۔۔اس سے پہلے وہ کبھی اس سے بڑے صدمے نہیں گزرا تھا

"کیا وہ اسی فلیش میں تھا؟" اسے لگا اس کی آواز گہری کھائی سے آئی ہے

تیمور نے سر نہیں اٹھایا۔اس نے تیمور کو گریبان سے پکڑا اور اٹھا کر پیچھے دیوار سے لگایا "بولو۔۔اے سی پی اس میں تھا؟" وہ جیسے ابھی تک بے یقین تھا

مینا ایک دم سے اٹھی اور مامون کا بازو چھڑوانے لگی "مامون بھائی چھوڑیں اسے" اور وہ دونوں الگ ہوئے

"ہاں" اس کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔وہ مامون سے نظریں نہیں ملا رہا تھا

مامون کا دل کیا کوئی بھاری چیز ہو جو پکڑ کر تیمور کے سر پر دے مارے

"تم اتنے بے وقوف کیسے ہو سکتے ہو؟ تم نے۔۔تم نے ہماری زندگی اس کے ہاتھوں میں کیسے تھما دی؟" وہ پھر سے چلایا تھا

آرا خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی، عارفین بھی خاموش تھی

ملیحہ اٹھیں اور مامون کو کندھے سے تھاما، وہ ان سے قد میں لمبا تھا "مامون۔۔ادھر دیکھو بیٹے" مگر مامون کی رنگت سرخ، آنکھیں نم اور تنفس بڑھا تھا

"اماں۔۔مجھے اکیلا چھوڑ دیں پلیز" اس نے اپنی ماں کا ہاتھ جھٹکا اور کمرے میں چلا گیا۔ تیمور صوفے پر سر جھکائے بیٹھا تھا، ساتھ بیٹھی لڑکی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے؟ تسلی دے یا افسوس کرے؟ ملیحہ اس کے ساتھ بیٹھ گئیں "کچھ نہیں ہوتا، وہ بھی ایک انسان ہے۔۔زیادہ سے زیادہ کیا ہی کر لے گا۔۔ ابھی ذرا غصے میں ہے، غصہ ٹھنڈا ہو گا تو پھر کوئی نہ کوئی حل نکال لے گا" یہ مامون اور تیمور کی مشترکہ فلیش ڈرائیو تھی، ان دونوں کی زندگی ان کے کیریئر کا حاصل۔مامون نے اپنا پراجیکٹ اس میں محفوظ کیا ہوا تھا، زیادہ وقت یہ مامون کی امان میں ہوتی تھی مگر آج کل تیمور اپنے پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا جو کہ اسی فلیش میں محفوظ تھا، تو فلیش ڈرائیو تیمور کی حفاظت میں تھی جو کہ اب کسی اور کے ہاتھوں میں تھی۔

مگر وہاں خاموشی ہی رہی۔وہ اٹھیں اور مامون کے کمرے کی طرف بڑھیں، ناب گھمایا مگر دروازہ اندر سے لاک تھا۔ قیامت آنی تھی قیامت آ چکی تھی۔اب قیامت کے بعد کا زمانہ شروع ہو چکا تھا

آج اس کمرے میں اس کی تیسری رات تھی۔ باہر پورا چاند نکلا تھا جس کی پوری روشنی روشن دان سے اندر داخل ہو رہی تھی۔ وہ سر گھٹنوں پر رکھے اس روشن دان کو گھورے جا رہی تھی۔ بال بکھرے اور رنگت کملائی ہوئی۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور پھر سے گھنگرو کی آواز آئی۔اس کے لیے کھانا آیا تھا مگر ابھی تو اس کے پاس پچھلا کھانا بھی پڑا تھا۔ لڑکی نے کھانا زمین پر زوبیہ کے پاس رکھا اور پھر پیچھے جا کھڑی ہوئی

"کھانا کھالے" لڑکی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔اس نے سر نہیں اٹھایا۔

"کھانا کھالے" یہ اس نے دوسری بار کہا تھا۔زوبیہ ڈھیٹ بنی رہی

"کھانا نہیں کھائے گی تو کام کیسے کرے گی؟" تیسری آواز پر زوبیہ نے سر اٹھایا اور بائیں جانب دیکھا۔وہاں خاتون کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی،اس کی ہم عمر لڑکی جو اسے گھور رہی تھی۔اس نے زمین پر پڑی پلیٹ دیکھی اور پھر ہاتھ مارا اور ایک جھٹکے سے کھانا لڑکی پر الٹ دیا،شوربہ گرم تھا جو اس کے ہاتھ پر گرا تو وہ کراہی

"مجھے نہیں کھانا کچھ" وہ چلائی تھی

عورت دانت پیستے آگے بڑھی اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔وہ بیٹھی بیٹھی ایک طرف کو لڑھک گئی۔ناک سے خون بہنے لگا

"ذلیل انسان" عورت نے اس کے بالوں کو نوچا اور پھر اس کا سر اٹھا کر ماتھے کی طرف سے پیچھے دیوار سے دے مارا۔سب کچھ ہل گیا تھا،دنیا گھوم گئی تھی،ہر چیز چکرائی تھی۔۔اس کے ماتھے سے خون نکلنے لگا اور وہ چلائی۔عورت نے بس نہیں کی اور ایک بار اور اس کا سر دیوار سے دے مارا۔خون مزید بہا اور وہ مزید چلائی

"مجھے یہاں نہیں رہنا" وہ حلق کے بل چلائی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عورت نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا اور پھر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں "دیکھ۔۔چار دن ہیں تیرے پاس۔۔مان جائے گی تو خوش رہے گی ورنہ ہمیں زبردستی کرنا بھی آتی ہے"

وہ روئے جا رہی تھی، سر درد سے پھٹا جا رہا تھا، خون ماتھے پر سے بہتا بالوں میں سفر کر رہا تھا۔خاتون نے ایک جھٹکے سے اس کے بالوں کو چھوڑا

"مجھے واپس جانا ہے" وہ پھر سے چلائی

عورت کھڑی اسے دیکھ رہی تھی، پھر وہاں سے چلی گئی اور دروازے سے اندر آتی روشنی رک گئی۔

اب صرف روشن دان تھا اور رات کا اندھیرا تھا۔زوبیہ وہاں گھٹنوں میں سر دیے بیٹھ گئی

"زوبی، موت کیا ہے؟" کسی کی آواز آئی تھی، سر چکرا رہا تھا۔اس نے سر اٹھایا اور سامنے دیوار کو دیکھا۔

Clubb of Quality Content

"تم موت کا انتظار کر رہی ہو، موت کیا ہے زوبی؟" یہ کون تھی جو اس سے بات کر رہی تھی۔شاید یہ زوبیہ تھی، وہ زوبیہ جو اندر کہیں سانس لیتی تھی

"موت؟" اس نے بے یقینی سے خود سے پوچھا "ہاں موت۔۔تم موت کی منتظر ہو"

"موت۔۔مجھے موت نہیں آ رہی" وہ کانپتے ہونٹوں سے بولی

"زندگی کی محافظ" جواب بھی اندر سے آیا تھا۔

باہر کہیں گانا بج رہا تھا، یہ گانا اس نے سنا ہوا تھا۔۔اسے خوشبو بھی آ رہی تھی، کس چیز کی خوشبو تھی۔۔اس نے سانس اندر کو کھینچی، شاید گلاب کی یا شاید کسی نے عطر لگایا تھا گلابوں کی مہک والا۔ ایک وقت تھا اسے گلاب اچھے لگتے تھے، دور شاید اذان ہو رہی تھی۔۔گلابوں کی مہک اور اذان کی آواز۔

خوشبو جھوٹ نہیں بولتی اور آوازیں اثر کرتی ہیں۔اس کے ذہن میں جھماکے ہو رہے تھے، فلیش بیک!

ایک چارپائی پر ایک لڑکی بیٹھی تھی، ہاتھ میں گلابوں کا گجرا تھا اور وہ سونگھ رہی تھی، دس گیارہ سال کی بچی اور سامنے ایک خاتون۔۔پھر کہیں سے اذان کی آواز آنے لگی، گلابوں کی خوشبو اور اذان کی آواز

"دادی، پری کی کہانی سنائیں"

"پری کی کہانی سنائیں" دوسری بار آواز آئی، سر گھوم رہا تھا

"زوبی، پریاں نہیں ہوتی بیٹے۔پریاں تب تک ہوتی ہیں جب تک ہم چھوٹے ہیں۔۔جب تک ہم چھوٹے ہوتے ہیں، جب تک ہم چھوٹے ہوتے ہیں" آوازیں خود کو دہرا رہی تھیں۔

"نہیں۔۔دادی ہوتی ہیں پریاں۔۔پریاں۔۔پریاں" آوازیں گونج رہی تھیں۔

"نہیں۔۔یہ جو لڑکیاں پریوں پر یقین رکھتی ہیں وہ اپنا بڑا نقصان کرتی ہیں" گلابوں کی مہک، اذان کی آواز

"کیا۔۔کیا۔۔کیا۔۔کیا" چھوٹی بچی دھندلی ہو رہی تھی

"اصل زندگی میں چڑیل ہوتی ہے، ولن جیسی" اس کا دل دھڑکا تھا، وہ حیران ہوئی تھی

"لمبے بال اور لمبے ناخنوں والی؟" اذان اختتام کو پہنچ رہی تھی، میک مٹتی جا رہی تھی

ایک ہنسی کی گونج "نہیں بیٹے، ضروری نہیں ان کے لمبے بال اور ناخن ہی ہوں۔۔وہ کوئی بھی ہو سکتی ہے"

"مجھے چڑیل سے ڈر لگتا ہے" اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑے تھے، وہ کانپنے لگی تھی

"کیوں؟" مہک دور جا رہی تھی، گلاب مرجھا رہے تھے

"کیونکہ وہ پری کو قید کر لیتی ہے، قید کر لیتی ہے، قید کر لیتی ہے" زوبی نے سانس اندر کھینچی، پھولوں والا دور جا رہا تھا

"اس لیے کہا ہے زوبی کہ پریاں ہمیشہ قید کیوں ہوتی ہیں، کبھی چڑیل بھی تو قید ہو" اذان آخری کلمات تک پہنچ چکی تھی

"چڑیل قید ہو؟" روشن دان میں کوئی آ کر بیٹھا تھا، اس نے چاند کی روشنی کو روک دیا تھا، اس کا لمبا خوفناک سایہ دائیں دیوار پر بن رہا تھا

"ہاں۔۔پری چڑیل کو قید کرے"

"کیسے؟" چھوٹی لڑکی سوال کیے جا رہی تھی، زوبی کا دل گھبرا رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جیسے چڑیل کرتی ہے" وہ پرندہ اڑ گیا، آزاد ہو گیا اور روشنی کا راستہ کھل گیا

"چڑیل پری کو مار دے گی"

"نہیں تو۔۔ موت یا چڑیل پری کو نہیں مارتی، موت تو اس کی حفاظت کرتی ہے۔۔ پری کو اس کا خوف مارتا ہے وہ خوف جو اسے چڑیل سے لگتا ہے" اسے درد محسوس ہونے لگا تھا، سر میں شدید درد۔

"وہ چڑیل سے ڈرتی ہے نا"

"ہاں اور اسی لیے چڑیل اسے قید کر لیتی ہے۔۔ اس کا ڈر اسے مارتا ہے موت نہیں۔۔ موت تو محافظ ہے زوبی۔۔ موت تو محافظ ہے زوبی۔۔ موت تو محافظ ہے زوبی" آواز گونج رہی تھی۔ اذان ختم ہوئی، خوشبو دور چلی گئی اور تخیل ہوا ہو گیا۔ زوبیہ کی آنکھیں کھلی تھیں اور ان سے نکلتا پانی سوکھ چکا تھا

یہ صبح خاموش سی تھی۔ سفید سرمئی بنگلے میں ایک عجیب سی اداسی تھی۔ ڈائننگ پر بیٹھا ناشتہ کرتا مامون سنجیدہ سا تھا، آرا بار بار اسے دیکھتی اور پھر خاموش سی اپنا ناشتہ کرنے لگتی۔ پہلے مامون اسے توست پر بٹر (مکھن) لگا کر دیتا تھا آج ملیحہ لگا رہی تھیں۔ مامون کے ساتھ والی کرسی خالی تھی، وہاں تیمور بیٹھتا تھا اور آج وہ گھر پر نہیں تھا، صبح صبح ہی کہیں نکل گیا اور کہاں نکل گیا یہ کوئی نہیں جانتا تھا، اس نے کافی کے چند گھونٹ بھرے۔ ساتھ بیٹھیں ملیحہ نے زرین کو آواز دی اور وہ مؤدب سی ہاتھ آگے باندھے ان کے پاس کھڑی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لائلہ نہیں آئی ابھی تک؟"دائیں جانب گردن موڑے وہ اسے دیکھ رہی تھیں

"نو میم"

"اور وہ جو اس کی کزن تھی، میں نے کل رات سے اسے نہیں دیکھا"انھوں نے جوس گلاس میں انڈیل کر آرا کو دیا۔

"میم۔۔وہ کل پارٹی کے بیچ میں ہی چلی گئی تھی، کہہ رہی تھی کوئی ایمرجنسی ہے"

"یہ کیا بات ہوئی؟اپنی مرضی سے آجا رہے ہیں"وہ خفا ہوئی تھیں"لائلہ نے بھی تین دن کی چھٹی لی تھی، آج آجانا چاہیئے اس کو"پھر ساتھ کھڑی لڑکی کو جانے کا اشارہ کیا اور وہ چلی گئی۔

سامنے سے تیمور آتا دکھائی دیا، رف سے حلیے میں بکھرے بال، وہ رات کو صحیح سے سویا نہیں تھا یا پھر سویا ہی نہیں تھا۔

کرسی نکال کر بیٹھا تو مامون اٹھ گیا، اس نے زخمی آنکھوں سے اسے دیکھا مگر مامون نے اسے نظر انداز کیا۔کوئی چیز تھی جو تیمور کے دل میں اندر تک کھبی تھی۔اس نے آرا کا ہاتھ پکڑا اور باہر چلا گیا۔تیمور آفندی پر بھی ناشتہ حرام ہو چکا تھا

ڈیڑھ بجے کے قریب وہ دونوں ایک باغ میں بیٹھے تھے۔۔سامنے سے پہاڑ نظر رہے تھے جن کے پیچھے سے سورج نکل چکا تھا۔رامین نے خاموش سے تیمور کو دیکھا اور ذرا سا ساتھ ہوئی۔اس نے اس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے بازو کے گرد اپنا بازو حمائل کیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں سیاہ چھلا تھا۔۔وہ خاموش رہا

"چوزو۔۔ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ہوتا ہے۔۔اس مسئلے کا بھی ہو گا" وہ نرمی سے بول رہی تھی مگر وہ خاموش رہا، صرف سانس لے رہا تھا

"کچھ تو بولو"

اس نے ایک سانس خارج کی۔جھکا ہوا سر نفی میں ہلایا

"سمجھ نہیں آ رہا مجھے کس چیز کا دکھ سب سے زیادہ ہے۔میرے ساتھ ساتھ مامون بھی کھائی میں گرا ہے۔میرا پراجیکٹ تو گیا ہی گیا ہے ساتھ اس کی محنت بھی کسی تیسرے کے ہاتھوں میں ہے۔اس کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کم از کم اس کے ساتھ نہیں۔۔میں نے کوتاہی کی، اس نے مجھ پر یقین کر کے مجھے اپنا وہ پراجیکٹ دیا تھا، وہ بس اسے اپروو کروانے والا تھا۔مجھے اس نے ہزار بار کہا تھا کہ اس کی کاپی بنالوں مگر میں اپنے پراجیکٹ کے پیچھے پاگل ہو گیا تھا۔نہ اسے کاپی بنانے دی نہ خود بنائی۔۔میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا کہ زرار۔۔زرار مجھے دھوکا دے گا۔۔وہ دنیا کا آخری شخص ہو گا جو مجھے دھوکا دے گا اور وہ مجھے دھوکا دے گیا۔۔وہ میرے آفس میرے ساتھ کام کرتا تھا، مجھے کام کرتے دیکھتا تھا اور میرے بارے میں سب جانتا تھا" رامین خاموشی سے سن رہی تھی

"مجھے خود سے زیادہ مامون کا دکھ ہے، وہ یہ سب ڈیزرو نہیں کرتا۔۔وہ مجھے ڈیزرو نہیں کرتا"اس نے سر مزید جھکا دیا

"وہ بہت اچھے ہیں، تمھیں سمجھ جائیں گے۔ تمھاری کیا غلطی اس میں؟"وہ اس لڑکے کے جھکے سر کو دیکھ رہی تھی

"میں میٹرک میں تھا جب مجھے مار پڑ رہی تھی، میرا باپ مجھے پیٹ رہا تھا اور میری ماں، میرا بھائی کھڑے ہو کر تماشا دیکھ رہے تھے۔۔تب مون میرے سامنے آیا تھا اور مجھے بچا لیا۔۔میں نے اس کے ساتھ اپنی زندگی میں سب سے زیادہ وقت گزارا ہے اور اس نے مجھے کبھی احساس نہیں ہونے دیا کہ میں اس کا سوتیلا بھائی ہوں، اس کے اندر ایک چاہ تھی کہ اس کا کوئی چھوٹا بھائی ہو جسے وہ باپ کی طرح چاہے۔۔میں وہ چھوٹا بھائی تھا جسے اس نے باپ کی طرح چاہا۔۔اسے اپنے باپ کی محبت نہیں ملی، بابا نے تو اسے اون کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا مگر اس نے مجھ سے کبھی اس بات کا بدلہ نہیں لیا، میں جو کرنا چاہتا تھا وہ میرے ساتھ ہوتا تھا، میں ہاں کرتا تھا تو وہ مجھ سے پہلے ہاں کرتا تھا، میں نہ کرتا تھا تو میری نہ کے لیے سب سے لڑتا تھا، وہ مجھ سے بے لوث محبت کرتا ہے۔وہ جس سے محبت کرتا ہے اسے پروٹیکٹ کر کے رکھتا ہے، اس کے لیے ڈھال بن جاتا ہے، اسے حالات کی گرمی اور رشتوں کی سردی سے بچاتا ہے، آرا کو دیکھ لو، عافی کو دیکھ لو، ملیحہ ماما اور مجھے ہم سب کے سامنے وہ کھڑا ہے۔۔وہ ایک قابلِ احترام جینٹل مین ہے۔۔میں فٹ بال کھیلنا چاہتا تھا سب نے میری مخالفت کی مگر مون

میرے لیے کھڑا رہا۔۔فٹ بال گراؤنڈ میں کھڑے ہو کر میری ہار پر تالی بجانے والا میرے لیے خوش ہونے والا اور مجھے تسلی دینے والا وہ واحد شخص تھا، حالانکہ اس کے نانا کی ڈیتھ ہوئی تھی مگر اس نے میرے ساتھ میری جیت سیلیبریٹ کی تھی، وہ اپنے غموں کی وجہ سے دوسروں کو غمگیں نہیں کرتا، وہ ہماری خوشی میں ہم سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔۔اس نے مجھے ہمیشہ جوڑا ہے اور میں نے اسے ہی توڑ دیا۔۔مجھے پتہ ہے آج نہیں تو کل اس نے مجھے معاف کر ہی دینا ہے کیونکہ باپ ایسے ہی ہوتے ہیں مگر میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔میں نے اسے بہت ہرٹ کیا ہے، وہ مجھے ڈیزرو نہیں کرتا" وہ کہہ کر خاموش ہوا تھا۔

رامین نے اس کے بازو کے ساتھ اپنا سر ٹکا لیا" وہ بہت اچھے ہیں تیمور، دیکھنا وہ زرار کو ڈھونڈ لیں گے"

وہ پھر بھی خاموش رہا۔وقت گزر رہا تھا، سوری مشرق کی مغرب کی طرف سفر کر رہا تھا۔

پانچ بجے کے قریب باغ میں ملیحہ بیٹھی تھیں، ان کے ساتھ عارفین بیٹھی تھی جو کہ پاس کھڑی لائلہ کی کلاس لے رہی تھیں۔ایک طرف مامون نیم دراز سا تھا، بجھا بجھا اور تھکا ہوا۔اس کے ساتھ آرا بیٹھی تھی جس کے ساتھ اس کا کتا بیٹھا تھا اور وہ اس کی کمر سہلا رہی تھی

"میم۔۔میں نے اپنی کزن سے کہا تھا مگر جس دن اس نے آنا تھا اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ نہیں آ سکی" وہ ہاتھ باندھے شرمندہ سی تھی

جہاں ملیحہ اور عافی کو شاک لگا وہیں مامون بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"واٹ۔۔تو پھر وہ سبائنہ کون تھی؟"ملیحہ بغور لائلہ کو دیکھ رہی تھی

"کون سبائنہ ؟میری کزن تو یہاں آئی ہی نہیں۔۔وہ ابھی ہاسپٹل میں ہے۔۔اس نے مجھے کل رات بتایا کہ وہ نہیں آئی جب اسے ہوش آئی ورنہ وہ پچھلے دو دن بے ہوش رہی ہے"وہ خود حیران تھی

"لائلہ۔۔تمھاری کزن۔۔سبائنہ۔۔یہاں کام کر کے گئی ہے تین دن"بولنے والا مامون تھا جو کہ غصہ ضبط کر رہا تھا

"نو سر۔۔آپ چاہیں تو ہاسپٹل پتہ کر آئیں۔۔وہ تو آئی ہی نہیں۔۔یہ پتہ نہیں کون تھی؟میری کزن کا نام ویسے بھی جولیا ہے میں کسی سبائنہ کو نہیں جانتی"وہ اپنی بات پر قائم تھی

مامون نے ایک سانس خارج کی اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا،اسے سمجھ آنے لگی تھی کہ کہاں گڑبڑ ہوئی ہے۔اس نے جیب سے فون نکالا اور تیمور کو کال ملائی،پہلی گھنٹی پر کال اٹھا لی گئی تھی

"کہاں ہو؟"نہ سلام نہ دعا،نہ کال کرنے والے نے حال پوچھا نہ کال اٹھانے والے نے حال بتایا

"میں۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا مامون بول پڑا"گھر آؤ۔۔بات کرنی ہے"

اور کال کاٹ دی۔ملیحہ نے لائلہ کو وہاں سے بھیج دیا۔بنچ پر آرا کے ساتھ بیٹھا مامون کچھ سوچ رہا تھا۔

پندرہ منٹ بعد تیمور گھر آیا تو باغ میں بیٹھا مامون کھڑا ہوا۔اس نے ابرو سے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا اور وہ سیدھا اندر چلا گیا۔دونوں مامون کے کمرے میں تھے، تیمور بیڈ پر بیٹھا تھا اور مامون کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔کھڑکی کے پردے ہٹے تھے اور وہاں سے نیچے کتے کے ساتھ کھیلتی آرا نظر آ رہی تھی۔عافی ملیحہ سے بات کر رہی تھی۔مامون بولنا شروع ہوا

"میں جو سوال پوچھوں گا اس کا جواب دینا، ادھر اُدھر کی کہانیاں گڑھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے"

اس کا لہجہ سرد تھا، آج سے پہلے وہ ایسے کبھی نہیں بولا تھا

تیمور خاموش رہا۔

"تمھارے اس پراجیکٹ کے بارے میں کس کس کو پتہ تھا؟" وہ سیدھا دیکھتا رہا

"تمھیں، مجھے اور۔۔"

اس نے تیمور کی بات کاٹ دی "زرار کو؟"

"ہاں" اس نے نظریں چرائی تھیں۔کس سے؟ خود سے۔

"کب سے پتہ تھا؟"

ایک لمحے کی خاموشی "پچھلے چند ہفتوں سے"

"وہ تمھیں کہاں ملا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ میرے آفس خود چل کر آیا تھا، ہمارے بیچ جو بھی ہوا تھا اس نے مجھ سے اس کی معافی مانگی تھی، وہ میرے آفس کام کرتا تھا"

وہ مڑا اور اسے غصے سے دیکھا" تیمور آفندی تم دودھ پیتے بچے ہو جو تمھیں سمجھانا پڑے کہ معاف کرنے کا مطلب اندھا ہو جانا نہیں ہوتا، جو ایک بار دھوکا دے گا وہ بار بار دھوکا دے گا" وہ چلایا تھا مگر تیمور خاموش رہا

"کیا اس نے تمھیں پراجیکٹ پر کام کرتے دیکھا تھا؟"

"ہاں"

مامون نے آنکھیں بند کر کے ضبط کیا، پھر سانس خارج کی

"اسے پتہ تھا کہ تم فلیش گھر لاتے ہو؟"

"ہاں"

"اسے یہ بھی پتہ تھا کہ تم کہاں رکھتے ہو؟"

"نہیں"

"پھر وہ تمھارے لاکر تک کیسے پہنچا؟"

"مجھے نہیں پتہ"

"تمھارے لاکر کا پاسورڈ تمھارے علاوہ کس کو آتا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کسی کو بھی نہیں"

"تمھارے لاکر کا پاسورڈ کیا ہے؟"

"تمھاری ڈیٹ آف برتھ"

مامون نے سانس خارج کی اور اس کے سامنے کھڑا تھا "منہ اوپر کرو، میری طرف دیکھو"

مگر اس نے سر جھکائے رکھا

"تیمور۔۔میں تم سے بات کر رہا ہوں" وہ اب کہ نارمل تھا

مگر تیمور نے سر جھکائے رکھا

"میں بتاتا ہوں تمھیں کہ آخر ہوا کیا ہے" اس نے سینے پر بازو باندھ لیے۔اس کی آواز ذرا سی بلند تھی۔

"وہ تم پر نظر رکھے ہوئے تھا اور تم گدھوں کی طرح سارا کچھ اس کے سامنے کھول کر بیٹھے تھے۔میں تمھیں سمجھاتا تھا نا کہ دشمنوں سے بچنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر آپ دوستوں سے محتاط رہتے ہو تو۔۔اس دن جب لائلہ نے چھٹی مانگی تھی تب بھی وہ یہیں تھا، اس نے اپنی مرضی سے ہمارے گھر میں ہماری نظروں کے سامنے اپنی کوئی ملازمہ بھیجی، اس نے ہم سب پر نظر رکھی، ضرور وہ تمھارے کمرے تک بھی آئی ہو گی اور ضرور اس نے تمھارا پاسورڈ بھی ٹرائی کیا ہو گا۔۔وہ زرار ہے، اس نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک عمر تمھارے ساتھ گزاری ہے، تم سانس بھی کب لیتے ہو وہ اس بات کی خبر رکھتا ہے، اس نے سب پلان کرر کھا تھا اور وہ اپنا کام کر کے چلا گیا اور تم میرے سامنے بیٹھے اپنے نصیب کو رو رہے ہو"

تیمور نے سر نہیں اٹھایا، پھر کھڑا ہوا اور گلابی آنکھوں سے مامون کو دیکھا۔۔ وہ اس کے برابر آتا تھا

"محبت نے ہم سب کو اندھا کرر کھا ہے۔ تمھیں میری محبت نے اور مجھے اس کی محبت نے اور محبت کے مقدر میں کچھ ہونا ہو ذلالت ضرور لکھی ہے"

مامون نے اسے کندھے سے جھٹکا دیا اور وہ بستر پر بیٹھ گیا۔

"وہ تیمور بن کر سوچ سکتا ہے تم زرار بن کر نہیں؟"

"سوچا ہے۔۔ میں نے زرار بن کر سوچا ہے، نتیجہ بہت بھیانک نکلا ہے" وہ سر دونوں ہاتھوں میں دیے بیٹھا تھا

مامون کی جیب میں پڑا فون تھر تھرایا، اس نے نظر انداز کیا مگر پھر فون تھر تھرایا۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور فون نکالا۔ زرار حیدر کی طرف سے دو میلز آئی تھیں۔ ایک میل خالی تھی اور دوسری میل میں ایک سطر لکھی تھی

“Every door opens another door untill you’ll on the right door”

مامون نے تیمور کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اور یہ ہوا کھیل کا آغاز!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہاں سے بہت دور ایک کمرے میں ایک شخص صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔اس کے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی۔اس شخص نے جیب سے پھولا ہوا خاکی لفافہ نکالا اور میز پر رکھ دیا۔

لڑکی نے جھک کر لفافہ پکڑا، کھولا اور پیسے گنے، پھر مسکرا دی

بھوری آنکھوں والا اسے دیکھتے بولا "آج سے تم اپنے راستے میں اپنے راستے۔۔ بھول جاؤ کہ کوئی زرار حیدر ملا تھا"

وہ مسکرائی اور باہر کی جانب بڑھی، وہ پیچھے سے بولا

"دوبارہ زرار حیدر بلائے تو آؤ گی؟"

وہ پلٹی اور مسکرائی "کون زرار حیدر؟"

وہ مسکرایا اور لڑکی واپس چلی گئی۔وقت سرکتا جا رہا تھا۔

دو دن قبل:

گھر میں خاموشی سی تھی۔عارفین باہر باغ میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی، کتاب تو خیر گود میں تھی کانوں میں ایئر پوڈز لگے تھے، یہ کہنا ٹھیک ہو گا کہ وہ کوئی کتاب سن رہی تھی، پاس ہی اس کا کتا بیٹھا تھا جو کہ دھوپ سینک رہا تھا۔گھر میں خاموشی سی تھی، آرا اسکول گئی تھی، مامون آفس میں تھا، ملیحہ ہاسپٹل تھیں اور تیمور بھی اپنے آفس تھا۔گھر پر صرف عافی تھی اور وہ بھی باغ میں بیٹھی۔لاؤنج میں کام کرتی زرین کو نئی ملازمہ (وہ جو لائلہ کی جگہ آئی تھی) وقفے وقفے سے نوٹ کر رہی تھی۔وہ

دبلی پتلی سی اٹھائیس انیتس برس کی لڑکی تھی، بال جوڑے میں بند تھے۔اس نے سفید بلاؤز کے ساتھ سیاہ سکرٹ پہن رکھی تھی، نیچے سیاہ ٹائٹس تھی اور سیاہ کورشوز۔وہ لاؤنج میں ڈسٹنگ کر رہی تھی، زرین کچن میں گئی تو اس نے گریبان پر لگے بٹنوں کو درست کیا، وہاں ایک کیمرہ لگا تھا، کیمرہ اتنا چھوٹا تھا کہ کوئی اس کو دور سے دیکھ نہیں سکتا تھا، بہت زیادہ غور کرنے پر نظر آتا۔اس نے جلدی سے کان میں لگے ایئر پوڈ کو چھوا اور دھیمی آواز میں بولی

"سر! میں اوپر جا رہی ہوں" وہ سیڑھیوں پر چڑھتی اوپر کی جانب بڑھی

"دوسرا کمرہ۔۔دوسرے کمرے میں داخل ہو" کانوں میں لگے ایئر پوڈز میں سے مردانہ آواز ابھری تھی

اس نے تابعداری سے اس کمرے کا ناب گھمایا اور پھر اندر داخل ہوئی، دھیرے سے دروازہ بند کیا۔

"آل رائٹ۔۔" ملازمہ اب ایک کتابوں والی شیلف کے سامنے تھی، اس کے کانوں میں آواز گونجی

"بک شیلف چیک کرو"

وہ جلدی سے آگے بڑھی اور کتابیں آگے پیچھے کیں، درمیان میں ایک خلا سا بن گیا۔اس نے مٹھی بند کی اور انگلی کی ہڈی دیوار پر بجائی "نو سر!" اس نے پھر نیچے والا شیلف چیک کیا۔کتابیں آگے پیچھے کر کے دیکھیں مگر وہاں کچھ نہیں تھا۔اب وہ بیڈ سائیڈ میں بنے دراز چیک کر رہی تھی، دور بیٹھا زرار حیدر کیمرے میں دیکھ رہا تھا

"اسے چھوڑو،الماری کھولواس کی"

وہ جلدی سے الماری کی طرف بڑھی اور پہلاپٹ کھولا۔وہاں اس کے کوٹ،شرٹس اور جرسیاں لٹکی تھیں۔۔اس نے سارے کپڑے آگے پیچھے کر کے دیکھے،پیچھے کوئی لاکر یا کوئی دروازہ نہیں تھا۔۔ اس نے دوسرا پٹ کھولا اور اوپر سے نیچے دیکھا۔۔کپڑے آگے پیچھے کرتی وہ جس چیز کو ڈھونڈ رہی تھی وہ اسے مل نہیں رہی تھی۔تیسرا پٹ کھولنے سے پہلے وہ اس کے بیڈ کی طرف بڑھی،تیمور کی عادت تھی کہ وہ بیڈ شیٹ اس طرح سیٹ کرواتا تھا کہ دائیں بائیں سے بیڈ شیٹ ذرا سی فرش کو چھو رہی ہوتی تھی۔۔اس نے جلدی سے دائیں طرف سے شیٹ اوپر کی اور وہاں چھو کر دیکھا کوئی دراز نہیں تھا۔۔وہ جلدی سے بائیں طرف آئی اور وہاں سے بیڈ شیٹ اٹھائی،پھر ہاتھ مارا اور وہاں ایک دراز تھا۔۔اس نے جلدی سے دراز کھولنا چاہا مگر وہ لاک تھا

"یہ لاک ہے سر!"

وہ اس کے کان میں ذرا سا غرایا"تو کیا اب یہ بھی میں تمھیں بتاؤں کہ کیا کرنا ہے؟"

لڑکی نے اپنے بالوں سے ایک پن نکالی اور بڑی مہارت سے اس لاک میں ڈالی"ایک،دو اور تین" تالا کھل گیا۔وہ اب اندر پڑی چیزیں ادھر اُدھر کر رہی تھی۔اندر بہت سے کاغذات تھے،دو تین فلیش ڈرائیوز بھی تھیں۔۔لڑکی نے ایک فلیش ڈرائیو پکڑی اور اسے کیمرے میں دکھایا"نو۔۔ بلیک فلیش دیکھو"

اس نے سفید فلیش ڈرائیور رکھ دی اور پھر سیاہ فلیش ڈرائیو دیکھی "اس پر بچھو کا نشان ہے؟"

ملازمہ نے آگے پیچھے کر کے دیکھا "نو سر"

"اوکے۔۔تیسری دیکھو" اس نے حکم صادر کیا تھا۔

لڑکی نے جلدی سے تیسری فلیش ڈرائیو پکڑی اور اسے کیمرے میں دکھایا "سر۔۔نو سکورپیو مارک"

"اوکے" وہ مایوس ہوا تھا۔لڑکی نے دراز بند کیا اور پن سے دوبارہ لاک کر دیا۔اب وہ تیسرے پٹ کی طرف بڑھی تھی مگر باہر کسی کی آواز ابھری تھی۔شاید ملیحہ تھیں۔۔وہ جلدی سے الماری کے ساتھ بنی پتلی خالی جگہ پر چھپ گئی۔۔آواز آنا بند ہوئی اور اس نے الماری کا تیسرا پٹ کھولا۔وہاں بھی بہت سے کپڑے لٹکے تھے۔اس نے کپڑے آگے پیچھے کیے اور پیچھے ایک لاکر تھا،ساتھ ہی اس کا لاک لگا تھا۔

"سر۔۔اس کا کوڈ؟" اس کا دل دھڑک رہا تھا۔دوسری طرف اس شخص کی ساری توجہ اس لاکر پر تھی۔کیا وہ کھلے گا؟

زرار کیمرے میں دیکھتا کچھ سوچ رہا تھا "لکھو سکس سیون"

اس نے جلدی سے ڈائل کیا مگر غلط کوڈ تھا۔وہ مایوس ہوئی،پیٹ میں مروڑ پڑے،دل مزید دھڑکا

"نو سر"

زرار کچھ سوچ رہا تھا، چند لمحوں کی خاموشی پھر بولا "لکھو سکس ٹو"

مگر پاسورڈ غلط تھا۔ بس ایک چانس رہتا تھا، وہ غلط ہو جاتا تو لاکر نہیں کھلے گا۔۔اب کی بار اس نے تیمور بن کر سوچا تھا، دھڑکتا ہوا دل منہ کو آیا ہوا تھا۔ عجیب حالت تھی، کمرے میں کھڑی لڑکی اور دوسری طرف بھوری آنکھوں والا لڑکا دونوں کی حالت ایک سی تھے، دونوں شش و پنج میں تھے، کیا ہو گا؟ اگر پاس ورڈ غلط ہوا تو ساری پلاننگ ضائع، ساری محنت فضول۔ پھر تھوک نگلا "لکھو۔۔"کانوں نے دل کے دھڑکنے کی آواز سنی تھی "سکس نائن "ایک خاموشی مگر شور سا۔ایسا شور جو صرف اندر اٹھتا ہے۔

لڑکی نے ہاتھ اٹھایا، دل گھبرایا، چھے اور نو کا ہندسہ دبایا اور لاکر کھل گیا۔ پھنسی ہوئی سانس خارج کی، دل کو قرار آیا، اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور سامنے ہی فلیش ڈرائیو تھی، سیاہ فلیش ڈرائیو پر سرخ بچھو بنا ہوا تھا۔اس نے بس اس فلیش ڈرائیو کو دیکھا، چھوا تک نہیں

وہ مسکرایا "گریٹ جاب!"ایک سانس خارج کی "کام پر واپس آجاؤ۔۔رات کا انتظار کرتے ہیں"

ملازمہ نے سر ہلا کر کان سے ایئر پوڈ اتارا اور پھر اس کا کمرہ اچھے سے سیٹ کر کے خود کو کمپوز کر کے وہ نیچے کی طرف بڑھی تھی۔

موجودہ دن:

دوپہر دو بجنے میں دس منٹ تھے اور وہ دونوں یونیورسٹی گیٹ کی طرف آرہی تھیں، مینا کسی بات پر مسکرا رہی تھی اور فضا نفی میں سر ہلائے جا رہی تھی۔ سفید گاڑی کے باہر کھڑا شخص انھیں آتا دیکھ کر سیدھا ہوا اور سن گلاسسز اتار دیں۔ وہ دونوں چند قدم چلتیں اب اس کے عین سامنے کھڑی تھیں۔

رامین نے پہلے تھری پیس سوٹ میں ملبوس فیض کو دیکھا پھر فضا کو، پھر فیض سے سلام لی اور پھر اپنے لمبے سیاہ کوٹ کی دائیں جیب میں دایاں ہاتھ اڑسا۔ آج اس نے جامنی جرسی نما شرٹ اور نیچے سیاہ جینز پہن رکھی تھی، لمبا کوٹ ٹخنوں سے ذرا اوپر تھا اور اس نے چھوٹے بالوں کو پونی میں مقید کر رکھا تھا۔ سیاہ فریم والے چشمے کے پیچھے سیاہ آنکھیں مسکرا رہی تھیں، اس نے گلا کھنکھارا

"ہمیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے" اس نے وہ بات کہہ دی جس کے بارے میں آج سارا دن وہ دونوں بحث کرتی رہی تھیں

"جی" وہ بھی سیدھا ہو کر کھڑا ہوا

"وہ۔۔ یہاں نہیں" پھر فضا کو دیکھا جس کی کانوں کی لوئیں سرخ پڑ چکی تھیں "کیفے چلتے ہیں۔۔ ٹھنڈ بہت ہے اور عموماً پاکستانی چائے کو انکار نہیں کرتے"

فیض مسکرایا "شیور" اور ان کے ساتھ آگے بڑھا۔ اب درمیان میں مینا تھی اور ایک طرف فیض تھا اور دوسری طرف فضا۔ وہ سرگوشی میں فضا کو کچھ کہہ رہی تھی اور فضا لب بھینچے اس کے دائیں ہاتھ کو زور سے دبا رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یونیورسٹی میں اور بھی کئی کیفے زتھے مگر وہ جس کیفے آئی تھی وہاں رش کم تھا۔درمیان میں ایک میز خالی تھی اور وہ تینوں بیٹھ گئے۔میناور فضا فیض کے سامنے تھیں۔عینک والی لڑکی نے چائے کا آڈر دیا اور پھر خاموشی سے بیٹھ گئی۔فیض نے اسے دیکھتے دائیں ابرو اٹھائی جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا بات ہے؟ کیا کہنا تھا؟

وہ ٹیک چھوڑ کر آگے کو ہوئی، کہنی میز پر رکھی اور لڑکے کو دیکھتے بولی "بات بہت اہم ہے اور ہمیں چائے کا انتظار کرنا چاہیئے۔۔آئی مین چائے کے بنا مزہ نہیں آئے گا"

اس نے پھر سے شانے اچکا دیے اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔فضا نے مینا کا بایاں ہاتھ زور سے پکڑا تھا، ٹھنڈے ہاتھ میں گرم ہاتھ تھا۔ویٹر نے تین کپ چائے کے رکھے،ان میں سے بھاپ اڑ رہی تھی۔۔لڑکی نے اپنا کپ اپنی طرف ذرا سا سرکایا اور پھر گلا کھنکھارا، لڑکا متوجہ ہوا

"دراصل کہتے ہیں کہ انسان دل کے معاملے میں بڑا بے بس ہے۔۔میرا آپ سے ایک سوال ہے" ایک لمحے کا توقف "اگر کوئی مہربان سی لڑکی آپ پر مہربان ہو جائے تو کیا آپ اس پر مہربانی کریں گے؟"

وہ ہنس دیا "یہ کیسا سوال ہے؟" وہ محظوظ ہوا تھا

"اوکے "اس نے چائے کی چسکی لی،اونہوں زبان جل گئی۔وہ زیادہ گرم چائے نہیں پیتی تھی،اس کی چائے نارمل ہوتی تھی "اگر کسی لڑکی کا آپ پر دل آجائے۔۔آپ اسے اچھے لگیں اور وہ اس بات کا

اظہار بھی کر دے تو آپ کیا کہیں گے۔۔آپ کا اس ایکشن کے بدلے میں کیا ری ایکشن ہو گا؟"فضا نے اپنا پاؤں مینا کے پاؤں پر دیا مگر وہ ڈھیٹ تھی

فیض نے کپ لبوں سے لگایا"ہوں"چائے کا گھونٹ اندر اتارا، گلٹی ڈوب کر ابھری"ویل، میرا اس سے یہ سوال ہو گا کہ مجھ میں ایسا کیا ہے جو اسے اچھا لگے گا؟"

مینا نے منہ کا زاویہ بدلا جیسے یہ بے تکا جواب تھا،اسے اس کی امید نہیں تھی"آپ میں ایسا کیا ہے جو اسے اچھا نہیں لگے گا؟"اس نے دوسرا گھونٹ بھرا،اونہوں!ابھی تک گرم چائے"جو اچھا لگتا ہے وہ تو اچھا لگتا ہے"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

لڑکا مسکرایا،چائے کا گھونٹ بھرا۔۔فضا کا دل بے اختیار دھڑک رہا تھا،اس کی چائے پر ذرا سی ملائی آ چکی تھی۔۔اس سے پہلے کہ لڑکا کچھ بولتا مینا پھر سے بولی تھی

"ڈونٹ ٹیل می کہ آپ کو کمپلیکس ہے یا واٹ ایور"اس نے آنکھیں گھماتے لاپرواہی سے کہا تھا وہ ہنس دیا"نو کمپلیکس ایٹ آل۔۔یقیناً وہ لڑکی خوش قسمت ہو گی جو میری پارٹنر ہو گی"پھر توقف کیا۔۔فضا کو دیکھا اور پھر مینا کو

"Can you please specify that girl?

لڑکے نے ابرو اٹھایا،اب مینا کا دل بھی دھڑکا تھا مگر وہ مسکرائی۔۔فضا کو دیکھا،اس کی سانس سوکھ چکی تھی

"اس کے پاس دماغ پہلے ہی نہیں تھا اب دل بھی نہیں رہا"

لڑکے نے اسے نا سمجھی سے دیکھا، وہ کچھ سمجھ نہیں پایا تھا۔ مینا نے فضا کو دیکھا، بی بی اب تو کچھ بول لو مگر نہیں! وہ تو منہ میں گوند لگائے بیٹھی تھی

"She is the girl right in front of you.. Fiza likes you"

اس نے ایک مشکل مرحلہ پار کیا تھا، پھر فضا کو دیکھا جو سانس روکے آنکھیں پھاڑے فیض کو دیکھ رہی تھی، فیض حیرانی سے مینا کو دیکھ رہا تھا۔ ایک خاموشی، چائے کی بھاپ ہوا میں تحلیل ہو چکی تھی۔۔ منظر سارے جم گئے تھے اور چلتے پھرتے لوگ ساکت مجسمے تھے، شاید باہر سردی بڑھ چکی تھی یا شاید صرف فضا کو لگ رہی تھی

فیض نے ٹشو سے لب تھپتھپائے، پھر مینا کو دیکھا اور گلا کھنکھارا

"ایسا ہے کہ میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں اور وہ لڑکی فضا نہیں ہے۔۔ میں کسی بھی قسم کی ٹال مٹول سے کام نہیں لوں گا۔۔ میں سیدھی اور صاف بات کرتا ہوں" پھر فضا کو دیکھا جس کی آنکھیں گلابی تھیں، ٹوٹے خوابوں جھوٹے ارمانوں کی کرچیاں، پھر مینا کو دیکھا جو اب خاموش تھی

"میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں اور کچھ دن میں اسے بتانے بھی والا ہوں" پھر فضا کو دیکھا "آئی ایم سوری فضا اگر تمھیں میری طرف سے کچھ ایسا امپریشن ملا ہے تو۔۔ میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں اور یہ میرے لیے سب سے اہم بات ہے"

اس نے بات ختم کی اور والٹ سے پیسے نکال کر میز پر رکھے، پھر اس سے نظریں ملائے بغیر بولا "میں ویٹ کر رہا ہوں، آجانا"

اور پھر باہر چلا گیا۔

فضا نے سرخ ہوتی نم آنکھوں سے مینا کو دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں۔۔اس سے پہلے کہ مینا کچھ کہتی اس نے اپنا بیگ پکڑا اور آنکھیں رگڑتی اس شخص کے پیچھے چل دی۔ مینا اپنے ٹھنڈے چائے کے کپ کے ساتھ بیٹھی رہ گئی۔ زندگی ہماری مرضی سے نہیں چلتی!

وہ سارے رستے خاموش رہی تھی، گم صُم سی کچھ سوچتی ہوئی۔ پھر گھر پہنچی تو صرف اشعر تھا جو کہ کمرے میں اپنا پڑھنے میں لگا تھا۔ شام ہونے کو آئی تھی اور اب اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑی اس نے کئی بار فضا کو کالز ملائیں، اسے ڈھیروں میسجز کیے مگر جواب ندارد تھا۔ اس نے اکتا کر فون بستر پر پھینکا اور کنپٹی مسلتے باہر دیکھنے لگی۔ کھڑکی سے باہر باغ کا منظر نظر آرہا تھا، شام سرمئی زرد سی تھی۔۔دھند بھی ہونے لگی تھی۔ چھے بجے کے قریب رابیل آئی تھی اور اس نے مڑ کر اسے دیکھا کہ وہ کمرے میں آئی ہے اور پھر کوئی بات نہیں کی۔ دل بہت عجیب ہو رہا تھا، وہ عجیب موڑ پر آ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ سب ہونے والا ہے۔ اس نے چپ چاپ رضائی اوڑھی اور سونے کی کوشش کرنے لگی مگر اب نیند کہاں آنی تھی۔ وہ اٹھ بیٹھی

اور بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائی۔کاؤچ پر کیپ شال لیے بیٹھی لڑکی ہاتھوں پر کریم ملتی اسے دیکھ رہی تھی، پھر بالآخر بول پڑی

"یہ کون سی چیز تمھیں چین نہیں لینے دے رہی؟کوئی بات ہے کیا؟"وہ پر سکون سی تھی۔

مینا نے سانس خارج کی اور پھر تھکی تھکی نگاہوں سے اسے دیکھا"بیلی۔۔بعض چیزیں ہمارے بس میں نہیں ہوتیں مگر وہ ہو جاتی ہیں بالکل الٹ ہماری توقع سے بالکل مختلف،اور جب وہ ہوتی ہیں تو ہمیں ہرٹ ہوتا ہے۔۔ہمیں کیا کرنا چاہیئے"اسے خود بھی نہیں پتہ تھا کہ وہ کیا پوچھ رہی تھی

"چند اہر کسی کے ساتھ کبھی نہ کبھی کچھ نہ کچھ ایسا ہوتا ہے جو نہیں ہونا چاہیئے تھا مگر وہ ہو جاتا ہے۔۔اس میں پینک کرنے کی کیا بات ہے،اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کرو"اس نے اپنا جواب اس کے سامنے رکھا

اس نے دونوں گھٹنے سینے سے لگا دیے"یہ ٹھیک کیسے ہو گا؟"سوال خود سے تھا۔پھر بولی"ہاں مگر وہ ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے۔۔پھر کیسے ٹھیک کریں؟"

وہ مسکرائی اور اٹھ کر پیچھے سے کھڑکی بند کی،پردے برابر کیے،سٹڈی ٹیبل پر پڑے جار پر چمکتے الفاظ مدھم پڑے۔۔وہ آگے بڑھی اور مینا کے ساتھ بیٹھ گئی،پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"کیا بات ہے؟ایسے لگ رہا ہے ابھی رونے لگو گی،کیا ہوا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کچھ بھی نہ بولی بس اس کے کندھے پر سر رکھ دیا، آنسو گلے میں اٹک چکے تھے مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی

"مجھے سونا ہے اور نیند نہیں آ رہی"

"کھانا کھالو پھر تمھیں نیند آ جائے گی"

اس نے ایک سانس خارج کی "مجھے بھوک نہیں ہے۔۔میں پہلے ہی بہت کچھ کھا چکی ہوں" دل مزید اداس ہوا۔

اسے رہ رہ کر فضا کی آنکھوں میں آنسو اور گلابی پن یاد آ رہا تھا۔ رابیل اسے کچھ کہہ رہی تھی مگر اس کے دماغ میں بس یہی چل رہا تھا کہ شاید بہت جلدی کر دی۔۔

یہ ایک خوبصورت سا کمرہ تھا۔ سرخ پھولوں سے سجا خوشبو میں بسا کمرہ جس کا دروازہ بند تھا۔ ایک طرف روشن دان سے روشنی اندر آ رہی تھی، بیڈ پر ایک لڑکی بیٹھی تھی جس نے سرخ عروسی جوڑا پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کنگن تھے اور اس نے بہت سا زیور پہن رکھا تھا، وہ مطمئن سی بیٹھی تھی، ناخنوں پر سرخ نیل پالش اور ہونٹوں پر گہری سرخ لپ سٹک تھی۔ ایک طرف میز پر فروٹ پڑے تھے اور ساتھ چھری، ایک پانی کا جگ اور ساتھ گلاس۔ وہ خاموش سی بیٹھی تھی جیسے کسی کی منتظر تھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا۔ لڑکی نے پوری آنکھیں کھول کر دیکھا تھا مگر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بصارت دھندلی ہونے لگی تھی۔وہ جو کوئی بھی تھا اس کا وجود بھاری تھا یعنی وہ کافی موٹا تھا، مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس لڑکی کا دل بے اختیار تیزی سے دھڑک رہا تھا، ہاتھوں پر پسینہ آیا اور لب پھڑ پھڑائے۔۔وہ کچھ کہہ رہی تھی مگر آواز نہیں نکل رہی تھی۔وہ شخص اس کے ساتھ آ بیٹھا، وہ ڈر کر سہم کر ذرا سا پیچھے ہٹی تو اس نے لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا۔اس نے جلدی سے ہاتھ چھڑایا اور ایک طرف دبک کر کھڑی ہو گئی۔وہ آدمی مسکراتے ہوئے اسے کچھ کہہ رہا تھا، پھر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔وہ روئے جا رہی تھی کسی کو پکار رہی تھی مگر اس کی آواز کسی کو سنائی نہیں دی، وہ شخص اس کے سر پر کھڑا تھا اور وہ اسے ہاتھ لگانے والا تھا مگر اس نے اسے دھکا دیا اور پاس پڑا پانی کا جگ پورا کا پورا اس پر پھینک دیا اور خود بیڈ پر آ بیٹھی۔۔وہ شخص غصے میں اس کی طرف آیا تھا اور اسے ایک زوردار تھپڑ منہ پر مارا مگر لڑکی نہیں رکی، اس نے پھلوں کے پاس پڑی چھری پکڑی اور اس شخص کے پیٹ میں گھونپ دی۔وہ وہیں ڈھیر ہوا، زمین پر گرا اور مر گیا

اندھیرے کمرے میں بیٹھی لڑکی نے ایک جھٹکے سے اپنا سر گھٹنوں سے اٹھایا تھا، تنفس تیز تھا اور دل بے اختیار دھڑک رہا تھا، اس کے آنسو تھم چکے تھے۔ہاتھ پیر ٹھنڈے تھے اور سر میں درد تھا۔وہ اٹھی اور زور زور سے دروازے کو ہلایا مگر دروازہ نہ کھلا۔وہ پہلے سے کمزور ہو گئی تھی، اسے بھوک لگی تھی مگر اسے یہاں سے نکلنا تھا، اس نے بالوں میں ہاتھ گزارا اور رو دی۔۔وہ پوری شدت سے چلائی، اتنی شدت سے کہ گلا دکھنے لگا مگر اندر کا درد ہلکا نہیں ہوا، وہ پھر سے چلائی اور رونے لگی۔۔وہ

پیٹ پر ہاتھ رکھے جھکے تھی، پھر سر اٹھایا تو آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے، اسے بچانے کوئی نہیں آیا، اسے بچانے کوئی کیوں آئے گا؟ وہ آگے بڑھی مگر دیوار بہت اونچی تھی، اس نے ہاتھ اٹھایا اور روشن دان تک چڑھنے کی کوشش کی تھی مگر نہ پہنچ سکی۔ اس کا قد اس دیوار سے بہت چھوٹا تھا۔۔ وہ اب کیا کرے؟ اس کا دل گھبرا رہا تھا، آنسو بہہ رہے تھے اور وہ بے بس تھی۔ وہ روتے ہوئے وہیں دیوار کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔ اس عورت کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

"بلبل اسی پنجرے میں ہی جیتی ہے اسی پنجرے میں ہی مرتی ہے، اس پر آزادی حرام ہے"

اس نے آنسو صاف کیے اور بڑبڑائی "میں بلبل نہیں ہوں۔۔ میں بلبل نہیں ہوں" وہ کھڑی ہوئی اور ارد گرد دیکھا، دیواریں اس کے راستے میں کھڑی تھیں اور اسے ان دیواروں کو توڑنے کے لیے طاقت چاہیئے۔۔ اس نے گردن موڑی اور روشن دان پھر سے نظر آیا، وہاں سے غروب ہوتا سورج نظر آیا تھا۔۔

"اگر میں یہاں رہی تو۔۔" وہ رونے لگی "طرح طرح کے مرد مجھے چھوئیں گے" وہ مزید رونے لگی، جسم کانپنے لگا "میں گند کا ڈھیر بن جاؤں گی" وہ دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی "میں یہیں رہ جاؤں گی اور یہیں ایک دن مروں گی" وہ روئے جا رہی تھی

"موت" ایک جھماکہ سا ہوا تھا۔ اس کی تنی ہوئی بھنویں ڈھیلی پڑ گئیں۔ روز روز کی موت سے بہتر تھا کہ وہ ایک ہی بار مر جائے، روز کا عذاب سہنے سے بہتر ہے کہ وہ ایک ہی بار کا عذاب سہہ لے

"موت" دماغ نے پھر سے کچھ یاد دلایا تھا۔وہ کھڑی ہوئی اور کمرے میں دیکھا۔

دور ایک رسی پڑی تھی،وہ قدم اٹھاتی سامنے والی دیوار کی طرف بڑھی "موت" ذہن بار بار کچھ یاد دلا رہا تھا۔۔اس نے وہ رسی پکڑی اور ہاتھوں کو دیکھنے لگی،اس کا دماغ جاگا تھا مگر خدا جانے اس کا مقدر موت تھا یا حیات؟

رات کو کھانے کے بعد تیمور اور مامون ساتھ بیٹھے تھے مگر دونوں میں کوئی بات چیت نہیں تھی۔

لاؤنج میں بیٹھا مامون کافی پیتے کتاب پڑھ رہا تھا اور اس سے فاصلے پر بیٹھا تیمور لیپ ٹاپ چلا رہا تھا۔

خاموشی کون توڑے گا یہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے۔۔وہ انتظار کر رہا تھا کہ بڑا بھائی کچھ بولے اور بڑا بھائی انتظار کر رہا تھا کہ چھوٹا کچھ ارشاد فرمائے۔تیمور بے زار ہوتا بار بار ادھر اُدھر ہو کر پھر سے لیپ ٹاپ پر جھک جاتا

"کانٹے لگے ہیں کیا نیچے؟" مامون نے کافی کا گھونٹ بھرا مگر نظریں کتاب پر ہی رہیں

تیمور نے گلا کھنکھارا "وہ۔۔میں نے زرار کی ای میل ہیک کرنے کی کوشش کی ہے مگر۔۔" ایک سانس خارج کی "نہیں کر سکتا۔۔اس نے سیکیورٹی لگائی ہے اور اس کی میل کوئی نہیں کھول سکتا یا کوئی ہیک نہیں کر سکتا۔۔لوکیشن بھی پتہ نہیں چل سکی" اس نے اپنی بات کہہ دی۔مامون خاموش رہا

"مون۔۔میں تم سے بات کر رہا ہوں" وہ بغور مامون کو دیکھ رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے اسے دیکھا پھر کتاب پر نظریں جھکا لیں "تمھیں کیا لگتا ہے کہ وہ اتنا پاگل ہے کہ اپنی پرسنل میل سے ہمیں پیغام بھیجے گا اور پھر ہم اس کی میل ہیک کر کے اس کا پتہ لگا لیں گے" پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "مجھے نہیں پتہ تھا تیمور کہ تم اس کے معاملے میں اتنے اندھے ہو" سر جھٹک کر دوبارہ کتاب پر جھکا

تیمور نے سانس خارج کی "اوکے۔۔ جتنا ذلیل کرنا ہے کر لو، تمھیں حق ہے "ایک خاموشی" مجھے لگتا ہے اس نے کوئی ہنٹ بھیجا ہے، مے بی اسے حل کرنے کے بعد ہم اس تک پہنچ سکیں یا پھر۔۔" مامون نے اس کی بات نہیں سنی اور کتاب وہیں رکھ کر اندر چل دیا۔ تیمور کے دل کو کسی نے کند چھری سے ذبح کیا تھا۔ اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا، ایک آخری بار اس صوفے کو دیکھا جہاں وہ بیٹھا تھا اور پھر باہر چلا گیا۔ اس نے اپنی گاڑی نکالی اور پھر باہر کو چل دیا۔ وہ کہاں جائے گا وہ نہیں جانتا تھا۔۔

کھڑکی کے پاس کھڑے شخص نے اسے جاتے دیکھا تھا، اس کا اپنا دل زخمی تھا۔۔ مگر وہ اس پر غصہ کر کے اسے بد ظن نہیں کرنا چاہتا تھا، وہ جانتا تھا وہ تیمور کا کمفرٹ زون ہے مگر غم کو پراسیس کرنے میں وقت لگنا تھا اور یہی وقت وہ خود کو اور اسے دینا چاہتا تھا۔۔ اس نے ایک سانس خارج کی اور بستر میں آ کر لیٹ گیا مگر کیا لیٹ جانے سے نیند آ جاتی ہے؟

وہ اپنے بستر کی پشت سے سر لگائے سامنے دیوار کو گھورتا رہا۔اس کا دل جل رہا تھا دل کر رہا تھا رو لے مگر وہ رویا نہیں۔۔وہ خود کو اسے سپیس دے رہا تھا،اگر اس کا نقصان ہوا ہے تو چھوٹے بھائی کا بھی نقصان ہوا ہے۔۔وہ تیمور کو سوچ رہا تھا

"اس کا دل ٹوٹا ہے۔اس کے دوست نے اس کا دل توڑا ہے،وہ میرے سامنے سر نہیں اٹھا رہا،وہ مجھ سے نظریں نہیں ملا رہا،اسے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے کھو نہ دے،اسے ڈر ہے کہ کہیں میں ٹوٹ نہ جاؤں،اسے خوف ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں گا۔۔اسے گلٹ ہے کہ اس کی وجہ سے میرا سب کچھ ضائع ہوا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ بڑے ہونے سے کچھ نہیں ہوتا،ظرف بڑا کرنا پڑتا ہے۔مجھے دکھ ہے اور غصہ بھی،میرا دل کرتا ہے میں خود کو مار دوں یا اسے مگر نہیں،اس نے اچھا کیا وہ چلا گیا۔۔وہ واپس آئے گا تو خدا کرے مجھے ویسا کبھی نہ پائے جیسا چھوڑ کر گیا تھا"اس کا دل ٹوٹ رہا تھا،درد ہو رہا تھا۔۔بات برداشت سے باہر کی تھی"میں نے تین سال محنت کی ہے،ان تھک محنت۔میرا اجر تھا وہ،میرا ثمر تھا وہ اور کوئی اس کو لے کر بھاگ گیا۔۔میرے ہاتھوں سے کیوں چھینا اس نے؟کیا یہ آسان ہوتا ہے کہ اپنی محنت آپ کسی کو یونہی لے جانے دیں؟کتنا درد ہوتا ہے جب آپ کے کام پر کسی اور کا نام چھپا ہو"بس اس سے مزید نہیں۔۔وہ اٹھا اور واش روم میں چلا گیا۔۔واش بیسن کی ٹوٹی کھولی اور پانی کے چھٹے مارنے لگا۔۔وہ رو رہا تھا،آنسو پانی کے ساتھ بہہ رہے تھے

"وقت کے پاس ہر شے کا جواب ہے مامون"

اس نے پانی کا چھٹا مارا "وقت کے پاس ہر مسئلے کا حل ہے"

اس نے مزید چھٹے مارے "وقت ہر پہیلی حل کر دیتا ہے"

وہ مزید چھٹے مار رہا تھا، پھر رکا اور آئینے میں خود کو دیکھا۔ سرخ آنکھیں اور تھکا ہوا چہرہ۔ وہ ایسا ہی تھا، ایک ہی بار روتا تھا، دل ہلکا کرتا تھا اور پھر کبھی نہیں روتا تھا، سانس خارج کر کے آگے کیا کرنا ہے یہ سوچا کرتا تھا۔۔اس کے مطابق دل بھاری ہو تو دماغ کو بھی نہیں چلنے دیتا اور مسئلوں کا حل دماغ سے نکالا جاتا ہے۔۔دل کا دور ختم ہوا اور اب دماغ کی باری تھی!

کمرے کا دروازہ کھلا اور روشنی اندر داخل ہوئی۔ سامنے لڑکی گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھی تھی، گھنگرو کی آواز آتے ہی اس نے سر اٹھایا۔ خاتون اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی۔ اس نے تھوک نگلا، کچھ پل خاتون کو دیکھتی رہی اور بولی

"مجھے بھوک لگی ہے، کھانا چاہیئے" ایک نحیف سی کانپتی ہوئی آواز

خاتون پہلے تو حیران ہوئی اور پھر مسکرائی۔ ساتھ کھڑی لڑکی کو آنکھوں سے اشارہ کیا اور وہ باہر چلی گئی۔ خاتون اس کے ساتھ بیٹھی اور اس کی تھوڑی کو چھوا

"کتنی پیاری ہو تم، دیکھو کیا حالت کر لی تم نے" وہ بس خالی خالی آنکھوں سے انھیں دیکھتی رہی

"یہاں رہو گی تو خوش رہو گی، یہاں کی دنیا باہر کی دنیا جیسی ظالم نہیں ہے۔ یہاں تمھیں کوئی کسی اور جگہ نہیں بیچے گا، تم اب یہاں کی ملکیت ہو" زوبیہ خاموش رہی۔ وہ بس سانس لے رہی تھی

"ابھی تمھاری مرہم پٹی کروں گی، تم کپڑے بدلو گی اور مسکراؤ گی تو یہاں کی رونق بحال ہو جائے گی" وہ بس پلکیں جھپکا رہی تھی

لڑکی کھانا لے آئی اور اس کے سامنے رکھا، وہ کھانے پر جھکی ہوئی تھی، خاتون اسے کھانا کھاتے دیکھ رہی تھی۔۔چاول کے ساتھ چمچ تھا اور وہ بڑے سلیقے سے کھا رہی تھی، روٹی کا نوالہ توڑ کر سالن ساتھ لگایا تو خاتون مسکرائی، وہ کسی بڑے گھرانے کی سلجھی ہوئی لڑکی تھی، چار دن اس کی عادتیں خراب کرنے والے نہیں تھے

"چائے ملے گی؟" اس نے خالی خالی آنکھیں اٹھا کر سامنے بیٹھی خاتون کو دیکھا۔

"چائے تم ہمارے ساتھ پیو گی"

زوبیہ نے سر ہلایا اور پھر سے کھانے پر جھک گئی۔

"یہاں ٹھنڈ بہت ہے، آپ لوگ کیسے گزارا کرتے ہیں؟" اس نے نوالہ منہ میں رکھا تھا پاس کھڑی لڑکی ہکا بکا سی اسے دیکھ رہی تھی "تمھیں ٹھنڈ لگ رہی ہے؟" خاتون نے اس سے سوال کیا تھا زوبیہ نے سر ہاں میں ہلایا اور پانی کا گلاس منہ سے لگایا

"فکر نہ کرو۔۔تمھیں سب دیا جائے گا"

زوبیہ پھر بھی نہ مسکرائی "آپ یہاں کب سے ہیں؟" اس کا اگلا سوال

"یہاں آنے کے بعد میں گنتی بھول گئی" خاتون اس کا جھکا ہوا سر دیکھ رہی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زوبیہ نے چمچ بھر کر چاولوں کا منہ میں رکھا"میں سرخ مرچ کا استعمال نہیں کرتی، سرخ مرچ سے مجھے الرجی ہو جاتی ہے۔۔اگر آپ کو بہتر لگے تو مجھے کھانے کے ساتھ کالی مرچ دیا کریں"

وہ ایسے بات کر رہی تھی جیسے اس نے حقیقت تسلیم کر لی تھی، جیسے وہ اس بات کو مان گئی تھی کہ وہ یہیں رہنے والی ہے۔اس نے کھانا ختم کیا اور باہر آئی۔اسے لگا جیسے کئی سال ہو گئے اس نے روشنی نہیں دیکھی۔وہ خاتون کے پیچھے چلتی جا رہی تھی اور ارد گرد کا ماحول دیکھتی جا رہی تھی۔کھلے کمرے، سرخ بتیاں، بند دروازے، اونچی دیواریں۔۔وہ اسی بیٹھک میں آ کر بیٹھی تھی جہاں اسے شاہان چھوڑ کر گیا تھا، اس نے اس صوفے کو دیکھا جہاں کبھی وہ شاہان کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔وہ ان کے ساتھ تخت پوش پر بیٹھ گئی، عورت نے اشارہ کیا اور ایک لڑکی ایک ڈبہ اٹھا لائی اور اس کی مرہم پٹی کی، اب اس کی شکل واضح ہوئی تھی۔سیاہ بڑی بڑی آنکھیں، کانوں میں اوپر تک جاتیں بالیاں، کندھوں تک آتے سیاہ بال اور گلابی گال، چہرے پر بہت سے نیلے سرخ نشان مگر وہ کمزور ہو گئی تھی۔

وہ سامنے بیٹھی خاتون کو دیکھ رہی تھی، پھر چائے آئی تو اس نے کپ منہ کو لگایا۔

"میں صبح یہ جگہ دیکھنا چاہتی ہوں۔۔ساری جگہ، میری عادت ہے کہ میں نے کپڑا بھی خریدنا ہو تو سو دکانیں پھرتی ہوں۔۔اب سے تو یہ میرا گھر ہے"دل کو کچھ ہوا تھا، وہ نظریں نہیں اٹھا سکی"میں یہاں کی لڑکیاں دیکھنا چاہتی ہوں، ان کو دیکھنا چاہتی ہوں جو میری جیسی ہیں، میں دیکھنا چاہتی ہوں

کہ وہ زندہ کیسے ہیں اور کیسے ہنستی مسکراتی ہیں۔۔آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کریں گی"اس نے اب انھیں دیکھا تھا۔

وہ مسکرائیں اور چائے کا کپ منہ کو لگایا"اتنی جلدی کیسے بدل گئی؟"

اس نے ایک سانس خارج کی"میری ماں نہیں ہے اور میرا باپ ایک دولت مند آدمی ہے۔دولت کبھی بھی سکون کا مقابلہ نہیں کر سکتی،میرے باپ نے ہمیشہ مجھے نظر انداز کیا ہے،اگر میرے باپ نے مجھے تھوڑا وقت دیا ہوتا تو شاہان مجھے کبھی یہاں نہ لا پاتا،اگر میرے باپ کے پاس وقت ہوتا تو میں کبھی یہاں نہ ہوتی مگر میں ہوں۔۔اب میں واپس چلی بھی جاؤں تو کیا یہ معاشرہ مجھے قبول کر لے گا؟نہیں،لوگ سمجھ چکے ہوں گے کہ زوبیہ مر گئی اور زوبیہ مر گئی ہے"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"ٹھیک ہے،کل تمھیں یہاں کی سیر کرائیں گے"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور چائے کا گھونٹ بھرا۔کیا واقعی قید اتنی آسان ہوتی ہے؟

اگلی صبح اداس سی تھی۔آج اس نے مسٹرڈ رنگ کا لمبا کوٹ پہن رکھا تھا،سیاہ جینز پر سیاہ ہائی نیک سویٹر تھا۔کل کی نسبت آج سردی زیادہ تھی۔بال پونی میں مقید تھے،جس وقت وہ کلاس میں آئی فضا وہاں نہیں تھی۔پہلا لیکچر ساڑھے آٹھ تھا اور ابھی پونے آٹھ ہوئے تھے۔اکا دکا بچے تھے اور وہ اپنی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سیٹ پر بیٹھی فضا کا انتظار کرنے لگی تھی۔دفعتاً دروازہ کھلا اور وہ اندر آئی،رامین اسے دیکھ کر کھڑی ہوئی۔۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں،پپوٹے سوجھے ہوئے جیسے رات روتی رہی ہے۔۔وہ عین رامین کے سامنے تھی،پھر سنجیدہ ہوئی

"میرے ساتھ چلو مجھے تم سے بات کرنی ہے"

اس نے تھوک نگلا اور کھڑی ہوئی۔پھر اپنا بیگ کندھے پر لٹکائے اس کے پیچھے چل پڑی۔زرد فضا، خاموش یونیورسٹی اور وہ ایک کیفے کی بیک سائیڈ پر تھیں۔بنچ پر بیٹھی فضا نے گردن جھکائی تھی اور آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔مینا نے اسے دیکھا،اس کا دل گھبرا رہا تھا،اسے ساتھ بیٹھی لڑکی پر رحم آرہا تھا۔اس نے تھوک نگلا

"فضا۔۔مت رو"اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہاں سے الفاظ لائے"دنیا ختم تو نہیں ہو گئی۔۔اللہ نے تمھارے لیے کچھ اچھا ہی سوچا ہو گا"ایک سانس خارج کی"مجھے یہ سب پتہ ہوتا تو میں کبھی ان سے نہ کہتی،مجھے لگتا تھا کہ وہ تمھیں پسند کرتے ہیں مگر لگنے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے"

فضا پھر بھی کچھ نہ بولی

"فضا۔۔ایسے مت کرو یار،مجھے بھی رونا آرہا ہے۔۔میں بھی ہرٹ ہو رہی ہوں"اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا مگر اس نے جھٹک دیا۔

رامین کو مزید سردی لگنے لگی تھی،اس نے تھوک نگلا اور بولنے کے لیے لب کھولے مگر وہ بول پڑی

"تمھیں کیوں ہرٹ ہو رہا ہے؟اسی لیے کہ مجھے سب پتہ چل گیا؟"اس کی زکام زدہ آواز اور گلابی آنکھوں میں کچھ تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا"تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔مجھے لگا جس طرح تم انھیں پسند کرتی ہو وہ بھی تمھیں پسند کرتے ہوں گے بٹ آئی ڈونٹ نو کہ ان کی انٹینشنز کیا تھیں؟"

وہ زخمی سا مسکرائی"تمھیں پتہ ہے وہ لڑکی کون ہے جسے وہ چاہتے ہیں؟جس سے محبت کرتے ہیں"

مینا نے اس کی نم آنکھوں میں جھانکا"کون ہے؟"

وہ مسکرائی اور سر جھٹکا،آنسو تسلسل سے بہنے لگے۔پھر رامین کو دیکھا"اسے رامین اور نگزیب کہتے ہیں"

اسے لگا کہ کسی نے صبح سویرے اس کے سر پر بم پھوڑا ہے،کرنٹ کی ایک لہر اس کے جسم کے اندر سے گزری تھی۔اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑا تھا،وہ اس سے پہلے زندگی میں کبھی اس طرح شاک نہیں ہوئی تھی

"ہاں؟"ایک بے یقینی سی بے یقینی تھی،یہ شاک کا لمحہ تھا،اس نے اپنے کانوں سے دل کی دھڑکن سنی تھی

"ہاں۔۔تم۔۔تم ہو وہ جس کے لیے وہ مجھے دیکھ تک نہیں رہے، تم ہو وہ جس کے لیے وہ مجھے چھوڑ چکے ہیں، تمھارے وجہ سے انھوں نے مجھے ریجیکٹ کیا ہے" وہ روتے ہوئے سب بول رہی تھی اور مینا گم صُم سی ہونقوں کی طرح اسے سن رہی تھی۔اتنی خاموشی کیوں تھی؟اتنا سناٹا کیوں تھا؟

"وہ کہتے ہیں وہ تم سے محبت کرتے ہیں، وہ تمھارے ساتھ زندگی کے خواب دیکھتے ہیں۔۔میں کیا کروں؟" پھر اسے دیکھا "اتنی معصوم شکل بنا کیسے لیتی ہو تم؟کیسے تم اتنی معصوم بن جاتی ہو؟ سارے زمانے کو تم نے اپنے پیچھے لگایا ہوتا ہے، کیسے کر لیتی ہو؟کیسے اتنی بے پرواہ رہ کر بھی سب کو کنٹرول کر لیتی ہو؟ہوں؟" وہ اب کھڑی ہوئی تھی۔مینا بس اسے دیکھے جا رہی تھی، اس کی عینک دھندلی ہونے لگی تھی۔۔اسے لگا اسے سانس نہیں آ رہی، اس کا سینہ تنگ ہو رہا ہے

"میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا امین کہ وہ لڑکی تم ہو گی۔۔میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ تم۔۔تم فیض کو مجھ سے چھین لو گی" اس نے سر ہاتھوں میں دیا "مطلب سانپ میری آستین میں تھا اور میں اسے ساتھ لیے پھرتی رہی"

مینا ابھی بھی خاموش تھی البتہ اندر توڑ پھوڑ جاری تھی۔وہ اس کے ساتھ آ بیٹھی اور سر ہاتھوں میں دیے رونے لگی "میں اسے کتنا چاہتی ہوں تم یہ سوچ بھی نہیں سکتی۔۔تم میں ایسا کیا ہے جو اسے مجھ میں نظر نہیں آتا، تم ہو کیا جو میں نہیں ہوں؟"

وہ خاموش تھی، اسے نہیں بولنا تھا وہ سننے کے لیے بیٹھی تھی۔۔ایک خاموشی

فضا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "کچھ تو بولو۔۔۔بت کیوں بنی ہو؟ کیسا لگ رہا ہے اسے اپنے پیروں کی دھول بنا کر؟ کیسا لگ رہا ہے وہ ساری دنیا کی عورتیں چھوڑ کر تم پر مر مٹا ہے؟"

اس نے فضا کو دیکھا مگر وہ خاموش رہی۔اس کے پاس ابھی الفاظ نہیں تھے

"کچھ تو بولو" وہ غصے میں تھی، پھر کھڑی ہوئی اور انگلی سے اسے تنبیہہ کی "تم ایک ناسور ہو، ایک سایہ جس نے میری زندگی سیاہ کی ہے۔۔میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گی؟" وہ رو دی "تم نے میرا دل توڑا ہے اور میں آج تمھاری وجہ سے اس حال میں پہنچی ہوں۔۔تم دوستی کے قابل ہی نہیں ہو رامین۔۔تم سمجھتی ہو تم سب کنٹرول میں کر سکتی ہو، تم سب سنبھال سکتی ہو تو تم غلط ہو۔۔ سن رہی ہو تم، تم غلط ہو" اس کی آواز بلند ہوئی "مجھے تم سے نفرت ہے۔۔اتنی نفرت کہ میں تمھیں دوبارہ نہیں دیکھنا چاہتی۔۔بھاڑ میں جاؤ تم" اور وہ پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئی۔

وہ چلی گئی اور مینا بیٹھی رہی۔وہ ایک لفظ نہیں بولی تھی، وہ کیا بولتی؟ وہ ارد گرد دیکھ رہی تھی، ہر سو دھند کا راج تھا۔اسے سردی لگنے لگی تھی، دماغ جیسے سن ہوا اور دل پر برف جمی ہو اور کوئی بار بار اس برف کو توڑ رہا ہو اور ہر ایک ضرب پر درد ہوتا ہو۔کیفے کا دروازہ کھلا تھا، شاید کوئی کچن میں آیا تھا جس کی بیک سائیڈ پر وہ بیٹھی تھی۔اس کے سر میں درد ہونے لگا تھا، آہستہ آہستہ درد بڑھنے لگا تھا۔کیا اسے رونا چاہیئے؟ مگر وہ رونے کی حالت میں نہیں تھی، وہ شاک اور صدمے میں تھی، حیرانی کی انتہا پر۔اس نے ہاتھ بڑھایا، یخ ٹھنڈا ہاتھ اور بیگ سے فون نکالا۔کس کو کال کرے؟ اس کا دماغ کام

نہیں کر رہا تھا، جسم تھا جواب آڈر دے رہا تھا۔اس نے رابیل کو کال ملائی۔۔پہلی کال پر فون اٹھا لیا گیا، دوسری طرف سے وہ بول رہی تھی مگر مینا کا دل اس قدر خراب تھا جیسے ابھی متلی آنے لگی ہو "بیلی "لب ہلے تھے، وہ اس سے کچھ پوچھ رہی تھی۔اس نے غائب دماغی سے اس سے کچھ کہا تھا اور رابیل نے اسے کچھ منٹ انتظار کرنے کو کہا تھا، کال کٹ گئی مگر وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔کیا یہ کوئی خواب ہے؟ہاں، خواب شاید ایسے ہی ہوتے ہوں مگر زندگی بھی تو خواب ہے نا۔۔فون اس کے ہاتھوں میں تھا اور ہاتھ گود میں۔وہ سردی سے کانپ رہی تھی مگر اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا، کیا دل ٹوٹنے کے بعد کوئی انسان نارمل رہتا ہے؟مینا کو دیکھ کر لگتا تھا کہ نہیں۔آٹھ بج کر دس منٹ پر اس کا فون بجا، اشعر کی کال تھی اور اس نے فون کان سے لگایا۔اس کو سنا اور پھر کال کاٹ دی، بیگ کندھے سے لٹکایا اور باہر کی جانب بڑھی۔۔وہ باہر گاڑی کے پاس کھڑا اس کا منتظر تھا۔اس کے بال بکھرے تھے اور لگتا تھا کہ سویا اٹھ کر آیا ہے۔اسے آتا دیکھ کر اس کی طرف بڑھا، وہ عین اس کے سامنے کھڑا تھا اور اس کی زرد رنگت کی وجہ پوچھ رہا تھا، وہ اس سے پوچھ رہا تھا کہ کیا ہوا ہے؟وہ اس کے ساتھ چلتی گاڑی تک آئی اور اندر بیٹھی، گاڑی اندر سے گرم تھی۔سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے بائیں جانب دیکھتی وہ باہر گھور رہی تھی، کھڑکی پر دھند چھا رہی تھی، وہ ابھی تک خاموش تھی۔گھر پہنچی تو سامنے گلشن آرا بیٹھی تھیں۔انھیں دیکھ کر وہ ان کی طرف بڑھی، فرحت بھی کچن سے باہر آگئی تھیں۔وہ شاید اسے ڈانٹ رہی تھیں، اس کی فکر کر رہی تھیں۔کمرے کا دروازہ کھلا اور رابیل باہر آئی۔ابھی

تھوڑی دیر پہلے وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور اب کچھ دیر بعد وہ گھر پر تھی۔فرحت اس سے ناشتے کا پوچھ رہی تھیں اور اس کا دل گھبرا رہا تھا،اسے متلی ہو رہی تھی اور وہ کمرے میں چلی گئی، باتھ روم سے آنے کے بعد وہ بستر میں لیٹ گئی۔۔اشعر اس کے پاس بیٹھا اس کی نبض دیکھ رہا تھا، پھر اس کا بی پی چیک کیا۔وہ رابیل سے کچھ کہہ رہا تھا مگر مینا آنکھیں بند کیے سو رہی تھی۔اسے ایسے خواب نہیں اچھے لگتے تھے۔اگر تم سمجھتے ہو کہ مینا بہت مضبوط لڑکی ہے تو تم غلط ہو، وہ عام لڑکی ہے!

اگلی صبح اس کے لیے روشن سی ہوئی تھی۔ابھی گیارہ بجے کا وقت ہو گا کہ ایک لڑکی ہاسپٹل میں داخل ہوئی۔اس نے جوڑا کیا ہوا تھا جس سے بال نکل کر گردن اور اس کے لمبے سویٹر کو چھو رہے تھے۔ اس نے سمندری سبز رنگ کا سویٹر اوڑھ رکھا تھا، گھٹنوں سے ذرا اوپر تک آتی قمیض اور نیچے ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔ہاتھ میں چائے کا کپ تھا جس میں سے بھاپ اڑ رہی تھی اور وہ اس نے یقیناً باہر سے ہی لیا تھا۔ایک طرف پرس لٹک رہا تھا اور چھوٹا سٹالر گلے میں لیا ہوا تھا۔وہ ویٹنگ ایریا میں بیٹھ گئی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے اوپر والی ٹانگ ہلانے لگی۔وہ چائے کے گھونٹ بھرتی سامنے دیکھ رہی تھی جہاں ریسیپشن کے پاس بہت سے ڈاکٹرز سفید اوورال پہنے کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔کبھی ہنستے کبھی افسوس کرتے اور کبھی مسکرا دیتے۔باری باری سب جدا ہونے لگے تھے، صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی کھڑے رہ گئے، وہ دونوں ابھی تک کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔سامنے بیٹھی لڑکی انھیں گھور

رہی تھی، جب وہ لڑکی چلی گئی تو لڑکے نے ایک سانس خارج کی اور پیچھے دیکھا اور پھر گردن آگے موڑلی مگر اس نے دوبارہ گردن موڑی اور پیچھے بیٹھی لڑکی کو دیکھ لیا، وہ مسکرادی۔ لڑکا پیچھے کی طرف بڑھا اور اس کے ساتھ بنچ پر بیٹھ گیا

"آپ کا نام؟" لڑکا ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا

اس نے چائے کا گھونٹ بھرا "آپ سے مطلب؟"

وہ مسکرایا "یہ بھی صحیح ہے، یہاں مریضوں کی لائن لگی پڑی ہے اور انھیں ڈاکٹر ٹائم نہیں دے رہا۔۔ یہاں ڈاکٹر خود چل کر آیا ہے اور مریضہ کا دماغ آسمان پر ہے"

وہ مسکرائی "وہ لڑکی کون تھی؟" اس نے ابرو اٹھائی

"شادی شدہ تھی" لڑکے نے ایک سانس خارج کی

"پھر ٹھیک ہے" لڑکی نے شانے اچکائے

"پھر کیسے ٹھیک ہے؟" لڑکا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"مجھے لگا گرل فرینڈ ہے" خانے اچکائے

"نہ۔۔ ہم گرل فرینڈ نہیں بیوی بنائیں گے" وہ بڑے فخر سے بولا تھا

لڑکی ہنس دی" صحیح ہے" پھر سرگوشی کی "ہٹلر کہاں ہے؟"

وہ مسکرایا اور بدلے میں سرگوشی کی "ابھی ذرا مصروف ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا، چائے ختم ہو گئی تھی

"چائے پلا دیں" اس نے ساتھ بیٹھے اشعر کو دیکھا

"آپ کے پاس پیسے ہیں تو آپ پلا دیں" جواب جھٹ سے آیا تھا

لڑکی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، کچھ بھی نہ بولی

"اوکے" وہ کھڑا ہوا "چلیں"

وہ مسکرائی اور کھڑی ہوئی۔ دونوں باہر کی طرف بڑھے تھے۔ چائے کا کپ لیا اور اندر کی طرف بڑھ رہے تھے "آپ نے بک پڑھ لی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "میرے پاس ٹائم نہیں تھا، مے بھی نیکسٹ منتھ"

لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا

"آپ یہاں کیا کر رہی تھیں ویسے؟" اشعر نے ابرو اٹھائی

"ہٹلر۔۔ میرا مطلب تاثیر کے پاس میری کچھ رپورٹس ہیں وہی لینے آئی ہوں" چائے کا گھونٹ بھرا، وہ دونوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے

"کیوں؟ ایم آر آئی کروایا تھا کیا"

فرحین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "نہیں۔۔ میرا دماغ بالکل درست ہے"

"لگتا نہیں ہے" اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فری نے اسے گھور کر دیکھا"مت بھولیں۔۔ڈاکٹر تاثیر میری بہن ہیں۔۔شکایت کر دوں گی آپ کی"

"ارے واہ۔۔دھمکی دیکھو کس کی دے رہی ہیں"وہ ہنسا تھا

"ڈاکٹر تاثیر"وہ سامنے دیکھتے کھڑی ہوئی تھی۔

اشعر بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا مگر وہ ہنس دی

"اللہ۔۔"اور وہ ہنستی جا رہی تھی۔

اس کے بھوری آنکھیں اشعر جیسی تھیں،وہ بس مسکرا دیا

"ویسے یہاں سے چند قدم پر مینٹل وارڈ میں ایک بیڈ خالی ہے آپ کچھ دن کے لیے لے سکتی ہیں"

اس نے منہ بسورا مگر بولی کچھ نہیں

اشعر نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی"میری کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے،پھر ملیں گے"وہ مسکرایا تھا

وہ بھی مسکرا دی"میں آپ کا ویٹ کروں گی،بک پڑھ کر ڈسکس کریں گے"

اشعر نے ایک سانس خارج کی"اپنا نمبر دے دیں،میں پڑھ کر آپ کو میسج کر دوں گا ورنہ کہاں کہاں آپ کو ڈھونڈتا پھروں؟"

فری نے سر اثبات میں ہلایا اور اسے اپنا نمبر لکھوایا،اشعر نے نمبر سیو کر کے میسج کیا اور مسکرا کر چلا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دو گھنٹے بعد واپس آیا تو وہ وہاں نہیں تھی، چائے کا ایک خالی کپ پڑا تھا۔۔وہ بس مسکرا دیا اور آگے بڑھ گیا

سورج نے ہر طرف اجالا کر رکھا تھا۔روشنی نے ہر شے پر دھاک بٹھا رکھی تھی۔ایک لڑکی گلی میں چلتی کمرے دیکھ رہی تھی۔ارد گرد لوگ آجا رہے تھے، گزرتے مرد اسے عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے مگر وہ سب کو نظر انداز کر رہی تھی

(وہ اوپر روشن دان دیکھ رہی تھی۔وہ روشن دان جہاں سے روشنی اندر داخل ہوتی اندھیرے کو مات دے رہی تھی۔وہ اس روشنی کو گھور رہی تھی جس کے راستے میں ایک پرندہ آ بیٹھا تھا مگر روشنی پھر بھی اپنا راستہ بناتے ہوئے اندھیرے کو مات دے رہی تھی۔آزادی کا سبق سیکھنا ہو تو روشنی سے سیکھنا جو قید کو مات دیتی ہے اور امر رہتی ہے)

گلی کے کناروں پر گندگی کے ڈھیر تھے۔ان ڈھیروں پر اس نے مکھیاں دیکھی تھیں۔یہاں صفائی نہ ہونے کے برابر تھی، وہ کھلے کمروں میں گھور رہی تھی جہاں سے عورتیں باہر نکل کر مسکرا مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھیں

(کیا تم نے کبھی کسی جگنو کو گند کے ڈھیر پر دیکھا ہے؟ نہیں، گند اس کی فطرت ہی نہیں ہے۔اسی طرح قید بھی انسان کی فطرت نہیں ہے۔وہ آزادی کے لیے لڑتا ہے اور آزادی کے لیے جیتا ہے۔جس کی فطرت قید ہو وہ انسان ہی نہیں ہوتا)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے اسے آنکھ ماری تھی مگر وہ نظر انداز کر گئی۔اس نے شلوار قمیض اور اوپر جرسی پہن رکھی تھی،ماتھے پر پٹی تھی اور رنگت کملائی ہوئی۔وہ جس چیز کو ڈھونڈ رہی تھی وہ اسے نہیں ملی

(تمھیں پتہ ہے قابل رحم قیدی کون سے ہوتے ہیں؟وہ قیدی جو اپنی قید کو سجاتے رہتے ہیں۔انھوں نے آزادی پر فاتحہ پڑھ لی ہوتی ہے اور وہ قید کے عادی ہو جاتے ہیں بالکل اس شخص کی طرح جو اندھیرے کا عادی ہو چکا ہوتا ہے اور جب اسے روشنی ملتی ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے)

گلی میں سے موٹر سائیکل سوار، پھیری والے، رکشے والے، گدھا گاڑی والے گزر رہے تھے۔کچھ کمرے بڑے تھے کچھ چھوٹے، تنگ سی گلی جس میں رہنے والوں کے ذہن تنگ تھے۔وہ بس چلتی جا رہی تھی۔اس کی خالی آنکھیں کچھ ڈھونڈ رہی تھیں اور وہ جو ڈھونڈ رہی تھی وہ اسے مل گیا۔وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔ایک سانس خارج کی اور پھر آگے بڑھتی رہی۔

دوپہر کے تین بجنے کو تھے۔رامین کمرے سے باہر آئی تو فرحت گلشن آرا کے ساتھ بیٹھیں کسی بات پر بحث کر رہی تھیں۔وہ لاؤنج میں صوفے کی طرف بڑھی،فرحت کے بازو میں اپنا بازو ڈالا اور خاموشی سے بیٹھ گئی۔عینک کے نیچے آنکھیں خالی خالی تھیں

"طبیعت ٹھیک ہے؟"انھوں نے اس کے ماتھے کو چھوا۔

وہ خاموش رہی۔اسے جیسے پھر سے نیند آ رہی تھی

"سردی لگ گئی ہے نا، مجال ہے جو یہ لڑکی ٹوپی پہن لے" مگر مینا کچھ نہ بولی

"انڈہ ابال دوں؟" وہ بڑی نرمی سے بولیں۔ماں تھیں،اپنی بیٹی کی فکر کر رہی تھیں۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"چائے بھی بنا دیتی ہوں ساتھ" اور وہ اٹھنے لگی تھیں مگر مینا نے ان کا بازو پکڑ رکھا تھا،وہ اٹھتے اٹھتے بیٹھ گئیں۔

وہ کچھ بولنے والی تھیں مگر مینو نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا،وہ اسے دیکھ رہی تھیں۔

وہ پوچھنا چاہتی تھیں کیا ہوا ہے مگر نہیں پوچھ پائیں کیونکہ وہ پوچھنے پر نہیں بتاتی کہ اس کے ساتھ مسئلہ ہے،وہ تب ہی بتاتی ہے جب اسے بتانا ہوتا ہے۔باہر سے فاطمہ آئی تھی،اس کے ہاتھ میں ایک ٹوکری تھی جس میں بہت سے لیموں تھے۔۔وہ ٹوکری لا کر سامنے میز پر رکھی

"ارے واہ۔۔آج تو مینا آپی کا باجی کے ساتھ لاڈ ہو رہا ہے" اور ہنس دی۔وہ فرحت کو باجی کہتی تھی،

وہ خاموش رہی مگر فرحت بول پڑیں

"بس ایسے ہی،نمونہ پیدا ہوا ہے میرے گھر"

وہ انھیں کچھ اور بھی کہہ رہی تھی مگر مینا کی نظر میز کے نیچے اپنے نرم گلابی ونٹر سلیپرز پر تھی۔پھر فرحت اٹھیں اور کچن میں چلی گئیں۔اسے سب ایک خواب لگا تھا،اسے لگ رہا تھا کہ وہ یونیورسٹی گئی ہی نہیں ہے،کچھ بھی نہیں ہوا مگر بعض حقیقتیں خوابوں سے زیادہ بری ہوتی ہیں۔ابلے انڈے کے

ساتھ چائے پینے کے بعد اسے ہوش تب آیا جب اس نے کمرے میں کاؤچ پر پڑے بیگ سے اپنا فون نکالا۔اس نے واٹس ایپ کھولی اور فضا کا نمبر نکال کر اسے میسج کیا مگر اس کی پروفائل پکچر غائب تھی، میسج پر سنگل ٹک ہوا تھا۔ایک سرد سی لہر اس کے جسم میں سے گزری تھی،اسے آگے کیا کرنا تھا؟

یہ مغرب سے ذرا پہلے کا وقت تھا۔مامون آفس سے آچکا تھا اور اس وقت لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا عارفین سے بات کر رہا تھا جب میز پر پڑا فون بجا۔اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر فون پکڑا اور سکرین سوائپ کر کے کان سے لگایا۔فون سے ایک نسوانی آواز ابھری تھی۔سلام دعا کے بعد وہ سیدھا مدعے پر آئی تھی

"مامون بھائی۔۔تیمور آپ کی طرف ہے تو میری بات کروایئے گا"اس کے لہجے سے فکر جھلک رہی تھی

"نہیں"اس نے آنکھیں بند کر کے کنپٹی مسلی"گھر پر نہیں ہے وہ،شاید آفس ہو"

ایک خاموشی"میں کب سے کال کر رہی ہوں اسے،اس کا فون بند جا رہا ہے"

مامون نے بند آنکھیں کھولی تھیں،پھر ایک سانس خارج کی"اچھا میں دیکھتا ہوں،تم پریشان نہیں ہو"اس نے کال کاٹ دی اور اب وہ خود تیمور کو کال کر رہا تھا۔اس کا فون واقعی بند تھا۔اس نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسرے نمبر پر کال ملائی۔۔پہلی اور دوسری کال رائیگاں گئی تھی، تیسری کال اٹھالی گئی تھی، بھاری مردانہ آواز

"بولو" کرخت لہجہ اور سخت مزاج

"آپ نے تیمور سے کیا کہا ہے؟" وہ سنجیدہ سا تھا

"میں نے؟" سوال پر سوال "میں اسے کیا کہوں گا، میری ایک ہفتے سے اس سے بات نہیں ہوئی۔۔ اب تو ہفتے ہو جاتے ہیں صاحبزادے شکل نہیں دکھاتے" ان کی آواز فون سے باہر نکل رہی تھی

"اوکے۔۔پھر کسی اور وجہ سے ناراض ہو گا۔۔اللہ حافظ!" اس نے کال کاٹ دی۔ سو یہ طے تھا کہ وہ اپنے باپ کی طرف نہیں گیا۔

سامنے بیٹھی عافی بھی فکر مند لگ رہی تھی "جھگڑا ہوا ہے تم دونوں کا؟"

"جھگڑا نہیں ہوا۔۔بس میں اس سے ناراض تھا" وہ کھڑا ہوا "اور وہ اب ڈرامے کر رہا ہے"

وہ باہر کی طرف بڑھا تھا۔وہ جانتا تھا وہ کہاں ہو گا

مغرب ہوتے ہی اندھیرا چھا گیا تھا۔وہ گھر داخل ہوا تو آتے ہی سب سے پہلے بتیاں جلائیں، پھر کمرے میں داخل ہوا اور بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کر دی۔ سامنے دیکھا تو صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے سیاہ آنکھوں والا بیٹھا تھا۔ تیمور نے اسے دیکھا اور سانس خارج کی

"تم مجھے چھوڑ دو یار" وہ بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ جیسے بہت تھکا ہوا ہو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"فون کیوں آف ہے تمھارا؟"ایک توقف "تمھاری بیوی پریشان ہے،اسے کال کر کے بتادو زندہ ہو"

وہ خاموش رہا، پھر اٹھااور باہر جانے لگا مگر مامون کھڑا ہوااور اس کی کہنی پکڑ کر ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کھڑا کیا

"یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے تم نے۔۔کیا اب میں اتنا بھی حق نہیں رکھتا کہ تم سے ناراض ہو سکوں"وہ بلند آواز میں بولا تھا

اس نے مامون کو دیکھا، آنکھیں گلابی ہونے لگیں اور وہ اس کے گلے لگ گیا۔۔وہ چھوٹا تھا، چاہے ساری دنیا کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھے مامون کو دل میں رکھتا تھا پلکوں پر بٹھاتا تھا۔۔

"سوری۔۔تم نہ ناراض ہوا کرو یار"مامون نے اس کے گرد بازو حمائل کیے تھے

چند لمحوں کی خاموشی اور پھر وہ بول پڑا"تم میرا کیریئر تباہ کر کے رکھ دو اور میں ناراض بھی نہ ہوں"

وہ بولا تو پہلے جیسے تھا،اس ایک رات سے پہلے جیسا۔

وہ اسی طرح اس کے گلے لگا رہا"اچھا چلو بس بھی کرو، تم شادی شدہ ہو۔۔ذرا فاصلہ رکھو"

اور تیمور اس سے جدا ہوا۔اس کی آنکھیں نم تھیں، یہ نم آنکھیں اسے شاذ و نادر دیکھنے کو ملتی تھیں اور صرف اسے ہی دیکھنے کو ملتی تھیں۔

اس نے نم سانس اندر کھینچی اور بولا تو آواز بھاری تھی "میں اسے ڈھونڈ لوں گا، میں اسے خود سولی پر لٹکاؤں گا۔۔اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی میرے گھر میں نقب لگانے کی" وہ غصے میں بول رہا تھا

مامون نے سانس خارج کی، اس کا یہ والا دور ختم ہو چکا تھا۔۔اس نے بھنویں بھینچ کر مامون کو دیکھا "تمھیں کیسے پتہ چلا کہ میں فارم ہاؤس میں ہوں گا؟"

وہ مسکرایا "باپ ہوں تمھارا" اور آگے بڑھا، اس کا گال کھینچا "فون کر لو اپنی مینا کو، رونے والی ہوئی تھی بے چاری"

وہ باہر نکلا اور وہ مامون کے پیچھے تھا، فون آن کیے وہ مینا کو کال ملا رہا تھا۔پہلی بیل پر ہی کال اٹھالی گئی تھی اور وہ اس پر چلا رہی تھی

"کہاں تھے تم؟ بہت غصہ آتا ہے تمھیں؟ کیا سمجھتے ہو تم خود کو؟" اس نے فون ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا اور مامون کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا تھا "ہزار کالز کیں مگر مجال ہے جو ایک بھی اٹھالی ہو، تم ذرا ملنے آؤ مجھ سے تمھارا تو میں قیمہ بنا کر کبوتروں کو کھلاؤں گی"

"ہیں۔۔کبوتر قیمہ نہیں کھاتے مینا" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا

"شٹ اپ" اور اس نے کال کاٹ دی۔مامون گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا "دیکھ لو بھئی۔۔شادی نہ کرنا"

وہ ہنس دیا "اوکے" اور سر اثبات میں ہلایا

اس نے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے باہر روکی تھی، چائے پیتے دونوں ساتھ ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے، سردی بڑھتی جا رہی تھی

"میرا خیال ہے کہ یہ ایک پہیلی ہے، اسے حل کر کے مے بی ہم اس تک پہنچ جائیں" تیمور نے چائے کا گھونٹ بھرا۔ وہ اس میل کی بات کر رہا تھا جو کچھ دن پہلے مامون کو زرار کی طرف سے موصول ہوئی تھی

"نہیں۔۔ اتنا معصوم تو وہ بھی نہیں ہے، اس کا کوئی اور مقصد ہے" مامون کچھ سوچ رہا تھا

"مقصد تو ہے اس کا۔۔ میرا خیال ہے وہ ہمیں گھما رہا ہے آخر پر مل جائے گا، مگر وہ ہمارے پراجیکٹس کیوں چرائے گا۔۔ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے"

"شاید وہ اسے اپنا نام دے کر آگے سیل کر دے، شاید وہ اسے کاپی کر کے مزید آگے کام کرے یا شاید وہ بلیک مارکیٹ میں دے کر بہت سا پیسہ کمائے" مامون کے اپنے انکشافات تھے

"ہوں۔۔ لیکن کیا ہمیں اس کی بات ماننی چاہیئے۔۔ مطلب وہ جو بھی اس نے پہیلی سی بھیجی ہے، اس کا مقصد کیا ہے اس کے پیچھے؟" تیمور مامون کو گھورتے بولا تھا

"وہ وہاں نہیں ملے گا جہاں جہاں اس کے ہونے کے چانسز ہیں۔۔ اسے ڈھونڈنا ہے تو وہاں ڈھونڈنا ہو گا جہاں اس کے ملنے کے چانس بہت کم ہوں۔۔ وہ ایک ماسٹر مائنڈ ہے، بیسٹ پلانر" تیمور نے بات جاری رکھی اور مامون سنتا رہا

پھر اس نے گلا کھنکھارا "تم نے مجھے معاف کر دیا؟"

مامون نے ایک سانس خارج کی "جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔۔میں تمھیں مار پیٹ کر کیا ہی کر سکتا ہوں۔۔ ایک تو تم ڈھیٹ ہو اوپر سے تم مجھے عزیز ہو، پھر میرے غم میں برابر کے شریک ہو۔۔میں مسئلوں پر رونے پیٹنے والوں میں سے نہیں ہوں، میں مسئلوں کو حل کرنے والوں میں سے ہوں۔۔وقت ساری پہیلی سلجھا دے گا، جو ہونا تھا ہو گیا، میں رو دھو کر اب اس مسئلے پر غور کر رہا ہوں۔۔مجھے لگتا ہے کہ وہ بلیک مارکیٹ میں ہاتھ نہیں ڈالے گا۔ تمھارا اور میرا پراجیکٹ ابھی اپروو نہیں ہوا تھا، وہ اسے اپروو کروائے گا۔۔پھر وہ فلیش ڈرائیو لے کر بھاگا ہے تو ہمیں کیوں اپنے پیچھے بلا رہا ہے، اگر وہ ہمیں ہنٹ دے بھی رہا ہے تو کیوں دے رہا ہے؟ وہ تو کبھی نہیں چاہے گا کہ ہم اسے پکڑ لیں پھر یہ کیا کھیل کھیل رہا ہے؟ وہ ہمیں کیوں پیچھے بلا رہا ہے؟ وہ کیوں چاہے گا کہ ہم اسے ڈھونڈ لیں اور اسے ڈھونڈ کر پیٹیں، وہ تو کبھی ایسا نہیں چاہے گا" مامون چائے پیتے تیمور سے باتیں کر رہا تھا" وہ بس بیٹھا ہے اور ہمیں بھگانا چاہتا ہے۔شاید اپنے پاس بلانا چاہتا ہے۔ہماری چیز لے کر بھاگا ہے اور ہمیں ہی بلا رہا ہے۔اگر اسے بلیک مارکیٹ میں ہی دینی ہو تو وہ ہمیں کیوں بلائے گا کہ ہم اسے ڈھونڈ لیں؟ وہ کیوں چاہتا ہے کہ ہم اس تک پہنچ کر اپنی چیز حاصل کر لیں۔وہ کیوں چاہے گا کہ ہم اس تک پہنچیں؟"

اس نے ایک سانس خارج کی "اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟"

اس کا جواب نہ تو مامون کے پاس تھا نہ تیمور کے پاس تھا۔ بعض سوالوں کے جواب وقت کے پاس ہوتے ہیں سو بعض سوال وقت کے حوالے کر دینے چاہیئے، وقت کے پاس ہر سوال کا جواب ہوتا ہے

عصر کو بیتے کئی ساعتیں گزر چکی تھیں، اس وقت ایک لڑکی جس نے سیاہ کوٹ اوڑھ رکھا تھا، نیچے جو گرز پہنے وہ ایک گھر کے بھورے دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے دوسری بار بیل بجائی تھی اور دروازہ کھل گیا۔ اندر سے ملازم باہر آیا تھا، اس نے کسی کا پوچھا اور پھر اندر بڑھی۔ سردی اور دھند میں اضافہ ہونے لگا تھا، وقت مغرب کی طرف سرک رہا تھا۔ وہ اندر باغ میں ٹھنڈی گھاس پر چلتی اندر بڑھ رہی تھی کہ سامنے لاؤنج سے کوئی باہر آیا۔ وہ رک چکی تھی، لڑکی عینک والی لڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔ اس نے سینے پر بازو لپیٹے اور سرد مہری سے مخاطب ہوئی

"اب کیا لینے آئی ہو؟"

مینا نے تھوک نگلا، اسے بلا کی سردی لگ رہی تھی۔ شاید بخار ہونے کو تھا، ایک سرد سی لہر اس کی پسلیوں کو پار کر کے گزری تھی اور اس نے سرخ ہوتی ناک سے ایک سانس اندر کھینچی۔ آہ! دھند کی خوشبو

Clubb of Quality Content

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو"اس نے بولنا شروع کیا۔پھر خاموش ہوئی، شاید وہ اسے اندر بلا لے مگر نہیں !اس شخص سے ظالم کوئی نہیں ہوتا جس نے دوستی سے اجنبیت تک کا سفر کیا ہو۔۔اور مینا کے سامنے اب ایک اجنبی لڑکی کھڑی تھی

"آگے ؟"سپاٹ لہجہ

"فضا۔۔مجھے اس بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا۔۔میں تو فیض بھائی سے تب ہی ملتی تھی جب تم ہوتی تھی،میری ملاقات بس ہائے ہیلو تک ہی تھی۔۔اس سے زیادہ میں نے کبھی کوئی بات نہیں کی اور یہ بات تم جانتی ہو"

"اچھا پھر ؟"

اس نے تھوک نگلا،سردی بڑھ گئی تھی،اس کے ہاتھ پیر برف بن چکے تھے بالکل سامنے کھڑی لڑکی کی طرح،اس کے ہاتھ کے ناخن نیلے ہونے تھے

"تمھیں مس انڈر سٹینڈنگ ہوئی ہے۔۔میں ایسی لڑکی نہیں ہوں،میں نے تمھارے ساتھ کئی سال گزارے ہیں۔۔تم میرے ساتھ یہ سب نہیں کر سکتی۔۔تمھیں فیض کو بتانا چاہیئے کہ میرا نکاح ہو چکا ہے اور میں اپنے نکاح سے بہت خوش ہوں۔۔تم اس سے بات کر کے معاملہ حل کر سکتی ہو"

"اچھا۔۔اور تمھیں کیا لگتا ہے کہ دل کے معاملے باتوں سے حل ہوتے ہیں؟میں نے انھیں بتایا ہے کہ تمھارا نکاح ہو چکا ہے مگر مجنوں کے پاس دماغ نہیں ہوتا رامین بی بی"اس نے رامین کو انگلی دکھا کر

گھورا تھا" تمھاری وجہ سے میرا ان سے تعلق خراب ہوا ہے۔۔ تمھیں کیا پتہ ہو رشتے کیا ہوتے ہیں؟ تم لوگوں نے کیا کبھی رشتے نبھائے ہیں؟ تم نے مجھے ہرٹ کیا ہے اور میں تمھیں معاف نہیں کروں گی"

اور یہ اس نے حد پار کی تھی" انف از انف" اس کی آواز بلند ہوئی تھی" میں کب سے تمھیں سن رہی ہوں تو اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ میرے پاس زبان نہیں ہے۔۔ میری فیملی تک جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ اتنا ہی شوق تھا نا اپنے سو کالڈ کزن کو اپنے پاس رکھنے کا تو رکھو اسے گود میں بٹھا کر"

وہ پھر سے کچھ بولنے لگی تھی مگر رامین ذرا سا آگے ہوئی" میں رامین اورنگزیب۔۔ اپنے اوپر انگلی اٹھانے والوں کی انگلی توڑ کر رکھ دوں، مجھ پر آوازیں کسنے والوں کی زبان حلق سے نکال دوں مگر میں نے تمھیں چانس دیا، چانس پر چانس دیا مگر نہیں! اب میں تم جیسوں کی خاطر اپنے ماتھے پر شادی شدہ ہونے کا ٹیگ نہیں سجا سکتی"

وہ بھی غصے میں آئی تھی اور اس نے اسے کندھے سے جھٹکا دیا تھا" میرے گھر میں کھڑی ہو کر تم مجھے باتیں سنا رہی ہو۔۔ ایک تو میرے حق پر ڈاکا ڈالا ہے اور دوسرا تم مجھے ہی تیور دکھا رہی ہو"

"شٹ اپ۔۔ کونسا حق؟ وہ جس کے لیے تم مجھ سے لڑ رہی ہو وہ شوہر تھا تمھارا یا منگیتر تھا۔۔ ہاں؟ آئندہ مجھ پر میری فیملی پر کوئی بات کی نا تو میں بھول جاؤں گی کہ ہم کبھی دوست تھیں"

اس نے بات ختم کی،اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اندر سے کوئی باہر آیا تھااور وہ فیض تھا۔۔وہ لڑکا جس کی وجہ سے دو لڑکیوں میں لڑائی ہوئی تھی۔فضا نے پہلے اسے دیکھا جو رامین کو گھور رہا تھااور پھر مینا کو،ایک دم سے آگے بڑھی اور مینا کو کہنی سے تھاماا ور باہر گیٹ کی طرف بڑھی۔وہ اپنا بازو چھڑا رہی تھی مگر فضا کے انداز میں عجیب سرد مہری تھی۔اس نے دروازہ کھولا اور مینا کو باہر کی طرف جھٹکا دیا۔۔پھر ایک لمحے کی دیر کیے بغیر اس نے اس کے منہ پر دروازہ بند کیا تھا۔باہر آسمان جامنی ہونے لگا تھا،مغرب کی اذان گونج رہی تھی۔لڑکی کا دل ٹوٹا تھا،اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا اور گال پر پھسلتا گیا۔اس نے نم سانس،اندر کھینچی،گال پر سے آنسو صاف کیا اور پھر گھر کی طرف چل دی۔اس کا وجود سرد تھا مگر اندر حرارت بڑھ رہی تھی۔

وہ کسی سے کچھ نہیں بولی تھی اور ابھی کمبل میں لپٹ کر کاؤچ پر پاؤں اوپر رکھے گود میں پڑی کتاب پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ایک ہاتھ میں ٹشو تھا جس سے بار بار ناک پونچھتی تھی،اسے شاید فلو تھا اور آنکھیں ہلکی گلابی تھیں جیسے بخار ہو۔کمرہ گرم تھا باہر کے ماحول سے برعکس،کمرے میں رابیل آئی اور کاؤچ کی پشت پر جھکے اس کے گرد بازو حمائل کیے اور اس کے سر سے اپنا بایاں گال لگایا

"کسی سے لڑائی ہوئی ہے کیا؟"

مینا نے نفی میں سر ہلایا

"کچھ تو ہوا ہے۔۔ہمارے گھر میں مینو کے ہوتے اتنی خاموشی"

رامین دھیما سا مسکرائی "طبیعت ٹھیک نہیں ہے"

رابیل بھی مسکرادی اور اس سے الگ ہوئی۔۔پھر الماری کھولی اور کپڑے نکالنے لگی، ہینگر میں لٹکا ایک سوٹ باہر نکالا

"تیمور تمھارا پوچھ رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ تمھارا نمبر آف جارہا ہے۔۔خیریت؟"

رامین نے کتاب کو دیکھتے ہی جواب دیا تھا "ہوں۔۔میں نے خود ہی آف کیا ہے"

"کیوں؟" اس نے الماری بند کی شلوار قمیض ہینگر سے الگ کیے۔

"بس ویسے ہی۔۔میرا موڈ نہیں ہے کہ کسی سے بھی بات کروں" اس نے شانے اچکائے اور کتاب پر جھک گئی۔

رابیل کپڑے لے کر باہر چلی گئی، کمرے میں پھر خاموشی تھی۔لڑکی نے بند دروازے کو دیکھا اور سر جھٹک دیا۔اس کا دل گھبرا رہا تھا، اسے رونا چاہیئے تھا؟ مگر وہ نہیں روئی تھی۔اس نے کتاب بند کی اور کاؤچ کی پشت سے سر ٹکالیا، اس کی آنکھیں بند تھیں۔

پھر آنکھیں کھولیں اور اٹھی، بیڈ سائیڈ کے دراز میں پڑا فون نکالا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔اس نے موبائل آن کیا اور واٹس ایپ کھول کر سرچ بار میں مطلوبہ نام لکھا

"Ten problems one solution"

نام واضح ہوا اور اس نے چیٹ کھول کر کال ملائی۔پہلی کال پر ہی فون اٹھالیا تھا گیا

"السلام علیکم! کیسے ہیں آپ مامون بھائی؟" اس نے ٹشو سے ناک پونچھی

دوسری طرف سے کسی کے بولنے کی آواز آرہی تھی

اس نے سنا اور پھر بولی "اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ دے دیں گے؟"

وہ مسکرایا "ہم نے آپ کو پورا کا پورا تیمور دے دیا ہے، زوجہ تیمور کچھ بھی مانگ کر دیکھ لیں"

وہ مسکرائی تھی، ایک سانس خارج کی "مجھے بکس چاہئیں۔۔بہت سی"

"اوکے۔۔کس قسم کی بکس؟"

رامین نے آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں الماری کا دروازہ تھا

"When heart hurts..."

دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری تھی

"اوکے۔۔میں کل تک تیمور کے ہاتھ بھیج دوں گا"

اس نے دل کے دکھنے کی وجہ نہیں پوچھی، اس نے دل دکھنے کی وجہ نہیں بتائی۔دوسری طرف بیٹھے مرد کو حدود رکھنی آتی تھیں، وہ اپنا دائرہ جانتا تھا۔رامین نے فون کان سے الگ کیا اور پھر فون آف کر کے دوبارہ دراز میں رکھ دیا۔اسے بھوک لگ رہی تھی اور اب کچھ کھانا چاہیئے۔اس نے اپنے نرم ونٹر سلیپرز پہنے اور باہر کی جانب بڑھی

نیا دن نئی روشنی۔رات سیاہ اور ٹھنڈی تھی،دن خاص اور روشن تھا۔خاص کیوں؟او نہوں،سب کے لیے نہیں صرف ایک لڑکی کے لیے جسے آج اپنی قید میں چھٹا دن تھا۔چھے دن قید کے،کیا قید نے اسے بدلا ہو گا؟شاید،پتہ نہیں۔خیر وہ ایک فربہہ خاتون کے ساتھ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔اس کی پٹی اتر چکی تھی،ماتھے اب بس ذرا سا چوٹ کا نشان تھا اور نشان تو مٹ جاتے ہیں۔اس نے پانی کا گلاس منہ کو لگایا

"میں بڑا کمرہ لوں گی،بائیں طرف سے ساتواں" پھر روٹی کا نوالہ توڑا سالن لگایا اور نوالہ منہ میں ڈال کر چبایا" مجھے تنگ کمروں میں گھٹن ہوتی ہے۔ایک بڑے گھر سے اٹھ کر آئی ہوں" اس نے سامنے بیٹھی خاتون کو دیکھا" مجھے بڑے اور ہوادار کمرے اچھے لگتے ہیں۔آپ مجھے ساتواں کمرہ دے دیں" خاتون نے اسے دیکھا جو ناشتہ کر رہی تھی،پھر کھانسنے لگی اور چہرہ لال ہوتا چلا گیا۔۔وہ مزید کھانس رہی تھی،خاتون نے اس کی کمر پر ہاتھ ملا۔۔وہ سنبھلی تو گہری سانس لی

"کالی مرچ۔۔مجھے کالی مرچ چاہیئے۔۔میں نے آپ سے کہا تھا مجھے سرخ مرچ سے الرجی ہو جاتی ہے،مجھے الرجی ہو رہی ہے۔پلیز کالی مرچ منگوا دیں" اس کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے تھے

عورت نے پاس کھڑی لڑکی سے کالی مرچیں منگوائیں،ایک پیالی میں کالی مرچ کا پاؤڈر تھا جس میں سے اس نے چٹکی ڈال کر مرچ لیں اور پھر سالن پر چھڑک دی۔پھر کھانا کھانا شروع کیا

"ٹھیک ہے،ساتواں کمرہ تمھارا ہوا" وہ مان گئیں۔لڑکی نے سانس لی اور کندھے ڈھیلے چھوڑے۔

(قید انسان کو بدل دیتی ہے۔انسان وہ نہیں رہتا جو قید ہونے سے پہلے تھا۔قید کبھی کسی سوئے ہوئے بندے کو جگاتی ہے اور انسان بنا دیتی ہے اور کبھی کسی جاگے ہوئے کو سلاتی ہے اور جانور بنا دیتی ہے۔ کہانا قید انسان کو بدل دیتی ہے)

وہ اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی تھی،اچھے سے بال بناتی آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔ اس نے شلوار قمیض پہنی تھی، بال ابھی کھلے تھے کہ پیچھے سے دروازہ کھلا اور ایک خاتون اس کا کمرہ دیکھ کر گئی تھی۔۔وہ مسکرائی اور چوڑیاں پہنے لگی۔جب وہ خاتون چلی گئی تو وہ جلدی سے بڑھی اور دروازے کو چٹکی چڑھا دی۔پھر میز کی جانب آئی،دھڑکتے دل سے اس نے ایک بڑا کپڑا زمین پر پھیلا دیا اور اس میں کالی مرچ جو کہ شاپر میں تھی، پھلوں کی ٹوکری کے پاس پڑی چھری، چھوٹے شاپر میں پڑا نمک اور سارے سیب اس میں ڈال کر کپڑے کو اوپر سے گرہ لگائی اور بیڈ کے نیچے گھسا دیا۔پھر آئی اور چٹکی اتار دی۔

(دماغ کی اچھی بات یہ ہے کہ اسے کسی مسئلے کا حل نظر آجائے نا تو یہ اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔لڑکی کے دماغ کو زندگی کی سمجھ آگئی تھی،وہ جانتی تھی موت آزادی ہے اور زندگی قید۔موت اس کی محافظ ہے،وہ اپنا محافظ ساتھ لیے کھڑی تھی تو پھر ڈر کیسا؟اس کا دماغ کام کر رہا تھا)

دو سے تین بجے کے درمیان ایک لڑکی اس کے کمرے کا جائزہ لینے آئی تھی،وہ چٹیا کیے بیڈ پر بیٹھی تھی۔کھڑی ہوئی اور دھڑکتے دل کانپتے ہاتھوں سے اس سے سوال کیا

"کتنے سال ہو گئے تمھیں یہاں؟"

لڑکی ہنس دی "شاید چار سال، شاید پانچ سال۔۔ حساب نہیں رکھتی "اور شانے اچکا کر چلی گئی۔ وہ پھر آگے بڑھی اور کمرے کا دروازہ بند کر کے چٹکی چڑھالی۔ اس نے کرسی، سائیڈ ٹیبل اور ساتھ پڑا ایک چھوٹا موڑھا روشن دان کے نیچے ذرا تھوڑے سے فاصلے پر رکھا تھا۔ پھر واپس آئی اور چٹکی اتار کر سنگھار میز کے آگے کھڑی آئینے میں خود کو دیکھا۔ اس کا دل تیزی سے حرکت کر رہا تھا

(ڈر؟ ڈر کس بات کا۔۔ لوگ کہتے ہیں کہ موت بہت ظالم ہے، جلاد ہے۔ لحاظ نہیں رکھتی مگر کیا ہو کہ تمھیں پتہ چلے کہ موت ہی تمھاری حفاظت کر رہی ہے۔ آہ! کیا شاندار محافظ ہے، زندگی کی محافظ۔۔ سارے خوف زائل ہو جائیں جو پتہ چل جائے کہ کس طرح اور کہاں کہاں موت خود ہماری زندگی کو اپنے لیے بچا رہی ہے)

چار سے پانچ بجے کا وقت تھا۔ وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی لپ سٹک لگا رہی تھی۔ دروازہ پھر سے کھلا اور ایک لڑکی اندر آئی۔ وہ اسے گھور رہی تھی، پھر زوبیہ بولی

"سنو، تم یہاں پر کیسے رہتی ہو؟ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے رات کے اندھیرے سے"

لڑکی مسکرائی "ارے! ڈر تو انسانوں کو لگتا ہے۔ ہم انسان تھوڑی ہے، ہم تو گوشت پوست کے لوتھڑے ہیں۔ ہمارے جذبات نہیں ہیں نہ دل ہے۔۔ ایک رات اندھیری آئے گی پھر اس کے بعد کبھی روشنی کے بارے میں نہیں سوچو گی "اور وہ چلی گئی۔ زوبیہ نے پھر دروازہ بند کیا اور چٹکی چڑھا

دی۔اس نے الماری کھولی اور جتنے کپڑے تھے بیڈ پر پھینکے۔۔وہ جلدی جلدی کپڑوں کو گرہ لگاتی جارہی تھی۔کسی قمیض کو کسی شلوار کے ساتھ جوڑ دیا اور کسی دوپٹے کے پلو کو کسی قمیض کے بازو سے۔۔وہ ایک لمبی رسی کی مانند بن گئی اور اس نے سب پکڑ کر دوبارہ الماری میں رکھ دیے۔اس کا تنفس بڑھا تھا،دل دھڑک رہا تھا،ہاتھ پیر ٹھنڈے تھے مگر وہ زندہ تھی،وہ جی رہی تھی

(لاہور کی تنگ گلیوں میں رہنے والے تنگ ذہن لندن کی روشنی کہاں سہہ پاتے ہیں؟وہ اگر لندن کی روشنی دیکھ لیتے تو یہاں ان گندی گلیوں کی تاریکی پر سمجھوتا نہ کرتے بالکل اسی طرح جو ایک بار آزادی کا مزہ چکھ لیتے ہیں انھیں قید کبھی نشہ نہیں لگتی،انھیں قید کبھی گھر نہیں لگتا اور قید آزادی نہیں لگتی)

سات سے آٹھ بجے کا وقت تھا اور وہ خاتون کے ساتھ بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔دل کی دھڑکن بڑھی ہوئی تھی،ہاتھ ٹھنڈے تھے۔۔اس نے خاتون کو دیکھا اور بولی

"آج رات آزادی کی آخری رات ہے۔میں خوفزدہ بھی ہوں مگر ایک بار اندھیرا دیکھ لوں پھر روشنی کا خوف نہیں ستائے گا۔میں خود کو عادی بنالوں گی۔آپ بتائیں مجھے بھولیں گی تو نہیں؟"

خاتون مسکرائی "تجھے کون بھولے گا،سونے کی چڑیا کو کوئی نہیں بھولتا"

اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا مگر مسکرائی نہیں۔

پھر کمرے میں آئی اور چٹکی چڑھالی۔یہ نو سے دس بجے کا وقت تھا،وہ جانتی تھی کہ اب وہ یہ چٹکی نہیں اتارے گی۔۔وہ زندگی کی قید پر موت کی آزادی کو چن چکی تھی۔اس نے بیڈ سائیڈ ذرا سا گھسیٹ کر عین روشن دان کے نیچے رکھی اور اس پر کرسی اور اس پر موڑھا۔پھر الماری کھولی اور سارے کپڑے نکالے،رسی کی مانند جڑے کپڑے اور روشن دان میں انھیں پھینکا،ایک سرا بیڈ کے ساتھ باندھ دیا اور دوسرا سرا اس دیوار کی دوسری طرف لٹک رہا تھا۔اس نے چھوٹا بوریا(وہ تھیلا جس میں وہ مرچیں،نمک،سیب اور چھری رکھی تھی)اپنے آگے باندھ لیا پھر بسم اللہ پڑھ لی"آج میں موت کو چن رہی ہوں،اللہ بچا لینا"

اور اس نے پاؤں بیڈ سائیڈ پر رکھا،کرسی پر چڑھی اور پھر موڑھے پر۔دل تھا کہ سینہ توڑنے پر آیا تھا، ہاتھ تھے کہ یخ ٹھنڈے، تنفس بڑھا ہوا۔اس نے سارے ریڈ لائٹ ایریا کو دیکھا تھا اور اس ایک کمرے کو چنا تھا جہاں روشن دان تھا،جہاں سے روشنی اندر آتی تھی۔اب وہ سب سے اوپر کھڑی تھی،اس نے تھیلا روشن دان سے نیچے پھینکا اور اب خود اوپر چڑھنے لگی تھی۔باہر گانا بج رہا تھا،شور سا ابھر رہا تھا مگر اسے کیا پرواہ۔

(قید انسان کے سامنے ایک نیا انسان رکھتی ہے۔ڈر انسان کو اس کا وہ چہرہ دکھاتا ہے جو اس نے خود بھی کبھی نہیں دیکھا ہوتا۔ڈر سے نہیں ڈرتے،اس میں کود پڑتے ہیں۔اس میں ڈبکی لگانا اس کی موت ہے اور موت تو آزادی ہے یعنی ڈر تمھیں خود سے لڑنے پر آزاد کر دیتا ہے اور آزادی فطرت ہے)

اس کی ٹانگیں اندر لٹک رہی تھیں اور بازو اور دھڑ باہر، پیٹ درمیان میں تھا جو شدید تکلیف میں تھا مگر یہ تکلیف ہر اس تکلیف سے بہتر تھی جو اسے مکھی بن کر سہنی پڑتی، اس نے جگنو بننا بہتر سمجھا، اس نے خود کو جلانا بہتر سمجھا اور وہ خود کو آگے کو گھسیٹتی روشن دان سے نکل رہی تھی، صرف پیر اندر کی جانب تھے اور اس کے ہاتھوں نے لمبی کپڑوں کو جوڑ کر بنائی رسی کو تھام لیا تھا، پیر باہر نکلے اور وہ ایک دم سے آگے کو لڑھکی مگر پھر رسی کے سہارے لٹک گئی، اندر سے رسی سے جڑا بیڈ ذرا سا ہلا تھا مگر وہ جانتی تھی کہ وہ ایک مضبوط سرا تھا۔ وہ نیچے بڑھتی جا رہی تھی جب دروازے کے پار خاتون کی آواز ابھری "زوبیہ" وہ سن چکی تھی۔ اس نے نیچے دیکھے بغیر چھلانگ لگا دی اور بہت زور سے گری۔ پھر اٹھی مگر کمر میں درد تھا۔۔ اس نے تھیلا پکڑا اور دیکھا تو وہ ایک خاموش گلی تھی، تنگ و تاریک گلی۔ اس نے سیاہ آسمان دیکھا اور روشن دان دیکھا، وہ دوسری منزل سے چھلانگ لگا کر آئی تھی اور پھر بھاگ گئی۔ ادھر اس کا دروازہ پیٹا جا رہا تھا مگر آج اس کا دروازہ اندر سے نہیں کھلے گا۔ اس نے ایک گلی پار کی اور دوسری گلی میں داخل ہونے والی تھی کہ وہاں ایک پولیس موبائل کھڑی تھی، وہ سہم کر پیچھے ہٹی اور ایک دیوار کے پیچھے چھپ گئی۔ پولیس موبائل آگے بڑھی اور وہ نکل کر دوسری گلی میں آ گئی۔ ادھر کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھم مچ گیا مگر زوبیہ بہت آگے تھی۔ وہ حونقوں کی طرح آگے بھاگ رہی تھی، اس کا تنفس پھولا تھا مگر اس کے پلان کے مطابق وہ ناشتہ اور

رات کا کھانا کھا کر آئی تھی۔ادھر ریڈ لائٹ ایریا میں خاتون کھڑی چیخ رہی تھی اور بندے بھگا رہی تھی۔

لڑکی کو بادشاہی مسجد کی دیوار نظر آئی۔۔اتنے دن بعد آزادی کا ذرا سا سرا ملا تھا مگر وہ وہاں نہیں جا سکتی تھی۔وہ آگے کو بھاگی،سامنے ایک خاموش ٹرک تھا۔۔دور کہیں سے مردوں کی آوازیں آئی تھیں اور اس میں اب مزید ہمت نہیں تھی کہ بھاگ سکتی۔اس نے ٹرک دیکھا اور اس میں گھسنے کا فیصلہ کیا،وہ پیچھے سے اس پر چڑھی اور پھلانگ کر اندر چلی گئی،وہاں سر سے پیر تک بھس بھرا تھا،وہ خاموشی بیٹھ گئی اور ہاتھ دعا کے لیے اٹھا لیے۔۔وہ مرد واقعی اسے ڈھونڈ رہے تھے،وہ ٹرک کے آس پاس تھے ایک نے تو ٹرک کے ساتھ ٹیک بھی لگائی تھی

"اللہ پلیز!"وہ آنکھیں زور سے میچے دھڑکتے دل سے دعا کر رہی تھی۔ٹرک چل پڑا اور وہ ان سے دور جا رہی تھی،اتنی دور کہ اسے ان کی آوازیں آنا بند ہو گئیں مگر ٹرک اسے کہاں لے جا رہا تھا۔۔

ایک اور قید؟نہیں۔۔

چلتے ٹرک میں ہی وہ کھڑی ہوئی،بار بار دائیں بائیں ہو رہی تھی۔۔اس حالت میں پھلانگ کر

چھلانگ کیسے لگائے گی؟

"زوبی تم کر لو گی،تمھیں کرنا ہو گا۔۔زوبی جسٹ ڈو اٹ"

اور وہ تھیلا وہیں پر رکھے ٹرک پر پیچھے پھلانگی اور اس نے چلتے ٹرک سے چھلانگ لگادی۔۔وہ سڑک پر گول گول گھومتی دور جا گری،اس کا سر پھٹا تھا،بازو پر رگڑیں آئی تھیں اور ٹانگ چھل گئی تھی مگر وہ کراہتی ہوئی کھڑی ہوئی۔۔اسے چکر آرہے تھے،اس کی حالت قابلِ رحم ہوئی تھی مگر اسے بھاگنا تھا،موت اس کی حفاظت کر رہی تھی۔وہ آگے کو بھاگتی ہوئی جا رہی تھی،ارد گرد دکانیں شروع ہو گئی تھیں،ایک لڑکے نے دکان سے انڈے اور دودھ لیا پھر بڑبڑاتا ہوا گاڑی کی طرف آیا،

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر گاڑی سٹارٹ کی۔۔گاڑی آگے بڑھادی مگر فٹ پاتھ پر کوئی بیٹھا تھا جس پر اس کی نظر پڑی تھی،وہ گاڑی کو پیچھے لے کر آیا اور کھڑکی سے باہر جھانکا۔منہ میں کچھ بڑبڑایا اور پھر پوری آنکھیں کھولے باہر نکلا۔وہ سر ہاتھوں میں دیے فٹ پاتھ پر بیٹھی زوبیہ تھی۔

وہ اس کے قریب آیا"زوبیہ"

زوبیہ نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور اسے دیکھا،ایک اور مرد۔۔وہ سہم کر پیچھے ہٹی اور رونے لگی

"مجھے نہیں جانا۔۔پلیز مجھے بخش دو"وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے بیٹھی تھی

وہ حیران سا اسے دیکھ رہا تھا،وہ جیسے صدمے میں تھا"زوبیہ جی۔۔میں حذیفہ ہوں۔۔ہریرہ کا دوست"

وہ پھر بھی روئے جا رہی تھی،اس کے بازو پھٹے تھے اور سر سے خون بہہ رہا تھا۔اسے اس پر رحم آیا تھا، پچھلے کئی دنوں سے وہ دونوں زوبیہ کا ذکر کرتے رہے تھے،وہ کہاں تھی کوئی نہیں جانتا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے کچھ سمجھ نہیں آیا اور اس نے جیب سے فون نکالا اور ہریرہ کو کال کی، وہ جہاں کھڑا تھا وہ ایڈریس بتایا اور پھر زوبیہ کے پاس ہی کھڑا تھا، وہ سر گھٹنوں پر رکھے روئے جا رہی تھی۔

تقریباً دس منٹ میں ہریرہ وہاں اس کے پاس کھڑا تھا "زوبیہ"

اس نے سر اٹھایا اور پھر پیچھے ہٹی، وہ ڈری سہمی سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ پھر کھڑی ہوئی اور الٹے قدم پیچھے کو جاتی بھاگنے لگی

"زوبیہ" وہ بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔ سامنے ایک گاڑی آگئی تھی اور اس کی تیز روشنی اس کی آنکھوں میں پڑی تھی، ایک دم گاڑی کا تیز ہارن اس کی سماعت ختم کر گیا تھا۔ اس نے بچنے کے لیے اپنے آگے ہاتھ کر لیے مگر ہریرہ نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو پکڑا اور اسے ایک طرف کیا، وہ بال بال بچی اور اب اس کے سامنے کھڑی تھی، اسے دیکھا اور پھر سب دوہرا نظر آیا اور پھر وہ بے ہوش ہو گئی۔ ہر چیز سیاہ ہو گئی۔

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا اور آٹھ مرلہ مکان میں رونق لگی ہوئی تھی۔ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھیں گلشن آرا کے ہاتھ میں آئینہ تھا اور وہ آنکھوں میں سرمہ ڈال رہی تھیں۔ ان کے سامنے بیٹھیں فرحت کے ساتھ رابیل بیٹھی تھی جو ان کے کان میں جھمکا ڈال رہی تھی۔ کچن میں چولہے کے سامنے کھڑا اشعر چائے بنا رہا تھا اور ساتھ ساتھ فون پر مسلسل ٹائپنگ کر رہا تھا۔ رابیل نے ان کے کان کی لو میں ہوئے سوراخ میں سونے کا جھمکا ڈالا

"بیلی آرام سے ڈالو، میرا کان ہی اتار دیا ہے" انھوں نے کان کی لو کو چھوا۔

وہ مسکرادی "امی ڈل گیا ہے" سامنے میز پر پڑے آئینے کو پکڑ کر اس نے ان کا عکس انھیں دکھایا۔

کمرے میں کمبل میں بیٹھی مینا کے ہاتھ میں کتاب تھی۔اس کا فلو کسی حد تک ٹھیک تھا،البتہ بخار بڑھ گیا تھا۔وہ اس کے دن بعد یونیورسٹی نہیں گئی تھی جب سے اس کی اور فضا کی لڑائی ہوئی تھی۔کمرے میں اندھیرا تھا،ایک طرف الیکٹرک ہیٹر جل رہا تھا،سائیڈ ٹیبل پر دو سینٹڈ کینڈل، جل رہی تھیں اور وہ مدھم سی روشنی میں کتاب پڑھ رہی تھی۔باہر سے آوازیں آرہی تھیں مگر وہ خاموش تھی۔

"مینو کو دوائی دیتی رہنا،گھر کا خیال بھی رکھنا ہے اور اشعر کو کم سے کم چائے دینی ہے۔۔چائے دیکھ کر یہ مینٹل ہو جاتا ہے" وہ اپنے پرس میں پیسے ڈالتیں رابیل کو ہدایات دے رہی تھیں۔

سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا اشعر مزے سے چائے پی رہا تھا۔فون اب ایک طرف پڑا تھا۔فاطمہ گلشن آرا کے ساتھ بیٹھی منہ پر لوشن لگا رہی تھی۔

"تین چار دن کی تو بات ہے۔۔میں نے کہا اتنے سالوں بعد غزالہ کے گھر میں خوشی آئی ہے اس کی مہندی بارات بھی نپٹا آؤں۔۔پھر کہاں جانا ہوتا ہے" وہ ابھی بھی رابیل سے مخاطب تھیں۔ان کے خاندان میں کسی کی شادی تھیں اور فرحت کے ساتھ گلشن آرا جا رہی تھیں۔

"چلو اشعر۔۔چھوڑ آؤ ہمیں" وہ کھڑی ہوئیں اور اچھے سے چادر سیٹ کی۔

وہ جس نے ابھی چائے کے چند گھونٹ بھرے تھے، صدمے سے کبھی چائے کو دیکھ رہا تھا کبھی فرحت کو۔

"امی چائے ختم کرنے دیں" وہ بھی ڈھیٹ بن کر بیٹھا رہا

"آکر پی لینا، نعیم بھائی کی سات مرتبہ کال آئی ہے۔۔وہ لوگ ہمارے انتظار میں رکے ہیں، چل اٹھ"

وہ اس کے سر پر کھڑی تھیں۔اس نے عاجز آکر کپ میز پر رکھا جو کہ رابیل نے جھٹ سے پکڑ لیا اور مسکرا دی۔وہ بس کلس کر رہ گیا

"اچھا میری جان۔۔بہن کا بھی دھیان رکھنا، میں کال کرتی رہوں گی" انھوں نے اپنا بازو رابیل کے گرد حمائل کیا اور پھر دروازے تک اس کے ساتھ آئیں۔وہ انھیں تب تک دیکھتی رہی جب تک کہ وہ چلی نہیں گئیں، پھر وہ اندر کی طرف بڑھی اور کمرے میں آگئی۔کمرہ کافی گرم تھا، ایک سکون اور خاموشی

"مینو" وہ چائے کا کپ لیے اس کی طرف بڑھی تھی۔پھر اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"ہوں" اس نے کتاب سے سر اٹھایا

"کچھ بنا دوں کھانے میں؟" اس نے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا "بخار تو ابھی بھی ہے، دودھ گرم کر دوں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "مجھے کچھ خاص بھوک نہیں ہے، بس نیند آنے کا انتظار کر رہی ہوں" وہ دھیما سا مسکرائی "وہ لوگ چلے گئے؟"

"ہوں۔۔اشعر چھوڑنے گیا ہے۔آگے سے وہ لوگ نعیم انکل کے ساتھ جائیں گے۔ان کی فیملی بھی جا رہی ہے"

"اچھا" وہ دوبارہ کتاب پر جھک گئی۔رابیل اٹھی اور باہر جانے لگی تھی کہ مینا بول پڑی "بیلی"

"ہوں" اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا

"سٹڈی ٹیبل کے دراز میں ڈیری ملک پڑی ہے، وہ پکڑا دو"

وہ مسکرائی اور ٹیبل کے دراز سے چاکلیٹ نکالی اور اس کی طرف بڑھائی "یہ تمھارے آج کی تیسری چاکلیٹ ہے۔۔باز آجاؤ"

مگر اس نے شانے اچکا دیے۔رابیل کمرے سے باہر چلی گئی اور پھر سے خاموشی چھا گئی۔اس نے چاکلیٹ کا لفافہ کھولا، کمرے میں اس قدر خاموشی تھی کہ لفافے کے کھلنے کی آواز واضح سنی جا سکتی تھی۔اس نے چاکلیٹ کا ایک چھوٹا بلاک کاٹا اور اسے تالو اور زبان کے درمیان رکھ کر چوسا۔۔پھر ایک سانس خارج کی مگر ایک بوجھ تھا، سانس خارج کرنے سے نہ تو بوجھ ہلکے ہوتے ہیں نہ مسئلے حل ہوتے ہیں اور یہ بات مینا جانتی تھی۔وہ جیسے تھک گئی تھی، اس نے آنکھیں بند کیں، گرم گرم آنکھیں جن کی پلکوں تلے آنسو بہہ نکلے اور وہ گالوں پر سے پھسلتے اس کی گود میں پڑی کتاب پر آ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گرے اور کاغذ میں جذب ہو گئے۔اس نے جلدی سے آنسو صاف کیے اور پھر سے کتاب پر جھک گئی۔کچھ پل بیتے تھے اور باہر کا دروازہ بجا۔رابیل جو کہ لاؤنج میں ٹی وی پر کوئی شو لگا کر بیٹھی تھی، اٹھ بیٹھی۔اچھے سے شال درست کی اور لاؤنج کا دروازہ کھول کر باہر بڑھی۔باہر ہر سو دھند پھیل چکی تھی،ونٹر سلیپرز میں اس کے پاؤں گرم ہی رہے

"کون؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "آپ کا کچھ لگتا ہوں"

وہ مسکرائی اور دروازہ کھول دیا۔۔سامنے تیمور کھڑا تھا،اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔وہ دونوں آگے پیچھے اندر بڑھے تھے۔لاؤنج خالی تھا

"خالہ کہاں ہیں؟" آتے ہی پہلا سوال

"گاؤں گئی ہیں شادی پر،نانو بھی ساتھ ہی ہیں"

"اوہ" اس نے ادھر اُدھر دیکھا "اور میری چڑیا؟" ابرو اٹھائی

وہ ہنس دی "وہ اپنے گھونسلے میں ہے"

وہ مسکرایا اور کمرے کی طرف اشارہ کیا "مل لوں؟"

رابیل نے اثبات میں سر ہلایا،اس نے دروازے کے باہر جوتا اتارا

"چائے پیو گے یا کافی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کا ہاتھ دروازے کے ناب پر تھا"جو تم اچھا بناتی ہو"اور مسکرا کر ناب گھمایا اور اندر داخل ہوا۔

کارپیٹ پر پہلا قدم رکھا اور ایک نرم گرم سا احساس ہوا۔مینا اسی طرح کتاب پر جھکی رہی۔

وہ آگے بڑھا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا

"کیسی ہو؟"اس نے سرگوشی کی

لڑکی نے کتاب سے نظریں اٹھائیں اور اسے دیکھا،پھر مسکرا دی"تم کیسے ہو؟"

اس نے پھر سرگوشی کی"میں تو خفا ہوں"

لڑکی نے سانس خارج کی،اس نے مینا کے بائیں ہاتھ سے چاکلیٹ لی اور ایک بلاک کاٹا،اسے ہلکا سا چبایا

"بکس نہیں لائے؟"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور لڑکی نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔مدھم روشنی میں اس کی گلابی سیاہ آنکھیں واضح ہوئیں۔سرمئی آنکھوں والے نے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

"تم ٹھیک نہیں ہو"

لڑکی نے نظریں چرائیں"ہاں۔۔مجھے بخار ہے"

وہ کتاب کا ایک کونا رگڑ رہی تھی۔لڑکے نے چاکلیٹ سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور پھر اس سے مخاطب ہوا

"ادھر دیکھنا ذرا"اس نے لڑکی کا سر اوپر سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی آنکھوں کے کٹورے بھرنے لگے تھے،وہ ہر کسی کو ہر بات نہیں بتاتی تھی۔ہر کوئی اس کے لیے تیمور نہیں تھا۔وہ ذرا سا ساتھ ہوئی اور اس کے بائیں بازو کے گرد اپنے دونوں بازو حمائل کیے اور اپنا سر اس کے بازو سے لگایا۔اس نے تیمور کے بازو کو پکڑ رکھا تھا

"تم میرا انتظار کر رہی تھی؟"اس نے پھر سرگوشی کی۔

لڑکی کے کمبل میں لپٹے پیر مزید گرم ہوئے تھے۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

"اس نے مجھے چھوڑ دیا تیمور"اس کی آواز گیلی تھی،اس نے نم سانس اندر کھینچی اور رو دی"وہ مجھے کہتی ہے کہ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے،اس نے میرا بازو پکڑ کر اپنے گھر سے نکالا،اس نے میرے منہ پر دروازہ بند کیا تھا۔اس کے ساتھ جو بھی برا ہوا وہ اس کا الزام مجھے دیتی ہے۔وہ کہتی ہے کہ میں دوستی کے لائق نہیں ہوں،مجھے رشتے نبھانے نہیں آتے،میں سب کو کنٹرول کرنا چاہتی ہوں۔۔وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے تیمور"اس کے آنسو لڑکے کی سیاہ ہڈی کا بازو گیلا کر رہی تھی۔اس کے بال پہلے سے بڑھ چکے تھے،اس کے بال کندھوں سے نیچے کہنیوں سے اوپر تک تھے۔بالوں کی چند لٹیں کندھے پر سے ہوتیں آگے کو آ رہی تھیں،اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے بالوں کی ایک لٹ کو اپنے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان مس کیا۔

"وہ غلط کہتی ہے مینو"بالوں کی چند لٹیں کندھے پر سے پھسل رہی تھیں اور وہ انھیں چھو رہا تھا۔

"وہ ٹھیک کہتی ہے، میں نے اپنا دائرہ کراس کر کے اس کے دائرے میں انٹرفیئر (دخل اندازی) کیا تھا۔۔مجھے اپنی لمٹس یاد رکھنی چاہیئے تھیں لیکن کیا اسے میری ایک بھی اچھائی یاد نہیں؟ اسے میری ایک غلطی یاد ہے میری کوئی اچھائی نہیں یاد؟" اس نے گیلا چہرہ اٹھایا۔سیاہ گیلی آنکھیں سرمئی آنکھوں سے ملی تھیں۔وہ جیسے سوال کر رہی تھی

"مجھے پتہ ہے تمھیں ہرٹ ہو رہا ہے۔۔مگر تم جو کہنا چاہتی ہو کہہ لو میں سن رہا ہوں"

لڑکی نے دوبارہ گردن جھکالی اور اس کے بازو پر لڑکی کے گرم ہاتھوں کی گرفت مضبوط پڑی تھی۔

"تیمور مجھے بہت ہرٹ ہو رہا ہے، میں بہت تکلیف میں ہوں۔مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا، میں نے بس ایک ہی دوست بنائی تھی اور اس نے مجھے دھکے دے کر اپنے دل سے، اپنے گھر سے اور اپنی زندگی سے نکال دیا۔میں اپنے آپ کو بہت بچا کر رکھتی ہوں کہ مجھے کوئی ہرٹ نہ کرے، میرا دل نہ دکھے مگر پھر بھی لوگ ہرٹ کرتے ہیں، میرے دل کو توڑ جاتے ہیں۔وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ مجھے بھی درد ہوتا ہے اور میں بھی تکلیف میں ہوتی ہوں۔۔میں اپنے آپ کو ہرٹ نہیں کرتی کیونکہ میں ہرٹ ہو جاؤں تو مجھ سے ہیلنگ نہیں ہوتی، میرے لیے ہیل کرنا بہت مشکل ہے۔میں مضبوط نہیں ہوں، مجھے ایک چھوٹی سی ضرب کو ہیل کرنے میں کئی ہفتے لگتے ہیں۔۔لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ مجھے بھی درد ہوتا ہے اور مجھے درد ہو رہا ہے"

لڑکے نے اس کے گرم ہاتھ کو اپنے نیم گرم ہاتھ میں لیا، پھر اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنا انگوٹھا پھیرنے لگا

"اٹس اوکے۔۔اپنے آپ پر پریشر مت ڈالو۔۔ریلیکس۔۔ہمیں سمجھدار نہیں بننا مینو، ہمیں بس اپنا بننا ہے۔کوئی بات نہیں کبھی کبھی ہمیں نہیں پتہ چلتا اور ہمیں اپنا دائرہ کھو بیٹھتے ہیں، ہمیں لوگ اچھے لگتے ہیں اور ہم اپنی لمٹس سے باہر بڑھ کر انھیں چاہنے لگتے ہیں مگر وہ تو لوگ ہیں نا۔۔کچھ نہیں ہوتا، جو چلا گیا وہ تو تمھارا نہیں تھا۔۔خود پر پریشر مت ڈالو"

"مگر وہ کیوں گئی؟ اسے سمجھنا چاہیئے تھا کہ مجھے ہرٹ ہو گا" وہ نم آنکھوں سے جیسے التجا کر رہی تھی

"دوست لفظ ہی غلط لگتا ہے مجھے، سب ہمسفر ہوتے ہیں۔اللہ نے لوگ ہمارے لیے ہمسفر بنا رکھے ہیں، تھوڑا سا سفر طے کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔۔وہ تمھاری ہمسفر تھی دوست نہیں۔۔ہر ہمسفر دوست نہیں ہوتا مگر ہر دوست ہم سفر ہوتا ہے۔۔انسان کو ساری عمر لگتی ہے اپنے آپ کو سمجھنے میں مگر سمجھ پھر بھی نہیں آتی، پھر ہم یہ کیسے امید لگا لیتے ہیں کہ کوئی ہمیں سمجھے گا؟ وہ ہرٹ کر کے چلی گئی مگر تم بار بار اس کا سوچ کر خود کو مزید ہرٹ کر رہی ہو۔۔جو ایک بار ہرٹ کرتا ہے بار بار کرتا ہے۔۔تم اسے جانے دو۔۔نہیں جانے دو گی تو ہیل نہیں کرو گی اور اگر ہرٹ ہوتی رہو گی تو آگے نہیں بڑھو گی"

"میں کیا کروں؟"

"تمھیں پتہ ہے تمھیں کیا کرنا ہے۔ہر انسان کے پاس اس کے سوال کا جواب ہوتا ہے تمھارے پاس بھی ہے"

وہ خاموش رہی، سانس لینے کا وقفہ۔پھر نم سانس اندر کھینچی

I'll let her go .. it will hurt me but if I don't I will be"

"continuously hurting me

لڑکا مسکرایا تھا، مینا خاموش ہو گئی تھی۔

"تم ناخود کو زیادہ پریشرائز کر رہی ہو۔اٹس او کے زندگی میں ایسے لوگ آتے رہتے ہیں، دوست ہرٹ کرتے رہتے ہیں اور ہم ہیل بھی کر جاتے ہیں"

مینا نے آنکھیں اٹھائیں اور اسے دیکھا"ہاں آتے رہتے ہیں مگر میں نے اسے چانس دیا تھا، چانس پر چانس مگر نہیں۔۔اس نے مجھے ہرٹ کیا چوزو"

"ہوں"اس نے ایک سانس خارج کی"ہم سب کو نہیں سمجھ سکتے سب ہمیں نہیں سمجھ سکتے۔۔ اٹس نارمل، تم نے خود کو کتنا بچایا تھا کہ تم ہرٹ نہ ہو مگر تم ہو گئی نا۔۔اب تم نے اس ہرٹنگ اور ہیلنگ دونوں کو اوور ایسٹیمیٹ کر لیا ہے۔۔انھیں سر پر سوار کر لیا ہے۔۔پتہ نہیں ہماری جنریشن کے لوگ ایسے کیوں ہیں؟ہر چیز کو اتنا بڑھا چڑھا کر کیوں رکھنا؟یہ ایک نیچرل سی چیز ہے، سب

انسان ہیں مگر جانے انجانے میں ہرٹ کرتے رہتے ہیں مگر کبھی تم نے اپنی اماں نانی کے منہ سے ہیلنگ ہرٹنگ کا لفظ سنا؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا" کبھی تم نے نانی سے سنا کہ ان کی ہیلنگ نہیں ہو رہی، نہ کبھی خالہ سے سنا کہ اس نے مجھے ہرٹ کیا ہے اور میرے لیے ہیل کرنا مشکل ہے۔۔ نہیں مینو، ایسا نہیں ہے۔۔ ہم اتنے کمزور نہیں ہیں کہ ذرا سی ضرب لگے اور ہم اس ضرب کو ٹیومر بنا کر رکھ دیں اور پھر سوچیں کہ بھئی ہیلنگ بڑی مشکل ہے، یہ نہیں ہونی۔ یاد کرو بچپن میں کتنی بار تم گری تھی، تمھیں کوئی سوٹ پسند تھا مگر خالہ نے نہیں لے کر دیا یا کوئی دوست تھی جس نے تم کو چھوڑ دیا تھا تب بھی تم ہرٹ ہوئی تھی لیکن اس وقت تم بہت چھوٹی تھی تمھیں نہیں پتہ تھا کہ ہرٹ ہونا کیا ہوتا ہے، ہیلنگ کیا ہے۔۔ تم کچھ دن روئی دکھ ہوا اور پھر بس آگے بڑھ گئی۔۔ آج کہاں ہے وہ دوست؟ تمھیں تو یہ بھی نہیں پتہ کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں، ریلیکس یہ سب چلے جائیں گے۔۔ کوئی خود چلا جائے گا اور کچھ کو تم خود جانے دو گی۔ زخم درد دیتا ہے مگر اس زخم کو بار بار یاد کرنا زیادہ درد دیتا ہے۔۔ خود کو پر سکون رکھو، یہ ہرٹنگ ہیلنگ سے نکلو اور سموتھلی ہر چیز سے ڈیل کرو، خود کو آزاد رکھو، کسی قسم کے پریشر میں نہیں آنا۔۔ نہ ہرٹنگ کا پریشر نہ ہیلنگ کا پریشر۔۔ گوود دا فلو، جو ہو رہا ہے وہ تو ہونا تھا مگر اب کیا تم روتی رہو گی؟ کیا ہیلنگ کے لیے یہاں کمبل میں بیٹھی رہو گی؟ ہیلنگ ایک نیچرل سی چیز ہے، یہ بالکل امیونٹی کی طرح ہے"

"چوزواس کے جانے سے میری زندگی میں ایک خلا آجائے گا"

"ان چیزوں پر quit کرنا مشکل ہوتا ہے جن سے ہمارا دل کا تعلق ہو، ہم انھیں لیٹ اٹ گو کرتے وقت بھی گھبراتے ہیں۔۔ لیکن چھوڑنے کی بجائے ریپلیس کر دو"

"اس کی جگہ اور دوست بنالوں؟"

"نہیں پاگل۔۔ایسے تو تم اس کی جگہ پر کسی اور لڑکی کو رکھ رہی ہو، کل کو وہ بھی تمھیں ہرٹ کرے گی پھر؟ پھر یہی سائیکل شروع۔۔اس فیز سے باہر نکلو، اس نے تمھیں ہرٹ کیا ہے اور اس کی جگہ اس کو رکھو جو ہرٹ نہ کرے۔وہ تم خود بھی ہو سکتی ہو۔۔اس کی خالی جگہ کسی ایسی چیز سے فل کرو جو تمھیں گرو کرنے میں مدد دے"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"ہم جب چھوٹے ہوتے تھے نا تو ایک بار بابا کے ساتھ گھومنے گئے تھے۔واپسی پر علیزے کو ایک طوطی اچھی لگی تھی اور بابا نے کہا کہ طوطی اکیلی نہیں لیں گے۔مجھے اس کے ساتھ والا طوطا اچھا لگا اور ہم نے ان کی ایک جوڑی لے لی۔اب ہم انھیں گھر لے کر آئے اور ایک پنجرے میں رکھ دیا۔ علیزے اور میں ان کی بہت کیئر کرتے تھے، وہ دونوں بہت پیار سے رہتے تھے، سردی ہوتی تھی تو وہ طوطا اپنی طوطی کو پروں میں چھپا لیتا تھا، پھر اپنی چونچ سے اسے کھانا کھلاتا تھا، کبھی ناراض ہو جاتے تو منہ بنا کر ایک مشرق اور ایک مغرب میں ہوتا تھا۔پھر ایک دن طوطی مر گئی اور طوطا اس کی جدائی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں مر گیا حالانکہ اسلام نے اسے چار شادیوں کی اجازت دی ہے مگر وہ پھر بھی ایک کے پیچھے مر گیا"

وہ ہنسا تھا

مینا نے سر اٹھایا"اسلام نے طوطے کو کب سے چار شادیوں کی اجازت دی ہے؟"

وہ ہنس دیا"وہ بھی تو مرد تھا نا چار شادیاں کر سکتا تھا"

"کیا لاجک ڈھونڈی ہے تم نے"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا، بلکہ سراہا۔

"میں جب اپنے اس طوطے کو یاد کرتا ہوں نا تو مجھے تم یاد آتی ہو"اس نے مینا کے کندھوں پر آئے بالوں کو پیچھے ہٹایا تھا

"کیوں؟"سیاہ آنکھیں سرمئی آنکھوں سے ملیں

"میری طوطی تو تم ہو"

اور وہ ہنس دی۔وہ صرف مسکرایا تھا۔

"تم بھی نا۔۔میں بھلا طوطی ہوں"وہ محظوظ ہوئی تھی۔اس نے اپنا بازو اس کے بازو سے الگ کیا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔کمرے کی بتی جلی تھی اور رابیل دو کپ لیے اندر بڑھی تھی۔بھاپ اڑاتے کپ اپنے اندر کافی لیے ہوئے تھے۔

"میں نے سوچا باتیں کر رہے ہیں ہم کیوں ڈسٹرب کریں"اس نے کافی کا کپ تیمور کی طرف بڑھایا

وہ مسکرایا"تمھیں بھی تو کوئی باتیں کرنے والا چاہیئے ہو گا نا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی "نہیں! میں باتونی نہیں ہوں"

باہر گاڑی کا ہارن بج رہا تھا، اشعر آ چکا تھا

"اشعر آیا ہے، گیٹ کھول کر آتی ہوں" اس نے ٹرے میز پر رکھا اور باہر کی جانب بڑھی

وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو پہلے سے کمزور ہو چکی تھی، گال گلابی تھے اور اس نے گلابی سویٹر پہن رکھا تھا

"تم نے ایک دو اور دوست بنائیں نا تو میں بیوہ ہو جاؤں گا" اس نے کہتے ہی سر جھٹکا

وہ جو کافی کا گھونٹ بھر رہی تھی ہنس دی "نہیں ہوتے"

کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور اشعر اندر آیا، تیمور نے اسے گردن موڑ کر دیکھا اور پھر کھڑا ہوا

"پارٹنر آج بڑے دن بعد آئے ہو؟" اس نے تیمور کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔

"بس پارٹنر۔۔ مصروف تھا" اس نے شانے اچکائے اور کافی کا گھونٹ بھرا

"چلو آؤ کوئی مووی دیکھتے ہیں" بولنے والی مینا تھی

دونوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، اشعر بول پڑا

"چپ کر کے سو جاؤ، مووی دیکھتے ہیں" پھر تیمور کو دیکھا "چلو آؤ ہم کوئی گیم کھیلتے ہیں"

اور مینا کو دیکھ کر مسکرایا، پھر باہر چلا گیا۔ تیمور کھڑا ہوا اور بیڈ سائیڈ سے چاکلیٹ پکڑی "گڈ نائیٹ سویٹ ہارٹ"

اور باہر چلا گیا۔اسے اب نیند آنے لگی تھی۔باہر سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں

مامون ملیحہ کے کمرے میں تھا،ان کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ساتھ ہی آرا بیٹھی تھی جو مامون سے باتیں کر رہی تھی۔

"میں اپنی مما کے پاس ہوں،آپ اپنی مما کے پاس جاؤ"مامون نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا

"یہ میری نانو ہیں"وہ مسکراتے ہوئے ملیحہ کو دیکھ رہی تھی

"نہیں۔۔یہ میری ماما پہلے اور آپ کی نانو بعد میں ہیں"وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔

وہ ہنس دی"آپ کی مما ہی میری نانو ہیں نا"اس نے ماتھے پر ہاتھ مارا

"نانو سے پوچھو۔۔مون کی مما ہیں یا آرا کی نانو"وہ مسکرایا تھا

"نانو"وہ اٹھی اور ان کے بازو کے ساتھ سر لگائے بیٹھ گئی"سٹوری سنائیں"

"نہیں۔۔آج میری ماما مجھے سٹوری سنائیں گی،آپ اپنی ماما کے پاس جاؤ"مامون نے سر ذرا سا اٹھایا تھا

"میری ماما نماز پڑھ رہی ہیں۔تب تک میں آپ کی ماما سے سٹوری سنوں گی"اس نے بھی اپنا سر ان کے گھٹنے پر رکھ لیا

وہ مسکرایا تھا"میری ماما بس مجھے سٹوری سناتی ہیں،آپ اپنی ماما کے پاس جاؤ"

"نہیں۔۔میری نانو مجھے سٹوری سنائیں گی آپ اپنی نانو کے پاس جاؤ"

ملیحہ ہنس دیں،وہ بھی مسکرایا تھا"میری نانو تو اللہ کے پاس چلی گئیں۔۔آپ اپنی نانو مجھے دے دو"وہ بالکل اسی کی طرح اس سے بات کر رہا تھا

"نہیں۔۔میں اپنی نانو کسی کو نہیں دوں گی"اس نے سینے پر بازو باندھ لیے

"ہیں نانو۔۔کیا آپ کو مامون آفندی اولاد کے روپ میں قبول ہے؟"وہ اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا

وہ مسکرادیں"نہیں۔۔مجھے بس میری بیٹی قبول ہے،تم اپنی نانو کے پاس جاؤ"

وہ اٹھ بیٹھا"نہیں کیا مطلب۔۔آپ ایسے نہیں کر سکتیں،آپ نے مجھے ڈس اون کر دیا ہے"وہ جیسے صدمے میں تھا

آرا ہنس دی"یہ بس میری نانو ہیں"وہ بڑے فخر سے بتا رہی تھی

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور عارفین اندر آئی۔مامون نے اسے دیکھا تو مسکرایا

"لو آ گئی ہیں آپ کی ماما۔۔چلو میری ماما کو چھوڑو،اپنی ماما کے پاس جاؤ"اس نے آرا کا گال کھینچا اور دوبارہ ملیحہ کی گود میں سر رکھ دیا

وہ بیڈ سے اتری اور عافی کے ساتھ لپٹ گئی،وہ مسکرائی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر آ بیٹھی۔پھر اس کے کندھے سے سر لگائے سرگوشی کی"سٹوری"

"کیا یہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے؟"اس نے آرا کی کہنی پکڑی مگر اس نے چھڑوالی،اس کی پشت مامون کی طرف تھی

"چلو ٹھیک ہے۔۔آپ اپنی ماما سے بات کرو میں اپنی ماما سے بات کرتا ہوں، گڈ نائٹ!"اور مسکرا کر دوسری طرف منہ موڑ لیا۔عافی اسے کوئی کہانی سنا رہی تھی۔

مامون نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا اور ماتھے پر لگایا

"کچھ پتہ چلا اس کا؟"وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں

"نہیں اماں۔۔آپ کو کیا لگتا ہے جو اتنی لمبی پلاننگ کرے گا وہ ہمارے ہاتھ اتنی آسانی سے آجائے گا"اس نے سانس خارج کی

"پھر؟"ایک خاموشی"وہ چاہتا کیا ہے؟"

"نہیں پتہ۔۔ہم نے اپنے پراجیکٹس پر کچھ لاک لگائے ہیں،اسے وہ کھولنے میں وقت لگائے گا مگر وہ کھول لے گا کیونکہ وہ ایک ماسٹر پلانر ہے"

"پھر؟"

"ہم اس تک صرف وہی پہنچا سکتا ہے۔۔زرار تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے زرار خود"

"کیسے؟"

Clubb of Quality Content

"اماں وہ فلیش ڈرائیو کسی کو نہیں دے گا، یہ اس کے پاس رہے گی۔اگر اس نے فلیش کسی اور کو دینی ہوتی تو وہ ہمیں اپنے پیچھے نہ بلاتا۔۔اس کا کوئی اور مقصد ہے اور وہ مقصد کیا ہے بس وہی جانتا ہے۔۔ میں بس اتنا جانتا ہوں اس نے کوئی کلیو چھوڑا ہے، وہ ہمارے سوال کا جواب ہے"

ملیحہ خاموش تھیں، بس اس کے سر پر ہاتھ پھیرے گئیں۔

"آج سارا دن یہی سوچ سوچ کر گزرا ہے۔۔ایک میٹنگ تھی وہ بھی بس جیسے تیسے پوری کی ہے، میرا دماغ اور دل وہی ہیں۔۔وہ میری محنت تھی اماں، وہ تیمور کا پیشن تھا"ایک سانس خارج کی"میں اب افسوس میں وقت اور انرجی ضائع نہیں کر سکتا۔۔یہ وقت اور انرجی میں ڈھونڈنے میں لگاؤں گا"

دفعتاً دروازہ کھلا اور تیمور اندر آیا۔اسے لیٹا دیکھ کر مسکرایا

"زھے نصیب! پھر اماں کہتی پھریں گی میرا لاڈلہ بگڑ گیا ہے"

وہ مسکرایا"تم کہاں تھے؟"

"پہلے تو اپنی ایک عدد بیوی کے پاس تھا، اس کی میٹھی میٹھی باتیں سنیں اور پھر ریڈ مار کر آیا ہوں"

وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا

اس نے سانس خارج کی"پھر؟"

"او نہوں۔۔جیل سے فرار۔۔نہیں ملا"

"کہا تھا نا وہ نہیں ملے گا۔۔وہ ویسے ہی ملے گا جیسے وہ چاہتا ہے"

"اور جیسے وہ چاہتا ہے ویسے میں تمھارے پاس آؤں تو تمھارا میٹر شارٹ ہو جاتا ہے" اس نے سر جھٹکا

مامون نے ایک ٹانگ اس کے بازو پر ماری "کہتا تھا نا میں دور رہو مگر نہیں۔۔اب سکون ہو گا"

"کوس لو، مجھے کوس لو تم" اس نے سر جھٹکا اور باہر چلا گیا۔وہ بھی اٹھا اور ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھا جس کے کندھے سے لگ کر چھوٹی لڑکی سو رہی تھی۔۔وہ کھڑا ہوا اور ملیحہ کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "گڈ نائٹ!" اور چل دیا۔

کمرے میں داخل ہوا، لائٹس آف ہی رہنے دیں اور بیڈ پر آ بیٹھا، اس کا دل گھبرا رہا تھا۔۔بالوں میں سے ہاتھ گزارا اور پھر بیڈ سائیڈ پر پڑا فون اٹھایا۔۔واٹس ایپ پر افیفہ کا وائس میسج آیا تھا وہ سنا، اس کا جواب ریکارڈ کر کے بھیجا اور پھر دوبارہ میلز کھول لیں۔اس نے زرار حیدر کی میل کھولی اور اس کی بھیجی سطر پڑھی

“Every door opens another door untill you’re on the right door”

"ایک دروازہ دوسرے دروازے کو کھولتا ہے جب تک کہ تم صحیح دروازے پر نہیں ہوتے"

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا، کیا مطلب ہوا اس کا؟ کیا یہ ایک دروازہ ہے جسے کھولنے کے بعد وہ دوسرے دروازے پر جائے گا؟ اسے حل کرنے کے بعد وہ دوسری پہیلی کی طرف جائے گا جب تک

کہ وہ وہاں تک پہنچ نہ جائے جہاں تک وہ اسے پہنچانا چاہتا ہے۔۔اس کے ذہن میں بہت کچھ چل رہا تھا مگر جواب ایک بھی نہیں تھا۔اس نے سکرین آف کی اور فون ایک طرف رکھ دیا، تکیہ سیٹ کیا اور لیٹ گیا مگر لیٹ جانے سے نیند کہاں آتی ہے؟

جس وقت اس کی آنکھ کھلی دوپہر کے دو بج چکے تھے۔وہ ہسپتال کے لباس میں تھی، دائیں ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی، ماتھے پر پٹی تھی اور بایاں بازو پٹی میں جکڑا اس کے پیٹ پر پڑا تھا۔اس نے ذرا سی آنکھیں کھولیں اور سب سے پہلے جو چیز دیکھی تھی وہ سامنے سفید دیوار تھی، اس نے گردن ہلائی اور اوپر کا سفید پنکھا اور سفید دیوار نظر آئی۔اسے سب دھندلا نظر آرہا تھا، اس نے پلکیں جھپکائیں اور منظر واضح ہونا شروع ہوئے۔ایک نرس اس کے پاس بیٹھی تھی جو اسے جاگا دیکھ کر اس کی طرف بڑھی، وہ اس کی ڈرپ چیک کر رہی تھی اور وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔کیا یہ کوئی خواب ہے؟ کیا وہ کوئی خواب تھا؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا موت نے اس کی حفاظت کی؟ اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو سر کی پچھلی طرف درد اٹھا، وہ ذرا سا اٹھی تو نرس نے پیچھے سے بیڈ کی پشت اوپر کر دی اور اسے آرام سے بٹھایا۔وہ پشت پر سر رکھے بس ساتھ کھڑی نرس کو گھور رہی تھی۔کمرے کی کھڑکی کھلی تھی اور وہاں سے روشنی اندر آرہی تھی۔اس کے لب پھڑپھڑائے، وہ دھیمی آواز میں بولی تھی "کیا میں بچ گئی؟" اس کی آنکھیں دھلی دھلی سی خالی خالی تھیں۔

نرس مسکرائی "آپ ٹھیک ہیں اور ہاسپٹل میں ہیں" وہ اس سے کچھ اور بھی کہہ رہی تھی مگر زوبیہ کی سماعت کام نہیں کی اور اس نے سر دوبارہ بیڈ کی پشت پر ٹکا لیا۔ نرس باہر چلی گئی۔ چند پل بیتے اور کمرے کا دروازہ کھلا، اس نے ذرا سی گردن موڑ کر اسے دیکھا، وہ ہلکی نیلی جیکٹ اور اسی رنگ کی پینٹ میں ملبوس تھا، جیکٹ تلے سفید رنگ کی گول گلے والی شرٹ تھی اور وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف آیا۔ زوبیہ کا تنفس بڑھ گیا، دھڑکن تیز ہوئی، ہاتھ ٹھنڈے پڑنے لگے تھے اور جیسے ہی ذرا سا اس کے بیڈ کے پاس آیا وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی

"پلیز۔۔ پلیز۔۔ مجھے وہاں نہیں جانا" وہ رونے لگی تھی۔ ہریرہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا

"میں وہاں نہیں رہنا چاہتی۔ اللہ کا واسطہ ہے مجھے چھوڑ دو، میرے پیچھے مت آؤ، میں نے وہاں نہیں جانا۔۔ پلیز" وہ چلانے لگی تھی، اس نے ہریرہ کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے

"زوبیہ۔۔" وہ ذرا سا قریب آیا تو وہ پھر سے چلائی

"مجھے ہاتھ مت لگاؤ" وہ پیچھے ہٹتی جا رہی تھی، لڑکے کو لگا کہ اگر وہ ذرا سا قریب گیا تو وہ پیچھے گر جائے گی "مجھے ہاتھ مت لگاؤ، مجھے نہیں جانا وہاں۔۔ میں وہاں نہیں جاؤں گی" شور سن کر نرس اندر آ گئی تھی، وہ بس صدمے اور شاک و حیرت کے ملے جلے جذبات لیے اسے دیکھ رہا تھا، وہ بار بار اسے دیکھتی اور چلانے لگتی۔۔ نرس نے اسے وہاں سے بھیج دیا۔ وہ کافی دیر تک روتی رہی، پھر پاس کھڑی

نرس نے نیند آور انجیکشن لگایا تو وہ خاموش اور پر سکون ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ نیند نے اسے آ گھیرا۔

وہ سو گئی تو خاموشی ہو گئی، لڑکے نے ذرا سا دروازہ کھولا اور اسے دیکھا، وہ پہلے سے بہت کمزور ہو گئی تھی، رنگت زرد ہو چکی تھی۔ چہرے پر بہت سے نیل تھے، وہ اسے دیکھتا رہا، دل کا درد بڑھتا رہا۔۔ پھر تھوک نگلا اور وہاں سے چلا گیا۔ مغرب کے بعد اس کا باپ اس کے ساتھ کھڑا تھا، ساتھ ایک انسپیکٹر تھا اور وہ اس سے اس کا بیان ریکارڈ کرنے آئے تھے مگر وہ کچھ بھی نہ بولی۔ بس انھیں دیکھتی رہی اور وہ چلے گئے۔ اس کا باپ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے نم آنکھوں سے کچھ بولے جا رہا تھا۔ پھر رونے لگا اور اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے کنپٹی پر پھسلتے کان کی طرف سفر کر رہے تھے

"زوبی۔۔ میرا بچہ۔۔ میں نے تمھیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا" زوبیہ کی زبان میں حرکت آئی تھی

"آپ نے مجھے وہاں نہیں ڈھونڈا بابا جہاں مرد اپنی من چاہی عورتوں کو لاش بننے چھوڑ جاتے ہیں" اس کی آواز دھیمی تھی

"زوبی۔۔" وہ اس کے قریب آئے اور اس کی گالوں پر بہتے آنسو صاف کیے "مجھے بتاؤ۔۔ کسی نے اغوا کیا تھا تمھیں؟ کسی نے مارنے کی کوشش کی تھی؟" وہ اس سے پوچھ رہے تھے اور وہ گلابی آنکھیں لیے انھیں دیکھ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں اغوا نہیں ہوئی تھی اپنی مرضی سے گئی تھی، مجھے مارا نہیں گیا تھا میں جہاں تھی وہاں زندگی بہت قیمتی تھی" پھر خاموش ہوئی "بابا! آپ کو پتہ ہے سب سے خطرناک جانور کون سا ہے؟" وہ بس سے دیکھے جا رہے تھے "میں بتاتی ہوں۔۔انسان"

آنسو پھر سے بہنے لگے تھے "جن بیٹیوں کے باپ انھیں محبت نہیں دیتے نا وہ اسی طرح ذلیل ہوتی ہیں، جن بیٹیوں کو باپ کی محبت نہیں ملتی نا وہ باہر کے مردوں سے وہ محبت مانگتی ہیں جو انھیں ان کے باپ سے ملنی چاہیئے۔۔جب وہ باہر کے مردوں سے گھر کے مردوں والی محبت مانگتی ہیں تو وہ بھکاری بن جاتی ہیں، وہ بھکاری جس کے منہ پر جوتا بھی پڑتا ہے تھوکا بھی جاتا ہے مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا، اسے اپنی عزت اپنے وقار اپنی زندگی ہر شے سے اوپر محبت لگتی ہے، وہ محبت جو اسے اپنے باپ سے نہیں ملتی، وہ محبت جو وہ بھیک میں مانگتی ہے" اس کی ناک سرخ ہو چکی تھی، آنکھوں سے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے، پلکیں گیلی تھیں اور آنکھیں گلابی۔

"زوبی۔۔" ان کے لیے آج الفاظ کم پڑ گئے تھے۔وہ کیا بولتے

وہ اٹھے اور اس کے ساتھ آ بیٹھے، اسے اپنے سینے سے لگائے کافی دیر اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے اس کا سر تھپکتے رہے۔

المیہ یہ ہے کہ جس سے مسئلہ ہو گا اسے نہیں بتائیں گے باقی سب کو بتاتے پھریں گے۔خامی تو ہر انسان ہر رشتے میں ہوتی ہے مگر ہم وہ خامی دل میں دبائے خود کو خود ہی ہرٹ کرتے رہتے ہیں اور

اگلے کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ جس سے ہمیں مسئلہ ہوا گر ہم اسے جا کر بتادیں تو ہمارے آدھے مسئلہ یوں ہی حل ہو جائیں۔ ہمارا دل بھی ہرٹ ہونے سے بچے گا اور رشتے بھی

وہ رو رہی تھی، اپنے باپ کے سینے میں منہ چھپائے وہ سسکیاں لے رہی تھی

"بابا مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیئے۔ مجھے دولت اور سٹیٹس نہیں چاہیئے، مجھے آپ کی اٹینشن چاہیئے۔۔ مجھے آپ کی محبت چاہیئے، آئی مس یو موردین اینی تھنگ" وہ روتی جا رہی تھی اور کہتی جا رہی تھی "بابا" اس نے نم سانس اندر کھینچی "باپ تو ہوم ہوتا ہے، شیلٹر اور مسئلوں کا حل ہوتا ہے۔ میرا دل نہیں کرتا گھر جانے کو، میرا دل کرتا ہے کہ آپ بھی مجھ سے میری چھوٹی چھوٹی باتیں پوچھیں، مجھ سے پوچھیں کہ زوبی تمھیں کیا ہوا ہے، تمھیں کیا چیز ڈسٹرب کر رہی ہے، تمھیں کھانے میں کیا پسند ہے، تم گھر پر کیا کرتی رہتی ہو، تمھارے دوست کون ہیں کیسے ہیں؟ میرے مسئلے آپ حل کریں، میرے آنسو آپ صاف کریں۔۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے بابا، مجھے بس آپ سے آپ کی اٹینشن چاہیئے"

کافی دیر رونے کے بعد وہ چپ ہو گئی تھی، اب بس پلکیں جھپکاتی باپ کے سینے سے سر لگائے وہ کھڑکی کو گھور رہی تھی جہاں سے پتہ چل رہا تھا کہ باہر رات ہے۔

"زوبی۔۔" بھاری گھمبیر آواز "بیٹے کیا کھاؤ گی؟"

وہ کچھ بھی نہیں بولی، رونے کے بعد اسے اب نیند آرہی تھی۔۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔اب ہر طرف سکون تھا اور نیند کی وادی میں اترتی چلی گئی

دور ایک جگہ پر ایک ڈھابے کے باہر لکڑیاں جل رہی تھیں۔آگ کے شعلے اٹھتے اور بجھ جاتے۔ سامنے ایک شخص بیٹھا آگ کو گھور رہا تھا،اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔اس کے ساتھ دوسرا شخص آ بیٹھا اور چائے کا کپ تھمایا مگر اس نے گردن نفی میں ہلا دی

"پی لو۔۔مجنوں بننے سے کچھ نہیں ہوتا"

لڑکے نے چائے کا کپ لے لیا،اب وہ چائے کو گھور رہا تھا

"حذیفہ۔۔وہ تمھیں کہاں ملی تھیں؟" وہ اب آگ کو گھور رہا تھا

"میں انڈے دودھ لے کر تم پر لعنت بھیج رہا تھا، گاڑی میں بیٹھا اور آگے بڑھنے لگا کہ وہ فٹ پاتھ پر بیٹھی نظر آئی تھیں" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"ان کی یہ حالت کیسے ہوئی؟" چائے سے بھاپ نکل رہی تھی، حرارت سے اس کے گال گلابی ہو چکے تھے

"وہ جب ملی تھیں ایسی ہی تھیں،ان کے سر سے خون نکل رہا تھا،ان کے بازو پر رگڑیں لگی تھیں اور وہ سر جھکائے رو رہی تھیں۔میں نے انھیں بلایا تو وہ اور رونے لگیں، مجھے کہتیں کہ میں انھیں بخش

دوں اور پتہ نہیں کیا کیا کہے جا رہی تھیں۔۔مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا، پھر میں نے تمھیں کال کی اور تم ٹپک پڑے "اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

ہریرہ نے ایک سانس خارج کی "مجھے دیکھ کر بھی انھوں نے ایسے ہی ری ایکٹ کیا ہے۔حالانکہ میں بہت دور تھا مگر وہ کہے جا رہی تھیں کہ ہاتھ مت لگانا، ہاتھ نہ لگاؤ، انھیں چھوڑ دوں "اس نے حذیفہ کو دیکھا "ان کی آنکھوں میں ڈر تھا، خوف تھا۔مجھے سمجھ نہیں آیا کہ انھیں کیا کہوں، کیا پوچھوں؟"

وہ خاموش ہو گیا

"کیا وہ اغوا ہوئی تھیں؟"وہ کچھ سوچ رہا تھا

ہریرہ نے شانے اچکائے "پتہ نہیں۔۔کچھ ایسا ہوا ہے جو بہت برا ہے، ان کی خالی آنکھیں اڑی ہوئی رنگت اوپر سے وہ جس حالت میں یہاں آئی ہیں۔۔کچھ ٹھیک نہیں ہے "اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا

"شاید۔۔تم کل پھر جانا "اس نے ہریرہ کو دیکھا "ان سے حال چال پوچھ لینا، نارمل ہو گئی ہوں گی"

وہ سر جھکائے بیٹھا تھا "پتہ نہیں۔۔اگر مجھے دیکھ کر وہ پھر ہائپر ہو گئیں تو؟"اس نے حذیفہ کو دیکھا

"تم نا پہلے پھول بھیجنا، اگر وہ نارمل رہیں تو پھر خود مل لینا "اس نے صرف مشورہ دیا تھا

"وہ مجھے کیوں bother کریں گی؟ان کو کیا پتہ میں ان کے بارے میں کیا سوچتا ہوں؟"وہ اداس ہوا تھا، آگ مزید تپش پیدا کر رہی تھی

حذیفہ نے سانس خارج کی "یار! پتہ چل جاتا ہے انسان کو۔۔تم دیکھنا انھیں پتہ ہو گا کہ تم انھیں چاہتے ہو"

ہریرہ نے اسے دیکھا "زیادہ سیانے نہیں ہو گئے تم؟"

"بچپن سے ہی تھا، تم جب سے ملے ہو تب سے دماغ کی مت بجی ہے "اس نے سر جھٹکا اور اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لے لیا "تم بھابھی کو یاد کرو، چائے میں پی لیتا ہوں۔۔ستر روپے لگے ہیں میرے "اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

اس کے دل میں عجیب عجیب سے خیال پیدا ہو رہے تھے، اگر مگر زیادہ کام خراب کر رہا تھا۔۔اس نے سر جھٹکا اور سوچ کو بدلنا چاہا مگر یہ آسان نہ تھا

وہ صبح اٹھی تو ساتھ میز پر ہلکے گلابی گلاب پڑے تھے۔ساتھ ایک سفید کارڈ تھا، اس نے ہاتھ بڑھا کر کارڈ پکڑا اور اوپر لکھی تحریر دیکھی

"گیٹ ویل سون، ہریرہ "اس نے پڑھا اور کارڈ ایک طرف رکھ دیا۔وہ جب سے ہوش میں آئی تھی وہ ایک بار بھی اس سے ملنے نہیں آیا تھا۔اس نے اسے ایک بار کہہ دیا کہ وہ چلا جائے اور وہ چلا گیا۔ پھولوں کی خوشبو ارد گرد پھیل چکی تھی۔اس نے سر بیڈ کی پشت پر ٹکا لیا۔وہ تھک چکی تھی، حالانکہ وہ بہت سوئی تھی مگر نیند ابھی بھی آ رہی تھی۔دفعتاً کمرے میں نرس آئی اور اسے مسکرا کر دیکھا

"آپ کیسا محسوس کر رہی ہیں؟ "وہ اس کے ساتھ کھڑی تھی

"اچھی ہوں" دھیما سا مسکرائی

پھر پھولوں کو دیکھا "یہ وہ لڑکا دے کر گیا ہے جو اس دن آیا تھا" وہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی

"ہوں" وہ ذرا سا آگے کو سرکی اور جمائی لی۔

"وہ آپ کا کیا لگتا ہے؟" اگلا سوال

زوبیہ نے اسے دیکھا، وہ اس سے یہ سوال کیوں کر رہی تھی۔ پھر بولی تو صرف اتنا ہی "جاننے والا ہے"

نرس نے سر ہلایا "ایک بار صبح فجر کے بعد آیا تھا اور ایک بار آدھے گھنٹے پہلے" نرس اب بھی اسے گھور رہی تھی جیسے کچھ تلاش کر رہی ہو

"اچھا؟ میں سوئی تھی" اسے اندر ہی اندر شرمندگی ہوئی تھی کہ ابھی وہ اسے کوس رہی تھی کہ وہ نہیں آیا مگر وہ آئے نہ آئے زوبیہ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیئے تھا۔

مرد ذات کا سوچ کر ہی اس کا دل کانپ اٹھتا تھا، اس نے سارے خیالات جھٹکے اور پھر سامنے دیوار کو دیکھنے لگی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک شخص اندر داخل ہوا۔ اس نے گول گلے والی سفید رنگ کی شرٹ اور جینز پہن رکھی تھی، اوپر لمبا کوٹ تھا۔ وہ اس شخص کو دیکھ کر مسکرائی، پھر اٹھ بیٹھنے کی کوشش کی۔

"بابا۔۔ آپ کہاں تھے؟"

وہ مسکرائے اور ساتھ ایک ہاٹ پاٹ میز پر رکھا۔اسے کھولا اور اندر سے بھاپ اڑی،وہ اب چھوٹی پیالی میں سوپ ڈال رہے تھے

"تمھارے لیے ناشتہ لینے گیا تھا،سوپ بنتے دیر ہو گئی۔۔میں یہی سوچ رہا تھا کہ تم اٹھ گئی ہو گی" انھوں نے سوپ میں چمچ ہلایا اور پھر سوپ سے بھرا چمچ اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھایا۔اس نے مسکرا کر سوپ پیا اور پھر آگے ہو کر بیٹھ گئی،ان کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ہاتھوں میں لیا" یہ خواب لگتا ہے"

اس کی آنکھوں کی چمک،اس کی مسکراہٹ۔انھوں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"زوبی۔۔میں نے تمھیں کبھی اگنور نہیں کیا تھا۔میں بس یہ چاہتا تھا میری بیٹی کو دنیا کی ہر شے ملے، تمھاری ماں نہیں ہے،میں چاہتا تھا کہ تمھیں کسی چیز کی کمی نہ ہو۔۔میں دنیا کی ہر شے تمھارے قدموں میں لا کر رکھوں۔۔اچھا لائف اسٹائل،اچھی ایجوکیشن،اچھا سٹیٹس میں نے سب تمھیں دیا مگر بھول گیا کہ اولاد کے دل آباد ماں باپ کی محبت سے ہوتے ہیں۔میں نے تمھارا گھر آباد کرنا چاہا اور تمھارا دل ویران کر دیا" انھوں نے ایک سانس خارج کی "کیا وقت پلٹ نہیں سکتا؟" انھوں نے اس لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھیں نم تھیں،جس کی آنکھیں اور ناک ان سے ملتا تھا۔اس نے ہاتھ کی ہتھیلی سے سختی سے آنکھیں صاف کیں۔

"سوپ پلائیں نا۔۔اچھا بنا ہے" وہ مسکرائی تھی

اس کا باپ بھی مسکرایااور چمچ بھر کر سوپ اس کی طرف بڑھایا۔

وہ اب باتیں کرتی سوپ پی رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد سوپ کا پیالہ خالی تھا۔اس نے ایک سانس خارج کی "ہم گھر کب جائیں گے ؟"

وہ مسکرادیے،ابھی کل تک اس کا گھر جانے کو دل نہیں تھا۔آج اس کا باپ "باپ" بنا تھا تو وہ گھر جانے کو تیار تھی۔گھر کو گھر کون بناتا ہے ؟گھر کو گھر ماں باپ بہن بھائی اور ان کی محبت بناتی ہے۔

جس جگہ محبت اور خلوص نہیں وہ جگہ کچھ بھی ہو سکتی ہے گھر نہیں ہو سکتا

انھوں نے گلا کھنکھارا "زوبی۔۔بیٹے پولیس بیان لینا چاہ رہی ہے" وہ سنجیدہ ہوئے تھے

زوبیہ کے چہرے کی جوت بجھ گئی،اسے وہی جگہ پھر سے یاد آئی،کیا دماغ کا وہ حصہ نکلوا نہیں سکتے جو ہماری بری یادداشت بناتا ہے۔اگر ایسا ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا،بھول جانا کتنی بڑی نعمت ہے۔

اس کے لب پھڑپھڑائے،آواز گلے میں ہی رہ گئی اور اس نے تھوک نگلا۔۔حسان اس کے سامنے سے اٹھے اور اس کے ساتھ جا بیٹھے،پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "زوبی۔۔پینک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔تم نہیں بتانا چاہتی اٹس اوکے۔۔ہم کسی اور دن بات کر لیں گے،ریلیکس"

زوبیہ نے گلابی آنکھوں سے انھیں دیکھا،آنسو گال پر پھسلنے لگے مگر وہ مسکرائی

"میں زندان توڑ آئی ہوں بابا"

وہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہے تھے، سانس روکے دھڑکتے دل کے ساتھ۔۔اس نے اپنے باپ کے نرم گرم ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا"اس زوبیہ کو قید خانے نے بدل دیا ہے جو ڈرتی تھی، زوبیہ اب مقابلہ کرتی ہے اور آزاد رہتی ہے"

انھیں ابھی بھی کچھ سمجھ نہیں آیا، وہ کیسی باتیں کر رہی تھی، وہ کیا کہہ رہی تھی سب ان کی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔اس نے اپنے باپ کا ہاتھ زور سے تھاما" بابا۔۔میں۔۔"ایک تھوک نگلا اور اس شخص کی آنکھوں میں دیکھا جس کے پہلو میں اسے قرار آیا تھا"شاہان مجھے چند لاکھ کے بدلے بیچ آیا تھا"اس کی آواز کانپی تھی، چہرے کا رنگ یک دم زرد ہوا تھا"وہ مجھے ریڈ لائٹ ایریا کی زینت بننے چھوڑ گیا تھا، وہ مجھے پھینک گیا تھا کہ میں مکھی بن کر گند کا ڈھیر بن جاؤں مگر نہیں، جنھوں نے آزادی کے دن دیکھے ہوتے ہیں نا انھیں قید کبھی گھر نہیں لگتی۔۔میں وہ قید خانہ توڑ کر آئی ہوں، میں موت کو محافظ بنا کر آئی ہوں"اس نے اپنا سر باپ کے سینے سے لگایا، وہ ان کے دل کی دھڑکن سن رہی تھی، تیز دھڑکن۔۔زوبیہ کے ہاتھ پر آنسو کے قطرے گرے تھے، نہیں! وہ اس کے آنسو نہیں تھے، اس نے سر اٹھایا اور ان کو دیکھا، گلابی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر ان کے آنسو صاف کیے، پھر دوبارہ ان کے سینے سے سر لگا لیا

"میں لاہور نہیں رہنا چاہتی۔۔میں روشنیوں کے شہر چلی جاؤں گی۔۔بابا میں لندن چلی جاؤں گی"

اس نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔انھوں نے سختی سے لب بھینچ لیے، کنپٹی کی رگ تک واضح ہوئی۔۔

مگر زوبیہ نے ان کا ہاتھ پکڑے رکھا۔۔قید اب شاہان کے مقدر میں لکھی جاچکی تھی

ظہر کے ذرا بعد سورج کا سفر مغرب کی طرف شروع ہوا تھا۔سفید سرمئی بنگلے میں خاموشی تھی۔

لائبریری میں کھڑا شخص اپنی کتابیں سیٹ کر رہا تھا۔اس کے ارد گرد کتابوں کے ریکس جمع تھے، وہ اٹھا کر ان کا نام پڑھتا اور پھر ان کی مطلوبہ جگہ پر رکھ دیتا۔شیلفس خالی تھیں ایسے جیسے آج صاف ہوئی ہوں۔اس نے ایک کتاب کا نام پڑھا اور اسے سامنے والی شیلف میں کتابوں کے ساتھ گھسا دیا۔

اس سے چند قدم کے فاصلے پر ایک چھوٹی لڑکی صوفے پر اپنا سامان بکھیرے بیٹھی تھی۔اس کے سامنے اس کا بیوٹی باکس کھلا تھا، لپ سٹک، بلش آن، آئی لائنر، ٹنٹ، مسکارا اور نیل پالش۔اس کے ہاتھ میں سپونج تھا جس پر وہ فیس پاؤڈر لگا کر اپنے گالوں پر لگا رہی تھی۔ساتھ ایک چھوٹا تقریباً ہاتھ سے بڑا ایک گہری بھوری لکڑی والا ڈبہ کھلا تھا جس کے اندر کچھ تھا مگر وہ ابھی خالی تھا۔دراز قد کھڑکی کھلی تھی اور روشنی چھن کر اندر آتی میز پر گر رہی تھی۔اس نے فیس پاؤڈر لگایا اور ہاتھ میں پکڑا آئینہ اپنے چہرے کے سامنے کیا، پھر مسکرائی مگر پیچھے سے آتی روشنی آئینے سے ٹکرائی تو کچھ ابھرا تھا۔۔

لڑکی نے بھنویں بھینچ لیں اور آئینے کو ذرا سا ترچھا کیا تو ابھری ہوئی چیز غائب ہوگئی۔اس نے نظر انداز کیا اور ٹنٹ پکڑا، پھر دائیں بائیں اپنے گالوں پر لگایا اور آئینے میں دیکھتی اسے اچھے سے اپنے

گالوں پر ہاتھ سے لگا رہی تھی۔روشنی پھر سے ٹکرائی اور پھر سے کچھ ابھرا تھا۔اس نے بھنویں بھینچ لیں اور آئینے کو دائیں بائیں ترچھا کر کے دیکھا،چند لمحوں کے لیے کچھ ابھرتا اور پھر غائب ہو جاتا۔اس نے عاجز آ کر ہاتھ میں پکڑا اٹنٹ صوفے پر رکھا اور آئینہ ہاتھ میں لیے بک شیلفس کی طرف بڑھی۔

"مون" وہ اس کے دائیں جانب کھڑی تھی اور وہ کتابیں آگے پیچھے کر رہا تھا

"جی" اس نے لڑکی کو سر جھکا کر دیکھا اور مسکرایا

"یہ دیکھیں" اس نے آئنیہ اس کی طرف بڑھایا "یہ خراب ہو گیا ہے" وہ منہ بنا کر کھڑی تھی اس نے اس کے ہاتھ سے بیضوی شکل والا آئینہ لے لیا اور آگے پیچھے موڑ کر دیکھا "یہ تو ٹھیک ہے آرا،ابھی بالکل نیو ہے"

مامون پاس کھڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کا منہ بنا ہوا تھا

"نہیں نا" اس نے مامون کے ہاتھ سے آئینہ لیا اور اسے ذرا سا ترچھا کیا تو کچھ بھی نہیں ابھرا،اس نے مامون کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لیے صوفے تک آئی۔۔پھر اسے ساتھ بٹھایا اور اب وہ آئینہ نیچے جڑے ہینڈل سے دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے ترچھا کر کے اسے دکھا رہی تھی

"مون۔۔یہاں پر کچھ تھا۔۔جب لائٹ پڑ رہی تھی تو وہ نظر آیا تھا" اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اپنی بات کیسے بیان کرے

"کہاں بیٹا۔۔مجھے کچھ نظر نہیں آیا"اس نے آرا کے ہاتھ سے آئینہ لیااور اس کا رخ ترچھا کر کے روشنی کی طرف کیا،اس نے جیسے ہی اسے ذرا سا دائیں موڑا وہاں کچھ ابھرا ہوا نظر آیا

"دیکھا۔۔میں نے کہا تھا نا"وہ پرجوش ہوتی مسکرائی تھی اور مامون کے ساتھ بیٹھ گئی

وہاں کچھ لکھا تھا بالکل ایسے جیسے سکریچ پڑے ہوں،جیسے کسی نے کچھ کریدا ہو۔۔مامون نے اسے دوبارہ روشنی کی طرف کر کے ترچھا کیا تو وہ الفاظ واضح ہوئے۔۔کسی نے بہت مہارت سے لکھے تھے۔۔مامون نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس پر لکھے الفاظ پڑھے

"As important as pituitary gland"

اس نے آئینے کا رخ ذرا سا موڑا اور الفاظ غائب۔اس نے پھر سے ترچھا کیا تو الفاظ ابھر رہے تھے۔

اسے ایسے بنایا گیا تھا کہ ایک خاص اینگل پر جب بھی روشنی آئینے سے ٹکرائے گی تو ایک مخصوص جگہ پر لکھے الفاظ واضح ہوں گے۔اسے کچھ سمجھ نہیں آیا،یہ کیا ہے؟کوئی ہنٹ؟کوئی جواب؟کوئی اشارہ؟

"آرا۔۔آپ کو یہ کہاں سے ملا؟"وہ گردن موڑے ساتھ بیٹھی لڑکی سے پوچھ رہا تھا جس کے ہاتھ میں ہلکی گلابی لپ سٹک تھی

"یہ مجھے گفٹ دیا تھا"اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

"کس نے؟"اس کے ابرو ذرا سا تن گئے

"پتہ نہیں"اس نے شانے اچکائے"یہ باقی سب گفٹس کے ساتھ تھا"اس نے ساتھ پڑا لکڑی کا گہرا بھوراڈبہ اٹھایااور مامون کو دیا"یہ اس میں تھا"

اس نے آئینہ ایک طرف رکھااور ڈبہ ہاتھ میں پکڑا،وہ لکڑی کا ڈبہ تھا جس کے اندر کیس گہرے نیلے رنگ کا بنا تھا،اندر بیضوی شکل کا آئینہ تھا(وہی جو ابھی مامون کے ہاتھ میں تھا)جسے پکڑنے کے لیے نیچے ذرا سا ہینڈل تھا،آئینے کے گرد لوہے کا کام ہوا تھا،لوہے کا ڈیزائن تھا جس میں آئینے کو فٹ کیا گیا تھا،لوہے پر گولڈن رنگ کیا گیا تھا۔اس نے ڈبے کو بند کیااور اس کی سطح کو چھوا۔پھر اسے پلٹااور اب مامون کے سامنے اس کی نچلی سطح تھی جس پر ایک "بھیڑیا" بنا تھا۔لکڑی کو کرید کر بڑی مہارت سے بنایا گیا بھیڑیا

اس نے سانس خارج کی"اوہ۔۔تو یہ پہلا دروازہ تھا جس کی طرف تم نے اشارہ کیا تھا،نائس!"

مامون نے ساتھ پڑا آئینہ پکڑااور اسے سامنے سے آتی روشنی کی طرف کیا،ذرا سا ترچھا کیااور روشنی ایک خاص اینگل پر پڑی اور وہاں وہ الفاظ دوبارہ ابھرے

“As important as pituitary gland”

وہ ابھی بھی انھیں ہی دیکھ رہا تھا"کیا مطلب ہوا اس کا؟اتنا اہم جتنا کہ پیچوٹری گلینڈ"

اس نے آئینہ آرا کو واپس دے دیا"اسے آپ نے گمانا نہیں ہے"

اس نے سر اوپر نیچے اثبات میں ہلایا۔اس کے ہاتھ میں ابھی بھی لکڑی کا ڈبہ تھا،وہ ڈبہ جس کی نچلی سطح پر بھیڑیا بنا تھا۔مامون کا دماغ مسلسل اس پہیلی کو سوچ رہا تھا،اس کا جواب کیا ہو سکتا تھا؟

ہسپتال کے اس کمرے میں لڑکی خاموشی سے بستر پر لیٹی تھی۔آج اسے ڈسچارج ہو جانا تھا،وہ بس اپنے باپ کا انتظار کر رہی تھی۔ہاتھ سے ڈرپ اتر چکی تھی،بال کھلے تھے جو کہ پیچھے پشت پر گرے تھے۔باہر سائے لمبے ہونے لگے تھے،دفعتاً دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا۔آنے والے نے آتے ہی گردن اٹھائی اور اسے دیکھا۔وہ گردن موڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔سیاہ جینز،سفید گول گلے والی شرٹ اور اوپر سیاہ جیکٹ،لڑکے نے تھوک نگلا اور اسے دیکھا۔پاس اس کا گلابی پھولوں والا گلدستہ پڑا تھا۔اسے آتا دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی،ہتھیلیاں بیڈ پر رکھے وہ پیچھے کو ہٹی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی،بال کندھوں سے نیچے تک آ رہے تھے۔اندر آنے والا دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا،دل بے اختیار دھڑک رہا تھا

"آپ لیٹی رہیں" اسے ڈر تھا کہ وہ کہیں پھر سے اس دن والا ردعمل نہ دے،اسی لیے وہ دروازے کے پاس ہی تھا

"نہیں۔۔میں ٹھیک ہوں" گردن سے نیچے اس کی بیوٹی بون واضح ہو رہی تھی،وہ کمزور ہو گئی تھی مگر وہ پہلے جیسی ہی تھی،سیاہ بڑی آنکھوں والی معصوم سی۔

وہ ذرا سا آگے آیا"میں پہلے بھی آیا تھا مگر آپ سو رہی تھیں" اس نے بات شروع کی

"مجھے پتہ ہے" وہ سانس لے رہی تھی مگر اندر کچھ تھا تو ہلچل مچا رہا تھا، اس کے ہاتھ گرم تھے مگر ٹھنڈے ہونے لگے تھے

اس سے پہلے کہ ہریرہ کچھ بولتا وہ خود ہی بول پڑی "تم یہاں کیوں آتے ہو؟" اس نے گلے میں جیسے کچھ اٹکا تھا، جیسے آنسو جیسے آواز

"میں۔۔ میں آپ کو دیکھنے آتا ہوں۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟" اسے نہیں سمجھ آیا کہ وہ کیا کہے۔ وہ ان سوالات کے لیے تیار ہو کر نہیں آیا تھا

"میں ٹھیک ہوں۔۔ تم نے مجھے دیکھ لیا میں ٹھیک ہوں" پھر تھوک نگلا "اور کچھ؟" ہاتھوں پر پسینہ آیا۔ اس کے سامنے ایک مرد کھڑا تھا اور اس کا جسم اس پر رد عمل دے رہا تھا

"زوبیہ۔۔" وہ کچھ کہنے والا تھا، کچھ پوچھنے والا تھا مگر زوبیہ نے ایک سانس خارج کی

"میں ٹھیک ہوں اور تم مجھے دیکھ چکے ہو۔۔ بار بار میرے لیے مت آیا کرو" اس کی آنکھیں ہلکی گلابی ہو رہی تھیں، تنفس ہلکا سا بڑھا تھا "مجھے اچھا نہیں لگتا" اس نے رخ پھیر لیا، بیڈ شیٹ مٹھی میں نوچ لی

ہریرہ کو سانس لینے میں دشواری ہوئی تھی، کوئی چیز اس کا گلا گھونٹ رہی تھی، اس نے لڑکی کی بے رخی اور اس کی مٹھی میں نوچی ہوئی چادر دیکھی، اس کا سینہ تنگ ہو رہا تھا، یہ شاید پہلے بھی اس کے ساتھ ہوا تھا، وقت کتنا ظالم ہے ناپلٹ پلٹ کر وار کر رہا تھا اور دل اس سے بڑا ظالم جسے اپنے قاتل پر

ذرا غصہ نہ آیا۔وہ الٹے قدم پیچھے ہٹا،ہاتھ دروازے کی ناب تک گیا،وہ اسے دیکھ رہا تھا،گلے میں بہت سے آنسو جمع تھے

"اوکے "وہ مسکرایا،کیا ستم تھا کہ اسے مسکرانا ہے۔

اس نے دروازہ کھولا اور باہر کی طرف بڑھا،دروازہ بند کیا اور پھر وہاں سے چلا گیا،وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر گیا تھا،ہاتھ کی ہتھیلیوں سے آنکھیں زور سے رگڑ کر صاف کیں۔۔دل عجب ضد لگائے بیٹھا تھا،اس نے اسے چپ کرایا اور ایک سانس خارج کی۔رکوع میں جھک کر ناک سے سانس اندر کھینچی اور جب سیدھا ہوا تو مسکرایا۔۔اس کی زندگی میں وہ دن نہیں آئے تھے،وہ کبھی کسی لڑکی سے نہیں ملا،اس کے گلے میں کبھی کیمرہ تھا ہی نہیں۔۔وہ قدم بڑھاتا جا رہا تھا اور دل مزید دھڑکتا جا رہا تھا،کوئی لڑکی اسے فٹ پاتھ پر نہیں ملی تھی اور نہ اس نے کسی کو پھول بھیجے تھے۔وہ ہمیشہ محبت کے معاملے میں محروم ہی رہا تھا،وہ ہمیشہ محبت کے معاملے میں بد قسمت تھا۔اس کا رخ سٹوڈیو کی طرف تھا۔اسے اپنے دل کا علاج کرنا تھا اور وہ علاج کے راستے پر تھا۔

ہاسپٹل میں لڑکی نے بیڈ کی پشت پر سر رکھا تھا،آنسو اس کی آنکھ سے نکلا اور کنپٹی پر پھسلا اور کان کی طرف گیا۔اس کے دل کو بھی کچھ ہوا تھا اور اس کچھ کو "درد "کہتے ہیں۔لڑکی نے اس کی سیاہ آنکھوں میں گلابی پن اترتا دیکھا تھا،وہ گلابی پن جو دل کے قتل پر آنکھوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

"وہ ایک مرد تھا باقی مردوں کی طرح "دماغ نے بولنا شروع کیا تھا

"ہاں مگر۔۔"دل نے ابھی بولنا شروع کیا تھا کہ دماغ برس پڑا

"کیا مگر۔۔ہاں؟ یہ سب ہی ایسے ہیں۔۔ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں،ذہنی مریض بنا دیتے ہیں"

دماغ دلیلیں دے رہا تھا

"مگر اس نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اگر میں ایسے ہی رہی تو ایک دن معذور ہو جاؤں گی اور میں نے اس کی بات نہیں مانی اور میں معذور ہو گئی"دل رو رہا تھا

مگر دماغ جابر تھا،جبر کر رہا تھا"وہ ایک مرد ہے"

"اس نے مجھے کہا تھا جو میرا ہے میرے پاس خود آئے گا مگر میں پھر بھی اس کے پیچھے بھاگی جو میرا نہیں تھا"دل اپنی ضد پر اڑا تھا

"وہ ایک مرد ہے"دماغ نے پھر یاد کرایا

"ہاں،وہ ایک مرد ہے مگر پھر بھی اس نے مجھے دوسرے مرد کی حقیقت بتائی تھی۔۔وہ ایک مرد ہی تو ہے"

اس نے نم سانس اندر کھینچی،دروازہ کھلا اور اس کا باپ اندر آیا،وہ آنسو پونچھ کر بیٹھ گئی۔اس کا باپ اسے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ مسکرا رہی تھی

رات کے اندھیرے نے ہر سو خاموشی طاری کی تھی۔ہر سو دھند کا بسیرا تھا۔آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی۔سیڑھیوں کے پاس کسی کا سامان پڑا تھا،بڑے بڑے اٹیچی کیس اور اوپر سے رانیہ اتر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رہی تھی۔اس کے پیچھے حاشر تھا جس کے دائیں بائیں ہاتھوں میں دو بڑے بڑے بیگ تھے۔لاؤنج خالی تھا،سب فرحت کے کمرے میں تھے۔بیڈ پر گلشن آرا بیٹھی تھیں اور ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹی رابیل،اس سے چند قدم کے فاصلے پر صوفے پر فرحت بیٹھی تھیں جن کی آنکھیں سرخ اور پپوٹے سوجھے تھے۔وہ دو دن میں ہی واپس آگئی تھیں۔ان کے ساتھ مینا بیٹھی تھی جو مسلسل انھیں کچھ کہے جا رہی تھی۔رابیل خاموش سی انھیں دیکھ رہی تھی

"امی بس کر دیں،آپ کیوں روتی ہیں ان کے لیے۔ایک نہ ایک دن تو یہ دن آنا ہی تھا"پھر خاموش ہو گئی اور ان کے کندھے پر سر رکھا

"اچھا چلیں بس کریں نا۔۔نہ روئیں"مینو نے ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا

کمرے کا دروازہ کھلا اور اشعر اندر آیا،ایک طرف ہیٹر چل رہا تھا اور وہ اس پر ہاتھ کیے انھیں گرم کر رہا تھا

"یہ باہر سامان کس کا پڑا ہے؟"اس نے دونوں ہاتھ ملتے پوچھا تھا

"حاشر بھائی جا رہے ہیں"مینا تپ کر بولی تھی

"کہاں؟"وہ آگے بڑھا اور بیڈ پر پڑی رضائی میں ٹانگیں گھسا لیں

"اپنی بیوی کے ساتھ۔۔اسے ہم اچھے نہیں لگتے اور وہ الگ رہنا چاہتی تھی،حاشر بھائی نے خواہش پوری کر دی"اس نے ساری داستان ایک ہی سانس میں سنا دی

"جا کہاں رہے ہیں؟ کوئی گھر رینٹ پر لیا ہے؟"

"نہیں۔۔رانیہ بی بی کے ابا اور ہمارے نامعلوم تایا جان نے دیا ہے، جو گھر انھوں نے رینٹ پر دیا تھا اب وہاں حاشر بھائی ڈھیٹ بن کر رہیں گے "اس نے منہ بسورا تھا

"مینو" رابیل نے اسے گھورا اور چپ رہنے کو کہا۔اس نے گول گول آنکھیں گھمائیں اور پھر صوفے کی پشت پر سر ٹکا لیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور حاشر اندر آیا، مینو نے دیکھا اور پھر منہ موڑ لیا، فرحت نے دیکھا تک نہیں۔۔ وہ اندر آیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا، ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے

"امی۔۔آپ کیوں روتی ہیں؟ میں ادھر چکر لگاتا رہوں گا"

وہ خاموش رہیں، سب انھیں ہی دیکھ رہے تھے۔کمرے میں خاموشی چھا گئی

"امی میں مجبور تھا، اوپر سے رانیہ۔۔وہ ضد لگا کر بیٹھی تھی۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اسے ٹینشن یا اس طرح کی کوئی پریشانی نہ ہونے دوں۔۔بچہ ہو جائے گا تو میں واپس آجاؤں گا"

انھوں نے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا" حاشر۔۔بڑا بیٹا تو باپ ہوتا ہے۔میں نے یا ہم نے کبھی رانیہ کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دی"

وہ خاموش رہا۔ پھر بولا تو صرف اتنا ہی "امی۔۔آپ کی غلطی نہیں ہے۔شروع سے ہی وہ مجھے الگ گھر کا کہتی تھی، میں ہی نظر انداز کرتا رہا ہوں۔۔اب اگر تایا ابو نے دے دیا ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے"

فرحت نے اسے دیکھا، الفاظ ختم تھے۔۔انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا گویا یہ اجازت تھی۔۔وہ اٹھا اور گلشن آرا کے پاس آیا، ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے اور ان سے پیار لے کر چلا گیا۔

وہ کمرے سے گیا تو مینا بول پڑی

"لوگ شادی کے بعد بیٹی رخصت کرتے ہیں ہم نے بیٹا رخصت کیا ہے" سر جھٹکا اور پھر لیٹ گئی۔

اشعر خاموشی سے سب کو گھور رہا تھا۔۔پھر گلا کھنکھارا

"رخصتی تو ہو گئی اب کھانا کیا ہے؟ پڑھ پڑھ کر میرا دماغ سوکھ گیا ہے۔۔کیا کچھ ملے گا؟" (تھا تو مینا کا بھائی ہی)

رابیل نے کروٹ بدلی اور اس کی ٹانگ پر چٹکی کاٹی، وہ ذرا سا کراہا اور پھر اسے دیکھا، اس نے ابرو سے اسے فرحت کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔وہ اٹھا اور ان کے ساتھ آ بیٹھا

"امی۔۔کیا ہو گیا ہے؟ میں تو ہوں نا، آپ تو ایسے رو رہی ہیں جیسے بس حاشر بھائی ہی آپ کے بیٹے ہیں میں تو کچھ ہوں ہی نہیں"

وہ خفا ہوا تھا، مینا نے اسے دیکھا اور دل میں دل میں سوچا "ہو گئی ایکٹنگ شروع" وہ ٹانگ ہلاتے اسے دیکھتی رہی

"بس کر دیں اب۔۔وہ تو چلے بھی گئے" اس نے ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا "آپ ایسا کریں میری شادی کرا دیں۔ایک اور بہو لے آئیں، گھر میں رونق لگی رہے گی اور آپ کا دل بھی لگ جائے گا"

اس نے تو اپنی طرف سے مشورہ دیا تھا، فرحت نے اسے گھورا اور پھر اس کے منہ پر ایک ہلکا سا تھپڑ رسید کیا۔وہ گال پر ہاتھ رکھے بس انھیں دیکھے گیا

"تاکہ ایک اور چڑیل میرے بیٹے کو لے اڑے"

وہ پہلے انھیں دیکھتا رہا اور پھر ہنس دیا "مطلب آپ بھی مانتی ہیں کہ رانیہ بھابھی چڑیل ہیں"

وہ مسکرائی تھیں، نم سانس اندر کھینچی۔اس نے فرحت کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"اچھا میری پیاری ماں۔۔کچھ کھانے کو لا دیں۔۔ایسے لگ رہا ہے پرسوں سے روزہ رکھا ہے" وہ منہ بنائے بولا تھا۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور رابیل اور رامین کو دیکھا

"تم دونوں کی روٹی بناؤں؟"

مینا نے ہاں میں سر ہلایا اور رابیل نے نفی میں

"ہاں کچھ کھانہ لے، غلطی سے کچھ لگ نہ جائے۔۔دو منٹ سے پہلے دونوں باہر آؤ نہیں تو حاشر کا غصہ تم دونوں پر اتاروں گی"

انھیں ڈانٹ کر وہ باہر چلی گئیں، مینا نے اشعر کے بازو پر ٹانگ ماری "میں کراؤں تمھاری شادی" اس نے گھور کر اسے دیکھا "رہنے دو۔۔اپنے جیسی ہی کوئی لاؤ گی" اس نے سر جھٹکا اور دوبارہ رضائی کی طرف بڑھا۔رابیل خاموشی سے انھیں دیکھتی رہی

سفید سرمئی بنگلہ روشن تھا۔پورے وقار سے کھڑا اندھیرے کا مقابلہ کر رہا تھا۔مامون کے کمرے میں بیڈ پر سینے کے بل لیٹا تیمور اس کی بات سن رہا تھا۔

"وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے؟ پہلے کہتا ہے کہ ایک دروازہ دوسرے دروازے کو کھولے گا جب تک کہ ہم صحیح دروازے پر نہ پہنچ جائیں۔۔یہ تو سمجھ آتا ہے کہ شاید دروازے سے مراد کوئی ہنٹ ہو، کوئی سوال ہو جس کو حل کریں اور آگے بڑھیں جب تک کہ ہم وہاں تک نہ پہنچ جائیں جہاں ہمیں پہنچنا ہے۔۔اب یہ پیچوٹری گلینڈ کو کہاں سے لے آیا ہے؟" مامون کھڑا بول رہا تھا اور وہاب کمر کے بل لیٹا چھت کو گھور رہا تھا

"میری بائیو اتنی اچھی نہیں ہے جتنی تمھاری ہے۔تم زیادہ جانتے ہو" اس نے ہاتھ اپنے سر تلے رکھ لیا

"اور تم" وہ آگے بڑھا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا "تم اسے جانتے ہو"

"اور میں بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک ذلیل انسان ہے، جاہل" اس نے سر جھٹکا

مامون نے سانس خارج کی "آرا کے گفٹس میں ہمارا ہنٹ تھا۔ واؤ! وہ پہلے سے تیاری کر کے بیٹھا تھا"

"تمھیں پتہ ہے ہمارے ہر پلان کی پلاننگ کون کرتا تھا؟" وہ سفید چھت کو گھور رہا تھا، کوری سفید چھت

"کون؟" مامون نے آنکھیں چھوٹی کر لیں

"زرار۔۔ کیڈٹ کالج سے بھاگنے سے لے کر جہانداد سکندر تک، ساری پلاننگ اس نے کی تھی اور تمھیں پتہ ہے وہ جیسا سوچتا تھا ویسا کرتا اور ویسا ہی ہوتا تھا، اس کی خاص بات یہ تھی کہ اس نے جس کو ٹیکل کرنا ہوتا تھا وہ اس کی طرح سوچتا تھا، وہ خود ایک شکاری تھا مگر شکار بن کر سوچتا تھا۔۔ وہ ایک ماسٹر پلانر ہے مامون۔۔ اس نے ہمیں یہ ہنٹ بھیجا ہے یقین کرو اس نے مامون اور تیمور بن کر سوچا ہے" وہ بول کر خاموش ہوا

"مطلب وہ جانتا ہے کہ میں میڈیکل میں اچھا ہوں اور تم تھرلر میں، ہم اس کا شکار ہیں تو اس نے ہماری طرح سوچا ہے" وہ کچھ سوچ رہا تھا مگر دیکھ تیمور کو رہا تھا "پیچوٹری گلینڈ، اس نے مامون بن کر سوچا ہے" مامون نے سر اثبات میں ہلایا۔

"مون" وہ بیٹھ گیا، ایک ٹانگ فولڈ کیے دوسری ٹانگ کا پاؤں نیچے کارپیٹ کو چھوتا ہوا "پیچوٹری گلینڈ کیا ہے؟"

مامون نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے "ماسٹر گلینڈ۔۔ایک ایسا ماسٹر گلینڈ جس پر بھی ایک ماسٹر ہے جو اسے کنٹرول کرتا ہے۔۔ پیچوٹری گلینڈ ہمارے جسم کے سارے ہارمونز کنٹرول کرتا ہے اور پیچوٹری گلینڈ کو ہائپو تھلامس (دماغ کا ایک حصہ)۔۔یہ مٹر کے دانے جتنا چھوٹا ہوتا ہے مگر یقین کرو سارے جسم کے ہارمونز کو کنٹرول کر کے رکھتا ہے" وہ کہہ کر خاموش ہو چکا تھا

"مطلب ماسٹر آف ماسٹر۔۔ایک ماسٹر ہے مگر دوسرا اس پر بھی ماسٹر " تیمور نے خلاصہ بتایا تھا

"ہاں"

"اور وہ کتنا اہم ہے؟"

"بہت اہم ہے۔ ہمارے جسم میں سارے ہارمونز تو اس کے انڈر ہیں۔ ذرا سی" اس نے انگشت شہادت کی پور پر انگوٹھے کا ناخن رکھ کر بلند کیا" ذرا سی اونچ نیچ ہو جائے تو کام خراب ہو جاتا ہے، سارا نظام اوپر نیچے۔ یہ ماسٹر اتنا اہم ہے"

تیمور نے پیچھے سے تکیہ پکڑا اور اپنا منہ اس میں دے دیا" کیا ہی اچھا ہوتا مجھے زرار ملا ہی نہ ہوتا مگر پھر میں کیڈٹ کالج سے کیسے بھاگتا؟" اس نے سر اٹھایا، مامون اسے گھور رہا تھا" اوکے۔۔اب ماسٹر ڈھونڈو کوئی۔۔ کیا کہتے ہیں۔۔" وہ سوچتے ہوئے بولا" پیچوٹری گلینڈ ماسٹر ہے نا"

مامون نے سانس خارج کی اور کنپٹی مسلی" تھوڑا وقت لگے گا، یہ جتنا آسان ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے لیکن میں یہ کر لوں گا"

"ہاں"اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی"مجھے نیند آرہی ہے"

"ہماری نیندیں اڑا کر تمھیں نیند آرہی ہے، گریٹ"اس نے ہاتھ اوپر کر کے اسے سراہا تھا

"تمھاری نیندیں تو میری جان کسی اور نے اڑائی ہوئی ہیں، ہم تو صرف بہانہ ہیں"وہ مسکراتے ہوئے اٹھا تھا۔

تیمور اس کی پشت پر تھا"کون؟"مامون نے ذرا سی گردن موڑ کر اسے دیکھا

"وہ۔۔"اس نے کان کے قریب جھکا"بھوری آنکھوں والی"

مامون نے منہ بسورا"فضول انسان"سر جھٹکا اور اٹھ کر اپنا تکیہ سیدھا کیا۔وہ چلا گیا تو اس نے لائٹ آف کی اور کمبل اوڑھے لیٹ گیا، دھیان اس کا ابھی بھی وہیں تھا

"پیچوٹری گلینڈ!"

تین دن بعد:

عصر کے بعد شام نارنجی مگر ٹھنڈی تھی کم از کم اس لڑکی کے لیے تو ٹھنڈی تھی جو بڑے سے باغ میں ایک میز کے گرد کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی، اس کے سامنے اس کی دوست تھی جو بولے جا رہی تھی۔ان کے سامنے کافی کپ پڑے تھے جن سے بھاپ اڑ رہی تھی۔

"یار! زوبی ہی از جسٹ امیزنگ۔۔مطلب ایک کیمرہ مین ہو کر وہ لڑکیوں کو اس نظر سے نہیں دیکھتا جس نظر سے ہمارے سو کالڈ ڈائریکٹر اور کیمرہ مین دیکھتے ہیں"لڑکی نے کافی کا گھونٹ بھرا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم جب سے یہاں بیٹھے ہیں تم بس اسی کی باتیں کر رہی ہو زویا" بالآخر زوبیہ بول پڑی

"ہاں نا۔۔دیکھو ذرا، خیر ہی ازاے مین۔۔ابھی ریسنٹلی تمھیں پتہ اس نے زائرہ کا فنکشن کور کیا ہے اور اس کی بہن ماڈل ہے یونو۔۔تو اب وہ ماڈل کا فوٹو شوٹ کر رہا ہے" اس نے پھر کافی کا گھونٹ بھرا وہ جتنا اس کے ذکر سے بچنا چاہ رہی تھی اس کی دوست اتنا اسے ڈسکس کر رہی تھی۔اس کے دل میں گلٹ تھا اور وہ بڑھتا جا رہا تھا۔گلٹ بڑھتا جائے تو قید بن جاتا ہے اور وہ قید کی عادی نہیں تھی۔

"اس میں ایسا کیا ہے جو باقی لڑکوں میں نہیں؟" زوبیہ اس سے ہوچھتے اپنے ناخن دیکھ رہی تھی جو نفاست سے کٹے تھے۔

"وہ تم نہیں آپ کہہ کر بلاتا ہے" اس کی دوست بولنا شروع ہوئی

(آپ ٹھیک ہیں؟ میں آپ کو دیکھنے آیا تھا؟ آپ اس سے محبت نہیں کرتیں، آپ اس ڈوپامین کی عادی ہیں جو آپ کو اس سے ملنے پر ملتی ہے)

"اس کی تعریف کریں تو وہ سر جھکا کر مسکرا دیتا ہے، باقی لڑکوں کی طرح سر نہیں چڑھتا نہ کسی چیز کا فلیکس مارتا ہے نہ کوئی فالتو کا ایٹیٹیوڈ دکھاتا ہے"

("یو آر جسٹ امیزنگ" وہ سر جھکائے مسکرا رہا تھا اور زوبیہ اسے دیکھ رہی تھی)

"تمھیں پتہ ہے میں نے سلام کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس نے پھر سر جھکا دیا اور کمبخت مسکراتا ہے تو اور بھی اچھا لگتا ہے"

(وہ نیچے گرا دیوار کے ساتھ لگا تھا اور زوبیہ نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھانا چاہا تھا مگر اس نے انکار کر دیا)

"اتنی ساری لڑکیاں ہوتی ہیں، وہ آتا ہے، شوٹ کرتا ہے اور چلا جاتا ہے"

(وہ برتھ ڈے پارٹی کا شوٹ کر کے درخت کے ساتھ کھڑا تھا، جانے کا منتظر۔۔اسے شاید نیند آ رہی تھی)

"مطلب پرفیکٹ ڈیفی نیشن آف اے مین" وہ ہنس دی۔

("تم نہ آیا کرو مجھے اچھا نہیں لگتا"

اس کی آنکھیں گلابی تھیں مگر وہ مسکرایا "اوکے" اور وہ چلا گیا)

زوبیہ نے ایک سانس لی اور کافی کپ منہ کو لگایا "ویل، ہریرہ نامہ ختم ہو گیا ہو تو اپنی بات کریں"

وہ مسکرائی "شیور" کافی کا گھونٹ بھرا "تم پچھلے ہفتے کہاں رہی؟"

زوبی کے دل کو کچھ ہوا تھا، شاید وہ دھڑکا تھا "میں۔۔بس ایسے ہی بزی" تھوک نگلا اور مسکرائی۔

"یار! مجھے یاد آیا" وہ سنجیدہ ہوئی "شاہان کو پولیس لے گئی، سنا ہے تمھارے بابا نے کوئی کیس کیا ہے اور اس پر تین چار ایف آئی آرز درج ہیں۔۔یہ کب ہوا زوبی؟"

زوبیہ نے شانے اچکائے "آئی ڈونٹ نو، میری بابا سے اس معاملے میں بات نہیں ہوئی۔۔اپنے اعمال کا خمیازہ ہر کوئی بھگتتا ہے، میں کیا کہہ سکتی ہوں" اس نے کافی کپ لبوں سے لگایا۔اس کے دل میں اس شخص کے نام سے کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی۔دل سے اترے ہوئے لوگ!

"ہوں"

بڑا سا گیٹ کھلا اور اندر سیاہ لینڈ کروزر داخل ہوئی، ملازم نے بڑھ کر دروازہ کھولا اور ایک شخص باہر نکلا۔اس کے بال ابھی تک سیاہ تھے، وہ مسکراتا ہوا باغ میں بڑھا تھا اور زوبیہ کو دیکھ کر مسکرا دیا۔پھر آگے بڑھا، وہ کھڑی ہوئی، اس شخص نے اپنا بازو اس کے کندھے کے گرد حمائل کیا اور اسے اپنے کندھے سے لگایا

"بابا۔۔کیسے ہیں آپ؟"

وہ مسکراتے ہوئے کچھ پوچھ رہے تھے، کچھ بتا رہے تھے۔کچھ شامیں کتنی حسین ہوتی ہیں نا۔۔

لائبریری میں عارفین، مامون اور تیمور تینوں بیٹھے تھے۔ان کے سامنے ان کے کافی کپ پڑے تھے جن سے بھاپ اڑ رہی تھی۔درمیان میں ایک کاغذ تھا جس پر مامون کی لکھائی میں بہت کچھ لکھا تھا۔ پچھلے تین دن سے اس نے کافی کچھ سوچا تھا اور کافی کچھ اس کاغذ پر بھی اتارا تھا۔۔وہ بولنا شروع ہوا

"سب سے پہلے اس نے پیچوٹری گلینڈ کا لفظ استعمال کیا ہے، ہماری پہیلی اس کے گرد گھوم رہی ہے۔ اس کے اہم ہونے کے گرد، اس کی اہمیت کے گرد" وہ دونوں سن رہے تھے

"پہلی بات تو یہ کہ چھوٹا سا ہے، جیسا کہ میں نے اس بھی بتایا تھا مٹر کے دانے جتنا یعنی اتنا چھوٹا" اس نے تیمور کو دیکھا پھر عافی کو

"اوکے۔۔آگے؟" بولنے والی عارفین تھی

"دوسری بات یہ کہ اس نے کہا ہے "ایس امپورٹنٹ "اتنا اہم، ہمیں لفظوں پر غور کرنا چاہیئے۔۔یہ کیوں اتنا اہم ہے ؟اسے ماسٹر گلینڈ کہتے ہیں اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے، پہلی بات تو یہ کہ یہ ہمارے جسم کے سارے ہارمونز کو کنڑول کرتا ہے، یعنی بہت سارے کاموں کا کنڑول اس کے ہاتھ میں ہے۔یہ چاہے تو روک دے چاہے تو کام ہو جائے۔یہ اتنا اہم ہے کہ اس میں ذرا سی گڑبڑ سے انسان کو بڑی بڑی بیماریوں کا سامنا کرتا پر سکتا ہے اور ان بیماریوں میں سے کچھ ایسی بھی ہیں جن پر دوائیاں بھی بہت کم اثر کرتی ہیں، دوسری طرف یہ کہ یہ صرف ماسٹر ہے، ہر ماسٹر کے سر پر ماسٹر ہوتا ہے اس کے سر پر بھی ہے جو اسے کنڑول کر رہا ہے "وہ خاموش ہوا

اب عارفین بولی تھی "یعنی وہ کسی ایسے کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو ماسٹر تو ہے مگر اس کے سر پر بھی ماسٹر ہے۔کوئی ایسا ہے جس کے کنڑول میں سب ہے مگر وہ بھی کسی کے کنڑول میں ہے"

"ہوں"

"اور ایسا کون ہے ؟" تیمور نے ابرو اٹھایا تھا

"کون ہے ؟" سوال مامون نے کیا تھا

اور اس سوال کا جواب تینوں کے پاس نہیں تھا۔

"یہ تم لوگ مامون بن کر سوچ رہے ہو، زرار بن کر سوچو۔۔اگر وہ مامون بن کر سوچ چکا ہے تو اس کا مطلب ہوا کہ اسے پتہ ہے کہ مامون کب کہاں کیا سوچے گا اور کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔۔پھر وہ زرار بنے گا اور اپنا کھیل کھیلے گا" بولنے والا تیمور تھا

سن روف کی دیواریں باہر کی بدلتی روشنی سے اندر کا ماحول بدل چکی تھیں۔اندر اندھیرا ہونے لگا تھا اور مامون نے بڑھ کر کمرے میں انرجی سیور آن کیے۔پھر صوفے پر آ بیٹھا،اپنا کافی کپ پکڑا اور منہ کو لگایا

"اب ہم زرار کی طرح کیا سوچیں؟" اس نے ابرو اٹھا کر مامون کو دیکھا

"جو ہو سکتا ہے وہ نہیں ہو سکتا اور جو نہیں ہو سکتا وہ ہو سکتا ہے" تیمور نے شانے اچکائے اور اپنا کافی کپ پکڑا

Clubb of Quality Content

عارفین بولنا شروع ہوئی "اوکے۔۔مطلب یہاں ہم ماسٹر کے پیچھے ہیں تو ماسٹر نامی کوئی چیز نہیں ہے۔جیسا ہم نے سوچا ہے ویسا کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ ابھی تک ہم نے وہ سوچا ہے جو ہو سکتا ہے،اب ہم وہ سوچیں گے جو نہیں ہو سکتا ہے" مامون نے کافی کپ پکڑا اور عارفین کی طرف بڑھایا،اس نے تھام لیا اور ایک گھونٹ بھرا

"پیچوٹری گلینڈ جتنا بھی ماسٹر ہو وہ ماسٹر آف ماسٹر نہیں ہو سکتا یعنی وہ اپنے سے اوپر والے کو کبھی اپنے نیچے نہیں رکھ سکتا۔۔دوسری بات یہ کہ یہ تب تک ری ایکٹ نہیں کرے گا جب تک کہ اپنے نیچے

لگے ہارمونز سے فیڈبیک نہ لے لے یعنی کہ یہ کہیں نہ کہیں نیچے والوں پر بھی ڈیپنڈنٹ ہے۔۔اس کے علاوہ یہ وہ گلینڈ ہے جو صرف آڈر دیتا ہے، کام باقی ہارمونز کرتے ہیں۔۔اس کا کام صرف حکم دینا ہے" مامون نے کافی کا گھونٹ بھرا

"کوئی ایسا انسان یا کوئی ایسی چیز ہے ہمارے آس پاس جو اس ساری سچویشنز پر پورا اترتا ہو؟ جس کو حکم لینا بھی ہے اور حکم دینا بھی ہے، جو اہم بھی ہے مگر اپنے نیچے والوں کے بغیر غیر اہم بھی ہے" عارفین چپ ہوئی اور کافی کا گھونٹ بھرا۔

"عافی تم نے یہ کیوں کہا کہ آس پاس، وہ کوئی دوسرا بھی تو ہو سکتا ہے جس کے بارے میں ہم نے کبھی سوچا نہ ہو" تیمور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"کیونکہ ہمیں کسی بھی کام کی شروعات اپنے آس پاس والوں سے کرنی چاہیئے، اگر ہم باہر سے شروع کریں پھر تو ساری دنیا ہے ہم کس کس کو پکڑیں"

"عافی ٹھیک کہتی ہے، مرر بھی تو آرا کے پاس تھا اور آرا ہمارے آس پاس ہی ہوتی ہے" مامون نے کہہ کر کافی کپ کا گھونٹ بھرا

"زرار کیا سوچ سکتا ہے؟" تیمور پیچھے کو ہو کر بیٹھا "ہم جب پلاننگ کرتے تھے نا تو بہت مشکل کرتے تھے، اس میں بہت سے رسک ہوتے تھے۔ معاذ پلان بناتا تھا تو اس میں آدھی چیزیں تو سپر نیچرل لگتی تھیں اور میں بناتا تھا تو اس میں تھرلر بہت زیادہ ہوتا تھا مگر زرار کا پلان ہمیشہ سے نیچرل رہا

ہے،اس میں تھرلر ہوتا تھا مگر وہ جو ہمارے کنڑول میں ہو،اس میں سب کچھ پرفیکٹ لگتا تھا۔۔اسے سن کر ہی لگتا تھا کہ ہم کر لیں گے اور یقین کرو ہمیں چند گھنٹے چند دن لگتے تھے اور ہم کر لیتے تھے"

تیمور سامنے والی دیوار کو گھور رہا تھا جہاں سوئچ بورڈ لگا تھا

"اوہ۔۔یعنی وہ مشکل چیز پر آسانی کو اہمیت دیتا ہے،وہ جانتا ہے کہ ہم سب سے پہلے کیا کریں گے کہ اسے سر پر سوار کر لیں گے۔۔پھر ہم اس کی تہہ میں جائیں گے مگر ہمیں تہہ میں نہیں جانا ہے۔۔ ہمیں وہ چیز آسانی سے مل سکتی ہے"مامون کسی حد تک سمجھ چکا تھا۔

اب عارفین کی باری تھی"مجھے لگتا ہے کہ ہم اسے خود مشکل بنا کر اس کے بارے میں مشکل سوچ کر۔۔یہ بہت آسان ہے مگر ہم آسانی کو دیکھ نہیں رہے۔۔کچھ ایسا ہے جسے ہم اگنور کر رہے ہیں"

"اور مزے کی بات ایک انسان ایک وقت میں ہر کام میں ماہر نہیں ہو سکتا۔۔زرار میتھس اور کمپیوٹرز میں بہت اچھا تھا،بائیو میں اتنا کوئی خاص نہیں تھا"تیمور کی جیسے آنکھیں چمکیں،وہ مسکرایا۔

"لیکن مامون ہے۔۔مامون بائیو میں اچھا ہے اور اس نے مامون بن کر سوچا ہے"عارفین مسکرائی تھی

"یااللہ۔۔میں کن عقل مندوں میں پھنس گیا ہوں"تیمور نے سر دونوں ہاتھوں میں دیا۔

مامون مسکرایا"یااللہ،میں کن بلاؤں کے چکر میں پڑ گیا ہوں"وہ تیمور کو دیکھ رہا تھا

تیمور نے سر اٹھایا اور برا سا منہ بنا کر دیکھا "تم بس مجھے یہ یاد دلاتے رہا ہوں کہ میں کتنا ڈمب ہوں"

اس نے سر جھٹکا

سامنے پڑا صفحہ دیکھا اور ہنس دیا "ویسے تم نے اپنا کافی دماغ خرچ کیا ہے۔۔اس کو دیکھ کر لگتا ہے کہ تم ایک ٹاپر تھے اور کلاس کے وہ لڑکے تھے جس کے پاس ساری کلاس کی لڑکیاں آتی تھیں" اس نے منہ بنایا اور آواز ذرا باریک کی "مامون ڈیئر، اگر نوٹس بنائے ہیں تو پلیز پکچر بھیج دینا" وہ ہنسا اور آواز نارمل کر دی "اور مامون ڈیئر، دل ہی دل میں کہتے ہوں گے تمھارے میک اپ سے زیادہ ٹائم لگتا ہے مجھے نوٹس بنانے میں"

وہ تینوں ہنس دیے

"تمھیں میرا بڑا پتہ ہے" اس نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا

"مجھے سب کا پتہ ہوتا ہے" اس نے شانے اچکائے

"سوائے اپنے" وہ سنجیدہ ہو گیا

تیمور نے سر جھٹکا اور کافی کا آخری گھونٹ بھرا

"آج کے لیے اتنی میٹنگ ہی کافی ہے۔۔باقی ان شاءاللہ پھر سہی" مامون نے کاغذ پکڑ لیا اور اسے فولڈ کیا

وہ دونوں بھی سر ہلا کر رہ گئے، باہر عشاء کی اذان ہو رہی تھی

یہ ایک سٹوڈیو کا منظر تھا جہاں ہر طرف روشنی تھی، ایک بجے کا وقت تھا اور ظہر ہونے والی تھی۔اس کمرے کی دیواریں سفید تھیں مگر ایک طرف ایک ماڈل کھڑی تھی جس کے پیچھے کا بیک گراؤنڈ گہرا گلابی تھا، سامنے ماڈل کھڑی تھی جس کا میک اپ کیا جا رہا تھا، کیمرہ مین کھڑا اپنا کیمرہ سیٹ کر رہا تھا اور وہاں اور بھی بہت سے لوگ تھے۔بہت سی ماڈلز جن کے ہاتھ میں کاغذات تھے جن پر شاید سکرپٹ لکھی گئی تھی، سٹوڈیو کافی بڑا تھا اور نیچے فرش چمکتا سفید سنگ مرمر جیسا تھا۔۔ماڈل تیار ہوئی اور کیمرہ مین نے اسے اس کا پوز بتایا پھر ہاتھ سے کے اشارے سے ادھر اُدھر ہونے کو کہا اور وہ بڑی نزاکت سے چہرے کے زاویے بدلتی اس کی ہدایات ہر عمل کر رہی تھی، اس نے آنکھ کے سامنے کیمرہ رکھا اور کلک کلک کی آوازوں کے ساتھ روشنی کے جھماکے ہوئے اور لڑکی کی تصاویر کھینچی گئیں۔پھر ایک کرسی لائی گئی اور وہ اس پر بیٹھی، پاس بہت سے رنگ برنگی شیشے کی بوتلیں تھیں، اس نے پوز بدلنے کو کہا، اس کے پاس گیا اور اسے اچھے سے سمجھایا، پھر واپس آیا اور تصاویر کھینچیں۔۔اب اسے چل کر آنا تھا اور وہ کپڑے بدلنے کے لیے گئی تھی، وہ وہیں کھڑا اس کی تصاویر دیکھ رہا تھا۔۔پیچھے گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر آیا تھا، آنے والی نے گردن گھما کر ارد گرد دیکھا، وہ سامنے ہی کھڑا تھا، سیاہ جیکٹ اور پینٹ کوٹ میں، کیمرہ ہاتھ میں لیے اس پر جھکا ہوا۔۔آنے والی نے گھٹنوں سے اوپر تک آتا بھورا کوٹ پہن رکھا تھا، نیچے جرسی نما سفید شرٹ اور نیلی جینز تھی، اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور وہ اس شخص کے پیچھے کھڑی تھی

"ہیلو!"اس کی آواز پر لڑکے نے گردن پیچھے موڑ کر دیکھا۔وہ مسکرائی تھی مگر لڑکا مسکرا بھی نہ سکا۔ سامنے کسی نے لڑکے کو آواز دی تھی اور وہ سامنے دیکھنے لگا تھا،ماڈل آگئی تھی۔۔اس نے پیچھے کھڑی لڑکی کو نظر انداز کیا تھا اور آگے بڑھ گیا،اب وہ ماڈل کو بتا رہا تھا کہ اس نے کیسے چل کر آنا ہے اور کتنا چل کر آنا ہے اور کہاں آکر رکنا ہے اور کہاں کیمرے میں دیکھنا ہے۔۔پیچھے لڑکی کی مسکراہٹ مدھم پڑی تھی اور وہ ایک طرف صوفے پر جا بیٹھی۔وہ بغور فوٹو شوٹ دیکھ رہی تھی،ٹانگ پر ٹانگ جمائے کہنی صوفے کے ہتھ پر رکھے۔تقریباً ایک گھنٹہ لگا اور اب وہ فری ہوا تھا،ایک ہاتھ میں کافی کا مگ تھا اور وہ صوفے پر بیٹھی لڑکی کی طرف بڑھا،وہ کھڑی ہوئی

"سوری۔۔میں بزی تھا"چہرے پر کوئی مسکان کوئی جان پہچان کے آثار نہیں تھے

"اٹس اوکے۔۔مجھے پوچھ کر آنا چاہیئے تھا"اس نے بازو سینے پر باندھ لیے

لڑکے نے نہ حال پوچھا نہ لڑکی نے حال بتایا،پھر لڑکی نے گلا کھنکھارا اور بات بڑھائی

"وہ۔۔مجھے تم سے بات کرنی ہے"

لڑکے نے کافی مگ منہ سے لگایا،گھونٹ بھرا اور سر اثبات میں ہلایا

"اس دن میں تم سے کافی روڈ ہو گئی تھی،مجھے تم سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیئے تھی"

لڑکے نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا،چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے کچھ سوچ رہا ہو

"کب؟"

"جب تم مجھ سے ملنے آئے تھے، ہاسپٹل میں "اس نے یاد کرایا، دل البتہ دھڑکنے لگا تھا

"ہاں اس دن میں آیا تھا مگر آپ ٹھیک تھیں۔۔آپ نے اچھا کیا جو مجھے وہاں سے جانے کو کہہ دیا ویسے بھی وہاں کھڑا ہی کیوں تھا؟آپ ٹھیک تھیں میں دیکھ سکتا تھا مگر میں پھر بھی پوچھ رہا تھا" وہ مسکرایا اور سر جھٹکا

لڑکی کو لگا جیسے وہ یہاں یونہی آئی ہے، اس کا دل ٹوٹا تھا، اسے سمجھ نہیں آیا ہنسنا ہے یا رونا ہے یا کیا رد عمل دینا ہے "مجھے لگا تم خفا ہو گے"

وہ ہنسا "میں کیوں خفا ہوں گا؟میرا اور آپ کا ایسا کوئی تعلق نہیں ہے کہ میں آپ سے خفا ہوں، ہمارا ایک پروفیشنل تعلق تھا اور وہ کب کا ختم ہو گیا۔۔بلکہ میں تو کچھ زیادہ ہی کر گیا تھا، آپ کو چاہیئے تھے جو پھول میں نے بھیجے وہ ڈسٹ بن میں پھینکوا دیتیں، ہمارا ایسا کوئی تعلق نہیں جو میں آپ کو کسی بھی قسم کے پھول بھیجوں" وہ سادگی سے بول گیا مگر اس کے انداز میں بے پرواہی تھی۔

زوبیہ کے خیالوں کا بلبلہ ایک دم سے پھٹا تھا، وہ ایک مرد تھا اور وہ اسے ہرٹ کر رہا تھا، اس کی مسکراہٹ ختم ہو گئی

"ہاں؟" یہ سوال تھا، اس سے یا اپنے آپ سے؟

اس نے مگ پاس پڑی میز پر رکھا، پھر سیدھا ہوا اور اسے دیکھا "آپ آئندہ میرا اس طرح سے انتظار نہ کیجئے گا، مجھے اچھا نہیں لگتا"

اور وہاں رکا نہیں پلٹ گیا،اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا کہ پیچھے لڑکی کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں،وہ لب بھینچے آنسو چھپا رہی ہے،وہ جھکی اور صوفے پر پڑا اپنا فون پکڑا، سختی سے آنکھیں رگڑیں اور وہاں سے چلی گئی۔زوبیہ گلاس ڈور کھول کر باہر جا چکی تھی،اپنی گاڑی کے پاس کھڑی تھی شاید رو بھی رہی تھی۔۔ہریرہ نے مڑ کر اسے دیکھا اور ایک تھوک نگلا،اسے اب تکلیف ہوئی تھی۔اس نے گاڑی موڑی اور وہاں سے چلی گئی۔

وہ سامنے صوفے پر بیٹھ گیا،صوفے کے بالکل سامنے آئینہ تھا،اس نے گردن اٹھائی اور اپنا عکس دیکھا۔یہاں کچھ منٹ پہلے ایک لڑکی کا عکس ابھرا تھا اور وہ اس لڑکی کو پلٹے بغیر اس آئینے میں دیکھ چکا تھا۔۔وہ ضبط سے آنکھیں میچ گیا،کیا یہ ضروری تھا؟

اسے ایک ہفتہ ہونے والا تھا وہ یونیورسٹی نہیں گئی تھی۔فون ایک ہفتے سے بند تھا اور وہ بے پرواہ تھی۔وہ سارا دن گھر پر رہتی،کتاب پڑھتی،کانوں میں ہیڈ فونز لگا کر رابیل کے فون پر مختلف پوڈکاسٹ سن لیتی،کچھ بنا لیتی اور بہت کچھ کھا لیتی۔پچھلے دو دنوں سے وہ اپنے اوپر والے کمرے میں تھی۔اس کمرے میں چھوٹا کارپیٹ تھا جو کہ گرمیوں میں نہیں ہوتا تھا۔وہ کارپیٹ پر بیٹھی تھی اور ارد گرد بہت سا سامان تھا۔چند ایک بلب جو کہ کھلے پڑے تھے،پیچ کس پلاس،ایک چھوٹی پیالی میں تیل،موٹی رسی اور اس وقت وہ ایک سٹینڈ کو اچھے سے گول کر کے کھڑا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔اس نے

ایک ٹانگ فولڈ کی تھی اور دوسری ٹانگ کے گھٹنے سے گال لگایا تھا۔وہ سٹینڈ کو کھڑا کرنے کی کوشش کر رہی تھی،جو ذرا سا ٹیڑھا تھا

"تم ٹھیک ہو رامین؟"

"میں ٹھیک ہونے لگی ہوں"ایک آواز اور پھر آواز پر آواز

"اب دل کیسا ہے؟"

"اچھا ہے۔۔مطمئن اور پر سکون ہے۔۔میں نے اپنے گرد جو لمٹس کی دیواریں گرائی تھیں وہ دوبارہ کھڑی کر لی ہیں۔ہر انسان جانتا ہے کہ اسے کیا ہرٹ کرتا ہے اور ہر ٹنگ ہیلنگ لے کر آتی ہے بس کبھی ہم دیکھتے ہیں کبھی نہیں۔۔تیمور نے ٹھیک کہا تھا،جب ہم کسی بہت قریبی کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ وہ ہمیں تنگ کرتا ہے ہمارے دائرے کو ڈسٹرب کرتا ہے یا وہ ہمیں چھوڑ دیتا ہے کیونکہ ہم اپنی لمٹس کراس کرتے ہیں تو ہماری زندگی میں اس کے جانے سے ایک خلا آجاتی ہے۔۔یہ بہت vulnerable حالت ہوتی ہے۔۔اس دوران ہمیں بہت احتیاط سے کام لینا ہوتا ہے۔اگر میں فضا کے جانے کے بعد کوئی اور دوست بنا لیتی جو کہ اس کی جگہ پر آتا تو میری اس سے بھی امیدیں بندھ جاتی تھیں پھر ایک دن وہ مجھے ہرٹ کرتی اور پھر یہ سائیکل نہ رکتا۔۔ہماری زندگی میں سپیس تب آئی تھی جب ہم ہرٹ ہوئے تھے تو اس خلا کو اس چیز سے بھرتے ہیں جو کہ ہمیں ہرٹ نہ کرے۔۔جو ہماری ہیلنگ میں ہیلپ کرے اور ہماری گروتھ میں مدد دے اور خود سے زیادہ خود

سے کوئی مخلص نہیں ہوتا۔لوہے کو لوہا کاٹتا ہے،زہر کا تریاق ایک دوسرا زہر بھی ہو سکتا ہے تو انسان کی دوا انسان خود کیوں نہیں؟میں پہلے بھی ایسی ہی تھی بس ایک خاص وقت میں میں نے اپنے دائرے کو کراس کیا اور ہم تب ہرٹ ہوتے ہیں جب اپنے دائرے کراس کر کے اپنے لمٹس بھول جاتے ہیں۔۔اٹس اوکے۔۔ہم سب خاص خصوصیات رکھنے والے عام انسان ہی تو ہیں"

اس نے ساری گفتگو کے دوران بلب کو اچھے سے سٹینڈ سے جوڑ دیا تھا۔پھر اس بلب میں تیل بھرا، تیل آدھے گول بلب تک آیا تھا۔موٹی رسی کو اس نے انگلی کے برابر کاٹا اور اوپر سے ذرا سا تیل میں ڈبویا اور پھر اس رسی کو بلب کے درمیان میں کھڑا کر کے اچھے سے بند کر دیا،اس طرح کہ رسی اب اپنی جگہ پر ٹکی تھی اور اس کا اوپر والا حصہ بلب کے اس لوہے کے ڈھکن سے باہر آ رہا تھا جسے اس نے کس کے باندھا تھا۔پھر اٹھی اور سٹڈی ٹیبل کے پاس پڑی ماچس سے باہر نکلی چھوٹی رسی کو آگ لگائی اور یہ رامین کا چھوٹا سا لیمپ تیار تھا۔وہ مسکرا دی،دل خوش ہو گیا۔اسے اب بھوک لگنے لگی تھی،اس نے پھونک مار کر وہ جلتی رسی بجھا دی اور پھر کمرے کو بند کرتی نیچے کی طرف بڑھی۔اس کا رخ کچن کی طرف تھا۔

نیچے کمرے میں بیٹھا اشعر کچھ پڑھ رہا تھا،اس کے سامنے کتابیں سجی تھیں،پھر تھک ہار کر اس نے پیچھے ٹیک لگائی اور فون نکال لیا۔واٹس ایپ پر نیانو ٹیفیکیشن تھا۔اس کا دوست اس سے کچھ پوچھ رہا تھا اور اس نے اس کا جواب لکھا،پھر بھیج دیا۔اس نے سانس خارج کی اور سرچ بار میں کسی کا نام لکھا۔

وہ نام سکرین پر نمایاں ہوا اور اس نے اس پر انگوٹھا لگایا اور وہ چیٹ کھل گئی۔ وہاں کوئی بات چیت نہیں تھی، شاید ان کی کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے اس کی ڈی پی پر کلک کیا اور تصویر کھل گئی۔ وہاں ایک کتاب کی تصویر لگی تھی، اس نے اس کی پروفائل کھولی اور اس کا لکھا ہوا نام "فرحین" بدل دیا۔ اس نے نام لکھا "مٹلڈا" اور پھر مسکرایا۔ بہت دن ہو گئے تھے وہ لائبریری نہیں گیا تھا، نہ وہ ہاسپٹل آئی تھی۔ اس نے اس کی دی ہوئی کتاب بھی نہیں پڑھی تھی، وقت ہی نہیں ملا تھا۔ اس نے سانس خارج کی، وہ پتہ نہیں کیوں مگر اسے مس کر رہا تھا۔ اس نے سامنے کھلی کتابیں بند کیں اور ٹانگیں رضائی سے نکال لیں۔ جرابوں والے پیر بوٹ میں ڈالے اور پھر دیوار سے لٹکی جیکٹ اتاری اور پہن لی۔ فون پینٹ کی جیب میں رکھا اور باہر کی طرف بڑھا۔ ہلکی ہلکی دھند تھی، سردی بڑھنے والی تھی، اس کا رخ پہاڑوں کی جانب تھا، مارگلہ ہلز کی طرف۔

وہ اپنی گلی مڑا اور سر جھکائے چلتا رہا۔ پندرہ بیس منٹ کی واک کے بعد وہ اس سڑک پر رواں تھا جہاں کھڑے ہو کر سامنے ہی بڑے مارگلہ کے پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ اس نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا، پھر سیدھا چلنے لگا۔۔ پھر سامنے دیکھا اور وہاں ایک لڑکی کھڑی تھی۔ اس لڑکی کے سامنے ایک آدمی اپنی فرائز کی ریڑھی لیے کھڑا تھا، وہ اپنے سیاہ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اپنی فرائز کے انتظار میں تھی۔ اشعر مسکرایا مگر وہ لڑکی اسے دیکھ چکی تھی، اس نے مسکرا کر اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ

کیا۔۔وہ مسکرایا"آج کچھ اور مانگ لیتا وہ بھی مل جاتا" سر جھٹکا اور چند قدم چلنے کے بعد وہ اس کے ساتھ کھڑا تھا

"آپ بھی لیں گے؟"اس نے اشعر سے پوچھا

اس نے نفی میں سر ہلایا۔لڑکی نے شانے اچکائے اور آدمی سے اپنا فرائز کا پیکٹ لے کر اسے پیسے دیے

اب وہ دونوں اکٹھے آگے بڑھ رہے تھے۔پہاڑوں کے سامنے سڑک پر کھڑے اشعر نے اسے دیکھا جو فرائز کھا رہی تھی

"یقین نہیں آتا آپ ڈاکٹر تاثیر کی بہن ہیں"اس نے ایک بار اور اقرار کیا تھا

لڑکی نے اسے دیکھا"اگر میں آپ کو یہاں سے پھینک دوں پھر آجائے گا؟"اس نے آنکھوں سے نیچے کی طرف اشارہ کیا۔

وہ مسکرایا"آپ ایسا نہیں کریں گی"شانے اچکائے

لڑکی نے اسے گھور کر دیکھا"کیوں؟"

"کیونکہ ڈاکٹر تاثیر پل پل مارتی ہیں ایک ہی پل میں نہیں"وہ ہونٹ دانتوں تلے دبائے اپنی مسکراہٹ چھپا گیا

"ٹھیک ہے پھر۔۔میں بھی آپ کو پل پل ماروں گی" وہ مسکرائی،اس نے ہاتھ میں پکڑے پیکٹ سے فرائز نکال کر منہ میں رکھی

"آپ یہاں کیا کر رہی تھیں؟ کہیں سے آ رہی تھیں یا کہیں جا رہی تھیں؟"اس نے بازو سینے پر باندھ لیے

"میں لائبریری سے آ رہی تھی اور گھر جا رہی تھی" وہ اس کا جواب گردن اٹھا کر اسے دیکھ کر دیتی تھی،وہ اس سے دراز قد تھا نا

"آپ کا گھر یہیں پاس ہے؟" وہ نظریں ذرا سی جھکائے اسے دیکھ رہا تھا

"پاس نہیں ہے۔۔میرے گھر تک بہت سے راستے جاتے ہیں مگر میں پہاڑوں والا راستہ اختیار کرتی ہوں" اس نے فرائز کو آدھا کاٹا اور منہ میں چبایا۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر فرحین خود ہی بول پڑی

"آپ کہاں جا رہے تھے؟"

"میں گھر سے نکلا تھا،سوچا کہیں بیٹھ کر چائے پی کر فریش ہو کر آتا ہوں۔۔پیپرز آنے والے ہیں نا تو پڑھ پڑھ کے دماغ سوکھ جاتا ہے"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی

"ایک مزے کی بات بتاؤں؟" فرحین اب اشعر کو دیکھ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہوں"

"کل ڈاکٹر تاثیر کا نکاح ہے" وہ مسکرائی

اشعر دھیرے سے ہنسا" سننے میں آیا تھا مگر ان کی موجودگی میں ان کو کوئی ڈسکس نہیں کرتا، وہ خوشبو سونگھ لیتی ہیں"

فرحین مسکرادی" یہ تو ہے" پھر فرائز منہ میں ڈالی اور اسے چبایا

"ویسے وہ موصوف کون ہیں؟"

"وہ۔۔ میرے کزن ہیں۔۔ پھوپھو کے بیٹے، بہت اچھے ہیں"

"مگر ان کا کیا قصور تھا، ایک ہی زندگی ہے انھیں جی لینے دیتے" اس نے سانس خارج کی "اللہ صبر دے انھیں"

وہ ہنس دی۔ وہ ہنستی جا رہی تھی اور اشعر اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا

"میں بھی ایسا ہی سوچتی ہوں مگر کسی نہ کسی سے ان کی شادی ہونی تھی نا" پھر سانس خارج کر کے اس نے خود کو نارمل کیا۔ دونوں کے درمیان خاموشی تھی، شام گہری ہو رہی تھی اور مارگلہ کے پہاڑوں پر دھند سی چھانے لگی تھی

"آپ کو پہاڑ کیسے لگتے ہیں؟" اس نے اشعر سے سوال کیا تھا۔ فرائز ختم ہو چکی تھیں اور اس نے خالی لفافہ نیچے پھینک دیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے۔۔بس ٹھیک ہی،انھیں دیکھ کر زیادہ سردی لگتی ہے"اس نے منہ سے سانس خارج کی تو بھاپ سی نکلی

"مجھے خوفناک، ہیبت ناک"وہ ابھی بھی انھیں ہی دیکھ رہی تھی

"کیوں؟"اشعر اسے دیکھ رہا تھا

"پتہ نہیں"شانے اچکائے"شام ہوتے ہی یہ ڈرانے لگتے ہیں۔جوان پہاڑوں میں کھو جاتے ہوں گے انھیں کون ڈھونڈتا ہو گا،جو گر جاتے ہوں گے انھیں کون اٹھاتا ہو گا اور جو چھپ جاتے ہوں گے انھیں کون تلاش کرتا ہو گا؟"وہ خاموش ہوئی

اشعر کے پاس ان سارے سوالات کے جواب نہیں تھے

"آپ کتابیں بہت پڑھتی ہیں اس لیے شاید ایسا سوچتی ہیں"

اس نے گردن موڑ کر اشعر کو دیکھا،وہ سنجیدہ سی تھی۔ایک تھوک نگلا"شاید"

اس نے دوبارہ پہاڑوں کو دیکھا اور دل دھڑکا تھا۔اس نے سانس خارج کی اور مسکرائی

"مغرب ہونے والی ہے،گھر پر بہت سے مہمان آئے ہیں۔پھر ملیں گے"

اس نے مسکرا کر دونوں ہاتھ کوٹ کی دائیں بائیں جیبوں میں اڑسے اور چل دی۔اشعر اسے جاتے دیکھتا رہا۔وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ اداس سا ہو گیا۔اس نے سامنے پہاڑوں کو دیکھا تھا،اسے پہلی بار ان پہاڑوں سے خوف محسوس ہوا تھا۔

آج کا دن بہت خاص تھا۔وجہ تھی "ڈاکٹر تاثیر کا نکاح"، سفید سرمئی بنگلے میں آئینے کے سامنے ایک شخص کھڑا تھا جس نے سیاہ تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا،اس کی آنکھیں سیاہ تھیں اور کلائی میں پہنی گھڑی بھی سیاہ تھی۔ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی پرفیوم کا ڈھکن کھولا اور اپنے اوپر چھڑکا۔اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا، بنا دستک دیے صرف ایک شخص کو اس کے کمرے میں آنے کی اجازت تھی اور وہ "آئرہ" تھی۔۔وہ اندر آئی تو اس نے سرخ سکرٹ جس پر سیاہ منی کوٹ تھا، نیچے سیاہ ٹائٹس پہنے وہ مامون کے ساتھ آ کھڑی ہوئی، لمبے بال پھول دار جوڑے میں بند تھے اور اس نے سرخ رنگ کا پھول بالوں میں لگایا تھا۔مامون کو دیکھ کر مسکرائی، وہ مڑا اور اسے دیکھا

"ارے" وہ ذرا سا اس کے قریب آیا "کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے؟" پھر مسکرایا اور انگلی سے اس کی ناک کی نوک کو چھوا

وہ ہنس دی "آپ ہر بار ایسے ہی کہتے ہیں" اس نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے

"تو اور کیا۔۔مون کبھی جھوٹ بولتا ہے؟" اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا، لڑکی نے پہلے نفی میں سر ہلایا پھر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور وہ دونوں باہر نکلے۔سامنے ملیحہ بیٹھی تھیں، وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی انھیں آتا دیکھ کر مسکرائیں اور پھر کھڑی ہوئیں، مامون نے ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے اور پھر الگ ہوا۔انھوں نے کال کاٹ دی

"عافی کہاں ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کچن میں ہے، سوپ بنوا رہی ہے" پھر آرا کو دیکھ کر مسکرائیں۔

"آپ نہیں چلیں گی؟"

"نہیں" سر نفی میں ہلایا "میں بہت تھک چکی ہوں، صبح کچھ کیسز دیکھنے ہیں اب ریسٹ کروں گی ۔۔عافی ساتھ ہے میرے، تم لوگ جاؤ" انھوں نے مامون کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور مسکرا دیں۔

اوپر سے تیمور آتا دکھائی دیا تھا، اس نے سیاہ ڈنر سوٹ پہن رکھا تھا اور سیٹی بجاتا ان کی طرف بڑھ رہا تھا

"ارے" اس نے آرا کو دیکھا "یہ ٹوٹی فروٹی کون ہے؟" وہ اسے بھنویں بھینچے دیکھ رہا تھا

"میں ٹوٹی فروٹی نہیں ہوں" وہ خفا ہوئی تھی، بازو سینے پر باندھ لیے

"اور کیا ہو؟" وہ جھکا اور عین اس کی آنکھوں میں دیکھا

"میں ایک واریئر ہوں" اس نے بڑی شان سے منہ کا زاویہ بگاڑ کر کہا تھا

وہ ہنس دیا اور سیدھا ہوا "آئی لائیک اٹ"

اور باہر کی طرف بڑھا۔ سفید لینڈ کروزر گیٹ سے باہر نکل رہی تھی، ایک طرف کھڑکی کے ساتھ آرا بیٹھی تھی اور دوسری طرف تیمور۔۔ درمیان میں مامون تھا، اس نے آرا کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔۔ گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی

"ویسے مجھے ڈاکٹر تاثیر کی سمجھ نہیں آتی" بولنے والا تیمور تھا

"کیوں؟" مامون نے گردن موڑ کر تیمور کو دیکھا

"کل تک مجھ سے تمھاری بھوری آنکھوں والی کا نام پوچھ رہی تھیں، آج نکاح ہے ان کا" اس نے شانے اچکائے

"پتہ نہیں تم بونگیاں مارنے سے کب باز آؤ گے؟" اس نے سر جھٹک دیا

تیمور نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی "ویسے نام کیا ہے اس بھوری آنکھوں والی کا" وہ مسکرا دیا

مامون نے اس کے پیٹ میں ذرا سی کہنی ماری، وہ ذرا سا کراہا اور ہنس دیا۔۔ پھر منہ میں کچھ گنگنانے لگا

گاڑی ایک بڑے سے گھر کے سامنے کھڑی ہوئی جسے زرد بتیاں لگا کر سجایا گیا تھا، تینوں ساتھ ساتھ اندر بڑھے، آرا تیمور اور مامون کے بیچ میں تھی۔ باہر سردی بڑھ چکی تھی، دھند میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔ وہ بنگلے میں داخل ہوئے تو وہ پھولوں سے سجا تھا، ہر سو روشنی پھیلی ہوئی تھی، ایک طرف اوپر کو جاتی سیڑھیوں کے ساتھ ریلنگ کو سفید اور سرخ گلابوں سے سجایا گیا تھا، بڑی بڑی کھڑکیوں کے سامنے سے پردے ہٹے تھے، مشروب سرو کرتے ویٹرز اور ہنستے مسکراتے مہمانوں کا رش۔۔ اندر آتے ہی سب سے پہلے اسے تاثیر کے بابا ڈاکٹر طلعت ہاشمی ملے تھے ساتھ ہی ان کی مسز بھی تھیں، وہ مسکرا کر سب سے ملا پھر وہ چلے گئے تو مامون کے پیچھے کسی نے گلا کھنکھارا تھا، وہ جانتا تھا وہ کون ہو گی وہ مڑا اور مسکرایا، وہ بھی مسکرا دی "خوش آمدید" اس نے گلابی رنگ کی کام دار زمین کو چھوتی میکسی پہن رکھی تھی، بال جوڑے میں بندھے تھے جس سے نکلتیں لٹیں اس کے چہرے اور پیچھے گردن کو چھو

رہی تھیں۔کانوں میں جھمکے،گلے میں خوبصورت سا آدھے دل والا پینڈنٹ تھا اور انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں۔وہ پیاری لگ رہی تھی

"ارے۔۔سنڈریلا" وہ جھکی اور آرا کے دونوں گالوں کو چوما۔پھر تیمور کو دیکھا "آپ کی مسز؟" اس نے ابرو اٹھائی

وہ مسکرایا "اسے چڑیلوں سے فوبیا ہے" پیچھے سر کو ذرا سا کھجایا

"اور آپ اسی چڑیل کے نکاح پر ہیں"

تیمور نے سر اثبات میں ہلایا "میں تو دل رکھنے آیا ہوں" وہ مسکرا کر رہ گئی

"میں گھنٹے سے آپ کا ویٹ کر رہی تھی،اتنی دیر سے کیوں آئے؟" اس نے دونوں ہاتھ کمر پر باندھے اور مامون کو دیکھا

مامون نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی "جو کارڈ آپ کی بہن ہمیں دے کر گئی تھی اس پر نکاح کا ٹائم آٹھ بجے لکھا تھا اور میں سات پچپن پر یہاں تھا،آٹھ بج کر دس منٹ پر میں آپ سے مل رہا ہوں۔۔میں نے دیر نہیں کی میڈم،آپ نے جلدی کی ہے"

وہ لاجواب ہو چکی تھی،پھر مسکرا کر رہ گئی۔سیڑھیوں پر کھڑی اس کی ماں نے اسے پکارا اور وہ اوپر چلی گئی

"دولہا کہاں ہے اس ڈائن کا؟" وہ ادھر اُدھر دیکھتا بڑبڑایا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون کے اسے ذرا سی کہنی ماری" کبھی چڑیل کبھی ڈائن، تمیز سے بات کرو"

مگر وہ بھی تیمور تھا"ہاں تو ڈائن کو ڈائن ہی کہوں گا نا"اس نے سر جھٹکا اور ایک طرف ہو گیا۔وہ آگے بڑھا اور آرا کے ساتھ ایک میز کے گرد کرسی نکال کر بیٹھ گیا، یہاں پر لوگوں کی اکثریت اسے جانتی تھی اور وہ بار بار اٹھتا ان سے ملتا اور پھر بیٹھ جاتا اور یہ عمل بار بار دہرا کر وہ عاجز آ چکا تھا، پھر فون نکالا اور سکرین پر جھک گیا۔آرا کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا اور وہ وقفے وقفے سے جوس پی رہی تھی، نکاح میں بس کچھ ہی دیر باقی تھی مگر ابھی تک دولہا نہیں آیا تھا

ساڑھے آٹھ کے بعد اب پونے نو کا وقت تھا، ساتھ بیٹھی آرا مامون کے ساتھ سر لگائے بیٹھی تھی۔ اسے نیند آ رہی تھی، وہ بار بار منہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی روکتی اور پھر مامون کو دیکھتی

"مون۔۔مجھے نیند آ رہی ہے۔۔گھر چلیں"اور وہ اسے یہ کہہ کر چپ کرا دیتا"بیٹا! بس ففٹین منٹس، ہم نکاح کے بعد نکل جائیں گے"مگر وہ پندرہ منٹ نہیں آئے تھے۔

پاس بیٹھا تیمور بھی بے زار تھا، نہ دولہا آیا تھا نہ دلہن۔مہمانوں میں عجیب سی بے چینی تھی۔دفعتاً تیمور اٹھا"میں دیکھ کر آتا ہوں، کیا مسئلہ ہے"

اس سے پہلے کہ مامون کچھ کہتا وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔وہ بس اسے اوپر جاتا دیکھتا رہا۔پورے پندرہ منٹ بعد وہ نیچے آیا تو اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی، وہ مامون کے کان کے قریب جھکا"ڈائن کا دلہا بھاگ گیا ہے"

وہ جو سکرین پر جھکا تھا، ایک دم سر اٹھایا گردن موڑ کے اسے دیکھا "کیا؟"

"اس کا دلہا نہیں آیا، اس کا فون بھی بند ہے اور وہ کوئی جواب بھی نہیں دے رہا۔۔اس کی پھوپھو بھی اڑ چکی ہیں" وہ اس کے ساتھ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا

مامون تو بس اسے دیکھتا رہ گیا، اسے کچھ سمجھ نہیں آیا، وہ بے یقین سا بے یقین تھا، اسے تیمور کی بات ایک فضول مذاق سے زیادہ کچھ نہیں لگی تھی۔۔اس کے بازو کے ساتھ سر ٹکائے آرا سوئی ہوئی تھی۔۔اس نے تیمور کی طرف اشارہ کیا "تم آرا کے ساتھ بیٹھو، میں دیکھ کر آتا ہوں"

تیمور نے اثبات میں سر ہلایا مگر جیسے ہی مامون کھڑا ہوا تیمور نے اس کی کہنی تھامی اور بولا "میری ایک بات سن لو، میں اسے بھابھی نہیں بنانے والا"

مامون نے برا سا منہ بنا کر اپنا بازو چھڑایا اور اوپر چلا گیا۔اوپر پہلے سے دوسرے نمبر والا کمرہ کھلا تھا، وہ اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر تاثیر اسے دیکھتے ہی کھڑی ہوئی۔اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں، جیسے وہ روئی ہو، چہرے پر غصہ تھا۔۔وہ دلہن بنی بیٹھی تھی، چل کر اس کے قریب آئی "مامون۔۔فری کہاں ہے؟"

وہ تقریباً چلائی تھی "فری" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا، وہ فری کا کیوں پوچھ رہی تھی

"فری۔۔نیچے تھی" اس نے ایک ہاتھ سے نیچے کی طرف اشارہ کیا مگر بات اس کی سمجھ میں ابھی بھی نہیں آئی تھی

"وہ نیچے نہیں ہے، وہ کہیں نہیں ہے" وہ رو دی، آنسو آنکھوں سے بہنے لگے۔ کمرے میں اس کی ماں اور ایک کزن تھی

وہ مڑی اور اپنی ماں کے سامنے چلائی "میں نے آپ سے کہا تھا نا وہ نشیب کو پسند کرتی ہے، وہ میرے منگیتر کو لے کے بھاگ گئی ہے" وہ چلا رہی تھی مگر مامون کے کان سن ہوئے تھے "فری" اس کے لب پھڑ پھڑائے، وہ بے یقینی کے عالم میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ دنیا میں مامون کے لیے ناقابل یقین ناقابل قبول چیزوں میں سے ایک بات وہ تھی جو اس وقت تاثیر کہہ رہی تھی۔۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹا، دل بے اختیار دھڑکا، اس نے جیب سے فون نکالا اور فرحین کو کال کی، اس کا فون آف تھا۔ اس نے دوبارہ کال کی مگر فون آف تھا

"وہ بھاگ گئی ہے۔۔ میری عزت کا تماشا بنا ہے، وہ نشیب پہلے ہی اسے پسند کرتا تھا، میں نے کتنا کہا آپ لوگوں سے آپ لوگوں نے میری نہیں مانی۔۔ میری زندگی تو برباد کر دی نا" وہ سر دونوں ہاتھوں میں رکھے رو رہی تھی

مامون کو اپنا آپ اضافی لگ رہا تھا، وہ باہر نکلا اور نیچے کی طرف آیا۔ تیمور نے اسے دیکھا اور مسکرایا، مامون اس کے ساتھ آ بیٹھا "وہ کہہ رہی ہے کہ فری اس کے منگیتر کے ساتھ بھاگ گئی ہے" وہ شاک میں تھا، صدمے میں

تیمور کی مسکراہٹ مدھم پڑی "فری۔۔فرحین" وہ ذرا سا سیدھا ہوا "فرحین اس کے منگیتر کو لے کر بھاگی ہے، میں نہیں مانتا" اس کے بازو سے سر لگا کر سوئی چھوٹی لڑکی اٹھ چکی تھی اور اب وہ دونوں کو دیکھ رہی تھی "یہ ڈاکٹر تاثیر نا کوئی گیم کھیل رہی ہے"

مامون نے اسے گھورا "شٹ اپ"

تیمور نے منہ بسورا "مجھے شٹ اپ کرالو" پھر ذرا سا اس کے قریب جھکا "بس جلدی سے نکلو اب یہاں سے، پتہ چلے تمھاری زوجہ بن کر بیٹھی ہے" وہ پیچھے کو ہوا، مامون ابھی بھی اسے گھور رہا تھا۔ وہ ابھی تک بے یقین تھا، بات مہمانوں میں آگ کی طرح پھیلی تھی اور اب سب افسوس کرتے پھر رہے تھے، کچھ فرحین کو گالیاں نکال رہے تھے اور کچھ نشیب پر لعنت بھیج رہے تھے۔۔مامون بس خاموشی سے دیکھتا رہا۔۔اس نے فرحین کے ساتھ کئی سال گزارے تھے، وہ خوش اخلاق اور اچھے کردار کی مالک تھی مگر پھر ایسا کیا ہوا کہ نہ وہ ملی نہ نشیب۔۔اس نے کنپٹی مسلی اور اوپر سیڑھیوں میں دیکھا جہاں اس کا باپ پریشان سا اوپر جا رہا تھا۔۔رات مزید سیاہ ہو رہی تھی۔۔ تیمور اٹھا اور اس کا بازو پکڑ کر اسے کھڑا کیا

"چلو گھر، کوئی نکاح نہیں ہو رہا۔۔لڑکا بھاگ گیا ہے اور نام فری پر آیا ہے۔۔ تمھاری شامت آنے والی ہے، چلو" اس نے آرا کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف بڑھا۔مامون نے سیڑھیوں کو دیکھا اور پھر باہر کی طرف لپکا، تیمور کی کہنی پکڑی "یہ کیا حرکت ہے تیمور۔۔وہ مشکل میں ہیں"

"اور یہ مشکل ڈاکٹر تاثیر نے خود کھڑی کی ہے۔۔تم چل رہے ہو یا نہیں؟"وہ سنجیدہ سا بول رہا تھا۔

"تیمور۔۔"

"اوکے۔۔میں اور آرا جا رہے ہیں تم اسے میری بھابھی بنا کر لے آنا"وہ گاڑی کے اندر بیٹھا مگر گاڑی سٹارٹ نہیں ہوئی تھی،اس نے سانس خارج کی اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔آخری بار اس سجے ہوئے گھر کو دیکھا جہاں اس وقت آفت مچی ہوئی تھی۔۔اسے گلابی سرمئی میکسی والی مسکراتی ہوئی لڑکی یاد آئی

"فری۔۔تم کہاں ہو؟"

گھر پہنچتے ہی آرا کو کمرے میں چھوڑا اور خود وہ تیمور کے کمرے میں تھا۔وہ بھی کافی تھکا تھا اور وہ وارڈروب سے کپڑے نکالنے لگا۔مامون کھڑکی کے سامنے کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہو رہا تھا،بالکل پنڈولم کی طرح۔وہ مسلسل کسی کو کال کر رہا تھا اور دوسری طرف سے اس کا فون بند تھا۔تیمور باہر آیا تھا،اس نے ٹراؤزر شرٹ پہنی تھی،رف سے حلیے میں۔

"تم مجھے وہاں سے کیوں لائے؟مجھے فری کو تو ڈھونڈنے دیتے"وہ ذرا سی بلند آواز میں بولا تھا۔وہ جھنجھلایا ہوا لگتا تھا۔

"مون"وہ میز پر جھکا اور جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر اسے دیا،اس نے ہانی کا گلاس لیا اور بیٹھ کر تین چار گھونٹ بھرے،پھر گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر سانس خارج کی

"مون۔۔فری تمھیں ملنی نہیں تھی اور میں نے تم سے بھی جانا تھا"

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟"اس نے ابرو اٹھایا

"میرے بھائی"وہ جو اس کے سامنے بیٹھا تھا اس کے ساتھ آ بیٹھا اور بازو اس کے کندھے کے گرد حمائل کیا"تمھیں ڈاکٹر تاثیر بچی لگتی ہے؟وہ لڑکی تمھارا خون پی جائے اور تمھیں سی بھی نہ لگنے دے،اس کا دولہا بھاگا ہے اور وہ گھر پر بیٹھی بس رو رہی ہے"

"ہاں تو اور کیا کرے؟"مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"مجھے نا ڈاکٹر تاثیر سے بڑی نیگیٹو وائب آتی ہے،اس نے اپنا دولہا خود بھگایا ہے"

مامون نے برا سا منہ بنا کر اپنا کندھا ہلایا اور اس کا بازو جھٹک دیا۔

"کوئی لڑکی ایسا کیوں کرے گی؟"

"بالکل۔۔۔کوئی بھی لڑکی جو اپنے منگیتر کو چاہے گی وہ ایسا کیوں کرے گی"اس نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی"اور اگر وہ لڑکی اپنے منگیتر کے علاوہ کسی کو چاہتی ہو،تو؟"

مامون نے اسے پھر دیکھا"ایسا نہیں ہو سکتا"

"ایسا ہو گیا ہے بیٹا،وہ تمھیں چاہتی ہے صرف تمھیں"اس نے مامون کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"جو منہ میں آئے بولتے جاؤ تم"مامون نے نظریں چرائی تھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ تمھیں پسند کرتی ہیں، وہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہیں مون۔۔ لیکن نشیب ان کی زندگی میں پہلے دن سے تھا۔۔ آئی ڈونٹ نو کہ اس نے کیا کیا ہے کہ اس کا کزن فرار ہو گیا اور فری۔۔ فری کہاں چلی گئی؟" فرحین کے معاملے میں وہ خود لاجواب تھا

"جب ہم گئے تھے تب فری ہمیں ملی تھی، پھر بس ایک بار میں نے اسے باہر جاتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد میں مہمانوں سے باتیں کرنے میں بزی تھا، پتہ نہیں وہ اندر آئی کہ نہیں؟" اس نے ایک سانس خارج کی "ہمیں گارڈ سے تو پوچھنا چاہیئے تھا"

"یہ کام اس کے گھر والوں کا ہے، تم اس معاملے سے دور رہو" تیمور نے کہہ کر سر جھٹکا

"وہ میری دوست تھی، وہ ایسی نہیں ہے کہ اپنی بہن کے منگیتر کے ساتھ بھاگ جائے"

"خدا جانے کیا کھچڑی پکی ہے؟" اب اسے نیند آنے لگی تھی

"ہمیں فری کو ڈھونڈنا چاہیئے۔۔ وہ ایسی لڑکی نہیں ہے" اس نے تیمور کو دیکھا

"ہاں۔۔ صبح ڈھونڈ لینا، ابھی نیند آ رہی ہے" وہ اپنے بیڈ پر سینے کے بل گرا تھا

"لیکن وہ رو رہی تھی تیمور، کوئی لڑکی اپنے ساتھ یہ سب کیسے کر سکتی ہے؟" وہ اس کے ساتھ جا بیٹھا

"میرے بھائی" وہ ذرا سا سیدھا ہوا "رونا تو اسے آئے گا نا جب وہ تمھیں وہاں نہیں دیکھے گی"

مامون نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی "پتہ نہیں اس کے ساتھ کیا ہوا ہو گا۔۔ وہ ایسا نہیں کر سکتی، کم از کم تاثیر کے ساتھ تو بالکل نہیں"

"ہوں۔۔ چلو اب دفع ہو جاؤ، مجھے نیند آ رہی ہے" اور اس نے لحاف اوڑھ لیا۔

مامون نے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا اور بتی بجھا کر باہر آ گیا۔ خود اس پر نیند حرام تھی

اگلا دن روشن تھا مگر روشنی سب کے لیے امید نہیں تھی۔ بڑے سے بنگلے میں ایک سیاہ لینڈ کروزر داخل ہوئی، گیراج میں گاڑی کھڑی ہوئی اور ڈرائیور نے جلدی سے نکل کر پچھلا دروازہ کھولا۔ نیوی بلیو تھری پیس میں ایک شخص باہر نکلا، وہ آفس سے سیدھا ادھر آیا تھا اور اندر کی طرف بڑھا۔ گھر میں خاموشی سی تھی۔ مسز طلعت باہر ہی مل گئیں جو کہ کافی اداس تھیں، وہ چھوٹے صوفے پر بیٹھیں چائے پی رہی تھیں، ڈاکٹر طلعت ہاشمی گھر پر نہیں تھے۔۔ وہ ان کے ساتھ بیٹھا سلام دعا کے بعد تاثیر کا پوچھا۔۔ انھوں نے اوپر اس کے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اس گھر میں کئی دفعہ آ چکا تھا، کبھی اپنی ماں کے ساتھ کبھی اکیلے۔ وہ اوپر پہنچا اور اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کوئی آواز نہیں آئی، اس نے گلا کھنکھارا "تاثیر۔۔" اور اگلے ہی لمحے وہ بول پڑی "آ جائیں"

اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی تھی، اسے دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لیے وہ ٹھٹھکا۔ شاید اسے اس سے اس کی امید نہیں تھی، اسے لگا تھا کہ ڈاکٹر تاثیر کمرے میں اندھیرا کر کے سوجھی آنکھوں کے ساتھ بیٹھی ہو گی مگر نہیں یہاں تو کایہ ہی پلٹ چکی تھی۔ وہ دروازے میں ہی کھڑا رہا، ڈاکٹر تاثیر نے گالوں پر ٹنٹ لگا کر اسے دیکھا

"کم ان مامون" وہ مسکرائی۔

مامون مسکرا بھی نہ سکا۔اس نے دروازہ بند کیا اور کھڑکی کے سامنے پڑے کاؤچ پر بیٹھ گیا۔۔اس نے بیڈ سائیڈ سے انٹر کام اٹھایا اور کان سے لگایا "دو کافی کپ پہنچادو" اور پھر اس کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی

"کیسے ہو مامون؟رات میں تم چلے ہی گئے۔۔میں تمھارا انتظار کرتی رہی بٹ اٹس اوکے۔۔میں فرحین تھوڑی ہوں" اس نے فرحین کے نام پر تاثیر کو دیکھا،اس کے چہرے کی مسکان میں ایسا کیا تھا جو مامون کو اچھا نہیں لگا

"آرا کی طبیعت خراب ہو رہی تھی اور ویسے بھی ہمیں بہت دیر ہو گئی تھی،اس لیے جانا پڑا" اس نے اپنی بات کہہ دی مگر دل پر بوجھ بڑھ گیا تھا

"آل رائٹ۔۔مجھے کوئی گلہ نہیں۔۔رات تھی گزر گئی" شانے اچکائے۔

کمرے کے دروازے پر پھر سے دستک ہوئی،اس نے اندر آنے کی اجازت دی اور ملازمہ ایک ایک کافی کپ ان دونوں کے سامنے رکھ کر چلی گئی

تاثیر بولنا شروع ہوئی تھی "فرحین کہاں ہے؟"

مامون نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "مجھے کیسے پتہ ہو گا؟" اسے اس سوال کی امید نہیں تھی

وہ ذرا سا ہنسی "وہ اپنے سانس لینے کی خبر بھی تمھیں کرتی ہے اور تم نہیں جانتے وہ کہاں ہے؟

امیز نگ "اس نے کافی کپ اٹھایا اور لبوں سے لگایا۔

"وہ میری اچھی دوست تھی۔وہ مجھے تب سے جانتی ہے جب وہ کالج جانا شروع ہوئی تھی،وہ مجھ سے بہت چھوٹی ہے اور ہمارے درمیان ایک دوستی اور ریسپیکٹ کا تعلق ہے۔۔تم اسے کوئی اور رنگ دے رہی ہو "اسے ڈاکٹر تاثیر کا لہجہ برا لگا تھا،وہ فری اور مامون کی دوستی کو نا جانے کیا سمجھتی رہی تھی

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو "اس نے کافی کا گھونٹ بھرا "دوستی تو اس نے تم سے کی تھی،افیئر میرے ہونے والے شوہر سے تھا"

مامون نے اسے بے انتہا سنجیدگی سے بھنویں بھینچ کر دیکھا تھا،پھر نارمل ہوا اور سانس خارج کی "میں حیران ہوں تاثیر،تم نے زندگی کے چھبیس سال اس کے ساتھ گزارے ہیں اور میں نے صرف چھے سے سات سال مگر اس کے متعلق میری اور تمھاری سوچ میں کتنا فرق ہے "وہ خاموش ہوا "ڈونٹ ٹیل می کہ وہ تمھاری سوتیلی بہن تھی اور تمھارا اس سے ریلیشن اچھا نہیں تھا "اس نے سر جھٹکا

ڈاکٹر تاثیر پھر بھی نارمل رہی "ایسا ہی ہے مامون۔۔اب ہر کوئی مامون تو نہیں نا ہوتا جو اپنے سوتیلے بھائی کو اپنی اولاد کی طرح پالے۔۔اتنا ظرف نہیں ہے میرے پاس "اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

مامون ذرا سا پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا "میں جب آیا تھا تب فری مجھ سے ملی تھی، وہ بہت خوش تھی۔۔ پھر آخری مرتبہ میں نے اسے باہر جاتے دیکھا تھا، اس کے بعد مجھے علم نہیں۔۔ تم لوگوں نے کیمرے چیک کروائے؟" وہ کہنی کاؤچ کے ہتھ پر رکھے بیٹھا تھا

"ہاں نا۔۔ کروائے ہیں" وہ مسکرائی "وہ باہر نکلتی ہے اور فون پر کسی سے بات کرتی ہے اور پھر ایک گاڑی آتی ہے اور وہ اس میں بیٹھ کر چلی جاتی ہے"

"تم اپنے کزن کا پتہ کرواؤ" مامون نے فرحین ٹاپک کو بند کرنا ضروری سمجھا۔ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ کوئی اس کے کردار پر کسی بھی طرح کا غیر ضروری الزام لگائے

"اس کا کوئی اتا پتہ نہیں ہے۔۔ وہ تو فرحین کے ساتھ ہو گا نا" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

"تم کیسے کہہ سکتی ہو؟"

تاثیر مسکرائی اور پاس میز پر پڑے فون کو پکڑا، پھر گیلری کھولی اور چند سکرین شاٹس اسے دکھائے

"یہ دیکھو تمھاری دوست میرے منگیتر سے افیئر چلاتے ہوئے" مامون نے بس دیکھا، اس نے ان کی باتیں پڑھنا ضروری نہیں سمجھا "نکاح سے دو دن پہلے میں نے نشیب سے اس کا فون نکلوایا تھا، تب مجھے صرف دونوں پر شک تھا۔ پھر ہمارا آپس میں بہت بڑا جھگڑا ہوا اور اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھ پر فرحین کو اہمیت دیتا ہے اور وہ دیتا رہے گا" سانس لینے کا وقفہ "تمھارے جانے کے بعد تمھاری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوست کے کمرے کی تلاشی لی گئی تھی۔۔اس کے پاسپورٹس،اس کا سامان کپڑے پیسے،سب غائب تھا،وہ بہت پہلے سے پلاننگ کر کے بیٹھی تھی"

"سکرین شاٹس وہ تمھیں کیوں دے گا؟"اس نے ابرو اٹھایا

"ہیکنگ کا نام سنا ہے تم نے؟"کافی کا گھونٹ بھرا

مامون کی کافی تقریباً ٹھنڈی ہو چکی تھی،اس کا کپ ان چھوا پڑا رہا

"میں نہیں مانتا۔۔فری ایک مضبوط اور اچھے کردار کی لڑکی تھی،ساری دنیا بھی اگر اس کے کردار کے خلاف گواہی دے میں اس کے باکردار ہونے کے حق میں ہی ہوں"اس نے اپنی بات کہہ دی اور پورے کانفیڈنس سے کہی تھی

تاثیر مسکرائی مگر یہ مسکراہٹ زخمی تھی"دیکھ لو لوگ کیسے ہمیں دھوکا دے جاتے ہیں۔۔وہ میرے ہونے والے شوہر کو لے کر بھاگ گئی اور تم میرے سامنے بیٹھے اس کے کردار کی گواہی دے رہے ہو،ایسا کیا ہے اس میں؟"اس نے کپ میز پر رکھا اور دونوں کہنیاں گھٹنوں پر رکھے اسے دیکھا

"وہ ڈاکٹر تاثیر نہیں ہے"وہ رہا بیٹھا تھا۔

اب دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔پھر تاثیر بولی

"تم پتہ لگاؤ نا اس کا۔۔میں نشیب کا پتہ لگاتی ہوں،تم دیکھنا وہ دونوں ایک ساتھ ملیں گے"

"سٹاپ اٹ۔۔ بار بار اس کا نام نشیب کے ساتھ مت جوڑو۔۔ وہ ایسی لڑکی نہیں ہے۔ تمھیں مس انڈر سٹینڈ نگ ہوئی ہے اور تمھیں یہ مس انڈر سٹینڈ نگ کلیئر کرنے کی ضرورت ہے"

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا اس کی جیب میں پڑا فون تھر تھرایا، اس نے کوٹ کی جیب سے فون نکالا، سکرین پر "ہائپر ٹینشن" لکھا جگمگایا تھا، اس نے سکرین سوائپ کر کے فون کان سے لگایا

"بولو"

"وہ۔۔ پوچھنا یہ تھا کہ تم آفس سے کہاں گئے ہو؟ میں تمھارے آفس ہوں اور تم کس کے آفس ہو؟"

"میں ڈاکٹر تاثیر کی طرف ہوں"

وہ ہنس دیا "ارے۔۔ سپیکر آن کرو ذرا، میں بھی ذرا ڈائن سے افسوس کر لوں"

"تیمور۔۔" وہ دانت پیستے بولا تھا

"کردو نامون۔۔ پیارے بھائی کردو پلیز"

اس نے سپیکر آن کیا اور فون ذرا سا آگے کیا

"ہیلو۔۔ ڈاکٹر تاثیر کیسی ہیں آپ؟" فون سے اس کی ہشاش بشاش آواز نکل رہی تھی

"اچھی ہوں گی، آپ کے سامنے آپ کا من پسند مرد بیٹھا ہے آپ تو اچھی بھلی ہوں گی۔۔۔ خیر! ویسے آپ کا کزن بہت ہی عقل مند انسان ہے، کیا ہیٹ رک مارا ہے اس نے۔۔ ویسے اس نے

موت پر زندگی کو ترجیح دی ہے لیکن پھر بھی مجھے آپ کے لیے افسوس ہے۔۔پتہ نہیں وہ کونسا مرد مومن ہوگا جواب بلی دے گا۔۔مامون آپ کو سمجھا رہا ہوگا نصیحت کر رہا ہوگا۔۔ویسے مون ایسے نہ کرو ان کا زخم ابھی تازہ ہے،انھیں مت چھیڑو،ایسے نہیں کرتے یار ان کے زخم پر نمک مت چھڑکو۔۔ویسے ڈاکٹر تاثیر ہوا کیا تھا؟"اور وہ قہقہ لگا کر ہنسا۔

مامون نے کال کاٹ دی اور سانس خارج کی،پھر فون جیب میں رکھا

"ویسے یہ اچھا ایکٹر بنے گا"اس نے مشورہ دیا تھا

"اسے ضرورت نہیں ہے"مامون نے شانے اچکائے

تاثیر نے شانے اچکائے اور کھڑی ہوئی"ویل،میں ہاسپٹل جا رہی ہوں۔بہت سے کام اس سوکالڈ شادی کے چکر میں رہ گئے"اس نے سر جھٹکا اور ایک آخری بار آئینے میں دیکھا۔

پیچھے مامون کا عکس نظر آیا جو کہ کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تاثیر پتھر کی ملکہ ہے،لوگ اس کو توڑ نہیں سکتے اور پتھروں کے مقدر میں آنسو نہیں ہوتے"

وہ کہہ کر آگے بڑھی ہی تھی کہ مامون کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی

"لیکن پتھروں کے مقدر میں ٹوٹنا تو ہوتا ہے نا"وہ رک گئی اور مامون اسے کراس کر کے چلا گیا۔۔

اس کی آنکھیں گلابی ہوئیں اور وہ دانت پیستے باہر نکلی تھی۔وہ واقعی ڈائن تھی!

یہ بڑے سے کمرے کا منظر تھا جہاں درمیان میں ایک بڑی سی میز تھی، جس پر چارٹس، مختلف رنگ، قینچیاں، کٹے ہوئے کپڑے اور بہت کچھ بکھرا پڑا تھا۔ مجسموں نے کپڑے پہنے تھے اور ان کپڑوں پر مختلف ڈیزائنرز کام کر رہے تھے۔ سامنے سے دائیں جانب ایک کونے میں رابیل اورنگزیب کھڑی ہو کر میرون میکسی پر مختلف نگینے سیٹ کر رہی تھی۔ وہ سنجیدہ سی کام میں مصروف تھی، اس کے ساتھ ایک اور لڑکی تھی جو اس کی مدد کر رہی تھی۔ پھر نیچے جھک کر وہ میکسی پر لگی نیٹ سیٹ کرنے لگی۔ اسے اپنے پیچھے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی، وہ جانتی تھی وہ کون ہو گا۔ اس کا پسندیدہ مشغلہ رابیل کے کام میں کیڑے نکالنا تھا۔ وہ کھڑی ہوئی اور مڑی

"فرمائیں۔۔ آج کیا کمی ہے؟" اس نے سینے پر بازو لپیٹ لیے۔

وہ ہنس دیا "آج میں آپ کے کام میں کیڑے نہیں آپ کے کام کو ہی نکالنے آیا ہوں"

رابیل کے جبڑے تن گئے "مائینڈ یو"

وہ پھر سے ہنسا "جسٹ کڈنگ!"

رابیل نے سانس خارج کی۔ وہ بولنا شروع ہوا

"لگتا نہیں تھا آپ یہ کر پائیں گی۔ ڈیلی ویئر ڈیزائنر ایک برائڈل ویئر ڈیزائن کرے بہت مشکل ہے اور ڈیزائنز بھی ایسی جس کے پاس کوئی ڈگری کوئی خاص نالج نہیں ہے" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے

منہ کے زاویے بگاڑ رہا تھا"بٹ انٹر سٹنگ! یہ بہت خوبصورت ہے۔سلیولیس ہوتا اور ہماری ماڈل پہنتی تو زیادہ اچھا ہوتا"اس نے شانے اچکائے

"مگر آپ پہ تو ایگو کا بھوت سوار ہے۔آپ وہی کریں گی جو آپ کا دل کرے گا"اس نے رابیل کو دیکھا

رابیل خاموشی سے سنتی رہی پھر سانس خارج کی"ہمارے پاس وقت بہت کم ہے،اگر آپ نے میری شان میں قصیدے پڑھ لیے ہیں تو آپ جا سکتے ہیں"

اس نے کہہ کر سر جھٹکا اور پھر پیچھے میز پر پڑا بڑا سا میرون سٹون پکڑا۔۔

اس نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا۔

"آپ کی ونٹر کلیکشن کا کیا بنا؟"اسے سکون نہیں آرہا تھا،وہ بس کسی قسم کے میس کے انتظار میں تھا

"فیشن ویک کے بعد۔۔ابھی یہاں بزی ہوں"اس نے سٹون پکڑا اور وہ میرون میکسی کے گلے میں درمیان میں لگایا۔پھر سوئی دھاگے سے اچھے سے اسے کپڑے کے ساتھ سلائی کرنے لگی

"اگر دوبارہ موقع ملا تو کیا آپ میرے ساتھ کام کریں گی؟"وہ رابیل کی پشت دیکھ رہا تھا،اس کے لمبے بال کمر پر پھیلے تھے

"جواب آپ کو پتہ ہے"وہ مصروف سی بولی تھی

وہ مسکرایا"مجھے تو لگا تھا آپ اب بھی میرے ساتھ کام نہیں کریں گی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لگنے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے، جلیل صاحب" اس نے دھاگہ دانتوں میں ڈالا اور کاٹ دیا

"میرا موڈ نہیں ہے آپ کی ڈیزائن کی ہوئی میکسی اپنی کلیکشن میں شامل کرنے کا"

اس کے چلتے ہاتھ رکے تھے، وہ مڑی اور اسے دیکھا۔ وہ پیچھے سے سر کھجاتے مسکرا رہا تھا

"بات بات پر دھمکی کسے دیتے ہیں آپ؟ زیادہ سے زیادہ کیا کریں گے آپ، ہاں؟" وہ غصے میں آ گئی تھی۔

وہ ہنس دیا، یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ غصے میں آئے "ریلیکس۔۔ آئی ایم جسٹ کڈنگ" اس نے ہاتھ اٹھائے تھے

رابیل مٹھیاں بھینچے بولی تھی "آپ کسی سرکس میں جوکر کیوں نہیں بن جاتے، شکل بھی اس رول کے لیے معقول ہے"

وہ اس کو بنا ہاتھ لگائے تھپڑ مار چکی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ بولتا رابیل نے ہاتھ جھلایا

"ایکس کیوزمی!" اور وہ وہاں سے چلی گئی۔ وہ بس ضبط کر کے رہ گیا تھا۔

یہ ایک کانفرنس روم کا منظر تھا۔ بارہ بجنے میں پانچ منٹ پڑے تھے۔ میز کے گرد پانچ لوگ بیٹھے تھے، ایک طرف افیفہ بیٹھی تھی اور اس کے سامنے چار مرد تھے، تھری پیس میں ملبوس سوٹڈ بوٹڈ۔ وہ سب کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ کبھی باتیں کرنے لگتے کبھی گھڑی دیکھتے اور پھر افیفہ کو۔ افیفہ فون پر جھکی تھی

"تین منٹ رہتے ہیں۔۔۔باس کے بارہ بجے کا مطلب بارہ بجے ہی ہوتا ہے"اور فون پر دوبارہ جھک گئی۔اس کے جواب سننے پر سب نے سر ہلا دیے۔وہ لاکھ مامون کی برائیاں کریں مگر افیفہ کے سامنے چپ رہتے تھے۔

گیارہ بج کر انسٹھ منٹ ہوئے تھے اور یہ گلاس ڈور کھل گیا۔وہ سنجیدہ چہرہ لیے اندر داخل ہوا،سب کھڑے ہو گئے۔

وہ مرکزی کرسی پر بیٹھا اور سب بیٹھ گئے۔گھڑی کی تینوں سوئیاں بارہ پر تھیں۔

افیفہ نے ہاتھ میں پکڑا آئی پیڈ اس کی طرف بڑھایا،وہاں ایک گراف سا بنا ہوا تھا،کچھ نمبرز لکھے تھے اور باقی کچھ دوائیوں کے نام تھے۔افیفہ کے ہاتھ میں ایک سفید پنسل تھی اور وہ اسے ساری تفصیل بتا رہی تھی

"سب سے زیادہ اینٹی بائیو ٹکس استعمال کی گئی ہیں،بہت سی فارمیسیز اسی اینٹی بائیوٹک کی ڈیمانڈ کر رہی ہیں"اس نے پنسل سے صفحہ پلٹا"اینٹی انفلیمیٹری ڈرگز ہاسپٹلز زیادہ ڈیمانڈ کر رہے ہیں اور اگر ہم اینجلیسکس کو دیکھیں تو وہ بھی اینٹی انفلیمیٹری ڈرگز کے برابر ہیں"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا"ہمارے سٹاک میں اس وقت کیا اینٹی بائیوٹک کے لیے رامیٹیریل ہے؟"اس نے بائیں جانب بیٹھے شخص سے پوچھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یس۔۔انفیکٹ سب سے زیادہ اینٹی بائیوٹک پر ہی فوکس ہے۔۔مس افیفہ نے ہمیں گائیڈ کر دیا تھا اور آپ کی انسپکشن کے بعد ہم نے کام شروع کر دیا تھا"اس نے اپنی بات کہہ دی

افیفہ پھر بولنا شروع ہوئی"ایم ایچ آر اے سے سرٹیفائیڈ ہونے کے بعد سے کمپیٹیشن بڑھ گیا ہے۔۔ہمارا جن جن سے کانٹریکٹ رہا ہے وہ اچھا آؤٹ پٹ دے رہے ہیں مگر مارکیٹنگ میں ایشو آیا ہے۔۔بظاہر وہ اتنا بڑا ایشو نہیں ہے مگر اگر اسی طرح رہا تو ہو سکتا ہے ہماری وجہ سے کوئی کانٹریکٹ ختم ہو جائے"

مامون نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا

"باس!پراڈکٹس ایک رات پہلے تیار تھیں مگر"وہ ذرا سا ہچکچائی"وہ دیر سے پہنچی تھیں۔۔ٹائمنگ کا ایشو تھا"اس نے تھوک نگلا

اس نے بائیں جانب پہلے سے دوسرے شخص کو دیکھا

"نورالحبیب جب میں یہاں آیا تھا تو آپ نے وقت دیکھا؟"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"باس!۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا مامون پھر سے بولا"کیا آپ نے وقت دیکھا؟"

اس نے تھوک نگلا"یس باس!گیارہ بج کر انسٹھ منٹ تھے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مطلب ایک منٹ پہلے۔۔" پھر آگے کو ہوا "کیا ہو جو میں ایک منٹ پہلے آنے کی بجائے ایک گھنٹہ لیٹ آؤں"

اس نے سر جھکا لیا مگر مامون کی آواز بلند ہوئی

"انسان کے سامنے جھکی ہوئی گردنیں میں توڑ دیتا ہوں۔۔ کیا ہو جو میں ایک گھنٹہ لیٹ آؤں"

مگر وہ خاموش رہا۔

"میں بتاتا ہوں" وہ پھر سے پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا "افیفہ نے آج بریک فاسٹ نہیں کیا اور اس کا لنچ لیٹ ہو جاتا، اسرار نے مجھ سے اپنی چھٹی کی بات کرنی ہے وہ نہیں کر سکے گا اور بدلے میں اسے گھر سے گالیاں کھانے کو ملیں گی، داور نے جا کر ساری پیکنگ دیکھنی ہے اور وہ لیٹ ہو جائے گی اور مسئلہ کھڑا ہو گا، سلیمان نے لنچ بریک میں اپنی گرل فرینڈ سے بات کرنی ہے مگر وہ نہیں کر پائے گا۔۔ اور تم" اس نے اسے گھورا "تم نے کل ڈلیور ہونے والی میڈیسنز کی مارکیٹنگ کے لیے سٹریٹیجی بنانی ہے مگر افسوس۔۔ ایک مامون کے دیر کرنے سے تم سب لوگوں کے کام الٹ جائیں گے، تم سب کے پلانز بدل جائیں گے۔۔ دیکھو بس ایک گھنٹہ ہی تو لیٹ ہوا ہوں اور کیسے تم سب پر اثر انداز ہوا ہوں۔۔ تو وہ لوگ جو ہماری دوائیوں کے سہارے زندہ رہتے ہیں ان پر تمھارا وقت کیوں نہیں اثر انداز کرے گا؟ کیا تمھیں نہیں پتہ کہ زندگی سے زیادہ قیمتی چیز کوئی نہیں ہوتی"

کانفرنس روم میں خاموشی تھی۔ بائیں جانب بیٹھے نورالحبیب نے سر اٹھایا

"باس! سوری۔۔آئندہ نہیں ہو گا"

"آئندہ تم ہی نہیں ہو گے "اس کا لہجہ اٹل تھا

اس نے افیفہ کو دیکھا" نیا مارکیٹنگ مینیجر آئے گا،انٹرویو ایک دو دن میں میں خود لوں گا"

مجال ہے جو نورالحبیب کچھ بولا ہو۔اسے پتہ تھا مون وقت پر کمپرومائز نہیں کرتا تھا۔اس نے کوئی فیصلہ سنا دیا تو وہ اٹک ہو گیا، کوئی اب اسے نہیں بدل سکتا تھا۔اس کی نوکری تو گئی

"باس!"افیفہ نے آئی پیڈ کی سکرین اس کے سامنے کی "تقریباً پانچ اور فار میسیز اور ہاسپٹلز ایسے ہیں جو ہمارے ساتھ کانٹریکٹ میں آنا چاہتے ہیں مگر ہم ابھی افورڈ نہیں کر سکتے۔۔فائنیشئیل ایشو نہیں ہے،ایشو ٹائمنگ اور مینیجمینٹ کا ہے اور اس کے لیے ہمیں ایک اچھے پلان کی ضرورت ہے جو کہ ابھی تو ممکن نہیں ہے"

"ٹھیک ہے۔۔پہلے جن سے کانٹریکٹ ہیں انھیں ڈیلیوری دو اور باقی بعد میں دیکھتے ہیں"

"اوکے "اس نے سر ہلا دیا۔

اب پاس بیٹھا اسرار بولا تھا" باس! میڈیسنز کے لیبلز میں کچھ ایشو تھے،اگر ہم مزید آسان بنا دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔۔سب ہی مریض پڑھے لکھے یا کم از کم میڈیکل نہیں جانتے۔۔سو"

اس نے کچھ سوچ کر سر ہلایا"اوکے۔۔افیفہ اسے بھی نوٹ کرو۔۔ہم کوشش کریں گے کہ آسان کر دیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب ساتھ بیٹھا اور کچھ کہہ رہا تھا اور وہ سر ہلا کر اس کی بات توجہ سے سن رہا تھا، باہر وقت ظہر کی طرف سرک رہا تھا

آج کا دن باقی دنوں کی نسبت بہت مشکل تھا، مصروف تھا مگر ایسا مصروف پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔۔ اس کا جسم اور دماغ تو تھکے تھے مگر اس کا دل بھی تھک گیا تھا۔ وہ آرام چاہتا تھا مگر آرام ممکن نہیں تھا۔ رات عشاء کے بعد کا وقت تھا، باہر سردیوں کی پہلی بارش ہو رہی تھی۔ اس کے کمرے میں اندھیرا تھا، صرف ایک طرف ذرا نارنجی سی روشنی تھی اور اس روشنی تلے کوئی سجدے میں تھا۔ پھر اٹھا اور چند لمحے بیٹھا اور دوسرا سجدہ کیا۔ پھر تشہد میں بیٹھ گیا، کمرے کی کھڑکی بند تھی اور کمرہ گرم پر سکون سا تھا۔ اس نے سلام پھیرا اور پھر خاموشی سے سر جھکائے بیٹھ گیا۔۔ وہ یونہی جائے نماز پر انگلی پھیر رہا تھا، دل اور دماغ کہیں اور تھے۔ اس نے سانس خارج کی اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔۔ آج اس نے کیا مانگا کیا نہیں مانگا اس کا پروردگار بہتر جانتا تھا۔ پھر جائے نماز تہہ کی اور صوفے کے ہتھ پر رکھ دی۔ وہ قدم بڑھائے اپنے بیڈ پر آ بیٹھا، اس نے اپنے فون کی سکرین آن کی، بہت سے نوٹیفیکیشنز تھے مگر اس نے ایک بھی نہیں کھولا۔ اس نے واٹس ایپ کھولا اور فری کی چیٹ کھولی، اس نے فرحین کا نمبر "ریڈیو" کے نام سے محفوظ کر رکھا تھا۔ وہ بولتی بہت تھی اور مامون سنتا بہت تھا۔ اس کی پروفائل پکچر دیکھی، اس نے وہی کتاب لگا رکھی تھی جو اس کی اور مامون کی پسندیدہ تھی۔۔ اس نے چیٹ کھولی اور پرانی باتیں پڑھنے لگا۔ اس کی زیادہ تر باتیں اپنے ناول کے متعلق ہی

ہوتی تھیں جس میں وہ کوئی کردار ڈسکس کر رہی ہوتی تھی یا اپنے کردار کے ڈائیلاگ لکھ کر خود ہی ہنس رہی ہوتی تھی۔ پھر کسی کردار پر مامون کی رائے مانگ رہی ہوتی تھی یا کوئی ٹیکنالوجی یا فلسفے کی بات پر مامون کو سراہ رہی ہوتی تھی۔اس نے بہت سے ڈاکومنٹس سینڈ کر رکھے تھے، جب بھی کوئی چیپٹر پورا ہوتا تو وہ اسے بھیج دیتی تھی۔۔وہ جب کبھی فارغ ہوتا یا اتوار کو کافی پیتے اس کی پروف ریڈنگ کرتا تھا اور پھر دونوں کے درمیان لمبی ڈسکشن چلتی تھی۔وہ کوئی کتاب پڑھ لیتی تھی تو مامون کے کان کھا چھوڑتی تھی، اس کا ایک ایک کردار ایک ایک ڈائیلاگ فری کو یاد ہوتا تھا اور وہ ایسے ڈسکس کرتی تھی جیسے وہ حقیقی کردار ہوں۔مامون بس اس کو سنتا تھا، کبھی ہنس دیتا، کبھی مسکراتا اور کبھی ڈانٹ دیتا تھا۔وہ اس سے کئی سال بڑا تھا اور وہ اسے تب ملا تھا جب وہ میڈیکل میں نہیں جانا چاہتی تھی، جب اس کا کالج میں ایڈمیشن ہونے والا تھا مامون نے اس کے بابا کو منایا تھا اور پھر فری نے اپنی مرضی سے ایف اے کر کے بی ایس انگلش کیا تھا۔وہ اس کی بہت اچھی دوست تھی، آج بیڈ پر بیٹھے وہ اس کو یاد کر رہا تھا۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اسے یوں مس کرے گا۔اس نے ایک سانس خارج کی، فون بیڈ سائیڈ پر رکھا اور کمبل اوڑھ کر کھسک گیا مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔وہ کروٹ بدل کر لیٹ گیا اور پھر سوچتے سوچتے اسے کب نیند آئی نہیں پتہ چلا۔

وہ فجر کی اذان پر اٹھ جایا کرتا تھا۔نماز پڑھ کر گھنٹہ ڈیڑھ باہر ورزش کرنے نکل جاتا تھا۔آج بھی وہ جا رہا تھا، ٹریک سوٹ پہنے جب وہ گارڈ کے سامنے سے گزرا تو اس نے سلام کہہ کر اسے روک لیا۔

پھر اپنے کوارٹر گیا اور جلدی سے ایک سرخ پھولوں والا بڑا سا سیاہ گلدستہ لایا تھا۔اس کے ساتھ ایک لفافہ بھی تھا۔مامون نے بھنویں بھینچے وہ گلدستہ لیا اور لفافہ پکڑ کر اسے آگے پیچھے سے دیکھا

"سر! یہ رات کو آیا تھا جب آپ سو گئے تھے"

"کب؟" مامون نے ابرو اٹھائی

"تقریباً دس بجے کے قریب"

وہ خاموش ہوا تو مامون نے سر ہلایا اور پھر ہاتھ میں گلدستہ اور لفافہ لیے باہر بڑھا۔

وہ ایک بنچ پر بیٹھا تھا، سامنے لمبا ٹریک تھا، اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا جسے اس نے پڑھنا شروع کیا

"آفندی!

کیسے ہو تم؟ میں ٹھیک ہوں اور خوش ہوں۔یہ سب بہت جلد اور بہت اچانک ہوا مجھے تمھیں بتانے کا موقع نہیں ملا اور تم جانتے ہو میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں۔اسلام آباد میں اس وقت بہت سردی ہے نا۔میں رات کے دو بجے تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔کہیں نہ کہیں میں جانتی ہوں کہ تم مجھے ڈھونڈو گے اور پریشان بھی ہو گے مگر مجھے مت ڈھونڈو۔میں امریکہ جا رہی ہوں اور خوش ہوں۔

اگلا سفر میرا ترکی کی طرف ہے وہ جگہ جہاں جانا میرا ایک خواب تھا۔تمھیں پتہ ہے امریکہ میں راتیں کتنی ٹھنڈی ہوتی ہیں، دھند تو چھے بجے ہی بسیرا کرنے لگتی ہے، مجھے خوف محسوس ہوتا ہے مگر

میں نشیب کے ساتھ خوش ہوں۔وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور میرے لیے یہ کافی ہے۔جب تم یہ خط پڑھو گے میں پاکستان سے جا چکی ہوں گی، میں امریکہ ہوں گی۔۔اپنا خیال رکھنا، خدا حافظ !

فرحین طلعت

2:25am

اور بس اتنا ہی خط تھا، وہ خط پڑھ کر مسکرایا اور سرخ گلاب دیکھے۔اس نے خط گلابوں پر رکھا اور پھر ٹریک پر تیز تیز قدم اٹھاتا دوڑنے لگا۔۔وہ کچھ سوچ رہا تھا

اس وقت وہ لائبریری میں تھا، اس نے بس کافی پی تھی اور اب وہ تیمور کو اپنے سامنے بٹھائے اس سے بات کرنے میں مصروف تھا۔ تیمور صاحب کی آنکھیں گلابی تھیں مگر مامون کے لیے تو کچھ بھی۔اس نے پھولوں کا گلدستہ تیمور کے سامنے رکھا تو اس نے صوفے کی پشت سے سر ٹکایا

"یار مون" اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی "میں شادی شدہ ہوں۔۔کسی اور کو پرپوز کرو" اور آنکھیں بند کر لیں

اس نے برا سا منہ بنایا اور خط اس کی طرف بڑھایا، اس نے نیم کھلی آنکھوں سے خط پکڑا اور پڑھا۔۔ پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور ہنس دیا

"اے لو۔۔باجی خود بھاگی ہیں اور اگلی پچھلی پلاننگ بتا رہی ہیں۔۔بھلا تمھیں کیوں بتا رہی ہے؟"

اس نے پھر سے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی

"تم کافی پیو الو" اس نے میز پر پڑا کافی کپ اس کی طرف بڑھایا۔

تیمور نے ایک گھونٹ بھرا اور مامون اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا

"یہ اس نے مجھے ہنٹ بھیجا ہے" وہ مسکرایا

"کیا واقعی؟" اب کی بار تیمور نے آنکھیں کھول کر خط دوبارہ پڑھا

"کیسے؟" کافی کا گھونٹ بھرا

"اس نے آفندی تو لکھا ہے مگر لکھا ہے "تم" جب کہ مجھے نہیں یاد کہ اس نے زندگی میں مجھے کبھی تم کہا ہو، وہ مجھے آپ کہہ کر بلاتی ہے۔۔ نیند میں ہو یا نشے میں وہ مجھے آپ ہی کہتی ہے"

"یعنی یہ خط کسی اور نے لکھا ہے فری کے نام سے"

"او نہوں۔۔ یہ خط لکھا فری نے ہی لکھا ہے کسی اور کے کہنے پر"

"او کے۔۔ آگے؟"

"وہ کہتی ہے کہ اسلام آباد میں اس وقت بہت سردی ہے، اسے کیا ضرورت پڑ گئی کہ خط کے بیچ میں آ کے موسم کا ذکر چھیڑ دے۔۔ پھر وہ کہتی ہے کہ رات کے دو بجے خط لکھ رہی ہوں یعنی اس نے اس رات دو بجے خط لکھا ہے جس رات وہ وہاں سے بھاگی ہے، آل رائٹ!" سانس لینے کا وقفہ "وہ کہتی ہے کہ میں امریکہ جا رہی ہوں اور ساتھ ہی ترکی کا بھی بتا دیا۔۔ مجھے کیوں ساری ٹریول پلاننگ بتا رہی ہے؟ کیا اس لیے کہ میں اس کے پیچھے جاؤں یا اگر اسے تلاش بھی کروں تو امریکہ یا ترکی میں"

"ہو سکتا ہے"

"پھر آگے کہتی ہے کہ راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور چھے بجے ہی دھند چھانے لگتی ہے اور اسے خوف آتا ہے اس جگہ سے۔۔رات کے دو بجے وہ بیٹھ کر مجھے خط لکھ رہی ہے،ایڈریس کے مطابق لاہور میں اور وہ کہتی ہے کہ میں خط تب پڑھوں گا جب وہ امریکہ پہنچ چکی ہو گی۔۔یعنی خط لکھتے وقت تو وہ پاکستان ہی تھی اور رات کے ڈھائی بجے بیٹھ کر وہ مجھے امریکہ کے موسم کا حال بتا رہی ہے۔۔وہ امریکہ جہاں وہ ابھی پہنچی بھی نہیں۔۔وہ ایسا کیوں کرے گی؟"

"اور اسے خوف کیوں محسوس ہوتا ہے؟"

"کیونکہ وہ اسلام آباد میں ہے،اسے ایک ہی چیز سے خوف محسوس ہوتا تھا اور وہ تھے پہاڑ۔۔مارگلہ کے پہاڑ"

"مطلب وہ یہیں ہے،وہ یہیں تھی" وہ حیران ہوا تھا

"وہ کہتی ہے کہ جب تم یہ خط پڑھو گے میں امریکہ ہوں گی، تمھیں پتہ ہے اس سب میں ایک چیز عام ہے"

"کیا؟"

"وقت" وہ خاموش ہوا "وقت کے پاس ہمارے ہر سوال کا جواب اور ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے" اب وہ بولے گا اور تیمور سنے گا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خط مجھے موصول ہوا ہے رات کے دس بجے۔۔گارڈ کے مطابق خط دینے ایک لڑکا آیا تھا، کوریئر والا،اس کے پاس جو بائیک تھی وہ کوریئر والے کی تھی مگر کونسا باپ رات کے دس بجے کوریئر آفس کھول کر بیٹھا ہوتا ہے۔۔جو کوریئر سروس اس نے استعمال کی ہے یعنی جس سروس کی موٹر سائیکل اس کوریئر والے لڑکے کے پاس تھی ان کی ٹائمنگ صبح نو سے شام پانچ ہوتی ہے سو ثابت ہوا کہ وہ بندہ جھوٹ تھا، وہ ایک عام لڑکا تھا جس کے پاس کسی کوریئر والے کی بائیک تھی۔۔اور تو اور اس کے لفافے پر کسی کوریئر سروس کی سٹیمپ نہیں موجود اور جو اڈریس لکھا ہے وہ لاہور کے کسی علاقے کا ہے"

"آگے؟"

"وہ کہتی ہے کہ اس نے خط لکھا ہے رات کے دو بجے اور خط مجھے ملا ہے کل رات دس بجے۔۔یہاں کوریئر والے کو تو نکال دو نا، چلو مان لیتے ہیں کہ فری یہاں سے لاہور گئی تھی اور پھر آگے امریکہ۔۔ پرسوں رات دو بجے اور کل رات دس بجے کے دوران کتنے گھنٹے ہیں؟"

اس نے سامنے سفید کورے صفحے پر وقت لکھا اور پھر درمیان میں بیس لکھ کر اس پر دائرہ بنایا" بیس گھنٹے ہیں، بیس گھنٹے کے اندر اندر مجھے خط ملتا ہے جس میں وہ لاہور میں ہوتے ہوئے بھی اسلام آباد کا ذکر کیے جا رہی ہے"

"ہوں۔۔آگے؟"

"فری جب ہم سے ملی تب اس نے مجھے کہا تھا کہ وہ میرا انتظار کر رہی تھی اور میں نے کہا تھا کہ ہم وقت پر پہنچے ہیں، ہم آٹھ بجے پہنچے تھے اور فری سے آٹھ بج کر دس منٹ پر ملے تھے" اس نے آٹھ دس لکھا

"پھر وہ ہم سے ملنے کے بعد اوپر چلی گئی، جس وقت میں نے اسے باہر جاتے دیکھا وقت ہوا تھا آٹھ تیئس کا کیونکہ اس وقت میں واٹس ایپ پر اماں سے بات کر رہا تھا اور واٹس ایپ پر میسج کے ساتھ ٹائم آتا ہے" اس نے آٹھ تیئس لکھا

"یعنی کہ ہم سے ملنے کے تیرہ منٹ بعد وہ باہر گئی اور پھر نہیں آئی۔۔ جس وقت تم اوپر گئے تھے اس وقت آٹھ بج کر سینتالیس منٹ ہوئے تھے، اس وقت میں افیفہ سے بات کر رہا تھا اور میسجز پر وقت ابھی بھی رکا ہوا ہے" اس نے کاغذ پر آٹھ سینتالیس لکھا "یعنی کہ فری کے جانے کے چوبیس منٹ بعد ڈاکٹر تاثیر کو پتہ چل گیا کہ اس کی بہن اس کے منگیتر کے ساتھ بھاگ گئی ہے، یعنی اتنی جلدی۔۔ گریٹ!" اس نے داد دی تھی "اس وقت میں افیفہ سے بات کر رہا تھا اور تقریباً آٹھ پچپن پر افیفہ نے مجھے رپورٹ سینڈ کی تھی اور تب ہی رپورٹ کھولے بغیر میں اوپر گیا اور ڈاکٹر تاثیر چلا رہی تھی یعنی آدھے گھنٹے کے اندر اندر اسے یقین تھا کہ اس کی بہن ہی اس کے شوہر کو لے کر بھاگی ہے، امیزنگ نا" وہ مسکرایا

تیمور کی پوری نیند کھل چکی تھی

"پھر وہ کہتی ہے کہ جب میں یہ خط پڑھوں گا تو وہ امریکہ ہو گی۔۔اس نے یہاں وقت لکھا ہے دو پچیس کا، وہ ڈھائی بجے تک خط لکھ چکی تھی۔۔اس کے پاس بی ٹو ویزا ہے، وہ باآسانی امریکہ آ جا سکتی ہے۔۔سترہ سے بیس گھنٹے یا چوبیس گھنٹے کے اندر اندر وہ امریکہ ہو گی کیونکہ میں خط پڑھ چکا ہوں اور اس کے مطابق میں نے جب خط پڑھنا تھا تو اسے امریکہ ہونا تھا۔۔اس نے خط لکھا ہے دو بجے جبکہ وہ یہاں سے نکلی وقت تھا آٹھ تئیس کا اور جب مجھے خط پڑھنا تھا اسے ہونا تھا امریکہ۔۔ساڑھے آٹھ سے لے کر اگلی رات کے ساڑھے آٹھ تک وہ فلائٹ میں ہو گی اور تقریباً رات بارہ بجے تک وہ امریکہ۔۔یہ جو اس نے لکھا ہے کہ میں دو بجے خط لکھ رہی اور پھر اس نے مجھے بھیج بھی دیا یہ کیا فلائٹ میں بیٹھ کر لکھ رہی تھی اور آسمان سے مجھے پھینکا ہے" وہ مسکرا دیا

مجھے خط ملا ہے صبح چھے بجے، خط میرے گھر آیا ہے رات دس بجے۔۔اس وقت تو وہ امریکہ ہو گی نا، آٹھ بجے سے لے کر اگلی رات کے آٹھ بجے تک تو وہ فلائٹ میں تھی اور اسی ٹائم پیریڈ میں رات کے دو بجے بھی آتے ہیں۔۔اگر اس نے رات کے دو بجے خط لکھا ہے تو مطلب وہ کسی فلائٹ میں نہیں تھی، وہ امریکہ گئی ہی نہیں۔۔خط مجھے رات کے دس بجے ملا ہے، یہ کسی نے ایمرجنسی میں اس سے لکھوایا ہے اور لکھوا کر مجھے بھیج دیا، یہ کون ہے جو مجھے سیٹسفائی کر رہا ہے؟ کون ہے جو مجھ سے خوفزدہ ہے؟ کون ہے جسے یہ نہیں پتہ کہ جلد بازی موت کا گھر ہے۔"

تیمور ماموں کو دیکھ کر مسکرایا، اس کی نیند اڑ چکی تھی

"مطلب وہ کہیں نہیں ہے، یہاں تک کہ لاہور بھی نہیں۔۔اسے لاہور سے نہیں پہاڑوں سے خوف محسوس ہوتا ہے اور اس نے سرخ گلاب بھیجے ہیں جبکہ اسے سرخ گلابوں سے الرجی تھی"

"اب تم کیا کرو گے مون؟"

"A friend in need is a friend in deed"

اور دونوں ہنس دیے۔

رات کے کھانے کے بعد مامون اور تیمور اکٹھے بیٹھے تھے، تیمور بیڈ پر بیٹھا تھا،اس کے سامنے لیپ ٹاپ تھا جس پر وہ جھکا ٹچ پیڈ پر انگلی چلا رہا تھا۔ساتھ مامون بیٹھا تھا

"نمبر کہاں سے لائے تم؟ڈاکٹر تاثیر نے دے دیا؟"تیمور ابھی بھی لیپ ٹاپ کی سکرین کو ہی دیکھ رہا تھا

Clubb of Quality Content

"ظاہر ہے وہ کیوں دے گی؟اس کے کزن کے آفس سے لایا ہوں"مامون فون کی سکرین پر انگلیاں چلا رہا تھا۔

پھر اس نے کال ملائی،دوسری طرف کال جا رہی تھی۔۔پہلی کال کے بعد دوسری کال اٹھالی گئی تھی

"ہیلو"ایک مردانہ آواز

تیمور کی انگلیاں جلدی سے لیپ ٹاپ کی کیز دبا رہی تھیں

"ہیلو۔۔نشیب؟"مامون بھی سکرین کو ہی دیکھ رہا تھا

"جی۔۔آپ کون؟"

اس نے ایک سانس خارج کی "میں مامون آفندی بات کر رہا ہوں"

اس نے کچھ پل لیے اور پھر بول پڑا "اوہ۔۔ڈاکٹر ملیحہ کے بیٹے؟"

"جی" اس نے سر اثبات میں ہلایا

لیپ ٹاپ پر اس کی کال کی لوکیشن آ رہی تھی، وہ اٹلی میں تھا۔مانون نے سر جھکایا اور ناک کی ہڈی کو چٹکی میں بھر کر مسلا

"جی جی۔۔کیسے ہیں آپ؟" نشیب تو ایسے سادگی سے بات کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں

"میں ٹھیک ہوں" ایک لمحے کا توقف "ایک ضروری کام تھا آپ سے، فری نے آپ کا نمبر دیا تھا"

تیمور ابھی بھی مسلسل کیز دبا رہا تھا

"فرحین نے "ایک خاموشی" جی جی، کیا کام ہے آپ کو؟"

"پچھلے کچھ دنوں سے کسی نے میرا اکاؤنٹ بلاک کروا دیا ہے۔بنک گیا تھا مگر ان کا کہنا ہے کہ کسی زبیر نامی بندے نے میرے خلاف کمپلین کی تھی، اس نے کچھ پیسے میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروائے تھے اور پھر درخواست دے کر میرا اکاؤنٹ بلاک کروا دیا۔۔میں نے بہت کوشش کی ہے مگر کام لٹک کر رہ گیا ہے۔۔کل میری فری سے بات ہوئی تو اس نے آپ کا نمبر دیا تھا کہ آپ سے بات کر لوں"

تیمور جلدی جلدی کیز دباتا سکرین پر جھکا تھا، پھر مامون کو اشارہ کیا۔۔اس کی لوکیشن اٹلی کے شہر نیپلز کی آرہی تھی یعنی وہ نہ امریکہ تھا نہ ترکی۔۔وہ اٹلی تھا

"جی ٹھیک ہے۔۔آپ ایسا کریں مجھے اپنے ڈاکومنٹس بھیج دیں میں دیکھ لیتا ہوں۔۔پریشانی کی بات نہیں ہے" وہ جیسے پر سکون سا تھا

تیمور اور مامون کی نظریں ملیں، مامون نیچے فرش کو دیکھنے لگا جس پر اوپر جلتے انرجی سیور کی روشنی پڑ رہی تھی

"میں نے فری کو دے دیے تھے۔۔انفیکٹ وہ شاید دو تین دن تک اٹلی آئے بھی، اسے شاید اپنی یونیورسٹی میں کوئی کام تھا تو مے بھی آپ سے مل لے۔۔خیر میں آپ کو بھی ڈاکومنٹس سافٹ فارم میں بھیج دیتا ہوں" اس کا دماغ تیزی سے جمع تفریق کر رہا تھا

"فرحین کس سٹی آئے گی؟ آئی مین میں کہاں ملوں گا اس سے؟"

ایک لمحے کا توقف "وہ سیدھا اپنی یونیورسٹی آئے گی۔۔آئی گیس نیپلز"

"اوکے۔۔اوکے۔۔نو ایشو، میں ون ویک تک یہی ہوں، میں مل لوں گا اس سے۔۔ڈونٹ وری"

تیمور نے کان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ سپیکر پر لگاؤ۔۔اس نے فون سپیکر پر لگایا۔۔پھر مامون مسکرایا

"نکاح مبارک ہو آپ کو۔۔میں دراصل پچھلے دو ہفتوں سے لندن ہوں، کچھ ڈاکومنٹس اپروو کروانے تھے سو پاکستان نہیں جا سکا نہ ڈاکٹر تاثیر سے بات ہوئی"

وہ ہنس دیا "نہیں نہیں۔۔نکاح ابھی نہیں ہوا"

"کیوں؟" وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

"امی کی طبیعت بہت بگڑ گئی تھی، انھیں اٹلی لانا پڑا اور ابھی بھی زیر علاج ہیں۔۔تاثیر نے آپ کو نہیں بتایا؟" وہ حیران ہوا تھا

"نہیں دراصل میری کسی سے کوئی بات نہیں ہوئی، میں بہت بزی رہا ہوں پچھلے دنوں"

"امی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی، یہاں بھی سارے انتظامات تاثیر نے کروائے ہیں۔۔میں خود ایمرجنسی میں یہاں آیا ہوں، پاکستان بھی سب تاثیر نے سنبھالا ہے" نشیب کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی

تیمور نے ہنس کر کانوں کو ہاتھ لگایا

"اوکے۔۔اوکے" وہ مسکرایا "چلیں پھر پاکستان میں ملاقات ہوتی ہے۔۔میں اگلے دو تین دن آف رہنے والا ہوں میری ریسرچ چل رہی ہے۔۔ہوپ سو تب تک فری آپ کے پاس پہنچ جائے، اس کے پاس میرے ڈاکومنٹس بھی ہیں اور وہ آپ کو گائیڈ بھی کر دے گی"

"جی ٹھیک ہے۔۔اور کچھ؟" وہ جیسے مسکرایا تھا

اس نے خدا حافظ بولا اور کال کاٹ دی۔فون بستر پر پھینکا۔۔ تیمور نے اس کی نقل اتاری

"پاکستان میں بھی سب تاثیر نے سنبھالا ہوا ہے" پھر قہقہہ لگایا "کیا کچھ سنبھالا ہے اس نے۔۔ڈائن ہے پوری"

"وہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔۔میں نے کئی بار فری کا نام لیا ہے اس نے کوئی خاص رد عمل نہیں دیا۔۔تاثیر نے پوری پلاننگ کر کے دونوں کو یہاں سے ایک ساتھ بھیجا ہے تاکہ لگے کہ وہ دونوں ایک ساتھ بھاگے ہیں۔۔اس نے نشیب کو مینوپولیٹ کیا ہے اور خدا جانے فری کو کیا کہا ہو گا،اس کے ساتھ کیا کیا ہو گا"

وہ خاموش ہوا تو تیمور بول پڑا "نکاح پر بھی کیسے رو رہی تھی مگر کس کو خبر یہ سب اس کی مرضی سے ہو رہا ہے،مجھے لگتا ہے کہ اس نے فری کو بھی مینوپولیٹ کیا ہے کیونکہ تم نے کہا نا کہ وہ اپنی مرضی سے گئی تھی جیسے نشیب گیا ہے"

"تم ٹھیک کہتے ہو،وہ اپنی مرضی سے گئی ہے مگر اس کے پیچھے ہاتھ تاثیر کا ہے۔۔اس کا ہونے والا شوہر تو اس بات سے قطعی بے خبر ہے کہ وہ یہاں بدکردار مشہور ہے،اف!" اس نے کنپٹی مسلی

"یعنی فری نشیب کے ساتھ نہیں ہے۔۔فری کی آخری لوکیشن اسلام آباد کی ہے مارگلہ کے آس پاس۔۔وہ پاکستان سے باہر نہیں گئی تھی،اس نے تمھیں پاکستان رہ کر ہی خط لکھا ہے لیکن اس نے لاہور کا پتہ کیوں لکھا؟اس نے لاہور کا ذکر کیوں کیا؟"

"پتہ نہیں۔۔شاید وہ ہمیں بھٹکانا چاہ رہی ہو، یا کیا پتہ وہ لاہور ہی ہو"

"مگر مون اس نے جو خط لکھا ہے وہ تاثیر نے بھی تو پڑھا ہو گا۔۔وہ اتنی عقل مند تو ہے کہ تمھیں سیدھا سیدھا پتہ نہیں دے گی"

"اس نے اسلام آباد نہیں لکھا،اس نے بس لکھا ہے کہ اسے یہاں خوف محسوس ہوتا ہے، یہ مجھے پتہ ہے کہ اسے پہاڑوں سے ہی خوف محسوس ہوتا تھا۔۔لاہور کا ذکر کیوں کر رہی یہ نہیں معلوم"

"تم اسے اتنی جلدی ڈھونڈ لو گے؟ تمھیں نہیں لگتا کہ نشیب فری کا انتظار کرے گا"اس نے مامون کی ساری بات سن کر اپنا موقف پیش کیا۔

"میں یہ تو نہیں جانتا کہ فری ہمیں اتنی جلدی ملے گی کہ نہیں لیکن اگر نشیب نے ہم سے دوبارہ اس بارے میں پوچھا تو ہم کہہ دیں گے کہ ہمارا مسئلہ حل ہو گیا ہے، سمپل"اس نے شانے اچکائے ایک خاموشی اور تیمور اٹھ گیا

"اچھا یار۔۔ٹینشن نہ لو"اس نے کندھے پر ہاتھ رکھا"وہ مل جائے گی،تاثیر آخر کیا ہی کر لے گی اس کے ساتھ۔۔ہم ڈھونڈ لیں گے"

مامون نے اسے دیکھا اور سانس خارج کی۔پھر سر ہلا دیا

اس نے اپنا لیپ ٹاپ پکڑا اور وہاں سے چل دیا۔کمرے میں مامون اکیلا رہ گیا تھا۔

یہ ایک بڑے سے ہوٹل کا منظر تھا جس کے گراؤنڈ فلور پر کسی کی منگنی کی تقریب منعقد ہوئی تھی۔ رات کے آٹھ بج چکے تھے اور سردی بڑھ رہی تھی۔اسی پارٹی میں ایک لڑکی تھی جس نے بھورے رنگ کا گاؤن پہن رکھا تھا، بال کھلے تھے اور کانوں میں بھاری جھمکے لٹک رہے تھے۔وہ خوبصورت لگ رہی تھی مگر خاموش بھی۔اس کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا جو اس نے میز پر رکھا۔مہمان ڈنر کر رہے تھے، وہ اٹھی اور بیک ڈور کی طرف چلی گئی۔وہاں سے باہر باغ کو جاتی سیڑھیوں میں بیٹھ گئی، بازو سینے پر لپیٹ لیے اور وہ آسمان دیکھنے لگی۔دور اوپر جاتی سیڑھیوں کے پاس ایک سیاہ آنکھوں والا بھی کھڑا تھا جس کی گردن میں کیمرہ لٹک رہا تھا،اس نے میز سے چائے کے دو کپ اٹھائے اور اس کے پیچھے گیا۔ذرا سے فاصلے پر اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور چائے کا کپ اسے دیا۔اس نے پہلے اس لڑکے کو دیکھا پھر کپ لے لیا۔دونوں کے درمیان خاموشی تھی، دونوں آسمان دیکھ رہے تھے

"آسمان دیکھ رہی ہیں؟" وہ بولنا شروع ہوا۔

چائے کا گرم کپ اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کو سکون بخش رہا تھا" نہیں۔۔اندھیرا" کپ سے بھاپ نکل کر ٹھنڈی فضا میں غائب ہو رہی تھی

وہ خاموش رہا، پھر اسے دیکھا" آنکھوں میں روشنی لے کر اندھیرے نہیں دیکھتے"

لڑکی نے گردن موڑی اور اسے دیکھا، دونوں کی سیاہ آنکھیں ایک دوسرے سے ملیں۔وہ خاموش رہی، پھر سر جھٹک دیا۔لڑکے نے چائے کا کپ منہ کو لگایا

"آپ ٹھیک ہیں؟"

زوبیہ کے دل کو کچھ ہوا تھا،اس دن بھی وہ یہی پوچھنے آیا تھااور پھر سب خراب ہو گیا۔۔اس نے تھوک نگلا

"ہوں"اس نے سر اثبات میں ہلایا،دھیما سا مسکرائی

"تھینک یو"بولنے والا ساتھ بیٹھا ہریرہ تھا

"کیوں؟"وہ اسے بھنویں بھینچے دیکھ رہی تھی

"آپ کی وجہ سے میرا کیریئر بن گیا"وہ زمین کو دیکھ رہا تھا،سیڑھیاں کناروں سے خراب ہو چکی تھیں

وہ مسکرادی"یہ تمھارا نصیب تھا،تم تک تو آنا ہی تھا"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا۔گلابی کشمیری چائے جس میں بادام اور الائچی کی مہک تھی

وہ مسکرایا،گالوں میں گڑھے پڑے۔زوبیہ اسے دیکھ رہی تھی مگر بولی کچھ نہیں

"آپ کی دوست بتا رہی تھی آپ لندن سے آئی ہیں۔۔لاہور کیسا لگا؟"

زوبیہ کے دل کو کچھ ہوا،کچھ تھا جو سینے میں تنگ ہوا تھا"لاہور قید ہے میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔میں روشنیوں کے شہر چلی جاؤں گی،میں لندن چلی جاؤں گی"

ہریرہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی،وہ آسمان دیکھ رہی تھی

"یہاں کے در و دیوار اتنے اونچے ہیں کہ روشنی کو ان تک پہنچنے کے لیے بہت سفر کرنا پڑتا ہے۔۔ یہاں روشن دیواروں کے پیچھے خوفناک اندھیرا ہے۔۔لاہور ایک قید ہے، میں لاہور چھوڑ دوں گی ۔۔میں روشنیوں کے شہر چلی جاؤں گی، میں لندن چلی جاؤں گی"

وہ بولتی جا رہی تھی اور لڑکے کا دل تنگ ہو رہا تھا۔وہ خاموش رہا، اندر کا شور باہر نہیں نکل سکا۔اس نے تھوک نگلا

"لندن کیا ہے؟"

"لندن روشن ہے لاہور اندھیر ہے، لندن روشنیوں کا شہر ہے، لاہور زندان ہے" وہ ہریرہ کو دیکھ رہی تھی۔

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔دونوں سر جھکائے بیٹھے تھے، پھر ہریرہ نے خاموشی توڑی

"آپ پھر کبھی آئیں گی؟"

"نہیں" وہ جھٹ سے بولی "میں نہیں آؤں گی، میں اس قید کو توڑ دوں گی پھر کبھی نہیں آؤں گی"

وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا، اس کا دل کیا وہ اس سے پوچھے کہ اس رات اس کے ساتھ کیا ہوا تھا، اسے لاہور قید کیوں لگتا ہے؟ پھر اس نے گلا کھنکھارا

"میں لندن آؤں گا تو آپ مجھ سے ملیں گی؟" وہ پوچھنا نہیں چاہتا تھا مگر پوچھ بیٹھا

وہ ہنس دی "ہاں۔۔وہاں بھی کیمرہ مین بن کر ملو گے؟"

وہ مسکرایا"شاید!"

اب وہ آسمان کو دیکھ رہا تھااور زوبیہ اسے

"کیاسوچ رہے ہو؟"

دونوں کی چائے ٹھنڈی تھی

"کاش لاہور لندن ہوتا"ایک پر سرار لہجہ،دھیمی آواز

اس کے چہرے کی مسکراہٹ تھم گئی،وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی"کیوں؟"

ہریرہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"تاکہ دل کی باتیں دل میں نہ رہتیں،اظہار کو لفظ مل جاتے"

وہ کہتے ہی کھڑا ہوااور اندر چل دیا۔زوبیہ کا دل دھڑکا تھا،اسے کچھ عجیب لگا تھا۔۔وہ اس سے پوچھا چاہتی تھی کہ کون سا اظہار؟کون سی باتیں؟مگر وہ چل دیا۔وہ ہمیشہ چلا جاتا تھا،لڑکی نے سانس خارج کی اور پھر کھڑی ہوئی۔۔وہ بھی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

رات کے اس پہر آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی۔کچھ سونے جا چکے تھے اور ان کچھ میں رامین اور فرحت تھے۔رامین اوپر والے کمرے میں تھی،رات کو کتاب پڑھتے پڑھتے وہ یہیں سو گئی تھی۔

اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی رابیل جمائیاں لے رہی تھی،اسے شدید نیند آئی تھی مگر وہ کسی کے انتظار میں بیٹھی تھی۔کمبل میں لیٹی اس کی گود میں فون تھااور وہ بے مقصد انسٹا گرام سکرول کر رہی تھی۔

پونے بارہ کا وقت تھا جب اس کی گود میں پڑے فون کی گھنٹی بجی اور اس نے جھٹ سے اٹھایا

"ہیلو" نیند سے بھرپور آواز تھی

"بیلی۔۔دروازہ کھولو میں آگیا ہوں" دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری تھی اور وہ اٹھ گئی۔فون کان سے ہٹایا اور سکرین آف کر کے بیڈ سائیڈ پر رکھا۔اس نے ونٹرز سلیپرز پاؤں میں پہنے اور کیپ شال اوڑھ کر باہر بڑھی۔باہر اس وقت دھند ہو رہی تھی اور اس نے ٹھنڈے لوہے پر ہاتھ رکھ کر دروازہ کھولا۔باہر کھڑا تیمور اندر آیا

"تھینک یو" وہ مسکرایا تھا

جبکہ رابیل کو غصہ آیا تھا۔اس نے دوبارہ کنڈی لگا کر اسے دیکھا اور اس کے بازو پر چپت رسید کی

"تم دونوں کی محبتوں میں میں نے قربانی دی ہے"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا "میری چڑیا سو رہی ہے؟"

وہ دونوں آگے پیچھے اندر بڑھے تھے "ہاں۔۔وہ تو نو بجے ہی سو گئی تھی۔جینا تم نے میرا محال کر رکھا تھا" وہ بڑبڑا رہی تھی۔

پھر کمرے کے دروازے کے قریب جا کر اس نے اوپر کا اشارہ کیا "اوپر ہے وہ، سارا دن پتہ نہیں کونسا چلا کاٹتی رہتی ہے اور اب ادھر ہی سوئی پڑی ہے"

تیمور نے سیاہ لمبا کوٹ اوڑھ رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں بہت سے سورج مکھی تھے۔اس نے سر ہلایا اور اوپر کی طرف بڑھا۔پہلے دروازے کے سامنے کھڑا ہوا، ناب گھمایا اور دروازہ کھول کر اندر بڑھا۔

چھوٹا سا الیکٹرک ہیٹر بند تھا مگر کمرہ گرم تھا۔دیوار کے ساتھ لگے چھوٹے بستر پر کوئی رضائی اوڑھے گہری سانسیں لیتا سو رہا تھا،سٹڈی ٹیبل پر سینٹڈ کینڈلز جل رہی تھیں،ایک طرف اس نے سٹینڈ پر بلب لگا کر جو لیمپ بنایا تھا وہ بھی پڑا تھا۔وہ دبے پاؤں اندر آیا اور ذرا سا آگے ہو کر دیکھا۔وہ سوئی ہوئی تھی،تکیے کے ساتھ اس کا سویٹر اور ٹوپی پڑی تھی۔ایک طرف دو کتابیں تھیں جن پر آدھی کھائی ہوئی چاکلیٹ تھی۔اس نے وہ پھول ان کتابوں پر چاکلیٹ کے ساتھ رکھ دیے۔وہ چھے سے سات سورج مکھی تھے جو اچھے سے بندھے ہوئے تھے اور ایک سفید لفافہ تھا جو اس نے ان کے ساتھ رکھا۔پھر مسکرایا اور اسے دیکھا،ہلکی سی سرگوشی کی

"گڈ نائٹ سویٹ ہارٹ!"

پھر مسکرایا اور واپس آ گیا۔اس نے کمرہ بند کیا اور اب قدم نیچے کی طرف تھے۔رابیل کے کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا،اس نے اندر جھانکا

"بیلی میں جا رہا ہوں"

اور جھٹ سے باہر کو بھاگا۔وہ دروازہ بند کرنے کے لیے اٹھی تھی۔سچ میں اس کی محبت کی قیمت تو رابیل چکا رہی تھی۔

اسلام آباد کی نسبت لاہور کا موسم اچھا تھا۔رات میں کافی سردی رہی مگر اس وقت ہلکی دھوپ تھی۔سورج کبھی بادلوں کے پیچھے چھپ جاتا کبھی نکل آتا۔یہ ایک سٹوڈیو کا منظر تھا،پہلی منزل پر بہت

سے پینٹرز اپنے کینوس کے سامنے بیٹھے اپنا کام کر رہے تھے۔آفس خالی تھا، ظہر ہونے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔ایک لڑکی جس نے اپنے بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں بند کر رکھا تھا۔مسٹر ڈرنگ کا لمبا گھٹنوں سے نیچے تک آتا کوٹ اور اسی رنگ کا ہینڈ بیگ پکڑے وہ سیڑھیوں پر چڑھتی اوپر جا رہی تھی۔ اس کے سیاہ اینکل بوٹس کی ہیلز "ٹک ٹک" کی آواز پیدا کر رہی تھیں۔وہ پہلے فلور پر موجود سامنے آفس میں گئی۔آفس خالی تھا، اندر سرمئی رنگ کا کارپیٹ بچھا تھا، ہم رنگ چھوٹے صوفے اور میز کے اس پار بھوری بڑی کرسی خالی تھی۔کمرے میں ایئر فریشنر کی خوشبو پھیلی تھی، بڑی سی کھڑکی پر پردے گرے ہوئے تھے، ایک طرف بہت سے کینوس فرش پر پڑے دیوار سے لگے تھے۔دفعتاً گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔اس نے سیاہ لمبا کوٹ اوڑھ رکھا تھا اسے دیکھ کر مسکرایا

"ارے آپ۔۔کھڑی کیوں ہیں؟ بیٹھیں نا"

وہ ہشاش بشاش چہرہ لیے حذیفہ تھا، جو میز کی دوسری طرف زوبیہ کے بالکل سامنے تھا۔اس نے اپنا پرس شیشے کی میز پر رکھا

"میں ہریرہ سے ملنے آئی تھی مگر شاید وہ یہاں نہیں ہے" وہ دھیما سا مسکرائی

"وہ ایک شوٹ میں بزی ہے" اس نے جیب سے فون نکالا "میں کال کر کے بتاتا ہوں، آپ آئی ہیں، وہ فوراً آ جائے گا" وہ سکرین کو ٹچ کر رہا تھا

"ارے نہیں۔۔میں ویٹ کر لیتی ہوں، اسے ڈسٹرب مت کرو" اس نے ہاتھ بڑھا کر منع کیا تھا

وہ مسکرایا"وہ شام پانچ بجے تک فری ہو گا،آپ پانچ بجے تک ویٹ کریں گی؟"

زوبیہ کے چہرے پر مایوسی پھیل گئی"اوہ"اس نے ادھر اُدھر دیکھا"پھر مجھے جانا چاہیئے،میں پھر کبھی مل لوں گی"وہ اداس ہوئی تھی اور جانے کے لیے پرس پکڑا

"کوئی ضروری بات ہے تو بتادیں،میں بتادوں گا"وہ ذرا سا دائیں طرف کو مڑا

اس نے ایک سانس خارج کی"کچھ خاص نہیں۔۔میری کل شام فلائٹ ہے اور میں چاہ رہی تھی اس سے مل کر جاؤں بٹ۔۔"اس نے شانے اچکائے

"اوہ۔۔کوئی بات نہیں،وہ شوٹ سے فری ہو کر آپ سے مل لے گا"

زوبیہ نے خاموشی سے اسے دیکھا،ایک امید نظر آئی تھی"وہ مجھے کہاں ملے گا؟"

وہ ہنس دیا"ارے میڈم۔۔آپ اسے کہاں ملیں گی؟آپ مجھے بتادیں وہ سات سے آٹھ بجے تک آپ سے وہاں مل لے گا"

زوبیہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا،پھر اس نے کچھ سوچ کر ایک قریبی ریسٹورنٹ کا نام بتادیا اور مسکرا کر واپس چل دی۔

آفس میں کھڑا لڑکا مسکرا رہا تھا،اس نے ہریرہ کو کال ملائی،دوسری کال پر فون اٹھا لیا گیا تھا

"پھوٹو"وہ جیسے مصروف تھا

"تمھارا بلاوا آیا ہے" حذیفہ محظوظ ہو رہا تھا۔ میز پر پڑی فریم میں لگی اپنی اور اس کی تصویر دیکھ رہا تھا جس میں ایک دوسرے کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے وہ دونوں مسکرا رہے تھے۔

"کیا؟"

"وہ کیا نام ہے ان کا" وہ ماتھے پر انگلیاں پھیر رہا تھا "ہاں۔۔زوبیہ بھابھی آئی تھیں" اور ہنسا

"فضول انسان۔۔کام کی بات ہے تو بتاؤ" وہ جیسے بے زار آ گیا تھا

"پانچ بجے آتے ہوئے نابریانی کی ایک پلیٹ اور کولڈ ڈرنک لیتے آنا، پھر ساری بات بتاؤں گا"

وہ آگے سے کچھ کہہ رہا تھا مگر اس نے مسکرا کر کال کاٹ دی۔ فون دوبارہ بجا تھا

"اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے" اور اس نے مسکرا کر فون جیب میں رکھا اور باہر بڑھ گیا

یہ ساڑھے چھے بجے کا وقت تھا۔ اسلام آباد میں آسمان سیاہ ہو چکا تھا، روشنیاں جل اٹھی تھیں البتہ کل کی نسبت آج دھند کم تھی۔ آٹھ مرلہ مکان کے سامنے آ گیا سیاہ لیمبرگنی کھڑی تھی اور اس کا مالک اندر تھا۔ وہ لاؤنج میں بیٹھا فرحت سے باتیں کر رہا تھا، ساتھ ہی گلشن آرا بھی تھیں۔ ایک طرف رابیل بیٹھی تھی جس کی مٹھی میں بہت سے کاجو تھے اور وہ وقفے وقفے سے منہ میں رکھتی کھا رہی تھی۔ فرحت اٹھ کر کچن میں گئیں تو تیمور نے ابرو اٹھا کر رابیل کو اشارہ کیا۔ اس نے اوپر کی طرف اشارہ کیا اور تیمور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"نانو اشعر کہاں ہے؟" اس نے گود میں کشن رکھ لیا

"پتہ نہیں۔۔ادھر کسی نکڑ میں لگ کر پڑھ رہا ہو گا"انھوں نے ادھر اُدھر دیکھا

"میں کمرے میں دیکھتا ہوں" تیمور صاحب کمرے کے ساتھ سیڑھیوں پر چڑھے اور دو دو تین تین سیڑھیاں پھلانگتے اوپر پہنچ گئے۔دروازے کا ناب گھمایا اور اندر داخل ہوا۔اندر سفید روشنی جل رہی تھی،وہ دیوار سے ٹیک لگائے رضائی میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔ تیمور کو دیکھا، بائیں ہاتھ میں پکڑی چاکلیٹ کو دانتوں سے کاٹا اور منہ میں رکھ کر چوسا۔وہ اس کے ساتھ جا بیٹھا

"کیا پلان ہے؟"لڑکے نے ابرو اٹھائی

"کس بارے میں؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔

"صبح تمھیں کچھ ملا تھا؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور سٹڈی ٹیبل کی طرف دیکھا"تھینک یو، یہ بہت پیارے ہیں"

وہ سنجیدہ رہا"اس کے ساتھ کچھ اور بھی تھا"

مینو نے آگے بڑھ کر تکیے کے نیچے سے ایک سفید لفافہ نکالا،اندر ایک کارڈ تھا جو کہ اس وقت اس کے ہاتھ میں تھا۔اس نے اس پر لکھی تحریر پڑھی

“Tonight at 7pm”

"اس کا کیا مطلب ہوا چوزو؟"اس نے معصومیت سے تیمور کو دیکھا

"اس کا مطلب ہے کہ تم سات بجے سو جانا، تم جاگ کیوں رہی ہو، سوئی کیوں نہیں؟" صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ طنز کر رہا ہے

مینا مسکرائی "اور تم دیکھنے آئے ہو کہ میں سوئی ہوں کہ نہیں"

اس نے دونوں ٹانگیں اوپر کر کے سینے کے لگا لیں "نہیں میں دیکھنے آیا ہوں کہ تم میرا ضبط کس حد تک آزما سکتی ہو؟"

وہ ہنس دی "اچھا نا۔۔ غصہ کیوں کر رہے ہو؟"

اس نے سر جھٹک دیا اور خفا سا ہو کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ وہ اٹھی اور اپنے ونٹرز سلیپرز پہنے "اچھا دیکھو۔۔ ایسے ٹھیک ہوں یا کپڑے بدل لوں؟"

تیمور نے اسے دیکھا، اس نے سیاہ کارگو جینز پر گلابی جرسی نما شرٹ پہن رکھی تھی۔

"نہیں۔۔ کچھ اور پہنو" اس نے منہ بسورا تھا

لڑکی نے سر ہلایا "برتھ ڈے میرا ہے اور نخرے جناب کے ہیں"

وہ دروازے کے پاس کھڑی تھی "چلیں محترم تیمور"

اس نے دروازے کو کھولا اور ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا۔ دونوں آگے پیچھے سیڑھیاں اترتے تھے، تیمور صوفے پر جا بیٹھا اور رامین اندر چلی گئی۔

پورے پندرہ منٹ بعد تیمور کو رابیل کے نمبر سے کال آرہی تھی،اس نے جیب سے فون نکالا سکرین دیکھی اور کان سے لگایا

"امی سے پرمیشن لے لو چوزو، میں تو تیار ہوں"

"اچھا"اور اس نے کال کاٹ دی

فرحت کچن میں تھیں، وہ اٹھا اور جیکٹ درست کی

"خالہ"وہ ان کے سامنے مگر ذرا سا ساتھ سلیب سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، بازو سینے پر لپیٹے تھے وہ آٹا گوندھ رہی تھیں،ایک نظر اسے دیکھا"ہوں"

"وہ۔۔مینا کا برتھ ڈے ہے نا تو ممی نے اس کے لیے کچھ لے کر رکھا ہوا تھا۔۔پتہ نہیں کل شاپنگ پر گئی تھیں اس کے لیے گفٹ لے آئیں۔۔اب میں اسے اپنے ساتھ لے کر جانا چاہ رہا ہوں، لے جاؤں؟نو بجے تک واپس چھوڑ جاؤں گا"

فرحت نے اسے دیکھا"اس کا اپنا کیک فریج میں پڑا ہے۔۔کیا ضرورت تھی بھلا صبیحہ آپا کو اس کے لیے خرچہ کرنے کی؟"انھوں نے آٹے میں مزید تھوڑا سا پانی ڈالا

"ارے خالہ۔۔وہ صرف اس کی خالہ تھوڑی ہیں، ساس بھی تو ہیں نا"اور مسکرا دیا

وہ بھی مسکرائی تھیں"اچھا ٹھیک ہے، زیادہ دیر نہیں کرنا"

اس نے سر ہلایا اور باہر نکل کر سیدھا اس کے کمرے میں گیا۔ رابیل بیڈ پر کمبل میں بیٹھی سکرین سکرول کر رہی تھی اور وہ سامنے کھڑی تھی، کاؤچ پر بیٹھا تیمور اسے دیکھ رہا تھا

"جلدی کر لو" اس نے گھڑی کو دیکھا

"ہاں بس۔۔دو منٹ" اس نے کریم نکالی اور اچھے سے ہاتھوں پر ملی

پھر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اس نے جامنی اور پیلے رنگ کی سویٹر نما شرٹ پہن رکھی تھی اور نیچے اسی سٹف کا جامنی رنگ کا ٹراؤزر تھا، ہلکے جامنی رنگ پر اس نے گہرے جامنی رنگ کا گھٹنوں سے نیچے تک آتا کوٹ پہن رکھا تھا، وہ اسے دیکھ کر مسکرایا

"کیا کہوں میں؟ جامن لگ رہی ہو" اور ہنس دیا

"تم ناہر بار مجھے کسی فروٹ سے ملا دیا کرو، ہوں" اور اس نے سر جھٹکا۔

وہ ادھر اُدھر کچھ ڈھونڈ رہی تھی، وہ کھڑا ہوا "اب کیا رہتا ہے؟"

"میری گلاسز" وہ ڈریسنگ ٹیبل پر دیکھ رہی تھی

"اوپر تو نہیں بھول آئی؟"

لڑکی نے ماتھے پر ہاتھ مارا "مجھے لگتا ہے اوپر ہے"

لڑکا ایک سانس لے کر رہ گیا "ایسے ہی ٹھیک ہے، آ جاؤ" وہ دروازے کی طرف بڑھا تھا مگر پھر رکا اور اسے دیکھا

"میں نے تمھیں کچھ اور بھی دیا تھا، وہ کہاں ہے؟"

پیچھے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑی لڑکی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"مینو۔۔میں نے تمھیں کچھ اور بھی دیا تھا" وہ اسے گھور رہا تھا

"ارے ہاں۔۔وہ بھی اوپر ہے" اور ہنس دی

وہ بس ضبط کر کے رہ گیا۔اب پہلے تیمور اوپر بڑھا تھا پھر رامین اور کمرے کا دروازہ کھولا، دروازے کے ساتھ لگے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کی۔وہ سٹڈی ٹیبل کی طرف بڑھی تھی اور ایک مسٹرڈ کلر کا رومال اٹھایا" یہ" اسے بلند کر کے تیمور کو دکھایا

اس نے اثبات میں سر ہلایا" لاؤ میں باندھوں"

اس نے مینا کے ہاتھ سے لیا اور اس کی پشت پر جا کھڑا ہوا، لڑکی نے ہیئر بینڈ اتارا۔اس کے بال کہنیوں تک آ رہے تھے

اس نے بڑے احتیاط سے اس کے بالوں پر رومال باندھا، پھر اس کے سامنے جا کھڑا ہوا

"یہ تم پر اچھی لگ رہی ہے" سرمئی آنکھیں مسکرا رہی تھیں

"کیا؟" اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

تیمور نے انگلی کی پور سے ذرا سا اس کی ناک کی نوک کو چھوا" یہ"

اس نے گولڈن باریک سی نوز رنگ پہن رکھی تھی جو کہ عام دنوں میں غائب ہوتی تھی۔اس کا چہرہ میک اپ سے پاک تھا،اس کی آنکھیں خالص سیاہ تھیں اور اس نے دونوں بازو سینے پر باندھے

"یہ مجھ پر اچھی لگ رہی ہے میں اس میں اچھی نہیں لگ رہی؟"

وہ پھر ضبط کر کے رہ گیا"نیند آرہی ہے؟"

وہ ہنس دی"چلتے ہیں"

اور آگے آگے مینا تھی پیچھے پیچھے تیمور۔

باہر گاڑی کے سامنے کھڑی لڑکی نے اپنے شوہر کو دیکھا"تمھیں لیمبرگنی بہت پسند ہے؟"اس نے لیمبرگنی کے بعد کوئی دوسری گاڑی نہیں لی تھی۔

"یہ میری سینوریتا ہے۔۔میرا پہلا عشق"

اور کہتے ہی اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھا۔

ساتھ ہی مینا بھی بیٹھی"سینوریتا۔۔نائس!"

اس نے اسے سراہا تھا۔باہر سردی بڑھ رہی تھی۔

ایک اچھی جگہ پر ڈنر کے بعد وہ اب ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔سامنے لکڑیاں جل رہی تھیں،آگ اٹھ رہی تھی،شعلے بھڑک رہے تھے۔دونوں کے ہاتھ میں چائے کا ایک ایک کپ تھا۔

"تھینک یو!"رامین نے اسے مسکرا کر دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو آپ کو ڈنر اچھا لگا؟" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"تھینک یو فار یور ٹائم۔۔ تم نے مجھے وقت دیا اور یہ میرے برتھ ڈے کا سب سے بہترین تحفہ ہے"

لڑکی نے مسکرا کر چائے کا گھونٹ بھرا

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا "تم ٹھیک ہو؟"

لڑکی نے دونوں پاؤں لکڑی کے بنچ پر رکھے، اپنا بایاں گال گھٹنے پر رکھا اور اسے دیکھا۔ سرمئی آنکھوں والا اسے دیکھ رہا تھا، وہ نرمی سے مسکرائی "میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔ پتہ ہے چوزواس دن تم نے کہا نا کہ نانی یا امی ہماری طرح نہیں سوچتیں، میں نے اس پر بہت سوچا ہے اور تم صحیح کہتے ہو"

"کیسے؟" وہ ذرا سا ساتھ ہوا تھا

"وہ بہت سادہ ہیں۔ ان کی زندگی سادہ ہے، نانی تو ڈرامے کے ولنز کو بھی کوس رہی ہوتی ہیں پھر وہی ولن اگر کسی ڈرامے میں ہیرو بن کر رو رہا ہو تو نانی کو اس کا دکھ ہو رہا ہوتا ہے۔ امی سوشل میڈیا سے کوسوں دور ہیں، ان کی زندگی کتنی سادہ سی ہے، مینو انڈہ کھالو اشعر زیادہ چائے نہیں پیو بیلی آؤ تیل لگا دوں، ان کی زندگی تو ہم ہیں۔۔ سارا دن ہماری دیکھ بھال کر کے رات کو آرام سے سو جاتی ہیں، انھیں ہماری طرح کے مسئلے نہیں ہیں۔ انھیں ہمارے کانسیپٹ بھی نہیں پتہ، ہر ٹنگ ہیلنگ، لیٹ اٹ گو، بریک اپ، ریلیشن شپ اور پتہ نہیں کیا کیا۔۔ انھیں ان کا کچھ آئیڈیا نہیں ہے اور وہ اسی لیے خوش ہیں، مطمئن ہیں۔ ہمارے پاس اتنا نالج آ گیا کہ ہم پریشان ہو گئے کہ علم کو عمل میں کیسے لائیں؟

ہم نے اتنا علم لے لیا اور اتنا اسے سر پر بٹھا لیا کہ عمل ہو ہی نہیں رہا۔۔ ہم ہر چیز کے پیچھے لوجک ڈھونڈتے ہیں، ہمیں ہمارے ہر مرض کی فوری دوا چاہیئے" وہ رکی۔ وہ بہت آہستہ سے بات کر رہی تھی" تمھیں پتہ ہے جب ابو چلے گئے نا تو تین چار سال بعد مجھے ایک فراک اچھی لگی مگر وہ مجھے نہیں ملی، میں دودھ ابالتے وقت بہت روئی اور پھر جب باہر آئی تو آنسو صاف کر کے مہندی لگوائی اور یہ میری عید ہو گئی۔۔ جب ہمیں چوٹ لگتی ہے تو ہم سب سے پہلے مرہم رکھتے ہیں اور پھر دوا لیتے رہتے ہیں اور ہمارا امیون سسٹم اسے اندر ہی اندر اسے ٹھیک کرتا رہتا ہے اور ہم اپنا کام کرتے رہتے ہیں جبکہ یہی چوٹ ہمیں اب لگے تو ہم اس کو ٹراما کیوں بنا دیتے ہیں؟ ہم سیدھا پراسس پر آتے ہیں، لائک جس نے ہرٹ کیا اسے جانے دو، لیٹ اٹ گو لیکن یہ بہت مشکل ہے۔۔ یہ بالکل ایسے ہے کہ ہم گر گئے ہیں اور ہمارا گھٹنہ چھل گیا ہے اور ہم سردی میں یونہی بیٹھے ہیں اور پھر اٹھ کر چلنے لگے ہیں، انتظار کر رہے ہیں کہ کب ہیلنگ ہو گی۔۔ نہیں ایسا نہیں ہے، دوا لگائیں گے اور پھر پراسس سٹارٹ ہو گا، سب سے پہلے دوا ہوتی ہے۔۔ میں نے اپنی دوست کو جانے دیا، لیٹ اٹ گو کر دیا میں سیدھا پراسس پر آ گئی اور پھر رزلٹ پر کہ ہیلنگ نہیں ہو رہی جبکہ دوا تو میں نے لگائی ہی نہیں، میرے لیے وہ دوا صبر تھا، مجھے صبر کرنا تھا اور جو ہوا تھا اسے قبول کرنا تھا، پھر پراسس کی طرف آنا تھا، مجھے یاد ہے جب بیلی کی منگنی ٹوٹی تھی وہ بہت زیادہ ہرٹ تھی تو سارا سارا دن نانی کے پاس بیٹھی رہتی تھی، سارا سارا دن عافی سے بات کرتی رہتی تھی، میں سوچتی تھی کہ وہ ایسی کیوں ہے؟ نانی کے

پاس بیٹھ کر اسے ایسا کیا سبق ملتا ہے کہ وہ مسکراتی بھی ہے اور روتی بھی ہے۔۔سوشل میڈیا ہمیں بتاتا ہے کہ ایک خراب تعلق کے بعد ہمیں اسے چھوڑ دینا ہے۔اس تعلق کو جانے دینا ہے۔۔کتابوں میں رائٹر ہمیں بتاتا ہے کہ کیسے آگے بڑھنا ہے اور کیسے دوار کھنی ہے مگر سوشل میڈیا نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ کسی تعلق کو چھوڑ دینے کے بعد کیا کرنا ہے؟لیٹ اٹ گو کے بعد جو درد ہو گا وہ کیسے فیس کرنا ہے؟کتاب میں لکھاری جس کریکٹر کی بات کر رہا ہے وہ ایک کردار ہے اور مے بی ہم اس کردار کی طرح نہ ہوں تو پھر کیا کریں؟اپنے زخم پر دوا کیسے رکھیں؟کون ہمیں بتائے گا کہ کیا کرنا ہے؟ ہماری ماں، ہماری نانی، ہماری دادی یہ ہمیں بتائیں گی کہ ایک برے تجربے کے بعد کیا کرنا ہے، یہ ہمیں بتاتی ہیں کہ صبر کیسے کرنا ہے، یہ ہمیں ہیلنگ سکھائیں گی اور بتائیں گی کہ زندگی کی طرف واپس کیسے آنا ہے۔میں سارا دن کتابیں پڑھتی ہوں مگر رات میں کھانے کے بعد نانی کے پاس رہتی ہوں، نانی کو پتہ ہے مجھے میری دوست نے چھوڑ دیا ہے تو وہ کہتی ہیں صبر کرو اور صبر کیسے کرنا ہے یہ بھی بتاتی ہیں۔۔موبائل فون یا کتابیں کبھی ہماری ماں ہماری نانی کی جگہ نہیں لے سکتیں، جو لوگ سوشل میڈیا کے دائرے میں قید ہو کر اس کی باتیں ماننے لگتے ہیں اور انھیں اپنی نانی دادی بنا لیتے ہیں وہ لیٹ اٹ گو کرنے کے بعد ہیل نہیں کر پاتے اور پھر سے اسی تعلق کی طرف جاتے ہیں جس نے انھیں ہرٹ کیا ہوتا ہے یا پھر اسی کی طرح کا کوئی تعلق بنا لیتے ہیں کہ پچھلے تعلق سے نکلیں مگر وہ

پھر اسی دائرے میں پھنس جاتے ہیں۔۔میں ٹھیک ہو جاؤں گی میں بہت جلد ٹھیک ہوں گی" وہ مسکرادی

"کیونکہ تمھارے پاس ایک سپر نانی ہے" اور وہ ہنس دی۔

تیمور بھی ہنسا تھا" جب تم ایسی باتیں کرتی ہو تو میں صدمے میں ہوتا ہوں، مطلب مینو تم۔۔تم اتنی سیانی"

اس نے اس کے بازو پر کہنی ماری" مائنڈ یو۔۔شروع شروع میں بھی تم مجھے ایسے ہی انڈر ایسٹیمیٹ کرتے تھے"

"اور اب مجھے پتہ چلا ہے کہ انسان کی شکل پر نہیں جانا چاہیئے۔۔ایک معصوم شکل کے پیچھے ایک شرارتی شیطان بھی ہو سکتا ہے"

وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔زرد سی روشنی ان کے چہروں پر پڑ رہی تھی، آسمان چاند سے خالی تھا اور وہ کسی بات پر مسکرا رہے تھے

دوسری طرف لاہور میں اس وقت ایک ریسٹورنٹ میں کھانوں کی خوشبو پھیلی تھی۔ایک طرف ریلنگ کے ساتھ لگ کر ایک لڑکی کھڑی نیچے دیکھ رہی تھی جہاں بہت سی گاڑیاں کھڑی تھیں۔کچھ کھانا کھا کر جا رہے تھے اور کچھ آ رہے تھے۔وہ خاموشی سے کھڑی تھی، پیچھے بہت سے ویٹرز مختلف

میزوں پر کھانا سرو کر رہے تھے۔لوگوں کے قہقہے،ان کی آوازیں وہ ہر شے سے لاتعلق تھی۔دفعتاً پیچھے سے کوئی آیا اور اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا

"آپ کو زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا؟" وہ بھی ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے ہی دیکھ رہا تھا

"نہیں" اس نے گردن نفی میں ہلائی اور اسے دیکھا۔

ساتھ کھڑا ہریرہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا،اس نے سیاہ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا نیچے سیاہ جوگرز تھے، بلاشبہ سیاہ رنگ اس کی شخصیت پر جچتا تھا

"کچھ کھائیں گی؟" ہریرہ نے پھر سوال کیا

"تھینک یو۔۔میں بس تم سے ملنے آئی تھی" زوبیہ نے بادامی رنگ کا لمبا کوٹ اوڑھ رکھا تھا،اس کے بال کھلے تھے

"کیوں؟"

"لاہور میں بس ایک تم نے ملنا ہی میرے لیے اچھا تجربہ تھا،اس لیے" اس نے شانے اچکائے

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا،وہ کیا کہے اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔وہ زمین کے ساتھ بایاں پیر رگڑ رہا تھا

"آپ کل جا رہی ہیں؟" اس نے سر نہیں اٹھایا

"ہوں۔۔کل شام چھے بجے" وہ اس کے جھکے سر کو دیکھ رہی تھی

"آپ کو لاہور کی آخری چائے پینی چاہیئے" ہریرہ نے آنکھیں اٹھائی تھیں

Clubb of Quality Content

زوبیہ مسکرادی"تمھارے ساتھ؟"مسکراہٹ گہری ہوئی"شیور"وہ آگے چل دی۔

ہریرہ اس کے پیچھے تھا۔وہ ریکنگ کے ساتھ والی میز پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔دونوں کے سامنے ان کے چائے کے کپ تھے جن سے بھاپ اڑ رہی تھی

"آپ لندن جا کر کیا کریں گی؟"اس نے چائے کا کپ پکڑا،پہلا گھونٹ بھرا

زوبیہ نے شانے اچکائے"پہلے تو میں بہت سی ریسٹ کروں گی،پھر بہت سی سیر کروں گی اور پھر۔۔

"وہ سوچ رہی تھی"پھر میں نے سوچا ہے وہاں بابا کا جو ریسٹورنٹ ہے،اسے اون کروں گی"اس نے چائے کا کپ پکڑا تھا،لبوں سے لگایا

"مطلب اگر میں لندن آؤں گا تو آپ کو کسی ریسٹورنٹ کی اونر پاؤں گا"

وہ ہنس دی"مطلب تم واقعی آؤ گے؟"

اس نے ہلکی سی اثبات میں گردن ہلائی"ہوں۔۔شاید"

لڑکی نے دوسرا گھونٹ بھرا"ایک بات پوچھوں؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"تمھیں لاہور میں کیا اچھا لگتا ہے؟"وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی

"اچھا لگتا تھا۔۔اب نہیں"اس نے زوبیہ سے نظریں نہیں ملائیں

"کیوں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بس ویسے ہی، دل پر اختیار تھوڑی ہوتا ہے۔۔جو اچھا لگتا ہے وہ اچھا لگتا ہے" اس نے بے پرواہی سے کہہ کر چائے کا لبوں سے لگایا

"کیا اچھا لگتا تھا؟" اس کا دل دھڑک رہا تھا

ہریرہ نے اسے دیکھا اور مسکرایا

"اس سوال کا جواب ابھی نہیں، پھر کبھی"

زوبیہ خاموش ہو گئی، کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے "ابھی کیوں نہیں؟"

اس نے لڑکی کی سیاہ بڑی اور پر کشش آنکھوں میں دیکھا "ابھی بتا دیا تو آپ کی واپسی مشکل ہو جائے گی" وہ کہنا چاہتا تھا مگر کہا نہیں۔اس نے گلا کھنکھارا

"آپ سوال بہت کرتی ہیں"

وہ بس مسکرا دی۔

"آپ بتائیں ویسے تو آپ کو لاہور برا لگتا ہے مگر پھر بھی کیا کچھ اچھا لگا؟" اب کی بار سوال ہریرہ نے کیا تھا

لڑکی نے سانس خارج کی "جو اچھا لگا وہ سامنے ہے" وہ بھی کہنا چاہتی تھی مگر کہا نہیں

"پھر کبھی" اس نے بھی کہہ کر نظریں پھیر لیں

ہریرہ کی مسکراہٹ گہری پڑی، گالوں کے ڈمپل واضح ہوئے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکی نے میز پر پڑے پرس میں ہاتھ ڈالا اور اندر سے کچھ نکالا۔ پھر اسے ہریرہ کے سامنے کیا

"یہ۔۔میں کچھ دن پہلے شاپنگ پر گئی تھی، مجھے یہ اچھا لگا اور میں نے لے لیا۔۔مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ تمھارے لیے ہے" اس نے ایک چوکور چھوٹا سا پیک ہوا گلابی ساڈبہ اس کے سامنے کیا

وہ کھولنے والا تھا مگر اس نے روک دیا "ابھی مت کھولنا، میں چلی جاؤں گی تب کھولنا"

اس نے پہلے لڑکی کو دیکھا پھر اس ڈبے کو پھر سر ہلا دیا "اوکے" اور اسے دوبارہ میز پر رکھ دیا۔

کھانا کھاتے لوگوں اور میزوں کے درمیان میں ایک سٹول پر کوئی بیٹھا گٹار بجانے لگا تھا، لوگ گردن موڑ موڑ کر اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ بہت اچھا گٹار بجا رہا تھا۔ زوبی نے گردن بائیں طرف موڑی اور مسکرائی

"تمھارا فرینڈ بہت ٹیلنٹڈ ہے"

اس نے حذیفہ کو دیکھا "جی بہت" چائے کا گھونٹ بھرا (اس کا ٹیلنٹ تو میں گھر جا کر پالش کرتا ہوں)

وہ گا رہا تھا اور زوبیہ مسکرا رہی تھی۔ اسے اچھا لگ رہا تھا۔

اس کی چائے پڑی رہ گئی، وہ ٹھنڈی تھی۔ ٹھنڈی ادھوری چائے، وہ بہت کچھ ادھورا چھوڑ کر جا رہی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے حذیفہ کو دیکھ رہی تھی اور ہریرہ اسے۔ وہ چلی جائے گی، وہ اپنی قید توڑ کر کسی اور کو قید کیے جا رہی تھی۔ لڑکے نے سر جھٹکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گٹار بجنا بند ہوا تو ان دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔لڑکی نے گلا کھنکھارا اور پھر پرس پکڑا، کھڑی ہوئی۔ہریرہ بھی کھڑا ہو گیا۔

وہ کرسی پیچھے کر کے باہر نکلی، لڑکے نے ڈبہ کوٹ کی جیب میں رکھا۔۔وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے واپس جا رہے تھے، سر جھکائے خاموش سے۔پھر لڑکی نے لڑکے کو دیکھا

"تم مجھے سی آف کرنے آؤ گے؟" دونوں ساتھ چلتے جا رہے تھے

لڑکے نے اسے دیکھا تو وہ سر جھکائے اس کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی

"پتہ نہیں۔۔۔شاید" اس نے شانے اچکائے

دونوں زمین کو گھورتے آگے بڑھ رہے تھے۔اس کی گاڑی آ گئی، لڑکی نے اسے مسکرا کر دیکھا

“Thank you for everything that you did for me”

وہ مسکرایا "میں نے کچھ خاص نہیں کیا"

لڑکی نے سانس خارج کی "تمھیں نہیں پتہ تم نے میرے لیے کیا کیا تھا"

وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس نے ایسا کیا کیا تھا؟

لڑکی نے ایک آخری بار اسے دیکھا اور پھر خدا حافظ بول کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

وہ چل دیا، وہ جا رہا تھا۔لڑکی نے اسے سائیڈ مرر سے دیکھا، وہ ہمیشہ چلا جاتا تھا

رات کا پہر تھا، خاموشی کا بسیرا اور سناٹے کا راج مگر سرمئی سفید محل اپنی شان سے کھڑا روشنی سے اندھیرے کا مقابلہ کر رہا تھا۔ تقریباً گیارہ بج چکے تھے، سب اپنے اپنے کمروں میں تھے سوائے ایک شخص کے۔ مامون افندی لاؤنج سے باہر باغ میں جانے والی سیڑھیوں پر بیٹھا تھا، دونوں بازوؤں کی کہنیاں اپنی دائیں بائیں ران پر جمائے وہ گردن جھکائے نیچے فرش کو گھور رہا تھا۔ پھر اوپر سیاہ آسمان دیکھ کر سانس خارج کی۔ دفعتاً کوئی کچن کی طرف گیا تھا، اس کے علاوہ بھی کوئی اٹھا تھا۔۔ وہ سیٹی بجاتا کچن میں جا رہا تھا مگر پھر اسے دیکھ کر اسی کی طرف آ گیا۔ پیچھے سے دونوں ہاتھ اس کی کندھوں پر رکھے، ذرا سا جھکا اور پھر اس کے ساتھ آ بیٹھا۔۔ وہ اب اسے گھور رہا تھا

"سوئے نہیں؟" سوال ساتھ بیٹھے تیمور نے کیا تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا "بہت کچھ سوچنا ہے، نیند نہیں آ رہی" اس نے ایک سانس خارج کی اور پھر آسمان دیکھا

"تم مجھے تھکے ہوئے لگ رہے ہو؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

"ہوں۔۔ آج مارگلہ کے پہاڑوں پر گیا تھا، سب چھان مارا۔۔ ہر جگہ اس کو تلاش کیا ہے، کوئی فارم ہاؤس کوئی باغ کوئی جگہ نہیں چھوڑی۔۔ وہاں کے لوگوں سے بھی پوچھا ہے مگر وہاں کوئی نہیں آیا۔۔ پچھلے دو دن سے اسے ڈھونڈ رہا ہوں مگر ہاتھ کچھ نہیں آیا"

"اوہ۔۔تو یہ بات ہے" وہ بھی اب آسمان دیکھنے لگا تھا "پہلی بات تو یہ کہ فری یا تو پہلے وہاں تھی اور پھر کہیں اور چلی گئی۔۔دوسری بات کہ ڈاکٹر تاثیر اسے کیوں ایسی جگہ رکھیں گی جہاں تم آسانی سے ڈھونڈ سکو۔۔ہو سکتا ہے کہ جب اس نے تمھیں خط لکھا تب وہ یہاں ہو اب نہ ہو"

"پتہ نہیں۔۔میں کل لاہور جاؤں گا۔۔جو اڈریس لکھا ہے اس پر بھی پتہ کروں گا"

"کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔ڈاکٹر تاثیر اس سے وہ ایڈریس کیوں لکھوا کر تمھیں بھیجے گی جس پر وہ قید ہے؟"

مامون نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا "تم ٹھیک کہہ رہے ہو"

پھر خاموشی "ایک طرف زرار کا کوئی اتا پتہ نہیں۔۔دوسری طرف فری غائب ہے۔۔سمجھ نہیں آرہا کس کو پہلے ڈھونڈنا ہے، مل تو دونوں نہیں رہے"

"تمھیں کیا لگتا ہے۔۔پہلے کسی کو ڈھونڈنا چاہیئے" سوال تیمور کی طرف سے تھا

"زرار کو" وہ اب تیمور کو دیکھ رہا تھا

"کیوں؟"

"فری کا پتہ ہے کہ وہ ڈاکٹر تاثیر کی امان میں ہے۔۔اسے ہم ڈھونڈ لیں گے۔۔زرار کی پہیلی ڈی کوڈ کر لیں تو ہمیں فلیش مل جائے گی۔۔اس کو ڈی کوڈ کرنا آسان ہے اگر دماغ پر زور ڈالیں تو۔۔فری کو

ڈھونڈنا ہے تو تاثیر کو پکڑنا ہو گا اور شاید وہ اسلام آباد ہو شاید وہ نہ ہو اور اس جواب بس اسی کے پاس ہے"

تیمور کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر ذرا سا ترچھا ہو کر بیٹھ گیا اس طرح کہ اب مامون اس کے سامنے تھا"ایک کام کرو۔۔ڈاکٹر تاثیر کو تھوڑا وقت دو تھوڑی سپیس دو۔۔اسے لگے کہ تم نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ فری واقعی بھاگ گئی ہے۔اسے تھوڑا ریلیکس رکھو اور پھر دیکھو وہ کیا کرتی ہے۔ابھی وہ بہت ایکٹیو ہے، کوئی بھی قدم اٹھاؤ گے وہ بھی اٹھائے گی اور ضروری نہیں ہے کہ جس طرح فری نے اب ہماری مدد کی ہے پھر کرے۔۔اسے تھوڑا وقت دو کہ وہ سمجھے کہ معاملہ ٹھنڈا ہو گیا ہے"

اس نے اثبات میں سر ہلایا"ہوں۔۔تم صحیح کہہ رہے ہو"

"ویسے تمھیں کیوں لگتا ہے کہ زرار پر پہلے فوکس کرنا چاہیئے۔۔آئی مین فری کسی مصیبت میں ہو تو؟"

"مصیبت میں تو ہم بھی ہیں لیکن میں جاننا چاہ رہا ہوں کہ تاثیر نے یہ سب کیا کیوں؟ وہ آخر کیا چاہتی تھی اور اس کے لیے تاثیر خود چل کر میرے پاس آئے گی۔۔وہ مجھ سے ان سیکیور ہے اور وہ بار بار یہ جاننے کی کوشش کرے گی کہ اب میں کیا سوچ رہا ہوں، میں نے کس حد تک اس کے ڈرامے کو سچ سمجھا ہے اور وہ تھوڑا بہت میرا برین واش کرنے کی کوشش کر سکتی ہے۔۔تاثیر تک ہمیں نہیں جانا

اسے خود آنا ہے۔۔ ہمیں زرارتک جانا ہے تو پہلے اس طرف جاتے ہیں، تاثیر بی بی خود چل کر آئے گی اور ہمیں اگلا راستہ دکھائے گی"

"اس میں کیا پریشانی کی بات ہے۔۔ صاف دکھتا ہے وہ تمھیں پسند کرتی ہیں، ڈیٹس اٹ" اس نے شانے اچکائے

مامون مسکرایا "یہی تو اس کی کمزوری ہے مگر مجھے سمجھ نہیں آتا کہ وہ میرے چکر میں فری کو کیوں بیچ میں لائی ہے؟"

"ظاہر ہے۔۔ اسے تم سے شادی کرنی ہے۔ وہ نشیب اسے اچھا نہیں لگتا اور فری سے اس کی بنتی نہیں ہے، اس نے سوچا ہو گا کہ اچھا موقع ہے دونوں کو ایک ساتھ غائب کرواتی ہوں اور اپنا راستہ صاف کرتی ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ بیچ میں تم کود پڑے ہو"

مامون نے اسے گھورا "تمھیں بڑا پتہ ہے وہ مجھے پسند کرتی ہے"

"میری جان۔۔ وہ ڈائن ہے ڈائن۔۔ اس کے فری سے ویسے بھی اچھے ٹرمز نہیں تھے"

"ہوں۔۔ ہو سکتا ہے" ایک سانس خارج کی "ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے"

تیمور نے اس کی گھٹنے پر ہاتھ رکھا "ایزی رہو برو۔۔ سب ٹھیک ہے، سب ٹھیک ہو جائے گا" پھر کھڑا ہوا "میں کافی بنانے لگا ہوں، تم پیو گے"

مامون نے نفی میں سر ہلایا اور کھڑا ہوا "میں بس سونے والا ہوں۔۔ صبح ایک اہم میٹنگ ہے، ساتھ میں بہت سا سوچنا بھی ہے" پھر کھڑا ہوا "گڈ نائٹ!"

اور سیڑھیاں چڑھتا لاؤنج میں آیا۔ اپنے کمرے سے پہلے عافی کے کمرے کا دروازہ ہلکے سے کھولا، کمرے میں ماں بیٹی سوئی تھیں۔ ہر سو اندھیرا تھا سوائے ایک جگہ نیلی نیلی روشنی کے۔ وہ اندر بڑھا اور اس بچی کی طرف آیا۔ پھر جھکا اور اس پر لحاف درست کیا، اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔ پھر گردن موڑ کر ساتھ پڑے روشنی بکھیرتے شیشے کے جار کو دیکھا جس میں ایک پری بنی تھی اور وہ شیشے کا جار نیلی نیلی روشنی بکھیر رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اس لڑکی کو دیکھا اور پھر سیدھا ہوا اور باہر کی طرف بڑھا۔ اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا

ظہر کو ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔ سفید سرمئی بنگلے میں سب مصروف سے تھے مگر پھر بھی وہاں ازلی سکون تھا۔ مامون لائبریری سے باہر نکلا تو لاؤنج میں صوفے پر آرا بیٹھی تھی، اس سے چند فاصلے پر عارفین بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا کتا تھا جو کہ آرام سے لیٹا تھا، آرا کے دونوں ہاتھوں میں ایک جار تھا، شیشے کا بنا جار جس میں ہلکا جامنی سا پانی کی طرح کا مائع نظر آ رہا تھا مگر وہ مائع نہیں تھا، وہ مائع سے ذرا گاڑھا تھا اور آرا اسے گھور رہی تھی۔ اس جار کی گردن کو کارک رکھ کر بند کیا تھا، گردن کی ایک طرف رسی سے ایک کاغذ لمبا گول کر کے باندھا گیا تھا۔۔ دفعتاً مامون اس کے پیچھے سے آیا تھا اور صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے آگے کو جھکا اور اس کے کان میں سرگوشی کی

"ہیلو" وہ مسکرایا اور آرا نے منہ موڑ لیا

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا، اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "لگتا ہے کوئی ناراض ہے مجھ سے؟"

اس نے گردن دوسری طرف موڑ لی۔

عافی مسکرائی تھی "ہاں ہونا چاہیئے ناراض۔۔ جو آپ کے لیے اہم ہوتا ہے وہ ہر وقت ہر کام سے زیادہ اہم ہوتا ہے"

"اچھا" وہ اس کے کان کے قریب جھکا "ماما کو بھی اپنی ٹیم میں ملا لیا ہے۔۔ گڈ!"

دفعتاً لاؤنج میں تیمور داخل ہوا، مامون نے تیمور کو دیکھا جو انگلی میں چابی گھما رہا تھا

"میری ٹیم میں تیمور ہے" مامون نے کہنے ہی آنکھیں ترچھی کر کے آرا کو دیکھا

وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا اور لڑکی نے سامنے منہ کر لیا۔ وہ منہ پھلائے بیٹھی تھی

"کیا ہوا؟" وہ بھی آرا کو دیکھ رہا تھا "ناراضگی چل رہی ہے یہاں" اس نے مامون کو دیکھا

"وہ تیمور سے بھی ناراض ہے" مامون نے تیمور کو دیکھا

وہ مسکرایا اور دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "نہیں۔۔ آرا اپنے بیٹ مین سے ناراض نہیں ہوتی۔۔ ہے نا؟"

لڑکی نے نفی میں گردن ہلائی "میں ناراض ہوں"

وہ آگے کو ہوئی اور شیشے کا جار سامنے میز پر رکھ دیا

"اوہ اچھا" وہ سیدھا ہوا "مجھے تو آرا کو منانا آتا ہے"

وہ اٹھا اور کچن میں گیا، دو منٹ بعد باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ہسکٹ کی کون تھی اور کون میں چاکلیٹ تھی، وہ آرا کے سامنے بیٹھا، ایک گھٹنہ زمین کو چھو رہا تھا اور دوسرا اٹھا ہوا تھا، اس نے بسکٹ کی کون آرا کے سامنے کی ہوئی تھی (وہ اس طرح بیٹھا تھا جس طرح کسی کو پرپوز کرتے وقت گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھتے ہیں)

وہ مسکرائی اور کون لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر تیمور نے ایک بائیٹ لے لی، لڑکی نے برا سا منہ بنایا

"کیا بیٹ مین آرا کی چیز نہیں کھا سکتا؟" اس نے بھی برا سا منہ بنایا تھا

وہ مسکرائی اور کون لے لی، تیمور صوفے پر بیٹھا "لو بھئی۔۔ تم اپنا سوچ لو، میں نے تو لڑکی کو منا لیا ہے"

وہ مامون کو دیکھ رہا تھا، دونوں کے درمیان میں لڑکی بیٹھی تھی اور وہ چاکلیٹ بسکٹ کون کھا رہی تھی

"میں کیا کروں آپ کے لیے؟"

مامون اس کی طرف جھکا۔ اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"آپ مجھ سے سٹوری سنیں گے"

اس نے ایک سانس خارج کی "اوکے" اور کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

وہ مسکرادی اور چاکلیٹ بسکٹ کون کو دانتوں سے کاٹا اور منہ میں چبایا

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک فیری (پری) ہوتی تھی" وہ بسکٹ کھاتے سنا رہی تھی

مامون سامنے میز پر پڑے گلاس جار کو دیکھ رہا تھا، کھڑکی سے روشنی چھن کر اس پر پڑ رہی تھی

"فیری کے چھوٹے چھوٹے پر تھے اور ایک دن ایک جادوگرنی نے اسے قید کر لیا"

تیمور نے بیچ میں کاٹ دیا "یہ ٹیپیکل سٹوری ہے آرا" وہ بور ہوا تھا

"نہیں نا۔۔ڈونٹ جج" اس نے تنبیہہ کی تھی۔

وہ سر ہلا کر پھر سننے لگا

"جادوگرنی نے اس پر جادو کیا تھا اور وہ بہت چھوٹی سی ہو گئی"

"پھر؟" مامون نے دخل اندازی کی تھی

"وہ فیری بہت چھوٹی سی ہو گئی اور جادوگرنی نے اسے ایک جار میں بند کر دیا" وہ آگے کو ہوئی اور گلاس جار ہاتھ میں پکڑ لیا "بالکل ایسے جار میں"

وہ گلاس جار اس کے ہاتھ سے بڑا تھا، درمیانے قد کا جار جسے اس نے اپنے بازوؤں میں تھاما ہوا تھا

"فیری دن کے وقت نظر نہیں آتی تھی"

"یہ کیا بات ہوئی آرا؟" تیمور نے پھر دخل اندازی کی

"کیونکہ جادوگرنی نے اسے ایک جادوئی جار میں بند کیا تھا نا" وہ اسے سمجھا رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوکے۔۔پھر؟"مامون نے آگے بولنے کو کہا

"اگر فیری دن کو نظر نہیں آئے گی تو وہ آزاد کیسے ہو گی؟"اس نے سوال کیا تھا پھر خود ہی جواب دے دیا"فیری بہت چھوٹی ہو گئی تھی ناتو اس کے پاس طاقت بھی نہیں رہی تھی"

اس نے جار دوبارہ میز پر رکھ دیا۔مامون نے جار کو دیکھا،وہ میز سے کے کنارے پر تھا،ذرا سی میز ہلتی تو وہ نیچے آجاتا۔اس نے وہ جار آگے کو کر دیا

"فیری نے نکلنے کی بہت کوشش کی مگر نہیں نکل پائی،وہ اپنے پر ہلاتی تھی تو اسے درد ہوتا تھا"

"کیونکہ جار اس کے لیے تنگ تھا"مامون نے جملہ پورا کیا

اس نے برا سا منہ بنایا اور مامون کو دیکھا

"آپ نے سسپنس ختم کر دیا"وہ رو دینے کو تھی

"یہ سسپنس تھا؟"

وہ حیران ہوا اور آرا خفا

"اچھا اچھا سوری۔۔پھر کیا ہوا؟"

"پھر رات کو جادو گرنی واپس آئی،کمرے میں اندھیرا تھا اور آپ کو پتہ ہے کیا ہوا؟"ان دونوں سے زیادہ وہ خود حیران تھی

"کیا ہوا؟"سوال تیمور نے کیا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس جار میں لائٹ جل رہی تھی"

"ڈونٹ ٹیل میں آرا کہ فیری کو جادو آتا تھا" تیمور جیسے بے زار ہوا

"نہیں۔۔میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا نا کہ جادو صرف جادو گرنی کو آتا ہے" اس نے پھر ماتھے پر ہاتھ مارا

وہ ہنس دیا" تو پھر آپ کی فیری کو کیا آتا ہے؟"

"بتاتی ہوں نا"

اس نے سر ہلایا اور خاموش ہو گیا

"وہ ایک جادوئی جار تھا جو فیری کو اڑنے نہیں دے رہا تھا۔رات کو اس میں سے لائٹ نکلتی تھی" وہ ساتھ ساتھ اپنی چاکلیٹ بسکٹ کون کھا رہی تھی

"دن کو کیوں نہیں آرا؟" سوال مامون نے کیا تھا

"کیونکہ وہ جادوئی تھا نا،رات کو جادو گرنی گھر آتی تھی اور وہ رات کو جلتا تھا جس میں فیری پریشان سی اسے نظر آتی تھی"

"یہ کونسی جادو گرنی ہے جو دن کو جادو نہیں کرتی؟" اب تیمور بولا تھا

"بیٹ مین۔۔یہ بری والی جادو گرنی ہے نا" وہ تیمور کو دیکھ رہی تھی

وہ ہنسا" باقی جادو گرنیاں اچھی ہوتی ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے نفی میں سر ہلایا اور پھر مامون کو دیکھا

"مون۔۔بیٹ مین سٹوریز نہیں سنتا؟انھیں نہیں پتہ کہ جادو گرنی بری ہی ہوتی ہے"

وہ ہنس دیا"اب بھلا کوئی آرا کی طرح انٹیلیجنٹ تھوڑی ہے"

وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا

تیمور نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی"بچی کو بگاڑ رہے ہو"

مامون کراہا اور اسے بڑبڑاتے ہوئے دیکھا

"اچھا پھر کیا ہوا؟"تیمور نے سٹوری کو ری ٹینیو کیا

"اگلے دن جب جادو گرنی اپنے گھر سے گئی تو فیری نے پھر سے نکلنے کی کوشش کی مگر پھر سے پروں میں درد ہوا"

"تو وہ اپنے پر اتار دے نا"تیمور کے بولنے پر اس نے منہ بنایا

"یہ سسپنس تھا"

اب کی بار تیمور کو جھٹکا لگا"یا اللہ!یہ سسپنس تھا"وہ پھر سے منہ بنا کر بیٹھ گئی

"اچھا چلو سناؤ نا۔۔تیمور کو پتہ نہیں چلا تھا"مامون نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے اسے سمجھایا تھا

"پھر فیری نے اپنے پر اتار دیے۔۔اسے بہت درد ہوا مگر یہ ضروری تھا"اس نے شانے اچکائے

"پھر کیا ہوا؟"بولنے والا تیمور تھا

Clubb of Quality Content

"پھر اس کے پاس جتنی بھی پاورز تھیں اس نے ساری یوز کیں مگر وہ جادو گرنی جیسی نہیں تھی۔۔وہ کمزور تھی"

"پھر وہ کیسے باہر آئی؟"پوچھنے والا مامون تھا

آرا مسکرائی

"She pretends to be dead"

تیمور مسکرایا اور نرمی سے اس کا گال کھینچا"ہو تو بیٹا تم ہماری ہی بھانجی نا"

مامون بھی مسکرا دیا

"جادو گرنی آئی تو دیکھا کہ وہ گلاس جار میں ایسے ہی پڑی ہے۔۔اس نے جلدی سے اسے باہر نکالا اور میز پر رکھا۔۔اسے لگا فیری شاید مر گئی ہے مگر نہیں!اس نے جیسے ہی فیری کو ذرا سا ہلایا فیری نے اس کے ہاتھ پر کاٹ لیا"

"آگے؟"مامون کو اب کہانی بور کر رہی تھی

"جادو گرنی کو درد ہوا اور اس نے اپنی انگلی کو دیکھا مگر انگلی کو دیکھتے فیری کو جب دیکھا تو وہ بھاگ چکی تھی"

"کیا وہ وہاں سے چلی گئی؟"پوچھنے والا مامون تھا

"نہیں۔۔فیری بہت چھوٹی تھی اور وہ لٹک لٹک کر اس کے کندھے تک پہنچ جاتی ہے"

"پھر"

"جادو گرنی کا جادو اس کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی میں ہوتا ہے۔۔فیری اس کے بازو سے ہوتے ہوئے اس کے ہاتھ تک جاتی ہے اور انگوٹھی سے لٹک جاتی ہے اور جادو گرنی جب فیری کو ایک دم سے جھٹکتی ہے تو وہ انگوٹھی سمیت نیچے آجاتی ہے اور انگوٹھی زمین سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتی ہے۔۔ جادو گرنی کا سارا جادو ٹوٹ جاتا ہے اور فیری پھر سے پہلے والی فیری بننے والی ہوتی ہے مگر نہیں بنتی۔۔

"شانے اچکائے

"کیوں؟"مامون نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کی

"کیونکہ آپ بھول رہے ہیں فیری نے پر اتار دیے تھے۔۔وہ اب ایک واریئر ہے،اس کے پر نہیں ہیں اور وہ پروں کے بغیر اپنی زندگی گزارے گی۔۔واریئرز کی زندگی"اس کی چاکلیٹ بسکٹ کون ختم ہوئی۔

"کیا واریئرز کے پر نہیں ہوتے؟"سوال تیمور نے کیا تھا

"نہیں"

"تمھیں کیسے پتہ؟"تیمور نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تھا

"میرے تو نہیں ہیں"اس نے منہ کے زاویے کے بگاڑے اور شان سے کندھے اچکائے

مامون کے ساتھ ساتھ تیمور بھی ہنسا تھا

"اس جادو گرنی کا کیا ہوا؟" سوال تیمور نے کیا تھا

"وہ ہم سیکنڈ پارٹ میں پڑھیں گے۔۔ابھی میں تھک گئی ہوں اور میں مون کے ساتھ سیلڈ بناؤں گی"

اس نے مامون کے بازو میں بازو ڈال کر اسے دیکھا

"جی بالکل۔۔جیسا آپ کہیں"

سینے پر ہاتھ رکھے مامون آگے کو جھکا تھا، لڑکی ہنس دی

دوپہر ڈھلنے لگی تھی۔آج بہت دن بعد دھوپ لگی تھی اور مینا رابیل اور گلشن آرا کے ساتھ اوپر ہی تھی۔چارپائی پر فرحت بیٹھی تھیں جن کے سامنے ٹوکری تھی جس میں مالٹے تھے اور وہ مینا کو مالٹے چھیل کر دے رہی تھیں۔ایک طرف چارپائی پر بیٹھی رابیل تھی جس کے بال کمر سے نیچے تک بڑھ چکے تھے۔گلشن آرا اسے تیل لگا رہی تھیں اور ساتھ کچھ کہہ بھی رہی تھیں

"پہلے مینو جاتی تھی اور کٹوا آتی تھی، اب بیلی تم بھی۔۔اتنی محنت لگتی ہے" انھوں نے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر تیل گرایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے مل کر سر پر مالش کرنے لگیں

"اب میں دیکھوں نہ تمھارے کٹے ہوئے بال، بیٹا عورت کی خوبصورتی اس کے بالوں میں ہوتی ہے اور میری بیٹی کے تو ماشاءاللہ بال ہی بڑے پیارے ہیں۔۔اب کٹوائے نا تو میں پارلر والی کے ہاتھ کاٹ دوں گی" وہ خفا ہوئی تھیں

سامنے بیٹھی رامین نے مالٹے کا ایک ٹکرا نمک میں لگایا اور پھر منہ میں رکھا

"نانو اتنے بڑے بال سنبھالے نہیں جاتے"

"ایسے نہیں سنبھالے جاتے، میں ہوں نا سنبھالنے کے لیے، اب تم کٹوانا سہی"

اس نے منہ بسورا اور ایک اور ٹکرا منہ میں رکھا۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی

فرحت نے اسے گھورا "کہاں جا رہی ہو؟ ایک مالٹا کھا کر تمھاری بس ہو گئی ہے، چپ کر کے بیٹھو"

"امی آپ جوس بنا دیں نا، ایسے منہ میں اس کے بیج آتے ہیں" اس نے منہ بسورا ہوا تھا

انھوں نے ذرا سا جھک کر نیچے دیکھا "ادھر جوتا پڑا تھا میرا، کہاں گیا ہے؟" پھر اسے گھورا "چپ کر کے بیٹھو، پہلے رنگ دیکھو پیلا زرد ہوا ہے اوپر سے اس لڑکی کے نخرے"

وہ خاموشی سے بیٹھ گئی اور پھر چھلے ہوئے مالٹے کو درمیان سے آدھا کر کے پلیٹ میں رکھا۔

رابیل البتہ خاموش تھی، اس کے سر پر نانی کھڑی تھیں۔ نیچے سے اشعر کی آواز آ رہی تھی، وہ شاید کسی شرٹ کے ساتھ پینٹ مانگ رہا تھا۔ فرحت نے مینا کو گھورا "یہ تینوں مالٹے ختم نہ کیے نا تو پھر تم دیکھنا" اس نے بس انھیں دیکھا اور ایک سانس خارج کی۔ انھوں نے دوپٹہ اچھے سے لیا، جوتا پہنا اور نیچے چلی گئیں۔ ان کے نیچے جانے کی دیر تھی کہ اس نے مالٹا وہیں رکھا اور جوتا پہن کر بڑی چھت پر چلی گئی۔ گلشن آرا بس سر نفی میں ہلا کر رہ گئیں۔ وہ اوپر دیوار کے کنارے کھڑی تھی۔ چھت سے نظر آتیں چھوٹی بڑی چھتیں اور سامنے مارگلہ کے پہاڑ۔ شاید کسی نے اپنی چھت پر کچا گوشت رکھا تھا،

وہاں بہت سی چیلیں اور عقاب تھے، ان کے بولنے کی آوازیں فضا میں گونج رہی تھیں۔۔ مینا کے دل کو کچھ ہوا تھا، اس کا دل دھڑکنے لگا تھا، اس نے یہ آواز کہیں سنی تھی اور بہت سنی تھی۔ وہ کچھ دیر آسمان دیکھتی رہی، آنکھیں چھوٹی کر کے اس نے دور دیکھا پھر مسکرائی۔۔ لڑکی نیچے آئی اور مالٹوں کے پاس پڑی چھری پکڑی اور اوپر چلی آئی۔ وہ آنکھیں چھوٹی کیے عاقب دیکھ رہی تھی۔ پھر ایک لمحے میں اس نے چاقو والا ہاتھ ہوا میں بلند کیا اور دور عقاب کی طرف پھینکا۔ ایک زوردار قسم کی آواز آئی جیسے کسی عقاب کو لگی ہو، اس کی آواز ایک چیخ کی صورت میں گونجی تھی اور پھر اس کے بعد کسی عقاب کی آواز نہیں آئی۔ لڑکی نے سانس خارج کی، تیر نشانے پر لگا تھا۔ وہ پورے دل سے مسکرائی۔ وہ نیچے کی جانب بڑھ رہی تھی، وہ مطمئن تھی۔

شام کے ساڑھے پانچ کا وقت تھا۔ لاہور میں سردی بڑھنے لگی تھی۔ ایک ایئرپورٹ پر ایک لڑکی کھڑی تھی، اس کے ساتھ سیاہ لمبے کوٹ میں ملبوس ایک مرد تھا اور وہ اس کا بازو پکڑے کھڑی تھی۔ وہ شاید اپنی بیٹی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اس شخص کی بات سن رہی تھی۔ اس نے بھی آج سیاہ لمبا کوٹ پہنا تھا اور سر پر ٹوپی تھی۔ پیچھے کھلے بال کمر پر پھیلے تھے۔ وہ بنچ پر بیٹھ گئی اور وہ شخص اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس نے اپنا بازو اس کے بازو میں ڈالا ہوا تھا اور خاموشی سے آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔ بار بار نظر راہداری تک جاتی۔ وہ کسی کی منتظر تھی مگر وہ نہیں آیا تھا

"اس نے کہا تھا شاید وہ آئے" اس کا دل بے اختیار دھڑک رہا تھا۔ "اسے مجھے سی آف کرنے تو آنا چاہیئے تھا، اس نے کہا تھا شاید وہ آئے" لڑکی نے ایک سانس خارج کی اور اپنے باپ کے بازو سے سر لگا لیا

"اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ کس لیے آئے گا زوبی" وہ سانس لیتی خاموش سی تھی، اس کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا اور اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سکرین پر کسی کا نام جل رہا تھا۔

وہ ایک دم سے سیدھی ہوئی "کیا وہ آ گیا تھا؟"

اس نے ادھر اُدھر دیکھا مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ اس نے سکرین سوائپ کی اور کال اٹھالی، ایک مردانہ آواز۔۔ وہ جو کہہ رہا تھا اس نے سنا اور پھر اٹھ گئی

"بابا۔۔ میں بس ابھی آئی"

اور وہ مسکراتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی تھی۔ وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ اسے سامنے نظر آ گیا۔ اس نے آج بھی سیاہ لمبا کوٹ پہنا تھا اور وہ آج بھی پیارا لگ رہا تھا۔ وہ ریلنگ کے پاس کھڑا تھا، اسے دیکھتے سر جھکایا اور ذرا سا آگے آیا۔ وہ عین اس کے سامنے کھڑی تھی، اسے دیکھ کر مسکرائی

"مجھے لگا تھا تم نہیں آؤ گے" اس نے شانے اچکائے

"نہیں۔۔ لاہور برا ہے لاہور کا ہریرہ نہیں برا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی۔وہ اداس تھی مگر اب خوش تھی کیونکہ وہ آگیا تھا۔

وہ ریلنگ پر کہنیاں جمائے سامنے جہاز دیکھ رہے تھے،اندھیرا ہونے لگا تھا۔دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔پھر ہریرہ نے کوٹ کے اندر والی جیب سے ایک پتلا سا لمبا مگر چھوٹا ڈبہ نکالا اور اس کی طرف بڑھایا۔اس نے پہلے اس پیک ہوئے ڈبے کو دیکھا اور پھر لڑکے کو

"یہ کیا ہے؟"اس نے ڈبہ لے لیا

"یہ۔۔"ایک سانس خارج کی"اس میں ایک سٹوری ہے"

وہ مسکرائی"اوہ۔۔کیا میں اسے کھول سکتی ہوں؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور اسے آرام سے بڑے احتیاط سے کھولا۔اندر ایک ڈبہ تھا جسے اس نے اوپر سے کھولا اور اندر سے ایک فریم نکلا۔بالکل ایک ہاتھ کے جتنا لمبا اور ہاتھ جتنا چوڑا۔اس میں ایک تصویر تھی،پولرائیڈ فریم میں بنی تصویر۔۔اوپر ایک لڑکے کی آنکھیں تھیں جو شاید ذرا سی نظر ترچھی کر کے کچھ دیکھ رہا تھا اور اس کے نیچے ایک لڑکی کی آنکھیں تھیں جو کسی کو دیکھ رہی تھی۔اوپر اردو میں چار الفاظ درج تھے

"یہ بہت خوبصورت ہے،یہ نیچے والی میری آنکھیں ہیں نا"اس نے تصویر کو غور سے دیکھا"اوپر والی تمھاری"

ہریرہ نے سر اثبات میں ہلایا

اوپر لکھے الفاظ پڑھے "کاش لاہور لندن ہوتا"

وہ خاموش ہو گئی، کچھ پل خاموشی کے

"فوٹو گرافر ہوں۔۔اتنا تو کر ہی سکتا ہوں، مجھے یہ اچھا لگا سو میں نے آپ کو دے دیا"

وہ بس اس تصویر کو دیکھ رہی تھی، وہ اس کہانی کو سمجھ رہی تھی جو آنکھیں سنا رہی تھیں۔اس نے گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔لڑکے نے تھوک نگلا

"آپ کو اچھا نہیں لگا؟"

وہ مسکرانا چاہتا تھا مگر نہیں مسکرا پایا، دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا مگر دونوں کے درمیان بہت سا فاصلہ تھا

"زوبی۔۔"

پیچھے سے اس کا باپ آ رہا تھا، اس نے گردن موڑ کر اپنے باپ کو دیکھا، وہ مسکراتے ہوئے زوبیہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔اس نے گردن موڑی اور سامنے دیکھا، وہ جا رہا تھا۔۔وہ جا چکا تھا وہ ہمیشہ اسے ادھورا چھوڑ کر چلا جاتا تھا

"زوبی۔۔"وہ اس کے ساتھ کھڑے تھے، اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"یہ کون تھا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زوبیہ نے گردن نفی میں ہلائی اور ان کے کندھے سے لگ گئی

"میں زندان توڑ دوں گی، میں لاہور چھوڑ دوں گی"

اس نے آنکھیں بند کر لیں، فریم ہاتھ میں تھا۔ آنکھیں ایک دوسرے کو دیکھتی رہ گئیں۔ وہ جا چکا تھا

آج بہت دن بعد وہ تینوں ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ لائبریری میں انرجی سیور جل رہا تھا اور تینوں کے سامنے ان کے کافی کپ تھے جن سے بھاپ اڑ رہی تھی۔ درمیان میں ایک صفحہ تھا جو کہ بھرا پڑا تھا، مامون نے کافی کپ لبوں سے لگایا، پھر بولنا شروع ہوا

"اب کی بار جو بھی سوچا ہے وہ زرار کو نظر میں رکھ کر سوچا ہے۔۔ وہ تمام باتیں جو تیمور نے ہمیں بتائی تھیں وہ میری نظر میں تھیں" خاموشی کا ایک لمحہ "پہلی بات تو یہ کہ وہ بائیو میں اتنا اچھا نہیں ہے سو وہ ڈیپ نہیں جائے گا"

"مگر وہ مامون بن کر سوچے گا" عارفین نے فوراً اندر مداخلت کی

وہ مسکرایا "ہاں اسے مامون بن کر سوچنا چاہیئے مگر تمھیں نہیں لگتا عافی کہ اسے پتہ ہے کہ تیمور ہمارے ساتھ ہے اور تیمور کو زرار کے بارے میں سب پتہ ہے، وہ ہمیں زرار کے بارے میں بتا سکتا ہے پھر شکاری شکار بن کر نہیں شکاری شکاری بن کر سوچ رہا ہے"

"مطلب؟" تیمور نے بھنویں بھینچیں اور کافی کا کپ منہ سے لگایا

Clubb of Quality Content

"مطلب زرار اس بار زرار بن کر سوچ رہا ہے، وہ اس بار شکار بن کر نہیں سوچ رہا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تیمور اسے جانتا ہے"

تیمور نے پیچھے کو ٹیک لگالی۔

"پہلی بات کہ ہم زیادہ گہرائی میں نہیں جائیں گے۔۔ہم اوپر اوپر سے سوچ کر دیکھتے ہیں"

"میرے خیال سے پہلے الفاظ پر غور کرنا چاہیئے" عافی نے پھر مداخلت کی تھی

"ہوں" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا "پہلی بات کہ اس نے کہا کہ اتنا اہم جتنا کہ پیچوٹری گلینڈ ہے، کیا چیز اہم؟ جس کو ہم اہم سمجھ رہے ہیں وہ چیز ہے یا کوئی انسان؟ ہمارا جواب کوئی چیز ہے یا کوئی انسان؟"

"مجھے لگتا ہے کوئی چیز ہے" تیمور نے اپنا موقف پیش کیا

"اور مجھے لگتا ہے کوئی انسان ہے" عافی نے مداخلت کی

"اور مجھے لگتا ہے کہ کسی انسان کے پاس کوئی چیز ہے" دونوں نے اسے دیکھا جو مسکرا رہا تھا

"دیکھو۔۔کوئی چیز ہمارے لیے کتنی ہی اہم کیوں نہ ہو کسی انسان سے اہم نہیں ہو سکتی۔۔انسان چیزوں جیسے نہیں ہیں، اگر تم ایک پلڑے میں انسان رکھو اور ایک میں کوئی بھی چیز تو کیا اہم ہے۔۔انسان" اس نے شانے اچکائے "مگر ہمیں یہ کنفرم نہیں کہ وہ واقعی انسان ہے جو ہمارے لیے اہم ہے، جس کے پاس ہمارا جواب ہے یا وہ چیز ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا" تیمور نے برا سا منہ بنایا تھا

"دیکھو۔۔ہم نے کہا کہ پیچوٹری گلینڈ ماسٹر ہے وہ اہم ہے مگر وہ کسی اور ماسٹر کے انڈر ہے۔۔ہے نا؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا" پیچوٹری گلینڈ اہم ہے مگر ایک چیز اس کے اوپر اسے کنٹرول کر رہی ہے وہ اس سے بھی اہم ہے۔۔جیسے کوئی بھی چیز ہمارے لیے اہم ہو سکتی ہے مگر وہ انسان زیادہ اہم ہے جس کے پاس وہ چیز ہے کیونکہ وہ انسان ہے تو وہ چیز ہے نا، چیزیں انسانوں سے منسوب ہیں۔یعنی کسی انسان کے پاس کوئی چیز ہے، وہ انسان بھی اہم ہو سکتا ہے اور وہ چیز بھی"

دونوں نے سمجھ کر سر ہلائے۔عارفین مسکرادی" یہ بہت مشکل تھا مامون"

وہ ہنس دیا" نانا کچھ سمجھ نہ آئے تو فجر سے پہلے اٹھ کر سوچا کرو، میں نے تہجد میں اٹھ کر سوچا ہے"

اس نے کافی کا گھونٹ بھرا" اوکے کم ٹو دی پوائنٹ۔۔ابھی تک ہم یہاں پہنچے ہیں کہ وہ چیز کسی انسان کے پاس ہو سکتی ہے اور وہ بہت اہم ہے۔۔نہ ہمیں انسان کا پتہ ہے نہ چیز کا"

"اب پھر؟"

"اب یہ کہ ہم اس جملے پر مزید سوچتے ہیں۔۔وہ انسان کون ہو سکتا ہے یا وہ چیز کیا ہو سکتی ہے؟"

"وہ کوئی ایسی چیز جو زرار تک لے جائے" عارفین بولی تھی

"وہ کوئی ایسا انسان جو زرار تک لے جائے" تیمور بھی جھٹ سے بولا

"یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ وہ کیا ہو سکتا ہے؟"

"جہاں تک مجھے پتہ ہے زرار مائنڈ گیم کھیلتا ہے، وہ چیزوں کو مشکل نہیں بناتا کیونکہ اسے ایک تیر سے بہت سے شکار اچھے لگتے ہیں۔۔وہ آسان پلاننگ کرتا تھا مگر پرفیکٹ پلاننگ کرتا تھا۔۔اس پہیلی کا جواب بڑا آسان ہے مگر ہم اسے مشکل بنا رہے ہیں" تیمور نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا

"اس بار میں گہرائی میں نہیں گیا، یہ بہت سمپل چیزیں تھیں" مامون بغور تیمور کو دیکھ رہا تھا

"اس نے کہا تھا کہ ایک دروازہ دوسرے دروازے کو کھولے گا جب تک کہ تم صحیح دروازے کے سامنے نہیں آجاتے" بولنے والا مامون تھا جو کہ تیمور کو دیکھ رہا تھا

"اور پہلا دروازہ کون تھا؟" اب تیمور بڑبڑایا

دفعتاً لائبریری کا دروازہ کھلا تھا اور آرا اندر آئی تھی۔وہ مامون کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا

آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی۔رابیل سکرین سکرول کر رہی تھی اور مینا ساتھ لیٹی سو رہی تھی۔

دفعتاً اسے کال آئی اور اس نے مسکرا کر کال اٹھالی، حال احوال دریافت کرنے کے بعد وہ افیفہ سے شکوہ کر رہی تھی

"مجھے بھول گیا تم کیسی دکھتی ہو، اپنی پکچر سینڈ کرو ذرا" وہ طنز کر رہی تھی

دوسری طرف سے افیفہ ہنس دی "اب تم میرے ساتھ ایسے کرو گی؟"

وہ مسکرائی "تم بیٹا مجھ سے ملو سہی، تمھارا حساب میں برابر کرتی ہوں۔۔اتنی بھی کیا مصروفیات"

اس نے کمبل سینے تک اوڑھ رکھا تھا اور بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی

اس نے ایک سانس خارج کی "آج کل تو بہت بزی ہوں مگر میں تم سے ایک دو دن تک ملنے آؤں گی، آج کل میں تمھیں بہت مس کر رہی ہوں بیلی"

"ویسے یہ مکھن بریڈ پر لگاؤ تو تمھارے کام آجائے" اس نے آنکھیں چھوٹی کی تھیں

وہ پھر سے ہنسی

"تم بتاؤ۔۔سب ٹھیک جا رہا ہے؟" دوسری طرف سے افیفہ کی آواز ابھری

رابیل نے کنپٹی کو مسلا "بس سب جا رہا ہے، مجھے لگتا ہے میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے"

"کیوں؟ کیا ہوا؟" وہ فکر مند ہوئی تھی

"بس ایسے ہی، تم آؤ گی تو تفصیل سے بتاؤں گی" اسے جیسے نیند آنے لگی تھی

"پھر بھی؟ کچھ برا تو نہیں؟"

وہ ہلکا سا مسکرائی "نہیں نہیں۔۔کل ہمارے برائیڈل ویک کا اختتام ہے، ایک فیشن شو ہے، میں نے بس پہلی بار کولیب کیا ہے۔۔بہت برا تجربہ تھا آئندہ نہیں کروں گی" اس نے جمائی لی، منہ پر ہاتھ رکھے اسے روکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اٹس اوکے۔۔یہی زندگی ہے"

"ہوں"

وہ کچھ اور بھی بتا رہی تھی مگر رابیل کو شدید قسم کی نیند آ رہی تھی۔ساتھ کمرے میں رضائی میں لیٹا اشعر کسی کو میسج کر رہا تھا مگر جواب ندارد۔وہاں سنگل ٹک تھا اور اس کا لاسٹ سین بہت دن پہلے کا تھا۔وہ مایوس ہو گیا، پھر سوچا شاید وہ کہیں مصروف ہو۔اس نے سکرین آف کی اور فون تکیے کے نیچے گھسا دیا۔اس کا تخیل کسی کی موجودگی سے آباد تھا۔

("اس نے کہا تھا ایک دروازہ دوسرے دروازے کو کھولے گا" آرا آگے بڑھتی مامون کے ساتھ آ بیٹھی تھی۔۔وہ مسکراتے ہوئے اس سے کچھ کہہ رہی تھی مگر وہ اسے دیکھتے کچھ سوچ رہا تھا)

تیمور بیڈ پر بیٹھا تھا اور مامون آرا کی ساری چیزیں اچھے سے دیکھ رہا تھا۔آرا اس کو بتا رہی تھی کہ کون سی چیز اس نے کب لی ہے، کون سی چیز اسے کس نے دی ہے اور کیا چیز اس کے زیر استعمال رہی ہے

('پہلا دروازہ آرا تھی" وہ بڑبڑایا

تیمور کی جیسے اب آنکھ کھلی تھی، عارفین سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔

One door opens another door)

آرا مامون کے ساتھ بیٹھی تھی اور اس سے پوچھ رہی تھی کہ اسے کیا چاہیئے مگر وہ خود نہیں جانتا تھا کہ اسے کیا چاہیئے

"آرا۔۔بیڈ مین نے آپ کو کچھ اور دیا تھا؟"پوچھنے والا تیمور تھا

وہ زرار کو بیڈ میں کہتی تھی۔۔وہ کچھ سوچ رہی تھی، پھر مسکرائی"آئی لائک بیڈ مین۔۔وہ بہت انٹیلیجنٹ ہے"

مامون نے برا سا منہ بنا کر سانس خارج کی

"مون۔۔وہ جو میں نے آپ کو سٹوری سنائی تھی نا"

"چلو۔۔اور سناؤ کہانیاں۔۔ہم مر رہے ہیں اور ان محترمہ کو کہانی سنانی ہے"تیمور نے سر جھٹکا اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔مامون آرا کی بات مکمل سنتا تھا چاہے وہ کتنی ہی بے تکی کیوں نہ ہو

"اس سٹوری کا جو سیکنڈ پارٹ ہے نا"وہ ہنس دی"وہ مجھے نہیں آتا"

مامون بھی مسکرایا تھا۔اس نے لڑکی کا چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا"مجھے سٹوری کا سیکنڈ پارٹ نہیں آتا، آپ کو آتا ہے؟"

اس نے چھوٹی لڑکی کو دیکھا"مجھے کیسے آئے گا؟سٹوری تو آپ کی تھی نا"

وہ مسکرائی"آپ کو پتہ ہے میں نے وہ سٹوری کہاں سے بنائی؟"

"کہاں سے؟"اس نے سوالیہ ابرو اٹھائی

سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکلا تھا مگر دھند چھائی ہوئی تھی۔آج رابیل اورنگزیب کے لیے بہت خاص دن تھا۔اس وقت وہ سٹوڈیو میں کھڑی تھی اور اس ماڈل کو تیار ہوتا دیکھ رہی تھی جس نے اس

کی ڈیزائن کی ہوئی میکسی پہن رکھی تھی۔میرون رنگ کی لمبی فرش پر پھیلی میکسی جسے ماڈل نے بخوبی کیری کیا تھا۔اس کے ساتھ جلیل آ کھڑا ہوا

"میکسی زیادہ حسین ہے یا میکسی کی ڈیزائنر؟"اس نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا اور وہ برائڈل ویک کے لیے تیار تھا

اس نے کوئی جواب نہیں دیا،بس ایک بار اسے دیکھا اور نظر انداز کر دیا

"چلیں میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں"وہ متوجہ ہوئی،اسے خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی تھی۔وہ سنجیدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"انسان کو کیا چیز زمین بوس کرتی ہے؟"اس نے ابرو اٹھایا تھا،اس کے چہرے پر ایک عجیب سی رونق تھی۔جیت جانے والوں جیسا چہرہ۔

"اس کی انا"رابیل نے جھٹ سے جواب دیا اور وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔لڑکی نے تھوک نگلا،وہ بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔وہ اپنی زندگی کا دوسرا جوا کھیل چکی تھی پہلا جوا تو ارسل پر اپنے جذبات سے کھیلا تھا "غلط۔۔اس کی سب سے اوپر جانے کی خواہش جو اسے اندھا کر دیتی ہے"اس نے رابیل کی آنکھوں میں دانت پیستے جھانکا تھا،وہ لمحے میں بدلا تھا،وہ خوفناک لگا تھا

اس کا دل بہت زوروں سے دھڑکا تھا،اس سے پہلے کہ رابیل کچھ کہتی وہ وہاں سے چل دیا۔۔وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی،اندر ایک طوفان برپا تھا مگر وہ کچھ نہ بولی۔کیا ہونے والا تھا؟ایک گھنٹے بعد شو کا

آغاز ہو چکا تھا، خوبصورت لباس پہن کر ریمپ پر کیٹ واک کر کے آتی جاتیں ماڈلز۔۔وہ اپنی ماڈل کو دیکھ رہی تھی جس نے اس کی میکسی پہن رکھی تھی مگر دماغ جلیل کے الفاظ پر ہی اڑا تھا۔کافی گھنٹے جاری رہنے والے شو کا انجام بہت برا تھا، کم از کم رابیل کے لیے بہت برا تھا۔۔تقریباً چار بجے کے قریب وہ غصے میں آگے بڑھتی مسز سلطانہ کے آفس میں داخل ہوئی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھیں

"یہ کیا حرکت ہے؟"وہ چلائی تھی

وہ ہنس دیں"کون سی حرکت؟"

"وہ میری ڈیزائن کی ہوئی میکسی تھی، وہ میری محنت تھی، اسے میں نے وقت دیا تھا اس پر جلیل کا نام ۔۔اس کا ڈیزائنر جلیل نہیں ہے، میں ہوں"اس نے سینے پر انگلی رکھی، تنفس بڑھا تھا

وہ پر سکون سی بیٹھی تھیں"کوئی ثبوت؟"

"ہاں؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔وہ جیسے رو دینے کو تھی

"مسز سلطانہ ہمارا کانٹریکٹ ہوا تھا، سارا اسٹاف سارے ڈیزائنرز اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ میں نے ہی ڈیزائن کی تھی، اس پر جلیل کا نام کیسے؟ ساری دنیا کو وہ یہ بتاتا پھر رہا ہے کہ یہ اس نے ڈیزائن کی تھی"وہ پھولے تنفس سے تیز تیز بول رہی تھی

گلاس ڈور کھلا اور جلیل اندر داخل ہوا"کیا کوئی یہاں لڑ رہا ہے؟"

وہ پر سکون سارا بیل کے سامنے آ کھڑا ہوا "میں تمھیں نہیں چھوڑوں گی" اس نے اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی تھی

وہ ہنس دیا، وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا "ہاؤ سویٹ۔۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں آپ مجھے کبھی نہ چھوڑیں" اس کا لہجہ غصہ دلا دینے والا تھا

گلابی آنکھوں والی لڑکی نے دانت پیستے اسے دیکھا تھا "میں تم پر کیس کر دوں گی"

"اوہ" وہ ایک قدم آگے بڑھا "کریں نا۔۔ لیکن ثبوت کے ساتھ۔۔ کیونکہ جو کانٹریکٹ آپ نے سائن کیا تھا اس پر یہ واضح لکھا ہے کہ آپ جو کر رہی ہیں جلیل طاہر کے لیے کر رہی ہیں۔۔ اس لیے اپنے ہوش و حواس میں واپس آئیں اور یہاں سے چلی جائیں"

یہ شاک کا لمحہ تھا، یہ صدمے کا وقت تھا۔ وہ کچھ بول ہی نہیں پائی، وہ کیا بولتی، جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔۔ اس نے اپنا پرس پکڑا اور پیر پٹخ کر واپس آ گئی۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا اور وہ بس رو دینے کو تھی

دوسری طرف ہسپتال میں لڑکا کھڑا ایک دوسرے لڑکے سے کسی بات پر بحث کر رہا تھا۔ دونوں نے سفید اوورال پہن رکھے تھے۔ پاس سے ڈاکٹر تاثیر گزریں تو وہ حیران ہوا

"یہ اتنی جلدی آ گئیں، تھوڑی دیر شادی تو انجوائے کرتیں" وہ مسکرا رہا تھا، سامنے والا لڑکا ہنس دیا

"ارے۔۔ کون سی شادی؟ میڈم کا دولہا مس پلیس ہو گیا ہے" اس نے بڑی رازداری سے کہا تھا

بھوری آنکھوں والے اشعر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا "مطلب؟"

"سارے ہاسپٹل کو پتہ ہے کہ ڈاکٹر تاثیر کافیانسی ان کی بہن کے ساتھ بھاگ گیا۔۔ان کا نکاح نہیں ہوا"

اسے لگا اس نے غلط سنا ہے،اسے لگا زمین ہلی ہے اور آسمان سر پر آ گرا ہے۔۔وہ بس ہکا بکا اسے دیکھ رہا تھا

"بہن۔۔ان کی بہن" وہ بے یقینی سے بڑبڑایا

"ہوں۔۔بیچارہ ڈرتا ہو گا ان سے" وہ کچھ اور بھی کہہ رہا تھا مگر اشعر کے کان سن تھے،ارد گرد سب بے معنی تھا

("آپ کو پتہ ہے میں نے وہ سٹوری کہاں سے بنائی؟"

"کہاں سے؟"اس نے سوالیہ ابرو اٹھائی۔

لڑکی بیڈ سے اٹھی اور اپنے سائیڈ ٹیبل پر پڑا جار لے آئی،اس نے مامون کو تھمایا)

اس وقت سورج مغرب کی طرف جا رہا تھا۔روشنی ہلکی پڑتی جا رہی تھی۔لائبریری میں مدھم سی روشنی کا تاثر تھا۔اس نے انرجی سیور آن کیا اور صوفے پر بیٹھے تیمور کے سامنے میز پر آرا کا جار رکھا۔اس نے وہ جار پکڑا اور اسے گھمایا۔۔اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی،اس پر ایک کارک لگا تھا،ایک پروں والی فیری اڑتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔۔مامون اس کے سامنے جھکا اور ایک فلیش ڈرائیو اس کے سامنے رکھی۔وہ حیرانی سے ہکا بکا اسے دیکھ رہا تھا

("مون۔۔جادوگرنی نے فیری کو اس میں بند کیا تھا" وہ بڑی رازداری سے مامون کو بتا رہی تھی۔

اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا "آپ کو کیسے پتہ؟"

لڑکی نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور اٹھی، سوئچ بورڈ کے بٹن پر ہاتھ رکھا اور کمرے کی بتی بجھادی)

مامون اٹھا اور کمرے کی بتی بجھادی، تیمور کے سامنے پڑا شیشے کا جار جل اٹھا۔۔اس میں ہلکے جامنی رنگ کی روشنی تھی، اس روشنی میں ہلکے گلابی رنگ کا تاثر تھا جیسے بہت سے ستارے آسمان سے گر رہے ہیں، وہ فیری جو اسے روشنی میں نظر نہیں آرہی تھی اب واضح نظر آرہی تھی۔اس کے ہاتھ کارک کی طرف بڑھے ہوئے تھے

(بتی بجھ گئی اور جار جل اٹھا۔جلتے ہوئے جار میں اڑتی ہوئی فیری کے ہاتھ کارک کی طرف اٹھے تھے مگر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس نے دونوں ہاتھوں میں کوئی بھاری لکڑی سی اٹھائی ہوئی ہے اور وہ اڑتے ہوئے اس لکڑی کے ٹکڑے کو گرنے سے بچا رہی ہے۔اس جار پر کچھ لکھا ہوا تھا)

اس شیشے کے چمکتے جار پر کچھ لکھا ہوا جگمگا رہا تھا

“Luminari”

تیمور بڑبڑایا "اس کا کیا مطلب ہے؟"

"اس کا مطلب ہے ایک ایسی چھپی ہوئی حقیقت جو روشنی پڑنے سے کھل جائے" مامون نے اسے وضاحت پیش کی

"اور وہ چھپی ہوئی حقیقت کھل گئی" تیمور مسکراتے ہوئے اس جار کو دیکھ رہا تھا

(مامون نے اس جار کی گردن میں لگا کارک ایک جھٹکے سے کھینچ نکالا اور اس کارک کے ساتھ ایک پتلی سی رسی لٹک رہی تھی اور اس رسی کے سہارے لکڑی کا چھال لیے ایک چھوٹی انگلی جتنا لمبا ٹکڑا تھا جو دور سے دیکھنے پر تمھیں کوئی لکڑی کا ٹوٹا ٹکڑا لگے۔مامون نے اس ٹکڑے کو کھینچ کر رسی سے الگ کیا اور اس پر لگی چھال اُتاری، نیچے سے سیاہ فلیش ڈرائیو اس کے ہاتھ میں تھی)

"اس جار میں اس نے ایسے فوٹو کرومک میٹیریلز ڈالے ہیں جو روشنی میں نظر نہیں آتے، وہ روشنی جذب کرتے ہیں اور جیسے جیسے اندھیرا ہوتا ہے وہ اپنا آپ ظاہر کرنے لگتے ہیں۔۔دن میں ہمیں یہ کبھی نہ ملتی مگر رات میں ہمیں یہ نظر آسکتی تھی" اس کی آنکھوں میں جلتے ہوئے جار کا عکس تھا جس میں فیری کے ہاتھ اب خالی تھے

"مطلب پیچوٹری گلینڈ کس کی طرف ہنٹ تھا؟" اس نے جار واپس میز پر رکھا

"آرا کی طرف۔۔اس نے پہلی پہیلی کو دوسری پہیلی سے ملایا تھا، تم نے ٹھیک کہا تھا پیچوٹری گلینڈ چھوٹا گلینڈ ہے مگر اہم ہے وہ صرف اوپر اوپر ہی رہا، آرا بھی ہم سب میں سب سے چھوٹی ہے مگر وہ ہمارے لیے بہت اہم ہے" اس نے دوبارہ روشنی جلادی اور جار بجھ گیا

تیمور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔مامون نے فلیش ڈرائیو اس کی طرف بڑھائی "اسے اوپن کرو"

وہ اٹھا اور لائبریری سے باہر چلا گیا، چند پل بیتے اور وہ لیپ ٹاپ لے کر آ گیا، اس نے فلیش ڈرائیو لگائی لیپ ٹاپ آن کیا، چند کیز دبائیں اور اوپر ایک گول دائرہ سا گھوم رہا تھا۔۔ دائرہ پورا ہوا تو ایک وڈیو سی شروع ہو گئی

"گلچ آرٹ"

مامون نے سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا مطلب ایک اور دروازہ، تیمور اسے بے بسی سے دیکھ رہا تھا۔ یہ وہی فلیش ڈرائیو تھی جو مامون آفندی کو یونیورسٹی آف لاہور لے کر گئی تھی

دوسری طرف لڑکی اپنے کمرے میں بیٹھی تھی، اس کی آنکھیں گلابی تھیں اور وہ بار بار نم سانس اندر کھینچ رہی تھی۔ ایک ہاتھ میں ٹشو تھا اور اس نے سبز گلابی اور سفید سویٹر پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں فون تھا اور وہ میسج پر کسی سے بات کر رہی تھی

"لوگ اتنے چالاک اور برے کیسے ہوتے ہیں عافی؟"

دوسری طرف سے جواب موصول ہوا "تمھیں اس کی طرف سے کوئی ایسا سگنل نہیں ملا کہ وہ برا ہے یا تمھارے ساتھ برا کر سکتا ہے، کوئی اچانک چالاک یا برا نہیں ہوتا" اس کا جواب موصول ہوا تو رابیل کا دماغ کام کرنا شروع ہوا تھا

"مجھے پتہ تھا وہ برے ہیں وہ کچھ ایسا ویسا کریں گے مگر مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ کچھ یہ ہو گا" اس نے ٹشو سے ناک پونچھا، آنکھ سے آنسو ٹپکا اور گال پر پھسلا

"اوہ رابیل۔۔ تمھیں پتہ تھا کہ وہ برا ہے مگر پھر بھی تم نے اس کے ساتھ کام کیا"

اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے

"شاید مجھ میں بھی اوپر جانے کی چاہ پیدا ہوئی تھی اور مجھے لگا شاید اس طرح میرے بوتیک کی پروموشن ہو جائے، لوگ مجھے جاننے لگیں مگر میں غلط تھی" عارفین اس کی ڈاکٹر تھی اور ڈاکٹر سے مریض کو کچھ نہیں چھپانا چاہیئے۔

"تم کیوں چاہتی ہو لوگ تمھیں جانیں؟ کامیابی یا ناکامی اللہ دیتا ہے"

"بس مجھ سے یہی غلطی ہوئی ہے اور اب میں اس کا انجام بھگت رہی ہوں، میری ونٹر کلیکشن بھی لیٹ ہو چکی ہے اس چکر میں" اس نے اپنی اس غلطی کا اقرار کیا تھا جو اس کی پشیمانی کا سبب تھی

"اٹس اوکے۔۔ ریلیکس، کچھ نہیں ہوتا، ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب تم اسے بدل نہیں سکتی، اپنے آپ کو بلیم مت کرو"

"تو میں کیا کروں؟" اس کا دل بھر چکا تھا، وہ جب سے آئی تھی تب سے کمرے میں ہی تھی۔

"تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"میرا دل کر رہا ہے میں ان کا سر پھاڑ دوں، ان کو آگ لگا دوں، انھیں زندہ گاڑھ دوں" اس نے ساری بھڑاس ٹائپنگ میں نکال دی۔

"اور مزے کی بات بتاؤں وہ بھی یہی چاہتے ہیں"

"واٹ؟" وہ حیران ہوئی تھی، ناک ٹشو سے پونچھا اور اس کی بات غور سے سننے لگی۔

"تمھارا دشمن ہو اور اسے ہرانے کے بعد تم اس کو کیسے دیکھنا چاہو گی؟" عارفین کی اچھی بات یہ تھی کہ وہ مریض کا علاج مریض کی مرضی سے کرتی تھی

"جھکا ہوا، شکست خوردہ"

"وہ بھی تمھیں ایسے ہی دیکھنا چاہتے ہیں، روتے ہوئے، اپنی بات ثابت کرتے ہوئے، سب کے سامنے اپنی سچائی ثابت کرتے ہوئے، لڑتے اور تھکتے ہوئے"

"اوہ۔۔کیونکہ میں ان کی دشمن ہوں" اس کا دماغ کام کرنا شروع ہوا تھا

"یس۔۔اور اس سب میں بھی تمھارا ہی نقصان ہے"

"کیسے؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔فون کی نیلی نیلی روشنی میں اس کی نم پلکیں واضح ہو رہی تھیں

"جیسا کہ تم نے پہلے بتایا کہ وہ لوگ مان ہی نہیں رہے کہ وہ ڈیزائن تمھارا ہے تو ظاہر ہے وہ کل کو بھی نہیں مانیں گے، تم ان پر الزام لگاؤ گی، ان سے جھگڑا کرو گی، اپنی انرجی ضائع کرو گی اور اینڈ پر خالی ہاتھ رہ جاؤ گی"

"تو میں کیا کروں؟"

“To every problem there is a solution”

"یعنی؟" اس نے جھٹ سے ٹائپ کیا

"وقت کے پاس ہر سوال کا جواب ہے، وقت کے پاس ہر مسئلے کا حل ہے۔۔سب سے پہلے تو تم قبول کرو جو ہو چکا ہے کہ ہاں ہوتا ہے چلتا ہے یہی دنیا ہے، پھر تم یہ دیکھو کہ ہر سرنگ میں روشنی کی کرن ضرور ہوتی ہے"

"مطلب؟"

"مطلب یہ جو تمھارے ساتھ برا ہوا ہے اس میں کوئی نہ کوئی خیر ضرور ہے، دیکھو یہ برا وقت تمھیں کیا سکھا رہا ہے کیونکہ وقت سب سے بڑا استاد ہے "اس کا میسج پڑھ کر وہ خاموش رہی جیسے کچھ سوچ رہی ہو

"مجھے۔۔برائیڈل ویئر ڈیزائن کرنا آ گیا ہے اور اس کی ماڈل نے میری میکسی پہنی تھی۔۔اس کا مطلب میں کبھی ضرورت پڑے تو بہت اچھی برائیڈل ویئر ڈیزائن کر سکتی ہوں"

"یس۔۔دیکھا میں نے کہا تھا نا وقت کے پاس ہمارے لیے بہت کچھ ہوتا ہے"

"مگر ابھی وقت لگے گا، مجھے درد ہو رہا ہے "وہ تھک کر بیٹھ گئی، کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے

"اوکے۔۔ٹیک یور ٹائم، تھوڑے دن گھر پر گزارو اور وہ کام کرو جو تمھیں خوشی دیں۔۔پھر اچھے سے فریش ہو کر جانا اور اپنا کام کرنا"اس نے اسے اس کے مسئلے کا حل بتایا تھا

"شیور"

"Rest is best for test"

وہ مسکرادی، عافی آف لائن ہو چکی تھی۔۔اس نے آنکھیں رگڑ کر صاف کیں، آنسو پونچھ لیے اور فون سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر باہر آگئی، اس نے نانی کے کمرے کا دروازہ کھولا، وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں۔۔ رابیل ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی، ان کے گود میں سر رکھا۔۔وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں، ساری دنیا ماں کی گود جیسی نرم کیوں نہیں؟

انھوں نے تسبیح ختم کی اور اس کے سر پر پھونک ماری۔ پھر اس نے ماتھے پر ہاتھ پھیرا

"ٹھیک ہو؟"

"ہوں" اس نے نم سانس اندر کھینچی

پاس ہی کارپیٹ پر جائے نماز بچھائے فرحت نماز پڑھ رہی تھیں۔وہ سجدے میں تھیں

"تھک گئی ہوں نانی" اس نے ان کا گرم ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور گال سے لگایا

"کوئی بات نہیں۔۔سب تھک جاتے ہیں اور سب آرام کرنے کے بعد پھر سے سفر شروع کرتے ہیں" وہ بول رہی تھیں اور رابیل سن رہی تھی

"اپنے کندھوں پر دنیا بھر کا بوجھ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔جب انسان اپنے قد سے زیادہ بوجھ اٹھانے لگے تو وہ تھک جاتے ہیں، آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہیں کبھی نہ کبھی اپنی منزل تک پہنچ ہی جاتے ہیں، جو لوگ جلدی مچاتے ہیں جوش دکھاتے ہیں وہ جلدی تھک جاتے ہیں۔آہستہ آہستہ سب ہو جاتا ہے"

"نانی ملکہ بننا کتنا مشکل ہوتا ہے نا" وہ سیدھی لیٹی ان کو دیکھ رہی تھی۔

"ہوں کیونکہ ملکہ عام عورت نہیں ہوتی۔ ملکہ کا ایک مقام ہوتا ہے اس کی نظر عقاب کی نظر ہوتی ہے اور اس کی ہر چال اسے مزید مضبوط بناتی ہے"

"مگر نانی اگر ملکہ ہی تھک جائے، ملکہ ہی زیر ہو جائے تو؟" اس نے وہ سوال کیا جو وہ کرنا چاہتی تھی

"ملکہ تب تک زیر نہیں ہوتی جب تک کہ وہ خود کو زیر سمجھ نہ لے، دشمن آتا ہے جست لگاتا ہے، کبھی مار کھاتا ہے کبھی مار کھلاتا ہے مگر ملکہ اپنے تاج کے لیے آخری دم تک لڑتی ہے"

"مگر نانی ایک عورت ملکہ بنتی ہے اور پھر ملکہ رہنے کے لیے لڑتی ہے۔۔مجھے سمجھ نہیں آتا اس تاج میں ایسا کیا ہوتا ہے کہ ملکہ نہ سر جھکاتی ہے نہ تاج گراتی ہے"

"ملکہ کا تاج اس کی حکومت کی علامت ہوتا ہے۔۔اس کی شان اس کا مرتبہ، یہ تاج ہوتا ہے جس کے مطابق وہ خود کو ڈھال لیتی ہے، یہ تاج ہوتا ہے جو اسے عام عورت سے ملکہ بناتا ہے۔۔تاج نہیں تو تاج داری بھی نہیں"

وہ خاموش ہوئی

"نانی ملکہ تھک گئی ہے" وہ شکست خوردہ لگ رہی تھی

"تو آرام کرے۔۔کچھ پل بیٹھ جائے اور اگلے مقابلے کے لیے تیاری کرے"

"ملکہ کیسے آرام کرے؟" اگلا سوال

وہ ہنس دیں" ملکہ یا عام عورت۔۔وہ جو بھی ہے انسان تو ہے نا اور انسان جب تھک جائے تو کچھ دیر ایک چھاؤں دار درخت کے نیچے بیٹھ کر آرام کرتا ہے اور پھر دوبارہ کام کرتا ہے" نانی بھی وہی حل بتا رہی تھیں جو عارفین نے اسے بتایا تھا۔اس نے آنکھیں بند کر لیں،اب اسے سونا تھا

ایک دوسری جگہ لاہور میں اس وقت دھند کا راج تھا۔سردی بڑھ چکی تھی اور دور ایک فلیٹ کے لاؤنج میں ہیٹر جل رہا تھا۔اندر کا ماحول باہر سے کافی مختلف تھا۔صوفے پر نیم دراز ساہریرہ فون پر جھکا سکرین سکرول کر رہا تھا۔۔کچن سے حذیفہ باہر آیا تھا اور آتے ہی اس نے چائے کا ایک کپ اس کے سامنے رکھا اور ایک کپ اپنے سامنے،پھر خاموشی سے بیٹھ گیا۔گلا کھنکھارا اور اسے دیکھا

"کل سے دیکھ رہا ہوں،مجنوں بنے پھرتے ہو"

ہریرہ نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا"شٹ اپ!" اور پھر فون پر جھک گیا

"اتنی ہی یاد آرہی ہے تو نہیں جانے دینا تھا نا،روک لیتے" اس نے سر جھٹک کر چائے کا کپ منہ سے لگایا

"تم سے کس نے کہا ہے کہ مجھے تمھارے مشورے کی ضرورت ہے" اس نے اب کی بار اسے گھورا تھا

اس نے شانے اچکائے اور لاپرواہ سا ہو کر بیٹھ گیا

"تم مجھے ذرا ایک بات بتاؤ" اس نے کپ اپنی طرف سرکایا۔حذیفہ متوجہ ہو گیا تھا

"تم اس ریسٹورنٹ میں کیا کرنے آئے تھے؟اور تو اور گٹار بجا کر ساری برادری کو بھی اکٹھا کر لیا تھا"

وہ ہنس دیا"میرے تار چھیڑنے کی دیر ہوتی ہے برادری خود ہی جمع ہو جاتی ہے"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"آئے کیوں تھے میرے پیچھے؟"اس نے ابرو اٹھایا

"وہ۔۔بھابھی جا رہی تھیں نا تو میں نے سوچا کہیں تم ہارٹ اٹیک سے مر ورنہ جاؤ اس لیے تمھارے پیچھے آیا تھا،ارے بھئی تمھیں کوئی ہاسپٹل لے جانے والا بھی تو ہونا چاہیئے نا"اس نے سر ہلا کر اپنی بات مکمل کی

"ایک بار اور انھیں بھابھی بولا نا تو میں تمھارا منہ توڑ دوں گا"وہ دانت پیستے بولا تھا

حذیفہ نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی"ایک اور بات بھی ہے"

"کیا؟"اس نے کپ منہ سے لگائے اسے دیکھا

"وہ"اس نے گلا کھنکھارا"پہلے وعدہ کرو میرا منہ نہیں توڑو گے"وہ ذرا سا پیچھے ہٹا

"بکو"ہریرہ متوجہ ہوا تھا

"وہ۔۔تمھارے جانے کے بعد میں بھابھی سے ملا تھا"

وہ بغور اسے دیکھتا رہا کہ ابھی بھابھی کہنے پر اڑتا اڑتا مکا آئے گا مگر نہیں آیا!

"کیوں؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"کیونکہ۔۔"اس نے ایک سانس خارج کی"میں نے انھیں ایک پینٹنگ دی ہے"

کون سی پینٹنگ؟"وہ اب متوجہ تھا اور اس کا دل دھڑکنے لگا تھا

"ایک شیشے پر بنی پینٹنگ۔۔شیشے میں prisms لگے ہیں،ایک طرف پینٹنگ اور ایک طرف الوژن ہے"

"آگے"وہ جسے جلدی میں تھا

حذیفہ جھٹ سے کھڑا ہوا"میں نے تمھیں اور بھابھی کو پینٹ کیا تھا"اس نے جلدی سے بات مکمل کی اور سامنے مالٹوں کی ٹوکری میں پڑی چھری پکڑ لی اور چھری کی نوک اس کی طرف کیے وہ بولا"میں نے لندن اور لاہور پینٹ کیا ہے"

ہریرہ صدمے میں تھا،وہ بس منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔اسے کیا کہنا ہے نہیں پتہ تھا،الفاظ ختم تھے

"انھوں نے تمھیں کچھ نہیں کہا؟"ہریرہ جیسے خواب کی سی کیفیت میں بول رہا تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا"میں نے ان کو کہا تھا"

"کیا؟"

اس نے تھوک نگلا

“It’s the efforts that make love destiny “

"کیا؟" وہ یک دم کھڑا ہوا اور اپنے پاؤں میں سے جوگر اتار کر اسے مارا۔ وہ کمرے میں چھپ گیا

"جاہل آدمی!"

اس نے کمرے سے منہ باہر نکالا "تو اور کیا۔۔نہ تم کچھ کہتے ہو نہ وہ۔۔دونوں محبت کرتے ہو اظہار نہیں کرتے۔۔میں نے تو کچھ کرنا ہی تھا نا"

ہریرہ نے دوسرا جوگر اتارا اور اسے مارا مگر وہ چھپ گیا

"یا اللہ! وہ میرے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں گی" وہ صوفے پر بیٹھ گیا

حذیفہ اس کے سامنے مگر بہت فاصلے پر کھڑا تھا

"ارے پاگل! انھیں پتہ ہے کہ تم ان سے محبت کرتے ہو، دیکھو وہ تمھارا انتظار کرتی ہیں، جاتے ہوئے تم سے ملتی ہیں اور۔۔"

اور اس کے الفاظ منہ میں رہ گئے کہ ایک جھٹکے سے ہریرہ اٹھا اور اسے گریبان سے پکڑ کر دیوار سے لگایا

"ایسے مت کرو معاذ۔۔اندر ہی اندر تم بھی یہی چاہتے تھے کہ انھیں پتہ چلے کہ تم ان سے محبت کرتے ہو مگر تم اس لیے نہیں کہتے تھے کہ کہیں وہ تمھاری وجہ سے لاہور میں نہ رک جائیں، تم انھیں سپیس دینا چاہتے تھے اور تم نے انھیں جانے دیا" اس نے پھولے تنفس سے ساری بات کہہ دی۔

اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا، سیاہ آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں اور اس نے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ ایک طرف کو لڑھکا۔

پھر وہ پیچھے ہٹا اور اپنا ایک ایک جوگر پکڑا، انھیں پہنا۔۔ سامنے دیوار سے لٹکا ہیلمٹ اتارا اور چابیاں اتاریں۔۔ وہ باہر بڑھنے والا تھا جب حذیفہ بولا

"مرنا مت۔۔ میرے پاس تمھارے کفن دفن کے بھی پیسے نہیں ہیں" اور اپنا ہاتھ ہونٹ کے کنارے پر لگایا، جہاں سے خون بہہ رہا تھا

اس نے اسے گلابی آنکھوں سے دیکھا اور پھر باہر چلا گیا۔ ایک زوردار آواز سے دروازہ بند کیا اور چلا گیا

"آیا بڑا رومیو۔۔ اتنا پیارا منہ ہے میرا، توڑ کر رکھ دیا" وہ اپنے ہونٹ کو انگلی سے چھوتے صوفے پر بیٹھا تھا۔

باہر لڑکا اپنی ہیوی بائیک پر بیٹھا ریس دے رہا تھا۔ سڑکیں اس کے استقبال کی منتظر تھیں۔

آج کی رات لاہور کی گیلی سڑکوں کے نام!

یہ ایک کیفے کا منظر تھا جہاں سٹوڈنٹس کا رش تھا۔ کافی کی خوشبو، مختلف قسم کے کھانے اور لوگوں کی ملی جلی آوازیں۔ درمیان میں ایک میز پر ایک لڑکی بیٹھی تھی جس نے سر پر ٹوپی پہن رکھی تھی۔ ہلکے گلابی گھٹنوں تک آتے سویٹر پر گلابی لمبا کوٹ تھا، نیچے ہلکی نیلی جینز تھی اور اس نے ٹانگ پر ٹانگ

جمائی تھی، سفید جو گر والا دایاں پاؤں مسلسل ہل رہا تھا۔اس کے کافی کپ کے ساتھ کھلی ہوئی چاکلیٹ بھی تھی اور وہ مطمئن سی سامنے پڑے موبائل فون پر ترکش ڈرامہ دیکھ تھی، دفعتاً اس کے سامنے کوئی آ بیٹھا تھا، رامین نے اسے ایک نظر دیکھا پھر اپنے فون کو دیکھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی مگر رامین مسکرا بھی نہ سکی۔اس نے چاکلیٹ پکڑی اور دانتوں سے کاٹ کر منہ میں رکھی۔وہ رامین سے کچھ کہہ رہی تھی شاید اس کا حال پوچھ رہی تھی، شاید اس سے سلام لے رہی تھی وہ بس بے پرواہ سی اسے دیکھے گئی

وہ اس کے ہونٹوں کو دیکھ کر سمجھ سکتی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے، اس نے ابرو سے اسے بولنے کا اشارہ کیا اور وہ بولتی رہی، اس کی دائیں آنکھ سے آنسو ٹپکا اور گال پر بہا بھی، وہ مسلسل کچھ کہے جا رہی تھی۔ٹھیک بیس منٹ بعد وہ خاموش ہوئی اور اب وہ رامین سے اس کی خاموشی کی وجہ پوچھ رہی تھی۔اس نے بڑے تحمل سے کانوں سے ائیر پوڈز نکالے، سامنے بیٹھی لڑکی شاک میں تھی

"مطلب تم مجھے نہیں سن رہی تھی"

رامین نے اپنی بچی ہوئی چاکلیٹ پکڑی، دانتوں سے کاٹا اور پھر وہاں سے چل دی۔وہ لڑکی افسوس سے حیرانی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔کیا تم نے کبھی کسی کو پتھر ہوتے دیکھا ہے؟ یہ بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔

وہ یونیورسٹی کیفے سے باہر کی طرف بڑھی تھی، زرد فضا میں دور سے ہی اسے اشعر نظر آ گیا تھا۔ سفید جیکٹ اور سیاہ جینز پہنے وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ مینا اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی

"کہاں رہ گئی تھی؟" اس نے سوال کیا پھر سیدھا ہوا۔ لڑکی نے مسکرا کر شانے اچکا دیے۔ پارکنگ ایریا میں ان کی گاڑی کے ساتھ ایک اور گاڑی کھڑی تھی اور اس گاڑی کے ساتھ تین سے چار لڑکیاں اور دو لڑکے تھے، لڑکی کے ہاتھ میں فون تھا اور اپنا ہاتھ بلند کیے کبھی اپنی طرف کیمرہ کرتی تھی کبھی اپنے دوستوں کی طرف اور مسلسل بولتی جا رہی تھی۔ اشعر نے اگنیشن میں چابی گھمائی

"یہ لڑکی تب سے بولے جا رہی ہے بولے جا رہی ہے، تھکتی کیوں نہیں ہے؟ نہ اس کا ہاتھ تھکتا ہے نہ زبان" اس نے سر جھٹکا اور سٹیرنگ پر ہاتھ رکھے اسے گھماتے ہوئے گاڑی ایک طرف کو نکال لی، وہ لڑکی پیچھے رہ گئی

"یہ میرے کلاس فیلوز تھے سب" رامین چاکلیٹ چبا رہی تھی

"رئیلی؟" اشعر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

اس نے سر اثبات میں ہلایا "انھیں کلاس میں اپنے ویوز، سبسکرائبرز اور فضول کانٹینٹ کی فکر ہوتی ہے، دنیا کو دکھائے بغیر ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا" لڑکی نے سر جھٹکا

اشعر ہلکا سا ہنسا "ٹرینڈ چل رہا ہے بہنا"

"یہ سارے قیدی ہیں، سٹوپڈز!" وہ جیسے ان کے خلاف تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشعر ہنس دیا۔اس نے ایک نظر مینا کو دیکھا اور پھر سامنے سڑک کو

"ہاں نا" وہ اشعر کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی "ڈونٹ وری اشو،ابھی تو ان کی آبادی میں اضافہ ہو گا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کرنے سے پیسہ آئے گا اور پیسہ ان کے ضروریات پوری کرے گا جبکہ ایسا نہیں ہوتا۔پیسہ آتا ہے تو یہ اور پیسے کے پیچھے پڑتے ہیں،اور پیسہ آتا ہے تو انھیں اور چاہیئے ہوتا ہے۔ پیسہ ان کا قید خانہ ہے اشو،جبکہ آپ کو اتنا پیسہ کمانا چاہیئے کہ آپ آزاد ہو جائیں،فائینیشلی سٹیبل مگر یہ لوگ مینٹلی ان سٹیبل ہو جاتے ہیں۔یہ ریٹ ریس کا حصہ ہیں،ایسی ریس جس کا کوئی اختتام نہیں۔۔یہ ریس ان لوگوں کو اندھا کر رہی ہے،ان کی نسلیں معذور کر رہی ہے اور یہ سب کے سب قیدی ہیں،ایسے قیدی جو اپنی قید کو سجاتے پھر رہے ہیں۔لوگ ان کی پیٹھ پیچھے انھیں برا بھی کہتے ہیں اور انھیں فالو بھی کرتے ہیں کیوں۔۔کیونکہ لوگ تو محروم ہیں،یہ ان کی محرومیاں انھیں دکھاتے ہیں اور اپنی طرف بلاتے ہیں۔۔انھیں بتاتے ہیں کہ دیکھو علم حاصل کر کے ڈگری لے کر کچھ نہیں ہوتا،پیسہ ایسے کماتے ہیں اور لوگوں کو ان کے مسائل کا حل پیسہ بتاتے ہیں۔ہاں ٹھیک ہے پیسہ انسان کے بہت سے مسائل کا حل ہے مگر پیسہ صرف حل نہیں ہے،بغیر علم کے یہ پیسہ کہاں لے کر جائیں گے؟تعلیم علم تک پہنچنے کا راستہ ہے جبکہ یہ لوگ بتاتے ہیں کہ علم سے بڑی بیوقوفی کوئی نہیں ہے،تعلیم ڈگری ویسٹ آف ٹائم ہے۔۔علم کے بغیر پیسہ قیدی بناتا ہے اور علم سے کمایا گیا حلال پیسہ آزادی دلاتا ہے۔ان لوگوں کو کیا پتہ،یہ تو ویوز،سبسکرائبرز،سوکالڈ چیپ کانٹینٹ کے قیدی ہیں،

انھیں کیا پتہ کہ آزادی ہر قید سے بڑی ہے۔لوگ جو دیکھتے ہیں وہ ان کے دماغوں پر اثر کرتا ہے اور پھر وہ وہی عمل میں لاتے ہیں،جب سارا سارا دن سوشل میڈیا پر سکرولنگ کرتے کسی کی شادی کسی کی پریگننسی ڈسکس ہوتے دیکھیں گے تو انھیں لائبریریاں قید اور کتابیں ویسٹ آف ٹائم لگیں گی، زمانہ بدل رہا ہے۔۔ڈاکٹرز انجینئرز سے زیادہ یوٹیوبرز اور ولوگرز ہوں گے "اس نے چاکلیٹ کی ایک بائیٹ لی اور پھر سامنے دیکھتی پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی

"پوری ریسرچ کر رکھی ہے مینو تم نے تو"

وہ ہنس دی "بہن کس کی ہوں "اور آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔وہ بس مسکرا کر رہ گیا

موجودہ وقت:

یہ عصر کے ذرا بعد کا وقت تھا۔آسمان گہرا نارنجی ہو رہا تھا اور سورج پہاڑوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔آٹھ مرلہ مکان کے باغ میں ایک لڑکی بیٹھی تھی،اس نے اوپر سے بالوں کا جوڑا بنایا تھا اور باقی نیچے لمبے سیاہ بال کھلے تھے۔اس کے ہاتھ میں ایک نوٹ پیڈ تھا اور ایک بال پوائنٹ۔لڑکی نے آج اونٹ کے رنگ کا لمبا کوٹ پہن رکھا تھا،اندر آف وائٹ شرٹ اور ہلکی نیلی جینز پہن رکھی تھی۔وہ بال پوائنٹ دانتوں میں دبائے کچھ سوچ رہی تھی،کچھ فاصلے پر واکر میں چلتا چھوٹا بچہ دیوار پر بیٹھی چڑیا کو دیکھتے اپنی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔لڑکی نے منہ بنایا اور صفحے پر قلم رگڑنے لگی۔

"کاربن اپنی زندگی میں آٹھ دفعہ ہائیڈروجن سے ملا تھا اور ہر بار ہائیڈروجن کے پاس دس روپے تھے" اس نے سانس خارج کی اور پھر سے سوچنے لگی

"رابیل، پہلے آدھا سوچو پھر آدھا" اس نے ایک لائن لگائی اور ادھر ہائیڈروجن اور کاربن لکھا۔ پھر بقیہ آدھا جملہ پڑھا "ہائیڈروجن کا ایک دوست تھا نائیٹروجن جس سے وہ آکسیجن سے چار گنا زیادہ محبت کرتا تھا"

اس نے ایک جملے کو توڑ توڑ کر لکھا "یہ کیا ہے؟ میں نے کبھی ایسی کیمسٹری نہیں پڑھی" اس نے دوبارہ بال پوائنٹ دانتوں میں دبائی

"نالائق انسان۔۔ایف ایس سی میں گول گپوں سے زیادہ کیمسٹری پر توجہ دی ہوتی تو آج یہ حال نہ ہوتا" وہ اب خود کو کوس رہی تھی، اسے رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا

"اف! خود تو سارا دن انہی دوائیوں اور کیمیکلز میں رہتے ہیں، مجھے بھی کیمسٹری کے پیچھے لگا دیا۔ انھیں پتہ ہونا چاہیئے کہ ہر انسان کیمسٹری میں اچھا نہیں ہوتا، کچھ میرے جیسے نالائق بھی ہوتے ہیں" اس نے سوچتے ہوئے سر جھٹکا۔

پھر دوبارہ لکھنے لگی، وہ اب ان کے اٹامک نمبر ان کے آگے لکھ رہی تھی، ان کے اٹامک نمبر لکھ کر جو نمبر اس جملے میں تھے ان سے ضرب دی تو وہ عجیب و غریب سا نمبر آگیا۔

"یااللہ!" وہ عاجز آگئی "اتنی اچھی کیمسٹری ہوتی تو میں ایم بی اے کرتی" اس نے سامنے میز پر کاپی پنسل پٹخ دی۔اس نے کنپٹی کو مسلا اور ایک سانس خارج کی "کہتی ہوں کہ مجھ سے نہیں ہو رہا" اس نے ایک فیصلہ کیا تھا "نہیں رابیل یہ عزت کا معاملہ ہے، وہ کیا سوچیں گے تم کتنی نالائق ہو۔۔

اف" اس نے کاپی کے صفحے کو دیکھا جو کہ نیلا پڑ چکا تھا

دفعتاً باہر کا دروازہ کھلا اور اشعر اندر آیا تھا۔اس کے بازو پر سفید اوورال اور ہاتھ میں سٹیتھوسکوپ تھا۔اسے دیکھ کر مسکرایا اور اندر جانے لگا تھا کہ رابیل نے اسے آواز دی

"اشعر" وہ مڑا "جی" اور اس کی طرف بڑھا۔پھر اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا

"ایک کام کرو گے"

"جی"

رابیل نے اسے ہاتھ سے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ بیٹھ گیا تو اس نے کاپی اس کے ہاتھ میں تھمائی اور پھر پنسل پکڑا کر بولی "یہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا، اسے حل کر دو"

وہ بغور اس جملے کو دیکھ رہا تھا جو صفحے کے سب سے اوپر لکھا تھا

“Eight times in a life carbon meets hydrogen and everytime hydrogen has 10 rupees to consume.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

Hydrogen has a friend nitrogen whom he loves 4 times twice the oxygen”

اس نے ایک سانس خارج کی "آپ کیا کسی ٹیسٹ کی تیاری کر رہی ہیں؟"

وہ ہنس دی "ارے نہیں۔۔بلکہ سمجھو تمھاری بہن کی ذہانت کا ٹیسٹ ہے"

وہ مسکرایا "ہاں تو بہن کی ذہانت کا ٹیسٹ ہے نا تو بہن خود حل کرے۔۔میرا دماغ کیوں استعمال کر رہی ہیں؟" اس نے ابرو اٹھائی

رابیل نے اس کا کان پکڑ لیا "اسے حل کر کے دو۔۔اتنے بڑے ڈاکٹر بن گئے ہو ایک سوال حل نہیں کر سکتے" وہ جیسے اسے ڈانٹ رہی تھی

"اچھا نا" اس نے اپنا کان چھڑایا "کرتا ہوں" اور دوبارہ کاپی پر جھک گیا۔

رابیل اسے قلم چلاتا دیکھ رہی تھی۔فاصلے پر کھڑا صارم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کی طرف آیا تھا، وہ اپنی زبان میں اس سے کچھ کہہ رہا تھا، رابیل مسکرائی اور اسے واکر سے نکال کر اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا، پھر اس کا گال چوما

"آپی یہ سوال لائی کہاں سے ہیں؟" اس کا سر ہنوز جھکا تھا اور وہ قلم رگڑ رہا تھا

"یہ۔۔مجھے کسی نے دیا ہے" اس نے صارم کو گود میں بٹھا لیا اور اب اشعر کو دیکھنے لگی

"یہ سوال نا مجھے غلط لگ رہا ہے" اس نے ماتھا مسلا

"کیوں؟"

"اس میں لکھا ہے کہ ہائیڈروجن کا ایک دوست نائیٹروجن ہے جس سے وہ آکسیجن سے چار گنا زیادہ محبت کرتا ہے۔۔میرے نزدیک یہ محبت یا یہ دوستی ان کا بانڈ ہے۔۔لیکن ہائیڈروجن کو آکسیجن سے زیادہ آسانی سے بانڈ بنانا چاہیئے مگر یہ سوال کہتا ہے کہ یہ نائٹروجن سے زیادہ جلدی بانڈ بنا رہا ہے"

اس نے ساری بات کہہ کر رابیل کو دیکھا جو اسے برا سا منہ بنا کر دیکھ رہی تھی

"یہ تم نے پانچ سال پڑھا ہے؟"

وہ ہنس دیا"سیریئسلی آپی میں نے پانچ سال یہ بالکل نہیں پڑھا"

اس نے کاپی پکڑی اور اس کے بازو پر ماری"ایک سوال حل نہیں ہوتا اور آئے بڑے ڈاکٹر"

وہ بازو کو ہاتھ سے ملتے اسے دیکھ رہا تھا، پھر سانس خارج کی"یہ جس نے آپ کو سوال دیا ہے اس سے پہلے پوچھیں کہ سوال صحیح ہے؟ پھر آیئے گا"وہ بھی منہ بسور کر بیٹھ گیا۔

"ایک بار دیکھو تو سہی، کیا پتہ سمجھ آجائے"رابیل نے جیسے اس کی منت کی تھی

"آپی یار"اس نے دوبارہ صفحہ دیکھا"دیکھو کاربن چار بانڈ بناتا ہے اور ہائیڈروجن ایک۔۔"

رابیل نے اس کی بات کاٹی"مجھے نہ سمجھاؤ۔۔بس اسے حل کر کے جواب بتاؤ"

اشعر نے اسے دیکھا، وہ بلا کا معصوم لگ رہا تھا۔پھر سانس خارج کی"میں نے صبح سے بس ایک کپ چائے پی ہے، اب کچھ کھالوں پھر سوچوں گا"

اور اٹھ کر اندر چلا گیا۔رابیل نے بے بسی سے اس صفحے کو دیکھا جس پر وہ اپنی ذہانت کا جوہر دکھا چکی تھی

"میری عزت کا جنازہ تو نکل کر رہے گا"اس نے کاپی میز پر رکھی اور صارم کو پکڑے اندر چلی گئی۔

کاپی پر لکھا سوال اسے دیکھتا رہ گیا۔

دوسری طرف شہر لاہور میں بھی عصر کے بعد آسمان نارنجی ہو رہا تھا۔ایئرپورٹ پر ریکنگ کے ساتھ لگ کر ایک لڑکی کھڑی تھی جو کہ جہاز کی لینڈنگ دیکھ رہی تھی۔اس نے نیلی جینز پر سرخ گھٹنوں تک آتی قمیض پہن رکھی تھی۔آگے سے ہلکا سا ہیئر سٹائل تھا اور پیچھے لمبی چٹیا،اس نے دوپٹہ گلے میں لے رکھا تھا۔اس کے ہاتھ ریکنگ پر جمے تھے اور نظریں سامنے ٹکی تھیں۔اس سے کچھ فاصلے پر اس کے بابا بنچ پر بیٹھے اس کی خالہ اور نند سے باتیں کر رہے تھے۔کچھ پل بیتے اور اسے اپنے ساتھ کسی کے کھڑے ہونے کی آہٹ سنائی دی۔آنے والا اس کے ساتھ کھڑا تھا،اس نے بھی دونوں ہاتھ ریکنگ پر جمائے تھے اور وہ بھی سامنے دیکھ رہا تھا۔کچھ پل خاموشی میں بیت گئے اور پھر لڑکی نے گلا کھنکھارا

"مجھے بابا کی فکر ہو رہی ہے۔ان کا خیال کون رکھے گا؟"اس کا رخ عالیار کی طرف تھا۔

وہ مسکرایا اور گردن موڑ کر اسے دیکھا"میں ہوں نا"

"تم۔۔ہر رات بابا کے ساتھ باتیں کر کے سویا کرو گے؟تم دوپہر میں ان سے پوچھ سکو گے کہ انھوں نے میڈیسن لی کہ نہیں؟تم صبح انھیں ناشتہ بنا کر دیا کرو گے؟"وہ جلدی جلدی بولی تھی اس نے شانے اچکائے"اور کچھ؟"

لڑکی نے سانس خارج کی اور دونوں بازو سینے پر باندھ لیے"تم مجھے ری پلیس نہیں کر سکتے"وہ سنجیدہ تھی

عالیار ہنس دیا اور بازو جدا کر کے ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈال لیے"تم ہمیشہ مجھے غلط ثابت کیوں کرتی ہو؟میں عدالت میں کھڑا ہو کر جج کے تاثرات پڑھ سکتا ہوں ملزم کے الفاظ پرکھ سکتا ہوں مگر میں ایک عدد سنینا کو نہیں سمجھ سکتا۔۔حد ہے یار!"وہ خفا ہوا تھا پھر سر جھٹکا

لڑکی ہنس دی اور پھر سر اثبات میں ہلایا۔بازو سینے پر لپیٹے"یہ وقت کیسے گزرے گا؟"اس نے شانے اچکائے

"یہ سوال میں کل رات سے سوچ رہا ہوں۔یہاں تک کہ کلینڈر پر آج کی تاریخ پر دائرہ لگا کر بھی آیا ہوں۔۔اب نا جانے کتنی تاریخوں پر کانٹے لگیں گے"وہ اس کی بات کا مطلب سمجھتی تھی۔فقط مسکرا دی

عالیار نے چند لمحے انتظار کیا پھر اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چیز نکالی،سنینا کی نظر اس کے ہاتھ پر ہی تھی۔اس کے ہاتھ میں ایک سمندری سیپی تھی،ہلکے نیلے اور سفید رنگ کی ہتھیلی جتنی سیپی

جس پر نارنجی رنگ ہلکا سا جھلک رہا تھا۔اس نے وہ سیپی سینیا کی طرف بڑھائی "یہ ہم ایک بار سکردو گئے تھے وہاں مجھے اچھی لگی اور میں نے تمھارے لیے لے لی۔میں نے سوچا تھا کہ کسی خاص موقع پر تمھیں دوں گا، نکاح کے وقت تمھیں ہیرا اچھا لگا اور وہ تمھیں دے دیا مگر اب۔۔شاید اب وقت ہے کہ تمھیں یہ دے دوں۔۔یہ تمھارے لیے لیا تھا اور تمھیں ہی دے رہا ہوں" وہ مسکرایا اور ہاتھ مزید آگے بڑھایا

لڑکی نے مسکرا کر تھام لیا۔اس نے بڑے پیار سے سیپی کو کھولا اور اندر مخملیں بستر پر ایک موتی پڑا تھا۔خوبصورت سا سفید موتی جس کو ایک نازک سی چین کے ساتھ جوڑا گیا تھا۔وہ مسکرائی اور اسے نکال لیا۔انگلی پر رکھ کر لمبا کر کے دیکھا اور ہنس دی

"عالی۔۔یہ بہت بہت خوبصورت ہے۔یہ کسی بھی ہیرے سے زیادہ قیمتی اور خوبصورت ہے" اس نے آنکھوں میں چمک لیے عالیار کو دیکھا اور وہ مسکرایا۔اس کی آنکھیں بس سامنے کھڑی لڑکی کی چمک دیکھ رہی تھی۔

اس نے موتی کو ہتھیلی میں لیا اور پھر اسے انگوٹھے سے چھو کر محسوس کیا "یہ بہت اچھا تحفہ ہے۔تھینک یو"

اس نے سر کو خم دیا "تمھارے لیے کچھ بھی میڈم" اور ہاتھ سینے پر رکھا

وہ پھر سے ہنس دی "میں پہن لوں؟"

وہ آگے کو ہوا "میں پہنا دوں؟"

اس نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا اور عالیار نے اس کے ہاتھ سے نازک سا پینڈنٹ لے لیا۔ پھر اس کی پشت پر جا کھڑا ہوا اور اس کی گردن کے گرد وہ موتی باندھ دیا۔ پھر سامنے آیا

"اب یہ انمول ہے"

سنینا کے گال گلابی ہوئے پھر پلکیں جھک گئیں اور وہ مسکرا دی۔ عالیار اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا، پھر گردن اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ وقت سرک رہا تھا۔

سنینا نے گردن اٹھا کر خود سے لمبے مرد کو دیکھا وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پھر خاموش رہی۔

عالیار نے اسے دیکھا دونوں کی نظریں ملیں اور وہ مسکرایا

"نین۔۔ ہم دونوں جدا نہیں ہو رہے۔ میں ہر وقت تمھارے لیے موجود ہوں، لندن ہو یا لاہور کیا فرق پڑتا ہے۔ تمھیں کبھی آواز دینی ہو تو بنا کسی خوف یا سوچ کے مجھے پکار سکتی ہو۔ میں سمندر کی کسی حد کو نہیں مانتا جبکہ آپ کے دل ملے ہوں۔ میں بس تم سے ایک کال کی دوری پر ہوں۔۔ اوکے؟"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔ پھر عالیار اپنا ہاتھ بڑھایا "چلیں؟"

لڑکی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا، دوسرے ہاتھ میں خالی سیپی تھی اور دونوں اکٹھے آگے بڑھے تھے

رات کھانے سے ذرا پہلے رابیل نے مامون کو سلام کا میسج کیا تھا اور اب جب وہ نماز پڑھ کر سونے کے لیے بستر پر لیٹی تھی، موبائل کی سکرین روشن ہوتے ہی واٹس ایپ پر دو نوٹیفیکیشنز اسے مسکرا کر دیکھ رہے تھے، اس نے اچھے سے تکیہ سیٹ کیا اور لحاف لیے نیم دراز سی فون پر میسج ٹائپ کرنے لگی۔

جواب تقریباً دو گھنٹے پہلے آیا تھا اور وہ اس سے حال پوچھ رہا تھا۔ اپنا حال بتانے اور اس کا حال پوچھنے کے بعد وہ سوچنے لگی تھی کہ اس سے کیا کہنا ہے۔۔

فون بیڈ سائیڈ پر تھا اور وہ چھت کو گھور رہی تھی، کمرے میں اندھیرا تھا صرف ایک زیرو کا بلب جلتا زرد سی روشنی بکھیر رہا تھا

"کیا کہوں؟ مجھے اس سوال کا جواب نہیں آتا۔۔ نہیں! میں کہتی ہوں کہ میں نے بہت کوشش کی لیکن جواب نہیں ملا۔۔ ہاں یہ ٹھیک ہے" اس نے سوچتے ہی فون پکڑا اور سکرین جگمگائی۔ اس کا جواب تین سیکنڈ پہلے آیا تھا اور اس نے اپنا حال بتایا تھا۔۔ لڑکی نے تھوک نگلا، دل بے اختیار دھڑکا

"آپ سے ایک فیور چاہیئے تھی"

اس نے ٹائپ کر کے میسج بھیج دیا۔

دوسری طرف سے وہ ٹائپنگ کر رہا تھا "جی"

چند لمحے سوچا اور پھر اس کا انگوٹھا کی بورڈ پر چلنے لگا "آپ سے کس نے کہا کہ ہر کوئی کیمسٹری میں مامون آفندی ہوتا ہے؟"

اوراس نے بھیج دیا،وہ مسکرائی

دوسری طرف سے جواب موصول ہوا"اور آپ سے کس نے کہا کہ میں نے کیمسٹری میں ہر کسی کو مامون آفندی سمجھا ہے؟"

اس نے سانس خارج کی اور ٹائپ کیا"تھوڑا آسان کر دیں"اور بھیج دیا۔

دوسری طرف سے مسکرانے والا ایموجی موصول ہوا

“Let me make it more simple”

ساتھ ہی دوسرا میسج۔

وہ سیدھی ہو کر بیٹھی گئی"جی"

واٹس ایپ ٹائپنگ کی اطلاع دے رہا تھا،چند سیکنڈز کی دیر تھی اور پھر میسج موصول ہوا"چیزیں اتنی مشکل نہیں ہوتیں جتنی ہم بنا دیتے ہیں"

"مطلب؟"اس نے جھٹ سے پوچھا

"مطلب ہم کسی بھی چیز کو شروع کریں تو سو سے شروع کرتے ہیں،ہم اسے مشکل بنا کر یا مشکل پہلو سے سوچتے ہیں۔۔ہمیں زیرو سے سٹارٹ کرنا چاہیئے،زیرو سے شروع کر کے پھر ہنڈرڈ(سو)تک جانا چاہیئے"

رابیل نے تقریباً تین بار اس کا میسج پڑھا مگر صرف اتنا ہی سمجھ سکی کہ شروع سے شروع کرے اور آسان سے مشکل کی طرف آئے۔اس نے سانس خارج کی

"اوکے۔۔میں کوشش کروں گی"اس نے دوبارہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگالی

"شیور"

اس نے میسج پڑھا اور پھر فون سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر خود لحاف میں کھسک گئی۔

دوسری طرف باہر باغ کو جاتی سیڑھیوں پر مامون آفندی نے فون کی سکرین آف کر کے فون اپنے ٹراؤزر کی جیب میں رکھا،وہ سامنے دیکھتے مسکرایا تھا۔اسے اپنے کندھوں پر کسی کا بوجھ محسوس ہوا تھا، کوئی تھا جو اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ کر اس پر جھکا تھا اور پھر وہ کوئی اس کے ساتھ آ بیٹھا

"تمھیں اپنے گھر پر چین نہیں پڑتا؟"مامون نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے سرمئی آنکھوں والے کو دیکھا

"نہ"اس نے گردن نفی میں ہلائی"میں تو سوچ رہا ہوں بس بہت ہو گیا،اب اپنی بیوی کو لے کر یہیں آ جاؤں،یہاں سکون بہت ہے"تیمور نے بے پرواہی سے کہتے آسمان کو دیکھا تھا

مامون نے سانس خارج کی"تمھارے ابا نے کچھ نہیں کہا؟"

وہ ہنس دیا"کہتے رہیں،وہ تو کچھ نہ کچھ کہتے ہی رہتے ہیں"اس نے سر جھٹک دیا

مامون بس سر ہلا کر رہ گیا"مینا کو لے کر آنا ہو تو پہلے سے بتا دینا"

وہ اب سامنے دیکھ رہا تھا، تیمور ہنس دیا "میں ایسے ہی نہیں کہتا کہ تمھیں مجھ سے محبت ہے"

"شٹ اپ" وہ سنجیدہ ہو گیا۔

تیمور نے بس شانے اچکائے اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے "میں ملیحہ ماما سے کہتا ہوں تمھاری شادی کا بندوبست کرتے ہیں، اب اور کتنے سال انتظار کریں"

مامون نے سانس خارج کی اور سر جھکا دیا "ابھی بہت سے کام کرنے ہیں"

"کیا کام ہیں؟ زرار کو بھی دیکھ لیں گے اور فری بھی مل جائے گی"

"تمھیں یہ سب کتنا آسان لگتا ہے، ہم نے کتنے مہینے لگائے ہیں مگر کچھ نہیں ہوا" وہ تیمور کو دیکھ رہا تھا "جس دروازے پر جاتے ہیں وہ یا تو بند ہوتا ہے یا اس سے ایک دوسرا دروازہ کھلتا ہے" وہ ابھی بھی سنجیدہ تھا

Clubb of Quality Content

"میرے پاس ایک حل ہے جس سے تاثیر خود تمھارے پاس آئے گی" وہ مسکرایا تھا

"کیا؟" مامون نے ابرو اٹھائی

"تمھیں پتہ ہے کبوتر پکڑنے ہوں نا تو شکاری اس کی پسند کا باجرہ اسے ڈالتا ہے" اس کی آنکھیں پر سرار تھیں

کچھ لمحے خاموشی کے "تم دفعان نہیں ہو سکتے؟" وہ سمجھ گیا تھا، پھر اس کا بازو جھٹک دیا

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔اس کی جیب میں پڑا فون بجا تھا،اس نے فون نکال کر سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا اور پھر سکرین سوائپ کر کے فون کان سے لگایا

"فرمائیں"

دوسری طرف سے کسی لڑکی کی آواز گونجی تھی

"آرہا ہوں،ایک تو تمھارا دل بھی میرے بغیر نہیں لگتا"اس نے مامون کو دیکھتے آنکھ دبائی تھی

دوسری طرف سے پھر لڑکی کی آواز گونجی تھی اور اس نے مسکرا کر کال کاٹ دی

"مجھے دوسری زندگی ملی نا تو قسم سے شادی نہیں کروں گا،رات کو گھوم پھر بھی نہیں سکتا"اس نے کہہ کر سر جھٹکا اور کھڑا ہوا

"میں کل پھر آؤں گا،اپنا خیال رکھنا"اس نے مامون کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بال مزید بکھیر دیے۔پھر چلا گیا،پھر سے خاموشی ہو گئی۔وقت کے پاس کے شے کا جواب تھا مگر وہ وقت ابھی آیا نہیں تھا،وہ وقت آنے میں ابھی وقت تھا۔

آج سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکلا تو تھا مگر بادلوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔دوپہر کے ساڑھے گیارہ کا وقت تھا جب سفید سرمئی بنگلے میں ایک سیاہ لیمبرگنی داخل ہوئی،باہر پودوں کو پانی دیتی زرین نے مڑ کر اسے دیکھا پھر شانے اچکا کر کچھ گنگناتے ہوئے پودوں کو پانی دینے لگی۔چند پل بیتے تھے اور وہ رامین کے ساتھ اندر داخل ہوا،سامنے لاؤنج میں صوفے پر عارفین بیٹھی تھی جس کے ساتھ بیٹھی

آرا باتیں کر رہی تھی۔کچھ فاصلے پر بیٹھیں ملیحہ کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئے سب سے پہلے سلام لی اور سب متوجہ ہو گئے۔ملیحہ نے کتاب ایک طرف رکھی اور کھڑی ہو گئیں

"کیسی ہیں آپ؟"رامین ان کے گلے لگی تھی

چھوٹتے ہی وہ مسکرائیں اور اس کے گال کو چھوا"بہت پیاری لگ رہی ہو"

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔پھر عارفین سے ملی اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔آرا بھی مسکراتے ہوئے اسے کچھ کہہ رہی تھی۔تیمور ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا،پھر ملیحہ کے ساتھ جا بیٹھا

"مون کہاں ہے؟"وہ نیم دراز سا صوفے پر بیٹھا تھا

"لائبریری میں ہے شاید"انھوں نے مسکراتے ہوئے جواب تھا۔

پاس کھڑی لائلہ ان کے جوس لائی تھی،اس نے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا اور مسکراتے ہوئے بولا

"ملیحہ ماما۔۔میں ایک بات سوچ رہا تھا"وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

سرمئی بالوں والی خاتون اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئیں

"مون کے لیے آپ نے کوئی لڑکی دیکھی؟"اس نے جوس کا گھونٹ بھرا

وہ ہنس دیں"وہ مانتا نہیں ہے"

تیمور مسکرایا"ایک بار پھر ٹرائی کریں،مان جائے گا"

انھوں نے بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا"یہ تم دونوں کون سی کھچڑی پکاتے پھر رہے ہو؟"

اس نے شانے اچکائے "کچھ خاص نہیں۔۔بس میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی دن میں تارے دیکھے"

ملیحہ پھر ہنسی تھیں "میں کیا کہہ سکتی ہوں،اس سے جب بات کروں وہ ٹال دیتا ہے"

وہ ذرا سا آگے ہوا "میں بات کروں؟" اس نے رازداری سے کہا تھا۔

وہ مسکرا دیں "ہوں۔۔تمھاری تو وہ سنتا بھی ہے"

وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔سامنے سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس مامون آرہا تھا،انھیں دیکھ کر مسکرایا

"ارے۔۔بڑے بڑے لوگ آئے ہیں آج تو" وہ رامین کو دیکھتے اس کے ساتھ والے صوفے کی طرف بڑھا

"آپ کیسے ہیں؟" وہ کھڑی ہو گئی

اس نے مسکرا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا "میں۔۔اچھا ہوں"

کھلی کھڑکی سے روشنی اندر آرہی تھی مگر آج ٹھنڈ تھی۔آراعارفین کے ساتھ سے اٹھی اور مامون کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"وہ۔۔" تیمور نے گلا کھنکھارا "میں سوچ رہا تھا کہ اب تم بھی گھر بسالو"

پھر اٹھا اور مامون کے ساتھ آ بیٹھا تھا۔

"یہ تم میرے پیچھے کیوں پڑے ہو؟" اس نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا

اس نے شانے اچکائے "میں تو تمھارا بھلا چاہتا ہوں" اور پھر خود ہی ہنس دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں تم مجھے معاف کرو۔میرے بارے میں سوچو ہی مت" وہ جیسے عاجز آیا ہوا تھا

اس نے شانے اچکائے۔مامون نے رامین کو دیکھا" کہیں گھومنے پھرنے نہیں گئے تم دونوں"

اس نے تیمور کو دیکھا" ابھی سوچ رہے ہیں۔۔میرے موصوف ماشاءاللہ سے اتنے مصروف ہوتے ہیں کہ بس گھر سونے کے لیے آتے ہیں"

اس نے تیمور کو گھورا جو کہ بے پرواہ تھا" تم سدھرے نہیں ہونا"

اس نے منہ بسورا" ہاں ٹھیک ہے۔۔گھوم لیں گے ہم۔۔تم بتاؤ لڑکی دیکھیں"

اس نے سانس خارج کی اور سر صوفے کی پشت پر پھینک دیا۔تیمور ہنس دیا، پھر ملیحہ کو دیکھا" ملیحہ ماما سمجا کریں۔۔لڑکے کی چپ ہاں ہوتی ہے، بس اب آپ اپنی بہو ڈھونڈیں"

وہ جیسے تیار تھا مگر مامون بس سانس لے کر رہ گیا۔شادی سے تو اس کی جان جاتی تھی نا۔

"کیوں مامون دیکھوں کوئی لڑکی؟" انھوں نے دونوں ابرو اٹھا کر مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا تھا

وہ حیرانی سے انھیں دیکھ رہا تھا" اماں۔۔آپ بھی"

انھوں نے شانے اچکائے" ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے اپنے بیٹے کا بسا ہوا گھر دیکھے"

وہ مسکرایا اور آرا کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا" میرا گھر بسا ہوا ہے، اتنے پیارے پیارے لوگ ہیں میرے گھر میں" وہ ہنس دی، وہ مامون کے اس طرح تعریف کرنے پر ہمیشہ ہنستی تھی۔وہ اس کا سب سے بہترین دوست تھا۔

"ٹھیک ہو گیا، ملیحہ ماما مون کے لیے لڑکی دیکھیں گی اور میں ان کے ساتھ رشتہ پکا کرنے جاؤں گا"

وی پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

مامون نے مینا کو گھورا "دھیان رکھنا لڑکی، یہ لڑکیاں دیکھنے جائے گا" اس نے لڑکیاں لفظ لمبا کر کے بولا تھا

وہ ہنس دی "میں اس کو لڑکیاں اچھے سے دکھاؤں گی" اس نے بھی مامون کی نقل اتاری تھی

ملیحہ مسکراتے ہوئے بس مامون کو دیکھ رہی تھی۔ان کا دماغ ایک فیصلہ کر چکا تھا۔

لڑکی اپنے کمرے میں لگے دراز قد آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ پیچھے دو بنکرز تھے اور ایک سٹڈی ٹیبل جو کہ آئینے میں جھلک رہا تھا۔ایک طرف دیوار سے لگی الماری تھی جس کے چار پٹ تھے۔ کمرے کی کھڑکی کے سامنے پردے گرے تھے اور وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔ جس وقت وہ لندن پہنچی تھی رات تھی اور وہ شدید تھکاوٹ کا شکار تھی۔ایک لڑکا اسے ہاسٹل چھوڑ کر چلا گیا تھا اور اس کی روم میٹ شاید باہر تھی۔اس کے لمبے بال کھلے تھے اور اس نے ٹراؤزر شرٹ پہن رکھی تھی۔ چہرے پر اب تھکاوٹ کے آثار مٹ چکے تھے اور ان کی جگہ اب بھوک نے لے لی تھی۔ دفعتاً

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی اندر آئی۔اس کے ہاتھ میں جوتوں کے بڑے بڑے چار ڈبے تھے اور وہ اندر آتے ہی اسے دیکھ کر مسکرائی

"ہیلو۔۔"پھر ڈبے اپنے بستر پر رکھے "تم اٹھ گئیں"

ایک دم سے اپنے بستر پر بیٹھی، سنینا گردن موڑے اسے دیکھ رہی تھی۔لڑکی مسکرائی

"آ۔۔میں۔۔اپنی دوست سے جوتے لینے گئی تھی۔اس نے مجھ سے ادھار لیے تھے تین سال پہلے اور۔۔اب مجھے یاد آ گئے تو سوچا لے آؤں"پھر سر ہلایا اور ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔

سنینا اسے دیکھ کر فقط مسکرائی بولی کچھ نہیں

"میرا نام عالی جاہ ہے۔میں سنگاپور سے آئی ہوں اور تمھاری طرح مسلمان ہوں۔اس کمرے میں چار لڑکیاں رہتی ہیں اور یہ کمرہ بہت چھوٹا ہے"اس نے سانس خارج کی اور شانے ڈھیلے چھوڑ دیے

"دو لڑکیاں بریک پر ہیں اور اپنے گھر گئی ہیں۔تین چار مہینے تک آئیں"پھر شانے اچکائے"شاید۔۔"

سنینا اسے سنتے سنتے سامنے والے بستر پر بیٹھ گئی۔شاید وہ بہت بولتی تھی کم از کم سنینا کو ایسا ہی لگا"یہ کمرہ مجھے بہت چھوٹا لگتا ہے یعنی آتے جاتے کبھی گھٹنہ کسی بنکر سے لگتا ہے یا میری قمیض اس سٹڈی ٹیبل کے کونے سے لگتی ہے اور پھٹ جاتی ہے سو۔۔میں تمھیں یہ اس لیے بتا رہی ہوں کہ میں یہ کمرہ بدلنے والی ہوں۔کم از کم ایسا کمرہ یا شاید فلیٹ جس میں اتنا میس نہ ہو"اس نے عینک لگا رکھی

تھی، چھوٹا سا گول چہرہ تھا جس پر بڑا سا چشمہ جو کہ بار بار نیچے سرک جاتا اور جسے وہ بار بار اوپر کرتی

"اگر۔۔تم چاہو تو میرے ساتھ۔۔آسکتی ہو" بمشکل بولی "کیونکہ یہاں مسلمان بہت کم ہیں۔۔میں کمرہ بدلنے میں تمھاری مدد کر سکتی ہوں" اور اب جا کر وہ خاموش ہوئی۔

سنینا نے سانس خارج کی "آپ اچھا بولتی ہیں"

سامنے بیٹھی لڑکی پہلے حیران ہوئی کیونکہ اسے یہ جواب کی امید نہیں تھی۔پھر پورے دل سے مسکرائی

"مجھے عبدل نے بتایا تھا کہ تم آرہی ہو مگر۔۔جس وقت تم یہاں آئی میں ذرا مصروف تھی اس لیے ۔۔"

"اٹس اوکے "سنینا مسکرادی "میں فلائٹ میں کھانا کھا چکی تھی اور وہ لڑکا۔۔عبدل وہ اچھا لڑکا ہے"

لڑکی ہنس دی اور سر اثبات میں ہلایا "وہ سب کا بھائی ہے۔وہ بہت اچھا ہے" اور ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا

سنینا بس سامنے بیٹھی عجیب مخلوق کو دیکھ رہی تھی جو اس کے متضاد تھی۔

"تو۔۔تم کمرہ بدلو گی؟میرا خیال ہے تم بدل لو" وہ کہنی ران پر جمائے مٹھی تھوڑی تلے جمائے سنینا کو دیکھ رہی تھی۔

سامنے بیٹھی لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا "تم اتنا اصرار کر رہی تو دیکھ لیتی ہوں۔۔ مگر مجھے اس وقت بھوک لگی ہے"

سامنے بیٹھی عالی جاہ ایک دم سیدھی ہوئی "ارے۔۔ آؤ میس میں چلتے ہیں۔ مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے" اور وہ جھٹ سے کھڑی ہوئی

"لیکن میں کپڑے بدل لوں" سنینا آرام سے بولی تو وہ خاموشی سے بستر پر دوبارہ بیٹھ گئی۔ سنینا مسکراتے ہوئے کھڑی ہوئی اور اپنے سامان سے کپڑے نکالے، واش روم میں داخل ہوئی۔ بستر پر بیٹھی عالی جاہ کچھ گنگنا رہی تھی

شام کے چار بجنے کو تھے، ہر سو خاموشی اور اداسی تھی۔ پہاڑ مزید ہیبت ناک لگنے لگے تھے۔ وہ ان پہاڑوں کے پاس سے گزرا تو اسے وہ مزید یاد آئی تھی مگر اس نے اپنی گاڑی اس بنگلے کی طرف رواں رکھی جو اس کی منزل تھا۔ گاڑی چند منٹ بعد سرمئی سفید بنگلے کے سامنے تھی، اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور وہ اندر کی جانب بڑھا۔ گھر میں خاموشی تھی، وہ اندر داخل ہوا تو آرامیلیہ کے ساتھ بیٹھی چائے بسکٹ کھا رہی تھی۔ تیمور جا چکا تھا، اس نے سلام لی، حال دریافت کیا اور پھر مامون کا پوچھ کر لائبریری کی طرف بڑھا۔ اس نے سرمئی جرسی نما شرٹ اور سیاہ جینز پر سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا۔ بال ذرا سے الجھے تھے مگر اس حلیے میں وہ خوبصورت لگ رہا تھا، اس کے چہرے پر ایک ازلی معصومیت تھی۔ اس نے دروازے پر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی

"مامون بھائی۔۔میں اشعر"

اس نے اندر آنے کی اجازت دے دی،اشعر نے دروازے کا ناب گھمایااور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔وہ ایک شیلف کے سامنے کھڑا تھا،اسے دیکھ کر مسکرایا

"آیئے آیئے!"وہ اس کی طرف بڑھا تھا،پھر اس کے گلے مل کر جدا ہوا

"ڈاکٹر صاحب کیسے ہیں آپ؟"دونوں ایک ساتھ بیٹھے تھے،گھڑی کے تین اور بارہ کی طرح

وہ مسکرایا"میں اچھا ہوں،آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

اشعر نے گلا کھنکھارا اور کتاب میز پر رکھی"وہ۔۔یہ آپ کو دینی تھی"

مامون نے پہلے کتاب کو دیکھا پھر اشعر کو"مگر مجھے نہیں یاد کہ تم مجھ سے کوئی بک لے کر گئے ہو"

"جی"اس نے تھوک نگلا"یہ مجھے فرحین نے دی تھی پڑھنے کے لیے مگر میں بزی تھا لیکن جب میں نے یہ پڑھ لی تب وہ مجھے نہیں ملیں"

"اوہ"اس نے وہ کتاب پکڑی"تم فرحین سے کب ملے؟"

اس نے نظریں جھکا دیں"ایک سال چھے مہینے تین ہفتے پہلے"

مامون نے اسے دیکھا اور مسکرا دیا،پھر کتاب میز پر رکھ دی"تمھیں کس نے کہا کہ میں فرحین کو جانتا ہوں"اس نے ابرو اٹھائی تھی

ایک طرف بیٹھے اشعر نے مامون کو دیکھا "کچھ دن پہلے میں آپ سے ملنے آیا تھا مگر میں نے ڈاکٹر تاثیر کو آپ کے گھر سے نکلتے دیکھا تھا پھر فرحین نے بک میں ایک دو جگہ پر آپ کا نام لکھا تھا، مجھے لگا کہ آپ اسے جانتے ہوں گے"

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"کیا آپ جانتے ہیں وہ کہاں ہیں؟" اس نے وہ سوال پوچھا جو وہ پوچھنے آیا تھا

مامون نے نفی میں سر ہلایا "نہیں۔۔میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے"

وہ مایوس ہوا تھا، ایک سانس خارج کی "لوگ کہتے ہیں وہ اپنی بہن کے منگیتر کے ساتھ بھاگ گئی ہیں، میں نہیں مانتا" اس نے سر جھٹک دیا۔

"تم اسے کتنا جانتے ہو اشعر؟" مامون بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا

اشعر نے ایک بار پھر مامون کو دیکھا "پتہ نہیں۔۔مگر میں انھیں جانتا ہوں وہ ایسی نہیں تھیں"

"ایک دو ملاقات میں تم کسی کے کردار کا اندازہ نہیں لگا سکتے"

اشعر کا دل بے اختیار دھڑکا تھا "نہیں۔۔میرا دل نہیں مانتا، میں نے ان کے ساتھ تھوڑا وقت گزارا ہے مگر وہ خالص تھا، میں مخلص تھا" اس نے پھر سے نظریں چرائیں۔

"وہ مجھے نہیں ملی میں نے اسے بہت ڈھونڈا تھا" وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"تھا؟" وہ حیران تھا "تھا یعنی اب نہیں"

"میرے پاس اور بہت کام ہیں، فرحین کو ڈھونڈنے میں اپنی انرجی کیوں ویسٹ کروں؟" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

اشعر کے مانو کانوں سے دھواں نکلنے لگا "آپ اس کے دوست تھے، آپ کو اسے ڈھونڈنا چاہیئے تھا۔۔آپ تو یوں ٹریٹ کر رہے ہیں جیسے وہ آپ کی زندگی کا سائیڈ کریکٹر رہی ہو"

اس نے اثبات میں سر ہلایا "ہاں وہ میری زندگی کا سائیڈ کریکٹر تھی کیونکہ اسے تمھاری زندگی کا مین کریکٹر ہونا تھا"

اس پر لڑکا خاموش ہوا تھا، سانس لینے کا وقفہ

"وہ کہاں ہوں گی؟ کوئی ہنٹ کوئی نشانی، کوئی ایسی جگہ جہاں وہ ہو سکتی ہیں"

مامون نے سانس خارج کی "میں نے اسے ہر جگہ ڈھونڈا ہے" شانے اچکائے "وہ کہیں نہیں ملی"

مایوسی میں مزید اضافہ ہوا، وہ کچھ لمحے بیٹھا اور پھر کتاب پکڑ کر کھڑا ہوا "ٹھیک ہے" اس کا چہرہ دل کا حال کہہ رہا تھا "آپ کو کچھ پتہ چلے تو بتایئے گا"

وہ جانے کو تھا، رخ دروازے کی طرف تھا

"اشعر"

وہ مڑا، اسے تجسس سے دیکھا، اس کی آنکھوں میں ایک امید تھی

مامون صوفے کے آگے سے نکلااور دائیں جانب بک شیلفس کی طرف بڑھا،ایک کتاب کے نیچے سے ایک لفافہ نکالا

"یہ "اس نے وہ لفافہ اشعر کی طرف بڑھایا"اس کے غائب ہونے کے ایک دن بعد اس کے نام سے یہ خط آیا تھا، تم چاہو تو اسے پڑھ سکتے ہو"

لڑکے نے وہ خط پکڑااور لفافہ کھول کر کاغذ پر لکھی تحریر پڑھی۔۔پھر مامون کو دیکھا

"کیا میں اسے اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں؟"

مامون مسکرایااور سر اثبات میں ہلایا۔یہ ان کی آج کی ملاقات میں پہلی بار تھا کہ اس نے اشعر کے چہرے پر ایک امید ایک اطمینان دیکھا تھا۔وہ مسکرایااور پھر چل دیا۔کتاب اور لفافہ اس کے ہاتھ میں تھااور وہ باہر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا

رات کا پہر، آٹھ بجے کا وقت اور خشک سردی۔دھند سے عاری موسم اور خاموشی سے شاعری سنتے لوگ۔اس بڑے سے باغ کو روشنی سے منور کیا گیا تھا۔درختوں پر پودوں پر روشنی کی لڑیاں تھیں اور سامنے سٹیج پر شاعر بیٹھا شاعری کر رہا تھا، یہاں ہر سال ایک مشاعرہ ہوتا تھااور ہر سال اس لڑکی کو انوائیٹ کیا جاتا تھا، وہی لڑکی جو درخت کے پاس ایک لڑکی کے ساتھ خاموشی سے بیٹھی تھی۔اس نے سیاہ ویلوٹ کی لمبی قمیض پہن رکھی تھی جس کی کھلی آستینوں پر گولڈن رنگ سے کڑھائی ہوئی تھی، گلے اور دامن پر بھی ہلکی سی کڑھائی تھی، شلوار کے کھلے پائنچوں پر بھی کام تھااور وہ ٹانگ پر

ٹانگ جمائے سامنے دیکھ رہی تھی۔اس کے سیاہ بال کھلے تھے،اس نے اپنے گرد شال لپیٹی تھی جو کہ اس کی کمر سے ہوتی بازوؤں پر سے گزر رہی تھی۔کچھ دیر بیٹھی اور پھر اٹھ گئی،وہ اس محفل سے ذرا فاصلے پر کھڑی آسمان کی طرف گردن اٹھائے چاند دیکھ رہی تھی۔اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تھی مگر اس نے گردن نہیں موڑی۔وہ جو کوئی بھی تھا اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا،اس نے پیچھے ہاتھ باندھ لیے اور آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھنے لگا

"یوں جو تکتا ہے آسمان کو تو

کوئی رہتا ہے آسمان میں کیا

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا

ایک ہی شخص تھا جہان میں کیا"

اس کی آواز بھاری تھی،آنکھیں رات کے جیسی سیاہ اور وہ اپنی عمر کے مردوں میں سب سے زیادہ پرکشش اور سلجھا ہوا تھا۔اس نے رابیل کو دیکھا اور دھیما سا مسکرایا

"کیسی ہیں آپ؟"

اس نے اسے نہیں دیکھا،چاند کو دیکھے گئی "اچھی ہوں"

مسکراہٹ گہری ہوئی "ہم صبح ہی ممبئی سے لوٹے ہیں اور دیکھیں اتفاق سے رات میں آپ سے ملاقات ہو گئی"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل نے اسے دیکھا مگر اب وہ رابیل کو نہیں سیاہ آسمان کو دیکھ رہا تھا

"اتفاق اور جمال احمد کے ساتھ "اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ لیے۔

مسکراہٹ قائم رہی "ہماری غیر موجودگی میں سنا ہے کسی گیڈر نے آپ پر گھات لگائی تھی "اس نے رابیل کو دیکھا تھا جو کہ اب سر جھکائے زمین کو دیکھ رہی تھی

اس نے سانس خارج کی "میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی"

"وہ کون تھا؟" مگر وہ بات کرنا چاہتا تھا

"کوئی بھی نہیں "اس کے گلے میں بہت سے آنسو تھے، اس نے بمشکل تھوک نگلا اور سر نہیں اٹھایا

"وہ آپ کا منگیتر تھا، وہ وہی شخص تھا جسے آپ آگ لگانے والی تھیں، وہ وہی شخص تھا جس سے آپ کو امید تھی کہ وہ بے غیرت تو ہو سکتا ہے بے حس نہیں "رابیل نے گردن اٹھا کر گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا، وہ خاموش ہو گیا۔ پھر بولا تو حقیقت بولنے لگا

"آپ لوگوں کو معاف کرتی ہیں، آپ انھیں جانے دیتی ہیں کہ شاید لوگ بدل جائیں، آپ انھیں بدلنے کا موقع دیتی ہیں، آپ چاہتی ہیں کہ آپ ان کے ساتھ اتنا برا نہ کریں کہ کل کو آپ کا ضمیر آپ کو گلٹ سے مار دے، آپ اس قید سے ڈرتی ہیں جو برا کرنے پر آپ کا ضمیر آپ کو دے گا"

وہ خاموش ہوا۔ اب رابیل کی باری تھی "میں کوئی پہلی عورت تو نہیں ہوں جو اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے لیے لڑ رہی ہوں، میں کوئی پہلی عورت تو نہیں ہوں جو اپنے باپ کی جگہ پر آئی ہوں"

"پہلی عورت ہو یا آخری۔۔ہر عورت کو لڑنا پڑتا ہے،اسے اپنا آپ منوانا پڑتا ہے،قصے کہانیوں میں پڑھ سن کر بڑا اچھا لگتا ہے کہ فلاں عورت نے فلاں سیٹ سنبھالی ہے،فلاں عورت فلاں کارنامہ کر رہی ہے اصل زندگی میں تو سب لڑ رہے ہیں۔۔اگر آپ تھک گئی ہیں تو جائیں جا کر چولہا جھونکیں" وہ ناخوش تھا،اس نے برا سا منہ بنایا اور سامنے دیکھا

رابیل خاموش رہی،وہ کیا بولتی۔آج اس نے جمال احمد کو بولنے دینا تھا۔وہ ایسے بہت کم بولتا تھا اور وہ جانتی تھی وہ ایسے کب بولتا تھا

"آپ کو اس بات کا دکھ نہیں ہے کہ لوگ آپ کو کھڑا کیوں نہیں رہنے دیتے۔۔آپ کو اس بات کا صدمہ ہے کہ گرانے والے ہمیشہ آپ کے اپنے ہی کیوں ہوتے ہیں؟"

"یہ سچ ہے" اس نے دل ہی دل میں تسلیم کیا تھا مگر کہا نہیں

"آپ کو اس سے یہ امید نہیں تھی،آپ کو آپ کی امید نے قید کیا ہوا ہے رابیل۔۔آپ سمجھتی ہیں کہ آپ لوگوں کے ساتھ اچھا کرتی ہیں تو لوگ بھی اچھا ہی کریں گے۔۔لوگ خدا نہیں ہیں جو اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دیں"

وہ پھر بھی خاموش رہی۔وہ آج کچھ نہیں بولنا چاہتی تھی۔اس شخص نے رابیل کو دیکھا اور پھر سانس خارج کی

"جب میں آپ سے پہلی بار ملا تھا تب بھی آپ تھکی ہوئی تھیں مگر آپ نے تب بھی خود کو کھڑا کیا تھا۔۔میں جب آپ سے پہلی بار ملا تھا آپ تب بھی اسی شخص کی ستائی ہوئی تھیں مگر آپ نے زندگی کو چن لیا تھا، آپ آج بھی اسی شخص کی ستائی ہوئی ہیں مگر آپ پھر سے زندگی کو چنیں گی"

رابیل خاموش رہی، اس کی آنکھیں گلابی ضرور پڑی تھیں مگر وہ روئی نہیں، ٹوٹی نہیں، گری نہیں۔

"اماں بچپن میں ایک شیرنی کا قصہ سناتی تھیں جس میں وہ زخم کھانے کے بعد دو قدم پیچھے ہٹتی تھی اور جب وہ جست لگاتی تھی سارا جنگل سر جھکا کر اسے دیکھتا تھا۔۔آپ کے بابا آپ کو یونہی اپنی جگہ نہیں دے گئے، باپ کو بیٹی پر بڑا مان ہوتا ہے۔۔میں نے دیکھا ہے" وہ رابیل کو دیکھ رہا تھا۔

اس نے ساتھ کھڑے جمال احمد کو دیکھا تھا "آپ میں اور مجھ میں ایک بات عام ہے اور وہ پتہ ہے کیا ہے؟"

وہ مسکرایا "کیا؟"

"یہی کہ ہم دونوں ہی ڈھیٹ ہیں"

وہ ہنس دیا، رابیل ہلکا سا مسکرائی

"پھر ملاقات ہوتی ہے" اور وہ چل دی، وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا

"باپ کو بیٹیوں پر بڑا مان ہوتا ہے، میں نے دیکھا ہے" اس نے اپنے الفاظ زیر لب بڑبڑائے اور مسکرا دیا۔چاند اس کی سیاہ آنکھیں اور پر کشش مسکراہٹ دیکھ رہا تھا۔کیا وہ عام تھا؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لندن کی سڑکیں گیلی تھیں جیسے ابھی بارش ہوئی ہو۔آسمان گہرا نیلا تھااور ہر سو روشنیاں تھیں۔لڑکی یونیورسٹی کے کیفے میں بیٹھی تھی،اس نے جامنی کوٹ پہن رکھا تھا۔سر پر دوپٹہ تھاجو کہ پیچھے کو ڈھلک رہا تھا،اس نے نیلی جینز پر سفید گھٹنوں تک آتی قمیض پہن رکھی تھی۔گلابی گال،ہلکی سی سرخ لپ سٹک اور ازلی معصومیت اس کے چہرے کی رونق تھی۔اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی تھی اور خاموشی سے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیتی کافی مطمئن سی تھی۔دفعتاً اس کے سامنے کوئی آ بیٹھا اور وہ محتاط ہو گئی۔سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا اور پھر مسکرا دی۔آنے والے شخص نے سفید شرٹ تلے نیلی جینز پہن رکھی تھی،اوپر سیاہ لمبا کوٹ تھا اور سر پر سفید مفلر باندھا ہوا تھا جس پر سیاہ چوکور ڈبے بنے ہوئے تھے۔وہی رومال جو فلسطین کی آزادی کے حامی پہنتے ہیں۔وہ مسکراتے ہوئے میز پر بازو پھیلائے سنینا کو دیکھ رہا تھا

"تو آپ ہاسٹل چینج کر رہی ہیں؟"

لڑکی نے شانے اچکائے "اس ہاسٹل میں رہوں یا اس ہاسٹل میں۔۔ہیں تو دونوں یونیورسٹی کے ہی۔۔شاید دوسرا والا زیادہ اچھا ہے" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

لڑکے نے اثبات میں سر ہلایا"آپ کا سامان آپ کے کمرے میں پہنچ چکا ہے۔آپ کو واپسی پر شاید عالی جاہ ملے یا شاید نہ ملے مگر آپ کو بھوک لگے تو آپ نے بیسمنٹ میں بنے میس میں چلے جانا ہے، دل گھبرائے تو بالکنی میں نکل آنا ہے اور اگر۔۔پینٹ کرنے کو دل چاہے تو کچھ فاصلے پر میرا شاندار سا سٹوڈیو ہے وہاں آجانا ہے۔۔میں دل سے آپ کا میزبان ہوں اور آپ کی بہت ریسپیکٹ کرتا ہوں"

اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور سر کو ذرا سا خم دیا

لڑکی مسکرادی"یعنی عالی جاہ اگر کہتی ہے کہ آپ بہت مہمان نواز ہیں تو وہ ٹھیک کہتی ہے؟"

"وہ تو مجھے پورے لندن کا بھائی بھی کہتی ہے"اس نے جھٹ سے جواب دیا اور دونوں ہنس دیے

پھر چند لمحے کی خاموشی"آپ ہماری یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ ہیں؟"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا"تھا۔۔کبھی میں اس یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ تھا پھر گریجویٹ ہو کر چلا گیا۔۔آج کل ایک لائبریرین ہوں"وہ بڑا بے پرواہ سا تھا مگر وہ عام لوگوں کی طرح نہیں تھا۔کم از کم سنینا کو ایسا ہی لگا۔

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا"آپ کا سٹوڈیو ہے۔۔آپ ایک پینٹر ہیں یار ہے ہوں گے؟"وہ اس کے الفاظ کو اچھے سے سمجھ پرکھ رہی تھی

وہ ہنس دیا"تھا کبھی۔۔ابھی بھی ہوں مگر پارٹ ٹائم۔۔اب وہ دل نہیں رہا"اس نے منہ بسورا اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

سنینا مسکرائی "کیوں؟"

وہ آگے کو ہوا اور کہنی میز کی سطح پر رکھی، تھوڑی تلے مٹھی جمائی "ایسے ہی۔۔جو دل چاہے" اور مسکرایا

لڑکی نے مسکرا کر شانے اچکائے "جو من چاہے سو چاہے"

وہ پیچھے کو ہوا "کافی ختم کریں۔۔آپ کو اپنا سٹوڈیو دکھاتا ہوں"

لڑکی نے گھونٹ بھرا اور تھوڑی پر جوش ہوئی "کہاں ہے آپ کا سٹوڈیو؟"

"یہیں۔۔لندن میں" اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے اور سنینا ہنس دی۔وہ فقط مسکرایا

"چلیں۔۔"

اس نے اپنا پرس اٹھایا اور دونوں ساتھ باہر بڑھے تھے

شام گہری ہوتی رات میں ڈھل رہی تھی۔فٹ پاتھ پر چلتے دونوں خاموش تھے۔عبدل نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے تھے، سنینا نے بازو سینے پر لپیٹے تھے اور پاس سے گزرتی گاڑیوں کا شور تھا۔عبدل نے ایک نظر لڑکی کو دیکھا، پھر مسکرایا

"اٹس بیوٹی فل!"

لڑکی نے فوراً گردن موڑی، اس کے چہرے پر حیرت کے واضح آثار تھے۔لڑکے نے اس کے گلے میں لٹکے نازک سے پینڈنٹ کی طرف ابرو سے اشارہ کیا۔وہ ایک "چمکتا ہوا موتی" تھا۔لڑکی مسکرائی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ۔۔"دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے "تھینک یو۔۔یہ میرے ہز بینڈ نے گفٹ کیا ہے"

عبدل کی مسکراہٹ گہری پڑی،دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھیں

"کیا یہ صرف اندھیرے میں چمکتا ہے؟"

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا"اندھیرا ہوتا جاتا ہے اور یہ جلتا جاتا ہے یہاں تک کہ شدید اندھیرے میں یہ شدید چمکتا ہے"

وہ دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔عبدل کو اس کے اس موتی میں دلچسپی محسوس ہوئی تھی۔

"اٹس رئیلی امیزنگ۔۔"پھر شانے اچکائے "آئی مین ہر انسان کے پاس ایسا موتی ہونا چاہیئے۔کب کوئی اندھیرے میں جا گرے کیا خبر۔۔انسان کا کچھ پتہ بھی تو نہیں چلتا نا"

سنینا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ سیاہ سفید رومال والا لڑکا تھوڑا عجیب تھا۔لڑکی نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"آپ کے پاس ہے؟"اسے نہیں پتہ مگر روانی میں بول گئی

وہ مسکرایا"پہلے نہیں تھا۔اب صرف یہی ہے"اس کی سیاہ آنکھوں میں نیلی نیلی سی چمک تھی جو سنینا نے دیکھی تھی۔وہ چمک جو کسی جلتے دیے میں ہوتی ہے۔

"آپ شروع سے لندن میں ہیں؟مجھے نہیں لگتا"لڑکی نے بول کر شانے اچکائے

وہ مسکرایا پھر ہنس دیا" بالکل۔۔میرا تعلق عزرائیل سے ہے" اس نے کہہ کر گہری مسکراہٹ چہرے پر سجائے سنینا کو دیکھا جو کہ ایک دم سے سنجیدہ ہو گئی۔اس کا منہ کھلا کا کھلا تھا اور چلنے کی رفتار سست تھی۔وہ کچھ بولنا چاہ رہی تھی مگر بول نہیں پا رہی تھی۔لڑکا سر جھکائے مسکرایا

"أنا مسلم۔۔میں مسلمان ہوں" پھر سنینا کو دیکھا" یہی میری پہچان ہے" اور شانے اچکائے لڑکی سیدھا دیکھنے لگی۔اس کے ساتھ چلتے اسے عجیب سا محسوس ہونے لگا تھا، جیسے کچھ پراسرار سا تھا۔ اب دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔وہ مزید کچھ پوچھنا نہیں چاہ رہی تھی۔لڑکے نے گلا کھنکھارا

"اف یو ڈونٹ مائنڈ تو آپ کو کبھی بھی کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ مجھے کہہ سکتی ہیں۔ویسے تو عالی جاہ آپ کے لیے کافی ہو گی مگر پھر بھی۔۔"

لڑکی نے گردن گھما کر اسے دیکھا" کیونکہ آپ پورے لندن کے بھائی ہیں" اور مسکرا دی

وہ اس بات پر سر ہلائے ہنس دیا۔اسے یہ بات نہیں بھولتی تھی۔

سڑک کراس کرنے کے بعد وہ سامنے ایک شیشے کی بنی دو منزلہ عمارت اسے دکھا رہا تھا۔پھر اندر داخل ہوا اور دوسرے فلور پر چڑھا۔وہاں فرش سفید تھا، چمکتا ہوا جیسے سنگ مرمر سے تراشا ہو، دیواریں سفید تھیں جن پر پینٹنگز لگی تھیں اور بہت سے نوجوان اپنے سینے کینوس کے سامنے کھڑے کام کر رہے تھے۔عبدل اسے اندر لے کر آیا تو بہت سے لڑکے لڑکیوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر مسکرائے اور اپنا کام کرنے لگے

"یہ میرا اسٹوڈیو ہے۔۔ایک دوست کے ساتھ مل کر بنایا تھا" وہ سنینا سے چند قدم پیچھے تھا مگر بول بول کر اسے بتا رہا تھا۔

"میرا من بھی ہو تو یہیں کام کرتا ہوں اور آج کل من ہی تو نہیں ہے" پھر مسکرایا۔لڑکی بھی اسے دیکھ کر مسکرا دی۔اس کی نظر سامنے بڑی سی پینٹنگ پر پڑی جس پر شیشہ لگا کر اسے دیوار سے آویزاں کیا گیا تھا۔وہ دائیں طرف بنے روشن دان سے ذرا سی ترچھی تھی اس طرح کہ روشنی اس کے شیشے پر پڑ رہی تھی۔سنینا بڑی دلچسپی سے اس کی طرف بڑھی،وہ لمبا زیادہ مگر چوڑا کم بالکل ایک ریکٹ اینگل کی طرح کا کینوس تھا جس پر پینٹ کیا گیا تھا۔بنانے والے نے اپنا نام نہیں لکھا تھا،اس پر درمیان میں پتھر کا کعبہ بنا تھا،ارد گرد بہت سے ہاتھی،اوزار تیر تلواریں اور بہت سے سپاہی تھے۔وہاں خون تھا، زرد اور سرخ فضا تھی،آسمان سرمئی سا تھا۔وہاں جیسے جنگ کا منظر تھا،وہ اس پینٹنگ کے قریب گئی اور منظر ایک دم سے بدل گیا۔وہاں چھوٹے چھوٹے پرندے تھے جنھوں نے اپنی چونچوں میں چھوٹے پتھر پکڑ رکھے تھے۔وہ پتھر نیچے ہاتھیوں کو مار رہے تھے اور وہ خون میں لت پت ڈھیر ہو رہے تھے۔وہ اپنی آنکھوں سے دو مختلف منظر دیکھ دیکھ رہی تھی۔ذرا سا پیچھے ہوتی تو منظر میں سے ابابیل غائب ہو جاتے اور وہاں صرف مردہ ہاتھیوں اور انسانوں کا بھس ہوتا اور آگے ہوتی تو ابابیل ان ہاتھیوں پر پتھر برسا رہے ہوتے۔اسے اپنے پیچھے سے کسی مرد کی آواز سنائی دی

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اُس نے ان کی چال کو ناکام نہیں بنا دیا؟ اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے۔ جو ان پر کنکریلے پتھر پھینک رہے تھے۔ پس اُس نے انہیں کھائے ہوئے بھُسے کی طرح بنا دیا"

سنینا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور وہ پیچھے ہاتھ باندھے پینٹنگ دیکھے سورہ فیل کا ترجمہ پڑھ رہا تھا۔

سنینا نے پہلے اس پینٹنگ کو دیکھا پھر عبدل کو "یہ بہت خوبصورت ہے"

وہ مسکرایا "پتہ ہے" اور شانے اچکائے

پھر بازو لمبا کیا ہاتھ بڑھایا اور ذرا سا ترچھا ہوا "اور بھی دیکھ لیں"

لڑکی مسکرائی اور پلٹی۔ وہ دیوار پر لگی پینٹنگز دیکھنے لگیں۔ وہاں دائیں دیوار پر ایک پینٹنگ تھی جس میں سیاہ سرمئی اور سفید رنگ سے بڑی خوبصورتی سے منظر پینٹ کیا گیا تھا۔ اس میں ایک ندی بہہ رہی تھی جس کا رنگ سرخ تھا اور اس میں ایک شخص آدھا ڈوبا ہوا تھا جو کہ ایک پتھر کے سہارے خود کو روکے بیٹھا تھا۔ جیسے وہ اس ندی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ کر آیا ہو اور پتھر سے لگ کر سانس بحال کر رہا ہو۔ ارد گرد درخت تھے جو کہ سفید اور سرمئی تھے، آسمان سیاہ تھا اور پینٹنگ میں عجیب سی کشش تھی۔ سنینا اس کینوس کے قریب گئی اور نیچے لکھا نام پڑھا

"کرسٹوفر"

رات کھانے کے بعد وہ کمرے میں آکر بیٹھی تھی۔یہ کمرہ کافی کھلا تھا۔دو بستر اور سامنے تین پٹ والی الماری،ایک عدد بالکنی اور بڑی سی دیوار گیر کھڑکی۔ایک سٹڈی ٹیبل تھا جس پر کتابوں کی دو شیلفس بنی تھیں۔یہ کمرہ سادہ سا خاموش سا تھا،ایک اٹیچ باتھ تھا اور باقی سکون۔لڑکی کے بال کھلے تھے،باہر شاید پھر سے بارش ہو رہی تھی۔یوں لگ رہا تھا وہ نہا کر آئی ہے،کمبل سینے تک لیا ہوا تھا اور جرسی نما آف وائٹ اور گلابی شرٹ تلے گُلابی اسی سٹف کا ٹراؤزر تھا۔اس نے ایک ہاتھ میں فون پکڑ رکھا تھا،وڈیو کال پر اس کے باپ کا چہرہ نظر آرہا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے اس سے اس کا حال پوچھ رہے تھے

"دل لگ گیا؟"

لڑکی مسکرائی اور سانس خارج کی "تھوڑا سا لگ گیا ہے۔جتنی دیر میں تھوڑا اور لگے گا اتنی دیر تک گھر واپس آجاؤں گی"

شہباز حسین ہنس دیے۔وہ چائے پی رہے تھے اور سکرین میں نیلا آسمان جھلک رہا تھا جیسے عصر کے بعد کا وقت ہو

"آپ کا دل لگ گیا؟"

"نہیں۔۔ہر گز نہیں۔۔لگے گا بھی نہیں" وہ جیسے خفا ہوئے تھے

Clubb of Quality Content

سنینا ہنس دی "عالی آتا نہیں آپ کے پاس؟"

"آتا ہے۔۔رات میں آئے گا۔وہ بھی تھکا ہوا ہوتا ہے اور پھر میں شرمندہ ہوتا ہوں"

"کیوں؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں "شرمندہ کیوں ہوتے ہیں؟"

"وہ تھکا ہوا ہوتا ہے۔کہتا تو کچھ نہیں ہے،خوشی خوشی چیس بھی کھیلتا ہے مگر۔۔مجھے محسوس ہوتا ہے نا۔میرے لیے کوئی بھی سنینا نہیں ہو سکتا"اور مسکرا دیے

لڑکی بھی مسکرائی تھی

"یہ کس نے دیا؟"انھوں نے ابرو سے اس کے گلے میں کر کے چمکتے موتی کو دیکھا

"یہ۔۔عالی نے تحفہ دیا ہے"اس نے مسکرا کر دوسرے ہاتھ سے موتی کو پکڑا۔

وہ بھی مسکرائے "اچھا ہے۔۔بہت اچھا ہے"

اس نے بھی سر ہلایا

"آج کچھ دیر ہی یونیورسٹی گئی تھی اور پھر ایک سٹوڈیو میں چلی گئی۔وہاں پر کام کرنے والے یونیورسٹی سٹوڈنٹس سے زیادہ اچھے لگے بابا۔۔پتہ ہے انھیں دیکھ کر مجھے ایک عجیب سی انرجی ملی تھی۔ان کی بنائی پینٹنگز دیکھ کر مجھ میں جیسے ایک کرنٹ سا آ گیا جیسے مجھے واقعی دنیا کے لیے چن لیا گیا ہے۔جیسے کچھ ہے یہاں جس کے لیے مجھے یہاں بلایا گیا ہے مگر پتہ نہیں کیا ہے؟"اس نے شانے اچکائے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا باپ پہلے تو خاموش رہا مگر پھر سانس خارج کی "نینا رستے تمھاری طرف بنا دیے گئے تھے، تمھیں یہاں تک آنا تھا اور اب آگے بھی جانا ہے۔ یہ طے تھا اب تم وہ سب تمھاری طرف بڑھتا جائے گا جو مقدر تمھارے لیے سجائے بیٹھا ہے"

لڑکی مسکرا دی۔ پھر دونوں گھٹنے سینے سے لگائے "جی۔۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہاں کی روشنیاں کب سے خاموشی سے مجھے دیکھ رہی ہیں مگر اندھیرے مجھے کچھ کہہ رہے ہیں۔ میں انھیں سمجھ نہیں پا رہی ہوں"

شہباز حسین نے سر ہلایا "وہ کہہ رہے ہیں کہ لاہور میں حلوہ پوری ہے لندن میں حلوہ پوری نہیں ہے"

اور دونوں اکٹھے ہنس دیے۔ کمرے کی خاموش فضا میں اس کی ہنسی گونج رہی تھی۔

(اللہ نے انسان کو بڑی مصلحت سے بنایا ہے۔ نہ وہ موم ہے نہ وہ پتھر ہے۔ موم بنے گا تو حالات کی گرمی سے پگھل کر ختم ہو جائے گا، پتھر بنے گا تو ٹوٹ جائے گا۔۔ انسان صرف انسان ہے، مسلسل کوشش کرنے والا مگر مسلسل کوشش تھکا بھی تو دیتی ہے)

وہ فجر کے بعد کی سوئی اب اٹھی تھی، دوپہر ہو چکی تھی مگر اسے ابھی بھی نیند آ رہی تھی۔ اٹھتے ہی اس نے اپنے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون پکڑا۔ اسے مزید نیند آ رہی تھی مگر وہ سونا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے سکرین آن کی اور اپنے نئے نوٹیفیکیشنز دیکھنے لگی۔ اسے آئمہ کے بہت سے

میسجز آئے تھے اور وہ یہی پوچھ رہی تھی کہ وہ کب کام پر واپس آ رہی ہے۔اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی اور سکرین آف کر کے ایک طرف رکھی۔پھر چوکڑی مارے بیٹھ گئی اور سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا۔کھلے بالوں کی لٹیں چہرے کے گرد جھولنے لگی تھیں۔وہ تھک گئی تھی،وہ تھکاوٹ کا شکار تھی،اندر سے اور باہر سے۔اس نے ایک گہری سانس لی،وہ ملکہ تھی اپنا تخت نہیں چھوڑ سکتی تھی۔وہ جانتی تھی اسے کیا کرنا ہے اور اس نے خود پر سے لحاف اتارا اور بالوں کا جوڑا بناتی واش روم میں چلی گئی۔

(زندگی ہمیں تھکا دیتی ہے۔کبھی ہم خواہشات کے پیچھے کبھی کسی امید کے پیچھے،کبھی کسی کو پانے کے پیچھے اور کبھی لمبی اڑان کو بھرتے ہم تھک جاتے ہیں۔زندگی ہمیں تھکا دیتی ہے،دنیا کے سفر میں انسان زندگی سے اکثر اکتا جاتا ہے کیونکہ یہ سفر انسان کو تھکا دیتا ہے)

اس نے ناشتہ نہیں کیا تھا۔وہ باہر لاؤنج میں بیٹھی فرحت سے باتیں کرتی سبزیاں کاٹ رہی تھی۔پھر اٹھی اور کچن میں آ گئی۔ٹوکری سے گاجریں پکڑیں اور ان کے چھلکے اتارنے لگی "رابیل تم تھک گئی ہو نا،اب دل نہیں کر رہا آفس جانے کو،دل نہیں کر رہا کسی سے بھی ملنے کو اور دل کر رہا ہے سب چھوڑ کر کے بیٹھ جائیں۔اس دوڑ نے تمھیں تھکا دیا ہے"

(ہم تھک جائیں تو کیا کریں؟یہ سوال ہمیں خود سے خود کرنا ہوتا ہے کیونکہ ہر سوال اپنا جواب ساتھ لے کر آتا ہے۔۔

تھک جائیں تو کیا کریں؟

تھک جائیں تو آرام کریں)

اس نے سب سبزیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کیے تھے۔اب وہ بون لیس چکن کو دھو رہی تھی

"یہ پہلی بار نہیں ہوا کہ تمھیں کسی نے ہرٹ کیا ہو۔ہاں ٹھیک ہے ارسل سے تمھیں یہ امید نہیں تھی کہ وہ تمھیں مار ہی دے گا۔اس کے دیے زہر نے میری اس سے جڑی ایک آخری امید کو بھی مار دیا مگر یہ امید تمھاری قید تھی حالانکہ جو انسان تمھیں آج سے سات سال پہلے مرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا وہ اب بھی تمھیں مار سکتا تھا۔۔تم نے دشمن کی طرف سے آنکھیں بند کی تھیں۔۔خیر! میں اس امید کی قید کو توڑ دوں گی اور ہر ٹوٹی قید انسان کو آزاد کرتی ہے اور آزادی سے زیادہ قیمتی کچھ نہیں"

(تھک جانے پر آرام کرو مگر آرام کرنا لمبی تان کر سو جانا نہیں ہوتا۔۔پھر آرام کرنا کیا ہوتا ہے؟

یہ شروع ہوتا ہے خود سے سچ بول کر،خود سے مل کر اور خود کا خود معائنہ کرنے سے کہ کس چیز نے تمھیں تھکا دیا)

کچھ وقت کے بعد جب وہ کچن سے باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھا جس پر سوپ کی تین پیالیاں تھیں،وہ گلشن آرا کے کمرے میں گئی اور مسکرا کر انھیں دیکھا جو فرحت سے کسی بات پر بحث کر رہی

تھیں۔اس نے ایک ایک پیالی انھیں دی اور ایک خود رکھی اور صوفے پر بیٹھ کر ان کی باتیں سننے لگی۔اس نے سوپ کا پہلا چمچ لیا اور اس کا ذائقہ محسوس کر کے مسکرائی

(انگریزی میں اسے کہتے ہیں "جسٹ ریلیکس"

خود کو پر سکون رکھو، خود کو کمفرٹ رکھو، ایسا کمفرٹ جو چھوٹی چھوٹی ہلکی پھلکی چیزوں میں ہے۔۔

جیسے کبھی اچھا من پسند کھانا بنانے اور کھانے میں)

وہ کمرے میں اپنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی، اس نے نیلی جینز پر سفید لمبا سویٹر پہنا تھا، اوپر بھورا لمبا ٹخنوں سے اوپر تک آتا کوٹ تھا، بالوں کو اچھے سے برش کر کے اس نے ڈھیلا سا جوڑا کیا تھا۔ سامنے سے لوشن اٹھا کر ہاتھوں پر ملا اور پھر چہرے پر موئسچرائزر لگا کر اس نے ہلکا سا ٹنٹ ہونٹوں پر لگایا۔اس نے خود کو آئینے میں دیکھا، وہ پیاری لگ رہی تھی۔وہ خود کو دیکھ کر مسکرادی

(کبھی چھوٹی بڑی من پسند چیز کے حاصل کرنے میں)

لڑکی کے بال جوڑے میں بند تھے۔چند لٹیں نکل کر بھورے کوٹ کو چھو رہے تھیں۔وہ ایک "ایٹیلیر شیلٹر" سے نکلی تھی اور اس کے چہرے پر ایک اطمینان تھا۔اس کے کندھے پر کوئی پرس نہیں لٹک رہا تھا، اس کی دائیں جیب میں کچھ تھا جو ہل رہا تھا، سردی سے اس کی ناک سرخ ہو چکی تھی مگر وہ خوش تھی۔ چھوٹے سے بلی کے بچے نے اس کی جیب سے ذرا سا اپنا منہ نکالا، وہ اسے دیکھ کر مسکرادی

(خود کو کوئی اچھا سا تحفہ دینے میں)

مارگلہ ہلز کے پاس سے گزرتے اسے سردی مزید محسوس ہونے لگی تھی، وہ ڈھلوان سے نیچے کی طرف جا رہی تھی، آگے کی طرف بڑھتے وہ ایک باغ کے سامنے سے گزر رہی تھی۔ یہ وہی باغ تھا جہاں کبھی وہ اور مامون ملے تھے، اس کا رخ اپنے گھر کی طرف تھا۔۔ راستے میں ایک فٹ پاتھ کے کنارے ایک بچے نے بہت سے پھول لگائے تھے، لمبی شاخوں والے گلابی سرخ گلاب، وہ رکی اور بہت سے لمبی سبز ڈالی والے ہلکے گلابی گلاب لے لیے۔۔ اس نے مسکرا کر جیب سے پیسے نکالے اور لڑکے کو دیے۔ یہ پھول رابیل نے خود کو خود دیے تھے، بھلا پھولوں سے اچھا تحفہ کوئی ہو سکتا ہے کیا ؟

(اپنے پسندیدہ شخص کے ساتھ وقت گزارنے میں)

پھر آگے چل دی، گھر زیادہ دور نہیں تھا۔ وہ ایک گلی مڑی اور اب گھر چند قدم کے فاصلے پر تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی، لاؤنج میں قدم رکھتے ہی سامنے فرحت کی گود میں بیٹھے بچے کو دیکھ کر مسکرائی۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے ہاتھ بلند کرتا اس کی طرف آ رہا تھا۔ اس نے پھول میز پر رکھے اور اس کی طرف بڑھی، اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور پھر اس کا گال چوم کر اسے صوفے پر بٹھا دیا۔ اس نے اپنے کوٹ کی بڑی جیب سے بلی کا بچہ نکالا، بھورا چھوٹا بلی کا بچہ جو ایک طرف کو ہو کر بیٹھ گیا۔ چھوٹا صا رم بھی ہونٹ گول کیے بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ رابیل اس کی کمر پچکا رہی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھی، پھر اس کی ناک اور کانوں کو چھوتی مسکرا رہی تھی۔اس نے صارم کا ہاتھ پکڑ کر ذرا سا بلی کے بچے کی پیٹھ پر پھیرا تو وہ مسکرا دیا۔اس نے بڑے احتیاط سے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھایا اور اسے پیار کرنے لگی۔صارم بھی آگے بڑھ کر اسے ہاتھ لگا رہا تھا

"یہ تم پھر لے آئی ہو" فرحت اسے دیکھتے ہی بول پڑیں

"امی۔۔یہ مجھے اچھے لگتے ہیں" وہ ابھی بھی پیار سے اس کی کمر پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔وہ بس اسے دیکھتی رہ گئیں۔وہ جانتی تھیں کہ ان کی بیٹی کو بلیوں کا شوق تھا۔

(اور اسی کمفرٹ، سکون کا حاصل "آرام کرنا" ہوتا ہے۔۔اسی سکون کو محسوس کرنا "ریلیکس ہونا" ہوتا ہے۔۔جب تھک جاؤ تو آرام کرو، اپنے پسندیدہ کام کرو۔۔اپنے ذہن کو روز کی زندگی کی قید سے آزاد کرو

اب تم جانتے ہو نا تھک جائیں تو کیا کرنا ہے؟)

اس نے عصر کی نماز پڑھی اور اب بیٹھ کر تسبیح کر رہی تھی، اس کے گھٹنے سے ٹیک لگا کر اس کا بھورا چھوٹا بلا بیٹھا تھا۔دروازہ ذرا سا کھلا اور کسی چھوٹے سے وجود نے اندر جھانکا تھا۔وہ مسکرا دی

"ارے!" اور وہ بیٹھے بیٹھے مڑی، صارم کو بازو سے کھینچ کر اندر کیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا۔پھر اس کا گال چوما۔وہ اس بلی کے بچے کی کمر پر چھوٹے چھوٹے ہاتھ پھیر رہا تھا۔ان کے گھر کا چھوٹا بچہ اس بچے سے مانوس ہونے لگا تھا۔

رات کے کھانے کے بعد رابیل گلشن آرا کے ساتھ بیٹھی مینا سے وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔ ساتھ ہی صارم تھا جو کہ اپنے کھلونوں سے کھیل رہا تھا، رابیل کی گود میں اس کا بلا تھا جو کہ معصوم سا بنا ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا، رامین کے پیچھے تیمور نظر آ رہا تھا جو کہ الماری میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا

"میں نے اس سے ملائیشیا کا کہا تھا مگر یہ کینیڈا پر فدا ہے۔۔ تمھیں پتہ ہے نا وہاں کتنی سردی ہوتی ہے اور مجھے سردی سے فوبیا ہے۔۔ پھر میں نے لندن کا کہا تو انھیں لندن بور لگتا ہے اور پھر میں نے ترکی کا کہا تو اس پر بھی میرے نخریلے شوہر کا منہ بن گیا، اس کے کوئی ارادے نہیں ہیں مجھے کہیں لے جانے کے" اس نے منہ بنایا ہوا تھا مگر پیچھے کھڑے تیمور کو رتی برابر اثر نہیں ہوا تھا

"تو مینو تم کینیڈا چلی جاؤ نا، وہاں بھی تو انسان ہی رہتے ہیں" ایک ہاتھ میں موبائل فون تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ اپنے بلے کی کمر پچکا رہی تھی

"نہیں نا، مجھے ٹھنڈ لگتی ہے۔۔ اب تم دیکھو مجھے ٹھنڈ لگے گی تو میں انجوائے کیسے کروں گی؟" وہ رو دینے کو تھی

رابیل بس اسے دیکھے گئی، مجال ہے جو وہ ذرا سی بھی بدلی ہو "نہ تم نے میری سننی ہے نہ تیمور نے، اللہ ہی تم دونوں کا بھلا کرے" وہ مسکرا دی

رامین نے ایک سانس خارج کی "کنواری ہی ٹھیک تھی" اس نے ماتھے پر ہاتھ مارا

پیچھے سے تیمور کا قہقہہ بلند ہوا،رابیل بھی ہنس دی"مینو تم کنواری تھی کب؟شروع سے نکاح شدہ تھی اوراب شادی شدہ ہو"وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا

اس نے تیمور کو گھورا مگر وہ شانے اچکا کر بیٹھا رہا۔

دفعتاً باہر کا دروازہ کھلا تھا،اشعر اندر آیا تھا اور آتے ہی رابیل کو مسکرا کر دیکھا۔پھر ساتھ بیٹھ گیا اور کیمرے میں دیکھ کر مسکرایا

"ہاں بھئی،زندہ ہو دونوں؟"ایک ہاتھ بالوں میں پھیر کر بال درست کیے

تیمور نے مینا کی کلائی پکڑی پھر کیمرے میں دیکھا"نبض چل رہی ہے"اور مسکرا دیا

اس نے اپنی کلائی چھڑوائی اور کلس کر رہ گئی۔

اشعر ہنس دیا"پارٹنر،میرے سارے بدلے تم لو گے"

تیمور مسکرایا"عزرائیل کے سامنے بیٹھ کر موت کا ذکر مت کرو،سیریس ہو گیا تو میں تو گیا"

اشعر اور تیمور بیک وقت ہنسے تھے۔مینا نے دانت پیستے کال کاٹ دی اور وہ رابیل کے ساتھ تکیہ سیٹ کر کے نیم دراز سا گر گیا۔اس کی نظر رابیل کی گود میں پڑی"ارے۔۔یہ کب لیا آپ نے؟"

وہ بیٹھا اور بڑے پیار سے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور رضائی پر رکھا،وہ اپنی ہلکی آواز میں بولتا رابیل کی جانب بڑھ رہا تھا"آج ہی لیا ہے،بس میرا دل کیا"

وہ مسکرا دیا"یہ بہت پیارا ہے"پھر اپنے ہاتھ سے اس کی کمر پچکارنے لگا

وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔

"میں نے تم سے ایک کام کہا تھا" وہ اب اشعر کو گھور رہی تھی۔

اس نے زبان دانتوں کے بیچ دی "سوری۔۔ صبح کر دوں گا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "میں نے پوچھا تھا، سوال دینے والے کا کہنا ہے کہ سوال درست ہے اور ہنٹ یہ ہے کہ یہ بہت آسان ہے، اسے زیرو سے شروع کرنا ہے اور پھر یہ حل ہو جائے گا"

اشعر نے سانس خارج کی اور سیدھا ہوا "صبح دیکھیئے گا، دیکھیں گے کیا ہوتا ہے"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کا بلا واپس اس کی گود میں آ کر لیٹ گیا تھا۔ وہ اس سے مانوس ہو چکا تھا

یہاں سے ہٹ کر اگر تم اس سیاہ سفید بنگلے میں جھانکو تو اوپری منزل کے تیسرے کمرے میں ایک لڑکی ایک لڑکے سے خفا بیٹھی تھی۔ دونوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے، لڑکا مسکرا رہا تھا جبکہ لڑکی کا منہ بنا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لڑکی کے گال کو چھوتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا

"مت تنگ کرو مجھے" وہ تپی بیٹھی تھی، ایک دم سے چلائی

وہ ہنس دیا "مجھے دیکھنے تو دو اندر آگ لگی ہو تو چہرہ کیسے لال ہوتا ہے"

اس نے پاس پڑا کشن اسے دے مارا "بھاڑ میں جاؤ تم" وہ ایک دم سے اٹھی تھی

مگر تیمور نے کشن پکڑ لیا تھا، اس نے کشن صوفے پر پھینکا اور بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے لیٹ گیا، دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے وہ مسکرا رہا تھا "ایسے نہیں کہتے اپنے شوہر کو"

مگر وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی،اس نے اپنے پیچھے تیمور کو دیکھا اور پھر اسے نظر انداز کرتی آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی

"اچھا ایک کام کرتے ہیں" وہ اٹھ بیٹھا "پہلے کینیڈا اور پھر جہاں تم کہو"

وہ فوراً مڑی اور ہاتھ سینے پر لپیٹ لیے "تم نے تو کہا تھا شادی کے بعد میں لندن چلی جاؤں گی،اپنی سٹڈی کمپلیٹ کر سکتی ہوں"

"ہاں نا۔۔یار ابھی اس میں دیر ہے،ہم شادی کے بعد کہیں گھومنے نہیں گئے" وہ کھڑا ہوا اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے "چلتے ہیں نا"

اس نے آنکھیں گھمائیں اور ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکالے "کل شاپنگ پر چلنا ہے" اس نے جیسے حکم دیا تھا۔پھر اپنے کانوں سے بالیاں اتارنے لگی

"یہ تم مجھے آڈر دے رہی ہو؟" اس نے ایک بازو سینے پر لپیٹا اور دوسرا ہاتھ ہونٹوں پر رکھے اسے دیکھے گیا

"ہوں۔۔کافی سمجھدار ہو گئے ہو" اس نے دونوں بالیاں اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھیں

تیمور بس اسے گھورتا رہ گیا "خرچہ کرواتی رہا کرو میرا" اور بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔وہ خاموش رہی اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔جب واپس آئی تو وہ کمبل لیے بیڈ سے ٹیک لگائے سکرین پر سکرول

کر رہا تھا۔۔وہ پھر سے آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی،لوشن کا جار کھولا اور تھوڑا سا انگلیوں پر لگایا، پھر ہاتھوں پر ملا۔۔وہ آئینے میں اس کا عکس دیکھ رہی تھی

"چوزو"

"ہوں"

اس نے مزید لوشن نکالا اور چہرے پر ملنے لگی "تم نے وہ فائل پہنچادی؟"

"ہوں" اس نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا جو آئینے میں اسے ہی دیکھ رہی تھی

"پہنچادی ہے" پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"کچھ کہا نہیں؟"

وہ مسکرایا "شادی مبارک کا پیغام بھیجا ہے"

وہ بھی مسکرادی۔

"ابھی ہم کہیں گھومیں پھریں گے، تھوڑا ٹائم سپینڈ کریں گے پھر کچھ دیکھیں گے" اس نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور لحاف اوڑھ کر لیٹ گیا۔

لڑکی اپنے ہونٹوں پر لپ بالم لگاتی کچھ سوچ رہی تھی

دوپہر ہونے کو تھی۔دن کے گیارہ کا وقت تھا۔آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی،اس کے کمرے کی لائٹ آف تھی۔کھڑکی کھلی تھی جہاں سے روشنی اندر آرہی تھی۔اس کے سامنے ایزل تھا جس پر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کینوس لگا تھا، پاس ہی سٹڈی ٹیبل پر پڑے گلدان میں گلابی لمبی ڈنڈی والے گلاب پڑے تھے، وہ ذرا سے مرجھا گئے تھے۔اس کے کمرے میں کارپیٹ بچھا تھا جس پر صارم اپنے کھلونے بکھیرے کھیل رہا تھا۔پاس ہی اس کا چھوٹا بلا بھی تھا جو کہ صارم کے ساتھ پورا پورا شریک تھا۔اس کے بال جوڑے میں مقید تھے، ڈھیلی سی مہندی رنگ کی شرٹ اور نیچے سیاہ ٹراؤزر پہنے وہ کینوس پر پھول بنا رہی تھی، بہت سے ملے جلے رنگوں کے پھول۔دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور اشعر اندر آیا۔اس کے ہاتھ میں دو کافی کے کپ تھے جن سے بھاپ اڑ رہی تھی۔اندر آتے ہی مسکرایا

"ساری ٹیم اندر جمع کی ہوئی ہے" وہ ہنس دی، مڑ کر اسے دیکھا، اس کے دائیں ہاتھ میں پینٹ برش تھا، انگلیاں رنگوں میں رنگ چکی تھیں۔لڑکے نے کافی کپ میز پر رکھا اور خود کاؤچ پر بیٹھ گیا۔

صارم گھٹنوں کے بل چلتا اس کے پاس آیا اور پھر اس کی ٹانگ کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔وہ اس کے کافی کپ کی طرف اشارہ کر رہا تھا، اس نے اسے اٹھایا اور اپنی گود میں بٹھا لیا۔

"اس کی اماں کہاں ہے؟" اس نے کافی کپ ذرا سا اس کے ہونٹوں سے لگایا، اس نے گھونٹ بھرا اور برا سا منہ بنایا۔

وہ مسکرا دیا

"سوئی ہیں محترمہ" اس نے سرخ رنگ میں پہلے رنگ کو مکس کیا اور پھول کی ایک پتہ بنائی

"اور ہماری اماں؟"

صارم نے دوسرا گھونٹ نہیں بھرا اور خود ہی اس کی گود سے اتر گیا

"آپ کی اماں صبح صبح فلاحی کاموں کے لیے نکل گئی ہیں" اس نے ایک خوبصورت سا پھول بنایا تھا

"مطلب؟"

"ساتھ والی انٹی آئی تھیں، اماں سے کہہ رہی تھیں جہاں سے ہم نے رضائیاں بنوائی ہیں انھیں بھی بنوا دیں تو وہ بس ابھی گھنٹہ پہلے ہی گئی ہیں"

اس نے بات مکمل کی اور ساتھ دوسرا پھول بھی۔

"اچھا" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا "آپ مجھے وہ سوال دے دیں، میں بڑے موڈ میں ہوں" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا

وہ مڑی اور سٹڈی پر پڑا کاغذ اسے دیا، ساتھ ٹشو سے اپنا ہاتھ صاف کیا اور سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھا کر اسے ان لاک کیا، مامون کی چیٹ کھولی اور وہی سطر دوبارہ دہرائی۔

"ہنٹ یہ ہے کہ یہ بہت سادہ ہے۔۔ ہم چیزوں کو مشکل بنا دیتے ہیں جبکہ چیزیں مشکل نہیں ہوتیں، ہمیں زیرو سے شروع کرنا ہے اور آگے بڑھنا ہے" اس نے سکرین آف کی اور فون میز پر رکھا، ساتھ کافی کپ اٹھایا اور گھونٹ بھرا

"اوکے" اس نے سر ہلایا اور کاغذ پر جھک گیا۔

رابیل اس کے دائیں جانب بیٹھی کافی کے گھونٹ بھر رہی تھی۔اس کی نظر اشعر پر تھی۔۔اشعر مسکرایا"آپی یاد ہے بچپن میں ہم دی ہینگ مین کھیلتے تھے"

"ہاں"وہ بھی مسکرائی"اور تم ہمیشہ صحیح گیس کرتے تھے"

اشعر نے کاغذ پر سے سر نہیں اٹھایا تھا،وہ کچھ لکھ رہا تھا

"اور مینو صحیح گیس نہیں کرتی تھی پھر روتی تھی"

وہ ہنس دی"اور میں۔۔میں تو پہلے ہی ہار مان جاتی تھی"

وہ مسکرایا"بالکل!اور وہ گیم بھی بڑا مزے کا ہوتا تھا جس میں ہم جنرل نالج کے سوال کرتے تھے، اس میں بھی مینو رونے لگتی تھی مگر وہ ہم دونوں سے بہتر تھی"

"ہوں"اس نے کافی کا گھونٹ بھرا"کتابوں میں پائے جانے والے کیڑے کو کیا کہتے ہیں؟"

وہ جھٹ سے بولا"سلور فش"اور ہنس دیا

"وہ کون سا جانور ہے جس کی زبان پر پسینہ آتا ہے؟"

وہ اس پر بھی جھٹ سے بولا"کتا"اور پھر سے ہنسا

رابیل بھی ہنس دی"واؤ۔۔تم ابھی بھی ماشاءاللہ خاصے ذہین ہو"اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

اشعر ابھی بھی کاغذ پر جھکا تھا

"کتنا مزہ آتا تھا نا، ہمارے سب سے زیادہ نمبر ز جنرل نالج میں آتے تھے اور وہ جو پرو-ور بز ہوتے تھے، استغفر اللہ۔۔ایسا رٹا لگا کر جاتے تھے نا کہ ٹیچر بھی ہمیں رشک سے دیکھتی تھیں"

وہ ہنسا تھا "واقعی! مس شگفتہ تو میری فین تھیں"

وہ مسکرائی "وہ مجھے بھی اشعر کی بہن، اشعر کی بہن کہہ کر بلاتی تھیں۔۔پھر کلاس کی لڑکیاں بھی مجھے اشعر کی بہن کہنے لگ گئی تھیں" وہ ہنس دی

وہ مسکرایا "آپی!"

وہ متوجہ ہوئی "ہوں" کافی کا گھونٹ بھرا

"چیزیں اتنی مشکل نہیں ہوتیں جتنی ہم بنا دیتے ہیں"

"جی" وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی

اس نے کاغذ میز پر رکھا اور کھڑا ہوا، پھر مسکرایا اور اس کے ہاتھ سے کپ لے کر کافی کا گھونٹ بھرا

"آج ظہر کے بعد دو نفل شکرانے کے ضرور پڑھیں"

وہ کھڑی ہوئی اور حیرانی سے دیکھا "کیوں؟"

"اتنا ذہین بھائی جو ملا ہے" اس نے بڑے نخرے سے بالوں میں سے ہاتھ گزارا، مسکرایا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

رابیل نے کاغذ پکڑا تو اوپر ایک فارمولا لکھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"C8H10N4O2"

اسے پھر بھی کچھ سمجھ نہیں آیا،اس نے سکرین آن کی اور گوگل پر سرچ بار میں اشعر کا لکھا فارمولاز لکھا،ایک سیکنڈ لگا تھا اور جواب سامنے تھا

وہ مسکرادی اور پھر واٹس ایپ پر آئی،مامون کا نمبر نکالا اور اسے میسج کیا

"Today at 4"

لاسٹ سین صبح آٹھ بجے کا تھا،وہ مسکرائی اور صفحے کو دیکھا۔۔وہاں فارمولا لکھا تھا۔۔وہ زیر لب بڑبڑائی

"کیفین"

اور صفحہ وہاں رکھ کر صارم کی جانب بڑھی،وہ خوش تھی۔۔وہ واقعی خوش تھی

دوسری طرف اس بڑی سی عمارت میں ایک آفس میں سیاہ تھری پیس میں ملبوس شخص سامنے بیٹھی لڑکی سے بات کر رہا تھا،ساتھ ساتھ وہ فائل پر نشان بھی لگاتا جا رہا تھا،اس کا فون تھرتھرایا تھا مگر اس نے نظر انداز کیا۔سامنے بیٹھی لڑکی کے ہاتھ میں بہت سے کاغذات تھے

"ملیحہ میم کب آئیں گی؟"

اس کی گردن فائل پر جھکی رہی"آج یا کل۔۔میرے ساتھ انسپیکشن کریں گی،ایک بار تم خود بھی سب دیکھ لینا"

"اوکے باس" پھر اس نے گلا کھنکھارا" وہ۔۔ایک بات ہے باس"

"ہوں" اس نے سبز ہائی لائٹر سے ایک لائن رنگی اور اسے دیکھا" ہمارا ابھی پیراگون فارما کے ساتھ کانٹریکٹ رہتا تھا"

"ہوں۔۔آگے بولو" وہ جلدی میں تھا

"آپ نے ختم کر دیا ہے"

مامون نے اسے دیکھا جو بغور اسے دیکھ رہی تھی" مجھے بتا رہی ہو یا پوچھ رہی ہو؟" وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا، ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں

" باس" اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے" ان کی ساری سپلائی ہم نے کسی اور ہاسپٹل کو دی ہے، آپ کو نہیں لگتا ان کی ایم ڈی کافی غصے میں ہوں گی؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے مامون کو دیکھا

"تو؟" اس نے شانے اچکائے جیسے کوئی فرق نہیں پڑتا" ہمیں بھی بہت غصہ آیا تھا جب اس نے ہمارے کانٹریکٹ میں اپنی مرضی کی تبدیلی کرنے کی کوشش کی تھی"

" باس، انھوں نے بس ہم سے ٹونٹی فائیو پرسنٹ پرافٹ مانگا تھا"

"میں اس کو ایک ٹکا نہیں دوں گا، وہ آئے گی تو میں خود دیکھ لوں گا" اس نے جیسے بات ختم کی اور پھر سے فائل پر جھک گیا۔

افیفہ نے سانس خارج کی، وہ جانتی تھی کہ مامون فیصلہ کر چکا ہے اور اب وہ نہیں بدلے گا۔"آج آپ کی میٹنگ بھی ہے"اس نے یاد دہانی کروائی

"ہوں۔۔یاد ہے، شام چار بجے۔۔فیروز جاذب کے ساتھ"

دفعتاً اس کا فون بجا تھا اور اس نے سکرین پر جلتا نمبر دیکھا، پھر فون اٹھایا اور کان سے لگایا"جی"

دوسری طرف سے کسی نے اپنی بات مکمل کی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور افیفہ کو دیکھا"بھیج دو"

اور فون رکھ دیا مگر اس کی نظر واٹس ایپ کے نئے نوٹیفیکشن پر پڑی، موبائل اس نے دوبارہ پکڑا اور سکرین آن کی، سیدھا واٹس ایپ کھولا اور مطلوبہ چیٹ کھول کر میسج پڑھا، ساتھ ہی"اوکے"کا میسج بھیجا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔دفعتاً گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر آیا تھا، افیفہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر فوراً سیدھی ہوئی اور مامون کو دیکھا۔۔وہ مسکرایا"کافی لے کر آؤ، ایک کپ"

اس نے سر ہلایا اور چلی گئی۔اندر آنے والی اس کے سامنے بیٹھی تھی، اس کے سیاہ بال سٹیپس میں کٹے تھے، شارٹ شرٹ اور نیچے جینز پہنے وہ مامون پر نظریں جمائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے اسے دیکھ رہی تھی

"بولیں۔۔میں سن رہا ہوں"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا، ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملی ہوئی تھیں

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا"

"مجھے نہیں لگتا کہ آپ اتنی دور سے مجھے یہ بتانے آئی ہیں کہ میں نے کیا کیا ہے"اس کا لہجہ نارمل تھا، چہرے پر ہلکی سی مسکان۔

لڑکی نے سانس خارج کی "مامون۔۔تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ ہمارا ایک کانٹریکٹ ہوا تھا جس کے مطابق ہماری انڈسٹری تمھارے ساتھ کام کرے گی، کچھ میڈیسنز میں ہم تم سے اچھے اور آگے ہیں" اس نے جیسے جتایا تھا

"آگے؟"وہ بس اسے سننے بیٹھا تھا

"جتنے حصہ دار تم تھے اتنے ہی ہم بھی تھے، میں نے بس ٹونٹی فائیو پرسنٹ پرافٹ کی ڈیمانڈ کی تھی۔۔اس میں حرج ہی کیا ہے؟ تمھارا اتنا پرافٹ ہوتا ہے، ساتھ مل کر کام کرنے کا مقصد ہی کیا جو پرافٹ ہی نہیں"

وہ پھر خاموش ہوئی، افیفہ کافی کپ لے آئی تھی، اس نے کپ مامون کے سامنے رکھا اور اس لڑکی کے ساتھ بیٹھ گئی۔ لڑکی نے گردن موڑ کر افیفہ کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو میری کافی؟

مامون نے گلا کھنکھارا "میں کافی دو چمچ چینی کے بغیر نہیں پیتا، آپ تو ڈائٹ پر ہوں گی، نہیں؟"اس نے ابرو اٹھائی اور کپ منہ سے لگایا

لڑکی کلس کر رہ گئی، افیفہ دبا دبا مسکرائی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ مامون میٹھی کافی ہر گز نہیں پیتا۔

"کمٹینیو"اس نے کپ دوبارہ ہونٹوں سے لگایا اور ایک گھونٹ بھرا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ماننا پڑے گا کہ تم نے اچھا گیم کھیلا، کانٹریکٹ تمھاری مرضی کا، پرافٹ ہنڈریڈ پرسنٹ تمھارا، ہمارے سینیئر تم تھے، سارا کنٹرول تم نے اپنے ہاتھ میں رکھا، گڈ!" اس نے جیسے سراہا تھا مگر اس کے چہرے پر واضح سنجیدگی تھی

مامون مسکرایا "اور کچھ؟"

"اٹس انف" وہ تپ گئی تھی

مامون کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے ساتھ پڑی فائلز میں سے تیسرے نمبر والی فائلز نکالی تھی، اسے کھولا اور لڑکی کے سامنے رکھا۔۔ایک گھونٹ کافی کا بھرا، پھر بولنا شروع ہوا

"مس مرینہ حسین نقوی، آپ کے ساتھ چار ہفتے پہلے بدھ کے دن دوپہر دو بج کر تیئس منٹ پر ہمارا ایک کانٹریکٹ ہوا تھا جو کہ آپ نے اچھے سے پڑھ کر سائن کیا تھا، اس کانٹریکٹ میں لکھا تھا کہ آپ بغیر کسی معاوضے کے صرف ایکسپرینس لینے کے لیے ہمارے ساتھ چند مہینے کام کریں گی۔۔اس کانٹریکٹ کے مطابق میں جب چاہوں جو چاہوں تبدیلی کر سکتا ہوں کیونکہ میں آپ کا سینئر ہوں اور آپ میرے انڈر کام کر رہی ہیں" وہ پھر سے مسکرایا اور فائل بند کی

"آپ نے نہ صرف اس کانٹریکٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی مرضی کی تبدیلی کی بلکہ آپ نے ہمارے ورک ریلیشن کو ایک تجارت میں بدل دیا جس میں آپ اب پرافٹ کما رونا رو رہی ہیں"

اس نے کافی کا گھونٹ بھرا"آپ کے مطابق آپ ہم سے بہت اچھی اور بہت آگے ہیں تو آپ کو تو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیئے۔۔ویسے بھی کوئی خاص پرافٹ نہیں ہوا"اس نے منہ بنایا تھا

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔تم نے کانٹریکٹ اپنی مرضی کا بنایا تھا"وہ دبا دبا سا چلائی تھی

"مگر میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سائن نہیں کروائے تھے۔۔آپ نے مجھ سے متاثر ہو کر اپنا کنٹرول میرے ہاتھ میں دیا تھا"وہ آگے کو ہوا"مس مرینہ"

اس نے ایک ہاتھ اس کی میز پر مارا، پھر چلائی"تم۔۔مجھ سے بچ کر دکھاؤ اب"

مامون نے کافی کا گھونٹ بھرا اور سر اثبات میں ہلایا"اوکے"اپنی گھڑی دیکھی"آپ کو آئے اٹھارہ منٹ تین سیکنڈز ہوئے ہیں، ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا۔۔یہاں سے نکلیں گی تو رائٹ جایئے گا بالکل کارنر پر ایک نیا کیفے کھلا ہے وہاں سے کافی پی لیجیئے گا، جتنے ڈالرز کا بل بنا میں پے کر دوں گا، آفٹر آل میرا کروڑوں کا پرافٹ جو ہوا ہے"

اس نے مسکرا کر اپنی بات ختم کی، افیفہ نے بمشکل ہونٹ دانتوں تلے رکھ کر ہنسی روکی تھی

"تم۔۔"وہ پھر سے بولنے والی تھی مگر مامون نے اسے نظر انداز کیا"زہر لگ رہے ہو مجھے"

"کچھ کہا آپ نے؟"وہ معصومیت سے بولا

وہ کچھ بولنے والی تھی مگر مامون فوراً سے بولا"میں نے نہیں سنا"

پھر افیفہ سے مخاطب ہوا"افیفہ انھیں باہر چھوڑ آؤ، میں ذرا بزی ہوں"

اور دوبارہ فائل پر جھک گیا،اس نے پیر پٹخا اور وہاں سے چلی گئی۔

مامون نے سر اٹھایا،اس کی افیفہ سے نظر ملی۔وہ مسکرایا جبکہ افیفہ باقاعدہ ہنسی تھی"باس!"

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"باس!آپ کی کافی میں چینی کس نے ڈالی؟"

وہ مسکرایا اور شانے اچکائے"اس نے کون سا پی کے دیکھ لینی تھی"اور سر جھٹکا

"اور جس کارنر کا آپ نے اسے بتایا ہے وہاں تو مردانہ جم ہے"

وہ پھر سے مسکرایا"ہاں تو وہ کون سا وہاں کافی پینے جائے گی"

"اور کہاں جائے گی؟"

"میری طرف سے جہنم میں جائے"افیفہ سر ہلا کر دھیرے سے ہنسی اور پھر نارمل ہوئی۔وہ دوبارہ فائل پر جھک گیا،پھر کچھ یاد آنے پر بولا"اور ہاں،چار بجے والی میٹنگ کل کہیں ایڈجسٹ کر دو،آج میں ذرا بزی ہوں"

اس نے برا سا منہ بنایا"کل کا شیڈول دیکھنا پڑے گا لیکن میں ایڈجسٹ کر دوں گی"وہ ایک فائل کے صفحے آگے پیچھے پلٹا رہی تھی

"لیکن ابھی کچھ دیر پہلے تک تو آپ تیار تھے"وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی

"ہاں۔۔بس ابھی ایک اہم کام یاد آیا ہے"اس نے فائل ایک طرف کی اور سکرین آن کی۔واٹس ایپ کھول کر اس کی چیٹ دیکھی،وہ میسج دیکھ چکی تھی

"اوکے۔۔کیا کسی لڑکی۔۔"اس نے گلا کھنکھارا"میرا مطلب ہے کوئی لڑکی ہے جس کے لیے آپ میٹنگ کینسل کر رہے ہیں"

مامون نے اسے دیکھا،وہ اسے معصومیت سے دیکھ رہی تھی،مامون نے اسے سنجیدگی سے دیکھا"کسی دن تم میرے پاس لنگڑاتی ہوئی آؤ گی"

"کیوں باس؟"اس نے ناسمجھی سے دیکھا

"دوسروں کے کاموں میں ٹانگ اڑانے والوں کی ٹانگیں اکثر ٹوٹ جاتی ہیں افیفہ"

اس نے ایک تھوک نگلا اور کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے"آپ کم از کم میری ٹانگ نہیں توڑیں گے"

مامون نے ساتھ پڑے پی ٹی سی ایل کی طرف کرسی سرکائی اور ایک نمبر ڈائل کر کے کریڈل کان سے لگایا

"ہاں نعیم۔۔ذرا اوپر آنا،کچھ بہت ضروری ہے جو اٹک گیا ہے،تڑوانا ہے۔۔جلدی آنا ذرا"

اور افیفہ دو منٹ میں وہاں سے غائب ہو گئی۔وہ نفی میں سر ہلاتے مسکرایا تھا،اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا،وہ یوں بے وجہ نہیں مسکراتا تھا مگر اب تو اس کے پاس وجہ تھی مسکرانے کی!

عصر کے بعد کا وقت تھا۔اسلام آباد کے پہاڑوں پر نارنجی آسمان انتہائی حسین لگ رہا تھا،اتنا حسین کہ کوئی اسے فرصت سے کھڑا ہو کر دیکھے۔ایک کیفے کے باہر ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک شخص بیٹھا تھا، اس نے گول گلے والی چارکول شرٹ پہن رکھی تھی اوپر سیاہ جیکٹ اور نیچے سیاہ جینز،اس کے جو گرز چارکول رنگ کے تھے۔۔اس کی کلائی میں آج گھڑی نہیں تھی اور یہ پہلی بار ہوا تھا،وہ سامنے پہاڑوں کو دیکھ رہا تھا جو کہ آسمان کو چھو رہے تھے۔ویٹر اس کے پاس آیا،اس نے جھک کر اس شخص سے کچھ پوچھا اور اس نے مسکرا کر سر نفی میں ہلا دیا۔وہ چلا گیا اور اب وہ اکیلا بیٹھا تھا۔اچانک وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا،ٹانگ پر سے ٹانگ اتاری۔۔

"ایک "اس کا دل دھڑکنا شروع ہوا تھا

"دو"دھڑکن میں تیزی آئی تھی

"تین"اس نے کانوں سے دھڑکن کی آواز سنی تھی اور وہ کھڑا ہو گیا،وہ اس کی پشت سے ہوتی اس کے ساتھ سے گزری اور اب اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔وہ مسکرائی اور بیٹھ گئی۔۔وہ بھی بیٹھ گیا

"آپ کو کیسے پتہ چلا میں آ رہی ہوں؟"رابیل نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا

"میری سینسز بہت تیز ہیں"مامون نے مسکرا کر شانے اچکائے

وہ مسکرا دی۔پھر سر ہلایا"یہ بہت اچھا ایکسپرینس تھا۔۔پہلے کبھی کسی نے ایسے ہنٹ نہیں دیا تھا"

اس نے سر کو ذرا سا خم دیا"آئندہ بھی ایسے ہی کروں گا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل ہنس دی،اس کے ہوتے کبھی وہ مسکراتی تھی اور کبھی ہنس دیتی تھی

"اوکے "رابیل نے کہتے ہی سر ہلایا

ویٹر آیااور رابیل نے چائے کا آڈر دیا

"آج پیسے میں دوں گی "اس نے پہلے ہی اسے خبر ادر کر دیاتو وہ سانس لے کر رہ گیا

وہ اس کے پیچھے دیکھ رہا تھا"پہاڑ خوبصورت ہیں"

اس نے گردن موڑی اور پیچھے دیکھا، پھر اسے دیکھ کر مسکرائی"جی۔۔بہت"سانس لینے کا وقفہ

"آپ کو پہاڑ پسند ہیں؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"بہت۔۔مضبوط، آسمان کو چھوتے اور بہت سی زندگیوں کو گھر دیتے۔۔

مجھے اچھے لگتے ہیں"

وہ صرف مسکرادی۔

"آپ کو؟"سوال مامون کی طرف سے تھا

اس نے شانے اچکائے"آپ کی طرح نہیں۔۔مجھے تاج محل،لال قلعہ، قطب مینار زیادہ فیسینٹیسائز

کرتے ہیں"

وہ مسکرایااور ٹانگ پر ٹانگ رکھ دی"آپ نے لاہور نہیں دیکھا؟"

ایک سانس خارج کی"دیکھا ہے مگر اچھا نہیں لگتا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"لاہور نے آپ کا بھی دل توڑا ہے"

وہ اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی اور پھر ہنس دی،وہ بھی ہنسا تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے کو بخوبی سمجھ گئے تھے۔رابیل نے اسے دیکھتے سر ہلایا پھر بولی

"True reader"

اس نے فقط شانے اچکائے کہا کچھ نہیں۔ویٹر چائے لے آیا۔اس نے چائے کا ایک ایک کپ ان کے سامنے رکھا اور مامون نے شکریہ ادا کیا

"آپ کو کافی اچھی لگتی ہے؟"

رابیل نے سوال کیا تھا

"بہت۔۔چائے سے زیادہ اور کتابوں سے کم"

وہ مسکرائی"لیکن ہم تو دوسری بار چائے پی رہے ہیں"

"میں تو آپ کو کمپنی دیتا ہوں"اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا۔

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا اور چائے کا کپ منہ کو لگایا،ایک گھونٹ بھرا۔مامون اسے دیکھ رہا تھا،

پھر گلا کھنکھار کر پوچھ بیٹھا

"آج آپ نے چینی نہیں ملائی،نہ براؤنی آڈر کی"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ پرچ پر رکھا"آپ میٹھا نہیں کھاتے۔۔اس دن آپ نے مجھے کمپنی دی تھی آج میں آپ کو دے رہی ہوں"

وہ سر جھکا کر مسکرایا تھا، کپ پکڑا اور منہ کو لگایا"ضرور میرے پرسنل ریڈیو نے آپ کو بتایا ہو گا"

وہ مسکرائی"جی"

اس نے سر ہلا دیا۔پھر خاموشی کا وقفہ اور خاموشی رابیل نے توڑ دی۔

"کیفین سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ اسی کیفے کی بات کر رہے ہیں جہاں ہم آخری بار ملے تھے مگر مجھے ڈر تھا کہ آپ نے کہیں کسی اور کیفے کا ذکر نہ کیا ہو۔۔اگر میں کہیں اور چلی جاتی تو؟"

"تو آپ مجھے کال کرتیں، میں وہاں آ جاتا"اس نے بات کر کے سامنے سے ٹشو پکڑا مگر رابیل اسے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ عارفین کا بھائی تھا، وہ عارفین جو اس کے پاس تب آئی تھی جب وہ آگ میں غوطے کھا رہی تھی اور آج اس کا بھائی سامنے بیٹھا تھا۔ان دونوں بہن بھائیوں کا دائرہ ہی کچھ اور تھا

اس نے ٹشو سے ہونٹ تھپتھپائے اور پھر اسے مسکرا کر دیکھا، وہ مسکرا بھی نہ سکی

"آپ اگر کچھ میٹھا کھانا چاہتی ہیں تو آڈر کر لیں، میں مائنڈ نہیں کروں گا"

وہ مسکرائی"نو۔۔اٹس آل رائٹ"

چائے ختم ہوئی، آج رابیل نے پیسے دیے تھے اور وہ دونوں چل دیے۔

"آپ کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ کتابوں کے لیے وقت نکال سکیں، آئی مین کافی بزی شیڈول ہو گا نا" رابیل نے ساتھ چلتے اپنے سے لمبے مرد کو دیکھا جو کہ سامنے دیکھ رہا تھا

"ہوں" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے ساتھ چل رہا تھا "مگر کتابیں عشق ہیں" وہ مسکرایا تھا

وہ ہنس دی "اب لگ رہے ہیں عافی کے بھائی"

مامون مسکرایا "جو چیزیں ہمیں پسند ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ٹائم نکال لیتے ہیں"

"یہ تو ہے" ایک لمحے کا وقفہ "آپ نے کب سے کتابیں پڑھنا شروع کیں؟"

"میں نو سال کا تھا جب میرے نانا نے مجھے پہلی کتاب گفٹ کی، پھر میں دس سال کا تھا جب میں نے اپنے نانا کو ایک سٹوری بک گفٹ کی تھی"

وہ حیران ہوئی، پھر مسکرائی "میں اور نانا ایک ٹاسک کرتے تھے جس میں ہم نے ایک مہینے میں یا اس سے پہلے ایک بک پڑھنی ہوتی تھی اور پھر ہم ڈسکس کرتے تھے کہ انھوں نے اس بک سے کیا سیکھا اور میں نے کیا سیکھا، پھر عافی بھی ہماری ٹیم میں شامل ہو گئی اور اس طرح ہم ریڈرز بن گئے" اس نے شانے اچکائے

وہ مسکراتے ہوئے اسے سن رہی تھی، پھر بولی "یہ بہت اچھی ایکٹیویٹی ہے"

"ہوں۔۔اب نانا نہیں ہیں۔۔اب آرا ہماری نانی بنتی ہے"

اور وہ دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے۔

اس نے گردن اٹھا کر ساتھ چلتے شخص کو دیکھا جو بڑا مطمئن سا تھا"آپ کے پاس تو ڈھیروں بکس ہوں گی۔۔آپ کے گھر میں سارے ریڈرز ہیں"

"ہاں۔۔یہی کوئی پانچ سے چھے ہزار ہوں گی زیادہ نہیں"

"پانچ ہزار"وہ حیران ہوئی تھی مامون اسے دیکھ کر مسکرادیا"آپ کبھی آئیں،آپ کو وزٹ کرائیں گے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"شیور"

اس کا گھر قریب تھا،سٹریٹ پول کے پاس کھڑے مامون نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک سیاہ فلیش ڈرائیو اسے دی

"یہ۔۔آپ کی امانت"

اس نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے لی"شکریہ۔۔۔رائٹر نے دے دی؟"

وہ مسکرایا۔پھر سر اثبات میں ہلایا"ایک آدھ دفعہ ڈانٹا اور پھر دے دی"

وہ فلیش ڈرائیو دیکھ رہی تھی"میں پڑھ کر واپس کر دوں گی۔۔یہ میرے پاس آپ کی امانت ہے"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا،وہ اللہ حافظ کہہ کر آگے بڑھ گئی اور وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔وہ اسے تب تک دیکھتا رہا جب تک کہ وہ اپنے گھر نہیں چلی گئی،پھر وہ واپس اپنی گاڑی کی طرف مڑا تھا۔اسے جمعے کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام کا انتظار ہوتا تھا اور یہ شام بہت جلدی گزرتی تھی۔ ہر کام وقت پر کرنے والے مامون آفندی کو رابیل کے ساتھ وقت کا اندازہ نہیں ہوتا تھا یا وہ وقت کو بہت پیچھے چھوڑ کر آتا تھا۔

سورج کو چڑھے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔ موسم کل کی نسبت زیادہ اچھا تھا، سورج نے پہاڑوں کے پیچھے سے منہ نکالا اور اب ہر شے پر اپنی دھاک بٹھائے پورے ذوق سے چمک رہا تھا۔ یہ تین بجے کا وقت تھا، شہر کی سڑکیں آباد تھیں۔ ہر سو رونق تھی، زندگی مصروف تھی۔ ایک بڑی سی بلڈنگ سے ایک شخص نکلا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا، اس نے سرمئی تھری پیس پہن رکھا تھا اور فون کان سے لگائے وہ اپنی گاڑی کو ان لاک کسی سے بات کر رہا تھا۔ دفعتاً اس کے پاس ایک بچہ آیا، اس کے کپڑے گندے اور چہرے پر مٹی لگی تھی۔ بال کئی دن سے دھوئے نہیں تھے اور وہ ہاتھ پھیلا کر اس آدمی سے کچھ مانگ رہا تھا، اس نے اسے نظر انداز کیا اور فون پر بات کرتا رہا۔ اسی وقت دو اور بچے آئے اور اس سے بھیک مانگنے لگے، اس نے فون کان سے ہٹایا اور عاجز آ گیا۔ بالآخر اس نے جیب سے والٹ نکالا اور اسے پیسے دینے کے لیے کھولا مگر ایک لمحے کی دیر تھی بچے نے جھٹ سے اس کے ہاتھ سے والٹ چھینا اور بھاگ گیا، وہ اس بچے کے پیچھے بھاگا تھا۔ اب بچہ آگے اور وہ پیچھے تھا، وہ مختلف پارک ہوئی گاڑیوں کے آگے پیچھے سے ہوتا بھاگتا جا رہا تھا اور سرمئی تھری پیس والا اس کے پیچھے تھا، بچہ سڑک کراس کر گیا مگر سبز بتی جلنے کی وجہ سے وہ آدمی فٹ پاتھ پر ہی رکا رہا، بچہ بہت آگے نکل گیا تھا اور وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا، اس کا تنفس پھول چکا تھا، اس نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا اور اپنی

شکست تسلیم کی۔اسی پل اسے اپنی کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا تھا اور اس نے جیسے ہی پیچھے دیکھنے کے لیے گردن موڑی کسی نے اسے زور سے دھکا دیا، دھکا اتنا زوردار تھا کہ وہ عین سڑک کے بیچ میں تھا، چلتی سڑک کے بیچ کھڑے اس کی آنکھوں کے سامنے ایک بڑی بس آئی اور اسے ٹکر ماری۔۔وہ دور جا گرا اور پھر اٹھ نہیں پایا، اس کے سر سے خون نکل رہا، اس کے پاس لوگ جمع ہونے لگے تھے، کوئی ایمبولینس کو بھی بلا رہا تھا۔۔دور ایک بیکری کے باہر کھڑی لینڈ کروزر میں بیٹھا ایک شخص سارا منظر دیکھ رہا تھا، وہ مسکرایا

"انسان کو بھیڑیا بننے پر مجبور نہیں کرنا چاہیئے"

وہ مسکرایا تھا، اس کی آنکھیں سیاہ تھیں!

رات عشاء کی نماز پڑھ کر لڑکی الماری کی طرف بڑھی، اپنا لیپ ٹاپ نکالا، دراز میں سے فلیش ڈرائیو نکالی اور اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھا، کمرے کی بتی بجھا دی اور زیرو کا بلب جلا دیا۔کمرے میں زرد سی ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔وہ بیڈ پر آ بیٹھی اور لحاف خود پر لیا، اس کا بلا کمبل کے نیچے سے نکالا اور اس کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا

"لیو" اس نے اس کی کمر کو سہلایا، وہ دھیمی آواز میں بولا اور دوبارہ پر سکون سا بیٹھ گیا۔وہ فقط مسکرائی، ساتھ پڑا لیپ ٹاپ اٹھایا اور اس کی ایک طرف فلیش ڈرائیو ڈالی، اپنا لیپ ٹاپ آن کیا۔۔روشنی اس کے چہرے پر پڑی، وہ ٹچ پیڈ پر انگلی پھیرتی مختلف فولڈرز کھول رہی تھی، پھر وہ فائل کھولی

جس کا اس نے انتظار کیا تھا۔فائل ڈاؤنلوڈ ہو رہی تھی اور چند سیکنڈز کے بعد وہ فائنل کھلنے کو تیار تھی،اس نے اس فائل پر کلک کیا اور فائل کھل گئی،پہلی نظر اس کی جن الفاظ پر پڑی وہ سیاہ رنگ میں بولڈ لکھائی میں لکھے چار الفاظ تھے؛

"قصہ چالیس راتوں کا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر5

"قصہ چالیس راتوں کا"

رات کا پہر، ہو کا عالم اور ہر سو سناٹا۔اس وقت سارا اسلام آباد سویا تھا۔یہ رات کا دوسرا پہر چل رہا تھا،جب ایک دو منزلہ گھر کے ایک کمرے میں ایک لڑکی سٹڈی ٹیبل پر بازو پھیلائے بیٹھی تھی۔اس کے سیاہ بال کھلے تھے اور وہ اپنی ڈائری پر قلم رگڑتی جا رہی تھی۔وہ اکثر راتوں کو یونہی بیٹھ کر لکھا کرتی تھی۔

کیا آپ کو معلوم ہے

انمول کیا ہوتا ہے؟

وہ جس کا کوئی مول نہیں؟

وہ جس کی قیمت نہیں ہوتی؟

وہ جس کو خریدا نہیں جاتا؟

کیا ہوتا ہے انمول؟

میرے گھر کی کھڑکی پر

ایک تارا چمکا کرتا تھا

میں اس کو جھانکا کرتی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مجھ کو دیکھا کرتا تھا

وہ محض ایک تارا تھا

مگر وہ چاند سے پیارا تھا

میری عمر کے لوگوں میں

ایک بات بہت مشہور تھی

چاند سب سے پیارا ہے

مگر میری ضد تھی یہ

آسمان میں تارا ہے

وہ سب سے پیارا ہے

تم بدل نہیں سکتے

آنکھیں، دل اور انسان

بدلتے رہتے ہیں حالات

جیسے بدلتا ہے انسان

حالات بھاری کہ انسان؟

وہ جوان سے ٹکرائے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ٹوٹ جائے پھر مر جائے

حالات بھاری یا انسان؟

کیا تم کو یہ معلوم ہے

انمول کیا ہوتا ہے؟

بے مول کیا ہوتا ہے؟

آنکھ کا نور، دل کا سکون

انمول کیا ہوتا ہے؟

بے مول کیا ہوتا ہے؟

زندگی ہے انمول

زندگی ہے بے مول

نظم مکمل ہوئی اور اس نے سانس خارج کی۔ پھر پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ وہ نظروں سے اپنی لکھی تحریر پڑھ رہی تھی، پھر آگے کو ہوئی اور قلم پکڑ کر تحریر کے نیچے اپنا نام لکھا اور ڈائری بند کر کے اٹھ گئی۔ اس کا رخ باہر بالکنی کی طرف تھا، جیسے ہی پہلا قدم بالکنی کے ٹھنڈے فرش پر رکھا ہوا اس کے گھنے بالوں کو چھوتی انھیں پیچھے کو کرنے لگی۔ آج رات وہ سیاہ اندھیرا دیکھے گی۔

"قصہ چالیس راتوں کا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے اوپر لکھے چار الفاظ پڑھے اور پھر نظروں سے نیچے کی طرف سفر کیا۔لیواس کی گود میں لیٹا لیپ ٹاپ کی روشنی سے منہ چھپا رہا تھا۔رابیل کی آنکھوں میں روشنی ذرا سی چبھ رہی تھی،وہ آن لائن یا ای بکس کم پڑھتی تھی،شاید عرصے بعد وہ کوئی کتاب اس طرح پڑھ رہی تھی ورنہ جو کتاب اسے اچھی لگتی تھی وہ اسے ہارڈ فارم میں منگوا کر پڑھ لیتی تھی،خیر!وہ نیچے کی طرف بڑھی۔کہانی شروع ہو چکی تھی۔

شہر تھا لندن،وقت تھا رات ساڑھے سات کا،روشنیوں کا شہر روشن تھا،ہر سو رونق تھی۔آکسفورڈ سٹریٹ پر لال بتی جل رہی تھی،گاڑیاں رکی تھیں،مسافر سڑک پار کرتے ایک طرف سے دوسری طرف جا رہے تھے۔پاس ہی ایک کیفے میں روسٹڈ بینز کی خوشبو پھیلی تھی،لوگوں کا شور اور ان کے قہقہوں کے بیچ کانٹے چمچ کی پلیٹ کو بجتی آواز بھی گونج رہی تھی۔کھڑکی کے ساتھ بیٹھا ایک نوجوان شخص ایک خوبصورت لڑکی کے سامنے بیٹھا اس کی شان میں قصیدے پڑھ رہا تھا،یہاں سے دور ایک تھیٹر میں شو شروع ہونے والا تھا۔بڑے سے سٹیج کے آگے دراز قد سرخ پردے پیچھے کی کہانی چھپائے بیٹھے تھے۔ابھی تھیٹر میں اندھیرا تھا مگر کچھ ہی پل میں یہ اندھیرا روشنی میں بدل جائے گا اور پھر اندھیرا۔۔تھیٹر کے پیچھے رش تھا،مختلف لباس پہن کر کھڑے،کچھ کے ہاتھوں میں صفحات تھے، کچھ میک اپ میں مصروف تھے اور کچھ لڑنے میں۔جی ہاں مکمل کرنے میں،ہاتھوں کا استعمال اور منہ پر نشان،وہ دونوں ایک دوسرے کو پیٹ رہے تھے۔بھوری آنکھوں اور گول چشمے والا لڑکا نیچے

پڑا تھا،اس کی گوری رنگت سرخ تھی اور وہ اپنے گلے پر دو ہاتھوں کو چھڑا رہا تھا،اس کے سینے اور پیٹ کے درمیان اس کے اوپر ایک شخص بیٹھا تھا جس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا اور وہ دانت پیستے غصے میں نیچے لیٹے شخص کا گلا دبا رہا تھا۔ان سے چند قدم کے فاصلے پر ایک لڑکی لمبے قد آور آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔اس کی صاف رنگت اور سیاہ آنکھیں تھیں، بال بھورے اور گھنگریالے تھے، پیدائشی گھنگریالے۔۔اس نے سفید بلاؤز تلے بھوری لمبی سکرٹ پہن رکھی تھی، پاؤں میں بھورے اینکل بوٹ تھے،اس نے اپنے بالوں کو جوڑے میں باندھا،چند گھنگریالے لٹیں اس کی گردن سے نیچے پیچھے پشت کو چھو رہی تھیں، سامنے سے ایک گھنگریالی لٹ اس کے ماتھے پر تھی۔وہ پیاری تھی اور مسکرا کر کمر پر دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر خود کو دائیں بائیں گھما کر آئینے میں دیکھ رہی تھی۔پیچھے لڑتے دو لڑکوں کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔لڑکی نے سانس خارج کی اور پیچھے مڑی، بازو سینے پر باندھ لیے اور انھیں دیکھا

"ایل۔۔ہیری"اس نے بڑے آرام سے ان کا نام لیا مگر تمھیں کیا لگتا ہے جو جنگلیوں کی طرح لڑ رہے تھے وہ ایسی آواز پر رک جائیں گے۔

"ہیری۔۔ایل"وہ چلائی اور سیاہ آنکھوں والے نے اپنے ہاتھ نیچے پڑے لڑکے کے گریبان سے الگ کر لیے، پھر سانس بحال کرتا پیچھے ہوا اور بھوری آنکھوں والا کھڑا ہوا۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سر جھٹک کر سامنے دیکھنے لگے

"اب کس بات پر لڑائی ہے؟"اس نے اپنے سے اونچے لڑکوں سے پوچھا

"میں رومیو بنوں گا"سیاہ آنکھوں والا ایل سینے پر انگلی رکھ کر چلایا اور آگے بڑھا۔یہ وہی تھا جو ابھی گردن دبا رہا تھا

"نہیں۔۔میں رومیو بنوں گا"بھوری آنکھوں اور چشمے والا ہیری بھی آگے بڑھا۔یہ وہی تھا جس کی گردن ابھی دب رہی تھی

لڑکی نے ہاتھ اٹھا کر دونوں کو خاموش کرایا

"زمانہ بدل گیا ہے،اب ایک جولیٹ کے پیچھے دو رومیو ہو سکتے ہیں۔۔ہے نا ہیری؟"اس نے سانس بحال کرتے ہیری کو دیکھا جو کہ نیچے زمین کو دیکھ رہا تھا

لڑکی نے ایل کو دیکھا جس کی ناک سے خون بہہ کر سوکھ چکا تھا"ایل۔۔تم رومیو بنو گے"

اور وہ مسکرا دیا مگر اگلے ہی پل ہیری نے اسے گلے سے پکڑا اور جھٹ سے دیوار سے لگایا۔ایل اس کے ہاتھ اپنی گردن سے الگ کر رہا تھا

"ہیری۔۔"وہ چلائی اور لڑکے نے دوسرے لڑکے کو چھوڑ دیا

"میں رومیو بنوں گا"ہیری نے لڑکی کو گھورا اور پھولے تنفس سے بولا"کیونکہ میں خوبصورت ہوں"

ایل آگے بڑھا"میں رومیو بنوں گا کیونکہ میں زیادہ بہادر ہوں"

ہیری جھٹ سے بولا "میں رومیو بنوں گا کیونکہ مجھے محبت کرنا آتی ہے"

"میں رومیو بنوں گا کیونکہ میں جولیٹ کے لیے مر سکتا ہوں" ایل اسے دیکھتے بولا تھا

لڑکی نے سانس خارج کی "ہیری۔۔ تم لاسٹ پلے میں ہیری بنے تھے نا" ان کا آخری پلے ہیری پوٹر پر تھا جس میں ہیری، ہیری پورٹر بنا تھا۔

"تو اب ایل رومیو بنے گا" لڑکی نے ایک فیصلہ سنایا تھا

"عین۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتی۔۔ تم اس کی سائیڈ کیوں لے رہی ہو؟" ہیری صدمے شاک اور افسوس سے اس کی طرف بڑھا تھا

"کیونکہ میں نے پچھلی بار تمھاری سائیڈ لی تھی، پہلے ایل نے قربانی دی تھی اب تم دو گے" پھر خاموش ہوئی

"ہیری۔۔ ولن کے بغیر کوئی کہانی کامیاب نہیں ہوتی۔ یہ ولن ہوتا ہے جو ایک انسان کو ہیرو بنا دیتا ہے۔ مجھے تو ولنز زیادہ پسند ہیں۔ ولن ہر وقت ہیرو کو ایکٹیو رکھتا ہے، ہیرو کی ہر چال ولن کو ختم کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ ولن ہی ہوتا ہے جو ہیرو کو ہیرو بناتا ہے"

ہیری نے سانس خارج کی "اوکے" اور ایل کو دیکھا "لیکن میں رومیو کی لائنز یاد کر چکا تھا" وہ دکھ سے بولا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عین نے اسے عاجز ہو کر اسے دیکھا "ابھی ڈیڑھ گھنٹہ ہے ہیری۔۔تم ٹائبالٹ کی لائنز یاد کر سکتے ہو"

لڑکے نے منہ بسورا اور بڑبڑاتا ہوا باہر چلا گیا۔لڑکی نے ایل کو دیکھ کر ناک کے نیچے اشارہ کیا تھا۔اس نے ناک کے نیچے انگلی کی پور سے چھوا تو خون بہہ رہا تھا۔

"اتنا غصہ کیوں کرتے ہو؟" وہ اس کے قریب آئی تھی مگر وہ پیچھے ہٹ گیا

“None of your business”

اور وہاں سے چلا گیا۔لڑکی سانس خارج کر کے رہ گئی۔اس نے آئینے میں خود کو دیکھا، کیا وہ خوبصورت نہیں؟

نو گھنٹے پہلے:

شہر لندن مگر دن کی رونق،اس وقت یونیورسٹی میں خاصا رش تھا۔موسم بہار کا آغاز تھا اور ہر سو پھول تھے۔اگر فٹ بال کلب میں جھانکو تو اونچی دیواروں پر لگی کھڑکیوں سے روشنی چھن کر اندر آ رہی تھی۔ایک طرف اوپر کو جاتیں نیلی اور سرمئی رنگ کی سیڑھیاں تھیں، کچھ نوجوان فٹ بال پکڑے کھیل رہے تھے، کچھ گپیں لگانے میں مصروف تھے، غرض یہ کہ وہاں شور تھا۔دفعتاً اندر دو نوجوان داخل ہوئے تھے۔دونوں کے کندھوں پر ان کے بیگ تھے،ایک لڑکا ساتھ والے سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ سنجیدگی سے سن رہا تھا۔وہ آگے بڑھے، سیڑھیوں کے پاس سنہرے چمکتے بالوں والا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک لڑکا انھیں گھور رہا تھا،اس کے ہاتھ میں فٹ بال تھااور وہ بار بار فٹ بال کو ہاتھ سے زمین پر پٹختا، بال واپس اس کے ہاتھ تک آتی اور وہ دوبارہ زمین کی طرف پٹخ دیتا۔وہ ہیری اور ایل کو آتے دیکھ رہا تھا،اس کے ساتھ ایک لڑکا آیااور اس کے کندھے پر کہنی رکھی،کچھ بڑبڑایااور دونوں ہنس دیے۔

ہیری اور ایل ان کو نظرانداز کرتے ایک ساتھ سیڑھیوں پر بیٹھے تھے۔ایل ہاتھ پر آف وائٹ کپڑا لپیٹ رہا تھا،وہ ہیری کی کسی بات پر مسکرا بھی رہا تھا۔اسے اپنے سامنے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اور اس نے گردن اٹھا کر دیکھا۔وہ گولڈن بالوں والا پیٹر تھااور اس کے ساتھ اس کا دوست ولیم۔

پیٹر کے ہاتھ میں فٹ بال تھا۔

"کیسے ہوا التمش؟"اس نے ایل کو مخاطب کیا تھا۔

اس نے اس لڑکے کو نظرانداز کیااور سر جھٹک دیا۔اس کے ساتھ والا ولیم بول پڑا

"وہ۔۔کیوٹی کہاں ہے؟اسے نہیں لائے؟"اور کہتے ہی وہ دونوں ہنس دیے۔

ہیری نے دونوں کو دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔ولیم کو اب بھی سکون نہیں آیا تھا۔اس نے گلا کھنکھارا

"ارے یار۔۔آج نہیں مزہ آئے گا،وہ بیوٹی بیٹھی ہوتی تھی نا تو کھیل کا مزہ آتا تھا"اس نے پیٹر کے کندھے پر ہاتھ مارا تھا۔

التمش نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا،وہ سنجیدہ تھا۔بلا کا سنجیدہ،وہی سنجیدگی جو اس کی پہچان تھی۔

"ممازبوائے۔۔تم کیسے ہو؟"ولیم آگے بڑھااور ہیری کا گال کھینچا۔اس نے اسے دھکادیااور وہ ذراسا پیچھے کو لڑکھڑا کر ہنس دیا۔پھر پیٹر کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔

پیٹر نے سامنے دیکھا"آگئی۔۔باربی ڈول"اور دونوں ہنس دیے۔اس نے کلب میں داخل ہوتی عین کو دیکھ کر سیٹی بجائی۔

التمش پیٹر اور عین کے درمیان کھڑا ہو گیا،اس طرح کہ پیٹر کو سامنے سے نظر آتی عین بلاک ہو گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہی تھی

"پیچھے ہٹو یار"پیٹر نے التمش کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا مگر وہ التمش سے اس رویے کی امید نہیں رکھتا تھا جو اس کے ساتھ ہوا۔

اس نے دانت پیستے کہنی اس کے پیٹ میں ماری اور پھر ذراسا آگے کو ہوا۔

"ہاں؟کیا کہا؟"اس نے سینے پر بازو لپیٹ لیے۔

"تم۔۔"وہ آگے بڑھنے لگا تھا مگر ولیم آگیا اور اسے روک لیا

"سمجھتے کیا ہو خود کو؟"وہ چلایا تھا۔

التمش نے شانے اچکائے اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔پیٹر منہ میں بڑبڑاتے نیچے کی طرف بڑھ رہا تھا،پانچ منٹ میں ان کا میچ شروع ہونے والا تھا۔عین التمش کے سامنے کھڑی تھی،وہ اسے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ ناگواری سے سن رہا تھا

"ایل۔۔وہ تمھیں غصہ دلا رہے ہیں۔تم مجھے سن رہے ہو؟"وہ چلائی تھی مگر مجال ہے جو اس کے کان پر جوں بھی رینگی ہو۔

وہ اٹھا اور نیچے کی طرف بڑھا۔پیچھے ہی ہیری بھی تھا۔دونوں ایک ساتھ ایک طرف اپنی ٹیم کے ساتھ کھڑے تھے۔ان کے سامنے پیٹر کی ٹیم تھی۔سیٹی بجی اور کھیل شروع ہو گیا۔فٹ بال کبھی ایک ٹیم کے پاس ہوتا تو کبھی دوسری۔وقت تیزی سے پلٹا اور بال پیٹر کے ہاتھ میں تھی،اس نے زوردار قسم کا کک کیا اور فٹ بال پوری شدت سے بائیں جانب کھڑے ہیری کے گال پر آ لگا۔وہ کراہ کر وہیں بیٹھ گیا،سیٹی بجی اور ایل اس کی طرف بڑھا

"ہیری۔۔تم ٹھیک ہو؟"وہ نیچے بیٹھا زمین پر منہ جھکا کر بیٹھے لڑکے سے پوچھ رہا تھا

"ہیری۔۔"اس نے اس کا سر پکڑ کر اوپر کیا،اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔اس کا گال سرخ ہو چکا تھا، عینک ٹوٹتے ٹوٹتے بچی تھی اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔اس نے گلابی آنکھوں سے ایل کو دیکھا، بولا کچھ نہیں۔اس کی کنپٹی پر نیلی سبز نسیں نظر آ رہی تھیں۔ایل کھڑا ہوا اور انھیں دانت پیستے دیکھا

"التمش کچھ نہیں بھولتا"وہ بڑبڑایا تھا۔پھر ہاتھ ہیری کے آگے بڑھایا اور اسے کھڑا کیا۔لڑکی سیڑھیوں سے اتر کر اس کے لیے پانی لیے کھڑی تھی۔ہیری نے بوتل اوپر کر کے بہت سا پانی اندر انڈیلا۔کوچ نے دوبارہ سیٹی بجائی۔وہ پھر سے کھیل کے لیے تیار تھے۔سیٹی بجی اور کھیل شروع تھا، اس بار بال ایل کے قدموں میں تھا اور بڑی مہارت سے اس نے گیند کو اپنے دائیں بائیں پاؤں کے بیچ

ہی گھماتے رکھا۔کنکھیوں سے اسے نظر آرہا تھا،پیٹر اس کے بائیں جانب تھا۔اس نے ایک بھی لمحہ ضائع کیے بغیر پوری شدت سے بال پیٹر کی طرف اچھالا۔بال پوری طاقت سے اس کے ناک پر جالگا اور وہ وہیں بیٹھ گیا۔

کوچ اس کی طرف بڑھا تھا،اس کے گرد ہجوم لگا تھا۔اس نے سر اٹھایا تو اس کی ناک سے خون نکل رہا تھا۔ایک طرف ہیری اور عین،ایل کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔عین نے اس کی کہنی پکڑی اور اپنی طرف موڑا"ایل۔۔یہ کیا کیا تم نے؟"اس کے چہرے پر فکر تھی۔

اس نے شانے اچکائے"جیسا کروگے ویسا بھروگے"وہ مسکرایا اور ہیری کو دیکھا"کوئی ہیری کو مارے گا تو وہ ایل کو مارے گا۔۔اس کی ہمت کیسے ہوئی ہیری کے منہ پر بال مارنے کی"وہ لاپرواہ سا تھا عین نے سانس خارج کی اور اس کی کہنی پکڑ کر باہر کی طرف بڑھی،کوچ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ تینوں جا چکے تھے،وہ سانس لے کر رہ گیا۔یہ ان کا وہاں پہلا جھگڑا نہیں تھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ تینوں کلاس میں بیٹھے تھے۔ایک ہی ڈیسک پر درمیان میں ہیری تھا اور ایک طرف ایل اور ساتھ عین۔تینوں نے سفید اوورال پہن رکھے تھے۔کلاس میں ان کے بارے میں ہلکی پھلکی بات چیت جاری تھی مگر وہ پرسکون سے بیٹھے تھے۔پروفیسر کلاس میں آئے،سب کے ساتھ وہ بھی کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے۔پروفیسر سامنے روسٹرم پر کھڑے سب کو گھور رہے تھے۔وہ پچھتر

برس کے سفید بالوں اور عینک والے پروفیسر سمتھ تھے۔انھوں نے عینک ناک پر سے ذرا سی نیچی کر کے ایل کو دیکھا "سٹینڈ اپ" انگلی کا اشارہ اس کی طرف تھا اور وہ سانس خارج کر کے کھڑا ہو گیا

"اڑتی اڑتی خبر آئی ہے۔۔"اور بات ادھوری۔

"پہلے پیٹر نے ہیری کو بال ماری تھی"ان کی زیادہ تر لڑائیاں پروفیسر سمتھ ہی ہینڈل کرتے تھے۔

"پیٹر۔۔"انھوں نے آواز لگائی اور پیچھے بیٹھا پیٹر کھڑا ہو گیا

"سوری ڈاکٹر سمتھ۔۔ہمارے میچ سے پہلے التمش کا ہم سے جھگڑا ہوا تھا۔ہم منہ سے بات کرتے ہیں تو یہ ہاتھوں سے،میں نے بس بال کو کک کیا تھا اور وہ ہیری کو جا لگی"اس نے شانے اچکائے

"یس پروفیسر۔۔میں نے بھی بس بال کو کک کیا تھا اور بال پیٹر کو جا لگی، کھیل میں چوٹیں تو لگتی رہتی ہیں،ناک تو بہتی رہتی ہے"اس نے بھی بڑے پیار سے کہا تھا۔

پروفیسر نے سانس خارج کی "پہلے پیٹر نے مارا تھا؟"انھوں نے ہیری کی طرف اشارہ کیا

"یس پروفیسر۔۔اس سے پہلے پیٹر اور ولیم آئے تھے اور مجھے بُلی کرتے رہے مگر ان کو میری طرف سے کوئی رسپانس نہیں ملا"اس نے بات مکمل کی تھی

"نو پروفیسر۔۔میں تو بس حال پوچھنے گیا تھا"ولیم جھٹ سے کھڑا ہوا

"پروفیسر "ایل بلند آواز میں بولا تھا"اس نے ہماری دوست کے عجیب وغریب نام رکھے ہیں اور اس کی غیر موجودگی میں یہ اس کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کر کے ہمیں ٹریگر کرتے رہے۔۔ہم نے کوئی رسپانس نہیں کیا، ہم بے گناہ ہیں"اس پروفیسر کو دیکھتے بات مکمل کی تھی

"اوکے۔۔"پروفیسر انھیں دیکھ رہے تھے"تم لوگوں نے کھیل کو انتقام اور بدلے کے لیے استعمال کیا ہے۔۔پیٹر نے حارث کو مارا اور حارث کا بدلہ التمش نے لیا"وہ رکے تو لڑکی کھڑی ہوئی۔ہیری کا اصل نام حارث تھا پیار سے اسے ہیری کہتے تھے۔

"لیکن یہ ایک لڑکی کی ڈس ریسپیکٹ ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے دوستوں کے سامنے کوئی اس کے الٹے سیدھے اور غیر اخلاقی نام لے،پروفیسر میں پیٹر اور ولیم کے خلاف ہوں"اس نے غصے سے پیٹر کو دیکھا تھا جس نے ڈھٹائی سے آنکھ دبائی تھی۔

"ویل۔۔آج کے بعد آپ فٹ بال میچ نہیں کھیلیں گے۔۔تقریباً ایک مہینے تک۔۔اور میری کلاس کا بہت سا وقت اور انرجی لینے کے بعد آپ یہاں سے جا سکتے ہیں"انھوں نے حتمی فیصلہ سنایا۔

"پروفیسر۔۔"لڑکی بولی تھی مگر انھوں نے ہاتھ کھڑا کر دیا۔اب وہ کسی کی نہیں سنیں گے۔

سب سے پہلے ایل باہر آیا تھا اور پھر ہیری، پیچھے ہی عین آئی تھی۔ساتھ ہی پیٹر اور ولیم بھی کلاس سے باہر آئے تھے

وہ سینے پر بازو لپیٹے کھڑی تھی جب التمش اسے گھور رہا تھا

"یہ کیا حرکت تھی عین؟" وہ سنجیدگی سے بولا تھا

وہ ڈھیٹ بن کر کھڑی دائیں بائیں ہو رہی تھی "کون سی حرکت؟" وہ بلا کی معصوم لگ رہی تھی

"تم کیوں کھڑی ہوئی؟" وہ دانت پیستے بولا تھا

"کیا؟ میں نے صرف سچ بولا تھا" اس نے تحمل سے کہا تھا

وہ سانس خارج کر کے رہ گیا "تمھیں باہر نہیں آنا چاہیئے تھا۔ تم تو اندر رہتی، تم جان بوجھ کر کھڑی ہوئی تھی" ہیری اس پر دباد باسا چلا رہا تھا

"کیا ہے؟ دونوں مجھ پر چلا رہے ہو۔ تم دونوں باہر یونیورسٹی گھومتے اور میں ڈاکٹر سمتھ کے بورنگ لیکچر لیتی" اس نے سر جھٹکا تھا

دونوں خاموش رہے

پھر وہ خود ہی بولی "آئس کریم کھائیں؟"

دونوں نے اسے گھورا۔ وہ خاموش ہو گئی

"نہیں مطلب ابھی ری ہرسل بھی کرنی ہے نا پلے کی تو پیٹ خالی خالی سا لگ رہا ہے" وہ بمشکل مسکرائی مگر وہ نہیں مسکرائے

"بس کرو دونوں" وہ عاجز آ گئی تھی

"گوٹو ہیل" التمش دباد باسا غرایا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ دونوں اس کے پیچھے ہی گئے تھے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہیل اور ویل۔۔ تمھارے ساتھ ہی" وہ ہنستے ہوئے بولی تھی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

موجودہ وقت:

تھیٹر میں اپنا شو پرفارم کرنے کے بعد تینوں اپنے رستے چل پڑے۔ لڑکی نے سرمئی کوٹ اوڑھ رکھا تھا، چاکلیٹ کھاتی کچھ گنگناتی وہ اپنے ہاسٹل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ جس گلی میں داخل ہوئی وہاں ہر دروازے کے سامنے ایک گاڑی کھڑی تھی سوائے ایک دروازے کے۔ دروازے کے سامنے دائیں طرف ایک چھوٹا باغیچہ تھا، چند زینوں کو پار کر کے جاؤ تو گلابی رنگ کا دروازہ بند تھا۔ کھڑکیوں کے آگے پردے تھے، وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی اور دروازے کے بائیں جانب لگی بیل بجائی مگر بیل کا جواب اس کی توقع کے مخالف تھا۔ اوپر کھڑکی سے کسی نے اس کا اٹیچی کیس نیچے زمین پر پھینکا تھا، وہ بس دیکھتی رہ گئی کہ ہوا کیا ہے۔ پھر مڑ کر پیچھے آئی اور اٹیچی کیس پر جھکی جو کہ کھل چکا تھا۔ پچھلے دو ماہ کا کرایہ نہ دینے کا یہی انجام ہونا تھا۔ اس نے سر جھٹکا اور اپنا سامان اٹیچی کیس میں ڈالنے لگی۔ پھر نیچے پڑا بڑا سا پتھر پکڑا اور اوپر کھڑکی پر دے مارا۔ چھناکے کی آواز سے شیشہ ٹوٹا اور ایک لڑکی وہاں سے نکل کر چلانے لگی مگر اسے کیا لگے۔ وہ اٹیچی کیس کو اس کے ہینڈل سے پکڑے ٹائروں کے سہارے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہی تھی۔ خاموش گلی میں اندھیرا اور سناٹا تھا، اس کے ٹائر زمین سے رگڑ کھاتے آواز پیدا کر رہے تھے۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد اس نے کسی کو کال تھی اور وہ کسی اپنے کمرے میں سنگل بیڈ پر لحاف میں بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا۔اس کے سامنے اس کے نصاب کی کتاب کھلی تھی، ساتھ پڑا فون بجا اور اس نے کاٹ دیا۔فون دوبارہ بجا

"اٹھالو" ساتھ والے بستر پر پڑے ہیری نے کہا تھا، وہ بستر پر سینے کے بل پڑا تھا، سونے کو تیار۔

"میں نہیں اٹھا رہا" اس نے منہ بسور کر وائی فائی ڈس کنیکٹ کر دیا۔ایک منٹ گزرا اور ہیری کا فون بجنے لگا۔۔اس نے نظر انداز کیا مگر پھر فون بجنے لگا۔۔اس نے عاجز آ کر کال اٹھالی، گال تکیے پر تھا اور آنکھیں بند

"بولو۔۔"

دوسری طرف سے نیچے کھڑی لڑکی چلا رہی تھی "مجھے میری وارڈن نے نکال دیا ہے۔اب کیا کروں؟"

اس نے جمائی لی "عین۔۔دیکھو یہاں کہیں آس پاس فٹ پاتھ ہے تو گزارا کر لو یار۔۔میں سو رہا ہوں" اس نے کال کاٹ دی۔

اب کی بار کال نہیں سیدھا پتھر آیا تھا، کھڑکی ٹوٹی، چھناکے کی آواز آئی اور پتھر سمیت کرچیاں فرش پر گریں۔کتاب پڑھتا ایل اور سوتا ہوا ہیری دونوں ہکا بکا ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔لیٹا ہوا لڑکا اٹھ بیٹھا

"نیچے کھڑی ہے۔۔اسے وارڈن نے نکال دیا ہے"

ایل نے سانس خارج کی اور وائی فائی کنیکٹ کیا۔پھر عین کو کال کی "بولو۔۔"

"میں نیچے ہوں۔مجھے تم لینے آؤ گے یا میں خود آؤں؟"

لڑکے نے کال کاٹ دی۔پھر منہ میں بڑبڑاتے اٹھا اور اپنی الماری سے بڑی بھوری ہیٹ نکالی اور کمرے کا دروازہ کھول کر نیچے بڑھا۔کچھ پل بعد وہ اوپر آتا دکھائی دے رہا تھا،ہاتھ میں اٹیچی فرش پر رگڑتا ہوا،اس کے ساتھ کوئی تھا جس نے سرمئی کوٹ پہنا تھا اور چہرہ ہیٹ کو جھکا کر چھپایا گیا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور لڑکی نے ہیٹ اتار کر بیڈ پر پھینکا۔پھر ایل کی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔ہیری نیند بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا "تمھاری وارڈن نے نکال دیا؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "ہاں۔۔لیکن کوئی بات نہیں۔کچھ نہ کچھ ہو جائے گا"

ایل ہیری کے ساتھ بیٹھ گیا "کیوں نکالا اس نے تمھیں؟"

لڑکی نے تھوک نگلا "اپنا ہاسٹل خالی کر رہی ہیں۔مجھے دو دن پہلے سے کہا تھا کہ انتظام کر لوں مگر نہیں ہو سکا" اس نے شانے اچکائے

ایل بس سانس لے کر رہ گیا "جھوٹی۔۔تم نے اپنے ہاسٹل کا رینٹ مجھے دیا ہے" اس نے سر جھکا دیا

"کم آن۔۔تم غصہ کرتے ہی اچھے لگتے ہو" پھر مسکرائی "کتنے پیسے چاہیئے اور؟"

وہ اٹھا اور الماری سے ڈبہ لے آیا۔لا کر ڈبہ بیڈ پر الٹ دیا،سارے پیسے بستر پر پھیل گئے۔

لڑکی چوکڑی مار کر بیٹھ گئی اور پیسے گننے لگی۔ہیری بھی اٹھ کر آ گیا اور اب تینوں مل کر پیسے گن رہے تھے۔کچھ منٹ گزرے اور لڑکی مسکرا دی

"بس چند دن اور۔۔پھر تم اپنے ملک واپس چلے جانا" وہ تینوں مل کر ایل کے لیے پیسے جمع کر رہے تھے جسے اپنے ملک واپس جانا تھا مگر اس وقت اس کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے

ایل نے سر اثبات میں ہلایا "میں مر کر بھی واپس آ جاؤں پھر بھی تم لوگوں نے جو میرے لیے کیا ہے اس کا بدلہ نہیں چکا سکتا" وہ اداس ہوا تھا

لڑکی نے ہیری کو اشارہ کیا اور اس نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "ایل۔۔ایسی باتیں نہ کیا کرو مجھے ہنسی آ جاتی ہے" اور ہنس دیا

لڑکی بھی ہنسی تھی اور وہ مسکرا دیا۔

"تم پیانو سکھانے جا رہے ہو نا؟" لڑکی نے اس سے سوال کیا تھا

اس کے چہرے کا رنگ سرخ پڑا تھا، گلٹی ڈوب کر ابھری "چھے دن وہ گئے ہیں پھر میں نہیں جاؤں گا" اس نے برا سا منہ بنایا

"کیوں؟" لڑکی نے سوال کیا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ مجھے ہراس کرتی ہے" وہ بلند آواز میں بولا تھا" بہانے بہانے سے میرے پاس آتی ہے، پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے، پھر میں پیانو بجارہا ہوں تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔۔میں تنگ آگیا ہوں"

اور لڑکی ہنس دی "سٹرینج، ایک لڑکی ایک لڑکے کو ہراس کررہی ہے"

"زمانہ بدل گیا ہے۔اب سب ہوتا ہے" وہ دھیمی آواز میں بولا تھا

لڑکی نے سانس خارج کی "کچھ کھانے چلیں؟"

ہیری نے ایل کو دیکھا اور اس نے ہیری کو۔دونوں نے سر ہلایا اور تیار ہو گئے۔

چھے گھنٹے قبل:

دوپہر سر پر تھی، ایل ایک بڑے سے سفید بنگلے کے سامنے کھڑا تھا جس کے دونوں اطراف باغ تھے۔باہر ایک باوردی گارڈ تھا، وہ قدم بڑھاتا آگے گیا، گارڈ نے اس کے لیے دروازہ کھولا تھا۔یہاں آتے اسے تین ہفتوں سے زیادہ وقت ہو گیا تھا۔وہ آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ اس بنگلے کے بڑے سے لاؤنج میں داخل ہوا۔دائیں جانب مڑا اور کمرے کا دروازہ کھولا۔تین بجنے میں ابھی پانچ منٹ تھے، وہ سامنے چھوٹے صوفے پر بیٹھ گیا۔کمرہ صاف ستھرا تھا، اندر بڑی بڑی کھڑکیوں کے سامنے پتلے سفید پردے تھے۔فرش سنگ مرمر کی طرح تھا، شفاف اور چمکتا ہوا۔وہ خاموش بیٹھا رہا مگر دل دھڑک رہا تھا۔وہ یہاں آتے ہی بے چین ہو جاتا تھا اور بے چینی کی وجہ ابھی عیاں ہونے والی تھی۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ کھڑا ہو گیا۔ تیئس سالہ التمش سامنے سے آتی لڑکی کو دیکھ رہا تھا، جس نے چھوٹی سی ٹاپ پہن رکھی تھی جس کی آستینیں غائب تھیں، بمشکل پیٹ چھپا تھا، نیچے نیلی جینز تھی۔ کانوں میں اوپر کو جاتی بالیاں اور وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"کیسے ہو؟" وہ اس کے قریب آ کر کھڑی ہوئی

"اچھا ہوں" اور وہ مڑ گیا۔ پیانو کے سامنے چھوٹے سٹول پر بیٹھا، انگلیاں اس کی سفید سیاہ کیز پر رکھیں۔ لڑکی اس کے قریب آئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا مگر وہ کرنٹ کھا کر کھڑا ہوا۔ لڑکی ہنس دی اور اس کی جگہ پر بیٹھ گئی، اس کا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا۔ لڑکی نے اپنی انگلیاں سفید سیاہ پیانو کی کیز پر رکھ کر دبائیں اور ایک دھن سی پیدا ہوئی۔ لڑکی نے اسے دیکھا جو زمین کو دیکھ رہا تھا، وہ اسے دیکھ کر مسکرائی

"بلیک کلر پہن کر آیا کرو۔۔اس میں زیادہ اچھے لگتے ہو" اور دوبارہ پیانو پر جھکی۔

پھر عاجز آ کر کھڑی ہوئی "سکھاؤ بھی۔۔ایک طرف کھڑے ہو، ڈیڈی کو بلاؤں؟" وہ چلائی تھی

لڑکے نے سر اٹھایا۔ پھر سانس خارج کی "ڈونٹ ٹچ می"

لڑکی ہنس دی "اوکے"

وہ چھوٹے سٹول پر بیٹھ گیا، لڑکی پیانو کی اٹھی ہوئی اوپر والی سطح پر کہنی رکھے، مٹھی تھوڑی تلے جمائے اسے دیکھ رہی تھی، وہ کیز دبا تا دھن پیدا کر رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"اتنا اچھا بجاتے ہو، کبھی محبت نہیں ہوئی؟" لڑکی نے نرمی سے پوچھا

"نہیں۔۔وقت نہیں ملا" وہ سنجیدگی سے بولا، سر جھکا رہا، انگلیاں دھن پیدا کرتی رہیں

"جھوٹے۔۔ کبھی آنکھ بھر کر کسی کو دیکھا جو نہیں" لڑکی کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں

"آنکھ ہر کسی کو بھر کر نہیں دیکھتی، وہ اربوں کھربوں میں ایک ہوتا ہے جس پر آنکھ ٹھہرتی ہے، جھک جاتی ہے اور پھر کبھی نہیں اٹھتی" وہ خاموش ہو گیا مگر دھن مزید گہری ہونے لگی

لڑکی اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جس پر ہلکے بال تھے، انگلیوں کی طرف آتی جلد شفاف تھی۔ کلائی میں گھڑی تھی، لڑکی نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے ہاتھ کو چھونا چاہا مگر وہ پھر سے اٹھ گیا۔ لڑکی پھر سے ہنس دی اور اس کی جگہ پر بیٹھ گئی۔ پھر اسے دیکھا "سکھاؤ مجھے"

اس نے تھوک نگلا اور اسے دیکھے بنا آگے بڑھا۔ وہ جھکا اور پیانو بجائی، وہ اسے گھور رہی تھی۔ پھر پیانو کی کیز کو دیکھا۔ وہ پیانو بجا رہی تھی، پھر ساتھ ہی بولی

"اتنے سیریئس کیوں رہتے ہو؟"

"کیا مسخرا بن کر دکھاؤں آپ کو؟" وہ جھٹ سے بولا تھا

لڑکی ہنس دی۔ پھر کہنی پیانو پر رکھ کر گال ہتھیلی پر رکھے اسے دیکھنے لگی

"تم کسی کہانی کے کردار ہو"

لڑکے نے سانس خارج کی "مجھ پر لائن مارنے یا فلرٹ کرنے کے علاوہ اگر آپ پیانو پر توجہ دیں تو بہت آگے جائیں گی" وہ کھڑکی کو دیکھتے بولا تھا جہاں سے روشنی چھن کر اندر آ رہی تھی۔ وہ مسکرا دی

"اچھا چلو۔۔ آگے بتاؤ"

وہ آگے بڑھا اور اسے کیز دباتے سکھانے لگا۔ وہ سنجیدگی سے سیکھتی رہی۔ اس کے جانے میں پندرہ منٹ رہ چکے تھے۔

"ایک بات پوچھوں تم سے؟" وہ ایک طرف کھڑا تھا۔ پھر سر ہلا دیا

"میرا بوائے فرینڈ بہت ٹاکسک ہے مگر مجھ سے محبت کرتا ہے" وہ ہنس دی۔ پھر خاموش ہوئی "وہ کہتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں بھی اس کے بغیر نہیں رہ سکتی، تھوڑا بہت تو ہر انسان ٹاکسک ہوتا ہے۔۔ کیا یہ محبت ہوئی؟"

لڑکے نے سانس خارج کی "نہیں۔۔ یہ محبت نہیں بھوک ہے"

لڑکی کی بھنویں بھینچ گئیں "بھوک؟"

"تمھارے اندر کی بھوک"

وہ کھڑی ہوئی، اسے دیکھے گئی "یہ کیسے ختم ہو گی؟"

"جہاں سے شروع ہوئی تھی، اندر سے" اس نے اپنے سینے کی طرف انگلی سے اشارہ کیا

لڑکی نے سانس خارج کی "وہ کیسے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"حدود بنا کر" اس کے جواب مختصر تھے، سوچے جانے کے قابل۔

لڑکی نے سانس خارج کی "نیڈی اینڈ گریڈی" پھر مسکرائی "تم جا سکتے ہو"

کچھ پل مزید بیتے اور وہ چلا گیا۔ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ گیٹ سے باہر چلا گیا۔

موجودہ وقت:

تینوں کے ہاتھ میں گلابی کاٹن کینڈی تھی اور تینوں فٹ پاتھ پر چلتے آگے بڑھ رہے تھے۔ رات کے وقت بھی ہر سو روشنیاں تھیں کیونکہ یہ لندن تھا۔ آگے بڑھتے لڑکی نے اپنے دائیں جانب چلتے لڑکے سے پوچھا تھا

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

اس نے کاٹن کینڈی تھوڑی سی کاٹی اور نگل گیا۔

"ہم تھیٹر جا رہے ہیں۔۔ ہیری کو ایک کام تھا"

ایل کے دائیں جانب چلتے ہیری نے اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹی تھی۔ اس نے منہ بسورا اور چلتے چلتے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "وہ تمھاری بات مانے گی، تم کہہ کے تو دیکھو" اس نے سرگوشی کی تھی

"یار۔۔ کیا مصیبت ہے؟ جولی سے تم بات کر لو نا" اس نے بھی سرگوشی کی تھی مگر منہ کے زاویے بگڑ چکے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہیری۔۔وہ تمھیں پسند کرتی ہے مجھے نہیں"اس نے دبے دبے لہجے میں پھر سے سرگوشی کی

وہ سانس لے کر رہ گیا"مگر میں اسے پسند نہیں کرتا"وہ جیسے خفا ہوا تھا

"تم کسے پسند کرتے ہو؟"ایل کی آنکھوں میں شرارت چمک تھی

اس نے اپنی بائیں طرف اشارہ کیا،لڑکی نے کاٹن کینڈی پھر سے نگلی تھی۔ایل کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"اف۔۔اس کے لیے ہی تو سب کر رہے ہو"

ہیر نے سانس خارج کی"اس کے لیے"اور شانے اچکائے۔

بتی سرخ ہوئی اور انھوں نے سڑک کراس کی،دوسری طرف فٹ پاتھ پر چند قدم چلتے تھیٹر آگیا۔وہ اندر داخل ہوئے،ابھی خاموشی تھی۔رونق تو بیک سٹیج تھی۔شاید آخری ایک دو شوز رہتے تھے۔

تینوں آگے پیچھے بڑھے تھے،ایل نے لڑکی کو بلایا"عین"وہ جو آگے بڑھ رہی تھی رکی پھر مڑی۔۔

اس نے لڑکی کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا

آگے کھڑا ہیری پیچھے کھڑے ایل کو بیچاری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔لڑکی خاموشی سے ایل کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔ہیری ابھی بھی ایل کو دیکھ رہا تھا،پھر سامنے دیکھا۔ایک لڑکی ہاتھ میں کاغذ پکڑے سامنے والی لڑکی سے بات کر رہی تھی۔ہیری اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور گلا کھنکھارا۔وہ مڑی،اسے دیکھا،پھر حیران ہوئی پھر مسکرادی

"ہیلو۔۔ہیری"اس نے ہاتھ بڑھایا مگر وہ صرف مسکرا کر رہ گیا۔اس کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا پھر اس نے واپس پہلو میں گرا لیا

"کیسی ہو۔۔جولی؟"وہ مسکرایا

لڑکی کی مسکراہٹ گہری پڑی"میں ٹھیک ہوں ہیری۔۔مجھے یقین نہیں آرہا تم میرے سامنے کھڑے مجھ سے میرا حال پوچھ رہے ہو"وہ پرجوش سی بولی تھی

لڑکا صرف شانے اچکا کر رہ گیا۔پھر گلا کھنکھارا"دراصل،میں ایک ریکویسٹ لے کر آیا تھا"

لڑکی تحمل سے اسے دیکھتی رہی،پھر بولی"کم آن۔۔تم آڈر دو ریکویسٹ کیا ہوتی ہے؟"

ہیری نے مڑ کر پیچھے کھڑے ایل کو دیکھا جو کہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔پھر آگے منہ کیا"وہ۔۔میری ایک فرینڈ ہے۔تم تو جانتی ہو،عین"اس نے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔اتنے شور میں اسے بات سمجھانا بھی عجیب لگ رہا تھا۔

لڑکی نے پیچھے کھڑی دائیں بائیں ہلتی عین کو دیکھا جو کہ ایل کو کچھ کہہ رہی تھی۔

"کیا تم ایک دو دن کے لیے اسے اپنے ساتھ رکھ سکتی ہو۔۔اس کی وارڈن نے ہاسٹل خالی کر دیا ہے وہ کہیں اور شفٹ ہو رہی ہے۔اتنے شارٹ ٹائم میں بس تم ہی میرے مائنڈ میں آئی تھی،سو"اس نے شانے اچکائے

لڑکی مسکرادی "میں تمھارے مائنڈ میں آئی" وہ شرمائی تھی۔پھر مسکراہٹ گہری پڑی "اوکے۔۔ کوئی بات نہیں۔وہ جب تک چاہے رہ سکتی ہے"

وہ مسکرادیااور سانس خارج کی "تھینک یو۔۔تھینک یو سو مچ"

وہ ہنس دی "مجھے ابھی بھی نہیں یقین آرہا ہے کہ میں تمھارے کام آئی ہوں"

وہ صرف مسکرایا

"ابھی میرا پلے ہے،اس کے بعد میں چلی جاؤں گی۔۔وہ میرے ساتھ آسکتی ہے"

"اوکے "اور وہ وہاں سے مڑ گیا۔

پیچھے کھڑے لڑکے کو مسکرا کر دیکھااور سر اثبات میں ہلادیا۔تینوں اکٹھے باہر بڑھے تھے

"یہ چل کیارہا ہے سب؟"لڑکی نے سینے پر بازو باندھ لیے۔وہ تھیٹر کے باہر تھوڑے فاصلے پر کھڑے تھے

"تم ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی "ایل نے بات شروع کی تھی

"کیوں؟کیوں نہیں رہ سکتی؟"وہ ہاتھ پہلو میں گرا کر حیرت اور شاک سے بولی تھی

"کیونکہ ہم بوائز ہاسٹل میں رہتے ہیں "ہیری نے بات مکمل کی تھی

"اوہ۔۔دو لڑکوں کے ساتھ رہتی ایک لڑکی بھی لڑکا ہوتی ہے "اس نے بڑی شان سے کہہ کر اپنے بالوں کو ہاتھ سے جھٹکا دیا

ایل نے باقاعدہ تالی بجائی تھی "کیا فلسفہ ہے۔۔جینڈر ہی بدل دیا" پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا

"تم۔۔ہمارے ساتھ۔۔نہیں جاؤ گی" اس نے سنجیدگی سے کہا تھا

"میں جاؤں گی۔۔روک سکتے ہو تو روک کے دکھاؤ" اور وہ آگے بڑھی تھی

وہ اس کے پیچھے لپکا اور سامنے جا کھڑا ہوا

"عین۔۔تم سمجھنے کی کوشش کرو۔۔بوائز ہاسٹل میں کوئی پرائیویسی نہیں ہوتی، جس کا دل کرتا ہے منہ اٹھا کر چلا آتا ہے۔۔ہم نہیں چاہتے کہ تم ایسے ماحول میں رہو جہاں تم سیف نہیں ہو"

دو سیکنڈ بمشکل گزرے ہوں گے وہ ہنس دی۔"بھائیوں والی فیلنگ آ رہی ہے مگر تم میرے بھائی نہیں ہو" وہ بلند آواز میں بولی تھی

وہ دانت پیستا آگے بڑھا تھا، گردن جھکا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا "آہستہ بولو۔۔سارے شہر کو سنانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ہم نے کہہ دیا کہ تم نہیں رہو گی تو نہیں رہو گی۔۔جولی سے بات ہو گئی ہے تم جولی کے ساتھ رہو گی جب تک کہ تمھارا کہیں انتظام نہیں ہو جاتا" اس نے اپنی بات مکمل کی مگر لڑکی نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے پیچھے کو دھکا دیا

"تم کون ہوتے ہو مجھ پر حکم جمانے والے؟" وہ غصے سے چلائی تھی

وہ آگے بڑھا "تم کون ہوتی ہو اپنے سارے پیسے مجھے دینے والی؟" وہ بھی چلایا تھا

"تمھاری ماں۔۔" وہ غرائی تھی

"تمھارا باپ۔۔" وہ بھی غرایا۔

ہیری دونوں کے بیچ آ گیا "بس کر دو۔۔ایک بات کہتے ہو اور تم دونوں میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے"

دونوں نے سر جھٹکے اور سانس بحال کی

"وہ ٹھیک کہہ رہا ہے عین۔۔ تم خود سوچو یہ کتنا غیر اخلاقی ہے نا مطلب وہاں طرح طرح کے لڑکے رہتے ہیں۔۔سب ہیری اور ایل نہیں ہوتے۔۔کچھ ڈرگز کرتے ہیں کچھ شراب کے نشے میں آتے ہیں۔۔ہماری کوئی سیکیورٹی نہیں ہے۔۔اس لیے ہم تمھیں جولی کی طرف بھیج رہے ہیں، ایٹ لیسٹ وہاں تم طرح طرح کے برے لڑکوں سے تو دور رہو گی"

لڑکی نے اسے دیکھا پھر کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے

"ٹھیک ہے" اور سانس خارج کی۔وہ مان گئی تھی۔

ایل مسکرایا اور آگے بڑھا۔مقصد تو اس کا بھی پورا ہوا تھا

رابیل نے بس اتنا ہی پڑھا، پھر ہاتھ رکھ کر جمائی روکی۔۔اسے نیند آنے لگی تھی۔اس نے لیو کو ایک طرف کیا اور لیپ ٹاپ بند کر دیا۔سائیڈ ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھا اور پھر لحاف اوڑھ کر لیٹ گئی۔اسے لگا ایک نان فکشن ہو گا مگر یہ مکالموں کے ساتھ لکھا گیا کوئی فکشن لگتا تھا۔۔اسے نیند آ رہی تھی اور اسے سونا تھا۔

نیا دن نئی شروعات۔ایک ہفتہ لگا تھا اور آج وہ اپنے آفس واپس آئی تھی۔موسم بدل رہا تھا۔خزاں اب سردی کی طرف رواں تھی۔اس نے سیاہ سویٹر نما شرٹ اور نیچے سیاہ ٹراؤزر پہنا تھا۔اوپر بھورے رنگ کا گھٹنوں سے نیچے آتا کوٹ اور سیاہ اینکل بوٹ پہنے تھے۔اس کے کانوں میں چوکور مگر لمبے سیاہ ہیرے تھے اور لمبے سیاہ بال کھلے تھے،آنکھوں پر سیاہ سن گلاسسز اور وہ سیڑھیاں چڑھتی اندر آئی،گلاس ڈور کھولا اور سامنے ہی سیکرٹری کھڑی تھی۔اسے دیکھ کر مسکرائی،رابیل مسکرا بھی نہ سکی۔اس نے آتے ہی دائیں بائیں دیکھا،اس کے آنے پر سب اپنے کیبنز سے باہر نکل کر اسے خوش آمدید کہہ رہے تھے مگر اس نے سر ہلایا اور آگے کی طرف بڑھی۔تین کیبنز چھوڑ کر چوتھے نمبر پر اس کا آفس تھا۔وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی اور اس کی سیکرٹری پیچھے تھی۔اس نے اپنے آفس کا گلاس ڈور کھولا اور اندر چلی گئی۔دائیں طرف ویٹنگ ایریا میں نیلے صوفے پر ایک لڑکی بیٹھی تھی،ٹانگ پر ٹانگ جمائے سنجیدگی اس کے چہرے پر چھائی تھی اور اس نے رابیل کو آتے دیکھا تھا۔سامنے میز پر پڑے میگزین کو پکڑا جس پر بڑا بڑا اس کا نام لکھا تھا

“Peace collection by Rabeel Aurangzeb”

یہ کچھ ہفتے پہلے کی تھی،اس لڑکی نے میگزین کے صفحے پلٹائے۔اس کے چہرے پر عجیب سا تاثر تھا جیسے کسی قسم کا تجسس ہو،کچھ جاننا چاہ رہی ہو۔اس نے میگزین میز پر رکھی،پھر کھڑی ہوئی۔گردن

اور نظروں کا رخ اس کے آفس کی طرف تھا،اس نے ایک سانس خارج کی اور پھر باہر کی طرف چل دی۔وہ ڈاکٹر تاثیر تھی۔

آفس میں رابیل مرکزی کرسی پر بیٹھی تھی، باہر سے ایک لڑکی اس کے لیے کافی لائی اور کپ میز پر رکھ کر چلی گئی،اس کے سامنے آئمہ بیٹھی اسے اس کا شیڈول بتا رہی تھی۔کام ڈھیروں ڈھیر تھا۔ایسا لگتا تھا وہ ایک ہفتہ نہیں ایک مہینہ گزار کر آئی ہے۔اس کی سیکرٹری بول رہی تھی اور وہ سر ہلا کر سن رہی تھی۔پھر اس نے ساتھ پڑے سٹکی نوٹس پکڑے اور جھک کر اس پر قلم رگڑا اور پھر وہ ساتھ پڑے لیپ ٹاپ کی سیاہ سکرین پر چپکا دیے۔

"ایک بار فیکٹری بھی وزٹ کر لیں، کام مکمل ہو چکا ہے۔آپ نے کہا تھا کہ ونٹر کلیکشن کی تیاری کریں۔کپڑا اور سٹف بھی دیکھ لیں، ورکرز بالکل تیار ہیں آپ اوکے کر دیں تو وہ سٹچنگ کا کام شروع کریں گے "رابیل نے گردن جھکا کر کہنیاں میز پر رکھ کر قلم رگڑا اور پھر ایک نوٹ اتار کر اسے سکرین پر چپکا دیا۔

پھر کافی کا گھونٹ بھرا "گیارہ بجے کوئی میٹنگ نہیں ہے، میں گیارہ بجے وزٹ کروں گی۔ مینیجر سے بھی ملنا ہے"

آئمہ نے سر ہلایا اور پھر بولی

"مسز سلطانہ بھی آپ کا پوچھ چکی ہیں۔انھیں آپ سے کوئی بات کرنی ہے"

رابیل کے چہرے پر ناگواری ابھری، کافی کڑوی لگنے لگی تھی

"اللہ نے میرے دائیں بائیں کندھوں پر فرشتوں کو نگران رکھا ہے اور سر پر مسز سلطانہ کو، ہر وقت انھیں میری فکر رہتی ہے" اور مسکرادی

لڑکی بھی مسکرائی

"میں ان سے نہیں ملنا چاہتی، وہ پوچھیں تو کہنا میں فیکٹری میں بزی ہوں۔۔ فورس کریں تو ٹال دینا، میں اپنی انرجی ویسٹ نہیں کرنا چاہتی" اس نے کرسی بائیں جانب موڑی اور ایک دراز کھول کر اندر جھانکنے لگی

"میم! ایک ڈیزائنر ہیں، وہ پچھلے کچھ دنوں سے آپ کا پوچھ رہے ہیں۔ آپ سے میٹنگ کرنا چاہتے ہیں" وہ بغور رابیل کو دیکھ رہی تھی

"کون؟" رابیل نے دراز سے فائل نکال کر سامنے رکھی اور بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا

"ایچ بی وائی (HBY) کے ایم ڈی۔۔ وہ آپ سے کولیبوریٹ کرنا چاہتے ہیں۔۔ ان کے ساتھ کچھ اور بھی ڈیزائنرز ہیں، وہ آپ کے ساتھ مل کر اپنا برائیڈل ویئر ڈیزائن کرنا چاہتے ہیں"

رابیل نے سانس خارج کی اور بے زاری سے بولی "منع کر دو" اسے ماضی میں ہونے والا واقع یاد تھا۔ وہ واقعات سے سیکھ جانے والوں میں سے تھی

آئمہ نے اپنی فائل سے پیچ کلر کا لفافہ نکالا اور اس کے سامنے رکھا۔اس نے وہ لفافہ پکڑا اور کھولا، اندر سے ایک کارڈ نکلا۔اس نے لفافہ میز پر رکھا اور کارڈ پر لکھی تحریر پڑھی۔اس کے ابرو تن گئے، پتلیاں حرکت کرتیں کارڈ پر لکھے الفاظ پڑھ رہی تھیں، پھر چہرے کے تنے نقوش ڈھیلے پڑے اور دھیما سا مسکرائی۔ایک سانس خارج کی جیسے بہت سا بوجھ ہلکا ہوا ہو

"چار بجے ان کے ساتھ میٹنگ ارینج کروادو، میں فیکٹری کے بعد میٹنگ اٹینڈ کروں گی" اس نے کارڈ دوبارہ لفافے میں ڈالا اور پھر وہ لفافہ دراز میں ڈال دیا۔سامنے بیٹھی آئمہ اسے تجسس سے دیکھ رہی تھی۔وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ ایسی کیا وجہ ہے کہ اس کا انکار اقرار میں بدلا ہے، اس نے کچھ پوچھنے کے لیے لب کھولے مگر وہ اس بات کا حق نہیں رکھتی تھی کہ اپنی باس سے اس کی ہاں یا نہ کا مقصد پوچھے۔

"اوکے" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔آج سے وہ بہت مصروف ہونے والی تھی۔باہر اسلام آباد رواں دواں تھا۔

لڑکی یونیورسٹی سے سیدھا سٹوڈیو میں آئی تھی۔آج موسم اچھا تھا، سورج کی کرنیں بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔معمول کے مطابق سٹوڈیو میں کام کرتے نوجوان اپنا اپنا کام کر رہے تھے، ایک طرف

اپنے سٹول پر سنینا بیٹھی تھی۔اس کے ایک ہاتھ میں پیلیٹ میں تھی اور دوسرے ہاتھ میں پینٹ برش۔وہ مصروف سی اپنی پینٹنگ بنا رہی تھی، مختلف رنگوں کا امتزاج۔کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا بنا رہی تھی مگر اس کی خاص بات یہ تھی کہ وہ جو بھی پینٹ کرتی تھی اس کا کوئی نہ کوئی عنوان ہوتا تھا۔

اس کی دائیں طرف بڑی دیوار پر ایک سیاہ بڑی سی پینٹنگ آویزاں تھی۔وہ کنکھیوں سے دیکھ سکتی تھی کہ بنانے والے نے اس پر بڑے مہارت سے سرمئی سفید اور سیاہ رنگ کو بلینڈ کیا ہے۔سنینا کے ساتھ ایک لڑکی آ کھڑی ہوئی، سنینا نے پینٹنگ سے نظر ہٹائی اور اسے دیکھ کر مسکرائی

"میں نے تمھیں یونیورسٹی میں بھی دیکھا تھا"اس کی رنگت گوری، آنکھیں ہلکی سبز اور بال گولڈن تھے۔چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ تھی

"تم کلاس میں بھی کافی دلچسپی سے پروفیسر کی باتیں سن رہی تھی، آئی لائک یور پیشن "اس کے انگریزی لہجے میں اردو سننا تھوڑا عجیب تھا مگر سنینا سمجھ رہی تھی۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا"میں ایک پروفیشنل آرٹسٹ بننا چاہتی ہوں جس کا پیشن آرٹ ہوں۔۔

ڈیسٹ آل"پینٹ برش دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان ہی رہ گیا۔

"اوہ۔۔"اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی"تم یہاں دوسری آرٹسٹ ہو جسے پینٹ کرنے کے لیے صرف تصور کافی ہوتا ہے۔۔میں نے دیکھا ہے تم بڑی توجہ سے پینٹ کر رہی تھی"

سنینا ہنس دی۔یعنی وہ کلاس میں اور سٹوڈیو میں بھی اسے ہی گھورتی آئی ہے۔

"پہلی کون ہے؟میں تو دوسری ہوں نا" سنینا نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی

سنہرے بالوں والی ہنس دی "وہ جب آتی ہے تو سب کو پتہ چل جاتا ہے"

"کون؟" سنینا کی بھنویں بھینچ گئیں

"کرسٹوفر۔۔جیکلین کرسٹوفر" اس نے سنینا کے سٹول کی پشت پر ہاتھ رکھا اور اس سے سہارا لیے کھڑی ہو گئی۔

"اوہ۔۔" سنینا نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "کیا وہ ایک ماہر آرٹسٹ ہے؟"

"وہ۔۔ایک بہت اچھی آرٹسٹ نہیں ہے بلکہ اس سے اچھا آرٹسٹ کوئی نہیں ہے۔۔ایک ہے مگر اب وہ پینٹ نہیں کرتا۔وہ آئے گی تو تمھیں پتہ چل جائے گا" وہ مسکراتے ہوئے سنینا کو بتا رہی تھی جبکہ سنینا کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔اسے کرسٹوفر کو دیکھنے کا تجسس تھا

"اس کی کوئی پینٹنگ؟"

لڑکی نے دائیں دیوار کی طرف اشارہ کیا۔وہ سیاہ پینٹنگ جسے سنینا کچھ سیکنڈز سے کنکھیوں سے دیکھ رہی تھی۔پھر اس نے سامنے والی دیوار کی طرف اشارہ کیا،وہی پینٹنگ جو وہ دیکھ چکی تھی۔جس میں سرخ ندی بہہ رہی تھی۔وہ کیسے بھول گئی کہ اس نے کرسٹوفر کی پینٹنگ دیکھ رکھی ہے۔

"اس کی پینٹنگز ایسی ہی ہوتی ہیں۔بلیک وائٹ اور گرے۔۔وہ جب پینٹ کرتی ہے تو زمانہ ٹھہر کر دیکھتا ہے۔اس کا رنگ سیاہ ہے وہ رنگ جو سب جذب کر لیتا ہے "لڑکی نے اس کی شان میں ایک اور قصیدہ کس دیا۔

سنینا فقط مسکرائی جبکہ وہ کسی کی اتنی تعریف سننے کی عادی ہر گز نہیں تھی۔

"میں نے اسے نہیں دیکھا۔کیا وہ یہاں نہیں آتی؟"

"آتی ہے۔۔آئے گی۔۔شاید کل یا پرسوں۔۔وہ کچھ دنوں کی چھٹی پر تھی "گولڈن بالوں والی مسکرا دی۔

سنینا نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ وہ پہلے سے زیادہ محتاط ہو گئی تھی۔وہ جس جگہ سے آئی تھی وہاں اس کا ذکر ایسے ہوتا تھا جیسے یہاں کرسٹوفر کا ہو رہا تھا۔اس نے سانس خارج کی مگر دل نارمل نہیں ہوا۔دل تو جو چاہے لے سوچا ہے،اس پر کیا پابندی۔

سامنے ہال کے دروازے سے عالی جاہ آتی دکھائی دی تھی۔سنینا اسے دیکھ کر کھڑی ہوئی،وہ اسی کی جانب بڑھی۔سنہرے بالوں والی مسکرا کر سنینا کو خدا حافظ بول کر چلی گئی۔

عالی جاہ اس کے سامنے کھڑی ہوئی "چلیں؟"

سنینا نے اسے کہا تھا کہ اس نے کینوس ایزل اور کچھ رنگ لینے ہیں۔اسے رات میں یا کسی بھی وقت کمرے میں پینٹ کرنے کا دل چاہتا تو اس کے پاس رنگ تو ہونے چاہیئے تھے، سو وہ یہی لینا چاہ رہی تھی اور اسی کے لیے عالی جاہ آئی تھی

سنینا نے اپنے کینوس کو دیکھا "میں یہ ساتھ لے جانا چاہتی ہوں"

اس نے شانے اچکائے "واپسی پر لے جانا"

سنینا راضی ہو گئی اور اب وہ جانے کی تیاری کر رہی تھی۔فٹ پاتھ سے گزرتے دونوں کے درمیان باتیں جاری تھیں۔سنینا گردن موڑ کر عالی جاہ سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ سن رہی تھی۔

"تم کرسٹوفر کو جانتی ہو؟"

"کون؟ وہ پینٹر؟" اس نے بھنویں بھینچ کر سنینا کو دیکھا

"ہاں۔۔وہی" لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا اور عالی جاہ کے تاثرات دیکھنے لگی جو کہ بے زار سے تھے

"ہاں۔۔دیکھا بھی ہے اس کو، نک چڑی مغرور اور ایک نمبر کی شیطان ہے وہ۔۔ذرا اچھی نہیں لگتی مجھے۔پتہ نہیں اتنا اچھا پینٹ کیسے کر لیتی ہے وہ؟" اس نے کہہ کر سر جھٹکا

"کیا وہ بہت مشہور ہے؟"

"ہاں۔۔پینٹرز میں مگر۔۔" پھر خاموش ہو گئی اور سنینا کو دیکھا "چھوڑو تم"

"نہیں۔۔بتاؤ تم کیا کہنے والی تھی؟" اسے کرسٹوفر میں دلچسپی پیدا ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ذرا سا سنینا کی طرف جھکی اور سرگوشی کی "تھوڑی کھسکی ہوئی ہے مطلب ذہنی مریضہ۔۔ایک ہی لڑکی کا چہرہ پینٹ کرتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس لڑکی کا قتل کرسٹوفر کے ہاتھوں ہوا تھا اور تب سے وہ بس اسے ہی پینٹ کرتی ہے۔جیسے کوئی شخص کسی کے حواس پر سوار ہوا ہو۔۔مینٹل پیس لگتی ہے"

اور وہ سیدھی ہوئی

سنینا کے ہونٹ اوہ میں سکڑے۔پھر تھوک نگلا "یہ تو کافی انٹرسٹنگ لگتی ہے" اور مسکرائی

لڑکی نے سنینا کی کہنی سے کہنی ٹکرائی "زیادہ مت سوچو اس کا۔۔اتنی بھی کوئی ہوائی مخلوق نہیں ہے۔تم بھی اچھا پینٹ کرتی ہو" اور مسکرائی

سنینا ہنس دی "وہ تو ہے۔۔مگر میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں"

عالی جاہ کے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھے "دیکھ لینا۔۔زہر کی شکل نظر آتی ہے مجھے، سیاہ چڑیل" اور سر جھٹکا۔

پاس ہی ایک سٹیشنری شاپ تھی، عالی جاہ نے دروازہ کھولا اور دونوں اندر داخل ہوئیں۔

تین بجے تک وہ فیکٹری میں تھی۔تھوڑی سی ریسٹ کے بعد وہ لمبے سفر پر نکل چکی تھی۔وہ سفر جس کی وہ عادی تھی۔دوپہر کے ساڑھے تین کے قریب وہ آفس واپس آئی، ابھی وہ آفس میں بیٹھی تھی کہ سامنے لیپ ٹاپ کی سیاہ سکرین پر نظر پڑی اور وہ ماتھے کو چھو کر رہ گئی۔چار بجے ایک اور میٹنگ اس کا منہ دیکھ رہی تھی۔اس نے کلائی میں بندھی گھڑی دیکھی، چالیس منٹ پڑے تھے۔بھوک بھی

بہت لگی تھی اور وقت بھی کم تھا۔ میٹنگ آفس میں نہیں تھی، آفس سے بیس منٹ کے راستے پر ایک چھوٹے سے سٹوڈیو میں تھی۔ اس نے اپنا پرس پکڑا اور باہر کی طرف بڑھی۔ راستے میں ڈرائیو کرتے رابیل اور نگزیب کو شدت سے اس بات کا احساس ہو رہا تھا کہ اسے ایک ڈرائیور رکھ لینا چاہیئے تھا۔ آج وہ ڈرائیو کر رہا ہوتا اور رابیل پیچھے بیٹھ کر کچھ کھا لیتی مگر وہ رابیل ہی کیا جو پچھتا لے۔ سٹوڈیو کے باہر پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کر کے وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر کی جانب بڑھی۔ گلاس ڈور کھولا اور اندر دیکھا، یہ سٹوڈیو وہ کئی بار دیکھ چکی تھی۔ اس سٹوڈیو میں وہ کئی بار ہریرہ اور حذیفہ سے مل چکی تھی۔ سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی اور جاتے ہی سامنے بڑے سے کمرے کا گلاس ڈور کھولا۔ وہاں تین لڑکیاں اور دو لڑکے پہلے سے ہی بیٹھے تھے، چار بجنے میں پانچ منٹ تھے، وہ اندر داخل ہوئی اور مسکرا کر سر کو خم دیا۔ وہ بھی مسکرا دیے۔ اس نے مرکزی کرسی کے دائیں ہاتھ والی کرسی نکالی اور بیٹھ گئی۔ ایک بار گھڑی دیکھی، اس کے آنے سے پہلے میٹنگ روم میں بات چیت جاری تھی، اب اس کے آتے ہی خاموشی چھا گئی مگر اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ ٹھیک پانچ منٹ بعد گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔ اس نے سفید گول گلے والی شرٹ، نیوی بلیو جینز، سفید جوگرز اور پینٹ کی ہم رنگ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ وہ جیسے ہی اندر آیا سب کھڑے ہو گئے سوائے رابیل اور نگزیب کے۔ وہ کسی کے آنے پر کھڑی نہیں ہوتی تھی۔ اندر آنے والا شخص آگے بڑھا اور انھیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، ایک نظر رابیل کو دیکھا اور پروجیکٹر آن کر دیا۔ پراجیکشن سکرین پر روشنی پڑی اور کمرے کی بتیاں بجھا دی

گئیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے میں اس نے اپنا مؤقف بیان کیا اور پھر بتیاں جلادی گئیں۔ وہ اب مرکزی کرسی پر بیٹھا مسکرا کر کمرے میں موجود ساتھیوں سے مخاطب تھا۔ ایک لڑکی اٹھی اور ایک فائل رابیل کے سامنے رکھی، اس نے فائنل ذرا سی اپنی طرف سرکائی اور اس پر لکھے الفاظ پڑھنے لگی۔ اس نے لڑکی کے سامنے ہاتھ بڑھایا جیسے قلم مانگ رہی ہو۔ لڑکی نے بال پوائنٹ اس کی طرف بڑھائی اور اس نے کاغذ پر دستخط کر دیے۔ پھر ساتھ مرکزی کرسی پر بیٹھے مرد کو دیکھا مگر بولی کچھ نہیں

"یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے" وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

رابیل نے فائل بند کر کے اس کے سامنے رکھی اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

"میں امید کرتی ہوں ہمارا وقت اچھا گزرے گا اور یہ تجربہ ہمارے لیے اچھا ثابت ہو گا"

وہ مسکرا دیا "ضرور!" اسی کے ساتھ رابیل نے ماضی کے واقعے کو ایک طرف رکھ کر ایک نیا معاہدہ ایک نئے مرد کے ساتھ کیا تھا کیونکہ سب مرد برابر نہیں ہوتے نا۔

اور میٹنگ ختم ہوئی۔ شام کے پانچ بج چکے تھے۔ سٹوڈیو سے نکلتے ہی اسے سب سے پہلے جس چیز کا خیال آیا تھا وہ کھانا تھا۔

جس وقت وہ گھر پہنچی چھ بج چکے تھے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کچھ غیر معمولی ہے اور لاؤنج میں داخل ہوتے ہی یہ تجسس بھی ختم ہوا جب اس نے سامنے رامین کو بیٹھے دیکھا۔ وہ گلشن آرا کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر مسکرائی اور پھر اس سے گلے ملی۔

اس نے ہلکے گلابی رنگ کا کام دار جوڑا پہن رکھا تھا، چھوٹے بال بڑھ چکے تھے جسے اس نے سٹیپس میں کٹوایا تھا، ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور کانوں میں چمکتے ہیرے تھے۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی، رابیل نے اس کی تھوڑی کو چھوا

"کتنی پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ!"

وہ مسکرادی، گال گلابی ہوئے اور پھر اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"تمھیں دیر نہیں ہو گئی؟"

"ہوں" اس نے صوفے کی پشت پر سر رکھا "اتنے دن بعد آفس گئی تھی، بہت سا کام پینڈنگ تھا۔ بس دیر ہو گئی" اس نے دونوں ٹانگیں اوپر کر لیں۔ کچن سے فرحت باہر آئیں اور اسے دیکھ کر مسکرائیں

"طبیعت ٹھیک ہے؟" وہ اس کی طرف بڑھی تھیں

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور دھیما سا مسکرائی۔ سامنے پڑا شیشے کا خالی گلاس اٹھایا اور وہ کچن میں چلی گئیں۔

"صبح کی نکلی ہوتی ہے شام ہو جاتی ہے، کمانا اللہ نے مرد کے ذمے لگایا تھا یہ آج کل کی لڑکیوں کو پتہ نہیں کون سے نرالے شوق ہیں" اس کی نانی رابیل کو دیکھ کر شروع ہو چکی تھیں۔ اس نے ایک سانس خارج کی پھر رامین کو دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمھاراون اینڈ اونلی کہاں ہے؟"

اس نے دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھا" پتہ نہیں۔۔اشو کے ساتھ باہر گیا ہے۔اسے کون سا چین پڑتا ہے" وہ صوفے پر ٹانگیں کر کے چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔

فرحت کچن سے باہر آئیں تو ان کے ہاتھ میں گاجر کا جوس تھا،رابیل کی طرف بڑھایا۔اس نے پہلے برا سا منہ بنایا،فرحت نے آنکھیں دکھائیں تو اس نے چپ کر کے پکڑ لیا۔دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور رانیہ باہر آئی،اس نے گود میں صارم کو اٹھا رکھا تھا جو کہ رابیل کو دیکھتے ہی بازو اس کی طرف پھیلانے لگا۔اس کی ماں نے بس ایک نظر رابیل کو دیکھا پھر کچن میں چلی گئی۔وہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرتی گاجر کا جوس پی رہی تھی۔چند لمحے گزرے تھے اور سامنے سے تیمور اور اشعر آتے دکھائی دیے۔وہ انھیں دیکھ کر مسکرائی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔دونوں بڑے صوفے پر رامین کے دائیں بائیں بیٹھ گئے،درمیان میں بیٹھی لڑکی نے پہلے دائیں دیکھا پھر بائیں پھر سانس لے کر رہ گئی

"کیسی گزر رہی ہے آپ کی زندگی؟"رابیل تیمور کو دیکھ کر مسکرائی اور ایک گھونٹ بھرا

وہ مسکرایا اور اپنی بیوی کو دیکھا،پھر اٹھ کر سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا"سنگل لائف از دی بیسٹ لائف"

رابیل ہنس دی"ویسے سنگل تو تم بھی کبھی نہیں تھے"

وہ مسکرایا اور شانے اچکائے۔پھر ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔

"تم بتاؤ، سب ٹھیک چل رہا ہے؟"

اس نے فقط اثبات میں سر ہلایا مگر وہ تیمور تھا، اسے ایسے مزہ نہیں آ رہا تھا

"وہ تم نے دوبارہ مفنز نہیں بنائے؟"

رابیل نے گلا کھنکھارا "نہیں۔۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

اس نے مسکرا کر سامنے بیٹھی گلشن آرا کو دیکھا جو دونوں کے چہروں پر معنی خیز مسکراہٹیں پڑھ رہی تھیں

"نہیں بس ویسے ہی، کوئی پوچھ رہا تھا"

اس سے پہلے کہ وہ یہیں سب پھوٹ دے، رابیل اٹھی اور کچن میں چلی گئی۔

"یہ کس کی بات کر رہے تھے تم؟" رامین آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی

"پرسنل ہے" اس نے ڈھیٹوں کی طرح شانے اچکائے

اس نے دانت پیستے سر ہلایا تھا "میرا خیال ہے میں بھی پرسنل ہی ہوں تمھاری"

"ہاں! پرسنل پرابلم" اس نے بات مکمل کی، ساتھ بیٹھے اشعر کی ہنسی نکل گئی۔

اس نے ساتھ بیٹھے اشعر کی ٹانگ پر چٹکی کاٹی، وہ کراہ کر رہ گیا۔ کچن میں کھڑی رابیل فرحت کے بنائے ہوئے کباب چکھ رہی تھی

"امی آپ سارا دن کام کرتی رہتی ہیں۔ بانو کو بلوالیں، آپ کی ہیلپ ہو جائے گی" اس نے تھوڑا سا کباب توڑا اور منہ میں رکھا۔ پھر چبایا، ایک طرف رانیہ کھڑی دودھ گرم کر رہی تھی

"کھانا تم لوگ میرے ہاتھ کا ہی کھاتے ہو۔ بانو کھانا بنائے تو وہ ہمسائے ختم کرتے ہیں" انھوں نے ایک کباب ہاتھ پر رکھ کر بنایا اور پھر اسے توے پر پڑے تیل میں رکھ دیا۔ ہلکی ہلکی "شر رشر ر" کی آواز ابھری تھی۔

اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا، پیچھے رانیہ کی پشت تھی، صارم اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ اس کی طرف بڑھی اور اس کا گال چھو کر باہر چلی گئی۔ اس کا رخ کمرے کی طرف تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے بتی جلائی، کشن پر لیٹا لیو فوراً اس کی طرف آیا۔ اس نے جھک کر اسے پیار کیا اور اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔ اس کی کمر پچکارتے اس نے الماری کا دروازہ کھولا

"تم نے مجھے مس کیا؟" اس نے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے اور پھر اس کا اپنی طرف اٹھا چہرہ دیکھ کر اس سے مخاطب ہوئی۔ بیڈ پر بیٹھی اور اس کی کمر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ پھر اسے بیڈ پر بٹھا کر کپڑے پکڑے، واش روم چلی گئی، چند لمحے بعد باہر نکلی تو اس کا چہرہ گیلا تھا۔ پاس لٹکے تولیے سے منہ صاف کر کے وہ بیڈ کی طرف بڑھی، اپنے بلے کو اٹھایا اور باہر چلی گئی۔ باہر رامین اپنی کوئی کہانی سنا رہی تھی۔ وہ صوفے پر بیٹھ گئی، مینا اپنے ہنی مون کی پلاننگ سنا رہی تھی

"کل رات دس بجے ہماری فلائٹ ہے اور تقریباً ایک مہینہ رہیں گے "گلشن آرا مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھیں

"کہاں جانا ہے؟"

"ان کے پتہ نہیں کون سے سسرال۔۔کینیڈا"اس نے ابرو سے تیمور کی طرف اشارہ کیا

وہ بس مسکرا دیا۔وہ نیم دراز سا بیٹھا بس ادھر سے اُدھر نظریں گھما رہا تھا مگر وہاں بیٹھا ہر شخص گواہ تھا کہ تیمور ادھر اُدھر نظریں بھی گھما رہا ہو تب بھی کچھ نہ کچھ سوچ رہا ہوتا ہے۔

"کل کتنے بجے فلائٹ ہے؟"کچن سے فرحت باہر آئی تھیں،وہ ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھیں۔

اشعر ان کے ساتھ برتن لگانے میں مصروف تھا

"کل رات دس بجے "کہہ کر اس نے کشن گود میں رکھا"ابھی ہم نے مامون بھائی سے بھی ملنا ہے، آپ لوگوں سے مل لیا ہے۔۔"اس کی بات ادھوری تھی جب فرحت بول پڑیں"کس سے ملنا ہے تم نے؟"

اس نے تیمور کو دیکھا اور تھوک نگلا،اب زبان قابو سے باہر ہو تو بندہ کیا کرے

"میرے بھائی سے" تیمور سیدھا ہو کر بیٹھا اور بات سنبھال لی مگر فرحت کے چہرے کے تنے نقوش بتاتے تھے کہ عورتوں کی زبان کے ساتھ ساتھ کان بھی بہت تیز ہوتے ہیں اور دماغ ان سے بھی تیز

جو باتیں بھولنے میں کافی برے ثابت ہوتے ہیں۔اس نے پہلے تیمور کو دیکھا پھر رابیل کو اور پھر مسکرا کر رہ گئی۔

ڈنر کے بعد وہ کافی دیر بیٹھے رہے، ساڑھے نو بجے کے قریب وہ جانے والے تھے۔رابیل تیمور کے ساتھ باہر بڑھی، اس نے سینے پر بازو لپیٹے تھے "کیا واقعی وہ مغز کا پوچھ رہے تھے؟"

تیمور مسکرایا، شیطانی مسکراہٹ "ہاں۔۔اس دن سے میٹھا بھی کھانے لگا ہے"

وہ ہنس دی اور اس کا کان پکڑ لیا "جھوٹے۔۔تم باز نہیں نا آئے" وہ جو رابیل سے اونچا تھا ذرا سا جھکا

"ارے کان تو چھوڑو"

اس نے کان چھوڑ دیا، تیمور نے منہ بسورا اور کان کی لو کو چھوا "ہاں ٹھیک ہے" شانے اچکائے "ایک تو میں پتہ نہیں کن عقل مندوں میں پھنس گیا ہوں، اب ذرا سا مذاق بھی نہیں کر سکتا"

"مذاق۔۔نانو کے سامنے۔۔وہ بھی مامون کا" اس نے سر اثبات میں ہلایا "تم نے خود تو چلے جانا تھا بعد میں مجھ پر کیس ہو جانا تھا"

وہ ہنس دیا "عورتوں کی پولیٹیکس۔۔ورنہ ہمیں دیکھو، ہم تو اس scandalized پرسن کے ساتھ کئی عرصے سے رہ رہے ہیں، جگرا ہونا چاہیئے"

وہ مسکرادی، پیچھے لاؤنج سے رامین باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔اس کے ساتھ فرحت تھیں جو کہ مسلسل اسے کچھ کہہ رہی تھیں اور وہ سر ہلاتے سن رہی تھی۔دروازے کے پاس آکر رامین اس سے گلے ملی اور پھر وہ لوگ چلے گئے۔گھر میں پھر خاموشی ہو گئی۔

اس سے ذرا فاصلے پر سفید سرمئی بنگلہ روشن پورے وقار سے کھڑا تھا۔آج ملیحہ کو دیر ہو گئی تھی اور مامون باغ میں کھڑا ان کا منتظر تھا۔اس کے ساتھ آرا بھی تھی جو کبھی ادھر کبھی اُدھر ہوتی مامون سے باتیں کر رہی تھی۔دفعتاً باہر کا گیٹ کھلا، دونوں نے بیک وقت ادھر دیکھا، سیاہ گاڑی اندر بڑھی اور پھر گیراج میں آکر رک گئی۔ڈرائیور باہر نکلا اور پھر پیچھے کا دروازہ کھولا۔آج ملیحہ کے ساتھ تاثیر بھی آئی تھی۔وہ باغ کی طرف آئیں، مامون ان کے کندھے لگا اور پھر جدا ہوا۔وہ آرا کے ساتھ اندر بڑھ گئیں جبکہ تاثیر وہیں کھڑی رہی

"کیسے ہو مامون؟"اس نے سینے پر بازو لپیٹ لیے۔

سامنے کھڑے مامون نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑس لیے، سر کو ذرا سا خم دیا"اچھا ہوں ۔۔تم ٹھیک ہو؟"اسے دیکھا جو سامنے کھڑی تھی

وہ مسکرائی"میں بھی اچھی ہوں"پھر گلا کھنکھارا"چوائس بری نہیں ہے"

مامون کے چہرے پر ایک سوالیہ تاثر تھا، مسکراہٹ مدھم پڑی۔تاثیر ہنس دی"میں اس کی بات کر رہی ہوں جس کے طواف میں تم آج کل ہو"

اس نے سانس خارج کی،ادھر اُدھر دیکھا جیسے اس کی بات سے کوئی فرق نہ پڑ رہا ہو

"میں ملی نہیں ہوں اس سے،وہ شاید بہت مصروف تھی"

"ناٹ انٹرسٹڈ!"مامون نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

"اس کی دو منگنیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ایک آج سے چھے سال پہلے اور آج سے چند ہفتے پہلے"وہ بولتی جا رہی تھی

"ناٹ انٹرسٹڈ!"اس نے پھر لاپرواہی سے شانے اچکائے

"ایک مشہور سیاستدان کے ساتھ اس کا افیئر بھی مشہور ہے"تاثیر بڑے مزے سے بول رہی تھی

مامون مسکرا دیا"ناٹ انٹرسٹڈ!"

وہ مامون سے ایسے تاثرات کی توقع نہیں رکھ رہی تھی۔پھر اس نے سانس خارج کی۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی مامون بول پڑا

"پتہ ہے تاثیر مجھے تم میں کیا اچھا لگتا ہے؟"

اس نے سوالیہ ابرو اٹھائی

"تمھیں جس سے مسئلہ ہوتا ہے تم اس کے منہ پر جا کر بولتی ہو۔ایسے لوگ بہت خوش رہتے ہیں"

اس نے شانے اچکائے"دل میں کوئی بات جو نہیں رکھتے"

تاثیر کی مسکراہٹ مدھم پڑ کر گہری ہوئی"اور مجھے تم میں پتہ کیا اچھا لگتا ہے؟"

"ناٹ انٹرسٹڈ!" اب کی بار وہ دھیما سا ہنسا تھا

"تم ایک اچھے اداکار ہو"

"تم ایک اچھی آبزرور" اور کہہ کر وہ رکا نہیں، مڑا اور اس کا رخ لاؤنج کو جاتی سیڑھیوں کی طرف تھا

"میں کیسے مان لوں کہ تم اسے پسند نہیں کرتے؟" اس کی آواز بلند ہوئی تھی

مامون کے آگے بڑھتے قدم رکے، وہ مڑا "اور میں تمھیں منا بھی نہیں رہا"

تاثیر بس سانس لے کر رہ گئی۔ وہ لاجواب ہو چکی تھی، باہر کا گیٹ کھلا اور کوئی اپنی گاڑی اندر لیے آیا تھا۔ گاڑی گیراج میں کھڑی کی اور تیمور باہر نکلا۔ وہ ہونٹ گول کیے سیٹی بجا رہا تھا، ڈاکٹر تاثیر کو دیکھ کر مسکرایا اور ان کی طرف بڑھا

"کیسی ہیں آپ؟" وہ عین تاثیر کے سامنے کھڑا تھا

"تم نے تو کہا تھا کہ وہ اس فیشن ڈیزائنر کو پسند کرتا ہے" اس نے ابرو اٹھائی

تیمور ہنس دیا "مجھے تو میرا باپ سیریئس نہیں لیتا آپ نے کیسے لے لیا؟"

ڈاکٹر تاثیر نے دانت پیسے "واٹ ربش؟"

وہ مسکرایا "ویسے کیا آپ واقعی مون سے محبت کرتی ہیں؟"

تاثیر نے سانس خارج کی "کہنا کیا چاہتے ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے گلا کھنکھارا "میں اب شادی شدہ ہوں اور مجھے احساس ہو رہا ہے کہ انسان کبھی کبھی کتنا بے بس ہوتا ہے"

"یہ تم کون سا فلسفہ سنا رہے ہو مجھے؟" وہ آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھ رہی تھی

وہ ہنسا "ویل ویل ویل" پھر نارمل ہوا "میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں، مون کو حاصل کرنے میں" اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی

"تم ایسا کیوں کرو گے؟"

"کیونکہ مجھے ہر وقت دیکھنے کو کوئی نہ کوئی ڈرامہ چاہیئے" اور مسکرایا

"شٹ اپ" وہ دانت پیستے بولی

وہ ہنس دیا اور کچھ گنگناتے ہوئے اندر بڑھ گیا۔ وہ بس سانس لے کر رہ گئی

سرمئی سفید محل سے ذرا فاصلے پر ایک چھوٹے فلیٹ میں دیکھو تو ایک شخص الماری میں اپنے کپڑے سیٹ کر کے رکھ رہا تھا۔ اس کی جرسیاں، کوٹ، اپر اور بہت سی پینٹیں بیڈ پر بکھری تھیں۔ دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا۔۔ اندر آنے والے کے ہاتھ میں ایک کین تھا جسے اس نے ہونٹوں سے لگایا اور کولڈ ڈرنک کا ایک گھونٹ اندر اتارا۔ پھر دھپ سے بیڈ پر آ گرا اور اسے دیکھنے لگا جو کہ اپنی الماری سیٹ کرنے میں الجھا تھا۔ اس نے ایک دوسرا گھونٹ بھرا اور بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا لی۔ پھر گلا کھنکھارا "جان!"

الماری سیٹ کرتے شخص نے برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا "جی وبال جان"

وہ مسکرایا "تمھیں پتہ ہے میں بہت جلد مشہور ہونے والا ہوں"

معاذ نے کوٹ ہینگر میں لٹکاتے اسے دیکھا "کھانے کے تمھارے پاس پیسے نہیں ہوتے، نشہ کب سے کرنے لگے ہو؟" اور اس نے سر جھٹکا

اس نے ایک اور گھونٹ بھرا "تم مجھے انڈر ایسٹیمیٹ کرتے رہتے ہو۔ یار میں باہر بہت مشہور ہوں، لوگ مجھ سے مل کر فخر محسوس کرتے ہیں"

معاذ نے ایک سانس خارج کی "پتہ نہیں کون سے اندھے ہیں؟" اس نے پھر سر جھٹکا

"میں نے رابیل اور نگزیب کو کولیبوریٹ کی آفر کی اور وہ مان گئیں۔ اب ہم مل کر کام کریں گے اور دنیا دیکھے گی" وہ جو پینٹ الماری میں رکھنے کے لیے مڑا تھا، ایڑیوں کے بل گھوم کر اس نے بیڈ پر بیٹھے شخص کو دیکھا تھا "کیا کیا کیا؟"

اب کی بار وہ ہنسا تھا "رابیل اور نگزیب حذیفہ بن یمان کے ساتھ کام کریں گی"

"اوا چھا" وہ پینٹ بیڈ پر پھینک کر اس کی طرف بڑھا "میرا راستہ صاف کر کے تم خود کا کام بنا رہے تھے" وہ اس کے سر پر کھڑا تھا

اس نے بڑے تحمل سے کین ہونٹوں سے لگایا اور کولڈ ڈرنک اندر اتارا "وہ کیا ہے نا کہ میں تو معصوم ہوں۔۔"

"اور مجبور بالکل نہیں" اس نے کمر پر ہاتھ باندھے "یہ تمھارے مٹر کے دانے جتنے دماغ میں چل کیا رہا ہے"

حذیفہ ہنس دیا "بس اب تم دیکھتے جاؤ۔۔وہ بہت ٹیلنٹڈ ہیں اور اچھی بھی، میں نے سوچا ان کے ساتھ کام کرنا چاہیئے"

حذیفہ نے سانس خارج کی "تمھارا ٹیلنٹ کیا ہے؟"

حذیفہ کچھ سوچتے ہوئے بولا "میں دل کا بہت اچھا ہوں اور میں لوگوں۔۔"

"اور میں لوگوں کی اچھائی سے جی بھر کے فائدہ اٹھاتا ہوں" اس کی بات معاذ نے مکمل کی تھی حذیفہ نے ایک سانس خارج کی "میں ایک اچھا آرٹسٹ تھا اور میں محنت کرتا تھا۔پھر ایک دن تم مجھے ملے اور میرے اندر کے جن باہر آ گئے۔اس دن مجھے احساس ہوا کہ دنیا اسے بھی نہیں جینے دیتی جو محنت کرتا ہے اور اسے بھی جینے نہیں دیتی جو محبت کرتا ہے"

"اس ساری بات کا مقصد؟" معاذ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

"کچھ نہیں" وہ کھڑا ہوا "میں بور ہو رہا تھا تو سوچا کوئی فلسفہ جھاڑ دوں۔۔ویسے میں ایک اچھا رائٹر بھی بن سکتا ہوں"

معاذ نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے بیڈ پر دھکا دیا اور واپس الماری کی طرف آ گیا

"ویسے تم کیوں اتنا جل بھن رہے ہو؟ اس لیے کہ وہ تمھارا شکار تھیں"

"نہیں۔۔وہ واقعی اچھے دل کی ہیں۔میں اس لیے پیچھے ہٹ گیا کہ وہ میرے دوست کی کزن اور سالی ہیں"

حذیفہ یک دم کھڑا ہوا"دیکھو معاذ میری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں،مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنے اچھے ہو۔۔تم تو واقعی معصوم اور مجبور ہو"اور قہقہہ لگا کر ہنسا۔معاذ بھی مسکرا دیا اور پھر سر جھٹکا اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر چلا گیا۔اب صرف کمرے میں معاذ تھا جو کہ الماری میں کپڑے سیٹ کر چکا تھا۔اس نے دراز کھولا اور اپنے تہہ شدہ رومال رکھے۔وہاں ایک گلابی رنگ کا ڈبہ پڑا تھا، اس نے وہ ڈبہ پکڑا اور اس کا ڈھکن اس سے جدا کیا۔اس میں ایک شیشے کا چھوٹا بالکل ہتھیلی جتنا جار پڑا تھا جس میں گلابی گلاب تھا جو کہ اب سوکھ چکا تھا،اس جار کی گردن میں ایک بھورے رنگ کا کارک لگا تھا اور اس کی گردن سے موٹے دھاگے سے لٹکایا گیا ایک کارڈ تھا۔ایک انگلی جتنا کارڈ جس پر کچھ لکھا تھا۔اس نے وہ جار نکالا اور ہاتھ میں پکڑ لیا

"آنکھیں الفاظ کی قید سے آزاد اور دل کی زبان بولتی ہیں"اور نیچے لکھنے والی نے اپنا نام لکھا تھا

"~زوبیہ حسان"

وہ پھیکا سا مسکرایا۔اس نے ایک مرتبہ اس سے کہا تھا کہ اگر وہ تھوڑی دیر اور رک جاتی تو اس کے جذبات کو زبان اور الفاظ مل جاتے،اظہار ہو جاتا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ زوبیہ اس کی آنکھیں پڑھ چکی

ہیں۔اب تو دو سال ہو گئے تھے،اب تک تو وہ آگے بڑھ چکی ہو گی۔اس نے سانس خارج کی اور وہ جار ڈبے میں رکھ کر دراز بند کیا اور کمرے کی بتی بجھا کر باہر آ گیا۔

کیا واقعی آگے بڑھنا اتنا آسان ہوتا ہے؟

سفید سرمئی بنگلے کے مالک کی عادت تھی کہ رات کو سونے سے پہلے کچھ نہ کچھ پڑھ کر سوتا چاہے وہ کتاب کا ایک صفحہ ہو یا ایک کتاب۔یہ عادت اب پکی ہو چکی تھی اور عادتیں پکی ہوتی جائیں تو فطرت بننے لگتی ہیں۔وقت آگے کو سرکتا جا رہا تھا،اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی "آ جائیں" دروازہ کھلا۔بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے مرد نے گردن موڑ کر اپنی ماں کو دیکھا جو کہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہی تھیں

"مجھے پتہ تھا تم جاگ رہے ہو گے" وہ عین اس کے سامنے آ کر بیٹھی تھیں

"ابھی صرف ساڑھے گیارہ ہوئے ہیں" اس نے کتاب الٹ کر کے اپنی ران پر رکھی اور چوکڑی مارے بیٹھ گیا

وہ مسکرائیں "سارا دن مصروف گزر جاتا ہے۔تم انڈسٹری ہوتے ہو اور میں ہاسپٹل"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا "آپ کو اتنی بار کہہ چکا ہوں کہ اب گھر رہا کریں۔آپ کی عمر کی خواتین گھر پر رہ کر اپنی کمپنی انجوائے کرتی ہیں"

"تم مجھے بڑھیا کہہ رہے ہو؟" انھوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا اور وہ ہنس دیا

"ارے نہیں۔۔آپ تو میری بڑی بہن لگتی ہیں۔عمر ہی کیا ہے آپ کی،یہی کوئی ساٹھ سے ستر برس،بس"

وہ ہنس دیں"تیمور صحیح کہتا ہے،میرا لاڈلہ بگڑ گیا ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"لاڈلے بگڑنے کے لیے ہی ہوتے ہیں اماں"اس نے اپنی ماں کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

انھوں نے سانس خارج کی"مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے"وہ سنجیدہ ہوئیں

مامون سر جھکائے مسکرایا تھا"سننے میں آتا ہے کہ رات کے پہر انسان نفسیاتی طور پر کمزور ہوتا ہے۔آپ میری کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھانے آئی ہیں"

وہ مسکرائیں"میں اس بار تم سے پوچھنے نہیں بتانے آئی ہوں"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا"کیا کرتی ہے وہ؟"

اور وہ ہنس دیں"ڈاکٹر ہے،دل کی"

اس نے ایک سانس خارج کی

"تمھیں کوئی لڑکی پسند ہے تو بتادو"وہ جھٹ سے بولیں

مامون کے چہرے کا رنگ بدلا تھا،اس نے تھوک نگلا۔مسکراہٹ مدھم پڑی،دل البتہ دھڑکا تھا اور اس نے ان کے ہاتھ پر رکھا ہاتھ ذرا سا دبایا"آپ تاثیر کو مجھ سے زیادہ اچھے سے جانتی ہیں"

"وہ تمھیں پسند کرتی ہے۔تم سے محبت کرتی ہے اور میں یہ بات تمھیں پتھر پر لکھ کر دے سکتی ہوں"

"اوہ! میری بھولی ماں۔۔ماؤں سے زیادہ بھولا کوئی نہیں ہوتا"اس نے بس سوچا کہا نہیں پھر ایک سانس خارج کی "آپ کو وہ اچھی لگتی ہے؟"

"زندگی تم نے گزارنی ہے مامون"

"کھیلنا تو جوا ہی ہے، کھلاڑی کوئی بھی ہو"اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے

وہ مسکرا دیں"خوش رہو"

"تاثیر کے ساتھ؟"وہ جیسے انھیں تنگ کر رہا تھا

وہ ہنس دیں۔مامون بس ان کی آنکھوں کی چمک دیکھتا رہ گیا۔

وہ اٹھیں"اوکے۔۔اب میں سکون سے سو سکوں گی، گڈ نائٹ!"

"گڈ نائٹ!"اس نے سر کو خم دیا اور وہ چلی گئیں۔وہ کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا، کیا اس نے ٹھیک کیا؟ ہاں مگر اس نے وہی کیا جو اسے اس وقت ضروری لگا۔باہر رات لمحہ بہ لمحہ سرک رہی تھی

فضا زرد سی تھی۔آسمان نارنجی ہو رہا تھا اور ہر سو ایک عجب سا سناٹا تھا۔اتنی خاموشی کہ اگر کوئی سوئی بھی زمین پر گرے تو آواز پیدا کرے۔ایسے میں ایک لڑکی لندن برج پر کھڑی تھی۔اس کے بال بندھے تھے،اس نے سرخ کوٹ اوڑھا تھا اور دوپٹہ گلے میں تھا۔اس کے گلے میں لٹکتا موتی غائب تھا،وہ پریشانی سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی جیسے کسی سے خوف کھا رہی ہو۔اس نے دائیں دیکھا پھر بائیں،ایک عجیب سی کیفیت اسے گھیرے ہوئے تھی۔وہ شاید کسی سے بھاگ رہی تھی،بھاگنے والی تھی کم از کم اس کا دھڑکتا دل اسے یہی بتا رہا تھا۔اس کی رنگت موسم کی طرح زرد تھی،آنکھوں کی پتلیاں سکڑی ہوئیں وہ جیسے فائٹ یا فلائٹ موڈ میں تھی،بھاگنے یا لڑنے کو تیار۔اس کے جسم نے ایک عجیب سی توانائی محسوس کی،جیسے کوئی چیز بڑی شدت کے ساتھ اسے آگے کو دھکیل رہی ہے۔ اس نے جھٹ سے گردن موڑی،پھر خود ایڑیوں کے بل پیچھے مڑی اور ایک ایک قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی۔وہ خوفزدہ تھی،سامنے کھڑے وجود سے۔اس کے سامنے جو بھی کھڑا تھا وہ مرد تھا یا عورت تھی؟وہ کون تھا؟اس کا چہرہ واضح نہیں تھا،اس نے سیاہ چغہ سا پہن رکھا تھا جس کی بڑی سی ٹوپی نے اس کا سر ڈھکا ہوا تھا۔وہ آگے بڑھ رہا تھا اور سنینا پیچھے کو۔اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے،وہ بھاگنا چاہ رہی تھی مگر آنکھیں مسلسل سامنے وجود پر ہی ٹکی تھیں۔وہ ایک قدم پیچھے ہٹی اور توازن برقرار نہ رکھ پائی،نیچے گری اور پھر خود کو گھسیٹتی پیچھے ہونے لگی۔وہ وجود اس کے قریب آیا،وہ سنینا کے سر پر کھڑا تھا اور لڑکی کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔وہ آواز نکالنا چاہ رہی تھی مگر آواز گلے میں دب کر مر

گئی تھی۔وہ جو بھی تھا اس کے قریب آیا اور جھکا۔سنینا کو اس کا چہرہ دیکھنے کا تجسس تھا،اس وجود نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔سیاہ دستانے میں مقید ہاتھ،اس کے ہاتھ نے سنینا کے ہاتھ کو چھوا۔ابھی صرف چھوا تھا کہ سیاہی اس کے ہاتھ سے بازو تک پھیلنے لگی تھی،وہ ہونقوں کی طرف اپنے ہاتھ اور بازو کو دیکھ رہی تھی۔آسمان کا رنگ نارنجی سے گہرا جامنی اور پھر سیاہی مائل نیلا ہونے لگا تھا۔اس نے گردن اٹھا کر دیکھا سامنے کوئی نہیں تھا۔سیاہ وجود غائب ہو چکا تھا۔

"بابا۔۔"وہ کرنٹ کھا کر اٹھی۔اس کا پورا جسم پسینے میں ڈوب چکا تھا،یخ ٹھنڈا جسم کپکپا رہا تھا اور اس نے جھٹ سے گردن موڑ کر دیکھی۔ساتھ والے بستر پر عالی جاہ سو رہی تھی۔سنینا نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا اور تیز تیز سانس لینے لگی۔پھر ایک دم سے کچھ یاد آنے پر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا،وہاں کوئی سیاہی نہیں تھی۔لڑکی نے تھوک نگلا اور پھر ہتھیلیوں سے چہرے پر آیا پسینہ صاف کرنے لگی۔باہر سردی تھی مگر کمرہ گرم تھا۔اس نے خود پر سے کمبل اتارا اور پاؤں نیچے فرش پر رکھے۔اس نے وہی جامنی آف وائٹ جرسی نما ٹراؤزر شرٹ ہی پہن رکھا تھا۔اس نے میٹرس کو دائیں ہاتھ سے زور سے تھام رکھا تھا اور وہ مسلسل اپنے خواب کو یاد کر رہی تھی

"کون تھا وہ؟"اس نے سرگوشی کی مگر جواب اس کے پاس بھی نہیں تھا

لڑکی نے آنکھیں میچ لیں،چند گہرے سانس لیے پھر آنکھیں کھولیں"شاید رات کو آیت الکرسی نہیں پڑھی تھی"

مگر خواب ابھی بھی حقیقت کا حصہ لگ رہا تھا۔وہ خاموشی سے اٹھی اور اپنے سلیپرز پہنے۔بڑے احتیاط اور خاموشی سے شیشے کا دروازہ ایک طرف کو سلائیڈ کیا اور بالکنی میں آگئی۔ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا تو اسے سردی محسوس ہوئی۔دور کہیں روشنیوں سے منور لندن برج نظر آرہا تھا۔گاڑیوں کا شور ابھی بھی باقی تھا مگر یہاں خاموشی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور دونوں ہاتھ ریلنگ پر جمائے۔ٹھنڈی ریلنگ پر گرم ہاتھ،اس نے نیچے جھانکا۔وہ دوسری منزل پر تھی،نیچے گلی سیاہ سنسان اور خاموش تھی۔اسے مزید سردی لگنے لگی تھی۔آسمان ابھی سیاہی مائل گہرا جامنی تھا۔اس نے گردن اٹھائی اور آسمان کو دیکھا،اندھیرا اور اندھیرے پر اندھیرا۔ایک دم سے ایک چیز اس کے ذہن کو کلک کی اور اس نے گردن جھکادی،اپنے گلے میں لٹکے موتی کو دیکھا جو کہ بے تحاشا چمک رہا تھا۔جتنا تیز اندھیرا تھا اتنا تیز وہ چمک رہا تھا۔اس نے اس موتی کو انگلی کی پوروں سے چھوا،پھر سانس خارج کی اور اندر آگئی۔سلائیڈنگ ڈور کے سامنے سے پردہ پیچھے کردیا۔نیلی نیلی روشنی اندر گرنے لگی۔وہ الماری کے ساتھ پڑے کارٹن کی طرف بڑھی جس میں اس نے اپنے رنگ رکھے تھے،ایزل پر کینوس سجا تھا۔وہ پینٹ کرنا چاہ رہی تھی،بالوں کو پکڑ کر جوڑا بنایا اور جھک کر کارٹن سے پیلیٹ نکالی۔خالی بھوری پیلیٹ،اس نے رنگوں میں سے سرخ رنگ کی ٹیوب نکالی اور کھول کر رنگ پیلٹ پر لگایا۔دونوں بازو کہنیوں تک موڑے اور پھر کھڑی ہوگئی۔اس نے بند لمحے سرخ رکھ کو دیکھا،پھر سے جھکی اور سیاہ رنگ کے ساتھ پیلا اور سرمئی رنگ کے ساتھ نارنجی رنگ پیلٹ میں

لگایا۔کچھ پل بیتےاور وہ اپنے کینوس کے سامنے تھی۔اس کا پینٹ برش خاموشی سے کارٹن میں پڑا اسے دیکھ رہا تھااور وہ ہاتھوں سے پینٹ کر رہی تھی۔

اگلی صبح خشک سی تھی۔ہلکی ہلکی دھنداور ٹھنڈ سی۔آج ملیحہ مامون کے ساتھ فیکٹری کی انسپیکشن کے لیے آئی تھیں۔ان کا حلیہ بھی باقی ورکرز سے کچھ مختلف نہ تھا۔سفیداوورال،ہاتھوں پر دستانے،سر پر آپریشن تھیٹر میں پہنے جانے والی سبز ٹوپی اور چہرے پر گلاسسز تھیں۔وہ ساری پیکنگ اور نیا سٹاک میٹیریل دیکھ رہی تھیں۔ساتھ مامون بھی گائیڈ کرتا جارہا تھااور افیفہ اس کے کہنے پر کچھ نوٹ کرتی جارہی تھی۔آدھادن ادھر گزر گیا۔وہ جب بھی آتی تھیں وقت اسی طرح گزرتا تھا۔اس وقت وہ دونوں آفس میں بیٹھے تھے۔ملیحہ مرکزی کرسی پر تھیں اوران کے سامنے مامون بیٹھا تھا۔دونوں کے سامنے بھاپ اڑاتے ان کے کافی کپ تھے

"تم نے سب اچھے سے سنبھالا ہوا ہے یعنی میں اگر نہ بھی آؤں تو سب ٹھیک چلتا رہے گا"انھوں نے کافی کپ منہ سے لگایا

وہ مسکرایا"آپ کو میری قابلیت پر شک نہیں کرنا چاہیئے"کافی کا گھونٹ بھرااور شانے اچکائے

“I do what I better do”

وہ پھر سے مسکرائی تھیں۔

"ابھی مزید کانٹریکٹ کاارادہ ہے یا جو ہیں انھیں ہی آگے لے کر چلو گے؟"

"اماں جو ہیں پہلے انھیں سپلائی دیں گے، آگے اگر کانٹریکٹ کرنا بھی ہوا تو دو یا تین کافی ہیں" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

انھوں نے سمجھنے کے سے انداز میں سر ہلایا۔ پھر گلا کھنکھارا

"رات کو ہم ڈاکٹر ہاشمی کی طرف جا رہے ہیں"

مامون نے سانس خارج کی "کیوں؟"

"رات کو بات ہوئی تھی نا میری تمھارے ساتھ، بھول گئے؟" انھوں نے مامون کو دیکھتے سوالیہ ابرو اٹھایا

اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے "رات گئی بات گئی"

انھوں نے سنجیدگی سے مامون کو دیکھا "یہاں سارے ورکرز اور تمھاری سیکرٹری کے سامنے میں تمھارا کان پکڑ کر لے جاتی اچھی لگوں گی؟" وہ دبے دبے غصے سے بولیں۔

مامون ہنس دیا "کچھ کچھ یاد آ رہا ہے مجھے"

انھوں نے کافی کپ منہ سے لگایا، اپنی بات پر قائم رہیں "بس آج سات بجے ہم ان کی طرف جائیں گے اور خبردار جو تم نے وہاں جا کر کوئی ایسی ویسی بات کی تو" انھوں نے مامون کو انگلی دکھا کر تنبیہہ کی تھی

وہ بس سانس لے کر رہ گیا "اوکے" سر البتہ جھکا دیا۔

اس نے کافی کپ منہ سے لگا کر گھونٹ بھرا، کافی اب کڑوی محسوس ہو رہی تھی، اس نے کافی گلے سے اتاری، مزید کافی کی طلب نہ رہی۔ دل کا دیا یک دم بجھ سا گیا تھا مگر یہ ضروری تھا۔

اس سے کچھ فاصلے پر اگر تم ایک کمرے میں جھانکو تو سفید سنگ مرمر کے فرش پر کوئی بیٹھا تھا۔ اس کے سر اور بازو پر پٹی تھی، وہ ہسپتال کے لباس میں تھا۔ اسے تین دن بعد ہوش آ رہا تھا اور دیوار سے ٹیک لگائے اس نے آنکھیں کھولیں۔ جوں جوں آنکھیں کھلیں منظر دھندلے ہوئے پھر شفاف ہو گئے۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور ہاتھ ہلایا مگر اس کے دونوں ہاتھ دائیں بائیں زنجیروں میں جکڑے تھے۔ گردن ادھر اُدھر گھما کر دیکھی، یہ عجیب کمرہ تھا۔ ہر طرف شیشے لگے تھے۔ بڑے چھوٹے موٹے پتلے شیشے چار دیواروں اور چھت کی زینت تھے بالکل کسی شیش محل کی طرح۔ اس نے رخ موڑا اور پچھلی دیوار میں خود کو دیکھا، وہاں اس کا عکس ابھرا، چھوٹا بڑا الٹا سیدھا موٹا پتلا، نہیں بہت چھوٹا اور کہیں موٹا اور عجیب سا۔ کہیں اس کے بہت قریب اور کہیں بہت دور۔ ہر سو وہی تھا، اس نے تھوک نگلا اور سانس خارج کی

"میں کہاں ہوں؟" وہ بولا تو آواز گونجی، آواز شیشے کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس اس کی طرف پلٹی

"میں کہاں ہوں؟ کوئی ہے؟" وہ پھر سے چلایا مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی، کمر میں درد کی ایک ٹیس اٹھی، اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ یہاں کیسے آیا؟ آخری مرتبہ اسے

ایک گاڑی نے ٹکر ماری تھی اور وہ سڑک پر اوندھے منہ پڑا تھا۔ پھر؟ پھر شاید بہت سے لوگ آئے تھے، ان میں سے کوئی ایمبولینس کو بلا رہا تھا اور اس کے بعد اسے کچھ یاد نہیں۔

اس کا دل گھبرا رہا تھا، پیٹ میں مروڑ پڑے۔ وہ یہاں کیوں لایا گیا ہے؟ وہ اس سوال کا جواب جاننا چاہ رہا تھا مگر ابھی وقت نہیں آیا تھا۔ وہ ایک بار پھر چلایا "میں کہاں ہوں؟"

آواز پھر سے واپس پلٹ آئی۔ اس کا سر گھومنے لگا تھا، ہر سو وہی تھا۔ وہ واپس بیٹھ گیا، پیچھے دیوار سے ٹیک لگائے گھٹنے سینے سے لگائے اور بازوؤں میں اپنا سر دیے۔

وہ کون تھا؟

سٹوڈیو میں سامنے والی سفید دیوار پر روشنی تلے ایک بڑی سی پینٹنگ آویزاں تھی۔ جو بھی آتا سب سے پہلے اسی پینٹنگ کی طرف بڑھتا تھا۔ وہ ایک بڑا سا سیاہ کینوس تھا جس پر ہر رنگ موجود تھا۔ بنانے والے بلکہ بنانے والی نے اس میں ہر رنگ کو بڑی خوبصورتی اور مہارت سے دوسرے رنگ میں ملایا تھا۔ وہاں ایک انسان بنا تھا جس کا وجود ذرا سا ڈل تھا، سفید رنگ جو کہ پیچھے کینوس کے سیاہ رنگ سے بلینڈ ہو رہا تھا مگر دیکھنے والے کو پتہ چل رہا تھا کہ یہ ایک آدمی ہے جو کہ مراقبے میں بیٹھا تھا۔ مراقبہ یعنی میڈیٹیشن، وہ وجود مراقبے کی صورت میں بیٹھا تھا اور اس میں ہر رنگ تھا۔ ایک

لمحے کے لیے دیکھنے والے کو لگے کہ اس میں نارنجی پیلے اور ہلکے رنگ سے شیر بنایا گیا ہے جو کہ پوری شدت سے غصے سے دھاڑ رہا ہے مگر وہ واضح نظر نہیں آتا۔وہ نیلے اور سفید رنگ کے ساتھ بلینڈ کیا گیا تھا،نیلا اور سفید رنگ جیسے کسی برف کی وادی کا تھا۔اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے انسان کو عجیب سکون کا احساس ہو،اس سفید نیلے رنگ کو سبز ہرے اور بھورے رنگ کے ایک اور شیڈ سے بلینڈ کیا گیا تھا۔جیسے ایک گہرا جنگل ہے جس پر گہرا سبز رنگ حاوی ہے،اسے دیکھ کر ذہن ایک لمحے کے لیے سرشاری کا سوچے۔اسی پینٹنگ میں مراقبے میں بیٹھے شخص میں سرخ رنگ کے چھینٹے بھی تھے، جیسے ایک دم سے کہیں سے کسی نے سرخ رنگ پھینک ڈالا ہو،جیسے خون کے چھینٹے ہوں جو انسان کے دامن میں پڑے ہو۔بیٹھے ہوئے انسانی وجود میں ہر رنگ تھا،ہر کیفیت تھی۔اس بلینڈ ہوئے وجود کے ارد گرد سیاہی تھی جس میں سرمئی رنگ مائل تھا۔اس انسان کے وجود کی حدود ارد گرد کے ساتھ بلینڈ کر رہی تھیں،ارد گرد ایسے جیسے کسی نے کہکشاں بنایا ہو،ایک کائنات جو اس انسان کے گرد ہے۔اس کے گرد کیا نہیں تھا،سفید پنسل سے نیچے دنیا کا ہر عجوبہ تھا جو کہ ملا ہوا تھا۔اوپر آتے آتے سبز پنسل سے جنگل بنایا گیا تھا اور وہی سبز پنسل جیسے نیلے رنگ میں ڈھل گئی ہے اور وہ برف بنا رہی ہے،وہی نیلی پنسل بھوری پنسل میں بدل گئی اور اس بھورے رنگ سے کوئی میدان بنا رہا ہے پھر سرخ رنگ بھورے کے ساتھ مل رہا تھا اور اس سے جیسے کسی نے بڑی بڑی عمارات دکھا کر شہر

بنایا ہے جس میں نارنجی رنگ کی جھلک ہے جیسے کہ شہر جل رہا ہے۔بنانے والی نے نیچے اپنا نام لکھا تھا

"سنینا شہباز"

اس پینٹنگ کو آج صبح ہی سٹوڈیو لایا گیا تھا اور لاتے ہی سامنے والی دیوار پر آویزاں کیا گیا تھا۔وہاں لوگوں کا جیسے ایک ہجوم تھا جو اس پینٹنگ کو گردن اٹھا کر دیکھ رہے تھے۔سامنے ہال کے دروازے سے سنینا آرہی تھی جس کے ساتھ عبدل تھا اور دونوں کے درمیان کوئی بات ہو رہی تھی۔وہ مسکرا رہی تھی اور عبدل اسے کچھ بتا رہا تھا۔وہ آگے بڑھتے گئے اور عبدل نے گردن اٹھا کر سامنے دیکھا۔

مسکراہٹ گہری ہوئی

"وہ آئی اور سب کو پتہ چل گیا کہ وہ آگئی ہے"

کیا یہ سنینا کی تعریف تھی؟اگر تھی تو وہ محظوظ ہوئی تھی،کیا یہ اس کی ستائش تھی؟اگر تھی تو وہ سرشار ہوئی تھی اور یہ اس کا مقدر تھا تو وہ مشکور ہوئی تھی۔

لڑکی نے ساتھ کھڑے خود سے لمبے عبدل کو دیکھا"میرا دل تھا اور جب میرا دل ہوتا ہے تو میں شاہکار بنا دیتی ہوں۔کچھ ایسا ہی کل رات ہوا"اور شانے اچکائے

"میں سمجھ سکتا ہوں"اس نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا۔

وہ آگے بڑھا اور گلا کھنکھارا"یہ یہیں لگی رہے گی۔آپ اسے بار بار دیکھ سکتے ہیں"

نوجوان مڑے اور سنینا کو دیکھا،ایک لڑکی آگے بڑھی اور اس کے سامنے ہاتھ بڑھایا

"یو آر امیزنگ"

سنینا ہنس دی۔ پھر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا "آئی مین اٹ"

لڑکی اس سے ہاتھ ملا کر چلی گئی۔ اسی طرح ایک اور لڑکی آگے بڑھی اور اس سے ہاتھ ملایا۔ یہ لمحہ فخر تھا اور وہ فخر محسوس کر رہی تھی۔

دھیرے دھیرے سب اپنے اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئے اور اب صرف سنینا کے ساتھ عبدل تھا۔

عبدل گردن اٹھائے اس کی پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا "اتنے عرصے بعد اتنے سارے رنگ اتنی مہارت سے ایک ساتھ دیکھنے کو ملے ہیں۔ ڈیٹس پرفیکٹ" مسکرایا اور سنینا کو دیکھا

لڑکی نے سانس خارج کی "اس کا موضوع۔۔"

اور عبدل نے اس کی بات کاٹ دی "انسان ہے۔۔ انسان کا نفس ہے"

سنینا کی مسکراہٹ ڈھل گئی۔ وہ عبدل کو دیکھ رہی تھی جو کہ اس کی پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا

"نفس عمارہ، نفس مطمئنہ اور نفس لوامہ" لڑکے نے پینٹنگ دیکھتے کہا پھر سانس خارج کی

“What an art .. what a mind set”

اس نے مسکرا کر سنینا کو دیکھا۔ سنینا مسکرا نہیں سکی۔اس کا موضوع انسان تھا مگر انسان کا نفس؟اس نے یہ نہیں سوچا تھا۔عبدل بھی اس کے باپ کی طرح اس کی پینٹنگ میں سے وہ موضوع نکال رہا تھا جو تھا تو اس پینٹنگ کا موضوع ہی مگر وہ جو سنینا نے نہیں سوچا تھا۔وہ مسکرائی اور سر ہلایا۔

ہال کے دروازے سے ایک لڑکی اندر آئی اور وہ اسی پینٹنگ کی طرف بڑھی تھی۔اس نے سینے پر بازو باندھے اور سنینا کو دیکھا، پھر اس کی پینٹنگ کو

“Everyone is genius untill Christopher comes”

اور اس لڑکی نے معنی خیز نظروں سے عبدل کو دیکھا جس کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔لڑکی نے شانے اچکائے

عبدل سنجیدہ ہو چکا تھا"فلاطیوس کا نام تو سنا ہو گا"پھر بائیں ابرو اٹھائی"نہیں؟"

لڑکی نے ہاتھ جھلایا اور وہاں سے چلی گئی۔سنینا نے تھوک نگلا اور عبدل کو دیکھا

"کرسٹوفر کون ہے؟"

عبدل مسکرایا"کوئی بھی نہیں"

اور دوبارہ پینٹنگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔وہ سنینا کو کچھ کہہ رہا تھا اور وہ متوجہ ہو کر سن رہی تھی

یہ عصر کے بعد کا وقت تھا۔آسمان نارنجی سا تھا، لاہور میں اسلام آباد کی نسبت موسم ذرا اچھا تھا۔اس شہر میں رونق بحال تھی، ایک بڑی سی مسجد کے باہر ایک گاڑی کھڑی تھی جس میں ایک لڑکی بیٹھی

تھی۔اس نے سیاہ چادر اوڑھی تھی اور وہ سیٹ کی پشت سے سر لگائے باہر دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھیں سیاہ تھیں اور وہ تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔مسجد سے بہت سے نمازی باہر کی جانب بڑھے تو اس نے فوراً گردن موڑ کر مسجد کے بڑے سے دروازے کی طرف دیکھا۔اس کی پتلیاں حرکت کرتی نظر آئیں، شاید وہ کسی کو تلاش رہی تھی۔جب نمازی چلے گئے تو وہ دوبارہ سر لگا کر بیٹھ گئی مگر اس بار اس کا رخ مسجد کے دروازے اور سیڑھیوں کی طرف تھا۔اس نے ہاتھ اپنی گود میں رکھے، وہ جس کی منتظر تھی وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔اگر مسجد کے اندر جھانکیں تو صفیں خالی ہو چکی تھیں۔بڑی بڑی کھڑکیوں سے روشنی اندر کی طرف سفر کرتی مسجد کو روشن کر رہی تھی۔سامنے مولوی بیٹھا تھا جو کہ کھڑا ہوا اور قمیض ٹھیک کی۔ایک بڑے سے ستون کے ساتھ ایک شخص بیٹھا تھا، اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔ہلکی سی داڑھی بھی تھی، آنکھیں سیاہ تھیں اور اس نے ٹوپی پہن رکھی تھی۔وہ مولوی کو دیکھتے کھڑا ہوا اور پھر اس کی طرف بڑھا، ٹوپی اتار کر قمیض کی جیب میں رکھی اور عین مولوی کے سامنے جا کھڑا ہوا

"السلام علیکم!" ہاتھ ماتھے تک لے گیا

"وعلیکم السلام!" مولوی صاحب نے جواب دیا اور پھر اسے دیکھنے لگا۔اس کی آنکھوں میں سوال کا تاثر تھا، یہ چہرہ مولوی کے لیے غیر شناسا تھا۔

"مولوی صاحب! میں مسافر ہوں اور میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔اللہ آپ کا بھلا کرے میں لاہور آج ہی آیا ہوں، کوئی دکان کا پتہ دے دیں۔میری بیگم ساتھ ہے بڑی مہربانی ہو گی"اس نے دھیمے لہجے میں بات مکمل کی۔

مولوی کچھ سوچتے بولا"اچھا۔۔تم چلو میرے ساتھ۔یہاں پاس میں ایک دکان ہے تمھاری گاڑی ٹھیک کر دے گا"

وہ مولوی کے ساتھ باہر بڑھا تھا۔لڑکی نے اسے باہر آتے دیکھا تو سیدھی ہوئی۔دوپٹہ ٹھیک کیا۔اس نے سامنے والی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر جھانکا

"باہر آجاؤ۔۔گاڑی ٹھیک کروانے لے کر جانی ہے"لڑکی اسے بغور دیکھتی تھی،اس لڑکے نے ہاتھ بڑھایا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور باہر آگئی۔مولوی نے دونوں کو دیکھا،وہ اپنے شوہر کے پیچھے کھڑی تھی،اس طرح کہ اس نے اس کی کہنی تھام رکھی تھی اور چہرہ ڈھکا تھا۔مرد نے آستین کہنیوں سے نیچے تک موڑ رکھی تھیں اور بال ذرا سے بکھر چکے تھے۔

"گاڑی نہیں چلے گی"وہ مولوی کو دیکھتے شانے اچکا کر بولا

"دکان سے لڑکے آکر لے جائیں گے"مولوی نے جیسے اسے تسلی دی تھی۔وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

پانچ منٹ گزرے ہوں گے کہ مولوی اپنے ساتھ دو لڑکے لے کر آیا جو کہ گھسیٹتے ہوئے گاڑی کو اپنے ساتھ لے گئے۔

اب وہ مولوی کے ساتھ کھڑا گاڑی ٹھیک کروا رہا تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر اس کی پشت پر ایک لکڑی کے بنچ پر لڑکی بیٹھی تھی، وہ بار بار مڑ کر اسے دیکھتا، وہ سکون سے سڑک دیکھ رہی تھی۔اس لڑکی کی طبیعت میں خاموشی تھی، اس کی آنکھیں بہت سی کہانیاں کہہ رہی تھی مگر کوئی پڑھنے والا نہیں تھا۔اس کی گاڑی ٹھیک ہو رہی تھی۔اس نے گلا کھنکھارا اور مولوی سے مخاطب ہوا "مولوی صاحب!"

مولوی اسے دیکھنے لگا "فرمائیں"

"ہم بلوچستان سے آئے ہیں اور ہمارے پاس کوئی رہائش نہیں ہے۔ہمیں کوئی چھوٹا سا کرائے کا مکان ڈھونڈ دیں، ہمارے لیے تھوڑی بہت آسانی ہو گی "اس کا لہجہ بڑا شائستہ سا تھا۔

مولوی نے اسے دیکھتے سر ہلایا "نام کیا ہے تمھارا؟"

لڑکے نے گلا کھنکھارا "عبدالباسط"

مولوی کچھ سوچتے بولا "کرایہ کتنا دے سکتے ہو؟"

"جتنا بھی ہو ہم دے دیں گے، پیسے کا مسئلہ نہیں ہے "اس نے بات مکمل کی اور ہاتھ کمر پر باندھ لیے

"میری نظر میں ایک مکان ہے اگر تم کرائے پر راضی ہو جاؤ تو۔۔"

اس نے سر اثبات میں ہلایا مگر مولوی کی بات مکمل نہیں ہوئی

"دیکھو میاں،اول تو یہاں اجنبیوں کو کوئی اپنا مکان نہیں دے گا۔ ہمارا مکان ہے تو بڑا مگر ہم اکیلے رہتے ہیں۔ ہماری بیگم پختو نخواہے اور ابھی تین چار مہینے تک نہیں آئے گی تب تک تم ہمارے مکان میں رہ لو، تم بھلے مانس لگتے ہو اس لیے میں نے سوچا ہے کہ یوں تمھیں کسی اور کے گھر کیوں خوار کرواؤں۔ کرایہ تھوڑا زیادہ ہو گا مگر تمھیں پریشانی نہیں ہو گی" مولوی نے بات مکمل کی

"شکریہ آپ کا۔۔ کرائے کی پریشانی نہیں ہے بس ہمیں ایک محفوظ چھت چاہیئے تھی" کہتے ہی اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا،اس کی بیوی جوتا اتارے بیچ پر پاؤں رکھے،ٹانگیں سینے سے لگائے بیٹھی تھی مولوی نے سر اثبات میں ہلایا۔ گاڑی ٹھیک ہو گئی تو وہ مولوی کے ساتھ چلے گئے۔ مولوی کا مکان بالکل مسجد کے ساتھ تھا۔ مسجد کی اور اس کے مکان کی ایک دیوار ملتی تھی۔ مولوی صاحب نے جیب سے چابی نکال کر اپنے بھورے گیٹ کا تالا کھولا اور جیسے ہی دروازہ کھلا انھوں نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ان کے پاس زیادہ سامان نہیں تھا، صرف ایک بڑا سفری بیگ جسے اس نے ایک ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ سامنے بڑا سا صحن تھا جس میں ایک بوڑھا درخت کھڑا مولوی صاحب کا استقبال کر رہا تھا۔ایک طرف اوپر کو جاتی سیڑھیاں تھیں اور دائیں طرف ایک کمرہ جس کا دروازہ بند تھا۔اس کے ساتھ کچن تھا اور پھر اندر لاؤنج جس کے جالی دار دروازے پر پردے کیے گئے تھے۔اندر کا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ مولوی صاحب نے کچن کے ساتھ والا دروازہ کھولا۔اندر اندھیرا تھا۔

جیسے ہی اندر گئے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر انھوں نے کمرے کی روشنی جلائی، کمرے میں ایک پلنگ اور الماری تھی۔دیوار سے ملحقہ بہت سے شیلف تھے جو کہ خالی تھے۔ایک طرف دیوار پر بڑا سا گول شیشہ لگا تھا اور باقی کمرے میں کچھ نہیں تھا۔کمرے کی صفائی ہونے والی تھی،دیواروں پر جالے لٹکے تھے اور فرش پر بھی مٹی تھی

"کافی دیر ہو گئی ہم نے یہ کمرہ نہیں کھولا اس لیے ذرا سی دھول ہے" وہ اپنے ساتھ کھڑے مرد کو دیکھ رہے تھے۔اس کی بیوی نے اپنا چہرہ سیاہ چادر سے ذرا سا ڈھکا تھا اور وہ اپنے شوہر کی کہنی تھام کر ذرا سا پیچھے کھڑی تھی۔دیکھ کر لگتا تھا شاید ڈری سہمی رہتی ہے۔

"ہم کر لیں گے،آپ کا شکریہ" سیاہ قمیض والے مرد نے بات مکمل کی

مولوی سر ہلا کر رہ گیا" ساتھ کچن ہے۔جو چاہے بنا لو،کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ایک مہینے کا تیس ہزار"

ایک پل کی خاموشی اور عبدالباسط نے سر اثبات میں ہلا دیا۔مولوی وہاں سے چلا گیا تو لڑکی نے اس کی کہنی چھوڑی اور چند قدم چل کر آگے آئی

"ہم یہاں رہ لیں گے؟" وہ گردن گھما کر کمرہ دیکھ رہی تھی

عبدالباسط بیگ بیڈ کے میٹرس پر رکھا" تم تو گھونسلے میں رہ لو،یہ تو پھر کمرہ ہے" اس نے اپنی مسکراہٹ دبائی

لڑکی دانت پیستے آگے آئی اور اسے انگلی دکھائی "عبدالباسط، میں بہت خطرناک ہوں"

وہ ہنس دیا "ہاں۔۔ابھی مولوی آیا تو سب سے پہلے تم نے میری کہنی پکڑنی ہے اور پھر میرے پیچھے چھپ جانا ہے"

لڑکی نے منی بسورا "مجھے مردذات پر بھروسہ نہیں ہے" ہاتھ سینے پر باندھ لیے

"میرا خیال ہے یہاں تک تم اسی مردذات کے سہارے آئی ہو" اس نے بھی سینے پر بازو لپیٹے اور اسے دیکھا

وہ لڑکی سے لمبا تھا، لڑکی نے بازو پہلو میں گرائے "اگر اس نے نکاح نامہ مانگ لیا تو؟"

"تو کیا؟ تمھاری کم عقلی ہے نا تم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آئی ہو۔ابھی کاغذات بنوالاتا ہوں، پریشان نہیں ہو"

وہ مسکرادی۔پھر سانس خارج کی "میں تھک گئی ہوں" اور بیڈ پر بیٹھ گئی

"ابھی تو لمبا سفر طے کرنا ہے، ابھی سے تھک گئی ہو" وہ لڑکی کے ساتھ بیٹھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے دھیمی لہجے میں بولا

وہ مسکرادی "چلو باہر سے جھاڑو لے کر آؤ۔۔صفائی کرتے ہیں" وہ کھڑی ہوئی اور آستینیں موڑ کر صفائی کے لیے تیار ہو گئی

لڑکے نے سانس خارج کی "خاوند نہیں تم نے مجھے غلام بنا رکھا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ دانت پیستے بولی "تم نے تو مجھے جودھا اکبر بنایا ہے نا"

"جودھا کون؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"ارے وہ بادشاہ اکبر کی بیوی" اس نے ہاتھ ماتھے پر مارا

وہ مسکرایا اور کھڑا ہوا، اس کا ہاتھ پکڑا "تمھیں تو میں انارکلی بنا کر لایا ہوں"

"یہ جو تم پر دو منٹ بعد مجھ سے محبت جتانے لگتے ہو نا، مولوی نے دیکھ لیا نا تو سچ مچ میں دیوار میں چنوا دے گا، آئے بڑے شہزادے سلیم" وہ منہ کے زاویے بگاڑتے بولی "باہر سے جھاڑو لاؤ، شاباش"

اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے باہر نکالا۔

وہ بس سانس لے کر رہ گیا

اب اسلام آباد کی طرف واپس آتے ہیں۔ مغرب کو بیتے کئی ساعتیں گزر چکی تھیں، ایک بڑے سے روشن بنگلے کے گیراج میں ایک سفید لینڈ کروزر کھڑی تھی۔ سردی میں اضافہ ہو چکا تھا مگر اندر کا ماحول پر سکون تھا۔ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے مامون کے ساتھ اس کی ماں بیٹھی تھی۔ وہ مسکرا کر مسز ہاشمی سے بات کر رہی تھیں۔ کچھ فاصلے پر ایک صوفے پر تاثیر تھی اور اس کے ساتھ اس کا باپ بیٹھا تھا۔ وہ بس تجسس سے مامون کو دیکھ رہی تھی۔ دونوں میں ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی مگر اندر ہی اندر وہ بھی جانتی تھی کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ یہاں کیوں آیا ہے۔ دفعتاً اس کا فون بجا اور وہ

معذرت کر کے باہر چلا گیا۔تاثیر کی نظریں اس کا پیچھا کر رہی تھیں۔وہ باغ میں پودوں کے پاس کھڑا فون پر افیفہ سے بات کر رہا تھا، گیٹ کے پاس کھڑے گارڈ نے اسے دیکھا تھا

"ہاں۔۔اوکے "ایک وقفہ، وہ اس کی بات سن رہا تھا" تم مجھے وہ فائل بھیج دو۔۔میں چیک کر کے کل تک فائنل کر دوں گا"

اس نے ساتھ تاثیر آ کھڑی ہوئی، اس نے سیاہ گاؤن پہن رکھا تھا اور سینے پر بازو لپیٹے تھے۔مامون نے اسے دیکھا "اوکے۔۔پھر بات ہوتی ہے" اور اس نے کال کاٹ دی۔

فون کی سکرین آف کر کے کوٹ کی جیب میں رکھا اور اسے دیکھا جو اس کی نظروں کی منتظر تھی۔

اسے دیکھ کر مسکرائی وہ بھی مسکرا دیا

"کیا میں درست سمجھی ہوں؟" تاثیر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔اونہوں! پڑھ رہی تھی

"میں کچھ سمجھا نہیں" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

تاثیر نے سانس خارج کی، دل البتہ دھڑکتا رہا "ویل۔۔آنٹی تمھارا پرپوزل لائی ہیں، میرے لیے"

اس کے چہرے پر ایک سوالیہ تاثر تھا۔وہ مامون سے اپروول چاہتی تھی

وہ مسکرایا "آنٹی کو پتہ ہو" آج سے پہلے شاید ہی کبھی مامون نے اس سے اس طرح مسکرا کر بات کی ہو۔

"اوہ۔۔" مسکراہٹ گہری ہوئی "آنٹی کے بیٹے کو کچھ نہیں پتہ؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دیا"ہاں۔۔اماں چاہتی ہیں کہ میں تم سے شادی کرلوں"اس نے سر جھکائے بات مکمل کی تھی۔وہ جوتا دھیرے دھیرے گھاس پر مسل رہا تھا۔ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے تھے

"اور تم؟تم کیا چاہتے ہو؟"نظریں اب بھی اس پر تھیں

مامون نے اسے دیکھا،پھر دائیں طرف بڑے سے روشن بنگلے کو"شادی تو کرنی ہی ہے۔میں نے اپنی ماں کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا،میری ڈگری سے لے کر میرے کریئر تک وہ مجھے سنبھالتی آئی ہیں۔میرے ساتھ رہی ہیں ماں اور باپ دونوں بن کر،میں بس انھیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں اور ان کی خوشی تم میں ہے"اس نے اپنی بات کہہ دی،چہرے کی مسکراہٹ دل میں اٹھتے طوفان کو چھپا گئی۔اس کے لبوں سے بھی مسکراہٹ نہیں چھوٹ رہی تھی"تو مطلب تم آنٹی کی وجہ سے مجھے چوز کر رہے ہو"

Clubb of Quality Content

اس نے سر اثبات میں ہلایا

"اور تمھاری خوشی؟تم مجھے نہیں چاہتے؟"اس نے ہاتھ پہلو میں گرادیے

"میں نے تمھیں کبھی یہ نہیں کہا کہ میں تمھیں پسند کرتا ہوں"اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی مگر لڑکی نے خود کو کمپوزڈ رکھا"ہاں لیکن میں نے تمھیں یہ بھی نہیں کہا کہ میں تمھیں ناپسند کرتا ہوں۔تمھارے اور میرے درمیان بہت فرق ہے تاثیر مگر ہم میں بہت کچھ ملتا بھی ہے"

"جیسے کہ؟"تاثیر کا اگلا سوال

مامون مسکرادیا" جیسے کہ ہم دونوں بہت اچھے اداکار ہیں" اور کہتے ہی وہ رکا نہیں اندر کی طرف بڑھا تاثیر وہیں کھڑی رہی، اس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ جب وہ اس سے شادی سے انکار کرتا تھا وہ تب بھی خوش نہیں تھی۔ اب وہ اس سے شادی کر رہا ہے تو اسے اب بھی مسئلہ ہو رہا ہے۔ اس نے ساری منفی سوچیں دماغ سے جھٹک دیں اور اندر کی طرف بڑھی۔

ڈنر کے بعد ملیحہ نے وہ بات کہہ دی جو وہ کہنے آئی تھیں۔ تاثیر اپنے باپ کے ساتھ بیٹھی تھی، اس کے گال گلابی پڑے اور مسکراہٹ چہرے کی رونق کو مزید بڑھا گئی۔ مامون نے چند ایک بار اسے دیکھا تھا اس کے بعد وہ ڈاکٹر ہاشمی کی طرف متوجہ تھا۔ وہ چند ایک ہفتے میں ان کی منگنی کرنا چاہ رہے تھے مگر مامون نے منع کر دیا۔ جب تک تیمور اور رامین کینیڈا سے واپس نہیں آجاتے، تب تک وہ انتظار کریں گے۔ وہاں بیٹھے سب ہی مسکرا رہے تھے، باہر رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔ وقت اور حالات انسان سے کیا کیا کروا لیتے ہیں نا!

ان سب سے دور آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی۔ سب سونے جا چکے تھے۔ رابیل اپنے کمرے میں بیٹھی تھی، کمرے کی بتی بجھی ہوئی۔ ایک زیرو کا بلب جلتا زرد سا تاثر دے رہا تھا۔ اس کے سامنے اس کا لیپ ٹاپ کھلا تھا۔ ایک طرف لیو لیٹا تھا، وہ سست سا لگتا تھا جیسے اسے نیند آرہی ہو۔ لیپ ٹاپ کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، اس نے ٹانگوں پر لحاف لپیٹا تھا اور بال جوڑے میں بند تھے

جس سے چند لٹیں نکل کر گردن اور کمر کو چھو رہی تھیں۔اس نے جہاں کل چھوڑا تھا وہیں سے شروع کیا تھا

دن کے ایک بجے کا وقت تھا۔لڑکی نے سفید بلاؤز اور گلابی سکرٹ پہن رکھی تھی۔اس کے بالوں پر ایک بھورا ہیٹ تھا جس پر گلابی ربن تھا، پاؤں میں بھورے اینکل بوٹ اور وہ مسکراتی ہوئی ایک فلاور شاپ میں داخل ہوئی۔آج اس کا یہاں پہلا دن تھا اور وہ خوش تھی۔پھولوں سے سجی پھولوں کی دکان میں داخل ہوتے ہی خوشبو اس کے نتھوں سے ٹکرائی، روح تک خوشگوار ہو گئی۔وہ خود پھول جیسی تھی ہاں مگر کانٹوں کو نظر انداز نہیں کرنا۔سامنے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا۔لڑکا اسے دیکھ کر مسکرایا اور اس کی طرف بڑھا۔اس نے بھوری پینٹ پر سفید شرٹ پہن رکھی تھی، پینٹ کو آگے سے سسپینڈرز نے پکڑا تھا جیسے وہ ہالی وڈ فلم کا شہزادہ رہا ہو مگر عین کو اس سے کوئی مطلب نہیں تھا۔

لڑکا اس کے سامنے کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا

"ہیلو۔۔جوزف" وہ مسکرایا

لڑکی نے جالی دار سیاہ دستانہ پہن رکھا تھا، بڑی نزاکت سے ہاتھ اٹھایا مگر ملایا نہیں "نورالعین" اور مسکرادی

لڑکے کا ہاتھ درمیان میں ہی رہ گیا اور پھر اس نے پیچھے کر لیا

"پیراڈائز میں خوش آمدید!" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر آگے کو جھکا۔

دونوں لڑکیاں بھی آ گئیں۔ان کے چہرے کے نقوش تنے تھے جیسے انھیں عین کا یہاں آنا پسند نہیں آیا۔

"آؤ۔۔ہم تمھیں کام بتادیں"ایک لڑکی نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ سر ہلا کر چل دی۔

ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا وہاں آج آخری دن تھا۔اس کی جگہ پر عین نے آنا تھا،لڑکی اسے کام سمجھا کر ایک طرف ہو گئی۔وہ کاؤنٹر پر کھڑی پودے دیکھ رہی تھی،چھوٹے گملوں میں سجے خوبصورت پودے۔دفعتاً وہ لڑکا آگے آیا اور اسے ایک خوبصورت گہرا سرخ گلاب دیا۔عین نے مسکرا کر لیا اور جونہی سونگھنے کے لیے ناک تک لے گئی اس کے دماغ تک کو لگ پتہ گیا،اس کی آنکھیں سرخ پڑیں،چہرہ سرخ اور پھر ہاتھ سرخ۔اس میں سرخ مرچیں تھیں جو وہ سونگھ چکی تھی اور اب بار بار چھینک رہی تھی،وہ ہنستا جا رہا تھا،اس کی حالت بری تھی۔آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا،ناک بہہ رہی تھی اور اس کا چھینکوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ایک لڑکی باہر تھی جو ان سب سے بے خبر تھی،لڑکا ہنس رہا تھا اور دوسری لڑکی آرام سے کھڑی ہو کر تماشا دیکھ رہی تھی۔

پورے پندرہ منٹ چھینکنے کے بعد اس کی حالت بری ہو چکی تھی۔وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی،ناک میں اس قدر شدید مرچیں چبھ رہی تھیں اور آنکھیں اور سر الگ درد کر رہے تھے۔اس کی جیب میں پڑا فون بج رہا تھا مگر وہ کیسے اٹھاتی،فون تین چار بار بجا اور پھر خود ہی چپ ہو گیا۔ٹھیک

تین منٹ بعد دکان پر کوئی آیا تھا، بلکہ آئے تھے۔دونوں کے کندھوں پر بیگ اور ہاتھ میں لفافے تھے جیسے خط ہوں۔آتے ہی انھوں نے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا جو کہ لڑکی سے ہنس کر باتیں کر رہا تھا، عین کرسی پر بیٹھی میز پر بازو پھیلائے ان پر سر جھکائے خاموش تھی

"عین۔۔"ہیری اس کی طرف بڑھا مگر اس نے سر نہیں اٹھایا۔

"عین۔۔"اس نے اس کا سر اٹھایا اور اس کی آنکھیں سرخ، ناک سرخ اور گال سرخ تھے۔۔ آنکھوں سے پانی بھی بہہ رہا تھا۔

"عین۔۔"وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ایل آگے بڑھا اور میز پر جھکا، پھر کندھے سے بیگ اتار کر پانی کی بوتل نکالی

"تمھیں کیا ہوا؟ رو کیوں رہی ہو؟"ہیری فکر مندی سے پوچھ رہا تھا

اس نے پانی کی بوتل پکڑی اور سارا پانی منہ پر انڈیل دیا۔

"پانی۔۔"وہ بولی تو پھر سے چھینکنا شروع کر دیا

پاس ہی ایک گول بڑا سا جار تھا جس میں مچھلی تیر رہی تھی، ایل آگے بڑھا اور مچھلی پکڑ کر ساتھ پڑے دوسرے اس سے ذرا بڑے جار میں ڈال دی

"اے۔۔یہ کیا کر رہے ہو تم؟"لڑکے نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، ایل نے تیوری چڑھا کر غصے سے اسے دیکھا اور وہ پیچھے ہٹ گیا

وہ جار اس کی طرف لے کر آیا اور اس نے سارا جار منہ پر الٹ دیا۔ سانس بحال ہوئی اور وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں، پھولوں کی دکان میں موجود ایل اور ہیری اسے دیکھ رہے تھے۔ میز پر اس کے فون کے ساتھ ایک گلاب پڑا تھا، ایل نے وہ گلاب اٹھایا مگر لڑکی نے آنکھیں کھول دیں

"اس میں۔۔ سرخ۔۔ مرچ ہے" وہ بولی اور پھر سے چھینکنے لگی

ایل نے بھنویں بھینچ کر ہیری کو دیکھا۔ پھر دانت پیستے پھول کو ہاتھ میں دبا کر کچل دیا۔

پھر پیچھے مڑا اور لڑکے کو دیکھا "کس نے دیا یہ پھول؟"

لڑکے نے تھوک نگلا "مجھے نہیں پتہ۔۔ میں نہیں جانتا"

وہ قدم بڑھاتا اس کی طرف گیا اور اس کو گریبان سے گھسیٹ کر دیوار سے لگایا، پھر اسے گردن کی پشت سے پکڑ کر اس کا منہ بڑے سے جار میں ڈبو دیا جس میں تین مچھلیاں تیر رہی تھیں، وہ اپنا ہاتھ چھڑا رہا تھا مگر ایل اس سے زیادہ طاقتور تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا منہ باہر نکالا اور پھر اندر ڈالا

"بول تیرے باپ نے دیا تھا یہ پھول؟" وہ دانت پیستے غرایا تھا

ہیری پیچھے گردن موڑ کر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم گدھوں کو عورت کی عزت کرنا کیوں نہیں آتی؟" وہ چلایا اور اس کا چہرہ باہر نکال کر اس کا سر دیوار سے مارا، اس کا سر پھٹ گیا اور وہ درد سے کراہا۔ اس نے اسے چھوڑ دیا اور پھر پاس پڑی لکڑی کی

کرسی اٹھائی،ایل کے لیے منظر ایک دم سے بدل گئے،اسے سامنے دیوار سے لگ کر بیٹھا جوزف ایک بڑی عمر کا مرد لگا تھا،مونچھوں اور کلین شیو والا مرد جس کے نقوش تنے تھے اور وہ کرسی اٹھا کر اس پر مارنے لگا تھا کہ ہیری بیچ میں آ گیا

"ایل۔۔بس کرو۔۔وہ تمھارا باپ نہیں ہے" وہ چلایا تھا۔

اس نے سانس بحال کی اور کرسی ایک طرف پٹخ دی۔پھر اسے گھورتا رہا اور ایک زوردار قسم کا مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔وہ ایک طرف کو لڑھک گیا۔

"ایل۔۔"ہیری اسے کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑ رہا تھا۔اس نے اسے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر میز کی طرف بڑھا،اب وہاں خاموشی تھی۔اس نے اپنا بیگ پکڑا اور وہاں سے نکلنے لگا،ہیری نے لڑکی کو کندھے سے ہلا کر اٹھایا اور وہ نیم کھلی آنکھوں سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔جاتے ہوئے التمش نے زمین پر پڑے گملے کو زوردار قسم کا ٹھڈا مارا،وہ شیشے کی دیوار پر جا لگا اور دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ ہو گیا۔وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا،ہیری اور عین اس کے پیچھے تھے۔

تینوں لندن برج کی نیچے ریلنگ سے لگ کر کھڑے گزرتے پانی کو دیکھ رہے تھے۔وہاں لوگوں کا رش تھا،آتے جاتے بولتے ہوئے لوگ۔ہیری دونوں کے درمیان میں تھا۔اس نے ایل کے کندھے پر ہاتھ رکھا،وہ اسی طرح لندن برج کا الٹا عکس بہتے پانی میں دیکھ رہا تھا۔

"ایل۔۔تم ٹھیک ہو؟" وہ شائستگی سے بولا تھا

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر سانس خارج کی "مجھے اس کا سر نہیں پھاڑنا چاہیئے تھا" وہ بولا تو آواز شکست خوردہ تھی

ہیری نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "میں تو کہتا ہوں تم نے اچھا کیا اس کا منہ توڑ دیا۔۔ جاہل کہیں کا" اس نے برا سا منہ بنا کر سر جھٹکا

"تم دونوں کیوں آئے؟ ریسٹورنٹ گئے تھے نا؟" عین کو اب ہوش آیا تھا

"نکال دیا مسز سنوٹ نے" ہیری کا جواب سیدھا اور سادہ تھا

"کیوں؟" وہ جھنجھلائی تھی۔

"ہم جاب نہیں کر سکے، مسز سنوٹ کو ہم اچھے نہیں لگے" اس نے شانے اچکائے

وہ سامنے پانی کو دیکھنے لگی "اتنی مشکل سے یہ جاب ملی تھی، اب کیا ہو گا؟"

"ہو جائے گا کچھ" ہیری نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں، پھر ابرو سے ایل کی طرف اشارہ کیا۔

وہ خاموش ہو گئی۔

"میرا غصہ سب ختم کر دیتا ہے مگر یہ میرے بس میں نہیں ہے۔میں چاہے جو کر لوں یہ کنٹرول نہیں ہوتا اور پھر مجھے گلٹ ہوتا ہے" وہ آہستہ آواز میں بول رہا تھا

"ہو جائے گا۔۔تم کوشش تو کرتے ہو نا" ہیری نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا تھا

"تم دونوں کو میرے دوست نہیں ہونا چاہیئے تھا" وہ شکست خوردہ آواز میں بولا "میں اکیلا ہی ٹھیک ہوں"

ہیری نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "جیسے تم نے اسے غوطے لگوائے تھے میرا دل کر رہا ہے میں تمھیں بھی لگواؤں"

ایل نے سانس خارج کی "اب کیا ہو گا؟ ہمارے پاس کوئی دوسری جاب نہیں ہے" اسے بھی اب ہوش آیا تھا۔

لڑکی نے سانس خارج کی اور اسے مسکرا کر دیکھا "میں مسز سنوٹ سے بات کروں گی وہ میری بات مان جائیں گی"

ایل نے منہ بسورا "نہیں مانیں گی، ہم کارنامہ ہی ایسا کر کے آئے ہیں"

"کیا کر کے آئے ہو؟" اس نے کمر پر ہاتھ باندھ کر دونوں کو دیکھا

"کچھ نہیں۔۔ تم چلو، مسز سنوٹ سے بات کریں" ہیری نے اسے کہنی سے تھاما اور اپنے ساتھ لیے آگے بڑھا۔ گہری نیلی شام سیاہ پڑ رہی تھی۔

چار گھنٹے پہلے:

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یونیورسٹی سے واپس آکر وہ ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے تھے۔آج ان کا پہلا دن تھا،ایک دبلی پتلی خوبصورت سی خاتون انھیں کام سمجھا رہی تھیں اور وہ سر ہلا کر سن رہے تھے۔کچن میں دو کک تھے جو کہ بڑی پھرتی سے کھانا بنا رہے تھے۔ایک طرف ایک دبلا پتلا لڑکا بڑی پھرتی سے کافی بنا رہا تھا

"تم میں سے ایک میرے بیٹے کو سنبھالے گا اور ایک کسٹمرز کو،اب دیکھ لو کون کیا کرے گا"

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا،پھر ہیری بول پڑا

"میں کسٹمرز سے ڈیل کروں گا،ایل آپ کے بیٹے کو دیکھ لے گا"

خاتون نے سر ہلایا اور اسے اپنے ساتھ لیے اوپر کی جانب بڑھیں۔وہ خود اوپر رہتی تھیں اور نیچے اپنا ریسٹورنٹ چلا رہی تھیں۔اوپر جاتے ہی دائیں جانب والا دروازہ کھولا تو اندر کا لاؤنج واضح ہوا۔ایک چھوٹا دو سال کا بچہ صوفے پر بیٹھا کھیل رہا تھا،اس کے ارد گرد بہت سے کھولنے تھے۔۔خاتون نے ایل کو دیکھا

"یہ میرا بیٹا ہے،سٹیفن"

ایل نے چھوٹے بچے کو دیکھا جس کی آنکھیں گہری نیلی تھیں۔

"اس کا شیڈول وہاں لگا ہے"انھوں نے سامنے والی دیوار کی طرف اشارہ کیا"اسے کب کیا کھلانا ہے، کب اس نے سونا ہے اور کب اسے چینج کروانا ہے،سب لکھا ہے،ہوپ سو تم سمجھ جاؤ"اور پھر وہاں سے چلی گئیں۔

دروازہ بند ہوااور وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔وہ اس بچے کو دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھ میں کھلونا گاڑی تھی۔ بچے نے گاڑی اس کی طرف پٹخ دی اور تیوری چڑھا کر اسے دیکھا۔اس نے گاڑی دوبارہ اس کے سامنے رکھی۔اس نے گاڑی فرش پر پٹخی اور پھر اپنے ہاتھ بڑھاتا گھٹنوں کے بل چلتا لڑکے تک گیا، اسے الجھن ہو رہی تھی،بچہ اس کی گود میں بیٹھنا چاہ رہا تھا۔

وہ کھڑا ہو گیا اور اسے فرش پر بٹھایا۔وہ پھر سے گھٹنوں کے بل چلتا اس کی طرف آیا مگر وہ سر جھٹک کر دیوار کی طرف بڑھا۔سامنے دیوار پر ایک صفحہ چپکا تھا۔وہاں اس کا شیڈول لکھا تھا،ابھی اسے کھانا دینا تھا۔وہ کچن کی طرف بڑھا اور ادھر اُدھر دیکھا،دور ایک سری لیک کا ڈبہ پڑا تھا۔اس نے ڈبے کو کھولا،پیکٹ سے تھوڑا سا پاؤڈر ایک پلاسٹک کے باؤل میں نکالا اور پھر اندر پانی ملایا۔اسے اچھے سے مکس کیا مگر جب باہر آیا تو بچہ وہاں نہیں تھا۔اس نے جلدی سے باؤل شیشے کی میز پر رکھا اور پھر اسے ڈھونڈنے لگا۔وہ صوفے کے پیچھے سوئچ بورڈ کے پاس بہت سی تاروں کو ہاتھوں میں لیے بیٹھا تھا۔ تاریں اس کے ہاتھ میں تھیں مگر چودہ طبق التمش کے روشن ہوئے تھے۔اس نے بچے کو اٹھایا اور ساتھ لایا مگر بچہ رونے لگا تھا۔اس نے بچے کو چپ کرانے کے لیے اٹھا لیا مگر بچہ شیطان کا بچہ تھا اس نے اس کے گال پر دانت گاڑھے اور اس کے بال اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔اس نے جلدی سے بچے کو خود سے الگ کیا اور صوفے پر بٹھایا۔وہ سانس لے کر رہ گیا،وہ اسے تھپڑ لگا کر سمجھا بھی نہیں سکتا تھا۔وہ پھر سے رو دینے کو تھا،وہ بچے کے سامنے بیٹھا، چمچ بھر کر اس کے سامنے کیا مگر اس نے چمچ پر

ہاتھ مارا اور آدھا مکسچر اس کی شرٹ پر گرا آدھا فرش پر، مکسچر اس کے ہاتھ پر بھی لگ چکا تھا۔ وہ عاجز آ گیا تھا، اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ابھی تک وہ اسے بتا چکا ہوتا کہ وہ کون ہے۔ وہ اٹھا اور میز پر پڑے ٹشو باکس میں سے ٹشو لیا، اپنی شرٹ صاف کی اور اس کے ہاتھ صاف کرنے کے لیے مڑا مگر بچہ اپنا گندا ہاتھ ہی فرش پر رکھتا آگے پردوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے منہ بسورا، وہ ضبط کر کے رہ گیا۔ پھر اسے اٹھا کر لایا اور اس کا ہاتھ صاف کیا۔ چمچ اس کے منہ میں ڈالا اور وہ کھا گیا۔ اس نے سانس خارج کی اور اسے تھوڑا تھوڑا کر کے کھلانے لگا۔ کھاتے ہوئے اسے کھانسی آئی اور وہ باؤل وہیں رکھ کر کچن کی طرف گیا، بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلا اور باہر کی جانب بڑھا مگر اس کے قدم جامد ہو گئے جب اس نے دیکھا کہ بچے نے سارا پیالہ فرش پر الٹ دیا ہے۔

پھر اس نے التمش کو دیکھا اور منہ کے زاویے بگاڑ کر رونے لگا۔ وہ اس کے پاس آیا اور بے بسی سے پہلے فرش کو دیکھا پھر اس کو جو گلا پھاڑ کر رو رہا تھا۔

"دیکھو تم نے کیا کیا۔۔ چپ کر جاؤ" وہ اسے گھورتے بولا تھا مگر بچہ اور اونچی آواز میں رونے لگا۔

اس کا دماغ بجنے لگا تھا، اس نے بچے کو نظر انداز کرنا چاہا اور پاس پڑا پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگایا، بہت سا پانی اندر انڈیلا مگر بچہ چپ نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے ٹشو کے ڈبے سے بہت سے ٹشو ایک ساتھ نکالے اور فرش صاف کیا، گندے ٹشو ڈسٹ بن میں پھینکے مگر بچہ روئے جا رہا تھا۔ اس نے سر جھٹکا مگر آوازیں اثر کرتی ہیں۔ اس نے سر اٹھا کر جب اس بچے کو دیکھا تو وہاں وہ بچہ نہیں تھا۔۔ وہاں ایک

بچی بیٹھی تھی جس کے بالوں پر تتلی والی پن لگی تھی اور وہ روئے جا رہی تھی۔اس نے گلابی فراک پہنی تھی اور وہ چیزیں پٹخ رہی تھی۔ تین چار سالہ بچی گلا پھاڑے چلا رہی تھی،اس کا تنفس بڑھا،دماغ پھٹنے لگا تھا اور وہ اس کی طرف بڑھا

"چپ کر جاؤ"اس نے اسے انگلی دکھائی اور چلایا۔

بچہ ایک منٹ کے لیے سہم گیا،خاموش ہوا پھر منہ بسور کر رونے لگا۔۔اس کی آواز التمش کے دماغ پر ڈنڈے برسا رہی تھی

"چپ کرو۔۔ سمجھ نہیں آرہا۔۔چپ کرو"وہ زوردار آواز میں بولا تھا

نیچے کام کرتی خاتون اور کسٹمرز کو کافی سرو کرتا ہیری دونوں نے اوپر دیکھا تھا۔پھر خاتون اوپر بڑھی، پیچھے ہی ہیری بھی تھا۔دروازہ کھلا اور صوفے پر بیٹھے بچے کے سامنے التمش غصے میں کھڑا تھا۔خاتون آئی اور اپنے بچے کو اٹھا لیا،وہ بری طرح ڈرا ہوا رو رہا تھا۔

اسی وقت ایل نے ہیری کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھا جیسے سب خراب ہو گیا ہے۔خاتون نے پہلے ہیری کو دیکھا پھر ایل کو

"تم دونوں جا سکتے ہو"اور خاتون نیچے چلی گئی۔

ہیری ایل کی طرف بڑھا جو کہ صوفے پر سر ہاتھوں میں دیے بیٹھا تھا۔اب کیا ہو سکتا تھا،جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا نا

موجودہ وقت:

اس وقت وہ دونوں ریسٹورنٹ کے باہر کھڑے تھے۔گلاس وال سے وہ اندر دیکھ سکتے تھے کہ لڑکی مسز سنوٹ کو منا رہی تھی۔ریسٹورنٹ بند تھا مگر وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔مسز سنوٹ نفی میں سر ہلا رہی تھی اور وہ انھیں سمجھا رہی تھیں۔ایل نے بے بسی سے ہیری کو دیکھا اور آگے چل دیا۔وہ آگے بڑھا اور اسے کہنی سے تھام کر خود سے لگایا،وہ دونوں گلے لگے تھے،ایل رو دیا

"میں کیا کروں ہیری،میں بہت پریشان ہوں۔میں فرسٹیٹ ہوں اور مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا"

"ہم ہیں نا،ہم سب ٹھیک کر دیں گے"اس نے اس کی کمر پر تھپکی دی۔

پھر جدا ہوئے تو پیچھے سے لڑکی آ رہی تھی۔وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور مسکرائی"وہ مان گئی ہیں"

Clubb of Quality Content

ایل نے مسکرا کر اپنی آنکھیں پونچھ لیں

"مگر ایک مسئلہ ہے"لڑکی کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی

اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی

"وہ ہمیں پیسے نہیں دے سکتیں۔ہم اگر چاہیں تو ان کے ساتھ والے حصے میں رہ سکتے ہیں"

"لیکن ہمیں پیسے چاہیئے"ہیری فوراً آگے بڑھا تھا

"مگر یہ برا سودا نہیں ہے۔تم لوگوں کے ہاسٹل کا کرایہ بچ جائے گا،جو پیسے تم لوگ ہاسٹل کے لیے دیتے تھے وہ اب بچا لینا،مسز سنوٹ ہمیں کھانا بھی دیں گی"

کچھ پل خاموشی کے "تم ہمارے ساتھ رہو گی؟"

ایل نے سوال کیا تھا۔اس نے سانس خارج کی "میں مسز سنوٹ کے ساتھ رہوں گی،تم دونوں اکٹھے رہنا"

اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر مان گئے۔

لڑکے ڈیڑھ گھنٹے میں اپنا سامان لے آئے۔پہلے لڑکی اندر داخل ہوئی،پھر ہیری اور پھر ایل۔تینوں آگے پیچھے اوپر بڑھے تھے۔سارا سامان لگا کر وہ تینوں صوفے پر نیم دراز سے پڑے تھے جب ان کے پورشن کا دروازہ بجا۔اوپر والے حصے میں سیڑھیاں چڑھ کر جاؤ تو دو دروازے آمنے سامنے نظر آئیں گے۔دروازہ کھولیں تو سامنے ٹی وی لاؤنج،دائیں طرف کچن اور بائیں طرف کمرہ ہو گا۔لاؤنج میں صوفے اور کھڑکیوں پر پردے تھے۔اوپر والے حصے کے دو پورشن تھے اور دونوں ایک جیسے بنائے گئے تھے۔دروازے پر دستک سن کر تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا،پھر عین اٹھی اور دروازہ کھولا۔سامنے مسز سنوٹ تھیں۔

"کھانا لے جاؤ اور ایل کو بھیجو" کہہ کر وہ واپس پلٹ گئیں۔

وہ اندر آئی اور انھیں دیکھا "کھانا لینے جا رہی ہوں۔۔ وہ ایل کو بلا رہی ہیں" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

پہلے ہیری کو دیکھا پھر عین کو۔ پھر سانس خارج کی اور چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔

وہ ان کے دروازے کے سامنے کھڑی دستک دے رہی تھی، دروازہ کھلا اور مسز سنوٹ سامنے تھیں۔ انھیں مسکرا کر اندر آنے کو کہا۔

عین کھانا لے کر چلی گئی مگر ایل وہیں رکا رہا، وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔ مسز سنوٹ کا بیٹا اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ مسز سنوٹ اس کے ساتھ والے چھوٹے صوفے پر آ کر بیٹھ گئیں، کھانا اس کے سامنے رکھا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا

وہ مسکرائیں "ایل۔۔ کھانا شروع کرو"

اس نے انھیں دیکھا اور پھر کھانے کا پیالہ اپنی طرف کیا، وہ مختلف سبزیوں اور چکن کا بنا ہوا گاڑھا سا سوپ تھا۔ اس نے پہلا چمچ لیا اور اس کا موڈ ٹھیک ہو گیا۔ وہ بہت اچھا بنا تھا، کم از کم لندن آنے کے بعد اس نے اس سے پہلے اتنا اچھا کھانا نہیں کھایا تھا۔ وہ کھاتا گیا بلکہ پیتا گیا، وہ سوپ ہی تو تھا۔

"ایل۔۔ تم ایک اچھے لڑکے ہو اور مجھے اچھے لگے ہو" وہ بولنا شروع ہوئیں

"سوری مسز سنوٹ۔۔ میں کسی کے نکاح میں ہوں" اس نے ناگواری سے کہا تھا

وہ ہنس دیں۔ بچہ ابھی بھی التمش کو دیکھ رہا تھا

"میں نے کہا تھا نا تم ایک اچھے لڑکے ہو" پھر خاموش ہوئیں "جب سے تم یہاں آئے ہو میرا بچہ تمھیں بس دیکھے جا رہا ہے حالانکہ تمھارے آنے سے پہلے وہ مجھ سے ہنس کر باتیں کر رہا تھا" اس نے بچے کو دیکھا جو خالی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا

"میرا بیٹا تم سے ڈرتا ہے مگر تم اسے چاکلیٹ دے کر تھوڑا اچھا وقت اس کے ساتھ گزارو گے تو یہ ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ یہ بچہ ہے باتیں دل میں نہیں رکھتا یاد داشت میں رکھتا ہے" التمش انھیں دیکھ رہا تھا، وہ کیا کہنا چاہ رہی تھیں

"بچہ پیدا ہوتے ہی برا نہیں ہوتا۔ پیدا ہوتے ہی اس میں اتنا غصہ اور شر نہیں ہوتا بعد میں آتا ہے اور جو بعد میں آ سکتا ہے وہ جا بھی سکتا ہے"

وہ انھیں سن رہا تھا۔ پھر اس نے گردن جھکا دی "آج میرا بچہ تم سے ڈرا ہے کل کو تمھاری شادی ہو گی تمھارے بھی بچے ہوں گے، تم ان پر اس طرح چلاؤ گے تو وہ ڈر جائیں گے۔ ڈر انسان کی شخصیت دبا دیتا ہے، وہ ڈرے سہمے رہیں گے۔ تمھارے آتے ہی اندر چھپ جائیں گے، تم بلاؤ گے تو وہ صوفے کے پیچھے سے نکلیں گے، تم ان کے ساتھ کھانا کھاؤ گے تو وہ جلدی سے کھانا ختم کریں گے، تم ان سے بات کرنے کی کوشش کرو گے تو سو جائیں گے، تمھارے بچے نارمل نہیں ہوں گے تمھاری طرح التمش" وہ بہت نرم بولتی تھیں

اس نے اپنی آنکھیں میچ لیں، سینے میں درد اٹھا تھا، وہ ٹھیک کہہ رہی تھیں۔"ہر برے کام کی شروعات تھوڑے سے ہوتی ہے۔پہلے نظر اٹھتی ہے پھر نفس بھڑکتا ہے اور پھر گناہ ہوتا ہے۔آج تم چلاتے ہو کل کو تم مارو گے،اپنی بیوی کو اپنے بچوں کو"اس نے جھٹ سے گردن اٹھا کر انھیں دیکھا

"میں عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتا"وہ ناگواری سے بولا تھا

"میں نے کہا ناہر برائی کی شروعات تھوڑے سے ہوتی ہے۔پہلے قطرہ اور پھر سمندر۔۔تم چیختے ہو چلاتے ہو تو کل کو ہاتھ بھی اٹھاؤ گے۔۔ہاتھ اٹھانے والا مرد، مرد تھوڑی ہوتا ہے۔۔تمھارا غصہ تمھیں جانور بنا سکتا ہے"وہ مسکرائی تھیں

التمش نے سر جھکا دیا۔وہ ایسا باپ یا ایسا شوہر ہرگز نہیں بننا چاہتا تھا

"میں تمھیں سننا چاہتی ہوں"انھوں نے دھیرے سے شائستہ لہجے میں کہا

"آپ مجھے کیوں سننا چاہتی ہیں؟"جواب جھٹ سے آیا تھا

"کیونکہ مجھے لفظوں کا بھرم رکھنا آتا ہے"

وہ خاموش ہو گیا۔پیالہ خالی پڑا تھا۔

"تمھارے پاس ایک رات ہے، تم سوچ لو۔۔میں ایک اچھی listener ہوں اور یقین کرو جس طرح میں اچھا کھانا بنا سکتی ہوں اچھے مشورے بھی دے سکتی ہوں"

وہ سر ہلا کر اٹھا"اوکے"پھر سانس خارج کی"کیا مجھے یہ سوپ تھوڑا اور ملے گا؟"

وہ مسکرائیں "شیور!"

اٹھ کر اندر چلی گئیں۔اس نے دائیں جانب گردن موڑی،وہاں کنسول ٹیبل پر دو جار بنے تھے۔

شیشے کے بنے جار،ایک پر لکھا تھا

"Who I was?"

اور دوسرے پر انگریزی میں لکھا تھا

"Who I am?"

وہ غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔مسز سنوٹ گرم گرم سوپ کا پیالہ لائیں،اس نے ہاتھ بڑھا کر پکڑا اور پھر چل دیا۔

رابیل نے سانس خارج کی اور جمائی لی،وہ تھک چکی تھی۔لیو سو چکا تھا اور اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین آف کی۔باقی کل پڑھے گی،جھک کر لیو کو پیار کیا اور پھر اسے اپنے ساتھ چھوٹے سے تکیے کے پاس رکھ کر اس پر لحاف دیا اور خود لحاف اوڑھ کر سو گئی مگر ابھی نیند نہیں آئی تھی۔وہ ابھی بھی اس کہانی میں تھی،اسے بھی عام ریڈرز والے مسائل تھے۔کہانی پڑھ کر گھنٹوں کہانی میں رہنا۔۔وہ مسکرائی تھی "کہانی اچھی ہے" اور پھر آنکھیں موند لیں۔

کمرے میں اس وقت روشنی جل رہی تھی۔ باہر آسمان سیاہ تھا، کھڑکی کے سامنے پردے تھے اور وہ کافی پیتی وڈیو کال پر اپنے شوہر سے بات کر رہی تھی۔ سکرین پر عالیار کا چہرہ نظر آ رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے لڑکی سے مخاطب تھا

"تم بابا کی طرف گئے تھے؟" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا البتہ نظریں سکرین پر ہی تھیں

"گیا تھا" وہ ابھی ابھی کورٹ سے آیا تھا، سفید شرٹ پر سیاہ ٹائی ڈھیلی تھی۔ نیچے سیاہ پینٹ، گریبان کا بٹن کھلا تھا اور وہ صوفے پر نیم دراز سا تھا" خالو کے ساتھ بیٹھا، چائے پی ادھر اُدھر کی باتیں کیں۔۔ پھر وہ ساتھ والے ماسٹر یوسف آئے اور وہ ان کے ساتھ چلے گئے۔ میں گھر آ گیا"

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا" تم تھکے ہوئے لگ رہے ہو"

وہ مسکرایا۔ اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں جیسے نیند آ رہی ہو" آج ایک کیس کا فیصلہ سنایا ہے کورٹ نے، تقریباً تین سال کے بعد آج کیس حل ہوا ہے اس لیے ذرا سا تھک گیا ہوں۔۔ رات سوؤں گا تو صبح ٹھیک ہو جاؤں گا" پھر توقف کیا" تم بتاؤ۔۔ یونیورسٹی کیسی جا رہی ہے؟"

لڑکی نے شانے ڈھیلے چھوڑے" اچھی ہے۔۔ یونیورسٹی سے زیادہ مزہ سٹوڈیو میں آتا ہے" پھر پرجوش ہوئی" تمھیں پتہ ہے عالی میں نے ایک رات میں پینٹنگ بنائی اور وہ پینٹنگ سب کو اتنی اچھی لگی ہے نا۔۔ پرسوں ایک ایگزیبیشن ہے اور اس میں ڈسپلے ہو گی۔ میں تو ابھی تک سوچ میں ہوں کہ

اتنے بڑے شاہکاروں میں سے میری پینٹنگ اگر چنی جائے تو میرا کیا بنے" وہ گال پر ہاتھ رکھے علامہ اقبال کی طرح سوچتے دائیں دیوار گھورنے لگی

عالیار ہنس دیا" تمھاری پینٹنگ سیلیکٹڈ ہے نینا۔۔تم ہی خود کو انڈر ایسٹیمیٹ کرتی ہو"

وہ مسکرائی" تم دعا کرنا۔۔میں نے اتنے شوق سے بنائی ہے"

وہ بھی مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا" عالی کی ساری دعائیں تمھارے لیے"

لڑکی نے کافی کا گھونٹ بھرا" دل لگ گیا میرے بغیر؟"

عالیار ہنس دیا" ارے۔۔اس دل سے پوچھو ہمارے دن کا عالم"

وہ ہنس دی۔پھر چند لمحے سکرین پر ابھرتے چہرے کو دیکھا" لندن۔۔اچھا ہے۔میں ابھی گھومی نہیں ہوں۔میری روم میٹ ذرا بزی ہے مگر۔۔یہاں راتیں بہت عجیب ہیں۔پتہ نہیں مگر۔۔" وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی اسے خود نہیں پتہ" عجیب سی ہوتی ہیں"

" نئی جگہ پر ایسا ہی ہوتا ہے۔میرے بھی۔۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا" تین چار کیس ابھی پینڈنگ ہیں۔پھر تب تک تم آ گئی تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمھارے پاس آ جاؤں گا"

سنینا کی مسکراہٹ گہری ہوئی" جلدی جلدی ختم ہوں تمھارے کیس، پھر تم یہاں آ جاؤ"

وہ بھی مسکرایا" ایسا ہی ہے"

کچھ دیر اور باتیں کرنے کے بعد اس نے سکرین بجھادی۔کافی بھی ختم ہو چکی تھی،اب اسے نیند آرہی تھی مگر عالی جاہ کے آنے تک اسے جاگنا تھا تاکہ وہ آئے اور پھر نینا سو جائے اس کی ذمہ داری ختم ہو۔ کمرے کو لاک لگے اور سکون ہو۔

اس نے انسٹا گرام کھولا اور اپنا اکاؤنٹ دیکھنے لگی۔سٹوڈیو سے بہت سے لوگوں نے اسے فالو کیا تھا، اس کے فالورز میں اضافہ ہوا تھا۔اس کے من میں نا جانے کیا آیا کہ اس نے گوگل کھول لیا اور سرچ بار میں کرسٹوفر کا نام لکھا۔وہاں بہت سی کرسٹوفر نظر آرہی تھیں۔

"اس کا پورا نام کیا تھا؟" وہ سامنے والی دیوار گھور رہی تھی۔دور کہیں سے عالی جاہ کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

"جیکلین کرسٹوفر"

اس نے اس کا مکمل نام لکھا اور گوگل نے پہلی بار سنینا کو کرسٹوفر کا چہرہ دکھایا تھا۔وہ سنینا سے ایک دو سال بڑی تھی۔ایڈن برا سے پڑھ کر آئی تھی،لندن میں اس کا اکثر آنا جانا تھا۔گوگل کے مطابق وہ ایک بہترین آرٹسٹ تھی اور لوگ اس کو سراہتے تھے۔اس کے فالوورز ملین میں پہنچنے والے تھے۔ سنینا نے تصاویر نکالیں اور اس کا چہرہ واضح ہوا۔اس نے سلیولیس سیاہ شرٹ پہن رکھی تھی جس پر سے سیاہ جیکٹ نیچے کو ڈھلک رہی تھی،اس کے دودھیا بازو باہر سے جھلک رہے تھے۔گھنگریالے سرخ بال اور خالص سیاہ آنکھیں،ہاتھ کی انگلیوں میں بہت سی انگوٹھیاں اور کانوں میں اوپر کو جاتی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چھوٹی سیاہ بالیاں تھیں۔وہ مسکرا رہی تھی،بے شک وہ بہت حسین تھی۔اس کے بازو پر جہاں سے جیکٹ نیچے کو ڈھلک رہی تھی وہاں ایک ٹیٹو بھی بنا تھا جو کہ آدھا نظر آ رہا تھا۔مسکراتے ہوئے اس کی کئی تصاویر تھیں۔اس کے ہاتھوں پر رنگ بھی لگے تھے اور بہت سی تصاویر میں وہ پینٹ بھی کر رہی تھی۔سنینا نے اس کی پینٹنگز بھی دیکھنا چاہی تھیں۔اس کی ساری پینٹنگز سیاہ سفید اور سرمئی تھیں، کسی کسی میں سرخ رنگ جھلک رہا تھا۔وہ سنینا کی طرح پینٹ نہیں کرتی تھی۔وہ عورت بھی پینٹ کرتی تھی اور جسم بھی مگر وہ بہت اچھی پینٹر تھی۔سیاہ سرمئی اور سیاہ کا ایک بہترین ملاپ جو کرسٹوفر کے ہاتھوں کا محتاج تھا۔لڑکی اسے مزید سرچ کرتی رہی، پھر سکرین بجھا دی۔اس کی نیند اڑ چکی تھی، وہ کرسٹوفر سے ملنا چاہتی تھی مگر ابھی وقت باقی تھا۔دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور عالی جاہ اندر آئی۔ اس کے ہاتھ میں کھانے پینے کا سامان تھا،دروازہ بند کیا اور مسکرا کر سنینا سے حال چال پوچھا۔پھر ایک سینڈوچ سنینا کی طرف بڑھایا،اگرچہ وہ ڈنر کر چکی تھی مگر عالی جاہ کے اصرار پر اس نے لے لیا۔ کولڈ ڈرنک کے ساتھ سینڈوچ لیتے وہ سنینا کو اپنے دن کی مصروفیات بتا رہی تھی اور وہ مسکرا کر سن رہی تھی۔

دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔سٹوڈیو کی دوسری منزل کے بڑے سے ہال میں سب مصروف تھے۔ بہت سے مجسمے جن پر کپڑے اور کپڑوں پر کام کرتے مختلف ڈیزائنرز،درمیان میں بڑا سا میز جس پر چارٹ پیپرز،رنگ،مارکرز، قینچی اور آرٹ پیڈ پڑے تھے۔بڑے سے ہال کی کھڑکیوں کے سامنے

سے پردے ہٹے تھے، باہر سے روشنی چھن کر اندر آرہی تھی۔اندر بہت سی بتیاں جل رہی تھیں، ایک کھڑکی کے ساتھ ہال کے ایک کونے میں ایک مجسمہ کھڑا تھا جس پر سیاہ رنگ کا کپڑا تھا۔پاس ہی میز پر رابیل بیٹھی آرٹ پیڈ پر سیاہ مارکر سے مختلف اینگل سے ڈیزائن بنا رہی تھی۔ایک طرف ساڑھی تھی، ساتھ ہی سلیولیس فراک، ایک طرف لمبی میکسی اور وہ ایک لانگ سکرٹ بنا رہی تھی۔ بال جوڑے میں بند تھے، اس کا کوٹ کرسی کے پیچھے ٹنگا تھا اور اس نے آج جرسی نما شرٹ اور نیچے کھلی جینز پہن رکھی تھی۔اس کے ساتھ ایک لڑکی بیٹھی کافی پی رہی تھی اور وقفے وقفے سے دونوں میں ڈسکشن تھی۔آرٹ پیڈ کے ساتھ پڑا اس کا فون بجا اور اس نے سکرین سوائپ کر کے فون کان سے لگایا، دھیان سیاہ فراک پر ہی تھا اور وہ مارکر کی پچھلی نوک آہستہ سے ٹیبل پر مار رہی تھی

"اوکے "اس نے ساری بات سنی" تین بجے ملیں گے، ابھی میں ذرا بزی ہوں"

اور اس نے مسکرا کر فون کان سے ہٹایا اور دوبارہ آرٹ پیڈ پر جھک گئی۔دفعتاً گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر آیا تھا، وہ جو بھی تھا اس کی کمر کے ساتھ گٹار لٹکا تھا اور ہاتھ میں کافی مگ تھا۔اس نے کافی کا گھونٹ بھرا اور ایک طرف پڑے لمبے سٹول پر آ بیٹھا، مگ پاس میز پر رکھا۔بہت سی لڑکیوں اور چند ایک لڑکوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیے۔کچھ ابھی بھی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔رابیل کے لیے یہ سب نیا تھا، وہ دلچسپی اور تجسس سے اسے دیکھ رہی تھی جو اپنا گٹار پکڑے سٹول پر بیٹھا، انگلیوں سے گٹار کے تار چھیڑے اور پھر بڑی مہارت سے گٹار بجانے لگا۔پاس ایک

لڑکا اس کی دھن پر گنگنانے لگا، وہاں سب اپنا کام چھوڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ سب اس کے ساتھ گنگنا رہے تھے، وہ مسکراتے ہوئے گٹار بجاتا رہا اور پھر رک گیا۔ دھن بجنا بند ہو گئی، سب نے تالیاں بجائیں اور اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا۔ لڑکی کہنی میز کی سطح پر رکھے، ہتھیلی تھوڑی تلے جمائے اسے دیکھ رہی تھی، اس نے لڑکی کو دیکھا اور پلکیں جھپک کر مسکرا دیا۔ اس نے گٹار ایک طرف رکھا، کافی مگ پکڑا اور پھر ایک مجسمے کی طرف متوجہ ہوا۔ سب اپنے اپنے کام پر واپس آنے لگے تھے۔ وہ کافی دیر ایک مجسمے کے پاس کھڑا ایک لڑکی سے بحث کرتا رہا۔ ہال کے ایک کونے کے پاس کھڑے مجسمے کی طرف متوجہ ہوا، رابیل اپنے ساتھ کھڑی لڑکی سے بات کرتی اپنے مجسمے پر پڑے سیاہ کپڑے پر سیاہ نیٹ لگا کر دکھا رہی تھی، حذیفہ خاموشی سے میز سے ٹیک لگائے بازو سینے پر باندھے اسے دیکھتا رہا۔ وہ لڑکی چلی گئی تو وہ آگے بڑھا، گلا کھنکھارا تو وہ متوجہ ہوئی

"بلیک۔۔ پہلی بار ہونے لگا ہے" اس نے ہاتھ جینز کی جیبوں میں اڑس لیے

وہ مسکرائی "یہ میرا خواب تھا"

"بلیک ڈیزائن کرنا؟" اس نے گردن موڑ کر لڑکی کو دیکھا، ہاتھ البتہ جیب میں ہی اڑسے رہے۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ حذیفہ نے پاس پڑا آرٹ پیڈ پکڑا اور اسے دیکھا "میکسی؟"

اس نے پھر اثبات میں سر ہلایا مگر وہ ہنوز مجسمے پر نیٹ لگا کر اسے مختلف اینگلز سے دیکھتی رہی

لڑکے نے آرٹ پیڈ واپس رکھ دیا "بلیک سٹونز؟"

رابیل مسکرادی "یس۔۔یہی آئیڈیا ہے "اسے دیکھااور پھر مجسمے کو

اس نے سمجھ کر سر ہلایا "میں ویسے میرون کو سب سے پہلے اہمیت دیتا ہوں لیکن یہ پہلا بلیک ڈیزائن ہے،رنگ تو سب ہی اچھے ہوتے ہیں"

رابیل نے سمجھ کر سر ہلایا "کچھ عرصہ پہلے میں نے میرون ڈیزائن کیا تھا لیکن وہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔تب میں نے سیکھا تھا کہ آپ سب سے اچھا وہ کام کر سکتے ہیں جو کبھی آپ سوچتے ہیں کہ آپ نہیں کر سکتے"

اس نے ابرو اٹھائیں اور سمجھ کر سر ہلایا۔پھر پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا" کبھی میں بالکل ایسا نہیں سوچتا تھا۔ایک آرٹسٹ کے لیے رنگ ہی سب ہیں،اس کا کیریئر اس کا خواب اس کا پروفیشن اس کا پیشن سب رنگ ہوتے ہیں اور رنگ رنگوں سے مل کر بنتے ہیں۔میں اکیلا کام کرتا تھا،کینوس پر رنگ بکھیرنا میرا پسندیدہ کام تھا۔پھر جیسا کہ آپ نے کہا کہ آپ وہ کام بھی کر سکتے ہیں اور سب سے بہترین کر سکتے ہیں جو آپ نے کبھی سوچا تھا کہ نہیں کر سکتے۔آرٹ ہی ہے نا،رنگ ہی ہیں۔کینوس پر بکھریں یا کپڑوں پر،میں نے وہ کام بہترین کیا جو میں کبھی نہیں کر سکتا تھا۔آپ کا رنگ سیاہ ہے اور میرا میرون،بالکل ہماری سوچ کی طرح مختلف مگر جیسے کہ میں نے کہا کہ رنگ رنگوں سے مل کر بنتے ہیں۔بڑا انسان بھی مختلف انسانوں سے مل کر بنتا ہے" وہ مسکرایا۔"ڈونٹ وری،یہ بہترین ہو گا"

اس نے رابیل کو سراہا تھا

"ہوپ فلی"اس نے شانے اچکائے اور دوبارہ مجسمے کی طرف متوجہ ہوئی۔

وہ کھڑا ہوا اور رابیل سے مخاطب ہوا"کافی چاہیئے ہو تو وہاں سے کہیے گا،اس برین فیول میں کمی نہیں ہو گی"اس نے کنپٹی کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ کافی کو برین فیول کہہ رہا تھا

لڑکی نے سمجھ کر سر کو خم دیا اور مسکرا دی

یونیورسٹی سے سیدھا سٹوڈیو آنا اس کا معمول تھا۔ہمیشہ کی طرح اسے یونیورسٹی سے زیادہ سٹوڈیو میں کام کرنا اچھا لگتا تھا۔اس نے شانے پر بیگ لٹکا رکھا تھا،ایک ہاتھ میں کینوس تھا اور وہ گردن جھکائے اپنی سوچ میں مگن سٹوڈیو کے بڑے سے ہال میں داخل ہوئی۔ایک طرف بیگ رکھا، کینوس دیوار سے ٹکایا اور پھر اپنے ایزل کی طرف متوجہ ہوئی جو کہ خالی تھا۔کسی خیال کے تحت اس نے گردن موڑ کر دیکھی۔اس کی نظریں سامنے والی دیوار پر جمی تھیں،وہی دیوار جہاں کل اس کی پینٹنگ تھی آج کسی اور کی پینٹنگ آویزاں تھی۔وہ دیکھ کر ہی بتا سکتی تھی کہ یہ کس کی پینٹنگ ہو گی۔سیاہ سفید سرمئی رنگ کا بہترین ملاپ۔وہاں ایک لڑکی پینٹ کی گئی تھی جس کے شانے برہنہ تھے،اس نے سیاہ بڑی سی ہیٹ سے اپنی آنکھیں چھپا رکھی تھیں اور وہ ذرا ترچھا ہو کر دیکھ رہی تھی۔نیچے سیاہ پھولوں سے اس کے وجود کو ڈھانپا گیا تھا۔عورت صرف سینے سے نیچے پیٹ تک پینٹ کی گئی تھی۔اس کے ہونٹ سیاہ تھے،اس نے اپنے ایک ہاتھ سے ہیٹ کے ایک سرے کو تھاما ہوا تھا۔سنینا نے

سانس خارج کی اور اس دیوار کی طرف بڑھی۔ گردن اٹھا کر بڑے سے کینوس کو دیکھا، اس کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔ کل یہاں اس کا شاہکار تھا آج یہاں کسی اور کا تھا۔ ہال میں آج ذرا خاموشی سی تھی کم از کم سنینا کو ایسا لگا۔ اس نے نظریں کینوس پر سے ہٹائیں اور ساتھ اپنے کینوس پر کام کرتی لڑکی کی طرف متوجہ ہوئی

"سنو۔۔" وہ انگریزی بول رہی تھی۔ چہرے پر فکر مندی کے آثار، وہ بلا کی سنجیدہ تھی

"یس۔۔"

"میری پینٹنگ یہاں سے کس نے ہٹائی؟" اس نے ہاتھ اٹھا کر انگوٹھے سے اس سیاہ سرمئی پینٹنگ کی طرف اشارہ کیا

"کرسٹوفر آئی ہے"

"تو؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں، نقوش تن گئے

"تو یہ کہ جب وہ آتی ہے تو اسی کی پینٹنگ یہاں لگتی ہے" لڑکی نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

"کیوں؟"

اس نے منہ بسورا "کیونکہ اسی کی پینٹنگ یہاں لگنے کے لائق ہوتی ہے" وہ جیسے سنینا کو جتا رہی تھی۔ سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے سینے پر بازو باندھے "مجھے ایسا نہیں لگتا۔۔ اس پینٹنگ میں ایسا ہے ہی کیا، میں اس سے زیادہ اچھا پینٹ کر لوں۔۔ وہ سمجھتی کیا ہے خود کو؟" اسے غصہ آنے لگا تھا اور کیوں نہ آتا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ حق پر تھی۔ سنینا کی پینٹنگ اس سے کئی گنا اچھی تھی "تم لوگوں نے اسے بے وجہ ہی سر چڑھا رکھا ہے "اس نے دونوں بازو سینے سے ہٹا کر پہلو میں گرا لیے۔

لڑکی کی نظر سنینا سے ہال کے دروازے تک گئی۔ وہاں شاید کوئی نمودار ہوا تھا، اس کی ہیل کی ٹک ٹک سنینا کو ہال کے آخری سرے پر بھی سنائی دے رہی تھی۔

"وہ آگئی ہے۔۔ پوچھ لو اس سے"

سنینا کے تنے نقوش ڈھیلے پڑے۔ وہ ایڑیوں کے بل پورا گھومی اور اس کی نظر آنے والے وجود پر ٹھہر گئی۔ اس نے سیاہ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا جو شاید اسے اوور سائز تھا۔ ہاتھوں کے ناخن سیاہ تھے، انگلیوں میں بہت سی سادہ انگوٹھیاں، چہرہ شفاف اور ایک عجیب سا رعب، گھنگریالے سرخ بال آدھے کیچر میں مقید تھے اور آدھے کھلے تھے، سیاہ چیلسی بوٹس اور وہ بڑی شان سے چلتی ہوئی آ رہی تھی۔ ہال میں یک دم خاموشی تھی، ایک سناٹا، پن ڈراپ سائلنس۔ وہ چلتی ہوئی دائیں دیوار تک آئی اور گردن اٹھا کر سنینا کی پینٹنگ کو دیکھا۔ پھر منہ بنایا اور سر جھٹکا

"اوور۔۔"

اس کی پشت پر کھڑی لڑکی اسے سن سکتی تھی۔ اس کا تنفس بڑھا اور اس نے کرسٹوفر کے انداز میں ہی اس کی پینٹنگ کو دیکھا۔ اس کی گردن اٹھی رہی اور اس کے لب حرکت کیے

“Extremely overrated”

اور اسی کے انداز میں سر جھٹکا۔ کرسٹوفر کے کان اس کی آواز پر کھڑے ہوئے، اس کا کمپلینٹ کرسٹوفر کے لیے ٹریگر تھا۔ وہ چلتی ہوئی سنینا کی طرف آئی اور اسی کہنی سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا

"کیا کہا تم نے؟" کرسٹوفر کی نگاہیں سنینا پر جمی تھیں۔

"کیا سنا تم نے؟" جواب جھٹ سے آیا تھا۔

اسے اس جواب کی توقع نہیں تھی جو سنینا نے اسے دیا تھا۔ وہ ایک قدم آگے بڑھی

"تم ہو کون؟" پھر دانت پیستے اسے گھورا، سیاہ آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں

"Bloody Asian"

سنینا پر اس کا رتی برابر اثر نہیں ہوا۔ وہ مسکرائی اور دونوں بازو سینے سے ہٹا کر پہلو میں گرا لیے

"تم ہو کون؟" پھر آگے ہوئی اور اس کی آنکھوں میں جھانکا

"Bloody murderer"

گوگل نے کل اسے وہ قصہ بھی سنایا تھا جو عالی جاہ نے اسے سنایا تھا۔ اس کے بارے میں واقعی ایک خبر چھپ چکی تھی کہ اس نے اپنی بہن کو مارا ہے۔ سنینا اس کے تاثرات دیکھ کر محظوظ ہو رہی تھی۔ اگر عالی جاہ کہتی تھی کہ وہ شیطان ہے تو وہ صحیح کہتی تھی۔ اس کے گال سرخ پڑے اور وہ دانت پیستے آگے بڑھی

"تمھیں کسی نے نہیں بتایا کہ میں کون ہوں؟"

سنینا ہنس دی۔ پھر سانس خارج کی "تمھیں کسی نے نہیں بتایا کہ میں کون ہوں؟"

پھر ایک قدم مزید آگے بڑھی، عین ایک دوسرے کے آمنے سامنے

"یہ بلڈی ایشین تمھارا بلڈ پریشر ہائی کرنے کے گٹس رکھتی ہے، مجھے سنینا کہتے ہیں۔۔ سنینا شہباز"

پھر پیچھے ہٹی اور جانے کو مڑی مگر گردن موڑ کر اسے ایک نظر دیکھا اور مسکرائی

"امید کرتی ہوں دوبارہ یاد کرانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔ سنینا شہباز" اور کہہ کر رکی نہیں۔

اس کا رخ میز کی جانب تھا، اس نے اپنا بیگ شانے پر لٹکایا کینوس ہاتھ میں تھاما اور وہاں سے چلی گئی۔

کرسٹوفر گردن موڑے اسے گھور رہی تھی۔ سارے ہال نے اس کی سیاہ آنکھوں میں انگارے دیکھے تھے۔

دوپہر ہوئی اور ہلکی دھوپ بھلی لگنے لگی۔ یہ ظہر کے قریب کا وقت تھا۔ گھر سارا خالی تھا، اس وقت نہ مولوی گھر پر تھا نہ عبدالباسط۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ خاموشی، درخت پر چڑیوں کے چہچہانے کی آواز۔ وہ دبے پاؤں باہر نکلی اور ارد گرد دیکھا، اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے اور اوپر کی طرف بڑھ گئی۔ اوپر جاتے اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا، پیچھے فقط درخت اور درخت پر چہچہاتی چڑیاں تھیں۔ وہ اوپر بڑھی، سامنے ایک بھورا دروازہ تھا جو کہ بند تھا۔ تالا ساتھ لگا تھا، وہ اس دروازے کی طرف بڑھی اور تالے کو ہاتھ میں پکڑ کر دیکھا۔ پھر ایک سانس خارج کی اور دوپٹہ سر سے اتار کر بالوں سے پن نکالی اور تالے میں اس جگہ ڈال دی جہاں چابی ڈالتے ہیں۔ اس

نے پن گھمائی،ایک دو اور تیسرے کلک کے بعد تالا کھل گیا۔اس نے تالا اتار کر ایک طرف رکھا اور کنڈی کھولی۔دروازہ "چیں" کی آواز سے کھلا۔اندر اندھیرا تھا،اس نے قدم اندر رکھا اور ارد گرد دیکھا۔۔وہاں کاٹھ کباڑ پڑا تھا،ٹوٹا پھوٹا فرنیچر اور ان پر سفید کپڑا تھا۔سامنے والی دیوار میں اوپر کر کے ایک چھوٹا سا روشن دان تھا جس پر جالا لگا تھا،روشنی وہاں سے چھن کر اندر آ رہی تھی۔وہاں ایک چھوٹی کھڑکی تھی جو کہ بند تھی۔وہ آگے بڑھی اور سامنے والی دیوار پر بنی کھڑکی کو زور لگا کر کھولا۔ لوہے کی حالت بہت ابتر تھی،پینٹ اتر چکا تھا،اس نے کھڑکی کھول لی،شیشہ ٹوٹ چکا تھا۔ظہر کا وقت آن پہنچا تھا۔ساتھ مسجد میں کوئی مائیک کے سامنے کھڑا اسے ٹھیک کر رہا تھا،پھر اس نے گلا کھنکھارا اور لاہور کے اس چھوٹے علاقے نے "اللہ اکبر" کی آواز سنی تھی۔لڑکی کے چہرے پر روشنی پڑ رہی تھی،اس نے کھڑکی کی جالی پر ہاتھ رکھ کر کھڑکی کے پار جھانکا۔یہ وہی دیوار تھی جو مسجد اور مولوی کے گھر کے درمیان یکتا تھی۔اس نے سیاہ آنکھیں جھپکائیں،منظر واضح ہوئے اور وہ کیا دیکھتی ہے کہ ایک شخص سٹینڈ پر لگے مائیک کے سامنے کھڑا تھا،اس کے دونوں ہاتھ دائیں بائیں کانوں کو چھو رہے تھے،اس کے چہرے پر شیو ذرا سی بڑھی تھی۔اس نے ٹوپی پہن رکھی تھی اور وہ اذان دے رہا تھا۔لڑکی نے مبہوت ہو کر اسے دیکھا،وہ اس کا شوہر تھا

"عبدالباسط اذان دے رہا تھا"

وہ اسے دیکھتی اور سنتی رہی۔آج سے پہلے اس نے کبھی غور سے اذان نہیں سنی تھی،اذان سے پہلے اسے کبھی یہ محسوس نہیں ہوا کہ اذان کو مزید لمبا ہونا چاہیئے۔اذان ختم ہوئی اور عبدالباسط نماز کی تیاری کرنے لگا۔صفیں درست کرتے نمازی کچھ لمحے بعد نماز ادا کرنے والے تھے۔لڑکی کھڑکی سے پیچھے ہٹی اور رخ موڑ لیا۔اس کا دل دھڑک رہا تھا،اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سانس خارج کی اور پھر آنکھیں بند کر کے خود کو نارمل کیا۔وہ نیچے کی طرف جانے والی تھی مگر وہ یہاں آئی کیوں تھی؟

اگر تم اسلام آباد میں دیکھو تو ظہر کی اذان ہو چکی تھی۔ہلکی دھوپ بادلوں کے پیچھے سے نکل کر سڑکوں کو تقویت بخش رہی تھی۔تقریباً ہر شخص فجر کے بعد سورج کی روشنی کو چڑھتے اور مغرب کے بعد ڈھلتے دیکھتا تھا سوائے ایک شخص کے جو کہ پچھلے چار دنوں سے یہیں بند تھا۔اس کی آنکھوں تلے حلقے تھے اور بال بکھرے تھے۔حالت ابتر تھی اور وہ ڈرا ہوا لگتا تھا۔اس کے ارد گرد شیشے کی دیواریں تھیں مگر وہ ان دیواروں کے پار کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔وہ ان دیواروں میں بھی خود کو ہی دیکھتا تھا،وہاں ہر سو وہ خود تھا۔اس وقت وہ دیوار سے ٹیک لگائے خاموش سا بیٹھا چھت گھور رہا تھا۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک نرس آئی تھی،اسے کھانا اور دوا دے گئی مگر ایک عجیب بات بھی تھی اور وہ یہ تھی کہ جاتے وقت وہ اس کی آنکھوں میں قطرے ڈال گئی تھی۔یہ کیا عجیب حرکت تھی؟ آنکھوں میں قطرے مطلب کیا اس کی آنکھیں خراب تھیں؟ وہ اوپر دیکھ رہا تھا مگر نہیں دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں چھوٹی سیاہ پتلی جسے انگریزی میں pupil کہتے ہیں پھیلی ہوئی تھی۔اسے چھت

دھندلی نظر آرہی تھی، وہ کس چیز کے قطرے تھے؟ وہ نہیں جانتا تھا، وہ میڈیکل کا سٹوڈنٹ تھوڑی تھا۔اس نے آنکھوں کو چھوٹا کر کے دیکھنا چاہا مگر نظر پھر بھی دھندلی رہی۔اسے یاد پڑتا تھا کہ یہاں آنے سے پہلے اور یہاں آنے کے بعد اس کی نظر ٹھیک تھی۔اسے وہ چھت نظر آتی تھی، اسے سامنے شیشے میں اپنا عکس صحیح نظر آتا تھا، اس کی آنکھ کی چھوٹی پتلی سکڑی ہوتی تھی اور اس کی نظر تیز تھی مگر ابھی چند گھنٹے پہلے نرس نے قطرے ڈالے اور تب سے اسے ناچاہتے ہوئے بھی سب دھندلا نظر آرہا تھا۔اس نے اپنی آنکھوں کو ملا تھا، زور سے آنکھوں کو میچا تھا مگر بے سود۔ابھی وہ اپنی نظر کے لیے پریشان ہی تھا کہ اس کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔نہیں نہیں، وہ سفید لباس والی نرس نہیں تھی۔وہ سیاہ لباس والا شخص تھا۔اس نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنا چاہا مگر نہیں، آج اسے صرف دھندلا نظر آئے گا۔اس نے سیاہ لباس پہنا تھا مگر شلوار قمیض یا تھری پیس؟ اس کے بال سیاہ تھے مگر کیا اس کی آنکھیں بھی سیاہ تھیں؟ وہ کون تھا جو اس کے سامنے کھڑا تھا۔اس نے گلا کھنکھارا اور بولنا شروع ہوا

"کیسے ہو ارسل؟" اس کی آواز، کیا وہ یہ آواز پہلے سن چکا تھا۔پتہ نہیں۔۔دماغ شش و پنج میں مبتلا فھا۔شاید ہاں یا شاید نہ۔

"خاطر تواضع میں کسی قسم کی کمی تو نہیں آئی؟" وہ مسکرایا تھا مگر اس کی مسکراہٹ ارسل نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کیا بے بسی تھی کہ وہ سامنے تھا مگر وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ آنکھ کا نور دل کا نور ہوتا ہے، آنکھ کا نور دماغ کا شعور بھی تو ہوتا ہے۔

"کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟ مجھے جانے دو" وہ چلایا مگر اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔ اس کے زنجیر میں قید ہاتھ کپکپا رہے تھے اور وہ انھیں روک نہیں پا رہا تھا "تم نے مجھے کیا دیا ہے؟ ہاں؟" وہ پھر سے چلایا مگر چلانے سے سر میں درد کی ٹیس اٹھی تھی۔

"ارے ارے۔۔ مجھے آہستہ بھی سنائی دیتا ہے۔ مت چلاؤ، اپنی آواز بچا کر رکھو ابھی بہت کام آئے گی" وہ تحمل سے دھیمے لہجے میں بول رہا تھا

"تم نے مجھے کھانے میں کیا دیا ہے؟ میرا سر کیوں درد کرنے لگا ہے؟ مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا؟ میرے ہاتھ کیوں کانپ رہے ہیں؟" وہ پھولے تنفس سے گلا پھاڑ کر بولا تھا

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا "میرا خیال ہے ان سب کے لیے ایک دھوکا دینا کافی ہوتا ہے، نہیں؟" وہ سنجیدہ ہوا "پہلے تمھیں دکھنا بند ہوا، پھر ہاتھ کانپنے لگے، پھر سر میں درد اٹھا۔۔ کیا بچا؟" وہ کچھ سوچ رہا تھا

"امم۔۔۔ دل بچ گیا ہے، ہے نا؟" وہ پھر سے ہنسا

"کوئی بات نہیں۔۔ ابھی دل اس قدر زوروں سے دھڑکے گا کہ تمھیں موت اچھی لگے گی مگر نہیں نا۔۔ اصل مزہ تو زندگی کا ہے، موت تو آزادی ہے" وہ ہنسا تھا۔ اس وقت زنجیر میں جکڑے ارسل کو

اس دنیا کی سب سے بری آواز اس کے ہنسنے کی لگی تھی "مجھے جانے دو" وہ چلایا اور دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہونا چاہا مگر نہیں۔۔اس کا پورا بدن کانپ رہا تھا

سیاہ لباس والا شخص سامنے کھڑا تھا "آج سے چھے سال قبل ایک لڑکی ہوا کرتی تھی۔اس کے لمبے بال تھے، بارونق چہرہ اور وہ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھی۔وہ ایک اچھے دل کی مالک تھی، معصوم اور شفاف۔پھر اسے محبت نے توڑ کر رکھ دیا،اس کی نظر کمزور ہونے لگی،اس کے سیاہ بال جھڑنے لگے،وہ کمزور پڑتی جارہی تھی،وہ گلاب کا پھول مرجھانے لگا تھا۔۔تمھیں پتہ ہے ایک دھوکے سے اسے کیا ہوا تھا؟" وہ بہت دھیما بولتا تھا،اس کی آواز گھمبیر تھی مگر جب وہ بولتا تھا تو اسے ٹھہر کر سنا جا سکتا تھا۔

"اس کا دل گھبراتا تھا بالکل ویسے جیسے تمھارا گھبرا رہا ہے،اس کے سر میں درد ہوتا تھا بالکل ویسے جیسے تمھارا ہو رہا ہے،اس کے ہاتھ کانپتے تھے بالکل ویسے جیسے تمھارے کانپ رہے ہیں،وہ رویا کرتی تھی جیسے تم رو رہے ہو۔۔انسان کو اس کے برے اعمال کی سزا اسی دنیا میں ملتی ہے مگر تم انسان سمجھتے نہیں ہو" وہ سنجیدہ ہوا تھا

"تم۔۔تم مجھے چھوڑ دو۔۔میں رابیل سے دور رہوں گا" وہ واقعی رو رہا تھا،وہ اس کے سارے اشارے ساری باتیں سمجھ سکتا تھا۔۔وہ بے بسی سے ہاتھ جوڑے اس سے زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا

وہ پھر سے ہنسا"انسان کو کبھی بھیڑیا بننے پر مجبور نہیں کرنا چاہیئے۔ورنہ بہت برا ہوتا ہے کیونکہ بھیڑنا سفاک ہوتا ہے"

وہ خاموش ہوا تو ارسل گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا،اپنے ہاتھ جوڑے"اللہ کا واسطہ،جانے دو۔میں رابیل سے دور رہوں گا"

اس شخص نے کندھے اچکائے اور گھڑی دیکھی"اوکے۔۔ٹیک کیئر!"اور اس نے دروازہ کھولا

وہ دیوانہ وار اس کی طرف بڑھا مگر زنجیروں نے اسے واپس پکڑ لیا

"مجھے جانے دو۔۔مجھے جانے دو"وہ چلا رہا تھا۔پھر بے بسی سے دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔۔اس کے لب پھڑپھڑائے"جمال۔۔مجھے جانے دو"

مگر وہ آنے والا جا چکا تھا۔اس کے سر اور دل دونوں پھٹ رہے تھے،ہاتھ کانپ رہے تھے مگر وہ بے بس تھا اور لوگ کہتے ہیں عذاب قبر میں شروع ہوتا ہے۔کیا واقعی؟ جانے والے کی آنکھیں سیاہ تھیں

کیفے میں روسٹڈ بینز کے علاوہ کھانے کی خوشبو بھی پھیلی ہوئی تھی۔اس کے سامنے عالی جاہ بیٹھی تھی اور دونوں فرائز کھاتے باتیں کر رہی تھیں۔جوس کے گلاس ان کی باتیں سن رہے تھے اور لوگ ان سے بے پرواہ تھے

"بڑا ہی اچھا کیا تم نے۔۔پتہ نہیں سمجھتی کیا ہے خود کو،مجھے تو ٹھنڈ پڑ گئی"عالی جاہ کے چہرے پر ایک عجیب سی چمک اور خوشی تھی۔سنینا کی سارا کہانی سن کر سب سے زیادہ اگر کوئی خوش تھا تو وہ عالی جاہ تھی

لڑکی مسکرادی"پہلا کمپلیمنٹ اس نے دیا تھا۔مجھے پتہ ہے کہ اس کے ایک کمپلیمنٹ نے مجھے ٹریگر کیا تھا اور میرا خون کھول گیا تھا مگر پھر میرا اکیلی کا بی پی کیوں ہائی ہو"اس نے کہتے ہی فرائز کیچپ سے لگا کر منہ میں رکھی اور چبانے لگی

عالی مسکرادی۔پھر سر ہلایا" صحیح کیا۔میں نے کئی بار اسے سٹوڈیو میں دیکھا ہے مگر سب اس سے دب کر رہتے ہیں۔تم مت رہنا"

سنینا کے ابرو تن گئے،اس نے مزید ایک لمبی فرائز پکڑی اور دانتوں سے کاٹ کر منہ میں رکھی۔پھر چبایا"میں کیوں دب کر رہوں؟ویسے بھی اتنا کوئی شاہکار نہیں لگا مجھے اس کا،پتہ نہیں لوگوں کو کیا نظر آتا ہے اس میں"اس نے کہہ کر سر جھٹکا

Clubb of Quality Content

عالی جاہ نے سر اثبات میں ہلایا "کسی نے آج سے پہلے بلیک گرے اور وائٹ کا اتنا اچھا کومبو پینٹ نہیں کیا نا اس لیے اور اگر کوئی ٹرائی بھی کرے تو اس سے نہیں ہوتا" اس نے کہہ کر سٹرا ہونٹوں سے لگایا اور جوس گلے میں اتارا

"کیا واقعی؟" اس نے دونوں کہنیاں میز پر جما لیں "مجھے تو ٹھیک ہی لگی اس کی پینٹنگ"

"تم آرٹسٹ ہو۔ شاید تم بنا سکتی ہو اس لیے تمھیں آسان لگ رہا ہو گا"

دفعتاً کیفے کے دروازے سے کوئی اندر آیا تھا۔ اس نے کاؤنٹر سے کافی لی اور عالی جاہ کے ساتھ کرسی نکال کر بیٹھ گیا۔ پھر مسکرایا

"ہوپ سو میں نے آپ کی چغلیوں کو ڈسٹرب نہیں کیا ہو گا" اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہمہ وقت قائم رہتی تھی۔ سیاہ سفید مفلر آج بھی سر پر باندھا ہوا تھا

لڑکیاں مسکرا کر رہ گئیں۔ عالی جاہ نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی اور پھر اپنا بیگ پکڑا

"رات میں ملیں گے" اور کھڑی ہوئی۔ سنینا کو دیکھ کر مسکرائی

"عبدل چغلی ذرا کم کرتا ہے مگر اچھا بندہ ہے" پھر سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی

لڑکے نے کافی کا گھونٹ بھرا اور پھر سنینا کو دیکھا "آپ کی کرسٹوفر سے کوئی بات ہوئی ہے؟"

لڑکی نے شانے اچکائے "ہوئی ہے۔۔ تلخ کلامی" اس نے سر جھٹکا اور اپنی فرائز کی طرف متوجہ ہوئی

وہ مسکرایا، سر جھکایا۔ کافی کا گھونٹ بھرا "پہلا امپریشن آخری امپریشن ہوتا ہے" پھر سنینا کو دیکھا

"میں اس بات کو نہیں مانتا"

سنینا بھی مسکرادی "پہلا کمپلیمنٹ اس نے دیا تھا۔ کوئی بھی آرٹسٹ اپنی آرٹ کے بارے میں برا نہیں سن سکتا"

"آرٹسٹ وہی ہے جو اپنے آرٹ کے بارے میں برا سن سکے" اس نے جھٹ سے جواب دیا تھا۔

سنینا چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ اس نے سانس خارج کی

"اس نے آپ کو ٹریگر کیا آپ نے اس کو ٹریگر کیا۔ دونوں میں فرق کیا ہوا؟"

سنینا سنجیدہ ہو گئی "میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو رک کر مکافات کا انتظار کرتے ہیں۔ میں اپنی انسلٹ کرنے والے کا جواب اس کے منہ پر دے آتی ہوں"

"اس نے آپ کے آرٹ کی انسلٹ کی تھی؟" عبدل نے کافی کا گھونٹ بھرا

سنینا کی بھنویں بھینچ گئیں "اس نے۔۔ "توقف کیا" اوور کہا تھا"

"یہ تو کمپلیمنٹ تھا۔ یہ اس کا opinion تھا۔۔ فریڈم آف اپینیئن کا نام سنا ہے آپ نے؟" وہ بھی سنجیدہ ہو گیا

سنینا کچھ کہنے والی تھی پھر خاموش ہو گئی

"وہ اپینیئن نہیں تھا" اس نے جیسے اسے جتایا تھا

"آپ نے بھی آگے سے کمپلیمنٹ دے دیا۔۔ مگر اسے بھی انسلٹ لگی" اس نے کافی کپ وہیں رکھا اور ذرا سا آگے کو ہوا

"پتہ ہے کیا۔۔اس کو ہمیشہ سے تعریف ملتی رہی ہے، سراہا جاتا رہا ہے۔آپ کو بھی اپنے کالج میں وہی چاہنے والے سراہنے والے ملے ہیں۔اس لیے آپ دونوں سے یہ برداشت نہیں ہوا کہ کوئی آپ کی پینٹنگ کو برا کہے جبکہ وہ بری نہیں ہے" پھر خاموش ہوا۔

سنینا نے دل ہی دل میں مانا تھا کہ وہ صحیح کہہ رہا ہے۔

"میں اسے کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ انا کی پجاری ہے، وہ مغرور ہے اور میری بھی اس سے نہیں بنتی۔میں آپ کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ آپ چند دن پہلے مجھے ملنے والی ایک فارنر ہیں جس سے میرا کوئی واسطہ نہیں سوائے اس کے کہ میں آپ کو گائیڈ کر سکتا ہوں" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا "آپ کسی شخص کا سر نہیں پھاڑ سکتے کہ اس نے آپ کے کام کو سراہا نہیں ہے یا اس میں نقص نکالا ہے ہاں مگر آپ سوچ سکتی ہیں کہ اس نے جو نقص نکالا ہے وہ واقعی ہے۔اس نے جو بات کہی اس نے آپ کو کیوں ٹریگر کیا؟ اگر تو آپ کو لگتا ہے کہ اس کی بات محض ایک بات ہے اس کا آپ سے کوئی سروکار نہیں تو اپنی ذہنی صحت کا خیال رکھیں اور اس بات کو ہوا میں اڑا دیں لیکن اگر آپ کو لگتا ہے کہ کہنے والے نے یہ بات حق پر کہی ہے اور وہ صحیح ہے تو آپ اپنی اصلاح کر لیں۔بات ختم۔ آپ کی انا اس کی انا آپ کو آگے نہیں بڑھنے دے گی" اس نے اپنی بات ختم کر دی

لڑکی نے سانس خارج کی "اس نے مجھے واقعی ٹریگر کیا تھا۔میں جانتی تھی کہ میری پینٹنگ اچھی ہے مگر ۔۔آئی ایم سوری"

وہ مسکرایا"اٹس اوکے "اس نے شانے اچکائے

دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔پھر آگے کو ہوا

"ایک بھائیوں والی نصیحت کروں؟"

وہ مسکرائی"شیور۔۔"

"جہاں ذوق ہو جہاں شوق ہو اور جہاں لگن ہو وہاں مقابلے بازی دوسروں سے نہیں ہوتی۔اس سے مقابلہ نہیں کرنا،وہ اندھی ہے۔اسے سب سیاہ نظر آتا ہے اور اسے سفید دکھانے والے یا بتانے والے ہمیشہ خطا کھاتے ہیں"

سنینا نے متوجہ ہو کر اس کی بات سنی اور پھر سر ہلایا مگر عبدل شاید نہیں جانتا تھا کہ لوگ صرف باتوں سے نہیں مانتے۔

وقت تیزی سے سرک رہا تھا۔شام رات میں بدل چکی تھی۔مامون آفندی اپنے بڑے سے باغ میں ٹہل رہا تھا۔اس کا فون میز پر پڑا تھا اور وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے ادھر اُدھر ہو رہا تھا شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا۔دفعتاً اس کا فون بجا اور اس نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا،سکرین پر چمکتا نمبر دیکھا سکرین سوائپ کر کے فون کان سے لگایا۔دوسری طرف سے آواز ابھری تھی

"تم عجیب ہو یار، ہنی مون پر میں آیا ہوں اور حرکتیں تمھاری مشکوک ہیں" وہ جلدی جلدی بولا تھا جیسے غصہ کر رہا ہو۔

وہ اس کی بات سن کر مسکرایا "کیسے ہو تیمور لنگ؟"

وہ جیسے خفا تھا "اچھا ہوں۔ پہلے سے زیادہ ہینڈسم ہو گیا ہوں" اب اس کا موڈ ٹھیک تھا۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا "تم ٹھیک ہو؟" دوسری طرف سے آیا سوال

"ابھی تک تو ٹھیک ہوں آگے کا نہیں پتہ" اس نے سانس خارج کی اور گیراج میں جلتی بتیوں کو دیکھنے لگا

"خیریت؟"

اس نے گردن جھکا دی، وہ نیچے ٹھنڈی گھاس دیکھ رہا تھا "میں نے تاثیر کے ساتھ شادی کی حامی بھر لی ہے"

ایک لمحے کی خاموشی اور دوسری طرف سے قہقہہ ابھرا "واؤ۔۔ امیزنگ" وہ ہنستا جا رہا تھا "مطلب تم نے اس ڈائن کو ہاں بول دی، وہ تو اس وقت چاند پر ہو گی"

مامون کے چہرے پر بے زاریت تھی "بس بھی کرو اب، میں نے کون سا کوئی جوک مارا ہے"

مگر مجال ہے جو تیمور کو کچھ اثر ہوا ہو "یار یہ تم اپنی زندگی کے ساتھ جوک کرنے جا رہے ہو"

"شٹ اپ" وہ سنجیدہ تھا

"اوکے "اس نے خود کو نارمل کیا"کب ہے نکاح؟"اور پھر ہنس دیا

"انگیجمنٹ ہے، تم واپس آجاؤ پھر "اس نے جو فیصلہ کیا تھا وہ سنا دیا

"آل رائٹ۔۔میرا ویسے تمھارے بنا دل نہیں لگ رہا، آئندہ ہنی مون پر تمھارے ساتھ آؤں گا"

"مجال ہے جو تمھاری بے غیرتی میں کمی واقع ہوئی ہو"اب کی بار مامون مسکرایا تھا

"زیادتی ہوئی ہے"وہ بھی جیسے محظوظ ہوا تھا

مامون نے گلا کھنکھارا"اچھا۔۔ویسے میں اس ہنٹ پر غور کر رہا تھا جو لاسٹ ٹائم زرار نے ہمیں بھیجا تھا"وہ اب اس مدعے پر آیا تھا جس کے بارے میں وہ کئی گھنٹوں سے سوچ رہا تھا

"کون سا؟وہ جس میں اس نے بتایا کہ اسے پتہ نہیں ہوئی دماغی بیماری تھی۔۔وہ کیا کہتے ہیں multiple seclorsis اور وہ دوسروں سے اچھا تھا۔۔اسی طرح کا تھا کچھ۔۔وہی والی نا ؟"تیمور کو جتنی سمجھ آئی تھی اس نے بول دیا۔

مامون ہنس دیا"دماغی بیماری"

"ہاں نا۔۔نفسیاتی مریض میرے ہی نصیب میں لکھا تھا"وہ جیسے تپ گیا تھا

"اچھا نا۔۔غصہ نہیں کرو۔۔تم واپس آؤ گے تو پھر کر لیں گے، ابھی تم انجوائے کرو"وہ گردن اٹھائے آسمان دیکھ رہا تھا، جہاں کہیں کہیں سرمئی بادل تھے۔

"کر لیا انجوائے میں نے، آدھا دن میری چڑیا ناراض ہوتی ہے اور آدھا دن میں۔۔بس یہاں روٹھنا منانا ہی چل رہا ہے"

وہ ہنس دیا"کوئی بات نہیں۔۔وہ تم سے محبت کرتی ہے"

"ہاں۔۔خواری کو تم محبت کہتے ہو۔۔یہی دوستوں کے ساتھ آیا ہوتا نا تو ابھی برف کے گولے بنا بنا کر ان کا حشر کر چکا ہوتا اور ادھر۔۔میڈم کو برفباری دیکھ کر ہی فوبیا ہونے لگتا ہے"

مامون پھر سے مسکرایا۔

"تیمور۔۔"

پیچھے سے رامین کی آواز آئی تھی

"او کے باس۔۔پھر ملتے ہیں"

اس نے خدا حافظ بول کر کال کاٹ دی۔مامون کے کانوں کو سکون ملا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔وہ واٹس ایپ کھول کر افیفہ کے میسجز پڑھ رہا تھا

دوسری طرف عشاء کی نماز پڑھ کر رابیل اپنا حجاب کھولتی ہوئی الماری سے لیپ ٹاپ نکال رہی تھی۔ اس کا لیو بستر پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا،اس نے دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھا۔بیڈ سائیڈ پر پڑا کافی کا بھاپ اڑاتا کپ پکڑا،بتی بجھا دی اور لحاف ٹانگوں پر لیے بیٹھ گئی۔اس نے لیپ ٹاپ گود میں رکھا اور اسے آن کیا۔سفید روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی،اس نے ٹچ پیڈ پر انگلی پھیری اور مطلوبہ

فولڈر کھولا،اس کی مطلوبہ فائل کھل گئی۔اس نے کافی کا گھونٹ بھرا،کل جہاں سے چھوڑا تھا آج وہیں سے شروع کیا تھا۔۔

رات کو نیچے کا سارا کام نپٹانے کے بعد وہ تینوں اوپر آئے تھے۔ہیری اور عین بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے جبکہ ایل مسز سنوٹ کے ساتھ تھا۔اس کے سامنے گرم کھانا پڑا تھا اور وہ مسز سنوٹ سے بات کرنے میں ہچکچا رہا تھا۔کھانا اپنی طرف سرکایا اور پہلا چمچ منہ میں رکھا۔مختلف سبزیوں والے چاول اور ان کا ذائقہ،اس کا دماغ کھل گیا اور دل خوش ہو گیا۔اس نے گلا کھنکھارا

"میں نے ساری رات اس بارے میں سوچا ہے جو آپ نے کہا تھا"اس نے چاول اچھے سے چبائے اور نگل گیا۔

"کیا آپ مجھے سن سکتی ہیں؟"اس نے جھکی ہوئی گردن دھیرے سے اٹھائی

وہ مسکرائیں"میں تم سے سوال کروں گی تم جواب دینا۔۔سمپل!"وہ بھی ساتھ ساتھ کھانا کھا رہی تھیں۔بچہ اپنی ماں کی ٹانگ کے سہارے کھڑا تھا

"التمش ہر انسان کا قید خانہ ہوتا ہے جو اسے بڑھنے نہیں دیتا،جو اس کی گروتھ نہیں ہونے دیتا اور جو اسے چھوٹا بنا کر رکھتا ہے۔۔تم جانتے ہو تمھارا قید خانہ کیا ہے؟"

اس نے سانس خارج کی"میرے قید خانے ہیں مسز سنوٹ"کہتے ہی اس نے چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں ڈالا اور چبا کر نگل گیا"غصہ اور گلٹ"

"اوکے۔۔کوئی بات نہیں سب کے ہوتے ہیں"انھوں نے شانے اچکائے"غصہ آنے کے بعد کیسا محسوس کرتے ہو؟"

"گلٹ"وہ واقعی سچ بول رہا تھا

"کیا چیز زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے؟گلٹ یا غصہ؟"

"گلٹ"اس نے سر جھکا دیا۔خود سے ملنا آسان تھوڑی ہوتا ہے۔

"پہلے غصہ آتا ہے پھر گلٹ لاتا ہے۔۔غصہ نہ آئے تو گلٹ نہیں آئے گا"انھوں نے بات صاف گوئی سے مکمل کی اور اس نے سر ہلایا۔

"مزے کی بات تم کسی اور کا غصہ کسی اور پر اتارتے ہو اسی لیے گلٹ میں رہتے ہو۔۔کیونکہ تمھیں پتہ ہے کہ تم غلط کرتے ہو،دوسرا تمھیں کسی چیز کا گلٹ ہے اسی لیے تم غصہ اتارتے ہو اور تمھیں پھر سے گلٹ ہوتا ہے"

اس نے زخمی گلابی آنکھوں سے انھیں دیکھا تھا۔وہ سچ کہہ رہی تھیں۔

"جی۔۔مجھے میرے باپ پر غصہ ہے مگر میں یہ غصہ اتار نہیں سکتا۔میرا باپ ایک بزدل انسان ہے، وہ زندہ ہے مگر مر گیا۔میرے دل میں میرے باپ کے لیے آگ ہے وہ آگ جو ہر وقت ہر شخص کو جلاتی ہے۔کسی بھی وقت بھڑک اٹھتی ہے اور میرے لیے اسے قابو کرنا محال ہوتا ہے۔میں جب بھی کسی شخص کو مارتا ہوں تو اس کے پیچھے کوئی ایسا ٹریگر ہوتا ہے جو مجھے میرے باپ سے کنیکٹ کرتا

ہے، کوئی آواز کوئی واقعہ یا کچھ بھی۔۔اس کے بعد میں حواس میں نہیں رہتا اور جو چیز میرے سامنے آئے میں اس سے حملہ کرتا ہوں۔۔جب ہوش میں آتا ہوں تو سب بگڑا ہوتا ہے۔۔میں اپنے باپ کے ہوتے ہوئے بھی یتیم ہوں، میں کئی کئی دن اسکے لمس کے لیے تڑپا ہوں، اس شخص نے مجھے نظر انداز کیا ہے، ہاسپٹل کے فرش پر میں بیمار بیٹھا رہتا تھا اور وہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہنستا مسکراتا رہتا تھا، میں پیدل چل کر کالج جاتا تھا مگر وہ شخص اپنی گاڑی میں اپنے بیٹے کے ساتھ آتا جاتا تھا، میری جیب اور پیٹ خالی ہوتا تھا مگر وہ اپنے بیٹے کو شہر کا سب سے مہنگا کھانا کھلاتا تھا۔میرا دل کرتا تھا کہ وہ مجھے بھی بلائے پیار سے بلائے مگر نہیں، مجھے ایک موقع ملا تو میں اسے مار دوں گا، اس کے بعد چاہے قاتل بن جاؤں مگر میں اسے مار دوں گا" اس نے اپنے آنسو صاف کیے تھے

"دنیا میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے جذباتی لوگ ہوتے ہیں" پھر خاموش ہوئیں "ہم نامکمل ہیں التمش، میرا شوہر بھی مجھے چھوڑ گیا۔۔تمھارے پاس باپ نہیں ہے، کسی کی ماں نہیں ہو گی، کوئی دولت کے پیچھے ہو گا اور کسی کو شہرت چاہیئے ہو گی۔۔ہم سب نامکمل لوگ ہیں اور جتنی چاہے جان لگا دیں نامکمل ہی رہیں گے۔تمھیں گلٹ ہے کہ تم نے اپنی فیملی کے لیے کچھ کیوں نہیں کیا؟ تمھیں غصہ ہے کہ اس وقت حالات تمھارے قابو میں نہیں تھے، اپنے سامنے اس چھوٹے التمش کو بٹھاؤ اور اس سے پوچھو کہ کیا اس وقت تم وہ کر سکتے تھے جو اب کر رہے ہو؟ اس لڑکے سے پوچھو کہ کیا وہ اس طرح کما سکتا تھا جس طرح تم اب کما رہے ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا

"تم خود کو معاف کر دو۔۔ تم نے خود کو معاف نہیں کیا، تم اپنے آپ کو کچھ نہ کرنے کی سزا دے رہے ہو۔۔اس وقت تم نا سمجھ تھے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔ مگر اب کر سکتے ہو تو غصہ اور گلٹ لیے بیٹھے ہو۔۔ تمھارا گلٹ غلط ہے، تم اپنے ہاتھ میں وقت اور حالات نہیں لے سکتے۔۔اگر تم اسی طرح رہے تو لوگ تمھارا غلط فائدہ اٹھائیں گے۔۔ تم جو اس وقت نہیں کر سکے تھے اسے اچھے طریقے سے اب کر لو۔۔ تم اپنے باپ کو مار کر قاتل بن جاؤ گے مگر قتل کے بعد کا گلٹ؟ کوئی فائدہ نہیں ہو گا"

"میں کیا کروں؟" وہ بے بسی سے بولا تھا

وہ مسکرائیں "تم کہتے ہو تم سے غصہ کنٹرول نہیں ہوتا۔۔ ٹھیک ہے تم غصے کو استعمال کر لو" انھوں نے شانے اچکائے

"کیسے؟" وہ حیران ہوا تھا۔ آج سے پہلے سب اسے کہتے تھے کہ غصے کو کنٹرول کرو، غصے کو استعمال بھی کرتے ہیں۔

"تمھارا دشمن چاہتا ہے کہ تمھارا کام خراب کرے اور تم چاہتے ہو کہ اس کی گردن توڑ دو۔۔اب اگر تمھیں غصہ آ گیا تو مطلب اس کا مشن مکمل، تم گلٹ میں رہو گے لیکن نہیں، تم اسے غصہ دلاؤ گے، تم اسے فرسٹیٹ کرو گے اور اب غصہ وہ کرے گا۔۔ تم دیکھنا ایسا کرنے سے بہت مزہ آتا ہے"

"مگر یہ کیسے ہو گا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"فلٹر سے۔۔تم اپنے مائنڈ میں ایک فلٹر لگالو۔۔سب باتیں تم نے نہیں سننی،جو باتیں تمھارے کام کی ہیں وہ سنو باقی اس کے منہ پر پھینک دو۔۔جو تمھیں ٹریگر کر رہا ہے اسے تم دوسرے پر پلٹ دو"

"اس کے لیے کیا کروں؟"

"پہلے اچھا کھانا آڈر کرو،دشمن کو سامنے بٹھاؤ اور اس کی سنو مگر تم سن تھوڑی رہے ہو تم تو سکین کر رہے ہو،تم تو فلٹر کر رہے ہو۔۔جس بات کا جواب دینے کو دل ہو وہ جواب دو باقی جانے دو۔۔ہم نے دوسروں کے جواب دینے کا ٹھیکا نہیں اٹھایا ہوا"

وہ مسکرایا"یہ مشکل ہے"

"آسان کچھ نہیں ہوتا"جواب جھٹ سے آیا تھا۔

"دیکھو سب کچھ تو تمھارے دماغ نے کرنا ہے،اچھا کھانا کھاؤ گے تو خوش ہو گے،موڈ اچھا ہو گا، ڈوپامین ملے گی،پھر تم سامنے والے کی منفی انرجی کو بھی فلٹر کر رہے ہو،یہ بھی دماغ کا کام ہے۔۔ سارے کام تو دماغ کر رہا تم کیوں تھک ہو؟"

وہ خاموش ہو گیا۔

"غصہ تمھیں قید کرتا ہے،گلٹ تمھارا قید خانہ ہے۔۔تمھیں غصے سے نہیں گلٹ سے بچنا ہے اور اس کے لیے تم غصہ نہیں کرو گے۔۔لیکن کہہ دینے سے کچھ نہیں ہوتا التمش"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر سانس خارج کی۔ وہ اٹھیں اور دو شیشے کے بنے جار زلے آئیں، وہی جار جو وہ کل دیکھ رہا تھا۔ ایک جار آدھا بھرا ہوا تھا۔ اس میں بہت سی چھوٹی سفید اور رنگ برنگی پرچیاں تھیں اور دوسرا جار آدھے سے ذرا کم بھرا تھا۔۔ انھوں نے دونوں جار اس کے سامنے رکھے اور پہلے جار پر ہاتھ رکھا "یہ میں تھی" اور دوسرے پر ہاتھ رکھا "یہ میں ہوں"

وہ مسکرائیں، پہلے جار پر ہاتھ رکھا "ایل، اس میں میری خامیاں ہیں۔ اس میں میری بری عادات ہیں، میرے ٹراماز اور میری ناکامیاں" پھر دوسرے جار پر ہاتھ رکھا "پیارے ایل، اس میں میری خوبیاں ہیں۔ میری وہ شخصیت جو تم دیکھ رہے ہو، میری اچھائیاں"

پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں "میں نے دو جار لیے اور پہلے دن میری خامیوں والا میرا جار بھرا پڑا تھا اور میری خوبیوں والا جار خالی تھا۔ یہ آج سے سولہ سال پہلے کی بات ہے۔ مجھ میں جو برائی مجھے نظر آتی تھی، جو چیز مجھے تنگ کرتی تھی میں لکھ کر اسے اپنے برائی والے جار میں ڈال دیتی تھی۔ پھر اپنی مرضی سے اپنے جار سے ایک پرچی نکالتی تھی اور اس پر چالیس دن کام کرتی تھی، اسے چالیس دن کوشش کر کے اپنے اندر سے ختم کرنے کی کوشش کرتی تھی، اونہوں ریپلیس کرنے کی"

"کیسے؟"

"دیکھو ایل کوئی بھی چیز زیادہ دیر تک خالی نہیں رہتی، یا تو خیر یا تو شر، تمھارے دل میں یا تو مال کی محبت ہو گی یا کوئی اور، ایک چیز خالی ہو گی تو دوسری چیز اس کی جگہ لے لے گی مگر ضروری نہیں کہ وہ

جگہ لینے والی چیز اچھی ہی ہو۔۔زہر کو ختم کرنا ہو تو پہلے زہر کا تریاق تیار کرتے ہیں۔تم اپنی برائی کو ختم نہیں کروگے تم اسے رپلیس کروگے، تم شر کو خیر سے تبدیل کردو۔۔تم غصے کو ختم نہیں کروگے تم بس پر سکون رہنا سیکھوگے، تم سنجیدگی ختم نہیں کروگے بس خوش رہنے کی کوشش کروگے "پھر خاموشی

"مجھ میں جب ایک برائی ختم ہوتی ہے تو میں ایک پرچی پھاڑ دیتی ہوں اور برائی کے جاتے ہی ایک اچھائی آجاتی ہے اور میں اس اچھائی کو لکھ کر اس خالی جار میں رکھتی جاتی ہوں۔۔مگر چالیس دن میں ایک نیکی ایک بدی۔۔میں بری عادت کو اچھی عادت سے دی پلیس کرتی ہوں"

"چالیس دن کیوں؟"

"کیونکہ چالیس دن کافی ہوتے ہیں ایک عادت کو پختہ بنانے میں۔چالیس دن کے بعد تم خود کو خود دیکھوگے کہ تم میں سے بری عادت جانے لگی ہے اور اس کی جگہ ایک اچھی عادت رپلیس ہو رہی ہے۔غصے کو رپلیس کرنے کے لیے تمھیں پر سکون رہنے کی پریکٹس کرنی ہوگی، غصے کو رپلیس کرنے کے لیے تمھیں مسکرانے کی پریکٹس کرنی ہوگی۔۔قید خانے کو توڑنے کے لیے تمھیں آزادی تصور کرنے کی پریکٹس کرنی ہوں۔۔چالیس دن کی پریکٹس "پھر سانس خارج کی

"اشفاق احمد نے کہا تھا

Practice makes a man perfect”

وہ جھٹ سے بولا" قائدِ اعظم نے کہا تھا"

وہ ہنس دیں" مطلب تم ایکٹیو ہو"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تو اب تم بیٹھ کر سوچو گے کہ تم کیا ختم کرنا چاہتے ہو، تم خود کو کیسا تصور کرتے ہو اور تم خود کو کیسے اچھے لگتے ہو"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔ وہ اٹھیں اور اندر سے کھانے کا پیالہ لے آئیں۔

"کھانا اچھا کھایا کرو"

وہ مسکرایا" میں مسز سنوٹ نہیں ہوں جو اتنا اچھا کھانا بناؤں"

وہ ہنس دیں" ایل کو میں سکھا سکتی ہوں"

وہ مسکرایا اور وہاں سے چلا گیا۔ وہ اسے جاتا دیکھتی رہیں، وہ جانتی تھیں وہ دوبارہ ضرور آئے گا اور وہ آیا تھا مگر کب؟

ایک ہفتہ بعد:

رات کے ساڑھے آٹھ کا وقت تھا۔ لندن کی رونق بحال تھی۔ مسز سنوٹ کا ریسٹورنٹ روشن تھا، ہیری وہاں کھانا سرو کر کے کچن میں گیا تو مسز سنوٹ پیالے میں سوپ ڈالتیں اس سے مخاطب ہوئیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایل کہاں ہے؟"انھوں نے ایپرن پہنا تھا، بال جوڑے میں بند تھے اور وہ ہیری کے ساتھ کھڑیں ہیری کو دیکھ رہی تھیں

"اس نے کچھ دن پہلے ایک چیس کمپیٹیشن میں پارٹ لیا تھا، اگر جیت جائے گا تو پیسے ملیں گے، ابھی وہیں ہے"اس نے دو کافی کپ ٹرے میں رکھے اور باہر آ گیا۔ جلدر یسٹورنٹ بند ہونے والا تھا اور ہیری کافی تھک چکا تھا۔

کچن میں کھڑی مسز سنوٹ بھی تھکاوٹ کا شکار تھیں مگر ان کی عادت تھی۔ ہیری ان کے بائیں طرف کھڑا چھوٹے پیالے میں سوپ ڈلوا رہا تھا جب اسے کچن سے اندر آتی عین دکھائی دی۔ وہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی، تنفس پھولا ہوا اور رنگت سرخ۔ اس نے ہیری کی کہنی پکڑی اور اسے ایک کونے میں لے گئی۔ پھر دبے دبے لہجے میں بولی

"ایل کہاں ہے؟"

"کلب میں ہے۔۔آج کمپیٹیشن تھا تم بھول گئی؟"اس نے یاد کرانے کی کوشش کی

لڑکی نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا، پھر تھوک نگلا"اسے پولیس لے گئی ہے ہیری"

اس نے ہیری کے سر پر بم پھوڑا تھا، اسے یقین آتے آتے بھی پانچ منٹ لگے مگر ابھی بھی اسے اپنے کانوں اور اس کے الفاظ پر یقین نہیں آیا۔

"کیوں؟"وہ بھی فکر مند ہو گیا

"اس کا جھگڑا ہوا تھا، اس نے پیٹر کو بہت مارا ہے۔ وہ ہاسپٹل میں ہے"

لڑکی کی آنکھیں گلابی پڑیں۔ گلٹی ڈوب کر ابھری، ہیری کے تاثرات بھی کچھ الگ نہیں تھے

"مگر کیوں؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"مجھے نہیں پتہ" اس کی آواز گلے میں ہی دب گئی تھی "وہ جیل میں ہے ہیری، وہ کیسا ہو گا۔۔ وہ چھے بجے سے جیل میں ہے" لڑکے نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، وہاں سرخ لکیریں ابھری تھیں

اس نے سانس خارج کی "ہم چلتے ہیں"

وہ مسز سنوٹ کی طرف بڑھا "مسز سنوٹ۔۔ ہمیں ایک ایمرجنسی ہے، کیا آپ ہمیں تھوڑی فیور دیں گی؟" وہ بہت تحمل سے پوچھ رہا تھا

انھوں نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا۔ دونوں ایک ساتھ باہر بڑھے تھے

وہ جس جگہ تھے وہاں اندھیرا تھا، روشنی بہت کم تھی۔ بہت منتوں کے بعد انھیں صرف پندرہ منٹ ملے تھے۔ وہ سلاخوں کے پاس پہنچے تو اندر اندھیرا تھا۔ وہاں ایک لڑکا ایک کونے میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا، اس کے گھٹنے سینے سے لگے تھے، بازوؤں پر سر جھکائے وہ خاموش سا تھا۔

"ایل۔۔" لڑکی نے اسے پکارا اور اس نے سر اٹھایا۔ پھر انھیں دیکھا اور ان کی طرف بڑھا

اس نے دونوں ہاتھوں میں سیاہ سلاخیں کے لیں۔۔

"ہیری۔۔"اس کی آنکھوں میں آنسو تھے،ماتھے سے خون بہہ رہا تھا"یہاں بہت اندھیرا ہے"وہ بولا تو بس اتنا ہی

ہیتی نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا"ہم تمھیں یہاں سے نکلوالیں گے"لڑکی نے اس سے کہا تھا وہ خاموش رہا۔وہ دونوں خود سٹوڈنٹ تھے،وہ کیا ہی کر سکتے تھے

"ایل۔۔"ہیری بولا اور سر سلاخوں سے لگالیا

اس نے اپنا سر اسی سلاخ سے لگایا جہاں ہیری کا سر تھا"مجھے یہاں ٹھنڈ لگ رہی ہے،میں یہاں ڈر رہا ہوں ہیری۔۔تم دونوں کیوں آئے؟"وہ رو رہا تھا،ایک بچوں کی طرح رو رہا تھا

"ہمیں آنا تھا،ہم تمھیں نکلوالیں گے"اس نے اسے تسلی دی تھی مگر کیا تسلی کام آسکتی تھی

ایک خاموشی تھی،سناٹا،خوف اور عجیب سی ویرانی۔

پندرہ منٹ پورے ہوئے اور وہ وہاں سے جانے والا تھا۔

"میں مسز سنوٹ سے بات کرتی ہوں"عین نے جاتے وقت اسے کہا تھا،وہ آنکھوں میں اندھیرا اور خوف لیے انھیں جاتے دیکھتا رہا۔وہ آنکھوں سے اوجھل ہوئے اور وہ پچھلی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

دو منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے جیل کا دروازہ کھولا تھا،اسے باہر آنے کو کہا جارہا تھا۔وہ اٹھا اور حیرانی سے باہر کی طرف بڑھا۔کیا اسے مارنے کے لیے لے جایا جارہا تھا؟کیا اسے دوسرے قید خانے

میں ڈالا جانا تھا؟ وہ چپ چاپ اس پولیس آفیسر کے پیچھے چلتا آیا یہاں تک کہ روشنی اس کی آنکھوں سے ٹکرائی۔

سامنے ایک لڑکی اور لڑکا اسے گھور رہے تھے، لڑکا آگے بڑھا اور اسے گلے لگا لیا۔۔آفیسر کے سامنے کرسی پر ایک شخص بیٹھا تھا، اس کے بال سرمئی تھی اور آنکھیں سیاہ۔وہ ایل کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔وہ اس کی طرف بڑھا

"تھینک یو!"

اس کے ساتھ اس کی بیٹی کھڑی تھی۔وہ بولا تو اس کی آواز بھاری مردانہ تھی "احسان پورا ہوا" اور شانے اچکائے

"کیا ہم ایک کافی ساتھ بیٹھ کر پی سکتے ہیں؟" وہ شخص التمش سے پوچھ رہا تھا۔

اس نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

وہ ہیری کی طرف بڑھا اور اسے اور عین کو جانے کا کہا، وہ کچھ ہی دیر میں واپس لوٹ جائے گا۔

تین گھنٹے پہلے:

یہ ایک کلب کا منظر تھا جہاں چھوٹی میزوں کے ساتھ کرسیاں پڑی تھیں۔یہاں کچھ ہی دیر میں کھیل شروع ہونے والا تھا" چیس کا مقابلہ "۔۔نوجوان ابھی سے آنا شروع ہو گئے تھے۔اس سے کچھ فاصلے پر کچھ لڑکے بڑی سی سبز میز کے گرد کھڑے سنوکر کھیل رہے تھے، کچھ جوا کھیل کر پیسہ اڑا

رہے تھے۔دفعتاً وہاں ایک لڑکا داخل ہوا اور آتے ہی اپنے نمبر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔اس کے طرح اور بھی نوجوان اپنی کرسیوں پر بیٹھے کھیل شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔اس نے سیاہ جیکٹ اوڑھ رکھی تھی جس کے نیچے سیاہ گول گلے والی شرٹ اور سیاہ جینز تھی۔۔وہ خاموش مگر سنجیدہ سا تھا۔ کلائی میں گھڑی تھی اور وہ کھیل شروع ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔۔کچھ پل بیتے اور اسی کلب میں اور بھی کئی لڑکے آئے تھے،انہی لڑکوں میں سنہرے بالوں والا پیٹر اور ساتھ ولیم بھی تھا۔پیٹر مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور دونوں ہاتھ ایل کے دائیں بائیں کندھوں پر رکھے۔پھر جھکا

"تمھارے چیلے نہیں آئے؟"

وہ خاموش رہا۔کندھے ہلا کر اس کے ہاتھ جھٹکنے چاہے مگر ناکام رہا۔

"کیا لگتا ہے تم جیت جاؤ گے؟"اگلا سوال مگر وہ پھر بھی خاموش رہا۔اب کی بار اس نے ذرا سی کہنی پیچھے جھٹک کر اس کے ہاتھ پیچھے کیے۔

"ارے یار۔۔"پیچھے سے ولیم آیا تھا اور ایل کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔پھر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ چیس بورڈ تیار تھا،اس پر مہرے سجے تھے

"سنا ہے تم خود کماتے ہو۔کتنا کماتے ہو؟"اس نے ایک مہرا پکڑا اور اس کے سامنے رکھا۔

وہ خاموش رہا،مگر وہ ایک ٹانگ مسلسل ہلا رہا تھا

"مجھے تو میرے ڈیڈ فیڈ کرتے ہیں۔ہماری عمر کے لڑکے جوانی انجوائے کرتے ہیں، تمھارے ڈیڈ کیا کرتے ہیں؟"اس نے دوسرا مہرہ اس کے سامنے رکھا تھا

التمش کی نظریں جھکی تھیں،دل دھڑکنے لگا تھا مگر وہ خود کو کنٹرول کر رہا تھا

"اس کے ڈیڈ غصہ کرتے ہیں"پیٹر بولتے ہی ہنسا تھا۔ولیم بھی ہنس دیا

التمش نے سر اٹھا کر اسے دیکھا،وہ دونوں اسے دیکھ کر ہنس رہے تھے۔وہ اٹھا اور باہر جانے لگا تھا مگر پیٹر آگے آگیا"دس منٹ رک جاؤ۔۔کھیل کر جانا"اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا تھا۔اس نے اس کا ہاتھ جھٹکا اور آگے بڑھا،وہ باہر کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ولیم کی آواز آئی

"اسے جانے دو۔۔اسے جاب کرنی ہے۔۔اس کے ڈیڈ اس کے ایکسپینس افورڈ نہیں کرتے"اور ہنس دیا۔

وہ جو آگے بڑھ رہا تھا رک گیا،اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں اور دانت پیستے اس نے انھیں دیکھا تھا

"اپنی زبان سنبھالو ولیم"

مگر پیٹر آگے آگیا"نہیں تو۔۔ہاں"اس نے اسے پیچھے دھکا دیا تھا۔وہ پیچھے کو لڑھکا اور گرتے گرتے بچا۔

پھر اٹھا اور پوری قوت سے ایک زوردار قسم کا مکا اس کے جبڑے پر رسید کیا۔اس کا گال پھٹ گیا اور وہاں سے خون بہنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ولیم نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا اور چیس بورڈ ایل کی طرف اچھالا، وہ کافی بھاری تھا، اس کے ماتھے پر لگا اور خون بہنے لگا۔ وہ درد سے کراہا، پھر ولیم کو دیکھا، وہاں لڑکوں کا ہجوم لگ گیا تھا۔ چیس مقابلہ ایک جنگ کا میدان بن گیا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور ولیم کو دیوار سے لگایا، پھر ایک زوردار قسم کا مکا اس کے منہ پر رسید کیا مگر اسے اپنی کمر پر شدید درد محسوس ہوا جب پیٹر نے لکڑی کا ڈنڈا اس کی کمر میں مارا۔ پہلے سر درد اب کمر درد، اس نے پیچھے دیکھا، پیٹر پھٹے ہوئے گال سے پیچھے ہٹا، التمش کی سیاہ آنکھوں میں دہشت تھی، اسے خوف محسوس ہوا۔

منظر بدل گئے۔ اس کے سامنے ایک مرد کھڑا تھا جو ایک عورت پر چلا رہا تھا، ایک بچی ایک طرف رو رہی تھی اور وہ بے بس کھڑا تھا۔ اس نے پاس پڑی کرسی پکڑی اور پوری قوت سے پیٹر کے سر پر دے ماری، وہ نیچے گرا اور پھر نہیں اٹھا۔ لڑکے اس پر جھکے تھے، التمش پیچھے ہٹا اور ارد گرد دیکھا۔ وہاں شدید قسم کا جھگڑا ہوا تھا۔ باہر پولیس موبائل کا سائرن سنائی دے رہا تھا، سامنے سے مرد غائب تھا۔ ایک عورت بیٹھی رو رہی تھی، وہ خود جھنجھلایا ہوا تھا، منظر گڈمڈ ہو رہے تھے۔ مرد چلا رہا تھا، بچی رو رہی تھی، وہ رو رہا تھا، وہ لڑ رہا تھا، پولیس آفیسر اسے پکار رہا تھا۔ پھر اسے ہتھکڑی لگا رہا تھا، پیٹر فرش پر پڑا تھا۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا، اس کو لے جایا جا رہا تھا اور وہ خوفزدہ تھا۔ دور بیٹھی ایک لڑکی سارا کچھ دیکھ رہی تھی۔

موجودہ وقت:

یہ ایک کیفے کا منظر تھا جہاں ایک شخص ایک لڑکے کے سامنے بیٹھا تھا۔دونوں کے سامنے ان کے کافی کپ تھے جن سے بھاپ اڑ رہی تھی۔لڑکا خاموش سا تھا،ماتھے پر چوٹ کا نشان تھا جہاں خون جم چکا تھا۔اس شخص نے کافی کا گھونٹ بھرا اور گلا کھنکھارا

"ایک طرف میری جان بچاتے ہو،دوسری طرف کسی کی جان لیتے ہو۔۔تم مسیحا ہو کہ عزرائیل؟"

وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہے تھے۔وہ ساٹھ ستر برس کے ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص تھے جن کے چہرے پر ہلکی شیو تھی۔

اس نے سانس خارج کی "میں کچھ نہیں ہوں"

"کچھ تو ہو" انھوں نے کافی کا گھونٹ بھرا

وہ خاموش رہا۔اس کا خاموش رہنے کا دل تھا،بالکل چپ اور مطمئن۔

"کہاں سے ہو؟" وہ اسے دیکھ رہے تھے مگر وہ خاموش رہا

جواب دینے کا موڈ نہیں تھا اور وہ ٹھہرا موڈ سے چلنے والا۔

دونوں کے درمیان خاموشی حائل ہوئی۔

"لگتا ہے تم خفا ہو" انھوں نے جیب سے اپنا والٹ نکالا۔پیسے میز پر رکھے،پھر ایک پتلی لمبی سی چٹ نکالی جو کہ خالی تھی،جیب سے بال پوائنٹ نکال کر اس پر قلم رگڑا اور وہاں سے اٹھ گئے۔چٹ اس کے سامنے کی اور چل دیے۔اس نے کافی کا گھونٹ بھرا اور اس پر لکھی آنگریزی تحریر پڑھی

"The more you resist the more you'll hurt

Just go with the flow"

اس نے تحریر پڑھی اور اس چٹ کو دیکھے گیا۔وہ شخص سامنے بیٹھے لڑکے کو پڑھ کر گیا تھا،اس نے کافی کا آخری گھونٹ بھرا اور اٹھ گیا۔اسے کہاں جانا تھا یہ نہیں پتہ تھا مگر کہیں نہ کہیں تو جانا تھا۔۔

وہ کیفے سے باہر نکلا،آج پتہ نہیں سردی تھی یا نہیں مگر اسے سردی لگ رہی تھی۔اس نے ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں اڑس لیے۔وہ آگے چلتا جا رہا تھا چلتا جا رہا تھا،نہیں معلوم کہاں جا رہا تھا مگر وہ جا رہا تھا۔۔اس کی آنکھیں گلابی تھیں اور وہ بار بار نم سانس اندر کھینچ رہا تھا۔۔پھر ہمت ٹوٹی تو وہیں رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ کر جھک گیا اور منہ کھول کر ہوا اندر کھینچی۔سانس بحال کیا مگر دل بھر گیا تھا، اور جب دل بھر جائے تو آنسو دوا کا کام کرتے ہیں۔وہ وہیں پاس فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا۔سڑک سے دائیں طرف مڑ کر وہ ایک گلی میں تھا۔ہر سو سناٹا تھا،خاموشی اور سکون۔وہ سر جھکائے بچوں کی طرح رو رہا تھا،وہ آنسو جو اس نے کبھی نہیں بہائے تھے،وہ آنسو جو اس کی کہانی کہتے تھے،وہ آنسو جو اس کا غصہ بن گئے تھے اور وہ آنسو جو وہ انا میں نہیں بہاتا تھا۔آج اگر وہ شخص نہ آتا تو وہ اسی اندھیرے میں بیٹھا ہوتا،اس پر ایف آئی آر درج ہوتی اور اس کا فیوچر خراب ہوتا،اس کے خواب اور اس کی ماں کا بھرم سب مٹی ہو جاتا،اگر وہ پیٹر کو مار دیتا تو قتل ہوتا اور ضمیر کا بوجھ گلٹ بن کر اسے قید کر دیتا۔کہا تھا نا جذباتی انسان سب سے زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں۔اس نے گردن اٹھا کر آسمان دیکھا،ننھے ننھے

تارے نظر آرہے تھے،اس نے سانس خارج کی مگر دل ہلکا نہیں ہوا۔وہ آنکھیں زور سے میچ کر گلا پھاڑ کر چلایا۔ایک بار دو بار اور پھر تیسری بار،آنسو آنکھ سے نکلتے کنپٹی پر بہتے کانوں کی طرف سفر کر رہے تھے۔وہ ایک بار پھر چلایا،دل کا بوجھ ہلکا ہوا تھا۔ایک آخری بار چلانے کے بعد وہ اب خاموش تھا۔اندر کا شور نکل گیا تھا اور اب وہ خاموش تھا۔تنفس بڑھا ہوا تھا مگر اب سکون تھا۔اس شخص کی چٹ ابھی بھی اس کی جیب میں تھی،وہ بہت کچھ کہہ گئی تھی،وہ بہت کچھ کہہ رہی تھی،وہ بہت کچھ سکھا رہی تھی۔اس نے سانس بحال کی اور اب وہ نارمل سا تھا جیسے سب ٹھیک ہو جائے گا۔

اس کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا اور اس نے فون نکال کر سکرین روشن کی۔اسے بہت سے میسجز آئے تھے بہت سے میسجز آرہے تھے۔اس نے سامنے نظر آنے والے کانٹیکٹ پر انگلی رکھی،چیٹ کھل گئی۔اس کے بڑے بھائی نے بہت سی تصاویر بھیجی تھیں۔اس کا باپ اپنی فیملی کے ساتھ خوش تھا،اپنے بیٹوں کے ساتھ مسکراتا ہوا۔اس نے تصاویر دیکھیں مگر ردعمل شدید نہیں تھا۔اس نے فون کی سکرین آف کر کے فون ایک طرف رکھ دیا اور دھیرے دھیرے سانس لینے لگا۔

"کوئی بھی التمش نہیں ہو سکتا،کسی نے التمش کی زندگی نہیں گزاری۔کوئی نہیں جانتا التمش کیسا محسوس کرتا ہے اور کوئی نہیں جانتا التمش نے کیا سیکھا ہے"

اس کا فون بجنے لگا تھا۔اس نے بے زاری سے فون کی سکرین دیکھی مگر تنی بھنویں ڈھیلی پڑ گئیں جب اس نے فون کرنے والے کا نام دیکھا،سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا

"التمش۔۔بیٹے، کیسے ہو میرے بچے؟"کسی خاتون کی آواز ابھر رہی تھی

اس نے سانس خارج کی آنسو تو خیر اب بہہ چکے تھے "ٹھیک ہوں اماں۔۔آپ کیسی ہیں؟ کہاں تھیں اتنے دنوں سے؟"وہ اپنے پاؤں سے زمین پر پڑے چھوٹے پتھر رگڑ رہا تھا۔

"میری جان۔۔تمھاری آواز کو کیا ہوا؟ تم ٹھیک ہو التمش؟"وہ ماں تھی، وہ سب جان لیتی تھی، بڑھے تنفس اور کانپتی آواز وہ سب پہچانتی تھی

"جی اماں۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔بس ذرا سی ٹھنڈ لگ گئی ہے"پھر سانس خارج کی "آپ کہاں تھیں؟"

"بیٹے بس کچھ قانونی کام تھے انہی میں پھنسی رہی۔۔سوری تمھیں کال نہیں کر سکی"

وہ دھیما سا مسکرایا"اماں۔۔گھر میں سب کیسے ہیں؟"

"ٹھیک ہیں بیٹے، یہاں سب ٹھیک ہے"

اس نے سر ہلا دیا۔ایک دو باتیں اور کر کے اس نے کال کاٹ دی۔

پھر گیلری میں واپس آیا اور اپنی تصاویر دیکھیں۔اپنے چھوٹے سے باغیچے میں اپنی ماں کے ساتھ، اپنی چھوٹی سی فیملی کے ساتھ۔وہ شروع سے ایسا نہیں تھا، وہ آخر میں بھی ایسا نہیں رہے گا۔وقت بدلنے والا تھا۔

دو دن پہلے:

یونیورسٹی سے باہر نکلنے کے بعد وہ سیدھا فارمیسی گیا تھا۔ مسز سنوٹ کی کچھ دوائیاں تھیں جو انھوں نے اسے لانے کو کہا تھا۔ میڈیسن لینے کے بعد وہ سٹاپ پر کھڑا تھا، اسے سیدھا ریسٹورنٹ جانا تھا۔ آج کسٹمرز کو سرو کرنے کی باری اس کی تھی اور سٹیفن کو سنبھالنے کی باری ہیری کی تھی۔ ان دونوں کے درمیان یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ایک دن وہ سٹیفن کو سنبھالے گا اور ایک دن ہیری۔ اسی طرح ایک دن ہیری نیچے کام کرے گا اور ایک دن ایل۔ سٹاپ پر کھڑا وہ بس کا انتظار کرتا رہا۔ دس منٹ میں بس آئی اور وہ خاموشی سے اندر سوار ہو گیا۔ اس کا بیگ اس کی گود میں تھا اور وہ کتاب نکال کر پڑھ رہا تھا۔ وہ پچھلے دنوں کی نسبت کافی خاموش تھا۔ کتاب پڑھتے اسے محسوس ہوا کہ اس کی بائیں جانب بیٹھا شخص سانس لینے میں دشواری محسوس کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جو کہ اپنے باپ کو پانی کی بوتل کھول کر دے رہی تھی۔ اس نے کتاب پر سے گردن اٹھائی اور اسے دیکھا، اس شخص کی رنگت سرخ پڑ رہی تھی۔ ماتھے پر پسینہ تھا اور وہ سینے پر ہاتھ مل رہا تھا، اس کی کنپٹی کی رگ واضح تھی اور اس نے درد کی شدت محسوس کرتے آنکھیں میچ لیں۔ اس کا دل دھڑکا، دماغ نے الارم بجایا تھا، اس نے جلدی سے کتاب بیگ میں ڈالی اور دوائیوں میں سے ایک گولی نکالی اور بیگ اپنی جگہ پر رکھ کر کھڑا ہوا۔ اس شخص پر جھکا

"سر۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟"

درد میں اضافہ ہوا اور ان سے بولا نہیں گیا۔ارد گرد کے مسافر اسے دیکھ رہے تھے،وہ انگریزی میں بات کر رہا تھا،اس نے ہاتھ بڑھا کر ان کی گردن کے بائیں جانب کان کے نیچے رکھا،وہ شخص ٹھنڈا پڑتا جا رہا تھا

"سر۔۔اپنا منہ کھولیں"

اس کی بیٹی پریشانی سے کبھی لڑکے کو دیکھ رہی تھی کبھی اپنے باپ کو۔اس شخص نے بمشکل سانس لیتے منہ کھولا اور اس نے گولی ان کی زبان تلے رکھ دی۔بس سٹاپ پر رکی۔اس نے اس شخص کو سہارا دیا اور باہر لے کر آیا۔پھر پاس پڑے بنچ پر بٹھایا۔وہ ابھی بھی مسلسل ہاتھ سینے پر مل رہے تھے، رنگت سرخ اور سانس لینے میں دشواری تھی۔وہ پیچھے سر پھینک کر بیٹھ گئے۔

"انھیں کیا ہوا ہے؟"روتی ہوئی لڑکی نے ایل سے پوچھا تھا۔

وہ کسی کو کال ملا رہا تھا،فون کان سے لگایا اور دوسری طرف اڈریس بتا کر جلد از جلد آنے کا کہا۔

لڑکی ابھی بھی اس لڑکے کو دیکھے جا رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی

"انھیں۔۔ہارٹ اٹیک ہو رہا ہے"

اس نے الفاظ ادا کیے اور لڑکی کے آنسوؤں میں تیزی آگئی۔

"ڈیڈی۔۔"وہ روتے ہوئے ان کے ساتھ جا بیٹھی۔

وہ لڑکی کے قریب گیا اور جھک کر اسے دیکھا "یہ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔میں نے انھیں میڈیسن دے دی ہے۔۔آپ رو کر پیشنٹ کو مزید پینک نہ کریں"

ابھی وہ لڑکی کو سمجھا رہا تھا کہ ایمبولنس آ گئی۔اس شخص کو سہارہ دیتے ایمبولنس میں لے جایا گیا، گاڑی کے دروازے بند ہوئے اور وہ انھیں جاتا دیکھتا رہا، وہ خود بھی ان کے ساتھ جانا چاہتا تھا مگر اسے اور بہت سے کام تھے۔وہ جانتا تھا کہ وہ شخص بچ جائے گا، سانس خارج کی اور سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا۔دو دن پہلے اس نے کسی کی جان بچائی تھی اور ٹھیک دو دن بعد اس "کسی" نے اس کی جان بچائی سو، احسان پورا ہوا!

موجودہ وقت:

اپنے پورشن میں آ کر اس نے کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ہیری اور عین باہر صوفے پر بیٹھے اسے خاموشی سے دیکھ رہے تھے، وہ سیدھا اندر آیا۔۔شیشے کے بڑے سے باؤل میں ٹھنڈا پانی لیا اور واش روم میں گھس گیا۔سنک پر کھڑے اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھا۔ماتھے پر چوٹ کا نشان تھا، آنکھیں گلابی اور ہونٹ ایک طرف سے پھٹا ہوا تھا۔اس نے سیاہ جیکٹ پہنی تھی، آنکھیں بند کر کے اس نے سانس خارج کی پھر دونوں ہاتھ اس باؤل کے کناروں پر رکھے اور اپنا منہ ٹھنڈے پانی میں ڈبو لیا۔یخ ٹھنڈا پانی اس کے زخم اور ہونٹ کو چھوا تھا۔ایک درد کا احساس، ٹھنڈک روح میں اتری جسم میں سرایت کر گئی۔اس نے منہ باہر نکالا، تنفس بڑھا ہوا تھا، دل کی دھڑکن تیز تھی۔اس نے دوبارہ

منہ اسی پانی میں ڈالا۔سانس رکا ہوا تھا،دل دھڑک رہا تھا۔بہت سے جھماکے ایک ساتھ ہوئے،وہ ایک طرف کھڑا تھا،ایک مرد چلا رہا تھا،بچی رو رہی تھی،صوفے پر بیٹھی عورت رو رہی تھی،وہ کمرے میں چیزیں پٹخ رہا تھا،اس نے پیٹر کا سر پھاڑا تھا،وہ غصے میں فلاور شاپ میں کھڑا تھا،اس نے شیشہ توڑا تھا۔۔اس نے جھٹ سے اپنا منہ باہر نکالا اور تیزی سے سانس لینے لگا۔وہ اس پانی میں دیکھ رہا تھا جہاں چند لمحے پہلے وہ منہ ڈالے جھکا ہوا تھا۔اس نے سانس بحال کی اور دوبارہ منہ اسی ٹھنڈے پانی میں ڈالا۔اب کی بار پھر سے جھماکے ہوئے،وہ ایک باغ میں تھا،وہ مسکرا رہا تھا،ایک بچی اس کے ساتھ تھی،ایک عورت اسے دیکھ رہی تھی،وہ کاٹن کینڈی کھا رہا تھا،وہ خوش تھا،وہ ہنس رہ تھا،اس کے ہاتھ میں ٹرافی تھی،اس کے سینے پر ایک ستارا تھا،وہ پھول چن رہا تھا،وہ گر کر اٹھا تھا اور اس نے ایک جھٹکے سے اپنا منہ باہر نکال لیا۔ٹھنڈک کا احساس اندر گھل گیا تھا،اس نے سانس بحال کی اور پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر آئینے میں خود کو دیکھا۔۔گیلے بال ماتھے سے چپکے تھے،اس کی آنکھوں کا گلابی پن کم ہوا تھا۔اس نے ایک سانس خارج کی اور تولیہ اتارا،پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ہیری اور عین سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"ایل۔۔"

ہیری اٹھا،اس نے تولیہ صوفے پر پھینکا ہیری کو نظر انداز کیا"میں مسز سنوٹ سے کھانا لاتا ہوں" اور وہ باہر چلا گیا۔دونوں اسے دیکھ رہے تھے۔

ایک دن بعد:

مسز سنوٹ ریسٹورنٹ بند کر کے اپنے پورشن میں آئیں، دروازہ کھولا اور بائیں جانب دیکھ کر حیران ہوئیں، پھر مسکرا دیں۔ پیچھے ہی عین بھی تھی جس کی تاثرات بھی مسز سنوٹ سے مختلف نہ تھے۔ وہ کچن میں ان کے ساتھ کھڑی تھی، پھر سرگوشی کی

"یہ کوئی خواب ہے کیا؟"

وہ ہنس دیں "لگ تو رہا ہے"

وہ کھانا اسے باؤل میں نکال کر دے رہی تھیں۔ اس نے جینز کی جیب سے فون نکالا "میں ایک پکچر بنا لوں" اور پھر دبے قدموں چلتی باہر آئی۔

وہاں صوفے پر نیم دراز سا التمش پڑا سو رہا تھا، اس نے اپنے ساتھ سٹیفن کو لگایا ہوا تھا جو کہ اس کے سینے پر سر رکھے سو رہا تھا، اس نے اپنے بازو سٹیفن کے گرد حمائل کیے تھے اور دونوں بڑے مزے سے دنیا و مافیہا سے بے گانہ سو رہے تھے۔ یہ کسی معجزے سے کم نہ تھا، وہ جو کچھ دن پہلے چلا رہا تھا اب بچے کو سینے سے لگائے سو رہا تھا۔ عین نے کھانا لیا اور اپنے پورشن میں چلی گئی۔ مسز سنوٹ نے کھانا کھایا اور اب کرسی پر بیٹھیں کتاب پڑھ رہی تھیں، جب بچہ اٹھ گیا اور اس کے اٹھنے سے التمش بھی اٹھ گیا۔ اس نے سامنے دیکھا جہاں مسز سنوٹ بیٹھی تھیں۔ وہ سیدھا ہوا۔ وہ کتاب میز پر رکھ کر اس کی جانب بڑھیں اور اپنے بچے کو اٹھا لیا

"سوری۔۔آنکھ لگ گئی تھی"

وہ مسکرادیں"کوئی بات نہیں۔۔آنکھ تمھاری لگی تھی اور سکون ہر طرف تھا"

وہ مسکرادیا، پھر کھڑا ہوا اور ہاتھ رکھ کر جمائی روکی

"کھانا کھاؤ گے؟"وہ کچن کی طرف بڑھتیں اس سے پوچھ رہی تھیں۔اس نے سر اثبات میں ہلایا

"کیا آپ مجھے سن سکتی ہیں؟"جیسے وہ ان کا انتظار کر رہا تھا

وہ مسکرادیں اور سر اثبات میں ہلایا۔

وہ پلیٹ میں اس کے لیے کھانا لے آئیں۔دونوں گھڑی کے تین اور بارہ کی سوئیوں کی طرح بیٹھے تھے۔وہ کھانا کھا رہا تھا اور وہ سٹیفن کو کھانا کھلا رہی تھیں

"ابھی ایک دن پہلے میرا ایک شدید قسم کا جھگڑا ہوا مسز سنوٹ۔۔میری کی گئی نیکی میرے کام آگئی اور اب میں آپ کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا ہوں"اس نے چمچ بھر کر سیلڈ کا منہ میں رکھا۔وہ واقعی کھانا بہت اچھا بناتی تھیں

"آپ کو پتہ ہے میں نے کیا سیکھا؟"

"کیا سیکھا؟"وہ متوجہ تھیں

"حالات برے ہوں یا اچھے۔۔یہ ہمیں کچھ نہ کچھ سکھاتے ہیں"اس نے سانس خارج کی"میں نے سیکھا کہ انسان کو بدلتے حالات کے ساتھ بدل جانا چاہیئے۔جو لوگ میری طرح بدلتے حالات کے

ساتھ نہیں بدلتے وہ بہت نقصان اٹھاتے ہیں۔حالات کے ساتھ جنگ نہیں کرنی چاہیئے،resist نہیں کرنا چاہیئے نہیں تو حالات آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔۔آپ نے حالات کے ساتھ خود کو بدل کر حالات کو بدلنا ہوتا ہے"

وہ مسکرایا۔پھر پانی کا گھونٹ بھرا"میں نے حساب لگایا ہے کہ ہماری جنریشن میں زیادہ تر لوگوں کو اس لیے غصہ آتا ہے کہ وہ حالات بدل نہیں سکتے۔ان کے حالات سے ٹکرانے سے حالات نہیں بدلتے پھر وہ بے بس ہوتے ہیں اور پھر فرسٹیٹ اور آخر میں وہ التمش بن کر اپنا غصہ سب پر اتارتے ہیں۔۔ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے،حالات اپنے وقت پر بدلتے ہیں اور بدلتے حالات چاہے جیسے بھی ہوں ہمیں کچھ نہ کچھ سکھا کر جاتے ہیں"

"تم تو بہت سمجھدار ہو"وہ ہنس دیں

"قید خانے انسان کو بدل دیتے ہیں۔مجھے بھی اس رات قید خانے نے بدل دیا"اس نے شانے اچکائے۔پھر توقف کیا

“I would hurt myself if I resist

I must go with the flow”

"میں انسان ہوں۔بہت جلد باز ہوں۔میں نے چالیس دن میں سے سات دن کام کیا اور سمجھنے لگ گیا کہ میں نے اپنی قید توڑ دی۔پانی کو گلاس میں قید کرتے جائیں کرتے جائیں تو جب اس پر پریشر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ڈالیں گے تو وہ گلاس توڑ کر باہر آجائے گا۔۔ بہتر یہ نہیں ہو گا کہ زیادہ پانی کے لیے برتن بڑا لے لیں۔ میں اپنے جذبات کو اندر دباتا رہا ہوں اور اب وہ نکل رہے ہیں۔ میں نے غصے کو اندر دبایا اور وہ پھٹ کر باہر نکلا اور نتیجہ یہ ہوا کہ پیٹر ہاسپٹل میں ہے۔۔

بالکل اسی طرح جیسے ہم میوزک کو تین دن نہیں سنتے مگر چوتھے دن سارا دن سنتے ہیں، تین دن ڈائٹ کر کے چوتھے دن حد ختم کر دیتے ہیں۔۔ شروع زیادہ سے نہیں تھوڑے سے مگر مستقل سے ہونا چاہیئے۔

روزانہ مگر تھوڑا تھوڑا کنٹرول اور ایک دن پورا کنٹرول۔ قید توڑنا آسان نہیں ہوتی، ہماری شخصیت بکھر کر نکھر رہی ہوتی ہے اور یہ تکلیف دن عمل ہوتا ہے۔

میں سوچتا ہوں کہ دوسرے میری خامیوں اور خوبیوں سے فایدہ اٹھاتے ہیں تو میں خود کیوں نہیں؟ لوگ ہمارا استعمال کرتے ہیں تو ہم خود کیوں نہیں" وہ کھانا کھاتے سر جھکائے نرمی سے اپنی بات کہتا جا رہا تھا اور مسز سنوٹ سنتی جا رہی تھیں۔ وہ مسکراتے ہوئے غور سے اس التمش کو دیکھ رہی تھیں جو بدلتے حالات کے ساتھ خود کو بدل رہا تھا

رابیل نے بٹن دبایا اور لیپ ٹاپ آف کر دیا۔ ساتھ لیٹا لیو سو چکا تھا، اس نے سانس خارج کی اور سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا۔ پھر لیپ ٹاپ ایک طرف کیا مگر آج اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ یہ کہانی بڑی عجیب تھی، کیا یہ کسی کی آپ بیتی ہے؟ کیا یہ کردار سچ مچ میں تھے یا ہیں؟ بہت سے سوالات اس

کے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔اس نے لحاف اوڑھا اور تکیے پر سر رکھے چھت گھورنے لگی مگر کیا چھت گھورنے سے نیند آجاتی ہے؟

لاہور رات گئے تک جاگتا ہے۔رات کو اس کی رونق قابل دید ہوتی ہے۔سڑکیں، عمارات، ریسٹورنٹس اور کیفے زاس شہر کی رونق میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔اگر تم پرانے لاہور یعنی اندرون لاہور میں نظر دوڑاؤ تو دہلی گیٹ کے اندر آباد بازار میں تمھیں ایک سٹال کے پاس ایک لڑکی نظر آئے گی جس کے ساتھ ایک مرد کھڑا تھا۔وہ سنگھار کی مختلف چیزیں پکڑ پکڑ کر دیکھ رہی تھی، کبھی لپ سٹک پکڑتی اور اسے لڑکے کی ہتھیلی کھول کر انگوٹھے کے پاس لگا کر دیکھتی، کبھی کوئی کیچر پکڑ لیتی اور کبھی چوڑیاں پکڑ اسے اپنی کلائی کے ساتھ لگاتی۔لڑکا خاموشی سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا

"یار! فاطمہ لے لو کچھ، میں تھک گیا ہوں" وہ جیسے اکتایا ہوا تھا

"لے تو رہی ہوں" اس نے ایک نئی لپ سٹک پر سے ڈھکن اتارا اور لڑکے کی ہتھیلی کھول کر اس پر ذرا سی لگائی۔وہ گلابی رنگ کی سرخی تھی

"کون سی والی زیادہ اچھی ہے؟" اس کے ہاتھ پر دو نشان بنے تھے، ایک سرخ دوسرا گلابی

"دونوں ہی اچھی ہیں" اس نے ایک نظر اپنی ہتھیلی کو دیکھا

"چلو میں دونوں لے لیتی ہوں" اس نے مسکرا کر دونوں لپ سٹکس ٹوکری میں ڈالیں اور ٹوکری سامنے لڑکے کی طرف بڑھا دی

"لگاتا تم نے کچھ بھی نہیں ہوتا اور خرچہ اتنا کرواتی ہو" اس نے جیب سے والٹ نکالا اور سامنے کھڑے لڑکے کو پیسے دینے لگا۔ وہ منہ بسور کر کھڑی ہو گئی

"دو جماعتیں اور پڑھ لیتی تو آج میں بھی نوکری کر رہی ہوتی۔ مرد ذات سے طعنے تو نہ سنتی" اس نے بازو سینے پر لپیٹ لیے

لڑکے نے سر ہلا کر سامنے پڑا شاپر اٹھایا جس میں اس کی چیزیں تھیں

"میں تمھیں کوئی بھی بات کہوں تمھیں وہ طعنہ لگتی ہے" دونوں ساتھ ساتھ چلتے آگے بڑھ رہے تھے۔ ارد گرد آتے جاتے لوگ تھے، ان سے ٹکر لگنے کا بھی خدشہ تھا

"ہاں تو اور کیا۔۔ بھلا اب میں لپ سٹک نہیں لگاؤں گی تو کیا تم لگاؤ گے؟" وہ تو جیسے غصے میں آ گئی تھی

"میں نے تو صرف ایک بات کہی تھی فاطمہ، تم اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟" وہ ہاتھ اٹھا کر اسے سمجھا رہا تھا مگر وہ عورت ہی کیا جو اپنے مرد کی بات پیار سے بنا کسی فساد کے سمجھ لے

"دو جماعتیں پڑھ لیتی تو آج تھوڑی خود مختار ہوتی" اسے پھر سے اپنی دو جماعتوں کا دکھ ستانے لگا

"پڑھ لیتی دو جماعتیں۔۔ یہاں سو جماعتیں پڑھ کر لوگ بے روزگار ہیں اور تمھیں دو جماعتیں پڑھ کر نوکری مل جانی تھی" وہ مسکرا دیا

"پڑھ رہی تھی دو جماعتیں۔۔ کمبخت تم سے محبت ہو گئی" اس نے منہ بسور کر اپنی چادر ٹھیک کی

Clubb of Quality Content

"تو؟محبت کر کے پڑھا نہیں جاتا کیا؟"دونوں ساتھ ساتھ بڑھتے جا رہے تھے۔دور سے ہی حویلی ریسٹورنٹ نظر آ گیا۔

"دماغ کام نہیں کرتا۔ہر طرف کمبخت محبوب ہی نظر آتا ہے"اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

وہ ہنس دیا"تب تو بڑا کہتی تھی تمھارے ساتھ روکھی سوکھی میں بھی رہ لوں گی،اب مجھے کوس رہی ہو"وہ جیسے اسے مزید تنگ کر رہا تھا

لڑکی نے پھر سے منہ بسورا"تم بھی تو کہتے تھے تمھیں رانی بنا کر رکھوں گا"

وہ پھر سے ہنسا"رانی بنا کر تو رکھا ہے"

اس نے گردن موڑ کر اپنے سے اونچے مرد کو دیکھا"رانی نہیں۔۔نوکرانی"

وہ سر جھکائے ہنسا تھا"اچھا چلو آؤ تمھیں اچھا سا کھانا کھلاتا ہوں۔۔روکھی سوکھی والی شکلیں کوئی اور ہوتی ہیں"وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کی طرف بڑھا تھا۔سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا اور پھر ایک طرف خالی میز اور کرسی کی طرف بڑھا۔کرسی نکالی اور اس پر لڑکی بیٹھی۔ساتھ وہ بیٹھ گیا اور ویٹر کو آڈر لکھوایا۔لڑکی گردن موڑ کر ساتھ بادشاہی مسجد دیکھ رہی تھی۔پھر گردن سیدھی کی اور اپنے ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا جو کہ سکرین پر جھکا کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔اس نے لڑکے کے بازو پر دونوں ہاتھ رکھے

"باسط!"

وہ متوجہ ہوا"ہوں!"سکرین آف کر کے فون جیب میں رکھ دیا

"مجھے ڈر لگ رہا ہے"اس کی آنکھوں میں ایک ان کہی کہانی تھی

"فاطم۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔میں ہوں نا میں سب کو دیکھ لوں گا"اس نے لڑکی کو دیکھتے اسے ایک امید دلائی تھی

"اگر تمھیں کچھ ہو گیا تو۔۔"اس نے تھوک نگلا، گلٹی ڈوب کر ابھری

"نہیں ہوتا۔۔وہ مجھے ماریں گے تو میں تمھیں بھی ساتھ لے کے مروں گا"اس نے مسکراہٹ دباتے بات مکمل کی تھی

اس نے دوپٹہ صحیح کیا اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی"اگر تمھیں کچھ ہوا تو میں گاؤں واپس چلی جاؤں گی"

وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا"فاطم تم بیوہ ہو جاؤ گی، وہ لوگ تمھیں مار دیں گے"اس نے ذرا سی بلند آواز میں اسے کچھ یاد دلانے کی کوشش کی تھی

"نہیں ماریں گے۔۔میں کہوں گی عبدالباسط نے مجھے بھڑکایا تھا"وہ بھی ڈھیٹ بن کر بیٹھ گئی۔ویٹر کھانا لا کر رکھ رہا تھا

"اور وہ جو تم سب سے بدتمیزی کر کے آئی ہو"

"وہ۔۔"اس نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا"میں ہوش و حواس میں نہیں تھی"

وہ ہنس دیا"صحیح۔۔بے وفا عورت"اس نے کہتے ہی سامنے پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا

"بے وفا ہوتی تو تمھیں چھوڑ دیتی۔۔بلوچستان سے خوار ہو کر آئی ہو"اس نے بھی اپنے احسانات جتائے

"ہاں۔۔راستے میں سو دفعہ تم میرے پیچھے چھپی ہو۔دشمن آئے تو عبدالباسط کو نشانے پر رکھے تمھیں کچھ نہ ہو"اس نے گلاس ہونٹوں سے لگایا اور گھونٹ بھرا

وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔اس کا کھانا آچکا تھا۔ہاتھ بڑھا کر اس نے آدھا نان لیا اور پھر پلیٹ پکڑ کر اس میں کڑاہی ڈالی اور لڑکے کے سامنے رکھی۔وہ مسکرا دیا،وہ اب اپنا کھانا ڈال رہی تھی۔۔لڑکے نے پہلا نوالہ لیا تو معدے کو ذرا تسلی ہوئی۔

"فاطم!"

اس نے گردن موڑی"ہوں"وہ منہ میں لیا لقمہ چبا رہی تھی۔

"سوچ رہا ہوں ایک خانساماں رکھ لوں"اس نے دوسرا نوالہ لیا

"کیوں؟"لڑکی بھنویں بھینچے اسے دیکھ رہی تھی

"ویسے ہی،تم کھانا بنا کر تھک جاتی ہو گی نا"اس نے شانے اچکائے

"تمھارا کیا مطلب ہے کہ میں کھانا اچھا نہیں بناتی؟"وہ بھنویں بھینچے غصے سے اسے دیکھ رہی تھی

وہ ہنس دیا"میں تو ایسے ہی پریشان ہو رہا تھا،میری بیوی تو بن کہے میری ساری باتیں سمجھ جاتی ہے"

اس نے کہہ کر پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ منہ میں بڑبڑاتے نان کا ٹکرا توڑ کر اس سے سالن لگا رہی تھی اور وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ سچ بات تو یہ تھی اسے فاطمہ کو سننا اچھا لگتا تھا اور وہ زیادہ دیر تک اسے چپ بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اب بھی غصے سے کچھ نہ کچھ بولے جا رہی تھی اور وہ اسے سن رہا تھا۔

وہاں ہر سو سناٹا تھا۔ زرد فضا اور زرد آسمان۔ آسمان کا رنگ گہرا نارنجی ہو رہا تھا۔ پورے لندن میں جیسے سناٹا تھا، جیسے وہاں کوئی ہے ہی نہیں یا وہاں کوئی رہا ہی نہیں۔ ایسے میں لندن برج پر لڑکی خوفزدہ سی کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ فضا کی طرح زرد ہو رہا تھا، ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ اس کا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا، پسینے سے شرابور کانپتا ہوا جسم۔ اس کے سامنے کوئی کھڑا تھا جو سیاہ چغے میں تھا۔ سنینا ایک قدم پیچھے ہٹی

"کون ہو تم؟" وہ کانپتی نم خوفزدہ آواز میں بولی تھی

سامنے والا کچھ بول رہا تھا مگر سنینا سن نہیں پا رہی تھی، اس کی سماعت کمزور پڑتی جا رہی تھی اور وہ ایک ایک قدم پیچھے ہٹتی پھر پلٹی اور بھاگنے لگی۔ وہ پیچھے دیکھے بنا اندھا دھند بھاگی تھی مگر لندن برج ختم ہونے میں نہیں آ رہا۔ وہ کسی کو پکار رہی تھی، شاید مدد کے لیے۔ شاید اپنے باپ کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا۔۔"وہ ایک دم کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی۔اس کا جسم پھر سے پچھلے دنوں کی طرح کپکپا رہا تھا۔ تنفس بڑھا تھا اور کھلے بال شانوں سے آگے آئے ہوئے تھے۔دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی جیسے سینہ پھاڑ ڈالے گی۔اس نے گھبراتے ہوئے چہرے پر ہاتھ پھیرا، یخ ٹھنڈا ہاتھ اور چہرے پر آئے بالوں کو کانوں کے پیچھے کیا۔لاشعوری میں اس نے کمبل کو زور سے تھام رکھا تھا۔یہ پچھلے تین دن سے ہو رہا تھا۔وہ خواب میں یہی منظر دیکھتی تھی اور یہی ہیولہ سا اس کے سامنے ہوتا تھا۔

وہ ڈر کر بھاگ جاتی تھی مگر بھاگ نہیں پاتی تھی۔اس نے کپکپاتے جسم کو پیچھے کو دھکیلا۔ہاتھ تکیے کے نیچے دیا اور فون نکالا۔یہاں رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا۔پاکستان میں شاید اس وقت رات ہو رہی ہو۔شہباز حسین جاگے ہوئے ہوں گے،اس نے بڑھے ہوئے تنفس سے سکرین روشن کی۔ چہرے پر روشنی پڑی،وہ سکرین ٹچ کرتی ان کے نمبر پر پہنچی اور انھیں کال کی۔

کال جا رہی تھی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔اس نے فون کان سے ہٹایا اور پھر سکرین بجھا دی۔فون تکیے پر الٹا کر کے رکھا اور پاس بیڈ سائیڈ سے پانی کا گلاس پکڑا اور لبوں سے لگایا۔پانی کے چند گھونٹ اندر اتارے اور سانس بحال ہوا۔

اسے لندن آنے سے پہلے ایسے خواب نہیں آتے تھے نہ وہ اس طرح کبھی ڈری تھی۔اس نے سر جھٹکا اور اٹھ گئی۔سلیپرز پہنے اور بالکنی کا دروازہ سلائیڈ کر کے باہر کی طرف بڑھی۔ٹھنڈی ہوا اس کے جسم سے ٹکرائی اور اس کے حواس جاگ گئے۔اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹے اور گردن اٹھائے سیاہ

آسمان دیکھنے لگی۔وہ خاموشی سے آسمان تک رہی تھی،دور روشنیوں سے منور لندن برج اسے دیکھ رہا تھا۔وہاں کی رونق بحال تھی۔اسے بہت عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔وہ ذرا سا آگے آئی اور ریلنگ پر ہاتھ رکھے۔ٹھنڈی ریلنگ اس کی حسیات پر اثر انداز ہوئی اور ٹھنڈ لگنے لگی۔اس نے سانس خارج کی اور سر جھٹکا"ایک خواب ہی تو ہے"

اس نے جھکی گردن آسمان کی طرف اٹھائی۔صبح ایگزیبیشن تھی اور وہ اس کے لیے بہت پر جوش تھی۔یہ سب سوچ کر وہ کیا کرے گی؟خواب تو خواب ہوتا ہے،وہ حقیقت میں رہنا چاہتی تھی۔چند پل کھڑے رہنے کے بعد وہ اندر واپس آگئی۔عالی جاہ خاموشی سے کمبل اوڑھے سو رہی تھی۔اس نے دروازہ بند کیا اور کمبل میں آ بیٹھی،سکرین آن کی اور اس کے بابا کے واٹس ایپ پر میسجز تھے۔وہ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے اس لیے کال نہیں اٹھا سکے۔اب وہ اس سے حال پوچھ رہے تھے،وہ مسکراتے ہوئے میسج ٹائپ کر رہی تھی۔نیلی نیلی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی

دو دن بعد:

لندن میں روشن دن کا خوبصورت سا آغاز ہو چکا تھا۔روشنی لندن کی سرزمین کو منور کر رہی تھی۔ایسے میں سٹوڈیو کے باہر رش لگا ہوا تھا۔گراؤنڈ فلور پر ایگزیبیشن تھی اور وہ بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔چار دیواروں کے ساتھ لگیں پینٹنگز،درمیان میں فاصلوں پر میزیں اور روشنیاں ہال کو منور کیے ہوئے تھیں۔ایک طرف سنینا کی پینٹنگ تھی اور اس کے سامنے والی دیوار پر کرسٹوفر کی۔سنینا

کی صرف ایک پینٹنگ تھی جبکہ کرسٹوفر کی تین پینٹنگز اس ایگزیبیشن کا حصہ تھیں۔اس ایگزیبیشن کے بارے میں اکثر اخبار میں بھی خبر چھپتی تھی اور بہت سے آرٹ کے دلدادہ وقت نکال کر دیکھنے آتے تھے۔اگر اندر ہال سے باہر داخلی دروازے کی طرف نظر دوڑائیں تو ایک سیاہ لمبی گاڑی رکی تھی جس میں سے کرسٹوفر باہر نکلی اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔اسی وقت دائیں جانب سے سنینا بھی سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور وہ کرسٹوفر کے برابر تھی،اس نے ایک قدم اوپر والے زینے کی طرف بڑھایا مگر کرسٹوفر نے بازو لمبا کیا اور اس کے سینے کے سامنے ہاتھ رکھا۔اسے اوپر جانے سے روکا اور خود اوپر قدم رکھا۔سنینا ٹھٹھکی اور گردن موڑ کر ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات پتھر تھے۔پیچھے سے آتا عبدل بھی رکا تھا مگر کرسٹوفر آگے بڑھ گئی۔سنینا نے گردن موڑ کر عبدل کو دیکھا اور شانے اچکائے۔لڑکے نے سانس خارج کی اور بازو لمبا کر کے پہلے اسے جانے کا راستہ دیا۔کرسٹوفر پہلے اندر داخل ہوئی تھی،پیچھے سنینا اور عبدل۔وہ دونوں ساتھ کھڑے تھے،سنینا نے سفید اور سرخ لبادہ اوڑھا تھا۔سرخ لمبا کوٹ نیچے سفید گھٹنوں سے ذرا اوپر آتی قمیض اور نیچے سفید ہی جینز تھی۔اس نے نیچے سفید سنیکرز پہن رکھے تھے جن میں ذرا سا سرخ رنگ بھی تھا۔وہ سفید اور سرخ میں اچھی لگ رہی تھی۔بال پیچھے کمر پر کھلے تھے،آگے سے ہلکا سا ہیئر سٹائل اور گلے میں اپنے شوہر کا دیا موتی۔اس نے سینے پر بازو لپیٹے اور سامنے دیکھتے ہی بولی

آپ مجھے آج گیان نہ دینے کا عہد کریں"

سامنے دیکھتا عبدل کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر مسکرایا اور ہاتھ پیچھے باندھ لیے۔اس نے آج بھی سر پر وہی رومال باندھا تھا جو ہمیشہ سے ہوتا تھا، سفید شرٹ اور نیچے نیلی جینز پہن رکھی تھی۔

"کیوں؟"

"کیونکہ آج میں بہت سی سر پھری حرکتیں کر سکتی ہوں" اس نے گردن موڑ کر عبدل کو دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملیں اور وہ مسکرایا۔

سنینا نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور آگے بڑھ گئی۔اس سے کچھ فاصلے پر کرسٹوفر تھی۔اس نے سیاہ لباس پہنا تھا اور اس کے لباس میں سب سے نمایاں اس کا چوغہ تھا جو کہ پیچھے سے زمین پر ذرا سا پھیلا فرش چھو رہا تھا۔ سنینا آگے بڑھی، اس کا رخ اپنی پینٹنگ کی طرف تھا اور اس پر اتفاق یہ تھا کہ کرسٹوفر بھی اسی جانب بڑھ رہی تھی۔ سفید سنیکرز والی آگے بڑھی اور پاؤں لمبا کر کے پیچھے سے کرسٹوفر کے چوغے پر رکھا۔ آگے گلے سے کپڑا کھینچا گیا اور وہ جھٹکا کھا کر رکی۔اسی لمحے سنینا اس کے ساتھ سے سامنے آئی

"جتنے پاؤں ہوں اتنی چادر رکھیں۔۔افاقہ ہو گا" اور کہہ کر مسکرا کر آگے بڑھ گئی۔ وہ دانت پیستے اسے دیکھ رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے کا بدلہ پورا ہوا، سنینا اپنی پینٹنگ کے سامنے کھڑی ایک لڑکی سے مخاطب تھی اور مسکرا کر اس سے باتیں کر رہی تھی۔

سیاہ چغے والی کرسٹوفر اسے گھورتی رہی یہاں تک کہ وہ لڑکی چلی گئی اور وہ سنینا کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ سنینا اسے دیکھ کر مسکرائی مگر کرسٹوفر مسکرا بھی نہ سکی

"میں ایڈن برا سے ہوں" وہ سرد لہجے میں بولی تھی اور وہ مزید بولنے والی تھی جب سنینا نے اس کی بات کاٹ دی

"اور میں لاہور سے" مسکراہٹ ہنوز قائم رہی

"ایڈن برا پتھروں کا شہر ہے"

"اور لاہور دل والوں کا" جواب جھٹ سے آیا تھا

"اکثر دل پتھر سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتے ہیں" کرسٹوفر آگے ہوئی تھی

سنینا نے سر نفی میں ہلایا "غلط۔۔اکثر دل پتھر سے ٹکرا کر پتھر ہو جاتے ہیں اور پتھر دلوں سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہوتا" اس نے اپنی بات مکمل کی اور ہاتھ جھلایا جیسے مزید بات نہیں کرنی۔ان کے درمیان بس اتنی ہی بات ہوئی تھی اور پھر سنینا چلی گئی۔ کرسٹوفر وہیں کھڑی رہی،اس کی رنگت گلابی پڑ رہی تھی مگر وہ ضبط کر رہی تھی۔ لڑکی ستون کے ساتھ جا کھڑی ہوئی اور وہاں پڑا ایک مجسمہ دیکھنے لگی۔اسے اپنے پیچھے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی اور وہ پلٹی۔ وہ عبدل تھا جسے دیکھ کر وہ مسکرائی

"میں نے تو کچھ نہیں دیکھا اور نہ سنا"

لڑکی مسکرادی یعنی وہ سب دیکھ چکا تھا۔اس نے شانے اچکائے اور اپنا منہ کھول کر اسے زبان دکھائی

"دیکھیں۔۔ہے نا گز لمبی زبان"

اور دونوں بیک وقت ہنسے تھے۔لڑکے نے سانس خارج کی "میں دو لڑکیوں کی وہ لڑائی نہیں چھڑوا سکتا جس کا کوئی سر پیر نہ ہو"

سنینا نے سر نفی میں ہلایا "پتہ نہیں۔۔اس میں کچھ عجیب ہے۔کچھ نیگیٹو سا،اس کے قریب آتے ہی میری باڈی ریزسٹ کرنے لگتی ہے۔مجھے نہیں پتہ کیوں؟"

اس کا موتی چمک رہا تھا۔اس نے سینے پر بازو باندھ لیے "میری چھٹی حس بہت تیز ہے اور وہ مجھے کہتی ہے کہ یہ بہت نیگیٹو ہے۔اس کے قریب آتے ہی میرا۔۔اف "اس نے بازو پہلو میں گرا لیے "اوہ خدایا!" ماتھا چھوا "پارہ ہائی ہو جاتا ہے"

وہ ہنس دیا۔پھر جھکا "میرے بارے میں کیا کہتی ہے آپ کی چھٹی حس؟"

"یہی کہ آپ پورے لندن کے بھائی ہیں "اور مسکرادی

وہ باقاعدہ ہنسا تھا۔دور کھڑی کرسٹوفر یہ دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھر رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے اپنی چار سالہ ڈگری میں کبھی کسی نے مقابلہ بازی نہیں کی مگر۔۔کوئی چیز ہے جو مجھے اکساتی ہے۔کرسٹوفر کے قریب آتے ہی کوئی انرجی سی ہوتی ہے جو مقابلے کے لیے میرے آگے آ کھڑی ہوتی ہے"اس نے کہہ کر شانے اچکائے"مجھے نہیں پتہ مگر یہ ہے"

عبدل نے سمجھ کر سر ہلایا"کوئی بات نہیں۔آپ نے اس کے بارے میں جو سب سنا تھا وہ آپ نے نہیں دیکھا۔۔ایگوایشو،دو تلواریں ایک میان میں نہیں رہ سکتیں"

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا"شاید۔۔یہی ہے"

دفعتاً عبدل کے پاس ایک لڑکی آ کھڑی ہوئی تھی اور وہ معذرت کر کے چلا گیا۔سنینا کو ادھر اُدھر ہوتے اب ہال کی ہر پینٹنگ یاد ہو گئی تھی۔وہ آنکھیں بند کر کے بتا سکتی تھی کہ کون سی پینٹنگ کہاں ہے اور کس نے بنائی ہے۔ایک دیوار کے ساتھ لگے سٹول پر بیٹھی وہ سامنے والی دیوار کو گھور رہی تھی،ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص اس کی پینٹنگ کے پاس آیا اور وہ کھڑی ہوئی مگر عبدل آگے آ گیا۔وہ اس شخص سے خود بات کرنے لگا اور پھر اس شخص کو بھیج دیا۔اس نے مڑ کر دیکھا اور پلکیں جھپکا کر سنینا کو اشارہ کیا تو واپس سٹول پر بیٹھ گئی۔اب تو بھوک بھی لگنے لگی تھی،ہال کے دروازے سے عالی جاہ مسکراتی ہوئی اندر آئی اور سنینا کے ساتھ والے سٹول پر بیٹھ گئی

"چمگادڑ کیوں بنی ہوئی ہو؟"اس نے ناک سے نیچے پھسلتا چشمہ ٹھیک کیا

"بھوک لگ رہی ہے"اس نے منہ بسور کر اسے کہا تھا۔

دفعتاً سامنے اس کی پینٹنگ کے پاس ایک اور شخص آکر کھڑا ہوا تھا اور سنینا پھر سے متوجہ ہوئی مگر اب بھی عبدل اس سے بات کر رہا تھا۔ آنے والا شخص چلا گیا اور عبدل سنینا کی طرف بڑھا۔ اس نے ہاتھ پیچھے باندھے

"آپ کو تجسس ہو رہا ہو گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"ہاں۔۔"

"ویل۔۔" لڑکے نے بازو سینے پر باندھ لیے "وہ آپ کی پینٹنگ خریدنا چاہ رہے ہیں۔ آپ اپنی پینٹنگ سیل کرنا چاہیں گی؟"

اس نے بڑی بڑی گول سیاہ آنکھیں دو سے تین مرتبہ جھپکائیں۔ پھر سر اثبات میں ہلایا

"اوکے۔۔ دیکھتے ہیں" لڑکے نے شانے اچکائے

سنینا نے گلا کھنکھارا "میں نے سنا ہے کہ سٹوفر نے دو پینٹنگز دے دیں۔۔ اسے اس کے پیسے ملے ہیں، ہمیں بھی سیل کر دینی چاہیئے"

عبدل سر جھکائے مسکرایا "اچھا" پھر سنینا کو دیکھا "آپ کر سٹوفر نہیں ہیں"

اور وہاں سے چلا گیا۔ سنینا کو سمجھ نہیں آیا کہ یہ تعریف تھی یا بے عزتی؟ اس نے عالی جاہ کو دیکھا جس نے پلکیں جھپکائیں "بیٹھ جاؤ۔۔ وہ سب دیکھ لے گا"

سنینا نے بے بسی سے سانس خارج کی اور اس کے ساتھ والے سٹول پر بیٹھ گئی۔کچھ پل سامنے دیکھتی رہی پھر عالی جاہ نے گلا کھنکھارا تو وہ متوجہ ہوئی

"سوچ رہی ہوں تمھیں لندن گھمالاؤں"

وہ مسکرائی اور گردن موڑ کر اسے دیکھا"بہت اچھا سوچ رہی ہو"

وہ ہنس دی"روز تھوڑا تھوڑا ٹائم نکالتے ہیں اور تمھیں اچھی اچھی جگہیں دکھاتی ہوں"

سنینا نے سر ہلایا۔پھر منہ بنایا"ایک دن چھوڑ کر ایک دن۔۔تھک جاتے ہیں نا"اور ہنس دی

عالی جاہ نے اس کے بازو پر چپت رسید کی"اتنی تم نازک کلی۔۔زبان تو نہیں تھکتی تمھاری"

اس نے سر ہلایا"ٹیلنٹ۔۔یونو ٹیلنٹ"

بدلے میں عالی جاہ نے بھی سر ہلایا"آئی نو۔۔تم ملٹی ٹیلنٹڈ ہو"

دونوں اسی طرح مسکرا کر باتیں کر رہی تھیں جب ان کے پاس ایک لڑکی آئی۔اس نے عالی جاہ سے انگریزی میں کچھ کہا اور پھر سامنے اشارہ کیا۔وہاں عبدل کے سامنے تین آدمی کھڑے تھے اور بات سنینا کی پینٹنگ پر چل رہی تھی۔

سرخ لمبے کوٹ والی سنینا اٹھی اور اپنی پینٹنگ کی طرف بڑھی۔مسکرا کر تینوں آدمیوں کو دیکھا اور عبدل کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرایااور ہاتھ سے سامنے کھڑے مردوں کی طرف اشارہ کیا" یہ آپ کی پینٹنگ لیناچاہ رہے ہیں۔

یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ کس کو دیناچاہیں گی؟"

پہلے آدمی کی طرف دیکھاتو وہ مسکرایا

"ٹوئنٹی فائیو پاؤنڈز"

تب ہی ساتھ کھڑا سوٹڈ بوٹڈ شخص جھٹ سے بولا"ففٹی پاونڈز؟"

سنینا کو سمجھ نہیں آرہاتھاکہ کتنے پاؤنڈز کتنے پاکستانی روپے ہوں گے۔وہ بس مسکرارہی تھی۔اس کے

ساتھ کھڑا ستائیس اٹھائیس سال کامرد مسکرایا

"ایٹی پاؤنڈز"

عبدل مسکرایااوران تینوں کو باری باری دیکھا۔پھر بائیں ابرواٹھائی"ایٹی پاونڈز؟"

درمیان والا جھٹ سے بولا"ون ٹوئینٹی پاؤنڈز"

سامنے کھڑے عبدل کی مسکراہٹ گہری ہوئی اوراس نے سنینا کو دیکھا۔وہ خاموش رہی،پینٹنگ کے

ساتھ کھڑا ستائیس اٹھائیس سالہ جوان پھر سے بول پڑا"ٹوہنڈریڈ پاؤنڈز"

عبدل نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور مسکراہٹ گہری ہوئی

"ٹوہنڈریڈ پاؤنڈز؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہاں خاموشی چھائی رہی یعنی دو سو پاؤنڈز کنفرم تھے۔تب ہی پہلے نمبر والا جھٹ سے بولا "ٹو ففٹی پاؤنڈز"

وہاں پھر سے خاموشی چھا گئی۔عبدل نے مصافحے کے لیے ہاتھ پہلے آدمی کی طرف بڑھایا مگر اٹھائیس سالہ آرٹ کا زیادہ دلدادہ تھا۔وہ مسکرایا

"تھری ہنڈریڈ پاؤنڈز"

اور عبدل کا بڑھتا ہاتھ رک گیا۔وہاں کھڑے ہر شخص کی نظر اس نوجوان کی طرف تھی جو تین سو پاؤنڈز دے رہا تھا۔عبدل نے سنینا کو دیکھا

"ٹھیک؟"اس نے بائیں ابرو اٹھائی۔

سنینا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا"کتنے؟"

"Around 1 lakh 14 thousand Pakistani rupees"

لڑکی کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔عبدل نے اپنی مسکراہٹ دبائی، پھر سرگوشی کی

"کرسٹوفر کی تین مل کر بھی آپ کے ایک کے مقابل نہیں۔۔کیا کہتی ہیں آپ؟"

وہ مسکرائی۔گال گلابی ہوئے اور سانس خارج کی"ڈن"

عبدل کی مسکراہٹ اس کی مسکراہٹ سے ملی، آج کی ایگزیبیشن سنینا کے نام۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ظہر ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔اس ہاسپٹل میں معمول کا رش تھا،مریضوں کا آنا جانا لگا ہوا تھا۔ویٹنگ ایریا میں بہت سے مریض بیٹھے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔دوائیوں کی بو ہر سو تھی، بچوں کے رونے کی آوازیں بھی ساتھ ساتھ بیک گراؤنڈ میوزک دے رہی تھیں۔راہداری عبور کرتا ایک شخص ہسپتال کے اندر داخل ہوا تھا۔اس نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا اور مصروف سا لگتا تھا۔ کلائی پر مہنگی ترین واچ تھی اور وہ عجلت میں آگے بڑھ رہا تھا،ریسیپشن پر کھڑا ہوا تو لڑکی نے پہلے سر کو خم دے کر سلام کیا اور پھر کمرے کی طرف اشارہ کیا۔سفید دروازے کے باہر چند منٹ کھڑا ہوا اور پھر جیسے ہی اندر سے بیل بجی وہ دروازے کا ناب گھماتا اندر داخل ہوا۔اندر بیٹھی خاتون کا سر جھکا تھا اور وہ سفید کورے صفحے پر کچھ لکھ رہی تھیں۔

"یس!"انھوں نے گردن اٹھائی تو سامنے کھڑا مرد مسکرا دیا۔وہ بھی مسکرا دیں

"ارے!تم ابھی آ گئے"مامون کو دیکھ کر انھوں نے ہاتھ میں پکڑا پین چھوڑ دیا۔

وہ ان کے سامنے دائیں طرف پڑے صوفے پر بیٹھ گیا"جی!یہاں پاس ہی ایک میٹنگ کے لیے آیا تھا،آپ کا میسج پڑھ لیا"اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی

وہ ہنس دیں"اتنی فرمانبرداری"

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا۔

"تاثیر کو بلا لیتی ہوں، یہیں سے لنچ پر چلے جانا ساتھ" انھوں نے اپنا فون پکڑا مگر اس نے تھکی تھکی نگاہوں سے اپنی ماں کو دیکھا

"اماں پلیز۔۔میں اتنا میچور اور سمجھدار تو ہوں کہ اپنی مرضی سے اپنی ہونے والی فیانسی کے ساتھ لنچ یا ڈنر پر جا سکوں"

وہ مسکرا دیں "بیٹے اگر تو میں نے تم پر سب چھوڑ دیا نا تو پھر لنچ اور ڈنر بھی ہو جائے گا اور تمھاری منگنی اور نکاح بھی" کہتے ہی انھوں نے کال ملائی۔وہ بس بے بسی اور خاموشی سے انھیں دیکھ رہا تھا۔

دوسری طرف سے کال اٹھا لی گئی تھی۔تاثیر کی آواز ان کے کان میں ابھری تو انھوں نے اسے آنے کو کہا۔اس نے بس پانچ منٹ کا کہہ کر کال کاٹ دی۔

"اماں۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔میں آپ کو بتانے آیا تھا کہ میں نہیں جا رہا کسی ڈنر یا لنچ پر" وہ کھڑا ہوا اور ان کے سامنے میز پر دونوں ہاتھ رکھے جھکا تھا

"تاثیر آ رہی ہے اور تم لنچ پر جاؤ۔۔میں اپنے پیشنٹس کے ساتھ بزی ہوں" وہ اپنے نوٹ پیڈ پر قلم رگڑتی کچھ لکھ رہی تھیں

"اماں۔۔میں نے آپ کی بات مان کر ہاں کی ہے نا، میں بس آپ کو یہ بتانے آیا تھا کہ میں۔۔نہیں ۔۔جارہا۔۔میں بزی ہوں"اور کہتے ہی وہ پلٹا اور دروازہ کھولا مگر سامنے ڈاکٹر تاثیر تھی، مسکراتی ہوئی اسے دیکھتے آگے بڑھی۔

وہ ایک طرف کو کھڑا اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا بلکہ آنکھیں دکھا رہا تھا۔وہ مسکرائیں

"بزی تو نہیں تھی؟"وہ ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"نہیں۔۔ابھی بس لنچ بریک کا ٹائم ہونے والا تھا۔آج ویسے بھی میں لیٹ ہو گئی"اس نے مسکرا کر شانے اچکائے

"اوکے۔۔"وہ آنکھوں آنکھوں میں مامون کو اشارہ کر رہی تھیں جو کہ ڈھیٹ بنا کر کھڑا تھا۔

"میں نے صبح تمھیں بتایا تھا کہ مامون تمھیں لنچ پر لے جانا چاہ رہا ہے، سو۔۔"انھوں نے پہلے مامون کو دیکھا پھر تاثیر کو جس نے سفید اوورال پہن رکھا تھا

"اوکے۔۔جسٹ ٹو منٹس۔۔میں یہ اتار کر آئی"اور وہ مسکرا کر وہاں سے چلی گئی۔

وہ کسی روتے ہوئے بچے کی طرح ان کے سامنے شیشے کی میز پر سر جھکائے کھڑا تھا، ہاتھوں کی مٹھیاں باہم ملائے سر ان پر رکھے وہ بے زار سا لگ رہا تھا۔

ملیحہ ہنس دیں"مامون۔۔وہ ایک اچھی لڑکی ہے"

"اماں میں نہیں اچھا۔۔میں صرف آپ کو منع کرنے آیا تھا یار"وہ برا سا منہ بنائے بولا تھا

"اچھا چلو وہ آنے والی ہو گی۔۔اچھے سے لنچ کرنا اور کوئی بھی ایسی ویسی بات مت کرنا"

وہ آگے بڑھا اور انھیں دیکھتے بولا "دل تو کر رہا ہے کہ ایسی ویسی بات بول دوں۔۔قصہ ختم ہو" اس نے ہاتھ اٹھائے جیسے یہی کرنے والا ہے۔

"ساری جائیداد میرے نام ہے، ڈونٹ یو ڈیئر!" انھوں نے مامون کو گھورتے ہوئے انگلی دکھائی تھی وہ بس سانس لے کر رہ گیا۔

دروازہ کھلا اور تاثیر سامنے تھی، وہ مسکراتے ہوئے مامون کو دیکھ رہی تھی۔اس نے جھکا ہوا سر اٹھایا اور مسکرایا۔پھر اس کے ساتھ چل دیا۔دونوں ایک ساتھ باہر کی طرف بڑھے تھے۔

یہ ایک ریسٹورنٹ کا منظر تھا۔ایک طرف ایک میز کے گرد وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ہر سو کھانے کی خوشبو پھیلی تھی، ویٹرز مستعدی سے کھانا سرو کر رہے تھے۔ایک ویٹر ان کی میز پر ان کا لنچ سرو کر رہا تھا۔اس نے مامون کو دیکھا جو کہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے فون کی سکرین پر انگوٹھا چلا رہا تھا۔ تاثیر نے گلا کھنکھارا اور اس نے اسے دیکھا، پھر مسکرایا اور فون ایک طرف رکھ دیا۔لڑکی نے سرخ رنگ کی جرسی نما شرٹ پہن رکھی تھی جس کے نیچے لمبی سکرٹ تھی۔۔شرٹ آگے سے موڑ کے سکرٹ کے اندر کی گئی تھی اور بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔بڑی بڑی آنکھیں مامون کو دیکھ کر بیک وقت مسکرا بھی رہی تھیں اور چمک بھی رہی تھیں۔

مامون نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔پھر سیلڈ والی پلیٹ اپنی طرف کھسکائی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا بات کرے۔۔بالآخر تاثیر نے بات شروع کی

"کیا آنٹی نے تمھیں میرے ساتھ بھیجا ہے؟"وہ بغور مامون کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی

مامون نے چمچ سے سیلڈ منہ میں رکھا اور پھر اسے دیکھ کر شانے اچکائے "ہوں۔۔آج تو اماں کے کہنے پر لایا ہوں تمھیں مگر امید ہے کہ جلد اپنی مرضی سے بھی لاؤں گا"

وہ مسکرادی۔دھیان اپنی پلیٹ میں پڑے سیلڈ پر گیا"آئی لائک اٹ"پھر سیلڈ منہ میں رکھا اور اسے چبایا

"تیمور کب تک آرہا ہے؟آئی مین تم نے کہا تھا نا کہ ہماری انگیجمنٹ اس کے آنے پر ہو گی۔۔میں نے اپنا شیڈول بنانا ہے"اس نے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا

"چند دن تک"کہہ کر وہ دوبارہ پلیٹ پر جھکا

"مامون کیا تم خوش ہو؟"اس نے سیدھا وہی سوال کیا تھا جو وہ سوچ رہی تھی

وہ مسکرادیا"تمھیں کیا لگتا ہے کہ ایک ایسے پڑھے لکھے میچور مرد سے کوئی اپنی بات منوا سکتا ہے جو ہر کام اپنی مرضی سے کرنے کا عادی ہو"

تاثیر نے سمجھ کر سر ہلایا"میں نے ہمارے بارے میں بہت سوچا ہے۔تم شروع سے جانتے ہو کہ میں تمھیں پسند کرتی ہوں مگر تم نے کبھی مجھے ٹائم نہیں دیا۔مرد صرف اسی عورت کو ٹائم دیتا ہے

جسے وہ چاہتا ہے تو مطلب تم مجھے نہیں چاہتے تھے۔میرا یہ ماننا ہے کہ تم نے آنٹی کے کہنے پر مجھے ہاں کی ہے اور تم مجھ سے انگیجمنٹ کر کے مجھے ٹیسٹ کر رہے ہو۔ایک اچھا اور میچور رشتہ بنانے کے لیے تم مجھے ٹرائل پر رکھ رہے ہو"اس نے اپنی بات کہہ دی مگر نظریں مامون پر جمائے رکھیں

"تم کسی حد تک ٹھیک کہہ رہی ہو تاثیر مگر عین ممکن ہے کہ میں ایک اچھا پارٹنر ثابت نہ ہوں۔شوہر اور بیوی کا تعلق تاعمر ہوتا ہے اور چند دنوں میں ہم انسان کی نیچر کا پتہ نہیں لگا سکتے۔ٹیسٹ اور ٹرائل تو شادی کے بعد شروع ہوتا ہے۔ہم ایک دوسرے کو کئی سالوں سے جانتے ہیں مگر تم مجھے صرف اتنا جانتی ہو جتنا کہ میں تم سے ملتا ہوں۔میں نے اپنی ماں کی بات مانی ہے مگر یاد رکھنا کہ مرد تب ہی ہاں کرتا ہے جب وہ خود بھی راضی ہوتا ہے۔اتنے سالوں سے اماں مجھے تمھارے لیے فورس کرتی رہی ہیں مگر انسان کو تب ہی شادی کے لیے ہاں کرنی چاہیئے جب وہ ایموشنلی اویل ایبل ہو۔میں بھی ایک مرد ہوں اور میری ہاں کا مطلب میری رضامندی ہے،میں نے اپنی مرضی سے خود کو تمھارے لیے اویل ایبل کیا ہے اور مجھے اس پر کوئی پچھتاوا نہیں ہے"وہ کہتے ہی دوبارہ پلیٹ پر جھکا تھا

تاثیر فقط مسکرا دی۔اس کی کئی سالوں کی خواہش اب پوری ہو رہی تھی مگر وہ یہ بات بھول گئی تھی کہ خواہش کا پورا ہونا خواہش کی موت ہوتا ہے۔مامون اس کے سامنے بیٹھا تھا اور وہ خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت سمجھ رہی تھی۔مگر کیا وہ واقعی خوش قسمت تھی؟

اس سے ذرا فاصلے پر سٹوڈیو میں رابیل اور نگزیب ایک مجسمے کے پاس کھڑی تھی۔کچھ دن پہلے اس مجسمے نے صرف سیاہ کپڑا اوڑھ رکھا تھا،اب اس نے لمبی میکسی پہنی تھی،سیاہ میکسی جس پر نیٹ اور سیاہ سٹونز سے کام کیا گیا تھا۔کام ابھی ادھورا تھا اور وہ مصروف۔دفعتاً حذیفہ اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔وہ خاموشی سے اس سیاہ میکسی کو دیکھتا رہا"اس کے بازو نیٹ کے بنوائیں۔۔یہ سٹف نہیں اچھا"اس نے مجسمے کے بازوؤں کو چھوا تھا۔

رابیل نے سمجھ کر سر ہلایا"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں"اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سیاہ چمکتا سٹون تھا جسے وہ اس کے سینے کے وسط میں لگا رہی تھی،سوئی دھاگے سے سلائی کرتی ہوئی۔

پیچھے مڑی اور سوئی دھاگہ میز پر رکھا،پھر حذیفہ سے مخاطب ہوئی"میں کل نہیں آ پاؤں گی"اس نے بازو سینے پر لپیٹ لیے

"ایوری تھنگ آل رائٹ؟"اس نے سوالیہ ابرو اٹھائی

"ہوں۔۔میری ونٹر کلیکشن کل آؤٹ ہونے جا رہی ہے۔میں کل سارا دن لاہور ہوں گی"اس نے بڑی شائستگی سے ساری بات مکمل کی

"اوہ۔۔بیسٹ آف لک"وہ مسکرا دیا

"تھینک یو۔۔میں نے اپنی کلیکشن پر اپنی بہت انرجی لگائی ہے۔پچھلے سال کا بھی کچھ پینڈنگ تھا وہ بھی ساتھ ہی کور کیا ہے اور اب میری کلیکشن ریڈی ہے۔۔ہوپ سو آپ سمجھ سکتے ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سمجھ کر سر ہلایا"اوکے۔۔آپ مطمئن رہیں۔۔آپ اپنا کام آکر مکمل کر لیں۔۔نوایشو"اس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑس لیے۔پھر مسکرایا"ایک تیر سے دو شکار"

وہ ہنس دی"میں خود کو سب سے پہلے رکھتی ہوں۔ایک مرتبہ میں نے خود کو اگنور کیا تھا اور رزلٹ بہت برا تھا لیکن میں اپنے کام کے ساتھ سنسیئر ہوں۔۔ڈونٹ وری میں اپنی کولیبوریشن کو اپنے ساتھ لے کر چل رہی ہوں۔۔یہ مت سمجھیے گا کہ رابیل اور نگزیب کو بیچ میں اپنی پڑ گئی"اس نے جتاتے ہوئے کہا تھا

وہ ہنس دیا"نو نو۔۔اچھی بات ہے۔میں بھی خود کو سب سے پہلے رکھتا ہوں،آپ اپنا کام مکمل کر لیں پھر ہمارا کام بھی ہو جائے گا"اس نے دھیمے لہجے میں اپنی بات کہہ دی

رابیل نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔۔دور مجسمے پر ایک میرون میکسی تھی جس پر لگے قیمتی سٹونز چمک رہے تھے۔رابیل نے اس کی طرف اشارہ کیا

"فیشن ویک اس کے نام ہو گا"

اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا اور ہنس دیا"فیشن ویک رابیل اور نگزیب کے نام ہو گا۔۔سیاہ رنگ سب پر بھاری ہوتا ہے"

وہ مسکرائی"حذیفہ بن یمان کو رنگوں کی پہچان ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا،پھر مسکرایا"ویسے اس کا ڈیزائنر میں خود ہوں"

وہ ہنس دی "اسی لیے کہا ہے فیشن ویک آپ کے نام ہو گا"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔میں اپنا ہنڈرڈ پرسنٹ دیتا ہوں باقی اللہ پر چھوڑ دیتا ہوں"

رابیل صرف سر ہلا کر رہ گئی "کیا یہ کوئی گاؤن ہے؟"

دور ایک سرخ لمبی سی فراک پر اس کی نظر پڑی جس کے کندھے اور آستینیں غائب تھیں

"جی "اس نے پہلے مڑ کر اس مجسمے کو دیکھا جس نے وہ پہن رکھی تھی پھر رابیل کو

"میں کافی دنوں سے دیکھ رہی ہوں۔یہ لڑکی بہت محنتی ہے "اس نے اس مجسمے پر کام کرتی لڑکی کو دیکھا تھا

وہ مسکرایا "یہ دبئی سے آئی ہیں اور پہلے بھی کئی شوز کر چکی ہیں۔۔۔یہ اپنے کام میں ماہر ہیں "وہ اس کی تعریف کر رہا تھا اور رابیل اس لڑکی کو مسکراتے دیکھ رہی تھی

"سب ہی ماشاءاللہ سے بہت ٹیلنٹڈ ہیں "اس کی تعریف پر حذیفہ ہنس دیا "یہ تو ہے"

پھر اجازت طلب کر کے وہ وہاں سے چلا گیا۔رابیل اور نگزیب دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔اسے ابھی بہت کام کرنا تھا

مغرب کے بعد ہر سو اندھیرا ہونے لگا تھا۔مصنوعی روشنیاں جل اٹھیں اور سورج نے اپنا منہ چھپا لیا۔اسلام آباد سے بہت دور یعنی اگر تم لاہور میں دیکھو تو ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تھا۔اس کے ہاتھ میں بہت سے شاپنگ بیگز تھے جیسے وہ ابھی شاپنگ سے آئے ہوں۔وہ

گھر میں داخل ہوئے اور لڑکی کمرے میں چلی گئی، لڑکا اس وقت مولوی کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ ٹی وی لاؤنج میں تخت پوش پر بیٹھے اسے دیکھتے کچھ پوچھ رہے تھے اور وہ گردن جھکائے کھڑا تھا۔

"دیکھو بھئی میرے گھر کا قانون ہے، میں مغرب کے بعد کسی کو آنے یا جانے نہیں دیتا۔ سارا دن آوارہ گردی کے لیے کافی نہیں ہوتا جو تم دن ڈھلتے اپنی بیگم کو لے کر گھومتے پھرتے رہتے ہو"

انھوں نے اپنی بات مکمل کی تو عبدالباسط نے سر اٹھایا

"مولوی صاحب، میں سارا دن مصروف ہوتا ہوں۔ شام میں گھر آتا ہوں تو بیگم منہ بنائے پھرتی ہے، ہماری نئی نئی شادی ہوئی ہے اور اسے گھومنے پھرنے کا بڑا شوق ہے" وہ شائستہ لہجے میں اپنی بات کہہ گیا۔

"جو بھی ہے۔ شریفوں کا شیوہ نہیں ہے کہ مغرب ہوتے ہی لور لور اپنی بیویوں کو لے کر پھریں"

مولوی نے سر جھٹکا

"تو آپ سے کس نے کہا میں شریف ہوں" وہ کہنا چاہتا تھا مگر کہا نہیں۔ گلا کھنکھارا "آئندہ خیال رکھوں گا" اس نے فقط اتنا کہا

"کام شام بھی کرتے ہو کوئی یا بیوی کے پلو سے بندھے رہتے ہو؟" وہ جانے والا تھا مگر مولوی کی بات سن کر رک گیا

"ڈھونڈ رہا ہوں" پھر رکا اور مولوی کو دیکھا "اگر آپ ہماری مدد کر دیں تو۔۔"

"کیا کیا آتا ہے تمھیں؟"

"سب آتا ہے۔موبائل ٹھیک کر لیتا ہوں، بجلی کا کام بھی اچھے سے کرتا ہوں، مشینیں خراب ہو جائیں تو وہ بھی سیٹ کرنا آتی ہیں اور میکینک بھی ہوں" اس نے اپنے کام اسے گنوائے اور پھر بغور مولوی کو دیکھنے لگا

"اچھا ٹھیک ہے۔تم کل میرے ساتھ چلنا پھر دیکھتے ہیں" انھوں نے اپنی بات مکمل کی اور عبدالباسط سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا۔

کمرے میں داخل ہوا اور بیڈ پر بیٹھی لڑکی کھڑی ہوئی،اس کی طرف بڑھی

"کیا کہہ رہے تھے مولوی صاحب؟" اس کی آنکھوں اور لہجے میں تجسس تھا

"یہی کہ اپنی بیوی کو کنٹرول کرو۔اتنا خرچہ کرواتی ہے" وہ بیڈ پر بیٹھ گیا

اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے "ہیں،ان کو کیا تکلیف ہے۔اپنے شوہر کا ہی خرچہ کرواتی ہوں نا۔۔ آئے بڑے" پھر اس کے ساتھ بیٹھ گئی "اور کیا کہہ رہے تھے؟"

اس نے گردن موڑ کر لڑکی کو دیکھا "کچھ نہیں۔۔کہہ رہے تھے کہ مغرب کے بعد گھر سے نکلنا منع ہے"

"کیوں مغرب کے بعد یہاں کوئی سایہ دوڑتا ہے" وہ جھٹ سے بول دی،لڑکے نے اسے دیکھا

"آئندہ مولوی صاحب کے پاس تمھیں لے کر جاؤں گا۔بڑے جواب دینے آتے ہیں نا تمھیں"

"اور کیا کہہ رہے تھے؟"اس کا تجسس ابھی بھی ختم ہونے کو نہیں تھا

"اور یہ کہ کوئی کام شام کروائیں گے۔۔ صبح جاؤں گا ان کے ساتھ"اس نے کہہ کر سانس خارج کی

"باسط یہ مولوی صاحب ناہر وقت ہماری ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔میں تمھیں بتا رہی ہوں یہ ہر وقت ہم پر نظر رکھتے ہیں"وہ جیسے تنبیہہ کرتی ڈرا رہی تھی

"کیوں؟ہم شکل سے دہشت گرد لگتے ہیں یا چور؟"وہ جیسے جل بھن گیا تھا

"نہیں نا۔۔پتہ نہیں عجیب سے ہیں"اس نے اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھا"باسط اگر انھیں ہمارا پتہ لگ گیا نا تو یہ ہمیں پولیس کے حوالے کر دیں گے"وہ خوفزدہ تھی

"نہیں کرتے فاطم۔۔فضول کے خوف مت پالو"اس نے لڑکی کا ہاتھ تھاما تھا

"باسط۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔یہ مولوی بہت عجیب ہیں۔کہیں یہ ہمیں گاؤں والوں کے حوالے نہ کر دیں"وہ رو دینے کو تھی"باسط ہم مکان بدل لیتے ہیں۔میں نے نہیں رہنا یہاں"

اس نے ایک سانس خارج کی"تم بیٹھے بیٹھے کیا سوچنے لگ جاتی ہو۔کچھ نہیں ہوتا،پاگل مت بنو"اس نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی

"باسط۔۔انھیں بھی تو ہم کرایہ دیتے ہیں نا،ہم کسی اور کو دے دیں گے"

"اچھا میں دیکھتا ہوں۔۔تم پریشان نہیں ہو"اسے پتہ تھا کہ جب تک اس نے ہامی نہ بھری اس کی بیوی یونہی ضد کرتی رہے گی۔اس نے اس کی ہاں میں ہاں بھری تو وہ پر سکون سی ہو کر بیٹھ گئی۔عبد

الباسط کو نہیں پتہ تھا کہ اس کی بیوی ٹھیک کہہ رہی ہے۔اس کے کمرے کے دروازے پر ایک ہیولہ سا بن رہا تھا،دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے مولوی کا ہیولہ۔کیا وہ ساری باتیں سن چکا تھا؟

وہ اپنے کمرے میں لیٹی تھی۔کمرے میں اندھیرا تھا اور نیلی نیلی روشنی،باہر پورا چاند نکلا تھا اور اس کی روشنی سنینا کے کمرے تک پہنچ رہی تھی۔اس کا سر دروازے کی طرف تھا اور ٹانگیں سلائڈنگ ڈور کی طرف۔وہ کروٹ بدلنا چاہ رہی تھی مگر بدل نہیں پا رہی تھی حالانکہ وہ دائیں طرف منہ کر کے سوئی تھی۔گہری سانسیں لیتی لڑکی کے حواس جاگے ہوئے تھے۔دفعتاً کمرے کا دروازہ ذرا سی آواز کے ساتھ کھلا اور سیاہی اندر کی جانب بڑھی۔دروازہ اتنا ہی کھلا رہا مگر کوئی اندر نہیں بڑھا۔

"سنینا۔۔"ایک گہری سرگوشی جس نے کمرے کا سکوت توڑ دیا۔کوئی تھا جو اسے آواز لگا رہا تھا۔کوئی تھا جو سنینا کو پکار رہا تھا۔

بستر پر لیٹی سنینا نے مٹھیاں بھینچ لیں اور آنکھیں زور سے میچ لیں۔وہ اس آواز کو سن سکتی تھی۔

آواز پھر سے آئی تھی اور نیم کھلے دروازے سے ہی آئی تھی "سنینا۔۔"

اس کے نقوش مزید تن گئے مگر اس نے کروٹ نہیں بدلی،آنکھیں نہیں کھولیں۔

"تم بری ہو۔تم میں برائی ہے" آواز پھر سے آئی تھی مگر وہ کوئی آواز نہیں لگتی تھی۔وہ ایک گہری سرگوشی تھی

بستر پر لیٹی لڑکی کا تنفس بڑھا،اس کا جسم کانپنے لگا تھا۔وہ ایک تناؤ سا محسوس کر رہی تھی جیسے کوئی چیز ہے جو اوپر سے اس پر دباؤ ڈال رہی ہے۔

"ہم تمھیں قید کر لیں گے" پھر سے وہی سرگوشی اور لڑکی کے لب ہلے لگے۔وہ کانپتے ہوئے کچھ دہرا رہی تھی۔

"رغبتک ھی سجنک" ایک گہری سرگوشی اور دروازہ جیسے مزید کھلا تھا۔

لڑکی کو اپنی کمر پر شدید تناؤ محسوس ہوا تھا جیسے کوئی پیچھے سے عجیب سی انرجی لگا رہا ہے۔جیسے سارا دباؤ پیچھے سے آ رہا ہے۔

Clubb of Quality Content

کوئی تھا جو اس کے سر تک پہنچا تھا اور وہ محسوس کر سکتی تھی۔کوئی تھا جو اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا اور وہ اس چیز کا دباؤ اپنے جسم پر محسوس کر سکتی تھی۔اس کے لب ہلتے رہے،وہ پہلا کلمہ دہرا رہی تھی اور تیزی سے دہراتی جا رہی تھی۔دباؤ کم ہوا تھا،سرگوشی بند ہوئی تھی۔اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور اس کی نظریں کمرے کی چھت سے جا لگیں۔اس کا تنفس بڑھا تھا،دل تیزی سے دھڑک رہا تھا مگر وہ اپنے کمرے میں تھی۔چت لیٹی دیوار گھورتی ہوئی۔اس نے جلدی سے گردن ادھر اُدھر ہلائی،نظروں نے دائیں بائیں سفر کیا۔وہ جھٹ سے اٹھی اور دیکھا تو کمرے کا دروازہ بند

تھا۔ساتھ عالی جاہ سوئی ہوئی تھی، بڑی دیوار گیر کھڑکی سے نیلی نیلی روشنی اندر آرہی تھی۔اسے ایک خوف محسوس ہوا، لڑکی نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا۔آج سے پہلے ایسا خواب اسے کبھی نہیں آیا تھا۔وہ تورات کو سورہ ملک بھی پڑھ کر سوئی تھی۔وہ کون تھا جو اسے پکار رہا تھا؟ کوئی تھا جو اس پر دباؤ ڈال رہا تھا۔اس نے سانس خارج کی اور زیر لب آیت الکرسی دہرائی۔تکیے کے نیچے سے فون نکالا تورات کا تیسرا پہر شروع ہونے والا تھا۔اس نے سانس خارج کی، اب روز روز تو وہ اپنے باپ کو تنگ نہیں کر سکتی نا۔اس نے سکرین بجھادی۔پھر کچھ پل ایسے ہی بیٹھی رہی۔۔سامنے ایزل پر اس کا خالی کینوس پڑا تھا۔اس نے تکیہ سیدھا کیا اور پھر لیٹ گئی۔اب کہ نیند کوسوں دور تھی

یہ دن کے دس بجے کا وقت تھا۔ایسے میں ہلکی دھوپ نے پورے اسلام آباد پر اپنا رعب جمایا تھا۔ موسم کافی حد تک بدل چکا تھا، دن کے وقت ہلکی دھوپ ہوتی تھی جو کہ بھلی معلوم ہوتی تھی مگر راتیں ٹھنڈی ہوتی تھیں۔مغرب کے بعد تو دھند بھی چھانے لگتی تھی۔ایسے میں اگر تم اس کمرے میں دیکھو جس کی ہر دیوار کو شیشوں سے مزین کیا گیا تھا تو دیکھو گے کہ ایک دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھے شخص کی حالت ابتر تھی۔اس نے ہسپتال والا لباس پہن رکھا تھا، آنکھوں کے گرد ہلکے تھے اور وہ آنکھیں بند کیے دیوار سے سر ٹکائے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔اس کے ہاتھ زنجیروں میں جکڑے تھے۔ وہ سانس لے رہا تھا، اس کی حالت یوں تھی جیسے ہاتھ پیر چھوڑ کر بیٹھ گیا ہو۔دفعتاً دروازہ کھلا اور اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔آنسو آنکھوں سے بہنے لگے، آج کئی دن بعد اسے نظر آنے لگا تھا

مگر اتنا صاف نہیں۔اسے سامنے کھڑے شخص کی ہلکی جھلک دکھی تھی،آج اس نے ایش گرے تھری پیس پہن رکھا تھا۔جیبوں میں ہاتھ اڑسے وہ اس کے سامنے کھڑا تھا مگر اس کی بے بسی،وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا تھا ذہن سے پہچان نہیں سکتا تھا دل سے جان نہیں سکتا تھا

"کیسے ہو مسٹر علمدار؟"وہ بولا تو جیسے مسکرا رہا تھا۔

"مجھے جانے دو۔۔میں یہیں مر جاؤں گا"اس نے ایک ہاتھ پیٹ پر رکھا تھا اور دوسرا ہاتھ فرش کو چھو رہا تھا۔

"اللہ کا واسطہ۔۔۔ہے"اس نے تھوک نگلا،سر میں شدید درد تھا۔اس کی آنکھیں گھوم رہی تھیں

"ارے ارے۔۔درد ہو رہا ہے"وہ ذرا سا اس کے قریب آیا"وہ سہہ سکتیں ہیں تو تم بھی سہہ لوگے" وہ دانت پیستے بولا تھا

"میں۔۔میں مر جاؤں گا"وہ چلایا تھا،اپنا سر پشت سے دیوار سے مارا۔پھر روتے ہوئے چلانے لگا

"میں آئندہ کبھی اسے تنگ نہیں کروں گا،کبھی اسے دیکھوں گا بھی نہیں"وہ ہاتھ جوڑے اس کی منت کر رہا تھا

وہ ہنس دیا۔اس کے قہقہے کمرے میں گونجے تھے"وہ تو اب تم ویسے بھی نہیں دیکھو گے"اس نے جیب سے کچھ نکالا تھا۔شاید ہتھیلی جتنی چھوٹی شیشی"کیا ہوا گر تم اندھے ہو جاؤ"اور پھر سے ہنسا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ روہانسا ہو گیا۔ لڑکھڑاتے کانپتے وجود سے کھڑا ہوا اور اس کی طرف بڑھا مگر زنجیروں نے اسے واپس دیوار کی طرف کھینچا۔ وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا گڑگڑانے لگا، جڑے ہاتھوں سے زندگی کی بھیک مانگنے لگا

"ایسے نہ کرو۔۔ میں مانتا ہوں میں نے اسے بہت تنگ کیا ہے مگر ایسے نہ کرو۔۔ میری شادی ہونے والی ہے، میری ماں بوڑھی ہے" آنسو اس کی آنکھوں سے تواتر سے بہہ رہے تھے

"ان کی بھی شادی ہونے والی تھی۔ تم میرے سامنے ناک بھی رگڑو تو اس درد کا ازالہ نہیں کر سکتے جو تم نے ان کو دیا تھا" وہ دانت پیستے غرایا تھا۔ پھر سانس خارج کی اور نارمل ہوا "ویل، تمھاری ماں اور سو کالڈ لالچی فیانسی۔۔ انھیں یہ پتہ ہے کہ تم دبئی ہو، یہ میرے لیے کوئی مشکل نہیں تھا" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

وہ خاموشی سے حیرت اور صدمے سے اسے دیکھ رہا تھا مگر منظر دھندلے تھے

"انسان میں جتنی خیر ہوتی ہے اتنا ہی شر بھی ہوتا ہے۔ شر کی طاقت خیر سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ شر انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ میں برا نہیں ہوں مگر میں اچھا بھی نہیں ہوں"

اس نے خاموشی سے اس کی بات سنی۔ سر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں، دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا، پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے تھے اور اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا کچھ ایسا نہیں ہے کہ جس کے بدلے مجھے معافی دی جائے؟" وہ بولا تو آواز شکست خوردہ تھی، سرخ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

"معافی مانگو ان سے۔۔ گھٹنوں کے بل جھک کر، شاید تمھیں معافی مل جائے" اس نے زندگی کی ایک امید اس کے ہاتھ میں تھمائی تھی

اس نے سر اٹھایا اور ہاتھ جوڑ لیے "میں معافی مانگنے کو تیار ہوں۔ تم جو کہو گے میں کروں گا، مجھے ناک بھی رگڑنا پڑی تو میں رگڑوں لیکن مجھے جانے دو" ارسل علمدار کی آواز کپکپا رہی تھی۔

وہ ہنس دیا "سوچتا ہوں"

کچھ پل خاموشی کے اور پھر وہ باہر آ گیا۔ ارسل اندر فرش پر لیٹ گیا، وہ بچوں کی طرح بلبلا رہا تھا۔ کمرے سے باہر نکلنے کے بعد اس شخص نے کانوں میں لگے ایئر پوڈ پر انگلی لگائی، فون کی جلتی سکرین اس کے ہاتھ میں تھی

"لے آؤ باہر" وہ سیڑھیاں اترتا نیچے جانے لگا۔ وہ سنجیدہ سا تھا، آنکھوں پر سیاہ چشمہ اور لمبی سی عمارت سے نکل کر اپنی بڑی سی لینڈ کروزر میں بیٹھ گیا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ارسل اس لمبی سی بلڈنگ سے باہر آیا تھا۔ اس نے چھے دن اور سات راتوں کے بعد سورج کی روشنی دیکھی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، اس نے سیاہ تھری پیس پہن

رکھا تھا اور ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔اس کے پیچھے ایک باوردی گارڈ تھا۔گارڈ آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ میں ایک ائیر پوڈ دیا جسے اس نے کان میں لگایا

"کیسے ہو؟"اس کی آواز ارسل کے کانوں میں گونج رہی تھی

"سامنے سفید گاڑی نظر آرہی ہے نا،بیٹھ جاؤ اس میں"

ارسل نے سامنے دیکھا،ایک سفید سویک کار کھڑی تھی۔وہ آگے بڑھا اور پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔اس کو ابھی بھی ذرا سا دھندلا نظر آرہا تھا۔سر میں ابھی بھی درد تھا مگر وہ خاموش تھا۔

سفید گاڑی چل پڑی اور اس سے کچھ فاصلے پر سیاہ لینڈ کروزر اس کے پیچھے تھی۔اس میں بیٹھے شخص نے کسی اور کو کال ملائی اور پھر بولا"دوائی دی تھی اس کو؟"

"یس سر!"ایک خاتون کی آواز ابھری اور اس نے کال کاٹ دی۔

سفید کار ایک فیکٹری کے باہر آرکی تھی،ارد گرد لوگوں کا رش تھا۔آتے جاتے مصروف سے لوگ، دوڑتی ہوئی ٹریفک۔یہ ایک مصروف سی شاہراہ تھی،ارد گرد بہت سے کیفے ز،بیکریاں تھیں۔ٹھیک دس منٹ بعد ایک لڑکی فیکٹری کے دروازے سے باہر آئی،گیٹ پر کھڑے گارڈ نے سر کو خم دے کر اسے سلام کیا،اس نے بھی سر کو خم دیا اور آگے بڑھی۔اس نے آنکھوں پر سیاہ سن گلاسسز لگا رکھی تھیں،وہ اپنی گاڑی کا لاک کھول رہی تھی،گلاسسز آنکھوں سے ہٹا کر بالوں پر ٹکا لیں۔

دور ارسل اسے دیکھ رہا تھا۔دفعتاً سفید گاڑی میں بیٹھے ارسل کے کانوں میں آواز ابھری "نکلو۔۔

معافی مانگو"

اس نے تھوک نگلا اور کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا۔پھر باہر نکلا اور کوٹ درست کیا۔

رابیل شاید کسی سے فون پر بات کر رہی تھی، فون کان اور کندھے کے درمیان تھا۔اس نے گردن تھوڑی سی ٹیڑھی کر رکھی تھی اور مصروف سی بات کر رہی تھی۔چابی پیسنجر سیٹ کے لاک پر لگا رہی تھی جب اسے اپنے پاس کسی کی آواز سنائی دی

"رابیل!" کانپتی، خوفزدہ آواز

اس نے فوراً آنکھیں اٹھا کر ساتھ کھڑے مرد کو دیکھا۔

"میں بعد میں بات کرتی ہوں تم سے" اور کہہ کر اس نے کال کاٹ دی۔رابیل اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔رنگت زرد، آنکھیں گلابی اور آنکھوں تلے حلقے تھے۔۔وہ پہلے سے کمزور تھا مگر لڑکی کا دل ویسے ہی دھڑکتا رہا۔سینے میں کوئی طوفان برپا نہیں ہوا۔وہ مووآن کر چکی تھی۔

رابیل کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ گھٹنوں کے بل گرا تھا، وہ اس کے سامنے سر جھکائے ہاتھ جوڑے بیٹھا رو رہا تھا۔

"رابیل۔۔مجھے معاف کر دو" وہ گردن جھکائے اسے دیکھ رہی تھی۔گیٹ پر کھڑا گارڈ بھی اس کی طرف بڑھا تھا۔وہ بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی

"مجھے۔۔معاف کر دو"وہ سر جھکائے ہچکیوں سے رو رہا تھا"میں نے تمھیں بہت درد دیے ہیں۔ میں نے تمھارا دل توڑا ہے،میں۔۔تم سے معافی چاہتا ہوں"

وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ اس دن کے بعد سے ارسل سے نہیں ملی تھی جس دن سے وہ اس کے دیے زہر سے صحت یاب ہو کر آئی تھی۔اس نے اس کی خبر رکھنا تو کب سے چھوڑ دیا تھا، لڑکی نے تھوک نگلا اور اس جھکے سر کو دیکھتے بولی

"دل توڑنے کا ازالہ ہاتھ جوڑنے سے نہیں ہوتا"

لڑکے نے چہرہ اٹھایا اور اسے دیکھا،آنکھیں سرخ اور گیلے چہرے سے اس نے دوبارہ نیچے دیکھا اور رابیل کے پاؤں کو ہاتھ لگایا مگر وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی"یہ مت کرو"وہ فوراً بول پڑی۔ہاں ٹھیک ہے وہ اس سے نفرت کرتی تھی،اتنی نفرت کہ اس کے بارے میں سوچتی بھی نہیں تھی۔وہ چاہتی تھی کہ یہ دن آئے مگر اس نے اسے جانے دیا تھا۔وہ لوگوں کو جانے دیتی تھی،وہ شدید حملے یا شدید منفی عمل پر رد عمل دیتی تھی مگر اس نے یہ کبھی نہیں چاہا تھا وہ اس کے سامنے یوں اس کے پاؤں کو ہاتھ لگائے اور معافی مانگے۔مگر اس کے سینے میں ابھی بھی کوئی احساس نہیں اٹھا تھا۔اس نے رابیل کو اتنا درد دیا تھا کہ وہ اس کی طرف سے بے حس ہو چکی تھی،بالکل سن بالکل برف

"مجھے معاف کر دو رابیل"اس نے سر اٹھایا تھا۔رابیل نے اسے دیکھا پھر گلابی آنکھوں سے ادھر اُدھر دیکھا،آتے جاتے لوگ دیکھ رہے تھے۔اس نے گردن جھکائے اس شخص کو دیکھا جو تھکا ہارا تھا

"میں تمھیں بتا چکی ہوں" ایک تھوک نگلا" قبریں جتنی بھی سجالو مردے بولا نہیں کرتے"

اور کہتے ہی وہ ایک قدم پیچھے ہٹی اور گاڑی کا دروازہ کھولا، اندر بیٹھی اور گاڑی سٹارٹ کی۔ وہ کافی ڈسٹرب ہو چکی تھی، ایک سانس خارج کی اور پھر گاڑی آگے بڑھادی۔ وہ چلی گئی مگر وہ زمین پر اسی طرح بیٹھا روتا رہا

"دفع ہو جاؤ اب۔۔۔ شکل گم کرو اور آئندہ نظر نہ آنا" اس کے کانوں میں اس شخص کی آواز گونجی جو کچھ فاصلے پر کھڑی لینڈ کروزر میں بیٹھا سب دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سیاہ سن گلاسسز تھیں۔ ارسل کھڑا ہوا اور آنکھیں پونچھیں۔ قید کے چھے دن اور سات راتیں پوری ہوئیں۔

دور کھڑے شخص نے گاڑی موڑ لیں، اس نے سن گلاسسز اتاریں۔ اس کی آنکھیں سیاہ تھیں!

Clubb of Quality Content

وہ لندن برج کے پاس ایک بنچ پر بیٹھی تھی۔ ابر آلود موسم ٹھنڈی چلتی ہوا اور لوگوں کا رش۔ اس نے مسٹرڈ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔ نیچے سیاہ جینز شرٹ تھی اور وہ خاموشی سے بیٹھی گردن اٹھائے مصروف سے لندن ٹاور کو دیکھ رہی تھی۔ وہ لندن ٹاور جسے اس نے خواب میں کئی بار دیکھا تھا۔ وہ خاموش تھی، سر پر لیا سیاہ دوپٹہ ڈھلک کر پیچھے آ گرا تھا۔ اس کی نظریں ٹاور پر ہی تھیں، اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور کہنی ران پر رکھی۔ ہتھیلی تھوڑی تلے تھی اور وہ رات والا خواب سوچ رہی

تھی۔اسے پہلے تو خواب یاد نہیں رہتے تھے مگر اب آنے والے خواب یاد رہنے لگے تھے۔کوٹ کی جیب میں پڑا فون بج رہا تھا۔اس نے ہاتھ جیب میں ڈالا اور فون نکالا، سکرین پر عالیار کا نام چمک رہا تھا۔وہ مسکرائی اور کال اٹھالی

"زوجہ عالیار۔۔ویلی ہیں؟"(ویلی پنجابی زبان کا لفظ ہے جس کا مطب ہے فارغ یا فری)

وہ ہنس دی۔پھر سر ہلایا"جی۔۔ایڈووکیٹ عالیار میں فری ہوں"

وہ بھی جیسے مسکرایا تھا"پہلے تو ڈھیروں پیسے بٹورنے پر ڈھیروں مبارکباد"

"ارے"وہ خفا ہوئی"بٹورے نہیں ہیں۔کمائے ہیں، حاصل کیے ہیں۔۔ڈھیروں پیسے تو نہیں لگ رہے کیونکہ یہاں دو تین چیزیں لوں گی اور وہ گئے پیسے"

"ارے بیگم۔۔ہم پاکستانیوں کے لیے پاؤنڈز ڈھیروں ہی ہوتے ہیں"

سنینا پھر سے ہنس دی۔وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا

"خالو جان کو بتایا؟"

لڑکی مسکرائی"جی۔۔بہت بہت خوش تھے اور بہت سی دعائیں دے رہے تھے"

"ہم دیں گے نہیں لیں گے"اس کا جواب جھٹ سے آیا تھا

"کیا؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"کوئی ٹریٹ دیں، کوئی تحفہ کچھ بھی۔۔پہلی بار کمائے گئے پیسے اگر پیاروں پر پیار سے خرچ کریں تو برکت ہوتی ہے" اس کے لہجے سے شرارت جھلک رہی تھی۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے" لڑکی مسکراتے ہوئے اپنے ناخن دیکھ رہی تھی "مگر بیوی کے پیسے کھانے والے شوہروں کو جنت میں حور نہیں ملے گی"

اس بات پر عالیار دل کھول کر ہنسا تھا۔اس کی ہنسی کی آواز سنینا کے کانوں میں گونجی اور وہ بھی مسکرا دی

"اچھا۔۔" اس نے توقف کیا "کوئی بات نہیں۔۔مجھے حور نہیں چاہیئے۔۔تم کافی ہو"

لڑکی نے مسکراتے ہوئے سر جھکایا۔ تھوڑی دیر پہلے جو وہ پریشان تھی وہ پریشانی اب کہیں تھی ہی نہیں۔

"باقی سب ٹھیک؟ کوئی پریشانی؟" وہ پوچھ رہا تھا اور سنینا کی مسکراہٹ مدھم پڑ گئی

"سب ٹھیک ہے، دن بھی اچھا گزرتا ہے" پھر سانس خارج کی "پتہ نہیں مگر مجھے رات کو بہت عجیب عجیب خواب آتے ہیں"

"کیسے خواب؟"

اس نے نظریں اٹھائیں تو سامنے لندن ٹاور تھا۔اس رات والے منظر اس کے ذہن میں گردش کرنے لگے

Clubb of Quality Content

"ایسے جیسے کوئی میرے پیچھے لگا ہے۔وہ بہت سیاہ ہوتا ہے اور مجھے اس سے ڈر لگتا ہے۔پہلے تین دن تک میں یہی دیکھتی رہی ہوں اور اب۔۔رات کو مجھے لگ رہا تھا جیسے کوئی مجھے بلا رہا ہے۔میرا نام لے رہا ہے۔کوئی ہے جو میرے پر عجیب سا داؤ ڈالتا ہے،اس کے ہونے سے عجیب سا پریشر میرے اوپر ڈلتا ہے۔پتہ نہیں مگر میں اسے دیکھ نہیں پاتی،مجھے ڈر لگتا ہے عالی" وہ خاموش ہو گئی

دوسری طرف عالیار پہلے تو خاموش رہا۔سنینا کو لگا وہ یہی کہے گا کہ خواب ہے بھول جاؤ خواب تو خواب ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ مگر اس نے خاموشی توڑی "کیا تمھارے ارد گرد کچھ عجیب ہو رہا ہے؟"

اس کی بھنویں بھینچ گئیں جیسے وہ کچھ سوچ رہی ہے "نہیں۔۔ایسا کچھ عجیب نہیں ہے۔۔سب نارمل ہی ہے"

"ہوں" کچھ پل کی خاموشی "تم خواب میں اندھیرا دیکھتی ہو"

"ہوں" وہ اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"کیا تم نے یہ خواب مجھ سے پہلے کسی کو بتایا؟"

"نہیں" اس نے سر نفی میں ہلایا "تمھیں ہی بتایا ہے۔بابا کو بھی نہیں بتایا کہ کہیں وہ پریشان نہ ہو جائیں"

Clubb of Quality Content

"ہوں"اس نے ایک گہری سانس لی"تم پریشان مت ہو۔کچھ نہیں ہو گا،رات سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھا کرو"

"سورہ ملک پڑھ کر سوتی ہوں"اس نے جواب دیتے ہیں سر جھکا دیا

"سنینا۔۔تمھاری وہاں کسی سے دوستی ہوئی ہے؟"

"ہاں۔۔ایک لڑکی ہے۔وہ بہت اچھی ہے"اس کے چہرے پر ایک ہلکی مسکان تھی البتہ اس کا سر جھکا رہا۔وہ زمین دیکھتی رہی

وہ جیسے مسکرایا"ٹھیک ہے۔۔رات کو بس اللہ کا بہت ساذکر کیا کرو۔جس کسی جن کا سایہ ہے اتر جائے گا"

لڑکی بھی مسکرائی"ایک جن کا سایہ ہے،پچھلے کئی سالوں سے۔۔وہ تو سرحد پار ہے"

دوسری طرف وہ ہنس دیا"کچھ جن مسلمان ہوتے ہیں اچھے ہوتے ہیں"

لڑکی بھی مسکرائی"تم نے کہا تھا تم آؤ گے"

"پتہ ہے پتہ ہے۔۔تم مجھے مس کر رہی ہو،کرتا ہوں کچھ"

وہ ہنس دی"ہوں۔۔یہاں کوئی ایسا نہیں ہے جس پر میں اپنا غصہ اتار سکوں۔تم ہوتے تو افاقہ ہوتا"

دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے۔اس نے گلے میں سفید موتی چمک رہا تھا۔موسم سرمئی ہو رہا تھا جیسے بارش ہونے کو ہے۔

شام ہوتے ہی سفید سرمئی بنگلے کی بتیاں جل اٹھی تھیں۔آسمان نارنجی تھا مگر اس میں جامنی اور سرمئی رنگ کا تاثر تھا۔بڑے سے سفید سلاخوں والے گیٹ پر ایک شخص کھڑا گارڈ سے مخاطب تھا۔ پھر اندر بڑھا اور گیراج سے ہوتا لاؤنج کے دہانے پر آ کھڑا ہوا۔جوتا اتارا اور ساتھ پڑے جوتوں کے ریک میں رکھا،سیاہ جرابیں نمایاں ہوئیں اور اندر داخل ہوا۔سامنے لاؤنج میں ملیحہ بیٹھی تھیں،ساتھ عارفین اور آرا بھی تھیں۔وہ چہکتی ہوئی اپنی نانی اور ماں کو کوئی قصہ سنا رہی تھی،وہ مسکراتے ہوئے اسے سن رہی تھیں۔وہ اندر داخل ہوا تو ان کی مسکراہٹ سمٹی،چہرے پر سوالیہ تاثر تھا

"السلام علیکم!"وہ آگے بڑھا،آرا اپنی ماں کے ساتھ جا بیٹھی۔

ملیحہ کھڑی ہوئیں اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا"وعلیکم السلام!کیسے ہو؟"پھر بیٹھ گئیں مگر وہ کھڑا رہا۔

آرا کو دیکھ کر مسکرایا،وہ بھی مسکرا دی۔

"میں ٹھیک ہوں"پھر خود ہی بول پڑا"مامون بھائی کہاں ہیں؟"وہ ملیحہ سے ذرا فاصلے پر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ابھی آفس سے آیا ہے،فریش ہو کر آتا ہو گا"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔لائلہ جوس لے آئی،اس نے پاس کھڑی لائلہ سے جوس کا گلاس لیا اور لبوں سے لگایا۔آرا ابھی بھی اپنی ماں سے مسلسل کچھ پوچھ رہی تھی اور وہ اسے جواب دے رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دفعتاً سامنے سے مامون آتا دکھائی دیا۔اس کے گیلے بال سامنے سے ماتھے سے چپکے تھے،سیاہ گول گلے والی شرٹ اور سیاہ جینز۔۔اس نے آتے ہوئے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تو مسکرا دیا۔وہ کھڑا ہوا اور مامون سے ہاتھ ملایا،پھر کندھے لگا اور الگ ہوا

"کیسے ہیں آپ؟"

"میں ٹھیک" دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے

"وہ۔۔مجھے آپ سے بات کرنی تھی" وہ کچھ ہچکچا رہا تھا۔مامون سمجھ گیا اور اسے ساتھ لیے باہر باغ میں آ گیا۔اس نے سرمئی گول گلے والی شرٹ اور چار کول کار گو جینز پہن رکھی تھی۔

دونوں گھاس پر کھڑے تھے،مامون سینے پر بازو لپیٹے اسے سن رہا اور وہ بول رہا تھا

"میں نے ان کا خط پڑھا ہے۔کافی دن بعد دماغ کام کرنا شروع کیا ہے" ایک لمحے کا توقف "آپ کو پتہ ہے انھوں نے آپ کو جو خط لکھا ہے اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ انھیں یہاں خوف محسوس ہوتا ہے،یعنی وہ جس جگہ پر ہیں وہاں انھیں خوف محسوس ہو رہا تھا" وہ مامون کے جھکے سر کو دیکھے جا رہا تھا مامون نے سر اٹھایا اور مسکرایا "اشعر" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "میں پہلے ہی خط پڑھ چکا ہوں اور اس کے خط کو بھی ڈی کوڈ کر چکا ہوں۔۔کوئی فائدہ نہیں ہوا" اس نے سانس خارج کی اور ہاتھ پہلو میں گرا دیے

"مطلب؟آپ کو پتہ ہے انھوں نے خوف کیوں لکھا؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"ہوں" اس نے سر اثبات میں ہلایا" اسے مارگلہ سے ڈر لگتا تھا۔ وہ مارگلہ کے پہاڑوں سے خوف کھاتی تھی" اس نے اپنی بات مکمل کی مگر اشعر کی بھوری آنکھیں کوئی اور کہانی سنا رہی تھیں

"نہیں مامون بھائی" اب مامون کی بھنویں بھینچی تھیں، چہرے پر سوالیہ تاثر تھا" انھیں مارگلہ کے پہاڑوں سے ڈر نہیں لگتا تھا"

مامون کے چہرے سے تجسس واضح تھا" پھر؟" آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا

"انھیں پہاڑوں سے ڈر لگتا ہے۔ چاہے وہ مارگلہ کے پہاڑ ہوں یا کوئی بھی، ان کا خوف پہاڑ تھے مارگلہ کے پہاڑ نہیں"

اور یہ ایک سال دس ماہ بعد کسی نے مامون کی آنکھیں کھولی تھیں۔ پزل کا یہ حصہ وہ مس کر رہا تھا۔ اشعر نے صحیح حصہ صحیح جگہ رکھا تھا مگر کیا وقت گزر نہیں چکا تھا؟

"وہ ابھی بھی پہاڑوں میں ہو سکتی ہیں۔ شاید اس وقت انھیں کسی ایسی جگہ پر لے جایا جانے والا ہو جہاں پہاڑ ہوں یا انھیں وہاں رکھا گیا ہو جہاں پہاڑ ہوں" وہ بولتا جا رہا تھا اور مامون سن رہا تھا، اس کے چہرے پر "ارے ہاں!" والا تاثر تھا، یہی وہ چیز تھی جسے وہ مس کر گیا تھا

اس نے سمجھ کر سر ہلایا" تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر دنیا میں پہاڑ کم نہیں ہیں۔ ہم کہاں کہاں اسے ڈھونڈیں گے؟"

اس بات کا جواب اشعر کے پاس بھی نہیں تھا۔وہ اسی بات کا جواب لینے تو مامون کے پاس آیا تھا۔

اس نے سانس خارج کی اور شانے اچکائے "اس سے آگے مجھے نہیں پتہ۔۔پتہ نہیں وہ کیسی ہوں گی؟"

مامون مسکرادیا "کیا تم مجھ پر یقین کرتے ہو؟"

اس نے دھیمی مسکراہٹ لبوں پر لیے اسے دیکھا "شروع سے"

وہ مسکرادیا "تیمور کے آنے کا انتظار کرو، ہم اسے ڈھونڈ لیں گے"

اس کے لہجے میں پختگی تھی،اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔اسے اب تھوڑا اطمینان تھا۔وہ مامون کے قول پر یقین کرتا تھا اور مامون اپنے قول کا پکا ہوتا تھا۔

شام گہری ہوتی رات میں داخل ہو رہی تھی۔آسمان گہرا جامنی ہو رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے اشعر سے کچھ کہہ رہا تھا۔اشعر اس کی کسی بات پر سر ہلا رہا تھا،وقت گزرتا انھیں دیکھ رہا تھا۔وقت کے پاس تو ہر پہیلی کا حل ہوتا ہے نا!

وقت سرکتا رہا اور سرکتے سرکتے مغرب سے عشاء میں داخل ہو گیا۔ہر سو اندھیرا تھا،لاہور میں بتیاں جل چکی تھیں۔ہر سو شور تھا مگر اس دو منزلہ مکان میں شور کی نوعیت کچھ اور تھی۔دل دھڑکنے کا شور،ایسا شور جو کان سن سکتے ہیں۔لاؤنج میں عبدالباسط اپنی بیوی کے ساتھ مولوی کے سامنے کھڑا

تھا۔فاطمہ نے معمول کی طرح اس کی کہنی تھام رکھی تھی اور اس کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔سامنے مولوی کے ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے اور چہرے کے نقوش تنے ہوئے تھے

"یہ اصل کاغذات ہیں؟"مولوی نے ذرا بلند آواز میں پوچھا تھا

"جی"عبدالباسط کے چہرے سے واضح پریشانی جھلک رہی تھی

"کب ہوا تم دونوں کا نکاح؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے

"تین ہفتے پہلے"اس نے تھوک نگلا

مولوی نے کاغذات اپنے ساتھ تخت پوش پر پٹخ دیے۔

"میری ہی عقل پر پردے پڑے تھے جو تم لوگوں کی جانچ پڑتال کیے بغیر تم لوگوں کو اپنے گھر جگہ دے دی"وہ کھڑے ہوئے اور عبدالباسط کی آنکھوں میں گھورا

"ہم آپ کا مکان خالی کر دیتے ہیں"اس نے جیسے مسئلے کا حل بتایا تھا

مولوی خاموش رہا،وہ کچھ سوچ رہا تھا۔پھر گلا کھنکھار کر بولا"تم لوگ رہ سکتے ہو،صرف ایک شرط پر"

لڑکی کی کہنی پر گرفت مضبوط پڑی۔عبدالباسط بھی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

"کیسی شرط؟"

"تم میرے لیے کام کروگے۔موبائل مارکیٹ میں نے تمھیں دکھائی تھی نا،وہاں میرے ملازم کام کرتے ہیں"سانس لینے کا وقفہ "تم وہاں کام کروگے مگر منافع مجھے دوگے"مولوی نے اپنی شرط رکھ دی

"میں وہاں کام کیوں کروں؟وہاں پہلے سے لڑکے کام کرتے ہیں۔میں کسی کی روزی پر لات نہیں مارتا"اس نے انکار کرکے سر جھٹک دیا

"میرا دماغ بہت گرم ہے لڑکے،وہاں کام کرتے لڑکے ڈنڈی مارتے ہیں۔مجھے بے ایمان لوگ نہیں پسند،تم ان کی جگہ کام کروگے"انھوں نے اپنا فیصلہ سنا دیا

"اور اگر میں آپ کی بات سے انکار کردوں تو؟"اس نے ابرو اٹھایا

مولوی مسکرا دیا اور تخت پوش پر پڑے کاغذات پکڑے"میں یہ ڈنڈورا پیٹ دوں گا کہ تم دونوں کا نکاح باطل ہے۔تم دونوں گاؤں سے بھاگ کر آئے ہو اور ایسا پولیس کیس میں پھنساؤں گا کہ ساری عمر جیل میں رہو گے۔۔ویسے بھی تم دونوں نے بھاگ کر شادی کی ہے۔۔میں تم لوگوں کو تمھارے گاؤں والوں کے حوالے کردوں گا"آدھی کہانی مولوی نے خود سے گڑھی تھی اور اس نے ہوا میں تیر چلایا،یہ الگ بات ہے کہ تیر نشانے پر لگا تھا۔

لڑکی کا ہاتھ اس کی کہنی سے لڑکے کے ہاتھ میں گیا۔اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا،گرم ہاتھ میں ٹھنڈے ہاتھ کا تاثر۔اس کے جبڑے بھینچ گئے"آپ ایسا نہیں کر سکتے"وہ دانت پیستے بولا تھا

"میں ایسا کر سکتا ہوں۔ تم میرے لیے کام کرو، میں تمھیں بخش دوں گا" مولوی کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی

"ہماری بد قسمتی کہ ہم گاؤں والوں سے بچ کر شہر والوں میں پھنس گئے" اس کا چہرہ لال ہو چکا تھا، کنپٹی کی رگ واضح ہو رہی تھی

"صبح تک کا وقت ہے۔ سوچ لو کیا کرنا ہے" مولوی نے کاغذات پکڑے اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ لڑکے نے گردن جھکا کر لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھیں گلابی تھیں۔ وہ سیاہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

"میں سب ٹھیک کر دوں گا فاطم۔۔ میرا یقین رکھو" اس نے اپنی بیوی کا ٹھنڈا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا

"اسے کیسے پتہ چلا باسط کہ ہم گاؤں سے بھاگ کر آئے ہیں" وہ اپنے شوہر کے روبرو کھڑی تھی

"مجھے نہیں پتہ۔۔ تم ٹھیک کہتی تھی وہ ہماری ٹوہ میں لگا ہے" وہ سانس خارج کر کے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ لڑکی کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے "ہم نے نکاح کیا ہے باسط، کوئی گناہ نہیں جو سب سے چھپتے پھر رہے ہیں۔ اوپر سے یہ مولوی اس پر تو قہر پڑے گا، کتنا بے شرم ہے۔۔ اتنی بڑی داڑھی رکھ کر بھی بے غیرت ہے۔۔ داڑھی والا شیطان"

باسط نے اسے دیکھا جو اس مولوی کو کوس رہی تھی اور مسکرا دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ اچھا تھا"

وہ حیران ہوئی، بھنویں بھینچ گئیں "کیا؟"

"داڑھی والا شیطان" اور مسکرا دیا

وہ بھی آنکھوں میں آنسو لیے مسکرا دی۔ پھر ہتھیلیوں سے رگڑ کر آنکھیں صاف کیں "اب کیا کریں گے؟"

لڑکے نے سانس خارج کی "وہی جو ہمیں کرنا چاہیئے"

لڑکی کی سیاہ آنکھیں لڑکے کی سیاہ آنکھیں پڑھ رہی تھیں۔

وہ جس وقت کمرے میں آئی عالی جاہ سارا سامان بکھیر کر بیٹھی تھی۔ بستر پر بہت سے کاغذات بہت سے کارڈز تھے۔ سنینا نے اپنا پرس اپنے بستر پر رکھا اور بیٹھ گئی۔ پھر عالی جاہ سے مخاطب ہوئی

"کچھ ڈھونڈ رہی ہو کیا؟"

وہ مصروف سی تھی۔ سر اثبات میں ہلایا "ایک جگہ پر جاب کے لیے اپلائی کرنا ہے کچھ ڈاکومنٹس ڈھونڈ رہی ہوں"

سنینا نے سن کر سر اثبات میں ہلایا۔وہ اس کے کاغذات کو دیکھ رہی تھی، پھر ذرا سا آگے کو ہوئی۔ ایک ہلکے نیلے رنگ کا کارڈ اس کی توجہ کا مرکز بنا۔اس نے آگے جھک کر سفید صفحے کے نیچے سے وہ چھوٹا سا کارڈ نکالا۔اس پر مسکراتے ہوئے ایک لڑکے کی تصویر تھی جس کے بال گھنگریالے تھے۔ اس کا نام ڈگری اور پتہ ایک طرف لکھا تھا۔سنینا نے بھنویں بھینچے وہ کارڈ دیکھا اور پھر عالی جاہ کی طرف وہ کارڈ بڑھایا

"یہ عبدل ہے؟"

اس نے ایک نظر اس کارڈ کو دیکھا "ہاں۔۔ایک دفعہ اس نے میری یونیورسٹی میں اپنے کچھ ڈاکومنٹس جمع کرانے تھے تب دیا تھا۔۔واپس کرنا یاد نہیں رہا شاید "اور مصروف سی کاغذات اپنی فائل میں لگانے لگی۔

"مگر۔۔یہاں نام تو مختلف ہے "اس نے کارڈ کو پلٹ کر دیکھا

عالی جاہ نے سانس خارج کی اور اسے مسکرا کر دیکھا "ہاں۔۔اس کی identity بدل گئی ہے نا"

"مطلب؟"سنینا کو کچھ سمجھ نہیں آیا

"وہ پہلے یہودی تھا نا۔۔اب مسلمان ہے "اس نے بڑی سادگی سے بات مکمل کی اور کھڑی ہوئی۔ الماری کی طرف بڑھی اور پہلا پٹ کھولا مگر سنینا ابھی بھی وہیں اس کارڈ پر ہی اپنی سوچ مرکوز کیے بیٹھی تھی

Clubb of Quality Content

"فلاطیوس" اس نے کارڈ پر لکھا نام پڑھا۔ یہ نام اسے کہیں سنا سنا سا لگا، اس نے یہ نام سن رکھا تھا مگر کہاں؟

اسے تو آج پہلی بار پتہ چل رہا تھا کہ وہ مسلمان نہیں تھا۔ وہ ایک یہودی تھا۔ اس نے عالی جاہ کو دیکھا

"مجھے آج پتہ چلا" اور مسکرائی

وہ واپس بستر پر آ بیٹھی "تین چار سال پہلے کی بات ہے۔ ماضی تھا اس لیے اس نے تمھیں بتایا نہیں ہو گا" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

سنینا نے فقط سر ہلایا۔ پھر عالی جاہ کو دیکھا "میں نے۔۔ فلاطیوس کا نام کہیں سنا تھا۔۔ یہ کیا کرتا تھا؟"

اس نے اپنی فائل بند کی "یہ۔۔ ایک آرٹسٹ تھا۔ بہت بڑا آرٹسٹ، کرسٹوفر سے بھی پہلے کا۔۔ پھر اس نے پینٹنگ چھوڑ دی" اس نے پھر سے شانے اچکائے۔ وہ اب سنینا کو دیکھ رہی تھی

"عبدل۔۔" وہ حیران ہوئی "وہ پینٹر تھا" پھر مسکرائی "رئیلی؟" یہ بات اس کے لیے حیران کن تھی

"ہاں۔۔ تم گوگل پر سرچ کر واسے۔۔ یہ بہت بڑا آرٹسٹ تھا۔ کرسٹوفر اس کی سٹوڈنٹ تھی" وہ بڑے جوش سے بتا رہی تھی

"پھر پینٹنگ کیوں چھوڑی؟" اسے تجسس محسوس ہوا

"پتہ نہیں۔۔ اس نے چھوڑی نہیں ہے کبھی کبھی کرتا ہے مگر۔۔" اس نے توقف کیا "کہتا تھا کوئی spiritual مسئلہ ہے"

"اوہ۔۔"اس نے کارڈ واپس وہیں رکھا جہاں سے اٹھایا تھا"روحانی مسئلہ؟"

عالی جاہ نے سر اثبات میں ہلایا"تم اگر ابھی بھی کہیں فلاطیوس کا نام لو گی تو اس کی تعریف ہی سنو گی۔وہ اچھا تھا کم از کم کرسٹوفر کی طرح مغرور نہیں تھا"اس نے بڑی شان سے ہاتھ جھلایا۔

سنینا مسکرائی"عبدل۔۔وہ آرٹسٹ ہے"پھر کارڈ کو دوبارہ دیکھا"میرے لیے یقین کرنا مشکل ہے"

عالی جاہ مسکرائی اور اپنی فائل پکڑی۔پاس پڑا پرس کندھے پر ڈالا

"میں اپنی دوست کو یہ فائل دے کر آئی۔۔پھر ڈنر کریں گے"

سنینا نے سر ہلایا اور عالی جاہ چلی گئی۔کارڈ لڑکی کے ہاتھ میں ہی تھا۔اسے یاد آگیا تھا کہ اس نے فلاطیوس کا نام کہاں سنا تھا۔اس دن جب سٹوڈیو میں لڑکی نے سنینا سے کہا تھا

“Everyone is genius untill Christopher comes”

تو پیچھے سے ہی عبدل آگیا تھا۔اس نے آتے ہی کہا تھا کہ فلاطیوس کا نام سنا ہے تو لڑکی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔اس نے سنینا کو بتایا تھا کہ جب دل ہو وہ تب ہی پینٹ کرتا ہے اور وہ سٹوڈیو بھی تو اسی کا تھا۔اس نے سانس خارج کی،تو وہ ایک پینٹر نکلا۔صبح وہ اس سے پوچھے گی کہ اس نے کیوں نہیں بتایا؟

اسے مزید تجسس محسوس ہوااور کوٹ کی جیب سے فون نکالا۔ گوگل کھولااور سرچ بار پر فلاطیوس کا نام لکھا۔اس کی تصویر کے ساتھ اس کی پہچان لکھی تھی۔وہ ایک آرٹسٹ تھااور اس کا ایک مشہور قول تھاجو گہرے سیاہ رنگ سے لکھا ہوا تھا

"ہر آرٹسٹ پینٹر ہوتا ہے مگر ہر پینٹر آرٹسٹ نہیں ہوتااور وہ ایک آرٹسٹ ہے"

سنینا مسکرائی اور اس کے بارے میں مزید پڑھنے لگی۔اس نے اس کی تصاویر دیکھنا چاہیں۔

اس کے بائیں بازو پر ٹیٹو بنا تھا، بال گھنگریالے مگر چھوٹے تھے۔اس کے بائیں کان میں سیاہ بالی تھی اور بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں سیاہ چھلا۔وہ مسکرا رہا تھااور آج کے عبدل سے بہت مختلف تھا۔

وہ اس کے بارے میں مزید پڑھ رہی تھی جس میں اس کے دین بدلنے کا بھی ذکر تھا۔اس کی فیملی نے اسے ڈس اون کیا تھا، وہ عزرائیل سے تھااور پچھلے کئی سالوں سے لندن میں ہی تھا۔لوگ آج بھی اس کے کام کو سراہتے ہیں، اس کے شاہکار میوزیم میں نمائش کے لیے تھے مگر کوئی انھیں خرید نہیں سکتا تھا۔ سنینا کو ایک عجیب سا احساس محسوس ہوا تھا۔وہ ایک بڑے آرٹسٹ کی صحبت میں تھی مگر انجان تھی اور وہ اتنا جھکا ہوا اتنا ہمبل تھا کہ اس نے محسوس بھی نہیں ہونے دیا۔لڑکی نے سکرین بجھا دی۔ صبح وہ عبدل سے فلاطیوس کے بارے میں پوچھے گی۔وہ کھڑی ہوئی اور کوٹ کھونٹی سے لٹکایا۔باہر شام گہری ہو رہی تھی

دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔اسلام آباد میں آج ہلکی دھند اور ٹھنڈ تھی۔ خزاں کا موسم سردی میں بدل چکا تھا اور سورج بادلوں کے پیچھے اپنا منہ چھپائے بیٹھا تھا۔ایسے میں آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی۔ گلشن آرا باہر لاؤنج میں بیٹھیں فاطمہ کے ساتھ پودینے کے پتے الگ کر رہی تھیں۔ٹی وی پر ایک مارننگ شو چل رہا تھا، فرحت صفائی والی سے اچھے سے صفائی کروا کر اب فری ہوئی تھیں۔

دوپٹے سے گیلے ہاتھ صاف کرتیں وہ کچن سے نکلیں اور رابیل کے کمرے کی طرف بڑھیں۔

دروازہ کھولا تو اندر اندھیرا تھا، ایک طرف زیرو کا بلب جل رہا تھا۔ کھڑکی پر پردے تھے اور کمرہ باہر کے ماحول کی نسبت گرم تھا۔انھوں نے کھڑکی پر سے پردے ہٹائے تو روشنی اندر آئی۔زیرو کا بلب بند کیا اور سوئی ہوئی لڑکی کو کندھے سے ہلایا

"بیلی۔۔اٹھ جاؤ بیٹے، گیارہ بج گئے ہیں اور کتنا سونا ہے؟"رابیل اٹھے نہ اٹھے اس کا بلا فوراً گردن اٹھائے بولنے لگا تھا۔

"بیلی "انھوں نے ایک بار پھر اسے ہلایا تو اس کی پلکیں پھڑ پھڑائیں۔پھر آنکھیں کھول کر ادھر اُدھر دیکھا، فرحت سامنے بیٹھی تھیں

"اٹھ جاؤ بیٹے۔۔زیادہ سونے سے پھر تمھارے سر میں درد ہو گا"وہ دھیما سا مسکرائیں۔

رابیل نے سانس خارج کی اور آہستہ سے اٹھی، پیچھے سے تکیہ ٹھیک کیا اور ٹیک لگائے بیٹھ گئی۔اس کے لمبے سیاہ بال کھلے تھے۔ہاتھ سے آتی جمائی روکی اور پھر ان سے مخاطب ہوئی

"امی کیا ٹائم ہوا ہے؟" آنکھیں ابھی بھی بند ہو رہی تھیں

"گیارہ بج گئے ہیں۔۔کب سے اٹھا رہی ہوں"

اس کا بلا اس کے ساتھ سے چھلانگ مار کر اس کی گود میں آ بیٹھا

"اوہ۔۔میں اتنا زیادہ سوئی ہوں" اس نے سائیڈ ٹیبل سے فون پکڑا اور سکرین آن کر کے بجھا دی۔

پھر فرحت سے مخاطب ہوئی "آپ کو مجھے پہلے ہی اٹھا دینا چاہیئے تھا پیاری امی" اس نے دونوں ہاتھ اپنے جبڑوں تلے رکھے اور انھیں دیکھنے لگی

"نو بجے آئی ہوں، پھر دس بجے۔۔تم تو پتہ نہیں کتنے سالوں کی نیند آج ہی پوری کر رہی تھی" وہ خفا ہوئی تھیں۔

رابیل ہنس دی "ایسے آپ مینو کو اٹھاتی تھیں"

وہ بھی مسکرا دیں۔

"پراٹھا بنا دوں؟" انھوں نے پیار سے پوچھا حالانکہ رابیل کی صبح صبح پراٹھے سے جان جاتی تھی پھر بھی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔وہ اٹھ گئیں

"چلو منہ ہاتھ دھو کے آ جاؤ۔۔مجھے دوبارہ آنا نہ پڑے نہیں تو میں تمھیں واقعی مینو سمجھ لوں گی"

انھوں نے منہ کے زاویے بگاڑتے اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ باہر آئی تو صارم صوفے پر گلشن آرا کے ساتھ بیٹھا اسے دیکھتے مسکرایا، پھر اپنے بازو پھیلا لیے۔ وہ بھی مسکرائی اور اسے اٹھالیا۔ پھر اسے گود میں لیے بیٹھ گئی، اس کا بلا اس کے ساتھ ہی تھا، اسے بھی رابیل کی عادت ہو گئی تھی۔ فرحت کچن سے باہر آئیں تو ایک ہاتھ میں پراٹھا انڈہ اور دوسرے میں چائے تھی۔ اس کے سامنے رکھا اور اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ اس نے پراٹھے کا پہلا نوالہ توڑا اور انڈہ لگا کر صارم کو کھلایا۔ پھر دوسرا نوالہ توڑ کر خود کھایا۔

"رابیل" فرحت دونوں ہاتھ گود میں لیے بیٹھی تھیں

"جی امی" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے بیٹے" وہ سنجیدہ ہوئی تھیں۔ اس نے اپنی ماں کو دیکھا ان کے خوبصورت گورے ہاتھ کمزور ہو چکے تھے۔ بال بھی سامنے سے سفید ہونے لگے تھے اور وہ مسکراتیں تو آنکھوں کے گرد جھریاں نمایاں ہوتیں۔

"نوید بھائی یاد ہیں تمھیں" انھوں نے بات شروع کی

"جی جی۔۔ ابو کے بہت اچھے دوست تھے، دو سال پہلے ڈیتھ ہوئی ان کی۔۔ خیریت؟" اس نے ایک اور نوالہ توڑ کر منہ میں ڈالا۔

"ان کی بھابھی ملی تھیں مجھے۔۔ یہ کل میں اشعر کے ساتھ گروسری کرنے گئی تھی نا تو وہ اپنی بیٹی کے ساتھ آئی تھیں" انھوں نے بات مکمل کی۔ رابیل نے سمجھ کر سر ہلایا

"جی" چھوٹا نوالہ توڑ کر انڈے کے ساتھ صارم کو کھلایا

"ان کی نند ہیں۔۔ مسرت بانو، مجھے شادی پر بھی ملی تھیں" وہ بغور رابیل کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔ پاس بیٹھی گلشن آرا بس انھیں دیکھ کر سانس خارج کر کے رہ گئیں۔ وہ بات گھما رہی تھیں اور یہ بات وہ بھی جانتی تھیں

"اچھی خاتون ہیں۔ ان کا بیٹا ابھی ابھی باہر سے آیا ہے اور وکالت کرتا ہے۔۔ انھوں نے تمھارا ہاتھ مانگا ہے" بالآخر انھوں نے اپنی بات کہہ دی

رابیل نے چائے کا گھونٹ بھرا اور انھیں دیکھا "آپ کہاں ملیں ان سے؟"

"مینو کے ولیمے پر۔۔ مسرت اور اس کی بھابھی ساتھ آئی تھیں" ان کی آنکھوں میں ایک چمک تھی جسے رابیل نظر انداز نہیں کر سکی۔

اس نے گلشن آرا کو دیکھا جو کہ نظریں جھکائے پودینہ الگ کر رہی تھیں۔ پھر فرحت کو دیکھا

"ٹھیک ہے۔۔ آپ دیکھ لیں، جیسا آپ کو ٹھیک لگے" اس نے شانے اچکائے

"بیٹا وہ اچھی خاتون ہیں۔ میرے ماننے سے کیا ہوتا ہے فیصلہ تو تمھارا ہی ہو گا" وہ اپنے ہاتھوں کو مٹھی کی صورت بند کیے گود میں رکھے اس سے مخاطب تھیں

"امی۔۔ شادی میں نے خاتون سے نہیں خاتون کے بیٹے سے کرنی ہے۔ آپ دیکھ لیں، مل لیں۔ آپ زیادہ بہتر جانتی ہیں" اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹھیک ہے۔۔وہ لوگ ملنا چاہ رہے تھے"

"تین چار دن بعد کا کہیے۔۔میں بہت مصروف ہوں ابھی اور مینا کو بھی آ لینے دیں"اس نے جیسے بات مکمل کی تھی

"مینا چاہے مہینے بعد آئے"وہ جھٹ سے بولیں

"میری کل بات ہوئی ہے اس سے۔۔کہہ رہی تھی سردی بہت ہے،دو تین دن تک واپس آ رہی ہے۔اسے بھی کہیں چین نہیں پڑتا"کہتے ہی اس نے صارم کو گود سے نیچے اتارا۔وہ بلے کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا

"چلو ٹھیک ہے۔۔شام کو کال آئے گی تو بتا دوں گی"وہ اٹھیں اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر چلی گئیں۔البتہ لڑکی کے پیٹ میں مروڑ پڑے تھے،دل بھی عجیب ہوا تھا۔یہ تیسری مرتبہ تھا کہ رابیل کسی رشتے کے بارے میں سوچنے والی تھی مگر خدا جانے قسمت کو کیا منظور تھا

سٹوڈیو میں کھڑی سنینا اپنے کینوس پر بھورا رنگ بکھیر رہی تھی۔اس نے مسٹرڈ کوٹ پہنا ہوا تھا، پشت ہال کے دروازے کی طرف تھی۔اس سے کچھ فاصلے پر کرسٹوفر کھڑی تھی جس کا کینوس سیاہ تھا اور وہ اس پر سرمئی رنگ سے پینٹ کر رہی تھی۔مسٹرڈ کوٹ والی لڑکی کے ایک ہاتھ میں پیلٹ

تھی اور وہ اپنی پینٹنگ کی طرف مگن تھی۔اسے اپنے پیچھے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی اور وہ مڑی۔پھر مسکرائی،وہ عبدل تھا جس کے سر سے آج رومال غائب تھا اور اس کے چھوٹے گھنگریالے بال واضح تھے۔وہ سنینا کو دیکھ کر مسکرایا اور پھر اس کی پینٹنگ کو دیکھا۔اس نے آج لندن پینٹ کیا تھا،بھورے رنگ کے مختلف شیڈز،زرد اور سرخ رنگ کا بہترین امتزاج۔خزاں میں لپٹا سوکھے پتوں سے مزین لندن،دور سے لندن ٹاور نظر آرہا تھا جو کہ خاموش سا تھا۔وہاں کوئی انسان نہیں تھا، کوئی ذی روح یا کوئی نفس نہیں۔خالی راہداری خالی بنچ جس پر خزاں کا اثر لیے زرد پتے گرے ہوئے تھے۔لندن برج کے نیچے سے گزرتے پانی کا رنگ بھی کچھ اداس سا تھا،ریلنگ کے گرد بھی زرد پتے تھے گویا کہ خزاں اپنے جوبن پر ہے۔

"آپ نے خزاں نہیں دیکھا۔کم از کم لندن میں نہیں دیکھا"

سنینا مسکرائی "کیا واقعی؟" پھر رازداری سے بولی "میں نے تصور کیا اور تصویر بنادی"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا "بالکل۔۔آرٹسٹ ہیں تصور اور تصویر تو رگ جان ہیں"

اس نے سنینا کے ہاتھ سے پینٹ برش لیا اور پیلیٹ لے لی۔وہ اس کی پینٹنگ کو خود پینٹ کر رہا تھا۔ سنینا نے پہلے اس کے چہرے کو دیکھا،شفاف چہرہ جس پر ہلکی بڑھی شیو۔اطمینان اور معصومیت اس کے چہرے کی زینت تھی۔اس نے اس کے کینوس پر چلتے ہاتھ دیکھے،کسی ماہر کے ہاتھ۔

"آپ بہت اچھا پینٹ کرتے ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی بھنویں بھینچ گئیں مگر وہ مسکرایا"ابھی تو کیا بھی نہیں"

سنینا نے اسے پھر سے دیکھا"میں نے دیکھا ہے۔۔فلاطیوس"

اس کے کینوس پر چلتا ہاتھ تھم گیا اور اس نے سنینا کو دیکھا۔سپاٹ چہرہ پھر مسکرایا"یہ کب پتہ چلا آپ کو؟"

"چل گیا"اس نے شانے اچکائے"ویسے آپ خود کو میرا بھائی کہتے ہیں اور یہ بات چھپائی کہ آپ ایک آرٹسٹ ہیں۔بہت اچھے بہت مشہور آرٹسٹ"

اس کے ہاتھ کی حرکت میں تیزی آئی تھی"یہ ضروری نہیں تھا۔کسی کو اپنا ماضی کیوں بتائیں؟اپنے گناہوں پر گواہ کیوں بنائیں؟"اس نے ایک بار پھر سنینا کو دیکھا۔مسکراہٹ چہرے پر سجی رہی۔

"گناہ؟"وہ حیران ہوئی"کون سے گناہ؟"

وہ ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلایا"چھوڑیں۔۔بس ایسے ہی"

"آپ نے پینٹنگ کیوں چھوڑی؟"اس نے اگلا سوال جھٹ سے کیا تھا۔

وہ پیلٹ کی طرف متوجہ زرد رنگ اور بھورے رنگ کو ملا رہا تھا"کبھی کبھی کچھ ایسی چیزیں چھوڑنی پڑتی ہیں جو آزمائش بن جائیں"

اسے اس کی بات سمجھ نہیں آئی مگر اس نے اگلا سوال کر ڈالا"مگر آپ بہت اچھا پینٹ کرتے ہیں"

اس کا ہاتھ کینوس پر چل رہا تھا"اس دنیا کو پانے کے لیے اس دنیا کی بعض چیزوں کو محدود کرنا پڑتا ہے۔میں نے پینٹنگ نہیں چھوڑی محدود کی ہے،لمٹ قائم کی ہے"

اس نے کہتے ہی سنینا کو دیکھا"دونوں میں فرق ہے مسز سنینا"

سنینا مسکرائی۔وہ پھر سے پینٹنگ کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کو چھوڑ کر کیا حاصل ہوا؟"

اس نے چہرہ اٹھایا اور سنینا کے گلے میں چمکتے موتی کی طرف اشارہ کیا"یہ۔۔"

لڑکی نے تھوڑی گردن سے لگائی"یہ؟"پھر عبدل کو دیکھا"کہاں ہے؟"

عبدل ہنس دیا"نظر نہیں آتا۔کچھ خزانے چھپے ہوتے ہیں۔وہ سب کو نظر نہیں آتے"

سنینا بھی مسکرائی اور سانس خارج کی"آپ میرے بابا اور ہز بینڈ کی طرح مشکل باتیں کرتے ہیں"

وہ فقط مسکرایا۔

سنینا نے گلا کھنکھارا بڑی رازداری سے بولی"کرسٹوفر آپ کی سٹوڈنٹ تھی؟"

عبدل نے پہلے اسے سنجیدگی سے دیکھا پھر ذرا سا جھکا اور سرگوشی کی"مرید تھی"پھر مسکرایا۔وہ بھی مسکرا دی

کچھ پل خاموشی کی نظر ہوئے۔پھر لڑکے نے گلا کھنکھارا"ایگزیبیشن پر ایک ریسٹورنٹ اونر آیا تھا۔میں اسے جانتا ہوں۔وہ آج کل اپنا ایک کافی کیفے کھول رہے ہیں"اس نے کینوس سے نظریں ہٹا کر

سنینا کو دیکھا"انھوں نے جب سنا کہ یہ پینٹنگ آپ نے ایک رات میں بنائی ہے تو وہ کافی متاثر ہوئے۔اپنے کیفے کی گلاس وال پر آپ سے پینٹ کرانا چاہتے ہیں۔آپ راضی ہیں تو میں آپ کو ان سے ملوا دیتا ہوں۔جتنے پیسے آپ کہیں گی آپ کو دیں گے"اس نے بات مکمل کی پیلٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

"ان کو کیسے پتہ چلا میں نے ایک رات میں پینٹ کی؟"اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"ہمارے سٹوڈیو میں تو سب کو پتہ تھا شاید ایگزیبیشن میں کسی نے کسی کو بتایا ہو۔وہ جو کل آپ کی پینٹنگ لے کر گیا ہے وہ بہت سوشلائٹ ہے،اسی نے مشہور کیا ہے"اس نے شانے اچکائے

"اب کیا ہو گا؟"اس نے ہاتھ پہلو میں گرا لیے

عبدل مسکرایا"اب آپ مشہور ہوں گی۔۔اور کیا؟"

سنینا بھی مسکرائی"میں اس کیفے کے بارے میں کل تک سوچ کر بتا دوں گی"

لڑکے نے سر ہلایا۔کچھ پل یونہی کھڑا اس سے باتیں کرتا رہا اور پھر چلا گیا۔سنینا اپنی پینٹنگ کی طرف متوجہ تھی۔دور کھڑی کرسٹوفر کی نظر اسی پر تھی

دوسری طرف یہ عصر کے بعد کا وقت تھا۔لڑکی چھت پر چارپائی پر بیٹھی مالٹے چھیل کر کھا رہی تھی، سامنے موبائل کی سکرین آن تھی اور وہ شاید کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔اسلام آباد کی نسبت لاہور میں ہلکی دھوپ تھی،اس نے سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی اور اپنے آپ میں مگن تھی۔دفعتاً سیڑھیوں

سے کوئی اوپر آیا تھا اور وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔وہ اس کی طرف بڑھا اور اس نے چھیلا ہوا آدھا مالٹا اسے دیا۔لڑکا اس کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گیا

"کیا کر رہی ہو؟"وہ آنکھیں چھوٹی کر کے سامنے پڑے موبائل کی سکرین دیکھ رہا تھا

"کچھ نہیں۔۔ڈرامہ دیکھ رہی تھی"اس نے مالٹے کا ایک ٹکرا منہ میں رکھا

"تمھیں ضرورت ہے ڈرامہ دیکھنے کی؟"لڑکے نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تو وہ ہنس دی اور ایک چپت اس کے بازو پر رسید کی۔

کچھ پل بیتے اور لڑکے نے مالٹا کھا لیا تھا۔پھر ہتھیلی لڑکی کے سامنے بڑھائی۔وہ مسکرائی"پہلے وعدہ کرو رات میں گول گپے اور سموسہ چاٹ کھلاؤ گے؟"اس کی آنکھوں اور لہجے سے شرارت جھلک رہی تھی

اس نے منہ بسورا"تمھارا کھانا جاتا کہاں ہے؟"پھر سامنے دیکھا"گول گپے کینسل"

اس نے بھی شانے اچکائے"ٹھیک ہے۔۔تم بھی کینسل"اور سامنے پڑی ٹوکری سے مالٹا نکال کر چھیلنے لگی

اس نے ایک سانس خارج کی"اچھا ٹھیک ہے۔۔کھلا دوں گا"اس نے ہتھیلی بڑھائی رکھی

Clubb of Quality Content

لڑکی ہنس دی۔آدھا چھیلا ہوا مالٹا ٹوکری میں رکھا اور اپنی سیاہ چادر کے پلو کو گود میں رکھا جسے کونے سے گرہ لگا رکھی تھی۔اس نے وہ گرہ کھولی اور اندر سے کچھ چھوٹا سا سیاہ سا اس کی ہتھیلی میں رکھا۔وہ ایک بٹن کے سائز کا منی کیمرہ تھا۔باسط نے اسے آنکھ کے قریب کیا اور مسکرایا

"تم نے دیکھا ہے کیا؟"

لڑکی نے سر نفی میں ہلایا"بالکل نہیں"پھر مالٹے کا ٹکرا منہ میں رکھا"مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ مولوی صاحب کے لیپ ٹاپ کا پاسورڈ زیرو نائن فور سیون سکس ہے"وہ معصومیت کی تمام حدود پار کر چکی تھی

وہ ہنس دیا"ڈرامے باز"اس نے لڑکی کی کنپٹی پر انگلی رکھ کر اسے ایک جھٹکا دیا تو اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔عبدالباسط نے جیب سے فون نکالا اور پھر سکرین پر انگوٹھے سے کچھ ٹائپنگ کرنے لگا۔لڑکی ساتھ بیٹھی ڈرامہ دیکھتی رہی۔چند پل بیتے اور اس نے گردن گھما کر باسط کو دیکھا

"ہو گیا؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا"مولوی لنک نہیں کھول رہا"وہ چڑ گیا"کمبخت پھر کسی کو چونا لگانے میں مصروف ہو گا"

لڑکی ہنس دی"داڑھی والا شیطان"

وہ بھی مسکرایااور مولوی کوایک ای میل بھیجی۔ادھر ایک دیوار پار مسجد میں بیٹھے مولوی کی جیب میں فون مسلسل تھرتھرارہاتھا۔اس نے سامنے بیٹھے آدمی کی بات کو نظرانداز کیااور بھنویں بھینچے جیب سے فون نکالا۔اسے دو میلز آئی تھیں،اس نے ایک میل کھولی جس میں ایک لنک تھا۔اوپر لکھے الفاظ کا کہنا تھا کہ نیچے دیے گئے لنک پر کلک کریں تاکہ آپ کی ویریفیکیشن ہو جائے نہیں تو آپ کی میل کوئی بھی کھول سکتا ہے یا میل سکیورٹی ایشوز کی وجہ سے کبھی بھی بند ہو سکتی ہے۔سب سے پہلے اس کا نام، پتہ،ایک میل اڈریس اور کچھ ذاتی انفارمیشن دے کر اسے یقین دہانی کرائی گئی کہ ہاں وہ یہ لنک کھول سکتا ہے۔اس نے وہ لنک دبایا،کچھ سوالات کھلے اور ان کے جواب میں "ہاں یا ناں" پر کلک کیااور گول دائرہ گھومنے لگا۔پھر ایک پیغام رسید ہوا جس میں ویریفیکیشن مکمل ہونے کا اعلان تھا،اس نے نظرانداز کر کے فون جیب میں رکھا۔

چارپائی پر بیٹھا باسط مسکرایا تھا"مولوی صاحب نے اپنی ذہانت کا پورا استعمال کیا ہے اور اب مولوی کا فون ہمارا ہوا"اور ہنس دیا

لڑکی بھی مسکرائی تھی۔وہ اٹھااور فون جیب میں اڑسا،ہاتھ میں پکڑا کیمرہ قمیض کی اوپر والی جیب میں رکھااور سیڑھیوں سے نیچے کی جانب بڑھا۔لڑکی وہیں بیٹھی رہی،آسمان نارنجی ہو رہا تھا۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔مولوی صاحب عشاء کی جماعت کروا رہے تھے،آج سب نمازی موجود تھے سوائے ایک نمازی کے اور وہ نیا نیا نمازی اپنی معصوم بیوی کے ساتھ مولوی صاحب کے

کمرے میں تھا۔الماری کا پٹ کھلا تھااور وہ بیڈ پر بیٹھا تھا۔اس کی گود میں لیپ ٹاپ تھا، جس کی ایک طرف سیاہ فلیش ڈرائیو لگائی گئی تھی۔وہ جلدی سے کیز دباتا نظریں سکرین پر گاڑھے اپنا کام کرتا جارہا تھا۔۔کون سا کام؟

دروازے کے پاس اس کی بیوی کھڑی تھی، وہ بار بار باہر کی جانب دیکھتی اور پھر سامنے دیوار پر لگی گھڑی کی طرف

"باسط۔۔کتنا رہ گیا؟" وہ دبا دبا سا چلائی

"یار۔۔تھرٹی پرسنٹ رہتا ہے۔۔تم باہر دھیان رکھو" نظریں سکرین پر ہی تھیں، اس کے چہرے پر لیپ ٹاپ کی سفید روشنی پڑ رہی تھی۔

لڑکی اس کے ساتھ آ بیٹھی۔وہ سکرین کو گھور رہی تھی

"فاطم۔۔ادھر کھڑی ہو نا" وہ اسے گھورتے ہوئے بولا تھا۔اس نے برا سا منہ بنایا اور وہ دروازے کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔وہ سینے پر بازو لپیٹے باہر نظریں جمائے کھڑی تھی تب ہی باسط کی جیب میں پڑا فون بجا۔اس نے جھٹ سے فون نکالا، سکرین سوائپ کی اور فون سپیکر پر ڈال کر ایک طرف رکھ دیا

"بولو۔۔" وہ ٹچ پیڈ پر انگلی چلا رہا تھا

"سوری۔۔کھانا کھا رہا تھا" دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اے لو۔۔یہاں میری بھوک اڑی پڑی ہے۔۔اس کا لیپ ٹاپ میرے سامنے ہے" وہ عجلت میں بول رہا تھا،اس نے جو بھی ڈاؤنلوڈ ہونے کے لیے لگایا تھا وہ نوے پرسنٹ ہو چکا تھا

"تمھیں کچھ ملا؟" دوسری طرف سے آواز ابھری

"پتہ نہیں۔۔میں نے اس کا فون ہیک کر لیا ہے،یہاں سے بھی سارا کچھ فلیش میں کاپی ہو گیا ہے۔ آگے تم دیکھنا" دائرہ مکمل ہو رہا تھا،ڈاؤنلوڈنگ ننانوے فیصد سے ہوتی ہوئی سو فیصد ہو گئی اور اس نے سانس خارج کر کے فلیش ڈرائیو لیپ ٹاپ سے نکالی اور ساری ہسٹری کلیئر کر کے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔تم مجھے بھیج دو سب،میں سب دیکھ لوں گا" دوسری طرف سے آواز ابھری۔

اس نے "اوکے" کہہ کر کال کاٹ دی۔پھر لیپ ٹاپ بیگ میں ڈال کر اس کی الماری میں رکھا۔بیڈ شیٹ درست کی اور باہر آ گیا۔فاطمہ دروازے کے پاس کھڑی تھی،اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔مسکرا کر اسے دیکھا،وہ اس کے روبرو کھڑا تھا "کال کر دو اسے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور اس کے ساتھ چل پڑی۔وہ باہر چلا گیا اور لڑکی کمرے میں۔کمرے میں آتے ہی اس نے تکیے کے نیچے سے اپنا فون نکالا اور کسی کو کال ملائی۔فوراً کال اٹھا لی گئی

"کہاں ہو؟" وہ اپنے ناخن دیکھ رہی تھی

"امپوریم کے سامنے کھڑا ہوں" دوسری طرف سے آواز ابھری

"کیا کر رہے ہو؟"

"بھیک مانگ رہا ہوں" وہ جل بھن گیا تھا

وہ ہنس دی "اچھا۔۔ ہم بس نکلنے والے ہیں۔۔ تم بھی آجاؤ اور کچھ کھانے کا انتظام رکھنا" کہتے ہی مسکرائی

دوسری طرف سے آواز گونجی "مجھے ہی کھا جاؤ" اور اس نے کال کاٹ دی۔ وہ مسکراتے ہوئے سکرین پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی

تقریباً پندرہ منٹ بعد اس کا شوہر مولوی صاحب کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ مولوی اندر چلا گیا اور وہ اپنے کمرے میں۔ لڑکی اسے دیکھتے ہی اٹھی، اس نے ابرو اٹھا کر اس سے کچھ پوچھا اور اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔ اس نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ اس کے پیچھے بڑھی۔ وہ لاؤنج میں کھڑی تھی جب باسط نے مولوی کے کمرے کا دروازہ بجایا۔ مولوی باہر نکلا

"فرمائیں"

"ہم نے باہر جانا تھا، آپ کو بتانے آئے ہیں" اس کا کندھا مولوی کے کندھے سے ملتا تھا، وہ عین مولوی کے سامنے کھڑا تھا

"خیریت؟" اس نے اس لڑکی کو دیکھا جس کا آدھا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اور وہ خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھی

"وہ۔۔میری بیگم کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ڈاکٹر کے پاس جانا ہے، صبح سے متلی ہو رہی ہے"

مولوی چند لمحے خاموش رہا"ٹھیک ہے جاؤ۔۔زیادہ دیر مت کرنا، مجھے سونا بھی ہے۔ صبح فجر میں اٹھنا ہوتا ہے" کہتے ہی وہ اندر چلا گیا اور دروازہ ٹھک سے اس کے منہ پر بند کیا

اس نے دانت پیسے اور ٹھوکر مارنے کے لیے اپنا پاؤں آگے کیا مگر پھر رک گیا اور سر جھٹک کر پیچھے مڑا۔لڑکی اس کی گلابی رنگت دیکھ کر ہنس دی۔دونوں ایک ساتھ باہر بڑھے تھے۔ بھورا گیٹ بند ہوا اور لڑکی نے آسمان کو دیکھ کر سانس خارج کی اور دونوں ہاتھ سینے پر رکھے آگے کو جھکی

"چلیں چڑیا!"اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور لڑکی نے بڑی شان سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھا اور دونوں خاموش گلی میں جلدی جلدی آگے بڑھتے جا رہے تھے۔دوسری گلی کے دہانے پر ایک سفید کار کھڑی تھی۔وہ آگے بڑھے اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔گاڑی آگے بڑھ گئی۔۔لڑکی نے مسکرا کر سامنے بیک ویو مرر میں دیکھا، دو بھوری آنکھیں اسے گھور رہی تھیں۔ساتھ بیٹھے سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے اپنی جیب سے چھوٹی ڈبی نکالی تھی اور آنکھ کی پُتلی پر بڑی مہارت سے انگلی رکھ کر آنکھ کو مخالف سمت میں حرکت دی اور سیاہ contact lens اتر گیا۔نیچے سے سرمئی آنکھ واضح ہوئی۔دوسری آنکھ کا سیاہ لینز اتارا اور سرمئی آنکھوں والا تیمور سامنے بیک ویو مرر میں بھوری آنکھوں والے اشعر کو دیکھ کر مسکرایا۔عبدالباسط تیمور آفندی تھا۔اس کی بیوی فاطمہ کا کردار ادا کر چکی تھی۔

"بچ گئے ہو زندہ دونوں؟"گاڑی چلانے والا بیل ویو مرر میں دیکھتے بولا تھا

تیمور نے لینز کیس جیب میں رکھا اور لڑکی کو دیکھا"تمھاری بہن ویسے اچھی ڈرامے باز ہے"

لڑکی نے آنکھیں گول گھمائیں"ایک شوہر اوپر سے بھائی۔۔دونوں بلا کے اچھے اداکار ہیں۔۔میں نے تو ڈرامے باز نکلنا ہی تھا"بڑے فخر سے بول کر اس نے اپنے چھوٹے بالوں میں ہاتھ پھیرا

"ہوں، فضول!"گاڑی ڈرائیو کرتے اشعر نے سر جھٹکا تھا

"کسی کو پتہ تو نہیں ہے گھر میں؟"تیمور نے پوچھا تھا

"نہیں۔۔سب ٹھیک ہے"

کچھ پل کی خاموشی

"اشو۔۔کچھ کھانے کا انتظام کیا ہے؟"پیچھے بیٹھی مینا چہک کر بولی تھی

"ہاں بس یہ دا تا دربار کی طرف موڑتا ہوں گاڑی"وہ بیک ویو مرر میں دیکھتے بولا تھا

وہ ہنس دی، ساتھ بیٹھا تیمور بھی مسکرایا تھا

"چوزو۔۔ویسے مولوی کی بیوی نہیں آئی؟"

"آنا کہاں سے تھا، ہے ہی نہیں"وہ مسلسل سکرین پر ٹائپنگ کر رہا تھا

"مطلب؟"اس نے بھنویں بھینچ لیں

"چار سال پہلے اس نے مار دیا تھا"گردن ابھی بھی سکرین پر جھکی تھی

وہ خاموش ہو گئی۔ پھر گاڑی ڈرائیو کرتا شخص بولا

"اسے شک تو نہیں ہوا؟"

"اونہوں!" لڑکی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی "میں نے پہلے دن سے اس کے کمرے میں کیمرہ لگا دیا تھا۔ ہمیں جس دن پاسورڈ ملتا ہم نے اسی دن اپنا کام کرنا تھا۔۔ اسے شک نہیں ہوا"

دفعتاً ساتھ بیٹھے لڑکے کا فون بجا تھا۔ اس نے سکرین سوائپ کر کے فون کان سے لگایا

"ہوں، نکل آئے ہیں" اس نے دوسری طرف سے آتی آواز کا جواب دیا تھا

"اوکے۔۔ اب تم دیکھ لینا، میرا کام ہوا اب تمھاری باری"

اس نے چند لمحے لگا کر دوسری طرف سے آتی آواز کو سنا اور پھر کال کاٹ دی

پھر سر سیٹ کی پشت سے لگا دیا۔ گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے جا کر رکی تھی

"تم کیا کھاؤ گے اشعر؟" سوال تیمور نے کیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ سے اشعر باہر نکلا۔ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ مینا بھی باہر نکل آئی

"میں زنگر برگر" اشعر ادھر ہی تھا مینا جھٹ سے بولی اور پھر اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"منہ دیکھو لوزنگر برگر والا" بولنے والا اس کا بھائی تھا

"اشعر۔۔ تم نے مجھے مس نہیں کیا؟" وہ منہ بنائے بولی تھی

"نہیں۔۔ اچھا تھا مولوی تمھیں باندھ کر اگلی پچھلی نمازیں پوری کرواتا"

اور اسی وقت مینا نے ہنستے ہوئے تالی بجائی "ارے تمھیں پتہ ہے اشعر، تیمور نے اذان دی اور واللہ
میں تو حیران۔۔یہ بندہ فجر پر نہیں اٹھتا اور اذان اتنی اچھی"
وہ ہنس دیا۔ہاتھ بڑھا کر انگلی اس کی کنپٹی پر رکھی اور ایک جھٹکا دیا
"زیادہ مت سوچا کرو" اور آگے بڑھ گیا۔دونوں اس کے پیچھے ریسٹورنٹ کی جانب بڑھے تھے۔
ایک اور ڈرامے کا اختتام ہوا!

رات کا پہر پر سوسناٹا تھا۔اندھیرے نے ہر سو قبضہ جمایا تھا۔ایسے میں لڑکی کو اپنے اوپر پھر سے دباؤ
محسوس ہونے لگا تھا۔کوئی چیز تھی جو سر سے اس پر دباؤ ڈال رہی تھی۔سر سے سینے تک پہنچی اور پھر
دباؤ سینے پر بڑھا۔اس کا تنفس بڑھا،دھڑکن بڑھی،نقوش تن گئے۔وہ آنکھیں نہیں کھولنا چاہ رہی
تھی۔اس کے حواس جاگ رہے تھے،پسینے سے شرابور جسم۔کسی نے اس کا نام پکارا
"سنینا۔۔"ایک گہری سرگوشی۔اس نے آنکھیں زور سے میچ لیں،کمبل مٹھیوں میں بھینچ لیا۔اب
کی بار اسے محسوس ہوا کہ جیسے کوئی اس کے بہت قریب ہے مگر اس کا دباؤ بہت زیادہ ہے۔
"سنینا۔۔"ایک اور آواز اور وہ چیخ کر اٹھ بیٹھی۔وہ پوری طرح کانپ رہی تھی۔ماتھے پر پسینے کی
بوندیں تھیں،رنگت زرد تھی اور وہ ڈری ہوئی تھی۔

اس کے بستر کا رخ آج بدلا ہوا تھا، آج اس کی ٹانگیں دروازے کی طرف تھیں اور سر بالکنی کی طرف۔اس کی نظر سامنے جمی تھی جہاں دروازہ پورا کھلا تھا مگر وہاں شدید اندھیرا تھا۔اندھیرے میں کوئی تھا جو اسے گھور رہا تھا۔دو روشن آنکھیں اور باقی سیاہی۔اس کے لب کپکپائے

"کون؟" وہ ذرا سا پیچھے کو کھسکی۔وہ جو کوئی بھی تھا بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔سنینا نے پلکیں جھپکائیں اور ذرا سا غور سے دیکھا تو وہ جو کوئی بھی تھا وہ پنجوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا۔اس کی آنکھیں روشن تھیں مگر سرخ تھیں۔اس کے دونوں گھٹنے اٹھے تھے اور آگے سے ہتھیلیاں اور پنجے زمین پر لگے تھے۔سنینا کو اس سے خوف محسوس ہوا، وہ اندھیرے میں اسے گھور رہا تھا۔سنینا کے گال گیلے ہو چکے تھے، آنکھوں سے پانی رواں تھا۔

"تم کون ہو؟" وہ پھر سے بولی تھی۔دیکھنے والا بس اسے دیکھے گیا۔

لڑکی بستر سے اتری، اس نے لحاف وہیں چھوڑا۔گیلے گالوں پر ہتھیلیاں رگڑیں اور پانی خشک کیا۔پھر نم سانس اندر کھینچی

"تم کون ہو؟"

وہ آگے بڑھی مگر وہ ابھی بھی کانپ رہی تھی۔ایک ایک قدم من من بھاری تھا۔وہ اس کے قریب تھی مگر وہ وہیں بیٹھا تھا۔سنینا کے آگے بڑھتے قدم رکے اور وہ ایک قدم پیچھے آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا۔۔"اس کے لب ہلے،آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔اس نے نم سانس اندر کھینچی اور مٹھیاں بھینچ لیں۔وہ زیر لب کلمہ دہرانے لگی تھی۔۔

لڑکی نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں تو آنکھیں چھت سے جا لگیں۔وہ خواب سے جاگ چکی تھی۔ تنفس بڑھا تھا،وجود ٹھنڈا تھا،رنگت زرد تھی اور دھڑکن بے قابو تھی۔گال گیلے تھے،آنکھیں نم تھیں اور پلکیں بھاری۔

"بابا۔۔"اس نے کمبل کو ہاتھوں میں دبوچا اور اٹھ گئی۔پیچھے سے تکیہ ٹھیک کیا اور فون تکیے کے نیچے سے نکالا۔سکرین روشن کی اور اپنے باپ کا نمبر ملایا۔فون کان سے لگایا اور ہتھیلیوں سے گال صاف کیے۔

بیل جا رہی تھی اور فون اٹھا لیا گیا۔دوسری جانب سے اس کے باپ کی آواز گونج رہی تھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے پہلے ان کی موجودگی کو محسوس کیا۔پھر آنکھیں کھولیں

"بابا۔۔"اس نے سرگوشی کی۔ساتھ بستر پر عالی جاہ لیٹی تھی۔اس نے خود پر سے کمبل ہٹایا اور بالکنی کا دروازہ سلائیڈ کر کے باہر نکل آئی۔ٹھنڈے فرش پر اس کے گرم پیر،سردی اس کے جسم میں سرایت کرنے لگی۔

"بابا۔۔"اس نے آنکھیں بند کیں۔ہاتھ ریلنگ پر جمائے اور گہری سانس لی۔

"کیا بات ہے بیٹے؟"انھوں نے توقف کیا"سب ٹھیک ہے سنینا؟تم رو رہی ہو؟"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے" اس نے کانپتی آواز میں کہا تھا

"کیا ہوا؟ کوئی خواب دیکھا ہے؟" دوسری طرف سے ان کی آواز گونجی اور سنینا کا دل بھر آیا۔ اتنے دنوں سے ان کا لمس ان کی خوشبو محسوس نہیں کی، وہ پاس ہوتے تو یہ وقت نہ آتا۔

"پتہ نہیں۔۔ مجھے پچھلے دنوں سے عجیب خواب آرہے ہیں۔ کبھی کوئی میرے پیچھے پڑا ہوتا ہے، کبھی کوئی مجھے پیچھے سے آوازیں لگاتا ہے، کبھی کوئی اندھیرے میں مجھے گھور رہا ہوتا ہے۔ مجھے۔ بہت ڈر لگتا ہے بابا، میں سو نہیں پاتی" اس نے ساری بات بتادی۔

دوسری طرف وہ سنتے رہے۔ پھر سانس خارج کی "کیا سوچتی ہو سارا دن نین؟"

"کچھ نہیں بابا۔۔ میں یونیورسٹی اور سٹوڈیو میں بزی ہوتی ہوں، میرے پاس سوچنے کا وقت نہیں ہوتا" اس نے نم سانس اندر کھینچی۔

"اللہ سے اس کی پناہ طلب کیا کرو۔۔ کوئی کچھ نہیں کر سکتا"

"میں رات کو سورہ ملک پڑھ کر سوتی ہوں" اس نے وہی وضاحت دی جو عالیار کو دی تھی۔

"بیٹے۔۔"

"پتہ نہیں بابا۔۔ مجھے یہاں آکر ہی ایسے خواب آتے ہیں۔ مجھے گھر پر کبھی ایسے خواب نہیں آئے۔ مجھے بہت ڈر لگتا ہے، آئی مس یو" وہ آنکھیں میچے رونے لگی تھی۔

"نینا۔۔ واپس آنا ہے؟" انھوں نے اس سے سوال کیا تھا

"شاید۔۔"اس نے نم سانس اندر کھینچی"میں واپس آجاؤں گی، مجھ سے سویا بھی نہیں جاتا بابا"

"میرے بچے۔۔ کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے"وہ اسے سمجھا رہے تھے مگر وہ اس وقت خوفزدہ تھی جیسے ابھی دروازہ کھلے گا تو کوئی اسے گھورے گا

"کبھی کبھی نہیں۔۔یہ روز ہو رہا ہے"وہ جیسے عاجز آئی ہوئی تھی

"نین۔۔جن کے پاس ایمان کی روشنی ہوتی ہے وہ اندھیرے سے نہیں ڈرتے بیٹا"

"مجھے نہیں پتہ۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا یہ سب کیا ہے؟"

انھوں نے سانس خارج کی"اللہ کی امان میں بچے۔۔واپس آنا ہے تو واپس آجاؤ۔۔نہیں تو میں کوئی انتظام کرتا ہوں۔۔میں آجاتا ہوں"

وہ خاموش رہی۔پھر آنکھیں صاف کیں،ایک گہری سانس لی

"ٹھیک ہے۔۔میں واپس آجاؤں گی"

وہ خاموش رہے۔پھر آواز ابھری"ٹھیک ہے۔۔جیسے تم چاہو"

وہ سیاہ آسمان کو گھور رہی تھی"یہاں بہت اندھیرا ہوتا ہے۔گھر میں ایسا نہیں ہوتا تھا، یہاں کچھ عجیب ہے"وہ پہلے دن سے یہی کہہ رہی تھی۔

"میں سمجھ سکتا ہوں"وہ بس یہی کہہ سکتے تھے۔

"میں کال نہیں کاٹ رہی۔۔مجھے نیند نہیں آتی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ جیسے مسکرائے تھے "میں تمھارے لیے جاگ سکتا ہوں"

وہ بھی مسکرادی "آئی مس یو"

"ایک اور بار تم نے آئی مس یو کہا تو میں بھی رو دوں گا" وہ جیسے خفا ہوئے تھے۔

لڑکی ہنس دی۔ پھر ریکنگ سے ہاتھ ہٹالیا

"اچھا چلو۔۔اندر چلو، باہر سردی ہو گی"

"آپ کو کیسے پتہ میں باہر ہوں؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"ٹریفک کی آواز آرہی ہے"

اس کے ہونٹ "اوہ۔۔" میں سکڑے۔اس نے پیچھے دیکھا تو کمرے کا دروازہ بند تھا۔ بالکنی کا دروازہ بند کر کے وہ بستر پر آبیٹھی، اس کا باپ ابھی بھی کال پر تھا۔ وہ اب کچھ حد تک نارمل تھی، اپنے باپ کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی

دن کے ساڑھے گیارہ کا وقت تھا۔ زرد فضا اور سردی کا ڈیرہ۔ سورج بھی سرد ہو چکا تھا مگر گھر سے نکلنے والے موسم سے خوف نہیں کھاتے۔ ایک جگہ ایک سٹوڈیو کے سامنے ایک گاڑی رکی تھی، وہ اپنی "سینوریتا" کم ہی نکالتا تھا۔ آج بھی وہ سفید Civic پر تھا۔ گاڑی سے نکلا اور سن گلاسز لگائے، پھر قدم بڑھاتا سیڑھیاں چڑھتا آگے بڑھا اور سٹوڈیو کا گلاس ڈور کھولا۔ اندر داخل ہوا تو بہت سے لوگوں نے اسے مڑ کر دیکھا، پھر اپنا اپنا کام کرنے لگے۔ اس سٹوڈیو کی خاص بات یہ تھی کہ اندر

داخل ہوتے ہی پہلے نظر فرش پر پڑتی تھی اور درمیان سے فرش شیشے کا بنا لگتا تھا جس میں یوں لگتا کہ ہلکا نیلا پانی بھرا ہے اور پانی میں قیمتی پتھر ہیں۔ آنے والا اس پر چڑھنے سے پرہیز ہی کرتا تھا کہ کہیں زیادہ زور لگا نہیں اور شیشہ ٹوٹ گیا مگر شیشہ اتنا بھی کمزور نہیں ہوتا۔ لوگ اپنے کینوس پر دوبارہ جھک گئے، وہ دائیں جانب بنے آفس کی طرف بڑھا اور گلاس ڈور کھولا۔ سامنے شیشے کی میز پر ایک شخص بیٹھا تھا، اس کی پشت تیمور کی طرف تھی۔ وہ شاید فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، فون پر بات کرتے شخص نے اسے دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔ گال کے گڑھے واضح ہوئے اور کال کاٹ دی۔ پھر میز سے اتر کر اس کے گلے لگا، تیمور نے سن گلاسز اتار کر جیکٹ کی سامنے والی جیب سے ٹکا دی

"کیسے ہو؟" وہ مرکزی کرسی پر بیٹھا، تیمور اس کے سامنے کھڑا کرسی نکال کر بیٹھ رہا تھا

"اچھا ہوں" ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا، کہنی کرسی کے بازو پر انگلی ہونٹوں تلے جمالی

"کچھ لو گے تو نہیں؟ روزہ رکھ کر آئے ہو گے نا" بولنے والا معاذ تھا

"کوئی بات نہیں۔۔ میں ٹھہرا گنہگار تمھاری لاکھوں کی کافی کے لیے روزہ توڑ سکتا ہوں" تیمور کہتے ہی مسکرا دیا

معاذ نے انٹر کام پر دو کافی کپ لانے کی ہدایت کی۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوا

"خیریت؟ کیونکہ جہاں تیمور آفندی ہو وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے خیریت نہیں ہو سکتی"

"بس ویسے ہی"اس نے شانے اچکائے اور بازو شیشے کی میز پر رکھا تھا"دل کر رہا تھا تم سے ملنے کو"

اس کی بات سن کر وہ ہنس دیا"یار! زرار کہتا تھا نا کہ میں تمھاری محبوبہ ہوں۔۔مجھے آج اس پر یقین آ گیا"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"زرار"اس نے گردن جھکائے، میز پر پڑے نیلے پتھر کو دیکھ کر مسکرا کر تلخی سے سر جھٹکا

معاذ نے گلا کھنکھارا اور سیدھا ہوا"ملا نہیں تمھیں؟"

تیمور نے سانس خارج کی"دوست اپنی مرضی سے جائیں تو اپنی مرضی سے ہی ملتے ہیں۔ہماری مرضی بہت بعد میں آتی ہے"

معاذ مسکرایا"دوست؟"

"تھا۔۔"وہ جھٹ سے بولا مگر معاذ وہ دیکھ چکا تھا جو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا

"یک جان دو قلب۔۔وہ دھوکا نہیں دے سکتا"اس نے سر کرسی کی پشت سے ٹکایا اور کرسی دائیں بائیں گھمانے لگا

تیمور نے سانس خارج کی"کوئی اور بات کرو"

معاذ کرسی دائیں بائیں ہلاتا رکا، اسے دیکھا اور پھر سیدھا ہوا"کبھی ہم تینوں کی بات ہی ایک ہوتی تھی، میری بات تمھاری بات ہوتی ہی نہیں تھی، ہماری بات ہوتی تھی۔۔وہ دور میری زندگی کا سب سے بہترین دور تھا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور مسکرادیا تھا مگر معاذ دیکھ سکتا تھا اس کی آنکھیں زخمی تھیں۔اس کے چہرے پر دل پر لگے خنجر اپنا تاثر دکھا رہے تھے،اس نے تھوک نگلا، گلٹی ڈوب کر ابھری۔گلاس ڈور کھلا اور ایک لڑکا میز پر دو کافی کپ رکھ گیا

"تم نے شادی نہیں کی؟" تیمور نے مگ منہ سے لگایا

معاذ ہنس دیا "نہیں" کافی کا گھونٹ بھرا۔

"drawbacks of Love" وہ اس کی آنکھیں پڑھنا جانتا تھا

معاذ اب کی بار قہقہہ لگا کر ہنسا "جانے دیا"

"یاد ہے پہلی بار جب تمھارا دماغ خراب ہوا تھا" پھر ہنسا اور کافی کا گھونٹ بھرا "بڑا مزہ آیا تھا"

"ہاں" اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے اِن فلٹر تھے، بنا کسی خول کے بنا کسی ماسک کے۔معاذ نے سانس خارج کی "تب میری جیب خالی تھی"

"میری بھری تھی" تیمور جھٹ سے بولا

اور دونوں ایک ساتھ ہنس دیے۔

"میں نے اپنی زندگی کا سب سے کڑوا جوس تمھارے لیے پیا تھا، کمبخت!"

معاذ ہنسا "اور میں نے تمھارے لیے زرار سے مار کھائی تھی"

"ہاں۔۔" وہ سامنے دیوار کو گھور رہا تھا "کالج نہیں گئے کبھی؟"

"نہیں۔۔اکیلا کیا کرتا؟دل ہی نہیں کیا"اس نے شانے اچکائے

تیمور کھڑا ہوا، کرسی اور میز کے درمیان سے نکلا اور اس کی پشت پر کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا

"تم نے اسے نہیں ڈھونڈا۔۔ورنہ وہ تمھیں مل جاتا۔وہ ساری دنیا سے چھپ سکتا ہے تیمور سے نہیں"معاذ کی آواز دھیمی تھی۔وہ جانتا تھا تیمور اسی موضوع سے بچ رہا ہے۔

تیمور کی رنگت گلابی پڑی، کنپٹی کی رگ واضح ہوئی،اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔دل میں ٹیس سی اٹھی، اس کی آنکھیں گلابی پڑیں، تھوک نگلا"اس کا ذکر مت کرو"

"کروں گا،ضرور کروں گا"وہ بھی کھڑا ہوا اور پیچھے مڑا مگر تیمور کی پشت اس کی طرف تھی"تم میرے پاس آئے ہی اس لیے ہو کہ میں تم سے اس کی بات کر سکوں۔۔تم اسے مس کرتے ہو جیسے میں کرتا ہوں۔ہم اسے مس کرتے ہیں کیونکہ وہ ہماری تکون کا اہم جز تھا،تم اس سے خفا ہو،غصہ ہو،ہرٹ ہو مگر تم اس سے نفرت نہیں کرتے"وہ آگے بڑھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"اسے مجھے دھوکا نہیں دینا چاہیئے تھا۔اس نے مجھے دھوکا دے کر میرا دل توڑا ہے،مان توڑا ہے۔۔ دوستوں کا تو دل نہیں توڑتے نا معاذ"اس نے معاذ کو دیکھا تو اس کی آنکھیں نم تھیں

معاذ فقط تھوک نگل کر رہ گیا"اسے جو چاہیئے تھا مجھے کہتا،کیا میں تم دونوں کے لیے سب دے نہیں ڈالتا؟کوئی بھی چیز اس سے اہم نہیں تھی مگر اس نے مجھے دھوکا دے دیا،اس نے برا کیا"وہ سامنے کھڑکی کو گھور رہا تھا

"تم اسے ڈھونڈو۔۔وہ تمھیں مل جائے گا، مل کر اس کا منہ توڑ دینا" معاذ اس کے ساتھ کھڑا تھا

"اس کا بھائی لندن میں ہی ہے، پچھلے سات سالوں سے وہ پاکستان نہیں آیا۔میں نے پتہ کیا ہے زرار اس سے نہیں ملا۔۔وہ کسی سے بھی نہیں ملا، وہ کہاں ہے کوئی نہیں جانتا؟ وہ مون کو ابھی بھی، ہنٹس بھیجتا ہے۔مجھے خدشہ ہے کہ اسے میری ضرورت ہے، وہ چھپ کر بیٹھا ہے تو مطلب چھپنا ضروری ہے۔وہ مل جائے گا، میں اسے ڈھونڈ لوں گا"

معاذ نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "مل جائے گا مگر میں تم دونوں کے بیچ نہیں آؤں گا، ہر بار منہ میرا کیوں ٹوٹے؟" اس نے منہ بسور کر اپنے دائیں گال پر ہاتھ رکھا۔ تیمور مسکرا دیا۔کیا واقعی زرار اسے مل جائے گا؟

دن ظہر میں داخل ہونے کو تھا۔فضا یونہی زرد رہی، سردی کا زور ذرا سا بڑھا تھا۔ایک جگہ پر بڑے سے باغ میں بک فیئر تھا، ہر سال منعقد ہونے والے اس بک فیئر میں رابیل شوق سے اور ذوق سے آتی تھی۔اپنے مصروف شیڈول سے وقت نکال کر آنا اس کے لیے مشکل تھا مگر کتابوں کے لیے کچھ بھی۔اس نے بھورا کوٹ پہن رکھا تھا۔اسی رنگ کی سویٹر نما شرٹ اور نیچے اسی سٹف کا ہم رنگ ٹراؤزر تھا۔کوٹ کا رنگ ٹراؤزر شرٹ سے گہرا تھا۔اس نے بالوں کا ڈھیلا جوڑا کر رکھا تھا۔چند لٹیں

کوٹ کو چھو رہی تھیں۔کانوں میں اوپر کو جاتیں چھوٹی سنہری بالیاں تھیں اور وہ ایک کتاب پکڑ کر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں رومال تھا، بائیں ہاتھ میں سیاہ ٹچ واچ تھی۔اس نے ایک کتاب رکھی اور دوسری کتاب پکڑی۔لوگوں کا رش کافی زیادہ تھا، بہت سے کتابوں کے سٹالز تھے اور کتابوں کے شوقین یہاں جمع تھے۔اس نے ایک کتاب پکڑی اور اسے کھولا، وہ اس کتاب کا ٹائٹل پڑھ کر انتساب پڑھ رہی تھی۔نم سانس اندر کھینچی اور رومال سے ناک پونچھی، اسے فلو تھا اور سانس بھی گرم تھی۔شاید بخار ہونے والا تھا۔اسے اپنے قریب ایک جانی پہچانی آواز سنائی دی اور اس نے گردن موڑ کر اپنی بائیں طرف دیکھا، وہ جو کوئی بھی تھا اس کی پشت نظر آئی تھی۔اس نے سیاہ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا، ہاتھ میں قیمتی گھڑی تھی اور وہ فون کان سے لگائے کسی سے کال پر بات کر رہا تھا۔ رابیل دوبارہ سے کتابوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔اس نے ایک کتاب ایک طرف رکھی اور ایک اور کتاب اٹھالی۔اسے کھولا اور دیکھنے لگی، نم سانس پھر اندر کھینچی

"تین دن جو شاندہ پیئں۔۔ٹھیک ہو جائیں گی" وہی جانی پہچانی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ ایک کتاب پکڑے دیکھ رہا تھا، پھر نظر اٹھا کر رابیل کو دیکھا اور مسکرا دیا۔وہ بھی مسکرا دی

"ٹرائی کروں گی" اور شانے اچکائے

ساتھ کھڑا شخص سر ہلا کر رہ گیا۔پھر ایک کتاب پکڑی

"مجھے امید نہیں تھی آپ ملیں گے" نظر کتاب پر تھی مگر وہ اس سے مخاطب تھی

"ان پلانڈ چیزیں اکثر خوبصورت ہوتی ہیں"

وہ پھر سے مسکرائی اور تین کتابیں لے کر پیسے لڑکے کو دیے۔ پھر کتابیں شاپنگ بیگ میں ڈالیں اور پکڑنے لگی تھی کہ مامون نے پکڑ لیں

"آپ اپنا رومال سنبھالیں، کتابیں میں سنبھال لیتا ہوں" وہ دھیمی مسکراہٹ سے بولا تھا

اس نے شانے اچکائے "شیور!"

دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔

"میں حیران ہوں میں آپ کو پہلے نہیں جانتی تھی۔۔ مطلب مینا اشعر سب جانتے تھے، میں کس زون میں تھی؟" اس نے گردن گھما کر مامون کو دیکھا۔ اس کی آنکھیں ہلکی گلابی تھیں، سردیاں آگئی تھیں۔

"مگر میں حیران نہیں ہوں۔ میں تو آپ کو جانتا تھا"

رابیل حیران ہوئی، بھنویں بھینچ گئیں "لیکن اس دن میں نے آپ کو کال کی تھی آپ نے کہا تھا کون رابیل؟" اس کی یادداشت کافی اچھی تھی

وہ ہنس دیا" وہ اس لیے کہ میں صرف اتنا جانتا تھا کہ آپ رامین کی بہن ہیں مگر اس دن جب آپ نے مجھے کال کی تو دو سیکنڈ لگے مجھے یہ سوچنے میں کہ آپ مجھے کیوں کال کریں گی؟" شانے اچکا کر اس نے سامنے دیکھا

لڑکی نے فقط سر ہلا دیا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوئی، وہ باہر کی طرف بڑھ رہے تھے "آپ نے کوئی بک نہیں لی؟"

"او نہوں!" اس نے نفی میں سر ہلایا" کچھ دن تک آؤں گا، ابھی ضرورت نہیں"

"اگر میں آپ کو نہ ملتی تو کسی کا بھلا ہو جاتا" وہ بھی سامنے دیکھ رہی تھی

وہ مسکرایا" آپ مجھے مل گئیں اور آپ کا بھلا ہو رہا ہے" اس نے اپنے پہلو میں گرے ہاتھ کی طرف ابرو سے اشارہ کیا۔ اس نے رابیل کا کتابوں والا بیگ اٹھایا ہوا تھا

وہ ہنس دی اور ماتھے پر ہاتھ مارا" عافی کیسی ہیں؟ میری کافی دن سے ان سے بات نہیں ہوئی"

"پیاری ہے" اور مسکرایا" بزی رہتی ہے، رہنا بھی چاہیئے"

"بالکل، بزی رہیں تو پتہ نہیں چلتا وقت کیسے گزرا، دماغ مصروف رہتا ہے۔۔ فضول سوچیں نہیں آتیں"

اس نے فقط سر ہلا دیا۔ دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔ پھر مامون نے گلا کھنکھارا

"سٹوری کیسی لگی؟"

رابیل مسکرادی، بازو سینے پر باندھے اور اسے دیکھا "امیزنگ" پھر سامنے دیکھا "مطلب آپ باہر کی قید سے لڑ سکتے ہیں مگر اندر کی قید۔۔بہت ڈسٹربنگ ہے"

"آپ تو غصہ نہیں کرتی نا" مامون نے سرگوشی کی اور دونوں ہنس دیے

"نہیں۔۔غصہ کسے نہیں آتا مگر اس کا غصہ بہت شدید تھا۔شاید وہ فرسٹیٹ تھا، جن بچوں کے باپ چھوڑ جائیں وہ ڈسٹرب تو ہوتے ہیں نا" وہ بولتی جا رہی تھی اور مامون اسے دیکھ رہا تھا، سن رہا تھا

"ہر انسان ایموشنلی دوسرے سے مختلف ہے" اس نے دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑس لیے "انسان ایک جیسے مگر مختلف ہیں" اس نے دوبارہ بازو سینے پر باندھ لیے۔

وہ صرف سر ہلا کر رہ گیا۔اس کی گاڑی بہت پیچھے رہ گئی تھی۔رابیل ساتھ ہوتی تو وہ اسے خود چھوڑنے جاتا تھا اور اب بھی جا رہا تھا

"چائے پیئیں گی؟" اس نے خاموش لڑکی سے پوچھا جو کہ آگے بڑھتی جا رہی تھی

وہ مسکرادی "اچھے ریڈرز چائے کو منع نہیں کرتے" اور گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ سر جھکائے مسکرایا تھا۔

"ویسے انھیں وہ کتاب چھپوا دینی چاہیئے، بہت اچھی ہے اور سب سے الگ بھی۔ایسی کہانیاں کم ہی ملتی ہیں پڑھنے کو"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "میں نے بھی یہی مشورہ دیا تھا مگر رائٹر کی مرضی، اس نے اپنے لیے لکھی تھی اور مجھے پروف ریڈنگ کے لیے دی تھی۔ مجھے اچھی لگی اور آپ کو دے دی"

لڑکی نے سانس خارج کی "گوود دافلو کی تھیوری نہیں پڑھی میں نے۔ مجھے وہ اچھی لگی ہے، دیکھتے ہیں التمش کو کیسی لگی تھی" اس نے ستائشی ابرو اٹھائے تھے

"ہم بعض اوقات چیزوں کو معمولی یا عام سمجھ کر اگنور کر دیتے ہیں مگر سب اگنور نہیں کرتے۔ وہ اسے اس طرح دیکھ رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی نہیں دیکھتا" سامنے ان کا وہی کیفے نظر آ رہا تھا جہاں وہ پچھلی دو بار چائے پی چکے تھے۔

کچھ قدم چل کر وہ آگے بڑھا، رابیل کے لیے کرسی نکالی اور وہ بیٹھ گئی۔ پھر کتابیں میز پر رکھیں اور خود سامنے بیٹھ گیا۔ ویٹر آڈر لینے کے لیے آیا تھا۔ مامون نے دو کپ چائے آڈر کیے اور ساتھ براؤنی بھی۔ پھر سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا "کیا بات کر رہے تھے ہم؟"

"یہی کہ انسان کو خاص طور پر فٹ فاٹ اچھے مردوں کو میٹھا کم کھانا چاہیئے"

وہ مسکرایا "کوئی بات نہیں، کبھی کبھی بیمار ہونے والی لڑکیوں کو کمپنی دینے میں کیا حرج ہے" اس نے شانے اچکائے

وہ ہنس دی "میں بیمار پڑنے والی ہوں جبکہ مجھے ڈھیروں کام ہیں۔ جب بھی میں نے کوئی بڑا کام کرنا ہو کچھ نہ کچھ ایسا ضرور ہوتا ہے" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی

"حالات انھیں مضبوط بناتے ہیں اگر وہ سمجھتے ہوں تو" وہ فقط اتنا ہی بول پایا

رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی، گالوں میں پڑتے ڈمپل گہرے ہوئے۔ ویٹر چائے لے آیا، ایک پلیٹ میں براؤنی پڑی تھی۔ رابیل نے مسکرا کر ایک چمچ چینی اپنے کپ میں ملایا۔ مامون نے سانس خارج کی اور نظریں جھکائے کپ میں چینی کا چمچ گھماتے بولا

"سارا کام میرے ریڈیو نے خراب کیا ہے۔ اگر اس دن وہ آپ کو میرے بارے میں انفارمیشن نہ دیتا تو آج بھی زیادہ اچھے سے چائے انجوائے کرتا" چمچ کپ کے کونے سے ٹکرایا اور پھر پلیٹ میں رکھا

"کیوں؟ آپ چائے انجوائے نہیں کر رہے؟ کافی آڈر کر دوں آپ کے لیے؟" اس نے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا

"احسان کا پتہ چل جائے تو وہ احسان کہاں رہتا ہے" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا تھا اور رابیل کا منہ پہلے کھلا، پھر اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا اور پھر آنکھوں میں شرارتی سی چمک لیے بولی

"آپ تو کہتے تھے مجھے کمپنی دینے آتے ہیں"

وہ چائے کا کپ منہ کو لگاتے مسکرایا

"I am just kidding"

گھونٹ بھرا اور اس سے مخاطب ہوا "میں واقعی آپ کو کمپنی دیتا ہوں" ایک اور گھونٹ بھرا "میٹھی چائے اتنی بھی بری نہیں ہوتی ویسے، ایسے ہی سارے امیروں نے افواہ اڑائی ہے" اس نے سر جھٹکا

وہ بھی مسکرادی۔ چمچ سے براؤنی کاٹی اور منہ میں رکھی۔دور کہیں ظہر کی اذان ہونے لگی تھی۔

وہ خاموشی سے دائیں جانب دیکھتا چائے پی رہا تھا۔رابیل اسے دیکھ رہی تھی،اس کی خالص سیاہ آنکھیں تھیں۔وہ عام مردوں جیسا نہیں تھا،وہ آگے پیچھے بھی ہوتا تھا تو اسے چڑ نہیں ہوتی تھی۔وہ اس کے کتابوں کا بیگ پکڑے یا اس کے لیے کرسی نکالے اسے کبھی اوور محسوس نہیں ہوا تھا،اس سے ایک احترام کا احساس ہوتا تھا وہ احساس جو اس سے پہلے کسی مرد کے حصار میں نہیں ہوتا تھا۔اسے شاید یہ اس وجہ سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ عارفین کا بھائی تھا،وہ عارفین جو ریسپیکٹ ایبل خاتون تھی۔ جس کے گرد انرجی کا دائرہ اسے ویسے ہی محسوس ہوتا تھا جیسے اسے مامون کے گرد محسوس ہوتا ہے۔ اس کی شخصیت پرکشش تھی حالانکہ وہ عام سے حلیے میں تھا۔اس نے سیاہ لمبے کوٹ تلے گہری سرمئی جرسی نما شرٹ اور جینز پہن رکھی تھی۔رابیل نے سر جھٹکا اور براؤنی کو کاٹ کر منہ میں رکھا۔

مامون اسے دیکھ کر مسکرایا،اس کی چائے ختم ہو چکی تھی۔اس نے سامنے پڑے ڈبے سے ٹشو نکالا اور ہونٹ تھپتھپائے۔

"آپ نہیں لیں گے؟"اس نے براؤنی کی طرف اشارہ کیا

مامون مسکرایا"میٹھا کھاتا ضرور ہوں مگر کم۔۔نہیں تو یہیں کہیں بے ہوش پڑا ہوں گا"

وہ بھی مسکرادی۔ویٹر بل لینے آیا تو مامون نے والٹ نکال لیا،وہ اسے آنکھیں دکھا رہی تھی مگر اس نے شانے اچکائے

"میری یادداشت بہت اچھی ہے اور میری یادداشت کے مطابق پچھلی بار آپ نے ملین پاؤنڈز دیے تھے اب میری باری"

رابیل سن کر ہنس دی "آپ کا سینس آف ہیومر۔۔اللہ!" اور ہنستی گئی۔

وہ صرف مسکرادیا "کیا کروں؟ تیمور آفندی بھائی ہے میرا فری کا ڈرامہ لگا رہتا ہے" اس نے ٹانگ پر سے ٹانگ اتاری۔رابیل کی چائے ختم ہوئی اور مامون نے بازو بڑھا کر اس کے کتابوں والا بیگ پکڑ لیا۔دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھے تھے

" کبھی آرا کو بھی ساتھ لائیں، مینا کی رخصتی کے بعد میں اس سے ملی ہی نہیں۔۔اس سے مل لوں مطلب عافی سے مل لیا" اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ لیے۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا "اسے لے آیا نا تو پھر بس اسے ہی دیکھتا رہوں گا، کبھی اس کو نے کبھی اس کونے۔۔آرا یہ مت کرو آرا وہ مت کرو، پھر بھی کبھی آپ کا یہ شوق بھی پورا کروں گا" اس نے بایاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں اڑس لیا

وہ بس سر ہلا کر رہ گئی۔سٹریٹ پول دور سے نظر آرہا تھا، وقت بہت جلدی گزرا تھا۔مامون نے گردن گھما کر اس لڑکی کو دیکھا جس کی ناک ہلکی گلابی تھیں، گال بھی اندر کی حرارت سے سرخ پڑ رہے تھے۔سٹریٹ پول کے پاس جا کر دونوں آمنے سامنے کھڑے ہوئے۔مامون نے بیگ اس کی طرف بڑھایا اور اس نے تھام لیا

"تھینک یو" وہ مسکرادی

مامون نے سر کو خم دیا

"آپ کبھی آئیں نا، آپ کو کافی پلاؤں گی۔۔اشعر گھر پر ہی ہو گا"

وہ مسکرادیا" جس دن مجھے یہ احساس ہوا کہ آج میں قربانی کے لیے تیار ہوں اس دن خود چل کر آؤں گا۔۔ابھی عید سے پہلے قربانی افورڈ نہیں کر پاؤں گا"

وہ مسکرادی۔ سمجھ کر سر ہلایا۔سانس خارج کی "اپنا خیال رکھیے گا، اللہ حافظ !"اور وہ چل دی۔

مامون اسے جاتے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ گھر کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔سورج کی طرح اس کا بھی دل ڈوب رہا تھا، اس نے سانس خارج کر کے سر جھٹکا۔وہ واپس مڑ گیا، اسے بہت دور جانا تھا

Clubb of Quality Content

یونیورسٹی سے سٹوڈیو اور سٹوڈیو سے وہ عبدل کے ساتھ کیفے میں آئی تھی۔کیفے میں روسٹڈ بینز کی خوشبو کافی کیفے ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔کیفے میں اس وقت رش تھا، باقی دیواریں پینٹ تھیں صرف باہر والی گلاس وال پر پینٹ ہونا باقی تھا۔اس پر سنینا نے پینٹ کرنا تھا۔وہ عبدل کے ساتھ کیفے اونر کے سامنے کھڑی تھی۔وہ انھیں اپنی گلاس وال پر پینٹ کا تھیم بتا رہا تھا اور وہ دونوں سن رہے تھے۔

"آپ دو دن لے لیں مگر یہ گلاس وال آپ ہی پینٹ کریں۔۔کام میری مرضی کا پیسے آپ کی مرضی کے" وہ مسکرایا مگر سنینا مسکرا نہیں سکی

اس نے گلا کھنکھارا" جیسی تصویر آپ مجھے بنانے کو کہہ رہے ہیں کیا آپ کے پاس کوئی تصویر ہے؟"

اگرچہ اس کو اس کی ضرورت نہیں تھی مگر پھر بھی اس نے پوچھ لیا۔سامنے کھڑے آدمی نے سر ہلایا اور اپنی جیب سے فون نکالا۔اس نے ایک تصویر سنینا کے سامنے کی جسے عبدل نے بھی دیکھا تھا۔

تصویر میں ایک لڑکی بیٹھی کافی پی رہی تھی،اس کے شانے برہنہ تھے،نیچے چھوٹی سکرٹ تھی اور اس کی ٹانگیں بھی برہنہ تھیں۔ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر جمائے وہ کافی پی رہی تھی۔سامنے میز تھا اور اس کی کہنیاں میز پر جمی تھیں۔بال ڈھیلے جوڑے میں مقید تھے اور اس کا چہرہ شفاف تھا۔سنینا نے ایک نظر تصویر دیکھی پھر سانس خارج کی

"سوری مسٹر۔۔میں پینٹ نہیں کر سکتی" اس نے منع کر دیا۔

اس شخص کے چہرے پر ایک سیاہ سایہ سا لہرایا" مگر کیوں؟میں آپ کو آپ کی منہ مانگی رقم دوں گا"

سنینا نے سمجھ کر سر ہلایا" وہ سب ٹھیک ہے مگر میں چہرے اور جسم پینٹ نہیں کرتی"

اس نے صاف انکار کیا تھا۔اس نے سکرین روشن کی اور دوبارہ تصویر دیکھی" اس میں ایسا کیا ہے؟ اچھی بھلی تو ہے۔دیکھو اتنے سارے بوتیکس کیفے زکی والز پر ایسی ہی تصاویر بنی ہیں"

سنینا نے سانس خارج کی "وہ سب ٹھیک ہے۔بنی ہوں گی تصاویر مگر میں چہرے اور جسم پینٹ نہیں کر سکتی، یہ میری حد ہے اور میں اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی "اس نے نرمی سے وضاحت کی تھی مگر وہ شخص سنینا کی بات کو جیسے دل پر لے گیا۔

"میڈم! یہ میرا پہلا کیفے نہیں ہے۔اس سے پہلے بھی میں ریسٹورنٹ چلاتا آیا ہوں اور کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ مجھے منع کرے۔ تمھیں پتہ نہیں ہے میری ایک گلاس وال پر پینٹ کرنے سے تمھیں کتنی شہرت ملتی، لوگ میرے ذوق کی تعریف کرتے ہیں اور میں تم آرٹسٹ لوگوں کو موقع دیتا ہوں۔۔"اس کی بات ادھوری رہ گئی جب عبدل آگے بڑھا

"اٹس انف مسٹر۔۔بہت ہو گیا" وہ بلا کا سنجیدہ تھا۔وہ غصہ نہیں کر رہا تھا نہ اونچا بول رہا تھا مگر وہ سنجیدہ تھا۔

"آپ ان کی ایسے ڈس ریسپیکٹ نہیں کر سکتے۔وہ اپنے ٹیلنٹ کی وجہ سے آگے آئی ہیں انھیں آپ کی ضرورت ہے نہ وہ آپ کی محتاج۔انھوں نے بڑے احترام سے ٹھوس وجہ کہ بنیاد پر آپ کو منع کیا ہے۔آپ بھی ان کی عزت کریں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔لندن میں اور ہزاروں پینٹرز ہیں جو چہرے اور جسم پینٹ کر سکتے ہیں۔آپ ان سے رابطہ کر لیں "اس نے سادگی سے کہہ کر بات مکمل کی۔

Clubb of Quality Content

وہ شخص آگے بڑھا اور دانے پیستے بولا "خود تم ساری عمر کیا پینٹ کرتے آئے ہو؟ اپنا پتہ ہے تمھیں فلاطیوس۔۔ جسم اور چہرے، ہوں منہہ!" اس نے سنینا کو دیکھ کر سر جھٹکا

عبدل کی رنگت گلابی پڑی مگر وہ ضبط کر گیا۔ وہ کچھ بولنے والا تھا جب سنینا آگے ہوئی

"ایکس کیوزمی سر۔۔" وہاں بیٹھا ہر شخص انھیں دیکھ رہا تھا سن رہا تھا

"آپ کے دنیا میں بڑے بڑے ریسٹورنٹس ہوں یا آپ کتنے ہی عظیم کیوں نہ ہوں اگر آپ سے کسی کا انکار برداشت نہیں ہوتا تو آپ بہت چھوٹے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی کو اس کے اس ماضی کا طعنہ دینا جہاں سے وہ مووآن کر چکا ہے انتہائی کم ظرفی ہے۔ بات میری اور آپ کی تھی، آپ نے آفر دی میں نے ریجیکٹ کر دی بات ختم۔ دل پر لینے والی کوئی بات نہیں، آپ کو اجازت ہے جو آپ کی وال ہم سے اچھی پینٹ کر سکتا ہے آپ اس سے کروالیں" اس نے سینے پر بازو باندھے "شکریہ۔۔"

ایک نظر عبدل کو دیکھا اور پھر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ سیاہ جینز شرٹ والا عبدل بھی اس کے پیچھے تھا۔ اندر کھڑا ریسٹورنٹ آنرا انھیں گالیاں بک رہا تھا ان کے بارے میں برا کہہ رہا تھا مگر وہ آگے بڑھ گئے۔ اس کے کیفے سے بہت آگے نکل آئے۔

آگے بڑھتے دونوں کے درمیان خاموشی تھی، سنینا نے گردن اٹھائی اور اسے دیکھا

"میرے لیے آگے آنے کا شکریہ"

وہ سامنے دیکھتا رہا "میرے لیے آگے آنے کا شکریہ"

وہ مسکرائی۔وہ سامنے دیکھتے آگے بڑھ رہا تھا۔سنینا نے ایک بار پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا

"آپ کی بہت سی باتیں میرے بابا جیسی ہیں۔میرے بابا بہت سمجھدار،نرم اور ہمبل ہیں" وہ آگے دیکھنے لگی تھی" بابا مومن سے بہت انسپائر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مومن کھجور کے درخت کی طرح ہوتا ہے۔اس کی نظر آسمان پر ہوتی ہے،وہ اوپر بڑھتا اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔اسے فرق نہیں پڑتا کہ اس کے گرد جنگل میں باقی درخت کیسے ہیں کیونکہ اس کی نظر زمین پر نہیں ہوتی۔اس کی نظر آسمان پر ہوتی ہے،آسمان والے پر ہوتی ہے" اس نے ایک نظر عبدل کو دیکھا

"آپ بھی اوپر بڑھ رہے ہیں۔نیچے مت دیکھیں،مت دیکھیں کہ کتنے برگد کے درخت ہیں۔خود کو دیکھیں کہ آپ کھجور کے درخت ہیں"

اس نے سنینا کو دیکھا اور مسکرایا۔پھر سانس خارج کی،دل ہلکا ہو گیا تھا۔انسان ماضی سے مووآن کر بھی جائے لوگ اسے واپس اسی موڑ پر لے آتے ہیں جہاں سے وہ آگے بڑھا تھا۔

"مجھے خوشی ہے آپ نے اپنی لمٹ پر کمپرومائز نہیں کیا"

اس نے شانے اچکائے "میں نے جب شروع شروع میں پینٹ کرنا شروع کیا تھا تو میں آزاد تھی۔میں نے چہرے بھی پینٹ کیے اور جسم بھی۔ایک دن بابا میرے پاس بیٹھے اور بہت پیار سے مجھے سمجھایا کہ ہر چیز کی کچھ لمٹس ہوتی ہیں جیسے دریا کے گرد اس کی لمٹ بند باندھنا ہوتی ہے تاکہ دریا سے پانی کراس کر کے باہر نہ آجائے۔اگر دریا بند توڑ دے اور اپنی حد پار کر لے تو بہت تباہی ہوتی

ہے۔اسی طرح انسان کی زندگی میں بھی لمٹس ہونا بہت ضروری ہیں۔لمٹس قید نہیں ہوتیں قید سے آزادی ہوتی ہیں، بعض کام ہمیں قید کر دیتے ہیں اور لمٹس ہمیں آزاد کر دیتی ہیں۔اس دن بابا نے مجھے بتایا کہ میری لمٹ یہی ہے کہ میں جسم اور چہرے پینٹ کر کے نفس کی تسکین نہیں کر سکتی۔ اکثر نفس کی تسکین روح کو قید کر دیتی ہے اور روح قید ہو جائے تو انسان وقت سے پہلے مر جھا جاتا ہے۔اس دن میں نے عہد کیا تھا کہ میں قدرت اور اپنا تصور پینٹ کروں گی، جسم اور چہرہ میرا کام نہیں" وہ کہہ کر دھیرے سے مسکرائی۔

عبدل کی مسکراہٹ گہری ہوئی "آپ کے بابا تو بڑے سمجھدار ہیں۔جو باتیں مجھے اب سمجھ میں آئی ہیں وہ آپ کو پہلے سے پتہ ہیں"

سنینا ہنس دی "آئی نو۔۔"

آگے بڑھتے وہ سٹوڈیو میں واپس چلی گئی تھی۔عبدل کا رخ لائبریری کی طرف تھا۔

رات نے ہر سو پر پھیلا دیے تھے۔اسلام آباد میں سرد اندھیرا اپنا قبضہ جمائے بیٹھا تھا۔اگر اس آٹھ مرلہ مکان میں دیکھو تو رونق لگی ہوئی تھی، صوفے پر رامین بیٹھی تھی جس کے کندھے تک آتے بال کھلے تھے۔اس نے سرمئی مخملیں ٹراؤزر شرٹ پہنا تھا، ٹانگوں پر لحاف تھا اور وہ کافی پیتی سب کو اس ہنی مون کا حال سنا رہی تھی جو کہ کبھی وجود میں آیا ہی نہیں۔لاہور کا قصہ ایک الگ قصہ تھا جو اپنے وقت پر کھلے گا۔اس کے ساتھ والے صوفے پر رابیل گلشن آرا کے کندھے پر سر بیٹھی تھی، اسے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

واقعی بخار ہو چکا تھا، جو شاندہ سے بہتی ناک کو آرام ملا تھا مگر اب آنکھیں اور سانس گرم تھیں۔

فرحت اپنے کمرے میں مخملیں جائے نماز پر سجدے میں تھیں، لاؤنج میں اشعر داخل ہوا اور سیدھا صوفے پر آ بیٹھا۔ مینا کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا

"چین نہیں ہے تمھیں تمھارے گھر؟" اس نے کشن اٹھا کر اس کی طرف پھینکا

اس نے آنکھیں گول گھمائیں "میں نے کہا ذرا گھر کی خبر لے آؤں، سب ٹھیک ہیں نا" پھر کافی کا گھونٹ بھرا

"تمھاری غیر موجودگی میں سب ٹھیک تھا، اب تم آ گئی ہو تو تباہی آئے گی" اس نے اپنے بوٹ اتار کر سیڑھیوں پر رکھے اور ونٹر سلیپرز پہن کر کچن میں گھس گیا۔ دو منٹ گزریں ہوں گے کہ اس نے منہ باہر نکالا

"آپی۔۔ کافی پیئیں گی؟" اس نے سر نفی میں ہلایا۔ پھر زکام زدہ آواز میں بولی "دودھ گرم کر دینا بس۔۔ کافی پی لی تو رات میں نیند نہیں آئے گی"

وہ آگے بڑھا اور مینا کے صوفے کی پشت پر دونوں ہاتھ رکھے ذرا سا جھک کر کھڑا ہوا "ابھی دودھ کے ساتھ میڈیسن دیتا ہوں آپ کو، صبح تک ٹھیک ہو جائیں گی"

Clubb of Quality Content

وہ دھیما سا مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا۔ مینا کی کافی ختم ہوئی اور وہ اپنی عادت سے مجبور کپ وہیں رکھ کر اندر چلی گئی۔ گلشن آرا نے تسبیح پڑھ کر رابیل پر پھونک ماری اور پھر اٹھ گئیں، اس نے اپنی نانی کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اپنے گرم گال سے لگایا

"آپ کے ہاتھ کتنے پیارے ہیں نانی!" ان کے ناخنوں پر مہندی لگی تھی، دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں سونے کی انگوٹھی تھی اور کلائی میں دو سونے کے کنگن۔ ان کے ہاتھ جھریوں کے باعث بوڑھے لگتے تھے مگر شفاف اور گورے تھے

وہ ہنس دیں "کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے"

رابیل سیدھی ہوئی اور انھیں دیکھ کر مسکرائی

"دیکھو کیسے آنکھیں لال کر لی ہیں، کون سی ایسی ضروری کتابیں تھیں۔۔ پھر کبھی لے آتی" وہ خفا ہوئی تھیں۔ رابیل نے ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور چل کر ان کے ساتھ کمرے تک آئی۔ وہ اپنے کمرے میں چلی گئیں تو رابیل اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولا تو کمرہ گرم تھا، ایک طرف الیکٹرک ہیٹر جل رہا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں خود کو دیکھتی مینا منہ پر کوئی کریم لگا رہی تھی۔ پھر بال کھول کر برش پھیرا اور بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس کا لیٹا ہوا بلا مینا کو دیکھ کر بولا مگر جیسے ہی رابیل آئی وہ چپ ہو گیا

"یہ تم پھر کوئی بِلا لے آئی" اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور مسکرا دی

رابیل سلیپرز اتار کر لحاف میں آ بیٹھی، تکیہ پیچھے سے سیدھا کیا اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ مینا نے اس کی گود میں سر رکھا، اسے دیکھ کر مسکرائی

"اڑتی اڑتی خبر سنی ہے میں نے" وہ رابیل کے آنے والے رشتے کی بات کر رہی تھی۔

رابیل مسکرادی "ہوں۔۔ تم بتاؤ کیا کروں؟"

مینا نے سانس خارج کی "تمھیں پتہ ہے نا امی پوچھنے نہیں آتیں بتانے آتی ہیں۔ ایک بار مل لو ان لوگوں سے"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "ہوں!" سانس خارج کی

"پتہ ہے مینو" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی "میرا دل اب اتر گیا ہے ان سب مردوں سے، میں اب تھک چکی ہوں۔ میں بھی ایک عام لڑکی ہوں اور میرے بھی خواب عام لڑکیوں والے ہی ہیں۔ ایک اچھا لائف پارٹنر، ایک پر سکون گھر اور ایک اچھی زندگی۔ میں ایک کیریئر وومین ہوں تو کیا کیریئر وومین ایک عام عورت کی طرح نہیں سوچ سکتی؟ اس کے کون سے سرخاب کے پر نکل آتے ہیں۔ میری زندگی میں اس قدر عجیب و غریب مرد آئے ہیں کہ میں سوچتی ہوں کہ میں اکیلی ہی ٹھیک ہوں۔ مجھے یہی زندگی اچھی لگنے لگتی ہے۔ کیا میں ڈریگن ہوں جو منہ سے آگ نکالتی ہوں؟ یہ سب مجھے عام عورت کیوں نہیں سمجھتے؟"

مینا ہنس دی "ڈرتے ہیں تم سے سارے، تم کسی کو گھاس جو نہیں ڈالتی پھر ان کی وہی سو کالڈ میل ایگو آجاتی ہے"

رابیل نے سانس خارج کی۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور اشعر اندر داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں ایک پلیٹ تھی جس میں مگ تھا۔ مگ میں گرم دودھ تھا جس سے بھاپ نکل رہی تھی، ساتھ چند گولیاں اور کیپسول تھے

"اس لومڑی کو اٹھا کر سائیڈ پر کریں" اس نے رابیل کی ہتھیلی پر گولیاں رکھیں، جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا اور اسے دیا۔ اس نے پانی کے ساتھ گولیاں نگل لیں، پھر اشعر نے گلاس پکڑ کر دودھ کا مگ دیا

"دودھ پی کر سونا ہے۔ اس میں چینی نہیں شہد ڈالا ہے، شہد میں شفا ہوتی ہے" وہ مسکرایا

رابیل بھی مسکرا دی "ٹھیک ہے حکیم اشعر"

اس کی مسکراہٹ گہری پڑی اور پھر سر کو خم دے کر باہر چلا گیا۔

اس نے مگ منہ سے لگایا اور دودھ کا گھونٹ بھرا۔

"بیلی ایک بات پوچھوں؟" وہ رابیل کو دیکھ رہی تھی

"ہوں" دوسرا گھونٹ بھرا

"ارسل کے بعد تمھیں کسی سے محبت نہیں ہوئی؟ آئی مین کوئی پسند ہے تو بتا دو"

رابیل ہنس دی "میری امی مت بنو، اتنی عقل تو ہے مجھ میں کہ کوئی پسند ہو تو امی یا کم از کم نانی کو بتا دوں۔۔سیانی کہیں کی "اس نے اس کے گال پر ہلکی سی چپت رسید کی

وہ بھی مسکرائی "بس اب اللہ سب اچھا اچھا کرے۔۔میری دعا ہے کہ اللہ تمھیں پرنس چارمنگ دے "اور باقاعدہ منہ پر ہاتھ پھیرے "آمین"

وہ ہنس دی "پرنس چارمنگ کی کچھ لگتی۔۔عام سی لڑکیوں کے مقدر میں بابا کے لاڈلے اور امی کے شہزادے ہوتے ہیں، انھیں اپنے شوہر کو ہی کنگ سمجھ کر زندگی گزارنی ہوتی ہے"

"میرا والا تو پرنس ہی ہے "اس نے منہ کے زاویے بگاڑ کر کہا تھا

رابیل ہنستی چلی گئی۔وہ بھی مسکرادی

"اللہ۔۔مینو "ہنس ہنس کر اس کا پیٹ دکھنے لگا تھا "پرنس کی بیوی چلو اٹھو۔۔مجھے سونا ہے "اس نے مینا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا

وہ اٹھ گئی اور ہیٹر بند کر کے آئی۔پھر بلے کو ایک طرف کر کے خود لیٹ گئی۔رابیل نے جلدی سے دودھ ختم کیا اور بتی بجھا کر کمبل اوڑھ لیا۔آج کا دن اچھا تھا، تخیل میں کتابیں پڑھ کر اسے گھر تک چھوڑنے والا تھا

"عام لڑکیوں کے مقدر میں کوئی پرنس چارمنگ نہیں لکھا ہوتا "دماغ نے دل پر پہرہ بٹھایا تھا مگر دل تو ہر قید سے آزاد ہوتا ہے۔

دوسری طرف سفید سرمئی بنگلہ بڑی شان سے کھڑا اپنی روشنی لیے اندھیرے سے مقابلہ کر رہا تھا۔ اس کے مکین اپنے اپنے کمروں میں تھے سوائے ایک مکین کے جو اس وقت اپنے ماموں کے کمرے میں بیٹھی کسی بات پر بحث کر رہی تھی۔ مامون کے ہاتھ میں ٹیبلیٹ تھا اور وہ روشن سکرین کو گھورتا آرا سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ ہنستے ہوئے اس کی بات کی نفی کر رہی تھی۔

"اچھا۔۔مجھے لگ رہا ہے کہ آپ نے یہ کہیں سے کاپی کیا ہے؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تو وہ ہنس دی

"نہیں تو۔۔میں نے کاپی نہیں کیا۔۔اٹس مائی آرٹ"اس نے شانے اچکائے اور ماتھے پر آئے اپنے بال پیچھے ہٹائے۔

وہ مسکرایا"اٹس اے ڈریگن"اس نے ٹیبلٹ کی طرف اشارہ کیا"اوور دا ماؤنٹین"پھر انگلی ہونٹوں پر رکھی"اور یہ کیا ہے؟"اس نے آرا سے پوچھا

"یہ کوئین ہے، شی از اے گلیڈی ایٹر"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔ سکرین پر ایک رنگ برنگی تصویر تھی جیسے کسی نے پنسل کلرز سے بنائی ہو۔ پہاڑوں پر ہر سو آگ لگی تھی اور ایک لڑکی تھی جس کے ہاتھ میں زنجیر تھی اور اس نے اس زنجیر سے ایک بڑے سے ڈریگن کو پکڑ رکھا تھا۔ ہر سو بہت سے لوگ ہتھیار لیے کھڑے تھے مگر وہ بڑی بہادری سے کھڑی انھیں دیکھ رہی تھی۔ بنانے والی آرا تھی اور اس پر تبصرہ کرنے والا مامون تھا۔

"یہ تو بہت اچھی بنی ہے۔ایک دن آرا بہت بڑی آرٹسٹ بنے گی"اس نے مسکرا کر لڑکی کے گال کو چھوا تو اس نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے اور مسکرانے لگی۔وہ مسکراتی تو سیاہ آنکھیں چھوٹی ہو جاتی تھیں

"پھر ایک لمبی لائن لگی ہو گی اور میں باہر سے آؤں گا تو دیکھوں گا کہ آرا سامنے بزی سی بیٹھی ہے اور بڑے مزے سے آٹو گراف دے رہی ہے۔۔میں بھاگتا بھاگتا آؤں گا"میم، میم"اور آرا مجھے دیکھے گی"اس نے منہ بنا کر پلکیں جھکا کر اٹھائیں"آرا کہے گی"ڈونٹ بریک دا لائن"اور دوبارہ اپنے ایک فین کو سائن کر کے دے گی۔میں کہوں گا میم میں آپ کا بہت بڑا فین ہوں آپ پلیز مجھے ایک آٹو گراف دے دیں"وہ ایسے ایکٹنگ کر رہا تھا جیسے واقعی اس وقت وہ اس سے آٹو گراف لینے آیا ہے اور وہ ہنستی جا رہی تھی"آرا کہے گی لائن میں لگیں"اور پھر گارڈز کو اشارہ کرے گی، گارڈز آئیں گے اور مجھے ڈانٹ کر کہیں گے آپ لائن میں لگیں، میم کو تنگ مت کریں میم ابھی بزی ہیں"اس کی آواز ذرا سی بلند ہوئی جیسے واقعی گارڈز کی روح اس میں آ گئی ہے

"پھر میں کہوں گا اوکے"اس نے منہ بنا کر چہرہ جھکا لیا۔آرا اٹھی اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے"جب میں بہت بڑی آرٹسٹ بن جاؤں گی تو آپ میرے ساتھ ہوں گے نا"

"میں کیسے ساتھ ہوں گا؟میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں گا"اس نے پھر سے منہ بنایا

آرا نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا"میں آپ کو ساتھ رکھوں گی"

وہ ہنس دیا"تھینک یو میم"اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر آگے کو جھکا تو وہ پھر سے ہنس دی

"ایک دن آرا کا نام ہر جگہ ہو گا۔۔ہم گاڑی پر کہیں جا رہے ہوں گے اور میں سٹاپ پر رکا ہوں گا۔۔ اچانک میری نظر ایک بڑے سے بل بورڈ پر پڑے گی اور میں کہوں گا آرا! وہ دیکھو"اس نے بازو لمبا کر کے اشارہ کیا"اور آرا کہے گی اٹس می، مون۔۔اور ہم دونوں کی ایکسائیٹمنٹ آسمان پر ہو گی"اور دونوں ہنس دیے۔

دفعتاً دروازہ کھلا"اور پھر نانو آجائیں گی اور کہیں گی کہ چلو گاڑی آگے بڑھاؤ۔۔آرا کو سکول ڈراپ کرنا ہے"اور اندر آتی ملیحہ ہنس دیں

"نہیں۔۔اس وقت تو آرا ایک سٹار ہو گی نا"اس نے آرا کو دیکھا جس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"اور۔۔اور میں سٹار بننے کے بعد اپنا گھر چینج نہیں کروں گی، میں مون کے ساتھ ہی رہوں گی"اس نے اپنا نظریہ پیش کیا۔ملیحہ ہنس دیں

"ایک چھوٹی سی ڈرائنگ سے تم نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا"وہ اس ٹیبلٹ کو پکڑ کر دیکھ رہی تھیں۔

"اماں۔۔بڑے خواب دیکھیں گے نہیں پورے کیسے کریں گے؟اچھا تصور کریں گے تو اچھی انرجی ملے گی، ہماری آرا موٹیویٹڈ رہ کر آگے بڑھے گی"اس نے آرا کو دیکھا جو بڑے مزے سے اس کے گھٹنے پر کہنی رکھ کر ہاتھ اپنی تھوڑی تلے جمائے اسے دیکھ رہی تھی۔کمرے کا دروازہ بجا"آجائیں!"

مامون کے کہنے پر عارفین اندر داخل ہوئی۔اس نے منہ بنا کر مامون کو دیکھا"میں نے اور باتیں کرنی ہیں"اس نے سرگوشی کی تھی

"کل ایک اور پینٹنگ بنائیں گی آپ، پھر ہم اور باتیں کریں گے"اس نے بھی سرگوشی کی تھی۔وہ مسکرادی

"یہ کیا چل رہا ہے یہاں؟"اندر آنے والی لڑکی صوفے پر بیٹھ گئی۔وہ ان کی سرگوشیاں سن سکتی تھی

"کچھ نہیں۔۔پرسنل ٹاک"مامون نے کہہ کر شانے اچکائے۔ملیحہ نے ٹیبلیٹ آرا کو واپس کیا اور وہ عارفین کی طرف بڑھی

"گڈ نائٹ!"اس نے مامون کو ہاتھ ہلایا اور اپنی ماں کے ساتھ چلی گئی۔

دروازہ بند ہوا تو ملیحہ اس سے مخاطب ہوئیں"مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے"

مامون چوکڑی مارے بیٹھ گیا"فرمائیں"

"تیمور بھی آگیا ہے۔۔اب تمھاری انگیجمنٹ کا سوچیں"

مامون مسکرادیا"اوکے"سر اثبات میں ہلایا

"کل ہم ان کی طرف جارہے ہیں، تم شام میں جلدی آؤ گے"وہ سنجیدہ ہو گئیں

مامون نے سانس خارج کی"ٹھیک ہے۔۔میں جلدی آجاؤں گا،اور کچھ؟"اس نے مٹھی تھوڑی تلے جمالی

"نہیں۔۔بس میں یہی کہنے آئی تھی۔خود تو تمھیں قیامت تک کنوارہ بٹھایا جائے تم بیٹھ جاؤ گے"

انھوں نے طنز کیا تھا اور پھر مسکرا دیں

وہ ہنس دیا"شادی کے بعد بھی تو قیامت آنی ہی ہے"

"شٹ اپ!"مسکراہٹ دبائے بولیں تو مامون سر ہلا کر رہ گیا

"ویسے آپ نے تاثیر میں کیا دیکھا،میں نے تو جو دیکھا سو دیکھا،آپ بتائیں آپ کو اس میں کس اینگل سے اپنی بہو نظر آ رہی ہے"

"وہ ایک پڑھی لکھی،اچھے گھرانے کی لڑکی ہے۔۔پھر وہ ڈاکٹر ہے اور اپنے بزی شیڈول سے وقت نکال کر اس نے خود کو مینٹین بھی رکھا ہوا ہے۔وہ خوبصورت اور کانفیڈنٹ ہے،میرے ساتھ اس نے کافی دفعہ شام کی چائے پی ہے اور باتوں باتوں میں اندازہ ہو جاتا ہے کہ انسان کیسا ہے"وہ خاموش ہوئیں تو مامون ہنس دیا

"مطلب لڑکے کو حاصل کرنے کے لیے پہلے اس کی اماں کو اپنے قابو میں کرنا ہوتا ہے کیونکہ ہماری مشرقی مائیں تو ویسی ہی بڑی بھولی ہوتی ہیں اور بیٹوں کو بلیک میل بھی اچھے سے کر لیتی ہیں"

"میں نے تمھاری مرضی سے ہی سب کیا ہے،زیادہ مظلوم مت بنو"انھوں نے چہرہ موڑ لیا جیسے خفا ہوں

"یعنی وہی لڑکی میری بیوی بن سکتی ہے جو پڑھی لکھی ہو، جو ڈاکٹر ہو، جس نے خود کو مینٹین رکھا ہو، جو آپ کے ساتھ شام کی چائے پر باتیں کر سکے" اور آخری بات پر ملیحہ ہنس دیں

"اگر تمھیں کوئی پسند ہے تو بتا دو" انھوں نے مامون کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دبایا

"دل کا کوئی بھروسہ نہیں ہے" اس نے پیچھے ٹیک لگالی "خیر اگر فیوچر میں کبھی کسی پر دل آ گیا تو اسلام نے چار شادیوں والا آپشن دیا ہوا ہے"

ملیحہ نے اس کے گھٹنے پر چپت رسید کی "تم کب سے رنگین مزاج ہو گئے"

وہ مسکرایا تھا "میں تو صرف ایک مرد ہوں" شانے اچکائے

ملیحہ مسکرا دیں "اچھا ہوتا میرے دو تین بیٹے ہوتے، آج گھر میں رونق ہوتی۔۔ایک تو نکما نالائق ہے" انھوں نے سر جھٹکا

"نکما نالائق اور ناکارہ بھی۔۔شادی کے بعد آوارہ اور جورو کا غلام بھی" اس نے ان کی بات کو مزید بڑھا دیا

انھوں نے سانس خارج کی "بس اب تم نے کل جلدی آنا ہے"

"ہیرو جائے گا ساتھ؟"

ملیحہ نے اسے گھورا، پھر کچھ سوچتے ہوئے بولیں "تمھیں پتہ ہو"

"لے جاتے ہیں۔۔رونق لگی رہے گی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور دونوں ہنس دیے۔ باہر رات مزید گہری ہو رہی تھی

رات کو ڈنر کے بعد اس کی اپنے باپ سے وڈیو کال پر بات ہو رہی تھی۔اس نے ایک ہاتھ سے سکرین سامنے کی ہوئی تھی اور ان کو سن رہی تھی۔ پھر سانس خارج کی

"بابا۔۔بس کچھ دن اور۔۔کچھ ہفتوں کی تو بات ہے"

"رات کو تم کیسے ڈر گئی تھی۔میں ساری رات نہیں سو سکا کہ ابھی تم پھر سے اٹھ جاؤ گی۔اکیلی ہوتی ہو نا اس لیے ایسا کچھ الٹا سیدھا سوچتی ہو گی۔میں تمھیں بتا رہا ہوں اگر تم نہ آئی تو میں آجاؤں گا۔۔ چند ہفتوں کی بات ہے تو وہ چند ہفتے میں تمھارے ساتھ گزار لوں گا" وہ خفا ہو رہے تھے۔کسی حد تک غصہ بھی تھے۔

لڑکی نے شانے ڈھیلے چھوڑے "ایک رات ہی تو تھی بابا" وہ صرف یہ کہہ رہی تھی جبکہ اندر سے تو وہ بھی جانتی تھی کہ وہ کتنا ڈر گئی تھی۔اندھیرے میں وہ پنجوں کے بل بیٹھا وجود اسے کس قدر خوفزدہ کر گیا تھا۔اسے سوچنا پھر سے نیند اڑا دیتا تھا مگر وہ پھر سے اسے سوچنا نہیں چاہتی تھی

"ایک رات کی بات نہیں ہے نین۔۔تم پچھلی راتیں بھی ڈرتی رہی ہو"

سنینا کو یاد آیا کہ اس نے رات کو روتے ہوئے جذبات میں آکر انھیں بتا دیا تھا کہ وہ پچھلے تین چار دن سے اسی کیفیت سے مسلسل گزر رہی ہے۔لڑکی اب بے بس ہو چکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا۔۔بس خواب ہی تو ہیں"

وہ مسکرائے "بس خواب؟ جب روشنی زیادہ ہوتی ہے تو ہمیں اندھیرے کا خیال نہیں آتا بیٹے۔ جیسے جیسے اندھیرا ہوتا جاتا ہے ہمیں روشنی کی قدر اور ضرورت دونوں محسوس ہونے لگتی ہیں" پھر سانس خارج کی "میرے بچے۔۔تم گھبراؤ گی ڈرو گی تو میرا دل بھی بے چین ہو جائے گا نا۔ میرے پاس تمھارے سوا اور ہے ہی کیا"

سنینا نے اپنے باپ کی آنکھوں میں دیکھا۔ان کی آنکھوں میں ایک عجب سی چمک تھی جو ہمیشہ سے ہوتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔میں دیکھتی ہوں۔۔اگر یہاں زیادہ دیر رکنا ہوا تو آپ آجائیں۔۔میں ویسے بھی آپ کو بہت مس کرتی ہوں"

اس کا باپ مسکرا دیا۔ لڑکی کچھ اور بھی کہہ رہی تھی اور اس کا باپ مسکراتے ہوئے سن رہا تھا۔

اگلی دوپہر اداس سی تھی۔ سورج آج پھر منہ چھپائے بیٹھا تھا۔ ہلکی دھند بھی تھی مگر گھر سے نکلنے والے ایسے موسم کی تیاری کر کے نکلے تھے۔ سٹوڈیو کے دوسرے فلور پر بنے بڑے سے ہال میں بتیاں جل رہی تھیں۔ سب مصروف سے اپنا کام کر رہے تھے۔ایک کونے میں مجسمے پر جھکی ہوئی رابیل کے ہاتھ میں بہت سے سیاہ چھوٹے بڑے سٹونز تھے۔اس کی خوبصورت سیاہ میکسی فرش کو چھو رہی تھی۔ دفعتاً میز پر پڑا اس کا فون بجا۔اس نے پہلے نظر انداز کیا مگر فون پھر سے بجا۔اسے سخت

چڑ تھی کہ کام کے دوران کوئی مداخلت کرے۔اس نے فون پکڑااور سکرین پر جلتانام دیکھا، پھر سانس خارج کی اور سکرین سوائپ کر کے فون کان سے لگالیا"جی امی!"وہ سامنے پڑے آرٹ پیڈ کو دیکھ رہی تھی جس پر سیاہ موٹے مارکر سے بہت سے ڈیزائن بنے تھے۔

"میں نے تمھیں کہا تھاناطبیعت ٹھیک نہیں ہے مت جاؤ۔۔تم میری ایک نہیں سنتی بیلی"وہ اسے ڈانٹ رہی تھیں

"امی۔۔میں میڈیسن لے کر آئی ہوں، ٹھیک ہوں اب"یہ بات تووہ بھی جانتی تھی کہ اس کی آنکھیں گرم تھیں۔

"کب تک آرہی ہو؟ پتہ ہے ناآج مسرت آرہی ہے"پیچھے سے صارم کے رونے کی آواز آرہی تھی، اوپر سے اس کی طبیعت کچھ ایسی تھی کہ اسے چڑ ہونے لگی تھی

"جی امی۔۔یاد ہے"پھر ماتھے کو چھوا"دو بجے تک آجاؤں گی"نظریں ابھی بھی آرٹ پیڈ پر تھیں

"ہاں ٹھیک ہے، اپناخیال رکھنااور چائے وغیرہ پی لینا۔۔صبح بھی تم بس انڈہ کھا کر چلی گئی۔۔سنتی کہاں ہو میری"وہ جیسے خفا ہوئی تھیں

"جی امی"اور پھر ایک دو سیکنڈ مزید سن کر اس نے کال کاٹ دی۔

وہ دوبارہ سے اپنی میکسی کی طرف متوجہ ہو گئی۔آنے والے چند دنوں میں فیشن ویک شروع ہونے والا تھااور اوپر سے اس کی رشتے کی بات بھی شروع ہونے والی تھی۔اسے بس اپنا کام مکمل کرنا تھا مگر

پیچھے سے گھر والے،اس نے ساری سوچیں ذہن سے جھٹک دیں اور کام پر متوجہ ہو گئی۔آدھے گھنٹے بعد اسے اپنے پیچھے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی اور وہ مڑی۔پیچھے جو کوئی بھی تھا وہ اسے دیکھ کر پہلے حیران ہوئی پھر مسکرا دی

"میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟"پیچھے کھڑا ابوہریرہ مسکرا دیا

"نو۔۔میں ویسے بھی بیٹھنے والی تھی"وہ مسکرا کر بیٹھی اور کافی کا کپ منہ سے لگایا

وہ اس کے ساتھ مگر فاصلے پر پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔رخ رابیل کی طرف تھا"میں نے تو کہا ہے کہ مجھے بھی کہیں ایڈجسٹ کر لو،کوئی ماڈل ہی بنا لو مگر وہ نہیں مانتا"اس نے دور کھڑے حذیفہ کی طرف اشارہ کیا جو کہ کسی ڈیزائنر کے ساتھ کھڑا میرون گاؤن ڈیزائن کر رہا تھا۔وہ مسکرا دی

"آپ ماڈل بن گئے تو کیمرہ مین کون بنے گا؟"

اس نے سر ہلایا پھر مسکرایا"یہ بات بھی ٹھیک ہے"

"تھینک یو"رابیل کی کافی کا گھونٹ بھرا"ونٹر کلیکشن کا ٹائم بہت کم تھا مگر اتنے کم ٹائم میں اتنا اچھا شوٹ کرنے کے لیے بہت شکریہ"

اس نے ایک سانس خارج کی"میں تو آپ کا پرسنل کیمرہ مین ہوں۔ویسے آپس کی بات ہے آپ کی سیکرٹری نہیں اچھی،کہیں تو میں یہ کام بھی اچھے سے کر سکتا ہوں"اس نے بڑی رازداری سے کہا تھا

"ٹھیک ہے۔۔ مگر میں پیسے نہیں دوں گی" پھر تیوری چڑھائی "آج کل ذرا غریب ہوں نا اور آئمہ تو میرے ساتھ غریبی میں بھی اچھا گزارا کر لیتی ہے"

اس نے ابرو اٹھائی "ویسے ٹھیک ہی ہے وہ بھی، اتنی بری بھی نہیں ہے۔۔ بس بحث کرتی ہے ورنہ سیکرٹری اچھی ہے"

رابیل اس کے بدلتے انداز پر ہنس دی۔ پھر کافی کا گھونٹ بھرا اور ہریرہ اٹھ گیا "اوکے۔۔ بیسٹ آف لک۔۔ پھر ملتے ہیں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ لڑکا وہاں سے چلا گیا، رابیل اسے جاتا دیکھتی رہی۔ وہ حذیفہ کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔ اس کا فون تھرتھرایا، شاید میسجز آ رہے تھے۔ اس نے سکرین آن کی اور واٹس ایپ پر آئی۔ مینا کے میسجز آ رہے تھے اور وہ آن لائن تھی

"میں ایک بجے تک آ جاؤں گی" پھر ساتھ ہی تین چار تصاویر "مجھے بتاؤ میں کیا پہن کر آؤں؟"

رابیل نے کافی پیتے اس کی تصاویر دیکھیں اور ان میں سے ایک تصویر اسے بھیج دی۔

"یہ ٹھیک ہے"

وہ ٹائپنگ کر رہی تھی۔ پھر میسج موصول ہوا "تم آفس گئی ہو آج؟"

"ہوں۔۔ سٹوڈیو میں ہوں" اس نے ٹائپ کیا اور میسج بھیج دیا

"ارے۔۔ آج تو گھر رہتی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری امی مت بنا کرو۔۔ٹائم سے پہنچ جانا"

اور اس نے سکرین آف کر دی۔کافی ختم ہو چکی تھی،اب اسے دوبارہ اپنے کام پر لگنا تھا مگر وہ اداس تھی۔کوئی چیز تھی جو اندر ہی اندر تنگ کر رہی تھی۔شاید وہ بیمار تھی اس لیے یا شاید بیماری کے باوجود کام پر لگ گئی تھی اس لیے۔۔اس نے سانس خارج کی اور کپ کے کناروں پر انگلی پھیرنے لگی

"کیا ہوا ہے رابیل؟"خود کا سوال خود سے تھا

"میں ابھی نیا رشتہ نہیں بنانا چاہتی۔میں تھک گئی ہوں،میں سچ میں تھک گئی ہوں"آنسوؤں کا گولہ اس کے گلے میں پھنس گیا تھا

"آنے والا مرد کیسا ہو گا؟کیا وہ حسیل جیسا خود پسند ہو گا یا ارسل جیسا خود پرست"لڑکی ارد گرد کے ماحول سے بے گانہ تھی

"جو خود شناس ہو،ریسپیکٹ ایبل ہو اور ریسپیکٹ کرتا ہو۔لوگ جسے باؤنڈری کہتے ہیں میں اسے ریسپیکٹ کہتی ہوں۔اللہ پلیز،اس بار کچھ برا نہ ہو۔۔میں تھک چکی ہوں روز روز کے ڈراموں سے" اس نے ایک آخری بار سانس خارج کی اور پھر کھڑی ہوئی۔اسے اور بھی کئی کام کرنے تھے

دن کا اختتام ہوئے کئی گھنٹے بیت چکے تھے۔آٹھ مرلہ مکان میں رونق سی تھی،یہ مغرب کے ذرا بعد کا وقت تھا۔لاؤنج میں گلابی سوٹ پہن کر بیٹھی خاتون فرحت سے باتیں کرتیں مسکرا رہی تھیں۔ان سے کچھ فاصلے پر چھوٹے صوفے پر ایک لڑکا بیٹھا تھا جس کے ساتھ والے صوفے پر حاشر بیٹھا اس

سے باتیں کر رہا تھا۔ پاس ہی ایک لڑکی بیٹھی تھی، دبلی پتلی سی سبز رنگ کی شلوار قمیض پہنے بیٹھی فرحت کی کسی بات کا جواب دے رہی تھی۔ کمرے میں جھانکو تو لڑکی آئینے کے سامنے کھڑی منہ پر کریم لگا رہی تھی۔ کچھ فاصلے پر رامین بیٹھی تھی جو چاکلیٹ کھاتی رابیل کو دیکھ رہی تھی۔ رابیل آگے سے بالوں کی چٹیا بناتی ہلکا پھلکا سا ہیئر سٹائل بنا رہی تھی۔ اس نے زنک کلر کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ قمیض پر ہلکا پھلکا سا کام ہوا تھا، شلوار کے پائنچے کھلے تھے مگر پلازو سے ذرا کم۔

"مینو۔۔ میں ٹھیک لگ رہی ہوں" اس نے رخ موڑا اور مینا کو دیکھا۔ وہ مسکرائی

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔ دیکھنا لڑکا تم پر فلیٹ ہونے والا ہے" پھر وہ کھڑی ہوئی اور اس کی طرف بڑھی، اس نے لمبے بال ایک کندھے سے آگے کیے اور باقی پیچھے ہی رہنے دیے۔ پھر دوپٹہ پکڑ کر اچھے سے ایک طرف کیا اور اس کی تھوڑی کو چھوا

"بس تم مسکرا دینا، تمھارے ڈمپل پر ہی لڑکے نے مر مرا جانا ہے" اس نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اسے جھٹکا۔

پھر ایک آخری بار آئینے میں دیکھا اور جوتا پہن کر مینو کے ساتھ باہر بڑھی۔ گلشن آرا بھی اپنے کمرے سے نکل رہی تھیں، اسے دیکھ کر مسکرائیں اور اس کے پاس جا کھڑی ہوئیں۔ پھر اکٹھے ہی لاؤنج میں داخل ہوئیں۔ خاتون کھڑی ہوئیں اور اس سے ملی، لڑکی بھی رابیل کو دیکھ کر مسکرا دی۔ سامنے مرد کھڑا رابیل کو دیکھ کر مسکرایا۔ اس نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی، اوپر سیاہ آفس

کوٹ تھا۔کلائی میں قیمتی گھڑی اور بال اچھے سے جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے۔جیسے ہی رابیل بیٹھی وہ بھی بیٹھ گیا،بیٹھتے ہی رابیل اور حاشر کی نظر ملی،اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔رابیل لڑکے کی بہن اور رامین کے درمیان میں بیٹھی تھی۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے،اس نے ایک بار بھی اس لڑکے کو نہیں دیکھا تھا جو اس کے سامنے تھا۔کچن سے رانیہ باہر آئی اور اسے دیکھ کر مسکرائی۔وہ بھی اچھی اداکارہ تھی۔خاتون اب رابیل سے اس کا حال پوچھ رہی تھیں اور وہ مسکرا کر جواب دے رہی تھیں۔پھر وہ بتا رہی تھیں کہ کیسے وہ رابیل سے ملنے کے لیے پر جوش تھیں اور اب جا کر ملی ہیں۔

دفعتاً اشعر باہر سے آیا تھا اور آتے ہی سلام لے کر مینو کو اشارہ کیا اور کچن میں چلا گیا۔وہ اٹھی اور کچن میں آگئی۔چولہے پر چائے ابل رہی تھی۔مینو پیچھے سے آئی اور اشعر کے سر کی پشت پر چپت رسید کی

"دو منٹ تمھیں یہ منظور نہیں ہے کہ میں بیٹھ کر باتیں سن سکوں۔۔فوراً ہی آتے ایسے مجھے ایسے بلایا تھا کہ جیسے مینو کے بغیر پیدا ہی نہیں ہوئے"اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"ہاں تو نہیں ہوا پیدا۔۔تمھیں ساتھ لے کر ہی دنیا میں آیا ہوں"اس نے سر جھٹکا اور ڈونگے سے چائے ہلائی۔کچن میں بانو داخل ہوئی۔آتے ہی وہ چیزیں ٹرے میں سجانے لگی

"ویسے میں دیکھ رہی تھی،وہ لڑکی تمھیں گھور رہی تھی"اس نے پلیٹ سے بسکٹ پکڑا اور منہ میں رکھا،پھر چبانے لگی

"ہاں تو پیارا ہوں، دن میں ہزاروں لڑکیاں دیکھتی ہیں" اس نے بھی شانے اچکائے اور پلیٹ میں کیک نکالا

"ہوں۔۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ میرا بھائی شادی شدہ ہے، بیگم مائیکے گئی ہے" اور ہاتھ جھاڑ کر واپس مڑنے لگی۔

اشعر نے اسے دانت پیستے زخمی نظروں سے دیکھا۔ اس نے اشعر کا گال کھینچا اور ہنس دی "کیوٹ نا!"

اور ڈھیٹ بن کر باہر آ گئی۔ اس نے ضبط کیا اور سانس لے کر رہ گیا۔ پھر مسکراتا ہوا باہر آ گیا۔ کچھ پل بیتے اور بانو پہلے چائے لے آئی اور پھر باری باری باقی چیزیں لانے لگی۔ رانیہ اب اشعر کے ساتھ آ بیٹھی۔ سارا خاندان ہی آ کر بیٹھ گیا تھا

رابیل نے چائے کپ میں ڈالی اور خاتون کی طرف بڑھائی۔ مینو نے کیک کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور دانتوں سے کاٹا، اشعر اسے گھور رہا تھا مگر وہ تو مینا تھی نا، اپنی مرضی کرے گی۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھ رہی تھی بلکہ آبزرو کر رہی تھی، ساتھ حاشر کو دیکھ کر مسکرا دیتی۔

رابیل نے چائے ڈال کر اس کی طرف بڑھائی تو وہ مسکرا دیا۔ کچھ دیر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے، خاتون رابیل سے پوچھتی رہیں کہ وہ کیا کرتی ہے سارا دن؟ آفس کیسا چل رہا ہے۔۔ دفعتاً لڑکے کا فون بجا اور وہ باہر چلا گیا۔ رامین کی نگاہوں نے اس کا پیچھا کیا تھا۔ پھر چند پل بیتے اور پھر کچن میں چلی

گئی۔بیک ڈور سے باہر گئی اور دبے پاؤں اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا اور دبا دبا سا بول رہا تھا۔کال ختم ہوئی اور وہ پلٹا مگر اپنے پیچھے مینا کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا

"ارے آپ" پھر مسکرایا اور فون جیب میں رکھا۔

"جی میں۔۔اتنی سردی میں آپ باہر کھڑے ہو کر بات کر رہے ہیں، میں نے سوچا آپ کو بتا دوں کہ ہمارا گیراج بھی کافی پیارا ہے۔۔آپ وہاں بھی جا سکتے ہیں" وہ مسکرا دی

لڑکے نے سر کو خم دیا "جی ٹھیک۔۔بس ایک چھوٹی سی کال تھی" پھر مسکرا دیا

"اچھا اچھا" اس نے سر اثبات میں ہلایا "ویسے میری آپی پیاری ہیں نا، آئی مین بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ وہ پیاری ہیں اور میرا بھی یہی ماننا ہے"

لڑکے کے چہرے سے مسکراہٹ نہیں چھوٹ رہی تھی "جی۔۔اچھی ہیں"

مینا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "کیا آپ کی پہلی منگنی ہو گی یہ؟ یا پہلے بھی کہیں سے گھوم کر آئے ہیں"

وہ پہلے تو سمجھ نہیں سکا، پھر سمجھ گیا "نہیں۔۔رابیل سے پہلے کوئی لڑکی نہیں تھی"

"ارے۔۔اتنا شریف تو نواز شریف بھی نہیں ہے" اور ہنس دی "میں مذاق کر رہی تھی۔۔میری آپی کی زندگی میں کوئی مرد نہیں ہے۔۔انھیں ریسپیکٹ ایبل مرد اچھے لگتے ہیں۔۔میں تو آپ کو آبزرو کرتی رہی ہوں یقیناً میری آپی بھی کرتی ہوں گی" پھر مسکرائی

“Give respect take respect”

اس نے سر اثبات میں ہلایا "آپ پریشان نہ ہوں۔۔مجھے بھی قابل احترام رہنا اور ہونا اچھا لگتا ہے"

مینا نے سر کو خم دیا اور اسے جانے کو راستہ دیا۔وہ آگے بڑھا تو مینا نے بالوں میں ہاتھ پھیرا، منہ میں بڑبڑائی "مین میڈ"

اور اس کے پیچھے لپکی۔

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب وہ لوگ چلے گئے۔رابیل اور رامین کمرے میں تھیں۔مینا کی گود میں بریانی کی پلیٹ تھی اور وہ بڑے مزے سے کھاتی رابیل سے بات کر رہی تھی

"تمھیں کیسا لگا لڑکا؟نام کیا ہے ویسے اس کا؟"اس نے سامنے بیٹھی رابیل کو دیکھا

"امان ظہیر۔۔مجھے تو ٹھیک ہی لگا بس۔دن میں اتنے مرد دیکھتی ہوں، تھوڑا وقت گزرے تو پھر ہی پتہ چلتا ہے کہ انسان کیسا ہے، دیکھنے کا کیا ہے۔"اس نے سر جھٹکا اور کھڑی ہوئی۔پھر دراز کھول کر کچھ ڈھونڈنے لگی

"مجھے تو مین میڈ لگا"اور بریانی کا چمچ منہ میں رکھا

"ہیں؟"وہ پلٹی اور اسے دیکھا "کیا لگا؟"

"مین میڈ۔۔یعنی آرٹیفیشل "پھر کولڈ ڈرنک کا گھونٹ بھرا "مطلب مجھے ایسا لگا باقی تم دیکھ لو"اور شانے اچکائے

رابیل نے سر جھٹکا اور اپنا تکیہ اٹھایا۔اس کا بلا مینا کے قدموں میں بیٹھا اپنا منہ پیالے میں ڈالے اپنا کھانا کھا رہا تھا

"مینو۔۔میرا چارجر کہاں ہے؟"اس نے آگے آئے بالوں کو جوڑے میں بند کیا اور کمر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھا

"پتہ نہیں۔۔میں تو گھر سے چارج کر کے لائی ہوں"

رابیل نے ادھر اُدھر دیکھا، پھر کچھ سوچتے میز پر پڑا پرس پکڑا اور بیڈ پر بیٹھ کر اس میں جھانکا۔چارجر کے ساتھ کچھ اور بھی نکلا تھا۔اس نے پرس سے نکلنے والا رومال ہاتھ میں تھام لیا، کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی، وہ جامد ہو گئی تھی مگر جمے وجود میں دل دھڑک رہا تھا۔اس رومال سے آج بھی وہی خوشبو آ رہی تھی جو اسے شادی ہال کے باہر آئی تھی، جب وہ رو رہی تھی، جب وہ اداس تھی، جب لوگوں کے ہاتھوں ستائی ہوئی تھی۔مینا اسے دیکھ چکی تھی مگر بولی کچھ نہیں۔وہ اس کا سرخ پڑتا چہرہ بھی دیکھ رہی تھی۔۔پھر کولڈ ڈرنک کا گھونٹ بھرا"یہ کس کا ہے؟"

رابیل نے اسے دیکھا"بس ایسے ہی"اور رومال بیگ میں رکھ دیا، اس کا دل ابھی بھی دھڑک رہا تھا۔پھر چارجر پکڑ کر فون چارجنگ پر لگایا۔ایک بار بھی مینو سے نظریں نہیں ملائیں۔جو اس کا دل کہہ رہا تھا دماغ اس کی نفی کر رہا تھا۔اس نے تھوک نگلا اور کپڑے پکڑ کر واش روم میں چلی گئی۔رامین کچھ سوچ رہی تھی مگر رابیل اس سے بے خبر تھی

اُدھر دوسری طرف سفید سرمئی محل کے مکین ایک بڑے سے بنگلے میں تھے۔ایک طرف مامون ڈاکٹر ہاشمی کے ساتھ بیٹھا کسی بات پر سر ہلا رہا تھا۔سامنے ملیحہ بیٹھی تھیں اور ساتھ تیمور۔ تیمور مسلسل ٹانگ ہلا رہا تھا جیسے بڑا بے چین ہو۔اس نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا،نیچے سفید شرٹ واضح ہو رہی تھی۔اس کے ساتھ والے صوفے پر تاثیر اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی تھی۔اس نے تیمور کو دیکھا اور مسکرا دی۔وہ منہ بسور کر بیٹھا تھا،آگے بڑھ کر جوس کا گلاس پکڑا اور اسے ہونٹوں سے لگایا۔ تاثیر اٹھی اور باہر کی طرف بڑھی۔ تیمور نے مسکرا کر سامنے مامون کو دیکھا۔وہ اس کی آنکھوں کی شرارت سمجھ چکا تھا۔اس نے تیمور کو گھورا مگر وہ تو تیمور تھا ناوہ کیوں باز آتا۔کوٹ سیدھا کرتے ملیحہ کے قریب جھکا"ملیحہ ماما میں ذرا آیا"اور اٹھ گیا۔باہر کی جانب بڑھا جہاں تاثیر کسی ملازمہ کے ساتھ کھڑی بحث کر رہی تھی۔ تیمور کو آتے دیکھا تو اسے جانے کا اشارہ کیا۔پھر اسے دیکھ کر مسکرائی اور وہ گھاس پر چلتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔گلا کھنکھارا"کیا بات ہے آپ کی،میں چند دنوں کے لیے غائب کیا ہوا آپ تو سیٹ سنبھال کر بیٹھ گئی ہیں"

تاثیر ذرا اس نے قریب آئی اور اس کی ٹائی کی ناٹ درست کی"تم نے تو بہت کوششیں کی تھیں مگر سوری"شانے اچکائے

وہ ہنس دیا"ارے نہیں۔۔میں تو کچھ نہیں کرتا،سب کچھ خود بخود ہو جاتا ہے"

تاثیر مسکرادی، بازو سینے پر باندھ لیے "ویسے میں دیکھ کر آئی تھی اس لڑکی کو، جس کی بات تم نے کی تھی" وہ تیمور کی آنکھوں میں گھور رہی تھی "رابیل اور نگزیب۔۔خوبصورت تھی مگر ریپوٹیشن نہیں اچھی" اس نے منہ کے زاویے بگاڑے مگر وہ بھی تیمور تھا

"وہ جو لڑکی ہے نا رابیل اور نگزیب۔۔آپ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔۔وہ میری کزن اور سالی ہے، یقین کریں آپ کے جیسی کئی وہ بریک فاسٹ میں کھا جائے اور آپ بس ہیں ہیں کرتی جائیں" اس نے لہجہ کاٹ دار تھا

تاثیر کی مسکراہٹ سمٹی "مائنڈ یو" وہ دانت پیستے بولی تھی مگر تیمور کی مسکراہٹ میں کوئی فرق نہیں آیا

"تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا، اس کا مامون سے کوئی ریلیشن نہیں تھا"

وہ ابھی تک اسی بات پر اڑی تھی

"قسم سے اگر اتنا سیریئس مجھے مامون لیتا تھا تو وہ اتنا کامیاب نہ ہوتا" اور ہنس دیا

"واٹ ایور" اس نے ہاتھ جھلایا

"خیر اب تو ہماری بات ہوتی رہے گی، ہونے والی بھابھی" اور سنجیدگی سے آنکھیں گھماتا وہاں سے چلا گیا

تاثیر منہ میں بڑبڑائی "ڈرامہ، ہونہہ!" اور سر جھٹک کر وہاں سے چلی گئی۔

واپسی پر تیمور گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور مامون ساتھ بیٹھا تھا۔ ملیحہ پیچھے بیٹھی تھیں۔ سڑکیں دھند سے لپٹی تھیں اور سردی بھی بڑھ گئی تھی

"ایک ہفتہ بعد۔۔ یہ تھوڑی جلدی نہیں ہے؟" تیمور نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے مامون کو دیکھا

"ڈاکٹر ہاشمی نے ایک انٹرنیشنل کانفرنس پر جانا تھا اور اماں بھی یہی چاہتی تھیں" مامون نے بات مکمل کی تو ملیحہ بول پڑیں

"مجھے تو یہی ٹھیک لگا۔ ویسے بھی تیاریوں کے لیے کافی ہے ایک ہفتہ، مسز ہاشمی کو بھی یہی مناسب لگا تھا"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر مسکرایا "بڑی جلدی ہے آپ دونوں کو، ایسی رونق لگا کرے گی نا کہ زمانہ دیکھے گا" اس نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا جو خاموشی سے باہر سڑک دیکھ رہا تھا

ملیحہ ہنس دیں "رونق تو تمھارے ہونے سے ہی ہوتی ہے" تیمور مسکرایا "کوئی میری جگہ نہیں لے سکتا" شانے اچکائے

مامون اسے دیکھ کر فقط مسکرا دیا۔ ساتھ بیٹھے تیمور کی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں جس سے مامون بخوبی واقف تھا۔

اس سے دور آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی۔ سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ رابیل کے ساتھ رامین سوئی تھی مگر وہ کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی تھی۔ نیند اس سے کوسوں دور تھی، وہ عاجز آ کر

اٹھ بیٹھی، کھلے بال کندھوں سے آگے آرہے تھے۔وہ اٹھی تو اس کا بلا بولنے لگا۔اس نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا تو وہ دوبارہ لیٹ گیا۔وہ اٹھی اور الماری کا پٹ کھولا۔اپنا لیپ ٹاپ نکالا اور بیڈ پر آ بیٹھی۔پھر اسے آن کیا،اندھیرے میں روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔وہ ٹچ پیڈ پر انگلی پھیرتی اپنی مطلوبہ فائل تک آئی اور پھر جہاں سے کہانی چھوڑی تھی وہیں سے شروع کی۔کہانیاں اصل زندگی سے کتنی الگ ہوتی ہیں، ہم انسان خاص کر ریڈرز ان کہانیوں سے کس قدر جڑ جاتے ہیں کہ جب زندگی اچھی نہ لگے تو ان کہانیوں کو جی لیتے ہیں۔کتنا دلفریب جھوٹ ہوتا ہے یہ، بالکل ایک خواب جو ہم کھلی آنکھوں سے اپنی مرضی سے دیکھتے ہیں۔انجام جیسا بھی ہو ہم ان کہانیوں کو زندگی کی طرح یا کبھی زندگی سے زیادہ جیتے ہیں۔

ابھی اس نے پڑھنا بھی شروع نہیں کیا تھا۔۔

"بیلی۔۔"دروازہ کھلا اور فرحت اندر آئیں۔اس نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا اور سکرین ذرا سی جھکا دی

"جی امی"وہ دھیمی آواز میں بولی۔

وہ چلتے ہوئے اس کے قریب آئیں اور اس کے گال چھوئے"ابھی بھی بخار ہے۔سوئی کیوں نہیں؟"

وہ اندھیرے میں بھی اپنی ماں کے چہرے پر اپنے لیے فکر دیکھ رہی تھی

پھر مسکرائی اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا، وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کیوں جاگ رہی تھیں اس وقت ؟"

"نماز پڑھی اور بس باہر کا دروازہ دیکھنے آئی تھی" وہ مسکرادیں مگر وہ اپنی ماں کے چہرے پر واضح فکر دیکھ رہی تھی۔اسے معلوم تھا اب اس کی ماں کیا پوچھے گی

"امان کیسا لگا تمھیں ؟" ان کے نرم ہاتھ رابیل کے گرم ہاتھوں میں تھے

"امی۔۔آپ کو کیسا لگا؟" وہ بڑے نرم لہجے میں بولتی انھیں دیکھ رہی تھی۔

"مجھے تو اچھا لگا ہے۔حاشر کی بھی بات ہوئی ہے مجھ سے،اسے بھی اچھا لگا ہے۔طبیعت کا بھی اچھا ہے اور خوش مزاج بھی ہے۔۔تمھارے احترام میں کھڑا بھی ہوا تھا" اور آخری فقرے پر رابیل ہنس دی

"امی یہ سب نصیب کی باتیں ہوتی ہیں۔اللہ پر چھوڑ دیں،آپ کیوں اتنا گھبراتی ہیں"

ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے "تم نہیں سمجھ سکتی بیٹے،جب تمھاری اولاد ہو گی تو تم سمجھو گی کہ زمانہ بیٹیوں کے لیے کس قدر مشکلات کھڑی کرتا ہے۔وہ جوان ہوتی بیٹی کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے" آنسو ان کی آنکھ سے نکلا اور گال پر بہہ گیا "اللہ نے میری مینو کو بڑے اونچے بھاگ لگائے ہیں۔میری رابیل کے بخت بھی اللہ نے بڑے اونچے کرنے ہیں،میں روز دعا کرتی ہوں۔تمھارا ہمسفر اچھا ہو، ماں باپ کو اپنی موت کا کوئی دکھ نہیں ہوتا بیٹے انھیں بس اپنی اولاد کے اکیلے رہ جانے کا خوف ستاتا ہے"

"امی" اس نے اپنا بازو ان کے کندھے کے گرد حمائل کیا" نہ پریشان ہوں۔ کچھ نہیں ہو گا، اللہ ہے نا" پھر ان سے جدا ہوئی۔

"میں آپ کی پسند کا احترام کرتی ہوں مگر میں خود بھی دیکھنا چاہتی ہوں، میری زندگی میں آنے والا مرد کیسا ہے یہ مجھے بھی تو جاننے کا حق ہے نا"

فرحت نے گال صاف کیے "ٹھیک ہے، جیسا تمھیں بہتر لگے" انھوں نے مسکرا کر رابیل کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا

پھر کھڑی ہوئیں "پہلے ہی تمھاری نظر کمزور ہے اوپر سے یہ عذاب کھول کر بیٹھ جاتی ہو، سو جاؤ چپ کر کے" انھوں نے اسے ڈانٹا تو وہ مسکرا دی

ساتھ پڑے لیپ ٹاپ کا بٹن دبا کر اسے بند کر دیا اور پھر الماری میں لیپ ٹاپ رکھ کر بستر تک آئی۔

انھوں نے ایک آخری بار اسے دیکھا اور پھر دروازہ بند کر کے چلی گئیں۔ وہ تکیے پر سر رکھے، چھت کو گھور رہی تھی۔۔ پھر سانس خارج کی

"جو اس کا نصیب!"

اور کروٹ بدل کر آنکھیں موند لیں۔

تین دن بعد:

یہ تین دن بعد کی بات ہے جب لندن کو بادلوں نے بھگو دیا تھا۔ایسے میں سنینا ایک کیفے میں بیٹھی تھی،سیاہ لمبا کوٹ پہنے۔اس کے گلے میں موتی چمک رہا تھا اور وہ کافی پینے میں مصروف تھی۔وہ ایک کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی جہاں سے باہر کی سڑک،فٹ پاتھ اور آتے جاتے لوگ نظر آرہے تھے۔ لڑکی کے سامنے براؤنی بھی تھی جس پر پگھلی ہوئی چاکلیٹ تھی،ساتھ کانٹا پڑا تھا۔براؤنی تھوڑی سی کٹی ہوئی تھی جیسے اس نے کھائی ہے اور پھر کافی پینے لگی۔بارش ابھی بھی ہو رہی تھی اور وہ مطمئن سی تھی۔پچھلے تین دنوں میں اس نے دو پینٹنگز بنائی تھیں جن کی نمائش یونیورسٹی میں بھی ہوئی تھی۔ اس کی وہ دونوں پینٹنگز بک چکی تھی اور وہ ایک اچھی رقم کی مالک تھی۔اسے سکالرشپ کے پیسے ہی کافی تھے سو وہ یہ پیسے ادھر اُدھر کی چیزیں لینے میں لگا رہی تھی۔وہ جس میز پر بیٹھی تھی وہ خالی تھا۔ اس نے عالی جاہ کے علاوہ کوئی دوست نہیں بنائی تھی اور عبدل سے آگے وہ کسی کو جانتی نہیں تھی۔وہ دونوں ہی کافی تھے۔کیفے کے دروازے سے تین چار نوجوان کا گروپ اندر داخل ہوا،جن میں دو لڑکیاں اور دو لڑکے تھے۔کاؤنٹر سے کافی لی اور وہ سنینا کے بائیں جانب آکر بیٹھ گئے۔وہ جھک کر کانٹے سے براؤنی کاٹ رہی تھی اس نے نوٹ نہیں کیا۔وہ لوگ اسے گھور رہے تھے،کچھ بڑبڑا بھی رہے تھے مگر لڑکی انجان تھی۔اس نے کافی کا گھونٹ بھرا اور جونہی سر اٹھایا ساتھ دو لڑکیاں کھڑی تھیں۔وہ اس سے عمر میں دو تین سال اور ڈگری میں تین سال چھوٹی تھیں۔دونوں اسے دیکھ کر مسکرائیں

"آئی نو ہم نے آپ کو ڈسٹرب کیا" سنینا بس انھیں حیرت سے دیکھ رہی تھی، کانوں سے سنتی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی "ہم نے آپ کو یونیورسٹی میں دیکھا تھا۔ دو دن پہلے والی ایگزیبیشن میں آپ کی پینٹنگ لینا چاہتے تھے مگر ہم افورڈ نہیں کر سکے۔ آپ بہت اچھی آرٹسٹ ہیں، میں نے آپ کو انسٹا گرام پر فالو بھی کیا ہے" ایک لڑکی تو جوش کے مارے جلدی جلدی بول رہی تھی اور سنینا سر ہلائے چہرے پر مسکراہٹ سجائے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

"میم۔۔ آپ بہت ٹیلنٹڈ ہیں۔ کیا مجھے آپ کا آٹو گراف ملے گا؟" دوسری لڑکی نے اپنا آرٹ پیڈ آگے کیا۔

سنینا نے پہلے لڑکی کو دیکھا پھر سفید صفحے کو۔ پھر مسکرا کر سر ہلایا اور اس کے ہاتھ سے پین اور آرٹ پیڈ لے لیا۔ اس نے پہلی بار کسی کو اپنا آٹو گراف دیا تھا۔

"Sunaina"

انگریزی میں لکھا اپنا نام اسے آج سے پہلے کبھی اچھا نہیں لگا تھا۔ ان دونوں کے پیچھے ایک لڑکا آ کھڑا ہوا۔ دونوں ایک طرف ہوئیں اور وہ آگے آیا

"کیا میں آپ سے بات کر سکتا ہوں؟" وہ مسکرایا

سنینا نے پہلے کافی کو دیکھا پھر اس لڑکے کو۔ پھر سر ہلا دیا

"وہ جو آپ سے پینٹنگ لے کر گیا ہے نا وہ میرا کزن ہے۔ہم سب آرٹ کے سٹوڈنٹس ہیں اور آپ کی بہت ریسپیکٹ کرتے ہیں۔میری ایک آرٹ گیلری ہے جہاں میں ہر مشہور اور قابل آرٹسٹ کی پینٹنگ لگاتا ہوں، کیا آپ اپنا کوئی شاہکار مجھے دیں گی؟ میں آپ کو منہ مانگی قیمت ادا کروں گا۔۔ سمجھ لیں یہ میری ہوبی ہے" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا

سنینا نے گلا کھنکھارا "آپ سٹوڈیو میں ملیے گا۔۔ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔۔او کے؟"

اس نے سر ہلایا "شیور۔۔"

اور وہ اسے خدا حافظ بول کر وہاں سے چلے گئے۔وہ تو چلے گئے مگر سنینا کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔جیسے یہ خواب ہو، کیا وہ واقعی اتنا اچھا پینٹ کرتی ہے؟ اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا پھر مسکرا دی۔پھر سانس بحال کی اور آنکھیں بند کر کے اس لمحے کو محسوس کیا اور پھر آنکھیں کھول لیں۔شاید اب اسے اس سب کی عادت ڈال لینی چاہیئے۔اس نے براؤنی کاٹی اور منہ میں رکھی۔وہ اسے پہلے سے زیادہ مزیدار لگی تھی۔باہر مزید بارش برسنے لگی تھی

چند لمحے بیتے تھے اور اسے اپنے پیچھے والے میز پر بیٹھے دو نفوس کی آواز سنائی دی۔ان کا موضوع گفتگو بھی آرٹ ہی تھا۔یہ کیفے سٹوڈیو اور یونیورسٹی دونوں کے قریب ہی تھا، زیادہ تر سٹوڈنٹس لنچ برنچ یا بریک فاسٹ کے لیے یہیں آتے تھے۔ایک لڑکی سامنے بیٹھی اپنی سہیلی سے بات کر رہی تھی

"تمھیں پتہ ہے آج اتنے سالوں بعد میں نے کرسٹوفر کو یونیورسٹی میں دیکھا تھا۔یار وہ بلیک بیوٹی ہے، میں آٹو گراف لیناچاہتی تھی مگر وہ چلی گئی"اس نے لہجے میں افسوس تھا

"یہ جو سامنے والا کیفے ہے نا،اس کی گلاس وال کو کرسٹوفر نے پینٹ کیا ہے۔دو دن میں اور دیکھو، بلیک گرے اور وائٹ۔۔میں تو اس کے اس کمبینیشن کی فین ہوں۔شاید ہی کوئی اس طرح بلیک اینڈ وائٹ اتنی خوبصورتی سے بنائے"دوسری لڑکی نے اپنی بات مکمل کی

سامنے والی لڑکی پھر سے بولنے لگی تھی"ہاں۔۔وہ ایک فارنر تھی نا،فلاطیوس کے ساتھ۔وہ اچھا پینٹ کرتی ہے مگر بلیک اینڈ گرے نہیں۔۔وہ کلرز یوز کرتی ہے"

سنینا کے کان کھڑے ہوئے تھے مگر وہ کچھ نہیں بولی۔وہ دو لڑکیوں کے بیچ میں جا کر کیا ہی کہتی۔

"ہاں۔۔اچھی ہے۔کلرز کا یوز تو کوئی بھی کر سکتا ہے۔کچھ یونیک نہیں ہے،کرسٹوفر کے بلیک گرے اور وائٹ کومبو کی میں فین ہوں۔پورے لندن میں اس جیسا کوئی نہیں"

سنینا نے سانس خارج کی۔تھوڑی دیر پہلے والا فین مومنٹ غائب ہو گیا۔اس نے کافی ختم کی، بارش تھم چکی تھی۔براؤنی آدھی پڑی اس کا منہ دیکھ رہی تھی۔اس کا مزید دل نہیں تھا اور وہ کیفے سے باہر نکل آئی۔فٹ پاتھ سے گزرتے اس کی نظر سامنے والے کیفے کی گلاس وال پر پڑی۔وہاں وہی لڑکی بنی تھی جو سنینا کو بنانے کو کہا گیا تھا مگر وہ سفید تھے۔وہ سفید سرمئی اور سیاہ رنگ کا بہترین ملاپ تھی،

کرسٹوفر واقعی اس معاملے میں اس سے اچھی تھی۔وہ زیادہ دیر نہیں رکی اور وہاں سے آگے چل دی۔

اسلام آباد میں دھند سے لپٹی سڑکوں پر رواں دواں ٹریفک اپنی منزل کی طرف گامزن تھی۔ایسے میں ایک گاڑی میں بیٹھی لڑکی کافی جھنجھلائی ہوئی تھی۔وہ گاڑی چلاتی بار بار کسی کو کال ملا رہی تھی مگر دوسری طرف سے فون بند تھا۔ایک بڑی سی بلڈنگ کے پارکنگ ایریا میں اس نے کار پارک کی اور پھر جلدی سے نکلتی بیک ڈور سے اندر کی جانب بڑھی۔بھورا دروازہ کھلا اور وہ ایک کمرے کی طرف بڑھی،دروازہ کھولتے ہی سامنے حذیفہ کھڑا تھا۔وہ بھی کافی پریشان تھا،رابیل اندر داخل ہوتے ہی اسے دیکھ کر کچھ بولنے لگی تھی مگر اس نے ہاتھ اٹھا کر بڑے تحمل سے اسے کہا"ریلیکس،کچھ نہیں ہو گا۔میں کال ملا رہا ہوں کچھ نہ کچھ ہو جائے گا"

رابیل نے سر جھٹکا اور پھر پاس پڑے صوفے پر آ بیٹھی۔یہ ایک میک اپ روم تھا جہاں بتیاں جل رہی تھیں،ایک طرف روشن رِنگ ٹرائی پوڈ سٹینڈ پر لگی تھی اور سامنے بڑے سے آئینے کے گرد گول بلب روشن تھے۔میک اپ آرٹسٹ تین ماڈلز کو تیار کر رہے تھے جس میں سے ایک نے حذیفہ کا تیار کیا ہوا گاؤن پہن رکھا تھا۔وہ ادھر سے اُدھر ہوتا کال ملا رہا تھا مگر کوئی جواب نہیں تھا

"آپ سے کسی بات پر جھگڑا ہوا تھا کیا ان کا؟" وہ رابیل کے سامنے کھڑا تھا

"حذیفہ۔۔میں ایسا کیوں کروں گی؟اپنی ہی ماڈل سے کیوں جھگڑا کروں گی،وہ بھی ایک دن پہلے" وہ غصے میں تھی مگر ضبط کر رہی تھی

سامنے بیٹھی ماڈل نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا "سنیتا کا جواد سے جھگڑا چل رہا تھا میم۔۔اسے جواد کے ساتھ ماڈلنگ نہیں کرنی تھی،دو دن پہلے ان کا بریک اپ ہوا ہے۔اس لیے جواد سنیتا کو اور سنیتا جواد کو نہیں دیکھنا چاہتی" اس نے شانے اچکائے

"تو پہلے کیوں نہیں بتایا مایا؟" رابیل سرخ چہرہ لیے کھڑی ہوئی "ایک بار تو بتایا ہوتا۔۔میں تو پچھلے تین دنوں سے جواد سے نہیں ملی،نہ ہی کسی بریک اپ کا پتہ چلا ہے" اس نے زخمی نگاہوں سے حذیفہ کو دیکھا۔وہ نظریں چرا گیا۔

رابیل پھر سے بیٹھ گئی۔پھر کچھ یاد آنے پر بولی "ہریرہ کہاں ہے؟"

"وہ شوٹ میں بزی ہے" وہ ابھی بھی کسی کو کال ملا رہا تھا

رابیل بس سانس خارج کر کے رہ گئی "اب اتنے کم ٹائم میں میں کہاں سے ماڈل لاؤں؟سارے مسئلے میرے ساتھ ہی کھڑے ہونے ہوتے ہیں" اس نے کہتے ہی ماتھے کو چھوا۔

حذیفہ اس کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھا "آپ پریشان نہ ہوں۔۔میں دیکھتا ہوں" اور وہ اٹھ کر باہر آ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اف اف اف رابیل۔۔ایسے نہیں ہو سکتا،میرے ساتھ دوسری بات یہ نہیں ہو سکتا۔میں نے اتنی محنت کی ہے"اس نے پاس پڑا فون پکڑا اور واٹس ایپ کھولا۔پھر واپس آئی اور سکرین آف کر دی۔ سامنے میز پر پڑا پانی کا گلاس منہ کو لگایا اور کچھ سوچنے لگی۔پھر فون پکڑا اور آئمہ کو کال ملائی۔اس نے پہلی کال پر ہی فون اٹھا لیا"آئمہ۔۔زنیرہ اس وقت کہاں ہو گی؟"

"میم۔۔وہ آؤٹ آف سٹی ہے۔اس کا شوٹ ہے"وہ بھی مصروف سے لگ رہی تھی

رابیل نے سانس خارج کی"کون سی ماڈل اس وقت فری ہو گی؟"اس کا لہجہ شکست خوردہ تھا

"اس وقت؟"وہ حیران ہوئی

"یس۔۔"

"میم۔۔"وہ کچھ سوچ رہی تھی"میں آپ کو دیکھ کر بتاتی ہوں،دو منٹ دیں"

رابیل نے کال کاٹ دی۔وہ ہونٹوں پر مٹھی رکھے مسلسل کچھ سوچ رہی تھی۔دفعتاً حذیفہ آیا تھا اور اس کے چہرے پر ایک امید تھی

"ایک ماڈل ہے،اس کا شوٹ چل رہا ہے۔۔وہ ہمیں مل سکتی ہے مگر وہ۔۔"اور رابیل کے چہرے کی جوت بجھ گئی

"کیا؟"

"اینڈ پر آئے گی"رابیل صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔وہ پریشان تھی۔

حذیفہ کچھ بولنے لگا تھا مگر رابیل بول پڑی "ایک کپ کافی بھجوادیں پلیز"

لڑکے نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا "شیور!" اور وہاں سے چلا گیا۔

ٹھیک دس منٹ تھا اس کے ہاتھ میں کافی کپ تھا۔اس نے گھونٹ بھرا اور وہاں سے اٹھ کر باہر چلی آئی۔وہ بیک ڈور کے پار کھڑی ادھر سے اُدھر ہوتی کچھ سوچ رہی تھی۔ابھی ماڈلنگ شروع میں تین گھنٹے تھے،یعنی ابھی کچھ نہیں بگڑا تھا حالانکہ بگڑ تو بہت کچھ چکا تھا

"گوود افلو!" اس کے ذہن میں یہ فقرہ آیا۔وہ ہنس دی

"اللہ۔۔رابیل۔۔" مگر ہنستی ہوئی رابیل کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔کہانی میں بیان ہوئی فلاسفی اس کے کام آنے والی تھی۔حالانکہ اس نے ابھی آگے نہیں پڑھا تھا مگر وہ اس فقرے کا مطلب اچھے سے سمجھتی تھی۔

"ان بدلتے حالات کے ساتھ بدل جانا چاہیئے نہیں تو بڑا نقصان ہوتا ہے" اس کے دماغ کی ایک کھڑکی کھلی تھی۔۔کتنی عجیب بات ہے نا کہانیوں میں لکھے کردار ہم اصل زندگی میں جینے لگتے ہیں۔کیوں؟ کیونکہ ہم ان سے ریلیٹ کرتے ہیں،ان سے ملتے ہیں۔جو لوگ کہتے ہیں کہ کہانیوں کے کردار فرضی ہیں،ان کی کہانیاں صرف خیالی پلاؤ ہیں یا یہ صرف کتابی باتیں ہیں تو ان لوگوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ کتاب لکھنے والا لکھاری بھی انسان ہے۔اس نے جو کردار لکھے ہوتے ہیں ان کا تعلق کہیں نہ کہیں اصل زندگی سے ہوتا ہے،ان کی خصوصیات ان کے سوال وجواب اور جنھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہمیں ڈائیلاگ کہتے ہیں وہ کہیں نہ کہیں ہونے والے واقعات سے لکھاری نے سیکھ کر لکھے ہوتے ہیں، وہ لکھاری کا تخیل نہیں اس کا تجربہ ہوتے ہیں۔

رابیل نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا اور اس کے لمبے سرمئی کوٹ کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا تھا۔

اس نے فون نکالا اور سکرین سوائپ کی، کال اشعر کی تھی

"آپی۔۔یہ امی سے بات کریں ذرا" اس نے فون سپیکر پر ڈالا تھا۔

"ہیلو۔۔بیلی" وہ شاید مصروف تھیں "بیٹے کل تم نے مجھ سے سٹور کی چابی لی تھی۔مجھے مل نہیں رہی کہاں رکھی ہے؟" پیچھے سے گلشن آرا کی آواز آرہی تھی، شاید وہ فاطمہ سے کچھ کہہ رہی تھیں

"امی۔۔ڈریسنگ ٹیبل پر دیکھیں"

کچھ پل کی خاموشی اور پھر فرحت کی آواز ابھری "یہاں تو نہیں ہے، میں نے دراز بھی دیکھے ہیں"

اس نے کافی کا گھونٹ بھرا "اوہ۔۔وہ میں نے صوفے کے پاس چھوٹے ٹیبل پر رکھی تھیں، لیمپ کے ساتھ دیکھیں" اس کے دماغ کی بتی جلی تھی

دو منٹ بعد فرحت کی آواز گونجی "مل گئی ہے، جہاں سے لیتے ہو چیز وہاں رکھتے کیا ہوتا ہے تم لوگوں کو" اور پھر وہ وہاں سے چلی گئیں۔

فون اشعر کے پاس تھا "آپ ٹھیک ہیں؟"

رابیل نے سانس خارج کی "ہوں" کافی کا گھونٹ بھرا

"لگ نہیں رہیں" وہ شاید کچھ کھا رہا تھا

"آج ماڈلنگ ہے اشو، میری ماڈل بھاگ گئی ہے" اس نے تلخی سے سر جھٹکا

وہ ہنس دیا "بہت دکھ ہوا، کسی لڑکے کے ساتھ بھاگی ہے؟"

"نہیں۔۔ لڑکا الگ سے بھاگا ہے"

وہ پھر سے ہنسا "انٹرسٹنگ!"

"مذاق مت اڑاؤ۔۔ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں" اس نے اشعر کو ڈانٹا تھا

"اوکے۔۔ ویسے میرے پاس ایک حل ہے"

ایک پل کی خاموشی "کیا؟"

"میں بھی خوبصورت ہوں، آپ کا ماڈل بن سکتا ہوں"

"تم ڈاکٹر بنو۔۔ اللہ حافظ!" اور اس نے کال کاٹ دی۔ پھر کافی کا گھونٹ بھرا۔ کافی بھی ختم ہونے والی تھی۔ وہ اندر کی طرف بڑھی، میک اپ روم سے ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہاں سب ہی تیار ہو رہے تھے، ڈیزائنرز اپنی ماڈلز کے ساتھ کھڑے تھے۔ رابیل کو ایک عجیب سی کوفت ہوئی، دل الگ دھڑکا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جب سب کر سکتے ہیں تو تم کیوں نہیں؟ سفر شروع کریں تو مشکل تو ہوتی ہے مگر کیا اس کے لیے حالات زیادہ خراب تھے؟" وہ سامنے مجسمے میں اپنی سیاہ میکسی کو دیکھ رہی تھی، سیاہ قیمتی سٹونز سے سجی خوبصورت لمبی سیاہ میکسی! اسے اپنے پیچھے سے آواز آئی

"رابیل جی!"

وہ مڑی اور اسے دیکھ کر مسکرائی۔ اس کے گلے میں کیمرہ تھا، آنکھیں سیاہ تھیں۔

"کیا بات ہے؟ اڑتی اڑتی خبر آئی ہے کہ آپ پر مشکل آئی ہے"

وہ مسکرادی "جی۔۔ مگر میں فیس کر لوں گی" اس نے شانے اچکائے

وہ سر ہلا کر رہ گیا "بیسٹ آف لک" پھر رازداری سے بولا "میری اماں بڑی سیانی تھیں۔ ایک بار مجھے کہتیں جب ہر طرف اندھیرا نظر آئے اور روشنی کا کوئی سراغ نہ ہو تم ممکن ہے تم خود ہی چراغ ہو" وہ مسکرادیا اور پھر سر کو خم دے کر وہاں سے چلا گیا

"میں۔۔" رابیل کچھ کہنا چاہ رہی تھی مگر نہیں کہہ پائی۔ اس نے سانس خارج کی اور جیب سے فون نکالا۔ آئمہ کا میسج آیا تھا جو اسے مزید مایوس کر گئی۔ اس نے واٹس ایپ کھولا، دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا۔ اس نے ارد گرد دیکھا، چمک دمک اور مسکراتے چہرے۔ وہ ان چہروں میں کیوں نہیں؟ جب یہ کر سکتے ہیں تو رابیل کیوں نہیں؟ اس نے اشعر کو کال کی تھی، اس نے کال اٹھالی۔۔

وقت گزرتا رہا۔اب صرف دس منٹ رہ چکے تھے اور بیک سٹیج ایک لڑکا اور لڑکی کھڑے سامنے کھڑے حذیفہ کی بات سن رہے تھے۔وہ مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا اور سامنے کھڑا اشعر ہنس دیا۔پھر وہ چلا گیا اور اشعر رابیل سے مخاطب ہوا

"آپی۔۔اچھا لگ رہا ہوں نا؟"اس نے سیاہ تھری پیس پہنا تھا۔بھوری آنکھوں اور معصوم سی مسکراہٹ والا اشعر اس وقت کافی ہینڈسم لگ رہا تھا

رابیل نے منہ کے زاویے بگاڑے "زیادہ شوخے مت بنو"

وہ مسکرا دیا۔پھر اس کے قریب آیا اور ابرو سے دائیں جانب اشارہ کیا"اس پنک فراک والی کا نمبر تو لا دیں"

رابیل نے اس نے بازو پر چٹکی کاٹی "آنکھیں نکال دوں گی تمھاری"وہ دانت پیستے بولی تھی

"آپ کی وجہ سے میں آج تک سنگل ہوں"وہ رونی شکل بنائے بولا تھا۔

رابیل ہنس دی"گھر چلو ذرا، بات کرتی ہوں امی سے"

وہ بس سر جھکائے مسکرا دیا۔اب ان کی باری تھی،ان کا نام پکارا جا رہا تھا

"رابیل اور نگزیب!"

اور ہر سو اندھیرا تھا،وہ ریمپ واک کے لیے تیار تھی،سامنے کھڑی لڑکی پر اچانک سے سپاٹ لائٹ کی روشنی پڑی تو آنکھیں چندھیا گئیں۔اس کے ساتھ لڑکا کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں لڑکی کا ہاتھ تھا۔

رابیل نے ایک قدم آگے بڑھایااور سپاٹ لائٹ اس کے ساتھ آگے بڑھی۔اس نے سیاہ لمبی میکسی پہن رکھی تھی،وہی میکسی جواس نے خود ڈیزائن کی تھی۔بازوؤں پر نیٹ تھی جس پر کام ہوا تھا،گلے میں قیمتی ڈائمنڈ سیٹ تھا،سلور سیٹ جس میں سیاہ ہیرے جڑے تھے۔کانوں میں چوکور سیاہ ہیرے، وہ ایک قدم اٹھاتی آگے بڑھتی تو چمک اٹھتی۔کیمروں کے فلیش اور لوگوں کی ستائشی نگاہیں۔اس نے دو سال اس دن کا انتظار کیا تھا،وہ سب کے سامنے بڑی شان سے چلتی آگے بڑھ رہی تھی،پھر سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔اٹھی ہوئی گردن اور چہرے پر ایک پر وقار مسکان۔اشعر اور رابیل کچھ پل کھڑے رہے،اس کا ایک ہاتھ اشعر کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا ہاتھ کمر پر،دونوں مسکرائے،کیمروں نے یہ منظر محفوظ کیا تھا،ٹی وی چینلز ان کی چمک کو دکھا رہے تھے،لوگ ستائش،رشک،حسرت اور حسد سے دیکھ رہے تھے۔رابیل نے اپنی بھاری میکسی اٹھا کر ایک جھٹکا دیا اور پھر مڑی۔۔اشعر بھی ساتھ ہی مڑا تھا،وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔اس کے لمبے سیاہ بالوں میں کرلز ڈالے گئے تھے۔وہ سیاہ ہوتے ہوئے بھی دمک رہی تھی،ہر رنگ پر سیاہ رنگ چھایا ہوا تھا۔دور کھڑی مسز سلطانہ نے اسے دیکھا تھا،جلیل طاہر آج جیبوں میں ہاتھ اڑسے آنکھوں میں انگارے لیے اسے دیکھ رہا تھا مگر وہ سب کو نظر انداز کر چکی تھی۔اگر یہ عروج تھا تو رابیل اور نگزیب کا آغاز تھا،اگر یہ زوال تھا تو رابیل اور نگزیب اس سے گزر چکی تھی۔وہ واپس جا رہی تھی مگر روشنی کا مرکز وہی تھی۔وقت نے ہر سوال کا جواب دے دیا کیونکہ وقت کے پاس ہر سوال کا جواب ہوتا ہے۔۔

شام کے چار بجے کا وقت تھا جب اشعر صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا کافی پیتا سکرین سکرول کر رہا تھا۔ سامنے حذیفہ کھڑا رابیل سے بات کر رہا تھا، ایک لڑکا آیا اور رابیل کو کافی پکڑائی اور وہاں سے چلا گیا

"انجوائے یور کافی!" حذیفہ نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور چل دیا۔ وہ بھی مسکرا دی، اس کے چہرے پر چمک ہی اور تھی۔ وہ خوش تھی اور آگے بڑھی مگر ٹھٹھک گئی۔ دروازے سے کوئی اندر آیا تھا مگر اس بار اسے دیکھ کر رابیل کی آنکھیں گلابی نہیں ہوئیں، اس کے چہرے کی چمک ماند نہیں پڑی۔ اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا "میں تم سب کو دیکھ لوں گی!" یہ وہی الفاظ تھے جو رابیل نے دو سال پہلے گرنے کے بعد کہے تھے، اس وقت اس کی کیفیت کچھ اور تھی۔ رنج ملال افسردگی شاک غصہ صدمہ جانے کیا کیا تھا مگر وقت تو گزر گیا۔ سرمئی تھری پیس میں ملبوس جلیل طاہر اس کے سامنے کھڑا تھا، اس نے کافی کا گھونٹ بھرا اور مسکرائی جیسے اسے سننے لگی ہو۔۔ وہ مسکرایا اور کچھ کہنے لگا تھا کہ رابیل نے انگلی کے اشارے سے اسے روک دیا "اونہوں!" مزید کافی اندر اتاری اور پیچھے کی جانب بڑھی۔ وہاں سنگھار میز پر ایک آرٹ پیڈ پڑا تھا۔ پاس کوئی بال پوائنٹ یا پوائنٹر نہیں تھا۔ اس نے کافی کا کپ سنگھار میز پر رکھا اور بیوٹی باکس سے سیاہ لپ سٹک نکالی۔ اس نے سیاہ لپ سٹک سفید کاغذ پر رگڑی، پھر کاغذ پھاڑا اور کافی کا کپ لیے اس کی طرف بڑھی۔ اس نے وہ کاغذ جلیل کو پکڑایا، اس نے ناسمجھی سے پہلے رابیل کو دیکھا اور پھر کاغذ کو

"چلیں!" وہ اشعر کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ مسکرایا اور کھڑا ہوا۔

دونوں ایک ساتھ باہر بڑھے تھے۔

پیچھے کھڑے مرد نے وہ تحریر دوبارہ پڑھی

Heal then make them bleed"

اس نے دانت پیستے وہ کاغذ مروڑا اور نیچے سرخ کارپیٹ پر پٹخ دیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں مگر اب وقت بدل گیا تھا۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے۔ سردی اور دھند اپنا قبضہ جمائے بیٹھے تھے۔ ایک فلیٹ کے ایک کمرے میں ایک شخص صوفے پر بیٹھا تھا، اس کے ہاتھ میں فون تھا اور وہ سکرین سکرول کر رہا تھا۔ اس سے فاصلے پر کچن میں ایک شخص چائے بنا رہا تھا۔ اس نے ابلتی چائے کے نیچے آگ بجھا دی، پھر چائے کپ میں انڈیلی اور کپ ہاتھ میں پکڑے اندر کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھولا اور سامنے ہی معاذ نظر آیا۔ پاؤں میں جرابیں اور سیاہ ہائی نیک شرٹ، سیاہ رنگ اس پر شروع سے جچتا تھا۔ اس نے چائے کا کپ اس کے سامنے رکھا، اسے دیکھا اور اس کے ساتھ کچھ فاصلے پر آ بیٹھا

"آج تو بہت تھک گئے" اس نے ایک انگڑائی لی اور فون آن کر کے وقت دیکھا۔ پھر سکرین آف کر دی اور ساتھ بیٹھے معاذ سے مخاطب ہوا

"تمھیں کیا ہوا ہے؟" چائے کا گھونٹ بھرا، گرم گرم چائے نے اس کی زبان جلادی۔اس نے برا سا منہ بنایا اور کپ میز پر رکھ دیا

"کچھ نہیں" اس نے شانے اچکائے البتہ سکرین پر جھکا رہا۔

حذیفہ نے سانس خارج کی "بولو بھی اب۔۔میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں"

معاذ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔پھر سر جھٹک دیا "کچھ نہیں" اور چائے کا کپ منہ کو لگایا

"ارے یار! وہ بس ایک بیکر ہے۔لندن میں ایسے کئی بیکرز ہوتے ہیں، تم دل پر مت لو" اس نے بے زاری سے بات مکمل کی اور دوبارہ چائے کا کپ پکڑ کر منہ سے لگایا

"تمھیں کیسے پتہ؟" وہ شاک میں تھا، حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں

حذیفہ کھڑا ہوا، کپ میز پر رکھا اور ہاتھ میں کشن پکڑ لیا "میں انھیں انسٹا پر فالو کرتا ہوں" کہتے ہی اس نے تھوک نگلا

معاذ کھڑا ہوا اور ادھر اُدھر دیکھا "ذلیل انسان" وہ باہر دروازے کی طرف بڑھا اور جوتا پکڑ کر اسے مارا۔اس نے کشن آگے کر دیا۔معاذ نے دوسرا جوتا پکڑا اور وہ بیڈ پر چڑھ گیا۔اس بار بھی نشانہ چھوٹ گیا

"سنو تو" وہ اب بیڈ سے اتر چکا تھا، ہاتھ میں تکیہ پکڑا تھا

اس نے تیسرا جوتا پکڑا تھا مگر حذیفہ بول پڑا "میں تو تمھارے لیے کرتا تھا۔ مجھے پتہ ہے تم انھیں ابھی بھی مس کرتے ہو، ابھی تین دن پہلے تم نے فیک آئی ڈی بنا کر انھیں فالو کیا ہے"

معاذ نے جوتا نیچے پھینک دیا اور سانس خارج کے صوفے پر آ بیٹھا۔ حذیفہ کو بھی قرار آیا اور تکیہ بیڈ پر پھینک کر صوفے کی طرف بڑھا۔ پھر ساتھ آ بیٹھا

"میں تو تب سے فالو کرتا ہوں جب سے وہ لاہور سے گئی ہیں۔ وہ ابھی بہت گرو کر گئی ہیں۔ ملک ملک گھومتی ہیں، باس لیڈی!"

معاذ ہنس دیا۔ پھر سر نفی میں ہلایا اور چائے کا گھونٹ بھرا "میں نے بہت روکے رکھا خود کو مگر تین دن پہلے ہار گیا۔ میں انھیں مس کر رہا ہوں، سردیوں میں ہی ان سے ملا تھا اور اب دو سال ہونے والے ہیں" اس نے سانس خارج کی

حذیفہ ہنس دیا "وہ بھی تمھیں مس کرتی ہیں"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، وہ حیران تھا، اس کی آنکھوں میں سوالیہ نشان تھا

"تمھیں کیسے پتہ؟"

اس نے شانے اچکائے "ایک آرٹسٹ کی آنکھ جو دیکھتی ہے وہ عام آنکھ نہیں دیکھتی" اس نے موبائل پکڑا اور سکرین آن کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ انسٹا گرام پر زوبیہ کی پروفائل نکال کر اسے اوپر اوپر سکرول کر رہا تھا۔ایک دو تصاویر اس کے کمرے کی تھیں، جس میں وہ بیٹھی مسکرا رہی تھی۔اس کے ساتھ سفید بالوں والا بلا تھا۔اس کے پیچھے بیڈ سائیڈ پر اس نے وہی شیشہ رکھا تھا جو حذیفہ نے اسے دیا تھا۔اس پر روشنی پڑ رہی تھی اور لندن اور لاہور ملے جلے لگ رہے تھے، لڑکی اور لڑکا ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔اس نے تصویر زوم کر کے اسے دکھائی

"یہ وہی پینٹنگ ہے جو میں نے انھیں دی تھی"

معاذ نے برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا "اس میں کیا ہے؟ اتنی اچھی پینٹنگ ہے کوئی بھی اپنے کمرے میں رکھ سکتا ہے" اس نے سر جھٹکا اور چائے کا گھونٹ بھرا

"اچھا رکو تو" وہ سکرین سکرول کرتا نیچے جا رہا تھا۔نیچے اس کے آفس کی بھی تصاویر تھیں۔اس کے آفس ٹیبل پر معاذ کی دی گئی وہ تصویر تھی جس میں دو آنکھیں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔اوپر معاذ کا کہا فقرہ:

"کاش لاہور لندن ہوتا"

اس نے اپنے کانوں سے اپنی دھڑکن سنی تھی، سب کچھ سن تھا، سردی بڑھ گئی تھی۔اس کا ہاتھ کپ پر جما تھا جما رہا، آنکھیں پلک جھپکنا بھول گئیں۔اس نے نیچے لکھا کیپشن پڑھا

“From this to that universe .. “

اس نے گلابی آنکھوں سے حذیفہ کو دیکھا۔حذیفہ نے سکرین آف کر دی"ایک تو تم میں یہ عاشقوں والی روح ہر تین ہفتے بعد ایکٹیویٹ ہوتی ہے اور پھر تم یوں پاگلوں والی حرکتیں کرتے ہو"اس نے سر جھٹک کر مگ منہ سے لگایا"محبت کرتے تھے تو نہیں جانے دینا تھا نا،اپنے ساتھ اسلام آباد لے آتے"

اس نے تھوک نگلا"نہیں لا سکتا تھا۔وہ ایموشنلی سٹیبل نہیں تھیں۔اگر اس وقت میں ان کو مل جاتا تو وہ گرو کیسے کرتیں؟"

"ہیں؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا

"وہ ہرٹ تھیں۔ان کی زندگی میں ایک خلا تھا اور وہ خلا انھیں خود ہی بھرنا تھا۔اس وقت وہ نیڈی اور ہنگری تھیں۔میں مل جاتا تو وہ کچھ دیر ٹھیک رہتیں اور پھر سے وہی ٹاکسک رویہ،ان کا سائیکل پھر سے شروع ہو جانا تھا۔اس وقت انھیں ایک ہاتھ کی ضرورت تھی اور وہ ہاتھ ان کا اپنا تھا،میں ہاتھ بڑھاتا تو وہ تھام لیتیں۔ایسا صرف کہانیوں میں ہوتا ہے کہ ہیرو یا ہیروئن کوئی بھی زخمی ہو یا ٹراماٹائز ہو تو کوئی دوسرا آتا ہے اور اس کو مکمل کرتا ہے۔اس کے زخم بھر دیتا ہے،اس کی زندگی کا سکون اور ستون جس پر اس کی عمارت کھڑی ہوتی ہے"اس نے وقفہ لیا

"میں انھیں سپیس دینا چاہتا تھا۔وہ سپیس جو انھیں گرو کرنے کے لیے چاہیئے تھی۔میں انھیں بتانا چاہتا تھا کہ کوئی انسان کسی کا نہ تو سکون ہوتا ہے نہ ستون ہوتا ہے۔ہاں میں ان سے محبت کرتا تھا کرتا

ہوں مگر محبت میں حاصل کا کانسیپٹ نہیں ہوتا۔ محبت میں گرو کا کانسیپٹ ہوتا ہے، دوسرے کو خود سے پہلے رکھ کر اسے آگے بڑھنے دیا جاتا ہے۔ میں چاہتا تھا جوان میں گریڈی اور نیڈی لڑکی ہے وہ اپنا آپ خود بدلے" وہ مسکرایا

"You cannot heal in the same environment "

چائے کا گھونٹ بھرا" ماحول تو بدلنا تھا نا، لاہور سے لندن تو جانا تھا۔۔ میں انھیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں بالکل مطمئن"

حذیفہ نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا" نہ وہ تمھیں بھولی ہیں نہ تم انھیں" گردن موڑ کر معاذ کو دیکھا۔

معاذ نے ایک سانس خارج کی" مجھے تو اپنی انگلش کی وہ ٹیچر بھی نہیں بھولیں جو میرا پہلا کرش تھیں، ان کا تھپڑ کھانے کے لیے تو میں ہوم ورک بھی نہیں کرتا تھا"

حذیفہ نے بازو پہلو میں گرا لیا۔ پھر سر جھٹکا" میری بھی ایک بائیو کی ٹیچر تھی، مس فاطمہ" پھر مسکرایا" میں اپنی امی سے پوچھتا تھا میری آنکھیں مس فاطمہ سے ملتی ہیں اور امی کہتی تھیں ہاں، اپنے ساتھ ساتھ امی کے بھی گناہوں میں اضافہ کروایا میں نے"

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنس دیے۔ پھر خاموش ہوئے

"It's the efforts that make the love destiny"

معاذ نے برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا

"یہ تم نے انگلش کی کس بک سے پڑھا تھا؟"

وہ کھڑا ہو گیا "خود سے بنایا ہے، آرٹسٹ ہوں کم از کم ایک نکمے نالائق عاشق سے تو بہتر ہوں" اور کہتے ہی کمرے سے باہر چلا گیا

"آیا بڑا۔۔آرٹسٹ" اس نے منہ بنایا اور چائے کا کپ منہ سے لگایا۔رات گہری ہو رہی تھی

یہ اگلے دن ظہر کے بعد کا وقت تھا۔آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی اور سکون تھا۔فرحت اپنے کمرے میں گلشن آرا سے باتیں کرتیں کپڑے تہہ کر رہی تھیں۔دوسرے کمرے میں رابیل اپنی الماری سیٹ کر کے ابھی فری ہوئی تھی اور آئینے کے سامنے کھڑی منہ پر ماسک لگا رہی تھی۔سفید سا ماسک منہ پر لگا ہوا تھا اور وہ آئینے میں گھور رہی تھی۔لاؤنج میں ٹی وی پر کارٹون لگے تھے اور صارم بڑے مزے سے اپنی ماں کے ہاتھ سے چوری کھاتا کارٹون دیکھ رہا تھا۔رابیل کے فون پر ایک میسج کی ٹون بجی اور وہ اسی طرح سلیپرز پہن کر باہر کی طرف بڑھی، رانیہ نے اسے دیکھ کر سر جھٹکا اور منہ میں کچھ بڑبڑائی۔باہر ہلکی دھند تھی، اس نے دروازہ کھولا اور اندر آنے والی کو دیکھ کر مسکرائی اور پھر اس کے گلے لگ گئی۔افیفہ نے اسے زور سے جپھی ڈالی اور وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی

"اللہ۔۔ایسے لگ رہا ہے سالوں بعد مل رہی ہوں"

پھر الگ ہوئی اور رابیل کو دیکھ کر ہنس دی۔اس نے شانے اچکائے اور مسکرادی۔پھر دروازہ بند کیا اور دونوں ساتھ ساتھ اندر بڑھیں۔اندر آتی افیفہ نے لاؤنج میں بیٹھی رانیہ کو سر کے خم سے سلام کیا اور رابیل کے کمرے میں چلی گئی۔اندر آتے ہی اس نے پرس میز پر رکھا اور شوز اتار کر بیڈ پر چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔رابیل اس کے سامنے بیٹھی تھی، گود میں کشن رکھے

"کتنا سکون ہے نا تمھارے کمرے میں" افیفہ نے گردن گھما کر سارے کمرے میں دیکھا

وہ مسکرادی "مینو تو ہوتی نہیں۔۔اب میرا کمرہ ہے یہ"

"وہی تو کہہ رہی ہوں کتنا سکون ہے نا" اس نے رابیل کو دیکھتے آنکھ دبائی تھی

وہ مسکرادی۔

"اچھا چلو آؤ چائے بناتے ہیں" وہ کھڑی ہوئی اور رابیل نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔اس نے کمر پر ہاتھ باندھے اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"اچھا چلو۔۔ماسک اتار لو پھر چلتے ہیں"

وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

"یہ رانیہ بھابھی ابھی بھی ویسی ہی ہیں، مجھے دیکھ کر مجال ہے جو مسکرادیا ہو۔بھائی اچھی خاصی ہوں میں، بھوری آنکھیں ہیں میری اچھی گلوئنگ سکن ہے، بندہ اسے دیکھ کر ہی مسکرادیتا ہے" اس نے اپنے گال پر ہاتھ رکھا تو رابیل ہنس دی

"ہنسو مت بیوقوف" اس نے رابیل کے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مارا "رنکلز پڑ جائیں گے"

رابیل نے گال پر ہاتھ لگایا، ماسک ابھی ذرا سا گیلا تھا۔

"اتنی مشکل سے ہاف ڈے پر آئی ہوں۔۔ باس نہیں مانتے، کہتے ہیں پوری چھٹی کرو تاکہ پیسے بھی کاٹ سکوں۔۔ آدھی چھٹی کے بندہ کیا ہی کاٹے" اس نے منہ کے زاویے بگاڑے "امیر نہ ہوں تو"

اس نے سر جھٹکا

رابیل اس پر بھی ہنس دی "فیفی" اس نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "تم تو ذرا نہیں بدلی"

وہ مسکرا دی "تم تو رابیل ہو۔ تمھارے لیے تھوڑی نا بدلوں گی"

رابیل اٹھی اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ آئینے میں اپنا عکس دیکھا پھر آگے کو ہو کر ماسک اتارنے لگی

"میں نے سوچا تھا کسی ریسٹورنٹ میں ملیں گے مگر تمھیں سردی لگتی ہے" اس نے سامنے پڑا کشن گود میں رکھا اور تھوڑی تلے مٹھی رکھے اسے دیکھنے لگی

"فکر نہ کرو، تمھارے لیے پیزا اور وہ جو تم گند بلا کھاتی ہو آڈر کر دیتی ہوں" اس نے گیلے سپونج سے سارا منہ صاف کیا اور پھر سیرم کے تین چار قطرے ڈراپر سے ہتھیلی میں ڈال پر ڈال کر ہاتھ ملے اور پھر منہ پر لگا لیا۔ پھر افیفہ کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ وہ بھی کھڑی ہوئی اور مسکرا دی۔۔ دونوں ایک

ساتھ باہر آئی تھیں۔کچن میں داخل ہوئیں،رابیل نے اسے پلیٹ میں کیک نکال کر دیااور وہ بڑے مزے سے کیک کھاتے باتیں کر رہی تھی۔چولہے کے سامنے کھڑی رابیل چائے بنا رہی تھی

"آفس کیوں نہیں گئی آج تم؟"اس نے کیک کو دانتوں سے کاٹا

"بس ویسے ہی،ہزار کالز آچکی ہیں،اب تو سب کو ہی رابیل سے کام ہو گا۔۔کل دیکھوں گی سب کو"

اس نے دودھ میں پتی کے ساتھ الائچی بھی ڈالی

"تمھارا صحیح ہے،اپنی مرضی سے آؤاپنی مرضی سے جاؤ۔۔اب تو تم مشہور ہونے والی ہو،کسی انٹرویو میں بلایاناتو کہنا میں آج جو بھی ہوں اپنی دوست افیفہ کی وجہ سے ہوں"اور ہنس دی۔رابیل بھی مسکرادی

"وہ چھوٹاہیرو کہاں ہے؟"وہ اشعر کو چھوٹاہیرو کہا کرتی تھی

"باہر گیاہے"اس نے چائے رکھ کر پیچھے شیلف سے ٹیک لگالی۔اب دونوں تین اور بارہ کی سوئیوں کی طرح کھڑی تھیں

"مجھے جب تم نے پکچرز واٹس ایپ کیں۔۔اللہ کبھی میں تمھیں دیکھوں کبھی چھوٹے ہیرو کو، دونوں ہی اچھے لگ رہے تھے"اس نے مسکرا کر کیک والی پلیٹ رابیل کی طرف بڑھائی،اس نے کیک کا ٹکرا آدھا کر کے لے لیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بس ایمر جنسی تھی،ان پلانڈ چیزیں اکثر خوبصورت ہوتی ہیں"اور یہ بولتے ہی وہ چونک گئی۔اس نے یہ فقرہ مامون کا بولا تھا۔دل نے دھڑکنا شروع کیا تھا،اس نے افیفہ سے نظریں چرائیں اور چائے کے نیچے آگ بڑھادی۔

"اور بتاؤ۔۔کیا کہہ رہی تھی تم،وہ جو لڑکے والے تمھیں دیکھنے آئے تھے"

رابیل کے دل پر بوجھ بڑھا تھا،وہ جس کے چہرے پر رونق تھی ایک سایہ سا لہرایا تھا"ہاں۔۔امی کے جاننے والے ہیں۔لڑکا وکیل ہے"چائے کو ابال آگیا۔اس نے آگ ہلکی کی

"لندن سے آیا ہے کچھ ہفتے پہلے اور مجھے مینو کی رخصتی پر دیکھ کر ان موصوف کی اماں حضور کی نیندیں اڑ گئیں"اس نے آنکھیں گول گول گھمائیں

افیفہ ہنس دی"مطلب اب تم لڑکوں کے ساتھ ساتھ ان کی امیوں کی نیند بھی اڑا رہی ہو،کمال ہے یار"اس کی ہنسی بے قابو ہو چکی تھی

رابیل نے اس کے سر پر چپت رسید کی اور مسکرادی۔پھر آگ ہلکی کر کے اوپر والے کیبن سے بسکٹ کا ڈبہ نکالا۔کچھ بسکٹ پلیٹ میں رکھے اور چائے کپ میں انڈیل کر افیفہ کے ساتھ کمرے میں بڑھی۔میز پر چائے بسکٹ رکھے اور خود دونوں آمنے سامنے صوفے پر بیٹھ گئیں۔رابیل نے دونوں ٹانگیں صوفے پر رکھ لیں اور بسکٹ چائے میں ڈبو کر منہ میں رکھا

"پتہ نہیں فیفی مگر میں تھک چکی ہوں۔میرے نصیب میں اللہ نے پتہ نہیں کیا لکھا ہے؟شادی بالکل ایک ٹیسٹ لگنے لگا ہے،کسی بھی پل فیل کسی بھی پل پاس"

افیفہ نے اس کی بات کی تائید میں سر ہلایا"تم خود ملی ہو لڑکے سے؟"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا اور رابیل کو دیکھا۔

اس نے نفی میں سر ہلایا"بس دیکھا ہے بات نہیں کی"

"دکھنے میں کیسا ہے؟"اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے

"اچھا ہے"چائے کا گھونٹ بھرا

"تم خود بھی مل لینا،شادی تمھاری ہو گی مرضی بھی تمھاری ہونی چاہیئے"

"ہوں"چائے کا گھونٹ بھرا اور اسے دیکھا"مگر امی اور حاشر بھائی،انھیں وہ پسند آیا ہے"

"رہنے دو،انھیں تو ارسل اور حسیل بھی پسند تھے"اس نے کہہ کر سر جھٹکا

رابیل مسکرا دی"مینو پتہ ہے کیا کہتی ہے؟"

اس نے سوالیہ ابرو اٹھایا

"مین میڈ"اور ہنس دی

"ہیں؟یہ کیا ہے؟"

رابیل نے شانے اچکائے "پتہ نہیں۔۔کون سی فلاسفی جھاڑ کر گئی ہے "اس نے سر نفی میں ہلایا اور چائے کا گھونٹ بھرا

"تم بتاؤ۔۔تم کب سنگل سے منگل ہو رہی ہو؟"اس کی آنکھوں میں شرارتی چمک تھی

اس نے منہ بسورا "ابھی تو کوئی اثرات نظر نہیں آرہے۔۔موصوف نیویارک سے آنے والے ہیں پھر دیکھیں گے "اس نے آگے بڑھ کر پلیٹ سے بسکٹ لیا

"کوئی نہیں۔۔تمھاری خالہ کا بیٹا ہی ہے، فیملی کی بات کچھ اور ہوتی ہے۔۔آؤٹ آف فیملی زیادہ خطرہ ہوتا ہے"

"شادی خود ایک خطرہ ہے بیلی "اس نے بسکٹ چائے میں ڈبویا اور منہ میں رکھا

رابیل نے مسکرا کر اس کی تائید کی

"مینو ٹھیک ہے؟خوش ہے اپنے گھر میں؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا "ہوں۔۔اللہ کا شکر ہے، اللہ اسے خوش ہی رکھے"

"آمین "پھر چائے کا گھونٹ بھرا "ویسے تم لوگوں کے گھر میں نارونق اسی سے تھی"

رابیل ہنس دی "یہ تو ہے۔۔اب اتنا سکون ہوتا ہے نا، بس بندہ بیٹھے بیٹھے سو جائے ورنہ پہلے تو یہاں دھماکہ اور وہاں دھماکہ"

افیفہ مسکرادی "بھئی تمھاری بات پکی ہو گئی نا تو میں نے تو شاپنگ شروع کر دینی ہے، میری بیسٹ فرینڈ کی شادی ہے بھئی، میں تو سارے ارمان پورے کروں گی" وہ مسکراتے ہوئے بولتی جا رہی تھی

وہ ہنس دی "رشتہ تو پکا ہو لینے دو، پہلے ہی شادی تک پہنچ جاؤ"

"ہو جائے گا وہ بھی۔۔ تم انکار کر سکتی ہو کوئی تمھیں انکار نہیں کر سکتا" وہ بڑی شان سے تفخر سے کہہ کر مسکرائی

رابیل نے اپنا فون پکڑا اور سکرین سوائپ کی "چلو اب بتاؤ۔۔ پیزا آڈر کروں یا کچھ اور؟"

اس نے ہاتھ گال پر رکھ لیا اور کچھ سوچنے لگی "باہر چلتے ہیں کھانے"

رابیل کا منہ بن گیا "سردی ہے یار!"

"کچھ نہیں ہوتا۔۔ گاڑی میں ڈرائیو کر لوں گی۔۔ تم دو منٹ لگا کر تیار ہو" اس نے پلیٹ میں پڑا بسکٹ پکڑا

رابیل کھڑی ہوئی اور الماری سے کپڑے نکالنے لگی "فیفی تم بھی نا!"

وہ بس شانے اچکا کر رہ گئی

رابیل نے مسٹرڈ رنگ کی کھدر کی گھٹنوں سے ذرا اوپر آتی قمیض اور نیچے نیلی جینز پہن رکھی تھی۔ اوپر سیاہ لمبا کوٹ تھا اور بال جوڑے میں بندھے تھے جس سے لٹیں نکل کر اس کے گلابی گالوں کو چھو رہی تھیں۔ سردی کی وجہ سے اس کی ناک بھی گلابی پڑ چکی تھی مگر وہ مسکراتی ہوئی افیفہ کی بات سنتی آگے

بڑھ رہی تھی۔گلے میں چھوٹا وول کا سٹالر کچھ اس طرح تھا کہ اس کے پیچھے سے لا کر اس کا ایک حصہ آگے تھا، پھر گردن کے گرد اور دوسرا کندھے کے پیچھے۔وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئیں اور پھر کیفے کا گلاس ڈور کھول کر اندر بڑھیں۔اندر زرد سی روشنی تھی اور بھورے فرش پر قدم رکھتے ہی ایک نرم گرم سا احساس ہوا۔درمیان میں ایک چوکور ستون تھا، وہ جیسے ہی ستون سے آگے بڑھی، سامنے دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔سامنے بیٹھا شخص اسے دیکھ کر مسکرایا، وہ بھی ہلکا سا مسکرا دی۔افیفہ نے دونوں کو دیکھا پھر دیوار کے ساتھ ایک میز کے گرد ساتھ ساتھ بیٹھ گئیں۔

"یہ کون تھا؟"اس نے سرگوشی کی تھی

"امان۔۔وہی جو کچھ دن پہلے مجھے دیکھنے آئے تھے"

وہ ہنس دی اور اس کے بازو میں بازو ڈال کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کی "اوہو۔۔بڑا مسکرا رہی تھی تم تو۔۔امان نام ہے"

رابیل نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کیا"فیفی۔۔باز آؤ"

مگر وہ تو ہنستی جا رہی تھی"اچھا ویسے اتنا بلش کیوں کر رہی ہو؟میں نے کون سا تمھیں کہہ دیا ہے کہ جاؤ اس کے ساتھ بیٹھو"وہ منہ کے زاویے بگاڑتے اسے دیکھ رہی تھی

"سردی کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔۔بلش کی کچھ لگتی"اس نے سر جھٹک کر مینیو کارڈ پکڑا۔

افیفہ نے گردن موڑ کر پیچھے ستون کے پاس بیٹھی سیاہ پینٹ کوٹ والے مرد کو دیکھا، پھر رابیل کے قریب جا کر سرگوشی کی "مجھے لگتا ہے کسی کلائنٹ کے ساتھ بزی ہے۔۔اچھا خاصا ہینڈسم ہے اور تم کہہ رہی تھی بس ٹھیک ہے"

رابیل نے مینیو کارڈ اس کے سر پر مارا "بس کرو اب" اور دوبارہ کارڈ دیکھنے لگی

اس نے ویٹر کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا، پھر آڈر نوٹ کروایا اور ویٹر چلا گیا

"بیلی۔۔میں سوچ رہی ہوں کہ ان کا کلائنٹ چلا جائے تو کیا ہم انھیں انوائیٹ کریں گے؟"

رابیل نے منہ بسور کر اسے دیکھا "انھیں کنھیں؟"

"ان کو" اس نے ابرو سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا "وہی ہینڈسم سا وکیل"

"فیفی۔۔اگر تم نے ایسی کوئی حرکت کی نا تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی" اس نے خفگی اور غصے سے کہا تھا

افیفہ نے منہ بنالیا "تمھارا ہی امپریشن برا پڑے گا۔۔وہ کیا سوچے گا کہ تم کتنی بھوکی ہو، کتنی بے مروت اور بداخلاق ہو" وہ آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھ رہی تھی

رابیل نے سانس خارج کی "جو سوچنا ہے اسے سوچنے دو۔۔ابھی تم چپ کر کے کھانا کھاؤ" ویٹر ان کے سامنے سیلڈ اور شیک کے گلاس رکھ رہا تھا۔اس نے پیزا رکھا اور افیفہ نے شانے اچکا کر ایک

سلائس اپنی پلیٹ میں رکھا اور دوسرا رابیل کی پلیٹ میں۔ چھری اور کانٹے سے کھاتے ہوئے اس نے رابیل کو دیکھا اور بولی "تمھارا ہونے والا وہ۔۔ کیا سوچے گا کہ ہم کتنا کھاتی ہیں؟"

رابیل نے سانس خارج کی اور عاجز آ کر چھت دیکھی "فیفی۔۔ وہ کچھ نہیں سوچ رہا۔۔ اور ویسے بھی یہ تم میرے پیسوں کا کھا رہی ہو اس کے پیسوں کا نہیں" اس نے درشتی سے اسے کہا اور گلاس منہ سے لگایا۔

افیفہ نے گردن ذرا سی پیچھے موڑ کر اسے دیکھا اور رابیل کے قریب جھکی "بیلی۔۔ فار گاڈ سیک۔۔ یار، وہ تمھارے انتظار میں بیٹھا ہے۔۔ اس کا کلائنٹ چلا گیا ہے اور اس نے چائے آڈر کی ہے۔۔ مجھ سے لکھوا لو وہ صرف اس لیے چائے پی رہا ہے کہ ہم جلدی سے یہ ولیمے کا کھانا ختم کریں اور پھر وہ تم سے بات کرے۔۔ او مائی گاڈ۔۔ ہاؤ رومینٹک!" وہ جوش سے چہک رہی تھی

"یا اللہ! مجھے صبر دے" رابیل نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی۔ افیفہ ہنس دی

تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے ویٹر کو بل پے کیا اور پھر دونوں اٹھ گئیں۔ وہ دروازے کے پاس پہنچی ہو گی کہ اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولنا چاہا مگر کسی نے اس سے پہلے ہی گلاس ڈور کھول دیا۔ وہ سیاہ پینٹ کوٹ والا امان ظہیر تھا۔ رابیل نے مسکرا کر تھینک یو کہا اور پھر باہر نکل گئی۔ وہ اور افیفہ اس کے سامنے کھڑی تھیں اور وہ مسکراتے ہوئے ان سے حال چال پوچھ رہا تھا

"ہم بس یہاں پر کھانا کھانے آئے تھے" مجال ہے جو افیفہ کی زبان پر تالا لگ جائے

وہ مسکرادیا"میں اپنے ایک کلائنٹ سے ملنے آیا تھا۔۔آپ سے ملنا تو سرپرائز ہو گیا"

افیفہ ہنس دی"ارے امان بھائی،اسے سرپرائز نہیں کہتے،کوانسیڈینس کہتے ہیں"

رابیل نے گردن موڑ کر دانت پیستے اسے دیکھا"بے وقوف وہ سوچ رہے ہوں گے میرا نام کیسے آتا ہے تمھیں۔۔میں نے بتایا۔۔مطلب ہم نے ان کے بارے میں بات کی ہے،فیفی اف!"وہ بس دل میں ہی کہہ سکی۔پھر مسکرا کر امان کو دیکھا

"آپ آنٹی کو میرا اسلام کہیے گا"

وہ مسکرادیا"شیور۔۔انفیکٹ میں ایک دو دن تک آپ کے گھر آنے والا تھا"

"خیریت؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"جی۔۔آپ کو ڈنر پر لے جانا چاہ رہا تھا،سوچا آپ کی امی سے اجازت لے لوں۔۔آپ کب فری ہوتی ہیں؟"رابیل کچھ جز بز ہوئی،اس کا دل عجیب ہو رہا تھا۔اس نے تھوک نگلا

"چھے بجے کے بعد میں گھر ہوتی ہوں"

اس نے سر کو خم دیا"اوکے۔۔پھر ملتے ہیں"اور مسکرا کر وہاں سے چلا گیا

افیفہ نے رابیل کو دیکھا اور پھر اسے گلے سے لگا کر جدا کیا،اس کے گالوں پر ہاتھ رکھ کر اسے مسکراتے ہوئے دیکھا"ہی از سو نائس!مطلب وہ تمھیں ڈائریکٹ بھی تو کہہ سکتا تھا کہ ڈنر پر چلو گی مگر نہیں

اس نے کہا کہ وہ آنٹی کے ذریعے تمھیں اپروچ کرے گا۔۔اسے حدود قائم رکھنا آتی ہیں۔۔یہ بہت اچھا ہے رابیل"

رابیل نے اپنے گالوں سے اس کے ہاتھ ہٹائے اور منہ بسورا"بس کرو فیفی۔۔پاگل ہی ہو گئی تھی تم تو!"اس نے سر جھٹکا اور پھر سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگی

نیچے اترتے افیفہ رکی"بیلی"

"ہوں"اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا

"ان کے ڈونٹس مزے کے تھے۔۔میں رات کے لیے پیک کروا کر لائی"اور اوپر چلی گئی

رابیل سر نفی میں ہلاتے گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا مگر گاڑی لاک تھی اور چابی افیفہ کے پاس تھی۔وہ بس سانس خارج کر کے رہ گئی۔اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کے پیچھے ہے۔اس نے ذرا سی گردن ترچھی کر کے ونڈو پر پڑتے عکس کو دیکھا اور جھٹ سے گردن موڑی۔ پیچھے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا،کلیجہ منہ کو آ گیا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس نے بولنا چاہا مگر الفاظ گلے میں ہی رہ گئے

"تم۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔ہر سو سردی بڑھ گئی تھی،ارد گرد دھند تھی۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے" اس کی ایک آنکھ سیاہ اور ایک بھوری تھی۔وہ حسیل تھا جو اس کے سامنے پورے قد سے کھڑا تھا۔چہرے کے نقوش سنجیدہ اور چشمہ غائب تھا

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔آپ جائیں یہاں سے" اس نے درشتی سے منع کیا تھا مگر وہ خود بھی جانتی تھی کہ اس کی آواز کانپی تھی۔وہ کیوں خوفزدہ تھی؟اس لیے کہ شاید وہ یہاں اکیلی تھی یا اس لیے کہ وہ اس کے بے حد قریب کھڑا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں رابیل کو وہی آگ نظر آئی جو اس نے کبھی اس کے گرد جلائی تھی

"رابیل۔۔پلیز" وہ قریب آیا" مجھے آپ سے بات کرنی ہے" رابیل سے مزید ضبط نہیں ہوا اور اس نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا۔

"آپ دور رہ کر بات کریں" وہ گاڑی کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔تنفس پھول گیا اور دل مزید دھڑکنے لگا

"آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔۔میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں اور آپ مجھ سے دور بھاگ رہی ہیں" وہ آگے بڑھ رہا تھا

"حسیل پلیز۔۔یہاں تماشا مت لگائیں۔مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی آپ جائیں" اس نے قطعی لہجے میں منع کیا تھا۔

مگر وہ آج ٹھان کر آیا تھا کہ اس سے بات کر کے رہے گا "آپ کو سمجھ نہیں آ رہا" وہ جھٹ سے آگے بڑھا اور اس کی کہنی تھام کر اسے جھٹکا دیا "مجھ سے دور کیوں بھاگ رہی ہیں؟" وہ بلند آواز میں سختی سے بولا تھا

رابیل کی آنکھیں گلابی پڑیں مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی یا کوئی رد عمل دیتی کوئی آیا تھا اور اس نے حسیل کو سینے پر ہاتھ مار کر پیچھے دھکا دیا تھا۔ وہ گرتے گرتے بچا تھا

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟ شرم نہیں آتی تمھیں؟" آنے والا مرد بھی غرایا تھا

"تم کون ہو؟" حسیل آگے بڑھا تھا

"میں جو بھی ہوں۔۔ تمھیں کوئی حق نہیں ہے کہ کسی عورت کو اس طرح تھریٹ کرو" سیاہ پینٹ کوٹ والا غصے سے انگلی دکھاتے بولا تھا

"میں اس کا فیانسی رہ چکا ہوں اور مجھے حق ہے کہ میں اس سے بات کر سکوں" بدلے میں وہ بھی غرایا تھا۔

پھر اس نے رابیل کو دیکھا اور اس کی طرف بڑھا مگر بیچ میں امان آ گیا۔

"دور رہ کر بات کرو" وہ بھی ضبط کر رہا تھا

مگر حسیل نے دانت پیستے اس کے منہ پر ایک مکا جڑ دیا، پھر اسے زوردار قسم کا دھکا دیا۔ وہ توازن برقرار نہیں رکھ پایا اور نیچے گر گیا۔ دور سے آتی افیفہ نے یہ دیکھا تو وہ اس طرف بھاگی

"رابیل!"

پیچھے گارڈ نے اس کی اونچی آواز سنی تو وہ بھی اسی جانب بڑھا۔ حسیل نے مڑ کر افیفہ اور گارڈ کو دیکھا۔

پھر سامنے کھڑی رابیل کو

"تمھیں تو میں دیکھ لوں گا"

اور وہاں سے چلا گیا۔امان اٹھا اور اپنا کوٹ جھاڑا

"آپ ٹھیک ہیں؟"رابیل زرد رنگت لیے اس کے سامنے کھڑی تھی

اس نے سر جھکایا اور ہاتھ کی پشت سے ہونٹ سے نکلتا خون صاف کیا۔

"آئی ایم سوری!"اس نے سامنے کھڑے مرد سے معافی مانگی تو وہ مسکرا دیا

"اس پر تو میں الگ سے کیس کروں گا"

رابیل بس سانس خارج کر کے رہ گئی۔اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا بولے

"میں آپ کو ڈراپ کر دوں؟"اب تک وہ سنبھل چکا تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا۔افیفہ آگے بڑھی "ہم چلے جائیں گے، تھینک یو"

اور رابیل کا ہاتھ پکڑ کر وہ گاڑی کی طرف بڑھی۔وہ انھیں تب تک دیکھتا رہا جب تک کہ وہ وہاں سے چلی نہیں گئیں۔۔شام گہری ہو رہی تھی۔۔اس کی جیب میں پڑا فون بجا،اس نے جیب سے فون نکالا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور سکرین سوائپ کی۔فون کان سے لگایا،وہ سامنے سڑک کو دیکھ رہا تھا جہاں ابھی رابیل کی گاڑی غائب ہوئی تھی۔۔وہ کچھ پل دوسری طرف سے آتی آواز سنتا رہا پھر مسکرایا

"ہوں۔۔سب اچھا ہے باس"

دوسری طرف سے آواز ابھر رہی تھی۔اس نے آواز سنی پھر کال کاٹ دی اور فون جیب میں رکھا۔

اس کا رخ اپنی گاڑی کی طرف تھا۔

واپسی پر رابیل مسلسل افیفہ سے باتیں کر رہی تھی اور وہ گاڑی چلاتے کبھی سیدھا دیکھ کر اس کی بات کا جواب دیتی کبھی گردن موڑ کر اسے دیکھتی

"فیفی تم یقین نہیں کرو گی،میں نے اس کی آنکھوں میں آگ دیکھی تھی۔وہ بالکل نہیں بدلا،مجھ پر کیسے چلا رہا تھا۔اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھ پر چلانے کی؟"وہ غصے میں سرخ چہرہ لیے جلدی جلدی بول رہی تھی

"ریلیکس۔۔کچھ نہیں ہوا۔آئندہ تم احتیاط کرو گی"اس نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا

"احتیاط؟میں کیا اب لوہے کے کپڑے پہن کر پھروں کہ کہیں کوئی مجھے دبوچ نہ لے،میں کوئی چڑیا کا بچہ نہیں ہوں۔میں رابیل اورنگزیب ہوں اور میں کسی سے نہیں ڈرتی،مجھے مقابلہ کرنا آتا ہے"

اس نے بات مکمل کی اور سیدھا دیکھا

"بیلی۔۔آج تو امان آگیا تھا، آئندہ یہ تمھیں کہیں بھی نظر آئے تو تم آس پاس کوئی گارڈ یا سیکیورٹی کو بلا لینا۔ بات ہی مت کرنا"

رابیل خاموش رہی۔ پھر سنا خارج کی اور ماتھے کو چھوا "اف فیفی، میری کیا ریسپیکٹ رہی ہو گی۔۔وہ میرے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا میں کیسی لڑکی ہوں" اس نے زخمی نظروں سے افیفہ کو دیکھا

وہ ہنس دی "ابھی تو تم کہہ رہی تھی کہ وہ کچھ نہیں سوچتا، ابھی تمھیں اس کی فکر لگ گئی"

رابیل نے سانس خارج کی "وہ بات کوئی اور تھی۔ یہ کسی اور مرد کی بات ہے اور مرد بھی وہ جو میرا ایکس فیانسی ہے، عجیب تماشا ہے یہ" اس نے غصے سے سر جھٹکا

"مجھے تو امان سمجھدار لگا ہے۔ اگر کوئی بات ہوئی تو تم سمجھا دینا کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ اس کا دماغ گھٹنوں میں ہے اور کبھی کبھی اسے مرگی کا دورہ پڑتا ہے" وہ سامنے دیکھتی گاڑی چلاتی رہی

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "میرے پاس امان کا نمبر نہیں ہے اور نہ میں خود کال کروں گی۔ یہ بہت عجیب لگے گا کہ میں کال کر کے اسے جسٹیفیکیشن دے رہی ہوں مطلب ایسے لگے گا نا کہ میں نے اس سارے میس کو بہت امپورٹنس دی ہے یا مجھے ابھی سے فکر ہونے لگی ہے کہ اسے کچھ برا نہ لگے" اس نے ہاتھ اٹھا کر بات مکمل کی

افیفہ مسکرا دی "ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم خود کچھ مت کہنا، وہ کوئی بات کرے تو سرسری سی بات کر کے بات مکمل کرنا۔۔بات کو بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" اس نے بھی بات ختم کی

وہ اب نارمل تھی۔اچانک کیا سے کیا ہو جائے کچھ پتہ نہیں چلتا، سامنے گھر نظر آرہا تھا۔اس نے گیٹ کے سامنے گاڑی کھڑی کی۔رابیل باہر نکلی اور اس سے گلے ملی۔پھر جدا ہوئی

"آتی جاتی رہا کرو۔۔تم واحد دوست ہو میری" وہ دوبارہ اس سے گلے ملی "آئی مس یو"

افیفہ ہنس دی اور اس کی کمر سہلائی "رونے مت لگ جانا، تم تو بہادر ہو۔۔تم سب فیس کر لو گی"

رابیل اس سے جدا ہوئی اور مسکرائی۔پھر افیفہ گاڑی میں بیٹھ گئی اور ہاتھ ہلا کر چلی گئی۔اس نے جیب سے چابی نکالی اور دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔یہ شام بہت عجیب تھی

رابیل نے رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔وہ خاموش سی صوفے پر بیٹھی تھی، گود میں اس کا بلا تھا جو ساری دوپہر گلشن آرا کے کمرے میں تھا۔وہ جھکی اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا

"تم مجھے مس نہیں کرتے؟" وہ بھی سر اٹھا کر رابیل کو دیکھ رہا تھا، پھر چہرہ جھکا کر لیٹ گیا۔وہ فقط مسکرا دی۔کل سے اسے پھر سے اپنے کام پر نکلنا تھا۔

اس نے ساتھ پڑا فون پکڑا اور سکرین سوائپ کی، بہت سے نوٹیفیکیشنز تھے۔اس نے واٹس ایپ کھولا اور آئمہ کی چیٹ نکالی۔اس کے وائس میسجز آئے تھے، اس نے ٹچ کر کے یکے بعد دیگرے انھیں سنا۔پھر میسجز ریکارڈ کیے اور اسے بھیج دیے۔اسے اب نیند آنے لگی تھی، وہ سو جانا چاہتی تھی۔ لمبی پر سکون نیند۔وہ سکرین آف کرنے والی تھی کہ ایک غیر شناسا نمبر سے میسج آیا۔سلام کے بعد وہ اپنا نام بتا رہا تھا۔رابیل نے واٹس ایپ نہیں کھولا، صرف نوٹیفیکیشنز سے میسجز پڑھ رہی تھی۔اپنا نام

بتانے کے بعد شاید وہ اس کے جواب کا منتظر تھا مگر وہ کسی بھی قسم کی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔اس نے سو جانا بہتر سمجھا اور لیو کو ساتھ لیے بیڈ کی جانب بڑھی اور لحاف اوڑھ کر لیٹ گئی۔ نیند نے کب اسے اپنی آغوش میں آلیا نہیں پتہ چلا۔

صبح فجر پڑھنے کے بعد وہ موبائل چارجنگ پر لگانے کے لیے سٹڈی ٹیبل کی طرف بڑھی تو یاد آیا کہ رات کو امان کے میسجز آئے تھے جنھیں نظر انداز کر کے وہ سو گئی تھی۔اس نے واٹس ایپ کھولا تو اس کا مزید ایک وائس میسج تھا۔اس نے میسج پر کلک کیا اور آواز چلنے لگی

"کیسی ہیں آپ؟ میں نے آپ کا نمبر امی سے لیا ہے۔امید کرتا ہوں کہ میں نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا ہو گا۔بس میرے ذہن میں ایک بات اٹک گئی تھی وہی کلیئر کرنا چاہتا ہوں، واپسی پر میں نے آپ کے چہرے پر شرمندگی دیکھی تھی۔مجھے لگا شاید آپ ڈسٹرب ہو چکی ہیں۔دیکھیں مجھے اس بات کا نہیں پتہ تھا کہ وہ آپ کا فیانسی رہ چکا ہے۔میرے نزدیک کوئی بھی مرد کسی بھی عورت سے مس بیہیو کرے گا تو میں یونہی ری ایکٹ کروں گا۔رہی بات کہ وہ آپ کا ایکس فیانسی تھا تو مجھے اس بات سے ہرگز مطلب نہیں ہے۔وہ آپ کا ماضی تھا اور میں کون ہوتا ہوں آپ کو آپ کے ماضی کی بنیاد پر جج کرنے والا۔میری طرف سے فکرمند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔آپ مجھ سے زیادہ بہتر اس معاملے کو ہینڈل کر سکتی ہیں مگر پھر بھی آپ کو میری مدد کی ضرورت پڑی تو آپ کہہ سکتی ہیں۔ اپنا خیال رکھیے گا خدا حافظ!"اور اس کی آواز آنا بند ہو چکی تھی۔

رابیل نے سانس خارج کی۔بہت سا بوجھ تھا جو کندھوں پر سے اتر گیا تھا مگر بہت سا بوجھ ابھی بھی باقی تھا۔یہ کون سا بوجھ تھا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔وہ دانتوں سے نچلا لب کاٹ رہی تھی، پھر اس کا جواب ٹائپ کیا

"ڈونٹ وری۔۔میں ایسی چیزوں کو زیادہ bother نہیں کرتی۔آپ بے فکر رہیں"اور میسج بھیج دیا۔موبائل چارجنگ پر لگایا اور وہ باہر کی طرف بڑھی۔نیا دن تھا نئی شروعات تھی

یہ ایک کیفے کا منظر تھا۔بڑا سا کیفے جس میں بہت سے لوگ بیٹھے تھے،دن کے دس بجے کا وقت تھا۔بہت سے لوگ آفس کا کام بھی کر رہے تھے اور بہت سے صرف چائے کافی کے لیے آئے تھے۔کیفے میں روسٹڈ کافی بینز اور کڑک چائے کی خوشبو پھیلی تھی۔بائیں جانب بڑی بڑی کھڑکیوں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔ایک طرف اوپر کو جاتی سیڑھیاں تھیں اور سامنے کاؤنٹر،چائے کافی سرو کرتے باوردی ویٹرز۔درمیان میں ایک کرسی پر ایک شخص ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا،اس کی گود میں ایک ٹیبلٹ تھا اور سامنے کافی،ٹیبلٹ پر بہت سے فارمولاز اور عجیب و غریب سے سٹرکچرز تھے۔شاید وہ کسی دوائی پر کام کر رہا تھا۔وقفے وقفے سے کافی کا گھونٹ بھرتا اور پھر سے کام کرتا۔دفعتاً داخلی دروازے سے کوئی اندر آیا تھا اور اس کے سامنے آ بیٹھا،وہ تیمور کا بڑا بھائی شہروز تھا،وہ اپنی

وردی میں ملبوس تھا، فوجی یونیفارم۔ارد گرد کے لوگ اسے دیکھ رہے تھے مگر وہ جس کے سامنے بیٹھا تھا وہ بے پرواہ تھا۔اس کے آتے ہی مامون نے کافی کا گھونٹ بھرا اور مسکرایا۔

"کیسے ہیں آپ؟" وہ مامون سے ایک دو سال بڑا تھا

"کام کی بات پر آؤ" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"میں سن رہا ہوں" مامون نے کافی کا مزید ایک گھونٹ بھرا۔

"تم نے ہمارا کام نہیں کیا"

"یہ آپ بتا رہے ہیں یا پوچھ رہے ہیں؟" وہ پر سکون سا تھا، مطمئن سا۔

"بکواس مت کرو" وہ دانت پیستے بولا تھا

مامون نے سر اثبات میں ہلایا۔کافی کا گھونٹ بھرا

"تم ہمیں وہ زمین لے کر دو گے۔اگر ہم پر کیس ہوا تو ہم تمھیں بھی اپنے ساتھ گھسیٹیں گے؟"

"آڈر ہے یاد دھمکی؟" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

وہ سانس لے کر رہ گیا" یہ لاسٹ وارننگ ہے، وارننگ سمجھتے ہو" وہ آگے کو ہوا۔

کافی ختم ہو گئی تھی، مامون نے ویٹر کو اشارہ کیا اور ایک اور کافی کپ منگوایا

"سوری۔۔کیا کہا آپ نے؟" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا

"تم مجھے غصہ دلا رہے ہو مامون" وہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے نہیں پتہ تھا"اس نے شانے اچکائے۔

ویٹر کافی لے آیا،اس نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا

"تم نے کرنا ہی کیا ہے۔بس جا کر اس سے بات کرو اور معاملہ ختم کرو"

"اور میں بات کیوں کروں؟"اس نے کافی کا گھونٹ بھرا۔

"کیونکہ لوگ تمھاری بات کا انکار نہیں کرتے، تمھیں اپنی بات منوانی آتی ہے"

مامون نے ناک چڑھائی جیسے بدمزہ ہوا ہو

“I am tired of this dialogue”

پھر کافی کا گھونٹ بھرا،وہ اپنی کافی انجوائے کر رہا تھا

"ہم نے کہا نا کہ ہم اسے پیسے دیں گے،اسے سمجھاؤ جا کر"

مامون نے مسکرا کر اسے دیکھا"دیکھیں،میں بڑا اصول پسند ہوں۔مجھے اصول اور سکون دونوں پسند ہیں،اپنی زندگی میں بھی اور دوسروں کی زندگی میں بھی۔میں اس سے بات نہیں کروں گا تو نہیں کروں گا۔آپ اور آپ کے ابا حضور نے اس کا حق کھایا ہے اور اب بھگتیں"اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

"مامون۔۔میں تمھارا خون کر دوں گا"

مامون صرف مسکرایا"ایک کام کریں۔یہاں سے نکلیں گے ناتو رائٹ ٹرن لے کر سیدھا جایئے گا، وہاں ڈاکٹر فوزیہ کا کلینک ہے،وہ اچھی ماہر نفسیات ہیں۔ان سے اپائنٹمنٹ لیں افاقہ ہو گا"اور پھر کافی کا گھونٹ بھرا۔

وہ اٹھا اور میز پر آتی زوردار مکا مارا،ارد گرد کے لوگ انھیں دیکھنے لگے "تمھیں تو میں نہیں چھوڑوں گا"اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

اس نے سر نفی میں ہلایا اور پھر کافی کا گھونٹ بھرا،ٹیبلٹ آن کیا اور وہ دوبارہ متوجہ ہو گیا۔سب اپنے اپنے کاموں میں لگ چکے تھے۔

اس کی پشت پر ایک لڑکی بیٹھی تھی جو کہ کافی جھنجھلائی ہوئی تھی،وہ فون پر مسلسل ٹائپنگ کر رہی تھی "چڑیل کہیں کی،اب آئے گی میرا خون چوسنے"وہ بڑبڑائی تھی مگر آواز اس کی پشت پر بیٹھے مامون کے کان میں بھی پڑی تھی۔وہ مسکرایا

"کیا وہ آپ کی دشمن ہے؟"

وہ چونک گئی مگر مڑی نہیں،اسی طرح بیٹھی رہی،وہ بھی ٹیبلٹ پر کام کرتا رہا۔دونوں پشت سے پشت لگا کر بیٹھے تھے مگر فاصلہ تھا

"ہاں"رابیل اس کی آواز پہچان گئی تھی۔

"اوہ۔۔مطلب نیگیٹو انرجی" وہ بڑے مزے سے بولا "وہ ابھی آئے گی اور آپ پر غصہ کرے گی، کوئی ایسی بات کرے گی جو آپ کو ہرٹ کرے گی، آپ کو بھی غصہ دلائے گی، آپ کا دل اور دن دونوں خراب کرے گی" وہ کوئی فارمولا لکھ رہا تھا، ایک بینزین کا سٹرکچر بنایا ہوا تھا

"ہاں" لڑکی نے شانے ڈھیلے چھوڑ دیے

"کیا کرنا چاہیئے؟ آپ کا دل اور دن بچالیں" وہ محظوظ سا تھا، فریش سا، پر سکون سا حالانکہ ابھی اتنا کچھ ہوا تھا۔

"آپ یہ کیسے کر سکتے ہیں؟" رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں یوں جیسے وہ کچھ سوچ رہی ہو۔

"جیسے ابھی کیا ہے؟" اب کی بار مامون کافی کا گھونٹ بھرتے دھیرے سے مسکرایا تھا

"میں آپ کی طرح نہیں ہوں"

"آئی مین اٹ"

وہ دونوں باتیں کر رہے تھے۔ سن کے چہرے مخالف سمت میں تھے، پشت سے پشت ملتی تھی مگر درمیان میں فاصلہ تھا۔۔مامون نے اس کی بات سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر اپنے سامنے سکرین کو ٹچ کرتے بولنے لگا

"ایک کام کریں"

"کیا؟" وہ پھر سے متوجہ ہوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کے سامنے مینیو کارڈ پڑا ہے؟"

"جی" اس نے فوراً سے سامنے پڑا مینیو کارڈ دیکھا۔

"اسے پکڑیں" وہ ابھی بھی ٹچ کرتا لکیروں سے سکرین پر ایک نئی شکل بنا رہا تھا

اس نے فوراً سے پکڑا "یس"

"اپنا فیورٹ فوڈ یا ڈرنک آڈر کریں" وہ بڑے مزے سے بول رہا تھا جیسے وہ کام کرتے محظوظ ہو رہا ہو۔

"کیا؟" ایک تو سوال کیے بغیر وہ کوئی کام کر نہیں سکتی تھی

"کریں نا"

اس نے جلدی سے کارڈ دیکھا اور اپنے لیے ایک کافی آڈر کی۔

"کر دیا آڈر" وہ اس کی طرف متوجہ تھی

"اب آپ وہ کام سوچیں جسے کرنے سے آپ کو خوشی ملے گی" مامون نے سکرین کو سوائپ کر کے ایک نئی سکرین نکالی جا پر ایک تحریر درج تھی۔ وہ آنکھوں سے تحریر پڑھ رہا تھا

"مطلب؟" پھر سے سوال

"مطلب یہ کہ کوئی ایسا کام جو اگر آپ گھر جا کر کریں تو خوشی ہو گی۔۔ کچھ بھی کھانا بنانا، سونا، باتیں کرنا کوئی بھی کام جس سے آپ کو خوشی محسوس ہوتی ہے"

"آہ! چاکلیٹ مفنز" اس نے آنکھیں بند کر کے ان کا ذائقہ محسوس کیا تھا

"شام کو گھر جا کر وہ بنایئے گا" وہ پھر سے مسکرایا مگر اب کی بار مسکراہٹ گہری تھی

وہ ہنس دی "آئی لائیک اٹ" اس کی کافی آگئی

"آپ خوش ہیں؟" وہ واپس پچھلی سکرین پر آیا تھا جہاں بہت سی مختلف شکلیں بنی تھیں۔ بیضوی سیدھی ٹیڑھی میڑھی مختلف فارمولاز لیے مختلف شکلیں

"جی" اس نے دھیرے سے سر ہلایا

"کیوں؟"

"کیونکہ آج میں اپنا فیورٹ کام کرنے والی ہوں۔۔ مجھے شام کا انتظار ہے" لڑکی اب کی بار مسکرا دی۔ تھوڑی دیر پہلے والی بے زاری اور کوفت دور بھاگ گئی تھی

وہ مسکرایا "اب یہ ہوئی ناپازیٹیو انرجی"

"مطلب؟"

"کافی کا گھونٹ تو بھریں، بیچاری ٹھنڈی ہو جائے گی" مامون نے برا سا منہ بنایا جیسے اسے ٹھنڈی کافی نہیں پسند یا ٹھنڈی کافی پینا کافی کی شان میں گستاخی ہو گی

اس نے کافی کا گھونٹ بھرا "یہ بہت اچھی ہے"

"میں بھی دو کپ پی چکا ہوں"

رابیل مسکرادی،اس کا فون بجا۔ نظروں کا رخ فوراً سے سکرین کی طرف ہوا"اف! وہ آنے والی ہے"

"اب آپ نے پتہ ہے کیا کرنا ہے"

"کیا؟"

"آپ نے بس اپنی کافی انجوائے کرنی ہے، ختم ہو گئی تو اور آڈر کرنی ہے۔۔دوسرا کام آپ نے یہ کرنا ہے کہ چاکلیٹ مفنز کا سوچنا ہے آپ کو شام کا انتظار ہے نا" وہ ابھی بھی اپنے کام میں لگا تھا۔

"ہاں۔۔بہت" لڑکی نے کافی کا مزید ایک گھونٹ بھرا۔ کیفین دماغ پر اثر کر رہی تھی

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔وہ آئے گی آپ سے جلی کٹی باتیں کرے گی مگر آپ کا موڈ تو بہت اچھا ہے۔۔ آپ موڈ خراب نہیں کریں گی۔۔اس کی اسی بات کا جواب دیں گی جس کا دل کرے"

"اوکے" وہ اب مزے سے اپنی کافی پی رہی تھی

"اسے غصہ آئے تو آئے آپ کو نہ آئے، غصہ ہمارا دل اور دن دونوں خراب کر دیتا ہے اور اگر دل خراب ہو جائے تو مفنز کیسے بنیں گے؟"

"ہاں نا"

"بس پھر کافی انجوائے کریں اور شام کو مفنز بنائیں"

وہ مسکرادی۔ گفتگو اختتام کو پہنچی۔ دروازے سے داخل ہوتیں رابیل کی طرف کا رخ کرتیں مسز سلطانہ اس کے سامنے آ بیٹھی تھیں

"کیسی ہو رابیل؟" ان کے ہاتھوں میں انگوٹھیاں تھیں۔ ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش، اپنے گرد منفی انرجی کا دائرہ لیے

"خوش" رابیل نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی تھی اور مزے سے کافی پی رہی تھی

"اوہ۔۔ کوئی خاص وجہ؟" تلوار جیسی دائیں ابرو اٹھی۔

اب وہ کیا بتاتی کہ آج اسے مفنز بنانے ہیں، اس نے کوئی جواب نہ دیا، شانے اچکا دیے

"بوتیک کیسا چل رہا ہے؟" وہ جو بات پوچھنے آئی تھیں وہ پوچھ بیٹھیں۔

"گڈ" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

وہ سر ہلا کر رہ گئیں، وہ تو واقعی مزے سے بیٹھی تھی۔ ایسے جیسے ریفریشمنٹ کے لیے کیفے آئی ہو۔

انھوں نے گلا کھنکھارا ایک دم سیدھی ہو کر اے کو کھلیں جیسے کوئی اہم بات کہنے والی ہوں

"تمھیں فائقہ یا ارسل میں سے کسی نے میرے بارے میں کچھ کہا ہے؟"

اس نے سر ہاں میں ہلایا۔ معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

"کیا؟" وہ ایک دم پیچھے ہو کر بیٹھ گئیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے شانے اچکا دیے۔وہ اب مسز سلطانہ کو عاجز کر چکی تھیں۔وہ اپنی وضاحت خود ہی دیے جا رہی تھیں اور رابیل مزے سے بیٹھی تھی

"جو بھی کہا ہے سب جھوٹ ہے"

اس نے پھر سر ہاں میں ہلا دیا۔رابیل مامون کی بتائی سٹریٹیجی پر مکمل عمل کر رہی تھی

"رابیل"انھوں نے میز پر ہلکا سا ہاتھ مارا

"یس۔۔مسز سلطانہ"اب کی بار وہ ذرا سا آگے ہو کر بیٹھ گئی

"مانا کہ میں تمھاری دشمن ہوں مگر تم میری بیٹی کی عمر کی ہو"اب کی بار ان کا لہجہ ایسا میٹھا ایسا نرم تھا جیسے دنیا میں رابیل کی واحد خیر خواہ مسز سلطانہ ہیں۔وہ بھی رابیل تھی۔ایک دم سے سنجیدہ ہوئی اور جواب جھٹ سے ان کے منہ پر مارا

"اور بیٹی کا رشتہ ٹوٹ جانے پر ماں سیاہ گلاب نہیں دیتی"

کہتے ہی وہ پیچھے ہٹی اور مسکرا دی

وہ خاموش ہو گئیں۔اب کوئی جواب تیار نہیں تھا

پھر بولیں"حسیل اچھا لڑکا تھا،تم کہو تو میں اس سے بات کروں؟تمھارا رشتہ ٹوٹ جانے کا مجھے دکھ ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بات؟"اس نے دائیں ابرو اٹھائی"اپنی بیٹی کی"وہ تو پورے موڈ میں تھی کہ آج اپنی دشمن کو رہا کر بھیجیں گی

"شٹ اپ"وہ غصے میں آ گئیں۔اب کی آواز ذرا سی بلند تھی

رابیل ہنس دی۔وہ اس وقت انھیں مزید غصہ دلا رہی تھی

"یہ تمھیں شہ جمال احمد نے دی ہے نا"وہ دانت پیستے غرائی تھیں

رابیل کی کافی ختم ہو گئی تھی،اس نے ویٹر کو اشارہ کر کے دوبارہ کافی منگوائی

"کچھ کہا آپ نے؟"پھر معصومیت سے پلکیں جھپکاتی دوبارہ متوجہ ہوئی

"تم میں ایسا کیا ہے جو جمال احمد تمھارے آنے پر کھڑا ہوتا ہے،تم سے مسکرا کر بات کرتا ہے اور تمھارے ساتھ ہوتا ہے"وہ موضوع کو کہاں سے کہاں لے گئی تھیں۔جب کوئی بات نہیں بن رہی تھی تو وہ بات رابیل کے کردار پر کے آئیں

وہ مسکرا دی۔اس کا لہجہ نرم تھا"وہ جو آپ میں نہیں ہے"

"کیا؟"تلوار جیسی دائیں ابرو پھر سے اٹھی

"سیلف رسپیکٹ"اس نے بے پرواہی سے کہتے شانے اچکائے

اس کی کافی آ گئی تھی،اس نے کپ اٹھا کر ایک گھونٹ بھرا

"شٹ اپ" ان کے کان کی لوئیں تک سرخ ہوئی تھیں۔ کرادر پر محلہ کریں گی تو عزت پر بات آئے گی نا

اس نے دو انگلیاں دکھائیں، وہ بھنویں بھینچے نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھیں

"دو۔۔ یہ دوسرا شٹ اپ ہے "کافی کا گھونٹ بھرا" تیسرا شٹ اپ میں بولوں گی ان شاءاللہ"

وہ سانس لے کر رہ گئیں۔

"میں تمھارے ساتھ کولیبوریٹ کرنا چاہتی ہوں" ان کے چہرے پر سکی مسکراہٹ اب سنجیدگی میں ڈھل چکی تھی۔ غصے والی سنجیدگی!

"ریجیکٹڈ" اس نے ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر کہا تھا

مامون مسکرایا۔ وہ ساری گفتگو سنتا محظوظ ہو رہا تھا

"تم ہوتی کون ہو مجھے ریجیکٹ کرنے والی" وہ آگے کو ہوئیں اور غصے سے پھنکاری

"رابیل اور نگزیب" اس نے شانے اچکائے

"تمھارا یہ جو چکر چل رہا ہے نا جمال احمد۔۔" بات گھما پھرا کر پھر کرادر پر آنے والی تھی

"شٹ اپ" اب وہ آگے کو ہوئی تھی۔ اب کی بار وہ بھی سنجیدہ ہوئی تھی

"کافی بہت گرم ہے، کیسا لگے گا کہ فیشن انڈسٹری کی مسز سلطانہ کا منہ جلا ہوا ہے" پھر مسکرا دی۔ گہری مسکراہٹ جس سے اس کے گالوں میں ڈمپل پڑے تھے

وہ تپ گئیں "لعنت ہو تم پر" ایک دم پیچھے کو ہوئیں اور رابیل پر چلائیں۔رابیل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا

"ایک کام کریں۔۔یہاں سے نکلیں گی ناتو رائٹ ٹرن لے کر سیدھا جایئے گا،وہاں ڈاکٹر فوزیہ کا کلینک ہے،وہ اچھی ماہر نفسیات ہیں۔ان سے اپائنٹمنٹ لیں افاقہ ہو گا" اس کا مزاج دھیما ہی رہا انھوں نے اپنا پرس پکڑا اور غرائیں "تمھاری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے"

اس نے شانے اچکائے

ایک نفرت آمیز نگاہ رابیل پر ڈالتیں وہ وہاں سے چلی گئیں۔۔رابیل نے سانس خارج کی

"یہ بہت اچھا تھا" وہ بولی تو مامون مسکرایا

"کتنا سکون ملتا ہے نا اپنے دشمنوں کو غصہ دلا کر"

وہ مسکرادی "ہاں نا"

"تھینک یو بعد میں بولیے گا" وہ بھی مسکرایا تھا اور پھر کھڑا ہوا،رابیل بھی کھڑی ہوئی اور پرس سے پیسے نکال کر میز پر رکھے

"مفتزاب ادھار ہیں" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

وہ مسکرائی تھی "شیور" دونوں کا رخ ابھی بھی مخالف سمت میں ہی تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ دونوں آگے پیچھے باہر بڑھے تھے۔۔وہ اپنی گاڑی ان لاک کر رہا تھا جب رابیل نے اس سے پوچھا

"یہ آپ نے کیسے کیا؟"

وہ مسکرایا اور اپنی کنپٹی پر انگشت شہادت سے دستک دی "ڈوپامین" شانے اچکائے اور گاڑی میں بیٹھ گیا

وہ بھی مسکرائی اور گاڑی میں بیٹھ کر اگنیشن میں چابی گھمائی، وہ آج خوش تھی کیونکہ شام میں اسے چاکلیٹ مفنز بنانے تھے۔

آفس پہنچی تو گلاس ڈور کھولتے ہی سب اس کے سامنے مسکراتے ہوئے کھڑے تھے۔اس کی سیکرٹری آگے بڑھی

"Congratulations mam"

اس نے سانس خارج کی اور دھیمے سے مسکرا کر سر کو خم دیا۔پھر آگے بڑھتی اپنے آفس آئی۔اندر داخل ہوتے ہی وہ حیران ہوئی۔سامنے میز پر بہت سے گلدستے تھے اور گلدستوں پر کارڈز۔اس نے گردن موڑی اور آئمہ کو دیکھا

"میم کل سے ان کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور ابھی تک پھول آرہے ہیں" وہ مسکراتے ہوئے اسے بتا رہی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مگر یہ کیوں آرہے ہیں؟ایسا بھی کیا ہو گیا ہے؟"اس نے شانے اچکا کر اسے دیکھا۔وہ آگے بڑھی اور سیاہ پھولوں والا گلدستہ دیکھا۔یہ گلدستہ سب پھولوں میں سے عجیب تھا۔سیاہ گلابوں کے گرد بھورا موٹا لفافہ تھا اور اس نے ان پھولوں میں پڑا کارڈ دیکھا تھا،اس پر اسے انگریزی میں مبارک باد دی گئی تھی

"Congratulations Queen!"

مگر اس کارڈ کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے دائیں کونے پر انگریزی میں "جے "اور آگے ایک نقطہ تھا

"J."

اس نے سانس خارج کی۔اب جمال احمد بھی اسے سیاہ گلاب دے گا۔

"میم آپ کو پتہ ہے سوشل میڈیا پر ہر جگہ آپ کا ذکر ہو رہا ہے۔لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ رابیل اورنگزیب کا کم بیک ہے"رابیل آگے بڑھی اور پھر مرکزی کرسی پر آکر بیٹھ گئی

"کم بیک؟"پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔

"یس میم۔۔دو سال پہلے آپ کا ڈاؤن فال شروع ہوا تھا اور اب آپ کا کم بیک"وہ رابیل کے سامنے بیٹھ گئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل ہنس دی "میرا ڈاؤن فال اور میرا کم بیک۔۔مجھے ہی نہیں پتہ کہ میرے یہ فیز چل رہے ہیں"

اس نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا اور بال پوائنٹ نکال کر سٹکی نوٹس پر رگڑی

"مسز سلطانہ۔۔"آئمہ کے الفاظ منہ میں تھے جب رابیل نے بات کاٹ دی "مل آئی ہوں، آگے؟"

وہ چند لمحے خاموش رہی اور پھر بولنا شروع ہوئی۔وہ رابیل کو اس کا شیڈول بتاتی جا رہی تھی اور وہ سٹکی نوٹس پر لکھ کر لیپ ٹاپ کی سکرین سے چپکا رہی تھی۔

"فیشن میگزین میں آپ کا شوٹ آیا ہے "آئمہ نے ساری بات مکمل کی اور پھر مسکرا دی۔رابیل کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ قلم رگڑ رہی تھی۔اس نے سر اٹھایا اور ماتھے پر ہاتھ رکھا "ارے ہاں۔۔میگزین تو دکھاؤ مجھے"

وہ اٹھی اور باہر چلی گئی۔فیشن میگزین ڈیزائنرز میں بہت مشہور تھا، یہاں ہر ڈیزائنر زہر فیشن کا ذکر کیا جاتا تھا۔اس میگزین کو مزے دار بنانے کے لیے اس میں وہ خبر بھی چھاپی جاتی تھی جو بہت اندر کی ہوتی تھی مگر مسالے دار ہوتی تھی۔جو شائقین اور پبلک میں آگ کی طرح پھیلتی تھی جیسے دو سال پہلے رابیل اور نگزیب اور جلیل طاہر کا ذکر کیا گیا تھا مگر رابیل نے نظر انداز کر دیا۔یہ میگزین ہر مہینے چھاپا جاتا تھا اور ہر فیشن ڈیزائنر کی خواہش ہوتی تھی اس کا ذکر الگ سے بڑی تصویر سے کیا جائے، اس بار "فیشن" اس کے نام ہو۔دروازہ کھلا اور سیاہ رنگ کا میگزین لیے آئمہ اندر آئی۔اس نے میگزین

Clubb of Quality Content

رابیل کے سامنے رکھا۔رابیل نے پہلا صفحہ پلٹایااور پھر ہنس دی۔وہاں ریمپ پر کھڑے اشعر اور رابیل کی تصویر تھی۔اشعر کے ہاتھ میں رابیل کا دایاں ہاتھ تھااور بایاں ہاتھ اس نے کمر پر رکھا تھا۔ نیچے بڑا بڑاانگریزی میں لکھا تھا

"The black beauty"

وہ اپنا نیا نام پڑھ کر مسکرادی۔۔اس کی تصویر کے گرد جو خبر چھاپی گئی تھی اس کا عنوان ہی رابیل اورنگزیب کا کم بیک تھا

"The comeback of Rabeel Aurangzeb"

وہ بس ہنستے ہوئے اپنا وہ کم بیک دیکھ رہی تھی جو اسے اب پتہ چلا تھا کہ ہو گیا ہے۔اس نے بیسیوں بار اپنی اور اشعر کی تصویر دیکھی تھی۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔چہرے پر ایک دم سے رونق چھا گئی۔

"آپ کا بھائی کوئی ماڈل یا ایکٹر ہے؟"وہ رابیل کے چہرے پر رونق دیکھ کر بولی

رابیل نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا"ڈاکٹر ہے"

آئمہ کا منہ کھل گیااور چند لمحے وہ بس رابیل کو دیکھتی رہی"کل سے آپ کے بھائی کے چرچے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ فلاں ڈرامے میں دیکھا تھا شاید اور کوئی کہتا کہ شاید فلاں کے ساتھ ماڈلنگ کی ہے"

رابیل اس پر بھی مسکرادی اور سر نفی میں ہلایا "لوگ بھی نا" اس نے صفحے پلٹائے اور ایک طرف بڑی سی حذیفہ کی تصویر لگی تھی۔ یہاں اکثر اس کی تصویر لگی ہوتی تھی مگر رابیل نے غور آج کیا تھا۔ وہ اس کے لیے خوش قسمت ثابت ہوا تھا۔ اس نے میگزین بند کر کے ایک طرف کی اور سانس خارج کی۔

"اچھا تم ایسا کرو کہ فرزین کے ساتھ میری میٹنگ ایک بجے ارینج کروادو، تین بجے میں فیکٹری وزٹ کر آؤں گی۔۔ مجھے آج جلدی گھر جانا ہے"

آئمہ مسکرائی اور سر ہلا کر باہر چلی گئی۔ دفعتاً اس کے سامنے پڑا فون بجا، اس نے سکرین دیکھی۔

حذیفہ کال کر رہا تھا اس نے کال اٹھالی اور فون کان سے لگایا

"کیوں نہ ایک اور کانٹریکٹ کر لیں؟" اور دونوں ایک ساتھ مسکرائے تھے

"سوچا جا سکتا ہے" رابیل آنکھیں چھوٹی کیے بولی

"اوکے۔۔ میٹنگ ارینج کرواؤں؟"

"ابھی نہیں۔۔ تین چار دن تک۔۔ میں ابھی بزی ہوں"

دوسری طرف سے اس نے اوکے کہہ کر چند ایک فقرے کہے اور پھر کال کاٹ دی۔ میگزین سامنے تھا مگر چند دن بعد یہ میگزین ماضی بن جائے گا اور ماضی میں رہنے والے مستقبل میں آگے نہیں بڑھ

پاتے۔اس نے سانس خارج کی اور لیپ ٹاپ کی سکرین روشن کر دی۔ باہر کے مقابلے میں آفس گرم تھا

شام کے پانچ بجے کا وقت تھا جب رابیل گھر داخل ہوئی، گاڑی گیراج میں کھڑی کی اور مسکراتی ہوئی اندر بڑھی۔ سامنے لاؤنج میں گلشن آرا بیٹھیں قرآن پاک پڑھ رہی تھیں۔ وہ پیچھے سے آئی اور ان کے گرد بازو حمائل کیے، پھر ان کے گال سے اپنا گال لگایا

"میں بہت خوش ہوں نانی"

وہ ہنس دیں اور اس کے گال کو چوما "اللہ خوش رکھے"

پیچھے دروازہ کھلا اور فرحت باہر آئیں، انھوں نے صارم کو اٹھایا ہوا تھا۔ رابیل پیچھے مڑی اور آگے بڑھ کر صارم کا گال چوما

"امی اشو کہاں ہے؟" اس کے ہاتھ میں صارم کا ہاتھ تھا جو پتہ نہیں اپنی زبان میں کیا کہہ رہا تھا

"کچن میں ہے، پتہ نہیں کیا پکاتا پھر رہا ہے"

اس نے اپنا پرس کھولا اور اندر سے میگزین نکالا۔ پرس صوفے پر رکھا اور کچن میں جھانکا۔ وہ کچھ گنگناتے ہوئے پاستہ بنا رہا تھا۔ وہ دبے پاؤں اس کے پیچھے گئی، وہ پنیر کو گارنش کر رہا تھا اور ایک طرف پاستہ تیار پڑا تھا۔ اس نے اس کا کندھا تھپتھپایا تو اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا مگر رابیل اس کے ساتھ کھڑی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آج آپ جلدی آ گئیں" اس نے چیز (پنیر) اکٹھا کر کے کریم پاستہ میں ڈالا اور اسے ہلانے لگا

"ہاں۔۔ تمھارے لیے ایک خبر لائی ہوں" اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"کیا؟" اشعر کی بھنویں بھینچ گئیں

"پہلے پرامس کرو میرے ساتھ مفنز بناؤ گے؟" اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

اشعر پہلے صدمے میں اسے دیکھتا رہا، پھر اپنا گرما گرم پاستہ دیکھا "آپی۔۔ یار" وہ رونے والا ہو گیا تھا

"ٹھیک ہے" اس نے شانے اچکائے

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ سارے گھر میں سب کو میں ہی ملتا ہوں بلیک میلنگ کے لیے" اس نے سر جھٹکا اور اچھے سے پاستہ ہلانے لگا

رابیل مسکرائی اور اپرن پہنے بکھرے بالوں اور بھوری آنکھوں والے لڑکے کے سامنے میگزین کا وہ صفحہ کھول کر کیا جس پر اس کی اور اس کی بہن کی تصویر چھپی تھی۔ وہ پاستہ ہلاتے رکا، پھر میگزین پکڑا، گردن جھکائے دیکھا اور پھر رابیل کو دیکھا۔۔ وہ حیرت سے شاک سے جوش سے خوشی سے اپنی تصویر دیکھتا رہا پھر مسکرایا

"ارے۔۔۔ میں کتنا پیارا لگ رہا ہوں"

رابیل نے منہ بسورا "ہم مشہور ہو گئے ہیں" اور اس کے ہاتھ سے میگزین لے لیا۔

وہ ہنس دیا"ہاہا۔۔ویسے مجھے یہ بات پہلے ہی پتہ تھی"پھر ایک دم سے سنجیدہ ہوا جیسے رابیل کو تنگ کر رہا ہو

رابیل نے ہاتھ کمر پر رکھے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا اور میگزین گول کر کے اس کے سر پر مارا

"ڈرامے کیوں کر رہے تھے پھر؟"وہ پھر سے ہنس دیا

"وہ تو آپ کو خوش کرنا تھا نا،آپ اتنی ایکسائیٹمنٹ کے ساتھ آئی تھیں اور میں منہ بنا کر کہتا مجھے پتہ ہے تو مزہ تو نہیں آتا نا۔۔دوسروں کی خوشی میں خوش ہونا چاہیئے"اس نے کہتے ہی راستے کے نیچے چلتی آگ بجھا دی۔

وہ فقط مسکرا دی"مجھے تو یقین نہیں آرہا،چلو یہ خوشی سیلیبریٹ کرتے ہیں"

"جی۔۔پاستہ کھاتے ہیں"وہ بھی پر جوش تھا

رابیل نے میگزین اس کے بازو پر مارا"میں فریش ہو کر آتی ہوں تم مفنز کی تیاری کرو۔۔مفنز پاستہ اور ساتھ میں کافی یا چائے؟"

"چائے"اشعر نے بات مکمل کی اور وہ مسکرا کر چل دی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ آئی تو اشعر کوکو پاؤڈر میدے میں مکس کر رہا تھا،پاس انڈے پڑے تھے اور مائیکرو ویو پر اس کا فون پڑا تھا جس پر مینا کا چہرہ دکھ رہا تھا۔وہ وڈیو کال پر تھی اور اشعر سے بات کر رہی تھی،رابیل آئی اور اس نے ہاتھ ہلا کر اسے دیکھا

"بڑے بڑے لوگ آئے ہیں"

وہ ہنس دی "تم کیسی ہو مینو؟"

"میں دیکھو۔۔پہلے سے پیاری ہو گئی ہوں" اس نے اپنے ہاتھ دکھائے "بیلی دیکھو میں آج مینی پیڈی کروا کر آئی ہوں۔۔میرے ناخن دیکھو کیسے چمک رہے ہیں"

"جب دیکھو اپنے شوہر کے پیسوں کا فلیکس مارتی رہتی ہے، لومڑی کہیں کی" اشعر بڑبڑایا اور رابیل ہنس دی

"یہ اپنے پاس دیکھو، اس کے کانوں سے دھواں نکل رہا ہے" وہ ابھی بھی ویسی کی ویسی تھی۔

"میں تو کہتی ہوں دونوں مل کر ایک یوٹیوب چینل بنالو اور پیسہ کماؤ" مینا کے مشورے بھی مینا جیسے ہی تھے۔اس نے چھوٹے بالوں پر ہیئر بینڈ لگایا تھا جس پر مکی ماؤس کے دو کان تھے۔گلابی رنگ کا ٹراؤزر شرٹ اور اس کے چہرے سے رونق جھلک رہی تھی

"رہنے دو۔۔ہم ایسے ہی ٹھیک ہیں" رابیل فریج سے دودھ لے کر آئی اور شیلف پر رکھا

"یار تم دونوں بہت معصوم ہو، یہ جتنے بھی لوگ ہوتے ہیں جو مشہور ہوتے ہیں یہ نا اپنا یوٹیوب چینل بنا لیتے ہیں اور اس پر پتہ نہیں کیا کیا بونگیاں مارتے ہیں۔۔ان بونگیوں کے ان کو پیسے ملتے ہیں" اس نے اپنی مکمل کی اور پاس پڑی چاکلیٹ کھولی

"تم ہوتی تو بونگیاں مار لیتی۔۔ہم بزی ہوتے ہیں" اشعر نے کہہ کر سر جھٹکا۔

رابیل نے سارا مکسچر تیار کر رکھا تھا

"اشعر میں سوچ رہی ہوں تمھارا اکاؤنٹ پبلک کر دوں" مینا کی آواز پر رابیل نے اشعر کو دیکھا، اس کی آنکھوں میں سوال تھا

اشعر نے سانس خارج کی "یہ لومڑی اور میں ایک ہی اکاؤنٹ چلاتے ہیں۔ میں جب بھی پاس ورڈ بدلتا ہوں یہ ہیک کر لیتی ہے، اس لیے میں نے ہی ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ میرا اکاؤنٹ میں اور مینا چلاتے ہیں اور یہ اپنا اکاؤنٹ بھی چلاتی ہے۔۔ دنیا میں اس سے بڑا کوئی فارغ نہیں ہو گا"

رابیل نے سمجھ کر سر ہلایا "کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ اس کا اکاؤنٹ پرائیوٹ ہی صحیح ہے"

"میں تو سوچ رہی ہوں تمھارا اکاؤنٹ بھی اپنی تحویل میں لے لوں بیلی" مینا نے کہتے ہی چاکلیٹ کو دانتوں سے کاٹا

"خبردار مینو۔۔ میں تمھارا سر پھاڑ دوں گی" اس نے اسے انگلی دکھائی

مینو قہقہہ لگا کر ہنسی "اچھا اچھا" اس نے ہاتھ اٹھا دیے "بنا کیا رہے ہو تم دونوں؟"

"چاکلیٹ مفنز"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا "اچھا پھر بات ہوتی ہے، مجھے شاپنگ پر جانا ہے۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ بائے"

اور اس نے کال کاٹ دی

اشعر نے سانس خارج کی "شکر ہے، اتنے کان کھاتی ہے نا لومڑی کہیں کی" اور سر جھٹکا

Clubb of Quality Content

"اچھا میں چائے رکھتی ہوں" اس نے دو مگ چھوٹی پتیلی میں ڈالے اور اسے چولہے پر رکھ دیا۔

آج کی شام خوشی کے نام!

شام گزری اور رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔ سردی بڑھ چکی تھی، کمرے میں رابیل اور رابیل کا بلا تھا۔ ایک طرف ہلکا سا ہیٹر جل رہا تھا۔ کارپیٹ پر بیٹھا لیو چھوٹے پیالے میں منہ ڈالے دودھ پی رہا تھا۔ رابیل نے ہلکے سرخ رنگ کا لمبا سویٹر اوڑھ رکھا تھا، نیچے نیلی شلوار قمیض تھی۔ بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور بڑے عرصے بعد اس نے اپنا انسٹا گرام اکاؤنٹ لاگ ان کیا تھا۔ وہ سوشل میڈیا پر کم ہی ایکٹیو ہوتی تھی، آفیشل انسٹا گرام بھی آئمہ ہینڈل کرتی تھی۔ آج مینا اور اشعر نے انسٹا کا ذکر کیا تو وہ بھی اپنا کھول کر بیٹھ گئی۔ وہ اپنی پچھلی تصاویر دیکھ رہی تھی، کسی زمانے میں اس نے یہ پوسٹ کی تھیں۔ اپنی اور افیفہ کی، یونیورسٹی کے زمانے کی، اشعر اور مینو کے ساتھ، سفید یونیفارم میں سموسہ چاٹ کھاتی رابیل اور ساتھ افیفہ۔۔ وہ ہنس دی۔ مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس کا یہ اکاؤنٹ پرائیوٹ تھا اور چند ایک فالوورز تھے اور وہ بھی چار پانچ لوگوں کو ہی فالو کرتی تھی۔ جن میں دو تو اشعر اور مینا تھے، ایک تیمور تھا اور چوتھی افیفہ۔ یہی اس کا دائرہ تھا اور وہ اسی دائرے میں گھومتی تھی۔ وہ سکرین سکرول کرتی اوپر جا رہی تھی اور عید کی تصاویر اس کی اپنے بابا کے ساتھ تصاویر، تصاویر بول رہی تھیں اور ان کی آواز رابیل کا دل دھڑکا رہی تھی۔ وہ اپنی فالوانگ لسٹ میں گئی اور وہاں سے مینو کا اکاؤنٹ کھول لیا۔ وہ رابیل سے زیادہ ایکٹیو تھی۔ اس

نے مینا کی فالوانگ دیکھی۔وہ بھی چار لوگوں کو فالو کرتی تھی جن میں تیمور تھا،اشعر تھا ایک رابیل اور چوتھا شخص رابیل کو کافی دلچسپ لگا،وہ مامون آفندی تھا جس کی آئی ڈی کے سامنے بلیو ٹک تھا۔وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور مامون کی پروفائل دیکھنے لگی۔وہ انسٹا گرام پر پچھلے کچھ ہفتوں سے ان ایکٹیو تھا،آخری پوسٹ تیمور اور مینا کی رخصتی کی تھی جس میں وہ تیمور کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا۔وہ سوائپ کرتی آگے گئی اور تیسری تصویر میں اس نے کوٹ نہیں پہن رکھا تھا۔کوٹ کہاں تھا یہ وہ جانتی تھی،وہ کوٹ اس نے اس روز پھول دینے والی لڑکی کو دے دیا تھا۔اس کی بائیو میں بس اس کا نام تھا اور نیچے دو سطریں

"I do what I better do"

اور دوسری سطر تھی

"MD of Meditox pharmaceuticals"

اس کے فالوورز کی تعداد کئی ہزار تھی جبکہ وہ صرف ایک شخص کو فالو کرتا تھا

"Taimoor Affandi"

وہ مسکرا دی اور سکرول کرتی اس کی پوسٹ دیکھنے لگی۔وہ بہت سے ملک گھوما تھا،مختلف رنگ و نسل کے لوگ۔ کبھی وہ کسی سیاہ فام کے ساتھ بیٹھا مسکرا رہا ہوتا اور کبھی کسی گورے کے ساتھ کھانا کھا رہا ہوتا۔ کبھی کسی سیاہ فام بچے کے ساتھ اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے سیلفی لے رہا ہوتا اور

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کبھی کسی بوڑھے کے ساتھ بیٹھا ہوتا۔ کیا وہ کوئی سیاح تھا؟ نہیں، ایک تصویر کے نیچے اس نے ایک سطر لکھی تھی

"The world is full of colorful stories and I am an intellectual reader"

اسے اس میں مزید دلچسپی پیدا ہوئی۔ اس کی کسی بھی لڑکی کے ساتھ تصویر نہیں تھی۔ نہ عافی نہ آرا اور نہ اس کی ماں۔ نیچے جاتے جاتے اس کے یونیورسٹی کے زمانے کی تصاویر آ گئیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے باہر وہ اپنے نانا کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ سیاہ گاؤن پہنے سر پر ٹوپی لیے اس کے ہاتھ میں ڈگری تھی۔ ایک تصویر میں ملیحہ تھیں جن کے کندھے کے گرد اس نے بازو حمائل کیا ہوا تھا۔ ایک سو کے قریب پوسٹس تھیں، اس کی ایک بھی تصویر اپنے باپ کے ساتھ نہیں تھی۔ بہت سی تصاویر میں وہ اکیلا تھا، کہیں بیٹھ کر کتاب پڑھتے ہوئے یا کہیں کافی انجوائے کرتے سورج دیکھتے ہوئے۔ زیادہ تو تصاویر اٹلی، لندن، نیویارک کی تھیں۔ کیا اس نے کبھی دوست نہیں بنائے؟ ایک تصویر میں ڈگری لیتے ہوئے ساتھ ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا، اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ تیمور کے ساتھ اس کی اچھی دوستی تھی اور ان کی دوستی کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ رابیل نے سانس خارج کی اور واپس آ گئی۔ سکرین آف کی اور صوفے کی پشت پر ٹیک لگائے بیٹھ گئی۔

"کیا ہے اس شخص میں، اس کے جیسا کوئی نہیں لگتا" وہ چھت کو دیکھ رہی تھی "کیا مجھے ان سے بات کرنی چاہیئے؟" دل مزید دھڑکنے لگا تھا۔ اس نے تھوک نگلا "یا اللہ" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "وہ عارفین کا بھائی ہے رابیل۔۔ وہ اتنا ہی اچھا ہونا تھا، اسے اتنا ہی شاندار ہونا تھا۔ مینا اشعر تیمور سب اس سے محبت کرتے ہیں اور یہی اٹریکشن تمہیں بھی فیل ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں، ابھی ایک دو دن تک امی امان کا پوچھنے آئیں گی اور تمہیں ان کا جواب دینا ہے۔ اس بارے میں سوچو"

انسان انسانوں سے متاثر ہوتے ہیں اور وہ ہو رہی تھی، بلکہ ہو چکی تھی مگر وہ اظہار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کی "میں" کہتی تھی کہ ہاں ٹھیک ہے وہ اچھا ہے مگر تم اس سے صرف متاثر ہوئی ہو اور کچھ نہیں۔ اندھیرے کمرے میں رابیل کو بہت سی سوچوں نے گھیرا ہوا تھا اور آدھی سوچوں پر تو وہ بڑا سا کانٹا پھیر چکی تھی۔ جو ہو نہیں سکتا تھا وہ اس بارے میں سوچ کیوں رہی تھی؟ اس نے سر جھٹکا اور کھڑی ہو گئی مگر کیا سر جھٹکنے سے سوچیں جھٹک جاتی ہیں۔ نیچے جھک کر اپنے بلے کو پیار کیا جو کہ ڈل سا تھا۔ وہ نیچے بیٹھ گئی اور اس کا چہرہ اپنی طرف کیے اسے غور سے دیکھنے لگی

"تم ٹھیک ہو لیو؟ تمہیں بخار ہو رہا ہے کیا؟" اس نے اسے اپنی گود میں لیا اور بیڈ کی طرف بڑھی۔ پھر اسے اچھے سے کمبل تلے لپیٹ دیا، وہ سو چکا تھا۔ رابیل چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر فون بیڈ پر پھینک کر باہر چلی گئی۔ زندگی میں مامون کے علاوہ بھی کئی کام تھے

رات ڈنر کے بعد وہ بالکنی میں کھڑی اپنے بابا سے بات کر رہی تھی۔ فون کان سے لگا ہوا تھا اور وہ ادھر سے اُدھر ہو رہی تھی۔ کمرے کی بتی جلی ہوئی تھی اور عالی جاہ سکرین پر کوئی کورئین فلم دیکھ رہی تھی۔ ساتھ چپس کا پیکٹ اور کولڈ ڈرنک کھلی پڑی تھی۔ لڑکی دائیں سے بائیں ہوئی پھر ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑی ہو گئی

"آپ ڈاکٹر کے پاس گئے تھے؟"

"ہاں گیا تھا۔ بلڈ پریشر نارمل تھا اس نے بیٹی کی غیر موجودگی مسلسل سر درد کی وجہ بتائی ہے" وہ لہجے میں شرارت لیے بولے تھے۔

سنینا ہنس دی "اور؟ کوئی دوا دی؟"

"دی ہے۔۔ کہتا ہے وقتاً فوقتاً بیٹی سے بات کرتے رہا کریں"

وہ پھر سے ہنس دی "یہ کیسا ڈاکٹر ہے؟ بیٹی کے پاس آنے سے منع کرتا ہے اور علاج بھی بیٹی بتاتا ہے"

اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیا جیسے وہ سامنے کھڑے ہوں اور سنینا سے بات کر رہے ہوں۔

"بس ایسا ہی ہے" انھوں نے سانس خارج کی "عالیار بڑا اچھا بچہ ہے۔ دیکھنا اللہ نے بہت دینا ہے، کہہ رہا تھا ایک آدھ ہفتے تک تمھارے پاس ہو گا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا؟" وہ حیران ہوئی اور حیرت سے زیادہ اس کے لہجے میں خوشی تھی۔ وہ پرجوش ہوئی تھی

"واقعی؟ اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"

اس کے بابا ہنس دیے "اس نے تمھیں سرپرائز دینا تھا۔ اب میں بوڑھا ہو رہا ہوں نا تو مجھ سے باتیں پیٹ میں نہیں رکھی جاتیں، پیٹ درد کرنے لگتا ہے مگر تم اسے نہیں بتاؤ گی۔ وہ خفا ہوتا ہے"

سنینا ہنس دی اور پھر آسمان کو دیکھتے سانس خارج کی۔ مسکراہٹ اس کے لبوں سے چھوٹنے نہیں پا رہی تھی

"ٹھیک ہے۔ میں یوں ایکٹنگ کروں گی جیسے مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔ جیسے میں واقعی اس کے سرپرائز پر حیران ہوئی ہوں"

انھوں نے بھی حامی بھر لی۔ ان کے پیچھے سے کسی کی آوازیں آ رہی تھیں

"یہ پیچھے کون بول رہا ہے؟ کوئی آیا ہے کیا؟"

"ہاں۔۔ وہ قصور سے رشیدہ خالہ اور ان کا بیٹا خورشید آئے ہیں۔ خورشید کو نوکری لگوا کر دی ہے میں نے، رشیدہ خالہ بھی گاؤں اکیلی ہوتی تھیں تو میں نے کہا یہیں آ جائیں۔ ویسے بھی تو آدھا سال تو یہیں رہتی ہیں اب پورا سال سہی" انھوں نے بات مکمل کی اور لڑکی مسکرا دی

"ٹھیک کہا آپ نے۔ رشیدہ خالہ ہوں گی تو آپ کا دل بھی لگا رہے گا"

"تمھاری دادی ہیں نین۔۔ میری خالہ ہیں۔ تم کاہے کی خالہ بنا لیتی ہو؟"

وہ ہنس دی "بچپن سے آپ کو خالہ کہتے ہی سنا ہے نا تو رشیدہ خالہ ہی منہ سے نکلتا ہے"

وہ جیسے مسکرائے تھے "نکلتا نہیں ہے۔ تم نکالتی ہو"

"وہی ہو گیا"

آسمان جامنی مائل سیاہ ہو چکا تھا اور لندن ٹاور پھر سے روشنیاں لیے اپنے پورے وقار سے کھڑا تھا۔ کال ختم کر کے اندر آئی تو عالی جاہ سکرین میں گم فلم دیکھ رہی تھی۔ سنینا نے الماری کے ساتھ پڑے کینوس دیکھے۔ آج اس کا پینٹ کرنے کو دل تھا۔ اس نے ایزل پر پڑے کینوس پر ہاتھ پھیرا۔ پھر جھک کر کارٹن میں سے پیلٹ نکالی، رنگ اس میں ڈالا اور برش سے اچھے سے مکس کر کے اس نے ایک نظر سیاہ کینوس کو دیکھا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے تھوک نگلا اور پہلا سٹروک لگایا۔ اس کا رنگ "سیاہ" تھا۔

اگلی صبح اداس سی تھی۔ دسمبر اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا اور جنوری شروع ہونے کو تھا۔ جہاں یہ سال اختتام کو تھا وہیں سردی جوبن پر تھی۔ آج اتوار تھا اور رابیل گھر پر ہی تھی۔ فجر کے بعد کی سوئی وہ دس بجے اٹھی تھی، کمرے کی بتی جلی ہوئی تھی اور وہ منہ ہاتھ دھو کر آئینے کے سامنے کھڑی اپنے چہرے پر کوئی سیرم لگا رہی تھی۔ پھر مسکراتے ہوئے بستر کی جانب بڑھی اور بڑے پیار سے لیو کی کمر کو سہلایا

"لیو" وہ ذرا سا سر اٹھا کر پھر لیٹ گیا۔اس کی بھنویں بھینچ گئیں اور وہ اس پر جھکی "لیو" بڑے پیار سے اس کے پر ہاتھ پھیرا مگر وہ اسی طرح لیٹا دھیمی آواز میں کچھ بول رہا تھا۔

اس نے اس پر سے کمبل اتارا اور اسے اپنے بازوؤں میں لیے باہر آ گئی۔لاؤنج میں صوفے پر حاشر بیٹھا تھا،اس کے سامنے چائے کا کپ تھا اور وہ لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔صارم اس نے پاس کھڑا اپنے کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔اس نے ایک نظر رابیل کو دیکھا پھر دوبارہ لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔وہ پہلے کچن میں گئی اور پھر فرحت کے کمرے میں۔اشعر بیڈ پر بیٹھا گلشن آرا کا بی پی چیک کر رہا تھا

"بی پی لو ہے آپ کا،میٹھا کم کھایا کریں نا"

"کھاتی ہی کب ہوں۔۔چائے گڑ کی بناتی ہوں،کچھ بنانے کو کہو تو تمھاری ماں چینی کی جگہ شہد ڈال دیتی ہے۔۔یہ موا بی پی پھر گر جاتا ہے "انھوں نے منہ بنا لیا

وہ مسکرا دیا "کچھ نہیں ہوتا۔۔موا بی پی کبھی کبھی گر جاتا ہے کبھی کبھی کھڑا ہو جاتا ہے "اور ہنس دی

انھوں نے اس کے بازو پر ایک چپت رسید کی

"آج کل کے بچے دیکھ لو،نانی کی نقل اتارتے شرم نہیں آتی "مگر وہ مسکرائے گیا

رابیل آگے بڑھی

"ڈاکٹر صاحب!"

اس نے گردن اٹھا کر پہلے رابیل کو دیکھا پھر بلے کو

"پانچ ہزار لوں گا" اس نے گلشن آرا کی طرف منہ کر لیا

"پانچ روپے بھی نہیں دوں گی" اس نے بلا اس کی گود میں بٹھایا "میرا مریض اتنا معصوم سا ہے، دیکھو تو پیار نہیں آتا تمھیں ظالم!"

وہ مسکرایا اور سیٹی بجاتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ پھر اس کو دیکھنے لگا

"رات میں کیا کھایا تھا اس نے؟"

"دودھ پیا تھا" اس نے اپنے ہاتھ کمر پر باندھے تھے

"ہوں" اس نے اس کی کمر سہلائی "وہیں ری ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا ہوں۔۔ واپسی پر میڈیسن لے آؤں گا" وہ بلا بازوؤں میں لیے کھڑا ہوا

"کیا کچھ زیادہ بڑا مسئلہ ہے؟" وہ فکر مند تھی

"ارے نہیں آپی۔۔ کچھ نہیں ہے" وہ آگے بڑھا اور پیچھے رابیل تھی

جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا حاشر نے دونوں کو دیکھا، پھر سامنے پڑے میگزین کو

"ہو گیا ارمان پورا دونوں کا۔۔ بن گئے اخباروں کی زینت"

رابیل نے اشعر کو اور اشعر نے رابیل کو دیکھا

"اسی دن کے لیے تم نے خاندان میں لڑائی ڈلوائی تھی نا" وہ رابیل کو دیکھتے دانت پیستے بولا تھا

دونوں میں سے کوئی کچھ بھی نہ بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شرم اور غیرت کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے" وہ منہ میں بڑبڑاتا دوبارہ لیپ ٹاپ پر جھک گیا

"رانیہ بھابھی" اشعر نے وہیں کھڑے کھڑے کچن میں کام کرتی رانیہ کو آواز دی "آپ کے شوہر کو پانی چاہیئے اور ہاں کھانے میں مرچیں کم دیا کریں۔۔بلڈ پریشر ہائی ہونے کا خطرہ ہوتا ہے" وہ حاشر کو دیکھ کر مسکرایا جو کچھ بولنے والا تھا مگر اشعر سر جھٹک کر وہاں سے چل دیا۔ پیچھے ہی رابیل بھی تھی، دونوں لاؤنج کے دروازے کے پاس جا کر ہنس دیے

"بہت جوتے پڑنے ہیں تمھیں"

وہ مسکرایا "کوئی نہیں۔۔اب ہم مشہور بھی نہ ہوں"

وہ دونوں اکٹھے گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔ گاڑی میں بیٹھتے اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ رابیل گیٹ بند کر کے اندر آ گئی۔ آج چھٹی تھی مگر اسے کئی کام کرنے تھے۔

رابیل صوفے پر بیٹھی لحاف لیے لیپ ٹاپ گود میں رکھے اپنی کہانی شروع کرنے والی تھی۔ اب تک تولیو بھی آ چکا تھا اور وہ اس کے ساتھ صوفے پر لیٹا آرام کر رہا تھا۔ روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی اور ایک ہاتھ میں کافی کا مگ تھا۔ وہ کافی پیتی کہانی جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے شروع کرنے والی تھی مگر قسمت کو کچھ اور منظور تھا

رابیل کے پاس پڑا فون بجا اور وہ بے زار ہو گئی۔۔اس نے نظر انداز کر کے کہانی پڑھنی چاہی مگر فون کرنے والے کو زیادہ جلدی تھی۔ اس نے فون پکڑا، سکرین پر نام پڑھا اور پھر کال اٹھا لی۔۔وہ وڈیو

کال تھی اور سامنے مینا تھی،اس نے ہلکی جامنی ساڑھی پہن رکھی تھی اور تیار سی خوبصورت لگ رہی تھی۔اسے دیکھ کر مسکرادی

"بزی تھی کیا؟"

رابیل نے سانس خارج کی "نہیں۔۔تم بتاؤ۔۔کہاں کی تیاری ہے؟"

وہ مسکرادی "مامون بھائی کی انگیجمنٹ ہے،وہاں جارہے ہیں"

پیچھے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے سامنے کھڑا تیمور سیٹی بجاتا ٹائی لگارہا تھا۔مینا نے گردن موڑی اور اسے کچھ کہہ رہی تھی۔۔ادھر رابیل کا دماغ سن ہوا تھا،ہوا سائیں سائیں کررہی تھی۔شاید کھڑکی کھلی رہ گئی تھی جو ہوا اندر آئی اور اسے ٹھنڈ محسوس ہوئی،اس کی گود میں پڑا لیپ ٹاپ اسے بوجھ محسوس ہوا تھا۔اس نے بمشکل تھوک نگلا،دل خراب ہونے لگا تھا،اس کے پیٹ میں مروڑ پڑے۔۔رامین مسکراتے ہوئے اس سے کچھ پوچھ رہی تھی مگر رابیل پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے جارہی تھی

"اچھا بیلی۔۔مجھے بتاؤ یہ والا سیٹ اچھا ہے یا یہ والا؟"اس نے کیمرہ دو جیولری باکسز کی طرف کیا۔ایک میں سلور ڈائمنڈ سیٹ تھا اور دوسرے میں وائٹ گولڈ اور ڈائمنڈ تھے۔

"مجھے تو یہ رائٹ والا اچھا لگا ہے مگر سمجھ نہیں آرہا کہ کون سا پہنوں۔۔کبھی دل کرتا ہے کہ یہ والا پہن لوں کبھی دل کرتا ہے یہ والا پہن لوں"وہ انگلی کے اشارے سے اسے بتارہی تھی اور رابیل کا

دل کیا کہ میناچپ ہو جائے۔۔وہ کال کاٹ دے اور فون بند کر دے،وہ کال نہ اٹھاتی یا کم از کم اس کی بات اس پر اتنا اثر نہ کرتی

"رائٹ والا زیادہ اچھا ہے" رابیل مسکرادی مگر آنکھوں کے کٹورے بھر گئے تھے۔

اس نے کیمرہ بیک کیا اور سانس خارج کی۔پھر خود کو نارمل کیا اور اپنی طرف کیمرہ کیا

"چلو ٹھیک ہے پھر۔۔میں یہی پہنوں گی" وہ مسکرادی "رات کو میں تمھیں پکچرز واٹس ایپ کر دوں گی،دیکھ کر بتانا میں کیسی لگ رہی تھی"

رابیل نے سر ہلا دیا۔پھر کال کاٹ دی۔سامنے دیوار پر لگی گھڑی دیکھی جو کہ چار بجا رہی تھی۔اس نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا اور کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی،باہر ہلکی دھند اور پودے واضح ہوئے۔اس نے بازو سینے پر لپیٹ لیے اور پھر نچلا لب دانتوں سے کچلنے لگی۔ہاتھ ماتھے پر رکھا اور پھر تھوڑی پر رکھے سامنے دیکھے گئی۔اس کا دل کیا رو دے،اس نے شاید بہت دیر کر دی تھی۔اسے ٹھنڈ لگنے لگی تھی،اس نے اسے کھویا جسے پایا بھی نہیں۔اس نے تھوک نگلا

"اچھا ہوا رابیل۔۔اچھا ہی ہے وہ اپنی زندگی کی شروعات کریں،تمھیں اتنا نہیں سوچنا چاہیئے تھا۔ہر انسان کے پاس یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنا لائف پارٹنر اپنی مرضی سے چنے اور انھوں نے بھی اپنی مرضی سے چنا۔وہ ضرور ایک اعلیٰ کردار کی مالک اور شاندار لڑکی ہو گی،وہ بہت خوش قسمت ہو گی" اس نے سانس خارج کی "اچھا ہی ہے،میں نے کچھ نہیں کہا ورنہ شاید مجھے انکار سننے کو ملتا۔آج منگنی

ہے تو مطلب بات کب سے پکی ہوئی ہو گی،اب تمھارے لیے بھی آسانی ہے۔تم امان پر فوکس کرو، وہ ایک اچھا لڑکا ہے" مگر یہ بہت مشکل تھا۔اس کا دل ٹوٹ گیا تھا اور اس نے نم سانس اندر کھینچی، آنکھیں گلابی پڑ گئیں

"کیا صرف میں نے وہ سب محسوس کیا تھا؟ کیا صرف میں ہی اس احساس کا شکار تھی؟ کیا انھوں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ رابیل اور نگزیب ہر کسی سے ایسے ہنس کر بات نہیں کرتی؟ کیا صرف میں ہی تھی جس نے دل کی دھڑکن محسوس کی تھی؟ شاید یہ سب یک طرفہ تھا اور یک طرفہ تعلق دو طرفہ تعلق سے زیادہ تکلیف دیتے ہیں۔ان کا ادھورا پن پورے پن سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ان کا ختم ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے اور انھیں بھول جانا پڑتا ہے تاکہ دو طرفہ تعلق بنائے جا سکیں" اس نے آنکھیں سختی سے رگڑیں اور پھر بیڈ پر چلی گئی۔اس کے لیپ ٹاپ کی سکرین بجھ چکی تھی۔اسے سونا تھا،دکھ میں سب سے پہلے سب سے زیادہ اسے نیند آتی تھی اور ابھی اسے نیند ہی آ رہی تھی

ساڑھے سات بجے کے قریب اس نے تب آنکھ کھولی جب فرحت اسے جگا رہی تھیں۔اس نے سیدھا ہو کر دیکھا تو فرحت ساتھ بیٹھی تھیں۔آنکھیں مل کر اس نے سانس خارج کی

"اٹھ جاؤ بیٹے۔۔طبیعت ٹھیک ہے؟" انھوں نے اس کی کلائی تھامی۔

تکیہ سیدھا کرتی وہ اٹھ بیٹھی تھی۔پھر جمائی روکی "کیا فجر ہو گئی؟"

فرحت مسکرا دیں "نہیں بیٹے،ابھی تو مغرب ہوئی ہے"

اس نے سر ہلایا اور چوکڑی مار کر بیٹھ گئی "مجھے لگا صبح ہو گئی"

سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا۔ نیند ناکام تھی کہ اس کا دل اور بچا کچا دن ٹھیک کر سکے۔

"رابیل"

"جی" اس نے سر اٹھا کر انھیں دیکھا

"باہر امان آیا ہے۔ تمھیں رات کے کھانے پر لے جانا چاہ رہا ہے"

رابیل کا دل ڈوبا تھا، وہ تھوڑی تلے ہاتھ رکھے انھیں دیکھے گئی۔ پھر سر اثبات میں ہلا دیا

"میں پندرہ منٹ تک آ رہی ہوں"

انھوں نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور کھڑی ہوئیں۔ وہ اسی طرح بیٹھی رہی اور وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر چلی گئیں۔

اس نے سانس خارج کی، آنکھوں کے کنارے نم تھے مگر اسے آگے بڑھنا تھا۔ ایسی کئی راتیں پہلے بھی اس کی زندگی میں آ چکی تھیں جب اسے اپنا آپ گھسیٹ کر خود آگے بڑھنا ہوتا تھا۔ اس نے خود پر سے لحاف اتارا اور الماری کا پٹ کھولا۔ کئی رنگ کے کپڑے تھے مگر اسے کوئی رنگ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اس نے گردن گھما کر لیو کو دیکھا، وہ ذرا سی گردن اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بیمار لگتا تھا۔ رابیل چل کر اس کے پاس آئی اور اس کی کمر سہلائی

"لیو!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کچھ بھی نہ بولا بس رابیل کے ہاتھ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔اس نے اسے اٹھایا اور اپنے بازوؤں میں لیا

"تم بہت بہادر ہو لیو۔۔ تمھیں کچھ نہیں ہو گا" اس نے اسے بیڈ پر لٹایا اور اس پر لحاف دے دیا۔

پھر اپنے کپڑے پکڑے اور واش روم میں چلی گئی۔اسے تیار ہونا تھا زندگی کے نئے باب کے لیے آئینے کے سامنے کھڑی اس نے خود کو دیکھا تھا۔اس نے گہرا سبز ویلوٹ کا سوٹ پہنا تھا۔ گھٹنوں تک آتی قمیض جس کی آستین اور گلے پر ہلکی پھلکی سنہری کڑھائی ہوئی تھی۔نیچے کھلا ٹراؤزر تھا جس کے پائنچوں پر اسی طرح کی کڑھائی تھی جیسی آستینوں پر تھی۔اس نے اپنے چہرے پر کریم لگائی۔وہ اپنے عکس دیکھتے تیار ہو رہی تھی، وہ عکس جو اداسی کی عکاسی کر رہا تھا۔اس نے گلابی ٹنٹ گالوں پر لگایا، کانوں کو دیکھا تو سونے کی بالیاں کافی لگیں۔پھر اپنے لمبے بال کھولے اور برش کرنے لگی۔اسے کم از کم آج اداکاری کرنی تھی اور میک اپ مددگار ثابت ہو گا۔اپنے بالوں کا آگے سے ہلکا پھلکا سا ہیئر سٹائل بنا کے اس نے ایک نظر خود کو دیکھا۔وہ مکمل مگر ادھوری تھی۔اس نے نیچے گرم سویٹر پہن رکھا تھا جس سے اوپر کوٹ یا سویٹر کی نوبت نہیں آئی۔اس نے دوپٹہ ایک طرف کو اوڑھا اور باہر آ گئی۔سامنے بیٹھا شخص اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔پھر مسکرایا وہ بھی ہلکا سا مسکرا دی۔پھر کچن کی طرف بڑھی، پاس ہی حاشر بیٹھا تھا جو لڑکے سے مسکرا کر کچھ کہہ رہا تھا۔وہ باہر آئی اور چلنے کا اشارہ کیا۔لڑکے نے سر کو خم دیا اور چل پڑا۔رابیل آگے تھی اور وہ پیچھے۔باہر دھند کافی بڑھ گئی تھی۔

لڑکے نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور رابیل اندر بیٹھی۔اندر کا ماحول کافی پر سکون سا نرم گرم سا تھا۔۔

اس نے ہلکی بھوری شلوار قمیض اور اوپر آفس کوٹ پہن رکھا تھا۔اس نے رابیل کو مسکرا کر دیکھا اور پھر گاڑی سٹارٹ کر دی۔گاڑی آگے بڑھتی جا رہی تھی،رابیل خیر سے اپنا فون گھر بھول آئی تھی اور یاد آنے پر اسے ذرا بھی پچھتاوا نہیں تھا۔

"آپ یونہی چپ رہتی ہیں یا میں اچھا نہیں لگا؟"اس نے بات شروع کی تھی

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"نہیں۔۔بس ایسے ہی،کوئی بات ہو تو جواب دوں"اس کی آواز دھیمی تھی

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟"اس نے گاڑی چلاتے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا

"جی۔۔میں ٹھیک ہوں"وہ اپنے انگوٹھے سے انگلی کو رگڑ رہی تھی۔کیا وہ اداس لگ رہی ہے؟کیا اس کا چہرہ دل کا حال بتا رہا ہے؟کیا اسے اداکاری بھی نہیں کرنی آتی؟

"ویسے تو آپ کو ڈنر دینا چاہیئے بلکہ پارٹی دینی چاہیئے"

رابیل کی بھونیں بھینچ گئیں۔اس نے لڑکے کو ناسمجھی سے دیکھا

"اتنی بڑی کامیابی ملی ہے آپ کو۔۔اتنی بڑی فیشن ڈیزائنر ہیں آپ ایک چھوٹے موٹے وکیل کو ڈنر تو کروا ہی سکتی ہیں"

اور وہ ہنس دی۔وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا

"ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہوں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "جی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر میں نہ تو پرس لائی ہوں نہ موبائل فون ۔۔جلدی جلدی میں بھول گئی،اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں آج آپ کو ڈنر کرواؤں گی تو یقین کریں ہم آج بھوکے جائیں گے"

اور وہ بھی ہنس دیا۔

"نہیں نہیں۔۔ایسی بات نہیں ہے "اس نے ایک بار پھر اسے دیکھا "ایسا کریں گے کہ مینیو آپ کی پسند کا ہو گا اور پے میں کر دوں گا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "اوکے "پھر اسے دیکھا "لیکن نیکسٹ ٹائم آپ کا کوئی ایسا ارادہ ہو تو بتایئے گا ضرورتا کہ میں اپنا پرس دوبارہ گھر بھول کر آؤں"

اور وہ پھر سے ہنس دیا۔دونوں کے درمیان چند پل کی خاموشی تھی

"مجھے لگا شاید فرحت آنٹی نے آپ کو ڈانٹ کر بھیجا ہے،آپ اتنی چپ چپ تھیں نا"

رابیل نے سانس خارج کی "نہیں۔۔امی جو کام میرے لیے کرتی ہیں میری مرضی جان کر کرتی ہیں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "مطلب اگر کل کو ہاں ہو گئی تو میں یہ سمجھوں کہ میں نے آپ کو امپریس کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں "اس نے پھر رابیل کو دیکھا

وہ مسکرادی "بالکل!"

اس نے اپنے دل ودماغ سے ایک نئے انسان کو اپنی زندگی میں آنے کی اجازت دے دی تھی مگر کیا واقعی؟ کیا واقعی وہ ایموشنلی اویل ایبل تھی کہ کوئی نیا رشتہ خاص کر کے کسی مرد سے نیا رشتہ بنا سکے؟

"ویسے اگر میں آپ کی تعریف کروں کہ اتنی جلدی جلدی میں آئی رابیل اور نگزیب اچھی لگ رہی ہے تو آپ برا تو نہیں منائیں گی؟"

رابیل کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔اس ایک شخص کو بھلانے کے لیے کیا وہ ایک نیا رشتہ ایک نیا شخص اپنی زندگی میں بہت کم وقت میں شامل کر کے ٹھیک کر رہی ہے۔اس نے تھوک نگلا اور ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا

"میں ان لڑکیوں میں سے ہر گز نہیں ہوں جو ذرا سی تعریف کرنے پر پگھل جائیں"

لڑکا سر ہلا کر رہ گیا۔پھر گلا کھنکھارا "یعنی آپ کو تعریف امپریس نہیں کرتی؟"

رابیل سامنے دیکھ رہی تھی "بالکل نہیں!"

"لیکن مجھے کرتی ہے" وہ مسکرادیا۔

رابیل مسکرا بھی نہ سکی۔دل کی اداسی جھوٹی مسکراہٹوں اور اداکاری کے قہقہوں سے دور نہیں ہوتی۔

وہ ایک ریسٹورنٹ کے باہر رکے تھے۔۔اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور رابیل باہر آئی۔دونوں ساتھ ساتھ اندر بڑھے تھے۔

ایک میز کے گرد اس نے کرسی کھینچی اور رابیل بیٹھ گئی۔اس کا دل گھبرانے لگا تھا مگر وہ مسکرائی۔

مینیو کارڈ اس نے سامنے تھا۔سامنے بیٹھے مرد نے کارڈ اس کی طرف بڑھایا"لیڈیز فرسٹ!"

اس نے کارڈ تھاما اور مینیو کارڈ دیکھا"کچھ میٹھا آڈر کروں؟"

رابیل کارڈ کو دیکھ رہی تھی۔لڑکا مسکرادیا"میں زیادہ میٹھا نہیں کھاتا۔آپ اپنے لیے کر سکتی ہیں"

رابیل نے تھوک نگلا۔پھر سانس خارج کی"میرا کچھ دل نہیں ہے،صرف چائے لوں گی"

اور کارڈ اس کے سامنے رکھ دیا

سامنے بیٹھے مرد کی مسکراہٹ سمٹ گئی"آپ کچھ اور آڈر کر لیں۔۔میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ آپ سب چھوڑ کر بیٹھ جائیں"

"نہیں۔۔ایسا نہیں ہے۔آپ جو منگوائیں گے میں کھالوں گی"وہ مسکرادی

اس نے ویٹر کو اشارہ کیا اور پھر آڈر لکھوانے لگا۔آڈر لکھوا کر اس نے رابیل کو دیکھا

"ڈنر کے بعد آپ کی پسند کی چائے"

وہ سر ہلا کر رہ گئی۔وہ اب خاموشی سے ایک جانب دیکھ رہی تھی۔وہاں گلاس ڈور کے پاس ایک مرد کی پشت نظر آرہی تھی جس نے سیاہ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے بال سیاہ تھے۔اس کے سامنے

بیٹھی لڑکی مسکراتے ہوئے براؤنی کھا رہی تھی اور لڑکا چائے پی رہا تھا۔اس کی آنکھیں گرم ہوئیں، بہت سے آنسو گلے میں اٹک گئے۔وہ اسی جانب دیکھے گئی، یادیں حملہ آور ہوئی تھیں، ماضی دہانے پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

لڑکے نے رابیل سے پوچھا تو وہ چونک گئی۔اس نے فقط سر ہلا دیا۔

کھانا آچکا تھا۔اس نے اپنے لیے تھوڑا سا پلاؤ لیا اور چمچ بھرا مگر دل ذرا نہیں تھا۔وہ کیوں آئی؟ اسے نہیں آنا چاہیئے تھا۔مسئلوں سے بھاگنا مسئلوں کا حل نہیں ہوتا۔اس نے سانس خارج کی اور کھانا شروع کیا

امان نے گلا کھنکھارا"آئندہ آپ کو لانا ہوا تو پہلے آپ سے پرمیشن لوں گا"

رابیل بھنویں بھینچے اسے دیکھ رہی تھی

"کیونکہ آپ کی مرضی میں آنٹی کی مرضی ہوتی ہے مگر ہماری مشرقی مائیں بلیک میل بہت اچھا کرتی ہیں"وہ مسکرا دیا مگر رابیل اس کی بات سمجھ گئی تھی۔وہ سمجھ رہا تھا شاید رابیل فرحت کے کہنے پر آئی ہے

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔امی نے پہلے مجھے بتادیا تھا، پھر امی مجھ سے پوچھنے بھی آئی تھیں"اس نے دل ہی دل میں تسلیم کیا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔اس کی اماں بھی مشرقی امیوں کی طرح پوچھنے نہیں بتانے آتی ہیں

"اصل میں کام کا پریشر تھا، میں کافی بزی رہی اور پھر موسم کی ہوا لگ گئی۔اس لیے ذرا طبیعت ابھی سنبھلی نہیں ہے،اس لیے شاید آپ کو میں اداس لگ رہی ہوں"وہ مسکرادی

وہ ہنسا"وکیلوں کے پاس جھوٹ بولنے کی لائسنس ہوتی ہے"اس نے پانی کا گھونٹ بھرا"آپ کو پتہ ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا

"کیونکہ ہم الفاظ کے رنگ پہچان لیتے ہیں اور پھر انھیں اپنی مرضی سے رنگ دے ک استعمال کرتے ہیں"

وہ تھوڑا جز بز ہوئی"یعنی؟"

"کیا آپ اداس ہیں؟"ایک کرنٹ سا اس کے اندر سے دوڑ گیا۔وہ سانس خارج کر کے رہ گئی

"میں نے آپ سے نہیں کہا کہ آپ اداس لگ رہی ہیں۔۔آپ نے خود ہی کہا کہ آپ مجھے اداس لگ رہی ہیں"

رابیل نے نظریں جھکائیں اور پانی کا گلاس پیا۔پھر ٹشو سے لب تھپتھپائے

"میں نے بھی آپ سے کہا ہے کہ میں آپ کو اداس لگ رہی ہوں جبکہ لگنے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے" مسکرادی

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر اپنی پلیٹ پر جھک گیا

رابیل اپنا ڈنر ختم کر چکی تھی۔ اس کا دل بھر گیا تھا، اس کا اورا (انرجی کا دائرہ) سامنے والے کے اورا کو متاثر کر رہا تھا۔ وہ چاہ کر بھی خوش نہیں ہو پا رہی تھی اور وہ تنگ آ گئی تھی۔ وہ اتنی کمزور نہیں تھی کہ دل ہار دے۔ سامنے بیٹھا شخص اسے دیکھ کر مسکرایا

"چائے آڈر کریں؟"

"شیور!" وہ دھیرے سے مسکرادی

رابیل نے ویٹر کو اشارہ کیا اور چائے کا آڈر دے دیا۔ اس نے گلا کھنکھارا

"آپ سے ایک بات پوچھوں؟"

جی" رابیل متوجہ ہو گئی

"آپ کے مطابق لو میرج ہونی چاہیئے یا ارینج؟"

رابیل نے سانس خارج کی "جن کو محبت ہو جاتی ہے ان کی لو میرج اور جن کو نہیں ہوتی ان کی ارینج" اور وہ ہنس دیا۔ وہ صرف مسکرائی تھی

"آپ کے مطابق؟"

وہ کچھ سوچتے بولا "میرے مطابق بس شادی ہونی چاہیئے"

وہ سر ہلاتے مسکرائی تھی۔ ویٹر چائے لے آیا تھا

چائے پیتے رابیل نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ میٹھی چائے پی رہی تھی جبکہ سامنے والا پھیکی۔ وہ اپنی چائے میٹھی پی سکتا تھا مگر ہر مرد مامون نہیں ہوتا۔ اس نے سر جھٹکا اور چائے ختم کی۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ ڈنر کیسا رہا مگر وہ وقت گزارتی آئی تھی

واپسی پر امان بار بار گردن موڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے گردن موڑے باہر دیکھ رہی تھی۔

امان کی آواز نے گاڑی میں بھائی خاموشی توڑ دی

"ہم وکیل ہیں۔ شاید بہت زیادہ بول بول کر مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ آپ کم بولتی ہیں یا آپ واقعی کم بولتی ہیں"

اسے نیند آ رہی تھی۔ وہ سینے کے اندر درد چھپائے بیٹھی تھی اور اس حالت میں اسے بس نیند ہی آتی تھی مگر وہ مسکرا دی

"نہیں۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں کم نہیں بولتی مگر جتنا ضروری ہو اتنا بولتی ہوں"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔ راستہ کٹ گیا اور اب وہ گھر کے سامنے تھے

"امید کرتا ہوں میں نے آپ کو زیادہ تنگ نہیں کیا ہو گا"

وہ مسکرا دی "تھینک یو۔۔ ڈنر اچھا تھا"

Clubb of Quality Content

اس نے سر کو خم دیا اور وہ باہر آ گئی۔ پھر گیٹ کھولا اور اندر چلی گئی۔

گاڑی میں بیٹھا مرد مسکرا دیا۔ پھر کال ملائی اور سیٹی بجاتے دوسری طرف سے آواز کا منتظر تھا

"باس! ڈنر اچھا تھا" اور ہنس دیا

دوسری طرف سے ایک آواز ابھری تھی جس پر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی

"ویسے وہ دل کی اچھی ہے۔ میرا اس پر دل آ رہا ہے" اور ہنس دیا

دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی تھی۔ اس نے گاڑی آگے بڑھا دی

یہ عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ ایسا وقت جہاں ہر طرف خاموشی ہوتی ہے، سناٹا اور اندھیرا۔ سارا اسلام آباد دھند میں لپٹا تھا۔ سردی ہر سو اپنا قبضہ جمائے بیٹھی تھی۔۔ ایسے میں اگر تم رابیل کے کمرے میں جھانکو تو وہ تمھیں آئینے کے سامنے کھڑی ملے گی۔ اس نے نیلا جرسی نما سویٹر پہن رکھا تھا اور نیچے بھورا ٹراؤزر بھی اسی سٹف کا تھا۔ میک اپ سے پاک بے داغ چہرہ۔ اس نے چہرے پر ایک سیرم لگایا اور پھر ہاتھ ملتی بیڈ تک آئی۔ لیپ اٹھایا اور اس کی گود میں آ گیا۔ وہ مسکرا دی، وہ ٹھیک ہو رہا تھا۔ اس نے ڈریسنگ ٹیبل سے فون اٹھایا تو مینو کی کئی کالز اور میسجز آئے تھے۔۔ اس نے واٹس ایپ کھولا اور اس کی چیٹ پر آ گئی۔ اس نے بہت سی تصاویر بھیجی تھیں، اس نے ہلکے جامنی رنگ کی ساڑھی پہن رکھی تھی۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی، تیمور نے سفید سیاہ تھری پیس پہن رکھا اور وہ مینا کے ساتھ کھڑا اچھا لگ رہا تھا۔ وہ تصویریں دیکھتی جا رہی تھی۔ ایک تصویر میں مامون کے ساتھ عارفین بیٹھی تھی،

اس نے تصویر زوم کر کے دیکھی۔وہ ڈیسنٹ مگر پیاری لگ رہی تھی۔اس نے ہلکی نیلی لمبی کا مدار فراک پہن رکھی تھی۔تصویر آگے بڑھی اور اس میں مامون کے ساتھ تاثیر بیٹھا تھا۔اس نے ہلکی گلابی کا مدار ساڑھی پہن رکھی تھی اور وہ مامون کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی۔رابیل نے تھوک نگلا اور اسے دیکھے گئی،اس کی قسمت پر رشک کرتی رہی مگر ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔مامون نے سیاہ تھری پیس پہنا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے سامنے دیکھ رہا تھا۔اس نے تصویر آگے بڑھادی،ہر تصویر کے ساتھ دل پر بوجھ بڑھتا رہا۔آنسو گلے میں پھنستے گئے،خواہش حسرت بنتی گئی۔ایک تصویر میں آرا اس کے ساتھ بیٹھی مسکرا رہی تھی،وہ ایک رینڈم کلک تھا جس میں وہ اس کے بالوں میں لگا چھوٹا تاج ٹھیک کر رہا تھا۔اس نے جلدی جلدی تصاویر آگے کر کے دیکھیں اور مینو کو رپلائی کیا۔

"ماشاءاللہ۔سب ہی بہت پیارے لگ رہے ہو۔تم سب سے پیاری لگ رہی ہو مینو"اور میسج بھیج دیا۔اسے پتہ تھا جب تک اس نے مینا کی تعریف نہیں کی وہ سر کھاتی رہے گی اور اب اس نے تعریف کی ہے تو مزید سر کھائے گی۔اس نے وائی فائی ڈس کنیکٹ کر دیا اور لیو کو گود سے اتارا پھر کھڑکی کی طرف بڑھی اور کھڑکی بند کر دی۔کمرہ مگر گرم رہا۔اسے دکھ تھا اور رونا بھی آرہا تھا۔کمرے کی بتی بجھادی مگر سٹڈی ٹیبل پر پڑا گلاس جار جگمگا رہا تھا۔۔اس پر لکھے سنہری الفاظ اندھیرے میں واضح ہوئے۔رابیل سٹڈی ٹیبل کی طرف بڑھی۔۔الفاظ تھے یا اس کا عکس:

"The only solution to every problem is to face the problem"

اس جارنے چھے سال پہلے بھی اسے بچایا تھااور اب بھی وہ اسے نکلنے کا نجات کا راستہ دکھا رہا تھا۔یہ دن کے مختلف اوقات میں جگمگاتا تھااور اس پر لکھے الفاظ جادو تھے مگر وہ صرف الفاظ ہی تو تھے۔اس نے کرسی نکالی اور وہیں بیٹھ گئی۔اب باتیں کرنے کا وقت تھا۔۔مسئلے کا حل مسئلے کو حل کرنے میں ہوتا ہے۔۔اس نے بازو میز پر رکھا اور اس پر تھوڑی جمالی،سامنے چمکتے الفاظ اسے نظر آرہے تھے

"آج کا ڈنر بہت عجیب تھا۔میرے گرد انرجی کا دائرہ بدل گیا ہے اور یہ میرے ارد گرد لوگوں کو متاثر کر رہا ہے۔ہاں ٹھیک ہے ہمیں لوگ اچھے لگتے ہیں مگر وہ مجھے اچھے لگنے سے زیادہ کچھ لگتے تھے۔خیر یہ تو نصیب ہوتا ہے نا،اگر میں اسی طرح رہی تو میرے گرد جو کمزور انرجی کا دائرہ ہے وہ کمزور اداس اور ٹوٹے لوگوں کو کھینچے گا۔مجھے خود پر کام کرنا چاہیئے۔شروعات وہیں سے ہو گی جہاں سے ہوتی ہے، انھوں نے مجھ سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا کوئی امید نہیں دلائی تھی۔جو تھا میری طرف سے تھا،مجھے وہ اچھے لگے تھے اور ان کے آس پاس میری انرجی کا دائرہ بدل جاتا تھا۔یہ بات انھوں نے بھی محسوس کی ہو گی مگر کوئی رسپانس نہیں دیا۔انھوں نے اظہار نہیں کیا یعنی جو تھا میری طرف سے تھا،یک طرفہ تعلق کمزور ترین تعلق ہوتے ہیں اور ان کے ٹوٹنے پر ہمیں خود کو نہیں توڑ دینا چاہیئے۔زندگی ابھی بہت پڑی ہے،کتنی عجیب بات ہے نا میں آج امان میں مامون کو ڈھونڈتی رہی۔میٹھی چائے،

میرے لیے کرسی نکالنا، مجھے ریسپیکٹ دینا میں ہر چیز میں مامون کو ڈھونڈتی رہی۔ اگر میں ہر آنے والے مرد میں مامون ڈھونڈتی رہی تو میں ایک ہی جگہ جامد ہو جاؤں گی اور جامد ہو جانے والے سب سے زیادہ ناکارہ ہوتے ہیں۔ آگے بڑھنا آسان نہیں ہے مگر پیچھے دیکھتے رہنا بھی اچھی بات نہیں ہے۔ ہر انسان کا اپنا اور اپنا چارم ہوتا ہے۔ امان کا بھی اپنا چارم ہے، آنکھوں کے سامنے سے مامون نام کی پٹی نہیں اترتی کہ امان کو دیکھ سکوں" اس نے سانس خارج کی "ایک رات میں تو یہ دل ٹھیک نہیں ہو گا مگر ایک نا ایک دن تو یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ہرٹ تھی اور مجھے اس حالت میں اگلے تعلق میں نہیں کودنا چاہیئے تھا۔ پہلے والے زخم پر مرہم رکھ کر اسے ٹھیک کرنا تھا اور پھر اگلے تعلق کے لیے خود کو تیار کرنا تھا۔ مامون کی طرف سے ملے غم کو امان کبھی ٹھیک نہیں کر سکتا۔ جو لوگ کسی ایک تعلق کے دیے غم کو دوسرے تعلق سے ٹھیک کرتے ہیں وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوتے خواہ وہ تعلق یک طرفہ ہو یا دو طرفہ، دوستی ہو یا محبت۔ پہلے مجھے اس فیز سے باہر نکلنا ہے اور پھر اگلے تعلق کی طرف بڑھنا ہے ورنہ میں کبھی ٹھیک نہیں ہوں گی" رابیل زخمی نگاہوں سے جلتے ہوئے جار کو دیکھتی رہی۔ دل جل رہا تھا مگر جلے بنا سونا کندن نہیں بن سکتا۔ وہ جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے اور وہ وہی کرے گی جو وہ بہتر کرتی ہے۔ ٹوٹے ہوئے لوگوں کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔

اگلا دن خاص تھا اور کیوں اور کیسے خاص تھا یہ تھوڑی دیر بعد پورے پاکستان کو پتہ چلنے والا تھا۔

رابیل اورنگزیب آئینے کے سامنے تیار سی کھڑی تھی۔ آج وہ آفس سے بھی جلدی آگئی تھی اور کیوں

آگئی تھی یہ بھی تھوڑی دیر بعد پورے پاکستان کو پتہ چلنے والا تھا۔اس نے کانوں میں سیاہ ہیرے پہن رکھے تھے۔اس کے پاس مختلف شکل اور سائز کے ہیرے تھے جن میں زیادہ تر سیاہ تھے۔اس نے آج سیاہ ویلوٹ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ قمیض کے گلے اور آستینوں پر سنہری رنگ کی ہلکی پھلکی کڑھائی تھی۔دامن بھی ہلکی سی کڑھائی سے سجا تھا۔شلوار ٹراؤزر نما تھا اور اس کے پائنچوں پر تھوڑی مگر بھاری کڑھائی تھی۔ گھٹنوں سے ذرا اوپر آتی قمیض اس پر جچ رہی تھی۔اسے ایسے کپڑے ہی پسند تھے۔ بائیں ہاتھ کی کلائی میں اس نے مینا کی گھڑی پہن رکھی تھی۔گلے میں نازک سا پینڈنٹ تھا جس کے درمیان میں ایک سیاہ ہیرہ لٹک رہا تھا۔بال کھلے تھے،آبشار کی طرح لمبے بھاری اور سیدھے۔ویسے بال جیسی مشرقی لڑکیاں تصور کرتی ہیں مگر وقت اور حالات ان کے تصور کے ساتھ ساتھ سر پر بھی ہاتھ صاف کر دیتے ہیں۔

اس نے سیاہ وائی ایس ایل ہیلز پہن رکھی تھیں اور ایک طرف سیاہ نیٹ کا دوپٹہ لٹک رہا تھا جس کے بارڈرز پر سیاہ رنگ سے کام ہوا تھا۔ ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ اچھی لگ رہی تھی۔وہ آج "سیاہ" تھی۔میز پر پڑا سیاہ کلچ پکڑا اور فون سٹڈی کے پاس چارجنگ سے اتارا۔دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اشعر منہ بنا کر اندر آیا

"مجھے بھی لے جائیں ناساتھ۔۔میرا کیا قصور ہے؟"وہ رابیل کے پیچھے کھڑا تھا

رابیل مسکرائی اور اس کا گال کھینچ کر اسے تھپکا "بیٹا شہرت بہت بری چیز ہے۔بے مطلب کی آگ گلے پڑ جاتی ہے"

اشعر نے سانس خارج کی "ٹھیک ہے" اور آنکھیں گول گھمائیں

"بیسٹ آف لک" وہ فقط یہی کہہ سکتا تھا۔رابیل نے اسے دیکھا اور مسکرا دی

دونوں ساتھ ساتھ باہر بڑھے تھے، پھر رابیل گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی باہر کو بڑھائی۔اشعر نے گیٹ بند کیا اور سر جھٹکا۔اسے اور بھی کئی کام تھے۔۔

یہاں سے دور ایک بڑی سی عمارت کے آفس میں ایک شخص بیٹھا سامنے بیٹھی لڑکی کو سن رہا تھا۔۔وہ نیچے کسی فائل پر جھکا تھا

"کل آپ کی نو بجے میٹنگ رکھوا دی ہے میں نے، شام میں آپ نے مارکیٹینگ کے لیے میٹنگ رکھنے کو کہا تھا وہ بھی ارینج کروا چکی ہوں" افیفہ نے ہائی ٹیل کر رکھی تھی اور وہ نظر اٹھا کر بار بار اپنے باس کو دیکھ رہی تھی جو کہ صرف "ہوں، ہوں" سے کام لے رہا تھا

"ایک بات بولوں؟" لڑکی ذرا سا آگے کو ہوئی

"فضول بات کے پیسے کاٹ لوں گا میں" اس نے جھکے ہوئے سر سے ہی کہا تھا

اس نے منہ بسورا "میں ملیحہ میم سے لے لوں گی"

مامون نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا "بولو، سن رہا ہوں"

"باس! آپ تو انگیجمنٹ پر ہی اتنا چپ چپ ہیں شادی کے بعد تو گونگے ہو جائیں گے" وہ جیسے صدمے میں تھی

اس نے سانس خارج کی "اور کیا یہاں بھنگڑا ڈالوں۔۔ سارا کام خراب کر کے آجاتی ہو" اس نے سر جھٹکا "باس دیکھ لیں کوئی کام ٹھیک سے تو نہیں ہوا"

اس نے آنکھیں گول گھمائیں "رہنے دیں۔ آپ کو پرفیکشن کی بیماری ہے، میں ہر کام ٹھیک کرتی ہوں۔ آپ ہی کہتے ہیں کہ افیفہ اس میں زیرو پوائنٹ ٹو پرسنٹ ہیومیڈیٹی ہے اسے دوبارہ چیک کرواؤ۔۔ افیفہ دو سیکنڈ بھی دیر ہوئی تو تم فائر، افیفہ یہ لڑکا کچھ مشکوک لگ رہا ہے۔۔ افیفہ نہ ہو گئی کوئی جن ہو گیا۔۔ سارے کام کرے"

مامون ہنس دیا۔ پھر سر اثبات میں ہلایا "اوکے۔۔ اپنی شادی پر تمھیں بلاؤں گا"

وہ مسکرادی "یہی بات کہنی تھی ویسے میں نے" اس نے منہ بنالیا "زیادہ سے زیادہ کیا دو تین تصویریں ہی بنانی تھیں نا، اور میں آدھے سے زیادہ لوگوں کو تو جانتی تھی۔ رامین ڈاکٹر تاثیر ملیحہ میم، مگر آپ نے مجھے نہیں بلایا کہیں افیفہ کچھ کھانہ لے"

وہ پھر سے ہنسا اور سر نفی میں ہلایا "یہاں سے نکلو گی نا تو لیفٹ سائیڈ پر جا کر سیدھا جانا۔۔ وہاں بہت اچھا ریسٹورنٹ ہے کھانا کھالینا میں پے کر دوں گا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

افیفہ کا منہ بنا رہا "بس کر دیں، یہ گیم آپ میرے ساتھ نہیں کھیل سکتے۔۔جو راستہ آپ نے بتایا ہے وہاں پارلر بنا ہے"

مامون پھر سے ہنسا اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"شادی پر سارے انتظامات تم ہی دیکھ لینا، ٹھیک ہے؟"

وہ جیسے خفا تھی "رہنے دیں۔ویسے دیکھ لی تھیں میں نے آپ کی پکچرز، اچھے لگ رہے تھے۔ڈاکٹر تاثیر تو آسمان پر تھیں، آپ بھی کچھ کم خوش نہیں تھے" اس نے مامون کو دیکھا جو دھیما سا مسکرا رہا تھا

"تمھیں کہاں سے پکچرز ملی تھیں؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"وہ مینا نے رابیل کو سینڈ کی تھیں نا تو میں نے بھی اسی سے منگوا لیں، مجھے پتہ تھا وہ رابیل کو بھیجے گی تو میں نے بھی منگوا لیں"

اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا، مسکراہٹ سمٹ گئی۔اس نے گلا کھنکھارا، اس کی رنگت ذرا سی سرخ پڑی تھی اور اس نے آگے بڑھ کر پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔ نظر ہاتھ کی اس انگلی پر پڑی جہاں تیسری انگلی میں انگوٹھی تھی۔دل میں ایک کسک تھی، دکھ تھا، ملال اور حسرت تھی مگر یہ ضروری تھا۔

"اچھا تم ایسا کرو میرے لیے ایک کافی کپ بھیجو اور ساتھ میں روحیل عباسی نے جو فائل بھیجی ہے وہ مجھے بھیج دو"

افیفہ سر ہلا کر اٹھی اور چل دی۔وہ چلی گئی اور گلاس ڈور بند ہو گیا۔اس نے پیچھے کو ٹیک لگالی،ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔پھر میز پر پتھر کو گھماتا رہا،آنکھیں گلابی پڑنے لگی تھیں،اس کا دل دکھ رہا تھا،اس نے بمشکل تھوک نگلا

"کیسا لگا ہو گا جب مینا نے تصاویر بھیجی ہوں گی،اس کا دل ٹوٹ گیا ہو گا۔خوابوں کا قتل ہوا ہو گا،وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرائی ہو گی،اس نے پکچرز زوم کر کے دیکھی ہوں گی اور سوچا ہو گا کہ میں کتنا ڈمب ہوں کہ اس کی ان کہی بات نہیں سمجھ سکا،کتابیں پڑھ لیتا ہوں اس کی آنکھیں اس کا چہرہ نہیں پڑھ سکا"اس نے ایک سانس خارج کی۔جو درد رابیل کو کل ہوا تھا وہ اسے آج ہو رہا تھا۔جو رابیل نے کل محسوس کیا تھا وہ آج محسوس کر رہا تھا۔

"میں آپ کو نہیں بتا سکتا کہ میں کس طوفان کی ضد میں ہوں رابیل،میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ سب ٹھیک کر دوں اور پھر آپ کو اپنالوں۔۔آئی ایم سوری ہر اس درد کے لیے جو آپ کو میری وجہ سے ملا،آئی ایم سوری مگر یہ ضروری تھا"اس نے گردن دائیں طرف کو لڑھکائی تھی اور پتھر کو گھما رہا تھا۔باہر شام ڈھل رہی تھی،سردی بڑھ رہی تھی۔

بستر میں بیٹھے اشعر کے ساتھ لیو تھا جو کہ اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر گود میں جانے کی کوشش کر رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں موبائل فون تھا جس کی سکرین پر کوئی شو چل رہا تھا۔شو شروع ہوئے ابھی چند سیکنڈز ہوئے تھے۔اس نے سیٹی بجا کر لیو کو گود میں بٹھایا

"تم دیکھ لو، میری خیر ہے" ساتھ پڑی چاکلیٹ کھولی اور اسے دانتوں سے کاٹا۔

سٹیج پر کھڑا اینکر تھری پیس میں ملبوس مسکراتے ہوئے کسی کے آنے کی خبر دے رہا تھا

"السلام علیکم پاکستان! میں امید کرتا ہوں سب خیر خیریت سے ہوں گے اور خوش ہوں گے" چند لمحوں کا توقف "جیسے کہ آپ جانتے ہیں، میں تو جانتا ہی ہوں ہر پیر ہمارا کسی ستارے کے ساتھ گزرتا ہے۔ کسی مشہور شخصیت کو جاننے میں ان سے باتیں کرنے میں گزرتا ہے۔۔ آج جو ہمارے ساتھ شام گزاریں گے ان کو آپ بھی جانتے ہیں ہم بھی جانتے ہیں۔۔ وہ پہلے بھی خبروں کی زینت رہ چکے ہیں اور اب بھی ان کا بہت چرچہ ہے۔ بہت سے لوگ انھیں پسند کرتے ہیں انھیں چاہتے ہیں اور انھیں اپنی گوسپس کا حصہ بناتے نظر آتے ہیں۔ جی ہاں تو ناظرین و سامعین انٹرڈیوسنگ یورا بیل اورنگزیب اینڈ حذیفہ بن یمان" وہ بلند آواز میں بولا تھا۔ تالیوں کی گونج میں رابیل چلتی ہوئی سٹیج پر آئی اور اس کے پیچھے تھری پیس میں ملبوس حذیفہ تھا۔

ادھر آٹھ مرلہ مکان میں کمرے میں گلشن آرا آئی تھیں اور وہ اشعر کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

"یہ کیا شور لگایا ہوا ہے تم نے؟"

اشعر ان کے ساتھ جا بیٹھا اور ان کے کندھے پر سر رکھا

"نانو۔۔ آپی آئی ہیں" اور فون ذرا سا ان کی طرف کیا

انھوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا "یہ کون سا سوٹ پہن کر گئی ہے؟"

اشعر نے منہ بسورا "اپنا ہی پہن کر گئی ہے" اور اس نے فون پیچھے کر لیا

ان خواتین کو کپڑے جیولری ہی نظر آئے گی۔ پھر نیم دراز سا ہو کر دیکھنے لگا مگر شاید آج قسمت کو یہ منظور نہیں تھا کہ وہ سکون سے دیکھ سکے۔ مینا کی کال آ رہی تھی اور اس نے واٹس ایپ پر جا کر اسے بلاک کر دیا۔ وہ تیمور کے نمبر سے کال کرنے لگی تھی، اس نے عاجز آ کر کال اٹھالی

"بکو!" وہ تپا ہوا تھا

"تم شو دیکھ رہے ہو؟"

"تم دیکھنے دو تو"

"میں بھی دیکھ رہی ہوں" وہ پر جوش تھی

"ہو گیا تمھارا یار ہتا ہے کچھ؟"

"غصہ تو ناک پر ہے۔۔ ٹھیک ہے، دیکھ لو" اس نے کال کاٹ دی۔

ادھر دوسری طرف حال احوال دریافت کرنے کے بعد اینکر سامنے بیٹھا ان سے باتیں کر رہا تھا۔

دونوں ایک صوفے پر ساتھ مگر فاصلے پر بیٹھے تھے۔

"کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ اپنے ڈیزائن کیے ڈریس سے اتنا مشہور ہو جائیں گی کہ لوگ آپ کو اپنی باتوں کا حصہ بنائیں گے؟"

رابیل مسکرا دی "نہیں۔۔ یہ ان پلانڈ تھا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پہلے کبھی حذیفہ کے ساتھ کام کیا آپ نے؟"

"نہیں۔۔یہ فرسٹ ٹائم تھا"

"کہا جاتا ہے کہ آپ انڈسٹری میں بہت کم لوگوں کے ساتھ کام کرتی ہیں، آپ کا سوشل سرکل بھی بہت لمیٹڈ ہے۔ایسا کیوں ہے؟"

رابیل نے گلا کھنکھارا۔وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے پورے اعتماد سے بیٹھی تھی "مجھے لمٹس بہت پسند ہیں۔میرا ماننا ہے کہ انسان کا جتنا کم سرکل ہوتا ہے وہ اتنا محفوظ ہوتا ہے سو۔۔میں ایسی ہی ہوں اور مجھے ایسے رہنا پسند ہے" پھر مسکرا دی

وہ حذیفہ کی طرف متوجہ ہوا "کیا آپ رابیل کو پہلے سے جانتے تھے؟آپ کا بھی فرسٹ ٹائم انٹریکشن تھا ان کے ساتھ"

"نہیں نہیں" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا "میرا ان کے ساتھ فرسٹ انٹریکشن نہیں تھا۔میں ان سے بہت پہلے بہت بار مل چکا تھا" رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، اس کے چہرے پر سوال تھا، یہ ایسا کیوں بول رہا ہے؟میں اس سے پہلی بار ملی ہوں۔

"لوگ کہتے ہیں کہ رابیل بہت مغرور ہیں، کیا آپ بھی ایسا کہتے ہیں؟"

وہ ہنس دیا "نہیں۔۔میں ایسا نہیں کہتا" پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"She is the lady I have never ever met before"

Clubb of Quality Content

"لوگوں کو کانسیپٹ ٹھیک کرنا پڑے گا، خود مختار اور خوددار انسان مغرور نہیں ہوتا وہ خود شناس ہوتا ہے"

اینکر سمیت لوگوں نے تالیاں بجائیں۔اس نے سر کو خم دیا تھا

"سنا ہے آپ پینٹر بھی ہیں۔پارٹ ٹائم پینٹنگ کرتے ہیں"

"میں ایک آرٹسٹ ہوں، پارٹ ٹائم اچھا خاصا گنگنا بھی لیتا ہوں"

دور بیٹھے اپنے سٹوڈیو میں سامنے موبائل فون رکھے معاذ منہ میں بڑبڑایا تھا"ایک نمبر کا ڈرامے باز بھی ہوں۔پارٹ ٹائم ڈرامے بھی کر لیتا ہوں"اور اس نے سر جھٹکا

اینکر نے اسے سراہا تھا"جاتے ہوئے آپ سے کچھ سنیں گے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"شیور"

"یہ تو پارٹ ٹائم آرٹسٹ ہیں"اس نے حذیفہ کی طرف اشارہ کیا۔پھر رابیل کو دیکھا"آپ پارٹ ٹائم کیا ہیں؟"

وہ مسکرادی"میں پارٹ ٹائم ایک اچھی کک اور ریڈر ہوں"

"ارے واہ۔۔مجھے تو لگا تھا اداکاروں کی طرح آپ ابھی کہیں گی مجھے تو انڈہ بھی ابالنا نہیں آتا"اینکر نے منہ بنا کر بڑی اچھی سی نقل اتاری تھی۔وہ ہنس دی

"کیا سب سے اچھا بنا لیتی ہیں آپ؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں۔۔"دل کو کچھ ہوا تھا، شاید اندر کچھ چبھا تھا"چاکلیٹ مفنز"

سفید سرمئی بنگلے میں اپنی لائبریری میں بیٹھے شخص نے موبائل سکرین پر اسے بولتا ہنستا مسکراتا دیکھ کر ایک سانس خارج کی تھی۔اس نے بھی دل کی دھڑکن سنی تھی، ایک ملال تھا جو اسے گھیرے ہوئے تھا

"آپ ایک اچھی ریڈر ہیں۔۔کیا پڑھتی ہیں؟"

"میں فکشن اور نان فکشن۔۔جو اچھا ہو"وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"اوکے"اس نے سر ہلایا"آپ کا کوئی پسندیدہ کردار؟"

اس کا پسندیدہ کردار کون سا تھا؟دل نے ایک صدا لگائی تھی، دماغ نے اس کی تائید کی تھی اور زبان نے اس کی پیروی کی تھی"التمش!"وہ بے اختیار بول پڑی۔ مسکراہٹ سمٹ گئی، کان سن ہوئے اور ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے۔

لائبریری میں بیٹھے شخص کو لگا کہ کمرے میں ہوا قید ہے، اس کا دم گھٹ رہا ہے، ملال کا بوجھ مزید بڑھ گیا تھا، ڈر تھا کہ کہیں ملال گلٹ میں نہ بدل جائے۔اس نے خود سے نظریں چرائی تھیں۔

"کتاب کا نام بتا دیں۔۔کتاب بھی مشہور ہو جائے گی"اینکر کے ساتھ آڈینس بھی ہنسی تھی

رابیل مسکرا دی"ان پبلشڈ ہے، پبلش ہو گی تو وہ خود ہی مشہور ہو گی۔۔اسے کسی رابیل کی ضرورت نہیں ہے"

لائبریری میں بیٹھے مامون کی آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھری تھیں۔بات صرف کتاب یا کردار کی نہیں تھی، بات کتاب دینے والے کی ہو رہی تھی۔۔اس نے سانس خارج کی مگر درد کم نہ ہوا۔

وہ حذیفہ سے مخاطب ہوا"آپ نے کہا کہ آپ کا رابیل کے ساتھ فرسٹ انٹریکشن نہیں تھا۔۔آپ ان سے پہلے کہاں ملے؟"

وہ مسکرا دیا۔آج احسان کا بدلہ احسان ہو گا"آج سے سات سال پہلے میری آپی کو کینسر تھا اور وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئیں۔وہ میرا واحد خاندان تھیں"رابیل کے ساتھ معاذ اور اشعر بھی سن رہے تھے

"ان دنوں میں بہت اداس رہا کرتا تھا، میں اس وقت تقریباً انیس بیس سال کا تھا۔بالکل ان کے بھائی جتنا"اس نے رابیل کو دیکھا"وہاں مارگلہ کے پاس ایک باغ ہوا کرتا تھا جہاں ہر شام بیٹھ کر میں گٹنگنایا کرتا تھا۔لوگ آتے تھے سنتے تھے اور چلے جاتے تھے، آہستہ آہستہ میرے سننے والوں میں کمی آتی گئی کیونکہ لوگ اس باغ میں بہت کم آیا کرتے تھے۔سردیوں کی شامیں اکثر اداس ہوتی ہیں اور ان شاموں میں سب سے خوبصورت لمحہ تب ہوتا تھا جب ایک بھوری آنکھوں والا لڑکا ایک گلاسسز والی بڑی بہن کے ساتھ میرے لیے کافی لاتا تھا۔وہ لڑکا اور لڑکی مجھے بیٹھ کر سنتے تھے۔ان دنوں وہ لڑکی بھی شاید کسی بریک ڈاؤن کا شکار تھی، اس کی آنکھیں اکثر گلابی رہتی تھیں اور رنگت زرد۔وہ مجھے سن کر اپنا غم بھلاتی تھیں اور میں انھیں سنا کر اپنا غم بھول جاتا تھا۔یہ چند لمحوں کی بات ہوتی تھی مگر مجھے اچھا لگتا تھا۔وہ میری بڑی بہن جیسی تھی، نرم دل اور خوش مزاج۔اس کا بھائی بھی میرے ساتھ

گایا کرتا تھا اور یوں میری اور ان کی شامیں اکٹھی گزرتی تھیں۔ پھر ایک شام یوں ہوا کہ وہ مجھے کافی دینے آئیں تو میں نے ان سے کہا کہ میرا لاہور میں ایک آڈیشن ہے اور وہ میرے لیے دعا کریں کہ میں سیلیکٹ ہو جاؤں۔۔ سلیکشن میرے لیے بہت ضروری تھی، جیب خالی تھی اور دعا دینے والا کوئی نہیں تھا۔ میری سلیکشن ہو گئی تھی اور اس سال سب سے مشہور ہونے والے ڈرامے کا اوایس ٹی میں نے پڑھا تھا، میرا عروج وہیں سے شروع ہوا تھا۔ اس لڑکی کی دعا قبول ہو گئی تھی، جن کے دل نرم ہوتے ہیں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ کسی نے بتایا تھا کہ وہ میرا پوچھتی رہیں کہ یہاں ایک لڑکا آتا تھا وہ اب نہیں آتا مگر کوئی نہیں جانتا تھا حذیفہ بن یمان کہاں ہے "رابیل اسے دیکھتی وہ گئی، اشعر بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ دونوں کو یاد تھا کہ وہ لڑکا کون تھا "آج میں نے احسان کا بدلہ احسان سے اتار دیا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ میری وجہ سے مشہور ہوئی ہیں۔ انفیکٹ میں ان کی وجہ سے مشہور ہوا ہوں" وہ مسکرایا اور رابیل کو دیکھا

“She is the lady I have never ever met before”

وہاں تالیوں کی گونج تھی، معاذ بھی مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا "ڈرامے باز"

مامون کو یاد تھا اس نے ایک بار ایک ایسے لڑکے کا ذکر کیا تھا جسے وہ کافی پلاتی تھی

"آل رائٹ۔۔ یہ تو بہت ایموشنل سین ہو گیا" اینکر مسکرا دیا "اب ذرا آگے بڑھتے ہیں"

"لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے فادر کی جگہ پر آئی ہیں۔۔بہت سے rumors سننے کو ملتے ہیں کہ آپ کے فادر آپ کے لیے جگہ چھوڑ کر گئے تھے اور آپ ان کی جگہ پر بیٹھی ہیں"

رابیل مسکرائی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "میں نے اپنے بابا کی جگہ لی ہے اور اتنے سارے لوگوں میں اپنی جگہ بنائی ہے۔لوگ اگر یہ کہتے ہیں کہ میں بنی بنائی پلیٹ سجا رہی ہوں تو لوگ تو کچھ بھی کہتے ہیں "اس نے شانے اچکائے۔

"اگلا سوال حذیفہ سے ہے "وہ متوجہ ہوا "کیا آپ کو کبھی محبت ہوئی؟"

وہ ہنس دیا "جی ہوئی۔۔بہت شدت سے ہوئی اور آج تک اس کے سائیڈ ایفیکٹس بھگت رہا ہوں"

"کون ہیں وہ؟"

"وہ سیاہ آنکھوں اور ڈمپل والی بلا ہے۔اس وقت وہ مجھے دیکھ رہی ہے"

"نام بتا سکتے ہیں؟"اینکر نے رازداری سے پوچھا تو وہ ہنس دیا

اس نے کیمرے میں دیکھا "معاذ بن ابوہریرہ۔۔آئی ہیٹ یو"

آڈینس کے ساتھ رابیل بھی ہنس دی

وہ رابیل سے مخاطب ہوا "آپ سے یہ سوال کرتے میں ذرا ساڈر رہا ہوں مگر چینل سے اس کے ایکسٹرا پیسے لوں گا "پھر گلا کھنکھارا "آپ خوبصورت ہیں، ینگ ہیں، ایٹیٹیوڈ بھی اچھا خاصا رکھتی ہیں۔۔اداکاری کیوں نہیں کرتیں؟"

جواب جھٹ سے آیا تھا"آپ اچھی باتیں کرتے ہیں،لوگوں کو اچھا ہنساتے ہیں۔۔ تھیٹر میں کام کیوں نہیں کرتے؟"

اینکر نے آڈینس کی طرف دیکھا جہاں سے "اوو" کی آوازیں آرہی تھیں۔وہ ہنس دیا"میرا لیلول نہیں ہے تھیٹر والا"اس نے کوٹ ٹھیک کیا

"میرا سٹینڈرڈ نہیں ہے اداکاری والا"رابیل نے ہاتھ جھلایا،وہاں تالیوں کے ساتھ "اوو" کی گونج تھی

چند لمحوں کا توقف"آپ محبت کو کیا کہتی ہیں؟محبت کیا ہے؟"

اس نے گلا کھنکھارا۔سکرین کے اس پار بیٹھے شخص کا دل گھبرایا تھا،پیٹ میں مروڑ پڑے تھے اور ہر سو سناٹا محسوس ہوا تھا"محبت سیاہ ہے"

اس نے وہی بولا جو وہ سمجھتی تھی۔جو اس نے سیکھا تھا جو وہ جانتی تھی

"محبت سرخ نہیں؟"اینکر کا اگلا سوال

"نہیں۔۔میرے لیے محبت سیاہ ہے۔۔یہ ایک مسٹری ہے،چاہے تو محبوب کی ساری خامیاں جذب کر کے صرف خوبیاں دیکھے،چاہے تو محبوب کے سارے رنگ خود میں ڈھال لے۔۔محبت سیاہ ہے کیونکہ یہ ہر رنگ جذب کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔۔محبت میں کہتے ہیں انسان اندھا ہوتا ہے مگر اندھے کو بھی سیاہ رنگ دکھتا ہے"

وہاں پھر سے تالیاں بجی تھیں۔اینکر نے بھی سراہا تھا۔

"یہ پہلی بار سننے کو ملا ہے"

"آپ بھی تو رابیل سے پہلی بار ملے ہیں"جواب جھٹ سے آیا تھا۔

مامون مسکرا دیا۔وہ محبت کو سیاہ کہتی ہے اور مامون نے واقعی اس کی اور اپنی محبت کو ایک مسٹری بنا دیا تھا۔

وہ مسکرا دیا"حذیفہ کے لیے محبت کا رنگ کیا ہے؟"

وہ مسکرایا"میں جب ان کے ساتھ کام کر رہا تھا تو میں سرخ ڈیزائن کر رہا تھا اور یہ سیاہ۔۔اس وقت مجھے سیاہ کی وہ وہ باتیں پتہ لگی تھیں کہ میں کافی امپریس ہوا تھا۔۔میں یہ نہیں کہتا کہ محبت سرخ ہے یا سیاہ۔۔یہ آنکھوں کا کمال ہے کہ وہ آپ کو کونسا رنگ دکھا دے،مے بھی آپ کو کلر بلائنڈ کر کے سرخ رنگ دکھا دے یا پھر ٹوٹل بلائنڈ کر کے سیاہ رنگ۔۔کمال دیکھنے والی آنکھ میں ہے"

تالیاں پھر سے بجی تھیں

"آپ سے ایک شکوہ ہے ہمیں"اینکر نے منہ بنایا تھا

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں"کیا؟"

"ہم نے اشعر اور نگزیب کو بھی بلایا تھا مگر انھوں نے انکار کر دیا۔۔سب سے زیادہ ریکویسٹ ان کے لیے آئی تھیں کہ انھیں بلایا جائے۔پہلی بار ان کا چہرہ سکرین پر آیا تھا وہ بھی تھوڑی دیر کے لیے،

ہماری آڈینس انھیں مزید جاننا چاہ رہی تھی مگر چونکہ آپ بڑی بہن ہیں اس لیے ڈرا دھمکا کر رکھا ہو گا"

وہ ہنس دی "نہیں۔۔ایسا بالکل نہیں ہے۔۔اسے اپنا دائرہ محدود رکھنے کی عادت ہے۔اسے شہرت فیسینیٹ نہیں کرتی"

اور ادھر اشعر نے اپنا منہ تکیے میں دے رکھا تھا،اس کا دل کر رہا تھا کہ ابھی چینل والوں کو فون کر کے کہے کہ اس کی بہن اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہی ہے "یا اللہ مجھے صبر دے "کتنا ارمان تھا کہ کوئی اسے شوپر بلائے اور اس سے اس کے بارے میں پوچھے مگر اس کی بہن،اف!۔۔وہ بس کراہ کر رہ گیا

"ویسے وہ کیا کرتے ہیں؟ سننے میں آیا ہے وہ ڈاکٹر ہیں"

رابیل نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا "جی۔۔الحمد للہ بہت اچھے ڈاکٹر ہیں"

"کس ہاسپٹل ہوتے ہیں؟"اینکر نے ہاتھ بڑھا کر آڈینس کی طرف اشارہ کیا"ان کے مریضوں میں اضافہ ہو گیا ہے"

وہ ہنس دی "آج کل گھر ہوتے ہیں"

"حذیفہ سے اگلا سوال،انڈسٹری میں آپ کو کیسے لوگ ملے؟ ہاتھ پکڑ کر ساتھ چلنے والے یا ہاتھ پکڑ کر چھوڑ دینے والے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویل، سب ہی اچھے نہیں تھے۔کچھ بہت برے اور کچھ اچھے۔۔کچھ سے سبق سیکھا کچھ کو سبق سکھایا مگر سفر ختم نہیں ہوا، جاری ہے جاری رہے گا"

"آج کل بہت مشہور ہوا ہے، رابیل اور نگزیب کا کم بیک۔۔آپ کیا کہنا چاہیں گی، کیا یہ آپ کا کم بیک ہے؟"

وہ مسکرادی "مجھے یہ ٹرمز نہیں سمجھ میں آتیں، کم بیک ڈاؤن فال۔۔میں ان سب کو گروتھ کہتی ہوں۔یہ ہماری گروتھ کا حصہ ہوتے ہیں مگر لوگ نہیں سمجھتے، لوگ اسے جنگ کا میدان بنادیتے ہیں۔آج سے دو سال پہلے لوگ کہتے تھے رابیل کا ڈاؤن فال ہے میں تب بھی خاموش تھی، لوگ کہتے ہیں کہ رابیل اور نگزیب کا کم بیک ہے میں اب بھی چپ ہوں کیونکہ یہ میری گروتھ ہے۔کل کو میں پھر سے نیچے چلی گئی تو لوگ کہنے لگیں گے کہ یہ ڈاؤن فال ہے، ایسا کچھ نہیں ہوتا۔آپ کو ایسا بننا چاہیئے کہ ہر گزرتا دن آپ کی گروتھ میں اضافہ کرے۔اس جنریشن کا مسئلہ یہ ہے کہ انھیں ہر فیز کو ہر کنڈیشن کو نام دینا آتا ہے اپنا ہر مسئلہ پتہ ہوتا ہے مگر یہ مسئلوں کو بڑھا چڑھا دیتے ہیں۔ہر چیز کو بڑھا چڑھا کر رکھ دیتے ہیں۔پیچھے آنے والوں کے لیے راستہ صاف نہیں کر سکتے مگر رکاوٹیں بڑھا دیں گے۔اسے کمپیریزن سے، باتوں سے، طعنوں سے مینٹلی ڈسٹرب کر دیں گے۔سو میں یہی کہوں گی کہ سادہ رہیں، سیدھا رہیں اور اپنے کام سے کام رکھیں۔جس نے لوگوں کی باتیں سن لیں وہ رہ گیا، جس نے اپنے کام پر فوکس کیا وہ ترگیا"

تالیوں کی گونج پیدا ہوئی تھی۔

"اب ہماری آڈینس آپ سے کچھ سوال پوچھیں گی، آپ ان کے جواب دیں گے"

پھر مائیک آڈینس کی طرف لے جایا گیا۔ایک لڑکی کھڑی ہوئی "میرا سوال رابیل اورنگزیب سے ہے"

وہ متوجہ ہوئی "جی"

"آپ کی گلوئنگ سکن اور لمبے بالوں کا کیا راز ہے؟"

وہ ہنس دی "میری سپر نانی"

وہ مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی

پھر ایک لڑکا کھڑا ہوا "میرا سوال حذیفہ سے ہے"

"جلدی مشہور کیسے ہوا جائے؟" وہ بھی ہنس دیا "بیٹا اگر آپ کو پتہ چلے تو مجھے بھی بتانا، آج کل ویسے یہ ٹرینڈ کافی کام کر رہا ہے۔۔جو شخص مشہور ہے اسے ٹرول کرو، اس کے بارے میں وہ وہ خبریں سامنے لے کر آؤ جو اس کے فرشتوں کو بھی نہ پتہ ہو اور اسے ٹاپک آف گوسپ بنالیں۔۔آپ بھی مشہور ہو جائیں گے"

رابیل کے ساتھ حذیفہ بھی ہنسا تھا۔آڈینس نے تالیاں بجائی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر ایک لڑکی کھڑی ہوئی "میں رابیل اور نگزیب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان میں ایٹیٹیوڈ کس بات کا ہے؟"

رابیل کے دونوں ابرو ایک ساتھ۔ کھڑے ہوئے، مسکراہٹ گہری ہوئی اور ڈمپل واضح "بیٹا آپ کے بدن پر کپڑا میرے برانڈ کا ہے، بس اسی بات کا ایٹیٹیوڈ ہے"

آڈینس میں "اوو" کی آواز کے ساتھ بہت سی تالیاں بجی تھیں۔ وہ مسکرادی

شو چلتا رہا اور کچھ دیر بعد اپنے اختتام کو پہنچا۔ لائبریری میں بیٹھے مامون کا دل ڈوبا تھا، اسے دیکھنا اس سے باتیں کرنا، اس کے ساتھ شام گزارنا۔ وقت بہت جلدی گزرا تھا، اس نے ایک سانس خارج کی مگر دل پر بوجھ ہر سانس کے ساتھ بڑھ رہا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لڑکی سٹوڈیو میں اپنے کینوس کے سامنے کھڑی پینٹ کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں پر رنگ لگا ہوا تھا، ایک ہاتھ میں پیلیٹ تھی اور دوسرے ہاتھ میں پینٹ برش جو کہ کینوس پر چل رہا تھا۔ دفعتاً اسے اپنے پیچھے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی۔ وہ جانتی تھی وہ کون ہوگا، لڑکی مڑی اور پیچھے کھڑے لڑکے کو دیکھ کر مسکرادی

"سنا ہے آپ رات بھر پینٹ کرتی رہی ہیں" آج اس کے سر پر سیاہ سفید رومال بندھا ہوا تھا۔اس نے اپنے دونوں بازو سینے پر لپیٹے اور سنینا کو دیکھنے لگا

لڑکی مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا" جی۔۔مجھے نیند نہیں آئی تو میں نے سوچا پینٹ کر لوں"

"اوہ۔۔" وہ آگے کو ہوا اور اس کے کینوس کو دیکھنے لگا" شروع شروع میں اکثر لوگوں کو نیند نہیں آتی"

"کیا مطلب؟" وہ نہیں سمجھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے

اس نے سنینا کو دیکھا اور مسکرایا" کیوں نہیں آئی نیند؟ کیا کوئی مسئلہ ہے؟"

لڑکی نے نفی میں سر ہلایا" اندر کے مسئلے باہر کے مسئلوں سے زیادہ سنجیدہ ہوتے ہیں۔آپ حل نہیں کر سکتے"

عبدل نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے" تو پھر انھیں سنجیدہ لیں نا۔۔ورنہ اندر کا طوفان باہر بھی بڑی تباہی لاتا ہے" اس کا لہجہ پراسرار سا تھا۔

سنینا نے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا" پتہ نہیں۔۔۔شاید اسے کوئی روحانی مسئلہ تھا" دور کہیں سے عالی جاہ کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"مجھے خواب آتے ہیں، عجیب عجیب سے" اس نے وضاحت دینا چاہی۔

Clubb of Quality Content

عبدل ذرا سا جھکا اور سرگوشی کی "اور آپ کہتی ہیں کہ شاید سارا دن ایسی چیزوں کے بارے میں سوچنے سے آپ کو ایسے خواب آتے ہیں۔ کوئی آپ سے کہتا ہے کہ شاید آپ جس طرح سوچتی ہوں اسی طرح خواب آتے ہوں مگر۔۔ خواب تو یوسف کو بھی آتے تھے" وہ کہہ کر سیدھا ہوا مگر سنینا وہیں تھم گئی۔ اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی

"آپ۔۔" اس نے تھوک نگلا "آپ ایسا نہیں کہہ سکتے"

وہ مسکرایا۔ اب کی بار مسکراہٹ گہری تھی "ہر وہ شخص جسے ہنر تھمایا جاتا ہے جسے کسی اعزاز کسی رتبے سے نوازا جاتا ہے اس کی آزمائش ہوتی ہے۔ میں اور آپ آرٹسٹ ہیں، ہنر ہمارے پاس بھی ہے"

سنینا گردن اٹھائے اسے دیکھتی رہی۔ پھر سر جھٹکا

"آپ عجیب باتیں کرتے ہیں" وہ کینوس کی طرف متوجہ ہوئی اور پینٹ کرنے لگی۔

عبدل ہنس دیا "ایک دن۔۔ مسز سنینا۔۔ آپ ایسی ہی عجیب باتیں کرنے میرے پاس آئیں گی پھر ہم دونوں مل کر کریں گے"

سنینا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟"

اس نے اپنے ہاتھ پیچھے باندھ لیے "کیونکہ جیسے آدم کو منع کیا تھا ویسے ہی ابن آدم کو بھی منع کیا گیا ہے" وہ جھکا اور پھر سرگوشی کی "اس درخت کا پھل مت کھانا، سنینا" اور سیدھا ہوا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سنینا نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائیں۔ پھر سانس خارج کی "بابا جیسی باتیں مت کریں۔ مجھے یہ باتیں ان کمفرٹیبل کرتی ہیں"

عبدل مسکرایا۔۔ بازو سینے پر باندھے "پھر ملتے ہیں۔۔ ٹیک کیئر "اور وہ وہاں سے چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی سنینا کینوس کی طرف متوجہ ہوئی تھی مگر اس کا سارا دھیان اس کی باتوں کی طرف تھا۔

کچھ لمحے بیتے اور اسے اپنے پیچھے سے ایک آتی ایک خوشبو محسوس ہوئی۔ پھر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اور وہ مڑی۔ پیچھے کرسٹوفر کھڑی تھی۔ سنینا کی بھنویں بھینچ گئیں "میں تم سے بحث کے موڈ میں نہیں ہوں "لڑکی نے سختی سے پیچھے کھڑی لڑکی کو منع کیا تھا۔

کرسٹوفر آگے آئی اور اس کے دائیں جانب آ کھڑی ہوئی "میں تم سے بات کرنے آئی ہوں"

لڑکی پینٹ برش پیلٹ پر رگڑ رہی تھی۔ پھر پیلا رنگ کینوس پر بھرنے لگی

"میں نے تمھیں آبزرو کیا ہے۔ اتنے دن کام کرتے دیکھا ہے تمھیں اور مجھے احساس ہوا ہے کہ پہلا تاثر آخری نہیں ہوتا۔ میں نے تمھیں غلط سمجھا تھا"

سنینا اسی طرح پینٹ کرتی رہی "کیا سمجھا تھا؟"

"اپنا مقابل "پھر گلا کھنکھارا" یا شاید اپنا شریک"

لڑکی نے گردن موڑی اور اسے ایک گھوری سے نوازا "تم نے مجھے کیا سمجھا یہ تمھارا مسئلہ ہے"

کرسٹوفر نے بازو سینے پر باندھ لیے "میں نے تمھیں ٹریگر کیا اور تم نے مجھے۔ ہم دونوں کے درمیان پہلی ملاقات ہی نارمل نہیں تھی۔ تم خود ہی دیکھو نا اگر ہم کسی سے ان کمفرٹیبل ہوں یا اسے اپنا کمپیٹیٹر سمجھتے ہوں تو اس سے نارمل بات تھوڑی کریں گے"

سنینا ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ بولی کچھ نہیں۔ وہ بس سننا چاہتی تھی۔ کرسٹوفر کے تاثرات نرم پڑے

"تمھارے بارے میں جو میں نے اندازے لگائے تھے وہ غلط ثابت ہوئے" آج اس کا لہجہ کسی حد تک نرم تھا۔

"کیا تم مجھ سے معافی مانگنے آئی ہو؟" سنینا اب کہ کینوس سے نظریں ہٹا چکی تھی

"نہیں۔۔ تم ایک فارنر ہو، یہاں آئی مہمان۔ تم یہاں سے چلی جاؤ گی میں رہ جاؤں گی اور مجھے مہمان کی ریسپیکٹ کرنی چاہیئے تھی" وہ ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ اس نے سنینا کی آنکھوں میں دیکھا

"تم اچھا پینٹ کرتی ہو۔ لوگوں کو رنگوں سے اپنے رنگ میں رنگتی ہو"

سنینا نے سانس خارج کی "کوئی ضروری بات ہے تو بتاؤ۔۔ میں بزی ہوں کرسٹوفر" جیسے اس پر کرسٹوفر کی کسی تعریف کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

"دیکھو سنینا۔۔اپنا شریک تو کوئی برداشت نہیں کرتا۔مجھے لگا تم میری شریک ہو اس لیے میں نے تمھاری ڈس ریسپیکٹ کی۔۔اس کے لیے میں شرمندہ ہوں "شرمندہ ہوں مگر معافی نہیں مانگوں گی والے تاثرات اس کے چہرے پر سجے تھے

"میں نے تمھیں کبھی دل پر نہیں لیا "ہاں مگر دماغ پر لیا ہے، سنینا یہ کہنا بھول گئی تھی

"کیا تم۔۔میرے ساتھ کافی پینے چلو گی؟"اس نے باقاعدہ مسکرا کر سنینا کو دعوت دی تھی

سنینا پہلے تو حیران ہوئی پھر کچھ بولنے کے لیے لب کھولے مگر کرسٹوفر خود ہی بول پڑی "نہیں۔۔ڈنر ۔۔کیا تم میرے ساتھ ڈنر کرو گی؟"

سنینا نے کندھے ڈھیلے چھوڑے دیے "تم یہ سب کیوں کر رہی ہو؟"

کرسٹوفر نے سانس خارج کی "تمھارا میرا موازنہ نہیں۔تم رنگ بھرتی ہو میں رنگ جذب کر لیتی ہوں۔میں نے تمھیں اپنا دشمن سمجھا تھا مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب میں تم سے دوستی کرنے والی ہوں۔مجھے اچھا لگے گا کہ اگر تم میرے ساتھ ڈنر کرو۔میں کچھ دن کے لیے یہاں ہوں پھر ایڈن برا چلی جاؤں گی، پھر شاید میں واپس آؤں تو تم نہ ہو"

سنینا نے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔وہ کچھ سوچ رہی تھی شاید اسے پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی

"میں سوچ کر بتاؤں گی"

کرسٹوفر باقاعدہ ہنسی تھی "کل رات۔۔آٹھ بجے۔۔مجھے منع مت کرنا" اس نے جوش کے مارے سنینا کا پینٹ برش والا ہاتھ تھاما تھا۔

یہ سنینا پر شاک کا حملہ تھا۔اس نے انکار کر دیا "میں کل بزی ہوں"

کرسٹوفر کے ہونٹ اوہ میں ڈھلے۔کچھ پل توقف کیا اور پھر اس نے نے تھوک نگلا "ٹھیک ہے۔۔ پرسوں آٹھ بجے؟"

"اگر میں سب کچھ بھلا کر پہلے پہل کر رہی ہوں تو تم بھی میرا ساتھ دو۔۔ہمارا وقت اچھا گزرے گا" اس نے پلکیں جھپکائیں

"ٹھیک ہے۔۔ایک دو دن میں" سنینا دھیمے سے مسکرائی

"ہم یہاں سٹوڈیو سے سیدھا چلیں گے۔۔اوکے؟"

سنینا بس اسے دیکھتی رہ گئی۔اس نے ابھی ہاں نہیں کیا تھا اور وہ پر جوش تھی۔وہ کچھ بولتی اس سے پہلے ہی کرسٹوفر بول پڑی

"میں چلتی ہوں۔۔تمھیں ایسے ہی ڈسٹرب کیا" اور پھر مسکرا کر چلی گئی

سنینا بس اسے دیکھتی رہ گئی۔وہ یوں آئی اور بات کر کے چلی گئی۔وہ بہت عجیب تھی۔

رات کو کمرے میں اشعر اور رابیل بیٹھے مینا سے وڈیو کال پر بات کر رہے تھے۔اشعر نیم دراز تھا اور رابیل کے ہاتھ میں فون تھا۔سکرین کے اس پار مینا کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آ رہا تھا

"ویسے بیلی اس غریب کو بھی لے جاتی،اس کے بھی تو ارمان تھے نا"اشعر نے منہ بنا کر رابیل کو دیکھا

"نہیں۔۔کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہ ایسے ہی ٹھیک ہے"اس نے اشعر کا کان پکڑا تھا

وہ کراہا،پھر مسکرایا"اچھا ہی ہے۔اتنی ساری حسینائیں مجھ پر مرمٹی ہیں،میں لاحاصل ہی ٹھیک ہوں"

مینا ہنس دی"اچھا کیا نہیں لے کر گئی،اس نے اوقات سے باہر ہو جانا تھا"

"تم جلو بیٹھ کر،لو مڑی کہیں کی"اس نے سر جھٹکا۔لیو اس نے پیٹ پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا

"مجھے تو بھئی کل بڑا مزہ آیا،اتنا مزے کا کھانا۔۔اوپر سے سب کچھ اتنا ڈیسنٹ اور اتنا اچھا تھا۔۔

مامون بھائی اتنے اچھے لگ رہے تھے اور ڈاکٹر تاثیر بھی کافی خوش تھیں"مینا تو ہاتھ ہلا ہلا کر سارا قصہ سنا رہی تھی

رابیل کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی،وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی،ہاتھ ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔اس نے تھوک نگلا اور مسکرائی مگر اندر ہلچل مچی تھی

"مامون بھائی سے یہ امید نہیں تھی۔ڈاکٹر تاثیر ان کے لیول کی نہیں ہیں"اشعر منہ بناتا بولتا جا رہا تھا

"کہاں مامون بھائی اتنے ہمبل اور ڈیسنٹ سے اور کہاں ڈاکٹر تاثیر جہاں جہاں سے گزرتی ہیں تباہی اتارتی جاتی ہیں"اس نے سر جھٹکا

"ارے نہیں۔۔وہ ان کی فیملی فرینڈ ہیں۔ان کے اماں ابا بھی ملیحہ آنٹی کے بہت اچھے کولیگ ہیں، کافی سالوں سے وہ چاہ رہے تھے مگر مامون بھائی انکار کر دیتے تھے۔اب تو سب کچھ ٹھیک تھا وہ بھی سٹیبل تھے سو انھوں نے ہاں کر دی۔۔سب سے پیاری میں لگ رہی تھی"اس نے اپنے بالوں کو جھٹکا۔

رابیل کے ٹوٹے دل پر لگے ٹانکے کھل گئے تھے،خون رسنے لگا تھا۔رات کی محنت ڈوب گئی تھی اور اب پھر سے دماغ سن ہونے لگا تھا۔یہ ایک خسارہ اسے اپنی ساری کامیابیوں پر بھاری لگتا تھا۔اب کوئی اس سے پوچھے کہ محبت کیا ہے تو وہ کہے گی کہ محبت خسارہ ہے،نرا نقصان۔

"تمھارا دھیان تو کھانے پر ہی ہو گا"اشعر نے سکرین میں دیکھتے کہا تھا

"ہاں نا۔۔کھانے ہی تو گئی تھی۔۔اب تو مجھے امیروں کی عادت ہو گئی ہے،یو نو امیر پیپل"اس نے ناخن ہونٹوں کے قریب کر کے پھونک ماری

"ساری عمر یہ پاس والی دکان سے پاپڑ لا لا کر کھاتی رہی ہے اور اب یو نو امیر پیپل کہہ رہی ہے،شوخی کہیں کی"اس نے منہ بسورا تھا

"اشو تمھارے جلنے کی بو یہاں تک آ رہی ہے،کم جلو یار۔۔کچھ نہیں ہوتا تمھاری شادی بھی ہم ایسے ہی کریں گے"

وہ دونوں باتیں کر رہے تھے مگر رابیل چپ تھی، وہ کیا بولتی۔ آگے بڑھنا آسان نہیں تھا، وہ ابھی تک اس فیز سے نہیں نکل پائی تھی جہاں اسے مامون کا نام آنے پر اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوتا تھا۔ اس نے سانس خارج کی اور سکرین میں دیکھ کر مسکرائی۔ دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور فرحت اندر آئیں۔

"چلو آجاؤ۔۔ کھانا کھالو، چھوڑ دو اس کی جان" انھوں نے فون کی طرف اشارہ کیا تھا

"امی مینا ہے" اشعر نے فون فرحت کی طرف بڑھا دیا

"مینو۔۔ کیسی ہو؟" وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھیں

"میں ٹھیک ہوں امی۔۔ آپ کیسی ہیں؟ پہلے سے پیاری ہو گئی ہیں، کیا لگاتی ہیں" اس کی عادت تھی فون پر فرحت اور گلشن آرا کی تعریفیں کرتی رہتی تھی اور تعریفیں سننے والی خوش رہتی تھیں

"کچھ نہیں بیٹے۔۔ بس اب تم نہیں نا ہوتی میرا خون چوسنے والی اس لیے اب ذرا رونق آگئی ہے" اور وہ ہنس دی۔ وہ فون پکڑے باہر بڑھ گئیں

"بس اب تین چار گھنٹے پار ہیں" اشعر نے تکیہ پیچھے رکھا اور اٹھ کر باہر بڑھ گیا۔ رابیل کو ذرا بھوک نہیں تھی، سارا دن مصروفیات میں گزر گیا مگر اب رات بھاری تھی۔ اس نے سر جھٹکا اور لیو کو پکڑے باہر آگئی۔

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب وہ سب کے ساتھ بیٹھی رات کا کھانا کھا رہی تھی۔ کھاتے وقت خاموشی تھی کیونکہ حاشر بھی بیٹھا تھا۔۔ رانیہ منہ بنا بنا کر رابیل کو دیکھ رہی تھی جو کہ خاموشی سے پلاؤ کھا رہی تھی

"میرے بابا اور چاچو کا سارا کچھ کھا پی کر وہاں اعلان کر کے آئی ہے کہ سب میں نے خود بنایا ہے۔۔ اس وقت کہاں تھی تم جب میرے بابا اور نگزیب چچا کی سیٹ سنبھال رہے تھے" رانیہ سے مزید برداشت نہیں ہوا اور وہ کھانے کے بیچ میں ہی شروع ہو گئی

"رانیہ" حاشر نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں "کھانا کھاؤ"

رابیل نے پہلے حاشر کو دیکھا پھر رانیہ کو، پھر پلیٹ پر جھک گئی

"کیوں کروں میں چپ؟ یہ آنکھیں تم مجھے مت دکھاؤ، اپنی بہن کو قابو میں رکھا ہوتا نا تو آج یوں بے شرموں کی طرح ساری دنیا کے سامنے ڈرامے نہ کر کے آتی۔۔ چڑیل کہیں کی"

"بھابھی ویسے آپی نے کچھ غلط نہیں کہا، آپ ایسے ہی میس کری ایٹ کر رہی ہیں" اشعر سے مزید برداشت نہیں ہوا تھا

"اب تم مجھے سمجھاؤ گے کہ کیا غلط اور کیا صحیح ہے؟" اس نے پلیٹ میز پر رکھی اور چلانے لگی فرحت نے سانس خارج کی اور اشعر کو گھور کر دیکھا۔ وہ سر جھٹک کر خاموش ہو گیا

"حاشر دیکھ رہے ہو تم، یہ عزت ہے تمھارے گھر میں میری۔۔ تمھارا چھوٹا بھائی اب مجھے سب کے سامنے ذلیل کرے گا"

رابیل نے پانی کا گلاس پکڑا، لبوں سے لگایا اور گھونٹ بھرا

"اب تم کیا چاہتی ہو۔۔ماردوں میں اسے یا رابیل کا گلا دبا دوں" وہ آہستہ سے بولا تھا

"میرا ہی نصیب پھوٹا ہے جو میں تم سے شادی کر کے آ گئی" وہ پھر سے بیٹھ گئی۔

رابیل نے کھانا ختم کیا اور برتن کچن میں رکھ کر کمرے کی طرف بڑھی۔

صارم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا مگر رانیہ نے اس کا بازو کھینچ کر اپنے پاس کھڑا کیا اور اس کی کمر پر تھپڑ لگایا

"چین نہیں آتا تمھیں۔۔فسادی پھوپھی ہی نظر آتی ہے"

وہ گلا پھاڑ کر رونے لگا تھا۔حاشر نے وہیں کھانا چھوڑ دیا اور زخمی نگاہوں سے اپنی ماں کو دیکھا جو کہ خاموش بیٹھی تھیں

"اسے مت مارو۔میرا غصہ اس معصوم پر مت نکالو" رابیل سینے پر بازو باندھے آہستہ سے بولی تھی

"کیوں؟ میرا بچہ ہے، میں جو مرضی کروں۔۔کم از کم تمھاری اماں۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور رابیل بول پڑی "بس! "اس نے انگلی اٹھالی تھی "میری امی کے بارے میں کچھ نہیں بولنا۔۔ تمھارے منہ میں جو آتا ہے تم میرے بارے میں بول دیتی ہو مگر میں اپنی امی کے بارے میں ایک لفظ نہیں سنوں گی "پیچھے صارم کی آواز بیک گراؤنڈ میوزک دے رہی تھی

اشعر کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر رابیل کی کہنی تھامی "اندر چلو آپی"

"لے جاؤ اپنی فسادی بہن کو۔۔ چڑیل نا ہو تو "وہ بھی صوفے اور میز کے درمیان سے نکل کر اوپر بھاگ گئی۔

حاشر بس سانس لے کر رہ گیا۔ وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا، بیٹھے بیٹھے تماشا لگ گیا تھا۔۔ چھوٹا بچہ اب بھی رو رہا تھا، گلشن آرا نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس کے آنسو صاف کر کے کھانا کھلانے لگیں۔

عشاء پڑھ کر فرحت رابیل کے کمرے میں آئیں۔ کمرے کی بتی جل رہی تھی اور وہ فون پر اپنی سیکرٹری سے بات کر رہی تھی۔ انھیں آتا دیکھ کر مسکرائی اور پھر خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔ وہ بیڈ پر بیٹھی تھیں، رابیل سٹڈی ٹیبل کے پاس سے چلتی ہوئی ان کے پاس آ بیٹھی، ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

"سوئی نہیں تھیں آپ؟"

فرحت نے نفی میں سر ہلایا۔ پھر مسکرائیں "نیند دیر سے آتی ہے، اس لیے نماز لمبی کر دیتی ہوں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا

"اس آگ سے جہان میں ہماری ماؤں کی دعائیں ہی ہیں جو ہمیں لیے پھرتی ہیں، ورنہ تو یہ آگ ہمیں کب کا راکھ کر چکی ہوتی"

انھوں نے رابیل کو خفگی سے دیکھا اور بازو پر چپت رسید کی "کیسی خوفناک باتیں کر رہی ہو بیلی"

وہ ہنس دیں "پیار بھری باتیں آپ کر لیں"

وہ مسکرا دیں۔ پھر گلا کھنکھارا "تم کھانے پر گئی تھی امان کے ساتھ، کیسا لگا؟"

رابیل نے ان کے چہرے پر تجسس اور فکر دونوں دیکھی تھی۔ وہ چوکڑی مارے بیٹھ گئی۔ پھر تھوڑی تلے مٹھی جمائے بولی "ہوں!" وہ تھوڑی اٹھائے اوپر والی دیوار دیکھ رہی تھی "وکیل تو وہ اچھے ہیں، میری باتوں سے اندازہ لگا لیتے ہیں کہ میں کیا محسوس کر رہی ہوں۔۔ باتونی بھی ہیں تھوڑے سے، میٹھا کم کھاتے ہیں، اپنے بیٹھنے سے پہلے میری کرسی کھینچ کر مجھے بیٹھنے کی جگہ دیتے ہیں، ریسپیکٹ بھی کرتے ہیں" اس نے سانس خارج کی "باقی آپ دیکھ لیں"

فرحت مسکرا دی "مطلب میں مسرت کو ہاں بول دوں؟"

رابیل کا دل بے اختیار دھڑکا تھا، رابیل ہاں؟ نیا مرد اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لیے تیار ہو؟ وہ مرد مامون نہیں ہے، اس نے اپنی زندگی کا فیصلہ لے لیا، اس کی ہمسفر ایک اچھی لڑکی ہے اور وہ اس کے ساتھ خوش ہے۔ امان اچھا لڑکا ہے مگر وہ مامون نہیں ہے۔ اس نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلا دیا۔ بہت سے ارمان خواب اور خواہشات زمین بوس ہوئیں، باغ میں بیٹھی لڑکی کی پشت پر بیٹھا

لڑکا غائب ہو گیا، بک فیئر پر کھڑی لڑکی نے گردن گھمائی تو وہاں کوئی نہیں تھا، میٹھی چائے اور اپنا وقت دینے والا سامنے سے ہٹ گیا تھا، اسے کہانی دینے والا اس کی زندگی کی کہانی میں بس اتنا ہی تھا۔ اس نے قبول کر لیا، لڑکے نے اپنی ہمسفر چن لی اور لڑکی نے اپنا ہمسفر اور آج سے وہ اپنے اپنے راستے۔۔بس سفر میں اتنا ساتھ ہی تھا۔

فرحت کھڑی ہوئیں اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا "وہ تمھیں خوش رکھے گا، میری دعا ہے کہ اللہ تمھیں عرش کے بھاگ لگائے" رابیل کے سر پر بوسہ دے کر وہ باہر چلی گئیں مگر رابیل کی آواز گلے میں ہی دم توڑ گئی

"مگر امی مجھے خوش نہیں مطمئن ہونا ہے"

اس کی رنگت سرخ پڑ چکی تھی، اندر قتل کا سماں تھا، محبت اس پر اثر انداز ہوئی تھی

"مامون بھائی بھی خوش تھے" مینا کی آواز کہیں بہت دور سے آئی اور اس نے سانس خارج کی

"ضروری نہیں ہے کہ ہماری من چاہی چیز ہمارا مقدر بھی ہو، بعض چیزوں کو اچھا ہونے کے باجود چھوڑنا پڑتا ہے کیونکہ وہ ہمارے لیے نہیں ہوتیں۔ پتہ نہیں ان کے چھوڑنے میں ہمارے لیے کتنا شر اور کتنی خیر ہوتی ہے مگر ان کو ٹوٹے دل اور جھوٹی مسکراہٹ سے چھوڑنا پڑتا ہے۔ان کا نعم البدل بھی نہیں ہوتا اور وہ خود بھی نہیں ملتے مگر پھر ایسے لوگ ہمیں ملتے ہی کیوں ہیں؟

اس نے سر جھٹکا اور اٹھ گئی۔اسے اپنی کہانی مکمل کرنی تھی، یہی ایک فرار بچا تھا

کچھ پل بیتے اور رابیل کے کمرے کی بتی بجھی ہوئی تھی۔لیو سو چکا تھا اور لیپ ٹاپ اس کی گود میں تھا۔ سفید روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، کہانی وہیں سے شروع تھی جہاں سے اس نے کچھ روز پہلے چھوڑی تھی۔۔

موجودہ وقت:

(دو ہفتے بعد)

رات کے ساڑھے آٹھ کا وقت تھا۔عین صوفے پر نیم دراز ہاتھ میں ڈرائی فروٹ کا پیکٹ لیے سامنے بیٹھے ایل اور ہیری کو دیکھ رہی تھی۔وہ وقفے وقفے سے ڈرائی فروٹ نکالتی،اسے منہ میں رکھتی، چباتی اور نگل جاتی۔دونوں ایک میز کے گرد بیٹھے تھے،درمیان میں چیس بورڈ تھا اور وہ اس پر جھکے تھے۔ دونوں کے درمیان سنجیدگی تھی،وہ بہت سنجیدہ ہو کر کھیل رہے تھے۔اتنا سنجیدہ تم نے انھیں کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔دفعتاً ایل کی جیب میں پڑا فون بجا،اس نے نظر انداز کیا۔فون دوبارہ بجا اور اس نے پھر نظر انداز کیا۔فون پھر سے بجا اور اس نے برا سا منہ بنا کر بے زاری سے فون نکالا۔سکرین پر جلتا ہوا نمبر دیکھا اور سکرین سوائپ کر کے فون چیس بورڈ کے ساتھ میز پر رکھ دیا۔دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری تھی،وہ مسکرا کر التمش سے اس کا حال پوچھ رہا تھا

"کیسے ہو التمش؟"

اس نے ہیری کا ایک مہرا گرا کر اپنا مہرا اس کی جگہ رکھا۔ ہیری نے منہ بسور کر اسے دیکھا اس نے مسکرا کر شانے اچکائے

"میں اچھا ہوں" فون پر پوچھے گئے سوال کا جواب دیا اور چیس بورڈ پر متوجہ ہو گیا۔ اب ہیری اپنا مہرا ہلانے کا سوچ رہا تھا۔

دوسری طرف سے قہقہہ ابھرا" تمھیں پتہ ہے ڈیڈ لندن آئے تھے مگر ہمیشہ کی طرح تمھیں اگنور کر گئے۔۔ چچ" وہ بولتا جا رہا تھا مگر ایل مسکراتے ہوئے ہیری کو دیکھ رہا تھا جس نے ایک مہرہ آگے بڑھایا۔

"اچھا۔۔ پھر؟" اس نے فون میں سے آتی آواز کا جواب دیا۔

ایل نے اپنا مہرہ اٹھایا اور آگے بڑھایا۔ عین اب اٹھ کر بیٹھ گئی تھی، کھیل کافی دلچسپ تھا۔ وہ دونوں ماہر تھے۔ کوئی نہیں بتا سکتا تھا کہ کون جیتے گا کون ہارے گا؟

"پھر یہ کہ میں بھی لندن آ رہا ہوں۔۔ تم سے شاید ملوں" فون سے آواز باہر ابھری

اس نے برا سا منہ بنایا" مت آیئے گا یار!" وہ جیسے اکتایا ہوا تھا

قہقہہ ابھرا" آنا تو پڑے گا نا۔۔ تمھیں اپنی نئی گاڑی کیسے دکھاؤں گا؟"

ایل نے ایک سانس خارج کی اور اپنا مہرہ آگے رکھا

"آپ کو ایئرپورٹ پر روکیں گے نہیں؟" اس نے تعجب سے سوال کیا تھا

"کیوں؟"جواب جھٹ سے آیا

"ایئرپورٹ پر گھریلو جانوروں کی انٹری بند کی ہوئی ہے نا"اور ہنس دیا۔

عین اور ہیری نے اپنے ہونٹ دبائے تھے مگر مسکراہٹ گہری تھی

"کیسے گھٹیا مذاق کرتے ہو۔۔جانور ہو گے تم۔۔مجھے جانور بول رہے ہو۔۔"وہ چیخ رہا تھا مگر ایل نے فون کا وولیم کر دیا اور چیس پر متوجہ ہوا۔۔

دوسری طرف سے آواز ابھر رہی تھی،وہ اسے پکار رہا تھا مگر اسے کھیل زیادہ دلچسپ لگا تھا،اس نے ایک مہرا پکڑا اور ہیری کا میرا گرا دیا،پھر ہنستے ہوئے اٹھا اور سیٹی بجائی

"میں جیت گیا"عین بھی ہنس رہی تھی۔ہیری منہ بسور کر بیٹھا تھا۔

اس نے فون سپیکر پر ڈالا"آپ کیا کہہ رہے تھے؟"

دوسری طرف سے وہ بولنے لگا تھا مگر ایل نے اس کی بات کاٹ دی"ویسٹ آف ٹائم اینڈ انرجی"اور ہنس کر کال کاٹ دی۔دوسری طرف سے وہ بول رہا تھا مگر اسے کیا۔۔

اس نے پھر سے ایک سیٹی بجائی اور ہیری کو کھڑا کر کے اس کا گال تھپتھپایا"ہیری۔۔سویٹ ہارٹ ۔۔ہنس دو یار"

وہ مسکرا دیا۔عین نے ڈرائی فروٹ کا خالی پیکٹ ایک طرف پھینکا اور اس سے مخاطب ہوئی

"یہ کیا تھا ایل؟"

وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی

"کیا؟" وہ حیران ہوا

"تم نے اپنے بھائی سے بات نہیں کی؟" لڑکی نے سینے پر بازو لپیٹے

اس نے سانس خارج کی اور ہاتھ کمر پر باندھے "رول نمبر ون۔۔اپنا موڈ ان لوگوں کے لیے کبھی خراب نہیں کرتے جو آپ کا دل خراب کرنا چاہتے ہوں بلکہ ان کا موڈ خراب کر دیتے ہیں جو آپ کا دن خراب کرنا چاہتے ہیں"

اور مسکرا دیا۔لڑکی ہنس دی

"دھیرے دھیرے میں تمھاری فین گرل بن جاؤں گی"

وہ فقط مسکرایا "کچھ اچھا بنائیں"

ہیری اور عین دونوں نے اسے دیکھا۔پھر شانے اچکائے۔

وہ کچن میں داخل ہوئے تو زیادہ کچھ نہیں نوڈلز ہی پڑے تھے۔آج وہ الگ قسم کے نوڈلز بنائیں گے۔۔عین ایک طرف پانی گلاس میں ڈال رہی تھی

"ایل۔۔تمھیں کھانا بنانا آتا ہے؟"

وہ جو مسز سنوٹ نے میسج پر اچھے نوڈلز بنانے کی ریسیپی پوچھ رہا تھا مسکرا دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"رول نمبر ٹو۔۔جب لوگ آپ کا دن اور دل برا کرنے کی کوشش کریں تو آپ کچھ اچھا سا بنائیں اور اچھا سا کھائیں"

وہ ہنس دی۔باہر سے آتا ہیری بھی ہنسا تھا۔

"40 rules of Altamish"

وہ بولا تو تینوں ہنس دیے۔

کچھ دیر کے بعد تینوں نوڈلز بنا رہے تھے،سبزیوں والے نوڈلز۔

شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی عین نے مطمئن سے ایل کو دیکھا

"ایل۔۔ولیم تمھیں کلاس میں بڑی سمائل پاس کر رہا تھا۔۔خیر ہے؟"اس کی آنکھوں میں شرارتی سی چمک تھی

"وہ میرا فین بوائے ہے"اور مسکرایا

"ارے۔۔"وہ حیران ہوئی تھی"کیسے؟"

اس نے گردن موڑ کر ساتھ کھڑی عین کو دیکھا"رول نمبر تھری۔۔جس کی جگہ زمین پر ہو اسے سر پر مت بٹھائیں"

عین ہنس دی اور اس کے سر پر چپت رسید کی"اس لڑکے کو روکو کوئی"

نوڈلز میں کانٹا ہلاتے ہیری نے اسے دیکھا تھا"اوور ایکٹنگ بند کرو اور یہ چکھ کر بتاؤ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ منہ بنا کر آگے آئی اور ان کے تیار کیے نوڈلز چکھے۔

نوڈلز واقعی اچھے بنے تھے۔آج کی رات نوڈلز کے نام تھی۔۔

چار دن قبل:

(ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق ہر سال دس ملین لوگ ہائی بلڈ پریشر سے مر جاتے ہیں۔غصہ کرنے سے آپ کا بلڈ پریشر ہائی ہو گا موت کے قریب آپ زیادہ جائیں گے،اس طرح تو آپ اپنے دشمن کا کام خود آسان کر رہے ہیں اپنی موت کو خود دعوت دے کر،آپ مر جائیں گے تو آپ کا دشمن خوش ہو گا نا مگر آپ کیوں چاہیں گے کہ آپ کا دشمن خوش ہو۔۔اصولاً تو آپ کو اپنے دشمن کو موت کے قریب کرنا چاہیئے تو غصہ آپ کو نہیں آپ کے مخالف کو آنا چاہیئے تاکہ بلڈ پریشر کا مسئلہ اس کو ہو آپ کو نہیں،اسے غصہ آئے بلڈ پریشر اس کا ہائی ہو اور موت کے قریب وہ رہے۔۔غصہ کر کے تو آپ خود کو خود مار رہے ہیں)

یہ ایک کیفے کا منظر تھا۔ایک میز کے گرد ایک شخص بیٹھا تھا جس کے ہاتھ میں کتاب تھی۔وہ کتاب پر جھکا ہوا تھا،ویٹر اس کے پاس آیا،اس نے گردن اٹھائی اور اسے کچھ کہا۔وہ سر ہلا کر چلا گیا۔

یونیورسٹی کے اس کیفے میں ویسے بھی رش بہت ہوا کرتا تھا۔کچھ پل بیتے اور اس کے سامنے ایک شخص آ بیٹھا،اس کی بھنویں تنی ہوئی تھیں اور وہ غصے میں تھا۔اس شخص نے کتاب الٹی کر کے میز پر رکھ دی جیسے اسے سننے کے لیے تیار ہو

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ میرے دوست کو ہاسپٹل پہنچا کر خود تم آزاد گھوم رہے ہو" وہ آگے کو ہوا اور دانت پیستے غرایا "تمھیں میں نے دوبارہ جیل نہ پہنچایا تو پھر دیکھنا تم"

وہ شخص ٹانگ پر ٹانگ رکھے، سینے پر بازو لپیٹے اسے سنتا رہا۔ وہ خاموش ہوا تو ایل بڑی سادگی سے بولا "آگے؟"

سامنے بیٹھے شخص نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے گھورا۔ اس نے سیٹی بجائی اور دور کھڑے ویٹر کو دو کافی کپ لانے کو کہا۔

پھر سامنے بیٹھے ولیم کو دیکھا۔ وہ بڑھے تنفس سے بولا "التمش۔۔ باز آجاؤ۔۔ نہیں تو اس ملک کی سرحد پار نہیں کر سکو گے"

ویٹر کافی لے آیا اور اس نے کافی کپ منہ سے لگایا۔ گرم کافی مزیدار لگی تھی۔ اس نے دوسرا کپ ولیم کے سامنے کیا

"میں چاہوں تو تمھیں بھی پیٹ دوں" پھر مسکرایا "مگر میرا مقابلہ مردوں سے ہوتا ہے"

اسے غصہ آگیا، کھڑا ہوا اور اس نے سامنے پڑا کافی کپ اس پر پھینکا مگر افسوس۔۔ کپ خالی تھا۔ اندر کافی نہیں تھی۔ وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنسا۔ پھر کافی کا گھونٹ بھرا اور شانے اچکائے "یونو۔۔ سیفٹی فرسٹ!"

پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اسے گھور رہا تھا

"ارے۔۔بیٹھ جاؤنا" وہ بڑے تحمل سے بولا تھا

"اچھا چلو۔۔ہم مل کر بات کرتے ہیں" وہ بڑے اچھے موڈ میں تھا۔ولیم پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

(رو رو کر ایک وقت انسان پر ایسا بھی آتا ہے کہ وہ پھر کبھی نہیں روتا۔وہ وقت دوسروں کو رلانے کا ہوتا ہے)

"اوکے ولیم۔۔میں بہت برا ہوں اور تم مجھ سے بدلہ لینا چاہتے ہو۔۔تم مجھے مارو گے اور میں ہاسپٹل اور تم جیل ہو گے۔۔پھر اگلی مرتبہ میں تمھیں ماروں گا اور تم ہاسپٹل اور میں جیل۔۔اس طرح ہمارے جیل اور ہاسپٹل کے چکر لگتے رہیں گے" وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔وہ بڑے تحمل سے آرام سے مسکراتے ہوئے بات کر رہا تھا

"میں تمھاری فضول بکواس سننے نہیں بیٹھا" وہ غرایا تھا

اس نے سانس خارج کی "اگر میں کہوں کہ تمھارے ماں باپ تمھیں ایک اچھی فیملی ایک اچھا گھر نہیں دے سکے تو کیا ہو گا۔۔اگر میں تمھیں کہوں کہ تمھاری ماں تمھارے باپ سے طلاق لے کر علیحدہ رہ رہی ہے مگر تمھارا باپ پھر بھی اس سے ملتا ہے تو کیا ہو گا" وہ کچھ بولنے لگا تھا مگر التمش نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا "اگر میں کہوں کہ تمھارا باپ ایک اچھا شوہر نہیں تھا، شادی کے بعد بھی اس کا افیئر تھا۔۔"

"انف۔۔" وہ چلایا مگر وہ چپ نہیں ہوا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو تمھیں غصہ آئے گا" اب وہ خاموش تھا

پھر سانس خارج کی "تمھارا دل کرے گا تم میری گردن مروڑ دو، مجھے جان سے مار دو۔۔ہے نا؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اگر تم چپ کر کے بیٹھے ہو اور میں تمھیں آ کر یہ سب باتیں بولوں تو تمھیں غصہ آئے گا۔۔قصور کس کا ہوا؟ میرا نا۔۔کیونکہ تم تو چپ بیٹھے ہو"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔التمش مسکرایا

"اس دن میں بھی خاموش تھا۔تم نے مجھے ٹریگر کیا میں خاموش رہا، تم نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا میں خاموش رہا، تم نے میرے باپ کے بارے میں باتیں کی میں خاموش رہا" اب وہ بول رہا تھا اور ولیم اس سے نظریں چرا رہا تھا

"میں خاموش رہا جب تک کہ تم پرسنل نہیں ہو گئے۔۔تم نے میرا ضبط آزمایا اور مجھے غصہ آ گیا۔۔میں تو خاموش تھا۔۔غصہ کس نے دلایا؟"

ولیم نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے مگر پھر چپ کر گیا

"تم نے مجھے غصہ دلایا اور میں نے پیٹر کو بہت مارا۔۔ٹریگر تم نے کیا تھا اور اب پیٹر ہاسپٹل میں ہے ۔۔قصور غصہ دلانے والے کا تھا، ٹریگر کرنے والے کا تھا اور وہ تم تھے ولیم" وہ سنجیدہ ہو گیا

"میں جیل گیا، میرے ہاتھوں پر پیٹر کا خون تھا۔۔ تم نے غصہ دلایا۔۔ وجہ تم تھے ولیم" وہ خاموش رہا۔ پھر بولا تو صرف اتنا ہی "تمھیں اپنے غصے پر قابو رکھنا چاہیئے"

وہ مسکرایا "تم نے بھی تو میرے اوپر کافی پھینکی ہے۔۔ تمھیں اپنے اوپر کنٹرول ہونا چاہیئے۔۔ تمھاری ماں کو میں جو مرضی کہوں تمھیں خود پر کنٹرول ہونا چاہیئے نا، جیسے مجھے ہونا چاہیئے"

وہ شرمندہ ہو گیا تھا

"میں جیل گیا، کلب میں ہنگامہ ہوا، پیٹر ہاسپٹل ہے۔۔ بات ایک ٹریگر کی نہیں تھی پیٹر۔۔ بات میرے باپ کی تھی۔۔ میرا باپ لاکھ برا سہی مگر باپ ہے۔۔ اولاد ماں باپ کے بارے میں کچھ برداشت نہیں کرتی چاہے ان سے لاکھ نفرت کرتی ہو۔۔ ٹریگر کرنے والے تم تھے ولیم۔۔ سب تمھاری وجہ سے ہوا"

وہ خاموش ہوا مگر وہ آج خوش تھا۔

"تمھاری ماں جیسی بھی ہے میں نے اسے برا کہا تو تمھیں برا لگا نا۔۔ یہاں کنٹرول ختم ہو گیا ولیم۔۔ کسی شخص کو اس کے ضبط سے زیادہ نہیں آزمانا چاہیئے ورنہ بہت تباہی ہوتی ہے" اس نے اپنا کافی کپ پکڑا

"ہر انسان کا ایک سیاہ رخ ہوتا ہے۔ اس کی ڈارک سائیڈ اور انسان اپنے سیاہ رخ کو لے کے بہت محتاط اور حساس ہوتا ہے۔۔ اگر تم نے اس کی سیاہی کو چھوا تو وہ تمھیں سیاہ کر دے گا، مکمل سیاہ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور اٹھ گیا۔ولیم اپنی غلطی تسلیم کر چکا تھا۔ایل آگے بڑھا تھا مگر اس کی مسکراہٹ گہری تھی "جب لوگ ہمارے غصے کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں؟"

وہ سیٹی بجاتا آگے بڑھ رہا تھا۔رلانے والے اب روئیں گے!

چھے دن قبل:

سنسان گلی پر چلتا وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ گردن جھکی ہوئی تھی اور دوپہر کا وقت تھا۔سورج کی روشنی لندن کی اس گلی کو روشن کر رہی تھی۔ارد گرد بڑے بڑے بنگلے اور باغ تھے مگر یہاں خاموشی تھی۔ لندن کے امیروں کی جائے پناہ۔وہ ایک بنگلے میں داخل ہوا اور آگے بڑھتا گیا۔لاؤنج میں داخل ہو کر کمرے میں گیا اور بیٹھ گیا۔۔ارد گرد دیکھا، صاف ستھرا فرش، کھڑکیوں پر سے پردے ہٹے ہوئے اور درمیان میں بڑا سا پیانو۔۔پانچ منٹ گزرے اور لڑکی آ گئی۔وہ کھڑا ہوا اور پیانو کے سامنے پڑا چھوٹا سٹول نکالا۔لڑکی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گئی۔لڑکی نے بجانا شروع کیا، وہ اسے دیکھتا اور سنتا رہا۔ لڑکی مسکرائی اور اسے دیکھا

"آج بلیک پہن کر آئے ہو۔۔اچھے لگ رہے ہو" مسکراہٹ گہری ہوئی مگر اس کا کوئی رد عمل نہیں تھا جیسے وہ بے زار ہو۔اس نے دھیرے سے التمش کی کلائی پکڑی تھی، اس نے چھڑانی چاہی مگر لڑکی نے زور سے پکڑی تھی، اس کے ناخن اس کے ماس میں پیوست ہو گئے۔ایک جھٹکے سے اس نے اپنی کلائی چھڑوائی، ناخنوں نے اس کی جلد پر نشان چھوڑ دیے اور اس نے اسے سنجیدگی سے دیکھا

"حد میں رہو" وہ بس اتنا ہی بولا۔اس کی آنکھیں پراسرار تھیں، سیاہ تھیں۔

وہ ہنس دی اور کھڑی ہوئی۔ پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ نہیں بیٹھا

"غصہ تو ناک پر رکھتے ہو" وہ بری نزاکت سے بولی، پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا" کبھی مسکرا بھی دیا کرو" پھر سے ہنسی

اس نے لڑکی کا ہاتھ جھٹکا اور سٹول پر بیٹھ گیا

"آپ کے ڈیڈ نے اس کمرے میں کیمرہ نہیں لگوایا؟" وہ گردن اٹھا کر دیواریں دیکھ رہا تھا

لڑکی نے سانس خارج کی "کیا ضرورت ہے، ایسے ہی ٹھیک ہے" لڑکی نے بے زاری سے کہا اور پیانو کے اٹھے ہوئے حصے پر کہنی جمائے اسے دیکھنے لگی

"تم تھیٹر میں کام کرتے ہو۔۔ میں نے تمھارا شو دیکھا تھا" نظریں اس پر جمی تھیں، لہجہ جیسے شہد ٹپکا رہا تھا

وہ پیانو بجانے لگا۔اسے اس کے سوال فضول لگتے تھے، وہ نظر انداز کرتا تھا۔وہ اس کی چلتی ہوئی انگلیاں دیکھ رہی تھی۔۔ پھر اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور اس کے ہاتھ کی پشت پر نرمی سے ہاتھ رکھا مگر وہ جھٹ سے کھڑا ہوا، اب کی بار وہ دور نہیں گیا تھا، اس کا رخ لڑکی کی طرف تھا۔وہ لڑکی سے دراز قد تھا۔۔ لڑکی کی مسکراہٹ سمٹی، وہ دور ہوتی چلی گئی، وہ مسکرایا۔۔اس کی مسکراہٹ میں کچھ تھا جو اسے پراسرار بنا رہا تھا۔لڑکی کے چہرے پر سیاہ سا سایہ لہرایا، اس نے تھوک نگلا

"ہر ایکشن کا ری ایکشن ہوتا ہے اور میرا ری ایکشن بہت شدید ہوتا ہے۔۔ باز آجائیں" وہ کاٹدار لہجے میں تلخی سے بولا تھا

لڑکی اس کی طرف بڑھی، بڑی نرمی اور نخرے سے اسے دیکھا "تمھیں مجھ سے محبت نہیں ہوتی؟" وہ ہنس دیا، پھر سانس خارج کی۔ آج کل وہ یونہی سب کا پارہ ہائی کرتا تھا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولا

"میں کسی کی چبا کر پھینکی ہوئی ببل دوبارہ نہیں چباتا"

اس نے کاٹ دار لہجے میں بات کہہ دی مگر لڑکی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ اس کا گریبان پکڑ کر چلائی "کیا سمجھتے ہو تم خود کو۔۔ میں تمھیں کوئی کال گرل لگتی ہوں۔۔ ہاں؟" اس کی رنگت اس کی آنکھوں کی طرح گلابی پڑی تھی

اس نے اپنی جیکٹ اس سے چھڑوائی اور سانس خارج کی۔ پھر پیچھے ہٹتا چلا گیا "انسان خود کو سب سے اچھے سے جانتا ہے۔۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں" اور مسکرا کر شانے اچکائے۔۔ پھر اسے دیکھا اور برا سا منہ بنایا جیسے بڑا ہی اکتایا ہو

"نو مور کلاس ٹوڈے!" اور وہاں سے چلا گیا۔

لڑکی کا تنفس بڑھا تھا، اس کا دل کر رہا تھا کہ اس کا سر پھاڑ دے۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھی، آنکھیں چھوٹی کیے اسے جاتا دیکھتی رہی، لڑکا سیٹی بجاتے ہوئے باہر جا رہا تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شام ہوتے ہی لندن کی رونق واپس آگئی تھی۔روشن اونچی عمارات اور نیچے شور۔اس ریسٹورنٹ سے کچھ فاصلے پر ایک لڑکے نے گود میں ایک بچے کو اٹھایا ہوا تھا۔اس بچے نے اپنے دونوں بازو اس کی گردن کے گرد حمائل کیے تھے اور سر اس کے کندھے پر رکھا تھا۔اس کی ماں ہاتھ میں پکڑے صفحے پر لکھی چیزیں دیکھتی کارٹ میں رکھتی جا رہی تھی۔لڑکا اس خاتون کے پیچھے ہی تھا۔بچہ پر سکون سا اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا،خاتون نے پیچھے منہ کیا اور پھر مسکرا دیں۔

"بڑی دوستی ہو گئی ہے"کارٹ کو پکڑے وہ آگے کی طرف بڑھی تھیں۔وہ بھی مسکرایا اور ان کے پیچھے چل دیا

"یہ مجھے اچھا لگتا ہے۔۔میرا کوئی بھائی ہوتا تو ایسا ہوتا"

وہ ہنس دیں"تمھاری عمر کے جوانوں کو پتہ ہے کیا اچھا لگتا ہے؟"انھوں نے سرگوشی کی تھی

وہ سر ہلا کر ہلا گیا"مگر ہر نوجوان التمش نہیں ہوتا مسز سنوٹ"

وہ کاؤنٹر پر کھڑیں بل بنوا رہی تھیں۔بل ہو گیا اور سارہ چیزیں ایک بیگ میں ڈال دیں۔وہ پکڑنے لگی تھیں مگر اس نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔انھوں نے اسے بیگ پکڑنے سے نہیں روکا۔

اب وہ دونوں فٹ پاتھ پر چلتے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ارد گرد ٹریفک کا شور تھا۔بچہ ابھی بھی اس کے کندھے پر سر رکھے پر سکون سا تھا۔انھوں نے ایک نظر اسے دیکھا پھر مسکرا دیں"اچھے لگ رہے ہو"

وہ مسکرادیا"آپ کہتی ہیں تومان لیتاہوں"شانے اچکائے۔پھر گلا کھنکھارا"تھینک یو۔۔مجھے سننے سمجھنے کے لیے"

انھوں نے سر ہلایا،سانس خارج کی"ہمارے پچاس فیصد مسئلے صرف اسی وجہ سے حل نہیں ہوتے کہ ہمیں سننے والا کوئی نہیں ہوتا۔بعض اوقات اپنی بات کہتے کہتے ہمیں خود ہی اپنے مسئلے کا حل مل جاتاہے یاہمیں مسئلہ پہلے جتنابھاری نہیں لگتا مگر شرط یہ کہ سامنے بیٹھا شخص آپ کو سن رہاہو سمجھ رہا ہو جج نہ کر رہاہو۔۔ہر شخص کی ایک کہانی ہوتی ہے اور وہ مختلف ہوتی ہے۔ہم ایک دوسرے سے شکلوں میں ہی نہیں بلکہ سوچ قوت ظرف ضمیر جذباتی طور پر بھی مختلف ہیں۔کوئی برا نہیں ہوتا التمش بس وہ برا بن جاتاہے۔تو جو برا بن سکتاہے وہ اچھا کیوں نہیں؟کوئی بولنے والا ہو تو ہمیں اسے سن لیناچاہیئے،میں تو سوچ رہی تھی تمھارے ساتھ ایک پوڈکاسٹ کروں"

وہ ہنس دیا۔پھر خاموش ہوا"لیکن ہر سننے والا مسز سنوٹ نہیں ہوتا۔کسی کے پیٹ میں چوہے بھی دوڑنے لگتے ہیں،کیوں نہ ہم جس کو سناناچاہ رہے ہیں اس سے کوئی کانسنٹ لے لیں؟"

وہ مسکرائیں اور سر نفی میں ہلایا"کیسا کانسنٹ؟یہ لوگ تو جہنم سے نہیں ڈرتے کسی قانون سے یاہم سے کیاہی ڈریں گے"

"اوہ۔۔"اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے"پھر یہ کس سے ڈرتے ہیں؟"

"ان ہونی سے، وہ چیز جو ابھی ہوئی ہی نہیں۔۔ایسی چیز کی آگہی سے ڈرتے ہیں جو ان کا سکون تباہ کر دے، ان کہی سے ڈرتے ہیں"

وہ خاموش رہا۔ سامنے ان کا ریسٹورنٹ نظر آرہا تھا جو کہ آج بند تھا۔ وہ مسکرایا

"کہتے ہیں مرد کے دل تک راستہ پیٹ سے گزر کر جاتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ہر مرد و عورت، بچے اور بوڑھے کے دل دماغ کان ناک پیٹ۔۔ہر جگہ تک جانے کا راستہ اچھا کھانا ہے"

مسز سنوٹ نے گردن موڑ کر اسے گھورا

"سوری۔۔مسز سنوٹ کا کھانا"

اور وہ ہنس دیں۔ وہ بھی ہنسا تھا، اس کی گود میں سٹیفن بھی مسکرا رہا تھا۔

چار دن قبل:

سیاہ جیکٹ اور سیاہ جینز میں ملبوس شخص اس شناسا گلی میں چلتا بنگلے کے اندر داخل ہوا۔ آج بنگلے میں خاموشی تھی، ایک عجیب سی خاموشی۔ وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو کوئی نوکر نظر نہیں آیا۔ اس کی عادت نہیں تھی کہ کسی کے گھر میں کہیں گھس کر تاکا جھاکی کرے۔ اپنے کام سے آتا تھا کام کرتا تھا اور چلا جاتا تھا مگر آج فضا بدلی بدلی تھی۔ اس نے منہ بسورا اور اندر کی طرف بڑھا مگر دماغ ابھی بھی وہیں اٹکا تھا۔ اسے دور کہیں سرخ بتی جلتی نظر آئی تھی، اتنے بڑے بنگلے میں نوکر نہیں، اندر شیشے کی میز پر جوس پڑا تھا، وہ ٹھٹھکا نہ آج کوئی خاص ایونٹ تھا، ایونٹ ہوتا تو اسے چھٹی ہوتی۔ اس نے جیب سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فون نکالا اور مطلوبہ چیٹ کھول کر میسج کیا، پھر فون جیب میں رکھ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ پانچ منٹ دیر سے آتی تھی، دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوئی۔ اس نے سرخ رنگ کی لمبی سکرٹ پہن رکھی تھی، نیچے چیلسی بوٹ، سرخ لپ سٹک اور سرخ نیل پالش۔ وہ خوبصورت لگ رہی تھی مگر خطرے کا نشان۔۔ اس نے تھوک نگلا، دماغ نے صدا لگائی، وقت غلط تھا، وہ غلط وقت پر آیا تھا مگر اب آ گیا تھا۔ اس نے اسے سٹول پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا۔ پہلے وہ بجاتا تھا اور لڑکی سنتی تھی، پھر لڑکی اسے دیکھ کر بجاتی تھی۔ اس نے اپنی انگلیاں کیز پر رکھیں اور بجانا شروع کیا۔ وہ بیٹھ کر سنتی رہی، پھر گلا کھنکھارا اور کھڑی ہوئی۔ اس کے بوٹ کے نیچے چھوٹی ہیل اس کے چلنے پر ٹک ٹک پیدا کر رہی تھی

"مجھے لگتا تھا کہ تم بھی عام لڑکوں کی طرح ہو گے۔۔ میں نے تمھیں رکھا تھا، خود منتخب کر کے۔۔ تمھاری عمر کے لڑکے تمھاری طرح نہیں ہوتے۔ کہیں نہ کہیں وہ نیڈی اور گریڈی ہوتے ہیں، کوکین کے عادی اور فینٹسی میں رکھنے والے۔ دھوکے باز اور بے مقصد" وہ جھکی، اس کی آنکھوں میں دیکھا اور ہنس دی

"تمھیں کیا مصیبت پڑی ہے کہ اتنے سنجیدہ رہتے ہو" وہ سیدھی ہوئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"تمھیں پیسے چاہیئے،ڈائمنڈ چاہیئے۔۔کیا چاہیئے؟ہاں؟"اس نے دوسرا ہاتھ اس کے دوسرے کندھے پر رکھا،وہ بڑی نزاکت سے بڑے موڈ میں بول رہی تھی۔وہ جھٹ سے کھڑا ہوا اور مڑا۔۔اس کی آنکھوں میں ایک تپش تھی،انگاروں کی تپش۔۔

"مجھے تم سے چھٹکارا چاہیئے۔۔دے سکتی ہو؟"وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔بلا کی سنجیدگی،ایسی سنجیدگی جو جسم کو پار کر کے اندر سے گزرتی ہے۔

"تم مجھ سے دور کیوں ہونا چاہتے ہو؟"وہ اس کے قریب آئی،آنکھیں گلابی پڑیں اس نے اسے خود سے دور کیا"دور رہ کر بات کرو۔۔مجھے ان سب کی عادت نہیں ہے"اسے اب غصہ آنے لگا تھا مگر وہ ضبط کر رہا تھا۔

لڑکی دانت پیستے اس کی طرف بڑھی اور اس کا گریبان پکڑ لیا،پھر اسے جھنجھوڑا"تم نے مجھے ببل کہا تھا نا کل"وہ گلا پھاڑ کر چلا رہی تھی۔اس کی دونوں مٹھیوں میں ایل کا گریبان تھا جسے وہ جھنجھوڑ رہی تھی

"میں تمھیں اتنی گئی گزری لگتی ہوں۔۔تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟"وہ چلاتے ہوئے رونے لگی تھی،وہ اسے تعجب اور غصے سے دیکھ رہا تھا،وہ کیا تماشا لگا رہی تھی۔۔یہ وجہ تھی کہ کوئی نوکر نہیں تھا گھر خالی پڑا تھا

اس نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان چھڑایااور جیکٹ سیدھی کر کے بولا"کیا یار۔۔حد ہے۔۔ٹھیک ہے میں ہینڈسم ہوں پیارا ہوں مگر اس طرح اتنے مہنگے جیکٹ کو کون ٹارچر کرتا ہے۔۔تمھیں پتہ بھی ہے میں نے اپنی سیونگز سے یہ جیکٹ لی ہے"اور کہہ کر سر جھٹکا،وہ اپنے غصے کا استعمال جانتا تھا

"ہاں؟"لڑکی تعجب اور حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی

وہ جیکٹ سیدھی کرتے مڑا اور آگے بڑھا مگر لڑکی نے اسے پیچھے جیکٹ سے پکڑا تھا،وہ رک گیا،ایک جھٹکے سے اپنی جیکٹ چھڑوائی اور دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔وہ اب بھی سنجیدہ تھا،پھر سر ہلا کر بولا

"چلو شروع کرو ڈرامہ"اس نے سینے پر بازو باندھ لیے جیسے اسے پتہ تھا کہ وہ یہ سب کرے گی لڑکی اس کی طرف بڑھی اور بڑے تحمل سے آنکھوں میں آنسو لیے بولی"میں۔۔تمھیں چاہتی ہوں ۔۔تم مجھے اچھے لگتے ہو"

اس نے سر ہلایا"کچھ اور یا بس؟"وہ سیدھا ہوا ہاتھ پہلو میں گرے تھے،وہ جانے کو تیار تھا۔

لڑکی تپ گئی،اس کی آنکھوں میں گلابی پن اتر آیا"میں تمھیں پرپوز کر رہی ہوں اور تمھارا یہ ایٹیٹیوڈ ہے"وہ پھر سے چلائی،اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں

اس نے کان میں انگلی ڈال لی،پھر بے زاری سے اسے دیکھا"آرام سے بی بی۔۔سامنے ہی ہوں،اتنی اونچی بول رہی ہو بہرا کرو گی کیا؟"کہہ کر سر جھٹکا

لڑکی پیچھے مڑی اور جوس کا گلاس پکڑا اور اس پر پھینکا۔ وہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ دانت پیستے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ حرکت اچانک ہوئی تھی مگر وہ سنبھل گیا، اپنی شرٹ کو دیکھا اور پھر جوس چہرے سے صاف کیا، شرٹ پر دوبارہ دیکھا پھر سانس خارج کی

"کر دی نہ شرٹ گندی۔۔ کر دیا نا جوس ضائع" پھر سر جھٹکا "نہیں پینا تھا تو مجھے دے دیتی۔۔ ایویں!"

باہر گاڑی کے ہارن کی آواز گونجی تھی، اس کا باپ آ گیا تھا۔ دونوں نے بیک وقت کھڑکی کی طرف دیکھا تھا۔ وہ مسکرایا

"لگتا ہے میرا میسج پڑھ لیا" اور شانے اچکا کر باہر بڑھنے لگا تھا۔ لڑکی کے لیے یہ اچانک تھا، اس کا باپ رات میں آتا تھا، آج جلدی آ گیا۔ وہ ہڑبڑا گئی، ادھر اُدھر دیکھا مگر کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے اپنی لپ سٹک خراب کر لی۔ ایک طرف سے آستین پھاڑ لی، التمش کا دماغ بھک سے اڑا مگر وہ گھبرایا نہیں۔۔ غصہ نہیں کیا اور باہر کی طرف بھاگا۔ وہ پیچھے ہی بھاگی تھی، سامنے سے اس کا باپ آ رہا تھا، وہ ان دونوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ التمش ان کے سامنے کھڑا تھا، سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے

"آپ کی بیٹی کا پاگل پن جھیلنے کے ایکسٹرا پیسے لوں گا"

اور کہہ کر رکا نہیں چل دیا۔اس کا باپ اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا جس کی حالت بگڑی ہوئی تھی،وہ اپنے باپ سے اس زیادتی کا ذکر کر رہی تھی جو ہوئی ہی نہیں۔۔یہ بات تو اس کا باپ بھی جانتا تھا کہ کوئی چور چوری کرنے سے پہلے میسج ہر گز نہیں کرتا۔۔آج کے بعد وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا۔

رابیل کو بھی نیند آنے لگی تھی،اس نے لیپ ٹاپ آف کیا اور اپنے بلے کے گرد بازو حمائل کیے۔

"لیو۔۔"وہ دھیمی آواز میں بولی۔وہ ذرا سا اٹھا مگر پھر سو گیا۔

اس نے اپنے اوپر بھی لحاف لیا اور اس پر دیا،پھر سو گئی۔رات گہری مگر سرد تھی

لڑکی یونیورسٹی جانے کے لیے تیار تھی۔اسے یونیورسٹی کے بعد سٹوڈیو جانا تھا۔تین سیاہ کینوس ایک طرف پڑے تھے اور وہ بیڈ پر بیٹھی جھک کر اپنے سنیکرز کے تسمے بند کر رہی تھی۔دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔لڑکی اسی طرح جھکی رہی جبکہ آئینے کے سامنے کھڑی کوٹ پہنتی عالی جاہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر مسکرا دی۔

"آسکتا ہوں؟"اس نے اندر آنے کی اجازت چاہی تھی

عالی جاہ نے سر اثبات میں ہلایا۔اس نے دروازہ تھوڑا سا کھولا اور سامنے کھڑے عبدل کو اندر آنے کا راستہ دیا۔سنینا اسے دیکھ کر کھڑی ہو چکی تھی،دونوں کی نظریں ملیں اور مسکرائے۔بیڈ سائیڈ پر پڑا

عالی جاہ کا فون پورے شور سے چلا رہا تھا، وہ آگے بڑھی۔ فون پکڑا اور اس کی سکرین دیکھ کر سوائپ کی۔ فون کان سے لگایا اور باہر چلی گئی

"میں آج ذرا بزی ہوں۔ شاید سٹوڈیو نہ آسکوں۔۔ عالی جاہ نے رات کو آپ کی پینٹنگز کے بارے میں بتایا تھا۔ میں نے کہا جاتے ہوئے ایک نظر دیکھتا جاؤں"

لڑکی نے مسکرا کر سر ہلایا اور اپنے کینوس کی طرف بڑھی۔ اس پر چڑھا کپڑا ہٹایا اور ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ عبدل آگے آیا اور دونوں ہاتھ پیچھے باندھ لیے۔ وہ سنینا کی سیاہ سفید سرمئی پینٹنگ دیکھ سکتا تھا، الماری کے ساتھ لگے دو کینوس بھی اسے پکار رہے تھے اور وہ انھیں بھی دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہنوز قائم تھی۔ اس نے دونوں بازو سینے پر باندھے اور کینوس کو گھورتے بولا

"آپ کو اب خواب نہیں آتے؟"

سنینا نے کینوس سے ہٹا کر نظریں اس پر جما لیں "ہاں؟" وہ ہڑبڑائی "یعنی۔۔ مطلب؟"

اس نے گردن موڑ کر سنینا کو دیکھا "کیا آپ کو اب بھی پہلے جیسے خواب آتے ہیں؟" بڑے تحمل سے بولتے اس نے ہاتھ پہلو میں گرا لیے

"آتے ہیں۔ رات میں بھی۔۔ آیا ہے" اس نے سانس خارج کی مگر سینے پر بوجھ ہلکا نہیں ہوا

"آپ کو ڈر نہیں لگتا؟" اب کہ وہ الماری کے ساتھ لگے سیاہ کینوس کو دیکھ رہا تھا جس پر سفید سرمئی سی عورت پینٹ تھی۔۔ وہ برف کی ملکہ حسن کی مورت تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو کیسے پتہ مجھے ڈراؤنے خواب آتے ہیں؟"

"میں نے تو اندازہ لگایا ہے۔۔کیا واقعی وہ ڈراؤنے ہوتے ہیں؟"اس نے سنینا سے نظریں نہیں ملائیں۔

سنینا نے گلا کھنکھارا"بہت۔۔مگر اب مجھے عادت ہو گئی ہے"

"عادت ہو جانے سے کیا ڈر نہیں لگتا؟"وہ ہاتھ بڑھا کر ایزل پر لگے کینوس پر سیاہی کو چھو رہا تھا۔

"یہ سب کیسے ہیں؟"اس نے موضوع بدل دیا اور کینوس کو دیکھا۔

عبدل دھیرے سے ہنسا"فلاطیوس ہوتا تو آپ کو اپنی شاگردی میں لیتا اور آپ استاد بن جاتیں"پھر سنینا کو دیکھا"یہ بہت خوبصورت ہیں۔بہت شاندار مگر بے خود۔۔"

اس کے بے خود کہنے پر اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی

"آپ کی پینٹنگ دیکھ کر مجھے ایک سٹوری یاد آئی ہے۔۔سناؤں؟"اب کہ وہ سنینا کو دیکھ رہا تھا۔لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ آگے بڑھا اور گلاس وال کے سامنے جا کھڑا ہوا جہاں سے سورج کی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔اس نے ہاتھ پیچھے باندھے

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جنت میں دو ذی روح رہتے تھے۔کہانی کے دو کردار آدم اور حوا"وہ وہیں کھڑی سن رہی تھی۔دونوں کی پشتیں ایک دوسرے کی طرف تھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دونوں جنت میں رہتے تھے۔اپنی مرضی کے پھل کھاتے، نعمتیں انجوائے کرتے اور آزاد رہتے تھے۔کہانی بہت اچھی جارہی تھی۔انھیں سب کچھ دیا گیا تھا، بھلا جنت میں کیا نہیں ہوگا مگر ایک درخت۔ایک درخت تھا جس کے پاس جانے سے منع کیا تھا۔کہا آدم تم کھاؤ پیو اور جنت میں رہو مگر اس درخت کے پاس مت جانا۔آدم تھا خدا کی سب سے بہترین مخلوق مگر آدم معصوم تھا۔گناہوں سے پاک، یہاں ایک پلاٹ ٹوئسٹ آیا اور کہانی کا ولن سامنے آگیا۔اس ولن کی بیک گراؤنڈ سٹوری یہ تھی کہ اسے جنت سے نکالا گیا تھا۔اس ولن کا نام ابلیس تھا۔اب کہانی کے تین کردار ہوگئے۔آدم حوا اور ابلیس، ابلیس بڑا خیر خواہ بن کر ایک دن آدم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ کیوں نہ میں تمھیں ایک راز بتاؤں جس سے کہ تم ہمیشہ رہو۔جس سے کہ تم فرشتے بن جاؤ۔اس نے کہا کہ اس درخت کا پھل چکھ لو اور فرشتے بن جاؤ، ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ۔آدم ابلیس کے دھوکے میں آگیا اور اس نے اس درخت کا پھل چکھ لیا اور نتیجے میں اسے جنت کی آزادی سے نکال کر اس دنیا کی قید میں ڈال دیا گیا۔آپ کو پتہ ہے وہ کیا چیز تھی جس نے آدم کو پھل چکھنے کو مجبور کیا تھا۔جس نے آدم کو آمادہ کیا تھا کہ وہ پھل چکھ کر دیکھ لے" وہ مڑا اور سنینا کو دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھری ہوئی تھیں۔کٹوروں میں پانی بھرا ہوا تھا اور رنگت زرد تھی۔

اس کے لب کپکپائے "وسوسہ"

عبدل مسکرایا "تجسس کی شکل میں وسوسہ"

اس نے سنینا کی پینٹنگ کو دیکھا "دیکھیں تو سہی اس درخت کا پھل چکھ کر کیا ہوتا ہے؟ دیکھتے ہیں کہ اس پھل کو چکھنے سے کیا واقعی ہم فرشتے بنتے ہیں؟ آخر اس درخت کے پاس جانے سے کیوں منع کیا ہے؟ دیکھتے ہیں، اسے چھو کر دیکھتے ہیں اور جیسے ہی چھوتے ہیں تو آزادی سے قید تک کا سفر مکمل ہوتا ہے"

سنینا کی تھوڑی اس کی گردن سے لگی تھی اور آنسو گال بھگو رہے تھے۔اس نے نم سانس اندر کھینچی اور آنکھیں میچ لیں

"پتہ ہے سنینا اللہ نے آدم کو کیا کہا تھا؟ اللہ نے آدم سے کہا تھا کہ اس درخت کے پاس بھی مت جانا۔اللہ نے یہ نہیں کہا کہ اس درخت کو چھونا مت یا اس کا پھل نہیں کھانا۔اللہ نے کہا تھا کہ اس درخت کے قریب مت جانا" پھر ذرا سا جھکا "کیوں کہا تھا؟"

"پلیز۔۔عبدل۔۔"اس کی تھوڑی گردن سے لگی رہی اور لب حرکت میں آئے مگر وہ چپ نہیں ہوا۔اس کا ایک ایک لفظ سنینا کے نفس پر چوٹ اور ضمیر کی تسکین تھا۔

"کیونکہ وہ فطرت انسانی سے خوب واقف ہے۔وہ جانتا ہے تم گناہ کی خوشبو بھی محسوس کر لو تو تمھارا تجسس تم سے جنت کی آزادی چھین کر تم کو دنیا کی قید میں ڈال دے گا۔وہ جانتا ہے کہ اگر تم نے اس گناہ کو قریب بھی محسوس کیا تو تم بہک کر بھٹک جاؤ گے اور پھر گناہ کر ڈالو گے۔وہ درخت آدم کی

لمٹ تھا اور جو شخص اللہ کی مقرر کی حد پار کرتا ہے وہ سکون سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور پھر اس سکون کے لیے مارے مارے پھرتا ہے جو کہ اللہ نے اسے بنا کسی مشقت کے دیا تھا" وہ خاموش ہو گیا۔

اب دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور سنینا کو دیکھا جو اسی طرح کھڑی تھی۔

"تجسس۔۔سکون کی موت ہوتی ہے سنینا۔۔آپ کو کرسٹوفر جیسا نہیں اس سے افضل بننا تھا۔آپ کو وہ شہرت اور وہ نام ہمیشہ چاہیئے جو کرسٹوفر کے پاس بھی عارضی ہے اور آپ کے پاس بھی عارضی ہو گا۔میں فقط یہی کہوں گا کہ اس درخت کے پاس تو چلی گئی ہیں مگر اس درخت کا پھل مت کھایئے گا"

اس کے چہرے کی مسکراہٹ مدھم پڑی "جتنی آنکھیں ہوں گی اتنے گناہ ہوں گے اور بعض گناہوں کو دھونے کی مہلت کبھی نہیں ملتی"

کہتے ہی وہ رکا نہیں چل دیا۔اس کے جاتے ہی سنینا بیڈ پر بیٹھ گئی اور مٹھیاں گود میں رکھے آنکھیں بھینچے روتی رہی۔اس نے کتنی مشکل سے اپنی آنکھیں اس طرف سے اندھی کی تھیں اور وہ آیا اور آنکھیں کھول کر چلا گیا۔ضمیر جگا کر چلا گیا اور نفس کو مات دے گیا مگر نفس اتنی آسانی سے مات نہیں کھاتا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور عالی جاہ اندر آئی۔ادھر اُدھر دیکھا "چلا بھی گیا" اور پرس ایک طرف لٹکایا۔

وہ سنینا کے ایزل کی طرف بڑھی اور اس کا کینوس پکڑا۔

"ایک میں پکڑ لیتی ہوں دو تم پکڑ لو" سنینا نے ہتھیلی سے آنکھیں پونچھیں۔ سنینا کی پشت اس کی طرف تھی سو والی جاہ نہیں دیکھ سکی کہ وہ رو رہی ہے۔ لڑکی کھڑی ہوئی

"نہیں۔۔ میں انھیں ڈسپلے نہیں کروں گی" اندر نے ایک صدا لگائی

"میں درخت کے پاس پہنچ گئی ہوں مگر میں اس کا پھل نہیں کھاؤں گی۔ میں واپس پلٹنے کو تیار ہوں"

"کیوں؟ رات تک تو تم تیار تھی اسے ڈسپلے کرنے کے لیے" عالی جاہ کے چہرے سے فکر جھلک رہی تھی

وہ مسکرائی اور اس کے ہاتھ سے کینوس لے لیا "تب رات تھی اندھیرا تھا مجھے ٹھیک سے نظر نہیں آیا۔ اب دن ہے روشنی ہے اب مجھے سب نظر آ گیا ہے"

"ہیں؟" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا مگر سنینا اس کے سامنے نہیں رکی۔ دیوار سے لٹکا اپنا بیگ اتارا اور دونوں لڑکیاں اکٹھی باہر کی طرف بڑھی تھیں

اگلا دن اداس سا تھا۔ اسلام آباد کی سڑکیں دھند کی لپیٹ میں تھیں۔ آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی، لاؤنج کا دروازہ بند تھا۔ فرحت گلشن آرا کے ساتھ اپنے کمرے میں تھیں۔ لاؤنج میں رانیہ صارم کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس کی تیوری چڑھی ہوئی تھی جیسے ابھی پھر سے کسی سے جھگڑ کر آئی ہے۔ شام کے پانچ بجے کا وقت تھا جب رابیل آفس سے آئی، سلام لے کر اندر بڑھی۔ کمرہ گرم تھا،

ایک سکون سا تھا۔اس نے اندر داخل ہوتے ہی ادھر اُدھر دیکھا،اس کی عادت تھی آتے ہی سب سے پہلے لیو کو دیکھتی تھی اور وہ اسی کی طرف آرہا ہوتا تھا۔آج لیو نہیں تھا،وہ باہر آئی اور فرحت کے کمرے میں گئی۔سلام لے کر ادھر اُدھر دیکھا"امی۔۔لیو کہاں ہے؟"

فاطمہ بیٹھی گلشن آرا کے پاؤں پر زیتون کے تیل سے مالش کر رہی تھی۔فرحت اپنے بالوں کی چٹیا بنا رہی تھیں

"صارم کے ساتھ کھیل رہا تھا باہر"

وہ باہر نکلی تو لاؤنج خالی تھا،رانیہ کچن میں تھی۔اس نے دائیں بائیں دیکھا،وہ کہیں نظر نہیں آیا تھا۔وہ کچن میں گئی،اس نے رات والا تماشا بھلا دیا تھا۔

"رانیہ۔۔لیو کو دیکھا ہے تم نے؟"وہ دودھ میں پتی ڈالتی رہی۔پھر ڈبہ بند کر کے ایک طرف رکھا اور چینی کا ڈبہ پکڑا

"رانیہ۔۔میں تم سے بات کر رہی ہوں،لیو کو دیکھا ہے تم نے؟"وہ اس کے قریب جا کھڑی ہوئی رانیہ نے اسے مسکرا کر دیکھا اور بازو سینے پر باندھ لیے"کتنی تکلیف ہوتی ہے ناجب کسی اپنے کو تکلیف ہوتی ہے تو"

رابیل نے بھنویں بھینچے اسے ناسمجھی سے دیکھا"میں تم سے کیا پوچھ رہی ہوں اور تم مجھے کیا بتا رہی ہو؟"اسے غصہ آنے لگا تھا

اس نے شانے اچکائے "پتہ نہیں۔۔آوارہ بلا تمھارا ادھر اُدھر تمھاری طرح منڈلا رہا تھا۔۔دیکھ لو ہو گا کہیں "ڈھیٹ بن کر اس نے چولہے کی آگ تیز کر دی

رابیل ضبط کر کے پیر پٹخ کر باہر آ گئی۔واپس اپنے کمرے میں آئی اور اسے آوازیں دینے لگی۔پہلے آفس کی سیاست دیکھو اور پھر گھر کی۔وہ عاجز آ گئی اور لاؤنج کا دروازہ کھولا،وہ ایک آواز پر آ جاتا تھا۔ اب وہ اسے آوازیں دے رہی تھی اور وہ کہیں نہیں تھا۔۔وہ غصے سے اندر آئی

"کہاں ہے میرا لیو؟"کچن سے باہر آتی رانیہ کا راستہ روکے کھڑی رابیل کو شدید تپ چڑھی ہوئی تھی

رانیہ ہنس دی "ارے۔۔ایک بلا ہی تو ہے۔کونسا تمھارا بچہ ہے جو اتنا مر رہی ہو"

اس کی آواز سن کر فرحت بھی باہر آ گئیں۔وہ رابیل کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی

"میرا بچہ ہی ہے وہ۔۔کہاں ہے؟"اس نے دانت پیستے پوچھا تھا

اس نے سانس خارج کی "مجھے نہیں پتہ "اور آگے جانے لگی تھی کہ رابیل نے راستہ روکے رکھا

"میں تمھارا بچہ اس طرح گم کر دوں تو۔۔تکلیف ہو گی نا تمھیں؟"رابیل مٹھیاں بھینچ کر اس کے سامنے کھڑی تھی،بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی گردن مروڑ دے

"حد میں رہو اپنی۔۔آئی سمجھ "اس نے ہاتھ میں پکڑے کپ سے چائے کا گھونٹ بھرا "تمھارا بلا میرے بچے کو تنگ کر رہا تھا،میں نے باہر پھینک دیا۔۔ہو گا کہیں ڈھونڈ لو"

اس نے ہاتھ سے رابیل کو ایک طرف کیا اور فرحت کو نظر انداز کر کے اوپر چلی گئی۔ وہ بس گلابی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھتی رہی

"اماں۔۔ یہ پھر سے۔۔" اور اس کے الفاظ منہ میں رہ گئے، آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ وہ لب بھینچتی باہر باغ کی طرف بڑھی۔

"لیو۔۔ تم کہاں ہو؟" اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ اس قدر سردی میں وہ کہاں ہو گا۔ وہ عین باغ کے درمیان میں کھڑی تھی۔

"لیو۔۔" اور اس کے کانوں نے ایک باریک سی نحیف سی آواز سنی تھی۔

اس نے گردن ادھر اُدھر گھمائی، ایک بار اور آواز دی اور وہی کمزور سی آواز آئی۔ اس نے لیموں کے درخت کے نیچے دیکھا، وہ نم مٹی پر سمٹ کر تنے سے لگ کر بیٹھا تھا، اسے ہلا بھی نہیں جا رہا تھا

رابیل جھکی اور اسے اٹھا لیا، وہ ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ جیسے اس کی کھال گیلی ہو، اس نے اسے اپنے بازوؤں میں لیا اور اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا

"تم ٹھیک ہو؟" وہ کچھ بھی نہ بولا، سردی نے اسے جما دیا تھا۔ بس اس کی سانسیں چل رہی تھیں۔ وہ اندر کی طرف بڑھی، لاؤنج کے دروازے پر فرحت کھڑی تھیں۔ اسے اندر آتا دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھی

"ٹھیک ہے؟"

رابیل نے گلابی آنکھوں سے انھیں دیکھا"زندہ ہے۔۔ابھی مرا نہیں ہے"

اور کہتے ہی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ پل بیتے اور وہ کمبل میں لیٹا تھا،رابیل نے اس کے پاس ہیٹر آن کر کے رکھا تھا،وہ اس کے پاس ہی بیٹھی رہی۔وہ خاموشی سے بس رابیل کو دیکھتا رہا اور وہ اسے۔اس کا دل زخمی تھا مزید زخمی ہو گیا۔

اسے اس دن پر غصہ آرہا تھا جب اس نے رانیہ کے ہوتے اپنے بلے کو آزاد چھوڑا تھا۔وہ کچھ سانس لینے لگا تو رابیل نے اسے چھوٹے کمبل میں لپیٹا اور کوٹ پہن کر باہر کی طرف بڑھی،اسے ڈاکٹر کی ضرورت تھی اور گھر پر ڈاکٹر دستیاب نہیں تھا۔

جس وقت وہ گھر واپس آئی اشعر آچکا تھا۔وہ اندر بڑھی اور سیدھا لاؤنج میں آگئی۔وہ صارم کے ساتھ بیٹھا تھا،اسے دیکھ کر مسکرایا مگر وہ مسکرا بھی نہ سکی۔اسے اندر آنے کا اشارہ کیا اور وہ اٹھ گیا۔

وہ اندر رابیل کے کمرے کی جانب بڑھا تو وہ اپنے بلے کے ساتھ بیٹھی تھی۔اشعر کو آتا دیکھ کر کھڑی ہوئی

"اشو۔۔لیو ٹھیک نہیں ہے؟اسے دیکھنا کیا ہوا ہے۔۔میں ڈاکٹر کے پاس گئی تھی وہ نہیں ملا"

وہ بھنویں بھینچے اس کی طرف بڑھا،اس کا چہرہ اپنی طرف اٹھایا۔اس کی آنکھیں نیم کھلی تھیں،اس نے اس کی گردن کے گرد ہاتھ رکھ کر اس کی چلتی رکتی سانس دیکھی

"یہ کل تک تو ٹھیک تھا؟آج کیا ہوا؟"وہ سیٹی بجاتے اس کی گردن سہلا رہا تھا

"رانیہ نے اسے باہر نکال دیا تھا۔بیچارہ پتہ نہیں کب سے گیلی مٹی پر سردی میں بیٹھا رہا" پھر نم آنکھوں سے اشعر کو دیکھا "اشو۔۔یہ ٹھیک ہو جائے گا نا،اسے کچھ ہو گا تو نہیں نا؟"

اس نے سانس خارج کی "آپ اس کے لیے دودھ گرم کر کے لائیں"

وہ سر ہلا کر باہر چلی گئی۔ننھے سے لیو کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔لڑکا اٹھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔دس منٹ بعد رابیل واپس آئی۔۔پیالہ لیے اس کی طرف بڑھی مگر اس کی آنکھیں بند تھیں۔۔اس نے اس کی کمر سہلائی "لیو۔۔" مگر کوئی حرکت نہیں ہوئی۔

"لیو" وہ اس کے قریب جھکی مگر کوئی آواز نہیں آئی۔اس نے پیالہ وہیں چھوڑا اور باہر کی طرف بڑھی،اشعر کے ہاتھ میں انجیکشن تھا اور وہ کمرے کی طرف ہی بڑھ رہا تھا

"وہ۔۔اٹھ نہیں رہا اشعر" اس کی آواز کانپ رہی تھی

اس نے تھوک نگلا اور اس کے ساتھ اندر بڑھا،وہ اس پر جھکا اس کی گردن سہلاتا رہا،پھر اس کی آنکھیں کھول کر دیکھا اور ٹیکا وہیں پڑا رہ گیا۔

"اسے کیا ہوا ہے؟" رابیل نے اشعر کا کندھا ہلایا تھا۔وہ جو اس کی کمر سہلا رہا تھا اپنی بہن کو دیکھا "سو رہا ہے۔۔اب کبھی رانیہ بھابھی کو تنگ نہیں کرے گا"

اس نے تھوک نگلا،وہ پلکیں جھپکانا بھول گئیں،آنکھوں کے کٹوروں سے پانی بہہ نکلا اور اس کے گال بگھونے لگا۔اشعر بھی اداسی سے اس چھوٹے سے بلی کے بچے پر ہاتھ پھیرتا رہا۔رابیل وہیں کھڑی

پتھر ہو گئی تھی۔اس نے اتنی محبت سے بلی کا بچہ لیا تھا، یہ وہ تحفہ تھا جو اس نے خود کو خود دیا تھا۔آج وہ ننھا وجود بستر پر بے سدھ پڑا تھا۔رابیل کمرے میں آتی تو وہ سب سے پہلے اس کی طرف بڑھتا تھا جیسے اسی کا انتظار کر رہا ہو، اس کی گود میں بیٹھنا لیو کا پسندیدہ مشغلہ تھا، پھر چاہے وہ گود میں بیٹھ کر اس کے ساتھ لیپ ٹاپ دیکھتا رہے یا سو جائے۔وہ اسے دیکھتی روئے جا رہی تھی، کاش وہ آج آفس ہی نہ جاتی، کاش وہ کل رانیہ کے سامنے نہ بولتی، کاش وہ کل چپ ہو کر رانیہ سے اپنی تذلیل سنتی اور نظر انداز کر کے اندر چلی جاتی تو آج لیو زندہ ہوتا اور خاموشی سے لیٹا اسے دیکھ رہا ہوتا مگر نہیں۔۔

وقت اور حالات ایک سے نہیں رہتے۔یہ تو ہونا تھا اور یہ ہو چکا تھا۔اشعر کھڑا ہوا اور رابیل کو دیکھا، پھر سانس خارج کی۔وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھے رو رہی تھی، اشعر کچھ بھی نہ بولا اور مڑ کر کمبل میں لپٹے ننھے مردہ وجود کو اٹھایا اور باہر بڑھا۔رابیل اس کے پیچھے ہی تھی، وہ مرے مرے قدم اٹھاتی اس کے پیچھے لپکی۔

وہ نیچے جھکا کیاری کھود رہا تھا۔رابیل نے ہاتھ میں فون پکڑ رکھا تھا جس کی روشنی زمین پر پڑ رہی تھی۔ باہر دھند حد سے زیادہ تھی، سردی بھی بلا کی تھی

"اشو۔۔"اس کی آواز نم اور کانپ رہی تھی

"اشو۔۔ایسا نہیں ہو سکتا ہم اسے صبح دفن کریں۔۔ابھی ٹھنڈ ہے باہر "مگر اس نے سر نہ اٹھایا اور زمین کھودتا رہا

"اشعر۔۔ابھی سردی ہے۔ صبح دفن کر دیں گے" وہ پھر بھی نیچے جھکا رہا

اس نے اس کے بازو سے اسے جھنجھوڑا "میری بات کیوں نہیں سن رہے تم۔۔اسے ٹھنڈ لگتی ہے۔۔ وہ ابھی چھوٹا سا ہے" اس کی گلابی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں

اشعر پھر بھی خاموش رہا۔ پھر نرمی سے اس مردہ وجود کو اٹھایا اور اسے زمین میں دفن کر دیا۔ پھر اس پر مٹی ڈالتا گیا اور وہ مٹی کی زینت بن گیا۔

اس نے فون کی بتی بجھا دی۔ دونوں وہاں کھڑے اسے دیکھتے رہے، رابیل نے اس کے کسرتی بازو کے گرد ہاتھ حمائل کیے اور اس کے کندھے کے ساتھ سر لگا دیا۔۔اشعر نے بازو سینے پر باندھ رکھے تھے

"انسان اتنے بے رحم کیوں ہوتے ہیں؟" وہ بول رہی تھی اور اشعر سن رہا تھا "انسان انسانوں کا بدلہ بے زبان جانوروں اور معصوم بچوں سے کیوں لیتے ہیں؟"

اشعر پھر بھی خاموش رہا اور زمین کو گھورتا رہا۔ پھر سانس خارج کی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لے آیا۔ لاؤنج میں رانیہ بیٹھی تھی، اس نے گلابی آنکھوں اور دانت پیستے اسے دیکھا مگر کچھ بولی نہیں۔

اندر گئی اور ٹھک سے دروازہ بند کر کے چٹکی چڑھا دی۔ صوفے پر بیٹھی لڑکی نے شانے اچکائے اور فون پر لگی رہی

فرحت کافی دیر تک دروازہ بجاتی رہیں، اسے کھانے کے لیے بلاتی رہیں مگر وہ بتی بجھا کر سو چکی تھی۔

اسے غم میں نیند ہی تو آتی تھی، آج کی رات لیو نے نام!

فٹ پاتھ پر چلتی دو لڑکیاں ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں۔ایک نے بھورا کوٹ اوڑھ رکھا تھا اور دوسری نے سیاہ۔دونوں آگے بڑھتی باتیں کر رہی تھیں

"مجھے لگا تھا تم نہیں آؤ گی" سیاہ کوٹ والی کرسٹوفر نے بھورے کوٹ والی سنینا سے پوچھا تھا۔

سنینا دھیرے سے مسکرائی "نہیں۔۔اگر کوئی ہمارے ساتھ اچھا ہونے کی کوشش کرے تو ہمیں اسے موقع دینا چاہیئے"

کرسٹوفر مسکرائی "تم مجھے اچھا ہونے کا موقع دے رہی ہو؟"

سنینا ہنس دی اور سر نفی میں ہلایا "میں بس لندن میں اچھا وقت گزارنا چاہتی ہوں" اس نے شانے اچکائے

"تم ٹھیک نہیں لگ رہیں" سیاہ کوٹ والی لڑکی اب کہ سنینا کو گھور رہی تھی

لڑکی نے زکام زدہ سانس اندر کھینچی "ذرا سا فلو ہے۔ٹھیک ہو جائے گا"

کرسٹوفر ہنس دی "سویٹ ہارٹ۔۔آنکھیں زبان سے پہلے بولتی ہیں۔تم ڈسٹرب ہو"

سنینا کی مسکراہٹ مدھم پڑی اور اس نے لڑکی سے نظریں چرائیں "شاید مجھے بخار ہو رہا ہے"

"نہیں۔۔تم اندر سے ڈسٹرب ہو" اس کی آواز پراسرار ہو گئی اور دھیرے دھیرے دھیمے لہجے میں بولنے لگی "تم اپنی خوشی سے میرے ساتھ نہیں آئی۔تم شاید کہیں خاموش پر سکون سی جگہ پر رہنا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چاہتی تھی مگر میرے ساتھ آنا پڑا۔ تم میں کچھ ٹوٹ رہا ہے کچھ جڑ رہا ہے، ہے نا؟" وہ آگے بڑھ رہی تھی مگر گردن سنینا کی طرف ہی تھی

سنینا نے اسے دیکھا۔ ساتھ چلتی کرسٹوفر اب مسکرا نہیں رہی تھی، اس کے دماغ میں ایک سرخ بتی جلی تھی مگر وہ خاموش رہی

"تم نے پہلے دن مجھے قاتل کہا تھا" کرسٹوفر نے دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں اڑس لیے

"کیوں؟"

"میں نے کہیں پڑھا تھا کہ۔۔" اس سے آگے وہ خاموش رہی

"کہ میں نے اپنی بہن کو مارا ہے۔ میں اس کی قاتل ہوں" اس نے آدھی بات خود ہی مکمل کر لی۔

سنینا نے گردن موڑے اسے دیکھا۔ اسے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا، کچھ ایسا جو بار بار resist کر رہا تھا۔ جیسے دور جانے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ بے چین سی تھی

"میں نے گوگل سے پڑھا تھا" سنینا نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

کرسٹوفر ہنس دی "ہر لکھی بات پر یقین نہیں کرتے سنینا۔ لکھنے والے کچھ بھی لکھ دیتے ہیں۔ کل کو ہم میں سے کوئی مر جائے تو لکھنے والا یہی لکھے گا نا ہم ایک دوسری کے مقابل تھے شاید۔۔ ایک نے دوسرے کو مارا ہو" وہ بڑے مزے سے بول رہی تھی جبکہ سنینا خاموش رہی۔ وہ خاموش رہنا چاہتی تھی، شاید سونا چاہتی تھی اور سکون چاہتی تھی۔

سڑک کی رونق سے اب وہ ایک خاموش سی گلی میں داخل ہو چکی تھیں۔ سنینا پہلے اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں جا رہے ہیں مگر پھر خاموش رہی کہ شاید اس نے ڈنر گھر پر رکھا ہو اور وہ صحیح تھی۔ وہ ایک دروازے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ بھوری لکڑی کا بڑا سا دروازہ، پتھر کا چوڑا کم لمبا زیادہ مکان جس میں شاید روشنی نہیں جل رہی تھی۔ سنینا نے گردن اٹھا کر اس کا گھر دیکھا، اس اندھیرے میں صرف اس کے گلے میں لٹکا موتی پوری روشنی سے چمک رہا تھا۔ کرسٹوفر نے دروازہ بجایا اور دوسری دستک پر دروازہ "چیں" کی آواز سے کھل گیا۔ وہ آگے بڑھی اور مسکرا کر سنینا کو اندر آنے کو کہا۔ سنینا نے ایک قدم آگے بڑھایا مگر اسے ایک عجیب سا دباؤ محسوس ہوا۔ کوئی قوت تھی جو اسے اندر نہیں جانا چاہتی مگر وہ آگے بڑھی۔ دل عجیب طریقے سے دھڑک رہا تھا اور وہ مسکرانا چاہتی تھی مگر مسکرا نہیں پا رہی تھی۔ اس گھر میں ایک طرف اوپر کو جاتی سیڑھیاں تھیں۔ دیواروں پر اوپر کو جگہ جگہ لیمپ لگے تھے جن سے زرد روشنیاں نکل رہی تھیں۔ اس گھر میں اندھیرا تھا، کرسٹوفر ایک طرف کو ہوئی اور اپنا کوٹ اتار کر رکھا۔ اوپن کچن سے کھانے کی خوشبو گھر میں پھیلی تھی۔ آتش دان بند تھا اور کچھ فاصلے پر ایک ڈائننگ ٹیبل تھا۔ سنینا آگے بڑھی، دائیں طرف سے ایک لڑکی اس کی جانب بڑھی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا مگر سنینا ایک دم سہم کر پیچھے ہٹی۔ کوئی دباؤ تھا جو اس نے اپنے اوپر محسوس کیا۔ کوئی چیز تھی جو اسے یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ وہاں ایک لڑکی کھڑی تھی جس کی عمر بائیس تیئس برس کے قریب تھی۔ اس کی رنگت سیاہ تھی، بڑی

بڑی آنکھیں اور بھرے بھرے ہونٹ۔وہ سیاہ فام تھی۔وہ مسکرا کر سنینا کو دیکھ رہی تھی مگر سنینا ابھی بھی سہم کر کھڑی تھی۔

"یہ میری خاص ملازمہ ہے، ہیلن" پیچھے سے کرسٹوفر آئی تھی۔۔سنینا نے گردن موڑ کر پہلے کرسٹوفر کو دیکھا پھر ہیلن کو۔بھورے کوٹ والی لڑکی مسکرا نہیں سکی۔اسے سب بہت عجیب لگ رہا تھا۔

"آؤ۔۔بیٹھو" کرسٹوفر ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھی اور ایک کرسی نکال کر اس کا انتظار کرنے لگی۔

سنینا آگے بڑھی مگر ہیلن نے اس کا ہاتھ تھام لیا

"تمھارا نام کیا ہے؟"

سنینا نے ایک جھٹکے سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا "سنینا"

وہ ایک قدم پیچھے ہو کر کھڑی ہوئی جیسے وہ سیاہ فام سے محتاط ہو گئی تھی۔

وہ آگے بڑھی اور اس کا گال چھوا "تم کتنی پیاری ہو" پھر مسکرائی۔

سنینا کو جھرجھری آئی اور وہ پیچھے ہٹی "مجھ سے دور رہو۔۔ڈونٹ ٹچ می"

"ہیلن۔۔" کرسٹوفر بلند آواز میں بولی تو وہ کچن کی طرف چلی گئی۔

"سوری۔۔اس کا پیار کرنے کا یہی انداز ہے" کرسی کو تھام کر کھڑی کرسٹوفر مسکرا کر سنینا کو دیکھ رہی تھی جواب تک مسکرا نہ سکی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آگے بڑھی اور ایک کرسی نکال کر میز کے گرد بیٹھ گئی۔ کرسٹوفر مرکزی کرسی پر اس کے بائیں ہاتھ بیٹھی تھی

"یہاں اندھیرا بہت ہے۔ کیا روشنی بس اتنی ہی ہوتی ہے" سنینا پوری آنکھیں کھولے کرسٹوفر کو دیکھ رہی تھی جو کہ مسکرادی

"مجھے سیاہی کی عادت ہے" اور کہنیاں میز پر جمائے دونوں ہاتھ باہم ملائے تھوڑی ان پر رکھے وہ سنینا کو گھورنے لگی

"آئی تھنک۔۔" سنینا نے سانس خارج کی مگر دل پر بوجھ بڑھتا گیا "میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے"

"اوہ۔۔ سوری۔۔" وہ فوراً سے فکر مند ہوئی اور کھڑی ہو گئی "جوس لادوں۔۔ یا پانی"

سنینا کا گلا خشک ہو رہا تھا۔ کوئی چیز تھی جو اس پر دباؤ ڈال رہی تھی، ایسا دباؤ اس نے خواب میں محسوس کیا تھا۔ کچھ تھا جو سر گوشی کر رہا تھا مگر سنینا کا جسم اس سے ریزسٹ کر رہا تھا

"پا۔۔" وہ کھانسی "پانی" وہ سینے پر ہاتھ مل رہی تھی۔ کرسٹوفر وہاں سے چلی گئی

لڑکی نے بھورا کوٹ اتار دیا کہ سانس آئے مگر سر بھاری ہونے لگا تھا۔ وہ کھانس رہی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھ دیکھے جو کہ زرد سے تھے، وہ کپکپا رہے تھے۔ یخ ٹھنڈے ہاتھ اس نے چہرے پر لگائے۔ اسے اندھیرا برا لگ رہا تھا۔ بے چینی مزید بڑھی تو وہ کھڑی ہوئی۔ کرسی پیچھے کو دھکیلی اور باہر کو نکلی۔ اس کا بلڈ پریشر شاید بہت لو تھا۔ ٹانگیں کانپتی ہوئی محسوس ہوئیں مگر وہ یہاں سے جانا چاہتی تھی۔

کرسٹوفر اس کے لیے جوس گلاس میں نکال رہی تھی۔وہ کوٹ ہاتھ میں تھاما اور ٹھنڈے پڑتے وجود سے کرسی اور میز کے درمیان سے باہر نکلی۔چند قدم چلی،اس کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اسے سینے میں طوفان اٹھتا محسوس ہوا۔وہ واپس جانا چاہتی تھی،اس کا دماغ سن ہونے لگا تھا۔ڈنر کو تو پہلے ہی جہنم میں جھونک چکی تھی اب بس یہاں سے جانا تھا۔کرسٹوفر اس کی طرف بڑھی،اس کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا

"ارے۔۔تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے"اس نے سینا کے کندھے پر ہاتھ رکھا مگر وہ پیچھے ہٹی۔اس کا جسم اب رد عمل دے رہا تھا۔چہرے پر پسینے کی بوندیں تھیں اور وہ اپنے اوپر مزید دباؤ بڑھتا محسوس کر رہی تھی

"میں۔۔"اس نے آگے کو آئے بال پیچھے کیے۔پھر تھوک نگلا

"سوری۔۔مجھے لگتا ہے۔۔میں۔۔ٹھیک نہیں ہوں"وہ کہتے ہوئے ایک ایک قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی۔یہاں تک کہ اس کی کمر دروازے سے ٹکرائی

"سو۔۔سوری۔۔"اس سے مزید نہیں رکا گیا اور وہ مڑی۔کانپتے ہاتھوں سے کنڈی کھولی۔کرسٹوفر نے شانے اچکائے اور جوس کا گلاس لبوں سے لگایا۔

اس نے دروازہ کھولا اور پھر باہر نکل گئی۔اس کی ملازمہ اس کی طرف بڑھی

"وہ تو چلی گئی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کرسٹوفر نے اسے دیکھا اور مسکرائی "حالت دیکھی تھی اس کی۔۔جانے دو" پھر ہنس دی اور ڈائننگ ٹیبل کی نکلی ہوئی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی جوس پینے لگی تھی

"ڈنر سرو کرو ہیلن۔۔"

ملازمہ نے کھلے دروازے کو دیکھا پھر کرسٹوفر کو، پھر سر ہلا کر کچن کی طرف بڑھی۔

باہر نکل کر دو قدم چلنے کے بعد سنینا کا دل خراب ہونے لگا تھا۔اس سے اب چلا بھی نہیں جا رہا تھا، سر گھوم رہا تھا اور ٹانگیں پتھر ہو رہی تھیں۔اس نے گلی کے کنارے دیوار سے دونوں ہاتھ لگا لیے۔ کوٹ نیچے گر گیا اور وہ سانس بحال کرنے لگی۔اس کا دل خراب ہو رہا تھا۔جیسے پیٹ سے کچھ سینے تک آیا ہے اور اسی لمحے وہ جھکی، پیٹ پر ہاتھ رکھا اور منہ کھولے سانس لینے لگی۔اسے متلی ہو رہی تھی۔کچھ دیر جھکے رہنے کے بعد وہ سیدھی ہوئی اور ارد گرد دیکھا۔روشنیاں اضافی تھیں، آنکھوں میں چبھتی روشنیاں اور سماعت سے ٹکراتیں تیز آوازیں۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔وہ زرد سے سفید پڑ رہی تھی اور گرنے والی تھی جب کسی نے اس کی کلائی تھامی تھی۔

وہ پیچھے کو گرتی سنبھل گئی تھی۔

"سنینا۔۔"اس نے اس کا دوسرا بازو تھاما مگر لڑکی کی آنکھیں گھوم رہی تھیں۔

اس نے اسے شانوں سے پکڑ کر کچھ فاصلے پر پڑے بنچ پر بٹھایا۔اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا اور وہ بلڈ پریشر لو ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی تھی۔

اس نے اس کا سر بنچ کی پشت پر ٹکایا اور پاس بیکری میں چلا گیا۔ پانی کی بوتل لایا اور پانی کے چھینٹے اس کے منہ پر مارے۔ وہ ہوش میں آئی تھی، اس نے پانی کی بوتل اسے تھمائی اور لڑکی نے چند گھونٹ اندر اتارے۔ پھر چہرہ ہاتھوں میں دیے رونے لگی۔ وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی اور عبدل اسے دیکھ رہا تھا

"سنینا۔۔"

"مجھے گھر جانا ہے" اس نے عبدل کو دیکھا۔ پھر اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ وہ اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ اور ٹھنڈک محسوس کر سکتا تھا "مجھے۔۔ اپنے گھر جانا ہے۔۔ مجھے گھر چھوڑ آؤ"

لڑکے نے اس کا چہرہ دیکھتے سانس خارج کی۔ پھر سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔۔ چلتے ہیں گھر۔۔"

لڑکی چپ ہو گئی مگر رنگت ابھی بھی زرد تھی۔ عبدل نے جیب سے فون نکالا اور عالی جاہ کو بلایا۔

دوسری بیل پر اس نے کال اٹھالی

"ہیلو۔۔ تم کہاں ہو؟"

دوسری طرف سے آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا۔۔تم۔۔"اس نے ایک نظر سنینا کو دیکھا جو بنچ کی پشت پر سر رکھے گہری سانسیں لے رہی تھی۔وہ اسے اڈریس بتا رہا تھا اور عالی جاہ فوراً آنے کی حامی بھر رہی تھی۔رات مزید گہری پڑی رہی تھی مگر اس کا موتی چمک رہا تھا

لڑکی نے سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا۔موسم زرد سا تھا،فضا بھی موسم کا ساتھ دے رہی تھی اور آسمان نارنجی ہو رہا تھا۔سارا لندن خاموش تھا۔سوائے ایک جگہ کے اور وہ تھی لندن برج جس پر اس وقت دو نفوس کھڑے تھے۔ایک لڑکی جس کے چہرے کی رنگت زرد تھی،ہونٹ سوکھ رہے تھے اور گلے میں جیسے منہ سے سانس لینے کی وجہ سے خراش سی ہو۔اس کا تنفس بڑھا تھا،دل تھا کہ سینہ چیر کر باہر آجائے۔اس کے سامنے ایک ہیولہ سا کھڑا تھا۔سیاہ سراپا جس نے سیاہ چغہ پہن رکھا تھا۔بڑی سی سیاہ ٹوپی نے اس کا چہرہ ڈھک رکھا تھا اور وہ لڑکی سے کچھ فاصلے پر تھا

"کون ہو تم؟"سنینا حلق کے بل چلائی۔گلابی پڑتی آنکھوں سے آنسو بہتے گال گیلے کرنے لگے تھے۔

"میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔میں نے تمھارا کیا بگاڑا ہے؟"وہ ایک ایک قدم پیچھے ہٹ رہی تھی۔

سیاہ سراپا ایک ایک قدم اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔سنینا نے وہاں سے بھاگنا چاہا تھا مگر قدم جیسے جامد ہو گئے تھے۔ٹانگیں جیسے پتھر ہوں،اس کے وجود میں کپکپاہٹ واضح محسوس کی جا سکتی تھی۔وہ اتنا

ساری زندگی نہیں ڈری تھی۔وہ پل کے کنارے کھڑی تھی،نیچے بہتا پانی اسے دیکھ رہا تھا مگر خاموش تھا اور خاموشیاں اکثر طوفان لاتی ہیں۔

سیاہ سراپا عین اس کے سامنے تھا اور وہ آنکھیں پھاڑے پسینے سے شرابور اسے دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ اس کا ہاتھ سنینا کے سینے پر تھا اور پھر اس نے لڑکی کو دھکا دے دیا اور لڑکی پل سے سیدھا نیچے کمر کے بل پانی میں جا گری تھی۔اس کے گلے میں موتی موجود نہ تھا۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور ادھر اُدھر دیکھا،کمرے میں اندھیرا تھا۔وہ خواب سے جاگ گئی تھی۔سلائڈنگ دروازے کے سامنے سے پردہ ہٹا تھا اور باہر سے نیلی نیلی روشنی اندر آ رہی تھی۔روشنی اندر آتے سامنے پڑے سیاہ کینوس پر پڑ رہی تھی اور اس کی پینٹنگ اندھیرے میں بھی نظر آ رہی تھی۔

اس نے خود پر سے لحاف اتارا۔رات والے سارے منظر آنکھوں کے سامنے سے گھوم گئے۔اس کا تنفس پچھلے دنوں کی طرح بڑھا تھا،اس نے آنکھیں پھاڑے خوف سے لرزتے دروازے کی طرف دیکھا جو کہ بند تھا۔عالی جاہ سو رہی تھی مگر وہ آج پھر ڈر کر اٹھ گئی تھی۔اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں دیا اور گہرے سانس لینے لگی۔اسے ایسے خواب کیوں آتے ہیں؟اس کا جواب نہ اس کے پاس تھا نہ کسی اور کے پاس۔اس نے ہتھیلیوں سے اپنے چہرے پر آیا پسینہ صاف کیا۔گردن اٹھائی تو نظریں پھر سامنے پینٹنگ پر پڑیں جہاں نیلی نیلی روشنی پڑ رہی تھی۔اس نے لحاف ایک طرف کیا اور دونوں ٹانگیں بستر سے نیچے اتاریں۔ننگے پاؤں کارپیٹ پر تھے اور وہ اٹھی۔اس کے بال بکھرے

تھے،ڈھیلی لمبی چٹیا سے بہت سے بال نکل رہے تھے،کچھ بال اس نے کانوں کے پیچھے اڑس رکھے تھے اور کچھ خوف کے مارے گردن پر آئے پسینے سے گردن پر ہی چپک گئے تھے۔اس کی رنگت زرد تھی۔وہ سونے کے لیے کاؤچ پر نہیں بیٹھی تھی۔اسے مختلف سوچوں نے گھیر رکھا تھا اور وہ ان سے لڑتے ان سے باتیں کرتے سو گئی تھی۔اب کہ وہ اٹھی تو پھر سے اندر سے آوازیں آنے لگی تھیں۔وہ آوازیں کیسی تھیں؟

وہ ایک ایک قدم اپنے سیاہ کینوس کی طرف بڑھاتی گئی اور آوازیں پھر سے ایک دوسرے سے بھڑنے لگیں۔

"کچھ لوگ ہوتے ہیں جنھیں اس دنیا میں کوئی نہیں جانتا مگر اس دنیا میں سب جانتے ہیں۔کچھ لوگ ہوتے ہیں جنھیں اس فانی دنیا میں ہر کوئی جانتا ہے مگر اُس حقیقی دنیا میں کوئی نہیں جانتا"اس کے بابا کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"ہنر کو بے خود نہیں ہونے دینا ورنہ انسان اپنی اصل کھو دیتا ہے"ایک اور آواز۔

"مگر اس سے کون سا تم کسی کو گمراہ کر رہی ہو سنینا"

"ہنر جب بے خود ہونے لگے تو وبال بن جاتا ہے۔جان پر بھی جہان پر بھی"

ایک ایک قدم بھاری تھا مگر وہ اپنے کینوس کی طرف بڑھ رہی تھی۔وہ کینوس جس پر ایک عورت کا سراپا بنا تھا۔نیلی نیلی روشنی میں نظر آتا سفید عورت کا سراپا۔

"سب ہی کرتے ہیں۔دیکھو اگر تو اس سے کوئی گمراہ ہوتا ہے تو تم اسے مت بناؤ سنینا" ایک اور آواز۔

"زندان چاہے کتنا ہی خوبصورت ہو ہوتا تو زندان ہی ہے نا" دور کہیں سے عالیار کی آواز کانوں میں پڑی۔

"اوہو۔۔کیا ہو گیا ہے۔ایک پینٹنگ ہی تو ہے نا۔اس پر اتنا بوال کیوں کھڑا کر رہی ہو"

"تم بھی شہرت ڈیزرو کرتی ہو۔تم بہت اچھی آرٹسٹ ہو سنینا۔تم نے یہ بھی پینٹ کر لیا"

"نہیں۔۔تم ایسا نہیں کرو گی۔تمھاری بھی لمٹس ہیں بھول گئی؟"

"تمھیں لگتا تھا کہ تم کرسٹوفر جیسا پینٹ نہیں کر سکتی مگر تم نے اس سے اچھا پینٹ کیا ہے"

"تمھارا موازنہ کسی سے نہیں ہے۔اس دنیا کو چنو سنینا"

"اب لوگوں کو بتا دو کہ کرسٹوفر سے اوپر بھی کوئی ہے اور وہ تم ہو۔۔کیونکہ تم واقعی ہو"

"سنینا۔۔ایسا مت کرو"

"دیکھو۔۔میری بات سنو۔۔ایک پینٹنگ ہی ہے نا۔یہاں کے لوگ تو بڑے کھلے نظریے کے ہیں۔یہاں کی عورتیں ایسی ہی ہیں، تم نے کیا ہی انوکھا پینٹ کر دیا۔کچھ نہیں ہوتا"

"اللہ تمھارے ہنر میں خودی پیدا کرے"

"خواب تو یوسف کو بھی آتے تھے"

سنینا نے ہاتھ بڑھایا اور اپنی پینٹنگ کو چھوا۔سوچیں ابھی بھی لڑ رہی تھیں۔

"مگر تمھارے ہنر میں خودی نہیں ہے نین"

"کبھی کبھی انسان اتنا آگے نکل جاتا ہے کہ اسے واپسی کا راستہ بھول جاتا ہے"

"آدم کو ابلیس بنتے دیر نہیں لگتی"

"مگر اس دل کا کیا؟"

آوازوں میں شدت آئی تھی۔اس قدر شدت کہ سنینا کا تنفس مزید بڑھا۔آوازیں گڈمڈ ہونے لگیں۔وہ ناک کی بجائے منہ سے سانس لے رہی تھی۔اس کا خود پر کنٹرول نہیں تھا اور وہ ان آوازوں کو روک نہیں پا رہی تھی۔اندر ایک جنگ جاری تھی

"کچھ نہیں ہوتا لڑکی۔۔ایک آرٹ پیس ہی تو ہے"

"کچھ خواب سراب ہوتے ہیں"

"اسی پر تو جنت دوزخ کا فیصلہ ہونا ہے"

"تم تو کرسٹوفر سے بھی اچھی آرٹسٹ ہو"

"تمھارے ہنر میں خودی نہیں ہے نین"

"تم ایک بار یہ آرٹ ڈسپلے کرو۔لندن تمھیں کبھی بھلا نہیں سکتا"

"تمھارے ہنر میں خودی نہیں ہے نین"

"ہنر اگر بے خود ہونے لگے۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے آنکھیں زور سے میچ لیں۔دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور کانپتے لبوں سے سرگوشی کی

"اچھا۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔چپ ہو جاؤ۔۔پلیز۔۔پلیز۔۔یہ شور مت کرو"

مگر آوازیں نہیں تھمیں۔اس نے آنکھیں کھولیں اور تکیے کے نیچے سے فون نکالا۔اپنے باپ کا نمبر نکالا اور جلدی سے انھیں کال کی۔اس نے وقت نہیں دیکھا،اس نے پہر نہیں دیکھا اور بالکنی میں آگئی۔اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔بیل جا رہی تھی اور کال اٹھالی گئی۔

اس کے کان میں اس کے باپ کی آواز گونجی۔

"سنینا۔۔"

لڑکی نے نم سانس اندر کھینچی مگر بولی کچھ نہیں۔ایک ہاتھ ریلنگ پر جمالیا اور آنکھیں بند کیں۔باہر ٹھنڈ تھی مگر اسے محسوس نہیں ہوئی۔

"طبیعت ٹھیک ہے بیٹے؟"آواز پھر گونجی مگر کوئی جواب نہیں"ڈر تو نہیں گئی؟میں جاگ رہا ہوں"

"آپ مجھے جگا رہے ہیں بابا"وہ بولی تو آواز دھیمی تھی۔جیسے کانپتی ہوئی نم آواز ہو"آپ سے ایک بات کہوں؟"

"کہو بیٹے"ان کا لہجہ نرم اور آواز شفا تھی۔اس نے نم سانس اندر کھینچی"آپ نے ایسا کیوں کیا؟آپ نے میرے کان میں اذان پھونک دی تھی نا تو یہ کافی تھی۔یہ وقتاً فوقتاً ریمائنڈرز دینے کی کیا

ضرورت تھی؟یہ اتنی گہری باتیں بتانے کی کیاضرورت تھی؟کیاضرورت تھی مجھے حدود یاد دلانے کی"اس کی آواز بلند ہونے لگی تھی جیسے وہ جھگڑ رہی تھی۔اندر لیٹی عالی جاہ بھی اٹھ چکی تھی۔

"کیوں کیاآپ نے یہ سب؟میرے لیے ایک گناہ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ایک گناہ ہی تو ہے،اللہ معاف کر دے گا مگر وہ گناہ ہو ہی نہیں رہا۔میں سارے ثوابوں ساری نیکیوں کو ایک طرف رکھ کر صرف ایک گناہ کرنا چاہتی ہوں مگر نہیں۔۔نہیں ہو رہا مجھ سے بابا۔۔مجھے سکون نہیں آرہا،مجھے نیند نہیں آرہی۔میں تھک گئی ہوں آج سارا دن اور کل کی رات،ان آوازوں نے میرا جینا محال کر رکھا ہے"وہ روتے ہوئے بولتی جارہی تھی۔

"کسی نے کچھ کہا ہے بیٹا؟مجھے بتاؤ"ان کی آواز گونجی

"کسی نے کچھ نہیں کہا بابا۔۔"اس نے ماتھا مسلا۔آنسو ابھی بھی جاری تھے،وہ ریلنگ کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی"کسی نے کچھ نہیں کہا بابا۔۔میرے اندر سارا شور ہے۔مجھے باہر والے نہیں روک رہے مجھے میرا اندر ہی جینے نہیں دے رہا۔یہ سب آپ کی وجہ سے ہے،آپ ہی کہتے تھے نا کہ آپ کو ڈر ہے کہ میرا ہنر کہیں مجھے بے خود نہ کر دے۔کر دیا میرے ہنر نے مجھے بے خود،میں نے صرف ایک عورت کا سراپا ہی تو بنایا ہے مگر۔۔مگر میرا اندر مجھے جینے ہی نہیں دے رہا۔لوگ تو اتنے بڑے بڑے گناہ کرتے ہیں اور آزاد رہتے ہیں مگر میرا ایک گناہ۔۔نہیں بلکہ گناہ کرنے کا خیال،گناہ کرنے کا ارادہ مجھے پاگل کر رہا ہے۔ایسا کیوں ہے بابا؟میرے ساتھ ایسا کیوں ہے؟ایک گناہ کی مہلت تو مجھے بھی

دی جانی چاہیئے مگر نہیں۔۔اندر میرا نفس اور میرا ضمیر لڑ رہے ہیں اور انجام میں بھگت رہی ہوں۔یہ سب آپ کی وجہ سے ہے۔آپ نے مجھے ٹریگرز اور ریمائنڈرز دے کر میرے ضمیر کو جگائے رکھا اور اب وہ مجھے یہ گناہ نہیں کرنے دے رہا" وہ بچوں کی طرح رونے لگی تھی۔اب اندر شور نہیں تھا بے سکونی تھی۔

اس کے باپ نے پہلے خاموشی اختیار کی پھر سانس خارج کی

"سنینا۔۔ضمیر کی قید انسان کو دنیا کی قید سے آزاد کر دیتی ہے" ان کی دھیمی آواز نرم لہجہ اس کی سماعت سے ٹکرایا اور وہ خاموش ہو گئی۔کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔سنینا نے نم سانس اندر کھینچی۔

"آپ نے مجھے منع کیا تھا مگر میں منع نہیں ہوئی۔میں نے۔۔جسم۔۔"

"میں سمجھ سکتا ہوں" انھوں نے اس کی بات کو کاٹ دیا۔

سنینا نے ہتھیلی سے آنکھیں پونچھ لیں۔

"اب میں کیا کروں بابا؟"

سارا زمانہ چھوڑ کر بچہ چوٹ لگنے پر ہمیشہ ماں کے پاس جاتا ہے اور سنینا باپ کے پاس۔کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اس کے باپ کے پاس اس کے ہر سوال کا جواب اور ہر مسئلے کا حل ہے۔

"اللہ سے خودی مانگو بیٹے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر اگلا سوال کیا"خودی کیا ہے بابا؟"

ان کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔وہ خاموشی سے سنتی رہی۔

کچھ پل بیتے اور اس نے کال کاٹ دی۔اندر لوٹی تو عالی جاہ اٹھ بیٹھی،اس نے لیمپ آن کیا"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"میں کچھ وقت اکیلے رہنا چاہتی ہوں"اس کے پپوٹے سوجھے تھے۔

آنکھیں گلابی اور رنگت زرد تھی

عالی جاہ نے سر ہلایا اور لیمپ بجھا دیا۔کمرے میں اندھیرا تھا۔صرف نیلی روشنی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فجر کے بعد وہ بالکنی میں دیوار سے ٹیک لگائے آسمان دیکھ رہی تھی۔۔اس نے فیصلہ لے لیا تھا اور فیصلہ ضمیر کے حق میں آیا تھا۔اس نے ضمیر کا زندان چنا تھا اور نفس سے آزادی اس کے حق میں آئی تھی۔وہ خاموش سی پر سکون اور مطمئن سی آسمان دیکھے جا رہی تھی۔

"اللہ تعالیٰ۔۔آپ نے انسان کو کتنا پیچیدہ بنایا ہے۔میں دل سے اقرار کرتی ہوں کہ انسان آپ کی سب سے بہترین تخلیق ہے۔میں گنگ ہوں کہ کیسے تعریف بیان کروں؟ایک چلتا پھرتا دھڑکتا دل لیے انسان اتنا پیچیدہ ہے،میں خاموش ہوں۔میری زبان تالو سے لگی ہوئی ہے۔مجھے تو کسی نے کچھ

نہیں کہا، بابا کی باتیں وہی ہیں جو وہ بچپن سے کہتے آئے ہیں اور عبدل بھی وہی کہہ کر گیا جو قصہ مجھے حفظ تھا پھر میں اتنی بے سکون کیوں تھی؟ میرے ارد گرد اتنا شور تھا۔ باہر کے شور کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی جب اندر شور مچتا ہے تو۔ اندر ہی ایک جنگ تھی اور جنگ کا میدان میرا دل، نفس امارہ جو مجھے کہہ رہا تھا کہ سنینا کر ڈالو، اللہ رحمن ہے تمھاری خطا معاف کر دے گا۔ اس درخت کا پھل چکھ کر تو دیکھو کیا ہوتا ہے؟ جبکہ میں جانتی تھی کہ کیا ہو گا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ کیا ہو گا۔ ایک نفس بھڑکا رہا تھا اور دوسرا اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا کہ نہیں۔ ہم اس درخت کو چھو کر خودی کے سکون کو کھو دیں گے اور بے خودی کی بے سکون زنجیریں اپنے پیروں میں لپیٹ لیں گے۔ نفس مطمئنہ تب تک سکون میں نہیں آیا جب تک میں نے اس درخت سے منہ نہیں موڑ لیا۔ انسان کی فطرت شروع ہی سے شیطان کو معلوم ہے۔ اسے پتہ ہے اسے ہمیشگی اور چاہے جانا سراہے جانا اچھا لگتا ہے اور وہ دھیرے دھیرے اس خواہش کو معبود بنا کر ہم سے عبدیت کا رتبہ چھینتا ہے اور ہمیں بے خود کر کے چھوڑ دیتا ہے۔ قید ہمارا مقدر بنا دیتا ہے اور ساری عمر ہم سکون کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں۔

میں نے اللہ کو چن لیا ہے اور ہمیشہ اسی کو چنوں گی، میں نے اپنے نفس پر اللہ کو چنا ہے اور مجھے اس بات پر کوئی پچھتاوا نہیں ہے۔ میں نے اسے چنا ہے اور بار بار اسے ہی چنوں گی۔ میرے ضمیر نے میرا جینا محال کر رکھا تھا۔ یہ الارم بج بج کر میرا سر کھول دیتا اگر میں نفس کو چن لیتی۔ انسان کو ایسے

انسانوں کا ساتھ ہمیشہ مانگنا چاہیئے جو اس کا ضمیر جگائے رکھیں تاکہ نفس انسان کو سلانہ دے"اس نے گہری سانس خارج کی اور کھڑی ہوئی۔

سورج کی روشنی اب پھیلنے لگی تھی۔وہ اندر آئی اور ایزل پر پڑا کینوس پکڑا، باقی دونوں کینوس بھی پکڑے اور اپنے سائیڈ ٹیبل سے کچھ ڈھونڈنے لگی۔مطلوبہ شے ہاتھ میں لی اور دروازہ کھول کر نیچے بڑھی۔

وہ اس ہاسٹل کی بیک سائیڈ پر کھڑی تھی۔ہاسٹل کی پچھلی خاموش گلی میں اس نے تینوں کینوس زمین پر پھینکے اور ہاتھ میں پکڑا لائٹر جلایا، جھکی اور آگ کے شعلے کو ایک کینوس کے کنارے سے چھوا۔ کینوس جلنے لگے تھے۔آگ نے ایک کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے کینوس کو پکڑا تھا۔اس کی آنکھوں میں شعلوں کا عکس تھا اور وہ اپنے کیے پر شرمندہ نہیں تھی۔

سکون اب حاصل تھا۔

صبح کے دس بجے کا وقت تھا اور اس فیکٹری میں رونق تھی۔ہر سو کپڑوں کی مشینیں اور فیبرک کی خوشبو، چلتی ہوئی سلائی مشینیں اور کام کرتی خواتین۔ان میں کچھ مرد حضرات بھی تھے جو کہ کپڑا بنانے میں مصروف تھے۔ایک طرف بہت سے مجسمے کھڑے تھے اور ان پر کام کرتی لڑکیاں۔

رابیل پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک مرد اور ساتھ کھڑی لڑکی سے بات کر رہی تھی۔اس نے ہلکے بھورے رنگ کا ٹراؤزر اور اس پر گہری بھوری قمیض پہن رکھی تھی،اونٹ کے رنگ کا لمبا کوٹ اور

بال جوڑے میں مقید تھے۔وہ سنجیدہ سی تھی،میک اپ نے چہرے کی زرد رنگت کو چھپایا ہوا تھا اور وہ ہاتھ ہلا کر اپنی بات سمجھا رہی تھی۔۔ساتھ کھڑی آئمہ کچھ نوٹ کر رہی تھی۔پھر مرد سر ہلا کر چلا گیا اور رابیل مجسموں کی جانب بڑھی۔وہاں بہت سے سٹینڈ تھے،کپڑوں کی ریلیں تھیں جن پر کپڑے لٹکے تھے،وہ چھو کر ان کا فیبرک دیکھ رہی تھی،پھر اپنے ساتھ کھڑی عورت سے کچھ کہنے لگی۔وہ سر ہلا کر سنتی رہی اور پھر مسکرا کر چلی گئی،رابیل نے آئمہ سے کچھ کہا اور وہ پیچھے کی جانب بڑھی۔تب تک وہ ان لڑکیوں سے مخاطب مجسمے کو دیکھتے انھیں سمجھا رہی تھی۔آئمہ کافی کپ لے آئی اور وہ کافی پیتے ان کی بات سن رہی تھی۔۔اس کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا اور اس نے فون نکال کر دیکھا،گھر سے دو مسڈ کالز تھیں۔۔تیسری کال آ رہی تھی اور اس نے سانس خارج کی۔

"ایکس کیوزمی!"اور وہ ایک طرف کو ہو گئی۔مشینوں کی آواز میں اس کی ماں کی آواز نہیں آ رہی تھی۔اس نے بیک ڈور کھولا اور باہر چلی گئی۔فون کان سے لگا تھا

"بیلی۔۔کیسی ہو بیٹے؟"

"امی میں ٹھیک ہوں۔۔فیکٹری آئی تھی اس لیے کال نہیں اٹھا سکی"اور کافی کا گھونٹ بھرا

"کچھ کھایا یا بس کافی سے گزارا کر رہی ہو؟"

اس نے سانس خارج کی"امی آفس جا کر کھا لوں گی۔۔آپ پریشان نہیں ہوں"وہ سامنے دیکھ رہی تھی جہاں سے سورج ذرا سا بادلوں کے پیچھے سے نکل کے فضا کو زرد بنا رہا تھا

"رات میں بھی کچھ نہیں کھایااور صبح بھی نکل آئی ہو۔۔تم ذرا گھر آؤایک بار۔۔"وہ اسے خفگی سے ڈانٹ رہی تھیں اور وہ ڈھیٹ بن کر سن رہی تھی

"اچھا آج جلدی آجانا"

وہ چونکی"کیوں؟خیریت"

"ارے میں نے کل بتایا تھانا تمھیں۔۔مسرت آرہی ہے رات کو۔۔ہم کھانا ساتھ کھائیں گے"

اس نے سانس خارج کی"اوکے"

وہ چاہتی تھی کہ اسے کچھ محسوس نہ ہو مگر ہمارے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔

اس نے کافی کا گھونٹ بھرا"میں پانچ بجے تک آجاؤں گی"اور کہتے ہی اس نے کافی کا ڈسپوزیبل کپ پاس پڑے ڈسٹ بن میں اچھال دیا۔کال کاٹ دی اور کچھ لمحے فرش کو دیکھتی رہی جہاں چیونٹیوں نے چھوٹے چھوٹے گھر بنا رکھے تھے۔پھر سر جھٹک کر اندر چلی گئی،اسے مصروف ہونا تھا بہت زیادہ مصروف۔کم از کم اتنا مصروف کہ کچھ محسوس نہ ہو۔

شام ڈھل گئی،رات ہو گئی اور ہر سو سردی چھا گئی۔آٹھ مرلہ مکان روشن تھا،باغ کی ساری بتیاں جل رہی تھیں،گیراج میں بھی روشنی تھی۔اندر جھانکو تو فرحت صوفے پر مسرت کے ساتھ بیٹھیں کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔ساتھ والے صوفے پر گلشن آرا کے ساتھ امان کی بہن بیٹھی تھی۔سامنے حاشر کے ساتھ امان بیٹھا کسی بات پر سر ہلا رہا تھا۔رانیہ بانو کے ساتھ کچن میں تھی۔کام شام کر نہیں

رہی تھی بس حکم جمارہی تھی،اس کوایسے رکھواس کوایسے کرو۔۔رابیل اپنے کمرے میں تھی،وہ مینا کے سامنے کھڑی تھی اور مینااس کادوپٹہ سیٹ کررہی تھی۔اس نے گہرے نیلے رنگ کاسوٹ پہن رکھاتھا،اسے ویلوٹ بہت پسند تھی اور آج بھی اس نے ویلوٹ کاسوٹ پہناتھا۔ایک طرف ڈریسنگ ٹیبل پر وڈیو کال پر افیفہ تھی جو کہ رابیل کو دیکھ رہی تھی

"ایک تو یہ لڑکیاں اپنے خواب ٹوٹنے پر نہیں اتنا روتیں جتنا بلیوں کے مرنے پر رو دیتی ہیں" مینا رابیل کادوپٹہ سیٹ کرتے اسے ڈانٹ رہی تھی۔افیفہ ہنس دی

"چپ کرو۔۔خبردار میری رابیل کے زخم پر لیموں چھڑکا تم نے تو"

مینا مسکرادی اور اسے دیکھا جو اسے دیکھ رہی تھی۔۔پھر اس کی تھوڑی کو چھوا

"تھوڑا مسکرادو۔۔نہیں کرایہ پڑ جاتا"

اور وہ مسکرادی۔

"فیفی تم مجھ سے بات مت کرو۔۔تمھیں میں نے تین بجے کا میسج کیا ہے اور تم اب میسج پڑھ کر مجھے کہہ رہی ہو کہ تمھاری طبیعت خراب ہے۔۔آئی ہیٹ یو" اس نے منہ بسورا اور گلے میں نازک سی چین پہنی

وہ مسکرادی "کل آجاؤں گی نا،ناراض مت ہو۔۔اتنی پیاری لگ رہی ہو"

وہ مسکرادی اور آئینے میں خود کو دیکھا۔پھر کانوں میں ہلکے جھمکے پہنے اور مینا کو دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب بتاؤ۔۔کچھ رہتا تو نہیں؟"

مینا اس کے سامنے کمر پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔پھر ماتھے پر ہاتھ مارا

"لینز تو لگا لو۔۔لڑکے کو آنکھوں سے ہی مار دو گی"

رابیل نے منہ بنایا"ایسے ہی ٹھیک ہے،میری آنکھیں درد کر رہی ہیں۔شاید آئی سائیٹ اور ویک ہو گئی ہے"وہ نیچے جھکی سلور ہیلز باندھ رہی تھی۔مینا نے ایک نظر خود کو دیکھا،ہلکا سبز سوٹ پہنے وہ اچھی لگ رہی تھی۔رابیل سیدھی ہوئی اور باہر جانے کو تیار تھی

دروازہ کھلا اور رانیہ اندر آئی۔رابیل نے اسے دیکھا تک نہیں۔وہ رامین سے مخاطب ہوئی"آجاؤ باہر"

مینا نے بھی اسے نظر انداز کیا اور رابیل کی طرف بڑھی"بیلی۔۔کالا ٹیکا لگا لو،لوگوں کی بری نظر لگ سکتی ہے"

وہ چڑاتے ہوئے بولی تو رانیہ نے مڑ کر اسے دیکھا،وہ کچھ بولتی مینا بول پڑی

"وہ۔۔باہر آپ کا بچہ رو رہا ہے۔۔سنبھالیں اس کو"اور رابیل کے بال ٹھیک کرنے لگی

وہ دانت پیستے پیر پٹخ کر باہر چلی گئی۔مینا ہنس دی

"میں کہاں کہاں جاؤں۔۔وہاں رہوں تو یہاں کا نظام خراب ہو جاتا ہے،یہاں رہوں تو وہاں اتنا میس کری ایٹ ہوتا ہے۔۔کیا کیا کروں میں"اس نے افسوس سے سر جھٹکا

"تیمور نہیں آیا؟" رابیل یاد آنے پر بولی

"آرہا ہے۔۔مامون بھائی کی طرف تھا" پھر اسے دیکھا "آگیا ہو گا، میں نے دیکھا نہیں باہر" اور شانے اچکائے۔

وہ خاموش رہی۔ کوئی رد عمل نہیں مگر دل کو کچھ ہوا تھا لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ باہر کی جانب بڑھی۔ دونوں ساتھ ساتھ تھیں۔ امان نے اسے آتے دیکھا اور کھڑا ہو گیا، سب نے پہلے اسے کھڑے ہوتے دیکھا پھر رابیل کو۔ وہ تب بیٹھا جب رابیل بیٹھ گئی۔ چھوٹے صوفے پر تیمور بیٹھا تھا، وہ واقعی آچکا تھا۔ رابیل فرحت اور مسرت کے درمیان بیٹھی مسکرا رہی تھی، مینا اس صوفے کے ہتھ پر بیٹھ گئی جہاں تیمور بیٹھا تھا

مسرت مسکراتے ہوئے رابیل سے کچھ کہہ رہی تھیں اور وہ سر ہلاتے تائید کر رہی تھی۔ اس کی نظر سامنے بیٹھے امان کی طرف پڑی تھی جو کہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ بھی دھیما سا مسکرا دی۔ رامین ذرا سا تیمور کی طرف جھکی "یہ مین میڈ نہیں لگ رہا؟"

اس نے ایک طرف بیٹھے امنان کو دیکھا جس نے بھوری شلوار قمیض پہن رکھی تھی

تیمور بھی آنکھیں چھوٹی کیے اسے سکین کر رہا تھا "بات حاشر کی سن رہا ہے اور دیکھ رابیل کو رہا ہے، زن مرید ہو گا" اور ہنس دیا۔

مینا نے اس کے کندھے سے بازو ٹکرایا اور مسکرا دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاؤنج میں اشعر داخل ہوا تھا اور آتے ہی سر ہلا کر مسکرا کر سلام لی اور اندر چلا گیا۔چند منٹ باتیں کرنے کے بعد مسرت نے اپنے پرس سے ایک چھوٹی مخملیں ڈبی نکالی اور اسے کھول کر اندر پڑی وائٹ گولڈ رنگ کو مسکراتے ہوئے فرحت کو دکھایا۔وہ رابیل کو دیکھ کر مسکرا دیں جس کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔پھر رابیل کا ہاتھ پکڑا اور انگوٹھی پہنا دی

"یہ ہماری طرف سے چھوٹا سا تحفہ ہے۔ہمارے خاندان میں رسم ہے کہ جب رشتہ طے ہو جاتا ہے تو لڑکی کو انگوٹھی پہنا آتے ہیں،ہماری طرف سے رابیل کو تحفہ "پھر مسکرا کر انھوں نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

وہ نظریں جھکائے ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی دیکھ رہی تھی،دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا،اب کی بار تو سب ٹھیک ہو گا نا۔۔عجیب سے خدشے عجیب سے خوف اور اندیشے،اس نے سامنے دیکھا تو امان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ جس کے نام کی انگوٹھی پہنی تھی وہ سامنے تھا،اس نے ایک سانس خارج کی کچھ دیر بعد ڈنر سرو کیا گیا،رابیل نے تھوڑا بہت کھایا اور پھر اندر آ گئی۔وہ چوکڑی مارے بیٹھی تھی، دوپٹہ ایک طرف ایک پڑا تھا اور وہ وڈیو کال پر افیفہ کو انگوٹھی دکھا رہی تھی

"ارے واہ۔۔ماشاءاللہ۔کتنی پیاری لگ رہی ہے نا"پھر اس نے منہ بسورا"کاش میں بھی تمھارے ساتھ ہوتی"

رابیل ہنس دی"میں نے کہا تھا نا تم پچھتانے والی ہو"

اس نے مسکرا کر ہاتھ جھلایا "چلو کوئی نہیں۔۔ تمھارے ہونے والے مسٹر سے تو میں مل ہی چکی ہوں۔۔ ویسے بیلی مجھے تو وہ اچھا لگا تھا، تم کیسا لگا؟"

رابیل نے سانس خارج کی "اچھے ہیں۔ میری بھی اس دن کے بعد کوئی ملاقات نہیں ہوئی، امی اور حاشر بھائی ہی ملے ہیں۔۔ میرے نصیب میں جو ہو گا مجھے مل جائے گا"

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور مینا اندر آئی۔ آتے ہی اس کے ساتھ بیٹھی اور اس کا ہاتھ اپنی طرف بڑھایا، ہاتھ کی پشت دیکھی

"ارے۔۔ کتنی پیاری ہے نا"

اور مسکرا دی۔ پھر گلا کھنکھارا

"تمھیں پتہ ہے تمھاری منگنی ہو گئی ہے"

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی "یعنی؟"

"وہ نکاح کا کہہ رہے ہیں۔ دو ہفتے بعد، ان کے خاندان میں منگنیاں نہیں ہوتیں۔ اسی طرح لڑکی کو انگوٹھی پہناتے ہیں اور پھر چند ہفتوں بعد نکاح ہوتا ہے۔۔ حاشر بھائی کو کوئی اعتراض نہیں ہے، امی تم سے پوچھنے آئیں گی ابھی"

اس نے اپنی بات مکمل کی۔ ہاتھ میں پکڑے فون پر کال کٹ چکی تھی، وہ خاموش رہی

"دو ہفتے۔۔ اتنی جلدی" وہ بولی تو بس اتنا ہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مینا نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا "تم خوش ہو نا؟"

رابیل مسکرادی "ہاں۔۔میں خوش ہوں" پھر سانس خارج کی "کیا فرق پڑتا ہے۔۔نکاح دو ہفتے بعد ہو یا دو مہینے بعد، شادی تو کرنی ہے نا"

"مطلب تمھاری طرف سے ہاں ہے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔مینا کی مسکراہٹ گہری ہوئی "میں امی کو بتا کر آتی ہوں" رابیل کا ہاتھ پہلو میں تھا اور وہ نظریں جھکائے انگوٹھی دیکھ رہی تھی۔پھر کھڑی ہوئی اور چلتے ہوئے کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی۔بازو سینے پر لپیٹے تھے، سامنے روشنی میں ایک شخص کی پشت نظر آ رہی تھی جو کال پر بات کر رہا تھا۔۔رابیل اسے دیکھنے لگی، ذہن میں سوچیں چلنے لگیں بلکہ دوڑنے لگیں

"وہ اچھا ہے۔میرے آنے پر کھڑا ہوتا ہے، میرا احترام کرتا ہے، فضول بات نہیں کرتا اور نہ عام ٹین ایجرز کی طرح تنگ کرتا ہے۔۔میرا نصیب یہی تھا تو مجھے منظور ہے۔میں خوش ہوں، بس دو ہفتے کی بات ہے اور پھر رابیل کی زندگی بدل جائے گی" اس نے سانس خارج کی اور کھڑکی کے آگے پردے کر لیے

رامین دبے قدم آئی اور اس دراز قد مرد کے پیچھے کھڑی ہو گئی جو دھیمی آواز میں باتیں کر رہا تھا۔

"نہیں۔۔ابھی میں یہیں ہوں، تم سے کل صبح ملوں گا"

دوسری طرف سے کسی مرد کی آواز ابھر رہی تھی

"ٹھیک ہے۔۔تنگ مت کرو مجھے "اوراس نے کال کاٹ دی۔جیسے ہی مڑارامین پیچھے سینے پر بازو باندھے اسے دیکھ رہی تھی

"کہنا یہ تھا کہ مجھے آپ کی فکر ہو رہی تھی،آپ بھلکڑ بڑے ہیں۔پھر سے یہیں کھڑے ہو کر کال سن رہے ہیں؟"

اس نے بھنویں بھینچے اسے دیکھااور پھر سمجھ گیا۔مسکرایا"آئندہ وہیں جاؤں گا"اور گیراج کی طرف اشارہ کیا

اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا"ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

"جی"

"آپ رابیل کو کتنا چاہتے ہیں؟"

وہ کچھ متذبذب ہوا"مطلب؟"

"ارے دیکھیں نا،آپ کے نکاح کو دو ہفتے ہی رہ گئے ہیں۔۔آج آپ کی امی نے انھیں انگوٹھی بھی دے دی،آپ کے دل میں کچھ فیلنگز تو ہوں گی نا"

وہ مسکرایا"جی۔۔پہلے نہیں پتہ تھا مگر اب انھیں چاہنے لگا ہوں۔وہ مجھے ضروری لگنے لگی ہیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مینا ہنس دی "اچھا چلیں یہ بتائیں۔۔فرض کریں شادی کے بعد آپ اپنی دادی دادا تایا چچا کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہنے لگے اور میری بہن جوائنٹ فیملی میں نہیں رہنا چاہتیں تو کیا آپ انھیں الگ گھر لے دیں گے؟"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا "میں ویسے زیادہ عرصہ لندن رہا ہوں۔۔مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا" شانے اچکائے

مینا نے تالی بجائی "آپ تو ابھی سے زن مرید ہیں" اور ہنس دی

پھر ہاتھ بڑھا کر اسے آگے جانے کا اشارہ کیا "سردی بہت ہے۔چائے تو بنتی ہے"

وہ مسکرایا اور آگے بڑھ گیا۔تقریباً ساڑھے نو کے قریب وہ لوگ واپس جا رہے تھے۔رابیل لاؤنج کے دروازے کے پاس شال اوڑھے کھڑی تھی، پیچھے سے کسی کی گلا کھنکھارنے کی آواز آئی، وہ مڑی۔حاشر اور فرحت تو گیٹ کے پاس کھڑے مسرت سے بات کر رہے تھے۔وہ امان سے مخاطب ہوئی

"جی!"

وہ مسکرایا اور سر کو خم دیا "کیا مجھے اب آپ کی تعریف کرنے کی اجازت ہے؟"

وہ مسکرائی "دو ہفتے رہتے ہیں ابھی"

وہ ہنس دیا" صحیح صحیح "پھر سامنے گیٹ کی طرف دیکھا" ویسے تو آپ کو تعریف امپریس نہیں کرتی مگر میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اچھی لگ رہی ہیں۔۔یہ ایک کمپلیمنٹ ہے تعریف بھی سمجھ سکتی ہیں"

اس نے شانے اچکائے اور مسکرا دیا

رابیل بھی مسکرائی "شکریہ"

اس نے سر کے خم سے شکریہ وصول کیا" اپنا خیال رکھیے گا، اللہ حافظ !" اور وہ وہاں سے چلا گیا۔

وہ اسے جاتا دیکھتی رہی، پھر سانس خارج کر کے اندر آ گئی۔ آج وہ بہت تھک گئی تھی، اسے بہت سا سونا تھا اور نیند آنکھوں کے کناروں پر تھی۔

یہاں سے دور ایک ریسٹورنٹ میں ایک شخص سرمئی ڈنر سوٹ میں ایک لڑکی کے سامنے بیٹھا تھا۔ لڑکی نے سیاہ لمبی سکرٹ پہن رکھی تھی جس پر سرخ منی جیکٹ تھی۔ اس نے سیاہ چیلسی بوٹ پہن رکھے تھے، بال جوڑے میں بند تھے، اس کی سرخ لپ سٹک چہرے پر سب سے نمایاں تھی۔ اس نے کانوں میں سرخ ہیرے پہن رکھے تھے اور وہ سامنے بیٹھے مرد کو دیکھ کر مسکراتی کچھ کہہ رہی تھی۔ سرخ نیل پالش اس کے ناخنوں کی زینت تھی، وہ سیاہ سرخ تھی۔ ڈنر کرتے مرد اور عورت میں بات چیت جاری تھی۔

"مجھے یہ خواب لگتا ہے" وہ پلیٹ میں پڑے سیلڈ کو کانٹے سے ہلا رہی تھی

وہ مسکرا دیا" میں اتنا بھی برا نہیں ہوں" اور ٹشو سے لب تھپتھپائے

وہ ہنس دی "تم برے نہیں تھے مامون۔۔ تم بس میرے نہیں تھے" پھر کانٹا پلیٹ میں رکھا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے تھوڑی تلے رکھے اسے دیکھنے لگی "آنٹی کے کہنے پر لائے ہو؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ ایک رات میں تمھیں اپنی مرضی سے کھانے پر لاؤں گا سو میں اپنے قول پر پورا اترا"

وہ مسکرائی "مامون کا قول پتھر پر لکیر ہوتا ہے"

وہ ہنس دیا "لوگ کہتے ہیں۔۔ پتہ نہیں کیوں کہتے ہیں" اس نے معصومیت سے شانے اچکائے

تاثیر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔ بازو سینے پر باندھے تھے "فری کے جانے کے بعد تم مجھ سے کافی روڈ ہو گئے تھے۔۔ یو نو تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے"

اس نے بھنویں بھینچ لیں "ارے ہاں۔۔ فری کا بتاؤ، کبھی بات ہوئی۔۔ آئی مین دو سال ہو گئے ہیں اب تک تو ٹھیک ہو جانا چاہیئے تھا"

تاثیر نے سر نفی میں ہلایا "عورت کے پاس ایک کردار ہی تو ہوتا ہے۔ بدکردار عورت کا ذکر کوئی نہیں کرتا، ہم نے اس کی خبر رکھنا بھی چھوڑ دی" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

مامون سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ آگے کو ہوئی اور مامون کے ہاتھ پر دھیرے سے ہاتھ رکھا "مامون۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی" پھر سانس خارج کی "تم ہمارے رشتے سے خوش ہوں نا؟"

وہ مسکرادیا،اپنے ہاتھ پراس کا ہاتھ دیکھا"تمھیں کیا لگتا ہے کہ ایک خود مختار مرد سے کوئی زبردستی کرواسکتا ہے"

وہ مسکرادی اور پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔مامون نے گلا کھنکھارا اور جیب سے ایک ڈبیہ نکالی۔اسے تاثیر کے سامنے رکھا تو اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے پہلے مامون کو دیکھا پھر ڈبیہ کو،اس نے بھی شانے اچکائے۔لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر ڈبیہ پکڑی اور کھولی،اندر جو چیز تھی اسے ہاتھ میں لیا اور آنکھوں کے سامنے کیا۔۔پھر مسکرادی اور اسے دیکھا

مامون بولنا شروع ہوا"آج سے پانچ سال پہلے کی بات ہے،یہ میں نے نیویارک سے لیا تھا۔اس کا آدھا حصہ میرے پاس ہے اور آدھا میں تمھیں دے رہا ہوں،اس وقت میں نے سوچا تھا کہ اپنی ہمسفر کو دوں گا اور کئی سال اسے رکھے رکھا،اب یہ تمھیں دے رہا ہوں"اور مسکرادی

وہ پرجوش ہوئی تھی"یہ خواب ہے مامون"

وہ ہنس دیا۔وہ ایک پینڈنٹ تھا،چین کے ساتھ لٹکا آدھا دل(محبت والا دل)تاثیر نے اسے اشارہ کیا "پہنادو"

وہ سانس خارج کر کے کھڑا ہوا،پھر اس کے پیچھے آیا اور اس نے پیچھے سے چین کے حصے ہک سے ایک دوسرے سے جوڑ دیے۔ارد گرد کے لوگوں نے دیکھا تھا مگر اس نے نظرانداز کیا اور اس کے سامنے

آ بیٹھا۔وہ مسکرا دیا۔تاثیر کے چہرے کی رونق دیکھنے لائق تھی۔۔مامون بس سانس لے کر رہ گیا، بوجھ بڑھتا رہا ملال کم نہ ہوا مگر یہ ضروری تھا۔۔

واپسی پر مامون نے اسے ڈراپ کیا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔رات سیاہ مگر سرد تھی

دھندلی سڑک پر گاڑی کی ہیڈ لائٹس راستہ بناتی آگے بڑھ رہی تھیں۔گاڑی میں ہلکا سا میوزک چل رہا تھا اور لڑکی گاڑی کی پشت سے سر لگائے بیٹھی تھی۔ساتھ بیٹھا شخص سامنے دیکھتے اسے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ سن رہی تھی

"مجھے شروع سے ہی مین میڈ لگا۔۔بیلی کا میں کچھ نہیں کہہ سکتی"

"مین میڈ؟"ساتھ بیٹھے شخص نے گردن موڑے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"ہوں"وہ سیدھی ہوئی اور اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئی"اگر ریسپیکٹ کرنی ہے تو سب عورتوں کی کرے نا، باغ میں کھڑا ہو کر بات کر رہا تھا۔رابیل کے آنے پر کھڑا ہوتا ہے تو جانے کے لیے پہلے مجھے راستہ دے نا، میں وہیں کھڑی ہوں اور وہ خود آگے بڑھ گیا۔ویسے تو لیڈیز فرسٹ ہوتی ہیں اور وہ یہ بات جانتا ہے تو پہلے مجھے جانے کا اشارہ کرتا اور پھر خود جاتا۔۔پھر میں نے پوچھا کہ اگر کل کو رابیل آپ سے کہے کہ میں نے الگ رہنا ہے تو کیا کہیں گے؟"ایک لمحے کا توقف"کہنے لگا رہ لیں گے، مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں"

"ہاں تو کوئی مسئلہ نہیں نااور وہ تمھیں کیا کہے کہ نہیں میں جھگڑا کروں گا،اسے زبردستی فیملی کے ساتھ رکھوں گا"اس نے مینا کو دیکھا"تم اوور تھنکنگ کر رہی ہو مینو،اتنا کبھی تم نے مجھ پر غور کیا ہے؟"

مینا نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا"تم میرے آنے پر کھڑے نہیں ہوتے بلکہ اگر کوئی کھڑا بھی ہونا تو تم زبردستی بٹھادو"اس نے سر جھٹکا۔وہ ہنس دیا

"اور تو اور۔۔لندن کینیڈا اور پتہ نہیں کہاں کہاں کے خواب دکھا کر لاہور لے گئے تھے"وہ منہ بنا کر بیٹھ گئی،کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

"تم ہی کہہ رہی تھی کچھ ایڈونچر ہو۔۔اب ایڈونچر ہو گیا تو تمھیں کینیڈا کا صدمہ لگ گیا ہے"

رامین نے اسے دیکھا،پھر آنکھیں چھوٹی کیے بولی"اس مولوی نے ہمارا پتہ نہیں کیا ہو گا؟"اس نے تھوڑی تلے مٹھی رکھ لی

"کیا ہو گا۔۔نام تو اسے ہمارا آتا نہیں،نہ اسے پتہ ہے کہ ہم کہاں سے آئے ہیں،نہ اسے پتہ ہے کہ نکاح نامے کے کاغذات جھوٹے ہیں،وہ تو لالچی تھا لالچ لے ڈوبی"اس نے شانے اچکائے

"ہوں۔۔ویسے بھی اس نے ہمیں تھریٹ کیا تھا تو یہی سوچے گا کہ ڈر کے مارے بھاگ گئے"پھر اپنے بال ایک طرف کو کیے"ویسے کچھ ملا؟"

"میری بات نہیں ہوئی اس سے، بزی تھا" پھر گاڑی ایک گلی میں موڑی "کچھ ملے گا تو بتادے گا، نظر اسی پر ہے"

سامنے دھند میں لپٹا سفید سرمئی روشن بنگلہ نظر آرہا تھا۔اس کا گیٹ کھلا تھا شاید مامون آیا تھا

"آج ہم مامون بھائی کی طرف رہیں گے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور مامون کی گاڑی کے پیچھے اپنی گاڑی اندر کی طرف بڑھائی۔

گیراج میں گاڑی سے نکل کر کھڑا مامون انھیں دیکھ کر مسکرایا۔وہ آگے بڑھا اور اس کے کندھے سے جا لگا۔رامین کو دیکھ کر سر کو خم دیا

"خوش آمدید!"

وہ ہنس دی

"کہاں کی تیاری تھی؟"

اندر بڑھتے لڑکی مسکراتے ہوئے بولی "بیلی کی بات پکی ہوئی ہے، وہیں سے آرہے ہیں"

اندر بڑھتے مامون نے جھکی گردن اٹھا کر اسے دیکھا، تھوک نگلا، دل بے اختیار دھڑکا اور پیٹ میں مروڑ پڑے۔چہرے پر سایہ سا لہرایا، الفاظ اندر ہی کہیں گم ہو گئے۔وہ خاموش رہا، کیا بولتا؟ صرف سر ہلا کر اندر چلا گیا اور بیڈ کے کنارے بیٹھا سانس بحال کرتا رہا، شاید اس نے دیر کر دی یا شاید لڑکی نے جلدی کر دی۔وہ سر جھکائے نرم کارپیٹ کو گھور رہا تھا، کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا۔وہ دوسروں کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زندگی کی گرہیں سلجھاتا خود اپنی زندگی کو الجھا بیٹھا تھا۔ وہ بے یقینی اور شاک کے ساتھ ساتھ حیرت و غم کا شکار تھا۔ یہ سب اتنی جلدی ہو گیا؟ ابھی کل تو اس نے تاثیر سے منگنی کی تھی تو کیا وہ اس کا انتظار کر رہی تھی، اس کی طرف سے انکار نظر آیا تو اس نے کہیں اور اقرار کر دیا۔ کیا اسے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ مامون کسی کے لیے یوں وقت نہیں نکالتا؟ مامون کسی کے لیے میٹھی چائے کیوں پیئے گا؟ مامون کسی کو اپنی پسندیدہ کہانی کیوں دے گا؟ وہ کسی کے لیے کئی گھنٹے کیوں نکالے گا؟ کسی کا بوجھ کیوں اٹھائے گا؟ کیا اسے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ وہ گلی کے کنارے کھڑا ہو کر اسے تب تک دیکھتا ہے جب تک کہ وہ چلی نہیں جاتی اور اس کے جانے کے بعد بھی وہ اسے ہی سوچتا ہے؟ شاید نہیں، اس کا دائرہ کبھی مامون کے دائرے سے نہیں ملا۔ اس نے سانس خارج کی اور اسی طرح بیڈ پر گر گیا، اس کے جرابوں والے پیر کارپیٹ کو چھو رہے تھے

"میں نے دیر کر دی۔ میں آپ کو بتا دیتا تو کیا آپ انتظار کرتیں؟ میں آپ کو بتا دیتا کہ میں کچھ مسئلوں میں ہوں، جلد انھیں سلجھا کر آپ کو اپنا لوں گا تو کیا آپ میری بات کا مان رکھتیں؟" پھر خود ہی اقرار کیا "شاید ہاں، شاید نہ" اس نے اپنی کنپٹی مسلی

"کیا وقت پلٹ نہیں سکتا؟ میں اسے سب بتا دوں گا، میں اسے اپنے اعتماد میں لوں گا اور سب ٹھیک کر دوں گا" مگر مامون بھی جانتا تھا کہ وقت پلٹا نہیں کرتا۔ وہ دیوار کو گھور رہا تھا، اب وہ کیا کرے گا؟ سب ٹھیک ہو جائے گا تو بھی کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔ اب دنیا بھر کے فائدے خسارے ہوں گے، خوشی

کے قہقہے نوحے ہوں گے اور وہ کبھی میٹھی چائے نہیں پیئے گا۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔ بنا دستک دیے ایک ہی شخص آتا تھا، بلکہ آتی تھی۔ اس نے آتے ہی اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے اور اس کے سر سے سر جوڑے سینے کے بل لیٹ گئی۔ وہ کچھ پڑھ رہی تھی، ہلکی آواز میں کچھ گنگنا رہی تھی۔ مامون نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا تو وہ مسکرا دی

"جنگل بیل، جنگل بیل۔۔" وہ اسی طرح گنگناتی رہی۔ رات گہری ہو رہی تھی۔

دو دن بعد:

صبح کے دس بجے کا وقت تھا۔ یہ صبح لاہور یا اسلام آباد کی دھندلی صبح نہیں تھی۔ یہ صبح پہاڑوں میں بستی ایک چھوٹی وادی کی صبح تھی جہاں پہاڑوں کے پیچھے سے سورج نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔ سردی تھی مگر دھند نہیں تھی۔ سورج کی نارنجی روشنی ایک نرم سا تاثر فضا میں بکھیرے ہوئے تھی۔ اوپر سے نیچے آتے پتھریلے راستے کے دائیں جانب بہت سے گھر تھے۔ پتھر کے گھر جن کی پتھریلی دیواروں کو سبز بیلوں سے سجایا گیا تھا۔ چڑیوں کے چہکنے کی آواز اور پھولوں کی خوشبو، یہ علاقہ "ہنزہ وادی" کا تھا۔ فاصلے پر بنے پتھر کے گھر جن کے مکین بڑے خوبصورت، سادہ اور نرم دل تھے۔ بہت سی خواتین نے فراک پہن رکھی تھی جن پر سویٹر تھا، بالوں پر رومال باندھے وہ ایک باغ کی صفائی کر رہی تھیں۔ بچے بھاگتے پھل توڑتے جھولے لیتے تتلیاں پکڑتے مسکرا رہے تھے۔ ان سب سے بے پرواہ ایک لڑکی سامنے سے چلتی خاموشی سے آگے بڑھتی جا رہی تھی، اس نے سرخ جرسی نما لمبی

سکرٹ پہن رکھی تھی،اوپر لمبا سیاہ کوٹ جس کی جیبوں میں اس نے ہاتھ اڑسے تھے،گلے میں ایک نازک سا پینڈنٹ تھا جس میں آدھا دل لٹکایا گیا تھا۔۔بال کھلے تھے،نیچے ہائی اینکل بوٹ پہن رکھے تھے اور وہ خاموشی سے ڈھلوان دار رستے پر چل رہی تھی۔اوپر سے نیچے کو جاتے راستے کو پتھروں سے بنایا گیا تھا،آگے پیچھے جوڑے گئے بڑے پتھر۔۔آگے کو جاتے اسے ایک گھر نظر آیا جس کی پتھریلی دیوار پر موٹی موٹی سبز بیلیں تھیں،گھر کے باہر اوپر کو جاتی سیڑھیاں تھیں جن کے سامنے بنے دروازے کو اندر سے تالا لگا تھا۔باہر بہت سے گملے تھے،ایک شیڈ بنا تھا جسے ستونوں کے سہارے کھڑا کیا گیا تھا۔ایک دو سیڑھیاں چڑھ کر اس لڑکی نے دروازے پر بیل بجائی۔چند پل بیتے اور دروازہ کھل گیا۔۔وہ اندر بڑھی اور کوٹ اتار کر کھونٹی سے لٹکایا

"کیسی ہیں آنا؟" وہ مسکراتے ہوئے پیچھے کھڑی فربہی عورت سے پوچھ رہی تھی جو کہ عمر میں کافی بڑی تھیں۔ہاتھ باندھ کر کھڑی چالیس پینتالیس سال کی "آنا" مسکرائیں

"خوش آمدید۔۔بتائیں کیا لیں گی؟"

لڑکی نے ادھر اُدھر دیکھا،پھر سنجیدہ ہوئی "کوئی آیا تو نہیں؟"

"نہیں۔۔آپ کے علاوہ کوئی نہیں"

باہر سے پتھر کا بنا گھر اندر سے لکڑی کا لگتا تھا۔لڑکی کی پشت پر دیوار گیر کھڑکی تھی جس کے سامنے سے پردے ہٹائے گئے تھے،ایک صوفہ سیٹ تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر چھوٹا سا ڈائننگ ٹیبل۔

دائیں جانب کچن تھا جہاں سے کھانے کی مہک اٹھ رہی تھی، وہ شاید وہ کچھ میٹھا بنا رہی تھیں۔۔لڑکی آگے بڑھی، وہاں دو کمرے تھے۔اس نے بایاں کمرہ کھولا اور اندر کا ماحول واضح ہوا۔ایک طرف چھوٹا سنگل بیڈ تھا جس پر نیلی بیڈ شیٹ بچھی تھی، سامنے لمبی کھڑکی تھی جس کے سامنے سفید پردے تھے، ایک طرف چھوٹی سی الماری تھی۔اس کمرے میں سب سے خاص بات کیا تھی؟"بک شیلفس "اوپر سے نیچے آتیں دیوار سے جڑیں لکڑی کی بنی بک شیلفس جس میں کئی کتابیں تھیں۔ اندر ایک لڑکی چھوٹے سے کاؤچ پر ٹانگیں اوپر کو کیے بیٹھی تھی۔اس نے اونی سویٹر اوڑھ رکھا تھا، نیچے موٹا اونی ٹراؤزر اور اسی سٹف کی اوپر شرٹ تھی۔اس کے بال کھلے تھے، وہ کمزور سی تھی۔ رنگت ذرا سی زرد تھی مگر اس کی آنکھیں، آنکھیں کانچ سی سنہری بھوری تھیں۔وہ کسی ایسی شہزادی کی طرح تھی جسے کسی نے محل میں زبردستی قید کیا ہو۔لڑکی آگے بڑھی اور اس کے ہاتھ سے کتاب چین لی

"کیا کرتی ہو سارا دن؟"وہ اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گئی

"دعائیں مانگتی ہوں "وہ بولی تو آواز اداس تھی، قید ہوئی بلبل کی طرح

وہ ہنس دی اور اپنے ہاتھ کی پشت اسے دکھائی "دیکھو، تمھارے محبوب نے مجھ سے منگنی کی ہے "اور آگے کو ہوئی

"اب وہ میرا ہے "مسکراہٹ گہری ہوئی

لڑکی کا دل دھڑکا،اس نے مٹھیاں بھینچ لیں مگر خاموش رہی۔اتنا عرصہ قید میں رہنے کے بعد بھی وہ اسے نہیں بھلا پائی تھی۔وہ اس کی یادداشت کا ایک پختہ حصہ تھا۔وہ ایک ایسا کردار تھا جسے سوچے بغیر وہ سو نہیں پاتی تھی۔تاثیر نے گلے سے پینڈنٹ اتارا اور اس کے سامنے کیا"تمھیں پتہ ہے یہ اس نے اپنے ہاتھوں سے مجھے پہنایا ہے"پھر مسکرائی"وہ میرے سامنے بیٹھا مسکراتا ہے،ہنستا ہے اور باتیں کرتا ہے۔میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو اس نے ہاتھ نہیں جھٹکا،تاثیر اس پر اثر کرتی ہے" وہ بولتی جا رہی تھی بولتی جا رہی تھی مگر کاؤچ پر بیٹھی فرحین اس پینڈنٹ کے آدھے دل میں اٹکی تھی۔اس کی آنکھیں جو دیکھ رہی تھیں دماغ اسے سمجھ رہا تھا۔وہ مسکرائی تو تاثیر کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی۔

"وہ تو ایسے بہت سے تحفے دیتے رہتے ہیں۔آرا کو عافی کو اور مجھے بھی،ہمیں بہت سے ایسے تحفے ان سے ملتے رہتے تھے۔ان کی love لینو نج گفٹس ہوتے ہیں"

تاثیر دانت پیستے کھڑی ہوئی"کیا مطلب ہے تمھارا؟تمھیں وہ کیوں دے گا ایسے گفٹس؟"

وہ ہنس دی"وہ میرے دوست ہیں۔سب سے اچھے سب سے زیادہ وفادار اور سب سے زیادہ چاہنے والے،وہ ایسے تحفے دیتے رہتے ہیں"اس نے شانے اچکائے۔

تاثیر سے ضبط نہیں ہوا اور وہ آگے بڑھی،اس کے بال پشت سے پکڑ کر نوچے اور اسے ایک جھٹکا دیا

"بکواس بند کرو اپنی"وہ چلائی تھی

لڑکی نے اپنی بال ٹھیک کیے اور مسکرادی۔اس کا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا، صیاد اس کی آزادی کا پروانہ لایا تھا۔خوف بھی تھا اور خوشی بھی۔ قاتل مقتول کو نہیں بھولا تھا۔فری کھڑی ہوئی اور اس کا ہاتھ پکڑا،اس کے ہاتھ سے پینڈنٹ لیا اور تاثیر کو دیکھا "یہ بہت خوبصورت ہے"

تاثیر نے اس سے پینڈنٹ کھینچنا چاہا مگر اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا "ایک منٹ۔۔ تمھیں دے دوں گی"

وہ الماری کی طرف بڑھی اور کانپتے ہاتھوں سے دراز کھولا۔ہاتھ ادھر اُدھر مارا اور ایک پینڈنٹ لے آئی اور ہاتھ میں پکڑے پیڈنٹ کے ساتھ اسے رکھا۔اس کی ہتھیلی پر ٹوٹے دل کے دو ٹکڑے تھے، ایک وہ جو تاثیر لائی تھی اور دوسرا وہ جو فری نکال کر لائی تھی۔۔ان کی چین ہاتھ سے نیچے لہرا رہی تھی۔فرحین نے دونوں دلوں کو آپس میں جوڑا اور ادھر دور اسلام آباد میں ایک گول میز کے گرد بیٹھے میٹنگ میں مصروف شخص کی کلائی میں سیاہ ٹچ واچ پر سرخ سی بتی جلنے لگی،ایک باریک سی بپ بجنے لگی۔۔وہ بولتا بولتا خاموش ہو گیا اور جھٹ سے کھڑا ہوا۔سامنے بیٹھے مرد و عورت نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا "آئی ال بیک"

اور وہ وہاں سے مڑا، گلاس ڈور کھولا اور اس نے جیب سے فون نکال کر کسی کو کال ملائی۔کال اٹھالی گئی تھی، یہاں سے کچھ فاصلے پر موجود سیاہ تھری پیس میں ملبوس سرمئی آنکھوں والے شخص کی کلائی میں بندھی سیاہ ٹچ واچ پر بھی سرخ بتی جل رہی تھی

فون کانوں سے لگائے وہ ہنس دیا"پہاڑوں کا شہر!"

اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا جہاں کسی جگہ کی لوکیشن آرہی تھی۔مامون کا دل بے اختیار دھڑکنے لگا،وہ واقعی پہاڑوں میں تھی۔دو سال پہلے اس نے اسے سمجھایا تھا مگر وہ نہیں سمجھ سکا۔

"لوکیشن ٹریس کرو،میں بس پہنچ رہا ہوں"

اور اس نے کال کاٹ دی۔پیچھے سے افیفہ کی آواز آئی تھی"باس!"

وہ آگے بڑھتا پیچھے مڑا تھا"میٹنگ کینسل کردو۔۔میں ایمرجنسی میں ہوں،تین دن تک ارینج کردو"

اور وہاں سے چلا گیا۔وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔گاڑی میں بیٹھتے اس نے کسی کو فون ملایا تھا۔ہاسپٹل میں ایک لڑکی کے سامنے کھڑے بھوری آنکھوں والے کی جیب میں فون بجا تھا۔اس نے سکرین پر نام دیکھا تو بھنویں بھینچ گئیں،پھر سکرین سوائپ کی"جی مامون بھائی"

دوسری طرف سے آواز آئی اور اس نے سن کر کال کاٹ دی۔سفید اوورال اتار کر ہاتھ میں پکڑا اور وہاں سے چلا گیا۔سامنے کھڑی لڑکی شانے کر چلی گئی۔

تاثیر نے اس کے ہاتھ سے دونوں پینڈنٹ کھینچ لیے،دل جدا ہوئے اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔وہ ایک طرف کو لڑھکی۔پھر سیدھی ہوئی

"تم مجھے اس کے خلاف بھڑکا رہی ہو"وہ چلا رہی تھی

"تو آپ کیوں بھڑک رہی ہیں؟"فری مسکراتے ہوئے بولی تھی

تاثیر کا تنفس بڑھا ہوا تھا "وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔۔وہ مجھ سے محبت کرنے لگا ہے"

فرحین ہنس دی "آپ ان کے بارے میں کبھی اندازہ نہیں لگا سکتیں، آپ نے ان کے ساتھ وقت نہیں گزارا" پھر اس کے سامنے آئی "آپ فرحین تھوڑی ہیں"

تاثیر کا یہ سننا تھا کہ اس نے غصے میں آگے جھپٹ کر اس کے بال نوچے اور سر دیوار سے مارا، وہ کراہی۔ سر چکرا کر رہ گیا، درد کی شدت بہت تھی۔تاثیر نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تو وہ زمین پر بیٹھ گئی، خون کی ایک پتلی دھار اس کے ماتھے سے بہتی نیچے جا رہی تھی۔۔دروازہ کھلا اور آنا اندر آئیں، منہ پر ہاتھ رکھے وہ فرحین کی طرف بڑھیں

"کیوں مارتی ہیں اسے؟" وہ تاثیر کو دیکھتے بولی تھیں

تاثیر اسے گھور رہی تھی، یہ پہلی بار نہیں تھا۔اس سے پہلے بھی فرحین نے تاثیر سے بہت مار کھائی تھی۔وہ جھکی اور پھر سے اس کے بال نوچے، اس کا چہرہ اپنی طرف کیے پھنکاری

"اس نے مجھے دھوکا دیا نا تو میں اسے مار دوں گی۔۔اس کی موت میرے ہاتھوں ہو گی۔۔تم مجھے جانتی نہیں ہوا ابھی" وہ غرا رہی تھی، گلابی آنکھوں میں آگ تھی

فرحین کی آنکھوں سے آنسو نکلے اور کنپٹی کی طرف بہنے لگے۔پھر اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا اور اس کے پاؤں پر اپنا بھاری بوٹ رکھ کر باہر بڑھ گئی۔وہ درد سے کراہی، آنکھیں میچ لیں اور نم سانس اندر کھینچی۔۔آنا اس کے بال پیچھے کرتیں اس کا ماتھا دیکھ رہی تھیں۔

"تم کیوں انھیں غصہ دلاتی ہو؟"

وہ مسکرادی "آنا۔۔میری دعا قبول ہو گئی ہے"

بوڑھی عورت کے چہرے پر حیرانی تھی، پھر وہ کھڑی ہوئیں۔اب ان کے چہرے پر خوف تھا، فرحین کی آزادی ان کی قید تھی۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے اور سیاہ پردے تان دیے۔یہاں سکون تھا، ہلکی ہلکی دھند تھی، دن کا شور ختم اور رات کا سناٹا چھا گیا۔ صبح کو چہکنے والی چڑیاں اب اپنے گھونسلوں میں تھیں۔بچے اپنی ماؤں کے ساتھ بستر میں گھسے تھے، گھروں کے باہر کھونٹی سے لیمپ ٹنگے تھے۔ایک گھر کے شیڈ سے ایسا ہی ایک چراغ ٹنگا تھا، اس کی کھڑکی کے آگے پردے تھے مگر محسوس ہوتا تھا کہ اندر روشنی جل رہی تھی۔کچھ پل بیتے اور سیاہ کوٹ میں ملبوس کوئی اس گھر کے سامنے آ کھڑا ہوا، اس کے ہاتھ میں ایک لوہے کا ڈول تھا، سر پر اونی ٹوپی اور سیڑھیوں پر چڑھ کر اس نے بیل بجائی۔دروازہ کھلا اور خاتون باہر نکلیں۔

"تم کون ہو؟"

"مجھے فیصل نے بھیجا ہے۔۔اس کی جگہ دودھ دینے آیا ہوں، اس کے پاؤں میں موچ آ گئی ہے"

اس نے دودھ والا ڈول آگے بڑھایا، خاتون نے ڈول پکڑ کر دروازہ بند کر دیا، بس ذرا سا دروازہ کھلا تھا جس سے روشنی باہر جا رہی تھی۔وہ آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔اندر جاتے ہی اس نے

بائیں جانب دیکھا،اس کا دل بے اختیار دھڑکا،وہ چھوٹے صوفے پر پاؤں رکھے،ٹانگیں سمیٹے کتاب پڑھ رہی تھی، گود میں رکھی کتاب پر جھکی ہوئی۔۔سب کچھ ساکن تھا،اتنے عرصے بعد اسے دیکھنا یہ ایک عجیب سا احساس تھا،اس کا دل کیا سب رک جائے اور وہ اسے دیکھتا رہے مگر سب کچھ ہماری مرضی سے نہیں ہوتا نا، عورت آگئی اور غصے سے بولی "اندر کیوں آئے؟ باہر نکلو" اس کے ہاتھ میں دھلا ہوا ڈول تھا

لڑکی نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا، پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"وہ جی۔۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو ایک کٹ لگا تھا اور انگلی سے بہت سا خون بہہ رہا تھا" یہ آتے ہوئے میں گر گیا۔۔اندھیرا بہت ہے۔۔نیچے پتہ نہیں کیا تھا مجھے بہت زور سے لگا ہے۔۔مہربانی ہو گی کوئی پٹی یا دوائی لا دیں، سردی بہت ہے درد بھی ہو رہا ہے" اس کے چہرے پر معصومیت تھی، ہلکی شیو۔عورت نے ڈول اسے تھمایا اور گھورا" رکو ادھر ہی" اور اندر چلی گئی

وہ جیسے ہی اندر گئی، لڑکے نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر پیچھے بیٹھی لڑکی کی طرف بڑھایا، وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی، اس کے ماتھے پر سنی پلاس لگا تھا۔اس نے سر جھٹکا اور اس کی گود میں کاغذ رکھا، کہا کچھ نہیں۔لڑکی نے پہلے اس کی بھوری آنکھوں کو دیکھا، پھر تھوک نگل کر دھڑکتے دل کانپتے ہاتھوں سے کاغذ پکڑا اور اسے کھولا

" کبھی کبھی عام لڑکیوں کے لیے عام لڑکے آجاتے ہیں"

نیچے اور بھی تحریر لکھی تھی،اس سے پہلے کہ وہ پوری تحریر پڑھتی آنا آ گئیں۔۔اس نے جلدی سے ٹانگیں اوپر کر لیں اور سر جھکائے کتاب پڑھنے لگی،دل البتہ باہر آنے کو تھا،وہ آزاد ہونے والی تھی۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ کہاں تھی،الفاظ اوپر نیچے ہونے لگے تھے۔ نظر دھندلی ہو گئی تھی، تنفس بڑھا ہوا تھا۔آنا نے اس لڑکے کی انگلی پر پٹی کی تو وہ شکریہ کہہ کر چلا گیا۔وہ لڑکی کو گھور رہی تھیں جو کتاب پر جھکی تھی، پھر دروازے کو چٹکی چڑھا کر کچن میں چلی گئیں۔اس نے آہستہ سے کاغذ نکالا اور تحریر پڑھی۔

"جو لوگ جنگل میں کھو جاتے ہیں ان کے پیچھے ان کے چاہنے والے ضرور آتے ہیں، پہاڑوں پر کھو جانے والے کو ہر کوئی نہیں بھلاتا اور جو لوگ گر جاتے ہیں یا تو وہ خود اٹھ جاتے ہیں یا اللہ ان کے لیے کوئی نہ کوئی اٹھانے والا بھیج دیتا ہے" نیچے تحریر لکھنے والے نے نام نہیں لکھا تھا۔یہ ان تمام سوالوں کے جواب تھے جو کبھی فری نے اشعر سے کیے تھے۔اس وقت مارگلہ کے پہاڑوں کے سامنے کھڑے اشعر کو ان کا جواب نہیں آتا تھا۔اب ہنزہ کے پہاڑوں میں بیٹھی لڑکی کو جواب مل گیا تھا۔وہ سانس روکے سب پڑھ رہی تھی،دل بے اختیار دھڑک رہا تھا۔وہاں ایک وقت لکھا تھا

“8:30 pm”

اس کے سامنے کھڑی تھی،وقت ہوا تھا آٹھ بج کر دس منٹ۔ بیس منٹ بعد کیا ہونے والا تھا؟اس نے کاغذ دوبارہ گود میں رکھا۔دو سال کا جواب بیس منٹ بعد ملنے والا تھا۔کچن میں آنا کے برتن پٹخنے کی آواز آرہی تھی۔

یہاں سے چند قدم دور ایک اندھیری گلی میں ایک گاڑی کھڑی تھی۔اس کی ہیڈ لائٹس روشن تھیں۔ اندر ساتھ ساتھ بیٹھے دو مرد سامنے دیکھ رہے تھے

"کہیں پکڑا تو نہیں گیا؟"مامون منہ میں بڑبڑایا

تیمور ہنس دیا"نہیں بیٹا۔۔تم ابھی بچے ہو۔تمھیں نہیں پتہ کہ کون یہاں کیا ہے؟آتا ہی ہو گا ابھی" اس نے مامون کے کندھے پر کہنی رکھی اور سامنے دیکھنے لگا

"تم تو سب کے باپ ہو نا"اس نے کندھا ذرا سا نیچے کیا تو اس کا بازو پہلو میں آ گرا۔

"ہاں نا۔کوئی شک؟"اس نے مامون کو آنکھ ماری اور مسکرا دیا

"تمھیں کیسے پتہ کہ آٹھ بجے ان کے گھر دودھ والا آتا ہے؟"مامون نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

"جب تم اشعر کو کونے میں لے جا کر کھسر پھسر کر رہے تھے تب میں یہی کام کر رہا تھا"اس نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا

"اوہ"اس نے دونوں ابرو اٹھائے "تو کیسے پتہ لگایا تم نے؟"

"بچوں سے زیادہ معصوم کوئی نہیں ہوتا۔یہاں پاس ہی ایک باغ ہے وہاں بچے کھیل رہے تھے۔بیس بیس روپے دے کر پوچھ لیا کہ ان کے گھر کب کون آتا ہے؟"

"دودھ والے کے علاوہ کوئی نہیں آتا؟"مامون حیران ہوا تھا،دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے

"ہفتے بعد لانڈری کے لیے ایک لڑکا آتا ہے اور کبھی کبھار کوئی ہو تو ہو ورنہ کوئی نہیں۔۔سارا سامان تاثیر لے کر آتی ہے۔۔اس نے بہت سخت سیکیورٹی رکھی ہوئی ہے"

مامون نے سر ہلا دیا۔

"ویسے دودھ والے کو پیسے دے کر پیچھے ہٹانے والا آئیڈیا مجھے برا لگا تھا۔۔مجھے لگتا تھا کہ شاید کچھ ایسا ہو جو پیسہ نہ کر سکتا ہو مگر۔۔کیا ہی کہوں"اس نے شانے اچکائے

سامنے سے اشعر آتا دکھائی دیا تھا۔وہ مسکرا رہا تھا

"کہا تھا نا۔۔یہاں معصوم کوئی بھی نہیں ہے"اور کہتے ہی تیمور گاڑی سے نکلا۔

ساتھ ہی مامون بھی اس کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا؟وہ وہیں تھی؟"مامون کے پوچھنے پر اس نے سر اثبات میں ہلایا

"پیغام دے آیا ہوں"پھر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی "ساڑھے آٹھ ہونے والے ہیں"

تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ساتھ ساتھ آگے بڑھے۔ پھر اشعر آگے بڑھا اور سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا، وہ دونوں شیڈ کے نیچے اندھیرے میں کھڑے تھے۔ جیسے ہی بیل بجی خاتون کھانا چھوڑ کر اس جانب بڑھی۔ دروازہ کھولا تو سامنے اشعر تھا۔ خاتون کی تیوری چڑھ گئی "اب کیا ہے؟"

اس نے تھوک نگلا "وہ جی۔۔ میرا پانچ سو روپیہ کہیں گر گیا ہے۔۔ آپ یہاں دیکھ دیں، کہیں گرا تو نہیں"

خاتون نے سانس خارج کی "نہیں ہے۔۔ جاؤ" اور انھوں نے دروازہ بند کرنا چاہا مگر اشعر نے اپنا ہاتھ دروازے میں دے دیا اور کراہا، عورت نے دروازہ کھول دیا

"کیا مصیبت ہے؟ نہیں ہے پانچ سو روپیہ"

اس نے پیچھے اشارہ کیا "ارے وہ دیکھیں۔۔ صوفے کی نیچے" وہ پرجوش سا بولا اور خاتون نے پیچھے دیکھا

"کہاں ہے؟"

وہ جھٹ سے اندر گھس گیا اور جھک کر صوفے کے نیچے دیکھا، دروازہ کھلا تھا اور خاتون اشعر کو دیکھ رہی تھی۔ اشعر سیدھا ہوا اور جیب سے پانچ سو کا نوٹ نکالا "ارے۔۔ یہ تو میری جیب میں تھا" اور ہنس دیا

خاتون دانت پیستے اسے دیکھ رہی تھی، پھر اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرتے مڑ کر دیکھا تو حیران ہوئی

"کون ہو تم دونوں؟" وہ تیمور کی طرف بڑھیں اور اسے کہنی سے تھاما "نکلو باہر"

مگر مامون نے دروازہ بند کر دیا، سیاہ لمبے کوٹ سے بندوق نکال کر میز پر رکھ دی اور خاتون کو مسکرا کر دیکھا۔ تیمور نے اپنا بازو چھڑایا

"کمال کرتی ہیں آنٹی آپ۔۔اتنی بڑی ہو گئی ہیں۔آپ کی ممی نے یہ نہیں سکھایا کہ بن بلائے مہمان کو بھی دھکے نہیں دیتے، ہم تو پھر بلائے ہوئے مہمان ہیں" وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا، کمرے کا دروازہ کھلا اور لڑکی ناب پر ہاتھ رکھے سانس تھامے دھڑکتے دل سے بنا پلک جھپکائے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی، وہ خواب نہیں تھا۔قید ٹوٹ گئی تھی، اس کی آزادی کا پروانہ آ گیا تھا۔ وہ کانپتی ٹانگوں سے آگے بڑھی اور عین مامون کے سامنے آ کھڑی ہوئی، آنا بس اسے دیکھتی رہ گئیں۔

وہ جلدی سے فون کی طرف بڑھیں مگر اشعر سامنے آ گیا "ارے۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے آنٹی۔۔ رکیں ذرا صبر کریں، ابھی آپ ہی ڈاکٹر تاثیر کو فون کریں گی" اور مسکرا دیا۔

"مامون۔۔" آنسو کا ایک قطرہ اس کی آنکھ سے نکلا اور گال پر سے پھسلا۔ ٹھنڈی ہوا گیلی آنکھوں میں پڑ رہی تھی مگر وہ پلک جھپکنا نہیں چاہتی تھی۔اس نے کئی بار یہ منظر تصور کیا تھا، خواب میں دیکھا تھا اور اب یہ حقیقت تھا۔مامون نے سانس خارج کی۔وہ ویسی ہی تھی، وہ اب بھی اس پر اثر کر رہا تھا۔

مامون نے اشعر کو دیکھا جس کی آنکھوں میں کرچیاں تھیں، ویسا تاثر جیسا نظر انداز ہونے والوں کی آنکھوں میں ہوتا ہے۔اس نے اشعر کو اگنور کر دیا اور مامون کے سامنے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

مامون نے ایک نظر فری کو دیکھا، پھر بندوق اٹھائی اور خاتون کی طرف بڑھا، بندوق ان کی کنپٹی پر تانی

"آپ میری اماں کی عمر کی ہیں۔۔میں کسی بھی قسم کا وائلنس نہیں چاہتا" پھر پیچھے فون کی طرف اشارہ کیا" ابھی آپ تاثیر کو فون کریں گی اور کہیں گی کہ فرحین کی طبیعت بہت خراب ہے۔اسے ہاسپٹل لے کر جانا ہے، نہ لے جایا گیا تو بہت مسئلہ ہو جائے گا۔۔وہ پوچھے گی کہ کیا ہوا ہے تو کہنا کہ اس نے اپنی نس کاٹ لی ہے اور خون رکنے میں نہیں آرہا" پھر مسکرایا" اوکے؟"

خاتون نے ہاں میں سر ہلایا۔بندوق ان کے سر پر تنی رہی اور تاثیر کا نمبر ملائے کریڈل کان سے لگائے وہ انتظار کرتی رہیں۔دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی تھی۔مامون نے ٹریگر پر انگلی رکھی تھی اور غصے سے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا

"تاثیر۔۔آپ جلدی آجائیں" ان کی آواز کانپ رہی تھی۔

"کیوں۔۔ایسی بھی کیا آفت آگئی ہے؟" وہ غصہ کر رہی تھی" ابھی صبح تو ہو کر گئی ہوں"

"فرحین نے اپنی نس کاٹ لی ہے اور۔۔اور خون نہیں رک رہا۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں۔۔آپ جلدی آجائیں"

کچھ پل کی خاموشی "مر ہی جائے وہ۔۔آ رہی ہوں "اور کہہ کر کال کاٹ دی۔

مامون مسکرایا اور بندوق کی نال سے ان کا گال تھپتھپایا "گڈ گرل!"

اور واپس صوفے پر آ بیٹھا۔فرحین اسے دیکھ کر مسکرائی تھی مگر وہ نہیں مسکرایا۔لڑکی کا دل ٹوٹ گیا تھا،وہ اسے نظر انداز کر رہا ہے۔وہ اس سے خفا ہے کیا؟

اشعر نے خاتون کو دیکھا "آپ کھانا بنا رہی تھیں۔۔ایسا کریں لے آئیں۔۔بھوک بہت لگی ہے "اور بڑے صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔

فرحین نے آنکھیں پونچھ لیں اور چھوٹے صوفے پر تیمور کے ساتھ جا بیٹھی۔تیمور نے اسے دیکھا اور مسکرایا

"جی پھر۔۔ٹائم تو ٹائم ڈاکٹر تاثیر آپ کی طبیعت درست کرتی رہی ہیں؟"

فرحین ہنس دی۔پھر نم سانس اندر کھینچی اور سر اثبات میں ہلایا

"میں نے۔۔دو سال آپ کا انتظار کیا تھا "وہ ابھی بھی مامون کو دیکھ رہی تھی۔۔اشعر سر جھکائے بیٹھا تھا

"تمھارا خط ملا تھا۔ہم نے اسے ڈی کوڈ کر لیا تھا مگر یقین کرو اگر اشعر نہ ہوتا تو ہم یہاں نہ ہوتے "

مامون نے بات کرتے اشعر کو دیکھا۔فرحین نے اسے دیکھا،بھوری آنکھیں بھوری آنکھوں سے ملیں اور وہ مسکرا دی۔وہ بھی دھیما سا مسکرایا۔

لڑکی مامون سے مخاطب ہوئی "اس دن تاثیر نے مجھے کال کی اور کہا کہ اس کی جیولری پارلر میں ہی رہ گئی ہے۔ ہم صبح شاپنگ کے بعد پارلر گئے تھے اور اس نے کہا کہ جیولری پارلر ہی بھول آئی ہے۔ پھر اس نے ڈرائیور بھیجا اور میں بیٹھ گئی لیکن وہ مجھے پارلر کی جگہ کہیں اور لے گیا۔۔ وہاں سے صرف مارگلہ کے پہاڑ نظر آتے تھے۔ اس نے مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا، میں بہت چلائی بہت دروازہ پیٹا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ کچھ دیر بعد وہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم نشیب کے ساتھ بھاگی ہو۔ اس بات پر میرا اس سے جھگڑا ہوا اور میں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ اس نے گلدان پکڑ کر میرے سر پر دے مارا اور میں وہیں بے ہوش ہو گئی۔ مجھے کتنے گھنٹے بعد ہوش آیا نہیں پتہ مگر جب ہوش آنے لگا تو میں نے اس کی آواز سنی، وہ کسی سے کہہ رہی تھی کہ مجھے لاہور چھوڑ آئیں۔ پھر زبردستی مجھ سے مامون کو خط لکھوایا اور مجھے ڈراتی دھمکاتی رہی کہ وہ مجھے مار دے گی۔ پھر اسے آنا کا فون آیا تھا، آنا کہہ رہی تھیں کہ پہاڑوں پر برف پڑ رہی ہے مجھے کہیں اور لے جائیں مگر نہیں۔۔ تاثیر اپنی ضد پر اڑی تھی۔۔ میں نے دو سال جتنی دعائیں مانگی آپ کی خیریت کے لیے مانگی تھیں، مجھے پتہ تھا آپ مجھے ڈھونڈ لیں گے" اس نے نم آنکھیں سختی سے پونچھ لیں

"میں نے تمھیں نہیں ڈھونڈا فری۔۔ میں تو ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ مجھے اور بہت سے مسئلے تھے، اشعر نہ آتا تو میں دوبارہ کبھی تمھارے لیے کوشش نہ کرتا۔۔ میں تمھارے لیے نہ آتا، تمھارے لیے اشعر آیا تھا" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا سنجیدگی سے اسے بتا رہا تھا، اس نے اشعر کو دیکھا اور پھر مامون کو دیکھتی رہی

وہ سر جھکائے بیٹھا تھا پھر سر اٹھا کر پہلو بدلا۔ تیمور کبھی مامون کو دیکھ رہا تھا کبھی اشعر کو اور کبھی فری کو، وہ اس love ٹرائی اینگل کو سمجھ گیا تھا۔ پھر سر جھٹکا

"آنٹی۔۔ کھانا لے آئیں یار۔۔ کون سی دیگ بنانے لگ گئی ہیں" تیمور بے زاری سے بولا اور سر مامون کی ران پر رکھ کر ٹانگیں صوفے کے ہتھ پر رکھ کر لیٹ گیا۔

"تم تینوں اپنا کمبینیو کرو۔۔ ایک سے بڑھ کر ایک عاشق ہے" اور سر جھٹکا

فری ہنس دی "میں دیکھتی ہوں" اور کچن کی طرف بڑھی

مامون اٹھا اور اشعر کے ساتھ جا بیٹھا۔ اسے دیکھ کر مسکرایا جس کا چہرہ دل کا حال بیان کر رہا تھا

"وہ میرے ساتھ کالج سے ہے۔ میں اس سے کئی سال بڑا ہوں اور وہ مجھ سے کئی سال چھوٹی، اس نے دوست نہیں بنائے۔ اسے باپ کی توجہ نہیں ملی، وہ ایک عام لڑکی ہے۔ اس کے پاس تاثیر کی طرح ایک شاندار کیریئر نہیں ہے مگر اس کے پاس ایک اچھا دل ہے۔ وہ میرے ساتھ بڑی ہوئی ہے مگر میرے دل میں اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ میں پھر سے کہتا ہوں کہ وہ میری ایک اچھی دوست ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس کے کردار کی گواہی میں تمھیں دیتا ہوں۔ تم دل چھوٹا مت کرو، ہر بار گرنے پر فیل ہونے پر اور مار کھانے پر وہ مجھے دیکھتی آئی ہے اور قصور اس کا بھی نہیں ہے۔ قصور تمھارا بھی نہیں ہے اشعر، دلوں میں جگہ بنانی پڑتی ہے۔ اس کے باپ نے دوسری شادی کر کے توجہ اپنی پہلی اولاد کو دی ہے، وہ ساری زندگی تاثیر کے ساتھ کمپیئر ہوتی آئی ہے، لوگ اسے تاثیر

کی طرح دیکھنا چاہتے تھے مگر وہ تو فرحین ہے، تاثیر نہیں بن سکتی تھی۔اسے گھر سے توجہ نہیں ملی تو جہاں سے ملی اس نے لے لی۔ باپ مر جائے تو اولاد کی زندگی میں ایک خلا آجاتا ہے وہ خلا دنیا کا کوئی مرد بھر نہیں سکتا مگر اولاد اگر اپنے باپ کے ہاتھوں نظر انداز ہو تو اولاد کا حال یتیم ہو جانے سے زیادہ بدتر ہوتا ہے۔اس خلا کو دنیا کا جو مرد پورا کرے وہی مرد محبوب ہو جاتا ہے، فری بھی انہی بچوں میں سے ہے جنھوں نے زندگی میں اگنور ہونا اور کمپیئر ہونا فیس کیا ہوتا ہے۔آنکھوں کے سامنے رہ کر بھی وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتی تھی۔ تم اسے اپنے ہونے کا احساس دلاؤ گے تو وہ تمھارے بارے میں سوچے گی، میں تم دونوں کے بیچ نہیں آؤں گا" وہ مسکرایا

"I quit on Farheen"

اشعر نے سر اثبات میں ہلایا۔فرحین کی آواز پیچھے سے آئی

"کھانا لگ گیا ہے۔آجائیں"

تینوں ایک ساتھ اٹھے تھے۔

رات کے ڈیڑھ بجے کا وقت تھا۔اس چھوٹے سے گھر میں خاموشی تھی۔ایک صوفے پر تیمور لیٹا تھا اور ایک صوفے پر اشعر، چھوٹے صوفے پر کتاب پڑھتے پڑھتے فرحین سو چکی تھی۔راکنگ چیئر پر بیٹھی آناسویٹر بن رہی تھیں اور ساتھ ساتھ مامون سے باتیں کر رہی تھیں۔وہ مسکراتے ہوئے ان کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا اور وہ اپنے خاندان کے کسی مرد کی بے وفائی کی کہانی سنا رہی تھیں۔

چند ایک گھنٹوں میں ان کی مامون سے اچھی جان پہچان ہو گئی تھی۔دفعتاً باہر بیل بجی تو مامون سیدھا ہو گیا،آنا اٹھیں اور اون ایک طرف رکھا،پھر فری کو اٹھایا۔اشعر بھی اٹھ بیٹھا تھا،تیمور کو دنیا و مافیہا کا کوئی ہوش نہیں تھا۔لاؤنج کی بتی جل رہی تھی،مامون نے تیمور کو ایک تھپڑ لگایا اور وہ بھی اٹھ گیا۔ برا سا منہ بنائے اس کے ساتھ اندر بڑھا۔آنا نے دروازہ کھولا تو لاؤنج میں خاموشی تھی۔وہ غصے میں پرس ایک طرف کو پھینکتی اندر کمرے کی طرف بڑھی تھی مگر کمرے میں کوئی نہیں تھا۔اس نے مڑ کر آنا کو دیکھا"کہاں ہے فری؟"وہ غصے سے غرائی۔ان کا چہرہ سرخ پڑ گیا"وہ۔۔کچھ لوگ آئے تھے ۔۔اسے لے گئے"

"لوگ؟"اس کا دل دھڑکنے لگا،بھنویں بھینچ گئیں اور وہ غصے سے چلائی"کون لوگ؟"

"ہم لوگ"پیچھے سے اشعر آیا تھا۔اس کے پیچھے فری تھی۔

حیرت شاک صدمہ حیرانی کیا کچھ نہیں تھا اس کے چہرے پر،وہ غصے سے آگے بڑھی

"اشعر؟"وہ اسے جانتی تھی

وہ ہنس دیا"ارے واہ۔۔آپ کو تو میں یاد ہوں۔۔برائٹ سٹوڈنٹ ہر ٹیچر کو یاد رہتا ہے"اس نے خود کو سراہا تھا

ڈاکٹر تاثیر آگے بڑھیں اور چلائیں

"تم یہاں کیسے آئے؟کس نے بتایا تمھیں یہاں کا پتہ؟"

پیچھے سے سیٹی بجاتا تیمور نکلا تھا"ہیلو ڈاکٹر تاثیر"اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی"میری کبھی نہ ہونے والی بھابھی، کیسی ہیں آپ؟"اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"تم۔۔تم یہاں"اگلے الفاظ گلے میں ہی دم توڑ گئے پیچھے سے کوٹ ٹھیک کرتا مامون سامنے آیا تھا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے،اس کے کان سن ہونے لگے تھے،ہاتھوں پر جابجا پسینہ آیا تھا۔وہ مامون کی طرف بڑھی جو سنجیدہ سا اسے دیکھ رہا تھا

"مامون، یہ سب۔۔یہ سب ایک ڈرامہ ہے، یہ لوگ کوئی گیم کھیل رہے ہیں"وہ گلابی آنکھوں سے چلا رہی تھی

"ارے۔۔ڈاکٹر ڈائن"تیمور آگے بڑھا"سکرپٹ آپ نے لکھا، پلے آپ نے کیا،ایکشن آپ نے کیا اب ہم ری ایکشن دے رہے ہیں تو ہم گیم کھیل رہے ہیں"تیمور اس کے عین سامنے کھڑا تھا تاثیر نے تیمور کا گریبان پکڑ لیا"تمھاری وجہ سے۔۔تمھاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب۔۔تم ہی نے کہا تھا کہ مامون کسی بھوری آنکھوں والی سے محبت کرتا ہے۔۔تم نے مجھے بھڑکایا تھا"

تیمور قہقہہ لگا کر ہنسا"کم آن ڈاکٹر تاثیر۔۔سیریئسلی،آپ وہ دنیا کی پہلی شخص ہیں جو میری باتوں کو سیریئس لیتی ہیں۔۔مجھے تو میرا باپ بھی کبھی سیریئس نہ لے اور آپ۔۔"اس نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان چھڑایا اور سنجیدہ سا ہو کر پیچھے کھڑا ہو گیا

وہ مامون کی طرف بڑھی "مامون۔۔تم تو میری بات پر یقین کرتے ہو نا۔۔یہ سب اس فری کا کیا دھرا ہے۔۔میں مجبور تھی، میں تمھاری محبت میں مجبور تھی" وہ رونے لگی تھی۔اسے خود نہیں پتہ تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے۔

مامون نے سانس خارج کی اور اپنی انگوٹھی اتاری اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی میں رکھی

“It’s over Taseer”

وہ شاک سے صدمے سے انگوٹھی کو دیکھتی رہی۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے مامون۔۔میں نے تم سے محبت کی ہے۔کیا تمھیں اب بھی میری محبت نظر نہیں آتی؟ میں نے تمھارے لیے کیا کچھ نہیں کیا، میں تمھارے لیے کیا کچھ نہیں کر سکتی؟" وہ چلاتے ہوئے روتے ہوئے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"تاثیر جو تم نے کیا وہ پاگل پن ہے۔۔محبت آگے بڑھنے کا نام ہے، جس سے محبت کرتے ہیں اسے بھی آگے بڑھنے دیتے ہیں۔تم نے پاگل پن میں فری کو اتنے سال اذیت میں رکھا۔تم نے اسے قید میں رکھا جبکہ تم خود حسد، خود ترسی اور خود غرضی کے زندان میں قید ہو"

وہ تاثیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہا تھا" تمھیں محبت کی نہیں تھراپی کی ضرورت ہے تاثیر"

اور وہ آگے بڑھ گیا۔تاثیر نے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا اور پاس پڑا گلدان پکڑا" یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے "اور ایک لمحے کی دیر کیے بغیر گلدان اس کی طرف اچھالا مگر اشعر آگے آگیا اور گلدان اس کے ماتھے پر جا لگا، پھر ایک چھناکے کی آواز سے فرش پر آ گرا۔۔خون بھل بھل بہنے لگا۔وہ آنکھیں میچ کر ذرا سا جھکا، ہاتھ ماتھے پر تھا اور درد سے کراہا۔فری منہ پر ہاتھ رکھے اس کے ساتھ جھکی "اشعر۔۔"

آگے جاتا مامون پیچھے مڑا، اس کی طرف بڑھا، اس کا چہرہ اٹھایا اور اس کے بال پیچھے کر کے دیکھا، کٹ کافی بڑا تھا اور خون کی کئی دھاریاں ایک ساتھ نیچے بہی تھیں۔اس نے جلدی سے جیب سے رومال نکالا اور اس کے ماتھے پر رکھا۔اس کی آنکھیں گلابی تھیں اور آنسو بے اختیار بہنے لگے تھے۔فرحین اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی "تم۔۔ٹھیک ہو؟"اس کی آنکھوں میں فکر تھی، چہرے پر خوف۔

وہ سامنے ڈاکٹر تاثیر کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں میں خون دوڑ رہا تھا۔

"تاثیر۔۔"مامون زوردار آواز میں بولا اور اس کی طرف بڑھا "حد میں رہو اپنی۔۔یہ نہ ہو کہ میں اپنی حد بھول جاؤں "وہ دانت پیستے بولا تھا

"کیا غلط کیا میں نے، ہاں؟ بتاؤ مجھے کیا غلط کیا میں نے؟ محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے، میں نے بھی یہ سب محبت میں کیا ہے۔ تمھاری وجہ سے کیا ہے، میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تمھیں

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی،اگر تم میرے نہ ہوئے تو میں تمھیں مار دوں گی۔میں فری کو مار دوں گی"

وہ گلا پھاڑ کر چلا رہی تھی

مامون نے سانس خارج کی "تم ایک کام کرو، گولی پکڑو اور ہم سب کو مار دو۔۔شاید تمھیں ٹھنڈ پڑ جائے"

پیچھے سے تیمور بول پڑا "مجھے چھوڑ دینا۔۔جنازہ پڑھانے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیئے نا" وہ سنجیدگی سے بولا تھا مگر آنا کی ہنسی نکلی تھی

مامون نے سانس خارج کی "شیم آن یو تاثیر"

اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ تیمور اس کے پیچھے تھا اور پھر اشعر کے پیچھے فرحین تھی۔وہ وہاں سے جا رہے تھے،سامنے سرخ سیبوں کی ٹوکری میں چھری پڑی تھی۔تاثیر نے وہ چھری پکڑی اور فرحین کی طرف بڑھی،فرحین کی پشت اس کی طرف تھی،اس نے نوک دار چھری سے اس پر وار کرنا چاہا تھا مگر آنا بیچ میں آ گئیں۔

"تاثیر۔۔بس کر دیں"

آگے جاتی فرحین مڑی،ساتھ ہی اشعر بھی مڑا

"چھوڑیں مجھے۔۔میں اسے مار دوں گی" وہ پاگل ہو چکی تھی۔آنا نے اس کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے مگر وہ پاگلوں کی طرح ہاتھ چھڑا رہی تھی۔ماتھے پر رومال رکھے لڑکے نے خود سے آگے کھڑی لڑکی کو

دیکھااوراس کی کہنی پکڑ کر جلدی سے باہر لے آیا۔گاڑی کادروازے کھولااوراسے اندر بیٹھنے کو کہا۔ تاثیراس کے پیچھے آئی تھی مگر گاڑی آگے بڑھ چکی تھی۔

وہاں روشنی تھی۔دن کی روشنی اور کچھ قدم تھے۔ان قدموں پر سر اپے غائب تھے۔وہ قدم کچھ مردوں کے تھے جنھوں نے بھورے چپل پہن رکھے تھے۔وہ جس جگہ تھے وہاں خاموشی ہوا کرتی ہے،وہاں مٹی کے ڈھیر اور مٹی ہوا کرتی ہے۔کسی مرد کی آوازاس کی سماعت میں پڑ رہی تھی،کوئی مٹی پر کسی شخص کے کاندھے کو رکھ رہا تھا۔اس شخص کا ہاتھ کاندھے کے نیچے تھا،اسے وہاں مٹی ہی مٹی نظر آرہی تھی۔کسی مرد کی آواز گونجی تھی،وہ آواز شہباز حسین کی تھی۔

"شروع شروع میں توانسان کو یقین ہی نہیں آتا کہ وہ آگیا ہے۔شروع شروع میں اس کا ردعمل دنیا والا ہی ہوتا ہے،آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلے وہ کہتا ہے کہ اسے فلاں کام کرنا ہے تو فرشتہ اسے کہتا ہے کہ اب سب کام ختم۔اب تمھیں اپنے کاموں کا حساب دینا ہے۔انسان کو ایک دم سے جھٹکا لگتا ہے، بے یقینی اور پھر یقین کا جھٹکا۔وہ جو سنتا تھا جو پڑھتا تھا وہ سب ہونے والا ہے۔اس کا حساب سر پر ہے اور اس سے سب سے پہلا سوال کیا جاتا ہے۔۔"

آواز مدھم ہوتی گئی اور لڑکی ایک دم سے اٹھ بیٹھی۔وہ منہ کھولے تیزی سے سانس لے رہی تھی، ماتھے پر پسینے کی بوندیں تھیں اور رنگت زرد تھی۔

"بابا۔۔"اس کے لب حرکت میں آئے اور وہ خوف کا شکار تھی۔اس نے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا اور گردن جھکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

"بابا۔۔"اس کی بند پلکوں تلے آنسو گالوں پر بہنے لگے۔ذہن میں منظر پھر سے گردش کرنے لگے۔ مردوں کے پیر اور وہ کسی کا کندھا۔اس کے بابا کے الفاظ اور قبرستان۔اب اس سیاہ ہیولے کی جگہ اسے آواز سنائی دی اور دن کا وقت نظر آیا تھا۔اس نے آنکھیں کھولیں اور سانس بحال کی۔ہتھیلیوں سے گال رگڑتے ہی اس نے گردن پیچھے موڑی۔تکیے کے نیچے سے فون نکالا اور وقت دیکھا۔دوپہر سر پر تھی،اسے خواب دن میں آیا تھا۔اس نے شہباز حسین کا نمبر ملایا حالانکہ دل کہہ رہا تھا کہ وہ اس وقت کالج میں ہوں گے مگر وہ فون کرے گی تو وہ جہاں بھی ہوں گے اٹھا لیں گے۔اس نے کال ملا کر فون کان سے لگایا۔دوسری بیل پر فون اٹھا لیا گیا

"بابا۔۔"اس نے اپنی آواز کو قدرے نارمل رکھا

"جی بیٹا۔۔"ان کی آواز سنینا کی زندگی تھی۔ان کی مردانہ آواز سنینا کی سماعت کو تقویت بخشتی گئی اور اس نے مسکرا کر نم سانس اندر کھینچی

"بابا۔۔آپ کیسے ہیں؟"

دوسری طرف سے ان کی ہشاش بشاش آواز اس کے کانوں میں ابھری تھی۔

وہ خوابوں کو سنجیدہ لینے لگی تھی

صبح کے نو بجے کا وقت تھا۔آسمان ہلکا نارنجی تھا، سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکل آیا تھا مگر ابھی بادلوں کے پیچھے چھپا تھا۔رات کی نسبت دھند کم تھی۔ایک بڑے سے بنگلے کے اندر اس کی سفید لینڈ کروزر داخل ہوئی۔گارڈ نے حیرت اور تجسس سے اندر بیٹھے افراد کو دیکھا۔گاڑی گیراج میں جا رکی اور مامون سب سے پہلے باہر آیا۔گارڈ کی طرف بڑھا جو کہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"ڈاکٹر ہاشمی؟"

"صاحب ابھی نہیں گئے "اس نے فقط اتنا کہا اور مامون گاڑی کی طرف بڑھا۔لڑکی گاڑی کے کھلے دروازے کے پاس کھڑی اپنا گھر دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھیں نم تھیں۔اس نے کتنے عرصے بعد ایسی روشنی دیکھی تھی، ایسی ہوا میں سانس لیا تھا۔مامون نے اسے دیکھا اور اندر چلنے کا اشارہ کیا۔وہ اس کے پیچھے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"مامون بھائی "پیچھے سے ایک آواز اس کے کانوں میں پڑی اور وہ مڑا اور اشعر کو دیکھا۔

Clubb of Quality Content

اس کی آنکھوں میں ساتھ چلنے کا سوال تھا۔مامون نے ہاتھ سے اسے آنے کا اشارہ کیا۔اس کے ماتھے پر اب پٹی تھی۔لاؤنج میں داخل ہوئے تو نوکروں کو آڈر دیتی ملازمہ فوراً متوجہ ہوئی۔۔مامون اس کے عین سامنے کھڑا اسے ڈاکٹر ہاشمی کو بلانے کا کہہ رہا تھا۔خود وہ بڑے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔فری ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی ساتھ بیٹھی تھی،کام کرتے نوکر اسے مڑ مڑ کر دیکھتے اشاروں کنایوں میں باتیں کر رہے تھے۔سب کے چہروں پر سوال تھا۔سیڑھیوں سے ڈاکٹر ہاشمی اور مسز ہاشمی نیچے آتی دکھائی دیں۔ڈاکٹر ہاشمی تھری پیس پہنے ہاسپٹل جانے کو تیار تھے جبکہ ان کی بیوی نے نائٹ گاؤن پہنا تھا۔وہ نیچے آئے تو مامون کھڑا ہو گیا،ساتھ ہی باقی تینوں بھی کھڑے ہوئے۔

اس نے سر کے خم سے سلام لی مگر کوئی جواب نہیں۔فرحین گلابی نم آنکھیں لیے اپنے باپ کی جانب بڑھی مگر ان کے چہرے کے سنجیدہ نقوش تنے رہے،وہ آگے بڑھی اور ان کے کندھے سے لگ گئی، آنسو آنکھوں سے بہہ رہے تھے،وہ کئی لمحے اپنے سر پر ان کے لمس کا انتظار کرتی رہی مگر بے سود۔

پھر پیچھے ہٹی اور ان کو دیکھا،آنکھوں میں حیرت شاک دکھ اذیت کیا کچھ نہ تھا۔

"بابا۔۔"وہ کانپتی نم آواز میں بولی تھی۔

انھوں نے اسے دیکھا،پھر بولے "شوہر کو ساتھ لائی ہو؟"

اس کا دل دھک سے رہ گیا۔وہ آنکھیں پھاڑے سانس روکے تھمے آنسوؤں سے انھیں دیکھ رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اوپر سے تاثیر نیچے آئی تھی۔وہ آخری زینوں پر قدم رکھتی بولی "نہیں بابا

۔۔طلاق یافتہ گھر سے بھاگی لڑکیاں اپنے شوہر ساتھ نہیں لاتیں" وہ آگے بڑھی،ایک نظر مسکرا کر مامون کو دیکھا۔

"یہ کیا بکواس ہے تاثیر؟" مامون دانت پیستے آگے بڑھا۔وہ ہنس دی "ارے دیکھو تو۔۔اپنے سپوٹرز ساتھ لائی ہے" اس نے مامون کو دیکھا،پھر تیمور کو گھورنے لگی

"فری۔۔" اس کی ماں آگے بڑھی "کیوں کیا تم نے یہ سب۔۔کیوں کیا۔۔تمھیں میں نے تاثیر سے کم نہیں رکھا تھا" وہ آگے بڑھیں اور روتے ہوئے اسے اس کے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

وہ ابھی بھی حیرت سے انھیں دیکھ رہی تھی،وہاں پر موجود کوئی شخص نہیں جانتا تھا کہ تاثیر نے کون سی کہانی گڑھی ہے

"آنٹی آپ ایک بار اسے تو سن لیں" مامون آگے بڑھا تھا مگر اس کا باپ چلایا

"تم۔۔اسے" بازو لمبا کر کے انگلی سے اشارہ فری کی طرف کیا "اپنے ساتھ لو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے"

اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔یہ سب چل کیا رہا تھا

اس نے تاثیر کو دیکھا جو کہ مسکرا دی "تمھیں کیا لگتا ہے کہ تم میری پیٹھ پیچھے میری ہی بہن سے افیئر چلا کر مجھے دھوکا دو گے اور میں تمھیں جانے دوں گی" وہ چلائی۔۔آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اگر وہ ڈاکٹر کی جگہ اداکارہ ہوتی تو کمال کی ہوتی

پھر وہ آگے بڑھی اور فری کا رخ اپنی طرف کیا"تم۔۔ایک بد کردار لڑکی ہو۔۔اب کیا لینے آئی ہو"

"میں بد کردار نہیں ہوں"وہ چلائی تھی۔پھر اپنے باپ کے سامنے جا کھڑی ہوئی"بابا۔۔بابا تاثیر نے مجھے پچھلے دو سالوں سے قید کر رکھا تھا۔یہ مجھے کسی سے ملنے نہیں دیتی تھی مجھے مارتی تھی،بابا یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔میرا مامون سے کوئی تعلق نہیں ہے۔آپ میری بات کا یقین کریں"وہ خاموش رہے۔منہ دوسری طرف موڑ لیا۔وہ اپنی ماں کے سامنے جا کھڑی ہوئی"ممی آپ تو ایسا نہ کریں۔آپ کو تو پتہ ہے نا تاثیر ہمیشہ سے ایسے کرتی آئی ہے،اس نے مجھے قید کیا تھا۔۔یہ جھوٹ بول رہی ہے میں بد کردار نہیں ہوں"وہ رونے لگی تھی۔اس کی ماں نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا۔وہ مامون کی طرف بڑھی اور اس کی کہنی تھام لی،اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے"مامون۔۔آپ بتائیں انھیں،تاثیر نے کیا ہے یہ سب۔۔تاثیر نے مجھے قید کیا تھا۔۔میں بری نہیں ہوں"وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی،گڑگڑا رہی تھی

مامون آگے بڑھا اور مسز ہاشمی کو دیکھا"آپ تو ماں ہیں۔مائیں تو بچوں کے خیالات سے بھی واقف ہوتی ہیں۔آپ بھی یہی سمجھتی ہیں کہ فری گھر سے بھاگی تھی،فری نے تاثیر کا گھر خراب کیا تھا"

اس کی ماں نے دانت پیسے اور ایک انگلی دکھائی"تم۔۔کیا سمجھتے ہو،ہم پاگل ہیں"

تاثیر پیچھے سے بولنے لگی"تم تو شروع سے فری کے سپوٹر رہے ہو،تمھیں تو عادت ہے اسے کوراپ کرنے کی"

پھر آگے بڑھی اور ایک زناٹے دار تھپڑ فرحین کے منہ پر رسید کیا "پہلے تم نشیب کے ساتھ بھاگی، میری زندگی خراب کی، پھر اس کے ساتھ رہتے تمھیں سکون نہیں آیا اور تم طلاق لے کر آگئی۔۔ اب تم پچھلے چار مہینے سے مامون سے افیئر چلا رہی ہو۔۔ تمھیں میری ہر چیز پر قبضہ جمانے کی عادت ہے" وہ اس پر غرا رہی تھی

اوہ خدایا! سب شاک اور حیرت سے تاثیر کو دیکھ رہے تھے۔ اگر تیمور کہتا تھا کہ تاثیر ڈائن ہے تو آج سب نے اسے ڈائن بنتے دیکھا تھا۔

"یہ کیا بکواس ہے تاثیر؟" مامون چلایا تھا

وہ اس کی طرف بڑھی اور اسے گریبان سے پکڑ لیا "تم مجھے دھوکا دو گے اور میں تمھیں اتنی آسانی سے جانے دوں گی۔۔ تمھارا تو میں وہ حشر کرنے والی ہوں کہ دنیا دیکھے گی"

تیمور آگے بڑھا اور ایک جھٹکے سے تاثیر کو مامون سے الگ کیا۔ پھر مامون کے سامنے آ کھڑا ہوا اور تاثیر کو تنے نقوش سے دیکھا

"تمھیں جو کرنا ہے کرو۔۔ آئندہ میرے بھائی کے گریبان تک پہنچی تو ہاتھ کاٹ کر رکھ دوں گا"

"تم ہوتے کون۔۔" اور ڈاکٹر تاثیر کے آدھے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب وہ جھٹ سے بولا

"میں تیمور آفندی ہوں۔۔ اور میں آپ جیسی بلا کو بوتل میں بند کر دوں اور آپ کو پتہ بھی نہ چلے"

وہ دانت چبا کر بولا تھا

ڈاکٹر ہاشمی آگے بڑھے "اے لڑکے۔۔ باہر جا کر بد معاشی دکھاؤ۔۔ میری بیٹی کو دھمکانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

وہ ہنس دیا "ماشاءاللہ آپ بولتے بھی ہیں۔۔ مجھے تو لگا بس تاثیر میڈم کے اشاروں پر ناچتے ہی ہیں" وہ آگے بڑھے تھے مگر مامون آگے آگیا

"پلیز۔۔" اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا "دور رہیں"

تاثیر سے مزید برداشت نہیں ہوا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور فری کو بازو سے تھاما "نکلو اس گھر سے" وہ درد سے کراہی "چھوڑو مجھے" مگر وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتی باہر لے جا رہی تھی

مامون مسز ہاشمی سے مخاطب تھا، وہ جلدی جلدی بول رہا تھا "اسے روک لیں۔ آپ اس کی سگی ماں ہیں، ایک بار اسے سن لیں، وہ بے گناہ ہے۔۔ تاثیر آپ کا گھر کھا جائے گی، ایسے نہ کریں۔۔ ایک بار اس کی سن لیں" مگر وہ پتھر بنی رہیں

مامون نے سانس خارج کی اور مسز ہاشمی کو افسوس سے دیکھا "بربادی مبارک!" اور اس کے پیچھے لپکا۔ ڈاکٹر ہاشمی بھی پیچھے گئے تھے۔ اس نے اسے اپنے گھر سے باہر پٹخا تھا۔ وہ گرتے گرتے بچی، وہ ایک بار پھر ڈاکٹر ہاشمی کی طرف بڑھی "بابا۔۔ میری بات کا یقین کریں۔ تاثیر نے مجھے قید کیا تھا، یہ سب اس نے کیا ہے۔ آپ میری بات کیوں نہیں سن رہے" مگر وہ پتھر بنے کھڑے تھے

تاثیر ماموں کے قریب گئی اور سرگوشی کی "پارسا تو تم بھی نہیں ہو۔ تم نے میرے دل کے ساتھ کھیلا ہے، میرے جذبات کے ساتھ کھیلا ہے۔ میں تمھیں نہیں چھوڑوں گی، تمھیں میں برباد کر کے رکھ دوں گی"

مامون مسکرایا "مامون سرمئی ہے۔۔ ساری عمر نفرتیں جھیلتا آیا ہوں، ایک اور سہی" پھر شانے اچکائے "نہ میں سفید نہ سیاہ، ایک بات یاد رکھنا تاثیر"

"You cannot be the master of the master"

اور مسکرا دیا۔ پیچھے مڑا اور اشعر کو دیکھا۔۔ وہ خاموش تھا، سارا کچھ دیکھتا ہوا۔ مامون مسکرایا اور سرگوشی کی

"افیئر چلانا ہے یا نکاح کرو گے؟"

اس نے شانے اچکائے "مر دہوں، نکاح کروں گا"

اس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا "بہنوں کو منالو، فری میری ذمہ داری ہے" وہ بڑی رازداری سے کہہ رہا تھا۔ پھر مڑا، فری ابھی بھی اپنے باپ کی منتیں کر رہی تھی۔ اس نے فری کو آواز لگائی

"فری۔۔ چلو یہاں سے"

وہ نہیں مڑی۔ وہ اس کے باپ کے سامنے جا کھڑا ہوا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"باپ بیٹیوں کا بھرم رکھتے ہیں۔ جس دن آپ نے تاثیر کی سیاہی دیکھی نا اس دن آب زم زم سے بھی خود کو غسل دیں گے نا تو پاک نہیں ہوں گے" وہ بلا کا سنجیدہ تھا، اس کا لہجہ بتاتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے مگر ڈاکٹر ہاشمی بت بنے تھے

اس کا باپ دیکھتا رہا، پھر سر جھٹک کر اندر چل دیا۔ اس نے ایک نظر تاثیر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، پھر مسکرا دیا

"چلو فری۔۔ اس جہنم سے نکلو" اور آگے بڑھ گیا۔ وہ روتے ہوئے تاثیر کو دیکھ رہی تھی، پھر مڑ گئی۔

ایک رات پہلے:

گاڑی ایک ڈھابے کے سامنے تھی۔ اس کی ہیڈ لائٹس آف تھیں۔ اندر لڑکی سیٹ کی پشت سے سر لگائے سو رہی تھی۔ باہر لکڑیوں کو آگ لگا کر سلگایا گیا تھا۔ اس کے گرد تین مرد بیٹھے تھے، اس سے کچھ فاصلے پر ڈھابے کا مالک اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ ان کی آنکھوں میں بھڑکتی آگ کا عکس تھا۔ اشعر کے ماتھے پر پٹی تھی۔

"مامون بھائی۔۔ ڈاکٹر تاثیر نے پھر کوئی ہنگامہ کیا تو؟" اس کی آنکھوں میں فکر تھی

وہ مسکرایا اور آگ کو دیکھنے لگا، شعلے ہوا میں اٹھتے غائب ہو رہے تھے "کیا تو نہیں۔۔ وہ کرے گی" تیمور نے جمائی لی "ڈائن کہیں کی، میرا دل کر رہا ہے میں ڈاکٹر تاثیر کا کچومر نکال دوں" اور سر جھٹکا دونوں اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔ مامون نے سانس خارج کی پھر شعلے دیکھتے بولا

"وہ ہم سے پہلے اپنے گھر پہنچے گی، ظاہر ہے وہ وہاں بیٹھی تو رہے گی نہیں۔ پھر جا کر اپنے ماں باپ کو اپنی طرف کرے گی۔ کیا کہانی بنائے یہ نہیں پتہ مگر وہ ایسا ہی کرے گی۔ وہ فری کی ریپوٹیشن خراب کرے گی، جیسے اس نے پہلے اس پر الزام لگایا تھا اب بھی لگائے گی"

"اب تو تمھیں بھی نہیں بخشے گی، اسے یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ تم میسنے ہو" تیمور نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کا گال کھینچا

اس نے برا سا منہ بنایا اور کندھا نیچے کر کے اس کا بازو گرا دیا۔

"ہاں۔۔ میں کون سا بچہ ہوں، دیکھ لوں گا جو ہو گا۔۔ پیچھے حاسدین کی ایک لمبی قطار ہے، تاثیر بھی ان میں لگ جائے، مجھے فرق نہیں پڑتا۔ مجھے فری کو آزاد کروانا تھا کروا لیا" پھر اشعر کو دیکھا "تم سوچ لو۔ یہ ایک بڑی ذمہ داری ہوتی ہے، تاثیر کی پوری کوشش ہو گی کہ وہ اسے گھر سے باہر پھینک دے، اس کو در در کا محتاج کرے۔۔ آج کی رات ہے، سوچ لو۔ جذبات میں آ کر فیصلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، دماغ سے سوچنا اور پھر بتانا۔ فری نارمل نہیں ہے، قید میں رہنے کے بعد کوئی نارمل نہیں رہتا۔ میں تم پر کوئی زبردستی نہیں کروں گا، فیصلہ تمھارا ہے"

اس نے سر جھکا لیا، پھر سانس خارج کی "میرا دل انھیں بے پناہ چاہتا ہے"

"اور دل تو کچھ بھی چاہتا ہے" مامون ہنس دیا۔

تیمور نے سرگوشی کی تھی "تم دونوں میں سے میں شادی شدہ ہوں۔۔ مجھ سے مشورہ لے لو"

دونوں نے اسے گھورا"تمھیں تو تمھارا باپ بھی سیریئس نہیں لیتا نا"مامون کے بولنے پر وہ ہنس دیا

"لیکن مامون لیتا ہے"

مامون سر ہلا کر مسکرا دیا"مامون کا دماغ جو گھٹنوں میں ہے"

"گھٹنوں میں دماغ ہوتے تم نے اتنی اچھی گیم کھیلی ہے، سر میں دماغ ہوتا تو کیا ہوتا؟"وہ مصنوعی شاک اور حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"زرار میرے قدموں میں ہوتا"

"کیوں؟وہ تمھارا محبوب ہے"تیمور نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سرگوشی کی تھی"محبوب آپ کے قدموں میں"

اور تینوں ہنس دیے۔

یہاں سے دور ایک کمرے میں لڑکی بیٹھی رو رہی تھی،اس کے بال بکھرے تھے اور میک اپ خراب تھا۔اس کے سامنے اس کی ماں بیٹھی تھی اور باپ پنڈولم کی طرح ادھر سے اُدھر چکر کاٹ رہا تھا۔

"بابا۔۔میں نے ان دونوں کو ساتھ دیکھا تھا۔۔میں آپ کو نہیں بتا سکتی میری کیا حالت تھی؟"پھر سے رونے لگی

"تاثیر۔۔بیٹے تمھیں غلط فہمی ہوئی ہو گی"اس کی ماں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ممی میں جھوٹ نہیں بول رہی" وہ کھڑی ہو کر چلانے لگی۔

اس کا باپ اس کے قریب آیا "فری۔۔ایسا نہیں کر سکتی"

"بابا وہ ایسے کر چکی ہے" وہ پھر سے چلائی اور فون پکڑ کر سکرین شاٹس دکھائے (جھوٹے سکرین شاٹس!)

"یہ دیکھیں۔۔یہ دیکھیں" اس نے سکرین ان کے سامنے کی "میں پاگل ہوں جو اتنا بڑا الزام لگاؤں" اس کے باپ نے سکرین شاٹ دیکھنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس نے فون فرش پر پٹخ دیا۔

پوری قوت سے فون زمین پر لگا مگر کارپیٹ ہونے کی وجہ سے اس کے گلاس پر لکیریں آئیں۔وہ پھر سے رونے لگی

"وہ نشیب سے طلاق لے چکی ہے۔۔وہ یہاں آئی ہی مامون کے لیے تھی" پھر اپنے آنسو صاف کیے "آپ کو یاد ہے، جب میں نے مامون کو بتایا تھا کہ فری بھاگ گئی ہے تو اس نے یقین نہیں کیا تھا۔۔وہ بار بار نفی کر رہا تھا۔بابا وہ تب بھی اس سے محبت کرتا تھا اور اب بھی محبت کرتا ہے"

وہ اپنی ماں کے سامنے آ کھڑی ہوئی "ممی آپ کو تو پتہ ہے نامرد محبت میں کتنا پکا ہوتا ہے" اس نے اپنے باپ کو دیکھا جس نے نظریں چرائیں۔اس کی سوتیلی ماں، ڈاکٹر ہاشمی کی دوسری بیوی ان کی پہلی محبت تھی۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور خاموش رہے "وہ واپس آئی اور مامون سے ملتی رہی، اس نے اپنی ماں کے کہنے پر مجھ سے منگنی کر لی مگر وہ ملتے رہے۔۔بابا وہ مجھے دھوکا دے رہا تھا"

وہ تکیے میں منہ دے کر رونے لگی "تاثیر "اس کی ماں نے تاثیر کا ہاتھ تھاما مگر اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا

"ممی۔۔وہ ایسا کیوں کرتی ہے؟وہ مجھ سے کیوں جلتی ہے،مامون نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" وہ باقاعدہ چیخ رہی تھی

اس کا باپ اس کی طرف بڑھا اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا،آنکھیں سرخ انگارہ تھیں اور چہرے کی رنگت زرد "بیٹے میں سب کو دیکھ لوں گا"

"آپ کچھ نہیں کرتے۔۔آپ نے تب بھی کچھ نہیں کیا تھا" پھر وہ اٹھی اور چلانے لگی "کوئی کچھ نہیں کرتا۔۔میں مامون سے محبت کرتی تھی،میری بہن نے مجھے دھوکا دیا۔۔میں "اس نے پیچھے دیکھا،دائیں دیکھا اور پھر بائیں اور سیبوں کی ٹوکری میں پڑی چھری پکڑ کر کلائی پر رکھی "میں۔۔مر ہی جاتی ہوں "اور وہ چھری کلائی پر پھیرنے لگی تھی کہ اس کے باپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر چھری واپس لی

وہ روتے ہوئے فرش پر بیٹھ گئی۔"میں کیا کروں بابا"اس کا باپ اس کے سامنے بیٹھا تھا

"تاثیر۔۔ادھر دیکھو بیٹا"

مگر وہ سر نفی میں ہلا رہی تھی۔ پھر کھڑی ہوئی اور اپنی ماں کو دیکھا "ممی۔۔ میں آپ کی سوتیلی بیٹی ہوں نا اس لیے میرے ساتھ یہ سب ہوتا ہے۔ میری ممی ہوتیں تو آج میرے ساتھ یہ سب نہ ہوتا، آپ اسے معاف کریں گی اور وہ مامون کو لے جائے گی"

"نہیں" اس کی ماں کھڑی ہوئی اور تاثیر کا چہرہ ہاتھوں میں لیا "تم میری بہادر اور کامیاب بیٹی ہو، میری بیٹی ہو۔۔ تمھارے ساتھ کوئی برا نہیں کر سکتا"

اس نے روتے ہوئے اپنا سر ان کی گود میں رکھا اور نم آواز میں بولی "وہ صبح مامون کے ساتھ آئے گی ۔۔ وہ آپ کو بتانے آئے گی کہ وہ واپس آگئی ہے۔۔ مجھ پر الزام لگائے گی کہانیاں سنائے گی اور مامون کو لے جائے گی۔۔ مامون اس سے محبت کرتا ہے ممی، وہ اسی کی سائیڈ لے گا" وہ پھر سے رونے لگی

"ممی۔۔ مامون نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کیوں اس کا ساتھ دیتا ہے، وہ میرا دل کیوں نہیں دیکھتا"

اس کا باپ دانت پیستے بولا تھا "صبح میں سب کو خود دیکھوں گا۔۔ فری کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیا ہوتا تو آج یہ گل نہ کھلاتی۔۔ لعنت ہو میری تربیت پر" اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر چلے گئے

وہ ابھی بھی اپنی ماں کی گود میں سر رکھے رو رہی تھی

"ممی فری نے مجھ سے مامون کو چھین لیا۔۔"

باہر رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا۔

یہ گیارہ بجے کا وقت تھا۔ایک کیفے کے باہر اشعر بیٹھا تھا۔پھر سامنے سے تیمور کو آتے دیکھا تو کھڑا ہو گیا،اس کے ساتھ چھوٹے بالوں والی لڑکی بھی تھی جس نے موٹا اور اپنی کی صحت سے کافی بھاری بھورا کوٹ پہن رکھا تھا۔وہ اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرائی۔تینوں ایک ساتھ اندر بڑھے تھے،ایک میز کے گرد بیٹھے،چار کرسیوں میں سے ایک کرسی اس وقت خالی تھی۔مینا نے اشعر کے پاؤں پر پاؤں مارا

"یہ وہی لڑکی ہے نا جسے تم انسٹا پر فالو کرتے تھے"

وہ کراہا اور جھک کر اپنا بوٹ دیکھا۔پھر بازو سینے پر باندھ لیے،بولا کچھ نہیں

"ویسے میں تم دونوں سے خفا ہوں"اس نے منہ بنایا اور پیچھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی

"خفا ہی رہو"تیمور ٹانگ ہلاتے بولا تھا

"مجھے کیوں نہیں شامل کیا اس ایڈونچر میں؟"اس نے اشعر کے بازو پر ایک چپت رسید کی

وہ اسے گھورنے لگا"تم نے کیا کرنا تھا،تم نے نیند پوری کر لی ہے نا بس ٹھیک ہے"کہہ کر اس نے سر جھٹکا

"میں تم سے خفا ہوں،مجھے مناؤ۔۔نہیں تو تمھیں میری لاش پر سے گزر کر اپنی محبوبہ کو گھر لانا ہو گا"اس نے کہنی میز پر جمائی،ہتھیلی تھوڑی تلے رکھی اور سامنے دیکھنے لگی

"ایک کپ کافی اور سینڈوچ کی مار ہو تم،ہوں!"اشعر نے کہتے ہی مسکرا کر سر جھٹکا

"کافی کا ایک کپ اور بڑھاؤ۔۔پھر کچھ سوچوں گی" وہ بڑے نخرے سے بولی اور پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔

اشعر نے سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلا کر رہ گیا

"تمھارا سر کس نے کھولا ہے اشو؟" مینا کو اب ہوش آیا تھا

"ڈاکٹر تاثیر۔۔تمھاری کبھی نہ ہونے والی بھابھی" اس نے برا سا منہ بنایا

اور مینا کی آنکھیں کھل گئیں "ہائے میرا اتنا پیارا بھائی، اگر اسے کچھ ہو جاتا تو"

تیمور نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دبایا "آہستہ بولو، لوگ دیکھ رہے ہیں"

مینا نے اس کا ہاتھ جھٹکا "ویسے صحیح ہی کیا ہے، تم بھی گھومے پڑے ہو۔اب سیٹ رہو گے" اور ہنس دی۔اشعر منہ بنائے اسے دیکھ رہا تھا

"مطلب مامون بھائی پھر سے سنگل ہیں۔۔مجھے لگتا ہے اگلے جنم میں ان کی شادی ہو گی کسی حور سے" وہ مسکراتے ہوئے بولی

ویٹر آڈر لینے آیا تھا، تیمور نے سر نفی میں ہلا دیا "ہم ویٹ کر رہے ہیں کسی کا۔۔وہ آتی ہیں تو پھر آڈر دیتے ہیں" وہ جانے لگا تھا مگر مینا بول پڑی

"ایکس کیوزمی۔۔یہ دونوں خالی پیٹ ویٹ کر سکتے ہیں میں نہیں۔۔مجھے ایک کپ ہاٹ کافی" اور اسے گہری مسکراہٹ سے دیکھا۔وہ سر ہلا کر چلا گیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور آگے کو ہوا"فون کیا تھا بیلی کو؟"

اشعر نے اثبات میں سر ہلایا"جی۔۔آفس تھیں، کہہ رہی تھیں بس نکل رہی ہوں"پھر گھڑی دیکھی "آرہی ہوں گی"

تیمور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"اشو سوچ لو۔۔حاشر بھائی تمھارا کچومر بنادیں گے، خاندان میں باتیں ہوں گی"مینا اسے جیسے ڈرا رہی تھی

اس نے سر جھٹکا"دیکھ لوں گا سب کو، حاشر بھائی کو میں گنتا ہی نہیں ہوں۔۔ان کی کیا ٹینشن اور خاندان میں تو باتیں ہوتی رہتی ہیں"اس نے شانے اچکائے

مینا بھی مسکرادی"وہ دکھنے میں کیسی ہے؟"اس نے اشعر کے پاؤں پر پاؤں رکھا

"دیکھ لینا اور اب اگر ایک بار اور میرے پاؤں پر پاؤں رکھا نا تو اچھا نہیں ہو گا"اس نے دانت پیستے کہا تھا

مینا تو پھر مینا تھی، اس نے اشعر کے بوٹ پر اپنا بوٹ مارا"ہاں بتاؤ۔۔کیا برا کرو گے؟"

وہ بس سانس لے کر رہ گیا۔اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

تیمور نے اس کو گھورا"باز آؤ مینا"

وہ خاموشی سے بیٹھ گئی، اس کی کافی آگئی تھی۔

پیچھے سے گلاس ڈور کھلا اور رابیل سامنے سے آتی دکھائی تھی، وہ مسکرا کر اشعر کو دیکھ رہی تھی مگر پھر مسکراہٹ غائب ہو گئی، بھنویں بھینچ گئیں۔ تیمور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا "چلو بھئی۔۔اپنے اپنے ڈائیلاگز یاد کر لو"

وہ کرسی کھینچ کر اشعر کے ساتھ آ بیٹھی، آتے ہی پہلا سوال "اشو۔۔چوٹ کیسے لگی؟"

اس نے تیمور کو دیکھا "گر گیا تھا"

"ڈاکٹر تاثیر نے گلدان مارا تھا" تیمور جھٹ سے بولا اور وہ اشعر کو گھورتی رہ گئی

"اللہ۔۔کیوں مارا اس نے؟ زیادہ لگ جاتا تو۔۔ابھی بھی دیکھو، یہ کیا بات ہوئی؟" وہ جلدی جلدی بولتی جا رہی تھی

پھر اشعر کو دیکھا "ہمت کیسے ہوئی اس کی، میرے بھائی کو کیوں مارا اس نے؟ پاگل واگل ہے کیا؟"

تیمور ہنس دیا "ہاں۔۔پاگل ہے تھوڑی سی مگر کوئی بات نہیں۔۔اشعر ٹھیک ہو جائے گا" اس نے ویٹر کو تین کا اشارہ کیا، وہ سر ہلا کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا

"آپی۔۔اتنی بڑی بات نہیں ہے۔۔چوٹیں تو لگتی رہتی ہیں" اس نے مسکرا کر اسے دیکھا مگر اس نے چہرے کے نقوش تنے رہے

پھر سانس خارج کی "کیوں مارا اس نے؟" سوئی ابھی بھی وہیں تھی

اس نے گلا کھنکھارا مگر آج سب کچھ تیمور ہی بولے گا "اس کی بہن پر ہمارے لڑکے کا دل آ گیا تھا"

رابیل نے پہلے مینا کو گھورا پھر اشعر کو "یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ مجھے کوئی کچھ بتائے گا کہ نہیں؟"

ویٹر نے کافی کے تین کپ لا کر رکھے۔ مینا آگے کو ہوئی "ریلیکس۔۔ پوری بات بتاتے ہیں مگر ایک شرط پر"

تینوں نے اسے گھورا، یہ سکرپٹ کا حصہ نہیں تھا "تم اشعر کو تھپڑ نہیں مارو گی" اور ہنس دی۔

"مینو۔۔" رابیل نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔

"اوکے۔۔" اشعر نے سانس خارج کی "میں پہلی بار فرحین سے لائبریری میں ملا تھا۔ پھر ہماری ایک دو بار اور ملاقات ہوئی۔۔ وہ مجھے اچھی لگتی تھیں مگر تب حالات کچھ اور تھے" وہ رابیل کو دیکھ رہا تھا جو کہ توجہ سے اسے سن رہی تھی "پھر وہ دو سال غائب رہیں۔۔ ڈاکٹر تاثیر نے انھیں۔۔ قید رکھا تھا" رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں۔ یہ نارمل نہیں تھا

"پھر؟" اس نے کافی کپ پکڑا اور گھونٹ بھرا

"فرحین مامون بھائی کی بہت اچھی دوست تھیں، دونوں میں ابھی انڈرسٹینڈنگ تھی سوا انھیں پتہ تھا کہ ڈاکٹر تاثیر نے یہ سب کیا ہے" وہ خاموش ہوا

"اور اس کے لیے مامون بھائی نے ڈاکٹر تاثیر سے منگنی کر لی" بولنے والی رامین تھی۔ کافی کا گھونٹ بھرا، پھر بولی "اب جب کہ وہ فرحین کو دو سال بعد ڈھونڈ چکے ہیں تو اشعر کے دل کے تار پھر سے

بجنے لگے ہیں اور یہ اسے آپ کی بھابھی بنا کر گھر لانا چاہتے ہیں۔۔ڈیٹس اٹ "اس نے بات مکمل کی اور کافی کا گھونٹ بھرا

"اور چونکہ ڈاکٹر تاثیر ہاتھ دھو کر فرحین کو دھونے لگی ہیں تو اشعر نیک کام میں دیری نہیں کرنا چاہتا ۔۔امید ہے کہ آج شام آپ کے گھر میں ایک نیا ڈرامہ چالو ہو گا "اب کی بار تیمور بولا تھا، پھر مسکرا کے کافی کا گھونٹ بھرا

رابیل نے سانس خارج کی اور اشعر کو دیکھا "اشعر۔۔"

اس نے نظریں پھیر لیں

"وہ۔۔ڈاکٹر تاثیر اس قدر خطرناک ہے، اپنی بہن کو قید کر رہی ہے میری بھائی کا سر پھاڑ رہی ہے ۔۔۔"رابیل کی بات بیچ میں ہی رہ گئی

"اور مامون بھائی کے پیچھے پڑی ہے "مینا نے بات مکمل کی۔

"اس کی بہن۔۔اشعر وہ خود ایسی ہے تو اس کی بہن کیسی ہو گی؟"رابیل بڑے شائستہ سے انداز میں بولی۔

اشعر مسکرایا "یقین کریں وہ رانیہ بھابھی سے اچھی ہے"

اور رابیل مسکرا دی۔اسے اپنا لیو یاد آیا تھا مگر یاد آنے سے کونسا اس نے آجانا تھا۔اس نے سر جھٹکا

"اب تم کیا چاہتے ہو؟ میں ویسے اس سے خود ملنا چاہتی ہوں، مل سکتی ہوں؟"

اشعر نے سانس خارج کی "مل لیں۔وہ ڈاکٹر تاثیر جیسی نہیں ہے۔اس نے زندگی کا ایک عرصہ مامون بھائی کے ساتھ گزارا ہے،وہ ان کی اچھی دوست رہی ہے اور میں مامون بھائی پر یقین کرتا ہوں "اس نے بات مکمل کی

تیمور نے گلا کھنکھارا "اگر تمھیں یہ لگ رہا ہے کہ وہ ڈاکٹر ڈائن۔۔میرا مطلب ڈاکٹر تاثیر جیسی ہو گی تو وہ ویسی بالکل نہیں ہے۔وہ بیوقوفیاں کرتی رہتی ہے اور خوش اخلاق لڑکی ہے،تم سے دب کر رہے گی "اس نے رابیل کو آنکھ ماری تو وہ ہنس دی

"مطلب تم تینوں یہ فیصلہ کر کے بیٹھے ہو کہ مجھے منا کر رہو گے "اس نے باری باری تینوں کو دیکھا

"تو کیا ہم سمجھیں کہ تم مان گئی ہو کیونکہ امی کو تو تم نے سب بتانا ہے "رامین نے ہاتھ جھٹکا اور اپنا خالی کافی کپ ایک طرف کر کے تیمور کا کپ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا۔وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا،اب تو اسے اس کی عادت تھی

"منالوں گی "اس نے شانے اچکائے "مگر۔۔"

اشعر فوراً سے متوجہ ہوا۔وہ ہنس دی "کچھ نہیں"

اور سب نے اکٹھے کندھے ڈھیلے چھوڑے۔وہ مان گئی تھی،اب وہ بس مامون کی کال کا انتظار کر رہے تھے،تیمور نے فون نکالا اور مامون کو میسج کر دیا

"مان گئی ہے۔۔تم بتاؤ۔۔مولوی بلوالوں "اور آگے آنکھ دبانے والا ایموجی

سفید سرمئی بنگلے میں بیٹھے مرد کے سامنے پڑی میز پر فون تھرتھرایا تھا۔ابھی کچھ دیر پہلے عارفین فری کے ساتھ بیٹھی اسے سمجھاتی رہی تھی اور اب مامون بیٹھا تھا۔وہ لائبریری میں بیٹھے تھے، گھڑی کی تین اور بارہ کی سوئیوں کی طرح۔وہ رو رہی تھی، بار بار نم سانس اندر کھینچتی اور آنسو پونچھتی

"آپ مجھے وہیں قید رہنے دیتے، مجھے کیوں آزاد کروایا؟" وہ خفا تھی، پھر آنسو صاف کیے "مجھے وہیں واپس چھوڑ آئیں، میں وہیں ٹھیک تھی"

مامون نے سانس خارج کی "روتی ہوئی لڑکی کو سمجھانا اسے دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا" اس نے ٹشو کا ڈبہ اس کی طرف بڑھایا مگر اس نے ٹشو نہیں لیا۔اس نے ٹشو نکال کر اسے دیا تو اس نے لے لیا، پھر آنکھیں صاف کیں اور گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا

"میرے لیے کوئی بھی آپ جیسا نہیں ہوگا۔۔آپ نہیں تو کوئی بھی نہیں" وہ اپنے دل میں چھپی بات کا اظہار کر چکی تھی۔مامون اسے جانتا تھا اور اب اسے سمجھ رہا تھا

"فری۔۔تم میرے ساتھ رہ کر زندہ رہو گی مگر خوش نہیں"

"مجھے پتہ ہے، دنیا کی کوئی بھی لڑکی آپ کے ساتھ خوش رہ سکتی ہے" وہ پھر سے رو دی۔آنسو آنکھوں سے بہنے لگے

اس نے سانس خارج کی "ایسے مت کرو فری۔۔مجھے گلٹ میں مت ڈالو، میں نے تمھارے ساتھ کئی سال گزارے ہیں ان سالوں کو گلٹ مت بناؤ" وہ سر جھکائے اسے دیکھ رہا تھا

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ آپ مجھے وہیں رہنے دیتے" اس نے منہ بسورا اور نم سانس اندر کھینچی

"کیسے رہنے دیتا۔۔ تمھیں آزاد رہنے کا خوش رہنے کا حق ہے۔۔ میں تمھارے پیچھے نہیں آیا تھا، اشعر آیا تھا"

اشعر کا نام سن کر وہ چڑ گئی "آپ کو کیوں لگتا ہے کہ اشعر کا نام بار بار لینے سے میں اس کے بارے میں سوچنے لگوں گی۔۔ مجھے پتہ ہے میرے جانے کے بعد آپ نے پوری کوشش کی ہو گی، میں کسی اور مرد کا نام اپنے نام کے ساتھ برداشت نہیں کروں گی" اس نے قطعی فیصلہ سنایا تھا

مامون نے اسے دیکھا جو منہ موڑے بیٹھی تھی "وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ تمھاری عزت کرتا ہے، کوئی چند دن ملنے کے بعد کسی کے پیچھے نہیں آتا فری، وہ آیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ تم پہاڑوں میں کہیں ہو، کوئی اتنے کم عرصے میں اتنا کسی کو کیسے جان سکتا ہے؟ وہ تمھارا منتظر ہے"

وہ پھر سے رو دی "مجھے نہیں پتہ کچھ بھی۔۔ آپ مجھے کوئی ہاسٹل لیں دیں، میں جاب کر لوں گی مگر میں کسی سے کوئی شادی نہیں کر رہی۔۔ آپ چاہتے ہیں نا میں آپ سے دور ہو جاؤں تو میں ہو جاتی ہوں۔۔ لیکن آپ میرے ساتھ ایسے نہ کریں" وہ جیسے مامون کی منت کر رہی تھی

"فری۔۔ ادھر دیکھو" وہ ذرا سا آگے کو ہوا "تاثیر نے تم پر کل رات دو بار حملہ کیا ہے۔ ہم نہ ہوتے تو وہ تمھیں مار دیتی، وہ تمھیں پہلے بھی مارتی رہی ہے، تمھیں کیا لگتا ہے کہ تم یوں کسی ہاسٹل میں اکیلی رہ کر جاب کرو گی اور اسے کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔ وہ تمھارے پیچھے نہیں آئے گی۔۔ وہ تم ہر پھر حملہ

کرے گی، میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تمھارا گھر محفوظ ہو، تم محفوظ رہو اور ایک محبت کرنے والے عزت دار مرد سے زیادہ عورت کو کوئی تحفظ نہیں دے سکتا"

اس نے مامون کو دیکھا، پھر آنکھیں پونچھ لیں "وہ مرد آپ بھی تو ہو سکتے ہیں نا، آپ بھی تو عزت دے سکتے ہیں"

اس کی سوئی وہیں اڑی تھی

"میں ہو سکتا ہوں وہ مرد مگر عورت محبت مانگتی ہے، تعریف مانگتی ہے، وہ چاہتی ہے کہ اسے سراہا جائے اسے چاہا جائے۔۔ عزت سب سے پہلے آتی ہے مگر وہ تمھاری عزت کرتا ہے، تم سے محبت کرتا ہے۔۔ میں تم سے محبت نہیں کرتا، تمھارا اور میرا تعلق دوستی کا ہے فری، اس سے آگے کچھ نہیں"

اس نے اپنی بات کہی اور پیچھے ہو کر بیٹھ گیا

وہ پھر سے رونے لگی "آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔ آپ کو مجھ پر ترس نہیں آرہا، میں بھی تو آپ سے محبت کرتی ہوں"

"میں تم پر ترس کھا کر رحم کھا کر کیسے محبت دوں فری، میں تمھیں خوددار دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ پورا کا پورا تمھارا ہو گا، اس کی محبت تمھاری ہو گی۔۔ تم مجھ سے محبت مانگ کر بھکاری رہو گی، وہ تمھیں محبت دے کر ملکہ بنا دے گا۔۔ بھیک میں مانگی ہوئی محبت ذلت سے بھی بدتر ہوتی ہے، وہ تمھیں عطا میں محبت دے رہا ہے، محبت عطا میں ملے تو وہ خوش بختی ہوتی ہے، بادشاہت ہوتی ہے"

وہ خاموش ہو گیا۔اسے خود بھی اندازہ تھا کہ محبت میں بادشاہ اور بھکاری کچھ نہیں ہوتا مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ فری اس کے ساتھ اٹیچ رہی ہے۔۔اسے مامون سے محبت نہیں ہے وہ صرف اس کا ہونا مانگتی ہے۔وہ اپنی زندگی میں کسی ایسے مرد کا ہونا چاہتی تھی جو اسے توجہ دے اور وہ اشعر تھا مامون نہیں۔۔وہ خاموش رہی۔مامون نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا تو اس نے تھام کر دو گھونٹ بھرے۔پھر اسے دیکھا تو آنکھیں خشک تھیں مگر گال گیلے تھے

"اشعر۔۔"اور آنسو پھر سے بہنے لگے "مجھ سے نہیں ہو گا۔میں آپ کے بغیر کیسے رہوں گی"

"جیسے دو سال رہی ہو"جواب سیدھا تھا

"آپ نہیں سمجھ سکتے۔۔میں نے کبھی کسی مرد کو آپ کی جگہ تصور نہیں کیا"

مامون نے سانس خارج کی"وہ کوئی مرد نہیں ہے۔وہ اشعر اورنگزیب ہے،میں اسے بھی اتنا ہی جانتا ہوں جتنا کہ تمھیں"

وہ پھر سے خاموش ہوئی۔وہ کچھ سوچ رہی تھی،پھر بولی

"آج ہی نکاح؟"

وہ مسکرایا"کیونکہ تاثیر پاگل ہو چکی ہے۔۔اگر تم میرے گھر رہو گی تو وہ یہ ثابت کر دے گی کہ میرا اور تمھارا کوئی افیئر تھا،اپنا کیا وہ ہمارے سر ڈال دے گی۔۔میں تمھارے کردار پر اپنی وجہ سے کوئی داغ نہیں برداشت کر سکتا۔۔بہتر ہو گا کہ تم ایک محفوظ چھت تلے چلی جاؤ"

"اور وہ چھت اشعر ہے، آپ نہیں؟" وہ کانپتی آواز سے بولی تھی

اس نے نفی میں سر ہلایا "کیا تمھیں مجھ پر یقین نہیں؟"

وہ خاموش ہوئی اور نم سانس اندر کھینچی۔

"یہ غلط ہے مامون"

اور مامون مسکرایا "وہ تمھیں خوش رکھے گا"

"مجھے خوش نہیں رہنا، مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے"

وہ سنجیدہ ہو گیا "پھر وہی بات فری، ہم جذبات میں آکر کہہ تو دیتے ہیں کہ ہمیں خوشیاں نہیں چاہیئے مگر پھر ہمیں لگ پتہ جاتا ہے۔ جس طرح کھانا پینا اور سونا ضروری ہے اسی طرح خوش رہنا بھی ضروری ہے، وہ لوگ پاگل ہوتے ہیں جو خوشی کو انجوائے نہیں کرتے اور اپنے غموں کی وجہ سے نظر انداز کر دیتے ہیں۔۔ تم وہ سب نہیں دیکھ رہی جو میں دیکھ رہا ہوں"

وہ خاموش ہو گئی۔۔ اب صرف سانس چل رہی تھی۔ اس نے سر جھکایا ہوا تھا "آپ مجھے اپنانے سے انکار کیوں کر رہے ہیں؟" ایک خدشہ تھا جو اس نے ظاہر کیا، دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی

مامون نے سانس خارج کی "میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں" اس نے بات مکمل کی مگر فرحین کا دل کئی ٹکروں میں ٹوٹ گیا تھا، وہ بری طرح زخمی ہوئی تھی۔

پھر نم سانس اندر کھینچی "کیا گارنٹی ہے کہ میں وہاں محفوظ رہوں گی۔تاثیر تو وہاں بھی آسکتی ہے" وہ ہر وہ دلیل پیش کر رہی تھی جس سے کہ وہ مامون سے دور نہ ہو مگر نہیں، قسمت کچھ اور سوچے بیٹھی تھی۔

"اشعر گارنٹی ہے،اس کا ضامن میں ہوں۔ایک دن آئے گا جب تمھیں اندازہ ہو جائے گا کہ میں ٹھیک تھا اور تم غلط۔۔تم ابھی جذباتی ہو کر ضد کر رہی ہو بس" اس نے بات مکمل کی تھی

اس نے نم سانس اندر کھینچی "میں آپ کی بات پر یقین کرتی ہوں"

"اور میری بات پتھر پر لکیر ہوتی ہے۔۔مامون نے کبھی فرحین کے لیے غلط سوچا ہے؟ کیا کبھی مامون کے کسی مشورے سے فرحین کو نقصان ہوا؟ کیا مامون آفندی یونہی کسی کی گارنٹی دیتا ہے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا

"مطلب تم مان گئی ہو؟ میں دلہے کو کہہ دوں ہماری فری کی بارات لے آئے"

اس نے چہرہ موڑ لیا جیسے خفا ہو، بولی کچھ نہیں۔وہ کھڑا ہوا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا" وہ مامون آفندی سے بہت بہتر ہے"

لڑکی کے آنسو پھر سے جاری تھے، کسی کو دل سے چاہنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی، دل جس پر آگیا سو آگیا۔۔اس کے لیے کیا اشعر کیا مامون!

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔آج سردی تو تھی مگر دھند کا زور ذرا کم تھا۔خالی سڑک پر سفید لینڈ کروزر دوڑ رہی تھی۔سٹریٹ لائٹس آن تھیں اور گاڑی روشن سی فیصل مسجد کے سامنے آ رکی۔

لڑکے نے گردن گھما کر اسے دیکھا جو کنفیوز سی بیٹھی تھی،وہ مسکرایا اور سیٹ بیلٹ کھول کر باہر نکلا۔

پھر گاڑی کے سامنے سے گھومتا آیا اور اس کی سیٹ کا دروازہ کھولا۔وہ باہر نکلی،اس نے سمندری سبز رنگ کی موٹی قمیض پہن رکھی تھی،جس پر نارنجی رنگ سے کڑھائی ہوئی تھی،نیچے بھوری جینز تھی اور اوپر بھورا کوٹ پہن رکھا تھا۔سردی اس میں سے بھی گزر رہی تھی۔اس نے سر پر بھورا سٹالر لے رکھا تھا اور خاموش مگر اداس خشک نگاہوں سے مامون کو دیکھا،جو کہ آگے بڑھا۔وہ اس کے پیچھے ہی تھی۔دونوں نے جوتے اتارے،وہاں اور بھی کئی لوگوں کے جوتے تھے اور جرابوں والے قدم بڑھاتے سیڑھیاں چڑھتے اوپر چلے گئے۔وہ آگے تھا اور لڑکی پیچھے،اس کی رنگت زرد پڑتی جا رہی تھی،ہاتھ یخ ٹھنڈے تھے۔وہ سب سے اوپر والے حصے پر پہنچے جہاں سے سیاہ آسمان نظر آ رہا تھا۔آسمان پر ستارے بھی تھے،روشن مسجد اور اکا دکا لوگ تھے۔مینا دیکھتے ہی مسکرائی اور ان کی جانب بڑھی۔رابیل اشعر سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ سر ہلا کر سن رہا تھا

"آیئے آیئے۔۔بڑے بڑے لوگ آئے ہیں" وہ فرحین کے گلے لگی اور پھر جدا ہوئی

پھر مامون کو دیکھا "اتنی دیر۔۔آپ سے یہ امید نہیں تھی" وہ خفا ہوئی

اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی "زوجہ تیمور۔۔دو منٹ پہلے آیا ہوں" اور آگے بڑھ گیا

رامین فری کے ساتھ آگے بڑھی تھی۔اس کا دل بے اختیار دھڑک رہا تھا، سردی حد سے زیادہ تھی۔ رابیل نے مامون کو دیکھا جس نے سر کے خم سے سلام کیا۔جواب میں اس نے بھی سر کو خم دیا تھا، اتنے دن بعد اسے دیکھنا اچھا لگ رہا تھا، مامون نے بس اسے دیکھا اور اشعر کی طرف بڑھا۔وہ آگے بڑھی اور فرحین کے گلے لگی۔یہ وہ دن میں پہلا لمحہ تھا جب فرحین مسکرائی تھی، رابیل نے اس کی تھوڑی کو چھوا

"یہ تو بڑی معصوم سی لگ رہی ہے"

اور مینا ہنس دی "جی۔۔جتنا اشعر اور جتنی میں معصوم ہوں" اور اس نے اپنے بالوں کو جھٹکا۔رابیل منہ بسور کر رہ گئی۔پھر اس کے ساتھ آگے بڑھی اور نیچے چٹائی پر بیٹھ گئی۔چٹائی پر بیٹھے ایک طرف وہ تھے اور دوسری طرف خالی فرش۔اس سے کچھ فاصلے پر اشعر بیٹھا تھا، وہ اسے دیکھ رہا تھا جس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور جو صدیوں کی اداس لگتی تھی۔فری نے اسے نہیں دیکھا تھا۔۔مولوی سامنے بیٹھے مسکراتے ہوئے مامون کو کچھ کہہ رہے تھے اور وہ اس کا جواب دے رہا تھا۔۔وقت گزرتا گیا اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے۔۔ہر طرف خاموشی چھا گئی، وہ سب خاموش بیٹھے مولوی صاحب کو دیکھ رہے تھے۔۔انھوں نے کلمات ادا کرنا شروع کیے "آپ فرحین طلعت ولد طلعت ہاشمی۔۔۔" اور وہ آگے کلمات ادا کرتے جا رہے تھے۔

اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں، بہت سا درد دل میں اٹھا، آنسو گلے میں اٹک گئے، مولوی صاحب اس سے اس کی رضامندی پوچھ رہے تھے۔ وہاں ہر سو اندھیرا تھا، مسجد کی روشنیاں ماند پڑ چکی تھیں، ستارے بادلوں کے پیچھے چھپ گئے تھے اور سردی اس کا خون جما رہی تھی۔۔ اس نے گردن اٹھا کر مولوی صاحب کے دائیں اور اپنی بائیں جانب دیکھا، مامون اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے پیالے بھر گئے، آنکھیں بند کیں اور گال گیلے ہو گئے، کہیں دور سے آواز آئی تھی "میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں" دل میں ایک اور بار خنجر پیوست ہوا تھا، درد بڑھا تھا۔

"قبول ہے" اور مامون نے کندھے ڈھیلے چھوڑے تھے۔۔ سانس خارج کر دی۔

مولوی صاحب اب اس سے دوسری بار پوچھ رہے تھے، پھر تیسری بار اور اس نے "قبول ہے" کہہ کر مامون کی بات کا مان رکھ لیا تھا۔

اشعر سے رضامندی لی گئی اور پھر کاغذات پر دستخط کروائے گئے۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، قلم انگلی اور انگوٹھے کے درمیان کانپ رہا تھا، اس نے ایک سانس خارج کی اور دستخط کر دیے۔ بس اسی وقت کا انتظار تھا، اس نے گردن موڑ کر ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھے اشعر کو دیکھا جس کے سر سے پٹی اتر چکی تھی، بس ایک نشان تھا۔ اس نے اشعر کی بھوری آنکھوں میں دیکھا اور پھر گردن جھکا لی۔ نکاح ہو گیا تھا، بھوری آنکھوں والے نے اپنی ہمسفر کو پا لیا تھا مگر کیا پا لینا کافی ہوتا ہے۔۔ اصل امتحان تو پا لینے کے بعد شروع ہوتا ہے۔۔ وہ کھڑی ہوئی اور رابیل کے گلے لگی، پھر مینا سے ملی اور اب اس کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سامنے مامون کھڑا تھا، وہ ہچکیوں کے ساتھ رو دی۔ وہ روتی جا رہی تھی، مامون نے اشعر کو ابرو سے اشارہ کیا اور وہ آگے بڑھا۔ مینا اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے اسے چپ کروا رہی تھی

"فری۔۔ اتنی پیاری آنکھیں ہیں۔۔ رو رو کر سرخ کر لی ہیں تم نے۔۔ غصہ آئے تو ہمارے اشعر کو دو تین تھپڑ لگا لینا۔۔ یہ کچھ بھی نہیں کہتا۔۔ الحمد للہ میں نے اسے ٹرین کر رکھا ہے" اور وہ مسکرا دی۔ فری بس آنکھیں خشک کر کے رہ گئی

وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے تھے، مامون اور تیمور آگے تھے اور پیچھے وہ سب۔۔ گاڑی کے پاس کھڑے تیمور نے مینا کو اشارہ کیا تھا "مینو۔۔ تم بھی جا رہی ہو؟"

اس نے انگلی کی پور دانتوں میں دبائی "جاؤں کہ نہ جاؤں؟"

تیمور نے ہاتھ جوڑے "جاؤ۔۔ پلیز چلی جاؤ" اور وہ ہنس دی۔

مامون نے اشعر کے کندھے پر ہاتھ رکھا "اسے کبھی جج نہیں کرنا، جو تھا ماضی تھا۔۔ تمھارے ساتھ اس کا حال اس کا مستقبل ہے۔۔ فرحین تمھاری ہوئی" اور اشعر مسکرا دیا۔

گاڑی میں بیٹھتے رابیل نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا، وہ جو گاڑی سے ٹیک لگا کر سینے پر بازو باندھے کھڑا انھیں جاتا دیکھ رہا تھا۔۔ دونوں کی نظریں ملیں، مسکراہٹ مدھم پڑی اور ملال بڑھ گیا

"میں نے شاید دیر کر دی" لڑکے نے لمبے بالوں والی لڑکی کو دیکھ کر سوچا تھا

"میں نے شاید جلدی کر دی" لڑکی نے سیاہ آنکھوں والے کو دیکھا تھا۔

مینا نے اسے آواز دی اور وہ اندر بیٹھ گئی۔ گاڑی آگے بڑھ گئی، مامون پیچھے رہ گیا۔۔۔

آٹھ مرلہ مکان میں رات کے کھانے کا وقت تھا۔ آج معمول سے ذرا دیر ہو گئی تھی۔ لاؤنج میں حاشر صارم کے ساتھ بیٹھا تھا۔ پاس ہی گلشن آرا بھی بیٹھی تھیں، وہ اپنے بیٹے کو گود میں بٹھائے کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔ وہ کم ہی مسکراتا تھا۔ شادی کے بعد تو مسکرانا جیسے بھول ہی گیا تھا، گلشن آرا بھی کسی بات پر ہنس دیں۔ دفعتاً باہر گاڑی کی آواز آئی تھی۔ فاطمہ کچن کے بیک ڈور سے باغ میں آئی اور پھر گیراج میں چلی گئی۔ گیٹ کھولا اور گاڑی اندر بڑھی۔ گیٹ بند کر کے وہ بت بنی سب کو دیکھ رہی تھی، مسکراتے چہروں میں ایک نیا غیر شناسا چہرہ بھی تھا۔ وہ باہر نکلی تو اشعر نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ اس نے پہلے اس لڑکے کو دیکھا پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔ گرم ہاتھ میں ٹھنڈا تاثر، لڑکی کو ایک نرم گرم سا احساس ہوا تھا۔ وہ اندر کی جانب بڑھے تھے، پہلے رابیل تھی اور پھر پیچھے مینا کے ساتھ اشعر اور فرحین۔ اندر سے حاشر باہر بڑھا تھا، اس نے صارم کو گود میں اٹھایا تھا۔۔ سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ کر اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔ اس نے اپنے بیٹے کو گود سے اتارا اور پھر نووارد لڑکی کو دیکھا "یہ کون ہے اشعر؟" وہ اشعر کو دیکھ رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ اشعر بولتا رابیل بول پڑی "اندر چلیں۔۔ ہم سب بتاتے ہیں" اور اس نے پہلے زینے پر پاؤں رکھا تھا مگر حاشر نہیں مانا

"سوال اشعر سے تھا" اس نے پھر اشعر کو گھورا "یہ لڑکی کون ہے؟"

اس نے تھوک نگلا، دل بے اختیار دھڑکا، لڑکی نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تھا مگر اس نے گرفت مضبوط کر دی "یہ میری بیوی ہے"

اس کے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھے۔ کچن سے فرحت بھی باہر آئی تھیں، پیچھے ہی رانیہ بھی تھی۔۔

وہ مڑا اور فرحت کو دیکھا

"آجائیں امی۔۔ دیکھیں آپ کی اولاد ایک نیا چاند چڑھا کر آئی ہے" بازو سینے پر باندھ لیے

"یہ۔۔ آپ کا بیٹا بھولا یا ہے آپ کی۔۔ پھول لائیں استقبال کریں" اس کے لہجے میں طنز تھا۔

اشعر کچھ بھی نہ بولا، فرحت نے اسے گھورا "یہ لڑکی کون ہے اشعر؟"

اس نے سانس خارج کی، اب وہ نکاح کر چکا تھا تو اسے اون کرنا بھی آتا تھا "امی میں بتا چکا ہوں۔۔ یہ میری بیوی ہے اور میرے ساتھ رہے گی"

اس نے قطعی لہجے میں بات مکمل کی۔ پیچھے کھڑی رانیہ کا منہ کھلا رہ گیا۔

"یہ کیا حرکت ہے؟" فرحت آگے بڑھیں "کہاں سے لائے ہو اسے؟ کون ہے یہ؟" وہ سیڑھیاں اترتی نیچے آئیں اور عین اس کے سامنے آ کھڑی ہوئیں۔ فرحین ذرا سی پیچھے ہٹی، دوسرے ہاتھ سے اس کی کہنی تھام لی، سر البتہ جھکا رہا

"میں بتا رہا ہوں نا آپ کو۔۔ یہ میری بیوی ہے اور یہی اس کا تعارف ہے" وہ بلند آواز میں بولا تھا مگر رانیہ کو مزہ نہیں آ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور ہاتھ کمر پر باندھ لیے "کہاں سے بھگا کر لائے ہو؟"

اس نے دانت پیستے اسے دیکھا "نکاح کر کے عزت سے لایا ہوں" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا

فرحت نے لڑکی کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑی تھی، ایک ہاتھ اس کا اشعر کے ہاتھ میں تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی کہنی تھام رکھی تھی "سنو لڑکی۔۔ ہمارے ہاں یہ نہیں ہوتا۔۔ نہ کوئی خاندان نہ کوئی اتا پتہ۔۔ کہاں سے آئی ہو؟"

رابیل آگے بڑھی "امی۔۔ میں آپ کو سب بتاتی ہوں، اندر چلیں"

مگر وہ یہیں سب جان لینا چاہتی تھیں "رابیل۔۔"

"امی اندر چلیں نا۔۔ یہاں سردی بہت ہے" مینا قدم اٹھاتی سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی اور رانیہ کو نظر انداز کر کے اندر بڑھ گئی۔ پیچھے ہی اشعر بھی اندر بڑھا تھا، لڑکی اس کے پیچھے تھی۔۔ سب نے اسے جاتے دیکھا تھا۔

گلشن آرا بیٹھیں تسبیح کے دانے جوڑ رہی تھیں، مینا کو آتا دیکھ کر مسکرا دیں۔ وہ آگے بڑھی اور ان کے ساتھ دھپ سے جا کر بیٹھ گئی۔ وہ کچھ بولتیں اشعر آ گیا، انھوں نے پہلے اشعر کو دیکھا اور پھر ساتھ کھڑی لڑکی کو۔۔ وہ کچھ پوچھ ہی نہیں پائی تھیں کہ رابیل بھی آ گئی۔ مینا نے سرگوشی کی تھی "آپ کی بھولائے ہیں۔۔ حال چال پوچھ لیں"

گلشن آرا بس اسے دیکھے گئیں۔ پھر اشعر آگے بڑھا اور ایل سی ڈی کے ساتھ لٹکی چابیوں کے گچھے سے اپنے کمرے کی چابی لی اور فری کا ہاتھ پکڑ کر اوپر چل دیا۔ سب بس دیکھتے رہ گئے۔۔

Clubb of Quality Content

کمرے کا دروازہ کھلا اور اندر صاف ستھرا کمرہ واضح ہوا۔اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کی۔ فرش لکڑی کا لگتا تھا، کمرے کے درمیان میں کارپیٹ بچھا تھا۔ہر شے اپنی جگہ پر تھی، وہ کافی سلجھا ہوا انسان تھا۔وہ مڑا اور فری کو دیکھ کر مسکرایا۔

"اوپر والے کمرے میں سردی ہوتی ہے، میں زیادہ تر نیچے ہی رہتا تھا" پھر بازو بڑھا کر اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا پھر بیڈ پر بیٹھ گئی۔کمرے کا دروازہ بند کیا اور الماری کا پٹ کھول کر الیکٹرک ہیٹر نکالا اور اسے سوئچ بورڈ سے لگایا۔ہیٹر آن ہو گیا اور وہ فری کے ساتھ جا بیٹھا، وہ خاموش سی دونوں ہاتھ باہم ملائے گود میں رکھے بیٹھی تھی۔۔اس نے گلا کھنکھارا

"امی۔۔بہت اچھی ہیں۔ابھی یہ سب اچانک ہوا ہے تو ان کا ری ایکشن ایسا ہے" لڑکی نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا

"میری وجہ سے بہت سے مسئلے کھڑے ہو گئے ہیں" اس کے لہجے میں اداسی تھی

اشعر مسکرا دیا "میں سارے مسئلے بٹھا لوں گا"

لڑکی دھیما سا مسکرائی۔پھر سر جھکا لیا۔

پھر وہ کھڑا ہوا "آپ فریش ہوں، میں کھانا لے کر آتا ہوں"

اس نے صرف سر ہلا دیا اور وہ چلا گیا۔فری نے گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھا۔کمرے میں ایک کھڑکی تھی جس کے سامنے پردے تھے، تین دروازوں والی چھوٹی الماری تھی۔ایک طرف کھونٹی سے لٹکا تولیہ اور اشعر کے ایک دو کپڑے لٹکے تھے، کمرے میں دو چھوٹے کاؤچ تھے اور ایک باتھ روم۔چھوٹا ڈریسنگ ٹیبل تھا جس پر زیادہ تر پرفیومز ہی تھیں۔۔اس نے سانس خارج کیا اور اسی طرح بیٹھی رہی۔رو رو کر آنکھیں بھی درد کرنے لگی تھیں،اسے مزید رونا آرہا تھا، کیوں آرہا تھا یہ نہیں پتہ۔۔حالانکہ وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔کسی کو اسے بات نہیں کرنے دی تھی مگر دل کو کسی اور کی عادت تھی اور عادات بدلنے میں وقت لیتی ہیں۔

وہ نیچے آیا تو سب لاؤنج میں ہی تھے،اسے نیچے آتا دیکھ کر سب نے گردنیں اٹھائے آنکھوں میں سوال لیے اسے دیکھا۔رابیل گلشن آرا کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے بیٹھی تھی۔وہ آگے بڑھا اور صوفے پر بیٹھ گیا، پھر گلا کھنکھارا

"جی۔۔کاروائی شروع کی جائے" وہ سارے سوالات کے جوابات دینے کو تیار تھا

"یہ لڑکی کون ہے اشعر؟" اب کی بار سوال گلشن آرا نے کیا تھا

اس نے سانس خارج کی "میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اوپر اپنے کمرے میں چھوڑ کر آیا ہوں۔۔تو یہ لڑکی کون ہوئی؟" مسکراہٹ گہری ہوئی "یہ لڑکی میری بیوی اور میری امی کی بہو ہوئی"

فرحت کچن سے باہر آئیں "نہ کوئی خاندان کا اتا پتہ نہ کوئی جان پہچان۔۔یہ لڑکی کہاں سے آئی ہے؟"

ان کے ہاتھ میں خفگیر تھا

"امی۔۔یہ بہت اچھے گھرانے سے ہے۔۔اس کا باپ اور اس کی ماں ڈاکٹر ہیں لیکن اب اس کا خاندان میں ہی ہوں۔۔جس نے اس کا تعارف جاننا ہے کہ جان لے کہ اشعر اور نگزیب اس کا خاندان ہے۔۔وہ کہاں سے آئی ہے کیوں آئی ہے،اس کا بہت سادہ کا جواب ہے۔۔وہ اسلام آباد کی ہی ہے اور میرے ساتھ رہے گی" پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

رانیہ کو کہاں سکون آنا تھا،وہ تو فوراً بول پڑی "ارے واہ۔۔تم ہو کتنے سے۔۔حاشر کی بار تو سب نے تلواریں اٹھالی تھیں"

اشعر پہلے تو اسے دیکھتا رہا،پھر بولا تو صرف اتنا ہی "بھابھی آپ مجھے بتائیں آپ کے ساتھ دنیا کا کون سا ستم نہیں ہوا؟"

وہ دانت پیستے حاشر کو دیکھنے لگی۔فرحت آگے بڑھیں "تمھیں پتہ بھی ہے خاندان والے کیا باتیں بنائیں گے،رابیل کی شادی ہونے والی ہے،اس کے سسرال والوں کو کیا کہیں گے،کہاں سے آئی ہے یہ لڑکی۔۔کیا منہ دکھائیں گے؟"

اشعر نے سانس خارج کی اور ماتھے کو مسلا "امی۔۔آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے خدانخواستہ کسی لڑکی کا مرڈر کر کے آیا ہوں۔۔نکاح کر کے لایا ہوں، حالات ایسے ہو گئے تھے کہ مجھے آپ کو بتانے کا موقع نہیں ملا"

"اچھا" وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئیں "ماں کو بتانے کا وقت نہیں تھا"

"امی ہم آپ کو بتا دیں گے ناسب، وہ اچھی لڑکی ہے" وہ کہہ کر کھڑا ہوا

"اچھی لڑکی ہے۔۔گھر سے بھاگ کر آئی ہے" رانیہ کو اس سے اللہ واسطے کا بیر تھا

"بھابھی" وہ دانت پیستے بولا، پھر عین اس کے سامنے جا کھڑا ہوا "میں یہ بات آخری بار کہہ رہا ہوں ۔۔میں اسے نکاح کر کے عزت سے لایا ہوں، وہ کوئی گھر سے بھاگ کر نہیں آئی۔۔ایک دفعہ آپ نے اور کہا نا تو۔۔"

"تو کیا؟" حاشر کھڑا ہو گیا

یہی تو وہ چاہتی تھی کہ فساد ہو، لڑائی جھگڑا ہو، اسے ٹھنڈ پڑے

"سمجھ کیا رہے ہو خود کو۔۔رات کے اندھیرے میں کسی کو بھی منہ اٹھا کر لائے ہو، ماں سے زبان لڑا رہے ہو۔۔اس کے خاندان کا کوئی اتا پتہ نہیں اور بکواس کیے جا رہے ہو۔۔چھوٹے ہو چھوٹے رہو" اس نے شعر کو انگلی دکھائی تھی

رابیل کھڑی ہو گئی اور اشعر کی طرف بڑھی "تم اوپر چلو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں رکیں آپ۔۔"اشعر بھی کہاں چپ رہنے والا تھا"جن کے خاندان کا پتہ تھا آپ کو وہ تو جیسے ہمیں روٹیاں پکا پکا کر کھلا رہی ہیں، ہمارے قرضے اتار رہی ہیں"اور اس کے الفاظ آدھے وہ گئے جب حاشر نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔

"بکواس بند کرو"وہ انگلی دکھاتے بولا تھا

"حاشر۔۔تمیز کرو۔۔بھائی ہے وہ"فرحت آگے بڑھیں اور اسے ایک طرف کیا۔

اشعر اسے گھورتا رہا،اس کا تنفس تیز تھا۔رابیل نے پہلے اشعر کو دیکھا پھر حاشر کو

"حاشر بھائی، بات بات پر ہاتھ مت اٹھایا کریں۔۔اس کی بھی کوئی ریسپیکٹ ہے،اگر وہ اپنی بیوی کو ڈیفنڈ کر رہا ہے تو اس میں برا ہی کیا ہے، کیا آپ نہیں کرتے؟"پھر خاموش ہوئی"وہ ایک اچھے گھرانے سے آئی پڑھی لکھی لڑکی ہے۔حالات ایسے ہو گئے تھے کہ ہمیں اسے یوں لانا پڑا،اس کے نکاح پر میں میناور تیمور شامل تھے،اس سے زیادہ اب کسی نے کوئی سوال کیا تو جواب کا ذمہ دار وہ خود ہو گا"

اس نے بات ختم کی تھی۔اشعر نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑایا اور اوپر چلا گیا۔پھر سیڑھیوں پر بیٹھا سانس بحال کرتا رہا۔اسے امید تھی کہ یہ سب کچھ تو ہو گا ہی، پھر کھڑا ہوا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ لڑکی کمرے میں نہیں تھی،اس نے ادھر اُدھر نظر گھمائی تو وہ باہر بالکنی میں کھڑی تھی، ٹھنڈی ہوا سے اس کا دوپٹہ لہرا رہا تھا۔اشعر نے خود کو نارمل کیا اور باہر بڑھا

"فری۔۔"

وہ مڑی "یہ شور کیسا تھا؟ کچھ ہوا ہے کیا؟" اس کی آنکھوں میں سوال تھے

اشعر نے شانے اچکائے "نہیں۔۔ کچھ خاص نہیں۔۔ ہوتا رہتا ہے"

کمرے کی روشنی اس کے چہرے پر پڑی تو اس کے گال پر سرخ رنگ کی انگلیاں واضح ہوئیں۔ لڑکی نے بے اختیار نظریں چرائیں

"کھانا بن رہا تھا، ابھی ٹھہر کر جائیں گے۔۔ آپ تھک گئی ہوں گی، آرام کر لیں" اس کا لہجہ دھیما اور شائستہ تھا

وہ شرمندہ ہوئی تھی، یہ سب اسی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔۔ اس نے سر نفی میں ہلایا "میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتی ہوں"

لڑکے نے سر ہلایا اور اندر بڑھ گیا۔ کھونٹی سے ٹنگے کپڑے پکڑے اور واش روم میں چلا گیا۔۔ کسی کو پالینا امتحان نہیں پا کر سنبھال کر رکھنا امتحان ہوتا ہے اور محبت کا امتحان شروع ہو چکا تھا

یہاں سے کچھ فاصلے پر سفید سرمئی بنگلے میں ایک شخص اپنے کمرے کی دیوار گیر کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ کپڑے تبدیل کر کے رف سے حلیے میں تھا۔ سیاہ جرسی نما شرٹ اور سیاہ جینز۔۔ اس کی سیاہ آنکھیں سارے زمانے سے اداس تھیں۔ وہ باہر گھور رہا تھا مگر یہ کھڑکیوں سے باہر گھورنے والے کہیں اور گھوم رہے ہوتے ہیں۔ اس کا گلٹ مزید بڑھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے سب صحیح کر دیا نا مگر میرا سب خراب ہو گیا" اس نے آنکھیں بند کر کے فیصل مسجد کے باہر کھڑی لڑکی کو دیکھی جو ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں آنکھوں میں لیے اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے بہت برا کیا اپنے ساتھ بھی اور اس لڑکی کے ساتھ بھی۔۔

وہ کیسے یہ سب فیس کرے گا، وہ کیوں نہیں سمجھ سکا کہ وہ سمجھ جائے گی۔دنیا کی کوئی خوشی اسے اس گلٹ سے نہیں نکال سکے گی کہ اس نے رابیل سے وہ نہیں کہا جو اسے کہنا چاہیئے تھا۔وہ ٹھیک کہتا تھا کہ اشعر اس سے بہتر ہے، اسے اپنی پسندیدہ عورت کے لیے لڑنا آتا ہے، حالات جیسے بھی تھے وہ آگے آیا مگر مامون۔۔اس نے حالات کو آگے رکھا اور رابیل کو پیچھے چھوڑ دیا۔۔اس نے سانس خارج کی مگر کرب بے پناہ تھا، اب کیا ہو سکتا تھا۔۔اس نے دیر کر دی اور دیر کر دینے والے ہمیشہ پچھتاتے ہیں!

صبح اداس سی تھی۔ویسی صبح جیسی سردیوں میں ہوتی ہے۔ابھی کچھ دیر پہلے ہلکی بارش ہوئی تھی جس سے اسلام آباد کی سڑکیں گیلی تھیں۔ابھی دھند تھی اور ہر سو سناٹا۔کم از کم اس کالونی میں تو سناٹا تھا۔نو بجے کا وقت تھا اور اشعر اپنی بالکنی میں کھڑا نیچے جھانکتے ہوئے فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔اس نے میرون جرسی نما شرٹ اور نیچے سیاہ جینز پہن رکھی تھی، یوں جیسے وہ کہیں جانے کے لیے تیار ہوا ہو۔لڑکی رضائی اوڑھے سو رہی تھی، گہری سانسیں لیتی پر سکون سی۔دفعتاً اس کی پلکیں پھڑ پھڑائیں اور اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔پھر کرنٹ کھا کر اٹھی اور گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھا،

کھڑکی کے آگے پردے تھے کمرے کا دروازہ بند تھا اس کا دل گھبرانے لگا،اس نے جھٹ سے اپنے اوپر سے رضائی اتار دی اور ننگے پاؤں ہی دروازے کی طرف بھاگی۔۔اشعر مڑ کر اسے دیکھنے لگا،اس نے دروازے کا ناب گھمایا اور باہر نکل گئی۔۔لڑکے نے جلدی سے فون جیب میں رکھا اور باہر کو بھاگا۔وہ ننگے پاؤں دو زینے اتری تھی کہ اشعر نے اس کا بازو پکڑ لیا

"فری۔۔"

وہ پلٹی تو آنکھیں گلابی تھیں،وہ کانپ رہی تھی،رنگت اڑی ہوئی تھی،چٹیا میں سے بال نکلے تھے اور وہ اس طرح گھبرائی ہوئی تھی جیسے ابھی کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ کر آئی ہو۔۔اس کی کہنی اشعر کے ہاتھ میں تھی اور وہ پلٹی۔۔اسے اجنبی نظروں سے بھنویں بھینچے دیکھا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ کون ہے؟

"کہاں جا رہی ہیں؟"اشعر نے اس کا ہاتھ تھاما اور وہ زینے چڑھتے اس کے سامنے کھڑی تھی

"وہ۔۔میں۔۔"اس کی آواز رندھ گئی اور وہ ادھر اُدھر اوپر چھت اور اس کے پیچھے دیکھنے لگی

"آپ ہمارے گھر ہیں۔۔میرے ساتھ ہیں"وہ شائستگی سے بولا

لڑکی نے بھنویں بھینچیں"تاثیر نہیں آئی تھی؟"وہ جیسے ابھی بھی خواب کو حقیقت سمجھ رہی تھی

Clubb of Quality Content

"نہیں۔۔" وہ اسے لیے اندر کی جانب بڑھا اور بیڈ پر بٹھایا، پھر دروازہ بند کر دیا۔ "یہاں کوئی تاثیر نہیں ہے۔۔ یہاں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا" وہ نیچے بیٹھا تھا، اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے بڑے آرام سے سمجھا رہا تھا

اس نے سانس خارج کی اور ارد گرد دیکھا، وہ واقعی یقین کرنا چاہ رہی تھی کہ وہ اس قید خانے سے نکل آئی ہے۔ مامون ٹھیک کہتا تھا وہ نارمل نہیں تھی، قید خانہ سب کو بدل دیتا ہے

اس نے گردن جھکا کر بھوری آنکھوں میں دیکھا "وہ خواب تھا" وہ حیران تھی

"جی۔۔ وہ خواب تھا۔ آپ اب آزاد ہیں" وہ دھیما سا مسکرایا تھا۔ لڑکی نے نم سانس اندر کھینچی۔ اشعر بیڈ پر اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کچھ لمحے خاموشی کے اور پھر بولا "وہ وقت گزر گیا ہے فری، اب کوئی تاثیر نہیں ہے"

اس کا تنفس تیز تھا "وہ میرا سر دیوار سے مار رہی تھی۔ اس نے مجھے کمرے میں لاک کر دیا تھا اور وہ مجھے کہہ رہی تھی کہ میں اسی جگہ مر جاؤں گی" اس کی گلابی آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھر گئے تھے۔ لڑکے نے سانس خارج کیا "وہ ایک خواب تھا، برا خواب۔۔ یہاں کوئی آپ کا سر دیوار سے نہیں مارے گا اور نہ کمرے میں بند کرے گا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فری نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا۔دل بے پناہ اداس اور خوفزدہ تھا۔اس نے اشعر کے نرم ہاتھ دیکھے،وہ ہاتھ جن میں اس کا ٹھنڈا ہاتھ تھا۔۔اس نے ان ہاتھوں کی جگہ کسی اور کو تصور کیا تھا اور وہ بس اس کے ہاتھوں کو دیکھے گئی

"ناشتہ کریں گی؟"سوال اشعر نے کیا تھا۔وہ چونک گئی،پھر سر نفی میں ہلایا

"مجھے بھوک نہیں ہے"اس سے پہلے کی اشعر کچھ بولتا وہ جھٹ سے بول پڑی"میں سونا چاہتی ہوں"

وہ سر ہلا کر کھڑا ہو گیا"اوکے،جب اٹھیں تو ناشتہ کر لیجیئے گا"

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟"اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا

"میں ہاسپٹل جا رہا تھا،کچھ کام تھا۔۔تھوڑی دیر تک آجاؤں گا"اس نے جیبوں میں ہاتھ اڑس لیے۔پھر الماری کی طرف بڑھا اور ایک فون نکال کر اس کی طرف بڑھایا

"ابھی آپ یہ استعمال کر لیں،پھر نیا لے دوں گا۔۔کوئی بھی کام ہو یا کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے کال کر دیجیئے گا۔۔اس میں میری سم ہے اور میرا نمبر سیو ہے"پھر اس کے پاس بیٹھا"پریشان نہیں ہونا"اور فون اسے دیا"نیچے مینا ہے،آپی بھی ہیں۔۔میں بس تھوڑی دیر تک آجاؤں گا"

اور وہ کھڑا ہوا۔فری نے فون پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور تکیہ سیدھا کر کے رضائی اوڑھ کر لیٹ گئی۔وہ اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔اس نے بالکنی کو جاتا دروازہ بند کیا اور چلا

گیا۔دروازہ بند ہوااور لڑکی نے آنکھیں کھول دیں،آنسو آنکھوں سے بہتے کنپٹی سے سفر کرتے کانوں کی طرف بڑھے تھے،اس نے رضائی میں منہ ڈال لیااور سو گئی۔

اس کی آنکھ کھلی تب گیارہ بجے کا وقت تھا۔وہ اتنی دیر سوئی رہی،اسے کسی نے کیا ہی اٹھانا تھا۔سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے پر اسے اپنا عکس دکھائی دیا۔وہ پہلے سے کمزور ہو چکی تھی،بال بکھرے تھے اور اسے بھوک لگ رہی تھی۔وہ اٹھی،واش روم سے فریش ہو کر آئی۔پھر برش کر کے بال چٹیا میں گوندھے۔اشعر تھوڑی دیر کا کہہ کر گیا تھا مگر ابھی تک نہیں آیا تھا۔اس نے سانس خارج کی اور نیچے کی جانب بڑھی۔لاؤنج میں گلشن آرا بیٹھی تھیں،وہ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کر رہی تھیں جیسے چڑیا کو ڈالنے ہوں یا کسی جانور کو کھلانا ہو۔۔ساتھ فاطمہ بیٹھی صارم سے کھیل رہی تھی۔مینا نہیں تھی نہ رابیل تھی۔وہ نیچے آئی اور آتے ہی گلشن آرا سے سلام لی۔انھوں نے سر کے خم سے جواب دیا،قدم بڑھاتی وہ کچن کی جانب گئی تھی۔اندر رانیہ کھڑی بانو کو دوپہر کے کھانے کا آڈر دے رہی تھی۔۔اس کا کام صرف حکم کرنا ہوتا تھا،فری اندر داخل ہوئی تو اس نے مسکرا کر اسے دیکھا،پھر بانو کو بھیج دیا۔اس نے ادھر اُدھر نظر گھمائی،پھر بولی

"بھابھی۔۔ناشتہ کر لیا سب نے؟"

وہ ہنس دی"ارے اب تو دوپہر کے کھانے کا سوچ رہے ہیں۔تم اتنی دیر سے اٹھی ہو،ویسے بہن بہو کا گھر میں اتنی دیر تک سونا اچھا نہیں ہوتا"کہہ کر اس نے اوپر والا کیبن کھولا اور چپس کا پیکٹ نکالا۔

پھر اسے دیکھا "اگر بھوک لگی ہے تو ناشتہ بنالو۔۔ کل سے جلدی آنا نیچے، روایتی دلہنوں کی طرح آتی تو تمھاری خاطر داری بھی ہوتی مگر تم تو چھپ چھپا کر آئی ہو کیا ہی خاطر تواضع کریں تمھاری" اور سر جھٹک کر باہر چلی گئی۔

اس کا دل گھبرانے لگا تھا۔ اپنے گھر میں اسے ملازم بنا بنایا ناشتہ پیش کرتے تھے، دو سال تک آنا اس کے لیے کھانا بناتی رہیں اور اب۔۔ بھوک اس قدر تھی کہ اس نے رانیہ کی باتیں جھٹک کر ادھر اُدھر دیکھا۔ محبت تو دو دن کے چونچلے ہوتے ہیں، بات پیٹ پر آئے تو انسان کی پہلی اور آخری محبت اور ضرورت کھانا ہوتا ہے۔ یہ محبت بھرے پیٹ والوں کے چونچلے ہوتے ہیں، جن کے پیٹ خالی ہوں انھیں صرف کھانا چاہیئے ہوتا ہے۔ اس نے اوپر والا کیبن کھولا تو بہت سے مسالوں کے ڈبے واضح ہوئے، پھر ساتھ والا کھولا تو اس میں بھی چینی اور بیسن پڑا تھا۔ فریج کھولی تو سامنے دودھ کا جگ پڑا تھا، اس نے جگ نکالا اور مگ میں تھوڑا سا دودھ نکال لیا۔ دھلے ہوئے برتنوں میں سے پتیلی نکالی اور دودھ اس میں انڈیل دیا۔ سامنے پڑے ڈبوں کو کھول کر دیکھا اور اس میں پورا چمچ بھر کر پتی ڈال دی، پھر ایک چمچ چینی ڈالی اور اسے چولہے پر رکھ دیا۔ اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے، اسے کچھ کھانا تھا۔ اس نے نیچے والا دراز کھولا اور اندر بہت سے بسکٹ پڑے تھے، اس نے ایک بسکٹ لیا اور چائے کے بننے کا انتظار کرنے لگی۔ پہلا ابال آیا اور اس نے چولہا بند کر کے چائے کپ میں انڈیل لی۔ اس کا

ناشتہ تیار تھا، چائے کا رنگ بہت گہرا تھا مگر اسے اس وقت ایسی چائے بھی منظور تھی۔ وہ باہر جانے لگی تھی کہ رانیہ آگئی اور اس کی چائے کو دیکھا پھر مسکرا دی

"کتنا پڑھی ہو؟"

"ایم اے انگلش"

"بس پھر کتابیں ہی چاٹتی رہی ہو، اب رکھو چولہے پر کتاب اسے پکا کر کھاؤ۔۔ پتہ نہیں مائیں بچیوں کو کیوں نہیں سکھاتیں کہ گھر کتابوں سے نہیں چلتے" کہہ بھی کون رہی تھی جسے نہ پڑھنا آتا تھا نہ پکانا۔ گلشن آرا نے سب سن لیا تھا، وہ رانیہ کو آواز دے رہی تھی۔ وہ سر جھٹک کر باہر چلی گئی۔ پیچھے ہی فری بھی نکلی تھی، اس نے گردن موڑ کر دیکھا

"اشعر کہہ رہا تھا ڈاکٹر کی بیٹی ہے، چائے تک تو اسے بنانی نہیں آتی، اب دوائیوں سے پیٹ بھرے گی" وہ بولتی جا رہی تھی اور فری اوپر آگئی۔

آ کر اس نے دروازے کو بند کیا اور گہری سانس لے کر کپ بیڈ سائیڈ پر رکھا اور خود ٹانگیں سینے سے لگائے سر جھکائے بیٹھ گئی۔ اسے وہ قید خانہ زیادہ اچھا لگنے لگا تھا، یہ آزادی اسے کاٹ رہی تھی۔۔ آنسو اس کی آنکھوں سے نکل پڑے، وہ اس سب کا ذمہ دار ماموں کو ٹھہرا رہی تھی۔ اس نے اسے مڈل کلاس فیملی میں بھیجا تھا، وہ لوگ اسے قبول نہیں کر رہے تھے، اس کا شوہر پتہ نہیں کہاں تھا۔۔ وہ خود ترسی کا شکار تھی۔ چند پل بیتے اور کمرے کا دروازہ کھلا، اس نے سر اٹھایا اور وہ اشعر تھا۔ اس نے اسے

دیکھا پھر پریشان ہو گیا۔وہ پھر سے رو رہی تھی، کمرے میں اندھیرا تھا۔۔اس نے آگے بڑھ کر پردے پیچھے کیے اور اس کے ساتھ آ بیٹھا

"کیا ہوا ہے؟"

فری نے آنکھیں پونچھ لی۔وہ ٹھان چکی تھی کہ وہ مامون کو کہے گی کہ اسے یہاں سے لے جائے، وہ نہیں رہ سکتی۔

اس نے اپنا چائے کا کپ پکڑا اور منہ کو لگایا مگر چائے اتنی کڑوی بدمزہ تھی کہ ایک گھونٹ بھرنا محال تھا۔اشعر اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا، اس کے ہاتھ سے مگ لیا اور ایک گھونٹ بھرا۔ پھر ہنس دیا

"اس لیے رو رہی ہیں"

اس نے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔وہ اٹھا اور مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا

"چلیں آئیں۔۔آپ کے لیے کچھ اچھا سا بناتے ہیں" اس نے ہاتھ بڑھایا تھا

"رہنے دیں۔آپ کی بھابھی اور نانو بیٹھی ہیں، وہ کیا سوچیں گی مجھے کچھ نہیں آتا، میں کتنی پھوہڑ ہوں" اور پھر سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگی

"رو لینے سے بھوک ختم نہیں ہو گی" وہ پھر سے بیٹھ گیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری اماں اور بہنیں کہتی تھیں کہ اشعر کی بیوی کے مزے ہوں گے۔۔اشعر کھانا اتنا اچھا بناتا ہے کہ روٹھی ہوئی بیوی کو منالے گا اور یہاں میری بیوی رو رو کر آنکھیں سرخ کر رہی ہے" وہ اسے دیکھ رہا تھا جو کھڑکی سے باہر نیلا آسمان دیکھ رہی تھی

"چلیں آجائیں میڈم۔۔آپ کا شیف آگیا ہے" اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا اور وہ مسکرا دی۔دونوں آگے پیچھے نیچے آئے تھے، گلشن آرا نے اشعر کو دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔وہ بھی مسکرا دیں، رانیہ نے دیکھ کر سر جھٹکا۔وہ کچن میں داخل ہوا اور آتے ہی سب سے پہلے ایپرن پہنا۔پھر اسے دیکھا جو ایک طرف کو ہو کر کھڑی تھی

"آپ کو پتہ ہے احساس، عزت اور محبت سے گھر بنتے ہیں" پھر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا "گھر چلتے کس سے ہیں؟"

فری نے نم سانس اندر کھینچی "پیسے سے"

اور وہ ہنس دیا "جی۔۔۔پیسے اور کھانے سے۔۔اچھا کھانا موڈ ٹھیک کر دیتا ہے اور موڈ ٹھیک تو مطلب سب ٹھیک"

وہ سنک کی طرف بڑھا اور اچھے سے پتیلی صاف کر کے رکھی، اسے کچن صاف ستھرا اچھا لگتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ بے فکر رہیں۔جب اشعر کھانا بناتا ہے تب صرف رابیل کو اندر آنے کی اجازت ہوتی ہے اور کوئی نہیں آتا۔۔اب سے آپ بھی آسکتی ہیں"اور اس نے مسکراتے ہوئے تیسرے کیبن سے سینڈوچ بریڈ نکالے۔

"رابیل اور مینا کہاں ہیں؟"

"آپی تو آفس ہوں گی اور مینا سسرال سے آئی ہے تو امی کے ساتھ بیٹھ کر چغلیاں کر رہی ہو گی"اس نے فریج سے دو انڈے نکالے اور انھیں پانی میں ڈال کر چولہے پر رکھا۔اندر ایک چمچ نمک ڈال دیا اور پھر اسے مسکرا کر دیکھا"تھک جائیں گی بیٹھ جائیں"

اس نے دھیمی مسکراہٹ سے سر نفی میں ہلایا۔

"مجھے پتہ ہے آپ اپر کلاس سے ہیں۔آپ کو کھانا بنانا نہیں آتا،شروع شروع میں مشکل ہو گی مگر میں ہوں نا آپ کا پرسنل شیف۔۔میں اچھے اچھے کھانے بنا کر آپ کا دل لگا دوں گا،پھر آپ کو میرے کمرے سے زیادہ کچن اچھا لگے گا"وہ باتیں کرتا اس کے لیے کھانا بنا رہا تھا

دفعتاً مینا آئی تھی،کمر پر ہاتھ رکھے وہ چولہے پر جھکی

"کیا بنا رہے ہو؟"اس نے پہلے اشعر کو دیکھا پھر فری کو

"تم۔۔بھاگو یہاں سے۔۔جو بھی بنا رہا ہوں"وہ منہ بسورے بولا تھا

"اچھا جو بھی فالتو شالتو بنا رہے ہو میرے لیے بھی بنانا، امی سے باتیں کر کر کے بھوک لگ گئی ہے"

اور فری کو دیکھ کر مسکرائی۔

"اچھا بنا دوں گا۔۔۔ابھی جاؤ تم"

اور وہ ہاتھ ہلا کر چلی گئی۔

"ہم کہاں تھے؟"اس نے یاد کرنے کی کوشش کی"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ میں بہت اچھا شیف ہوں اور اچھا کھانا بنا کر خوبصورت لڑکیوں کے دل جیت لیتا ہوں"

وہ اسے کھانا بناتے دیکھ رہی تھی

"شام کو شاپنگ پر چلیں؟"اشعر نے آفر پیش کی تھی

وہ کچھ گڑبڑائی، پھر بولی"مارگلہ چلیں؟"

اس نے پہلے اس لڑکی کو دیکھا جس کی ہلکی بھوری آنکھوں میں گلابی پن تھا پھر مسکرا دیا"ضرور!"

"آپ کے لیے بکس بھی لیں گے، آپ کو کتابیں اچھی لگتی ہیں نا"اسے آج بھی سب یاد تھا

وہ بس خاموشی سے اس کے چلتے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد اس کا کھانا تیار تھا۔اس نے سینڈوچ کی پلیٹ پکڑی اور کچن سے باہر گیا، فرحت کے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا، پھر مینا کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی"میں نے تمھیں کہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ناکہ اس کا دھیان رکھنا،اسے کیا پتہ کون سی چیز کہاں پڑی ہے"اس نے برا سا منہ بنایا اور اسے چٹکی کاٹی"تمھاری بیوی ہے نا تم ہی دیکھو"

فرحت نے اسے دیکھا اور پلیٹ سے ایک سینڈوچ لے کر کاٹا اور چبایا"تمھاری بیوی کو اتنی توفیق نہیں کہ ساس سے مل لے،سلام کر لے"

اس نے پیر پٹخا اور باہر آ گیا"میں ہی پاگل ہوں"

اور کچن میں داخل ہوا جہاں فری نے ٹرے میں دو کافی کے مگ اور سینڈوچ کی پلیٹ سجائی تھی،اسے آتا دیکھ کر اس نے ٹرے پکڑا اور چل دی۔

سارے دن میں ایک اچھا کام یہی ہوا تھا۔

یہ بڑے سے آڈیٹوریم کا منظر تھا۔اوپر سے نیچے جاتیں سیڑھیاں اور سامنے سٹیج۔پیچھے میرون پردے تھے اور سامنے کھڑا ایک شخص۔روشنی کا مرکز وہ تھا،ہونٹوں کے ایک طرف مائیکروفون تھا اور وہ بولنے کو تیار تھا۔روسٹرم کے دائیں طرف کہنی رکھ کر کھڑے شخص نے کلائی میں بندھی گھڑی دیکھی اور پھر گلا کھنکھارا

"پلیز یہ لائٹس آن کر دیں"وہ بولنا شروع ہوا۔

سپاٹ لائٹ ختم ہو گئی اور سارے آڈیٹوریم میں اجالا ہو گیا

"مجھے سننے والوں مجھے دیکھنے والوں مجھے جھلینے والوں مجھے چاہنے والوں کو شہریار کا سلام" وہ بولنا شروع ہوا، ہاتھ سینے کے بائیں جانب رکھا

"ہم کافی دیر بعد مل رہے ہیں مگر اچھی بات یہ ہے کہ ہم مل رہے ہیں۔ ہمارا رابطہ قائم ہے اور یہی بات ضروری ہے۔ پچھلے کئی دنوں سے مجھے بہت سے لوگوں کے خط موصول ہوئے ہیں، جو لوگ یہاں نئے ہیں ان کے لیے میں بتائے دیتا ہوں کہ آپ کو شہریار سے ملنا ہو یا شہریار سے کوئی سوال کرنا ہو تو میں آپ کو انسٹا گرام، یوٹیوب، فیس بک۔۔ کہیں نہیں ملوں گا، میرا ایسا کوئی اکاؤنٹ نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ میں بہت نکما اور کاہل انسان ہوں میں سوشل میڈیا پر بہت کم ہوتا ہوں اور اسی وجہ سے بہت ذلیل ہوتا ہوں" ایک قہقہہ گونجا۔

"آپ کا کوئی سوال ہو یا کچھ بھی پوچھنا ہو تو مجھے خط لکھ کر میرے بتائے پتے پر بھیج دیں۔۔ میں وہ سب ہی خط پڑھتا ہوں اور پڑھ کر بہت لطف اندوز ہوں، لوگوں نے اتنے مزے مزے کی باتیں پوچھی ہوتی ہیں کہ میں خود حیران ہوتا ہوں کہ پاکستان اتنا پیچھے کیوں ہے؟" ایک قہقہہ گونجا

"پچھلے دنوں مجھ سے بہت سے لوگوں نے بہت سے سوال پوچھے، کچھ کا جواب میں لکھ کر بھیج چکا ہوں کچھ کو آتے ہوں گے اور کچھ کے میں پڑھ نہیں سکا اس لیے کہ کافی مصروف رہا مگر میں جواب دیتا رہتا ہوں سوال سنتا رہتا ہوں" ایک خاموشی

"چلیں جی۔۔میرے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میں ایک سٹوری ٹیلر ہوں کیونکہ میرے لیکچر کا آغاز عموماً ایک سٹوری سے ہی ہوتا ہے اور وہ سٹوری ہوتی ہے میری، شہریار خود آپ کو اپنی کہانی سناتا ہے "سب لوگ متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔

"سن 2013 میں میں یونیورسٹی پڑھتا تھا، اب میری عمر کا اندازہ لگانے نہ بیٹھ جایئے گا، میں کل بھی سولہ کا تھا آج بھی سولہ کا ہوں اور آئندہ بھی سولہ کا ہی ہوں گا" ہال میں تالیاں اور قہقہے ابھرے

"ویل، یہ ایک عام سا دن تھا، اتنا عام سا کہ جتنا عام میں ہوں۔میں مڈل کلاس ہوں اور اسی لیے اتنا خوش ہوں، ہمارے گھر میں روز صبح آٹھ بجے الارم بجا کرتا تھا اور اس الارم کو میں "امی" کہتا ہوں" پھر سے قہقہہ ابھرا

"یہ الارم ہر بندے پر اثر کرتا تھا سوائے اس کے جس پر اثر کرنا چاہیئے تھا۔ہمارے گھر کا سب سے چھوٹا بچہ، میرا چھوٹا بھائی۔۔اب امی کبھی بیلٹ پکڑتی ہیں کبھی جوتا مگر وہ نہیں اٹھتا کیونکہ چھوٹے صاحب کے نخرے ہیں۔۔اب صبح صبح میرے لیے پانی گرم کیا گیا ہے کہ شہریار صاحب نہا لیں اور ادھر شہریار صاحب نے جب ٹھنڈے میں گرم پانی ملایا ہے تو ٹھنڈا زیادہ ڈل گیا ہے، اب میں کبھی امی کو دیکھوں اور کبھی پانی کو، کبھی باہر دھند دیکھوں اور کبھی پانی کو۔۔نہانا تو ہے بیٹا نہیں تو یہ الارم تمھارے کانوں میں ایسا بجے گا کہ تم ساری عمر نہیں سن سکو گے" ہال میں قہقہہ ابھرا

"لیں جی میں نے اپنے جسم پر ستم ڈھایا ہے اور میں بغلوں میں ہاتھ دیے ہیٹر کے سامنے بیٹھا ہوں، تھوڑا تھوڑا مزہ آنے لگا تھا مگر لیں جی چھوٹے صاحب اتنی بڑی پانی کی بالٹی پکڑے آرہے ہیں اور عین ہیٹر کے پاس آکر ان کا پاؤں صوفے سے لگا ہے اور پانی سارا ہیٹر پر "ہال میں "اوہ" کی آواز گونجی تھی

اب وہ مجھے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں، پھر میں کبھی پانی کو اور کبھی ہیٹر کو دیکھ رہا ہوں۔۔ادھر آگئی ہیں امی اور لیں جی۔۔ہم بیٹھ کر انڈہ بریڈ کھا رہے ہیں اور پیچھے بیک گراؤنڈ میوزک مفت میں لگا ہے "اس نے ایک سانس خارج کی

"خیر میں کھانے کے معاملے میں ذرا سست ہوں اور وہ کھانے کے معاملے میں اچھا، اس نے اپنی چائے کا کپ پکڑا اور پھر مسکرایا، مجھے اس کی مسکراہٹ کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔اس نے بڑے آرام سے اپنی چائے کا کپ رکھا اور میرا کپ لے لیا اور پھر ذرا سا ساتھ ہو گیا۔میں نے چائے کا کپ پکڑا تو ماشاءاللہ سے اندر مکھی ڈبکی لگا کر خودکشی کر چکی تھی "ہال میں قہقہہ گونجا

"یہ کیا بھئی مطلب گھر کا سب سے چھوٹا بچہ مجھے اس طرح ڈچ کر رہا ہے۔۔پہلی کلاس نو بجے تھی اور میں آٹھ پچاس پر مکھی کا جنازہ پڑھوا رہا تھا" پھر سے قہقہہ گونجا

بعد میں میں نے وقت سے جو ریس لگائی ہے، پورے نو بج کر پندرہ منٹ پر میں کلاس میں ہوں مگر جیسے ہی کلاس کا دروازہ کھولا کوئی نہیں۔۔بچے کہاں گئے؟ میں نے جلدی سے بیگ سے فون نکالا اور

دیکھا کلاس کینسل تھی اور جس وقت میں چائے کا صدمہ برداشت کر رہا تھا اس وقت میری کلاس چھٹی کا جشن منا رہے تھے، ایک ہی کلاس تھی اور وہ بھی کینسل۔۔میں نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا، سردی سے نیلے ناخن اور بانسری بجاتے دانت۔۔آج کا تو دن ہی برا تھا" وہ چلتا ہوا سٹیج کے درمیان میں پہنچا

"پھر جی میں نے کہا آ تو گیا ہوں چائے ہی پی لیتا ہوں، کیفے گیا اور چائے کا ایک کپ لیا، کیفے میں بیٹھا ہوں اور چائے پی رہا ہوں کہ پیچھے سے کسی کے رونے کی آواز آئی، میں نے گردن موڑ کر دیکھی تو ایک لڑکی رو رہی تھی سامنے ایک لڑکا بیٹھا اسے چپ کرا رہا تھا، میں پھر سے سیدھا دیکھنے لگا۔۔

استغفراللہ! یہ میں نے نہیں شیطان نے کہا تھا" ہال میں قہقہہ گونجا

"اتنے جھوٹ، ایسے قسمیں کون کھاتا ہے۔۔مجھے ان کے بریک اپ کا اتنا ہی یقین تھا جتنا کہ آپ کو نواز شریف کی کرپشن کا ہے" ہال میں قہقہے گونجے

"خیر! میں ڈھیٹ بن کر بیٹھا رہا اور مفت کا ڈرامہ دیکھتا رہا۔۔چائے ختم ہوئی اور میں باہر آیا۔۔اب میں نے گھر جانا تھا یونیورسٹی تو میں چائے پینے آیا تھا" ہال میں پھر قہقہہ گونجا۔

"اب میں جا رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ گھر جا کر سونا ہے بس۔۔اتنے میں میں دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی بھاگتی ہوئی آ رہی ہے، وہ میرے سامنے مگر ذرا دور تھی اور بھاگتی ہوئی قریب آ رہی تھی، میں وہیں بت بنا کھڑا ہوں کہ وہ لڑکی میرے پاس آئی اس کے ہاتھ میں بیگ تھا اس نے میری طرف پھینکا

میں نے کیچ کیااور میری کلائی پکڑ کر وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لیے آگے بھاگی،اب ہم دونوں بھاگ رہے ہیں اور ہمارے پیچھے کچھ لوگ لگے ہیں،مجھے نہیں پتہ وہ کون ہے،مجھے نہیں پتہ اس بیگ میں کیا ہے جو میرے بازوؤں میں ہے اور مجھے نہیں پتہ کہ جو لوگ ہمارے پیچھے ہیں وہ کیوں ہیں۔۔مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ مجھے بھاگنا ہے اور ان لوگوں سے بچ کر بھاگنا ہے اور بچ کر کیوں بھاگنا ہے یہ بھی نہیں پتہ "ایک لمحے کا توقف،لوگ ہنسے تھے "ہم بھاگتے ہوئے ایک مال میں داخل ہوئے اور ہم مختلف لوگوں سے ٹکریں کھاتے آگے جاتے جارہے ہیں،مزے کی بات تو یہ کہ میں گدھوں کی طرح اس لڑکی کا بیگ پکڑے اس کے پیچھے ہی ہوں "پھر سے قہقہہ گونجا۔

"اب جی ہم ہیں تیسرے فلور پر اور میرے ساتھ والی باجی کو بہت چھلانگیں لگانی آتی ہیں سوانھوں نے ایلیویٹر سے چھلانگ لگائی اور میں بی بے بچوں کی طرح ایلیویٹر سے جھولا لیتے اتر آرہا ہوں،میں اس کے پاس گیا ہوں تو اس نے مجھے گھورا اور ہم جی باہر کی طرف بھاگے ہیں،وہ لوگ ہمارے پیچھے ہی تھے مگر پھر ہم ان سے آگے نکل آئے،پارکنگ ایریا میں کھڑے ہم سانس بحال کر رہے تھے کہ اس لڑکی نے کسی لڑکے کا نام لیا۔۔آئی گیس اس کا نام جبار تھا اور اس نے مجھے کہا جبار کو کال ملاؤ،میں جس کو کچھ نہیں پتہ کہ جبار کون ہے اسے حونقوں کی طرح دیکھ رہا ہوں اور اس نے میرے منہ پر ایک تھپڑ مارا اور غصے سے بولی "اس کی آواز بلند ہوئی تھی "جبار کو کال ملاؤ۔۔میں نے گال پر ہاتھ رکھا اور بڑے آرام سے بولا باجی جبار کون؟وہ مجھے حیرت سے دیکھ رہی تھی،اب جبار اس کا بوائے

فرینڈ تھا جس کے ساتھ وہ بھاگنے والی تھی مگر جبار نے اسے کہا تھا کہ اس کے دوست کے ساتھ وہ مال کے پارکنگ ایریا میں آجائے اور وہاں سے وہ اسے لے لے گا مگر وہ دوست میں ہرگز نہیں تھا، اسے مس انڈرسٹینڈنگ ہوئی تھی۔۔اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں پھر اس کے ساتھ کیوں بھاگا تو میں نے بتادیا کہ پہلے تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ساتھ بھگایا تھا اور پیچھے وہ لوگ تھے، مجھے ٹائم نہیں ملا کہ آپ سے پوچھ سکوں کہ ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔یہ سننا تھا کہ اس لڑکی نے ایک اور تھپڑ میرے منہ پر دے مارا، صبح سے زندگی تھپڑ مار رہی تھی اور اب پتہ نہیں کس کی باجی "ہنسی کی آواز گونجی

"پھر میں نے ان کے بوائے فرینڈ کو کال ملائی، واللہ ان کے بوائے فرینڈ سے زیادہ حسین میرا فائزہ بیوٹی کریم لگانے والا دوست تھا۔۔وہ اس کے ساتھ بھاگ گئی اور بیگ میرے بازوؤں میں ہی تھا۔۔میں پیچھے سے پکارا کہ باجی آپ کا بیگ مگر باجی اس وقت بھاگنے میں بزی تھیں۔۔سو وہ بیگ لے کر گھر آگیا اور اس بیگ سے بیس ہزار نکلے، پانچ ہزار چھوٹے بھائی کو اس لیے دیے کہ وہ اماں کے سامنے اپنا منہ بند رکھے اور پانچ ہزار ابا کے سامنے منہ بند رکھنے کے دیے اور اندر سے بہت سا کھانے پینے کا مال نکلا تھا، باجی پیٹو خان تھیں اور فائدہ ہم دونوں بھائیوں کو ہوا تھا حالانکہ چیپڑیں میں نے اکیلے نے کھائی تھیں "ہال میں قہقہہ گونجا

"دن کا آغاز بہت بھیانک ہوا تھا، دن بہت برا شروع ہوا تھا مگر اختتام اچھا ہوا تھا۔۔جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔۔بعض دفعہ بعض چیزیں ہمارے ساتھ ہوتی ہیں ہمیں ان کی سمجھ نہیں ہوتی کہ

کیوں ہو رہی ہیں، وہ ہماری مرضی کے خلاف ہوتی چلی جاتی ہیں۔ان چیزوں کے ہونے سے ہمارا موڈ ہمارا دماغ اور دل بہت خراب ہوتے ہیں مگر وہ چیزیں ہونا ہوتی ہیں اور ہو کر رہتی ہیں، میں یونیورسٹی آگیا جبکہ مجھے نہیں آنا تھا، میں نے میسج نہیں پڑھا یا جو بھی وجہ بنی مگر میں یونیورسٹی آگیا اس کے بعد میرا پلان تھا کہ چائے پی کر گھر جا کر سو جاؤں گا، ایک نارمل دن گزاروں گا مگر قدرت نے میرا یونہی یونیورسٹی آنا لکھا تھا، میرے نصیب میں وہ دس ہزار تھے جو مجھے ملے۔۔نہ میں یونیورسٹی آتا نہ وہ مجھے ملتے مگر ایسے ہونا تھا اور ایسے ہوا۔۔آپ کے ساتھ ہم سب کے ساتھ ایسے ہی ہوتا ہے ہمارے ساتھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ بس چھوڑ دو، اپنی بیوقوفی پر اپنے نکمے ہونے پر بہت غصہ آتا ہے مگر یقین کریں جس طرح ایک بیوقوف انسان زندگی کو انجوائے کرتا ہے ایک عقل مند انسان اس طرح نہیں کرتا۔

باجی نے ہاتھ پکڑا اور میں نے پکڑا دیا" قہقہہ گونجا

"پھر باجی نے پیچھے بھگایا میں بھاگنے لگا، باجی نے دو چپیڑیں بھی لگائیں مگر باجی اینڈ پر اپنا بیگ دے گئیں۔۔سو جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے، آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے وہ ہوتا ہی اس لیے ہے کہ آپ کی بھلائی ہے، آپ عقل مند ہیں یا بے وقوف قدرت کو اس سے کوئی لینا دینا نہیں، قدرت نے جو آپ کے ساتھ کرنا ہے وہ کر کے رہے گی۔۔اس لیے اس بات کی پرواہ نہ کیا کریں کہ ہمیں عقل نہیں ہے، ہماری مرضی سے فلاں کام نہیں ہوا، میں یہ کرنا چاہتی تھی مگر نہیں ہوا اور فلاں فلاں باتیں جو اکثر ہم کرتے رہتے ہیں۔۔جسٹ گو وود افلو، ہر چیز ایک پلان کے مطابق ہو رہی ہے

آپ کو سمجھ آئے یا نہ آئے اوپر والے نے اپنا پلان آپ پر اپلائی کر کے رہنا ہے، اس معاملے میں آپ بے بس ہیں اور جس معاملے میں آپ بے بس ہوں وہ اوپر والے کو دے دیں اور خود حالات سے لطف اندوز ہوں، مے بی آپ کی چائے میں مکھی اس وجہ سے گرے تاکہ آپ یونیورسٹی کی چائے پیئیں اور یونیورسٹی اس لیے جائیں کہ دس ہزار کے مالک بن سکیں اس لیے ریلیکس، جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے"

وہ چپ ہوا، بیٹھ کر پانی کی بوتل منہ سے لگائی اور پھر کھڑا ہوا "اینی سوال؟"

(وہ جان بوجھ کر گلابی انگلش بولتا تھا)

ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا "آپ نے کہا جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے تو کیا ہم کچھ بھی پلان نہ کیا کریں کیونکہ جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے"

وہ مسکرایا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا "میں نے یہ بھی کہا ہے گوود دافلو اور گوود دافلو تب ہوتا ہے جب آپ کچھ کرتے ہیں۔۔ آپ کو کچھ نہ کچھ پلان کرنا پڑتا ہے، آپ کا کوئی نہ کوئی پلان ہو گا مگر وہ پلان اللہ کے پلان سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ آپ کوئی پلان بناتے ہیں پھر یا تو وہ ہو جاتا ہے یا تو وہ نہیں ہوتا۔۔ ہو جائے تو مطلب وہ آپ کے حق میں بہتر تھا اور نہیں پورا تو مطلب اللہ کا پلان چلے گا، آپ کچھ کرتے ہیں تو ہی کچھ ہوتا ہے۔ خود بخود کچھ نہیں ہوتا، کائنات کاز اینڈ ایفیکٹ پر چلتی ہے، آپ کچھ کرتے ہیں تو ہی کچھ ہوتا ہے۔ کاز ہو گی تو ہی ایفیکٹ ہو گا ورنہ آپ بیٹھیں رہیں اور کہیں کہ ڈاکٹر بننا

ہو گا تو بن جاؤں گا تو آپ نہیں بنیں گے، آپ کو میڈیکل میں جانا ہو گا ٹیسٹ دینا ہو گا کاز دینی ہو گی اور پھر ہی کوئی ایفیکٹ ہو گا"

ایک اور لڑکی کھڑی ہوئی "آپ کو خط آتے ہیں تو زیادہ تر لوگ کیا پوچھتے ہیں"

وہ ہنس دیا "وہ میرا لائف سٹائل پوچھتے ہیں تو میں یہی لکھتا ہوں کہ میں بھی ایک عام انسان ہوں عام مشکلات کے ساتھ، پھر کچھ مجھ سے کسی کھانے کی ریسیپی پوچھ لیتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو مجھے تھوڑا زیادہ جانتے ہیں، موسٹ آف دا پیپل مجھ سے نفسیاتی سوالات کرتے ہیں اور کچھ ایسے سوالات کرتے ہیں کہ میں خود نفسیاتی ہو جاتا ہوں، بس ایسے ہی"

"کوئی لو لیٹر؟"

"لو لیٹرز" وہ ہنس دیا

سامعین بھی ہنسے تھے اور آج کا سیشن ختم!

یہی "شہریار" کا تعارف تھا اور یہی اس کی پہچان، اس کی آنکھیں سیاہ تھیں!

شام سے ذرا پہلے وہ ہاسٹل سے باہر نکلی تھی۔ اس نے بھورا کوٹ پہن رکھا تھا، موتی گلے میں چمک رہا تھا مگر چہرے پر تکان تھی۔ بال چٹیا میں گوندھے ہوئے تھے اور دوپٹہ سر سے پیچھے کو ڈھلک چکا تھا۔ بھورے سنیکرز والی لڑکی نے دائیں کندھے پر پرس لٹکائے اسے کراس کر کے مخالف سمت میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کر رکھا تھا۔اس کا پرس کوٹ تلے تھا،ہاتھوں میں گل بابونہ کا ایک چھوٹا گل دستہ تھا۔وہ قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ایک خاموش سی گلی مڑی اور پھر ایک بڑی سی عمارت کے سامنے آگئی۔

سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی اور گلاس ڈور کھولا۔اندر داخل ہوئی اور ریسیپشن پر کھڑی لڑکی سے کچھ پوچھا۔لڑکی نے کچھ بتایا اور سنینا نے مسکرا کر سر ہلایا۔لفٹ کے قریب پہنچی اور تین کا ہندسہ دبایا۔کچھ پل بیتے اور دھاتی دروازے بند ہوئے۔اندر اس کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی داخل ہوئے اور دھاتی دروازے ایک دوسرے سے جڑ گئے۔کچھ پل بیتے اور دروازے پھر جدا ہوئے،سنینا دو لڑکیوں کے ساتھ باہر نکل آئی۔باہر نکلتے ہی کاریڈور میں اپنا مطلوبہ کمرہ دیکھنے لگی مگر وہاں سب کے شروع میں دو کا ہندسہ تھا۔وہ دوسرے فلور پر اتر آئی تھی جبکہ اسے تیسرے فلور پر جانا تھا۔لڑکی نے سانس خارج کی اور سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی،گردن اٹھا کر سامنے والے کمرے پر لکھا نمبر دیکھا

"301"

ساتھ والا کمرہ نمبر تین سو دو تھا اور اس سے سامنے والا تین سو تین۔اسے کمرہ نمبر تین سو تین میں جانا تھا۔سیڑھیوں کے ساتھ والا کمرہ۔اس نے قدم اسی دروازے کی جانب بڑھائے۔کمرے کے ساتھ بیل لگی تھی اور اس نے اس بیل پر ہاتھ رکھنے کے لیے اوپر اٹھایا مگر رک گئی۔اس کی سماعت سے آوازیں ٹکرا رہی تھیں۔وہ آواز عبدل کی تھی مگر وہ بلند آواز تھی

"تم نے اسے کیوں بلایا؟ تمھیں میں نے کہا تھا نا اپنی شیطانیت اپنے تک رکھو۔ تمھارے ارادے اس تک نہیں پہنچنے چاہیئے تمھاری عقل کام نہیں کرتی؟" وہ غصے میں بول رہا تھا

"میں تمھاری بات کب سے ماننے لگی؟ میں وہی کروں گی جو میرا دل کرے گا" لڑکی بھی غصے سے غرائی تھی۔ وہ شاید دروازے کے پاس تھے۔ سنینا لڑکی کی آواز کو بھی پہچانتی تھی۔

"کیا کرو گی تم؟ ہاں؟ وہی جو میرے ساتھ کیا۔ میں تمھاری ٹانگیں توڑ دوں گا" وہ بھی غصے سے بولا تھا

"توڑ ہی نہ دو" لڑکی آگے سے ہنسی تھی "اس کی طبیعت تو کافی خراب ہو گئی تھی۔ مجھے مزہ آ رہا تھا دیکھنے میں۔۔"

لڑکے نے اس کی بات کاٹی "وہ ایک فارنر ہے۔ آئی سمجھ؟ ایک باہر سے آئی غیر ملکی لڑکی جو صرف یہاں کام کرنے آئی ہے۔ کچھ دن کی مہمان اور پھر وہ چلی جائے گی، تم اس سے دور رہو" اس نے لڑکی کو دانت پیستے دھمکی دی تھی۔

"باہر سے آئی غیر ملکی۔۔ حرکتیں دیکھی ہیں تم نے اس کی۔ میری انا کو للکار رہی تھی، مجھے چیلنج کر رہی تھی" اس کی تیز اونچی آواز سنینا کی سماعت سے ٹکرائی تھی

"تمھاری انا؟ ہے کیا تمھارے پاس؟ جو بھی ہے نا میرا ہے۔ میں تمھیں سکھا سکتا ہوں تو ہزاروں کو بھی سکھا سکتا ہوں، اپنی حد مت بھولو۔ تم ہو کیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اچانک سے کانچ ٹوٹنے کی آواز باہر آئی تھی۔ جیسے اس نے گلاس یا گلاس سے بنی چیز زمین پر پٹخی ہو

"تم مجھ سے کچھ نہیں چھین سکتے۔نہ تم کسی اور کو سکھا سکتے ہو۔ایک بار ایمان کی ہوا لگ جائے گا تو شر کی گنجائش بہت کم بچتی ہے، تمھیں بھی ایمان کی ہوا لگی ہے فلاطیوس۔ تم نے دین نہیں بدلا دل بدلا ہے۔دین بدلنے سے پہلے دل بدلنا پڑتا ہے اور میرا دل نہیں بدلا۔ میں سیاہ ہوں سیاہ رہوں گی، تمھاری طرح نہیں ہوں اور میری بات یاد رکھنا۔وہ خود کو خود بچا سکے گی تو بچائے گی ورنہ تم جانتے ہو کہ انسان کا محض اپنا ایمان اس کے کام آتا ہے کسی دوست ساتھی یا مخلص کا نہیں۔۔سٹوپڈ"

اور کہتے ہی اس کی قدم سنینا کو باہر کی طرف آتے سنائی دیے۔اس کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔

دروازہ کھلا اور سیاہ چغے والی لڑکی باہر آئی۔ بھورے کوٹ والی لڑکی اوپر والے فلور کی سیڑھیوں کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی۔اس کا دل باہر آنے کو تھا اور تنفس بڑھا ہوا۔لڑکی کے قدموں کی آواز ختم ہوئی تو وہ نیچے آئی۔ابھی وہ آخری زینے پر تھی کہ دروازہ پھر سے کھلا اور اندر سے لڑکا باہر آیا۔ سنینا وہیں بت بن گئی، اسے ہی جلدی تھی نیچے آنے کی۔اس نے اپنا قدم نیچے رکھا اور سامنے عبدل تھا۔ دونوں کی ٹکر ہوتے ہوتے بچی، وہ ایک دم چونک گیا۔چہرے پر سرخی تھی اور وہ مسکرا نہیں سکا۔

سنینا نے تھوک نگلا، گلا کھنکھارا اور مسکرائی

"میں تھرڈ سے فورتھ فلور پر چلی گئی تھی۔آپ کا فلیٹ تھرڈ پر تھا" اس نے شانے اچکائے اور گل بابونہ اس کی طرف بڑھائے

"اس رات کے لیے اور رات سے پہلے والی تمام مہربانیوں کے لیے شکریہ"

اس نے پہلے لڑکی کو دیکھا پھر پھولوں کو اور مسکرا دیا

"شکریہ۔۔"گلدستہ تھاما اور لڑکی کو پھر دیکھا"کافی پیتے ہیں۔۔آئیں؟"

وہ کمرے کی طرف بڑھا تھا مگر سنینا نے روک دیا

"نہیں۔۔کہیں باہر بیٹھتے ہیں"

وہ جو چابیاں لاک میں ڈالنے کو تیار تھا پیچھے مڑ کر اسے دیکھنے لگا

اس نے دونوں ہاتھ آگے باندھے"ایسے ہی۔۔دل عجیب ہو رہا ہے"

اس نے سر ہلایا"اوکے۔۔اوکے"پھر چابیاں جیب میں رکھیں اور مسکرایا"شیور۔۔"

سیڑھیوں کی طرف بازو لمبا کر کے اس نے سنینا کو پہلے جانے کا راستہ دیا۔وہ مسکرائی اور نیچے کی طرف جاتے زینوں کی جانب بڑھی۔

ڈھلتی شام آسمان پر نارنجی تاثر بکھیر رہی تھی۔لندن جلد اندھیرے میں ڈوبنے والا تھا۔ایسے میں لندن برج کے سامنے ایک بنچ پر دو نفوس بیٹھے تھے۔ایک لڑکا اور ایک لڑکی دونوں لندن برج کی طرف گردن اٹھائے نظریں جمائے بیٹھے تھے۔لڑکی نے سانس خارج کی شانے ڈھیلے چھوڑے

"ہم ہمیشہ کہتے ہیں کہ انسان حادثوں سے سیکھتا ہے۔حادثے سے پہلے کیوں نہیں؟جبکہ ہر طوفان آنے سے پہلے آسمان رنگ بدلتا ہے۔حادثہ آنے سے پہلے وارننگ دیتا ہے اور وہ وارننگ ضمیر کی

وارننگ ہوتی ہے۔ ضمیر بولتا ہے چیختا ہے چلاتا ہے اور پھر۔۔ پھر انسان مان لے تو ٹھیک نہیں تو حادثہ ہو جاتا ہے اور پھر تو وہ مان ہی لیتا ہے۔انسان پتہ ہے کیوں حادثے کا شکار ہوتا ہے؟ حادثے سے پہلے اسے سمجھ کیوں نہیں آتا؟ کیونکہ وہ اپنے ضمیر کی نہیں سنتا۔ ضمیر بولنا شروع کر دے نا تو انسان کو کچھ سنائی نہیں دیتا مگر اس کے لیے ضمیر کا زندہ ہونا ضروری ہوتا ہے" وہ خاموش رہی" میں نے پہلا سٹروک لگایا تو میرے اندر سے فوراً سے ایک پکار بلند ہوئی۔ سنینا نہیں مگر سنینا نے اسے چپ کرا دیا مگر جیسے جیسے سٹروک لگاتی گئی، رنگ بھرتی گئی شور بڑھتا گیا اور پھر بس مجھے وہی شور سنائی دیتا تھا۔ میں نے اس شور کے بیچ و بیچ پینٹنگ بنا دی کیونکہ انسان بہت ڈھیٹ ہے۔ پھر مجھے کوئی ایسا شخص چاہیئے تھا جو مجھے سیٹسفائی کرتا مجھے جسٹیفائی کرتا کہ ہاں سنینا نے تم نے جو کیا ٹھیک کیا۔ تم نے بہت اچھا پینٹ کیا ہے اور یہ تمھارا حق ہے کہ تمھیں سراہا جائے تمھیں چاہا جائے۔ میں نے بابا کو نہیں بتایا، میں نے عالیار کو نہیں بتایا کیونکہ مجھے پتہ تھا۔ان کی ایک نہ میرے نفس پر ایک کاری ضرب ہوتی اور نفس اتنی جلدی ہار نہیں مانتا۔اس کی بھی انا ہوتی ہے اور وہ غالب رہنے پر پوری قوت لگاتی ہے۔ میرے نفس نے مجھے کہا کہ عبدل۔۔ عبدل تمھاری مدد کر سکتا ہے۔ شاید وہ اس شور کو تھما دے مگر میں بھول گئی تھی کہ عبدل کبھی فلاطیوس تھا اور کیا چیز تھی جس نے فلاطیوس کو عبدل میں بدل دیا۔ آپ نے جب مجھے میرا آئینہ دکھانا شروع کیا تو نفس کی بھدی شکل مجھے ڈرا نہیں رہی تھی۔ مجھے اس کی شکل سے گھن آ رہی تھی، مجھے شرمندگی ہو رہی تھی اور میرا نفس بیٹھتا جا رہا تھا۔ آپ

چلے گئے اور سنینا واپس آ گئی۔ میرے نفس نے ہار تسلیم کر لی اور فیصلہ ضمیر کے حق میں آیا۔ میرے اندر دو جنگیں ہو رہی تھیں اور داؤ پر میرا سکون لگا تھا۔ انسان بڑا خود غرض ہے جس چیز کے بدلے اس کا سکون داؤ پر لگے وہ چیز ہار دیتا ہے۔ میں نے بھی ہار دی اور میں جیت گئی" اس کی آواز رندھ گئی۔ اس سے اور نہیں بولا گیا۔ اس کی گردن جھکی تھی، آنسو گالوں پر بہتے جا رہے تھے۔ عبدل نے اسے نہیں دیکھا۔ وہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ لڑکی نے گردن موڑی اور سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا

"تھینک یو۔۔" اس نے نم سانس اندر کھینچی "آپ کو پتہ ہے میرے پاس علم تھا آپ کے پاس عمل۔ عمل والے ہمیشہ علم والوں سے جیت جاتے ہیں۔ آپ نے سب کچھ خود کمایا تھا اور مجھے وراثت میں ملا تھا"

اب کی بار لڑکے نے اسے دیکھا اور گردن جھکا دی۔ شرٹ کی جیب سے رومال نکالا اور اسے دیا۔ لڑکی نے تھام لیا مگر آنسو نہیں صاف کیے۔ کر بھی دیتی تو آنکھوں سے بہنے والا پانی پھر سے بھگو دیتا۔ عبدل نے ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں۔ پھر سانس خارج کی اور ہاتھوں کو دیکھتے بولا

"میں چھوٹا ہوتا تھا نا تو ایک اداکارہ کو بہت پسند کرتا تھا۔ اس کا گلیمر اس کی مسکان اس کی شہرت اس کا رتبہ سب مجھے فیسینیٹ کرتا تھا اور میں سوچتا تھا کہ جب بڑا ہوں گا تو میں بھی کچھ ایسا کروں گا یہ سب میرے پاس بھی ہو گا۔ وقت گزرتا گیا، وہ اداکارہ اپنی عمر کے ہندسے پار کرتی گئی۔ سننے میں آتا تھا کہ یہ جتنی بھی حسینائیں ہوتی ہیں یہ بہت سے ٹریٹمنٹس سے گزرتی ہیں تاکہ حسین اور جوان

رہیں کیونکہ سکرین کے اس پار لوگوں کو حسین چہرے اور جوان مسکان چاہیئے۔وہ چہرے وہ حسن لوگوں سے تسکین چاہتے تھے،لوگوں سے ستائش لوگوں سے تالیاں لوگوں کی چاہت۔یہ ٹریٹمنٹس کتنی دیر کام کرتے ہیں؟دس سال بیس سال پچاس سال اور اس کے بعد؟سکرین کو تو جوانی چاہیئے نا اور اسی لیے میری پسندیدہ اداکارہ ایک دن اپنے زوال کو پہنچ گئیں۔کوئی علاج کام نہیں آیا اور ایک دن اس کی جگہ بل بورڈ پر کوئی اور چہرہ مسکرا رہا تھا۔مجھے اس اداکارہ کا بہت خیال آیا تھا اور میں سوچتا تھا کہ وہ اب کیا کرتی ہو گی؟اس نے ایک لمبا عرصہ سکرین کو دیا لوگوں کو دیا اور اب وہ چلی گئی تو کیا لوگ اسے یاد رکھیں گے؟جواب تھا نہیں کیونکہ اس کی جگہ کسی اور نے لے لی۔میرا دل اٹھ گیا کیونکہ آج جو چہرہ بل بورڈ پر مسکرا رہا تھا کل کو وہ بھی ری پلیس ہو جائے گا۔کیا فائدہ ان سب کا۔جب اس درخت کے پاس جانا بھی ہے پھل بھی کھانا ہے اور آخر میں خالی ہاتھ رہنا ہے تو کتنا اچھا ہے کہ اس درخت کے پاس جاؤ ہی نہ۔ایسے ہی ٹھیک ہیں ہم مگر نہیں نفس کو کون سمجھائے"وہ خاموش ہوا۔سنینا سنتی رہی

"ایک وقت تھا فلاطیوس سے پہلے ایک آرٹسٹ ہوا کرتا تھا فلاطیوس کا عروج اس کا زوال تھا۔وقت بدلا اور کرسٹوفر آ گئی اس نے فلاطیوس کو ری پلیس کیا اور پھر۔۔سنینا آ گئی"سنینا نے نم سانس اندر کھینچی۔وہ بولتا رہا

"سنینا نے کرسٹوفر کو ری پلیس کرنا چاہا۔۔چاہنا اور چاہے جانا ہر انسان کو اٹریکٹ کرتا ہے اور یہی اس کا جال بنتا ہے۔سنینا یہ دنیا ایک ریٹ ریس ہے۔اس ریس کا میں بھی حصہ رہا ہوں، یہاں ہر کسی کو ہر کسی سے آگے نکلنا ہے اور کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی کو ری پلیس کرتا رہتا ہے۔کسی کا عروج کسی کا زوال ہوتا ہے اور کسی کا زوال کسی کا عروج۔یہ دنیا ایسی ہی ہے، آگے سے آگے جانے کی چاہ اور پھر آخر میں کسی کے ہاتھ کچھ نہیں رہتا۔آخر میں ہاتھ خالی رہ جاتے ہیں تو پھر اس ریس کا کیا فائدہ؟ مقابلہ وہاں ہونا چاہیئے نا جہاں کچھ فائدہ بھی ہو اور میں نے وہ فائدہ ڈھونڈ لیا۔جہاں میری اہمیت کبھی کم نہیں ہو گی، جہاں میری محنت میری قربانی کو سراہا جائے گا" سنینا نے اسے دیکھا تو وہ آسمان کو دیکھ رہا تھا

"کچھ لوگ ایسے ہیں جو زمین پر چلتے ہیں مگر ان کی آواز عرش والوں کو سنائی دیتی ہے" سنینا وہیں سن ہو گئی۔وہ اس کے باپ کے الفاظ بول رہا تھا۔

وہ مسکرایا "میں نے بے خودی کو مات دی میں نے خودی کو چن لیا" لڑکے نے سنینا کو دیکھا "پھر مجھے بھی آپ کے جیسا موتی مل گیا اور اب مجھے اندھیرے نہیں ڈراتے"

لڑکی نے اس سے نظریں پھیر لیں۔یہ کوئی اتفاق نہیں تھا، اسے تو عبدل تک لایا گیا تھا۔اس نے عبدل کو دیکھا

"آپ کرسٹوفر کو جانتے ہیں نا؟"

وہ ہنس دیا۔ پھر سانس خارج کی "اس رات میں نے عالی جاہ کا میسج لیٹ پڑھا تھا ورنہ میں آپ کو اس کے گھر جانے ہی نہ دیتا"

"آپ اس کو کیسے جانتے ہیں؟" اس کی آنکھوں کی سیاہ پتلیاں حرکت کر رہی تھیں

"میں اس سے محبت کرتا تھا"

سنینا کو لگا کسی نے اس کے سر پر بم پھوڑا ہے۔ اسے یقین نہیں آیا

"اور وہ ایک بت ساز سے محبت کرتی تھی" عبدل نے برا سا منہ بنا کر سر جھٹکا۔ پھر ہنس دیا "اور وہ بت ساز کسی اور سے محبت کرتا تھا"

اب کی بار سنینا بھی ہنس دی۔ پھر رومال سے گال صاف کیے

"اس نے آپ کے ساتھ کچھ برا کیا تھا نا جو وہ میرے ساتھ کرنے والی تھی"

عبدل نے چونک کر اسے دیکھا تو لڑکی نے شانے اچکائے "سوری۔۔ میں نے آج آپ کے فلیٹ میں ہونے والی آپ کی اور اس کی باتیں سن لی تھیں"

لڑکے نے بے بسی سے سانس خارج کی اور سر ہلایا

"ہاں۔۔ اس نے برا کیا تھا"

"کیا؟"

زرد سی شام پہاڑوں پر اتری تھی۔ہر سو اداسی کا سماں تھا۔لڑکی قدم بڑھاتی آگے جا رہی تھی،اس نے بھورا کوٹ پہن رکھا تھا اور سر پر چھوٹا گرم سٹالر تھا۔سامنے سے دھند میں لپٹے پہاڑ نظر آ رہے تھے۔

وہ ایک باغ میں داخل ہوئی،وہاں اکا دکا لوگ تھے،سردی کی وجہ سے رش بالکل نہیں تھا۔وہ آگے بڑھتی ایک ٹھنڈے بنچ پر بیٹھ گئی اور سانس خارج کی۔وہ خاموش اور تنہا رہنا چاہتی تھی۔وہاں جہاں کوئی نہ ہو،جہاں کوئی اسے نہ بلائے۔بالکل اس قید خانے کی طرح جہاں اس سے کوئی نہیں ملتا تھا۔۔

اسے قید کی عادت ہو گئی تھی اور کیسے نہ ہوتی۔

اس نے گردن گھما کر ایک طرف دیکھا،باغ کے دائیں طرف آگے کو جاتی سڑک۔

"آفندی!"

دور ایک لڑکی نے مسکرا کر ایک لڑکے کو آواز دی اور وہ مڑا۔مسکراتے ہوئے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔وہ بھاگتی ہوئی اس کی طرف آئی تھی

بنچ پر بیٹھی لڑکی کی آنکھیں نم ہونے لگیں،سینے میں درد اٹھا۔

"آفندی!"

سامنے مارگلہ کے پہاڑوں کو دیکھتے فرحین مامون کو کچھ کہہ رہی تھی

بنچ پر بیٹھی لڑکی کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں، آنسو گالوں پر پھسل گئے۔ وہ روتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی جہاں ہر سو دھند بڑھنے لگی تھی۔

وہ ابھی بھی مامون کی ذات سے نہیں نکلی تھی، اسے ابھی بھی اس کی عادت تھی۔ وہ خاموشی سے ادھر اُدھر دیکھتی روئے جا رہی تھی، وہ بس رونا چاہتی تھی اتنا رونا کہ دل کا سارا درد بہہ جائے۔ اسے کوئی چپ نہ کروائے اور یہاں کوئی اسے چپ نہیں کروا رہا تھا۔ اس کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا اور اس نے جھٹ سے فون نکالا اور سکرین آن کی۔ واٹس ایپ پر کسی کا میسج آیا تھا، اس کا دل بے اختیار دھڑکا

"I am busy"

اس نے اوپر اس سے سلام لے کر اس کا حال چال پوچھا تھا۔ پھر ایک وائس میسج بھیجا تھا جس میں اس نے اسے ایک نئی کہانی سنائی تھی، وہ کہانی جو وہ لکھنا چاہ رہی تھی اور مامون سے پوچھا تھا کہ اس کا کیا خیال ہے، وہ اسے مشورہ دے۔ وہ سارا دن مصروف رہ کر بھی شام کو اس کے میسج سن کر جواب دے دیتا تھا مگر اسے یہ کبھی سننے کو نہیں ملا تھا کہ وہ مصروف ہے۔

اس کے آنسوؤں میں روانی آ گئی اور اس نے وائس ریکارڈ کرنا شروع کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آفندی! میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ مجھ سے نہیں رہا جا رہا، مجھ سے نہیں رہا جائے گا۔ میرا دل نہیں لگ رہا۔ میں یہاں سے بھاگ جاؤں گی، میں کہیں بھی چلی جاؤں گی مگر مجھ سے نہیں رہا جا رہا۔۔ میں بہت تکلیف میں ہوں آپ مجھے اگنور نہ کریں، پلیز ایسے نہ کریں" اور اسے میسج بھیج دیا۔

وہ آن لائن تھا مگر اس کا میسج نہیں سن رہا تھا۔ پھر آف لائن ہو گیا۔ اس نے روتے ہوئے ہچکی لی اور فون جیب میں رکھ دیا۔

یہاں سے کچھ فاصلے پر اشعر گھر آیا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک گہرا سرخ گلاب کا پھول اور لفافے میں پیک ایک کتاب تھی۔ وہ اوپر بڑھا اور دروازہ کھولا تو کوئی نہیں تھا۔۔ اس نے بیڈ سائیڈ پر پھول اور کتاب رکھ دی، پھر بالکنی میں گیا "فری۔۔" اس نے واش روم کے دروازے پر دستک دی مگر کوئی آواز نہیں۔ وہ کمرے میں نہیں تھی، نیچے بڑھا اور رابیل کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ابھی ابھی آئی تھی، فری اس کے کمرے میں نہیں تھی۔ نہ وہ فرحت کے کمرے میں تھی نہ باغ میں۔ اس نے جیب سے فون نکالا اور اسے کال کی مگر وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔ وہ پریشان ہو گیا، وہ اسے کہہ رہی تھی کہ مارگلہ جانا ہے مگر ابھی بہت وقت تھا۔ وہ ایک دوست سے ملنے گیا تھا اور واپسی پر کتاب اور گلاب لینے میں دیر ہو گئی۔ کیا پتہ وہ خود ہی چلی گئی ہو۔

وہ باہر کی طرف بڑھا، آگے بڑھتے وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا۔ پندرہ منٹ کی واک پر وہ اس باغ کی طرف گیا جہاں سے مارگلہ کے پہاڑ نظر آ رہے تھے، وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ صرف ایک لڑکی تھی جو بنچ پر

بیٹھی مارگلہ کے پہاڑوں کو گھور رہی تھی۔اس کی جان میں جان آئی اور اس طرف بڑھا"فری۔۔"وہ دور سے پکارا مگر وہ سامنے ہی دیکھتی رہی۔۔اس کی ناک سرخ ہو چکی تھی اور وہ عین اس کے سامنے جا کھڑا ہوا

"فری۔۔"لڑکی نے اس کی آواز پر گردن اٹھا کر گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

وہ اس کے ساتھ بنچ پر بیٹھ گیا"اتنی سردی میں بیٹھی ہیں، چلیں گھر"

اس نے ہاتھ بڑھایا مگر لڑکی نے ہاتھ نہیں دیا۔وہ سانس لے کر رہ گیا"محبوب عورت مرد کا ظرف بہت آزماتی ہے"اس نے اقرار کیا تھا

"فری۔۔"وہ اس کے سامنے جھکا تھا مگر وہ کھڑی ہوئی اور زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہ گیا

"نہیں جانا مجھے گھر۔۔میرا کوئی گھر نہیں ہے، میری جان چھوڑ دیں"وہ چلانے لگی تھی

وہ ہکا بکا اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کی وجہ سے سب ہوا ہے۔آپ نے کہا تھا آپ کو مجھ سے محبت ہے مگر مجھے آپ سے محبت نہیں ہے، میں اس وقت شدید تکلیف میں ہوں اور آپ میری جان چھوڑ دیں"وہ روتے ہوئے چلا رہی تھی، سردی سے اس کی رنگت زرد اور ناک گلابی تھی"آپ کو کیا پتہ ہو کہ جب محبت میں دل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ٹوٹتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟آپ کو تو آپ کی محبت مل گئی ہے،فرحین جائے بھاڑ میں،فرحین کا دل جائے بھاڑ میں۔۔مر جائے فرحین"

"فری۔۔"وہ اس کے قریب آیا تھا مگر وہ دور ہوئی

"مجھ سے دور رہا کریں۔۔میں اس حالت میں نہیں ہوں کہ کوئی بھی تعلق نبھا سکوں۔۔میں بہت تھک چکی ہوں،میں پاگل ہو رہی ہوں۔۔میرے سینے میں درد ہوتا ہے اور مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔۔میں مر جانا چاہتی ہوں،آپ لوگوں نے مجھے کیوں آزاد کروایا"اور وہ بنچ پر بیٹھ کر رونے لگی۔

وہ روتی جا رہی تھی اور اشعر اسے زخمی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ کافی دیر روتی رہی یہاں تک کہ چپ ہو گئی۔مغرب کی اذان ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔

اندھیرا پھیل چکا تھا،جامنی سیاہ اندھیرا۔

پھر اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا جس نے سردی سے ہاتھ کوٹ کی جیب میں اڑس رکھے تھے،وہ دائیں جانب دیکھ رہا تھا۔ایک لفظ نہیں بولا اور اس کے ساتھ بیٹھا رہا،فری نے سر جھکا لیا

"سوری۔۔"وہ دھیمی آواز میں بولی

اشعر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔پھر تھوک نگلا اور پلکیں جھپکائیں

"کوئی بات نہیں"وہ بس اتنا ہی بولا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

محبت اشعر کرتا تھا فری نے کبھی اظہار نہیں کیا تھا۔ محبت کہہ دینے سے نہیں نبھائی جاتی محبت عمل کا نام ہے، احساس کا نام ہے۔۔ کہہ دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔

پھر ساتھ ہوئی اور اسے دیکھا، گردن جھکا دی

"آپ مجھے چھوڑ دیں۔ آپ بہت اچھے ہیں ایک اچھی لائف پارٹنر ڈیزرو کرتے ہیں۔ میں آپ کو دکھ اور تکلیف کے سوا کچھ نہیں دے سکتی، میں ٹھیک نہیں ہوں اور آپ ایک نارمل انسان ڈیزرو کرتے ہیں" وہ خاموش ہو گئی

اشعر نے سانس خارج کی "گھر چلیں۔۔ ٹھنڈ بہت ہے" وہ بولا تو منہ سے بھاپ نکلی تھی

لڑکی نے آنکھیں بند کر کے سانس اندر کھینچی، دھند کی ٹھنڈی خوشبو۔

اشعر کھڑا ہوا اور ہاتھ آگے بڑھایا، اس نے پہلے اس کا ہاتھ دیکھا پھر اسے اور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا، نرم گرم ہاتھوں میں ٹھنڈے زرد ہاتھ تھے، وہ اس کے ساتھ چل دی۔

رات کے ساڑھے دس کا وقت تھا۔۔ اشعر گود میں لیپ ٹاپ رکھے کچھ سرچ کر رہا تھا۔ وہ سکرین پر جھکا ایک رپورٹ پڑھ رہا تھا، ساتھ بیٹھی لڑکی بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے گود میں کتاب رکھے پڑھ رہی تھی۔ اس کی ٹانگوں پر لحاف تھا اور اس نے اشعر کی کھلی جرسی پہن رکھی تھی۔ لڑکے نے ساتھ پڑا فون پکڑا اور کسی کو کال کی مگر سگنل صحیح سے نہیں آ رہے تھے۔ اس نے گردن موڑی اور لڑکی کو دیکھا، وہ خاموش سی پر سکون سی کتاب پڑھ رہی تھی۔ وہ اٹھا اور باہر چلا گیا۔ بالکنی میں کھڑے ہو کر

وہ کافی دیر تک اپنے دوست سے کسی بات پر بحث کرتا رہا، باہر سردی تھی مگر باہر سگنل اچھے آتے تھے۔۔اس نے بات ختم کی اور اندر بڑھنے لگا تھا کہ اسے باہر پڑی چھوٹی کرسی پر سرخ گلاب نظر آیا تھا، وہ گلاب جو اس نے فری کو دیا تھا۔۔اس کا دل گھبرایا تھا، جھک کر پھول پکڑا اور تھوک نگلا۔۔پھر اندر آیا اور بالکنی کا دروازہ بند کر کے پردے آگے کر دیے۔اس نے پھول فری کی بیڈ سائیڈ پر رکھ دیا۔لڑکی اس قدر کتاب میں کھوئی تھی کہ اسے کوئی ہوش نہیں تھا کہ ارد گرد کیا ہو رہا ہے۔۔وہ اپنی جگہ پر آ بیٹھا اور لیپ ٹاپ دوبارہ آن کر دیا۔گھڑی آگے بڑھتی جا رہی تھی، رات گہری ہو رہی تھی۔۔وہ تھک گیا اور لیپ ٹاپ بند کر کے اسے موڑ کر رکھ دیا۔۔پھر لڑکی کو دیکھا

"باقی صبح پڑھ لیں" وہ مسکرایا

لڑکی نے سانس خارج کی اور دھیما سا مسکرائی "میں ایک کہانی شروع کر لوں نا تو میرا دل کرتا ہے ابھی ختم کر لوں۔۔۔ورنہ سوتے جاگتے کھاتے پیتے مجھے یہی خیال آتا ہے، آگے کیا ہوا، آگے کیا ہو گا"

اس نے غور کیا تھا کہ جیسی چمک اس کے چہرے پر کتابوں کے بارے میں بات کرتے آتی ہے ویسی کوئی اور بات کرتے نہیں آتی۔

"چلیں۔۔کل اور لا دوں گا" اس نے خود پر رضائی اوڑھی اور بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے نیم دراز ہو گیا۔اس نے اثبات میں سر ہلایا "ناولز لائیے گا۔۔نان فکشن پڑھ کر نیند آنے لگتی ہے"

وہ مسکرادیا۔یہ سارے دن میں پہلی فرمائش تھی جو اس نے کی تھی۔

پھر اشعر نے گلا کھنکھارا"آپ کی کہانی کا ہیرو اگر لڑکی کو پھول دے تو وہ کیا کرتی ہے؟"

اسے سمجھ آگئی تھی۔اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا

"وہ۔۔مجھے گلاب سے الرجی ہے"

اور اشعر کا دل جو اداس تھا،غلط فہمی کا شکار تھا وہ ختم ہو گئی۔

لڑکی نے کتاب ساتھ رکھنے کے لیے پشت موڑی تھی مگر ساتھ گلاب تھا،اس نے کتاب سے گلاب ایک طرف کیا اور کتاب رکھ کر لیمپ آف کر دیا۔کمرے میں اندھیرا ہو گیا،وہ ابھی بھی اداس تھی، مامون نے اس کا میسج سین کیا تھا مگر سنا نہیں۔۔ایسا اس کی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا اور اس کا دل توڑ گیا تھا۔۔

یہ ایک دن بعد کی بات ہے۔دن کے ساڑھے گیارہ کا وقت تھا جب فرحین کے کمرے کا دروازہ بجا۔ وہ جو کاؤچ پر بیٹھی پاؤں اوپر کیے کتاب گود میں رکھے پڑھ رہی تھی،سیدھی ہو کر بیٹھ گئی"آجائیں" دروازہ کھلا اور مسکراتی ہوئی رابیل اندر آئی۔وہ اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا"

"نہیں۔۔آپ بیٹھیں"اس کتاب الٹی کر کے کاؤچ پر رکھی اور اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

رابیل نے کتاب دیکھی"اوہ۔۔تم بک پڑھ رہی تھی"

وہ مسکرادی"جی"

"میرے پاس بکس کی ایک اچھی کلیکشن ہے، تم چاہو تو مجھ سے بھی لے سکتی ہو"وہ بیڈ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔فری سامنے کاؤچ پر بیٹھنے لگی تھی مگر رابیل نے اسے ہاتھ سے اپنے ساتھ ذرا سے فاصلے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا،وہ اشارہ سمجھ کر بیٹھ گئی

"آپ آج آفس نہیں گئیں؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا"اونہوں!گھر میں شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں نا تو تین چار دن کے بعد ایک چھٹی کر لیتی ہوں"

وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

"تم بھی نیچے آجایا کرو۔۔امی اور نانو کے ساتھ بیٹھا کرو،نیچے صارم ہوتا ہے،فاطمہ بھی ہوتی ہے"وہ اس سے بڑے دوستانہ انداز میں کہہ رہی تھی

وہ ذرا سا ہچکچائی"میں۔۔ان سے کیا بات کروں گی؟"

رابیل ہنس دی"ارے۔۔تم بیٹھو تو سہی، باتیں بھی نکل آئیں گی۔ایسے اندر رہو گی تو انڈر سٹینڈنگ کیسے ہو گی؟میری شادی ہو گئی تو میں بھی چلی جاؤں گی، پھر تم تو بور ہوتی رہو گی"

لڑکی کے دونوں ہاتھ باہم ملے ہوئے گود میں پڑے تھے"میں کوشش کروں گی"

وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔ پھر رابیل کھڑی ہوئی "اچھا چلو میں شاپنگ پر جا رہی ہوں، تم بھی میرے ساتھ چلو"

اس نے سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔آپ جائیں۔میں پھر کبھی چلی جاؤں گی"

رابیل اس کے قریب گئی اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "اشعر صرف کھانے پکانے اور کھلانے میں اچھا ہے۔اسے لیڈیز شاپنگ کا کچھ اتا پتہ نہیں ہے، میرے ساتھ چلو مل کر کچھ لیں گے"

اس نے پھر نفی میں سر ہلایا مگر رابیل سنجیدہ ہو گئی "دو منٹ ہیں۔۔نیچے آؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" اور پھر مسکرا دی

"آجاؤ۔۔مزہ آئے گا"

لڑکی نے سانس خارج کی اور پھر مان گئی "اوکے۔۔میں پانچ منٹ تک آتی ہوں"

اور رابیل سر ہلا کر چلی گئی۔

تقریباً دس منٹ بعد فری نیچے آئی تو لاؤنج میں رانیہ صارم کے ساتھ بیٹھی تھی۔رابیل نہیں تھی، اس نے رابیل کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔اس نے دروازہ کھولا اور وہ کسی سے فون پر بات کر رہی تھی، اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔کور شوز اتار کر وہ اندر بڑھی، نرم سا کارپیٹ اور سلجھا ہوا صاف ستھرا کمرہ۔وہ صوفے پر بیٹھ گئی، رابیل ادھر اُدھر ہوتی اپنی سیکرٹری سے بات کر رہی تھی۔وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی، پھر کال کاٹی اور اسے دیکھ کر مسکرائی "کچھ لیں گی آپ؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے نفی میں سر ہلایا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی باہر سے فرحت کی آواز آرہی تھی "رابیل۔۔ بیٹے یہ دیکھنا ذرا۔۔"

وہ فری کو چھوڑ کر باہر آگئی۔وہ اسے کپڑے دکھا رہی تھیں،اندر بیٹھی لڑکی نے پشت پر دیکھا تو کتابوں کی ایک چھوٹی سی الماری تھی۔نیچے سٹڈی ٹیبل تھا۔وہ اٹھی اور ان کتابوں تک آئی،نیچے بہت سے کارٹن تھے جن میں بھی کتابیں تھیں،ایک طرف دیوار سے لگے کینوس تھے،ایک کارٹن میں پینٹنگ کا سامان تھا۔وہ ذرا سا آگے کو ہوئی اور ایک کینوس دیکھا،اس پر ادھوری پینٹنگ تھی،ایک دو کینوس خالی تھے مطلب رابیل کو آرٹ کا بھی شوق ہے۔پھر کتابیں دیکھنے لگی،وہ نظروں سے ان کا ٹائٹل پڑھ رہی تھی۔اسی پر سنٹ کتابیں وہ پڑھ چکی تھی۔۔دروازہ کھلا اور رابیل اندر آئی،اس کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا جو اس نے فری کی طرف بڑھایا اور ایک گلاس میز پر رکھا۔پھر آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر وہ سن بلاک لگانے لگی

"آپ پینٹ بھی کرتی ہیں؟" پیچھے بیٹھی لڑکی نے جوس کا گھونٹ بھرا

"ہاں۔۔کبھی کبھی،جب موڈ ہو"

فری مسکرائی "میں بھی بہت اچھی پینٹر ہوں" آئینے میں پیچھے کھڑی فرحین کا عکس ابھر رہا تھا

رابیل فوراً مڑی "رئیلی" اس کی آنکھوں میں حیرت کی چمک تھی "پہلے کیوں نہیں بتایا چھپی رستم!"

وہ کمر پر ہاتھ باندھے خفگی سے بولی تھی

اس نے مسکرا کر شانے اچکائے "پہلے آپ سے ملی نہیں تھی نا" پھر کاؤچ پر بیٹھ گئی

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور فرحت اندر آئیں۔انھیں دیکھ کر فری کھڑی ہو گئی۔انھوں نے اسے نظر انداز کیا

"بیلی۔۔یہ اشعر کو کال ملاؤ۔۔کہاں رہ گیا ہے؟ تمھاری خالہ بھی انتظار کر رہی ہیں"

"امی خالہ کو بولیں کسی ڈرائیور کے ساتھ آجائیں۔۔ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں" وہ سکرین پر انگوٹھا چلاتے بولی تھی۔اشعر نے کال اٹھالی تھی

"بس پانچ منٹ۔۔" وہ بس اتنا ہی بولا اور رابیل نے کال کاٹ دی

"ہاسپٹل تھا۔۔پانچ منٹ میں آرہا ہے" اس نے فون رکھ دیا اور جوس کا گلاس پکڑ کر بیٹھ گئی۔فرحت نے ایک نظر کھڑی ہوئی لڑکی کو دیکھا اور پھر باہر چلی گئیں۔

وہ بھی بیٹھ گئی۔رابیل نے اسے مسکرا کر دیکھا "آج شام کو ہم جلدی آگئے یا پھر کل۔۔ہم پینٹ کریں گے۔۔ہم بھی تو دیکھیں آپ کا ٹیلنٹ" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔

وہ مسکرادی "شیور!"

کچھ پل بیتے اور اشعر آگیا۔راستے میں رابیل موضوع بدل بدل کر فرحین سے باتیں کرتی رہی تھی، اشعر کے بعد وہ گھر کی واحد فرد تھی جس سے وہ باتیں کرتی مسکراتی تھی۔۔گاڑی سینٹورس مال کے باہر جا کھڑی ہوئی تھی۔پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ کھڑے رامین اور تیمور کا

انتظار کر رہے تھے۔چند پل بیتے اور وہ سامنے سے آتے دکھائی دیے۔سب اکٹھے ہی اندر بڑھے تھے،

تیسرے فلور پر ایک بوتیک میں کھڑی رابیل اور رامین کسی ڈریس پر پسند ناپسند کا اظہار کر رہی

تھیں۔رابیل کپڑوں کی ریل سے لٹکا ڈریس پکڑتی اور آئینے میں اپنے ساتھ لگا کر دیکھتی، مینو اس

کے ساتھ ہی تھی۔فری خاموش سی تھی، کپڑوں کی ریل کے پاس کھڑی فری ایک شلوار قمیض دیکھ

رہی تھی جب اسے پیچھے سے کسی کی آواز سنائی دی

"آپ بھی لے لیں۔۔جو اچھا لگتا ہے لیتی جائیں" اشعر اس کے ساتھ کھڑا مسکرایا تھا" میں شکل سے

غریب لگتا ہوں بینک بیلنس ماشاءاللہ سے کافی امیر ہے میرا" اس نے رازداری سے کہا تھا۔فری

مسکرادی

"میرا دل نہیں ہے" اس نے بس اتنا کہا تھا

اشعر نے دور کھڑی مینا کی طرف اشارہ کیا جو منہ بنائے کھڑی تھی" وہ میری مینٹل پیس بہن دیکھ

رہی ہیں" اس نے مینا کو دیکھا" وہ اپنے شوہر کا خون چوستی ہے۔میں چاہتا ہوں آپ بھی تھوڑا بہت

اس کی کاپی کریں"

فرحین مینا کے فیس ایکسپریشنز دیکھ کر ہنس دی" میں ایسی نہیں ہو سکتی"

وہ اتنے دن میں پہلی بار ہنسی تھی۔

"کہتی ہیں تو کارڈ دے دوں آپ کو، جو اچھا لگتا ہے لے لیں" اس نے اپنا والٹ نکالا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے نفی میں سر ہلایا"اس کی ضرورت نہیں ہے۔مجھے جو اچھا لگے گا میں آپ کو بتادوں گی"

مگر وہ بھی اشعر تھا۔اس کے ساتھ آگے بڑھتا اسے کپڑے دکھاتا، باتیں کرتا، مذاق کرتا اور اسے ہنساتا رہا۔۔اس نے ایک دو سوٹ ہی لیے تھے، دو تین جگہوں پر مزید گھومنے کے بعد وہ فوڈ کورٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔مینا اور اشعر وہاں نہیں تھے، وہ سامنے کاؤنٹر پر تھے، رابیل ایک طرف فون پر بات کر رہی تھی، تیمور اس کے ساتھ آ بیٹھا

"کیسی ہیں آپ؟"اور مسکرا دیا

"ٹھیک ہوں۔۔تم کیسے ہو؟"

اس نے دائیں بائیں دیکھا"غریب ہوں"

دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے۔

پھر فری نے گلا کھنکھارا"آفندی کیسے ہیں؟"

"وہ بھی اچھا ہے۔۔اسے دنیا جہان کے کام ہوتے ہیں"اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی"تمھاری بات نہیں ہوئی اس سے؟"

"نہیں۔۔وہ بزی تھے"اس نے شانے اچکائے۔پھر سوال کیا"تاثیر تو نہیں آئی؟"

تیمور مسکرایا"ڈائن کبھی پیچھا نہیں چھوڑتی، اس کو اگنور کرو اور خوش رہو"اس نے برا سا منہ بنا کر سر جھٹکا۔۔سامنے سے اشعر مینا کی کسی بات پر ہنستا ہوا آ رہا تھا، فری نے سانس خارج کی۔سب مصروف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھے وہ کیوں نہیں؟سب کی اپنی اپنی زندگی تھی اس کی کیوں نہیں؟اس نے سر جھٹکا۔۔پاس بیٹھی مینا ہنستے ہوئے کچھ بتا رہی تھی اور سب اسے سن رہے تھے۔۔۔

دنیا کے ایک دوسرے کونے میں اس وقت دوپہر تھی۔پتھروں کے شہر "ایڈن برا" کے مرکز میں واقع رتھ لینڈ سٹریٹ کے ایک پر سکون سے فٹ پاتھ پر ایک شخص چلتا آگے بڑھ رہا تھا۔پر سکون اس لیے کہ وہاں ایک عجب عالم تھا،لوگ تھے شور بھی تھا مگر پھر بھی وہاں صفائی اور کشادہ گلی میں لوگوں کا خود میں مگن رہنا اچھا لگ رہا تھا۔اس شخص کے بال گھنگریالے تھے،اس نے سیاہ لمبا کوٹ اوڑھا تھا۔اس کے بائیں ہاتھ کو ایک چھوٹی پانچ چھے سالہ بچی نے تھاما تھا اور دوسرے ہاتھ میں اس کا سکول بیگ تھا۔وہ یونیفارم میں تھی غالباً سکول سے آئی تھی۔اس کے بال اونی ٹوپی میں تھے،چہرہ بلا کا معصوم اور آنکھیں بھوری تھیں۔وہ اپنے باپ سے باتیں کرتی آگے بڑھ رہی تھی۔

"بابا ہمارے پاس ہیری پوٹر کی طرح پاورز نہیں ہو سکتیں؟"

اس کا باپ گردن جھکائے اسے دیکھتے ہنس دیا "عزہ پاورز کا کیا کرے گی؟" اس نے گردن اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا "جو کچھ خراب ہو گا میں وہ سب ٹھیک کر دوں گی"

وہ مسکرا دیا "یہ کام تو عزہ کا نہیں ہے"

بچی نے سر ہلا دیا۔پھر تصحیح کی "میں اپنے کام ٹھیک کر لوں گی"

اس کے باپ نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "آپ کے کوئی کام خراب بھی ہیں؟"

وہ سوچتے ہوئے بولی "ہوں گے نا" شانے اچکائے

وہ مسکرایا "جو کام ہوئے ہی نہیں ان کے خراب یا صحیح ہونے کی کیا پرواہ کرنا، جو سپر پاور پہلے کام ٹھیک کرتی آئی ہے وہ اب بھی کر دے گی، اللہ پر تو یقین رکھتی ہیں نا آپ؟"

اس نے سر اوپر نیچے ہلایا "میری فرینڈ کہتی ہے کہ وہ بڑی ہو کر میجیشیئن بنے گی، اس کے پاس پاورز آجائیں گی"

"اوہ۔۔" اس کا باپ حیران ہوا۔ پھر اسے دیکھتے بولا "لیکن آپ کے پاس تو ابھی سے پاورز ہیں"

وہ حیران ہوئی "کون سی پاورز؟" گردن اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا

"انرجی کی پاور" اس کے باپ نے کہتے ہی دونوں ہاتھوں سے اسے اٹھایا اور گھمایا، وہ کھلکھلا کر ہنسی اور ہنستی گئی۔ وہ اسے دیکھتے مسکرایا تھا، پھر اسے اپنے ساتھ لیے ریسٹورنٹ میں داخل ہوا۔

ریسٹورنٹ پر بڑے بڑے الفاظ میں اس کا نام کندہ تھا۔۔۔

"The Huxley"

رتھ لینڈ سٹریٹ پر بنے لکژری ہوٹل "دا رتھ لینڈ" کے گراؤنڈ فلور پر بنا ریسٹورنٹ The Huxley تھا، جس کے داخلی دروازے کو گلابی پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ باہر مصنوعی گھاس میز کے گرد کرسیاں تھیں۔ اندر داخل ہو تو ریسٹورنٹ بہت خوبصورت تھا، رنگ برنگی آرام دہ کرسیاں اور میز۔ وہ اس کے ساتھ آگے بڑھا اور اس کے لیے ایک کرسی نکالی۔ وہ مسکرا کر بیٹھی اور وہ اپنے

کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔وہ اسے ایسی جگہ پر بٹھاتا تھا جہاں کام کرتے بھی وقفے وقفے سے وہ اس پر نظر رکھتا تھا۔یہ اس کی کئی سالوں سے روٹین تھی،اپنی بیٹی کو سکول سے سیدھا یہیں لاتا تھا۔وہ یہاں بیٹھ کر اپنا کام کرتی، کبھی کبھی سو بھی جاتی اور اس کا باپ اپنا کام کرتا تھا۔چھوٹے گھنگریالے بالوں والا اپنی بیٹی کے لیے فریش جوس اور فرائز لایا تھا۔کچھ پل کے لیے اس کے ساتھ بیٹھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔وہ خاموشی سے فرائز کھاتی رہی،جوس ختم کیا اور پھر اپنی کاپی پر جھک گئی۔یہ اس کا معمول تھا اور وہ اس کی عادی تھی۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے اور سردی نے اپنا قبضہ جمایا۔وہ بستر پر نیم دراز سی تھی، گود میں کتاب کھلی تھی مگر اسے نیند آ رہی تھی۔۔آج کا دن کافی تھکا دینے والا تھا اور وہ تھک گئی تھی۔ساتھ بیٹھا شخص فون پر مسلسل ٹائپنگ کر رہا تھا،وقتاً فوقتاً اسے بھی دیکھ لیتا جو سو رہی تھی۔۔اس نے اس کی گود سے کتاب لے لی،وہ اٹھ گئی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"سو جائیں۔۔کہانی پھر مکمل کر لیں"

اس نے برا سا منہ بنایا،پھر دکھی ہوئی "میرا فیورٹ کریکٹر مر رہا ہے اور میں دکھی ہوں،میں جب دکھی ہوتی ہوں تو مجھے نیند آتی ہے" اس نے مٹھی تھوڑی تلے رکھی اور اسے رونی شکل بنا کر دیکھا وہ ہنس دیا "یہ لڑکیاں فکشنل کریکٹر کے مرنے پر اتنا روتی کیوں ہیں؟"

فری نے ہاتھ رکھ جمائی روکی "کیونکہ ان سے ہمارا ایک کنیکشن ہوتا ہے، ہم ان سے جڑ جاتے ہیں اور پھر انھیں محسوس کرتے ہیں" وہ لیٹ گئی اور رضائی اوڑھ لی۔مزید نیند کنٹرول کرنا اس کے بس میں نہیں تھا۔اس نے گردن موڑ کر اس لڑکی کو دیکھا جو سو چکی تھی، وہ مسکرایا

"اصل زندگی میں اپنے مسئلوں پر اور فرضی زندگی میں ان کے دکھوں پر بس رونا ہی رونا ہے، اللہ بھلا کرے ان رائٹرز کا۔۔اچھی خاصی لڑکی کو پکڑ کر سلا دیتے ہیں"

اس نے کتاب بند کر کے اپنی بیڈ سائیڈ پر رکھی۔

اس سے نیچے اپنے کمرے میں بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے اس کی بہن بھی اسی بیماری میں مبتلا تھی جس بیماری کے صلے میں اس کی بیوی سو چکی تھی۔اس نے گود میں لیپ ٹاپ رکھا تھا اور اپنی ادھوری کہانی مکمل کر رہی تھی۔کہانی پڑھتے اسے مامون کی یاد بھی آتی تھی مگر ایک امید تھی کہ اسے مکمل کرنے کے بعد وہ اس سے ملے گی۔۔کہانی وہیں سے شروع کی جہاں سے ختم کی تھی۔۔

موجودہ وقت:

رات نے ہر سو پردے پھیلائے۔روشنیاں جگمگا اٹھیں اور شہر کی رونق واپس لوٹ آئی۔اگر تم آکسفورڈ سٹریٹ سے ذرا دور دیکھو تو تینوں کے ہاتھ میں کون تھی، کون کا بسکٹ ہاتھ میں اور وہ ٹھنڈی کریم زبان سے چاٹتے آگے بڑھ رہے تھے، ہیری کوئی بات بتا رہا تھا اور وہ دونوں ہنس رہے تھے۔درمیان میں ایل تھا اور دائیں بائیں وہ دونوں۔ہیری کی مسکراہٹ گہری پڑی "میں تو تب

حیران ہوا جب ولیم میری جگہ ایل کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔ہاں ٹھیک ہے میں دو منٹ لیٹ ہوا ہوں مگر یہ سزا"اس نے سر جھٹکا

ایل نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کر لیا"میرا فین بوائے ہے وہ"

اس نے اس کے پیٹ میں کہنی ماری"مائنڈ یو۔۔ہاتھ میرے بھی چلتے ہیں"

وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

"پیانو کب سے چھوڑی۔۔تم نے تو کہا تھا اس مہینے بھی پرٹینیو کرو گے"عین نے تعجب سے اسے دیکھا

وہ مسکرایا"وہ فلرٹ سے باز نہیں آ رہی تھی۔۔میں نے فلرٹ کیا تو پاگل ہو گئی"

ہیری اور ایل دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔اس نے انھیں منہ بنا کر دیکھا"فلرٹ؟وہ بھی تم"

وہ مسکرایا"ہاں نا۔۔پہلے میں نے اسے دیکھا"ہیری نے بات کاٹی

"پہلے اس نے تمھیں دیکھا ایل"

اس نے سر ہلایا"پہلے اس نے مجھے دیکھا،پھر میں نے اس کو دیکھا۔۔پھر اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا،پھر میری تعریف کی"

عین نے بات کاٹی"کیا تعریف کی؟"

اس نے عین کو دیکھا"زیادہ اوتاولی نہ ہو۔۔وہ بھی میری فین گرل ہے"

"اوہ۔۔آئے بڑے۔۔آگے بتاؤ"اس نے بسکٹ دانتوں سے کاٹا

"اچھا۔۔پھر اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"

ہیری اور عین دونوں نے اسے دیکھا"پھر میں نے اسے دوبارہ دیکھا اور ایک دم سے کھڑا ہوا۔۔وہ ڈر گئی"

ہیری ہنسا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"یہ ہوئی نا بات۔۔مجھے شروع سے ہی ولنز اچھے لگتے ہیں"

"ہاں اور تم رومیو بننے کے لیے بھی مر رہے تھے"عین نے اس کی ساری خوش فہمی آئس کریم کی کریم میں ملادی۔

اس نے منہ بسورا"یہ خوش نہیں ہونے دیتی۔۔دشمن کہیں کی"منہ میں بڑبڑایا۔

ایل اس کے کان کے قریب جھکا"سویٹ ہارٹ ہے تمھاری۔۔دشمن تو مت بولو"اور ہنس دیا

ہیری نے دانت پیستے اس کے پیٹ میں کہنی ماری۔وہ ذرا سا کراہا

"پھر؟"عین ابھی بھی وہیں تھی

"پھر یہ کہ میں نے اسے کہا کہ تم سے محبت کرتا ہوں مگر تم میک اپ بہت کرتی ہو۔۔نہ۔۔کینسل، میک اپ والی لڑکیاں نہیں اچھی لگتیں"اس نے منہ بنایا

"کیوں؟"بات تو عین کے دماغ پر لگی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں لگتی تو نہیں لگتی۔۔کیوں کیا؟"اس نے شانے اچکائے

وہ منہ بسور کر آگے چلنے لگی

"پھر وہ اوقات دکھانے لگی اور میں نے اپنا بیلٹ نکال لیا"

"نہ کرو"عین حیران ہوئی تھی

"نہیں کیا کچھ نہیں۔۔ڈر گئی تھی نا بیچاری"

"تم نے واقعی میں اسے بیلٹ دکھایا"وہ ابھی بھی بے یقین تھی

ایل ہنس دیا"نہیں اور۔۔خواب میں"

وہ سامنے دیکھنے لگی"تم نے وومین کی ڈس ریسپیکٹ کی ہے ایل"

"وہ تو میری ریسپیکٹ میں برقع پہن کر نقاب کر کے آتی تھی نا"اس نے منہ بسورا۔

"پھر بھی"

"تمھیں اس لڑکی نے پیسے دیے ہیں"ہیری جھٹ سے بولا

"کیوں؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا

"تم اسی کی سائیڈ لیے جا رہی ہو۔۔ایل کی لونا"اس نے سر جھٹکا

لڑکی نے اس کی نقل اتاری"ایل کی سائیڈ لونا"

وہ ایک سنسان گلی میں داخل ہو چکے تھے۔آئس کریم ختم تھی۔

"ایل۔۔تم مجھے مس کرو گے؟"ہیری نے بڑی نرمی سے اس سے پوچھا تھا۔

وہ مسکرایا اور اس کا گال کھینچا"روز وڈیو کال کروں گا۔۔ویسے بھی ایک مہینے کی تو بات ہے،واپس آ جاؤں گا"

اب عین کی باری تھی"ایل۔۔مجھے اپنی سسٹر سے ملوانا اور اسلام آباد دکھانا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"اوکے۔۔بلکہ نیٹ ورک اچھا ہوا تو فون سے نکال کر تمھیں فیصل مسجد کی سیر کراؤں گا"

وہ ہنس دی اور اس کے بازو پر چپت رسید کی۔وہ بس سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔۔

کل وہ پاکستان چلا جائے گا۔وہ جتنا خوش تھا اتنا ہی اداس بھی،لندن اگر خوبصورت تھا تو وجہ ہیری اور عین تھے۔وہ نہ ہوتے تو لندن اس کے لیے زندان ہوتا اور اس بات کا اقرار وہ کر چکا تھا۔

واپس آتے ہی عین مسز سنوٹ کے ساتھ ان کے پورشن میں چلی گئی۔ہیری سو رہا تھا اور ایک سٹڈی ٹیبل پر لیمپ جلائے بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا

"ہم پچھلے چھے مہینے سے پیسے جمع کر رہے تھے۔ہم"میرے"پاکستان جانے کے لیے پاکستان جانے کے لیے پیسے جوڑ رہے تھے۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ اگر ہیری اور عین میرے ساتھ نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟وہ ایک پرفیکٹ دوست کی پرفیکٹ ڈیفینیشن پر پورا اترتے ہیں۔دوست وہ ہوتا ہے نا جو آپ کے ساتھ تب کھڑا ہوتا ہے جب اندھیرا ہوتا ہے۔اس کے پاس خود چراغ ہو نہ ہو وہ آپ کو

روشنی کی امید ضرور دلاتا ہے۔دوست آپ کو آپ کے اسی حلیے کے ساتھ قبول کرتا ہے،اس کے لیے یہ معنی نہیں رکھتا کہ آپ کو کتنا غصہ آتا ہے،آپ کتنی توڑ پھوڑ کرتے ہو یا کوئی کام کیوں کرتے ہو۔۔وہ بس آپ کے ساتھ ہوتا ہے اور جس کا ساتھ ہونا کافی ہوتا ہے اور کافی سے زیادہ ہوتا ہے" وہ ایک پل کو رکا، پیچھے سوتے ہیری کو دیکھا۔اگر وہ کبھی اس کے لکھے الفاظ پڑھ لے تو پاگل ہی ہو جائے۔پھر واپس مڑا اور دوبارہ لکھنے کے لیے جھک گیا۔

"مسز سنوٹ۔۔آہ! وہ میری تیسری ماں ہیں۔پہلی ماں تو پاکستان ہیں،دوسری عین ہے اور تیسری مسز سنوٹ۔۔انھوں نے مجھے بتایا ہے کہ سننا کتنا ضروری ہے۔ہمارے پاس کوئی آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے تو ہم فوراً کہہ اٹھتے ہیں ہمارے بھی گھٹنے میں کل درد تھا اور اپنی سنانے بیٹھ جاتے ہیں۔کوئی آکر ہمیں بتائے کہ فلاں چیز گم گئی تو ہم چلتا پھرتا ریڈیو بن جاتے ہیں۔۔نہیں ہم یہ غلط کرتے ہیں،ایک بولنے والی زبان کو سننے والے دو کان اور سمجھنے والا ایک دل چاہیئے ہوتا ہے۔اگر آپ کے پاس دو سننے والے کان نہیں ہیں تو کوشش کیا کریں کہ کم از کم نشریات پیش کرنے والی زبان بند ہو۔کسی کے غم کم نہیں کر سکتے تو بڑھائیں کیوں؟اب سے میں نے عہد کیا ہے کہ میں ایک اچھا لسنر بنوں گا" وہ رکا، کچھ سوچنے لگا "ارے ہاں، میں نے بھی مسز سنوٹ کی طرح دو جار بنا لیے ہیں اور سب سے حیران کن بات جو میرے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ میں تو اپنے بارے میں سب جانتا ہوں، مجھے سب پتہ ہے کہ میرے اندر کیا کیا خامیاں ہیں اور میں ان کو کیسے ختم کر سکتا ہوں۔۔

شاید ساری زندگی اسی میں گزر جائے،ایک جار بھرتا جائے گا دوسرا کم ہوتا جائے گا۔پھر میں سوچتا ہوں کہ انسان کو واقعی خود سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔اس کے پاس اپنی ذات اتنی الجھی پڑی ہوتی ہے کہ سلجھانے میں اگر وہ عمر لگادے تو بھی کم ہے مگر پھر بھی لوگ کیسے وقت نکال لیتے ہیں لوگوں پر انگلی اٹھانے کے لیے۔۔کیسے لوگوں کو وقت مل جاتا ہے فلاں کی فلاں خامی کا پتہ لگانے کا،میرے پاس تو کم از کم اتنا وقت نہیں رہا۔میں تو سوچتا ہوں کہ خود پر کام کرنے لگوں گا تو شاید ہی کبھی اتنا وقت ملے کی کسی اور کی ذات کو دیکھوں"

اس نے پیچھے کو ٹیک لگالی۔مگر لکھتا رہا"تم سوچتے ہو کہ اتنی جلدی ایل کیسے بدل گیا؟اتنی جلدی غصہ کیسے ختم ہو گیا؟"وہ لکھتے ہوئے ہنسا تھا"نہیں۔۔مجھے پچاس دن لگے ہیں اور مجھے سمجھ آگیا ہے کہ مسز سنوٹ ٹھیک کہتی ہیں۔۔قصہ چالیس دنوں کا ہوتا ہے،کسی عادت کو پختہ بنانے کے لیے کسی عادت کو چھوڑ دینے کے لیے۔۔چالیس دن اگر تم کوئی کام پوری نیت سے کروگے تو اکتالیسویں دن تمھارے قدم خود ہی اس کام کی طرف جائیں گے مگر یاد رہے،تھوڑا مگر مستقل۔۔میرے ساتھ پتہ کیا ہوا تھا،میں نے سات دن اپنا غصہ کنڑول کیا،ان دونوں میرا کسی سے جھگڑا نہیں ہوا تھا۔۔مگر سات دن کے بعد جب میرا جھگڑا ہوا تو میرا ری ایکشن شدید تھا۔۔مجھے سمجھ آیا کہ قصہ واقعی چالیس دنوں کا ہے۔۔تھوڑا تھوڑا برداشت کرنا سیکھنا ہو گا مگر سیکھنا ہو گا نہیں تو بہت خرابی ہو گی اور اس میں میری مدد کی سٹیفن نے"وہ مسکرایا

"سٹیفن۔۔میں دعا کرتا ہوں میرا اگر بیٹا ہو تو سٹیفن جیسا ہو، وہ بہت رحم دل ہے۔وہ عام لوگوں کی طرح نہیں ہے، میں نے اسے ڈانٹا تھا مگر میں نے بڑے پیار سے اس سے سوری کی اور اسے چاکلیٹ دی تو وہ مجھے دنیا کا سب سے اچھا انسان سمجھنے لگا۔دنیا نہ تو بچوں کی طرح معصوم نہ ماں باپ کی طرح شفیق ہو سکتی ہے۔۔سٹیفن میں میرے گردے ہیں، ظاہر ہے دل کو بیوی کو دوں گا نا" وہ ہنس دیا

"ایک دن سٹیفن نے بہت سا پانی لیا اور اسے گلاس میں ڈالا، پھر اسے اوپر سے پلیٹ رکھ کر دبانے لگا۔۔ایک مخصوص لمٹ کے بعد پانی گلاس سے باہر نکلنے لگا۔۔وہ اوپر سے زور لگاتا تو پانی باہر آ جاتا۔۔یہاں سے میں نے سیکھا کہ میں نے بھی اپنا غصہ اپنے جذبات اپنے اندر دبا لیے تھے، حالات کا پریشر پڑتا تھا تو میرا ری ایکشن اس پانی کی طرح ہوتا تھا جو گلاس سے باہر نکل آتا تھا۔میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ آپ نے تین دن موسیقی نہیں سننی اور آپ کو لگے گا کہ آپ میوزک سے پرہیز کرنے لگے ہیں مگر جیسے ہی کوئی ٹریگر ملے گا آپ کا ری ایکشن شدید ہو گا، آپ سارا دن میوزک سن کر پچھلے دنوں کی کمی پوری کر لیں گے۔۔اسی طرح اگر آپ ڈائٹ کرتے ہیں تو ایک ہفتے بعد آپ کو کوئی ٹریگر ملے گا تو آپ فوراً اس کی طرف بڑھیں گے بشرطیکہ آپ کا کنٹرول مجھ سے اچھا ہو تو آپ بچ جائیں گے۔۔بات صرف اتنی سی ہے کہ کوئی کام اتنی جلدی نہیں ہوتا۔۔وقت لگتا ہے اور وقت کو لگنا ہوتا ہے، پہلے سارا دن میوزک سنتے تھے اب آدھا دن سنتے ہیں، پھر آدھے دن سے تین گھنٹے پر آئے، پھر ایک گھنٹے پر اور پھر زیرو پر۔۔آہستہ آہستہ مگر مستقل۔۔" وہ آگے کو ہوا مگر لکھتا گیا

"دوسرا چیزوں کو ری پلیس کرنا سیکھیں۔۔میں نے بھی اوور تھنکنگ کو ککنگ کے ساتھ ری پلیس کیا ہے،فارغ بیٹھنے کو کتابوں سے اور غصہ آئے تو میں اس شخص کو روسٹ کرتا ہوں جس نے مجھے غصہ دلایا ہوتا ہے۔۔یہ بہت زیادہ گیان ہو گیا ہے۔۔بس آخری بات۔۔آپ سونہ جایئے گا"

پیچھے سے ہیری جاگ گیا تھا"ڈریگن۔۔آجاؤ۔۔صبح تمھاری فلائٹ ہے"

اس نے سر ہلا دیا"آرہا ہوں۔۔بس دو منٹ"

وہ قلم تیزی سے رگڑ رہا تھا

"کہانی اس رات شروع ہوئی تھی جب مجھے ان انکل نے "گوود افلو" والی چٹ دی تھی۔یہ ایک ایسی تھیوری ہے جو آپ کو خوش رکھتی ہے،آزاد رکھ کر آزاد کرتی ہے۔۔آپ حالات سے ٹکرا نہیں سکتے،ٹکرائیں گے تو ٹوٹ جائیں گے۔بدلتے حالات کے ساتھ بدل جائیں۔ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم بدلتے حالات کو زیادہ دیر تک قبول نہیں کرتے ان سے لڑتے رہتے ہیں اور جب تک لڑتے ہیں وقت ضائع کرتے ہیں۔ہر شخص کے اندر التمش ہوتا ہے جو حالات کے بدل جانے پر غصہ کرتا ہے، چڑ جاتا ہے،فرسٹیٹ ہوتا ہے مگر بدلتا نہیں ہے۔۔اسے سمجھ نہیں آتا کہ سردی آجائے تو گرمیوں کے کپڑے نہیں پہنتے،ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔سترہ سال کا التمش اس وقت کیا ہی کر لیتا،تیئس سال کا التمش اپنے خاندان کا بوجھ ابھی نہیں اٹھا سکتا،اس کے لیے پہلے حالات کے ساتھ بدلنا ہو گا۔۔ حالات بدلیں تو خود کو بدل لو حالات سے ضد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔۔التمش کی کہانی جاری

ہے۔۔وہ اپنے قید خانہ توڑ رہا ہے۔۔اگر وہ اپنا غصہ استعمال کر کے دوسروں کو روسٹ کر سکتا ہے، وہ بدل سکتا ہے تو تم بھی بدل سکتے ہو۔قید خانہ تمھیں گرو نہیں کرنے دیتا، تمھیں چھوٹا کر دیتا ہے۔۔ تمھیں خود سے بہتر کوئی نہیں جانتا، تم خود کے لیے کافی ہونا سیکھو، اللہ تمھارے لیے ہیری اور عین بھیج دے گا"

اس نے کہانی کے آخر پر اپنا نام لکھا، ایک طرف دستخط کیے اور پھر کاغذ پلٹ کر سونے کے لیے چلا گیا۔۔باہر رات گہری ہو رہی تھی

اور یہاں کہانی کا اختتام تھا۔۔لڑکی نے سانس خارج کی۔۔اس نے اپنے اور مامون کے درمیان پل پار کر لیا تھا۔یہ کہانی واقعی بہت اچھی تھی، وہ خوش تھی کہ اداس؟ کیا وہ دوبارہ کبھی اس کی دی گئی کتاب یوں پڑھ سکے گی؟ کیا وہ مامون سے یوں مل سکے گی؟ پتہ نہیں گیم ساری وقت کی ہوتی ہے اور وقت بڑی مہارت سے کھیل کھیلتا ہے۔۔

گھر میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔فرنیچر پالش کروایا گیا تھا، ڈسٹنگ کا کام جاری تھا، کچن میں ملازمہ صفائی کر رہی تھی، پردے اتار کر دھلنے کے لیے دے دیے گئے تھے، باہر سے دوبارہ پینٹ ہو رہا تھا۔رابیل آج آفس گئی تھی، فرحت بھی فاطمہ کے ساتھ مصروف تھیں۔لاؤنج میں ایک خاتون بیٹھی تھیں جو گلشن آرا سے باتیں کر رہی تھیں۔اگر اوپر کمرے میں دیکھو تو لڑکی ایک لمبی پتلی کرسی پر بیٹھی کینوس پر رنگ بکھیر رہی تھی۔ایک طرف کارٹن تھا جس میں بہت سے رنگ تھے،

ہاتھ میں پیلیٹ تھی جس پر بہت سے رنگ لگے تھے،اس کی انگلیاں برش پکڑے کینوس پر چل رہی تھیں۔بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنا تھا جس سے بہت سی لٹیں نکل کر اس کی گردن اور گال کو چھو رہی تھیں۔اس کی آنکھوں میں اداسی تھی مگر وہ خاموش تھی،اس کی ذات میں ٹھہراؤ آ گیا تھا۔اس نے سرخ سبز اور پیلے رنگ سے پرہیز کیا تھا۔اس کی پینٹنگ میں سرمئی اور بھورے رنگ کا زیادہ استعمال تھا۔دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اشعر اندر آیا۔وہ کھڑی ہو گئی اور اسے دیکھنے لگی۔اس کے ہاتھ میں دو شاپنگ بیگز تھے۔اس نے اشعر کا کھلا ٹراؤزر اور کھلی شرٹ پہن رکھی تھی۔اس نے پہلے پیر سے سر تک لڑکی کو دیکھا،پھر پینٹنگ کو اور پھر ارد گرد رنگوں کو،پھر اس کے قریب گیا اور غصے سے اسے دیکھا

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟"اس کے چہرے سے ہی لگتا تھا کہ وہ خفا ہے۔

فری نے تھوک نگلا"وہ۔۔میں یہ سب سمیٹ دوں گی"وہ بس اتنا ہی بول سکی۔اس کے چہرے کا سارا رنگ نچڑ گیا۔

اشعر نے اسے گھورا"آپ نے میرے کپڑے کیوں پہنے ہیں؟"

لڑکی نے پہلے اسے دیکھا پھر کپڑوں کو جو کہ بہت کھلے تھے"میرے پاس کپڑے نہیں تھے،جو تھے وہ پہن چکی تھی اور باقی لانڈری کے لیے دیے ہیں"ہر سو خاموشی تھی۔

وہ پیچھے مڑا اور کمرے کا کھلا دروازہ بند کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اس کی کلائی پکڑی اور اسے آئینے کے سامنے کھڑا کیا، اس نے خود کو دیکھا، زرد رنگت اور بکھرے بال، اس نے گردن اوپر کر کے اشعر کو دیکھا اور پھر خود کو۔۔ لڑکے نے جیب سے اپنا موبائل نکالا اور پھر اپنی اور اس کی ایک تصویر بنائی، پھر اس کے کان میں سرگوشی کی

"کیا آپ کو کسی نے بتایا ہے؟"

وہ حیران ہوئی، پھر تھوک نگلا "کیا؟" آواز دھیمی تھی

وہ مسکرایا اور سرگوشی کی "آپ کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں"

اور لڑکی کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے، وہ پلٹی اور اسے بھنویں بھینچے دیکھا۔

"حد ہے" اس نے سر جھٹکا "یہ کوئی طریقہ ہے کیا؟" وہ دبا دبا سا چلائی تھی

اشعر نے ہاتھ اٹھا کر نیچے کیے، پھر آہستہ سے سرگوشی کی "آہستہ بولیں۔۔ امی نے آپ کو ایسے دیکھ لیا تو میری شامت آجائے گی"

وہ بس ضبط کر کے رہ گئی "مجھے لگا پتہ نہیں میں نے کیا کیا ہے" وہ دوبارہ سے کینوس پر متوجہ ہوئی

"یہ شوق کب سے ہے آپ کو؟" وہ الماری سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا

وہ کچھ بھی نہ بولی، بس پینٹ کرتی رہی۔ اس نے سانس خارج کی اور بازو سینے پر لپیٹ لیے "یہ بھی ٹھیک ہے، ہو جائیں خفا۔۔ میں کون ہوتا ہوں پوچھنے والا" اور اس نے سر جھٹکا اور آگے بڑھا مگر لڑکی بول پڑی "بچپن سے"

وہ مسکرایا"اور کیا کیا شوق ہیں؟"وہ کاؤچ پر بیٹھ گیا

"کوئی شوق نہیں ہیں میرے۔۔یہ بس ٹائم پاس ہے"اس کا ہاتھ کینوس پر چل رہا تھا

"مجھے بھی کوئی ٹائم پاس بتائیں۔۔میں نے ہاسپٹل سے چھٹیاں لے لی ہیں،رات کو دیر سے سوتا ہوں، دل کی حالت بھی عجیب ہے"وہ اسے دیکھتے بول رہا تھا

وہ خاموش رہی"مجھے کیا پتہ۔۔آپ بکس پڑھ لیا کریں"اس نے ایک مشورہ دیا تھا

اشعر نے بازو سینے پر باندھ لیے"ایک کام کرتے ہیں"

"ہوں"

"آپ پینٹنگ کرتی رہیں میں آپ کو دیکھتا رہوں گا"وہ مسکرا دیا

لڑکی کے کان کی لوئیں تک سرخ ہوئی تھیں،ہاتھ سست پڑے تھے،ایک سرد سی لہر اس میں سے گزری تھی۔۔وہ خاموش رہی،پھر مڑی اور اسے دیکھا"یہ کیسی بنی ہے؟"

وہ اٹھا اور کینوس کے سامنے جا کھڑا ہوا،اس نے ایک لڑکی بنائی تھی جو کھڑکی کے سامنے بیٹھی کھڑکی کے باہر گھور رہی تھی،باہر ایک جھیل تھی جس پر کشتی تھی،ارد گرد جنگل تھا اور وہ لڑکی اداس سی تھی

"یہ آپ نے خود بنائی ہے؟"

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا۔

وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگا"یہ بہت اچھی ہے۔۔مگر کلرز تھوڑے ڈل ہیں، نہیں؟"لڑکی اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور اپنی پینٹنگ کو دیکھا"کیا واقعی؟"

اشعر نے اثبات میں سر ہلایا"آپ کل بنائیں گی نا تو اس کے الٹ بنایئے گا"

لڑکی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا"یہ اچھی نہیں ہے؟"

وہ ہنس دیا"یہ بہت اچھی ہے مگر اداس ہے نا، پینٹر تو رنگوں کی وجہ سے جانا جاتا ہے، ایک بار رنگ بدل کر دیکھیں، پھر بتاؤں گا کون سی زیادہ اچھی ہے"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔پھر بولی

"کیا یہ بری ہے؟"وہ فکر مند تھی

اشعر مسکرایا اور اسے دونوں کندھوں سے تھام کر کینوس کے سامنے کھڑا کیا"مس فرحین۔۔رنگ رنگ ساز کی پہچان ہوتے ہیں۔اس کا عکس اس کا باطن۔۔رنگ اس کی اولاد کی طرح ہوتے ہیں، اسے پتہ ہوتا ہے کہ کب کونسا رنگ کہاں جچے گا۔۔میں نے بس اتنا کہا ہے کہ یہ بہت اچھی ہے، آپ کل اس سے الٹ بنا کر دکھائیں گی۔۔میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کا الٹ کیا مراد لیتی ہیں"

فرحین نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"آپ مجھے چیلنج کر رہے ہیں؟"

وہ ہنس دیا"میں کر سکتا ہوں؟"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

اس نے بڑے فخر سے برش جھٹکا"ٹھیک ہے، کل آپ فرحین کا ٹیلنٹ دیکھیں گے"اور اس نے برش اور پیلیٹ نیچے رکھ دیے۔پھر بیڈ پر پڑے شاپنگ بیگ کی طرف متوجہ ہوئی"ان میں کیا ہے؟"

"زنانہ کپڑے"اس نے اسے پیر سے سر تک دیکھا۔

"اگر آنٹی مجھے یوں دیکھ لیتیں تو کیا ہوتا؟"اب اسے ایک نئی ٹینشن ہونے لگی تھی

"کچھ نہیں۔۔آپ کو تو کچھ نہیں کہنا تھا،مجھے گنجا کر دینا تھا"

وہ اس کی بات سن کر ہنس دی،وہ بھی مسکرایا تھا۔۔وہ آگے بڑھ کر اپنے کپڑے دیکھ رہی تھی

اگلی صبح نیلی سی ہوئی تھی اور وجہ تھی فرحین۔بالکنی کھلی تھی اور وہاں سے نیلا آسمان دکھ رہا تھا۔اشعر ابھی تک سویا تھا اور اس نے آنکھ کھول کر جو پہلا رنگ تھا وہ دائیں جانب بالکنی کے کھلے دروازے سے نظر آتا آسمانی رنگ تھا۔وہ نیند بھری آنکھوں سے ساتھ فری کو دیکھ رہا تھا جس کی جگہ خالی تھی۔

وہ اٹھ بیٹھا

"فری۔۔آپ باہر ہیں؟"

اور فری میڈم کل والے حلیے میں ہی اندر ذرا سا جھانک کر بولی"ہاں جی۔۔میں یہیں ہوں"اور پھر واپس مڑ گئی اور وہ دوبارہ لیٹ گیا۔وہ بڑے مزے سے پینٹ کر رہی تھی۔اسے کوئی ہوش نہیں تھا کہ ناشتہ کرنا ہے،اسے بھوک لگی ہے یا اسے چائے کافی کی طلب ہے۔۔اس وقت فرحین تھی اور

اس کے رنگ۔ گھڑی کی سوئی آگے بڑھتے بڑھتے دس بجا چکی تھی۔ اس نے اندر جھانکا تو وہ ابھی تک سو رہا تھا، اس کی پینٹنگ آدھی تھی۔ سارا سامان سمیٹ کر وہ اندر آئی، کپڑے بدلے اور دبے پاؤں کمرے سے باہر نکل گئی۔ نیچے گئی تو تیمور کی ماں آئی تھی۔ وہ نیچے آئی اور آتے ہی ان سے سلام لی، پھر کچن میں چلی گئی۔ وہاں کافی کا چھوٹا جار پڑا تھا، اتنے دن ہو گئے تھے اس نے کافی نہیں پی تھی اور آج کافی کو دل کر پڑا تھا مگر کافی بنانی کیسے ہے یہ اب اسے نہیں آتا تھا۔ فون وہ اوپر بھول آئی تھی کہ یوٹیوب سے دیکھ لیتی۔ پھر اپنے ذہن پر زور ڈالا اور دودھ کا جگ نکال کر ایک مگ لیا اور اسے پتیلی میں انڈیل دیا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ جہاں پتی ڈالتے ہیں وہاں کافی پاؤڈر ڈال دیا۔ اس نے اس دن اشعر کو سینڈوچ بناتے دیکھا تھا آج وہ خود بنانے لگی تھی۔ انڈے ابلنے کے لیے رکھے تھے اور خود وہ بریڈ کے کنارے کاٹ رہی تھی۔ ایک طرف تھوڑا بہت سیلڈ کٹا تھا اور وہ کافی میں جھانک رہی تھی جو کہ شکل سے بہت بھدی لگ رہی تھی۔ اس کا دل کیا سر پیٹ لے، اب کیا ہو گا؟ یہ خراب ہو گئی یا ایسے ہی بناتے ہیں؟

"کوئی نہیں فری، تم ہی نے پینی ہے، جیسی بھی ہے پی لو" اس نے کافی کپ میں انڈیلی اور انڈے ابلنے کا انتظار کرنے لگی۔ پھر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی اور اپنی کافی کا پہلا گھونٹ بھرا، کافی اچھی نہیں تھی مگر اب ضائع نہیں کرنی تھی۔ اسے باہر اشعر کی آواز سنائی دی اور اس نے پوری آنکھیں یوں کھولیں جیسے ابھی باہر آ جائیں گی۔ اس نے جلدی سے کافی کا کپ مائیکرو ویو کے پیچھے چھپا

دیااور خود مصروف سی انڈوں کے آگے کھڑی ہو گئی۔وہ کچن میں داخل ہوااور آتے ہی بھنویں بھینچ لیں"کافی بنائی ہے آپ نے؟"

"نہیں تو"پھراس نے سانس اندر کھینچی اور مسکرائی"بنائی ہے نہیں بنائی تھی"

وہ سر ہلا کر رہ گیا۔پھر سارا سامان دیکھا بلکہ بکھرا ہوا سامان اور اسے کندھے سے تھام کر ایک طرف کھڑا کیا

"آپ کا ایپرن کہاں ہے؟"اس نے دیوار سے ٹنگا ایپرن پہنا۔

اس نے شانے اچکائے"ایپرن تو چھوٹے موٹے شیف پہنتے ہیں۔میں تو ویسے ہی ٹھیک ہوں"اور گردن موڑ کر فریج کو دیکھنے لگی

وہ مسکرا دیا۔پھر اپنی بیوی کا پھیلایا ہوا سامان سمیٹنے لگا"ماسٹر شیف کو اتنا تو پتہ ہونا چاہیئے کہ صفائی نصف ایمان ہے"

اس نے گردن موڑی"میں سمیٹ رہی تھی آپ آ گئے"

اس نے ہلکی بھوری آنکھوں والی کو بھورا"آپ تو انڈوں کو گھور رہی تھیں"

وہ ذرا سا ہچکچائی"اس سے پہلے سمیٹ رہی تھی"

اس نے سر ہلایا" بالکل۔۔ نظر آرہا ہے مجھے "اور اس نے ہاتھ بڑھا کر کافی کا کپ اٹھایا، فری آگے بڑھی مگر اس نے کپ پیچھے کر لیا" ارے چکھنے تو دیں "اور اس نے کپ منہ سے لگایا۔ پھر آنکھیں چھوٹی کیے منہ بسورا اور کپ شیلف پر رکھ کر اسے عاجز آکر دیکھا

وہ بھی ڈھیٹ بن کر کھڑی تھی" اگر آپ نے مجھے کچھ بھی کہا تو میں رونے لگوں گی، آپ کی خالہ باہر ہی ہیں۔ وہ سمجھیں گی کہ آپ مجھ پر تشدد کرتے ہیں"

اشعر نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا" یہ ٹھیک ہے، ایک تو لڑکیوں کو جب کچھ نہیں آتا تو رونا آتا ہے" کہہ کر وہ انڈوں کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ ذرا سا سا تھ ہوئی" کافی کیسی تھی؟"

اشعر نے برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا اور پھر دونوں ہنس دیے

"اچھی تھی، بس آئندہ مت بنایئے گا" اس نے بس اتنا کہا اور انڈے کا چھلکا اتارنے لگا

"ویسے ایک بات پوچھوں؟" اس نے سرگوشی کی تھی

"ہوں"

"آپ کی خالہ کیسی ہیں؟ میرا مطلب ہے جب سے آئی ہیں میرے بارے میں باتیں کر رہی ہیں" وہ سنجیدہ سی اس سے پوچھ رہی تھی

اشعر نے سرگوشی کی تھی" دو آنٹیاں ساتھ بیٹھ کر چغلیاں کرنے کے سوا کچھ نہیں کرتیں۔۔ آپ کافی کی نئی ریسیپی سوچیں" اور سیدھا ہو کر سینڈوچ کا مکسچر بنانے لگا۔

رابیل کچن میں آئی تھی اور انھیں دیکھ کر مسکرائی۔اشعر نے اسے دیکھا"آپ لیں گی؟"

اس نے سینڈوچ کی پلیٹ میں جھانکا"ایک دے دینا"

پھر گلاس میں پانی انڈیلا"ناشتہ کر کے بات سن جانا میری"

وہ سر ہلا کر رہ گیا۔وہ چلی گئی تو وہ اشعر کے پاس آ کھڑی ہوئی"مجھے لگتا ہے میں نے کچھ غلط کر دیا ہے"

وہ ہنس دیا"آپ کچھ کرتی ہی نہیں غلط کیا کریں گی"

لڑکی نے منہ بسور کر اسے دیکھا۔وہ بس اپنی ہنسی روک کر رہ گیا

اشعر دوپہر میں گھر نہیں تھا،رابیل بھی مصروف تھی اور اوپر کمرے میں رہنے والی لڑکی نے دوپہر کا کھانا نہیں کھایا۔وہ پینٹ کر رہی تھی،اس نے کپڑے بدلے ہوئے تھے،اشعر کی کھلی پورے بازوؤں والی شرٹ اور نیچے ٹراؤزر۔اس کے گال پر بھی نیلا رنگ لگا تھا اور ہاتھوں کی پتلی لمبی انگلیاں بھی رنگی ہوئی تھیں۔وقت عصر سے مغرب میں جا رہا تھا۔اس نے بالکنی کا زرد بلب روشن کیا ہوا تھا، دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ بجا اور وہ خود کھولنے کے لیے آئی مگر دروازے پر اشعر کی بجائے فرحت تھیں۔وہ آنکھیں پھاڑے انھیں دیکھے جا رہی تھی،پھر ایک تھوک نگلا اور انھیں اندر آنے کو جگہ دی،اس کا دل بے اختیار دھڑک رہا تھا،ہتھیلیوں پر بھی پسینہ آیا تھا۔وہ اندر آئیں اور بیڈ پر بیٹھ گئیں۔اس نے دروازہ بند کیا اور ان کے سامنے کاؤچ پر بیٹھ گئی

"تمھارے گھر مہمان نہیں آتے تھے کیا؟" وہ بولنا شروع ہوئیں۔

لڑکی اب انھیں کیا بتاتی کہ وہ کیسی زندگی گزار کر آئی ہے پھر بھی سر اثبات میں ہلایا "آتے تھے"

"تو تم کیا کرتی تھی؟" اگلا سوال

"کیا کرتی تھی؟" اس نے خود سے پوچھا "بہانہ بنا دیتی تھی کہ یونیورسٹی ہے یا پھر کمرے میں ہی رہتی تھی" مگر وہ یہ کہہ کر ان کا موڈ اور تاثر خراب نہیں دے سکتی تھی

"سوری۔۔" اسے نہیں پتہ کہ اس نے یہ کیوں کہا مگر اس نے کہہ دیا

فرحت نے سانس خارج کی "سارا دن اوپر کمرے میں رہتی ہو، کھانا وقت پر تم نہیں کھاتی۔۔

تمھاری ماں نے تمھاری کیا تربیت کی ہے؟" فرحین ہاتھ گود میں رکھے انگلیاں مروڑ رہی تھی، اس کی گردن جھکی تھی۔ سسرال میں غلطی بیٹی سے ہو تو ذمہ دار ماں کو ٹھہرایا جاتا ہے، وہ خاموش رہی۔

وہ یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ اس کی ماں اسے تاثیر بنانے میں مصروف رہتی تھی۔

"ہمارے گھر میں شادی ہے، مہمان آتے جاتے رہیں گے۔ تم بھی نیچے آجایا کرو، ابھی ہم نے خاندان میں بھی منہ دکھانا ہے" اور ان کی بات ادھوری رہ گئی جب دروازہ کھلا اور اشعر اندر آیا۔

آتے ہی اس نے پہلے اپنی ماں کو دیکھا پھر فری کو۔ ایک سانس خارج کی اور دروازہ بند کر کے اپنی ماں کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے؟ سناٹا کس چیز کا ہے؟" اس نے اپنی ماں کو دیکھا

"اب تمھاری بیوی کی تربیت بھی ہم کریں" انھوں نے اشعر کو جھٹکا تھا

"ہم کون؟ میں اکیلا ہی کافی ہوں" اس نے ہاتھ اٹھا کر بات مکمل کی

انھوں نے اشعر کو گھورا "میں بس اتنا چاہتی ہوں کہ شادی والے دن یہ نیچے تشریف کا ٹوکرا لے آئے، بات تو ویسے بھی پھیل گئی ہے اب کیا ہی کر سکتے ہیں، اولاد ہی میری نافرمان ہے"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ پھر انھیں دیکھا "اچھا وہ نیچے ساتھ والی شاہینہ انٹی آئی ہیں، ان کے ساتھ جا کر بیٹھیں"

وہ اٹھیں اور ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا۔ سر نفی میں ہلایا اور باہر چلی گئیں۔ دروازہ بند ہوا اور لڑکی نے سر اٹھا کر گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ کہتا وہ کھڑی ہوئی "پینٹنگ دکھاؤں؟"

اسے لگا وہ رو رہی ہو گی، جھگڑا کرے گی یا خفا ہو گی مگر نہیں۔۔ اس نے نظر انداز کیا سب، لڑکے نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ اس کے ساتھ کھڑا اس کی پینٹنگ دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہر رنگ کا استعمال کیا تھا، سورج کی روشنی نیلے آسمان کو پھاڑ کر زمین کو چھو رہی تھی۔ نیچے ہری گھاس پر ایک لڑکی کھڑی تھی جس کے سر پر پھولوں کا تاج تھا، اس نے اپنا ایک ہاتھ چہرے تک اٹھایا تھا اور اس کی انگشت شہادت پر تتلی تھی، اس کے آس پاس بہت سے خرگوش تھے، سامنے ایک جھیل تھی جس میں سورج کی روشنی گرتی

ستارے بنا رہی تھی، لڑکی کی آنکھیں بند چہرے پر نرم مسکراہٹ اور بال ہوا سے لہرا رہے تھے۔

سامنے جھیل میں بہت سے راج ہنس تھے، ارد گرد جنگل تھا اور ہر سو روشنی۔ اشعر اسے دیکھتا اور دیکھتا رہ گیا۔ عورت کو سراہا جائے تو وہ کیا نہیں کر سکتی۔

"کیسی ہے؟" اس کی آنکھوں میں ایک امید تھی، چمک تھی

وہ حیران ہوا تھا "یہ آپ نے بنائی ہے؟"

فری نے سر اثبات میں ہلایا۔

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا "آپی تو نہیں آئی تھیں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ اشعر نے پھر اس کی پینٹنگ کو دیکھا اور اسے چھوتے ہوئے بولا "آپ ایک دن بہت آگے جائیں گی"

اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے اور ہنس دی۔

"سچ کہہ رہا ہوں" پھر اس کی طرف متوجہ ہوا "کیا پہلے آپ کو کسی نے نہیں بتایا کہ آپ اتنی اچھی پینٹر ہیں"

اس نے نفی میں سر ہلایا "ممی اور تاثیر کہتی تھیں کہ تمھارے ہاتھ سلپ ہو جاتے ہیں، تمھاری گرپ اچھی نہیں ہے تو میں نے چھوڑ دیا" اس نے شانے اچکائے

اشعر مسکرایا اور پھر اس کے قریب آیا "ڈاکٹر تاثیر سے تو اللہ نے الگ حساب لینا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکی سانس خارج کر کے رہ گئی۔

"کل کیا بنائیں گی؟"اشعر نے سوال کیا تھا،اس نے یہ نہیں سوچا تھا

"کل؟"وہ سوچ رہی تھی

"آپ بتادیں"اس نے شانے اچکائے

"کل آپ کوئی سٹوری پینٹ کر کے دکھائیں۔۔اتنی کہانیاں پڑھتی ہیں کچھ ہمیں بھی سنائیں"

اور وہ مسکرادی۔

"اب آپ کی پینٹنگ سیلیبریٹ کرتے ہیں"اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا

"سیلیبریٹ؟"وہ حیران ہوئی

"ہر اچھی چیز کو سیلیبریٹ کرتے ہیں"اور مسکرادیا۔لڑکی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔دونوں اندر بڑھے،وہ بیڈ پر بیٹھ گیا اور لڑکی ساتھ بیٹھی تھی

"بتائیں آپ کیا لینا چاہیں گی؟"

وہ کچھ سوچنے بنا بولی"کچھ نہیں"

وہ ہنس دیا"مجھے پتہ تھا"

پھر اپنی جیب سے ایک مخملیں ڈبیہ نکالی اور اسے کھولا۔وہ ایک سادہ سی سونے کی انگوٹھی تھی جس پر ایک ننھا سا ہیرہ لگا چمک رہا تھا۔اس نے انگوٹھی نکال لی اور ڈبیہ ایک طرف رکھی،پھر اپنا ہاتھ آگے

بڑھایا۔لڑکی نے پہلے اسے دیکھا، گلٹی ڈوب کرابھری اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔اس نے نظریں جھکائے اس کی تیسری انگلی میں انگوٹھی پہنادی۔پھر اس کے ہاتھ کی پشت دیکھتا رہا۔اس کے ناخن بہت صفائی سے کٹے تھے، کسی بھی نیل پالش سے پاک۔ہاتھ کی پشت بالکل صاف تھی، کوئی نیلی یا سبز رگ واضح نہیں تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ ہماری شادی بہت جلدی میں عجیب حالات میں ہوئی ہے۔ہمیں ایک دوسرے کو جاننے کا موقع نہیں ملا، میرے لیے یہ شاید اس طرح مشکل نہیں ہے جس طرح آپ کے لیے مگر میں آپ کے ساتھ ہوں۔دو سال پہلے بھی تھا دو سال بعد بھی ہوں اور دو سو سال بعد بھی رہوں گا"

اس نے نظریں اٹھائیں۔بھوری آنکھیں ہلکی بھوری آنکھوں سے ملیں

"یہ میری طرف سے آپ کے لیے پہلا تحفہ ہے۔مجھے اچھا لگے گا اگر آپ اسے پہن کر رکھیں"

پھر مسکرا دیا۔لڑکی مسکرا بھی نہ سکی، اس کی دھڑکن اس کے کان سن سکتے تھے۔پھر کھڑا ہوا

"کپڑے بدل لیں، آج ہم سب کے ساتھ ڈنر کریں گے"

لڑکی بس سر ہلا کر رہ گئی۔

دنیا کے ایک دوسرے کونے میں، پتھروں کا دیس بستا ہے جسے "ایڈن برا" کہتے ہیں۔ایڈن برا کے جنوبی سرے پر واقع "ڈین ویلج" اپنی خوبصورتی کی وجہ سے بڑا مشہور ہے۔سیاح اگر سکاٹ لینڈ، ایڈن برا جائیں تو ڈین ویلج ضرور جاتے ہیں وجہ اس کی قدرتی خوبصورتی ہے۔اسی ڈین ویلج میں ایک

خاموش سی پر سکون سی گلی میں بنے گھر کی اوپری منزل میں ایک شخص چولہے کے سامنے کھڑا کچھ بنا رہا تھا۔ایک طرف چائے بن رہی تھی، پیچھے صوفے پر بیٹھی لڑکی وڈیو کال پر کسی سے بات کر رہی تھی۔اوپن کچن میں کھڑا مرد فرائنگ پین میں پڑے مکسچر کو ہلا رہا تھا جس سے "شرر شرر" کی آواز پیدا ہو رہی تھی، لاؤنج میں کھانے کی خوشبو تھی۔فرش لکڑی کا لگتا تھا اور لاؤنج چھوٹا مگر صاف تھا۔ لڑکی نیم دراز سی تھی، اپنے اوپر لحاف لیے گھنگریالے سیاہ بال بالکل اپنے باپ کی طرح کے، ایک طرف کو ڈالے ہوئے وہ وڈیو کال پر موجود شخص کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔

"آپ کب آ رہے ہو؟" لڑکی نے سوال کیا تھا

سکرین پر نظر آتے ہشاش بشاش چہرے پر مسکراہٹ تھی۔اس کی آنکھیں اس بچی کے جیسی تھیں۔

وہ کچھ سوچتے بولا "اب آپ آؤ۔۔بابا سے کہو آپ کو پاکستان چھوڑ جائیں"

لڑکی نے اپنے باپ کو دیکھا، پھر سیدھی ہو کر بیٹھی

"بابا۔۔زار کہہ رہے ہیں آپ مجھے پاکستان چھوڑ آئیں" وہ آنکھوں میں شرارت اور چمک لیے بولی تھی

اس کا باپ بنا مڑے بولا "زار سے بولو جہاں ہمایوں ہو گا وہیں عزہ ہو گی"

ہمیشہ دہرائی جانے والی بات آج دوبارہ دہرائی گئی۔وہ ہمیشہ یہی جملہ بولا کرتا تھااور لڑکی نے باقاعدہ ہونٹوں کو ہلاتے اپنے باپ کے الفاظ کی لیپسنگ کی تھی، سکرین کے اس پاراور یہاں صوفے پر بیٹھی لڑکی دونوں ہنسے تھے۔

لڑکی نے ہاتھ سے بال پیچھے کیے پھر چوکڑی مارلی "پاکستان تو میں نے دیکھا ہوا ہے۔آپ یہاں آئیں، ہم مل کر وکٹوریا سٹریٹ گھومیں گے" کہنی گھٹنے پر رکھے مٹھی تھوڑی تلے جمائے وہ اسے دیکھ رہی تھی

وہ مسکرایا "نہیں بچہ۔۔پاکستان میں بس فیصل مسجد، لیک ویو پارک اور پہاڑ نہیں ہیں۔۔یہاں اور بھی بہت کچھ ہے"

لڑکی نے منہ بنالیا "نہ آپ آتے ہیں نہ بابا مجھے آپ کے پاس لے کر آتے ہیں" وہ جھنجھلا گئی

سکرین کے اس پار شخص ہنس دیا "میں جلد آؤں گا۔۔پھر ہم مل کر وکٹوریا سٹریٹ گھومیں گے، گراس مارکیٹ سے چیزیں لیں گے اور مل کر چیس کھیلیں گے"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔اس کا باپ آگیا تھا،ایپرن کھول کر کھونٹی سے لٹکایا اور لڑکی کے ساتھ بیٹھ گیا۔اس نے فون اپنے باپ کے ہاتھ میں دے دیا اور خود اس کے کندھے پر بازو جمائے سکرین میں دیکھنے لگی

"جاب کیسی جارہی ہے تمھاری؟" گھنگریالے بالوں والے نے دوسری طرف شخص سے پوچھا تھا

"اچھی جارہی ہے" جواب مختصر

"تابندہ کیسی ہے؟" اگلا سوال۔

"اچھی ہے۔۔پہلے سے بہتر ہے" مسکراہٹ دھیمی پڑی

"بات کراؤ میری"

سکرین کے اس پار شخص نے سانس خارج کی "وہ سو چکی ہے۔۔اتنی دیر تک بس میں ہی جاگ سکتا ہوں، تم تو سکاٹ لینڈ کے وزیر اعظم ہو جو سارا دن مصروف رہتے ہو" اس نے طنز کیا تھا

"ہاں تو تمھاری طرف فارغ نہیں ہوں۔۔ تین گھنٹے کام کرتے ہو تین دن آرام کرتے ہو"

وہ ہنس دیا "کچھ تو بات ہے نا مجھ میں" بالوں میں سے انگلیاں پیچھے کو گزاریں۔

گھنگریالے بالوں والا مسکرا دیا۔۔دونوں میں بات چیت جاری تھی، باہر رات سیاہ پڑ رہی تھی

رات نے ہر سو پر پھیلائے۔آٹھ مرلہ مکان روشن ہوا، آج ڈائننگ روم کا دروازہ کھلا تھا اور وہاں کھانا لگایا جارہا تھا۔جس وقت اشعر نیچے آیا رابیل کمرے سے باہر آرہی تھی۔پیچھے فری کو دیکھ کر مسکرا دی، وہ اکٹھے اندر داخل ہوئے، مرکزی کرسی پر حاشر بیٹھا تھا۔ایک طرف گلشن آرا تھیں اور دوسری طرف فرحت۔رابیل اپنی نانی کے ساتھ جا بیٹھی، اشعر نے میز کے گرد کرسی نکالی اور فری مسکرا کر بیٹھ گئی۔رابیل اور فرحین کے درمیان اشعر تھا۔فرحت کے ساتھ رانیہ بیٹھی تھی۔کھانا

شروع ہوااور سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے مگر رانیہ کو سکون اچھا نہیں لگتااور خاص کر تب جب کہ کھانے کا وقت ہو۔

"ویسے نئی دلہن آئے تو چند دن بعد وہ کچھ میٹھا بنا کر کھلاتی ہے،اشعر تمھاری دلہن کب کھلا رہی ہے؟"اور اس نے پانی کا جگ پکڑ کر پانی گلاس میں انڈیلا۔

"بھابھی اتنی جلدی کیا ہے؟کھلا دیں گے میٹھا بھی،ابھی آپ کھانا تو کھائیں"اس نے بات مکمل کی اور کباب پکڑ کر فری کی پلیٹ میں رکھا۔

وہ ہنس دی"جلدی کی بات بھی کون کر رہا ہے"

اس نے نظر انداز کیااور کھانا کھاتا رہا۔حاشر نے رانیہ کو چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا مگر وہ حاشر کو خاطر میں ہی کہاں لاتی تھی

"کھانا کیسا ہے فرحین؟آج چچی جان نے خود بنایا ہے"چاول کا چمچ بھرااور منہ میں رکھا۔

وہ مسکرادی"اچھا ہے"

اس نے کھیرا دانتوں سے کاٹااور چبایا"تم کب بنا کر کھلا رہی ہو؟"

چاول کھاتے ہاتھ سست پڑے تھے،اب تک تو سب کو پتہ چل چکا تھا کہ اسے کھانا بنانا نہیں آتا۔اشعر نے گلا کھنکھارا"بھابھی بات دراصل یہ ہے کہ وہ جس گھر سے آئی ہے وہاں اس کے آگے پیچھے ملازم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوتے تھے۔اب وہ کوئی چابی والی گڑیا تو ہے نہیں کہ آتے ہی اس کی چابی گھما دی جائے اور اسے فر فر سارے کام آنے لگیں "اس نے بات مکمل کی اور سر جھٹک کر پانی کا گلاس منہ کو لگایا

وہ خاموش ہو گئی مگر اسے سکون کہاں تھا، پھر بولی

"اگر اتنے ہی ملازم تھے تو ایک آدھا ہمارے لیے بھی لے آتی"

اشعر مسکرا دیا "ہمیں ضرورت نہیں تھی، آپ کو چاہیئے تو تایا ابو کو بول دیں۔۔ہم نے کسی کا ٹھیکا نہیں اٹھایا ہوا"

رابیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دبایا۔وہ خاموش ہو گیا۔

لڑکی نے حاشر کو دیکھا مگر وہ کھانا کھا رہا تھا جیسے خود عاجز آیا ہو۔۔

وہ اٹھی اور کھانا چھوڑ کر چلی گئی۔فری نے اشعر کو دیکھا تھا مگر اس نے آنکھوں کے اشارے سے اسے کھانا مکمل کرنے کو کہا۔یہ تو اس کی عادت تھی، کسی ایک کو پکڑ کر ٹرول کرنا اور پھر کرتے جانا۔کل رابیل تھی آج فرحین اور پرسوں کوئی اور ہو گا۔

"اشعر رابیل نے تمھیں بتا دیا ہو گا۔۔تمھارا ولیمہ ہم نے رابیل کے ولیمے کے بعد رکھا ہے "اب حاشر بولنا شروع ہوا تھا "جو باتیں ہو رہی ہیں، خیر تمھیں تو پتہ ہی ہوں گی۔۔ان باتوں کا جواب بھی دینا ہے"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"کسی کی ہمت ہے تو میرے منہ پر آ کر کہے، پیٹھ پیچھے کہنے والوں کو میں مرد کنسیڈر نہیں کرتا" اس نے نیپکین سے لب تھپتھپائے اور حاشر کو دیکھا۔

"ہڈ حرامی سے خاندان نہیں بستے" وہ بلا کا سنجیدہ تھا

"کون سا خاندان؟ آپ لوگ اور خالہ۔۔اور کون؟" اس نے ابرو اٹھائی، دونوں بھائی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"تمیز سے بات کرو" ایک تو بات بات پر اس کا بھی پارہ چڑھ جاتا تھا

"ٹھیک ہے۔۔کر لیں ولیمہ، اور کچھ؟" رابیل نے اس کے پاؤں پر پاؤں مارا اور بات مکمل کی۔وہ حاشر کو دیکھ رہی تھی۔

وہ خاموش ہو گیا۔لڑکی نے کھانا مکمل کیا اور دونوں واپس چلے گئے۔۔بس اتنی سی بات تھی اور ایک ڈنر کو ڈرامہ بنا دیا تھا۔

سفید سرمئی محل بڑی شان سے کھڑا اندھیرے کا مقابلہ کر رہا تھا۔اندر خاموشی تھی، اگر مامون کے کمرے میں جھانکو تو وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے کوئی کتاب پڑھ رہا تھا، چہرے پر اطمینان اور سنجیدگی بیک وقت تھی۔دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ کھلا، کوئی اندر آیا تھا۔بنا دستک کے صرف آرا آتی تھی اور اب بھی وہی تھی۔اس کے بال کھلے تھے، جینز شرٹ پہنے وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی اور بیڈ پر چڑھ گئی۔اس کے ہاتھوں میں گلاب کے پھولوں کا ایک چھوٹا گلدستہ تھا اور ساتھ لفافے

میں کوئی چیز پیک تھی۔مامون اسے دیکھ کر مسکرایااور کتاب الٹی کر کے رکھ دی۔وہ اس کے ساتھ آ بیٹھی اور سنجیدگی سے گلدستہ اس کی گود میں رکھا، کمر پر ہاتھ باندھ لیے اور ابرو سے گلدستے کی طرف اشارہ کیا۔اس نے پہلے گلدستے کو دیکھا پھر اسے، پھر شانے اچکائے

"یہ کس نے دیا؟"وہ حیرت سے آنکھوں میں سوال لیے اسے دیکھ رہا تھا

لڑکی نے بازو سینے پر باندھ لیے "پتہ نہیں۔۔اوپر کسی مامون کا نام لکھا ہے"

مامون نے گلدستہ پکڑا اور ایک طرف لگے کارڈ کو دیکھا، پھر مسکرایا"ارے ہاں۔۔یہ تو میں ہوں"

آرا ہنس دی، دونوں ہاتھ منہ پر رکھے۔وہ بھی مسکرایا تھا

"یہ کس لیے؟"لڑکی اس کے ساتھ آ بیٹھی

"آپ کی کامیابی سیلیبریٹ کرتے ہیں"اس نے لڑکی کے ناک کی نوک کو انگلی کی پور سے چھوا

وہ مسکرادی"لیکن میں تھرڈ آئی ہوں۔۔میری ڈرائنگ اتنی اچھی نہیں ہے"

اس نے سانس خارج کی "کوئی بات نہیں۔۔ہم ٹرائی کرتے رہیں گے۔۔پتہ ہے جب پہلی بار میں نے ڈرائنگ کی تھی نا تو میں نے مالٹے میں گرین کلر کیا تھا"

وہ ہنس دی۔مامون بھی مسکرایا

"آرا تو مجھ سے اچھی ہے بلکہ بہت زیادہ اچھی ہے"

مگر اس کا منہ بنا رہا"لیکن فاطمہ اور منیبہ کی ڈرائنگ مجھ سے زیادہ اچھی ہے"

مامون نے سانس خارج کی اور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"آئرہ صرف آئرہ رہے گی، چاہے اس کی ڈرائنگ سب سے اچھی ہے چاہے سب سے بری ہے"

وہ ذرا سا آگے ہو کر بیٹھی، توجہ مامون کی طرف ہی تھی "آرا اور مامون نے سیکھا تھا کہ انسان کو اپنی انرجی ڈاؤن نہیں کرنی چاہیئے۔ جو چیزیں انرجی ڈاؤن کرتی ہیں ان سے دور ہونا چاہیئے کیونکہ وہ آپ کی پرسنالٹی کو گرو نہیں ہونے دیتیں۔ کمپیئر کرنے سے ہمیں نگیٹیو انرجی ملتی ہے کیونکہ ہم کسی کو خود پر ترجیح دیتے ہیں۔ منفی انرجی انسان کو بڑا آدمی بننے نہں دیتی"

لڑکی نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"Comparison is the destruction of your personality"

وہ مسکرا دیا، لڑکی بھی مسکرائی

"جس وقت آپ نے خود کو دوسروں سے کمپیئر کیا اس وقت آپ نے اپنی چارمنگ پرسنالٹی کو کھو دیا۔ آپ چاہے سب سے اچھا کام کرو یا چاہے سب سے برا، کوئی آپ کے جیسا نہیں۔ آپ سب سے اچھے ہو سکتے ہیں آپ سب سے برے ہو سکتے ہیں مگر آپ کبھی بھی کسی کے جیسے نہیں ہو سکتے۔۔ اگر ہم خود کو دوسروں سے کمپیئر ہی کرتے رہیں گے تو ہم کبھی بھی اپنی پرسنالٹی نہیں بنا سکتے۔ کمپیریزن ہمیں خوش نہیں ہونے دیتا، ہمیں ہماری جیت سیلیبریٹ نہیں کرنے دیتا اور ہم ڈاؤن ہوتے جاتے ہیں۔۔ اس لیے ہم جیسے ہیں "ہم" ہیں۔۔ کبھی بھی "تم" نہیں بن سکتے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکی نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"تھوڑی سی ایفرٹ اور کریں گے اور ہم اوپر آجائیں گے، پھر تھوڑی سی ایفرٹ اور ہم اور اوپر مگر اوپر آنے کو بھی اپریشیئیٹ کرنا ہے نا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔مامون نے اس کے پاس پڑا گفٹ پکڑا اور لڑکی کو کھولنے کے لیے دیا۔

لڑکی نے لفافہ چاک کیا اور نیچے سے اچھے سے پیک ہوئی کتاب نکلی تھی۔وہ مسکرادی

"یہ میرے لیے ہے"

مامون نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"تھینک یو"اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

وہ اسے چھوٹے موٹے تحائف دیتا رہتا تھا اور وہ مسکرا کر لیتی رہتی تھی۔

"اس بک میں کیا ہے؟"وہ مامون کو دیکھتے بولی

مامون نے کتاب کی طرف ابرو سے اشارہ کیا"جب میں چھوٹا ہوتا تھا تب میرے نانا نے مجھے یہ گفٹ کی تھی،اب میں بڑا ہو گیا ہوں اور میں آرا کو گفٹ دے رہا ہوں"

لڑکی نے کتاب کھولی اور اس نے صفحے پلٹائے"اس میں کس کی سٹوری ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے منہ بسورا"میں نا بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں۔۔میری یادداشت کمزور پڑ رہی ہے،مجھے بھول گیا ہے کہ اس میں کس کی سٹوری تھی۔میں نے سوچا آرا کو دیتا ہوں وہ پڑھ کے بتا دے گی کہ اس میں کونسی سٹوری ہے"

وہ ہنس دی"آپ بوڑھے تو نہیں"

وہ بھی ہنس دیا"میں آرا کی طرح پیارا بھی تو نہیں"

دفعتاً کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی"آ جائیں"

ملیحہ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئیں۔آرا انھیں دیکھ کر مسکرا دی،وہ بھی مسکراتے ہوئے مامون کے سامنے جا بیٹھیں۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

لڑکی گلدستہ پکڑے آگے بڑھی"یہ مجھے مون نے دیا ہے"

انھوں نے گلدستہ ہاتھ میں لیا"یہ تو بڑا پیارا ہے،آج کچھ تھا کیا؟"

"جی۔۔ڈرائنگ کمپیٹیشن۔۔آرا تھرڈ نمبر ہے"مامون نے لڑکی کو مسکرا کر دیکھا۔

"مما کو دکھایا؟"

لڑکی نے نفی میں سر ہلایا۔پھر گُلدستہ پکڑا اور کتاب پکڑ کر بیڈ سے اتری"میں مما کو دکھا کر آتی ہوں"اور چلی گئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مامون سے مخاطب ہوئیں "تھرڈ پر یہ حال ہے، فرسٹ پر تو پارٹی ہو گی"

وہ ہنس دیا۔ پھر خاموش ہوا اور سانس خارج کی

"اماں معاشرہ ایک زندان ہے۔ نہیں پتہ چلتا اور ہماری لڑکیاں قید ہو جاتی ہیں، پھر اس قید سے نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ بہتر ہو گا کہ انھیں قید ہی نہ ہونے دیا جائے" پھر اپنی ماں کو دیکھا "بیٹیوں کو سراہتے رہنا چاہیئے، ان کی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر چھوٹی چھوٹی خوشیوں پر، ایک پھول پر ایک چاکلیٹ پر ذرا سی تعریف پر وہ خوش ہو جاتی ہیں تاکہ کل کو جب کوئی انھیں چاکلیٹ یا پھول دے، ان کی تعریف کرے تو وہیں قید نہ ہو جائیں۔ ان کے سٹینڈرڈز ہائی ہوں، انھیں کوئی آسانی سے اپروچ نہ کر سکے۔ ان کو پتہ ہو کہ وہ بہت خوبصورت ہیں اور یہ پھول انھیں گھر کے مرد دیتے رہتے ہیں۔۔ کل کو ہماری آرا کو جب بھی کوئی پھول دے یا ذرا سی تعریف کرے تو وہ وہیں نہ رہ جائے، وہ یہ کہہ کر آگے بڑھے کہ ہاں مجھے پتہ ہے میں اچھی ہوں اور میں پھول ڈیزرو کرتی ہوں۔۔ یونو سٹینڈرڈز" اس نے شانے اچکائے

وہ مسکرائیں "تم جانو اور وہ جانے۔۔ میں تم سے اپنی بات کرنے آئی ہوں"

"فرمائیں" وہ چوکڑی مار کر بیٹھ گیا۔

"تم نے۔۔ تاثیر سے منگنی توڑ دی؟" وہ پوچھ رہی تھیں یا بتا رہی تھیں وہ فیصلہ نہ کر سکا

اس نے سانس خارج کی "ضروری تھا۔۔میں سکون پر کمپرومائز نہیں کرتا۔۔میں اس کو جسٹیفائی کر دوں گا" پھر اپنی ماں کا ہاتھ تھاما "آپ میرا یقین کرتی ہیں نا؟"

وہ مسکرائیں اور سر اثبات میں ہلایا حالانکہ ہاسپٹل میں اس بات کا کافی چرچا تھا مگر وہ عادی تھیں۔۔

(یہ ایک شادی کا گھر تھا اور ایک بیڈ پر ایک لڑکی بیٹھی سب کو دیکھ رہی تھی۔اس کے بال پونی میں بندھے تھے اور چہرہ شفاف تھا۔اس نے لہنگا پہن رکھا تھا جس کا جالی دار دوپٹہ اس کے گلے میں تھا۔ وہ خواتین کو قہقہے لگاتے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔اس کی کلائیاں خالی تھیں،دور ایک تخت پوش پر لڑکیاں بیٹھی تھیں جن کے بال کھلے تھے،کلائیوں میں گجرے تھے اور چہرے پر میک اپ۔۔وہ بہت پیاری لگ رہی تھیں،وہ دل ہی دل میں ان کو سراہ رہی تھی)

گہری سانسیں لیتی لڑکی نے کروٹ بدلی تھی۔اس کی سانس بے ترتیب ہو رہی تھی۔

(یہ ایک کمرہ تھا جہاں ایک خاتون ایک لڑکی کو میک اپ کر رہی تھی۔اس کے ہونٹوں پر لپ اسٹک لگا رہی تھی اور پیچھے اس کا شوہر اس سے بحث کر رہا تھا۔وہ غصے میں اسے گالیاں دے رہا تھا اور وہ خاتون اس لڑکی کی بند آنکھوں پر کاجل لگا رہی تھی)

لڑکی کی پلکیں پھڑپھڑائیں۔اس کا تنفس بڑھا تھا،دل دھڑکنے لگا تھا۔

(وہ اپنی بہن کے کمرے میں تھی۔اس نے جھانک کر دیکھا باہر کوئی نہیں تھا،وہ دبے پاؤں اندر آئی اور اس کے ڈریسنگ ٹیبل کا دراز کھولا۔اندر بہت سی رنگ برنگی پنسلز واضح ہوئیں۔وہاں ایک ڈبہ پڑا تھا،اس نے وہ ڈبہ نکالا اور اسے کھولا۔اندر بہت سی لپ سٹکز واضح ہوئیں۔اس نے ایک لپ سٹک نکالی،آئینے میں دیکھتے ہونٹوں پر لپ سٹک لگائی پھر مسکرائی۔وہ اچھی لگ رہی تھی،پھر وہی لپ سٹک ہلکی سی گالوں پر لگائی۔اس نے مسکرا کر خود کو دیکھا اور پھر ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ پر ہلکی سی سرخی لگائی۔۔کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی اندر آئی۔وہ یونیفارم میں ملبوس کالج سے آئی تھی۔ آتے ہی اس لڑکی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں کہ سٹک تھی،اس کی بھنویں بھینچ گئیں،دانت پیستے وہ آگے بڑھی اور اس پر چلائی۔ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر پڑا)

لڑکی اٹھ بیٹھی،اس کا تنفس تیز تھا۔ہاتھ ٹھنڈے تھے،اس نے ارد گرد دیکھا۔زیرو کا زرد بلب جل رہا تھا،کچھ فاصلے پر لیٹا شخص آنکھیں بند کیے گہری سانسیں لے رہا تھا۔۔اس نے سانس بحال کرنے کی کوشش کی مگر ناکام۔

(وہ ایک لڑکے کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔لڑکا اسے سن رہا تھا اور وہ ہچکیوں سے ساری بات بتا رہی تھی

"تاثیر کی دوست کا کزن مجھے ہراس کرتا ہے۔وہ مجھے چھونے کی کوشش کرتا ہے"

مامون سنجیدہ سا اسے سن رہا تھا۔

منظر بدل گیا اور وہ ایک سنسان سڑک پر کھڑا تھا، سامنے کھڑے شخص کا سر پھٹا ہوا تھا۔مامون اس کے قریب گیا اور اسے گریبان سے پکڑ لیا"اگر آئندہ فری کے قریب بھی بھٹکے نا تو اتنا ماروں گا کہ سات نسلیں تمھاری میرا نام یاد رکھیں گی"اور اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا۔لڑکی اسے دیکھ رہی تھی، اسے مامون آفندی اچھا لگا تھا)

بیڈ پر بیٹھی لڑکی نے پاؤں نیچے کارپیٹ پر رکھے، خود پر سے لحاف اتار دیا۔اس کا سینہ تنگ ہو رہا تھا، آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور گال گیلے تھے۔اس نے گردن موڑ کر پیچھے سوتے پر سکون سے شخص کو دیکھا۔

("کس کی اجازت سے تم آرٹس میں ایڈمیشن لے کر آئی ہو؟"اس کا باپ چلایا تھا

وہ خاموشی سے سہم کر کھڑی تھی، ساتھ کھڑا مامون آگے آیا تھا"انکل تین بار وہ ایم ڈی کیٹ دے چکی ہے۔اب بس کر دیں، وہ جو کرنا چاہتی ہے اسے کرنے دیں"

"تاثیر کر سکتی ہے تو یہ کیوں نہیں؟"اس کی ماں چلائی تھی۔

"کیونکہ یہ تاثیر نہیں ہے۔یہ فرحین ہے اور اسے فرحین رہنے دیں"وہ اس کی حمایت میں بول رہا تھا

منظر بدل گیا۔وہ روتی ہوئی مامون کو سب بتا رہی تھی"تاثیر میری یونیورسٹی آئی تھی اور میرے کلاس فیلوز کے بیچ کھڑی ہو کر اس نے میری انسلٹ کی ہے۔میں یونیورسٹی چھوڑ دوں گی، میری وہاں کیا ریسپیکٹ رہی ہو گی؟"اس نے ہچکی لی تھی

مامون اسے سمجھا رہا تھا، وہ اسے پر سکون سی سن رہی تھی۔ ساری دنیا کیا اس کے لیے مامون جیسی نہیں ہو سکتی تھی؟)

وہ اٹھی اور بالکنی کا دروازہ کھولا، ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے چہرے پر پڑا اور اس نے پہلا قدم باہر یخ ٹھنڈے فرش پر رکھا۔ روح تک ٹھنڈی ہوئی تھی، اسے سردی لگی تھی

(ایک صوفے پر تاثیر اور فرحین ساتھ ساتھ بیٹھی تھیں۔ اس کے بابا کے دوست اپنی بیگم کے ساتھ آئے تھے۔ مسز ہاشمی ان سے مسکرا کر بات کر رہی تھیں، فرحین خاموشی سے سن رہی تھی۔ تاثیر ان کی بیٹی سے باتیں کر رہی تھی۔ خاتون نے مسز ہاشمی سے فرحین کے متعلق پوچھا تھا "فری کو بھی میڈیکل ہی کرا دیتے، ماشاءاللہ سب ہی ڈاکٹرز ہیں"

اس کی ماں کی مسکراہٹ پھیکی پڑی، اس کے باپ کی رنگت سیاہ پڑی "جو فری چاہے" اس کی ماں نے بات مکمل کی تھی

"جی آنٹی۔۔ میڈیکل بہت ٹف ہے فری نہیں کر سکتی تھی پھر جو وہ چاہے" تاثیر نے شانے اچکائے۔

فری کا دل گھبرایا تھا، اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں، کیا کیریئر کے علاوہ انسان کی کوئی زندگی نہیں ہوتی؟)

وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے سانس لے رہی تھی،اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے اور آنکھیں گلابی تھیں۔اس کا دل ڈوب رہا تھا، پچھلے دنوں وہ مامون کو کئی میسجز کر چکی تھی مگر اس نے ایک بھی نہیں پڑھا تھا۔

حالانکہ وہ مصروف بھی ہو تب بھی فری کو سنتا تھا۔

(وہ ایک کینوس کے سامنے کھڑی تھی۔ہاتھوں پر رنگ لگا تھا، بال ذرا سے بکھرے تھے اور وہ کچھ گنگناتے پینٹ کر رہی تھی۔ پیچھے سے تاثیر آئی تھی

"ارے واہ۔۔اچھے کارٹون بنا لیتی ہو"

فری کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔

"یہ کارٹون نہیں ہیں"

"ہاں۔۔یہ تو تم ہو"اور قہقہہ لگا کر ہنسی۔

منظر بدل گیا اور وہ اپنی ماں کو اپنی پینٹنگز دکھا رہی تھی۔

"فری تم ڈاکٹر ہوتی تو ہماری بھی کوئی ریسپیکٹ ہوتی۔ڈاکٹر نازش کے بچے دیکھے ہیں تینوں ڈاکٹر ہیں۔ اب تمھارا رشتہ کسی ڈاکٹر سے کیا کہہ کر کراؤں کہ تم ان فضولیات میں پڑی ہو"

"ممی یہ فضولیات نہیں میرا شوق ہے"اس نے منہ بنایا تھا

"فری۔۔کوئی productive شوق رکھو۔۔یہ ویسٹ آف ٹائم ہے")

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔گھٹنے سینے سے لگے ہوئے اور سر گھٹنوں پر جھکا تھا۔وہ رو رہی تھی

(اب ہو گئی ڈگری پوری۔اب مڈل کلاس لڑکیوں کی طرح گھر بیٹھو اور اچھے رشتوں کا انتظار کرو۔

فیوچر کیا ہے تمھارا؟خود مختار لڑکیاں دیکھی ہیں تم نے۔

تاثیر کو دیکھو کیسے خود کو مینٹین کر کے رکھا ہے۔وہ اپنا کماتی ہے اپنا کھاتی ہے۔

تاثیر تم سے اچھی رہی نا،اس وقت تم مان جاتی تو ہم تمھیں باہر بھیج دیتے۔آج تم ڈاکٹر ہوتی۔

فری اب آگے کیا کرنا ہے؟ٹیچنگ کرو گی؟اس سے اچھا گھر رہو)

اس نے کانپتا ہاتھ ٹھنڈے فرش پر رکھا،ٹھنڈ اندر تک سرایت کر گئی۔اسے سردی لگ رہی تھی مگر ماضی آسیب بن کر چمٹ گیا تھا۔وہ خود میں سمٹ کر بیٹھی رو رہی تھی،پہلے ماں باپ نے نظر انداز کیا اور اب مامون۔۔وہ اس کا واحد دوست تھا اور دوستوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔۔انسان انسانوں کی بھیڑ میں اکیلا نہیں تنہا ہو جاتا ہے۔

اندر لیٹے شخص نے کروٹ بدلی تھی۔اس کی آنکھ ذرا سی کھلی تو لڑکی ساتھ نہیں تھی۔اس نے آنکھیں مل کر غور سے دیکھا مگر جگہ خالی تھی۔وہ اٹھ گیا۔اس نے خود پر سے رضائی اتاری اور پیر کارپیٹ پر رکھے،پھر قدم بڑھاتا واش روم کی طرف گیا۔اس نے دروازے پر انگلی کی ہڈی سے دستک دی"فری۔۔آپ اندر ہیں"مگر کوئی آواز نہیں آئی۔دروازہ کھول کر دیکھا تو بتی بجھی تھی۔اس نے

گردن گھما کر دیکھا تو بالکنی کا دروازہ کھلا تھا، ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی تھی۔وہ اس جانب بڑھا اور باہر جھانکا، پاؤں ٹھنڈے فرش پر رکھا، سیاہی مائل نیلے اندھیرے میں اس نے دیوار کی جانب دیکھا جہاں لڑکی سر گھٹنوں پر رکھے بیٹھی تھی۔اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"فری۔۔"وہ اس کی جانب بڑھا اور اپنا گرم ہاتھ اس کے ٹھنڈے بازو پر رکھا تو اس نے کرنٹ کھا کر سر اٹھایا۔پھر اسے دیکھنے لگی

"یہاں کیا کر رہی ہیں؟اندر چلیں، باہر بہت سردی ہے"وہ یک ٹک بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہی تھی۔

"فری۔۔"اس نے اس کی تھوڑی کو چھوا تو لڑکی نے پلک جھپک کر نم سانس اندر کھینچی

لڑکے نے اس کی کہنی پکڑی اور اسے کھڑا کیا۔پھر اپنے ساتھ اندر لے آیا، دروازے پر چٹکی چڑھائی اور پردے برابر کر دیے۔وہ اس کے عین سامنے کھڑا تھا

"کیا ہوا؟"اس نے آنکھیں پونچھ کر نم سانس اندر کھینچی"میں۔۔آپ کے قابل نہیں ہوں۔ فرحین بہادر نہیں ہے، پلیز مجھے جانے دیں"

وہ اس کے قریب آیا اور اس کے آنسو صاف کیے، وہ ٹھنڈی پڑ چکی تھی۔اسے اس لڑکی پر ترس آیا جس کی شخصیت مسخ کر دی گئی تھی۔اس نے نرمی سے اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو حمائل کیا اور

اسے اپنے کندھے سے لگالیا۔اس کا سویٹر گرم تھا،ایک نرم گرم سا احساس۔دوسرا ہاتھ اس کے سر پر پھیرتے اس نے اپنا گال اس کے سر پر رکھا تھا

"کہاں جانے دوں آپ کو؟آپ کہاں جائیں گی؟"

روتی ہوئی لڑکی ہچکیاں لے رہی تھی۔وہ کچھ بڑبڑا بھی رہی تھی مگر لڑکا اسے سنتا رہا۔

پھر وہ خاموش ہو گئی تو اس نے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنی جگہ پر اسے بٹھایا،اس نے ٹانگیں اوپر کیں اور اس پر رضائی دے دی۔پھر اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا،ہاتھ برف جیسے ٹھنڈے تھے۔اس نے بیڈ سائیڈ پر پڑا لیمپ جلا دیا۔

"کیوں گئی تھیں باہر؟میں ساتھ ہی تھا نا،مجھے اٹھا دیتیں"وہ خفا ہو رہا تھا۔

وہ خاموش ہو گئی۔اس نے آگے بڑھ کر پانی کا گلاس اسے پکڑایا،اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش تھی،اس نے گلاس ہونٹوں سے لگالیا اور ہانی اندر رانڈیلا۔پھر خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔۔وہ اس کے بولنے کا منتظر تھا۔

"سوری۔۔"

وہ بس اتنا ہی بولی۔اشعر سانس خارج کر کے رہ گیا۔

"کیا ہوا تھا؟"

اس نے گیلی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا اور پھر پلکیں جھکا دیں۔ پھر سر نفی میں ہلایا۔

"میرے گھر میں یہ سب چلتا ہے۔ رانیہ بھابھی ایسی ہی ہیں، انھیں ہر ٹائم ڈرامہ چاہیئے ہوتا ہے، ان کو اگنور کیا کریں" اسے لگ رہا تھا شاید اس نے رانیہ کی باتوں کو دل سے لگایا ہے۔

"وہ صحیح کہتی ہیں، مجھے کچھ بھی نہیں آتا"

وہ ہنس دیا "جھوٹی۔۔ اتنی اچھی پینٹنگ تو آتی ہے، کافی بھی اتنی اچھی بناتی ہیں اور چائے کو تو پوچھو ہی مت۔۔ دل کرتا ہے بس بندہ فری کے ہاتھ کی چائے پیئے اور پھر کچھ نہ پیئے" وہ مسکرا رہا تھا

"اتنی بری کافی بنی تھی، چائے بھی اتنی ڈارک تھی۔۔ اور پینٹنگ وہ تو بس آپ کو اچھی لگتی ہے" وہ جیسے اس کی بات کی نفی پورے دلائل سے کر رہی تھی

"میری نظر سے دیکھیں، سب اچھا ہے" اس نے لڑکی کا ہاتھ تھاما تھا

اس کا دل دھڑکا، ماضی بہت پیچھے رہ گیا۔ وہ اپنے ہاتھ اس کے نرم گرم ہاتھوں سے نکالنا نہیں چاہتی تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ مجھے تھوڑی دیر کے لیے کہیں اور رکھ لیں۔ جب رابیل کی شادی ہو جائے گی تو آپ مجھے واپس لے آئیں" اس نے بڑی سنجیدگی سے مشورہ دیا تھا

"ہو سکتا تھا۔۔اگر میں نے آپ سے نکاح نہ کیا ہوتا اور مجھے لوگوں کا ڈر ہوتا مگر میں کسی سے نہیں ڈرتا"

فری نے سانس خارج کی "آپ سمجھ نہیں رہے نا"

"تو سمجھا دیں نا"

"دیکھیں" وہ چوکڑی مارے بیٹھ گئی "میں نارمل لڑکی نہیں ہوں" وہ اسے باقاعدہ سمجھا رہی تھی "مجھے شادیاں اٹینڈ کرنا نہیں آتیں، مجھے زیادہ لوگوں میں عجیب لگتا ہے، میں سب کا سامنا نہیں کر سکتی، مجھے لوگوں کا جواب دینا نہیں آتا، میں بہت ڈمب ہوں" اس نے بات ختم کی تو وہ مسکرایا

"اور؟"

اس نے سانس خارج کی "آج کل تو ناول میں بھی بہادر لڑکیاں دکھائی جاتی ہیں اشعر، بولڈ بریو اور کانفیڈنٹ۔۔خود کما کر خود کھانے والی، لوگوں کی باتوں کا جواب دینے والی اور حاضر دماغ۔۔ایسی لڑکیوں کے ساتھ لڑکوں کا اچھا گزارا ہوتا ہے۔۔میں تو اصل میں آپ کے گلے پڑ گئی ہوں، آپ کیسے رہیں گے میرے ساتھ؟"

وہ غور سے اسے سن رہا تھا "اور؟"

وہ خاموش رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ لڑکیاں بولڈ بہادر حاضر دماغ اور بہت کچھ ہوں گی مگر وہ فرحین نہیں ہوتیں۔۔لوگ کچھ بھی کہہ لیں، آپ سو دلائل لے آئیں میرے ساتھ نہ رہنے کے، میں ایک دلیل دے کر آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔۔کسی نے فرحین کی زندگی نہیں گزاری، کسی کو نہیں پتہ کہ فرحین کس طرح حالات کو فیس کر کے بڑی ہوئی ہے۔۔کوئی نہیں جانتا کہ فرحین کا دل کیسا ہے اور وہ کتنی اچھی ہے۔۔کوئی فرحین کو ویسے نہیں دیکھ سکتا جیسے اشعر دیکھتا ہے، زمانہ اشعر کی آنکھیں کہاں سے لائے گا؟ رہی بات شادی کی تو آپ شادی بھی اٹینڈ کر لیں گی، میں کمانے کے لیے کافی ہوں۔۔میں سب کو جواب دے دوں گا، میں آپ کی طرف کسی کی انگلی نہیں اٹھنے دوں گا۔۔سردی میں بیٹھ جانے سے مسئلے حل نہیں ہوتے" پھر خاموش ہو گیا

لڑکی چپ رہی۔اس کا باطن مطمئن تھا۔

"چائے پیئیں گی یا کافی؟"

لڑکی نے اسے دیکھا اور نفی میں سر ہلایا "چائے۔۔اوکے"

اور وہ اٹھ گیا، اس نے دروازہ کھولا تو لڑکی جھٹ سے بولی "میں بھی چلوں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں پانچ منٹ تک آیا"

اور وہ دروازہ بند کر کے چلا گیا۔سامنے آئینے میں اس کا عکس تھا، سیاہ زرد سا ہیولہ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پندرہ منٹ بعد وہ واپس آیا تو لڑکی کے ہاتھ میں کتاب تھی۔اسے دیکھ کر اس نے کتاب الٹی کر کے رضائی پر رکھ دی۔وہ فری کی جگہ پر بیٹھا اور اس کا کپ اسے دیا۔پھر اس کی سائیڈ والا لیمپ بھی آن کیا اور چوکڑی مارے بیٹھ گیا۔اس نے اس کے سامنے سے کتاب لی

"کیا پڑھ رہی ہیں؟"

"یہ میرا رہتا تھا تھوڑا سا وہی پڑھ رہی تھی"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرا"میں سناؤں آپ کو؟"

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا۔لڑکے نے پڑھنا شروع کیا"وہ صبح سے ایسے ہی اداس تھی مگر اب اس کا دھیان بٹ گیا تھا۔وہ خوش تھی اور اسے خوش ہونا تھا،آج رات اس کے ہاتھ سرخ ہونے والے تھے"وہ رک گیا"ہیں؟لڑکیوں کے ہاتھ تو پیلے نہیں ہوتے؟"

وہ ہنس دی"نہیں۔۔یہ مرڈر کرے گی نا سرخ ہو جائیں گے"

اس نے ابرو اٹھائے"اتنی خطرناک لڑکی"وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا

"یہ ہیروئن ہے،مجھے نہیں پسند"اس نے اپنی گردن موڑی تھی،کان اپنے کندھے سے لگا

"گردن درد کر رہی ہے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا

"اب بیٹھیں سردی میں" اور وہ ذرا سا ساتھ ہوا۔ اپنے کندھے کی طرف دیکھا "رکھ لیں سر، کاٹتا نہیں ہوں میں"

وہ پہلے شرمائی، پھر مسکرائی اور پھر اس کے بازو سے اپنا سر ٹکا لیا "پھر کیا ہوا؟"

"نمو خوش نہیں تھی۔ اسے اپنی بہن کے ارادوں کا علم نہیں تھا مگر اسے پتہ تھا کہ وہ ایسا ہی کچھ کرے گی"

"یہ اس کی چھوٹی بہن ہے، یہ میری فیورٹ ہے" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

"ہوں۔۔ یہ اچھی ہو گی پھر"

وہ ہنس دی "آگے؟"

اور اس نے پڑھنا شروع کیا۔ باہر رات کا تیسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔

ایک ہفتہ بعد:

یہ جمعے کا دن تھا۔ سردی ہونے کے ساتھ دھند بھی تھی مگر اتنی زیادہ نہیں۔ فضا زرد تھی اور اداسی ہوا میں بس چکی تھی۔ ایسے میں ایک لڑکی گہرا بھورا لمبا کوٹ پہنے آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر عینک نہیں تھی، آنکھیں کسی بھی لینز سے پاک اور سرمے سے لبریز تھیں۔ اس نے ہلکے بھورے رنگ کی موٹی جرسی نما ہائی نیک شرٹ اور نیچے بھورے رنگ کے سب سے ہلکے سیڈ کی جینز پہن رکھی تھی۔ اس کی لمبی نازک انگلیوں میں سے تیسری انگلی میں ایک وائٹ گولڈ کی انگوٹھی تھی۔

وہ آگے بڑھتی ایک باغ کی طرف آئی اور ادھر اُدھر نظر گھمائی۔اس کی نظر کمزور تھی،دور کا سب کچھ دھندلا دکھتا تھا مگر وہ جس کو دیکھنے آئی تھی اسے بنا لینز یا عینک کے پہچان لیتی تھی۔وہ آگے بڑھتی گئی اور دیکھا کہ وہ آج بھی اسی بنچ پر بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا جہاں پہلے دن بیٹھا اسی طرح کتاب پڑھ رہا تھا۔وہ آگے بڑھی اور اس کی پشت پر بیٹھ گئی،وہ اس کی موجودگی محسوس کر چکا تھا،وہ بنا بتائے آئی تھی جیسے پہلے دن آئی تھی۔پھر گلا کھنکھارا

"کیسے ہیں آپ؟"

اس نے کتاب پر سے سر اٹھایا،اس کی آواز دل پر اثر کر رہی تھی۔لڑکے نے سانس خارج کی "بیمار ہوں"

"تین دن جو شاندہ پیئیں۔۔ٹھیک ہو جائیں گے" وہ مسکرادی

لڑکے کی آواز بھاری سی تھی،وہ واقعی بیمار لگ رہا تھا جیسے گلا خراب ہو یا فلو ہو اور ساتھ بخار بھی۔

وہ مسکرادیا

"I'll try it"

لڑکی خاموش رہی،اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔وہ وہیں سب ختم کرنے آئی تھی جہاں سے شروع ہوا تھا

"تھینک یو" وہ پھر سے بولی

"کس چیز کا؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"اتنی اچھی بک کا"

مامون کے لب "اوہ" کی صورت گول ہوئے "کیا تھینک یو کہہ دینے سے تھینک یو ہو جاتا ہے"

وہ ہنس دی "نہیں" پھر کھڑی ہوئی۔وہ بھی کھڑا ہوا،دونوں عین ایک دوسرے کے سامنے تھے۔

رابیل نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا،وہ قریب ہوتا تھا تو اسے دور کچھ نہیں دیکھنا ہوتا تھا۔وہ قریب ہوتا تھا تو دور سب دھندلا ہوتا تھا۔اس سے اونچے مرد نے ذرا سی گردن جھکا کر اسے دیکھا تھا،سیاہ آنکھیں سرمے سے لبریز بھوری آنکھوں سے ٹکرائی تھیں اور سب کچھ جامد کر گئی تھیں،پتوں کی آواز اور ہوا کی سرسراہٹ،پرندوں کی باتیں اور پہاڑوں کی سرگوشیاں،موسم کی خنکی اور جانوروں کی بولیاں سب خاموش تھے،اس کی آنکھیں بول رہی تھیں اور وہ سن رہا تھا

"ٹھیک ہے۔۔چائے پلا دینے سے تھینک یو جائے گا نا؟"

وہ جیسے ہوش میں آیا،سر اثبات میں ہلایا۔رابیل نے سانس خارج کی،فھوک نگلا

"سو آپ التمش سے ملے"وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی

وہ ہنس دیا"جی۔۔ملا تھا"

"میں بھی ملنا چاہتی ہوں"اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا

مامون مسکرادیا"وہ آج بھی ویسا ہی ہے، غصہ نہیں کرتا مگر بد تمیز ہے۔۔میں نے بھی کافی مشکل سے یہ کہانی آپ کے لیے لی تھی"

اس کا منہ بن گیا"کیا ایک بار بھی نہیں مل سکتی؟"

لڑکے نے سانس خارج کی"میں بات کروں گا"اور سر ہلادیا۔پھر پیچھے سرسراہٹ ہوئی تو وہ مڑا،بلی اپنے بچوں کے ساتھ آج بھی درخت کے تنے سے لگ کر بیٹھی تھی۔مامون نے کتاب بنچ پر رکھی اور مڑا،ایک بلی کا بچہ بازو میں سمائے اس کی طرف بڑھا۔رابیل نہیں مسکرائی،اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔اس نے بمشکل تھوک نگلا۔۔مامون سیٹی بجاتا اس بچے کو متوجہ کر رہا تھا۔رابیل نے زخمی آنکھوں سے مامون کو دیکھا اور دھیما سا زبردستی مسکرائی

"ارے۔۔آپ ڈر رہی ہیں؟"وہ حیران ہوا تھا

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا"اب میں بلیوں سے ڈرتی ہوں"

وہ مسکرایا اور اسے زمین پر رکھا،وہ اپنی ماں کے پاس واپس چلا گیا

"بلیوں سے نہیں ڈرنا چاہیئے،یہ بہت کیوٹ ہوتی ہیں"اس نے وضاحت پیش کی تھی

رابیل نے سانس خارج کی،دل دکھا تھا"میرا بھی ایک بلا تھا۔۔چھے سال پہلے وہ مر گیا،میں اس سے بہت پیار کرتی تھی،ابھی کچھ دن پہلے میں نے ایک اور بلا لیا اور وہ بھی مر گیا۔۔میرا ان سے دل لگ جاتا ہے اور یہ مر جاتے ہیں"اس نے شانے اچکائے مگر مامون جانتا تھا کہ وہ دکھی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے گلا کھنکھارا"اف! بھلا ہو ان بلیوں کا،اچھی بھلی لڑکی کو اداس کر دیا"

وہ مسکرا دی اور پھر کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑس لیے

"اور بتائیں۔۔بھابھی کیسی ہیں؟"اس نے کتاب پکڑی اور کوٹ کے اندر والی جیب میں رکھی۔

دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھے تھے

"اچھی ہے۔۔بلکہ بہت اچھی ہے۔اسے ککنگ نہیں آتی اور اشعر اسے سکھا رہا ہوتا ہے۔مجھے پینٹنگ نہیں آتی اور وہ مجھے سکھا رہی ہوتی ہے"رابیل ہنس دی"آج کل تو شاپنگ میں بزی ہیں سب مگر عام لڑکیوں کی طرح اسے شاپنگ کا شوق نہیں ہے۔اشعر یا میں لے جائیں تو لے جائیں ورنہ وہ ویسے بھی ٹھیک رہتی ہے"

مامون مسکرا دیا،سر اثبات میں ہلایا۔رابیل نے گلا کھنکھارا

"میری دو دن بعد شادی ہے۔آپ آئیں گے؟"

وہ سر جھکائے چلتا رہا،یہ مت پوچھو،خدارا اس سے اس کا خسارہ مت پوچھو۔۔اس کا دل دھڑکا تھا،

آواز کہیں اندر ہی رہ گئی تھی،اس نے تھوک نگلا

"نہیں"جواب صاف تھا"میں لندن ہوں گا۔۔نہیں آپاؤں گا"

لڑکے نے گردن اٹھائی اور اسے دیکھا جو خاموشی سے سامنے دیکھ رہی تھی۔پھر گردن جھکالی۔ان کے دائرے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے مگر وہ خاموش تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل بس سر ہلا کر رہ گئی "اوکے "اس کی آواز کافی دھیمی تھی۔

کچھ پل خاموشی کے۔پھر مسکرادی

"مامون۔۔ایک بات پوچھوں؟"

"ہوں "وہ سر جھکائے ہی بولا

"زندگی میں ہماری ٹائمنگ ہمارے حالات سے کیوں نہیں ملتی؟ کبھی صحیح شخص غلط وقت پر ملتا ہے اور کبھی وقت ٹھیک ہوتا ہے مگر آدمی غلط ملتا ہے"

مامون نے اسے دیکھا،اس کی آنکھیں وہ کہانی کہہ رہی تھیں جو زبان نے نہیں کہی تھی،ہلکی نم بھوری آنکھیں۔آج وہ سیاہ لینز لگا کر نہیں آئی تھی

اس نے پھر سر جھکا دیا"وقت کے پاس ہر مسٹری کا جواب ہوتا ہے۔وقت ہر مسئلے کو سلجھا کر سارے سوالوں کے جواب دے دیتا ہے"

رابیل نے سر ہلا دیا"لیکن میرے حالات اور وقت کبھی نہیں ملے۔۔میں نے کئی سال اس دن کا انتظار کیا تھا جو دو دن بعد ہے مگر میں نے پھر بھی جلدی کر دی۔۔اللہ تعالیٰ ٹھیک کہتا ہے کہ انسان بہت جلد باز ہے"وہ مسکرا رہی تھی مگر مسکرانے پر آنکھیں نم نہیں ہوتیں۔

مامون سمجھ گیا تھا،وہ سمجھتی تھی کہ شاید اس نے جلدی کر دی،وہ چند دن انتظار کرتی تو مامون کو دل کی بات کہہ دیتی مگر اب دیر ہو چکی تھی۔

"سب ہی جلدی نہیں کرتے۔۔کچھ دیر کر دیتے ہیں" وہ سامنے دیکھ رہا تھا اور رابیل اسے۔وہ مسکراتے ہوئے بولا

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں

ضروری بات کہنی ہو کوئی وعدہ نبھانا ہو

اسے آواز دینی ہو اسے واپس بلانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں "اور اس نے رابیل کو دیکھا اور وہ ہنس دی اور ہنستی گئی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔اداس فضا میں ایک نغمہ سا تھا، بنجر دل پر نرم سی پھوار تھی اور دور کہیں بلبل گنگنائی تھی

"آپ کو شاعری بھی آتی ہے؟"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا "ایسے ہی بس۔۔چلتے پھرتے پڑھ لی ورنہ میں تو بڑا بے ذوق اکھڑ اور بد تمیز ہوں" اس نے پھر رابیل کو دیکھا اور وہ ہنس دی

"یا اللہ۔۔آپ جھوٹے ہیں" لڑکی نے سینے پر بازو باندھ لیے "آپ کو اور کیا کچھ آتا ہے؟" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی

اس نے شانے اچکائے "لوگوں کو سکیم کرنا، خاندان میں لڑائیاں ڈلوانا، برا کھانا بنانا، کتابیں تو بالکل نہیں پڑھتا اور میٹھی چائے پینے والی لڑکیوں کا تو دل کرتا ہے مرڈر کر دوں" وہ جس طرح بول رہا تھا۔ رابیل پھر ہنس دی۔وہ پچھلے کئی ہفتوں سے نہیں ہنسی تھی اور اب اس کی ہنسی رک نہیں رہی تھی

"یااللہ۔میں نہیں مانتی"دور سے ان کا کیفے نظر آرہا تھا"یہ ساری خصوصیات والا مامون کہاں سے ملے گا؟"

"دراز سے"اس نے رازداری سے کہا تو رابیل پھر ہنس دی

اس نے رابیل کے لیے کرسی نکالی اور دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔

آج چائے رابیل نے آڈر کی تھی۔چائے کے آنے تک دونوں یونہی خاموش رہے۔۔ویٹر چائے لے آیا اور ان کے سامنے رکھی

آج رابیل نے چائے میں چینی ملائے بغیر پہلا گھونٹ بھرا تھا۔وہ مسکرا دیا،آج وہ اسے کمپنی دے گی۔۔

چائے بھی خاموشی سے پی اور پھر رابیل نے بل ادا کیا اور دونوں چل دیے۔ایسی خاموشی پہلے نہیں تھی۔پہلے تو وہ باتیں کرتے جاتے تھے۔سفر سے واپسی پر ہر مسافر اداس کیوں ہو جاتا ہے؟بالکل ویسی اداسی جیسے گھر سے مہمان جانے کے بعد ہوتی ہے،دوستوں سے ملنے کے بعد ان سے جدائی پر ہوتی ہے،عید کے تیسرے دن ہوتی ہے،کسی اپنے کے جدا ہو جانے پر ہوتی ہے۔اس اداسی کا کیا کیا جائے؟وہ آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ وہ سٹریٹ پول آگیا جہاں کھڑے ہو کر وہ ایک دوسرے کو یوں دیکھتے جیسے دوبارہ ملنے کی دعوت دے رہے ہوں۔لڑکی نے نظریں اٹھائے مسکرا کر جیب سے فلیش ڈرائیو نکالی اور اس کی طرف بڑھائی

"آپ کی امانت!"

اس نے جیب سے ہاتھ نکال کر لے لی، پھر خاموشی۔ رابیل نے گلا کھنکھارا "بیسٹ آف لک"

وہ حیران ہوا، آنکھوں میں سوال تھا "کس لیے؟"

"لندن کے لیے"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔ وہ رابیل کو دیکھتے بولا "بیسٹ آف لک"

وہ بھی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی، بازو سینے پر باندھے "یہ کس لیے؟"

"نئی زندگی کے لیے"

چہرے پر سایہ سا لہرایا، وہ مسکرا نہیں سکی بس سر ہلا کر چل دی۔ وہ اسے جاتا دیکھتا رہا، یہاں تک کہ وہ اپنے دروازے کے سامنے کھڑی تھی، گردن موڑ کر دیکھا تو وہ وہیں تھا، اس نے تھوک نگلا "میں نے شاید جلدی کر دی"

اور اندر چلی گئی۔ مامون نے بہت سا درد اندر اتارا اور واپس مڑ گیا "میں نے شاید دیر کر دی" اور آگے بڑھتا گیا، سردی بڑھنے لگی تھی اور فضا اداس تھی۔

مسئلہ وقت کا تھا اور وقت کو اپنے مسئلے حل کرنے آتے ہیں۔

یہ ایک کیفے کا منظر تھا۔ہر سو کافی بینز کی خوشبو تھی، باہر عصر گزرے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔

اشعر اور نگزیب اپنے دوست کے ساتھ بیٹھا تھا۔دونوں کے سامنے بھاپ اڑاتے کافی کپ تھے۔وہ ایک ستون کے ساتھ بیٹھے کسی سنجیدہ موضوع پر بات کر رہے تھے۔

"بھابھی کو پتہ ہے؟"اس کے سامنے بیٹھے لڑکے نے پوچھا تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا"میں انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتا۔۔گھر میں کسی کو نہیں پتہ"اس نے سانس خارج کی اور کافی کپ منہ کو لگایا

"ڈاکٹر تاثیر اس قدر گر سکتی ہیں میں سوچ بھی نہیں سکتا"لڑکا بے یقینی سے بول رہا تھا

اشعر مسکرا دیا"مجھے اس بات کا اندازہ تھا کہ وہ کچھ ایسا ہی کریں گی اور انھوں نے کیا"دوسرا گھونٹ بھرا"میرا رزق ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔مجھے ہاسپٹل سے نکلوا کر انھوں نے اپنا ظرف دکھایا ہے، میں کہیں اور چلا جاؤں گا لیکن ان کا امیج بہت خراب ہو چکا ہے"اس نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

لڑکا ابھی بھی فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا"کہیں اپلائی کیا ہے؟"

"ہاں۔۔بہت جگہ پر۔۔ایف سی پی ایس کی تیاری کر رہا ہوں۔۔گورنمنٹ جاب لگ گئی تو ویل اینڈ گڈ نہیں تو سی ایم ایچ چلا جاؤں گا"اس نے اپنا پلان بتایا تھا

لڑکا مسکرادیا"گڈ!"پھرایک سانس خارج کی"وہ پیشنٹ پہلے ہی ان ڈینجر تھا،ڈاکٹر تاثیر نے الزام لگایاہے"

اشعر نے براسامنہ بنایا"بھاڑ میں جائیں ڈاکٹر تاثیر۔۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔اچھاہی ہے آتے جاتے طعنے دیتی تھیں،ہٹلر"

سامنے بیٹھا شخص ہنس دیا۔

"میں تمھیں مس کروں گا"

اشعر سر جھکائے مسکرایا"ڈاکٹر تاثیر کمی پوری کردیں گی"

وہ ہنس دیا۔

یہاں سے دور آٹھ مرلہ مکان میں لڑکی کچن میں کھڑی کپ میں چائے انڈیل رہی تھی۔دفعتاً کچن میں رانیہ آئی تھی اوراس کے ساتھ آکھڑی ہوئی

"بڑی خدمتیں ہورہی ہیں"

فری نے ایک نظراسے دیکھا مگر کوئی جواب نہ دیا۔جواب دیتی تو بحث شروع ہوجاتی۔

"میں بھی جب شروع شروع میں آئی تھی ناتو بڑی خدمتیں کی تھیں مگر یہ لوگ ہیں ہی ناشکرے"

اس نے سر جھٹکا۔

فری نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ٹرے پکڑااور باہر چلی گئی۔فرحت کے کمرے کادروازہ کھولااور اندر جھانکا۔بیڈ پر بہت سے کپڑے پڑے تھے،ایک طرف رابیل بیٹھی تھی،اسے دیکھ کر مسکرائی۔

اس نے چائے کاایک کپ فرحت کو دیااورایک کپ گلشن آرا کو۔پھر خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئی۔رابیل کی مہندی کے کپڑے تیار ہو کر آ گئے تھے اوران کی بحث جاری تھی۔فرحت نے چائے کا گھونٹ بھرا پھر مڑ کر اسے دیکھا

"یہ چینی ڈالی ہے تم نے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

انھوں نے برا سامنہ بنایا"پوچھ لینا تھا چائے بنانے سے پہلے۔۔شام کو گڑ کی چائے بناتے ہیں"

اس نے پہلے رابیل کو دیکھا پھر فرحت کو"میں دوبارہ بنالاتی ہوں"

"رہنے دو۔۔اللہ اللہ کر کے تمھیں چینی والی چائے بنانی آئی ہے گڑ کا تو تم بیڑا غرق کرو گی"انھوں نے کہہ کر سامنے دیکھا۔

اس نے ایک نظر گلشن آرا کو دیکھااور باہر چلی گئی،ایک سانس خارج کی اور پھر اوپر کی طرف گئی۔

کچھ لمحے بیڈ پر بیٹھی رہی پھر اٹھی اور الماری سے کپڑے نکالے۔اس نے شادی کے نئے کپڑے لیے تھے۔کپڑے بیڈ پر رکھے اورانھیں دیکھنے لگی۔کل اس گھر میں ہلدی اور مہندی ہو گی۔آج رات تک مہمان آجائیں گے۔اس کو سب عجیب لگ رہا تھا مگر اب وہ وقت گزر گیا جب وہ کمرے میں بیٹھ کر

ساری شادی گزار دیتی تھی۔۔وہ آنے والے وقت سے خوفزدہ تھی،وہ وقت جو ابھی آیا بھی نہیں تھا۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔گھر میں رونق لگی ہوئی تھی، مہمان آچکے تھے۔اس کے بابا کی طرف سے بس ایک پھپھو آئی تھیں، باقی فرحت کے رشتہ دار تھے۔گھر کو زردبتیاں لگا کر سجایا گیا تھا۔رابیل اپنے کمرے میں تھی،وہ عجلت میں تیار ہو رہی تھی،سادہ سی شلوار قمیض پہنے وہ آئینے میں کھڑی منہ پر کوئی کریم لگا رہی تھی۔پیچھے مینا بیٹھی تھی جو کہ کسی بات پر ضد کر رہی تھی

"بیلی۔۔مجھے ڈراپ کر دینا نا" وہ کھڑی ہوئی اور کمر پر ہاتھ باندھے

"مینو میں نے فیفی کو لے کر گھر آنا ہے،وہاں اتنا ٹائم ہو جائے گا۔۔گھر میں مہمان آئے ہیں کسی کو تو ہونا چاہیئے نا" رابیل کوٹ پہنتی بول رہی تھی۔

"پلیز یار۔۔میری عزت کا سوال ہے" وہ رو دینے کو تھی

رابیل نے سانس خارج کی "شوہر کہاں ہے تمھارا؟" اس نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے

"میرا اس سے جھگڑا چل رہا ہے" اس نے منہ بنالیا۔

"اف! " اس نے پیر پٹخا "جلدی کرو۔۔میں ویٹ کر رہی ہوں" اور چابی پکڑ کر وہ باہر کی طرف بڑھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رامین نے جلدی سے صوفے کی پشت پر پڑا اپنا گلابی کوٹ پکڑا اور باہر کی طرف بڑھی۔ پھر کچھ یاد آنے پر پلٹی اور الماری سے پیک ہوا ایک بڑا ڈبہ اٹھایا اور بھاگ گئی۔

رابیل گاڑی سٹارٹ کیے باہر اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ جلدی سے آئی اور پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی۔

اس نے گاڑی موڑی اور روانہ ہو گئی۔ ہلکی دھند میں اس کی گاڑی کی ہیڈ لائٹس آن تھیں "کتنے سال کی ہو گئی آرا؟"

رامین نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا "بارہ سال کی"

"تم بھلا اشو کے ساتھ چلی جاتی" اس نے سر جھٹکا

"وہ بزی تھا" لڑکی نے شانے اچکائے

"اڈریس بتاؤ۔۔ مجھے نہیں آتا"

رامین اسے بتاتی جا رہی تھی اور وہ اس راستے جا رہی تھی۔ سامنے سے ہی روشن سرمئی سفید بنگلہ نظر آ گیا۔ وہ رشک سے رعونت سے اس بنگلے کو دیکھ رہی تھی، گاڑی گیٹ کے سامنے رکی اور گارڈ نے اسے دیکھ کر سر کو خم دیا۔

"تم بھی آ جاؤ بیلی۔۔" رامین باہر نکلتے وقت گردن موڑ کر اس سے بولی

اس نے تھوک نگلا "نہیں۔۔ مجھے دیر ہو جائے گی"

رامین نے سانس خارج کی "ارے عافی سے مل لو۔۔ آرا بھی ہو گی، تم تو اس کی فیورٹ ہو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کا دل بے اختیار دھڑکا تھا۔اس نے گاڑی بند کی اور باہر نکل آئی۔ گردن اٹھا کر بنگلے کو دیکھتی لڑکی آگے بڑھی تھی۔ گیٹ سے اندر داخل ہوتی رامین جلدی سے لاؤنج کی طرف بڑھی تھی۔اس کے ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھی،وہ چھوٹے قدم اٹھاتی سفید سرمئی بنگلہ دیکھ رہی تھی۔اندر تیمور کی لیمبرگنی اور ایک سفید لینڈ کروزر کھڑی تھی،ساتھ ایک چھوٹی گاڑی بھی تھی۔ بائیں طرف بڑا سا باغ تھا جو کہ اوپر سے جلتی بتیوں کی وجہ سے روشن تھا۔لاؤنج سے باہر باغ کی طرف آتی سیڑھیوں پر ایک ملازمہ کھڑی تھی جس کے پاس ایک سفید کتا تھا۔وہ اندر کی طرف بڑھ گئی،باہر جوتوں کا ریک اسے منہ چڑھاتا رہ گیا۔اندر روشن لاؤنج سجا ہوا تھا،ایک طرف کو بڑا بڑا آرا کا نام لکھا تھا،سرمئی بالوں والی خاتون ایک چھوٹی لڑکی کے بال بنا رہی تھیں،ایک طرف ایک لڑکی کی پشت نظر آ رہی تھی۔اس نے گلابی سی فراک پہنے رکھی تھی،بال سیاہ تھے،سیدھے کمر پر پھیلے ہوئے۔رامین وہاں نہیں تھی،نہ مامون نہ تیمور۔وہ آگے بڑھی،لائلہ نے اسے حیرت سے دیکھا،یہ کون تھی؟وہ نہیں جانتی تھی،وہ مسکرائی،آرا نے مڑ کر اسے دیکھا،ملیحہ اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں

"عافی۔۔!"وہ عارفین کی پشت پر کھڑی تھی۔ چھوٹے صوفے پر بیٹھی لڑکی کھڑی ہوئی تھی،وہ مڑی اور پشت پر دیکھا۔ سامنے سے مامون آ رہا تھا،اس نے سیاہ جرسی نما شرٹ اور سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔وہ جہاں تھا وہیں رک گیا،اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا،دل بے اختیار بے تحاشا دھڑکا تھا،

وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا مگر قدم جامد تھے، سانس رکی تھی۔ وہ اس کی موجودگی کی یقین دہانی کر رہا تھا۔

وہ ٹھٹھکا پھر مسکرا دیا

رابیل ذرا سا بائیں کھڑی تھی مگر عافی دائیں طرف خلا میں دیکھ رہی تھی۔

"رابیل۔۔" وہ بولی اور ہاتھ آگے بڑھائے۔ اس نے پشت سے نظر ہٹائی، مڑ کر سامنے دیکھا۔

رابیل کی مسکراہٹ مدھم پڑی، چہرے پر سایہ سا لہرایا، اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں میں دیے، دل دھڑکنے لگا، تھوک نگلا اور سوالیہ نگاہوں سے ملیحہ کو دیکھا، پھر آرا کو اور پھر عارفین کے گلے لگی۔۔

"رابیل۔۔ تم کیسی ہو؟" عافی نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے تھے

"عافی۔۔" وہ بولی تو آواز گلے میں ہی رہ گئی۔ مامون اس کی پشت پر تھا، آرا اس کی طرف بڑھی اور وہ اسے دیکھتے مسکرایا

رابیل عارفین سے جدا ہوئی، پھر اس کے چہرے کو دیکھا جو کہ مطمئن سا شفاف سا تھا، سیاہ آنکھیں ویسی ہی تھیں مگر ویسی نہیں تھیں۔

"رابیل۔۔" اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور رابیل کے گال پر پھیرا۔ پھر آنکھوں پر پھر ناک پر اور وہ اسے محسوس کر رہی تھی۔ دوسرا ہاتھ چھوتے ہوئے اس کے ہاتھ تک لے گئی اور پھر اس کے ہاتھ میں

دیا۔اس کا کتا بھونک رہا تھا،اس کی ٹانگوں سے اپنی کمر رگڑ رہا تھا مگر پھر چپ کر کے ایک طرف بیٹھ گیا

"عافی۔۔"وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔پھر گردن موڑ کر پیچھے مامون کو دیکھا۔رابیل کی آنکھوں میں شاک اور سوال تھے۔وہ سوال جن کے جواب وہ نہیں جانتی تھی،

مامون جھک کر آرا کے جوتے کا سٹریپ بند کر رہا تھا،ساتھ مسکراتے ہوئے کچھ کہہ بھی رہا تھا۔

چھوٹی لڑکی مامون سے جدا ہوئی اور رابیل کی طرف بڑھی۔اسے دیکھ کر مسکرائی

"آپ کیسی ہیں؟"وہ عافی جیسی تھی،وہ مامون کی طرح تھی۔

کمرے سے رامین باہر آئی اور پیچھے تیمور۔دونوں مسکرا رہے تھے۔۔

اس نے عافی کو دیکھا اور پھر مینا کو۔۔

عارفین نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لیے آگے بڑھی۔پھر ہاتھ سے میز کی سطح ٹٹولی اور پھر صوفے کے ہتھ پر ہاتھ رکھ کر محسوس کیا اور پھر بیٹھ گئی۔ساتھ ہی رابیل کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ خاموش سی اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"اتنے سالوں بعد۔۔میرا بہت دل کرتا تھا تم سے ملنے کو"اس نے رابیل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا، نرم گرم ہاتھ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بوتیک کیسا چل رہا ہے؟ کوئی مسئلہ تو نہیں؟" وہ مسکراتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی اور وہ گم صُم سی اسے دیکھ رہی تھی

"سب ٹھیک ہے" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی "آپ ٹھیک ہیں؟"

"ہاں۔۔میں بالکل پرفیکٹ"

چند لمحوں کی خاموشی۔ پھر عافی بولی "مجھے مینو نے بتایا تھا تمھاری شادی ہونے والی ہے۔ میں بہت خوش ہوں، میرا دل تھا تمھاری شادی میں آنے کا مگر تم نے بلایا ہی نہیں" وہ خفا ہوئی تھی

لائلہ اس کے لیے جوس لے آئی مگر اس نے انکار کر دیا۔ مینا آرا کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

مامون آگے بڑھا اور اب تیمور کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے ایک بار بھی رابیل کو نہیں دیکھا تھا۔ اسے نہیں اندازہ تھا کہ کسی دن وہ یوں اچانک اس کے گھر آئے گی۔

کچھ باتیں کرنے کے بعد وہ اٹھ گئی اور جانے کی اجازت چاہی۔ وہ ایک بار مامون سے ملنا چاہتی تھی مگر وہ تیمور کے ساتھ اوپر چلا گیا، وہ اس سے اپنے شبے کا اظہار کرنا چاہتی تھی مگر شک و شبہ اب یقین میں بدل گیا تھا۔ وہ باہر کی طرف بڑھ رہی تھی، سرمئی محل کی ساری بتیاں بجھ گئی تھیں، وہاں کی رونق مدھم پڑی تھی۔ مامون نیچے آیا اور ارد گرد اسے تلاشا، وہ جا چکی تھی۔ اس نے اپنے کمرے کا ناب گھمایا اور اندر چلا گیا۔ وہ کوئی بات کیے بنا ہی چلی گئی۔ اپنے کمرے کی دیوار گیر کھڑکی کے پار کھڑا شخص اسے جاتا دیکھ رہا تھا، اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ وہ جا رہی تھی اور وہ اسے روک نہیں پایا تھا۔ اس نے

گاڑی آگے بھگادی۔سارے راستے وہ ایک ہی چیز سوچتی گئی تھی،ایک کیفے کے باہر افیفہ کھڑی تھی اور رابیل کو آتا دیکھ کر مسکرائی۔پھر اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی آگے بڑھ گئی

"ابھی کھڑی ہی ہوئی تھی،مجھے لگا دیر ہو گئی ہو گی"افیفہ اس سے مخاطب تھی اور اس کے چہرے کی ساری رونق اڑ گئی تھی

"نہیں۔۔میں مینا کو مامون کے گھر چھوڑنے گئی تھی"وہ کھوئی کھوئی سی بولی تھی

"ارے مامون سر۔۔گھر دیکھا ہے باس کا،ایک بار میں گئی تھی اللہ میرے،اتنا صاف اور اتنا پیارا" رابیل نے گلا کھنکھارا"ان کی بہن۔۔عارفین"اگلے لفظ بہت مشکل تھے۔اس نے التجا کی تھی کہ یہ جھوٹ ہوں"وہ بلائنڈ ہیں؟"اسے لگا وہ کچھ سن نہیں سکے گی۔کان بہرے ہو جائیں گے اور دل پھٹ جائے گا

"ہاں یار۔۔لیکن کسی کو پتہ نہیں ہے۔۔بس ان کی فیملی اور مجھے۔۔میں تو سیکرٹری ہوں نا۔۔باس اپنی فیملی کو پبلک میں یا آفس میں ڈسکس نہیں کرتے"وہ بولے جا رہی تھی اور رابیل کا دماغ سن ہو رہا تھا

"عارفین بلائنڈ(اندھی)ہے۔۔تو پھر مجھ سے بات کون کرتا تھا؟کیا میرا فون ہیک ہے؟کیا کوئی مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے؟"اس کے بہت سے سوالات تھے مگر جواب کوئی نہیں۔نہ وقت تھا،نہ حالات تھے اور نہ جواب۔

لڑکی بالکنی میں کھڑی باہر سے آتے جاتے مہمانوں کو دیکھ رہی تھی۔اس نے میرون رنگ کی شلوار قمیض پہن تھی تھی، گلے میں دوپٹہ تھا۔دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تو وہ چونک گئی۔اندر آئی تو اشعر تھا جو کہ کال پر بات کر رہا تھا۔وہ بالکنی کے دروازے میں ہی کھڑی رہی۔پھر اندر کی جانب بڑھی اور لڑکے نے کال کاٹ دی۔اس نے ہلکی بھوری شلوار قمیض پہنی تھی اور مصروف سا لگتا تھا۔اسے دیکھا تو مسکرایا

"آپ نیچے نہیں گئیں؟"

"گئی تھی، پھر آ گئی" شانے اچکائے۔اس کا چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔

"کیوں؟ دل نہیں لگا یا مہمان اچھے نہیں لگے" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا

وہ مسکرا دی۔پھر سانس خارج کی "مجھے اتنے ہجوم کی عادت نہیں ہے۔لوگوں سے ملنا جلنا ان سے ادھر اُدھر کی باتیں کرنا" اس نے ایک گہری سانس لی "یہ میرے لیے مشکل ہے"

اشعر اسے دیکھے گیا، پھر بولا تو صرف اتنا ہی "مینا آ جائے گی پھر آپ آ جائیں گی؟"

لڑکی آگے بڑھی۔پھر تھوک نگلا "میں نے آپ سے کہا تھا مجھے شادی تک کہیں اور چھوڑ آئیں۔مجھے لوگوں کے جواب نہیں آتے" اس نے وہ بول دیا جو وہ بولنا چاہتی تھی

اشعر نے سانس خارج کی "انھیں سوال کرنے کی عادت ہے۔آپ اگنور کریں" وہ جیسے اسے سمجھا رہا تھا۔

لڑکی نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا "ٹھیک ہے" جب کہ وہ خود بھی یہ جانتی تھی کہ کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

نیچے والے کمرے میں رابیل بیڈ پر بیٹھی افیفہ سے بات کر رہی تھی۔ وہ جھنجھلائی ہوئی لگ رہی تھی

"فیفی پھر وہ کون تھا جو مجھ سے بات کرتا تھا۔۔ وہ کون تھا جو مجھے مشورے دیتا تھا اور جسے میں اپنے ہر ایونٹ کی تصاویر بھیجتی تھی"

افیفہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "اس کو بھی دیکھ لیں گے، ابھی شادی اٹینڈ کرو"

"یار۔۔ مطلب سب کو پتہ تھا عافی کا۔۔ مجھے ہی نہیں پتہ تھا؟" وہ ابھی بھی حیرت میں مبتلا تھی۔

افیفہ نے سانس خارج کی "تمھیں کسی پر شک ہے؟"

رابیل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ "شک نہیں، یقین" وہ دانت پیستے بولی تھی "صبح دیکھتی ہوں میں"

اسے غصہ آرہا تھا مگر اس وقت گھر سے نکلنا بے وقوفی تھی۔

شام گہری ہوتی گئی یہاں تک کہ آٹھ مرلہ مکان روشن ہو گیا۔ گھر کا گیٹ کھلا تھا اور مہمان آجا رہے تھے۔ زیادہ تر لڑکیوں نے پیلے اور سبز کپڑے پہن رکھے تھے۔ اگر رابیل کے کمرے میں جھانکو تو مینا آئینے کے سامنے کھڑی کانوں میں موتیے اور گیندے کے پھولوں سے بنے بڑے بڑے جھمکے پہن رہی تھی۔ رابیل بیڈ پر بیٹھی تھی اور افیفہ اس کے لمبے بالوں کا آگے سے ہیئر سٹائل بنا رہی تھی۔

وہ خود ہاتھوں میں گجرے پہن رہی تھی۔اس نے ہلدی رنگ کا کامدار جوڑا پہن رکھا تھا۔مینو نے سبز اور پیلے ملے جلے رنگ کا گرارہ پہن رکھا تھا۔

مینو اس کے دائیں طرف آ کھڑی ہوئی "میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

"گیندے کا پھول لگ رہی ہو" افیفہ بول کر خود ہی ہنس دی۔

اس نے منہ بسورا "خود آپ بھڑ بنی ہوئی ہیں"

"کاٹ نہ جاؤں تمھیں" وہ کہاں چپ رہنے والی تھی

وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر سیلفی بنا رہی تھی، سامنے اس کے چہرے کے آگے تین کیمروں والا آئی فون تھا۔۔

دفعتاً دروازہ کھلا اور فرحت اندر آئیں۔رابیل کو دیکھ کر مسکرا دیں اور پھر اس کے سر پر بوسہ دیا

"مہندی والی آ گئی ہے"

پھر مینا کو دیکھا "مینو تم تو چلو باہر"

"امی میں دلہن کی بہن ہوں، تھوڑی لیٹ آؤں گی" وہ ابھی بھی ٹیڑھے میڑھے منہ بنا کر سیلفیاں لے رہی تھی

فرحت سر نفی میں ہلا کر چلی گئیں۔لاؤنج میں صوفے ذرا سے پیچھے کو کر کے درمیان میں جگہ کھلی کر دی گئی تھی، وہاں کارپیٹ بچھا تھا اور بہت سے لڑکیاں اور خواتین ہنستے مسکراتے قہقہے لگا رہی تھیں۔

فرحت صوفے پر آکر بیٹھیں تو صبیحہ نے ان کے کان میں سرگوشی کی "چھوٹی بہو کہاں ہے؟اسے بھی بلاؤ"

فرحت نے سر ہلایا"آرہی ہے۔تیار ہو رہی تھی"اور مسکرادیں۔

وہ بھی سر ہلا کر رہ گئیں۔تب سے تین چار عورتیں ان سے یہی بات کہہ چکی تھیں۔سب کو عجیب تجسس تھا،خیر یہاں سے اوپر جاؤ تو کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی لڑکی اپنا ہلکا پھلکا سا ہیئر سٹائل بنائے جس باقی کے گہرے بھورے بال پیچھے کو سیٹ کر رہی تھی۔اس کے بال کندھوں سے نیچے تک تھے،مینا سے بڑے اور رابیل سے چھوٹے۔اس نے پیلے اور سبز رنگ کا گرارہ پہن رکھا تھا، دوپٹہ گلے میں تھا اور کلائیاں خالی تھیں،انگلی میں اشعر کی دی ہوئی انگوٹھی تھی۔اس نے سامنے پڑی لپ سٹک پکڑی اور لبوں پر لگائی۔وہ ہلکے پھلکے سے میک اپ میں اچھی لگ رہی تھی۔اشعر کپڑے بدل کر واش روم سے باہر نکلا،گیلے بالوں میں تولیہ رگڑا اور اسے صوفے کی پشت پر ڈال دیا۔پھر آنکھیں پھاڑے حیرت سے لڑکی کو دیکھا۔۔وہ اسے سر سے پیر تک دیکھ رہا تھا،فری کچھ جز بز ہوئی، پھر اپنے آپ کو گردن جھکا کر نیچے سے دیکھا

"کیا ہوا؟"

وہ اسی حیرت سے بولا"ہائے اور با۔۔انی سوہنی کڑی!"(ہائے اللہ۔۔اتنی پیاری لڑکی!)

لڑکی نے دو سیکنڈ سمجھنے میں لیے،پھر اس کے گال گلابی ہوئے اور پھر ہنس دی۔۔وہ بھی مسکرایا تھا

لڑکی نے آئینے میں خود کو دیکھا "میں اچھی لگ رہی ہوں؟"

اشعر نے سانس خارج کی اور اپنے گریبان کے بٹن بند کرتے بولا "لڑکیوں کو اپنی تعریف بار بار سننا اچھا لگتا ہے کیا؟"

وہ مڑی اور اسے گھورا "یہاں ایک لڑکی کھڑی ہے۔۔لڑکیوں کی تعریف کون کر رہا ہے؟" اس نے ہاتھ کمر پر باندھ لیے

وہ ہنس دیا "لڑکی کو ہی کہا ہے"

"کیا؟" وہ آئینے میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"سوہنی لگ رئی ایں" وہ پھر سے پنجابی بولا تھا اور وہ ہنس دی۔

لڑکے نے اپنے بالوں کو برش سے سنوارا اور پھر پرفیوم پکڑ کر چھڑکا۔لڑکی پیچھے بیڈ پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے آئینے میں دیکھتے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا،وہ اس کی طرف بڑھی تو اس نے اسے اپنے آگے کھڑا کیا،پھر جیب سے فون نکالا

"تصویر بنا سکتا ہوں آپ کی میڈم؟" اس نے سرگوشی کی تھی

وہ مسکرائی "نہیں۔۔میں بہت غصہ کروں گی" وہ خفا ہوئی تھی

اس نے سر ہلا دیا "میڈم۔۔انا سوہنا لگن دا کی فائدہ۔۔تصویر ہی کھچا دو اک" اور وہ پھر سے ہنس دی۔

اس کی پنجابی اتنی اچھی نہیں تھی مگر وہ بولتا ہوا اچھا لگتا تھا

وہ مسکرایااور تصویر بنالی۔پھر فون جیب میں رکھااور سانس خارج کی

"چلیں؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا،پیچھے مڑ کر لڑکی کو دیکھا"آپ نے کسی بھی بات کو دل پر نہیں لینا،دل اپنا مجھے دے دیں"اور مسکرادیا۔وہ بھی مسکرائی"میرے رشتے داروں میں آدھے سانپ ہیں اور آدھے بچھو،سکون سے آپی کو مہندی لگانی ہے،خود مہندی لگانی ہے،گانے شانے سننے ہیں اور بس مہندی گزر جائے گی،اوکے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہن مسکرادیو"اس نے پھر پنجابی بولی اور لڑکی ہنس دی۔

وہ آگے پیچھے نیچے آئے تھے اور بہت سی خواتین نے گردنیں موڑ کر اسے دیکھا تھا،اشعر نے اسے صوفے کی طرف جانے کا اشارہ کیا تھا اور وہ چلی گئی،صوفے پر تیمور کی ماں اور رابیل کی خالہ"صبیحہ آفندی"بیٹھی تھیں۔فرحین نے ان سے سلام لی اور وہ مسکرادیں۔کچھ پل بیتے ہوں گے کہ رابیل مینا اور افیفہ کے ساتھ باہر آگئی۔اسے پھولوں سے سجے جھولے پر بٹھایا گیا تھا۔مسکراتی ہوئی لڑکی پھولوں سے سجی خوبصورت لگ رہی تھی۔ہلدی لگائی جارہی تھی،ہر سو روشنی تھی۔۔پچھلے کئی سالوں کے غم کا مداوا آج کیا جارہا تھا،قدرت مہربان تھی مگر وقت بدلتے تو دیر نہیں لگتی نا۔۔باری

باری سب آکر اسے ہلدی لگا رہی تھیں، فری مسکراتے ہوئے انھیں دیکھ رہی تھی۔ایک لڑکی آگے بڑھی اور فرحین کے ساتھ بیٹھ گئی۔پھر اس سے سلام دعا لی اور اسے گھورنے لگی

"مسز اشعر؟"

فرحین نے سر اثبات میں ہلا دیا

وہ حیران ہوئی، پھر تیوری چڑھائی "اشعر کی شادی کب ہوئی؟ ہمیں نہیں بلایا" وہ ذرا سی بلند آواز میں بولی تھی

سامنے بیٹھی دبلی پتلی خاتون پیچھے مڑ کر بولی تھیں

"ارے سمیعہ، کسی کو بھی نہیں بلایا تھا۔۔بس ایمرجنسی میں ہوئی ہے شادی" خاتون نے فری کو گھورا تھا

لڑکی ہنس دی "اچھا۔۔لو میرج"

پھر سانس خارج کی اور منہ بنا کر اپنے ہاتھ دیکھنے لگی "تم نہ آتی تو وہ میرے نصیب میں ہوتا" اور اسے دیکھ کر مسکرائی "مگر کوئی نہیں۔۔جس کو ایک محبت ہو سکتی ہے اس کو کئی بھی ہو سکتی ہیں"

وہ فضول کی باتوں کا ہر گز جواب نہیں دے گی، یہ تو طے تھا

"ایکس کیوزمی!" وہ اٹھ گئی اور جھولے پر رابیل کے ساتھ جا بیٹھی، پھر مسکرا کر اسے ہلدی لگائی

"بڑا ٹف کمپیٹیشن ہے" مینا شرارتی لہجے میں بولی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کس چیز کا؟"فری سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

"ارے ساری پیاری لڑکیاں ایک ساتھ بیٹھی ہیں نا،زیادہ پیاری کون ہے؟"اس نے اپنے بالوں کو جھٹکا دیا اور وہ ہنس دیں۔

ایک دو گھنٹے تک ہلدی لگائی جاتی رہی پھر مہندی شروع ہو گئی۔کھانے کے بعد مہندی لگائی جا رہی تھی،درمیان میں بلقیس آنٹی بیٹھ کر ڈھولکی بجاتے گنگنا رہی تھیں اور باقی لڑکیاں تالیاں بجاتی ان کا ساتھ دے رہی تھیں۔ایک چھوٹی لڑکی آئی اور فری کے ساتھ بیٹھ گئی،پھر مسکرا کر اسے مخاطب کیا

"فیری۔۔"

پہلے اس کی مسکراہٹ تھمی،پھر اس نے بھنویں بھینچیں اور پھر سمجھ کر مسکرا دی"فری۔۔"اس کی تصحیح کی۔

اس نے موتیے اور گیندے کے پھولوں کے بنے دو گجرے اسے دیے،وہاں زیادہ تر لڑکیوں نے گلاب اور موتیے کے گجرے پہنے تھے،اس کی کلائیاں خالی تھیں۔۔صرف ایک شخص جانتا تھا کہ اسے گلابوں سے الرجی ہے۔اس نے ارد گرد گردن گھمائی،وہ کہیں نہیں تھا۔پھر چپ کر کے گجرے پہن لیے۔وہ مسکراتے ہوئے مینا کو گاتے سن رہی تھی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات دو بجے تک رونق لگی رہی پھر سب کمروں میں گھس گئے۔فری کپڑے بدل کر بستر میں نیم دراز سی لیٹی تھی،اسے نیند آرہی تھی مگر اشعر نہیں آیا تھا۔اس نے گھڑی دیکھی تو پونے تین کا وقت تھا۔ہاتھ رکھ کر جمائی روکی اور دروازہ کھلا،لڑکا اندر آگیا۔۔اسے دیکھتے مسکرایا

"لڑکی تو تھک گئی" وہ کھونٹی لٹکے اپنے کپڑے اتار رہا تھا۔

"بہت۔۔مجھے لگتا ہے میں صبح نہیں اٹھ پاؤں گی" اس نے نیند بھری آنکھوں سے دیکھا

اشعر نے مڑ کر اسے دیکھا "اللہ کا نام لیں۔۔ابھی میری شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں جو آپ مجھے دوبارہ سنگل بنا رہی ہیں" اور سر جھٹک کر واش روم میں چلا گیا

لڑکی جواب دیتی مگر وہ واش روم میں چلا گیا۔وہ چوکڑی مارے مٹھی تھوڑی تلے رکھے اس کا انتظار کرنے لگی۔وہ باہر آیا تو لڑکی نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا

"ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

"ہوں" وہ بستر کی طرف بڑھا اور وہ گردن موڑے بائیں جانب اسے دیکھ رہی تھی

"سمیعہ کون ہے؟"

اشعر نے بھنویں بھینچے اسے دیکھا پھر شانے اچکائے "مجھے کیا پتہ؟"

"مجھے پتہ ہے" جواب جھٹ سے آیا تھا

"کون ہے؟" وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا

"میں نہ ہوتی تو وہ ہوتی۔۔"اس نے کہہ کر منہ بسور لیا

وہ ہنس دیا"سچی؟میری سیکریٹ فین"

وہ کچھ بھی نہ بولی۔وہ مسکرایا اور گلا کھنکھارا"اب اس میں میرا کیا قصور جو میں پیارا ہوں"

"ہاں؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں"مطلب اگر میں نہ ہوتی تو وہ واقعی ہوتی؟"

اشعر پھر سے ہنس دیا اور اس کا بایاں ہاتھ پکڑا"ایسے ہی جیلس ہوتی رہا کریں اور بھی اچھی لگتی ہیں"

اس نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا

"مہندی تو دکھا دیں"لڑکی نے مٹھی بھینچ لی

"سمیعہ کی دیکھیں جا کر"وہ غصے سے بولی تھی،نیند اڑ چکی تھی

وہ پھر سے ہنسا"میں نے سنا ہے کہ شادی شدہ لڑکی بڑے پیار سے اپنے شوہر کا نام مہندی سے اپنی ہتھیلی پر لکھواتی ہے،آپ نے لکھوایا؟"

وہ پھر سے تپ گئی"سمیعہ نے لکھوایا ہے"

ہر بار سمیعہ کا نام سن کر اور فری کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اس کی ہنسی نکل جاتی تھی۔

"اچھا دکھائیں تو"اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔لڑکی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا

وہ آگے کو ہوا اور مسکرایا"کتنا پیارا لگ رہا ہے نا میرا نام"

فری کی بھنویں بھینچ گئیں حیرت سے پہلے مہندی کو دیکھا پھر اشعر کو "یہ میرا نام ہے، فرحین" اس نے ہتھیلی پر انگوٹھے کے ذرا نیچے اشار کیا تھا

"ہاں تو۔۔آپ کا اور میرا نام الگ ہے کیا؟"

اور یہاں لڑکی شرما گئی تھی، پھر مسکرائی اور ہاتھ اس کے ہاتھ پر سے اٹھالیا۔سیدھی ہو کر بیٹھی، پھر بال ایک طرف کو کر کے لیٹ گئی اور پھر رضائی اوڑھ لی

"گڈ نائٹ!" وہ رضائی میں منہ دیے بولی تھی

وہ بس مسکرا کر رہ گیا تھا، یہ خواب لگتا تھا

یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک دراز کھڑکی کے سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی، وہ باہر کی سیاہی کو دیکھ رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں موبائل فون تھا، سکرین روشن ہوئی اور فون اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔اس نے فون کی گیلری کھولی اور تصاویر اوپر اوپر کرتا گیا۔۔ یہاں تک کہ ایک تصویر پر آرکا، انگوٹھے سے ٹچ کیا اور تصویر واضح ہوئی۔۔۔اس کی سیاہ آنکھیں تصویر پر تھیں، وہ مسکرادیا۔۔اس کی مسکراہٹ گہری تھی، دلفریب اور پرکشش۔۔

"بھوری آنکھوں والی رابیل!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر6

"لفظ کر ہی کیا سکتے ہیں"

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔دنیا کے آدھے حصے میں رات تھی اور آدھے میں دن مگر جس حصے میں ایک لڑکا سٹڈی ٹیبل کے سامنے بیٹھا اپنا قلم کاغذ پر رگڑ رہا تھا اس حصے میں رات تھی۔وہ کاغذ پر جھکا ہوا کچھ لکھتا جا رہا تھا۔

خواب خیال حیات اور موت

وقت ہوتا ہے ہر چیز کا

یہ پہلے سے طے شدہ ہے

یہ لکھ دیا گیا ہے مقرر کیا گیا ہے

وقت ہوتا ہے ہر شے کا

وقت کے پاس ہوتا ہے جواب

ہر سوال کا، وقت ہوتا ہے بادشاہ

یہ وقت ہی ہے جو رکھتا ہے حساب

جس کے پاس ہر پہیلی کا ہے جواب

گزرا ہوا وقت اور آنے والا وقت

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وقت ہٹا دیتا ہے ہر راز سے ہر پردہ

اس کے پاس اختیار ہے پلٹنے کا بدلنے کا

یہ دہراتا ہے خود کو، بتاتا ہے تم کو

کہ تم ہو بے بس، لاچار اور مجبور

مگر یہ نہیں ہے بے بس لاچار اور مجبور

تمھیں رکنا ہو گا، انتظار کرنا ہو گا

جب تک کہ وقت پلٹ نہ جائے، بدل نہ جائے

تمھیں گزارنا ہے گزرا ہوا وقت بیتے لمحے

اور رکے رہنا ہے آنے والے وقت تک

یہاں تک کہ وقت حل نہ کر دے ہر پہیلی

سب جواب کھل جاتے ہیں سارے پردے ہٹ جاتے ہیں

جب صحیح وقت آتا ہے، ہر جواب لاتا ہے

نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد

وقت بدلتا ہے اپنے وقت پر

یہ نہیں رکتا، تمھیں رکنا ہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہاں تک کہ سارے جواب مل جائیں گے

تم جان جاؤ گے کہ کیوں بدلا تھا وقت

کیوں پلٹا تھا وقت، تب تک کے لیے

تمھیں رکے رہنا ہے، ٹھہرے رہنا ہے

اس نے آخر میں اپنا نام لکھا اور پھر نظروں سے اپنے لکھے کو پڑھنے لگا۔ایک سانس خارج کی اور آنکھیں بند کر کے کھولیں۔اس کی آنکھیں سیاہ تھیں!

رات تھی گزر گئی، صبح کی روشنی ایک نیا پیغام لائی تھی۔شعاعیں سرمئی بادلوں میں سے راستہ بناتیں زمین کی سطح کو چھوتی ہوئیں فرش والوں کو ایک نئی نوید سنا رہی تھیں۔پچھلے دنوں کی نسبت موسم اچھا تھا، دھند کا زور ٹوٹا تھا مگر سردی اور ہوا میں خنکی محسوس کی جا سکتی تھی۔مارگلہ کے پہاڑوں سے دور آٹھ مرلہ مکان میں دن چڑھے ہی رونق تھی، آدھے مکین اٹھ چکے تھے اور آدھے ابھی نیند میں مدہوش تھے۔فرحت صبح صبح بانو کے ساتھ کچن میں مصروف تھیں۔ناشتہ باہر سے آیا تھا اور وہ مہمانوں کو ناشتہ سرو کرنے میں مصروف تھیں۔چھت پر لگی بتیوں کی روشنی مدھم پڑی پھر بجھ گئی۔گیارہ بجنے کو تھے۔اگر کمرے میں جھانکو تو بس رابیل اٹھی تھی جو کہ ابھی منہ دھو کر آئی تھی، بال جوڑے میں بند تھے اور ہاتھوں پر مہندی تھی۔بیڈ پر افیفہ سوئی تھی اور کچھ فاصلے پر کمبل میں منہ دیے مینا۔اس نے آئینے میں خود کو دیکھا، چہرے کے گرد جھولتے بال پیچھے کو کیے، چہرہ شفاف تھا۔

کانوں میں اوپر کو جاتی بالیاں تھیں، آنکھیں سیاہ لینز سے پاک تھیں بالکل اشعر اور حاشر جیسی بھوری مگر پھر بھی کچھ عجیب تھا۔اس کی آنکھیں ہلکی گلابی تھیں اور وجہ تھی سر درد۔۔کم از کم آج نہیں، آج تو سر درد نہیں ہونا چاہیئے تھا۔اشعر نہیں اٹھا تھا ورنہ وہ اشعر کو چیک کروا کر کوئی دوا لے لیتی، اس نے سانس خارج کی اور بیڈ کی طرف بڑھی، افیفہ کے اوپر سے کمبل اتارا۔۔روشنی اس کے چہرے سے ٹکرائی اور اس کی پلکیں پھڑ پھڑائیں

"اٹھ جاؤ فیفی۔۔اور کتنا سونا ہے"

مگر وہ نہ اٹھی۔اس نے عاجز آ کر اسے کندھے سے ہلایا "اٹھ جاؤ یار۔۔آج اتنے سارے کام ہیں"

اس نے کروٹ بدلی اور بند آنکھوں سے بڑبڑائی "بارات رات میں ہے نا، ابھی مت اٹھاؤ"

اور پھر سو گئی۔اس نے تھکی تھکی نگاہوں سے مینا کو دیکھا، اسے اٹھانے کی کوشش کرنا بھی فضول تھا۔

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور فرحت اندر آئیں۔۔اسے دیکھ کر مسکرا دیں۔پھر بیڈ کی طرف دیکھا

"یہ ابھی تک نہیں اٹھیں۔۔باہر سارا خاندان اٹھ گیا ہے"

وہ آگے بڑھیں اور مینا کے اوپر سے کمبل اتارا "مینو۔۔اٹھ جا۔۔باہر تیری خالہ بلا رہی ہیں"

مگر مینا تو مینا ہے، وہ ایک بار کہنے پر کیوں اٹھے گی۔

افیفہ نے فرحت کی آواز سنی تو اٹھ گئی۔ سہیلی کی ماں سے عزت افزائی کروانا تھوڑا عجیب لگتا ہے نا۔

وہ پھر سے بولیں "مینو۔۔اٹھ جا۔۔ناشتہ ختم ہو گیا تو بنا کر نہیں دوں گی"

اس نے ذرا سی آنکھیں کھولیں "کیا یار۔۔آپ سمجھیں میں ہوں ہی نہیں۔۔میں اپنے سسرال ہوں، مجھے سونے دیں۔۔میں دلہن کی بہن ہوں" اور کروٹ بدل کر کمبل لے کر سو گئی۔

انھوں نے سانس خارج کی اور پھر گردن نفی میں ہلائی۔رابیل کو دیکھا "چلو تم تو آؤ۔۔ناشتہ کرو" اور چلی گئیں۔

کچھ پل بیتے اور افیفہ منہ ہاتھ دھو کر صوفے پر بیٹھی رابیل سے مخاطب ہوئی، جو آئینے میں اس کا عکس دیکھ رہی تھی۔

"ابھی سے صدمے میں چلی گئی" وہ آئینے میں دیکھتے اپنا منہ خشک کر رہی تھی

رابیل نے سانس خارج کی مگر سر کا درد نہیں ٹھیک ہوا

"فیفی۔۔۔میرے سر میں درد ہے"

وہ آج بھی اپنے سر درد سے اتنا ہی ڈرتی تھی جتنا کہ چھے سال پہلے، اسے فوبیہ تھا اور آج یہ خوف پھر سے اس کے سامنے تھا۔افیفہ نے تولیہ صوفے کی پشت پر رکھا اور اس کے ساتھ آ بیٹھی "میگرین تو نہیں؟"

رابیل نے تھکی تھکی نگاہوں سے اسے دیکھا "میڈیسن ختم ہے۔۔کل رات سے ہو رہا ہے، میرا سپیشل ڈے خراب کر دیا" اس نے بے زاری سے سر جھٹکا

افیفہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "کچھ نہیں ہوتا۔۔ناشتہ کرو پھر میڈیسن لے لینا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سر ہلایا مگر دور اندر ڈر تھا،اس کا میگرین کبھی کبھی شدید ہوتا تھا۔۔اتنا شدید کہ دوائیاں بھی اثر کرنا چھوڑ دیتی تھیں اور یہ شاز و نادر ہوتا تھا مگر آج۔۔آج نہیں۔۔

"تم کیا سوچ رہی ہو بیلی؟"افیفہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی

اس نے تھوک نگلا، سر درد ایسے ہی شروع نہیں ہوتے

"فیفی۔۔وہ کون تھا؟ مجھ سے کون بات کرتا تھا؟"

اس کی بات ادھوری رہ گئی اور افیفہ بول پڑی"سوچ سوچ کر دماغ خراب کر لو اپنا۔۔بارات تمھاری ہال میں نہیں ہاسپٹل میں جائے گی۔۔دفع کرو جو بھی تھا،اپنا دن کیوں خراب کر رہی ہو؟"

اور اس کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف بڑھی۔کمبل میں لپٹی لڑکی کی پلکیں پھڑ پھڑائی تھیں،اسے بھوک لگی تھی اور اب نیند اور بھوک میں سخت مقابلہ تھا۔

یہ ایک سٹوڈیو کا منظر تھا۔ گراؤنڈ فلور پر بہت سے لڑکے اور لڑکیاں اپنے کینوس کے سامنے بیٹھے اور کھڑے اس پر رنگ بکھیر رہے تھے۔سیڑھیوں سے نیچے آتا حذیفہ کچھ گنگنا رہا تھا، پھر آفس میں داخل ہوا۔ چھوٹے کاؤچ پر معاذ بیٹھا تھا۔اس کے ہاتھ میں کیمرہ تھا،سامنے شیشے کی میز پر بھی کیمرہ تھا جس کے ساتھ کافی کا مگ پڑا تھا۔اس میں سے بھاپ نکل رہی تھی،مگ بھی بھرا تھا یوں جیسے ابھی ابھی منگوایا ہوا۔اس نے جھک کر اس کا کافی مگ اٹھایا اور ہونٹوں سے لگایا"مزہ آ گیا"اور مرکزی کرسی پر جا بیٹھا

"کبھی کوئی انسانوں والا کام نہ کرنا" اس نے کہہ کر سر جھٹکا

"جانور کے ساتھ رہتا ہوں انسانوں والا کام کیسے کروں؟" وہ بھی ڈھیٹ تھا، مسکرا کر کہتے کافی اندر انڈیلی

"آج میرا موڈ بہت اچھا ہے۔۔ خراب مت کرو" معاذ مسکرایا اور سامنے پڑا کیمرہ اٹھایا

حذیفہ ہنس دیا "ظاہر ہے، بھوکے بلے کو اتنے دن بعد اچھا کھانا ملے گا تو وہ خوش ہی ہو گا نا"

وہ بھی مسکرایا "کھانے تو تم جا رہے ہو۔۔ میں تو کام کرنے جا رہا ہوں"

مسکراہٹ ہنوز قائم رہی، کافی کا گھونٹ اندر اتارا "تم جتنے ناٹنکی ہو نا، پیٹ پیسوں سے بھرو گے اور جیبیں کھانے سے" اور ہنس دیا

معاذ بھی ہنسا اور پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھا "میرا دوست بھی ہے وہاں، اس سے ملنے کی زیادہ خوشی ہے"

حذیفہ نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "دوست ہے کہ محبوبہ؟"

اب کی بار معاذ کی مسکراہٹ گہری پڑی۔ گال کے گڑھے مزید واضح ہوئے۔ یہ وہ الفاظ تھے جو زرار کبھی معاذ اور تیمور کے لیے کہا کرتا تھا، "معاذ تیمور کی محبوبہ ہے، یہ دونوں عالم ارواح سے کانٹریکٹ کروا کر آئے ہیں" دور کہیں سے قہقہے ابھرے تھے۔ اس نے سر جھٹک دیا، پھر سانس خارج کی صوفے پر اس کے ساتھ پڑا فون بجا، اس نے سکرین دیکھی ایک غیر شناسا نمبر تھا۔ اس نے نظر انداز کر دیا۔ فون پھر سے بجا اور اس نے کال اٹھالی، فون کان سے لگایا۔۔ ایک مردانہ آواز ابھری

"اب تم مجھے اگنور کرو گے ؟"اور ایک قہقہہ " کبھی میری پہلی کال ابھی راستے میں ہوتی تھی اور معاذ بن ابوہریرہ کو خبر ہو جاتی تھی "وہ جیسے مسکرا رہا تھا

معاذ کی مسکراہٹ مدھم پڑی، چہرے کی رنگت بدل گئی۔۔سامنے بیٹھا حذیفہ اسے دیکھ رہا تھا،اس کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک رنگ جارہا تھا۔

"کیسے ہو؟" یہ سوال تھا،اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔وہ کسی بھی سوال کا جواب دینے سے قاصر تھا۔ اس نے فون کی سکرین دوبارہ دیکھی،یقین دہانی ہو چکی تھی کہ جس کے ہونے کی امید نہیں تھی وہ ہو چکا ہے۔۔اس کے گرد ہوا سائیں سائیں کر رہی تھی،کیسا لگتا ہے جب قاتل مقتول سے اس کا حال پوچھے ؟وہ خاموش رہا،کانوں سے آواز کی شعاعوں نے سفر دماغ تک کیا۔۔پیغام دماغ کو ملا اور دماغ نے بولنے کا اشارہ کیا۔۔

چند پل کی خاموشی۔اس نے تھوک نگلا "ہم ٹھیک ہیں"

پھر سے قہقہہ ابھرا،وہ ہنستا چلا گیا۔پھر سانس خارج کی بولا کچھ نہیں۔۔وہ "میں" کی بجائے "ہم" بول رہا تھا۔

معاذ نے اگلا سوال کیا تھا "تم ٹھیک ہو؟"

ایک خاموشی۔پھر مردانہ آواز ابھری

"اگر وہ پوچھ لے ہم سے تمھیں کس بات کا غم ہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تو پھر کس بات کا غم ہے اگر وہ پوچھ لے ہم سے"

حذیفہ اس سے اشارے سے پوچھ رہا تھا کہ فون پر کون ہے؟ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا، جیسے اکڑ گیا ہو۔

"کیا ہم مل سکتے ہیں؟" دوسری طرف سے آواز ابھری اور معاذ بن ابو ہریرہ ہوش میں آیا تھا

"کب؟"

چند لمحے بیتے اور اس نے کال کاٹ دی۔ پھر سکرین کو دیکھتا رہا۔

"کون تھا؟" حذیفہ جھٹ سے بولا۔ معاذ نے اسے دیکھا، وہ بلا کا سنجیدہ تھا۔ ایک تھوک نگلا، اس کی آنکھیں ساکت تھیں، بہت سے راز کہتی ہوئیں۔۔

رات نے ہر سو پر دے پھیلائے۔ ہر سو اندھیرا تھا مگر آج روشنی نے رات کی سیاہی کو بھی مات دی تھی۔ آٹھ مرلہ مکان سے دور ایک شادی ہال میں رونق لگی ہوئی تھی۔ سجے سنورے لوگ، پھولوں کی مہک، قہقہوں اور باتوں کی آوازیں۔۔ فرحت ایک خاتون سے مل رہی تھیں، ساتھ فری کھڑی تھی۔ وہ سر ہلا کر سلام کا جواب دے رہی تھی۔ وہاں سے چند قدم دور بیک سٹیج کمرے میں ایک لڑکی بڑے سے آئینے کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کی بہن اس کے بھاری جھمکوں کو کان کے پیچھے سے اچھے سے بند کر رہی تھی۔ سہیلی اس کے پیروں میں جھکی اس کا بھاری کام دار میرون لہنگا ٹھیک کر رہی تھی، مینا پیچھے ہٹی اور رابیل کو مسکرا کر دیکھا "اللہ۔۔ تم کتنی پیاری لگ رہی ہو" اس نے دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھ لیے

رابیل ہنس دی۔نیچے جھکی ہوئی افیفہ اٹھی اور اس کے سر پر چپت رسید کی "ماشاءاللہ بول دو۔۔ نظر نہ لگا دینا میری دوست کو"

افیفہ نے سنہری گلابی کام دار فراک پہن رکھی تھی، ساتھ کھڑی مینا نے گہرے نیلے رنگ کا کامدار جوڑا پہن رکھا تھا۔کمرے میں داخل ہوتے تیمور نے اسے آنکھوں سے باہر آنے کا اشارہ کیا اور وہ چلی گئی۔افیفہ رابیل کے ساتھ کھڑی تھی، پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "سر درد ٹھیک ہے؟"

اس نے سانس خارج کی "میڈیسن لی تھی، اتنا کوئی فرق نہیں ہے۔۔لیکن میں نے ٹیبلیٹس پرس میں رکھ لی ہیں، ڈونٹ وری" اور مسکرا دی

وہ مسکرا کر سیدھی ہوئی "مجھے بھوک لگ رہی ہے، میں کچھ کھانے کو لے کر آؤں" اور ہنس دی

رابیل نے منہ بنایا "پتہ نہیں کن بھوکوں میں پیدا ہو گئی ہوں" اور سر جھٹکا۔

مگر وہ بھی ڈھیٹ تھی، دو منٹ کا کہہ کر کمرے سے باہر آ گئی۔آئینے کے سامنے بیٹھی لڑکی نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا، بلاشبہ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔وہ مسکرائی اور سانس خارج کی، سوچیں دماغ میں ابھی بھی چل رہی تھیں۔۔ایک ہی سوال تھا اور جواب ندارد "وہ کون تھا؟"

ایک دن نو گھنٹے پہلے

رابیل کی مہندی والادن

دوپہر ہونے کو تھی۔گھر کو نارنجی اور پیلے گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔آج رابیل کی مہندی اور ہلدی تھی مگر رابیل کہیں اور جانے کی تیاری میں تھی۔مینوا بھی تک سو رہی تھی اور افیفہ صوفے پر بیٹھی ہاتھ کے ناخن پر نیل پالش لگا رہی تھی۔آج موسم باقی دنوں کی نسبت اچھا تھا۔وہ باہر نکلی اور گاڑی میں بیٹھی،اگنیشن میں چابی گھمائی اور سڑک پر دوڑا دی۔اسے پتہ تھا وہ کہاں جا رہی ہے۔

تقریباً پچیس منٹ بعد وہ کئی کنال پر مشتمل ایک بڑے سے محل کے سامنے کھڑی تھی،گارڈ اس کی طرف بڑھا۔اس نے کھڑکی کا شیشہ نیچے کیا"اپنے مالک سے بولو رابیل اور نگزیب آئی ہے"

اور وہ سر ہلا کر اندر گیا۔دو منٹ بعد باہر آیا اور اس کے لیے گیٹ کھول دیا گیا۔گاڑی اندر کی طرف بڑھی اور سیاہ لینڈ کروزر کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔وہ باہر نکلی اور اندر کی طرف بڑھی۔بڑے سے باغ میں کھڑے مالی،پودوں کو پانی دیتے ملازم اور ادھر اُدھر آتی جاتی ملازماؤں نے اسے دیکھا،پھر ایک دوسرے سے سوالیہ نظریں ملائیں مگر جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔وہ اندر بڑھی اور ایک ملازمہ اس کی طرف بڑھی"اس طرف۔۔"اور وہ دائیں جانب بڑھ گئی۔

وہ کھڑی ہو کر کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی جہاں سے نیچے کا سارا نظارہ نظر آ رہا تھا۔اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی اور وہ مڑی۔پیچھے کھڑا شخص اپنے حلیے میں مختلف تھا مگر رعب اب

بھی تھا۔اس نے چار کول کار گو جینز اور اوپر سیاہ ہڈی پہن رکھی تھی۔نفاست سے کٹے بال اور وہ فٹ تھا،اپنی عمر سے بہت کم۔

"زھے نصیب،آج رابیل اور نگزیب خود آئی ہیں"وہ مسکرایا مگر رابیل نہیں مسکرائی

"یہ کیا حرکت ہے جمال صاحب"وہ سنجیدگی سے بولی تھی

"جمال احمد"اس نے بھی اسی سنجیدگی سے تصحیح کی تھی

رابیل نے ضبط کیا"جمال احمد۔۔یہ کیا حرکت تھی؟"

اس کی بھنویں بھینچ گئیں"کون سی حرکت؟میرے علم میں اضافہ فرمائیں"

رابیل قدم بڑھاتی عین اس کے سامنے آکھڑی ہوئی"آپ مجھے ہیک کر رہے تھے"وہ غصے سے مگر آہستہ آواز میں بولی

"میں آپ کو ہیک کر رہا تھا؟"اس نے بھی یہی سوال کیا

"مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی"وہ آنکھیں دکھاتی بولی

وہ بھی آنکھیں دکھاتا بولا"مجھے بھی مجھ سے یہ امید نہیں تھی"

"آپ اتنی گری ہوئی حرکت نہیں کر سکتے"

"میں اتنی گری ہوئی حرکت نہیں کر سکتا"

رابیل نے پھر ضبط کیا"آپ مجھے غصہ دلا رہے ہیں"

Clubb of Quality Content

"میں آپ کو غصہ دلا رہا ہوں؟"اور یہاں اس کی مسکراہٹ اور گہری پڑ گئی۔

"جمال احمد۔۔"وہ بلند آواز میں بولی تھی

"رابیل اورنگزیب۔۔"وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا

رابیل خاموش ہو گئی۔جمال احمد پھر سے بولا تھا"میں نے آپ کی تب حفاظت کی تھی جب میں آپ کو جانتا تک نہیں تھا، میں اتنا فارغ نہیں ہوں کہ ایک لڑکی پر نظر رکھنے کے لیے اسے ہیک کروں گا" رابیل نے سانس خارج کی، کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے"آپ ہی وہ واحد مرد ہیں جو پچھلے چھے سال سے مجھے جانتے ہیں"

"میں ہی وہ واحد مرد ہوں جو آپ کو چھے سالوں سے جانتا ہوں مگر افسوس آپ مجھے نہیں جانتیں" وہ آنکھیں چھوٹی کیے بولا تھا۔اس کے وجود سے مہنگے ترین پرفیوم کی خوشبو آ رہی تھی۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

"رابیل۔۔میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہے کہ میں ایک لڑکی کو اٹھوا کر اپنے محل کی عزت بنا لوں۔۔میں جو کرتا ہوں دن کے اجالے میں سب کے سامنے کرتا ہوں، مجھے رات کے اندھیرے شایاں نہیں"اس نے ہاتھ جھلایا تھا

رابیل خاموش ہو گئی۔وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"آپ بیٹھ جائیں"اس نے بازو لمبا کر کے اسے بیٹھنے کو کہا۔اس نے ایک نظر سامنے کھڑے مرد کو دیکھا جس کی سیاہ آنکھوں میں عجیب سی کشش تھی اور پھر بیٹھ گئی۔

وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا، ملازمہ جوس لے آئی تو اس نے رابیل کی طرف اشارہ کیا۔وہ رابیل کی طرف بڑھی اور اس نے جوس کا گلاس تھام لیا

"آپ کہیں تو میں پتہ کرواؤں؟"

رابیل نے جوس کا گھونٹ بھرا اور پھر سر نفی میں ہلایا۔

اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور دھیرے سے مسکرایا

"سنا ہے آپ کی شادی ہو رہی ہے"

رابیل نے سانس اندر کھینچ کر خارج کی، اچھے روم فریشنر کی خوشبو اس کی نتھوں سے ٹکرائی"آپ نے مجھے سیاہ گلاب کیوں بھیجے؟"

جمال قہقہہ لگا کر ہنسا"رابیل۔۔رابیل۔۔۔رابیل۔۔"اس نے سر پیچھے پھینکا پھر آگے کو ہوا"میں آپ کو سیاہ گلاب کیوں بھیجوں گا؟"

"یہ میں آپ سے پوچھ رہی ہوں"

وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھا"آپ کو بھیجنے ہوں تو سرخ گلاب بھیجوں۔۔جو کام پچھلے چھے سالوں میں نہیں کیا اب کیا کروں گا؟"اس نے شانے اچکائے

"تو وہ آپ نہیں تھے جس نے مجھے ہیک کیا؟" اس نے ابرو اٹھایا تھا

"ایک عورت کا پیچھا کرنا مجھے زیب نہیں دیتا" اس نے تیوری چڑھا کر ہاتھ جھٹکا۔اس کے دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں آج بھی سیاہ چھلا تھا۔

رابیل کھڑی ہوئی تو وہ بھی کھڑا ہو گیا" پھر ملاقات ہوتی ہے"

وہ ہنس دیا" ویسے وکیل سے آپ کی بن جائے گی؟ آپ رولز بناتی ہیں وہ رولز توڑ دیتے ہیں"

رابیل مسکرائی" مبارکباد کا شکریہ" اور آگے بڑھ گئی۔وہ پیچھے اسے دیکھتا رہ گیا، پھر آنکھیں بند کر کے خوشبو کو محسوس کیا اور قہقہہ لگا کر ہنسا

"تجھ پر اٹھی ہیں وہ کھوئی ہوئی ساحر آنکھیں

تجھ کو معلوم ہے کیوں عمر گنوادی ہم نے"

وہ زیر لب بڑبڑایا پھر واپس مڑ گیا۔وہ مصروف ہوتا تھا، وہ مصروف رہتا تھا۔

موجودہ وقت:

اس کی آنکھیں گلابی تھیں، ساتھ افیفہ کھڑی تھی اور ایک طرف مینا، ٹشو سے اس نے اپنی آنکھ کے کنارے صاف کیے، اس کی بائیں مٹھی زور سے بند تھی، رنگت زرد اور آنکھوں کے کٹورے پھر سے بھر گئے۔مینا نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا" بیلی۔۔ہم ہیں نا!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ پھر سر اٹھا کر آئینے میں دیکھا۔اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، سانس تھم گئی، دل کی دھڑکن کان سن سکتے تھے مگر دماغ ماؤف تھا۔۔اس نے تھوک نگلا، وقت پلٹ آیا تھا، وقت پھر سے آیا تھا مگر اب حالات بدل گئے تھے۔آئینے میں اس کا عکس ابھرا تھا، وہ پیچھے کھڑا تھا۔۔ اس کی آنکھیں سیاہ تھیں!

پانچ سال قبل:

اگر آٹھ مرلہ مکان میں جھانکو تو خاموشی تھی۔باہر سردی تھی مگر پھر بھی ایک لڑکی باغ میں ٹہلتی کسی سے بات کر رہی تھی۔اس کے لمبے سیاہ بال کھلے تھے، آنکھوں پر چشمہ تھا، بھورا لمبا کوٹ اور نیچے ہلکے بھورے رنگ کی ٹراؤزر شرٹ۔۔سفید سنیکرز والی لڑکی پریشان سی تھی، اس کا بھورا بلا (وہی بلا جو اسے اور اشعر کو ہاسپٹل کے باہر ملا تھا) اس کے ارد گرد منڈلا رہا تھا۔وہ لیموں کے درخت کے پاس جا کھڑی ہوئی، ایک لیموں کو چھوتے وہ فون پر بات کر رہی تھی۔

"میں سارا دن مصروف رہنے کی کوشش کرتی ہوں مگر پھر بھی۔۔مجھے سمجھ نہیں آتا کہ دل کو کیا ہو جاتا ہے"

دوسری طرف سے آواز ابھری تھی "تم کیا کرتی ہو سارا دن؟"

"میں پینٹ کر لیتی ہوں، کبھی دل کرے تو ککنگ، نانی کے ساتھ بیٹھی رہتی ہوں نہیں تو سارا دن ریڈنگ" اس نے بات مکمل کی۔اس کا بلا اس کے پاؤں میں بیٹھا گردن اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"رابیل۔۔اپنی روٹین بدلو۔۔جب حالات بدلتے ہیں توانسان کو روٹین،اپنے ارد گرداور خود کو بھی بدل لیناچاہیئے"

"عافی میں کرتی ہوں۔۔لیکن زیادہ دیر تک کچھ نہیں ہوتا"وہ مایوس ہو گئی۔

"جب اداسی بڑھ جائے توکام بڑھادو۔۔تم جتنازیادہ کام کرو گی اتنا کم اداس ہو گی"وہ خاموش ہوئی۔

پھر آوازابھری"ہمارادماغ بہت productive ہے۔یہ مصروف رہناچاہتاہے،اگر یہ فارغ رہے گاتو یہ اداس رہے گا کیونکہ خالی دماغ تو شیطان کا گھر ہوتاہے۔۔یادہے پیپرز قریب ہوں اور ہم نہ پڑھ رہے ہوں توکتناپریشان رہتے ہیں مگر پڑھنے لگیں توپریشانی کم ہوتی ہے۔۔دماغ ہر وقت کام چاہتاہے اور کام آپ کے ڈپریشن انزائٹی اور اداسی کو کم کرتاہے۔ہم تب اداس ہوتے ہیں جب ہم کوئی کام نہیں کرتے جب کام کرتے ہیں تودماغ کے پاس اداس ہونے کا وقت ہی نہیں ہوتا"اور پھر خاموشی چھاگئی

رابیل نے سانس خارج کی"میں نے جاب کے لیے اپلائی کیا تھا مگر نہیں ہو سکی"اس نے شانے اچکائے

کچھ پل کی خاموشی"تم اپنا کوئی کام کیوں نہیں شروع کرتی؟کوئی چھوٹا موٹا بزنس،تم نے ایم بی اے کیاہے"وہ کچھ سوچتے مشورہ دے رہی تھی

رابیل ہنس دی"کر ہی نہ لوں میں کوئی بزنس"

عارفین نے سانس خارج کی "دیکھا،اپنے آپ کو انڈر ایسٹیمیٹ پہلے ہی کر لو۔۔یہ کام کم ہمت لوگوں کا ہے اور تم پہلے ہی۔۔"

وہ مسکرائی "اوکے۔۔میں پھر کوشش کروں گی"

شاید وہ مسکرائی تھی "کوئی بھی کام کرنا ہو تو زیرو سے شروع کرتے ہیں۔سب سے پہلے اپنے آس پاس دیکھتے ہیں"

رابیل لیموں کو دیکھتے کچھ سوچ رہی تھی۔پھر عافی خود ہی بول پڑی "تمھارے بابا کیا کرتے تھے؟"

"ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹریز ہیں۔ایک لاہور اور ایک اسلام آباد میں،ایک دادا نے بابا کو دی تھی اور دوسری بابا نے خود انویسٹ کر کے بنالی۔۔میرے بابا دونوں کے ایم ڈی تھے" وہ بڑی سنجیدگی سے بتا رہی تھی

"اللہ لڑکی۔۔" وہ حیران تھی "تمھارے بابا کی انڈسٹریز ہیں۔تم تو اتنی امیر ہو،تم وہاں کیوں نہیں گئی؟"

رابیل نے سانس خارج کی "وہاں چاچو اور تایا ابو ہوتے ہیں۔بابا کے جانے کے بعد انھوں نے سب سنبھالا ہے،میں اب وہاں جا کر کیا کروں گی؟"

وہ پھر سے چلنے پھرنے لگی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کم آن رابیل۔۔اب تم وہ یونیورسٹی کی سٹوڈنٹ نہیں رہی۔۔تم کیا نہیں کر سکتی؟" پھر گلا کھنکھارا، پیچھے سے اس کی بیٹی شاید سو کر اٹھی تھی، وہ اسے بلا رہی تھی۔

"تمھارا بھائی کیا کرتا ہے؟"

"اشعر تو ایم بی بی ایس کر رہا ہے۔۔حاشر بھائی بینک میں جاب کرتے ہیں"

"مطلب تم لوگوں نے اپنے بابا کی فیکٹریز ان کو دے دیں۔۔وہ تمھارے بابا کی تھیں رابیل" وہ ابھی بھی حیرت میں تھی

رابیل نے سانس خارج کی "پچھلے کئی سالوں سے وہ سنبھال رہے ہیں۔میں اب جا کر کہوں کہ مجھے یہاں کام کرنا ہے، عجیب ہے نا یہ"

عافی چڑ گئی، شاید تھوڑا بہت غصہ بھی آیا۔"رابیل میں تمھارے پاس ہوتی تو تمھیں دو تھپڑ لگاتی۔۔اب تم لوگ بڑے ہو گئے ہو، تم لوگوں کی چیزیں ان کے پاس امانت تھیں۔اپنی امانت لینے میں کون شرماتا ہے، لوگ تو بنا حق کے لوگوں کو کھا جاتے ہیں یہ تو تم لوگوں کا حق ہے۔۔اور تم وہاں کام کیوں کرو گی؟ وہ تمھارے بابا کی انڈسٹریز ہیں، تم وہاں لیڈ کرو گی"

رابیل خاموش رہی۔وہ اتنی بہادر نہیں تھی، پھر بولی تو آواز دھیمی تھی

"یہ اتنا آسان نہیں ہے عافی"

"رابیل۔۔دیکھو کچھ بھی آسان نہیں ہوتا۔۔تم لوگوں کو فیکٹری میں سے کیا ملتا ہے؟کتنا پرافٹ دیتے ہیں وہ لوگ آپ کو؟"

اس نے سانس خارج کی۔دل بھاری ہوا تھا"ان کے مطابق بزنس ڈاؤن ہے۔۔بابا کے جانے کے بعد صحیح سے کام نہیں ہو رہا"

عارفین ہنس دی"کم آن۔۔تم نے یقین کیسے کر لیا؟روٹی کپڑا مکان انسان کی بنیادی ضرورت ہے، کیا کبھی کپڑے کا کام بھی ختم ہو سکتا ہے؟"

رابیل خاموش رہی،دل دھڑک رہا تھا۔پھر عافی بولی

"ایموشنل ہونے اور خود ترسی کا شکار ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔کل ہی جاؤ اور ان سے اپنی امانت واپس لو۔۔تمھیں اب خود کو چننا ہے،کب تک ڈپریشن میں رہنا ہے؟"

"یہ بہت مشکل ہے۔۔چاچو اور تایا ابو بہت سخت ہیں۔فیملی میں باتیں ہوں گی،میں اتنے سالوں بعد کہاں سے اٹھ کر آ گئی؟"

عافی نے سانس خارج کی"ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سائنس دانوں نے ایک ٹیسٹ کیا تھا۔اس میں انھوں نے ایک درخت کے گرد بہت سے پھول لگائے اور ان پھولوں سے ایک مخصوص قسم کی خوشبو نکلتی تھی۔یہ ٹیسٹ انھوں نے چوہوں پر کیا تھا،اس درخت کے قریب انھوں نے چوہوں کو چھوڑ دیا۔چوہے جب بھی پھولوں کی خوشبو سونگھ کر اس درخت کے قریب جاتے تھے انھیں ایک

شاک لگتا تھا، آہستہ آہستہ چوہوں نے اس درخت کے پاس جانا چھوڑ دیا کیونکہ خوشبو کو سونگھتے ہی انھیں پتہ لگ جاتا تھا کہ ہم اس کے قریب گئے تو شاک لگے گا۔انھوں نے خوشبو کو شاک سے ایسوسی ایٹ کرنا شروع کر دیا۔اب ان چوہوں کا بریڈ کروایا گیا اور ان کی نئی نسل پیدا ہوئی۔۔ تمھیں پتہ ہے ان کی نئی نسل اس درخت کے قریب بھی نہیں پھٹکی حالانکہ انھوں نے کبھی شاک ایکسپرینس نہیں کیا تھا۔ان میں سے کسی کو شاک نہیں لگا تھا مگر وہ جانتے تھے جہاں سے یہ خوشبو آئی وہاں شاک ہو گا۔۔کیونکہ ان کے باپ دادا ان کے پیرنٹس نے یہ سب محسوس کیا تھا، ان کے پیرنٹس نے یہ تجربہ کیا تھا اور یہی بات ان کی اگلی نسل میں چلی گئی۔۔اگر ہم اپنے ٹرامازٹریٹ نہیں کریں گے اپنے خوف ختم نہیں کریں گے تو وہ اگلی نسل میں چلے جائیں گے، کیا تم چاہو گی کہ تمھارے بچے تمھاری طرح اداس ہوں، وہ ڈرتے ہو، کم ہمت ہوں اور دب کر رہیں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا

"کبھی نہیں۔۔تم کبھی نہیں چاہو گی کہ تمھاری اداسی جینز کی صورت میں تمھاری بچوں کو ملے اور وہ آگے نہ بڑھیں۔۔اس لیے رابیل رسک لے لو۔۔جو لوگ رسک لے لیتے ہیں وہ گلٹ میں نہیں رہتے۔گلٹ ایک قید خانہ ہے جو انسان کو بڑھنے نہیں دیتا اسے خوددار اور خود مختار نہیں ہونے دیتا۔ ایک بار اپنے لیے کوشش کرو، میرے کہنے پر ہی سہی"

اس نے سانس خارج کی اور مسکرا دی۔ہاتھ البتہ ٹھنڈے تھے "میں کوشش کروں گی"

وہ ہنس دی "میں تم سے کل بات کروں گی۔۔ابھی میری اولاد میرے گھر کو تباہ کرنے لگی ہے"

رابیل ہنس دی اور خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔

وہ بجھی ہوئی سکرین کو گھور رہی تھی،اس کا دماغ کام کرنے لگا تھا۔

یہاں سے دور دنیا کے ایک دوسرے کونے میں روشنیوں کا شہر "لندن" آباد ہے۔۔لندن کی ایک خاموش گلی کے ایک فلیٹ میں ایک شخص بے چینی سے کسی کو کال ملا رہا تھا۔دوسری طرف سے کال کاٹی جا رہی تھی۔کچھ پل بیتے اور کمرے کا دروازہ کھلا۔صوفے پر بیٹھے شخص نے سر اٹھایا اور کھڑا ہوا۔

اندر آنے والی لڑکی کی طرف بڑھا "کہاں تھی تم؟میں کب سے کالز کر رہا تھا" اس کے چہرے سے فکر نمایاں جھلک رہی تھی۔آنے والی کے ہاتھ میں بہت سے شاپنگ بیگز تھے جو اس نے بیڈ پر پھینکنے کی صورت رکھے۔پھر سینے پر بازو لپیٹے اور گردن اٹھا کر خود سے اونچے مرد کو دیکھا "کیوں؟میرے بغیر کون سے تمھارے کام رکے ہیں جو نہیں ہو پا رہے؟"

اس شخص نے سانس خارج کی "تم کہاں گئی تھی؟" اس نے بڑے تحمل سے سوال کیا تھا

"شاپنگ پر گئی تھی۔۔جتنے تم نے پیسے دیے تھے اتنے میں دل اور دماغ خراب کر کے آئی ہوں" اس نے درشتی سے کہہ کر سر جھٹکا۔

گھنگریالے بالوں والے نے اسے گھورا،پھر دانت پیستے بولا "تم شاپنگ سے پہلے کہاں گئی تھی؟"

لڑکی نے بدلے میں اسے آنکھیں دکھائیں پھر انگلی اس کے سینے پر رکھی "اپنے کام سے کام رکھو" اور مڑ گئی مگر اس شخص نے لڑکی کی کہنی پکڑی اور اپنے سامنے کھڑا کیا

"سفینہ۔۔میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کہاں تھی؟" وہ سختی سے آنکھوں میں غصہ لیے بولا تھا

اس نے اپنا بازو چھڑایا "کیا مسئلہ ہے؟ میرے سر پر کیوں سوار ہو؟" وہ پورے زور سے چلائی تھی

سامنے کھڑے مرد نے آنکھوں میں کرب لیے اسے دیکھا "تم ڈاکٹر زینت کے پاس گئی تھی۔۔تم نے مجھے نہیں بتایا کہ تم پریگننٹ ہو" پھر اپنے ماتھے کو چھوا "تم میرے بچے کو مارنے چلی تھی" دکھ کرب درد حیرت کیا کچھ نہیں تھا اس کے لہجے میں، اس کی آنکھوں میں گلابی پن اترا تھا۔

"ہاں۔۔ہوں میں پریگننٹ" وہ پوری شدت سے چلائی تھی "نہیں چاہیئے مجھے یہ بچہ، میں تمھارے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی"

اس نے سفینہ کو کندھے سے تھاما مگر اس نے اس کے دونوں ہاتھ جھٹک دیے

"تم ہمارے بچے کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو؟ تم اس کی ماں ہو" اس کی آنکھوں کے کٹورے بھر گئے تھے، دل میں خنجر کھب کر چبھن پیدا کر رہا تھا

"یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے" وہ چلائی اور پھر بالوں میں سے انگلیاں گزار کر رونے لگی "تم مجھے ایک اچھا لائف سٹائل نہیں دے سکے تو میرے بچے کو کیا دو گے؟ تمھاری طرح وہ بھی محرومی کی زندگی گزارے اس سے اچھا ہے کہ وہ اس دنیا میں آئے ہی نہ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بیڈ پر جا بیٹھی اور پھر منہ پر دونوں ہاتھ رکھے ہچکیوں سے رونے لگی۔

سامنے کھڑا مرداس کی طرف بڑھا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا "میں کوشش کر رہا ہوں، دن کو آفس میں ہوتا ہوں، رات کو گھر آتا ہوں تو آن لائن کام کرتا ہوں۔۔ تم بتاؤ اور میں کیا کروں؟" اس کا دل کئی ٹکروں میں بٹا تھا، وہ اپنی بیوی کو ہر ممکن طریقے سے ایک اچھا گھر دینا چاہتا تھا مگر تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی

"تم مجھے چھوڑ دو ہمایوں" اس نے سر اٹھا کر کہا تھا

وہ جہاں تھا رہیں رہ گیا، برف کا مجسمہ بالکل بت، الفاظ کہیں گم گئے تھے۔۔ اس نے بمشکل تھوک نگلا

"یہ مجھ سے نہیں ہو گا" اس نے گردن جھکالی

"تو پھر مجھے جانے دو" وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اس کے سر پر کھڑی ہو کر چلائی۔

وہ اسی طرح سر جھکائے بیٹھا تھا

"نہ تم مجھے طلاق دیتے ہو، نہ مجھے خلع لینے دیتے ہو" وہ جھنجھلا گئی "اوپر سے یہ بچہ، یہ الگ میرے پاؤں کی زنجیر ہے"

اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ پھر کھڑا ہوا اور بڑے تحمل سے اسے کندھے سے تھاما اور بیڈ پر بٹھایا۔ پھر نیچے بچھے کارپیٹ پر بیٹھا اور اسے سمجھانے لگا

"مجھے پتہ ہے میں تمھیں ایک اچھا لائف سٹائل نہیں دے سکا مگر میں کوشش۔۔"

"کوشش نہیں چاہیئے مجھے "اس نے ہمایوں کی بات کاٹی اور خود بول پڑی۔

وہ بھی کھڑا ہوا اور ہاتھ بلند کیے "اوکے۔۔اوکے "وہ ضبط اور لحاظ کی انتہا پر تھا" مجھے ایک ہفتہ دو، میں سب ٹھیک کر دوں گا"

سفینہ نے اسے تنفر سے دیکھا" دو سال ہو گئے ہیں کچھ ہوا نہیں اور اب ایک ہفتے میں تم نے چاند تارے توڑنے ہیں" سر جھٹک کر وہاں سے چلی گئی۔

وہ بیڈ پر بیٹھ گیا، آنسو آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔اس نے ہمیشہ یہ منظر تصور کیا تھا جب اس کی گود میں اس کا بچہ ہو گا، اس کا گھر اس کا خاندان وہ خود مکمل ہو گا مگر زندگی کسی کو کبھی مکمل نہیں رہنے دیتی۔وہ خوش تھا کہ وہ باپ بننے والا ہے مگر وہ دکھی تھا کہ حالات اس کے حق میں نہیں تھے۔۔اس نے سانس خارج کی، ایک مشین کی طرح اسے کام کرنا تھا۔اسے معلوم تھا کہ اس کا بچہ اس کی گود میں آئے گا تو وہ سارے غم ساری مشکلات بھول جائے گا۔۔کاش کہ ایسا ہی ہو مگر زندگی کا کیا بھروسہ!

اگلی صبح نیا پیغام لائی تھی۔گھر میں خاموشی سی تھی، کمرے میں مینا سوئی تھی جبکہ رابیل صوفے پر بیٹھی ایک فائل پر نظر دوڑا رہی تھی۔ صبح کے دس بجے کا وقت تھا اور لاؤنج میں ناشتے کی خوشبو تھی، وجہ تھی فرحت جو حاشر کو ناشتہ دے رہی تھیں اور وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔دفعتاً اس کے

کمرے کا دروازہ بجا،اس نے گردن اٹھائی اور دروازے میں اشعر کھڑا تھا۔ایم بی بی ایس کا سٹوڈنٹ اشعر اورنگزیب جو عمر میں کم اور معصوم تھا۔اندر آتے ہی رابیل کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا

"چلیں؟"

رابیل نے سانس خارج کی اور فائل اس کی طرف بڑھائی"امی سے رات کو بہت بحث ہوئی ہے مگر یہ میں نے لے لی۔۔اب پتہ نہیں کیا ہوگا"وہ فکر مند تھی۔دبلی پتلی لمبے بالوں والی رابیل جس کی بھوری آنکھوں پر دور کی نظر کا چشمہ تھا۔

اشعر مسکرایا"جو بھی ہوا میں آپ کے ساتھ ہوں"

ایک سیکنڈ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ کمبل کے اندر سے آواز ابھری"میں بھی"

اشعر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔سر نفی میں ہلایا

"بیلی۔۔"مینا نے کمبل اتارا اور اٹھ بیٹھی"تم نا اپنا فون ریکارڈنگ پر ڈال کے رکھ دینا۔۔میں بھی سن لوں گی کیا بات ہو رہی ہے"

رابیل اٹھی اور اس کے سر پر چپت رسید کی"سو جاؤ تم"

اور اشعر کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔باہر صوفے پر حاشر بیٹھا تھا،انھیں گردن موڑ کر دیکھا۔اشعر نے فائل اپنے کوٹ میں چھپالی اور گلا کھنکھارا

"حاشر بھائی"ذرا سا آگے بڑھا"گاڑی کی چابی دے دیں"

"کیوں؟"اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔

"میں نے اور آپی نے ہاسپٹل جانا ہے۔۔آپی کی فرینڈ کی طبیعت نہیں ٹھیک اور میری کلاس ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"مجھے ڈراپ کرتے جانا"اور ہاتھ جھاڑ کر کھڑا ہوا۔

اس نے ایک دفعہ مسکرا کر فرحت کو دیکھا،ان کی طرف بڑھا اور ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کر کے خدا حافظ کہا اور تینوں آگے پیچھے باہر چل دیے۔

حاشر ڈرائیو کر رہا تھا اور ساتھ اشعر بیٹھا تھا،رابیل پیچھے بیٹھی تھی۔اس نے ناشتہ بھی کچھ خاص نہیں کیا تھا،دل تھا کہ گھبرا رہا تھا اور پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے تھے۔

"کون سے ہاسپٹل جانا ہے تم دونوں نے؟"

رابیل نے تھوک نگل کر سامنے بیک ویو مرر میں دیکھا،اشعر جھٹ سے بول پڑا"شفا انٹرنیشنل"

رابیل کی سانس میں سانس آئی۔حاشر نے سر اثبات میں ہلایا،وہ خود بینک کے سامنے اتر گیا اور اب بس اشعر اور رابیل تھے۔۔

فیکٹری کے مین گیٹ کے سامنے اتر کر رابیل نے گردن اٹھا کر اپنے باپ کی فیکٹری دیکھی،اوپر لکھا بڑا سا نام دیکھا اور پھر اشعر کو دیکھا،دل کی دھڑکن کی رفتار بڑھی،رنگت زرد پڑی

"ہم کر لیں گے نا اشعر؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور آگے بڑھا۔ گارڈ نے ان سے ان کا نام پوچھا اور پھر سر ہلا کر اندر جانے دیا۔ اندر آتے ہی اس نے گردن اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا، یہ وہ جگہ تھی جہاں اس کا باپ کبھی آتا تھا ۔۔اس نے سانس خارج کی اور آگے کی طرف بڑھی۔ آفس دوسرے فلور پر تھا، وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے اور سب تجسس سے انھیں دیکھ رہے تھے۔ آگے بڑھتی رابیل اور اپنے باپ سے ملتا اشعر سیڑھیاں چڑھتے دوسرے فلور پر پہنچے۔۔پہلا آفس اس کے باپ کا تھا جہاں اس کے تایا ابو تھے۔۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، رابیل کی آنکھوں میں خوف تھا، ایک ان جانا سا ڈر۔۔ اتنے سال بعد اپنے تایا سے ہم کلام ہونا، کوئی کام ہوتا تھا تو فرحت یا حاشر بات کرتے تھے اور آج آمنے سامنے کھڑے ہو کر ایک نیا مطالبہ مگر وہ مطالبہ حق تھا۔ اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑے، ہونٹ گول کر کے سانس خارج کی اور خود کو نارمل کیا مگر ہاتھ ہلکے سے کپکپا رہے تھے۔۔دروازہ اشعر نے کھولا اور رابیل اندر داخل ہوئی۔ سامنے تھری پیس میں اس کے تایا بیٹھے تھے، اپنے پی اے سے بات کرتے ہوئے۔۔اسے اندر آتا دیکھ کر ٹھٹھکے، ان کے سامنے بیٹھا پی اے بھی گردن موڑ کر انھیں دیکھ رہا تھا

رابیل مسکرائی "بیٹھنے کو نہیں کہیں گے تایا ابو؟" دل بے اختیار بے تحاشا دھڑکا تھا، کیا وہ بات کر لے گی؟

سرمئی مونچھوں اور کلین شیو والے مرد نے اپنے پی اے کو جانے کا اشارہ کیا اور وہ چلا گیا۔ان کے سامنے ایک کرسی پر رابیل بیٹھی اور دوسری کرسی پر اشعر۔۔

"تم دونوں یہاں۔۔اس وقت؟" بھنویں بھینچ گئیں "کوئی بات تھی تو گھر پر کرتے"

رابیل مسکرادی، مگر وہ تیاری کے ساتھ آئی تھی "نہیں نہیں تایا ابو۔۔آپ کے بھائی اور میرے بابا کہا کرتے تھے گھر کی بات گھر اور آفس کی بات آفس کرنی چاہیئے" پھر اشعر کے ہاتھ سے فائل لے کر ان کے سامنے رکھی

"چائے کافی کا تو پوچھیں۔۔آپ کے بھتیجے آئے ہیں" اب اشعر کی باری تھی، وہ کافی مطمئن تھا انھوں نے انٹر کام پکڑا اور چائے کا آڈر دیا مگر اشعر نے ٹوکا "تایا ابو۔۔کافی۔۔دو کپ کافی" پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گیا

انھوں نے سانس خارج کی اور دو کافی کا آڈر دیا

پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے آگے کو ہو کر بیٹھ گئے

"کیا بات ہے؟ کوئی ضروری بات ہے کیا؟ میں ذرا بزی تھا" وہ مسکرائے

رابیل کی مسکراہٹ گہری پڑی، دل ابھی بھی دھڑک رہا تھا، پیٹ میں مروڑ پڑ رہے تھے مگر اس نے ہمت کو جانے نہیں دیا "تایا ابو۔۔بزی تو ہم بھی بہت ہیں، اشعر اپنی کلاس چھوڑ کر آیا ہے اور میں اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر آئی ہوں" پھر فائل ان کی طرف بڑھائی "یہ دیکھ لیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انھوں نے فائل پکڑی اور پڑھنا شروع کیا، صفحہ پلٹا، نظروں سے تحریر پڑھی اور ہنس دیے۔۔ان کی طنزآہنسی اشعر کو بہت بری لگی تھی

"تو تم لوگوں کو اب یاد آیا ہے؟"

رابیل کی مسکراہٹ میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آیا"آپ کو تو وہ نہیں آیا تایا ابو"

وہ سنجیدہ ہو گئے "یہ کیا بکواس ہے؟"آواز ذرا سی بلند تھی

اشعر نے گلا کھنکھارا"میں یہ بکواس آسان لفظوں میں پڑھ کر سناتا ہوں"اس نے فائل پکڑی اور کھولی، نظریں سفید صفحے پر تھیں"اس میں لکھا ہے کہ اور نگریب احمد اپنے تمام تر ہوش و حواس میں یہ بیان ریکارڈ کروا رہے ہیں۔ان کی علالت کے دوران اور ان کی موت کے بعد اورنگزیب ٹیکسٹائل انڈسٹریز کی اٹارنی ان فیکٹ ان کی بیٹی رابیل اورنگزیب احمد ہو گی"اس نے فائل بند کی اور سنجیدگی سے سامنے بیٹھے مرد کو دیکھا"ہم اپنی امانت واپس لینے آئے ہیں"

ایک پل کی خاموشی"اس دن کے لیے میں نے تم لوگوں کی کفالت کی تھی،اس دن کے لیے میں نے تم لوگوں کی حفاظت کی کہ ایک دن تم لوگ آکر مجھے ہی ڈس لو۔۔آج کئی سال بعد تم لوگوں کو باپ کی کرسی یاد آگئی ہے،تب کہاں تھے جب اس فیکٹری کا برا وقت چل رہا تھا اور میں نے اسے دوبارہ پیروں پر کھڑا کیا"

رابیل نے سانس خارج کی، مطلب یہ واقعی آسان نہیں تھا"تایاابو۔۔ہم بھیک مانگنے نہیں آئے۔۔ امانت واپس لینے آئے ہیں اور اتنا اسلام تو آپ کو بھی آتا ہو گا کہ کسی کی امانت میں خیانت نہیں کرتے۔۔رہی بات آپ کی کفالت کی تو وہ آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ کتنے ہمارے کفیل ہیں، ہم بس آپ کو بتانے آئے ہیں کہ یتیم اب بڑے ہو گئے ہیں اور وہ اپنا باپ ساتھ لائے ہیں"

اس نے انتہائی سنجیدگی سے تحمل کا سہارا لیتے بات مکمل کی تھی مگر اس کے تایا کا پارہ چڑھ گیا

"تم لوگ احسان فراموش ہو، سانپ تھے جنھیں میں نے آستین میں پالا۔۔تم لوگ میرے رزق پر ڈاکا نہیں ڈال سکتے۔۔یہ میری جگہ ہے اور میں اپنی جگہ کسی کو نہیں دوں گا"وہ غصے سے غرارہے تھے

رابیل نے انھیں دیکھتے اطمینان سے ٹانگ پر ٹانگ جمائی، ٹھنڈے ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں

"ویل،تایاابو۔۔فکر نہ کریں ہم آپ کے جیسے نہیں ہیں۔۔ہم صرف آپ کو بتانے آئے تھے کہ وقت گزر گیا ہے۔۔اور نگزیب احمد کے بچے بڑے ہو گئے ہیں اور اب وہ اپنی امانت لے کر رہیں گے"اور کھڑی ہو گئی

اشعر بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا

"سیکرٹری چینج کروں گی میں۔۔اتنی لمبی بات ہوئی ہے مگر کافی نہیں آئی"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے اور پلٹ گئی۔

ساتھ ہی اشعر بھی پلٹا تھا

"مجھے دھمکا رہے ہو۔۔ تمھارے باپ کی جگہ پر ہوں میں"

دروازہ کھولتی رابیل مڑی اور مسکرائی "اسی بات کا لحاظ کیا ہے" اور باہر نکل گئی۔

باہر جاتے ہی وہ اشعر کو دیکھ کر ہنس دی، ہاتھ اٹھا کر سانس بحال کی، سارے ڈائیلاگز صحیح سے ادا ہوئے تھے۔۔ وہ بھی ہنسا تھا۔ پھر دھڑکتے دل سے سانس خارج کی اور آگے بڑھے۔ راستے میں انھیں پی اے ملا تھا مگر انھوں نے نظر انداز کر دیا۔

"اب رات کو تماشا لگے گا" اشعر نے سرگوشی کی تھی

"دیکھ لیں گے" وہ شانے اچکا کر باہر بڑھی تھی، کسی حد تک وہ نارمل اور پر اعتماد تھی۔۔ زندگی میں واقعی رسک لے لینے چاہیئے۔

یہاں سے دور دنیا کے اس شہر کا رخ کرتے ہیں جو کبھی نہیں سوتا۔۔ یہاں دوپہر کو گزرے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔ شام اترتی خوبصورت سا تاثر دے رہی تھی۔ ایک خوبصورت سی پر سکون گلی میں داخل ہوں تو ایک سفید گھر کے ساتھ ایک باغ تھا جہاں چیری بلاسم اپنی خوبصورتی لیے کھڑا تھا۔ گھر کے اندر جھانکو تو سکون تھا، ایک کمرے میں ایک چھوٹی بچی سو رہی تھی، اس کی رنگت سفید گلابی تھی اور اس کے ساتھ اس کا ٹیڈی بیئر تھا جس کو خود سے لگائے وہ گہری سانسیں لے رہی تھی۔ ساتھ والے کمرے کا ماحول اس سے مختلف تھا۔ ایک لڑکی بیڈ پر بیٹھی تھی، جس کے بال سیاہ تھے،

لمبے اور سیدھے۔دائیں طرف واش روم سے ایک مرد باہر آیا،اس کا چہرہ گیلا تھا اور آگے کے بال ماتھے سے چپکے تھے۔اس نے تولیے سے منہ صاف کیا اور ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا، پھر بال سنوارتے آئینے میں ابھرتے لڑکی کے عکس کو دیکھا

"کہاں جا رہے ہو؟"اس نے بڑی شائستگی سے سوال کیا تھا

"میٹنگ پر"جواب مختصر

"اچھا۔۔"اس نے ہاتھ میں پکڑے فون کی سکرین آن کی۔پھر گیلری میں گئی اور ایک تصویر نکال کر اس کے سامنے رکھی۔وہ برش رکھنے کے لیے جھکا تو وہ تصویر دیکھی، چہرے کی رنگت بدلی اور اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا

"کچھ نہیں۔۔"لڑکی نے فون اٹھا لیا"میں بس یہی کہوں گی کہ ہماری ایک بیٹی بھی ہے۔۔ایکسٹرا میریٹل افیئر رکھتے وقت کچھ تو خیال کرتے"کہتے ہی اس نے سکرین بجھا دی

وہ شخص اب سنبھل چکا تھا۔وہ مڑا اور اس کے روبرو آ کھڑا ہوا"اوہ۔۔تو تم میری مخبری کرواتی پھر رہی ہو"

لڑکی نے نفی میں سر ہلایا"میں نے تمھیں پہلے بھی بتایا تھا کہ میرا سوشل سرکل کافی بڑا ہے۔۔ میرے بہت سے دوست ہیں۔۔تم میں ایسا کیا ہے کہ میں تمھاری مخبری کرواؤں؟"وہ مسکرا دی

اس شخص نے دانت پیسے "عارفین۔۔اگر تم مجھے دھمکا رہی ہو تو یہ بات یاد رکھنا کہ تم میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے"

اس نے بھنویں بھینچے زیان کو دیکھا،اس کی آنکھوں میں سوال تھے

"تم نے مجھے نہیں بتایا کہ تم پچھلے ہفتے سے ophthalmologist کے پاس جا رہی ہو۔۔تم نے مجھے نہیں بتایا کہ تمھاری نظر کمزور ہوتی جا رہی ہے۔۔تم نے مجھے نہیں بتایا کہ تمھاری وژن لوس ہونے کا خطرہ ہے"اور خاموش ہو گیا

عافی کی آنکھیں گلابی پڑیں مگر وہ مسکرائی"زیان۔۔میں تمھیں بتاتی کہ مجھے retinitis pigmentosa ہے اور تم بس آزادی کا سوچتے۔۔افیئر تو پہلے ہی ہے اس عورت کو میرے گھر لے آتے،ساری ساری رات اس سے باتیں کرتے یا واٹ ایور جو بھی اور ہماری بیٹی کی ذہنی صحت تباہ کر دیتے"اس نے تھوک نگلا مگر ابھی بھی سامنے کھڑا شخص دھندلا نظر آ رہا تھا۔

زیان نے سر جھٹکا"مجھے بھی اپنی بیٹی کا خیال ہے"اس کی آواز بلند ہوئی"تمھیں مجھے بتانا چاہیئے تھا اپنی بیماری کا،بہت کچھ ہو سکتا تھا مگر نہیں۔۔تمھیں تو خود سری کی ساری حدیں پار کرنی تھیں"

"آہستہ بولو۔۔آر اسور ہی ہے"وہ دانت پیستے اس کے قریب آئی تھی۔پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا"اب بتا دیا نا۔۔اب تم کون سے تیر مار لو گے۔۔تمھیں باہر کی عورتوں سے فرصت ملے تو گھر پر توجہ کرو"

اس نے دانت پیسے، آنکھیں گلابی ہو گئیں اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے بولا "بکواس بند کرواپنی۔۔ اپنی بیٹی کی وجہ سے تمھیں برداشت کر رہا ہوں ورنہ ایک سیکنڈ نہ لگاؤں تمھیں چھوڑنے میں"

عارفین کی رنگت سرخ پڑی، آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں "تم نے باندھ کر رکھا ہی کب ہے؟"

زیان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مڑ گیا۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے مگر اس نے جلدی سے آنکھیں پونچھ لیں۔ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی اپنی عینک کو دیکھا جس کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔اس نے سر جھٹکا اور باہر نکل آئی۔ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھولا اور آرا اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔وہ مسکرائی اور اس کی طرف بڑھی "آرا۔۔آپ کب اٹھیں؟"

وہ مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ جا بیٹھی۔اس نے اپنے بازو اپنی ماں کے گرد حمائل کیے اور آنکھیں کھولے سامنے دیوار کو دیکھنے لگی۔کیا اسے سب پتہ تھا؟

شام فرش پر اترتی نارنجی کے ساتھ سرمئی تاثر بھی دے رہی تھی۔آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی، رابیل کمرے میں گلشن آرا کے ساتھ بیٹھی تھی، آئینے کے سامنے مینا کھڑی تھی اور وہ اپنی نانی کی خوبصورت شال کو خود سے لگا کر دیکھ رہی تھی۔فاصلے پر صوفے پر نیم دراز سا اشعر بیٹھا تھا جس کے ساتھ بھورا بلا تھا اور وہ ڈرائی فروٹ کھا رہا تھا۔مینا مڑی اور مسکرا کر گلشن آرا کو دیکھا

"نانو۔۔یہ شال مجھے دے دیں"

گلشن آرا مسکرائیں "لے لو مگر تم نے لینی نہیں ہے مینو"

اس نے اچھے سے شال کو اپنے گرد لپیٹا "لوں گی نا اب سے۔۔دیکھیں میں کتنی پیاری لگ رہی ہوں" اس نے بازو پھیلا کر چادر کو پھر سے اپنے گرد لپیٹا۔اشعر مسکرایا "چمگادڑ لگ رہی ہو" اور ہنس دیا

اس نے منہ بسورا "میری اماں کہتی ہیں جو کہتا ہے وہی ہوتا ہے" بچپن سے دہرایا جانے والا جملہ اس نے آج پھر دہرایا اور اشعر بھی جھٹ سے بولا

"اور میری نانو کہتی ہیں جس کو کہتے ہیں وہی ہوتا ہے" اسے بھی جواب دینا آتا تھا اور وہ ہمیشہ یہی جواب دیتا تھا

رابیل مسکرائی "اشو اس کو لے لینے دو۔۔دو دن میں اس کا شوق اتر جانا ہے"

چھوٹے بالوں والی مینا نے منہ بسورا اور اپنی نانی کی طرف بڑھی۔ان کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے اور پھر ساتھ بیٹھ گئی

"ایک تو جب یہ لاڈ کرتی ہے نا میری جیب کو خطرہ ہوتا ہے" اور ہنس دیں

مینا بھی ہنسی تھی۔باہر لاؤنج میں شاید حاشر آیا تھا اور وہ رابیل کو بلا رہا تھا،اس کی مردانہ آواز گھر میں گونج رہی تھی۔اس نے تھوک نگلا اور اشعر کو دیکھا،پھر کھڑی ہوئی اور باہر کی طرف بڑھی۔پیچھے ہی اشعر اور مینا بھی تھے

"جی۔۔" وہ اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی

"کہاں گئی تھی تم صبح؟ مجھ سے جھوٹ بولا تم دونوں نے؟"وہ غصے سے اشعر اور رابیل کو گھور رہا تھا

"جی۔۔ہم آپ کو بتاتے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں تو آپ جانے دیتے"اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا جبکہ اس کا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا

"حاشر۔۔کیا ہوا ہے؟"فرحت کچن سے باہر آئی تھیں

"امی۔۔"اس نے فرحت کو دیکھا"آپ کو پتہ بھی ہے یہ کیا کرتے پھر رہے ہیں؟"وہ چلا رہا تھا

گلشن آرا بھی باہر آ گئیں اور حاشر کو دیکھتے سنجیدگی سے بولیں"حاشر،آواز نیچی رکھو"

مگر وہ کیوں آواز نیچی رکھتا،وہ تو بڑا بھائی تھا نا۔۔

"یہ دونوں۔۔"اس نے پہلے اشعر کو دیکھا پھر رابیل کو"یہ دونوں آج فیکٹری گئے تھے۔۔آپ کو پتہ ہے"اس نے گلشن آرا کو دیکھا"یہ۔۔آپ کی بیٹی،تایا ابو کو دھمکا کر آئی ہے کہ اسے سیٹ چاہیئے۔۔اسے فیکٹری واپس چاہیئے"

وہ خاموش ہوا تو گلشن آرا بولیں"ہمیں پتہ ہے۔۔اتنا ہنگامہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

وہ حیرت اور صدمے سے انھیں دیکھ رہا تھا"آپ کو پتہ تھا"پھر فرحت کو دیکھا"امی۔۔مطلب بس مجھے ہی نہیں پتہ تھا"

"تم اندر چلو۔۔میں بتاتی ہوں"فرحت نے اس کا بازو تھاما تھا مگر اس نے چھڑایا اور بھڑک اٹھا

"رابیل تایا ابو سے ملنے گئی،سب کو پتہ تھا مگر میں۔۔بس میں ہی انجان تھا"

وہ سب خاموش تھے۔وہ آگے بڑھااور رابیل کے سامنے جا کھڑا ہوا"کس نے کان بھرے ہیں تمھارے؟ایسے تو نہیں ہوا ہو گا کہ رات ورات تمھیں خیال آگیا کہ بابا نے تمھیں اٹارنی ان فیکٹ بنایا تھا۔۔تمھیں کون سا خواب آگیا کہ تم ان کے گلے تک پہنچی ہوئی ہو،تم میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی کہ ان کو دھمکا کر آئی ہو؟"اس کا تنفس پھولا ہوا تھا

رابیل نے بازو سینے پر باندھے اور بڑے تحمل سے بولی"حاشر بھائی۔۔پہلی بات تو یہ کہ میں پڑھی لکھی لڑکی ہوں،کوئی گائے بھینس نہیں کہ جس کو کوئی جہاں چلائے وہ چل پڑوں۔۔رہی بات فیکٹری کی تو وہ ہمارے بابا کی تھی،ان کے پاس امانت تھی اور ہم اپنی امانت لینے گئے تھے۔۔ہم اب بڑے ہو گئے ہیں،اتنی عقل تو ہے ہم میں کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں؟"دل البتہ کانپ رہا تھا،وہ حاشر کے غصے کو جانتی تھی

حاشر کا دل کیا اسے کمرے میں بند کر دے،اسے کبھی اتنا پڑھایا ہی نہ ہوتا۔اس نے سانس خارج کی اور خود کو نارمل رکھا"دیکھو رابیل۔۔وہ ہمارے تایا ہیں،بابا کی جگہ ہیں۔اتنے عرصے انھوں نے فیکٹری کو سنبھالا ہے،وہ زیادہ سمجھدار ہیں۔انھوں نے اتنے عرصے ہماری دیکھ بھال کی ہے ہم انھیں یہ صلہ نہیں دے سکتے"

رابیل کا خون کھول گیا تو مطلب تایا نے اس کے کان بھرے ہیں۔اسے غصہ آیا تھا مگر وہ ضبط کر گئی "حاشر بھائی۔۔کون سی دیکھ بھال؟وہ بابا کی جگہ پر کبھی نہیں تھے،انھوں نے ہمیں کب کا چھوڑ دیا

Clubb of Quality Content

تھا،ہر تین مہینے بعد چاچو کے ساتھ آتے تھے اور آکر یہی کہتے تھے کہ بہت مشکل سے گزارا ہو رہا ہے۔۔بابا کی فیکٹری کسی کام کی نہیں ہے،ہم نے اپنا مکان رینٹ پر دیا،ہم نانو کے گھر رہتے ہیں،ہم نے پلاٹ بیچ کر مکان کھڑا کیا اور اس سے کھا رہے ہیں۔۔تایا ابو اور چاچو کہاں تھے جب ہمارے گھر فاقے ہوتے تھے اور ان کے بچے برانڈڈ کپڑے نئی گاڑیاں لا رہے تھے۔۔ہمیں کسی نے نہیں پالا، ہماری ماں اور نانی نے ہمیں پالا ہے۔۔آئندہ مت کہیے گا کہ تایا ابو یا چاچو نے ہماری کفالت کی ہے ۔۔جو پیسے وہ ہمیں دیتے تھے وہ اس پرافٹ کے بیس پرسنٹ بھی نہیں تھے جو انھیں بابا کی انویسٹمنٹ سے ہوتا تھا۔۔میں اٹارنی ان فیکٹ ہوں اور میں اپنی جگہ لے کر رہوں گی" وہ آخر میں بلند آواز میں بولی تھی

"کیا کرو گی تم؟" وہ بھی چلایا تھا"کیا کرو گی ہاں؟دھمکیاں دو گی،بدتمیزی کرو گی" رابیل ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔اسے حاشر سے خوف محسوس ہوا تھا مگر اس نے اپنا اعتماد گرنے نہیں دیا۔

"ہاں۔۔مجھے جو کرنا پڑا کروں گی۔۔میں اپنا حق نہیں دوں گی کسی کو۔۔تایا ابو آپ کو اپنے اشاروں پر نچا سکتے ہیں ہمیں نہیں"اور یہ بات حاشر کی برداشت سے باہر تھی

اس نے زوردار قسم کا تمانچہ اس کے منہ پر رسید کیا اور وہ پاس صوفے پر جا گری،اس کے لمبے بال اس کے چہرے کو ڈھک چکے تھے اور وہ سن تھی،جو کام کبھی اس کے باپ نے نہیں کیا تھا وہ حاشر نے کر دیا تھا۔۔

فرحت آگے بڑھیں اور حاشر کو پیچھے کو جھٹکا دیا"بہن پر ہاتھ کیوں اٹھایا تم نے؟"

وہ بھی بت بنا کھڑا تھا،اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور پھر رابیل کو۔پھر تھوک نگلا"امی۔۔"ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔مجھ سے ہو گیا بس"وہ منہ میں بڑبڑایا تھا

"دفع ہو جاؤ"انھوں نے اپنا منہ موڑ لیا اور اندر جا کر کمرے کو چٹکی چڑھالی۔

مینا رابیل کے ساتھ بیٹھی تھی،اس نے اپنے بال پیچھے کیے اور کھڑی ہوئی،دائیں گال پر سرخ انگلیاں چھپی تھیں،اس کے کان سن اور آنکھیں گلابی تھیں۔وہ اٹھی اور حاشر کے عین سامنے جا کھڑی ہوئی، اس کی آنکھیں گلابی تھیں،آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھر گئے تھے

"آپ میری بات لکھ کر رکھ لیں۔۔اگر اب بابا بھی زندہ ہو کر مجھے پیچھے ہٹنے کو کہیں تو میں کبھی نہیں ہٹوں گی۔۔میں پیچھے نہیں ہٹوں گی،میں رابیل اور نگزیب ہوں اور میں ان کے کلیجے میں ہاتھ ڈال کر اپنا نوالہ نکالوں گی۔۔دیکھتے جائیں آپ"کہہ کر رکی نہیں اور کمرے میں چلی گئی۔اس نے مینا کو دیکھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اوپر چلا گیا۔لاؤنج میں خاموشی تھی،طوفان آنے کے بعد کی خاموشی،طوفان آنے سے پہلے کی خاموشی۔

آج رابیل جلدی اٹھ گئی تھی۔رات تو جیسے سوئی ہی نہیں تھی،فجر کی نماز پڑھی اور پھر اٹھی رہی۔نو بجے کے قریب کمرے سے باہر آئی،گھر میں خاموشی تھی۔فرحت کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی سو آج

کچن میں بلقیس آنٹی ناشتہ بنا رہی تھیں۔وہ کچن میں داخل ہوئی اور گرم چائے کپ میں ڈالی۔پھر ڈبل روٹی گرم کے کے پلیٹ میں رکھیں اور چائے ساتھ میں لیے فرحت کے کمرے میں داخل ہوئی۔دروازہ کھولا اور وہ لحاف ٹانگوں پر لپیٹے وہ صوفے پر بیٹھیں تسبیح کر رہی تھیں۔رابیل ان کے ساتھ آ بیٹھی،پلیٹ اور کپ میز پر رکھے

"ناشتہ کر لیں،آپ نے رات میں بھی کچھ نہیں کھایا"

وہ خاموش رہیں۔رابیل نے ان کا ہاتھ پکڑا مگر انھوں نے جھٹک دیا۔اس نے سانس خارج کی اور ان کا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھوں میں لیا

"آپ تو ایسا نہ کریں"فرحت اسے دیکھ رہی تھیں

"اتنے سال تم لوگوں کو انہی جھگڑوں سے دور رکھا تھا۔ایک فیکٹری کے پیچھے میرے بچے لڑ رہے ہیں،اسی پراپرٹی کو میں نے جانے دیا تھا کہ میرے بچوں کی زندگی پر کوئی برا اثر نہ پڑے مگر آج اسی پراپرٹی کو درمیان میں لا کر تم لوگ لڑ رہے ہو"ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے "وہ لوگ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ میرے گھر میں بھی فساد ہو،ہم لوگ کھا کیوں رہے ہیں؟کیوں زندہ ہیں؟"

رابیل نے سانس خارج کی"امی۔۔وہ لوگ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ ہم اپنا حق خود چھوڑ دیں۔۔میں نہیں چھوڑنے والی۔۔کچھ بھی ہو جائے"وہ بھی منہ بنا کر بیٹھ گئی

سامنے واش روم سے گلشن آرا باہر آئی تھیں، دوپٹہ اچھے سے سیٹ کرتے ہوئے بولیں "فرحت! میری بچی صحیح کر رہی ہے۔۔ رودھو کر اسے جذباتی نہ کرو۔۔ اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے کو ہی واپس لے رہی ہے کسی کے باپ کے حق پر ڈاکا نہیں مار رہی۔۔ اس کی ہمت بڑھاؤ، اتنا پڑھا لکھا کر تم اسے کیا تاثر دے رہی ہو کہ وہ دل چھوٹا کر کے سب چھوڑ دے۔۔ صحیح کر رہی ہے میری رابیل" وہ اس کی طرف بڑھیں اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"اب وہ کیا اپنی چیز بھی نہ لے، تب کہاں تھا ان کا تایا چاچا جب سکول کی فیس دینے کے پیسے نہیں تھے، گھر میں راشن ختم تھا۔۔ وہ فرعون ہیں تو رہیں میرے بچے کمزور نہیں ہیں، لینے دو رابیل کو اپنا حق۔۔ نہیں ہٹے گی میری بچی پیچھے"

فرحت نے انھیں خفگی سے دیکھا اور منہ موڑ لیا "اماں آپ کو نہیں پتہ وہ لوگ کتنے کم ظرف ہیں" ان کی بات ادھوری ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی، بلقیس نے دروازہ کھولا اور اندر جھانکا

"باجی۔۔ باہر مہمان آئے ہیں"

فرحت نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا، پھر تھوک نگلا

"مینو کے چچا تایا آئے ہیں۔۔ میں نے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے، آپ مل لیں"

ان کا دل بے اختیار بے تحاشا دھڑکا تھا، جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔۔ وقت بدل چکا تھا، بچے ہی نہیں مسئلے بھی بڑے ہوئے تھے

ڈرائنگ روم میں دائیں طرف صوفے پر دو مرد بیٹھے تھے، ظہیر تایا اور ان کے ساتھ مظہر چچا بیٹھے تھے۔ان کے سامنے بڑے صوفے پر حاشر اور ساتھ فرحت بیٹھی تھیں۔رابیل نے اچھے سے شال اوڑھی، ڈرائنگ روم کے باہر کھڑی ہو کر اس نے سانس بحال کی، ہونٹ گول کیے اور سانس خارج کی۔۔کندھے ڈھیلے چھوڑے اور اندر کی طرف بڑھی، دل بے اختیار دھڑک رہا تھا، پیٹ میں مروڑ پڑے تھے، ہاتھ ٹھنڈے تھے مگر اسے جانا تھا۔اندر داخل ہوئی اور ان سے سلام لی، حاشر اور فرحت اسے گھور رہے تھے مگر وہ مسکرا دی۔بڑے صوفے پر بیٹھیں فرحت نے اسے دیکھا

"رابیل جاؤ بیٹے چائے لے کر آؤ"

مگر رابیل نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی "بلقیس آنٹی لا رہی ہیں، آپ تایا ابو کی بات سن لیں، ان کی بات زیادہ ضروری ہے" اور پھر اپنے تایا کو دیکھا۔

انھوں نے گلا کھنکھارا "آپ کو پتہ ہو گا کہ ہم کس سلسلے میں بات کرنے آئے ہیں" فرحت خاموشی اور سنجیدگی سے انھیں سن رہی تھیں "اورنگزیب کے جانے کے بعد ہم ہی آپ کا خاندان رہے ہیں۔ہم بھی انسان ہیں اور انسانوں سے اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے، ہمارے اپنے خاندان بھی تھے اور ہم سے جتنی کوشش ہو سکی آپ نے کے لیے بھی کی اور اب بھی کر رہے ہیں۔۔وقت بہت جلد گزرا ہے، ہمیں اس بات کا اس سے قبل علم نہیں تھا کہ اورنگزیب اٹارنی ان فیکٹ رابیل کو بنا کر گیا ہے" پھر رابیل کو دیکھا "رابیل ہماری بیٹی ہے۔ہمارے ہاتھوں میں بڑی ہوئی ہے، مجھے یہ بات بہت

ناگوار گزری ہے کہ اس طرح آفس میں آکر اپنے تایا کو دھمکانا اور زبردستی سیٹ لینا۔۔ہم اتنے سالوں سے سنبھالتے آئے ہیں ہمیں زیادہ علم ہیں، ہمیں قطعاً اچھا نہیں لگے گا کہ ہماری بیٹی مردوں کے درمیان کام کرے۔۔زمانہ خراب ہے، باہر کا ہر مرد گھر کے مردوں کی طرح نہیں ہوتا"

ان کی آخری سطر پر رابیل نے حاشر کو دیکھا۔پھر مسکرادی مگر وہ سنجیدہ رہا۔

"تایا ابو۔۔ہم سمجھتے ہیں آپ کی بات، آپ صحیح کہہ رہے ہیں" حاشر نے گلا کھنکھار کر بات شروع کی۔بلقیس آنٹی چائے کاٹرے اور بسکٹ لے آئیں، چائے رکھی اور پھر چلی گئیں

"رابیل کی طرف سے جو غلطی ہوئی ہے ہم اس کے لیے معذرت خواہ ہیں۔آج کل لڑکیوں کو عجیب شوق چڑھے ہیں خود کمانے کے، آپ بے فکر رہیں ہم اس معاملے کو سلجھالیں گے "اس نے بات مکمل کی اور اس کے تایا مسکرادیے مگر بات رابیل کی ہو رہی تھی

اس نے گلا کھنکھارا اور سامنے سے چائے کا ایک کپ پکڑا، ایک گھونٹ بھرا اور ان سے مخاطب ہوئی

"میرا خیال ہے بات میری ہو رہی ہے تو میں بھی بات کرلوں" حاشر اسے گھور رہا تھا مگر فرحت خاموش تھیں۔

"مان لیا کہ تایا جان کو نہیں پتہ تھا کہ رابیل اٹارنی ان فیکٹ ہے لیکن اب تو پتہ چل گیا نا۔۔اب تو سب کو پتہ ہے کہ رابیل اور نگزیب اپنے باپ کے بعد آئے گی "ایک اور گھونٹ بھرا" میری حاشر بھائی سے اس معاملے میں بہت اچھے سے بات ہوئی ہے اور میں نے انھیں بتادیا ہے کہ میں یعنی

رابیل اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ انڈسٹری کسی کو بھی دوں۔۔میں نے کوئی غلط بات نہیں کی، میں نے کسی کو نہیں دھمکایا اور نہ میں کسی مرد سے ڈرتی ہوں خواہ وہ مرد گھر کا ہو یا باہر کا" پھر مسکرا کر بسکٹ پکڑا اور چائے میں ڈبو کر منہ میں رکھا

"بھابھی۔۔"اب اس کے چچا کی باری تھی۔وہ فرحت سے مخاطب تھے "آپ بھی تو کچھ بولیں۔۔ اگر رابیل ہمارے پاس کام کرنا چاہتی ہے تو ہم اسے اپنے ساتھ فیکٹری میں رکھ سکتے ہیں۔۔مگر جس طرح کی شرائط اور باتیں یہ کر رہی ہے یہ تو بہت اوپر کی ہیں، ہمارا کیا ہو گا؟"

فرحت نے گلا کھنکھارا"مظہر بھائی۔۔اور نگزیب سے اس وقت بھی اس بات پر بہت بحث ہوئی تھی کہ رابیل کو اٹارنی ان فیکٹ بنانے کی بجائے حاشر کو بنایا جائے مگر انھوں نے اپنی مرضی ہی کی، وہ چلے گئے اور پچھلے سات سالوں سے آپ انڈسٹری سنبھال رہے ہیں مگر آپ بھول گئے تھے کہ آپ امانت سنبھال رہے ہیں۔۔امانت کی حفاظت کرنے پر امانت آپ کی نہیں ہو جاتی۔۔جب اورنگزیب فیکٹری سنبھال رہے تھے تب آپ اپنا کام کرتے تھے، آپ اب بھی اپنا کام کریں" انھوں نے بڑے شائستہ انداز میں بات مکمل کی تھی

رابیل کو طاقت ملی تھی مگر حاشر اپنی ماں کو گھور رہا تھا

"بھابھی۔۔آپ تو ایسے نہ کریں۔خاندان کی بات ہے، ہم اتنے سالوں سے اپنا کام پیچھے چھوڑ کر اورنگزیب کا کام سنبھالتے آئے ہیں"اب اس کے چچا چپ تھے اور تایا بول رہے تھے

رابیل نے گلا کھنکھارا"چاچو۔۔اگر آپ چاہیں تو میرے ساتھ کام کر سکتے ہیں،مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا"اور مسکرا دی۔وہ ان کے تن بدن میں آگ لگا رہی تھی

اس کے تایا بھڑک اٹھے تھے"اب تم۔۔کل کی بچی۔۔تم ہمیں اپنے پاس ملازم رکھو گی،تم ہو کون؟"

رابیل نے چائے کا کپ میز پر رکھا"تایا جان۔۔میں وہی ہوں جسے بدلنے کے لیے آپ اپنا ناشتہ چھوڑ کر آئے ہیں اور یہ کل کی بچی کو ہی اس کا باپ پوری دو انڈسٹریاں دے کر گیا ہے"

"رابیل۔۔"حاشر دانت پیستے بولا تھا مگر وہ تو ڈھیٹ تھی

"یہ تربیت کی ہے تمھاری ماں نے"اس کا چچا بلند آواز میں بولا تھا

رابیل نے سانس خارج کی"جی۔۔یہی تربیت کی ہے۔میری ماں نے ہمیں حلال کا اپنا کھلایا ہے،کم از کم ہم کسی کے باپ کی سیٹ پر ناحق نہیں بیٹھے"

"رابیل۔۔"اس کے تایا ابو کھڑے ہوئے تھے"تم مجھے یہاں سے نکل کر دکھاؤ۔۔کر کیا سکتی ہو تم،دیکھ لوں گا میں تمھیں"اور سر جھٹک کر وہاں سے چلے گئے،پیچھے ہی چچا بھی چل دیے۔۔فرحت وہاں بیٹھی رہیں

حاشر کھڑا ہوا اور چلایا"دماغ تو نہیں گھوم گیا تمھارا؟"

اس نے بازو سینے پر لپیٹ لیے "جو تھپڑ آپ نے رات کو مجھے مارا تھا نا اس سے میرا دماغ ہل گیا ہے۔۔

اب اس تھپڑ کی چھاپ سب کے گالوں پر دکھے گی "اور سر جھٹک کر وہاں سے چلی گئی۔۔

"امی۔۔" وہ فرحت کی طرف جھکا تھا مگر انھوں نے چائے کے کپ ٹرے میں رکھے اور باہر کی طرف چل دیں۔وقت بدل گیا تھا

یہاں سے دور اگر تم روشنیوں کے شہر میں جھانکو تو ایک گھر میں صوفے پر ایک شخص بیٹھا تھا۔اس کے بال گھنگریالے تھے اور آنکھیں سیاہ مگر اداس۔اس کے سامنے ایک شخص بیٹھا تھا جن کی عمر ساٹھ سے اوپر کی لگتی تھی،آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا اور ان کے بال سفید تھے۔وہ خاموشی سے سامنے بیٹھے شخص کو سن رہے تھے۔لندن کی سڑکیں تازہ تازہ ہونے والی بارش سے گیلی تھیں،وہ جس کمرے میں بیٹھے تھے وہاں سے باہر کا چھوٹا باغیچہ نظر آرہا تھا۔دونوں کے درمیان میز تھی جس پر چائے کے دو کپ اور Croissant تھی،چائے کے کپ ان چھوئے تھے

"آپ کے کسی جاننے والے کو اگر کسی کک کی ضرورت ہو تو میں یہ کام کر سکتا ہوں۔۔میں آفس سے جلدی آجاؤں گا "اس کا سر جھکا تھا

سفید بالوں والا اڈھیر عمر شخص ہنس دیا "اگر وہ پھر بھی نہ راضی ہوئی تو کیا کرو گے؟"

وہ خاموش رہا۔انھوں نے چائے کا کپ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا

"ہمایوں۔۔تم صبح نو بجے آفس جاتے ہو،رات کو آٹھ بجے آتے ہو،رات دو تین بجے تک آن لائن کام کرتے رہتے ہو۔۔پھر کہیں جا کر چار بجے سوتے ہو، صبح فجر کی نماز پڑھ کر اپنا اور میرا ناشتہ بناتے ہو۔۔پھر سے تمھارا دائرہ گھومنے لگتا ہے"اس نے سر نہیں اٹھایا تھا،درد شدید تھا اور وہ تھکا ہوا تھا مگر ظاہر نہیں کرتا تھا۔

"اور کیا کرو گے اس کے لیے؟جو عورت اتنے میں بھی خوش نہیں وہ سکتی وہ تمھارے اور کام کرنے پر کیا خوش رہے گی۔۔ہمایوں تم انسان ہو کوئی روبورٹ نہیں،اتنا کام تو گدھا بھی نہیں کرتا۔۔اس کا مالک بھی اسے آرام کرنے دیتا ہے۔۔تم کس مٹی کے بنے ہو؟"وہ خفا ہوئے تھے

اس نے سر اٹھایا،آنکھیں گلابی تھیں"ڈاکٹر صاحب۔۔میں بس اپنی اولاد کے لیے یہ سب کر رہا ہوں،مجھے وہ بہت عزیز ہے"

سامنے بیٹھے شخص نے سانس خارج کی۔پھر اسے چائے پینے کا اشارہ کیا

"مت کرو ایسے۔۔اسے جانے دو"

وہ بولا تو آواز میں صدیوں کا کرب تھا"وہ میرے بچے کی ماں ہے،میں نے اس سے ایک ہفتے کا وقت لیا ہے"پھر سانس خارج کی"اگر اس نے میرے بچے کے ساتھ کچھ بھی کیا تو میں کبھی جی نہیں پاؤں گا،وہ میری آخری امید ہے۔۔میری زندگی ہے"

Clubb of Quality Content

سامنے بیٹھے شخص نے چائے کا کپ میز پر رکھا "ہمایوں۔۔وہ تمھیں قید کر رہی ہے۔۔اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی ذات کو پنجرہ بنا دیا ہے۔۔لوگ کہتے ہیں کہ مرد عورت کی زندگی میں دروازہ ہوتا ہے مگر وہ دروازہ عورت بھی ہو سکتی ہے، جو مرد کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔اس کی ذات کو اسی کے لیے سزا بنا دیتی ہے۔۔بات مرد یا عورت کی نہیں ہوتی، بات ٹاکسک پاٹنر کی ہوتی ہے اور ہر ٹاکسک پاٹنر ایک قید ہے۔۔ایسا ساتھ قید خانہ جو انسان کی شخصیت کو گرو نہیں ہوتے دیتا۔۔اسے چھوڑ دو ہمایوں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "شاید بچہ گود میں آنے کے بعد اس کے جذبات بدل جائیں "اس کے دل میں ایک امید تھی، ایک آس کہ شاید اولاد ماں کو بدل دے مگر کوئی کسی کو نہیں بدلتا۔

"وہ کیا چاہتی ہے؟ کیا کہتی ہے؟"

"وہ ایک اچھا گھر اچھا لائف سٹائل چاہتی ہے "اس کا سر پھر سے جھک گیا

"جو تم نے اسے دیا ہے وہ اچھے سے کئی زیادہ بڑھ کر ہے۔۔ایک اچھا لائف پارٹنر سب سے پہلے آتا ہے، اسی سے گھر اور اسی سے لائف سٹائل بنتا ہے۔تم دنیا بھر کی دولت قدموں میں ڈھیر کر دو لیکن اگر لائف پارٹنر ٹاکسک ہے تو ساری دولت خاک ہے "انھوں نے بات مکمل کی

اس نے تھوک نگلا "وہ جب انسٹا گرام پر اپنی دوستوں کو ملک ملک گھومتے، نئے برانڈ کے کپڑے پہنتے اور مہنگے کھانے کھاتے دیکھتی ہے تو میں اسے دنیا کا سب سے غریب اور ناکارہ انسان لگتا ہوں۔

اسے بھی وہ سب چاہیئے جو اس کی دوستوں کے پاس ہے، میں نے اسے بہت سمجھایا ہے کہ یہ سب جھوٹ یاد کھاوا بھی ہو سکتا ہے مگر وہ نہیں مانتی، کئی کئی دن مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی" اس نے بے بسی سے سانس خارج کی" مجھے لگتا تھا کہ میں اسے ایک اچھا گھر دوں گا، اچھی فیملی اور اچھی زندگی مگر ایک مہنگے کھانے میں میری ایک تہائی تنخواہ نکل جاتی ہے۔۔میں اسے کبھی وہ زندگی نہیں دے سکتا جس کے اس نے خواب دیکھے ہیں"

وہ خاموش ہوا تو سامنے بیٹھے شخص نے فون کو پکڑا اور بولا" یہ ایک فتنہ ہے ہمایوں" پھر فون رکھ دیا اور پیچھے کو ہوئے" ہمارے ماں باپ بہت خوش تھے کیونکہ وہ خوشیوں کے پیچھے نہیں بھاگتے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں یہ سکرین نہیں تھی، یہ چلتا پھرتا فساد اور سب سے زیادہ چلنے والا ڈپریشن۔۔ہم خدا کی آنکھ نہیں رکھتے ورنہ ہم دیکھتے کہ یہ جو ہنستے مسکراتے چہرے ہمیں بہت خاص لگتے ہیں یہ خاک کے سوا کچھ نہیں ہیں۔۔دنیا نے ہمیں سکرین کے پیچھے لگا کر خود سے دور کر دیا، میں" تم" بننا چاہتا ہوں جبکہ مجھے پتہ بھی نہیں کہ" تم" بننے میں کتنی حماقت ہے" وہ خاموش ہوئے

"تم کیا چاہتے ہو ہمایوں؟"

اس نے سر اٹھایا" میں۔۔اپنے بچے کی زندگی چاہتا ہوں۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں"

انھوں نے سانس خارج کی اور اسے دیکھا جو پریشان تھا" میں تمھاری کچھ مدد کر دوں؟"

ہمایوں نے انھیں خفگی سے دیکھا "مجھے آپ سے رقم نہیں چاہیئے۔۔پہلے ہی بہت ادھار اور احسان ہیں آپ کے۔۔میری نظروں میں مجھے مت گرایئے، آپ مجھے سن کر اچھا مشورہ دے دیتے ہیں یہ میرے لیے کافی سے بہت زیادہ ہے" اس نے بات ختم کی اور چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا

وہ ہنس دیے "میرے لیے تین وقت کا کھانا بنا دیا کرو۔۔میں نے تمھیں کک رکھ لیا ہے"

وہ ہنس دیا "آپ بہت چالاک ہیں۔۔قید تو آپ نے مجھے کر رکھا ہے"

وہ ہنس دیے۔۔وہ لندن میں ہمایوں کے واحد مخلص دوست تھے۔

رات کو آٹھ مرلہ مکان پر دھند اتری تھی، گھر میں خاموشی تھی مگر اداسی نہیں۔اگر رابیل کے کمرے میں جھانکو تو مینا وڈیو کال پر تیمور سے بات کر رہی تھی، رابیل کی گود میں اس کا بھورا موٹا بلا "شیفر" تھا اور وہ خود کتاب پڑھ رہی تھی۔رامین جھنجھلائی ہوئی تھی، بات بات پر منہ بگاڑ رہی تھی اور یہاں سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وڈیو کال پر کون ہو سکتا ہے

"تم کل آ رہے ہو؟" اس نے دونوں ٹانگیں سینے سے لگائیں، فون دائیں ہاتھ میں تھا

"آ رہا ہوں۔۔تمھارا تو دماغ خراب ہے" دوسری طرف سے آواز ابھری تھی

اس نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھا، پھر سر اٹھایا اور اسے دیکھا "لڑکیوں کی شادی ہوتے ہی ان کی پڑھائی سے جان چھوٹ جاتی ہے مگر میری پڑھائی ہی شادی کے بعد شروع ہوئی ہے"

تیمور ہنس دیا۔مینا نے منہ بسورا تھا

"یہ جو تم نے ہڈی پہنی ہے نا یہ بہت اچھی ہے، کل لیتے آنا میں پہن کر دیکھوں گی"

اس نے اپنی سیاہ ہڈی کو دیکھا اور پھر مینو کو

"اس میں تمھارے جیسی دو آجائیں گی" کہتے ہی وہ ہنسا

مینا نے آنکھیں گول گھمائی تھیں۔ پھر سانس خارج کی

"چوزو۔۔ میرا دل نہیں کرتا آگے پڑھنے کو"

تیمور نے اسے ترحم سے دیکھا "لڑکی آج کل کی لڑکیاں دیکھو کتنا پڑھتی ہیں۔ تم کیوں اپنی دشمن بنی ہوئی ہو، اچھا خاصا تو پڑھتی ہو۔۔ نہیں ہوا ایم ڈی کیٹ تو خیر ہے، اور بہت کچھ ہے" اس نے کہتے ہی بالوں میں سے انگلیاں گزاریں۔

"تم سمجھ نہیں رہے۔۔ میری زندگی کی فلاسفی سمپل سی ہے، کھاؤ پیو سو جاؤ، کھیلو کودو ایڈونچر کرو اور کھاؤ۔۔ یہ پڑھائی کہاں سے آگئی؟" پھر منہ بنالیا "بھلا ہو ان independent لڑکیوں کا جن کی وجہ سے میرے جیسیوں کو بھی پڑھنا پڑھ رہا ہے" اور وہ باقاعدہ منہ بنا کر روئی تھی

تیمور کی ہنسی نکل گئی۔ پھر سیدھا ہو کر بیٹھا

"لڑکیوں کو خود کمانا آنا چاہیئے مینو، تم نے کمانا نہیں ہے تو آگے تھوڑا سا پڑھ لو"

اس نے تھوڑی گھٹنوں پر جمالی "میرا شوہر امیر ہے۔ میں ایسے ہی خوش ہوں"

تیمور نے بے بسی سے اسے دیکھا، وہ گھنٹے سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"رابیل ہے پاس؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بات کراؤ ذرا اس سے"

مینا اٹھی اور رابیل کی طرف بڑھی، فون اس کی طرف بڑھایا اور اس کے ساتھ کاؤچ پر گھس کر بیٹھ گئی۔

"یہ کیا کرتی رہتی ہے سارا دن؟" سوال تیمور کی طرف سے تھا

اس نے گردن موڑ کر رامین کو دیکھا۔ پھر سکرین پر نظر آتے تیمور کو "یہ اوپر کا ٹھ کباڑ نکال کر بیٹھ جاتی ہے، پھر بھوک لگتی ہے اور پچھلی گلی سے پتہ نہیں کیا کچھ اٹھالاتی ہے۔۔ پتہ نہیں کون سی سیریز لگا کر بیٹھی رہتی ہے، کوئی کام کہو تو ادھر ہی مر جاتی ہے، نانو کے ساتھ لاڈ پیار کر کے ان کی جیب کتر لیتی ہے، اشعر سے لڑائی کرتی ہے اور پھر سے بھوکوں کی طرح کچن کے چکر کاٹتی ہے۔۔ یہ تمھاری نکمی نالائق ناکارہ بیوی کی روٹین ہے"

اس نے رابیل کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے۔ تیمور بس سانس لے کر رہ گیا

"صبح ممی کو بھیجوں؟ اس کو لے آئیں ادھر، رخصتی کرا دیں اس کی" وہ بمشکل اپنی ہنسی روک رہا تھا

رابیل نے آنکھیں ترچھی کر کے رامین کو دیکھا "ہوں؟ جانا ہے سسرال"

اس نے نفی میں گردن ہلائی "بس تیمور اچھا ہے، اس کی بہن فیشن ماڈل ہے اور بھائی میجر۔۔ میں یہیں ٹھیک ہوں" اس نے سرگوشی کی تھی

وہ مسکرا دی پھر سکرین کو دیکھا "تم ایسے ہی سر کھپا رہے ہو، اس کو امی کا ایک تھپڑ اور دو جوتے پڑے نا تو دماغ سیٹ ہو گا"

وہ ہنس دیا "اس کو ایک جوتا ہی پڑا اس کی روح پرواز کر جانی ہے"

رابیل بھی ہنسی تھی مگر مینا نے منہ بنایا ہوا تھا

"میں کل آؤں گا۔۔ پھر مل کر کچھ سوچتے ہیں"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا۔ ایک دو باتیں کرنے کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔

اس نے فون مینا کو دیا اور اسے آنکھیں ترچھی کر کے دیکھا "بہت بڑا ڈرامہ ہو تم"

وہ ہنس دی۔ پھر معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

"وہ جو تم نوڈلز بناتی ہو وہ بنا دو۔۔ باتیں کر کے بھوک لگ گئی ہے"

"کوئی نوڈلز نہیں ہیں۔۔ میں ابھی پڑھ رہی ہوں" اس نے دوبارہ کتاب کھول لی

"بیلی پلیز یار۔۔ مجھے ویسے بھی اشعر یاد آ رہا ہے، وہ ہوتا تو میں تمھارے پاس نہ آتی۔۔ اس کے پیپر ہیں ورنہ میں تمھیں نہ کہتی"

رابیل نے سانس خارج کی، جب تک وہ اٹھ نہ جاتی مینو نے نہیں ہٹنا تھا۔اس کا بلا چھلانگ مار کر نیچے اتر گیا اور وہ کھڑی ہوئی

"یہ آخری بار ہے" اس نے انگلی دکھا کر اسے جھڑکا تھا

وہ بس سر ہلا کر رہ گئی۔۔رابیل سر جھٹک کر باہر بڑھی۔۔مینو پاؤں سے شیفر کو سہلا رہی تھی

ایک سرد سی صبح کا سرد آغاز تھا۔تقریباً ساڑھے نو کے قریب رابیل نے ان ڈرائیو کروائی اور فیکٹری کے باہر جا پہنچی، گارڈ نے سر ہلا کر اسے اندر جانے دیا اور اب وہ گردن اٹھا کر اس جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں اسے لیڈ کرنا تھا۔یہ بہت مشکل تھا مگر ناممکن ہر گز نہیں تھا۔ہزاروں لڑکیاں گھروں سے نکلتی ہیں منزلیں طے کرتی ہیں آگے بڑھتی ہیں اور اپنے پیروں پر کھڑی ہوتی ہیں تو پھر رابیل کیوں نہیں؟اس نے سانس خارج کی اور آگے بڑھی۔مسٹرڈ کوٹ تلے ہلکا بھورا ہاف سویٹر تھا اور نیچے سفید شرٹ، ہلکی نیلی جینز اور سفید سنیکرز۔۔وہ آگے بڑھتی گئی، سٹاف سارا آ چکا تھا اور وہ رابیل کو گھور رہے تھے، ان کی آنکھوں میں سوال تھے۔۔وہ سوال جن کا جواب اس کے پاس تھا مگر کسی میں ہمت نہیں ہو رہی تھی اس لمبے بالوں والی لڑکی سے کچھ پوچھ سکے۔اس نے لفٹ کی بجائے سیڑھیوں کا راستہ چنا تھا، سیڑھیوں کے ساتھ ہی اس کے بابا کا آفس تھا۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور دھڑکتے دل سے گلاس ڈور کھولا، اندر روشنی جل رہی تھی مگر کوئی نہیں تھا۔وہ آگے بڑھی، ارد گرد دیکھا اور ایئر فریشنر کو محسوس کیا۔پھر اپنا پرس شیشے کی میز پر رکھا اور مرکزی کرسی پر آ بیٹھی، پی اے اندر آیا تھا اور اسے

دیکھ کر ٹھٹھکا۔رابیل نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر سامنے پڑی فائل کھولی "آپ کے پاس چوبیس گھنٹے ہیں، آپ رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں۔۔ورنہ کل سے میری مرضی سے میری سیکرٹری آئے گی"

اس نے کہہ کر انٹر کام اٹھایا اور کافی آڈر کی۔پی اے وہاں سے چلا گیا،اس کے چہرے پر بھی باقیوں کی طرح تجسس تھا مگر جواب اس لڑکی کے پاس تھا جو ابھی آئی تھی۔

سوا دس کا وقت تھا جب گلاس ڈور کھلا اور کوئی آندھی طوفان کی طرح اندر آیا تھا۔وہ رابیل سے دو سال بڑا اس کے چچا کا بیٹا فہد تھا۔فہد وہی لڑکا تھا جس کے لیے اس کی چچی نے رابیل کا ہاتھ مانگا تھا مگر اورنگزیب نے منع کر دیا تھا۔وہ عین رابیل کے سامنے کھڑا تھا،رابیل نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا

"میرا خیال ہے کہ انسان میں اتنے ایٹیکیٹس تو ہونے چاہیئے کہ اندر آنے سے پہلے اجازت لے"

اس نے زور سے اپنا ہاتھ شیشے کی میز پر مارا، ہتھیلی میز کی سطح پر جمائی اور آگے کو جھکا "تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ رابیل کی بھوری آنکھوں میں جھانک رہا تھا

اس کا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا۔اسے خود کو نارمل رکھنا تھا۔۔اس نے تھوک نگلا اور اسے دیکھا

"میرا خیال ہے آپ کو نظر آ رہا ہے کہ میں یہاں کیا کر رہی ہوں"

اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں اور پیچھے کو ہٹی، کرسی کے ساتھ ٹیک لگا لی۔وہ میز کو کراس کر کے اس کی کرسی کی طرف بڑھا، پھر اسے کہنی سے پکڑا اور زبردستی کھڑا کیا

"تم یہاں نہیں آسکتی،اٹھو"اس کی بھنویں بھینچ گئیں،اس نے اپنی کہنی چھڑانی چاہی مگر وہ اس سے زیادہ مضبوط تھا

"چھوڑیں مجھے"وہ چلائی تھی

"تم ہماری جگہ نہیں آسکتی۔۔یہ آفس میرے باپ کا ہے۔۔یہاں میں آؤں گا"وہ رابیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرایا

"میرا بازو چھوڑیں فہد بھائی"وہ اس کا ہاتھ اپنی کہنی سے الگ کر رہی تھی اور وہ اسے لیے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔اس نے تقریباً رابیل کا بازو مروڑا ہوا تھا اور درد کی شدت سے اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں،کرسی سے دروازے کی طرف وہ اسے گھسیٹتے ہوئے لایا تھا اور گلاس ڈور کھول کر اسے ایک جھٹکے سے خود سے دور کیا۔۔وہ لڑکھڑا گئی،گرتے گرتے بچی،اگر پاس چھوٹی ریلنگ نہ ہوتی تو وہ سیڑھیوں سے بہت بری طرح سے گرتی۔اس نے سانس بحال کیا اور اسے دیکھا جو اسے ہی گھور رہا تھا۔ارد گرد ورکرز اپنے کیبنز سے منہ نکال کر تماشا دیکھ رہے تھے

"دفع ہو جاؤ یہاں سے"اس نے سختی سے اسے بلند آواز میں جھڑکا تھا"عجیب لڑکی ہو پیچھے ہی پڑ گئی ہو،عقل کام نہیں کرتی تمھاری۔۔آئندہ یہاں نظر آئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا تمھاری"

وہ ہکا بکا اسے دیکھ رہی تھی۔اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا،اس کا چچازاد اس سے اس طرح بات کر رہا تھا۔اس کی ماں ٹھیک کہتی تھی کہ وہ لوگ کم ظرف ہیں۔اس کا دل کیا کہ اشعر یا حاشر یا کوئی

بھی مرد یہاں ہوتا اور اس کا منہ توڑ دیتا مگر جو ہوتا ہے اسے دیکھتے ہیں، جو نہیں ہوتا اسے نظر انداز کرتے ہیں۔ وہ آگے بڑھی مگر اس نے پھر اسے دھکا دیا اور وہ پیچھے چلی گئی۔۔ یہ بات برداشت سے بڑھ چکی تھی، سب باتیں اپنی جگہ مگر وہ آدمی بھی کیا مرد ہے جو عورت کی ریسپیکٹ نہ کرے۔۔

رابیل نے دانت پیستے اسے دیکھا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے بائیں گال پر رسید کیا۔ اس کا منہ دوسری طرف کو مڑ گیا، پی اے آگے آیا تھا مگر پھر کچھ بھی نہ بولا

"لعنت ہو تم پر اور تمھاری تربیت پر" اس کی آنکھیں انگارہ تھیں، دل بے قابو اور تنفس بڑھا تھا

"تمھاری ماں نے تمھیں عورت کی عزت کرنا نہیں سکھائی" وہ غرا رہی تھی۔ اس نے دانت پیستے رابیل کو دیکھا تھا "تمھاری اتنی جرات" اس نے اس کے بال نوچنے کے لیے بازو لمبا کیا تھا مگر رابیل نے اس کے سینے پر بازو لمبے کر کے دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا تھا اور وہ پیچھے کو ہوا، لڑکھڑایا اور سنبھل نہیں پایا، اس نے دیوار کو تھامنا چاہا مگر نہیں۔۔ سہارا نہیں ملا اور وہ سیڑھیوں سے نیچے جا گرا۔۔ آخری سے تین زینے پہلے وہ گرا پڑا تھا۔۔ وہ درد سے کراہا، ماتھے سے خون بھی بہنے لگا۔۔

رابیل نیچے بڑھی اور جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا

"پہلے خود کو سنبھال لیں۔۔ میری ٹانگیں بعد میں توڑیے گا۔۔ فہد بھائی" اور سر جھٹک کر آخری دو زینے پار کیے۔ پھر درمیان میں کھڑی ہوئی اور پوری آواز سے گردن کڑا کر بولی

"چوبیس گھنٹے کا وقت ہے آپ سب کے پاس۔۔جو رہنا چاہتا ہے وہ رہ سکتا ہے، جو جانا چاہے دروازہ کھلا ہے۔۔مجھے دشمنوں سے زیادہ برے منافق لگتے ہیں" پھر مڑی اور باہر کی جانب بڑھی مگر پھر پلٹی اور مسکرائی۔۔دل ابھی بھی بے قابو تھا، بلند آواز میں بولی "کوئی آئے اور پوچھے کہ کون آیا تھا۔۔تو کہنا رابیل اور نگزیب اکیلی آئی تھی"

اور کہہ کر رکی نہیں چل دی۔گیٹ کے پاس کھڑے گارڈ سے مخاطب ہوئی "آفس میں میرا پرس رہ گیا ہے، لے کر آئیں" وہ سر ہلا کر تابعداری سے اندر کی طرف بڑھا تھا۔تھپڑوں کی چھاپ تو اب سب کے منہ پر دکھے گی!

دوپہر کے ایک بجے کا وقت تھا۔فرحت گلشن آرا کے ساتھ بیٹھی تھیں، سامنے رابیل تھی اور ایک طرف مینا۔۔رابیل کی آنکھیں گلابی تھیں جیسے ابھی ابھی بہت بحث کی ہو، فرحت اسے ڈانٹ رہی تھیں اور وہ سن رہی تھی

"منع کیا تھا میں نے، پتہ نہیں کس نے تمھیں پٹی پڑھائی ہے۔۔لینا ہوتا تو کئی سال پہلے میں ان سے سب لے لیتی مگر تمھارے دادا کے اتنے بھلے ہوں تو بات ہی کیا ہے" وہ دائیں دیوار کو دیکھے جا رہی تھی

"تمھاری تائی کالیں کر کے میرا جینا محال کر رہی ہے، چچی تمھاری الگ سے جلی بیٹھی ہے۔۔خاندان میں کیا باتیں ہو رہی ہیں میں تمھیں کیا بتاؤں؟" ان کی بات بیچ میں ہی رہ گئی جب رابیل پھٹ پڑی

"امی یہ خاندان والے تب کہاں تھے جب تائی امی ہمیں گھر میں ذلیل کرتی تھیں۔۔یہ لوگ تب کہاں تھے جب ہم نے بے بس ہو کر اپنا ہی گھر چھوڑ دیا تھا،امی آپ میرا ساتھ نہیں دے سکتیں تو مجھے روکیں بھی مت۔۔رابیل کمزور نہیں ہے،میں سب سے لڑلوں گی،سب کو دیکھ لوں گی"اس کا تنفس بڑھا تھا،چہرہ سرخ ہو چکا تھا"میں ان لوگوں کو خاک بھی نہیں سمجھتی جنھیں آپ خون سمجھ رہی ہیں۔۔میرے راستے میں کوئی بھی آیا میں لحاظ بھول جاؤں گی۔۔اتنی بھی کیا آفت آگئی ہے، میں اپنا حق لے رہی ہوں،وہ میرے باپ کی جاگیر ہے کسی کے باپ کی حرام کی کمائی نہیں ہے"اور گود میں پڑا کشن صوفے پر پھینک کر باہر آگئی۔دروازہ ٹھک سے بند کیا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ مینا نے فرحت کو دیکھا،کہا کچھ نہیں اور اٹھ گئی۔۔ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ کاؤچ پر بیٹھی تھی،ٹانگیں اوپر کیے گود میں کشن رکھے۔وہ کھڑکی کو گھور رہی تھی جہاں سے روشنی اندر آرہی تھی، روشنی سٹڈی ٹیبل پر پڑے گلاس جار سے ٹکرا رہی تھی اور اس پر کچھ الفاظ ابھر رہے تھے۔۔

"بیلی۔۔"وہ آگے بڑھی اور پیچھے سے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے،اس کے سر سے سر جوڑ لیا

"مینو ابھی جاؤ۔۔میرا دماغ خراب ہے"اس نے دھیرے سے کہا تھا مگر وہ مینو ہی کیا جسے ایک بار کہنے پر کچھ سمجھ آجائے

"تم ٹھیک کر رہی ہو۔۔میں تمھارے ساتھ ہوں، کسی کو پیٹنا ہو تو میری سروسز تمھارے لیے فری ہیں" وہ آہستہ سے بول رہی تھی

رابیل نے سانس خارج کی اور دونوں ہاتھوں سے اس کی کلائی کو تھاما

"یہ عورت کے لیے کچھ بھی اتنا مشکل کیوں بنا دیتے ہیں۔۔زبان سے کام نہیں بنتا تو ہاتھ اٹھا دیتے ہیں۔۔رستہ آسان نہیں بناتے تو مشکل بنا دیتے ہیں، ہاتھ پکڑ نہیں سکتے تو ہاتھ ہی کاٹ دیتے ہیں۔۔ان دو دنوں میں میں نے جو مرد اور مردانگی دیکھی ہے اس نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا ہے کہ کیوں عورت کو خوددار اور خود مختار ہونا چاہیئے" اس نے سانس خارج کی۔باہر کوئی آیا تھا جس کے آمد کی خبر اس کی آواز دے رہی تھی۔وہ فرحت سے مل رہا تھا پھر مینو کا پوچھ رہا تھا، کچھ پل بیتے اور اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔مینا پیچھے مڑی اور اسے اندر آنے کو کہا۔دروازہ کھلا اور سامنے مسکراتا ہوا ہشاش بشاش سا سرمئی آنکھوں والا لڑکا کھڑا تھا، اس نے سیاہ کارگو جینز پر سیاہ ہڈی پہن رکھی تھی مگر یہ کل والی سے مختلف تھی۔۔اندر آتے ہی مسکرایا، رامین بھی مسکرا دی

"دن چڑھ گیا؟" سوال مینا کی طرف سے تھا

اس نے کلائی پر بندھی ٹچ واچ دیکھی "میرا تو ابھی چڑھا ہے" اور سیٹی بجاتا بیڈ پر آ بیٹھا۔

رابیل اسے دیکھ کر مسکرائی، اس سے حال چال دریافت کیا

تیمور نے مینو کو دیکھا "جاؤ میرے لیے جوس لے کر آؤ"

اس نے منہ بسورا مگر پھر باہر کی طرف بڑھی

"ساتھ کچھ کھانے کو بھی لانا چڑیا" وہ پیچھے سے بولا تھا اور پھر مسکرا دیا

سیٹی بجا کر دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے جیسے رابیل سے پوچھ رہا ہو کہ کیا چل رہا ہے؟ رابیل نے شانے اچکائے، پھر چوکڑی مار کر بیٹھ گئی

"پریشان ہو؟" اس نے پیچھے سے تکیہ پکڑا اور اسے گود میں رکھ کر بیٹھ گیا

رابیل پھیکا سا مسکرا دی "کب نہیں ہوتی؟"

وہ ہنس دیا۔ پھر سانس خارج کی "ہمیں بتاؤ۔۔ ہمارے پاس ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے"

رابیل نے اسے گھورا "تم خود ہی بہت بڑا مسئلہ ہو"

وہ مسکرایا "مت بھولو۔۔ عافی میری وجہ سے تمھاری دوست بنی ہے۔۔ تیمور کے پاس ہر مسئلے کا حل اور ہر حل کا مسئلہ ہوتا ہے" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور تکیہ پیچھے رکھا۔

رابیل نے تھوک نگلا، وہ اسے کیا بتائے؟ بتانا چاہیئے بھی کہ نہیں؟ رامین دو جوس کے گلاس اور کیک لے کر آئی تھی، ایک اپنے لیے ایک اس کے لیے، اس کا گلاس اسے تھمایا، چھوٹا ٹرے بیڈ پر اس کے ساتھ رکھا اور پھر اس کے ساتھ جا بیٹھی اس طرح کہ ٹرے درمیان میں تھا اور وہ دونوں دائیں بائیں۔ تیمور نے گلاس ہونٹوں سے لگایا اور اسے گھورا

"مہمان میں ہوں کہ تم؟"

اس نے جوس کا گھونٹ بھرا"جوس پینا ہے کہ نہیں؟"جواب جھٹ سے آیا تھا

وہ نفی میں سر ہلاتے رابیل کو دیکھنے لگا

"تمھاری بہن کیوں مونالیزا کی تصویر بنی ہوئی ہے؟"اس نے رامین کو دیکھا تھا

"بتایا تو تھا تمھیں"

وہ ہنس دیا۔رابیل نے اسے حیرت سے دیکھا"تم نے تیمور کو بھی بتا دیا؟"

وہ مسکرائی"منہ سے نکل گیا تھا۔۔پیٹ بھرا تھا کھانے کی جگہ نہیں تھی،اس لیے تھوڑی بہت باتیں بتا کر پیٹ خالی کیا اور پھر کھانا کھایا"اور جوس کا گھونٹ بھرا۔

"مت ڈانٹو میری چڑیا کو"اس نے رابیل کو گھورا تھا"اس نے بس یہی بتایا ہے کہ تم اپنا حق لے رہی ہو، تمھارے وہ چچا تایا پورا خبطی خاندان مینٹل ہو گیا ہے"پھر توقف کیا"ویسے اچھا کیا تم نے۔۔زندگی میں کچھ ڈیئرنگ کرنا چاہیئے،کچھ ایڈونچر۔۔نارمل زندگی تو کوئی بھی گزار سکتا ہے"اس نے ساتھ پڑا کیک دیکھا تو وہ آدھا ہو چکا تھا،اس نے مینا کو گھورا،اس نے شانے اچکائے اور تیمور نے ٹرے اپنی طرف رکھ لیا

"ویسے آپس کی بات ہے مزہ آرہا ہے نا؟"اس نے رابیل سے بڑی رازداری سے پوچھا تھا

وہ ہنس دی۔

تیمور نے خالی گلاس میز پر رکھا "میں تو بچپن سے یہی کرتا آیا ہوں۔ میں نے وہی کام کرنا ہوتا ہے جو منع ہوتا ہے، بڑا مزہ آتا ہے" رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "مگر میں تیمور نہیں ہوں"

تیمور نے سانس خارج کی "پہلی بات کہ اگر تم نے اتنا بڑا رسک لیا ہے نا تو اسے انجوائے کرو۔۔اب رونا دھونا کس بات کا، اب ڈٹ کر کھڑی رہو۔۔ تمھیں پتہ تھا نا کہ یہ ہو گا اور اب یہ ہو گیا۔۔اب آگے سوچو کیا کرنا ہے، چوزے جیسی شکل بنانے سے مسئلے حل نہیں ہوں گے"

رامین نے اس کی کمر کے پیچھے سے ہاتھ نکالا تھا اور ٹرے میں پڑے کیک پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، دیکھ وہ رابیل کو رہا تھا۔۔ پھر گردن موڑ کر مینو کو دیکھا

"ایک تو تمھاری شکل اتنی معصوم ہے، دل کرتا ہے بندہ اپنا کھانا بھی تمھیں ہی دے دے" اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ ہنس دی

اس نے سر جھٹک کر رابیل کو دیکھا "تم ایسا کرو ان پر کیس کر دو"

رابیل نے سر نفی میں ہلایا "میں ابھی کوئی وکیل یا عدالتوں کے چکر افورڈ نہیں کر سکتی"

تیمور کھڑا ہوا اور چلتے ہوئے سٹڈی ٹیبل کی طرف آیا، اس پر پڑا جار دیکھا۔۔اس جار کو چھوا اور مسکرایا "یہ تمھیں کس نے دیا؟"

رابیل نے رخ موڑا اور اسے دیکھا، پھر تھوک نگلا "یہ مجھے لیک ویو پارک میں ملا تھا، ایک بچی نے دیا تھا"

تیمور کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔اس پر انگریزی میں لفظ ابھر رہے تھے،روشن زرد الفاظ

“No one can defeat you untill you will”

(کوئی تمھیں شکست نہیں دے سکتا جب تک کہ تم خود نہ چاہو)

وہ کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا۔پھر بازو سینے پر باندھے،وہ کچھ سوچ رہا تھا۔پھر آنکھیں پوری کھلیں،اس کا دماغ بہت چلتا تھا مگر شیطانی کاموں میں۔اس نے مڑے بغیر رابیل کو پکارا

"اگر میں کچھ کروں تو؟"

رابیل نے شانے ڈھیلے چھوڑے "کیا کرو گے تم؟"

وہ مڑا اور اسے دیکھا "میں تمھارا کام آسان کر دیتا ہوں۔۔مگر تمھیں مجھ پر یقین کرنا ہو گا"

اسے کرنا چاہیئے یا نہیں مگر دل کے کہنے پر کہہ اٹھی "کبھی نہ کرتی مگر عافی یاد آجاتی ہی۔۔میں تم پر یقین کرتی ہوں"

وہ ہنس دیا اور جیب سے فون نکالا۔اپنے کانٹیکٹس میں گیا اور سرچ بار میں کسی کا نام لکھا۔اس کا نمبر جگمگا رہا تھا

"اب تم تیار رہو۔۔ایک بڑا دھماکہ ہو گا مگر اچھا ہو گا"

اور وہ باہر کی طرف چل دیا۔وہ بھی حیران تھی،ایک تجسس تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔۔اس نے سامنے سٹڈی ٹیبل پر پڑے گلاس جار کو دیکھا۔۔لفظ ابھی بھی جگمگا رہے تھے۔۔ صبح یہ کچھ اور تھے اب بدل گئے اور رات میں بھی بدل جائیں گے

“No one can defeat you untill you will”

(کوئی تمھیں ہرا نہیں سکتا جب تک کہ تم خود نہ چاہو)

اس نے رامین کو دیکھا "یہ کیا کرنے والا ہے؟"

اس نے شانے اچکائے "دھماکہ "اور باہر چلی گئی

یہاں سے دور روشنیوں کے شہر کی طرف دیکھو تو ایک ہاسپٹل کی ٹھنڈی راہداری میں سے گزر کر ایک شخص کمرے میں بیڈ پر ایک طرف کو ہو کر بیٹھا تھا۔اس کی بیوی سفید لحاف لیے لیٹی تھی اور وہ چھت کو گھور رہی تھی۔ گھنگریالے بالوں والے نے تھری پیس پہن رکھا تھا اور پریشان تھا جیسے ابھی ابھی آفس سے آیا ہو۔اس کی بیوی نے اسے گھورا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھی،ہمایوں آگے بڑھا تھا مگر اس نے ہاتھ سے روک دیا۔پھر ٹھنڈی نگاہوں سے اسے دیکھا

"میں یہ سب کیوں فیس کر رہی ہوں؟" ہمایوں اس کی آنکھوں میں ٹھنڈک دیکھ رہا تھا۔اس کے جذبات پر برف جم چکی تھی

"مجھے یہ بچہ نہیں چاہیئے۔۔مجھے کچھ بھی نہیں چاہیئے، تم مجھے ڈائیورس دے دو"اس نے سیدھے صاف لفظوں میں بات مکمل کی تھی

اس نے زخمی دل سے اسے دیکھا، آنکھیں گلابی ہوئی تھیں، گلٹی ڈوب کر ابھری اور وہ دبی دبی آواز میں بولا

"سفینہ۔۔یہ ہمارا بچہ ہے، میں سب ٹھیک کر دوں گا، سب ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں"

سفینہ نے سانس خارج کی پھر دانت پیستے اسے دیکھا"تم سمجھتے کیوں نہیں ہمایوں؟ پہلے تم اب یہ بچہ، تم دونوں میرے پاؤں کی زنجیر کیوں بنے ہوئے ہو؟ مجھے آزادی چاہیئے، مجھے آزاد رہنا ہے"وہ پھر سے غصہ کرنے لگی تھی۔

وہ آگے بڑھا اور شائستگی سے بولا"میں نے تمھیں کبھی نہیں روکا۔تم نے جو چاہا جیسے چاہا کیا اور آزادی کیا ہوتی ہے؟ تم جہاں چاہو جا سکتی ہو، میں نے تمھیں کبھی روکا؟"

سفینہ نے آنکھیں میچ لیں جیسے بہت کچھ اندر اتارا ہو"یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے۔میں تم سے اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی، میں آگے بڑھنا چاہتی تھی، آزاد رہنا چاہتی تھی مگر تم۔۔ تمھیں ہر کام کی جلدی ہوتی ہے، تم نے ہی کہا تھا کہ تم مجھے اچھا گھر دو گے وہ سب دو گے جو میں چاہوں گی، کہاں ہے وہ سب؟"وہ چلائی تھی

نرس دروازہ کھول کر اندر آئی، دونوں نے بیک وقت اسے دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پلیز یہاں شور نہ کریں۔۔باقی پیشنٹس پریشان ہوتے ہیں"

بیڈ کے پاس کھڑا ہمایوں شرمندہ ہوا تھا۔نرس چلی گئی اور وہ اس سے مخاطب ہوا

"سفینہ۔۔میں سیدھا اور کھرا بندہ ہوں، میں تمھیں لمبے ریلیشن میں کیوں رکھتا جب کہ میں نے تم سے شادی ہی کرنی تھی، میں گرل فرینڈ بوائے فرینڈ کہلوانے سے اچھا ہز بنڈ وائف پر یقین رکھتا ہوں۔۔میں نے تمھیں کہا تھا کہ تم آگے پڑھنا چاہو یا جاب کنٹینیو کرنا چاہو تو کر سکتی ہو، میرا ساتھ دینا تمھاری مرضی تھی"

وہ چڑ گئی اور پھر سے چلائی "میں پاگل ہوں۔۔میں پاگل ہو گئی تھی" اور پھر رونے لگی "تم مجھے جانے کیوں نہیں دیتے؟" اپنا سر دونوں ہاتھوں میں دیے وہ مسلسل رو رہی تھی

وہ اس کے قریب آیا مگر اس نے جھٹ سے سر اٹھایا "مجھے ہاتھ مت لگاؤ۔۔میرے قریب مت آؤ" اس نے ہاتھ سے اسے دور رہنے کا اشارہ کیا اور وہ رک گیا

"میں نے تمھیں کہا تھا کہ اپنے سکارز کا آپریٹ کروالو مگر تمھارے پاس ایک لمبی چوڑی ایموشنل داستان تھی۔۔میں نے تمھیں کہا کہ کسی اور کنڑی موو کرتے ہیں تمھارے پاس اس کے لیے بھی ایک کہانی تھی، میں نے کہا تھا کہ مجھے اتنی جلدی بچہ نہیں چاہیئے تمھارے پاس اس کی بھی ایک داستان تھی۔۔میں کہاں تھی؟ میری مرضی کہاں تھی؟" وہ گلابی آنکھیں لیے چلا رہی تھی

اس کے دل پر بہت سے وار ایک ساتھ ہوئے تھے مگر وہ خاموش رہا۔پھر بولا تو صرف اتنا ہی

"دو سال میں ہم پہلی بار ایکسپیکٹ کر رہے ہیں۔۔یہ جلدی ہے؟"

اس نے اسے گھورا"مجھے طلاق دو نہیں تو میں خلع لے لوں گی"

خلع کے نام پر اس کے دماغ میں دھماکے ہوئے تھے،وہ آگے بڑھا اور اس کے پاس بیٹھ گیا

"ٹھیک ہے،ٹھیک ہے۔۔میں تمھیں طلاق دے دوں گا۔۔تم آزادی چاہتی ہو نا میں تمھیں آزاد کر دوں گا مگر اس بچے کو مت مارنا،یہ میرا بچہ ہے اسے کچھ مت کرنا۔۔بس نو مہینے،نو مہینے میں تم جیسا کہو گی جو کہو گی میں کروں گا۔۔مجھے کچھ بھی کرنا پڑے تمھارے لیے کروں گا،بس میرا بچہ مجھے دے دینا اور پھر جہاں چاہے تم چلی جانا"پھر بھاری دل سے سانس خارج کی"میں تمھیں نو مہینے بعد طلاق دے دوں گا"

"وعدہ کرو"وہ جھٹ سے بولی

"وعدہ رہا۔۔مگر میرے بچے کو کچھ نہیں ہونا چاہیئے"

اس نے منہ دوسری طرف موڑ لیا"اپنی بات پر قائم رہنا"اور پھر پیچھے سر رکھ کر لیٹ گئی

ہمایوں اس عورت کو دیکھتا رہا جس نے اپنے بچے کی قربانی اس آزادی کے لیے دی تھی جو سب سے بڑی قید ہے۔

"اب جاؤ۔۔مجھے آرام کرنے دو"سفینہ درشتی سے بولی اور پھر آنکھیں بند کر لیں

وہ سر جھکائے دکھی دل اور بھاری قدموں سے وہاں سے نکلا تھا۔

تیمور لاؤنج میں بیٹھا فرحت سے باتیں کر رہا تھا۔ایک طرف مینا بیٹھی تھی،وہ خاموشی سے دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔۔ تیمور نے اسے دیکھا اور آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔پھر گلا کھنکھارا

"خالہ۔۔اسے اپنے ساتھ لے جاؤں۔۔ ممی سے ملوانا ہے" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، بات اب سنجیدہ تھی

وہ منہ بنا کر بیٹھی تھی جیسے فرحت اجازت نہیں دیں گی مگر یہاں گنگا الٹی بہہ رہی تھی

"دیکھ لو۔۔مانتی ہے تو لے جاؤ"

وہ مسکرائی اور چلنے کو تیار ہو گئی۔فوراً سے اٹھی اور اندر چلی گئی۔کچھ دیر بعد باہر آئی تو جینز شرٹ کے اوپر لمبا سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا۔عینک تلے سیاہ آنکھیں اور وہ بلا کی معصوم لگ رہی تھی۔ڈرائیو کرتے وہ تیمور کے ساتھ پیسنجر سیٹ پر بیٹھی تھی،سامنے دیکھتی ہوئی مگر وہ خاموش تھی۔۔

"ایک بات پوچھوں تم سے؟" تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"ہوں" وہ اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی،ایک ٹانگ موڑ کر سیٹ پر رکھی تھی اور سر دائیں طرف سے پیچھے کو لگا رکھا تھا

"تمھاری تیاری اچھی تھی۔میرٹ پر تم نہیں آئی مجھے یہ بات ہضم نہیں ہوتی"

ہیں مانے تھوک نگلا،دل ذرا سا گھبرایا "چوزو میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "وہ تو پیپر سے پہلے لازمی خراب ہونی ہوتی ہے تمھاری۔۔لیکن پھر بھی؟ تمھیں کس چیز کا سٹریس تھا؟"

اس نے نظریں جھکالیں "بس مجھ پر پریشر تھا، میں نہیں کر سکی" پھر ساتھ بیٹھے تیمور کو دیکھا "تم مجھے جج مت کرو، میری قسمت میں ہی یہ تھا"

تیمور نے سانس خارج کی "اوکے" اور اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی کی آنکھیں اور بہت کچھ کہہ رہی تھیں

راستے میں وہ موڑ مڑ گئے۔مینا اس پر حیران ہوئی کہ یہ راستہ تیمور کے گھر کو نہیں جاتا تھا "ہم کہاں جا رہے ہیں تیمور؟"

"ہم تمھارے سسرال جا رہے ہیں" وہ سامنے دیکھتے بولا تھا

"خالہ کی طرف" وہ گردن موڑے تیمور کو ہی دیکھ رہی تھی

"نہیں۔۔یہ تمھارا دوسرا سسرال ہے"

"کہاں؟" پھر خود ہی بولی "مامون بھائی کی طرف" اس نے فقط سر اثبات میں ہلایا۔گاڑی اب کہ خاموشی سے آگے بڑھتی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مامون کے گھر میں داخل ہوئے۔۔گاڑی گیراج میں کھڑی کی اور دونوں اندر کی طرف بڑھے،وہ آج گھر پر ہی تھا۔۔اندر جاتے ہی اس نے مامون کو اشارہ کیا اور سمجھ گیا۔۔پھر مسکرایا اور رامین سے ملا۔۔کچھ پل اندر بیٹھے کے بعد وہ باہر آگئی تھی۔

وہ باغ کی طرف جاتی سیڑھیوں پر سر جھکائے بیٹھی تھی جب مامون اس کے ساتھ آ بیٹھا

"کیا کھاؤ گی؟"

"کچھ نہیں۔۔مجھے بھوک نہیں ہے" وہ جیسے بے زار تھی

"تیمور کی بیوی ہو کر کچھ نہیں کھائے گی۔۔سٹرینج" وہ ہنس دیا،مینا بھی مسکرائی اور اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی،وہ چمک جو مطمئن ہو جانے سے ملتی ہے۔مامون نے دائیں طرف دیکھا

"لائلہ" دائیں طرف پودوں کو پانی دیتی لائلہ اس کی طرف بڑھی تھی

"جاؤ ان کے لیے سیلڈ اور جوس لے آؤ" وہ سر ہلا کر چلی گئی۔۔پھر خاموشی چھا گئی

"مجھے کوئی نصیحت مت کیجئے گا مامون بھائی" وہ بائیں طرف سفید گلابوں والا پودا دیکھ رہی تھی

"اوکے۔۔لیکن ہم باتیں تو کر سکتے ہیں نا۔۔میں بھی ایسے ہی بور ہو رہا تھا گھر میں۔۔اچھا کیا تیمور تمھیں لے آیا"

لائلہ سیلڈ اور جوس لے آئی،مامون نے شیشے کی پیالی ساتھ بیٹھی مینا کی طرف بڑھائی۔۔اس نے تھام لی

"کھانا شروع کرو" مامون کا اشارہ مینا کے ہاتھ میں پکڑی پیالی کی طرف تھا۔

اس نے ایک چمچ بھرا اور منہ میں رکھا، وہ بہت مزے کا تھا۔اس کا اچھا ذائقہ مینا کے دماغ کو کھولنے کے لیے کافی تھا۔وہ مسکرائی اور مامون کو دونوں آنکھیں پوری کھولے دیکھا

"یہ بہت مزے کا ہے" اس کا موڈ اچھا ہو گیا تھا۔۔کھانا واقعی دماغ پر اثر کرتا ہے

"مجھے پتہ ہے میں اچھا کھانا بناتا ہوں" اس نے مسکرا کر شانے اچکائے

"یہ آپ نے بنایا ہے؟" وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ پرجوش بھی ہوئی تھی۔

"ہاں" اس نے اثبات میں سر ہلایا

"او مائی گاڈ۔۔یہ اتنا اچھا ہے نا۔۔مجھے بھی اس کی ریسیپی بتائیں" اس نے جوش کے مارے دوسرا چمچ بھی بھرا

وہ ہنس دیا" یہ میں نے ملائیشیا میں فرسٹ ٹائم ٹرائی کیا تھا۔۔مجھے اچھا لگا پھر میں نے خود بنایا"

"واؤ۔۔میں انتظار کروں گی۔۔مجھے بھی ریسیپی ضرور بتایئے گا"

مامون نے مسکرا کر سینے پر ہاتھ رکھا اور آگے کو ہو کر سر کو خم دیا

"یہ جو لائلہ ہے نا۔۔تمھیں پتہ ہے یہ بی اے پاس ہے" اس نے پھر دائیں طرف پودوں کو پانی دیتی مسئلہ کو دیکھا

مینا نے ابرو اٹھائیں اور سفید سیاہ یونیفارم میں ملبوس لائلہ کو دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمھارا کیا پلان ہے" مامون کا سوال مینا سے تھا

"کچھ نہیں۔۔گھر رہوں گی۔۔مجھے نہیں آگے پڑھنا" اس نے ایک اور چمچ بھرا

"Ok.. it's your choice" مامون نے شانے اچکائے

"بس چند سالوں میں اپنے گھر چلی جاؤں گی۔۔پھر تیمور کے ساتھ رہوں گی" اس نے سیلڈ کا چمچ منہ میں بھرتے منہ بنا کر کہا تھا۔

"اوکے۔۔اچھا فیصلہ ہے" اس نے سر اثبات میں ہلایا مگر وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"مگر تم اپنے گھر کی ملازمہ کیسے رکھو گی؟" مامون کے سوال پر اس نے گردن گھما کر مامون کو دیکھا

"مطلب؟" سیلڈ چباتے اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"تم نے تو خود ایف ایس سی کی ہے۔۔بی اے پاس ملازمہ کیسے رکھو گی؟۔۔ملازمہ تو مالکن سے زیادہ پڑھی لکھی ہو گی۔۔رعب کیسے جماؤ گی اپنا؟" وہ بڑے دوستانہ انداز میں تحمل سے اس سے بات کر رہا تھا اور وہ سیلڈ کھاتے اسے جواب دے رہی تھی

وہ خاموش ہو گئی۔چبایا ہوا سیلڈ اندر نگلا۔

"اچھا چلو آج ہم مینا کو ایک کہانی سناتے ہیں۔۔یہ کہانی ہے کوئی نصیحت نہیں تمھیں نصیحت نہیں پسند نا" وہ مسکرا دیا

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔مامون بولنا شروع ہوا

"ایک لڑکا تھا۔۔قمر زمان۔۔میرے ساتھ پڑھتا تھا،ویری ٹیلنٹڈ لیکن ایکٹنگ میں۔۔وہ ایک ڈاکٹر تھا مگر کمال کا اداکار تھا۔۔ایک مسئلہ ہو گیا تھا کہ اس نے دل کی نہیں دماغ کی سنی تھی۔۔اس کے گھر والوں نے کیریئر پیسہ فیوچر پتہ نہیں کیا کیا کہہ کر اسے سمجھایا اور وہ ڈاکٹر بن گیا۔۔اس نے خود میں اور کیریئر میں سے کیریئر کو چنا تھا۔۔خود کو بھول گیا تھا۔۔کچھ دن پہلے ہی اس کی ڈیتھ ہوئی ہے۔۔ اسے برین ٹیومر ہو گیا تھا۔۔اور پتہ ہے آخری بار مجھ سے ملا تھا،وہ رو رہا تھا اور ایک گلٹ میں ڈوبا تھا"

"کیسا گلٹ؟"مینا نے گردن۔موڑے ساتھ بیٹھے مامون کو دیکھا تھا

"یہی کہ اس نے زندگی گزار دی۔۔جس زندگی کو جینا تھا اسے گزار دیا"

"اوہ"اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں

"تم بتاؤ زندگی جینا کیا ہوتا ہے؟"وہ اب سینے پر بازو لپیٹے بیٹھ گیا

"آزاد رہنا۔۔انجوائے کرنا"اس نے شانے اچکائے

وہ ہنس دیا اور سر اثبات میں ہلایا

"ہاں نا۔۔زندگی جینا یہ تھوڑی ہے کہ ہر وقت کھی کھی لگا کر رکھو،ہنسنا کھیلنا،گھومنا پھرنا،ہر وقت فن،کبھی اس کلب کبھی اس کلب۔۔یہ زندگی جینا نہیں ہوتا یہ زندگی ویسٹ کرنا ہوتا ہے۔۔ زندگی جی جاتی ہے دماغ اور دل کو بیلنس کر کے۔۔کبھی دل کی سن کر کبھی دماغ کی مان کر"

"وہ کیسے ؟" مینا کو اس سے بات کرنے اس کی بات سننے میں مزہ آرہا تھا۔ وہ اس سے ویسے ہی بات کر رہا تھا جیسے آرا سے کرتا تھا۔ مامون اور اس کی دلچسپ باتیں!

"وہ ایسے کہ مجھے میڈیکل پسند تھا میں فارماسسٹ بن گیا۔۔ دل کی مانی اور میڈیکل چوز کیا، دماغ کی مانی اور یہی کریئر بنالیا"

"اوہ" اسنے سر ہلایا جیسے کچھ کچھ سمجھ آیا ہو

"اچھا اب تم بتاؤ۔۔ تمھیں کیا پسند ہے؟"

"مجھے" وہ سوچ رہی تھی "کچھ خاص نہیں۔۔ میں تو عام سی لڑکی ہوں"

"کچھ تو ہوگا نا کہ مینا دن بھر تھکی ہوئی آئے اور مینا کو وہ کام کہو تو مینا فر فر کرنے لگ جائے۔۔ یہ بھول جائے کہ وہ تھکی ہوئی ہے"

"مجھے کھانا بہت پسند ہے" وہ مسکرادی۔ اس نے جو بولا تھا سو فیصد سچ بولا تھا۔

"اوکے۔۔ اور؟"

"اور تو مجھے کچھ خاص نہیں آتا" پیالی میں سیلڈ کے چند ایک چمچ ہی رہ گئے تھے۔

"مینا کو کچھ ایسا پسند ہو جو کسی کو پسند نہ ہو مگر مینا چھپ چھپ کر کرتی ہو کیونکہ مینا کو اچھا لگتا ہے" مامون نے اپنے سوال کی مزید تفصیل پیش کی۔

وہ ہنس دی "مامون بھائی۔۔ آپ بھی نا" اس نے سر نفی میں ہلایا۔۔ مگر۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا"میں امی اور حاشر بھائی سے چھپ کر رات میں لیپ ٹاپ یوز کرتی ہوں"ہاتھ میں پکڑا چمچ پیالی میں چھوٹ گیا

"کیا کرتی ہو"مامون کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"میں۔۔نئ نئ ٹیکنالوجیز دیکھتی ہوں"وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ اس راستے پر تھی جہاں مامون اسے لانا چاہ رہا تھا۔وہ سوچ بھی رہی تھی سمجھ بھی رہی تھی اور بول بھی رہی تھی مگر ساتھ سارے حیران بھی تھی۔

"کیوں؟"مامون نے اس سے سوال یوں کیا جیسے وہ اس کا جواب جانتا ہے۔

"کیونکہ مجھے۔۔"اس نے تھوک نگلا"ٹیکنالوجی پسند ہے"ہر سوال کا جواب مل گیا تھا۔بنا کسی نصیحت کے بنا کسی گیان کے مامون آفندی رامین اور نگزیب کو اس کا مقصد،اس کے تمام سوالات کے جوابات تھما گیا تھا۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا"دل اور دماغ کو بیلنس کرنا سیکھو لڑکی"

"میں کیا کروں؟"مینا کی آنکھیں ہلکی جھپکنا بھول چکی تھیں۔رابیل اور تیمور اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئے تھے مگر ایک مامون تھا،اس نے اسے سمجھایا نہیں بلکہ جو ہے اسے سمجھنے کا موقع دیا۔

“Do what you better do”

وہ کھڑا ہوا"مجھے اچھا لگے گا اگر تم ڈنر ہمارے ساتھ کرو گی"

اور وہاں سے چلا گیا۔۔مینا بھول گئی تھی کہ وہ کچھ دیر پہلے رو دھو کر آئی ہے

اس نے ایک فیصلہ کیا تھا، سو طے ہوا کہ مامون آفندی کو لوگوں سے باتیں منوانی آتی ہیں۔۔اس نے

مینا سے وہ منوایا تھا جو وہ منوانا چاہتا تھا۔ کہا تھا نا لوگ مامون کی بات کا انکار نہیں کرتے۔

شام ہوتی ہوتی رات میں بدل گئی۔ ہر سو سیاہ اندھیرا اور ٹھنڈ کا راج۔ ایسے میں آٹھ مرلہ مکان میں رات کے کھانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ مینو باہر لاؤنج میں گلشن آرا کے ساتھ بیٹھی کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ پاس ہی اشعر تھا جس کی گود میں موٹا بھورا بلا "شیفر" تھا۔ اس نے کانوں میں ہینڈ فری لگائی ہوئی تھی اور سکرین سکرول کر رہا تھا۔ کچن سے مٹر قیمے کی خوشبو باہر نکلتی بھوک بڑھا رہی تھی۔ رابیل یہاں نہیں تھی، وہ کمرے کی بتی بجھا کر سوئی ہوئی تھی۔ اسے پریشانی میں سب سے زیادہ نیند ہی تو آتی تھی۔ دفعتاً باہر ہارن بجا، حاشر آ چکا تھا اور فاطمہ کچن کے بیک ڈور سے باہر نکل کر گیٹ کی طرف بڑھی۔ کچھ پل بیتے اور وہ اندر داخل ہوا تھا، لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے سب سے پہلے ادھر اُدھر دیکھا، رابیل وہاں نہیں تھی۔ اس نے سلام دعا کو پس پشت ڈال کر بلند آواز میں رابیل کو آواز دی تھی

"رابیل۔۔رابیل۔۔"

فرحت فوراً باہر آئیں، گلشن آرا نے پھر مڑ کر دیکھا۔ مینو کی نظروں کا مرکز بھی وہی تھا۔

"کیا بات ہے حاشر؟"ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔اشعر نے ہینڈ فری اتار کر ساتھ رکھی اور اسے دیکھا جو کافی غصے میں تھا

"رابیل کہاں ہے؟"اس نے فرحت سے پوچھا تھا۔

"سو رہی ہے وہ"مگر چہرے پر بیک وقت تجسس اور فکر تھی۔

اس نے رابیل کے کمرے کا دروازہ کھولا اور بتی جلادی

"اٹھائیں اسے۔۔سب کی نیندیں حرام کر کے خود سوئی پڑی ہے"وہ چلایا تھا

باہر سے سب اندر کی طرف بڑھے تھے۔رابیل ابھی بھی نہیں اٹھی تھی

"ہوا کیا ہے؟"فرحت حاشر کے سامنے کھڑی تھیں

اس نے گلابی آنکھوں اور سرخ چہرے سے سوتی ہوئی رابیل کو گھورا جو کہ کمبل لپیٹے گہری سانسیں لے رہی تھی

"اس نے فیکٹری seal کروادی ہے۔۔پوچھیں اس سے،یہ کیا کرتی پھر رہی ہے"وہ چلا رہا تھا

سب ہکا بکا اور حیران تھے سوائے مینا کے۔وہ مطمئن سی کھڑی تھی جیسے اسے پتہ تھا کہ یہ تو ہونا ہے۔

ظاہر ہے دوپہر میں اس کا شوہر کہہ کر گیا تھا کہ دھماکے کے لیے تیار رہنا تو دھماکہ تو ہونا ہی تھا۔

"خبریں دیکھیں جا کر۔۔تایا ابو مجھ پر چلا رہے ہیں،چچا الگ سے غصہ کر رہے ہیں۔۔اس نے لاہور اور اسلام آباد،دونوں انڈسٹریز seal کروائی ہیں"

شور سن کر رابیل ذرا سا ہلی، پھر پلکیں پھڑ پھڑائیں اور وہ اٹھ گئی، سامنے حاشر کو دیکھا اور باقی سب کو بھی اور پلکیں جھپک کر آہستہ سے اٹھ بیٹھی۔اس کے لمبے بال بیڈ کی سطح کو چھو رہے تھے، وہ حیرانی و پریشانی سے انھیں دیکھ رہی تھی

حاشر اس کی طرف بڑھا اور اس کے سر پر کھڑا ہو کر چلایا

"یہ کیا کرتی پھر رہی ہو تم؟ کس سے کہہ کر تم نے یہ سب کیا ہے؟"

اس نے پہلے حاشر کو دیکھا پھر فرحت کو جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ ہوا کیا ہے؟ یہاں تماشا کیوں لگا ہے؟

"حاشر۔۔"فرحت آگے بڑھیں اور اسے پیچھے کیا"خبردار جو تم نے اب اسے کچھ کہا ہو تو"

"امی۔۔"وہ ماتھے کو چھو کر رہ گیا"سارے خاندان میں لڑائی ڈلوا کر یہ یہاں سکون سے بیٹھی ہے"

وہ پھر سے چلایا تھا

"آواز نیچی رکھو۔۔میں کر لوں گی اس سے بات۔۔تم چلو باہر"انھوں نے خود سے اونچے حاشر کو کہنی سے تھاما اور ساتھ لیے آگے بڑھیں۔

وہ رابیل کو گھور رہا تھا، پھر کہنی چھڑائی اور اسے انگلی دکھاتے دانت پیستے بولا"باز آجاؤ تم۔۔ورنہ۔۔"

"حاشر۔۔"اب کی بار گلشن آرا بولی تھیں"باہر چلو"

اور وہ سر جھٹک کر باہر چلا گیا۔رابیل نے پہلے مینا کو دیکھا پھر اشعر کو، جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ کیا ہوا ہے

مینا اس کے ساتھ آ بیٹھی اور وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔نیند مکمل کھل چکی تھی

"مینو۔۔کیا ہوا ہے؟"اس کے بال کندھوں میں آگے آئے ہوئے تھے،وہ شکل سے پریشان لگ رہی تھی

"فیکٹری seal ہو گئی ہے۔۔اسلام آباد اور لاہور دونوں،حاشر بھائی کہہ رہے ہیں کہ آپ نے کروائی ہے"اشعر آگے بڑھا اور اس کے سامنے آ بیٹھا۔

اس نے مینا کو دیکھا جس نے شانے اچکائے"چوزو تمھیں دوپہر میں ہی کہہ گیا تھا کہ دھماکہ ہونے والا ہے،تیار رہنا"

"تو کیا آگ لگ گئی فیکٹری میں؟"اس نے حیرت سے مینو کو دیکھا جو کہ ہنس دی

"نہیں بدھو"اس نے رابیل کی کنپٹی کو انگشت شہادت سے ہلکا سا جھٹکا دیا"فیکٹری سیل ہو گئی نا،اب بیٹھے رہیں"

وہ بھی بے پرواہ ہو کر لیٹ گئی

"میں نے۔۔میں نے فیکٹری seal کروائی ہے؟"وہ حیرانی سے اشعر کو دیکھ رہی تھی۔۔اس کے ذہن میں بہت سے سوال تھے مگر جواب کوئی نہیں۔۔جواب صرف ایک شخص کے پاس تھا۔

یہاں سے دور سفید سرمئی بنگلے میں روشنیاں جل اٹھی تھیں۔لاؤنج میں مامون بیٹھا تھا جس کے ہاتھ میں کتاب تھی اور وہ مگن سا پڑھ رہا تھا۔دفعتاً تیمور اندر آیا تھا، سیٹی بجاتے اس کے ساتھ آ بیٹھا۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا "چھوڑ آئے مینا کو؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور لائلہ کو ایک کپ کافی لانے کا اشارہ کیا۔پھر گلا کھنکھارا اور مامون سے مخاطب ہوا

"ایک بات پوچھوں تم سے؟" اس نے دونوں ٹانگیں صوفے پر رکھ لیں، پیروں میں سیاہ جرابیں تھیں اور مامون کی طرف متوجہ تھا

"ہاں" کتاب ہاتھوں میں کھلی مامون کا منہ دیکھ رہی تھی جو کہ تیمور کی طرف دیکھ رہا تھا

"وہ تمھارا ایک جار ہوتا تھا نا، گلاس کا۔۔جس پر لائٹ پڑتی تھی اور لفظ بنتے تھے۔۔مختلف روشنیاں مختلف الفاظ۔۔وہ جس کی فنر کس ایک بار تم نے مجھے سمجھائی تھی"

(ایک کمرے میں ایک چھوٹی بچی تھی، جو مامون کے ساتھ اس کی ٹانگ سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک گلاس جار تھا جس پر چند لفظ ابھر رہے تھے

"مون۔۔یہ میں رکھ لوں؟" اس نے مسکراتے ہوئے مامون سے پوچھا تھا

مامون نے سانس خارج کی "یہ مجھے بہت عزیز ہے آرا" اس نے منہ بنایا تھا

آرا نے منہ بسورا پھر اس کی طرف وہ جار بڑھایا کہ وہ واپس لے لے۔مامون مسکرایا اور اس کا گال چوما"مگر آرا سے زیادہ نہیں"

وہ مسکرائی اور جار خود سے لگایا جیسے وہ اس کا ہو گیا ہو

"یہ آپ نے سنبھال کر رکھنا ہے،اسے توڑنا نہیں ہے"

اس نے سر اوپر نیچے ہلایا۔آرا نے اس گلاس جار کی سطح پر ہاتھ پھیرا اور پھر مامون کو دیکھا

"اس کی سرفیس (سطح) رف نہیں ہے۔۔یہ بہت پلین ہے مگر اس پر ورڈز (الفاظ) کیسے آتے ہیں؟"

وہ مسکرایا"اس کو بڑی مہارت سے بنایا گیا ہے۔یہ میرے ایک فرینڈ نے مجھے دیا تھا،اس کی ٹو (دو) والز (دیواریں) ہیں اور ان والز کے درمیان الفاظ کو کرید کر بنایا گیا ہے اور ان الفاظ کو ایک خاص پیٹرن سے بنایا گیا ہے۔۔ہر پیٹرن لائٹ کی کسی خاص رے سے ظاہر ہوتا ہے۔۔کوئی بلیو لائٹ سے کوئی ریڈ لائٹ سے اور کوئی وائٹ لائٹ سے،کوئی اندھیرے سے کوئی روشنی سے۔۔جس طرح کی رے اس پر گرے گی اس طرح کا پیٹرن ظاہر ہو گا اور وہ پیٹرن ورڈز ہیں"

آرا مسکرائی جبکہ اسے سمجھ کوئی نہیں آئی تھی،ایسا مامون کو لگتا تھا۔۔

مامون اسے دیکھتے بڑبڑایا تھا"لفظ کر ہی کیا سکتے ہیں

گھائل مائل اور قائل بس!")

مامون جانتا تھا وہ کیا بات کر رہا ہے، وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ آگے کیا کہے گا مگر اس نے خود کو نارمل رکھا، خود کو انجان بنائے رکھا مگر دل، اس دل کا کیا جو زوروں سے دھڑکنے لگا تھا

"ہاں۔۔وہ جا رہیں نے آرا کو دیا تھا، وہ ضد کر رہی تھی تو میں نے اسے دے دیا" اس نے اپنی بات کی وضاحت کی "تم کیوں پوچھ رہے؟" دل کی دھڑکن میں شدت آئی تھی، کتاب پر گرفت مضبوط پڑی تھی۔

وہ ہنس دیا "ذرا پوچھو آرا سے، جا رہیں آج دیکھ کر آیا ہوں"

(رات کا وقت تھا، لیک ویو پارک روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ وہ کال پر کسی سے بات کر رہا تھا، سامنے بہتے پانی پر روشنی رقص کر رہی تھی، ارد گرد شور تھا۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا، اس کی بھانجی ایک بنچ پر کسی لڑکی کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔اس لڑکی کی آنکھیں گلابی تھیں، رنگت زرد اور وہ کمزور لگ رہی تھی۔ اس بچی نے اس سے کچھ پوچھا، اداس لڑکی نے نم سانس اندر کھینچی اور بچی سے کچھ کہنے لگی۔ پھر چھوٹی بچی نے اپنی کمر پر بندھا بیگ اتارا اور اس میں سے جار نکال کر اس کی طرف بڑھایا اور اس نے وہ جار بڑے احتیاط سے حیرانی اور تجسس سے تھام لیا۔۔اس پر زرد رنگ کی روشنی سے لکھے الفاظ ابھر رہے تھے۔۔مامون اسے دیکھتا جا رہا تھا، کال کی دوسری طرف آدمی بولے جا رہا تھا مگر وہ اس بھوری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھ میں اس کا جار تھا۔ ساری آوازیں تھم گئی تھیں، قہقہے

شور لوگوں کی آوازیں۔۔سب جامد تھا،سب خاموش تھا۔وہ رابیل کو دیکھ رہا تھا جو آرا کے ساتھ بیٹھی تھی)

"کیوں کیا ہوا؟"اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔وہ ایموشنلی مضبوط تھا،وہ لوگوں پر اپنے جذبات ظاہر نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ دماغ سے دل کو کنڑول کرتا تھا

"تمھاری سیانی بھانجی نے وہ کسی کو دے دیا ہے" تیمور اپنی طرف سے اس کی انفارمیشن میں اضافہ کر رہا تھا جبکہ وہ سب جانتا تھا کہ اس کا جارکب کس وقت کس کے پاس گیا تھا مگر اسے حیران ہونا تھا اور وہ حیران تھا

"کس کو؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔چہرے پر تجسس والا تاثر تھا مگر دل سینہ توڑ رہا تھا اور دماغ اس کی اداکاری پر ہنس رہا تھا۔

"وہ مینا کے کمرے میں تھا" تیمور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

مامون حیران ہی رہا، بھنویں بھینچی رہیں اور اس نے نیچے کارپیٹ کو دیکھا"وہاں کیسے گیا؟"

دماغ نے ایک قہقہہ لگایا تھا،دل نے اسے چپ کرایا تھا"اُڑ کر گیا تھا مامون آفندی"دماغ نے طنز کیا تھا

"پتہ نہیں۔۔اپنی سیانی بھانجی سے پوچھو"کہہ کر وہ اٹھ گیا۔۔پیچھے سے صدا لگائی

"لائلہ۔۔کافی کمرے میں دے جانا"

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا مگر مامون سر جھکا کر مسکرایا تھا "بھوری آنکھوں والی! "کتاب سامنے تھی مگر نہیں تھی، اب وہ پڑھ ہی نہ لے کچھ!

دوسری طرف آٹھ مرلہ مکان میں لڑکی کھڑکی کے پاس کھڑی کسی کو مسلسل کال کر رہی تھی۔ کال جا رہی تھی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔ اس نے جھنجھلا کر ایک اور کال کی اور دوسری طرف سے فون اٹھا لیا گیا۔

"تیمور۔۔ میں پاگل ہوں؟" وہ دبے دبے غصے میں بولی تھی

دوسری طرف سے آواز ابھری تھی "مجھے پتہ ہے"

رابیل نے آنکھیں بند کر کے ضبط کیا تھا "یہ سب کیا ہے؟"

ایک لمحے کی خاموشی "کیا؟" جیسے وہ کچھ نہیں جانتا

"تیمور۔۔ فیکٹری seal کس نے کروائی ہے؟" وہ بڑے ضبط اور تحمل سے بول رہی تھی

وہ ہنس دیا "کر دیا ناسب کو تھریٹ۔۔ وہ ایسا ہی ہے، اس کے کہنے کی دیر ہوتی ہے سب کام ہو جاتے ہیں" وہ جیسے لطف اندوز ہو رہا تھا

"کس کے؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں، وہ جس کی بات کر رہا تھا رابیل اسے نہیں جانتی تھی

"مل لینا اس سے۔۔ ابھی ملک سے باہر ہے" دوسری طرف سے پیچھے سے شاید اس کا دروازہ بجا تھا، اس کی کافی آ گئی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جس نے یہ سب کروایا ہے وہ ملک سے باہر ہے؟" یہ حیرت کا دوسرا جھٹکا تھا۔ ملک سے باہر رہ کر وہ شخص ملک کے اندر سب کنٹرول کر رہا تھا

"ہاں۔۔ بزی ہوتا ہے۔۔ ایک دو دن میں آئے گا تو مل لینا۔۔ تمھارا کام ہو جائے گا" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا تھا اور مصروف سا بول رہا تھا

"کون سا کام؟" اس نے دوسرا بازو سینے پر باندھ لیا

تیمور نے سانس خارج کی "کم آن۔۔ فیکٹری تمھاری"

رابیل خاموش رہی۔ پھر بولی تو آواز دھیمی تھی

"یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

تیمور مسکرایا تھا "ابھی تم باہر نہیں نکلی نا اس لیے تمھیں کچھ نہیں پتہ، وہ جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے۔۔ آہستہ آہستہ تمھیں سب سمجھ آ جائے گا"

رابیل نے سانس خارج کی۔ واقعی پچھلے دنوں سے جو کچھ ہو رہا تھا وہ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ کیا گھر سے نکل کر اپنا حق مانگنے والی ہر عورت کو دنیا کا سیاہ رخ دیکھنا پڑتا ہے، اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ دنیا والے تو بعد میں ابھی تو گھر کے مرد ہی اس کے گرد گھیرا ڈال کر اسے کچلنے پر تلے تھے

اس نے ایک دو باتیں اور کیں اور پھر کال کاٹ دی۔۔

اس نے شانے ڈھلکا کر سانس خارج کی، بھوک بھی بلا کی لگی تھی اور اس نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا۔دنیا جائے بھاڑ میں کھانا تو کھاؤ،اس نے دل کی بات مانی تھی اور باہر کی طرف بڑھی۔

اب واپس سفید سرمئی محل میں جھانکو تو مامون کمرے میں بیڈ سے ٹیک لگائے نیم دراز سا تھا۔اس نے لحاف اوڑھا تھا جیسے سونے لگا ہو مگر سامنے وڈیو کال آن تھی اور وہ اپنی بہن سے بات کر رہا تھا۔ سکرین پر عافی کا چہرہ ابھر رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔اس کی گود میں آرا تھی جس نے اپنی ماں کے گرد بازو حمائل کیے تھے

"اس کا دل لگ گیا عافی؟"اس نے ابرو اٹھا کر چھوٹی بچی کی طرف اشارہ کیا

وہ ہنس دی "نہیں لگ رہا۔۔آج کل اس کے موڈ سوئنگز چل رہے ہیں۔۔جب دل کرے خوش ہو جاتی ہے جب دل کرے منہ بنا لیتی ہے"اس نے اپنی بیٹی کو دیکھا جو خاموشی سے مامون کو دیکھ رہی تھی،اس کی خاموش سیاہ آنکھیں کچھ کہہ رہی تھیں مگر سکرین کے اس پار بیٹھا مرد نہیں پڑھ پا رہا تھا

"ارے۔۔میرا دل نہیں لگتا اس کے بغیر۔۔اسے پیک کر کے ایک ڈبے میں ڈالو اور مجھے بھیج دو"وہ مسکرایا تھا مگر آرا نہیں مسکرائی

"اماں کہاں ہیں؟"عافی نے سوال کیا تھا

"اماں سو گئی ہیں۔۔ تھکی ہوئی آئی تھیں، ڈنر کرتے ہی سو گئیں۔۔ کہہ رہی تھیں کہ کل شاید کوئی کانفرنس ہے تو آج ذرا آرام کر لیں" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، گردن پیچھے سے درد کرنے لگی تھی

"اچھا" وہ سر ہلا کر رہ گئی

آرا نے اسے دیکھا تھا، پھر لب ہلے اور بولی "مون۔۔ آپ کب آ رہے ہو؟"

مامون مسکرا دیا اور سانس خارج کی "آپ آ جاؤ۔۔ میں بزی ہوتا ہوں"

آرا نے منہ بنا لیا اور اسے اداس نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ وہ ہنس دیا "کسی دن سرپرائز دینے آؤں گا"

وہ کچھ بھی نہ بولی، وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر خاموش تھی۔ ایک دو باتیں اور کرنے کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔ عارفین نے گود میں بیٹھی بچی کا سر چوما تھا

"کیا بات ہے؟ تم اداس کیوں رہتی ہو آرا؟" وہ جانتی تھی مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی تین سالہ بیٹی سب جانتی ہے

آرا نے اپنی ماں کے گرد بازو زور سے حمائل کیے اور آنکھیں بند کر لیں۔ شاید یہ زندگی خواب ہو اور آنکھ کھلنے پر وہ مامون کے ساتھ ہو، اس کے گھر مسکراتی ہوئی۔ عارفین خاموش تھی، اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی۔ آج وہ ڈاکٹر کے پاس گئی تھی اور ہر ڈاکٹر دل کا ڈاکٹر نہیں ہوتا اور ہر دل کے ڈاکٹر کو دل جوڑنا نہیں آتا۔ اس کی رپورٹس آئی تھیں اور ڈاکٹر کے الفاظ اس کی سانس روکنے کو کافی تھے۔ اس کی ارد گرد کی نظر جا چکی تھی، دو قسم کی نظر ہوتی ہے ایک سینٹرل یعنی درمیان والی اور

دوسری peripheral یعنی ارد گرد کی۔۔اس کی آنکھ کے پردے میں موجود راڈ سیل ختم ہو چکے تھے،راڈ سیل ریٹینا کے کناروں پر ہوتے ہیں اور اندھیرے میں دیکھنے میں مدد دیتے ہیں۔۔اس کی بیماری کناروں سے درمیان کی طرف بڑھ رہی تھی۔راڈ سیل رات کو دیکھنے میں مدد دیتے ہیں مگر عافی کے راڈ سیل ختم ہو چکے تھے،اسے نہ تو ارد گرد کا نظر آتا تھا نہ اندھیرے میں کچھ نظر آتا تھا،وہ "نائٹ بلائنڈ" ہو چکی تھی۔۔رات کو کمرے کی بتی جلا کر دونوں ماں بیٹی سوتی تھیں اور زیان کئی کئی دن گھر نہیں آتا تھا۔۔گھر آتے ہی وہ عافی پر غصہ کرتا یا کسی بات پر بحث کرنے لگتا تھا۔۔آرا اس کی گود میں سو چکی تھی۔۔اس نے اس کے سر پر بوسہ دیا مگر آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔اسے اپنی بیماری کا بہت پہلے علاج کروانا چاہیئے تھا،وہ اپنے شوہر پر نظر رکھتے اپنے آپ کو نظر انداز کر گئی اور اب اس کی بیٹی؟

آرا کا کیا ہو گا؟ یہ سوال اس کی جان لیتا تھا۔۔

خاندان میں کافی شور مچا تھا۔رابیل کے تایا اور چچا کئی بار فرحت کو فون کر چکے تھے مگر انھوں نے ایک بار بھی نہیں اٹھایا تھا۔اس کی پھوپھیاں اور تائی چچی عجیب و غریب قسم کی باتیں کر رہی تھیں مگر ان کے گھر میں خاموشی تھی۔دن کے گیارہ کا وقت تھا اور رابیل کچن میں کھڑی تھی۔ساتھ اشعر تھا اور ایک طرف اس کا بلا سکون سے بیٹھ کر انھیں دیکھ رہا تھا،اشعر کے پیپر ختم ہو گئے تھے اور اب وہ دونوں بہن بھائی کھڑے نان کھتائی بنا رہے تھے۔رابیل کے بال جوڑے میں بندھے تھے،چند لٹیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گردن کو چھو رہی تھیں۔۔دونوں نے ایپرن پہن رکھے تھے،ایک باؤل میں مکسچر بنا ہوا تھا اور وہ ہاتھوں میں اسے رکھ کر گول گول ٹکیاں بنا رہے تھے۔

"آپ اگر گئی تھیں تو مجھے لے کر جاتیں،میں دیکھتا کیسے وہ فہد کا بچہ آپ کو ہاتھ بھی لگاتا ہے"اشعر نے غصے سے کہہ کر سر جھٹکا

رابیل نے سانس خارج کی"کوئی کتنی دیر تک ہماری حفاظت کر سکتا ہے اشو،ایک نہ ایک دن تو ہمیں ہمارے پاؤں پر ہی کھڑا ہونا ہوتا ہے نا"اس نے کہہ کر تھوڑا سا مکسچر ہاتھ میں رکھا

"پھر بھی آپی۔۔یہ لوگ آپ کو ہلکا لے رہے ہیں،آگے پیچھے دیکھتے بھی نہیں اور آج کل انھیں رشتے داریاں یاد آ رہی ہیں"وہ غصے میں منہ بنائے بڑبڑا رہا تھا

رابیل مسکرادی"اپنا خون مت جلاؤ اشو۔۔دفع کرو"اس نے گردن موڑ کر اپنے سے لمبے اشعر کو دیکھا۔وہ خاموش رہا

"مینو کہاں ہے؟"

"اپنے حجرے میں ہے"رابیل نے کہتے ہی ہاتھ دھوئے اور پیچھے لٹکے تولیے سے صاف کیے۔

وہ مسکرایا"اس کا صحیح ہے۔۔آپی ویسے آئی ٹی ٹھیک ہے،اسے کرنے دیں"

رابیل نے سانس خارج کی"وہ کھانے اور موڈ سے چلنے والی گڑیا ہے،موڈ ہو گا تو کچھ کر لے گی نہیں تو اللہ مالک"

وہ ہنس دیا" یہ تو ہے"

یہاں سے اوپر اگر تم سیڑھیوں کے ساتھ والا کمرہ دیکھو تو دروازہ بند تھا۔اندر جھانکو تو رامین اپنا سامان بکھیرے فرش پر بیٹھی تھی، چھوٹے بال پونی میں بند تھے، چہرے پر نظر کا چشمہ تھا۔اس کے ہاتھ میں ایک ریڈیو تھا، سامنے ٹول باکس کھلا پڑا تھا۔۔پیس کس، پلاس، بہت سے پیچ اور نا جانے کیا کیا، بہت سی تاریں کٹی پڑی تھیں اور وہ کھلے ہوئے ریڈیو کو بند کر رہی تھی۔۔یہ اس کا کام تھا، وہ پرانی چیزوں کو کھول کر ان سے نئی چیزیں بناتی تھی، جیسے پرانے ریل والے کیمرے سے لیمپ بنانا اور اب اس ریڈیو کی شامت آئی تھی۔۔مگر مزے کی بات یہ تھی کہ یہ اس کے لیے تھراپی تھی، وہ اسے کر کے خوشی محسوس کرتی تھی۔۔اسے یہ سب کرنے میں مزہ آتا تھا، اکثر وہ یہ سب کرتے خود سے مخاطب ہوتی تھی اور یوں کام کرتے خود سے باتیں بھی کر لیتی تھی۔اس کے دماغ میں تیمور کی بات گھوم رہی تھی، کیا وہ واقعی ڈپریسڈ تھی؟ اسے کیا مسئلہ تھا، وہ دوسری بار بھی میرٹ پر نہیں آ پائی تھی۔۔کہانی جیسی دکھتی تھی ویسی نہیں تھی، وہ جیسی دکھتی تھی ویسی نہیں تھی۔۔

تین ماہ قبل:

صبح شہر پر خوشگوار سی اتری تھی۔روشن صبح کا آغاز ہو رہا تھا، سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکلتا آسمان اور زمین کو ایک تازہ سا تاثر دے رہا تھا۔آٹھ مرلہ مکان میں مینا صوفے پر بیٹھی سستی سے ناشتہ کر رہی تھی، اس کے سامنے بریڈ آملیٹ اور چائے پڑی تھی۔ہاتھ میں رومال تھا اور وقفے وقفے سے وہ

نم سانس اندر کھینچی،اسے زکام تھااور ہلکا ہلکا بخار بھی۔وجہ تھی آئس کریم اور بے دریغ ٹھنڈے جوس اور سلش پینا،اس نے چائے کا گھونٹ بھرا،پھر رومال سے ناک پونچھی۔۔لاؤنج میں تیمور داخل ہوا تھا،اس کے ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھی اور وہ مینا کو لینے آیا تھا۔فرحت کچن سے باہر آئیں اور آتے ہی اسے دیکھ کر مسکرائیں۔وہ مینا کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا

"ناشتہ لاؤں؟"سوال فرحت کی طرف سے تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا اور ہاتھ رکھ کر جمائی روکی

"خالہ میرا معدہ اتنی صبح صبح نہیں جاگتا،ابھی وہ سویا ہے"کہتے ہی اس نے اپنی کمر پیچھے کو کھسکائی اور نیم دراز سا مینو کو دیکھنے لگا

"مینا۔۔جلدی کرو نا،ٹیسٹ کا ٹائم ہو رہا ہے"فرحت نے اسے جھڑکا اور پھر کمرے میں چلی گئیں

تیمور اسے گھور رہا تھا"اور لاؤں گنے کا رس،بلیو بیریز سلش اور اورنج جوس؟"

رامین نے اسے دیکھا اور منہ بسور لیا۔پھر سر جھٹک کر چائے کا گھونٹ بھرا۔

دس منٹ بعد اس نے اپنی رول نمبر سلپ لی،دوائی کھائی اور پھر گاؤن پہن کر باہر بڑھی۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے لڑکے نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھا جس کا رخ اس کی طرف تھا،اس نے ایک ٹانگ سیٹ پر فولڈ کر کے رکھی تھی اور دایاں گال سیٹ کی پشت سے لگا رکھا تھا

"پچھلی بار بھی یہی سب ہوا تھا، جب تمھیں منع کیا تھا کہ اتنا ٹھنڈا مت کھاؤ تو تمھاری عقل کہاں تھی؟" وہ اسے ڈانٹ رہا تھا مگر وہ خاموش سی بیٹھی رہی

"اب تم بھی امی کی طرح مجھے ڈانٹ ڈانٹ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالو" اس نے زکام زدہ آواز میں خفگی سے کہا تھا "مامون بھائی سے رات کو پوچھ لیا تھا، نیند کی دوائی نہیں لی"

تیمور نے اسے پھر گھورا، پھر نفی میں سر ہلایا "کسی گدھے کی بات مان بھی لیا کرو"

"تم مامون بھائی کو گدھا کہہ رہے ہو" وہ جھٹ سے بولی

اس نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا "چپ نہیں رہنا بس!"

کچھ پل بیتے اور مینا سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "میرا منہ سوکھ رہا ہے"

گاڑی چلاتے تیمور نے اسے گردن موڑ کر دیکھا "واٹر بوٹل نہیں لائی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ بس سانس لے کر رہ گیا، اس کا سینٹر ہاسپٹل کے ساتھ تھا۔ اس نے گاڑی ہاسپٹل کے سامنے پارک کی اور باہر نکلا "بیٹھی رہنا۔۔ آرہا ہوں"

اور وہاں سے چلا گیا۔ اس نے اپنی طرف کی کھلی کھڑکی میں بازو رکھ کر اوپر تھوڑی جمالی اور باہر دیکھنے لگی، بچے اپنے والدین کے ساتھ آرہے تھے، ہال کے باہر رش تھا۔۔ اس کا دل مطمئن تھا، اس نے پچھلے سال اور اس سال بس ایک ایم ڈی کیٹ کی تیاری ہی تو کی تھی۔۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور سامنے دیکھنے لگی، سامنے ہاسپٹل کا دروازہ تھا جہاں کئی مریض آجا رہے تھے۔۔ طبیعت عجیب بے زار

ہو رہی تھی، تیمور بھی ابھی تک نہیں آیا تھا۔وہ مڑی اور چہرہ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف موڑ لیا، نظر سامنے پڑی۔۔وہاں کوئی کھڑا تھا،اس نے سیاہ جینز پر سفید ٹی شرٹ اور سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا،اس کے بائیں ہاتھ میں رومال تھا اور وہ سیدھا دیکھ رہا تھا۔پھر کال کاٹی اور اندر چلا گیا،اس نے لڑکی کو نہیں دیکھا تھا مگر مینا نے اسے دیکھ لیا تھا۔وہ سیدھی ہوئی اور دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔پھر اندر کی طرف بڑھی،اس نے گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھا،ریسیپشن پر اور ویٹنگ ایریا میں،وہ کہیں نظر نہیں آیا۔وہ کہاں گیا؟وہ بائیں جانب کو بڑھی اور وہ ایک کھڑکی کے پاس کھڑا تھا،فون کندھے اور کان کے درمیان تھا اور وہ گردن ذرا سی ترچھی کر کے کال سن رہا تھا، رومال ناک تک لے گیا اور پھر ناک صاف کر کے رومال مٹھی میں دبوچ لیا مگر مینا نے جو دیکھا تھا وہ کسی اور نے کہاں دیکھا تھا۔اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا،سانس ساکن تھی،وہ ٹھنڈی پڑ چکی تھی،مرے مرے قدم اٹھاتی وہ آگے بڑھی،اس نے اس کی ہتھیلی میں رومال کو دیکھا جس پر سرخ مائع لگا تھا،اس کی آنکھیں گلابی پڑیں اور وہ اس کے قریب تھی،اتنا قریب کہ اب اس کی آواز مینا کے کانوں میں پڑ رہی تھی۔۔وہ آگے بڑھی،لڑکے نے اسے دیکھ لیا تھا،کال بیچ میں ہی رہ گئی۔۔ساری آوازیں بند تھیں،دل کی دھڑکن میں تیزی آئی اور وہ اس کے سامنے کھڑی تھی،اس نے گردن سیدھی کی اور فون زمین پر گرا مگر ٹوٹا نہیں،مینا نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی مٹھی کو دیکھا،اس میں دبوچا ہوا رومال جس پر سرخ دھبے تھے۔یہ اس کی سانس روکنے کو کافی تھا،اس نے گردن اٹھائی اور اپنے سے لمبے

لڑکے کو دیکھا۔۔اس کی ناک کے نیچے سرخ نشان تھا۔۔وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا جیسے شاک میں ہو، اس کے یوں اچانک آجانے پر وہ حیران ہوا اور اسے سمجھ نہ آئے کہ وہ کیا کرے،وہ بس اسے دیکھتی رہی،آنکھوں میں گلابی پن اتر آیا۔۔

"مینو۔۔"

اس کے کانوں میں آواز پڑی اور اس نے دائیں جانب دیکھا۔ تیمور کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی اور وہ اس کی طرف بڑھا

"میں نے کہا تھا نا گاڑی میں رہنا"اس نے مینا کی کہنی تھامی اور اپنے ساتھ لیے باہر بڑھا،باہر جاتے اس نے مڑ کر دیکھا تھا۔۔وہاں کھڑکی کے پاس اب کوئی نہیں تھا،لڑکی بالکل سن تھی۔۔وہ لڑکا دیوار کے پیچھے چھپا تھا،اس کی آنکھیں ہلکی سبز تھیں،شکاریوں جیسی!

گاڑی کے پاس کھڑے تیمور نے اسے بوتل کھول کر دی"طبیعت ٹھیک ہے؟"

اس کی اڑی ہوئی رنگت کوئی اور کہانی بتا رہی تھی۔اس نے بوتل تھامی مگر وہ سارے کام غائب دماغی سے کر رہی تھی

"مینا۔۔ٹھیک ہو؟"اس نے رامین کی تھوڑی پکڑ کر چہرہ اٹھایا۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور پانی کا گھونٹ بھر کر بوتل اسے واپس کی۔ پھر اپنی رول نمبر سلپ، بال پوائنٹ لیے چل دی، وہ بس اسے دیکھتا رہا، اس میں کچھ عجیب تھا۔۔ وہ اندر چلی گئی اور تیمور نے گردن موڑ کر ہاسپٹل کو دیکھا تھا۔۔ پھر سانس خارج کر کے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا، سب اپنے اپنے پیپر پر جھکے تھے۔ دوسری قطار میں پانچویں نمبر پر بیٹھی لڑکی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی، بار بار رومال سے ناک کو پونچھتی مگر پیپر پر گول گول پانی کے چھوٹے قطرے گر جاتے۔۔ وہ زکام کا پانی نہیں تھا، وہ آنکھ سے نکلنے والے آنسو کا پانی تھا۔ وہ رو رہی تھی، پیپر پر لکھے الفاظ دھندلے پڑ رہے تھے

(چھت پر ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر ایک چھوٹی لڑکی بیٹھی تھی، عمر پندرہ سولہ سال کے قریب تھی۔ وہ خفا سی تھی، یونیفارم بھی نہیں بدلا تھا اور آنکھیں گلابی تھیں۔ دفعتاً اس کے ساتھ والی چھت سے کوئی چھلانگ لگا کر آیا تھا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا، دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھے لڑکے کے ہاتھ میں چاکلیٹ تھی۔ اس نے وہ چاکلیٹ لڑکی کو دی اور اس نے لے لی

"عینک کہاں ہے تمھاری؟"

لڑکی نے چاکلیٹ کھولی اور دانتوں سے تھوڑی سے کاٹی

"ٹوٹ گئی" وہ فقط اتنا بولی

لڑکے نے سر اثبات میں ہلایا "تم رو رہی تھی؟"

لڑکی نے برا سا منہ بنایا اور ساتھ بیٹھا لڑکا مسکرا دیا" تمھیں میں نے سمجھایا تھا نا کہ لوگوں کو لوگوں کے طریقے سے ڈیل کرتے ہیں، پھر تم کیوں روئی؟"

لڑکی کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور اس نے ہتھیلی سے آنسو صاف کیے۔ پھر نم سانس اندر کھینچی "چاچو نے پاکٹ منی نہیں دی تھی، میں کئی دن سے لنچ نہیں لے کر جا رہی۔۔ مجھے بھوک لگ جاتی ہے"

لڑکے نے سانس خارج کی "مانگنے سے کچھ نہیں ملتا مینو، سب لینا پڑتا ہے"

اس نے گردن موڑ کر اس لڑکے کو دیکھا جس کی آنکھیں ہلکی سبز تھیں)

اس نے رومال سے ناک پونچھی اور پھر ایم سی کیوز مارک کرنے لگی مگر دماغ وہیں اٹکا تھا۔

(مارگلہ کے پہاڑوں پر بہت سے جوان کھڑے تھے اور وہ نشانہ لگا رہے تھے۔ وہ اچھے نشانہ باز نہیں تھے، عقاب اڑ جاتا اور ان کا نشانہ چھوٹ جاتا۔ ان میں ایک لڑکی بھی تھی، دبلی پتلی اور چھوٹے بالوں والی، وہ آگے بڑھی اور تیر کمان میں ڈالا، اس نے یکے بعد دیگرے تین عقاب شکار کیے تھے۔ ساتھ کھڑے لڑکے کو دیکھ کر مسکرائی، اسے نشانہ لگانا، شکار کرنا اس نے سکھایا تھا۔ اس کی آنکھیں ہلکی سبز تھیں)

مینا نے آنکھیں خشک کیں اور پیپر پر جھکی، وہ اب تسلی سے ایم سی کیوز کر رہی تھی مگر ذہنی طور پر وہ یہاں نہیں تھی۔

(یہ ایک فوڈ سٹریٹ کا منظر تھا۔ایک بنچ پر ایک لڑکی ایک لڑکے کے ساتھ بیٹھی فرائز کھا رہی تھی۔ وہ اس کی کسی بات پر ہنس رہی تھی اور وہ مسکرا رہا تھا،اس کی آنکھیں ہلکی سبز تھیں۔۔پیرٹ کلر کا سب سے ہلکا شیڈ)

پیچھے آدھا گھنٹہ بچا تھا اور اس کے بہت سے ایم سی کیوز رہتے تھے۔ پیپر گیلا ہو کر کئی جگہوں سے نرم پڑ چکا تھا،اس نے نم سانس اندر کھینچی اور پھر سے پیپر کرنے لگی

(ایک جگہ پر بہت سے لڑکے تھے۔سامنے کارپیٹ پر ایک لڑکا تھا دوسرے لڑکے کو پیٹ رہا تھا، دونوں میں شاید کوئی مقابلہ تھا،کچھ دیر بعد ایک لڑکا زمین پر ڈھیر تھا اور دوسرا تیز تنفس کے ساتھ اس لڑکی کی طرف بڑھا۔لڑکی نے اسے چھوٹا تولیہ دیا اور مسکرائی "مجھے بھی سکھاؤ" وہ مسکرایا اور پسینہ صاف کیا۔پھر سر اثبات میں ہلایا۔اس کی آنکھیں ہلکی سبز تھیں)

وہ ہال سے باہر آ رہی تھی،سامنے ہی کار سے ٹیک لگائے تیمور کھڑا تھا،اسے دیکھ کر سیدھا ہوا۔وہ اس کی طرف بڑھی، تیمور اس کی گلابی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔منظر دھندلے ہونے لگے تھے۔

موجودہ دور میں رامین ہاتھ میں ریڈیو پکڑے بیٹھی تھی،دروازہ کھلا اور رابیل اندر آئی۔اسے دیکھ کر سانس خارج کی

"مینو۔۔ چلو آجاؤ نیچے، ہم نے نان کھتائی اور چائے بنائی ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "تم چلو، میں آرہی ہوں"

رابیل نے سر ہلایا اور نیچے چلی گئی۔۔ مینا حال میں واپس آچکی تھی۔

یہاں سے دور اگر روشنیوں کے شہر میں جھانکیں تو شام زمین پر اترتی سرمئی تاثر دے رہی تھی۔

سورج غروب ہو چکا تھا، آسمان پر سرمئی بادل نظر آرہے تھے۔ لندن برج کے پاس معمول کا رش تھا، کیفے ز، ریسٹورنٹس، لوگوں کے قہقہے، ٹریفک اور روشنیاں، ان سب سے بے گانہ برج کے نیچے ریلنگ پر بازو جمائے ایک شخص پانی پر رقص کرتی روشنیوں کو دیکھ رہا تھا۔ ہوا سے اس کے بال ہل رہے تھے، الجھے بال اور اداس چہرہ۔۔ اس نے سیاہ لمبا کوٹ پہنا تھا اور وہ خاموش سا تھا۔ ایسی خاموشی جو روح میں سرایت کر کے اسے ویران کر دے۔ وہ ہارا ہوا لگتا تھا، اس نے دل ہارا تو سب ہار دیا۔ وہ مسکرانا بھول گیا مگر گھر کا رستہ نہیں بھولا۔ پینٹ کی جیب میں پڑا فون خاموش تھا، یہ وہ وقت تھا کہ کوئی بھی خوشحال مرد سارے دن کی محنت کے بعد بخوشی گھر لوٹتا ہے، اس کی ایک فیملی منتظر ہوتی ہے، کھانے کی خوشبو اور بیوی بچوں کے قہقہے گھر کی رونق ہوتے ہیں، وہ تھوڑی سی دیر کر دے تو بیوی بچے فون پر فون کرتے ہیں مگر اس کا فون خاموش تھا۔ اسے کس نے فون کر کے گھر بلانا تھا، اس کا کوئی گھر تھا؟ اس نے سانس خارج کی، اس کے ذہن میں جھکڑ چل رہے تھے، وہ اپنی ماں کو یاد کر رہا تھا وہ ماں جس کے لیے اس نے اپنا آپ ہارا تھا، وہ اس کی زندگی کی پہلی اور آخری عورت تھی جس

نے اس سے بے غرض بے پناہ محبت کی تھی۔۔اس نے سر جھکا دیا، ہوا ٹھنڈی لگنے لگی، ماضی حملہ آور ہو رہا تھا۔۔

ایک ہاسپٹل کے بیڈ پر ایک عورت لیٹی تھی جو بیمار سی کمزور سی تھی۔وہ نالیوں کے سہارے زندہ تھی، وہ نالیاں جو اس کی جلد میں پیوست تھیں۔کمرے میں ایک لڑکا اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اس کے ہاتھ پر جھکا رو رہا تھا۔۔نحیف سی عورت اسے دیکھ رہی تھی، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ہمت نہیں ہو رہی تھی

"ہمایوں۔۔"کمزور سی کانپتی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور اس نے جھٹ سے سر اٹھایا"ممی۔۔ ہمیں چھوڑ کر نہ جائیں"وہ رو رہا تھا

وہ اس کے چھوٹے بھائی کا نام لے رہی تھی جو کہ پاس صوفے پر خفا سا بیٹھا تھا، اس کی رنگت اجلی اور آنکھیں بھوری تھیں۔۔وہ بار بار آنکھیں پونچھ کر اپنے آنسو صاف کرتا تھا مگر اٹھ کر اپنی ماں کے پاس نہ آیا

"ہمایوں۔۔"وہ پھر سے بولیں تو وہ ان کے قریب گیا، ان کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا

"تم۔۔زرار کے۔۔باپ بنو گے"بے ترتیب ہوتی سانسوں سے انھوں نے اسے کہا تو اس کا دل سو ٹکروں میں بٹا۔ماں اولاد کو اپنی موت کی خبر دے کر بوجھ اس کے کندھوں پر لاد رہی تھی، وہ کندھے جو ابھی بہت چھوٹے تھے

"ممی۔۔"اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے

"تم میرے۔۔بہادر بچے ہو"ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، پانی آنکھ سے نکلا، کنپٹی پر بہااور کانوں کی طرف سفر کرنے لگا۔اس عورت نے صوفے پر بیٹھے بھوری آنکھوں والے بچے کو دیکھا، شاید وہ اسے بلا رہی تھیں مگر وہ خفا تھا۔وہ اٹھ کر نہ آیا۔ہاسپٹل کے کمرے میں بپ بپ کی آواز میں تیزی آئی تھی، خاتون کا دل بے قرار، دھڑکن بے قابو ہوئی تھی۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑے اور وہ صوفے پر بیٹھے زرار حیدر کو گھورنے لگی

"ممی۔۔"

وہ صوفے سے اٹھ کر اپنی ماں کے پاس آیا تھا، وہ روتے ہوئے چلا رہا تھا۔وہ اپنے بھائی سے جھگڑ رہا تھا، وہ کیوں جھگڑ رہا تھا؟

ریکنگ کے پاس کھڑے ہمایوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، وہ روئے جا رہا تھا۔۔اسے زرار یاد آرہا تھا، وہ زرار جو سب سے خفا تھا۔۔منظر پھر سے بدل گئے

وہ کم عمر تھا، سترہ سال کا ہمایوں ایک طرف کھڑا تھا۔اس کا باپ اس کی ماں پر چلا رہا تھا، عورت مرد کو کچھ سمجھا رہی تھی مگر مرد آپے سے باہر تھا۔۔دفعتاً وہ مرد پیچھے مڑا، مارنے کے لیے کوئی چیز اٹھائی اور پیچھے کھڑکی کے پاس ایک بوتل پڑی تھی۔۔اس شخص نے وہ بوتل پکڑ کر عورت کی طرف اچھالی، اس میں جو بھی مائع تھا وہ ڈھکن کو دھکیل کر باہر نکلا تھا مگر وہ بچہ اپنی ماں کے سامنے آیا تھا۔۔مائع اس

کے چہرے کی زینت بنا تھا اور وہ جلن سے چلا رہا تھا، وہ زمین پر ڈھیر ہوا تھا، گھٹنوں کے بل بیٹھے درد سے چیختے ہمایوں کی آواز اندر بیٹھے زرار نے سنی تھی اور وہ باہر کو بھاگا تھا۔۔اس کا باپ ہکا بکا اپنے بچے کو دیکھ رہا تھا، اس کی ماں زمین پر بیٹھی ہمایوں پر جھکی تھی اور رو رہی تھی۔بوتل میں جو بھی کیمکل تھا ہمایوں کے منہ پر گرا تھا اور وہ درد کی شدت سے چلا رہا تھا، اس کی اجلی جلد جل رہی تھی۔۔زرار حیدر اپنے باپ کے قریب آیا اور پوری شدت سے چلایا

"آئی ہیٹ یو"

وہ رو رہا تھا کیونکہ اس کی ماں رو رہی تھی اس کا بھائی چلا رہا تھا، اس کا بس نہیں چلا اپنے باپ کا گلا دبا تھے مگر وہ چھوٹا تھا، وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

ہمایوں نے سختی سے اپنی آنکھیں پونچھیں تو جیب سے فون نکالا۔سکرین آن کی اور سامنے دو لڑکوں کی تصویر واضح ہوئی۔ مسکراتا ہوا بھوری آنکھوں والا اور ساتھ سیاہ آنکھوں والا، دونوں نے ایک دوسرے کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔۔منظر پھر سے بدل گیا

وہ آئینے کے سامنے کھڑا بالوں پر برش کر رہا تھا اور زرار پیچھے بیڈ پر بیٹھا تھا۔اس نے نظر اٹھا کر ہمایوں کو دیکھا، اس کا عکس آئینے میں ابھر رہا تھا

"تم سرجری کرا لو ہمایوں۔۔سکارز ختم ہو جائیں گے، تم پہلے جیسے ہو جاؤ گے"

وہ مسکرایااور مڑا، بازو سینے پر باندھے "کچھ بھی کبھی پہلے جیسا نہیں ہوتا زرار۔۔میں ان سکارز کو دیکھتا ہوں تو مجھے ممی یاد آتی ہیں" پھر سانس خارج کی "میں وہ مرد ہوں جو اپنے گھر کی عورت کو بچانے کے لیے آگے آیا تھا، میں نے اپنی اچھی سکن کو اپنی ماں پر وار دیا۔۔میں نے اپنی ماں کے حصے کا درد خود سہا ہے، دنیا چاہے جو کہے مجھے پرواہ نہیں ہے، یہ نشان مجھے یاد دلاتے رہیں گے میں ہمیشہ اپنے گھر کی عورت کا محافظ رہوں گا، اس کی تکلیف میری تکلیف ہو گی"

زرار مسکرادیا، سر نفی میں ہلایا۔

ریکنگ کے پاس کھڑے ہمایوں نے زرار کا نمبر نکالا تھا اور اسے کال کی تھی مگر اس نے نہیں اٹھائی۔ وہ اس کا کوئی جواب نہیں دیتا تھا، وہ اس کی کوئی کال نہیں اٹھاتا تھا۔وہ اسے تنہا کر گیا تھا۔منظر پھر سے بدلا تھا

ہمایوں اور زرار آمنے سامنے کھڑے تھے۔وہ اب بڑا ہو چکا تھا، اپنے بھائی کے کندھے لگتا تھا

"تم ان سب سے دور رہو گے" ہمایوں اسے سمجھا رہا تھا مگر وہ زرار تھا، وہ باتیں دل میں رکھتا تھا اور انتقام لیتا تھا

"کیوں؟اس شخص نے میرے بابا کو جاب سے نکلوایا تھا، اس شخص کی وجہ سے میرے بابا جاب لیس ہوئے تھے، اس شخص کی وجہ سے میرا گھر خراب ہوا تھا، اس شخص کی وجہ سے بابا کو غصہ آتا تھا اور وہ ممی کو مارتے تھے، اس شخص کی بے ایمانی کی وجہ سے میرے بابا میری ممی کو ذلیل کرتے تھے، ہماری

خوشیاں چلی گئیں،ڈومیسٹک وائلنس ہمارے گھر کا معمول تھا،میرا بچپن خراب ہو گیا،میرے ماں باپ ایک دوسرے سے خفا مر گئے،میری ماں میرے لمس کو ترستی رہی۔۔اس شخص نے ہماری زندگیوں میں زہر گھولا تھا،اس شخص کی وجہ سے میرا خوبصورت بھائی معاشرے کے طنز اور طعنوں کا شکار ہو گیا۔۔اب میں شکاری ہوں اور وہ شکار اور زرار اپنے شکار کو نہیں بخشے گا"وہ غصے سے بولا تھا، تنفس پھول گیا

"زرار۔۔"وہ بلند آواز میں بولا تھا مگر وہ مڑ گیا

"میری بات سنو زرار۔۔ایسے مت کرو۔۔زرار۔۔"وہ اس کے پیچھے گیا تھا مگر وہ جا چکا تھا۔۔وہ پھر کبھی واپس نہیں آیا،اس کا جب دل ہوتا تھا وہ خود بات کرتا تھا۔ہمایوں کو اس سے اس کی اجازت کے بغیر بات کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔۔

اس نے مایوسی سے فون جیب میں رکھا اور سانس خارج کر کے مڑا،اس کا رخ گھر کی طرف تھا۔اسے ابھی جا کر رات کا کھانا بنانا تھا،زندگی کسی کے لیے نہیں رکتی!

صبح کے ساڑھے نو کا وقت تھا،رابیل اپنے کمرے سے نکلی اور گردن موڑ کر لاؤنج میں ناشتہ کرتے حاشر کو دیکھا،اسے نظر انداز کیا اور باہر کی طرف بڑھی۔اس نے بھورے رنگ کے لمبے کوٹ تلے نیلی کھلی جینز اور سفید گھٹنوں تک آتی قمیض پہن رکھی تھی۔بال لمبی چٹیا میں گوندھے تھے اور

آنکھوں پر نظر کا چشمہ، وہ خاموشی سے گیٹ کی طرف بڑھی، ہاتھ میں موبائل تھا شاید اس نے رائڈ بک کروائی تھی۔ دفعتاً پیچھے سے اسے کسی نے بلایا تھا

"رابیل۔۔"

اس نے سکرین پر جھکا چہرہ اٹھایا اور پیچھے گردن موڑ کر دیکھا۔ وہاں حاشر تھا، جو تنے نقوش سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"کہاں جا رہی ہو؟"

اس نے چہرہ اٹھا کر خود سے لمبے مرد کو دیکھا جو ابھی اندر ناشتہ کر رہا تھا۔ لڑکی نے تھوک نگلا

"افیفہ سے ملنے جا رہی ہوں"

ہاتھ پہلو میں تھے اور فون کی سکرین بجھی ہوئی تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے باہر جانے کی" اس نے بازو لمبا کر کے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا "چلو اندر ۔۔"

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں "حاشر بھائی میں اپنی دوست سے ملنے جا رہی ہوں"

"کہا نا اندر چلو" وہ غصے سے بولا تھا۔ بھنویں بھینچے رابیل کو گھورتے حاشر کے چہرے پر سنجیدگی بلا کی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں اپنی دوست سے ملنے جا رہی ہوں۔۔آپ کی گاڑی نہیں لی۔۔میں نے اپنی رائڈ بک کروائی ہے" کہتے ہی وہ گیٹ کی طرف بڑھی تھی مگر حاشر سامنے آگیا

"سمجھ نہیں آرہی تمھیں۔۔بہت پر نکل آئے ہیں، جہاں دل کرے منہ اٹھا کر چل پڑتی ہو۔۔کوئی روک ٹوک نہیں ہے تم پر" وہ غصے سے بول رہا تھا۔اس کا دل کانپنے لگا تھا، گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹک گیا اور آنکھیں گلابی ہوئیں۔وقت اور حالات کتنی جلدی بدلے تھے۔

کچن میں توے پر پراٹھا ہلاتیں فرحت اور لاؤنج میں ناشتہ کرتا اشعر دونوں اکٹھے باہر آئے تھے

"حاشر۔۔"فرحت دور سے بولی تھیں اور اس نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا۔

"کیا بات ہے؟ کیوں چلا رہے ہو اس پر؟" وہ اس کی طرف بڑھ رہی تھیں، پیچھے ہی اشعر بھی تھا

"امی اس کا جہاں دل کرے منہ اٹھا کر چل پڑتی ہے۔۔اندر بٹھائیں اسے" اس نے رابیل کو گھورا تھا

"امی میں افیفہ سے ملنے جا رہی ہوں، یہ مجھے جانے نہیں دے رہے" ناچاہتے ہوئے بھی آنسو آنکھوں کے کٹورے میں بھر گئے۔اسے کبھی اس طرح کی مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا، وہ جہاں چاہتی فرحت کو بتاتی اور چلی جاتی۔

"سنا نہیں تم نے۔۔دفع ہو جاؤ اندر" وہ درشتی سے بولا تھا۔رابیل کا تنفس بڑھ گیا، اس کی آواز گلے میں ہی گھٹ گئی تھی

اشعر آگے بڑھا اور رابیل کے سامنے جا کھڑا ہوا

"آپ آپی سے تمیز سے بات کیا کریں،اونچااونچا چلانے سے کچھ نہیں ہوتا"

وہ دانت پیستے آگے بڑھا تھا"تم میرے باپ مت بنو"پھر اسے پیچھے جھٹکا دیااور رابیل کی کہنی تھامی۔

اس کی گرفت مضبوط تھی

"آئندہ تم مجھے آوارہ گردی کرتی نظر آئی نا تو پھر دیکھنا"

فرحت آگے بڑھی تھیں اور حاشر کو اس سے الگ کیا

"تمھیں میں نے پہلے بھی سمجھایا ہے کہ اسے مت ہاتھ لگایا کرو"

مگر وہ ابھی بھی اسے گھور رہا تھا۔رابیل نے سانس بحال کی،اس کے ہاتھ میں موجود فون بجا تھا،رائڈ والا آچکا تھا۔اس نے پہلے سکرین کو دیکھا پھر حاشر کو اور گیٹ کھولنے لگی تھی مگر اس نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑا اور پیچھے جھٹکا دیا۔وہ گرتے گرتے بچی تھی،نہ وہ ہٹ رہی تھی نہ حاشر۔۔

اشعر پھر آگے بڑھا تھا مگر حاشر نے اسے انگلی دکھاتے جھڑکا تھا

"اسے اندر لے جاؤ نہیں تو یہ اپنی ذمہ دار خود ہو گی"اس کی آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں۔

اشعر پیچھے آیا اور رابیل کے سامنے آ کھڑا ہوا"آپی اندر چلیں۔۔شام کو چلی جایئے گا"اس نے رابیل کا ہاتھ تھاما تھا،اس نے پہلے اس کے تھامے ہوئے ہاتھ کو دیکھا پھر حاشر کو،آنسو آنکھ سے نکلا اور گال پر پھسلا۔۔حاشر دل سے اترا اور خاک میں ملا،اس نے اسے ایک آخری بار دیکھا اور پھر آنسو صاف کرتے اندر چل دی۔۔

شام کے چار بجے کا وقت تھا جب افیفہ اس سے ملنے آئی تھی۔دونوں کمرے میں آمنے سامنے بیٹھی تھیں،درمیان میں چائے اور گھر کی بنی نان کھتائی تھی۔افیفہ کاؤچ پر بیٹھی تھی،رابیل سامنے بیڈ پر بیٹھی اس سے حال چال پوچھ رہی تھی۔پھر ہاتھ آگے بڑھا کر نان کھتائی پکڑی اور دانتوں سے کاٹ کر چبائی

"شکل دیکھو اپنی۔۔اتنی سی نکل آئی ہے"اس نے کہتے ہی سر جھٹکا اور چائے کا گھونٹ بھرا

رابیل نے سانس خارج کی"تم آفس تھی کیا؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا"لیکن پانچ بجے ویسے ہی فری ہو جانا تھا،باس سے ترلے منتیں کر کے ابھی آگئی۔۔اب اگلے ہفتے بس اس بات پر روسٹ ہوں گی"اور مسکرادی

رابیل ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھ گئی"فیفی میں نے ٹھیک کیا ہے؟"

افیفہ نے اسے دیکھا،پھر سر اثبات میں ہلایا"ہنڈرڈ پرسنٹ ٹھیک کیا۔۔بلکہ فیکٹری seal کرا کے اور بھی اچھا کیا۔۔تمھیں ہلکا لے رہے تھے،اب لگ پتہ گیا ہو گا"اس نے پھر سے سر جھٹکا اور نان کھتائی چائے میں ڈبو کر منہ میں رکھی

"مجھے خود نہیں پتہ فیکٹری کس نے seal کروائی ہے؟"

افیفہ کی بھنویں بھینچ گئیں،اس نے حیرت سے رابیل کو دیکھا"ہیں؟یہ کیا بات ہوئی؟تمھیں نہیں پتہ تو پھر کسے پتہ ہے؟"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"تیمور کو۔۔وہ کہہ رہا تھا کہ جس نے فیکٹری seal کروائی ہے اس سے مل لینا،ابھی وہ ملک سے باہر ہے دو تین دن میں آجائے گا"رابیل نے ہاتھ بڑھا کر ایک نان کھتائی پکڑی اور دانتوں سے کاٹ کر چبائی

"ہوں۔۔پھر ٹھیک ہے،اس کے ایسے لوگوں سے تعلق ہو سکتے ہیں"اور ہنس دی

رابیل فقط مسکرائی تھی"ابھی تک وہی ہے جس نے میرا ساتھ دیا ہے۔۔اشعر آگے آتا ہے تو حاشر بھائی اسے بھی مارنے کو دوڑتے ہیں،خاندان میں بھی سب میرے خلاف ہیں"اس نے شانے اچکائے

"بھاڑ میں جائیں سب۔۔آگ لگاؤ سب کو،چولہے میں جھونکو،تم پیچھے نہیں ہٹنا"اس نے سختی سے کہا اور پھر چائے کا گھونٹ بھرا

رابیل اٹھی اور اس کی طرف بڑھی،پیچھے سے اس کے گلے لگی اور اس کے کندھے پر ماتھا رکھ دیا

"یہ بہت مشکل ہے فیفی۔۔میرا رونا نکل آتا ہے"

افیفہ ہنس دی،پھر اس کی کلائی تھامی"دیکھو۔۔ایک کام کرو،واش روم میں جاؤ،جتنا رونا ہے نا جی بھر کے رو لو۔۔پھر جو مرضی ہو جائے رونا نہیں۔۔یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ تم رو دھو کر ہمت ہار کر سب چھوڑ دو مگر تم ان کو چھوڑ دو"

رابیل نے سر اٹھایا،پلکیں گیلی تھیں۔پھر نم سانس اندر کھینچی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمھیں پتہ ہے میں ارسل کی طرف کیوں گئی۔۔کیوں مجھے اس کی جھوٹی محبت بھی دنیا کی سب سے سچی محسوس ہوتی تھی۔۔مجھے اس کے سارے عیب معلوم تھے مگر پھر بھی وہ مجھے اچھا لگتا تھا۔۔مجھے پتہ تھا وہ اچھا انسان نہیں ہے مگر پھر بھی میں اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی کیونکہ مجھے گھر میں کسی بھی مرد سے کبھی محبت نہیں ملی تھی فیفی۔۔میرا باپ بچپن میں مر گیا، میرے تایا چچا چھوڑ کر چلے گئے۔۔مجھے زندگی میں پہلی بار کسی مرد کی محبت ملنے لگی تھی۔۔مجھے پہلی بار احساس ہوا تھا کہ میں بھی کچھ ہوں۔۔میں کچھ تو ہوں، میں تیار ہونے لگی تھی، سجنے لگی تھی، پھول، مہندی، چوڑیاں، کپڑے سب نیا لیتی تھی سب پہنتی تھی۔۔وہ میری تعریف کرتا تھا، مجھ سے پوچھ کر اپنے کپڑوں کے رنگ بدلتا تھا، عید پر میرا انتظار کرتا تھا، میری ایک تصویر کے لیے رات تک بیٹھا رہتا تھا، سارے دن کے بعد مجھ سے پوچھتا تھا کہ دن کیسا رہا۔۔میں اسے سب بتاتی تھی، آج میں نے کیا کیا۔۔کیا نہیں کیا۔۔میں کیسا محسوس کر رہی ہوں، وہ مجھے محسوس کراتا تھا کہ میں خاص ہوں۔۔میں ایک پریوں کی کہانی میں رہتی تھی۔ایسی محبت کبھی مجھے کسی نے نہیں دی تھی۔۔میں کسی کے لیے اہم نہیں تھی۔۔بابا کے جانے کے بعد مجھے کبھی توجہ نہیں ملی، وہ مجھے توجہ دینے لگا تھا، میرا ہاتھ جلتا تھا تو وہ ساری رات مجھ سے پوچھتا تھا کہ اب کیسی ہوں؟ مجھے کوئی دوائی کیوں نہیں لا کر دے رہے۔۔مگر میں خاموش ہو جاتی تھی، میں نے اس کے ساتھ پرستان دیکھا تھا۔۔لوگ مجھے کہتے تھے اسے چھوڑ دوں مگر میرا دل نہیں مانتا تھا۔۔مجھے کئی سالوں بعد محبت ملنے لگی تھی میں کیسے نہ اندھی ہوتی۔۔عورت کو مرد کا

اظہار اور اقرار مزید خوبصورت بنا دیتا ہے۔۔میں نے ساری زندگی میک اپ نہیں کیا مگر وہ مجھے میک اپ کا کہتا تھا۔۔عید پر پارٹی پر یا کسی اہم تقریب پر، کبھی کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا تھا کہ میں نئے کپڑے چاہتی ہوں۔۔کیا مجھے نیل پالش اچھی لگتی ہے۔۔مجھے لپ سٹک کا کون سا شیڈ اچھا لگتا ہے۔۔ مگر وہ مجھ سے پوچھتا تھا، وہ میری مہندی کی تعریف کرتا تھا، اسے میری لپ سٹک اچھی لگتی تھی۔۔وہ مجھے سراہتا تھا۔میری ذات جیسے پہلے تھی ہی نہیں۔۔اس نے مجھے بتایا کہ کوئی عید بھی ہوتی ہے۔۔ کوئی سالگرہ یا خوشی کا موقع ہوتا ہے جسے منایا جاتا ہے۔۔گھر کے مرد بات بات پر تھپڑ ماریں گے تو پھر یہی ہو گا۔۔مجھے جہاں سے محبت ملی میں نے لے لی چاہے وہ جھوٹی تھی مگر وہ محبت تو تھی نا"اس نے بات مکمل کی اور خاموش ہو گئی۔افیفہ نے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنے ساتھ بیٹھنے کو کہا۔وہ بیٹھ گئی تو اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"دیکھو رابیل۔۔یہ ایسے ہی ہونا تھا، سب ایک جیسے نہیں ہوتے۔جہاں ہماری سپورٹ میں سب کھڑے ہوتے ہیں وہیں کوئی ہماری مخالفت کے لیے جان لگا رہا ہوتا ہے۔۔اگر تیمور اور اشعر تمھارے ساتھ ہیں تو حاشر بھائی اور تمھارے تایا چچا تمھارے خلاف ہیں، تم نے ان کو اگنور کرنا ہے۔تم حق پر ہو اور حق پر ہونے والوں کو یہ سہنا پڑتا ہے۔مخالفت ہماری شخصیت سنوارتی ہے، یہ لوگ تمھیں بہادر اور نڈر بنا رہے ہیں۔آہستہ آہستہ ان کی ریسپیکٹ اور ان کا مقام گرتا جا رہا ہے، تم اپنے گول پر فوکس کرو۔۔یہ تو تمھیں گرائیں گے ہی مگر تم گر کر اٹھنا جانتی ہو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔پھر نم سانس اندر کھینچی

"تم پیچھے ہٹ جاؤ تو یہ اچھے ہو جائیں گے، تم ہی کیوں پیچھے ہٹو؟ ساری زندگی تم نے ہی کمپرومائز کیا ہے، اب ان کی باری۔۔اب یہ پیچھے ہٹیں گے، یہ کمپرومائز کریں گے۔۔تم لیڈ کرو گی اور یہ دیکھیں گے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔افیفہ مسکرادی "جب تم باس بنو گی نا تو سٹاف چینج کرنا، سارا اسٹاف اپنی مرضی کا رکھنا اور تمھاری سیکرٹری اس کا انٹرویو میں کروں گی"

رابیل ہنس دی، اگرچہ اس نے سوچا تھا کہ وہ اپنے بابا کی جگہ جا کر بیٹھے گی مگر جس طرح افیفہ بتا رہی تھی اس طرح نہیں۔افیفہ کی نظر سے اس نے "اپنی" سیٹ کو دیکھا تو ایک اچھا احساس محسوس ہوا تھا۔۔دونوں کافی دیر تک بیٹھیں باتیں کرتی رہیں، وہ افیفہ کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔

دوسری طرف کندھے سے ذرا اوپر تک آتے بالوں والی لڑکی گھر سے نکلی تھی، گلی خاموش سی تھی۔ اس نے کھلی شرٹ اور نیچے جینز پہن رکھی تھی۔پیروں میں سیاہ سنیکرز پہنے وہ سر جھکائے آگے بڑھ رہی تھی۔وہ گلی کی نکڑ سے مڑی اور پچھلی سے پچھلی گلی کی طرف چلی گئی۔یہ گلی بھی پہلی گلی کی طرح ہی صاف تھی مگر یہاں بچے کھیل رہے تھے۔اسے جس سے غرض تھی وہ ذرا دور تھا، قدم بڑھتے جا رہے تھے اور جیسے جیسے وہ قریب جا رہی تھی کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آ رہی تھی۔آگے بہت سے بچے تھے، اس نے انگلیاں ہونٹوں میں دبا کر ایک سیٹی بجائی اور آگے سے بچے پیچھے ہٹے، سامنے

بیٹھا سیاہ اور بھورا جرمن شیفرڈ اسے دیکھ کر چپ ہو گیا۔۔اس کے ساتھ ایک گھر کی سیڑھیوں پر اس کا مالک بیٹھا تھا جو رامین کو اپنی طرف آتا دیکھ کر مسکرایا تھا۔بچے سامنے سے ہٹ گئے اور وہ اسے دیکھ کر مسکرائی

"کیسی ہو؟"اس کی آنکھیں ہلکی سبز تھیں، بالکل ہلکے سبز پتے کے جیسی

"اچھی ہوں"اس نے بازو گھٹنوں پر جمائے اور ان پر سر رکھ دیا۔

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔پھر رامین بولی"تم کیسے ہو؟"

وہ مسکرایا"پرفیکٹ"اس کے بال سیاہ تھے،اس کی بائیں ابرو پر ایک کٹ کا نشان تھا۔نیچے بائیں گال پر ایک بھورے رنگ کا چھوٹا سا کٹ تھا جیسے ابھی تھوڑے دن پہلے ہی لگا ہو۔اس کا کتا رامین کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنی طرف کھینچا اور اسے پیار کرتے اپنے پاس بٹھا لیا

"ایم ڈی کیٹ کیسا رہا؟"

رامین نے ایک سانس خارج کی"ہو گیا بس"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر خاموشی

رامین اسی طرح بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی"چنگیز"

وہ مسکرایا"یس!"

"تم۔۔میرا مطلب۔۔"

مگر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اسے دیکھا "چلو آؤ کچھ کھاتے ہیں"

رامین نے سر اٹھایا اور دھیما سا مسکرائی، چنگیز نے کتے کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور وہ اپنے مالک کے اشارے پر اندر چلا گیا۔۔وہ دونوں گلی میں آگے بڑھتے جا رہے تھے

"کیا کھاؤ گی؟" اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"شکر قندی" وہ نرمی سے مسکرائی تھی

وہ مسکرایا "بہرام کو آج بھی یاد ہے، مینا کی پہلی شکر قندی" اس نے رامین کو دیکھا اور ہنس دیا

"کم آن۔۔بھول جاؤ" میناد ھیرے سے ہنس دی

وہ مسکرایا "ایسے کیسے۔۔کہنے لگی اس میں شکر کہاں ہے؟ اور اس میں بال بھی ہیں"

وہ ہنس دی "ہاں نا۔۔شکر تو نظر نہیں آئی اس میں"

وہ جس جگہ پر پہنچے تھے وہاں کھانے پینے کے بہت سے سٹالز، بہت سی ریڑھیاں اور بہت سے ٹھیلے تھے۔۔اس نے شکر قندی لی پھر دونوں ایک جگہ بنچ پر بیٹھ کر کھا رہے تھے۔۔وہ مینا کی کسی بات پر ہنس رہا تھا اور مینا مسکرا رہی تھی جب اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔۔وہ شکر قندی پر جھکا اسے کچھ کہہ رہا تھا جب مینا نے جیب سے رومال نکالا اور ذرا سا ساتھ ہوئی۔۔پھر اس کے ناک سے نکلنے والا سرخ مائع صاف کیا۔۔وہ خاموش ہو گیا اور اسے دیکھا، اس نے اسے کچھ نہیں کہا اور رومال اسی طرح جیب میں رکھ دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا۔۔پھر؟"وہ اسے بات مکمل کرنے کو کہہ رہی تھی

وہ خاموش ہی رہا۔۔شکر قندی کا ذائقہ کڑوا محسوس ہونے لگا تھا،سب کچھ بے معنی تھا

"تم واپس کیوں آئی مینو؟"وہ دوسری طرف منہ کر کے بیٹھ گیا

"دوستوں کو اکیلا نہیں چھوڑتے چنگیز"اس کی آواز زخمی تھی

"بہرام۔۔میرا نام بہرام ہے"وہ مسلسل نیچے زمین کو دیکھ رہا تھا

"جو بھی ہے۔۔میں نے تمھیں پہلی بار دیکھنے پر چنگیز کہا تھا۔۔تم میرے لیے چنگیز ہی ہو"

وہ خاموش ہو گیا۔۔پاس کسی فرائز کے ٹھیلے سے تیل کے گرم ہونے کی آواز آ رہی تھی۔۔وہ دونوں خاموش تھے

"تم میرے دوست ہو چنگیز۔۔تم میرے واحد دوست ہو۔۔میں نے سکول میں کالج میں کسی کو دوست نہیں بنایا۔۔مینا کو دوست بنانے نہیں آتے۔۔تم میرے اکلوتے دوست ہو"وہ بولتی جا رہی تھی،وہ رو رہی تھی،اس کی آنکھیں گلابی تھیں

ساتھ بیٹھے لڑکے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا،اس کی آنکھیں بھی گلابی تھیں۔۔وہ خاموش رہا اور سر جھکا لیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مینا بھی خاموش تھی، وہ اب ارد گرد سب کو دیکھ رہی تھی، لڑکیوں کا ایک گروپ جو کہ گول گپے کھا رہا تھا، دو لڑکے دوست تھے جو کہ فرائز کھا رہے تھے۔۔ایک طرف ایک لڑکی اپنی دوست کے ساتھ بھٹہ بنوا رہی تھی اور وہ۔۔وہ خاموش بیٹھی تھی

"مینو"

وہ نہیں مڑی۔۔وہ رو رہی تھی

"مینا" وہ پھر نہیں مڑی

وہ ذرا سا ساتھ ہوا "گول گپے کھائیں؟"

مینا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، وہ زخمی سا مسکرایا "ایسا کیوں ہو رہا ہے چنگیز؟"

وہ روتے ہوئے پھر سے بولنے لگی "میں چھوٹی سی تھی، میرے بابا مجھے چھوڑ کر چلے گئے، تم میرے ساتھ والے گھر رہتے تھے، تم میرے ساتھ کھیلتے تھے۔۔میں سکول چلی گئی تو میرا دل نہیں لگتا تھا، تم میرے لیے بھی کھانا لاتے تھے۔۔چنگیز تم میرے ساتھ باغ میں گھومنے جاتے تھے، تم نے مجھے بتایا ہے کہ زندگی کتنی اہم اور کتنی خوبصورت ہے، اسے کیسے انجوائے کیا جاتا ہے، کیسے چھوٹی چھوٹی چیزوں میں خوشیاں ڈھونڈتے ہیں، تم نے مجھے چاقو چلانا سکھایا، تم نے مجھے بتایا کہ کیسے انسان جانوروں سے بدتر ہو جاتے ہیں، تم میرے سب سے اچھے دوست ہو بلکہ میرے تو دوست ہی تم ہو"

اس نے ایک سانس خارج کی "مینا، زندگی میں کچھ چیزیں ہوتی ہیں جن پر ہمارا بس نہیں چلتا اور زندگی ہی وہی چیز ہے جس پر ہمارا بس نہیں چلتا۔۔ ہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں جدا ہونے کے لیے۔۔ کچھ کو حالات جدا کرتے ہیں، کچھ کو وقت، کچھ خود ہی جدا ہو جاتے ہیں اور کچھ کو زندگی جدا کرتی ہے۔۔ مگر کوئی کسی سے جدا نہیں ہوتا، جدا ہونے والا ہم میں اپنا ایک حصہ چھوڑ جاتا ہے، اس کی کوئی بات کوئی عادت یا کوئی اس کی پسند یا ناپسند چیز ہمیشہ ہمیں یاد رہ جاتی ہے اور وہ ہمارے ساتھ رہتا ہے۔۔ میں بھی ہمیشہ تمھارے ساتھ رہنے والا ہوں، یاد بن کر اور یادداشت بن کر۔۔ زندگی سے نہیں لڑتے۔۔ یہ تو آپ کو امانت دی گئی ہے اور امانت میں خیانت نہیں کرتے"

وہ خاموش ہو گئی۔ پھر نم سانس اندر کھینچی

"گول گپے کھاتے ہیں۔۔ چلو اٹھو"

وہ ڈھیٹ بن کر بیٹھی رہی، وہ اٹھا اور اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔ اس نے رامین اور دھوپ کے درمیان کا راستہ روک دیا تھا، رامین نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا تو اس نے گردن جھکا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے گھورا "تمھیں پتہ ہے نا میں کتنا ظالم ہوں۔۔ تمھاری گتھی پکڑ کر تمھیں گول گپے کھلاؤں گا اور تم سی بھی نہیں کرو گی"

وہ غصے سے بولا تھا اور رامین ہنس دی، وہ بھی ہنسا تھا

مغرب کی اذان ہونے لگی تھی اور وہ اس کے ساتھ کھڑی گول گپے کھا رہی تھی۔۔گول گپے کا پانی پیتے چنگیز کی ناک سے پھر سرخ مائع نکلا تھا مگر اس نے جلدی سے اپنے بازو سے صاف کر لیا۔۔رامین نے نہیں دیکھا تھا، وہ گول گپے والے بھائی سے چھوٹی پیالی میں پانی بھروا رہی تھی، اسے دیکھ کر مسکرا دی۔۔پھر اس نے گنے کا رس پیا۔۔اسے اس کی پسند ناپسند سب پتہ تھا۔

ہر طرف اندھیرا پھیلنے لگا تھا، جامنی سا اندھیرا۔۔وہ اس گھر کی سیڑھیوں پر باہر بیٹھے جہاں وہ پہلے بیٹھے تھے، خاموش سے۔۔رامین نے اسے دیکھا، آنکھوں میں ایک خالی پن تھا، اداسی کا عنصر

"ڈاکٹر نے کیا کہا ہے چنگیز؟"

"یہی کہ بچ بھی سکتا ہوں اور مر بھی سکتا ہوں" وہ مسکرایا

اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے اور گالوں پر بہتے گئے

"کیا ہو گا چنگیز؟"

اور وہ سر جھکائے رونے لگی، سسکیوں سے روتی لڑکی پر اسے رحم آیا تھا

"مینو" اس نے اسے پکارا تھا مگر وہ نہ اٹھی

"مینو یار" وہ ذرا سا ساتھ ہوا اور دھیرے سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"اتنی کمزور تو نہیں ہو تم۔۔اٹھو بہادر بنو یار"

وہ اٹھی اور آنکھیں پونچھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں یہاں نہ ہوا تو سمجھنا واپس نہیں آؤں گا۔۔زندگی تو ایسی ہی ہے، ناقابل یقین سی۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہم فلاں کے بغیر نہیں رہ سکتے اور فلاں ہمیں چھوڑ گیا تو ہم جی نہیں پائیں گے۔۔مگر ہم غلط ہوتے ہیں، ہم جی لیتے ہیں، مسکراتے ہیں، سب کرتے ہیں، لوگوں کی جگہ لوگ لے لیتے ہیں اور ہم پھر سے جینے لگتے ہیں"

"لیکن میرے لیے کوئی دوسرا چنگیز نہیں ہوگا" وہ ابھی بھی رو رہی تھی

اس نے سانس خارج کی اور اسے دیکھا "تم مجھ سے وعدہ کرو، تم جینا نہیں چھوڑو گی۔۔تم ویسے جیو گی جیسے ہم نے سیکھا تھا، تم زندگی کو جیو گی، اس زندگی کو بھی جو بہرام نہیں جی سکے گا اور اس زندگی کو بھی جو تمھارا چنگیز جینا چاہتا تھا۔۔ہم دوست تھے دوست رہیں گے، وعدہ کرو مینو تم زندگی کو جی کر گزارو گی"

اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور اس کے ہاتھ سے ہاتھ ملایا

"وعدہ"

وہ مسکرایا "چلو آئس کریم کھاتے ہیں"

اور وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے ہوئے تھے

وہ ساری رات نہیں سوئی تھی۔ صبح بھی بے چین تھی، کچھ کھایا پیا بھی نہیں تھا۔خاموش سی اداس سی لڑکی عصر کے وقت گھر سے نکلی تھی اور پھر قدم بڑھاتی اسی گلی میں کھڑی تھی جہاں کل وہ چنگیز سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ملی تھی۔ایک ایک قدم من من بھر کا تھا،دل بے اختیار دھڑک رہا تھا،اس نے بمشکل تھوک نگلا، پیٹ میں مروڑ پڑے تھے، ٹھنڈے پڑتے وجود سے اس نے اس گھر کی سیڑھیوں کو دیکھا جہاں کل وہ اس لڑکے کے ساتھ بیٹھی تھی۔وہ آج خالی تھیں،وقت بیت گیا تھا،زندگی نے فیصلہ سنا دیا تھا اور فیصلہ اس کے خلاف آیا تھا۔اس نے سر نفی میں ہلایا اور ایک قدم پیچھے ہٹی "یہ نہیں ہو سکتا" بے یقینی سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"یہ نہیں ہو سکتا" آنسو آنکھوں کی قید سے آزاد گالوں پر بہہ نکلے،وہ ایک ایک قدم پیچھے ہٹتی جا رہی تھی

"یہ نہیں ہو سکتا" پیچھے شاید کوئی بڑا پتھر سا تھا،وہ لڑکھڑائی اور گر گئی۔وہ ان سیڑھیوں کو دیکھ رہی تھی جہاں اس کی زندگی کی اکثر شامیں مسکراتے ہوئے گزرتی تھیں۔پاس بچے سائیکل چلا رہے تھے،کسی بچے کی سائیکل کا ٹائر رامین کے ہاتھ پر آیا تھا اور وہ اس کی نازک انگلیوں پر سے گزار کر لے گیا

وہ درد کی شدت سے چلائی تھی،بچہ ایک دم پیچھے ہٹے تھا،اس کے دائیں ہاتھ کی ساری انگلیوں سے خون نکل رہا تھا۔اس نے اس بچے کو کچھ نہیں کہا اور اٹھی،دیوانہ وار گھر کو بھاگی تھی۔۔دھڑام سے دروازہ بند کیا اور پھر لاؤنج میں داخل ہوئی،سیڑھیاں پھلانگتی اوپر گئی اور کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔ گھر والے بس دیکھتے رہ گئے۔

شام کے چھے بجے تیمور آیااور آتے ہی اس کا پوچھا۔وہ بھی باقی سب کی طرح حیران تھا کہ اس نے آج کچھ نہیں کھایا۔اوپر گیااور دروازہ کھٹکھٹایا،دروازے کا ناب گھمایا

"مینا۔۔۔دروازہ کھولو یار"مگر دروازہ نہ کھلا"مینو،دیکھو میں کیالایا ہوں"

مگر کوئی حرکت نہ ہوئی"اچھا آؤ باہر سے کھانا کھا کر آتے ہیں"مگر دروازہ نہیں کھلا

وہ نیچے گیااور رابیل سے چابی لے کر آیا،پھر دروازہ کھولا تو وہ بیڈ سے ٹیک لگائے فرش پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔۔وہ آہستہ سے اس کے پاس گیااور نیچے بیٹھ گیا

"مینو۔۔کیا ہوا ہے؟"وہ سر جھکائے بولا تھا

اس نے سر اٹھایااور نم سانس اندر کھینچی اور اسے دیکھا۔اس کی آنکھیں بری طرح سوجھی تھیں،گال گلابی اور ناک سرخ تھی۔وہ ہکا بکا اسے دیکھتا رہا

"ارے۔۔کیا ہوا؟"

آنسو پھر اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے"مجھے اکیلا چھوڑ دو چوزو"اور اس نے پھر سر جھکا لیا

"مینا"وہ ذرا سا ساتھ ہوا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بالوں کو سہلایا

"کیا ہوا ہے؟مجھے نہیں بتاؤ گی کیا؟"

وہ اسی طرح روتی رہی،سسکیوں سے آنسوؤں سے اور وہ خاموش رہا

"اتنی پیاری تمھاری ایشین آنکھیں تھیں رو رو کر چائینیز کر لی ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پھر بھی نہیں اٹھی،اس نے اس کی دائیں کہنی پکڑی اور اپنا دایاں ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا مگر وہ بری طرح زخمی تھا،ماس پھٹ چکا تھا اور خون نکل نکل کر جم چکا تھا

"مینو۔۔یہ کیا۔۔کسی سے لڑ کر آئی ہو؟"اس نے اس کے ہاتھ سے نظر اٹھا کر چہرے کو دیکھا

وہ کچھ بھی نہیں بولی۔وہ کھڑا ہوا

"اٹھو"

پھر خود ہی اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا،سر جھکائے رامین نے آنسو صاف کیے اور پھر اسے دیکھا،عینک تلے آنکھوں کے پپوٹے سوجھے اور سرخ تھے۔۔وہ ذرا سا قریب ہوا اور نرمی سے اپنے کندھے سے لگا کر اس کا سر تھپکا

"بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟کسی نے کچھ کہا ہے تو مجھے بتاؤ،میں ابھی حساب برابر کر کے آتا ہوں"

اس نے نم سانس اندر کھینچی"وہ میرا بیسٹ فرینڈ تھا۔اس کے ہوتے میں نے کوئی دوست نہیں بنائے،مجھے کبھی کسی کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔وہ ہوتا تھا تو مجھے پتہ ہوتا تھا کہ مجھ سے کچھ غلط ہو بھی گیا تو وہ میرے پیچھے ہے،وہ سب کو دیکھ لے گا۔۔بابا کے جانے کے بعد میں بہت چپ چپ رہنے لگی تھی واحد وہ انسان تھا جو مجھ سے بات کرتا تھا،میں نے اس کے ساتھ زندگی کا ہر موسم دیکھا تھا،اس نے مجھے لڑنا سکھایا مجھے جینا سکھایا،وہ میرے ساتھ ہر اس جگہ کھڑا رہتا تھا جہاں میں گرنے سے گھبراتی تھی،وہ بہت اچھا انسان تھا،اس کے بھی بابا نہیں تھے مگر اس نے مجھے کبھی احساس نہیں

ہونے دیا کہ میرے بابا نہیں ہیں" وہ خاموش سا سانس لیتا سنتا جا رہا تھا، دل البتہ زوروں سے دھڑک رہا تھا" اسے کینسر ہو گیا تیمور، اس نے بہت علاج کروایا مگر نہیں ٹھیک ہوا، میں نے اسے بہت سمجھایا کہ رامین کے پاس چنگیز کے علاوہ کوئی دوست نہیں ہے مگر وہ بے بس تھا، اس نے بہت سے مقابلے جیتے تھے، وہ جس بھی میدان میں کھڑا ہوتا تھا وہ میدان ہی اس کا ہوتا تھا، وہ ہر کھیل جیتنا اور ہر جنگ فتح کرنا جانتا تھا، وہ عام لڑکوں کی طرح نہیں تھا، اس نے مجھے عام لڑکیوں کی طرح رہنا نہیں سکھایا، اسے زندگی نے ہرا دیا، اسے زندگی نے کیوں ہرا دیا؟ اسے زندگی کو بھی فتح کرنا چاہیئے تھا۔ وہ مر گیا تیمور، وہ مر گیا۔ ہم ہر شام ڈوبتا سورج دیکھتے تھے اور میں اسے بتاتی تھی کہ میں نے آج کیا دیکھا اور کیا سیکھا، وہ مجھے بتایا کرتا تھا کہ ایک مرتبہ اس کے چچا نے اسے اغوا کروا کر مار ڈالا تھا مگر وہ موت سے لڑ کر آیا تھا، وہ سب کو جانتا تھا مگر رامین کسی کو نہیں جانتی نہ رامین کو دوست بنانے آتے ہیں۔۔ تیمور چنگیز مر گیا، زندگی نے اسے ہرا دیا۔۔ تیمور، دوست کیا ہوتے ہیں؟ دل یا جگر، خون یا سانس، خوشی یا حیات۔۔ وہ پاس ہوتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے، ہمارے غم میں ہمارا دوست غمگیں ہو تو ہمیں غم غم ہی نہیں لگتا، ہماری چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں ہمارا دوست شامل ہو تو وہ خوشیاں ہمیں زندگی دیتی ہیں۔۔ دوست کے ساتھ ٹھیلے پر کھڑے ہو کر کھائے گئے گول گپے فائیو سٹار ہوٹل کے پاستہ سے زیادہ اچھے ہوتے ہیں، دوست نہ ہوں تو کوئی کالج نہ جائے، سکول کا دور اداس ہو، ان کے ساتھ گزاری گئی شام ہر شام سے حسین ہوتی ہے، دوست سننا شروع کر دے تو دنیا

کے سارے ماہر نفسیات بے روزگار پڑ جائیں، دوست دوا بن جائے تو دعائیں لگنے لگتی ہیں، اس کے ساتھ بیٹھ کر پی گئی پھیکی چائے دنیا کے ہر میٹھے ذائقے سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے مگر میرا دوست چلا گیا، وہ مر گیا۔۔ وہ کیوں چلا گیا؟" وہ بس اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا سنتا رہا، وہ کہاں تھا جب تیمور کی جگہ چنگیز نے لے لی؟ وہ کہاں تھا جب رامین کی مسکراہٹ چنگیز بن گیا تھا، ہاں شاید وہ کسی فائیو سٹار ہوٹل میں بیٹھا کوئی مہنگا کھانا کھا رہا ہو گا جب وہ گول گپے کھاتی مسکرا رہی ہو گی، شاید وہ اس بات پر جھگڑ رہا ہو گا کہ اسے چائے نہیں کافی پسند ہے اور وہ اپنے دوست کے ساتھ بیٹھی پھیکی چائے انجوائے کر رہی ہو گی، شاید تب وہ اپنے باپ کی دلائی مہنگی سپورٹس کار پر ریس لگا رہا ہو گا جب اس کی بیوی فٹ پاتھ پر چلتی زندگی انجوائے کر رہی ہو گی۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ خود کو تسلی دینی ہے یا اسے وہ اب خاموش تھی، اب وہ بولنا شروع ہوا تھا

"میں زیادہ اسلام کو پڑھتا نہیں ہوں مگر یہ کانسیپٹ مجھے میرے بھائی نے سکھایا ہے۔۔ اسلام بہت خوبصورت ہے، اس میں جدائی کا مطلب بھی جدا ہونا نہیں ہوتا۔۔ کہتے ہیں کہ جو یہاں جدا ہو گئے ہیں ہم ان سے جنت میں مل لیں گے۔۔ تھوڑی دیر کے انتظار میں رکھا جاتا ہے، صبر کرنا ہوتا ہے اور پھر ایک دن ہم ان سب سے مل لیں گے جو ہم سے جدا ہوئے تھے۔۔ تو رونا کس بات کا جب ہم انھیں مل لیں گے" اس نے تیمور کے کندھے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا، سرمئی آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں، وہ مسکرایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں لیکن اس کے لیے تمھیں جنت جانا ہو گا" وہ اس کے کان کے قریب جھکا "اور جنت شوہر کا حکم ماننے پر ملے گی"

وہ مسکرادی اور آنکھیں پونچھ لیں

"آؤ کھانا کھاتے ہیں، تمھیں بھوک لگی ہو گی نا"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے پیچھے چل دی۔ وہ اوپر سے نیچے آئی اور سامنے رابیل بیٹھی تھی، اسے دیکھ کر اس کی طرف بڑھی

"کیا ہوا؟" وہ فکر مندی سے مینا کو دیکھ رہی تھی

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

تیمور مسکرادیا "بس ایسے ہی اپنے ایک عدد ہینڈسم سے شوہر کی یاد آگئی تھی تو رونے لگی اور روتے روتے ان کو بھوک لگی اور اب ہم کھانا کھانے جا رہے ہیں۔۔ خالہ کو بتا دینا"

اس نے رامین کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف بڑھا۔

رابیل بس نفی میں سر ہلاتے رہ گئی "ڈرامے!" اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

جس وقت وہ ریسٹورنٹ پہنچے مینا کے دائیں ہاتھ پر پٹی ہوئی تھی، عینک کے نیچے آنکھیں دھلی دھلی سی تھیں۔ خاموشی سے تیمور کے پیچھے چلتی جا رہی تھی، ایک میز کے گرد اس نے کرسی نکالی اور وہ بیٹھ گئی۔ اس نے کرسی کھینچی اور مینا کے ساتھ بیٹھ گیا، پھر مینیو کارڈ دیکھا

"کیا کھاؤ گی؟"وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا

"کچھ بھی"شانے اچکا دیے۔وہ نرمی سے بولتی سکون سے بیٹھی تھی

اس نے دلچسپی سے مینیو کو دیکھا پھر منہ بسور کر مینو کو"یار! مینو یہاں کچھ بھی نام کی کوئی ڈش نہیں ہے،چیک کرو"اس نے کارڈ رامین کی طرف بڑھایا تھا

وہ دھیما سا مسکرائی اور کارڈ لے لیا۔نظر اوپر سے نیچے کی طرف سفر کر رہی تھی،وہ میز پر کہنی رکھے اسے دیکھ رہا تھا

"فرائیڈ رائس؟"اس نے تیمور کو دیکھا

"اوکے"وہ سیدھا ہوا اور ویٹر کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا،پھر آڈر لکھوایا اور چلا گیا

وہ خاموشی سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی،وہاں مختلف کھانوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی،سفید دیواریں اور روشن سا ریسٹورنٹ۔سامنے ایک میز پر لڑکیاں بیٹھی تھیں،ایک طرف ایک کپل اور دائیں طرف دو لڑکے اور ایک لڑکی۔وہ مسلسل ٹانگ ہلاتے فون پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا،چند پل بیتے اور ان کا آڈر آ گیا۔مینا نے پلیٹ اپنی طرف سرکائی اور چمچ ہاتھ میں پکڑا،اس کے دائیں ہاتھ پر پٹی ہوئی تھی، بمشکل چمچ چاولوں سے بھرا اور پھر منہ تک لے گئی مگر چمچ ہاتھ سے چھوٹ گیا،چاول پلیٹ میں گر گئے اور اس نے منہ بسور کر ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا،اس نے اپنا چمچ پلیٹ میں چھوڑا اور ایک سانس خارج کی۔پھر رامین کی کرسی ذرا سا ساتھ کھینچی،ایک چمچ چاولوں سے بھرا اور اس کے ہونٹوں کی

طرف بڑھایا۔وہ مسکرائی اور چاولوں والا چمچ منہ میں ڈال لیا۔اس نے چاول چبائے اور تیمور نے دوسرا چمچ اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھایا

"ہاں ٹھیک ہے، آگے اگر مجھے کبھی موقع ملا تو میں اپنے ماں باپ کے سامنے نکاح کرنے سے انکار کروں گا"

وہ مسکرادی اور چاول چبا کر نگل لیے

"اور میں سو بار قبول کروں گی"

وہ مسکرایا"وہ سامنے والے ٹیبل پر لڑکیاں تمھارے شوہر کو گھور کر مسکرا رہی ہیں۔وہ خواہش کر رہی ہیں کہ ان کا شوہر بھی ایسا ہی ہو"

"کوئی بات نہیں، گھورنے دو۔میں نے آیت الکرسی پڑھ کر تم پر پھونک دی ہے، کوئی چڑیل نہیں چمٹے گی"

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا"اور یہ جو میری بغل میں بیٹھی ہے، یہ تو حور ہے نا"

"نہیں۔۔یہ اپنی مما کی آنکھوں کا نور ہے نا"

دونوں ہنسے تھے،اس نے چالوں سے بھرا چمچ اس کے ہونٹوں کے قریب کیا

"ایسا نور ہونے سے اچھا تھا خالہ بے نور ہی ہوتیں"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا، پھر بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑ کر ہونٹوں سے لگائی"تم بھی کھاؤ نا"

"پہلے اس بھوکی کو تو کھلا دوں" اس نے منہ بنایا تھا

وہ ہنس دی "میں ہمیشہ بھوکی ہی رہوں گی، تم کھانا شروع کرو"

اس نے ایک چمچ بھرا اور اپنے منہ میں رکھا، پھر مسکرایا۔اس کے گال گلابی ہوئے تھے، وہ شرما رہا تھا۔ارے! تیمور آفندی مسکراتے ہوئے شرما رہا تھا۔رامین قہقہہ لگا کر ہنسی تھی

"ماشاءاللہ۔شرماتے ہوئے تو اور بھی ہینڈسم لگ رہے ہو" پھر اس نے منہ بنایا "ایک اور بار ان لڑکیوں نے تمھیں گھورا نا تو قسم ہے مجھے میرے کھانے کی، اپنے ٹوٹے ہاتھ سے میں ان کا کھانا انہیں پر الٹ آؤں گی"

تیمور ہنس دیا "یہ جب تمھیں آگ لگتی ہے نا، واللہ ٹھنڈ پڑ جاتی ہے مجھے"

رامین نے منہ بنایا اور پھر دبا دبا سا غرائی "خود ہی کھا رہے ہو اب، مجھے بھی بھوک لگی ہے" اور سر جھٹکا۔

اس نے مسکرا کر چاولوں سے بھرا چمچ اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھایا تھا۔

وہ ریسٹورنٹ سے باہر نکلی، سیاہ گاڑی کو دیکھ کر چند لمحے حیران ہوئی پھر مسکرائی اور ہونٹوں پر ہاتھ رکھے بولی

"چوزو"

وہ جو ڈرائیونگ سیٹ کی طرف کھڑا دروازہ کھول رہا تھا اسے دیکھنے لگا

"آج بہت دن بعد اسے ہوا لگوائی ہے" وہ گاڑی کے بالکل سامنے کھڑی تھی

وہ ہنس دیا "ارے ہاں۔۔ تم نے اب نوٹ کیا"

"ہاں۔ تمھاری سینوریتا پردے میں رہتی ہے نا، کم کم نکلتی ہے" وہ ابھی بھی حیران تھی

"ہاں" اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ وہ مسلسل مسکرا رہی تھی "آج لایا ہوں آئندہ نہیں لاؤں گا، سڑکیں میری سینوریتا کے قابل نہیں ہیں" وہ اپنی گاڑی کو سینوریتا کہتا تھا، پیار سے!

"بندہ امیر ہو تو کیا کیا نہیں کر سکتا۔۔ جب چاہا جو چاہا لے لیا" وہ مسکراتے ہوئے بولی

وہ ہنس دیا "تم بھی نا۔۔ چلو بیٹھو، چائے پیتے ہیں" اس نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا

وہ مسکرا کر بیٹھ گئی، اندر بیٹھے بھی اسے دیکھ رہی تھی

"ویسے تمھاری سینوریتا کی قیمت کتنی ہو گی بھلا؟" چند لمحے گزرے اور وہ پوچھ بیٹھی

اس نے سر نفی میں ہلایا "جتنی بھی ہے، تم بس انجوائے کرو"

وہ سیٹ کی پشت پر سر رکھ کر بیٹھ گئی، سامنے لمبی سڑک کو دیکھتی وہ خاموش سی، پر سکون سی تھی

ایک جگہ پر اس نے گاڑی روکی، ساتھ فٹ پاتھ تھا "یہیں رکو، میں چائے لے کر آتا ہوں"

اور وہ خود باہر نکل آیا۔ وہ اندر بیٹھی اسے جاتا دیکھتی رہی، پھر کچھ پل بیتے اور وہ باہر نکل آئی۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا، اندر ایک شور سا ابھرا تھا، اسے چنگیز کا مسکراتا چہرہ یاد آیا، اسے آخری ملاقات یاد آئی،

اسے آخری بار اس کے ناک سے نکلتا سرخ مائع تخیل میں نظر آیا تھا اور اس کی آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔۔

"مینو" ایک آواز تھی جو اس کے کانوں میں پڑی تھی مگر آواز دینے والا اب نہیں تھا، وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے، دونوں بازو سینے سے باندھے کھڑی تھی۔

"کیا وہ مجھے جنت میں ملے گا؟ کیا جنت میں جانے کے بعد وہ مجھے پہچان لے گا؟ جب میں اسے دیکھوں گی تو۔۔۔"

"میڈم جی!" اس کی گردن پر کچھ ٹھنڈا ٹھنڈا محسوس ہوا تھا، اس نے گردن موڑے بغیر دیکھا، سامنے موٹر سائیکل پر ایک لڑکا تھا جس نے سیاہ ماسک سے اپنا منہ لپیٹا ہوا تھا، ساتھ ایک شخص بندوق کی نال مینا کی گردن سے لگائے کھڑا تھا۔ اس نے ہاتھ کھڑے کر لیے اور رونے والے ہو گئی

"چابی دو اپنی گاڑی کی" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا

"وہ۔۔" اس نے تھوک نگلا "وہ میرا شوہر لے کر گیا ہے" وہ تو جیسے ایک دم ڈر گئی تھی۔

وہ اس سے ذرا سا دور ہوئی اور عین اس کے سامنے کھڑی بول رہی تھی

سامنے کھڑا شخص اس پر بندوق تانے اسے گھور رہا تھا "کہاں ہے تمھارا شوہر؟" وہ زور سے چلایا تھا

"وہ۔۔" اس نے سامنے اشارہ کیا، نقاب پوش نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا اور مینا نے ایک جھٹکے سے پاؤں اس کی کلائی پر مارا، بندوق زمین پر جا گری، وہ جھکی اور اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں چاقو تھا

جو کہ اس نے اس قدر تیزی سے ایک طرف موٹر سائیکل والے کے کندھے پر مارا کہ بندوق اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری، وہ کراہا تھا، خون اس کے کندھے سے نکلتا اس کے سینے سے ہوتا پیٹ پر بہتا جا رہا تھا، اس نے تحمل سے نیچے گری بندوق اٹھائی اور سامنے کھڑے شخص پر تان دی۔

پھر مسکرائی

"تو۔۔کیا خیال ہے"

اس کو زخمی ہاتھ پر بہت درد محسوس ہو رہا تھا، ایک طرف موٹر سائیکل پر بیٹھا شخص تھا اور ایک طرف سامنے کھڑا نقاب پوش۔۔موٹر سائیکل والا دونوں ہاتھ کھڑے کیے بولا "ہمیں جانے دو"

اس نے بندوق اس پر تان دی۔ہاتھ میں درد بڑھا تھا(اف! تیمور۔۔اب آ بھی جاؤ)اور اس کی فریاد سن لی گئی تھی، نقاب پوش کو پیچھے سے کسی نے گردن سے دبوچا تھا اور وہ کراہا، ایک جھٹکے سے اس نے اس نقاب پوش کو آگے کو دھکا دیا اور وہ زمین پر آ گرا، رامین نے بندوق نیچے کر لی اور تیمور کو دے دی، وہ غصے سے انھیں دیکھ رہا تھا

"میری بیوی پر حملہ کرو گے" وہ چلایا تھا

زمین پر گرا شخص سر نفی میں ہلا رہا تھا، اس نے ٹریگر دبایا اور زمین پر گرے لڑکے کی ٹانگ میں گولی ماری

پاس کھڑی رامین نے تیمور کو دیکھا، پھر بندوق کو اور پھر اس کی ٹانگ سے نکلتے خون کو۔۔ گولی کی آواز سن کر پاس ہی گارڈان کی طرف بھاگا تھا

"تیمور۔۔ چلو" اس نے اس کے ہاتھ سے بندوق لے کر زمین پر پھینکی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آئی۔ وہ جلدی سے بیٹھے اور گاڑی زن سے بھگا کر آگے چلے گئے۔۔

تھوڑی دور آکر گاڑی روک دی اور سیٹ کی پشت پر سر لگائے وہ کچھ دیر خاموش رہا، رامین بھی سامنے ہی دیکھ رہی تھی

"مینا" وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا "تم ٹھیک ہو؟" اس کی آنکھوں میں فکر مندی تھی

اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ تیمور نے ایک سانس خارج کی "یہ چنگیز خان مجھے ملا تو اس کا سر میں پھاڑوں گا" وہ دانت پیستے بولا تھا

مینا نے پوری گردن موڑ کر اسے دیکھا "کیوں؟"

"اچھی خاصی تھی میری بیوی، جنگلی بنا دیا" اور سر جھٹکا

اس نے مینا کو دیکھا جو اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی اور دونوں ہنس دیے

"اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو؟" وہ فکر مندی سے اس سے پوچھ رہا تھا

"ہوا تو نہیں نا" اس نے شانے اچکائے

"تمھیں بندوق چلانی آتی ہے؟" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ایک سانس خارج کی "ہاں۔۔" پھر شانے اچکائے

تیمور نے سر اثبات میں ہلایا "مجھے اندازہ ہو گیا تھا"

ایک خاموشی، اس نے رامین کا ہاتھ پکڑا، پٹی والا ہاتھ ٹھیک تھا "درد تو نہیں ہے؟"

"ہوا تھا، اب نہیں ہے" وہ نارمل سی بات کر رہی تھی

"ریلیکس۔۔ اتنی ٹھنڈی کیوں ہو؟ بی پی لو ہے کیا؟"

"پتہ نہیں۔۔ پہلے کبھی ایسے نہیں لڑی، زیادہ تو چنگیز خود ہوتا تھا یا پھر ہمارے جاننے والے۔۔ یہ پہلی بار تھا، میں کنفیوز ہو گئی" اس نے ایک سانس خارج کی۔ پھر باہر دیکھنے لگی

وہ خاموش تھا، پھر گاڑی آگے بڑھا دی۔ ایک ڈھابے کے باہر گاڑی روکی اور چائے کا آڈر دیا۔ وہ ایک لکڑی کے پھٹے پر بیٹھے تھے، پیچھے لکڑیاں جلا کر آگ لگائی گئی تھی، دونوں بیک وقت آگ دیکھ رہے تھے، تیمور نے آگ سے ہاتھ تاپا اور پھر اس نے ہاتھ پر رکھا، پھر ہاتھ سیکا اور اس کے ہاتھ پر رکھا، وہ ہنس دی

"یہ کیا کر رہے ہو؟"

"تمھارا بی پی نارمل"

وہ مزید ہنسی "گڈ!"

چائے والا چائے لے آیا تھا، چائے کے گھونٹ بھرتا وہ مسلسل آگ کو دیکھ رہا تھا، جلتی لکڑی سے نکلتے آگ کے شعلے، پھر بولنا شروع ہوا

"میں جانتا ہوں میں تمھارے لیے کبھی چنگیز نہیں بن سکتا اور نہ میں بننا چاہتا ہوں۔۔ میں تیمور ہوں اور تیمور ہی رہوں گا" پھر اسے دیکھا اور ہاتھ آگے بڑھایا "کیا تم میری دوست بنو گی؟"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرا، پھر اس کے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اس کی سرمئی آنکھوں کو، پھر نخرے سے منہ سامنے موڑا اور بولی "مزید ایک چائے کی پیالی، تو میں تمھاری"

وہ ہنس دیا "اوکے"

اس نے پھر اس لڑکی کو دیکھا "ایک دم سے ایسے لگتا ہے کہ مینا سٹریٹ فرام ہالی وڈ ہے۔۔ بالکل فائٹ اینڈ فلائیٹ موڈ میں، کس پر چلی گئی تم؟"

وہ مسکرائی "نانی کہتی ہیں کہ عورت کو اللہ نے مرد کی پسلی سے بنایا ہے، میں جس مرد کی پسلی سے بنی ہوں شاید وہ ہی ایسا ہے" وہ تیمور کو گھور رہی تھی

وہ مسکرایا "اوہ۔۔ یعنی میرا قصور ہے"

"جی۔۔ سو فیصد" اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا اور مسکرا دی۔ تیمور کو اس سے زیادہ اچھی چائے آج تک نہیں لگے گی۔

"چا تو کہاں سے آیا تمھارے پاس؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے بوٹ کے اوپر سے جینز اٹھائی، نیچے سے ایک دوسرا چھوٹا چاقو نکالا اور اسے دکھایا "یہ والا؟"

وہ ہنس دیا "ہاں یہ والا"

"میں کبھی کبھی سوچتا ہوں تم میری بیوی نہ ہوتی تو کیا ہوتی؟" وہ آسمان کو دیکھتی سوچ رہی تھی

"دشمن" جواب جھٹ سے آیا تھا

"دوست کیوں نہیں؟" اس نے ابرو اٹھایا

"ہماری آپس میں بنتی نہیں تھی" شانے اچکائے "دوست ہوتے تو میں تمھاری خامیاں اگنور کرتی مگر تم اگنور کرنے والی چیز نہیں ہو"

"اوہ" وہ مسکرایا "دشمن کیوں ہوتی تم میری؟"

"چونکہ میں تمھیں اگنور نہیں کر سکتی اس لیے تم نے مجھے ہمیشہ کھٹکنا تھا، دو ایک جیسی قوتیں ہمیشہ ایک دوسرے کی مخالفت کرتی ہیں، ایک دوسرے کو repel کرتی ہیں ہم بھی کرتے اور ہر وقت لڑتے رہتے"

"پیار تو جیسے اب بھی ہم دونوں میں پھوٹ پھوٹ کر بھرا ہے، میں بات بعد میں بولتا ہوں تم روسٹ پہلے کرتی ہو"

وہ مسکرادی، شانے اچکائے "میں تو ایسی ہی ہوں" لڑکا چائے کا دوسرا کپ لایا تھا "اب تو تمھاری بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ دوست بھی ہوں" اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا

"تمھیں کیا کیا بنانا آتا ہے؟"

"مجھے نوڈلز، چائے، کافی، لوگوں کو بیوقوف، موقع ملے تو الو، بے کار لوگوں کو گدھا اور اچھے بھلے ہینڈسم لڑکے کو غلام بنانا آتا ہے" اس نے گردن موڑ کر تیمور کو دیکھا تھا

"کیا کیا کیا؟" اس نے رامین کو گھورا "یہ آخری لائن کیا بولی تم نے؟"

"غلام" وہ بڑے نخرے سے بولی تھی

"ہیں۔۔میں تمھارا غلام ہوں؟" وہ جیسے تپ گیا تھا

"تم ہینڈسم ہو؟" اس نے الگ سوال کیا تھا، معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

"پتہ نہیں۔۔وہ ریسٹورنٹ والی لڑکیاں تو یہی کہہ رہی تھیں" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

رامین نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ پھر سانس خارج کی "ویل، تم واپس لندن کب جا رہے ہو؟"

"ایک ہفتے تک شاید، تمھارے لیے رکا ہوں۔۔تم مجھے مس کرتی ہو نا" اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

"ہا۔۔میں اور تمھیں مس۔۔میں خود نہ مس ہو جاؤں" اور سر جھٹکا

"تم مانتی نہیں ہو ورنہ مس تو کرتی ہو مجھے" تیمور نے شانے اچکائے تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں تمھیں بڑا پتہ۔۔ہوا میں تیر چلا رہے ہو"اس نے سر جھٹکا اور آگ سے بھڑکتے شعلے دیکھنے لگی

"اور تم گولیاں برسا رہی ہو"وہ چپ نہیں رہ سکتا

وہ ہنس دی"مجھے اتنی اچھی گولیاں برسانے نہیں آتیں چوزو"

"لیکن زبان برابر چلانی آتی ہے"

"گرلز پاور"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

وہ سر اثبات میں ہلا کر مسکرایا۔اس کی چائے ختم ہو چکی تھی اور وہ اب اس کی چائے ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا مگر در حقیقت وہ ساتھ بیٹھی رامین کی کمپنی انجوائے کر رہا تھا،چائے تو بہانہ اصل مسئلہ تو کچھ اور تھا اور وہ کہیں اندر،بہت اندر تھا

دو دن بعد:

یہ ایک باغ کا منظر تھا جہاں ہر سو زرد نارنجی پتے بکھرے تھے۔درخت اپنے پتے کھو چکے تھے اور نئے پتے آنے میں ابھی وقت تھا۔ایسے میں ایک درخت کے پاس لکڑی کے بنچ پر ایک لڑکی بیٹھی تھی،ہاتھ میں کافی کپ اور گود میں اس کا بھورا بلا تھا۔وہ خاموشی سے سامنے دیکھتی جا رہی تھی، سردی بڑھ رہی تھی مگر اس نے بھورا لمبا موٹا کوٹ اوڑھ رکھا تھا۔بال پونی میں بند تھے،سر پر موٹا سٹالر تھا اور آنکھوں پر دور کی نظر کا چشمہ،اس کا بلا بڑے سکون سے بیٹھا تھا،اس نے اس پر بھی کوٹ دے رکھا تھا۔۔یہاں کافی سکون تھا،ہر سو خاموشی اور پرندوں کے باتیں کرنے کی آوازیں،گھر کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فسادی ماحول سے چھٹکارا پانے کے لیے وہ کچھ لمحے یہاں گزارنے آئی تھی اور اب اس کا واپس جانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ کافی کپ ختم ہوا اور اس نے خالی کپ بنچ کے نیچے گھسا دیا۔ وہ یہاں اشعر کے ساتھ آتی تھی مگر وہ اپنے پیپرز میں مصروف تھا اور رابیل کو اکیلے ہی آنا پڑا۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے خاموش سی بیٹھی رابیل اس وقت کچھ ایسا نہیں سوچنا چاہتی تھی جس سے کہ چند پل کا سکون بھی غارت ہو جائے۔ اس نے سانس خارج کی، دور کہیں مغرب کی اذان ہونے لگی تھی۔ بیٹھے بیٹھے وقت نے عصر سے مغرب کی طرف سفر کیا تھا۔ آسمان رنگ بدلتا اب سرمئی نارنجی سا تاثر دے رہا تھا۔ وہ جھکی اور اپنے بلے کا چہرہ اٹھایا

"شیفر۔۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہم یہیں رہ لیں؟"

اس کے بلے نے آہستہ آواز میں کچھ کہا اور پھر اس کے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے رگڑنے لگا۔ آج کل اس کا لاڈ کرنے کا نیا انداز تھا۔ وہ اس پر جھکی اور اسے بازوؤں میں لیا، پھر ہاتھ سے اسے پیار کرنے لگی۔ وہ جانور تھا مگر اسے انسانوں سے زیادہ عزیز تھا۔ مغرب کی اذان ختم ہوئی اور اس نے اپنے بلے کو بازوؤں میں لیا اور گھر کی طرف جانے لگی۔ اس کے سیاہ بوٹ سوکھے اکڑے پتوں پر زور ڈالتے تو چرر چرر کی آواز پیدا ہوتی۔ وہ باغ سے باہر نکل آئی تھی، سامنے سڑک نظر آ رہی تھی۔۔ اس کا پسندیدہ کیفے بند تھا۔ وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی، ٹریفک کم تھی اور سردی زیادہ۔ وہ آہستہ آہستہ ارد گرد دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ سڑک کے کنارے چلتے اسے احساس ہوا کہ کوئی اس کے پیچھے ہے تو اس

نے جھٹ سے مڑ کر دیکھا، وہاں دو لڑکے تھے جو اسے گھور رہے تھے۔۔رابیل کا دل بے اختیار دھڑکا، اس نے گردن سامنے کی اور تیز تیز قدم بڑھانے لگی۔اندھیرا ہونے لگا تھا، اس نے زیادہ دیر کر دی تھی۔اسے مغرب سے پہلے گھر جانا چاہیئے تھا مگر اب کیا فائدہ۔۔آگے بڑھتے اس نے پھر مڑ کر دیکھا، وہ دونوں پیچھے ہی تھے، اس نے کانپتے لبوں سے انھیں دیکھا، پھر تھوک نگلا

"کون ہو تم لوگ؟"

وہ ہنس دیے اور اس کی طرف بڑھے مگر رابیل پیچھے ہٹتی گئی

"دیکھو۔۔میرے پاس نہ تو پیسے ہیں نہ ہی فون۔۔تم دونوں چور ہو یا کوئی لٹیرے تو میرے پیچھے آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے" اس نے تیز ہوتے تنفس سے بات ختم کی تھی مگر وہ پھر سے ہنس دیے۔

ان میں سے ایک آگے آیا

"ہم کچھ لینے نہیں آئے بلکہ دینے آئے ہیں" اس کے لہجے میں لچک تھی، عجیب سا لہجہ۔

"کیا؟" وہ پیچھے ہٹتی جا رہی تھی

"گیان۔۔سبق" اور پھر سے ہنس دیا۔وہ قریب آتا جا رہا تھا اور رابیل پیچھے ہٹتی جا رہی تھی۔وہ مڑی اور دوڑ لگا دی۔۔اس کے بازوؤں میں اس کا شیفر تھا اور وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔وہ دونوں اس کے پیچھے تھے۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہا اور وہ جونہی ہی مڑی پیچھے دیکھا کہ وہ ہیں کہ نہیں، اس کا پاؤں مڑا اور وہ نیچے گری، سر نیچے لگا، عینک اتر کر دور جا گری اور شیفر اس کے بازوؤں کی قید سے

Clubb of Quality Content

آزاد ہوا تھا، وہ دور سڑک پر جا گرا تھا مگر وہ اٹھ کر بھاگا تھا لیکن قسمت ان کے ساتھ نہیں تھی، ایک موٹر سائیکل سوار آگے بڑھا تھا۔۔ ہیڈ لائٹ آن تھی اور اس نے عین شیفر کے سر پر بریک لگائی، رابیل کے بھوری بلے کی ٹکر موٹر سائیکل سے ہوئی تھی اور وہ دور جا گرا۔۔ وہ زور سے چلائی

"شیفر۔۔" مگر شیفر پھر نہیں بھاگا، وہ پھر نہیں اٹھا۔ اس کی نظر کمزور تھی اور شیفر اسے دور سے نظر نہیں آ رہا تھا۔ دونوں لڑکے کھڑے ہو کر سارا تماشا دیکھتے رہے۔۔ وہ اٹھی اور اپنے بلے کی طرف بڑھی مگر وہ لڑکا سامنے آ گیا

"بہت جلدی ہے میڈم!"

رابیل نے گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا، اس کی ہتھیلی زخمی تھی

"مجھے جانے دو" وہ چلائی تھی، آواز نم تھی مگر وہ جلدی میں تھی

لڑکے نے قہقہہ لگایا، رابیل نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی، وہاں زمین پر بڑا پتھر تھا۔۔ وہ پیچھے ہٹی اور وہ پتھر اٹھا لیا

"مجھے جانے دو"

لڑکے کی پھر سے ہنسی نکل گئی "میڈم۔۔ بس ہم سے بات کر لیں۔۔ تھوڑا وقت ساتھ بیٹھ جائیں ہم چلے جائیں گے"

رابیل کو شیفر نظر نہیں آرہا تھا، سڑک دھندلی نظر آرہی تھی۔اس کے دل میں خنجر لگ رہے تھے۔۔اس نے پتھر ان کی طرف اچھالا مگر لڑکا ایک طرف ہو گیا۔۔پتھر نیچے جا گرا۔اس نے پھر ادھر اُدھر دیکھا، نظر دھندلی تھی، کچھ صحیح سے نظر نہیں آرہا تھا۔وہ آگے بڑھ رہے تھے اور رابیل پیچھے، وہ پھر سے گرنے لگی تھی مگر بچ گئی، اس کے پاؤں تلے موٹی بڑی لکڑی آئی تھی۔اس نے جھک کر وہ ہاتھ میں پکڑ لی اور آگے بڑھی، وہ پھر آگے آگئے۔ مگر یہ بات برداشت سے باہر تھی، اس کا بلا کہیں زخمی پڑا تھا اور وہ اسے آگے نہیں بڑھنے دے رہے تھے۔۔اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور لکڑی اس کے بازو پر ماری، وہ کراہا اور اس نے لکڑی اس کے سر پر مار دی، دوسرا لڑکا آگے آیا تھا، اس نے اس کے کندھے پر لکڑی ماری مگر وہ ان سے زیادہ مضبوط نہیں تھی۔اس نے لکڑی کو پکڑ لیا اور رابیل کے ہاتھ سے چھینا۔اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے، وہ پیچھے پیچھے ہٹتی گئی

"بہت ہاتھ چلتے ہیں" وہ اس کی طرف بڑھا تھا مگر اندھیرے میں شدید روشنی نے دراڑ پیدا کی تھی۔ سیاہ لینڈ کروزر کی ہیڈ لائٹس کی تیز زرد روشنی اس لڑکے کی آنکھوں میں پڑی اور اس نے بازو آنکھوں کے سامنے رکھ کر روشنی کا راستہ روکا، رابیل آگے بڑھی اور اسے دھکا دیا۔۔دوسرا اپنا سر پکڑ کر بیٹھا تھا، دھکا لگنے سے وہ کمر کے بل گرا اور لکڑی ہاتھ سے چھوٹ گئی، وہ بھاگی اور لکڑی پکڑ لی، پھر اس کے سر پر کھڑی ہوئی۔۔اس کا دل کیا اسے قتل کر دے مگر اس نے لکڑی چھوڑ دی

"تمھیں فہد نے میرے پیچھے بھیجا ہے۔۔اس سے کہنا مرد ہے تو عورت کی پیٹھ پیچھے کیوں وار کرتا ہے؟"

اس کا تنفس بڑھا تھا،وہ سڑک کی دوسری طرف بھاگی تھی۔۔اس نے گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھا،ایک طرف فٹ پاتھ سے لگ کر شیفر پڑا تھا،وہ بھاگی اور نیچے بیٹھ کر اسے پکڑا

"شیفر۔۔"وہ بربڑائی۔اسے ہاتھوں پر نمی محسوس ہوئی تھی،اس کے سر سے بہت سا خون بہا تھا اور وہ سانس نہیں لے رہا تھا

"شیفر۔۔"وہ حلق کے بل چلائی"پلیز۔۔شیفر۔۔"وہ اسے بازوؤں میں لیے رو رہی تھی

"مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔۔میں پہلے ہی بہت اکیلی ہوں"وہ روتے ہوئے اسے خود سے لگائے گڑگڑا رہی تھی

"شیفر۔۔"اس نے تھوڑی سینے سے لگالی اور روتی گئی۔وہ نہیں اٹھا تھا،رابیل کی آنکھوں کا پانی اسے زندگی نہیں دے سکتا تھا

"میں تمھیں بہت یاد کروں گی"وہ اس کے کان کے قریب بڑبڑائی۔ایک بار پہلے بھی اس نے اس بلے کو ایکسیڈنٹ سے بچایا تھا مگر آج وہ نہیں بچا سکی،وہ رابیل کے ساتھ رہتا تھا،اس کے آس پاس، اس کا کھانا پینا سونا جاگنا اور ناراضگی سب رابیل سے تھی۔وہ اسے بازوؤں میں لیے دیکھتی رہی۔پھر کھڑی ہوئی اور پیچھے دیکھا۔۔وہ لڑکے جا چکے تھے۔سیاہ لینڈ کروزر والا باہر نکل کر اسے دیکھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے آنسو صاف کیے اور اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔روشنی اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی، دور سب دھندلا دکھ رہا تھا۔سیاہ آنکھوں والا اس کے پاس آیا تھا، کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔۔وہ اس سے پہلے بھی مل چکا تھا مگر دونوں ایک دوسرے سے انجان تھے، ایسا رابیل کو لگتا تھا۔۔اس کی شخصیت شاندار تھی، اس کے وجود سے مہنگے ترین پرفیوم کی خوشبو اٹھ رہی تھی

"ہم آپ کو چھوڑ دیں" وہ بولا تو آواز بھاری مردانہ تھی مگر لہجہ شائستہ اور نرم

رابیل چند لمحے دیگر کو دیکھتی رہی، پھر نم آنکھوں سے اسے دیکھتی ایک دم بولی

"بھاڑ میں جائیں آپ"

کہہ کر رکی نہیں چل دی۔۔اس شخص نے شانے اچکائے اور پھر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔وہ بہت آگے جا چکی تھی۔

Clubb of Quality Content

اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور دروازہ کھولنے والا اشعر تھا۔اسے دیکھ کر ایک طرف کو ہو گیا اور وہ اندر آئی۔وہ مڑا اور اپنی بہن کے چہرے کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا، پھر اس کے بازوؤں میں دیکھا۔۔اس نے تھوک نگلا اور رابیل سے وہ سوال جس کی نفی اس کے دل و دماغ کر رہے تھے

"اس کو کیا ہوا؟"

اس نے نم سانس اندر کھینچی، پھر کانپتی آواز میں بولی "یہ بھی مجھے چھوڑ گیا"

اشعر کے کانوں میں دھماکا ہوا تھا۔اس وقت رابیل کے ساتھ وہ بھی تھا جس نے اس بلے کی جان بچائی تھی،تب وہ چھوٹا تھا اب بڑا ہو گیا،تب اشعر چھوٹا تھا اور اب اشعر بھی بڑا ہو چکا تھا۔کچھ پل خاموشی کے،وہ اداسی اور بھاری دل سے اسے دیکھتا رہا،پھر اس نے بازوؤں سے اس کو لے لیا،اس کا اپنا دل زخمی ہوا تھا۔۔وہ اس کا بھی دوست تھا۔ککنگ کرتے وقت کسی کو کچن میں آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور وہ باہر بیٹھ کر اشعر کا انتظار کیا کرتا تھا،کچن میں خاموشی سے جھانکتا یا رابیل کے ساتھ اندر آ جاتا مگر وہ کسی کو تنگ نہیں کرتا تھا۔

کچھ پل بیتے اور دونوں کیاری کے پاس کھڑے تھے،وہ مٹی تلے سو رہا تھا اور وہ مٹی کے اوپر کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔۔وقت بہت جلدی گزرا تھا،وہ اسے موت سے نہیں بچا سکے تھے

اس نے رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔وہ بس سکون چاہتی تھی،خاموشی اور سناٹا۔کمرے میں بیڈ سائیڈ پر سینٹڈ کینڈلز جل رہی تھیں،اس نے تکیے پر سر جمایا تھا مگر وہ سوئی نہیں تھی،اسے نیند آ رہی تھی۔وہ نیم دراز سی بیٹھی تھی،بیٹھے بیٹھے سر تکیے پر رکھے وہ جلتے شعلے کو دیکھ رہی تھی جو آہستہ آہستہ موم کو پگھلاتا دھاگہ جلا رہا تھا۔باہر حاشر کسی بات پر بحث کر رہا تھا۔دفعتاً جھٹ سے دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوا۔وہ رابیل کے سامنے کھڑا تھا،اس کے ہاتھوں میں کاغذات تھے اور وہ اس کی طرف جھکا

"رابیل۔۔ان پر سائن کرو"

رابیل نے پلکیں جھپکائیں اور اسے دیکھا۔پھر اٹھ بیٹھی اور کاغذات ہاتھ میں لیے

"یہ کس چیز کے ہیں؟"اس کا لہجہ دھیما اور شائستہ تھا

"یہ تم تایا ابو اور چچا۔۔"اور اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب رابیل نے بنا پڑھے ان کاغذات کو سینٹڈ کینڈلز پر رکھ دیا۔شعلے نے درمیان سے کاغذ کو جلایا اور آگ اس کے کناروں پر پھیلنے لگی۔

حاشر نے کاغذات پکڑے اور ایک دم زور سے چلایا

"رابیل۔۔"

مگر رابیل نے سینٹڈ کینڈلز بجھائیں اور کمبل میں کھسک گئی جیسے بولتے رہو میں تو سونے چلی۔۔وہ غصے سے اسے گھور رہا تھا،دل کیا کہ اس کا گلا دبا دے مگر وہ دبا نہیں سکتا تھا۔اس نے کاغذات وہیں پھینکے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل آیا۔اسے بس سونا تھا اور وہ سو رہی تھی۔۔

کھڑکی کے پاس کھڑی رابیل کسی سے فون پر بات کر رہی تھی،نظر سامنے لیموں کے درخت پر تھی۔۔دوپہر ہونے کو تھی اور چڑیاں آپس میں باتیں کرتیں باغ کی رونق بڑھا رہی تھیں۔اس نے ایک ہاتھ سے فون کان سے لگایا تھا اور دوسرا بازو سینے پر لپیٹا تھا۔

"نہیں۔۔مجھے اس بات پر کوئی شرمندگی نہیں ہے کہ میں اپنے لیے لڑ رہی ہوں"پھر سانس خارج کی"یہ سب نہ ہوتا تو میں شاید کسی فینٹسی میں رہتی جہاں عورت کے قدموں تلے ہتھیلیاں بچھائی جاتی ہیں اور اس کے لیے سب آسان ہوتا ہے"پھر رکی،توقف کیا"میرے پاس سکلز نہیں ہیں،وہ ٹیلنٹ نہیں ہے جو ایک فیشن ڈیزائنر کے پاس ہوتا ہے"

دوسری طرف سے آواز ابھری تھی "تم سفر شروع کر چکی ہو، ہمسفر مل جائیں گے۔ جو ہوتا ہے اسے دیکھتے ہیں جو نہیں ہوتا اسے نہیں دیکھتے، جو ہوتا ہے وہ وسیلہ ہوتا ہے اور وسیلہ وسائل پیدا کرتا ہے۔۔ جو نہیں ہوتا اسے نہیں دیکھتے کیونکہ وہ ہمارا دل چھوٹا کرتا ہے اور مایوسی بڑھاتا ہے" عافی نے اپنی بات ختم کی۔

رابیل نے سر ہلایا تھا "میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ سب ہو گا، میں یہ سب کر لوں گی"

عافی مسکرادی "رابیل میں جانتی ہوں کہ تم خود کو تنہا محسوس کرتی ہو، کبھی تھک بھی جاتی ہو مگر اکثر وہ وقت محسوس کیا کرو جب تم اپنی منزل پالو گی، تم انڈسٹری کی ایم ڈی ہو گی، تم باس ہو گی اور سب تمھارے انڈر۔۔ اپنے خواب کو اکثر تصور کیا کرو اور بڑی امید سے کیا کرو۔ یہ پازیٹیو انرجی دیتا ہے اور کچھ بھی بڑا پانے کے لیے پازیٹیو ہونا بہت ضروری ہوتا ہے"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ میرے بھی اصول اور سٹینڈرڈز ہیں، میں ان سے پیچھے نہیں ہٹتی" یہ عہد اس نے کئی مہینے پہلے کیا تھا اور اب تک اس پر قائم تھی۔ عہد کرنا بڑی بات نہیں ہوتی عہد پر قائم رہنا اسے قائم رکھنا اور نبھاتے رہنا بڑی بات ہوتی ہے۔۔

دوسری طرف عارفین اسے سنتی رہی "رابیل سکلز اور ٹیلنٹ کے بارے میں پریشان نہیں ہوتے۔ مجھے یاد ہے جب میرے پاس آئی فون نہیں تھا تو میں اسے اوور ایسٹیمیٹ کرتی تھی، مجھے لگتا تھا کہ مجھے چلانا نہیں آتا، جب میں نے ایم بی بی ایس میں ایڈمیشن نہیں لیا تھا تب میں ڈاکٹرز کو اوور

ایسٹیمیٹ کرتی تھی مگر جب آئی فون میرے ہاتھ میں آیا تو مجھے چلانا بھی آ گیا، جب میرا ایم بی بی ایس میں ایڈمیشن ہوا تو میں نے پڑھ بھی لیا۔۔ ہم ان چیزوں کو اوورایسٹیمیٹ کرتے ہیں جو ہمیں ہم سے بڑی لگتی ہیں، جو ہمیں ہمارے ہاتھ میں نہیں لگتیں مگر یقین کرو جب اللہ آپ کو کسی چیز سے نواز دیتا ہے تو اسے کرنے کی، اسے سنبھالنے کی توفیق بھی اللہ سے ہی مانگتے ہیں اور اللہ ہی دیتا ہے۔۔ تم ایک بار انڈسٹری چلی گئی نا تو تمھیں سب سمجھ بھی آ جائے گا، انسان بڑا سیانا ہے دیکھ کر سیکھ لیتا ہے" پھر توقف کیا "تم تو لڑکی ہو رابیل، لڑکیوں کی تو فیشن سینس اچھی ہوتی ہے، بات ساری رنگوں کی ہوتی ہے اور تم ایک اچھی پینٹر بھی ہو۔۔ اچھے کپڑے تم پہنتی ہو، ابھی اپنی اماں اور نانی سے جا کر پوچھو تمھیں اچھے سے اچھے کپڑے کی قسم بتائیں گی، گرمیوں میں کون سے اچھے ہیں اور سردیوں میں کون سے بہترین، خواتین اس معاملے میں بڑی چالاک ہوتی ہیں" عارفین کے ساتھ ساتھ وہ بھی ہنسی تھی

"یہ آپ نے ٹھیک کہا" اس کا موڈ اچھا ہونے لگا تھا۔ ایسے ہی تو نہیں کہا کہ صحبت انسان پر اثر انداز ہوتی ہے۔۔

"کسی چیز کو سیکھنے کے دو طریقے ہوتے ہیں" اب عارفین پھر سے بول رہی تھی اور رابیل سن رہی تھی "یا تو آپ اسے خود پڑھیں، اچھے سے ری سرچ کریں اور کتابوں سے سیکھیں اور دوسرا طریقہ

ہوتا ہے ان لوگوں کی صحبت میں رہو جن کو وہ کام آتا ہے۔ان لوگوں کو دیکھو جو وہ کام کرتے ہیں اور اپنے اس کام میں ماہر ہیں جس کام میں آپ انٹرسٹڈ ہیں، تم کون سا منتخب کرو گی؟"

رابیل نے ایک منٹ سوچنے میں لیا"میں خود ری سرچ کر کے سیکھوں گی"

عارفین ہنس دی"ضرور، تم خود بھی ری سرچ کرو گی مگر تم ان لوگوں کی کمپنی بھی جوائن کرو گی جو فیشن ڈیزائننگ میں ماہر ہیں"

رابیل نے سانس خارج کی"میرے جاننے والوں میں ایسا کوئی نہیں ہے"

عارفین مسکرائی تھی"میں کب کام آؤں گی؟امیر عورت ہونے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کی طرف امیر عورتیں کھنچتی چلی آتی ہیں۔۔میں تمھیں کچھ لڑکیوں کے نمبر سینڈ کروں گی تم ان سے بات کر کے مل لینا،وہی تمہارے لیے کافی ہیں"

رابیل مسکرادی اور سانس خارج کی"آپ نے میرے لیے کافی سے بہت زیادہ کیا ہے"

وہ پھر سے ہنس دی"کیونکہ تم میرے عام سے کافی زیادہ ہو"

رابیل مسکرادی،اس کا دل اور دن دونوں اچھے ہو گئے تھے۔

روشنی نے یہاں سے سفر کیا تھا اور لمحوں میں نیویارک کے چیری بلاسم کے ساتھ والے گھر کی کھڑکی سے دخل ہوتی اوپر والے دائیں کمرے میں داخل ہوئی۔صوفے پر ایک لڑکی بیٹھی تھی جس کے بال سیاہ تھے،لمبے بالکل ریشم جیسے۔اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور اس نے رابیل سے بات ختم کی

تھی۔آنکھوں کی پتلیاں سکرین پر ابھرتے الفاظ پڑھ رہی تھیں،اسے دھندلا نظر آرہا تھا،سینٹرل وژن کمزور ہونے لگی تھی،ارد گرد تو اب سیاہ اندھیرا رہتا تھا۔۔اس نے آنکھوں کے قریب کر کے میسج دیکھا،اس کی دو دن پہلے ڈاکٹر کے ساتھ اپائنٹمنٹ تھی اور وہ مس کر چکی تھی۔اسے تھوڑی دیر میں اسے ہاسپٹل کے لیے نکلنا تھا،کمرے کا دروازہ کھلا اور آرا اندر آئی۔اس نے سرخ فراک پہن رکھی تھی جس پر سیاہ منی جیکٹ تھی،وہ مسکرائی اور عارفین اسے دیکھتے کھڑی ہوئی۔

"چلیں"اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور آرا نے ہاتھ تھام لیا۔دونوں اکٹھی باہر آئی تھیں،آرا نے اپنی ماں کا ہاتھ چھوڑ دیا

"مما میری ہیٹ"اور ماتھے پر ہاتھ مار کر اندر بڑھی۔آرا کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا،وہ دھیرے دھیرے ریلنگ کو تھامے نیچے بڑھ رہی تھی،سیڑھیوں کے کنارے واضح نہیں تھے،منظر دھندلا تھا۔۔وہ مڑی اور اپنی بیٹی کو پکارا،پاؤں نچلے زینے پر رکھا

"آرا۔۔۔بیٹے آج۔۔"اور آدھے الفاظ منہ میں رہ گئے جب اس کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے دیکھ نہ پائی، وہ سیڑھیوں پر سے گری، سنبھل نہ پائی اور آخری زینے پر پڑی تھی۔۔وہ اٹھنا چاہتی تھی،اپنی بیٹی کو دیکھنا چاہتی تھی،اسے پکارنا چاہتی تھی مگر نہیں۔۔منظر دھندلے ہوئے اور پھر سیاہ۔۔۔اخری منظر جو اس نے دیکھا تھا وہ اس کی بیٹی کا تھا جو چلاتے ہوئے روتے ہوئی اس کی طرف بڑھی تھی،اس کی ہیٹ ہاتھ سے چھوٹی اور زینے پر آ گری۔۔وہ اپنی ماں کو اٹھا رہی تھی جس کے ماتھے سے خون بہہ رہا

تھا،اس کی آنکھیں بند تھیں اور چھوٹی بچی روئے جا رہی تھی۔وہ اپنے باپ کو بلا رہی تھی مگر اس کا باپ وہاں نہیں تھا۔۔وہ ارد گرد دیکھتی اپنی ماں کے گالوں پر ہاتھ رکھے اسے اٹھا رہی تھی مگر وہ نہیں اٹھ رہی تھی۔

"مما۔۔"وہ چلاتے ہوئے رو رہی تھی۔ساڑھے تین سال کی بچی کیا ہی کر سکتی تھی،اس کی ماں نیچے پڑی تھی اور وہ گلا پھاڑ کر رو رہی تھی۔نہ ملازمہ نہ اس کا باپ،وہ گھر پر اکیلی تھی۔۔

دفعتاً باہر کا دروازہ بجا تھا۔وہ اتنا رو رہی تھی کہ اس کے کانوں میں بس اس کی اپنی آواز ہی گونج رہی تھی۔دروازہ پھر سے بجا تھا۔پھر ایک بیل ہوئی

"آرا۔۔"وہ اس آواز کو پہچانتی تھی۔وہ بہری بھی ہو جائے تب بھی یہ آواز سن سکتی تھی۔وہ روتے ہوئے اٹھی اور دروازے تک گئی۔ایڑیاں اٹھا کر اس نے اپنا بازو لمبا کیا اپنا ہاتھ بڑھایا اور دروازہ کھول دیا۔سامنے کھڑا مرد پریشانی اور فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ روتے ہوئے اپنی ماں کی طرف اشارہ کر رہی تھی،اس کے ہاتھ میں سرخ گلابوں کا گلدستہ تھا،بہت سے شاپنگ بیگز تھے۔۔۔وہ سارا کچھ وہیں پھینک کر آگے بڑھا اور اپنی بہن پر جھکا

"عافی۔۔"

سب سلو موشن میں ہو رہا تھا،بچی اس کے پاس کھڑی رو رہی تھی اور وہ اس کی ماں کو بازوؤں میں اٹھائے باہر کو بھاگا تھا،آرا اس کے پیچھے تھی۔یہ اس کی زندگی کا سب سے برا دن تھا۔۔

ہاسپٹل کے کمرے میں دیوار کے ساتھ لگے صوفے پر ایک شخص بیٹھا تھا، بچی اس کی گود میں تھی۔ اس نے اپنا سر اس کے سینے سے لگایا تھا۔اس کے آنسو سوکھ چکے تھے مگر وہ ابھی بھی اداس تھی، آنکھیں گلابی اور ناک سرخ تھی۔سامنے ایک لڑکی بیڈ پر پڑی تھی،اس کے ماتھے پر پٹی تھی اور ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی۔

"بابا کہاں ہیں آرا؟"اس نے بڑی نرمی سے اس سے پوچھا تھا۔

لڑکی نے اسے دیکھا، آنکھیں نم ہوئیں اور اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔وہ جب سے آیا تھا تین چار بار زیان کو کال کر چکا تھا مگر اس کا فون بند تھا

"بابا آفس نہیں گئے؟"اس کی بھنویں بھینچی تھیں مگر وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا

اس نے پھر نفی میں سر ہلایا"بابا گھر نہیں آئے"اس نے کانپتی نم آواز میں بس اتنا ہی کہا تھا۔مامون کے ذہن میں سرخ بتی جلی تھی۔دور کہیں سے خطرے کی گھنٹی بجتی سنائی دی تھی

"بابا گھر نہیں آئے؟"اس نے آرا کی بات دہرائی تھی

"بابا منڈے کو آئے تھے"آج جمعرات تھا اور وہ پیر کے دن کا بتا رہی تھی۔کیا وہ دو دن سے گھر نہیں آیا تھا؟کیا وہ دو دن سے اکیلی تھیں؟

اس نے بچی کا سر سینے سے لگایا اور اسے تھپکنے لگا۔۔

اس کے سامنے کافی کپ پڑا تھا،رابیل فون پر جھکی سکرین سکرول کر رہی تھی۔دفعتاً اسے تیمور کے وائس میسج موصول ہوئے تھے۔وہ انسٹا گرام بند کر کے واٹس ایپ پر آئی اور میسجز سنے،اس نے کسی کا نمبر دیا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس سے بات کر لے۔وہ پاکستان واپس آ چکا تھا۔رابیل چند لمحے اس نمبر کو دیکھتی رہی پھر واٹس ایپ پر کال کی۔کال جا رہی تھی،پہلی ہی کال اٹھا لی گئی تھی۔۔اس نے فون کان سے لگایا،ایک خاموشی تھی

"السلام علیکم!"شروعات رابیل نے کی تھی۔

"وعلیکم السلام!"بھاری مردانہ مگر شائستہ آواز،نرم لہجہ "رابیل اورنگزیب؟"وہ جیسے پوچھ رہا تھا

"جی۔۔"وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی،نظر سامنے کافی کپ سے اٹھتے دھوئیں پر تھی۔

"آپ کون؟"رابیل کو اس کی ذات میں تجسس محسوس ہوا تھا،وہ اس کا نام نہیں جانتی تھی

وہ ہنس دیا۔رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں "آپ بہت جلدی کرتی ہیں،خیر "ایک خاموشی "کل آپ ٹھیک صبح دس بجے فیکٹری جایئے گا۔۔رات کو فیکٹری unseal ہو جائے گی"اس نے اپنی بات مکمل کی مگر رابیل کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔یہ وقت اتنی جلدی آ گیا،کیا وہ اس کے لیے تیار ہے،دماغ جمع تفریق کرنے میں مگن تھا

"آپ ہیں کون؟"وہ ابھی بھی اپنے سوال پر اڑی تھی۔وہ کون تھا جس کی مٹھی میں سب تھا۔

دوسری طرف اس نے سانس خارج کی "وہی جسے آپ کل بھاڑ میں بھیج کر آئی ہیں"

ایک خاموشی، سناٹا، دل دھڑکنے کی آواز، بے یقینی، شاک۔۔رابیل کی چپ میں کیا کچھ نہیں تھا۔

اس کے سامنے کل رات ٹھہر سی گئی، شام کے گہرے سائے میں ایک مرد اپنی گاڑی کا دروازہ کھولے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھیں ساکت اور سانس ساکن تھی، وہ کون تھا؟

وہ جو کوئی بھی تھا کال کاٹ چکا تھا، رابیل نے فون کان سے ہٹایا اور سکرین کو گھورا جہاں اس کا نمبر جگمگا رہا تھا۔اس کا دماغ ماؤف اور جسم ٹھنڈا تھا۔اس نے کبھی نہیں سوچا کہ اتنے مہینے بعد اس شخص کی اس سے ایسے ملاقات ہو گی۔وہ اسے پہچانتی تھی۔

دوسری طرف ہاسپٹل میں عارفین کی آنکھ کھل چکی تھی۔اس نے گردن ادھر اُدھر ہلائی اور اٹھنے کی کوشش کی۔صوفے پر بیٹھا مامون اس کی طرف بڑھا تھا۔

"عافی۔۔"اس نے پوری گردن موڑ کر اپنے بھائی کو دیکھا، آنکھوں سے آنسو بے اختیار نکل پڑے۔

درحقیقت وہ اسے پچھلے دنوں سے بہت یاد آرہا تھا مگر وہ اپنی کیفیت اسے بتانے سے کترا رہی تھی

"مامون۔۔"اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔مامون اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

"آرا۔۔آرا کہاں ہے؟"عافی نے دھڑکتے دل اور ٹھنڈے ہاتھوں سے اس سے پوچھا

مامون کی بھنویں بھینچ گئیں، وہ دائیں جانب صوفے پر بیٹھی سو رہی تھی، کیا وہ اسے نظر نہیں آرہی تھی؟انسان اگر سامنے بھی دیکھے پھر بھی کنکھیوں سے ارد گرد کا نظر آتا ہے، عافی کو کیا نظر نہیں آرہا تھا؟اس نے تھوک نگلا اور اسے دیکھا، پھر بائیں طرف اشارہ کیا"وہ سو رہی تھی"

دھندلی نظر اور غیر واضح منظر، عافی نے پوری گردن موڑ کر اسے دیکھا، سارے رنگ آپس میں ملے تھے، وہ اسے گھور رہی تھی۔ مامون بغور اسے دیکھ رہا تھا، کیا وہ نارمل تھی؟ اس نے پھر سے مامون کو دیکھا "آپ کب آئے؟" اس نے اپنے آنسو پونچھ لیے

"میں دوپہر میں آیا تھا" اس سے زیادہ وہ تفصیل نہیں دینا چاہتا تھا۔

عافی نے بس سر ہلایا اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔ وہ اس سے زیان کا پوچھنا چاہتا تھا، وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا وہ اس کا اور اس کی بیٹی کا خیال رکھتا ہے؟ کیا اسے پتہ ہے کہ اس کی بیوی اور بیٹی ہاسپٹل میں ہیں؟ مگر اس نے نہیں پوچھا اور اٹھ گیا۔ عافی خاموشی سے لیٹی سامنے والی دیوار گھور رہی تھی۔ وہ بھی جان چکی تھی کہ مامون کو زیان کا پتہ چل چکا ہو گا مگر وہ پر یقین نہیں تھی۔ مامون پیچھے کھڑکی کے پاس کھڑا سکرین سکرول کر رہا تھا، اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ سنجیدہ سا تھا۔ عارفین کو عجیب بے چینی ہوئی تھی، وہ سیدھی ہوئی۔۔ ارد گرد اندھیرا تھا، نظر صرف درمیان کی بچی تھی۔ اس نے بازو بائیں جانب بڑھایا، ہاتھ سے چیزیں ٹٹول رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں شاید کوئی دوا آئی تھی، اس نے وہ رکھ دی اور ہاتھ بائیں طرف کو بڑھایا۔ ہاتھ کی پشت نے شیشے کے گلاس کو چھوا تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھایا، مامون اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کا دل زوروں سے دھڑکا، ایک نارمل انسان ایسا نہیں کرتا۔۔ وہ گردن موڑ کر پانی کا گلاس تھامنا چاہتی تھی مگر گردن میں درد تھا۔۔ اس نے جونہی ہاتھ اٹھایا، ہاتھ گلاس کو لگا اور وہ نیچے گر گیا۔ چھناکے کی آواز سے ٹوٹا اور کرچیاں زمین پر بکھر گئیں۔ آرا ایک دم

سے کرنٹ کھا کر اٹھی اور ارد گرد دیکھا،اس کی آنکھیں گلابی تھیں اور وہ رونے لگی تھی۔۔اپنی ماں کو دیکھتے اس کے آنسو نکل پڑے اور وہ اونچی اونچی رونے لگی۔۔مامون بس ان دونوں کو دیکھ رہا تھا،وہ دونوں نارمل نہیں تھیں۔آرا ڈری ہوئی تھی اور عارفین خوفزدہ تھی،وہ دونوں کس چیز سے اتنا خوفزدہ تھیں،کیا چیز انھیں ڈرا رہی تھی۔۔

مامون آگے بڑھا اور جھک کر آرا کو خود سے لگایا

"میں یہیں ہوں۔۔کچھ بھی نہیں ہوا" وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا اور وہ ہچکیاں لے رہی تھی۔اس نے گردن موڑ کر عافی کو دیکھا جو کہ ٹانگیں نیچے لٹکائے بیڈ سے اترنے کو تیار تھی۔وہ مامون کو گھور رہی تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔کچھ تو غیر معمولی تھا مگر کیا؟

اس کا جواب مامون آفندی کی نیندیں اڑانے کو کافی تھا۔

اگلی صبح نیا پیغام لے کر آئی تھی۔حاشر کو نظر انداز کر کے ساڑھے نو کے قریب وہ گھر سے نکلی تھی، ان ڈرائیو کروا کر وہ فیکٹری پہنچی۔آج وہاں خاموشی تھی۔مین گیٹ سے تالا ہٹ چکا تھا،گارڈ اسے دیکھ کر چوکنا ہو گیا اور دروازہ کھولا۔رابیل آگے بڑھی تو اس نے سر کے خم سے سلام کیا۔وہ فقط سر کو خم دے کر اندر بڑھی۔اس نے سیاہ ٹراؤزر اور اوپر گھٹنوں تک آتی قمیض پر مسٹرڈ لمبا کوٹ اوڑھ رکھا تھا۔لمبے بال کھلے تھے،اس نے گردن اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا،آسمان تلے زمین تھی،تو کیا آج

اسے روکنے والا کوئی نہیں آئے گا؟اس نے سانس خارج کی اور آگے بڑھی۔سیڑھیوں پر چڑھی اور گلاس ڈور کھولا۔ایک لڑکا اور دو لڑکیاں اس کے استقبال میں اپنے کیبنز سے باہر آئی تھیں۔وہ ٹھٹھک گئی،اس دن تو اتنے سارے تھے اب کہاں گئے؟پھر اسے یہاں کھڑے ہو کر اپنا آخری مکالمہ یاد آیا،رابیل سنبھل گئی اور شانے ڈھیلے چھوڑے۔سامنے کھڑے کولیگز اسے سلام کہہ رہے تھے،اس نے سر کے خم سے جواب دیا اور اوپر بڑھی۔آج خاموشی تھی،طوفان آنے کے بعد کی خاموشی۔اس نے دروازہ کھولا اور اندر اندھیرا تھا۔کھڑکیوں پر بلائنڈرز گرے تھے،سوائے ایک کھڑکی کے جہاں ایک شخص کھڑا تھا،اس کی عمر پچاس برس سے اوپر کی تھی اور وہ رابیل کو دیکھ رہا تھا۔وہ اندر آئی اور سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر بتیاں جلائیں۔اس شخص کا چہرہ واضح ہوا۔وہ اس کو نہیں جانتی تھی،اس نے ہلکے پیچ کلر کا تھری پیس پہن رکھا تھا اور وہ اس کی طرف بڑھا۔پھر اسے دیکھ کر مسکرایا

"خوش آمدید ملکہ!"

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں۔اس نے ہاتھ میں پکڑا پرس شیشے کی میز پر رکھا اور اس سے مخاطب ہوئی

"آپ کون؟"

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی"امتیاز احمد"پھر توقف کیا"اورنگزیب احمد کا پی اے"

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔اس شخص کے چہرے پر ایک نرم تاثر پھیل گیا

"بڑے سال انتظار کیا تھا اس دن کا۔۔وقت بدل گیا آخر"

رابیل نے سانس خارج کی اور بازو سینے پر باندھے

"میں آپ کو نہیں جانتی"

وہ ہنس دیا"آپ کے بابا جانتے تھے، باہر گیٹ پر کھڑا امجد بھی جانتا ہے۔۔آپ کے تایا چچا جانتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آپ کی امی جانتی ہیں"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا، پھر ہاتھ پہلو میں گرا لیے

"اب آپ کیا چاہتے ہیں؟"

سامنے کھڑے مرد کی مسکراہٹ گہری ہوئی"ساری باتیں کھڑے کھڑے ہی کریں گی۔۔بیٹھنے کو تو بولیں"

رابیل نے سر ہلایا اور مرکزی کرسی پر بیٹھی، اسے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ اسے سننے کے لیے آگے کو ہوئی

"پچھلے دنوں آپ کا بہت ذکر سنا تھا اور میرا بڑا دل تھا کہ آپ آئیں۔۔دعائیں پوری ہوئیں"پھر مسکرایا۔رابیل کچھ نہ بولی"میں آپ کو یہ نہیں بتاؤں گا کہ آپ کے چچا تایا کیسے آئے اور انھوں نے کیا کیا۔۔یہ آپ بہت اچھے سے جان چکی ہوں گی۔۔میں فقط اتنا کہنے آیا ہوں کہ اور نگریب صاحب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے ہم پر بڑے احسان کیے تھے اور انسان کی نیکی پلٹ کر اس کی طرف ضرور آتی ہے۔۔میں آپ کے ساتھ کام کرنا چاہتا ہوں" اپنی بات کہہ کر وہ خاموش ہوا

رابیل نے شانے اچکائے اور پیچھے کو ہو کر بیٹھی "میں آپ پر کیسے یقین کر لوں۔۔اس وقت لفظ مجھے قائل کرنے کے لیے بہت کم ہیں" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی

وہ ہنس دیا" آج نہ آپ کا تایا یہاں ہے نہ چچا۔۔وہ سب آپ کو میدان میں پھینک کر خود تماشائی بنے ہیں۔۔میری طرح وہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کچھ نہیں جانتیں اور انھیں اس کام میں مزہ آرہا ہے۔۔ میں صرف تماشائی نہیں بننا چاہتا" اس نے بھی بے پرواہی سے شانے اچکائے

"کیا آپ میرے تایا چچا سے انتقام لے رہے ہیں؟" اس نے ابرو اٹھائی

وہ پھر سے ہنس دیا" میڈم۔۔وہ بھی جانتے ہیں کہ آپ ان کی آدھی عمر کی بھی نہیں ہیں۔ایک کل کی آئی لڑکی کیا ہی کر لے گی" رابیل دل سے اقرار کر چکی تھی کہ وہ سچ کہہ رہا تھا

اس نے سمجھ کر سر ہلایا" لیکن میں آپ کو اپنے پاس کام پر کیوں رکھوں گی؟"

اس نے سانس خارج کی جیسے وہ اپنی بات سمجھا نہیں سکا تھا" ٹھیک ہے۔۔میں لفظوں سے آپ کو قائل نہیں کر سکا۔۔آپ مجھے تین دن کا وقت دیں، میں آپ کو ثابت کر کے دکھاؤں گا کہ اورنگریب صاحب مجھ پر یقین کرتے تھے تو کسی وجہ سے کرتے تھے"

رابیل چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر مسکرائی "میں آپ پر یقین کر لوں تاکہ میں پھر کسی پر یقین نہ کروں"

امتیاز احمد کی مسکراہٹ گہری پڑی "وہ لوگ غلط ہیں جو آپ کو تماشا سمجھ کر تماشائی بنے ہوئے ہیں" پھر اپنا کوٹ ٹھیک کیا اور کھڑے ہوئے "آئیں آپ کو فیکٹری وزٹ کرواؤں"

رابیل نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا "امتیاز صاحب۔۔آپ کا امتحان شروع "اور پرس پکڑ کر کھڑی ہوئی۔

اب اگر تم دیکھو تو وہ فیکٹری میں امتیاز احمد کے ساتھ کھڑی تھی۔وہ اسے سب سمجھا رہے تھے اور وہ سنجیدہ سی سن رہی تھی۔ورکرز آئے تھے مگر ان کی تعداد معمول سے کم تھی یعنی بہت سے چھوڑ کر جا چکے تھے۔کپڑے کی مشینیں بند تھیں، سلائی مشینیں خاموش تھیں۔۔تھوڑے بہت ورکرز جو تھے وہ رابیل کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔سٹاک میں کپڑا بہت کم تھا اور موسم بدل رہا تھا۔دھاگہ اور کاٹن بھی ختم ہونے کو تھا یعنی وہ اس وقت آئی تھی جب زوال شروع ہونے کو تھا۔کپڑے اور فیبرک کی خوشبو اس کی نتھوں سے ٹکرا رہی تھی اور وہ امتیاز صاحب کے ساتھ آگے بڑھتی سر ہلا کر سب دیکھ اور سمجھ رہی تھی۔پھر ان سے مخاطب ہوئی، سامنے کھڑے امتیاز صاحب اس کی بات غور سے سن رہے تھے

"کل میں لاہور وزٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہاں کیا صورت حال ہے"

انھوں نے سمجھ کر سر ہلایا۔

ہاتھ میں پکڑا ارابیل کا فون بجا تھا۔ پھر کال کٹ گئی، جن لڑکیوں کا عارفین نے اسے نمبر بھیجا تھا ان میں سے ایک کے ساتھ اس کی آج ملاقات تھی اور وہ کافی پر اس سے ملنے والی تھی۔۔ نئی زندگی کا آغاز ہو چکا تھا، دوپہر جوبن پر تھی۔۔ ورکرز کام میں لگ گئے تھے اور وہ امتیاز احمد کے ساتھ باہر بڑھی تھی۔۔ زندگی بدل گئی تھی!

تین دن بعد:

سفید سرمئی بنگلے کی صبح روشن تھی، سردیاں اختتام کو پہنچ رہی تھیں۔ موسم خوشگوار ہونے لگا تھا۔ اگر تم سفید سرمئی محل میں جھانکو تو مامون اپنے بڑے سے باغ میں تھا۔ ہاتھ پیچھے بندھے تھے اور وہ نیلے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ وہ سنجیدہ سا تھا، ٹریک سوٹ پہنے ہوئے جیسے ابھی واک سے آیا ہو۔۔

(وہ ایک ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں رپورٹس تھیں اور مامون اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا

"آپ کو ان کی آئی سائٹ کے حوالے سے کب شک ہوا؟" اس نے فائل نیچے رکھی اور مامون کو دیکھا

"ایک دن پہلے۔۔ اس کی بیٹی ساتھ بیٹھی تھی مگر وہ دیکھ نہیں پائی، اس کے ساتھ گلاس پڑا تھا مگر وہ چھو کر محسوس کر رہی تھی، وہ اپنی بیٹی کو آنکھیں چھوٹی کر کے گھور رہی تھی۔۔ مجھے لگا شاید

سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، شاید دماغ کو چوٹ پہنچی ہو" اس نے اپنے تمام شبہات ڈاکٹر کے سامنے کھول کر رکھ دیے تھے

ڈاکٹر نے سانس خارج کی، گردن جھک گئی، پھر سر اٹھایا اور اسے دیکھا

"آپ غلط ہیں۔۔چوٹ انھیں گرنے کی وجہ سے نہیں آئی۔۔ان کی آئی سائٹ کسی چوٹ کی وجہ سے نہیں ایفیکٹ ہوئی۔۔انھیں بیماری ہے" ڈاکٹر بغور مامون کو دیکھ رہا تھا

اس کا دل دھڑکنے لگا تھا، اس کی بہن بیمار تھی اور وہ بے خبر تھا۔ڈاکٹر کے تاثرات بتا رہے تھے کہ کچھ بھی نارمل نہیں ہے

"Retinitis pigmentosa"

"مون۔۔" اسے اپنے پیچھے کسی کی آواز سنائی دی تھی۔وہ مڑا اور آرا اس کی طرف بڑھی۔اس کی آنکھیں خالی خالی تھیں، وہ بہت بدل گئی تھی، اس کی مسکراہٹ اسکا اعتماد سب غائب ہو گیا تھا

"جی۔۔" وہ مسکرا دیا اور نیچے جھکا، اس کے گرد بازو حمائل کیے اور اس کے آگے کو آتے چھوٹے بال کان کے پیچھے کیے

"بھوک لگی ہے" اس نے بڑے پیار سے مامون کے گال پر ہاتھ رکھا تھا۔وہ مسکرایا اور اسے اٹھا لیا

"چلو۔۔آرا کے ساتھ بریک فاسٹ کرتے ہیں" وہ اسے ساتھ لیے اندر بڑھا تھا

(اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔چہرے پر ایک سوالیہ تاثر تھا۔۔ڈاکٹر نے اس کے چہرے پر سوالیہ تاثر دیکھا پھر بولا"کیا آپ کی فیملی میں کوئی بلائنڈ ہے؟"

مامون نے فوراً سر نفی میں ہلایا

"آپ کے فادر کی سائیڈ سے یا آپ کی نانی۔۔کوئی کبھی بلائنڈ تھا؟"ڈاکٹر نے پھر سوال کیا

مامون کا دماغ تیزی سے چلا تھا۔وقت پلٹ گیا اور ماضی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔۔اس نے تھوک نگلا اور سر اثبات میں ہلایا"جی۔۔میری پردادی"

ڈاکٹر نے سر اثبات میں ہلایا اور رپورٹس کھول کر کچھ لکھا۔۔پھر سیدھا ہوا اور اس سے مخاطب ہوا،

ڈاکٹر کا ایک ایک لفظ اس کے سر پر ہتھوڑے مار رہا تھا،وہ خواب دیکھ رہا تھا؟)

وہ کمرے میں عافی کے ساتھ بیٹھا تھا۔بیڈ پر بیٹھی عارفین کی بصارت دھندلی تھی،اتنی دھندلی کہ وہ بس ایک دوسرے میں ملے مدھم رنگ دیکھ سکتی تھی

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا عافی؟مجھے تو بتاتی،کیا تم مجھ پر یقین نہیں کرتی تھی؟"اس کی آنکھوں میں ایک کرب تھا

"مامون میں تمھیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی،میری آئی سائٹ پہلے ہی ویک تھی اور ویک ہونے لگی۔۔مجھے لگا شاید بک ریڈنگ کی وجہ سے ویک ہو رہی ہے،میں اپنی گلاسز استعمال کرتی تھی مگر پھر جیسے جیسے دن گزرتے گئے مجھے محسوس ہوا کہ اب زیادہ ویک ہو گئی ہے"اس نے نم سانس اندر کھینچی

"میں جس وقت ڈاکٹر کے پاس گئی تھی، پرا گریشن بہت زیادہ تھی۔۔مجھے رات کو نظر نہیں آتا تھا، میں اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتی تھی، میں اپنی میڈیسن لیتی تھی مگر پھر۔۔"

(یہ ایک جینیٹک بیماری ہے، فیملی ٹو فیملی ٹرانسفر ہوتی ہے مگر ضروری نہیں ہے۔۔ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی، جیسے آپ کی سسٹر کو آپ کی پردادی سے ہوئی ہے عین ممکن ہے کہ ان کی بیٹی کی بیٹی کو ہو یا نہ بھی ہو۔۔اس میں مریض کے ریٹینا(آنکھ کا پردہ) کے پہلے راڈز سیلز ختم ہوتے ہیں جو کہ پیری فری(ارد گرد، کنارے) پر ہوتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ درمیان کے کون سیلز بھی ختم ہونے لگتے ہیں جس سے مریض کو پہلے رات کو نظر آنا بند ہوتا ہے اور پھر دن کی بصارت بھی چلی جاتی ہے۔۔ایک وقت آتا ہے کہ وہ ٹوٹل بلائنڈ ہو جاتا ہے" ڈاکٹر نے اپنی بات مکمل کی۔

مامون ساکت ہو چکا تھا، سانس بھی نا جانے کیسے آ جا رہی تھی، اس نے تھوک نگلا، آواز کسی کھائی سے آئی تھی

"کیا اس کا کوئی علاج ہے؟")

"پھر؟" مامون نے اس سے سوال کیا تھا

"پھر میری توجہ زیان کی طرف چلی گئی۔۔میں خود کو بھول گئی، میں اپنی بیٹی کے باپ کو زیادہ توجہ دینے لگی۔۔وہ رات رات گھر نہیں آتا تھا، مجھ سے اونچی آواز میں بات کرتا تھا، ایکسٹرا میریٹل افیئر اور پھر اس کا آر اپر توجہ نہ دینا" وہ خاموش ہو گئی "مامون میری بیٹی مجھ سے اپنے باپ کا پوچھتی تھی،

وہ پوچھتی تھی کہ اس کا باپ رات کو گھر کیوں نہیں آتا"اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

مامون اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا عافی؟"مامون نے خفگی سے پوچھا تھا

"کیا بتاتی۔۔پسند کی شادی کی ہے اور شوہر سنبھال نہیں سکی"پھر نم سانس اندر کھینچی"میں اپنی پسند پر شرمندہ تھی، میں نے ایک غلط فیصلہ لیا تھا اور وہ فیصلہ میرا قید خانہ بن گیا"اس کے سر جھکا دیا

("ان کی پراگریشن بہت تیزی سے ہوئی ہے۔۔نائٹ وژن زیرو ہے اور دن کے وقت بھی وژن بہت کم ہے۔۔مشکل ہے کہ ان کی وژن کو بچایا جا سکے"ڈاکٹر کہہ رہا تھا اور مامون سن رہا تھا۔اس کے کانوں میں کوئی گرم گرم سیسہ انڈیل رہا تھا، وہ شاک اور غم سے وہیں بیٹھا رہا۔۔وہ تو بڑا تھا، عافی چھوٹی تھی۔اسے عافی کا خیال رکھنا تھا، اسے عافی کی حفاظت کرنی تھی، اس نے کیسے اسے زیان کے ساتھ اتنی دور جانے دیا، اس کا دل سو ٹکڑوں میں بٹا تھا اور ہر ٹکڑے سے درد بہہ رہا تھا)

"عافی۔۔ہم تو دوست تھے نا، تم نے وعدہ کیا تھا کہ تمھیں جو بھی بات پریشان کرے گی تم سب سے پہلے مجھے بتاؤ گی، بات بڑی ہو یا چھوٹی، تم مامون کو بتاؤ گی"اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں

"میں ڈر گئی تھی مامون۔۔آرا ابھی بہت چھوٹی ہے"وہ روتے ہوئے اسے سب بتا رہی تھی"میں ڈر گئی تھی کہ اگر سب کو پتہ چل گیا کہ عافی دیکھ نہیں سکتی تو میری بیٹی کا جینا محال کر دیں گے، اس کا

باپ میری بیٹی کو مجھ سے چھین لیتا، میں آرا کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، میری آنکھوں کی روشنی"

مامون نے سانس خارج کی اور کھڑا ہوا، پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھا "وہ میری بیٹی ہے، میرے ہوتے کوئی اسے تم سے جدا نہیں کر سکتا" پھر اس کا جھکا سر دیکھا "رشیعہ میں ایک ڈاکٹر ہیں، آئی سپیشلسٹ، میں نے ان سے اپائنٹمنٹ لے لی ہے، ہم رات کو نکل رہے ہیں۔۔مامون عارفین کا بھائی ہے، اس کا محافظ "

لڑکی نے آنسو پونچھ لیے تھے، کھڑکی سے نیچے چھوٹی لڑکی نظر آرہی تھی جو لائلہ سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔وہ محافظ تھا اسے اپنے گھر کی حفاظت کرنی تھی۔

شام کے ساڑھے چار کا وقت تھا۔ سورج پہاڑوں کے پیچھے چھپ رہا تھا۔ آسمان نارنجی اور ہوا خنک تھی۔ اپنے آفس میں بیٹھی رابیل کے سامنے امتیاز صاحب بیٹھے تھے، ان کے ساتھ والی کرسی پر ایک لڑکی بیٹھی تھی، جو خاموشی سے انھیں سن رہی تھی

"اسلام آباد کے حالات پھر بھی کچھ ٹھیک ہیں مگر لاہور میں تو کام بہت پیچھے اور بہت خراب ہے" اس کے ہاتھوں میں فائل تھی اور وہ اسے دیکھتی بول رہی تھی

رابیل نے گلا کھنکھارا "میم۔۔وہ جو آج انٹرویو کیے تھے، ان میں سے جو آپ فائنل کریں گی مجھے میل کر دیجیئے گا" وہ اپنی بات کہہ کر پیچھے ہٹی

"ہوں۔۔ٹھیک ہے"اس نے فقط سر ہلا دیا۔وہ نئے ورکرز اور کولیگز کے انٹرویو لے رہی تھی، ساتھ کبھی افیفہ ہوتی تھی اور کبھی وہ اور آئمہ اکیلی ہوتی تھیں۔رابیل نے فائل میز پر رکھی اور کنپٹی سہلائی۔پھر آئمہ کو کافی کپ لانے کو کہا اور وہ اٹھ کر چلی گئیں۔

اس نے فائل امتیاز صاحب کے سامنے رکھی "میں نے دیکھ لیا ہے، جتنا مجھے سمجھ آیا ہے اس کے مطابق ہم اس وقت لوس میں ہیں اور بہت محنت کی ضرورت ہے"اس نے بات مکمل کی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملا لیں۔

امتیاز احمد نے گلا کھنکھارا"ایک مشورہ دوں آپ کو"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا

"لاہور والی فیکٹری کو بوتیک بنا لیں"اس نے بڑے سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکالی تھی

رابیل چند لمحے انھیں دیکھتی رہی، پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی"امتیاز صاحب، آپ کو کیا لگتا ہے کہ اس وقت جب کہ ہمارے پاس نہ پیسہ ہے نہ ورکرز۔۔کام ٹھیک سے ہو نہیں رہا اور ہم شدید نقصان کی زد میں ہیں۔۔ہم بوتیک بنانا افورڈ کر سکتے ہیں؟"

امتیاز احمد مسکرائے۔دروازہ کھلا اور آئمہ کافی رکھ کر کرسی پر بیٹھ گئی

"آپ بہت جذباتی ہیں رابیل"پھر مسکراہٹ گہری ہوئی"ٹھنڈے دماغ سے سوچیں، ایک انسان دو چیزوں کو ایک ہی وقت میں کنٹرول نہیں کر سکتا۔آپ یا تو یہاں ہنڈرڈ پرسنٹ دیں سکتی ہیں یا

وہاں۔۔اس وقت تو دونوں خسارے میں ہیں۔۔ایک اچھے انویسٹر سے کانٹریکٹ کرتے ہیں اور کام شروع کرواتے ہیں"انھوں نے اپنا خیال پیش کیا تھا۔رابیل نے کچھ سوچا اور پھر بولی

"بابا بھی تو دونوں انڈسٹریز سنبھالتے تھے نا"

امتیاز احمد نے سانس خارج کی"لاہور والی انڈسٹری ابھی بنی تھی،اس میں کام نیا تھا جبکہ اسلام آباد والی پرانی تھی،وہ زیادہ وقت لاہور میں ہی ہوتے تھے کیونکہ اسلام آباد والی اچھی چل رہی تھی۔۔آپ کی بار دونوں کا ہی اللہ مالک ہے"انھوں نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا

رابیل نے کافی کا گھونٹ بھرا"آپ کو کیا لگتا ہے کہ شہر کے سارے امیر ہمارے لیے بیٹھے ہیں؟"

اس نے ابرو اٹھایا تھا۔

امتیاز احمد نے سانس خارج کی"آپ نے ناشتے میں کیفین لی تھی،لنچ میں بھی کیفین اور اب بھی کیفین لے رہی ہیں۔۔گھر جا کر امی کے ہاتھ کا بنا کھانا کھایئے گا پھر سوچیے گا"وہ کھڑے ہوئے اور مسکرائے

"شب بخیر!"اور چل دیے۔

رابیل نے سانس خارج کی اور پھر آئمہ کی طرف متوجہ ہوئی جو دکھوں کا الگ پلندا لیے بیٹھی تھی۔۔

کچھ بھی آسان نہیں ہوتا!

جس وقت وہ گھر پہنچی لاؤنج میں تیمور بیٹھا تھا،اس کے سامنے گلشن آرا تھیں اور وہ ان سے باتیں کرنے میں مگن تھا۔وہ اندر داخل ہوئی،سلام لی اور پھر بڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔فرحت مغرب کی نماز پڑھ کر کمرے سے باہر آرہی تھیں اسے دیکھ کر مسکرادیں۔وہ صوفے پر گر سی گئی جیسے تھک گئی ہو۔۔فرحت اس کے قریب آئیں اور منہ میں کچھ پڑھتے اس پر پھونکا"کھانا لاؤں؟"

وہ صبح ناشتہ نہیں کر کے جاتی تھی اور فرحت کو سارا دن اس کی یہی فکر لگی رہتی تھی کہ اس نے کچھ کھایا کہ نہیں۔وہ مینا نہیں تھی کہ کھانے سے چلنے والی مشین ہو،وہ رابیل تھی۔مشین بنتی تھی تو کھانا چھوڑ دیتی تھی

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔گلشن آرا اٹھیں اور اندر چلی گئیں۔تیمور اسے دیکھ کر مسکرایا

"ابھی سے تھک گئی"

وہ بھی مسکرائی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی"یہ تو کام کی تھکاوٹ ہے"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا"کوئی بھی مشکل ہو تو بتا دینا"اس نے چٹکیاں بجائیں"یوں یوں حل کریں گے"

وہ ہنس دی۔پھر صوفے پر ٹانگیں کر کے چوکڑی مارے بیٹھ گئی"ابھی تک تو مشکل ہی مشکل ہے، ایسے لگ رہا جیسے میں زیرو سے سٹارٹ لے رہی ہوں"

لڑکے نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"کیا مشکل ہے ہمیں بتاؤ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے سانس خارج کی۔کیا تیمور وسیلہ تھا جو وسائل کا ذریعہ بنتا تھا؟اس نے گلا کھنکھارا

"ایک مشورہ چاہتی ہوں۔۔سوچ سمجھ کر دینا"

وہ بھی شاید پہلی لڑکی تھی جو تیمور کا بھروسہ کر رہی تھی۔کیا ٹھیک کر رہی تھی؟

"پوچھو"

رابیل نے گلا کھنکھارا"دو انڈسٹریز ہیں۔۔لاہور والی کے حالات زیادہ خراب ہیں،ہم سوچ رہے تھے کہ اسے بوتیک بنالیں"وہ بغور تیمور کو دیکھ رہی تھی

اس نے دو منٹ سوچنے میں لیے۔پھر سر ہلا دیا"اچھا آئیڈیا ہے مگر تم اس وقت غریب ہو،تمھیں کوئی امیر چاہیئے۔۔رائٹ؟"

وہ مسکرا دی۔سر اثبات میں ہلایا۔وہ مسکرا دیا،اس کی آنکھوں میں چمک تھی

"نمبر دیا ہے نا،بات کر لو"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

رابیل نے سانس خارج کی۔دل بے اختیار دل دھڑکا،پھر وہی شخص"میں اس کی محتاج نہیں ہونا چاہتی"

وہ ہنس دیا"یہ تمھیں کس نے کہا کہ وہ تمھیں محتاج بنا رہا ہے۔۔جمال احمد کبھی وہ کام نہیں کرتا جس میں اسے نفع نہ ہو،تم اسے نہیں جانتی میں جانتا ہوں"پیچھے کو ہو کر بیٹھا

رابیل نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا"تم کہاں ملے اس سے؟"

تیمور کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی، آنکھوں کے سامنے منظر لہرائے، تین لڑکے کیڈٹ کالج سے بھاگ کر آئے تھے اور سڑک کنارے کھڑے تھے، ان کا آپس میں جھگڑا چل رہا تھا اور اسی وقت دور سے سیاہ لینڈ کروزر آئی تھی، اس کے مالک نے انھیں بیٹھنے کو کہا تھا۔۔ تیمور اس کے ساتھ بیٹھا تھا اور وہ تینوں کو اپنے بڑے سے محل میں لے کر گیا تھا، اس شخص کی شخصیت کرشماتی تھی۔۔ وہ جمال احمد تھا!

"وہ ایک اچھا انسان ہے، اس نے ہماری مدد کی تھی۔۔ ہمیں اندھیری رات میں سواری دی تھی اور کھانا کھلایا تھا۔۔ کوئی بھی شخص اندھیری رات کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔۔ اس نے دیا تھا" پھر جیکٹ ٹھیک کی "وہ میرا فین ہے۔۔ جمال احمد تیمور آفندی کی بات نہیں ٹالتا"

رابیل ہنس دی "ایسا کیوں؟"

تیمور نے سانس خارج کی "کیونکہ وہ میرے جیسا ہے"

فرحت کچن سے اس کے لیے کھانا لائی تھیں، اس نے تو ابھی منہ ہاتھ بھی نہیں دھوئے تھے، اب وہ پڑے گی

"تمھیں بھی لادوں؟" فرحت نے تیمور سے پوچھا تھا۔

وہ کھڑا ہوا اور سر نفی میں ہلایا "نہیں خالہ۔۔ میں اتنی جلدی ڈنر نہیں کرتا" پھر مسکرا دیا "کل ملیں گے۔۔۔ خدا حافظ!"

وہ بھی مسکرادیں اور کچن میں واپس چلی گئیں

"بائے داوے۔۔چڑیا کا ایڈمیشن فارم جمع کروا آیا ہوں،ایک ہفتے تک میرٹ لسٹ لگے گی"

رابیل گردن اٹھائے اس کی بات سن رہی تھی۔

"کس میں؟"

"آئی ٹی میں"

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں،پھر مسکرائی"یہ تو اچھا ہو گیا"

وہ فقط مسکرایا اور سر ہلا کر چل دیا۔رابیل کو بھوک اتنی لگی تھی کہ منہ ہاتھ دھونا بھی گوارہ نہیں کیا اور کھانے بیٹھ گئی۔۔دماغ کا رستہ بھی پیٹ سے جاتا ہے کیا؟

مینا گہری سانسیں لیتی سو رہی تھی جبکہ رابیل کو نیند نہیں آرہی تھی۔بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھی رابیل کی گود میں فون تھا،زیرو کا زرد بلب جل رہا تھا۔اس کے ذہن میں سوچوں کا آنا جانا لگا ہوا تھا۔اس کے لمبے بال کھلے تھے اور اس نے سر گھٹنوں پر رکھ لیا،گردن موڑی اور دایاں گال گھٹنوں سے جا لگا۔وہ سوئی ہوئی مینا کو دیکھ رہی تھی

"تو اس کا نام جمال احمد ہے"اس کے ذہن میں ایک مرد کا چہرہ ابھرا تھا جس کی شخصیت بیک وقت پر کشش اور سلجھی ہوئی تھی۔اس نے پہلی بار اسے چند مہینے پہلے دیکھا تھا جب وہ لاہور میں ایک ریسٹورنٹ میں چائے پینے بیٹھی تھی اور اس کے بیگ میں کسی نے ڈر گزر رکھ دیے،وہ جس گاڑی کی

ڈگی میں چھپی تھی وہ گاڑی جمال احمد کی تھی۔اس رات وہ جس شخص سے ملی تھی، جس نے اسے بتایا تھا کہ لاہور بھیڑیوں اور گیدڑوں کی آماج گاہ ہے، وہ شخص جمال احمد تھا۔۔

دوسری بار وہ اس سے تب ملی تھی جب پنجاب یونیورسٹی اپنے ڈاکومنٹس دینے گئی تھی، سفید لینڈ کروزر اس کے سامنے سے گزری تھی اور اس نے جمال احمد کو مسکراتے دیکھا تھا۔گاڑی آگے بڑھ گئی تھی مگر وہ وہیں کھڑی رہی۔تیسری بار وہ جاب انٹرویو دینے گئی تھی اور وہاں کسی شخص کے انتظار میں انھیں بٹھایا گیا تھا، وہ شخص جمال احمد تھا!

چوتھی بار اس نے جمال احمد کو چند روز پہلے دیکھا تھا، اس کے ہاتھ میں اس کا بے جان شیفر تھا اور وہ آگے بڑھ رہی تھی۔گاڑی کی ہیڈ لائٹس آن تھیں اور وہ گاڑی سے باہر نکل کر اسے دیکھ رہا تھا، وہ کتنی بار اس سے ملا تھا مگر رابیل اس کا نام نہیں جانتی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس کے اس طرح کام آئے گا۔۔اب اس کا دماغ یہیں اٹکا تھا کہ اسے کیا کہے اور کیسے کہے؟ رات کے دس بجے کا وقت تھا کیا وہ اسے کال کرے؟ نہیں، دماغ نے نفی کی تھی۔اس نے واٹس ایپ آن کیا اور اس کا نمبر نکالا، اس نے ابھی تک اس کا نمبر سیو نہیں کیا تھا۔وہ اس نمبر کو گھور رہی تھی، وہ کون تھا؟ کوئی سیاست دان، کوئی بزنس ٹائیکون یا باہر سے آیا کوئی مافیہ؟ اگرچہ اس کے پاس ہونے سے رابیل کو ایک رعب سا محسوس ہوتا تھا مگر جمال احمد نے کبھی اسے نقصان نہیں پہنچایا تھا۔رابیل کو کبھی اس سے منفی وائب نہیں آئی ہاں مگر مثبت بھی نہیں آئی۔۔

اس نے تھوک نگلا اور اسے میسج کیا، سلام کے بعد اس نے اپنا نام لکھا اور محتاط طریقے سے اسے بات بتادی۔۔ بات اس طرح تھی کہ نہ وہ مشورہ لے رہی ہے نہ وہ نصیحت چاہ رہی ہے۔۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ اس سے ڈسکس کر رہی ہے مگر وہ اس سے ڈسکس کیوں کر رہی ہے؟ شاید اس لیے کہ وہ کافی سمجھدار لگتا تھا، شاید اس لیے کہ وہ اس کی زندگی میں آنے والا پہلا شخص تھا جس نے اس کے کام الجھانے کی بجائے سلجھائے تھے۔۔ اس نے میسج کر کے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور کمبل میں کھسک گئی۔۔ کروٹ لی مگر وائبریشن کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔ اس نے اپنا چہرہ سائیڈ ٹیبل کی طرف کر لیا اور پھر اٹھ بیٹھی، سکرین آن کی، اس کا جواب موصول ہوا تھا۔۔ اس نے نظروں سے سارا میسج پڑھا۔۔ اس نے بات مختصر کی تھی، سلام کا جواب اور کل شام چار بجے کا وقت۔۔ آفس کا ایڈریس اور ساتھ میٹنگ کا پیغام۔۔ وہ کل پانچ بجے نیویارک کے لیے نکل رہا تھا اور رابیل کو چار بجے اس سے ملنے جانا تھا۔۔ وہ کیا بات کرے گی اور وہ کیا بات کرے گا؟ کیا اسے ملنے جانا چاہیئے؟ کیا اسے امتیاز صاحب کو ساتھ لے جانا چاہیئے؟ اس نے رابیل کو تب نقصان نہیں پہنچایا تھا جب وہ اسے جانتا تک نہیں تھا مگر اب تو وہ جانتا ہے۔۔ اتنا بڑا رسک لیا ہے تو اب جا کر دیکھنا بھی ہو گا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے، رابیل نے سانس خارج کی۔۔ ان دنوں میں سب سے اچھی صرف ایک بات ہوئی تھی اور وہ یہ تھی کہ رابیل اب اوور تھنکنگ نہیں کرتی تھی، اس کے پاس وقت ہی نہیں تھا۔۔ وہ فضول سوچیں نہیں سوچتی تھی کیونکہ اس کے پاس وقت ہی نہیں تھا، اب وہ خود کو خود اذیت نہیں دیتی تھی کیونکہ

اس کے پاس وقت ہی نہیں تھا۔۔عارفین صحیح کہتی تھی کہ جتنی اداسی ہو اتنا کام بڑھا دو،اس نے ڈپریشن کو کام کے ساتھ ری پلیس کیا تھا اور بعض اوقات چیزوں کو ری پلیس کر دینا چھوڑ دینے سے زیادہ اچھا ہوتا ہے۔چیزوں کی ری پلیس منٹ ہو جائے تو چیزیں خود ہی دور ہو جاتی ہیں،خود ہی چھوٹ جاتی ہیں۔

یہاں سے دور روشنیوں کے شہر "لندن" میں صبح دوپہر میں بدل رہی تھی۔گھنگریالے بالوں والا گھر کی طرف بڑھ رہا تھا،اس کے ہاتھ میں بہت سے فروٹس تھے اور وہ گردن جھکائے خاموش سا تھا۔گھر کا دروازہ کھولا اور اوپر کی طرف بڑھا۔نیچے والا پورشن ڈاکٹر صاحب کا تھا اور وہ اوپر رینٹ پر رہتا تھا۔ڈاکٹر صاحب کی دو بیٹیاں تھیں جن کی شادی ہو گئی اور اب وہ اکیلے ہی رہتے تھے،اوپر والا پورشن ہمایوں کو کرائے پر دے رکھا تھا مگر یہ الگ بات تھی کہ کرایہ برائے نام تھا،اصل بات تو ہمایوں کی کمپنی تھی۔وہ اس کی کمپنی انجوائے کرتے تھے،وہ انھیں صرف اپنا دکھ درد سنانے نہیں آتا تھا اور بھی بہت کچھ تھا،ہمایوں صرف ہمایوں نہیں تھا۔خیر وہ اپنے پورشن میں داخل ہوا اور لاؤنج کا دروازہ کھولا۔سامنے سفینہ چھوٹے صوفے پر بیٹھی تھی۔اسے آتا دیکھا اور پھر سکرین پر جھک گئی۔وہ ڈرائی فروٹ کھا رہی تھی اور ریلز دیکھتی مسکرا رہی تھی۔وہ چپ چاپ اوپن کچن کی طرف بڑھا، فروٹس دھوئے اور انھیں ٹوکری میں رکھ دیا۔پھر سفینہ کی طرف بڑھا اور چھوٹی میز پر اس کی دوائیاں رکھیں

"سفینہ۔۔یہ میں میڈیسنز لے آیا ہوں" پھر اس کے سامنے بیٹھ گیا "اپنی ڈائٹ اور میڈیسنز کا خیال رکھا کرو"

اس نے فون کی سکرین نیچے کی اور اسے دیکھا، پھر منہ میں بادام رکھا اور اسے چبایا

"تم نے ایم بی بی ایس کیوں نہیں کیا ہمایوں؟ تم ایک اچھے ڈاکٹر بنتے"

سامنے بیٹھے ہمایوں کے چہرے پر سایہ سا لہرایا، وہ اس کی جتنی بھی پرواہ کر لے جتنا بھی خیال رکھ لے وہ اسے یونہی کوستی اور طنز کرتی تھی۔

"پیچھے ہی پڑ گئے ہو" پھر سر جھٹکا۔وہ کچھ بولنے لگا تھا مگر اس نے سکرین آن کر کے اسے دکھائی، وہاں ایک لڑکی کی تصویر تھی جو کسی ریسٹورنٹ کے باہر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی

"یہ دیکھو۔۔یہ میرے ساتھ یونیورسٹی پڑھتی تھی۔۔اس کا شوہر تمھاری طرح تھا، رو رو کر گزارا ہوتا تھا۔۔مہنگے کھانے اور اچھی زندگی خواب تھا اس کا۔۔اب دیکھو کیسے خوش ہے، چار مہینے ہوئے ہیں اس کی طلاق کو اور دیکھو کیسا گلو ہے سکن پر، یہ ہوتی ہے آزادی۔۔تم جیسے مرد ہوتے ہیں جو عورت کی زندگی قید بنا دیتے ہیں" اور سر جھٹکا

وہ بس سانس خارج کر کے رہ گیا، ایک سکرین کس طرح اس کی بیوی کا دماغ خراب کر رہی تھی، وہ دنیا کو سکرین کی نظر سے دیکھتی تھی۔۔وہ اٹھا اور جانے لگا تھا کہ پیچھے سے اس کی آواز آئی

"سنو۔۔"

وہ مڑا، سفینہ نے کا جو منہ میں رکھا اور چبایا

"مجھے پیسے چاہیئے" فون اب اس کی گود میں تھا

اس کی بھنویں بھینچ گئیں "ابھی ایک ہفتہ پہلے تو میں نے تمھارے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروائے تھے"

اس نے سانس خارج کی اور آنکھیں گھما کر اسے دیکھا، پھر شانے اچکائے "وہ تو ختم ہو گئے"

اس کے سر پر دھماکہ ہوا تھا، وہ پیسے اس کی تنخواہ کا اسی پرسنٹ تھے۔ وہ مڑا اور تھوک نگلا "تم تو شاپنگ پر بھی نہیں گئی"

وہ ہنس دی "آن لائن شاپنگ کا نام سنا ہے" پھر سنجیدگی سے اسے دیکھا

"تھوڑا انتظار کر لو۔۔ایک ہفتے تک دیتا ہوں" اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا

وہ بھی مسکرائی اور بڑے پیار سے بولی "مجھے ابھی زیادہ وقت نہیں ہوا۔۔مجھے ابھی بھی یہ بچہ نہیں چاہیئے"

وہ منہ سے لفظ نہیں خنجر نکالتی تھی، اس کے کانوں میں ہوا سائیں سائیں کر رہی تھی، دل گھبرانے لگا تھا اور اس کی آنکھیں گلابی پڑیں، اس کی اولاد کا نصیب کہ اسے کیسی ماں ملنے والی ہے۔۔اس نے سر جھکایا اور پھر ہلکا سا سر ہلایا

"شام تک بھیج دوں گا"

"گڈ!" وہ دوبارہ سکرین کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔اس نے گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر واپس چل دیا۔۔اس کے گھر کی عورت نے اس کا گھر قید خانہ بنا دیا تھا، وہ قید جسے وہ جتنا سجاتا تھا اتنی تنگ ہو جاتی تھی۔۔

شام کے چار بجے کا وقت تھا۔۔یہ ایک خوبصورت سا کھلا آفس تھا۔اندر داخل ہوتے ہی درمیان میں ایک بڑی سی میز اور میز کے پار ایک بڑی سی کرسی جس پر کوئی بیٹھا تھا، بیٹھنے والے کا رخ پیچھے دیوار گیر کھڑکی کی طرف تھا۔۔کمرے کی بتیاں بجھی تھیں مگر کھڑکی سے اندر آتی روشنی کمرے کے اندھیرے کو مات دینے کے لیے کافی تھی۔اندر سگریٹ کی خوشبو پھیلی تھی، کرسی پر بیٹھا شخص شاید سگریٹ پی رہا تھا۔بائیں جانب ایک کونے میں گلدان تھا اور ایک صوفہ سیٹ۔کمرے کا فرش لکڑی کا لگتا تھا، دیواریں ہلکی بھوری تھیں اور چھت گہری بھوری لکڑی کی مگر وہ جانتی تھی یہاں کچھ بھی لکڑی کا نہیں ہے۔۔اس نے دھڑکتے دل سے قدم اندر بڑھائے، کرسی پر براجمان شخص نے رخ موڑنے کی زحمت نہیں کی۔۔کرسی ذرا سی دائیں بائیں جھول رہی تھی، وہ میز کی جانب بڑھی اور گلا کھنکھارا۔وہ شخص مڑا نہیں "بیٹھ جائیں، رابیل جی!" اس کی بھاری مردانہ آواز، کمرے میں ایک رعب سا تھا۔

وہ بیٹھ گئی تو اس نے کرسی کا رخ اس کی جانب موڑا، ذرا سی کرسی شیشے کی میز کی جانب موڑی اور انگلیوں میں لیا سگار ہونٹوں سے لگایا، پھر اسے الگ کیا تو بہت سا دھواں ہونٹوں کے بیچ سے آزاد ہوا۔

وہ رابیل کو دیکھ کر مسکرایا،اس نے کریم کلر کی کلف لگی شلوار قمیض پہن رکھی تھی،اوپر سرمئی ریت کے رنگ کا کوٹ تھا،آنکھیں سیاہ اور بال سلیقے سے سمیٹے ہوئے۔۔اس نے جلتا سگار ایش ٹرے پر مس کیا تو وہ بجھ گیا،سگار ایش ٹرے میں پھینکتے وہ رابیل سے مخاطب ہوا

"پہچان تو لیا ہو گا ہمیں۔۔ہم کوئی نئے تھوڑی ہیں" وہ میز پر ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے آگے کو ہوئے اس سے مخاطب تھا۔اس کی قیمتی گھڑی، نفیس بارعب شخصیت، گولڈن سٹڈ،وہ شخص واقعی اثر رکھتا تھا

رابیل دھیما سا مسکرائی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی

"یہ پہلی planned ملاقات آخری بھی ہو سکتی ہے،جمال صاحب"

وہ جھٹ سے بولا "جمال احمد" اور پیچھے کو ٹیک لگائے بیٹھ گیا

"واٹ ایور!" اس نے شانے اچکائے

وہ دائیں بائیں ہوتا، کہنی کرسی کے ہتھ پر ٹکائے،انگوٹھا انگشت شہادت کی پور سے مسلتے اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا "مجھے وہ حسینائیں زہر لگتی ہیں، جنھیں میرا نام پورا نہیں لینا آتا"

"اور مجھے وہ مرد زہر لگتے ہیں جو نشے کے عادی ہوتے ہیں" اس نے ایش ٹرے میں پڑے سگار کی طرف آنکھوں سے اشارہ کیا

وہ ہنس دیا "اکثر حسینائیں بے وقوف ہوتی ہیں مگر آپ ان اکثر کی فہرست میں نہیں آتیں"

"اگر آپ یوں ہی میری شان میں دیوان پڑھتے رہے تو آپ کا اور میرا قیمتی وقت ضائع ہو جائے گا"

وہ مسکرائی تھی

"ویل" وہ آگے کو ہوا، سانس خارج کی "کیا لیں گی آپ۔۔چائے یا کڑک چائے؟"

"آپ کا ذرا سا وقت" جواب صاف تھا

وہ پھر سے مسکرایا تھا۔وہ محظوظ ہو رہا تھا

"جیسا کہ میں کہتا ہوں اور بالکل ٹھیک کہتا ہوں، پیسہ پھینک تماشا دیکھ" ایک لمحے کا توقف "لیکن آپ یہ تماشا افورڈ نہیں کر سکتیں، کیونکہ آپ کے پاس پھینکنے کو پیسہ نہیں ہے" پھر ٹانگ پر ٹانگ جمائی

اس نے ایک سانس خارج کی، کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی "آپ کی فلائٹ نکل جائے گی"

اس نے اثبات میں سر ہلایا "آپ کو پھینکنے کو پیسہ اور بہت سا پیسہ میں دوں گا"

"اور آپ یہ پیسہ، بہت سا پیسہ مجھے کیوں دیں گے؟" اس نے دائیں ابرو اٹھائی

وہ پھر سے ہنسا تھا "کیونکہ میں ہر طرح کا تماشا افورڈ کرتا ہوں"

"جمال صاحب۔۔"

اس نے بات کاٹ دی "جمال احمد۔۔" پھر سنجیدہ ہوا

رابیل مسکرائی تھی "جمال احمد۔۔آپ کیا ڈیل کرنا چاہ رہے ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ مجھے اپنی انڈسٹری کا ففٹی پرسنٹ دیں گی۔۔ڈیٹس اٹ"

وہ شاکی نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی، تیمور ٹھیک کہتا تھا کہ وہ نفع لیے بغیر کام نہیں کرتا"اور رابیل اورنگزیب آپ کو وہ کیوں دے گی؟"

"کیونکہ میں"وہ آگے کو ہوا"آپ کو لاہور میں بوتیک بنا کر دوں گا۔۔مجھے آپ کے بوتیک سے کوئی لینا دینا نہیں ہے"شانے اچکائے"لیکن انڈسٹری سے ہے۔۔دو سال کا کانٹریکٹ کرتے ہیں، مجھے مزہ آیا تو دو سو سال نہ آیا دو منٹ میں کانٹریکٹ ختم"وہ بے پرواہ تھا

"اوہ۔۔آپ مجھے اپنے ساتھ باندھ کر رکھ رہے ہیں"

وہ ہنس دیا"سوچ لیں۔۔جمال احمد کا نام ہی کافی ہے"

"میں یہ قید کیوں قبول کروں گی؟"وہ اب حد سے زیادہ سنجیدگی سے بولی تھی

"کیونکہ مجھے پیسہ پھینکنا ہے اور آپ کو تماشا دیکھنا ہے"وہ اسی طرح دائیں بائیں ہوتا اسے دیکھ رہا تھا

"I'll think about it"

"اوکے۔۔مرضی ہے آپ کی۔۔میری فلائٹ کا وقت ہوا چاہتا ہے، پھر ملیں گے"اس نے میز پر پڑا اپنا موبائل دیکھا

"شیور"اور وہ اس سے پہلے اٹھی تھی، اپنا پرس پکڑا اور وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔گلاس ڈور کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر کرسی پر براجمان شخص کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی

"Will you marry me"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، پھر ایک سانس خارج کی "میں یہ تماشا بھی افورڈ نہیں کر سکتی، شب بخیر!"

اور وہ وہاں سے چلی گئی، کرسی پر براجمان شخص کی آنکھوں میں چمک تھی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔۔اس کا پی اے اس کے آفس میں آیا تھا، پھر مؤدب سا سامنے کھڑا ہو گیا

"انھوں نے مجھ سے اپائنٹمنٹ نہیں لی تھی، آپ نے خود ان سے بات کی تھی؟"

جمال احمد نے برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا

"تم میرے اسسٹنٹ ہو باپ نہیں" پھر کھڑا ہوا اور قمیض ٹھیک کی، سامنے پڑا فون پکڑا۔۔وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔۔وہ پاس سے گزرا تو پی اے اس کے پیچھے چل پڑا۔۔اسے اور بھی بہت سے کام تھے

ایک دن بعد:

رات نے ہر سو پر پھیلائے اور سفید سرمئی بنگلہ روشن ہو گیا۔لاؤنج میں صوفے پر مامون بیٹھا تھا اس کے ساتھ آرا بیٹھی تھی جو اسے کچھ بتا رہی تھی۔وہ مسکراتے ہوئے خاموشی سے سن رہا تھا۔پچھلے کئی دن سے خاموش رہنے کے بعد وہ مامون کو لائلہ کی شکایت لگا رہی تھی۔۔مامون نے لائلہ کو بلایا اور وہ کچن سے باہر آ کر ہاتھ سامنے باندھے مؤدب سی کھڑی تھی

مامون نے گردن موڑ کر اپنی بائیں جانب کھڑی ملازمہ کو دیکھا "آپ نے آرا کو چاکلیٹ نہیں دی؟"

آرا اسے دیکھ رہی تھی۔

"سر۔۔" وہ مسکرائی اور آرا کو دیکھا جو اس سے خفا تھی "عارفین میم نے منع کیا ہے۔۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ یہ چاکلیٹ کھانا شروع کریں تو پھر اور مانگتی ہیں۔ ان کے دانت خراب ہو جائیں گے، اس لیے صرف سنڈے کو چاکلیٹ ملے گی۔۔ باقی دن یہ نہیں کھائیں گی" اس نے اپنی بات مکمل کی

مامون نے اسے دیکھا جو معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر بولی "لیکن مجھے چاکلیٹ اچھی لگتی ہے" وہ ہنس دیا اور اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا

"لائلہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔ آپ کے دانت خراب ہو جائیں گے"

اس نے پھر سے منہ لیا۔ مامون نے اسے دیکھتے سانس خارج کی۔ وہ عارفین جیسی تھی مگر دماغ تیمور کا لائی تھی۔

"ہم ایسا کریں گے کہ نئی چیزیں ٹرائی کریں گے۔۔ پھر دیکھیں گے کہ آرا کو کیا اچھا لگتا ہے"

اس نے اپنا ہاتھ مامون کے ہاتھ سے چھڑایا اور دونوں بازو سینے پر باندھ کر دوسری طرف منہ کر کے خفا سی بیٹھ گئی۔ وہ مسکرایا

"لائلہ۔۔ آپ ایسا کریں آرا کے لیے اچھا سا ڈنر لے کر آئیں۔۔ ہم اکٹھے کھانا کھائیں گے"

وہ سر ہلا کر چلی گئی۔مامون آگے ہوااور تھوڑی اس کے کندھے پر رکھی "ایک تو خفا بڑا ہوتی ہو، نخرے بڑے دکھاتی ہو "اس نے اپنا کندھا جھٹکا مگر مامون اس سے مضبوط تھا۔اس نے اپنا چہرہ پیچھے کیااور اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنی گود میں بٹھایا۔پھر اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالااور کچھ نکال کر بند مٹھی اس کے سامنے کی

"دیکھو میں آرا کے لیے کیا لایا ہوں "اس نے مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھائےاور اپنے چھوٹے ہاتھوں سے اس کی مٹھی کھولی۔اندر ایک سادہ مگر خوبصورت پینڈنٹ تھا۔اس نے مامون کی ہتھیلی سے وہ پینڈنٹ لیااور اپنی آنکھوں کے سامنے کیا۔لوہے کی پتلی سے زنجیر کے ساتھ بندھا آدھا دل تھا۔ محبت والا دل مگر آدھا،اس میں رنگ انسانی دل والے تھے یعنی سرخ اور نیلا۔۔اس میں خاص بات یہ تھی کہ وہ شیشے کا لگتا تھا مگر وہ تھا نہیں۔۔اس نے مسکرا کر مامون کو دیکھا

"یہ میرے لیے ہے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔اور پینڈنٹ ہاتھ میں لیا۔

"اس کا آدھا حصہ آرا کے پاس ہے اور آدھا میرے پاس "مامون نے جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالااور دوسرا حصہ باہر نکالا۔

"یہ ایک حصہ آرا کا اور ایک میرا۔۔جب کبھی آرا مجھ سے دور ہو گی یہ مجھے بتا دے گا" اس نے دونوں حصوں کو آپس میں جوڑا اور اس کی گھڑی میں سرخ بتی جلی، ایک باریک سی بپ بجنے لگی۔آرا نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے جیسے وہ بہت حیران ہوئی ہو

وہ ہنس دیا اور پینڈنٹ اس کے گلے میں پہنایا۔وہ تھوڑی سینے سے لگائے اسے دیکھ رہی تھی، پھر مسکرا دی

"تھینک یو۔۔"

وہ مسکرایا اور اپنا پینڈنٹ جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔پھر آرا سے مخاطب ہوا

"اب ہم پتہ ہے کیا کریں گے؟" اس نے اپنا بازو آرا کے کندھے کے گرد حمائل کیا

"ہم ہر روز ایک نئی ڈش ٹرائی کریں گے۔۔بلکہ آرا ٹرائی کرے گی" وہ دلچسپی سے سن رہی تھی

"لائلہ آرا کے لیے ایک نئی ڈش بنائے گی، آپ دوپہر میں وہ نئی ڈش ٹرائی کریں گی اور جب میں رات کو آؤں گا آرا مجھے بتائے گی کہ لائلہ اچھی کک ہے یا نہیں" اس نے اپنی بات مکمل کی۔

آرا نے سر اثبات میں ہلایا "اوکے" پھر سانس خارج کی "چاکلیٹ؟"

وہ ہنس دیا۔مطلب سوئی ابھی بھی وہیں تھی

"سنڈے والے دن پھر ہم کوئی ایسی ڈش ٹرائی کریں گے جس میں چاکلیٹ ہو۔۔ڈھیر ساری چاکلیٹ جیسے کہ چاکلیٹ کیک یا مفنز"

وہ کچھ سوچ رہی تھی۔پھر بولی"بس سنڈے کو؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا"باقی سارا ویک تو آرا دوسری ڈشز ٹرائی کرنے میں بزی ہو گی نا۔۔یہ تو لائلہ کا ٹیسٹ ہے نا کہ وہ کیسی ڈش بناتی ہے۔۔چاکلیٹ ڈش تو آسان ہوتی ہے"اس نے برا سا منہ بنایا"وہ ہم سنڈے کو بنائیں گے، باقی سارا ویک آپ باقی سب ٹرائی کریں گی"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔اس کے چھوٹے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر مہندی سے پھول بنے تھے۔اس نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے سامنے کیے اور اس کی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگا

"یہ کس نے مہندی لگائی ہے؟"

وہ ہنس دی"یہ مہندی نہیں ہے"اس نے اپنے ماتھے پر ہلکا سا ہاتھ مارا جیسے کہہ رہی ہو کہ وہ اتنا بڑا ہو گیا اور اسے نہیں پتہ

"پھر کیا ہے؟"اسے تجسس محسوس ہوا

"یہ صرف سٹیمپ ہے"اپنی ہتھیلیوں کو گھورتی آرا مسکراتے ہوئے مامون کو بتا رہی تھی۔

وہ مسکرا دیا"ارے ہاں۔۔یہ تو سٹیمپ ہے"پھر ابرو اٹھائی"یہ کہاں سے لگوایا ہے؟"

اس نے اپنے گال پر آتے بالوں کو پیچھے کیا

"یہ ہم لاہور گئے تھے نا،ایک دن پہلے۔۔بیٹ مین نے لگوا کر دی تھی"

Clubb of Quality Content

وہ شروع سے تیمور کو بیٹ مین ہی کہتی تھی۔مامون نے سمجھ کر سر ہلایا۔اس نے خود ہی تیمور سے کہا تھا کہ اسے اپنے ساتھ کہیں گھمانے لے جائے۔۔اسے عافی کو رشیعہ چیک اپ کے لیے لے جانا تھا اور اگر وہ عارفین کو گھر پر نہ دیکھتی تو سو سوال کرنے تھے۔۔سو وہ اسے اپنے اور مینا کے ساتھ لاہور لے گیا تھا

"یہ تو بہت پیاری ہے" پھر مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا" یہ ویسے ہی پیاری ہے یا صرف آرا کے ہاتھوں میں پیاری لگ رہی ہے؟" وہ کچھ سوچتے بولا

وہ ہنس دی اور شانے اچکائے" پتہ نہیں"

وہ بھی مسکرایا تھا۔اس کے ساتھ پڑا فون بجا تھا۔۔اس نے سکرین پر نام دیکھا اور سکرین سوائپ کی، فون کان سے لگایا

"بولو۔۔" وہ سنجیدہ سا تھا۔بچی اس کی گود سے اتری اور اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھی تھی

"سر۔۔زیان مصطفیٰ بہت شور مچا رہا ہے" دوسری طرف سے آواز ابھر رہی تھی

"تو؟" سپاٹ لہجہ سیدھا جواب

"سر ہم نے آپ کے کہنے پر اسے فائر کر دیا ہے مگر وہ پولیس کی دھمکیاں دے رہا ہے"

Clubb of Quality Content

مامون نے سانس خارج کی "تمھیں باس کس نے بنایا ہے؟ وہ دودھ کا دھلا ہے یا وہ غلطیاں نہیں کرتا۔۔ کسی بھی غلطی کو وجہ بناؤ اور دفعان کرو اسے۔۔ زیادہ دماغ خراب کرتا ہے تو پولیس کو کال کر کے اندر کرواؤ اسے" اس نے درشتی سے بات مکمل کی تھی

"اب ان فضول باتوں کے لیے مجھے کال مت کرنا" اور اس نے فون کان سے الگ کر کے کال کاٹ دی۔ سر جھٹکا اور پیچھے کمرے کو دیکھا جس کا دروازہ ذرا سا کھلا تھا، اندر روشنی جل رہی تھی

"سر۔۔ ڈنر از ریڈی"

لائلہ اس کے پاس مؤدب سی کھڑی تھی۔ وہ سر ہلا کر کھڑا ہوا۔۔

یہاں سے دور روشنیوں کے شہر میں شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔ آفس سے واپسی پر ہمایوں ایک مال چلا گیا اور اب وہ بچوں کی چیزیں دیکھ رہا تھا۔ کپڑوں کی ریل پر لٹکے رنگ برنگے چھوٹے کپڑے، اس کی ہتھیلی جتنے جوتے، بے بی کارٹ، ان کے کھلونے۔ وہ ایک ایک چیز کو پکڑ کر دیکھتا اور مسکراتا۔ کچھ مہینے بعد کا سوچ کر اسے خوشی تھی، یہ خوشی اس کی دن بھر کی تھکاوٹ ختم کر دیتی تھی۔ اس نے گلابی رنگ کی چھوٹی سی شرٹ پکڑی اور اسے مسکرا کر دیکھنے لگا۔ پھر اپنی بیٹی کے لیے کھلونے اور جوتے لینے لگا۔ اس کی ماں نے اس کے آنے کے لیے کوئی تیاری نہیں کی تھی مگر اس کا باپ تو تھا نا، اس نے ایک چھوٹی سی گڑیا پکڑی پھر اس کے لیے چھوٹی چھوٹی پونیاں لیں۔۔ وہ بھول گیا تھا کہ زندگی نے اسے کتنا اور کب کب محروم رکھا تھا۔۔ ایک نعمت اس کی ساری محرومیوں پر

بھاری تھی۔کتنا ناشکرا ہے انسان کہ بڑی بڑی نعمتوں کو ٹھکرا دیتا ہے اور کتنا معصوم ہے انسان ایک نعمت کے ملنے پر سارے غم بھول جاتا ہے۔کاؤنٹر پر کھڑے ہو کر اس نے بل ادا کیا اور چیزیں لیے شاپ سے باہر نکلا۔مال میں بہت رش تھا،اسے اب جلدی سے گھر پہنچنا تھا۔۔گھر جا کر اپنا اور ڈاکٹر صاحب کا کھانا بنانا تھا۔گھر جا کر اسے پہلے لعنت ملامت ملنی تھی کیونکہ اس نے شام میں بھی اپنی بیوی کو پیسے نہیں بھیجے تھا اور اوپر سے وہ شاپنگ سے واپس آ رہا تھا۔۔دل پھر سے اداس ہونے لگا،مال سے باہر نکلنے کے بعد اس کے قدم سست پڑ گئے،وہ گھر نہیں جانا چاہتا تھا،دل کے معاملے بڑی عجیب ہوتے ہیں۔ابھی وہ خوش تھا اور ابھی اداس،آگے بڑھتے وہ باغ کے باہر بنچ پر بیٹھ گیا۔چیزیں نیچے گھاس پر پڑی تھیں۔وہ اپنے گھر کی عورت کو خوش نہیں کر سکا تھا،وہ اسے خوشیاں نہیں دے سکا تھا۔کیا وہ اپنی بیٹی کے لیے اچھا باپ بن سکے گا؟کیا وہ اپنی بیٹی کو خوش رکھ سکے گا؟یہ وہ سوچیں تھیں جو اس پر ہر رات حملہ آور ہوتی تھیں،اس کے پاس ان کا جواب نہیں تھا۔۔آنے والے وقت کا جواب کسی کے پاس نہیں ہوتا۔۔

صبح کے گیارہ بجنے کو تھے۔امتیاز صاحب رابیل کے سامنے بیٹھے تھے،آئمہ اس کی کافی رکھ کر چلی گئی تھی۔امتیاز احمد اور رابیل کے درمیان ایک فائل تھی اور وہ کھول کر اسے کچھ سمجھا رہے تھے،وہ سمجھ کر سر ہلا رہی تھی۔پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔۔کافی کا گھونٹ بھرا اور کچھ سوچتے ہوئے بولی

"ٹھیک ہے۔۔آپ ورکرز لگوائیں، کام شروع کروائیں۔۔کوالٹی پر کمپرومائز نہیں کرنا" پھر سانس خارج کی "لاہور والی انڈسٹری کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"

امتیاز احمد کی بھنویں بھینچ گئیں "اسے یونہی چھوڑ دیں؟"

نیچے سٹکی نوٹ پر جھکی رابیل نے سر اٹھایا تھا "کل آپ آئے نہیں، لاہور آپ گئے نہیں۔۔آپ کی اطلاع کے لیے میں نے ایک انویسٹر سے میٹنگ کر کے بات فائنل کر لی ہے۔۔چند مہینوں میں بوتیک بن جائے گا" اور وہ دوبارہ نیچے جھک گئی

"کون ہے وہ؟" ان کا سوال اس کی سماعت سے ٹکرایا تھا

"جمال احمد۔۔" وہ قلم رگڑتی تحمل سے نارمل انداز میں بولی تھی۔

ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔پھر انھوں نے گلا کھنکھارا "جمال احمد۔۔" ایک توقف "آپ خود ملی ہیں ان سے؟"

رابیل نے سر اٹھایا اور شانے اچکائے "جی۔۔میری بات ہو گئی ہے ان سے۔۔وہ انویسٹ کریں گے اور ہماری انڈسٹری کا ففٹی پرسنٹ لیں گے" وہ بڑے آرام سے اپنی بات مکمل کر گئی مگر امتیاز صاحب ابھی تک حیرت و شاک سے نہیں نکلے تھے

"وہ مان گئے؟" وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بول رہے تھے

رابیل نے انھیں گھورا جیسے وہ کوئی انہونی بات کر رہی تھی اور امتیاز صاحب کو ہضم ہونے میں وقت لگ رہا تھا

"مان گئے کیا مطلب۔۔ ففٹی پرسنٹ لے رہے ہیں، کیا کم ہے؟"اس نے سر جھٹکا اور کافی کا گھونٹ بھرا

"رابیل۔۔"انھوں نے تھوک نگلا"آپ کو پتہ ہے وہ اتنی جلدی انویسٹ نہیں کرتے اور خاص کر تب جبکہ پورے ملک کو پتہ ہے کہ ہماری انڈسٹری اس وقت لوس میں جا رہی ہے۔۔ وہ ہر کسی سے نہیں ملتے، ان کا پی اے لوگوں کو مہینے مہینے لٹکائے رکھتا ہے اور آپ ایک ہی رات میں بات کر آئی ہیں"

رابیل نے برا سا منہ بنایا۔ پھر پاس پڑی فائل پکڑی اور ان کی طرف بڑھائی

"جمال نامہ ختم کریں اور کام شروع کروائیں۔۔ فیبرک میری پسند کا ہونا چاہیئے، میں خود بھی چکر لگاتی ہوں"رابیل نے انھیں نہیں دیکھا تھا بس فائل بڑھا کر کافی کا گھونٹ بھرا اور دوبارہ نیچے کاغذ پر جھک گئی

وہ کچھ پل بیٹھے، سانس خارج کی اور اٹھ گئے۔۔ وہ باہر چلے گئے تو اس نے سر اٹھایا۔۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی، امتیاز احمد کی باتیں اس کے ذہن میں گھوم رہی تھیں۔ اس کی فیکٹری واقعی برے وقت سے گزر رہی تھی، ہر طرف سے خسارہ تھا مگر پھر بھی اس نے رابیل کے کام کی حامی بھری تھی۔۔ کل

رات بہت سوچ کر اس نے جمال احمد کو جواب دیا تھا، وہ ففٹی پرسنٹ دینے کو تیار تھی اور وہ اس کا بوتیک بنوانے کو تیار تھا۔۔اس نے سر جھٹکا، پتہ نہیں وہ کیا سوچتا ہے۔۔رابیل دوبارہ فائل پر جھک گئی، اس کی زندگی میں جمال احمد سے بڑے مسئلے تھے۔۔

یہاں سے دور سفید سرمئی بنگلے میں آرا باہر باغ میں فٹ بال کے ساتھ کھیل رہی تھی۔اسکے چھوٹے بالوں پر سرخ تتلی والا ہیئر بینڈ تھا۔پاس ہی لائلہ تھی، آج کل وہ لائلہ کی نئی مالکن بنی ہوئی تھی۔اس کو ڈانٹ بھی دیتی تھی اور آڈر بھی دیتی تھی، پھر سارے کام چھوڑ چھاڑ کر اسے مجبوراً ساتھ کھیلاتی تھی۔اس وقت وہ پودوں کو پانی دینے آئی تھی اور آرا اسے اپنے ساتھ فٹ بال کے پیچھے دوڑا رہی تھی۔وہ کوئی کام نہ کرتی یا منع کرتی یا صحیح سے نہ کرتی تو وہ اسے ایک ہی دھمکی دیتی تھی اور وہ دھمکی مامون کی ہوتی تھی۔باہر گیٹ پر کوئی آیا تھا اور گارڈ اسے اندر نہیں آنے دے رہا تھا، اس کی آواز اندر تک آ رہی تھی، آرا نے فٹ بال پھینکا اور بال دور کھڑی سفید گاڑی سے جا لگا۔وہ اس کی طرف بڑھی اور بال پکڑ کر پیچھے مڑی، پیچھے کھڑا مرد گارڈ سے لڑ رہا تھا۔۔وہ اسے اندر جانے سے روک رہا تھا۔چھوٹی آئرہ اسے دیکھ کر ساکت ہوئی تھی، بال اس کے بازوؤں میں سے چھوٹ کر نیچے گرا تھا، اس کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا، آنکھوں میں ایک خوف اور عجیب سی دہشت تھی۔۔وہ جو کوئی بھی تھا آرا کو دیکھ چکا تھا، وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی مگر اس شخص کو دیکھ کر اس کی جان حلق کو آ جاتی تھی، وہ اپنی جگہ پر جامد تھی۔اس نے گارڈ کو ایک طرف دھکا دیا اور جھٹ سے اندر

بڑھا، پھر آرا کا بازو پکڑ لیا۔۔وہ زور زور سے چلا رہی تھی، آنسو آنکھوں سے نکلتے گالوں کو بھگو رہے تھے، وہ اپنی ماں کو بلا رہی تھی، وہ مامون کو پکار رہی تھی۔۔لائلہ نے اسے دیکھا، دونوں ہاتھ منہ پر رکھے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس شخص کو گھورا جو اس بچی کو اپنے ساتھ گھسیٹتا باہر لے جا رہا تھا۔۔ گارڈ نے اس کی طرف بندق تانی تھی۔۔اندر بیٹھی عافی کے کان کھڑے ہوئے تھے، پاس بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کرتا تیمور اٹھا تھا، اس نے لیپ ٹاپ میز پر رکھا اور باہر کو بھاگا تھا۔۔وہ آرا کو لے جا رہا تھا، گارڈ صرف بندوق تانے کھڑا اسے لے جانے سے روک رہا تھا۔۔ تیمور جھٹ سے آگے بڑھا اور زیان کے سامنے جا کھڑا ہوا

"چھوڑو اسے" وہ دانت پیستے غرایا تھا۔آرا ہچکیوں سے رو رہی تھی، اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

"سمجھ نہیں آیا۔۔ چھوڑو اسے" وہ مامون نہیں تھا جو آرا کے سامنے اس کے باپ کو نہ پیٹے، وہ تیمور تھا اور وہ وہی کرتا تھا جو اسے ٹھیک لگتا تھا۔۔اس نے اسے گریبان سے پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا۔۔وہ پیچھے کو ہوا اور گرتے گرتے بچا۔۔آرا کا بازو اس سے چھوٹ گیا۔۔لائلہ آگے بڑھی اور اسے تھام لیا۔۔

تیمور اس کے سامنے کھڑا تھا، اس نے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر رسید کیا، وہ نیچے کو جھکا اور جب اٹھا تو ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا

"تمھاری۔۔"زیان اس پر ہاتھ اٹھانے لگا تھا مگر گارڈ آگے آگیا اور بندوق اس کے ماتھے پر تان دی۔۔اس کا تنفس بڑھا تھا،اس نے گردن موڑ کر اس بچی کو دیکھا جو رو رہی تھی،اس کی رنگت گلابی پڑ چکی تھی

"تم لوگ مجھ سے میری بیٹی نہیں چھین سکتے"وہ چلایا تھا

تیمور آگے بڑھا"پہلے باپ تو بن جا"

وہ پھر سے آگے بڑھا تھا مگر گارڈ آگے کھڑا تھا،وہ تیمور کی طرف نہیں بڑھ پایا تھا۔۔پھر ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنا ہونٹ صاف کیا اور اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی

"میں پھر آؤں گا۔۔میں اپنی بیٹی کو لے کر جاؤں گا"

تیمور نے برا سا منہ بنا کر سر جھٹکا۔زیان لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔۔اس نے ایک نظر گارڈ کو دیکھا"کھانے میں کیا پاپڑ کھاتے ہو؟جان نہیں ہے"اور سر جھٹکا

پھر آگے بڑھا اور آرا کے گال کو چھوا،اس نے گردن اٹھا کر روتے ہوئے اسے دیکھا تھا،پھر اپنا چھوٹا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔۔اسے آرا پر بے پناہ رحم آیا تھا۔۔وہ اس کے ساتھ اندر بڑھ رہی تھی، طوفان کے بعد اب خاموشی تھی

رات نے ہر سو سناٹا طاری کیا ہوا تھا۔ سفید سرمئی محل میں ڈنر کے بعد کی خاموشی تھی۔ مامون اس وقت ملیحہ کے کمرے میں تھا۔ وہ کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا جبکہ عارفین پیچھے بیڈ پر بیٹھی تھی، ساتھ ملیحہ بیٹھی مامون کو سن رہی تھیں۔ وہ سنجیدگی سے عارفین سے کچھ پوچھ رہا تھا

"عافی۔۔ کیا تم اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہو؟" کھڑکی سے باہر گھورتے مامون نے پیچھے بیٹھی عارفین سے سوال کیا تھا

اس نے سانس خارج کی "میں نے اس کے بارے میں بہت سوچا ہے مامون۔۔ وہ شخص میرے ساتھ تب بے وفائی کر رہا تھا جب میری آنکھوں کا نور موجود تھا۔۔ اب تو ہر سو اندھیرا ہے اب تو اسے آزادی ملی ہوئی ہے" پھر خاموش ہوئی "میری بیٹی اسے دیکھتی ہے اور رونے لگ جاتی ہے، وہ کئی کئی دن اچھے سے بول نہیں پاتی، اس کی سانس ساکن اور وجود ساکت ہو جاتا ہے، وہ کیسا باپ ہے کہ اس کی اولاد اس سے دور بھاگتی ہے؟" اس کی آنکھ سے آنسو نکلا اور گال پر بہہ گیا۔

"زیان میری قید ہے، وہ ہوتا ہے تو مجھے کہیں اور نہیں دیکھنے دیتا۔۔ میری آرا نے چھوٹی سی عمر میں اپنے باپ کا سب سے برا روپ دیکھا ہے۔۔ میں اس شخص کے ساتھ ایک منٹ نہیں رہ سکتی، میں اپنی بچی پر اس کا سایہ بھی برداشت نہیں کروں گی۔۔ اسے آگے بڑھنا ہے، بہت کچھ جیتنا ہے، پھر سے مسکرانا ہے مگر اس کا باپ۔۔ وہ قید ہے"

مامون اسے سنتا رہا تھا، پھر پلٹ کر اسے دیکھا۔۔اس کی آنکھوں میں صرف اتنا نور باقی تھا کہ روشنی میں چند رنگ ملے جلے نظر آتے تھے۔۔

"مجھے اس سے خلع چاہیئے"

ملیحہ نے اسے پوری گردن موڑ کر دیکھا تھا۔جیسے وہ عافی کے اس فیصلے پر حیران ہوئی ہوں وہ کچھ بولنے لگی تھیں مگر مامون بول پڑا"اماں وہ ٹھیک کہہ رہی ہے، آپ نے آرا کو نہیں دیکھا جس دن وہ زیان کو دیکھ لے اس دن کے بعد کئی دن تک وہ صحیح سے بول نہیں پاتی، چپ چپ رہتی ہے اور اسے یہی خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ اسے لے نہ جائے۔۔ساڑھے تین سال کی بچی بار بار مجھ سے یہ کہہ رہا ہے کہ کہیں اس کا باپ اسے لے تو نہیں جائے گا؟ کہیں اس کا باپ پھر تو نہیں آئے گا؟ اگر وہ آئے گا تو آپ لوگ اسے بھیج دو گے نا؟ نارمل بچے تو ایسے نہیں کرتے نا۔۔ہم اسے ذہنی مریضہ نہیں بنا سکتے اماں۔۔چھوٹے بچوں کے دماغ بڑے حساس ہوتے ہیں۔۔وہ چیزیں یاد رکھتے ہیں، ارد گرد سے سیکھتے ہیں اور میں ہرگز نہیں چاہوں گا کہ ہماری بچی کے ذہن پر ہر مرد کا عکس زیان مصطفیٰ بنے"پھر خاموش ہوا"اس لیے میں عافی کے ساتھ ہوں"

"یہ فیصلہ بہت بڑا ہے مامون"ملیحہ صرف بولیں تو اتنا ہی۔

"صرف ایک فیصلہ ہی تو ہے"جواب عارفین نے دیا تھا۔

وہ خاموش رہیں۔پھر سر اٹھا کر مامون کو دیکھا،ان کی آنکھیں گلابی تھیں۔کون سی ماں اپنی بیٹی کا گھر ٹوٹنے پر خوش ہو گی؟دفعتاً دروازہ کھلا اور آرا اندر آئی تھی۔مامون نے اسے مسکرا کر دیکھا تھا مگر وہ نہیں مسکرائی۔وہ بیڈ پر چڑھی اور اپنی ماں کی طرف بڑھی۔پھر اس کے ساتھ بیٹھ کر بازو اس کے گرد حمائل کر لیے،پھر آنکھیں بند کر لیں جیسے سو جانا چاہتی ہو۔۔

مامون نے اپنی ماں کو دیکھا تھا پھر دھیمی آواز میں بولا

"اب آپ کو سوچنے میں آسانی ہو گی"اور پھر باہر چلا گیا۔وہ اس چھوٹی لڑکی کو دیکھ رہی تھی جس کی ماں کی آنکھوں کا نور جا رہا تھا مگر پھر بھی وہ پناہ کے لیے اپنی ماں کے پاس آئی تھی۔ماں معذور بھی ہو تو ماں ہی رہتی ہے،اندھی بھی ہو تو ماں ہی رہتی ہے۔۔محفوظ پناہ،ایک گھر اور سکون کی اپنی چھت۔۔ماں ایک مکمل دنیا بن سکتی ہے مگر دنیا کبھی ماں نہیں بن سکتی۔۔باہر رات کے سائے گہرے ہو رہے تھے،جو جنگ کل ملیحہ نے لڑی تھی اب وہ عافی لڑے گی مگر ایک چیز کل بھی تھی اور آج بھی ہے۔۔

مامون آفندی کا ساتھ!

یہ اگلی دوپہر کا منظر تھا۔سفید سرمئی محل کے کچن میں لاؤنج سے زیادہ رونق تھی۔وجہ تھی آرا اور اس کے ساتھ کام کرتا مامون۔۔دونوں نے ایپرن پہن رکھے تھے اور باتیں کرتے کچھ نیا بنا رہے تھے۔آرا کا کام صرف اتنا تھا کہ اس نے مامون کو چیزیں پکڑانی تھیں اور چکھ کر بتانا تھا کہ کیا چیز کیسی

بنی ہے۔آج کچھ نیا بن رہا تھا،ایک طرف سٹرابریز پڑیں تھیں، بڑی سی چوکور شیشے کی ٹرے جس کے کنارے ذرا بڑے تھے،اس نے اس میں بریڈ سجا رکھی تھیں۔

"ہم چاکلیٹ بھی ڈالیں گے؟"آرا نے کمر پر ہاتھ باندھے اس سے پوچھا تھا

"جی۔۔ہم چاکلیٹ بھی ڈالیں گے"پھر خاموش ہوا اور کریم ٹرے میں انڈیل کر اسے اچھے سے پھیلانے لگا"آرا کو زیادہ چاکلیٹ ملے گی کیونکہ اس نے سارا ہفتہ انتظار کیا ہے"

وہ مسکرادی، مسکراہٹ مزید گہری ہوئی"لائلہ اچھا کھانا بناتی ہے"پھر کچھ سوچنے لگی"لیکن جب وہ نگٹس کو ایئر فرائی کرتی ہے تو مجھے مزہ نہیں آتا"اس نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا

"کیوں؟"مامون کی بھنویں بھینچ گئیں

"پتہ نہیں"مامون نے کٹے ہوئے پائن ایپلز کی طرف اشارہ کیا اور اس نے وہ اٹھا کر اس کی طرف بڑھائے۔۔

"مطلب لائلہ اچھی کک نہیں ہے"مامون نے نتیجہ اخذ کیا تھا

"اچھی ہے۔۔اس نے مجھے نافرائز دی تھیں کل،وہ سب سے اچھی تھیں"

مامون مسکرادیا"جب کسی بڑے سے بات کرتے ہیں یا بڑے کی بات کرتے ہیں تو اسے آپ کہتے ہیں۔۔ان کے لیے ریسپیکٹ ایبل ورڈز یوز کرتے ہیں جیسے ہیں،انھیں،انھوں"مامون نے باؤل میں پڑے کول ٹیل سے مربہ نکال کر اس کی طرف بڑھایا،اس نے منہ کھولا اور کھا گئی

"آپ، ہیں، انھیں کہنے سے پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟"

"کیا ہوتا ہے؟" وہ سٹول پر چڑھ کر بیٹھ گئی

"اس سے جو آپ کے آس پاس کے لوگ ہوتے ہیں وہ آپ کو ڈیسنٹ سمجھتے ہیں، وہ آپ کو مینرایبل اور ریسپیکٹ ایبل سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی ماما آپ کے گھر والے سب بہت ایجوکیٹڈ ہوں گے کیونکہ انھوں نے آپ کی تربیت اچھی کی ہے" اس نے سٹرابیری کی ایک لیئر سب سے اوپر لگائی تھی

"آرا چاہتی ہے ناسب آرا سے پیار کریں۔۔ سب آرا کی ریسپیکٹ کریں اور آرا کے سامنے اونچی آواز میں بات نہیں کریں، آرا کو آپ کہہ کر بلائیں"

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"تو پھر آج سے پریکٹس شروع کرتے ہیں۔۔ آج سے آپ جس بھی بڑے سے ملیں گی اسے آپ کہیں گی، اسے ریسپیکٹ دیں گی کیونکہ آرا خود بھی تو ریسپیکٹ ڈیزرو کرتی ہے نا" وہ مسکرا دیا۔۔ پھر چاکلیٹ کی پتلی پتلی دھاریاں پڈنگ پر لگانے لگا

"تیمور کو بھی؟" اس نے سوال کیا تھا

وہ مسکرا دیا "وہ آپ سے بڑے ہیں نا، ان کو بھی آپ ہی کہنا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔مامون نے اپنی ٹرے پکڑی اور اسے فریزر میں رکھا، پھر ایپرن اتار کر باہر کی طرف بڑھا۔۔لڑکی اس کے پیچھے ہی تھی۔

باہر صوفے پر ملیحہ بیٹھیں کتاب پڑھ رہی تھیں،اسے آتا دیکھ کر مسکرا دیں،وہ ساتھ بیٹھی تھی

"کیا بنا کر آئی ہو؟"انھوں نے کتاب ساتھ الٹی کر کے رکھی اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"سٹابری اینڈ چاکلیٹ پڈنگ "اس نے مسکرا کر ڈش کا نام لیا

"اچھا۔۔چاکلیٹ بھی؟"پھر بھنویں بھینچ گئیں "مما نے تو منع کیا تھا چاکلیٹ سے"

وہ مسکرائی "سنڈے چاکلیٹ ڈے ہوتا ہے نانو"اس نے مامون کا فلسفہ بتا دیا

وہ ہنس دیں، پھر مامون کو دیکھا"تم نے واقعی سنڈے چاکلیٹ ڈے بنا دیا"

وہ مسکرایا اور آرا کو دیکھا"ہماری کمٹمنٹ تھی اماں"شانے اچکائے

"مجھے لگا تھا تم اس کا دھیان بٹا رہے ہو"

وہ ہنس دیا"اگر میں سنڈے پر ٹرخا کر اسے آج بھی چاکلیٹ نہ دیتا تو وہ مجھ پر یقین نہ کرتی۔بچے بڑوں سے سیکھتے ہیں۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچوں میں اچھی عادات آجائیں تو پہلے ہمیں ان اچھی عادات کو اپنانا ہوتا ہے۔ساری باتیں گھر سے شروع ہوتی ہیں، چھوٹی چھوٹی باتیں بڑا اثر پیدا کرتی

ہیں۔اب میں آرا کو کچھ اور کہوں تو وہ وہ بھی مان جائے گی کیونکہ اسے یقین ہے کہ مامون اپنی بات پوری کرے گا۔۔ساری بات یقین کی ہوتی ہے"اور شانے اچکائے

وہ مسکرادیں"ہمارے گھر دوسری عارفین آنے لگی ہے"اور ہنس دیں

وہ بھی ہنسا تھا۔دفعتاً سامنے سے ایک لڑکی آتی دکھائی دی تھی،اس کے بال گہرے بھورے اور آنکھیں ہلکی بھوری تھیں۔بال ہائی ٹیل پونی میں بندھے تھے اور مسکراتے ہوئے اندر بڑھی تھی

مامون اسے دیکھ کر مسکرایا،وہ اندر آئی اور آتے ہی سلام لی۔ملیحہ نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔وہ آرا کے ساتھ بیٹھی تھی

"آج تو بڑے بڑے مہمان آئے ہیں"اور جھک کر اس کے گال کو چوما۔وہ فقط مسکرادی

پھر مامون کو دیکھا"آپ کیسے ہیں آفندی؟"

"پہلے سے بڑا ہو گیا ہوں"اور مسکرادیا

وہ دھیما سا ہنسی"عافی بھی آئی ہیں؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تم بہت دیر بعد آئی ہو فری"ملیحہ نے اسے مخاطب کیا تھا

اس نے سانس خارج کی"آنٹی پیپرز ہو رہے تھے،کل ختم ہوئے اور آج میں آگئی"

وہ عمر میں کم بائیس تئیس برس کی فرحین تھی۔چہرے پر معصومیت اور مسکراہٹ۔مامون اٹھا اور اندر چلا گیا،وہ بیٹھ کر ملیحہ سے باتیں کر رہی تھی۔۔

کچھ لمحے بیتے اور اب تم انھیں باغ میں بیٹھا دیکھو گے۔آرافری کے ساتھ چنبیلی کے پودے کے پاس کھڑی چنبیلی کے پھول گن رہی تھی۔۔اس سے کچھ فاصلے پر مامون کے ساتھ ملیحہ اور عارفین بیٹھی تھیں، تیمور چند منٹ پہلے ہی آیا تھا اور اب مسکراتے ہوئے کچھ بتا رہا تھا۔اندر سے لائلہ باہر آئی اور اس کے ہاتھ میں ٹرے تھا، مسکراتے ہوئے مامون کی بنائی پڈنگ سرو کرنے لگی۔۔آرا دیکھ کر گنتی بھول گئی اور دوڑتی ہوئی آئی،مامون کے ساتھ بیٹھ گئی۔اس کے ہاتھ میں اس کی پڈنگ کی چھوٹی شیشے کی پیالی تھی جس پر تین چاکلیٹ بارز تھیں۔۔اس نے مسکرا کر مامون کو دیکھا"تھینک یو!"

اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔کچھ فاصلے پر کھڑی فرحین نے دو چنبیلی کے پھول اتارے اور کانوں میں ڈالنے لگی،اس کی نظر نیچے کیاری پر پڑی جہاں ایک پینڈنٹ گرا ہوا تھا،آدھے دل والا پینڈنٹ۔۔اس نے جھک کر وہ پینڈنٹ پکڑا، پیچھے مڑ کر مامون کو دیکھا اور پھر سیدھی ہو کر وہ پینڈنٹ اپنے پرس میں ڈال لیا۔مسکراتے ہوئے ان کی جانب بڑھی اور عارفین کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

تیمور نے پڈنگ کا چمچ منہ میں رکھا"یہ بہت مزے کا ہے۔۔ریسیپی بتانا ذرا"

آرا نے گردن موڑ کر پہلے مامون کو دیکھا پھر تیمور کو۔۔مامون نے گردن موڑ کر تیمور کو دیکھا"تم تو یوں پوچھ رہے ہو جیسے اگلے سنڈے تم بناؤ گے"

وہ ہنس دیا"بندہ کبھی روٹھی ہوئی بیوی کو کھلا کر مناہی لیتا ہے، تم اچھے شیف ہو۔۔ تمھارے تو مزے ہیں"اس نے شانے اچکائے

"کھا کر تمھیں ساری ریسپی ٹیکسٹ کرتا ہوں۔۔پڑھ لینا"اور پڈنگ کا ایک چمچ بھر کر منہ میں رکھا آرا ذرا سا ساتھ ہوئی اور سرگوشی کی"آپ بیٹ مین سے بڑے ہیں مگر وہ آپ کو تم کہہ رہے ہیں" پھر مسکرا دی

مامون سانس لے کر رہ گیا۔وہ جو کچھ بھی آرا کو نیا سکھاتا تھا تیمور اس کے الٹی سمت میں ہوتا تھا،اس نے سر نفی میں ہلایا

"کیونکہ اسے سکھانے کے لیے مامون جیسا مامون نہیں ملا تھا"اس نے مسکرا کر بات ختم کی۔آرا مطمئن تھی،اس نے گردن موڑ کر تیمور کو دیکھا جو کہ سکرین پر جھکا تھا

"تمھیں میں نے کہا تھا کہ کھاتے وقت اس باپ کو اندر رکھا کرو"اس نے سرگوشی کی تھی

تیمور نے اسے نظر انداز کیا۔پھر ٹائپنگ کر کے منہ اوپر کیا"کچھ کہا تم نے؟"وہ بلا کا معصوم لگ رہا تھا

مامون سانس لے کر رہ گیا،وہ ساری دنیا کو سیدھا کر سکتا تھا مگر تیمور کو نہیں۔۔وہ تیمور کو سیدھا کرتے کرتے خود ٹیڑھا ہونے لگا تھا۔۔ساتھ بیٹھی آرا مامون کی بات سنتی تھی سمجھتی تھی اور پھر مثال کے لیے تیمور کو دیکھتی تھی اور یہاں بیڑا غرق ہوتا تھا۔۔

ٹھیک گھنٹے بعد مامون اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔وہ شاید کہیں جانے والا تھا،گاڑی کا دروازہ کھولا تو پیچھے سے آواز آئی"آفندی!"

وہ مڑا اور اسے دیکھا۔فرحین اس کی طرف بڑھی تھی،پھر مسکرائی

"اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو دے دیں گے؟"

وہ مسکرادیا"اکاؤنٹ نمبر بھیج دینا"

اور فری ہنس دی۔پھر سینے پر بازو لپیٹے"پیسے تو میں آپ سے ویسے ہی لے لوں۔۔کچھ اور ہے"

مامون نے ابرو اٹھائی۔فری نے بازو آگے بڑھایا اور مٹھی کھول دی،وہاں آدھے دل والا پینڈنٹ تھا۔

وہ مسکرایا"یہ میں نے آرا کو دیا تھا۔۔اس نے کھیلتے ہوئے کہیں گرادیا ہوگا"اور شانے اچکائے

"کیا یہ میں رکھ سکتی ہوں؟"وہ بڑے شائستہ لہجے میں اس سے پوچھ رہی تھی

اس نے پہلے پینڈنٹ کو دیکھا پھر فری کو،پھر سانس خارج کی"ٹھیک ہے۔۔ایک تو تم شکل اتنی معصوم بناتی ہو کہ بندہ کیا ہی کرے"وہ نفی میں سر ہلاتے بولا تھا

وہ ہنس دی"تھینک یو"اور پینڈنٹ پرس میں رکھنے والی تھی کہ مامون نے اسے روک دیا

"رکو تو"اس نے فری سے وہ پینڈنٹ لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔اس نے ناسمجھی سے وہ اس کی ہتھیلی میں رکھا۔پھر کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر دوسرا پینڈنٹ نکالا،اس کا آدھا دل دوسرے پینڈنٹ

سے لٹکے آدھے دل سے لگایا تو اس کی کلائی میں بندھی گھڑی میں بپ بجی اور سرخ بتی جلنے لگی۔۔وہ حیرانی سے اسے دیکھتی رہی، پھر ہنس دی

"میں بھی کہوں آپ نے دیا ہے کچھ نہ کچھ ہو گا اس میں"

وہ ہنس دیا"مجھے یہ اچھا لگا تھا، جب جب یہ میرے پینڈنٹ سے دور ہو گا تب تب مجھے پتہ ہو گا"اور اس نے فری کا پینڈنٹ اسے دے دیا۔اپنا حصہ کوٹ کی جیب میں رکھا

"اسے کسی اور چیز میں لگوانا چاہتا ہوں، پینڈنٹ پہنتا اچھا تھوڑی لگوں گا"اور مسکرا دیا

فری نے فقط سر ہلایا تھا۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا، فری نے کھڑکی سے اندر جھانکا"مجھے بھی ڈراپ کر دیں"

اس نے سیٹ بیلٹ باندھتے سانس خارج کی تھی

"آجائیں میم۔۔آپ نے تو مجھے ڈرائیور رکھا ہے"

وہ مسکراتے ہوئے پسنجر سیٹ کی طرف بڑھی تھی۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔آسمان تاروں بھرا تھا، آج بڑے دن بعد چاند بھی نکلا تھا۔آٹھ مرلہ مکان میں رات کے کھانے کی تیاری چل رہی تھی۔لاؤنج میں کباب، کوفتے اور پلاؤ کی خوشبو پھیلی تھی، اشعر فرحت کے ساتھ کھڑا کھیرے کاٹ رہا تھا۔پلیٹ میں چقندر اور پیاز کٹے تھے، وہ سلاد بنانے میں اچھا تھا۔رابیل ابھی کچھ دیر پہلے ہی آئی تھی اور اب کپڑے بدل کر آئینے کے سامنے کھڑی

بالوں پر برش پھیر رہی تھی۔گھر میں ایک فرد کی کمی تھی،وہی جس کے ہونے سے شور میں کمی نہیں ہوتی۔۔جی ہاں! رامین اور نگزیب اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ اپنے ایڈمیشن کی خوشی منانے سفید سرمئی محل کی طرف گئی تھی۔۔اس نے گلے میں دوپٹہ لیا اور باہر نکل آئی۔لاؤنج میں فاطمہ ایل سی ڈی پر کوئی ڈرامہ لگائے بیٹھی تھی،اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر کچن میں چلی گئی۔اندر داخل ہوتے ہی سامنے پڑی پلیٹ میں سے کھیرے کا ٹکرا اٹھا کر دانتوں سے کاٹا اور چبانے لگی۔۔

"امی کھانے میں کتنی دیر ہے؟"رابیل نے چقندر پکڑی اور اسے کاٹ کر چبایا۔اشعر نے اسے گھورا تو وہ شانے اچکا کر مسکرائی۔

"برتن لگاؤ تم۔۔کھانا تیار ہے"چاولوں پر دم دیتیں فرحت نے کڑاہی پر سے ڈھکن اٹھایا،کوفتوں کی خوشبو پھیل گئی۔۔

اس نے کھیرے کا ایک اور ٹکرا اٹھایا اور اس سے پہلے کہ اشعر اس کا ہاتھ کاٹ دیتا باہر بھاگ آئی۔۔

آٹھ بجے کے قریب وہ لوگ کھانا کھانے بیٹھے تھے۔رابیل نے پہلے اشعر کو چاول ڈال کر دیے پھر خود لیے۔ایک کباب اس کی پلیٹ میں رکھا اور ایک اپنی۔کھانا کھاتے حاشر کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔

"امی۔۔تائی امی نہیں آئیں؟"اس نے گردن گھما کر فرحت کو دیکھا تھا۔

"نہیں"رائتہ چاولوں پر ڈالتیں فرحت کے ہاتھ رکے تھے"کیوں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سانس خارج کی "آپ کو یاد پڑتا ہو کہ دو سال پہلے میرا نکاح ہوا تھا۔۔رخصتی کا فیصلہ دو سال بعد ہوا تھا،تائی جان آپ سے بات کرنا چاہ رہی تھیں "اس نے پانی کا گھونٹ بھرا

گلشن آرا بول پڑیں "مطلب وہ تم سے پہلے بات کر چکی ہے"

اس نے اپنی نانی کو دیکھا اور پھر سر اثبات میں ہلایا

"اگر آپ کی نواسی خاندان میں لڑائی نہ ڈلواتی تو اب تک میرا بھی گھر بس چکا ہوتا "اس نے رابیل کو دیکھتے سر جھٹکا تھا

وہ خاموشی سے کھانا کھاتی رہی۔کوئی کچھ بھی نہ بولا۔

حاشر نے گلا کھنکھارا اور رابیل سے مخاطب ہوا "ویسے رابیل مزہ آتا ہو گا نا تمھیں،نہ باپ نہ بھائی، جہاں دل کیا منہ اٹھا کر چلی گئی،نہ کوئی پوچھنے والا نہ کوئی روکنے والا "وہ کھانا چھوڑ کر رابیل کو دیکھ رہا تھا

رابیل سر جھکائے چاول کھاتی رہی۔حاشر کو اب بھی سکون نہیں تھا

"ویسے آپ بتانا پسند کریں گی کہ لاہور والی فیکٹری تڑوانے کا کیا مقصد؟ "وہ جیسے طنز کر رہا تھا،مذاق بنا رہا تھا کہ اس کا فیصلہ غلط ہے

اس نے پانی کا گلاس منہ سے لگایا،چند گھونٹ اندر اتارے

"میں وہاں بوتیک بنانا چاہتی ہوں "اس نے نارمل انداز میں اپنی بات کہہ دی

حاشر کی بھنویں بھینچ گئیں "اتنا پیسہ ہے تمھارے پاس کہ تم بوتیک بنواتی پھرو"

وہ مسکرادی "پیسے کی فکر نہ کریں، میں نے اس کا انتظام کر رکھا ہے "اور مسکرا کر کباب چمچ سے کاٹا اور منہ میں رکھا

"مطلب تم پیچھے نہیں ہٹنے والی۔۔تم نے بہت آگے کی تیاری کر رکھی ہے "وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا

"حاشر۔۔"فرحت نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں "کھانا کھاؤ چپ کر کے "

اس نے جیب سے فون نکالا اور کسی کا وائس نوٹ نکال کر پورے وولیم سے چلایا، وہ اس کے تایا تھے جو غصے سے اسے گالیاں نکال رہے تھے۔۔وائس نوٹ ختم ہوا اور اس نے دوسرا لگایا، یہ اس کے چچا تھے

"لعنت ہو ہم مردوں پر، کل کی بچی اٹھ کر ہمارے ناک میں دم کر رہی ہے، سارے زمانے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے تایا چچا کے سروں پر ناچ رہی ہے۔۔آئندہ کے بعد ہم لوگ تمھارے لیے مر گئے تم لوگ ہمارے لیے مر گئے "اور وائس نوٹ ختم تھا۔اس نے فون میز پر رکھا

"اس طرح کے کئی میسجز اور وائس نوٹ دن بھر میرا دن خراب کرتے رہتے ہیں مگر تم ڈھیٹ بنی رہنا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کو ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوا۔اس نے کھیرا پکڑا اور دانتوں سے کاٹ کر چبایا۔حاشر اس کے جواب کا منتظر تھا،وہ اسے مزید تپ چڑھا رہی تھی۔۔پھر سانس خارج کی

"حاشر بھائی۔۔سارا دن فیکٹری میں رہنے کے بعد میں تھک جاتی ہوں۔۔آپ اگر اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہماری لڑائی ہو تو پلان پینڈنگ کر لیں،سنڈے کو میں فری ہوں۔۔پھر دیکھ لیں گے"اور کھڑی ہونے لگی تھی مگر اس نے غصے سے میز پر پڑی اپنی پلیٹ آگے کی،پلیٹ کے آگے پڑے برتن آگے ہوئے تھے اور ایک لمحے میں اس کے سامنے پڑا گرم کوفتوں والا باؤل اس کے اوپر جا گرا۔۔گرم گرم شوربا اس کے پاؤں پر گرا تھا اور وہ کراہی

"سمجھتی کیا ہو تم اپنے آپ کو؟"وہ چلایا تھا

فرحت فوراً کھڑی ہوئیں اور رابیل کی طرف بڑھیں۔اشعر بھی کھانا چھوڑ کر اس کا پاؤں دیکھ رہا تھا جو کہ سرخ ہو چکا تھا۔۔شلوار پر بھی سالن گرا تھا۔اس کی آنکھیں گلابی پڑیں اور وہ جھٹ سے اٹھی اور اندر چلی گئی،اشعر نے اسے گھور کر دیکھا تھا

"پڑ گئی ٹھنڈ آپ کو"اور سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا۔

فرحت مڑیں اور حاشر کو دیکھا"بس کرو حاشر۔۔بہن ہے تمھاری دشمن نہیں ہے،تایا چچا تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ میرے بچے لڑ لڑ کر مر جائیں"وہ رو دی تھیں۔۔

حاشر نے اپنی ماں کے آنسوؤں کو دیکھا تھا، پھر تھوک نگلا، آج اتنے دنوں بعد ایک عجیب سا احساس تھا تو اسے اپنے گھیرے میں لینے لگا تھا، اس نے اس کمرے کی طرف دیکھا جہاں ابھی رابیل گئی تھی، اس نے سر جھٹکا اور وہاں سے اٹھ گیا۔۔ شاید کہ پتھر پگھلنے لگے!

یہاں سے دور سفید سرمئی محل میں ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے سب ڈنر کر رہے تھے۔ آج ان کے ساتھ مینا اور تیمور بھی تھے، یہ ڈنر مامون کی طرف سے مینا کو تھا جو اس نے مینا کے ایڈمیشن کی خوشی میں دیا تھا۔ مامون ایک چمچ خود کھاتا اور ایک ساتھ بیٹھی آرا کو کھلاتا جس کا منہ بنا ہوا تھا۔ اگر اسے کھانے کو دے دیا جائے تو کھانا دو راتوں میں ختم ہو گا کیونکہ اسے چاول نہیں پسند تھے اور اس کے سارے ڈرامے فیل تھے۔

"تھینک یو مامون بھائی" رامین نے نیپکین سے ہونٹ تھپتھپاتے اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔

وہ مسکرایا اور سر کو خم دیا

"مسز تیمور۔۔ اینی ٹائم" اور مسکرا دیا

وہ بھی مسکرائی تھی "مجھے سمجھ نہیں آیا تھا کہ آپ نے مجھ سے میری مرضی اپنی مرضی سے کیسے نکلوائی؟"

مامون ہنس دیا۔ تیمور نے پانی کا گلاس منہ کو لگایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس سے اتنا امپریس نہ ہو، اتنا اچھا بھی نہیں ہے یہ" پھر سویٹ ڈش اپنی طرف بڑھائی "بس ذرا سا سیانا ہے"

مامون نے پانی کا گلاس آرا کی طرف بڑھایا تھا۔

"رامین آتی جاتی رہا کرو" ملیحہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ تیمور فوراً بول پڑا "آتی جاتی رہا کرو۔۔ تمھارا ہی گھر ہے، لیکن سیریس نہیں ہونا" اور مسکرا دیا

رامین ہنس دی "شیور!" اور ملیحہ کو دیکھتے سر کو خم دیا

عافی بھی خاموشی سے کھانا کھاتی رہی، اس کی پلیٹ میں کھانا ملیحہ ڈال رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اسے بتا بھی رہی تھیں، اس کی زندگی محدود ہو چکی تھی۔۔

یہاں سے دور آٹھ مرلہ مکان میں رابیل دونوں پاؤں بیڈ پر رکھے گھٹنوں پر سر جمائے بیٹھی تھی، اس نے کپڑے بدل لیے تھے، کمرے میں اندھیرا تھا، صرف زیرو کا بلب جل رہا تھا

دفعتاً دروازہ بجا، پھر کھلا اور اندر آنے والے نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر بتیاں جلا دیں۔۔ رابیل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ وہ اشعر تھا جس کے ہاتھ میں کاٹن اور ایک ointment تھی۔۔ آگے بڑھا اور اس کے سامنے بیٹھا، اس نے پیر پیچھے کر لیے۔۔ اس نے اس کے سرخ ہوتے پیر کو دیکھا، ضرور اسے درد بھی ہو رہا ہو گا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رابیل کا پاؤں اپنی طرف سرکایا، پھر آہستہ سے دوا اس کے جلے زخم پر لگانے لگا۔۔

"درد ہو رہا ہے؟" اشعر کا سر اس کے پاؤں کی طرف جھکا رہا

"اکثر ہوتا ہے" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے تھے۔

اشعر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔اس کی آنکھیں رابیل کی ہلکی گلابی روتی ہوئی آنکھوں سے ملیں

"ٹوٹے ہوئے لوگوں کو کوئی نہیں توڑ سکتا اشعر"

اشعر نے سانس خارج کی اور دوبارہ اس کے زخم پر مرہم لگانے لگا

رابیل کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی "تم حاشر بھائی جیسے مت بننا اشعر" اس کی آواز میں ایک کرب تھا، درد اور آنسو تھے

اس نے اس کے الفاظ جذب کیے، پھر بولا تو بس اتنا ہی

"مینو وہیں رہ گئی ہے، سب کچھ ٹھونس کر آئے گی" اور مسکرا کر سر جھٹکا۔

دوا زخم پر لگ چکی تھی۔وہ اٹھا اور کاٹن ڈسٹ بن میں پھینک دی۔

"کافی پیئیں گی؟"

رابیل نے نفی میں سر ہلایا

"اچھا چائے کے ساتھ نان کھتائی لا رہا ہوں، سونا نہیں ہے ابھی" اور وہ باہر چلا گیا۔۔

یہاں سے دور سفید سرمئی محل کے گیراج میں کھڑی رامین کے ہاتھ میں ایک سیاہ ڈبہ تھا۔سامنے مامون کھڑا تھا،اسے ڈبہ کھولتے دیکھ رہا تھا۔۔اس نے ڈبہ کھولا اور اندر خوبصورت سی سیاہ ڈائل والی برانڈڈ ٹچ واچ تھی۔۔رامین نے آنکھیں کھولے اسے دیکھا،پھر چھو کر محسوس کیا

"یہ بہت خوبصورت ہے مامون بھائی"اور مسکرادی

وہ بھی مسکرایا تھا"یہ عام گھڑی نہیں ہے مینو۔۔اس میں thermo receptors ہیں،تم اسے اپنی کلائی پر پہنو گی اور جب بھی سٹریس یا پریشانی میں ہو گی یہ تمھاری بدلتی ہرٹ بیٹ اور بادی ٹمپریچر سے بدلے گا۔۔اس پر سرخ اور نیلے رنگ کے الفاظ ابھریں گے اور تمھاری اس سچویشن سے نکلنے میں مدد کریں گے۔۔آزما کر دیکھ لو"

رامین نے گھڑی نکال کر اپنی کلائی پر بندھی

“Welcome Mrs. Taimoor”

وہ ہنس دی"مطلب اسے بھی پتہ ہے کہ میں زوجہ تیمور ہوں"

مامون نے مسکرا کر سر ہلایا،"ساری سیٹنگ رامین کے لیے،اب ہمیشہ مامون تھوڑی نا آئے گا۔۔میں مصروف بندہ ہوں"

وہ مسکرائی"کم آن۔۔کوئی گھڑی آپ کی جگہ نہیں لے سکتی"اس نے گھڑی اتار کر ڈبے میں بند کر دی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس پر لفظ بدلتے رہیں گے مگر لفظ ہی کیوں؟ کچھ اور بھی تو فیڈ کر سکتے تھے" وہ دلچسپی سے پوچھ رہی تھی

مامون مسکرا دیا، پھر سانس خارج کی

" Words can make you, break you and heal you.."

اس کے ہونٹ اوہ میں سکڑے۔اندر سے تیمور باہر آیا تھا،اس کے ہاتھ میں گھڑی کا ڈبہ دیکھ کر مسکرا دیا

"عید کر دی تم نے مینا کی" مامون کو دیکھا جس نے شانے اچکائے تھے۔۔

"میں جب یونیورسٹی جانے لگا تھا تو تم نے مجھے تو کچھ نہیں دیا تھا" تیمور کمر پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا

مامون نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کا گال کھینچا" تمھیں میں نے اپنی جان دے دی تھی، اب بھی تم ناخوش ہو"

تیمور نے اسے بھنویں بھینچ کر دیکھا اور پھر ہنس دیا۔

مینا نے نا سمجھی سے انھیں دیکھا اور پھر وہ گاڑی کی طرف بڑھے، گاڑی گیراج سے باہر نکل رہی تھی۔۔مامون چند لمحے دیکھتا رہا پھر اندر چلا گیا۔۔

رات ساڑھے تین بجے کا وقت تھا۔سارے دن کا تھکا ہارا،رات دیر تک کام کرنے کے بعد ہمایوں اب جا کر سویا تھا۔کمرے کی بتی بجھی تھی،بس ایک زیرو کا بلب جلتا سبز سی ہلکی روشنی بکھیر رہا تھا۔

دفعتاً اس کی بیڈ سائیڈ پر پڑا فون بجا تھا۔وہ اس قدر نیند میں تھا کہ چاہتے ہوئے بھی فون اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی۔فون دوبارہ بجا اور کچھ فاصلے پر سوئی سفینہ نیند بھری آواز میں بولی تھی

"ہمایوں۔۔فون اٹھالو،سر کھا رہا ہے"

اس نے بمشکل نیند سے بھاری پلکیں جدا کیں،ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور آنکھوں کے سامنے کیا،فون کی روشنی آنکھوں میں چبھ رہی تھی۔اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے سکرین پر جلتا نمبر دیکھا تھا۔نمبر اور اس کا نام ہمایوں کی نیند اڑانے کو کافی تھا۔وہ اٹھ بیٹھا اور سکرین سوائپ کر کے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو۔۔"نیند بھری بھاری مردانہ آواز،اس نے خود پر سے لحاف اتارا اور دروازہ کھول کر باہر بالکنی میں چلا گیا۔

"ہیلو۔۔کیسے ہو؟"دوسری طرف سے آواز ابھری تھی

اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی"ٹھیک ہوں۔۔تم ٹھیک ہو؟"دوسری طرف خاموشی چھائی رہی

"ہیلو،زرار۔۔سب ٹھیک ہے؟"اس نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔رات کے اس پہر ٹھنڈ اس کے اندر سے گزر رہی تھی

Clubb of Quality Content

"ہمایوں۔۔"اور پھر ایک خاموشی۔وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر نہیں کہہ پا رہا تھا

ہمایوں نے چند لمحے اسے سنا"بولو۔۔سن رہا ہوں"

دوسری طرف سے اس کی سانس کی آواز ابھر رہی تھی۔

ہمایوں نے سانس خارج کی"اچھا ٹھیک ہے یار۔۔آجاؤ واپس"

دوسری طرف سے آواز ابھری تھی"آئی مس یو"

وہ دھیما سا مسکرایا"رات کے اس پہر تم نے مجھے پرپوز کرنے کے لیے فون کیا ہے"اس نے ہاتھ رکھ کر پھر جمائی روکی

دوسری طرف وہ ہنسا تھا۔پھر خاموش ہو گیا"گھر میں سب ٹھیک ہے؟"

ہمایوں نے سانس خارج کی"ہاں۔۔سب ٹھیک ہے"پھر دور روشنیوں کو دیکھنے لگا"تم آجاؤ یار!"

وہ جیسے مسکرایا تھا۔

"بھابھی کیسی ہیں؟"زرار نے سوال کیا تھا،کیا سوال تھا جس کا جواب ہمایوں کے پاس ہوتے ہوئے بھی نہیں تھا

"اچھی ہے وہ بھی"پھر توقف کیا"تمھارے لیے اچھی خبر ہے"

دوسری طرف ایک خاموشی تھی"کیا؟"وہ جیسے تجسس سے بولا تھا

"تم چچا بننے والے ہو" اس نے نرمی سے بات کہہ دی مگر دوسری طرف وہ اس کی مسکراہٹ اس کی خوشی اور تیز سانس محسوس کر سکتا تھا۔

"کیا واقعی۔۔ تم نے پہلے نہیں بتایا" پھر جیسے غصہ کرنے لگا تھا "تم بہت بے غیرت ہو گئے ہو، اب بتا رہے ہو"

ہمایوں دھیرے سے ہنس دیا "تم کال ہی نہیں اٹھاتے"

"میسج کرتے کون سا بل بھرتے ہو" وہ خفا تھا

اس نے سر اثبات میں ہلایا "اب بس آ جاؤ۔۔ میں بھی تمھیں بہت یاد کرتا ہوں"

دوسری طرف سے وہ ہنسا تھا۔ پھر خاموشی "میں اتنا خوش ہوں ہمایوں۔۔ میں بس کچھ دن تک آ رہا ہوں"

وہ بھی مسکرا رہا تھا، نیند ساری اڑ چکی تھی اور وہ اب فرش کو دیکھ رہا تھا

"میں انتظار کروں گا" وہ نرمی سے بولا اور پھر زرار کو سننے لگا۔ کچھ پل بیتے اور اس نے کال کاٹ دی مگر ہمایوں جانتا تھا، وہ آئے گا اور سفینہ کا رویہ دیکھے گا تو پھر سے غصہ کرے گا مگر اب کی بار وہ خوش بھی تھا۔۔ نا جانے وقت کو کیا منظور تھا؟

یہاں سے دور ایک اندھیرے کمرے میں مامون اپنی نرم جائے نماز پر دوزانو بیٹھا تھا۔ اس کی گردن جھکی تھی، اوپر سے جلتے زیرو کے بلب کی ہلکی روشنی اس پر پڑ رہی تھی۔ بال ماتھے سے چپکے تھے اور وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سیاہ گول گلے والی شرٹ اور سیاہ جینز میں ملبوس تھا۔وہ نرم مخملیں جائے نماز پر انگلی پھیر رہا تھا،وہ باتیں کر رہا تھا مگر اس سے جو کسی کو نظر نہیں آتا لیکن جب کوئی نظر نہیں آتا تو وہی آتا ہے۔۔

"سو یہاں ہم آ کر بے بس ہو گئے۔۔دنیا کی ہر نعمت ہمارے پاس ہے،میں نے ملک گھومے ہیں، سب چکھا ہے،پہاڑوں پر چڑھا ہوں آسمان کی سیر ہے مگر یہاں آ کر میں بے بس ہوں۔۔یہاں آ کر مجھے پتہ چلا ہے کہ ہم سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں ہوتے۔۔میری بے بسی کا عالم دیکھیں اللہ،میرے پاس دوائیوں کی پوری فیکٹری ہے،ملک کے بڑے ہسپتالوں میں،ملک سے باہر اور کئی فارمیسیز میں میری انڈسٹری کی دوائیاں جاتی ہیں،لوگ کھاتے ہیں شفا پاتے ہیں مگر میری بے بسی تو دیکھیں،میں اپنی بہن کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔میں اس کی نظر واپس نہیں لا سکتا،ساری انڈسٹری کی ساری دوائیاں مل کر بھی اس کی آنکھوں کا نور نہیں لوٹا سکتیں۔۔ہم کتنے بے بس ہیں نا،یہاں آ کر میں جھک جاتا ہوں،میں عاجز ہو جاتا ہوں۔۔یہاں میری انتہا ہے،یہاں مجھے پتہ چلتا ہے کہ کس قدر کمزور اور ناپائیدار ہوں میں۔۔میرے ہاتھ میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔میں نے بہت کوشش کی ہے،کئی ٹیسٹ کیے ہیں کئی دوائیاں نکالی ہیں مگر کوئی میری بہن کی آنکھوں کا نور نہیں لوٹا سکتا۔۔نور صرف آپ ہی دیتے ہیں،نور صرف آپ سے ہی ملتا ہے" وہ جھکے سر سے کلام کر رہا تھا،اپنی عاجزی کا اقرار اور خاک ہونے کا اظہار کر رہا تھا۔۔رات کا تیسرا پہر چلتا فجر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکل آیا تھا۔رابیل باہر گیراج میں کھڑی تھی،ہاتھ میں فون تھااور وہ سکرین پر جھکی تھی۔شاید اپنی رائڈ کاانتظار کر رہی تھی،روز رائڈ پر آنااور جانااب مہنگاپڑنے لگا تھا مگر اس کے سواچارہ نہیں تھا۔وہ سوچ رہی تھی کہ کوئی حل نکالناپڑے گا مگر دماغ اس وقت حل نکالنے کے موڈ میں نہیں تھا۔بریک فاسٹ میں بریڈ کے ساتھ چائے لی،زیادہ انڈہ کھانے سے اسے عجیب سامحسوس ہونے لگا تھاسووہ آج کل انڈے سے ناراض تھی۔اس کے لمبے بال ڈھیلے جوڑے میں مقید تھے،اس نے ہلکا سرخ لمباسویٹر اوڑھ رکھا تھا،صبح کے وقت سردی ہوتی تھی سارادن سورج اپنی روشنی سے موسم معتدل رکھتا تھااور شام ہوتے ہی سردی پھر شہر کارخ کرتی تھی۔نیچے نیلی جینز اوراوپر ہلکی گلابی قمیض،وہ سادہ بھی اچھی لگتی تھی۔پاؤں میں کورشوز تھے مگر جرابیں نہیں پہنی تھیں،وجہ تھی کہ اس کا بایاں پاؤں زخمی تھا،سرخ نشان اب بھورا لگنے لگا تھااور اسے درد بھی ہوتا تھا مگر کیا کیا جائے۔دفعتاًاندر سے حاشر باہر آیا تھا،رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،پھر چہرہ آگے موڑ لیا۔حاشر اپنی گاڑی تک آیااور ڈرائیونگ سیٹ کادروازہ کھولا،بہن کو دیکھا جس کا پاؤں جلا تھااور پھر تھوک نگلا۔گلا کھنکھارا

"رابیل۔۔"

سینے پر بازو لپیٹ کر کھڑی رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،خالی خالی بھوری آنکھیں۔۔وہ بولی کچھ نہیں

"میں چھوڑ دیتا ہوں" اس نے فقط اتنا ہی کہا تھا، دل البتہ زوروں سے دھڑکا تھا۔ وہ انکار کرے گی، دل و دماغ ایک ہی بات کہہ رہے تھے، وہ منع کرے گی۔۔

اس نے سانس خارج کی "میں چلی جاؤں گی حاشر بھائی" اس نے فقط اتنا کہا اور چہرہ سامنے موڑ کر کھڑی ہو گئی۔ حاشر اسے دیکھتا رہا، پھر گاڑی کا دروازہ بند کیا۔ کیا وہ رابیل کی طرف بڑھنا چاہ رہا تھا؟ رات و رات ایسا ہو گیا کہ پتھر پگھل گیا، شاید ماں کے آنسو اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ پتھر پگھلا دیتے ہیں۔

"حاشر۔۔" اندر سے فرحت باہر آئی تھیں۔ ان کے ہاتھ میں اس کا فون تھا

اس کی طرف بڑھیں "پتہ نہیں تم لوگ اپنا فون کیوں بھولتے ہو، سارا دن اس کے اندر گھسے رہتے ہو پھر بھول جاتے ہو" اس نے فون پکڑ کر جیب میں رکھا۔ پھر فرحت نے اس کے چہرے کو دیکھا، اس پر سیاہ سا سایہ لہرا رہا تھا

"آج بل کی آخری تاریخ ہے، یاد سے ادا کر آنا" انھوں نے اسے آخری بار بل یاد کرایا مگر وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ پھر اپنی ماں کو دیکھتے ابرو سے رابیل کی طرف اشارہ کیا۔۔ انھوں نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور سمجھ گئیں۔

"رابیل۔۔" وہ اس کی طرف بڑھی تھیں۔ اس نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا

"حاشر کے ساتھ چلی جاؤ۔۔اس کا دفتر بھی فیکٹری کے رستے میں ہی ہے" وہ رابیل کی طرف بڑھی تھیں۔

رابیل نے پہلے حاشر کو دیکھا پھر اپنی ماں کو "امی میں چلی جاؤں گی"

انھوں نے اس کی کہنی تھامی "ضد نہیں کرتے، بڑا بھائی ہے" اور اسے ساتھ لیے گاڑی کی طرف بڑھی تھیں۔وہ نہیں جانا چاہتی تھی،وہ حاشر کا کوئی احسان نہیں لینا چاہتی تھی۔

فرحت نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا،اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا،آنکھیں گلابی پڑیں، تھوک نگلا مگر گلے میں عجیب سا درد تھا،وہی جو آنسوؤں کے جمع ہو جانے اور نہ بہنے پر ہوتا ہے۔بھاری زخمی دل کے ساتھ وہ اندر بیٹھ گئی۔

حاشر نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ ماں کو دیکھا،پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا،فرحت نے دروازہ کھولا اور گاڑی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔

سارے راستے ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔مشرقی مرد منہ سے معافی بہت کم مانگتے ہیں، کبھی کبھار احساس ہو جائے تو اس طرح کا کوئی کام کر دیتے ہیں کہ غلطی کی تلافی ہو جاتی ہے۔وہ بھی شرمندہ تھا مگر معافی نہیں مانگ سکتا تھا۔مردوں والی انا بیچ میں آتی تھی،ساتھ بیٹھی رابیل کی عادت نہیں تھی کہ بار بار ایک ہی بات کو لے کر طعنے اور طنز کستی رہے۔جسے جانے دیتی تھی دل سے جانے دیتی تھی،وہ جانے والوں کا ذکر نہیں کرتی تھی،حاشر تو اس دن آنسوؤں کے

ساتھ ہی بہہ گیا تھا مگر وہ ایک مشرقی بہن تھی، خون ملتا تھا خیالات نہیں۔۔خوابوں سے بڑے تو دل ہوتے ہیں، اس کا دل تھا کہ حاشر اس سے کوئی بات نہ کرے کچھ نہ پوچھے اور اس نے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔۔

دن کے ساڑھے گیارہ بجے کا وقت تھا، مامون دو گھنٹے آفس میں گزار کر واپس گھر آیا تھا۔وہ عافی کے ساتھ بیٹھا تھا، سامنے سے پردہ ہٹا تھا اور روشنی اندر آرہی تھی، بیڈ پر بیٹھی عافی سے کچھ فاصلے پر بیٹھے مامون نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا۔۔

"وہ ایک اچھا ophthalmologist ہے، ایک بار چیک کروانے میں کیا حرج ہے" وہ عافی کو دیکھتے بول رہا تھا

"پہلے اتنے ڈاکٹرز کو دکھا چکے ہیں، کچھ بھی نہیں ہوا تو اب کیا ہوگا" عافی مایوسی سے اسے کہہ رہی تھی مامون نے سانس خارج کی "چلو اٹھو تم۔۔میں تمھاری کوئی بات نہیں سن رہا" اس نے بازو بڑھا کر عافی کا ہاتھ پکڑا تھا۔مگر وہ کھڑی نہیں ہوئی

"مامون رات کو کسی کی کالز آرہی تھیں، نو بجے کے قریب، مجھے لگتا ہے وہ رابیل تھی" وہ سامنے دیکھ رہی تھی جبکہ مامون اس سے لمبا تھا، اسے گردن اوپر کر کے دیکھنا پڑتا تھا "تم ذرا میرا واٹس ایپ چیک کرو" اس نے ہاتھ سے مامون کو ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔پھر بیڈ سائیڈ کی سطح پر ہاتھ رکھتے، چیزیں ٹٹولتے اس نے فون مامون کی طرف بڑھایا۔اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا، وہ رابیل جس کو اس نے

کھڑے ہو کر کچھ فاصلے پر دیکھا تھا آج وہ اس کی بات سنے گا، بات پڑھے گا، دھڑکتے دل سے اس نے عافی سے اس کا پاسورڈ پوچھ کر فون ان لاک کیا اور واٹس ایپ کھول کر اسے دیکھا، ساتھ بیٹھی عارفین اسے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ رابیل کے بہت سے میسجز تھے۔ اس نے اس کا کانٹیکٹ کھولا، زیادہ تر وائس میسجز تھے، اس نے کئی دن پہلے والا واٹس نوٹ چلایا

"السلام علیکم عافی، آپ کیسی ہیں؟" وہ بول رہی تھی، عافی سن رہی تھی، مامون کا دل بے تحاشا دھڑکنے لگا، وہ اس کی آواز پہلی بار سن رہا تھا۔

"میں نے آپ کو بہت سے میسجز کیے مگر شاید آپ بزی ہیں، اٹس اوکے۔۔ مگر مجھ سے دونوں فیکٹریز ایک ساتھ ہینڈل نہیں ہو رہی ہیں۔۔ لاہور جاؤں تو میں اتنا تھک جاتی ہوں واپسی پر گھر تو آ سکتی ہوں مگر دوبارہ اسلام آباد والی برانچ میں نہیں جا سکتی، آپ کے پاس اس مسئلے کا کوئی حل ہے تو مجھے بتائیے گا، اپنا بہت خیال رکھیں" اور اس کی آواز بند ہو گئی۔۔ اس میسج سے پہلے دو میسج تھے، مامون نے وہ میسج عافی کو سنائے

"گھر میں میرا دل نہیں لگ رہا تھا اور میں باغ میں چلی گئی، واپسی پر میرے کزن نے میرے پیچھے لڑکے لگوا دیے۔ میں ان سے بچ کر بھاگ رہی تھی کہ پتہ نہیں کیسے مگر میں گر گئی، میرے شیفر کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ مر گیا۔۔ میرا بلا مر گیا، میں اس وقت بہت تکلیف میں ہوں۔۔ میرا دل کر رہا ہے فہد کا سر پھاڑ دوں مگر میں یہ نہیں کر پا رہی" پھر دوسرا میسج

"مجھے سننے کا شکریہ۔۔میں شیفر کو کبھی نہیں بھولوں گی اور ان کو کبھی نہیں چھوڑوں گی، یہ لوگ مجھے توڑنا چاہتے ہیں مگر میں ان کو توڑ دوں گی"

شاید اس کی عارفین سے بہت اچھی دوستی تھی جو وہ اپنی پرسنل باتیں بھی اس سے شیئر کرتی تھی، مامون کو ان کی آپس کی باتیں پڑھنا اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر یہاں عافی تھی اور وہاں رابیل، ایک اس کی بہن تھی اور دوسری اس کو اچھی لگتی تھی۔۔وہ اس کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتا تھا مگر محبت کا وقت نہیں تھا۔۔یکے بعد دیگرے اس نے سارے وائس نوٹس سنے تھے اور آخری وائس نوٹ میں اس نے اپنے بوتیک کے بارے میں عافی کو بتایا تھا، وہ اسے بتا رہی تھی کہ اس نے ایک فیصلہ لیا ہے اور وہ اس فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔۔مامون نے سارے میسجز سن کر عارفین کو دیکھا

"بس یہی تھے" اس نے تھوک نگلا، آواز دھیمی تھی

عافی نے سانس خارج کی "تم اس سے کہو کہ میں پچھلے دنوں بہت بزی رہی ہوں اور اسے بتا دو کہ میں ٹھیک ہوں۔۔اس سے کہو کہ اس نے بہت اچھا فیصلہ لیا ہے اور عافی ہو نہ ہو وہ اپنے فیصلے خود لے سکتی ہے" پھر تھوک نگلا "اس سے کہو کہ ہر چیز قربانی مانگتی ہے، اس نے اپنا زندان توڑا ہے وہ اپنے قید خانے سے نکل آئی ہے، آگے کچھ بھی ہو جائے وہ پیچھے نہیں دیکھے گی" اور پھر چپ ہو گئی مامون نے میسج ٹائپ کیا مگر وہ تم کی جگہ اسے آپ کہہ رہا تھا جو وہ اسے کہتا اگر وہ کبھی اس سے بات کرتی تو۔۔اس نے جہاں جہاں آپ لکھا تھا وہاں وہاں تم لکھ دیا، پھر میسج ایک بار پڑھ کر اسے بھیج

دیا۔۔اس نے فون دوبارہ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا،دل نا جانے کیوں بھاری تھا۔اس نے عافی کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف بڑھا،عافی اس کے پیچھے تھی،فون ابھی خاموش تھا۔دوسری جانب اپنے آفس میں بیٹھی رابیل کافی پیتے لیپ ٹاپ پر کچھ ڈیزائنز دیکھ رہی تھی،اس کا فون وائبریٹ ہوا اور اس نے سکرین آن کر کے عارفین کے میسجز پڑھے،پھر مسکرا کر جواب ٹائپ کیا۔۔اور فون رکھ کر دوبارہ لیپ ٹاپ سکرین کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

مامون باہر نکلا اور آرا صوفے پر بیٹھیں ملیحہ سے باتیں کر رہی تھی۔پاس ہی تیمور تھا جو نیم دراز سا کافی پینے میں مگن تھا۔مامون لاؤنج کی جانب بڑھا،اس نے عافی کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور اسے صوفے پر بٹھایا۔پھر ساتھ خود بیٹھا اور چھوٹی آرا کا بازو کھینچ کر اسے اپنے ساتھ بٹھایا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا۔۔

"میں سوچ رہا ہوں آرا کا سکول میں ایڈمیشن کروا دیتے ہیں،اب ہماری آرا بڑی ہو گئی ہے"اس نے گردن اٹھائی اور خالی خالی نگاہوں سے مامون کو دیکھا۔وہ مسکرا دیا اور آہستہ سے اس کا گال کھینچا"آرا کی نئی فرینڈز بنیں گی،نیو بکس بیگ لنچ باکس۔۔مزہ آئے گا"وہ اس میں ایکسائٹمنٹ دیکھنا چاہ رہا تھا وہ جوش جو نیا لنچ باکس اور نیا بیگ دیکھنے پر بچوں کے سر پر سوار ہوتا ہے۔

اس نے سانس خارج کی"ابھی تو میں چھوٹی ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دیا"اچھا۔۔لائلہ کو ڈانٹ دیتی ہو، تیمور سے جھگڑا بھی کرتی ہو، نانو سے خفا بھی ہوتی ہو، مجھے نخرے دکھاتی ہو اور ابھی آپ چھوٹی ہو"

اس نے منہ بنالیا جیسے پھر سے خفا ہو، وہ اس کے کان کے قریب جھکا"میں آرا کو ایک سرپرائز دینے والا ہوں"

وہ مسکرائی، آنکھوں میں چمک در آئی"کیا؟"

"سیکریٹ ہے"اس نے شانے اچکائے

وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور رہی تھی۔مامون نے اپنی ماں کو دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں، اس نے آرا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"آپ کو سرپرائز تب ملے گا جب آپ نانو کو تنگ نہیں کریں گی"

اس نے فوراً سے سر دائیں بائیں نفی میں ہلایا"میں نانو کو تنگ تو نہیں کرتی"اور پھر ملیحہ کو دیکھا کہ اب نانی ہی کچھ بولے

"نہیں۔۔آرا مجھ سے پیار کرتی ہے، یہ بس تیمور کو تنگ کرتی ہے"اور وہ ہنس دیں

اس نے آرا کا چہرہ اپنی طرف موڑا"ہم نا ملائیشیا جا رہے ہیں، میں اور آپ کی مما۔۔ہم کل آئیں گے اور اگر آرا نے نانو اور تیمور کو تنگ نہ کیا تو پھر میں آرا کو آرا کا سرپرائز دے دوں گا"

اس نے سر آگے کر کے اپنی ماں کو دیکھا جو دائیں جانب دیکھ رہی تھی۔پھر مامون کو دیکھا

"میں بھی جاؤں گی"

مامون نے سانس خارج کی، ملیحہ نے اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں کہ میں نے کہا تھا مت بتانا۔۔

"اگر آپ بھی چلی گئیں تو گھر کا خیال کون رکھے گا؟ لائلہ بس آرا سے ڈرتی ہے، آرا بھی ہمارے ساتھ چلی گئی تو پھر لائلہ تو اپنی مرضی کرے گی"

لاؤنج کے دروازے کے پاس زرین کو آڈر دیتی لائلہ مسکرائی تھی، وہ تو آج کل سلیبریٹی بنی ہوئی تھی۔۔

آرا نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مامون کو "نہیں میں آپ کے ساتھ جاؤں گی"

اس نے منہ کے زاویے بگاڑے "اگر آپ میرے ساتھ چلی گئی تو سرپرائز کینسل" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے تھے۔۔

اس نے پہلے ملیحہ کو دیکھا پھر تیمور کو، وہ سیدھا ہوا "ہم پارٹی کریں گے، بائکنگ بھی کریں گے اور رات کو موووی بھی دیکھیں گے" پھر شانے اچکائے "باقی تم دیکھ لو"

وہ کچھ سوچ رہی تھی پھر مامون کو دیکھا اور دھیما سا مسکرائی "آپ کب آؤ گے؟"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا "کل"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ وہ مسکرا دیا، پھر اس کے سر پر بوسہ دیا

Clubb of Quality Content

وہ اٹھا اور کوٹ ٹھیک کیا، پھر عافی کا پاسپورٹ لینے کے لیے اندر بڑھا۔اس کے کمرے کا دروازہ کھولا اور پھر اس کی الماری کی طرف بڑھا۔وہ اس کے لاکر سے پاسپورٹ نکال رہا تھا۔۔ پیچھے سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون چلانے لگا تھا،اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیا۔۔پاسپورٹ ہاتھ میں لیے سائیڈ ٹیبل تک آیا، فون ہاتھ میں پکڑا اور چونک گیا۔۔اس نے اس چیز کی امید نہیں کی تھی،رابیل عافی کو کال کر رہی تھی،اس کا دل بے اختیار دھڑکنے لگا،اس نے فون سائلنٹ پر لگایا اور کوٹ کی جیب میں رکھا، باہر کی طرف بڑھا اور لاؤنج میں آرا کو دیکھ کر مسکرا دیا۔پھر جھک کر اسے خود سے لگایا اور سیدھا ہوا،عافی کا ہاتھ تھاما اور باہر کی طرف بڑھا۔۔

گاڑی خالی سڑک پر دوڑ رہی تھی، پیچھے بیٹھے مامون نے گلا کھنکھارا

"عافی۔۔"

وہ جو سیٹ کی پشت سے سر لگائے بیٹھی تھی محتاط ہو گئی "ہوں!"

"وہ۔۔رابیل کی کال آ رہی تھی"

عافی کے ہونٹ اوہ میں سکڑے۔۔پھر سنبھل گئی "وہ کچھ پوچھے تو اسے بتا دینا،اسے مت بتانا کہ میں۔۔"بہت سے آنسو گلے میں اٹک گئے،درد بڑھنے لگا

"اوکے "مامون نے بات سنبھال لی،وہ کھڑکی سے باہر بھاگتی عمارات دیکھ رہا تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ذہن میں کئی مہینے پہلے کا منظر تھا،وہ تیمور کے ساتھ ہاسپٹل آیا تھا،مینا اندر ایڈمٹ تھی۔یہ اس کے پہلے ایم ڈی کیٹ کا زمانہ تھا،جب اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور وہ تیمور کے ساتھ لاہور آیا تھا۔اندر رابیل کے گھر والے تھے سو وہ باہر باغ میں بنچ پر آ بیٹھا،وہ سامنے کچھ فاصلے پر دیکھتا خیالوں میں مگن تھا،ٹریفک رکی تھی،ایک لڑکی اپنے بھائی کے ساتھ کھڑی تھی،اس نے جھک کر بلی کے بچے کو بچایا تھا۔۔پھر اسے بازوؤں میں لیے پیار کرنے لگی،وہ اسے اپنے ساتھ اندر لائی تھی،ڈسپنسری سے اس کی مرہم پٹی کروائی تھی،اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھی مسکرا کر بلی کے بچے کو بسکٹ کھلا رہی تھی،وہ مسکراتے ہوئے اپنے بھائی کو کچھ کہہ رہی تھی۔دور بیٹھا مامون لڑکی کو اندر دیکھ چکا تھا،اس کی چچی اس سے اس کا کئی سال پرانا رشتہ ٹوٹنے کی وجہ پوچھ رہی تھیں اور وہ گلابی آنکھوں اور زخمی دل سے باہر آئی تھی،پیچھے ہی مامون بھی آیا تھا مگر وہ بنچ پر بیٹھ گیا۔اب وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کا اپنا دل زخمی تھا،جس کے اپنے زخموں سے خون رس رہا تھا مگر وہ ایک بلی کے بچے کی پرواہ خود سے زیادہ کر رہی تھی،اس کے بال لمبے تھے،وہ رابیل تھی،اس کی آنکھیں بھوری تھیں۔۔وہ رحم دل تھی،وہ کسی کو تکلیف نہیں دیتی تھی،وہ دور بیٹھے مامون کی نظروں کا مرکز تھی۔۔

گاڑی سڑک پر دوڑتے ایئرپورٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

ساڑھے تین کے قریب رابیل گھر واپس آ گئی۔عام طور پر وہ اتنی جلدی گھر نہیں آتی تھی مگر آج طبیعت ٹھیک نہیں تھی،سر میں بھی درد تھا۔گھر آتے ہی اس نے دوپہر کا کھانا کھایا اور صوفے کی

پشت پر سر رکھے سامنے بیٹھی گلشن آرا کو دیکھا جو فاطمہ کے ساتھ بیٹھیں مٹر نکال رہی تھیں، پھر رابیل کو دیکھا

"طبیعت ٹھیک ہے؟"

رابیل نے نفی میں سر ہلایا "سر میں درد ہے نانو"

اور ماتھا انگلیوں سے ملنے لگی۔ گلشن آرا نے فاطمہ کو دیکھا "فاطمہ جاؤ۔۔اندر سے تیل لے کر آؤ میں اس کے سر پر لگاتی ہوں" وہ فرمانبرداری سے اٹھی اور اندر چلی گئی

گلشن آرا نے اسے دیکھا اور اٹھنے کا اشارہ کیا "چلو آؤ۔۔ تیل لگا کر مالش کرتی ہوں"

رابیل نے منہ بنالیا "ابھی میں نے میڈیسن لی ہے نانو"

وہ کھڑی ہوئیں اور اس کا بازو تھام کر اسے کھڑا کیا، اپنے ساتھ لیے باہر آئیں اور بچھی ہوئی چارپائی پر بٹھایا۔ فاطمہ تیل لے آئی اور مسکرا کر رابیل کو دیکھا کہ اب تو شامت آگئی۔ انھوں نے اس کے بالوں کا جوڑا کھولا، بال آبشار کی طرح کمر پر پھیل گئے، لمبے گھنے سیاہ بال، وہی بال جس کا خواب ہر مشرقی لڑکی دیکھتی ہے۔۔

"دیکھو ذرا۔۔ مجال ہے جو کبھی بالوں کا خیال آیا ہو۔۔ میں دیکھوں تو دیکھوں ورنہ دونوں بے ہوش ہوتی ہیں" وہ ڈانٹتے ہوئے تیل لگا رہی تھیں "دوسری کو بھی آلینے دو ذرا"

رابیل ہنس دی، اس کے ساتھ ساتھ مینا کی بھی شامت آئی تھی۔

"مینو کہاں ہے نانو؟"اس نے آنکھیں بند کیے پوچھا تھا

"پتہ نہیں۔۔تین بجے یونیورسٹی سے آئی تھی، سکون اس کو پھر بھی نہیں ہے۔۔مجھ سے پیسے لے گئی ہے اب گند بلا اٹھا کر لائے گی"اور سر جھٹکا

وہ رابیل کو تیل لگاتے مالش کر رہی تھیں۔دفعتاً دروازہ کھلا اور کندھے تک آتے بالوں والی رامین اندر آئی،اس کے ہاتھ میں کھانے پینے والی چیزوں کا شاپر بھرا تھا

"مینو۔۔ادھر آ۔۔"مگر مینا فوراً سے اندر بھاگ گئی، یہ بات اب انھیں بھی پتہ تھی کہ وہ نہیں آنے والی۔۔

"عورت کا حسن اس کے بالوں میں ہوتا ہے۔میں خیال نہ رکھوں تو تمھارے بال جھاڑیاں بن جائیں"انھوں نے تھوڑا سا تیل اس کے سر پر انڈیلا اور پھر بالوں میں انگلیاں ڈال کر تیل ملنے لگیں

"اس لیے رابیل کے بالوں کے لیے اللہ نے رابیل کی نانو کو بھیج دیا ہے"اور مسکرا دی

وہ بھی مسکرائی تھیں"نہ تمھاری ماں نہ مینو، کوئی میرے ہاتھ نہیں آتا۔۔بس میری رابیل ہی ہے جو نانی کے کہنے پر آجاتی ہے۔۔لڑکیوں کے لمبے بال اچھے لگتے ہیں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"میں جب چھوٹی ہوتی تھی نا اپنی نانی کے پیر دبا کر سوتی تھی، ان کے سر پر تیل لگا کر مالش کرتی تھی۔۔میری نانی مجھے دعا دیتی تھیں اللہ مجھے عرش کے بھاگ لگائے"

رابیل ہنس دی "اور پھر آپ کو نانا مل گئے"

وہ مسکرادیں "ہاں تو اور کیا۔۔ماؤں کی دعا بڑی جلدی لگتی ہے"

رابیل جھٹ سے بولی "چلیں پھر آپ دعا کریں میں بہت جلد کامیاب ہو جاؤں، میں مشہور ہو جاؤں "اور ہنس دی

وہ بھی مسکرائی تھیں "اللہ سے جب بھی مانگتے ہیں اچھا نصیب مانگتے ہیں بیٹے۔۔شہرت دولت یہ مل بھی جائیں نصیب اچھا نہ ہو تو یہ کسی کام کے نہیں لگتے"

وہ ٹھیک کہہ رہی تھیں، رابیل اس ٹراما سے گزر کر آئی تھی، اس نے سانس خارج کی "آپ دعا کریں میرا نصیب کہیں بہت سا پیسہ کما رہا ہو "اور ہنس دی

وہ بھی ہنسی تھیں "اللہ تمھیں عرش کے بھاگ لگائے "اور کنگھی پکڑ کر اس کے بالوں میں پھیرنے لگیں۔۔وہ آنکھیں بند کیے گرم دھوپ محسوس کر رہی تھی جو کہ بھلی معلوم ہو رہی تھی

رات کا دوسرا پہر چل رہا تھا۔کمرے کی بتی جل رہی تھی۔ایک طرف عارفین لحاف اوڑھے سو رہی تھی، کئی گھنٹے مامون سے باتیں کرنے کے بعد وہ اب جا کر کہیں سوئی تھی۔مامون واش روم سے باہر آیا، بال ماتھے پر چپکے تھے، آنکھیں سرخ تھیں جیسے وہ رویا ہو۔پھر اپنی بہن کو دیکھا جو سو رہی تھی، اس نے نم سانس اندر کھینچی اور آنکھیں آخری بار پونچھ لیں۔اس کی بہن اپنی آنکھوں کا نور کھو چکی تھی اور وہ کچھ نہیں کر پا رہا تھا، ملک ملک اس کو لے کر جانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔جہاں جاتا

تھاانکار ہوتا تھا مگر جہاں کہیں امید کی کرن نظر آتی تھی وہ ضرور جاتا تھا۔وہ عافی سے بہت محبت کرتا تھا، باپ کے چھوڑ دینے کے بعد وہ اس کا باپ تھا۔وہ بیڈ کی دوسری طرف بیٹھا تھا، نم سانس اندر کھینچی اور بیڈ سائیڈ کا دراز کھولا، اندر عافی کا موبائل فون تھا، رابیل کے بہت سے میسجز آئے تھے مگر اس نے جواب نہیں دیا تھا۔اس کا دل رابیل کا نام پڑھ کر دھڑکنے لگا، کیا وہ اس سے بات کر لے؟ اس نے اس کی چیٹ کھولی، وہ آن لائن تھی۔وہ اسے اپنے بوتیک کے حوالے سے بتا رہی تھی کہ اس کے بوتیک پر کام شروع ہو چکا تھا۔اس نے مبارکباد کا میسج ٹائپ کیا

"Congratulations"

اور میسج اسے بھیج دیا۔اب سانس نارمل ہوئی تھی، نم سانس سوکھ چکی تھی۔اس کا جواب موصول ہوا اور وہ پوچھ رہی تھی کہ وہ اپنے بوتیک کا کیا نام رکھے، اس نے بہت سوچا ہے مگر سمجھ نہیں آیا۔مامون نے سانس خارج کی اور کھڑا ہوا، ٹیرس کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور ٹھنڈی ہوا سانس لے کر اندر داخل کی۔باہر روشنیاں جل اٹھی تھیں، ملائیشیا اس وقت بھی سیاہ آسمان تلے جاگ رہا تھا۔۔اس نے اس کا میسج پڑھا اور میسج ٹائپ کیا

"تم کیا چاہتی ہو تمھارے بوتیک کا نام کیسا ہو؟" مامون اس سے یوں بات کر رہا تھا جیسے عافی ہو۔

"وہ کچھ ایسا ہو کہ لوگ انسپائر ہوں، وہ لوگوں کو فیسینیٹ کرے" اس کا جواب آیا تھا۔

"اوکے۔۔مجھے بتاؤ رابیل دنیا کے انسان سب سے زیادہ کس چیز کو فیسینیٹ کرتے ہیں یا کر رہے ہیں؟" مگر وہ مامون تھا،لوگوں سے اپنی بات ان کے طریقے سے منوانے کا ہنر صرف مامون آفندی کے پاس ہی تھا اور وہ اسے بخوبی استعمال کرتا تھا۔

ایک ہنسی والا ایموجی موصول ہوا، پھر اس کا جواب "یہی کہ ان کے پاس پیسہ ہو"

"یعنی پیسہ" اس نے جلدی سے ٹائپ کیا۔وہ ایموجیز استعمال نہیں کرتا تھا۔

"ہاں"

"پیسہ آئے گا تو کیا ہو گا؟"

کچھ پل کی تاخیر وہ جیسے کچھ سوچ رہی تھی۔۔پھر جواب موصول ہوا

"اتھارٹی۔۔انسان سمجھتا ہے کہ اگر پیسہ آگیا تو وہ فلاں فلاں چیزیں لے لے گا۔اس کے ہاتھ میں فلاں فلاں چیزوں کی اتھارٹی جائے گی"

"اوکے اور اتھارٹی کیا ہے؟"

پھر کچھ پل کی تاخیر،وہ ہر شے میں لاجک ڈھونڈتا تھا اور دوسرے کو بھی لاجک دے کر بات سمجھاتا تھا۔رابیل نے ایموجی بھیجا جس کا منہ بنا ہوا تھا جیسے سمجھ نہیں آئی

"اتھارٹی ملنے سے کیا ملتا ہے رابیل؟" اس نے سادہ لفظوں میں بات سمجھانے کی کوشش کی

کچھ پل بیتے اور جواب موصول ہوا

"پاور"

وہ مسکرادیا،اس کا دماغ کام کر رہا تھا۔۔

"اور تمھیں پتہ ہے اس دنیا کی سب سے بڑی پاور کیا ہے؟"

"کیا؟"

"انرجی "ایک لمحے کا توقف، وہ ٹائپنگ کرتا جا رہا تھا" انرجی، جسے نہ تو بنایا جا سکتا ہے اور نہ مٹایا جا سکتا ہے۔۔انرجی اس دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔۔یہ وہ سچ ہے جو ہر انسان میں کامن (عام) ہے مگر مختلف ہوتا ہے"

"کیسے؟"

"وہ ایسے کہ تم میں اور مجھ میں انرجی ہے، ہمارے گرد انرجی ہے۔۔مگر ہر شخص کی انرجی دوسرے سے مختلف ہے اور کہیں ایک جیسی بھی ہے، ہم ایک جیسے نہیں ہیں مگر ہم میں انرجی تو ہے نا، کبھی مجھ میں منفی انرجی ہوتی ہے تو کبھی تم میں، کبھی تم مثبت انرجی سے کام لیتی ہو کبھی میں۔ہم سب میں انرجی ہے۔انرجی کا دائرہ بدلتے جذبات سے بدلتا رہتا ہے،انسان سب سے زیادہ انرجی کو فیسینیٹ کرتا ہے۔۔دیکھا نہیں تم نے دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں ایک دوسرے سے لڑتی ہیں۔۔امریکہ روس سے۔۔کیوں؟ کیونکہ پاور چاہیئے، وہ پاور جو انرجی کے ہونے سے ملے گی۔۔سورا ئیل انرجی انسانوں کو متوجہ کرتی ہے،انرجی انسانوں کو کھینچتی ہے۔۔ہمارے گرد بھی تو انرجی کا دائرہ ہے۔۔کبھی ہم کسی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی پازیٹیو انرجی کی طرف کھچتے چلے جاتے ہیں تو کبھی ہماری نیگیٹو انرجی کی وجہ سے لوگ ہم سے دور ہو جاتے ہیں، ہر جگہ انرجی ہے "اس نے لمبا سا میسج بھیجا تھا۔ دوسری طرف سے مسکراتا ہوا ایموجی موصول ہوا۔۔

"اس انرجی کے دائرے کو Aura کہتے ہیں"

مامون مسکرایا۔ جواب ٹائپ کیا۔ وہ اس نقطے پر پہنچ چکا تھا جہاں اسے رابیل کو لانا تھا

"Aura, energy you wear"

دوسری طرف سے رابیل نے حیران ہوتا ہوا ایموجی بھیجا، مامون کی مسکراہٹ گہری پڑی

"باقی تمھاری مرضی "اس نے ٹائپ کر کے میسج بھیج دیا

رابیل نے اسے ہنستا ہوا ایموجی اور سرخ دل اکٹھا بھیجا تھا۔

خدا حافظ کہہ کر اس نے فون جیب میں اڑس لیا۔۔ وہ خاموشی سے سینے سے بازو باندھے سامنے دیکھنے لگا، ایک گلٹ کا احساس تھا جو اسے گھیرے ہوئے تھا۔۔ مگر ایک عجیب سا اطمینان تھا کہ اس نے اس کا جواب آسان کیا ہے۔۔

دوسری طرف آٹھ مرلہ مکان میں اپنے بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھی رابیل نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی اور پھر کمبل میں کھسک گئی۔۔ اسے لگتا تھا کہ عافی اس سے بات کر رہی ہے مگر لگنے اور ہونے میں تو فرق ہوتا ہے نا!

اگلا سارا دن انتظار میں گزرا اور مامون نہیں آیا۔ چھوٹی آرا گیٹ کو جھانک کر واپس لاؤنج میں آجاتی اور پھر صوفے پر چپ کر کے بیٹھ جاتی۔ رات کے ساڑھے آٹھ کا وقت تھا، سیاہ پردے ہر سو تاریکی پھیلائے ہوئے تھے۔ آرا لاؤنج میں صوفے پر بیٹھیں ملیحہ سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ ساتھ ساتھ اسے چاول کھلا رہی تھیں، ماں کے بغیر اس نے شام کو کچھ نہیں کھایا تھا، ڈنر میں بھی منہ بنائے خاموش سی بیٹھی تھی۔ اب ملیحہ اسے کہانی سناتے کھانا کھلا رہی تھیں۔ دفعتاً باہر گاڑی کا ہارن بجا اور اس نے چونک کر لاؤنج کے دروازے کو دیکھا تھا، پھر باہر کی طرف بھاگی۔ سفید لینڈ کروزر گیراج میں کھڑی تھی اور مامون نے عافی کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ وہ اس کے پیچھے آرہی تھی اور آرا خاموشی سے اسے آتا دیکھ رہی تھی۔ مامون نے بائیں بازو اور پیٹ کے درمیان ایک چھوٹا سا ڈبہ پیٹ سے لگا رکھا تھا، دوسرے ہاتھ میں عافی کا ہاتھ تھا۔ وہ اندر آتے ہی آرا کو دیکھ کر مسکرایا۔ جھکا اور اسے خود لگایا۔ عافی نے دائیں طرف نہیں دیکھا تھا جہاں آرا کھڑی تھی، وہ سیدھا چلتی رہی، اسی وقت آرا کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا۔

"آرا۔۔" اس کی ماں نے اسے آواز لگائی تھی۔ وہ فوراً آگے کی طرف بڑھی

"مما میں یہاں ہوں" اور اس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔ وہ جھکی اور اس کے گرد بازو حمائل کر لیے، ہاتھ لگا کر اس کا چہرہ اور بال محسوس کیے، پھر اس کے گال چومے اور پھر ماتھا، وہ بس اپنی ماں کو دیکھے جا رہی تھی۔۔ عافی نے ہاتھ بڑھا کر صوفے کے ہتھ کو ٹٹولا اور پھر اسے خود سے لگائے بیٹھ گئی۔

مامون نے ڈبہ میز پر رکھا تھا۔ملیحہ نے عافی کو دیکھا، پھر مامون کو اور گلابی نم آنکھیں لیے اندر چلی گئیں۔۔

مامون نے سانس خارج کی اور آرا کو بازو پکڑ کر اپنی طرف بلایا، پھر اس کے گالوں کو چھوتے بال پیچھے کیے

"دن کیسا گزرا؟"

اس نے شانے اچکائے جیسے کچھ خاص نہیں، وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا، وہ پریشان سی تھی، سہمی ہوئی۔اس نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا اور آگے کو ہو کر ڈبہ پکڑا، پھر آرا کی گود میں رکھا

"یہ آرا کا سرپرائز ہے"

وہ مسکرائی اور ڈبے کے اوپر چڑھے ربن کی گرہ کھولی، پھر ڈبے کا ڈھکن الگ کیا اور ڈبے کی چاروں دیواریں گر گئیں۔اندر معصوم سا چھوٹا سا بھورے بالوں والا بلا تھا جس کی آنکھیں اس کی کھال کی طرح بھوری تھیں، چھوٹی سی گلابی ناک اور اس کی کھال پر بہت سے بال تھے۔۔اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور ہونٹ گول کیے اسے دیکھا۔۔وہ بھوری آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا، وہ مامون کو دیکھ کر ہنس دی

پھر بڑے پیار سے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اس کی کمر پر پھیرنے لگی، پھر اس کی ناک کو چھوا اور وہ باریک نازک سی آواز میں بولا

وہ پھر سے ہنسی "یہ بہت پیارا ہے" اور اپنی ماں کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی۔

مامون بھی مسکرایا، اسے اس وقت اس کے چہرے پر خوشی دنیا کی ہر نعمت سے بڑی لگی تھی

"اس کا نام کیا ہے؟" اس نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے مامون کو دیکھا تھا۔۔مامون کی مسکراہٹ سمٹی، دل دھڑکنے لگا اور اس نے تھوک نگلا، وہ اس کا نام اسے خریدنے سے پہلے کا سوچ بیٹھا تھا، پھر اس بلے کی بھوری آنکھوں کو دیکھا اور بولا

"شیفر"

آرا نے نام دہرایا اور اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا، پھر بازوؤں میں لے کر بیٹھ گئی۔۔وہ مسکرا رہی تھی، پھر عارفین کی گود میں بلا رکھ کر ہنس دی۔۔مامون نے پہلے عافی کو دیکھا پھر آرا کو، کھڑا ہوا اور جھک کر آرا کو اپنے کندھے سے لگایا، عارفین کا دکھ اس کے لیے دنیا کی ہر خوشی سے بڑا لگ رہا تھا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا، وہ سانس خارج کر کے اندر چلا گیا۔۔

رات کے دس بجے کا وقت تھا۔اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا، یہ سفر اس کی زندگی کا سب سے ہولناک سفر تھا۔اس نے دو گولیاں ہتھیلی پر رکھ کر منہ میں پھانکیں اور پھر پانی کا گلاس منہ کو لگا لیا۔ گھونٹ گھونٹ پانی اندر اتارا اور پھر گلاس بیڈ سائیڈ پر رکھ دیا۔سیدھا ہو کر بیٹھا اور تکیہ سیٹ کرنے لگا جیسے سونے لگا ہو، دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور آرا اندر جھانک رہی تھی

وہ مسکرا دیا "ارے۔۔آپ ابھی تک سوئی نہیں؟"

وہ دروازہ کھول کر اندر آئی اور پھر دروازہ بند کیا۔اس نے سرخ رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی جس کے سامنے پیٹ پر ایک پاکٹ تھی اور پاکٹ کے کناروں پر ہاتھ رکھے شیفر باہر جھانک رہا تھا۔وہ بیڈ پر چڑھی اور مامون کی طرف بڑھی۔وہ مامون کے سامنے بیٹھی تھی،خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھا۔مامون نے اس کا بازو پکڑا اور اپنے ساتھ بٹھالیا۔پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور جھک کر اس سے مخاطب ہوا

"کیا بات ہے؟آرا اتنی چپ چپ کیوں ہے؟"وہ رکا،اس کی آنکھوں میں دیکھا"مون کو نہیں بتاؤ گی کیا ہوا ہے؟"

اس نے ہونٹ سکیڑے،آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھر گئے،تنفس بڑھا اور وہ آنکھیں زور سے میچیں رونے لگ گئی۔مامون جانتا تھا جو وہ جانتی تھی۔آنسو تواتر سے اس کے گال بگھو رہے تھے۔وہ کچھ نہیں بولا بس اس کا سر سینے سے لگائے ہاتھ بالوں پر پھیرتے اسے تھپکتا رہا،وہ رونا چاہتی تھی اور بہت سا رونا چاہتی تھی۔اس نے اسے رونے دیا۔پھر جب وہ چپ ہو گئی تو اس نے اپنے بازو مامون کے گرد حمائل کیے،اس کا سر مامون کی دھڑکن کے مقام پر تھا

"آرا۔۔مجھے تو بتاؤ کیا سوچ کر روئے جا رہی ہو؟"

اس کا بلا اس کی جیب سے نکلا اور مامون کی گود میں بیٹھ گیا۔

"مما مجھے دیکھ کیوں نہیں رہیں؟ان کو میں نظر کیوں نہیں آ رہی؟"

گھر کا سب سے ایکٹیو فرد گھر کا "بچہ" ہوتا ہے۔بچے سب سے اچھے آبزرور ہوتے ہیں،وہ سب دیکھتے ہیں اور اپنی سوچ کے مطابق سب سمجھتے ہیں۔وہ سب محسوس کرتے ہیں اور وہ سب سے حساس ہوتے ہیں۔

مامون نے اس کے سر پر گال رکھا اور پھر نرم شائستہ لہجے میں بولنے لگا

"اگر آپ کسی کو اپنی چیز دو تو آپ کا جب دل کرے واپس لے سکتی ہو نا۔۔کیونکہ وہ تو آپ کی چیز ہے،آپ کی ہی رہے گی"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تو یہ جو ہمارے پاس ناک کان آنکھیں دل پیارے پیارے ہاتھ اور دماغ ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اللہ نے دیا ہے،تو جب اللہ نے دیا ہے اللہ لے بھی تو سکتا ہے نا ۔۔اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ بہت بڑا ہے اور ہمارے پاس جو کچھ ہے اللہ کا ہے۔۔پھر اللہ جو چاہے ہم سے لے لے کیونکہ ہمارے پاس تو کچھ بھی ہمارا نہیں ہے،سب اللہ کا ہے"

اس نے اپنا سر اٹھایا اور مامون کو دیکھا،آواز نم تھی "تو اللہ تعالیٰ نے میری مما کی آئی سائٹ کیوں لی؟"

مامون نے سانس خارج کی اور انگلیوں سے اس کی آنکھیں خشک کیں

"اللہ تعالیٰ کے پاس نا بہت سارا نالج ہے، بہت ساری پاور۔۔ ہم اس کے سامنے کچھ نہیں ہیں۔۔اس لیے اللہ سے "کیوں" کا سوال نہیں کرتے۔آرا کی مما ایک بات بار بار ریپیٹ کرتی ہیں کہ جو ہوتا ہے اسے دیکھتے ہیں جس نہیں ہوتا اسے نہیں دیکھتے، اللہ تعالیٰ جب ہم سے کوئی چیز لیتا ہے تو ہمیں اس کے بدلے کچھ اور دے دیتا ہے"

وہ خاموشی سے سنتی رہی، پھر بولی "مما کو کیا دیا؟"

مامون مسکرایا "جو چھوٹے بچوں کی ماما ہوتی ہیں نا، اللہ تعالیٰ انھیں ایک دوسری نظر دیتا ہے، دل کی نظر۔۔ماں اپنے بچے کو دل کی نظر سے دیکھتی ہے، وہ نظر جو کسی کے پاس نہیں ہوتی۔۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی مما کو اور بہت کچھ دیا ہے، ان کے پاس بہت سا نالج ہے، وہ آرا کو ٹچ کر کے فیل کر سکتی ہیں، آپ کی آواز سے آپ کو محسوس کر سکتی ہیں، ان کو سب پتہ ہوتا ہے کہ آرا کس وقت پریشان ہے اور کس وقت خوش، ماؤں کو بچوں کی سب خبر ہوتی ہے چاہے ان کے پاس آنکھیں ہوں یا نہ ہوں۔۔ اللہ تعالیٰ انھیں دل کی آنکھ عطا کرتا ہے"

آرا خاموش رہی۔مامون بولتا رہا

"ایک دن آرا بڑی ہو گی اور پھر آگے آگے بڑھے گی، اپنی اماں کی طرح لیڈ کرے گی لیکن اس کے لیے تو دل بڑا کرنا پڑتا ہے۔ماما کا ہونا ہی بہت بڑی نعمت ہوتا ہے اور پھر آرا کی ماما تو بہت انٹیلیجنٹ ہیں" وہ خاموش رہی۔اب وہ نارمل تھی۔

کچھ پل کی خاموشی، مامون نے سیٹی بجائی اور شیفر کو اپنی طرف متوجہ کیا "اس کو دیکھو، میری گود میں آرا کی جگہ بیٹھا ہے۔۔ابھی سے شیطان ہے"

وہ دھیرے سے ہنسی تھی، وہ بھی مسکرایا تھا

اس نے مامون کو دیکھا پھر سانس خارج کی "بھوک لگ گئی ہے"

وہ ہنس دیا "اکثر شرارتی بچوں کو رونے کے بعد بھوک لگ جاتی ہے"

وہ فقط مسکرائی تھی۔۔وہ بیڈ سے اترا، ساتھ ہی آرا کو بھی اتارا، اس نے شیفر اپنی شرٹ کی سامنے والی بڑی جیب میں ڈال لیا

"صبح پتہ ہے ہم کیا کریں گے" مامون نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا اور اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا "صبح ہم فجر پڑھ کر سیر پر جائیں گے، تازہ ہوا میں سیر کریں گے اور پھر بریک فاسٹ کر کے اپنا کام شروع کریں گے"

دونوں کمرے سے باہر بڑھے تھے، آرا مامون سے کچھ پوچھ رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے اس کا جواب دے رہا تھا۔۔وہ گھر کا بڑا مرد تھا "حاکم" اور اسے حاکم بننا آتا تھا۔۔

آٹھ ماہ بعد:

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔ بہار کے موسم میں راتیں بڑی خوبصورت سی ہوتی ہیں۔ آٹھ مرلہ مکان میں معمول کی رونق تھی۔ صوفے پر بیٹھا اشعر اپنی نانی کی ٹانگیں دباتا دعائیں سمیٹ رہا تھا۔

فرحت پاس بیٹھیں گلشن آرا سے باتیں کر رہی تھیں۔ پیچھے رابیل کے کمرے میں رامین بیڈ پر بیٹھی تیمور سے وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔ آئینے کے سامنے کھڑی رابیل نے سیاہ گاؤن پہن رکھا تھا، لمبے گھنے بال کھلے تھے، بھوری آنکھوں پر سیاہ لینز تھے، کانوں میں سیاہ گول ہیرے اور گلے میں ہلکا سا ڈائمنڈ سیٹ تھا۔اس کی کلائی میں رامین کی گھڑی تھی اور وہ اس بات سے قطعاً بے خبر تھی کہ یہ گھڑی اسے کس نے دی ہے۔ایک نظر خود کو دیکھا، پھر ہائی لائٹر پکڑ کر ذرا سا ناک کی ہڈی پر لگایا، ناک مزید تیکھی لگنے لگی، وہ مسکرا دی اور پھر لپ سٹک کا کلر بدل لیا۔اسے سرخ لپ سٹک نہیں پسند تھی، زیادہ تعداد نیوڈ کلرز کی ہی تھی، پاس ڈریسنگ پر پڑے فون کی رنگ ٹون بجی تھی، کسی کا میسج موصول ہوا تھا۔اس نے نظر انداز کیا اور مینا کو دیکھا

"اب بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں؟" اور بالوں میں ہاتھ پھیر کر بال ایک طرف کو کیے

"پیاری لگ رہی ہو" مسکراہٹ گہری ہوئی "جاتے ہوئے صدقہ دیتی جانا"

رابیل مسکرائی اور جھک کر اپنی ہیلز پہننے لگی۔۔آج اس کی پروفیشنل زندگی کا بڑا خاص دن تھا، شہر کے ایک امیر اور مشہور ڈیزائنر نے اپنے برانڈ لانچ کی خوشی میں کئی ڈیزائنرز کو ایک پارٹی میں انوائیٹ کیا تھا۔رابیل کیسے آگئی یہ اس کو بھی نہیں پتہ تھا، خیر اس نے جھک کر جوتے کے سٹریپ بند کیے اور پھر سیدھی ہوئی۔ تیمور اس سے حال چال پوچھ رہا تھا، پھر بوتیک کی باتیں پوچھنے لگا۔۔کیمرہ رامین کی طرف ہی تھا بس وہ اپنا کام کرتی جواب دے رہی تھی، اس نے سکرین آن کی اور میسج پڑھا،

جمال احمد کے پی اے کا میسج تھا۔اس کا کہنا تھا کہ وہ گاڑی بھیج رہا ہے رابیل اس پر آئے،امپریشن اچھا پڑے گا مگر اس نے نظر انداز کیا

"تیمور۔۔یہ جو جمال احمد ہے۔۔یہ شادی شدہ ہے؟"

وہ ہنس دیا"کسی کو نہیں پتہ۔۔کوئی کہتا ہے اس کی دو بیویاں ہیں کوئی کہتا ہے اس نے تین شادیاں کر رکھی ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ وہ ابھی تک ان میرڈ ہے۔۔کسی کو اس کی پرسنل لائف کے بارے میں کچھ نہیں پتہ،لوگ کہتے ہیں اس کی بارہ حویلیاں ہیں مگر وہ اس پر بھی کچھ نہیں کہتا"اس نے وضاحت پیش کی تھی۔۔اس نے باڈی سپرے کا ڈھکن کھول کر تھوڑ خود پر انڈیلا۔

"ہوں۔۔عجیب ہے،فلرٹ سا"اس نے تیمور کو دیکھتے منہ بنایا

وہ پھر سے ہنسا"فلرٹ نہیں ہے رابیل،وہ بس تمھارے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہے۔۔اس کا نام ہی کافی ہوتا ہے،لوگ اس کے قریب ہوں یا دور اس کے رعب میں رہتے ہیں"اس نے اپنے لمبے بالوں میں انگلیاں پھیری تھیں۔

رابیل نے سر جھٹکا جیسے یہ سب بڑی بار سنا ہے،پھر آخری بار خود کو دیکھا،مینا کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور کمرے سے نکل گئی۔فرحت اور گلشن آرا سے ملی اور پھر اشعر کے ساتھ چل دی۔۔

وہ اسے چھوڑ کر واپس چلا گیا۔آج اس کی آنکھیں بھوری نہیں سیاہ تھیں،وہ سیاہ بن کر آئی تھی۔

بڑے سے ہال میں منعقد کیا گیا فنکشن،یہاں وہ کسی کو بھی نہیں جانتی تھی۔پچھلے نو مہینوں میں وہ بس فیکٹری اور بوتیک کو اپنا وقت اور انرجی دیتی آئی تھی۔اس نے سانس خارج کی،قیمتی سیاہ چمکتے کلچ کو ہاتھ میں مضبوطی سے تھاما اور دھڑکتے دل مگر اعتماد سے اندر بڑھی۔وہ داخلی دروازے پر کھڑی تھی،ہر شخص خود میں مگن تھا۔رابیل نے ہر سو نظر گھمائی۔۔سامنے مگر دائیں طرف صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا سیاہ قیمتی تھری پیس میں ملبوس شخص کھڑا ہوا تھا،وہ کسی کے آنے پر کھڑا نہیں ہوتا تھا۔وہ کسی کے رعب میں نہیں آتا تھا،لوگ اس کے آنے پر کھڑے ہوتے تھے مگر وہ رابیل کے آنے پر کھڑا ہوا،لوگوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا،اس کے چہرے پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔اس کی نظروں کے تعاقب میں لوگوں کی گردنیں پیچھے کو گھومیں،نشانے پر رابیل اورنگزیب تھی جسے اور کوئی نہیں جانتا تھا مگر آج کے بعد کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اسے نہ جانتا ہو۔اس کے کھڑے ہونے پر بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تھے مگر وہ بے پرواہ تھا۔وہ لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا تھا،جمال احمد آگے بڑھا تھا،اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھیں چھوٹے بالوں والی مسز سلطانہ رابیل کو گھور رہی تھی،وہ رابیل کو نہیں جانتی تھیں مگر جاننا چاہ رہی تھیں۔۔پھر جمال کو دیکھا جو بات بیچ میں چھوڑ کر کھڑا ہوا تھا،جو اس کے آنے پر کھڑا ہوا تھا۔

جمال احمد رابیل اور نگزیب کے آنے پر کھڑا ہوا تھا، وہ جمال احمد جس کے آنے پر سب کھڑے ہوتے تھے۔۔

رابیل نے اسے دیکھا اور سانس خارج کی، ہال میں سرگوشیاں ہونے لگی تھیں، جمال آگے بڑھا تھا رابیل اندر داخل ہو چکی تھی، اس کے پیچھے اس کا پی اے تھا۔ کس کی اتنی مجال کہ وہ اسے روک سکے، دور کھڑے جلیل طاہر اور سٹیج کے پاس کھڑی فائقہ جبین نے انھیں دیکھا تھا۔

وہ عین رابیل کے سامنے کھڑا تھا "منسوب تھے جو لوگ میری زندگی کے ساتھ

اکثر وہی ملے ہیں بڑی بے رُخی کے ساتھ

چہرے بدل بدل کے مجھے مل رہے ہیں لوگ

اتنا بُرا سلوک میری سادگی کے ساتھ" اس کا بھاری مردانہ لہجہ اور شاعری، وہ شخص اپنا ایک چارم رکھتا تھا، مسکراہٹ گہری ہوئی

"خوش آمدید۔۔رابیل اور نگزیب!" اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا تھا۔

رابیل کی کلائی میں گھڑی یک دم جلی تھی، سرخ رنگ کے الفاظ جگمگا رہے تھے

اس نے بھی مسکرا کر سر کو خم دیا "امید نہیں تھی کہ آپ ملیں گے"

وہ ہنس دیا مگر دھیما سا، لوگ مڑ کر انھیں تجسس سے دیکھتے کہ کون ہے جس سے وہ کھڑا ہوا کر بات کر رہا ہے اور کیا بات کر رہا ہے، مڑ کر دیکھتے پھر باتیں کرنے لگتے مگر وہ بے پرواہ تھا "ہم آپ کی امیدوں پر کب پورا اترتے ہیں؟"

رابیل نے سانس خارج کی اور ادھر اُدھر دیکھا "لوگ تو ایسے مڑ مڑ کر دیکھ رہے ہیں کہ جیسے آپ کوئی ٹرافی ہوں" کسی کی کیا مجال جو جمال سے اس طرح بات کرے، کسی کی مجال ہی کیا وہ اس سے زیادہ بات کرے۔ وہ صرف تھوڑی سی بات سنتا اور پھر اپنی مرضی سے رکتا اور چلا جاتا اگلا چاہے بولتا رہے جیسے ابھی مسز سلطانہ بولتی رہ گئیں۔

"شہرت مبارک رابیل اورنگزیب!" دھیمی مسکراہٹ اور شائستہ لہجہ۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ ہر کسی سے یوں بات نہیں کرتا۔

اس کی بھنویں بھینچ گئیں، پھر بایاں ابرو اٹھایا

"مطلب؟"

"مشہور ہونے کے دو طریقے ہوتے ہیں، پہلا آپ خود محنت کریں اور نام کمائیں، کئی سالوں بعد مشہور ہو جائیں اور دوسرا طریقہ ہوتا ہے کسی مشہور شخصیت سے مل کر رہیں اور آپ دوسرے طریقے پر عمل کر رہی ہیں"

Clubb of Quality Content

رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی "آپ کی ایک عادت بڑی خراب ہے، رابیل سے زبردستی کام نکلوانے کی"

وہ ہنس دیا، پھر پی اے کو دیکھا۔ سانس خارج کی "آپ کی ایک عادت بڑی خراب ہے، اپنی من مانی کرنے کی"

اس نے سر کو خم دیا جیسے قبول کیا ہو

"ہم نے آپ کو کہا تھا کہ ہم گاڑی بھیج رہے ہیں آپ اس میں آئیں گی؟" اس نے سنجیدگی سے بات ختم کی

رابیل نے ارد گرد دیکھا، پھر برا سا منہ بنایا

"ایک تو میرے ڈیڈ بننے کا بڑا شوق ہے آپ کو" کہتے ہی سر افسوس سے نفی میں ہلایا

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ ویٹر اس کی طرف بڑھا تھا، اس نے ہاتھ کے اشارے سے جانے کو کہہ دیا۔

"آپ نے ہماری آفر کے بارے میں کیا سوچا؟" جمال نے سرگوشی کی تھی

رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی "مجھے آپ کی بیویوں کی سوتن بننے کا کوئی شوق نہیں"

وہ بھی مسکرا دیا "ارے واہ۔۔ لیکن میں تو آپ کو بارہ حویلیوں اور دو بیویوں پر ملکہ بنا کر رکھتا"

وہ ہنس دی، گالوں کے گڑھے واضح ہوئے "ملکہ بارہ حویلیوں اور دو بیویوں کے نہ ہونے سے بھی ملکہ ہی رہتی ہے"

وہ مسکرا دیا، مسز سلطانہ دور سے آتی دکھائی دے رہی تھیں۔ جمال احمد نے ابرو سے اشارہ کیا "وہ دیکھیں۔۔ آپ کی ماں بننے آ رہی ہے"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور منہ میں بڑبڑائی "استغفراللہ!"

وہ اس کی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا، پھر مسکرا دیا۔ مسز سلطانہ ان کے پاس آ کھڑی ہوئیں اور مسکرا کر بولیں

"ہیئے، کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

جمال احمد نے برا سا منہ بنایا اور وہاں سے مڑ گیا، پی اے کو اشارہ کیا اور وہ رابیل کی طرف بڑھا

"آئیں۔۔ آپ کو کسی سے ملوانا ہے" رابیل نے ایک نظر مسز سلطانہ کو دیکھا "ایکس کیوز می" اور وہاں سے چلی گئی۔

مسز سلطانہ دانت پیستے اسے دیکھ رہی تھیں حسد جلن تنفر کیا نہیں تھا ان کی نگاہوں میں، رابیل کی پشت ان کی طرف تھی اور وہ دور جا رہی تھی۔ پھر سانس خارج کی اور شانے اچکائے۔ اسے جمال احمد سے مطلب تھا رابیل تو یونہی بیچ میں آ گئی۔۔ چند ایک لوگوں سے ملنے کے بعد وہ گھر واپس آ گئی تھی۔ جمال احمد بھی زیادہ دیر نہیں رکا اور واپس آ گیا۔۔ وہ واقعی ٹھیک تھا، لوگوں کو رابیل اور نگزیب میں

دلچسپی پیدا ہوئی تھی۔وہی دلچسپی اور تجسس جو انھیں جمال کی شخصیت کی طرف کھینچتا تھا مگر اس کا دائرہ تنگ تھا،لوگ اس کے بارے میں اتنا ہی جانتے تھے جتنا گوگل بتاتا تھا اور گوگل وہی بتاتا تھا جو جمال اسے کہتا تھا۔۔رات مزید سیاہ ہو رہی تھی

سفید دھاری ابھی نیلی دھاری سے جدا نہیں ہوئی تھی۔فجر کو بیتے کئی ساعتیں گزر چکی تھیں،وہ فجر پڑھ کر جائے نماز پر ہی بیٹھا رہا جب اس کے کمرے کا دروازہ کھلا،بنا دستک کے آرا ہی آسکتی تھی اور وہی تھی۔اس نے ٹریک سوٹ پہن رکھا تھا،لمبے بال پونی میں بندھے تھے اور پاؤں میں جرابیں تھیں۔وہ آگے بڑھی،مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔آرا نے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے اور آگے کو جھکی

"چلیں!"

اس نے اثبات میں سر ہلایا،پھر کھڑا ہوا اور جائے نماز تہہ کی۔کچھ لمحے بیتے ہوں گے اور تین نفوس سفید سرمئی بنگلے سے باہر نکلے تھے۔سیاہ ٹریک سوٹ پہنے مامون،ساتھ چھوٹے آرا اور اس کے ساتھ اس کا بھورا بلا جو کہ اب بڑا ہو چکا تھا۔۔پندرہ منٹ کی واک پر وہ وہ پارک میں پہنچے،مامون کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی جس میں "ڈی ٹاکس واٹر" تھا اور اس نے بوتل بنچ پر رکھ دی۔پھر سانس خارج کے آرا کو دیکھا،تین تک گنا اور پھر وہ دونوں ٹریک پر بھاگ رہے تھے،بھاگتے بھاگتے وہ آگے نکل گیا اور شیفر اس کے ساتھ تھا۔آرا پیچھے رہ گئی،وہ مڑا اور پھولے تنفس سے پیچھے آتی آرا کو دیکھا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ رکا اور آرا آگے بڑھ گئی۔مامون پھر سے بھاگنے لگا اور بھاگتے ہوئے آرا کو پکڑ لیا اور پکڑ کر پورا گھمایا،اس کے قہقہے باغ کے درختوں، ٹہنیوں پر بیٹھ کر گنگناتے پرندوں اور پھولوں نے مسکرا کر نے سنے تھے۔وہ بہت بدل گئی تھی،اب وہ ڈری سہمی نہیں رہتی تھی،اب وہ مسکراتی تھی اور مامون کے گھر کی رونق اس کے قہقہے ہوتے تھے۔آرا ایک دو چکر لگا کر بنچ پر بیٹھ جاتی تھی اور جاگنگ کرتا اس پر نظر رکھتا تھا۔گھنٹہ دو صبح کی سیر اور ورزش کے بعد سورج بادلوں کو چاک کرتا پہاڑوں کے پیچھے سے نکل آتا تھا،ناشتے کے بعد وہ دونوں ساتھ نکلتے تھے۔آرا کو سکول چھوڑنے کے بعد وہ سیدھا آفس جاتا تھا۔وقت بدل گیا تھا مگر ایک چیز تھی جو گئی اور واپس نہیں آئی اور وہ عافی کی بینائی تھی۔وہ مامون کی نظر سے آرا کو دیکھتی تھی،وہ ماں کی نظر سے بیٹی کو دیکھتی تھی۔اس کا پسندیدہ سوال "آرا کیسی ہے؟" ہوتا تھا اور مامون کا پسندیدہ جواب "وہ میرے جیسی ہے" ہوا کرتا تھا جس پر عافی ہنس دیتی تھی۔وہ عارفین تھی،اسے چیزیں ری پلیس کرنی آتی تھیں۔گھر میں چند ماہ کے لیے ایک ٹرینر رکھی تھی جس نے اس کی اچھی ٹریننگ کر دی تھی،وہ کین کے استعمال سے گھر میں چل پھر سکتی تھی، کتابیں سن سکتی تھی اور چیزوں کو محسوس کر سکتی تھی،سکرین اس کی زندگی سے ختم ہو چکی تھی،اب وہ سکرین مامون کے ہاتھ میں تھی اور اس کا دل اپنے ہاتھ میں بھی نہیں تھا۔

اسلام آباد سے دور روشنیوں کے شہر میں کیا کوئی تبدیلی آئی تھی؟ بالکل آئی تھی۔۔ہاسپٹل کے ایک کمرے میں ایک لڑکی بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے نیم دراز سی تھی،اس کے سامنے اس کا شوہر

کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک بچہ تھا،اس بچے کی پیدائش کو ابھی چند گھنٹے ہوئے تھے اور اس کا باپ آنکھوں میں آنسو لیے اس کا ماتھا اور گال چوم رہا تھا۔پھر اس کی ماں کو دیکھا جو کہ دوسری طرف منہ کیے بیٹھی تھی۔۔وہ بازوؤں میں بچے کو لیے اسے دیکھ رہا تھا کہ شاید یہ گود میں آئے تو اس کا دل بدل جائے،بچہ سو رہا تھا،سفینہ نے منہ موڑ کر اسے دیکھا۔ہمایوں نے بازو آگے بڑھائے مگر اس عورت کے ماتھے پر بل پڑے

"اپنا وعدہ یاد ہے نا ہمایوں؟"

اس کا دل پھر سے ٹوٹا تھا،بازو وہیں ٹھہر گئے اور وہ اس بچے کو دیکھ رہا تھا جس کی ماں نے پیدا ہوتے ہی اسے ڈس اون کر دیا تھا۔۔وہ بھول گیا تھا کہ پتھر موم نہیں بنتے۔آنسو اس کی آنکھوں سے نکلے اور گالوں پر بہہ گئے،وہ بہت کچھ بولنا چاہتا تھا مگر دل میں درد اتنا تھا کہ زبان تالو سے چپک کر رہ گئی۔آواز دم توڑ گئی اور الفاظ مر گئے،اس نے صرف سر اثبات میں ہلایا اور ٹھنڈے پڑتے وجود سے باہر بڑھا۔دروازہ بند ہوا اور دائیں طرف سے کوئی آ رہا تھا،وہ زرار حیدر تھا جو مسکرا رہا تھا۔۔اس کی آنکھیں اس بچی کی طرح تھیں "بھوری" اس کے ہاتھ میں بہت سے شاپنگ بیگز تھے۔وہ اس کی طرف بڑھا اور بیگ پاس بنچ پر رکھ دیے، مسکرا کر ہمایوں کو دیکھا اور بازو بڑھا کر بچہ اس کی گود سے لیا۔وہ آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی،وہ ہمایوں کی بیٹی تھی۔۔وہ روئی نہیں اس نے تنگ نہیں کیا نہ وہ چلائی اور

نہ ناک میں دم کیا۔وہ خاموشی سے اپنے چچا کو دیکھ رہی تھی،اس نے اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے اور پھر اسے دیکھ کر مسکراتے بولا

"یہ تو میرے جیسی ہے ہمایوں"

زخمی دل اور بنجر روح لیے ہمایوں نے پہلے اسے دیکھا پھر ہنس دیا"استغفار بولو۔۔تمھارے جیسی ہوئی تو پھر میں تو گیا"

وہ بھی ہنس دیا اور نرمی سے اس کے گال چھوئے،اس نے اس کی انگلی اپنے ہاتھ میں پکڑلی،وہ مسکرایا اور اسے دیکھتے بولا

"ہمایوں۔۔اسے ممی جیسا مت بنانا"ہمایوں نے چونک کر اسے دیکھا،چہرے پر سایہ سا لہرایا اور اس نے تھوک نگلا،زخم پر زخم اور درد پر درد تھا۔وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا،وہ زرار حیدر تھا،وہ باتیں دل میں رکھتا تھا اور باتیں یاد رکھتا تھا۔وہ ہمایوں نہیں تھا،اسے لوگوں کو معاف کرنا نہیں آتا تھا،وہ زرار حیدر تھا اور وہ ایک بار کسی چیز پر اڑ جاتا تھا تو پھر کوئی بھی اسے پیچھے نہیں ہٹا سکتا تھا۔

موجودہ وقت:

رابیل آئینے میں نظر آتے عکس کو گھور رہی تھی،پیچھے کھڑا مرد اسے دیکھے جا رہا تھا،اس کی آنکھیں گلابی تھیں بہت کچھ کہتی ہوئیں۔اس نے تھوک نگلا اور آگے بڑھا۔رابیل یک ٹک بنا پلک جھپکے اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے کوئی خواب ہو۔افیفہ نے سر اٹھایا اور پھر رابیل کی پشت پر کھڑے شخص کو

دیکھا،وہ چونک گئی۔رامین کی پشت پر وہ شخص تھا،رابیل کے تاثرات دیکھتے اس نے بھی آئینے میں دیکھا پھر فوراً مڑی اور اسے دیکھا مگر عجیب بات ہے ناوہ حیران نہیں ہوئی،وہ نہیں چونکی۔وہ کم ہی حیران ہوتی تھی،اس نے ساس خارج کی اور اس کی طرف بڑھی بازو سینے پر باندھے مگر اس سے کچھ کہا جسے سن کر اس نے سر جھکایا اور پھر مسکرایا۔سر اٹھایا اور رابیل کو دیکھا،کچھ کہنے کے لیے آگے بڑھا۔رابیل جھٹ سے کھڑی ہوئی اور مڑ کر اسے دیکھا،آنکھیں گلابی تھیں،سر میں درد تھا،مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں،وہ خواب نہیں تھا۔۔وہ خواب نہیں ہے،ایک حقیقت ہے مگر خواب کی طرح ہے

۔۔

ایک ڈراؤنے خواب کی طرح۔۔

موجودہ وقت سے دو گھنٹے پہلے:

ہال میں فری ایک میز کے گرد کرسی پر بیٹھی تھی۔وہ خاموش سی تھی،اس نے نیوی بلیو رنگ کا ویلوٹ کا کام دار جوڑا پہن رکھا تھا۔ہلکا سا ہیئر سٹائل،کانوں میں بھاری جھمکے اور ہاتھوں میں کنگن تھے۔اس کے بال کھلے تھے،ساتھ بیٹھیں گلشن آرا کسی خاتون سے باتیں کر رہی تھیں۔دفعتاً اس کے ساتھ اشعر آ کھڑا ہوا،پھر جھکا اور اس کے کان کے قریب سرگوشی کی

"ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرایا"سمعیہ کون سی والی ہے؟"

فری نے گردن موڑ کر اسے گھورا،اس کی ہلکی بھوری آنکھیں حیرت سے چونک کر اسے دیکھ رہی تھیں۔۔وہ ہنس دیا اور سیدھا ہوا

اس نے دانت پیستے اپنا چہرہ سیدھا کیا تھا۔پھر دونوں بازو سینے پر لپیٹ لیے،اشعر اسے دیکھ کر مسکراہٹ دبا رہا تھا جیسے وہ بہت لطف اندوز ہو رہا ہے۔پھر دوبارہ جھکا اور اس کے کان کے قریب سرگوشی کی

"اتنی پیاری لگ رہی ہیں۔جیلس ہو کر میک اپ خراب نہ کریں،میرے پیسے لگے ہیں"

اس نے پھر سے جھٹ سے گردن موڑی اور اب کی بار اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا،پھر کھڑی ہوئی۔۔وہ ہنس دیا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی،اس نے سانس بحال کیا اور پھر بیٹھ گئی۔ہال میں سب بارات کا انتظار کر رہے تھے جو کہ مقررہ وقت سے لیٹ ہو چکی تھی۔

بیک سٹیج کمرے میں رابیل اکیلی تھی۔اپنے لیے کچھ کھانے کو لینے گئی افیفہ وہیں رہ گئی تھی،مینا بھی وہاں نہیں تھی اور اب اس کا دل گھبرانے لگا تھا۔سر میں ویسے بھی ہلکا ہلکا درد تھا اور اب بھوک بھی لگ چکی تھی۔اسے لگا تھا کہ شاید دلہن بن کر بھوک نہ لگے مگر وہ رامین اور اشعر کی بہن تھی،جنھیں گرمی سردی بارش اور طوفان سے پہلے بھوک لگتی تھی۔اس نے وقت دیکھا،ابھی تک کوئی خبر لے کر نہیں آیا تھا کہ بارات آچکی ہے۔اس کا فون ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا تھا،وہ اپنی تصویر عارفین کو بھیجنا

چاہتی تھی مگر اب تو پردہ ہٹ چکا تھا۔عافی کا سوچ کر دل گھبرانے لگا،اس نے سر جھٹکا۔ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اس کا فون تھرتھرایا،اس نے اپنا دوپٹہ سر سے ذرا سا تھاما اور آگے کو ہوئی،فون پکڑا اور سکرین روشن ہوئی۔واٹس ایپ پر میسج آیا تھا،اس نے بھیجنے والے کا نام پڑھا اور پھر میسج کھولا۔۔میسج امان کی طرف سے آیا تھا

"کیسی ہیں؟"وہ ٹھٹھک گئی،یہ حال پوچھنے کا وقت تھا۔اس نے تھوک نگلا،اسے کچھ غیر معمولی محسوس ہو رہا تھا۔اس نے میسج ٹائپ کیا"آپ ابھی تک نہیں آئے؟"

وہ آن لائن تھا۔اس نے میسج سین کر لیا،ٹک نیلے ہوئے اور اسے وڈیو کال آنے لگی۔۔کیا اسے وڈیو کال اٹھانی چاہیئے؟اس کا دل بے اختیار دھڑکنے لگا تھا۔سر میں درد کی ٹیسیں شدید ہونے لگیں،اس نے کال اٹھالی۔۔سامنے مسکراتا ہوا امان تھا،اس نے سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ جینز پہن رکھی اور وہ شاید کچھ کھا رہا تھا۔پیچھے اس کے بیڈ روم کا منظر تھا لیکن بیڈ روم کسی دلہے کا نہیں لگتا تھا،سفید دیواریں، جلتی بتیاں،اس کا بیڈ اور ڈریسنگ ٹیبل۔۔کوئی پھول نہیں،کوئی اضافی بتیاں نہیں۔وہ رابیل کو دیکھ رہا تھا جس کے نقوش تنے تھے اور دماغ مسلسل سرخ بتی جلا رہا تھا

"اتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔قسم سے بلائیں لینے کو دل کر رہا ہے"اور پھر ہنس دیا۔

رابیل نے تھوک نگلا،آواز گلے میں ہی دم توڑ گئی۔۔وہ کچھ کہنے کے لیے الفاظ جوڑ رہی تھی

"آپ۔۔"اس کی آواز دھیمی تھی مگر امان نے اس کی بات کاٹ دی

"رکیں تو"اس نے چپس کے پیکٹ سے چپس نکال کر منہ میں رکھا

"آپ میرا انتظار کر رہی ہیں، میں جانتا ہوں" پھر مسکرایا"دل کر رہا ہے ابھی اڑ کر آ جاؤں مگر نہیں آ سکتا نا"اس نے منہ بسورا

رابیل کے کانوں ہیں دھماکے ہو رہے تھے۔ سر مزید درد کرنے لگا تھا، ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے اور وہ کانپتی آواز میں بولی

"امان۔۔ یہ مذاق ہے تو بہت برا مذاق ہے"اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔ پھر اسے دیکھا"میں آپ کو جوکر لگ رہا ہوں؟"وہ سنجیدہ ہو گیا۔

دفعتاً افیفہ اندر آئی تھی، اس کے ہاتھ میں آئس کریم تھی اور وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی۔ دوسری طرف سے امان نے کال کاٹ دی، فون رابیل کے ہاتھ میں رہ گیا اور وہ جامد ہو گئی

"رابیل۔۔ کس کی کال تھی؟"وہ اندر آتے ہوئے سکرین پر اسے دیکھ چکی تھی

اس نے گردن موڑ کر افیفہ کو دیکھا، آنکھیں گلابی مزید پڑیں"مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا فیفی"اس کی آواز کانپی تھی، آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھر گئے۔ افیفہ کی بھنویں بھینچ گئیں، آئس کریم حلق میں ہی اٹک گئی۔۔ اس نے آئس کریم سٹک ڈسٹ بن میں پھینکی اور اس کے ساتھ آ بیٹھی، وہ فرش پر بیٹھی تھی، ہاتھوں میں رابیل کے ہاتھ تھے

"کیا ہوا؟ کس کی کال تھی؟"وہ بھی پریشان ہو گئی تھی

"فیفی۔۔"اس کے آنسو آنکھوں کی قید سے آزاد ہوئے تھے

"فیفی۔۔وہ کہہ رہا ہے وہ نہیں آئے گا۔۔وہ گھر پر بیٹھا ہے"اس سے زیادہ وہ نہیں بول سکی۔

افیفہ کے ماتھے پر بل پڑے"مذاق کر رہا ہو گا"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔اس کی گود میں پڑا فون تھر تھرایا تھا۔افیفہ نے اس کی گود سے فون پکڑا،امان کی وائس کال آ رہی تھی۔اس نے جلدی سے سکرین سوائپ کی اور کال سپیکر پر ڈال دی۔۔وہ بولنا شروع ہوا

"رابیل۔۔"

وہ کچھ بھی نہ بولی۔افیفہ نے اس کا ہاتھ دبایا اور اسے گھورا،پھر ابرو سے فون کی طرف اشارہ کیا

اس نے نم سانس اندر کھینچی"جی۔۔"

وہ جیسے مسکرایا تھا"مجھے میری امی نے گھر سے نکال دیا ہے"

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں"کیوں؟"اس نے افیفہ کو دیکھا،دونوں کی نظریں ملیں

وہ ہنس دیا"آپ ابھی آئیں گی نا تو دیکھ لیں گی۔۔کیوں نکالا؟"

یعنی وہ آئے گا۔وہ جھٹ سے بولی"آپ کب آ رہے ہیں؟"

وہ ہنس دیا"چلیں ایک بات بتاتا ہوں"پیچھے سے دروازہ کھلا اور مینا اندر آئی۔۔افیفہ نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور وہ بھنویں بھینچے اس کی طرف بڑھی

"جیو ٹی وی کے ڈرامے ہوتے ہیں جن میں ایک لڑکی کی شادی ہوتی ہے اور دلہا چھوڑ کر چلا جاتا ہے" وہ ہنس دیا، رابیل کا کلیجہ منہ کو آیا تھا، لفظ نہیں تیر تھے جو اسے آہستہ آہستہ لگ رہے تھے "پھر اس کا بوڑھا مسکین باپ آتا ہے جو سارے خاندان کے سامنے کہتا ہے، ہے کوئی شخص جو میری بیٹی سے شادی کر لے اور اس وقت کوئی بھی چورا چکا گلی کا لفنگا بھی آگے آئے تو باپ اپنی بیٹی کو اس کے گلے ڈال دیتا ہے" پھر خاموش ہوا۔ وہ تینوں ساکت تھیں، بالکل پتھر، کمرے میں اس کی آواز گونج رہی تھی۔

"مگر آپ کا تو باپ بھی نہیں ہے، آپ کو کون کس کے گلے ڈالے گا؟"

رابیل فوراً بولی "یہ کیا بے ہودگی ہے؟ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں آپ؟" اسے اب غصہ آنے لگا تھا

وہ ہنس دیا "اس وقت یہ ایٹیٹیوڈ اچھا نہیں لگ رہا آپ پر" پھر سنجیدہ ہوا "بڑا غرور تھا نا آپ کو اپنے سٹینڈرڈز پر، بندہ آپ کے سٹینڈرڈ پر اترے، آپ تو آسمانوں سے اتر کر آئی ہیں، بڑا غرور تھا نا آپ کو ۔۔اب بھگتیں، نہیں آ رہا میں، مجھے کوئی شوق نہیں ساری عمر تمھارے تلے گھٹ کر رہنے کا" وہ زہر اگل رہا تھا اور وہ زہر رابیل کی رگوں میں پھیل رہا تھا، اس کا تنفس بڑھ چکا تھا

"بارات لیٹ نہیں ہوئی میڈم، بارات آئے گی ہی نہیں" اور ہنس دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تو صرف ایک مہرا تھا۔۔ کھیل تو کوئی اور کھیل رہا تھا۔۔وہ مجھ سے اچھا کھلاڑی ہے،وہ کسی سے نہیں ہارتا اور رابیل اور نگزیب تم نے اسے مات دینے کی کوشش کی تھی،اب بھگتو" وہ غصے میں تیز تیز بول رہا تھا۔اس نے تھوک نگلا،دل اس قدر دھڑک رہا تھا کہ ابھی سینہ توڑ دے گا

"کون؟" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔

وہ ہنس دیا "آتا ہی ہو گا"

اور کال کاٹ دی۔نہ افیفہ کچھ بول پائی تھی نہ رامین۔وہ دونوں بس ایک دوسرے کو دیکھتی رہ گئیں، الفاظ ختم تھے،حالات بدل چکے تھے۔رابیل سر جھکائے رو رہی تھی،کیا عرش کے بھاگ ایسے ہوتے ہیں؟

موجودہ وقت:

دلہن بنی رابیل وہیں کی وہیں کھڑی رہی،اس کی گود سے موبائل نیچے گرا تھا مگر کسی نے اٹھانے کی زحمت نہیں کی۔اس نے زیر لب اس شخص کا نام لیا جو سامنے تھا،بے یقینی سی بے یقینی تھی۔اس کی زندگی میں اور کیا کچھ بے یقینی کی لپیٹ میں تھا،اس کی مٹھی کھلی اور اندر سے بہت سی گولیاں فرش پر گریں۔سامنے کھڑے مرد کی نظروں نے اس کے چہرے سے فرش تک سفر کیا تھا۔وہ بھی بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا،افیفہ آگے بڑھی اور مینا کی کہنی سے کہنی ٹکرائی،رابیل مبہوت سی اسے دیکھ رہی تھی اور وہ پتھر بنا اسے گھور رہا تھا۔رابیل نے تھوک نگلا اور پھر نظریں جھکا لیں،نا جانے قسمت کو کیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

منظور تھا۔سامنے کھڑے مرد نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور آگے بڑھا۔وہ عین رابیل کے سامنے کھڑا تھا،وہ اس سے لمبا تھا،وہ اس کے کندھے تک آتی تھی۔دل کا عالم تھا کہ کن کہو اور فیکون جائے مگر کہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔۔اس نے لب ہلائے

"رابیل۔۔"ایک مردانہ بھاری آواز

رابیل نے سر اٹھایا اور اسے دیکھا،بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملی تھیں،وہ کچھ اور بھی کہنے والا تھا۔۔رابیل کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا مگر اسے جاگنا تھا،کم از کم آج جاگنا تھا۔

موجودہ وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے:

وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔آنسو آنکھوں کی زینت بن گئے تھے مگر میک اپ واٹر پروف تھا۔دفعتاً دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔اندر آنے والے نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی،افیفہ اور رامین نے دروازے کی طرف دیکھا۔وہ اندر داخل ہوا تھا،مسکراتا چہرہ،وجیہہ نقوش،آنکھوں پر سے چشمہ ہٹا تھا،رامین کی دھڑکن تھم گئی،افیفہ بے یقینی سے کھڑی ہوئی تھی۔رابیل نے اسے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔وہ آگے بڑھا،مسکراہٹ گہری پڑی۔۔

"کیا میں رابیل سے بات کر سکتا ہوں؟"اس کی آواز سے رابیل کا دماغ بھک سے اڑا تھا،اس نے کرنٹ کھا کر چہرہ اٹھایا اور اسے چونک کر دیکھا۔اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا،آنسوؤں سے تر آنکھوں میں ہوا پڑتی ٹھنڈک پیدا کر رہی تھی مگر وہ پلک جھپکنے کی زحمت نہیں کر پا رہی تھی،اس نے بے یقینی

سے اپنی طرف بڑھتے شخص کو دیکھا۔۔وہ ایک گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھا،دوسرا گھٹنہ اٹھا ہوا تھا۔۔

اس نے رابیل کی بھوری آنکھوں میں جھانکا

"بھوری اور سیاہ آنکھ والا حسیل"

اس کی ایک آنکھ بھوری تھی اور دوسری سیاہ۔اس کا مسکراتا چہرہ رابیل کا مذاق اڑا رہا تھا

"آپ جائیں یہاں سے؟"رامین آگے بڑھی اور اس کے سر پر کھڑی ہو کر چلائی

وہ ہنس دیا اور گردن موڑ کر رامین سے مخاطب ہوا"ہونے والی سالی صاحبہ،رکیں ذرا۔۔مجھے میری ہونے والی بیگم سے بات تو کر لینے دیں"وہ بڑے تحمل سے بول دیا تھا

افیفہ دانت پیستی آگے بڑھی تھی،وہ بھی برابر چلائی"کوئی بات نہیں کرنی ہمیں۔۔جائیں یہاں سے، ہم پہلے ہی بہت پریشان ہیں"

مسکراہٹ اس کے چہرے سے چھوٹنے نہیں پا رہی تھی"ارے۔۔آپ سے تو میرا الگ ہی رشتہ ہو گا،ویسے میں آپ کو بتا دوں کہ میری دلہن ذرا ناراض ہے ابھی میں مناؤں گا تو مان جائیں گی"پھر اس نے رابیل کو دیکھا"ہے نا؟"

رابیل کی آنکھیں سرخ پڑی تھیں،اس نے دونوں بازو بڑھا کر اسے دھکا دیا تھا اور وہ پیچھے کو لڑھکا، ایک ہتھیلی زمین پر رکھ کر گرتے گرتے بچا،رابیل ایک دم سے کھڑی ہوئی۔وہ بھی کھڑا ہوا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اکڑا ابھی بھی باقی ہے۔۔ایک بار میں نے یہ اکڑ ختم نہ کی نا تو میرا نام حسیل نہیں" وہ گلابی آنکھوں سے دانت پیستے غرایا تھا

رابیل آگے بڑھی اور اسے گریبان سے پکڑ لیا" مجھ سے دور رہو۔۔پچھلی بار چھوڑ دیا تھا اس بار نہیں چھوڑوں گی" وہ بھی غرائی تھی

وہ ہنس دیا اور آہستہ سے اس کے ہاتھ گریبان سے جدا کیے" امان کا آپ کی زندگی میں آنا، منگنی کرنا، آپ کو شادی کے خواب دکھانا، اس کا اور میرا جھگڑنا۔۔سب میرا پلان تھا، وہ میرا مہرہ تھا اور آپ۔۔ "اس کی آنکھوں میں جھانکا" میرا شکار!"

رابیل نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا۔اس کا چہرہ ایک طرف کو لڑھک گیا، پھر رابیل کو دیکھا تو آنکھیں سرخ انگارہ تھیں۔وہ بھی بدلے میں رابیل پر ہاتھ اٹھانے والا تھا مگر رامین آگئی "تمیز سے۔۔میری بہن سے دور رہو" اس نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر پیچھے کیا" تم ابھی ہمیں جانتے نہیں ہو"

اس نے اپنا ہاتھ گال پر رکھا اور تیوری چڑھا کر غصے سے غرایا" اس کا حساب بھی تم سے لوں گا۔۔ابھی میں تمھاری ماں کا انتظام کر لوں" پھر رابیل کو گھورا" تم تو رخصتی کی تیاری کرو، بارات تمھاری میں لے کر جاؤں گا" اور سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا۔

دروازہ ٹھک سے بند ہوااور رامین مڑی، پیچھے کھڑی رابیل کو دیکھا۔وہ مینا کو دیکھ کر رو دی "مینو۔۔ "وہ آگے بڑھی اور اس کے گلے لگ گئی۔

"میں اس کے ساتھ نہیں جاؤں گی، یہ جانور ہے۔۔یہ مجھے مار دے گا" وہ روتے ہوئے مینا کو سمجھا رہی تھی۔

افیفہ آگے بڑھی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "ہم ہیں تمھارے ساتھ۔۔یہ کچھ نہیں کر سکتا" وہ مینا سے الگ ہوئی اور افیفہ کو دیکھا۔پھر بیٹھ گئی،افیفہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف گئی اور پانی کا گلاس اٹھا کر لائی،رابیل کو پلایا اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

رامین نے اپنی بہن کو دیکھا، پھر تھوک نگلا اور وہاں سے باہر چلی گئی۔۔

باہر کا تو منظر ہی بدلا پڑا تھا۔خاموشی اور سرگوشیاں،امان نے حاشر کو فون کیا تھا اور صاف انکار کیا تھا۔۔اس کے بعد وہ لوگ اس کی ماں کو فون کرتے رہے مگر نمبر بند تھا،اس نے اپنا نمبر بھی بند کر رکھا تھا۔حسیل بیک سٹیج سے نکلا اور فرحت کے ٹیبل کی طرف بڑھا۔وہ بار بار اپنے آنسو پونچھ رہی تھیں، پاس ہی گلشن آرا بیٹھی تھیں۔حاشر تنے نقوش کے ساتھ پیچھے دیوار گیر کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔فری ایک طرف رانیہ کے ساتھ خاموش کھڑی تھی، باہر شادی ہال کے دروازے سے اشعر اندر داخل ہوا پیچھے ہی تیمور تھا۔دونوں کے چہرے اترے ہوئے تھے، فرحت کے ساتھ تیمور کی ماں صبیحہ بیٹھی تھیں۔

"میری رابیل کا کیا قصور "اور وہ رونے لگ جاتیں۔لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے تھے۔کوئی رابیل کی پرانی منگنیوں کو لے کر بیٹھا تھا، کوئی اس کی آزادی کو نشانہ بنا رہا تھا اور کوئی اس کے کردار پر بات کر رہا تھا۔

پیچھے سے آتے سفید شلوار قمیض والے مرد نے گلا کھنکھارا تھا، حاشر نے مڑ کر اسے، وہ حسیل تھا۔وہ جھکا اور فرحت کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔پھر ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"آنٹی۔۔"وہ شکل سے بلا کا معصوم لگ رہا تھا"میں نے آپ کو اپنی ماں کہا تھا۔آپ نے مجھے اپنا بیٹا مانا تھا، آج اگر میری ماں اتنا پریشان ہوتی تو میرا دل کرچی کرچی ہو جاتا"سب اس کو گھور رہے تھے۔وہ توجہ کا مرکز تھا"آنٹی، اس وقت بھی میں نے شادی سے انکار نہیں کیا تھا۔میں اس وقت بھی رابیل سے محبت کرتا تھا اب بھی محبت کرتا ہوں۔میں نے کل بھی انھیں نہیں چھوڑا تھا اور آئندہ بھی نہیں چھوڑوں گا"پھر توقف کیا"آنٹی، میں کل بھی آپ کو ماں سمجھتا تھا آج بھی ماں سمجھتا ہوں۔۔پلیز آنٹی انکار نہ کریں، میں آپ سے رابیل کا ہاتھ مانگتا ہوں۔۔میں ان کے کردار کی پاکیزگی اور ان کو اچھے سے جانتا ہوں، ماضی میں جو ہوا میں اس کو بھول جاؤں گا۔۔میں ان کو دل سے اپنا لوں گا"وہ چپ ہوا مگر اشعر آگے بڑھا

"نہیں۔۔ہمیں نہیں قبول، اٹھو تم"وہ سختی سے بولا تھا

حاشر آگے بڑھااور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا"ہوش میں ہو تم؟ دیکھ نہیں رہے کیسے لوگ باتیں بنا رہے ہیں، ساری عزت خاک ہو گئی ہے"

اشعر نے اس کی بات کو کاٹا تھا"جو بھی ہو، لوگوں کی پراہ کسے ہے، میری بہن اس شخص کو پسند نہیں کرتی"

حاشر دانت پیستے اسے دیکھ رہا تھا" جسے پسند کرتی تھی وہ تو بھاگ گیا۔۔ تم باپ مت بنو اور ہم جو کر رہے ہیں ہمیں کرنے دو"اور وہ مڑا۔اپنی ماں کو دیکھا۔فرحت کی نظریں حاشر سے ملی تھیں، پھر انھوں نے نظریں جھکا لیں۔لوگوں کی باتوں کا خوف اور معاشرے میں بدنامی ہونے کا ڈر، ان کا دل گھٹ رہا تھا۔پھر اس شخص کو دیکھا جو اپنے لہجے سے شہد ٹپکا رہا تھا، انھوں نے ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا اور سر اثبات میں ہلا دیا۔البتہ دل پر بوجھ بڑھ گیا تھا۔وہ مسکرا دیا، وہ فاتح تھا۔

اشعر آگے بڑھا مگر پھر پیچھے ہٹ گیا۔اس کا رخ بیک سٹیج کمرے کی طرف تھا۔اس نے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھی اپنی بہن کو دیکھا۔رابیل نے سر اٹھایا اور گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا، پھر کھڑی ہوئی "اشو۔۔میں یہ شادی نہیں کروں گی، میں مر جاؤں گی زہر کھا لوں گی مگر اس شخص کا ساتھ عذاب ہے"

اشعر آگے بڑھا اور تھوک نگلا، اپنی بہن کو دیکھا"آپی۔۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گا"

مگر اس کے الفاظ منہ میں ہی وہ گئے مگر حاشر اندر آیا تھا۔اس نے آتے ہی اشعر کو پیچھے دھکا دیا"تم بے غیرت ہو ہم نہیں۔۔لوگ ہمارے منہ پر کالک ملنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں،ساری عمر اسے گھر بٹھا کر رکھنا ہے"وہ چلایا تھا

اشعر آگے بڑھا اور وہ بھی چلایا تھا"بٹھالوں گا گھر مگر اس شخص کے ساتھ میری بہن نہیں جائے گی"

حاشر نے ایک زوردار تمانچہ اس کے منہ پر دھرا تھا"میں بھی دیکھتا ہوں کون آتا ہے بیچ میں"

پھر رابیل کو دیکھا"اور تم۔۔آج یہ جو کچھ ہو رہا ہے تمھاری ہڈ حرامی کی وجہ سے ہو رہا ہے،انسان کا بچہ ہی ہے وہ بھی۔سب ہی لڑکیاں سمجھوتا کرتی ہیں تم بھی کرو گی،کوئی تماشا کیا نا تو ذمہ دار تم خود ہو گی"اور پھر سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا

اشعر نے رابیل کو دیکھا۔وہ اس کی طرف بڑھی"اشعر۔۔تم مجھے کہیں چھوڑ آؤ،کہیں بھی لے جاؤ مگر میں یہ شادی نہیں کروں گی"وہ پھر سے رو دی تھی۔

اشعر نے سانس خارج کی اور اس کو بازوؤں سے تھاما

"آپی۔۔بہادر بنیں۔کچھ نہیں ہو گا،میں ہوں نا"پھر اس کے آنسو صاف کیے"سب ٹھیک ہو جائے گا"اور باہر چلا گیا۔رابیل نے پیچھے مڑ کر افیفہ کو دیکھا،دونوں کی نظریں ملی تھیں۔

موجودہ وقت:

رابیل کے سامنے کھڑے مرد نے لب کھولے تھے۔آواز نے الفاظ کا ساتھ دیا تھا،وہ نظریں جھکائے بول رہا تھا

"میں نے بہت دیر کر دی،میں سب ٹھیک کرتا رہا مگر میں سب ٹھیک نہیں کر سکتا تھا"اس نے شانے اچکائے"شاید یہ سب ایسے ہی لکھا تھا"پھر سانس خارج کی۔کمرے میں تیمور داخل ہوا تھا مگر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔مامون نے اسے دیکھا پھر رابیل کو دیکھنے لگا۔

اس نے انتظار کیا کہ شاید وہ کچھ کہے مگر وہ بس سن سکتی تھی۔

"آپ جو فیصلہ کریں گی میں احترام کروں گا۔۔جو آپ چاہیں"پھر خاموش ہوا

رابیل نے نم پلکیں اٹھائیں اور اسے دیکھا،گلابی آنکھیں،اسے خود پر غصہ آنے لگا تھا۔اس نے نم سانس اندر کھینچی

"آپ جانتے تھے کہ میں آپ کو پسند کرتی تھی،آپ جانتے تھے کہ آپ مجھے پسند کرتے ہیں مگر پھر بھی آپ مجھے ایک طرف رکھ کر اپنے مسئلے حل کرتے رہے۔اب آپ کے سارے مسئلے حل ہو گئے تو آپ کو رابیل یاد آگئی"اس نے سارا غصہ اس پر اتارا تھا۔اس کے دل میں جو تھا اس نے بول دیا۔مامون نے سر اثبات میں ہلایا"ٹھیک ہے،میں مانتا ہوں کہ میں نے آپ کو ایک طرف رکھا مگر آپ بھی تو مجھے پسند کرتی تھیں،آپ بھی مجھ سے اظہار کر سکتی تھیں مگر آپ میری منتظر رہیں کہ

Clubb of Quality Content

میں پہل کروں۔پہل آپ بھی کر سکتی تھیں،میں آپ کو کبھی انکار نہ کرتا"اس نے تحمل سے اپنی بات مکمل کی مگر سارا غبار رابیل کے دماغ کو چڑھ رہا تھا

"مطلب آپ کہہ رہے ہیں کہ میں غلط ہوں،ساری غلطی میری ہے"پھر توقف کیا"آپ کو یاد پڑتا ہو تو آپ تاثیر سے انگیجمنٹ کر چکے تھے"

مامون نے اس کی گلابی آنکھوں میں دیکھا جن میں شکوے گلے تھے"آپ مجھے تاثیر سے انگیجمنٹ کرنے سے پہلے چاہتی تھیں"

رابیل نے سانس خارج کی مگر وہ نارمل نہیں ہوئی۔پھر سر اثبات میں ہلایا"اور آپ یہ بات جانتے تھے میں آپ کو پسند کرتی ہوں پھر بھی آپ نے تاثیر سے انگیجمنٹ کی،پھر بھی آپ نے مجھے پیچھے رکھا"

وہ مسکرایا"اور آپ جان چکی ہیں کہ میں نے تاثیر سے انگیجمنٹ کیوں کی تھی"

رابیل نے کچھ کہنے کو لب کھولے تھے مگر وہ جانتی تھی کہ اس نے تاثیر سے منگنی فری کی رہائی کے لیے کی تھی۔پھر سر جھٹکا،وہ اسے قطعاً یوں جھگڑتا ہوا اور جلتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔اس کے لیے تو وہ خود کو جھکا سکتا تھا۔افیفہ مینا اور تیمور تینوں خاموشی سے دیکھ رہے تھے،معاملہ دونوں کا تھا وہ کیا کرتے؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوکے۔۔"مامون ایک قدم پیچھے ہٹا۔رابیل اس کے پیچھے ہٹتے قدموں کو دیکھتی رہی،دماغ پھٹ رہا تھا،دل کی دھڑکن میں تیزی آئی تھی،وہ روکنا چاہتی تھی مگر روک نہیں پا رہی تھی۔وہ ایک قدم اور پیچھے ہٹا،سانس رکی اور رابیل نے آنکھیں میچ لیں۔

"میں آپ کو اپنی اور آپ کی تمام ترخامیوں کے ساتھ اپنانا چاہتا ہوں۔۔کیا میں مامون آفندی، رابیل اورنگزیب آپ کو اپنی تمام ترخامیوں کے ساتھ قبول ہوں؟"رابیل نے سن ہوتے ذہن اور ٹھنڈے پڑتے وجود سے آنکھیں کھولی تھیں۔وہ سرخ آنکھوں سے سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی،وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔وہ اسے اپنانا چاہ رہا تھا،اس نے رابیل کی کھلی آنکھیں دیکھیں تو چند لمحے دیکھتا رہا

"میں ہر چیز کی وضاحت پیش کر سکتا ہوں،میں بھوری آنکھوں والی کو اس دنیا اور ہر دنیا میں اپنانا چاہتا ہوں۔۔میں آپ سے ہمیشہ سے محبت کرتا ہوں"

وہ پھر بھی اسے دیکھتی رہی۔افیفہ کی ہنسی نکل گئی،رامین بھی مسکرائی تھی۔پھر گلا کھنکھارا اور رابیل کے ساتھ آ کھڑی ہوئی،اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور مامون کو دیکھتی بولی

"شکل سے تو یہ آدمی اچھا ہے،پیسہ بھی اس کے پاس بہت ہے،تم سے محبت کرتا ہے مطلب دب کر رہے گا،کھانا بھی اچھا بناتا ہے،تم ایسا کرنا بس اسے برتن دھونا سکھا دینا پورا زن مرید نکلے گا"اور ہنس دی۔مامون بھی سر جھکائے مسکرایا تھا۔۔رابیل پھر بھی کچھ نہ بولی۔۔تیمور کھڑا ہوا اور گلا کھنکھارا

"ہمارے ہیرے جیسے لڑکے سے تمھیں ڈھیروں شکایتیں ہیں۔تو پھر کیا خیال ہے حسیل ٹھیک رہے گا؟"

رابیل نے چونک کر تیمور کو دیکھا، پھر مامون کو جو اس کے جواب کے انتظار میں تھا۔

"یار مان جاؤ، باہر نکاح خواں بھی انتظار میں بیٹھا ہے، ابھی سب کو حیران بھی کرنا ہے" تیمور نے رابیل کو دیکھا تھا۔

رابیل نے نم سانس اندر کھینچی "میں حق مہر میں بنگلہ لکھواؤں گی، ان کا کیا بھروسہ کل اپنے کسی اور مسئلے کے لیے مجھے ایک طرف کر کے رکھ دیں" اس نے منہ بسورا تھا۔مامون ہنس دیا اور سر اثبات میں ہلایا "میں تو آپ کو بنگلے کے ساتھ فیکٹری دینے کا بھی سوچ رہا تھا مگر خیر۔۔اچھا ہی ہے میری فیکٹری بچ گئی" شانے اچکائے

رابیل نے اسے دیکھا، پھر کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے

"انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے" اور ہلکا سا مسکرا دی۔

وہ مسکرایا اور پھر کھڑا ہوا۔آگے بڑھا، رابیل نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔سیاہ پتلیاں حرکت کرتیں بھوری آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سب کو دیکھ لوں گا" وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔آگ کے گلستان میں پھول سے کھلے تھے،وہ آگیا تھااور وہ سکون ساتھ لایا تھا۔وہ رابیل کے ہر درد کی دوالایا تھا،وہ ایسا ہی تھا،جہاں مامون ہوتا تھاوہاں سب پر سکون ہوتے تھے۔۔

موجودہ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے:

وہ چھوٹے بالوں والی رامین تھی جو اندھیری سڑک پر گاڑی چلاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ہیڈ لائٹس کی روشنی سڑک کے اندھیرے کو کاٹ رہی تھی۔وہ سفید سرمئی بنگلے کے سامنے کھڑی ہوئی،گاڑی سے باہر نکلی۔گارڈ نے اسے چونک کر دیکھا پھر دروازہ کھول دیااور وہ بھاگتے ہوئے اندر گئی،جوتوں کے ریک میں جوتے اتار کر پھینکنے کی صورت رکھے تھے۔پھر اندر بڑھی،ملیحہ صوفے پر بیٹھی کافی پیتیں کتاب پڑھ رہی تھیں۔عارفین اور آراسو چکی تھیں۔وہ رامین کو دیکھ کر ٹھٹھکیں "مینا۔۔"

وہ آگے بڑھی اور مسکرائی،ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"آنٹی مامون بھائی جاگ رہے ہیں؟"

انھوں نے اس کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا" پتہ نہیں۔۔تم دیکھ لو"

وہ سر ہلا کر آگے بڑھی،دروازے پر دستک دی مگر کوئی جواب نہیں آیا۔پھر آہستہ سے بولی

"مامون بھائی۔۔دروازہ کھولیں"

اندر سے آواز آئی تھی"آجائیں"

مینا نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔اندر اندھیرا تھا۔وہ بیڈ پر کھڑکی کی طرف منہ کر کے بیٹھا تھا، نرم کارپیٹ پر پاؤں رکھتی مینا اس کی جانب بڑھی اور اس کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی اور سانس خارج کی۔۔پھر بولی تو صرف اتنا ہی

"کیسا لگتا ہے اس شخص کو مرتے دیکھنا جس کی زندگی کے لیے آپ نے اپنی زندگی دان کی ہو" وہ بھی کھڑکی کو گھورنے لگی۔

مامون نے چونک کر سر اٹھایا، وہ سکرین آف کی جس پر رابیل کی تصویر تھی اور اسے دیکھا "تم شادی پر تھی۔۔کیا رخصتی ہو گئی؟" رخصتی کا وقت دیر سے تھا، مینا اس کے پاس جلدی آ گئی۔اس کا اپنا دل ڈوبا تھا۔

مینو نے سانس خارج کی "میں رابیل نہیں ہوں جو ٹیکنالوجی میں بری ہو، میں رامین ہوں اور میں سب جانتی ہوں"

مامون کی آنکھیں پوری کھل گئیں، اس نے سانس خارج کی اور پھر سر جھٹک دیا

"انھیں مت بتانا۔۔میں خود بتاؤں گا" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا

"اس نے تو اپنی مہندی والے دن ہی شور مچا دیا تھا۔۔مگر میں نے فوراً پتہ لگا لیا تھا، اس کا فون ہیک نہیں تھا۔۔وہ میرے پاس آئی اور میں نے کہا کہ تمھارا فون کسی نے ہیک کیا ہے تو وہ فوراً مان گئی، وہ ٹیکنالوجی میں بری ہے۔۔مگر میں نہیں، میں جانتی تھی کہ کوئی ہے جو ڈائریکٹ عافی کے فون سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے کانٹیکٹ میں ہے اور دو منٹ لگے تھے مجھے یہ سمجھنے میں کہ وہ آپ ہیں مگر دیر ہو چکی تھی، اس کی مہندی تھی، وہ آپ پر یقین کرتی تھی اور میں اسے اور آپ کو ہرٹ نہیں کر سکتی تھی۔اس لیے میں خاموش رہی، آپ نے خود اس سے اظہار نہیں کیا تو میں کون ہوتی تھی اس راز سے پردہ اٹھانے والی"اس نے شانے اچکائے

مامون نے سانس خارج کی"میں انھیں بہت چاہتا ہوں اور انھیں نہ چاہنا میرے بس میں نہیں۔۔ محبت میں حاصل سب کچھ نہیں ہوتا، محبت میں محبوب کی خوشی سب سے پہلے آتی ہے اور وہ خوش تھیں"اس نے تھوک نگلا"میں نے پہلی بار انھیں اپنے باپ کے گھر دیکھا تھا، تب وہ یونیورسٹی جاتی تھیں۔ارسل سے نئی نئی بات پکی ہوئی تھی اور وہ مسکراتی ہوئی اچھی لگتی تھیں۔وہ میری پردادی کے ساتھ بیٹھ کر بریل پڑھ کر انھیں سنا رہی تھی، انھیں بریل آتی تھی اور انھوں نے رابیل کو سکھائی تھی"وہ بول رہا تھا اور مینا سن رہی تھی۔وقت پلٹ گیا تھا اب مامون کے بولنے کا وقت تھا

"پھر میں نے انھیں ہاسپٹل کے باہر دیکھا، وہ بڑے پیار سے بھورے بلے کی تیمارداری کر رہی تھیں، ان کو خود زخم لگے تھے مگر وہ اس کے زخموں پر دکھی تھیں، عافی کی آنکھوں کا نور چلا گیا تو میں اس سے بات کیا کرتا تھا مگر اللہ گواہ ہے میں نے کبھی انھیں کسی غلط رستے کی طرف گائیڈ نہیں کیا، میرے ارادے خراب نہیں تھے، میرے کسی مشورے یا نصیحت سے انھیں نقصان نہیں ہوا۔میں جب بھی یہ سوچتا تھا کہ انھیں سچ بتا دیتا ہوں تب تب ان کا چہرہ میرے سامنے آتا تھا، وہ تب تب مجھ

سے کوئی ایسا سوال کرتی تھیں جس کا جواب مجھے آتا تھا، آہستہ آہستہ مجھے ان کی عادت ہو گئی اور میں چاہ کر بھی اس دائرے سے نہیں نکل پایا۔ میں نکلنے کی کوشش کرتا تو دم گھٹتا تھا، مجھے یہ زندان زندگی لگتا تھا۔۔ پھر ایک رات میں نے انھیں ایک پارٹی میں دیکھا، جج کے بیٹے کی سیلیبریشن تھی اور میں انوائیٹڈ تھا۔۔ وہ مجھے نہیں جانتی تھیں وہ مجھے نہیں پہچانتی تھیں، اس کی سہیلی اس کے ایکس فیانسی کے ساتھ مل کر اس نے خلاف چال چل رہی تھی، میں نے چٹ پر بریل بنا کر انھیں دی اور وہ سمجھ گئیں مگر انھیں نہیں پتہ کہ ان کی پیٹھ پر مامون ان کی حفاظت کے لیے کھڑا ہے، میں جانتا تھا کہ وہ بریل جانتی ہیں، میں جانتا تھا کہ وہ کتنی اکیلی ہیں۔۔ تمھارے ولیمے کی رات مجھے احساس ہوا کہ میں ان سے بہت محبت کرتا ہوں، انھیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتا۔۔ وہ میری زندگی کا پہلا دن تھا جب میں نے خود کو بے بس محسوس کیا، میں نہ تو آفس جا پا رہا تھا نہ گھر، مجھے بس رابیل کی زندگی واپس چاہیئے تھی" وہ رکا۔

"پھر؟" رامین خاموشی سے سن رہی تھی

"پھر وہ مجھ سے ملیں، اپنی امی کے رویے کی معافی مانگی، میں نے انھیں کتاب دے دی تاکہ وہ مجھ سے دوبارہ ملیں۔۔ میں جانتا تھا انھیں کتابیں اچھی لگتی ہیں، میں ان کے ساتھ میٹھی چائے پیتا تھا، ارسل نے انھیں بہت ہرٹ کیا تھا۔ میں نے اسے قید کر لیا اور اس کا وہ حشر کیا کہ وہ اب دوبارہ ان

کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔۔میں نے سوچا تھا کہ فری کو آزاد کروا کر میں انھیں پرپوز کر دوں گا مگر شاید۔۔"اس نے سانس خارج کی جیسے افسوس کیا ہو۔

مینا نے سانس خارج کی "مطلب یہ سب کئی سالوں سے چل رہا تھا"اور ہنس دی "چوزو ٹھیک کہتا ہے،آپ واقعی میسنے ہیں"

وہ بھی مسکرایا تھا۔مینا کھڑی ہوئی اور کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"اچھا چلیں اب اٹھیں"

مامون نے بھنویں بھینچے اسے دیکھا"کہاں؟"

"ارے۔۔میں شادی چھوڑ کر آئی ہوں"پھر بازو سینے پر باندھے اور ساری کہانی سنا دی۔وہ دھڑکتے دل سے اسے سنتا رہا،پھر منہ کھولے اسے دیکھا

"ایک بار پہلے بھی بچایا تھا نا اب بھی بچا لیں۔۔چلیں اٹھیں شاباش۔۔آج آپ کی شادی ہے بھئی"

مامون نے سر نفی میں ہلایا"میں نہیں جا سکتا۔۔میں نے ان کے ساتھ بہت غلط کیا ہے،میں انھیں سب سچ بتا دوں گا تو وہ مجھ سے نفرت کرتے مجھے بھلا دیں گی"

رامین نے سانس خارج کی"ارے بابا۔۔آپ کا گلٹ آپ کا قید خانہ ہے،وہ حسیل سے شادی کر لے گی تو بھی اس میں قصور آپ کا ہی ہو گا نا۔۔آپ کو سب پتہ ہے اسے نہیں،حسیل کے مقابلے میں آپ پرفیکٹ ہیں۔۔گلٹ پر گلٹ رکھنا ہے یا پھر جو ہوا ہے اسے ٹھیک کرنا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون پھر بھی نہ اٹھا" وہ اسے مارے گا پیٹے گا، ذہنی مریض بنائے گا، وہ طلاق لے کر گھر آجائے گی پھر۔۔ پھر قصور آپ کا جس نے موقعے پر بھی چوکا نہیں مارا۔۔ وہ تھوڑا بہت غصہ کرتی ہے پھر معاف کر دیتی ہے۔ ایک بار اس سے شادی کر لیں، اس کو اس حسیل سے بچا لیں، پھر اسے بتا کے دو تین تھپڑ کھایئے گا اور ساری زندگی غلامی کیجیئے گا۔۔ مگر ابھی چلیں پلیز۔۔"

مامون نے اسے دیکھا" میں نے ان کے یقین کے ساتھ۔۔۔"

رامین اس کی بات سنے بغیر ہی دروازے کی طرف بڑھی۔

"حسیل آگیا ہے اور نکاح خواں بھی تیار ہے۔۔ جا رہی ہوں، باہر جاتے ایک بار مڑ کر دیکھوں گی۔۔ ہر چیز کے ذمہ دار آپ ہوں گے" اور دروازہ بند کر کے چلی گئی۔ وہ باہر کی طرف بڑھ رہی تھی، گیٹ کے پاس کھڑی مینا نے دھڑکتے دل سے پیچھے منہ کر کے دیکھا۔ وہ سیاہ لینڈ کروزر سے ٹیک لگائے سینے پر بازو باندھے کھڑا تھا

"پوچھنا یہ تھا کہ جینز شرٹ میں بھی نکاح ہو جاتا ہے؟"

وہ ہنس دی" مگر دلہے کے بغیر نہیں ہوتا" اور چل دی۔ وہ آگے تھی اور مامون کی گاڑی پیچھے تھی۔۔ کئی ماہ پہلے بھی مامون آگیا تھا اور وہ بچ گئی تھی۔۔ آج کئی ماہ بعد بھی وہ جا رہا تھا مگر کیا وہ اسے بچا پائے گا؟

موجودہ وقت:

رامین اس کا لہنگا پکڑے سٹیج پر اسے لائی تھی، ساتھ افیفہ بھی تھی اور اسے بڑے احتیاط سے سٹیج پر بٹھا دیا گیا تھا۔ فرحت آگے بڑھیں اور اس کی تھوڑی کو چھوا، پھر نم آنکھوں سے اس کے سر پر بوسہ دیا۔ دل تو ان کا بھی دکھی تھا، وہ رابیل سے کم نظریں ملا رہی تھیں۔ مولوی صاحب کے ساتھ اشعر بیٹھا تھا جو کہ سر ہلا کر انھیں کچھ بتا رہا تھا۔ سامنے سے مسکراتا ہوا حسیل آیا، اس کی آنکھوں کی چمک رابیل کی مسکراہٹ ماند کرنے کے لیے کافی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور اشعر کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ کیمرہ مین سامنے تھا، ہال میں عجیب سا سناٹا اور سرگوشیاں تھیں۔ سب رابیل کے انجام کے منتظر تھے، جیسے کوئی ڈرامہ چل رہا ہے۔ مولوی نے نکاح کے کلمات پڑھنا شروع کیے، ان کا رخ رابیل کی طرف تھا

"کیا آپ رابیل اور نگزیب ولد اور نگزیب احمد، مامون آفندی ولد بہروز آفندی کو دس لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں۔۔"

یہ اس کے شاک کا لمحہ تھا، یہ اس کی حیرت کی انتہا تھی، مسکراہٹ مدھم پڑی اور وہ آگے بڑھا، مولوی کے سر پر کھڑا ہو کر چلایا "نہیں۔۔ یہ نام غلط ہے" مگر مولوی کو پہلے ہی سمجھا دیا گیا تھا۔ حاشر نے گردن موڑ کر اپنی ماں کو دیکھا جو کہ ہکا بکا رابیل کو دیکھ رہی تھیں۔ بیک سٹیج سے نکل کر سامنے سٹیج پر مامون آفندی آیا تھا۔ سیاہ جینز اور سیاہ شرٹ، وہ عام سے حلیے میں تھا اور آگے بڑھا، رابیل نے اپنی ماں کو دیکھا کہ شاید وہ کچھ بول دیں مگر نہیں، رابیل نے سانس خارج کی "قبول ہے"

سامنے کھڑے حسیل کے ہاتھ پاؤں برف ہوئے تھے،اس کے نقوش تن گئے،مامون نے اسے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا۔وہ حسیل کی جگہ پر بیٹھ گیا تھا کیونکہ یہ جگہ اس کے لیے لکھ دی گئی تھی۔

حاشر آگے بڑھا مگر تیمور بیچ میں آگیا،ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر انھیں پیچھے کیا

"ارے ارے۔۔نکاح ہو لینے دیں، بہنوئی سے بعد میں ملیے گا"اور مسکرا دیا۔

دور کھڑے بہروز آفندی نے دل کھول کر مامون کو گالیاں نکالی تھیں،پاس بیٹھا شہروز اسے بت بنا دیکھ رہا تھا

مولوی نے دوسری بار کلمات پڑھے،رابیل نے سر اثبات میں ہلایا اور لب "قبول ہے"میں ہلے تھے۔کچھ فاصلے پر میز کے گرد بیٹھیں صبیحہ کا دل منہ کو آیا تھا،وہ مامون کی سوتیلی ماں،اس کے باپ کی پہلی بیوی تھیں۔انھوں نے گلشن آرا کو دیکھا"اماں۔۔فرحت کچھ بولتی کیوں نہیں؟"ان کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔گلشن آرا چپ رہیں۔

مولوی تیسری بار کلمات ادا کر رہا تھا،حسیل نے جیب میں ہاتھ ڈالا تھا،اس کی آنکھیں گلابی اور تنفس بڑھا ہوا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ جیب سے بندوق نکالتا تیمور اس کی کنپٹی پر بندوق رکھے کھڑا تھا،وہ تنے نقوش سے اسے دیکھ رہا تھا،وہ غصے میں تھا

"تم کھیلو تو ٹھیک، ہم کھیلیں تو چیٹنگ"پھر آگے بڑھا اور عین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"بھابھی کو سلام کر کے جانا" اور ایک جھٹکے سے اس کی جیب سے بندوق نکالی، اسے پیچھے کو دھکا دیا اور وہ سٹیج سے گرتے گرتے بچا۔

مولوی نے تیسری بار کلمات پڑھے، رابیل نے دھڑکتے دل ٹھنڈے ہاتھوں سے "قبول ہے" کہہ کر مامون کو ساری خامیوں سمیت قبول کیا تھا۔ اس نے پلکیں اٹھائیں اور نظریں مامون سے ملیں جو اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا، رابیل نے نظریں جھکا لیں۔۔ مولوی اب مامون سے اس کی رضامندی لے رہا تھا۔۔ کسی کی کیا مجال جو اٹھ کر اسے روک سکے، اس نے رابیل اور نگزیب کو قبول کیا تھا۔۔ دور بیٹھی فرحین بس مامون کو دیکھتی اور دیکھتی رہ گئی۔ اتنے دن بعد اسے دیکھنا، وہ اس کے ذہن پر پھر سے اثر کرنے لگا تھا۔ وہ گلابی آنکھوں سے اسے دیکھتی جا رہی تھی، کہیں دور سے آواز ابھری تھی

"میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں"

آنسو اس کے گال بگھو رہے تھے اور وہ بت بنی اسے دیکھ رہی تھی۔ رابیل اور نگزیب مامون آفندی کا نصیب تھی اور وہ اسے مل کر رہی، وہ رابیل سے نفرت نہیں کر سکتی تھی، وہ رابیل کو ناپسند کرتی تو بھی کیسے۔۔ اس نے رابیل کے ساتھ وقت گزارا تھا اور وہ ایک اچھا لائف پارٹنر ڈیزرو کرتی تھی۔ اس نے اپنے آنسو پونچھے، اشعر کھڑا مسکرا رہا تھا اور فری اسے دیکھ رہی تھی، وہ اس کا نصیب تھا۔ وہ خوش ہو نہ ہو مطمئن ہونے لگی تھی۔ مطمئن ہونا خوش ہونے سے زیادہ اہم ہے۔ مامون کھڑا ہوا اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور سے گلے ملا، مینا رابیل سے مل رہی تھی۔دونوں مسکرا رہی تھیں۔فرحت آگے بڑھیں، رابیل کی مسکراہٹ تھمی اور گلابی آنکھوں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔اسی لمحے حاشر سٹیج پر آیا تھا،اسے مامون اچھا نہیں لگتا تھا۔لوگوں میں ابھی بھی سرگوشیاں ہو رہی تھیں،لوگ مامون کی ماں کا ماضی یاد کر رہے تھے،لوگ رابیل کے کردار پر باتیں بنا رہے تھے، یہاں خوش کم تھے باتیں بنانے والے زیادہ تھے۔فرحت مامون کے سامنے کھڑی تھیں،اس نے انھیں دیکھتے تھوک نگلا،دل بے اختیار دھڑکا۔۔انھوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پھر چلی گئیں۔حاشر رابیل کے سامنے کھڑا تھا "ہو گیا تماشا۔۔" وہ اسے جھڑک رہا تھا،اس کے چہرے کی رونق مدھم پڑی۔رانیہ دور سے چل کر آئی تھی اور وہ مامون کو طنز سے دیکھ رہی تھی،لوگوں کی نظریں ان کی خوشیوں کو کھا رہی تھیں۔۔وہ آگے بڑھا اور حاشر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔بڑے تحمل سے بولا "میرا خیال ہے لڑکی کو اپنی مرضی کے نکاح کی اجازت تو دین نے بھی دی ہے،اس لیے جھڑکنے کی یا رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے" وہ دانت پیستے آگے بڑھا تھا مگر مامون نے ذرا سا پیچھے ہٹ کر رابیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھا، سٹیج پر سب کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے گلا کھنکھارا۔۔لوگ متوجہ ہوئے

"میں یعنی مامون آفندی اپنے ہوش و حواس میں رابیل اور نگزیب کو اپنی امان میں لے چکا ہوں۔ ہمارے درمیان اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی گواہ کافی ہیں۔میں ہمارے گھر کا حاکم ہوں،اگر کسی کو ہمارے نکاح سے کوئی بھی مسئلہ ہے تو وہ اسے براہ کرم اپنے پاس رکھے۔میری بیوی

پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر چکی ہے اور اب مزید کچھ برداشت نہیں کرے گی، خوش ہو سکتے ہیں تو ہو جائیں ورنہ کھانا کھائیں اور جائیں" اور سر کو خم دے کر پیچھے ہٹا تھا۔ رابیل بس اسے دیکھتی رہی تھی، کیا عرش کے بھاگ ایسے ہوتے ہیں؟

گلشن آرا رابیل کی طرف بڑھیں اور اسے گلے سے لگا لیا۔ وہ چند لمحے ان کی قربت محسوس کرتی رہی، حسیل کہیں نہیں تھا، وہ جا چکا تھا، کیا اسے نہیں جانا چاہیئے تھا؟ تیمور نے سیٹی بجائی اور اونچی آواز میں بولا "اتنا سناٹا کیوں ہے؟ میرے بھائی کی شادی ہوئی ہے، کوئی میوزک بجاؤ کوئی گانا لگاؤ۔ خوشی کا موقع ہے یار!"

بہت سے لوگ مسکرائے تھے، اونچی آواز میں گانا بجا تھا اور وہ ہنستے ہوئے مامون کو دیکھ رہا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد رخصتی تھی۔ گاڑی کے پاس رابیل افیفہ سے گلے مل رہی تھی جو کہ مسکرا رہی تھی، پھر اسے دیکھا اور ہنس دی۔ اس کی آنکھوں میں پانی تھا مگر وہ خوش تھی۔ پھر وہ اپنی ماں اور نانی سے ملی، آخر میں اشعر کھڑا تھا، وہ اس کے کندھے لگ کر رو دی تھی۔ اشعر کی آنکھیں بھی نم تھیں، پھر دونوں الگ ہوئے اور اس نے رابیل کا ہاتھ مامون کے ہاتھ میں دیا "میری بہن کا خیال رکھیے گا" اور مسکرا دیا۔ وہ جانتا تھا اس کی بہن کو مامون سے اچھا ہمسفر نہیں ملے گا۔ اس نے گردن موڑ کر حاشر کو دیکھا، وہ آگے بڑھا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ یوں دن کا اختتام ہوا تھا، وہ سیاہ لینڈ کروزر میں بیٹھی تھی اور رامین اس کا لہنگا سیٹ کر رہی تھی، پھر پیسنجر سیٹ کا دروازہ بند کیا اور مامون گول گھوم

کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا۔ چند پل بیتے اور وہ گاڑی بڑھا کر چل دیا، رابیل اور نگزیب مامون آفندی کے ساتھ رخصت ہوئی تھی۔ پیچھے کھڑے تیمور نے مینا کو اشارہ کیا تھا اور وہ گاڑی کی طرف بڑھی تھی، انھیں مامون کے پیچھے جانا تھا اور وہ جا رہے تھے

گاڑی آگے بڑھ رہی تھی، پیسنجر سیٹ پر بیٹھی رامین نے گردن موڑ کر تیمور کو دیکھا پھر سامنے دیکھنے لگی۔ تیمور سامنے دیکھتے ہی بولا

"کیا گھور رہی ہو؟ کوئی بات ہے تو بول دو" وہ کنکھیوں سے اسے دیکھ چکا تھا

مینا نے منہ بنا لیا "ہمارا نکاح تو اتنی سادگی سے ہوا تھا۔ کوئی ٹوئسٹ نہیں کوئی سیاپا نہیں نہ کوئی لڑائی نہ کوئی فساد، تم میرے لیے لڑتے اور میں تم پر صوقے واری جاتی مگر نہیں، تم تو برا سا منہ بنا کر بیٹھے تھے جیسے رامین نہیں کوئی چڑیل تمھیں دے رہے ہیں" اس نے سر جھٹکا تھا

وہ ہنس دیا اور پھر سر نفی میں ہلایا "سویٹ ہارٹ! رخصتی پر کمر تڑوا کر تو آئی تھی، ابھی دل نہیں بھرا تھا" اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا

مینا نے اس کی طرف رخ کر لیا "میں نکاح کی بات کر رہی ہوں"

تیمور نے دونوں ابرو اٹھائیں "مجھے یاد پڑتا ہے تب تمھیں بھی کوئی خاص ہوش نہیں تھا، خالو اور خالہ ہوش میں تھے اور میں تو خیر کبھی بے ہوش ہی نہیں ہوتا۔ تم اس وقت چھوٹی سی پونی ڈال کر

کھانے پر دھیان رکھ کر بیٹھی تھی۔۔ تمھیں پتہ تھا کہ قبول ہے کہنے پر ہی روٹی ملنی ہے سو ڈارلنگ تم نے کھانے کے لالچ میں مجھے قبول کر لیا"اس نے ساری بات مکمل کی اور رامین ہنس دی

"ہاں۔۔مجھے ویسے اتنا ہوش نہیں تھا۔۔ مگر تم، تمھیں تو خالو نے سپورٹس کار کا لالچ دے کر قبول ہے کروایا تھا"

تیمور بھی مسکرا دیا

"اور کیا۔۔ہوش میں رہ کر بھلا میں تمھیں قبول کرتا؟"اور سر جھٹکا

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"تو پھر کس کو قبول کرنا تھا؟"

"کر لیتا کسی کو بھی"اس نے شانے اچکائے"سکول کالج یونیورسٹی ہر جگہ کئی مرتی تھیں مجھ پر"

"میں نے اس کو بھی مار دینا تھا اور تمھیں بھی"وہ غصے میں آگئی تھی۔

تیمور کی مسکراہٹ گہری ہوئی"یعنی تم مانتی ہو کہ اگر تم ہوش میں ہوتی تب بھی مجھے کسی اور کا نہ ہونے دیتی"

وہ گڑبڑا گئی تھی،اس کی رنگت سرخ پڑی"میں نے ایسا کب کہا؟"

وہ ہنس دیا"جانے دو چڑیا"اور گاڑی مامون کی گاڑی کے پیچھے کالونی میں موڑی تھی

"میں بھی ایسی ہی فلموں والی شادی چاہتی تھی۔۔میرے لیے بھی کوئی دو تین لڑ رہے ہوتے"وہ اپنے خیالوں میں تھی

تیمور نے اسے گھورا"لڑ ہی نہ لیں دو اور تین"اور سر جھٹکا

"ویسے آج کا دن بہت ہیکٹک تھا۔رابیل بیچاری کا تو برا حال تھا،اس کے سر میں صبح سے درد تھا اور اوپر سے ان جاہلوں نے لگ تماشا لگا رکھا تھا"

اس نے تنفر سے سر جھٹکا

"ہوں۔۔تم مجھے بتاؤ تمھیں مامون کا خیال کہاں سے آیا؟تم اسے لے کر آ رہی ہو اور مجھے بس کال پر یہ بتا رہی ہو کہ مامون بھائی آ رہے ہیں میں کاغذات تیار رکھوں اور راستہ صاف کر دوں،کون سی فلم چلا رہی تھی میری پیٹھ پیچھے؟"

اس نے بڑی شان سے اپنے بالوں کو پیچھے جھٹکا"مجھے پتہ تھا مامون بھائی رابیل کو پسند کرتے ہیں،سو میں آ گئی۔۔تم وہاں فیملی ڈرامے میں پھنسے تھے اور میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا تمھیں لاتی پھر سمجھاتی پھر مناتی۔۔خود ہی آ گئی"اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی

تیمور مسکرایا"جس طرح وہ مفنز بنا کر بھیجتی تھی اور جس طرح ہمارا لڑکا اس کے ذکر پر گڑ بڑاتا تھا میں سب سمجھتا تھا۔۔ایسے ہی نہیں میں کہتا تھا کہ مامون میسنا ہے"سامنے سفید سرمئی بنگلہ روشن نظر آ رہا تھا۔

وہ ہنس دی"آئی اگری"

وہ بھی مسکرایا تھا۔گاڑی اندر داخل ہو رہی تھی،پہلے تیمور گیا تھا اور پھر مامون،گارڈ بس منہ کھولے گاڑی میں بیٹھی دلہن کو دیکھ رہا تھا۔

سارے راستے ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔رابیل خاموشی سے بیٹھی تھی جبکہ مامون پر سکون سا گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔گیراج میں کھڑی گاڑی سے پہلے خود اترا اور پھر بھاگ کر دوسری طرف آیا اور دروازہ کھولا۔لہنگا سنبھال کر اس نے پہلا قدم پورچ میں رکھا،مامون نے ہاتھ بڑھایا اور رابیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا،لہنگا سنبھال کر وہ نیچے اتری،پھر مامون کو دیکھا جو اسے دھیمی مسکراہٹ سے دیکھ رہا تھا۔

"آج سے میرا سب کچھ آپ کا ہوا"

رابیل نے پہلے اسے دیکھا پھر مسکرا دی۔رامین دوسری طرف سے آئی اور اس کا لہنگا ایک طرف سے پکڑا،مامون اس کا ہاتھ پکڑے اسے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔دل بے اختیار بے تحاشا دھڑک رہا تھا،سر میں اب بھی درد کی شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں مگر وہ برداشت کر رہی تھی۔لاؤنج کے دہانے پر جوتے اتارے،آگے بڑھے،سامنے سے ملیحہ آئیں اور انھیں دیکھ کر چونک گئیں،پہلے رابیل کو دیکھا پھر مامون کو،پھر آنکھوں میں حیرت اور سوال ایک ساتھ ابھرے۔تیمور ان کے قریب گیا اور انھیں کندھے سے تھاما،گلا کھنکھارا

"ملیحہ ماما۔۔آپ کا شاندار بیٹا خوبصورت سی بہو لایا ہے،استقبال تو کریں"

وہ تینوں مسکرا رہے تھے، رابیل نے ملیحہ کو دیکھا جو سپاٹ سی اسے دیکھ رہی تھیں۔ پھر مامون کو دیکھا جس کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھا، رابیل نے ہاتھ چھڑانا چاہا مگر گرفت مضبوط تھی۔ اس نے نظریں جھکا لیں

وہ فقط اتنا ہی بولیں "مامون۔۔ فون کر دیتے تو پھولوں کا انتظام کرتی"

مامون کی مسکراہٹ گہری ہوئی "اماں۔۔ سب اتنی جلدی میں ہوا کہ کچھ بتانے کا موقع ہی نہیں ملا"

اور شانے اچکائے

"آنٹی یہ نارمل شادی نہیں ہے، یہ ایمرجنسی والی شادی ہے" اور رامین ہنس دی۔

وہ بھی مسکرائی تھیں، پھر آگے بڑھیں اور رابیل کو گلے سے لگایا، پھر تھوڑی کو چھوا

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، انھوں نے مجھے اس گھر میں ماں رکھا ہوا ہے۔ میری کیا مجال جو میں ان کے کیے پر کبھی سوال کروں" اور مسکرا دیں

وہ بھی مسکرائی تھی۔

وہ آگے بڑھے اور مامون نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اسے اندر آنے کا اشارہ کیا اور ساری لائٹس آن کر دیں۔ رامین ایک آخری بار اس سے گلے مل کر چلی گئی، ملیحہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔ وہ بیڈ پر بیٹھی تھی، مامون اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ درد حد پار کر رہا تھا، سر میں اس قدر درد تھا

کہ اس کا جسم اب اپنا اختیار چھوڑ رہا تھا۔وہ کچھ بولنے لگا تھا مگر اس کی نظر رابیل کی گود میں پڑے ہاتھوں پر پڑی،ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملی تھیں اور وہ کانپ رہی تھی۔اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"رابیل۔۔آپ ٹھیک ہیں؟"

رابیل نے اپنا چہرہ جھکایا ہوا تھا،پھر مامون کو دیکھا اور آنکھیں گلابی پڑیں۔اس نے تھوک نگلا

"میرے سر میں بہت درد ہے"اس کی آواز کانپ رہی تھی۔وہ ایک دم اٹھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کی نبض پر رکھا۔دل کی دھڑکن تیز تھی

"کھانا کھایا آپ نے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔اس نے دروازہ کھولا اور باہر کی طرف بڑھا،کچن میں گیا اور فریج سے چاولوں کا باؤل نکالا۔چاول پلیٹ میں رکھے اور پلیٹ اوون میں۔چند لمحے بیتے تھے اور وہ اس کے لیے چاول اور پانی کا گلاس لے آیا تھا

"ایزی ہو کر بیٹھیں"

مگر وہ بار بار کنپٹی کو مسل رہی تھی جیسے دماغ کی کوئی شریان پھٹنے کو ہے۔ایسی حالت میں بس اسے دوا چاہیئے ہوتی تھی

"مجھے میڈیسن لادیں"

آنکھیں پانی بہا رہی تھیں،آواز کانپ رہی تھی۔مامون نے اس کے پاس چاول کی پلیٹ رکھی

"کھانا کھائیں، میں میڈیسن لا رہا ہوں"

مگر رابیل کو صرف دوا سے غرض تھی۔ وہ باہر کی طرف بڑھا، بیسمنٹ میں گیا اور انرجی سیور آن کیا۔ وہاں بہت سے کارٹن پڑے تھے۔ وہ ایک کارٹن پر جھکا اور سرنج نکالی، پھر دوسرے کی طرف بڑھا، وہ اس کی دوا نکال رہا تھا۔ پھر اوپر کی طرف بڑھا۔

وہ ویسے ہی بیٹھی تھی، چاول کا ایک چمچ لینا بھی محال تھا۔ وہ اندر آیا اور رابیل نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا، اس کی دوا آچکی تھی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور ساتھ بیٹھا۔ پھر سرنج کھولی اور پانی جیسا مائع اندر بھرا، اس کی آستین اوپر کی اور سوئی ماس میں پیوست ہو گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں، جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ وہ میگرین کا شکار تھی، مامون نے اسے دیکھا، اس وقت وہ کھانا کھانے سے تو رہی۔ اس نے پانی کا گلاس بڑھایا اور دوا والی ہتھیلی آگے کی، رابیل نے کانپتا ہاتھ بڑھایا اور دوا ہاتھ میں لے کر منہ میں پھانکی، اوپر سے پانی پی گئی۔ مامون نے سانس خارج کی اور کھڑا ہوا۔ اس پر جھکا "آپ لیٹ جائیں"

اور ہاتھ بڑھا کر اس کے عروسی دوپٹے کی پنز کھولنے لگا۔ بھاری دوپٹہ بالوں سے الگ ہو رہا تھا۔ پھر اس کے بھاری جھمکے کھولے اور وہ اوپر ہو کر تکیے پر سر رکھے لیٹ گئی۔ آنکھیں بند ہو رہی تھیں، وہ مامون کو دیکھ رہی تھی جو اس پر لحاف دے رہا تھا، کیا یہ خواب ہے یا وہ خواب تھا؟ آنکھیں بند ہوئیں منظر سیاہ ہو گئے۔۔

کمرے میں اندھیرا تھا،ایک طرف زیرو کا بلب جل رہا تھا۔رابیل نے آنکھیں کھولیں تو سامنے دیوار نظر آئی، پھر پلکیں جھپکائیں اور سیدھی ہوئی۔ادھر اُدھر دیکھا،کمرے میں کوئی نہیں تھا۔دیوار گیر کھڑکی کے سامنے پردے گرے ہوئے تھے،وہ ابھی تک عروسی جوڑے میں ملبوس تھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے محسوس کیا،کمرے میں روم فریشنر کی خوشبو تھی،سر درد ختم تھا اور وہ پر سکون نیند سوئی تھی،شاید مامون نے اسے نیند کی گولیاں بھی دی تھیں۔وہ دونوں ہتھیلیاں دائیں بائیں بیڈ کی سطح پر رکھ کر اٹھ بیٹھی،چوڑیوں کی کھنک کمرے کی خاموشی میں آواز پیدا کر رہی تھی۔اس نے اپنے سائیڈ ٹیبل پر دیکھا،وہاں پانی کا گلاس تھا،اس کے جھمکے اور لیمپ جو کہ بند تھا،ساتھ سرخ تازہ گلاب جس کی سبز ڈنڈی لمبی اور صاف تھی،کسی بھی کانٹے سے پاک۔اس نے گردن موڑی،پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور دونوں ہاتھوں سے بالوں کو پیچھے کیا۔نظر سامنے کاؤچ پر پڑی،وہاں اس کا عروسی دوپٹہ تھا،ساتھ ہینگر میں کچھ کپڑے تھے۔وہ اٹھی اور خود پر سے لحاف اتارا،پاؤں نیچے نرم کارپیٹ پر رکھے اور کھڑی ہوئی،پھر سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کر دی۔کمرہ روشن ہو گیا،اس نے روشن کمرے کو دیکھا،اس کا کمرہ سادہ مگر صاف تھا،پہلی بار دیکھنے پر ذہن کو ریلیکس سا تاثر ملتا تھا۔وہ لہنگے کو تھامتی آگے بڑھی،سرمئی پردے کھڑکیوں کے آگے سے پیچھے ہٹائے اور روشنی اندر آئی۔سورج نکل چکا تھا مطلب وہ لیٹ اٹھی ہے۔اس نے گردن موڑ کر سامنے گھڑی دیکھی،گھڑی ساڑھے آٹھ بجا رہی تھی۔اس نے سامنے دیکھا،کھڑکی سے نیچے کا سارا باغ اور آدھا گیراج نظر آ رہا تھا۔اس نے دونوں

ہاتھ شیشے پر رکھے اور آگے کو ہوئی، وہاں آراعارفین کے ساتھ بیٹھی تھی، اس کے ساتھ ایک کتا تھا، کچھ فاصلے پر رامین تھی اور وہ مامون کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔ رابیل مسکرادی، اپنے گھر تو مینو مر کر دس بجے اٹھتی تھی یہاں آٹھ بجے ہی اٹھ کر بیٹھی تھی، مامون نے سفید شرٹ تلے نیلی جینز پہن رکھی تھی، بال بکھرے تھے۔ اس نے گردن موڑی اور کاؤچ پر پڑے کپڑے دیکھے، پھر لہنگا تھامے اس جانب بڑھی۔ وہ کل کا دن یاد کر کے خود کو اذیت نہیں دینا چاہتی تھی، سر درد کا احساس سب سے برا تھا۔ اس نے سر جھٹکا اور کپڑے دیکھنے لگی۔ مختلف رنگوں کے پانچ چھے جوڑے تھے، ان پر ہلکا پھلکا کام ہوا تھا۔ ضرور عافی نے یا ملیحہ نے دیے ہوں گے، اپنے گھر سے تو وہ کچھ نہیں لائی تھی۔ اس نے مسٹرڈ رنگ کی لمبی قمیض نکال لی جس پر سفید رنگ سے کڑھائی ہوئی تھی، اس کے ساتھ جالی دار دوپٹہ تھا اور نیچے ہم رنگ ذرا سے کھلے پائنچوں والی شلوار تھی۔ اسے سب ہی رنگ اچھے لگتے تھے مگر مسٹرڈ جوڑا سب سے اچھا تھا۔ اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے، مامون کا ڈریسنگ ٹیبل دیکھا جہاں زیادہ تعداد پرفیومز کی تھی، مہنگے سے مہنگا اور اچھے سے اچھے برانڈ کا پرفیوم۔۔ اس نے گردن موڑی اور جوڑے کو دیکھا۔۔ وہ واش روم کی کی طرف بڑھی تھی۔

نو بجے کے قریب مامون کمرے میں آیا، وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے لمبے بالوں میں برش پھیر رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا

"گڈ مارننگ!"

وہ مسکرائی اور سر کو خم دیا "گڈ مارننگ!"

وہ پیچھے بیڈ پر بیٹھ گیا، آئینے میں اس کا عکس ابھر رہا تھا۔ رابیل نے اپنے بال دائیں بائیں طرف ڈال رکھے تھے اور بائیں حصے کو پہلے برش کر رہی تھی۔

"آپ کی طبیعت کیسی ہے اب؟" وہ آئینے میں اسے گھور رہا تھا

وہ مسکرا دی "ٹھیک ہوں" پھر سانس خارج کی "تھینک یو۔۔ آپ نے میرے لیے جو کچھ کیا میں اس کی شکر گزار ہوں" بایاں حصہ آگے کیا اور اسے برش کرنے لگی۔

وہ اٹھا اور بیڈ سائیڈ پر پڑا گلاب ہاتھ میں پکڑا، اس کی طرف بڑھا اور ایک طرف کو جا کھڑا ہوا۔

"آپ کے لیے تھوڑی کیا ہے، میں تو بڑا خود غرض ہوں" پھول کی لمبی شاخ مروڑ کر توڑی اور پھول اس کے بالوں میں لگایا "میں جو کرتا ہوں اپنے لیے کرتا ہوں" اور مسکرا دیا۔ یعنی وہ اسے احسان مند اور مشکور ہونے نہیں دے رہا تھا۔

وہ ہنس دی اور پھول بالوں سے نکالا، ہاتھ میں پکڑا اور اس کی نرم پتی کو چھوا "تھینک یو۔۔" جیسے وہ اس پھول کے لیے بھی مشکور تھی

اس نے سانس خارج کی اور بازو سینے پر باندھ لیے۔

"ساری زندگی تھینک یو ویلکم پر نہیں گزار سکتا میں۔۔ آپ اپنی dictionary میں اور اچھے الفاظ کا اضافہ کریں"

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں مگر دھیمی مسکراہٹ ابھی بھی قائم تھی "جیسے کہ ؟"

وہ مسکرایا اور سیدھا ہوا، گلا کھنکھارا "جیسے کہ آئی لو یو ٹو!" اور شانے اچکائے

وہ بڑی سادگی سے اپنی بات کہہ گیا مگر رابیل کے گال گلابی ہوئے تھے۔اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور ہنس دی۔وہ بھی ہنسا تھا۔پھر سانس خارج کی

"میں آپ کو کہنے آیا تھا کہ آپ کی امی آگئی ہیں۔۔ناشتہ کر لیں" اور اس کے ساتھ آئینے میں کھڑا ہو کر بالوں میں ہاتھ پھیرتے انھیں ٹھیک کرنے لگا۔رابیل نے بال پیچھے کیے اور آخری بار برش کیا، پھر اس کی طرف مڑی "کون کون آیا ہے؟"

"آپ کی امی، اشعر اور آپ کی بڑی بھابھی" کہہ کر اس نے رابیل کو دیکھا، پھر انگلی کی پور سے اس کی ناک کی نوک کو چھوا

"آجائیں۔۔میں نے تو دیدار کر لیا ہے وہ آپ کے انتظار میں ہیں"

اور مسکرا کر باہر چلا گیا۔

اس نے ایک آخری نظر خود کو دیکھا، کیا وہ اچھی لگ رہی ہے؟ پھر مسکرا دی، محبت عورت کا زیور ہے جو اسے بنا میک اپ کے حسین بنا دیتا ہے اور تعریف اس حسن کو اور بڑھا دیتی ہے۔اس نے اچھے سے دوپٹہ گلے میں لیا اور باہر آگئی۔

نئی زندگی کا پہلا دن!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روشن سے لاؤنج میں کھڑکی کے سامنے سے پردے ہٹے ہوئے تھے۔فرش سنگ مرمر کا لگتا تھا۔وہ قدم بڑھاتی لاؤنج میں داخل ہوئی،صوفے پر سامنے بیٹھیں فرحت اسے دیکھ کر مسکرائیں،پھر کھڑے ہو کر گلے ملیں۔ساتھ اشعر بیٹھا تھا جو رابیل کو دیکھ کر مسکرایا۔چھوٹے صوفے پر رانیہ بیٹھی تھی،جو ٹانگ پر ٹانگ جمائے منہ کے زاویے بگاڑتے گھر دیکھنے میں مصروف تھی۔فرحت کے سامنے والے صوفے پر آرا بیٹھی تھی،وہ کھڑی ہو کر رابیل سے مل رہی تھی،اس نے باری باری رابیل کے دونوں گالوں کو چوما۔رابیل،عارفین کے ساتھ بیٹھ گئی،اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔سینے میں کچھ چبھا تھا،رابیل اس کے ساتھ بیٹھی تھی مگر وہ مسکراتے ہوئے خلا میں گھور رہی تھی۔پھر رابیل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی

"اصل سرپرائز تو ہمیں ملا ہے"

رابیل سر ہلا کر ہنس دی۔دوسرے چھوٹے صوفے پر مامون کے ساتھ ملیحہ بیٹھی تھیں۔ابھی تک فرحت اور ملیحہ کے درمیان حال چال سے بڑھ کر کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔لائلہ زرین کے ساتھ مل کر کھانا لگانے میں مصروف تھی۔فرحت کی نظر رابیل سے ملی،وہ اسے مسکراتے دیکھ رہی تھیں جیسے بہت کچھ کہہ رہی ہوں۔بہت کچھ پوچھ رہی ہوں،اس کی مسکراہٹ سمٹی اور اس نے اشعر کو دیکھا

"فری کو بھی لے آتے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سر اثبات میں ہلایا "کل رات کافی دیر سے سوئی تھیں، زیادہ دل کر رہا ہے تو رات میں مل لیں"

دفعتاً لاؤنج میں مینا داخل ہوئی تھی، کپڑے صبح سے مختلف تھے اور وہ آتے ہی پیچھے سے فرحت کے گلے لگی

"کیسی ہیں امی؟"

انھوں نے اس کا ہاتھ تھاما "تم گھر نہیں گئیں؟" وہ اسے چونک کر حیرت سے دیکھ رہی تھیں

مینا مسکرادی اور ملیحہ کے ساتھ جا بیٹھی، اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی تیمور بھی لاؤنج میں حاضر ہوا تھا "خالہ، یہ بھی ہمارا گھر ہی ہے"

اور پھر آگے بڑھ کر اشعر سے ملا "بیوی کا گھر وہی ہوتا ہے جو خاوند کا ہوتا ہے۔ وہ وہیں رہتی ہے جہاں اس کا شوہر رہتا ہے، ہے نا مینو"

اس نے پہلے تیمور کو دیکھا پھر فرحت کو اور سر اثبات میں ہلا دیا۔ فرحت کی مسکراہٹ مدھم پڑی تھی "میرا مطلب تھا کہ خالہ کی طرف نہیں گئی تم؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "بیلی ادھر آ رہی تھی نا، اس کے لیے بھی تو کوئی ہوتا" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔ وہ پہلی بار یہ جان رہی تھیں کہ مینا اور تیمور یہاں بھی رہتے ہیں جبکہ وہ بے خبر تھیں کہ تیمور شادی کے بعد بھی یہاں ہی رہتا ہے۔ رانیہ نے پہلے فرحت کو دیکھا پھر رابیل کو اور پھر شانے

اچکائے کہ جیسے مجھے کیا۔فرحت ابھی سے سوچوں میں گم تھیں،وہ صبیحہ کی سوتن کے گھر بیٹھی تھیں اوراس کی دونوں بیٹیاں وہاں تھیں۔کل بارات کے وقت بھی صبیحہ نکاح کے درمیان ہی چلی گئی تھیں۔رابیل کی شادی سے ناجانے کون کون خوش تھا مگران کی اپنی بہن صبیحہ آفندی بہت ناخوش تھیں۔

"میم۔۔"لائلہ ملیحہ کے دائیں جانب کھڑی تھی"بریک فاسٹ لگ گیا ہے"

انھوں نے سراثبات میں ہلایا تھا۔وہ ناشتے میں پراٹھاحلوہ پوری جیسی چیزوں سے پرہیز کرتے تھے مگر آج ناشتہ رابیل کے گھر سے آیا تھا۔پرہیزاپنی جگہ مگروہ اس کھانے کو عزت دے رہے تھے جو مامون کے سسرال سے آیا تھا۔وقت بدل گیا تھا،حالات سب سے سب کچھ کروالیتے ہیں۔

لندن میں شام ہونے میں اب چند ساعتیں باقی تھیں۔سنینا بالکنی میں کھڑی اپنے باپ سے بات کررہی تھی،شاید کسی بات پرہنس بھی رہی تھی۔کچھ پل بیتےاورکال ختم کی۔پھراندر کی طرف بڑھی اور کھونٹی سے لٹکااپنا مسٹرڈکوٹ اتارا۔ایک نظرخود کوآئینے میں دیکھا۔بال چٹیامیں مقید تھے،سیاہ شرٹ تلے ٹراؤزر تھا،نیچے بھورے سنیکرز،کانوں میں آویزاں بالیاں،گالوں پرہلکاساٹنٹ اور ہونٹ سرخ تھے۔موتی اس کے گلے میں لٹکاچمک رہاتھا۔اس نے خود کودیکھ کرایک سانس خارج کی،باہرنکلتے وقت دروازے کے ساتھ لٹکاپرس شانے پر لٹکایا،ہاتھ میں پکڑافون کوٹ کی جیب میں رکھااوردروازہ کھول کرباہر کی جانب بڑھی۔

("کیا؟" سنینا نے اس سے سوال کیا اور عبدل دھیرے سے مسکرایا۔

"کہانی کے تین کردار تھے۔ فلاطیوس، کرسٹوفر اور زمل"

"زمل کون؟" سنینا کی بھنویں بھینچ گئیں

"کرسٹوفر کی بہن جو کہ میرے ساتھ مسلمان ہوئی تھی"

"اوہ۔۔" وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ تو واقعی اس کی کوئی بہن تھی)

سٹوڈیو میں کھڑی سنینا پینٹ کر رہی تھی۔ اس کا پرس پاس ستون سے ٹنگا تھا اور ہاتھ میں پیلیٹ تھی جس پر بہت سے رنگ لگے تھے۔ اس کے ہاتھ میں پینٹ برش تھا اور اس کا سارا دھیان کینوس پر تھا۔ اس کی پشت پر کچھ فاصلے پر کرسٹوفر تھی جو کہ وقتاً فوقتاً مڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔ دونوں کے درمیان ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی

("زمل بھی ایک آرٹسٹ تھی۔ جیسے آج آپ ہیں، زمل اور کرسٹوفر کی آپس میں کبھی نہیں بنی تھی" پھر سانس لینے کا وقفہ "مگر پھر اچانک سے بہت بننے لگی۔ اب دو دشمنوں کی اچانک ایک دوسرے سے بہت بننے لگے تو شک تو ہوتا ہے نا۔ مجھے بھی ہوا تھا"

"پھر؟" اسے اس کہانی میں دلچسپی پیدا ہوئی تھی

"کرسٹوفر کے پاس آج جو بھی ہے میرا دیا ہے، میرا سکھایا ہوا ہے۔ میں نے اسے یہ پینٹ کرنا سکھایا تھا۔ سیاہ سفید اور سرمئی")

اس نے ٹیوب سے پہلا رنگ پیلٹ میں نکالا۔اس میں سرخ رنگ مکس کیا۔پھر برش دو انگلیوں کے درمیان دبا کر اس نے شہادت کی انگلی پر پینٹ لگایا اور پھر اسے بڑی مہارت سے کینوس پر پینٹ کرنے لگی۔اس کی انگلی پر لگا پینٹ اب کینوس کی زینت تھا۔

("میں نے کرسٹوفر سے محبت کی،اسے چاہا،جو تھا اس کے لیے قربان کیا۔ان دنوں زمل میرے ساتھ ہوا کرتی تھی کیونکہ ہم دونوں مل کر اسلام پر ریسرچ کر رہے تھے۔ہم ایک ساتھ مسلمان ہوئے تھے۔ان دنوں زمل آپ کے جیسی تھی۔اس کے عروج کے دن تھے۔۔"

عبدل نے گردن موڑ کر سنینا کو دیکھا تھا

"پھر؟"سنینا کی سیاہ آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی)

پینٹ کرتی سنینا کا سر ایک دم سے چکرایا تھا۔اس نے آنکھیں زور سے میچ لیں اور پھر سر جھٹک کر دوبارہ آنکھیں کھولیں۔اس نے پلکیں جھپکائیں اور پینٹ کرنے کے لیے ہاتھ میں پکڑا برش کینوس کی طرف بڑھایا مگر اس کی بصارت دھندلی ہو گئی۔اسے شدید قسم کے چکر آ رہے تھے،پیلیٹ اور برش اس کے ہاتھ سے نیچے گر گئے۔دل کی دھڑکن بے قابو تھی اور وہ ٹھنڈی پڑ رہی تھی۔دور کھڑی کرسٹوفر دیکھ کر مسکرائی۔پیلیٹ پر لگے پینٹ میں موجود مادہ اس کی انگلی کی پوروں سے خون میں مل چکا تھا۔

("ایک رات وہ دونوں بہنیں چرچ میں تھیں۔ کرسٹوفر نے مجھے بھی بلایا تھا مگر مجھے دیر ہو گئی اور زمل چلی گئی۔ دونوں کے درمیان کیا باتیں ہوئیں میں نہیں جانتا مگر جب میں وہاں پہنچا تو دونوں کے درمیان جھگڑا چل رہا تھا۔ وہ اوپر ریلنگ کے پاس کھڑی تھیں۔ زمل کی کمر ریلنگ کو چھو رہی تھی اور کرسٹوفر اس پر چلا رہی تھی۔ میں دوسری طرف والی سیڑھیوں سے اوپر چڑھا تھا۔ وقت بہت تیز تھا یا شاید میں سست، کرسٹوفر نے غصے میں دونوں ہاتھ زمل کے سینے پر رکھے اور اسے نیچے دھکا دے دیا")

اس کا سر اس قدر گھوم رہا تھا کہ وہ کھڑی بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔ کرسٹوفر اس کے قریب آئی اور اسے کندھوں سے تھاما۔ سب اپنا کام چھوڑ کر اس کے قریب آ چکے تھے۔ سیاہ کوٹ والی کرسٹوفر نے سب کو ایک طرف کیا، راستہ بناتی سنینا کو کندھے سے تھامتی باہر لے گئی۔ وہ دونوں سٹوڈیو کے باہر فٹ پاتھ پر تھیں۔ سنینا کو سانس نہیں آ رہا تھا، وہ منہ سے سانس لے رہی تھی جب وہ نیچے کو جھکی اور لہو کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا۔ وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی مگر کوئی شے ہو جیسے اس کا سینہ جکڑ رہی ہو۔ اس کا سینہ تنگ ہو رہا تھا اور منہ کھولے سانس لیتی سنینا نے جھکتے ہوئے زمین پر کئی بوندیں دیکھی تھیں۔ اس نے سر اٹھایا اور کرسٹوفر دیکھتی ہے کہ اس کے منہ، ناک اور آنکھوں سے خون باہر آ رہا تھا۔ اس کے گالوں پر خون ایسے بہہ رہا تھا جیسے آنسو، سنینا نے کرسٹوفر کا بازو زور سے تھام رکھا تھا۔

("زمل سر کے بل نیچے گری اور مر گئی۔میں نے اس کی موت آنکھوں سے دیکھی تھی"عبدل نے آنکھیں میچ لیں۔کچھ پل خاموشی کے نام)

کرسٹوفر نے گاڑی کے پاس پہنچتے اس کا بازو چھوڑا اور وہ ایک دم زمین پر آ گری۔اسے اتنا یاد تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لیے سٹوڈیو کی پچھلی طرف آئی ہے اور آگے کچھ نہیں پتہ تھا۔اس کے منہ ناک اور آنکھوں سے خون بہہ رہا تھا اور دھڑکن اب بہت ہلکی ہو چکی تھی۔ہاتھ پیروں سے جیسے جان نکل چکی تھی اور وہ ایک بار زمین پر گرنے کے بعد اٹھ نہیں پائی تھی۔

"مرواب۔۔تمھیں نہیں پتہ تم نے کس کو للکارا ہے"کرسٹوفر اس پر جھک کر چلا رہی تھی

"میں کبھی ہار تسلیم نہیں کرتی کیونکہ جیت میرا مقدر ہے۔تم کیا سمجھتی تھی کہ تم میری جگہ لو گی۔کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو میری جگہ لے سکے"اس نے دانت پیستے ایک ٹھوکر اس کے گال پر ماری مگر اس کا تنفس انتہائی ہلکا تھا۔آنکھیں بند ہو رہی تھیں،ارد گرد بہت سی گاڑیاں کھڑی تھیں مگر وہاں کوئی ذی روح نہیں تھا کہ اسے بچا پاتا۔کرسٹوفر کو سکون نہیں آیا اور اس نے پاؤں مار کر بہت سی گرد اس کے چہرے پر اڑائی اور پیچھے کو ہوئی۔کرسٹوفر کے ساتھ کوئی کھڑا تھا۔

("کرسٹوفر مجھے دیکھ چکی تھی کہ میں نے زمل کو مرتے دیکھ لیا ہے۔وہ میری طرف آئی،عین میرے سامنے کھڑی ہوئی۔میں بہت کچھ بولنا چاہتا تھا مگر زمل کی موت میرے لیے صدمہ تھی۔اسی لمحے کرسٹوفر نے اپنے کندھے سے اپنا بازو پھاڑ لیا،پھر دوسرا بازو۔پھر مسکرائی

"وہ تم اکثر قصہ سناتے تھے نا یوسف کا۔ جس میں وہ عورت جو یوسف کو پسند کرتی تھی اس نے یوسف کی قمیض پیچھے سے پھاڑی تھی تو پکڑی گئی۔ میں اس کے قصے سے سبق حاصل کروں گی اور اپنی قمیض پیچھے سے پھاڑوں گی" اور ہنس دی۔ اس نے ہیلن کو آواز لگائی اور ہیلن اس کے پیچھے سے اوپر آئی، اس نے حکم پر اس کی قمیض پیچھے سے پھاڑ دی اور پھر۔۔ سیاہ فام ہیلن باہر کو بھاگی۔ میں آگے بڑھا، یہ شاک پر شاک تھا۔ میں نے کرسٹوفر سے محبت کی تھی۔ اس دن دو موتیں ہوئی تھیں، پہلی زمل کی اور دوسری۔۔ میری")

اس نے ہیلن کے ساتھ مل کر زمین پر پڑی سنینا کو گاڑی کی ڈگی میں ڈالا۔ گاڑی آگے بڑھنے لگی، سنینا اندر آخری سانسیں لے رہی تھی۔

(وہ کمر کے بل سیڑھیوں سے نیچے گری تھی۔ اس نے خود کو خود گرایا تھا میں تو اس وقت بت بنا تماشا دیکھ رہا تھا، اس کے ماتھے سے خون بہنے لگا۔ ہونٹ پھٹ چکا تھا اور وہ نیچے گری چلا رہی تھی۔ میرا جسم کوئی بھی حرکت نہیں کر پا رہا تھا جیسے میں برف ہو گیا ہوں۔ دفعتاً چرچ کا دروازہ کھلا اور ہیلن کے پیچھے بہت سے لوگ پتھر لیے آگے بڑھے)

سٹوڈیو میں اس وقت سفید سیاہ مفلر والا عبدل کھڑا تھا اور وہ سنینا کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ کسی لڑکی نے بتایا کہ اس کی طبیعت خراب تھی اور کرسٹوفر اسے ساتھ لے گئی۔ اس کا سر گھوم کر رہ گیا جیسے پیروں تلے زمین نکلی ہو۔ وہ باہر کی طرف بھاگا تھا۔ اس کا رخ سٹوڈیو کی پچھلی طرف کھڑی اپنی

گاڑی کی طرف تھا۔اس کا دل شدید گھبرا رہا تھا،وہ اسے کہاں لے کر گئی ہو گی؟شام گہری ہو رہی تھی اور وہ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے ایک دم سے چونکا تھا۔اسے کچھ چمکتا محسوس ہوا تھا۔وہ مڑا اور زمین پر سنینا کا گرا ہوا موتی چمک رہا تھا۔

وہ اس کے قریب آیا،جھکا اور اسے اٹھایا۔زمین پر خون کی چند بوندیں تھیں۔اس نے تھوک نگلا،وہ جانتا تھا وہ کہاں ہو گی۔

(لوگوں نے میرے پر پتھر برسانا شروع کر دیے۔ایک پتھر میرے ہونٹ پر ایک گال پر ایک سر پر مگر جب ایک دل پر پڑا تو مجھے زمل کی لاش نظر آئی۔میں لوگوں کو نہیں بتا سکتا تھا کہ میں خود کسی کے جال میں آیا ہوں۔میں نے دائیں دیکھا پھر بائیں۔بائیں کھڑکی دائیں کھڑکی سے زیادہ قریب تھی۔ لوگ سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے اور میرے دماغ میں مجھے بائیں کھڑکی کی طرف بھاگنے کو کہہ دیا۔ میں بائیں کھڑکی کی طرف گیا اور وہاں سے چھلانگ لگا دی مگر لوگ میرے پیچھے ہی تھے)

وہ ایک ندی کے کنارے کھڑی تھی اور سنینا اس کے سامنے کھڑی تھی۔اس کی آنکھوں کے گرد خون ابھی تازہ تھا،ہونٹوں کے گرد خون لگا تھا اور ناک سے ابھی بھی خون بہہ رہا تھا۔شام ڈھل چکی تھی۔۔آسمان گہرا جامنی تھا۔وہ رو رہی تھی چلا رہی تھی،کرسٹوفر سے معافی مانگ رہی تھی مگر وقت بیت چکا تھا۔وہ ایک ایک قدم پیچھے ہٹی اور اس کی پشت ہیلن سے ٹکرائی۔ہیلن جس نے کرسٹوفر کے ساتھ اسے ڈگی میں ڈالا تھا،جو اپنی مالکن کی وفادار تھی۔سنینا نے گردن موڑی اور اسے دیکھا۔وہ

اندھیرے میں خوفناک لگ رہی تھی۔ سنینا منہ کھولے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جب کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس کی کمر میں کوئی نوک دار چیز گھونپ دی۔ وہ وہیں پتھر ہوئی تھی، ایک کے بعد دوسرا وار اور وہ سانس نہیں لے سکی۔ آخری بار جس شخص کا خیال اس کے ذہن میں آیا تھا وہ اس کا باپ تھا۔

("میرے سامنے ایک جھیل تھی اور پیچھے لوگ۔ وہ لوگ میرے قریب تھے اور میں نے جھیل میں چھلانگ لگادی)

خون اس کی کمر سے بھل بھل بہہ رہا تھا۔ وہ اب منہ کے بل زمین پر گری تھی اور ہیلن اسے گھسیٹتے ہوئے ندی کے کنارے تک لائی اور پھر دونوں عورتوں نے اسے ہاتھوں پیروں سے پکڑا اور ندی میں اچھال دیا۔ چھڑاپ کی آواز سے لڑکی پانی میں جا گری اور پھر پانی سنینا کو نگل گیا۔

(سنینا نے اس کی ساری داستان سنی "وہ جو پینٹنگ تھی سرخ جھیل والی جو سٹوڈیو میں لٹکی ہے وہ آپ کی ہے۔ یعنی اس نے آپ کی کہانی کو پینٹ کیا ہے" عبدل نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اور اس دن آپ میرے پیچھے آئے تھے کیونکہ آپ اسے جانتے تھے" وہ ساری کڑیاں ملا رہی تھی۔ اس نے اس پر بھی سر ہلایا

"میرے خواب۔۔وہ اشارہ تھے۔۔آپ نے بھی مجھے اشارہ دیا تھا۔میں نے اس کے گھر میں وہی سب محسوس کیا تھا جو میں خواب میں محسوس کرتی تھی۔وہ منفی طاقت،وہی دباؤ وہی اندھیرا" وہ جلدی جلدی بول رہی تھی

"آپ کے پاس ایمان تھا۔وہ شر سے آپ کی حفاظت کر رہا تھا" وہ پر سکون سا بول رہا تھا)

اسی وقت کسی کی گاڑی آ کھڑی ہوئی تھی۔اندر سے عبدل باہر آیا تھا،ہیلن اور کرسٹوفر نے اسے مڑ کر دیکھا مگر اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور پانی میں چھلانگ لگا دی۔پانی کی سطح پر خون تھا۔سیاہ چغہ پہنے کرسٹوفر نے ہیلن کو دیکھا تھا،وہاں ہر سو اندھیرا تھا۔

وہ کنارے تک پہنچ چکا تھا،وہ باہر آیا تو کرسٹوفر وہاں نہیں تھی۔وہ جا چکی تھی۔اس نے ڈوبی ہوئی لڑکی کو کنارے پر لٹایا،سر سے پاؤں تک بھیگے ہوئے عبدل نے اس کے گالوں کو تھپتھپایا

"سنینا۔۔سنینا۔۔"

اس نے اس کی کلائی پر ہاتھ رکھا۔اس کی نبض چل رہی تھی مگر بہت سست۔

("مگر سننے میں تو آتا ہے کہ کرسٹوفر نے بہن کو مارا تھا۔لوگوں کو پتہ کیسے چلا؟"

عبدل ہنس دیا"میں زندہ بچ گیا تھا نا۔یہ دنیا ہے سنینا یہاں سب ہوتا ہے،جو دنیا کو دکھایا جاتا ہے دنیا وہی دیکھتی ہے۔میں نے بھی ایک جھوٹی کہانی گڑھ دی اور لوگوں نے مان لیا مگر کرسٹوفر بھاگ گئی تھی۔یہاں ہوتی تو مر جاتی" اس نے سر جھٹکا)

عبدل ہسپتال کی سفید ٹھنڈی راہداری میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔اس کی شرٹ جسم کے ساتھ چپکی ہوئی تھی اور ٹھنڈ بھی لگ رہی تھی مگر اسے سینا کی زندگی عزیز تھی۔

شام نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔آٹھ مرلہ مکان پر اب بھی بتیاں جگمگا رہی تھیں۔اگر پہلی منزل پر دیکھیں تو کمرے میں فری آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔اس نے پیچ کلر کا کام دار گاؤن پہن رکھا تھا۔ بال کھلے تھے اور آگے ہلکا سا ہیئر سٹائل تھا۔ایک چھوٹی لٹ چہرے کے گرد تھی،وہ کانوں میں جھمکے ڈال رہی تھی جب اشعر واش روم سے باہر آیا۔اس نے کریم کلر کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی،بال آگے سے گیلے ماتھے سے چپکے تھے اور اس نے منہ صاف کر کے تولیہ کاؤچ کی پشت پر رکھ دیا۔فری نے آئینے میں اس کا عکس دیکھا،وہ پہلے بھی کم بولتی تھی مگر کل سے ذرا بجھی بجھی سی تھی جیسے کسی سوچ میں کسی خیال میں گم ہو۔وہ نظریں جھکائے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی چوڑیاں پہننے لگی،اس کا سر جھکا ہوا تھا اور دھیان چوڑیوں کی طرف تھا۔اشعر نے گریبان کے بٹن بند نہیں کیے تھے،وہ اپنے سینے پر ہاتھ مل رہا تھا۔

"فری۔۔"پیچھے سے آواز آئی اور فرحین نے مڑ کر اسے دیکھا"جی۔۔"اشعر لمبے لمبے سانس لے رہا تھا

"پانی دیناذرا۔۔"وہ وہیں بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔فری کے چہرے پر فکر نمایاں تھی،اس نے چوڑیاں وہیں رکھیں اور بیڈ سائیڈ پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا۔اشعر کو دیااور ساتھ بیٹھ گئی۔اس نے دو گھونٹ بھرے اور گلاس واپس دے دیا۔وہ گلاس ہاتھوں میں لیے وہیں بیٹھی رہی

"اشعر۔۔"وہ ابھی بھی سینے پر ہاتھ مل رہا تھا۔فری آگے کو ہوئی اور اس کے بازو پر ہاتھ رکھا"آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ کھڑا ہو گیا۔وہ گھبرا گئی اور اس نے گلاس وہیں نیچے کارپیٹ پر رکھ دیا۔وہ اس کے سامنے کھڑی تھی جس کی رنگت گلابی پڑ رہی تھی

"اشعر۔۔کیا ہو رہا ہے؟"فری کی ساری حسیات جاگ اٹھی تھیں

"پتہ نہیں۔۔مجھے سینے میں درد ہو رہا ہے"وہ رک رک کر سانس لیتے بولا تھا

فری نے جلدی سے بیڈ پر پڑا دوپٹہ پکڑا"میں حاشر بھائی کو بلا کر لاؤں۔۔ہاسپٹل چلتے ہیں"وہ دھڑکتے دل اور ٹھنڈے ہاتھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ صبح سے کن خیالوں میں گم تھی وہ بھول گئی تھی۔

اشعر صوفے پر بیٹھا اور پھر پیچھے کو ٹیک لگالی۔تنفس تیز تھا اور فری ساتھ بیٹھی تھی۔اس نے آنکھیں میچ لیں جیسے بہت زیادہ درد ہو،پھر کراہتے ہوئے بولا

"مجھے لگتا ہے مجھے ہارٹ اٹیک ہو رہا ہے"

فرحین کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں،اس کے پیروں تلے زمین نکلی تھی۔اس نے اشعر کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں تھاما

"اشعر۔۔"اس کی آواز کانپ رہی تھی۔پھر اٹھ کر جانے لگی تو اشعر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اٹھنے نہیں دیا۔فری نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،وہ مسکرا رہا تھا۔اس کے ابرو تن گئے،وہ حیرت اور شاک سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ مسکرا رہا تھا؟

"اشعر۔۔"وہ دھیمی آواز میں بے یقینی سے بولی

وہ ہنس دیا اور ہنستا چلا گیا۔فری نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور منہ بسور کر بیٹھ گئی

"سوری۔۔"وہ سیدھا ہو کر بیٹھا

فری نے گلابی آنکھوں سے اسے گھورا،کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر پھر غصے سے اٹھ گئی۔وہ مسکراہٹ دبائے کھڑا ہوا اور کھڑکی کی طرف بڑھا جہاں وہ منہ بنائے کھڑی تھی۔اس نے اس کی کہنی تھامی مگر فری نے چھڑا لی

"سوری بابا۔۔مذاق کر رہا تھا"

فری نے اسے سرخ ہوتے چہرے،غصے سے دیکھا

"حد ہے۔۔یہ کوئی مذاق ہے کرنے والا؟"وہ پھٹ پڑی تھی"اشعر۔۔سیریئسلی؟"وہ ابھی تک بے یقین تھی۔پھر دوبارہ منہ موڑ لیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

اس نے گلا کھنکھارا"فری۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ اتنا پریشان ہو جائیں گی" وہ اب سنجیدہ ہوا تھا اس نے گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا، آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھریں اور پھر پانی آنکھوں کے کٹوروں میں بھر گیا"یعنی میرے کوئی جذبات نہیں ہیں؟ مجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا؟ میں کوئی روبوٹ نہیں ہوں اشعر، میرے پاس بھی دل ہے اور وہ دھڑکتا ہے۔۔۔اس قسم کے مذاق۔۔" اور اس نے اپنا ضبط کھو دیا۔اسے پچھلے کئی دنوں سے اس کی عادت تھی، وہ نہیں ہوتا تھا تو فری کھانا نہیں کھاتی تھی۔اس کا انتظار کرتی تھی، کچھ بھی چاہیئے ہوا سے کہتی تھی اور وہ فوراً لا دیتا تھا۔پتہ نہیں وہ اسے پسند تھا یا نہیں مگر وہ اسے ناپسند نہیں کرتی تھی۔ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ اسے اپنا شوہر تسلیم کرتی جا رہی تھی، ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ پر سکون ہوتی جا رہی تھی، اس کی زندگی میں کوئی ایسا رشتہ بھی تھا جو اسے سب سے اوپر رکھتا تھا اور اسے اچھا لگنے لگا تھا۔آنسو اس کی آنکھوں سے آزاد ہوئے اور گالوں پر بہہ گئے۔وہ آگے بڑھا اور اس کے آنسو صاف کیے، پھر اسے کندھے سے لگایا، اس نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی تھی مگر وہ اشعر سے کمزور تھی

"سوری۔۔مجھے کیا پتہ تھا آپ رونے لگ جائیں گی، مجھے لگا تھا کہ آپ کو اشعر کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔آئی ایم سوری، مجھے تین چار تھپڑ لگا لیں، دو چار جوتے مار لیں مگر روئیں نہیں" وہ خاموش ہوا اور فری اس سے الگ ہوئی۔

"کیوں؟ مجھے کیوں کوئی فرق نہیں پڑے گا؟ میں پاگل ہوں کیا یا میرے جذبات نہیں ہیں۔ حد ہے" اور اس نے سر جھٹکا۔

اشعر نے اسے گھور کر دیکھا، پھر آنکھیں چھوٹی کیں "میک اپ خراب ہو گیا" وہ جھٹ سے بولا فری رونا بھول گئی اور غصے سے چلائی "اشعر۔۔"

وہ ہنس دیا۔ اس نے ارد گرد دیکھا، اس سے پہلے کہ اس کی پٹائی شروع ہو وہ وہاں سے بھاگ گیا، فری نے آنسو صاف کیے اور آئینے میں خود کو دیکھا

"کیا واقعی میک اپ خراب ہو گیا؟" وہ آئینے میں خود کو گھور رہی تھی

اشعر نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اسے دیکھتے ہی ہنس دیا

"ارے بابا۔۔ میں تو مذاق کر رہا تھا"

فری نے اسے گھورا، دانت پیستے وہ اسے دیکھے جا رہی تھی۔ وہ خاموش ہو گیا۔ پھر گلا کھنکھارا "وہ باہر رانیہ بھابھی اپنے شوہر کے ساتھ کھڑی ہیں۔ اچھا تھوڑی لگوں گا شادی کے چند ہفتے بعد ہی اپنی بیوی سے پٹتا ہوا"

وہ کچھ بھی نہیں بولی، سر جھٹکا اور اپنی لپ اسٹک ٹھیک کرنے لگی۔ وہ بس اسے دیکھ کر مسکرا کر رہ گیا۔ ولیمے کا وقت قریب تھا۔

Clubb of Quality Content

رات کو رابیل اور مامون کا ولیمہ تھا۔خوبصورت سا ہال بتیوں سے روشن تھا،درمیان میں بڑا سا شیشے کا جھومر تھا۔ سٹیج پر سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس مامون کھڑا تھا۔رابیل نے ہلکے جامنی رنگ کی ساڑھی پہن رکھی تھی،ہم رنگ جالی دار دوپٹہ سر سے نیچے فرش تک آرہا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے افیفہ کی بات سن رہی تھی،اس نے اپنا ہاتھ مامون کے بازو میں ڈال رکھا تھا۔فوٹو گرافر تصاویر کلک کر رہا تھا۔

"اب تو دو دو رشتے ہیں آپ سے "افیفہ مامون سے مخاطب ہوئی

وہ مسکرا دیا"لیکن مجھے تمھارا باس بن کر دلی خوشی ہوتی ہے"

وہ ہنس دی۔پھر ہاتھ کمر پر رکھا"آپ کو آفس میں کیا کہوں گی اب میں؟"پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی

"مامون بھائی"اور مسکرا دی

مامون نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں"آفس میں باس،گھر پر ڈبل باس"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا"راجر باس!"

اس نے رابیل کے کندھے کے گرد بازو حمائل کر کے اس کے گال سے گال ملایا اور پھر نیچے آگئی۔

مامون کے ساتھ تیمور کھڑا تھا جس نے نیوی بلیو ڈنر سوٹ پہن رکھا تھا

"میسنے کہیں کے۔۔یعنی میں صحیح تھا،وہ بھوری آنکھوں والی واقعی کوئی تھی"وہ مامون کے قریب ذرا سی سرگوشی کر رہا تھا"مجھے لگا میں ہوا میں اڑا رہا ہوں مگر تم۔۔"اس نے نفی میں سر ہلایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے گردن ذرا سی کڑائی "تھوڑی بہت اداکاری کرنے میں کیا حرج ہے" اور شانے اچکائے

تیمور نے اس کے پیٹ میں کہنی ماری اور سٹیج سے نیچے اتر آیا۔

رابیل نے مامون کو دیکھا، پھر مسکراہٹ سمیٹی اور آہستہ آواز میں بولی "میں مسکرا مسکرا کر تھک گئی ہوں۔۔اور کتنی دیر ہے"

مامون نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا، پھر سانس خارج کی۔ جیسے وہ بھی تھک چکا ہے۔

دور بیٹھی فری انھیں دیکھ رہی تھی، اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ آنکھیں گلابی تھیں، ہاتھ ٹھنڈے اور وہ خاموش سی تھی۔ اس نے کھانا بھی بس چکھا تھا، حلق سے کچھ نہیں اترا۔ وہ گردن اوپر کر کے مامون کو دیکھ رہی تھی جب اس کے سامنے کوئی آ کھڑا ہوا۔ اس کے اوپر سایہ پڑا، روشنی کا راستہ رک گیا اور سامنے آنے والے اشعر نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں تھیں، پھر جھکا اور سرگوشی کی

"مسز فرحین، آپ تو ابھی سے تھک گئیں"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔ وہ ابھی تک خفا تھی۔

اشعر اس کے ساتھ آ بیٹھا "میں نے اس کو دیکھا"

فری نے جھٹ سے گردن موڑی "کس کو؟"

وہ مسکرایا اور پھر سرگوشی کی "کیا تھا اس لڑکی کا نام؟" پھر سوچنے لگا "ہاں، سمیعہ" اور ہنس دیا

اس نے اس کے بازو پر چپت رسید کی تھی "حد ہے"

اس نے کہنی میز کی سطح پر رکھی، گال تھوڑی پر جمایا اور اسے دیکھنے لگا۔ پھر دیکھتا رہا۔ فری نے اسے گھورا "اشعر۔۔ ہم پبلک پلیس پر ہیں، لوگ دیکھ رہے ہیں"

پھر سیدھا دیکھنے لگی۔ وہ پھر بھی ویسے ہی بیٹھا رہا

"اشعر۔۔" اس نے پھر گھورا تھا مگر وہ تو اشعر تھا۔

اب اس کا دھیان مامون کی طرف سے ہٹ چکا تھا۔ وہ ایسا ہی تھا، وہ جب بھی آتا تھا اس کا دھیان مامون سے ہٹ جاتا تھا۔ فری نے سانس خارج کی اور سامنے دیکھتے بولی

"اٹس انف۔۔ مجھے غصہ آنے لگا ہے"

اور وہ مسکراتے ہوئے پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"لوگ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ہمیں دیکھیں نا کیا ہوا ہے اور ادھر میری بیوی کہہ رہی ہے مت دیکھو" وہ بھی منہ بنا کر بیٹھ گیا

فری نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "میرا خیال ہے کہ میں آپ سے خفا تھی اور آپ مجھ سے ناراض ہو کر بیٹھ گئے ہیں"

اشعر نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا "شوہر ناراض ہو جائے تو گناہ ہوتا ہے"

"اور بیوی ناراض ہو جائے تو ثواب، ہے نا؟" وہ جھٹ سے بولی تھی

اور وہ ہنس دیا۔ پھر کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا "چلیں آئیں، پکچرز بنواتے ہیں"

اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا پھر منہ بنالیا "دل نہیں ہے"

وہ ہنس دیا "پتہ ہے، آپ کا دل میرے پاس ہے۔۔ لیکن تصاویر دل کی نہیں بنوانی۔۔ چلیں اٹھیں شاباش!"

فری نے سانس خارج کر کے ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور پھر دونوں ہریرہ کی طرف چل دیے، جو کہ رابیل کا پرسنل فوٹو گرافر بن چکا تھا

ولیمے کا ایک خوشگوار اختتام ہوا، آٹھ مرلہ مکان روشن تھا۔ مامون کی لینڈ کروزر باہر آ کر کھڑی ہوئی۔ فرحت اور اشعر پہلے ہی گھر آ چکے تھے۔ مامون نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا "کیا یہ ضروری ہے کہ میں آج آپ کے گھر ہی رکوں؟"

رابیل نے پہلے اسے دیکھا، پھر ہنس دی "جی بالکل۔۔ یہ بہت ضروری ہے" اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

مامون نے سانس خارج کی "میں بعد میں آ جاؤں گا۔۔ لیٹ نائٹ" اس نے جیسے مشورہ دیا تھا

رابیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کی اماں سے پرہیز کرتا ہے۔

"اس دن تو بہت ہاتھ پکڑ کر سب کے سامنے ہیرو بنے تھے۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا" وہ باقاعدہ اس کی نقل اتار رہی تھی۔

اس نے مسکرا کر سر پشت سے لگایا "لیکن میں آپ کی امی سے ڈرتا ہوں"

رابیل نے سانس خارج کی "امی نہ تو آپ کو جوتے لگائیں گی نہ تھپڑ، میری امی بہت اچھی ہیں" اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتری۔ مامون ابھی بھی اسے ویسے ہی پشت پر سر رکھے دیکھ رہا تھا "آ جائیں۔۔ نہیں تو میں پٹائی کر دوں گی" اور دروازہ بند کر دیا۔ وہ آگے بڑھی، مامون نے دروازہ کھولا اور گاڑی سے نیچے اترا۔ اس نے دروازے پر بیل بجائی اور چند سیکنڈز میں ہی دروازہ کھل گیا، سامنے اشعر تھا۔ ساتھ مسکراتی ہوئی مینا، اس کے ہاتھ میں پھولوں کی پلیٹ تھی۔ وہ اندر بڑھے اور اس نے پھول پھینک دیے۔ رابیل مسکرا کر رہ گئی، مامون اشعر سے مل رہا تھا۔ پھر اندر بڑھے، اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ اس نے اس دن کو کبھی تصور نہیں کیا تھا، لاؤنج میں گلشن آرا بیٹھی تھیں، فرحت مسکرا کر آگے بڑھیں اور رابیل کو گلے سے لگا لیا۔ مامون اس کے ذرا سا پیچھے کھڑا تھا۔ فرحت رابیل سے الگ ہوئیں، مامون کو دیکھا اور مسکراہٹ سمٹ گئی، پھر آگے بڑھ کر اس کے جھکے سر پر ہاتھ رکھ دیا البتہ گلشن آرا اس سے اچھے سے ملی تھیں، وہ مسکراتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھیں کہ رابیل صحیح لے آئی، کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔ وہ بھی مسکرا کر ہاں نہ میں جواب دے رہا تھا۔ اشعر اس کے ساتھ بیٹھا تھا، اوپر سے فرحین نیچے آئی تھی۔ مامون کو دیکھ کر اس کے قدم سست پڑے، وہ اسے دیکھ رہی تھی اور ایک لمحے کے لیے مامون نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔ نگاہیں اس کی نگاہوں سے ملیں، وہ ساکت ہو گئی۔ ایک قدم پہلے زینے پر اور دوسرا قدم دوسرے زینے پر تھا، مامون مسکرا دیا۔ فری کا

دل پھر سے پگھل گیا۔۔آنسوؤں کا گولہ گلے میں اٹک گیا،رابیل نے اسے دیکھااور مسکرا کر اس کا نام پکارا"فری۔۔ارے تم کہاں تھی؟"

وہ سنبھل گئی،سحر ٹوٹ گیااور وہ اس کی طرف بڑھی۔اس سے مسکرا کر گلے ملی اور پھر مامون کو دیکھا "آپ کیسے ہیں؟"

وہ مسکرادیا،اس کے چہرے پر رونق ہی الگ تھی"اچھا ہوں"

اس نے سر کو خم دیااور رابیل کے ساتھ دائیں صوفے پر بیٹھ گئی۔حاشر باہر سے آیا تھااور سلام کے لے کر اوپر چلا گیا۔اس کا رویہ مامون اور رابیل سے کھچا کھچا سا تھا۔رابیل نے گلشن آرا کو دیکھااور مسکراہٹ مدھم پڑی۔انھوں نے پلکیں جھپکائیں اور اسے تسلی دی،رابیل سانس خارج کر کے رہ گئی۔۔

کھانے کے بعد مامون اشعر کے ساتھ باہر نکل گیا تھا۔اب تک تو تیمور بھی آچکا تھااور وہ دونوں کے ساتھ باہر ہی تھا۔گلشن آرا کے کمرے میں رونق تھی،رابیل اپنی نانی کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی۔اس کے ہاتھ میں ہیرے کی انگوٹھی تھی،گلشن آرا نے اس کا ہاتھ تھاما"یہ مامون نے دی ہے تمھیں؟"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا"جی۔۔"اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا"پیاری ہے نانو"

Clubb of Quality Content

انھوں نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔وہ ایسا نکھار ایسی رونق کئی سال بعد اس کے چہرے پر دیکھ رہی تھیں

"بیلی۔۔"اس کے سامنے فرحت بیٹھی تھیں "اس کی ماں نے تمھیں کچھ کہا تو نہیں؟ کوئی طنز طعنہ، باتیں تو نہیں بنائیں؟" وہ فکر مند ہو رہی تھیں

اس نے سانس خارج کی "امی وہ سارے پڑھے لکھے، خوش اخلاق اور مینرز والے لوگ ہیں۔مجھے دیکھ کر ان کے ماتھے پر ایک بل نہیں آیا، مامون مجھے گھر لے کر گئے تو سب نے خوشی سے قبول کیا تھا"

پاس کاؤچ پر بیٹھی بادام کھاتی مینا جھٹ سے بولی "اور ادھر۔۔فری بیچاری ابھی آئی ہی تھی کہ سارا گھر اس کے سر پر سوار ہو گیا۔۔حاشر بھائی الگ سے ہٹلر بنے ہیں امی اسے الگ چپیڑیں لگا رہی ہیں، رانیہ بھابھی اس کا خون چوس رہی ہیں اور وہ بیچارہ پریشان ہو گیا کہ نکاح ہی کیا ہے کونسا کوئی گناہ کر کے آیا ہے مگر نہیں۔۔ہمارا کوئی ایونٹ ہی نہیں ہوتا جب تک ایک آدھا ناسیں نہ پھلا کر بیٹھا ہو"

اس نے سر جھٹکا

فرحت نے اسے گھورا تھا "مجال ہے جو اس لڑکی کی زبان اپنی ہو، ادھر میں تمھارے سسرال گئی ہوں تو اس لڑکی کو وہاں بھی چین نہیں تھا" وہ بھی پرانی والی فرحت بن گئی تھیں

"امی۔۔وہ میرا دوسرا سسرال ہے"اور پھر بادام منہ میں ڈالا"عین ممکن ہے خالہ مجھے برداشت نہ کریں اور میں پھر رابیل کے ساتھ اپنے دوسرے سسرال رہوں گی"وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی رابیل سیدھی ہو گئی، کچھ یاد آنے پر بولی"امی۔۔مجھے یاد آیا خالہ نہیں آئی تھیں"اسے ولیمے کا فنکشن یاد آیا

انھوں نے سر جھکا لیا، پھر سانس خارج کی"ناراض ہو کر بیٹھی ہے۔اللہ ایسی نوبت ہی نہ لائے، ہر بیٹی کا نصیب اچھا کرے"

صبیحہ رابیل کے ولیمہ پر نہیں آئی تھیں کیونکہ وہاں ملیحہ آئی تھیں۔خاندانی دشمنی میں بچوں کی خوشیاں پس رہی تھیں۔

رابیل نے پھر سے سر اپنی نانی کے کندھے پر رکھ لیا۔دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی تھی۔دروازہ کھلا اور فری اندر آئی۔اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا جو اس نے فرحت کی طرف بڑھایا۔انھوں نے خاموشی سے کپ لے لیا اور وہ جانے لگی تھی جب رابیل پیچھے سے بول پڑی

"فری۔۔آؤ بیٹھو ہمارے ساتھ"

وہ مسکرائی اور پہلے فرحت کو دیکھا پھر رابیل کو۔وہ چائے کا گھونٹ بھر رہی تھیں، اسے گڑ والی چائے بنانا آ گئی تھی

"نہیں۔۔آپ بیٹھیں، باتیں کریں۔مجھے ذرا کام ہے"اور مسکرا کر وہاں سے چلی گئی۔اس کا دل تھا کہ کمرے میں بند ہو جائے اور کبھی نہ نکلے مگر اب یہ نہیں ہو سکتا تھا۔

رابیل نے فرحت کو دیکھا"امی اب تو آپ اس سے بات کر لیا کریں۔اب تو کافی دیر ہو گئی، وہ اچھی لڑکی ہے"

فرحت کچھ بھی نہ بولی۔پھر رابیل بول پڑی

"امی۔۔آپ کی بیٹی بھی کسی کے گھر کی بہو ہے اب، آپ کی بیٹی کی شادی بھی نارمل نہیں ہوئی اور مامون مجھے اسی طرح گھر لے کر گئے تھے جیسے اشعر فری کو لے کر آیا تھا۔آپ چاہتی ہیں نا کہ آپ کی بیٹی کو وہی پیار ملے جو اسے اپنے گھر ملتا تھا، سب اس سے محبت سے پیش آئیں اور اس کی ریسپیکٹ کریں تو آپ فری کو بھی میری جگہ رکھ کر سوچا کریں، وہ بھی کسی کی بیٹی ہے اور اب تک تو آپ کو بھی پتہ چل چکا ہو گا کہ وہ اچھے گھرانے کی لڑکی ہے۔اشعر سڑک سے ایسے ہی کسی لڑکی کو اٹھا کر نہیں لایا، اسے بھی وہی پیار اور مان دیا کریں جو آپ مجھے اور مینا کو دیتی ہیں۔وہ بھی کسی کی بیٹی ہے"اس نے اپنی بات مکمل کی

فرحت نے چائے کا گھونٹ بھرا، پھر اسے دیکھا"تم خود کو اس سے تو نہ ملاؤ"

رابیل نے سانس خارج کی"امی۔۔اس کے ساتھ انصاف کیا کریں۔بس فرق صرف اتنا ہے کہ میری فیملی ہے اس کی فیملی نہیں ہے ورنہ ہم دونوں برابر ہی ہیں"

فرحت نے سانس خارج کی "اچھا ٹھیک ہے۔۔ماں کو قانون سکھانے بیٹھ جاتے ہیں" اور سر جھٹکا

رابیل نے سر دوبارہ نانی کے کندھے پر رکھ لیا،ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

"نانو۔۔آپ کو پتہ ہے اتنی مشکل میں مجھے کس نے بچایا؟"

"کس نے؟" وہ بھی نرمی سے بولیں

"آپ کی اور امی کی دعاؤں نے۔۔ماں بچے کو دعا دے تو وہ عرش پار کر کے خدا تک جا پہنچتی ہے۔ماں کی دعا بڑی ہو یا چھوٹی لگتی ضرور ہے۔۔آپ مجھے کہا کرتی تھیں نا اللہ تمھیں عرش کے بھاگ لگائے" پھر خاموش ہوئی "مجھے آپ کی دعا لگ گئی۔میں بہت خوش ہوں،مامون کے گھر والے مامون خود سب نے مجھے مسکرا کر قبول کیا ہے۔یہ ایک خواب لگتا ہے نانو"

وہ مسکرا دیں "میری بیٹی کا دل اتنا اچھا ہے اللہ کیسے اس کے ساتھ برا ہونے دیتا۔۔میں تو اب بھی یہی دعا دوں گی کہ اللہ میری رابیل کو عرش کے بھاگ لگائے رکھے"

مینا جھٹ سے اٹھی اور ان کے ساتھ آ بیٹھی "مجھے بھی دعا دیں"

وہ ہنس دیں "اللہ میری مینو کو اسی طرح کھاتا پیتا اور خوشحال رکھے،اس کے شوہر کی جیب بھری رکھے تاکہ میری جیب بھری رہے" اور کمرے میں موجود سب ہی ہنس دیے۔

"گھر خاموش سا ہو گیا میرا" کچھ پل بعد گلشن آرا بولی تھیں "شام ہوتے ہی میں دروازے کو تکتی تھی ابھی میری رابیل مسکراتے ہوئے آئے گی اور نانی کے کے گلے لگ جائے گی۔پھر تھک کر

صوفے پر گرے گی اور فرحت کچن سے دوڑی چلی آئے گی، جوس لاؤں ملک شیک لاؤں" پھر خاموش ہوئیں۔ رابیل کی آنکھیں نم تھیں، آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھیگ گئے۔ فرحت اٹھیں اور باہر چلی گئیں۔

"پھر جب کبھی بیمار پڑ جاتی تو تب بھی فرحت آگے پیچھے آگے پیچھے" اس نے ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے "نہ رلائیں نانو، اتنی مشکل سے کنٹرول کیا ہے خود کو"

انھوں نے سانس خارج کی "یہ تو ازل سے ہوتا آیا ہے ابد تک ہوتا رہے گا، بیٹیاں تو رخصت ہونے کے لیے پیدا ہوتی ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر، اتنی جلدی بڑی ہوتی ہیں پتہ ہی نہیں چلتا"

مینا نے ان کی ران پر سر رکھا "مینا جیسی بیٹیاں ہوں تو اچھا خاصا پتہ چلتا ہے"

وہ جذباتی ہوتیں ہوتیں ہنس دیں۔ رابیل بھی مسکرائی تھی

"نانو۔۔ آپ فری کو نیچے بلا لیا کریں۔ اس سے باتیں کیا کریں، وہ بھی ہمارے جیسی ہی ہے۔ اس سے اچھا بانڈ بنا کر رکھیں" رابیل بولتے ہوئے ان کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی

انھوں نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ باہر سے آوازیں آ رہی تھیں، شاید اشعر آ گیا تھا، ساتھ ہی مامون اور تیمور بھی تھے۔ تیمور کی آواز اندر آئی تو مینا نے کمبل اوڑھ کر آنکھیں بند کر لیں

"اب میرا نخریلا شوہر کہے گا کہ کافی بنا کر دو۔۔ نانو اپنے نواسے سے کہیے گا کہ مینو سو گئی ہے۔۔ خود ہی بنا لے" اور ٹھیک ایک منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی اور تیمور نے اندر جھانکا اور سیٹی بجائی

"مینو سو گئی؟"

دونوں نے ایک ساتھ سر اثبات میں ہلایا تھا

"اچھا چلو کوئی نہیں۔۔ بیلی تم آجاؤ۔۔ ہم پیزا لائے ہیں" اس کے کہنے کی دیر تھی کہ مینا اٹھ گئی

"نہیں بس ایسے ہی آنکھ لگی تھی" اور مسکرادی

"چلو اب اٹھ گئی ہو تو کافی بنا دو ذرا۔۔ شاباش آجاؤ بیٹا" اور باہر چلا گیا

مینو نے رونی شکل بنا کر پہلے رابیل کو دیکھا اور پھر گلشن آرا کو "مجھے شادی نہیں کرنی تھی"

دونوں ایک ساتھ ہنسی تھیں۔

اوپر اشعر نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر فری بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے لحاف اوڑھے نیم دراز تھی۔ اس نے گردن موڑ کر اشعر کو دیکھا اور پھر سیدھی ہو گئی۔ گود میں کھلی کتاب کو گھورنے لگی۔

اشعر نے سامنے لگی گھڑی کو دیکھا

"آج دیر نہیں ہو گئی؟"

وہ رات کو جلدی سو جاتی تھی۔ نو دس بجے تک فری سو جاتی تھی پھر چاہے سیلاب آئے یا طوفان وہ نہیں اٹھتی تھی۔ آنکھ صبح ماشاءاللہ سے پھر بھی فجر کے بعد ہی کھلتی تھی۔

"مجھے نیند نہیں آرہی" اس نے اشعر کو دیکھتے شانے اچکائے تھے۔

وہ مسکرایااور اس کی طرف بڑھا، پھر جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا"نیند نہیں آرہی تھی یا میری یاد آرہی تھی؟"اور مسکرادیا۔

فری بھی مسکرائی تھی، پھر سانس خارج کی"خوش فہمیاں"

وہ سیدھا ہوا"یعنی آپ کو میری یاد نہیں آرہی تھی؟"اس نے برا سا منہ بنایا تھا

فری نے ایک نظر اسے دیکھا پھر ہنس دی"آپ کیسے ڈاکٹر ہیں مریض کی آنکھوں میں جھانک کر بیماری کا پتہ نہیں لگا سکتے؟"

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں"یعنی آپ کا مطلب ہے کہ میں جادوگر بن جاؤں؟"وہ کچھ سوچتے بولا تھا

فری کے ابرو بھینچ گئے"مطلب؟"

وہ مسکرایا"مطلب آنکھوں میں دیکھ کر آپ کسی بیماری کا پتہ لگا سکتے ہیں۔۔سیریئسلی فری؟"وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا

"ہاں تو۔۔ڈاکٹر پھر ہماری آنکھیں کیوں دیکھتا ہے؟"وہ چوکڑی مار کر بیٹھ گیا

اس کے ابرو تن گئے وہ غصے سے بولی"کس ڈاکٹر نے آپ کی آنکھیں دیکھی تھیں؟نام بتائیں اس کمبخت کا ٹانگیں توڑ دوں گا میں اس کی"وہ ذرا سی بلند آواز میں بولا تھا

فری منہ کھولے اس کی اداکاری دیکھ رہی تھی۔پھر دھیمی میں آواز میں بولی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ڈاکٹر اشعر۔۔"

اس کے تنے نقوش ڈھیلے پڑے اور وہ ہنس دیا۔وہ بھی مسکرائی تھی

"باز آجائیں۔۔بڑی چالاک ہو گئی ہیں"اور اٹھ گیا۔اس نے فقط مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

وہ واش روم سے نکلا تو اس نے ٹراؤزر شرٹ پہن رکھی تھی۔فری نے کتاب ایک طرف رکھ کر دونوں گھٹنے سینے سے لگا رکھے تھے۔پھر اشعر کو دیکھتے بولی

"میں سوچ رہی تھی آپ کافی اچھی ایکٹنگ کرتے ہیں"

اشعر اسے دیکھ کر مسکرایا اور بیڈ کی طرف بڑھا"یس سویٹ ہارٹ!آفر آئی تھی میں نے ریجیکٹ کر دی"

"کیوں؟"اسے تجسس ہوا تھا۔

"آپ سے ایک سمیعہ برداشت نہیں ہوتی۔۔اتنی حسین اداکارائیں برداشت ہو جاتیں؟"اس نے ابرو اٹھائی

فری نے سانس خارج کی"مجھے اس وقت پر افسوس ہے جب سمیعہ میری زندگی میں آئی تھی"

اشعر کی مسکراہٹ گہری پڑی۔بیڈ پر لیٹا اور تکیہ سیدھا کر کے اس نے خود پر لحاف اوڑھا۔پھر کروٹ موڑ کر فری کو دیکھا

"مجھے تو کوئی افسوس نہیں ہے اس وقت پر جب فرحین میری زندگی میں آئی تھی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتی رہی، پھر دھیما سا مسکرائی "سمجھ نہیں آتی آپ کی، جب مرضی مذاق کا موڈ ہوتا ہے، جب دل کرتا ہے تعریف کرنے لگتے ہیں، پھر میری سوتن کا ذکر شروع کر دیتے ہیں اور پھر کتابوں والا رومانس" اس نے کتاب ایک طرف رکھی اور اسے گھورا

وہ مسکرایا "تعریف کا شکریہ۔۔اب مجھے اچھی نیند آئے گی، گڈ نائٹ!" اس نے کروٹ بدل کر بازو لمبا کیا، سوئچ پر ہاتھ مار کر بتی بجھا دی۔ زیرو کا بلب جل رہا تھا۔

لڑکی ابھی بھی ویسے ہی بیٹھی تھی، کچھ پل بیتے اور اس نے اشعر کو آواز دی

"اشعر۔۔" مگر وہ سو چکا تھا

وہ آگے کو ہوئی اور اس کے بازو پر ہاتھ رکھا "اشعر۔۔"

وہ آنکھیں بند کیے ہی بولا تھا "جی۔۔"

فری نے تھوک نگلا "مجھے آپ کا لیپ ٹاپ چاہیئے"

اشعر خاموش رہا جیسے وہ سو رہا ہے۔ اس نے اس کا بازو ہلایا

"اشعر۔۔"

اشعر نیند بھری آواز میں بولا تھا "فری۔۔ قسم اٹھوا لیں میں کسی لڑکی سے سیکریٹ رابطے میں نہیں ہوں۔۔ سو جائیں"

وہ ہنس دی "مجھے اپنے کام کے لیے چاہیئے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کچھ پل گہری سانس لیتا رہا۔ پھر آنکھیں کھول دیں "جو بیویاں اپنے شوہروں کو نیند سے جگاتی ہیں فرشتے ان پر رحمت کے دروازے بند کر دیتے ہیں" اس نے ناگواری سے اسے دیکھا اور پھر کھڑا ہوا۔ الماری سے لیپ ٹاپ نکالا، اس کی طرف بڑھا اور سکرین روشن کی۔ پاسورڈ ملا کر اس کی طرف بڑھایا، کمرے کی بتی جلا دی اور خود لحاف میں کھسک گیا۔

"لائٹ تو آف کر دیں" اس نے اسے دیکھتے کہا تھا جو پھر سے سو رہا تھا

"سوری۔۔ میں غریب آدمی ہوں۔ آپ کی ویک آئی سائٹ کا خرچہ افورڈ نہیں کر سکتا" اور لحاف منہ پر اوڑھ کر سو گیا۔ فری نے مسکرا کر کندھے ڈھیلے چھوڑے اور سکرین کو گھورنے لگی۔ اس کی انگلی ٹچ پیڈ پر حرکت کر رہی تھی

یہاں سے نیچے لاؤنج میں اس وقت اندھیرا تھا، سوائے کچن کے جس کی بتی جل رہی تھی۔ باہر باغ کی لائٹس آن تھیں۔ لاؤنج سے باغ کی طرف جاتی سیڑھیوں پر کوئی بیٹھا تھا، اس کا رخ باغ کی طرف تھا۔ دفعتاً کچن کی بتی بجھی، رابیل نکلی اور ہاتھوں میں کافی کے دو بھاپ اڑاتے کپ لیے لاؤنج سے باہر سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ وہ دبے قدم چلتی اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی، پھر جھکی اور آنکھیں چھوٹی کر کے اس سکرین کو گھورا جس پر مامون کا انگوٹھا حرکت کرتا ٹائپ کر رہا تھا۔ وہ ٹائپنگ کرتے ہی بولا "آئندہ آنا ہو تو رینگ کر آیئے گا، میری senses کافی سٹرونگ ہیں" اور مسکرا دیا

رابیل بھی مسکرائی اور اس کے ساتھ سیڑھی پر بیٹھ گئی۔کافی کا مگ اس کی طرف بڑھایا،اس نے کپ تھاما اور نچلے زینے پر ایک طرف رکھ دیا۔

"کس لڑکی سے بات کر رہے ہیں؟"رابیل نے کہنی اپنے گھٹنے پر رکھی اور تھوڑی تلے مٹھی جمائے مخاطب ہوئی

مامون نے سانس خارج کی"افیفہ میم سے"

رابیل سن کر ہنس دی"میم؟"پھر سکرین کو دیکھا جہاں"میڈم"لکھا جگمگا رہا تھا

"واہ۔۔آپ تو بڑے اچھے باس ہیں"

مامون نے سکرین آف کی اور اسے دیکھا"آپ کی سہیلی کل کا ہاف ڈے مانگ رہی ہے،ان کا کہنا ہے کہ مجھے اپنی دوست سے ملنے جانا ہے"اس نے نیچے سے کافی کپ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا

"ہاں تو دے دیں ہاف ڈے"اس نے بھی کافی کا گھونٹ بھرا

"آپ کی سہیلی مجھ سے پوچھتی نہیں مجھے بتاتی ہے"پھر دوسرا گھونٹ بھرا"دے دوں گا ہاف ڈے مگر پونے تین بتاؤں گا"اور مسکرا دیا

"اتنی لیٹ؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"دو گھنٹے کی چھٹی مانگ رہی ہے۔۔تین سے پانچ،پونے تین بتا دوں گا"اس نے سر اثبات میں ہلایا

"ابھی بتا دیں،خوش ہو جائے گی"

مامون مسکرادیا"شوہر میں ہوں، سہیلی سے زیادہ آپ کو شوہر کی فرمانبرداری اور طرف داری کرنی ہے"

رابیل نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں"وہ پچھلے پچیس سال سے ہے میرے ساتھ۔۔آپ کتنے سال سے ہیں؟"

مامون کا دل بے اختیار دھڑکا، گلے میں کچھ اٹکا تھا اور اس کی زبان مفلوج ہو گئی تھی مگر وہ مسکرایا

"ہمارا ساتھ تو عالم ارواح کا ہے"

رابیل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا اور ہنس دی۔وہ واقعی لاجواب کرنے کی سکت رکھتا تھا۔پھر وہ سر ہلا کر رہ گئی۔دونوں کے درمیان چند پل کی خاموشی رہی۔پھر رابیل نے گلا کھنکھارا

"ایک بات پوچھوں؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا

"مجھے عافی کے بارے میں نہیں پتہ تھا۔۔یعنی ان کی blindness کا نہیں پتہ تھا"وہ الفاظ جوڑنے میں بری طرح ناکام ہو رہی تھی۔دماغ جمع تفریق کر رہا تھا، کیا کہے اور کیسے کہے"مجھے یاد ہے آج سے پانچ سال پہلے میں ان سے ملی تھی، تب وہ ٹھیک تھیں۔۔پھر وہ نیویارک واپس چلی گئی تھیں مگر ہماری بات پھر بھی ہوتی تھی"اسے آج بھی وہ یاد تھی، وہ خود پر احسان کرنے والوں کو نہیں بھولتی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے سانس خارج کی، کتنا کچھ تھا جو اس سے مخفی تھا اور وہ قطعاً اسے کھولنا نہیں چاہتا تھا۔اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔وہ ٹھیک تھی، تھوڑی بہت آئی سائٹ ویک تھی مگر اتنی زیادہ نہیں، گلاسز کی ضرورت بھی کبھی کبھی ہی پڑتی تھی۔میری پردادی ہوتی تھیں، آپ شاید ملی ہوں، تیمور کے گھر پر رہا کرتی تھیں" مامون کو سب یاد تھا۔اس نے پہلی بار رابیل کو اپنی پردادی کے ساتھ ہی تو دیکھا تھا

"ارے ہاں۔۔مجھے یاد ہے" وہ چونک کر بولی جیسے کوئی بہت پرانی بات اچانک سے یاد آئی "میں نے ان کے لیے بریل سیکھی تھی، ان کے ساتھ کتابیں پڑھا کرتی تھیں"

مامون نے سر ہلایا "ہماری مائیں مختلف ہیں مگر باپ ایک ہی ہے سو دادی پردادی بھی ایک ہوئی" وہ رابیل کو شائستگی سے سمجھا رہا تھا "میری پردادی کو retinitis pigmentosa تھا، آنکھ کی ایسی جینیٹک بیماری جس میں آہستہ آہستہ آنکھ کی بینائی چلی جاتی ہے۔پہلے رات کو اور پھر دن کو بھی کچھ نظر نہیں آتا۔وہ وقت بہت برا تھا، میں عافی کو لے کر ایک ملک سے دوسرے ملک گیا، جہاں تھوڑی سے امید نظر آتی ہم وہاں چلے جاتے مگر نظر اتنی کم ہوتی گئی کہ بالآخر اس نے بینائی کھو دی"

اس نے سانس خارج کی

"کیا ان کو پہلے پتہ نہیں چلا؟" وہی سوال جو ہر کسی کے دماغ میں آتا تھا کہ اتنی پڑھی لکھی ہو کر بھی اسے علم نہیں ہوا

"پتہ تھا،وہ ٹریٹمنٹ بھی کروا رہی تھی مگر اس کا شوہر اسے چیٹ کر رہا تھا۔۔وہ مینٹلی ڈسٹرب تھی، میڈیسنز اور اپائنٹمنٹ مس ہو جاتی تھیں، مگر جو ہونا تھا وہ تو ہو کر رہا"

وہ دھیما سا مسکرایا

رابیل بھی ہلکا سا مسکرائی اور کافی کا گھونٹ بھرا۔

"اب تو نارمل ہونے لگا ہے سب، کین ڈاگ، وائٹ کین، پرابنگ کین، بریل، hearing devices اور mobility devices نے کام آسان کر دیا ہے، وہ گھر میں گھوم پھر لیتی ہے، باغ میں سیر کرتی ہے، کچھ مہینے ٹریزر رکھی تھی مگر پھر اس نے خود کو سنبھال لیا، کچھ نہ بھی ہو تب بھی کچھ نہ کچھ تو ہوتا ہے"

رابیل نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا مگر دماغ آج بھی وہیں تھا، پانچ سال سے وہ کسی اور سے رابطے میں ہے اور اسے نہیں پتہ۔۔وہ اسی سوچ میں غوطہ لگانے والی تھی کہ مامون نے گلا کھنکھارا، اسے مخاطب کیا

"آپ کے بھائی مجھے پسند نہیں کرتے" رابیل نے اسے دیکھا، وہ مسکرا رہا تھا۔آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی جیسے اسے تنگ کر رہا ہو

رابیل نے شانے اچکائے اور کپ منہ کو لگایا" کیونکہ انھیں وہ سٹوپڈ حسیل جو پسند ہے"

مامون سر جھکائے مسکرایا تھا۔

"یعنی اگر میں نہ آتا تو آپ اس سٹوپڈ سے شادی کر لیتیں؟"

رابیل نے کپ کو دونوں ہاتھوں سے تھاما "میں کہیں بھاگ جاتی یا سوسائیڈ کر لیتی، مجھے اس کے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں گزارنا تھا۔ وہ انسان تھا ہی نہیں" اس نے تنفر سے سر جھٹکا

"کیا سر درد کی گولیاں کھا لینے سے سوسائیڈ ہو جاتا ہے؟" وہ حیرت اور شرارت سے رابیل کو دیکھ رہا تھا

رابیل نے پوری گردن موڑی، یعنی وہ دیکھ چکا تھا کہ اس دن اس کے ہاتھ میں گولیاں تھیں اور وہ جان چکا تھا کہ وہ سر درد کی گولیاں ہیں، وہ ایک فارماسسٹ کو دوائی کی طرف سے بیوقوف نہیں بنا سکتی۔ وہ اسے دیکھتی رہی پھر بولی

"ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے" اس نے ابرو اٹھائی

اور مامون ہنس دیا، پھر اثبات میں سر ہلایا "مطلب سر درد گولیاں بدلنی پڑیں گی، لوگ خودکشی کرنے لگے ہیں بھئی"

رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی، وہ مان چکی تھی کہ سر درد کی گولیوں سے بھی خودکشی ہو سکتی ہے۔

مامون نے کافی ختم کی اور کھڑا ہوا۔ ہاتھ بڑھایا، رابیل نے گردن اٹھائی، ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا

"ایک بات بتائیں مامون" رابیل جیسے کچھ یاد آنے پر بولی تھی

"حکم۔۔" اس نے سینے پر ہاتھ رکھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ شادی میں انوائیٹڈ نہیں تھے، آپ نے کہا تھا آپ لندن جانے والے ہیں مگر پھر آپ میرے سامنے کیسے پہنچ گئے؟ آپ کو میری خبر کیسے ملی؟" اس نے ابرو اٹھایا تھا جیسے جواب ابھی چاہیئے اس نے سانس خارج کی، اب وہ ساری کتھا تو یہیں کھڑے کھڑے سمجھانے سے رہا۔ جو بات اسے پانچ سالوں میں سمجھ آئی تھی وہ بات اس لڑکی کو کیسے سمجھائے جو یہ سمجھتی ہے کہ سر درد کی گولیوں سے بھی سوسائیڈ ہوتا ہے۔ وہ آگے کو ہوا اور اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی "میں نے آپ کے پیچھے موقل لگا رکھے ہیں، مجھے آپ کی ہر خبر وقت سے پہلے پہنچتی ہے" اور مسکرا کر پیچھے ہٹا اس نے مامون کے جواب پر سر ہلایا اور مسکرا دی۔ یعنی وہ نہیں بتائے گا، کوئی بات نہیں زندگی پڑی ہے، وہ اگلوا لے گی مگر کیا واقعی؟

مامون نے اس کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھا

"صبح ہمیں اپنے گھر بھی جانا ہے، لیٹ اٹھیں گی تو مجھے کمپنی کون دے گا؟"

رابیل نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔ دونوں اکٹھے اندر بڑھے تھے۔

رابیل اور مامون کے ولیمے کے اگلے دن ہی اشعر کا ولیمہ تھا اور یہ پہلے ہی طے پا چکا تھا۔ دن کے ساڑھے گیارہ کے قریب مامون رابیل کو لیے گھر واپس چلا گیا۔ اوپر کمرے کی کھڑکیوں کے سامنے سے پردے ہٹے تھے۔ اشعر باہر بالکنی میں کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ فری اندر رضائی میں

کھسکی سو رہی تھی۔اس نے کال ختم کی اور فون جیب میں رکھا۔پھر اندر بڑھا،فری کے پاس بیٹھا اور اس کے چہرے پر سے رضائی اتاری

"فری۔۔اٹھ جائیں"

مگر فرحین اگلی پچھلی نیندیں آج ہی پوری کرے گی۔وہ گہری سانسیں لیتی سو رہی تھی۔

"فری۔۔"اس نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا اور ذرا سا ہلایا۔

وہ آنکھیں بند کیے ہی بولی"ہوں"

اس نے سانس خارج کی"رات کو آپ نے سونا نہیں ہوتا،صبح میں آپ کو جاگ نہیں آتی"

فرحین نے کروٹ بدل لی اور نیند بھری آواز میں بولی"آپ خود تو سو رہے تھے"

اشعر کھڑا ہوا اور اس پر جھکا،اس کے کان کے قریب جا کر بولا"ایک بجے آپ نے پارلر جانا ہے۔۔تین بجے ہمارا ولیمہ ہے۔آ کر سو جایئے گا"اس نے فقط اتنا ہی کہا تھا کہ فری اٹھ گئی

"کیا ولیمہ ضروری ہے؟ہم ایسے ہی ٹھیک ہیں،سب کو پتہ چل تو گیا ہے"وہ منہ بسورے نیم کھلی آنکھوں سے بولی تھی

وہ مسکرا دیا"میں جا رہا ہوں نیچے،امی یا بھابھی آپ کو پارلر کے لیے لینے آئیں گی"اور سیدھا ہوا،پھر مڑا اور باہر چلا گیا۔اس نے خود پر سے رضائی اتاری تھی۔آنکھیں گلابی تھیں جیسے ابھی بہت سی نیند باقی ہو۔۔وہ بس سانس لے کر رہ گئی،رات کو جلدی سو جانا چاہیئے تھا۔

وہ نیچے آیا تو فرحت گھر نہیں تھیں۔وہ حاشر کے ساتھ اس کی خالہ کی طرف گئی تھیں۔یہاں سے دور اگر سیاہ سفید بنگلے کی طرف جائیں تو لاؤنج میں فرحت بیٹھی تھیں،ساتھ حاشر تھا۔ایک طرف صبیحہ بیٹھی تھیں اور ان کے ساتھ ان کا بیٹا شہروز۔ان کے سامنے ان چھوئے جوس کے گلاس پڑے تھے، صبیحہ منہ بنائے بیٹھی تھیں اور فرحت ان سے کچھ کہہ رہی تھیں۔

"مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی آپا،آپ تو بڑی ہیں آپ کو تو سمجھنا چاہیئے"فرحت نے بات مکمل کی تھی

"کیا سمجھتی میں،تم نے اپنی بیٹی میری سوتن کے گھر بیاہ دی۔۔اب بھی تم یہی چاہتی ہو کہ میں تم سے وہی تعلق رکھوں جو پہلے تھا"وہ غصے سے بول رہی تھیں

فرحت نے سانس خارج کی"آپ سے کوئی بات چھپی نہیں ہے آپا،ہم نے رابیل کا رشتہ کہیں اور کیا تھا۔وقت اور حالات ایسے بدلے کہ کچھ سمجھ نہیں آیا"وہ اپنی صفائی دے کر چپ ہوئی تھیں۔

صبیحہ نے ٹانگ پر سے ٹانگ اتاری"ایسا بھی مت بولو۔وہ لڑکا حسیل آیا تھا نا،تم اپنی بیٹی کو سمجھاتی، اسے کہتی کہ خاندان کا معاملہ ہے تو وہ کیسے نہ مانتی۔۔سب کے سامنے تمھاری بیٹی نے دھڑلے سے اس لڑکے سے نکاح کر لیا"ان کی آواز بلند ہوئی تھی"تم نے اسے جنا ہے یا اس نے تمھیں؟وہ تمھاری ماں ہے یا تم اس کی؟"ان کا تنفس بڑھا تھا

حاشر نے نظر اٹھا کر انھیں دیکھا "خالہ، آپ سب جانتی ہیں۔ وہ خود بڑی ہے، سمجھدار ہے، ہم اس کی کنپٹی پر بندوق رکھ کر نکاح نہیں کروا سکتے تھے"

انھوں نے حاشر کی بات کاٹ دی "تو میری سوتن کے بیٹے سے کروا سکتے تھے؟"

فرحت نے سانس خارج کی "اللہ ہر بیٹی کا نصیب اچھا کرے، خالہ بھی ماں جیسی ہوتی ہے۔ اللہ نہ کرے مگر میری رابیل کی جگہ تمھاری بیٹی ہوتی تو تم کیا کرتی؟ کیا تم اپنی بیٹی کی مرضی نہ پوچھتی؟"

صبیحہ آنکھیں پھاڑے انھیں دیکھ رہی تھیں۔

"میری بیٹی پر تو تم نہ ہی آؤ، علیزے رابیل جیسی ہو ہی نہیں سکتی"

فرحت کی آنکھیں نم ہوئیں "ہاں، کوئی بھی لڑکی میری رابیل نہیں ہو سکتی" پھر آنکھیں پونچھ لیں "آپا، میں اپنی انا پر پیر رکھ کر آئی ہوں۔ آپ بھی بڑا پن دکھائیں"

وہ خاموش رہیں۔ شہروز بولا تھا

"خالہ آپ کو مامون کا نہیں پتہ، وہ اپنی ماں پر گیا ہے، خود غرض اور ضدی" اور سر جھٹکا

فرحت نے سانس خارج کی "وہ رات ہمارے گھر رہا ہے، اتنے بڑے گھر میں رہنے کے باوجود وہ ہم سے گھل مل گیا تھا۔ کڑوی کافی اور امیروں والے چال چلن کے باوجود اس نے میرے ہاتھ کے بنے پراٹھے کھائے ہیں، میری ہر بات پر سر جھکایا ہے، میری رابیل کی رونق اس کے کردار کی گواہی دینے کو کافی ہے۔ اس کی بات تم مت کرو، میری بیٹی نے فیصلہ سوچ سمجھ کر لیا ہے"

صبیحہ کے ماتھے پر بل پڑے "پہلے مینا تیمور کے ساتھ آئے دن اس کے گھر رہتی تھی اب تم نے اپنی بیٹی بھی بیاہ دی ہے، اب تو تم اسی کے گن گاؤ گی" وہ پھر سے بھڑک اٹھی تھیں

انھوں نے سانس خارج کی "آپا، بہروز بھائی نے سب کے سامنے اس کی ماں کو طلاق دی تھی، اس عورت کو اس کا حصہ نہیں ملا، اس کے بچے اکیلے کر دیے گئے تھے مگر اس عورت نے کوٹ کچہری کے چکر نہیں کاٹے، وہ اپنے بچوں کو لے کر ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ وہ اسی عورت کا بیٹا ہے جس نے آپ کی لعنت ملامت پر کچھ نہیں کہا تھا، میں اس سے ملی ہوں۔ اس نے سب بھول کر میری بیٹی کو اپنے گھر میں جگہ دی ہے پھر آپ کیوں دل سے بغض نہیں جانے دیتیں؟" وہ بڑے تحمل سے بول رہی تھیں

"تم مجھے منانے آئی ہو یا اس کی طرف داری کرنے آئی ہو؟" وہ آگے کو ہو کر بولی تھیں

فرحت نے ایک آخری بار انھیں دیکھا اور پھر کھڑی ہوئیں

"تین بجے اشعر کا ولیمہ ہے، آجایئے گا۔۔ امی آپ کا انتظار کر رہی ہوں گی" اور وہ واپس پلٹ گئیں۔

پیچھے ہی حاشر بھی بڑھا تھا۔ شہروز نے سر جھٹکا اور اوپر چلا گیا، صبیحہ وہیں بیٹھی رہیں۔ وقت بدل گیا تھا

رات خاموش مگر پر سکون تھی۔ سردی کا دور جا رہا تھا مگر راتیں دن کی نسبت ٹھنڈی ہوتی تھیں۔

سفید سرمئی بنگلہ روشن تھا، ڈنر کر کے رابیل لاؤنج سے باہر باغ کی طرف جاتی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔ اس نے سرخ لمبا سویٹر اوڑھ رکھا تھا، بال جوڑے میں بندھے تھے اور وہ گالوں پر ہاتھ رکھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آسمان دیکھ رہی تھی۔سیاہ آسمان پر چمکتے ستارے،چاند کہیں غائب تھا۔یہاں خاموشی سی خاموشی تھی۔اس نے ایک سانس خارج کی،ایک لمبے عرصے کے بعد اسے ایسا اطمینان نصیب ہوا تھا۔پیچھے سے مامون آیا تھا اور آتے ہی اس کے ساتھ بیٹھ گیا،کافی کپ اس کی طرف بڑھایا اور پھر مسکرا دیا۔

رابیل نے اسے دیکھا اور پھر کپ دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔

"کیا سوچا آپ نے؟" بات مامون نے شروع کی تھی

"کس بارے میں؟" اس کے ابرو تن گئے۔

مامون نے کافی کپ سے نکلتی بھاپ دیکھی "اماں ڈنر پر پوچھ رہی تھیں نا،ہنی مون پر کہاں جانا پسند کریں گی آپ؟"

وہ ہنس دی "کیا میں اکیلی جاؤں گی؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "میں تو تقریباً ہر ملک گھوم چکا ہوں۔۔اب آپ کی باری"

اس نے ہتھیلی تھوڑی تلے جمالی "ہوں" وہ کچھ سوچ رہی تھی "آپ کو کونسا ملک سب سے اچھا لگتا ہے؟"

اس نے کافی کا گھونٹ بھرا "ملک نہیں،شہر" پھر توقف کیا "لندن"

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "میں نے آپ کی پکچرز دیکھی تھیں،مجھے لگا تھا آپ کو اٹلی زیادہ اچھا لگا ہو گا" اور کافی کا گھونٹ بھرا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مسکرادیا"آپ نے کہاں دیکھا مجھے؟"

رابیل نے زبان دانتوں تلے دبائی، پھر مسکراہٹ گہری ہوئی"انسٹاپر"

وہ ہنس دیا"آپ مجھے سٹاک کرتی تھیں؟"اور اسے آنکھیں چھوٹی کر کے رابیل کو دیکھا

اس نے نفی میں سر ہلایا"ایسا نہیں ہے، ایک دفعہ کیا تھا بس۔۔پھر کبھی وقت نہیں ملا"اور شانے اچکائے

مامون سر ہلا کر رہ گیا"جی۔۔میں اٹلی بہت گھوما ہوں مگر لندن مجھے اچھا لگتا ہے۔۔لیکن ہم جائیں گے آپ کی مرضی سے، میرا کیا ہے میں تو بڑا بد تمیز ہوں"

وہ آخری سطر پر ہنس دی۔پھر کچھ سوچتے بولی"لندن چلتے ہیں، کچھ دن لندن گزاریں گے پھر روم اور ترکی گھومیں گے"

وہ مسکرادیا۔سر اثبات میں ہلایا"ٹھیک ہے، آپ مجھے اپنا پاسپورٹ دے دیں۔۔باقی میں خود دیکھ لوں گا"

وہ سر ہلا کر رہ گئی۔دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔مامون نے کافی ختم کی اور ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں سے کیچر اتار دیا۔بال کمر پر پھیل گئے، سیڑھیوں کی سطح کو چھونے لگے۔وہ ہنس دی

"آپ کو میرے بال اچھے لگتے ہیں؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"کھلے رکھا کریں، زیادہ اچھے لگتے ہیں"وہ بس اسے دیکھے جا رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کے گال گلابی ہوئے،دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔۔پھر آگے سے بال کان کے پیچھے اڑسے "میں تو نیچے سے trim کروانے والی تھی،زیادہ لمبے ہو جائیں تو سنبھالے نہیں جاتے "اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

"کیوں نہیں سنبھالے جاتے؟"اس کے ابرو تن گئے

"میں بزی ہوتی ہوں نا،ٹائم نہیں ملتا"

مامون مسکرادیا"کوئی بات نہیں۔میں آپ کے بالوں کو سنبھال لوں گا،آرا کے بالوں کی کیئر بھی میں ہی کرتا آیا ہوں،لمبے بال اچھے لگتے ہیں"

اور رابیل ہنس دی۔پھر سر ہلایا"آرا نے تو آپ کی اچھی ٹریننگ کر رکھی ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"اس میں میرا دل جگر گردہ سب ہے،وہ تو میری بیٹی ہے"

رابیل مسکرا کر رہ گئی،وہ اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اپنے گھر کے ہر فرد کی زندگی کا مرکزی کردار تھا۔دفعتاً گارڈ آگے بڑھا،اس کے ہاتھ میں سیاہ گلابوں کا ایک گلدستہ تھا اور وہ اس نے رابیل کی طرف بڑھایا۔

"میم۔۔یہ آپ کے نام دے کر گیا ہے کوئی"

رابیل نے کپ نیچے رکھ کر وہ بکے لیا اور پھر سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔مامون کی بھنویں بھینچ گئیں

"کون تھا وہ؟"

"سر۔۔ایک پی کیپ والا لڑکا تھا۔۔شاید کوئی ڈیلیوری بوائے لگ رہا تھا"گارڈ نے بات مکمل کی اور مامون نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔وہ چلا گیا

رابیل کے ہاتھ میں گلدستہ تھا۔بھورے لفافے میں پیک سیاہ گلاب کے پھولوں کا گلدستہ،ان پھولوں سے خوشبو اٹھ رہی تھی۔اندر ایک کارڈ تھا،اس نے گلدستہ گود میں رکھا اور کارڈ نکال کر کھولا،اندر انگریزی میں تین الفاظ لکھے تھے

"Happy wedding Queen!"

اور بس،ایک طرف کارڈ کے دائیں کونے میں چھوٹا سا ایک نشان تھا،وہی نشان جو رابیل نے پہلے بھی دیکھا تھا

"J."

انگریزی حرف "جے" کے آگے ایک نقطہ۔اس نے مامون کو دیکھا،دونوں کی نظریں ملیں

"یہ کس نے بھیجا ہے آپ کو؟"پوچھنے والا مامون تھا

"مجھے نہیں پتہ"

مامون نے اس کی گود سے گلدستہ لے لیا،پھر اندر جھانکا

"اس سے پہلے بھی یہ ایک مرتبہ کسی نے مجھے بھیجا تھا،سیاہ گلاب اور اس میں بھی ایسا ہی کارڈ اور یہی جے ڈاٹ کا نشان تھا"وہ پریشان ہو گئی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مامون نے اس کے ہاتھ سے کارڈ لیا، پھر اسے آگے پیچھے سے دیکھا۔

"آپ کی کوئی دوست؟"

"میں نے افیفہ کے علاوہ کوئی دوست نہیں بنائی۔۔کم از کم ایسی دوست نہیں بنائی جو مجھے سیاہ گلاب بھیجے"

مامون نے اسے گھورا"آپ کا کوئی سیکریٹ فین؟"

رابیل نے کندھے ڈھیلے چھوڑے"مامون۔۔فین ہے تو سیاہ گلاب کیوں بھیج رہا ہے؟"

وہ تھوڑی اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے مسکرا کر اس کی تھوڑی کو چھوا"ہم دیکھ لیں گے،ابھی چلیں۔۔آج آپ کے بھائی کے ولیمے نے تھکا دیا ہے"اور کھڑا ہوا۔رابیل نے اپنا اور اس کا کپ پکڑا،مامون نے ہاتھ بڑھایا اور رابیل نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔کھلے بالوں والی لڑکی اس کے ساتھ اندر بڑھی تھی جس کے ہاتھ میں سیاہ گلابوں والا گلدستہ تھا

اگلی صبح روشن ہوئی تھی،دھند کا زمانہ جا چکا تھا۔اب بہار آنے والی تھی،اوپر والے کمرے کی کھڑکی کے سامنے سے پردہ ہٹا تھا اور روشنی چھن کر اندر آ رہی تھی۔فری ابھی ابھی اٹھی تھی اور وہ دونوں ٹانگیں سینے سے لگائے سامنے کھڑے اشعر کو دیکھ رہی تھی جس کی پشت اس کی طرف تھی۔وہ آئینے میں دیکھتا اپنی شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔

"فری آج شام آپ نے تیار رہنا ہے؟"

اس نے دونوں بازو ٹانگوں کے گرد حمائل کیے "کیوں" بال شانوں سے ہوتے آگے کو آئے تھے۔

اس نے پرفیوم پکڑا اور خود پر چھڑکا "کسی سے ملوانا ہے"

پرفیوم رکھا اور بال سیٹ کیے

"کس سے؟" فری مکمل ہوش میں آگئی تھی

وہ مڑا اور مسکرایا "آپ آگے بڑھنا چاہتی ہیں نا، اتنی اچھی پینٹنگ کرتی ہیں اس کو مزید اچھا کرنا چاہتی ہیں نا" وہ اس کے سامنے آ بیٹھا تھا

"میں نے ایسا کب کہا؟" وہ چونک کر اسے دیکھ رہی تھی "اشعر میں کہیں نہیں جانا چاہتی" اس نے منہ بنالیا تھا

"فری۔۔" اس نے فرحین کا ہاتھ پکڑا تھا "اللہ نے آپ کو ہنر دیا ہے، بس تھوڑی سی پالش کی ضرورت ہے آپ بہت آگے جائیں گی" وہ بڑی نرمی سے بتا رہا تھا۔

"اشعر پینٹنگ میرا کمفرٹ زون ہے، آپ پلیز مجھے ڈسٹرب مت کریں" اس نے خفگی سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔

اشعر سانس لے کر رہ گیا "ٹھیک ہے، ہم کہیں نہیں جا رہے۔۔ بس آج میرا موڈ اچھا ہے تو آئس کریم کھانے چلیں گے"

وہ کچھ بھی نہ بولی "ارے بابا بس آئس کریم ہے، میں تھک گیا ہوں بس ذرا سا فریش ہونا چاہ رہا ہوں۔۔ پھر جاب سٹارٹ ہے، پلیز"

فری نے اس کے چہرے کو دیکھا پھر سر اثبات میں ہلایا "اوکے" اور چوکڑی مارے بیٹھ گئی۔

اشعر نے اسے دیکھا اور شانے ڈھیلے چھوڑے، وہ قید کی عادی تھی اور قید کو سجانا چاہتی تھی۔ وہ کھڑا ہوا اور باہر کی طرف بڑھا

"نیچے آجائیں۔۔ ناشتہ کرتے ہیں"

فری نے فقط سر اثبات میں ہلایا تھا۔ دل اس کا ابھی بھی دھڑک رہا تھا، وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتی تھی، وہ اپنے دائرے میں سب سے الگ رہنا چاہتی تھی۔۔

صبح دوپہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ سفید سرمئی محل میں لمبے بالوں والی رابیل کمرے سے نکل کر آگے بڑھی، دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ پھر ناب گھما کر دروازہ کھولا اور لائبریری کی بھوری چھت دیواریں اور فرش پر بچھا کارپیٹ نظر آیا۔ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی، مامون گردن موڑ کر اسے دیکھ چکا تھا۔ وہ آگے بڑھتی صوفے پر آبیٹھی تھی، پھر ٹانگ پر ٹانگ جمائی، کہنی ران پر رکھی، ہتھیلی تھوڑی تلے جمائی اور بولی

"میں نے سنا تھا کہ آپ بہت ڈسپلن والے ہیں۔ آپ نے ہر کام کا وقت سوچا ہوتا ہے اور وہ کام اپنے وقت پر ہوتا ہے لیکن ابھی تھوڑی ریسٹ تو دیں خود کو، اتنی جلدی آفس کا کام؟" رابیل نے اشارہ

اس کی گود کی طرف کیا تھا جہاں اس نے پنسل تلے نوٹ بک رکھی تھی اور اوپر بہت کچھ تھا۔اس نے سمجھ کر سر ہلایا

"ٹھیک سنا آپ نے مگر یہ آفس کا کام نہیں ہے"اس نے شانے اچکائے

"اوہ۔۔پرسنل؟"رابیل نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائی تھیں۔

وہ سر ہلا کر رہ گیا۔اس پر انگریزی میں کچھ الفاظ لکھے تھے،وہی الفاظ جو زرار نے مامون کو میل کیے تھے،جو اس کے اگلے دروازے کی چابی تھے۔۔رابیل نے ہاتھ آگے بڑھایا

"کیا میں دیکھ سکتی ہوں؟"

اس نے سر ہلا کر کاپی اسے دی،نظر تحریر پر پڑی۔۔

“When I was ten years old, I was suffered from multiple sclerosis but I have negative energy twice than any one older than me”

اس نے فقرہ پڑھ کر مامون کو دیکھا،پھر مسکرائی"مطلب کوئی ایسا بھی ہے جو آپ کو بھی پہیلیاں بھیجتا ہے"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"اٹس اے لانگ سٹوری،پھر کبھی سناؤں گا"اس نے شانے اچکائے

رابیل نے فقرہ دیکھااور اردو ترجمہ کیا"میں دس سال کی عمر میں ملٹیپل سکلیروسز میں مبتلا تھا مگر میرے پاس دگنی منفی انرجی تھی کسی بھی بڑے انسان سے"

رابیل نے جملہ مکمل کیااور اسے دیکھا، پھر سانس خارج کی

"اللہ کی پناہ، آپ کا واسطہ آپ کے جیسے لوگوں سے پڑا ہے"پھر مسکرائی۔

"مل کر حل کرتے ہیں"اس نے ایک مشورہ دیا تھا

مامون نے سر ہلایااور آگے کو جھکا"اس میں ایک بیماری کا ذکر ہوا ہے"

“Multiple sclerosis”

پھر اس کے گرد دائرہ کھینچااور بولنا شروع ہوا

"یہ ایک دماغی بیماری ہوتی ہے جس میں۔۔"مگر وہ بیچ میں ہی رک گیا جب رابیل نے اس کی بات کاٹ دی

"یاد ہے ایک بار آپ نے مجھے ایک rule سکھایا تھا"وہ جیسے اسے کچھ یاد کرانے کی کوشش کر رہی تھی

"آپ نے مجھے بتایا تھا نا کہ ہم انسان پہلے ہی ہنڈرڈ پر پہنچ جاتے ہیں، ہمیں زیرو سے شروع کرنا ہوتا ہے۔آہستہ آہستہ اگلا سٹیپ"

وہ یک دم چونکا تھا، وہ یہ کیسے بھول گیا کہ وہ یہ غلطی پہلے بھی کر چکا ہے۔اسے اپنے آپ کو زرار کے فریم میں فٹ کر کے دیکھنا چاہیئے تھا، وہ بائیو میں اچھا نہیں تھا۔اسے کیا پتہ کسی بیماری کا۔۔اس کی باتیں ہمیشہ آسان ہوتی تھیں مگر مامون مشکل بنا دیتا تھا۔

"ہم زیرو سے شروع کرتے ہیں مامون، آپ دیکھیں اس پہیلی کے الفاظ آپ سے کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا کوئی پیٹرن سیکوینس یا سیریز تو نہیں؟"

مامون نے سر ہلایا تھا۔وہ کاپی پر دیکھنے لگا۔رابیل مسکرائی

"آپ کو پتہ ہے میتھس میں نا ہماری ٹیچر کہا کرتی تھیں کہ جب جواب میں کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہو یعنی جواب غلط آیا ہو تو شروع سوال سے ہی کرتے ہیں، پہلے سوال کو پیپر یا بک سے ٹیلی کرتے ہیں کہ کہیں میرے سوال میں تو کوئی غلطی نہیں؟ آپ بھی جہاں سے یہ لکھا ہے وہاں سے ایک بار سوال ٹیلی کریں"

وہ اتنی ذہین نہیں تھی مگر صحیح کہہ رہی تھی۔مامون کا فوکس اب زرار تھا۔اب فری بھی آزاد تھی، رابیل اس کے ساتھ تھی اب بس زرار کی باری تھی، اب وہ اسے ڈھونڈ لے گا۔۔

اس نے سامنے ٹیبل پر پڑا فون پکڑا، سکرین آن کی اور زرار کی بھیجی میل کھول لی۔رابیل اٹھی اور اس کی پشت پر کتابوں کی دراز شیلفس کی طرف بڑھی۔وہ مسکراتے ہوئے شیلفس اور کتابوں کو چھو رہی تھی

مامون کی آنکھیں سکرین پر الفاظ دیکھ رہی تھیں۔دماغ وہی دیکھتا ہے جو آنکھیں دکھاتی ہیں،اس کی نظر نے دو منٹ سے بھی کم وقت میں پہیلی کا جواب ڈھونڈا تھا۔۔دماغ نے اپنا کام کیا تھا اور وہ کھڑا ہوا

"رابیل۔۔"

وہ پیچھے سے ہی بولی "جی"

"تھینک یو" اور مسکراتے ہوئے باہر بڑھا تھا۔اس نے مسکرا کر شانے اچکائے تھے۔۔

کمرے سے نکلتا سیدھا وہ تیمور کے کمرے کی طرف گیا تھا۔دروازے پر دستک دی مگر وہ ڈھیٹ تھا۔

اب وہ دروازہ کھول کر منہ اٹھا کر اندر بھی نہیں جا سکتا تھا، تیمور اکیلا ہوتا تو دروازے کھٹکھٹانے کی بھی زحمت نہ کرتا۔اس سے پہلے کہ دوسری دستک ہوتی مینا نے دروازہ کھولا تھا،اس نے منہ پر سیاہ ماسک لگا رکھا تھا،مامون دیکھ کر مسکرا دیا۔اس نے بھی شانے اچکائے تھے۔

"تمھارا ون اینڈ اونلی کہاں ہے؟" اندر داخل ہوتے ہی اس نے ارد گرد نظر دوڑائی تھی۔

اورون اینڈ اونلی پیچھے وارڈروب سے باہر آیا تھا۔سیٹی بجاتا ہوا،نیلی جینز اور سفید شرٹ جس پر سرمئی سفید جیکٹ تھی کہیں جانے کو تیار۔۔مامون کو دیکھا،پھر سیٹی بجا کر بائیں ابرو اٹھائی

"لیپ ٹاپ نکالو" وہ آگے بڑھا اور کاؤچ پر جا بیٹھا۔

مینو بیڈ پر بیٹھی فون پر ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔

"کیوں؟" وہ کمر پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا

"تمھارے دوست کی موت کا پیغام لایا ہوں، جلدی کرو"

تیمور نے سانس خارج کی اور لیپ ٹاپ لے آیا۔ فلیش ڈرائیو اس سے لگائی، اس کے سامنے بیڈ پر آ بیٹھا اور ٹچ پیڈ پر انگلی پھیرنے لگا۔ کچھ لمحے بعد سکرین پر ایک ڈبہ سا ظاہر ہوا جس میں اس نے ایک حرف لکھنا تھا اور پیچھے کا دروازہ ان لاک ہو جانا تھا۔

مامون نے اپنا فون نکالا، ایک آخری بار میل کھولی اور پھر آگے بڑھا اور لیپ ٹاپ کے کی پیڈ پر انگریزی کا چھوٹا حرف "جی" ملایا

"g"

اور پاسورڈ کھل گیا، پیچھے کا صفحہ اس کے سامنے تھا۔ تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا "یہ تم نے کیسے کیا؟"

وہ مسکرایا اور سکرین اس کے سامنے کی،

"When I was ten years old I was suffered from multiple sclerosis but I have negative energy twice than any other older than me"

اس کو غور سے دیکھو، تم نے مجھے بتایا تھا کہ زرار بائیو میں نہیں اچھا، وہ شکاری ہے مگر شکار بن کر سوچ رہا ہے لیکن اس وقت وہ شکاری ہی بن کر سوچے گا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ تم مجھے اب تک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے بارے میں سب بتا چکے ہو گے۔۔اس کو غور سے دیکھو اس میں ten اور multiple sclerosis کا ایم ایس اور negative twice بولڈ ہے۔۔اگر ان سب کو لکھو تو کیا بنتا ہے؟"

"کیا بنتا ہے؟" تیمور نے سوال دہرایا تھا

"10 m/s^2"

وہ مسکرایا" یہ پتہ ہے کس کی ویلیو ہے؟"

"Gravitational acceleration.. small g"

مامون نے شانے اچکائے۔جواب ان کے سامنے تھا مگر سکرین پر اردو میں ایک شعر لکھا جگمگا رہا تھا

"کہاں ہوں کہاں نہیں ہوں میں

جہاں ہوں وہاں نہیں ہوں میں"

اس نے تین مرتبہ اسے دہرایا۔پھر تیمور کو دیکھا" یہ اس کا اڈریس ہے، کہانی ختم!"

مامون سیدھا ہوا، سانس خارج کی اور باہر کی طرف بڑھا مگر تیمور پیچھے ہی بھاگا تھا

"کہاں ہے وہ؟"

مامون ہنس دیا

"I do what I better do"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور واپس لائبریری کی طرف بڑھا۔ سرمئی آنکھوں میں تجسس تھا، سوال تھے، مامون کیا کرنے والا تھا؟

شام نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔ نارنجی آسمان، خوبصورت فضا۔ دن کا یہ پہر صبح فجر کے وقت کے بعد سب سے خوبصورت ہوتا ہے خاص کر جب یہ پہاڑوں کا شہر اسلام آباد ہو۔ آٹھ مرلہ مکان سے دور سینٹورس مال میں اس وقت اشعر اور نگریب اپنی بیوی کے ساتھ شاپنگ کر رہا تھا۔ وہ مختلف ریلوں پر لٹکے سلک کے سٹچ ہوئے جوڑے دیکھ رہی تھی اور وہ کچھ فاصلے پر کھڑا کسی کو کال کر رہا تھا۔ نظر اسی پر تھی، دوسری جانب شخص نے کال نہیں اٹھائی۔ اس نے سانس خارج کی، نفی میں سر ہلایا اور فری کی طرف بڑھا۔ گلا کھنکھارا اور اسے مخاطب کیا

"پچھلے آدھے گھنٹے سے آپ بس دیکھ رہی ہیں۔ پچھلی شاپ میں بھی میں نے ہی آپ کو فورس کیا تھا تو آپ نے بڑا کوئی تیر مار کے ایک سٹالر لے لیا، ہم یہاں لینے آئے ہیں فری صرف دیکھنے نہیں"

فری نے اسے دیکھا، پھر بولی "ہاں تو دیکھ تو رہی ہوں، کچھ اچھا لگے تو نا"

"اتنے ساروں میں سے کچھ اچھا نہیں لگا؟" وہ حیران ہوا تھا

"مجھے ڈارک کلرز نہیں پسند" اس نے شانے اچکائے

اشعر نے سر ہلایا، پھر ایک طرف لٹکے لیمن کلر کے جوڑے کو ریل سے اتار کر اسے دکھایا

"یہ دیکھیں۔۔ یہ آپ پر سوٹ کرے گا، یہ لے لیتے ہیں"

فری نے اسے دیکھا، پھر ہاتھ میں پکڑا "یہ ڈل لگ رہا ہے"

پھر اشعر کو دیکھا جو منہ بسورے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ہنس دی

"تنگ صرف آپ ہی نہیں کر سکتے۔ یہ حق مجھے بھی ہے" اور جوڑا ساتھ کھڑی سیل گرل کو پکڑا دیا۔ اس نے مسکرا کر سانس خارج کی، کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

اب وہ اسے اور کپڑے ریل سے اتار اتار کر دکھا رہا تھا۔ دفعتاً اس کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا تھا، اس نے فون نکالا اور سکرین پر جلتا نمبر دیکھا۔

"آپ اور سوٹ دیکھیں، میں ذرا یہ کال سن کر آیا"

فری نے سر ہلا دیا، وہ پیچھے کی طرف آیا تھا، رخ فری کی طرف ہی تھا۔ سلام اور حال چال کے بعد سیدھا مدعے پر آیا تھا

"کہاں ہو اس وقت؟"

دوسری طرف سے کسی مرد کی آواز اس کے کانوں میں ابھر رہی تھی "سٹوڈیو"

"ٹھیک ہے، میں آدھے گھنٹے تک تمھارے ساتھ والے کیفے میں آ رہا ہوں، میسج کروں گا پانچ منٹ بعد آ جانا" اشعر نے بات مکمل کی تھی

"ابھی؟" جواب جھٹ سے آیا

اس نے سانس خارج کی "جب میں میسج کروں تب"

Clubb of Quality Content

"اوکے"

وہ فری کو دیکھ رہا تھا جو سیل گرل سے مخاطب تھی

"اور سنو"

"ہوں"

"تم نے مجھے کہنا ہے کہ آؤ سٹوڈیو دیکھو یا اس طرح کا کچھ"

دوسری طرف سے شخص ہنسا تھا "اوکے باس!"

اور اس نے کال کاٹ دی۔ اشعر دوبارہ فری کی طرف بڑھا تھا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ ایک کیفے میں بیٹھے تھے۔ فری کے سامنے آئس کریم سکوپ تھے اور وہ ٹھہر ٹھہر کر کھا رہی تھی، سامنے بیٹھا اشعر اس سے باتیں کرتا آئس کریم کھا رہا تھا۔ وہ اس کی کسی بات پر مسکرا دیتی، کبھی سر ہلا دیتی کبھی کچھ بول دیتی۔

"ہماری فیملیز بھی ایسی ہیں کہ کسی کی کوئی پرائیویسی نہیں، اماں خالہ کو ہنسانے کے لیے ہمارے سارے راز کھول دیتی تھیں، پھوپھو سے اس وجہ سے ناراضگی چلتی تھی کہ آپی پاس سے گزری ہیں اور سلام نہیں لی، بابا کے ساتھ آپی زیادہ اٹیچ تھیں تو وہ لاڈ پیار سے ساری باتیں منوا لیتی تھیں اور حاشر بھائی امی کے لاڈلے تھے۔۔ صحیح ذلالت میری اور مینا کی ہوئی ہے، شاید سارے چھوٹے بچے ایسے ہی ہوتے ہیں" اس نے سٹک سے آئس کریم منہ میں رکھی

فری خاموش ہو گئی تھی۔وہ بھی گھر کی چھوٹی بچی تھی،اسے تو نظر انداز کیا گیا،اس کی قسمت میں موازنہ آیا تھا۔اشعر نے اسے دیکھا وہ بس سکوپ کو دیکھ رہی تھی، جیسے کسی سوچ میں گم ہو

"فری۔۔"اشعر نے اسے مخاطب کیا تھا۔

اس نے سر اٹھایا"جی۔۔"مگر مسکراہٹ غائب تھی

"کہاں کھو گئیں؟"اس نے ابرو اٹھایا تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا"کہیں نہیں"

اشعر مسکرایا اور سٹک سے آئس کریم منہ میں ڈالی"پتہ ہے ہمارے برین سیلز بیچارے تھوڑے سے ہوتے ہیں مگر بڑے ضدی ہوتے ہیں۔ایک بار چلے جائیں تو واپس نہیں آتے،ایک عمر کے بعد وہ مرنا شروع کرتے ہیں اور پھر ہماری یادداشت کمزور ہونے لگتی ہے اور جو لوگ زیادہ سوچتے ہیں ان کے سیلز جلدی اللہ کو پیارے ہوتے ہیں، پھر وہ چیزیں بھولنے لگتے ہیں اور آخر میں سب بھول جاتے ہیں۔زیادہ نہ سوچا کریں،ایسا نہ ہو کہ کسی دن میں صبح میں فری کو اٹھاؤں اور فری کوئی چیز میرے سر پر دے مارے، کون ہو تم؟بد تمیز، میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟"اس نے منہ کے زاویے بگاڑتے پوری اداکاری کی تھی

وہ ہنس دی اور سر نفی میں ہلایا"ایسا نہیں ہو گا"

"مطلب آپ سیدھا پولیس کو فون کریں گی اور میں پرووکر تا رہوں گا کہ یہ حسینہ میری بیوی ہے"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے فری کو دیکھا۔

وہ ہنس دی "میں آپ کو کیسے بھول سکتی ہوں؟ میں آپ کو کبھی بھولوں گی ہی نہیں" اس نے آئس کریم منہ میں رکھی تھی

اشعر مسکرایا "مطلب یہ اظہار محبت سمجھوں؟"

فری کے گال گلابی ہوئے کانوں سے دھوئیں نکلے اور وہ گڑبڑا گئی، ٹشو سے لب تھپتھپائے "میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا"

اشعر ہنس دیا۔ پھر سر ہلایا "آپ کو میرا خیال رکھنا چاہیئے، میں ڈاکٹر ہوں، اتنا دماغ خرچ کرتا ہوں" اس کے ابرو تن گئے "مطلب؟"

اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے "ایک تحقیق کے مطابق پسندیدہ عورت سے اظہارِ محبت سننا شوہر کے دماغ میں ڈوپامین پیدا کرتا ہے، جس سے وہ سارا دن لوگوں کی چک چک بھول کر بس بیوی کا آئی لو یو یاد رکھتا ہے" اس نے بڑی شان سے بات مکمل کی تھی

وہ پھر سے ہنسی تھی، اس کی ہلکی بھوری آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔ سامنے بیٹھے اشعر نے یہ منظر اپنے ذہن میں مقید کر لیا تھا۔ دفعتاً باہر سے حذیفہ آیا اور اشعر کو دیکھا، پھر اس کی طرف بڑھا اور وہ یوں چونک گیا جیسے پہلی مرتبہ مل رہا ہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے اشعر۔۔تم کیسے ہو؟"اس نے ہاتھ بڑھایااور اشعر نے کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ تھاما، پھر مسکرایا"تم یہاں؟ کیسے؟"

فری بس ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ دونوں اچھے اداکار تھے۔

"بس ایسے ہی"پھر فری کو دیکھا"تم غالباً آئس کریم کھانے آئے ہو"

وہ مسکرایااور سر اثبات میں ہلایا۔پھر فری کو دیکھا"فری، یہ میرا دوست ہے، حذیفہ اور حذیفہ یہ میری ون اینڈ اونلی ہیں"

وہ مسکرادیا"پتہ ہے"پھر اس سے مخاطب ہوا"کیسی ہیں آپ؟"

وہ بیٹھی بیٹھی مسکرادی۔

"اس کے کان کھینچ کر رکھا کریں"اس نے اشعر کو دیکھا، پھر سیدھا ہوااور فری سے مخاطب ہوا

"آئیں نا۔۔ساتھ ہی میرا اسٹوڈیو ہے، کافی پلاتا ہوں آپ کو"وہ بڑی خوش اخلاقی سے مخاطب تھا

فری نے نفی میں سر ہلایااور اشعر کو دیکھا۔اس نے پلکیں جھپکائیں اور ہاتھ بڑھایا جیسے چلنے کو کہا ہو۔

فری کھڑی ہوئی، حذیفہ آگے چلا گیا تھا، اشعر پیچھے تھا

"اب ہم کہاں جارہے ہیں؟"اس نے اشعر کے قریب جا کر ذرا سی سرگوشی کی

"یہ ساتھ ہی اس کا سٹوڈیو ہے، بہت خوبصورت ہے۔وہ دیکھ کر گھر چلیں گے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فری نے سر اثبات میں ہلایا اور اس کے ساتھ چل دی۔

کیفے کے بالکل ساتھ اس کا سٹوڈیو تھا۔ وہ گلاس ڈور کھول کر اندر داخل ہوئی اور ہر آنے والے کی طرح اسے بھی یہی لگا کہ سامنے فرش کا ایک لمبا بالکل ریکٹ اینگل کی طرح کا حصہ شیشے کا بنا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے جس میں بہت سے خوبصورت پتھر ہیں۔ وہ آگے بڑھی اور احتیاط سے اس کے گرد و سیع حصے پر چلتی اشعر کے ساتھ آگے بڑھی۔ وہ مسلسل حذیفہ سے باتیں کر رہا تھا اور فری ارد گرد دیواروں پر لگیں پینٹنگز دیکھ رہی تھی، وہ پینٹنگز نہیں کسی مصور کا شاہکار تھیں۔ وہاں بہت سے لڑکے اور لڑکیاں تھیں جو سکون سے سٹول پر بیٹھے کینوس پر رنگ بکھیر رہے تھے، ان کی پینٹنگز بہت اچھی تھیں، کم از کم فری کو تو اچھی ہی لگی تھیں۔ اس نے گردن موڑ کر اشعر کو دیکھا، اس کے اندر کوئی تجسس سا تھا، کوئی ذوق یا شوق سا جو دھڑکتے دل سے اٹھتا دماغ تک جا رہا تھا۔ اس نے گردن سیدھی کی اور دائیں جانب مڑی۔۔ وہ ایک پینٹنگ کے سامنے کھڑی تھی، اس پینٹنگ کو بڑی مہارت سے پینٹ کیا گیا، سمندری طوفان اور اس پر ہچکولے کھاتی بڑی سی سمندری کشتی۔ وہ آگے بڑھی اور ساتھ والی پینٹنگ تھی، وہاں بڑی خوبصورتی سے لندن برج بنایا گیا تھا، اس میں بھرے گئے رنگ اور رنگوں کا خوبصورت امتزاج۔ ایک کے بعد ایک پینٹنگ دیکھنے کے بعد وہ ایک ایسی پینٹنگ کے سامنے کھڑی تھی جو گلاس پر بنی تھی، اس کے نیچے حذیفہ کا نام تھا۔ بہت سی پینٹنگز فقط حذیفہ کی ہی تھیں، گلاس عام گلاس سے موٹا تھا اور اس پر بنی ہوئی پینٹنگ میں پیسا کا مینار تھا جو کہ ٹیڑھا تھا اور قریب

آنے پر لگتا تھا کہ وہ ابھی گرنے لگا ہے۔فری نے بازو لمبا کر کے اسے چھونا چاہا مگر پیچھے سے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی۔وہ مڑی اور پیچھے اشعر سینے پر بازو باندھے کھڑا تھا

"میڈم۔۔ہو گیا وزٹ؟"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔آخری بار حذیفہ سے ملنے کے بعد وہ دونوں اکٹھے باہر آئے تھے۔

گاڑی میں بیٹھی فری خاموشی سے سڑک کو دیکھ رہی تھی۔تخیل میں وہی کمرہ تھا جس میں بتیاں جل رہی تھیں اور وہاں رنگوں کی خوشبو تھی

"کیسا لگا سٹوڈیو؟"اشعر نے بات شروع کی تھی

اس نے گردن موڑی،پھر مسکرائی"پیارا تھا"

وہ ہنس دیا"ابھی آپ نے اوپر والا فلور نہیں دیکھا،وہ بھی بہت خوبصورت ہے"

"حذیفہ بھائی کرتے کیا ہیں؟"اسے تجسس پیدا ہوا تھا

"آرٹسٹ اور فیشن ڈیزائنر ہے"پھر گاڑی سیدھی سڑک پر موڑ دی"کمال کا آرٹسٹ ہے،اس کی بنائی پینٹنگز ہر سال ایگزیبیشن میں جیتتی ہیں۔یہ گٹار بہت اچھا بجاتا ہے اور ایک مشہور اور اچھا فیشن ڈیزائنر ہے"اس نے اس کا ایک اچھا تعارف پیش کیا تھا

"آپ ان کو کیسے جانتے ہیں؟آپ کی دوستی کب ہوئی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرایا"ایک دفعہ آپی نے ان کے ساتھ کولیبوریٹ کیا تھا۔فیشن شو والے دن ان کے ماڈلز بھاگ گئے"اور ہنس دیا"پھر آپی اور میں نے ماڈلنگ کی تھی،تب میری اس سے دوستی ہوئی تھی"اس کے ذہن میں آج بھی وہ دن تازہ تھا

فری کی مسکراہٹ گہری ہوئی"آپ نے ماڈلنگ کی تھی؟"وہ حیران تھی

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"جی۔۔اس کے بعد میں بڑا مشہور ہوا تھا،میری بہت سی فیمز سامنے آئی تھیں اور بہت سے ڈائریکٹرز نے بھی اپروچ کیا تھا مگر میں ایکٹنگ میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں، کیوں نہیں ہوں یہ تو آپ کو پتہ ہے"اس نے اسے دیکھ کر جتایا تھا

وہ منہ سیدھا کر کے بیٹھ گئی،اشعر بس اسے جیلس ہوتا دیکھ کر مسکرا رہا تھا

"گھر جائیں گی نا تو آپ یوٹیوب پر آپی اور حذیفہ کو دیکھنا،ایک شو میں انھیں بلایا تھا،میری بھی تعریف ہوئی تھی"اس نے پھر سے جتایا تھا

فری نے اسے گردن موڑ کر گھورا"اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں جیلس ہوتی ہوں تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے اور اگر آپ کا دل دوسری لڑکیوں پر آ ہی جاتا ہے تو پھر مجھ سے شادی کیوں کی؟"وہ خفا ہوئی تھی

اشعر نے سانس خارج کی"تھی ایک لڑکی،مارگلہ کے پہاڑوں کے پاس ملی تھی۔۔اس کے بعد کوئی اس جیسی نہیں ملی"پھر اسے دیکھا جو کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی

"آپ کو یاد ہے آپ میرے پیچھے میری بک دینے آئی تھیں" اشعر نے اسے یاد کروایا تھا

"اور آپ کو یاد ہے کہ آپ نے انتہائی بد تمیزی مظاہرہ کرتے ہوئے میری کمپلین کی تھی" وہ بھی جھٹ سے بولی تھی

اشعر نے نفی میں سر ہلایا "کتنا پاگل تھا نا میں، بھلا آپ میرے پاس آئی تھیں آپ کو تبھی اغوا کر لیتا، اتنے سال ایسے ہی گزار دیے" اس نے افسوس کیا تھا

"آپ کو یاد پڑتا ہو تو آپ نے مجھ سے پہلی بار بہت بد تمیزی سے بات کی تھی، آپ کو میرے ہنسنے سے مسئلہ تھا" وہ پچھلے حساب برابر کر رہی تھی

اشعر ہنس دیا "اور جب آپ رو رہی تھیں چپ کرانے بھی میں ہی آیا تھا" اس نے بھی جتایا تھا

فری نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "آپ نے کہا تھا پتہ نہیں مجھے کون کون سی بیماری ہے، اللہ آپ اتنے برے تھے" اس نے بازو سینے پر باندھے۔

اشعر پھر سے ہنسا تھا "اب تو اچھا لگتا ہوں نا"

"میں نے ایسا تو نہیں کہا" وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ نے کہا میں برا لگتا تھا، یعنی تھا۔۔ ماضی کی بات ہے، اب تو اچھا لگتا ہوں" اس نے تھا اور ہوں پر زور دیا تھا

وہ سانس لے کر رہ گئی۔ پھر پیچھے پشت سے ٹیک لگا لی

"آپ سے کوئی نہیں جیت سکتا" وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی

اشعر مسکرایا "آپ کے لیے میں سب ہار بھی سکتا ہوں" اور گردن موڑ کر لڑکی کو دیکھا

اس کے گال گلابی ہوئے، پھر سیدھی ہوئی۔ وہ ایسے ہی باتوں باتوں میں اس سے محبت کا اظہار کرتا رہتا تھا اور وہ کبھی گڑبڑاتی، کبھی شرماتی اور کبھی کوئی بات کہہ دیتی۔

فری نے اشعر کو دیکھا اور پھر ہنس دی۔ وہ خود بھی ہنسا تھا۔۔ شام رات میں بدل رہی تھی

وہ ڈوبتی جا رہی تھی۔ نیچے نیچے بہت نیچے جہاں بہت اندھیرا ہوتا ہے اور جہاں کوئی نہیں ہوتا ہے۔

(اس رات میں نے جان لیا تھا کہ آپ ڈوب رہے ہوں تو آپ کو بچانے کوئی نہیں آتا۔ وہاں بہت اندھیرا ہوتا ہے اور اندھیرے میں آپ کو صرف روشنی بچاتی ہے)

اس نے ہاتھ پیر ہلانے کی کوشش کی تھی مگر پانی اس کو نگل رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں سانس ساکن تھی اور جسم آزاد تھا۔ وہ خوفزدہ تھی، وہ زندگی چاہتی تھی مگر ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔

("مجھے اس وقت کسی بچانے والے کی ضرورت تھی۔ میرے لاکھوں چاہنے والے تھے۔ لاکھوں سراہنے والے تھے، لاکھوں ایسے تھے جن کے لیے میں نے بہت کچھ کیا۔ جن کے لیے میں نے جسم پینٹ کیا اور ان کے نفس کو تسکین دی مگر مجھے بچانے وہاں کوئی نہیں آیا")

وہ اوپر کو ہوتی تو پانی اس پر دباؤ ڈالتا اور وہ مزید گہرائی میں چلی جاتی۔ گہرائی اسے خوف دلا رہی تھی اور اندھیرے اسے ڈرا رہے تھے۔ وہ نیچے بہت نیچے تھی یہاں تک کہ مٹی کو چھونے لگے۔ قبر کی مٹی کو!

(میں نے دنیا کے لیے کام کیا تھا اور دنیا تو ختم ہو گئی۔ اب آگے؟ آگے کا تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ میں نے اللہ کے لیے کبھی کچھ نہیں کیا تھا جو وہ مجھے ڈوبنے سے بچائے۔ میں نے سب کچھ تو لوگوں کے لیے کیا تھا اور لوگ آپ کو ڈوبا سکتے ہیں بچا نہیں سکتے۔ گویا کہ میں نے اپنے ڈوبنے کا خود انتظام کیا تھا)

اس کے پاؤں مٹی محسوس کر رہے تھے مگر وہ اندھیرے کے سوا کچھ نہیں دیکھ رہی تھی۔ آگے اندھیرا پیچھے اندھیرا اوپر اور نیچے اندھیرا۔ اسے روشنی چاہیئے تھی

(اس وقت پانی میں اتنا جوش نہیں تھا جتنا جوش میرے دل میں اتارا گیا تھا۔ پانی میں اتنی طاقت نہیں تھی جتنی طاقت میرے جذبات میں تھی۔ میں نے اللہ کو جان دے دی، میں نے ایک عہد لیا اور میں نے اپنی بے خودی دان کی۔ میرا ہنر اللہ کے نام، میں سارا کا سارا اللہ کے نام۔ فلاطیوس مر گیا عبدل بچ گیا)

اسے محسوس ہوا کوئی ہے جو پانی کے خلاف اس کے لیے لڑ رہا ہے۔ اسے محسوس ہوا تھا جیسے پانی اسے نکلنے کے لیے خود جگہ دے رہا تھا۔ وہ اوپر کو ہوتی گئی یہاں تک کہ اس کے کانوں نے اس کے باپ کی آواز سنی

"الھکم التکاثر۔۔ حتی زرتم المقابر"

آگے سے آگے جانے کی چاہ نے انسان کو پاگل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے۔

ایک دم سے اس نے غوطہ لگایا اور اب کہ اس کا سر پانی سے اوپر تھا۔

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ سانس اب بحال تھی اور وہ نارمل تھی۔ دائیں ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی اور وہ ہسپتال کے لباس میں تھی۔ اس نے آنکھیں کھولتے ہی سامنے ایک شخص کا دھندلا وجود دیکھا تھا۔ بصارت دھندلی تھی، اس نے پلکیں جھپکائیں اور پھر اس شخص کا چہرہ واضح ہوا۔ وہ خواب سے حقیقت میں آگئی تھی۔

"نینا۔۔" سنینا کا بایاں ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا مگر اس کی آنکھیں گلابی تھیں۔ رونے والوں جیسی گلابی، اس نے سنینا کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا

"تم ٹھیک ہو؟" اس نے دھیرے سے پوچھا اور سنینا نے پھر سے پلکیں جھپکائیں۔

کیا وہ بچ گئی تھی؟ کیا اسے ڈوبنے سے بچا لیا گیا تھا؟ کیا اسے زندگی دے دی گئی تھی؟ اس رات کے منظر آنکھوں کے سامنے گھوم گئے۔ اسے کمر پر ایک درد محسوس ہوا۔ اس نے پھر سے پلکیں جھپکائیں اور اب کی بار لب ہلائے

"عالی۔۔" اس کی آواز بے حد ہلکی تھی مگر وہ اس کے ہونٹوں کی حرکت سمجھ گیا تھا۔

"میں یہاں ہوں۔۔ تمھارے پاس" سنینا کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں" بابا۔۔"اس کی آواز رندھ گئی اور گلے میں ایک درد سا اٹھا۔

"وہ ٹھیک ہیں۔ تمھارا پوچھ رہے تھے۔۔ریلیکس" وہ اس کے قریب ہوا، جھکا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

سنینا نے آنکھیں اوپر کر کے اسے دیکھا۔ پھر آنکھیں میچ لیں۔ وہ آنکھیں بند کرتی تو وہ رات پھر سے اس کے ذہن میں گردش کرنے لگتی۔ دفعتاً ہسپتال کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ عالیار فوراً مڑا، وہ عبدل تھا جو سنینا کو دیکھ رہا تھا۔ پھر دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور اس کی طرف بڑھا۔

اسے دیکھ کر مسکرایا"ہوش آگیا انھیں"اور عالیار کو دیکھا

"مجھے پتہ تھا انھیں کچھ نہیں ہو گا۔ آپ کی مسز بہت بہادر ہیں، انھوں نے سب سے مشکل جنگ لڑی ہے اور جیت گئی ہیں"

عالیار مسکرایا اور پھر سنینا کو دیکھا"مجھے معلوم تھا"

سنینا نے نم سانس اندر کھینچی اور بایاں ہاتھ اٹھایا، دھیرے سے عالیار کا ہاتھ تھاما

"تم نے تو مجھے حیران کر دیا"

عالیار نے سانس خارج کی اور اس کے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر تھپکا"نہیں۔۔ حیران کرنے میں تمھارا کوئی ثانی نہیں"

سنینا دھیرے سے ہنس دی، آنسو آنکھ سے نکلے اور کنپٹی پر سے ہوتے کانوں کی طرف گئے

"یہ۔۔سرپرائز اچھا تھا"

وہ جھٹ سے بولا "لیکن جو تم نے دیا وہ بہت برا تھا" اس نے خفگی سے کہا اور پھر عبدل کو دیکھا۔

"شکریہ۔۔میری جان بچانے کا بہت بہت شکریہ"

عبدل کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے سنینا کو دیکھا "یہ خود بہت بہادر ہیں۔میں تو کچھ بھی نہیں" اور شانے اچکائے۔پھر سانس خارج کی

"میں کچھ دیر تک آتا ہوں" اور وہ وہاں سے چلا گیا۔

عالیار وہیں سنینا کے ساتھ بیٹھ گیا۔سنینا نے اٹھنے کی کوشش کی تو وہ اس سے پہلے فوراً اٹھ گیا، پشت سے اس کا بستر اوپر کیا اور پھر اس کے ساتھ آ بیٹھا

"اتنے دن بعد تمھیں دیکھ رہا ہوں۔۔مگر میں نے اس طرح دیکھنا کبھی تصور نہیں کیا تھا" اس کی آنکھیں اس کی زبان کا ساتھ دے رہی تھیں۔

سنینا بس اسے دیکھے گئی۔پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ کی پشت پر رکھا "میں بھی تمھیں اتنے دن بعد دیکھ رہی ہوں۔۔پہلے سے زیادہ خفا ہوتے ہو"

وہ سر جھکائے دھیرے سے مسکرایا۔

"بابا کیسے ہیں؟"

عالیار نے سر اٹھایا" پچھلے تین دن سے بہانے بنا رہا ہوں کہ میں ابھی تمھارے پاس نہیں پہنچا۔ لندن میں سگنلز کا کوئی ایشو ہے اور پتہ نہیں کیا کیا۔۔وہ بھی پریشان ہیں تمھاری وجہ سے" اس کا لہجہ نرم تھا، تسلی بخشنے والا۔

"بات کراؤ میری"

عالیار نے سانس خارج کی "اس حالت میں۔۔ تمھاری آواز سنتے ہی پہچان جائیں گے"

"بات کرواؤنا۔۔میں کوئی بہانہ کرلوں گی" وہ ضد پر اڑی تھی۔

اس نے جیب سے فون نکالا اور ان کا نمبر ملایا۔ بیل جا رہی تھی مگر کال نہیں اٹھائی گئی۔

"دس منٹ تک پھر کرتا ہوں۔۔تب تک میں ڈاکٹر کو بلا لاؤں، تم ہوش میں آگئی ہو" وہ کھڑا ہوا۔

سنینا اسی طرح گردن تکیے پر رکھے اسے دیکھتی رہی

"میں تین دن سے بے ہوش ہوں"

عالیار نے سر اثبات میں ہلایا

"مزے سے سوئی تھی۔۔ادھر جان ہماری نکل رہی تھی"

وہ مسکرائی۔عالیار نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ سنینا نے سانس خارج کی، شانے ڈھیلے چھوڑے۔

وہ اب آزاد تھی۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔ سفید سرمئی بنگلہ روشن تھا۔اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی رابیل بالوں پر برش پھیر رہی تھی۔ وارڈروب سے مامون باہر نکلا،اس نے سیاہ شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔رابیل نے بال پیچھے کیے،آگے بنا ہیئر سٹائل دیکھا اور دائیں بائیں لٹیں باہر نکالیں۔ اس کا سیاہ گاؤن پیچھے بیڈ پر پڑا تھا جس پر گولڈن رنگ سے کام ہوا تھا۔اس نے سیاہ گھٹنوں سے اوپر تک آتی سلک کی قمیض اور نیچے سیاہ سلک کا ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔مامون اس کے پیچھے کھڑا گریبان کے بٹن بند کر رہا تھا۔رابیل نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے گول جھمکے اٹھائے اور کانوں میں ڈالنے لگی،آج ان کے گھر ڈنر تھا اور ملیحہ کی کچھ دوستیں انوائیٹڈ تھیں۔رابیل نے خود کو آئینے میں دیکھا اور رخ موڑ کر مامون کو دیکھا

"میں بہت تھک چکی ہوں" اس نے منہ بنایا ہوا تھا

وہ آگے بڑھا اور مسکرایا،اس کا چہرہ دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر لٹ ذرا سی پیچھے کی

"آج آپ خود لائلہ بنی ہوئی تھیں"

وہ سیدھی ہوئی "میرے گھر سے میرا سامان آیا تھا،مجھے اچھا لگتا ہے کہ اپنی الماری میں ساری چیزیں خود رکھوں۔کچھ کپڑے اور بکس تھیں،اسی میں تھکاوٹ ہوئی پڑی ہے" وہ خود عاجز آئی تھی

وہ مسکرایا اور جیب سے سرخ گلاب نکال کر اس کے سامنے رکھا،پھر اسے دیکھا

"بلیک کلر آپ پر پیارا لگتا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل ہنس دی اور کمر پر ہاتھ باندھے "صبح آپ نے کہا تھا کہ پنک مجھ پر اچھا لگتا ہے اور اب بلیک پیارا لگ رہا ہے"

وہ بھی ہنسا تھا۔ پھر گلاب اس کو دیا "اب میں تعریف بھی نہ کروں؟" وہ منہ بنائے اسے دیکھ رہا تھا رابیل نے اسے گھور کر دیکھا "اتنی مجھے شادی کے بعد مبارکباد نہیں وصول ہوئیں جتنی اپنے شوہر سے تعریفیں وصول ہوئی ہیں" اور گلاب اس سے لے لیا۔

وہ مسکرایا "تھینک یو تو بولیں آج"

وہ مسکرائی اور گلاب دھیرے سے اس کے سر پر مارا "کسی نے کہا تھا تھینک یو کے سہارے زندگی نہیں گزاری جاتی، اب بھگتیں" اس نے شانے اچکائے اور ہاتھ میں کنگن پہنے۔

"سوری۔۔"

مامون اس کے ہاتھ دیکھتے بولا تھا۔ رابیل نے چونک کر اسے دیکھا، اس وقت معافی تلافی؟ کس چیز کی۔۔

"کیوں؟" اس نے ایک ابرو اٹھایا

مامون نے سانس خارج کی "میں نے آپ کو کبھی بھی کسی سے پیچھے نہیں رکھا تھا، میں نے بس آپ کو اپنے مسئلوں سے دور رکھنا چاہا تھا۔ میں چاہتا تھا سب ٹھیک کر دوں اور پھر آپ کو اپنی زندگی میں شامل کروں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے ہاتھ پہلو میں گرا لیے، پھر آگے کو ہوئی اور اس کے ہاتھوں کو تھاما، بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں

"کس نے کہا کہ رابیل صرف خوشیوں کی پجاری ہے۔ میں نے بس آپ کا ساتھ چاہا تھا، چاہے ہزار مسئلوں میں مل جاتا میں تھام لیتی، آپ کے جانے کے بعد میں نے ہر شخص آپ کو ڈھونڈا تھا مگر مامون کہیں نہیں ملا" وہ دھیرے سے مسکرائی "نیچے آنٹی بیٹھی ہمارا انتظار کر رہی ہیں اور یہاں ہمارا رومانس ہی ختم نہیں ہو رہا" اور پیچھے ہٹی۔ وہ بھی مسکرا دیا

اس نے سر ہلایا اور پیچھے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ رابیل پیچھے آئی اور گاؤن پہن لیا، پھر بال اچھے سے سیٹ کیے۔

مامون مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا، یہ خواب لگتا تھا۔ اندر ہی اندر دن بدن اس کا ڈر بڑھتا جا رہا تھا، جب اسے سچائی پتہ لگے گی تو وہ اس سے نفرت کرے گی، اسے چھوڑ دے گی، وہ اس کے بغیر کیسے رہے گا؟ اداسی اسے گھیرنے لگتی تھی۔

رابیل نے باڈی سپرے چھڑکا اور مامون کے سامنے آ کھڑی ہوئی "چلیں"

وہ واپس کمرے میں آیا تھا، خیالوں کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں۔ پھر مسکرایا اور ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا پرفیوم چھڑکا اور اس کے ساتھ باہر بڑھ گیا۔۔

ایک ہفتہ تین دن بعد:

آٹھ مرلہ مکان میں رونق لگی تھی اور وجہ تھی رابیل، آج رابیل اور مامون فرحت کی طرف آئے تھے۔پہلے دنوں کی نسبت اب فرحت مسکرا کر مامون سے باتیں کر رہی تھیں۔ایک طرف رابیل اپنی نانی کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"میں تو تم لوگوں کا کب سے انتظار کر رہی تھی، پچھلے ہفتے سے کہنے لگی ہوں مگر رابیل کہہ رہی تھی کہ تم لوگوں کو اور بہت لوگوں نے دعوت دی ہے"انھوں نے کہتے ہی مامون کے سامنے چائے کا کپ رکھا تھا

وہ مسکرا دیا"جی آنٹی۔۔آپ کی بیٹی ایک دن دعوت کھاتی ہے دو دن آرام کرتی ہے"اس نے رابیل کو دیکھا جس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

فرحت نے اسے دیکھا اور پھر مسکرا دی۔زندگی بہار سی لگ رہی تھی، ہر سو رنگ برنگے پھول تھے۔وہ اتنے سالوں بعد مسلسل ایسے مسکرائی تھی اور وجہ مامون تھا۔

رابیل اوپر فری سے ملنے گئی تھی، مامون نیچے فرحت اور گلشن آرا سے باتیں کر رہا تھا۔اس نے اشعر کے کمرے کے دروازے پر دستک دی، پھر اجازت طلب کر کے دروازہ کھولا اور اسے ایک طرف بیڈ پر بیٹھی فرحین نظر آئی۔اسے دیکھ کر مسکرائی اور کھڑی ہوئی۔رابیل نے ٹی پنک کلر کا کام دار جوڑا پہن رکھا تھا، فرحین سے گلے ملی اور پھر اس سے جدا ہوئی، اس کے ساتھ چھوٹا صارم بھی تھا۔رانیہ گھر نہیں تھی اور فری صارم کو اپنے پاس لے آئی تھی

"کیسی ہو؟"اس نے فری کی تھوڑی کو چھوا تھا

وہ مسکرادی"میں اچھی ہوں۔آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں"اس نے بھی رابیل کی تھوڑی کو چھوا تھا اور وہ ہنس دی

پھر جھک کر صارم کو اٹھایا اور اس کا گال چوما

"نیچے آجاتی۔۔کھانے کا وقت بھی ہونے والا ہے"رابیل صارم کو اٹھائے فری سے مخاطب تھی

"اشعر کا ویٹ کر رہی تھی۔ان کے ساتھ ہی ڈنر کروں گی"اس نے شانے اچکائے تھے

رابیل مسکرائی اور اس کا ہاتھ تھاما"اشعر بھی آجائے گا تم ہمارے ساتھ نیچے بیٹھو"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی رابیل اسے اپنے ساتھ نیچے لائی تھی۔اس نے صارم کو کندھے سے لگایا تھا اور نیچے بڑھی تھی۔پھر گلشن آرا کے ساتھ بیٹھ گئی،نیچے آتی فری کی دھڑکن بڑھی تھی،اس کے قدم سست پڑے تھے،اس نے مامون کو دیکھتے تھوک نگلا تھا،ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔فرحت نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرائی

"آجاؤ۔۔بیٹھو ہمارے ساتھ"

وہ آگے بڑھی اور سر کے خم سے مامون کو سلام کیا۔اس کی مسکراہٹ سمٹی اور سر کے خم سے فری کا جواب دیا۔وہ مامون کو دیکھنے سے پرہیز کر رہی تھی مگر کیا یہ ممکن تھا کہ وہ اس کے سامنے ہو اور فری

اسے نہ دیکھے، چند پل بیتے اور لاؤنج میں اشعر داخل ہوا۔ آتے ہی سلام لی اور مامون سے گلے ملا۔ پھر رابیل کی طرف بڑھا اور اسے گھورا

"یہ کیا؟ اتنی جلدی آ گئیں" پھر مامون کو دیکھا "سنبھال کر رکھیں اپنی بیگم کو، آتے ہی اٹینشن لے لیتی ہیں" اور مسکرا دیا۔ وہ کھڑی ہوئی اور اس کے کندھے پر چپت رسید کی

"بدتمیز"

وہ نیچے جھکا اور صارم کا گال چوما۔ پھر مڑا اور اسے دیکھا جو کب سے اس کی نظر کی منتظر تھی۔ پھر فری کی طرف بڑھا اور دونوں اکٹھے اوپر گئے تھے۔

کل مامون اور رابیل لندن جا رہے تھے، جانے سے پہلے ملنے آئے تھے۔ فرحت بار بار رابیل کو دیکھ رہی تھیں جیسے جاننا چاہ رہی ہوں کہ وہ خوش ہے نا۔

ڈنر کے بعد وہ باہر باغ میں ٹہل رہی تھی، اس نے صارم کو اٹھایا ہوا تھا اور اس سے باتیں کر رہی تھی۔ یہ وہی بچہ تھا جس کی ماں نے اس کے معصوم بلے کو مارا تھا، جس کے باپ نے اس کی مخالفت کی تھی۔۔ وہ کبھی اس کا گال چومتی کبھی ہاتھ، وہ بھی رابیل سے باتیں کر رہا تھا۔ مامون لاؤنج کے دروازے کے پاس سینے پر بازو باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس عورت کو دیکھ رہا تھا جو ہمیشہ سے اس کی پسندیدہ رہی تھی۔ وہ اس کی زندگی کا ہر رنگ تھی، وہ خوشبو تھی اور مامون اسے شکر سے عقیدت سے محبت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اکثر اسے یونہی سوتے ہوئے یا باغ میں کھڑے دیکھا کرتا تھا اور وہ بے

خبر اپنا کام کرتی رہتی تھی۔اس نے اپنی زندگی کے سب سے حسین دن گزارے تھے۔وہ آگے بڑھا اور گلا کھنکھارا،وہ مڑی اور اسے دیکھ کر مسکرائی

"تھوڑی دیر اور ٹھہر جائیں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"اگر میرا ایک اور بھائی ہوتا تو بے شک میں آپ کے لیے اس گھر کا داماد بھی بن جاتا مگر کیا کروں،ایک جان نوانے سیاپے"اور مسکرا دیا

رابیل باقاعدہ ہنسی تھی"ارے۔۔جیسے جیسے دن گزر رہے ہیں آپ کے نئے نئے ٹیلنٹ نظر آرہے ہیں،مجھے اب محبوبہ سے بیوی بننا پڑے گا"

وہ ہنس دیا،بازو سینے پر باندھے

"آپ کے لیے،کچھ بھی!"شانے اچکائے

لاؤنج سے اشعر باہر آیا تھا اور وہ مامون کو ساتھ لیے باہر چلا گیا۔بالکنی میں کھڑی فری انھیں دیکھتی رہی،اس کا دل بے اختیار دھڑکنے لگا تھا،مامون رابیل کو پسند کرتا تھا اور اس سے شادی کر چکا تھا،وہ آگے بڑھ چکا تھا مگر فری،آگے بڑھتی تھی پھر پیچھے آتی تھی پھر آگے بڑھتی تھی پھر پیچھے آتی تھی اور یہ دائرہ چلتا رہتا تھا۔باہر مچھر آنے لگا تھا،وہ صارم کو لیے اندر آگئی تھی۔اپنے کمرے میں بیٹھی رابیل کی گود میں صارم تھا جو اس کے ساتھ لگ کر سو چکا تھا۔رانیہ مائیکے گئی تھی اور اس کی عادت تھی وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب بھی مائیکے جاتی تھی صارم کو یہیں چھوڑ جاتی تھی،اب تو وہ بھی عادی ہو گیا تھا۔فرحت سامنے بیٹھی تھیں،ایک طرف گلشن آرا بیٹھیں نماز پڑھ رہی تھیں

"رابیل۔۔تم خوش ہو نا بیٹے؟"فرحت بڑی نرمی سے پوچھ رہی تھیں

"امی۔۔"وہ صارم کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی"آپ کو لیا لگتا ہے؟چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے میرا چہرہ کیا بتا رہا ہے"اور مسکرا دی

"مینا بھی تمھارے ساتھ ہوتی ہے؟"اس دن صبیحہ تھوڑی دیر کے لیے اشعر کے ولیمے پر آئی تھیں اور پھر چلی گئیں۔دونوں بہنوں میں تب سے کوئی بات نہیں ہوئی۔

"جی۔۔وہ اور تیمور آتے جاتے رہتے ہیں"اس نے شانے اچکائے تھے۔

"تم لوگ واپس کب آؤ گے؟"

وہ ہنس دی"امی پلیز،ہمارے آنے پر کوئی دعوت نہ کیجیئے گا۔ملیحہ آنٹی کی دوستوں اور کولیگز نے ہمارا بہت پیٹ بھرا ہے۔اب بس،ٹھیک ہے۔سب کو پتہ چل گیا ہے کہ ہماری شادی ہو گئی ہے اب ہمیں خوش رہنے دیں"وہ جیسے کھانے کھا کر تنگ آئی ہوئی ہے۔پھر سانس خارج کی"کل دوپہر کی فلائٹ ہے۔پہلے لندن جائیں گے پھر رہیں گے،گھومیں پھریں گے کھائیں گے اور پھر کچھ دن بعد اٹلی۔۔"پھر مسکراہٹ گہری ہوئی،ڈمپل واضح ہوا"میں آپ کو کال کرتی رہوں گی،اتنی جلدی جان چھوڑنے والی نہیں ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فرحت ہنس دیں "میری جان ہم نے کب کہا ہے جان چھوڑ دو۔۔آتی جاتی رہا کرو"

رابیل نے جھک کر صارم کے گال کو چوما، پھر فرحت سے مخاطب ہوئی "حاشر بھائی نہیں آئے گھر؟"

"نہیں۔۔وہ لاہور گیا ہے، پتہ نہیں کوئی ضروری میٹنگ تھی کہہ رہا تھا کل تک آجائے گا" انھوں نے بات مکمل کی تھی

رابیل نے سانس خارج کی "ویسے امی۔۔پچھلی بار بھی حاشر بھائی مامون سے نہیں ملے، سلام لے کر منہ بنا کر چلے گئے۔اب گھر ہی نہیں ہیں، اگر مامون سارے اختلافات بھلا سکتے ہیں تو حاشر بھائی کیوں نہیں؟" وہ جیسے خفا ہوئی تھی

فرحت نے سانس خارج کی "تمھیں پتہ ہے نا اس کی عادت کا۔ہو جائے گا ٹھیک، میں کروں گی بات" انھوں نے بات ٹال دی مگر رابیل کا دل ابھی بھی وہیں تھا۔۔کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد رابیل واپس اپنے گھر چلی گئی، رات گہری ہو رہی تھی

سنینا بستر پر سر ٹکائے بیٹھی تھی۔بستر پشت سے ذرا سا اٹھا ہوا تھا اور وہ خاموشی سے سامنے دیکھ رہی تھی۔کمرے کا دروازہ کھلا اور عالیار اندر آیا۔اس کے ہاتھ میں سرخ گلابوں کا گلدستہ تھا، سنینا کے

قریب آیااور دیکھ کر مسکرایا۔پھر پھول سائیڈ ٹیبل پر رکھے اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔سنینا نے منہ بنایاہوا تھا

"یہ ڈاکٹر سے بولو نااب مجھے جانے دے۔۔ایک ہفتہ ہو گیاہے،بور ہوتی رہتی ہوں یاسوتی رہتی ہوں۔ہو جاؤں گی میں ٹھیک،اب مجھے جانے دے"

عالیار مسکرایا"زخم بہت گہرا تھا نین،ٹھیک ہونے میں ٹائم لگے گا"

اس نے سانس خارج کی اور شانے ڈھیلے چھوڑے"ایک بار میں یہاں سے ٹھیک ہو کر چلی جاؤں۔اس کر سٹوفر کا کچومر تو میں اپنے ہاتھوں سے بناؤں گی، سمجھتی کیاہے خود کو"اس نے غصے سے کہہ کر سر جھٹکا

عالیار نے اسے عاجزی سے دیکھا"تم اب اس سے دور رہو گی"

سنینا نے بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا"کیوں؟میں ڈرتی نہیں ہوں کسی سے"

"مگر میں ڈرتا ہوں تمھیں کھونے سے"وہ جھٹ سے بولا تھا"تمھیں پتہ ہے یہاں آتے ہی میں نے تمھیں ڈھونڈا تھا،تم نہیں ملیں تو میری کیا حالت تھی اوپر سے جو تم نے خالو سے جھوٹ بولا ہے کہ ایسے ہی سیڑھیوں سے گر گئی تھی انھیں پتہ لگ گیا ہو گا کہ جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔پہلے سے اتنی کمزور ہو گئی ہو مگر تمھیں کسی کا خیال ہو تب ہے نا"اس نے کہہ کر خفگی سے سر جھٹکا

وہ خاموش رہی۔بس ایک نظر عالیار کو دیکھا اور پھر نظریں چرا لیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے تمھیں بتایا تھا نا کہ مجھے عجیب عجیب سے خواب آتے ہیں۔۔ان خوابوں میں محسوس ہونے والی کیفیت سے میں حقیقت میں گزری ہوں اور جب انسان کسی ڈراؤنے خواب کو حقیقت بنتے دیکھتا ہے اور اس میں سے گزرتا ہے تو اس سے زیادہ خوفزدہ کوئی نہیں ہوتا۔میں نے وہ خوف محسوس کیا ہے، میں اس کیفیت سے گزری ہوں" وہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے باہم ملائے بولتی گئی۔

عالیار اٹھا اور اس کے ساتھ آ بیٹھا "میں نے تم سے اس دن کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔تم تھوڑی ٹھیک ہو جاؤ پھر کریں گے، ایسے درد اور بڑھے گا" اس کا لہجہ ہمیشہ کی طرح نرم تھا۔کوئی کہہ سکتا تھا کہ سنینا کے ساتھ بیٹھا عالیار پیشے کا وکیل ہے۔

سنینا نے اسے نظریں اٹھا کر گردن گھما کر دیکھا "مگر مجھے بات کرنی ہے"

عالیار نے سر جھکایا اور سانس خارج کی "پھر بات کریں گے"

"تمھارا موتی کھو گیا" سنینا کا سر جھکا رہا

"میں اور لے دوں گا۔تم ٹھیک ہو میرے لیے یہ کافی ہے"

سنینا نے آنکھیں میچ لیں۔ایک دم سے منظر ذہن سے گزرا، وہ زمین پر پڑی تھی۔منہ ناک اور آنکھوں سے خون آ رہا تھا، اس نے سنینا کے منہ پر ٹھوکر ماری تھی۔اس کا موتی؟ اس نے محسوس کیا تھا کہ کوئی اسے سڑک پر گھسیٹ رہا تھا۔پھر گھسیٹتے ہوئے گاڑی تک لے گیا اور ڈگی میں ڈال دیا۔

اس وقت اس کا موتی اس کے گلے میں نہیں تھا۔

اس نے ایک دم سے آنکھیں کھولیں، تنفس تیز تھا اور اس نے عالیار کا بازو زور سے تھاما تھا۔ وہ بس خاموش سا اسے دیکھ رہا تھا۔ سینا کی نظریں اس سے ملیں

"کہانا۔۔ مت سوچو" عالیار نے نرمی سے دہرایا تو اس نے سر ہلایا اور سر پیچھے بستر پر رکھے آنکھیں موند لیں

اب اسے پہلے جیسے خواب نہیں آتے تھے۔

یہاں سے دور ایک سیاہ کمرے میں ایک لڑکی کھڑی تھی۔ اس کے بال گھنگریالے تھے اور اس نے سلاخ دار دروازے کو تھام رکھا تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے سلاخوں کو پیچھے کھینچتی چلا رہی تھی۔ اس کی ملازمہ پیچھے خاموش دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی چھت کو گھور رہی تھی

"مجھے نکالو یہاں سے۔۔ میں نے کیا کیا ہے؟" وہ بلند آواز میں چلا رہی تھی مگر کوئی جواب نہیں آرہا تھا

"تم لوگوں نے مجھے یہاں کیوں بند کر رکھا ہے؟ تم لوگ جانتے نہیں ہو میں کون ہوں؟" وہ غرا رہی تھی غصہ کر رہی تھی اور چلا رہی تھی مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ تھک ہار کر انھیں سلاخوں کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے بال سرخ تھے۔

آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی۔نیچے سب سو چکے تھے۔اگراوپر والے کمرے میں جھانکو تواشعر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا،ساتھ فرحین بیٹھی تھی جولیپ ٹاپ کی سکرین پر دیکھ رہی تھی۔وہ کی پیڈ پر انگلیاں چلاتی کچھ لکھ رہی تھی،اشعر نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی

"کیا لکھتی رہتی ہیں؟"اس نے رخ فری کی طرف موڑ لیا تھا۔

"کہانی لکھ رہی ہوں"وہ اسی طرح انگلیاں چلاتی رہی

"کیسی کہانی؟"اس نے دائیں ابرو اٹھائی۔

"جب کمپلیٹ ہو گی تو میں آپ کو سنادوں گی"نظر سکرین پر دوڑتی لکھے ہوئے الفاظ پڑھ رہی تھی

اشعر مسکرادیا"ہیر و میرے جیسا ہونا چاہیئے"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"سوری،آپ کے جیسا نہیں ہے"اور دوبارہ لکھنے لگی

"کس کے جیسا ہے؟"وہ اٹھ بیٹھا

فری اس کے اچانک اٹھ بیٹھنے پر ہنس دی"بس ہے کسی کے جیسا"اور دوبارہ لکھنے لگی۔

اس نے منہ بنالیا،اٹھا اور الماری کا پٹ کھولا۔اندر سے کچھ کاغذات نکالے اور پٹ بند کیا۔پھر مڑا مگر رک گیا۔اسے کچھ کھٹکا تھا،نیچے رکھے دیوار سے لگائے گئے کینوس۔اس نے گردن موڑی اور انھیں دیکھا،پھر مڑ کر ان تک گیا اور انھیں دیکھا۔وہ فری کی مختلف پینٹنگز تھیں۔اس نے کینوس پکڑا تو فری کا دھیان اس کی طرف چلا گیا۔وہ اپنی لکھائی بھول گئی تھی

"ارے۔۔یہ آپ نے بنایا ہے؟"وہ مڑے بغیر بولا تھا۔

فری اٹھی اور چل کر اس تک آئی۔لیپ ٹاپ بیڈ پر پڑا منہ دیکھتا رہ گیا تھا

"ہاں جی۔۔یہ میں نے بنائی ہے"اس نے سر اثبات میں ہلا کر اشعر کو دیکھا

"یہ بہت خوبصورت ہے"اسے اس دن وہ سمندری طوفان والی پینٹنگ اچھی لگی تھی اور اب اس نے خود وہ پینٹ کی تھی

فری مسکرائی"آپ کو اچھی لگی؟"

"بہت اچھی"اس نے کینوس سامنے ڈریسنگ پر رکھا،پھر دوسری پینٹنگز بھی دیکھنے لگا۔وہ پچھلے ایک ہفتے سے پینٹنگز بنا رہی تھی۔اشعر اسے حذیفہ کے سٹوڈیو لے کر ہی اس لیے گیا تھا کہ وہ ٹریگر ہو اور وہ ٹریگر ہوئی تھی۔وہ اس کی پینٹنگز کی تعریف کر رہا تھا اور وہ بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی۔اس نے کشتی والی پینٹنگ پکڑی اور فری کو دیکھا

"یہ میں حذیفہ کو دکھاؤں گا"

فری یک دم چونکی"کیوں؟"

"ارے بابا اسے دکھاؤں گا نا کہ میری بیوی بھی ایک اچھی آرٹسٹ ہے"وہ مسکرا دیا۔

فری کی مسکراہٹ مدھم پڑی"وہ تو ایک پرفیکٹ آرٹسٹ ہیں اشعر،ان کے پاس آنے والے سٹوڈنٹس بھی مجھ سے اچھا پینٹ کرتے ہیں"اس نے شانے اچکائے تھے

اشعر نے سانس خارج کی "کوئی بھی کسی بھی کام میں بالکل پرفیکٹ نہیں ہوتا۔ وہ اچھا پینٹ کرتے ہوں گے لیکن وہ فری جیسا پینٹ نہیں کرتے "اس نے آخر میں اس کی گال کو انگلی کی پور سے چھوا تو وہ مسکرا دی۔ پھر کینوس دوبارہ نیچے رکھ دیے۔ فری وہیں کھڑی رہی، وہ بیڈ کی طرف بڑھا اور لیٹ گیا۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر لیپ ٹاپ پر جھک گئی۔ وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا مگر لائٹ اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی۔ فری اٹھی اور گھوم کر اس کے بیڈ کی طرف آئی اور بتی بجھا دی، وہ فوراً سے اٹھ گیا

"کیا ہوا؟ سونے لگی ہیں؟"

اس نے شانے اچکائے "میرا تو روز کا کام ہے، آپ کی نیند ڈسٹرب ہوتی ہے "اور اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔

اشعر اٹھا اور ہاتھ بڑھا کر بتی جلا دی۔ پھر اسے دیکھا "تھوڑی دیر کی تو بات ہے، میں منہ پر کمبل لے لیتا ہوں۔ آپ کی آئی سائیٹ ویک ہو جائے گی"

"نہیں ہوتی "وہ جھنجھلا گئی

اس نے سانس خارج کی "آپ کو کیا مسئلہ ہے؟ میں نے آپ کی آنکھیں دیکھنے ہوتی ہیں، بیچ میں اتنا بڑا فریم آجائے گا۔۔ میں رکاوٹ برداشت نہیں کر سکتا۔۔ اس لیے میں یہ سب اپنے لیے کر رہا ہوں" جلدی جلدی بولتے کمبل میں کھسکا اور کمبل منہ پر لیا "گڈ نائٹ!"

اور سو گیا۔ وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ اس کی نارمل دھڑکن کو بڑھانے پر قادر تھا، پھر مسکرا کر لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

یہ ایک دن بعد کی بات ہے، رابیل نے بھورا لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔ نیچے سفید شرٹ اور ہلکی نیلی جینز پہن رکھی تھی۔ بھورے لمبے بوٹ اور وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر کھڑی تھی۔ سامنے پورے قد سے کھڑا روشن لندن ٹاور تھا اور وہ گردن اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ شام کے سائے گہرے پڑ رہے تھے۔ گہرے نیلے جامنی آسمان پر سرمئی بادل تھے۔ چند پل میں آسمان سیاہ ہونے والا تھا۔ اس نے بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں بند کر رکھا تھا، چند لٹیں چہرے کے گرد جھول رہی تھیں۔ پیچھے سے کوئی آیا تھا اور اس نے کافی کپ اس کی طرف بڑھایا۔ رابیل نے مسکرا کر پکڑا اور شکریہ ادا کیا۔ پھر لبوں سے لگایا اور ایک گھونٹ بھرا۔ وہ چپ چپ سی تھی، جیسے کہیں کھوئی ہو۔ مامون نے اس کے کندھے سے اپنا بازو ٹکرایا

"لندن اچھا نہیں لگا؟" وہ اسے تنگ کر رہا تھا

وہ مسکرا دی "نہیں۔۔ بہت خوبصورت ہے" اور پھر سامنے پانی پر رقص کرتی روشنیوں دیکھنے لگی

مامون نے کافی کا گھونٹ بھرا"ابھی آپ نے کچھ نہیں دیکھا،سیدھا آپ کو لندن برج لے آیا ہوں۔۔ابھی جب لندن کی بہار دیکھیں گی تو دل خوش ہو جائے گا"

وہ مسکرادی مگر بولی کچھ نہیں۔مامون کے دماغ میں سرخ بتی جلی تھی،کہیں اسے کچھ پتہ تو نہیں چل گیا؟اس نے گلا کھنکھارا،دل بے تحاشا دھڑکنے لگا۔

"آپ جب سے یہاں آئی ہیں چپ چپ ہیں۔کیا کوئی بات ہے؟کس سوچ میں گم ہیں؟"ہاتھ میں پکڑی کافی بے معنی سی لگی،ارد گرد کا شور تھم سا گیا،سائے سیاہ پڑنے لگے تھے،وہ صرف اس کو سننا چاہتا تھا۔رابیل نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا،اس نے سیاہ لینز لگائے تھے وہی جو وہ ہمیشہ سے لگاتی تھی۔اس نے مامون کو دیکھا،دل دھڑکنے لگا تھا۔پھر تھوک نگلا،گلٹی ڈوب کر ابھری،دماغ جمع تفریق کر رہا تھا۔کیا اسے مامون کو سب بتا دینا چاہیئے؟ہاں شاید،وہ اس پر اعتبار کر سکتی ہے۔وہ اسے اپنے اعتماد میں لے سکتی ہے،کہیں کوئی دوسرا اسے آکر بتائے کہ اس کی بیوی پچھلے پانچ سالوں سے کسی سے بات کرتی رہی ہے تو اسے کیسا لگے گا،اس لیے خود ہی بتا دے۔شاید وہ اس کی کوئی مدد کرے،وہ پتہ لگا لے کہ وہ عافی نہیں تو کون تھا۔وہ مامون کو دیکھے گئی،آنکھوں کی پتلیاں حرکت کرنے لگیں،کافی ہاتھ میں پکڑی رہ گئی اور اس نے بولنے کے لیے لب کھولے

"بتا دوں؟"آواز دھیمی تھی،ہلکی سی۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ کیا کہنے والی ہے، وہ اس سے اس کا پوچھنے والی ہے، اس کا دل کیا کہ وقت کو پانچ سال پیچھے لے جائے اور اسے ایک ہی میسج میں سب بتادے مگر وقت نہیں پلٹتا۔

"آپ مجھے جج نہیں کریں گے" یعنی وہ مامون کو اپنے اعتبار میں لینے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس نے مامون پر اعتبار کر لیا اور اب وہ اسے سب بتادے گی۔ مامون کا دماغ سرخ بتی جلا رہا تھا، اس نے تھوک نگلا

"آپ مجھ سے consent لے رہی ہیں؟"

"کچھ ایسا ہی" اس نے شانے اچکائے۔ مسکراہٹ چہرے کا ساتھ چھوڑ چکی تھی، وہ سنجیدہ تھی۔

"اوکے۔۔ میں جج نہیں کروں گا" مامون نے سر اثبات میں ہلایا۔ رابیل نے سانس خارج کی، وہ کافی کپ کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے سرخ نیل پالش لگا رکھی تھی اور انگلی میں مامون کی دی ہوئی انگوٹھی تھی۔

"آج سے چھے سال پہلے میری عافی سے دوستی ہوئی تھی۔ ہم گڈ ریڈز پر بات کرتے تھے، پھر واٹس ایپ پر آ گئے۔۔ ان دنوں میں بہت ڈپریسڈ تھی کیونکہ میری پہلی انگیجمنٹ ٹوٹی تھی" توقف کیا۔ مامون کی کافی پر گرفت مضبوط پڑی، آج دماغ دل کو نہیں کنٹرول کر رہا تھا "عافی نے مجھے بہت سپورٹ کیا، ایموشنلی بھی اور ویسے بھی، ہم دونوں ایک دوسرے سے ملی بھی تھیں مگر پھر عافی

واپس نیویارک چلی گئیں۔اس کے بعد بھی میری ان سے کئی مرتبہ کال پر بات ہوئی تھی۔۔پھر میں فیکٹری میں بزی ہو گئی، ہماری بات ہوتی تھی مگر کال نہیں ہو پاتی تھی۔ہم میسج پر بات کرتے تھے"

اس نے سر اٹھا کر مامون کو نہیں دیکھا تھا۔دیکھتی تو جان جاتی کہ وہ جس کو ڈھونڈ رہی ہے وہ وہی ہے۔اس کی آنکھیں گلابی پڑیں، وہ ایک اچھا اداکار تھا مگر پسندیدہ عورت کے سامنے اس کے سارے خول اتر جاتے تھے۔وہ اصل شخصیت میں ہوتا تھا۔وہ بولتی جا رہی تھی اور اس کا دماغ ماؤف ہوتا جا رہا تھا، ارد گرد ہنگامہ شور لوگوں کی آوازیں کچھ نہیں تھا، رابیل کی آواز اس کے دل پر اثر کر رہی تھی

"اپنی مہندی والے دن آپ کو یاد پڑتا ہو گا کہ میں آپ کے گھر آئی تھی، تب مجھے پہلی بار پتہ چلا تھا کہ عافی دیکھ نہیں سکتیں۔یہ دکھ ہی میرے لیے بہت بڑا تھا مگر اس سے بڑا صدمہ اور سوال یہ تھا کہ اگر عافی بلائنڈ تھی تو مجھ سے بات کون کرتا تھا؟"اس نے سر اٹھا کر مامون کو دیکھا تھا جو کہ سنبھل چکا تھا، وہ سامنے پانی کو دیکھ رہا تھا، سنجیدہ سا۔وہ آگے بولتی جا رہی تھی، اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا

"میں نے مینا سے پوچھا تھا اس نے کہا کہ میرا فون کسی نے ہیک کیا ہے۔مجھے جس پر شک تھا میں اس کے پاس گئی تھی مگر وہ نہیں تھا" پھر سر جھکا دیا۔کافی تو ٹھنڈی تھی، دونوں میں سے کسی نے کافی کو منہ نہیں لگایا"میں اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں، کون ہماری پرسنل لائف میں انٹرفیئر کرتا تھا؟ کیا آپ کسی سے پتہ لگوا سکتے ہیں کہ وہ کون تھا؟"اس نے پھر مامون کو دیکھا، جواب اسے دیکھ رہا تھا۔

دماغ نے آج ہتھیار ڈالے تھے، وہ ایک فیصلہ لے چکا تھا۔ دل ابھی سے خون کے آنسو رو رہا تھا مگر دماغ کی ایک نہیں سن رہا تھا

"کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ آپ کا فون ہیک ہوا تھا؟" اس نے سوال کیا اور رابیل کچھ سوچنے لگی، پھر شانے اچکائے

"فون نہیں تو شاید واٹس ایپ، مینا بھی تو یہی کہتی ہے" وہ مامون کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اور وہ اس سے نظریں چرا رہا تھا۔

"میں آپ کو جج نہیں کروں گا مگر کیا آپ کو کبھی لگا کہ وہ شخص عافی نہیں ہے، مطلب ٹائپنگ سے باتوں سے یا کسی بھی طرح سے" وہ سامنے دیکھتے بولا تھا۔ اب رابیل پانی کو دیکھ رہی تھی، اس نے گردن گھما کر ساتھ کھڑی رابیل کو دیکھا تھا۔

"نہیں۔۔ مجھے کبھی نہیں لگا۔ وہ عافی ہی لگ رہا تھا، وہ عافی جیسی باتیں ہی کرتا تھا، وہ مجھے عافی کی طرح ہی سپورٹ کرتا تھا، اس کے الفاظ مجھے ہیل کرتے تھے مجھے قائل کرتے تھے۔۔ مجھے کبھی شک نہیں ہوا" اس نے وہی بات کہی جو دل میں تھی۔ دل کی بات لبوں پر آئی تھی، مامون کا دل کیا اس کا ہاتھ تھام لے، اس کے سامنے جھک جائے، اسے مضبوطی سے پکڑ لے اور جانے نہ دے۔

"کیا اس کی وجہ سے آپ نے کبھی کوئی نقصان اٹھایا؟" وہ بڑے محتاط انداز سے الفاظ چن رہا تھا۔

"نہیں" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیااس نے کبھی آپ کو غلط گائیڈ کیا؟"وہ اس لڑکی پر نظریں جمائے کھڑا تھا جو پانی کو گھور رہی تھی۔

"نہیں"سر نفی میں ہلایا

"کیااس کی طرف سے آپ کو کبھی کوئی اذیت ملی؟"دماغ نے ایک آخری بار کہا تھا کہ پھر کبھی مگر آج نہیں مگر گلٹ مامون کی قید تھی۔وہ اپنے پاس کسی کام کا گلٹ نہیں رکھتا تھا،اس نے اپنی قید توڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"نہیں"اس نے نفی میں سر ہلایا۔کچھ پل کی خاموشی۔

"انسان کسی کو کتنا بھی کاپی کر لے اپنی حقیقت سے نہیں بھاگ سکتا،پانچ سال اس نے عافی کی طرح بات کی اور آپ کو محسوس تک نہیں ہونے دیا،ایسا کون ہو سکتا ہے رابیل؟"اب وہ بھی پانی کو دیکھ رہا تھا،آزادی کی گھڑی قریب تھی،جدائی کا وقت آرہا تھا

"مجھے نہیں پتہ"رابیل نے لاعلمی سے شانے اچکائے

"انسان سب سے زیادہ کس پر بھروسہ کرتا ہے؟"دل رو دیا،اس کے سامنے ہاتھ جوڑے،ایسا مت کرو وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا مگر مامون بہرا ہو گیا تھا۔

"جو اس کے دل کے قریب ہو"رابیل نے بہت سوچ سمجھ کر جواب دیا تھا

"انسان کو سب سے زیادہ کون جانتا ہے؟"مت کرو مامون،دماغ اب چپ تھا مگر وہ دل کی مخالفت پر اترا تھا

"انسان کے بعد جو اس کے سب سے زیادہ قریب رہا ہو" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"انسان اپنی سب سے قیمتی چیز اپنا راز کس کو تھماتا ہے؟" اس نے تھوک نگلا، گلٹی ڈوب کر ابھری۔ دل کے قتل کے آثار آنکھوں میں نظر آرہے تھے

"جس پر وہ بھروسہ کرتا ہو" رابیل بڑے محتاط انداز میں جواب دے رہی تھی

"اور انسان بھروسہ اس پر کرتا ہے جو اس کے دل میں گھر کرتا ہے" مامون نے اسے دیکھا، اسے اس پر بے پناہ پیار آیا۔ وہ اس سے محبت کرتا تھا اس لیے دھوکے میں نہیں رکھ سکتا۔

"آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟" اس نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا۔ وہ سامنے دیکھ رہا تھا

"کسی تبلیغ کا آغاز کرنا ہو، کوئی بڑا کام کرنا ہو، کسی کا پتہ لگانا ہو، کوئی کھوج لگانی ہو، کسی کی مدد چاہیئے ہو، کسی کو آواز لگانی ہو، کسی کو راز تھمانا ہو تو انسان سب سے پہلے اپنے قریبی لوگوں سے شروع کرتا ہے"

"دوست کو؟" اس نے جیسے سوال کیا تھا۔

"دوست سے پہلے بھی کوئی آتا ہے، جو اس کے قریب ہوتا ہے" اور اس نے گردن گھما کر رابیل کو دیکھا تھا۔ دوست سے زیادہ قریب ہمارا کوئی قریبی ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ ہنسنے اور رونے والا، ہمارے دل کے قریب ساتھ رہنے والا ہمارا بھائی یا بہن، رابیل نے سانس روکے مامون کی آنکھوں میں دیکھا، گلابی نم آنکھیں۔۔ اسے دیکھتا سرخ چہرہ، کنپٹی کی ابھری ہوئی رگ۔۔ رابیل اس کی

آنکھوں میں جھانک رہی تھی، وہ جیسا سوچ رہی تھی ویسا نہ ہو، مامون کہہ دے کہ ایسا نہیں ہے، وہ غلط سوچ رہی ہے مگر نہیں!۔۔وہ دماغ میں جمع تفریق کر رہی تھی، دماغ سوچنے میں وقت لے رہا تھا اور پھر۔۔رابیل کے چہرے کے نقوش تن گئے، آنکھیں میں یک دم گلابی لکیریں ابھریں اور آنکھوں میں پانی بھر آیا۔اس کا تنفس بڑھا تھا، مامون آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ تھاما

"رابیل۔۔"مگر اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا، کافی کپ وہیں پھینک دیا اور وہ واپس مڑ گئی، وہ بھاگتی ہوئی واپس گئی تھی۔مامون اسے دیکھتا رہا، نیچے گرا کافی کپ دیکھا اور اس کے پیچھے بھاگا۔وقت کتنی جلدی بدلتا ہے نا، ریکنگ پر پڑا کافی کپ اس کے لیے ماتم کناں تھا۔

بڑے سے کمرے کے پردے ہٹے تھے۔کمرے کی بتی بند تھی، ابھی اس نے اپنا سامان سیٹ نہیں کیا تھا۔وہ کمرے میں آئی، اپنا فون پرس میں پھینکا اور پرس کندھے سے لٹکایا۔گلابی نم آنکھوں اور بڑھے تنفس سے اس نے اپنا اٹیچی کیس پکڑا اور باہر کی طرف بڑھنے لگی تھی کہ مامون آگیا۔وہ دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔رابیل نے اسے دیکھا، پھر ہاتھ ناب کی طرف بڑھایا۔مامون نے اس کی کلائی پکڑی تھی مگر اس نے ایک جھٹکے سے چھڑوالی

"مامون۔۔آپ مجھ سے دور رہیں"اس نے انگلی دکھا کر اسے تنبیہہ کی تھی

"رابیل۔۔میں ہر چیز کی وضاحت پیش کر سکتا ہوں۔پلیز ایک بار میری بات تو سنیں"وہ آگے بڑھا تھا مگر رابیل کچھ سننے کی حالت میں نہیں تھی۔وہ حلق کے بل چلائی تھی

"میں آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی" اور آگے بڑھی مگر مامون پھر سے سامنے آ گیا۔

"میں آپ کو نہیں جانے دوں گا" وہ دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ رابیل اس کی طرف بڑھی اور اس کے گریبان کو تھام کر بولی

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ آپ ہیں۔۔ مامون آپ" آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے، وہ روتی جا رہی تھی

"میں نے آپ پر یقین کیا تھا۔ آپ کو ذرا رحم نہیں آیا کہ عافی سے میرے ایموشنز جڑے ہیں۔ آپ میری پرسنل لائف میں انٹرفیئر کرتے رہے اور میں نے کرنے دیا" پھر ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ بالوں میں سے انگلیاں گزاریں اور روتی گئی۔ پھر کھڑی ہوئی اور بال پیچھے کیے

"انف۔۔ میں آپ کے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں گزاروں گی۔ آپ نے مجھے دھوکہ دیا ہے" اور پھر سے اٹیچی کیس پکڑا اور باہر کی طرف بڑھی

"میں آپ کو جانے نہیں دوں گا" وہ اس کی طرف بڑھا تھا، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے بول رہا تھا

"رابیل۔۔ مجھے ایک بار سن لیں۔۔ پھر آپ جو کہیں گی میں کرنے کو تیار ہوں۔۔ مجھے سن تو لیں" وہ اس سے منت کر رہا تھا، اسے سمجھا رہا تھا مگر اسے بس یہاں سے جانا تھا۔

"آپ مجھے جانے دیں" وہ پھر سے چلائی تھی۔ پھر ادھر اُدھر دیکھا" اگر آپ نے مجھے یہاں سے نہ جانے دیا تو میں خود کو مار لوں۔۔ میں آپ کو مار دوں گی" اور پھر سے رونے لگی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے

مامون اس کی طرف بڑھا اور اسے کندھوں سے تھاما۔ وہ اسے سمجھا رہا تھا مگر وہ سن نہیں رہی تھی

"بس ایک بار مجھے سن لیں، مجھے چھوڑ کر نہ جائیں۔۔ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا" وہ گلابی نم آنکھوں سے اس سے مخاطب تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ چھڑائے اور اسے خود سے دور دھکا دیا

"آئی ہیٹ یو" پھر اس کی طرف بڑھی "آپ نے میری زندگی کو جھوٹ بنا دیا" اور اٹیچی کیس ہینڈل سے پکڑا

"اب آپ نے مجھے روکا تو میں اپنی جان دے دوں گی" اور باہر کی طرف بڑھی۔

وہ اسے دیکھتا رہا، وہ اس کے پیچھے گیا تھا مگر وہ ہوٹل سے نکل کر ٹیکسی کے ساتھ کھڑی تھی، پھر اس میں بیٹھ کر چلی گئی۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر کو آگ لگائی تھی۔ وہ گلٹ کی قید سے آزاد نہیں ہوا، پہلے گلٹ تھا کہ کیوں نہیں بتایا اور اب تھا کہ کیوں بتایا؟ وہ بھی اب ایک قیدی، وہ اوپر بڑھا اور دراز سے اپنا پاسپورٹ نکالا، وہ کسی کو فون کر رہا تھا اور اسے وہاں سے نکلنا تھا۔

دوسری طرف دنیا کے دوسرے کونے میں سورج مغرب کی طرف سفر کر رہا تھا۔ بالکنی میں سٹول پر بیٹھی فری کینوس پر رنگ بکھیر رہی تھی۔ وہ کچھ گنگنا بھی رہی تھی۔ دفعتاً کمرے میں اشعر آیا تھا اور

دبے پاؤں چلتا اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا، اس نے اپنے پیچھے سورج مکھی کے پھولوں کا گلدستہ چھپایا ہوا تھا۔ فری اسی طرح پینٹ کرتی رہی۔ اس نے اسے گنگناتے سنا تھا، پھر وہ گنگناتی رہی اور وہ گانے لگا

"برا نہ مانو بات کا، یہ پیار ہے گلہ نہیں"

وہ مڑی اور مسکرا کر اسے دیکھا، اس نے پھولوں کا گلدستہ اس کے سامنے کیا اور گانا گانے لگا

"ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا نہیں"

اس نے گلدستہ لیا اور ہنس دی۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کے سامنے جھکا تھا۔ پھر سیدھا ہوا

"اچھا گنگناتی ہیں" وہ مسکرایا تھا

"اچھا گاتے ہیں" وہ سورج مکھی دیکھ رہی تھی

"آپ کے لیے اچھی خبر ہے" اشعر نے سینے پر بازو لپیٹے تھے

"کیا؟" بھنویں بھینچ گئیں

"میں آپ کی پینٹنگ لے کر گیا تھا" وہ گھوم کر فری کے پیچھے آیا۔

(وہ سٹوڈیو میں داخل ہوا تھا، ہاتھ میں کینوس تھا اور حذیفہ کے آفس میں داخل ہوا۔ وہ مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا اور اس سے مصافحہ کیا)

"میں نے حذیفہ کو آپ کی پینٹنگ دکھائی تھی" وہ اس کی دائیں طرف کھڑا تھا، اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا

(حذیفہ کینوس پکڑے بول رہا تھا" یہ ابھی بہت پرائمری ہے، انھیں کافی پریکٹس کی ضرورت ہے")

"اس نے کہا آپ کی بیوی بہت ٹیلنٹڈ ہے" پھر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا" وہ پینٹنگ کیوں نہیں کرتیں، وہ بہت آگے جائیں گی" فری کے گال گلابی ہوئے تھے، وہ بس اشعر کو دیکھ رہی تھی

("انھیں کافی محنت کی ضرورت ہے، ہمارے پاس جب سٹوڈنٹس آتے ہیں تو وہ اس سٹیج سے بہت آگے ہوتے ہیں")

"حذیفہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے سٹوڈنٹس جب آتے ہیں تو انھیں یہ بھی سکھانا پڑتا ہے۔ آپ کی بیوی اس سٹیج سے گزر چکی ہیں" اور وہ خاموش ہوا

"اور۔۔ بس یہی کہا؟" وہ آگے بڑھی اور اس سے تجسس سے پوچھا

(اب اشعر بول رہا تھا" تم انھیں پریکٹس کروادو۔ انھیں پینٹ کا بہت شوق ہے مگر کبھی کسی نے توجہ نہیں دی۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ پینٹ کریں اور بہت آگے جائیں۔ وہ تمھارے پاس خالی پیالہ لے کر آئیں گی تم اس پیالے کو رنگوں سے بھر دینا")

اشعر نے گلا کھنکھارا" وہ مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ آپ کسی اکیڈمی یا کسی سٹوڈیو میں کام کرتی ہیں۔۔ میں نے کہا نہیں، پھر کہنے لگا کہ ایک بار ہمارے سٹوڈیو آ کر کام کریں۔ میں نے کہا آپ سے پوچھ لوں

کیونکہ آپ کو کہیں جانے کا کہوں تو آپ مائنڈ کر جاتی ہیں، ویسے وہ ریکویسٹ کر رہا تھا کہ آپ ان کے ساتھ کام کریں" اشعر نے بڑی نرمی سے اپنی بات مکمل کی

("ٹھیک ہے، وہ یہاں آجائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ وہ بہت کچھ سیکھ کر جائیں۔۔ لیکن میں فیس زیادہ لوں گا" اور ہنس دیا

اشعر بھی مسکرایا "شیور!")

فری نے سانس خارج کی "مگر مجھے ڈر لگتا ہے، میں نہیں کر سکتی"

اشعر آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ تھاما "آپ نے کبھی کیا ہی نہیں تو کیسے ہوتا۔ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کا نتیجہ نہیں نکالتے، وہاں اتنے سارے لوگ کام کرتے ہیں۔ وہ کر سکتے ہیں تو آپ کیوں نہیں؟ آپ کر سکتی ہیں، ایک بار میرے لیے کوشش کریں۔ ایک بار آگے تو جائیں میں ساتھ کھڑا ہوں، کچھ بھی ہو گا تو میں دیکھ لوں گا" وہ فری کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

فری نے اس کا ہاتھ دیکھا، اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان اشعر کا ہاتھ تھا۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا اور مسکرا دی

"چلیں آئیں۔۔ کچھ اچھا سا بناتے ہیں" اس نے فری کا ہاتھ پکڑا اور اندر آیا

فری نے پھول ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے اور دونوں آگے پیچھے کمرے سے باہر آئے تھے

"مگر کیا؟" فری نے سوال کیا تھا

"پاستہ۔۔وائٹ ساس پاستہ بناتے ہیں" وہ آگے تھا اور فری پیچھے۔فری سے زیادہ تو وہ خوش تھا، کیا اسے خوش نہیں ہونا چاہیئے تھا؟

شام ہونے کو تھی اور لاؤنج کے دروازے کی طرف جاتی سیڑھیوں پر سنینا بیٹھی تھی۔اس کے ساتھ اس کا باپ بیٹھا تھا،اس نے اپنا دایاں بازو ان کے بائیں بازو میں حمائل کر رکھا تھا۔اس کا باپ بول رہا تھا اور وہ سن رہی تھی

"ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک جگہ ایک سلطنت پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔وہ سلطنت بڑی عجیب تھی۔وہاں ہر سال نیا بادشاہ لایا جاتا تھا اور وہاں کی رعایا پچھلے بادشاہ کو ایک جزیرے پر چھوڑ آتی تھی کہ وہاں جیے یا مرے اس کا اس سلطنت سے کوئی واسطہ نہیں۔یہ اس کی بادشاہی کی قیمت ہوتی تھی۔اب کا جو بادشاہ تھا اس کا وقت بھی پورا ہوا اور اسے ایک جزیرے پر چھوڑ آئے۔اب وہ جیے یا مرے یہ آسان بادشاہ کا نصیب۔اس سلطنت کا جو نیا بادشاہ مقرر ہوا تھا اس نے یہ سارا ماجرا دیکھا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس جزیرے پر ایک محل تعمیر کرو۔ محل تعمیر کیا گیا اور وقتاً فوقتاً بادشاہ وہاں سہولیات کی چیزیں پہنچاتا رہا۔ہوا یہ کہ ایک دن اس بادشاہ کا وقت ختم ہوا اور رعایا اسے جزیرے پر چھوڑ آئی۔وہ باقی بادشاہوں کی طرح نہیں تھا۔اس نے اپنی بادشاہی کی زندگی میں جزیرے پر اپنے

لیے سہولیات اکٹھی کروالی تھیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایک دن اسے اس جزیرے پر پھینکا جائے گا اور یہی اس کی دائمی زندگی ہو گی جبکہ باقی بادشاہ بے وقوف تھے۔انھوں نے ساری زندگی عیاشی میں گزار دی اور جب انھیں جزیرے پر چھوڑا گیا تو جانور انھیں کھا گئے یا وہ بھوک سے مر گئے کیونکہ انھوں نے اپنی عارضی حکومت میں اپنی مستقل زندگی کا نہیں سوچا تھا۔ہم بھی ایسے ہی ہیں نینا، ہمیں بھی ایک عمر دی جاتی ہے اور اس دنیا میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ہمیں بھی بتایا جاتا ہے کہ ایک دن ہم نے بھی اس دنیا کو چھوڑ دینا ہے پھر ہمیں بھی ایک دائمی زندگی دی جائے گی جو کہ اس عارضی زندگی کا نتیجہ ہو گی۔کچھ لوگ کہتے ہیں جو گزارنا ہے یہیں گزار لو، سب کچھ اسی دنیا کے لیے اسی دنیا میں کر جاتے ہیں جبکہ کچھ اس سمجھدار بادشاہ کی طرح ہوتے ہیں کہ یہاں سے سامان دوسری دنیا میں بھیجتے رہتے ہیں اور پھر ایک دن جب وہ اس دنیا میں جائیں گے تو وہاں سکون سے رہیں گے "انھوں نے بات مکمل کی

"ہوں۔۔"وہ سر ہلاتے ہوئے کچھ سوچ رہی تھی "یہ بہت اچھی کہانی سنائی ہے آپ نے۔ہماری نظر میں ہر وقت وہ جزیرہ رہنا چاہیئے جہاں ہم نے ہمیشہ رہنا ہے۔۔"

آوازیں مدھم ہونے لگیں۔منظر دھندلے ہونے لگے اور اب سنینا اپنے لندن والے کمرے کی بالکنی میں بیٹھی تھی۔اس کی آنکھیں نم گلابی تھیں، آواز رونے کی وجہ سے بھاری اور وہ اپنے باپ سے سوال پوچھ رہی تھی

"خودی کیا ہوتی ہے بابا؟"

دوسری طرف سے آواز اس کے کانوں میں گونجی

"خودی خود کو اللہ کے نام کرنے کو کہتے ہیں۔اس نے یہ زندگی آپ کو دی آپ نے اس کے نام کر دی۔دنیا ایک زندان ہے اور خودی اس زندان سے آزادی۔جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے وہ تم اللہ کو لوٹا دو"

"میں کیسے اللہ کو دے سکتی ہوں؟میری اتنی اوقات نہیں ہے" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

اس کے بابا ہنس دیے "اللہ تمھارے لیے کچھ کرتا ہے تو تم اللہ کے لیے کر دو۔۔بات ختم"

"کیسے؟" اسے مزید جاننے میں دلچسپی پیدا ہوئی

"اللہ نے تم کو پانی پلانے کی توفیق دی ہے تو تم اللہ کے لیے کسی کو پانی پلا دو،اللہ نے تمھیں رزق دیا ہے تو تم اللہ کی راہ میں اسے لگا دو،اللہ نے تم کو علم دیا ہے تو تم اسے اللہ کے لیے آگے پھیلا دو،اللہ نے تم کو ہنر دیا ہے تو تم اسے اللہ کے نام کر دو۔۔یہ تمھارا اور تمھارے اللہ کا تعلق ہے۔وہ تمھارے لیے کرتا ہے تم اس کے لیے کرتی ہو۔تالی دونوں ہاتھوں سے بج رہی ہے۔تم اس کی نظر میں ہو اور وہ تمھاری نظر میں،جو خودی کو بلند کرتا ہے خودی اس کو بلند کرتی ہے" اس کا باپ خاموش ہو گیا

"یہ تو اقبال کا فلسفہ ہے نا۔۔خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے۔۔خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے" اس نے اقبال کا شعر پڑھا تو اس کے بابا ہنس دیے

"ہاں بیٹا۔۔اللہ نے تمھارے لیے اتنا کیا اور تم نے اپنی طاقت کے مطابق اس کے لیے کیا۔وہ تو سب دیکھ رہا ہے سب جان رہا ہے،وہ تم کو تمھاری نیکی کا کوئی صلہ بھی دے رہا ہے تو تم اس کو بھی اس کی راہ میں لگا رہی ہو،وہ تم کو آزمانے کے لیے ہنر بھی دے رہا ہے تو بھی تم اسی کی راہ میں لگا رہی ہو، وہ تم کو جزا دیتا ہے یا انعام تو بھی تمھاری نظر میں وہی اہم ہے۔وہی ازل ہے وہی ابد ہے،وہی اہم ہے اور وہی موجود ہے تو تمھیں کیا لگتا ہے کہ تمھارے ہر عمل میں اللہ آجائے گا تو کیا تم اس کو یاد نہیں رہو گی؟وہ تو تم کو تب یاد کرتا ہے جب تم اس کو بھولی پڑی سو رہی ہوتی ہو اب تو تم اس کو یاد کرتی رہتی ہو اب کیا عالم ہو گا۔تمھاری نظر اس دنیا پر نہیں ہے دنیا بنانے والے پر تو پھر ایک مقام آتا ہے۔ خودی کا ایک ایسا مقام جس میں بندہ مومن اللہ کے لیے سب دے ڈالتا ہے،وہ اپنا آپ اللہ کے سامنے رکھ دیتا ہے اور پھر اللہ کہتا ہے "بتا تیری رضا کیا ہے" اور مومن کہتا ہے جو تیری رضا،جو تیری رضا۔جو خودی کو بلند کرتا ہے خودی اس کو بلند کرتی ہے۔اللہ کسی کا احسان نہیں رکھتا،وہ بڑا خوددار ہے" وہ خاموش ہو گئے

سنینا کا دل بھاری ہونے لگا تھا۔آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے

"اور یہ آزادی ہے؟"

"ہاں یہ آزادی ہے۔لوگوں کی قید سے آزادی،لوگوں کی رائے لوگوں کی باتوں لوگوں کے کمنٹس اور لوگوں کی مرضی سے آزادی ہے۔جب تم ہر چیز اللہ کے لیے کر رہی ہو تو لوگ جو بھی کہیں

تمھارا حاصل و محصول تو اللہ ہے نا۔ تمھیں یہ فرق پڑتا ہے کہ اللہ کیا کہتا ہے اللہ کیا سوچتا ہے تو لوگ تو بہت پیچھے رہ گئے۔ تم نے اس دنیا کو چھوڑ دیا اور اس دنیا کو چن لیا۔ تم لوگوں سے بے پرواہ ہو گئی تو پھر اللہ نے تمھاری پرواہ شروع کر دی اور کیا ہی خوبصورت احساس ہے کہ تم چلتی ہو تو خدا ساتھ لیے چلتی ہو۔ وہ ہر وقت تمھارا مقصد بنا رہتا ہے" وہ پھر سے خاموش ہو گئے

"آپ اسی لیے مجھے کہتے تھے نا سنینا اپنے ہنر میں خودی پیدا کرو۔ سنینا اللہ تمھیں خودی عطا کرے" اس کی آواز کانپ رہی تھی، وہ خود بھی کانپ رہی تھی

"ہاں۔۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ لوگ تمھیں بے چین کر دیں گے۔ ان کے راستے پر چل کر تم کو کبھی سکون نہیں ملنا کیونکہ یہ خدا نہیں ہیں۔ تم خودی پیدا کرو گی تو اللہ کی نظر میں رہو گی، ویسے بھی وہ تمہارا محافظ ہے مگر خودی کی تو بات ہی الگ ہے۔ تم اس کی نظر میں وہ تمھاری نظر میں۔ تم اس کے لیے پینٹ کرتی ہو اور وہ اپنے فرشتوں کو بتاتا ہے کہ دیکھو لاہور کی رہنے والی۔۔" اس کے بابا کی آواز رندھ گئی "شہباز حسین کی بیٹی سنینا شہباز میرے لیے پینٹ کر رہی ہے۔ وہ اپنا وقت اپنی جوانی اور اپنی خوشی مجھ سے منسلک کر رہی ہے۔ زمین پر کوئی نہیں جانتا اور آسمان پر سب تمھیں تجسس سے دیکھ رہے ہیں کہ کون ہے جس کا ذکر اللہ کر رہا ہے۔ سب اللہ کا ذکر کر رہتے ہیں اور اللہ اپنے بندے کا ذکر کر رہا ہے" انھوں نے بڑی خوبصورتی سے خودی کو سنینا سے منسلک کر دیا اور وہ سمجھ گئی۔ وہ روئے جا رہی تھی اور بول نہیں پا رہی تھی۔ اس کی ہچکیاں بند گئیں اور شہباز حسین خاموش رہے

"میرے نفس نے مجھے ہلاک کر دیا۔میں نے اپنے دل کے ساتھ بہت برا کیا ہے" وہ بچوں کی طرح روتی گڑگڑا رہی تھی۔اس کے بابا ہنس دیے

"اس نے تم کو جاگنے کی توفیق دی،اس نے تم کو معافی کی توفیق دی تم اسے اس کی راہ میں لگا دو سنینا"

"کیسے؟"

"بے خودی چھوڑ دو بیٹے۔۔لوگ کچھ نہیں ہیں جو ہے اللہ ہے۔۔ہماری جڑیں ہمارے اللہ سے جا ملتی ہیں اپنی جڑوں کو نہیں بھلاتے سنینا"

آوازیں مدھم ہونے لگیں اور دو مناظر ایک ساتھ چلنے لگے۔وہ ہاسٹل کی پچھلی طرف کھڑی زمین پر پڑے اپنے سیاہ کینوس دیکھ رہی تھی۔

اس کے سینے میں درد تھا،بے تحاشا درد جیسے کوئی اس کی روح کو جسم سے الگ کر رہا تھا۔

اس نے لائٹر جلایا اور آگ کے شعلے کو دیکھا۔

وہ اٹھنا چاہتی تھی مگر نہیں اٹھ پائی۔وہ کسی اندھیری جگہ پر تھی،شاید گاڑی کی ڈگی میں اور گاڑی آگے بڑھ رہی تھی۔

"میں آج سے تم کو چھوڑتی ہوں۔میں اللہ کے لیے بے خودی ترک کرتی ہوں۔آئندہ اس درخت کے قریب بھی نہیں پھٹکوں گی" اور اس نے جلتا شعلہ کینوس پر پھینکا۔

وہ پانی میں ڈوب رہی تھی،پانی اس کے ناک کان آنکھوں میں جاتا اسے نگلنے کو تھا

"میں خودی کو چنتی ہوں۔میں اللہ کو چنتی ہوں اور ہمیشہ اسے ہی چنتی رہوں گی"

اس کی آنکھوں نے موت کی تاریکی دیکھی، قبر کا اندھیرا اور ایک تکلیف۔وہ مر رہی تھی۔

اس نے سر آسمان کی طرف اٹھایا

“I’ll choose you over everything.. over and over .. again and again”

اور گردن نیچے گرالی۔

اسی وقت کوئی آیا تھا جس نے لڑکی کا ہاتھ تھام لیا۔وہ لڑکی کو اوپر کو کھینچ رہا تھا،وہ اسے پانی کی قید سے رہائی دلا رہا تھا۔

اس نے لائٹر ہاتھ میں پکڑا اور سارے کینوس جلاتی گئی یہاں تک کہ آگ نے تینوں کینوس اپنی لپیٹ میں لے لیے۔

کوئی اسے پانی سے باہر لایا تھا۔اسے بچالیا گیا تھا۔وہ اس کا نام پکار رہا تھا،وہ صرف ان سکتی تھی رد عمل دینا ناممکن تھا۔

اس نے ایک دم سے آنکھیں کھولیں تو عالیار اس کے سامنے تھا۔وہ جاگ چکی تھی،اس نے پوری شدت سے بستر کی سفید بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچا ہوا تھا۔آنکھوں کے کناروں سے آنسو نکلتے

کنپٹی پر بہتے کانوں کی طرف جا رہے تھے۔عالیار نے اس کا ہاتھ تھاما تو وہ یخ ٹھنڈا تھا، وہ اٹھا اور اس کے قریب آیا

"تم خواب دیکھ رہی تھی"

وہ روتے ہوئے ہی مسکرائی "نہیں۔۔میں خوش ہوں کہ میں حقیقت دیکھ رہی تھی"

اس کا تنفس تیز تھا، دھڑکن بڑھی ہوئی۔اس نے اللہ کو چنا اللہ نے اس کو چن لیا۔

یہ رات کا وقت تھا۔مامون گھر نہیں گیا تھا۔لندن سے سیدھا وہ اسلام آباد آیا تھا اور ابھی وہ ایئر پورٹ پر کھڑا مینا کو کال کر رہا تھا۔دوسری کال پر فون اٹھا لیا گیا تھا، اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔اس سے پہلے کہ مینا کچھ بولتی مامون بول پڑا تھا

"رابیل گھر آ گئی ہیں؟"

دوسری طرف خاموشی تھی

"مینا۔۔"اس نے اس کا نام پکارا تھا

دوسری طرف رامین کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا"رابیل؟آپ کے ساتھ نہیں ہیں وہ؟آپ کے ساتھ گئی تھیں نا، لندن۔۔آپ کہاں ہیں؟"اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔مامون دماغ میں جمع تفریق کر رہا تھا۔اس نے کئی گھنٹے پہلے تیمور کو فون کر کے کہا تھا کہ رابیل ایئر پورٹ پہنچے تو اسے پک کر لے۔اگر وہ تیمور کے ساتھ تھی تو ابھی تک تو گھر پہنچ جانا چاہیئے تھا نا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تیمور کہاں ہے؟"اس نے اگلا سوال کیا تھا۔

رامین کا جواب جھٹ سے آیا تھا"وہ تو گھر نہیں ہے۔باہر گیا ہے مجھے بتا کر نہیں گیا"

اس نے سانس خارج کی،یعنی تیمور بھی گھر پر نہیں ہے اور رابیل بھی۔دونوں ساتھ ہی ہوں گے۔

"اچھا۔۔تم بات سنو،کسی کو کچھ مت بتانا۔۔میں آ کر بات کرتا ہوں تم سے"اور کال کاٹ دی۔وہ اب تیمور کو کال کر رہا تھا،سامنے سے اس کا ڈرائیور آتا دکھائی دیا تھا۔اس نے آتے ہی مامون کا سامان لے لیا اور اس کے آگے آگے گاڑی کی طرف بڑھا۔چوتھی کال پر تیمور نے فون اٹھا لیا اور اٹھاتے ہی اس کے بولنے کا انتظار کیے بنا اس پر بھڑک پڑا

"کتنی کالز کی ہیں میں نے تمھیں۔۔کہاں تھے سٹوپڈ"وہ جلدی جلدی بولا تھا

"مجھے تمھاری کوئی کال نہیں آئی،شاید سگنل ایشو تھا"ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور وہ پیچھے بیٹھ گیا۔

"وہ چلی گئی ہے۔۔میں نے اسے بہت روکا تھا مگر وہ مجھے مارنے کو دوڑ رہی تھی،کیا ہوا ہے تم دونوں کے بیچ؟"دوسری طرف سے ابھرتی تیمور کی آواز اس کے پیروں تلے زمین نکالنے کے لیے کافی تھی۔گاڑی آگے بڑھ رہی تھی،رات کے آٹھ بج چکے تھے اور وہ ابھی تک گھر نہیں گئی تھی،وہ تیمور کے ساتھ بھی نہیں تھی تو وہ کہاں تھی۔کیا وہ اپنی امی کی طرف تھی؟اس نے تیمور کو جواب دیے بنا کال کاٹ دی۔وہ اب اشعر کا نمبر ڈھونڈ کر اسے کال ملا رہا تھا۔دوسری طرف کال اٹھا لی گئی تھی۔۔وہ سلام دعا کے بعد اس سے اس کا حال پوچھ رہا تھا۔۔پھر وہ مامون سے رابیل کا پوچھ رہا تھا،مامون کا

دماغ سن ہو رہا تھا۔وہ اپنی امی کے گھر بھی نہیں تھی،اس نے بات کو راپ کر کے کال کاٹ دی۔

گاڑی آگے بڑھ رہی تھی،موٹروے بند تھی۔وہاں کچھ دیر پہلے حادثہ ہوا تھا اور سڑک بلاک کر دی گئی تھی۔ڈرائیور نے لمبا راستہ اختیار کیا تھا۔

وہ مسلسل رابیل کو کالز کر رہا تھا مگر رابیل کال نہیں اٹھا رہی تھی،اس کا فون بند تھا اور ادھر مامون کی دھڑکن رک رہی تھی۔وہ اس وقت کو کوس رہا تھا جب اس نے اسے اپنی حقیقت بتانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"سرفراز۔۔"اس نے ڈرائیور کو مخاطب کیا تھا

"گاڑی روکو ادھر"

اس نے گاڑی روک دی۔وہ گاڑی سے اترا اور ڈرائیور کی طرف بڑھا،وہ عین اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"تم جاؤ۔۔اماں یا گھر میں کوئی بھی پوچھے کہ گاڑی کہاں ہے تو کہہ دینا کہ میرے کسی دوست کو میرے کہنے پر دے کر آئے ہو"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور مامون خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔اسے رابیل کو ڈھونڈنا تھا اور اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے؟کیا وہ موٹروے سے کسی کیب یا ٹیکسی کے ذریعے آئی تھی؟موٹر وے پر ایکسیڈنٹ بھی ہوا تھا۔۔وہ جتنا سوچتا تھا اتنا رونا آتا تھا،وہ اپنی زندگی کی بڑی غلطی کر چکا تھا۔

دو گھنٹے پہلے:

ایئرپورٹ کے باہر تیمور گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔وہ سامنے سے اٹیچی کیس کو رگڑتے ہوئے ساتھ لا رہی تھی۔اس کی آنکھوں کے پپوٹے سوجھے تھے اور وہ جیسے رو کر آئی ہے۔بال کانوں کے پیچھے اڑسے تھے،ڈھیلا جوڑا اور بھورا کوٹ۔وہ تیمور کے پاس سے جانے لگی تھی مگر وہ اس کے سامنے آ گیا

"کدھر میڈم۔۔گھر چلو میری ساتھ"اس نے رابیل سے اس کا سامان لیا تھا مگر اس نے ہاتھ آگے بڑھایا اور اٹیچی کیس واپس لے لیا

"میں خود چلی جاؤں گی"وہ غصے سے بولی تھی

"کیا ہوا ہے؟"اس نے اٹیچی کیس واپس لیا اور گاڑی میں رکھنے لگا۔رابیل اسے دیکھتی رہی،پھر سانس خارج کر کے آگے بڑھی۔تیمور سامان چھوڑ کر اس کے پیچھے گیا تھا۔وہ تیز تیز چل رہی تھی،وہ بھاگا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا،وہ دائیں ہوتی تو وہ دائیں ہو جاتا اور وہ بائیں ہوتی تو وہ بائیں ہو جاتا

"کیا مسئلہ ہے؟"وہ سنجیدگی سے بولی تھی

"ایسے نہیں جاؤ گی تم۔۔رات ہو رہی ہے میں چھوڑ دیتا ہوں"اس نے ہاتھ لمبا کر کے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا

"مجھے نہیں جانا تمھارے ساتھ۔۔میں گھر نہیں جاؤں گی"وہ پھر آگے بڑھی تھی مگر تیمور آ گیا۔

"اچھا جہاں کہو گی وہاں چھوڑ آؤں گا۔۔اکیلی ایسے مت جاؤ"اس نے اس کی کہنی پکڑی تھی مگر اس نے چھڑالی اور آگے بڑھی

"رابیل۔۔"وہ اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا"کیا ہو گیا ہے؟لڑائی ہوئی ہے کیا کوئی؟کوئی بات ہوئی ہے؟"

وہ گردن اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی، پھر نم سانس اندر کھینچی

"دیکھو۔۔تیمور۔۔"اس کی آواز کانپ رہی تھی جیسے وہ ابھی رو دے گی"اگر تم اب میرے پیچھے آئے نا تو میں یہاں چلانا شروع کر دوں گی، میں یہاں شور مچاؤں گی کہ تم مجھے تنگ کر رہے ہو اور جتنی دیر میں تم یہاں پر ووکروگے کہ تم میرے کزن ہو اتنی دیر میں کئی لوگ تمھیں پیٹ چکے ہوں گے"پھر رکی"اس لیے تم مجھے جانے دو"اور آگے بڑھی۔

وہ وہیں رک گیا۔وہ واقعی ایسا کر سکتی تھی۔اس نے مڑ کر دیکھا مگر وہ بہت آگے جا چکی تھی، وہ بار بار آنکھیں رگڑ کر صاف کر رہی تھی۔ تیمور نے جیب سے فون نکالا اور مامون کو کال ملائی تھی مگر اس وقت رابطہ ممکن نہیں تھا۔۔

وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی، اسے سردی لگ رہی تھی۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کوئی نہیں تھا۔آگے دیکھا کوئی نہیں تھا۔وہ اکیلی سنسان سڑک پر رات کے وقت نکل آئی تھی۔اب اسے خوف محسوس ہو رہا تھا۔اس نے پرس سے فون نکالا تو بیٹری ختم ہونے کے برابر تھی۔مامون کی بہت سے کالز

تھیں مگر وہ اسے نہیں بلائے گی۔اس نے گردن اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھا، کوئی ٹیکسی لے اور فرحت کے ہاں چلی جائے۔دور سے ایک کیب آتی دکھائی دی تھی۔اس نے ہاتھ ہلا کر اسے روکا، پھر جھک کر اڈریس بتایا اور پیچھے بیٹھ گئی۔گاڑی آگے بڑھی تھی، مامون کی کال آرہی تھی اور اس نے فون بند کر کے بیگ میں ڈال دیا۔رو رو کر وہ اب تھک چکی تھی، اسے نیند آنے لگی تھی مگر وہ سو نہیں سکتی تھی۔گاڑی آگے بڑھتی گئی، ڈرائیور نے موٹروے کی بجائے لمبا راستہ لیا تھا حالانکہ اس وقت موٹر وے کھلی تھی۔۔رابیل اپنے صدمے میں اس قدر مصروف تھی کہ اسے احساس نہیں ہوا کہ وہ کس راستے سے کہاں جا رہی ہے۔گاڑی آگے بڑھتی گئی، شام سے رات ہو گئی تھی۔دور کہیں مغرب کی اذان ہونے لگی تھی۔اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا اور سڑک پر اکا دکا گاڑی نظر آئی تھی وہ بھی گزر گئی تھی۔اس نے چونک کر ڈرائیور کو دیکھا، خطرے کی گھنٹی بجی تھی

"انکل۔۔یہ آپ نے کون سا راستہ لیا ہے؟"اس کا دل دھڑکنے لگا تھا

"بچے وہ راستہ خراب تھا میں نے دوسرا راستہ لیا ہے، پندرہ منٹ میں پہنچ جائیں گے "اور گاڑی آگے دوڑتی رہی مگر چند لمحے گزرے تھے کہ گاڑی ایک "چیں" کی آواز سے رک گئی۔اس نے آگے کو جھٹکا کھایا مگر پھر سنبھل گئی۔

"کیا ہوا؟"اس نے ڈرائیور سے پوچھا جو جلدی سے باہر آیا اور گاڑی دیکھنے لگا۔پھر پیچھے آیا

"میں دو منٹ میں آیا بیٹا" اور اس سے پہلے کہ رابیل کچھ کہتی وہ بھاگ گیا۔اسے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی ونڈ سکرین کے پر کسی نے انگلی کے ناخن سے دستک دی تھی،اس نے کرنٹ کھا کر اپنی دائیں جانب کھڑکی کو دیکھا۔وہ ایک آدمی تھا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا

"سنڈریلا۔۔ہم چھوڑ دیں"

اس کے لہجے میں عجیب لچک تھی۔رابیل کا دل منہ کو آگیا اور وہ ساتھ ہوئی،دوسری طرف کا دروازہ کھولا اور باہر نکلی مگر وہ شخص سامنے ہی تھا

"کیا ہوا؟گھر نہیں جانا؟" وہ بولتے ہی ہنس دیا

رابیل نے کندھے سے لٹکا بیگ پوری قوت سے اسے مارا اور وہاں سے بھاگ گئی مگر سامنے ہی ایک تیس پینتیس برس کا آدمی آیا تھا،یہ وہی کیب کا ڈرائیور تھا۔رابیل ایک دم پیچھے ہٹی،اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔پیچھے وہ آدمی تھا جو کھڑکی پر دستک دے رہا تھا اور آگے دوسرا مرد۔۔اس نے اپنا پرس اس کے منہ پر کھینچ کر مارا اور وہاں سے بھاگ گئی،وہ آگے تھی اور وہ دونوں مرد پیچھے،وہ بھاگتی جا رہی تھی،سڑک سنسان تھی۔وہ کس مصیبت میں پھنس گئی تھی۔آگے بھاگتے راستے میں ایک بڑی اینٹ آئی اور وہ لڑکھڑا کر گری،اس کے گھٹنے اور ہتھیلیاں رگڑی گئی تھیں،وہ درد سے کراہی۔ایک مرد اس کے سر پر تھا،وہ اس پر جھکا اور رابیل نے مٹھی بھر کے مٹی اس کی آنکھوں میں پھینکی،وہ

پیچھے کو ہٹا۔۔ پھر وہ کھڑی ہوئی،اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی پیچھے سے پولیس موبائل کا سائرن سنائی دیا تھا۔گاڑی اسی جانب بڑھ رہی تھی

وہ پوری قوت سے چلائی

"ہیلپ۔۔"اوران کی طرف بھاگی۔۔

وہ شہر کے بیچ ایک ہاسپٹل کے باہر کھڑا تھا۔بار بار رابیل کو کال کرتا ہوا۔وہ ابھی تک گھر نہیں گئی تھی، تیمور بھی اسے ڈھونڈ رہا تھا مگر اس کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔اب بس پولیس اسٹیشن جانے کی کمی رہ گئی تھی۔دفعتاً اس کا فون بجا تھا،ایک غیر شناسا نمبر سے کال آرہی تھی اور اس نے جھٹ سے سکرین سوائپ کی اور کال اٹھالی۔دوسری طرف خاموشی تھی

"ہیلو۔۔"وہ دھڑکتے دل سے بولا تھا،اس کا تنفس بڑھا ہوا تھا

دوسری طرف پھر بھی خاموشی رہی۔"ہیلو۔۔"وہ پھر سے بولا تھا

"مامون۔۔"بس اتنی سی آواز تھی اور اسے لگا کہ سارے دن کی تھکان اتر گئی ہے،وہ بول رہی تھی اور وہ سن رہا تھا۔ارد گرد کی آوازیں دم توڑ گئی تھیں،لوگوں کا ہنگامہ شور اسے سب دھندلا لگا تھا،اس کے حواس متاثر ہو رہے تھے۔اس نے فون جیب میں رکھا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔

پندرہ منٹ بعد وہ پولیس اسٹیشن پہنچا تو اندر داخل ہوتے ہی دائیں جانب دیکھا،وہاں ایک کرسی پر ایک عورت کے ساتھ وہ بیٹھی تھی۔بال بکھرے تھے،گھٹنے سے جینز پھٹی تھی،کوٹ بھی گندا ہو چکا

تھا جیسے وہ گر کر آئی ہے،اس کی آنکھیں روئی روئی سی تھیں اور رنگت زرد۔وہ سامنے پولیس انسپکٹر کو کسی سے تفتیش کرتا دیکھ رہی تھی۔آنسو تھم گئے تھے مگر اثر چھوڑ گئے تھے۔وہ آگے بڑھا اور انسپیکٹر کے سامنے آ کھڑا ہوا،رابیل نے اسے دیکھا تو کھڑی ہو گئی۔مامون انسپیکٹر سے اسے لے جانے کی اجازت مانگ رہا تھا،انسپیکٹر رابیل کو دیکھ کر کچھ پوچھ رہا تھا اور وہ سر اثبات میں ہلا رہی تھی۔پھر باہر بڑھی،مامون پیچھے ہی تھا۔وہ چلتے چلتے ایک جگہ پر رک گئی،پاس درخت تھا۔وہ نہیں مڑی،مامون آگے بڑھا اور اسے دیکھا۔گلابی آنکھیں لیے وہ گردن اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی، خاموش سی۔وہ آگے بڑھا اور اس کے گرد بازو حمائل کر کے اسے خود سے لگایا،پھر اس کے بالوں پر بوسہ دیا مگر بولا کچھ نہیں۔وہ سکون تھی،اس کے بالوں کی خوشبو،اس کا لمس،اس کا ہونا ہی مامون کے لیے زندگی تھا۔رابیل کے ہاتھ پہلو میں گرے رہے وہ کچھ نہیں بولی۔وہ الگ ہوا اور اس کے گال کو چھوا،وہ ٹھنڈی پڑ چکی تھی جیسے اس کا بی پی لو ہو،کوئی شکوہ،کوئی گلہ،لڑائی جھگڑا کچھ نہیں۔وہ خاموش تھی،اس کا سر جھک گیا،وہ کچھ بولنے والا تھا کہ نظر اس کی چھلی ہوئی ہتھیلی پر پڑی۔اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑا،اس کی ہتھیلی دیکھی،پھر دوسرا ہاتھ پکڑا اور ہتھیلی دیکھی۔خون جما ہوا تھا، رگڑ لگی ہوئی تھی اور مٹی اس کے نرم ہاتھوں کی زینت تھی

"یہ کیا ہوا ہے؟کہیں گری تھیں آپ؟"وہ اس سے پوچھ رہا تھا اور وہ اسی طرح بت بنی کھڑی تھی۔ اس نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے سامنے کیے اور جھک کے باری باری اس کی ہتھیلیوں پر بوسہ دیا۔

آنسو رابیل کی آنکھوں سے بہہ نکلے، وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ وہ کیوں اسے خود سے دور نہیں جانے دے رہا؟ وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگنا چاہتی تھی مگر نہیں جا سکتی تھی۔ وہ سیدھا ہوا اور اسے دیکھتا گیا کہ شاید وہ کچھ بولے مگر وہ نہیں بولی۔ الفاظ اس کے گلے میں دم توڑ گئے تھے، اس نے رابیل کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لیے آگے بڑھا مگر وہ نہیں بڑھی۔ وہ وہیں رکی رہی

"میں گھر نہیں جاؤں گی۔ میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی" وہ بولی تو بس اتنا ہی۔ اس کا ہاتھ مامون کے ہاتھ میں ہی تھا۔ اس نے آنکھیں میچ پر تکلیف برداشت کی اور پھر مڑا، وہ اپنا ہاتھ چھڑانا چاہتی تھی مگر مامون کی گرفت مضبوط تھی۔

وہ اس کے سامنے کھڑا تھا، ہاتھ بڑھا کر اس نے آنسو صاف کیے۔ پھر بولا تو بس اتنا ہی

"ٹھیک ہے، جیسا آپ چاہیں" پھر تھوک نگلا "لیکن میرے ساتھ چلیں، گھر نہیں جائیں گے۔ میں آپ کو کسی محفوظ جگہ پر چھوڑ کر چلا جاؤں گا" اس نے بس اتنا ہی کہا اور پھر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

رابیل اس کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی مگر پھر بھی چل دی۔ ایک بار اسے چھوڑ کر انجام دیکھ چکی تھی۔ معاشرہ واقعی ایک اکیلی لڑکی کے لیے بہت برا ثابت ہوا تھا۔۔ اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پیچھے بیٹھ گئی۔۔

مامون اسے تیمور کے فارم ہاؤس چھوڑنے آیا تھا۔وہ گیسٹ روم میں تھی اور تیمور کے کمرے میں وہ تینوں تھے،مامون اور رامین آمنے سامنے کھڑے تھے اور تیمور ایک طرف کھڑا کھڑکی سے باہر باغ دیکھ رہا تھا۔رامین نے سینے پر بازو باندھے ہوئے تھے

"کیا کہا ہے آپ نے اسے؟وہ تو آپ سے بات بھی نہیں کر رہی؟"وہ غصے سے پوچھ رہی تھی

مامون نے سانس خارج کی"میں نے انھیں سب بتا دیا ہے"اور سر جھکا لیا

رامین کا پورا منہ کھل گیا،اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی یا مامون نے اسے کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا۔

"مامون بھائی۔۔"وہ حیرت صدمے اور شاک سے اسے دیکھ رہی تھی۔تیمور بھی رامین کے ساتھ آ کھڑا ہوا

"یہ تم دونوں میں کون سی باتیں ہو رہی ہیں؟اسے کیا سب پتہ چل گیا ہے،مجھے بھی بتاؤ ذرا"اسے بھی کچھ نہیں پتہ تھا۔وہ بھی رابیل کی طرح لاعلم تھا۔رامین بھی لاعلم ہی رہتی جو اسے خود پتہ کہ چلتا۔

مامون نے سر جھٹکا اور اب کھڑکی کے سامنے وہ کھڑا تھا۔تیمور رامین کے جواب کے انتظار میں اسے دیکھ رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ۔۔"اس نے سانس خارج کی"مامون بھائی رابیل سے بات کرتے تھے،اسے لگتا تھا کہ عافی ہیں مگر وہ مامون بھائی تھے، پچھلے زیادہ نہیں بس پانچ سالوں سے"اور مسکرا کر شانے اچکائے

تیمور نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے پیچھے کھڑے مامون کو دیکھا، پھر بولا تو بس اتنا ہی"میسنے۔۔مجھے پہلے ہی تم پر شک تھا"

وہ مامون کے ساتھ جا کھڑا ہوا"اور تم اتنے پاگل ہو کہ اسے سب بتا دیا"اور اس کی کنپٹی پر انگلی رکھ کر اسے جھٹکا دیا۔

مامون نے اسے نظر انداز کیا اور دوبارہ منہ بنا کر باہر دیکھنے لگا۔

"اچھا کیا ہے اس نے۔۔بس کہ دو تین گولیاں بھی مار دیتی، ہم تمھارے ختم کی بریانی کھا رہے ہوتے"وہ اسے ڈانٹ رہا تھا۔پھر کمر پر ہاتھ باندھے"نہیں مطلب محبت میں لوگ اندھے ہوتے ہیں۔تم اس سے چھپا لیتے،اسے نہ بتاتے،وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بھول جاتی مگر نہیں، مامون وہی کرے گا جو وہ بہتر کرتا ہے اور مامون عقل سے پیدل ہے اس لیے وہ اپنی بیوی کے ساتھ ساتھ ہمارا بھی دماغ خراب کرے گا"وہ بول کر پیچھے ہٹا اور باہر نکل گیا۔

رامین اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور کہنے کے لیے الفاظ جمع کیے

"مامون بھائی۔۔ایک بار مشورہ تو کر لیتے"

مامون نے اسے دیکھا اور پھر بولنا شروع ہوا "میں ساری زندگی ایک دھوکے کے ساتھ نہیں گزار سکتا تھا۔ میں ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر انھیں اندھا کر کے زندگی نہیں گزار سکتا تھا۔ انھیں پورا حق ہے کہ وہ میری ہر بات جانتی ہوں، مینا انھوں نے مجھ پر یقین کر کے مجھے ساری بات بتائی تھی۔۔ میں نے پھر سب بتا دیا، وہ اپنی جگہ ٹھیک ہیں" کہہ کر اس نے منہ دوبارہ کھڑکی کی طرف کر لیا۔ تیمور باہر باغ میں ٹہلتا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا

رامین نے سانس خارج کی "ٹھیک ہے، ایک گلٹ سے نکل کر دوسرے گلٹ میں" پھر مامون کے ساتھ جا کھڑی ہوئی

"اب کیا کرنا ہے؟ اسے غصہ آیا ہوا ہے، جب ٹھیک ہو گی تو آپ کو سن لے گی"

مامون نے فقط سر اثبات میں ہلایا اور اسے دیکھا

"تم اور تیمور ان کے ساتھ رک جاؤ۔۔ میں جا رہا ہوں۔۔ گھر میں کسی کو کچھ نہیں بتانا" پھر وہاں سے جانے لگا تھا مگر مڑ کر اسے دیکھا "انھیں کہنا چاہے خفا ہو جائیں، لڑ لیں جھگڑ لیں مگر مجھے چھوڑ کر نہ جائیں۔ مامون کچھ بھی نہیں ہے رابیل کے بغیر" اور رکا نہیں وہاں سے چلا گیا۔

وہ کچھ پل رکی اور پھر کمرے کی لائٹ آف کر کے باہر آئی، اس کا رخ گیسٹ روم کی طرف تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور رابیل کو دیکھا۔ وہ کاؤچ پر بیٹھی تھی، ٹانگیں اوپر کاؤچ پر تھیں، گھٹنے سے پھٹی

ہوئی جینز نظر آرہی تھی،اس کے ہاتھ ابھی بھی زخمی تھے۔وہ خاموشی سے کشن پر سر رکھ کر بیٹھی تھی۔مینا نے دروازہ بند کیااور اس کی طرف بڑھی

"رابیل۔۔"وہ کاؤچ کے ہتھ پر بیٹھی تھی،اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتی ہوئی

اس نے سر اٹھایااور کچھ بولنے کے لیے لب کھولے تھے مگر رامین نے بات کاٹ دی

"مامون بھائی چلے گئے ہیں۔میں اور تیمور یہاں ہیں اور نہ میں مامون بھائی کی سفیر بن کر آئی ہوں"

اور خاموش ہو گئی

رابیل نے شانے ڈھلکا لیے اور اپنے ہاتھوں کو دیکھا،پھر بال پیچھے کیے اور بولنا شروع ہوئی

"میں بہت تھک گئی ہوں مینا"پچھلے دن خواب کی طرح تھے،خواب ٹوٹ گیا تھا۔۔ایسا لگتا تھا جیسے اس نے زندگی کے حسین دن گزار لیے ہیں اور اب پھر سے برے دن شروع ہونے والے ہیں۔اس کی زندگی میں خوشیاں اتنے تھوڑے عرصے کے لیے کیوں آتی تھیں اور جب جاتی تھیں تب اپنا حساب سود سمیت لیتی تھیں۔

رامین کھڑی ہوئی اور جوڑے میں بندھے اس کے بال کھولے،پھر بال سمیٹنے لگی۔

"انھوں نے ایسا کیوں کیا؟وہ مجھے پہلے ہی بتا دیتے کہ عافی بات نہیں کر سکتی،عافی ٹھیک نہیں ہے تو میں چپ ہو جاتی"

مینا صرف اسے سننے آئی تھی۔ابھی رابیل کے بولنے کی باری تھی "انھوں نے میری زندگی کے ایک دور کو جھوٹ بنادیا،ایک فریب اور سراب۔۔انھیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا،میں انھیں معاف نہیں کروں گی کبھی معاف نہیں کروں گی "اور پھر چپ ہو گئی

میناا س کے سامنے بیٹھی تھی "تو کیا کرو گی؟طلاق لے لو گی،شادی کے ایک مہینے بعد ہی طلاق "مینا منہ سے زہر اگل رہی تھی اور وہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔اندر دل دھڑکتے ہوئے سینہ توڑ رہا تھا،کیا وہ مامون سے الگ رہ لے گی؟

"پہلے دو منگنیاں ٹوٹی ہیں،شادی والے دن تمھارا منگیتر تمھیں چھوڑ گیا تھا اور پھر اب طلاق۔۔ کہاں رہو گی؟امی کے گھر یا الگ کسی فلیٹ میں؟"وہ بڑی سادگی سے سوالات کر رہی تھی

"مینا پلیز چپ ہو جاؤ "اس نے اپنا منہ موڑ لیا تھا

"میں تو تمھیں وہ دکھا رہی ہوں جو تم سوچ رہی ہو "پھر ٹانگ پر ٹانگ جمالی

"بیلی مارجن آف ایرر تو ہر شخص کو ملنا چاہیئے "

رابیل نے اسے گھورا تھا "انھوں نے مجھے ایموشنلی ڈیمج کیا ہے "

مینا جھٹ سے بولی "ایموشنلی سٹیبل بھی انھوں نے ہی کیا تھا"

رابیل آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی،وہ واقعی سچ بول رہی تھی "مینو۔۔انھوں نے مجھ سے سب چھپایا تھا"

"بتایا بھی سب انھوں نے ہی ہے" اور مینا کے جواب اسے چند لمحوں کے لیے گنگ کر دیتے تھے

"تم نہیں سمجھ سکتی، میری بھی کچھ باؤنڈریز ہیں، کچھ لمٹس ہیں۔۔ میں انھیں اب برداشت نہیں کر سکتی" اس نے حتمی انداز میں بات مکمل کی تھی۔

"اوہ رابیل۔۔ اس وقت تم ایموشنلی سٹیبل نہیں تھی، تم بری طرح ہرٹ تھی۔ یاد کرو تمھیں میگرین ہو گیا تھا، تمھارا خود پر کوئی کنٹرول نہیں تھا، تمھیں ایموشنل سپورٹ چاہیئے تھی۔۔ عافی کے بعد مامون بھائی تھے نا، اور اب تو وہ تمھارے شوہر ہیں"

"شوہر ہیں تو کیا انھیں میری جذبات کا کھیل بنانے کی اجازت ہے؟" وہ چلائی تھی

"رابیل۔۔ تم خود اس وقت جذباتی ہوئی ہو، تمھیں خود سمجھ نہیں آ رہا کہ تم ان پر غصہ کیوں کر رہی ہو؟ ان کے مشورے سے تمھیں کبھی کوئی نقصان نہیں ہوا، انھوں نے کبھی تمھیں غلط گائیڈ نہیں کیا، انھوں نے کبھی تمھیں احساس نہیں دلایا کہ تم اکیلی ہو، جب سب تمھارے خلاف تھے وہ تمھارے ساتھ تھے، تمھیں جب جب ضرورت پڑی وہ تمھارے کام آئے تھے۔۔ اتنا سب کیا اور مگر صرف اپنی پہچان نہیں بتائی تو یہ غلط کیا؟ کیا انسان اتنا کم ظرف ہوتا ہے کہ دوسرے انسان کی ساری نیکیاں بھلا کر اس کی ایک غلطی کی سزا دے اسے؟" اس نے اپنی بات مکمل کی تھی

رابیل نے نم سانس اندر کھینچی "مینو اگر تمھیں پتہ چلے کہ تمھاری دوست کی جگہ اس کا بھائی تم سے بات کرتا رہا ہے، تم اپنی پرسنل انفارمیشن اسے دیتی رہی ہو تو تمھیں کیسا لگے گا؟ کیسا لگے گا جب تمھیں سچائی پتہ چلے گی؟" وہ جلدی جلدی اپنی بات کہہ کر پیچھے ہٹی تھی

رامین نے شانے اچکائے "میں اس کا سر پھاڑ دیتی مگر وہ شخص تمھارا کچھ لگتا ہے"

رابیل نے سر کشن پر رکھ لیا "تم کیوں نہیں سمجھ رہی؟"

وہ اٹھی اور اس کے ساتھ آ بیٹھی "دیکھو بیلی۔۔ میں سب سمجھ رہی ہوں۔ تم کہہ رہی ہو نا کہ شوہر ہو کر بھی انھیں یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ تمھاری اجازت کے بغیر تمھارے معاملات میں انٹرفیئر کرتے، اس وقت وہ تمھارے شوہر نہیں تھے اور انھیں کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ اس طرح کرتے۔۔ اوکے، یہ انھوں نے غلط کیا، مگر جو ہوتا ہے اسے دیکھتے ہیں نا۔۔ سوچو اس وقت تمھیں پتہ چلتا کہ عافی بھی بلائنڈ ہیں، جنھوں نے تمھیں کہا کہ تم چلو میں پیچھے کھڑی ہوں اور جب تم مڑ کر دیکھتی وہ بھی پیچھے نہ ہوتیں تو تم کب کا گھر بیٹھ چکی ہوتی، کیسا لگتا ہے کہ ہمارا دوست ہمیں کہے کہ تم لڑو میں ہوں مگر جب تم لڑو اور وہ بھاگ جائے۔۔ عافی بھاگی نہیں تھیں مگر حالات ایسے تھے، مامون بھائی نے تمھیں نہیں پتہ چلنے دیا کیونکہ تمھیں سپورٹ کی ضرورت تھی۔ یہ بات تو تم بھی مانتی ہو کہ وہ کسی کو غلط گائیڈ نہیں کرتے، ان کے الفاظ قائل بھی کرتے ہیں اور مائل بھی، میں صرف اتنا کہہ رہی ہوں کہ وہ شوہر ہیں تمھارے، مراد یہ کہ ان کا کوئی رشتہ ہے تم سے، رشتوں میں

تو مارجن دے دیا جاتا ہے نا۔۔معاف کر دیا جاتا ہے، معافی مانگ لی جاتی ہے اور سب صحیح کیا جاتا ہے۔۔میں یہ ہر گز نہیں کہہ رہی کہ تم غلط ہو، شوہر ہیں تو جو مرضی کری جائیں۔۔نہیں جو غلط ہے وہ غلط ہے مگر تم ان کو بھی تو سنو، ان کے شوز میں فٹ ہو کر تو دیکھو، ایک بار پانچ سال پہلے والی رابیل کو آج والی رابیل سے کمپیئر کرو، جن لمٹس کی تم بات کر رہی ہو وہ تمھیں سکھائی بھی مامون بھائی نے ہیں۔۔ایک بار ان کے سافٹ کارنر کو تو دیکھو"

رابیل نے اسے شاک سے دیکھا

"تم ان کی سائیڈ کیوں لے رہی ہو مینو؟ میں بہن ہوں تمھاری"

اس نے رابیل کے کندھے پر ہاتھ رکھا"میں تمھاری سائیڈ لے رہی ہوں بیلی، میں تمھیں بتا رہی ہوں کہ کوئی بھی انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا، غلطیاں ہم سب کرتے ہیں۔تم ان سے خفا ہو جاؤ، لڑ لو یا جھگڑا کرو کیونکہ وہ تمھارے شوہر ہیں۔کوئی اور مرد ہوتا تو تم اتنا روتی پیٹتی نہ، تم اس کا سر پھاڑتی اور اس پر کیس کرتی کیونکہ اس نے غلط کیا مگر یہ مامون بھائی ہیں، ان سے تمھارا رشتہ ہے یار، ہم سب مارجن آف ایرر ڈیزرو کرتے ہیں"

رابیل نے اسے خفگی سے دیکھا"میرے بھی کچھ رولز ہیں، کچھ سٹینڈرڈ ہیں۔۔میں ایسے کسی کو اپنے ساتھ نہیں رکھتی"اور منہ موڑ لیا

مینا نے اسے دیکھا اور پھر کھڑی ہوئی "انسان کو رولز سٹینڈرڈز اور لمٹس رکھنی چاہیئے مگر خود سے اوپر نہیں۔۔ایک حد تک یہ چیزیں اچھی لگتی ہیں مگر صرف ایک حد تک۔۔حاشر بھائی کو تو تم کچھ نہیں کہتی، کیونکہ وہ تمھارے بھائی ہیں نا۔۔اور یہ سٹینڈرڈ تم مامون بھائی کو مت بتاؤ بیلی، تمھیں ابھی پتہ نہیں ہے۔۔وہ بندہ رولز پر چلتا ہے، بارہ بج کر ایک منٹ کہے گا تو دو منٹ وہ ہونے نہیں دے گا، لوگ ان کے ایک سائن کے لیے تین تین گھنٹے میٹنگ پینڈنگ کیے رکھتے ہیں کہ مامون کہے گا تو کریں گے کیونکہ ان کی بات پتھر پر لکیر ہوتی ہے۔لوگ ان کی بات سنتے ہیں اور عمل کرتے ہیں، تمھارے اٹھنے سے پہلے اٹھتے ہیں کبھی تم نے نوٹس کیا کہ روز ایک ہی وقت پر ناشتہ ہوتا ہے نہ ایک منٹ اس وقت سے زیادہ نہ کم، وہ ڈسپلن سے چلتے ہیں مگر تمھارے لیے انھوں نے اپنا قیمتی وقت نکالا ہے، تمھیں اپنا وقت دیا ہے۔تمھاری ہر بات سنی ہے اور تمھیں کبھی نہیں جتایا کہ تم کتنی کمزور ہوتی تھی اور کتنی مضبوط بن گئی ہو۔۔سٹینڈرڈ پر تو تم ان کے نہیں اترتی، وہ تمھیں بھی ڈیزرو نہیں کرتے جو ایک غلطی ایک خطا پر مارجن دینا ہی بھول جائے اور سب یوں ختم کر دے جیسے کوئی اہمیت ہی نہیں تھی، وہ تمھارے کمزور دنوں میں تمھارے ساتھ تھے، اور جب کہ انھوں نے ہمت کر کے ساری بات تمھیں بتا ہی دی ہے کہ کل کو تمھیں یہ نہ لگے کہ تمھارا شوہر بزدل ہے۔۔اور تم انھیں دھوکے باز تب کہو جب وہ تمھیں کچھ نہ بتائیں اور تمھیں کہیں اور سے پتہ چلے۔۔ویلکم ٹو ری ایلٹی اور اس رونے دھونے سے باہر نکلو، اب تم ان کا ساتھ دو اور انھیں معاف کر دو اس لیے کہ وہ

تمھارے ساتھ کیوں تھے؟انھوں نے تمھیں اکیلا کیوں نہیں چھوڑا جب سب نے تمھیں چھوڑ دیا"

اور کہہ کر باہر آ گئی۔رابیل خاموش تھی،وہ واقعی اسے چپ کرا گئی تھی۔اب رونا بھی نہیں آ رہا تھا۔

دو منٹ بعد دروازہ کھلا

"کھانا کھالو،چوزے جیسی شکل نکالی ہوئی ہے تم نے"اور باہر چلی گئی۔وہ اٹھی اور آنکھیں صاف کیں،سامنے آئینے میں خود کو دیکھا۔۔شکل تو واقعی چوزے جیسی تھی!

اگلی صبح روشن سی تھی۔کمرے کے پردے ہٹے تھے،روشنی چھن کر اندر آ رہی تھی۔اس نے گلابی کھدر کی قمیض تلے سکن کاٹراؤزر پہن رکھا تھا۔بال جوڑے میں بند تھے اور وہ خاموش سی تھی۔وہ پچھلے دنوں سے کمزور لگ رہی تھی۔کمرے کا دروازہ کھلا اور مامون اندر آیا تھا۔وہ رات بھر گھر نہیں گیا تھا۔ساری رات گاڑی میں کٹی تھی،وہ آگے بڑھا اور اس کے ساتھ آ بیٹھا مگر وہ کھڑی ہو گئی۔اس کا رخ کھڑکی کی طرف تھا،آنکھیں کسی بھی لینز سے پاک تھیں۔دھوپ اس کی بھوری آنکھوں کو چھوتی کانچ کی سنہری آنکھیں بنا رہی تھی۔مامون اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا

"رابیل۔۔"اس نے تھوک نگلا"ادھر تو دیکھیں"

مگر اس نے نہیں دیکھا۔پھر سانس خارج کی اور اس کی طرف رخ کیا،شب بیداری کی وجہ سے آنکھیں گلابی تھیں۔بال بکھرے تھے اور وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا

"میں نے آپ کو کہا تھا مت آیئے گا" وہ بولی تو بس اتنا ہی البتہ دل اس کی طرف داری پر اترا تھا۔دماغ ضد پر اڑا تھا کہ اسے معاف نہیں کرنا

اس کی آنکھیں رابیل کی بھوری آنکھوں پر جمی تھیں،دھوپ مامون کی سیاہ آنکھوں کو گہری بھوری چاکلیٹ کے رنگ کی بنا رہی تھی۔

"رابیل۔۔"اس نے توقف کیا"میں اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں مگر آپ نے تو کہا تھا کہ آپ میری تمام خامیوں کے ساتھ مجھے قبول کر رہی ہیں۔۔میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا مامون آپ کو تمام خامیوں کے ساتھ قبول ہے آپ نے کہا تھا قبول ہے"اس نے ساری بات کہی اور چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ آئی۔

رابیل کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا،اسے لگا تھا کہ ابھی وہ آئے گا اس کے ہاتھ پکڑے گا اس سے معافی مانگے گا،اس کی منت کرے گا اس کو کھونے کے ڈر سے رو دے گا مگر نہیں۔۔وہ واقعی اپنے الفاظ سے قائل مائل اور گھائل کرتا تھا۔

"میں نے۔۔"وہ خاموش ہو گئی۔پھر اسے گھورا"اگر مجھے آپ تب بتا دیتے تو میں آپ سے شادی ہی نہ کرتی"

مامون نے ابرو اٹھائی"حسیل سے کرتیں؟"وہ آگے بڑھا تھا

رابیل گڑبڑا گئی"نہیں۔۔میں خودکشی کر لیتی"وہ دانت پیستے بولی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سر درد کی گولیاں کھا کر" وہ حیرت سے بولا تھا

رابیل نے سانس خارج کی اور سینے پر بازو لپیٹے اسے دیکھا "اب آپ کیا کرنے آئے ہیں؟"

اس نے شانے اچکائے "اپنی بیگم کو لینے آیا ہوں"

"میں آپ کے ساتھ نہیں جا رہی" وہ اس کے سائیڈ سے گزرنے لگی تھی مگر مامون سامنے آ گیا

"مار لیں، غصہ کر لیں، لڑ لیں مگر چھوڑ کر نہ جائیں" اس نے نرمی سے کہا تھا۔

رابیل نے دائیں طرف دیکھا پھر تکیہ پکڑ کر اسے مارا۔ وہ پیچھے کو ہٹا اور تکیہ کاؤچ کو جا لگا۔ وہ مسکرا دیا اور ایک طرف کو کھڑا ہو گیا

"آپ ہنس رہے ہیں" وہ چلائی تھی اور پھر کتابوں کی شیلف کی طرف بڑھی۔ اس نے ایک کتاب پکڑ کر اسے ماری مگر مامون نے کیچ کر لی اور کتاب کو بیڈ پر رکھتے بولا

"آپ نشانے لگانے میں بہت بری ہیں" اور رابیل نے دوسری کتاب اس کی طرف اچھالی اس نے وہ بھی پکڑ لی، ساتھ فریم پڑا تھا، اس میں مامون اور تیمور کی تصویر لگی تھی۔ اس نے وہ فریم اٹھا کر مارا مگر مامون کے ہاتھوں میں کتاب تھی، فریم اس کے ماتھے پر لگا اور نیچے گر کر ٹوٹ گیا، چھناکے کی آواز سے شیشہ ٹوٹا، کرچیاں فرش پر لگی تھیں۔ کتاب ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اس نے دونوں ہاتھ ماتھے پر رکھ لیے۔ رابیل منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی، پھر اس کی طرف بڑھی اور اس کے ہاتھوں کو نیچے کیا،

اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔فریم زور سے لگا تھا،مامون کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں تھیں۔اس نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اس کے ماتھے پر رکھ دیا اور اسے کاؤچ پر بٹھایا

"اللہ۔۔آئی ایم سوری"اور آنسو آنکھوں سے بہنے لگے۔اسے لگا تھا کہ مامون اسے بھی کیچ کر لے گا مگر لگنے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے۔۔

اس نے دوپٹہ پیچھے کیا اور خون پھر بھی بہہ رہا تھا۔وہ بس اسے دیکھ رہا تھا،اسے دیکھنا اور اپنی پرواہ کرتے دیکھنا،وہ ایسے ہزار درد برداشت کر سکتا تھا جن میں رابیل اس کے ساتھ ہو۔

اس نے اس کے ماتھے سے بال پیچھے کیے اور زخم دیکھا

"آپ نے مجھے ٹریگر کیا تھا"وہ غصے سے بولی تھی۔پھر باہر کی طرف بڑھی اور کچھ پل بعد آئی تو ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس تھا۔جلدی سے باکس کھولا اور کاٹن نکال کر اس نے مامون کے زخم پر رکھا۔پھر پیچھے ہٹایا،خون صاف ہو چکا تھا۔اس نے سنی پلاس پکڑا اور اس کے ماتھے پر لگایا۔پھر اس کے بال پیچھے کر کے ماتھا دیکھا،ہاتھ پیچھے ہٹایا اور مامون کی آنکھوں میں دیکھا،وہ خفا تھی۔پھر واپس باکس تک آئی اور ڈبہ بند کیا۔مامون کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی

"پہلے خود ہی مارتی ہیں،پھر خود ہی روتی ہیں۔۔خود ہی زخم دیتی ہیں خود ہی مرہم رکھتی ہیں"

وہ اس کے پیچھے کھڑا تھا،رابیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ڈبہ پکڑا اور باہر چلی گئی۔رامین اندر ناشتے کے لیے پوچھنے آئی تھی مگر ٹوٹا فریم دیکھا اور کھڑکی کے پاس مامون کو،وہ اس کی طرف بڑھی

"مامون بھائی۔۔"

مامون نے اسے دیکھا اور وہ اسے دیکھ کر ہنس دی۔مامون بھی مسکرایا

"یہ کیا ہوا؟"

اس نے شانے اچکائے

رامین خود ہی بول پڑی "گرے ہوں گے، ہے نا؟"

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی "سائیڈ ایفیکٹس آف لو"

وہ پھر بھی ہنستی گئی اور پھر خاموش ہوئی "آپ کی بیگم ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھی ہیں۔آجائیں"

وہ اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھے تیمور نے گلا کھنکھارا تھا

"دراصل یہاں میں بہت کم آتا ہوں۔۔یہ ہمارا سپیشل سپاٹ ہے، میں ناراض ہوں تو یہاں آتا ہوں۔۔اب رابیل بھی ناراض ہو گی تو یہیں آئے گی" پھر مسکرایا "یہاں فرش کافی سموتھ ہے، لوگ پھسل رہے ہیں، چوٹیں لگوا رہے ہیں مگر کوئی نہیں لوگ ان کی مرہم پٹی بھی کر رہے ہیں"

مامون نے رابیل کو دیکھا، اس کی پلیٹ میں بس ایک بریڈ پڑا تھا۔اس نے آملیٹ پکڑا اور اس کی پلیٹ میں رکھا، پھر چائے اس کے کپ میں ڈالی اور چینی کا ایک چمچ ڈال کر اس کے سامنے رکھا۔

تیمور نے رامین کو گھورا تھا "دیکھو، سیکھو کچھ۔۔اتنے سال ہو گئے تم نے مجھے کبھی ایسے ٹریٹ نہیں کیا" اور سر جھٹکا

رامین نے مسکرا کر اسے دیکھا "چوز ماموں بھائی کو غور سے دیکھو، میں رابیل سے انسپائر بھی ہو سکتی ہوں" اور سامنے پڑے بریڈ پر جیم لگانے لگی۔ رابیل کچھ نہیں بولی تھی، اس نے ہلکا پھلکا سا ناشتہ کیا اور پھر اٹھ گئی۔

آدھے گھنٹے تک وہ جانے کے لیے تیار تھے، مامون ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ آئی اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ اس نے بیک ویو مرر کو ہلا کر سیٹ کیا، اس طرح کے رابیل پیچھے بیٹھی نظر آ رہی تھی۔ وہ مسکرایا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔۔

آٹھ مرلہ مکان میں سب ناشتہ کر چکے تھے۔ فری بیڈ پر بیٹھی تھی اور اشعر اپنے بال بنا رہا تھا۔ پھر پیچھے منہ کر کے فری کو دیکھا اور اس کی طرف بڑھا

"چلیں؟" اس نے ہاتھ بڑھایا تھا۔

اس نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا اور کھڑی ہوئی

"اشعر۔۔" وہ آگے بڑھنے لگا تھا جب فری کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی اور وہ مڑا۔

وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی

"مجھے ڈر لگ رہا ہے، کیا مجھے جانا چاہیئے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سانس خارج کی اور مسکرادیا"فری، جو لوگ رستوں سے ڈر جاتے ہیں وہ کبھی کچھ بڑا نہیں کرتے، میں نے آپ سے کہا ہے نا میں آپ کے ساتھ ہوں۔۔میں پیچھے کھڑا ہوں نہیں گرنے دوں گا"

اس نے تھوک نگلا"اگر تاثیر نے مجھے آتے جاتے دیکھ لیا تو؟"

اشعر نے سانس خارج کی"تو کیا ہم جینا چھوڑ دیں؟ ہم باہر نکلنا چھوڑ دیں؟ ہم کچھ نہ کریں؟۔۔میں ڈاکٹر تاثیر کو دیکھ لوں گا، وہ میرے ہوتے آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتیں"پھر خاموش ہوا

فری چپ تھی، پھر کندھے ڈھیلے چھوڑے

"چلیں؟"

اشعر نے بازو لمبا کر کے چلنے کا اشارہ کیا۔وہ سر ہلا کر پیچھے چل دی۔

یہاں سے دور سفید سرمئی محل میں سیاہ لینڈ کروزر داخل ہوئی تھی۔پیچھے ہی تیمور کی گاڑی تھی۔وہ اترا، رابیل کی طرف کا دروازہ کھولا اور اکٹھے اندر بڑھے۔

اندر آتے ہی اس نے سلام لی اور ہمیشہ کی طرح آرا اس کی طرف بڑھی، وہ جھکا اور اسے کندھے سے لگایا

"یہ کیا ہوا؟"آرا نے اس کے ماتھے کو چھوا تھا

وہ مسکرادیا"بس ایسے ہی، گر گیا تھا"اور سیدھا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ملیحہ اس کی طرف بڑھی تھیں، رابیل کو دیکھا پھر مامون کو "خیریت؟ اتنی جلدی" وہ تین چار ہفتوں کا کہہ کر گئے تھے، مگر اب جلدی آ گئے تھے

اس نے اپنی ماں کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "اماں رابیل کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ ان کا دل نہیں لگ رہا تھا، پھر ہم گھر آ گئے" اور مسکرا کر رابیل کو دیکھا

ملیحہ نے اس کے ماتھے سے بال ہٹائے "یہ کیسے لگی؟"

اس نے سانس خارج کی "اماں اندھیرے میں تھا، سامنے سے الماری کا کونا لگ گیا۔ ٹھیک ہو جائے گا" اور مسکرا دیا

وہ مامون سے الگ ہوئیں اور رابیل کو دیکھا "تم نے میری بہو کا ذرا خیال نہیں رکھا۔ اچھی بھلی گئی تھی اتنی کمزور ہو کر آ گئی ہے" وہ خفگی سے مامون کو ڈانٹ رہی تھی

اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور اندر چلا گیا۔ وہ بھی پیچھے ہی آئی تھی۔ آتے ہی مامون کو دیکھا جو وارڈروب میں تھا۔ وہ بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی، پرس کے ساتھ موبائل بھی گیا تھا۔ اس نے سانس خارج کی اور ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھی کھڑکی کو گھورنے لگی۔

وہ باہر نکلا تو کپڑے بدلے ہوئے تھے، پھر رابیل کے ساتھ آ بیٹھا

"رابیل۔۔میں ضروری کام سے جارہاہوں،رات میں دیر ہو جائے گی۔۔میں جلدی نہ آسکا تو آپ ڈنر کر کے سو جایئے گا" پھر کھڑا ہوا۔انتظار کیا کہ وہ کچھ کہے گی مگر وہ خاموش رہی۔پتھر میں ذرا سی لرزش آئی اور اس نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا،پھر نرمی سے بولی

"کہاں جارہے ہیں؟" وہ بس یہی پوچھ سکی تھی

اس نے نظریں چرائیں "بتادوں گا۔۔آپ بس اپنا خیال رکھیے گا،رات میں ملتے ہیں" پھر دروازے کی طرف بڑھا مگر اسے دیکھا جو اداس سی لگ رہی تھی "باہر آجائیں،عافی کے ساتھ بیٹھ جائیں،اکیلی بیٹھیں گی تو پریشان ہوں گی"

رابیل نے اسے دیکھا اور وہ مسکرا کر وہاں سے چلا گیا۔کچھ پل یونہی بیٹھی پھر آنکھیں بند کر کے سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑے،وہ صحیح کہہ رہا تھا اسے باہر جانا چاہیئے۔۔

سینا وہیل چیئر پر بیٹھی تھی۔اس کے ساتھ بنچ پر اس کا شوہر بیٹھا تھا،دونوں لندن ٹاور کو دیکھ رہے تھے۔اس کے بال کھلے تھے جو کہ ہوا سے لہرا بھی رہے تھے۔ہوا میں خنکی تھی،اس نے بھورا کوٹ پہن رکھا تھا اور اب چل پھر بھی لیتی تھی مگر زیادہ نہیں۔کمر میں درد ابھی بھی ہوتا تھا مگر پہلے جیسا نہیں۔

"میں نے اس جگہ کو خواب میں بہت بار دیکھا تھا عالی۔۔ یہاں سے کوئی مجھے دھکا دے رہا ہوتا تھا اور میں ڈوب رہی ہوتی تھی" اس کی نظر ابھی بھی لندن برج پر ہی تھی۔ پھر ہنس دی اور عالیار کو دیکھا "وہ خواب سچ تھا۔ میں پانی میں ڈوب گئی تھی، وہ سیاہ سراپا میں نے آنکھوں سے دیکھا تھا" اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔

عالیار نے اس کے گال کو چھوتے بال کان کے پیچھے اڑسے "وہ اللہ کی طرف سے اشارہ تھے مگر اس نے تمھیں بچا لیا نا" سنینا نے نم سانس اندر کھینچی اور سر اثبات میں ہلایا

"بابا مجھے کہا کرتے تھے کہ مومن کھجور کے درخت کی طرح ہوتا ہے وہ اوپر اوپر اور بہت اوپر جاتا ہے۔ اس کی نظر آسمان پر ہوتی ہے اور وہ زمین والوں کی اٹینشن نہیں لیتا اور میں۔۔" وہ ہنس دی "میں پاگلوں کی طرح ان سے پوچھتی تھی کہ کیوں؟ وہ کیوں اٹینشن نہیں لیتا تو وہ مسکراتے اور کہتے تھے کہ کچھ سوال زندگی کے لیے بھی چھوڑ دو۔ زندگی سب سمجھا دے گی"

اس نے سانس خارج کی اور شانے ڈھیلے چھوڑے "مجھے سمجھ آ گیا۔ وہ کیوں آسمان کی طرف بڑھتا ہے۔ اس کی نظر میں یہ فانی دنیا کیوں نہیں ہوتی کیونکہ مومن جانتا ہے کہ وہ ڈوب گیا تو اسے بچانے کوئی نہیں آئے گا۔ اس نے قبر کی مٹی کو چھوا تو اس کی مدد کے لیے کوئی نہیں آئے گا۔ وہ فرش والوں کی نہیں عرش والے کی اٹینشن لیتا ہے کیونکہ اسے پتہ ہے کہ صرف وہی ہے جو تب آتا ہے جب کوئی نہیں آتا۔ وہ چھاؤں دیتا ہے، پھل دیتا ہے مگر نظر اس کی آسمان پر ہی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ اوپر کی

طرف جاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ زمین والے کچھ نہیں دیتے۔جو دیتا ہے آسمان والا دیتا ہے اس لیے وہ اس دنیا سے سامان اس دنیا میں بھیجتا رہتا ہے،اپنی چھاؤں اور پھل کا صلہ اس دنیا کے لیے چھوڑ دیتا ہے وہ جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔وہ گھاٹے کا سودا نہیں کرتا،اسے اللہ کی چاہت چاہیئے ہوتی ہے۔اس کے لیے اللہ کا سراہنا کافی ہوتا ہے مگر ہم۔۔ہم اس دنیا کو چنتے ہیں۔سب کچھ یہیں چاہتے ہیں اور اس دنیا کے لیے صرف خالی ہاتھ اور دل میں ملال ہوتا ہے" وہ خاموش ہو گئی

عالیار مسکرا دیا" اتنی سمجھدار باتیں کرو گی تو میرے دل کو کچھ کچھ ہو گا"

سنینا نے اسے دیکھا اور ہنس دی۔وہ فقط مسکرایا تھا۔سنینا نے گردن اٹھائی تو دور سے عبدل آتا دکھائی دیا تھا۔اسے دیکھ کر مسکرایا اور قریب آتے ہی سر کو خم دیا۔عالیار کھڑا ہوا اور اس سے مصافحہ کیا۔وہ کھڑا رہا اور سنینا کو دیکھ کر مسکرایا

"آپ ٹھیک ہونے لگی ہیں"

سنینا نے سر ہلایا" مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے"

عبدل نے سر ہلایا۔دونوں ہاتھ سیاہ کوٹ میں دیے" میرے پاس آپ کی ایک چیز ہے۔میں ذرا جلدی میں ہوں،صرف آپ کو وہ چیز دینے آیا ہوں"

"کیا؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔وہ مسکرایا اور جیب سے ہاتھ باہر نکالا۔مٹھی کھولی اور اندر اس کا چمکتا موتی تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ وہی موتی ہے جو آپ کے ہز بینڈ نے آپ کو گفٹ کیا تھا۔مجھے سٹوڈیو کی بیک سائیڈ سے ملا تھا سوچا آپ ٹھیک ہوں گی تو دے دوں گا"

اس نے ہاتھ بڑھایا اور عالیار کو وہ موتی دے دیا۔

"شکریہ۔۔"سنینا مسکرائی مگر کچھ تھا جو گلے میں اٹک گیا۔جیسے بہت سے آنسو ہوں اور وہ مل کر گولہ بنا رہے ہوں جو نہ اگلا جا رہا ہے نہ نگلا جا رہا ہے۔

"میرے پاس بھی اب آپ کے جیسا موتی ہے۔وہ موتی جو کسی کو نظر نہیں آتا"سنینا نے اس کی پہلے دن والی بات یاد رکھی تھی۔وہ ہنس دیا

"میں نے قبر کا اندھیرا،موت کی سفاکی اور مرنے کی تکلیف محسوس کی ہے اور تب مجھے لگا کہ انسان کے پاس ایک ایسا موتی ہونا چاہیئے جو اسے اندھیری قبر میں بچائے۔جو اس کو تب روشنی دے جب کہ ہر سو اندھیرا ہو۔انسان کو زندگی میں کم از کم ایک ایسا موتی تو ضرور کما لینا چاہیئے کہ وہ قبر میں اکیلا نہ رہے"اس نے سانس خارج کی

"آپ کے پاس ایمان کا موتی تھا اور میرے پاس خودی کا۔۔مجھے ایک دن پہلے وہ موتی ملا تھا اور اس نے مجھے بچا لیا۔اب میں مزید موتی اکٹھے کروں گی تاکہ اندھیرا مجھے ڈرا نہ سکے"

عبدل فقط مسکرایا اور عالیار کو دیکھا"ویسے تو میں شادی شدہ نہیں ہوں مگر ایک بات جانتا ہوں"

"کیا؟"بنچ پر بیٹھے عبدل کو تجسس ہوا

"یہی کہ بیوی سمجھدار مل جائے تو زندگی اور دماغ دونوں کی بچت ہو جاتی ہے"

اور تینوں ہنس دیے۔وہ چند لمحے کھڑا ہوا اور پھر چلا گیا۔عالیار کی ہتھیلی میں موتی چمک رہا تھا۔اس نے سنینا کو دیکھا "یہ تمھارا تھا تم تک آ گیا" مسکراہٹ گہری ہوئی "میں پہنا دوں"

سنینا نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔وہ اٹھا اور اس کی پشت کی طرف بڑھا تھا

پہاڑوں کے دامن میں، پتھر کے مکانوں کے بیچ و بیچ ایک پتھر کا مکان تھا۔اس شخص نے اپنی گاڑی گلی کی نکڑ پر کھڑی کی اور خود پیدل چلتا آگے آیا۔بہار کی آمد تھی، پہاڑوں کی وادی "ہنزہ" میں درخت ہلکے گلابی تھے، ہوا معطر تھی اور اس شخص کے بالوں میں سے گزرتی اس کے بال بکھیر رہی تھی۔پاس ہی ایک باغ میں بچوں کے کھیلنے کی آواز آ رہی تھی، شام ہونے میں ابھی وقت تھا۔وہ آگے بڑھتا گیا اور پھر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھا۔پھر مڑا اور گھر دیکھنے لگا، وہ اس پتھر کے گھر سے چند قدم دور تھا جو اس کی منزل تھا، پھر آگے بڑھا اور ایک جگہ رک گیا۔لکڑی کے دروازے کے ساتھ پتھر کی دیوار پر ایک لکڑی کا تختہ تھا جس پر کرید کر اس مکان کا نام لکھا گیا تھا۔

"بہارِ جہاں"

تختے پر دو لوہے کے گول کنڈے تھے جنھیں کیلوں کی مدد سے لٹکایا گیا تھا۔اس نے ایک نظر اس نام کو پڑھا پھر دروازہ بجایا۔پتھر کی دیوار پر ایک بلی بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی، پھولوں کی خوشبو اس کی

نتھوں سے ٹکرا رہی تھی۔اس نے دوسری بار دروازہ بجایا اور دروازہ کھل گیا۔اندر سے ایک لڑکی نے باہر جھانکا"کون؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس لڑکی کو دیکھا۔پھر بولا"اپنے مالک سے بولو تیمور آفندی آیا ہے" اور ملازمہ سر ہلا کر اندر چلی گئی۔

چند پل بعد باہر آئی اور دروازہ کھولا،اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔وہ اندر آیا تو ایک لمحے کے لیے اسے اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آیا۔وہ واقعی"بہارِ جہاں" تھی،درمیان میں پتھروں کی بنی راہداری تھی جو کہ اندر کی طرف جا رہی تھی۔ارد گرد پھول اور پودے تھے۔دیواروں سے لٹکی چھوٹی رنگ برنگی ٹوکریاں جن میں پھول تھے،دروازے کے ساتھ چند فاصلے پر پڑی ووڈن کارٹ جس میں چھوٹے پیلے پھول تھے،اوپر کھڑکی سے نیچے کی طرف آتی سبز بیلیں،ایک لکڑی کی سیڑھی جو ایک ہٹ کی طرف جا رہی تھی،ایک طرف گملوں کے پیچھے سے دو خرگوش چھپ کر اسے دیکھ رہے تھے۔دو رسیڑھیوں کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس میں پانی تھا اور چڑیاں اس پیالے کے کناروں پر بیٹھیں چونچ اندر ڈال کر پانی پی رہی تھیں۔وہاں جامنی،گلابی،سرخ،پہلے غرض ہر رنگ کے پھول تھے،وہاں بہار تھی۔کھڑکیوں کے کناروں کو خوبصورت پھولوں سے سجایا گیا تھا،وہ چند لمحے آنکھیں پھاڑے اس منظر کو دیکھتا رہا جو آنکھوں کے ساتھ دل و دماغ کو خوش کرنے پر بھی قادر

تھا۔انسان ایک بار "بہارِ جہاں" میں قدم رکھے تو وہ بھول جائے کہ وہ ایسے شہر سے آیا ہے جہاں بلند و بالا عمارتیں اور گاڑیوں کا دھواں ہے۔ملازمہ نے گلا کھنکھارا

"آپ انتظار کریں، وہ ابھی آرہے ہیں" کہہ کر مسکرائی۔

وہ آگے بڑھ رہی تھی اور وہ شخص چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا بس آگے بڑھ رہا تھا۔ایک لکڑی کے دروازے کے آگے لکڑی کا جھولا تھا جس پر نرم سی زنانہ شال تھی اور اس پر پڑی ایک کتاب۔یہاں باہر کی نسبت چھاؤں تھی مگر پھول یہاں بھی دیوار کی زینت تھے۔شیشے تلے دو کرسیاں تھیں جن کے درمیان میز تھی، وہ لکڑی کے زینوں پر چڑھا اور لاؤنج کی طرف بڑھا۔لاؤنج کے دروازے پر لکڑی کا بڑا سا شیڈ تھا جسے لکڑی کے ڈنڈوں کی مدد سے کھڑا کیا گیا تھا۔خوشبو سے معطر ہوا اور سکون، یہ پہاڑوں کے اس پار "بہار جہاں" تھا جس کے بارے میں علاقے کے لوگوں کا کہنا تھا کہ خزاں بھی آ جائے تب بھی بہار جہاں میں بہار ہی رہتی ہے۔وہ اندر بڑھا، سامنے صوفے پر ایک ستائیس اٹھائیس سالہ لڑکی تھی، وہ اس شخص کو سنجیدگی سے دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھیں ہیزل تھیں، "بھوری سنہری اور سبز رنگ کا ملاپ" اس نے پہلے اس شخص کو دیکھا پھر ملازمہ کو، اس لڑکی کے ساتھ ایک چھوٹی بچی تھی جس کی گود میں کتاب تھی اور اس کے پاؤں میں ایک سفید بلی بیٹھی تھی جو اسے دیکھ کر چوکنا ہو گئی۔ملازمہ نے اس نوارد کا تعارف کروایا، پھر آگے کی طرف بڑھی اور ایک کمرے کی بتی جلا کر اسے اندر بٹھا دیا۔کچھ پل بیتے اور ملازمہ اس کے لیے قہوہ لائی تھی، اس نے سر کے خم سے

شکریہ ادا کیا۔پتھر کا مکان اندر سے لکڑی کا لگتا تھا۔۔وہ دل سے بہار جہاں کی خوبصورتی کا معترف تھا۔کمرے کی پچھلی طرف کھڑکی تھی اور کھڑکی کے پردے ہٹے تھے،خوشبو ابھی بھی اس کی نتھوں سے ٹکرا رہی تھی۔۔یہاں سب اس کے خیال کے متضاد تھا۔ٹھیک پندرہ منٹ بعد ایک شخص اندر داخل ہوا،اس کی آنکھیں بھوری تھیں۔۔

گلے میں جھولتا بھیڑیا تھا!!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر7

"اب یا کبھی نہیں"

رات کا پہر ہر سو سناٹا۔اس لڑکے کی عادت تھی، وہ کہانیاں لکھا کرتا تھا مگر صرف اپنے لیے۔راتوں کو کروٹ بدلتے بدلتے سو جانا اور سوتے سوتے جاگ جانا، یہ اس کی زندگی کا معمول تھا۔اگر تم دیکھو تو وہ اپنے سٹڈی ٹیبل پر جھکا اپنی ڈائری پر قلم رگڑ رہا تھا۔

کیوں نہ تم کو رات دکھاؤں

ایک انوکھی بات بتاؤں

گرنے والے اٹھتے ہیں جب

طوفان برپا کرتے ہیں تب

دور اک شہر کی اوٹ میں

ایک جنگل ہنستا بستا تھا

وہاں کا ہر دن رونق تھا

رات وہاں کی روشن تھی

دنیا جس پر مرتی تھی

وہ سب وہاں پر بستا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جو ہوا گروہ نہ ہوتا

تو یہاں بھی امن سا ہوتا

اک دن شہر کو بھوک ستائی

اس نے جنگل پر گھات لگائی

کہنے کو تو شہر کے باسی

امن پرست تھے حق پرست تھے

مگر جب ان کو بھوک ستائی

پھر جنگل میں آگ لگائی

آگ نے پھر جب لپٹا ان کو

موت نے آ کے جھپٹا ان کو

وہاں کا سب کچھ خاک ہوا تھا

سب کچھ جل کر راکھ ہوا تھا

دور اک شیر نے دیکھا یہ سب

وہ زخمی تھا اور ہارا ہوا

اس کا گھر بھی اجڑا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کا امن بھی روٹھا تھا

مگر وہ شہر کے جیسا تھا

ظالم، جابر، بھوکا پیاسا

اب میں تم کو بات بتاؤں

ایک انوکھا راز تمھاؤں

لالچ ہو یا قتل کسی کا

حق مارو تم جب کسی کا

تو تم اپنے قیدی ہو

نفس تمھارا آقا ہے

تم تو اسکے قیدی ہو

صدیاں بیتیں، وقت تھا پلٹا

شیر کا ہر دن آگ میں گزرا

اب شیر نے گھات لگائی

اس نے شہر میں آگ لگائی

قیامت کا تھا منظر ہر سو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آگ ہی آگ تھی پھیلی ہر سو

اس دن اس نے صدا لگائی

شہر پر کیوں تھی قیامت ڈھائی؟

گرنے والے اٹھتے ہیں جب

طوفان برپا کرتے ہیں تب

اس نے ساری نظم لکھی اور آخر میں اپنا نام۔ پھر ہاتھ رکھ کر جمائی روکی اور ڈائری بند کر دی۔ اسے نیند آ رہی تھی اور اسے بہت سا سونا تھا۔

موجودہ وقت سے تین ہفتے پہلے:

رابیل کی بارات کا دن

روشن سے ہال میں مہمانوں کی آوازیں قہقہے اور خوشبوئیں پھیلی تھیں۔ نک سک سے تیار ہوئی خواتین اور سوٹڈ بوٹڈ مرد حضرات، ایسے میں سٹیج کی ایک طرف اگر تم جھانکو تو کیمرہ مین کھڑا تصاویر کلک کر رہا تھا۔ وہ سنجیدہ سا تھا، باہر سے آتا تیمور اس کی طرف بڑھا تھا، پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"خبردار جو کسی پر بری نظر رکھی ہو" اور مسکرا کر ساتھ کھڑے معاذ کو دیکھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے آگے کو ہو کر اپنا کندھا جھٹکا اور اس کا بازو پہلو میں جا گرا "شادی شدہ تم ہو میں نہیں، میں آزاد ہوں" پھر مسکرایا توڈمپل واضح ہوئے "نظر تو میں رکھ چکا ہوں" اور ہنس دیا

تیمور نے منہ بسورا "ڈرامہ!" منہ میں بڑبڑایا اور سر جھٹکا

معاذ ذرا سا اس کے قریب آیا اور سرگوشی کی "مجھے تم سے بات کرنی ہے"

تیمور نے اسے گھور کر دیکھا "مطلب تب سے ہم کیا کر رہے تھے؟"

معاذ نے منہ بسورا "تب سے ہم بونگیاں مار رہے ہیں، اب سیریئس بات کرتے ہیں" اور سنجیدہ ہوا

"مطلب اب ہمارے درمیان سیریئس بات بھی ہوا کرے گی" وہ چونک کر حیرت سے بولا تھا

معاذ نے منہ بنایا اور سیدھا ہوا "میں نہیں تم سے بات کر رہا" اور خفا ہو کر سامنے دیکھنے لگا۔

تیمور ہنس دیا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "بتاؤ نا۔۔ کوئی لڑکی پھر سے اچھی لگی ہے؟"

اس نے سرگوشی کی تھی

معاذ نے کہنی اس کے پیٹ میں مار کر اسے پیچھے جھٹکا، وہ ہنس دیا "سوری۔۔ بتاؤ کیا بات ہے؟"

معاذ نے اسے خفگی سے دیکھا "پہلے مجھ سے تمیز سے بات کرو، سوری بولو" نخرے اس کے تیمور کی محبوبہ والے ہی تھے

تیمور نے منہ بسورا "سوری۔۔ اب بکو"

اس نے گلا کھنکھارا "مجھے کچھ دن پہلے ایک غیر شناسا نمبر سے کال آئی تھی"

"آگے؟" وہ متوجہ ہوا تھا

"میں نے اٹھالی" اور پھر توقف کیا

"معاذ یار اتنا سسپنس" تیمور نے پوری آنکھیں کھول کر اسے گھورا

اس نے سانس خارج کی "زرار نے مجھے کال کی تھی" کندھے ڈھیلے چھوڑے مگر بوجھ ہلکا نہ ہوا

تیمور نے چونک کر اسے دیکھا۔ سرمئی آنکھوں میں حیرت تھی، وہ چند لمحوں کے لیے جامد ہو گیا، ارد گرد آوازیں سائیں سائیں کرنے لگی تھیں اور سب ساکت تھا، مجسمے بت، اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے۔ اس نے پلکیں جھپکائیں، دماغ نے یہ بات تسلیم کرنے میں چند سیکنڈز لیے "پھر؟" وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولا تھا

معاذ نے تھوک نگلا "پوچھ رہا تھا کیسے ہو؟"

"پھر؟" اس کے چہرے کی مسکان، رونق اور معصومیت سب سنجیدگی میں بدل گئے تھے

"میں نے کہا ہم ٹھیک ہیں" وہاں صرف معاذ اور تیمور تھے، ارد گرد سناٹا تھا۔ ہم سے مراد تیمور اور معاذ تھے، یک جان دو قلب

"پھر؟" اس کی سانس ابھی بھی اٹکی تھی، دھڑکن بڑھی تھی اور اس نے بمشکل تھوک نگلا

"اس نے ملنے کے لیے بلایا ہے" معاذ بغور اسے دیکھ رہا تھا

تیمور نے سانس خارج کی مگر سکتا ابھی بھی نہیں ٹوٹا تھا۔ ارد گرد بت ابھی بھی خاموش تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم جاؤ۔۔اس سے مل لو"اس نے معاذ سے نظریں چرائی تھیں مگر وہ اس کی آنکھوں میں ابھرتی سرخ لکیریں دیکھ سکتا تھا

معاذ نے سر ہلایا"میں نے اس کی لوکیشن ٹریس کی تھی مگر نہیں کر سکا"اس نے بھنویں سکیڑ کر شانے اچکائے

تیمور نے سمجھ کر سر ہلایا"تم اس سے ملو جا کر۔۔پھر بتانا زندہ ہے کہ نہیں۔۔زندہ ہے تو کیسا ہے؟"

اس نے کہہ کر سر جھٹکا، کئی آنسو اندر اتارے۔

معاذ اس کے ذرا سا قریب آیا"تم بھی چلو"

اس نے جھٹ سے گردن اٹھائی اور اسے دیکھا، آنکھیں گلابی ہوئی تھیں"میرا وقت نہیں آیا، میں اپنے وقت پر ملوں گا"اور کہہ کر اس سے نظریں چرا لیں

معاذ مسکرایا"معاذ تیمور کی محبوبہ ہے، یہ دونوں عالم ارواح سے کانٹریکٹ کر کے آئے ہیں"کہتے ہی وہ ہنس دیا

تیمور بھی گلابی آنکھیں لیے ہنسا تھا، وہ اسے مس کرتا تھا!

موجودہ وقت:

بہارِ جہاں میں داخل ہونے والا ٹانگ پر ٹانگ جمائے پر سکون سا اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔اس کے گلے میں جھولتا بھیڑیا تھا۔اس کے پیچھے ایک اور مرد آیا تھا جس کے گریبان میں جھولتا بچھو تھا اور پھر تیسرا فرد جس کے گریبان میں ایک چیتا جھول رہا تھا۔

سیاہ، سرمئی اور بھوری آنکھیں، وقت پورا ہوا، وہ تینوں اس کے سامنے تھے مگر تینوں کے آخر میں جو وجود اندر داخل ہوا تھا اسے دیکھ کر ایک سیکنڈ کے لیے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا شخص ٹھٹھکا تھا مگر پھر سنبھل گیا اور مسکرا دیا۔وہ ایک نسوانی وجود تھا

وہ تینوں پھر سے ملے تھے، وقت نے خود کو دہرایا تھا

سات سال قبل:

یہ ایک کمرے کا منظر تھا۔یہ ان دنوں کی بات ہے جب تینوں کیڈٹ کالج سے بھاگ کر آئے تھے۔ ایک طرف سامنے زرار تھا اور دوسری طرف معاذ اور تیمور۔تینوں کارپیٹ پر بیٹھے تھے، زرار انھیں کچھ سمجھا رہا تھا اور دونوں سن رہے تھے۔اس نے تیمور کو گھورا

"تمھارا سگا باپ کہاں ہے؟" وہ مامون کو اس کا سگا باپ کہتے تھے۔وہ مسکرایا

"ایک ہفتے کے لیے لندن گیا ہے، ریسرچ ورک یو نو" اور شانے اچکائے

اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور ان کے سامنے ایک تصویر رکھی۔تصویر ایک سوٹڈ بوٹڈ سیاہ مونچھوں والے مرد کی تھی۔ تیمور اور معاذ نے غور سے اس تصویر کو دیکھا

"یہ کون ہے؟" معاذ نے آنکھوں میں سوال لیے زرار کو دیکھا تھا

اس نے تصویر کو دیکھا "اس تصویر کو حفظ کر لو، یہ ہمارا ٹارگٹ ہے"

دونوں نے سمجھ کر سر ہلایا

"مگر اس کا کرنا کیا ہے؟" سوال تیمور نے کیا تھا

"اس کا قیمہ کرنا ہے" جواب زرار نے دیا تھا

"مگر میں آدم خور نہیں بننا چاہتا" معاذ نے صاف انکار کیا اور شانے اچکائے

زرار نے اسے گھورا "تم سے میں نے نہیں پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو" پھر مسکرایا "معاذ سویٹ ہارٹ، تمھیں کھانے کو حلال قیمہ ہی ملے گا بھلے تم ہمارا دماغ کھا جاؤ"

وہ بھی مسکرایا اور تیمور کو دیکھا جو کہ منہ میں بڑبڑایا "ڈرامہ!" اور سر جھٹکا

"اوکے۔۔ تو اس آدمی کو دیکھ لیا تم لوگوں نے۔۔ ہمیں اسے ٹریپ کرنا ہے" اور اس کی بات بیچ میں ہی رہ گئی جب معاذ جھٹ سے بولا "مگر ہم اسے کیوں ٹریپ کریں گے، یہ آدمی ہے کون؟"

تینوں میں خاموشی تھی۔ پھر زرار نے سانس خارج کی "فرمانبردار تو تم ہو مگر اس سے زیادہ منہ پھٹ" پھر مسکرایا

"ہم انتقام کے سفر پر نکلنے والے ہیں" زرار کے کہنے کی دیر تھی اور تیمور جھٹ سے کھڑا ہوا

"نہ بھئی، میں اپنی قبر نہیں کھود سکتا۔ میں نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے" اور ساتھ ہی معاذ بھی کھڑا ہوا "میں تم سے طلاق لیتا ہوں" اور پیچھے مڑ کر اپنا جوتا پہننے لگا۔

زرار نے دونوں کو دیکھا، سر پر کھڑا تیمور اور جوتا پہنتا معاذ

"تم دونوں کی اوور ایکٹنگ کے دو سوکٹ" پھر انھیں بلند آواز میں جھڑکا "واپس بیٹھو!"

دونوں نے منہ بنائے کندھے ڈھیلے چھوڑے اور پھر واپس اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ وہ بولنا شروع ہوا

"یہ جہانداد سکندر ہے۔ اس شخص نے میرے باپ کو جاب سے نکلوایا تھا۔ اس آدمی نے میرے باپ پر ناحق جھوٹی بے ایمانی کا الزام لگا کر میرے باپ کو ساری سوسائٹی کے سامنے ڈس ریسپیکٹ کیا تھا" وہ دونوں غور سے سن رہے تھے "اس کی وجہ سے میرا گھر تباہ ہوا، میرے بابا کو جاب نہیں ملی، میری ماں نے چھوٹے چھوٹے کام کر کے ہمیں پالا تھا۔ اس شخص کی وجہ سے میرا باپ میری ماں کو مارتا تھا، ہمارا گھر ڈومیسٹک وائلنس کا شکار ہو گیا اور ہمایوں کا چہرہ خراب ہو گیا۔ میرے بھائی کے منہ پر آج بھی سکارز ہیں، اس شخص نے میرے باپ کے پیسے رکھ لیے، اس کی اگلی پچھلی تنخواہیں کٹوائیں اور میرا باپ در در ٹھوکریں کھاتا مر گیا، میں اس سے انتقام لوں گا۔ میں نے خود کو ایسا بنایا ہے کہ میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا۔ میں اس شخص کو بتاؤں گا کہ انسان کی برائیوں کا برا بدلہ اسے اس زندگی میں بھی ملتا ہے، ایک جہنم زمین پر بھی بھڑک رہی ہے" وہ خاموش ہوا تھا

دونوں میں خاموشی تھی۔پھر تیمور نے گردن موڑ کر معاذ کو دیکھا اور دونوں مسکرا دیے

"ویل۔۔کہانی بہت دردناک تھی" تیمور بس یہی کہہ سکا

معاذ نے آنکھ کے کنارے صاف کیے "میں سمجھ سکتا ہوں زرار، باپ کی غیر ضروری چیپڑوں سے تم ایسے ہو۔۔مگر پھر بھی تم دل کے تو اچھے ہو نا" اور خاموش ہوا

زرار نے دونوں کو دیکھا اور پھر دیکھتا رہا "آگے بتاؤں یا تم لوگوں کا کچھ رہتا ہے؟"

دونوں پھر سے متوجہ ہو کر بیٹھ گئے

"اس شخص کو تین دن پہلے اپنے بزنس کا سب سے بڑا پرافٹ ہوا ہے۔اسے کروڑوں روپے ملے ہیں اور وہ کروڑوں روپے اس کے گھر میں ہیں۔اس کا بینک اکاؤنٹ ایک نارمل بزنس مین ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر بینک اکاؤنٹ زرار نہیں ہے۔اس کے پاس زرار جیسا دماغ نہیں ہے" شانے اچکائے

"ہمیں بس کرنا یہ ہے کہ اسے ٹریپ کرنا ہے اور کسی طرح اس کے گھر جانا ہے، گھر جا کر ہمیں بس پتہ لگانا ہے کہ پیسہ کہاں ہے اور پھر اپنا کام کر کے واپس آ جانا ہے" اس نے سادگی سے بات مکمل کی

تیمور مسکرایا "کاش جتنی آسانی سے تم نے کہا ہے اتنی آسانی سے ہو بھی جاتا"

زرار مسکرایا "یونو۔۔میں ماسٹر پلانر ہوں۔ایسا شکاری جسے اپنے شکار کے ہر اگلے موو کا پتہ ہوتا ہے"

معاذ نے گلا کھنکھارا "ویسے آپس کی بات ہے تم بس بیٹھ کے منہ چلاتے ہو، ہاتھ پیر ہم دونوں تڑواتے ہیں" اس نے تیمور کی طرف اشارہ کیا

زرار ہنس دیا"ایکزیکٹلی۔۔تم دونوں میرے جیسی پلاننگ نہیں کر سکتے اور میں تم دونوں جیسی چھلانگیں نہیں مار سکتا اس لیے تیمور کا بھائی جو کہتا ہے صحیح کہتا ہے"

دونوں نے چونک کر اسے دیکھا اور یک زبان ہو کر جھٹ سے بولے "کیا؟"

وہ مسکرایا

“Do what you better do!”

دونوں نے کندھے ڈھیلے چھوڑے۔

"پلان بتاؤ" تیمور ذرا سا آگے ہوا۔۔

"کرنا یہ ہے کہ۔۔۔"

یہ اگلی شام کا منظر تھا۔عصر کے بعد کا وقت تھا،آسمان کا رنگ نارنجی پڑا تھا مگر شہر کی بتیاں جل اٹھی تھیں۔ایک لڑکا بیکری سے باہر نکلا تھا۔اس کے ہاتھ میں جوس کی بوتل تھی جسے کھول کر اس نے منہ سے لگایا اور دو گھونٹ اندر انڈیلے۔پھر باہر فٹ پاتھ پر نکل کر ادھر اُدھر دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔کچھ فاصلے پر کھڑی سائیکل سٹینڈ سے اتاری اور اس پر بیٹھ گیا۔وہ جوس پیتے سائیکل چلا رہا تھا،بتی سرخ ہوئی اور وہ رک گیا۔جوس کی خالی بوتل پاس ڈسٹ بن میں اچھالی اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔اس کے ساتھ ایک سفید لینڈ کروزر تھی جس کی بیک سیٹ پر ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص بیٹھا تھا۔اس نے گردن سامنے موڑلی اور سیٹی بجانے لگا۔بتی سرخ سے ہری ہوئی اور وہ آگے بڑھا،ساتھ لینڈ کروزر والا بھی

تھا،وہ آگے بڑھ گیا جبکہ سائیکل والا لڑکا پیچھے رہ گیا۔سفید لینڈ کروزر آگے بڑھتی ایک گلی مڑی تھی مگر مڑتے ہی جیسے آگے بڑھی سائیکل والا لینڈ کروزر کے سامنے آیا اور گاڑی نے "چیں" کی آواز سے بریک لگائی۔سائیکل والا سائیکل سمیت دور جا کر گرا تھا۔اس کی سائیکل ایک طرف تھی اور وہ دوسری طرف تھا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی مگر نہیں اٹھ سکا۔سفید لینڈ کروزر والا بھاگنے والا تھا مگر پاس گھر سے دو لڑکے باہر آئے تھے اور ایک اس سائیکل والے کی طرف بڑھا اور دوسرا لینڈ کروزر والے کی طرف۔سائیکل والا بری طرح کراہ رہا تھا،اس کی ٹانگ بری طرح زخمی تھی اور اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا،گھر سے نکلا لڑکا لینڈ کروزر والے ڈرائیور سے جھگڑ رہا تھا

"آپ اندھے ہیں۔میرے دوست کی ٹانگ توڑ دی اور چھوڑ کر جا رہے تھے، نظر نہیں آتا آپ کو" وہ باقاعدہ چلا رہا تھا۔پھر ڈرائیور اس کے ساتھ اس سائیکل والے کی طرف آیا اور اسے دیکھا۔وہ رو رہا تھا اور اس کے بازو سمیت ٹانگ پر رگڑ آئی تھی اور اٹھا نہیں جا رہا تھا۔

ڈرائیور بھاگ کر اپنے مالک تک آیا اور کھڑکی سے اندر جھانکا۔

"اس لڑکے کو زیادہ چوٹ لگی ہے" اور پیچھے ہی زرار حیدر تھا۔جو کہ اس کے سر پر کھڑا ہو کر چلایا

"میرے دوست کی ٹانگ توڑ دی آپ لوگوں نے،اوپر سے بھاگنے کی پلاننگ کر رہے ہو۔آپ لوگوں میں انسانیت ہے کہ نہیں،اس کو کیسے چھوڑ کر جا سکتے ہو؟" ڈرائیور نے مڑ کر اسے دیکھا

"آپ آرام سے بات کریں"

اس نے پوری آنکھیں کھولیں اور دانت پیستے اس کی طرف بڑھا "میں تمھارے مالک کی ٹانگ توڑ دوں تو کیا تم مجھ سے آرام سے بات کرو گے ؟" پھر سر جھٹکا اور کھڑکی سے اندر جھانکا۔

"ارے واہ۔۔آپ تو خاصے امیر ہیں لیکن انکل آپ دیکھیں تو، میرا دوست سڑک پر پڑا ہے۔ کم از کم اسے ہاسپٹل ہی لیں جائیں" پیچھے سے تیمور آیا تھا اور زرار کو پیچھے کیا

"انکل ہم ایمبولینس بلا لیتے مگر ہمارے پاس بیلنس نہیں ہے، میرا دوست تو دیکھیں اتنا معصوم اتنا پیارا ہے، پلیز انکل اسے درد ہو رہا ہے اور مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا" زرار نے اسے پیچھے کیا اور خود آگے آیا

"میرے دوست کی ٹانگ نہیں توڑ سکتے آپ، وہ ساری زندگی کیسے چلے گا؟ وہ اتنا معصوم ہے کہ اس سے ایک گرل فرینڈ نہیں سنبھالی جاتی وہ ٹوٹی ٹانگ کیسے سنبھالے گا؟" تیمور نے اسے پیچھے کیا اور خود بولا

"دیکھیں انکل ایک تو آپ اتنے امیر ہیں، دوسرا آپ نے ایکسیڈنٹ کیا ہے۔ تیسرا ہم لوگ شریف ہیں اور چوتھا آپ بھی شریف لگتے ہیں۔ اس لیے اسے ہاسپٹل لے جائیں"

گاڑی میں بیٹھے جہانداد سکندر نے سانس خارج کی، اتنا شور اور اتنا ہنگامہ

"لے آؤ اسے۔۔ہاسپٹل لے جاتے ہیں" دونوں نے سنا بعد میں تھا بھاگے پہلے تھے، سڑک پر پڑا معاذ درد سے کراہ رہا تھا، اس کی ٹانگ واقعی زخمی تھی

"کمبختو! میری ٹانگ واقعی ٹوٹ گئی ہے" اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے

"بہت اچھی ایکٹنگ کر رہے ہو، بکہ ٹینیو" زرار نے اس کے کندھے کو تھپک کر سراہا۔

"میں سچ بول رہا ہوں، میرا جوڑ ہل گیا ہے قسم سے۔۔ تم لوگوں کو جہنم میں بھی جگہ نہیں ملے گی، میری ٹانگ!" وہ کراہ رہا تھا اور وہ دونوں اس کو سہارا دیتے گاڑی تک لائے تھے۔

"معاذ، اتنی نیچرل ایکٹنگ!" اب تیمور نے اسے سراہا تھا

"ذلیل۔۔ میری ٹانگ واقعی ٹوٹی ہے" اس نے تیمور کو گلابی آنکھوں سے دیکھا تھا، وہ بس مسکرا کر رہ گیا

شام کے سائے گہرے پڑ چکے تھے۔ شام رات میں بدل چکی تھی اور وہ دونوں ہاسپٹل کی راہداری میں تھے۔ ایک طرف جہانداد سکندر کھڑا تھا۔ ڈاکٹر اندر سے باہر نکلا اور دونوں اس کی طرف بڑھے

"ان کے بازو پر کافی رگڑیں لگی ہیں مگر ٹانگ بری طرح فریکچر ہوئی ہے۔ کچھ ہفتے تو وہ نہیں چل سکتے، انھیں بیڈ ریسٹ پر رکھیں" اور وہاں سے چلا گیا

"کیا؟" زرار جیسے صدمے میں چلا گیا "وہ چل نہیں سکتا؟" پھر شاک سے تیمور کو دیکھا، اس کا اپنا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ پھر دانت پیستے وہ مڑا اور جہانداد کے سامنے جا کھڑا ہوا "دیکھا آپ نے، میرا دوست سڑک پر پڑا تھا اور آپ اسے چھوڑ کر جانے والے تھے"

تیمور پیچھے سے آیا تھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "آہستہ بولو، یہ بہت بڑے بزنس مین ہیں، ان کی ریپوٹیشن کا سوال ہے" اور جہانداد کو دیکھا

"ہم کیا کریں؟ ہمارے دوست کو تو زخمی کر دیا نا، وہ کیسے چلے گا؟" وہ پھر چلایا تھا

"ٹھیک ہو جائے گا نا" وہ زرار کو آنکھیں دکھا رہا تھا۔ پھر جہانداد کو دیکھا "تھینک یو، آپ اسے ہاسپٹل لائے"

مگر بیچ میں ہی زرار بول پڑا "ان کا کیا جاتا ہے۔ جاتا تو ہم جیسے لوگوں کا ہے" پھر تھوک نگلا، آنکھیں نم ہوئیں "آپ کو پتہ ہے اس کے ماں باپ نہیں ہیں، ہمارے ہاسٹل کی آنٹی نے اسے اپنے کام کرنے کے لیے رکھا ہے۔ وہ سارے کام کرتا ہے، ڈبل جاب کرتا ہے اور یونیورسٹی کی فیس دیتا ہے۔ آپ نے اسے یوں پٹخ دیا جیسے اس کی کوئی قیمت ہی نہیں، آپ نے تو اسے ابھی دیکھا بھی نہیں" اور آنکھیں پونچھ لیں

"انکل۔۔" تیمور آگے بڑھا اور سانس اندر کھینچی جیسے کنٹرول کیا ہو "آپ اسے ہاسپٹل لائے اس کا شکریہ، آپ نے بل بھرا اس کا بھی شکریہ۔۔"

اور آگے بولنے لگا تھا مگر زرار بیچ میں آ گیا

"ہاسٹل والی آنٹی ہمیں نہیں رکھیں گی۔ اب احمد ان کے کام نہیں کر سکے گا، ہم کہاں رہیں گے؟" سی صدمے سے بولا تھا، پھر جہانداد کو دیکھا جو ان کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اب بس انھیں سن رہا تھا

تیمور نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پھر جہانداد کو دیکھا "آپ احمد سے مل تو لیں"

اس نے سانس خارج کی اور اندر بڑھا۔ وہ بیڈ پر پڑا تھا۔ ایک ٹانگ پر پٹی تھی اور بایاں بازو پٹی میں لپٹا سینے سے لگا تھا۔ جہانداد اس کی طرف بڑھا اور اس نے سیدھا ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی مگر نہیں بیٹھ سکا۔

وہ معاذ کے قریب آیا اور بولا "لیکن بچے تم ہماری گاڑی کے سامنے خود آئے تھے"

اور یہ سننا تھا کہ زرار آگے بڑھا اور اس کے سامنے کھڑا ہوا

"اٹس ٹو مچ انکل، وہ تو معصوم ہے۔ آپ کو پتہ ہے اس کی آئی سائٹ ویک ہے، ہمارے پاس نظر چیک کرانے کے بھی پیسے نہیں ہیں۔ اس نے بس ایک موڑ کاٹا تھا اور پیچھے ہی آپ تھے" بول کر اس نے اپنے اوپر لعنت بھیجی تھی کہ اسے کیسے پتہ یہ سب

"تمھیں کیسے پتہ؟" اس نے ابرو اٹھائی تھی

تیمور آگے بڑھا "انکل ہم اس کا ویٹ کر رہے تھے اور بالکنی میں کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے، ہمارا ٹیسٹ ہے کل اس کی تیاری کرنی ہے نا تو اس لیے" اس نے بڑے مہذب طریقے سے بات سنبھالی تھی

جہانداد نے پھر معاذ کو دیکھا جو اپنے دوستوں کی اداکاری پر پانچوں انگلیاں کھول کر سیلوٹ پیش کر رہا تھا۔

"انکل۔۔میں تو معصوم ہوں" پھر کراہا"اور مجبور بھی"

تیمور آگے بڑھااور جہانداد کے ساتھ آ کھڑا ہوا"انکل آپ اتنے امیر ہیں۔میرا مطلب ہے دل سے بھی امیر ہیں،ورنہ کون کسی کے لیے اتنا کرتا ہے،اس کا باپ ہوتا تو ایسا ہی ہوتا"اس کا دل کیا اپنی زبان آب زم زم سے دھوئے مگر کیا کیا جا سکتا تھا

"آپ ہمارے ہاسٹل والی آنٹی کو سمجھائیں کہ وہ ہمیں چند ایک ہفتے کے لیے رکھ لیں،یہ ٹھیک ہو گا تو تم ان کا رینٹ پے کر دیں گے"اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔جینز شرٹ اور جو گرز،وہ واقعی یونیورسٹی سٹوڈنٹ لگتا تھا

زرار آگے آیا"ہم بھیک نہیں مانگ رہے،آپ کی اتنی بڑی گاڑی نے ہمارے اتنے معصوم دوست کو کچل دیا اور آپ ابھی بھی سوچ رہے ہیں"پھر اس کے قریب آیا"آپ کا اتنا بڑا گھر ہو گا،ایک کمرہ تو چند دن کے لیے دے ہی سکتے ہیں"

وہ اب زرار کو دیکھ رہا تھا۔اس کا حلیہ بھی تیمور سے کچھ الگ نہ تھا۔

"انکل،ہاسٹل والی آنٹی احمد کو نہیں رکھے گیں،ہاسٹل میں لنگڑے لڑکوں کی کوئی جگہ نہیں"اور معاذ کو دیکھا

جہانداد نے سانس خارج کی"تم لوگ اچھے گھرانے کے لگتے ہو"

تیمور مسکرایا"انکل ہم مڈل کلاس فیملی سے ہیں۔ہمیں یونیورسٹی کی فیس ڈبل جاب کر کے پے کرنی ہوتی ہے،ہماری بہنیں ہمارے انتظار میں ہوتی ہیں کہ کب ہم پیسے بھیجیں گے اور ماں پیچھے سلامتی کی دعا کرتی ہے"زرار کا دل کیا اس کو سینے سے لگا کر رونے لگے۔اتنا جذباتی ڈائیلاگ

"معاذ"زبان پھسل گئی"میرا مطلب احمد۔۔اس کی ماں نہیں ہے نہ باپ،یہ ہمارے ساتھ ہی رہتا ہے"اور سانس خارج کی"اب جہاں یہ رہے گا وہیں ہم رہیں گے"

زرار آگے بڑھا"انکل آپ ایک کمرے کا کرایہ لے لیں۔ہم چند ہفتے ہی رہیں گے"اور کہہ کر پیچھے ہٹا

اس نے معاذ کو دیکھا پھر تیمور کو،پھر سر ہلایا"جب تک یہ ٹھیک نہیں ہوتا تم لوگ میرے گھر گیسٹ روم میں رہ سکتے ہو"اور کہہ کر باہر آیا۔وہ باہر چلا گیا تو تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنس دیے

"کمبختو۔۔ٹانگ واقعی ٹوٹ گئی ہے میری"معاذ پھر سے کراہا تھا

تیمور ہنس دیا"یار قسم سے یہ کتنا ڈھیٹ تھا،اتنی گندی ایکٹنگ کرنے پر میں ہوتا نا تو زرار کے منہ پر تھپڑ مار دیتا"

اور زرار آگے بڑھا"اور خود تم۔۔اسے معاذ کہہ رہے تھے،تم تو بڑے سینئیر ایکٹر ہو نا"اور منہ بسورا

"جو بھی ہے،ہم اب اس کے گھر جا رہے ہیں"اور مسکرا دیا

"ارے اس کے پیچھے جاؤ۔۔ چھوڑ کر نہ چلا جائے" معاذ پھر سے کراہا تھا

تیمور جھٹ سے بھاگتا جہانداد کے پیچھے گیا تھا۔ زرار آگے بڑھا اور اسے دیکھ کر مسکرا دیا

"میں تو معصوم تھا اور مجبور بھی" وہ معصوم شکل بنا کر بولا تو وہ ہنس دیا

رات نے ہر سو اپنا قبضہ جمایا تھا۔ سیاہی کے آتے ہی روشنی جل اٹھی۔ وہ تینوں اس وقت بڑے سے بنگلے کے گراؤنڈ فلور پر موجود گیسٹ روم میں تھے۔ بڑے بڑے پردے کھڑکی کے سامنے سے اٹھے تھے اور باہر کا وسیع باغ نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں کارپیٹ بچھا تھا اور سامنے والی دیوار پر ایل سی ڈی تھی۔ معاذ بیڈ پر لیٹا تھا جبکہ زرار کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔ تیمور صوفے پر نیم دراز سا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چپس کا پیکٹ تھا اور وہ وقفے وقفے سے چپس نکال کر کھا رہا تھا۔

"اب آگے کیا کرنا ہے زرار؟" پوچھنے والا تیمور تھا۔

وہ مڑا اور اسے دیکھا "کیا کرنا ہے؟" شانے اچکائے "پتہ لگانا ہے کہ خزانہ کہاں ہے؟" اور معاذ کے ساتھ آ بیٹھا۔

"کیسے پتہ لگانا ہے؟" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

زرار نے معاذ کو دیکھا اور مسکرایا۔ پھر سانس خارج کی "یہ جتنے بھی سیاست دان، بیوروکریٹ اور بڑے بزنس ٹائیکون ہوتے ہیں نا ان کے دوست کم اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں" پھر تکیہ گود میں رکھا

اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا" یہاں ان کا ایک باورچی ہے، خان بابا۔۔وہ کھانا بہت اچھا بناتا ہے، ابھی لے کر بھی آئے گا"

"آگے ؟" تیمور کو زیادہ جلدی تھی

"مجھے پتہ تھا کہ میرے دوست بہت اچھے اداکار ہیں، اگر جہانداد سکندر ہمیں ایسے اندر نہ آنے دیتا تو ہم دیواریں پھلانگ کر اندر آجاتے مگر ہم اندر آجاتے۔۔ہمیشہ گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا ہے۔خان بابا مجبوراً جہانداد سکندر کے ساتھ رہتا ہے" وہ بھی بڑے پیار سے آہستہ آہستہ بول رہا تھا

"آگے ؟" تیمور مسلسل ٹانگ ہلا رہا تھا۔

"جہانداد سکندر نے اس کے باپ کو مار کر اس پر احسان یہ کیا کہ اسے باورچی رکھ لیا مگر وہ اس بات سے بے خبر ہے کہ باورچی جانتا ہے کہ اس کے باپ کا قاتل جہانداد ہے۔۔دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے" وہ مسکرایا

"تمھیں اتنی انفارمیشن کیسے ؟" تیمور نے ابرو اٹھائی

"میں نے کہا نا میں اپنا شکار نہیں چھوڑتا۔اس نے میرا گھر توڑا تھا میں اسے کیسے بھول جاتا، چند کلکس کی بات ہوتی ہے اور سب کا کالا چٹھا ایک سکرین پر ہوتا ہے" اس نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا تھا

"اور ویسے بھی یہ جتنے بھی فرعون ہوتے ہیں نا ان کے درباری کسی موسیٰ کا انتظار کرتے ہیں، موسیٰ کے آتے ہی انھیں بھی شہ مل جاتی ہے اور تب فرعون کی آخرت ہوتی ہے"

"آگے ؟"اسے فلسفے سے کوئی غرض نہیں تھی

"اس گھر میں تین ایسی جگہیں ہیں جہاں جہانداد سب سے زیادہ آتا جاتا ہے، پہلا اس کا کمرہ"اس نے شہادت کی انگلی اٹھائی

"دوسری بیسمنٹ"اس نے دوسری انگلی اٹھائی

"اور تیسری جگہ سٹڈی ہے"اس نے ہاتھ تکیے پر رکھا

"اچھا مزے کی بات یہ ہے کہ کمرے کو تو چلو مان لو وہاں سونا جاگنا ہوتا ہے، انسان کی پرسنل سپیس ہے مگر بیسمنٹ ؟"اس نے ابرو اٹھائی تھی"اور جہانداد سکندر کے پاس کتابوں کی ایک اچھی کلیکشن ہے جب کہ وہ ایف اے پاس ہے اور اس کے بعد پڑھنا ضروری نہیں سمجھا۔۔باورچی کہتا ہے کہ اس نے اپنے مالک کو کبھی کتاب پڑھتے نہیں دیکھا، نہ اس نے کبھی اس کے منہ سے کوئی ایسی بات سنی جس سے لگے کہ شاید وہ ایک اچھا ریڈر ہے۔۔سو تیسری جگہ بھی مشکوک ہے"اس نے بات ختم کی

معاذ نے گلا کھنکھارا"اب جو کرو گے تم دونوں کرو گے میں بس آرام کروں گا"اس نے دونوں بازو اٹھائے، انھیں فولڈ کیا اور ہاتھ سر کے پیچھے رکھ کر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگالی

دونوں نے اسے دیکھا۔زرار نے ابرو اٹھائی"ایک ٹانگ اس نے توڑی ہے دوسری میں نہ توڑ دوں"

اس نے برا سا منہ بنایا"اتنا درد ہو رہا ہے"

تیمور نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور والٹ نکالا، پھر زرار کو دیکھا "کتنے میں بکا تھا وہ ڈاکٹر؟"

"یہی کوئی بیس ہزار میں" کہہ کر اس نے سر ہلایا

معاذ سیدھا ہو کر بیٹھا۔ پھر تھوک نگلا "لیکن گرتے وقت مجھے درد تو ہوا تھا نا"

"تو جو ہم نے اتنی انرجی ویسٹ کی، وہ؟" تیمور اس کے سر پر کھڑا تھا

اس نے رونے والی شکل بنائی "ایسے نہ کرو تم دونوں۔۔ مجھے اچھے سے فرائی کر کے اس کے سامنے ڈال دیا، وہ زور سے ہٹ کرتا تو آج تم دونوں میری قبر پر فاتحہ پڑھ رہے ہوتے" کہہ کر اس نے سر جھٹکا

"معاذ ڈارلنگ، نخرے کر کر کے آپ کی ناک ٹیڑھی ہو گئی ہے، میں سیدھی کر دوں" زرار آگے بڑھا تھا مگر اس نے اسے گھورا

"اچھا ٹھیک ہے، میں رکھوالی کر لوں گا" اور ڈھیٹ بن کر بیٹھ گیا

"وہ بھی مت کرنا" تیمور نے غصے سے کہا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا

"ہم کل اس کی بیسمنٹ میں جائیں گے اور اچھے سے چیک کریں گے" ابھی وہ بات کے بیچ میں ہی تھا کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ تینوں سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

"آجائیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر شخص ٹرالی گھسیٹتا ہوا اندر آیا۔وہ ان کے لیے کھانا لایا تھا۔زرار اٹھا اور مسکرا کر دیکھا، پھر سر کو خم دیا اور جیب سے والٹ نکالا۔چند نوٹ انھیں دیے اور وہ سر ہلا کر چلے گئے۔دروازہ بند ہوا اور معاذ نے گلا کھنکھارا

"یہ تو کافی بوڑھے ہیں۔۔کوئی اتنی دیر تک بھی اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کو دل سے لگا کر رکھتا ہے؟"

زرار مسکرایا اور ایک باؤل پر سے ڈھکن اٹھایا"جن کے دل پر لگی ہو نا وہ نہیں بھولتے"اور سوپ پیالی میں نکالنے لگا

"کیا تمھیں پورا یقین ہے کہ اس نے اپنے پرافٹ کے تمام پیسے گھر میں رکھے ہیں؟"سوال تیمور نے کیا تھا۔اس نے سوپ والی پیالی معاذ کو دی۔پھر دوبارہ ٹرالی تک آیا اور سوپ پیالی میں نکالا۔

زرار ہنس دیا"گریٹ۔۔مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم دماغ رکھتے ہو"اس نے سوپ والی پیالی تیمور کی طرف بڑھائی

"تم کیا کرنے والے ہو زرار؟"پوچھنے والا معاذ تھا

"دیکھو یار ہم اس کے گھر کی چھان بین کرتے، ہم اس کا کمرہ اس کی بیسمنٹ اور اس کی لائبریری بھی دیکھتے مگر تب جب کہ زمانہ اتنا تیز نہ ہوتا"اس نے اپنا سوپ پیالی میں ڈالا اور بیڈ پر جا بیٹھا

"یعنی ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے"تیمور مسکرا دیا

وہ باقاعدہ ہنسا تھا" بالکل!"اس نے سوپ کا چمچ بھرا اور منہ میں رکھا"ہم زیادہ سے زیادہ ایک دن رہیں گے اور پھر چلے جائیں گے مگر۔۔"وہ رکا۔آنکھیں چمکیں اور پھر بولا"میں حیران ہوں ہمارا نیٹ کے بغیر گزارا کیسے ہو رہا ہے؟"اس نے شانے اچکائے

چند پل بیتے، تیمور نے اسے گھورا اس کا دماغ چل رہا تھا اور پھر سوپ کا چمچ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔وہ منہ کھولے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا

"نہ کرو۔۔"

معاذ بھی چونکا تھا۔وہ دونوں زرار کو چونک کر دیکھ رہے تھے اور وہ ہنس دیا

"Welcome to 21st century"

تیمور اور معاذ کی نظریں ملی تھیں۔وہ کیا کرنے والا تھا؟

رات کے ساڑھے دس کا وقت تھا۔جہانداد سکندر گھر پر تھا۔ڈنر کے بعد وہ اپنے کمرے میں تھا جب زرار سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا، دروازے پر دستک دی۔دوسری دستک پر دروازہ کھل گیا۔جہانداد سونے کی تیاری میں تھا، اس نے ٹراؤزر شرٹ پہن رکھی تھی، اسے اندر آنے کو کہا۔کمرے میں سگریٹ کی خوشبو تھی معلوم پڑتا تھا کہ اس نے سگریٹ نوشی کی ہے۔زرار نے گلا کھنکھارا

"تھینکس اور سوری!"اس نے دونوں الفاظ ایک ساتھ ادا کیے

"کس لیے؟"وہ بالکنی میں اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

"تھینک یو ہمارے دوست اور ہمارا خیال رکھنے کا اور سوری میں آپ کے ساتھ روڈ ہو گیا تھا" اس نے بات مکمل کی اور مسکرایا

"ہوں" اس نے سر اثبات میں ہلایا "کوئی بات نہیں" جیسے وہ سارے دن کے کام سے بے زار تھا اور اب بس سونا تھا

"معافی چاہتا ہوں آپ کو ڈسٹرب کیا مگر ہم یونیورسٹی نہیں گئے اور ہمارے پاس ڈیٹا نہیں ہے، اگر آپ برا نہ منائیں تو وائی فائی کا پاسورڈ دے دیں" اس نے اپنا موبائل نکالا تھا

اس نے سانس خارج کی "اتنی چھوٹی بات، تم عابد سے بھی لے سکتے تھے" اس نے اپنے پی اے کا نام لیا تھا مگر پھر اپنا پاسورڈ دے دیا۔

اس نے شکریہ ادا کیا اور نیچے کی طرف بڑھا۔ نیچے تیمور اپنا بیگ کھولے بیٹھا تھا، اس کے کمرے میں آنے کے بعد وہ اس کی طرف بڑھا "کیا پاسورڈ ہے؟"

زرار نے پاسورڈ بتایا اور اب دونوں کے فون اس سے کنیکٹ تھے۔ پاس لحاف اوڑھ کر معاذ سویا تھا، سارا دن اداکاری کرنے کے بعد وہ اب سوچکا تھا۔

تیمور نے لیپ ٹاپ نکالا اور اس کی انگلیاں کی پیڈ پر چل رہی تھیں۔ پاس زرار بیٹھا تھا، وہ مسلسل موبائل پر ٹائپنگ کر رہا تھا

"کیا کر رہا تھا؟" سوال تیمور کی طرف سے تھا

"سگریٹ پی رہا تھا، سونے لگا تھا میں نے ڈسٹرب کر دیا" اور مسکرایا۔

تیمور آنکھیں چھوٹی کیے ٹچ پیڈ پر انگلی چلا تھا۔ پیچھے سے معاذ اٹھا تھا، وہ بیٹھ کر دونوں کو دیکھ رہا تھا، پھر جمائی لی

"صبح ہو گئی یا تم دونوں نہیں سوئے؟" نیند بھری آواز

زرار نے مڑ کر اسے دیکھا "ڈارلنگ آپ سوئیں، صبح آپ کو اوراکیٹنگ کرنی ہے" اس نے بات مکمل کی اور پھر فون پر جھک گیا۔ معاذ منہ میں کچھ بڑبڑایا اور پھر سو گیا۔

"اس کی کوئی فیملی نہیں ہے؟" تیمور کی پیڈ پر انگلیاں چلاتے بولا تھا

"بیٹا ہے وہ لندن پڑھ رہا ہے، بیوی نے طلاق لے لی، ماں باپ نہیں ہیں" زرار ابھی بھی فون پر ہی جھکا تھا "کسی بہن بھائی یا قریبی رشتے دار کے اس سے اچھے تعلقات نہیں ہیں، باقی ابھی ہم پتہ لگائیں گے" کہہ کر اس نے اپنے موبائل سسٹم کو اس کی سم سے کنیکٹ کیا تھا، ایک وائی فائی سے وہ اس کی پرسنل سم تک پہنچ چکا تھا۔ تیمور مسکرایا "بیچارہ!" اور ہنس دیا

اس کے لیپ ٹاپ کی سکرین سبز سیاہ تھی، بہت سے الفاظ اوپر نیچے کو آ جا رہے تھے، اس کا سارا سسٹم ہیک ہو چکا تھا اور ہیکر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ جہانداد سکندر سر سے پیر تک ہیک تھا اور وہ اپنی نیندیں پوری کر رہا تھا۔

ایک دن بعد:

وہ دونوں زرار کے فلیٹ میں موجود تھے۔وہی فلیٹ جہاں معاذ اور زرار ایک ساتھ رہتے تھے۔ تیمور اور زرار کا لیپ ٹاپ ساتھ ساتھ پڑا تھا۔مزے تو تیمور کے تھے جو گھر سے دور تھا۔مامون کا فون آتا تو وہ کہتا کہ اپنے باپ کے گھر ہے اور اگر باپ کا فون آتا تو کہتا مامون کے گھر ہے اور ویسے وہ یہاں رہ رہا تھا۔ایک طرف ایک فائل پڑی تھی اور زرار دونوں سے بات کر رہا تھا۔

"پچھلے پانچ دن ہوئے ہیں اسے اس کی پروفیشنل لائف کا سب سے بڑا پرافٹ ہوا ہے۔ہم نے اس کی پچھلے پانچ دن کی میلز چیک کی ہیں، تین آدمی ہیں جن سے اس کی بات ہوتی ہے۔واٹس ایپ پر وہ زیادہ بات نہیں کرتا، زیادہ تو آفس رہتا ہے مگر آفس آورز میں وہ ان سے بات نہیں کرتا کیونکہ وہ تینوں اس کے آفس نہیں ہیں۔اس کی لوکیشن بتاتی ہے کہ وہ آفس اور گھر کے علاہ پچھلے چار دنوں سے کہیں نہیں گیا" وہ چپ ہوا تو تیمور بولا

"وہ تین لوگ جن کی اس سے بات ہوتی ہے ان میں سے دو پاکستان کے نہیں ہیں، ایک اٹلی ہے اور دوسرا دبئ سوا بھی تک اس کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی" وہ خاموش ہوا تو معاذ نے سوال کیا

"اور وہ تیسرا شخص؟"

"وہ تیسرا شخص سلیمان حبیب ہے" اب زرار بول رہا تھا مگر وہ مسکرایا" ٹیکنالوجی کے جذبات نہیں ہوتے۔جو ہوتا ہے وہ تو ہوتا ہے اور کتنی مزے کی بات ہے نا سلیمان حبیب اور سکندر یار ایک ہی شخص ہے" اور ہنس دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مطلب؟"اب چونکنے کی باری تیمور کی تھی

"سکندر یاراس کا باپ ہے،وہ کسی اور شہر میں سلیمان حبیب کی شناخت سے رہ رہا ہے۔۔سکندر یار اور سلیمان حبیب دونوں کا بائیو ڈیٹاایک جیسا ہے،دونوں کا سب ایک دوسرے سے ملتا ہے،جہانداد سکندر نے مشہور کرر کھا ہے کہ اس کا باپ مر گیا ہے کیونکہ اس کے باپ پر کرپشن کے بہت سے الزامات تھے۔اس کے باپ کو پھانسی ہو جاتی اس لیے وہ جس جگہ پر مقیم تھااس نے وہاں آگ لگوائی اور مشہور کر دیا کہ اس کا باپ مر گیا مگراس کا باپ نہیں مرا۔۔اس کا باپ سلمان حبیب بن کر لاہور میں ایک عام سی جگہ پر عام سے حلیے میں رہتا ہے۔پچھلے پانچ دن میں دونوں کے درمیان زیادہ نہیں مگر بات ہوئی ہے اور اس میں وہ اس سے حال چال ہی پوچھتا رہا ہے مگر کوڈورڈ نگ کا نام سنا ہے نا"وہ رکا،مسکرایااور پھر بولا"وہ اپنے بیٹے کو کہہ رہا ہے کہ ضرورت کا سامان اسے پہنچ گیا ہے۔وہ بہت خوش ہے اور اس کا منتظر ہے۔وہ اسے بتا رہا ہے کہ تیس تاریخ کو نویں مہینے پانچ ہزار روپے اسے بھیج گئے ہیں اور وہ محفوظ ہے"اس نے کاغذ پکڑااور اس پر کچھ نمبرز لکھے

"3095000"

زرار نے نمبر لکھااور ان کے سامنے کیا"تین ملین روپے،اس نے کم سے کم دو ہفتے میں تین ملین روپے کمائے ہیں اور اس میں اس کا باپ انہی پیسوں کا ذکر کر رہا ہے۔مزے کی بات ابھی تو ساتواں

مہینہ چل رہا ہے نویں مہینے کیسے پیسے پہنچ گئے؟ ہم دیکھیں تو اس کو تین ملین کا پرافٹ ہوا ہے اور اس کا باپ اشاروں میں اسی کا ذکر کر رہا ہے، سو پیسہ اس کے گھر نہیں ہے۔اس کے باپ کے گھر ہے"

"اتنا پیسہ، یہ کیا کرتا ہے؟" معاذ نے حیرت سے پوچھا تھا

وہ ہنس دیا" یہ بہت کچھ کرتا ہے۔ کون سا جرم ہے جو جہانداد سکندر نے نہیں کیا، یہ میرے ہاتھوں مر بھی گیا نا تو مجھے ثواب ہی ہو گا" اور سر جھٹکا۔

"اب ہم اس کے باپ کے پاس جائیں گے" تیمور نے زرار کو دیکھا تھا

"ہوں، زیادہ وقت نہیں لگے گا۔لاہور میں ہے بیچارہ بوڑھا ہے، ای میل اڈریس ہے سو اس کا اڈریس ہے، اس کی آخرت سر پر کھڑی ہے" اور مسکرا دیا۔

وہ اپنے شکار کے بہت قریب تھا۔

رات سات بجے کا وقت تھا۔۔آسمان پر اندھیرا چھایا تھا، شہر کی بتیاں جل اٹھی تھیں۔ایسے میں ایک پتلی گلی کی دائیں قطار میں تیسرے گھر کے سامنے ایک لڑکا کھڑا تھا۔وہ دروازہ بجا رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں کھانے کا ایک ٹرے تھا۔دروازہ کھلا اور وہ ٹرے لیے اندر داخل ہوا۔اندر بیس اکیس سالہ لڑکا کھڑا تھا جسے اس نے ٹرے پکڑایا اور پھر وہیں کھڑا رہا۔پھر پیچھے ہٹا اور دروازہ کھول دیا، اندھیرے میں دو نفوس اندر آئے تھے اور پھر دروازہ بند کر دیا۔وہ اوپر کی طرف بڑھے تھے۔وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا جیسے گھر کا اندازہ لگا رہا ہو، پھر دبے پاؤں چلتا کچن میں آیا۔اندر سے ٹی وی چلنے کی آواز یہاں تک

آرہی تھی۔لڑکے نے چاول اور ساتھ ایک پیالی میں رکھی چاٹ نکالی اور برتن دھو کر پیچھے مڑا مگر ٹھٹھک گیا۔اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں، پھر تھوک نگلا،اس کے سامنے تیمور کھڑا تھا

"بھائی۔۔کچھ چاہیئے آپ کو؟"وہ دھیمی آواز میں بولا تھا

تیمور مسکرایا اور جیب سے بندوق نکال کر اس کے پیٹ پر رکھ کر آگے کو دبائی

"چاہیئے۔۔دو گے؟"وہ اس کے قریب آیا اور وہ ایک قدم پیچھے ہٹا۔ٹرے ہاتھ سے چھوٹ کر گرنے لگا تھا مگر تیمور نے پکڑ لیا

"ارے۔۔ڈرو نہیں،دیکھو تو میں کتنا پیارا کتنا ہینڈسم سا لڑکا ہوں"پھر ہنس دیا"لیکن حسن والے بڑے ظالم ہوتے ہیں،ہیں نا؟"اور لڑکے کو سنجیدگی سے دیکھا تھا۔

اندر بیٹھے بزرگ کے ساتھ کوئی اچانک سے آبیٹھا،وہ کوئی کرکٹ میچ دیکھ رہے تھے۔کرنٹ کھا کر انھوں نے ساتھ بیٹھے معاذ کو دیکھا تھا،اس نے بازو لمبا کر کے اس کے کندھے کے گرد حمائل کیا

"ارے انکل۔۔فٹ بال میچ زیادہ اچھا ہوتا ہے،رونالڈو میرا فیورٹ ہے"اور مسکرا دیا

وہ شخص اسے گھور رہا تھا"کون ہو تم؟"وہ غصے سے بولا تھا

"رونالڈو"اور پھر ہنس دیا۔ان انکل کی بائیں طرف سے کوئی آیا تھا مگر انکل تو معصوم اور مجبور معاذ کو دیکھ رہے تھے۔۔انھیں اپنی گردن میں کچھ چبھتا ہوا محسوس ہوا تھا،بالکل کسی سوئی کی طرح۔

انھوں نے گردن موڑی اور زرار کے ہاتھ میں سرنج تھی، اس سرنج میں موجود مائع اس بوڑھے شخص کے جسم میں داخل ہو کر خون میں مل چکا تھا۔ وہ مسکرایا اور اس کے ساتھ بیٹھا۔

"کیسے ہیں انکل؟" اور اپنا بازو ان کے کندھے کے گرد حمائل کیا

اس شخص کی آنکھوں میں خوف تھا، ڈر اور حیرت تھی۔

"ڈریں نہیں۔۔ مزید آدھا گھنٹہ ہے آپ کے پاس" اور اس کا گال تھپتھپایا۔

اتنے میں تیمور اس لڑکے کو اپنے ساتھ اندر لایا تھا اور لا کر گھٹنوں کے بل زمین پر بٹھایا اور بندوق اس پر تان دی۔ زرار اس کی طرف بڑھا اور جھکا، اس کے کان کے قریب سرگوشی کی "جہانداد سکندر کو فون کرو اور بولو تمھارے باپ کی حالت ٹھیک نہیں۔۔ اس کے سینے میں تکلیف ہے اور وہ سانس نہیں لے پا رہا" اور پیچھے کو ہٹا

"کرو گے نا فون؟" پھر معصومیت سے اسے دیکھا۔

اس لڑکے نے تھوک نگلا اور سر اثبات میں ہلایا۔ پھر کھڑا ہوا، بندوق اس کے سر پر تنی رہی اور وہ فون پر جہانداد کو وہاں آنے کو کہہ رہا تھا۔ وہ بس چند گھنٹے میں لاہور پہنچنے کو کہہ رہا تھا۔ زرار آگے بڑھا اور بوڑھے سکندر یار کے ساتھ بیٹھ گیا، ریموٹ پکڑ کر ٹی وی بند کر دیا۔ پھر بڑے آرام سے بولا

"میری آنکھیں دیکھیں انکل، میرا چہرہ دیکھیں۔۔ میں معاذ سے کم پیارا ہوں مگر میں پیارا ہوں"

معاذ کی مسکراہٹ گہری پڑی۔ تیمور نے اسے دیکھ کر منہ چڑھایا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کے بیٹے کے باس کے پاس ایک شخص کام کیا کرتا تھا، تب آپ کا بیٹا بھی عام سی نوکری ہی کرتا تھا۔ آپ کے بیٹے نے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا، آپ کے بیٹے نے حیدر علی پر الزام لگایا تھا کہ اس نے حساب کتاب میں اونچ نیچ کی ہے، اس نے اپنے مالک سے غداری کی ہے اور ان کا پراجیکٹ وقت سے پہلے بلیک مارکیٹ میں سیل کیا ہے۔۔ایک عام سا مڈل کلاس آدمی جس کے دو چھوٹے بچے اور ایک ہاؤس وائف ہو، جو اپنی خوشیاں کیک کاٹ کر تالیاں بجا کر سیلیبریٹ کرتا ہو، جس کی عید بچوں کے کپڑے لانے میں گزرتی ہو آپ بتائیں وہ شخص بلیک مارکیٹ کو کتنا جانتا ہو گا۔۔آپ کے بیٹے نے حیدر علی کو کہیں کا نہیں چھوڑا تھا صرف اس وجہ سے کہ وہ ترقی کے بہت قریب تھا، وہ رات دن محنت کرتا تھا صرف اس وجہ سے آپ کے بیٹے نے اس کے گھر کو خوشیوں کا محتاج بنا دیا" وہ خاموش ہو گیا۔ پھر سانس خارج کی "وہ شخص ہیرو تھا آپ نے اسے ولن بنا دیا، آپ کے بیٹے نے اس کا گھر اجاڑ دیا، اس کے بچوں کا بچپن لے لیا، اس کی بیوی کو اسی کے ہاتھوں ذلیل کروایا اور اس کے گھر کو اسی کے ہاتھوں سے آگ لگوا کر راکھ کر دیا۔ حیدر علی مر گیا مگر میں اس کا بیٹا ہوں، میں زرار حیدر ہوں اور میں اپنے باپ کا انتقام لوں گا۔۔آپ کے بیٹے نے میرا گھر تباہ کیا تھا میں اس کو تباہ کر دوں گا" اور کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں گلابی تھیں۔ سرخ لکیریں بتاتی تھیں کہ وہ آج بھی اس درد میں مبتلا ہے۔ بچے کچھ نہیں بھولتے اور جو بچے کچھ نہیں بھولتے وہ ایک دن بڑے بھی ہوتے ہیں اور بڑے ہو کر اپنا حساب خود برابر کرتے ہیں۔

سکندر یار بولنا چاہتا تھا نہیں بول پایا، ہلنا چاہتا تھا نہیں ہل پایا، وہ زرار کو روکنا چاہتا تھا مگر نہیں روک سکتا تھا۔۔ وہ آہنی جگہ جامد تھا، بس آنکھیں حرکت کر رہی تھیں باقی وہ ہاتھ پیر چھوڑ کر بیٹھا تھا۔

"انکل، آپ کے بیٹے کی لالچ نے میری ماں کو مفلوج کیا تھا۔ وہ میرے لمس کو ترس گئی تھی، آپ بھی ترسیں گے" پھر سانس خارج کی اور اس لڑکے کو دیکھا۔ پھر اس کی طرف بڑھا

"تمھارا مالک مال کہاں رکھ کر گیا ہے؟"

وہ کچھ نہیں بولا تو اس نے ایک زوردار قسم کا تمانچہ اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ ایک طرف کو لڑھک گیا

"پندرہ منٹ ہیں تمھارے پاس، تین ملین سے ایک روپیہ بھی کم ملا نا تو تمھارا بھی یہی حشر ہے" وہ زور سے بولا تھا۔ وہ اٹھا، آنکھوں سے پانی بہہ نکلا اور وہ تیمور کے ساتھ نیچے بیسمنٹ کی طرف بڑھا تھا۔ معاذ بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔

چند گھنٹے بیتے اور پھر باہر کا دروازہ بجا۔ لڑکا بڑھا اور بڑھ کر دروازہ کھولا۔ وہ اپنے باپ سے ملنے اکیلے آتا تھا، وہ جلدی سے اندر کو بھاگا اور لاؤنج میں بیٹھے سکندر یار کی طرف بڑھا جو کہ اپنی جگہ جامد تھا۔ کرسی پر بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا، اس کی آواز گلے میں دم توڑ گئی تھی، وہ ہاتھ پیر نہیں ہلا پا رہا تھا، آنکھوں کی پتلیاں حرکت کر رہی تھیں وہ پلکیں بھی جھپکا رہا تھا مگر ہل نہیں پا رہا تھا۔

"بابا۔۔" وہ اپنے باپ کو ہلا رہا تھا۔ اس کے کندھے جھنجھوڑ رہا تھا اور اس کی ٹانگوں میں بیٹھا رو رہا تھا

"بابا۔۔کیاہوا آپ کو؟"

وہ اپنے باپ کے گالوں کو چھو رہا تھا۔پھر اس لڑکے کی طرف بڑھا اور چلایا"کیا ہوا ہے انھیں؟"

وہ گھبرا گیا، تھوک نگلا اور سہم کر پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔وہاں ایک شخص کھڑا تھا، بھوری آنکھوں والا۔۔وہ آگے بڑھا اور عین جہانداد سکندر کے سامنے جا کھڑا ہوا

"کیسے ہیں انکل؟"اور مسکرا دیا

"تم؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"وہ چلایا تھا

زرار نے ذرا سی گردن جھکا کر اپنے کان میں انگلی گھمائی پھر گلا کھنکھارا"انکل، مجھے آہستہ بھی سنائی دیتا ہے"پھر مسکرایا۔

جہانداد سکندر زرار کی طرف بڑھا تھا مگر وہ پیچھے ہٹا، پیچھے سے تیمور اور معاذ بھی آئے تھے

"آپ اپنے بابا کو دیکھیں، ان سے پوچھیں کہ کیا ہوا ہے ان کے ساتھ؟"زرار بڑے تحمل سے بولا پھر ہنس دیا

وہ غصے سے چلایا تھا"کیا کیا تم لوگوں نے میرے باپ کے ساتھ؟"

زرار نے سانس خارج کی، پھر بازو لمبا کر کے بیٹھنے کو کہا"آئیں۔۔بیٹھیں تو"پھر اسے کندھے سے تھام کر کرسی پر اپنے باپ کے ساتھ بٹھایا۔وہ نہیں بیٹھا بلکہ اس نے جیب سے بندوق نکال لی اور

زرار کی طرف تان دی مگر ایک لمحے کے دو سیکنڈ میں اسے اپنے سر کے پیچھے بھی کچھ لگتا محسوس ہوا تھا۔ تیمور اس کے سر کی پشت سے بندوق لگائے کھڑا تھا

"بندوق نیچے رکھیں نہیں تو آپ کو نہیں پتہ میں کتنا بد تمیز اور بد لحاظ ہوں" وہ سنجیدگی سے بولا تھا

جہانداد کی آنکھوں میں خوف تھا، اس نے تھوک نگلا "کیا چاہیئے تم لوگوں کو؟"

زرار ہنس دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر تحمل سے بولا "بیٹھ جائیں نا، کیوں ہلکان کرتے ہیں خود کو" اور بندوق اس کے ہاتھ سے لے لی۔

وہ کرسی پر بیٹھا تو زرار سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی، پھر مسکرایا۔

پیچھے سے کسی نے جہانداد سکندر کے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر اوپر سے اپنا وزن ڈالا تھا۔ اس نے گردن اٹھا کر دیکھا، وہاں تیمور تھا، جو کہ اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر معاذ آگے بڑھا اور اس نے جہانداد کے گرد رسی باندھی تھی۔ اس نے مزاحمت کی تھی مگر تیمور نے ہلنے ہی نہیں دیا۔ زرار نے گلا کھنکھارا اور بولنا شروع ہوا

"آپ کو پتہ ہے آپ نے مجھے کتنا انتظار کروایا؟"

جہانداد کی بھنویں بھینچ گئیں "تم کیا چاہتے ہو؟"

وہ مسکرایا"آپ نے مجھے کئی سال انتظار کروایا ہے، میں تب پندرہ برس کا تھا جب میں نے اپنے گھر میں آپ کا نام سنا تھا اور پھر میں نے بس آپ ہی کا نام سنا تھا۔ میرا باپ آپ کو گالیاں دیتا تھا، بددعائیں کرتا تھا مگر دیکھیں نا آج وہ نہیں ہیں"

"کون تھا تمھارا باپ؟"اس کے تنے نقوش اور چہرے پر سوالیہ تاثر ان کے تجسس کو بیان کر رہا تھا

"حیدر علی"اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی

جہانداد کے تنگ نقوش ڈھیلے پڑے تھے۔اس کا دماغ آج بھی جوان تھا، دماغ سرخ بتی جلا رہا تھا مگر اب کیا فائدہ

"وہی حیدر علی جسے آپ نے نکلوایا تھا۔دیکھیں میری ماں نے کیسی میری تربیت کی ہے، میں آپ کو تم کہہ کر ذلیل بھی کر سکتا ہوں مگر نہیں، آپ آپ کہہ کر اپنا انتقام لینے کا بھی الگ مزہ ہے"اور ہنس دیا

"میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔اس وقت حیدر خود ان کاموں میں ملوث تھا، اس کے بلیک مارکیٹ سے رابطے تھے"اس شخص کی زبان میں لرزش تھی، الفاظ ملے جلے ادا ہو رہے تھے

"اور کچھ؟"وہ کھڑا ہوا اور جہانداد کی طرف بڑھا، دونوں ہاتھ کرسی کے دائیں بائیں ہتھ پر جمائے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا"دیکھو مجھے، تمھارے برے اعمال کا برا نتیجہ ہوں میں، میں کوئی بچہ نہیں ہوں۔مجھے سب پتہ ہے جہانداد سکندر"پھر سیدھا ہوا، جیب سے آئی ڈراپ نکالا، اسے

کھولا اور اس کا چہرہ اپنی طرف کیا، وہ ہلتے ہوئے مزاحمت کر رہا تھا۔ زرار نے سانس خارج کی اور پھر اس کی گردن پیچھے کو کر کے ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا، اس کی گردن پیچھے کو ڈھلکی رہی اور پھر اس کی دائیں آنکھ کھول کر اس میں چند قطرے ڈالے اور پھر بائیں آنکھ۔ اس کی آنکھوں میں چبھن پیدا ہوئی تھی، وہ آنکھیں نہیں کھول پایا تھا۔ پھر جب آنکھیں کھولیں تو بصارت دھندلی تھی، اس کی آنکھوں کے پیچھے شدید چبھن اور درد تھا۔ بصارت اتنی دھندلی ہوئی کہ اسے اپنے سامنے کھڑا زرار نظر نہیں آیا اور پھر سب سیاہ ہونے لگا تھا۔ زرار نے کسی کو کال ملائی۔ کال اٹھالی گئی، وہ فقط اتنا ہی بولا

"اڑا دو"

اور کال کاٹ دی۔ دوسری طرف اسلام آباد میں اس کے بڑے سے بنگلے کی گیس پائپ لائن پھٹی تھی اور اس کا بنگلہ آگ کی ضد میں تھا۔ باورچی اپنا کام کر کے چلا گیا۔ کسی کا گھر کسی کا دل توڑنے سے پہلے انسان کو سوچنا چاہیئے، انسان میں خیر ہی نہیں شر بھی ہوتا ہے اور شر خیر سے زیادہ ہو جائے تو تباہی ہوتی ہے۔۔

اس کی بصارت چلی گئی، ہر سو اندھیرا ہو گیا

"تم نے میرا دل جلایا تھا، میرے بھائی کی اچھی سکن تمھاری وجہ سے جلی، میں نے تمھارا کل اثاثہ جلا دیا" پھر رکا تو قف کیا "تم نے میری زندگی میرے گھر کو بے نور کیا تھا، میں نے تمھاری آنکھوں کو بے نور کر دیا۔ انتقام پورا ہوا"

جہانداد رو رہا تھا چلا رہا تھا اس سے معافی اور رحم مانگ رہا تھا مگر وہ بے پرواہ تھا۔اس کی آنکھیں گلابی تھیں،اسے اپنی ماں اپنا باپ اور اپنا بھائی اپنا گھر یاد آیا تھا۔خاندان یاد آیا تھا، مگر وقت گزر گیا تھا۔اس نے پیسوں سے بھرا بیگ پکڑا اور اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں سے چل دیا۔یہ پیسہ اس کے باپ کی کمائی ہوتا اگر جہانداد سکندر نہ ہوتا اور اس کا گھر خوشحال ہوتا اگر جہانداد سکندر نہ ہوتا۔

تین دن بعد:

تیمور سفید سرمئی محل کے لاؤنج میں بیٹھا تھا۔اس نے سیاہ سویٹر نما شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔اس کے گال گلابی ہو رہے تھے،ناک سرخ تھی اور وہ نیم دراز سا سامنے ایل سی ڈی پر ہوئی موووی دیکھ رہا تھا۔کچھ فاصلے پر مامون لیپ ٹاپ لیے بیٹھا تھا۔وقفے وقفے سے وہ اسے دیکھ رہا تھا،وہ بخار اور فلو میں مبتلا تھا،آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔دفعتاً ملیحہ اس کے پاس آئی تھیں،شیشے کے کپ سے ہلکے بھورے رنگ کا قہوہ جھلک رہا تھا۔اس کے سامنے قہوہ رکھا"یہ پی لو تیمور،فلو ٹھیک ہو جائے گا"اور خود پاس بیٹھ گئیں۔

وہ سیدھا ہو کر بیٹھا پھر آگے ہو کر کپ پکڑا اور منہ سے لگایا۔مامون نے اسے دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔

سامنے میز پر پڑا اس کا فون بج رہا تھا۔وہ آگے کو ہوا،سکرین پر جلتا نام دیکھا اور سکرین سوائپ کی۔

فون کان سے لگایا اور دوسری طرف سے آواز ابھری۔وہ اس سے اس کا حال پوچھ رہا تھا پھر پوچھ رہا تھا کہ وہ کہاں ہے؟اس نے فلو زدہ نم سانس اندر کھینچی

"گھر پر ہوں" اور قہوے کا گھونٹ بھرا۔

دوسری طرف سے آواز ابھری تھی اور اس نے جلدی سے قہوہ اندر انڈیلا "آرہا ہوں" اور کہہ کر کال کاٹ دی۔

پھر شرٹ سیدھی کر کے کھڑا ہوا۔مامون نے گردن اٹھائی "کہاں جا رہے ہو؟"

اس نے رومال سے ناک پونچھی "باہر" اور پیچھے کی طرف مڑا

"باہر کہاں؟" توقف کیا "کوئی ضرورت نہیں ہے، گھر پر رہو" اور کہہ کر لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا اور اندر جا کر کمرہ بند کر لیا۔کچھ پل بعد باہر آیا تو پاؤں میں سفید جرابیں تھیں اور ہاتھ میں سیاہ موٹے سول والے جوگرز،اس نے دیوار کے ساتھ سے اپنی بائیک کی چابی اتاری

"یہ تمھاری حالت ہے بائکنگ والی، باہر موسم دیکھا ہے تم نے" مامون اسے جھڑک رہا تھا مگر وہ نظر انداز کر رہا تھا

"آجاتا ہوں ابھی" اور کہہ کر باہر بڑھا تھا۔مامون اس کے پیچھے آیا تھا،اس نے ہیلمٹ پہنا اور اپنی ہیوی بائیک پر بیٹھا۔

"تیمور۔۔مت جاؤ" مامون لاؤنج کے دہانے پر کھڑا تھا

"آجاتا ہوں ابھی۔۔" کہہ کر اس نے بائیک سٹارٹ کی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے سانس خارج کی، وہ اس کی مرضی کے خلاف اس سے کچھ نہیں کروا سکتا تھا" اوکے "اور پھر سر نفی میں ہلاتے اندر چلا گیا۔

کچھ پل بیتے اور تم دیکھو گے کہ تین لڑکے آگے پیچھے سڑک پر بائکنگ کر رہے تھے۔ کچھ دیر پہلے ہی بارش ہوئی تھی جس سے اسلام آباد کی سڑکیں گیلی تھیں مگر ٹھنڈی ہوا میں بائکنگ کا اپنا ہی مزہ تھا۔ معاذ ہمیشہ سے بائکنگ میں ان سے زیادہ اچھا تھا، وہ آگے نکل جاتا تھا اور وہ آگے نکل گیا تھا۔ زرار اس کے پیچھے تھا اور تیمور سب سے پیچھے۔ ٹھنڈی ہوا جسم میں سے گزرتی تو اسے مزید ٹھنڈ لگتی تھی، سڑک پر ان کی بائیک کی بھاری آواز گونج رہی تھی۔ وہ دونوں بہت آگے نکل گئے، تیمور پیچھے تھا، اس کا سر بھاری ہو رہا تھا اور آنکھیں گھوم رہی تھیں۔ اسے ایک دم سے چکر آیا تھا، ہینڈل پر گرفت کمزور پڑی مگر وہ سنبھل گیا۔ اس نے سر جھٹکا اور سپیڈ بڑھا دی مگر سر پھر سے گھوما تھا، آنکھوں کے سامنے سیاہی آئی تھی، شدید قسم کے چکر نے اس کا سر گھما ڈالا اور اب کی بار وہ کنٹرول نہیں رکھ سکا تھا، گرفت کمزور پڑی اور بائیک پھسل گئی، ایک زوردار قسم کی آواز کے ساتھ وہ زمین پر گرا تھا، اس کی ہیوی بائیک نے زمین کے ساتھ رگڑ کھائی تھی اور تیمور کو دور پٹخا تھا، ہیلمٹ اتر کر دور جا گرا تھا اور وہ کراہ رہا تھا۔ وہ اٹھنا چاہتا تھا مگر نہیں اٹھ سکا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا اور وہ سینے کے بل گیلی سڑک پر اوندھے منہ گرا تھا۔ زرار پیچھے کو آیا تھا مگر دور سے پولیس کا سائرن گونج رہا تھا۔ ٹریفک پولیس قریب تھی، اس نے ایک طرف زمین پر پڑے خون میں لت پت بے ہوش تیمور کو دیکھا اور

ایک طرف پولیس کو،اس کے قدم پیچھے کو پلٹے تھے۔ تیمور زمین پر پڑا ہانپ رہا تھا، معاذ بہت دور نکل گیا تھا،زرار کبھی تیمور کو دیکھتا کبھی پولیس کو۔۔ کیا وہ تیمور کا اچھا دوست تھا؟

اس کی آنکھ کھلی تو ہاسپٹل کے کمرے کی سفید چھت نظر آئی۔اس نے گردن دائیں طرف موڑی تو اس کی ماں صوفے پر بیٹھی تھی،ذرا سی گردن اوپر کو کی تو احساس ہوا کہ وہ نالیوں میں جکڑا ہے۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر گردن کے پیچھے شدید قسم کا درد اٹھا،وہ کراہا اور سر دوبارہ تکیے پر گرا لیا۔

اس کی ماں اٹھی اور اس کی دائیں طرف آ کھڑی ہوئی

"تیمور۔۔"انھوں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور ہونٹوں سے لگایا۔اس کی ٹانگ میں بھی درد اٹھا تھا،آنکھیں گلابی پڑ گئیں۔

وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا،اس کے ساتھ بس اس کی ماں تھی،وہ مامون کو ڈھونڈ رہا تھا۔اس کا تنفس بڑھ گیا۔وہ خاموش سا لیٹا رہا۔ذہن میں منظر تازہ ہوئے،اس نے تھوک نگلا اور اپنی ماں کو دیکھا،پھر بولا تو بس اتنا ہی"مون نہیں آیا؟"

اس کی ماں آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی،آنسو تھم گئے تھے اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں جس نے آنکھ کھولتے ہی اس کی سوتن کے بیٹے کو پکارا تھا۔انھوں نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور باہر چلی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گئیں۔کچھ پل بعد آئیں تو ان کے ساتھ بہروز آفندی تھے۔وہ اس کی بائیں جانب کھڑے تھے اسے گھورتے ہوئے جیسے نظروں سے ہی بہت کچھ کہہ دیں گے۔اس نے سانس خارج کی اور اٹھنے کی کوشش کی مگر پھر سے سر پھینک کر لیٹ گیا۔وہ اٹھنے کی کوشش کرتا تو گردن کے پیچھے درد کی ٹیسیں اٹھتی تھیں۔عجیب بے بسی تھی،اس نے اپنے باپ کو ایک بار دیکھا پھر دوسری جانب منہ موڑ لیا۔

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا تھا۔وہ مامون آفندی تھا جس کی آنکھیں تھکی ہوئی تھیں۔

اس نے بھوری جرسی نما شرٹ اور نیچے سیاہ جینز پہن رکھی تھی،وہ وہیں دروازے کے پاس کھڑا تھا،

دائیں جانب اس کی ماں تھی اور بائیں طرف اس کا باپ۔وہ کہاں جا کر کھڑا ہو؟ تیمور نے اسے دیکھا،

وہ آگے بڑھا اور تیمور نے بایاں ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ وہ اٹھنا چاہتا ہے۔وہ

آگے بڑھا مگر اس کا باپ سامنے آگیا،وہ دانت پیستے مامون کو دیکھ رہے تھے

"تمھیں میں نے کہا تھا دفع ہو جاؤ تم پھر آگئے۔۔جان چھوڑ دو ہماری" وہ غصے سے بولے تھے،

بھاری مردانہ آواز اور فوجیوں والا رعب۔

اس نے سانس خارج کی اور بڑے تحمل سے بولا "میرا خیال ہے آپ کو اتنے ایٹی کیٹس تو سکھائے گئے ہوں گے کہ پیشنٹ کے پاس شور نہیں مچاتے۔۔آپ پچھلے دو دن سے جتنا شور مچا سکتے تھے آپ نے مچایا،مجھ پر کوئی اثر ہوا؟" اس نے سینے پر بازو لپیٹے "نہیں نا،تو اب بھی نہیں ہو گا" اور اپنے باپ

کی دائیں طرف سے ہو کر تیمور کی طرف بڑھا۔اس نے اسے کندھوں سے تھام کر بٹھایا، تکیہ سیدھا کیااور وہ نیم دراز سا تھا۔اس کی آنکھیں گلابی پڑیں، سرخ لکیریں ابھریں

"ڈاکٹر کو بلانا، میری گردن میں بہت درد ہے" آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھر گئے تھے۔وہ ایسا ہی تھا مامون کے آنے پر ہمیشہ بچہ بن جاتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کے نخرے بھی اٹھائے گا، اس کی ناراضگی بھی جھیل لے گا، منا بھی لے گا، غصے میں کچھ سنا بھی دے گا اور سن بھی لے گا۔اس نے سر ہلایا اور باہر کی طرف بڑھا۔

کچھ پل بیتے اور وہ ڈاکٹر کو لے کر اندر بڑھا تھا، اس نے آکر اس کا چیک اپ کیا، ایک انجیکشن لگایا اور پھر چلا گیا۔

وہ تیمور کی بائیں طرف کھڑا تھا، اس کی ماں تنے نقوش سے اسے دیکھ رہی تھی

"اب تم نے دیکھ لیا نا کہ وہ ٹھیک ہے، جاؤ یہاں سے" وہ تنفر سے بولی تھیں مگر وہ خاموش رہا۔

"سنا نہیں تم نے، جاؤ یہاں سے" وہ بلند آواز میں بولی تھیں۔

مامون نے ایک نظر انھیں دیکھا مگر پھر خاموش رہا۔

"تمھاری ماں نے مجھ سے میرا شوہر لے لیا اور تم میرے بیٹے کے پیچھے پڑے ہو"

تیمور نے زور سے آنکھیں میچ لیں، پھر بے زاری سے آنکھیں بند کیے ہی بولا "ممی پلیز۔۔" اور آنکھیں کھولیں "تھوڑی دیر سکون کر لینے دیں"

انھوں نے ایک نظر مامون کو دیکھا اور سر جھٹک کر چل دیں۔

وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔ تیمور چند لمحے خاموش رہا پھر دھیمی آواز میں بولا

"مجھے دو دن ہو گئے یہاں؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا۔اس کی آنکھیں تھکی تھکی تھیں، بال بکھرے تھے۔

تیمور نے بے بسی سے سانس خارج کی "مجھے ہاسپٹل کون لایا؟"

"ایمبولینس پر آئے تھے "پھر توقف کیا" تمھارے دوست کی کال آئی تھی مجھے، پھر میں آگیا اور بعد میں تمھارے بابا"

بہر وز اس کا بھی باپ تھا مگر وہ اس کا نام اپنے نام کے ساتھ نہیں جوڑتا تھا۔وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ وہ صرف اپنی ماں کا بیٹا ہے، جس شخص نے اس کی ماں کو اپنا نام نہیں دیا تھا مامون کو اس نام سے کوئی غرض نہیں۔

"زرار معاذ۔۔کوئی بھی نہیں آیا؟" اس کا دل گھبرا رہا تھا، وہ ابھی بھی انھیں ہی یاد کر رہا تھا۔

"آئے تھے، پچھلے دو دن سے آتے رہے ہیں۔ابھی بس باہر گئے ہیں" اس نے تیمور کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"تم ڈاکٹر سے بات کرو، یہ مجھے گھر شفٹ نہیں کر سکتے کیا؟ یہاں میرا دل خراب ہو رہا ہے" اس نے مامون کا ہاتھ پکڑا تھا۔مامون مسکرایا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔پھر اٹھ کر باہر چلا گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی کمرے میں زرار اور معاذ آئے تھے۔دونوں آگے بڑھے اور اس کے پاس خاموشی سے آ کھڑے ہوئے۔ تیمور نے اپنا منہ موڑ لیا تھا،زرار نے تھوک نگلا" تیمور۔۔"

مگر تیمور جھٹ سے بولا" مر گیا تیمور۔۔تم دونوں جاؤ مجھے کوئی بات نہیں کرنی" کہہ کر اس نے آنکھیں میچ لیں۔

"ہماری بات سن لو ایک بار۔۔" پیچھے سے معاذ بولا تھا مگر تیمور نے انھیں گھورا،آنکھیں گلابی پڑیں اور وہ دانت پیستے غرایا تھا

" I said get lost"

مگر وہ نہیں گئے۔زرار آگے بڑھا" تیمور۔۔" مگر اس نے بائیں طرف میز پر پڑا شیشے کا گلاس اٹھایا اور فرش پر پٹخ دیا

"I said get lost"

گلاس چھناکے سے ٹوٹا تھا،آواز باہر بھی گئی تھی۔نرس اندر آئی اور ساتھ ہی مامون بھی تھا۔پیچھے اس کی ماں تھی۔زرار کی آنکھوں میں ایک منت تھی،بہت سے الفاظ اور درخواست مگر وہ سننے کو تیار نہیں تھا۔۔اس کے بعد وہ ایک منٹ نہیں رکے اور وہاں سے چل دیے۔نرس اس کے پاس آئی اور ڈرپ چیک کی،مامون اس کی اس حرکت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تیمور نے آنکھیں میچ لیں،وہ سو جانا چاہتا تھا۔

Clubb of Quality Content

اگلی شام جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کے ساتھ ایک لڑکی بیٹھی تھی۔اس کی آنکھیں گلابی تھیں اور وہ پلکیں جھکائے اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر انگلی سے اس کی ابھری ہوئی نسوں کو ٹریس کر رہی تھی۔ وہ اٹھ گیا مگر بولا کچھ نہیں،ڈرپ والے ہاتھ کی دو انگلیوں کو حرکت دی تو مینا نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا،پھر اسے دیکھتے دھیما سا مسکرا دیا۔رامین مسکرا بھی نہ سکی بس پلکیں دوبارہ جھکا دیں۔کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کا بڑا بھائی شہروز اندر آیا تھا۔آتے ہی اس کے بائیں جانب کھڑا ہوا اور دونوں بازو سینے پر باندھ لیے۔

"اب سکون ہے؟"وہ سنجیدگی سے بولا مگر تیمور خاموش رہا۔

"کتنا منع۔۔"اور اس کے الفاظ منہ میں رہ گئے جب اس نے مینا سے پوچھا"مامون کہاں ہے؟"

رامین نے اسے دیکھا اور چند لمحے دیکھتی رہی"تمھیں مامون بھائی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا؟"

تیمور مسکرایا اور ڈرپ والے ہاتھ کی انگلیوں میں اس کے ہاتھ کی انگلیاں لیں"تم آتی ہو"اور مسکرا دیا

رامین نے پہلے اسے دیکھا پھر اس کے ہاتھ میں اپنی انگلیوں کو"باہر بیٹھے ہیں۔خالو سے ذلیل ہو رہے ہیں اور خالہ سے بددعائیں لے رہے ہیں"

شہروز وہیں کا وہیں کھڑا رہا،پھر پیر پٹخ کر باہر آ گیا۔

"تم کب آئی؟"

اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑے "جب تم سو رہے تھے"

تیمور نے گردن سیدھی کی اور سامنے دیکھنے لگا "ایک کام کرو گی؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "ہوں"

"باہر جاؤ اور مون کو بلا کر لاؤ۔۔اسے کہو تیمور کہہ رہا ہے میرا دل خراب ہو رہا ہے، گھر چلو" اور تھوک نگلا۔

رامین اٹھی اور باہر بڑھی۔کچھ پل بیتے اور مامون اس کے ساتھ اندر آیا۔پھر مسکرا کر اسے دیکھا "ابھی سے تھک گئے ہو؟"

اس نے بے زاری سے اسے دیکھا "کیا مصیبت ہے؟"

وہ مسکرا دیا "ابھی لے کر جاتے ہیں تمھیں گھر"

"لے کر جاتے ہیں کیا؟" وہ چڑ گیا، اس کا لہجہ تلخ تھا "میں نے ان کے ساتھ چڑیا گھر نہیں جانا، میں نے تمھارے ساتھ جانا ہے اور یہ بات تمھیں پتہ ہے"

مامون نے سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑے "یعنی اب مزید بد دعائیں" اور مینا کو دیکھا جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا جب تیمور کے بیڈ کے ساتھ اس کی وہیل چیئر تھی۔اس کی دائیں ٹانگ پر پٹی ہوئی تھی اور دایاں بازو زخمی تھا۔وہ بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا،مامون احتیاط سے اس کی طرف اس کی وہیل چیئر کر رہا تھا جب کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کا باپ اندر آیا

"یہ ہمارے ساتھ جائے گا" وہ درشتی سے بولے تھے

مامون کچھ نہیں بولا تھا،اس نے ہاتھ بڑھایا اور تیمور کا ہاتھ تھاما مگر اس کا باپ سامنے آیا تھا اور اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ تیمور نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا مگر بہروز آفندی نے اس کی کہنی تھامی،اسے بیڈ سے اتارا اور وہ کھڑا ہو گیا

"میں نے آپ کے ساتھ نہیں جانا" وہ غصے سے بولا تھا اور اپنی کہنی چھڑا لی

"میرے باپ مت بنو" وہ غصے سے بولے تھے "آج تم جس حالت میں ہو اس کی وجہ سے ہو،اپنی وجہ سے ہو۔۔ تمھارا تو دماغ خراب ہے اور یہ تمھارا ساتھ دیتا ہے۔۔دو جوتے لگیں ہوں نا عقل آ جائے" اور کہتے ہی پھر سے اس کی کہنی تھامی

اس نے پھر سے کہنی چھڑائی "میں نے نہیں جانا" وہ بھی تیمور تھا،ضدی اور اپنی مرضی کا مالک۔

ان کی آواز سن کر اس کی ماں اور شہروز بھی آئے تھے۔وہ مشکل سے ایک ٹانگ پر کھڑا تھا مگر وہیل چیئر پر بیٹھ نہیں رہا تھا

"کیا تماشا ہے؟" اس کا بھائی آگے بڑھا تھا "بیٹھو چپ کر کے" وہ بھی غصے سے بول رہا تھا

اس نے مامون کو دیکھا، پھر وہیل چیئر کو۔۔مامون کو ان سے بیر پالنے کی عادت تھی۔وہ آگے بڑھا مگر شہروز نے اسے دھکا دیا تھا۔

"دور رہو اس سے "اس نے انگلی دکھائی تھی مگر مامون جھٹ سے آگے بڑھا اور ایک جست سے اسے دیوار سے لگایا،اس کے ہاتھ میں شہروز کی گردن تھی اور وہ غصے سے اسے دیکھ رہا تھا

"Never ever you dare to touch me again"

گردن پر اس کی گرفت مضبوط تھی،وہ اپنی گردن اس سے چھڑا رہا تھا مگر وہ پیچھے نہیں ہٹا۔رامین آگے آئی "مامون بھائی۔۔چھوڑیں انھیں "اور پیچھے کیا۔

اس کی ماں ہکا بکا اسے دیکھ رہی تھی۔آج سے پہلے اس نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔وہ ان کی باتوں کو نظر انداز کرتا تھا۔

Clubb of Quality Content

پھر آگے بڑھا اور تیمور کا ہاتھ تھام کر اسے وہیل چیئر پر بٹھایا،مڑ کر اپنے باپ کو دیکھا

"میرے پیچھے مت آیئے گا،میں بڑا بد تمیز ہوں "اور کہتے ہی اسے کمرے سے لے گیا۔وہ وہیں کھڑے اسے دیکھتے رہے تھے،پھر سر جھٹک کر باہر کی طرف بڑھے تھے مگر وہ جا چکے تھے۔وہ تیمور کو پھر سے لے گیا تھا۔

تین ہفتے بعد:

سفید سرمئی محل میں تیمور وہیل چیئر پر بیٹھا تھا اور مامون اس کے سامنے، دونوں کے ہاتھ میں پیالیاں تھیں اور دونوں سوپ پی رہے تھے۔ وہ باغ کی طرف جاتی لاؤنج سے نکلتی سیڑھیوں کے دہانے پر تھے۔ مامون نے گلا کھنکھارا

"اب تم ٹھیک ہو گئے ہو، چلنے پھرنے لگے ہو"

اس نے سوپ گلے سے نیچے اتارا اور اسے گھورا "کیا مطلب ہے تمھارا؟ اب میں کسی ریس میں participate کر لوں؟"

مامون ہنس دیا "پچھلے تین ہفتے سے میں نے تمھاری جلی کٹی سنی ہیں۔ اب تم ٹھیک ہو گئے ہو، اب ایسی کوئی آگ منہ سے نکالی نا تو میں دو لگا دوں گا تمھیں" اس نے کہہ کر سر جھٹکا

تیمور ہنس دیا۔ پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھا "بڑا مزہ آیا تھا جب تم نے شہروز بھائی کو دیوار کے ساتھ لگایا تھا، دو لگا بھی دیتے تالیاں میں نے بجانی تھیں" اور کہہ کر پھر ہنس دیا

مامون بھی مسکرایا "بس ایسے ہی، تمھارے لیے کیا تھا۔ میں نے کہا ایسے ہی لنگڑا ہے بے چارہ، خیال کر لیتا ہوں" اس نے بڑی معصومیت سے کہا تھا

تیمور نے ابرو اٹھائی "نہیں بیٹا، تمھارا دل بھی میرے بغیر نہیں لگتا۔ تم میرے معاملے میں ٹوٹل بلائنڈ ہو" اور کہہ کر سوپ کا چمچ منہ میں رکھا

"ٹوٹل بلائنڈ کو بھی سیاہ رنگ نظر آتا ہے تیمور لنگ، ابھی تو تم صحیح ہو جاؤ پھر ٹیوننگ کروں گا" وہ سنجیدہ ہو گیا "اس دن میں نے کہا تھا نا مت جاؤ، مگر تم تو اندھے بہرے تھے اور لنگڑے ہو کر آ گئے" اور سر جھٹکا

اس دن کے بعد سے زرار اور معاذ کئی بار آئے تھے مگر تیمور ان سے نہیں ملا تھا۔ وہ معاف کر دینے والوں میں سے نہیں تھا۔ اسے لوگوں کی غلطیاں یاد رہتی تھیں۔ اس نے سوپ کی خالی پیالی میز پر رکھی۔ مامون نے ساتھ اپنی خالی پیالی رکھی اور ہاتھ بڑھایا۔ اس نے اس کا ہاتھ تھاما اور کھڑا ہوا۔ یہ ان کا معمول تھا وہ تقریباً آدھا گھنٹا اسے واک کروایا کرتا تھا۔ اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ بنا بے ساکھی کے چلاتا تھا۔ دونوں باتیں کرتے جاتے تھے اور وقت گزر جاتا تھا۔ اس وقت وہ اسے اپنے ساتھ لیے چلا رہا تھا "مینا کا بھی خیال رکھا کرو، تمھارا فون بند ہو تو وہ بے چاری مجھ سے پوچھ رہی ہوتی ہے کہ تم ٹھیک ہو۔ اس دن بھی ہاسپٹل میں کافی چپ چپ سی تھی، لڑکیوں کے دل بڑے حساس ہوتے ہیں۔ اس کی فیلنگز کی قدر کیا کرو" وہ اسے سمجھا رہا تھا

تیمور مسکرا دیا "وہ صرف دکھنے میں چڑیا لگتی ہے۔ کبھی اسے عقاب بنتا دیکھو"

مامون نے سانس خارج کی۔ پھر گلا کھنکھارا "آگے کا کیا پلان ہے؟"

اس نے مامون کو گھورا "آگے کا یہ پلان ہے کہ بس تھوڑا سا ٹھیک سے چلنے لگوں پھر سارے حساب برابر کر کے آؤں گا" وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا

مامون نے اسے دیکھا" تیمور۔۔میں نے تمھیں کہا تھاناان سے دور رہا کرو۔۔"اوراس کی بات بیچ میں رہ گئی مگر تیمور نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"میرے باپ مت بنا کرو۔۔مجھے تپ چڑھ جاتی ہے۔کسی دن پٹو گے مجھ سے"اور کہہ کر سامنے دیکھنے لگا

مامون ہنس دیا"ہاتھ پکڑ کر میں تمھیں چلا رہا ہوں،رات میں تم سے صحیح سے سویا نہیں جاتااور اپنی مرضی سے تم کہیں آجا نہیں سکتے،ناخن میں تمھارے کاٹتا ہوں اور زبردستی کھانا کھلاتا ہوں،تم مجھے پیٹو گے،سیریئسلی؟"

تیمور نے اس کی گردن کے گرد بازو کا ہالہ تنگ کیااوراس کی گردن دبوچ لی"کیا کہا؟ذرا پھر سے کہنا"

وہ ہنس دیا"اوکے۔۔سوری سوری"اور کہہ کر پھر سے ہنسنے لگا۔

تیمور بس مسکرا کر رہ گیا۔

یہ تین دن بعد کی بات ہے۔رات کے ساڑھے آٹھ کا وقت تھا،آسمان سیاہ تھا مگر سردی تھی۔دھند کا موسم ابھی نہیں آیا تھا۔ایک کیفے کے باہر تیمور اپنی سفید کار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔بازو سینے پر لپیٹے تھے اور وہ کسی کا منتظر تھا۔ایک پیر زمین پر تھا جبکہ دوسری ٹانگ فولڈ تھی اور پاؤں پیچھے گاڑی کے ٹائر کو چھو رہا تھا۔اس کا سر جھکا تھا۔پیچھے کیفے روشن تھا اور لوگ آجا رہے تھے۔چند پل بیتے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور دائیں طرف سے دو لڑکے آئے تھے۔ایک کی آنکھیں سیاہ تھیں اور دوسرے کی بھوری، وہ اس کی طرف بڑھے۔گلا کھنکھارا،اس نے سر اٹھا کر انھیں دیکھا مگر چہرہ سپاٹ رہا۔دوسرا پاؤں بھی زمین کو چھو رہا تھا۔وہ ایک قدم آگے بڑھا،چال میں لرزش ابھی بھی تھی مگر وہ کھڑا ٹھیک سے ہوتا تھا۔

"کیسے ہو؟"زرار نے ہاتھ بڑھایا تھا مگر تیمور نے اپنا ہاتھ پہلو میں گرائے رکھا۔

وہ آگے بڑھا تھا،زرار پیچھے ہٹا۔

"تیمور ہم آئے تھے، تمھارے بھائی نے ہمیں ملنے نہیں دیا۔۔ہم کئی دن آتے رہے اور تمھارا بھائی ہمیں بھیج دیتا تھا"معاذ نے جلدی جلدی سے وضاحت دی تھی

تیمور مڑا اور اسے گھورا،ایک زوردار قسم کا مکا اس کے گال پر رسید کیا اور وہ دائیں جانب کو لڑھکا۔

ہونٹ سے خون باہر آنے لگا

"تمھیں بہت شوق ہے نا آگے نکلنے کا"وہ چلایا تھا

زرار آگے بڑھا"اپنا غصہ اس پر مت نکالو۔۔تمھیں مجھ پر غصہ ہے نا،مجھے پیٹو اسے نہیں"وہ معاذ کے آگے آیا تھا

تیمور نے اسے گریبان سے تھاما تھا"تم نے ہمیشہ میرا استعمال کیا ہے زرار حیدر، تمھیں صرف چلتا پھرتا تیمور چاہیئے۔۔ذرا سا کچھ ہو تو تم چھوڑ کر بھاگ جاؤ،میں اس سڑک پر مر رہا تھا،مجھے جھٹکے لگ رہے تھے،میرا خون بہہ رہا تھا اور تم دور کھڑے تماشا دیکھتے رہے"اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سب کچھ جسٹیفائی کر سکتا ہوں" زرار اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولا تھا

"نہیں چاہیئے مجھے کوئی جسٹیفیکیشن" اس نے گلا پھاڑ کر کہا تھا اور پھر ایک زوردار قسم کا مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ پیچھے کو ہٹا تھا مگر پھر سیدھا ہوا، اس نے تیمور کو کچھ نہیں کہا تھا

"میں مر رہا تھا اور تم پولیس کا انتظار کر رہے تھے کہ کب وہ آئیں اور مجھے لے جائیں۔۔ تم کہاں تھے زرار؟ تم وہاں کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے اور موقع ملتے ہی بھاگ گئے" وہ لنگڑاتے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور اسے گریبان سے تھام کر پھر سے دور جھٹکا دیا

"اس کی تو سن لو تیمور" معاذ آگے آیا تھا مگر اس نے اسے بھی دھکا دیا "تم اپنی حد میں رہو، آئی ہیٹ یو" ارد گرد کے لوگ انھیں دیکھ رہے تھے

زرار آگے بڑھا "میں اگر وہیں بیٹھا رہتا تو پولیس تمھیں ہاسپٹل تو لے جاتی مگر مجھے لاک اپ میں ڈال دیتی۔ تمھیں یاد پڑتا ہو تو ہم سگنل توڑ کر بھاگے تھے، پولیس ہمارے پیچھے تھی، تمھارا بھائی تمھیں بچا لیتا مگر۔۔ میرا بھائی میرے پیچھے کہاں آتا؟ تمھارا بھائی مجھے ویسے ہی پسند نہیں کرتا، تمھیں دو دن بعد ہوش آیا تھا اور میں دو دن جیل میں سڑتا۔۔ تمھارا بھائی زرار کے پیچھے کیوں آتا؟ مجھے پتہ تھا پولیس تمھیں ہاسپٹل لے جائے گی، تم ٹھیک ہو جاؤ گے اس لیے میں چلا گیا۔ میرا جانا ہی بہتر تھا، میں وہاں بیٹھ بھی جاتا تو کیا کرتا، میری تین راتیں جیل میں کٹتیں تیمور، تمھارے پیچھے تمھارا بھائی ہے میرے پیچھے کوئی نہیں ہے" وہ اسے سمجھا رہا تھا مگر تیمور کے سر پر غصہ سوار تھا

"تم بزدل ہو" وہ اس کی طرف بڑھا اور اسے دھکا دیا۔ وہ پیچھے کو ہوا اور سنبھل نہیں پایا، نیچے گر گیا مگر پھر جلدی سے اٹھا اور اسے دھکا دیا۔ وہ پیچھے گاڑی سے جا لگا، ٹانگ میں شدید درد اٹھا۔ معاذ آگے آیا اور زرار کو روکا

"تم ہی بس کر دو، وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اسے اس وقت غصہ آیا ہے اس لیے ایسا کر رہا ہے، تم پیچھے ہٹ جاؤ" مگر زرار تو زرار تھا۔ وہ کیوں پیچھے ہٹتا، اس نے معاذ کو ایک طرف دھکا دیا اور وہ نیچے جا گرا۔ وہ تیمور کی طرف بڑھا اور اسے گریبان سے پکڑ کر اپنے سامنے سیدھا کھڑا کیا

"تمھارے پیچھے تمھارا امیر باپ ہے، دولت مند بھائی ہے۔۔ میرے پیچھے کون ہے؟ اتنا غصہ آتا ہے نا تو گھر رہا کرو" اور اسے چھوڑ دیا۔ اس کی آنکھیں سرخ پڑی تھیں اور اس نے آگے بڑھ کر زرار کے منہ پر ایک اور مکا رسید کیا۔

معاذ آگے آیا تھا "بس کرو تیمور۔۔ بس کرو" مگر اس نے معاذ کو گاڑی سے لگا کر اس کے منہ پر یکے بعد دیگرے دو مکے رسید کیے تھے۔ زرار آگے آیا تھا، اس نے تیمور کو معاذ سے الگ کیا اور ایک زوردار قسم کا مکا اس کے منہ پر رسید کیا، وہ دائیں جانب لڑھکا اور گر گیا، زخمی ٹانگ نیچے لگی تھی اور وہ درد سے کراہا۔ زرار کی پوری آنکھیں کھل گئیں، وہ اس کی طرف بڑھا اور اسے اٹھایا، اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، اسے اٹھنا تھا مگر نہیں اٹھ پایا اور گردن ایک طرف کو لڑھک گئی۔۔ اس کا سر زرار کی گود میں تھا اور وہ اس کے گال تھپتھپا رہا تھا "تیمور۔۔ اٹھو تیمور۔۔" مگر وہ بے ہوش تھا۔ اس کے

Clubb of Quality Content

ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا، گال پھٹ چکا تھا۔ گارڈان کی طرف بڑھا تھا، معاذ نے ایمبولینس کے بعد مامون کو کال کی تھی۔۔ وقت نے خود کو دہرایا تھا مگر اب کی بار وہ تینوں اکٹھے تھے۔۔ تیمور بے ہوش پڑا تھا اور ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔

جس وقت مامون ہاسپٹل پہنچا دونوں ایمرجنسی روم کے باہر کھڑے تھے۔ مامون آگے بڑھا اور زرار کو گریبان سے پکڑ کر دیوار سے لگایا "کیا کیا تم لوگوں نے؟"

معاذ آگے آیا اور اسے زرار سے الگ کیا۔

"ہم نے کچھ نہیں کیا۔ آپ کا بھائی خود آیا تھا ہم سے لڑنے" زرار غصے سے بولا تھا۔

"چلے جاؤ۔۔ دفع ہو جاؤ" اس نے بازو لمبا کر کے انھیں وہاں سے جانے کو کہا "نہیں تو میں نے تم دونوں پر کیس کر دینا ہے، ساری عمر جیل میں بیٹھنا"

وہ غصے سے غرا رہا تھا۔ زرار نے ایک نظر معاذ کو دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ معاذ کچھ پل کھڑا رہا اور پھر وہ بھی چلا گیا۔ وہ باہر گیا تھا مگر زرار وہاں کہیں نہیں تھا۔ وہ جا چکا تھا، رات لمحہ بہ لمحہ گزر رہی تھی۔ اسے جس وقت ہوش آیا مامون اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ رات کا دوسرا پہر چل رہا تھا۔

مامون کھڑکی سے باہر سیاہ آسمان دیکھ رہا تھا، پیچھے سے ایک نحیف سی آواز آئی۔ تیمور اسے پکار رہا تھا مامون اس کی طرف بڑھا، اسے غصے سے دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے گال دبائے

"تم کب سدھرو گے تیمور؟"

اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔اس کی آنکھیں گلابی پڑیں اور مامون نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔وہ رو رہا تھا،وہ ذرا سا آگے آیا،درد نے پھر زور پکڑا اور وہ مامون کے گلے لگ گیا۔۔اس نے زور سے مامون کو ساتھ لگایا ہوا تھا اور روئے جا رہا تھا۔مامون کا غصہ ٹھنڈا پڑا تھا،اس نے اپنے بازو اس کے گرد حمائل کیے۔

"مجھے درد ہو رہا ہے مامون۔۔ان لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟"

وہ ہچکیوں کے ساتھ کسی بچے کی طرح رو رہا تھا۔مامون کو اس وقت وہ میٹرک والا تیمور لگا تھا جو اپنے باپ اور بھائی کے ہاتھوں پٹ رہا تھا،اس نے اس کی کمر کو سہلایا،پھر اس کے سر کی پشت پر ہاتھ رکھا اور کافی دیر اسے خود سے لگائے رکھا

"سب ٹھیک ہو جائے گا"وہ بس اتنا ہی بولا تھا۔پھر اس سے جدا ہوا اور وہ پیچھے کو ہو کر بیڈ کی پشت پر سر رکھے لیٹ گیا۔آنسو تھم گئے اور وہ اسے طرح مامون کو دیکھے گیا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر تیمور کے گیلے گال صاف کیے

"جو بچے بڑوں کا کہنا نہیں مانتے،وہ یونہی روتے ہیں تیمور"

تیمور کچھ نہیں بولا تھا،اس کے ہاتھ میں مامون کا ہاتھ تھا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔اسے سونا تھا اور بہت سا سونا تھا۔

یہ ایک ہفتہ بعد کی بات ہے۔مامون آج دیر سے آیا تھا،ان کا معمول تھا کہ تیمور اور مامون اکٹھے ڈنر کیا کرتے تھے۔اس وقت دونوں گھڑی کی تین اور بارہ کی سوئیوں کی طرح ڈائننگ پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے۔۔مامون نے ایک نظر تیمور کو دیکھا پھر چاولوں سے بھرا چمچ اس نے منہ میں رکھا اور چبایا"کیا خیال ہے آگے کیا کرنا ہے؟"

تیمور نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا"کیا مطلب ہے تمھارا؟"

"مطلب یہ کہ آگے کیا کرنا ہے؟"اس نے چاول اچھے سے چبائے اور نگل لیے۔سر جھکائے چاولوں کو ہلانے لگا

تیمور مامون کو گھور رہا تھا،پھر کھانا چھوڑ کر بیٹھ گیا"اگر میں تمھیں زہر لگ رہا ہوں تو بتا دو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں"

اس نے اسے دیکھا اور بڑی سادگی سے بولا"تم رات کہاں گزارو گے۔۔فٹ پاتھ پر یا ایدھی سنٹر؟"

دائیں ابرو اٹھائی

"فضول انسان"اس نے سر جھٹکا۔دوبارہ آگے کو ہوا اور کھانے پر جھک گیا۔

"اچھا چلو چھوڑو۔۔مجھے بتاؤ کہ تمھیں کیا اچھا لگتا ہے؟"اس نے چمچ پلیٹ میں رکھا اور اس سے مخاطب ہوا۔

"خاموشی"چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں رکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوکے" مامون نے پانی کا گلاس منہ سے لگایا۔چند ایک گھونٹ اندر انڈیلے۔

"مگر تمھیں کیا لگتا ہے کہ پیسے کے بغیر کوئی تمھاری ریسپیکٹ کرے گا" اسے دیکھا "آئی مین تمھیں کوئی منہ لگائے گا۔۔کیونکہ ہماری سوسائٹی میں پیسہ آپ کو ڈیفائن کرتا ہے۔۔یونو جس کے پاس جتنا پیسہ ہوتا ہے وہ اتنا ریسپیکٹڈ ہوتا ہے اور باقی تم خود سمجھدار ہو" اس نے شانے اچکائے

"تمھیں کیا لگتا ہے میں تم سے بھیک مانگوں گا" تیمور اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھ رہا تھا

"تم مانگ چکے ہو" وہ مسکرایا

"اف" وہ سانس لے کر رہ گیا "فٹ بال تم کھیل نہیں سکتے۔۔کیا کر سکتے ہو؟" اس کی پلیٹ میں چاول کم ہی رہ گئے تھے،یعنی کھانا ختم ہونے والا تھا۔

"دوسروں کا جینا محال" اس نے بے زاری سے کہا اور پھر کھیرے کا ٹکڑا پکڑ کر منہ میں رکھا اور چبایا

"گریٹ۔۔کیسے؟" وہ اپنی پلیٹ پر جھکا تھا

"کیا تم چپ کرو گے؟" اس نے مامون کو پھر سے گھورا تھا

"نہیں" وہ بھی تیمور تھا اور آج کل وہ ہر شے سے بے زار آیا تھا۔پھر سانس خارج کی

"کیا چاہتے ہو؟" مامون کا سوال سیدھا تھا

"تم کیا چاہتے ہو؟" سوال کے بدلے سوال۔

مامون بڑے تحمل سے بولا "پانی پیو، سانس لو، غصہ مت کرو۔۔دیکھو تمھارے پاس صرف میں ہوں۔۔اور میں تمھیں سن سکتا ہوں"

"مون یار" وہ پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"کوئی ایک چیز کا نام لو۔۔جسے کرتے تمھارا دل اور دماغ دونوں مطمئن ہوتے ہیں" وہ اب نرمی سے اس سے مخاطب تھا

وہ آگے کو ہوا اور کچھ سوچتے بولا "مجھے ایکسائٹمٹ بہت پسند ہے۔۔کیونکہ وہ مجھے جگا کر رکھتی ہے۔۔یونو active" شانے اچکائے

"اوکے "اس نے سر اثبات میں ہلایا مگر وہ کچھ سوچ رہا تھا

"کس طرح کی ایکسائٹمنٹ؟" بائیں ابرو اٹھائی

"کچھ نیا کرنے کی۔۔کچھ انوکھا کرنے کی" تیمور اب مسکرا رہا تھا، اس کا بے زار موڈ اچھا ہوا تھا۔کوئی اس سے اس کی مرضی پوچھ رہا تھا

"اوکے "ایک وقفہ "کیا تم مجھے بتا سکتے ہو آخری بار تم سب سے زیادہ ایکسائیٹڈ کب تھے؟"

"میں۔۔"دماغ کام کر رہا تھا" جب میں نے گیم بنائی تھی اور زرار کا ڈیٹا ہیک کیا تھا" وہ ہنس دیا۔

گردن پیچھے کو پھینکی اور پھر آگے کو ہوا، پانی پی کر خود کو نارمل کیا

"واؤ۔۔ماشاءاللہ سے کافی شیطانی دماغ ہے آپ کا" مامون مسکرا دیا۔

"کبھی غرور نہیں کیا" شانے اچکائے

"پھر؟۔۔کیااس وقت تم دل اور دماغ سے خوش تھے" مامون نے چاولوں سے بھرا پلیٹ کا آخری چمچ منہ میں رکھا۔

"بہت" وہ مسکرایا تھا

"پیسہ تمھاری ضرورت ہے اور تمھیں پتہ ہے انسان پیسہ کب بناتا ہے؟" آخری نوالہ چبایا اور اندر نگل لیا

"کب؟" وہ تجسس سے مامون کو دیکھ رہا تھا

"جب وہ دل اور دماغ دونوں کو ایک ساتھ استعمال کرتا ہے" اس نے نیپکین سے ہونٹ تھپتھپائے۔

"مطلب؟" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا مگر مامون اسے سوچنے کا موقع دے رہا تھا۔

ایک خاموشی۔دماغ اس پوائنٹ پر جا رہا تھا جہاں مامون اسے لانا چاہ رہا تھا

"تم۔۔" وہ ایک دم سے جیسے جاگا تھا "تم مجھے کیا کرنے کو کہہ رہے ہو؟"

وہ ہنس دیا

“Do what you better do”

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر اس کے بال سہلائے "ہیرو، ایک ہفتہ کافی ہوتا ہے دوستوں کی جدائی کے سوگ کو منانے کے لیے۔۔ تمھارا ایڈمیشن بھیج رہا ہوں، تم پاکستان نہیں پڑھو گے" پھر گلا کھنکھارا "تم لندن جاؤ گے"

اس نے پوچھا نہیں بتایا تھا

وہ اٹھ گیا "گڈ نائٹ، تیمور لنگ"

اور اسی پل تیمور نے ایک فیصلہ لیا تھا۔ وہ آگے بڑھے گا کیونکہ اسے آگے بڑھنا تھا۔ ٹیکنالوجی اسے اچھی لگتی تھی اور وہ اس سے بہت سا پیسہ کمائے گا۔ دل اور دماغ ساتھ کام کریں تو بہت سا پیسہ اور سکون کمایا جا سکتا ہے۔ اس نے سانس خارج کی، گلاس تھام کر پانی کا گھونٹ بھرا۔ ان کی دوستی کا تکون ٹوٹ گیا تھا اور تینوں الگ الگ تھے، کیا خبر وہ دوبارہ کب ملیں، کیا خبر قدرت حالات ہی ایسے بنا دے کہ تکون پھر سے جڑ جائے!

موجودہ وقت:

مامون آفندی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔ کمرے میں سکوت طاری تھا، فقط سانس لینے کی آواز۔ زرار حیدر اٹھا اور سیاہ فلیش ڈرائیو اس کے سامنے رکھی۔ اس فلیش ڈرائیو پر سرخ بچھو بنا تھا، یہ وہی فلیش ڈرائیو تھی جس نے دو سال انھیں گھمائے رکھا تھا مگر عجیب بات تھی نا تیمور آفندی، زرار حیدر کے ساتھ داخل ہوا تھا حالانکہ اسے تو مامون کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا۔ ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھا مامون مسکرایا، سیاہ آنکھوں میں چمک تھی

"میں کہانی کا منتظر ہوں" وہ فقط اتنا بولا اور زرار مسکرایا۔اس میں کچھ تھا جو دو سال پہلے نہیں تھا۔اس نے ایک فائل اور کچھ کاغذات اس کے سامنے رکھے، پھر پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔اس کے سارے گروپ کی توجہ کا مرکز مامون آفندی تھا۔اس نے گلا کھنکھارا

"کہانی شروع ہوئی تھی دو سال پہلے۔۔"

دو سال دو ماہ قبل:

مصروف سے شہر پر شام ڈھل رہی تھی مگر سورج ابھی پہاڑوں کے پیچھے پورا نہیں چھپا تھا۔سردیوں کی شامیں جلدی ہو جاتی تھیں اور شہر بھر میں دفاتر جلدی بند ہو جاتے تھے۔ایسے میں ایک ریسٹورنٹ میں ایک میز کے گرد ایک لڑکی بیٹھی تھی،اس کے سامنے ایک فائل تھی اور دوسری فائل ہاتھ میں لیے وہ سنجیدگی سے کچھ پڑھ رہی تھی۔آنکھوں کی پتلیاں حرکت کر رہی تھیں اور سامنے کافی کپ تھا۔اس نے کافی کپ پکڑا اور ہونٹوں میں لیے ایک گھونٹ بھرا۔نظریں ابھی بھی فائل پر ہی تھیں۔اس کی دائیں جانب میز پر تین لڑکوں کا ایک گروپ تھا جو کہ کافی شور کر رہے تھے۔اس نے ایک نظر انھیں دیکھا اور سر جھٹکا۔دوبارہ فائل پر جھک گئی مگر دھیان اب وہیں تھا۔ان کے پاس ویٹر آڈر لینے آیا تھا مگر انھوں نے اسے بھیج دیا اور ایک ویٹرس کو مخاطب کیا اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔سفید سیاہ یونیفارم میں ملبوس ویٹرس ان کی طرف بڑھی اور وہ عجیب و غریب لہجے میں اسے آڈر لکھوانے لگے۔اس نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا مگر پھر فائل پر جھک گئی اور کافی کا

گھونٹ بھرا۔کچھ پل بیتے اور ان کا آڈر ان کی میز پر تھا مگر انھیں سکون کہاں تھا۔انھوں نے دوبارہ اس ویٹرس کو بلایا اور اب باقاعدہ اسے ہراس کرنے لگے،کچھ لوگوں نے دیکھا مگر نظرانداز کر دیا۔ کچھ پل بیتے اور ان میں سے ایک باقاعدہ اسے سیٹی مار کر بلا رہا تھا۔ویٹرس بے چاری تنگ آ گئی،اس نے پاس کھڑے ویٹر کو عاجزی سے دیکھا اور وہ ان کی طرف بڑھا۔اس نے بڑے تحمل سے انھیں ڈیل کیا مگر جب وہ چلا گیا تو ان میں سے ایک نے پھر اسے بلایا۔وہ دانت پیستے ہوئے ان کی طرف بڑھی،وہ کھانے میں عجیب و غریب نقص نکال رہے تھے،وہ انھیں منہ بسور کر سنتی رہی مگر حد تو تب پار ہوئی جب ان میں سے ایک نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس نے گھبرا کر ہاتھ چھڑایا تو وہ غصے سے کھڑا ہو کر چلایا

"یہ سٹاف ہے آپ کے ریسٹورنٹ کا؟"سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے

"بلائیں مینیجر کو اور انھیں فارغ کریں یہاں سے"وہ غصے میں چلا رہا تھا۔ مینیجر آیا کہ نہیں مگر ایک لڑکی سینے پر بازو لپیٹے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔یہ وہی لڑکی تھی جو فائل پڑھ رہی تھی۔ مینیجر راستے میں ہی رک گیا،لڑکی نے اسے سنجیدگی سے دیکھا

"کیا کمپلین ہے آپ کی؟"وہ اپنے بولنے کے انداز سے کافی میچور اور سمجھدار لگ رہی تھی۔

"یہ تھرڈ کلاس ویٹرس ہمیں ہمارا غلط آڈر سرو کر کے گئی ہے اور جب ہم نے اسے کہا کہ ہمیں ہمارا آڈر چاہیئے تو یہ بد تمیزی کرنے لگی ہے" وہ غصے سے بول رہا تھا۔ پورے ریسٹورنٹ میں خاموشی تھی۔ سب گردن موڑ موڑ کر پیچھے دیکھ رہے تھے

لڑکی نے ہاتھ پہلو میں گرائے "اس تھرڈ کلاس ویٹرس کی سروسز میں ہاتھ پکڑانا کہیں نہیں ہے مسٹر، آپ اگر اتنی ہی اپر اور اے کلاس کے ہیں تو گھر جا کر اپنی ماں بہن ہاتھ پکڑیں" وہ بھی اسی کے لہجے میں بولی تھی مگر آواز بلند نہیں تھی

لڑکا اسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا تھا "تم مینیجر ہو یہاں کی؟" اس نے یونیفارم کی بجائے گھریلو کپڑے پہن رکھے تھے

لڑکی نے ویٹرس کی طرف اشارہ کیا "یہ پراپرٹی ہے آپ کی؟"

سوال پر سوال تھا۔ وہاں الگ تماشا لگ چکا تھا۔ لڑکی آگے بڑھی "آرام سے کھانا کھا سکتے ہو تو کھاؤ نہیں تو اپنے باپ کا پیسہ کہیں اور جا کر اڑاؤ" پھر ویٹرس کی طرف اشارہ کیا "یہ تمھیں کھانا سرو کرنے کے لیے ہیں انٹرٹین کرنے کے لیے نہیں"

لڑکا دانت پیستے گلابی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا

"Who the hell you're?"

وہ مسکرائی اور ابرو اٹھائی، سوال کے بدلے سوال

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

“Who the hell you’re?”

لڑکے نے اپنا والٹ اٹھایا، لڑکی کو گھورا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔اس کے دونوں دوست وہیں بیٹھے رہے،اس نے چٹکی بجائی اور انھیں دیکھا

"چلو چنٹو پنٹو۔۔تم لوگ بھی اس کے پیچھے جاؤ"

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر چلے گئے۔وہ مڑی اور ویٹرس کو دیکھا جو کہ شرمندہ ہو رہی تھی۔۔اس نے سانس خارج کی

“Please fetch me a glass of water”

(براہ مہربانی مجھے پانی کا ایک گلاس لا دیں)

اور دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔سب اپنے اپنے کھانے کی طرف پھر سے متوجہ ہوئے تھے۔مینیجر نے تھوک نگلا اور وہاں سے چلا گیا۔۔وہ دوبارہ اپنی فائل پر جھکی تھی،اب سکون تھا

اپنی کافی ختم کرنے کے بعد اس نے رائٹ بک کی اور وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگی۔کچھ پل بیتے اور اس کا فون بجا۔اس نے کرسی کے پیچھے لٹکا گہرے بھورے رنگ کا کوٹ پہنا،سٹالر اچھے سے گلے کے گرد لپیٹا اور باہر بڑھی۔سامنے دیکھا اور کیب والا کھڑا تھا۔وہ آگے بڑھی اور دروازہ کھولا،اندر بیٹھی مگر نظر باہر پڑی۔وہ لڑکے اب بھی کھڑے تھے،اسے گھورتے ہوئے منہ میں کچھ بڑبڑا رہے تھے۔اس نے سر جھٹک کر نظر انداز کیا اور ڈرائیور کو گاڑی آگے بڑھانے کو کہا۔رات کے ساڑھے سات

بج چکے تھے، آج اسے زیادہ دیر ہو گئی تھی اور وہ پریشان سی تھی۔ گاڑی آگے بڑھتی جا رہی تھی، سڑک کے دونوں اطراف درخت تھے اور گاڑیاں آ جا رہی تھیں جب ایک گاڑی پیچھے سے آئی اور اس کیب کے سامنے ڈرفٹ لگا کر کھڑی ہو گئی۔ کیب ایک جھٹکے سے رکی، لڑکی نے آگے کو جھٹکا کھایا پھر سنبھل گئی۔ سامنے سے تین لڑکے گاڑی سے باہر آئے تھے، اس نے پرس سے پیسے نکال کر ڈرائیور کو دیے۔ لڑکا اب ڈرائیور کی کھڑکی بجا رہا تھا۔ ایک اس کی طرف والی ونڈو سکرین پر ناخن مار کر دستک دے رہا تھا

"بی بی۔۔ باہر آؤ"

اس کا دل بے تحاشا گھبرایا تھا۔ وہ باہر نہیں گئی، وہ اس طرح سنسان سڑک پر اندھیرے میں تین لڑکوں سے کیسے لڑے گی؟

"باہر آؤ" وہ زور سے چلایا تھا۔

پھر سامنے سے گاڑی سے تیسرا شخص باہر نکلا اور اس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔

"باہر آؤ۔۔ نہیں تو گاڑی کے ساتھ ساتھ تمھارا بھی حشر کر دیں گے"

کیب والے نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس نے جلدی سے فون نکالا اور اپنی بہن کو لوکیشن بھیج دی۔ پھر دروازہ کھولا اور باہر آئی۔ اس کا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا مگر اسے مضبوط دکھنا تھا

"بہت زبان چل رہی تھی نا، اب بول کر دکھاؤ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ چلایا تھا، لڑکی پھر بھی کچھ نہ بولی۔ کیب والا ابھی بھی وہیں کھڑا تھا۔

لڑکی نے تھوک نگلا، پھر اس کے پیچھے دیکھا، آنکھیں پوری کھول لیں اور ہاتھ بڑھا کر اس کے پیچھے اشارہ کیا "وہ کیا ہے؟" وہ پوری شدت سے چلائی تھی۔ اس شخص نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور وہ بھاگ گئی۔ وہ سڑک پر پیچھے کی طرف بھاگی تھی، وہ لڑکے اس کے پیچھے تھے۔ ٹھنڈی ہوا اس کے منہ پر پڑ رہی تھی اور وہ آگے کو بھاگتی جا رہی تھی جب عین ایک گاڑی کے سامنے جا رکی، اس نے دونوں بازو کر اس کی صورت چہرے کے سامنے کیے، گاڑی کی ہیڈ لائٹس آن تھیں اور گاڑی رک گئی۔ وہ اسے نہیں چھو پائی تھی، ہیڈ لائٹس جلتی رہیں اور اندر سے ایک شخص باہر آیا تھا، اس نے غصے سے اس لڑکی کو دیکھا

"خودکشی کے لیے میری ہی گاڑی ملی تھی؟" وہ اس کے سر پر چلایا تھا۔ اس نے دونوں بازو چہرے کے سامنے سے ہٹائے۔ تنفس پھولا ہوا تھا اور سردی سے ناک گلابی تھی

لڑکے پیچھے ہی تھے، اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر آگے بڑھی اور اس لڑکے کے پیچھے جا کھڑی ہوئی جو اس سے قدمیں لمبا تھا۔ اس نے مڑ کر لڑکی کو دیکھا پھر سامنے کھڑے تین لڑکوں کو

"اس کو آگے کرو۔۔ نہیں تو تم بھی پٹو گے" درمیان والا لڑکا پوری شدت سے چلایا تھا۔

لڑکی اس کے ذرا سا قریب آئی اور ہلکی آواز میں سرگوشی کی

"پلیز۔۔ انھیں بھگا دو" اس نے مڑ کر لڑکی کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی۔ پھر سامنے دیکھا

"یہ تمھاری کیا لگتی ہے؟"اس شخص نے بڑے تحمل سے پوچھا تھا

"تم سے مطلب؟"ایک لڑکا آگے بڑھا تھا

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر آگے ہوا"ویسے اس نے تمھارا کیا بگاڑا ہے؟"

وہ پھر سے چلایا"ہٹ پیچھے"

مگر وہ پیچھے نہیں ہٹا۔وہ لڑکی کے سامنے دیوار بن کر کھڑا تھا۔

اس نے ڈنڈا ہوا میں بلند کیا"اگر پیچھے نہ ہٹے کو تمھاری گاڑی توڑ ڈالیں گے"

اور اس کے الفاظ سے لڑکے کے تاثرات بدلے تھے۔اس کے ماتھے پر بل پڑے اور نقوش تن گئے۔

"میری ڈیانا پر ایک خراش بھی آئی نا تو خون میں بھگو دوں گا تم لوگوں کو"وہ غصے سے بولا تھا

چند پل کی خاموشی، پیچھے کھڑی لڑکی نے منہ بسورا تھا"ڈیانا؟"اسے سمجھ نہیں آیا۔وہ اپنی گاڑی کو ڈیانا کہہ رہا تھا۔اس لڑکے نے ڈنڈا ہوا میں بلند کیا اور سامنے کھڑے شخص نے جیب سے بندوق نکال لی

"میری ڈیانا سے۔۔دور رہو"وہ آگے بڑھا تھا اور وہ لڑکے پیچھے۔اس نے ہاتھ بلند کیا اور ہوا میں فائر کیا۔تینوں لڑکے بھاگ گئے اور وہ پیچھے مڑا۔لڑکی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فائل تھی اور وہ اسے گھور رہی تھی۔پھر بڑبڑائی"تھینک یو!"اور دھیما سا مسکرائی

اس نے سر جھٹکا اور اپنی بی ایم ڈبلیو میں بیٹھا۔لڑکی آگے بڑھی اور کھلی ہوئی کھڑکی سے اندر جھانکا

"آپ اس سنسان سڑک پر ایک خوبصورت لڑکی کو اکیلا کیسے چھوڑ کر جا سکتے ہیں؟"

اس نے دونوں ابرو اٹھا کر اسے دیکھا "خوبصورت؟" پھر ارد گرد دیکھا "کہاں ہے خوبصورت لڑکی؟" اور اسے دیکھا جو جھک کر اسے دیکھ رہی تھی

لڑکی نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر بولی "کیا تم مجھے تھوڑا آگے تک لفٹ دے سکتے ہو؟"

کچھ پل کی خاموشی، اس نے سانس خارج کی

"آئیں۔۔اکثر اندھیری سنسان سڑکوں پر چڑیلیں چمٹ جاتی ہیں" اور سامنے دیکھنے لگا

اس نے پہلے اس لڑکے کو گھورا اور پھر گھوم کر پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی۔ کچھ پل بیتے اور لڑکے نے گلا کھنکھارا

"ویسے رات کو ایک خوبصورت لڑکی کو ایک لڑکے سے لفٹ لیتے ڈر نہیں لگا؟" اس نے گردن گھما کر لڑکی کو دیکھا تھا

لڑکی نے اسے گھورا "خوبصورت لڑکی؟" پھر ادھر اُدھر دیکھا "کہاں ہے خوبصورت لڑکی؟" اور وہ ہنس دیا۔ وہ اس کی نقل اتار رہی تھی۔ پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"ویسے وہ آپ کے پیچھے کیوں پڑے تھے؟"

لڑکی سامنے دیکھتے ہی بولی تھی "ریسٹورنٹ میں ایک ویٹرس کو تنگ کر رہے تھے، میں نے باہر نکال دیا۔ پھر میرے پیچھے پڑ گئے، سٹوپڈ!" اور سر جھٹکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکے کی دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھیں "سٹرینج!" پھر اسے دیکھا "مطلب تم۔۔تم نے انہیں باہر نکلوایا؟" اور مسکرا دیا

لڑکی کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے مگر وہ ضبط کر کے رہ گئی۔ پھر خاموش ہوا اور خود کو سنبھالا۔ لڑکی جیسے خفا بیٹھی تھی، اس کی گود میں پڑے پرس میں پڑا فون بجا تھا۔ اس نے جلدی سے فون نکالا اور نام دیکھ کر سکرین سوائپ کی۔ پھر فون کان سے لگایا، کسی مرد کی آواز ابھر رہی تھی

"جی بابا۔۔بس پانچ منٹ تک۔۔اوکے" اور اس نے کال کاٹ دی۔ پھر فون پرس میں رکھا۔ لڑکی نے اسے آگے سے اپنا اڈریس بتایا تھا۔

لڑکے نے اسے دیکھا اور پھر مسکرایا "اگر میں آپ کو آپ کے بتائے اڈریس کی بجائے کہیں اور لے جاؤں تو؟"

لڑکی نے گردن گھما کر اسے دیکھا "شکل سے آپ اتنے فلرٹ اور پینچ لگتے نہیں ہیں ویسے" اور سامنے دیکھنے لگیں

اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ اس نے اس لڑکی کو گھورا "شکل سے تو آپ بھی بڑی معصوم لگتی ہیں مگر زبان ماشاءاللہ سے خاصی لمبی ہے"

لڑکی نے سانس خارج کی، تنے کندھے ڈھیلے چھوڑے

Clubb of Quality Content

"اب مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپ کو تھینک یو بولوں یا سوری؟" پھر گردن گھما کر اسے دیکھا، اس کا گھر دور سے ہی نظر آرہا تھا

اس نے شانے اچکائے "سوری کیوں؟"

لڑکی مسکرائی، جھٹ سے بولی "سوری، آئندہ آپ پر ٹرسٹ نہیں کروں گی اور تھینک یو گھر تک چھوڑنے کا" اور وہ مڑی۔ ہاتھ دروازے کے ہینڈل تک گیا اور اس نے گاڑی کی سیپڈ بڑھا دی اور پھر ایک جھٹکے سے گاڑی روکی، وہ جھٹکا کھا کر آگے کو ہوئی، پھر پیچھے سیٹ کی پشت سے آلگی اور وہ ہنس دیا "سوری، آئندہ مجھ پر ٹرسٹ نہیں کرنا" اور ہنس دیا

لڑکی ضبط کر کے رہ گئی۔ پھر وہ ایک دم سے پیچھے کو آیا اور گاڑی نے ایک جھٹکا کھایا، وہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹی اور زور سے سیٹ کی پشت سے جا لگی۔ اس نے آنکھوں میں غصہ لیے، دانت پیستے اسے دیکھا۔ وہ ہنس دیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے دیکھا۔ لڑکی نے اپنا پرس اسے مارا مگر وہ اس کے بازو پر لگا۔ وہ پھر سے ہنس دیا مگر لڑکی نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر آگئی۔ پھر زور سے دروازہ بند کیا اور کھلی ونڈو سکرین سے اندر جھانکا

"کسی نے آپ کو بتایا نہیں کہ آپ ہنستے ہوئے کتنے برے لگتے ہیں" وہ بڑے غصے سے بول رہی تھی۔ گاڑی میں بیٹھے شخص کی مسکراہٹ گہری پڑی "کسی نے آپ کو بتایا نہیں کہ غصہ کرنے سے خون جلتا ہے اور خون جلا کر گھر نہیں جاتے" اور سر کو خم دیا

لڑکی نے منہ بنا کر سر جھٹکا اور اپنے گھر کی طرف بڑھی۔اس کا گھر ذرا سی اونچائی پر تھا،ارد گرد اور بھی مکان تھے مگر درخت زیادہ تھے۔اس نے سانس خارج کی اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

لڑکی گھر کے اندر داخل ہوئی،سامنے وسیع و عریض باغ تھا،ایک طرف گیراج میں گاڑی کھڑی تھی اور وہ آگے بڑھتی گئی۔سامنے ایک مرد کھڑا تھا جسے دیکھ کر وہ مسکرا دی اور پھر آگے بڑھ کر اس کے کندھے سے جا لگی،اس مرد نے بھوری شال لی ہوئی تھی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"میں تو پریشان ہو گیا تھا،کل سے تم گاڑی لے جانا"

لڑکی ان سے جدا ہوئی اور مسکرا کر سانس خارج کی۔یہ وہ جگہ تھی جہاں وہ اپنے غم بھول جاتی تھی۔

پھر اپنے باپ کے ساتھ اندر بڑھی۔کھانے کی خوشبو لاؤنج میں پھیلی تھی،اس کی ماں کچن سے باہر آئی اور خفگی سے اسے دیکھا

"تابندہ۔۔جہاں جاتی ہو وہیں رہ جاتی ہو" وہ آگے بڑھی اور اس عورت کے گرد بازو حمائل کیے۔

آج وہ بہت تھک گئی تھی،ماں سے جدا ہوئی اور پرس فائل سمیت صوفے پر پھینکا اور اپنے باپ کے ساتھ صوفے پر جا بیٹھی۔اس نے اپنا سر ان کی ران پر رکھا اور لیٹ گئی،وہ آٹھ بجے کی ہیڈ لائنز سن رہے تھے۔خبروں میں کسی نیب آفیسر کے قتل کا چرچہ تھا اور اس کے کیس کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا جس میں کوئی خاص پیش رفت نہیں تھی۔اس آفیسر کا نام اسامہ خالد بتایا جا رہا تھا اور اس کیس کا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سر پیر نہیں مل رہا تھا،اس کے قتل کے بعد اس کے ضروری ڈاکومنٹس اور لیپ ٹاپ نہیں ملا تھا، اینکر اور بھی کچھ بتا رہی تھی جب کہ تابندہ سیدھی ہو کر لیٹ گئی،اپنے باپ کا ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھا "تمھارے آفس ہو اذکر اسامہ خالد قتل کیس کا؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "جی بابا، ہوتا رہتا ہے مگر کوئی کچھ بولتا نہیں ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ وہ کسی شہاب احمد نامی شخص کے خلاف بہت سے ٹھوس ثبوت اکٹھے کر چکا تھا مگر پھر مر ڈر ہو گیا۔ شہاب احمد کا بڑا نام سنا ہے مگر کسی نے اس کو نہیں دیکھا، کوئی اس کو نہیں پکڑتا حالانکہ اس کا بلیک مارکیٹ کرپشن اور پتہ نہیں کن کن غیر قانونی معاملات میں نام آتا ہے "اور سانس خارج کی "ان بڑے لوگوں کو کوئی نہیں پکڑتا، شامت بس چھوٹوں کی آتی ہے "اور سر جھٹکا

اس کی ماں کچن سے باہر آئی اور باپ بیٹی کر گھورا "سارا دن بھی آفس میں یہی دماغ کھاتے ہیں اور اب بھی "پھر آگے بڑھیں "چلو اٹھو، منہ ہاتھ دھو کر آؤ۔ کھانا لگاتی ہوں "پھر اس کے باپ کی طرف متوجہ ہوئیں "آپ بھی آتے ہی اسے ملک کی سب سے خوفناک خبر دیا کریں۔ پہلے وہ کم ہے جو آپ بھی شروع ہو جاتے ہیں "اس کے باپ نے جھٹ سے چینل بدل لیا۔ خاتون چلی گئی تو لڑکی ذرا سا ساتھ ہوئی اور ان کے بازو سے سر لگایا "ڈرتے ہیں؟ آپ تو ابھی بھی اماں سے خوف کھاتے ہیں "اور ہنس دی۔ اس کا باپ بھی مسکرایا تھا "اچھا لگتا ہے اس سے ڈر کے رہنا "اور دونوں باپ بیٹی ایک ساتھ ہنسے تھے۔

وہ اٹھی اور اندر بڑھی، کمرے کا دروازہ کھولا اور سامنے بیڈ پر ایک لڑکی بیٹھی تھی، اس کے سامنے بہت سی تصاویر تھیں اور انھیں جوڑتی ایک کتاب سی بنا رہی تھی۔ اسے آتا دیکھ کر مسکرائی

"آ گئی ہو؟"

"ہوں" اس نے اپنا پرس اور سٹالر کھونٹی سے لٹکایا اور کوٹ اتار کر صوفے کی پشت پر رکھا۔

"مانو۔۔" وہ اس کی طرف بڑھی "یہ کیا کرتی رہتی ہو؟" اور اس کے سامنے جا بیٹھی

"یہ سکریپ بک ہے۔ کل تک یہ آڈر بھیج دینا ہے، نیا کلائنٹ آیا ہے" اور اس نے قینچی پکڑ کر ربن کاٹا تھا۔

اس کا نام "امبر" تھا مگر وہ اسے پیار سے مانو کہتی تھی۔ پھر کھڑی ہوئی اور بال جوڑے میں بند کیے اور واش روم میں گھس گئی، آئینے میں ایک نظر خود کو دیکھا۔ وہ کافی تھک چکی تھی، پھر خیال آیا کل اتوار ہے تو مسکرا دی۔ اسے بھوک لگی تھی، کھانا کھا کر سونا اب اس کی پری آریٹی تھی۔۔

اگلی صبح سرد مگر خوبصورت تھی۔ آج اتوار تھا اور آج باقی دنوں کی نسبت گھر میں خاموشی تھی۔ وجہ تھی امبر جو کہ سوئی تھی اور اس کی اماں جو باقی دنوں کی بھی نیند آج ہی پوری کریں گی۔ تابندہ نے اپنے باپ کے ساتھ ناشتہ کیا تھا، پھر چائے کے دو کپ ہاتھ میں پکڑے باہر باغ کی طرف آئی۔ وسیع باغ میں مالی کام کر رہا تھا۔ خزاں کی وجہ سے پتے جھڑ چکے تھے جس کی وجہ سے باغ سبز کم زرد بھورا

زیادہ تھا۔اس نے چائے کا کپ اپنے باپ کو دیا اور مسکرا دی۔اس نے ٹراؤزر پر کھلا سویٹر پہن رکھا تھا جس پر انگریزی میں کسی کا نام لکھا تھا

"عباس خان"

اور اس کے باپ نے بھی ٹراؤزر پر سویٹر ہی پہنا تھا جس پر بھی کسی کا نام بُنا ہوا تھا

"تابندہ عباس خان"

اس نے اپنے باپ کے نام کا سویٹر پہنا تھا اور باپ نے بیٹی کے نام کا۔وہ مسکرائی اور گلا کھنکھارا

"آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں؟"اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی۔اس کی آنکھیں تین رنگوں کا خوبصورت ملاپ تھیں، سنہرے بھورے اور سبز رنگ کا حسین ملاپ

وہ مسکرائے اور چائے کا کپ منہ کو لگایا"اتنا کہ میں تمھیں گردہ دے سکتا ہوں مگر جائیداد نہیں" اور ہنس دیے۔وہ بھی ہنسی تھی

"اچھا سنیں نا"یک دم اس کے چہرے پر معصومیت طاری ہو گئی اور وہ اپنے باپ کے قریب کھڑی ہوئی۔پھر آہستہ سے بولی"وہ باہر ناڈلیوری بوائے آیا ہے، پیسے دے دیں تھوڑے سے"پھر آنکھ دبائی"ادھار ہی سہی"

انھوں نے سانس خارج کی"میں غریب بندہ ہوں، رحم کرو مجھ پر"

اس نے منہ بنالیا"تھوڑے سے پیسے ہیں، دے دیں"

انھوں نے بے بسی سے اسے دیکھتے کندھے ڈھیلے چھوڑے "اچھا چلو"

وہ مسکرائی اور اپنے باپ کے ساتھ باہر بڑھی۔دروازے کے پاس پہنچی تو گارڈ نے سر کے خم سے سلام کیا اور سیاہ سلاخوں والا گیٹ کھولا۔انھوں نے جیب سے والٹ نکالا اور لڑکے کو مطلوبہ رقم دی۔پھر چائے کا کپ تابندہ کو دیا اور کتابیں خود پکڑ لیں۔دونوں اکٹھے اندر بڑھے تھے۔

"ابھی تمھاری اماں اٹھیں گی،مزید کتابیں دیکھیں گی اور غصے سے کہیں گی کہ اب اس گھر میں مزید کتابیں آئیں تو تم کو اور تمھارے بابا کو کتابوں سمیت گھر سے نکال دوں گی" وہ اپنی بیگم کی نقل اتارتے بولے تو دونوں ہنس دیے۔کتابیں باغ میں پڑے پتھر کی میز پر رکھیں اور پھر چائے کا کپ تھام لیا۔وہ مالی سے باتیں کرتے چائے پی رہے تھے اور تابندہ اپنا خالی کپ وہیں چھوڑ کر کتابیں پکڑے اندر آئی تھی اور جب باہر واپس آئی تو ہاتھ میں دوا اور پانی کا گلاس تھا۔اپنے باپ کے ساتھ جا کھڑی ہوئی اور گلا کھنکھارا۔انھوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر سانس خارج کی۔میز پر بیٹھے اور اس کے ہاتھ سے دوا لی،منہ میں ڈالی اور پانی کے گلاس کے ساتھ نگل گئے۔وہ مسکرائی اور ان کے پیچھے آ کھڑی ہوئی،پھر ان کے کندھے دبانے لگی۔

"رات کو میں تمھارے کندھے دباتا ہوں اور دن کو تم" اور مسکرا دیے

وہ بھی مسکرائی تھی مگر خاموشی سے ان کے کندھے دباتی رہی۔انھوں نے گلا کھنکھارا

"تابندہ۔۔ایک بات کروں بیٹے"ان کا لہجہ تابندہ کے ساتھ ہمیشہ سے نرم تھا،وہ باپ سے زیادہ ایک اچھے دوست تھے

"جی بابا"وہ متوجہ سی سن رہی تھی۔

"عبید کو تم جانتی ہو،ہم سب جانتے ہیں۔میرا بڑا اچھا دوست ہے"انھوں نے توقف کیا۔وہ جانتی تھی کہ وہ کیا بات کرنے والے ہیں مگر پھر بھی انھیں بولنے کا موقع دیا۔

"وہ اپنے چھوٹے بیٹے عبداللہ کے لیے امبر کا ہاتھ مانگ رہے ہیں"وہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔لڑکی نے خود ہی بات بڑھائی تھی

"وہ تو ڈاکٹر ہے نا،میرے خیال سے pediatrics (بچوں کا ڈاکٹر)"وہ اسی طرح کندھے دباتی رہی تھی

"ہاں وہی۔۔ڈاکٹر عبداللہ۔۔اس کے لیے امبر کا ہاتھ مانگا ہے"پھر توقف۔اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا،وہ اگلے الفاظ کی منتظر تھی"اور جو بڑا بیٹا ہے حارث۔۔اس کے لیے تمھارا ہاتھ مانگ رہے ہیں"انھوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"مجھے تو دونوں بیٹے ہی اچھے لگتے ہیں۔عبید کا زیادہ وقت میرے ساتھ گزرا ہے اور بچپن سے میں نے ان بچوں کو دیکھا ہے۔۔حارث ابھی سی ایس ایس سے فارغ ہوا ہے،مجھے تو تمھارے لیے مناسب جوڑ لگا ہے اور امبر کے لیے بھی"انھوں نے اپنی بات کہہ دی،اب وہ اس کے منتظر تھے۔تابندہ نے سانس خارج کی

Clubb of Quality Content

"مجھے خود ابھی سی ایس ایس کرنا ہے" اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے

انھوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ بٹھایا۔ پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

"شام کو یہی بات تمھاری ماں تمھیں بتانے آئے گی، تمھیں پتہ ہے نا وہ نہیں پوچھے گی کہ تم نے سی ایس ایس کرنا ہے یا پی ایچ ڈی" پھر توقف کیا "اس لیے میں تم سے پوچھ رہا ہوں کیونکہ تم یہ حق رکھتی ہو کہ تمھاری زندگی کا فیصلہ تم سے پوچھ کر کروں" انھوں نے نرمی سے اپنی بات کہہ دی

اس کی آنکھوں کی پتلیاں حرکت کر رہی تھیں۔ وہ دھیرے سے مسکرائی

"بابا آپ امبر کی بات پکی کر دیں، عبداللہ اچھا ہے۔ میری بھی جب بھی کبھی اس سے بات ہوئی ہے وہ مجھے ڈیسنٹ سا ہی لگا ہے" وہ دھیما سا مسکرائی

"اور تم؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے "تم بیٹے؟"

وہ خاموش رہی۔ ہاتھ ان کے ہاتھوں سے نکال لیا اور سامنے دیکھنے لگی

"تابندہ۔۔ منہ بنا لینے سے بات نہیں بنتی بیٹا" وہ مسکرا دیے

"لیکن مجھے ابھی شادی نہیں کرنی بابا۔۔ میں نے ابھی حاصل ہی کیا کیا ہے؟ میرے ہاتھ خالی ہیں" وہ جیسے اپنے باپ کو سمجھا رہی تھی

"تابندہ۔۔ زندگی میں سب کچھ من چاہا حاصل نہیں ہوتا۔ زندگی لاحاصل چیزوں کا نام ہے، تمھیں کیا حاصل کرنا ہے؟ بہت سارا پیسہ، ایک سٹیٹس، مقام مرتبہ اور کیا؟ ایک اچھا کیریئر؟ اس کے بعد

کیا؟"وہ اسے سمجھا رہے تھے۔یہ الگ بات ہے کہ وہ سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھی"ہم ان ساری چیزوں کو سب سے اوپر رکھتے ہیں۔خاص کر کے آج کل کے بچے،دولت شہرت پیسہ گاڑی گھر بنگلہ سٹیٹس سٹینڈرڈز اور اچھا لائف پارٹنر؟ایک اچھا ہمسفر؟ایک اچھا ساتھی؟وہ تب آتا ہے نا جب ہم سب حاصل کر لیں گے اور پھر وہ آئے گا اور ہم اچھی زندگی گزار سکیں گے"

انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا"نہیں میرا بچہ۔۔لائف پارٹنر ان سب کے ساتھ آتا ہے اور وہ آپ کے ساتھ آگے بڑھتا ہے کیونکہ وہ آپ کا ساتھی ہوتا ہے۔ایک اچھا سمجھدار اور سپورٹنگ پارٹنر ہو تو یہ سب حاصل کیا جا سکتا ہے"

اس نے اپنے باپ کی بات کاٹی"کیا گارنٹی ہے بابا کہ وہ لائف پارٹنر اچھا اور سپورٹیو ہو گا؟"

انھوں نے سانس خارج کی"زندگی کی بھی تو گارنٹی نہیں ہے مگر ہم جی رہے ہیں۔اللہ پر تو بھروسہ ہے نا اور پھر ماں باپ دیکھ بھال کر ہی اپنے جگر کا ٹکڑا کسی کو دیتے ہیں۔میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ایک اچھا لائف پارٹنر اور شادی آپ کی اولین ترجیح ہے مگر بیٹے یہ ترجیح تو ہے نا،ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے ایک عمر ہوتی ہے،باقی جیسا تم چاہو"وہ خاموش ہو گئے

"بابا میں کون سا بوڑھی ہو گئی ہوں،جو میرے نصیب میں ہو گا مجھے مل کر رہے گا"وہ ابھی بھی اپنی بات پر قائم تھی

وہ ہنس دیے "تو کیا بوڑھے ہونے کا انتظار کریں یا اس چیز کا انتظار کریں کہ کوئی آئے گا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور کہے گا مجھے اللہ نے بھیجا ہے تابندہ کے لیے" پھر مسکرائے "ایسے تو نہیں ہوتا بیٹے، خود ہاتھ پیر ہلانے پڑتے ہیں پھر آگے جو اللہ کی مرضی۔۔زندگی کے خوبصورت سال جوانی کے ہوتے ہیں۔سب سے خوشگوار ایکٹیو اور پرجوش، تب شادی کرنی ہے جب ہڈیوں کا درد شروع ہو گا"

وہ خاموش رہی۔وہ کیا بولتی؟ قائل تو وہ کر چکے تھے۔

"حارث کیسا ہے؟" وہ فقط یہی پوچھ سکی۔

وہ ہنس دیے "اچھا ہے، بچپن سے ہم نے بھی دیکھا ہے تم بھی دیکھتی آئی ہو۔۔کردار اور اخلاق کا بھی اچھا ہے اور تمھاری کتابوں کا خرچہ بھی اٹھالے گا" کہہ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا

وہ مسکرائی "لیکن ابھی میں نکاح کر سکتی ہوں اگر آپ حارث کے زیادہ ہی فین ہیں تو۔۔رخصتی کچھ عرصہ بعد"

وہ مسکرا دیے "مطلب آپ راضی ہیں؟"

وہ مسکرائی "ایٹی پرسنٹ۔۔ٹونٹی پرسنٹ تب مانوں گی جب آپ مجھے پین کیک بنا کر کھلائیں گے"

اور ہنس دی

ان کی مسکراہٹ قائم رہی "اس لیے کندھے دبا رہی تھی"

اس نے مسکرا کر شانے اچکائے

دونوں اکٹھے کھڑے ہوئے اور اندر بڑھ رہے تھے

"امبر تو یہ سن کر ہی پاگل ہو جائے گی کہ اس کے حصے میں ڈاکٹر آنے والا ہے"

وہ مسکرائے "اچھا ہے نا، اس کا علاج کرتا رہے گا"

اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔۔

شام کے چار بجے کا وقت تھا۔ تابندہ نے بھورے رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی جس کے نیچے لائٹ سکن ٹراؤزر تھا۔ گلے تک ہائی نیک عیاں تھی اور وہ آئینے کے سامنے کھڑی بالوں کو برش کر رہی تھی۔ پھر اچھے سے بالوں کی چٹیا بنائے اس نے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا۔ منہ پر moisturizing cream لگائی، گال اور ہونٹوں پر ہلکا سا ٹنٹ، پھر سامنے کے بالوں سے چند بال نکال کر چہرے کے دائیں بائیں فلکس کی صورت سجا لیے۔ کچھ فاصلے پر اس کی بہن الماری میں اپنے کپڑے تہہ کر کے رکھ رہی تھی۔ اس نے ایک نظر اپنی بہن کو دیکھا جو جھک کر جرابیں پہن رہی تھی

"بابا کے ساتھ جا رہی ہو؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "پیدل جائیں گے۔ بابا سے میں نے کہا ہے کہ مجھے ثوبیہ کے گھر چھوڑ دیں اور خود اپنے دوست سے ملنے چلے جائیں۔ واپسی پر مجھے لیتے آئیں" کہہ کر سیدھی ہوئی اور کھونٹی سے لٹکا اپنا گہرا بھورا لمبا کوٹ اتارا اور پہن لیا۔ پھر بیڈ پر پڑی فائل پکڑی اور اپنے کاغذات دیکھے، پھر

دوسری فائل پکڑی اور سٹالر پکڑے باہر کی طرف بڑھی۔اس کا باپ سامنے کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔وہ مسکرائی اور فائل انھیں پکڑائی، پھر سٹالر گلے کے گرد گول کر کے دائیں بائیں ڈالا اور مسکرائی

"میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

وہ بھی مسکرائے "میری بیٹی لگ رہی ہو"

اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔لاؤنج سے باہر نکلے تو باغ کی صفائی ہوئی تھی، لمبے درخت بڑی کیاریوں کی زینت تھے جو کہ گھر کے باہر سے بھی نظر آتے تھے۔باغ کے دوسرے حصے میں پھول اور لیموں سمیت پودینے کا پودا تھا۔وہ اپنے باپ کے ساتھ باہر بڑھی، دونوں فائلز انھوں نے اپنے ہاتھ میں تھام رکھی تھیں، اس نے اپنا دایاں بازو اپنے باپ کے بائیں بازو میں ڈال رکھا تھا اور مسلسل کچھ بولتی آگے بڑھ رہی تھی۔وہ سر ہلا کر جواب دے رہے تھے، دور پہاڑوں پر برف جمی نظر آ رہی تھی۔

"بیٹیوں کے لیے باپ جیسا کوئی نہیں ہوتا بابا، کم از کم میرے لیے تو آپ کے جیسا کوئی نہیں ہو گا" پھر مسکرائی اور انھیں دیکھا "ہے نا؟"

وہ بھی مسکرائے اور سر اثبات میں ہلایا۔"میں بھی سوچ رہا ہوں دونوں میں سے ایک لڑکے کو گھر داماد بنالوں، دونوں چلی جاؤ گی تو گھر خاموش سا ہو جائے گا"

وہ کچھ سوچتے بولی "اگر تو عبید انکل رشتے سے راضی ہو جائیں اور امی بھی مان جائیں اور آپ ہماری بات پکی کر دیں تو آپ نا حارث کے سامنے گھر داماد بننے کی شرط رکھ دیجیئے گا، وہیں پتہ لگ جائے گا کہ وہ آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں"

اس کا باپ ہنس دیا اور اس کو دیکھا "بیٹیاں شرطوں پر تھوڑی دی جاتی ہیں"

اس نے سانس خارج کی "ایک تو آپ کے ایموشنل ڈائیلاگز۔۔ یہ صرف امی کو متاثر کر سکتے ہیں مجھے متاثر کرنے کے لیے لفظ نہیں عمل کام آئے گا" اس نے دوٹوک انداز میں کہا تھا

"کیسا عمل؟" بھنویں بھینچ گئیں

"یہی کہ واپسی پر دیر نہیں کرنی اور پیسوں کا انتظام کر کے آنا ہے۔۔ واپسی پر فرائز کھانی ہیں نا" اور معصومیت سے مسکرا دی

وہ سر ہلا کر رہ گئے۔ دونوں آگے بڑھتے جا رہے تھے، بائیں طرف درخت تھے اور دائیں طرف سڑک۔

"میرے اپنے پاس بھی پیسے ہوتے ہیں مگر مجھے پھر بھی آپ سے مانگنے ہوتے ہیں۔۔ کیونکہ مجھے اچھا لگتا ہے، اس احساس کو کیا کہیں گے؟"

اس کا باپ مسکراہٹ دباتے بولا "کنجوسی"

Clubb of Quality Content

وہ بھی مسکرائی "اس کو کہیں گے محبت۔۔دیکھیں مجھے اچھا لگتا ہے آپ پر ڈیپینیٹ ہونا۔اتنے سال آپ نے میرا بوجھ اٹھایا ہے، میری فیسیں دی ہیں، میرا خیال رکھا ہے، ہر چیز میں آپ نے مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔ لیکن اچھا لگتا ہے ناجب گھر کے مرد کا بازو یوں تھام کر رکھنا" اس نے اپنے باپ کے بازو کی طرف اشارہ کیا تھا "اچھا لگتا ہے ناجب میں اپنے کپ کے ساتھ آپ کی چائے کا کپ بھی بناتی ہوں، مجھے کوئی چھوٹا سا مسئلہ بھی ہو تو آپ کے پاس آتی ہوں"

اس کا باپ مسکرایا "اچھا لگتا ہے"

"پتہ ہے بابا میں کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ لڑکیوں کا انڈیپینڈنٹ ہونا ضروری ہے لیکن جن کے پاس ایک اچھا باپ ہو یا ایک اچھا شوہر ہو کیا ان کے لیے بھی؟ مطلب مجھے پتہ ہے کہ میں کماتی ہوں لیکن آپ کو بھی پتہ ہے میں آپ کی ذمہ داری ہوں، آپ سے پیسے بھی مانگتی ہوں اور اپنی سیونگز بھی رکھتی ہوں۔۔گھر کا مرد اچھا ہو تو زندگی کتنی اچھی ہوتی ہے نا بابا"

اس کا باپ اسے معصومیت سے دیکھ رہا تھا۔پھر بولنا شروع ہوئے "خود مختار ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا بیٹے کہ آپ کو اب گھر کے مرد کی یا گھر والوں کی ضرورت نہیں ہے۔۔بیٹیوں کو اپنے لیے خود مختار ہونا چاہیئے، اپنے لیے کافی۔۔آپ اپنے پیسوں سے جسے چاہے تحفے دیں، جب چاہیں شاپنگ پر چلی جائیں، جو کتاب پسند آئے لے لیں۔۔ان چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی آپ کو جھکنا نہ پڑے۔ کوئی ہمیشہ آپ کے ساتھ نہیں رہتا۔ہر مرد باپ نہیں ہوتا۔بن ہی نہیں سکتا، لڑکیوں کو مالی طور پر

اپنی سیلف ریسپیکٹ کے لیے،اپنی خواہشات کے لیے اور اپنے لیے سٹیبل ہونا ہوتا ہے بیٹے، باپ نے ہمیشہ ساتھ نہیں رہنا ہوتا اور ہر مرد پر گھر کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔لڑکی کو اپنی پسندیدہ کتاب کے لیے،رنگوں کے لیے، پھولوں کے لیے کسی مرد کا انتظار نہ کرنا پڑے کیونکہ ہر مرد باپ نہیں ہوتا نا،اس پر اور بھی کئی چیزوں کا بوجھ پڑ جاتا ہے پھر پھول رنگ اور کتاب پیچھے رہ جاتے ہیں"انھوں نے اپنی بات مکمل کی تھی

"ٹھیک ہے۔۔لیکن میرا خرچہ ابھی بھی آپ ہی اٹھائیں گے کیونکہ میں بہت کم کماتی ہوں،آپ کی پے کا بیس پرسنٹ بس"اور انھیں دیکھا

وہ مسکرائے"یہی بات امبر کہتی تو میں اس سے اختلاف کرتا"پھر سانس خارج کی"یہ محبت بڑا خوار کرتی ہے بھئی"اور سر نفی میں ہلایا

وہ ہنس دی۔اس کی دوست کا گھر قریب تھا۔گیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے اپنے باپ کو جانے دیا اور خود اندر آ گئی۔۔

تابندہ اندر گئی اور اپنی سہیلی کی ماں سے سلام لی۔گھر میں خاموشی تھی، صرف اس کی ماں تھی اور ساتھ ایک ملازمہ۔وہ لاؤنج کی سیٹنگ چینج کر رہی تھیں اور اسے اپنی سہیلی کہیں نظر نہیں آئی۔پہلے تو اسے شرمندگی ہوئی کہ بتا کر آنا چاہیئے تھا، پھر غصہ آیا کہ کم از کم ثوبیہ سے یہی پوچھ لیتی کہ گھر ہے یا نہیں مگر خیر اب کیا ہو سکتا تھا۔اس کی ماں نے اس کو اس کی سہیلی کے کمرے میں بٹھایا، کچھ پل بیتے

اور ملازمہ اس کے لیے چائے لے آئی۔وہ چائے پیتے اس کا انتظار کر رہی تھی،دفعتاً اس کی ماں اندر داخل ہوئی اور وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گئی

"بیٹا فون ہے تو اسے کال کر کے پوچھ لو،یہیں اپنی کسی کولیگ کے ساتھ کیفے تک گئی تھی ادھر ہی رہ گئی ہے"

وہ مسکرائی اور ڈھیر ساری لعنت ملامت خود پر بھیج کر بولی "آنٹی۔۔آئی ایم سوری،میں بابا کے ساتھ آئی تھی تو فون گھر پر ہی چھوڑ آئی"

اس کی ماں مسکرادی "چلو میں کال کر کے پوچھ لیتی ہوں "اور وہ وہاں سے چلی گئیں۔اسے وہاں آئے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت تو بیت چکا تھا۔ثوبیہ پہلے سی ایس ایس کے پیپر دے چکی تھی۔یہ الگ بات تھی کہ وہ پاس نہیں ہوئی اور اس نے چھوڑ دیا،وہ اپنے ضروری ڈاکومنٹس وغیرہ لے کر اس سے سارا پراسس،پیپر پیٹرن اور تیاری کہاں سے کرنی ہے یہی پوچھنے آئی تھی اور وہ نا جانے کہاں رہ گئی تھی۔وہ بار ہو رہی تھی،پھر کھڑی ہوئی اور اس کی کھڑکی تک آئی،لاؤنج نظر آیا،باہر کی سیٹنگ چینج تھی۔پھر بیڈ تک آئی اور اپنی فائل پکڑ کر کھولی،سانس خارج کیا اور انھیں سٹڈی ٹیبل پر رکھ کر اس کی کتابیں دیکھنے لگی۔سٹڈی ٹیبل کے اوپر تین چار شیلفس بنی تھیں جن میں اس کی کتابیں تھیں، ان میں کئی کتابیں سی سی ایس ایس کی بھی تھیں،وہ کتابیں کھنگالتے سوچ رہی تھی کہ اسی سے لے لی گی۔پھر ہاتھ بڑھا کر ایک موٹی کتاب نکالی اور ساری کتابیں،فائلز سب دھڑام سے سٹڈی ٹیبل پر آ

گریں، وہ ہڑبڑا گئی اور دروازے کی طرف دیکھا، اگر اس کی سہیلی یا اس کی امی اسے ایسے دیکھ لے تو کیا عزت رہے گی "کسی کے گھر آ کر یوں نہیں کرتے تابندہ" اس نے خود کو کوسا اور پھر جلدی جلدی اس کی کتابیں واپس لگانے لگی۔ ساری فائلز ایک طرف رکھیں اور کتابیں شیلف میں جوڑیں، پھر جلدی سے فائلز رکھنے لگی۔ اس کا دل بڑی زوروں سے دھڑک رہا تھا، اس نے ساری کتابیں اور فائلز سیٹ کر کے شیلف میں لگا دیں اور اپنی دونوں فائلز لیے بیڈ پر آ بیٹھی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی انگلیوں کے کڑاکے نکالتی خود کو نارمل کرنے لگی۔ پھر گردن موڑ کر بک شیلف کو دیکھا، پھر نظر سٹڈی ٹیبل پر گئی اور سب نارمل لگ رہا تھا۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور ملازمہ اندر آئی "آپ کے بابا آئے ہیں"

اس نے سکھ کی سانس لی اور سر ہلا کر باہر کی طرف بڑھی۔ ثوبیہ کی ماں سے معذرت کی اور باہر کی طرف بڑھی، شام گہری ہو رہی تھی۔ اس نے افسوس سے سر جھٹکا، یہی اگر وہ اسے بتا کر آ جاتی تو اتنا وقت ضائع نہ ہوتا۔ باہر نکلی اور اپنے باپ کو دیکھ کر مسکرا دی۔ فائلز انھیں پکڑائیں اور ہمیشہ کی طرح ان کی کہنی پکڑے چل دی۔ اس کے مطابق جو ہوا بے مقصد ہوا لیکن کچھ بھی بے مقصد نہیں ہوتا۔ کچھ نہ کچھ کچھ نہ کچھ ہونے کے لیے ہوتا ہے۔

رات کو کھانے کے بعد تابندہ اور امبر کمرے میں بیٹھی تھیں۔ امبر اپنے ناخن پر نیل پالش لگا رہی تھی مگر تابندہ اس کے سامنے بیٹھی لاؤڈ سپیکر پر کسی کا فون سن رہی تھی۔ ساتھ ساتھ اپنے سامنے پڑی

فائل کے صفحے پلٹاتی نظروں سے اس کا معائنہ بھی کر رہی تھی۔امبر نے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائی تھی جبکہ تابندہ چوکڑی مارے بیٹھی تھی،اس کے بھورے بال کھلے تھے ایسے جیسے وہ ابھی نہا کر آئی ہے اور سوکھانے کے لیے کھول رکھے ہیں۔فون سے باہر ایک لڑکی کی آواز ابھر رہی تھی جو شاید رو بھی رہی تھی

"تابندہ میں میسج کروں تو میسج سین کر لے گا مگر ریپلائی نہیں کرے گا،معمولی سی بات پر چک چک لگا کے رکھے گا۔پھر میں خفا ہو جاؤں تو مناتا بھی نہیں ہے جیسے پتہ نہیں کتنا ہی تنگ تھا مجھ سے"اور پھر سے رو دی۔

تابندہ نے سانس خارج کی"تم رو مت آمنہ،کل آفس کے بعد ملیں گے تو میں اسے سمجھا دوں گی"وہ فائل کے صفحے پلٹاتی منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی،وہ غلط فائل اٹھا لائی تھی۔اپنی فائل ثوبیہ کی فائل کی جگہ رکھ آئی تھی اور اس کی اٹھا لائی تھی۔اب مزید شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا

"مجھے اس کے ساتھ نہیں رہنا۔اسے بولو مجھے چھوڑ دے،روز روز کے مرنے سے اچھا میں ایک ہی بار مر جاؤں"

امبر نے منہ بسور کر تابندہ کو دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلایا۔اس نے امبر کو دیکھتے شانے اچکائے"اچھا میں اسے سمجھاؤں گی۔کل آفس کے بعد ہم باغ میں ملیں گے اور وہاں مل کر بات کریں گے،پھر جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا"

دوسری طرف آمنہ چپ ہوئی اور ایک دو باتیں کر کے کال کاٹ دی۔ کمرے میں سکون ہوا تھا۔

امبر نے ٹیک چھوڑی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "ریلیشن شپ کے مشورے بھی دیکھو کس سے لے رہی ہے جو ابھی تک خود سنگل ہے" اور سر جھٹک کر مسکرادی

تابندہ نے اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں اور فائل بند کی "مجھے دیکھو تم، میں ثوبیہ کے گھر گئی ہوں اور اپنی فائل اس کی شیلف میں رکھ کر اس کی اٹھالائی ہوں" اور سر نفی میں ہلایا۔

امبر نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "تم تو کہہ رہی تھی وہ تمھیں ملی ہی نہیں"

"ہاں بابا۔۔ نہیں ملی تھی۔ میں اس کی بکس دیکھ رہی تھی اور ساری شیلف سٹڈی ٹیبل پر آ گری۔۔ پھر میں نے جلدی سے اس کی شیلف سمیٹی اور تب ایکس چینج ہو گئی" وہ اٹھی اور دونوں فائلز الماری میں رکھیں۔ پھر امبر کے سامنے آ بیٹھی، وہ اپنے ناخن دیکھتے بولی "یہ کیوں رو رہی تھی؟"

"یہ میری کولیگ ہے آمنہ، آفس میں ہمارا ایک کولیگ ہے زبیر دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں، آئے دن لڑتے ہیں پھر صلح ہو جاتی ہے۔ کل ملیں گے تو پھر صلح ہو جائے گی، کم از کم تھوڑے دن تو سکون ہو گا"

کہہ کر اس نے اپنے بال ایک طرف کو کیے

"ڈیڑھ مہینہ ہوا ہے تمھیں جاتے اور تم لڑائیاں سلجھانے بیٹھ گئی ہو۔۔ تابندہ یہ میڈیا ہے، بچ کر رہو" وہ اپنی بڑی بہن کو گھور رہی تھی

اس نے سمجھ کر سر ہلایا"بس تھوڑی دیر جاب کروں گی پھر سی ایس ایس کر لینا ہے،ان جھگڑوں سے جان چھوٹے گی"اور اپنا کمبل ٹھیک کر کے وہ لیٹ گئی۔

امبر نے رخ اس کی طرف کیا۔پھر پر جوش ہو کر بولی"امی نے تم سے کوئی بات کی ہے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا"نہیں تو۔۔کون سی بات؟"

وہ مسکرادی"ہمارا رشتہ آیا ہے،عبید انکل کے گھر سے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"بابا نے بتایا تھا صبح۔۔امی نے ایسی کوئی بات نہیں کی"

امبر نے تھوڑی تلے ہتھیلی جمالی"اچھا ہے نا ویسے،ہم دونوں ایک ہی گھر میں ہوں گی،دیورانی جیٹھانی"اور ہنس دی

تابندہ نے اس کے گھٹنے پر چپت رسید کی"زیادہ خیالی پلاؤ مت بناؤ۔۔یہ سب قسمت کی باتیں ہوتی ہیں"اور ہاتھ رکھ کر جمائی روکی۔

مگر امبر تو ابھی سے خوش تھی۔

"ہائے تابندہ۔۔میرا بچپن سے خواب تھا میرا شوہر ڈاکٹر یا کوئی بڑا آفیسر ہو اور اب میرا خواب پورا ہو رہا ہے"اور ہنس دی

تابندہ بھی ہنسی تھی اور پھر اس کی طرف کروٹ لے کر آنکھیں بند کر لیں،آج کا دن بھی گزر گیا اور کل سے روٹین شروع تھی۔

یہ اگلی شام تھی، آسمان پر سرمئی بادل تھے۔آج آسمان نارنجی تاثر نہیں دے رہا تھا، خزاں سردیوں میں بدل رہی تھی، ایک باغ میں ایک بنچ پر دو لڑکیاں بیٹھی تھیں اور ان کے سامنے ایک لڑکا تھا۔ ایک لڑکی بیٹھی رو رہی تھی اور دوسری لڑکے سے بحث کر رہی تھی۔ باغ میں خاموشی تھی، اکا دکا لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

"اگر تم نبھا نہیں سکتے تھے تو اتنا آگے آنے کی کیا ضرورت تھی؟" تابندہ دانت پیستے بولی تھی

وہ لڑکا آگے بڑھا "تابندہ۔۔ تمھیں پوری بات نہیں پتہ، میں نے اسے کہا تھا تمھارے گھر رشتہ لاتا ہوں مگر یہ تمھاری کچھ لگتی اس نے منع کیا تھا کہ ابھی گھر میں اشو چل رہا ہے بعد میں"

آمنہ نے اسے دیکھا اور کھڑی ہوئی "ہاں تو۔۔ وہ بعد کبھی آئی ہی نہیں، تابندہ ٹھیک کہتی ہے تم خود غرض ہو تمھیں چھوڑ دینا چاہیئے" وہ غصے میں بات کو کہاں سے کہاں لے گئی تھی

تابندہ اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی، پھر زبیر کو دیکھا جو کہ اسے غصے سے دیکھ رہا تھا

"تم اس کے دماغ میں یہ سب باتیں لاتی ہو۔۔ تمھیں پتہ بھی ہے کہ کسی سے ایموشنل ریلیشن کیا ہوتا ہے" وہ دانت پیستے بولا تھا

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "ایکس کیوزمی، مائنڈ یو۔۔ میں نے اسے ایسا کچھ نہیں کہا، اس نے کہا وہ تمھارے ساتھ نہیں رہ سکتی میں نے کہا اٹس یور چوائس، اس نے کہا تم اسے ٹائم نہیں

دیتے میں نے بس یہی کہا کہ وہ زیادہ جانتی ہے۔اس میں میرا کیا قصور؟"وہ گلابی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

"شٹ اپ!"وہ غصے سے بولا اور آمنہ کے ساتھ جا بیٹھا۔وہ سر جھکائے رو رہی تھی اور وہ اسے منا رہا تھا۔تابندہ کو اپنا آپ غیر ضروری لگا تھا۔اس کا دل کیا وہ بھی رو دے مگر اسے یہاں چپ کون کرائے گا؟وہ تو آمنہ کے لیے آئی تھی اور آمنہ نے سارا ملبہ اس پر لاد دیا۔کچھ پل بیتے اور وہ دونوں اکٹھے کھڑے ہوئے،زبیر نے آمنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور تابندہ کو غصے سے دیکھتے بولا"یو تابندہ۔۔آئندہ ہمارے معاملات میں مت پڑنا۔۔مائنڈ یور اون بزنس!"اور کہہ کر آمنہ کو ساتھ لیے وہاں سے چلا گیا۔وہ بس اسے جاتا دیکھتی رہی،پھر ناک سے سانس اندر کھینچ کر خود کو نارمل کرنا چاہا مگر نہیں ہو سکی۔وہیں بنچ پر بیٹھ گئی اور سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا۔اس کی پونی ایک طرف کو لڑھک گئی اور آنسو آنکھوں سے نکلے گالوں پر پھسلے اور اس کی جیز پر گرتے جذب ہو رہی تھے۔اس نے اپنی آنکھیں رگڑیں،آئندہ وہ ان سے دور رہے گی۔اس کا سر جھکا رہا،دفعتاً اسے اپنے سامنے کچھ دکھا تھا۔اس نے جھٹ سے سر اٹھایا اور ساتھ دیکھا۔وہاں ایک ساڑھے تین سال کی بچی کھڑی تھی،جس کے سیاہ گھنگریالے بال دو پونیوں میں بندھے تھے،آنکھیں ہلکی بھوری اور چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔اس نے جینز شرٹ پر کوٹ پہن رکھا تھا اور وہ ہاتھ بڑھا کر تابندہ کو چاکلیٹ کینڈی دے رہی تھی۔تابندہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی،پھر اس کے ہاتھ سے مسکرا کر چاکلیٹ کینڈی لے لی۔وہ

مسکرائی اور وہاں سے بھاگ گئی، اس نے گردن موڑ کر دیکھا کہ وہ کہاں تک جاتی ہے اور وہ پیچھے کھڑے ایک مرد کے پاس گئی تھی جس نے اسے اٹھالیا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے کچھ بتا رہی تھی۔ تابندہ نے پہلے اس شخص کو دیکھا پھر چاکلیٹ کینڈی کو اور پھر سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ چند پل بیتے اور اسے اپنے پاس کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی۔ اس نے سر اٹھایا تو زرار اس کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے ابرو سے بیٹھنے کا اشارہ کیا جیسے پوچھ رہا ہو کہ بیٹھ جاؤں؟ وہ ذرا سا ساتھ ہوئی اور وہ اس بچی کو ساتھ بٹھا کر بیٹھ گیا۔

"ایک بات بولوں تابندہ؟"

اس نے جھٹ سے اسے دیکھا، آنکھیں پلک جھپکنا بھول گئیں۔

"کبھی بھی دو لوگوں کے درمیان تیسرا نہیں بنتے۔ ان کی آپس میں صلح ہو جاتی ہے اور وہ پہلے جیسے بن جاتے ہیں مگر آپ برے بنتے ہیں، آپ کا امپریشن خراب ہوتا ہے" کہہ کر مسکرا دیا۔

تابندہ کی پتلیاں حرکت کی تھیں، وہ اسے پہچانتی تھی

"تمھیں میرا نام کیسے آتا ہے؟"

وہ ہنس دیا "اس دن جب تم میرے ساتھ واپس آئی تھی تب تم نے آفس کارڈ پہن رکھا تھا جیسے اب پہن رکھا ہے۔ اس پر تمھارا نام لکھا ہے اور لکھا ہے کہ تم ایک جرنسلٹ ہو" اور شانے اچکائے

اس نے پہلے گلے سے لٹکے اپنے آفس کارڈ کو دیکھا اور پھر سیدھی ہوئی۔تینوں کے درمیان خاموشی تھی۔چھوٹی لڑکی اٹھی اور اس کی ٹانگوں کے درمیان کھڑی ہوئی، پھر ایڑیاں اٹھا کر اسے کچھ کہا۔وہ مسکرایا

"عزہ پوچھ رہی ہے تابندہ چاکلیٹ کینڈی کب کھائے گی؟"اس نے گردن موڑ کر اس بچی کو دیکھا

"کیونکہ عزہ کی عادت ہے وہ اکیلی کچھ بھی نہیں کھاتی، آج وہ تابندہ کے ساتھ کھائے گی"

بچی اسے دیکھ کر مسکرادی۔اس کے کوٹ کی پاکٹ میں بہت سی چاکلیٹ کینڈیز تھیں۔تابندہ نے زرار کو دیکھا

"یہ تمھاری بیٹی ہے؟"

وہ ہنس دیا"میں تمھیں شادی شدہ لگتا ہوں؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

اس نے شانے اچکائے"میں کسی لڑکی کے بارے میں اتنا برا نہیں سوچتی"

وہ پھر سے ہنسا اور عزہ کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا"میں اس کا چچا ہوں اور یہ میری بیٹی"اور بچی کے گال گلابی پڑے۔

تابندہ کے چہرے کے تاثرات نرم پڑے،اس نے اپنا پرس گود میں رکھا اور اس میں کچھ ڈھونڈنے لگی۔پھر پرس سے بند مٹھی نکالی اور بچی کی طرف بڑھائی۔اس نے پہلے اپنے چچا کو دیکھا پھر اس کو اور اس کی طرف بڑھی اور اس کی بند مٹھی پر ہاتھ رکھا۔اس نے مسکرا کر بند مٹھی کھول دی۔اس میں

ایک چھوٹی پیئر پن تھی جس پر اون سے بُنا ہوا سرخ رنگ کا پھول بنایا گیا تھا۔پن بھی اون میں بُنی ہوئی تھی، عزہ مسکرادی۔اس نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بٹھایا اور پھر اس کے بالوں پر وہ پن لگادی۔پھر پرس سے دوسری پن نکالی جس پر گلابی پھول بُنا گیا تھا اور اس نے وہ پن دوسری پونی کے ساتھ لگادی۔وہ مسکرائی "تھینک یو!"

تابندہ بھی مسکرائی "یور آر ویلکم!" اور اس کی تھوڑی کو چھوا۔

زرار بس اسے دیکھ رہا تھا،اس کی سنہری سبز اور بھوری آنکھیں باغ کی طرح تھیں جس میں زرد پتے بکھرے تھے۔عزہ نے چاکلیٹ کینڈی کھولی اور منہ میں رکھ لی۔پھر دوسری چاکلیٹ کینڈی نکال کر تابندہ کی طرف بڑھائی اور وہ اس نے کھول کر اپنے منہ میں رکھی۔اس نے سامنے بیٹھے زرار کو دیکھا جو کہ ہلکی مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا،اس کے دیکھتے ہی ہڑبڑا گیا۔اس نے گلا کھنکھارا

"تمھارا نام کیا ہے؟"

زرار کھڑا ہوا اور عزہ کے سامنے ہاتھ بڑھایا،اس نے اس کی انگلی تھام لی اور پھر اسے دیکھتے بولا

"زرار حیدر"

وہ بھی ساتھ ہی کھڑی ہوئی۔اس کا پہلا تاثر بہت بگڑا ہوا عجیب سا تھا اور یہ والا تاثر نرم تھا۔اس کے پرس میں پڑا فون بجا اور اس نے فون نکال کر کان سے لگایا۔

"آرہی ہوں"

اور فون پرس میں رکھا۔پھر زرار کو دیکھا اور مسکرادی

“Nice to meet you”

اور جھک کر بچی کے گال کو چھوا اور وہاں سے چلی گئی۔وہ اسے جاتے دیکھ رہا تھا، یہاں تک کہ وہ بہت دور چلی گئی۔ایک گاڑی کے پاس ایک شخص کھڑا تھا جس کی مونچھیں اور ہلکی بڑھی شیو سرمئی تھی۔ وہ اس شخص سے کچھ کہہ کر مسکرا رہی تھی اور اس شخص نے اسے بھنے ہوئے چنوں کا چھوٹا پیکٹ تھمایا تھا۔پھر گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ اندر بیٹھ گئی۔پھر خود بیٹھا اور گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔اس نے سانس خارج کی اور بچی کو لیے وہاں سے چلا گیا، شام رات میں بدل رہی تھی

صبح کے دس بجے کا وقت تھا۔تابندہ اپنے آفس میں بیٹھی کافی پی رہی تھی جب اسے کال آئی۔اس نے کرسی آگے کو کی اور کریڈل کان سے لگایا۔

"یس سر!"

وہ غور سے ساری بات سنتی رہی۔پھر "اوکے!" کہہ کر کریڈل دوبارہ رکھ دیا۔اس نے کافی کا ایک اور گھونٹ بھرا اور لیپ ٹاپ سکرین آف کر دی۔پھر کوٹ پہنا اور فون ہاتھ میں لیے اپنے آفس سے نکلی۔اس کا رخ اپنے باس کے آفس کی طرف تھا۔اس نے گلاس ڈور کھولا اور اندر جھانکا۔اندر آنے کی اجازت چاہی اور اندر داخل ہوئی۔اس وقت وہ آفس میں اکیلے تھے۔سامنے تابندہ بیٹھی تھی، وہ مسکرائے "چائے کافی؟"

اس نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا"نو سر۔۔میں کافی ہی پی رہی تھی"

انھوں نے سمجھ کر سر ہلایا۔پھر ایک فائل اس کے سامنے رکھی اور پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئے

"یہ عمیر کی فائل ہے۔اس کا انٹرویو آج آپ لیں گی"

اس نے فائل پکڑی اور پھر بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا

"مگر۔۔باس یہ میرا کام نہیں ہے،انٹرویوز تو عمیر لیتا ہے"اس نے فائل کھول کر پہلا صفحہ دیکھا۔

"ہاں۔۔مگر وہ ایمرجنسی لیو پر ہے،اس کے فادر کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور وہ شہر سے باہر ہے۔ہم انٹرویو پینڈنگ نہیں کر سکتے،ہم نے گیسٹ سے ٹائم لیا ہوا ہے"اس نے فائل کی طرف اشارہ کیا

"ایسے ہمارے چینل کا بیڈ امپریشن پڑے گا"

تابندہ نے سانس خارج کی"انٹرویو۔۔وہ بھی ایک سیاست دان کا"اس نے منہ بنالیا"باس یہ میرا کام نہیں ہے۔میں ایسے انٹرویوز نہیں لیتی"وہ اپنی بات پر قائم تھی

اس کا باس آگے کو ہوا"اس میں مشکل کیا ہے تابندہ،اس نے سے نوٹس تیار کر کے رکھے ہیں۔سارے سوالات جو اس نے پوچھنے ہیں وہ لکھ کر رکھتا ہے۔۔اس فائل میں اس نے چند سوالات لکھ رکھے ہیں،آپ نے بس پوچھنے ہیں"انھوں نے بات مکمل کی اور ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں۔

اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑے"کب ہے انٹرویو؟"

انھوں نے گھڑی دیکھی"گیارہ بجے"

اس کی آنکھیں کھل گئیں، یعنی ڈیڑھ گھنٹے بعد "اتنی جلدی؟"

انھوں نے پانی کا گلاس منہ کو لگایا "تابندہ۔۔ریلیکس، ایک انٹرویو ہی تو ہے اور سارا انٹرویو سکرپٹڈ ہے۔۔آپ نے بس سوال پوچھنے ہیں اور وہ جواب دیں گے۔پھر آپ تین بجے جا سکتی ہیں" انھوں نے بات مکمل کی اور مسکرائے

اس نے ایک نظر فایل کو دیکھا اور کھڑی ہوئی "آل رائٹ!" اور فائل پکڑ کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

اب اسے ایک اور کافی کپ کی طلب ہو رہی تھی۔آفس کی طرف جاتے ہوئے وہ کافی بوائے کو ایک کپ کافی کہہ کر آفس کی جانب بڑھ گئی۔

اپنے آفس میں پہنچتے ہی اس نے کرسی اپنی طرف کھینچی اور میز پر کہنیاں رکھے بیٹھ گئی۔اسے کسی کام سے اتنی گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی جتنی اچانک آجانے والی ایمرجنسی سے ہوتی تھی۔اس نے سر جھٹکا۔وہ سنجیدگی سے فائل میں لگے کاغذ پر لکھے سوالات پڑھ رہی تھی۔لڑکا اندر آیا اور کافی رکھ کر چلا گیا۔اس کا سر ویسے ہی جھکا رہا، سوالات بہت خطرناک قسم کے تھے مگر یہ تو سکرپٹڈ تھا۔عجیب بات یہ تھی کہ فائل میں دو صفحات تھے جن پر سوالات لکھے تھے اور وہ کنفیوز تھی کہ کون سے سوالات پوچھنے ہیں۔ایک صفحے پر بہت آسان سوال تھے اور دوسرے پر ایسے سوال تھے کہ پوچھتے ہی فساد ہو جائے۔وہ اپنی کرسی سے اٹھی اور باس کے آفس کی جانب بڑھی۔گلاس ڈور کھول کر اندر جھانکا مگر وہ فون پر مصروف تھے۔پی اے اسے دیکھ چکا تھا اور اس نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔وہ

خاموشی سے کھڑی رہی، باس نے پی اے کی طرف اشارہ کیااور اس نے دونوں کاغذات اس کی طرف بڑھائے۔

"سر یہ عمیر دو کو ئسچن پیپر بنا کر گیا ہے، میں نے کون سے سوال پوچھنے ہیں؟"

اس نے تابندہ کے ہاتھ سے دونوں کاغذات لیے اور ایک نظر دونوں کو دیکھا۔ پھر ایک صفحہ اسے دیا اور وہ سر ہلا کر چل دی۔ جاتے ہوئے وہ سوالات پڑھتی جا رہی تھی، کیا واقعی وہ یہ سوال کر پائے گی؟ دل کہہ رہا تھا کہ ابھی سے چھوڑ دے مگر وقت بہت کم بچا تھا۔

ایک میز کے گرد تابندہ بیٹھی تھی اور اس کے سامنے ایک شخص بیٹھا تھا جس نے قلف لگی سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ اس کی آنکھیں سنہری تھیں، بال گہرے بھورے اور وجیہہ نقوش۔ بلاشبہ وہ ایک خوبصورت مرد تھا، کم از کم تابندہ نے ایسا مرد پہلی بار دیکھا تھا۔ اس کا باپ بھی پٹھان تھا اور وہ اکثر اپنے باپ کو "ہینڈسم" کہہ کر سراہا کرتی تھی مگر یہ مرد واقعی خوبصورت تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں گولڈن گھڑی تھی اور اس نے سفید قمیض پر گہری بھوری واسکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کے سامنے بیٹھی تابندہ نے کوٹ اتار رکھا تھا، بال کھلے تھے، سامنے ہلکا سا ہیئر سٹائل تھا اور گلے میں دوپٹہ تھا۔ اس نے گلابی قمیض کے ساتھ ہم رنگ شلوار پہن رکھی تھی جس کے پائنچوں پر سیاہ رنگ سے اوپر کو آتی کڑھائی ہوئی تھی۔ کانوں میں دو بالیاں تھیں اور وہ مسکرا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی جس کے وجود سے قیمتی پرفیوم کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ وہ دونوں کیمرے کے سامنے بیٹھے سکرین

پر نظر آرہے تھے،تابندہ کی پہلے اس سے فقط سلام دعا ہوئی تھی۔اس کے علم کے مطابق وہ انٹرویو سامنے بیٹھے شخص کی مرضی سے لے رہی تھی،انٹرویو سکرپٹڈ تھا اور وہ سمجھتی تھی کہ اسے ان کے جواب آتے ہیں۔اس نے کاغذات پر ایک نظر دوڑائی،پھر مسکرائی۔۔کان میں لگے ایئر پوڈ پر شو شروع ہونے کا پیغام آیا اور اس نے بولنا شروع کیا،وہ کیمرے میں دیکھ رہی تھی،مسکراتی ہوئی ہیزل آنکھیں۔۔

"السلام وعلیکم ناظرین وسامعین!میں امید کرتی ہوں آپ سب خیریت سے ہوں گے اور خیر کے طلب گار ہوں گے۔۔جی تو ناظرین آج ہمارے ساتھ ہیں اس ملک کے مشہور و معروف سیاست دان،جن کا تعارف میرے الفاظ کا محتاج نہیں ہے۔۔آج ہمارے ساتھ سعد خان لودھی ہیں اور آج کا دن ہم ان کے ساتھ گزاریں گے،کچھ سوالات ہوں گے کچھ باتیں ہوں گی اور کچھ خیالات ہوں گے"پھر سامنے بیٹھے شخص کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں امید کرتی ہوں آپ خیریت سے ہوں گے"وہ خوش اخلاقی سے بول رہی تھی۔

سامنے بیٹھے سعد خان نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔

"سعد خان لودھی سے پہلا سوال تو میرا یہ ہے کہ آپ کو سیاست میں آنے کے لیے کس چیز نے انسپائر کیا،آپ کا سیاست میں بڑا نام ہے اور لوگ آپ کو جاننے کا تجسس رکھتے ہیں"وہ مسکرایا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"مجھے کم ہی چیزیں انسپائر کرتی ہیں۔میں اتنی جلدی انسپائر نہیں ہوتا لیکن سیاست میرا شوق ہے، میرا جنون ہے اور شوق کا کوئی مول نہیں ہوتا" کہہ کر وہ مسکرا دیا

تابندہ بھی مسکرائی اور اگلا سوال کیا "آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا اگلے الیکشنز میں عوام آپ کو ووٹ دے گی؟ آپ حکومت میں آئے تو کیا کیا کریں گے؟" اس نے سوال مکمل کیا

سعد خان کی مسکراہٹ میں کوئی کمی نہیں آئی تھی "میں کسی کو فورس نہیں کرتا کہ مجھے ہی چنا جائے، سب کی اپنی مرضی ہے اور میں عوام کی مرضی سے عوام کے لیے کام کرنا چاہتا ہوں۔رہی بات یہ کہ میں کیا کروں گا تو میں کہنے پر نہیں کرنے پر یقین رکھتا ہوں" اور کہہ کر خاموش ہوا۔اس کے انداز میں بے پرواہی تھی

تابندہ نے سر کو خم دیا اور اگلا سوال کیا "ابھی آپ نے کہا کہ آپ کہنے پر نہیں کرنے پر یقین رکھتے ہیں تو کیا آپ بتانا پسند کریں گے آپ نے ابھی تک کیا کیا ہے؟ آپ اپنی پارٹی کے لیڈر ہیں اور ایک بھاری اکثریت سے جیتے ہیں، ہم جاننا چاہیں گے کہ آپ نے کیا کیا؟" اس نے وہی سوال پڑھا تھا جو لکھا تھا

مسکراہٹ ذرا سی مدھم پڑی، یہ وہ سوال نہیں تھے جن کے لیے اسے کہا گیا تھا۔اس نے گلا کھنکھارا "بالکل ٹھیک، ہمارے بہت سے منصوبے ابھی زیر تکمیل ہیں اور ان پر کام جاری ہے جن میں سندھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے کچھ علاقوں میں سکولز اور ہاسپٹلز کی تعمیر ہے، لاہور میں بہت سے علاقے ہیں جہاں سڑکوں کا نظام خراب تھا۔۔"

اس نے بات کاٹ دی "چلیں رہنے دیتے ہیں۔ ہم سوال بدلتے ہیں۔ آپ پر ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی ایک کیس ہوا تھا جس میں آپ کی شہاب احمد کے ساتھ تعلقات کا ذکر ہے، کیا آپ بتانا پسند کریں گے وہ تعلقات کس بنا پر تھے؟" اس نے سادگی سے سوال کیا تھا مگر سعد خان کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔

"شہاب احمد؟" اس کے چہرے کے نقوش تن گئے "ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں اس کیس سے بری الذمہ ہوں اور باعزت رہا ہوا ہوں" اس نے بات گول کر دی

"میرا سوال پھر وہی ہے کہ کیا آپ کے شہاب احمد کے ساتھ تعلقات ہیں یا تھے؟ کیونکہ آپ پر بلیک مارکیٹنگ کا الزام تھا اور آپ کی مارکیٹ تب بلیک ہوتی ہے جب اس میں شہاب احمد کا نام گھلتا ہے" اس نے بڑے اعتماد سے سوال کیا تھا

"شہاب احمد؟ کون شہاب؟ بلیک مارکیٹ میں میرا کہاں رول آ گیا؟ میں اس بات کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ محترمہ میرا شہاب احمد کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے، میں اپنے اوپر ہوئے ہر کیس سے باعزت رہا ہوا ہوں" وہ بلند آواز میں سنجیدگی سے بولا تھا

تابندہ کے کان میں آواز گونج رہی تھی "تابندہ سوال بدل دو۔۔ کوئی اور سوال پوچھو"

اس نے جلدی سے کاغذ پر دیکھا،اوپر نیچے نظر دوڑائی اور اگلا سوال اس کے اوپر بم کی طرح پھینکا"او کے۔۔کہا جاتا ہے کہ بلال مرجان ایک وقت میں آپ کے بہت قریبی ساتھی ہوا کرتے تھے،اب وہ پاکستان میں بلیک لسٹ ہیں۔۔کیا کہیں گے آپ؟"

اس کے ابرو تن گئے۔وہ دانت پیستے بولا تھا"آپ کو مجھ سے پرسنل سوال کرنے کی اجازت کس نے دی ہے؟"پھر اس پر نظریں جمائے بولا"آپ کو پتہ ہے بلال مرجان کون ہے؟"

چند لمحوں کے لیے تابندہ کو اس سے خوف آیا تھا۔اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں اور وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ گڑبڑا گئی،مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کا ساتھ چھوڑ چکی تھی

"میں نے آپ سے کوئی ذاتی سوال نہیں کیا۔بلال مرجان کو کیا آپ نہیں جانتے؟کیا وہ آپ کے قریبی ساتھی نہیں ہیں؟"اس نے بڑے تحمل سے سوال کیا تھا

وہ غصے سے کھڑا ہوا اور ہاتھ مار کر کافی کا مگ نیچے گرا دیا۔دانت پیستے پوری شدت سے چلایا تھا"کس نے رکھا ہے اس لڑکی کو؟"

کیمرہ آف ہو گیا،وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی۔شو آن ایئر نہیں تھا،اس کا باس فوراً سے پہلے وہاں آیا تھا۔سٹاف میں سناٹا چھا گیا تھا اور وہ پریشان ہو گئی تھی

"تمھیں پتہ ہے میں کون ہوں؟"وہ عین تابندہ کے سامنے کھڑا تھا۔

تابندہ نے سانس بحال کی مگر دل سینے کی پسلیوں سے ٹکراتا رہا"اس میں اتنا ہائپر ہونے والی کیا بات ہے؟اتنا ہی غصہ آتا ہے تو گھر پر رہتے، میں نے کوئی مشکل سوال تو نہیں پوچھے تھے"اس نے شانے اچکائے

اس کی آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھری تھیں"میں تمھاری ہڈیوں کا سرمابنادوں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو"وہ اس کے قریب آکر پھنکارا تھا

تابندہ کا دل منہ کو آیا تھا مگر وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔

"مائنڈ یو۔۔آپ کو عورت سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے؟"وہ بھی غصے میں آئی تھی مگر باس بیچ میں آگیا اور اس نے تابندہ کو گھورا

"کیا کہا تم نے؟"وہ اس کی طرف بڑھا مگر اس کا باس بیچ میں کھڑا تھا"سوری سر۔۔ہم سے مسٹیک ہوئی ہے، سو سوری"

مگر وہ تابندہ کو گھور رہا تھا"تمھیں میں نے گھر سے اٹھوا کر عبرت کا نشان نہ بنایا نا تو میرا نام بھی سعد خان نہیں"وہ تنفر سے بولا تھا، چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ شدید غصے میں تھا

پی اے اسی وقت آیا اور تابندہ کو جانے کو کہا۔وہ اسے باہر جانے کا اشارہ کر رہا تھا

"تابندہ۔۔تم جاؤ ابھی۔۔ہم کل بات کریں گے۔۔ابھی تم گھر جاؤ"اور اسے وہاں سے بھیج دیا۔وہ اس کمرے کے باہر کھڑی تھی جہاں ابھی اتنا تماشا ہوا تھا۔عذیر اس کے قریب آیا

"تابندہ میڈم۔۔ بڑا ہیوی پنگا پڑا ہے آپ کا۔۔ تھوڑے دن کے لیے انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، وہاں ہر شخص خاموشی اور افسوس سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس نے پیر پٹخا اور اپنے آفس چلی گئی۔پرس پکڑا، فون ہاتھ میں لیا، کوٹ بازو پر لٹکایا اور باہر کی طرف بڑھی۔

اس کا جانا ہی بہتر تھا مگر وہ کسی حد تک خوفزدہ بھی تھی

اس نے گاڑی ایک بک سٹور کے باہر کھڑی کی تھی۔چند پل رک کر چند گہری سانسیں لیں اور پھر گاڑی کا دروازہ کھولا۔اسے سردی لگ رہی تھی حالانکہ اس نے کوٹ پہن رکھا تھا۔گاڑی کی چابی ہاتھ میں تھی اور دوسرے کندھے پر پرس لٹکائے وہ اندر کی جانب بڑھی تھی۔بک سٹور میں بہت اندر جا کر ایک شیلف کے سامنے تابندہ کھڑی تھی۔اس نے ایک کتاب نکالی اور اس کے صفحے کھنگالتے دیکھنے لگی۔پھر اسے اندر رکھا اور دوسری کتاب دیکھنے لگی، اس طرح اس نے کئی کتابیں نکالیں اور دیکھیں مگر لی کوئی نہیں۔کچھ فاصلے پر کھڑا شخص اسے دیکھ رہا تھا، وہ کچھ الجھی ہوئی تھی۔پھر دوسری شیلف کی طرف بڑھی اور انگریزی کے تین ناول لیے۔رخ کاؤنٹر کی طرف تھا مگر وہ جیسے ہی مڑی اس کی کہنی لکڑی کے بک شیلف سے جا لگی، کرنٹ کی ایک لہر اس کے بازو میں دوڑ گئی اور وہ کراہی، کتابیں ہاتھ سے نیچے کا گریں۔اس شخص نے اپنی کتاب وہیں چھوڑی اور اس کی طرف بڑھا، اس کی کتابیں پکڑیں اور اسے دیکھا

"ٹھیک ہو؟" وہ مسلسل اپنی کہنی کو دوسرے ہاتھ سے مل رہی تھی

اس نے کوئی جواب نہیں دیا اس کے ہاتھ سے کتابیں لے لیں، پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھی اور دھپ سے کتابیں کاؤنٹر پر رکھیں۔ پاس ہی چھوٹا چائے کا کپ پڑا تھا۔ وہاں کھڑا لڑکا ایک دوسری عورت کو کتابیں دے رہا تھا۔ اس نے انتظار کیا اور پھر اس کی طرف بڑھی۔ اس نے کتابیں دیکھ کر اسے رقم بتائی اور اس نے پرس سے پیسے نکالنے کے لیے گردن پرس پر جھکائی اور دوسرے بازو کو موڑا مگر بازو کاؤنٹر کی سطح پر تھا، موڑنے سے کہنی چائے کے کپ کو لگی اور کپ نیچے گر کر چھناکے سے ٹوٹ گیا، چائے زمین پر پھیل گئی۔ وہ چونک کر وہاں دیکھنے لگی۔ لڑکے نے اسے خاموشی سیکھا اور اس نے پرس سے پیسے نکال کر اسے دیے

"اس چائے اور کپ کے پیسے بھی کاٹ لینا" وہ معافی تلافی کے موڈ میں نہیں تھی۔

کتابوں کی شیلف کے پاس کھڑا زرار اسے نوٹ کر رہا تھا، وہ بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ تابندہ نے کتابیں پکڑیں اور باہر کی طرف بڑھی مگر باہر جاتے اس کے پرس کا لمبا سٹریپ دروازے کی کنڈی سے اٹک گیا اور وہ آگے جاتے جاتے ایک دم رکی، سٹریپ نے اسے پیچھے کھینچا اور کتابیں پھر سے گر گئیں۔ وہ اٹھانے لگی تھی مگر زرار پھر سے آگیا اور جھک کر اس کی کتابیں پکڑیں۔

اس نے اپنا سٹریپ چھڑایا اور سامنے زرار کو دیکھا جو اس کی طرف کتابیں بڑھائے کھڑا تھا۔ اس نے کتابیں لے لیں اور بنا کچھ کہے گاڑی کی طرف بڑھی مگر گاڑی لاکڈ تھی، وہ چابیاں اندر گرا آئی کیا؟

اس نے پیر پٹخا مگر جیسے ہی اندر جانے کے لیے مڑی زرار ہاتھ بڑھائے کھڑا تھا، ہتھیلی میں چابیاں تھیں۔اس نے سانس خارج کی اور چابیاں لے لیں، پھر اسے گھورا

"تم میرے پیچھے پیچھے کیوں آرہے ہو؟" وہ غصے سے بولی تھی

"تو تم میرے آگے آگے کیوں آرہی ہو؟" اس نے شانے اچکائے تھے

وہ جواب دینے کے موڈ میں نہیں تھی، گاڑی میں بیٹھی اور کتابیں ساتھ سیٹ پر رکھیں اور پھر گاڑی آگے بھگادی۔وہ اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی، وہ آج عجیب تھی!

وہ گھر داخل ہوئی، گاڑی گیراج میں کھڑی کی اور لاؤنج میں داخل ہوتے ہی سلام لی۔صوفے پر اس کی اماں بیٹھی تھیں جو کہ ملازمہ سے بات کر رہی تھیں، اس نے کسی سے نظریں نہیں ملائیں اور سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔اندر داخل ہوئی اور دروازہ ٹھک سے بند کر لیا۔اس کی ماں بس اسے دیکھتی رہ گئی حالانکہ تابندہ کو کم غصہ آتا تھا۔

جس وقت اس کی آنکھ کھلی شام ڈھل چکی تھی۔مغرب کے بعد کا وقت تھا اور اس نے اٹھتے ہی ساتھ دیکھا، وہاں امبر بیٹھی ٹیبلٹ پر جھکی تھی۔اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی

"اب اٹھ جاؤ۔۔جب سے آئی ہوں تب سے سوئی ہو" اور دوبارہ ٹیبلٹ پر جھک گئی۔

وہ اٹھی اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔پھر ہاتھ رکھ کر جمائی روکی "ٹائم کیا ہوا ہے؟"

"سات بج گئے ہیں" امبر نے اسے بن دیکھے کہا تھا۔وہ چند پل تو خاموش رہی، کیا وہ اتنا زیادہ سوئی ہے؟

"بابا آ گئے؟" اگلا سوال

"جی۔۔اور آپ کی شکایت بھی لگ چکی ہے" امبر نے اسے اپ ڈیٹ کر دیا تھا،اس کی اماں اس نے ابا کو بتا چکی تھیں مگر اسے فکر نہیں تھی

دوپہر کے سارے واقعات پھر سے دماغ میں چلنے لگے۔اس نے سر ہاتھوں میں دیا اور چوکڑی مارے بیٹھ گئی۔پھر اٹھی اور واش روم میں چلی گئی،آج کا دن بہت برا تھا۔

ڈنر کرتے وقت بھی وہ کچھ خاص نہیں کھا رہی تھی۔عباس نے اس کی پلیٹ میں کباب رکھا تھا،پھر آدھی روٹی مزید اسے دی۔وہ بس مسکرا دی۔

"طبیعت ٹھیک ہے؟" اس کی ماں امبر کے ساتھ بیٹھیں اسے دیکھ رہی تھیں

"جی۔۔" اس نے فقط اتنا ہی کہا تھا

"آپ کروالیں نوکریاں۔۔اتنی سی شکل نکل آئی ہے،نہ نیند پوری ہوتی ہے نہ ٹھیک سے ناشتہ کر کے جاتی ہے" اس کی اماں عباس کو دیکھتے بول رہی تھیں۔

وہ خاموش رہے۔پھر تابندہ کو دیکھا "پڑوادی ناڈانٹ" اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے مگر اس کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔اس نے جلدی نے سانس لے کر خود کو نارمل کیا مگر اس کا باپ دیکھ چکا تھا۔

کھانے کے بعد دونوں بہنیں ساتھ بیٹھی تھیں۔ان دونوں کے درمیان کچھ بھی راز نہیں ہوتا تھا۔وہ آپس میں بہنیں کم دوست زیادہ تھیں،تابندہ اسے دوپہر کی ساری کہانی سنا رہی تھی اور وہ آنکھیں پھاڑے سن رہی تھی۔

"تم نے اس کا منہ نہیں توڑا؟"وہ ساری بات سن کر غصے سے بولی تھی

"کیا توڑتی؟ایک بات کہی تھی میں نے اور وہ پاگل ہو گیا"اس نے کہہ کر سر جھٹکا۔

"تم نے اپنے باس کو نہیں بتایا کہ تم وہی سوال کر رہی ہو جو انھوں نے دیے۔پھر اتنی ڈس ریسپیکٹ کیوں؟"

تابندہ نے سانس خارج کی"یہی بات تو میں کہہ رہی ہوں کہ میرا کیا قصور؟جو سوال جیسے تھے میں نے ویسے پوچھ لیے،اب اس کا دماغ خراب ہو گیا تو میں کیا کروں؟"پھر سر جھٹک کر کھڑی ہوئی اور الماری سے اپنی سیاہ فائل نکالی"میں کل ہی اکیڈمی کا پتہ کرنے جا رہی ہوں۔۔اب میں سوچ چکی ہوں،میں سی ایس ایس کروں گی اور بات ختم"کہہ کر اس نے سر جھٹکا

وہ چوکڑی مارے فائل میں اپنے ڈاکومنٹس دیکھنے لگی تھی،امبر نے گلا کھنکھارا

"ہاں کر لو سی ایس ایس۔۔حارث بھائی بھی سی ایس ایس پاس کر چکے ہیں۔۔ان سے ہیلپ لے لو"

تابندہ نے اسے آنکھیں ترچھی کر کے دیکھا"باز آؤ امبر"اور وہ ہنس دی

وہ فائل کے صفحے پلٹا رہی تھی، یہ اس کی فائل نہیں تھی۔ یہ وہی فائنل تھی جو ثوبیہ کے گھر ری پلیس ہوئی تھی۔ اس میں کسی نے شاید کوئی ری سرچ کر رکھی تھی اور کچھ نام پیلے ہائی لائٹر سے ہائی لائٹ کر رکھے تھے، وہ فائل بند کرنے ہی والی تھی کہ نظر اس نام پر پڑی جسے وہ شدید ناپسند کرتی تھی

"Saad Khan Lodhi"

اور نام ہائی لائٹ ہوا تھا۔ وہ رکی اور مزید ہائی لائٹ ہوئے نام پڑھتی گئی، وہ اپنی جگہ بت بنی ہوئی تھی

"Bilal Marjaan"

اور اس کے بعد کئی جگہ پر شہاب احمد کا نام ہائی لائٹ تھا، اور بھی کئی نام تھے مگر ان ناموں سے وہ واقف تھی۔ امبر نے دیکھا اور بھنویں بھینچ گئیں

"بھوت دیکھ لیا کیا؟"

مگر اس نے جواب نہیں دیا۔ اس نے چہرہ اٹھایا اور اپنی بہن کو دیکھا، پھر تھوک نگلا، الفاظ گلے میں ہی دم توڑ گئے تھے، زبان تالو سے چپک گئی تھی۔ وہ بولی تو بس اتنا ہی

"امبر۔۔"

"بولو بھی" اس نے اس کی گود سے فائل لے لی

"یہ۔۔ فائل میری نہیں ہے۔ یہ فائل" اور دل کی دھڑکن بے قابو تھی "اسامہ خالد کی ہے" اور کمرے میں سناٹا چھا گیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہی نیب آفیسر جس کا مرڈر ہوا ہے اور اس کے ڈاکومنٹس گم گئے تھے" وہ بھی اسے جانتی تھی

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

امبر نے فائل پر دوبارہ دیکھا "سعد خان لودھی۔۔تابندہ"

"میں بھی وہی دیکھ رہی ہوں" پھر سانس لینے کا وقفہ "اس میں وہ تمام نام ہیں جن کے نام سے آج وہ مجھے ذلیل کر کے گیا ہے۔۔اس فائل میں ان کی انفارمیشن ہے"

امبر نے فائل بند کر دی اور آگے کو ہوئی "یہ تمھیں کہاں سے ملی؟"

"یہ مجھے ثوبیہ کے گھر سے ملی۔۔اس کی فائل میری فائل سے ایکس چینج ہوئی ہے" اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

اور دونوں کے درمیان میں خاموشی تھی۔پھر امبر بولی

"یہ تمھاری دوست کے پاس کیا کر رہی تھی؟"

"یہی میں سوچ رہی ہوں مانو" وہ ابھی بھی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی

"اوکے" امبر اسے سمجھانے کے سے انداز میں بیٹھی "تم اس کے بارے میں کسی کو نہیں بتا رہی۔۔اوکے؟ کسی کو بھی نہیں، نہ بابا کو نہ ثوبیہ کو۔۔دیکھتے ہیں کون اس کے پیچھے آتا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور تابندہ نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔امبر اٹھی اور وہ فائل الماری کا پٹ کھول کر کپڑوں کے نیچے گھسا دی۔دفعتاً کمرے کا دروازہ بجا اور اس کا باپ اندر آیا تھا۔آتے ہی انھیں دیکھ کر مسکرایا،امبر بیڈ کی طرف بڑھی اور تابندہ مسکرادی۔

"آؤ۔۔چائے پیتے ہیں"انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا اور اس نے اپنا ہاتھ اپنے باپ کے ہاتھ میں دیا اور پھر ساتھ باہر چلی گئی۔کمرے میں بیٹھی امبر ابھی بھی اسی فائل کا سوچ رہی تھی

لاؤنج میں تابندہ صوفے پر اپنے باپ کے ساتھ بیٹھی تھی۔سامنے چائے کا کپ پڑا تھا جس سے بھاپ اڑ رہی تھی۔اس نے اپنے باپ کے بازو میں بازو ڈالا تھا،سر ان کے کندھے سے لگایا تھا۔

"کیا بات ہے؟میں جب سے آیا ہوں تم کچھ نہیں بولی"تابندہ گرم چائے نہیں پیتی تھی مگر اس کا باپ پیتا تھا

"بابا۔۔مجھے شدت سے محسوس ہو رہا ہے کہ گھر جیسی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔باہر کی دنیا بہت عجیب ہے،میرا دل کرتا ہے اماں کی طرح میں بھی گھر رہوں۔ادھر اُدھر کے کام کروں پھولوں کا دھیان رکھوں،ایک بلی پال لوں،کتابیں پڑھوں اور طرح طرح کے کھانے پکاؤں اور اپنے گھر کا خیال رکھوں"وہ خاموش ہو گئی۔

"یہ ہماری اپنی چوائس ہوتی ہے تابندہ،ہر انسان کو اپنی جنگ خود لڑنی ہوتی ہے۔گھر رہ کر تمھاری ماں اپنی جنگ خود لڑتی ہے،اسے گھر کا حساب کتاب رکھنا ہوتا ہے،گھر کی دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے،تم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دونوں چھوٹی تھیں تو تم دونوں پر توجہ دیتی تھی، تمھاری پڑھائی پر توجہ دیتی تھی، پھر تم دونوں بڑی ہو گئی اور اب تمھاری شادی کے لیے پریشان رہتی ہے۔۔آسان کچھ بھی نہیں ہوتا بیٹے، چھوٹی چھوٹی مشکلات پر یوں دل چھوٹا کرو گی تو آگے کیسے بڑھو گی؟ بڑی منزلوں کے لیے دل بڑا کرنا پڑتا ہے اور تابندہ تو چمکتا ستارہ ہے"

اس نے اپنا ماتھا ان کے بازو سے لگایا اور خاموش ہو گئی۔

"میں سی ایس ایس کرنا چاہتی ہوں بابا"

انھوں نے سانس خارج کی "ٹھیک ہے۔۔میں تمھارے ساتھ ہوں" اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

وہ مسکرا دی۔

"عبید سے میری بات ہوئی تھی، وہ بہت خوش ہے۔ کہہ رہا تھا ایک دو دن تک چکر لگائیں گے وہ، تمھاری ماں بھی خوش ہے مگر مجھے ان سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔مجھے فرق پڑتا ہے تو بس اتنا ہی کہ میری تابندہ خوش ہے؟" انھوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

اس نے سانس خارج کی "بابا بہتر جانتے ہیں"

"کبھی کبھی مجھے لگتا ہے میں نے تابندہ کو پاپا زگرل بنا دیا ہے، روتے ہوئے میرے پاس بھاگی چلی آتی ہے" ان کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

اس نے سر اٹھا کر انھیں دیکھا، پھر خفا ہوئی اور اٹھ گئی۔ وہ جانے والی تھی مگر انھوں نے پیچھے سے اس کی کہنی پکڑ لی اور ہنس دیے۔ وہ مڑی اور انھیں دیکھا، پھر سانس خارج کی

"یہ بہت بری بات ہے" اور سر جھٹک کر ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ وہ خاموش ہوئے اور سانس خارج کی۔۔اس کا سر اپنے بازو سے لگایا

"چاہے جانے اور سراہے جانے کی خواہش ہر انسان میں انسٹال کر کے اسے زمین پر بھیجا گیا ہے۔ وہ کتنا ہی بہادر ہو ہر وقت بہادر نہیں رہ سکتا۔ اس کی زندگی میں کوئی دوست تو ایسا ہوتا ہے نا جس کے پاس وہ روتے ہوئے جاتا ہے اور ہنستے ہوئے آتا ہے اور یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ سب اپنی زندگی میں ایسا انسان چاہتے ہیں جو اسے بنا کسی غرض کے چاہے۔ وہ شخص گھر کا ہو تو انسان باہر کی خنکی اور گرمی سے بچ جاتا ہے ورنہ اسے ٹھنڈے گرم ماحول سے گزر کر خود میں وہ شخص ڈھونڈنا پڑتا ہے جو اس کا ساتھ دے اور ساتھ چلے" وہ خاموش ہوئی

تابندہ نے ان کی طرف دیکھا اور ان کے بالوں کو سہلایا "بہت بولتے ہیں آپ" اور مسکرا دی

وہ بھی مسکرائی تھی۔ کیا برائی ہے اگر باپ دوست بن جائے!

یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک لاؤنج میں روشنی مدھم پڑ چکی تھی۔ ایک صوفے کے ہتھ سے ٹیک لگا کر ہمایوں نیم دراز سا تھا۔ اس کے سینے سے سر لگا کر عزہ سوئی تھی اور وہ اس کی کمر تھپک رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک دوسرے صوفے پر زرار نیم دراز تھا جس کے ہاتھ میں ایک کی چین تھا۔ اس کی چین

میں بہت سی چھوٹی چھوٹی بیلز "گھنٹیاں" لٹک رہی تھیں۔انہی گھنٹیوں کے درمیان ایک چوکور مگر ذرا سا لمبا شیشہ تھا جسے کھولو تو کتاب کی طرح کھلاتا تھا۔اس نے دونوں ہاتھوں سے چھوٹے شیشے کو کھولا،دائیں بائیں دو تصاویر تھیں۔ایک میں ایک لڑکی نے ایک خرگوش کو گود میں اٹھا رکھا تھا اور مسکرا رہی تھی۔دوسری طرف والی تصویر میں اسی لڑکی نے اپنے دونوں بازو اپنے باپ کے گرد حمائل کیے تھے اور مسکرا رہی تھی۔اس کی آنکھیں سنہری بھورے اور سبز رنگ کا ملاپ تھیں!

وہ اسے گھورتے بولا "ہمایوں!"

سامنے نیم دراز سا ہمایوں متوجہ ہوا "ہوں"

اس نے گلا کھنکھارا "وہ۔۔ایک بات کرنی تھی تم سے" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"ہوں" اسے بھی نیند آ رہی تھی

"یار۔۔مجھے نا ایک لڑکی اچھی لگتی ہے" اس نے سیدھی بات کی تھی،وہ باتیں گول نہیں گھماتا تھا

ہمایوں چند پل خاموش رہا پھر ہنس دیا "اوکے۔۔کون ہے وہ؟"

"اس کا نام تابندہ ہے اور وہ جرنلسٹ ہے۔میں اس سے تین بار ملا ہوں اور وہ مجھے دوسری بار پہلی بار سے زیادہ اچھی لگی اور تیسری بار دوسری بار سے زیادہ اچھی لگی" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا

"تو اب تم کیا چاہتے ہو؟" سوال سیدھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

“I want her to be mine .. I wish that she would be my wife”

سانس خارج کی "میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں" جواب بھی سیدھا آیا تھا

ہمایوں جیسے مسکرایا تھا "پھر؟ کب چلیں؟"

"میں اس سے ایک بار بات کرلوں۔۔۔ پھر چلتے ہیں" وہ ابھی بھی اس تصویر کو گھور رہا تھا

ہمایوں کھڑا ہوا اور عزہ کو گود میں اٹھایا اور اندر چلا گیا۔ اس نے کی چین اپنی جیب میں واپس رکھ لی اور کچھ گنگنانے لگا۔ وقت بدلنے میں کتنی دیر لگتی ہے؟ شاید ایک لمحہ یا اس سے بھی کم!

اگلے دن تابندہ نے صبح ہلکا پھلکا ناشتہ کیا۔ کندھے پر پرس لٹکایا اور کوٹ پہنا، وہ جانے کو تیار تھی۔

باہر باغ میں کھڑی اپنے باپ کی منتظر تھی، اسے اچھا لگتا تھا کہ اس کا باپ اسے لینے اور چھوڑنے جائے جیسے سکول کالج اور یونیورسٹی کے وقت ہوا کرتا تھا۔ وہ گیراج سے گاڑی باہر نکال رہے تھے۔

اس کی ماں اس کی طرف بڑھی "تابندہ!"

وہ مڑی، اس نے سفید ٹی شرٹ پر ہلکا بھورا اونی سویٹر پہنا تھا، نیچے نیلی جینز تھی، اوپر چوہے کے رنگ کا کوٹ تھا۔ اگرچہ سورج بادلوں میں سے نکلتا اپنی جگہ بنا رہا تھا مگر پھر بھی آج ٹھنڈ تھی اور تابندہ کو ٹھنڈ زیادہ لگتی تھی

"جی امی۔۔" وہ انھیں اپنی طرف آتا دیکھ رہی تھیں

"بیٹے آج جلدی آجانا۔۔رات میں ہم نے عبید بھائی اور بھابھی کو بچوں سمیت ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے۔۔تم سمجھ رہی ہو نا"اور مسکرائیں۔اس نے سر ہلایا اور آگے بڑھ کر دونوں بازو اپنی ماں کے گرد حمائل کیے اور ان کے گال کو چوما، باہر سے گاڑی کے ہارن کی آواز آرہی تھی

"ٹیک کیئر۔۔اللہ حافظ !"اور وہ چلی گئی۔وہ اسے جاتا دیکھتی رہیں پھر پیچھے مڑیں اور دوسری بیٹی ابھی نیند سے بیدار ہو کر آئی تھی"ناشتہ بنادیں"اور ہاتھ رکھ کر جمائی روکی۔دونوں اکٹھی اندر بڑھی تھیں۔

گاڑی اس کے آفس کے باہر رکی تھی، وہ گاڑی سے اترنے والی تھی جب اس کے باپ کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

"بیٹے مجھے دس منٹ پہلے کال کر دینا، میں آجاؤں گا"اس نے مڑ کر انھیں دیکھا اور مسکرادی پھر اتر گئی اور وہ آگے بڑھ گئے۔اس کا دل بے پناہ پیار اور شفقت سے بھر گیا تھا۔اس کا باپ بوڑھا ہو رہا تھا، ریٹائرمنٹ کے بعد کی زندگی سکون کی ہوتی ہے مگر ماں باپ بوڑھے ہونے لگیں اولاد جوان ہونے لگے تو وہ اپنی اولاد کی توجہ لینے لگتے ہیں۔انھیں اچھا لگتا ہے کہ ان کے بچے ان پر توجہ دیں۔وہ اکثر اسے ڈراپ کرتے وقت پاکٹ منی بھی دیتے تھے اور وہ لے لیتی تھی، کبھی کسی چیز کے لیے ضد کرتی تھی، ان کے ساتھ کہانیاں پڑھتی تھی اور کھانا بناتی تھی کیونکہ اسے اچھا لگتا تھا کہ اس کے باپ کو اچھا لگتا ہے۔وہ ایک اچھی بیٹی تھی۔وہ اندر بڑھی اور راہداری سے ہوتے اپنے کیبن کی

طرف بڑھی،دروازہ کھولااور میز پر پرس رکھا۔پھر کرسی پر بیٹھی مگر سامنے خاکی لفافہ پڑا تھا۔اس کی بھنویں بھینچ گئیں،ہاتھ بڑھا کر لفافہ پکڑااور اندر پڑا کاغذ باہر نکالا۔اس پر لکھی تحریر پڑھی،اس کا رنگ زرد پڑا تھا،یوں لگا تھا کہ پیروں تلے زمین نہیں ہے،وہ اٹھی اور اپنے باس کے آفس کی طرف بڑھی۔گلاس ڈور کھول کر اندر آنے کی اجازت چاہی۔پھر آگے بڑھ کر کاغذ اس کے سامنے رکھا

"یہ کیا ہے سر؟"

انھوں نے ابرو اٹھائی "تم جا سکتی ہو تابندہ" ٹھنڈا لہجہ سنجیدہ نقوش

سامنے پڑا کاغذ ٹرمینیشن لیٹر تھا۔اس نے بمشکل ضبط کیا

"But what is my fault?"

سامنے بیٹھے شخص نے سانس خارج کی "تم جانتی ہو"

اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا "میری اس میں غلطی کیا ہے؟ مجھے جو سوالات دیے میں نے وہی کیے۔۔" مگر اس کے باس نے بات کاٹ دی

"زبان پر قابو رکھنا سیکھو لڑکی" وہ غصے سے بولے تھے

تابندہ نے انھیں حیرت سے دیکھا کہ وہ ابھی بھی سعد خان کی طرف داری کر رہے تھے "یہ بات آپ انھیں بھی سمجھاتے لیکن نہیں۔۔آپ تو ڈرتے ہیں نا" پھر ٹرمینیشن لیٹر پکڑااور ان کی طرف اچھالا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

“I deserve better than that”

پھر آگے کو ہوئی اور تحمل سے بولی "مجھے سو دفعہ موقع ملا میں اس جیسے شخص سے ایسے ہی بات کروں گی، پڑھا لکھا جاہل!" اور سر جھٹک کر باہر بڑھی۔اپنے کیبن میں آکر اس نے پرس سے فون نکالا۔ سکرین آن کی اور اپنے باپ کو کال کی، وہ واحد شخص تھا جسے وہ بنا سوچے سمجھے کہیں بھی کبھی بھی کال کر سکتی تھی

"ہیلو۔۔۔"اس کی آواز کانپی تھی۔ابھی تو وہ گھر بھی نہیں پہنچے ہوں گے۔اس نے تھوک نگلا

"بابا۔۔آپ آجائیں" وہ نیچے فرش کو گھور رہی تھی۔دوسری طرف سے بس ایک آواز ابھری تھی

"او کے بیٹا!" اور اس نے سانس خارج کی، کال کاٹ دی اور فون پرس میں رکھ کر باہر کی طرف بڑھی۔

کچھ پل بیتے اور اس کا باپ باہر کھڑا تھا۔وہ جس طرح اسے چھوڑ کر گئے تھے وہ ویسے ہی باہر آئی تھی۔ پھر اپنے باپ کے سامنے آکھڑی ہوئی، وہ اس سے اونچے تھے۔اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی

“Why this society appreciates a rude man over a right woman?”

(یہ معاشرہ ایک صحیح عورت پر ایک تلخ مرد کو کیوں سراہتا ہے؟)

“Because this is the paralyzed society my beloved!”

Clubb of Quality Content

(کیونکہ یہ معذور معاشرہ ہے میری پیاری!)

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ آگے بڑھی اور ان کے بھاری مردانہ ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔اس کی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں مگر وہ مسکرا دیے

"جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے"

اس نے نم سانس اندر کھینچی اور سر اثبات میں ہلایا۔پھر گاڑی میں بیٹھی اور آگے بڑھ گئے۔۔آفس پیچھے رہ گیا

یہاں سے دور ایک کمرے میں کھڑکی کے بلائنڈرز گرے تھے۔کمرے میں اندھیرا تھا سوائے روشن دان سے آتی روشنی کے۔اس کمرے میں تین نفوس موجود تھے۔دو آمنے سامنے بیٹھے تھے اور ایک کھڑی تھی۔

"فائل لائی ہو؟"مرکزی کرسی پر بیٹھا شخص سنجیدگی سے بولا تھا۔اس نے سیاہ جرسی نما شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی،اس کا سیاہ لمبا کوٹ پیچھے تھا اور کلائی میں سیاہ سٹریپ والی گھڑی۔اس کی آواز میں رعب تھا وہ رعب جو کسی کو بھی مرعوب کر دے

"باس۔۔کیا وہ بہت ضروری ہے؟"لڑکی نے دھیمی آواز سے پوچھا۔ایسی آواز جو مرعوب تھی

"ثوبیہ۔۔کیا مطلب ہے؟میں دیکھنا چاہتا ہوں اسامہ خالد ہمیں کتنا جانتا تھا"اس نے سادگی سے بات مکمل کی۔

Clubb of Quality Content

ثوبیہ نے سر اثبات میں ہلایا اور فائل اس کے سامنے رکھی۔وہ آگے کو ہوا اور فائل پکڑی، صفحے پلٹائے اور پھر کھڑا ہوا۔فائل اسی طرح اس کے ہاتھ میں تھی، وہ بھنویں بھینچے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔پھر ایک کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا، بلائنڈرز سے روشنی لکیروں کی صورت میں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔اس کی رنگت اجلی تھی، چہرے پر ہلکی شیو تھی۔وہ مڑا اور فائل میز پر پھینکی اور مسکرا کر ثوبیہ کو دیکھا۔وہ اس کے عین سامنے تھا، اسے گھورتا ہوا۔پھر انگشت شہادت سے اس کی تھوڑی کو چھوا اور اس کا چہرہ ذرا سا اوپر کو اٹھایا۔ثوبیہ کی نظریں جھکی رہیں

"دیکھا تھا نا اسامہ خالد کو جہنم واصل کیسے کیا میں نے، آنے والے ہر شخص کے لیے عبرت ہے۔۔ کیا تم چاہو گی کہ لوگ تمھاری بھی مثال دیں؟" وہ بڑی سادگی سے بول رہا تھا۔

پھر ایک زوردار تھپڑ ثوبیہ کے منہ پر رسید کیا۔وہ طرف کو جا گری، اس کی رنگت گلابی پڑی اور آنکھیں بھیگ گئیں۔

"کس کو پاگل بنا رہی ہو؟" وہ پوری شدت سے چلایا تھا۔کرسی پر بیٹھا سعد خان ویسے ہی اسے دیکھتا رہا۔

"شش۔۔شہاب۔۔" وہ رو رہی تھی، کانپ رہی تھی۔

وہ اس پر جھکا اور دانت پیستے غرایا "کہاں ہے وہ؟ میں تمھارے ٹکرے کر دوں گا اور تم جانتی ہو مجھے یہ آسان ہے" وہ پھر سے چلایا تھا۔ پھر نارمل ہوا "ڈیئر، کہاں ہے فائل؟" اور پھر کھڑا ہوا۔ ہاتھ بڑھایا، ثوبیہ نے کانپتا ٹھنڈا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور پھر کھڑی ہوئی۔ اس نے آنسو پونچھے

"وہ" پھر تھوک نگلا "آپ ماریں گے تو نہیں نا؟"

وہ مسکرا دیا، پھر اس کا گال کھینچا "ڈیئر، دیکھو ماں باپ جس بچے سے محبت کرتے ہیں اسے مارتے بھی تو ہیں نا، مار تو پیار ہے" پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا "میں تو تم پر یقین کرتا ہوں، اس لیے وہ تمھیں دی تھی" اس کا لہجہ نرم تھا جیسے کسی دوست ہمنوا کا ہو۔

"وہ ایکس چینج ہو گئی ہے لیکن میں آپ کو لا دوں گی" اس نے اپنی بات مکمل کی۔

شہاب نے سانس لے کر خود کو نارمل رکھنا چاہا مگر نارمل نہیں رہا گیا، اس کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔ اس نے ہاتھ اس کی گردن تک بڑھایا اور اسے دیوار سے لگایا۔ اس کی رنگت سرخ پڑنے لگی تھی، سانس ساکن تھی اور وہ اپنی گردن چھڑا رہی تھی

"کس سے ایکس چینج کی ہے فائل؟" وہ اس کے کان کے قریب جا کر بولا تھا

"باس۔۔" اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ وہ اس کا ہاتھ اپنی گردن سے الگ کرنے میں ناکام ہو رہی تھی

پھر ایک جھٹکے سے اس نے اسے چھوڑا اور وہ جھک کر سانس بحال کرنے لگی

"کون ہے وہ؟" وہ پھر سے چلایا

"وہ۔۔وہ میری دوست ہے۔۔میں لادوں گی آپ کو" اس نے روتے ہوئے منت کی تھی

"نام بتاؤ اس کا" وہ اس کے قریب جا کر غرایا تھا

وہ سہم کر پیچھے ہٹی "تابندہ" اور کرسی پر بیٹھے سعد خان نے اس نام پر چونک کر اسے دیکھا تھا۔اس نے ثوبیہ کو انگلی دکھائی

"مجھے جلد از جلد وہ فائل چاہیئے۔۔دو دن کا وقت ہے۔۔فائل میرے پاس ہو نہیں تو تمھاری لاش کتوں کی خوراک ہو گی" اور اسے جانے کا اشارہ کیا۔

وہ چلی گئی تو وہ دوبارہ مرکزی کرسی پر آ بیٹھا۔سامنے بیٹھا سعد خان بے چینی سے آگے ہوا

"شہاب۔۔"

"بولو" وہ سگار ہونٹوں میں دبائے سلگھا رہا تھا

"وہ لڑکی سب جانتی ہے۔۔تمھیں پتہ ہے تابندہ کون ہے؟" اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے چینی ایک انجانا خوف تھا

"کون؟" اس نے بہت سادھواں منہ سے نکالا

"وہی لڑکی جس نے مجھ سے تمھارا پوچھا تھا، جس نے بلال مرجان کا نام لیا تھا۔وہی لڑکی جس نے میرا انٹرویو لیا تھا" وہ جلدی جلدی میں بولا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ہونٹوں سے بہت سا دھواں خارج کیا اور سر سیٹ کی پشت پر گرا لیا "کیا وہ خوبصورت ہے؟"

سامنے بیٹھا سعد خان لودھی چند لمحے کے لیے خاموش ہوا "وہ سبز سنہری آنکھوں والی کسی وادی کی حور ہے" اور خاموش ہوا

وہ ہنس دیا اور سگار ہونٹوں سے لگا کر بہت سا دھواں ہونٹوں سے خارج کیا "پھر سے خون" اور ہنس دیا۔اس نے تھوک نگلا اور گلٹی ابھر کر ڈوب گئی۔۔اس نے سگار ہونٹوں سے لگایا اور اس کے دائیں ہاتھ کی کلائی پر ایک کونے میں ایک سیاہ نشان تھا جیسے ٹیٹو ہو

"J."

شام کے چار بجے کا وقت تھا۔تابندہ اپنی بہن کے ساتھ باغ میں آئی تھی۔اس کے ساتھ ایک بیس اکیس برس کی لڑکی بھی تھی جس نے شال اوڑھی تھی، وہ ان کی ہاؤس ہیلپ تھی اور ساتھ ایک بچی تھی جس نے تابندہ کی انگلی پکڑ رکھی تھی۔ان کے ہاتھوں میں کاٹن کینڈی تھی اور وہ کھاتی ہوئی آ رہی تھیں، ایک بنچ پر بیٹھ گئیں۔امبر چھوٹی لڑکی کے ساتھ سورج مکھی کے پھول دیکھ رہی تھی، ساتھ کھڑی لڑکی کلیاں چننے میں مصروف تھی جبکہ تابندہ اپنی کاٹن کینڈی کھانے میں بزی تھی۔اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی، آج وہ نہیں آیا تھا۔شاید وہ بس اسی دن آیا ہو، اس نے سر جھٹکا اور پھول دیکھنے لگی۔کچھ فاصلے پر ایک درخت کی اوٹ میں ایک بلی بیٹھی تھی جس کے

ساتھ اس کے دو بچے تھے، بہت چھوٹے جیسے کچھ دن پہلے ہی پیدا ہوئے ہوں۔ وہ ان کی طرف بڑھی اور جھک کر ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے پیار کرنے لگی۔ ان کی ماں اسے کچھ نہیں کہہ رہی تھی۔

دفعتاً اسے اپنے پیچھے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی، دل دھڑکا اور اس نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ پیچھے کھڑا زرار اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔ وہ کھڑی ہوئی اور مسکرا دی، وہ خود ہی بول پڑا

"کیا اب میں یہ کہہ دوں کہ تم میرا پیچھا کیوں کر رہی ہو؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم یہاں ہو گے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ پیچھے بندھے ہاتھ کو اس کے سامنے کیا، ایک چھوٹا سا سورج مکھی کا پھول تھا جو وہ اسے دے رہا تھا۔ اس نے نہیں لیا تو زرار نے سانس خارج کیا "خوبصورت لوگ پھولوں کو انکار نہیں کرتے" اور مسکرایا

"مطلب تم کہہ رہے ہو کہ میں خوبصورت ہوں؟" تابنفہ گردن اٹھا کر اس کی بھوری آنکھوں میں جھانک رہی تھی

وہ ہنس دیا "مگر تم تو انکار کر رہی ہو" اور پھول کی طرف اشارہ کیا

وہ بھی ہنسی تھی اور پھر پھول اس سے لے لیا۔

اس نے سر جھکایا اور گھاس پر پاؤں رگڑنے لگا "میں یہاں پچھلے تین دن سے آ رہا ہوں"

"کیوں؟" وہ پھول کو دیکھتے جھٹ سے بولی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے لگا تھا تم یہاں روز آتی ہو گی مگر نہیں۔۔تم تو بس اسی دن رونے آئی تھی"اس نے کہہ کر شانے اچکائے مگر تابندہ کا دل دھڑکا تھا،اس نے تھوک نگلا

"تم کیوں آتے تھے؟میں نے تمھیں نہیں کہا تھا"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے مگر اندر دل عجیب دھڑکن بڑھا رہا تھا

اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے"میں پچھلے کچھ دنوں سے کچھ ڈسٹرب ہوں"بازو سینے پر لپیٹ لیے

"میں بہت غریب آدمی ہوں اور صرف ایک ہی ڈاکٹر افورڈ کر سکتا ہوں اور وہ ہے ڈاکٹر گوگل"اس نے توقف کیا،وہ ہلکا سا ہنسی۔"ڈاکٹر گوگل۔۔اوکے،آگے؟"

"میں نے اپنے سائنز اور symptoms اسے بتائے ہیں کہ مجھے کیا کیا ہوتا ہے تو اس نے مجھے میری سچویشن کا ایک نام بتایا ہے"اس نے بات مکمل کی اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا تھا تو اپنا رنگ اس میں پاتا تھا

"اچھا۔۔کیا کہتا ہے ڈاکٹر گوگل؟"اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی،پھول کی سبز ڈنڈی اس کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان تھی،وہ انگوٹھے اور انگلی کو مخالف سمت میں حرکت دیتی تو پھول گول گھوم جاتا

اس نے تھوک نگلا اور دھڑکتے دل سے بولا"میں آپ کو پسند کرتا ہوں"

انگلی اور انگوٹھے کی حرکت رک گئی، پھول ٹھہر گیا۔ دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔ پھر تابندہ نے آنکھیں اس کی آنکھوں پر سے ہٹائیں اور ہڑبڑا کر ادھر اُدھر دیکھا

"اچھا۔۔ پھر؟" وہ بس یہی کہہ سکی جبکہ دل کچھ اور کہہ رہا تھا

"تو پھر یہی کہ کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟" اس نے جذبات کو آسان الفاظ میں پرویا تھا۔ وہ باتیں گھمانے والوں میں سے نہیں تھا

تابندہ نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا، غروب ہوتے سورج کی چند شعاعیں باقی تھیں جن میں سے ایک ان دونوں کے درمیان میں سے گزر رہی تھی

اس نے سانس لے کر دھڑکن کنٹرول کرنا چاہی مگر بے سود

"تم مجھے پرپوز کر رہے ہو؟"

وہ ہنس دیا "میں تمھارا ساتھ تمھارا ہاتھ مانگ رہا ہوں، کیا تم میرے ساتھ چلو گی؟"

تابندہ مسکرائی اور آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "ایک اچھا ڈاکٹر تو تم افورڈ نہیں کر سکتے، ڈاکٹر گوگل تمھیں غلط گائیڈ کر رہا ہے"

"مگر اس دل کا کیا؟ دل تو غلط گائیڈ نہیں کر رہا" اس نے جھٹ سے جواب دیا تھا

وہ ہنس دی "میں بہت خرچہ کرواتی ہوں زرار" اس نے زرار کا نام لیا تھا اور زرار کی مسکراہٹ گہری ہوئی "عزہ سے زیادہ نہیں کرواتی ہو گی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ابرو اٹھائیں "مجھے پھول بہت پسند ہیں۔ میں جہاں رہتی ہوں پھول میرے دوست ہوتے ہیں"

"میں ہمارا گھر گلستان بنادوں گا"

اور وہ پھر سے ہنسی تھی۔ پھر خاموش ہوئی "ایک بڑی سی لائبریری اور تم اپنی تنخواہ کا بڑا حصہ میری کتابوں پر خرچ کر سکتے ہو؟"

اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی "قبول ہے"

تابندہ مسکرادی "میرے بابا کے ایک بہت اچھے دوست ہیں۔ رات کو وہ ڈنر پر انوائیٹ ہیں، ان کے دو بیٹے ہیں اور وہ بڑے والے کو بہت پسند کرتے ہیں۔۔ وہ سی ایس ایس کر چکا ہے اور اب کسی اچھے عہدے پر جائے گا۔۔ باقی تم خود سمجھدار ہو" اس نے شانے اچکائے

زرار نے شانے اچکائے "میرے لیے کچھ مشکل نہیں"

وہ مسکرائی اور پھر جانے لگی تھی۔ وہ پیچھے سے بولا تھا "تم میرے لیے رکنے کا وعدہ کرو میں تمھارے ساتھ چلنے کا عہد کرتا ہوں"

وہ پیچھے مڑی اور ہنس دی۔ پھر آگے کو بڑھی اور امبر کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔ کچھ بیتے اور اس نے پیچھے منہ کر کے دیکھا، وہ ابھی درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور ابھی چلا بھی گیا۔۔ کیا وہ واقعی آئے گا یا صرف باتیں بنا کر چلا گیا؟

اس نے دوبارہ جاب کا نہیں سوچا۔ارادہ اب سی ایس ایس کا ہی تھا۔رات کو اس کے بابا کے دوست عبید اپنی فیملی کے ساتھ ڈنر پر آئے تھے اور دونوں بیٹیوں کا ہاتھ مانگا تھا۔امبر تو پہلے ہی راضی تھی مگر تابندہ نے ایک دن کا وقت لیا تھا،اس کا باپ اس پر بھی راضی تھا لیکن اس کی اماں خفا تھیں کہ دونوں باپ بیٹی میں پتہ نہیں کون سی کھچڑی پکتی رہتی ہے۔زرار کے بارے میں گھر میں کسی کو نہیں پتہ تھا۔اس نے ظہر کی نماز پڑھی اور دعا مانگنے کے بعد بھی کچھ دیر بیٹھی رہی۔اس کے پاس نہ تو زرار کا نمبر تھا نہ کوئی دوسرا رابطے کا ذریعہ،نا جانے وہ کب آئے۔اس نے جائے نماز اٹھائی اور حجاب کھول کر دوپٹہ ویسے ہی سر پر لے لیا۔ٹی پنک کھدر کی قمیض جس کے گلے اور آستین پر ذرا سی کڑھائی تھی نیچے سکن شلوار اور سکن دوپٹہ،وہ سادگی میں بھی پیاری لگتی تھی۔کمرے میں فرش پر کارپیٹ بچھا تھا۔جائے نماز تہہ کر کے اس کی نظر ایک طرف دیوار پر لٹکی گھڑی پر پڑی۔دو بجنے کو تھے مگر وہ نہیں آیا۔باتیں تو بڑی بڑی کر کے گیا تھا،اس نے سر جھٹکا اور کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔نظر باغ پر پڑی تھی اور پھر گیٹ پر،ایک تو یہ انتظار کرنے والے سبھی دروازے کو کیوں تکتے ہیں؟شاید گیٹ پر کوئی آیا تھا،گارڈ اس سے کچھ کہہ رہا تھا اور پھر گیٹ کھول دیا۔ایک خاتون اندر داخل ہوئیں اور پھر ان کے پیچھے سیاہ گھنگریالے بالوں والا شخص جس کی انگلی ایک بچی نے تھام رکھی تھی۔سب سے آخر میں وہ خود داخل ہوا تھا،اس نے سرمئی جرسی نما شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی اور اوپر سیاہ جیکٹ۔اندر آتے ہی وہ گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا،شاید وہ اسے ہی ڈھونڈ رہا تھا۔وہ چند

لمحے اسے دھڑکتے دل سے دیکھتی رہی اور وہ اسے ڈھونڈتا رہا۔ پھر اندر آ گئے۔لاؤنج میں کام کرتی ماہ رخ (ہاؤس ہیلپ) نے انھیں دیکھا اور ڈرائنگ روم میں لے آئی۔تابندہ باہر لاؤنج میں نکل آئی اور تجسس سے ذرا سے کھلے دروازے سے اندر جھانکا۔وہ اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھا تھا اور عزہ اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔

"یہ کون ہیں؟"امبر کمر پر ہاتھ رکھے دیکھ رہی تھی۔

تابندہ نے اسے دیکھا،دل دھڑکا،کیا کہے وہ کون ہے؟ پھر گلا کھنکھارا"ابھی پتہ چل جائے گا"اور کہہ کر کچن میں آ گئی۔اس کے بابا اوپر سے نیچے آئے تھے،ماہ رخ نے اس کی اماں کو بتایا تھا کہ مہمان آئے ہیں مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہیں؟ پہلے اس کے بابا اندر داخل ہوئے اور پھر اماں،ماہ رخ بھی کچن میں آئی تھی اور تابندہ کے چہرے پر تجسس دیکھ کر بولی"آپی آپ انھیں جانتی ہیں؟"

وہ مسکرائی اور شانے اچکائے"تم ایسا کرو چائے بناؤ اور انھیں سرو کر کے آؤ"

اس نے سر ہلایا اور فریج سے دودھ نکالنے لگی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا خود اندر چلی جائے اور ساری بات سن لے۔امبر چائے کا خالی کپ لیے کمرے سے نکلی اور سنک میں رکھ کر اسے ہنگالنے لگی،وہ تابندہ کو دیکھ رہی تھی جو بار بار انگلیاں مروڑتی ڈرائنگ روم دیکھ رہی تھی۔وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی

"کیا ہے؟ تم ان کو جانتی ہو؟"

اس نے سانس خارج کی اور شانے اچکائے

"تابندہ۔۔اب تم مجھ سے باتیں چھپاؤ گی"

اس نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑا اور پھر کمرے کی طرف بڑھی۔کمرے کا دروازہ بند کیا اور اسے سب بتا دیا وہ زرار سے کب کہاں کیسے ملی اور کل والی ملاقات بھی،بیڈ پر بیٹھی امبر نے منہ بسورا،پھر کھڑی ہوئی "تو یہ تم مجھے کل بتا دیتی بدھو"اس نے اس کی کنپٹی پر انگلی رکھ کر جھٹکا دیا

"کیا بتاتی؟مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ اگر وہ نہ آتا تو میری کیا عزت رہتی۔۔اس لیے میں نے کسی کو بتایا ہی نہیں"پھر مسکرا دی

"اف۔۔اب تو وہ آ گیا ہے نا،اب چاہے وہ بابا کے سامنے بول دے کہ تابندہ نے آپ کو کچھ بتایا ہو گا یا اس طرح کا کچھ؟"

اس کا منہ بن گیا"بابا منع تو نہیں کریں گے؟"

امبر نے کمر پر ہاتھ باندھے"اماں کے قہر سے ڈرو بیٹا تم۔۔ایک تمھارا وہاں سے رشتہ آیا ہے اور دوسرا اب یہاں بات چلے گی"اس نے کہہ کر سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلایا

"تم جاؤ مانو۔۔دیکھو بابا کیا بات کرتے ہیں؟"اس نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا

امبر نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا"کون سا والا زرار ہے؟وہ بلیک آئیز والا یا براؤن آئیز والا لمبا سا ہینڈسم سا"اس نے ہاتھ اٹھا کر لمبا ہونے کا اشارہ کیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں وہی۔۔بھوری آنکھوں والا"

امبر نے سمجھ کر سر ہلایا"اچھا میں جاتی ہوں۔۔دیکھتی ہوں کیا کھچڑی پک رہی ہے وہاں"اور کہہ کر باہر نکل آئی۔

اب وہ اکیلی کمرے میں تھی۔

کچن میں کھڑی ماہ رخ نے چائے بنائی اور تابندہ نے ٹرے اچھے سے سیٹ کر کے اسے دی۔وہ چائے سرو کر کے باہر آئی تو ماہ رخ مسکرا رہی تھی،تابندہ اس کی طرف بڑھی

"اندر کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"اس نے تجسس سے اس سے پوچھا

"وہ آپ کے رشتے کے لیے آئے ہیں اور بڑے صاحب ان سے بات کر رہے ہیں"وہ مسکرا رہی تھی

"اور امی؟"اس نے جھٹ سے پوچھا

"وہ تو خاموش تھیں"اس نے شانے اچکائے۔

تابندہ سر ہلا کر رہ گئی،دفعتاً ڈرائنگ روم سے امبر باہر آئی تھی اور اس کی طرف بڑھی

"چلو۔۔بابا بلا رہے ہیں"اس نے سرگوشی کی تھی

"کیوں؟کیا انھیں زرا اچھا نہیں لگا؟"اس نے بمشکل تھوک نگلا تھا۔

وہ ہنس دی"ارے بابا۔۔کیوں گھبرا رہی ہو"اس نے تابندہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لیے اندر آئی۔

وہ اندر آئی اور وہ کھڑا ہو گیا، وہ آگے بڑھ کر اس کی خالہ سے مل رہی تھی اور وہ اسے پیار دے رہی تھیں، عزہ اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ جا بیٹھی، وہ سب کے چہرے پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر دل تو تب بیٹھا جب اس نے اپنی ماں کو دیکھا جو شاید راضی نہیں تھیں۔ ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد وہ باہر آ گئی، کچھ لمحوں بعد وہ لوگ چلے گئے۔ امبر اور اس کے بابا انھیں باہر تک چھوڑنے گئے تھے۔ وہ کمرے کی کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔

پھر دونوں باتیں کرتے اندر بڑھے تھے، امبر لاؤنج میں ہی بیٹھ گئی اور عباس اس کے کمرے کی طرف بڑھے۔ دروازے پر دستک دی اور اس نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی، چہرے پر کئی سوال تھے۔ عباس اندر آئے اور دروازہ بند کر دیا، پھر مسکرائے اور بیڈ پر بیٹھے اسے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی تو وہ بولنا شروع ہوئے

"مجھے نہیں بتایا تھا" وہ فقط اتنا ہی بولے

اس نے سانس خارج کی "کیونکہ میں ڈرتی تھی کہ اگر وہ نہ آیا اور آج کل کے لڑکوں کی طرح بھاگ گیا تو میرا امپریشن خراب ہو جائے گا"

وہ ہنس دیے "تمھیں تم اتنا نہیں جانتی جتنا کہ میں جانتا ہوں"

وہ مسکرا دی۔ پھر تھوک نگلا "آپ کو کیسا لگا وہ؟"

"اچھا ہے" انھوں نے سر اثبات میں ہلایا "ماں باپ نہیں ہیں، فیملی میں بس بھائی ہے جو کہ باہر رہتا ہے ابھی پاکستان آیا ہوا ہے۔۔وہ ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کرتا ہے، اچھا کماتا ہے۔۔یہ سب باتیں تو ٹھیک ہیں مگر تم کیا کہتی ہو؟" وہ اسے دیکھ رہے تھے

تابندہ کا دل دھڑکا تھا "مجھے وہ اچھا لگتا ہے" وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔آواز بے حد دھیمی تھی

انھوں نے سر اثبات میں ہلایا "میں نے ایک دن کا وقت لیا ہے۔عبید سے بھی اور ان سے بھی، فیصلہ تو تمھارا ہو گا تابندہ" انھوں نے نرمی سے بات مکمل کی تھی

"آپ زرار کو ہاں کر دیں بابا" اس نے وہ بات کہی تھی جو دل میں تھی

انھوں نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر کھڑے ہوئے۔اس کے سر پر ہاتھ رکھا "مجھے خوشی ہے کہ تم نے مجھ پر اعتبار کیا اور دوست سمجھ کر اپنا دل کھول کر رکھا۔اللہ تمھارا نصیب اچھا کرے" اور پھر وہاں سے چلے گئے۔وہ وہاں خاموش بیٹھی رہی، اس نے کہا تھا وہ آئے گا اور وہ آیا تھا۔

تین بجے کے قریب ثوبیہ اس سے ملنے آئی تھی۔دونوں کے درمیان میز تھی اور اس پر ان کے سامنے پڑے چائے کے بھاپ اڑاتے دو کپ۔حال چال کے بعد ثوبیہ اپنی بات پر آئی تھی

"تابندہ تم اس دن میرے گھر آئی تھی اور تمھاری فائل میرے گھر رہ گئی" اور مسکرائی

تابندہ نے سر اثبات میں ہلایا "ہاں۔۔میں نے واپس لینی تھی مگر یاد نہیں رہا" اور شانے اچکائے

"کوئی بات نہیں۔۔میں تو اپنی ایک فائل ڈھونڈ رہی تھی اور اندر سے تمھاری نکل آئی"اور چائے کا گھونٹ بھرا"مجھے نہیں یاد پڑتا میں نے کبھی تم سے تمھارے ڈاکومنٹس منگوائے ہوں"اس نے بھنویں بھینچ لیں

اب وہ الفاظ جوڑ رہی تھی"وہ تمھاری بکس میں میرا ایک فیورٹ ناول تھا۔مجھے اندازہ نہیں تھا تم بھی ناولز پڑھتی ہو گی،میں بس وہی دیکھنے تمھاری بک شیلف کی طرف آئی تھی اور ایک بک نکالنے پر ساری بک شیلف تمھارے سٹڈی ٹیبل پر آ گری۔۔تب ہی سمیٹتے ہوئے نہیں پتہ چلا تمھاری فائلز میں میری فائل آ گئی"اس نے سچ بولا تھا اور اسے اس پر کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔

"اوہ اچھا"پھر سیدھی ہو کر بیٹھی"میری ایک فائل مس پلیس ہوئی ہے،تم دیکھنا کہیں تمھارے پاس تو نہیں آ گئی"اور مسکرا دی۔وہ غیر ضروری طور پر مسکرائے جا رہی تھی

"میں دیکھ دوں گی۔۔میں اس دن کے بعد سے بہت بزی رہی ہوں،کچھ بھی دیکھنے کا وقت نہیں ملا" اور چائے کا گھونٹ بھرا

"اوہ۔۔کوئی بات نہیں،تم اب دیکھ دو"

تابندہ نے گلا کھنکھارا"اصل میں امبر ہی سب سمیٹ کر رکھتی ہے۔ابھی وہ ذرا بابا کے ساتھ گروسری کرنے باہر گئی ہے،اسے زیادہ پتہ ہو گا،وہ آتی ہے تو میں دیکھ کر دیتی ہوں"اس نے جیسے تیسے بات سنبھال لی

"اوکے "اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔

"ویسے اس فائل میں کیا تھا؟آئی مین کوئی ضروری کاغذات تھے،اگر میرے پاس بھی نہ ہوئے تو؟"

وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی

"وہ۔۔یہ بات کسی کو مت بتانا،میرا ایک کزن نیب میں ہے اور اسامہ خالد۔۔جس کا ابھی مرڈر ہوا ہے،اس کی مس پلیس ہوئی فائل اسی کے پاس تھی۔وہ دونوں ایک ہی ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہے تھے،وہ فائل اس نے مجھے دی تھی اور وہ مس پلیس ہو گئی،اس میں اسامہ نے اپنی ری سرچ لکھی تھی اور وہ میرے کزن کی امانت تھی"اس نے بات مکمل کی۔اس کی رنگت سرخ پڑ رہی تھی اور یہ بات تابندہ بھی جانتی تھی کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے

تابندہ سر ہلا کر رہ گئی "تم پریشان نہیں ہو،میرے پاس ہوئی تو تمھیں ضرور ملے گی۔۔ڈونٹ وری" اور مسکرائی

وہ بھی مسکرا دی۔پھر ادھر اُدھر کی باتیں کر کے وہ چلی گئی مگر تابندہ مزید پریشان ہو گئی تھی۔کیا اسے فائل واپس دے دینی چاہیئے؟

رات کو ڈنر کرتے لاؤنج میں خاموشی تھی۔پلیٹ پر چمچ لگنے کی آواز گونج پیدا کر رہی تھی۔اس کی ماں نے گلا کھنکھارا

"خاندان میں بس ایک بھائی ہی ہے اس کا اور وہ بھی باہر رہتا ہے۔خود وہ اکیلا پاکستان میں رہتا ہے، تم اس کے خاندان کو کتنا جانتی ہو تابندہ؟"

تابندہ نے چاول چبا کر اندر نگلے اور پھر اپنے باپ کو دیکھا۔انھوں نے گلا کھنکھارا

"میں پتہ کروا رہا ہوں نا،ایسی کوئی بھی اس کی بات سامنے نہیں آئی جس کی بنا پر ہم اس کے کردار پر شک کریں۔اس نے کہا تھا کہ وہ باہر سے پڑھ کر آیا ہے اور جاب یہاں کرتا ہے، کیا فرق پڑتا ہے وہ کہاں رہتا رہتا تھا کیا کرتا تھا،اب تو وہ یہیں ہے نا اور مجھے تو وہ ٹھیک لگا"انھوں نے بات ختم کر کے پانی کا گلاس منہ کو لگایا

"آپ نہ رہنے دیں۔آپ نے ہر کام میں اس کا ساتھ دینا ہوتا ہے۔وہ ایک جاب سے کتنا کما لیتا ہو گا، حارث کے مقابلے میں وہ کچھ بھی نہیں ہے"انھوں نے بات ختم کی تھی

"تو تم حارث کو کیوں اس سے کمپیئر کر رہی ہو، رشتوں میں کوئی موازنہ نہیں ہوتا اور شادی تو تابندہ نے کرنی ہے نا، میں بھی تو ایک جاب ہی کرتا تھا نا کبھی بھوکے پیٹ نہیں سوئے اور نہ کبھی احساس کمتری کا شکار ہوئے،ایک جاب آپ کی زندگی کے فیصلے نہیں کر سکتی"

انھوں نے تابندہ کو گھورا۔وہ خاموش رہی۔

"میں کل عبید بھائی کو ہاں کرنے لگی ہوں، مجھے تابندہ کے لیے حارث پسند ہے۔اس لڑکے کو ہم نہیں جانتے،ایسے کیسے اپنی بیٹی دے دیں"وہ خفا ہوئی تھیں

"تو میں کون سا کل ہی نکاح کرنے لگا ہوں۔ ہم کل اس کی طرف جا رہے ہیں نا دیکھ بھال کر ہی کوئی فیصلہ کریں گے، تم عبید کو ابھی کوئی جواب نہیں دو گی اور مجھے زرا اچھا لگا ہے، میری بیٹی کی پسند ہے وہ میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتا" اور بات ختم کر دی

"اور میری پسند۔۔"

"بس۔۔ اتنی ہی بات ہو گی۔ باقی کل ہم ان کی طرف جائیں گے، گھر بار دیکھیں گے پھر کچھ کہیں گے۔۔ ابھی مزید اس معاملے میں کوئی بات نہیں ہو گی۔ کھانا کھاؤ" اور انھوں نے بات ختم کر دی تابندہ گلابی آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔ انھوں نے پلکیں جھپکائیں اور اسے کھانے کا اشارہ کیا۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا، قسمت کیا فیصلہ کرے؟

عشاء کی نماز کے بعد وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔ تابندہ نے دونوں ٹانگیں سینے سے لگا رکھی تھیں۔ امبر اس کے سامنے چوکڑی مارے بیٹھی تھی

گھڑی نو بجا رہی تھی، اس نے امبر کو ثوبیہ کے ساتھ آج والی ملاقات بتا دی تھی۔

"بھلا اس کا کون سا کزن نیب میں ہے اور وہ اس کو اپنی فائلز لا لا کر دے رہا ہے" اس نے گود میں تکیہ رکھا اور سوچنے لگی

"یہی میں سوچ رہی ہوں۔۔ مجھے نہیں یاد اس کا کوئی فیملی میمبر نیب سے تعلق رکھتا ہو لیکن اسے پتہ ہے کہ یہ فائل اسامہ خالد کی ہے" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی

"مجھے پتہ تھا یہ تمھارے پاس آئے گی ضرور۔۔یہ کسی غیر قانونی کام میں ملوث ہے، شاید اسامہ کے مرڈر کا بھی اسے پتہ ہو" امبر اپنے خدشات ظاہر کر رہی تھی۔اس نے تھوڑی تلے مٹھی رکھی اور کچھ سوچنے لگی۔

"میں اسے یہ فائل واپس کر دوں گی مانو۔۔ایسے ہمارے سر کوئی مصیبت ڈالتی ہے" تابندہ نے حتمی نتیجہ نکال کر سر جھٹکا

امبر منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی "کیوں تابندہ؟" وہ جھنجھلا گئی۔

"دیکھو مانو۔۔اسے پتہ ہے کہ فائل میرے پاس ہی ہے، جو میں اپنی فائل اسے دے کر آئی ہوں اس سے تو یہ کنفرم ہو گیا کہ میرے پاس ہی ہے اور مجھے واقعی ڈر ہے کہ وہ کہیں کسی کیس میں ملوس نہ ہو اور فائل ہمارے گھر سے ملے۔۔میں یہ مصیبت افورڈ نہیں کر سکتی" اس نے بات مکمل کی۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتی پاس پڑا اس کا فون بجا تھا۔اس نے اٹھا کر دیکھا تو غیر شناسا نمبر تھا۔اس نے کال کاٹ دی مگر کال پھر سے آنے لگی۔وہ بھنویں بھینچے نمبر کو دیکھ رہی تھی۔امبر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھی، پھر مسکرائی "اٹھالو۔۔زرار بھائی کی کال ہے"

تابندہ نے اس گھور کر دیکھا "تم نے میرا نمبر دیا ہے اسے؟"

اس نے معصومیت سے سر اثبات میں ہلایا "تم پر رہتے تو آج بیچارے خط لکھ رہے ہوتے اور کبوتر ڈھونڈتے جس کی ٹانگ سے خط باندھ کر تمھیں بھیجنا تھا" اور اٹھ کر باہر چلی گئی۔

اس نے سر نفی میں ہلایااور کال اٹھالی،دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری

"السلام وعلیکم! پہچان تو گئی ہو گی" وہ جیسے مسکرایا تھا

تابندہ بھی مسکرائی "وعلیکم السلام! کون؟ میں نہیں پہچان پائی" اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی۔

دوسری طرف سے آواز ابھری "وہی جسے تم دوپہر میں اپنے کمرے کی کھڑکی سے جھانک رہی تھی" اور ہنس دیا

وہ منہ کھولے اس کی بات ہضم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔پھر آنکھیں چھوٹی کر کے بولی

"تمھیں کیسے پتہ؟ تم مجھے دیکھ چکے تھے؟"

وہ ہنس دیا "ہاں تو اور کیا۔۔ تمھیں دیکھنے ہی تو آیا تھا، کبھی کمرے کی کھڑکی سے جھانک رہی تھی کبھی ایڑیاں اوپر کر کے لاؤنج سے ڈرائنگ روم میں" اور خاموش ہوا

وہ ہنس دی "تم کتنے چالاک ہو"

"چالاک تو نہیں ہوں۔۔حاضر دماغ ہوں تھوڑا سا" وہ جیسے خود کو سراہ رہا تھا

"مطلب تم سے بہت محتاط رہنا ہو گا"

"نہیں۔۔ تمھیں آزادی ہے" اور مسکرایا

وہ بھی مسکرادی "اچھا تم نے آکر بابا سے کیا کہا؟"

"میں نے کہاانکل میں آپ کی ہونہار سلجھی ہوئی سگھڑ پڑھی لکھی بیٹی کو پسند کرتا ہوں اور شادی کرنا چاہتا ہوں"

"اور بابا نے کیا کہا؟" اس نے دونوں ٹانگیں پھر سینے سے لگا لیں

"کہتے ٹھیک ہے لیکن بیٹا روتے ہوئے میرے پاس نہیں آنا" اور کہتے ہی ہنس دیا

"میرے بابا ایسے نہیں کہہ سکتے، میں نہیں مانتی" سر گھٹنوں پر جھکا لیا اور اسے سننے لگی

"ویسے انکل بہت اچھے ہیں۔ مجھے وہ اچھے لگے ہیں"

تابندہ ہنس دی "گھر داماد بن جاؤ" آنکھوں میں شرارت لیے وہ سامنے دیکھ رہی تھی

وہ بھی ہنسا تھا "لیکن آنٹی مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھیں، تمھیں کچھ کہا تو نہیں؟"

"نہیں۔۔ بابا کے دوست کے گھر سے بھی میرا رشتہ آیا ہے نا تو بس وہ اسی کی طرف ہیں لیکن بابا میرے ساتھ ہیں" وہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی

"تم نے انکل کو پہلے میرے بارے میں نہیں بتایا تھا؟" اسے جیسے اچانک یاد آیا

"نہیں۔۔ تمھارا کیا بھروسہ تم آتے ہی نہ" اس نے شانے اچکائے

وہ ہنس دیا "جو میں نے نہیں کرنا ہوتا وہ میں کہتا ہی نہیں ہوں۔ تم میرا ٹیسٹ لے رہی تھی؟"

"ہاں۔۔ اور تم پاس ہو گئے" وہ مسکرائی

وہ بھی مسکرایا تھا "اچھا۔۔ کل تم فری ہو؟"

"ہاں۔۔کیوں؟"تابندہ کی بھنویں بھینچ گئیں

"کل باغ میں ملیں؟"وہ اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا

"زرار۔۔کل میرے بابا امی اور امبر تمھارے گھر آرہے ہیں اور تم مجھ سے ملنے آرہے ہو؟"وہ جلدی جلدی بولی تھی

"ارے عباس انکل کی لاڈلی بیٹی،میری تو سن لو"

وہ ہنس دی"سناؤ"

"صبح میں ملتے ہیں،وہ تو دوپہر یا شام میں آئیں گے۔۔میں تو تم سے صبح ملنا چاہتا ہوں"

"کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

ایک خاموشی"کچھ دینا چاہتا ہوں،کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں پھر تم واپس آجانا"

"ٹھیک ہے۔۔میں نکلنے سے پہلے میسج کر دوں گی"وہ مسکرا رہی تھی مگر دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا۔

ایک دو باتیں اور کر کے اس نے کال کاٹ دی۔وہ کچھ دیر یونہی سکرین کو دیکھتی رہی،پھر مسکرا کر اس کا نمبر سیو کیا اور باہر چلی گئی۔رات گہری ہو رہی تھی

صبح ناشتے کے بعد تابندہ لاؤنج میں کھڑکی کے سامنے اپنے باپ ساتھ کے موجود تھی۔وہ کرسی پر بیٹھی تھے اور تابندہ کھڑی تھی۔وہ ان کی مونچھوں اور ذرا سی بڑھی شیو کو سیاہ ڈائی کر رہی تھی۔اس

کے ہاتھ میں پلاسٹک کی پیالی اور برش تھا۔ایک چھوٹا کپڑا ان کے گریبان کے گرد ان کی شرٹ میں دیے وہ مسلسل بول رہی تھی

"میں کافی دنوں سے نوٹ کر رہی تھی۔آپ کے بال سفید ہو رہے تھے اور آپ مجھ سے بچتے پھر رہے تھے"

اس نے کلر برش پر لگایا اور پھر ان کی مونچھوں کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر وہ پیچھے کو ہو گئے

"میں اچھا تھوڑی لگتا ہوں۔اس عمر میں سفید بال اچھے لگتے ہیں، تم ہو کہ مجھے زبردستی بٹھا کر میرے بال سیاہ کر دیتی ہو" وہ خفا ہوئے تھے

"ارے۔۔"اس نے انھیں آنکھیں دکھائی تھیں"اس عمر سے کیا مراد ہے؟آپ ابھی اتنے بھی کوئی زیادہ عمر کے نہیں ہوئے، میں تو آپ کی بہن لگتی ہوں"اور وہ اس کی مونچھوں پر کلر لگا رہی تھی وہ ہنس دیے۔تابندہ بھی مسکرائی"اچھا اب ہنسیں نہیں۔۔خراب ہو جائے گا"اور خاموشی سے ان کی مونچھوں پر کلر لگانے لگی۔

"جب میری شادی ہو جائے گی تو میں خاص طور پر مہینے بعد صرف آپ کے ہیئر ڈائی کرنے کے لیے آؤں گی۔۔مجھے پتہ ہے نا ایک مہینے تک آپ کے بال ٹھیک رہتے ہیں پھر سفید ہونے لگتے ہیں۔آپ کو تو خیال نہیں، مجھے تو ہے نا۔پتہ ہے میں جب آپ کے ہیئر کلر کرتی ہوں نا تو آپ پھر سے جوان

ہو جاتے ہیں، بالکل ویسے جوان جیسے میرے سکول ٹائم پر ہوتے تھے۔اگر کوئی آپ کو کچھ کہے نا تو کہا کریں میری بیٹی کو میں ایسے اچھا لگتا ہوں"اور مسکرا دی

وہ بھی مسکرائے تھے مگر آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔وہ جھنجھلا گئی، پھر برش پلاسٹک کی پیالی میں رکھ کر انگلیوں سے ان کے آنسو صاف کیے" پتہ ہے امی آپ کو صحیح سیٹ رکھتی ہیں۔ایک بار گھورتی ہیں اور آپ چپ ہو جاتے ہیں۔میں آپ سے اپنی محبت کا اظہار کروں یا آپ کو بتاؤں ہاؤ مچ آئی لو یو تو آپ کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔آپ مجھے پیسے چاکلیٹ یا پھر کتابیں دیا کریں اور کہا کریں یہ لو تابندہ،اب چپ ہو جاؤ"اور دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے۔

تبھی اندر سے امبر باہر آئی تھی۔انھیں دیکھ کر ہنس دی"دیکھیں بابا یہ کتنی سیانی ہے،آج آپ اس کے ہونے والے سسرال جا رہے ہیں تو یہ آپ کو کیسے تیار کر رہی ہے،یہ نا آپ کو مکھن لگا رہی ہے تاکہ آپ انکار نہ کریں"اور مسکرا دی

وہ بھی مسکرائے تھے

"نکلو تم یہاں سے"اس نے اسے گھورا تھا"پورے مہینے میں ہمارا ایک ڈے ہوتا ہے جب میں بابا کے ہیئر کلر ڈائی کرتی ہوں اور وہ آج تھا،اب اس میں میرا کیا قصور جو آج انھوں نے زرار کے گھر جانا تھا، ہے نا بابا؟"اور انہوں نے تابعداری سے سر اثبات میں ہلایا تھا

"یہ دیکھیے گا ابھی مکھن لگا رہی ہے بعد میں پیسے لے کر کسی بک سٹور یا بیکری پہنچی ہو گی"اور ہنس دی

تابندہ بھی ہنسی تھی،ارادے تواس کے کچھ ایسے ہی تھے "نہیں بابا"اور ہنستی چلی گئی۔وہ بھی ہنسے تھے کیونکہ تینوں جانتے تھے کہ امبر سچ بول رہی تھی۔۔اس کے قہقہے اس کے باپ کے باغ اور دل کی رونق تھے۔۔

ساڑھے گیارہ کے قریب وہ گھر سے نکلی تھی۔پہلے ثوبیہ کے گھر گئی اور اس کی ماں کو فائل پکڑا کر جلدی سے واپس آگئی۔اس کا رخ باغ کی طرف تھا۔دس پندرہ منٹ کی واک پر باغ تھا۔اس کے بال کھلے تھے،آگے سے ہلکا سا ہیئر سٹائل،اس نے میرون لمبا کوٹ اوڑھ رکھا تھا اور نیچے سفید قمیض تلے نیلی جینز تھی۔گلے میں سٹالر تھا اور وہ سر جھکائے آگے بڑھ رہی تھی۔باغ میں پہنچی اور ادھر اُدھر دیکھا۔وہ اسی جگہ کھڑی تھی جہاں وہ پہلی بار ملے تھے،وہ اسی جگہ کھڑی تھی جہاں وہ دوسری بار ملے تھے۔کسی نے اس کے دائیں کندھے پر ذرا سا ہاتھ تھپکا تھا اور جیسے ہی اس نے دائیں طرف دیکھا کوئی نہیں تھا۔گردن سیدھی کی اور وہ بائیں جانب کھڑا تھا۔سامنے دیکھتا ہوا،اس نے سفید شرٹ تلے نیلی جینز پہن رکھی تھی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی

"تم بہت پر سرار ہو"وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی،خود سے لمبا لڑکا آج کافی مسکرا رہا تھا

"اور تم بہت۔۔"اور مسکرا دیا

"کیا بہت؟"اس نے سینے پر بازو باندھ لیے۔

"وہی۔۔"اس کی بھوری آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

"کیا؟" وہ جھنجھلا گئی

"وہ جو پھول ہوتے ہیں" وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"کیا ہوتے ہیں؟" اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے

وہ مسکرایا اور سرگوشی کی "معصوم" اور جھک کر اس کی سبز سنہری آنکھوں میں دیکھا

اور وہ ہنس دی۔ وہ بھی ہنسا تھا۔ اس نے اسے سامنے بنچ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ نہیں بیٹھی

"کیا ہم کھڑے ہو کر بات کر سکتے ہیں؟" اس نے زرار کو دیکھا تھا

"کیوں؟" اس نے بایاں ابرو اٹھایا

"ایسے ہی" اس نے شانے اچکائے۔ وہ بھی سر ہلا کر رہ گیا۔

"ایک بات پوچھوں تم سے؟" زرار نے سوال کیا تھا

"ہوں" وہ پھر سے اسے دیکھنے لگی

"اگر تمھارے بابا یا امی میں سے کسی نے انکار کر دیا تو؟" وہ سنجیدہ تھا، مسکراہٹ مدھم پڑ چکی تھی۔

تابندہ مسکرائی "ایسا نہیں ہو گا زرار۔۔ میرے گھر میں ہمیں ہمارے فیصلے خود لینے دیے جاتے ہیں

چاہے وہ صحیح ہوں یا غلط۔۔ پھر میرے بابا اماں ہمارے ساتھ ہوتے ہیں، تم پریشان نہیں ہو" وہ

مسکراتے ہوئے اپنی بات مکمل کر گئی تھی، اس کا لہجہ نرم اور چہرہ معصوم لگتا تھا۔ ایسا چہرہ جسے دیکھ کر

پہلا تاثر نرم دل شخص کا پڑتا ہو

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا "تم یہاں کی نہیں لگتی؟"

"کیوں؟" اس نے بھنویں بھینچ لیں۔

"یہاں کے لوگ ایسے نہیں تھے" اس نے شانے اچکائے

"کیسے تھے؟" اس کی آنکھوں میں تجسس بخوبی دیکھا جا سکتا تھا

"پتہ نہیں مگر تمھارے جیسے نہیں تھے" اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی، ایک عجیب سا احساس۔

وہ پھر سے ہنسی "تم مجھے ایلین کہہ رہے ہو"

وہ بھی ہنسا تھا "نہیں۔۔ میری اتنی مجال" پھر رکا، توقف کیا "تم کشمیر سے ہو؟"

اس نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا "پتہ ہے میں جب سکول کالج یہاں تک کہ یونیورسٹی بھی گئی سب کا پہلا سوال یہی ہوتا تھا۔۔ تم کشمیر سے ہو؟ گلگت سے ہو گی اور میں نہیں نہیں کہہ کر تھک جاتی تھی" پھر اس نے سانس خارج کی

"میرے بابا ایبٹ آباد سے ہیں اور اماں قلاش سے۔۔ بابا کا یہاں ٹرانسفر ہوا تھا اور پھر ہم یہیں رہنے لگے۔ اب بھی ہمیں چھٹیاں ہوں تو ایبٹ آباد یا قلاش میں گزارتے ہیں" اس نے بڑی سادگی سے ساری تفصیل بیان کی تھی

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "وادی قلاش۔۔وہاں کی خواتین بہت پیاری ہوتی ہیں۔۔"

پھر اس کی طرف جھکا اور سرگوشی کی "ڈونٹ جج می "اور مسکرایا

"ابھی ہمارا نکاح نہیں ہوا مگر نکاح کے بعد ایسی باتوں پر سزا ملا کرے گی "اس نے اسے ڈانٹنے کے انداز میں کہا تھا "تم یہیں سے ہو؟"

"ہاں۔۔میں اسلام آباد کی پیداوار ہوں اور کبھی کبھار لندن کو بھی گھاس ڈال آتا ہوں "اور دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑس لیے۔

ٹھنڈی ہوا سر کے اوپر سے گزر رہی تھی۔لڑکی نے بھی دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں اڑس لیے

"تمھیں کوٹ یا جیکٹ پہن کر آنی چاہیئے تھی"

"اٹس اوکے "وہ دھیما سا مسکرایا۔

"چلو نیکسٹ ٹائم میں تمھارے لیے لاؤں گی۔۔تمھیں پتہ ہے میں ہاتھوں سے سویٹر خود بُنتی ہوں، میرے گلے میں یہ سٹالر میں نے خود بنا ہے۔۔بابا کے بہت سے سویٹر میں بُنتی ہوں، میں نے کسی کو تحفہ بھی دینا ہو تو اپنے ہاتھ سے کچھ اچھا سا بُن کر دے دیتی ہوں "اور مسکرائی

"جیسے عزہ کو پنزدی تھیں "اسے وہ پہلی اچھی ملاقات یاد تھی

اس نے سر اثبات میں ہلایا

“I love knitting and I love sweaters”

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بس اسے سن رہا تھا۔اس نے پہلی بار کس عورت کو اتنے غور سے سنا تھا،اتنے غور سے دیکھا تھا، شاید تابندہ سے پہلے کوئی نہیں تھی۔اس نے آخری بار کس عورت کو اتنی نرمی اتنی محبت سے دیکھا تھا،شاید وہ بھی تابندہ تھی۔۔تابندہ ہے!

"تمھیں پتہ ہے میرے پاس سویٹرز کی ایک بہت اچھی کلیکشن ہے اور اس میں ہر سال اضافہ ہوتا ہے۔۔لوگوں کے پاس اتنے کپڑے نہیں ہوں گے جتنے تابندہ کے پاس سویٹرز ہیں"اور ہنس دی۔

وہ فقط مسکرایا،وہ پہلی بار کسی کو اتنا سن رہا تھا اور اور سننا چاہتا تھا۔پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا ڈبہ اس کی طرف بڑھایا۔اس نے وہ ڈبہ تھاما اور اسے کھولا،اندر خوبصورت سا ایک پینڈنٹ تھا۔اس نے پہلے زرار کو دیکھا پھر پینڈنٹ کو،مسکراہٹ سمٹ گئی۔گال گلابی ہوئے،باغ میں خزاں کے موسم میں بہار اتری تھی۔درختوں کے پتے بھورے تھے،فضا بھوری تھی،محبت کا رنگ آج بھورا تھا

"تھینک یو۔۔یہ بہت خوبصورت ہے"اور مسکرا کر ڈبہ بند کیا

"بند کیوں کیا۔۔اسے پہن لو،اچھا لگے گا"اس نے اپنا رخ اس کی طرف موڑ لیا۔وہ مسکرائی اور ڈبہ کھول لیا۔پھر پینڈنٹ ہاتھ میں لیا اور ڈبہ زرار کو پکڑایا،نرمی سے اپنے بال آگے کیے اور وہ پینڈنٹ پہن لیا۔وہ سادہ سی ایک سلور چین تھی جس کے درمیان میں ایک گیند تھی جس پر چھوٹے چھوٹے نگ لگے تھے۔وہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟"اس نے سے جھپکائیں

"پھولوں جیسی"اور مسکرادیا

وہ ہنسی اور اس سے ڈبہ واپس لے لیا۔

"تم آفس نہیں گئی آج؟"وہ اسی طرح کھڑے کھڑے بولا تھا

تابندہ کے چہرے پر سایہ سا لہرایا،اس کی ہنسی اس کی مسکراہٹ چھپ گئی

"چھوڑدی جاب"اور شانے اچکائے

"کیوں؟"

"انھوں نے نکال دیا تھا"اس نے سادگی اور سچ کا سہارا لیا تھا"وہ نہ بھی نکالتے تو میں کمٹمینیو نہ کر پاتی"

"لیکن کیوں؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"ایک بہت بڑا میس کری ایٹ ہو گیا تھا،ایک سیاست دان کے انٹرویو کے لیے میں بیٹھی تھی اور اس نے میری ڈس ریسپیکٹ کی تھی۔۔یہاں تک کہ مجھے مارنے کی بھی دھمکی دی تھی،میں ڈری نہیں تھی۔میں کیوں ڈرتی؟حق پر ہونے والے نہیں ڈرتے مگر اگلے دن ویلکم ٹو پاکستان۔۔انھوں نے مجھے نکال دیا"اس نے شانے اچکائے

"سیاست دان کون تھا؟"زرار سنجیدہ تھا،بالکل سنجیدہ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سعد خان لودھی" اس نے ناگواری سے نام لیا تھا

وہ خاموش رہا، کافی عرصے سے وہ ہمایوں کے ساتھ لندن تھا سو وہ نہیں جان پایا کہ سعد خان کون ہے

"خیر چھوڑو۔۔میں سی ایس ایس کے ایگزامز دوں گی" پھر مسکرائی

"اوہ۔۔لائق فائق لوگ کھڑے ہیں بھئی" دونوں بھنویں ایک ساتھ اٹھائیں اور مسکرایا

وہ ہنس دی "توبہ ہے"

وقت سرک رہا تھا، تابندہ نے اپنی گھڑی دیکھی "بابا ایک دو بجے تک تمھارے گھر کے لیے نکلیں گے۔۔ہمیں چلنا چاہیئے"

اس نے سانس خارج کی اور سر ہلا دیا۔ایک نظر بھر کر اس لڑکی کو دیکھا جس پر ہر رنگ جچتا تھا۔وہ رنگوں کے لیے بنی تھی یا رنگ اس کے لیے، پتہ لگانا مشکل تھا۔دونوں ایک ساتھ باغ سے نکلے تھے۔اپنے گھر کے سامنے پہنچ کر تابندہ نے گلے سے اونی سٹالر اتارا اور اس کی طرف بڑھایا "یہ میری طرف سے عزہ کو دینا"

اس نے تھام لیا اور پھر ناک سے لگا کر اس کے بالوں کی خوشبو محسوس کی۔وہ ہنس دی۔وہ بھی مسکرایا تھا

"اور عزہ کے چاچو کے لیے؟"

تابندہ نے گلا کھنکھارا "عزہ کے چاچو کو پوری کی پوری تابندہ ملنے والی ہے، کیا یہ کم ہے؟"

اس نے اپنے سینے پر دل کی جگہ پر ہاتھ رکھا اور پیچھے کو گرنے کی اداکاری کی

"ارے۔۔ گر جاؤ گے "اور ہنس دی۔ایک آخری بار اس کو دیکھا اور پھر اندر بڑھ گئی۔ محبت کے اولین دن، بہار کی آمد تھی۔

وہ لوگ عصر کے وقت گھر واپس آئے تھے۔تابندہ نماز پڑھ کر جائے نماز پر ٹانگیں سینے سے لگائے تھوڑی گھٹنوں پر جمائے بیٹھی تھی۔ باہر گاڑی کا ہارن بجا تو وہ فوراً سے اٹھ گئی۔ جائے نماز تہہ کر کے ایک طرف رکھی اور پھر باہر کو لپکی۔ وہ لاؤنج کے دروازے پر کھڑی انھیں آتا دیکھ رہی تھی۔امبر اور اس کے بابا آپس میں مسکرا کر ایک دوسرے کو کچھ کہہ رہے تھے جبکہ اس کی اماں خاموش سی اندر بڑھ رہی تھیں۔اندر آتے اس کا باپ اسے دیکھ کر مسکرایا، ماں کے چہرے کا تاثر نارمل تھا وہ اندازہ نہیں لگا پائی کہ وہ خوش ہیں یا نہیں؟ پھر امبر سے ملی اور اس کے ساتھ کمرے میں آ گئی۔ وہ آتے ہی بیڈ پر گر گئی

"بتاؤ۔۔ کیا ہوا؟" وہ جلدی سے اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"پہلے جاؤ میرے لیے کچھ ایسا لاؤ کہ مجھے ہوش آ جائے "اس نے آنکھیں بند کر لیں جیسے نیند آ رہی ہو۔

"مانو یار۔۔ میں نے اتنا انتظار کیا ہے، بتا دو اب" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھا رہی تھی

وہ اٹھ بیٹھی اور پھر چوکڑی مار لی، دوپٹہ ایک طرف کو رکھ لیا

"ان کا گھر بہت پیارا تھا۔ ہمارے جتنا نہیں تھا، ظاہر ہے وہ اکیلے رہتے ہیں تو اتنا بڑا گھر تو نہیں ہو گا نا ۔۔ایک دوست کے ساتھ رہتے تھے جو کہ چلا گیا کیونکہ اب تم وہاں جاؤ گی نا" اس نے مسکرا کر اس کی تھوڑی کو چھوا

"پھر؟ کیا بات کی انھوں نے؟ زرار نے کچھ کہا؟" وہ جلدی جلدی میں سب پوچھ رہی تھی

امبر ہنس دی "صبر کرو لڑکی۔۔بتا رہی ہوں نا۔۔ان کے بھائی اور وہ جو چھوٹی لڑکی ہے۔۔" وہ اس کا نام یاد کرنے لگی

"عزہ۔۔ہاں سب نے ہماری بہت ریسپیکٹ کی، تمھیں پتہ ہے زرار بھائی کے پاس بی ایم ڈبلیو بھی ہے اور انھوں نے اس کا نام بھی رکھا ہے" وہ پرجوش سی بتا رہی تھی

"ڈیانا" تابندہ نے اس کی بات بیچ میں کاٹی تھی

وہ ہنس دی "ارے۔۔ تمھیں تو پتہ ہے" پھر سانس خارج کی "ان کا گھر بہت صاف اور پیارا تھا، بلیک اینڈ وائٹ کا کومبو، ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ باقی سب بھی ٹھیک رہا، کھانا بھی اچھا تھا۔ بابا نے بس چائے لی اور تھوڑا سا فروٹ کیک۔۔اماں بھی ان کی خالہ سے باتیں کرتی رہیں، زرار بھائی بابا سے بڑے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے" پھر تابندہ کو دیکھا "تمھارا رشتہ پکا ہے۔ تم شادی کی تیاری کرو"

تابندہ مسکرا دی "کوئی غیر ضروری بات تو نہیں ہوئی؟"

امبر کچھ سوچتے بولی "ارے ہاں۔۔ان کی بھتیجی ہے نا عزہ،اس کے پاس تمھارا اسٹالر تھا۔۔کیسے پہنچا؟"اس نے ہاتھ کمر پر رکھا اور ابرو اٹھائے اسے دیکھا

تابندہ مسکرادی "ظاہر ہے میں نے دیا تھا۔۔مجھے وہ پیاری لگتی ہے"

امبر نے تابندہ کے ہاتھ پکڑے "بابا سارے راستے اماں کو مناتے آئے ہیں۔۔ہیں تو وہ بھی ماں ہی اور تمھاری نہیں ٹالیں گی،رات کو بابا تمھیں بلائیں گے اور پھر سے پوچھیں گے اور تم ہاں کہو گی"

اس نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا۔پھر سانس خارج کی

"میں بہت خوش ہوں تمھارے لیے تابندہ۔۔تم ان خوش نصیبوں میں سے ہو گی جنھیں زندگی میں ہی ان کی محبت مل جاتی ہے"پھر مسکرادی۔

"سچ بولوں تو یہ دو طرفہ تھا۔میں اکیلی یا زرار اکیلا کچھ نہ کرتا۔محبت کا حاصل ہونا دو طرفہ قوت کا نتیجہ ہوتا ہے۔کائنات کی ہر شے بھی آپکے حق میں تب ہی سازش کرتی ہے جب آپ کوئی تدبیر کرتے ہو"پھر سانس خارج کی "شکر الحمد للہ"اور مسکرادی

امبر بھی مسکرائی تھی "بس اب تم بابا سے پیسے مانگنا شروع کر دو۔۔شاپنگ کرنے چلتے ہیں کل"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "اماں ہاں کر دیں گی نا مانو؟"

امبر نے منہ بنایا "کر دیں گی۔۔دشمن تھوڑی ہیں تمھاری،اتنی بڑی بی ایم ڈبلیو دیکھ کر تو وہ بھی نرم پڑی تھیں"

اور دونوں ہنس دیں۔

رات کو ڈنر پر انھوں نے ہاں کر دی۔امبر کے لیے ان کے دوست کا بیٹا عبداللہ اور تابندہ کے لیے زرار، وہ دونوں بہت خوش تھیں اور ان سے زیادہ ان کا باپ خوش تھا۔رات کو ڈنر کے بعد دونوں لڑکیاں باہر سوپ پینے نکلی تھیں۔ڈرائیو تابندہ کر رہی تھی اور امبر ساتھ بیٹھی تھی۔وہ بس آدھے گھنٹے کا کہہ کر نکلی تھیں مگر تابندہ کی گود میں کچھ اور بھی تھا۔سوپ تو بہانا تھا،انھوں نے گاڑی ایک بیکری کے سامنے روکی تھی۔امبر ادھر اُدھر دیکھ کر بولی "ان کا گھر اس بیکری کی بیک سائیڈ پر ہے۔تم گاڑی آگے لے کر چلو"

اس نے امبر کے ہاتھ پر چپت رسید کی "کیا ہے؟دس منٹ گزر گئے ہیں۔بابا نے تھرٹی منٹس کہا ہے اور تم بونگیاں مار رہی ہو"

امبر نے اسے گھورا "بات تو تم مان نہیں رہی میری۔دیکھو ابھی بھی یہیں کھڑی ہو" وہ اپنے ہاتھ کی پشت مل رہی تھی۔

تابندہ نے سٹیرنگ وہیل پر ہاتھ رکھے اور گاڑی آگے بڑھا دی۔وہ بیکری کی پچھلی گلی میں تھیں۔

"وہ دیکھو۔۔وہ والا گھر۔۔وہ زرار بھائی کا ہے" اس نے دور سے ہی اشارہ کیا۔تابندہ کا دل بے اختیار بے تحاشا دھڑکنے لگا۔اس نے کچھ فاصلے پر گاڑی روک دی اور دونوں اکٹھی اتریں۔پھر اس کے گیٹ کے سامنے کھڑی ہو کر بیل بجائی۔دوسری بیل پر کسی کی اندر سے آواز آئی تھی "کون؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بولنے والا زرار تھا۔

تابندہ نے گردن موڑ کر امبر کو دیکھا جو کہ اسے گھور رہی تھی۔ باہر گیٹ کے اوپر دائیں بائیں لگے بڑے روشنی کے گیند روشن تھے اور ان کے چہرے واضح نظر آرہے تھے۔

امبر نے اس کے بازو پر چپت رسید کی اور وہ تھوک نگل کر بولی "کھولیں"

ایک لمحہ لگا ہوگا اور دروازہ کھل گیا۔ وہ سامنے رف سے حلیے میں کھڑا تھا، انھیں دیکھ کر بھنویں بھینچ گئیں اور منہ سے نکلا

"اتنی پیاری بھکارن"

امبر اور زرار کی اکٹھی ہنسی نکلی تھی۔ تابندہ بس منہ کھولے اسے دیکھتی رہی۔ پھر منہ بنالیا اور جانے لگی تھی کہ اس نے پورا دروازہ کھولا

"ارے۔۔ اندر آؤ۔۔ کہاں جارہی ہو؟"

اور وہ ضبط کر کے اندر بڑھی تھی۔ اس نے ہاتھ مار کر گیراج کی لائٹ آن کی تو اس کا چہرہ واضح ہوا۔ وہ مسکرا رہا تھا، گیراج میں دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایک اچھے سے ڈھکی ہوئی بی ایم ڈبلیو اور دوسری اس کی سفید سویک۔۔

"وہ۔۔ میں آپ کا گھر دیکھ کر گئی تھی نا تو تابندہ کو کچھ کچھ ہو رہا تھا۔ میں نے سوچا چلو آؤ تمھیں دکھا کر لاتی ہوں" امبر نے مسکرا کر شانے اچکائے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں تو۔۔مجھے تو کچھ کچھ نہیں ہو رہا تھا۔۔ہم تو سوپ پینے نکلے تھے اور اس نے کہا کہ تمھارا گھر بیکری کی بیک سائیڈ پر ہے تو میں نے سوچا ہو آتے ہیں" کہہ کر شانے اچکائے۔

زرار نے اس کے ہاتھوں کو دیکھا جن میں ایک سویٹر تھا۔وہی سویٹر جس اس کی گود میں تھا۔اس نے بازو سینے پر باندھے

"اور یہ مردانہ سویٹر ضرور تم نے راستے سے لیا ہو گا"

اس کی پوری آنکھیں کھل گئیں،ہاتھوں میں پکڑے سویٹر کو دیکھا "نہیں تو۔۔یہ میں نے خود بُنا ہے"

"مطلب تم یہ گھر سے لے کر نکلی تھی؟" زرار بمشکل اپنی مسکراہٹ روک رہا تھا

"ہاں۔۔نہیں" وہ گڑبڑا گئی "میرا مطلب ہے۔۔میں نے بنایا ہے۔۔"

اس کی مسکراہٹ گہری پڑی "اچھا چلو مان لیتے ہیں تابندہ بیکری پر ہی آئی تھی" وہ امبر کو دیکھ کر مسکرایا۔

"چلو۔۔اندر آؤ۔۔کچھ کھا پی کر تو جاؤ" اس نے بازو لمبا کر کے اندر چلنے کو کہا تھا

تابندہ جھٹ سے بولی "نہیں۔۔پھر کبھی۔۔ابھی ہمیں دیر ہو رہی ہے" اس نے گردن موڑ کر امبر کو دیکھا تھا جو کہ زرار کے ساتھ جا کھڑی ہوئی

"نہیں۔۔میں تو ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز کھایا پی کر جاؤں گی۔۔تم اپنا دیکھ لو"اور شانے اچکا کر اندر کی طرف بڑھی تھی۔زرار اسے دیکھ کر مسکرایا،اس کا دل کیا اس لڑکی کو ایک تھپڑ لگائے مگر نہیں لگا سکتی تھی۔

"آجاؤ۔۔"اس نے پھر اسے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔اس نے سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔پھر آگے بڑھی اور زرار پیچھے تھا۔

اس نے روشن لاؤنج میں پہلا قدم رکھا تھا اور آنکھیں بس دیکھتی ہی رہ گئیں۔اس کا لیپ ٹاپ میز پر کھلا تھا یعنی وہ کام کر رہا تھا۔صاف ستھرا سفید سنگ مرمر سے مزین فرش جس پر جلتے بلب کا سایہ پڑ رہا تھا،ایک طرف بندایل سی ڈی،سامنے صوفہ سیٹ اور اس سے فاصلے پر دائیں طرف ایک ڈائننگ ٹیبل تھا۔وہ امبر کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی اور زرار کچن میں چلا گیا۔

اس کی جیب میں پڑا فون بجا،اس نے فون نکالا،سکرین پر اس کے بابا کا نمبر جگمگا رہا تھا۔اس نے امبر کو دیکھا اور پھر کال اٹھالی

"جی بابا۔۔"پھر دوسری طرف سے ابھرتی آواز سنی

"بابا وہ میں نے آپ کے باکس میں رکھ دی تھیں۔آپ کا باکس آپ کے روم میں صوفے کے ساتھ پڑا ہے"اور کچھ پل کی خاموشی۔پھر اس نے اوکے کہہ کر کال کاٹ دی۔امبر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی

"میڈیسن کا پوچھ رہے تھے" اور سانس خارج کی۔ پھر اس کا سویٹر صوفے پر رکھا اور کچن کی طرف بڑھی، اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا

"عزہ اور تمھارے بھائی کہاں ہیں؟"

"وہ باہر گئے ہیں۔۔ عزہ کو فرائز کھلانے" اس نے کپ ٹرے میں لگائے تھے

"اور خالہ؟"

"وہ تو اپنے گھر چلے گئیں، ہمارے ساتھ تھوڑی رہتی ہیں" اس نے چائے کے نیچے آگ تیز کر دی تھی

وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ اس نے سویٹر پہن رکھا تھا جس پر سفید سبز اور گلابی دھاریاں بنی تھیں، نیچے اسی سٹف کا پیرٹ رنگ کا ٹراؤزر تھا۔ اس نے اوپر گہرا سبز کوٹ اوڑھ رکھا تھا، اس نے زرار کا دیا پینڈنٹ بھی پہن رکھا تھا۔۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا

"اچھی لگ رہی ہو"

وہ مسکرائی، گال گلابی پڑے۔ اس نے نظریں چرائیں۔ زرار اس سے دھیان ہٹا کر اوپر والے کیبن سے ایک گلاس جار اتار رہا تھا جس میں بہت سی چاکلیٹ کوکیز تھیں۔ اس نے وہ جار کھولا اور چند کوکیز پلیٹ میں رکھیں اور ایک تابندہ کو پکڑائی۔ اس نے چاکلیٹ ککی کو دانتوں سے کاٹا اور چبایا

"یہ تم نے بنائی ہے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ مسکرادی"ایسے ہی امی نہیں مانیں"

اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔چائے کو ابال آگیا تھا،تابندہ کا فون پھر سے بجا تھا۔اس بار اس کی امی کا فون تھا۔اس نے سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا

"جی امی۔۔"

پھر ان کی سنی اور زرار کو دیکھا"امی ہمیں چائے اچھی لگ رہی تھی۔۔بس چائے پی کر آرہی ہیں"اور دوسری طرف سے سن کر کال کاٹ دی۔

اس نے چائے کپ میں انڈیلی اور اس کے ساتھ ٹرے لیے باہر بڑھا تھا۔

وہ دونوں ایک ساتھ ایک صوفے پر بیٹھی تھیں اور زرار چھوٹے صوفے پر،گھڑی کی نو اور بارہ کی سوئیوں کی طرح۔اس نے چائے کا پہلا گھونٹ بھرا اور زرار کو دیکھا

"یہ بہت اچھی ہے"

وہ فقط مسکرایا تھا،امبر بول پڑی"امی یہ والی چائے پی کر مانی ہیں"اور تینوں ہنس دیے۔

"سمجھ نہیں آرہا کوکیز زیادہ مزے کی ہیں یا چائے"اس نے ایک اور چاکلیٹ ککی لی تھی۔

"تمھیں یہ اچھی لگی ہیں؟"

وہ ککی چباتے ہوئے بولی"بہت"اور پھر نگل گئی۔

چند پل بیتے، باتوں باتوں میں چائے ختم ہو گئی اور اس نے وہ سویٹر اسے دے دیا۔ وہ مسکرایا اور شکریہ ادا کیا۔۔ سویٹر اس کے ہاتھ میں تھا

"پہن کر پکچر بھیجوں گا"

وہ مسکرائی "شیور!"

زرار انھیں گیٹ تک چھوڑنے آیا، پھر رک گیا "تابندہ۔۔ دو منٹ ویٹ کرو"

وہ ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ چند لمحوں بعد باہر آیا تو ہاتھ میں شیشے کا جار تھا مگر وہ پہلے والے کوکیز جار سے چھوٹا تھا۔ اس نے وہ جار تابندہ کو دے دیا

"یہ تمھارے لیے"

وہ ہنس دی "اگر میں کہوں کہ مجھے تمھاری ڈیانا اچھی لگی ہے تو کیا تم مجھے اپنی ڈیانا دے دو گے؟"

اس نے مسکرا کر سر جھکایا "سب تمھارا ہی ہے، دے دوں گا" اور وہ ہنس دی۔ اس سے جار لے لیا۔

"تھینک یو!" اور وہاں سے چل دی۔ وہ اسے تب تک دیکھتا رہا جب تک کہ وہ آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔ وہ چلی گئی تو گھر پھر سے خاموش ہو گیا

دن کے دس بجے کا وقت تھا۔ اس کمرے میں آج بھی بتیاں بجھی تھیں مگر کھڑکیوں پر سے بلائنڈرز ہٹے تھے۔ باہر کی روشنی اندر آ رہی تھی مگر کند ذہنوں میں داخل ہونے سے قاصر تھی۔ اس نے آج

سرمئی شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔کوٹ کرسی کی پشت پر تھااور وہ سامنے بیٹھے سعد خان کو سن رہا تھا

"تم نے فائل کب لی اس سے؟"وہ سنجیدہ سا تھا،سنہری آنکھوں میں عجیب سی وحشت تھی

"کل دے کر گئی ہے مجھے"اور سامنے پڑی ڈبیہ سے سگار نکالا ہونٹوں میں دبایا،اور لائٹر سے اس کو سرے سے جلایا

"کچھ کہا؟کیا وہ لڑکی سب جانتی ہے؟"سعد خان کو عجیب سا تجسس محسوس ہوا۔ایسا تجسس جس میں خوف تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا"وہ عام مڈل کلاس فیملی کی لڑکی ہے سعد،ثوبیہ کی سہیلی ہے اور وہ کئی عرصے سے اسے جانتی ہے۔اس نے اس سے بات چیت کی تھی مگر اسے کچھ نہیں پتہ،ہو سکتا ہو کہ ہم ضرورت سے زیادہ سوچ رہے ہوں"کہہ کر اس نے ایک کش لگایا،دھواں ہونٹوں سے خارج کیا، اس کا دل ثوبیہ کی دوست کے حق میں تھا مگر کیوں تھا؟

"مڈل کلاس"اس نے سر جھٹکا"یہی مڈل کلاس لڑکی کیمرے میں بیٹھ کر مجھ سے تمھارا پوچھ رہی تھی،بلال مرجان کا نام لیتے اس کی زبان نہیں کانپی اور تم اسے عام لڑکی کہہ رہے ہو"وہ تپ گیا

"آواز نیچی رکھو"وہ سنجیدگی سے بلند آواز میں بولا تھا

وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا، نظریں جھکائیں اور سر جھٹکا "میں بس اتنا کہہ رہا ہوں شہاب کہ اسے انڈر ایسٹیمیٹ مت کرو اور یہ ثوبیہ، اس پر تم بھروسہ مت کرو۔ ایک فائل تو اس سے سنبھالی نہیں گئی اور یہ اس کو مینوپولیٹ کرے گی۔۔ ہونہہ!" اس نے طنزیہ سر جھٹکا

وہ خاموش رہا۔ آنکھیں چھوٹی کیے سامنے کھڑکی کو گھورتا رہا، پھر بہت سادھواں ہونٹوں سے خارج کیا "اسے کیسے پتہ شہاب کا، وہ کیسے بلال مرجان کو جانتی ہے؟ اسے یہ سب باتیں کس نے بتائیں؟" مگر وہ دل کی کم دماغ کی زیادہ سن رہا تھا

سعد خان نے چونک کر اسے دیکھا "یہی تو میں کہہ رہا ہوں شہاب کہ اگر اس لڑکی نے فائل نہیں کھولی، اسے نہیں پتہ کہ اس فائل میں کیا ہے تو پھر وہ مجھ سے ایسے سوال کیوں کر رہی تھی؟ اسے ان سب باتوں کی خبر کیسے؟"

شہاب آگے کو ہوا اور اپنا موبائل آن کیا۔ سکرین جل اٹھی اور اس نے گیلری میں جا کر ایک لڑکی کی تصویر نکالی۔ مسکراتی ہوئی گلابی گالوں والی لڑکی جس نے سرخ پٹھانی لباس پہنا تھا، کھلے بال اور ماتھے پر ماتھا پٹی تھی۔ اس کی آنکھیں سنہری بھورے اور سبز رنگ کا خوبصورت ملاپ تھیں، وہ مسکرا رہی تھی، پیچھے سرسبز چراگاہ تھی جہاں چھوٹی بھیڑیں گھاس چر رہی تھیں۔ وہ اس تصویر کو دیکھتا رہا پھر فون سامنے بیٹھے سعد کے سامنے رکھا

"یہ ہے وہ؟" اور پیچھے کو ہو کر بیٹھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی پوری آنکھیں کھل گئیں "ہاں۔۔یہ تابندہ ہے۔۔یہی وہ لڑکی ہے"

اور شہاب نے اس کے سامنے سے فون لے لیا اور آخری بار اس تصویر کو دیکھا۔ پھر سکرین بجھا دی۔

اس نے گردن پشت پر پھینکی اور آنکھیں بند کر لیں، سگار ہونٹوں سے لگایا، بہت سا دھواں باہر پھینکا۔

"تم نے اس کا تعارف کیسے کرایا تھا؟" وہ آنکھیں بند کیے بولا تھا

"میں نے؟" اس نے یاد کرنے کی کوشش کی مگر نہیں یاد آیا

"وہ سبز سنہری آنکھوں والی کسی خوبصورت وادی کی پری ہے"

شہاب خود ہی بول کر ہنس دیا۔ پھر سگار کا کش لگایا اور دھواں ہونٹوں میں سے آزاد کیا

"اور اکثر پریاں دیو قید کر کے لے جاتے ہیں"

کمرے میں دھوئیں کی عجیب سی بو تھی۔ اس نے ہاتھ سے سعد کو جانے کا اشارہ کیا اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔ خود وہ اوپر والی دیوار کو دیکھتا کچھ سوچ رہا تھا۔۔وہ تابندہ کو سوچ رہا تھا۔ سبز سنہری آنکھوں والی پری اس دیو کے دل کو اچھی لگی تھی مگر کیا وہ دل کی سنتا ہے؟

ایک ہفتہ بعد:

آج کا دن بہت خاص، بہت حسین اور بہت سے خوابوں کو لیے ہوئے تھا۔ ظہر کے بعد کا وقت تھا، دونوں لڑکیاں اپنے کمرے میں تھیں۔ گھر کو پھولوں اور بتیوں سے سجایا گیا تھا۔ ان کے ساتھ دو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پارلر والی لڑکیاں تھیں،ایک تابندہ کا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی اور دوسری امبر کو بھاری جھمکے پہنا رہی تھی۔تابندہ تیار ہو گئی تو آئینے میں اپنا عکس دیکھا،اس نے آف وائٹ کام دار کرتی تلے گرارہ پہن رکھا تھا،دوپٹہ آگے سے پیچھے کی طرف جاتا زمین سے تھوڑا اوپر اٹھا تھا۔بال جوڑے میں بند تھے اور گلے میں سفید موتیوں کا ہار،کانوں میں سنہری بھاری جھمکے تھے۔مہندی والے ہاتھ حسین لگ رہے تھے، جبکہ امبر نے اس کے برعکس سرخ لہنگا پہنا تھا۔وہ امبر سے پہلے تیار ہو کر بیڈ پر بیٹھی تھی،دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کی ماں اندر داخل ہوئی۔اسے دیکھ کر مسکرا دیں اور پھر سر پر بوسہ دیا،ہاتھوں کے ہالے میں اس کا چہرہ لیا اور آنکھوں کے کناروں پر آئے آنسو انگلی کی پور سے صاف کیے۔امبر بھی تیار تھی،وہ ان کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور پھر ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا۔پارلر والی اپنا سامان سمیٹتیں انھیں دیکھ رہی تھیں۔پھر کھلے دروازے سے ان کا باپ اندر داخل ہوا،وہ فقط دیکھ کر مسکرائے تھے۔آگے بڑھے اور ان دونوں کے سر پر ہاتھ رکھے،پھر سانس خارج کی

"چلو بھئی۔۔سب انتظار کر رہے ہیں،لڑکے والے بھی آ چکے ہیں"

امبر نے سر ہلایا اور باہر نکل گئی

"آپ چلیں میں آئی"بیڈ پر بیٹھی تابندہ نے اپنی ماں کو دیکھا تھا جو کہ سر ہلا کر وہاں سے چلی گئیں۔

اس کے بابا بھی پیچھے ہی باہر نکلے تھے مگر وہ پیچھے لپکی

"بابا۔۔"اس نے انھیں پیچھے سے آواز دی اور وہ وہیں ساکت ہو گئے۔لاؤنج کے دہانے پر کھڑا مرد ذرا سا مڑا اور اسے دیکھا،وہ اپنا بھاری گرارہ اٹھاتی ان کی طرف بڑھی اور سامنے کھڑی ہوئی" نظریں مت چرائیں مجھ سے "اور دھیرے سے ان کی طرف بڑھی اور ان کے گرد بازو حمائل کر لیے۔اس کے کان ان کی بڑھی دھڑکن سن سکتے تھے۔انھوں نے ہاتھ اٹھایا اور اس کے سر پر رکھا

"پتہ ہی نہیں چلا۔۔کب سکول کالج چھوڑتے چھوڑتے اب دوسرے گھر چھوڑنا پڑ رہا ہے"ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔وہ خاموش رہی۔پھر سر اٹھا کر انھیں دیکھا،اس کی آنکھیں گلابی پڑیں

"It hurts"

اور پھر مسکرا دی۔وہ بھی مسکرائے تھے۔پھر ان سے الگ ہوئی اور نم سانس اندر کھینچی،ان کے بازو میں بازو ڈالا" چلیں"

مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ ان کے ساتھ چل دی۔

ان کا نکاح ایک بڑے سے خوبصورت باغ میں تھا۔باغ کو پھولوں سے سجایا گیا تھا،میز کے گرد بیٹھے مہمان انھیں دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔گاڑی سے نکلتی دو دلہنیں۔نکاح خواں ان کے آتے ہی کھڑا ہوا،تابندہ نے اپنے بابا کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور امبر نے اماں کا اور وہ آگے بڑھے تھے۔پھر دونوں ساتھ ساتھ کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔درمیان میں پھولوں کی دیوار تھی اور دوسری طرف ان کے دلہے تھے۔ایک طرف لڑکی والے اور دوسری طرف لڑکے والے تھے۔امبر کے سر پر سرخ جالی دار

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوپٹہ تھااور وہ گھونگھٹ تلے سر جھکائے بیٹھی تھی،تابندہ کے سر پر سفید جالی دار دوپٹہ تھااور وہ بھی سر جھکائے بیٹھی تھی۔ نکاح خواں نے کلمات ادا کیے اور پہلے بڑی بہن سے رضامندی لی گئی،اس نے ایک نظر اپنے باپ کو دیکھا جو کہ مسکرا رہے تھے،وہ بھی مسکرادی اور "قبول ہے" کی آواز سے مہمانوں میں مبارکباد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پھر امبر سے رضامندی لی گئی تھی،دائیں بائیں پڑے انار چلے تھے اور ہر سو تالیوں کی گونج تھی۔ دوسری طرف دلہے سے رضامندی لی گئی تھی،زرار کے ساتھ اس کا بھائی بیٹھا تھا۔ وہ آج مسکرا رہا تھا،عام دنوں سے بہت خوش،اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ اس کی ماں کے بعد وہ اس کی زندگی میں آنے والی دوسری عورت تھی اور اس نے اسے کھلے دل سے قبول کیا تھا۔ نکاح ہو گیا اور دلہا کھڑا ہوا، پھولوں کی دیوار پار کی اور اب وہ اپنی دلہن کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ اس کے سامنے کھڑی تھی،اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا گھونگھٹ اٹھایا اور دونوں کی آنکھیں ملیں،زرار اسے محبت سے عقیدت سے شکر اور ادب سے دیکھ رہا تھا،دلہن کی آنکھوں میں بہار کا ہر رنگ تھا۔ پھر دونوں مسکرا دیے،زرار نے سفید شلوار قمیض پر بھوری واسکٹ پہنی تھی،کلائی میں قیمتی گولڈن گھڑی تھی اور وہ وجیہہ لگ رہا تھا۔ امبر کا دلہا بھی سامنے کھڑا تھا اور وہ مسکرا رہے تھے۔

سٹیج پر کھڑی تابندہ نے سفید شلوار قمیض والے زرار کی کہنی تھامی تھی،وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا اور کیمرے کی آنکھ نے یہ منظر مقید کیا تھا۔ زرار اور تابندہ کا آج نکاح تھا،رخصتی ایک ہفتہ بعد تھی جبکہ

امبر کی رخصتی بھی آج ہی تھی۔ سٹیج پر کھڑا زرار حیدر اپنے ساتھ کھڑی تابندہ کو بس دیکھے جا رہا تھا، وہ مسکراتے ہوئے پیاری لگ رہی تھی۔ وہ اس کے ساتھ اپنا گھر بسانے لگا تھا، وہ گھر جس کا خواب وہ اکثر دیکھا کرتا تھا مگر ہر خواب پورا ہونے کے لیے نہیں ہوتا!

گھر میں اب سناٹا سا تھا، ایک خاموشی۔ تابندہ کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی جب ماہ رخ اس کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ تھا، تابندہ نے دودھ پتیلی میں انڈیل کر چولہے پر رکھا اور پھر پیچھے مڑی، پھول دیکھ کر ٹھٹھک گئی

"یہ کیا ہیں؟" وہ پھولوں کو غور سے دیکھ رہی تھی

"آپی یہ شام میں آپ کے نام پر آئے تھے" اور گلدستہ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ عام پھول نہیں تھے، وہ سیاہ پھولوں کا گلدستہ تھا جس کے گرد بھورا موٹا لفافہ تھا۔ اس نے بھنویں بھینچ لیں اور وہ پھول بازوؤں میں لیے، اندر ایک کارڈ پڑھا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ کارڈ پکڑا اور اسے کھولا، اندر انگریزی میں مبارکباد لکھی تھی

“Nikkah Mubarak beautiful!”

اور باقی کارڈ خالی تھا، دائیں طرف کونے پر ایک نشان تھا جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا

“J.”

اسے کچھ سمجھ نہیں آیا، کوئی اسے سیاہ گلاب کیوں بھیجے گا؟

"یہ کون دے کر گیا تھا؟" وہ ابھی بھی سوچ میں گم تھی

اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔تابندہ نے سانس خارج کی اور گلدستہ واپس ماہ رخ کو دے دیا

"اسے باہر باغ میں رکھوا دو" اور چولہے کی طرف متوجہ ہوئی۔پھر سر جھٹکا اور پتی ڈال کر چینی ڈالی اور گلاس میں پانی لیا۔پھر مائیکرو ویو پر پڑے ڈبے سے اپنے باپ کی دوا نکالی اور گلاس پکڑے ان کے کمرے کی طرف بڑھی۔

اس نے دروازے پر دستک دی

"بابا۔۔میں آجاؤں؟"

اور اندر سے اس کے باپ کی آواز ابھری تھی "آجاؤ بیٹے!"

اس نے مسکرا کر دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہوئی۔اندر نیم اندھیرا تھا،اس کی اماں سوئی ہوئی تھیں اور ابا کھڑکی کے ساتھ پڑے صوفے پر بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے،پاس ہی چھوٹی میز پر لیمپ جل رہا تھا۔وہ اپنے باپ کے ساتھ آ بیٹھی اور پانی کا گلاس انھیں دیا۔انھوں نے کتاب الٹی کر کے اپنی ران پر رکھی اور ہتھیلی آگے بڑھائی۔اس نے گولیاں ان کی ہتھیلی پر رکھیں۔وہ پانی کے ساتھ دو انگل گئے، پھر گلاس اسے واپس کیا

"مجھے پتہ تھا آپ میڈیسن لینے میں بہت لاپرواہی دکھاتے ہیں" وہ خفا ہوئی تھی

"کیونکہ تم میری پرواہ کرتی ہو" اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ وہ فقط مسکرادی۔ پھر کھڑی ہوئی "میں چائے چولہے پر رکھ کر آئی ہوں، ابھی لے کر آتی ہوں" اور اٹھ کر باہر آگئی۔

کچھ پل بیتے اور پھر چائے کے دو کپ لیے اندر داخل ہوئی، ان کے ساتھ بیٹھ گئی اور اپنا کپ ساتھ چھوٹی میز پر رکھا۔ وہ زیادہ گرم چائے نہیں پیتی تھی۔ پھر ہمیشہ کی طرح ان کے بازو میں اپنا بازو ڈالے ان کے بازو سے سر لگائے بیٹھ گئی۔ جرابوں والے پیر صوفے پر کر لیے اور پھر سانس خارج کی

"مانو کے بغیر کمرہ خالی خالی لگ رہا ہے" اس نے اداسی سے کہا تھا

"اور تمھارے بغیر گھر خالی لگے گا" انھوں نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

تابندہ نے گردن اٹھا کر انھیں دیکھا۔ پھر مسکرادی "اتنی جلدی نہیں جان چھوڑوں گی، زیادہ خوش مت ہوں"

وہ ہنس دیے۔ پھر سر اثبات میں ہلایا "تم جب جب یہ الفاظ کہتی ہو مجھے مزید اپنی بیٹی لگتی ہو"

وہ انھیں دیکھے گئی، پھر سر ان کے بازو سے لگایا

"You're my first love, my first attachment"

اور پھر خاموشی۔ وہ چائے پیتے رہے، پھر گلا کھنکھارا

"سو جاؤ۔ صبح امبر کا ولیمہ ہے، پھر مزید تھک جاؤ گی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں سویا جارہا۔۔مجھے اس کی یاد آرہی ہے"اور منہ بسور کر بیٹھ گئی۔انھیں دیکھا اور پھر بولی"میں کہیں پڑھ رہی تھی کہ اگر آپ میں برداشت ہو،گھر کی عورت کو کمپرومائز کرنا آتا ہو تو گھر خوشحال ہوتا ہے۔۔بابا میں سوچتی ہوں کہ کمپرومائز کے نام پر ہمیشہ عورت ہی کیوں یاد آتی ہے مرد کیوں نہیں؟"

انھوں نے چائے کا کپ ایک طرف رکھا۔پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا"تم میری بہادر بیٹی ہو تابندہ۔۔مجھے پتہ ہے تمھاری ماں نے تمھاری بہت اچھی تربیت کی ہے۔جانے سے پہلے میں نے امبر سے بھی یہی کہا تھا،ہم جو کتابوں میں پڑھتے ہیں جو لکھا ہوا پڑھتے ہیں وہ تھیوری ہوتی ہے بیٹا۔پریکٹیکل لائف بہت سنجیدہ ہوتی ہے،اسے بڑے آرام سے تحمل سے گزارنا ہوتا ہے۔گھر بنانے کے لیے کمپرومائز ہر پارٹنر کرتا ہے بیٹے،مرد عورت کی تفریق میں مت پڑو،تم الجھ جاؤ گی۔میری اماں کہتی تھیں کہ اللہ جھکی ہوئی ٹہنی کو پھل لگا دیتا ہے اکڑی ہوئی کو توڑ دیتا ہے۔۔میرے بچے تحمل سے کام لینا ہے،صرف تحمل،اس کو پلے سے باندھ لو۔۔زرار تمھارا نصیب تھا تمھیں مل گیا۔تم دونوں کے نصیب کی خوشیاں آزمائشیں سب اب تم دونوں کی ہیں۔۔کبھی میں یا تم نہیں کہنا،میاں بیوی "ہم"ہوتے ہیں اور جہاں ہم ہوتا ہے وہاں مسئلے کم ہوتے ہیں۔تم سمجھ رہی ہو نا؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"بیٹیاں تو باپ کا مان ہوتی ہیں۔تم دونوں کے لیے میں ہمیشہ کھڑا تھا اور کھڑا رہوں گا۔یہ گھر تم دونوں کا ہے، یہاں سب تم دونوں کا ہے"

وہ مسکرائی اور ان کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا "کائنات کا سب سے خوبصورت مرد ایک اچھا باپ ہوتا ہے، یہ مجھے اب پتہ چلا ہے"

وہ ہنس دیے "اور دنیا میں سب سے خوبصورت تحفہ اچھی بیٹی"

دونوں ساتھ ہنسے تھے، اس کی اماں اٹھ چکی تھیں۔وہ لیٹے لیٹے نیند میں بڑبڑائی تھیں

"صبح آپ دونوں میں سے کسی نے فجر چھوڑی تو پھر دیکھیے گا۔۔رات کو پنچایت لگا کر بیٹھ جاتے ہیں صبح اٹھتے عزرائیل نظر آتا ہے" اور کروٹ بدل کر سو گئیں۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور مسکرا دیے

دوپہر میں امبر کا ولیمہ تھا۔ہمایوں نے کسی ضروری کام سے لندن جانا تھا اور اسی کی وجہ سے ان کی رخصتی میں ایک ہفتہ تاخیر کی گئی تھی۔تابندہ نے سبز اور سرخ کام دار گاؤن پہن رکھا تھا، بال کل کی نسبت آج کھلے تھے۔آگے سے ہلکا سا ہیئر سٹائل اور چہرے کے گرد ایک چھوٹی لٹ تھی۔گاؤن کے بازو کھلے تھے اور اس نے بائیں کلائی میں سونے کے دو کنگن پہن رکھے تھے۔وہ آئینے کے سامنے کھڑی کانوں میں جھمکے ڈال رہی تھی، ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اس کا فون بجا اور اس نے سکرین سوائپ کر کے فون سپیکر پر ڈال دیا۔اس کے بابا کی آواز ابھر رہی تھی

"بیٹے کہاں ہو۔۔ابھی تک نہیں پہنچی؟"

اس نے خود کو تھوڑا سا گھوم کر دیکھا،وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

"بابا بس نکلنے لگے ہیں؟"سامنے پڑا پرفیوم ذرا سا خود پر چھڑکا۔کمرے میں خوشبو پھیل گئی

"زرار آگیا ہے؟"اس کے باپ نے سوال کیا تھا

"جی بابا۔۔وہ لاؤنج میں بیٹھا ہے۔۔میں بس نکلنے لگی ہوں"اور کہہ کر فون ہاتھ میں پکڑا اور باہر کی طرف بڑھی۔دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی تھی۔زرار اسے آتا دیکھ کر کھڑا ہوا اور مسکرایا۔وہ بھی مسکرادی

"سوری۔۔"وہ جانتی تھی وہ دیر کروا چکی ہے

"کوئی بات نہیں"اس نے مسکرا کر کہا اور دونوں اکٹھے باہر آئے تھے۔اس نے گاڑی کا دروازہ اس کے لیے کھولا اور وہ اندر بیٹھی،پھر گھوم کر اپنی سیٹ پر آ بیٹھا۔

گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی،اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی ڈبیہ نکالی اور اس کی طرف بڑھائی۔اس نے پہلے زرار کو دیکھا پھر ڈبیہ لے لی۔اسے کھولا اور اندر ہلکے گلابی ننھے ننھے موتیوں والی ایک انگوٹھی تھی۔۔اس نے پہلے انگوٹھی کو دیکھا پھر زرار کو اور پھر مسکرادی

"یہ بہت خوبصورت ہے"

وہ سامنے دیکھتے ہی بولا تھا" تمھارے ہاتھوں پر لائٹ پنک بہت سوٹ کرتا ہے "اور گردن موڑ کر اسے دیکھا۔اسے یاد آیا کہ اس نے کل لائٹ پنک نیل پالش لگائی تھی۔وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی، کیا وہ اتنا نوٹس کرتا ہے؟اس کی نیل پالش کا کلر تک!

"میں پہنا دوں؟"اس نے ہاتھ بڑھایا تھا اور تابندہ کے ڈبی اسے دے دی۔

اس نے گاڑی ایک جگہ روکی اور ڈبیہ کھول کر انگوٹھی کیس سے نکال کر اس کے ہاتھ کی طرف بڑھائی اور تیسری انگلی میں پہنا دی۔اس کے ہاتھوں پر مہندی بھی بہت جچ رہی تھی۔اس نے اس کی انگلیاں اپنی انگلیوں سے تھام رکھی تھیں اور پھر انھیں ہونٹوں تک لے گیا اور اس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا۔وہ شرمائی تھی، گال گلابی پڑے اور مسکراتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ واپس لینا چاہا مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔اس نے مسکرا کر سامنے دیکھا اور گاڑی پھر سڑک پر دوڑا دی۔اس کا ہاتھ ابھی بھی زرار کے ہاتھ میں تھا

"میں تین دن کے لیے لاہور جا رہا ہوں "اس نے سامنے دیکھتے ہی بات مکمل کی تھی

"کیوں؟"تابندہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"ایک ضروری کام ہے۔۔میں نے کہا لگے ہاتھوں ابھی کر لیتا ہوں بعد میں بزی ہو جاؤں گا"اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی اور وہ سامنے دیکھنے لگی۔اس نے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر سامنے سڑک دیکھتے بولا

"تمھارے لیے کیا لاؤں؟"

اس نے شانے اچکائے "کچھ بھی"

زرار نے اثبات میں سر ہلایا "لاہور دیکھا ہے؟"

وہ مسکرائی اور نفی میں سر ہلایا "ایک بار بچپن میں بابا کے ساتھ گئی تھی۔بس بادشاہی مسجد دیکھ کر آگئی تھی"

زرار ہنس دیا "تم نے لاہور نہیں دیکھا؟"

اس نے سانس خارج کی "وہاں کا ایٹمو سفیئر اور پانی نہیں اچھا۔۔کھانوں میں بھی بہت مرچیں ہوتی ہیں، ہم اتنے تیز مسالے استعمال نہیں کرتے "پھر اس کی طرف مڑی "وہاں گاڑیوں کا شور بھی بہت تھا لیکن ہم بہت خاموشی میں سکون سے رہتے ہیں"

اس نے اپنی بیوی کو دیکھا "تم کافی اچھی آبزرور ہو"

اس نے شانے اچکائے "تم زیادہ اچھے ہو"

وہ ہنس دیا "آئی مین اٹ"

دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔ہال زیادہ دور نہیں تھا،اس نے گردن موڑ کر ایک بار اسے دیکھا

"تم مجھے مس کرو گی؟"

وہ ہنس دی "مس کرنے والی کیا بات ہے؟ تین دن ہی تو ہیں اور ویسے بھی تم سے کال پر بات ہوتی رہے گی"

اس نے سانس خارج کی "لیکن میں تو تمھیں مس کروں گا"

تابندہ نے مسکرا کر اسے دیکھا کہا کچھ نہیں۔گاڑی ہال کے باہر کھڑی تھی،اس نے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھادی۔پھر اس کا ہاتھ چھوڑا اور باہر نکلا،اس کی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ہاتھ بڑھایا۔تابندہ نے مسکرا کر ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور دونوں اکٹھے اندر بڑھے تھے۔

تین دن بعد:

یہ ایک خوبصورت مگر ٹھنڈی صبح تھی۔عام دنوں کے برعکس وہ اسے صبح ملا تھا۔وہ باغ میں لکڑی کے بنے چھوٹے سے پل پر کھڑا سامنے دیکھ رہا تھا۔اس نے گول گلے والا بھورا اونی سویٹر پہن رکھا تھا جس سے اس کی شرٹ کے کالر باہر جھلک رہے تھے۔دور درختوں پر پرندوں کی چہچہاہٹ تھی، سورج کہیں بہت آگے پہاڑوں کے پیچھے سے نکل رہا تھا۔اس نے وہی سویٹر پہنا تھا جو تابندہ نے اسے بنا کر دیا تھا۔وہ اس کے ساتھ کھڑی تھی،سبز اور بھورے رنگ کا کھلا سویٹر پہنے، گردن اٹھائے وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زرار کی کسی بات پر ہلکا سا مسکرا رہی تھی۔اس نے سٹالر اپنے گلے کے گرد لیا ہوا تھا اور بھورے بال ڈھیلے جوڑے میں بند تھے، جن سے کچھ لٹیں نکل رہی تھیں

"میں نے تمھیں مس کیا زرار"

اس نے گردن موڑی اور اسے دیکھا، بھوری آنکھیں تابندہ کی آنکھوں میں جھانک رہی تھیں

"کیا مس کیا؟ میری باتیں، میری حرکتیں؟" وہ مسکرایا

وہ ہنس دی "سارا کا سارا زرار مس کیا"

وہ مسکرایا اور ایک سانس خارج کی "آئی مس یو ٹو! اب میں تمھیں کسی بھی چیز سے زیادہ مس کرتا ہوں، تم میرے لیے ہر چیز سے اہم ہو" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال کو چھوتی لٹ کو پیچھے کیا تھا۔

Clubb of Quality Content

وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی "ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ کوئی بات ہے کیا؟ کچھ کہنا ہے؟" اس کی آنکھیں بول رہی تھیں مگر زرار سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

اس نے تھوک نگلا اور سر نفی میں ہلایا۔۔دفعتاً زرار کا فون بجا تھا اور اس نے جیب سے فون نکالا اور سکرین سوائپ کر کے کان سے لگایا، وہ کسی سے بات کر رہا تھا اور تابندہ نیچے بنے لکڑی کے فرش کو گھور رہی تھی۔اس کی نظر زرار کی کلائی پر پڑی، آج گھڑی نہیں تھی۔وہ اس سے ملنے آتا تھا تو گھڑی گھر چھوڑ کر آتا تھا۔اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں ایک انگوٹھی تھی جو تابندہ نے ہی اسے دی

تھی۔اس نے سویٹر اس کا دیا پہنا تھا،انگوٹھی اس کی دی پہنی تھی،بوٹ اس کی پسند کے تھے۔۔وہ سر تا پیر اس کا تھا،کوئی مرد ایسی محبت بھی کر سکتا ہے؟یا یہ محبت سے اوپر کا درجہ تھا؟اس نے گردن اٹھائی اور اپنے سے ذرا لمبے زرار کو دیکھا جو کسی سے بات کر رہا تھا۔کال کٹ گئی اور اس نے جیب میں فون رکھا

"سکون نہیں ہے ان لوگوں کو"اس نے سر جھٹکا

تابندہ بس مسکرائی"زرار"

اس کی نرم آواز اس کے کانوں میں پڑی"جی"گردن موڑے اسے دیکھا،اس کا سر زرار کے کندھے تک آتا تھا

اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا،وہ اپنے ساتھ کھڑے اس مرد کو دیکھ رہی تھی جو اس کا تھا

"کیا میں تمھارا ہاتھ پکڑ سکتی ہوں؟"

کیا سوال تھا،کیا اجازت تھی اور کیا سوال کرنے والا تھا

زرار مسکرایا"تم تو میری گردن پکڑ لو میں تب بھی اف نہ کروں،یہ تو پھر ہاتھ ہے"

وہ ہنس دی،ذرا سا سر جھکایا

۔وہ بھی مسکرایا

"نہیں۔۔گردن پھر کسی دن"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے صرف سر ہلایا اور اپنے پہلو میں گرے ہاتھ کو دیکھا

تابندہ نے نظریں جھکائیں اور اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔ بڑی نرمی سے اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔۔ دونوں بیک وقت ہاتھوں کو دیکھ رہے تھے۔۔ زرار کا ہاتھ قدرے گرم تھا، اس سردی میں بھی گرم اور نرم۔۔ اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا، تابندہ نے نظریں اٹھائیں اور اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔۔ عجیب لمحہ تھا، عجب وقت تھا، ہر شے رک گئی تھی، اسے ایک تحفظ کا احساس ہوا تھا، ایک نرمی کا احساس کہ سب ٹھیک ہے، سب ٹھیک ہو جائے گا، وہ اس کے ساتھ ہے، اس کے ہاتھ میں زرار کا ہاتھ ہے تو سب ٹھیک ہے۔۔ اس نے اپنا رخ تابندہ کی طرف موڑا اور اس کا دوسرا ہاتھ بھی تھام لیا، اس کے ہاتھ ٹھنڈے تھے

"تم ٹھیک نہیں ہو؟ کوئی چیز ہے جو تمھیں ڈسٹرب کر رہی ہے مگر تم مجھے بتا نہیں رہی" وہ بھانپ گیا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہے۔

اس نے اپنے ہاتھ چھڑانے چاہے مگر زرار کی نرم اور گرم سی گرفت مضبوط تھی

"بتاؤ"

تابندہ نے نظریں پھیر لیں، وہ اسے سیاہ گلاب دینے والے کے بارے میں بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ صرف گلاب ہی تو تھے مگر وہ سیاہ تھے۔

"اگر تم کہو تو آج شام میں رخصتی کروالوں تمھاری؟" اس کی بات پر اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا

"ہاں نا۔۔میرا بھی شیطانی دل ایک حور کے بغیر نہیں لگتا" وہ شرمایا تھا، گال گلابی پڑے تھے

وہ مسکرادی اور سر جھکالیا۔۔وہ اس کے جھکے سر کو دیکھ کر مسکرایا تھا

"میں تمھارے لیے کچھ لایا ہوں" اور پھر اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔باہر نکالا تو مٹھی بند تھی۔

اس نے مٹھی تابندہ کے سامنے کی اور اس نے اس کی مٹھی کھولی، ہتھیلی پر ایک باریک سا چھلا پڑا تھا۔وہ

مسکرائی "یہ کیا ہے؟"

وہ مسکرایا اور اس کا ہاتھ پکڑا، اس نے زرار کی دی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔اس نے اس کے ہاتھ کی

پشت کو دیکھا، پھر دوسرے ہاتھ سے اس کی انگلی میں چھلا پہنا دیا

"تمھارے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں" اور اسے دیکھا

وہ ہنس دی "تمھیں انگوٹھیاں پسند ہیں؟"

اس نے سانس خارج کی "مجھے تمھارے ہاتھ پسند ہیں" اور شانے اچکائے

اس نے بھی اپنے ہاتھ کو دیکھا جس کی پشت شفاف تھی، انگلیاں لمبی اور نازک تھیں، اس کا نرم ہاتھ

زرار کے ہاتھ میں تھا۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور مسکرادیے۔

اس نے اپنا ہاتھ دوبارہ پہلو میں گرالیا۔زرار اب سامنے دیکھ رہا تھا "میں چاہتا ہوں کہ رخصتی کے بعد

کہیں دور پہاڑوں میں رہنے چلیں۔۔ایک لمبے عرصے کے لیے ایک لمبے سکون میں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تو پہاڑوں میں ہی رہتی آئی ہوں۔۔مجھے پہاڑ اور پہاڑوں پر بہار اچھی لگتی ہے"اس نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے۔

زرار نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،اس کی سبز سنہری آنکھیں اسے مبہوت کر دیتی تھیں۔وہ واقعی آنکھوں میں بہار کے سارے رنگ لیے بیٹھی تھی،وقت گزر رہا تھا۔۔بہار سدا بہار نہیں رہتی!

ایک ہفتہ گزر گیا۔تابندہ کی رخصتی کا دن آن پہنچا تھا۔وہ گھر سے پارلر کے لیے نکلنے لگی تھی،امبر بھی گھر آئی ہوئی تھی۔اس نے اپنی جیولری اچھے سے بیگ میں ڈالی اور اپنا رخصتی کا ڈریس لیے باہر کی جانب بڑھی جب اس کے ہاتھ میں موجود فون بجا۔۔ایک غیر شناسا نمبر تھا۔۔اس نے کال کاٹ دی،کال پھر سے آئی اور اس نے سکرین سوائپ کر دی۔وہ خاموش رہی،باہر کی طرف بڑھتے فون کان سے لگایا ہوا تھا جب اسے پیچھے سے ماہ رخ نے آواز دی تھی۔وہ مڑی،اس کے کانوں میں کسی مرد کی آواز پڑی تھی۔سکرین کے اس پار کوئی مرد تھا،اس کی آواز بھاری تھی۔

"کیسی ہیں آپ،تابندہ؟"

اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔وہ اس آواز کو نہیں پہچانتی تھی۔اس نے تھوک نگلا

"کون؟"

اس کے سامنے ماہ رخ سیاہ گلابوں والا گلدستہ لیے کھڑی تھی۔اسے دو ہفتوں میں آنے والا یہ تیسرا گلدستہ تھا۔

"ارے۔۔گھبرائیں نہیں۔۔میرا خیال ہے آپ تک میرا پیغام پہنچ چکا ہو گا"اس کی آواز بھاری تھی، جیسے وہ اس سے بات کرتے مسکرا رہا تھا

تابندہ کی دھڑکن بڑھ گئی تھی۔وہ کون تھا؟کیسا پیغام؟

"آپ گلاب ہیں اور میں سیاہ"اور ہنس دیا۔

اس کے تنے نقوش ڈھیلے پڑے،رنگت زرد پڑ گئی۔اس نے تھوک نگلا"رانگ نمبر"اور کال کاٹ دی۔

پھر ماہ رخ سے گلدستہ پکڑا،وہ سنجیدہ تھی اور گیٹ کے پاس پڑی بڑی ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔امبر اس کے پیچھے ہی تھی۔۔وہ بھی حیران ہوئی کہ تابندہ اور پھول پھینک دے

"کیا ہوا؟"وہ اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی

"کچھ نہیں"اس نے مسکرانے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی۔

امبر اس سے کچھ اور بھی پوچھنا چاہتی تھی مگر وہ باہر آ گئی۔اسے پارلر جانا تھا اور وقت بہت کم تھا۔

اگر کچھ گھنٹے بعد دیکھو تو وہ آئینے کے سامنے تیار بیٹھی تھی۔اس نے گولڈن پیچ رنگ کی لمبی کامدار میکسی پہن رکھی تھی،جالی دار دوپٹہ ایک کندھے سے پیچھے کی طرف ڈھلکا تھا اور دوسری طرف سے آگے تھا۔امبر نے ہلکے نیلے رنگ کی کامدار ساڑھی پہن رکھی تھی۔اس نے ایک نظر تابندہ کو دیکھا جس کے گلے میں چھوٹی سی نگوں والی گیند تھی اور اس کی ماں کا دیا سونے کا سیٹ۔۔وہ مسکرا دی

"چشم بدور۔۔بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔زرار بھائی تو دیکھتے ہی گر جائیں گے "اور دونوں ایک ساتھ ہنسی تھیں۔وہ کرسی سے اتر کر ایک طرف کھڑی ہوئی اور امبر نے اس کی تصویر بنائی،ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اس کا فون بج رہا تھا۔اس نے نام دیکھ کر سکرین سوائپ کی۔۔پھر فون کان سے لگایا۔سکرین کی دوسری طرف ثوبیہ تھی جو اس سے حال چال پوچھ رہی تھی،اس نے شادی پر صرف اپنی قریبی سہیلیوں کو ہی بلایا تھا جن میں ثوبیہ نہیں تھی۔

"تابندہ۔۔مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔میں تمھارے گھر آئی تھی مگر تمھاری امی نے بتایا کہ تم پارلر آئی ہو"وہ خاموش ہوئی

"تم بولو۔۔میں سن رہی ہوں"وہ سامنے کھڑی امبر کو دیکھ رہی تھی جو آئینے میں خود کو دیکھتی اپنا ہیئر سٹائل ٹھیک کر رہی تھی۔

"کیا تم دو منٹ کے لیے باہر آسکتی ہو؟میں یہاں کھڑی ہوں،تمھیں کچھ دینا ہے"

تابندہ نے تھوک نگلا،وہ اس وقت اس حلیے میں باہر کھڑی ہو کر اس کی بات سنے،پھر سے آواز اس کے کانوں میں سے گونجی تھی

"پلیز تابندہ۔۔میں بہت مشکل میں ہوں اور تم سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔پلیز"

تابندہ نے سانس خارج کی"اچھا۔۔میں آرہی ہوں"اس نے اسے کچھ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔اس کے ہاتھ میں فون تھا اور دونوں ہاتھوں سے میکسی اٹھا کر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آئی تھی۔گیٹ پر کوئی نہیں تھا،اس نے ارد گرد دیکھا گارڈ بھی غائب تھا۔اس نے پھر سے اسے کال ملائی"تم کہاں ہو؟"

دوسری طرف سے آواز گونجی"یہیں۔۔گیٹ کے باہر،گارڈ مجھے اندر نہیں آنے دے رہا تھا"

"تم اندر آجاؤ،میں یہیں پاس ہی کھڑی ہوں"دلہن بنی تابندہ اسے اندر آنے کا کہہ رہی تھی

اس نے اوکے کہہ کر کال کاٹ دی،پھر دروازہ کھولا اور اندر آئی۔ثوبیہ نے اسے مسکرا کر دیکھا"تم تو بہت پیاری لگ رہی ہو"اس نے کوٹ پہن رکھا تھا اور دونوں ہاتھ جیبوں میں تھے

وہ فقط دھیما سا مسکرائی"کیا بات کرنی تھی تم نے؟"

اس نے تھوک نگلا اور پھر آگے کو ہوئی،اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا"مجھے معاف کرنا تابندہ"

اس کی بھونیں بھینچ گئیں"مگر ہوا کیا ہے؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

ثوبیہ آگے کو ہوئی اور اسے گلے لگا لیا،کوئی نوک دار شے تھی جو اسے اپنی کمر میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی تھی۔وہ اس سے پیچھے ہونا چاہتی تھی مگر نہیں ہو پائی،اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔

اس نے تابندہ کو زور سے خود سے لگائے رکھا اور جب وہ اس سے جدا ہوئی تو تابندہ کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں،فون اس کے ہاتھ چھوٹ کر زمین پر گرا تھا۔اس نے کھڑے ہونے کی کوشش کی تھی مگر وہ پیچھے کو گر رہی تھی،منظر دھندلے ہو رہے تھے،گیٹ سے اندر کوئی داخل ہوا تھا اور اس نے تابندہ کا ہاتھ تھاما تھا،پھر اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔وہ آگے نہیں بڑھ رہی تھی،ثوبیہ نے اسے

کندھے سے تھاما اور باہر لے جانے لگی۔وہ اپنے آپ پر کنٹرول کھو رہی تھی۔دلہن بنی تابندہ باہر نکل آئی تھی اور وہ دونوں اب اسے ایک گاڑی میں بٹھا رہے تھے۔فرش پر سرنج کے ساتھ فون پڑے اسے دیکھتے رہے اور وہ کسی شکاری کی زد میں آگئی تھی۔

یہاں سے بہت دور یہ ایک کنسٹرکشن ایریا تھا، بڑی بڑی عمارات زیر تعمیر تھیں اور ان کے ڈھانچے کھڑے کر کے انھیں چھوڑ دیا گیا تھا۔اسے جب ہوش آیا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھی تھی، نہ اس کے ہاتھ بندھے تھے نہ منہ پر پٹی تھی۔اس نے پلکیں جھپکائیں اور سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا، اس نے سیاہ جینز پر سیاہ شرٹ اور سیاہ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔اسے دیکھ کر مسکرایا اور کھڑا ہوا۔

"میں نے آپ سے آپ کا حال پوچھا تھا، صبح یاد ہے" پھر اس پر جھکا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا

"آپ نے بتایا نہیں"

تابندہ نے دانت پیستے ہاتھ بڑھا کر اسے پیچھے کو دھکا دیا تھا۔پھر ارد گرد دیکھا، وہاں ایک طرف سعد خان تھا جس نے جینز شرٹ پہن رکھی تھی۔اسے دیکھ کر مسکرایا لیکن اصل شاک تو اسے تب لگا جب اس سے کچھ فاصلے پر ثوبیہ کھڑی تھی۔اس کا دل بے تحاشا دھڑکا، خوف کی ایک لہر اس کے جسم کے اندر سے گزری تھی۔وہاں دو باڈی گارڈ بھی کھڑے تھے جو کہ تماشا دیکھ رہے تھے۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟" وہ چلائی تھی

سامنے کھڑا شہاب ہنسا "بات کرنی ہے آپ سے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا تنفس بڑھ گیا،ہاتھوں پر بے اختیار پسینہ آیا تھا۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی"اور اپنی کام دار میکسی پکڑ کر وہاں سے جانے لگی تھی کہ گارڈ آگے آگیا۔اس نے اسے گھورا مگر پیچھے سے آواز آئی تھی"بیٹھ جائیں۔۔بات کرنی ہے"

وہ پیچھے مڑی اور اس کو دیکھا جو سیاہ رنگ میں ملبوس تھا۔

"مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔۔سمجھ نہیں آتی تمھیں"وہ غصے سے بولی تھی

اس نے سانس خارج کیا اور اسے بازو سے تھاما مگر اگلے ہی لمحے ایک زوردار تمانچہ اس کے منہ پر پڑا تھا

"ڈونٹ ٹچ می"وہ اسے انگلی دکھاتے گھور رہی تھی

شہاب نے دانت پیستے اسے دیکھا،آنکھوں میں خون اتر آیا اور بدلے میں اس نے بھی تابندہ کے گال پر تھپڑ مارا۔وہ دائیں جانب لڑھکی اور زمین پر گر گئی۔اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا،آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے اور اس نے گلابی آنکھوں سے اسے گھورا،وہ نیچے کو جھکا اور اسے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا

"کسی کی اتنی ہمت نہیں ہے کہ مجھ سے اونچی آواز میں بات کرے اور تم نے مجھے تھپڑ مارا"

اس کے سر میں درد اٹھا تھا،وہ اس سے اپنے بال چھڑوا رہی تھی۔وہ آنکھوں میں خون لیے اسے گھور رہا تھا اور وہ رو رہی تھی۔۔ثوبیہ آگے بڑھی

"شہاب۔۔اسے جانے دو۔۔اسے مت مارو"

شہاب نے ایک نظر اسے دیکھا اور غصے سے بولا "جانے دوں؟ تاکہ یہ سب کو میرے بارے میں بتا دے"

"وہ کچھ نہیں جانتی۔۔ میں نے تمھیں بتایا تھا نا کہ وہ کچھ نہیں جانتی" وہ بھی چلائی تھی۔

اس نے تابندہ کو دیکھا اور ایک جھٹکے سے زمین پر پٹخا۔ اس کی چوڑیاں زمین پر لگیں اور ہتھیلی پر چبھیں، وہ درد سے کراہی تھی، ہتھیلی اور کلائی سے خون کی چند بوندیں نمودار ہوئیں

وہ ثوبیہ کی طرف بڑھا تھا "یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے۔۔ تم سے ایک کام نہیں ہو سکا میرا۔۔ دو دن کے لیے ایک فائل دی تھی اور وہ تم نے اس لڑکی کو دے دی"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹی، وہ آگے بڑھ رہا تھا "شہاب۔۔ میں تمھیں سب بتا دوں گی۔۔ یہ صرف ایک اتفاق تھا، اس کو کچھ نہیں پتہ۔۔ اسے جانے دو، وہ معصوم ہے ان جان ہے، تم نے کہا تھا تم اس سے بات کرو گے اور تم اسے مار رہے ہو" وہ بلند آواز میں بول رہی تھی

"تم۔۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا تابندہ نے پاس پڑی اینٹ پوری شدت سے اس کی کمر میں ماری تھی۔

وہ درد سے کراہا اور وہیں زمین پر بیٹھ گیا

"یہ تم نے کیا کیا تابندہ؟" ثوبیہ منہ میں بڑبڑائی تھی۔ سعد اس کی طرف بڑھا تھا مگر شہاب کھڑا ہو گیا اور تابندہ کی طرف بڑھا، وہ خود کو پیچھے کی طرف گھسیٹ رہی تھی، اسے اس سے خوف محسوس ہو رہا

تھا،اسے لگا وہ یہاں سے زندہ نہیں جا پائے گی،وہ جھکا اور اسے گردن سے پکڑ لیا،وہ پوری شدت سے اس کا گلا دبا رہا تھا اور وہ سانس نہیں لے پا رہی تھی۔اس نے اپنے ہاتھ اس کی گردن پر گاڑھے تھے اور وہ ناخن مارتی اسے خود سے الگ کر رہی تھی۔

"شہاب اسے چھوڑو"ثوبیہ پھر سے آگے بڑھی تھی،اس نے شہاب کو اس سے الگ کیا۔تابندہ زمین پر گری تیز تیز سانس لے رہی تھی،اس کی حالت خراب تھی اور آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

"شہاب۔۔اٹس انف۔۔میں تمھیں اس کے ساتھ یہ سب نہیں کرنے دوں گی"وہ چلائی تھی

"اوکے"اس نے شانے اچکائے اور جیب سے بندوق نکالی،ثوبیہ کی طرف تان دی۔اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔وہ جو تابندہ کی طرف داری کر رہی تھی اسے اب اپنی پڑ گئی تھی

"شہاب"وہ چلائی تھی"تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔تم مجھے نہیں مار سکتے"

وہ ہنس دیا"میں تمھیں مار سکتا ہوں کیونکہ تم ایک بیوقوف لڑکی ہو۔تم میرے بارے میں سب جانتی ہو،تم اپنی دوست کے بارے میں بہت جذباتی ہو اور تم میرا کام خراب کر دو گی"اس نے بات ختم کی اور ٹریگر پر انگلی دبائی۔

"شہ۔۔"اور گولی اس کے پیٹ میں جا لگی۔اس کی آنکھیں گلابی ہوئیں،خون پیٹ سے نکلتا زمین پر گر رہا تھا۔اس کے بعد دوسری گولی جو اس کے سینے میں دل کے مقام پر لگی تھی اور تیسری گولی اس

کے پیٹ میں پیوست ہوتی اسے زمین بوس کر گئی تھی۔وہاں گولیوں کی تھرتھراہٹ کے بعد خاموشی چھاگئی تھی۔

وہ مڑا اور تابندہ کو دیکھا جو کہ زمین پر بیٹھی اس کا خون دیکھ رہی تھی،اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔ اس نے شہاب کو دیکھا،دل بے تحاشا دھڑکا تھا،وہ روتے ہوئے پیچھے ہٹتی جارہی تھی اور وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔اس کے بھاری بوٹ نیچے چھوٹے پتھروں پر لگتے آواز پیدا کر رہے تھے۔

"مجھے جانے دو"وہ منمنائی تھی۔پھر کھڑی ہونے کی کوشش کی مگر وہ اس کے سر پر کھڑا تھا،اس پر جھکا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔وہ نرمی سے بول رہا تھا

"تابندہ۔۔تم وہ پہلی لڑکی ہو جس کے لیے میرے دل میں نرم گوشہ ہے۔۔تمھیں جب پہلی بار دیکھا تھا تو سوچا تھا میں بدل جاؤں گا،میں اچھا ہو جاؤں گا کیونکہ تم بہت اچھی ہو"پھر سانس خارج کی "مگر تم اچھے لوگ ہم بروں کا جینا محال کرتے ہو۔میں تمھیں یہاں سے جانے تو دوں مگر کسی کمزور لمحے تم اپنا نرم دل کھول دو گی اور میرے بارے میں سب بک دو گی"اس نے اس کی طرف بندوق تان دی"میں نہیں چاہتا کوئی میرے بارے میں جان لے"

اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے جارہے تھے۔اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اپنے چہرے کے سامنے کیا "پلیز۔۔مجھے مت مارو۔۔آج میری شادی ہے،میرا شوہر میرا انتظار کر رہا ہو گا۔۔مجھے نہیں مارو، مجھے تمھارے بارے میں کچھ نہیں پتہ۔۔اللہ کا واسطہ ہے ایسا مت کرو"وہ روتے ہوئے اس کے

سامنے گڑگڑا رہی تھی۔اس نے بندوق نیچے کر لی اور نیچے بیٹھ گیا۔پھر اس کا ہاتھ اس کے چہرے کے سامنے سے ہٹایا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔وہ ابھی بھی رو رہی تھی

"تم رو مت۔۔مجھے تکلیف ہو رہی ہے" اس نے دھیمی آواز میں اسے کہا تھا۔

"شہاب۔۔" پیچھے سے سعد اس کی طرف بڑھا تھا مگر اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا۔اس نے تابندہ کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر وہ سہم کر پیچھے ہٹی۔وہ زخمی آنکھیں لیے مسکرایا

"میں نے کبھی نہیں چاہا کہ تمھیں خود سے خوفزدہ کروں مگر میں سیاہ ہوں اور تم سفید۔۔میں تمھیں بھی سیاہ کر دیتا" اور خاموش ہوا

"میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی،مجھے مت مارو" وہ پھر سے رو دی "مجھے تمھارے بارے میں کچھ نہیں پتہ، تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے" پھر خاموش ہوئی اور پیچھے ہٹی۔

وہ اسے بس دیکھے جا رہا تھا۔پھر سانس خارج کی "ٹھیک ہے" اور کھڑا ہوا "تم جاؤ" اور چہرہ موڑ لیا۔

وہ جلدی سے کھڑی ہوئی اور اپنی میکسی تھامی۔اس نے نم سانس اندر کھینچی اور وہاں سے مڑی۔وہ چلتی ہوئی جا رہی تھی، پھر مڑ کر دیکھا تو وہ اسے دیکھ رہا تھا اور اس نے گردن سامنے کی اور بھاگنے لگی مگر ابھی چند قدم ہی بھاگی ہو گی کہ گولی کی تھرتھراہٹ ساری فضا نے سنی تھی۔وہ وہیں جامد ہو گئی، گولی اس کی کمر میں لگی تھی۔درد اس قدر تھا کہ وہ آگے نہیں بھاگ پائی اور بت بن گئی۔فضا نے پھر

تھر تھراہٹ کی آواز سنی تھی اور گولی اس کی دائیں ٹانگ پر گھٹنے کے مقام پر لگی تھی، وہ کھڑی نہیں رہ پائی اور گر گئی۔اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، منظر دھندلے ہو رہے تھے۔وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور مزید ایک گولی اس کے بائیں گھٹنے میں ماری۔سانس رکنے لگی تھی، کمر سے خون بہتا زمین پر جا گرا تھا، وہ خون کی لپیٹ میں تھی۔وہ مڑا اور سعد خان کو دیکھا، پھر باڈی گارڈز کو

"شام تک مجھے راکھ ملنی چاہیئے" اور وہاں سے چل دیا۔سعد خان اس کے پیچھے تھا مگر اس نے ہاتھ اوپر کر کے اسے رکنے کا اشارہ کیا

"تم نہیں جاؤ گے میرے ساتھ۔۔میں اس وقت شدید تکلیف میں ہوں اور اکیلا رہنا چاہتا ہوں" اور وہاں سے چلا گیا۔دلہن سرخ رنگ میں ڈوبی زمین پر پڑی تھی، آخری الفاظ جو اس کے ہونٹوں سے ادا ہوئے اور ہوا میں معلق رہ گئے وہ تھے

"بابا۔۔"

وہاں دوسری طرف پارلر کے باہر زرار کی گاڑی کھڑی تھی۔وہ امبر کے ساتھ اندر کھڑا تھا، اس کے ہاتھ میں تابندہ کا فون تھا اور سرخ زمین پر گری تھی۔پاس ہی پارلر والی لڑکیاں کھڑی تھیں جن کی ابھی خوب عزت افزائی ہوئی تھی۔گارڈ وہاں سے دور ایک پلاٹ میں اوندھا پڑا تھا۔اس نے کیمرہ چیک کروایا تھا اور صاف نظر آ رہا تھا کہ ثوبیہ اسے اپنے ساتھ لے کر گئی ہے۔

"تمھیں پتہ نہیں چلا کہ اتنی دیر ہو گئی ہے وہ اندر نہیں آئی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

امبر نے نم سانس اندر کھینچی "مجھے نہیں پتہ چلا زرار بھائی۔۔مجھے لگا باہر کال کرنے گئی ہو گی، بابا نے کہا تھا تیار ہو جاؤ تو کال کر لینا۔۔مجھے لگا وہی کرنے گئی ہے۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ۔۔"اور وہ رونے لگی تھی۔

زرار نے سانس خارج کی اور تابندہ کا فون اسے دیا "پاسورڈ لگاؤ اس کا"

اس نے فون ہاتھ میں لیا اور اس کا پاسورڈ لگا کر فون زرار کو دیا۔اس نے فون لیتے ہیں کال ہسٹری چیک کی تھی۔اسے صبح کسی غیر شناسا نمبر سے دو بار کال آئی تھی، آخری مرتبہ اس کی ثوبیہ سے بات ہوئی تھی۔اس نے تابندہ کا واٹس ایپ کھولا، آخری مرتبہ اس کی امبر سے بات ہوئی تھی اور اس سے پہلے زرار سے، یہاں وہ ثوبیہ سے کسی قسم کے رابطے میں نہیں تھی۔اس نے ثوبیہ کی چیٹ نکالی تھی، تین ہفتے پہلے کی چیٹ تھی اور وہ اس سے سی ایس ایس کے نوٹس مانگ رہی تھی۔

دفعتاً امبر کے ہاتھ میں موجود موبائل بجا، اس نے سکرین دیکھ کر زرار کو دیکھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔امبر نے نم سانس اندر کھینچی "بابا کی کال ہے"

"انھیں بولو ہم آرہے ہیں" اور کہہ کر اس نے ثوبیہ کا نمبر اپنے فون میں لکھا اور اسے کال کی۔کال جا رہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔اس کا مطلب ہے کہ اس کا فون آن تھا، لوکیشن ٹریس کی جا سکتی تھی۔وہ جلدی جلدی اپنی انگلیاں فون پر چلا رہا تھا، اس کی سم آن تھی، فون یہاں سے دور کی لوکیشن بتا رہا تھا۔اس نے امبر کو دیکھا مگر اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بول پڑی "میں بھی چلوں گی"

اس نے سر ہلایا اور باہر کی جانب لپکا تھا۔گاڑی تیزی سے سڑک پر بھاگ رہی تھی۔لوکیشن پاس آتی جارہی تھی، یہاں آکر گھر ختم ہوگئے تھے اور کنسٹرکشن سائٹ شروع ہوگئی تھی۔وہاں کہیں دور سے بہت سا دھواں اٹھ رہا تھا جیسے کہیں بہت آگ لگی ہو،اس کا دل دھڑکا تھا،دل کچھ کہہ رہا تھا اور دماغ اس کی نفی کر رہا تھا،ایک جنگ باہر لگی تھی اور ایک اندر۔۔اس نے کار کی سپیڈ مزید تیز کر دی تھی،وہ اس آگ کے مزید قریب تھے،دل پھر سے کچھ کہہ رہا تھا اور دماغ اسے جھڑک کر چپ کرا رہا تھا۔۔ہم کچھ اچھا سوچیں اور وہ ہو نہ ہو، برے سوچنے پر برا کیوں ہو جاتا ہے؟ یا پھر ہمارے سوچنے سے کچھ نہیں ہوتا، جو ہونا ہوتا ہے وہ تو ہو کر رہتا ہے۔۔سامنے ایک گاڑی جلتی ہوئی نظر آئی تھی جس کا اب صرف ڈھانچہ تھا باقی سب جل گئی تھی۔وہ جلدی سے نکلا اور اندر کی جانب بڑھا،اسے نا جانے کیوں گرمی لگ رہی تھی،سورج سر پر آتا محسوس ہو رہا تھا،ہوا سائیں سائیں کرتی اسے مزید جھنجھلا رہی تھی۔سامنے لگی آگ میں کوئی بری طرح جل رہا تھا۔اٹھتا دھواں اور عجیب سی بدبو،اس کا دل حلق کو آیا، جیسے اچانک سے زلزلہ آیا ہے اور وہ اس کے پورے وجود کو ہلا کر چلا گیا ہے،اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی،اسے لگا وہ ابھی گر جائے گا،زور سے چلائے گا اور آسمان پھٹ جائے گا، آنکھیں پلک جھپکنا بھول گئیں،سانس لینے کے لیے ہوا میں آکسیجن کم تھی۔۔دل عجیب کیفیت میں مبتلا تھا۔دماغ اب خاموش تھا،وہ دل کی بات مان چکا تھا،کوئی انہونی ہونی تھی ہو گئی تھی،وہ آگے بھاگا،وہاں جس کا وجود تھا اس کا دھڑ جل چکا تھا،آگ ٹانگوں کو چھو رہی تھی مگر اس نے عروسی جوڑا

نہیں پہنا تھا۔ہاں اس نے عروسی جوڑا نہیں پہنا تھا،وہ زرار کی تابندہ نہیں تھی،وہ کیسے آگ کی لپیٹ میں ہو سکتی تھی؟نرم دل والے اور اچھی نیت والوں کو تو آگ نہیں جلاتی نا تو اس کی تابندہ کیسے ہو سکتی تھی۔۔جلتے ہوئے وجود نے جینز پہنی تھی،اس کی آنکھیں گلابی پڑیں،دل کو ابھی بھی قرار کہاں تھا، وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا،اسی لمحے اسے وہ اپنی آنکھوں کے سامنے چاہیئے تھی۔۔آگ سامنے ہی نہیں کہیں اور بھی لگی تھی اور زرار کو لگا قیامت دور نہیں ہے۔جو لوگ پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی انھیں کہہ دو کہ قیامت آگئی ہے۔۔ہر طرف آگ ہے اور لاوا اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔وہ دیوانہ وار دائیں جانب بڑھا۔اس کے پاؤں میں کچھ چبھا تھا اور وہ جھک گیا،اس نے تھوک نگلا،آنکھوں کے سامنے منظر دھندلا پڑا،وہاں اس کا وہ پینڈنٹ تھا جو اس نے تابندہ کو دیا تھا،مٹی سے آلودہ،اس کا تحفہ مٹی میں تھا اور اس کی بیوی؟۔۔وہ پوری شدت سے اس کا نام لے کر چلایا تھا،امبر دروازے کے دہانے پر کھڑی رو رہی تھی۔۔اس نے گردن موڑی اور وہ آگ کے بیچ پڑی تھی،وہ اسے نظر آگئی تھی،وہ عروسی جوڑے میں تھی،اس کا دوپٹہ سرے سے جل رہا تھا اور آگ اس کو چھونے والی تھی، زرار کو لگا وہ اندھا ہو جائے گا،تھوڑی دیر اور کھڑا رہا تو زمین بوس ہو جائے گا،گرمی اور حرارت اسے پگھلا دے گی۔۔وہ آگے بڑھا اور آگ میں سے ہوتا اس پر جھکا،اسے سیدھا کیا،اپنے بازوؤں میں لیا، وہ کپکپا رہا تھا،اس کی زندگی کا سب سے برا تصور حقیقت ہوا تھا،وہ آگ کے بیچ تھی،وہ جلنے والی تھی ۔۔اس نے تابندہ کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا،وہ اسے پہچان چکا تھا۔۔وہ تابندہ کو نہ پہچانتا یہ نہیں

ہو سکتا تھا۔۔اس نے جلتا دوپٹہ اتار کر اس کے سر سے جدا کیا۔آنسو اس کی آنکھوں سے نکلتے تابندہ کے چہرے پر گرے تھے۔اس نے اس کے گال تھپتھپائے،اس کی رنگت زرد تھی، نچڑی ہوئی

"تابندہ۔۔"وہ چلایا تھا،اس کے اپنے کان سن ہو رہے تھے

مگر وہ نہیں اٹھی۔اس کی سانس بہت آہستہ تھی،پیٹ کی پشت سے بہت ساخون بہہ چکا تھا،زرار نے اس کے چہرے سے پیٹ اور پھر ٹانگوں کی طرف سفر کیا،اس نے گھٹنوں سے اس کی میکسی دیکھی جہاں بہت ساخون لگا تھا۔اسے لگا وہ مر گیا ہے،وہ جہنم کی آگ میں سانس لے رہا ہے،اس نے ایک بار پھر اپنی دلہن کو دیکھا،اسے لگا گناہوں کی سزا مل گئی اور اسے جہنم کی سزا دی گئی ہے جہاں اسے اس کی سب سے پسندیدہ چیز سے محروم ہونا سزا قرار پایا ہے۔۔اس نے اسے بازوؤں میں اٹھایا اور آگ سے باہر نکلا تھا،وہ بے جان سی پڑی تھی اور وہ بے جان ہو رہا تھا۔اس نے کانپتے وجود سے تابندہ کو گاڑی میں ڈالا تھا،پھر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔امبر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور گاڑی ہاسپٹل کی طرف بڑھادی۔اس کا سر زرار کی گود میں تھا،وہ مسلسل اس کے گالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا جہاں کسی کی انگلیوں کے نشان تھے،اس کی ناک کے پاس خون جما تھا،نم آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے ماتھے پر گر رہے تھے،وہ ایسے آنکھیں بند نہیں کر سکتی تھی،اس کی آنکھیں تو بہار جیسی تھیں وہاں خزاں اتنی جلدی کیسے آسکتی ہے،اس کے لیے قیامت سے کم نہیں تھا۔وہ اسے یوں مرنے نہیں دے گا،وہ

یا تو اسے بچا لے گا یا خود بھی ساتھ مر جائے گا۔۔ایک بار پھر وقت نے اس کے گھر کی عورت کو چنا تھا۔۔وہ اسے پھول کہا کرتا تھا اور پھولوں کو لوگ اکثر پیروں تلے بے رحمی سے کچل دیتے ہیں۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔دن رات میں بدل گیا تھا،اس کی زندگی کا سب سے اہم دن بے رحم دن بن گیا تھا۔ہمایوں اس کے ساتھ بنچ ہر بیٹھا تھا،تابندہ کے بابا اور اماں اس کے سامنے والے بنچ پر تھے اور امبر اپنے باپ کے بازو سے سر لگائے بیٹھی تھی،اس کی آنکھیں سوجھی تھیں اور وہ نم سانس اندر کھینچ کر آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔زرار نے نیوی بلیو کوٹ اتار کر ایک طرف رکھا تھا،ٹائی ڈھیلی تھی اور سفید شرٹ کے کف فولڈ ہوئے تھے۔اس کی آنکھیں گلابی تھیں جیسے وہ رویا ہو،خاموش سا سر ہاتھوں میں دیے بیٹھا تھا۔اس کا باپ اٹھا اور ہاسپٹل کے کمرے کی طرف بڑھا۔دروازہ کھولا اور سامنے بیڈ پر وہ پٹیوں میں لپٹی پڑی تھی۔وقت کتنی جلدی گزرتا ہے نا،کچھ گھنٹے پہلے وہ میکسی پہنے گڑیا جیسی خوبصورت لگ رہی تھی اور کچھ گھنٹے بعد وہ ہسپتال کے لباس میں مریض لگ رہی ہے۔اسے آکسیجن ماسک لگا تھا،ایک طرف خون کی بوتل لگی تھی،کمرے میں بپ بپ کی آواز جاری تھی،سینے تک سفید چادر تھی اور وہ خاموش تھی۔اس کے باپ نے دروازہ بند کیا اور اس کی طرف بڑھا۔آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے،ان کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔وہ اس کے پاس کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

"تابندہ۔۔"انھوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"میرا بچہ۔۔"اور جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔آنسو آنکھوں سے بہتے اس کے ماتھے پر گرے تھے۔

"میری جان۔۔دیکھو بابا آئے ہیں" انھوں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا" کچھ بولو بیٹا، کچھ مانگو، کوئی خواہش کرو" اور اس کا ہاتھ گال سے لگائے بے تحاشا رو دیے۔وہ ان کی لاڈلی بیٹی تھی،ان کی پہلی اولاد اور پہلی اولاد ہمیشہ لاڈلی ہوتی ہے۔وہ دونوں ٹانگوں سے پیرالائز تھی،وہ حرکت نہیں کر سکتی تھی۔وہ گہری سانس لیتی آنکھیں بند کیے خاموش پڑی تھی،اسے کیا پتہ اس کا باپ اس کے لیے کتنا رو رہا ہے۔

زرار اٹھا اور باہر باغ میں چلا گیا۔اس کا دم گھٹ رہا تھا،اس کا دل کر رہا تھا سب اڑا کے رکھ دے۔کس کی اتنی ہمت کہ اس کے گھر کی عورت کو نشانہ بنائے؟ وہ غصے بے بسی غم اور حزن کی کیفیت میں تھا۔ وہ سینے پر بازو باندھے سیاہ آسمان دیکھ رہا تھا جب اسے اپنے پیچھے کسی کی آواز سنائی دی

"زرار بھائی۔۔"

وہ مڑا اور پیچھے امبر تھی۔اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی،اس نے زرار کی طرف بڑھائی اور اس نے سر نفی میں ہلایا۔اس نے بوتل بڑھائے رکھی "پی لیں۔۔مجھے بات کرنی ہے آپ سے"

اس نے پہلے اس امبر کو دیکھا پھر بوتل لے لی۔کھڑے کھڑے ہی ڈھکن کھولا اور تھوڑی اٹھا کر بوتل اوپر کر کے چند گھونٹ اندر انڈیلے۔پھر بوتل واپس کر دی۔اس نے بوتل واپس لے لی اور سانس خارج کی

"آپ کو کیا لگتا ہے،تابندہ کا کوئی دشمن ہو گا؟" وہ اس کے ساتھ کھڑی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جو لڑکی ایک چاکلیٹ کینڈی مل جانے پر اپنی انسلٹ بھول جائے وہ کسی سے کیا بیر پالے گی؟"اور خاموش ہو گیا۔آسمان پر آج دو ستارے چمک رہے تھے مگر بہت فاصلے پر۔

"آپ کو پتہ ہے آج صبح جب وہ گھر سے نکلنے لگی تھی تو وہ ڈسٹ بن میں پھول پھینک رہی تھی،تازہ گلاب"اور خاموش ہوئی

زرار نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"وہ تازہ پھول ڈسٹ بن میں پھینک رہی تھی؟"اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا

"جی۔۔مگر سیاہ گلاب۔۔وہ کافی پریشان تھی مگر مجھے کچھ نہیں بتایا"اس نے شانے اچکائے

"میں بھی دو دن پہلے اس سے ملا تھا۔۔وہ بس مجھے دیکھے جا رہی تھی جیسے کچھ کہنا چاہ رہی ہو مگر نہیں کہہ رہی۔۔میں نے پوچھا تھا مگر اس نے کچھ نہیں بتایا"وہ پھر سے آسمان دیکھنے لگا۔

امبر نے اس کا اٹھا ہوا چہرہ دیکھا،وہ کچھ بولنے والی تھی مگر پیچھے سے ہمایوں کی آواز آئی"زرار۔۔"

اور وہ مڑا۔ہمایوں چل کر اس کے قریب آیا تھا،پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا"میں ذرا گھر جا رہا ہوں۔۔گھنٹے تک آتا ہوں"

اس نے سر ہلایا۔عزہ اس کے ساتھ تھی اور اب وہ گھر جانے کے لیے ضد کر رہی تھی۔زرار نے گردن موڑ کر امبر کو دیکھا"تم دعا کرو۔۔اسے ہوش آ جائے۔۔وہ ٹھیک ہو جائے،میں اسے کھونا نہیں چاہتا"پھر چہرے کے نقوش تن گئے"جس نے اسے اس حال تک پہنچایا ہے،میں اس کی قبر

اپنے ہاتھوں سے کھودوں گا"اور کہہ کر سر جھٹکا۔امبر نے اس کی گلابی آنکھوں میں دیکھا تھا،وہاں غم وحزن کے علاوہ کوئی اور جذبہ بھی تھا،وہی جذبہ جو لوہے کو پگھلاتا ہے اور پھر وہی پگھلا لوہا جسم میں ڈال کر اسے جامد کر دیتا ہے۔۔انتقام!

صبح فجر میں کئی ساعتیں باقی تھیں۔رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا،ہاسپٹل کے کمرے کے باہر وہ بنچ پر بیٹھا تھا،بازو سینے سے باندھے سر دیوار سے لگائے،اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔کچھ دیر پہلے وہ اندر ہو کر گیا تھا تابندہ اسی طرح سوئی تھی۔اسے بے چینی ہو رہی تھی،وہ سونا نہیں چاہتا تھا مگر آنکھیں نیند سے بھری پڑی تھیں۔اس کے بابا تہجد پڑھ کر سیدھا تابندہ کے کمرے میں گئے تھے،وہ ابھی بھی ویسی ہی تھی البتہ آکسیجن ماسک اتار دیا گیا تھا۔وہ اس کی طرف بڑھے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا،اسے ہونٹ سے لگایا،ان کے ہاتھ ٹھنڈے تھے،ہاتھ ہونٹوں سے لگا تو نم مونچھوں سے جلد مس ہوئی۔اس کی انگلیوں نے حرکت کی تھی۔ذرا سی حرکت اور اس کا باپ چونک گیا۔انھوں نے بڑی نرمی سے ہاتھ بستر پر رکھا اور پھر اس کے قریب گئے۔اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا "تابندہ۔۔"اور سرگوشی کی۔

پھر آنکھیں نم ہوئیں اور انہوں نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔آنسوؤں سے منظر دھندلا ہونے لگا تھا مگر اس دھندلے منظر میں انھیں اپنا من چاہا تصور کیا گیا منظر دکھا،اس کی پلکیں پھڑپھڑائیں اور آہستہ سے

آنکھیں کھولیں۔انھوں نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے اور مسکرا کر اسے دیکھا۔پھر جھک کر سرگوشی کی

"تابندہ۔۔بیٹے آنکھوں کھولو۔۔دیکھو تمھارے بابا تمھارے پاس ہیں"

اس کا تنفس بڑھا،اس کی آنکھیں کھل گئیں تھیں،کمر میں شدید درد اٹھا اور وہ کراہی۔آنکھیں گلابی پڑیں اور آنسو آنکھوں کے کناروں سے نکلتے کنپٹی پر سفر کرتے تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔اس کے لب حرکت میں آئے تھے "بابا۔۔"اور پھر سے آنکھیں بند ہو گئیں،آنسوؤں میں روانی آگئی۔

انھوں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کیے،زرد چہرے پر بے پناہ دکھ تھا۔اس نے پھر سے آنکھیں کھولیں اور اب انھیں دیکھنے لگی۔وہ ہونٹ ہلا رہی تھی جیسے کچھ کہنا چاہ رہی ہو مگر نہیں کہہ پا رہی تھی۔انھوں نے پھر سے اس کے آنسو صاف کیے

"کچھ بھی نہیں ہوا۔۔سب ٹھیک ہے"

مگر آنسو نہیں تھم رہے تھے اور اس نے آنکھیں میچ کر گردن دوسری طرف کی جیسے بہت سا درد برداشت کیا ہو۔وہ سمجھ گئے تھے،اسے درد ہو رہا تھا۔وہ فوراً سے باہر آئے اور نرس کو پکارا۔بنچ پر بیٹھا زرار اور ساتھ اس کی ماں اور امبر بھی جاگ اٹھی۔وہ نرس کو بلا رہے تھے کہ ڈاکٹر کو بلائے،ان کی بیٹی ہوش میں آئی ہے اور اسے چیک کریں جلدی۔۔اس کی ماں کھڑی ہوئی اور فوراً اندر کی طرف بڑھی۔وہ دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی،دروازے سے اس کی ماں اندر آئی،پیچھے ہی زرار تھا۔

"تابندہ۔۔"اس کی اماں اس کی طرف بڑھیں اور اس پر جھکیں،اس کے بالوں پر بوسہ دیا مگر آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔وہ گلابی آنکھوں سے زرار کو دیکھ رہی تھی، جیسے کچھ کہنا چاہ رہی ہو،اس کی آنکھیں درد کی کہانی سنا رہی تھیں۔دفعتاً ڈاکٹر اندر آیا۔ساتھ ہی نرس تھی،اس کی ماں پیچھے ہٹ گئی اور وہ اس کا چیک اپ کر رہے تھے۔پھر ایک انجیکشن بھر کر سرنج اس کے بازو میں پیوست کی اور نرس کو حکم دے کر چلا گیا۔

وہ تابندہ کے پاس ہی کھڑی تھی،اس نے ڈرپ چیک کی اور پھر مڑی "پلیز۔۔ان کے پاس زیادہ رش نہیں کریں"

اس کا باپ بائیں جانب کھڑا تھا،اس کے آنسوؤں میں ذرا سی کمی آئی تھی۔وہ اب بھی زرار کو گھور رہی تھی۔اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، نقوش ڈھیلے پڑ رہے تھے،پلکیں آپس میں مل رہی تھی اور وہ پھر سے نیند کی وادی میں اتر گئی۔اس کی آنکھیں بند ہو گئیں، کمرے میں پھر سے سناٹا ہو گیا۔فینٹسی ختم ہوئی اور اب آزمائش کا آغاز تھا۔۔زندگی کیا آزمائش سے کم ہے، یہ تو خود آزمائش ہے!

سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکلا تھا اور اب سفر کرتا کرتا مشرق اور مغرب کے درمیان میں تھا۔

ہسپتال کے کمرے میں عجیب سی خاموشی تھی۔وہ اٹھ چکی تھی اور اپنے باپ کے بازو کے ساتھ سر لگائے بیٹھی تھی۔کچھ دیر پہلے پولیس اس سے تفتیش کے لیے آئی تھی مگر اس نے صاف انکار کر دیا کہ وہ ان میں سے کسی کو نہیں جانتی تھی۔ان کے چہرے ڈھکے تھے اور اسے کچھ بھی ٹھیک سے نہیں

یاد۔۔اس نے دونوں بازوان کے دائیں بازو کے گرد حمائل کیے تھے،ایک ہاتھ پر ڈرپ تھی اور دوسرا ہاتھ ان کے ہاتھ پر تھا۔عباس دھیمی آواز میں اس سے باتیں کر رہے تھے اور وہ بس خاموشی سے ان کا ہاتھ دیکھ رہی تھی۔

"میری بیٹی تو بہت بہادر ہے۔کچھ دن بعد ڈاکٹر آئے گا اور کہے گا کہ آپ کی بیٹی بہت جلد ری کور ہوئی ہے۔اسے گھر لے جائیں اور پھر ہم نارمل زندگی گزاریں گے"وہ بولتے جا رہے تھے مگر وہ گم صُم سی تھی۔اس نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا،اس کا ہاتھ اپنے بابا کے ہاتھ سے چھوٹا تھا۔اس کے ہاتھ کی پشت صاف ہوا کرتی تھی جہاں اب بہت سی ہری اور نیلی نسیں نظر آ رہی تھیں۔اس نے دھیرے سے سر اٹھایا اور اپنے باپ کو دیکھا

"بابا۔۔میں ٹانگیں نہیں ہلا پا رہی"پھر آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے،چھوٹے کٹورے پانی سے بھر گئے اور پانی حدود توڑ ہر بہہ گیا۔پانی سے آنکھوں کے کنارے توڑ دیے تھے اور اب وہ تواتر سے بہہ رہا تھا"میں چل نہیں سکتی نا،میں پیرالائز ہوں،میں دوسروں کی محتاج ہوں"وہ اپنی آنکھوں کی پتلیوں کو حرکت دیتی اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔۔ایسا نہیں ہے۔۔بس ذرا سی چوٹ ہے اور ڈاکٹر کہتا ہے کہ اگر آپ تھوڑی سی ریسٹ کریں تو ٹھیک ہو جائیں گے"انھوں نے بہت نرمی سے کہا تھا جبکہ ان کا دل پھٹ رہا تھا،گلے میں بہت سے آنسو جمع ہونے سے درد ہونے لگا تھا

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں" وہ پوری شدت سے بولی تھی، گردن کی نسیں ابھری تھیں، کنپٹی کی رگ واضح ہوئی تھی اور اس کا چہرہ سرخ پڑا تھا "آپ مجھ سے جھوٹ کیوں بول رہے ہیں؟ ایسا نہ کریں، مجھے پتہ ہے میں ڈس ایبل ہو گئی ہوں۔ میں آپ سب پر بوجھ ہوں، میں اب کبھی ٹھیک نہیں ہوں گی" اور وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

ان کی اپنی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔ اس کا سر کندھے پر رکھتے وہ تھپکتے جا رہے تھے "صبر کرو بیٹا، صبر کرو۔۔ اللہ سب ٹھیک کر دے گا" ان کی آواز کانپ رہی تھی، گال گیلے ہو چکے تھے

دروازے کے باہر کوئی کھڑا تھا، اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ناب پر ہاتھ رکھا مگر پھر رک گیا۔

"میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟ میں نے کسی کا برا نہیں چاہا، میں نے کسی کا برا نہیں کیا، میں لوگوں کو معاف کر دیتی ہوں، میں تو ان کو سزا نہیں دیتی بابا۔۔ مجھ سے کوئی بڑا گناہ ہوا ہے، اللہ مجھ سے ناراض ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تابندہ کسی کی زندگی میں شامل ہو کر اسے بھی کرسڈ (لعنت زدہ) کر دے۔ میں نے بہت گناہ کیے ہیں بابا، آپ کو نہیں پتہ اللہ کو پتہ ہے" وہ ہچکیوں سے روتی اونچی آواز میں بول رہی تھی۔ باہر کھڑا زرار آنکھیں بند کیے ضبط سے سن رہا تھا، اس کی کنپٹی کی رگ واضح ہو رہی تھی "میں نے ایسا کیا کیا بابا، آپ اللہ سے کہیں مجھے معاف کر دے۔۔ بابا آپ اللہ سے کہیں مجھے معاف کر دے، امی سے کہیں وہ دعا کریں، میں اتنی بری نہیں تھی بابا کہ مجھے یہ سزا دی جاتی، میرے ساتھ یہ کیوں ہوا؟ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے، میں یہ درد برداشت نہیں کر سکتی۔ میں مر

جاؤں گی، میں آپ کو بتا رہی ہوں میں مر جاؤں گی" وہ اپنے باپ کے بازو کو ہلا رہی تھی اور وہ اسے دیکھ رہے تھے، اس کے آنسو صاف کرتے اسے سمجھا رہے تھے

"ایسا نہیں ہے بیٹا، ایسا نہیں ہوتا"

مگر وہ نہیں سن رہی تھی، اس کی رنگت زرد تھی، آنکھیں سرخ اور گال گیلے۔ پھر ان کے بازو سے سر لگا کر رونے لگی۔ وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔

"بابا اس نے مجھے بہت مارا تھا۔ اس نے میرے بال نوچے اور مجھے زمین پر پھینک دیا، پھر اس نے میرے منہ پر تھپڑ مارا، وہ مجھے مار رہا تھا اور مجھے درد ہو رہا تھا۔ میں نے اسے کہا تھا کہ مجھے مت مارو میری شادی ہے آج۔۔ زرار میرے انتظار میں ہے۔ میں اپنی نئی زندگی شروع کرنے والی ہوں، میں اس کے ساتھ گھر سجانے والی تھی۔۔ بابا اس نے مجھے کہا تم جاؤ اور جب میں جانے لگی تو اس نے مجھے گولی مار دی۔۔ میری کمر میں اتنا درد ہوا، میری ٹانگیں سن ہو گئی تھیں۔۔ مجھے اس سے کہنا چاہیئے تھا کہ مجھے مار دے مگر میں نے کہا نہیں مارو" اور وہ روتی گئی۔ باہر کھڑے زرار کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں، جبڑے بھینچ گئے تھے اور شدت جذبات کی وجہ سے کنپٹی کی رگ پھول کر مزید واضح ہوئی۔ وہ اسے نہیں چھوڑے گا، وہ اسے ڈھونڈ کر اسی طرح مارے گا جیسے اس نے "زرار" کو مارا، اسے دنیا کے آخری کونے میں بھی جانا پڑا تو وہ جائے گا۔۔ ناب پر گرفت مضبوط پڑی اور وہ وہاں سے مڑ گیا۔ وہ

رو رو کر خاموش ہو چکی تھی۔اب اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کا باپ سر تھپک رہا تھا۔وہ سو رہی تھی،اسے سو جانا چاہیئے تھا۔

دوپہر میں زرار اس سے ملنے آیا تھا مگر وہ سوئی تھی۔وہ زیادہ وقت دوائیوں کے زیر اثر رہتی تھی۔ شام ہوتے ہی وہ پھر سے ہاسپٹل آیا تھا۔اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس کی اماں اسے سوپ پلا رہی تھیں۔وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا،اس کی ماں سے سر کو خم دے کر سلام لی اور پیچھے چھپائے پھول اس کی گود میں رکھے۔گلابی تازہ گلاب، جن کی خوشبو ہوا کو معطر کر رہی تھی۔اس کی اماں تابندہ کو دیکھ کر مسکرائیں مگر وہ مسکرا بھی نہ سکی۔پھر خالی باؤل لے کر باہر چلی گئیں۔زرار نے گلا کھنکھارا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا،دائیں طرف جہاں ابھی اس کی اماں بیٹھی تھیں۔تابندہ نے پھول پکڑے اور ساتھ پڑی میز پر رکھ دیے۔پھر سر جھکائے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخن باہم ملاتی اور پھر جدا کرتی اور یہ عمل بار بار کر رہی تھی۔زرار نے اس کی جھکی گردن اور ہاتھوں کی حرکت کو نوٹ کیا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔اس نے گردن اٹھائی اور گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا۔پھر تھوک نگلا،زرار اسے دیکھتے مسکرا رہا تھا۔

"کچھ کہنا ہے؟"وہ جانتا تھا وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی مگر ہچکچا رہی تھی،ڈر رہی تھی۔

تابندہ نے سانس خارج کی اور شانے اچکائے "تم۔۔"اور پھر سانس لی جیسے وہ خود کو نارمل کر رہی ہے۔اس کا ہاتھ زرار کے ہاتھ میں ہی تھا"تم۔۔تھک گئے ہو گے۔۔گھر جاؤ اور ریسٹ کرو"اسے اس سے بہتر کوئی اور الفاظ نہیں ملے تھے

"نہیں تو۔۔"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے "میں کیوں تھکوں گا؟میں ٹھیک ہوں اور گھر جا کر کیا کروں جب تم یہاں ہو،میرا گھر تو تم ہو اور تم میرے پاس ہو"

اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکالنا چاہا مگر اس نے گرفت مضبوط کر لی

"پلیز۔۔تم چلے جاؤ"وہ بے زار ہوئی تھی۔اس کے چہرے کے نقوش اور تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

"تم مجھے ڈیزرو نہیں کرتے"پھر سانس خارج کی اور بڑے اعتماد سے بولی

“You deserve a better life partner”

اور پھر خاموش ہو گئی۔اس میں ہمت نہیں تھی کہ آگے کچھ بولتی،اگر بولتی تو آنسو بہنے لگتے۔

"اچھا"اس نے بس یہی کہا اور وہ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ یہی کہے گی "اور تمھارا کیا؟"

"میرے لیے میرے بابا ہیں"اس کے گلے میں درد ہوا تھا،وہ کیسے اسے جانے کے لیے کہہ رہی تھی۔وہ چاہتی تھی کہ وہ نہ جائے۔

"اور میرا کیا؟" وہ اسے دیکھتے بولا تھا۔دونوں کی نظریں ملیں "میرے پاس تو بابا نہیں ہیں۔نہ میری اماں ہیں،ایک بھائی ہے وہ بھی چھٹیاں ختم ہونے پر واپس چلا جائے اور پھر۔۔میرا کیا؟"

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔اس نے پھر سے سر جھکالیا۔وہ اب کیا کہے وہ کہہ چکی تھی کہ وہ اسے ڈیزرو نہیں کرتا۔پھر اسے بن دیکھے بولی "تمھارے پاس چار شادیوں والا آپشن ہے۔تم دوسری شادی کرلو اور اس کے ساتھ خوش رہو" ایک خاموشی۔وہ مسکرادیا

"یہی بات میری آنکھوں میں دیکھ کر کہو۔۔کہو کہ زرار تم مجھے چھوڑ دو اور کسی اور عورت کو میری جگہ دے دو" وہ جانتا تھا وہ کہیں کہے گی اور اس نے نہیں کہا۔

زرار بس اسے دیکھے جارہا تھا "کیا ہوتا اگر تمھاری جگہ میں ہوتا؟ کیا ہوتا اس وقت اس بستر پر۔۔"

"سٹاپ۔۔سٹاپ اٹ" وہ بلند آواز میں بولی تھی۔اب اس کے ہاتھ کی گرفت زرار کے ہاتھ پر مضبوط پڑی تھی۔تابندہ کی دھڑکن بڑھی تھی،آنکھوں سے پانی گالوں پر بہہ نکلا تھا۔

وہ خاموش ہوا۔سانس بحال کی "تم مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑتی تابندہ۔۔تم میری نخرے اٹھاتی،میرا درد محسوس کرتی،مجھے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتی،میرے کپڑے بدلواتی اور پھر کہتی زرار میں تمھارے ساتھ ہوں،تم ٹھیک ہو جاؤ گے" اور میرا سر اپنی گود میں رکھ کر مجھے تب تک سہلاتی رہتی جب تک کہ میں سو نہیں جاتا"

اس نے پھر سر جھکالیا۔

"آزمائش میں ہمیشہ عورت ہی کیوں اترے، وہ وفا کا پیکر ہے۔تو مرد؟ وہ قربانی دینا جانتی ہے اور مرد؟ وہ اپنے شوہر کے لیے کھڑی رہ سکتی ہے اور مرد؟ مرد کے سامنے سوالیہ نشان کیوں؟ مرد تو حاکم ہے نا، عورت کا سرپرست اور محافظ ہے نا، مرد کا درجہ عورت سے بڑا ہے تو اس کا ظرف بڑا کیوں نہیں؟ میں بھی کھانا بنا سکتا ہوں، میں بھی تمھارا سر اپنے کندھے پر رکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ تابندہ میں تمھارے لیے کھڑا ہوں اور میں ازل سے ابد تک تمھارا ہوں" پھر خاموش ہوا اور اٹھ کر اس کے ساتھ آ بیٹھا۔

"ہمارے پاس کئی چوائسز ہوتی ہیں اور ہم اپنی چوائس میں آزاد ہوتے ہیں۔ میرے دوست مجھ سے کئی سال پہلے بچھڑے میں نے ان کے بعد کبھی دوستی نہیں کی، میں اپنے دل میں لوگوں کو جگہ دیتا ہوں تو دل دے دیتا ہوں۔ تم مجھے کہتی ہو کہ میں دوسری شادی کر لوں، او کے کر لیتا ہوں مگر میرے دل کا کیا؟ وہ تو تمھارے بغیر نہیں لگتا نا، میرا کیا میں نے تو تمھارے آنکھوں میں اپنی زندگی دیکھی ہے نا، محبت کا تعلق تو آئی لو یو سے زیادہ ہوتا ہے نا اور انسان کو اسی سے سب سے پہلے آزمایا جاتا ہے جس سے وہ سب سے زیادہ محبت کرتا ہے" پھر اسے دیکھا جو ابھی تک سر جھکائے بیٹھی تھی "کیا تم مجھے اتنی مہلت دے سکتی ہو کہ تمھارے ساتھ تب تک رہ سکوں جب تک کہ تم ٹھیک نہیں ہو جاتی؟"

وہ سنجیدہ ہوا تھا، گردن موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔تابندہ نے سر اٹھائے بنا اس کے بازو سے ماتھا ٹکایا اور سرگوشی کی

“I don’t let you go anywhere”

اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے۔پھر تابندہ کے سر پر ہاتھ پھیرا

"تم ٹھیک ہو جاؤ گی، ہم اپنا گھر بنائیں گے۔میں تمھاری جگہ کسی عورت کو تصور بھی نہیں کر سکتا اور تم کہتی ہو میں دوسری شادی کر لوں" وہ خفا ہوا تھا۔

تابندہ نے نم سانس اندر کھینچی "شوہروں کے موڈ سوئنگز ہوتے ہیں۔انھیں گھر آتے ہی بیوی تیار چاہیئے ہوتی ہے، کھانا چاہیئے ہوتا ہے اور اس سے زیادہ چست بیوی اپنے سامنے چاہیئے ہوتی ہے۔ اسے ایک ایسی بیوی چاہیئے ہوتی ہے جو اس کے مزاج کی نرمی سختی برداشت کرے" وہ خاموش ہو گئی زرار پھر سے بولا تھا "اور تمھارے موڈ سوئنگز؟ یہ سب بھی ہو جائے گا، میرے گھر آنے پر تم تیار بھی ہوا کرو گی اور میرے لیے کھانا بھی بنایا کرو گی۔سب ہو جائے گا، میں جانتا ہوں سب ہو گا اور یہ دن بھی گزر جائیں گے" پھر اس کے سر سے اپنا گال لگا کر بیٹھ گیا۔

"تمھیں پتہ ہے میں تین دن سے سو نہیں سکا، کھا نہیں سکا، میں تمھارے علاوہ کچھ بھی سوچ نہیں سکا" پھر اسے دیکھا "اور اب تم میرے ساتھ بیٹھی ہو تو مجھے بھوک بھی لگی ہے اور مجھے سونا بھی ہے" اور مسکرا دیا

وہ بھی مسکرائی تھی، وہ اتنے دن بعد آج مسکرائی تھی۔ وہ کمزور ہو چکی تھی، گالوں کی ہڈیاں ابھر آئی تھیں، ہونٹ خشک تھے اور آنکھیں تکان زدہ۔۔ زرار نے اس کی آنکھوں میں دیکھا

"خزاں میں چاہنے والے بہار میں نبھا جاتے ہیں" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا تھا اور تابندہ نے اپنا سر دوبارہ اس کے بازو سے لگا لیا۔

کچھ پل بیتے اور ایک نحیف سی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی "گھر کب جانا ہے؟"

زرار نے اس کی نقل اتاری اور کمزور سی آواز میں بولا "جب ڈاکٹر کہے گا"

تابندہ نے اسے دیکھا، وہ مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ہنس دی اور اس کے بازو کو دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ محرم مرد محافظ، ہمدرد اور ساتھی بنتے کتنا اچھا لگتا ہے نا!

یہ ایک ہفتہ بعد کی بات ہے جب موسم نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا تھا۔ رات کے وقت شدید ٹھنڈ تھی، کچھ گھنٹے پہلے برفباری بھی ہوئی تھی مگر اب تھم چکی تھی۔ تابندہ گھر آ چکی تھی اور زرار اسے یہاں ملنے آتا تھا۔ وہ واپس تب جاتا تھا جب وہ سو جاتی تھی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا، کافی دیر باتیں کرتا، چائے پیتا اور اس کے لیے کوئی چھوٹا موٹا تحفہ لاتا تھا۔ آج بھی ڈنر کے بعد وہ دونوں بیٹھ کر چائے پی رہے تھے۔ تابندہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے وہیل چیئر پر بیٹھی تھی، ہاتھ میں چائے کا مگ تھا اور ساتھ زرار بیٹھا تھا۔ وہ کچھ دیر پہلے ہوئی برفباری کے بارے میں زرار کو بتا رہی تھی اور وہ خاموشی سے مسکراتے ہوئے اسے سن رہا تھا۔ پھر گلا کھنکھارا

"تابندہ۔۔"

اس نے گردن موڑ کر زرار کو دیکھا، مسکراہٹ ذرا سی مدھم ہوئی۔

"تمھیں یاد ہے جب ہم لاسٹ ٹائم باغ میں ملے تھے، جب میں لاہور سے واپس آیا تھا" وہ اسے رخصتی سے تین دن پہلے کا دن یاد دلا رہا تھا۔ وہ سمجھ گئی اور تھوک نگلا

"ہاں۔۔ یاد ہے" پھر اسے تجسس سے دیکھا "کیوں؟ کیا ہوا؟"

زرار مسکرا دیا "کچھ نہیں سویٹ ہارٹ۔۔ میں تو ایسے ہی پوچھ رہا تھا" اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ وہ جب بھی رخصتی کے آس پاس والے دونوں کے بارے میں بات کرتا تھا وہ نروس ہو جاتی تھی اس لیے وہ احتیاط سے کام لیتا تھا۔ وہ خاموش ہو گئی

"میں بس یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ اس دن تم مجھے کہنے والی تھی؟ شاید تم کچھ بتانا چاہ رہی تھی" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا

"نہیں۔۔ نہیں تو" اس نے شانے اچکائے البتہ لہجے میں کمزوری تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہے "ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ مجھے کوئی بھی بات تم سے کہنی ہو تو میں فوراً کہہ دیتی ہوں، انتظار تھوڑی کرتی ہوں" اور مسکرا دی۔ مگر زرار جانتا تھا کہ اس کی یہ مسکراہٹ نارمل نہیں ہے بلکہ وہ زبردستی اپنی نروس نیس چھپانے کے لیے مسکرا رہی ہے۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا "امبر بتا رہی تھی کھانا تم نے بنایا؟"

وہ ہنس دی "ارے نہیں۔۔میں تو بس ماہ رخ اور امی کو آڈر دے رہی تھی۔۔یہ ڈالو وہ ڈالو، ایسے نہیں ایسے کرو" پھر اس نے قریب جھک کر سرگوشی کی "تم مرچیں تیز کھاتے ہو نا" اور ہنس دی وہ بھی ہنسا تھا "اور تم بہت کم۔۔ کبھی کبھی پھیکا کھانا لگتا ہے"

"ہم مسالے بہت کم استعمال کرتے ہیں۔شروع سے ہی اماں نے ایسا کھانا کھلایا ہے، اب تو عادت ہو گئی ہے۔ تھوڑی بھی مرچ زیادہ تو ہمارا برا حال ہوتا ہے" اور شانے اچکا کر خاموش ہو گئی

زرار نے سر اثبات میں ہلایا "تابندہ۔۔ایک بات پوچھنی تھی"

وہ پھر سے سنجیدہ ہوا، اس کا دل دھڑکنے لگا، مسکراہٹ پھیکی پڑی اور چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا

"اس دن تمھیں ثوبیہ لے کر گئی تھی۔۔کیا تم اس آدمی کا نام یا اس کا حلیہ بتا سکتی ہو جو۔۔" اور اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

اس کی آنکھیں گلابی پڑیں اور اس نے زرار کی بات کاٹ دی "زرار میں نے تمھیں کہا تھا نا مجھ سے اس بارے میں بات نہیں کیا کرو۔مجھے نہیں پتہ شہاب کون ہے؟ اس نے میرے ساتھ یہ سب کیوں کیا، میں بس اس جانور سے دور رہنا چاہتی ہوں" آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے، وہ ایک بار پھر اس درد کو محسوس کر رہی تھی "اسے پتہ چل گیا نا کہ میں زندہ ہوں یا تم نے مجھے بچایا تھا تو وہ میرے ساتھ ساتھ تمھیں بھی نقصان پہنچائے گا" اس کی آواز کانپ رہی تھی، آنسو آنکھوں سے بہتے گالوں سے پھسلتے چائے میں گر رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شہاب؟"زرار کا ذہن یہاں اڑ گیا تھا۔اس نے تو شہاب کا نام ہی نہیں لیا،وہ روانی میں شہاب کا نام بول گئی تھی،مطلب وہ شخص شہاب تھا جس نے اس کے گلستان کو آگ لگائی تھی۔وہ کھڑا ہوا اور اس کا سر اپنے سینے سے لگایا"اچھا اب نہیں کرتا کوئی بات۔۔آئی ایم سوری"

اس نے نم سانس اندر کھینچی اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا"میں تمھیں کھونا نہیں چاہتی زرار۔۔وہ ایک برا آدمی ہے،وہ بے رحم ہے"اور کہہ کر خاموش ہوئی

اس نے اس کے سر سے اپنا سر ٹکایا اور پھر سانس خارج کی"میں آنٹی سے بات کرنے والا ہوں"

"کیا؟"اس نے اپنی آنکھیں پونچھیں

"میرا دل نہیں لگتا تمھارے بغیر۔۔تم میرے ساتھ ہمارے گھر چلو،ہم مل کر رہیں گے"اور اس کے ساتھ آ بیٹھا

تابندہ نے اسے دیکھا پھر بولی"میں تم پر بوجھ نہیں بننا چاہتی زرار"اور اس سے نظریں چرا لیں

وہ مسکرا دیا"تو کب بوجھ ہو؟"

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی،اس نے چائے کا کپ ساتھ والی میز پر رکھ دیا۔پھر زرار کو دیکھا"تم تھک گئے ہو گے،آفس میں اتنا کام ہوتا ہے اور پھر تم یہاں سے ہو کر گھر جاتے ہو"

"تھک تو جاتا ہوں مگر تم ہو نا،دیکھتا ہوں اور ٹھیک ہو جاتا ہوں"پھر تھوڑی تلے ہتھیلی رکھ کر اسے دیکھنے لگا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا "ایسے مت دیکھا کرو"

"کیوں؟" اس نے اس کا ہاتھ اپنی آنکھوں کے سامنے سے پیچھے کیا

"بس ویسے ہی"

"ویسے نہیں۔۔تم شرما جاتی ہو" اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔وہ سارا دن باہر رہتا تھا اور وہ اس کا انتظار کرتی تھی۔وقت نے انھیں عجیب حالات میں مبتلا کیا تھا مگر وقت اچھا ہو یا برا گزر جاتا ہے۔۔

وہ لاؤنج کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا بازو سینے پر باندھے باہر باغ میں دیکھ رہا تھا جب اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا اور وہ جھٹ سے مڑا۔وہاں امبر کھڑی تھی،اسے دیکھ کر مسکرا دی۔وہ آگے بڑھی اور اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی

"اپنی مسز کو مس کر رہے ہیں؟"

وہ زخمی سا مسکرایا "بالکل۔۔وہ سو گئی ہے اور اب میرا جانے کو دل نہیں ہے" اور شانے اچکائے

وہ مسکرا دی اور سانس خارج کی۔پھر بولنا شروع ہوئی

"مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے"

زرار نے اسے دیکھا اور پھر سیدھا ہوا "ہوں" وہ جانتا تھا وہ کچھ جانتی ہے۔

"کچھ عرصہ پہلے تابندہ کا آفس میں جھگڑا ہوا تھا،ایک پولیٹیشین کے ساتھ اور اس نے تابندہ کو مارنے کی دھمکی دی تھی۔تابندہ نے بس اس سے چند سوالات کر لیے جو کہ نہیں کرنے تھے،حالانکہ تابندہ

کا کوئی قصور نہیں تھا۔شیٹ پر جو سوال جیسے آئے اس نے پوچھ لیے "پھر سانس لینے کا وقفہ آیا" وہ آدمی پاگل ہو گیا تھا،اس نے صرف یہی پوچھا تھا کہ شہاب کون ہے؟ بلال مرجان سے اس کا کیا تعلق؟ مگر وہ شخص سعد خان لودھی پڑھا لکھا جاہل تھا، مجھے لگتا ہے اس نے تابندہ کے ساتھ یہ سب کیا ہے "اور زرار کو دیکھا

"ہوں" وہ سر جھکائے سنتا رہا" سعد خان کا تو اس نے مجھے بھی بتایا تھا مگر شہاب۔۔یہ نام آج اس نے بھی بے دھیانی میں لیا ہے"

"زرار بھائی یہ سب ایک ہی کڑی کے دانے ہیں۔۔آپ کو ایک اور سٹوری سناتی ہوں" اور وہ زرار کے سامنے کھڑی تھی "کچھ دن پہلے ناتابندہ ثوبیہ کے گھر گئی تھی اور اس کی فائل ثوبیہ کی کسی فائل سے ایکس چینج ہو گئی اور یونو واٹ وہ فائل اسامہ خالد کی تھی۔۔نیب آفیسر جس کا کچھ روز پہلے مرڈر ہوا تھا،اس کی فائل ثوبیہ کے پاس تھی جس کے بارے میں نیوز میں کہا جا رہا تھا کہ لیپ ٹاپ اور اس کی فائل مس ہے۔۔تابندہ نے وہ فائل کھول کر دیکھی تھی،اس میں یہی نام آگے پیچھے ہائی لائٹ تھے۔ہم نے وہ فائل رکھ لی مگر ثوبیہ نے تابندہ سے وہ فائل جھوٹے بہانے بنا کر لے لی۔۔بٹ ٹرسٹ می وہ فائل اس نے ان لوگوں کو دی ہو گی اور جب انھوں نے اپنے نام تابندہ کے منہ سے سنیں ہوں گے تو انھوں نے ثوبیہ کے ساتھ اسے بھی مارنا چاہا ہو گا" اور خاموش ہو گئی

پھر سویٹر کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ہتھیلی اس کی طرف بڑھائی "یہ رہی اس فائل کی ڈپلیکیٹ کاپی۔۔ آپ کی بہت ہیلپ ہو گی "اور مسکرائی۔اس نے اس فائل کی تصاویر بنالی تھیں اور سکین کر کے اس فلیش مین سیو کر لیں۔

اس نے وہ فلیش ڈرائیو لے لی "تھینک یو "اور مسکرایا

"کوئی بات نہیں۔۔آپ بس اب ان کو دیکھ لیجیئے گا "اور مسکرا دی

اس نے سر کو اثبات میں ہلایا تھا۔وہ تو ان کو ایسا دیکھے گا کہ پھر کوئی ان کو نہیں دیکھے گا۔۔

وہ سارا دن گھر پر گزارتی تھی، باغ میں بیٹھی رہتی اپنے باپ سے باتیں کرتی کتابیں پڑھ لیتی زیادہ سے زیادہ کچن میں اپنے لیے کچھ من چاہا بنوا لیتی مگر وہ پریشان رہتی تھی۔اسے ابھی بھی یہی بات ستاتی تھی کہ زرار اسے ڈیزرو نہیں کرتا، وہ اس پر ڈیپینیٹ کرتی ہے، وہ جلدی ٹھیک نہیں ہو رہی، وہ ایک نارمل لائف ڈیزرو کرتا ہے مگر تابندہ اسے نارمل لائف نہیں دے سکتی۔اکثر اوقات بیٹھے بیٹھے رونے لگ جاتی، شام میں زرار اس سے ملنے آتا تو اس کی آنکھیں سرخ اور سوجھی ہوتی تھیں مگر وہ اس سے اس بارے میں نہیں پوچھتا تھا، رات کو سوتے سوتے ڈر جاتی تھی کہ شہاب اسے ڈھونڈ لے گا اور پھر وہ اس کو یا زرار کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔ایک حادثہ ایک مس انڈر سٹینڈ نگ اس کی ساری زندگی پر اثر انداز ہو رہی تھی۔

یہ ایک خوبصورت سی صبح تھی۔مالی باہر باغ کی صفائی کر رہا تھا،آج اتوار تھا اور آج زرار صبح صبح ناشتے کے بعد ہی آ گیا۔تابندہ ابھی نہیں اٹھی تھی،وہ ایسی ہی تھی کبھی بہت جلدی اٹھ جاتی اور کبھی دن کے دس بج جاتے مگر اس کی نیند نہیں کھلتی تھی۔اس کے بابا پاس ہی سٹور تک گئے تھے اور زرار اس کی اماں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔دونوں کے درمیان چائے کے بھاپ اڑاتے کپ تھے۔اس نے گلا کھنکھارا اور مسکرایا

"آنٹی۔۔مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے"اور چائے کی پرچ اپنی طرف سرکائی

"بولو بیٹا"وہ متوجہ ہو کر بیٹھ گئیں۔

"ایک مہینے سے زیادہ وقت ہو گیا ہے۔تابندہ بھی اب ٹھیک ہونے لگی ہے اور بہت جلد چلنے بھی لگے گی"پھر انھیں دیکھا اور وہ بات کہہ دی جو دل میں تھی"میں اسے اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں۔میں چاہتا ہوں کہ اب ہم اپنے گھر میں رہیں"اور چائے کا گھونٹ بھرا

وہ خاموش رہیں۔پھر مسکرائیں"وہ سب تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن وہ ابھی کام نہیں کر سکتی۔سارا دن وہیل چیئر پر گزرتا ہے،تم سمجھ سکتے ہو میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں"ان کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی۔

"میں سمجھ رہا ہوں،میں نے اس سے کپڑے یا برتن نہیں دھلوانے،میں بس چاہتا ہوں وہ میرے ساتھ رہے۔میرے خیال میں ماحول کا انسان پر بہت اثر ہوتا ہے۔اس کا ماحول بدلے گا تو وہ اس دن

کے بارے میں، میرے بارے میں مختلف خدشات کے بارے میں کم سوچے گی۔۔آنٹی! ایک بار اسے میرے ساتھ جانے تو دیں۔میں اسے بہت خوش رکھوں گا"

دونوں کے درمیان سانس لینے کا وقفہ تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔میں اس کے بابا سے بات کرتی ہوں"اور مسکرادیں

"جی۔۔میں اسے اسلام آباد نہیں رکھنا چاہتا، وہ میرے ساتھ ہنزہ جائے گی۔میں نے وہاں گھر لیا ہے۔چاہے تو آپ اور انکل بھی ہمارے ساتھ آجائیں، مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے مگر میں اسے ان سب چیزوں سے نکلنا چاہتا ہوں۔میں جانتا ہوں وہ میرے بارے میں سوچتی ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں گا یا چھوڑ سکتا ہوں شاید کل یا آنے والے دنوں میں لیکن میں اسے وقت دینا چاہتا ہوں۔میں اس کے ساتھ اس کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔۔آپ انکل سے بات کریں، تابندہ سے میں بات کرلوں گا"اور مسکرادیا

"ہنزہ؟ یہاں سے دور ہے"ان کی مسکراہٹ غائب تھی

"جی۔۔مگر میں اس کے ساتھ ہوں، مجھ پر یقین رکھیں۔میں آپ کی بیٹی کو گرنے نہیں دوں گا"اور چائے کا گھونٹ بھرا

وہ خاموش ہو گئیں۔پھر سانس خارج کی"میں اس کے بابا سے بات کرتی ہوں۔انھیں منانے کی کوشش کرتی ہوں، اللہ بہتر کرے گا"اور چائے کا کپ پکڑ کر منہ سے لگایا۔

دوپہر کے وقت زرار باہر گیا تھا۔اس کے بابا کچن میں کھڑے اپنے اور تابندہ کے لیے قہوہ بنا رہے تھے۔انھوں نے الائچی پانی میں ڈالیں اور ڈبہ بند کر کے ایک طرف رکھ رہے تھے جب ان کی بیگم اندر داخل ہوئیں۔

"کیا بنا رہے ہیں؟"انھوں نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا

"تابندہ کا قہوہ پینے کا دل کر رہا تھا،وہی بنا رہا ہوں"اور ایک چمچ چینی کا ڈالا۔

"اچھا"انھوں نے گلا کھنکھارا"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے"

"ہاں بولو"انھوں نے ہاتھ جھاڑے اور ان سے مخاطب ہوئے

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں"وہ۔۔زرار تابندہ کو ساتھ لے جانا چاہتا ہے"

"کہاں؟"جواب جھٹ سے آیا تھا

"اپنے گھر۔۔وہ چاہتا ہے کہ اب وہ دونوں ساتھ رہیں۔کافی وقت گزر گیا ہے اور اب تابندہ کسی حد تک جذباتی طور پر ٹھیک ہے"انھیں اس سے زیادہ مناسب الفاظ نہیں ملے تھے۔

"وہ میری بیٹی نہیں سنبھال سکتا،وہ ابھی ٹھیک نہیں ہے۔وہ یہاں چند گھنٹے کے لیے ملنے آتا ہے اور اسے لگتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ نارمل زندگی گزار لے گا تو وہ غلط ہے"انھوں نے کہہ کر سر جھٹکا

"عباس۔۔وہ اس کا شوہر ہے،کوئی نامحرم یا دوسرا مرد نہیں ہے"وہ اب اب سنجیدہ ہوئی تھیں"اور وہ چند گھنٹے ملنے نہیں آتا وہ روز وقت نکال کر آتا ہے اور جب وہ یہاں سے جاتا ہے تو میں اس کی اداسی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دیکھتی ہوں۔وہ ٹھیک کہہ رہا ہے،تابندہ یہاں رہے گی تو وہی سب سوچتی رہے گی،وہ اندر سے ٹھیک نہیں ہے۔آپ نے اسے روتے نہیں دیکھا،آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ اپنے شوہر کے بارے میں کس قسم کے خیالات پال لیتی ہے۔آپ نہیں جانتے کہ یہ سب اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان فاصلہ بڑھا رہا ہے،اس وقت اسے اپنے ہمسفر کی ضرورت ہے اور وہ آپ نہیں ہیں"انھوں نے جلدی جلدی بات مکمل کی تھی

"جو بھی ہے۔میں ابھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا"انھوں نے کہہ کر پتیلی کو ذرا سا ہلایا تھا

"عباس"وہ آگے ہوئیں اور انھیں کہنی سے تھاما"اس نے اپنی مرضی سے یہ نکاح کیا ہے۔وہ ایک اچھا لڑکا ہے،ایک اچھا شوہر ہے۔آپ اپنی آنکھوں کی اپنی بیٹی کی محبت کی پٹی اتاریں تو آپ کو کوئی دوسرا نظر آئے"

وہ خاموش ہو گئے۔پھر اپنی بیوی کو دیکھا"مرد کے لیے معذور عورت بوجھ ہوتی ہے"

"آپ بھی تو مرد ہیں"وہ جھٹ سے بولیں

"لیکن میں باپ ہوں اس کا"

"اور وہ شوہر ہے"

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔پانی ابلنے لگا تھا

"میرا دل نہیں مانتا۔میں اپنے جگر کے ٹوٹے کو یونہی جانے دوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو پھر نکاح ہی نہیں کرنا تھا۔ جگر کے ٹوٹے کو سنبھال کر رکھنا تھا" پھر نارمل ہوئیں "عباس سوچیں اس بارے میں، اس وقت زرار کو اس کے پاس ہونا چاہیئے تھا تاکہ وہ اسے بتا سکے کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔ اس کی جگہ آپ ہیں، آپ کو نہیں پتہ وہ اس کے بارے میں کیا سوچنے لگتی ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں شام ہوتے ہی کیسے اس کے انتظار میں ہوتی ہے، وہ آتا ہے تو مسکرانے لگتی ہے۔ اسے جانے دیں، زرار کا امتحان ہی سہی مگر اسے اتنا کم تر نہ سمجھیں۔ وہ اس کے لیے روز آتا ہے" وہ انھیں سمجھا رہی تھیں

قہوہ بن گیا تھا، انھوں نے قہوہ اتار کر کپ میں بھرا

"میں سوچتا ہوں اس بارے میں بھی۔۔ تم پریشان نہیں ہو" اور مسکرا دیے

وہ بھی مسکرائی تھیں "ضرور۔۔"

وہ کپ لے کر باہر چلے گئے۔ وہ انھیں جاتا دیکھ رہی تھیں۔

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔ ٹھنڈی سیاہ رات اور ہر سو خاموشی۔ ڈنر سے پہلے اس کی تابندہ کے بابا سے تفصیلی بات ہوئی تھی اور اختتام یہ ہوا تھا کہ "اگر تابندہ چاہے تو"۔۔ ڈنر کے بعد وہ کمرے کی کھڑکی کے سامنے بیٹھی تھی، زرار باہر باغ میں ٹہلتا ہوا فون پر بات کر رہا تھا۔ پھر فون جیب میں ڈالا اور اندر آ گیا۔ کچھ پل بیتے اور کمرے کا دروازہ کھلا، زرار اندر آیا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائی، وہ اس کے قریب آیا اور جھکا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا

"میری جاسوسی کر رہی تھی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "نہیں تو"

"جھوٹی" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا "کھڑکی سے باہر کب سے جھانک رہی تھی۔ مجھے سننے کی کوشش کر رہی تھی؟"

وہ ہنس دی "کون سی گرل فرینڈ سے بات کر رہے تھے؟"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا "ہے ایک، پہاڑوں میں رہتی ہے" اور پھر جھکا اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا، اس کا بازو زرار کے کندھے کے گرد تھا اور وہ اسے دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ پر سکون تھا۔ پیچھے پڑے صوفے پر بٹھایا اور پھر خود بیٹھ گیا

"میں وہاں بیٹھی اچھی نہیں لگ رہی تھی؟" وہ پیچھے ٹیک لگائے اسے گھور رہی تھی

"نہیں۔۔ یہاں زیادہ اچھی لگ رہی ہو" اور مسکرایا۔

تابندہ نے بھورے رنگ کا موٹا گاؤن پہنا تھا جو کہ اسے کافی بڑا تھا۔ اس کی آستینیں کھلی تھیں اور ان میں سے اس کے ہاتھ جھلک رہے تھے۔ زرار ذرا سا پیچھے ہوا اور اپنی جیب سے ایک مخملیں ڈبیہ نکالی۔ اس کی طرف بڑھائی، اس نے تھام لی اور اسے کھولا۔ اندر ایک خوبصورت گولڈن رنگ کا نہ زیادہ باریک نہ زیادہ موٹا چھلا تھا۔ اس نے زرار کو دیکھا اور مسکرائی

"یہ بہت اچھا ہے، تھینک یو!"

اس نے اس کے ہاتھ سے ڈبیہ لے لی اور چھلا نکال کر ڈبی سامنے میز پر رکھی۔ پھر اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔ اس کی دوسری انگلی میں ایک انگوٹھی تھی جس پر چھوٹے چھوٹے ہلکے گلابی نگ لگے تھے، تیسری انگلی میں ایک سلور چھلا تھا، اس نے انگشت شہادت میں چھلا ڈال دیا اور اسے دیکھ کر مسکرایا

"گولڈ کا ہے، گمانا نہیں ہے" اس نے تنبیہ کی تھی

"اگر گم گیا تو؟" اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی۔

"تو اور لے دوں گا" اس نے شانے اچکائے تھے اور تابندہ ہنس دی۔

اس نے سانس خارج کی "میرا دل نہیں لگتا تمھارے بغیر۔۔ کیا کروں؟" اس کا ہاتھ ابھی بھی زرار کے ہاتھ میں تھا

"تم ملنے تو آتے ہو، ہم کھانا کھاتے ہیں باتیں کرتے ہیں۔۔ کیا اتنا کافی نہیں؟" اور خاموش ہو گئی وہ مسکرایا اور سر نفی میں ہلایا۔ پھر سانس خارج کی "تم چلو نا، میرے ساتھ ہمارے گھر" اس نے بڑی شائستگی سے کہا تھا۔ کمرے میں اندھیرا تھا، دو زرد زیرو کے بلب جل رہے تھے، اس نے زرار کو دیکھا اور آنکھیں گلابی پڑیں

"خود کرسی سے اٹھ کر صوفے تک تو آ نہیں سکتی، تمھارے ساتھ تمھارے گھر کیا ہی چلوں گی" اور سر جھٹکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں ہوں نا۔۔میں سب مینج کرلوں گا" وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کا سر جھکا تھا

"میں نہیں جانا چاہتی، کم از کم ابھی نہیں" اس نے سر نفی میں ہلایا

"کیوں؟ میں ہوں نا"

اس نے سر اٹھایا اور گلابی نم آنکھوں سے زرار کو دیکھا "تم نہیں سمجھ سکتے۔۔میں نہیں چاہتی تم پر بوجھ بنوں، میں نہیں چاہتی تم میرے دل سے اترو یا میں تمھارے دل سے اتروں" اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور نرمی سے اس کے گال پر لگایا

اسے معلوم تھا وہ منع ہی کرے گی مگر وہ بھی زرار تھا، وہ اسے منا کر رہے گا "ایک بار۔۔ایک بار چلو تو ۔۔میں تمھیں فورس نہیں کر رہا مگر میں تمھیں منا رہا ہوں۔میری بات ایک بار مان کر تو دیکھو، میں ہمارا گھر گلستان بنادوں گا" اس نے پھر سے اس کا ہاتھ تھاما مگر وہ نفی میں سر ہلائے جا رہی تھی۔

"تابندہ۔۔" وہ سنجیدہ ہوا تھا

“You cannot heal in the same environment “

تابندہ نے پھر بھی سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔میں نہیں جاؤں گی"

"ہم پہاڑوں میں جا کر رہیں گے۔میں تمھیں یہاں سے بہت دور لے جاؤں گا، تمھیں شور نہیں پسند، تمھیں پہاڑوں کے اس پار والی دنیا پسند ہے نا، ہم وہاں رہیں گے" وہ چمکتی آنکھوں سے بتا رہا تھا

"نہیں۔۔تم مجھے دور لے جاؤ گے، میں اپنے بابا سے دور چلی جاؤں گی، مجھے ضرورت ہو گی تو میں کسے پکاروں گی؟ میں نہیں جاؤں گی" اس نے درشتی سے اسے منع کیا تھا

زرار پیچھے کو ہو گیا، اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا۔ مسکراہٹ اور سکون کہیں دور چلا گیا

"ان بیلیوایبل۔۔مطلب میں اتنے عرصے سے تمھارا اعتبار نہیں کما سکا، اتنے عرصے سے تمھارا یقین نہیں حاصل کر سکا" وہ اسے زخمی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔تابندہ کا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں سے نکل گیا تھا" تمھیں لگتا ہے میں تمھیں تمھارے بابا سے دور لے جا کر تمھیں چھوڑ دوں گا؟ تمھیں لگتا ہے کہ میں تمھیں اتنا اکیلا کر دوں گا کہ تمھیں تمھارے بابا کی ضرورت پڑے گی؟ تمھیں زرار اتنا کم ظرف لگتا ہے کہ وہ تمھیں تمھارے بابا سے دور لے جانا چاہ رہا ہے، میں تمھارے اور تمھارے بابا کے درمیان آیا ہوں؟" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا، وہ حیرت جس میں دکھ تھا، ملال اور حزن تھا۔

"نہیں۔۔میں نے ایسا نہیں کہا" اسے سمجھ نہیں آیا کیسے وضاحت پیش کرے "زرار۔۔میرا یہ مطلب نہیں تھا، میں بس یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ ابھی تک بابا تھے میرے ساتھ وہاں نہیں ہوں گے نا" اس کے آنسو تھم گئے تھے

"واؤ" وہ ہنس دیا مگر چہرے پر مزید دکھ بڑھا تھا" مطلب میں یہاں کچھ نہیں ہوں۔میں آؤں نہ آؤں تمھیں کوئی غرض نہیں ہے" اس نے سر اثبات میں ہلایا

"نہیں" وہ جھنجھلا گئی۔ وہ کیا بولتی جا رہی ہے "میرا یہ مطلب نہیں تھا، میں بس یہ کہہ رہی تھی کہ ۔۔"

اس نے اس کی بات کو کاٹ دیا "مجھے وضاحت نہیں چاہیئے" اور کھڑا ہوا "ٹیک کیئر" اور وہاں سے جانے لگا تھا مگر تابندہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا

"مجھ سے ناراض ہو کر مت جاؤ زرار۔۔ مجھ سے غصہ مت ہو" اس کی نم آواز زرار کے کانوں میں پڑی تھی "آئی ایم سوری۔۔ پلیز بیٹھ جاؤ"

وہ مڑا اور اسے دیکھا، پھر بیٹھ گیا مگر وہ خفا تھا۔ اس نے سانس خارج کی

"اوکے۔۔ میں تمھارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں" اور آنسو صاف کیے "جہاں تم کہو گے چلوں گی" اور مسکرا دی مگر وہ نہیں مسکرایا

"اب مسکرا دو" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اور وہ مسکرا دیا۔

"کل صبح گیارہ بجے نکلیں گے، میں تمھیں لینے آؤں گا"

تابندہ نے سر اثبات میں ہلایا۔ کچھ دیر مزید بیٹھا اور پھر جب وہ سو گئی تو وہ چلا گیا۔ اس نے زرار کو کیا سمجھ رکھا تھا، ایسے نہیں تو ایسے سہی، اچھے لوگ بڑی اچھی طرح ایموشنل بلیک میل ہو جاتے ہیں اگر انھیں اپنے اس ٹیلنٹ کی خبر نہ ہو تو!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ناشتے کے بعد سیدھا تابندہ کے گھر آیا تھا۔آج امبر بھی آئی ہوئی تھی۔اس کا سامان پیک کیا جا رہا تھا۔سارا دن تو بس یہ رکھنا ہے یہ نہیں رکھنا ہے میں ہی گزر گیا۔کارٹن اور اٹیچی کیس میں بند کپڑے شام تک ہنزہ پہنچ چکے تھے، تھوڑا بہت سامان تھا اور وہ انھیں ساتھ لے کر جانا تھا۔شام جامنی ہوتی رات میں داخل ہو چکی تھی، آج اس کا گھر میں رخصتی سے پہلے کا آخری دن تھا۔ڈنر میں ہر شے اس کی پسند کی تھی، سیلڈ سے لے کر سالن تک اس نے سب اپنے ہاتھوں سے زرار کی پلیٹ میں ڈالا تھا۔

ابھی باہر باغ میں آگ جلا کر سب ارد گرد بیٹھے تھے، ایک طرف اس کی اماں اور زرار بیٹھے تھے اور دوسری طرف سامنے اس کے بابا تابندہ اور امبر، عباس درمیان میں تھے اور ارد گرد دونوں لڑکیاں۔ وہ کوئی بات بتا رہے تھے اور تابندہ ہنس رہی تھی۔

"بابا آپ وہ گانا سنائیں نا جو آپ نے اماں کو پرپوز کرنے کے لیے سنایا تھا" تابندہ نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔

وہ ہنس دیے اور پھر اس کی اماں کو دیکھا۔وہ بھی مسکرائی تھیں "تابندہ کی سب سے خوبصورت فیری ٹیل اس کے ابا کی لوسٹوری ہے" وہ اب زرار کو بتا رہی تھیں۔

ماہ رخ ٹرے میں قہوے کے کپ لائی تھی، شیشے کے کپ سے گہرا سرخ قہوہ جھلک رہا تھا۔تابندہ نے آج پھر وہی کھلے بازوؤں والا بھورا کھلا گاؤن پہن رکھا تھا۔

عباس نے زرار کو دیکھا، قہوے کا گھونٹ بھرا اور پھر بولنے لگے

"اچھا بھئی۔۔ہوا کچھ یوں تھا کہ ہم یہی کوئی چھبیس ستائیس برس کے ہوئے تو نئی نئی گورنمنٹ جاب لگی تھی۔چھٹیاں تھیں اور ایسے ہی ہم اپنے دوستوں کے ساتھ مغربی علاقوں میں نکل گئے۔میں خود ایبٹ آباد کا تھا، بچپن سے ہی گورا چٹا اور خوبصورت تھا" پھر مسکرائے "اور ایسے ہی ہم گھومتے گھماتے قلاش کی وادی میں پہنچ گئے۔دوپہر کا وقت تھا، شعاعیں آسمان سے زمین تک سفر کر رہی تھیں۔ہم ایک چھوٹے سے ڈھابے پر بیٹھے چائے پی رہے تھے جب دور کچھ لڑکیاں ہنستے ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔ارد گرد ان کی بکریاں گھاس چر رہی تھیں۔میں نے پہلے دیکھا اور نظر انداز کر دیا۔پھر چائے پیتے ہی ہم اس بستی کی طرف چل پڑے۔وہاں پتھر کے مکان تھے، لڑکیوں کی آنکھیں بڑی خوبصورت تھیں، وہ گھروں سے باہر چھتوں پر سے جھانک رہی تھیں کہ یہ کون پڑھے لکھے نمونے آ گئے۔اس وقت بہار چل رہی تھی، چیری بلوسم، گلابی رنگ کے درخت اور ہر سو خوشبو تھی، کم از کم مجھے ایسا لگا تھا۔ایک پتلی سے گلی کے آخر پر جاتے جاتے ہم کشادہ سے سرسبز میدان میں داخل ہوئے۔وہاں سامنے ابھی بھی تین چار لڑکیاں تھیں مگر ان میں ایک درمیانی عمر کی تھی۔وہ سب بڑی لگتی تھیں یا کچھ چھوٹی بھی، وہ اپنی بکری کے بچے کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔اس نے لمبی سی چٹیا کی تھی، پراندہ پہنا تھا، کھلا سا پٹھانی لباس، سر پر پیچھے کو اڑتا دوپٹہ، ناک میں نوز رنگ اور کانوں میں بالیاں تھیں۔اس کی کلائیوں میں ایک دوسرے سے بجتیں چوڑیاں کھنک پیدا کر رہی تھیں۔میں آگے بڑھا، میرا ارادہ تھا کہ اس کی بکری اس کو پکڑ کر دوں اسے بہانے اس سے بات ہو جائے گی۔

اب جی بکری آگے آگے وہ بکری کے پیچھے اور میں اس کے پیچھے۔۔اس نے بالآخر اپنی بکری پکڑ لی،وہ اتنا دوڑی تھی مگر تھکی نہیں۔میں تھوڑا سا دوڑ کر تھک گیا اور وہ اتنا دوڑ دوڑ کر نہیں تھکی"انھوں نے سانس خارج کی اور پھر اس کی اماں کو دیکھ کر مسکرائے

"آگے کیا ہوا؟"تابندہ نے پوچھا تھا۔وہ ہنس دیے

"اچھا جی پھر میں ایک پتھر پر بیٹھا نیچے سے گھاس کھینچ کھینچ کر دونوں ہاتھوں سے اسے توڑ رہا تھا۔میرا موڈ خاصا خراب تھا،مجھے اس سے بات کرنی تھی اور اس نے مجھے دیکھا تک نہیں۔اتنا ہی لحاظ کر لیتی کہ میں اتنا بھاگا ہوں مگر نہیں۔میرے دوست دور کھڑے تصاویر بنا رہے ہیں وہاں حسن کو سراہ رہے ہیں اور میں ایک حسینہ کے غم میں بیٹھا ہوں۔اسی وقت میرے پاس ایک چھوٹی لڑکی آئی اور اس کے ہاتھ میں پیالہ تھا۔اس نے وہ پیالہ میرے سامنے کیا،مٹی کا درمیانہ پیالہ تھا اور اس میں دودھ تھا۔میں نے اسے دیکھا اور پوچھا یہ کیا ہے؟وہ بولی آپ کے لیے گرم میٹھا دودھ لائی ہے۔میں نے کہا میں نے نہیں مانگا،کہتی اس نے بھیجا ہے۔اس نے میرے پیچھے اشارہ کیا تھا اور میں نے گردن موڑ کر دیکھا،درخت کے پیچھے سے سنہری سبز آنکھیں مجھے دیکھ رہی تھیں۔اس نے دوپٹے سے اپنا آدھا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا وہ مجھے دیکھ کر مسکرائی ہے۔میں مسکرایا اور اس سے مٹی کا پیالہ لے لیا۔میں بڑا خوش تھا،مجھے ارد گرد بس چیری بلوسم دکھ رہے تھے۔چھوٹی لڑکی چلی گئی اور میں نے پیالہ منہ کو لگایا۔دودھ میٹھا تھا یا پتہ نہیں مجھے لگا،بکری کے دودھ میں بادام تھے اور میں نے جلدی جلدی

پیا کہیں وہ لڑکی چلی نہ جائے۔ پھر پیالہ لیے اٹھا اور پیچھے درخت کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ابھی بھی موٹے تنے کے پیچھے چھپی تھی، میں نے پیالہ بڑھایا اور اس نے تھام لیا، اس نے مہندی لگائی تھی۔ میں نے بڑی نرمی سے شکریہ ادا کیا اور پھر گلا کھنکھارا اور بولا، میرا نام عباس خان ہے۔ میں ایبٹ آباد سے ہوں، آپ کا نام۔۔ اس حسینہ نے تھوڑا وقت لیا اور پھر بول پڑی۔۔ بڑی نرم و نازک سی آواز تھی۔ بولی میرا نام لیلیٰ ہے اور پھر خاموش ہو گئی لیکن اسی وقت میں بولا "اور میں مجنوں" اور وہ ہنس دی۔ میرے پاس صرف ایک دن بچا تھا اور اس کے بعد میں نے وہاں سے چلے جانا تھا۔ میرے پاس افیئر چلانے کا وقت نہیں تھا اور میرے زمانے کے لوگ سیدھا رشتہ مانگتے تھے، آج کل ذرا تکلف آ گیا ہے۔۔ خیر میں نے بڑے مہذب انداز میں پوچھا، آپ کے کسی خالہ ماموں چچا پھوپھی کے بیٹے کے ہاں رشتہ تو نہیں ہوا۔ وہ ہنسی اور کہنے لگی کہ اس نے ہونے ہی نہیں دیا۔ میں اور خوش ہو گیا پھر ذرا قریب گیا اور مسکرایا، میں بڑا ہی کوئی منہ پھٹ ثابت ہوا جو میں نے پہلی ملاقات میں ہی شادی کی پیشکش کر دی۔ میں نے پوچھا کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟ اس نے چند پل لیے اور پھر درخت کی اوٹ سے اپنا چہرہ نکالا۔ وہ واقعی بہت خوبصورت تھی، میں تو کہتا ہوں قلاش پریوں کی وادی ہے۔ پھر بولی مجھے انگریزی نہیں آتی اور میں ہنس دیا۔ میں نے کہا سکھا دوں گا اور یوں وہ بھی ہنس دی۔ اس نے مجھے اپنے گھر کا پتہ بتایا اور جانے لگی تھی "پھر سانس خارج کی" میرا دل پانی پر کشتی کی طرح ڈول رہا تھا۔ میں اپنی سریلی آواز میں گنگنایا۔۔

بے قرار کر کے ہمیں یوں نہ جایئے

آپ کو ہماری قسم لوٹ آیئے"

تابندہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی تھی، امبر بھی ہنس رہی تھی اور اس کی اماں کے گال گلابی ہو رہے تھے۔

زرار انھیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا، اس کو اتنے سالوں بعد ایک خاندان ملا تھا

"پھر جس طرح یہ اب شرما رہی ہیں اسی طرح تب شرمائیں۔۔ جاتے ہوئے میں ان کا گھر دیکھ کر گیا تھا اور پھر ہفتے بعد ہم ان کی بارات لے کر گئے تھے اور انھیں لے آئے۔ پھر ہم جہاں جہاں جاتے تھے یہ ہمارے پیچھے سر ہلا کر چل پڑتی تھیں، ہم نے انھیں انگریزی سکھائی اور انھوں نے محبت کرنا"

اور وہ پھر سے گنگنائے

"بے قرار کر کے ہمیں یوں نہ جایئے

آپ کو ہماری قسم لوٹ آیئے"

اور سب نے تالیاں بجائی تھیں۔ قہوہ بھی ختم اور کہانی بھی

"تابندہ بھی جب بوڑھی ہو جائے گی تو زرار بھائی اپنے بچوں کو بھی یونہی اپنی لو سٹوری سنائیں گے"

امبر مسکراتے ہوئے بول رہی تھی

زرار ہنس دیا" بالکل!" اور تابندہ کو دیکھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ جھٹ سے بولی "میں انھیں یہ تو بتانے سے رہی کہ پہلی بار میں ان کی گاڑی میں بیٹھی تھی اور انھوں نے مجھے اپنی ڈیانا میں تنگ کرنے کے لیے جھٹکے دیے تھے جس سے میرے جسم کا ایک ایک عضو اپنی جگہ سے ہل گیا تھا۔۔یہ کوئی رومینٹک لو سٹوری نہیں ہو گی، یہ ایک ٹریجڈ گ سٹوری ہو گی" اور کہہ کر سر جھٹکا۔

اس کے ابا ابھی بھی مسکرا رہے تھے، رات گہری اور ٹھنڈی پڑ رہی تھی۔

جس وقت وہ ہنزہ وادی پہنچے دوپہر ڈھل رہی تھی۔اس نے گاڑی ایک پتھر کے مکان کے سامنے روکی تھی۔تابندہ ارد گرد دیکھ رہی تھی، وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اترا اور پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔ماہ رخ اور اس کی بیٹی گل رخ بھی ان کے ساتھ آئی تھیں۔ماہ رخ بھی ساتھ ہی اتری اور جلدی سے وہیل چیئر سیدھی کی۔زرار دروازہ کھولے کھڑا تھا اور وہ خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ آگے کو جھکا اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا، ارد گرد کے خواتین ہمسائے سے بچے نکل کر انھیں دیکھ رہے تھے۔وہ وہاں نئے تھے، اس نے تابندہ کو وہیل چیئر پر بٹھایا اور پھر پیچھے کھڑا ہوا، وہیل چیئر کو تھاما اور آگے کو بڑھا۔پھر اسے وہیں پر روکا، دروازے کی ایک طرف پتھر کی دیوار پر اس گھر کے نام کا تختہ لگا تھا "بہارِ جہاں"۔۔وہ آگے بڑھا دروازہ کھولا، سامنے سے رنگ دکھ رہے تھے۔وہ سانس روکے "اپنا" گھر دیکھ رہی تھی۔وہ وہیل چیئر گھسیٹتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا، آنکھیں ساری کائنات کے رنگ اپنے گھر میں دیکھ رہی تھی، اس نے اتنی خوشبوئیں ایک ساتھ

پہلے نہیں سونگھی تھیں۔ایک گملے کی اوٹ سے دو خرگوش چھپ کر اسے دیکھ رہے تھے۔گل رخ چھوٹی تین سال کی بچی اپنی ماں کو مسکرا کر کچھ کہہ رہی تھی، کلیوں کی مہک، گلاب پر تتلیاں، وڈن کارٹ میں سورج مکھی، دیوار سے لگی چھوٹی ٹوکریوں میں گلابی پھول تھے۔سامنے کو جاتا پتھریلا راستہ، اس سے آگے کا منظر وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔اس نے کہا تھا اسے پھول پسند ہیں، زرار نے جواب میں کہا تھا وہ اس کا گھر گلستان بنا دے گا اور اس نے اس کا گھر گلستان بنا دیا تھا۔وہ زرار کی زندگی میں آئی تھی تو آنسو لائی تھی مگر وہ آیا تھا تو پھول لایا تھا۔اس نے گردن موڑ کر ساتھ کھڑے مرد کو دیکھا، گلابی آنکھوں میں پانی تھا۔وہ پانی جو کسی کی محبت عقیدت اپنائیت دیکھ کر آ جاتا ہے، وہ آنسو جو کسی کے ساتھ، احسان اور محبت کا بدلہ ہوتے ہیں۔

"ویلکم ہوم!" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

وہ مسکرا دی۔اس نے زرار سے کچھ نہیں کہا تھا، آنکھیں سب بول رہی تھیں۔وہ آگے بڑھے، سامنے تازہ گھاس پر ایک راکنگ چیئر تھی، ایک کھڑکی کے ساتھ لکڑی کا جھولا تھا۔پھر لکڑی کا ڈھلوان دار شیڈ تھا جسے لکڑی کے ڈنڈوں کے سہارے کھڑا کیا گیا تھا۔وہ آگے بڑھا اور لاؤنج کا دروازہ کھولا۔پھر آگے بڑھ کر بتیاں جلائیں اور اسے لیے اندر بڑھا۔اندر چھت اور فرش بھورے رنگ کے تھے، دیواروں پر اچھا سا پینٹ تھا، کھڑکیوں کے پردے ہٹے تھے، کچن کا دروازہ کھلا تھا۔ایک طرف ایل سی ڈی تھی۔وہ اسے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا اور دروازہ کھولا۔فرش پر کارپیٹ تھا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھڑکی کے پردے ہٹے تھے، وہاں تابندہ کی نظر سب سے پہلے جس چیز پر پڑی وہ لکڑی کی بنی خوبصورت سی بک شیلف تھی جس میں بہت سی انگیزی اردو کی کتابیں تھیں۔ کمرے میں خوشبو پھیلی تھی اور وہ ایک جگہ وہیل چیئر روک کر اس کے سامنے بیٹھ گیا، پھر اسے دیکھا

"میں تو تمھیں اتنی دور لے آیا۔ اب میں تم پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑوں گا، تمھیں بتاؤں گا کہ شوہر کیسے ہوتے ہیں" وہ منہ کے زاویے بگاڑتے کہہ رہا تھا

وہ ہنس دی اور ہنستی گئی۔ وہ بھی مسکرایا

"تھینک یو!" وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی

"کس لیے؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"اس سب کے لیے۔۔ یہ بہت بہت خوبصورت ہے" وہ پرجوش ہوئی تھی

زرار بھی مسکرایا اور اس کی طرف جھکا

“Pretty pretty things for pretty pretty people”

اس پر بھی وہ ہنسی اور سر اثبات میں ہلایا۔ پھر وہ ٹانگیں لٹکائے بیڈ پر گر سا گیا

"بھوک لگی ہے" پھر تابندہ کو دیکھا "کچھ کھانے میں بنائیں؟"

اس نے سانس خارج کی اور شانے ڈھیلے چھوڑ دیے "ماہ رخ کو بولوں۔۔ کچھ اچھا سا بنا دے"

"آنٹی نے رس ملائی اور جو کچھ بھیجا ہے وہ سب کھاتے ہیں" اور اٹھ بیٹھا "رات میں کچھ اور بنالیں گے، ابھی ہم تھکے ہوئے ہیں بھئی" اور کھڑا ہوا۔ آئینے کے سامنے کھڑا سیٹی بجاتا اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتا وہ خوش لگ رہا تھا

"ویسے میں پہلے سے زیادہ حسین ہو گیا ہوں نا" وہ تابندہ سے پوچھ رہا تھا

"ہاں؟" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا اور وہ وہیل چیئر کو حرکت دیتی اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی

"میں کہہ رہا ہوں کہ میں پہلے سے پیارا ہو گیا ہوں نا" اور وہ مڑا، تابندہ کے چہرے کے تاثرات دیکھے جو کہ سنجیدہ تھے۔ پھر مسکرایا "نہیں۔۔ نہیں بھئی ہم نہیں پیارے، ہماری بیگم زیادہ پیاری ہیں" وہ مسکرادی اور وہیل چیئر کا رخ باہر کی طرف موڑا۔ اسے ابھی بہت سے کام کرنے تھے۔

رات کے کھانے سے پہلے اس کی گھر پر بات ہوئی تھی۔ پھر ہمایوں کی کال آگئی اور کافی دیر اس سے بات ہوتی رہی۔ ڈنر میں آج بھنڈی بنی تھی۔ ساتھ پودینے کی چٹنی تھی اور تابندہ نے کھانا دیکھ کر ماہ رخ کو گھورا۔ لاؤنج سے باغ کی طرف کھڑکی کے سامنے کھڑا زرار کال پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"ماہ رخ۔۔ میں نے کہا تھا بریانی بناتی۔۔ زرار کو بریانی پسند ہے" اس نے برا سا منہ بنایا تھا

وہ مسکرادی "آپی میں نے سارا سامان نکال کر رکھا تھا، پھر زرار بھائی آگئے۔ یہ میں نے نہیں بنایا" اور شانے اچکا کر اندر چلی گئی۔ اس کی بیٹی پاس صوفے پر سوئی تھی جس پر کمبل تھا۔ زرار کی کال ختم

ہوئی اور وہ کھانے کی میز کی طرف بڑھا۔تابندہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔پھر آگے ہو کر پلیٹ میں کھانا نکالا اور اسے دیکھا جو سنجیدہ تھی

"کیا ہوا ہے؟"اور روٹی نکال کر پلیٹ میں رکھی

"کچھ نہیں"وہ بمشکل مسکرائی تھی۔اس نے زرار کا انتظار کیا کہ وہ کھانا شروع کرے،اس نے پہلا نوالہ توڑا اور پھر اسے دیکھا جس کی گود میں کھانا تھا

"کھانا کھاؤ تابندہ۔۔واٹ ہیپنڈ؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا۔پھر نوالہ توڑ کر سالن ساتھ لگایا اور نوالہ منہ میں رکھا مگر آج کھانے کا ذائقہ مختلف تھا۔اس نے دوسرا نوالہ لیا اور پھر تیسرا۔زرار نے اس کی پلیٹ میں تھوڑی سی پودینے کی چٹنی رکھی

"یہ بھی ٹرائی کرو"

اس نے چوتھا نوالہ سالن کے ساتھ پودینے کی چٹنی لگا کر لیا تھا اور وہ مسکرا دی۔پھر زرار کو دیکھا۔وہ جگ سے پانی گلاس میں ڈال رہا تھا،اس نے اسے دیکھا اور پھر چونک کر دیکھا

"تابندہ۔۔تم مجھے ڈسٹرب کر رہی ہو"اور جگ چھوڑ کر بیٹھ گیا۔

"یہ تم نے بنایا ہے؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی

اس نے تھوک نگلا اور سر اثبات میں ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی "اومائی گاڈ۔۔یہ اتنی مزے کی ہے زرار۔۔اتنی اچھی کہ میں ساری زندگی بھی بھنڈی کھا سکتی ہوں" وہ پرجوش ہوئی تھی

وہ بھی ہنس دیا "اوہ مائی تابندہ" اور سر نفی میں ہلایا "اتنی چھوٹی بات پر اتنا اکسائیٹڈ۔۔تم نے ایسے ایسے تاثرات دیے ہیں نا کہ۔۔بس" اور پانی کا گلاس منہ سے لگایا۔

"نہیں سچ میں۔۔تم بہت اچھا کھانا بناتے ہو، حالانکہ تم زیادہ مرچیں کھاتے ہو مگر پھر بھی، یہ بہت اچھا ہے۔میں نے ایسی بھنڈی پہلے نہیں کھائی" اور اس نے ایک اور نوالہ لیا۔

"اور یہ پودینے کی چٹنی" اور ہاتھ اٹھا کر اسے دیکھا "آئی ایم ڈن۔۔اب تو میں تمھیں واقعی ڈیزرو نہیں کرتی" اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑے اور مسکرا دی

اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تھا "تم نا مار کھانے والے کام کرتی ہو سارے۔۔بات بات پر ایک ہی بات بولتی ہو، چپ کر کے کھانا کھاؤ ورنہ میں تم سے خفا ہو جاؤں گا" پانی کا گلاس اس کے سامنے رکھا۔

وہ مسکرا کر دوبارہ اپنی پلیٹ پر جھکی تھی۔وہ مسکراتے ہوئے نوالے لے رہی تھی، اس نے ایک مرتبہ مزید اسے دیکھا اور نفی میں سر ہلا کر مسکرا دیا۔

عشاء کے بعد وہ کمرے میں آیا تو تابندہ بیڈ سے ٹیک لگائے کتاب پڑھ رہی تھی۔اسے دیکھ کر مسکرائی۔اس نے بتی بجھا دی اور بیڈ سائیڈ پر پڑے دونوں لیمپ آن کر دیے۔

"سو جاؤ۔۔تھک گئی ہو گی" اور اس کے ساتھ آ بیٹھا۔

اس نے کتاب بند کی اور بیڈ سائیڈ پر رکھی۔ پھر اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور سانس خارج کی۔ زرار الماری سے لیپ ٹاپ نکال رہا تھا، وہ اکثر رات دیر تک کام کرتا تھا اور اسے اس کی عادت تھی۔ اس نے لیپ ٹاپ آن کیا اور گردن موڑ کر اسے دیکھا

"کیا ہوا؟ نیند نہیں آ رہی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ دفعتاً اس کے ساتھ پڑا فون بجا تھا۔ فون تابندہ اور زرار کے بیچ میں تھا۔ اس نے نمبر دیکھا اور سکرین بجھا دی

"کس کی کال تھی؟"

"ایسے ہی۔۔ کولیگ ہے، میں رات میں کولیگز کی کم ہی کالز اٹینڈ کرتا ہوں۔ سارا دن کیا کم ہوتا ہے جو انھیں میں رات میں بھی یاد آ جاتا ہوں" اس نے کہہ کر سر جھٹکا۔ وہ سنجیدہ ہو گیا تھا، اس زرار سے بہت مختلف جو اس سے محبت کرتا تھا۔ اس نے گلا کھنکھارا

"Who's on the lock screen?"

زرار نے گردن موڑی اور اسے گھورا۔ پھر فون اٹھایا اور سکرین آن کی "میں اور عزہ" اور مسکرایا۔ اس نے فون ان لاک کیا اور وہاں اس کی اور ہمایوں کی جوانی کی تصویر تھی

"یہ میری اور ہمایوں کی ہے" اور مسکرا دیا۔ پھر ذرا سا ساتھ ہوا اور گیلری کھول لی۔ وہ اسے تصاویر دکھا رہا تھا۔ ان میں تابندہ اور اس کے نکاح کی بھی تھیں۔

"یہ دونوں کون ہیں؟" وہاں مسلسل تین مرتبہ زرار کے ساتھ دو لڑکوں کی تصویر تھی

"یہ رائٹ والا تیمور ہے اور لیفٹ والا معاذ۔۔یہ میرے دوست ہیں" اور مسکرایا۔اس نے "تھے" کی بجائے "ہیں" استعمال کیا تھا حالانکہ تینوں ایک دوسرے سے دور لاپتہ تھے

"اب کہاں ہیں؟"

"پتہ نہیں۔۔ہم ناراض ہیں ایک دوسرے سے" اور اس نے بات مکمل کی۔تابندہ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی جہاں فون کی سفید روشنی پڑ رہی تھی۔

"یہ ممی اور میں، ساتھ بابا ہیں" وہ اسے اپنے بچپن کی تصویر دکھا رہا تھا۔

"تم اپنی ممی جیسے ہو" اس نے اپنے بازو اس کے بازو کے گرد حمائل کیے تھے۔

"ہاں۔۔سب کہتے تھے میں ممی جیسا ہوں مگر میں ممی جیسا نہیں تھا۔میں کبھی اپنے بابا کے غیر ضروری یا ناحق تھپڑ نہیں سہتا تھا۔میں اپنے اوپر ہوئے ظلم کا بدلہ لیتا ہوں، میں خاموش تماشائی یا مظلوم ہر گز نہیں بنتا۔میں اپنا حساب برابر کرتا ہوں پھر چاہے مجھے کتنی ہی چوٹ کیوں نہ لگے"

تابندہ نے اسے گھورا تھا۔وہ بالکل مختلف زرار تھا، اس نے یہ زرار پہلی مرتبہ دیکھا تھا "مجھے میری ممی اچھی نہیں لگتیں لیکن میں ان کی ریسپیکٹ کرتا ہوں" اس نے انگوٹھے سے تصویر سلائڈ کی اور اگلی تصویر میں وہ اور ہمایوں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے

"مجھے ہمایوں اچھا لگتا ہے کیونکہ وہ میرا باپ ہے، وہ میری ماں ہے اور میرا دوست بھی" وہ دھیما سا مسکرایا۔تابندہ نے تھوک نگلا تھا۔وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی "تمھیں پتہ ہے بابا ممی کو مارا کرتے تھے نا تو میں غصے میں چیزیں پٹختا تھا، توڑ پھوڑ کر کے دروازہ بند کر لیتا تھا کیونکہ مجھے مار کھاتی ہوئی مظلوم عورت نہیں پسند مگر ہمایوں، ہمایوں ممی کے آگے آتا تھا۔بابا سے مار کھاتا تھا مگر ممی کو پروٹیکٹ کرتا تھا۔وہ ہمارا پروٹیکٹر ہے، میرا اور ممی کا۔جب بابا چلے گئے تو اس نے ممی کا بہت ساتھ دیا تھا۔وہ ڈبل اکیڈمیز پڑھاتا تھا، بیکنگ کر کے بیکری میں کیک دیتا تھا، آن لائن بھی کچھ نہ کچھ کرتا تھا۔ممی ٹیچنگ کرنے لگی تھیں اور وہ ممی کا بہت ساتھ دیتا تھا۔اس نے مجھے پڑھایا، مجھے کبھی پارٹ ٹائم کام نہیں کرنے دیا۔وہ رات میں بیٹھ کر میرا سر اپنی گود میں رکھ کر سہلاتا تھا اور مجھے بتاتا تھا کہ سوسائٹی تو چاہتی یہی ہے کہ ہم ولن بن کر بری موت مر جائیں مگر ہم ہیرو بنیں گے۔ہم ثابت کریں گے کہ جن کے باپ ولن ہوتے ہیں وہ بھی ہیرو بن سکتے ہیں۔۔"

“A hero can be born in a villain’s nest”

تابندہ بس آج اسے سن رہی تھی۔وہ اسے سننا چاہتی تھی، اسے زرار کو جاننا اچھا لگ رہا تھا۔

"ہمایوں بھائی کی وائف۔۔وہ کہاں ہیں؟" اس نے کافی سوچ سمجھ کر سوال کیا تھا

وہ ہنس دیا "عزہ کی برتھ کے آدھے گھنٹے بعد ہمایوں ان سے ملنے گیا تھا، انھوں نے تب ہی ڈائیورس لے لی" دونوں کے درمیان خاموشی تھی

"تمھیں بہادر عورتیں پسند ہیں۔میں تو بہادر نہیں ہوں"اس نے نرمی سے اس سے پوچھا تھا۔

زرار نے نیم روشنی میں اسے دیکھا"کیوں؟بہادر عورتوں کے پاس اسلحہ ہوتا ہے یاان کے کان بڑے ہوتے ہیں؟دل نے جسے چاہ لیا سوچاہ لیا۔فضول کی باتیں اپنے دماغ میں مت لایا کرو"کہہ کر وہ دوبارہ سکرین پر رکا۔

تابندہ خاموش رہی۔اسے نیند آنے لگی تھی،اس نے اس کے بازو کے گرد سے اپنے بازو نکالے اور کمبل تلے کھسک گئی

"گڈ نائٹ زرار!"

"گڈ نائٹ تابندہ!"اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔۔اندھیرے میں جلتی لیپ ٹاپ سکرین پر جو نظر آئے گا وہ سب سے پہلے ایک نام ہو گا۔۔

"شہاب احمد"

اس کی انگلیاں تیزی سے کی پیڈ پر چل رہی تھیں۔ایک طرف موبائل پر امبر کی دی فائل کھلی تھی اور وہ توجہ سے کام کر رہا تھا۔

رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا جب اسے اپنے قریب تابندہ کی آواز سنائی دی۔شاید وہ اٹھ گئی تھی یا شاید نیند میں بول رہی تھی۔

"تابندہ۔۔" وہ آہستہ آواز میں بولا۔اس کی طرف کا لیمپ آف تھا، وہ اٹھا اور اس کی طرف کا لیمپ آن کیا۔اس کی آنکھیں بند تھیں مگر وہ پسینے سے تر تھی، ماتھے پر پسینہ آیا تھا اور وہ منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔پھر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور ارد گرد دیکھا، اس کا تنفس بڑھا تھا۔

"تابندہ۔۔تم ٹھیک ہو؟" زرار اس کی بائیں طرف کھڑا تھا۔وہ ارد گرد گردن گھما رہی تھی، اسے جیسے ساتھ کھڑا زرار نظر نہیں آیا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی، اس نے بیڈ سے اترنے کی کوشش کی، اس نے ہلنے کی کوشش کی مگر نہیں ہل پائی نہیں اتر پائی اور اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔اس نے تھوک نگلا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"اس نے میرے ساتھ یہ کیوں کیا زرار؟" وہ روتے ہوئے مسلسل ایک ہی سطر دہرا رہی تھی اس کی آنکھیں گلابی پڑیں تھیں، اس نے اپنا بازو اس کے کندھے کے گرد حمائل کیا اور اس کا سر کندھے سے لگائے تھپکنے لگا۔آنسو تابندہ کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔وہ کانپ رہی تھی، ٹھنڈی پڑ رہی تھی اور پھر خاموش ہو گئی۔آنسو تھم گئے۔۔

"میں اسے دیکھ لوں گا۔۔وہ بھی زیادہ دیر چل نہیں پائے گا۔میں اس کی ٹانگیں توڑ کر اس کے ہاتھوں میں دے آؤں گا"

تابندہ نے اسے دیکھا اور پھر نم سانس اندر کھینچی

"تم کیا کرو گے زرار۔۔۔"

موجودہ وقت:

مامون نے آنکھوں کی پتلیوں کو حرکت دے کر ان سب کو دیکھا، وہ گنتی میں چار تھے۔اس نے ٹانگ پر سے ٹانگ اتاری اور سیدھا ہوا

"سن لی تمھاری داستان، مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے۔

"آپ کا ساتھ "زرار بھی بے پرواہ تھا۔

وہ ہنس دیا، پھر آگے بڑھ کر فلیش ڈرائیو ہاتھ میں تھامی "اچھا کھیل کھیلا تھا تم دونوں نے "اس نے زرار کو دیکھا اور پھر تیمور کو "مگر جب میں کہتا ہوں کہ میں وہی کرتا ہوں جو میں بہتر کرتا ہوں تو میں اسے اون کرتا ہوں۔۔ تمھیں کیا لگتا ہے میں تیمور کو نہیں جانتا۔اگر تمھیں لگتا ہے کہ میں تیمور کو نہیں جانتا تو تم کچھ نہیں جانتے "مسکراہٹ گہری ہوئی

"مطلب آپ جانتے تھے کہ تیمور سب جانتا ہے؟"زرار کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

وہ بھی مسکرا دیا" بالکل۔۔میرا ہمیشہ سے ایک rule رہا ہے۔جو شخص جو کرتا ہے میں اسے کرنے دیتا ہوں، میں کسی کو روکتا ٹوکتا نہیں ہوں کیونکہ میں وہی کرتا ہوں جو مجھے کرنا ہوتا ہے۔شروع شروع مجھے واقعی لگا تھا کہ تم نے واقعی تیمور کو دھوکا دیا ہے مگر وقت۔۔وقت کے پاس ہمارے ہر سوال کا جواب ہوتا ہے۔وقت کے پاس ہمارے ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے۔میں نے بھی تیمور کو وقت

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دیا، سپیس دی اور تمھاری بھیجی ساری پہیلیاں تم دونوں خود ہی حل کرتے تھے۔میں تو صرف وہاں وہاں جاتا تھا جہاں جہاں مجھے تم دونوں کے فٹ سٹیپس ملتے تھے" پھر سیدھا ہو کر بیٹھا

"جو تیمور تمھاری رگ رگ سے واقف ہے، جسے پتہ ہے تم کب کہاں کیسے کیا کرو گے، جسے پتہ ہے کہ تم ایسے شکاری ہو جو شکار بن کر سوچتا ہے وہ تیمور دو سال میں یہ پتہ نہیں لگا سکا کہ زرار کہاں ہے؟ وہ زرار حیدر جو اس کی ریڑھ کی ہڈی ہے" اور ہنس دیا" تیمور مجھے کہتا تھا کہ تم بائیو میں نہیں اچھے مگر تمھاری پہیلی پرفیکٹ ہوتی تھی، تم ساری پہیلی مجھے سوچ کر بناتے تھے جب کہ نہ تم میرے ساتھ بیٹھے، نہ کبھی تمھاری اور میری دوستی ہوئی، نہ ہم نے کبھی سفر کیا اور نہ ہم نے کبھی اکٹھے کھانا کھایا مگر پھر بھی تمھیں میرے بارے میں سب پتہ تھا۔۔نہ نہ، یہاں زرار نہیں تھا۔۔یہاں وہ شخص تھا جو مجھے اچھے سے جانتا تھا اور وہ تیمور تھا۔ تیمور مجھے جانتا تھا، وہ جانتا تھا کہ میں سمجھداری سے وقت لگا کر کر لوں گا مگر میں اتنا پاگل نہیں ہوں کہ اپنا قیمتی وقت تم دونوں سٹوپڈ زپر لگاتا، جلدی تو تم دونوں کو ہوتی تھی۔ تم لوگ مجھے ٹریگر کرتے تھے اور میں کام کرتا تھا، تیمور کو جواب آتا تھا اور وہ مجھے جواب کے قریب چھوڑ کر چلا جاتا تھا۔میں نے تو کچھ نہیں کیا، تم ماسٹر آف ماسٹر کے ماسٹر نہیں بن سکتے" اور اس نے شانے اچکائے

تیمور ہنس دیا اور اس کے ساتھ آ بیٹھا، پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا" میں نے کہا تھا میرا بھائی میسنا ضرور ہے مگر سیانا ہے۔۔ہے نا؟" اس نے مامون کو دیکھا جس نے کندھا جھٹک کر اس کا

بازو گرادیا۔مامون اسے غصے سے دیکھ رہا تھا"یہ سارا تمھارا پلان تھا نا، تم ہی نے مشورہ دیا تھا مجھے ٹریپ کرنے کا؟"کیونکہ تیمور اسے جانتا تھا، وہ مامون کی قید جانتا تھا۔زرار نے تو تیمور کے کہنے پر پلان بنایا تھا، اصل گیم تو تیمور کا دماغ کھیل رہا تھا

وہ سیدھا ہوا اور کان کے پیچھے کھجایا"انسان کو بڑا پرائیوٹ رہنا چاہیئے۔۔اپنی خوبیوں میں بھی اور خامیوں میں بھی۔۔ورنہ کچھ لوگ غلط استعمال کر لیتے ہیں"اور کہہ کر اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔مامون نے مکا بنا کر اس کے گال پر ہلکا سا مارا، پھر سر جھٹکا۔

پاس بیٹھی رامین سیدھی ہوئی اور گلا کھنکھارا"میں ٹیم چینج کر رہی ہوں۔میں مامون بھائی کی ٹیم میں ہوں۔۔تم دونوں انھیں مینوپولیٹ کر رہے تھے اور وہ تمھیں۔۔گڈ!"اس نے مسکرا کر انھیں انگوٹھا دکھایا تھا۔

"ویل۔۔کیا اب مجھے جانا چاہیئے؟مجھے میری چیز مل گئی ہے"اس نے ایک نظر تیمور کو دیکھا اور جانے کے لیے کھڑا ہونے والا تھا

"ارے۔۔ایسے کیسے؟"مینا کھڑی ہو گئی"ہم نے دو سال لگائے ہیں۔آپ کو مینٹلی تیار کیا ہے، آپ کی اتنی پریکٹس کرائی ہے، آپ کو ٹیسٹ کیا ہے اس لیے تھوڑی کہ آپ چلے جائیں"وہ مامون کے سامنے آ کھڑی ہوئی

"مینا تم بھی؟"مامون نے منہ بنایا تھا۔پھر سر نفی میں ہلایا اور تیمور کو دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"As husband as wife" اس نے مسکرا کر شانے اچکائے

زرار کھڑا ہوا "دیکھیں۔۔ہم آپ کو فورس نہیں کر رہے کہ آپ ہماری مدد کریں۔بس ایک دو چھوٹے موٹے کام ہیں جو آپ کو کرنے ہیں،اس کے بعد آپ آزاد ہیں" کہہ کر وہ بیٹھ گیا

"تم پہلے مجھے یہ بتاؤ۔۔دو سال مجھے ذلیل کر کے اب بھی تم کہتے ہو کہ چھوٹا سا کام ہے" وہ کھڑا ہوا اور جیب سے بندوق نکال کر اس کی طرف تان دی۔

وہ مسکرایا "ذلیل؟کون سا ذلیل؟بس ایک سر پھٹا تھا،ورنہ تو تیمور سارے راستے آپ کے آگے آگے تھا اور ابھی آپ نے خود ہی کہا نا کہ ہم دونوں آپ کا راستہ صاف کر رہے تھے" اور شانے اچکائے "کیا فرق پڑتا ہے؟یہ تو محض ایک ٹیسٹ تھا،ہم چاہتے تو آپ کو چھے دن میں لا کر سامنے کھڑا کرتے مگر نہیں۔۔ہمیں اور بھی بہت سے کام تھے جن کے ہوتے ہوتے دو سال لگے اور آپ کو وقت مل گیا۔دو سال میں آپ یہاں ہیں اور ہماری تیاری پوری ہے،بس آپ ہاں کر دیں،ہم آپ کے پیچھے پیچھے"

مامون زرار کی طرف بڑھا اور وہ کھڑا ہو گیا "اور میں تمھاری مدد کیوں کروں گا؟"

اس نے زرار کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔اس نے بھی جواب میں آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا

"کیونکہ آپ کو لوگوں سے باتیں منوانی آتی ہیں۔لوگ آپ کی بات کا انکار نہیں کرتے"

مامون نے ہاتھ اٹھا کر سانس خارج کی پھر ہاتھ پہلو میں گرا کر پیچھے تیمور کو دیکھا "تم مجھ سے بچو!"

اور پھر سامنے زرار کو دیکھا"سیریئسلی؟تم نے دو سال لگائے، صرف اس لیے کہ مجھے استعمال کر سکو۔صرف اس لیے کہ مجھے یہاں بلا کر یہ کہہ سکو کہ تمھیں مجھ سے کام ہے"وہ بے یقین ہوا تھا تیمور نے ہاتھ جھاڑے اور کھڑا ہوا"اچھے لوگوں کا نا یہی مسئلہ ہوتا ہے، وہ آسانی سے مانتے نہیں ہیں۔ہم تمھارے پاس آتے اور تمھیں کہتے کہ ہمیں کام ہے اور تم مان جاتے"اس نے مسکرا کر سر جھٹکا"تم نے کہنا تھا ایسے نہیں ایسے کرو، جب کہ ہماری اپنی پلاننگ ہے اور تمھیں زرار ویسے بھی پسند نہیں ہے"کہہ کر وہ زرار کے ساتھ آ کھڑا ہوا

"اور مامون بھائی"وہ مامون کے سامنے آ کھڑی ہوئی"آپ کو پتہ ہے دو سال ایسے ہی مکھیاں نہیں مارتے رہے ہم، میری کمر ٹوٹی ہے، اشو کو اپنا کام چھوڑ کر آنا پڑتا تھا، ہم سب یہاں بزی تھے، ہم ہنی مون پر نہیں گئے۔آپ کو بھی تو مینٹلی تیار کرنا تھا نا کہ بھئی ایکٹیور ہو، آپ کو دو سال چھوٹے لگ رہے ہیں؟"اس نے کہہ کر خفگی سے منہ موڑا

"اشعر؟"وہ حیران ہوا تھا"اشعر بھی تھا؟"وہ ابھی بھی بے یقین تھا

"جی۔۔وہ نہیں آ سکا، اس کی جاب کا کوئی ایشو چل رہا ہے نہیں تو وہ بھی یہیں ہوتا"مینا بول کر بیٹھ گئی

"مطلب تم سب آپس میں ملے تھے، میں ہی انجان تھا؟تم سب مل کر مجھے بیوقوف بنا رہے تھے؟"

اسے اب غصہ آنے لگا تھا

"بیوقوف نہیں بنا رہے تھے، تم کہاں بیوقوف بنے؟ ہم تو بس گیم پلان کر کے تمھیں اپنی طرف لا رہے تھے۔ تم دو سالوں میں ہمارے پاس ہو اور ہم پیچھے سے اپنا سارا کام کر چکے ہیں" تیمور نے بے زاری سے کہا تھا

چھوٹے صوفے پر بیٹھے معاذ نے گلا کھنکھارا تھا "سوری۔۔ میں بھی آپ کی طرح انجان تھا۔ ان سب نے مجھے بھی پاگل بنایا ہے اور اب آ گئے ہیں دم ہلاتے کہ کام کر دو" اس نے منہ بنا کر کہا تھا۔

"دیکھیں مامون بھائی۔۔ ہم کتنی ایفرٹ کر رہے ہیں۔ آپ ہمیں انکار نہیں کر سکتے" رامین نے کمر پر ہاتھ باندھے اور پھر سے کھڑی ہوئی

اس نے پھر سے زرار کو دیکھا۔ وہ مسکرایا "لوگ آپ کی بات کا انکار نہیں کرتے اور آپ اتنی آسانی سے قابو نہیں آتے۔۔ ڈیٹس وائی ہمیں یہ قدم اٹھانا پڑا" اس نے شانے اچکائے تھے

اس نے سانس خارج کی۔

"سو تمھیں پتہ چل گیا کہ میں یہاں آنے والا ہوں اور تم نے اپنی ٹیم بلا لی" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

زرار پھر سے مسکرایا "وہ جس کے پاس گئے تھے نا وہ میرا خون ہے، مجھے سب پتہ ہوتا ہے اس کے بارے میں"

مامون نے گردن گھما کر سب کو دیکھا "تم لوگ یہ سب کیوں کر رہے ہو؟"

"مجھے شہاب کی لاش چاہیئے تاکہ وہ پھر سے کسی کے گھر کی عورت کو اپنے شر کا نشانہ نہ بنائے" زرار دانت پیستے بولا تھا۔

مامون نے سر ہلایا اور بندوق جیب میں رکھی۔

"I'll think about it"

اور فلیش ڈرائیو جیب میں رکھ کر وہاں سے چلا گیا۔

معاذ نے تیمور اور زرار دونوں کو گھورا "آئی ہیٹ یو" اور منہ پھولا کر بیٹھ گیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے تھے۔

تیمور آگے بڑھا اور زرار کے کندھے پر ہاتھ رکھا "مان جائے گا، میں کہہ رہا ہوں نا" اور مسکرا دیا زرار بھی مسکرایا تھا۔

تین ہفتے پہلے:

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ اگر تم دیکھو تو ایک شخص ہنزہ وادی میں قدم رکھ چکا تھا۔ اس کی آنکھیں سیاہ تھیں اور شکل پر معصومیت طاری تھی جبکہ وہ سنجیدہ تھا۔ آگے بڑھتے اس نے گلی میں ارد گرد دیکھا، پھر آگے بڑھا اور ایک گھر کے سامنے آ رکا۔ اس گھر کے باہر لکڑی کا تختہ تھا جس پر "بہار جہاں" لکھا تھا۔ اس نے دھڑکتے دل سے اس تختے کو دیکھا، پھر آنکھیں بند کر کے سانس بحال کی۔ پھر دروازے پر دستک دینے کو ہاتھ بڑھایا مگر پھر گرا دیا۔ اس نے پھر سے سانس خارج کی اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب کی بار دستک دی۔دروازہ پہلی دستک پر ہی کھلا تھا،اندر سے ملازمہ باہر آئی تھی اور اسے دیکھ کر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا

"جی؟"

"زرار ہے گھر پر؟"اس نے بڑے احتیاط سے پوچھا تھا۔

"آپ کون ہیں؟"اس نے دروازے کے پیچھے سے اپنا منہ نکالا تھا۔

"میں معاذ ہوں۔۔زرار کو بلا دیں"وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کا سارا وجود دروازے کے پیچھے تھا، بس منہ ہی دکھ رہا تھا

"میں کیسے مان لوں آپ معاذ ہیں؟"وہ بڑی چلبلی سی واقع ہوئی تھی۔معاذ اسے بس دیکھے جا رہا تھا

"مسکرا کر دکھائیں"

اس کے کہنے پر معاذ نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ڈھلتی شام میں وہ واضح ہوئی تھی، کوئی اکیس بائیس برس کی لڑکی لگتی تھی۔اس نے تھوک نگلا"جی؟"جیسے اس نے غلط سنا ہے

"مسکرا کر دکھائیں"وہ پھر اسی انداز میں بولی۔

وہ مسکرایا اور وہ ہنس دی"آجائیں۔۔آپ کے تو ڈمپل پڑتے ہیں۔آپ معاذ بن ابوہریرہ ہیں"اور وہ دروازے کے پیچھے سے نکل آئی اور اسے اندر آنے کی جگہ دی۔وہ اندر بڑھا اور اس کے تاثرات بھی

پہلے آنے والوں جیسے ہی تھے۔خوشبو نتھوں سے ٹکرائی اور اس نے حیرت سے ارد گرد دیکھا، پھر اپنے ساتھ کھڑی لڑکی سے پوچھا "یہ زرار کا گھر ہی ہے نا؟"

اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے "ہاں جی۔۔وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں" اور خود اندر چلی گئی

وہ مسکرایا اور دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "شیر کی کچھار میں پھول اگ آئے ہیں۔۔ماشاءاللہ!" اور سر جھٹک کر اندر بڑھا۔

اندر داخل ہوتے ہی اسے لاؤنج میں صوفے پر ایک لڑکی کے ساتھ بیٹھا زرار نظر آیا جو اسے دیکھ کر کھڑا ہوا اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا لیے تھے جیسے گلے لگنے کو تیار ہو۔

یہ سب کوئی خواب تو نہیں؟ وہ بس اسی سوچ میں تھا کہ کہیں کسی گہری نیند کی وادی میں اترتے ہی اسے اپنا بچھڑا دوست نظر آیا ہے۔آگے بڑھا اور اس سے گلے ملا، پھر اس لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھیں سبز سنہری تھیں اور وہ اٹھ نہیں سکتی تھی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور سر کو خم دیا۔زرار نے اس لڑکی کا تعارف معاذ سے کرایا

"یہ۔۔تمھاری بھابھی ہیں، میری وائف۔۔تابندہ زرار" اور مسکرا دیا

معاذ کا باقاعدہ منہ کھل گیا، اس نے پہلے حیرت سے زرار کو دیکھا پھر تابندہ کو۔۔"اچھا مطلب ہرن کے آنے سے شیر کی کچھار میں پھول کھلے ہیں، اوکے۔۔گڈ!" وہ مسکرایا

"کیسی ہیں آپ؟" مسکراتے ہوئے اس کے ڈمپل واضح تھے۔

"میں اچھی ہوں۔۔آپ کیسے ہیں؟اس نے صبح سے معاذ معاذ لگا کر کان کھا چھوڑے ہیں"اور مسکرا دی

وہ بھی مسکرایا تھا مگر وہ ابھی تک شاک میں تھا۔زرار ویسے کا ویسا تھا بس تھوڑا سا بڑا بڑا لگ رہا تھا۔ شاید اسے وہ خود سے پیارا لگ رہا تھا،اس نے سر جھٹکا۔

زرار نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور اسے لیے اندر بڑھا۔دروازہ کھولا تو سامنے اندھیرا تھا مگر وہاں کھڑکی کے سامنے کوئی کھڑا تھا۔روشنی اس کے ارد گرد سے ہوتی کمر میں تھی۔ اس کا رخ کھڑکی کی جانب تھا،پشت زرار اور معاذ کی طرف تھی۔معاذ کے اندر آتے ہی اس نے رخ موڑا اور دیکھ کر مسکرایا۔اس کا چہرہ اور آنکھیں ابھی بھی اندھیرے میں تھیں،اس نے سیٹی بجائی اور وہ اس کی آواز پہچان گیا تھا۔وہ سیٹی بجاتے ہی آگے بڑھا اور عین معاذ کے سامنے کھڑے ہو کر دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔معاذ کے لیے اس کی زندگی میں حیرت کا سب سے بڑا جھٹکا تھا،وہ باقاعدہ شاک میں گیا تھا۔اس کی سانس ساکن تھی،وجود پتھر کا اور وہ پلک جھپکنا بھول گیا۔وہ اپنے سامنے تیمور کو دیکھ رہا تھا،ایک طرف زرار اور ایک طرف تیمور۔۔حیرت کی انتہا کیا ہوتی ہے یہ کوئی معاذ سے پوچھے۔اس کے اعصاب کو چند سیکنڈ لگے اور وہ سمجھ گیا،پھر گردن موڑ کر زرار کو دیکھا اور سامنے کھڑے تیمور کو۔۔پھر ایک زوردار مکا زرار کے منہ پر پڑا اور وہ دائیں طرف کو مڑا،اس نے تیمور کو دھکا دیا اور وہ پیچھے صوفے پر گرا تھا۔دونوں کے لیے یہ حملہ غیر متوقع تھا

"ذلیل انسان۔۔تم اس کے ساتھ ملے تھے"اس نے تیمور کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور وہ ہنس دیا

"تم دونوں خود لڑے،ایک دوسرے کو پیٹا اور ذلیل مجھے بھی کیا۔اب تم دونوں ساتھ بیٹھے ہو اور مجھے کوئی خبر نہیں"اس نے باقاعدہ تیمور کا گلا دبایا تھا مگر وہ ہنس دیا۔

زرار آگے بڑھا اور اسے تیمور کے اوپر سے ہٹایا۔تیمور کھانس رہا تھا۔اس نے اپنے کندھے زرار سے چھڑائے اور منہ بنا کر بیٹھ گیا۔زرار بھی ہنسا تھا،معاذ نے منہ میں بڑبڑاتے منہ دوسری طرف موڑ لیا

"اچھا سوری"وہ آگے بڑھا اور اس کا گال کھینچا

اس نے غصے سے اسے دور جھٹکا دیا مگر وہ پھر ہنس دیا

"تیمور تم مناؤ۔۔تمھاری محبوبہ ہے"وہ تیمور کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا

اس نے گلا کھنکھارا اور اٹھ کر اس کے ساتھ جا بیٹھا۔اس نے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"معاذ ۔۔سویٹ ہارٹ۔۔دیکھو ناراض مت ہو"اور اس کا منہ اپنی طرف موڑا مگر وہ پھر بھی منہ پھلائے بیٹھا تھا۔

"اچھا ہم تمھیں ساری بات بتا دیں گے۔۔منہ تو ٹھیک کرو"

اس نے تیمور کو دیکھا پھر غصے سے بولا "مطلب حد ہے یار۔۔ تم دونوں نے پاگل کیا ہوا ہے" پھر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا "مطلب میں تمھیں بتا رہا تھا کہ زرار نے مجھے کال کی ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں اور تمھیں پتہ تھا"

اور اس بات پر تیمور کی ہنسی نکل گئی۔

"یعنی میں تمھیں منا رہا تھا کہ تم زرار کو ڈھونڈو۔۔ تم اسے ملو اور تم اس سے ملتے تھے" اور زرار کو گھورا "اور تم بھی"

پھر سانس خارج کی اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"How stupid I am!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"How stupid I am!"

تیمور نے پھر اس کی کندھے پر ہاتھ رکھا مگر اس نے جھٹک دیا

"میں کتنا پاگل تھا۔۔ یعنی میں سمجھتا رہا کہ تم دونوں ناراض ہو، تم اس کی فلیش لے کر بھاگ گئے۔ تم نے اسے دھوکا دیا مگر ایسا کچھ نہیں تھا۔ ایسا کچھ تھا ہی نہیں، تم دونوں پلان کر کے بیٹھے تھے۔۔ واؤ، واؤ مطلب میں کتنا پاگل ہوں نا" اور کہہ کر اس نے سانس خارج کی۔ پھر تیمور کو دیکھ کر سر جھٹکا

"اچھا چلو اب موڈ ٹھیک کرو۔۔ ہم تمھیں سب بتاتے ہیں، ہم نے یہ سب کیوں کیا؟"

معاذ جھٹ سے کھڑا ہوا "نہیں رہنے دو۔۔یہ بھی مت کرو۔۔۔ سمجھو میں مر گیا" اور بازو سینے پر باندھ لیے

زرار اس کے قریب آیا اور اسے اپنی طرف کھینچ کر خود لگایا "ایسے کیسے تم مر گئے۔۔ہم تمھیں مرنے تھوڑی دیں گے" تیمور کو دیکھتے آنکھ دبائی۔اس نے برا سا منہ بنا کر اسے خود سے دور جھٹکا دیا "بھاڑ میں جاؤ تم دونوں" اور دروازے کی طرف بڑھا

"مطلب تم ہمیں اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہو؟" زرار کی پیچھے سے آواز آئی تھی۔

اس نے مڑ کر انھیں دیکھا اور سانس خارج کی۔پھر صوفے پر بیٹھ گیا "بولو" اور بازو سینے پر باندھ لیے۔

اس نے ساری بات اسے بتائی۔وہ سنجیدگی سے سنتا رہا۔پھر وہ اٹھا اور فائل اٹھا کر لایا،اس کے سامنے رکھی۔یہ فائل امبر نے اسے سافٹ فارم میں دی تھی مگر اس نے خود ہارڈ فارم میں بنالی۔اس پر پیلا ہائی لائٹر تھا۔اس نے وہ فائل رکھی اور اب تینوں سنجیدگی سے بیٹھے تھے۔۔زرار نے درمیان میں فائل کھولی،اس کے ہاتھ میں ایک بال پوائنٹ تھی

"آج سے دو سال پہلے ایک شخص کا مرڈر ہوا تھا۔اس کا نام اسامہ خالد تھا اور اس کی فائل ایک لڑکی کے پاس سے ملتی ہے جس کا تعلق شہاب احمد سے ہے" اس نے فائل پر لکھے نام شہاب احمد پر دائرہ بنایا۔

"یہ وہ شخص ہے جس کا تعلق سعد خان لودھی سے تھا، سعد خان لودھی وہ شخص ہے جس نے میری بیوی کو مارنے کی دھمکی دی تھی۔ وہی جو شہاب کا نام آنے پر بھڑک گیا تھا" اس نے سعد خان پر دائرہ بنایا۔

"کہتے ہیں کہ شہاب کے دو ہاتھ ہیں، ایک سعد خان اور دوسرا بلال مرجان۔ مزے کی بات یہ ہے کہ بلال مرجان پاکستان نہیں آتا۔ وہ پاکستان آ ہی نہیں سکتا، وہ بلیک لسٹ ہے اور آتے ہی پکڑا جائے گا۔ سو بلال مرجان یہاں نہیں ہوتا۔ یہاں ایک شخص ہوتا ہے اور وہ ہے سعد خان لودھی" اس نے معاذ کو دیکھا

"اب ہمیں اسے پکڑنا ہے" معاذ جھٹ سے بولا

زرار ہنس دیا "صبر۔۔ پوری پلاننگ سن لو" اس نے فائل کے نیچے سے ایک فائل نکالی "یہ دیکھو۔۔ یہ ایک اور چابی ہاتھ لگی ہے" اور پھر سے نیچے والی فائل نکالی "سعد خان لودھی اور بلال مرجان کے درمیان ایک عجیب سا تعلق ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں مگر ایک دوسرے سے ملے نہیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا، وہ اس لیے کہ بلال مرجان پاکستان سے باہر تھا اور تب سعد شہاب کا دوست بنا۔۔ اس سے پہلے شہاب کا ایک دوست ہوا کرتا تھا اس کا نام تھا منور راج ۔۔ منور راج کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے کوئی موذی مرض تھا اور وہ مر گیا۔۔ خیر ہم سٹیپ بائے سٹیپ چلتے ہیں۔ سب سے پہلے سعد خان" اس نے سعد خان پر دوسری بار دائرہ لگایا

"ہر شخص کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے اور سعد خان کی بھی تھی اور وہ تھا فرقان حمید۔۔فرقان حمید ایک لمبے عرصے تک اس کے ساتھ رہا مگر سعد خان نے اس کو نکال دیا اور بری طرح مسخ کر دیا۔ اس کی بہن کا مجرم سعد خان تھا،اس نے اس کی بہن کے ساتھ ریپ کیا تھا اور جب وہ بولا تو اس نے اس کی بہن کو ہی مار دیا۔۔اس نے فرقان حمید کو مار دیا تھا مگر وہ زندہ بچ گیا۔۔سعد خان کی نظر میں اس کی بہن مر گئی اور اس نے سارا معاملہ دبا دیا مگر اس کی بہن نہیں مری۔۔اس کی بہن فرقان حمید کی کمزوری تھی"

"ہمیں اس فرقان حمید کو پکڑنا چاہیئے۔۔وہ ہمیں اس کی کمزوری کے بارے میں بتائے گا نا" معاذ نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا تھا

وہ ہنس دیا" بالکل۔۔ہم فرقان حمید سے ملے تھے،اس نے ہمیں اس کی کمزوری بھی بتائی ہے۔۔اس کی کمزوری ایک فائل ہے،ایسی چابی جس سے اس کی ذات کی ساری کڑیاں کھل جاتی ہیں۔۔اور یہ فائل ہمارے پاس ہے۔ہم فرقان حمید سے مل کر یہ فائل حاصل کر چکے ہیں اور میں اسے پڑھ چکا ہوں"

اس فائلز پر انگریزی حروف اور نمبرز لکھے تھے

"2B-58"

معاذ سانس تھامے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ آج بھی ویسا ہی تھا،پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔

"مطلب تم سعد خان کی کمزوری تک پہنچ گئے ہو"

"بالکل"اس نے سر اثبات میں ہلایا"اس کی کمزوری فرقان حمید تھااور اس نے ہمیں اس کا پتہ دیا۔۔ انسان کے کالے کرتوت اس کے لیے جہنم کی آگ لاتے ہیں"وہ دانت پیستے بولا تھا

"اور فرقان حمید تک۔۔"معاذ نے تیمور کو دیکھااور اس نے سر کو خم دیا"میں اور میری ٹیلنٹڈ بیوی اور سالا گئے تھے"

(تیمور اور مینا کی رخصتی والے دن جب اشعر اور تیمور نے ٹرک والے کو روکا تھا، تیمور ایک بڑھئی سے مل کر آیا تھا جس کا نام "فرقان حمید" تھا۔۔اس نے اسے سعد خان کا پتہ دیا تھا۔۔یہ وہی دن تھا جب مینا نیچے گری تھی اور اس کی کمر میں درد شروع ہوا تھا، وہ دن مینا اور تیمور کی رخصتی کا تھا)

معاذ کے لیے ایک نیا جھٹکا تھا۔اب اس کھیل میں تیمور کی بیوی اور اس کا سالا بھی تھا، زرار بدلا نہیں تھا وہ اور غصے میں آیا تھا اور شکار کی تاک میں بیٹھا تھا۔اس نے سنبھل کے سانس خارج کی

"آگے؟"

"آگے یہ کہ ہمیں ابھی بلال مرجان کو پکڑنا ہے اور بھی بہت کچھ ہے مگر۔۔"وہ مسکرایا"معاذ ڈارلنگ آپ کو اپنی پلاننگ سنانے کے لیے تو نہیں بلایا نا"اور اس کا گال تھپتھپایا۔وہ جب بھی اس طرح مسکراتا تھا کوئی نہ کوئی خطرہ ضرور ہوتا تھا۔

"تم لوگ سعد خان کو، فرقان حمید کو، بلال مرجان کو پکڑ رہے ہو جبکہ ظلم شہاب نے کیا ہے" وہ جیسے انھیں جگا رہا تھا

"گڈ۔۔اچھا سوال ہے" تیمور نے اسے سراہا تھا

"بات یہ کہ کوئی نہیں جانتا شہاب کیسا ہے، کہاں ہے۔اس کے بارے میں جتنا بھی ڈھونڈ لو وہ نہیں ملتا مگر یہ چھوٹی چھوٹی کڑیاں ہیں جو اس تک جاتی ہیں۔وہ آدمی اس قدر ہوشیار اور محتاط رہتا ہے کہ اس کے بارے میں آپ کو کوئی نہیں بتاتا، یہاں تک کہ اسامہ خالد نے یہ بھی یہی لکھا تھا کہ شہاب تک جانے کے تین راستے ہیں۔۔اور تینوں راستوں پر جو بھی چلتا ہے وہ مارا جاتا ہے۔۔شہاب تک جاتے پہلے راستے کی پہلی سیڑھی پر ہی وہ مارا جاتا ہے، یہ تینوں تمھیں شہاب تک پہنچنے ہی نہیں دیں گے"

معاذ نے گلا کھنکھارا "مائنڈ مت کرنا مگر۔۔تم نے ابھی بتایا نا کہ بھابھی کو شہاب نے مارنے کی کوشش کی تھی"

وہ خاموش ہوا اور زرار مسکرا دیا "وہ شہاب کا نام سنتے ہی ہائپر ہو جاتی ہے۔اسے کچھ نہیں پتہ ہم کیا کر رہے ہیں، اس کے مطابق ہمارا کوئی پراجیکٹ ہے اور اس پر کام کر رہے ہیں۔اسے کچھ نہیں پتہ، اسے پتہ چلے گا تو وہ مجھے روکے گی ہی مگر میں نہیں رکنے والا اس لیے میں اسے کسی بھی قسم کا سٹریس نہیں دینا چاہتا" اور شانے اچکائے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوکے۔۔"وہ بھی مسکرادیا

پھر زرار نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا"تو معاذ ڈیئر تم تیار ہو؟"

معاذ نے اسے چونک کر دیکھا،اس کی آنکھوں میں سوال تھے"کس لیے؟"

"سعد خان کا کافی بوائے بننے کے لیے"اور مسکرادیا

معاذ نے چونک کر پہلے زرار کو دیکھا،پھر تیمور کو اور پھر پیچھے کو ہٹا

"میں نہیں جارہا۔۔میں تم دونوں سے طلاق لے رہا ہوں"اور کھڑا ہوا۔وہ دونوں اسے سکون سے دیکھ رہے تھے

"میں آیا ہی کیوں؟تم نے مجھے بلایا اور میں آگیا۔۔میں کتنا پاگل ہوں"اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا اور صوفے پر بیٹھ گیا

تیمور نے اسے طنزیہ نگاہوں سے دیکھا"ابھی کوئی رو رہا تھا کہ اسے پہلے کیوں نہیں بلایا گیا؟"

معاذ نے سر اٹھایا"کون؟کون کمبخت رو رہا تھا۔۔میں تو نہیں رو رہا تھا"پھر سانس بحال کی اور انھیں دیکھا

"یااللہ۔۔تو مجھے ویسے ہی اٹھالے"وہ رونی شکل بنائے بولا تھا

زرار نے چند پل اسے دیکھا"ہو گیا؟کچھ رہتا تو نہیں؟"

پھر کھڑا ہوا"جو کہہ دیا سو کہہ دیا۔۔تم تیار رہنا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور تیمور کو دیکھا"اپنی محبوبہ کو باہر کھانے کے لیے لے آنا"اور کہہ کر پلٹ گیا۔

وہ مسکرایااور اس کے ساتھ جا بیٹھا"معاذ۔۔"

اور ہنس دیا۔اس نے ایک زوردار قسم کا مکا تیمور کی ران پر مارا،وہ کراہا مگر پھر ہنس دیا

موجودہ دن سے ایک دن قبل:

مامون آفندی مہنگے ترین بڑے سے ہوٹل میں داخل ہوا۔نیچے ریسیپشن پر لڑکی سے کچھ پوچھااور پھر لفٹ کی جانب بڑھا۔اس کے کان میں ائیر پوڈ تھا جس پر انگلی لگائی،کچھ پل بیتےاور دوسری طرف سے ایک لڑکی کی آواز گونجی

"زندہ ہو؟"

اور وہ مسکرادیا

"You better know"

لفٹ کے دائیں طرف لگی کیز میں سے تیسرے نمبر کو دبایا۔لفٹ کے دھاتی دروازے کھلے اور وہ اندر داخل ہوا۔

پھر آہستہ سے بولا"اچھا۔۔میں تمھیں نمبر سینڈ کر رہا ہوں۔اس کی کالز ٹیپ کرو۔ساتھ میں نے تمھیں ایک نمبر اور نام سینڈ کیا ہے اس کی لوکیشن پتہ لگاؤ"

"راجر باس!"لڑکی کی آواز ابھری تھی اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تیسرے فلور پر لفٹ رک گئی، دروازے جدا ہوئے اور وہ باہر آیا، کان سے ہیئر پوڈ نکال کر پینٹ کی جیب میں رکھے۔ وہ ایش گرے تھری پیس میں ملبوس تھا، اس کی کلائی پر قیمتی سیاہ واچ تھی۔ اس کا رخ تیسرے فلور پر کمرہ نمبر 302 کی طرف تھا۔ وہ سنجیدگی سے آگے بڑھا اور اس کمرے کے باہر کھڑے ہو کر انگلی کی ہڈی سے دستک دی۔ کچھ پل بیتے اور دروازہ کھل گیا۔ سامنے ہمایوں تھا، اس نے سامنے کھڑے مامون کو دیکھ کر آنکھیں چھوٹی کر لیں۔ پھر یک دم دونوں آنکھیں کھولیں، جیسے کچھ یاد آنے پر چونک گیا ہو اور پھر ہونٹ "اوہ" میں سکڑے۔ دونوں کے درمیان بس نظروں کا تبادلہ ہوا تھا اور وہ پیچھے ہٹا، اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ وہ اندر آیا اور پیچھے سے دروازہ بند ہوا۔ کمرے میں روم فریشنر کی اچھی خوشبو تھی، صاف ستھرا کمرہ جہاں بیڈ پر ایک بچی سوئی تھی جس پر لحاف تھا۔ اس کے کمرے کی بتی بجھی تھی، اس نے نظر گھما کر ہمایوں کے کمرے کا جائزہ لیا۔ کھڑکی کے پاس چھوٹے صوفے کی سطح پر تازہ سلوٹیں تھیں اور وہاں کتاب الٹی پڑی تھی یعنی وہ کتاب پڑھ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ ہمایوں نے بتیاں جلانے کی زحمت نہیں کی اور اس نے اس بارے میں کوئی تکلف نہیں کیا۔ وہ بیڈ سائیڈ کی طرف بڑھا، انٹر کام اٹھایا اور کافی کا آڈر دیا۔ پھر اس کی طرف بڑھا اور دونوں بازو سینے پر باندھ لیے

"لانگ ٹائم مامون آفندی!" وہ اس سے مخاطب تھا جو پتلے جالی دار پردے کے سامنے کھڑا روشنی کا راستہ روک رہا تھا، اس کے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھے۔ وہ ذرا سا مڑا اور ہمایوں کو دیکھا، پھر دھیما سا مسکرایا

"لانگ ٹائم ہمایوں حیدر!"

اس نے سر کو خم دیا اور مسکرایا۔

"آج کیا شکایت لائے ہو میرے بھائی کی" ہمایوں کی مسکراہٹ گہری پڑی۔ ان دونوں کے درمیان ایک عجیب سا تعلق تھا جو نہ دشمنی تھا نہ دوستی۔۔ وہ دونوں ایک مقام پر ایک جیسے تھے، وہ دونوں "بڑے بھائی" تھے۔

کمرے کی بیل بجی، اس کی کافی آگئی تھی۔ ہمایوں دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر کافی موصول کی، پھر کپ مامون کی طرف بڑھایا

"یور زفیورٹ!"

اس نے مسکرا کر دایاں ہاتھ جیب سے نکالا اور کپ تھام لیا۔ کافی کپ سے بھاپ نکلتی کمرے کی خوشبو میں تحلیل ہو رہی تھی۔

مامون کی مسکراہٹ گہری ہوئی "نہ شکوہ نہ شکایت۔۔ بات کرنے آیا ہوں" اور گرم کافی کا کپ منہ سے لگایا، چھوٹا گھونٹ بھرا اور پھر دوبارہ کھڑکی کی طرف منہ کیے کھڑا ہو گیا۔

"مجھے زرار اچھا نہیں لگتا۔یونوگٹ فیلنگ" پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا اور شانے اچکائے "اور تمھیں شاید تیمور" اور کافی کا گھونٹ بھرا "شاید اس لیے کہ زرار ضدی ہے اور۔۔"

"تیمور نڈر۔۔" اس کی بات ہمایوں نے مکمل کی تھی۔وہ مامون کو دیکھ رہا تھا اور مامون جالی دار پردے کے پار کھڑکی سے نیچے پارکنگ ایریا۔

"مجھے قطعاً نہیں پسند تھا کہ آکر تمھیں بتاؤں کہ تمھارا بھائی میرے بھائی کو سپائل کر رہا ہے کیونکہ میرے اپنے بچے میں فالٹ تھا" پھر کافی کا گھونٹ بھرا

"اور مجھے بھی ہر گز وہ باتیں سننے میں دلچسپی نہیں تھی جو باتیں مجھے ازبر تھیں" وہ بھی اسی انداز میں بولا تھا

مامون نے اپنا رخ اس کی طرف کیا اور مسکرایا

“Same same but different”

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا "ہم دونوں وکٹم تھے،اوکے،اوکے!"

مامون مڑا اور کپ میز پر رکھا۔

"ویل۔۔تمھیں پتہ ہے جب کوئی کسی کے کمرے میں بنا اجازت گھس آئے تو کیا کرنا چاہیئے؟" اور اسے گھورا۔ہمایوں کی کچھ سمجھ نہیں آیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کا گھر میں ہی داخلہ ممنوع کر دینا چاہیئے" ایک پل کی خاموشی اور پھر اس نے شانے اچکائے "لیکن دیکھو۔۔میں بے بس ہوں"

"تم کیا کہنا چاہ رہے ہو؟" ہمایوں کے چہرے کرسوالیہ تاثرات تھے

"تمھیں خبر ہے تمھارا بھائی پچھلے ایک ہفتے سے کہاں ہے؟" اس نے دوبارہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں اڑس لیے اور جالی دار پردے کے پار کھڑکی سے نیچے دیکھنے لگا جہاں ایک لڑکی ایک لینڈ کروزر کے ٹائر سے ہوا نکالنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔

ہمایوں آگے بڑھا، اب وہ دونوں اس طرح کھڑے تھے کہ مامون سامنے دیکھ رہا تھا۔ ہمایوں اس کے دائیں جانب کھڑا اسے دیکھ رہا تھا" مجھے پاکستان آئے دو ہفتے ہوئے ہیں اور میں اس کی اچھے سے خبر رکھے ہوئے ہوں" وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

مامون مسکرایا" اور جب تم لندن تھے؟ تب؟" اس نے دائیں ابرو اٹھائی" تیمور پچھلے دو دن سے غائب ہے اور مجھے شک ہے کہ تمھارے بھائی کے پاس ہے" یہ اس نے ہوا میں تیر چھوڑا تھا۔

ہمایوں نے سانس خارج کی اور وہاں سے مڑ گیا" وہ پچھلے دو سالوں سے ہنزہ میں مقیم ہے، وہیں رہتا ہے، کوئی یہاں سے اس سے ملنے نہیں جاتا۔۔تم اپنے بھائی کے کسی کیے کا الزام میرے بھائی کے سر مت ڈالو مامون آفندی" اور سر جھٹکا

مامون مسکرایا"یعنی وہ ہنزہ میں ہے، گڈ!"اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا۔ہمایوں کو برا لگتا تھا کہ کوئی اس کے بھائی کے بارے میں کچھ بھی برا بولے اور مامون جانتا تھا۔

"آل رائٹ۔۔آل رائٹ"اس نے سر اثبات میں ہلایا"کوئی اس سے نہیں ملتا یہ بات اس نے تمھیں خود بتائی ہے۔کیا وہ کسی سے نہیں ملتا؟"

"نہیں ملتا۔۔"وہ دھیمی آواز میں بولا تھا"اس کی بیوی پیرالائز ہے۔وہ اس کے پاس رہتا ہے،اس نے خود کو یہاں سے نکال لیا ہے اور پلیز تم میرے بھائی کے سر اپنے بھائی کا کیا مت ڈالا کرو۔۔تمھارا بھائی اس کے پاس نہیں ہے،میری اس سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔اس کا پیچھا چھوڑ دو"اس نے مامون کو دیکھا تھا۔دونوں کی نظریں ملی تھیں،وہ ہمایوں کی نظروں میں التجا دیکھ سکتا تھا۔

مامون نے سانس خارج کی۔کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے"میری ایک بات مانو گے؟"

ہمایوں نے چونک کر اسے دیکھا"کیا؟"

"کیا تم اس سے پوچھ سکتے ہو کہ وہ تم سے ملنے کب آئے گا؟میں اس سے ملنا چاہتا ہوں"اور ایک خاموشی

ہمایوں نے دو سیکنڈ سوچنے میں لیے"وہ مجھ سے ملنے نہیں آئے گا،میں اس سے ملنے جاؤں گا۔۔میں نے بتایا نا اس کی وائف ٹھیک نہیں ہے تو وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا"پھر توقف کیا"تم اس سے مل سکتے ہو"

"مل سکتا ہوں مگر میرے پاس اس کا ایگزیکٹ اڈریس نہیں ہے۔یونو ہماری ملاقات دو سال پہلے ہوئی تھی تب وہ اسلام آباد تھا" وہ حاضر دماغ تھا۔ابھی چند لمحے پہلے ہمایوں نے خود بتایا تھا کہ وہ دو سالوں سے ہنزہ میں ہے،دو سال قبل وہ فلیش ڈرائیو لے کر بھاگا تھا سو وہ اسلام آباد ہی ہو گا نا۔

"لیکن میں تمھیں بتا رہا ہوں نا، تمھارا بھائی اس کے پاس نہیں ہے" اور شانے اچکائے "پھر بھی جیسے تمھاری مرضی"

اس نے جیب سے فون نکالا اور مامون کے نمبر پر زرار کا ایڈریس بھیج دیا۔پھر سکرین آف کر کے فون جیب میں رکھا۔

"تھینک یو!" اور مسکرا دیا۔حالانکہ اس کا دل بے قابو ہو رہا تھا۔

"ہو سکے تو زرار کو مت بتانا، تیمور ہوا تو بھاگ جائے گا اور پھر پتہ نہیں کہاں کہاں خوار ہونا پڑے گا" پھر مسکرایا "میں کوئی مافیہ ڈان نہیں ہوں جو تمھارے بھائی کے گھر جا کر ڈراؤں دھمکاؤں گا" وہ بھی مسکرایا تھا "وہ ڈرنے والا ہے بھی نہیں" اور شانے اچکائے۔مامون نے سانس خارج کی، یہ بات تو طے تھی کہ وہ فون کر کے زرار سے باتوں باتوں میں اس بارے میں پوچھے گا ضرور اور یہ بات بھی طے تھی کہ زرار کو پتہ چل جائے گا کہ مامون اب اس سے ملنے والا ہے مگر کیا فرق پڑتا ہے۔اب اس کے پاس نہ اتنا وقت تھا نہ اتنی انرجی کے مزید اس کی پہیلیاں بجھائے،اب اس چیپٹر کو بند کرنے کا وقت تھا۔وہ آخری بار مڑا اور سر کو خم دیا

"شکریہ۔۔پھر ملتے ہیں" اپنا ہاتھ بڑھایا جسے ہمایوں نے مسکرا کر تھاما تھا۔

وہ کمرے سے باہر آیا اور کلائی میں پہنی گھڑی کو آن کیا، سکرین پر نیلے رنگ کے الفاظ ابھرے۔وہ مزید سوائپ کرتا آگے گیا اور سرخ رنگ کا سگنل بھیج دیا۔پھر مطمئن سا نیچے کی جانب بڑھا، پارکنگ ایریا میں ڈرائیور اس کا انتظار کر رہا تھا۔اسے سامنے سے آتا دیکھ کر وہ باہر نکلا اور اس کے لیے دروازہ کھولا۔وہ آگے بڑھا اور پیچھے بیٹھ گیا۔ائیر پوڈ دوبارہ کان میں لگایا اور انگلی لگا کر آن کیا، وہ اس کے فون سے کنیکٹ تھا۔گاڑی آگے بڑھی تھی، وہ کھڑکی سے باہر بھاگتی عمارات دیکھ رہا تھا

"مامون۔۔"اس کے کان میں آواز گونجی تھی "وہ اس سے کال پر بات کر رہا ہے"

مامون خاموش رہا اور چند پل بعد لڑکی مسکرا کر بولی

"In the middle of the Hunza Valley.. "

یعنی ہمایوں نے اسے صحیح ایڈریس دیا تھا اور مامون واقعی صحیح تھا۔اس نے کان میں انگلی لگا کر ایئر پوڈ آف کر دیا۔زرار حیدر جان چکا تھا کہ مامون آفندی اس سے ملنے والا ہے۔وہ پیٹھ پیچھے وار نہیں کرے گا، وہ بتا کر ملے گا۔۔کھیل ختم ہونے کا وقت قریب تھا۔

دو سال قبل:

یہ آرا کی سالگرہ کا دن تھا۔وہی سالگرہ جب زرار فلیش ڈرائیو لے کر بھاگا تھا۔سفید سرمئی محل میں عجیب سوگواریت تھی مگر یہاں سے دور دیکھو تو تیمور کی گاڑی ایک سڑک پر بھاگتی جا رہی تھی۔وہ

زرار کے پیچھے تھا مگر وہ اس سے آگے نکل گیا۔ تیمور نے ایک جگہ گاڑی روکی اور پھر سانس بحال کی مگر غصہ شدید تھا۔اس نے اپنا ہاتھ سٹیر نگ پر زور سے مارا اور چلایا مگر غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ زرار کو ڈھونڈ کر گولی مار دے۔ بالوں میں انگلیاں پھیرتا وہ ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا، سڑک اس وقت سنسان تھی۔ دفعتاً اس کی جیب میں پڑا فون بجا تھا، پھر خود ہی چپ ہو گیا۔اس نے بے زاری سے جیب سے فون نکالا اور پھر دیکھا مگر دیکھ کر چونک گیا۔ وہاں واٹس ایپ پر زرار کی کال تھی۔اس نے جلدی سے واٹس ایپ کھولی، اس نے اپنی کرنٹ لوکیشن بھیجی تھی اور وہ تھوڑی ہی دور تھی۔ تیمور چند لمحے تو بے یقین رہا، پھر یقین آیا تو سانس بحال ہوئی مگر دل ابھی بھی برابر دھڑک رہا تھا۔اس نے گاڑی لوکیشن کی طرف موڑ دی، چند پل بیتے اور وہ زرار کے سامنے تھا۔اس نے اپنی گاڑی ایک ویسی ہی سنسان جگہ پر روکی تھی جیسی جگہ پر ابھی تیمور کھڑا تھا۔ تیمور جلدی سے باہر آیا اور اس کی طرف مڑا۔ زرار اسے دیکھ کر مسکرایا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ جیب سے فلیش نکالی اور اس کی طرف بڑھائی۔ تیمور نے دانت پیستے غصے سے اسے دیکھا اور ایک زوردار مکا اس کے گال پر رسید کیا۔ وہ ایک طرف کو ہوا مگر پھر سیدھا ہو گیا۔اس کا ہونٹ پھٹ گیا تھا مگر اس نے تیمور سے کچھ نہیں کہا۔اس نے زرار کے ہاتھ سے اپنی فلیش لے لی، سیاہ فلیش ڈرائیو جس پر سرخ بچھو بنا تھا۔

"یہ کیا حرکت تھی؟" وہ اس کے قریب آیا اور اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔ وہ پھر بھی کچھ نہ بولا۔ تیمور نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا۔

"مجھے تمھاری ضرورت ہے" وہ بولا تو آواز دھیمی تھی

"واٹ؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے بے یقینی سے اسے دیکھا "کیا کہا تم نے؟"

"مجھے تمھاری ضرورت ہے۔۔ میں تمھارے بغیر نامکمل ہوں" اب کی بار اس کی آواز بلند تھی۔

"اوکے" تیمور نے سر اثبات میں ہلایا مگر غصہ ابھی بھی کم نہ ہوا۔

"میرے ساتھ چلو تیمور" وہ آگے بڑھا اور عین اس کی آنکھوں میں جھانکا

"کہاں؟" اس نے دایاں ابرو اٹھایا

"ہاسپٹل۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"مجھے تم پر رتی برابر یقین نہیں ہے۔۔ تم۔۔ ایڈیٹ، سٹوپڈ!" وہ پھر سے چلایا تھا۔

مگر زرار خاموش رہا۔ اس کا تنفس بڑھا تھا "ایک بار۔۔ میں اگر چاہتا تو یہ لے کر بھاگ جاتا اور کبھی تمھارے ہاتھ نہ آتا مگر زرار کبھی تیمور کو دھوکا نہیں دے سکتا" اس کی آنکھیں گلابی ہوئی تھیں۔

"شٹ اپ" وہ پھر سے چلایا "جسٹ شٹ اپ" اس نے زرار کو انگشت شہادت دکھا کر تنبیہہ کی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر زرار آگے بڑھا اور اسے گریبان سے تھام کر جھنجھوڑا "میں تمھارے پاس واپس آیا۔۔ غلطی نہ ہونے پر بھی جھکا، تم سے مار کھائی اف تک نہ کی اور اب بھی تمھارے سامنے کھڑا ہوں۔۔ تمھیں میرے ساتھ چلنا ہو گا" اور اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا

تیمور اسے دیکھتا رہا پھر سانس خارج کی۔ آنکھیں بند کر کے خود کو نارمل کیا اور پھر سر اثبات میں ہلایا "اوکے" اور اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

زرار کی گاڑی آگے تھی اور تیمور پیچھے تھا۔ وہ ایک ہاسپٹل کے سامنے رکا تھا۔ پھر اندر بڑھا، ایک کمرے میں بستر پر ایک لڑکی سو رہی تھی، اس کی دونوں ٹانگیں پٹیوں میں جکڑی تھیں۔ وہ اپنی بیوی کو ہاسپٹل لے کر آیا تھا اور پھر کمرے کا دروازہ کھلا اور تیمور اندر آیا، پہلے اس عورت کو دیکھا اور پھر زرار کو جو کہ اس لڑکی کو زخمی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا، وہ لڑکی کون تھی۔ اس لڑکی کی تصویر وہ پہلے دیکھ چکا تھا جب زرار ایک مرتبہ والٹ سے کارڈ نکال کر اسے دینے لگا تھا اور اس کی تصویر گر گئی تھی، تیمور کی نظر پڑی تھی وہ یہی لڑکی تھی۔

"یہ کون ہے؟" وہ چھوٹے قدم اٹھاتا آگے بڑھا اور زرار سے پوچھا

"میری بیوی۔۔" وہ تیمور کو دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھری تھیں۔

تیمور منہ کھولے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو کمزور لگ رہی تھی اور سوئی ہوئی تھی۔ پھر زرار کو دیکھا اور خاموش رہا

"کیا تم میری بات سنو گے؟"اس نے تیمور کو دیکھا،اس کی بس سانس ہی آجا رہی تھی باقی وہ سب سمجھنے سے قاصر تھا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

باغ میں کھڑے تیمور نے زرار کی داستان سن لی تھی اور وہ خاموش رہا۔پھر سانس خارج کی "تم نے مجھے پہلے نہیں بتایا" وہ بولا تو آواز میں نرمی اور احساس تھا

"کیا بتاتا؟ میں اپنے آپ کو قابل رحم نہیں بنانا چاہتا" وہ سینے پر بازو باندھے آسمان دیکھ رہا تھا

"تو پھر یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تم مجھے ویسے بھی بتا سکتے تھے" وہ زرار کو دیکھ رہا تھا اور زرار ستارے۔

اس نے سانس خارج کی اور مسکرایا" ویسے مزہ نہیں آتا" تیمور کو دیکھ کر ہنس دیا۔

تیمور اب بھی خفا تھا،اس نے سر جھٹکا

"میں تمھارے پاس روتا پیٹتا نہیں آنا چاہتا تھا۔ایک بندے کی سیلف ریسپیکٹ بھی ہوتی ہے،میں تمھیں خود بلانا چاہتا تھا۔تم خود چل کر" وہ رکا، گردن نفی میں ہلائی "او نہوں،دوڑ کر میرے پاس آؤ اور تم آئے" اس نے شانے اچکائے

"دو مکے تمھیں اور پڑے نا تو سیلف ریسپیکٹ ساری نکل جائے گی" اس نے کہہ کر سر جھٹکا۔پھر سانس خارج کی

"مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تم نے شادی کرلی۔۔وہ بھی لو میرج۔۔سیریئسلی،زرار حیدر کو محبت ہوئی۔۔میں ابھی تک شاک میں ہوں،مجھے لگتا ہے تقریباً مزید پانچ سال لگیں گے مجھے یقین کرنے میں کہ تمھیں محبت ہوئی،واؤ"اور ہنس دیا

زرار نے منہ بسورا"ہونی تھی ہوگئی۔۔اب میں کیا کرتا،مجھے وہ اچھی لگتی تھی،اس جیسی کوئی لڑکی کبھی ملی ہی نہیں"اس نے شانے اچکائے

تیمور نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"کیا تم میرا ساتھ دو گے؟"وہ ابھی بھی اسی سوال پر اڑا تھا

"آف کورس"اس نے شانے اچکائے"تم نے اتنا دماغ استعمال کیا ہے اسے ضائع تو نہیں نا ہونے دے سکتا"اور سینے پر بازو باندھ لیے

زرار نے مسکرا کر سانس خارج کی،کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے"اب شہاب کے برے دن آنے والے ہیں۔۔آئی بیٹ اٹ"وہ کافی حد تک مطمئن تھا۔

"لیکن ایک غلطی ہوئی ہے"تیمور جھٹ سے بولا

"کیا؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"اس فلیش میں مامون کا ڈاکومنٹ بھی ہے۔اس میں اس کی جان ہے،کیا ہمیں یہ اسے دے دینی چاہیئے؟"تیمور زرار سے پوچھ رہا تھا

"آف کورس۔۔تم کہنا تم نے مجھے پکڑ لیا ہے"اس نے بڑی سادگی سے جواب دیا تھا مگر وہ تیمور تھا،وہ مامون کو زرار سے زیادہ جانتا تھا"نہیں۔۔یہ تمھارے پاس ہے اور تب تک رہے گی جب تک ہم چاہیں گے۔۔تم مامون کو نہیں جانتے میں جانتا ہوں،اب ہم وہی کریں گے جو میں کہوں گا"اور مسکرا دیا۔

"کیا؟"یہ بات زرار کی سمجھ میں بھی نہیں آئی تھی۔

اس دن کے بعد مامون کو آنے والی ہر پہیلی زرار اور تیمور کی بنائی ہوئی تھی۔تیمور سب جانتا تھا مگر انھیں مامون کی ضرورت تھی اور مامون اتنی آسانی سے کبھی نہ مانتا بلکہ وہ تیمور کو بھی زرار سے دور رکھتا لیکن وہ دور نہیں رہنا چاہتا تھا۔دو سالوں میں اس نے بڑی مہارت سے دماغ لگا کر اس نے مامون کو سامنے رکھ کر پہیلیاں بنائی تھیں،مامون راستے کا ایک ایک پتھر ہٹاتا زرار کی طرف آیا تھا اور پیچھے سے تیمور،مینا اور اشعر کے ساتھ مل کر مقابلے کی ساری تیاری کر رہا تھا۔کھیل تو اب شروع ہوا تھا۔

موجودہ وقت:

موسم سرما اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔سورج پہاڑوں کے پیچھے سے نکلتا ہر سو روشنی بکھیر چکا تھا۔رابیل کی رات کے دو بجے آنکھ کھلی تھی تب مامون اپنی جگہ پر سویا ہوا تھا۔پھر صبح ساڑھے پانچ دوبارہ آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں نہیں تھا۔رابیل بیڈ پر بیٹھی تھی،پیر نرم کارپیٹ پر تھے،کھڑکی کے

سامنے سے پردے ہٹے ہوئے تھے اور روشنی چھن کر اندر آ رہی تھی۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا مامون اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔اس نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا جیسے آفس جانے کے لیے تیار ہو۔رابیل کی پشت آئینے میں نظر آ رہی تھی،وہ ہاتھوں پر کوئی کریم لگا رہی تھی۔ ہتھیلی پر لگے زخم ابھی بھی تھے مگر اب گہرے بھورے ہوتے ختم ہو رہے تھے۔اس نے پیچھے مڑ کر مامون کو نہیں دیکھا۔اس نے گلا کھنکھارا اور پرفیوم اٹھا کر اپنے اوپر چھڑک لیا۔پھر ڈھکن بند کر کے شیشے کی چھوٹی بوتل ٹیبل پر رکھی اور مڑ کر اسے دیکھا جس کا رخ کھڑکی کی طرف تھا۔اس نے رائل بلیو رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی،دوپٹہ ساتھ پڑا تھا اور بال کھلے تھے۔دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

وہ پیچھے مڑا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا۔اس نے تب بھی مامون کو نہیں دیکھا،کریم کا چھوٹا جار بند کیا اور اسے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھ کر دراز بند کر دیا۔وہ سنجیدہ سی تھی،اس نے تھوک نگلا اور بولنا شروع کیا

"آپ ابھی تک ناراض ہیں؟"

رابیل نے اسے دیکھا اور شانے اچکائے "کیا ہونا چاہیئے؟" اور پاس پڑا دوپٹہ پکڑ کر کھڑی ہوئی۔اس نے سامنے آئینے میں دیکھا جہاں اس کا عکس جھلک رہا تھا،شانے پر آئے بال پیچھے کیے اور دوپٹہ

کندھے پر ڈالا۔وہ اسی طرح بیٹھا رہا، پھر کھڑا ہوا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا،اس کے چہرے پر سورج کی شعاعیں پڑ رہی تھیں

"رابیل۔۔"وہ مزید کچھ بولنے والا تھا جب اس نے بات کاٹ دی

"آپ آفس جا رہے ہیں نا، صبح صبح موڈ خراب نہیں کرنا چاہیئے ورنہ غصہ ایمپلائز پر اترتا ہے"اس نے ایک نظر مامون کو دیکھا اور پھر وہاں سے چلی گئی۔وہ اسے جاتا دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔اس نے سانس خارج کی،البتہ دل گھبرایا تھا مگر یہ تو ہونا ہی تھا۔محبت کے اولین دن گزر گئے، فینٹسی ختم ہوئی،اب زندگی میں واپسی کا وقت تھا۔

ڈائننگ ٹیبل پر ناشتے کے وقت وہ مرکزی کرسی پر بیٹھا تھا۔رابیل نے کانٹے سے ہاف فرائڈ ایگ اس کی پلیٹ میں رکھا۔ملیحہ ان دونوں کے چہرے کی ٹھنڈک دیکھ رہی تھی، کچھ تو ٹھیک نہیں تھا۔پھر انھوں نے گلا کھنکھارا اور آرا کے گلاس میں جوس انڈیلا

"تمھیں نہیں لگتا آفس جلدی جا رہے ہو؟"وہ مامون سے مخاطب تھیں

اس نے نیپکین سے ہونٹ تھپتھپاتے "زیادہ دیر فارغ رہا نہیں جاتا"اور شانے اچکائے

وہ سر ہلا کر رہ گئیں۔پھر رابیل کو مخاطب کیا"رابیل۔۔تم کب سے جوائن کر رہی ہو آفس؟"

وہ توست پر بٹر لگاتے دھیما سا مسکرائی"بس کل سے"اور نظر دوبارہ توست پر مرکوز کر لیں۔

پھر کچھ یاد آنے پر بولیں "ارے ہاں۔۔تم رات کو دیر سے گھر آئے تھے، تمھارا کوئی پارسل آیا تھا شام میں، میرے کمرے میں ہے وہ لیتے جانا" اور انھوں نے جوس کا گلاس منہ کو لگایا تھا

ایک لمحے کے لیے رابیل اور مامون کی نظریں ملی تھیں۔اس نے فوراً نظریں پھیر لیں، مامون کے دماغ میں کہیں بہت دور گھنٹی بجی تھی۔اس نے جانے سے پہلے اس سے پوچھا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے مگر اس نے نہیں بتایا، اس نے کہا تھا کہ آ کر بتائے گا۔رات دیر سے آیا تھا اور آتے ہی سو گیا۔ صبح میں نہ اس نے پوچھا نہ مامون نے بتایا حالانکہ اسے بتانا چاہیئے تھا کہ وہ کہاں تھا۔

"اوکے" وہ بس سر ہلا کر رہ گیا۔

"تیمور کہاں ہے؟" ناشتے کے ٹیبل پر بس وہ ہی بول رہی تھیں اور وہ مختصر جواب دے رہے تھے

"وہ شہر سے باہر ہے۔آجائے گا، ڈونٹ وری" جواب مامون نے دیا تھا جو کہ ناشتہ مکمل کر چکا تھا۔

"اور مینا؟" رابیل کو اب یاد آیا تھا اور وہ چونک کر بولی تھی

ملیحہ مسکرا دیں "وہ رات کو پتہ نہیں کون سی مووی لگا کر دیکھتی رہی ہے۔ساتھ میں مجھے بھی دکھائی ہے اور ابھی سوئی ہوئی ہے" انھوں نے مسکرا کر سر جھٹکا اور رابیل بس سر ہلا کر رہ گئی

"I am done"

یونیفارم میں ملبوس آرا نے مسکرا کر کہا تھا۔ناشتے کے دوران عافی خاموش رہی تھی، وہ کھانا کھاتے بہت کم بولتی تھی۔

مامون مسکرایااوراسے دیکھا" چلیں؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایااور وہ کھڑی ہوئی۔ساتھ ہی مامون بھی کھڑا ہوا۔وہ ابھی بھی رابیل کو دیکھ رہا تھاجواس سے نظریں نہیں ملارہی تھی۔

سفید لینڈ کروزر کا دروازہ کھولے وہ رابیل کو دیکھ رہا تھاجو کچھ فاصلے پر اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔وہ چاہتا تھاوہ اس سے بات کرے، کم از کم خدا حافظ ہی بول دے یا اچھے دن کے لیے کوئی اظہار مگر وہ خاموش رہی۔لاؤنج سے ملیحہ باہر آئی تھیں،ان کے ہاتھ میں آراکا سکول کارڈ تھا۔رابیل نے انھیں دیکھااور مسکرادی مگر وہ ان کی آنکھیں پڑھ چکی تھی۔وہ جان چکی تھی کہ مامون کی ماں ان کے درمیان ٹھنڈک محسوس کر چکی ہیں، شادی کے چند دن بعد ہی یہ سب ٹھیک نہیں تھا۔وہ آگے بڑھی اور مامون کے ساتھ آکھڑی ہوئی جو آرا کے اندر بیٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔اس نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھااور مسکرایا

“Have a nice day!”

وہ جو بات اسے بولنی چاہیئے تھی مامون نے بول دی۔وہ دھیما سا مسکرائی تھی،دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔وہ اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھااور الفاظ اس کے گلے میں کہیں اٹک گئے تھے۔وہ ناراض تھی اور اسے غصہ بھی تھا،وہ رات کو دیر سے آیا اس نے کہا تھا آکر بتائے گا کہ کہاں گیا تھا مگر اس نے نہیں بتایا۔وہ اس سے باتیں کیوں چھپاتا ہے؟

"You too!"

بہت سوچنے کے بعد وہ بس اتنا ہی بولی تھی اور پھر نظریں پھیر لیں۔وہ بس سر ہلا کر رہ گیا۔پھر جیسے کچھ سوچنے پر بولا "آج ڈنر پر چلیں گے "اس کی آنکھوں میں امید کی چمک تھی شاید وہ اسے منا لے "میں نے امی کی طرف جانا ہے۔پھر کبھی "اس نے جھٹ سے منع کر دیا تھا۔اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اچکائیں

"کوئی بات نہیں۔۔دونوں ساتھ چلیں گے "اس نے شانے اچکائے

"میں ظہر کے بعد چلی جاؤں گی،آپ شام میں دیر سے آتے ہیں "وہ پہلے ہی جواب تیار کر کے بیٹھی تھی

وہ مسکرا دیا،اب دن اچھا گزرے گا "میں آج جلدی آجاؤں گا "وہ بھی ہار نہیں ماننے گا

"میں پھر نہیں جاؤں گی "اس کا منہ بن گیا

"مطلب ہم ڈنر پر جا سکتے ہیں؟ "مسکراہٹ گہری ہوئی

اس نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا،ضبط سے سانس خارج کی "نہیں "

"کوئی بات نہیں ہم شام کی چائے اکٹھی پی لیں گے "اس نے ایک اور آفر کی تھی

"نہیں "اس نے جھٹ سے منع کر دیا

"کافی؟ "

"نہیں"

"کچھ اور؟" وہ مسکراتے ہوئے بول رہا تھا اور رابیل اسے گھور رہی تھی

"نہیں"

"کچھ کھالیں گے"

"نہیں"

"آپ مجھ سے خفا ہیں؟"

"نہیں" اور بولنے کے بعد وہ چند پل اسے حیرت سے دیکھتی رہی، اسے یہ نہیں کہنا تھا مگر اب تو کہہ دیا۔

"تھینک یو" سر کو خم دے کر وہ ہنس دیا

رابیل نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے تھے مگر پھر پیر پٹخ کر اندر چلی گئی۔ اس نے سانس خارج کی اور ساری اداسی جھٹک دی۔ آرا کے ساتھ پیچھے بیٹھا اور مسکرا دیا۔ گاڑی گیراج سے باہر نکل رہی تھی۔

دوپہر کے تین بجے کا وقت تھا۔ سٹوڈیو میں معمول کے مطابق سب اپنا اپنا کام کر رہے تھے۔ دائیں طرف دیوار کے ساتھ قطار میں ایک لڑکی کینوس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ بڑے احتیاط سے رنگ استعمال کر رہی تھی۔ اس کی انگلیاں نرمی سے کینوس پر چلتیں رنگ بکھیر رہی تھیں۔ فری کی پوری

توجہ کینوس پر تھی۔دفعتاً حذیفہ اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا اور پینٹ برش اس سے لے کر کینوس پر رنگ کرتا اسے کچھ بتا رہا تھا اور وہ سنجیدگی سے سن رہی تھی۔پھر اس نے برش فری کو دیا اور اس نے حذیفہ کی طرح برش کینوس پر چلایا اور پھر اسے دیکھا۔وہ سر ہلا کر مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ سن رہی تھی۔پھر وہ وہاں سے چلا گیا اور وہ دوبارہ کینوس پر مصروف ہو گئی۔اگر سٹوڈیو کے باہر نظر دوڑاؤ تو ابھی ابھی ایک گاڑی سٹوڈیو کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔اس میں سے ایک لڑکی باہر نکلی تھی،اس نے ہائی ہیلز پہن رکھی تھیں،سیاہ گھٹنوں سے نیچے تک آتی قمیض اور ہم رنگ شلوار، آنکھوں پر سیاہ سن گلاسسز اور وہ ہاتھ میں فون پکڑے سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی تھی۔اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظر بھی باقی سب کی طرح نیچے فرش پر پڑی تھی مگر پھر نظر انداز کر کے بائیں طرف ہال کی جانب بڑھی۔فرش پر اس کی ہیلز ٹک ٹک کی آواز پیدا کر رہی تھیں۔گلاس ڈور کھولا اور پھر اندر داخل ہوئی،وہاں سب اپنا اپنا کام کرنے میں مصروف تھے۔کچھ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر اپنے کینوس کی طرف متوجہ ہو گئے۔اس کی نظروں نے دائیں سے بائیں سفر کیا اور پھر بائیں اور اسے وہ نظر آ گئی جس کے لیے وہ یہاں آئی تھی۔اس نے سن گلاسسز بالوں پر ٹکا لیں،قدم بڑھاتی اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی اور پھر گلا کھنکھارا

"گڈ ایفرٹ فری!"

اور فری کے ہاتھ وہیں تھم گئے۔آواز کی لہروں نے اس کے کانوں سے دماغ کی طرف سفر کیا تھا اور اسے برف کا مجسمہ بنا دیا تھا۔اس کا دل بے اختیار دھڑکنے لگا،آنکھیں گلابی پڑیں اور اس نے آہستہ سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔اس کے سامنے تاثیر کھڑی تھی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔پھر ہاتھ بڑھایا اور اس کے گال کو تھپتھپایا

"لگتا ہے وہ تمھارا بہت خیال رکھتا ہے"

فری نے تھوک نگلا،ہاتھ پہلو میں گرے تھے اور پینٹ برش انگلی اور انگوٹھے کے درمیان جامد تھا

"آپ۔۔"وہ بس اتنا ہی بول سکی

وہ ہنس دی"گھبراؤ نہیں۔۔بڑی بہن ہوں،برا تھوڑی چاہوں گی"اور مڑ کے پیچھے دیکھا،نظر ارد گرد دوڑائی"نائس سٹوڈیو۔۔اس نے تمھیں وہ سب دیا ہے جو ہم نہیں دے سکے"

فری بس اسے دیکھ رہی تھی۔وہ آج بھی ان یونیورسٹی کلاس فیلوز کے درمیان کھڑی تھی جن موجودگی میں تاثیر نے اس کی بے عزتی کی تھی

"تمھیں پتہ ہے تمھارا شوہر کہاں ہے؟"وہ آگے بڑھی تھی

فری خاموش رہی۔اس نے کبھی اشعر کی خبر نہیں رکھی

"اسے تو ہاسپٹل سے نکال دیا"پھر شانے اچکائے"جاب کے لیے مارا مارا پھرتا رہا بیچارہ،چچ چچ"اور دوبارہ اس کا گال تھپتھپایا۔

"یہ ہے تمھارا نصیب فری، عورت جب مرد کی زندگی میں آتی ہے تو اس کا رزق لے کر آتی ہے مگر تم دیکھو، آتے ہی اپنے شوہر کی جاب کھا گئی" اور اس نے سانس خارج کی

فری پھر بھی خاموش رہی۔ وہ اس کے سامنے چپ ہی رہتی تھی۔ اس نے گردن موڑ کر ادھر اُدھر دیکھا "اس سٹوڈیو کا اونر کہاں ہے؟ ذرا مجھے اس سے کوئی بات کرنی ہے" اور مسکرا دی

فری کی جان حلق کو آئی تھی۔ وہ پھر سے اس کی زندگی میں زہر گھولنے آ گئی تھی۔

"تاثیر۔۔" اس نے تاثیر کا ہاتھ تھاما "میں نے تمھارا کیا بگاڑا ہے؟" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

وہ سنجیدہ ہوئی "تمھاری ماں نے میری ماں کی جگہ لی تھی۔ تمھیں میں نے اپنی جگہ نہیں لینے دی اور نہ لینے دوں گی" اور اس کا ہاتھ جھٹک کر باہر کی طرف بڑھی۔ اس کا رخ باہر آفس کی طرف تھا۔

فری اسے دیکھ رہی تھی اور وہ حذیفہ کے آفس میں داخل ہو رہی تھی۔ اس نے گھڑی دیکھی، دیوار پر لٹکی گھڑی اسے بتا رہی تھی کہ وقت خود کو دہراتا بھی ہے۔ ابھی اسے آئے فقط گھنٹہ ہوا اور اشعر کے آنے میں دو گھنٹے تھے۔

یہاں سے دور سفید سرمئی محل کی طرف آتے ہیں۔ اگر مامون کی لائبریری میں جھانکو تو ابیل کارٹن خالی کرتی اپنی کتابیں اس کی الماری میں سجا رہی تھی۔ اس کی کتابیں مامون کی کتابوں کے مقابلے میں کم تھیں مگر اسے اچھا لگ رہا تھا انھیں مامون کی کتابوں کے ساتھ سجا کر رکھنا۔ وہ نیچے جھکی اور ایک چھوٹا کارٹن کھولا، اس میں اس کی چھوٹی موٹی مگر خوبصورت چیزیں تھیں۔ وہ چیزیں جو

وہ اپنے کمرے میں سجا کر رکھتی تھی،اس نے سب سے پہلے گلاس جار نکالا۔وہی گلاس جار جس پر سورج کی روشنی پڑنے سے مختلف رنگ کے الفاظ ابھرتے تھے۔وہ مسکرائی اور جار پکڑ کر پیچھے کی جانب بڑھی جہاں کنسول ٹیبل پر پہلے سے دو گلاس جار پڑے تھے۔اس نے اپنا جار رکھا اور ان دونوں جارز کو دیکھا۔اس کے ہونٹ اوہ میں سکڑے،دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔دونوں جارز پر چٹ لگی تھیں۔دائیں جار پر انگریزی میں سطر لکھی تھی

"Who I am?"

اور ساتھ والے دائیں جار پر انگریزی سطر تھی

"Who I was"

دائیں ڈبے میں کاغذ کی چھوٹی پرچیاں کم تھیں جبکہ بایاں ڈبہ بھرا ہوا تھا۔رابیل نے جار پر سے ڈھکن اٹھایا اور اندر ہاتھ ڈال کر دائیں ڈبے میں سے ایک چھوٹی چٹ نکال لی۔اس کا دل بار بار کہہ رہا تھا کہ مت کھولو مگر نہیں،اس کی انگلیاں حرکت کر رہی تھیں۔اس نے اس پر اُردو میں کچھ لکھا ہوا تھا جسے پڑھ کر رابیل کی ہنسی نکل گئی۔

"میں کبھی کبھی خواب میں بولتا ہوں"

اس نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا اور کاغذ دوبارہ بند کر کے اس جار میں رکھ دیا۔پھر بائیں جار سے ایک چٹ نکالی اور اسے کھول کر پڑھا،اس پر بھی اُردو میں سطر لکھی تھی

"میں نے cheat meal میں مرچیں کھانا کم کر دی ہیں"

وہ اس پر بھی مسکرا دی۔ کتنی چھوٹی چھوٹی عادات تھیں جن پر وہ آج تک کام کر رہا تھا۔اس نے وہ کاغذ بھی فولڈ کر کے واپس رکھ دیا۔اب اس کا موڈ کچھ اچھا ہوا تھا اور اسے وہ یاد آ رہا تھا۔اس نے مسکراتے ہوئے ایک اور چٹ نکالی اور اسے کھولا،اس پر بھی اُردو میں ایک سطر لکھی تھی

"اب مجھے صبح اٹھنے کے لیے کسی الارم کی ضرورت نہیں ہوتی" وہ فقط مسکرائی تھی اور اسے یاد آیا کہ صبح صبح کمرے میں اس کا فون بجتا تھا،مامون کا اس نے کبھی نہیں سنا۔اس نے کاغذ فولڈ کر کے رکھا اور پھر اپنا جار دیکھا۔وہ مڑی،دوبارہ بیک شیلفس کی طرف آئی اور جھک کر کارٹن میں سے شوپیس نکالے اور انھیں کنسول ٹیبل پر رکھا۔گنے چنے چار سے پانچ شوپیس تھے،پھر ایک اور چھوٹا جار نکالا جس میں چھوٹی چاکلیٹ بالز تھیں۔اس نے جار کھولا اور ایک بال نکال کر منہ میں رکھی۔کھڑکی کے پردے ہٹے تھے مگر اسے کمرے میں لائٹ آن کرنے کی ضرورت نہیں پڑی تھیں۔دن کے مختلف اوقات میں وہاں روشنی خود ہی بدلتی تھی۔وہ جار پکڑے کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی جہاں سے باہر کا منظر صاف دکھ رہا تھا۔مامون کے گھر میں جو چیز سب سے زیادہ تھی وہ کھڑکیاں تھیں،بڑی بڑی دیوار گیر کھڑکیاں۔۔اسے کھڑکیاں پسند ہوں گی شاید،وہ باہر لان میں بیٹھیں آرا اور عافی کو دیکھ رہی تھی۔آرا اسکول سے واپس آ چکی تھی اور دوپہر کے کھانے کے بعد اب اپنی اماں کے ساتھ بیٹھی سکول کا سارا حال سنا رہی تھی اور وہ مسکراتے سن رہی تھی۔وہ عافی کے پیچھے کھڑی تھی،عافی کے

سیاہ بال اس کے ہاتھوں میں تھے اور وہ کچھ کہہ رہی تھی۔ پھر اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے اور آگے کو جھک کر اس کے گال سے گال ملا کر مسکرا رہی تھی۔ عافی کے ہاتھوں میں اس کی کلائیاں تھیں۔ لاؤنج سے ملیحہ باہر آئی تھیں اور وہ مسکرا کر پاس کھڑی لائلہ کو اندر کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کچھ کہہ رہی تھیں۔ وہ سر ہلا کر اندر چلی آئی، رابیل وہاں سے مڑی اور کارٹن کی طرف واپس آئی، اس کے منہ میں ابھی بھی چاکلیٹ بال تھی۔ اس نے جھک کر کارٹن سے ایک خوبصورت چھوٹی سی گیند نکالی جو اندھیرے میں جلتی تھی۔ اس نے سوچا وہ یہ آرا کو دے گی، دفعتاً لائبریری کا دروازہ کھٹکا اور وہ سیدھی ہوئی

"آجائیں" وہ دروازے کی جانب ہی دیکھ رہی تھی

لائلہ نے دروازہ کھولا اور اندر آئی۔ پھر مسکرا کر اسے دیکھا "ملیحہ میم آپ کو بلا رہی ہیں"

رابیل نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور آگے بڑھی۔ اس نے چاکلیٹ بالز والا جار اور کنسول ٹیبل پر پڑا جار (وہی والا جس پر روشنی پڑنے سے لفظ بنتے تھے) لائلہ کو دیا

"یہ آپ میرے کمرے میں رکھ آئیں"

اس نے مسکرا کر تھام لیے اور پھر وہاں سے چلی گئی۔ رابیل نے ایک نظر لائبریری کو دیکھا اور خود بھی باہر آگئی۔ اس کے ہاتھ میں ابھی بھی وہ گیند تھی، وہ سیدھا باہر بڑے سے باغ میں آئی تھی۔

آتے ہی مسکرا کر دیکھا اور آرا کی طرف بڑھی، اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور اس کے گال کو چھوا۔ وہ اسے دیکھتے مسکرائی تھی۔ اس نے وہ گیند اسے دے دی

"یہ میں جب آپ کے جتنی تھی ناتب لی تھی، اب آپ کی ہوئی"

اس نے مسکرا کر تھام لی "تھینک یو" اور دوبارہ اس گیند کو دیکھا

وہ سیدھی ہوئی اور ملیحہ کے ساتھ جا بیٹھی۔

"مگر یہ چل نہیں رہی" وہ گیند کو گھما کر ہر زاویے سے دیکھ چکی تھی۔

وہ مسکرائی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائی "یہ رات کو دیکھنا، یہ اندھیرے میں جلتی ہے"

وہ مسکرادی اور سمجھ کر سر ہلایا۔ عافی کا کتا بھی ادھر اُدھر ہوتا دوبارہ اس کے پاس آ بیٹھا تھا

"میں نے سوچا تم بور ہو رہی ہو گی، بیٹھ کر باتیں کر لیتی ہیں۔ تین عورتیں تین کہانیاں" اور ہنس دیں رابیل بھی ہنسی "نہیں۔۔ میں یہاں بور نہیں ہو سکتی"

آرا اٹھی اور اس کے ساتھ آ بیٹھی۔ وہ رابیل کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو

"آپ کو یاد ہے جب ہم پہلی بار ملے تھے" رابیل نے رخ ساتھ بیٹھی لڑکی کی طرف موڑ لیا

"کب؟" وہ سوچتے ہوئے بولی تھی

"یاد کریں۔۔ لیک ویو پارک میں۔۔ تب میں مون کے ساتھ رات میں لیک ویو پارک آئی تھی، میں نے اپنا بیگ پہنا تھا اور آپ نے گلاسسز۔۔ میں نے آپ کو جا رد یا تھا، آپ شاید پریشان تھیں" وہ

مامون کی بھانجی تھی،اس کی تربیت مامون نے کی تھی۔وہ کہہ سکتی تھی کہ جس وقت وہ بہت زیادہ رو رہی تھی، جس وقت رونے سے اس کی آنکھیں سرخ اور سوجھی تھیں مگر اس نے سم اپ کر کے کہہ دیا آپ پریشان تھیں

رابیل کی مسکراہٹ مدھم پڑی، چہرے کے تنے ہوئے نقوش ڈھیلے پڑے اور دل بے اختیار دھڑکا، وہ آج سے چھے سال پیچھے گئی تھی۔اسے وہ رات آج بھی یاد تھی جب وہ اشعر اور مینا کے ساتھ لیک ویو پارک گئی تھی اور وہاں اس نے انسٹا گرام پر ارسل کی منگنی کی تصاویر دیکھ لی تھیں۔وہ آنکھوں کی پتلیوں کو حرکت دیتی آرا کو دیکھ رہی تھی، آرا وہ بچی تھی جو اسے جار دے کر چلی گئی تھی۔وہ جار جس نے رات دن لفظوں سے اس کی مدد کی تھی۔وہ بمشکل مسکرائی

"ہاں مجھے یاد ہے۔۔تب آپ چھوٹی ہوتی تھیں"

وہ ہنس دیں "ہاں۔۔تب میں بہت چھوٹی تھی، میں نے مون کا فیورٹ جار آپ کو دے دیا اور انھوں نے مجھے کچھ نہیں کہا۔۔ہی سیڈ آپ کو ضرورت تھی اس کی "اور شانے اچکائے

اور رابیل پر شاک کا دوسرا حملہ ہوا تھا۔جو وہ تھوڑا سا مسکرائی تھی، وہ بھی گئی۔

"مامون؟"

وہ زیر لب بڑبڑائی، وہ جار مامون کا تھا۔اس نے رابیل کو دے دیا، اس نے بتایا بھی نہیں شاید اس لیے کہ اس نے کبھی دیکھا نہیں تھا مگر وہ جانتا تھا کہ وہ رابیل کے پاس ہے۔جب اس کے گھر کے

مرد اس کے خلاف تھے تب وہ اس کے ساتھ تھا۔ کبھی آن لائن کبھی آف لائن، مگر وہ تھا۔اس نے خود کو بمشکل نارمل کیااور پھر تھوک نگلا۔ملیحہ کو دیکھ کر مسکرائی جو کہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ چکی تھیں مگر بولیں کچھ نہیں۔

رابیل نے سانس خارج کی،مامون کی طرف سے ایک اور تحفہ موصول ہوا،اس کا علاج تو وہ رات کو کرے گی۔ملیحہ بولنا شروع ہوئیں

"میں سوچ رہی تھی اس سنڈے کو شاپنگ پر چلتے ہیں۔کھائیں پئیں گے،کچھ لیں گے،انجوائے کریں گے اور پھر آجائیں گے "پھر آگے کو ہوئیں "صرف لیڈیز"

وہ اور رابیل اکٹھی ہنسی تھیں۔ان کے درمیان باتیں جاری تھیں،آرا اٹھ کر جا چکی تھی۔شام ڈھل رہی تھی

یہاں سے دور سٹوڈیو کے باہر ایک سفید کار کھڑی تھی۔اشعر باہر نکلا اور چابی ہاتھ میں لیے سٹوڈیو کی طرف بڑھا۔وہ پچھلے ایک ہفتے سے سٹوڈیو آرہی تھی،اسے لینے اور چھوڑنے کی ذمہ داری اشعر کی تھی۔وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا،گلاس ڈور کھولا اور آفس سے نکلتے حذیفہ سے مسکرا کر مصافحہ کیا۔پھر ہال کی جانب بڑھا،دروازہ کھولا اور ارد گرد دیکھا۔فری کی جگہ خالی تھی،وہاں کوئی نہیں تھا۔اس نے نظریں ادھر اُدھر گھما کر دیکھا تھا مگر وہ وہاں نہیں تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ باہر نکل آیا اور آفس کی طرف بڑھا۔حذیفہ اس وقت چائے پی رہا تھا جب وہ اندر بڑھا۔وہ چونک گیا اور بھنویں بھینچے اسے دیکھا۔اشعر کا تنفس بڑھا ہوا تھا

"فری کہاں ہیں؟"

"وہ تو چلی گئیں" اس نے شانے اچکائے

"کہاں چلی گئیں؟" وہ مزید فکر مند ہوا تھا "کس کے ساتھ گئیں؟"

حذیفہ بھی کھڑا ہو گیا "وہ ان کی سسٹر آئی تھیں مگر وہ مجھ سے ملیں اور فری سے بات کرنے گئیں مگر وہ یہاں سے جا چکی تھیں"

"کہاں؟" اس کا سوال ابھی بھی وہی تھا۔اسے مزید فکر ہوئی تھی،اس کی بہن ڈاکٹر تاثیر یہاں آئی تھی۔حذیفہ نفی میں سر ہلاتا اسے مزید کچھ بتا رہا تھا مگر اس کا سر درد کرنے لگا تھا۔

اس نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا اور باہر کی طرف بڑھا۔پھر فری کو کال ملائی مگر وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔اس نے دوسری بار کال ملائی مگر جواب ندارد۔کیا ڈاکٹر تاثیر فری کو لے گئی ہیں؟ کیا وہ پھر سے ایک بار تاثیر کے شر کا شکار ہوئی ہے مگر حذیفہ تو کہہ رہا تھا کہ تاثیر اس سے بات کرنے گئی تھی مگر وہ جا چکی تھیں۔

وہ سڑک پر بھاگتی گاڑیاں دیکھ رہا تھا "کہاں جا سکتی ہیں؟ ان کے پاس تو پیسے بھی نہیں ہیں کہ بہت دور نکل جائیں" اس نے سانس خارج کی اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔اس کا رخ مارگلہ ہلز کی طرف تھا کیونکہ وہ

جگہ فری کی پسندیدہ تھی۔شاید آج بھی وہ وہیں بیٹھی ہو۔چند پل بیتے اور اس نے ایک جگہ گاڑی روکی۔خود بھاگ کر باغ میں داخل ہوا،وہاں خاموشی تھی۔شام ڈھل رہی تھی اور دور دور تک کوئی نہیں تھا

"فری۔۔"وہ بلند آواز میں پکارا تھا مگر کوئی جواب نہیں۔

وہ آگے بڑھتا گیا اور اب اس بنچ کے قریب تھا جہاں کبھی وہ اور فری بیٹھے تھے۔اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا،دماغ کی کوئی نس پھٹنے کو تھی۔وہ باغ سے باہر کی طرف بھاگا،گاڑی میں بیٹھا اور اب اس کا رخ ڈاکٹر تاثیر کے گھر کی طرف تھا۔وہ گاڑی تیز رفتاری میں بڑھا رہا تھا۔چند ہی لمحوں بعد وہ ڈاکٹر تاثیر کے گھر کے باہر تھا۔اس نے تھوک نگلا،وہ جانتا تھا کہ یہاں اسے تذلیل ملے گی مگر وہ سہہ لے گا۔وہ آگے بڑھا اور گارڈ سے مخاطب ہوا،گارڈ نے اسے وہیں رکنے کو کہا اور خود اندر چلا گیا۔کچھ پل بعد آیا اور اس کے لیے گیٹ کھول دیا۔وہ اندر بڑھا،ماضی ایک بار آنکھوں کے سامنے گھوما تھا۔اس نے تھوک نگلا،ایک بار وہ یہاں فری کے لیے آئے تھے،ایک بار وہ یہاں فری کے لیے آیا ہے۔وہ سر جھکائے اندر بڑھا تھا،سامنے لاؤنج پر ڈاکٹر تاثیر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔اسے آتا دیکھ کر مسکرائی

"آیئے۔۔ڈاکٹر اشعر۔۔کیسے ہیں آپ؟"اور کھڑی ہو گئی۔اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی

"فری کہاں ہیں؟"اس کا سوال سیدھا تھا۔آنکھوں میں گلابی پن اور چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔وہ اشعر کے قریب آئی

"The most talented student I ever had"

پھر ہنس دی اور سانس خارج کی"کیا حال کر لیا تم نے اپنا۔۔کہاں کہاں مارے مارے پھر رہے ہو اس کے لیے"اور دونوں بازو سینے پر باندھ لیے

"محبت نا آدمی کو کتا بنا دیتی ہے"

اشعر نے اس کی بات کاٹی"فری کہاں ہیں؟"

وہ بھی سنجیدہ ہوئی"مجھے نہیں پتہ۔۔میں اس سے ملی تھی،انفیکٹ میں نے تو اسے اپریشی ایٹ کیا تھا۔۔مگر اس کا نادل بڑا چھوٹا ہے۔۔بھاگ گئی ہو گی کہیں"اور سر جھٹکا"اچھا ہی ہوا ہے۔۔مر جائے اللہ کرے"اور وہ بلند آواز میں غرایا تھا

"شٹ اپ"

وہ مزید کچھ بولنے والی تھی مگر وہ جھٹ سے چلایا"جسٹ شٹ اپ"

اور سر جھٹک کر وہاں سے واپس آ گیا۔اس کا تنفس تیز تھا،دل سینہ توڑنے کی ضد پر اڑا تھا۔ڈاکٹر تاثیر بھی پیچھے تھی مگر پھر رک گئی اور منہ میں بڑبڑاتے اندر بڑھ گئی۔وہ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی موڑ لی،وہ اسے کہاں ڈھونڈے،کہیں اسے کچھ ہو تو نہیں گیا؟کہیں وہ کسی حادثے کا شکار تو نہیں ہو گئی؟مختلف

قسم کے خیالات اور خدشات اس کے ذہن میں آ جا رہے تھے۔ سڑک پر دوڑتی گاڑی کو بریک لگا اور وہ ایک جھٹکے سے آگے کو ہوا۔ پیچھے سر پشت سے ٹکا کر ایک گہری سانس لی۔ اب ایک ہی راستہ بچا تھا۔ اس نے جیب سے فون نکالا اور سکرین آن کر کے مطلوبہ نمبر نکالا، بیل جا رہی تھی اور کال اٹھا لی گئی

"ہیلو۔۔" دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری تھی۔ وہ بس افس سے نکل رہا تھا، اس کا رخ لفٹ کی طرف تھا

"مامون بھائی۔۔" اور اس نے آنکھیں میچ لیں۔ تکلیف سی تکلیف تھی "فری نہیں مل رہیں" اس نے بس اتنا کہا تھا

مامون نے کچھ پل لیے اور پھر آواز ابھری "مار گلہ گئے تھے؟"

"جی" اس کی آواز شکست خوردہ تھی

"اچھا۔۔ پھر ایسا کرو فیصل مسجد جاؤ" اور کہہ کر خاموش ہو گیا۔

اشعر نے سانس خارج کی "اوکے" اور فون کان سے ہٹا کر جیب میں ڈال لیا۔ اس کا رخ فیصل مسجد کی طرف تھا۔ آسمان اپنا رنگ بدل چکا تھا اور اب ہر سو جامنی سا تاثر تھا، اندھیرے کی پیش گوئی۔ وہ جلدی سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا، جوتا اتارا اور آگے بڑھا، سیڑھیاں چڑھتا اوپر بائیں طرف بڑھا۔۔ جہاں سیڑھیاں ختم ہوئیں وہیں فرش پر نظر پڑی۔ وہ سامنے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی

تھی،وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی تخیل میں دیکھ رہا ہو یا خواب ہو۔۔وہ ایک بوڑھی عورت کے ساتھ بیٹھی مسکرا رہی تھی اور اس کی گود میں ویلوٹ کی کڑھائی والی شال تھی۔اشعر گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکا جیسے رکوع میں جھکتے ہیں۔پھر سیدھا ہوا اور سانس بحال کی،سر میں ابھی بھی درد تھا۔اسے دکھ تھا،آنسو گلے میں اٹکے تھے اور وہ آگے بڑھا۔فری اسے دیکھ کر کھڑی ہوئی اور وہ عین اس کے سامنے کھڑا تھا۔اس نے اشعر کو مسکرا کر دیکھا تھا مگر وہ نہیں مسکرایا۔

فری کی مسکراہٹ مدھم پڑی،اس نے بازو میں ڈالی شال اسے دکھائی اور نیچے بیٹھی بوڑھی عورت کو دیکھا

"یہ میرے شوہر ہیں"اس نے مسکرا کر خاتون کو بتایا تھا اور اشعر نے گردن موڑ کر خاتون کو دیکھا تھا۔

"یہ مجھے اچھی لگی۔۔انھوں نے مجھے یہ دے دی۔۔"اور ابھی اس کی آدھی بات نامکمل تھی جب اشعر نے پینٹ کی جیب سے والٹ نکالا،گلابی بڑا نوٹ ان کی طرف بڑھایا،انھوں نے منہ کھولے اسے لیا،اس نے فری کا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے لیے چل دیا۔وہ تیزی سے چل رہا تھا،اس کی نسبت فری کو بڑے قدم اٹھانے پڑ رہے تھے۔نیچے آتے ہی اس نے اپنے بوٹ پہنے اور پھر باہر بڑھا۔۔اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔اس کی مسکراہٹ بھی کھو گئی تھی،وہ بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔اس سے پہلے اس نے اشعر کو ایسے کبھی نہیں دیکھا تھا،اس کا دل گھبرا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سانس تنگ ہو رہی تھی مگر وہ خاموش رہی۔وہ بیٹھا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔کچھ پل بیتے اور فری نے اسے گردن موڑ کر دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔اس کی گود میں شال تھی،ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملی ہوئیں۔اشعر نے گاڑی روک دی۔

"بتائیں کہاں اترنا ہے؟"وہ سرد مہری سے سامنے دیکھتے بولا تھا۔پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا

"آپ جہاں کہیں گی میں آپ کو چھوڑ آؤں گا۔کس سٹیشن پر جانا ہے؟"وہ آنکھوں کی پتلیاں دائیں بائیں کرتا فری کی اڑی ہوئی رنگت کو دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھیں گلابی پڑیں،آنسو گلے میں اٹک گئے

"آئی ایم سوری"آواز کانپی تھی،ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں سختی سے مقید ہوئی تھیں

"سوری؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"سوری فاروٹ؟"اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔فری نے اسے پہلے کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا،نہ اس کے ساتھ نہ گھر والوں کے ساتھ،آج وہ واقعی غصے میں تھا

"مجھے ایسے نہیں آنا چاہیئے تھا"وہ کانپتی آواز میں آہستہ سا بولی تھی

اس نے سر اثبات میں ہلایا"یو نو واٹ۔۔میرا ہی دماغ خراب ہے جو میں دیوار سے سر مار مار کر زخمی کر رہا ہوں"پھر سانس خارج کی مگر وہ نارمل نہیں ہوا"میں بھی ایک انسان ہوں فری،آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ آپ جو بھی کریں گی اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا؟ہمارا ایک ریلیشن ہے،

اس رشتے کو نکاح کہتے ہیں۔میں آپ کا شوہر ہوں کیا کبھی آپ کو یہ بات محسوس ہوئی ہے کہ میرا آپ سے کوئی تعلق ہے۔آپ کے دل میں جو آئے آپ بنا سوچے سمجھے کر لیتی ہیں،دل میں آئے تو گھر چھوڑ دیا،دل میں آئے تو شوہر کو چھوڑ دیا،دل میں آیا جہاں مرضی چل دیا۔۔کرائے بے بی بننے سے زندگی نہیں گزاری جاتی،میں آپ کا دوست بنا ہمدرد بنا صرف اس لیے کہ جب آپ کا دل کرے آپ میری مخلصی اور محبت میرے منہ پر ماریں اور جہاں دل کرے چلی جائیں؟میں گدھوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرا ہوں،کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا آپ کو"وہ ایک دم پھٹ پڑا تھا۔فری کی آنکھیں سرخ پڑیں مگر وہ خاموش رہی۔اس کی غلطی تھی اور وہ یہ مان چکی تھی"زندگی میں کچھ اور چیزیں بھی ہوتی ہیں،سب ایک جیسا نہیں رہتا یار۔۔میں نے آپ کو سمجھا،آپ کو سمجھایا،آپ سے پیار سے محبت سے تعلق نبھایا مگر میں غلط تھا۔آپ مجھ پر بھروسہ نہیں کر سکیں، میرا اتنا تو انتظار کر لیتیں کہ میں آ جاتا اور پھر جو بھی مسئلہ تھا ہم سورٹ آؤٹ کر لیتے مگر نہیں۔۔ آپ نے اشعر کو کبھی کچھ سمجھا ہی نہیں ہے۔۔آپ نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے اور میں آپ سے معافی مانگتا ہوں کہ میں نے آپ سے نکاح کیا آپ کے لیے تھپڑ کھائے آپ کے لیے سب سے لڑا آپ کے لیے سب کچھ برداشت کیا۔آئی ایم سوری کہ میں آپ کے لیے اچھا دوست نہیں بن سکا۔ ہمارے درمیان بس ایک کاغذی رشتہ ہے،میں آپ کا سوکالڈ شوہر ہوں اور آپ میری بیوی اور

بس،اس سے زیادہ کچھ نہیں"اس نے اپنی بات ختم کی مگر تنفس بڑھا تھا۔سر درد سے پھٹنے لگا تھا، خون دماغ کو چڑھ رہا تھا۔

اس نے فری کو دیکھا جو خاموشی سے پیچھے کو ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں دکھ تکلیف شاک اور صدمہ بیک وقت تھا۔

"اب آپ کچھ بولیں گی، کہاں جانا ہے؟"وہ اسی برف لہجے میں بولا تھا

اس نے تھوک نگلا، گلٹی ڈوب کر ابھری"کہیں بھی"

اس نے بس اتنا ہی کہا تھا اور اشعر نے سامنے دیکھتے سانس بحال کی تھی۔پھر اپنی طرف والی کھڑکی کھول دی اور ہوا اندر آنے دی۔گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی، شام رات میں بدل گئی تھی۔

یہاں سے دور سفید سرمئی بنگلے میں سفید لینڈ کروزر گیراج میں داخل ہوئی۔ڈرائیور نے اتر کر اس کی گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ اتر کر اندر کی جانب بڑھا۔جوتے دروازے کے ساتھ ریک میں رکھے اور جونہی اندر بڑھا صوفے پر بیٹھی آرا مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی، وہ بھی مسکرایا اور جھک کر اسے کندھے سے لگایا

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام!"آرا اسے دیکھتے مسکرائی تھی۔

وہ سیدھا ہوا اور صوفے پر بیٹھی رابیل کو دیکھا جو کہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور پھر کھڑی ہوئی۔وہ بھی مسکرایا اور دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے،وہ مڑا اور پیچھے لگی ایل سی ڈی پر چلتے کارٹون دیکھے اور مسکراہٹ گہری ہوئی یعنی وہ آرا کے ساتھ بیٹھ کر کارٹون دیکھ رہی تھی،گڈ!

پھر اس کی جانب بڑھا اور مسکرایا،اسے کندھے سے لگایا اور سرگوشی کی

"اتنا نہ مسکرائیں،مجھے ڈر لگ رہا ہے" اور اس سے الگ ہوا۔رابیل نے اسے دیکھا اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔وہ آنکھوں آنکھوں میں اسے کچھ کہہ رہی تھی۔صبح جاتے وقت وہ مامون سے سخت خفا تھی اور اب یوں مسکرا رہی تھی،اس کا دماغ خطرے کی گھنٹیاں بجا رہا تھا۔اس نے سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑ کر اندر کی جانب بڑھا۔پیچھے ہی رابیل بھی تھی۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنا کوٹ اتار کر کف کہنیوں تک فولڈ کر رہا تھا،نظر پیچھے بیڈ پر بیٹھی رابیل پر تھی جو ٹانگ پر ٹانگ جمائے مسلسل ایک ٹانگ ہلا رہی تھی اور اپنے ہاتھوں کی پشت اور ناخن دیکھ رہی تھی

"آج دن کیسا گزرا آپ کا؟" مامون نے آئینے میں دیکھتے اس سے پوچھا تھا

اس نے اسے دیکھا،پھر مسکرائی "اچھا۔۔بہت اچھا۔۔اتنا اچھا کہ میں ابھی آپ کا بھی اچھا کرتی ہوں"

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا "اوکے" اور فریش ہونے چلا گیا۔

جب وہ واپس آیا تو تولیے سے گیلے بال رگڑ رہا تھا، اس نے نیلی جینز پر سفید گول گلے والی شرٹ پہن رکھی تھی اور جیسے ہی اس نے گردن موڑی ڈریسنگ ٹیبل پر ایک جار پڑا تھا جس پر اس وقت کوئی لفظ نہیں تھا۔ اس نے جار دیکھا تو چونک گیا، پھر ہونٹ اوہ میں سکڑے۔ رابیل کاؤچ پر بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔ اس نے تولیہ بیڈ پر رکھا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون چارجنگ پر لگانے لگا۔ وہ اٹھی اور جار پکڑ کر اس کی طرف بڑھی۔ وہ مڑا اور اسے دیکھا، گیلے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ فون ہاتھ میں ہی رہ گیا

"ارے واہ۔۔ یہ کس نے دیا؟" وہ مسکرایا اور مڑ کر جھکا، فون سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا

"یہ۔۔ بس کسی نے دیا تھا۔ آپ کو یہ دیکھا دیکھا نہیں لگ رہا؟" وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تھی

مامون کی بھنویں بھینچ گئیں "ہاں۔۔ بہت سے جار زدیکھے ہیں۔ مے بی کہیں دیکھا ہو" اور بے پرواہی سے شانے اچکائے

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "اس میں خاص بات پتہ ہے کیا ہے؟" وہ بڑی دلچسپی سے بتا رہی تھی

"کیا ہے؟" وہ بھی بڑی دلچسپی سے سننے لگا

"اسے اگر کسی کے سر پر ماریں تو سر پھوٹ جاتا ہے یہ نہیں ٹوٹتا" اور مسکرا دی

وہ مسکرایا "گریٹ۔۔ یہ پلاسٹک گلاس ہو گا، نہیں؟" اور اسے دیکھا جس کی مسکراہٹ غائب تھی اس نے پہلے مامون کو دیکھا پھر جار کو اور ہاتھوں سے اسے چھوڑنے لگی تھی جب مامون نے اس جار تلے اپنا ہاتھ رکھ دیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ کیا کر رہی ہیں؟ٹوٹ جائے گا" وہ گھبرا کر بولا تھا مگر مسکراہٹ ابھی بھی ہونٹوں پر تھی

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "آپ کو کیا لگے؟ٹوٹ جائے" اور شانے اچکائے

اس نے اسے دیکھا مگر پھر ہنس دیا" پتہ ہے اس کے کتنے ڈالرز دیے تھے میں نے؟" وہ نرمی سے بولا تھا۔

"اور آپ نے یہ مجھے دے دیا" اس نے سنجیدگی سے سر اثبات میں ہلایا۔

مامون نے اس کے ہاتھوں سے جار لے لیا" آپ کو ضرورت تھی اور ویسے بھی کوئی چیز کتنی بھی قیمتی ہو آپ سے زیادہ قیمتی تو نہیں ہے نا" اور وہاں سے مڑ گیا۔جار کاؤچ کے سامنے چھوٹی شیشے کی میز پر رکھا۔اس کی دھڑکن مس ہوئی تھی مگر وہ سنبھل گئی

"بات کو مت بدلیں" اور اس کی طرف بڑھی "آپ مجھے سب کچھ کیوں نہیں بتاتے؟ہر دن ایک نیا راز کھلتا ہے، نیا شاک" اس نے سنجیدگی سے کہتے بازو سینے پر باندھ لیے

"کیا بتاتا؟اس وقت میں آپ کو بس پہچانتا تھا جانتا نہیں تھا۔میں نے یہ آرا کو دیا تھا اور اس نے آپ کو، مجھے پتہ تھا آپ سنبھال کر رکھیں گی اس لیے میں نے آپ کے پاس رہنے دیا" اور شانے اچکائے رابیل نے ضبط کیا" اور بھی کچھ جو ابھی کھلنا باقی ہے؟"

وہ ہنس دیا اور ہاتھ بڑھا اس کے شانے پر آئے لمبے بالوں کو پیچھے کیا۔

"مائی ڈیئر۔۔وہ جو آپ اکثر اپنی کلائی میں ٹچ واچ پہنتی ہیں نا، وہ میری ہے" اور مسکرایا۔

رابیل نے پوری آنکھیں کھولے اسے گھورا،وہ باقاعدہ چونکی تھی،ہاتھ پہلو میں گر گئے اور کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر نہیں۔۔وہ کیا کہے

کچھ پل بیتے اور وہ مڑی،بیڈ سائیڈ پر پڑی گھڑی اٹھائی

"یہ۔۔"اسے بلند کیا"یہ آپ کی ہے؟"

اس نے سادگی سے سر اثبات میں ہلایا

"نہیں۔۔یہ میں نے مینا سے لی تھی"پھر رکی،توقف کیا۔دماغ نے کچھ کہا تھا اور رابیل نے سنا تھا

"ڈونٹ ٹیل می کہ آپ نے مینا کو دی تھی"

اور وہ ہنس دیا۔رابیل کا ہاتھ معلق رہ گیا،منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اور اس نے ہاتھ پہلو میں گرا کر سانس خارج کی جیسے وہ یہاں بے بس ہے،وہ کہاں نہیں تھا؟وہ اس کی زندگی میں ہر جگہ تھا

"آپ یہاں سے نکلیں گی نا تو تھوڑا سا رائٹ جایئے گا،وہاں پہلا کمرہ تیمور کا ہے۔۔وہیں آپ کو مینا ملے گی اس سے کنفرم کر لیں"اور مسکرا کر اسے دیکھا

وہ دانت پیستے اسے دیکھتی رہی۔اسے غصہ نہیں تھا مگر کچھ تو تھا۔اس نے گھڑی دوبارہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا

"میں اپنی چیزیں یونہی دیتا رہتا ہوں، یونو میں سخی بڑا ہوں" اور شانے اچکائے۔ پھر ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے لمبے بالوں کو چھوا، انگلیوں نے بالوں کو چھوتے اوپر سے نیچے سفر کیا" اور میرے نصیب کی چیزیں گھوم گھما کر میرے پاس آجاتی ہیں، اب آپ خود کو ہی دیکھ لیں"

رابیل نے جھٹ سے گردن موڑ کر اسے دیکھا، وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا، وہ اس کے بالوں میں سے انگلیاں گزرا رہا تھا، اوپر سے نیچے، سیاہ آبشار۔۔

اس کی دھڑکن بڑھی تھی۔ وہ بس اسے دیکھے گئی، وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ ارسل حسیل اور امان۔۔ مگر وہ مامون کا نصیب تھی، وہ کسی اور کو کیسے ملتی؟ کیا تھا اس میں، وہ اسے ناپسند نہیں کرتی تھی، وہ اسے ناپسند کر ہی نہیں سکتی تھی۔ وہ اس سے متاثر تھی؟ وہ اس سے محبت کرتی تھی؟ اسے پسند کرتی تھی؟ نا جانے کیا جذبہ تھا مگر وہ اسے اپنے آس پاس اچھا لگتا تھا

مامون مسکرایا اور کھڑا ہوا "ڈنر کا وقت ہو گیا ہے۔۔ چلیں" اور باہر کی جانب بڑھا۔ اس نے سانس خارج کی اور پھر اس کے پیچھے ہی باہر کی جانب بڑھی۔

لندن میں شام اترنے والی تھی۔ ایسے میں ایک پولیس اسٹیشن میں دو مرد اور ایک لڑکی موجود تھی۔ لڑکی وہیل چیئر پر بیٹھی تھی۔ پولیس آفیسر کے سامنے بیٹھا عالیار ان سے بات کر رہا تھا اور سنینا اور

عبدل خاموشی سے سن رہے تھے۔ پھر عبدل نے سر ہلایا اور آفیسر جلدی سے کاغذ پر قلم رگڑنے لگا۔ پھر کھڑا ہوا تو ساتھ ہی عبدل اور عالیار بھی کھڑے ہوئے۔ اب آفیسر آگے تھا اور وہ تینوں پیچھے۔ ملاقاتی کمرے میں اس وقت اندھیرا تھا۔ درمیان میں میز تھی اور اس میز کے گرد کرسٹوفر بیٹھی تھی جس کے ہاتھ ہتھکڑی میں مقید تھے۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور پہلے عبدل داخل ہوا۔

کرسٹوفر نے فوراً گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ آگے ہوا اور پیچھے سے بھورے لمبے کوٹ والی سنینا واضح ہوئی۔ اس کا ہاتھ اس کے شوہر کے ہاتھ میں تھا اور جیسے وہ بڑی مشکل سے کھڑی تھی۔ وہ آگے بڑھے اور پیچھے سے ایک تھانے دار اندر داخل ہوا۔

سنینا چلتی ہوئی عین کرسٹوفر کے سامنے بیٹھ گئی۔ دونوں لڑکیاں اب آمنے سامنے تھیں مگر دونوں کے درمیان میز تھی۔ سنینا کے پیچھے عبدل اور عالیار کھڑے تھے۔

کرسٹوفر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر مسکرائی

"تم بھی بچ گئی" پھر ہنس دی اور سر نفی میں ہلایا "بہت ڈھیٹ ہو"

تینوں میں سے کوئی کچھ بھی نہیں بولا۔ کرسٹوفر نے گردن اٹھا کر دونوں مردوں کو دیکھا۔ پھر سانس خارج کی

"مجھے آگے رہنے کا جنون ہے۔ سب سے آگے سب سے اوپر، کوئی شخص میرے اوپر یا آگے جائے مجھ سے برداشت نہیں ہوتا" اس نے شانے اچکائے "میں نے جو کیا ٹھیک کیا" پھر سانس خارج کی

"میں تمھیں دوبارہ بھی اسی طرح ماروں گی۔ فلاطیوس کو بھی اور سنینا تمھیں بھی۔ تم دونوں میرے آگے رہے تو یہی کروں گی، میں میرے جنون کے آگے بے بس ہوں۔ یہ مجھے بے چین کیے رکھتا ہے، مجھے سکون تب پڑتا ہے جب ہر سو چر چا میرا ہوتا ہے۔ میں تم لوگوں کو وارن کر رہی ہوں، بچ سکو تو بچ جاؤ"

تینوں خاموش رہے۔ پھر عالیار آگے ہوا اور سینے پر دونوں بازو باندھے "تم پہلے بھی میری بیوی کی جان لینے کی کوشش کر چکی ہو جو کہ دفعہ 324 کے تحت قتل کی کوشش کے زمرے میں آتا ہے اور اس کی سزا عمر قید تک ہو سکتی ہے۔ اب دوبارہ تمہاری دھمکی دفعہ 506 کے تحت مجرمانہ دھمکی اور دفعہ 509 کے تحت عورت کو ہراساں کرنے کے جرم میں آتی ہے۔ میں تمہیں قانون کے مطابق خبردار کر رہا ہوں کہ اگر تم فوراً باز نہ آئیں تو تمھارے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ تمام گفتگو اور ثبوت محفوظ کیے جا چکے ہیں۔ تین سے چار سال جیل میں رہی نا تو سارے جن باہر نکلیں گے" پھر آگے کو جھکا، میز پر دونوں ہتھیلیاں جمائیں "میں عالیار مختار پیشے کا وکیل ہوں اور ایک بار میں نے تمھیں اندر کروا دیا نا تو خدا کی قسم دنیا کا کوئی قانون اور کوئی وکیل تمھیں باہر نہیں نکلوا سکتا اور تمھیں بتاتا چلوں کہ عورت کی جیل آدھا نہیں پورا پاگل خانہ ہوتی ہے" وہ کہہ کر سیدھا ہوا اور کرسٹوفر نے دانت پیستے اسے دیکھا

"تم۔۔ مجھے قید نہیں کر سکتے" وہ غرائی تھی

عالیار ہنس دیا"تم قید ہو چکی ہو۔کل تمھاری پیشی ہے میڈم، گواہ عبدل ہے اور وکیل میں۔۔کہا ناقید تمھارا مقدر بنادوں گا کہ تم آسمان دیکھنے کو ترسو گی"

اس نے عبدل کو دیکھا۔آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں"تم اسے روکتے نہیں ہو فلاطیوس۔یہ مجھے قید کر دے گا"

وہ خاموش رہا۔وہ یہاں بولنے نہیں سننے آیا تھا۔سنینا نے گلا کھنکھارا

"تم پاگل ہو چکی ہو کرسٹوفر۔۔بالکل پاگل۔۔ایک لمحے کے لیے امیجن کرو کہ تم نے مجھے اور عبدل کو مار دیا ہے۔ہم تمھارے رستے سے ہٹ چکے ہیں۔فرض کرو کہ ہماری جگہ کوئی اور آگیا جو تم سے اچھا آرٹسٹ ہے، پھر؟"

وہ غصے سے غرائی"میں اسے بھی مار دوں گی"

"کتنے لوگوں کا خون ہاتھ پر لو گی۔۔بہن یاد نہیں آتی تمھیں؟"سنینا کے انداز میں نرمی تھی۔ایک طمانیت ایک شائستگی سی۔

کرسٹوفر خاموش ہو گئی۔اس کا سر جھک گیا۔پھر سانس خارج کی"اگر تم مجھے یہاں سے ایڈن برا جانے دو تو میں یہاں واپس نہیں آؤں گی"اس کی آواز دھیمی تھی

کمرے میں خاموشی رہی۔پھر کرسٹوفر کی آواز ابھری

"وہاں۔۔"پھر عبدل کو دیکھا"وہاں میرا سب کچھ ہے۔میں اسے دیکھ کر جیتی ہوں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم نہیں مانتے" عالیار سنینا تک واپس آیا اور ہاتھ اس کی طرف بڑھایا" چلو نین۔۔کل کورٹ میں ملیں گے"

"نہیں۔۔" وہ تڑپ کر کھڑی ہوئی" مجھے ایڈن برا جانے دو۔میں یہاں واپس نہیں آؤں گی،وعدہ"

"ہمیں تمھارے وعدے پر اعتبار نہیں ہے" عالیار مڑا اور غصے سے اسے دیکھا۔

"میرا اعتبار کرو سنینا۔۔" وہ رو دینے کو تھی۔کیسے اس نے پل بھر میں رنگ بدلا تھا۔

سنینا خاموش رہی اور ہتھکڑی میں مقید لڑکی آگے بڑھی" تم تو یہاں سے چلی جاؤ گی۔میں قید رہ جاؤں گی" اس کی آنکھوں میں پانی تھا۔وہ پانی جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا

"مجھے معاف کر دو" اس نے گردن جھکالی۔

عالیار نے ہاتھ بڑھایا اور سنینا نے تھام لیا۔وہ کھڑی ہوئی اور جانے کو تھی۔کرسٹوفر کی آنکھوں میں خوف تھا۔ایک ڈر ایک وحشت سی۔

"سنینا۔۔مجھے معاف کر دو۔۔میں قسم کھاتی ہوں لندن چھوڑ دوں گی۔۔ایڈن برا چلی جاؤں گی"

عالیار آگے بڑھا اور سنینا ساتھ آگے بڑھی۔عبدل نے ایک نظر کرسٹوفر پر ڈالی اور سر نفی میں ہلا کر ملاقاتی کمرے سے باہر چلا گیا۔

کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی سنینا نے ایک نظر عالیار کو دیکھا،کرسٹوفر پیچھے رہ گئی۔دروازہ کھلا اور ایک آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی

"تم چلی گئی اور عبدل بھی اپنے دیس لوٹ گیا۔ میں قسم کھاتی ہوں میں آزاد ہو جاؤں گی اور پھر کسی اور کا خون اپنے ہاتھوں پر لوں گی۔ میرے گناہ کا وبال تمھارے ہاتھوں پر ہو گا کیونکہ خدا نے تمھیں معافی کی توفیق دی تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔ تم مجھے آزاد کر دو میں ایڈن برا چلی جاؤں گی لندن چھوڑ دوں گی۔۔ میں یسوع مسیح کی جھوٹی قسم نہیں کھاتی" اور خاموش ہو گئی۔

عالیار نے محسوس کیا تھا کہ سنینا کانپ رہی ہے، اس کا ہاتھ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں گلابی پڑیں۔ اس کے الفاظ سنینا دل پر اثر کیے تھے۔ اسے اندر سے ایک آواز آئی، وہی آواز جو اسے بے چین کر دیتی تھی۔ خدا نے تمھیں معاف کرنے کی توفیق دی اور تم نے معاف کر دیا" اس نے نم سانس اندر کھینچی اور مڑی۔

ایک نظر عالیار کو دیکھا پھر کرسٹوفر کو دیکھا" آگے سے آگے جانے کی چاہ نے انسان کو پاگل کر دیا یہاں تک کہ وہ قبروں میں پہنچ گئے" پھر سانس خارج کی

"اللہ نے مجھے معاف کرنے کی توفیق دی اور میں نے اللہ کے لیے تمھیں معاف کیا۔ میں نے خود ی کو چن کر دنیا کب کی رد کر دی، میں نے تمھیں اللہ کے لیے آزاد کیا۔ اب تم اپنے رستے میں اپنے رستے" اور کہہ کر رکی نہیں وہاں سے پلٹ گئی۔ کمرے میں خاموشی تھی، کرسٹوفر وہیں کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے ہتھکڑی میں مقید ہاتھوں کو دیکھا، کیا وہ واقعی آزاد تھی؟

وہ جب سے واپس آئے تھے دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔رات کے کھانے پر بھی وہ چپ چپ سا تھا،ایک دو نوالے لیے اور پھر اوپر آ گیا۔کچھ پل بیتے فری سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔دراز ے کا ناب گھمایا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔بیڈ پر بیٹھے اشعر کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا اور اس نے سر درد کی گولیاں ابھی نگلی تھیں۔فری نے چائے کا کپ بیڈ سائیڈ پر رکھ دیا۔وہ سکرین پر جھکا تھا،سر اٹھا کر اسے ایک نظر بھی نہیں دیکھا۔فری کا دل گھبرایا تھا،اس کا دل کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔وہ اتنا بے رخ کبھی نہیں تھا اور اگر ہوا تھا تو وجہ فری تھی۔اس نے تھوک نگلا اور بیڈ کی دوسری طرف بیٹھ گئی۔اس کے دونوں ہاتھ گود میں تھے اور وہ اشعر کو دیکھ رہی تھی۔پھر گلا کھنکھارا"آپ کی جاب کیسی جا رہی ہے؟"

وہ سکرین پر بھی جھکا رہا۔پھر اسے دیکھا،اس کے نقوش تنے ہوئے تھے جیسے وہ کتنے عرصے سے نہیں مسکرایا،ہنسنا تو دور کی بات ہے"اسے کیا ہونا؟سب ٹھیک ہے"اس کے لہجے کی ٹھنڈک فری کے ہاتھ جما رہی تھی

اس نے فون بیڈ سائیڈ پر رکھا اور لحاف اوڑھ کر اس میں کھسک گیا۔فری کچھ پل اسے دیکھتی رہی، آنکھوں کے کنارے بھیگے تھے۔اس کی چائے وہیں پڑی رہ گئی،اس نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا اور

پھر کھڑی ہوئی۔ گھوم کر اس کی طرف آئی اور اس کے سر سے ذرا سا کمبل سے ہٹا کر اس کا سر دبانا چاہا مگر اس نے ہاتھ جھٹک دیا اور کمبل پھر سے اوڑھ لیا

"شکریہ" وہ تلخی سے بولا تھا۔

فری کا ہاتھ وہیں معلق رہ گیا، پانی آنکھوں کے پیالوں میں بھر گیا تھا۔ اس نے ہاتھ پیچھے کیا اور بتی بجھا دی، کمرے میں اندھیرا تھا۔ اس نے سبز زیرو کا بلب جلایا اور پھر چلتی ہوئی بالکنی کے دروازے سے باہر آئی۔ پہلا قدم بالکنی کے ٹھنڈے فرش پر رکھا اور سردی سی محسوس ہوئی۔ پھر دروازہ ذرا سا بند کر دیا، ہوا میں خنکی تھی۔ ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی اور وہ آسمان دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں سوکھ چکی تھیں، آسمان پر بہت سے ستارے تھے مگر چاند غائب تھا۔ کبھی اسی بالکنی میں وہ اشعر کے ساتھ کھڑی کسی بات پر مسکرا رہی تھی، وہ کسی پینٹنگ کی تعریف کر رہا تھا یا اس کے لیے گنگنا رہا تھا۔ اس نے ہاتھ ریلنگ پر رکھے، ٹھنڈی ریلنگ پر ہاتھ رکھنے سے سردی جسم کے اندر تک محسوس ہوئی تھی۔ اس نے سانس خارج کی، پیر ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ اس نے سر پر دوپٹہ اوڑھا تھا جو کہ ہوا سے کندھوں پر ڈھلک گیا تھا۔ اس نے نم سانس اندر کھینچی اور آنکھیں بند کر کے کھولیں، نم آنکھوں کی بصارت دھندلی تھی۔ اس کی زندگی ایک بلبلے میں چل رہی تھی۔ روتی ہوئی، سہمی ہوئی، دوسروں کو خاموشی سے دیکھتی ہوئی، اپنی عمر کی لڑکیوں کو سراہتی ہوئی، انھیں حسرت سے دیکھتی ہوئی اور بلبلہ پھٹ گیا۔ پھر دوسرا بلبلہ بنا جس میں وہ مامون کے ساتھ تھی، اس کا سینہ تنگ ہوا تھا، سانس آنا دشوار

تھی۔وہ مامون کی کسی بات پر ہنس رہی تھی اور وہ بھی مسکرا رہا تھا،اس نے یونیفارم پہنا تھا اور وہ کالج سے آئی تھی جبکہ مامون نے تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا،وہ اسے بنا پلک جھپکے دیکھ رہی تھی اور بلبلہ پھٹ گیا۔پھر ایک نیا بلبلہ بنا جس میں تاثیر اسے تھپڑ مار رہی تھی،اس کا سر دیوار سے مار رہی تھی۔آنا بیچ میں آئی تھیں اور وہ رو رہی تھی،تاثیر نے اس کے منہ پر مزید ایک زوردار تھپڑ مارا تھا اور بلبلہ پھٹ گیا۔پھر ایک نیا بلبلہ بنا جس میں اشعر اسے ہاتھ پکڑ کر ساتھ لایا تھا،وہ اس کی تعریف کر رہا تھا اور وہ شرما رہی تھی،پھر ہنس رہی تھی اور وہ اس کے لیے کھانا بنا رہا تھا اور یہ بلبلہ بھی پھٹ گیا۔اس نے آنکھیں زور سے میچیں اور بنا آواز کے روتی گئی،اس نے سب اپنے ہاتھوں سے خراب کیا تھا۔لڑکی کے ہاتھ کپکپا رہے تھے،گال گیلے تھے اور آنکھیں گلابی۔

"اب کیا ہو گا؟ کیا وہ ایسے ہی رہے گا؟" یہ سوچ بار بار اس کی جان لے رہی تھی اور وہ مزید کپکپا رہی تھی۔اسے یاد پڑتا تھا کہ تاثیر کے آفس جانے کے بعد اسے اپنا سینہ تنگ ہوتا محسوس ہوا تھا،اس نے ارد گرد لوگوں کو دیکھا جو اپنا اپنا کام کر رہے تھے مگر تاثیر ابھی باہر آئے گی اور وہ سب اس پر ہنس رہے ہوں گے۔اس نے پینٹ برش وہیں رکھا اور وہاں سے باہر نکلی،اس نے سڑک پر دوڑتی گاڑیاں دیکھیں۔وہ کہاں جائے؟ وہ مڑی اور کیفے کی طرف بڑھی مگر تاثیر سب سے پہلے کیفے میں ہی آئے گی اور پھر کیفے میں تماشا لگے گا اور سب کیفے میں سب اس پر ہنس رہے ہوں گے۔اس کا تنفس بڑھا،دل مزید دھڑکن بڑھا رہا تھا۔اس نے ارد گرد دیکھا اور فٹ پاتھ پر تیز قدم بڑھاتی گئی۔۔اس کے پاس

پیسے نہیں تھے کہ کوئی کیب یا رکشہ لے لیتی، وہ بس آگے جاتی جا رہی تھی اور اسے خوف تھا کہ وہ اس کے پیچھے آئے گی اور یہی خوف اس کے گھر کی دیواریں کمزور کر گیا۔ بچپن اور اولین جوانی کا وقت اس کے ذہن پر ایک گہری چھاپ چھوڑ گیا تھا۔ اس نے کئی سال گزارے تھے مگر وہ بڑی نہیں ہوئی تھی۔ اسے آج بھی تاثیر ڈراتی تھی، وہ آج بھی اس سے خوفزدہ تھی۔ قصور کس کا تھا اس کے ماں باپ کا اور قصور کس کا ہے، شاید اسی کا مگر سب لڑکیاں بہادر نہیں ہوتیں۔ سب کو خوف سے لڑنا نہیں آتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ پکڑ کر ساتھ کوئی نہیں چلنا سکھاتا مگر ساتھ چل تو سکتا ہے نا اور اسے وہ ساتھ چلنے والا ملا تھا مگر اس نے اس کا ہاتھ بھی جھٹک دیا۔ اس کے ٹرامازاس کی محرومیاں اس کے اندر خلا کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوا تھا۔ وہ آج بھی اس چڑیا کے بچے کی طرح تھی جو اگر گھونسلے سے گر جائے اور کوئی محافظ نہ آئے تو وہ حالات کی نرمی سختی نہ سہہ سکے اور مر جائے۔ کچھ محرومیاں انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتیں۔ موازنہ اس کی شخصیت کو مسخ کر گیا تھا، وہ کل بھی قیدی تھی آج بھی قید ہے۔ تاثیر اس کا زندان تھی اور وہ کبھی اس سے نکل نہیں پائی تھی۔ وہ بالکنی میں کافی دیر کھڑی ستارے دیکھتی رہی پھر سرخ سوجھی آنکھیں لیے اندر آئی۔ وہ ایک دائرے میں گھوم رہی تھی جہاں تھوڑی دیر کے لیے خوشی آتی تھی اور پھر وہی رونا، اس نے اسے اپنی قسمت مان لیا اور خاموشی سے اندر آتے ہی بالکنی کا دروازہ بند کر دیا۔ اس کے سامنے پردے کر دیے اور پھر خاموشی سے بستر پر آ لیٹی اور لحاف اوڑھ لیا۔ اسے سو جانا چاہیئے، تصور حقیقت سے حسین تھا اور اسے پریوں کے خواب

اچھے لگنے لگے تھے لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ پریوں کے خواب زندگی میں کبھی حقیقت نہیں ہوتے۔ کئی راتیں اسی طرح رو کر سوتے گزری تھیں اور کئی راتیں اب ایسے گزریں گی۔ خوشی یا تسکین کے لمحے کبھی بھی ٹراماز کے چھوٹے سکارز یا نشان نہیں مٹاتے۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے انسان کے زخم مندمل ضرور کر دیتے ہیں، اسے دھندلا کر دیتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن جب دوبارہ ٹریگر ملتا ہے تو وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں سے بھاگا تھا، زخم پھر سے نرم ہونے لگتے ہیں اور خون پھر سے رسنے لگتا ہے اور یہ سائیکل چلتا رہتا ہے۔ وہ اس دائرے کا ہو کر رہ جاتا ہے ہاں مگر وہ چاہے تو دائرہ توڑ دے۔۔ مگر وہ چاہے تو!

یہاں سے دور سفید سرمئی محل میں روشنی اندھیرے کا مقابلہ کر رہی تھی۔ اگر تم تیمور کے کمرے کی بالکنی میں جھانکو تو ہینگنگ چیئر پر رامین گود میں ٹیبلٹ لیے بیٹھی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں چپس کا پیکٹ تھا اور وہ مووی دیکھتی وقفے وقفے سے چپس نکال کر کھا رہی تھی۔ ہوا سے پیچھے کھڑکی کے سفید جالی دار پردے ہل رہے تھے۔ دفعتاً تیمور آیا تھا اور آتے ہی اسے دیکھا، پھر اس کی طرف بڑھا اور چپس کے پیکٹ میں ہاتھ ڈال کر سارا پیکٹ ہی لے لیا۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا، مینا نے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا، وہ اسے نظر انداز کیے ریلنگ کی طرف بڑھا، چپس کا پیکٹ پیٹ اور ریلنگ کے درمیان رکھا اور پھر ساتھ ساتھ بات کرتے چپس کھانے لگا۔ مینا نے وہیں ٹیبلٹ رکھا اور

اس کی طرف بڑھی،اسے کندھے سے پکڑ کر پیچھے کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر وہ کال پر بات سنتا ڈھیٹ ہی ہو گیا تھا،مینا کو وہ پتھر کا لگا تھا

"میری چپس دو"وہ دبی دبی آواز میں چلائی تھی

اس نے پیکٹ اسے دے دیا مگر اندر چپس ختم تھی۔اس نے پہلے اندر جھانکا،پھر خالی پیکٹ وہیں پھینکا اور اسے بازو پر ایک زوردار مکا رسید کیا۔وہ مسکراتے ہوئے کراہا مگر فون پر بات سنتا رہا۔وہ منہ بنائے کھڑی رہی،اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس کا فون کھینچ کر زمین پر پٹخ دے۔

"نہیں۔۔اس نے نہیں جانا۔۔میں جاؤں گا"وہ فرش پر پاؤں رگڑتے نیچے دیکھ رہا تھا۔رامین کے کان فون کی طرف لگے تھے۔

"ہوں"وہ دوسری طرف سے آتی آواز سن رہا تھا۔پھر سانس خارج کی"میں چلا جاؤں گا۔۔اسے رہنے دو تم"

پھر سر ہلا کر دوسری طرف سنا اور پھر کال کاٹ دی۔فون پینٹ کی جیب میں رکھا اور اسے دیکھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی

"یہ کیا حرکت تھی؟"وہ چلائی تھی

اس نے نیچے گرا خالی پیکٹ دیکھا"تھوڑی سی تھی بس"اور سر جھٹکا

"میں موو دیکھ رہی تھی"وہ اس کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی

"اچھا" وہ فقط اتنا ہی بولا

"تم نے مجھے ڈسٹرب کیا ہے" مینا اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولی تھی

"میں تو تمھیں ڈسٹرب کر سکتا ہوں" اور مسکرا دیا

"ہاں؟" وہ بے یقین ہوئی، بھنویں بھینچ گئیں "یہ کس نے کہا ہے تمھیں؟"

اس نے سینے پر ہاتھ سے دستک دی "میرے دل نے"

مینا نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "رئیلی؟"

وہ پھر سے مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا۔

"فون کس کا تھا؟" مینا نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے

"زرار کا" وہ اب ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے باغ دیکھ رہا تھا۔

"تم کہیں جا رہے ہو؟" وہ بھی اس کے ساتھ ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑی ہو گئی

"ہاں" جواب مختصر جیسے وہ اس سے نظریں نہیں ملانا چاہتا تھا

"کہاں؟" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی

"سکاٹ لینڈ"

مینا کچھ بولنے والی تھی پھر خاموش ہوئی۔ پھر بولنے کے لیے لب کھولے "میں لندن جا رہی تھی نا؟"

"پلان چینج ہو گیا ہے" وہ ابھی بھی باغ دیکھ رہا تھا۔

"کیا؟" وہ ریکنگ چھوڑ کر اس کی طرف رخ کر کے کھڑی ہو گئی۔

تیمور نے سانس خارج کی اور ریکنگ چھوڑ کر اسے دیکھا "مینو۔۔ تم کہیں نہیں جا رہی، میں جا رہا ہوں"

اس نے اپنی بات کہہ دی مگر اس کی توقع کے عین مطابق رامین کے تاثرات حیرت کے تھے، اس کے لب کھل گئے۔

"تیمور۔۔ تم نے کہا تھا میں جاؤں گی۔ میں اپنی سٹڈی کمپلیٹ کروں گی اور ہمارے پلان کے مطابق کام بھی" اس نے ایک سانس میں اپنی بات مکمل کی تھی

"ہاں تو تم آگے پڑھو۔۔ تم یہاں ایڈمیشن لے لو نا، مجھے کوئی ایشو نہیں ہے مگر تم پاکستان ہی رہو گی" وہ اپنی بات اسے سمجھا نہیں پا رہا تھا

"نہیں۔۔ میں جاؤں گی، تم نے کہا تھا میں جاؤں گی" اس کی آواز بلند ہوئی تھی

تیمور آگے بڑھا اور اسے بازوؤں سے تھاما "مینو۔۔ تم اتنی دور اکیلی ایک ایسے شخص پیچھے جاؤ گی جس کا پتہ بھی نہیں ہے" پھر اس کے گال پر ہاتھ رکھا جیسے اسے سمجھا رہا ہو "یہ بہت بڑا رسک ہے۔ تم یہیں رہو، میں جاؤں گا"

مینا نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا"رسک ہے؟"اس نے بھنویں بھینچے اسے دیکھا"تب کہاں رسک تھا جب تم نے میرے ساتھ فائل ڈھونڈی تھی،تب کہاں رسک تھا جب ہم مولوی کے گھر رہے تھے؟"اس کی آواز بلند ہوئی

"تب میں تمھارے ساتھ تھا"اس نے کہہ کر سانس خارج کی

"اب بھی تم میرے ساتھ ہی ہو"پھر اس کی طرف بڑھی"تم جاؤ گے تو رسک ختم ہو جائے گا؟میں کسی سے نہیں ڈرتی"اسے غصہ آنے لگا تھا

"مینو۔۔تم میری بات نہیں سمجھ رہی یار"وہ بھی جھنجھلا گیا"تم یہیں رہو نا،رہ کر اپنا ماسٹرز کمپلیٹ کرو۔۔میں جاؤں گا اور ایک آدھ مہینے میں آجاؤں گا"کہہ کر اس نے دونوں ہاتھ ریلنگ پر رکھے اور باہر جھانکنے لگا

وہ ہونٹ کاٹتے اسے دیکھتی رہی،پھر بولی تو بس اتنا ہی

"میں نے کہا نا کہ میں کر لوں گی تو کر لوں گی۔۔تم مجھے انڈر ایسٹیمیٹ کر رہے ہو،میرے لیے کچھ مشکل نہیں ہے"اس نے تیمور کی کہنی تھام کر اسے اپنی طرف موڑنا چاہا۔وہ جیسے اسے سمجھا رہی تھی

تیمور جھٹ سے مڑا اور سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا"میں نے تم سے مشورہ نہیں مانگا۔کہا نا تم نہیں جا رہی خطرہ ہے تو بس تم نہیں جا رہی"اس نے سختی سے اسے منع کیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میناچند پل تو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی،اس نے پہلے کبھی اس سے اس طرح درشتی سے بات نہیں کی تھی۔اس نے لب کھولے "میں۔۔"

"بس" وہ پھر سختی سے بولا "رات بہت ہو گئی ہے۔سو جاؤ" کہہ کر اس نے اپنا رخ پھر باغ کی طرف موڑ لیا۔

اس کی آنکھوں کے کنارے نم ہوئے تھے۔وہ پھر بھی آگے بڑھی "تیمور۔۔"

"نو مورڈسکشن" اس نے پھر سنجیدگی سے کہا اور بازو لمبا کر کے اندر جانے کا اشارہ کیا "چلو اندر۔۔سو جاؤ" وہ اسے بھنویں بھینچے تنے نقوش سے دیکھ رہا تھا

مینا نے اسے نم آنکھوں سے دیکھا "آئی ہیٹ یو" اور پیر پٹخ کر اندر چلی گئی۔

وہ بھی سانس لے کر رہ گیا۔پھر گردن جھکائی اور آنکھیں میچ لیں،وہ ٹھیک تھا۔سکاٹ لینڈ پتھروں کا دیس تھا اور وہ اسے وہاں نہیں بھیج سکتا تھا۔اسے اپنے کیے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی۔

دوپہر کے دو بجے کا وقت تھا اور فری نماز پڑھ کر نیچے آئی تھی۔لاؤنج میں رانیہ بیٹھی صارم کو کھانا کھلا رہی تھی۔اس کے اور اشعر کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی،نہ آج وہ اسے سٹوڈیو لے کر گیا تھا۔وہ لاؤنج سے ہوتی باہر باغ میں چلی گئی تھی،وہاں چارپائی پر گلشن آرا بیٹھی تھیں،ان کے سامنے بڑی سی پرات تھی جس میں کٹے ہوئے کچے آم تھے،پاس ہی تیل اور مسالہ جات تھے۔موسم بدل رہا تھا اور وہ آم کا اچار ڈال رہی تھیں۔فاطمہ ان کے پاس بیٹھی تھی،وہ فری کو آتا دیکھ کر مسکرائی

"کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتی ہوں؟"اس نے بڑی نرمی سے پوچھا تھا اور گلشن آرا مسکرا دیں، سر اثبات میں ہلایا۔ فاطمہ نے کچے آم کا کٹا ٹکرا پکڑا اور دانتوں سے کاٹا۔ گلشن آرا نے اسے گھورا اور مسکرا دیں۔

"اشعر کھانے کے ساتھ اکثر اچار لیتے ہیں۔۔آپ بہت اچھا اچار بناتی ہیں"فری نے مسکرا کر تعریف کی اور جوتا اتار کر چارپائی کے ڈنڈے پر دونوں ٹانگیں سینے سے لگائے بیٹھ گئی۔

وہ ہنس دیں"ارے ابھی تو فرحت نے انھیں قابو کر کے رکھا ہے ورنہ یہ آتے جاتے ڈنڈی مار جاتے تھے"

فری بھی مسکرائی تھی۔اب وہ نیچے آ کر ان سے باتیں کیا کرتی تھی، فرحت کو شام کی چائے بنا کر دیتی تھی۔اس دن کے بعد سے جب سے رابیل نے انھیں سمجھایا تھا تب سے ان کا فری کے ساتھ تعلق بھی اچھا ہو گیا تھا۔

"آپی آپ بھی کھا کر دیکھیں"فاطمہ نے کچے آم کا چھوٹا ٹکرا اس کو دیا۔ گلشن آرا نے اسے دیکھا اور پھر نظر نیچے کر لی"اسے بھی الٹے کاموں پر لگا دو"

مگر فری آم کا ٹکرا پکڑ چکی تھی۔اس نے دانتوں سے تھوڑا سا کاٹا، وہ کھٹا تھا مگر اسے اچھا لگا۔

"آپ کے گھٹنوں کا درد کیسا ہے؟"فری نے دھیمی مسکراہٹ سے پوچھا تھا

وہ مسکرائیں اور سانس خارج کی "اب ٹھیک ہے۔۔شام میں جب تم فرحت کی چائے لاؤ گی پھر ہو گا"

فری نے تھوڑا سا آم اور کاٹا "میں پھر دبا دوں گی "اور شانے اچکائے

انھوں نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر اس لڑکی کو دیکھا جو کھٹے آم کو تھوڑا تھوڑا کر کے کھا رہی تھی۔

"کیا تم نے پہلے کبھی یہ آم کھائے ہیں؟"انھوں نے شائستگی سے پوچھا تھا

فری نے نفی میں سر ہلایا "ہم کھانے کے ساتھ اچار نہیں لیتے تھے "پھر تھوڑا سا آم مزید کاٹا اور اسے زبان اور تالو کے درمیان رکھا "میں نے یہیں آ کر کھایا ہے اور یہ بہت مزے کا ہے۔آپ بہت اچھا اچار بناتی ہیں "اس نے پھر سے تعریف کی تھی

"بس اچار؟"انھوں نے منہ بنایا تھا

وہ ہنس دی "نہیں۔۔آپ سب کچھ بہت اچھا بناتی ہیں۔پودینے کی چٹنی سب سے اچھی ہوتی ہے، مجھے وہ دوپہر کے کھانے کے ساتھ بہت اچھی لگتی ہے "اور مسکرائی

گلشن آرا نے اسے گردن موڑ کر دیکھا،وہ پہلے دن کی طرح چپ چپ سی نہیں تھی۔وہ اب بولنے لگی تھی اور سب سے زیادہ گلشن آرا کے ساتھ ہی بولتی تھی۔

"ابھی یہاں مینا ہوتی نا تو آدھے آم میرے اس نے کھا جانے تھے "اور ہنس دیں

"واقعی؟اسے آم بہت پسند ہیں کیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں نا۔۔اور ایک تمھارے شوہر کو۔۔ بچپن میں فرحت بچا بچا کر رکھتی تھی۔ سکول کالج جاتے تھے تو پھر ہم کہیں چھپ چھپا کر اچار ڈالتے تھے،ان کے آتے ہی اوپر رکھ آتے تھے مگر ایک کو بھی خوشبو آجائے نا تو مطلب گئے "اور مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا

"کیا اشعر بہت شرارتی تھے؟"وہ بڑی دلچسپی سے پوچھ رہی تھی

وہ ہنس دیں "اشعر میرا سب سے سلجھا ہوا بچہ ہے۔وہ چیزوں کو زیادہ بڑھاتا چڑھاتا نہیں ہے، شرارتیں بھی کم ہی ہاں مگر مینو کے پیچھے لگ کے کبھی کبھی "وہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھیں اور وہ مسکراتے ہوئے سن رہی تھی حالانکہ صبح سے اسے رونا آرہا تھا کہ نہ وہ اسے اٹھا کر گیا ہے نہ بریک فاسٹ کا پوچھا اور نہ ہی کوئی میسج یا کال کی۔

"آپ کا گھر تو بہت پیارا ہے۔یہاں فیملی ہے اور یہاں سب ہے "اور مسکرا دی۔ گلشن آرا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی،کچھ عجیب سا تھا جو چہرے پر عیاں ہوا تھا۔اس کے آنے کے بعد ایک بار بھی اس کی ماں نے مڑ کر نہیں دیکھا،اس کے باپ نے اسے نہیں پکارا۔ان کے لیے فری کبھی تھی ہی نہیں۔۔اس کی غیر موجودگی ان پر کیا اثر کرے گی جس کی موجودگی غیر اہم تھی۔وہ کٹے آموں کو دیکھ رہی تھی۔

"تم بھی اپنے بچپن کی بات بتاؤ "انھوں نے فری سے پوچھا تھا اور فری کے چہرے پر ایک سیاہ سا سایہ لہرایا۔ مسکراہٹ مدھم پڑی اور اس نے تھوک نگلا۔

"میں بچپن میں بھی ایسی ہی تھی" اور اس نے شانے اچکائے مگر گلشن آرا جانتی تھیں کہ آنکھوں میں سرخ لکیریں یونہی نہیں ابھرتیں۔

"مطلب تم بچپن میں بھی اتنی ہی پیاری تھی" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھیں اور وہ ہنس دی

"شاید" اور سانس خارج کی۔

دفعتاً باغ میں فرحت آئی تھیں اور ان کے ہاتھ میں بالٹی تھی جس میں مائع لگے کپڑے تھے۔ وہ جیسے ہی گلشن آرا کے ساتھ آ کھڑی ہوئیں فری فوراً سے کھڑی ہو گئی اور انھیں مسکرا کر دیکھا مگر انھوں نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر نظر انداز کر دیا۔

"امی۔۔ ساتھ والی شبانہ کے گھر سے بچہ آیا تھا؟" فرحت گلشن آرا سے مخاطب تھیں

"ہاں۔۔ اسے میں نے لیموں کی ٹوکری دی تھی" اور وہ نیچے دیکھتی رہیں۔

"ہاں میں ہی انھیں کہہ کے آئی تھی" پھر فری کو دیکھا "تم کیا کر رہی ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "کچھ نہیں" اور ہاتھ میں پکڑا کچا آم پیچھے چھپا لیا

"اچھا چلو آؤ۔۔ میرے ساتھ یہ کپڑے ڈلواؤ" اور باغ کی پچھلی طرف بڑھ گئیں جہاں تین چار پتلی پتلی رسیاں دیوار کے ساتھ لگی تھیں۔ انھوں نے ایک قمیض نکالی اور اسے نچوڑا، پھر اسے بتایا کہ کیسے اسے رسی پر سوکھنے کے لیے ڈالنا ہے۔ اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور پھر باری باری کپڑے ڈالنے لگی مگر

اس کی قمیض آگے سے ساری گیلی ہو گئی تھی۔فرحت نے اسے دیکھتے سر نفی میں ہلایا اور پھر سانس خارج کی

"کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا،اب کپڑے بدل آؤ۔۔سارے گیلے کر لیے"اور سر جھٹکا

وہ وہاں سے نکل آئی اور گیلی قمیض کے ساتھ ہی اوپر بڑھی تھی۔اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ اس سے بات کرتی ہیں ورنہ تو یوں لگتا تھا وہ اس سے خفا ہیں

اب وہ کسی حد تک ٹھیک تھی۔وہیل چیئر کی ضرورت نہیں تھی،رات میں اور صبح میں واک بھی کر لیتی تھی۔عالیار کا فلیٹ چند قدم فاصلے پر تھا،کچھ چاہیئے ہوتا یا کوئی بھی مسئلہ ہوتا تو وہ فوراً آ جاتا تھا۔

اس نے اپنا پسندیدہ بھورا ٹخنوں تک آتا کوٹ پہن رکھا تھا،نیچے سیاہ ٹراؤزر شرٹ تھی اور سیاہ سنیکرز۔لندن میں آج کل ویسے بھی خنک ہوائیں چل رہی تھیں۔وہ پر سکون سی ایک بڑی سی عمارت کے ویٹنگ ایریا میں بیٹھی تھی۔اس نے آنے سے پہلے عالیار کو فون کر دیا تھا،چوتھے فلور پر اس کا فلیٹ تھا اور اس کے آنے میں دس منٹ تھے۔وہ اس سے ملنے آئی تھی اور اب اس کا انتظار کر رہی تھی۔صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے اس نے سامنے پڑے میز پر پڑا اخبار پکڑا اور صفحے پلٹانے لگی۔ایک جگہ پر ٹھہر گئی اور انگریزی تحریر پڑھنے لگی۔وہ سنجیدہ سی تھی،تحریر نے اس پر اثر کیا

تھااور یہ بات اس کی گلابی پڑتی آنکھیں بتا رہی تھیں۔اس نے تھوک نگلااور بہت سے آنسواندر اتارے۔اخبار کسی مردہ عورت کی کہانی بتا رہا تھااور ساتھ اس کی خوبصورت سی تصویر بنی تھی۔وہ کوئی اداکارہ یاماڈل تھی شاید، مسکراتاہواچہرہ مگر ساتھ اس کی درد بھری داستان رقم تھی۔کہانی کچھ یوں تھی کہ ایک فلیٹ سے چندروز قبل اس عورت کی لاش برآمد ہوئی تھی۔اس کا جسم گل سڑ چکا تھا،اس کا گھر ویران تھا،فریج میں پڑی چیزیں خراب ہو رہی تھیں اور پوسٹ مارٹم سے پتہ چلا کہ وہ پچھلے آٹھ ماہ سے مردہ اپنے فلیٹ میں اسی حالت میں پائی گئی ہے۔گھر والوں نے اس کی کوئی خبر نہیں لی اور وہ اس سے قطع تعلق کیے ہوئے ہیں۔نہ کوئی اس کی لاش لینے آیا ہے اور ایسے ہی تدفین کی تیاری جاری ہے۔سوال یہ تھا کہ کوئی دوست کوئی ہمسایہ کوئی ہمدرد کوئی جاننے والا اس کا پوچھنے نہیں آیا؟کسی کو اس کا خیال نہیں آیا کہ اس کی کال نہیں آئی اس کا میسج نہیں آیا یا اس کو فزیکلی نہیں دیکھا تو کیا وہ ٹھیک ہے؟اس کے تین لاکھ فالوورز میں سے کسی کو اس کا خیال نہیں آیا؟

سینا سے مزید نہیں پڑھا گیا اور اس نے اخبار وہیں ساتھ الٹا کر کے رکھ دیا اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں دے دیا۔وہ رو رہی تھی اور آنسو اس کی تھوڑی سے نیچے ٹپکتے گود میں گر رہے تھے۔

یہ ہے ایک انسان کی حقیقت،فقط مٹی کا ڈھیر اور چند لمحوں کی مار،سارا کھیل ختم۔اگر اس رات وہ ڈوب جاتی تو اس کے بابا کا کیا حال ہوتا؟اس رات عبدل نہ آتا تو اس کا پتہ کس کو چلتا؟اس کے بھی تو کئی ہزار فالوورز تھے کیا کوئی اسے بچانے آتا؟کیا اسے ڈوبنے سے بچا سکتا تھا؟کیا کوئی اس کے باپ کو

اس کے خسارے پر دلاسہ دے سکتا تھا؟ وہ بس روئے جا رہی تھی۔ پانی میں ڈوبنے پہلا سوال اس نے خود سے کیا تھا وہ یہی تھا کہ "میں نے اللہ کے لیے کچھ کیا ہی نہیں۔ جن کے لیے کیا انھوں نے مجھے کہیں کا چھوڑا ہی نہیں"

اس نے نم سانس اندر کھینچی۔ کیا فائدہ اتنا کچھ کرنے کا سب ایک دن یہاں چھوڑ جانا ہے۔ عقل مند تو وہی ٹھہرے جو یہاں رہتے ہوئے اپنے لیے اس جزیرے پر سامان اکٹھا کرتے رہتے ہیں جہاں انھوں نے ہمیشہ رہنا ہوتا ہے۔ انسان کو بڑے نہیں تو چھوٹے چھوٹے کام اللہ کے نام کرنے چاہیئے تاکہ جب دنیا اسے رد کر دے تو وہ اللہ کے پاس دوست کی حیثیت سے جائے۔ اس خوشی سے جائے کہ اللہ اسے جانتا ہے۔ ان کاموں کی ضرورت اللہ کو نہیں انسان کو ہوتی ہے۔ خودی ہمشیہ چھوٹے چھوٹے کاموں سے شروع ہوتی ہے۔ پہلے چھوٹے چھوٹے کام اس کے نام کیے جاتے ہیں پھر اللہ بڑے کاموں کی بھی توفیق دیتا ہے۔ وہ اسی طرح بیٹھی تھی جب اس کے ساتھ عالیار آ بیٹھا اور اس نے سنینا کے چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔ اس کا چہرہ بھیگ چکا تھا، گال سرخ تھے، آنکھیں گلابی

"کیا ہوا؟" وہ پریشان سا بیٹھا تھا۔ پھر آگے کو ہوا اور اسے ٹشو دیا۔

سنینا نے ٹشو لے لیا اور چہرہ صاف کیا۔ پھر نم سانس اندر کھینچی اور سر نفی میں ہلایا "کچھ نہیں"

اس نے سانس خارج کی "کچھ نہ ہونے پر یہ حال ہے تو کچھ ہو گیا تو کیا ہو گا۔۔ بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

اس نے نم پلکیں اٹھائیں اور اسے دیکھا "بابا کی یاد آ رہی ہے"

وہ مسکرایا۔ پھر شانے ڈھیلے چھوڑے "تم بہت عجیب ہو" پھر ہنس دیا "بس ایک دو دن۔۔ پھر انہی کے پاس ہو گی"

اس نے نم سانس اندر کھینچی اور سر اثبات میں ہلایا۔ وہ آگے کو ہوا اور پانی کی بوتل کھول کر اسے دی۔

سنینا نے تھام لی اور منہ سے لگا کر چند گھونٹ اندر اتارے

"میں نے کہا تھا نا تم مت آؤ۔۔ میں آ جاتا ہوں" سنینا نے بوتل اسے تھمائی اور اس نے واپس میز پر رکھ دی۔ پھر اس سے مخاطب ہوا

"کمر میں درد تو نہیں ہے"

سنینا نے نفی میں سر ہلایا اور وہ کھڑا ہوا۔ ہاتھ بڑھایا اور سنینا نے تھام لیا۔

دونوں ایک ساتھ باہر بڑھے تھے۔ ساتھ چلتے عالیار نے سنینا کا ہاتھ تھام رکھا تھا "تم نے ایسے ہی اسے جانے دیا۔۔ اگر اس نے تمھیں پھر نقصان پہنچایا تو؟"

سنینا نے ساتھ چلتے عالیار کو دیکھا "زندگی اللہ کی امانت ہے۔ جس نے پہلے بچایا تھا وہ پھر بچا لے گا"

عالیار نے اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھا اور سر ہلایا۔ دونوں ساتھ آگے بڑھ رہے تھے

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔ فیکٹری کے باہر سفید لینڈ کروزر کھڑی تھی،دفعتاً رابیل باہر آئی اور پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ پھر سانس خارج کی اور ساتھ بیٹھے مامون کو دیکھا۔ گاڑی سڑک پر بھاگ رہی تھی،اس نے اپنا سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا تھا۔مامون نے اسے دیکھا"آج کا دن کیسا رہا؟"

"بہت بزی۔۔میں تھک گئی ہوں"اس کے لہجے سے تھکاوٹ واضح تھی۔وہ فقط مسکرایا۔

اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جیسے سونا چاہتی ہو یا نیند آ رہی ہو۔

"طبیعت ٹھیک ہے؟"مامون نے پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا

اس نے آنکھیں کھول لیں"ہوں۔۔رات کو دیر سے سوئی تھی اور اب نیند آ رہی ہے"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"میں خود آجایا کروں گی"اس نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا،اس کی آواز سے لگتا تھا کہ واقعی اسے نیند آئی ہے۔

وہ مسکرایا"اٹس اوکے۔۔میں بھی اسی وقت آفس سے نکلتا ہوں"اور شانے اچکائے

"میں ڈرائیورز کم ہی رکھتی ہوں اور پے بھی نہیں دیتی"وہ جیسے اسے جتا رہی تھی

مامون نے اسے دیکھا اور مسکرا کر سر ہلایا"میں بھی لفٹ کم ہی دیتا ہوں مگر پھر جتاتا نہیں ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی مسکرائی تھی،اس نے پشت پر رکھی گردن باہر کھڑکی کی طرف موڑلی۔پھر آہستہ آہستہ آنکھیں بند کرلیں۔مامون بس اسے دیکھتا رہ گیا،اس نے سانس خارج کی۔سارے دن کے بعد وہ چاہتا تھا کہ وہ اس سے باتیں کریں مگر اسے نیند پوری کرنی تھی۔باتوں کے لیے تو عمر پڑی ہے، نیند پر کوئی کمپرومائز نہیں ہونا چاہیئے

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔سفید سرمئی بنگلہ روشن تھا۔سلاخ دار گیٹ کھلا اور سفید گاڑی اندر داخل ہوئی۔گیراج میں آرکی اور اس میں سے تیمور باہر نکلا تھا۔اس نے نیوی بلیو کوٹ بازو پر ڈالا تھا، آف وائٹ شرٹ کے کف مڑے تھے، گریبان کے بٹن کھلے تھے اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی تھی۔وہ آگے بڑھا اور بائیں طرف لاؤنج سے باغ میں آتی سیڑھیوں پر بیٹھی باتیں کرتی آرا اور رامین کو دیکھا، سنجیدگی سے آگے بڑھا اور جوتے ریک میں اتار کر اندر چلا گیا۔لاؤنج میں خاموشی تھی،سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔

فریش ہونے کے بعد جب وہ واش روم سے باہر نکلا تو بال گیلے تھے جنھیں وہ تولیے سے رگڑ رہا تھا۔مینا بیڈ پر بیٹھی تھی،ان دونوں کے درمیان ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔اس نے تولیہ کاؤچ پر پھینکا اور پھر باہر بالکنی میں چلا گیا۔وہ ریلنگ پر کہنیاں رکھے نیچے دیکھ رہا تھا۔اس کا فون مسلسل بج رہا تھا،ہوا سے بال ہل رہے تھے اور وہ قطعاً اندر نہیں جانا چاہتا تھا۔

"مینا فون پکڑانا" اس نے باہر سے ہی آواز دی تھی حالانکہ اسے معلوم تھا کہ وہ ناراض ہے۔

وہ نہیں آئی اور اس کا فون سائیڈ ٹیبل پر پڑا بجتا رہا۔اس نے سانس خارج کی اور اندر آیا مگر آتے ہی دیکھ کر رہ گیا۔وہ اپنے کپڑے بیگ میں ڈال رہی تھی،اس کا منہ بنا ہوا تھا اور وہ شاید روئی بھی تھی۔ اس کے چہرے کے نقوش تن گئے اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون پکڑا،سکرین سوائپ کی اور واٹس ایپ پر میسج چھوڑ کر ڈیٹا آف کر دیا۔مینا جانے کو تیار تھی،دونوں آمنے سامنے تھے مگر دونوں کے درمیان بیڈ تھا

"تم اپنی مرضی سے جا رہی ہو اپنی مرضی سے آؤ گی۔مجھ سے یہ امید مت رکھنا کہ میں تمھیں لینے آؤں گا"اس نے بھی سنجیدگی سے کہا تھا

وہ پھر بھی خاموش رہی اور اپنا بیگ ہاتھ میں لیا اور گھوم کر باہر نکلنے لگی مگر تیمور نے اسے کہنی سے تھاما تھا

"بات کو بڑھاؤ مت"اس نے اسے کہنی سے تھام کر اپنے سامنے کھڑا کیا تھا۔

"میں بات کو نہیں بڑھا رہی"وہ بھی سنجیدگی سے بولی تھی

اس نے فرش پر پڑا بیگ دیکھا،پھر رامین کے چہرے کو"اتنی سی بات پر تم گھر چھوڑ کر جا رہی ہو،ہم بیٹھ کر بات کر کے بھی مسئلہ حل کر سکتے ہیں"

اس نے اپنی کہنی چھڑائی اور بازو سینے پر باندھ لیے"تم بات مانتے ہو میری؟تم ہر بات میں اپنی من مانی کرتے ہو"

تیمور مسکرایااور سر اثبات میں ہلایا"ثابت کرو اپنی بات، میں نے تمھاری بات کب نہیں مانی؟"

اس کا تنفس بڑھ گیا مگر وہ خاموش رہی۔ تیمور ذرا سا آگے ہوا"دیکھو مینو۔۔تم ایک بے وجہ بات پر ضد کر رہی ہو، اب تک ہم دونوں ساتھ تھے مگر میں تمھیں اتنی دور صرف اس لیے بھیجوں کہ تم وہاں انجان شہر نئے لوگوں میں ایک ایسے شخص کو ڈھونڈو جس کا تمھیں کچھ نہیں پتہ، میں تمھاری سیفٹی کے لیے ہی کہہ رہا ہوں"وہ بڑے تحمل اور نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا

رامین نے اسے غصے سے دیکھا"تم نے مجھے کیا سمجھا ہے تیمور؟ میں کوئی ٹافی نہیں ہوں جسے کوئی بھی کھا جائے اور میں تمھارے بغیر بھی رہ سکتی ہوں۔۔اگر تمھیں میرے لیے زیادہ ہی سیکیورٹی کی فکر ہو رہی ہے تو تم بھی میرے ساتھ چلو"اس کی آواز بلند ہوئی تھی

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے کتنے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں، وہ الفاظ جن پر وہ خود بھی پچھتانے والی ہے۔

"ہاں۔۔تم میرے بغیر رہ سکتی ہو"اس نے صرف سوچا مگر کہا نہیں، اسے دل ٹوٹنے کا درد محسوس ہوا تھا اور وہ شدید تھا۔ وہ درد جو اسے خاموش کرا گیا تھا، آنسو وہ جو بہہ نہیں سکے تھے اور وہ بس اسے دیکھے گیا

"مینا۔۔"

"اگر تم اپنی بات پر قائم رہے تو میں مامون بھائی کے پاس چلی جاؤں گی" اس نے تیمور کی بات کاٹی تھی اور اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی تھی

اس کی بھنویں بھینچ گئیں "کیا کہو گی تم مامون کو؟"

"یہی کہ تم مجھ پر پابندیاں لگا رہے ہو" وہ جھٹ سے بولی تھی

وہ اس کے قریب آیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا "تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو مینو۔۔ تمھیں جس کے پاس جانا ہے جاؤ، چاہے مامون کو بتاؤ یا رابیل کو۔۔ کوئی میری نہ کو ہاں میں نہیں بدل سکتا۔ پوچھ لو جا کر مامون سے، میں انڈر پریشر نہیں رہتا، آئندہ مجھے یہ دھمکی مت دینا" اس نے بھی تنبیہ کی تھی۔ اب وہ بھی غصے میں آ گیا تھا

مینا نے اسے کندھے سے پیچھے جھٹکا تھا، آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے اور وہ بیڈ پر بیٹھ کر رونے لگی تھی۔

"تم جھوٹے ہو، تم نے جھوٹ بولا تھا"

اس نے سانس خارج کی اور اس کے پاس بیٹھ گیا "کیا ہو گیا ہے؟ اتنا ایشو کیوں بنا رہی ہو؟ میں بس یہ کہہ رہا ہوں کہ تم وہاں نہیں جاؤ، وہاں خطرہ ہے۔ میں نے تم پر کوئی پابندی نہیں لگائی، تم پڑھنا چاہتی ہو پڑھ لو، لندن جانا ہے لندن جا کر پڑھ لو مگر مینو میں تمھیں خطرے سے دور رکھنا چاہ رہا ہوں۔ اب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تک میں تمھارے ساتھ تھا، تمھیں کچھ ہوتا تو میں آگے آجاتا مگر وہاں میں نہیں ہوں گا اور تمھیں کچھ ہو۔۔"اس نے تھوک نگلا"میں یہ افورڈ نہیں کر سکتا"

رامین نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا، پھر نم سانس اندر کھینچی۔وہ اس سے نظریں چرا رہا تھا یا شاید خود سے۔

"چوزو۔۔مجھے کچھ نہیں ہو گا"اس نے نم آواز میں آہستہ سے کہا تھا

"میرا دل نہیں مانتا، تم میرے بغیر رہ سکتی ہو میں نہیں رہ سکتا"اس نے اقرار کیا تھا، دل کی بات زبان پر آئی تھی اور وہ اب نظریں نہیں چرا رہا تھا

"تم تو کہتے تھے میں تمھیں اچھی نہیں لگتی۔تم مجھے چھوڑ دو گے"مینو اب بھی اسے ہی گھور رہی تھی اس نے سانس خارج کی اور آنکھیں بند کر کے کیا کچھ ضبط کیا تھا۔پھر اس کا ہاتھ تھاما"کیا تم میری یہ بات نہیں مان سکتی؟"

اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکال لیا"مجھے ایموشنل بلیک میل مت کرو"اور چہرہ موڑ لیا

"اور جو تم کر رہی ہو"وہ بھی جھٹ سے بولا تھا

وہ خاموش رہی۔وہ پھر سے بولا"آج میں بہت تھکا ہوا ہوں۔میرے سر میں بھی درد ہے"

رامین نے اسے دیکھا"میرے بھی سر میں درد ہے"جیسے اس نے اسے جتایا تھا

وہ ہنس دیا"اوکے۔۔ابھی اس بات کو چھوڑ دو۔۔میں کوشش کروں گا کہ یہ وقت ہی نہ آئے کہ تمھیں جانا پڑے، کچھ ایسا جس میں ہم دونوں ساتھ ہوں۔تب تک کہ لیے ناراضگی ختم کر دو۔۔تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتی"

"کیوں؟"وہ جھٹ سے بولی تھی

"کیونکہ تم منہ اچھے نہیں بناتی"وہ مسکرایا تھا

اس نے اس کے گھٹنے پر ایک مکا رسید کیا تھا۔وہ ہنس دیا اور کھڑا ہوا"چائے لا دو۔۔سر درد ہے"اور کمر پر ہاتھ باندھ لیے۔وہ کھڑی ہوئی اور اسے گھور کر وہاں سے چلی گئی۔

اس نے سانس خارج کی"بندہ خودکشی کر لے شادی نہ کرے"اور سر نفی میں ہلاتا بالکنی میں چلا گیا۔

یہاں سے دور آٹھ مرلہ مکان میں اشعر ابھی لاؤنج میں داخل ہوا تھا،اس نے ایک ہاتھ میں اپنا سفید اوورال پکڑ رکھا تھا۔فری کچن سے نکلی تھی،اس کے ہاتھ میں گلشن آرا کا قہوہ تھا،وہ اپنی ماں کو سلام کہہ کر اوپر چلا گیا۔انھوں نے پہلے اسے دیکھا جو اوپر جا رہا تھا اور پھر اسے جس کے ہاتھ میں قہوے کا کپ تھا۔آج نہ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا نہ اسے کندھے لگایا نہ سلام لی،اس کے گلے میں آنسو جمع ہونے سے ایک درد محسوس ہوا،وہ فرحت سے نظریں چرا کر گلشن آرا کے کمرے میں گئی اور پھر قہوہ دے کر باہر آتے ہی اوپر چلی گئی۔اس نے دروازہ کھولا اور سامنے بیڈ پر اس کا فون اور سفید اوورال پڑا تھا۔وہ شاید واش روم میں تھا،فری نے دیوار سے ٹنگی اس کی استری شدہ پینٹ شرٹ بیڈ پر رکھ دی۔

پھر بیڈ پر بیٹھی اور اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔وہ باہر آیا تھا تو گیلے بال ماتھے سے چپکے تھے، چہرہ گیلا تھا،اس نے بیڈ پر پڑا تولیہ پکڑا اور منہ صاف کیا۔پھر سامنے کے بال رگڑے مگر اس کے استری شدہ کپڑے وہیں اس کا منہ دیکھتے رہ گئے۔اس نے فری کی طرح انھیں بھی نظرانداز کر دیا تھا۔اس کی آنکھوں کے کنارے گیلے ہوئے تھے مگر اس نے سانس خارج کی اور دل مضبوط رکھا۔وہ کھڑی ہوئی اور اس کی طرف بڑھی

"کھانا لگاؤں؟"اس نے مڑ کر اسے دیکھا، سنجیدہ بھوری آنکھیں تھکی ہوئی خالی آنکھوں سے ملی تھیں۔اس کی آنکھوں میں آج بھی خفگی تھی۔

"مجھے بھوک ہو گی تو کھالوں گا، شکریہ"اور آگے بڑھ کر الماری کا پٹ کھولا۔فری پیچھے ہی لپکی تھی

"مگر مجھے بھوک لگی ہے"

"میں نے آپ کو میسج کیا تھا کہ مجھے دیر ہو جائے گی، آپ کھانا کھالیں"اس نے پلٹ کر اسے دیکھا جو خاموشی سے اسے سنتی رہی۔پھر چہرہ واپس موڑ تو اس کے کانوں میں دھیمی سی آواز پڑی

"کھانا گرم کر دوں؟"

وہ جو اپنے کاغذات میں سے کچھ ڈھونڈ رہا تھا، رک گیا اور آنکھیں بند کر کے ضبط کیا۔پھر سانس خارج کی"پہلی بات تو یہ ہے کہ میری اتنی پرواہ نہ کیا کریں مجھے اچھا نہیں لگتا اور دوسری بات۔۔"

وہ پلٹا اور اسے دیکھا"میں کوئی اتنا اچھا شوہر نہیں ہوں، میرا انتظار نہ کیا کریں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بخوبی دیکھ سکتا تھا کہ اس کی آنکھیں گلابی پڑی ہیں، آہستہ آہستہ پانی سے بھر گئی ہیں۔اس کا چہرہ دل کا حال بتا رہا تھا اور رنگت سرخ پڑ گئی تھی،اس کا اپنا دل بھی ڈوبا تھا۔شاید وہ یہاں غلط تھا، شاید اسے ایسے نہیں کرنا چاہیئے تھا، وہ اسے عزیز تھی اس کے دل کے قریب تھی اس کی آنکھوں میں درد دیکھنا خود ایک درد تھا،اسے اس کی ایک غلطی اپنی ہر قربانی اور محبت سے عزیز نہیں لگنی چاہیئے تھی۔اس نے مزید نہیں دیکھا۔اب جب کہ وہ پلٹا تو وہ دروازے کے پاس کھڑی ناب گھماتی باہر چلی گئی تھی، دروازہ بند ہو گیا۔اس نے تھوک نگلا اور آنکھیں بند کر کے سانس خارج کی مگر اس سے ناراض رہنا بھی ایک امتحان لگ رہا تھا، وہ شاید زیادہ دیر یہ اداکاری نہ کر پائے۔کچھ لوگ ہوتے ہیں ان کے سامنے ہم اپنے "باطن" کے ساتھ ہوتے ہیں "اصل" کے ساتھ، فری اس کے ساتھ اپنے اصل کے ساتھ تھی۔اسے کچھ برا لگتا یا اچھا تو وہ فوراً ظاہر ہو جاتا تھا۔وہ اس سے محبت کرتا تھا اور محبت کرنے والوں کا ظرف اتنا تو ہوتا ہے نا کہ اپنے محبوب کو اس کے اصل کے ساتھ قبول کرے۔

کچھ پل بعد وہ کمرے میں داخل ہوئی،اشعر بالکنی میں فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔وہ اس کے دائیں جانب آ کھڑی ہوئی۔اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر بات جاری رکھی۔چند منٹ گزرے اور اس نے کال کاٹ دی،اس نے تھوک نگلا اور ذرا سا قریب آئی

"آجائیں۔۔کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا" اس نے نرمی سے کہا تھا جبکہ وہ دیکھ سکتا تھا کہ اس کی آنکھیں رگڑنے کی وجہ سے سرخ ہوئی ہیں۔اس نے فری کو چند پل دیکھا اور اس کے ساتھ نیچے بڑھا۔

وہ بیٹھا اور فری اس کے لیے کھانا لگاتی رہی، وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بدل گئی تھی، وہ اس ماحول میں رہنا سیکھ رہی تھی۔ کبھی وہ نیچے بھی نہیں آتی تھی اور اب وہ چھوٹے موٹے کام کرنا جانتی تھی۔

اس نے اس کی پلیٹ میں چاول ڈالے، اوپر ایک کباب رکھا اور پھر چھوٹ پیالی میں رائتہ ڈال کر اس کے سامنے رکھا۔ وہ سلاد کی پلیٹ اس کی طرف بڑھا رہی تھی اور وہ دیکھ چکا تھا کہ اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر دو تین جگہ سرخ نشان تھے جیسے فرائی کرتے ہوئے گرم گھی کے چھینٹے پڑنے سے یہ نشان بنے ہوں۔ اس نے اپنی نظریں پھیر لیں اور چمچ ہاتھ میں لے کر کھانا شروع کیا۔ اس نے پانی گلاس میں انڈیلا اور اس کی طرف بڑھایا۔

"میں نے آپ کے لیے دعا کی تھی اللہ آپ کو جاب دے دے"

وہ کھاتے کھاتے رکا تھا، چونک کر فری کو دیکھا جو کھیرے کا ٹکڑا اپنی پلیٹ میں رکھ رہی تھی

"میری جاب ٹھیک جا رہی ہے۔ کیا کسی نے آپ کو میری جاب کے بارے میں کچھ کہا تھا؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

اس نے پلکیں اٹھائیں اور اسے دیکھا، دھڑکن تیز ہوئی تھی "وہ۔۔ سٹوڈیو میں تاثیر آئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ آپ کی جاب چھوٹ گئی ہے"

اس نے اس کی آدھی بات سنی اور آدھی کاٹ کر خود بولا "اور آپ نے یقین کر لیا" اور سر اثبات میں ہلایا "گڈ!"

اور دوبارہ پلیٹ پر جھک گیا۔اس کا دل مزید برا ہوا،وہ جب بھی کچھ ٹھیک کرنے کی کوشش کرے خراب کیوں ہو جاتا ہے؟دونوں خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے،وہ کنکھیوں سے اسے دیکھ سکتا تھا،وہ شاید کسی سوچ میں گم تھی۔۔اس کی نظریں پلیٹ پر تھیں مگر ذہن کہیں اور تھا۔

رات گہری ہو رہی تھی۔سب اپنے کمروں میں سوئے تھے سوائے اشعر کے۔وہ بالکنی میں ہینگنگ چیئر پر گود میں لیپ ٹاپ لیے بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا جب فری دروازے سے داخل ہوئی۔

"آپ کی چائے سائیڈ ٹیبل پر پڑی ہے،یہیں لا دوں؟"اس نے بڑی شائستگی سے پوچھا تھا اشعر نے اسے نہیں دیکھا"مجھے نہیں پینی،آپ پی لیں"اس کے لہجے میں ابھی بھی ٹھنڈک تھی اس کا پھر دل دکھا مگر اس بار آنکھیں نم نہیں ہوئیں۔اس نے ناک سے سانس اندر کھینچی

"مجھے پتہ ہے میں بہت بری چائے بناتی ہوں۔کوئی میری چائے کیوں پیئے گا؟"پھر سر ہلایا"اوکے" اور اندر چلی آئی۔اس کا دل بھر آیا تھا،اس نے غصے سے دوپٹہ بیڈ پر پھینکا اور واش روم میں چلی گئی۔

چند پل بعد جب وہ باہر آئی تو اشعر بیڈ پر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔اسے دیکھا اور پھر شانے اچکائے

"میرا موڈ بدل گیا۔ویسے آپ اتنی بھی بری چائے نہیں بناتیں"وہ مسکرایا اور چائے کا ایک گھونٹ بھرا۔

وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی،چہرہ ابھی پانی سے گیلا تھا۔اس نے تولیے سے چہرہ خشک کیا مگر پھر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی

"میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ مجھے آپ سے محبت ہے" وہ جیسے اپنا غصہ اب نکالے گی "آپ نے مجھے کہا تھا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے تھے۔آپ کو پتہ تھا کہ مجھ میں کیا خامیاں ہیں میرے کیا ٹراماز ہیں اور میں کتنی ڈمب اور بزدل ہوں مگر پھر بھی آپ نے کہا کہ آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔اب آپ کو کیا لگے؟ آپ کو تو فری مل گئی نا، آپ میری کوئی بات نہیں سن رہے مجھے اگنور کر رہے ہیں، میں کچھ بولوں تو آپ رُوڈ ہو رہے ہیں" آنسو اس کی آنکھوں کی حد پار کر کے گالوں پر بہہ رہے تھے اور وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔پھر ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیے، نم سانس اندر کھینچی۔وہ بس دلچسپی سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"آپ نے مجھ سے نہیں پوچھا کہ میں سٹوڈیو سے کیوں گئی تھی۔آپ نے مجھ سے نہیں پوچھا کہ مجھے کیسا محسوس ہوا تھا جب تاثیر میرے سر پر کھڑی تھی، آپ نے نہیں پوچھا کہ فری تم یہاں کیسے آئی؟" اور وہ بولتے ہوئے روتی گئی۔

"کوئی مجھے بھی تو سنے، میری بھی تو سنے" اور پھر روتے ہوئے باہر چلی گئی۔اشعر نے سانس خارج کی اور چائے کو دیکھا، اب اس کا دل نہیں تھا کہ وہ چائے پیئے۔وہ واقعی ٹھیک کہہ رہی تھی کہ اشعر اسے سنا کر آ گیا تھا مگر اسے سنا نہیں تھا۔اسے پوچھنا چاہیئے تھا کہ وہ کیسے اتنی دور آ گئی، کیا وہ واقعی اس نیت سے آئی تھی کہ اشعر کو چھوڑ دے گی مگر نہیں۔۔اس وقت اسے اپنا غصہ اتارنا تھا اور اس نے اتار دیا اور حد یہاں تک تھی کہ وہ اس سے ناراض بھی تھا۔اس نے چائے کا کپ بیڈ سائیڈ پر رکھا اور باہر کی

طرف بڑھا۔وہ ہینگنگ چیئر پر دونوں گھٹنے سینے سے لگائے گھٹنوں پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔وہ اس کی طرف بڑھا اور اس کی ٹانگیں ایک طرف کو کر کے بیٹھ گیا۔پھر گلا کھنکھارا

"ایک دن آپ نے رو رو کر اپنی آنکھیں ضائع کر دینی ہے" وہ نرمی سے بولا تھا۔

اس نے پھر بھی سر نہیں اٹھایا۔بس نم سانس اندر کھینچنے کی آواز آئی تھی۔اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے سر پر رکھا

"فری۔۔"

وہ جھٹ سے اٹھی اور اس کا ہاتھ جھٹک کر اندر چلی گئی۔اشعر نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور شادی کے فیصلے پر دل کھول کر پچھتایا مگر اس کے بغیر رہ بھی تو نہیں سکتا تھا۔وہ اٹھا اور اندر بڑھا،وہ کمبل سر تک لیپٹ کر لیٹ چکی تھی۔وہ آگے بڑھا اور اس کے ساتھ اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔

"فری۔۔"اس نے ذرا سا کمبل اس کے چہرے سے ہٹایا مگر اس نے مضبوطی سے تھام کر کمبل نیچے ہی نہیں آنے دیا

"میں نے بات کرنی ہے،بات تو سنیں" وہ ذرا سا آگے ہوا مگر اس کا چہرہ نظر نہیں آیا۔

اس نے ذرا سا آگے کو کر اسے دیکھا

"اچھا سوری۔۔"

وہ پھر بھی کچھ نہیں بولی۔اس نے اپنا چہرہ کھڑکی کی طرف موڑا اور پھر بولا

"ہاں میری ہی غلطی تھی جو میں نے آپ سے محبت کی اور پھر شادی کر لی۔ میری ہی غلطی ہے جو میں آپ کی اتنی فکر کرتا ہوں۔ آپ کو کیا پتہ ہو جب میں نے آپ کو سٹوڈیو میں نہیں دیکھا تو میرے ہوش کیسے اڑے تھے، میں نے آپ کو کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا، پہلے مارگلہ پھر ڈاکٹر تاثیر کے گھر، ان کی باتیں سنیں اور پھر آپ بڑے مزے سے وہاں شال لے کر بیٹھی تھیں۔ آپ نے نہیں سوچا مجھے کتنا دکھ ہوا ہو گا، میں کتنا پریشان ہوا ہوں گا جب میں نے آپ کو وہاں نہیں دیکھا تھا" اور پھر خاموش ہو گیا۔

کمبل کے اندر سے آواز آئی تھی "ہاں تو آپ نے کون سا مجھ سے پوچھ لیا تھا کہ فری تم کیسے یہاں آئی؟ تم یہاں کیوں آئی؟" اور خاموش ہو گئی۔

"ہاں تو مجھے پتہ تھا نا کہ ڈاکٹر تاثیر آئی تھیں، انھوں نے ہی کچھ کہا ہو گا" اب اس نے اپنا رخ فری کی طرف موڑ لیا تھا۔

"ہاں۔۔ لیکن آپ کو پہلے مجھے سننا چاہیئے تھا، مگر آپ کو صرف اپنا غصہ نظر آ رہا تھا" اور خاموش ہو گئی۔ اس کی آواز نم تھی مگر اب وہ رو نہیں رہی تھی۔

"اچھا" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے کمبل اتارا مگر اس نے دوبارہ لے لیا "ارے بابا، اب سننے بیٹھا ہوں تو آپ ناراض ہو کر سو رہی ہیں"

اس نے کروٹ بدل لی "اب میں کچھ نہیں بولوں گی، مجھے نیند آرہی ہے اور جب میرا موڈ ہوگا میں بتا دوں گی، گڈ نائٹ!" اور فری کی آواز بند ہوئی۔

اس نے سانس خارج کی "گڈ نائٹ!" اور اٹھ گیا۔اس نے الماری کا پٹ کھولا اور لیپ ٹاپ پکڑا، کمرے کی بتی بجھائی اور باہر چلا گیا۔

اس کی گود میں لیپ ٹاپ تھا اور وہ اپنا ایک ڈاکومنٹ ڈھونڈ رہا تھا۔بیچ میں فری کے بھی بہت سے ورڈ ڈاکیومنٹ محفوظ تھے۔اس نے ایک ڈاکومنٹ کھولا اور سفید کورے صفحے پر اردو میں تحریر لکھی تھی۔وہ اوپر اوپر کرتا گیا، اس نے کافی سارا لکھا تھا۔شاید وہ کوئی ناول لکھ رہی تھی جس کا ڈرافٹ محفوظ کیا ہوا تھا۔اس نے ایک جگہ رک کر پڑھنا شروع کیا۔اس کے ناول کا ایک کردار شاید ڈائیلاگ بول رہا تھا

"ہم سب لوگ قیدی ہیں۔ایک قید سے نکل کر دوسری قید میں گر جانے والے، ہمیشہ کوشش کرنے والے۔کچھ سمجھ جاتے ہیں اور اپنی قید سے نکل آتے ہیں، وہ لوگ بہت مضبوط ہوتے ہیں مگر کچھ کبھی قید سے نہیں نکلتے۔وہ اپنی قید میں بھی بڑے پر سکون ہوتے ہیں، انھیں قید توڑنا نہیں آتی۔ وہ لوگ بہادر نہیں ہوتے اور کبھی کبھی، کبھی بہادر نہیں ہوتے یا شاید بہادر نہیں بن پاتے۔سب انسان ایک جیسے نہیں ہوتے، سب ایک جیسے ہو ہی نہیں سکتے۔تم کسی انسان کو کھینچ کر اس کی قید سے نہیں نکال سکتے۔ہر انسان کا اپنا زندان ہے، کبھی کوئی گلٹ، کبھی کوئی ٹراما، کبھی ضد انا، کبھی کسی کی

Clubb of Quality Content

شدید نفرت یا کبھی کبھی محبت بھی جو آگے نہیں جانے دیتی۔ سلاخوں کی طرح سامنے آجانے والی، روکنے والی۔۔ہر شخص کو اپنی قید میں گرنا ہوتا ہے،اپنی آزادی کے لیے قید جھیلنی پڑتی ہے۔"

وہ نیچے نیچے جاتا گیا اور ایک جگہ رک گیا

"تمھیں پتہ ہے listening ایک تھراپی ہے۔ہمارے ارد گرد بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جنھیں کبھی کسی نے نہیں سنا ہو گا، جن کے اندر پوری دنیا ہو گی،الفاظ کا بہترین ذخیرہ مگر انھیں کسی نے نہیں سنا ہو گا۔ ہمیں رک کر ٹھہر کر لوگوں کو سن لینا چاہیئے،جب کوئی ہمیں کچھ سنا رہا ہوتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ ہیل ہو رہا ہوتا ہے،اس کا دکھ کم ہو رہا ہوتا ہے اور وہ کہیں نہ کہیں ہلکا ہو رہا ہوتا ہے۔ انسان میں اتنی انسانیت تو ہونی چاہیئے کہ وہ کسی کا کام آسان نہیں بنا سکتا تو مشکل بھی نہ بنائے"

وہ اس سے متاثر ہو رہا تھا۔یہ وہ رونے دھونے والی فری نہیں تھی، جن لوگوں کو کوئی سنتا نہیں ہے وہ لوگ لکھ کر اپنا آپ ہلکا کرتے ہیں۔ایک جگہ نیچے جاتے وہ پھر سے رکا تھا

"ہمیں کسی کے دائرہ میں زبردستی نہیں گھسنا چاہیئے۔ہر انسان کی پرائیویسی ہوتی ہے،ہر انسان کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی سے پوشیدہ ہے اور اسے پوشیدہ رہنے کا حق ہے۔ بعض اوقات تجسس سکون کی موت ہوتا ہے اور انسان کو اگر سکون عزیز ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے کام سے کام رکھے"

وہ مسکرایا اور اندر سوئی فرحین کو سوچنے لگا۔وہ فری کو ایسے نہیں جانتا تھا،وہ ایک اچھی لڑکی تھی اور ایک اچھی رائٹر بھی۔آخری پیرا گراف لکھتے لکھتے شاید چھوڑ گئی تھی۔ تھک گئی ہو گی۔۔

"لوگ کہتے ہیں کہ ہم lost جنریشن ہیں۔ ہمارے بڑوں نے اپنے ٹراماز ہم میں ٹرانسفر کر دیے ہیں۔ چھوٹی سی خوشی ملے یا ذرا سا غم ہمیں ناسٹلجیا ہِٹ کرتا ہے۔ پھر اسی ناسٹلجیا میں نہ ہم خوشی انجوائے کرتے ہیں نہ غم پراسس۔ ہمارے غم ادھورے ہماری خوشیاں ادھوری رہ جاتی ہیں۔ ہم خود کو ادھورا محسوس کرتے ہیں، ہم خود کو نارمل نہیں سمجھتے۔ ہمیں لگتا ہے کہ ہم نے بہت دنیا دیکھ لی ہے، ہمیں بڑا پتہ ہے اور ہم سے زیادہ دکھی کوئی نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے، ہم نے بس اپنے بڑوں والی غلطی کو دہرایا ہے۔ ہم نے نہ خوشی کو سیلیبریٹ کرنا سیکھا ہے اور نہ غم کو پراسس کرنا۔ ہم لوسٹ جنریشن ہیں کیونکہ ہمیں کوئی گائیڈ کرنے والا نہیں۔ نانی دادی ہیں گھر پر مگر ہم ان کو وقت نہیں دیتے۔ کوئی اچھی بات بتائے یا اچھا سبق سکھائے تو بیچ میں پتہ نہیں کونسی تھرڈ کلاس انا کود پڑتی ہے کہ ہم سننے سے پہلے جواب تیار رکھیں گے اور جواب بھی ایسا کہ اگلے کا منہ بند کر دیں چاہے وہ درست ہی ہو۔ ہمیں اکیلا رہنا پسند ہے مگر اکیلے رہنا کیسے ہے یہ نہیں پتہ، ہم تنہائی سے خوفزدہ ہیں جبکہ تنہائی بڑے آدمی جو جنم دیتی ہے اگر وہ اپنی تنہائی کو اپنا لے۔۔ ہمیں بولنے کا موقع ملے تو نہیں پتہ کہ کس سے کیا بولنا ہے اور کتنا بولنا ہے۔ ہم گھنٹوں اپنی پازیٹو انرجی کسی کے کپڑوں، کسی کی زندگی، کسی کی وڈیو کو ڈسکس کرنے میں ضائع کر دیتے ہیں۔ وہی انرجی ہم اچھا پوڈکاسٹ سننے، اچھی کتاب پڑھنے یا اماں نانی دادی کے ساتھ وقت گزارنے میں بھی لگا سکتے تھے مگر نہیں! ہمیں ہر شے میں انٹرٹینمنٹ چاہیئے۔ ضرورت سے زیادہ حساس ہیں یا انا پرست اور پھر کہتے ہیں کہ اچھے دوستوں

کا زمانہ نہیں رہا، سچی محبت نہیں ملتی۔ سارا قصور ہمارا ہے، ساری قید ہماری اپنی بنائی ہوئی ہے مگر پھر بھی زمانہ برا ہے۔ وقت خراب ہے۔ ہم بری چیزوں کو اچھی چیزوں سے ری پلیس نہیں کرتے بلکہ ہم چیزوں کو چھوڑنے میں لگے رہتے ہیں۔ شاید ہمیں کسی نے نہیں بتایا کہ چیزوں کو چھوڑنا بہت مشکل ہے انھیں ری پلیس کریں گے تو وہ ایک دن خود ہی ہم سے دور ہو جائیں گی۔۔"

وہ مسکرا دیا، مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس نے ڈاکومنٹ کو بند کیا اور پھر لیپ ٹاپ آف کر دیا۔ اسے بھی نیند آنے لگی تھی، وہ اٹھا اور اندر کی طرف بڑھا۔ فری کے چہرے پر ابھی بھی کمبل تھا۔ اس نے لیپ ٹاپ الماری میں رکھا اور اس کی طرف بڑھا، اس کے چہرے سے کمبل اتارا کے اسے دیکھا۔ وہ گہری سانسیں لیتی سو چکی تھی۔ وہ مسکرا دیا اور گھوم کر اپنی طرف آیا اور لیٹ گیا۔ اسے بھی نیند آ رہی تھی۔۔

یہاں سے دور سفید سرمئی محل میں دیکھیں تو بتیاں ابھی بھی جل رہی تھیں۔ سب اپنے کمروں میں تھے سوائے اس رابیل کے جو لاؤنج سے باغ کی طرف آتی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔ اس نے اپنا سر گھٹنوں پر ٹکایا تھا اور لمبے بال کھلے تھے جو کہ شانوں سے آگے کو آ رہے تھے اور پیچھے سے سیڑھیوں کی سطح کو چھو رہے تھے۔ وہ نائٹ ڈریس میں ملبوس تھی، ہلکا گلابی چاند ستاروں والا ٹراؤزر اور شرٹ۔ مامون کمرے سے نکل کر بالکنی میں آیا تھا اور اسے اوپر سے جھانکا۔ پھر دوبارہ اندر چلا گیا۔

Clubb of Quality Content

رابیل کو اپنے پاس کسی کی موجودگی محسوس ہوئی اور اس نے گھٹنوں سے سر اٹھایا۔ وہ مامون تھا جو آسمان دیکھ رہا تھا۔ اس نے سانس خارج کی اور دوبارہ گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے؟ آپ پریشان ہیں؟" وہ دھیمی آواز میں نرمی سے بولا تھا

"میں سونا چاہتی ہوں مگر مجھے نیند نہیں آ رہی" وہ اسی طرح سر جھکائے بولی تھی

مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "شام میں کہہ رہی تھیں نیند آ رہی ہے اور اب نیند نہیں آ رہی۔۔ یہ کیا بات ہوئی؟"

اس نے چہرہ اس کی طرف موڑ لیا۔ گال اس کے بازو سے لگا ہوا تھا "آپ تو سوئے تھے، اٹھ کیوں گئے؟"

وہ مسکرایا "رابیل رات اداس بیٹھی رہے اور مامون سو یا رہے" اس نے ذرا قریب ہو کر اس کی آنکھوں میں جھانکا "ایسا ہو سکتا ہے بھلا؟"

وہ بھی مسکرائی تھی۔ پھر خاموش ہوئی اور مامون کو دیکھے گئی

"کیا ہم تھوڑی دیر کے لیے خاموش بیٹھ سکتے ہیں؟" اس نے نرمی سے کہا تھا

مامون نے منہ بنا لیا "آپ کا مطلب ہے میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا؟"

وہ پھر سے مسکرائی "میں نے کہا ہے کیا ہم خاموشی سے بیٹھ سکتے ہیں؟" اس نے لفظ ہم پر زور دیا تھا۔

وہ بھی مسکرایااور اس کی طرح گھٹنوں پر بازور کھا، گال بازو پر جمایااور دائیں جانب بیٹھی رابیل کو دیکھاجواسے ہی دیکھ رہی تھی۔یہ زندگی نہیں تھی، یہ فینٹسی تھی۔یہ رات تھی اور کوئی خواب تھا۔ سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں۔اس نے اپناہاتھ اس کی طرف بڑھایااور نرمی سے اس کے بال پیچھے کیے۔وہ انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی سے اس کے شانے پر آگے کو پھسلے ہوئے بال پیچھے کر رہاتھااور وہ اسے دیکھ رہی تھی

“Will you be my Anam Cara?”

مامون نے اس کے بال پیچھے کرتے اس سے پوچھاتھا۔اس کی آنکھوں میں ایک سوالیہ تاثر تھا، وہ اس لفظ کو نہیں جانتی تھی۔

"اینم کارا؟"

وہ مسکرایا"روح کادوست۔۔ایسا شخص جس سے آپ اپنی باتیں شیئر کر سکیں، اس سے اپنے خوف اور اپنے جذبات کہہ سکیں"اس نے چھوٹی سی وضاحت پیش کی تھی۔وہ بس خاموشی سے پلک جھپکتی اسے دیکھتی رہی۔اس کا جواب کیاہو سکتا تھا؟

"آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں"وہ مسکرادیا۔

رابیل کئی لوگوں سے یہ بات سن چکی تھی اور اسے عادت تھی مگر آج اچھالگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کچھ بتائیں اپنے بارے میں، کوئی خواب کوئی خیال، کوئی بھی بات۔۔کوئی خوف یا کوئی خواہش۔۔ کچھ بھی" وہ ابھی بھی اس کے بال نرمی سے پیچھے کر رہا تھا۔ایک ایک لٹ پیچھے کو ہوتی جا رہی تھی مگر پھر سے پھسلتی اور آگے آجاتی۔

"آپ کو سب پتہ ہے" اس نے جیسے جتایا تھا

وہ ہنس دیا"ہر انسان کہیں نہ کہیں ہر دوسرے انسان سے پوشیدہ ہے۔۔آپ مجھے کچھ بھی بتادیں، کوئی بات جو آپ کو پریشان کرتی ہو یا کوئی ایسی بات جو خوش کرتی ہو" وہ خاموش ہو گیا۔بال پھر پھسل کر آگے آئے تھے۔

"بچپن میں ناہمارے سکول میں ایک جادوگر آیا کرتا تھا۔ہر سال اس کا ایک شو ہوا کرتا تھا اور وہ عجیب و غریب سی حرکتیں کرتا تھا۔کبھی ٹوپی سے کبوتر نکال لیا، کبھی رومال سے گلاب، کبھی شرٹ سے پانی اور کبھی کان سے کاٹن۔۔وہ بہت عجیب تھا۔ایک دن مجھے بہت تجسس ہوا کہ وہ یہ سب کیسے کر لیتا ہے۔ہم سے تو نہیں ہوتا۔پھر ایک دن مجھے وہ جادوگر بیک سٹیج پر ملا اور میں نے اس سے پوچھ لیا کہ وہ یہ کیسے کرتا ہے؟ وہ ہنس دیا اور کہنے لگا کہ سارا کمال نظر کا ہے۔دماغ آنکھوں سے دیکھتا ہے، آنکھیں دماغ کا حصہ ہوتی ہیں جو یہ دیکھیں گی دماغ بھی وہی دیکھے گا اس پر ہی یقین کرے گا۔۔میں تب تھری کلاس میں تھی مجھے سمجھ نہیں آیا مگر میں بڑی ہو گئی ہوں تو مجھے سمجھ آگیا ہے۔۔کچھ چیزیں ہمیں بہت تجسس میں مبتلا کر دیتی ہیں، ہم ان چیزوں کے لیے بہت چھوٹے ہیں مگر وقت ہر تجسس کو

ختم کر کے ہمیں بڑا کر دیتا ہے۔۔ہم جس چیز کے بارے میں احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں ہمیں دوسروں میں وہی نظر آتی ہے۔جیسے ہمارے بال اچھے نہیں ہیں تو ہم جس بھی لڑکی سے ملیں گے اس کے بال سب سے پہلے نوٹس کریں گے، ہمارا قد چھوٹا ہے تو ہم جس بھی انسان سے ملیں گے سب سے پہلے قد دیکھیں گے۔۔سب ہماری نظر کا کمال ہے۔اسی طرح ہمیں جس چیز کی ضرورت ہے ہمیں ہر جگہ وہی دکھے گی، جیسے ہمیں آج کل گاڑی لینے کا شوق چڑھا ہے اور ہم نے گاڑی لینی ہے تو ہمیں سڑک پر آتی جاتی گاڑیاں اور ان کے ماڈلز ہی دکھیں گے، ہم نے سینٹڈ کینڈلز لینی ہیں تو ہمارے سامنے جو بھی ویڈیو آئے گی اس میں سب سے پہلے کینڈلز دیکھیں گے۔ہماری ضروریات ہمیں ڈیفائن کرنے لگتی ہیں، ایک ختم تو دوسری پر آنکھ اٹک جاتی ہیں یہاں تک کہ ان کا مجمع ہمارے گرد ہوتا ہے مگر ہمیں اور چاہیئے۔یہاں تک کہ ہم ان کے قیدی بن جاتے ہیں، غلام۔سارا کمال تو نظر کا ہوتا ہے، نظر سے نظریہ ہوتا ہے، پوائنٹ آف ویو اور آپ کا نظریہ آپ کو ڈیفائن کرتا ہے۔کتنی امیزنگ ہے نا ہماری نظر" وہ مسکرائی تھی۔

مامون بھی مسکرا دیا، اس کا ہاتھ اب اس کے بالوں سے ہٹ چکا تھا، وہ اپنے اس بازو پر تھوڑی رکھے اسے سن رہا تھا۔

"آپ کچھ بتائیں۔۔مجھے تو آپ کے بارے میں کچھ نہیں پتہ" رابیل کے چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ تھی۔

مامون مسکرایا"کیا بتاؤں؟"

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھاما"سویٹ ہارٹ آپ یہ بتادیں کہ دو دن پہلے رات کو کہاں غائب ہوئے تھے؟"

وہ ہنس دیا۔وہ محبوبہ تھی مگر بیوی بھی تھی۔اس نے سانس خارج کی"ایک دوست سے ملنے گیا تھا"

"اچھا"وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی"رات کے دو بجے دوست سے مل کر آرہے تھے،کون سا دوست ہے یہ؟"اس نے دائیں ابرو اٹھائی۔یہ وہ کچھ لمحے پہلے والی رابیل نہیں تھی

"ہے ایک"اس نے بھی شانے اچکائے

"کون ایک؟"وہ چڑ گئی۔آواز ذرا سی بلند ہوئی

اس نے سانس خارج کی"ایک دوست ہے اسے میری ہیلپ چاہیئے تھی،بس وہی کرنے گیا تھا"

"کون سا دوست ہے جو رات کو آپ سے ہیلپ مانگ رہا ہے"اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"ہے ایک"اور اسے بھی اب رابیل کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔

"مامون۔۔"وہ غصے سے بولی تھی۔

"جی۔۔"وہ بڑے تحمل سے بولا تھا

اس نے برا سا منہ بنایا اور سامنے دیکھنے لگی"آپ جا سکتے ہیں نہیں تو میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی۔۔مجھے بہت غصہ آرہا ہے"اس نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے۔

وہ ہنس دیا اور ذرا سا ساتھ ہوا مگر رابیل نے ساتھ دیکھتے ہوئے اسے شاید انگلی دکھا کر تنبیہہ کرنا چاہی تھی، اٹھا ہوا ہاتھ مامون کی آنکھ میں جا لگا اور اس نے کرنٹ کھا کر آنکھیں بند کر لیں۔ رابیل نے چونک کر دونوں ہاتھ منہ پر رکھے، پھر اسے دیکھا تو اپنی ایک آنکھ پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہا تھا

"ارے۔۔ دیکھیں آپ کی وجہ سے آپ کو۔۔" اور اسے سمجھ نہیں آیا کہ آگے کیا بولے۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ پیچھے کیا، اس کی آنکھ سے پانی بہہ رہا تھا اور آنکھ نہیں کھل رہی تھی۔

اس نے دکھ سے شرمندگی اور گلٹ سے مامون کو دیکھا، جس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا اور سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا اور پھر لاؤنج میں چلا گیا۔ وہ وہیں بیٹھی رہی، چند لمحوں میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔

چند پل بیتے اور وہ واپس آتا ہوا دکھائی دیا، اس کے قدموں کی چاپ نے رابیل کو مڑ کر دیکھنے پر مجبور کیا تھا، اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور وہ کسی کو کال کر رہا تھا۔ پھر اس کے ساتھ آ بیٹھا۔ فون سپیکر پر تھا، کال اٹھا لی گئی۔ دوسری طرف سے آواز ابھری "جی مامون بھائی۔۔" نیند بھری آواز جیسے وہ سو رہا تھا

"کیا ہم کل مل سکتے ہیں؟" مامون نے رابیل کو نہیں دیکھا

ایک پل کی خاموشی "آپ آ جائیں کل" وہ جیسے اب نارمل تھا

"تم نہیں آ سکتے کیا؟" اس نے دایاں ابرو اٹھایا تھا

"میرے لیے مشکل ہو گا۔تابندہ اب چلنا شروع ہوئی ہے تو دن میں دو دفعہ واک کروانی ہوتی ہے، تھراپسٹ بھی آتی ہے تو گھر سے نکلنا مشکل ہو گا" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا

مامون جیسے مسکرایا تھا "دو دن پہلے والی لوکیشن پر ہی ملنا ہے؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا

"جی جی۔۔آپ میرے گھر ہی آجایئے گا"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔رابیل نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سامنے دیکھنے لگی۔وہ ایک زینہ نیچے اترا اور ذرا سا ساتھ ہوا

"بندہ پوچھ ہی لیتا ہے کہ آنکھ میں درد تو نہیں، پانی تو نہیں نکل رہا، کوئی انجری تو نہیں۔۔مگر نہیں، میری بیوی تو بلیوں کی طرح لڑتی ہے اور پھر پوچھتی بھی نہیں" اس نے کہہ کر خفگی سے سر جھٹکا۔ رابیل نے اسے دیکھا اور پھر کھڑی ہوئی، اسے آنکھ میں جھانکا، اس کی آنکھ سرخ ہو چکی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور معصوم سی شکل بنائی "آئی ایم سوری"

مامون گردن اٹھائے اسے کھڑا دیکھ رہا تھا۔پھر سر جھکا لیا۔رابیل سیڑھیاں اترتی باغ میں چلی گئی تھی۔پھر اس سے فاصلے پر سینے پر بازو باندھے آسمان دیکھنے لگی۔اسے اپنے پیچھے سے آواز آئی تھی۔

"میرا بچپن یتیم بچوں سے بھی برا گزرا تھا۔ان کا باپ مر جاتا ہے تو انھیں صبر آجاتا ہے مگر میرا باپ زندہ ہو کر مر گیا تھا، وہ میری آنکھوں کے سامنے اپنی اولاد کے نخرے اٹھاتا تھا مگر میں میری بہن میری ماں، اس کے لیے کیڑے تھے جنھیں وہ جھٹک دیتا" وہ سنجیدگی سے بتا رہا تھا "اس بات نے

میری شخصیت مسخ کر دی تھی، میں بہت براضدی بچہ تھا لیکن پھر نانا تو تھے نا، نانا میرے ہیرو ہیں۔ وہ میرے باپ بھائی دوست، وہ میرے اینم کارا تھے" وہ جیسے مسکرایا تھا" میں احساس محرومی کے نچلے بدترین درجے پر تھا۔ عید پر دوسروں کے بچوں کو عیدی ملتی تھی اور مامون اور اس کی بہن منہ دیکھتے تھے، عید پر سب نئے کپڑے خریدتے تھے مگر مامون اور اس کی بہن کتابیں لیتے تھے، ہمیں کوئی گفٹ نہیں دیتا تھا، ہماری کامیابی ہماری خوشی ہمارے برتھ ڈیز یہ بے معنی تھے، اماں زیادہ وقت ہاسپٹل میں رہتی تھیں اور نانا فارمیسی، ان دنوں ہماری فیکٹری نہیں تھی۔ تب ہم چھوٹے چھوٹے تھے" رابیل متوجہ سی سن رہی تھی۔۔

"پھر ایک دن میرے پاس پیسے تھے، میں سیونگ کرتا تھا مگر عافی تو بہت چھوٹی تھی۔ اسے چاکلیٹس کینڈیز سے فرصت ملتی تو" وہ ہنس دیا" خیر میں بکس لینے گیا تھا اور واپسی پر اس کے لیے بہت سی کینڈیز لے کر آیا۔ اسے دیکھ کر وہ ہوں خوش ہوئی تھی جیسے ہیرے ہوں، مجھے آج بھی یاد ہے، وہ بس میرے ارد گرد ہی منڈلا رہی تھی حالانکہ وہ تو چاکلیٹ کینڈیز تھیں۔ میں اس کے لیے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی لاتا تھا تو وہ اتنا خوش ہوتی تھی کہ مجھے ہنسی آتی تھی کہ کچھ بھی عافی۔۔ مگر مجھے احساس تب ہوا جب وہ سات سال کی ہوئی۔ ہمارے ساتھ والے گھر میں ایک لڑکا رہا کرتا تھا، وہ میرا ہم عمر تھا مگر میری اس سے بات چیت نہیں ہوتی تھی۔ اس نے میری بہن کو گلاب دیے تھے، پھر چاکلیٹس پھر بکس اور میں اندھا بنا رہا۔ پتہ تب چلا جب ایک دن وہ چھت پر کھڑی اس سے باتیں

کر رہی تھی، میرے آنے پر وہ لڑکا بھاگ گیا مگر عافی وہیں کھڑی رہی۔ وہ سر جھکائے رو رہی تھی، مجھے تب احساس ہوا کہ ہم اتنے محروم رہے ہیں کہ کوئی ہمیں کوئی بھی سستی سی چیز دے کر خرید سکتا ہے، کوئی بھی ہماری محرومیاں پوری کرے گا تو ہم اس کی طرف بھاگیں گے۔ یہ بہت بری بات تھی خاص طور پر میری بہن کے لیے۔ اس نے مجھے ساری بکس چاکلیٹس پھول سب دکھایا اور سب بتایا۔ سات سال کی بچی کیا ہوتی ہے؟ سات سال کی بچی کو کتنی سمجھ ہوتی ہے، اس نے اپنے باپ کا لمس کبھی محسوس نہیں کیا تھا، اس نے نہیں پتہ تھا کہ مرد کی محبت اور فلرٹ میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اسے نہیں پتہ تھا جس سے مرد وقت گزاری کرتا ہے اس سے شادی نہیں کرتا۔ اس رات میں اسے کافی دیر تک سمجھاتا رہا مگر عمل لفظوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر سکول جاتا تھا، ہاتھ پکڑ کر سڑک کراس کراتا تھا، اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارتا تھا، مجھے کوئی عیدی نہیں دیتا تھا تو کیا ہوا؟ میں عافی کو عیدی دے کر خوش ہوتا تھا کیونکہ میں تو بڑا تھا، میں اسے کتابیں پھول چاکلیٹس سب دیتا تھا، اسے ڈانٹتا بھی تھا اور محبت بھی کرتا تھا۔ کبھی کبھی وقت ملتا تو اس کی آئلنگ کر کے چٹیا بھی کر دیتا تھا، اس کے ساتھ سائیکل چلاتے دور نکل جاتا تھا، ہم رات کو بیٹھ کر تارے گنتے تھے، باتیں کرتے تھے، ایک دوسرے کو وہ باتیں بتاتے تھے جو اماں اور نانا کو نہیں بتاتے تھے۔ پھر کوئی بھی چاہے میری غیر موجودگی میں ہی اسے پھول دے یا پھر چاکلیٹ اور کہے کہ وہ بہت خوبصورت ہے تو وہ پھول لوٹا دیتی تھی، اس کے لیے یہ چیزیں معنی نہیں رکھتی تھیں کیونکہ اس کے

گھر کا مرد اس کا بھائی اسے سب دیتا تھا۔میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں بہت عظیم ہوں یا میں نے بہت بڑے کام کیے ہیں۔میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب میرا کالج میں ایڈمیشن ہوا تھا تو زیادہ لڑکیوں کی تعداد جو چھوٹے شہروں سے آئی تھیں وہ آئیں تو پڑھنے تھیں مگر ڈگری وہیں رہ گئی اور وہ کچھ اور لے گئیں۔انسان کی بھوک اسے کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ہم جو ہوتے ہیں ہمارے گرد انرجی کا دائرہ بھی ویسا ہی ہوتا ہے، ہم ویسے ہی لوگوں کو اٹریکٹ کرتے ہیں جیسے ہم خود ہوتے ہیں۔ہم نیڈی گریڈی ہیں تو جو لوگ ہمارے پاس آئیں گے ان کی ویلیوز بھی کوئی خاص نہیں ہوں گی لیکن اگر ہم سیر ہیں، دل سے بھی اور پیٹ سے بھی تو وہی لوگ ہمارے پاس آئیں گے جن کی ویلیوز میں کھانے پینے اور سونے سے بڑھ کر کچھ ہو گا۔اگر کوئی ہمارے لیے وہ نہیں بنتا جو ہم چاہتے ہیں تو ہم خود ویسے بن جائیں جیسے ہم چاہتے ہیں، کوئی ہمیں کھانا نہیں دیتا تو کوئی بات نہیں ہم دے دیتے ہیں، کوئی ہمیں کتاب گفٹ نہیں کرتا تو ہم کر دیتے ہیں۔دے دینے سے ہمارا ظرف بڑھے گا، دل بڑا ہو گا اور ہمیں ریلیشن شپ نبھانے آئیں گے کیونکہ لے لینے سے پہنے دے دینا ہوتا ہے۔اگر ہمارے گھر کے مردوں کی تربیت اچھی کی جائے نا تو کوئی عورت کبھی باہر کے مرد سے متاثر نہ ہو" وہ مسکرایا اور رابیل کو دیکھا جو خاموش تھی۔

"عورت تو ایک پھول، اچھی کتاب یا پھر جھوٹی تعریف سے بھی مان جاتی ہے۔کتنی نادان ہے نا۔۔ اور وہ پورا گھر سنبھالتی ہے، تربیت کرتی ہے اور نسل کو پروان چڑھاتی ہے کتنی مضبوط ہے نا"

رابیل بھی مسکرائی اور اسے دیکھ کر گھاس دیکھنے لگی۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا،ایک وقت میں وہ خود بھی ایسی تھی۔

"بیگم۔۔اب سونے چلیں۔۔فجر ہونے میں چند گھنٹے ہیں،آپ نے تو اٹھنا نہیں ہوتا مجھ غریب پر رحم کریں"

رابیل نے اسے گھورا"عورت سر بھی پھاڑ سکتی ہے،آنکھ بھی نکال سکتی ہے اور دل بھی توڑ سکتی ہے، کتنی ظالم ہے نا"

مامون مسکرایا"اور میں لکھ کر دے سکتا ہوں یہ تینوں کام بخدا بیوی ہی کر سکتی ہے"

اور رابیل ہنس دی۔وہ بھی ہنسا تھا۔دونوں کا رخ اندر کی جانب تھا۔

سورج کی روشنی نے ہر سو اجالا کر رکھا تھا۔آج اتوار تھا اور اتوار کو تو سب لیٹ اٹھتے ہیں۔فری جس وقت اٹھی تھی اس وقت اشعر ساتھ نہیں تھا۔اس کی جگہ خالی تھی۔وہ چند لمحے بستر پر بیٹھی رہی، اس کا سر عجیب گھوم رہا تھا۔رات کو رو کر سونا اسے بہت مہنگا پڑ رہا تھا۔منہ ہاتھ دھو کر اس نے سٹالر سر پر اوڑھا اور نیچے چلی آئی۔نیچے فرحت آج کام والی سے سارے گھر کی ڈسٹنگ کروا رہی تھیں، کھڑکی کے پردے بھی اترے ہوئے تھے اور صوفے کے کشنز کے غلاف بھی بدلے ہوئے تھے۔ اس نے سر کے خم سے سلام کیا اور ایک مسکراہٹ پاس کر کے کچن میں چلی آئی۔کچن میں اشعر پہلے ہی کھڑا تھا،اس نے ایپرن باندھا ہوا تھا اور ابلے ہوئے انڈے چھیل رہا تھا۔اسے دیکھ کر مسکرایا

"گڈ مارننگ!"

مگر وہ خاموش رہی۔اب اس کی باری تھی اور اب وہ بھی اچھے اچھے منہ بنائے گی۔اشعر نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"آج ہم اچھا سا ناشتہ کرتے ہیں" اور اس نے چھیلے ہوئے انڈے ایک پیالے میں رکھ کر پیالہ ایک طرف کر دیا۔

"آپ کا کیا مطلب ہے؟ میں ناشتہ اچھا نہیں بناتی" وہ سینے پر بازو باندھے کھڑے ہو گئی تھی۔

اشعر نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "میں نے ایسا کب کہا؟" اس نے سینڈوچ بریڈ پکڑے اور انھیں کٹنگ بورڈ پر رکھ کر چھری سے ان کے بھورے کنارے کاٹنے لگا۔

"پچھلے دنوں ناشتہ میں نے بنایا تھا۔آپ کہہ رہے ہیں کہ اچھا سا ناشتہ کرتے ہیں یعنی ناشتہ اچھا نہیں کرتے تھے؟" اس نے سوالیہ ابرو اٹھائی

وہ ہنس دیا "میں نوٹ کر رہا ہوں۔آپ دن بدن سمجھدار ہوتی جا رہی ہیں" اور کہہ کر باؤل میں پڑے انڈے کو اس نے کانٹے سے پیسنا شروع کر دیا۔

اس نے منہ بنایا "میں آپ سے بات ہی کیوں کر رہی ہوں" اور کہہ کر اوپر والا کیبنٹ کھولا اور اندر سے کافی جار نکالا۔

"ارے آج کافی رہنے دیتے ہیں۔میں ملک شیک بناتا ہوں،وہ پیتے ہیں"اس نے اس کے ہاتھ سے کافی جار لے لیا

"اتنا ہیوی ناشتہ"اس نے طنز کیا تھا

"ہاں نا"وہ فریج کی طرف بڑھا"آپ نے رات کو رو رو کر ساری انرجی ویسٹ کر دی"اور سر جھٹکا۔پھر چکن سپریڈ شیلف پر رکھی۔

وہ خاموش رہی اور اسے دیکھتی رہی۔وہ سینڈوچ بنا رہا تھا۔

"سٹرابری شیک بنالوں؟"اس نے چھری سے دو تکون سینڈوچ کاٹتے اس سے پوچھا تھا

فری نے اسے خفگی سے دیکھا"پہلے تو جیسے سارے کام مجھ سے پوچھ کر کرتے ہیں نا"اور سر جھٹکا۔

وہ مسکرایا"ہاں مطلب سٹرابری شیک اچھا رہے گا۔لڑکیوں کو ویسے بھی سٹرابری اچھی لگتی ہے"

اس نے ایک نظر فری کو دیکھا اور پھر فریج سے دودھ نکال لایا۔

"کون سی لڑکیوں کو؟"وہ اس کے بائیں طرف کھڑی تھی۔

"ارے ساری لڑکیوں کو"اس نے سٹرابریز نکالیں اور انھیں بلینڈر میں ڈالا۔پھر اوپر سے دودھ ڈال دیا

"آپ کو بڑا پتہ ہے"اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے۔

"ہاں۔۔اکثر بریک میں جب ہم فری ہوتے تھے تو کلاس فیلوز کے ساتھ فوڈ سٹریٹ جاتے تھے۔وہ سٹرابری شیک ہی آڈر کرتی تھیں،اس لیے مجھے پتہ چل گیا"اس نے شانے اچکائے

پھر چینی کا ڈبہ پکڑ کر اندر تھوڑی سی چینی ڈالی

"یہ پتہ چل گیا کہ وہ لڑکیاں سٹرابری شیک پسند کرتی ہیں۔یہ نہیں پتہ چلا کہ میرے لہجے سے فری کو کتنی تکلیف ہوئی ہے"اور سر اثبات میں ہلا کر اس نے بازو سینے پر باندھ لیے۔

اس نے گرائنڈر چلا دیا،فری کی بات پر بس مسکرایا تھا۔اس کے لیے یہی کافی تھا کہ فری کو اس کے ناراض ہونے سے بہت فرق پڑا ہے۔وہ اس کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔

اس نے شیشے کے گلاس لیے اور ملک شیک ان میں انڈیل دیا۔پھر ایک ٹرے لیا اور اس میں سینڈوچ کی پلیٹ اور ملک شیک رکھا۔ایک تیسرا شیشے کا گلاس بھی تھا،وہ مسکرایا اور فری کو دیکھا

"اماں کو بھی دے آؤں۔۔یہ نہ کہیں کہ بیٹا جورو کا غلام ہے،جبکہ بیٹا ہے جورو کا غلام ہی"اور ہنس دیا۔

فری نے اسے دیکھا اور چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔وہ فرحت کو باہر ملک شیک دے کر آیا اور پھر ٹرے اٹھایا

"آجائیں"اور آگے بڑھا۔فری اس کے پیچھے تھی،لاؤنج میں بانو شیشے کی میز صاف کر رہی تھی، اشعر آگے تھااور فری پیچھے۔اس کا سر پھر سے گھوم رہا تھا، جیسے وہ بس گول گول کسی جھولے پر گھوم کر آئی ہے۔اس نے سر جھٹکااور اشعر کے پیچھے چل دی۔

وہ بالکنی میں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔دونوں کے درمیان چھوٹی میز تھی اور دونوں آمنے سامنے کاؤچ پر بیٹھے تھے۔ کھڑکی کے پردے ہٹے تھے، بالکنی کو جاتا دروازہ کھلا تھا۔

"آپ بہت اچھا لکھتی ہیں فری"اس نے سینڈوچ کاٹااور چباتے ہوئے بولا

فری کا سینڈوچ ہاتھ میں ہی رہ گیااور وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ میرا کام پڑھتے ہیں؟"

"ارے نہیں۔۔رات کو اپنا ایک ڈاکومنٹ ڈھونڈ رہا تھا،وہ سامنے آیا تو کھول کر دیکھ لیا"اور شانے اچکائے

فری نے سینڈوچ کاٹااور چبایا"آئندہ چھپا کر رکھوں گی"

وہ ہنس دیا۔پھر گلاس منہ کو لگایا"آپ بہت اچھا لکھتی ہیں۔ لکھا کریں،میں پروف ریڈنگ کر دوں گا۔۔بلکہ میں آپ کا الفاء بن جاتا ہوں،آپ لکھا کریں میں پڑھا کروں گا"اس نے اپنی طرف سے مشورہ دیا تھا

وہ جھٹ سے بولی "نہیں۔۔میں۔۔"اور اس کے الفاظ ادھورے رہ گئے،اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ہاتھ کاؤچ کے ہتھ پر رکھا۔اس کے دائیں ہاتھ میں سینڈوچ تھا اور اس نے سر کاؤچ کے ہتھ پر جھکا لیا۔

"فری۔۔آپ ٹھیک ہیں؟"وہ ناشتہ چھوڑ کر اٹھا اور اسے کندھے سے تھاما،اسے سیدھا کیا اور سینڈوچ پکڑ کر پلیٹ میں رکھا۔اس کی رنگت زرد پڑ چکی تھیں اور وہ ٹھنڈی ہو چکی تھی

"آپ کا بلڈ پریشر لو ہے"اس نے اس کی کلائی پر انگوٹھا رکھ کر نبض محسوس کی،دل کی دھڑکن کافی سست تھی۔

اس نے اس کا سر کاؤچ کی پشت پر رکھا،وہ آنکھیں بند کیے پڑی تھی۔اشعر اپنی الماری کی طرف بڑھا تھا

Clubb of Quality Content

آج وہ دن تھا جس کا اس نے کئی دنوں سے انتظار کیا تھا۔آج وہ دن تھا جس کے لیے وہ دونوں لندن ٹھہرے تھے۔منظر ایک بڑے سے ہال کا تھا جہاں بہت سی پینٹنگز لگی تھیں۔جگہ جگہ مجسمے پڑے تھے۔ایسے میں ایک جگہ پر عبدل کھڑا تھا اور اس کے سامنے سنینا تھی۔ساتھ عالیار کھڑا تھا اور وہ تینوں مسکرا رہے تھے۔پھر عبدل کچھ بولا اور وہ ہنس دیے۔اس شور اور ہجوم میں ان کی اپنی دنیا تھی

"آج آپ چلے جائیں گے ؟"اس نے سر پر آج بھی سفید سیاہ رومال تھا،وہی رومال جو فلسطین کی آزادی کے حامیوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

عالیار نے مسکرا کر سنینا کو دیکھا" بالکل۔۔رات کی فلائٹ ہے"

اس نے سر ہلایا"ڈنر میرے ساتھ کر کے جایئے گا۔۔پھر نا جانے کب کہاں کیسے ملیں ؟"

سنینا مسکرادی اور دونوں بازو سینے پر باندھے "لندن ہمیں چاہے بھلادے مگر ہم آپ کو یاد رکھیں گے"

اس نے ایک سانس خارج کی"میں بھی یاد رکھوں گا اور لندن بھی۔۔ایک تھی سنینا۔۔اپنے موتی کے ساتھ آئی تھی اور لندن کے سارے اندھیرے دور کر کے روشنیاں ساتھ لے گئی"

تینوں پھر سے ہنس دیے۔عبدل نے سینے پر ہاتھ باندھے "میں آپ کے بابا سے ملنا چاہتا ہوں۔۔میرا مطلب اگر زندگی کبھی موقع دے تو ضرور ملنا چاہوں گا"

عالیار کے چہرے پر مسکراہٹ ہنوز قائم تھی"ضرور۔۔لاہور ہمیشہ آپ کا استقبال کرے گا۔آپ جب چاہیں آئیں،ہمارے لاہور میں کوئی کرسٹوفر نہیں ہوتی جو آنے والے مہمانوں کو تنگ کرے"

عبدل نے ایک نظر سنینا کو دیکھا"کیا لاہوری کسی کرسٹوفر سے کم ہیں ؟"اس نے بڑے پر سرار طریقے سے کہا تھا اور وہ ہنس دیے۔مرکزی دروازے سے عالی جاہ آتی دکھائی دی۔اس کے ہاتھ میں

سفید گلاب تھے اور وہ مسکراتے ہوئے ان کی جانب بڑھی تھی۔ سنینا کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور اس سے گلے ملی

"مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ رات نہ ہو جائے کہیں" پھر اس سے جدا ہوئی "میں تمھیں مس کرنے والی ہوں" اس کی آنکھوں میں باقاعدہ پانی آیا تھا

سنینا نے اس کی تھوڑی کو چھوا "ارے۔۔ لاہور کون سا دور ہے؟ تمھیں میری یاد آئے ایک وڈیو کال کرنا اور میں تمھارے سامنے ہوں گی۔ زیادہ دل کیا تو عبدل کی کہنی پکڑنا اور دونوں آ جانا لاہور۔۔ حلوہ پوری کھلاؤں گی" اور دونوں لڑکیاں ہنس دیں۔

عبدل ان سے معذرت کر کے چلا گیا۔ آج وہاں کوئی سیاہ پینٹنگ نہیں تھی۔ آج اس ایگزیبیشن میں کرسٹوفر نہیں تھی۔ وہاں دیواروں پر لگی پینٹنگز میں سے سب سے بڑی اور سب سے روشن پینٹنگز سامنے دیوار پر لگی تھیں۔ وہ شیشے کے فریم میں تھیں، روشن دان کے ساتھ والی دیوار پر ترچھی کر کے لگی ہوئیں۔ دور سے دیکھنے پر ان میں نارنجی، بھورا، پیلا اور لال رنگ ملا جلا لگتا تھا جس پر سیاہ رنگ سے قرآن کی ایک آیت لکھی تھی

"الھکم التکاثر"

اور ساتھ والی پینٹنگ پر اس کے ساتھ والی آیت "حتیٰ زرتم المقابر"

ایک پینٹنگ پر سنینا کا نام لکھا تھا اور دوسری پر عبدل کا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر ادھوری اور ایک دوسرے کے ساتھ مکمل تھیں۔ پہلی پینٹنگ کے قریب جائیں تو اس پر الھکم ا لتکاثر ہلکا پڑتا جاتا تھا۔ اس پر بہت سے لوگ بنے تھے، آگے پیچھے لوگ، لوگ ہی لوگ۔ جیسے ایک میدان ہے جس میں پاؤں رکھنے کی بھی جگہ نہیں اور پیچھے سے لوگوں کے سر اپے نظر آتے تھے۔ جیسے وہ کہیں جاتے جا رہے ہیں جاتے جا رہے ہیں مگر کہاں یہ نہیں پتہ۔ آسمان گہرا نارنجی اور سرمئی تھا۔ وہاں ایک سرخ سا تاثر تھا اور اگر ساتھ والی پینٹنگ کو دیکھیں تو یہی لوگ تھے، آگے پیچھے جاتے۔ یہی آسمان تھا مگر منظر کچھ یوں بدلا تھا کہ اب دوسری پینٹنگ پر روشنی پڑنے سے لگتا تھا کہ وہ سب کے سب اپنے پیچھے قبروں میں گر رہے ہیں۔ کھلی کوئی قبریں اور ان میں گرتے انسان۔ دونوں پینٹنگز الوژن تھی، ایک سراب جس پر دور جاتے ایک آیت نظر آتی تھی اور قریب آتے اس آیت کا پینٹ کر کے دکھایا گیا مطلب۔

پینٹنگ کے شیشے پر عبدل کا عکس نظر آ رہا تھا مگر اب ساتھ سنینا آ کھڑی ہوئی۔ انھوں نے پینٹنگ بنا کر اس کے شیشے میں prisms ڈال دیے تھے جو امیج کو ڈس پلیس کر رہے تھے

"مجھے اس آرٹسٹ سے ملنا ہے جس نے آپ کو یہ سکھایا تھا" سنینا نے دونوں بازو سینے پر باندھے تھے وہ پینٹنگ دیکھتے بولا "وہ پاکستانی ہے"

کچھ پل کی خاموشی اور پھر سنینا بولی "میں نے یہ لوگوں کو بیچنے کے لیے پینٹ نہیں کی"

"میں جانتا ہوں۔۔یہ کوئی خرید نہیں سکتا" وہ اسی طرح سامنے دیکھ رہا تھا "آئندہ آپ لندن آئیں تو دنیا کے ساتھ آپ بھی اسے لندن کے سب سے بڑے میوزیم پائیں گی۔۔یہ عبدل کا وعدہ رہا" سنینا نے اسے دیکھا اور اس نے گردن موڑ کر سنینا کو۔دونوں کی مسکراہٹیں ملی تھیں۔

شام نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔دن کیسے ڈھلا نہیں پتہ چلا۔مامون جس وقت کمرے میں داخل ہوا راں یل آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔اس نے گلابی کام دار قمیض شلوار پہن رکھی تھی،ہاتھوں میں کنگن تھے اور وہ آئینے میں دیکھتی میک اپ کر رہی تھی۔اس نے گلابی لپ سٹک لگائی اور آئینے میں مامون کو دیکھا

"آپ اپنے دوست سے مل آئے؟" رابیل نے مڑ کر اسے دیکھا۔مامون نے سر اثبات میں ہلایا اور لیٹ گیا۔

"چلیں۔۔میں آپ کے کپڑے نکال دیتی ہوں ہم امی کی طرف جا رہے ہیں" اس نے دوبارہ آئینے میں دیکھا اور کانوں میں جھمکے ڈالنے لگی۔

"کہاں؟" ٹانگیں لٹکا کر لیٹے مامون نے آنکھیں نیچے کر کے اسے دیکھا

"امی کی طرف" اس نے کانوں میں جھمکے پہنے اور وارڈروب کی طرف بڑھی۔باہر آئی تو ہاتھ میں سرمئی کرتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اٹھیں" وہ اس کے سامنے کُرتا لیے کھڑی تھی۔ وہ اٹھ بیٹھا "اچانک آپ کو شوق پڑ گیا اپنی امی کے گھر جانے کا، صبح تک تو کوئی ارادہ نہیں تھا" وہ گردن اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا

وہ مسکرادی "ہاں نا" پھر اس کا کرتا بیڈ پر رکھا "میں بہت خوش ہوں" اس کے گال گلابی ہوئے تھے

وہ مسکرایا "اتنا خوش، کیا جائیداد کا بٹوارہ ہو رہا ہے؟"

رابیل نے اسے گھورا اور مسکراہٹ مدھم پڑی۔ پھر پرجوش ہوئی "میں۔۔ پھوپھو بننے والی ہوں" اور مسکراہٹ گہری ہوئی

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور سر اثبات میں ہلایا "تو ہم مبارکباد دینے جا رہے ہیں" اس نے سر ہاں میں ہلایا۔ پھر ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور کہنی ران پر رکھ کر مٹھی تھوڑی تلے جمائی "میں سوچ رہی ہوں ہمارا اشعر کتنا خوش ہو گا"

مامون نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر سمجھ گیا اور دھیما سا مسکرایا، اس نے صحیح فیصلہ کیا تھا اور ایک دوست کو چاہیئے کہ دوست کے حق میں اچھا فیصلہ کرے۔ اشعر اور فری کے نکاح کے بعد مامون کی کبھی فری سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ شروع شروع میں فری نے اسے میسج کیا تھا مگر اس نے جواب نہیں دیا۔ تالی کبھی ایک ہاتھ سے نہیں بجی، اس نے دروازہ بند کر دیا تھا اور وہ اس دروازے کی طرف لوٹی تھی جو اس کے لیے کھلا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سفید لینڈ کروزر آٹھ مرلہ مکان کے باہر کھڑی تھی اور وہ اندر داخل ہوئی۔لاؤنج میں جاتے ہی صوفے پر بیٹھی مینا کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔وہ تیمور کے ساتھ پہلے ہی آچکی تھی مگر اندر جاتا مامون ٹھٹھک گیا تھا۔اس نے سامنے صوفے پر بیٹھی خاتون کو دیکھا اور چہرے پر ایک سیاہ سا سایہ لہرایا۔وہاں تیمور کی ماں بیٹھی تھیں،اس کی سوتیلی ماں اور اس کے باپ کی پہلی بیوی۔۔اس نے تھوک نگلا اور وہیں کھڑا رہا،کچن سے باہر آتی فرحت نے ابھی اسے دیکھا تھا۔رابیل نے مڑ کر اسے دیکھا،مامون نے مسکرانے کی کوشش کی تھی مگر نہیں مسکرا سکا۔وہ آگے بڑھا اور فرحت سے ملا، انھوں نے مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اپنے سے لمبے مامون کے گال پر ہاتھ پھیرا۔صبیحہ بس اسے ہی گھور رہی تھیں،ان کے چہرے پر آج بھی وہی پرانی نفرت کا تاثر تھا۔اس نے رابیل کو دیکھا"آپ بیٹھیں۔۔مجھے بتا دیجئیے گا میں آپ کو لے جاؤں گا"اور وہ وہاں سے مڑ گیا۔لاؤنج میں خاموشی چھائی تھی،صوفے پر مینا کے ساتھ بیٹھی فری کی مسکراہٹ بھی مدھم پڑی تھی۔رابیل نے ایک نظر اپنی خالہ کو دیکھا اور پھر باہر کی طرف آئی۔وہ گیٹ کے پاس پہنچ چکا تھا۔

"مامون۔۔"

وہ مڑا اور رابیل اس کی طرف بڑھی۔اس کا تنفس بڑھا تھا

"کہاں جا رہے ہیں؟"

"مجھے ایک ضروری کام ہے"اس کا چہرہ اس کی کہانی بیان کر رہا تھا

"جو بھی کام ہے بعد میں کر لیے گا، ابھی اندر چلیں" اس نے اس کی کہنی تھامی تھی مگر وہ یونہی کھڑا رہا

"رابیل۔۔ میں نہیں چاہتا آپ سب کے درمیان میری وجہ سے کوئی مسئلہ ہو۔۔ میں بعد میں آ جاؤں گا" اس نے نرمی سے کہہ کر اسے دیکھا تھا

"نہیں۔۔ آپ کے آنے سے کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو ہوتا رہے" وہ بھی اپنی ضد پر اڑی رہی تھی

"رابیل۔۔" اس نے اپنی کہنی کو دیکھا جہاں سے اس نے مامون کو پکڑ رکھا تھا، اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا "آپ جائیں۔۔ میں آ جاؤں گا، میں نے کہا نا میں آ جاؤں گا تو مطلب آ جاؤں گا"

رابیل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا اور پھر اس کی کہنی چھوڑ دی۔ پھر نرمی سے بولی "میں فون کروں گی تو آپ آئیں گے نا؟ ایسے امی کو بھی اچھا نہیں لگے گا" اس نے معصوم سی شکل بنا کر کہا تھا۔

"اشعر کے آتے ہی مجھے کال کر لیجیئے گا، میں آ جاؤں گا" اور کہہ کر مسکرا دیا۔ وہ بھی مسکرا دی اور اسے جانے دیا۔

پھر سانس خارج کی اور اندر بڑھی۔

جوس پیتے مینا نے اسے کہنی ماری اور باہر کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے پلکیں جھپکائیں "آ جاتے ہیں" اور مسکرا دی۔ اس نے بھی کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

فرحت اپنی بہن کے ساتھ آ کر بیٹھ گئیں "آپا آپ بہت دیر بعد آئی ہیں۔ وہ بھی میں نے فون کر کے بلایا ہے" اور مسکرا دیں

صبیحہ نے گردن موڑی اور فرحت کو دیکھا "بس ایسے ہی مصروف ہوتی ہوں۔ ہمارے غم میں تم شامل ہو نہ ہو تمھاری خوشیوں میں ہم شامل رہیں گے "اور کہہ کر جوس کا گلاس منہ کو لگایا۔ کمرے سے گلشن آرا باہر آئی تھیں، ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور غالباً نماز پڑھ کر آئی تھیں۔ وہ فری کی طرف بڑھیں اور اس کی تھوڑی کو چھوا اور مسکرا دیں۔ وہ بھی مسکرائی تھی، وہ فری کے ساتھ بیٹھیں

"تیمور کہاں ہے مینا؟" صبیحہ نے سامنے بیٹھی مینا سے پوچھا تھا

"خالہ ابھی باہر گیا ہے، کہہ رہا تھا تھوڑی دیر تک آتا ہے" اس نے مسکرا کر کہا تھا

"ہاں۔۔ماں کو دیکھ کر ایسے ہی بھاگتا ہے۔ میں نے شادی کی تھی کہ اب گھر ٹک کر بیٹھے گا مگر وہ تو۔۔

"اور انھوں نے سر جھٹکا۔ مینا نے تھوک نگلا اور ماں کو دیکھا۔

صبیحہ نے پھر رابیل کو دیکھا "تمھاری ساس کیسی ہے؟"

وہ مسکرائی "اچھی ہیں" اور پھر جوس کا گلاس منہ کو لگایا۔ وہ یہاں فری سے ملنے اشعر کی خوشی سیلیبریٹ کرنے آئے تھے مگر یہاں عجیب تناؤ کا ماحول تھا۔

انھوں نے تنفر سے سر جھٹکا "میسنی کہیں کی" انھوں نے پھر مینا کو گھورا "تم اپنے شوہر کو سمجھایا کرو نا کہ اپنے گھر جا کر بیٹھے۔ آئے دن اس کے گھر رہتا ہے، اب تم بھی ساتھ مل گئی ہو" وہ جیسے اسے ڈانٹ رہی تھیں

مینا کچھ بولنے لگی تھی مگر رابیل نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور زور سے دبایا۔ پھر مسکرائی اور اپنی خالہ کو دیکھا "ہم بات کریں گے خالہ" اور کھڑی ہو گئی

اس نے مینا کو بھی کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔ پھر فری کو دیکھا

"آجاؤ فری۔۔ باتیں کرتے ہیں" رابیل نے مسکرا کر کہا تھا، فری کھڑی ہو گئی اور اس کے کمرے میں اس کے پیچھے چلی گئی۔

دروازہ بند ہوا اور باہر سے آوازیں آنا بند ہوئیں۔

"اشعر کہاں ہے؟ بلاؤ ذرا اسے، اس سے تو ٹریٹ لیں" رابیل نے شرارتی لہجے میں کہا اور ہنس دی۔

پھر فری کے ساتھ آ بیٹھی۔

"میں بہت خوش ہوں، اللہ تمھیں صحت مند اولاد دے اور تم دونوں یونہی خوش رہو" اس نے نرمی سے اس کی تھوڑی کو چھوا اور وہ مسکرا دی

"آمین" وہ بس یہی کہہ سکی تھی۔ مینا نے پیچھے سے رابیل کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے "بھائی میری دشمنی تو حاشر بھائی سے تھی، اشو تو میرا دوست رہا ہے۔۔ اس کے بچوں کے نخرے میں اٹھا سکتی ہوں" اور ہنس دی۔ وہ دونوں بھی ساتھ ہی ہنسی تھیں۔

سفید شلوار قمیض اور سرخ جالی دار دوپٹے والی فری کے چہرے پر آج الگ ہی خوشی تھی۔

"تم بھی کچھ بولو فری" رابیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا

"میں۔۔میں کیا بولوں" پھر مسکرادی "میں تو بہت خوش ہوں۔مجھے لگتا ہے میں زندگی میں کبھی اتنا خوش نہیں ہوئی" وہ چہرے پر خوشی کی چمک لیے رابیل کو بتا رہی تھی اور وہ سنتی جا رہی تھی۔

یہاں سے دور پتھروں کے شہر کا رخ کرتے ہیں جہاں ڈین ویلیج میں ایک فلیٹ میں عزہ چھوٹے سٹول پر چڑھ کر بیٹھی تھی۔اس کا باپ اس کی پونی کر رہا تھا اور وہ ٹانگیں ہلاتے باتیں کر رہی تھی۔

باہر شام ہو رہی تھی مگر آسمان ابھی نیلا ہی تھا۔اس کے بال گھنگریالے تھے،ایسے بال جو جڑ سے ہی گھنگریالے نکلتے ہیں،اس کے باپ کے ہاتھ میں تھے اور وہ پونی کر رہا تھا۔

"بابا۔۔ساری کلاس میں سے میرے بال ہی گھنگریالے ہیں۔میری ایک کلاس فیلو کہتی کہ اسے میرے بال اچھے نہیں لگتے،یہ بہت میسی لگتے ہیں" اس نے سانس خارج کی

"آپ نے کیا کہا؟" وہ اپنی بیٹی کے پیچھے کھڑا تھا۔

"میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ایک سال پہلے مجھے بھی اچھے نہیں لگتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مختلف بنایا ہے،اس کی کوئی نہ کوئی کوالٹی دوسرے سے ڈفرنٹ ہے اور میرے بال سب سے ڈفرنٹ ہیں۔مجھے بھی گھنگریالے بال نہیں پسند تھے لیکن جب میں نے خود کو ایکسپلور کیا تو مجھے میرے بال اچھے لگے۔میں نے اسے کہا کوئی بات نہیں،تم میرے ساتھ تھوڑا ٹائم گزارو تمھیں بھی یہ اچھے لگیں گے" اور خاموش ہو گئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اپنی بیٹی کے بالوں میں بینڈ لگایا اور برش پیچھے کاؤچ پر پھینک دیا۔اس نے بال کندھوں تک تھے، چھوٹی پونی کندھوں تک آرہی تھی۔اس کے ماتھے پر ایک گھنگریالی لٹ تھی۔وہ گھوم کر آگے آیا اور مسکرا کر اس کی گھنگریالی لٹ پیچھے کی، پھر اس کے گرد بازو حمائل کر کے اسے سٹول سے اتارا۔

"چلو آؤ۔۔مل کر رات کا کھانا بناتے ہیں" اس نے گردن جھکا کر عزہ کو دیکھا تھا۔اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"آج ہم کیا بنائیں؟" اس نے پوری ٹون میں کہا تھا

"کچھ سپائسی، کچھ سپائسی" اور ہنس دی۔ہمایوں بھی ہنسا تھا

اس نے اوپر والا کیبن کھولا "عزہ۔۔باؤل پکڑاؤ" اس کی پشت عزہ کی جانب تھی

وہ بائیں جانب بڑھی اور شیلف سے شیشے کا بڑا باؤل لے آئی

"بابا۔۔آپ کو ایڈن برا میں سب سے اچھا کیا لگتا ہے" وہ بڑی دلچسپی سے پوچھ رہی تھی

"عزہ۔۔" اس نے پیالے میں تھوڑی سی میکرونی نکالی اور باقی واپس کیبن میں رکھ دی۔

"اور پاکستان میں؟"

"زرار"

اور دونوں بیک وقت ہنسے تھے۔

"میرے خیال سے ہمیں پاستہ بنانا چاہیئے" وہ مڑا اور لڑکی کو دیکھا

وہ کچھ سوچ رہی تھی "میرے خیال سے بھی" اور مسکرا کر شانے اچکائے۔

وہ ایک طرف بڑھا اور فریج سے قیمہ نکالا، کچھ سبزیاں لیں اور شیلف کی طرف آیا۔

"آپ دنیا کے کن ممالک کی سیر کرنا چاہیں گی؟" سوال ہمایوں نے کیا تھا۔ وہ چھری سے کٹنگ بورڈ پر سبزیاں رکھ کر کاٹ رہا تھا۔

وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ پھر بولی "ملک نہیں شہر۔۔ لندن، ہنزہ اور استنبول"

وہ مسکرایا "ہنزہ؟ زرار کی وجہ سے؟"

وہ ہنس دی اور سانس خارج کی

“He is the man whom I love with my whole heart .. he is the light of my eyes”

وہ پورا گول گھوم کر بولی تھی۔ وہ ہنس دیا اور ہنستا گیا۔ وہ بھی ہنسی تھی

"تو پھر میں کیا ہوں؟"

وہ آگے بڑھی اور پیچھے سے اس کے گرد بازو حمائل کیے "آپ میرے لیے سب کچھ ہیں۔ عزہ آپ کا ایک حصہ ہے اور میں بابا کے بغیر کچھ بھی نہیں"

وہ مسکرا دیا "آج کل آپ کہاں بزی رہتی ہیں؟ میں دیکھ رہا تھا آپ کیفے میں بیٹھ کر بھی کچھ سوچ رہی تھیں" وہ اسی طرح سبزیاں کاٹتا رہا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں امیجن کرتی ہوں" وہ ہمایوں کی ایک طرف آ کھڑی ہوئی۔دائیں طرف جہاں وہ دونوں آمنے سامنے تھے مگر ذرا سا دائیں طرف۔

"میں امیجن کرتی ہوں ایک بڑا سا تھیٹر ہو گا اور وہاں ریڈ کرٹین (پردہ) ہو گا، بیک سٹیج بہت سے کرادر ہوں گے، اوپر کو جاتی سیڑھیاں ہوں گی، پھر کچھ دیر میں وہاں لوگ جمع ہونے لگیں گے اور پھر پردے ہٹیں گے اور اندھیرا ہو جائے گا، وہاں کردار حرکت کریں گے، میرے لکھے کردار" اور خاموش ہو گئی

"ہوں۔۔انٹرسٹنگ!" اس نے عزہ کو سراہا تھا "ایک رائٹر؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا

اس نے سر اثبات میں ہلایا "یس! شیکسپیئر کی طرح"

وہ مسکرایا "آپ کی عمر میں ہم پتہ کیا کرتے تھے؟"

"آپ اور زار؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا "ٹوم اینڈ جیری دیکھتے تھے"

اور دونوں ہنس دیے تھے۔ان کے فلیٹ میں قہقہے گونج رہے تھے۔وقت بدل گیا تھا

وہ جس وقت لاہور پہنچے شام ڈھل رہی تھی۔اس کے بابا ایئرپورٹ پر لینے نہیں آئے تھے وجہ تھی وہ سرپرائز جو وہ انھیں دینے والے تھے۔گاڑی میں پیچھے بیٹھی سنینا کھڑکی کی طرف منہ کیے بس خاموشی سے گزرتے لاہور کو دیکھ رہی تھی۔عالیار اس کے ساتھ بیٹھا تھا، مسکرایا اور اس کا نام پکارا

"سنینا۔۔"

سنینا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں تھیں اور وہ خاموش سی تھی۔

عالیارا اسے دیکھ کر ہنس دیا

"رونے نہ لگ جانا۔۔ہم واقعی لاہور آ گئے ہیں"

سنینا نے اسے دیکھتے ہی دیکھتے نچلا لب ہونٹوں تلے دبایا۔پھر مسکرانے کی ناکام کوشش کی اور پھر رو دی۔وہ زور سے آنکھیں میچے بچوں کی طرح رو رہی تھی۔پھر نم سانس اندر کھینچی اور ہتھیلی سے آنکھیں رگڑ کر آنسو صاف کیے

"پوری دنیا میں لاہور جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔۔میں اب اس شہر کے علاوہ کہیں نہیں بس پاؤں گی"

عالیارا اسے دیکھ کر ہنس دیا اور پھر ساتھ ہوا اور ہاتھ اٹھا کر اس کے گال صاف کیے

"ہم نے تمھیں اسی لیے جانے دیا تھا۔۔پرندہ چاہے سارا آسمان گھوم لے واپس وہ اپنے گھونسلے میں ہی آتا ہے"

وہ مسکرائی اور پھر اس کے بازو پر چپت رسید کی "آئی ہیٹ یو"

وہ ہمیشہ کی مسکرایا "یو آر ویلکم"

گاڑی جی سی کالج کے سامنے سے گزری اور سنینا اسے ونڈو سکرین سے دیکھ کر پھر سے آبدیدہ ہو گئی۔

عالیار بس اسے دیکھتا نفی میں سر ہلاتا رہ گیا۔اب کہ اس کا گھر زیادہ دور نہیں تھا۔اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ذہن میں ایک تخیل ابھرا۔اس کے بابا کا ہنستا ہوا چہرہ

"یہ جی سی کالج سے نکلا اور تمھارے کالج پہنچا۔۔اتنا سا تو ہے لاہور، میری سنینا کے دل سے بڑا ہے کیا؟"

وہ بھی ان کے ساتھ ہنس دی اور انھوں نے اسے سینے سے لگا کر سر پر بوسہ دیا تھا۔ہر گزرتے پل کے ساتھ اسے اپنے باپ کی یاد بڑی بے صبری سے آ رہی تھی۔گاڑی ایک دو منزلہ مکان کے سامنے رکی تھی اور اس نے عالیار کو اترتے دیکھا تھا۔

وہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے چائے پیتے سامنے والے صوفے پر بیٹھی ایک بوڑھی عورت سے بات کر رہے تھے جو کہ ان کے ساتھ چائے پی رہی تھیں۔وہ کسی بات پر متفق ہوتے سر ہلا رہے تھے

جب باہر کا دروازہ بجا اور وہ متوجہ ہوئے

"میں دیکھتا ہوں" انھوں نے چائے کا کپ وہیں رکھا اور باہر کی طرف بڑھے۔

وہ لاؤنج کی سیڑھیوں سے نیچے آ رہے تھے جب دروازہ پھر سے بجا۔وہ آگے بڑھتے بول رہے تھے

"کون ہے بھئی؟"

کوئی آواز نہیں آئی اور انھوں نے بازو لمبا کیا اور دروازے کی چٹکی کھول دی۔دروازہ کھلا اور سامنے سفید شرٹ اور نیلی جینز میں مسکراتا ہوا عالیار کھڑا تھا۔وہ ایک دم سے حیران ہو گئے۔عالیار دیکھ سکتا تھا کیسے ان کے چہرے کا رنگ بدلا تھا اور کیسے وہ ایک دم اسے حیرت کے مارے خاموش ہو گئے۔وہ ایک طرف کو ہو کر کھڑے تھے،عالیار اندر کی طرف بڑھا اور پھر پیچھے سے سنینا اندر آئی۔ان کا ہاتھ ابھی بھی گیٹ پر ہی جما تھا۔سنینا نے انھیں دیکھا اور مسکرائی مگر آنکھوں کے کٹورے پورے بھرے ہوئے تھے۔پانی نے آنکھوں کی قید توڑی اور وہ گالوں پر بہہ گیا اور پھر نہیں رکا۔

وہ اسے دیکھ کر مسکرائے،ان کی رنگت سرخ پڑی اور پھر آنسو ان کے چہرے کی زینت بن گئے۔سنینا آگے بڑھی اور ایک دم سے ان کے سینے سے آلگی "بابا۔۔"وہ بس اتنا ہی بول پائی اور پھر رو دی۔

انھوں نے اس کے گرد بازو حمائل کیے

"نینا۔۔"پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا "میرا بچہ۔۔"اور وہ بھی آنکھیں بند کیے بس اس کا آنا محسوس کر رہے تھے۔دونوں ایک ہی کیفیت محسوس کر رہے تھے "حقیقت کا لمس"

وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لے کر رو رہی تھی۔اس نے پچھلے دنوں ان کو جتنا یاد کیا اب اس سے کئی گنا زیادہ رو رہی تھی۔ٹی وی لاؤنج کے دہانے پر بوڑھی عورت آ کھڑی ہوئی

"ارے۔۔کون آیا ہے؟"پھر آگے بڑھیں اور ایک چہکتی آواز "سنینا آئی ہے"اور جیسے مسکرا دیں

وہ اپنے باپ سے الگ ہوئی، البتہ بازو ابھی بھی ان کے گرد حمائل تھے۔اس نے سرخ نم آنکھوں سے انھیں دیکھا، پھر ان کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگایا

"میں اب آپ کو چھوڑ کر کبھی کہیں نہیں جاؤں گی۔۔آئی مس یو"اور پھر سے رو دی۔

وہ روتے ہوئے ہنسے تھے۔پھر ہاتھوں کے ہالے میں اس کا چہرہ لیا اور ماتھے پر ہونٹ رکھے "تمھیں جانے کون دے گا اب؟"

اور وہ مسکرا دی۔اس نے پلکیں جھپکائیں اور اپنے باپ کے چہرے کو دیکھا پھر ہنس دی اور ان کا ہاتھ دوبارہ ہونٹوں سے لگایا۔

انھوں نے عالیار کو دیکھا اور اپنا بازو اس کے کندھے کے گرد حمائل کیا

"یہ جو تمھارا میاں ہے نا۔۔یہ مجھے جذباتی کر کے بلیک میل کر کے اپنی بات منواتا ہے اور تمھارے سارے الٹے کاموں میں تمھارا ساتھ دیتا ہے۔اب میں اس کی بھی ایک نہیں مانوں گا"

عالیار مسکرایا اور ان کے ہاتھ پر رکھا رکھ کر تھپکا "نہ مانیے گا۔۔سنینا کے معاملے میں تو بالکل بھی نہیں"

تینوں بیک وقت ہنسے تھے۔وہ پاس کھڑی خالہ رشیدہ سے مل رہی تھی اور عالیار باہر سے سامان اندر لا رہا تھا۔یہ شام لاہور کی سب سے حسین شام تھی۔

آٹھ مرلہ مکان میں اب خاموشی تھی۔رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے اور مینا اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی۔وہ مسلسل بول رہی تھی اور دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی رابیل سن رہی تھی

"مطلب خالہ کا خیال ہے کہ میں تیمور کو سمجھاؤں کہ وہ ان کے ساتھ رہے" وہ ہنس دی مگر یہ ہنسی طنز والی تھی "کیا واقعی میں اسے قائل کر سکتی ہوں کہ وہ مامون بھائی کا گھر چھوڑ دے؟" اور سر جھٹکا

"اچھا چلو چھوڑو نا، ایسے ہی انرجی ویسٹ کر رہی ہو" رابیل نے اپنا رخ اس کی طرف کر لیا۔آج وہ دونوں بہنیں اپنے مائیکے رکی تھیں اور مینا ساری بھڑاس نکال رہی تھی

"اور ڈنر پر دیکھا تھا، خالہ نے مامون بھائی کو کتنی باتیں سنائیں مگر وہ خاموش رہے۔میں ہوتی نا تو ڈنر چھوڑ دیتی" اس نے کہہ کر سر جھٹکا

"وہ جا رہے تھے مگر میرے کہنے پر واپس آئے اور پھر مجھے اتنی شرمندگی ہو رہی تھی۔تم حساب لگاؤ میں ان کے گھر میں کن حالات میں گئی تھی مگر کسی نے کچھ نہیں کہا اور ایک میرے گھر والے، حاشر بھائی نے تو ان سے بات تک نہیں کی اور خالہ۔۔خالہ نے ان کی اماں کی طلاق کروا کر بھی دم نہیں لیا، مطلب یہ کبھی میچور نہیں ہو سکتے؟" رابیل بھی جھنجھلا گئی تھی

"وہی تو۔۔حاشر بھائی میری تو سمجھ سے باہر ہیں۔مامون بھائی سے پہلے کوئی رشتہ نہیں تھا مگر اب تو ہے نا مگر نہیں"اور اس نے سر جھٹک دیا۔

رابیل آگے بڑھی اور اسے گلے سے لگایا"چلو چھوڑو مینو،خون مت جلاؤ اپنا"اور اس سے الگ ہوئی "ان کا چلتا رہے گا،ہم اشعر کے لیے آئے تھے نا اور ہمارا اشعر کتنا خوش ہے"اس نے مسکرا کر مینو کو دیکھا

وہ بھی مسکرائی تھی"سارے ہی سانپ ہیں"اور ہنس دی

رابیل بھی ہنسی تھی"چلو آؤ چائے کے ساتھ نگٹس بناتے ہیں،اتنے دن ہو گئے ہم اکٹھی نہیں بیٹھیں"

اور دونوں آگے پیچھے باہر آئی تھیں۔

یہاں سے اگر اوپر جھانکیں تو اشعر ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔فری آئینے کے سامنے کھڑی اپنا حجاب کھول رہی تھی،شاید وہ ابھی نماز پڑھ کر اٹھی تھی۔اس نے دروازہ بند کیا اور مسکرا کر اسے دیکھا۔فری آئینے میں اس کا عکس دیکھ رہی تھی،وہ اس کی طرف بڑھا اور مسکرا کر اپنے بازو پشت سے اس کے گرد حمائل کیے،پھر اپنا سر اس کے سر سے لگایا"آپ خوش ہیں؟"

فری نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھے تھے"اشعر میں بہت خوش ہوں۔میں نے اللہ سے بہت سی دعائیں کی ہیں،میں زندگی میں کبھی اتنا خوش نہیں ہوئی تھی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خوش تو میں بھی بہت ہوں مگر شکر گزار بھی" پھر توقف کیا اور آئینے میں اس کا اور اپنا عکس دیکھتا رہا۔ پھر بولا "تھینک یو!"

وہ مسکرائی اور اپنا ہاتھ ذرا سا اٹھایا۔ اس کی کلائی میں کنگن تھا "یہ آنٹی نے دیا ہے۔ وہ بتا رہی تھیں آپ کے بابا کے انھیں تب دیا تھا جب حاشر بھائی پیدا ہونے والے تھے"

اشعر نے اس کنگن کو چھوا "یہ بہت خوبصورت ہے"

مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے اپنے ہاتھ اشعر کے ہاتھوں پر رکھ لیے۔

"اس کا نام فاطمہ ہو گا" اس نے مسکرا کر کہا تھا، فری کی بھنویں بھینچ گئیں

"کس کا؟"

"ہماری بیٹی کا" وہ مسکرا کر بولا اور فری کے گال گلابی ہوئے۔ پھر ہنس دی۔

"اور اگر بیٹا ہوا تو؟" اس نے آئینے میں اشعر کا عکس دیکھتے کہا تھا۔ اس نے سانس خارج کی "احمد" اور پھر مسکرا دیا۔

فری کی مسکراہٹ مدھم پڑی اور اس نے اشعر کے ہاتھوں کو تھاما

"اشعر۔۔ یہ سب ایسے ہی رہے گا نا، ہمارا بچہ ٹھیک ہو گا نا، خوشیاں روٹھ تو نہیں جائیں گی" اس نے تھوک نگلا، دونوں کی نظریں ملیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کچھ نہیں ہو گا۔اچھا اچھا سوچیں،اللہ ہے نا" پھر مسکرا دیا "اب سے نو رونا دھونا،نو ٹینشن۔۔

صرف خوش خوش رہنا ہے"

وہ بھی مسکرا دی مگر اشعر نے اس کی جگہ تاثیر کے ساتھ زندگی نہیں گزاری تھی۔وہ زندگی جس میں غم زندگی کے دروازے پر پہرہ دیتے تھے اور خوشیاں سرے سے ہی لوٹ جاتی تھیں۔وہ خوش تھی، دنیا کے لیے موسم گرما شروع ہوا تھا مگر فری کے لیے یہ بہار کا موسم تھا اور بہار کے موسم کی مدت کم ہوتی ہے مگر موسموں کا پتہ بھی تو نہیں چلتا!

ایک فلیٹ کی بالکنی میں ایک لڑکا کھڑا تھا۔اس نے بازو سینے سے باندھے تھے اور وہ گردن اٹھائے آسمان دیکھ رہا تھا۔ٹھنڈی ہوا اس کے جسم سے گزرتی روح میں سرایت کر رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور پھر گردن جھکا کر جیب سے فون نکالا۔بے مقصد ادھر سے اُدھر ہونے کے بعد وہ انسٹا گرام کھولے کھڑا تھا۔آج کل اس کا دھیان انسٹا کی طرف زیادہ تھا اور وجہ سے وہ پروفائل جو اس نے کھول رکھی تھی۔وہ اس لڑکی کی تصاویر دیکھ رہا تھا جس کے دوست نے شاید نئی بیکری کھولی تھی۔اس کے ساتھ زیادہ تر تصاویر میں وہی لڑکا تھا جس کے بھورے بال اور سرمئی آنکھیں تھیں اور وہ کافی خوبصورت پڑھا لکھا اچھے گھرانے کا لگتا تھا۔زوبیہ بہت سی پوسٹس میں اس کو ٹیگ بھی

کرتی تھی اور اگر کسی پوسٹ تلے وہ کمنٹ کرتا تھا تو وہ جواب دیتی تھی۔اس کے بہت کم دوست تھے۔ایک آدھی پوسٹ میں وہ اپنے بابا کے ساتھ تھی مگر وہاں کہیں معاذ کا ذکر نہیں تھا۔وہ شاید بہت پہلے جا چکا تھا۔وہ آنکھوں کے سامنے نہیں تھا اور آنکھوں کے سامنے نہ ہونے سے، کوئی رابطہ نہ ہونے سے لوگ لوگوں سے بہت جلد ری پلیس ہو جاتے ہیں۔اس نے اپنا انسٹا اکاؤنٹ لاگ آؤٹ کر کے انسٹا گرام کو ان انسٹال کر دیا۔قصہ تمام ایک باب بند ہوا۔وہ شاید محبت کے لیے نہیں تھا، شاید اسے زوبیہ کو جانے سے پہلے سب بتا دینا چاہیئے تھا، شاید اسے بتانا چاہیئے تھا کہ اس کے جانے سے معاذ بن ابو ہریرہ بے چین ہو گا اور اس کا منتظر رہے گا۔کہانی دو منٹ دو گھنٹے یا دو دن سے زیادہ تھی۔اب تو تیسرا سال شروع ہونے والا تھا، اگر زوبیہ پہل نہیں کرتی تو اسے ہی کر لینی چاہیئے، یہ خیال وہ تھا جو اسے دن میں کئی بار آتا تھا مگر کیا پتہ وہ اسے نظر انداز کر دے، دو سال گزر گئے وہ اسے ویسے یاد نہیں رکھتی ہو گی جیسے معاذ نے رکھا تھا۔محبت تو معاذ نے کی تھی وہ تو آزاد تھی۔یہ زندان تو معاذ نے چنا تھا وہ تو آزاد تھی۔اس نے فون واپس جیب میں رکھا اور ریلنگ پر ہاتھ جمائے نیچے خاموش گلی دیکھنے لگا۔دفعتاً پیچھے کا دروازہ کھلا اور حذیفہ داخل ہوا، بالکنی میں کھڑے معاذ کی طرف کرنیٹو بڑھائی مگر اس نے سر نفی میں ہلا دیا

"کھالو۔نکمے عاشق!" اس نے کرنیٹو بڑھائے رکھی۔

معاذ نے منہ بنا کر اسے دیکھا اور پھر کرنیٹو لے لی، پھر ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔ وہ خاموشی سے کرنیٹو کھولے کھا رہا تھا۔ حذیفہ نے گلا کھنکھارا

"بھابھی یاد آ رہی ہیں؟" وہ ذرا سا دور ہوا، پتہ چلے معاذ اسے مکا مارے اور وہ نیچے لڑھک جائے۔

اس نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا "زیادہ بک بک مت کرو، پٹ جاؤ گے" اور کریم زبان سے چاٹی۔

اس نے شانے اچکائے "ٹھیک ہے۔۔ ویسے میری ان سے اکثر بات ہوتی ہے" وہ بڑی بے تکلفی سے بول گیا مگر معاذ نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا

"کیا بات ہوتی ہے؟" وہ ہاتھ میں پکڑی کرنیٹو بھول گیا تھا

"کچھ نہیں۔۔ بس پوچھتی ہیں کہ آج کل کیا کر رہے ہو، میں بھی پوچھ لیتا ہوں کہ سب ٹھیک جا رہا ہے، پھر پوچھ لیتی ہیں کہ ہریرہ کیسا ہے؟ اس کا کام اچھا جا رہا ہے؟" اور دوبارہ ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا

"واقعی؟" وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا "وہ میرے بارے میں پوچھتی ہیں؟" وہ پرجوش ہوا تھا۔

"ہاں۔۔ ایک بار میں نے کہا کہ پاکستان آ جائیں پھر چاہے لاہور نہ آئیں" اس نے کون کا بسکٹ توڑا

"کیا کہتیں؟" اس نے جلدی جلدی پوچھا تھا

"کہتیں کہ پاکستان میں کچھ ہے نہیں۔۔اس کے بابا خود اسے لندن آکر ملتے ہیں،وہ آخر کس لیے پاکستان آئے؟"حذیفہ منہ کے زاویے بگاڑتے بولا تھا

معاذ کا منہ بن گیا،دل کیا ساری بچی ہوئی کرنیٹو اس کے منہ پر دے مارے مگر پھر سانس خارج کی

"ہاں۔۔ویسے بھی وہ پاکستان کس کے لیے آئیں گی؟"اور سر جھٹک دیا۔وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے باہر دیکھ رہا تھا۔

حذیفہ نے اسے گھورا"تم خود کیوں نہیں بات کرتے؟ایک میسج کر کے دیکھ لو،حال چال پوچھو۔۔کون سی بابا آدم کے زمانے کی مخلوق بنے ہوئے ہو،اب تو زمانہ ترقی کر گیا ہے"اس نے اپنی طرف سے مشورہ دے دیا تھا مگر معاذ کا دل ساری دنیا سے اٹھ گیا تھا۔

اس نے سانس خارج کی"نہیں۔۔میں نہیں چاہتا جس قید سے وہ نکلی تھیں میری وجہ سے دوبارہ آ جائیں"اس نے مایوسی سے کہا تھا

حذیفہ نے برا سا منہ بنایا"شیطان بھی کھڑا ہو کر تالیاں بجا رہا ہو گا کہ کیا نمونہ پیدا ہوا ہے"اور سر جھٹکا"دل تو کرتا ہے تمھیں تیزاب پلا دوں مگر نہیں پلا سکتا"اس کی کرنیٹو ختم ہو چکی تھی

"کیوں؟"معاذ نے کرنیٹو کا بسکٹ دانتوں سے کاٹا

حذیفہ نے اسے دیکھتے تھوک نگلا"وہ۔۔آ۔۔"پھر ذرا سا پیچھے ہوا"تمھاری پینٹ سے کرنیٹو کے پیسے لیے تھے"اور اس سے بہت دور ہوتا گیا۔

معاذ نے پہلے ہاتھ میں پکڑی کرنیٹو کے بسکٹ کو دیکھا پھر حذیفہ کو اور پاؤں میں پہنی چپل اتار کر اس کی طرف پھینکی "ذلیل۔۔" وہ بلند آواز میں چلایا تھا مگر حذیفہ بھاگ چکا تھا اور جوتا دیوار سے لگ کر نیچے فرش پر پڑا تھا۔

چند پل بیتے اور اس نے دیوار کے پیچھے سے منہ نکالا "تو کیا ہو گیا؟ میں تو گول گپوں کا سوچ رہا ہوں، چلیں؟"

اور معاذ نے دوسرا جوتا بھی اس کی طرف اچھالا مگر وہ بھی دیوار سے لگا اور وہ غائب تھا۔اس نے بالکنی کا دروازہ کھول کر اندر سے گردن نکالی مگر اب معاذ کے پاس مارنے کے لیے جوتے نہیں تھے،اس نے ہاتھ میں دیکھا تو کون کا بسکٹ ہی تھا

"ہاں یہ بسکٹ مار دو۔۔میں کھا لوں گا" وہ جھٹ سے بولا تھا۔

اس نے پہلے بسکٹ دیکھا پھر حذیفہ کو اور ہنس دیا،دروازے سے گردن نکال کر دیکھتا ہوا حذیفہ بھی ہنسا تھا

رات خاموش مگر پر سکون سی تھی۔آسمان پر ستارے نکلے تھے مگر چاند غائب تھا۔ایسے میں اپنے کمرے میں جائے نماز پر بیٹھی سنینا عشاء کی نماز ادا کر کے دعا مانگ رہی تھی۔اس کی آنکھیں اشک بار

تھیں مگر پلکیں ملی ہوئی تھیں۔بند آنکھوں تلے آنسو بہتے گال بھگو رہے تھے۔اس نے نم سانس اندر کھینچی،دفعتاً اس کے کمرے کے دروازہ پر دستک ہوئی۔اس نے جلدی سے آنسو صاف کیے اور منہ پر ہاتھ پھیرا،دائیں جانب گردن کر کے دروازے کو دیکھا

"آجائیں۔۔"

دروازہ کھلا اور اس کا باپ اندر داخل ہوا۔ان کے دائیں ہاتھ میں چھوٹا ٹرے تھا جس میں چائے کے دو کپ تھے۔وہ انھیں دیکھ کر مسکرائی اور جائے نماز تہہ کر کے چھوٹے صوفے پر رکھی۔پھر اپنے بابا کے ہاتھ سے ٹرے لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔وہ بیڈ پر بیٹھ گئے اور سنینا ان کے ساتھ۔اس نے حجاب کھولا اور دوپٹہ ڈھیلا کر کے لے لیا۔پھر ہمیشہ کی طرح ان کے بازو سے سر لگایا اور آنکھیں بند کر کے مسکرائی "اتنا سکون مل رہا ہے نا بابا۔۔میں اتنا ہلکا پھلکا محسوس کر رہی ہوں۔ایسے جیسے میں لاہور سے کتنا ہی اداس تھی "اور آنکھیں کھول لیں۔

وہ ہنس دیے "لاہور کی یاد آرہی تھی۔۔بابا کی یاد نہیں آئی؟"

اس نے آنکھیں اوپر کر کے انھیں دیکھا۔پھر ان کے جھریوں زدہ ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لیا "خود سے پہلے آپ کی یاد آتی تھی۔کچھ اچھا ہو یا کچھ برا،میں ڈر کر اٹھتی یا سہم کر۔۔پہلا خیال آپ کا آتا تھا"

وہ مسکرائے اور گال دھیرے سے اس کے سر سے لگایا "مکھن لگانے میں تم آج بھی اپنی اماں کو مات دیتی ہو"

دونوں ہنس دیے۔ پھر چند پل کی خاموشی۔

"ایک بات پوچھوں بابا"

"ہوں"

"مجھے اللہ بہت یاد آتا ہے۔ وقت بے وقت میں جذباتی ہو جاتی ہوں، اپنی قرآن پاک والی الماری دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔ پھر ایسے ہی ایک آیت سن کر میرے گلے میں بہت سے آنسو جمع ہو گئے۔ ایسا نہیں ہے کہ میں اللہ کو بھول جاتی ہوں یا بھلا دیتی ہوں مگر پھر بھی۔۔ مجھے اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ میں اسے مس کر رہی ہوں"

انھوں نے سانس خارج کی۔ شانے ڈھیلے چھوڑے "ہر انسان کے گرد ایک دائرہ ہے بیٹا۔ انسان ساری عمر اس دائرے میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کو تلاش کرتا رہتا ہے۔ کبھی شب و روز کے ہنگاموں میں بھول جاتا ہے اور کبھی فرصت سے بیٹھ کر یاد کرتا ہے۔ پھر کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اپنے نور کی ایک تجلی اس دائرے کے اندر دکھاتا ہے اور انسان کو بڑی شدت سے اس کے ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ یہ احساس بڑا قیمتی ہے، کچھ سہ نہیں پاتے اور دیوانے ہو جاتے ہیں کچھ پہچان جاتے ہیں اور مومن ہوتے ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سنینا خاموشی سے سنتی رہی۔اس رات گہرے پانی میں ڈوبتے اس نے دل میں ایک ہلچل سی ہوئی تھی۔ایک عجیب سا احساس کھونے پانے جیسا احساس جس سے انسان کی روح تک تڑپ جائے۔جیسے کوئی ایک لمحے کے لیے آیا ہے اسے چھوا ہے اور اس کی روح اس سے ایک ہی لمحے میں مانوس ہو گئی۔ اس ایک تجلی میں اتنی کشش تھی کہ اسے اپنا آپ اس کی طرف کھینچتا ہوا محسوس ہوا اور پھر وہ تجلی ایک جھلک کے بعد غائب ہو گئی مگر اس کی روح آج بھی اسے تلاش کرتی ہے اور دل اسے مس کرتا ہے۔لڑکی بڑی نرمی سے اپنا ہاتھ اپنے باپ کے ہاتھ پر پھیر رہی تھی۔

"ایسا ہی ہے بابا۔۔"اس نے دھیرے سے کہا تھا۔

اس کے بابا آگے ہوئے۔چائے کا ایک کپ اسے دیا اور دوسرا خود لیا۔وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور چائے کی چسکی لی۔پھر آنکھیں بند کر کے ذائقہ محسوس کیا"پوری دنیا کی کافی ایک طرف اور میرے بابا کے ہاتھ کی چائے ایک طرف"

اور ہنس دی۔وہ بھی مسکرائے

"ساری دنیا کے مکھن ایک طرف اور میری بیٹی کی چاپلوسی ایک طرف"

سنینا پھر سے ہنس دی۔ان کے گھر کی رونق پھر سے جاگ اٹھی تھی۔ان کی بیٹی لوٹ آئی تھی اور بیٹیاں تو گھر کی رونق ہوتی ہیں۔

سنینا بیڈ پر چوکڑی مارے بیٹھ گئی۔اس کے بابا نے ایک ٹانگ بیڈ پر فولڈ کر رکھی تھی اور دوسری لٹکا رکھی تھی،اس طرح کہ پاؤں نیچے کارپیٹ کو چھو رہا تھا۔ان کا رخ ایک دوسرے کی طرف تھا

"آپ نے مجھے مس کیا؟"

وہ کچھ سوچ رہے تھے۔پھر مسکرائے "بہت۔۔میرا تو دل گھبراتا تھا مگر تمھیں کیا۔۔تم تو لندن چلی گئی "اور لاپرواہی سے شانے اچکائے

اس نے منہ بنایا پھر چہک کر بولی "اب کہیں گئی نا تو آپ کو بھی ساتھ لے کر جاؤں گی۔۔نہیں تو نہیں جاؤں گی"

"پکا؟"وہ جھٹ سے بولے

"پکا"اس نے سر ہلا کر چائے کا گھونٹ بھرا

اس کے بابا مسکرائے "آنکھیں ناک اور چہرہ وہی ہے۔کچھ بدل گیا ہے کیا؟"

وہ نرمی سے مسکرائی "اندھیرے ہی نہیں۔۔کبھی کبھی روشنی کا احساس بھی انسان کو بدل دیتا ہے"

اس کے بابا نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "بڑی سیانی ہو گئی ہو "پھر بھنویں بھینچیں اور آگے کو ہوئے "تمھاری خالہ کو بلاؤں؟"اور مسکرائے

سنینا نے منہ بنالیا اور رونے والی ہو گئی "ابھی تو میں آئی ہوں۔ابھی آپ میری رخصتی کا سوچ لیں۔

پھر آپ کہتے ہیں میں تمھیں بہت مس کرتا ہوں "اس نے خفگی سے سر جھٹکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لو۔۔یہ دو گلیاں چھوڑ کر تمھاری خالہ کا گھر ہے۔جب دل کرے آ جانا تم"

"لیکن میں ابھی نہیں جانا چاہتی۔ابھی رخصتی نہیں چاہتی،میں نے ماسٹرز کرنا ہے بابا۔۔آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے "اس نے چائے وہیں چھوڑی اور منہ بسور کر بیٹھ گئی

"زبردستی کون کر رہا ہے؟میں نے تو بس پوچھا ہے۔۔نہیں تو نہ سہی،ماسٹرز کے بعد دیکھ لیں گے۔اتنی کون سی جلدی ہے "اور مسکرائے

سنینا نے انھیں دیکھا "پکا نا؟یہ بات ماسٹرز کے بعد دیکھیں گے "

انھوں نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ پھر سے مسکرائی

"تھینک یو۔۔"

انھوں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر رکھا "اپنی بیٹی کے بارے میں مجھ سے زبردستی نہیں ہوتی۔بیٹیوں کے لیے باپ کا دل بڑا نرم ہوتا ہے۔وہ ان کے لیے پگھل جاتا ہے اور اپنا آپ نثار کرتا ہے"

وہ فقط مسکرائی تھی اور چائے کا گھونٹ بھرا۔پھر بولی

"خالہ رشیدہ یہیں رہیں گی؟"

"کچھ مہینے۔۔"

وہ کچھ اور بھی پوچھ رہی تھی اور اس کا باپ جواب دے رہا تھا۔رات لمحہ بہ لمحہ سرک رہی تھی۔

صبح گیارہ بجے کا وقت تھا۔ بڑے سے بنگلے میں سورج کی روشنی سامنے سے پڑ رہی تھی۔ گھر کے خوبصورت لاؤنج میں دیکھیں تو پردے وسیع کھڑکیوں سے ہٹے ہوئے تھے۔ سفید کلف لگی شلوار قمیض میں ملبوس شخص اپنے سامنے بیٹھے دو مردوں سے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سنہری اور بال بھورے تھے، بلاشبہ وہ خوبصورت تھا، ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھے شخص کے ہونٹوں سے مسکان چھوٹنے نہ پا رہی تھی۔ لاؤنج کے باہر اگر دیکھیں تو راہداری میں ایک لڑکا ٹہل رہا تھا، اس نے سفید گول گلے والی شرٹ تلے نیوی بلیو جینز پہن رکھی تھی، اوپر سفید اور نیلی اعلیٰ برانڈ کی جیکٹ تھی۔ اس کے جوگرز شہر کے سب سے مہنگے برانڈ کا پتہ دے رہے تھے۔ وہ بے چینی سے ادھر اُدھر ہو رہا تھا، تب ہی اندر سے سیکرٹری باہر آیا جو عمر میں اس سے بڑا تھا، اس نے گلا کھنکھارا اور وہ متوجہ ہوا

"ہریرہ، تم بیٹھ جاؤ۔۔ وہ فری ہوں گے تو بلا لیں گے" اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا

اس نے سانس خارج کی اور جیسے بے زار ہوا تھا۔ اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی "تم نے مجھے دس بجے کا کہا تھا، وقت دیکھ رہے ہو تم" پھر منہ بنا کر بولا "تمھیں کیا پتہ ہو آج کل کیمرہ مین کتنے مصروف ہو گئے ہیں" اور سر جھٹکا۔ دفعتاً کمرے سے دونوں مرد باہر آئے اور وہ دونوں چوکنا ہو کر کھڑے ہو گئے۔ وہ دونوں چلے گئے تو سیکرٹری نے ہریرہ کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ اس کے پیچھے چل دیا۔ کھڑکی کے دائیں طرف ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا شخص سگار پی رہا تھا۔ فضا میں تمباکو کی ملی

Clubb of Quality Content

جلی خوشبو تھی، سیکرٹری آگے بڑھا" باس۔۔"اور دونوں ہاتھ آگے باندھ لیے "میں نے آپ کو بتایا تھاناکہ میری بیٹی کی سرجری ہےاور مجھے کچھ عرصے کے لیے جاناہے۔تب تک کے لیے۔۔"

اس کے باس نے ہاتھ جھلایاجیسے جانے کو کہاہواوروہ وہاں سے چلاگیا۔ہریرہ غورسے اسے دیکھ رہا تھا،اس کے وجودسے قیمتی پرفیوم کی خوشبواٹھ رہی تھی مگروہ مرعوب نہیں ہوامعتوب نہیں آیا۔

سگریٹ پیتے شخص نے اسے دیکھااوربھاری مردانہ آواز گونجی

"نام کیاہے؟"اس نے سگارکاایک کش لیااوربہت سادھواں ہونٹوں سے جداکیا۔

"ہریرہ"اس نے ہاتھ پہلومیں گرادیے،وہ سامنے ہاتھ باندھنے کاعادی نہیں تھا۔

"کام کیاکرتے ہو؟"اگلاسوال

"فوٹو گرافرہوں"اس نے سچ بولاتھااورسچ نجات دیتاہے۔

"کافی بنانی آتی ہے؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کیےاسے دیکھاتھا۔

"بہت اچھی"وہ مسکرایا،گالوں کے گڑھے واضح ہوئے

"کافی پسندہے یاچائے؟"اس نے ایک اورکش لیااوردھواں ہونٹوں سے جداکیا۔

"کڑک چائے"وہ اس کے اندازمیں ایک بے پرواہی دیکھ رہاتھامگریہ چیزاسے بری نہیں لگ رہی تھی

"تم اچھی کافی نہیں بناسکتے"اب کی باروہ مسکرایاتھا

"آپ اندازہ نہیں لگاسکتے"مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔وہ اس کوخاموش کراگیاتھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟"اس نے دائیں ابرو اٹھائی

ہریرہ نے سانس خارج کی"جو اچھی تصویر بنا سکتا ہے وہ کچھ بھی بنا سکتا ہے،اچھی کافی اور اچھی چائے بھی"اور شانے اچکائے

"تم مجھے متاثر کر رہے ہو؟"اس نے ایک اور کش لیا۔

"آپ مجھ سے متاثر ہو رہے ہیں"وہ ذرا سا آگے کو ہوا اور سرگوشی کی۔

"دوست ہیں؟"اگلا سوال۔

"ایک ہے"اس نے سینے پر بازو باندھ لیے۔یہ اس کا انٹرویو ہو رہا تھا۔

"وہ کیا ہے؟"وہ اسے جاننے کی کوشش کر رہا تھا

"آرٹسٹ ہے"جواب جھٹ سے آیا،یہاں بھی سچ تھا۔

"سگریٹ یا سگار؟"اگلا سوال

"چائے"وہ بھی جواب سوچ کر آیا تھا۔اسے بھیجا کس نے تھا!

"اگر میں تمھیں رکھ لوں تو کیا فوٹو گرافی چھوڑ دو گے؟"وہ اپنی بائیں ٹانگ ہلا رہا تھا۔

"سوچ سکتا ہوں"شانے اچکائے

"اور اگر نہ رکھوں تو؟"وہ مسکرایا جیسے مزہ آ رہا ہو۔

"تو کوئی اور رکھ لے گا"اس نے مسکرا کر بے پرواہی سے شانے اچکائے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سوچ کر بتاؤں گا" اس نے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

"آپ سوچ چکے ہیں" مسکرانے سے گالوں کے گڑھے پھر سے واضح ہوئے تھے

"کیسے پتہ؟" اس کی سنہری آنکھوں میں تجسس تھا۔

"سیاست دان ہیں، دنوں کے فیصلے لمحوں میں کرتے ہیں" اس کی آنکھوں میں کشش تھی، وہ کشش جو اسے کھینچ رہی تھی۔

وہ مسکرایا اور حکم صادر کیا۔

"Bring me a cup of coffee"

(میرے لیے کافی کا ایک کپ لاؤ)

اور وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔

وہ سر ہلا کر وہاں سے مڑ گیا۔ وہ ایک بہترین اداکار تھا، اس کی خاصیت یہ تھی کہ وہ خود کو وہی کردار بنا لیتا تھا جو اسے پلے کرنا ہوتا تھا۔ اس کے چہرے پر جیت کی مسکان تھی، سعد خان لودھی نے معاذ بن ابوہریرہ کو کافی بوائے رکھ لیا تھا۔ شکاری شکار کی ہر چال سے واقف تھا

"مسز سلطانہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں" فیکٹری میں داخل ہوتی رابیل کے ساتھ اس کی سیکرٹری آئمہ تھی جو اندر کی بڑھتے اسے اس کی میٹنگز اور شیڈول کے مطابق آگاہ کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل نے برا سا منہ بنایا اور اسے دیکھا "ان کو میرے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا۔ جب دیکھو انھوں نے مجھ سے ملنا ہوتا ہے" اس نے کہہ کر سر جھٹکا "میں ابھی بہت بزی ہوں۔ دوبارہ کہیں تو فوراً انکار کر دینا" اس نے ہاتھ جھلا کر منع کیا تھا۔

آئمہ نے تابعداری سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"مریم داور بھی آپ سے ملنا چاہ رہی تھیں۔۔ میں نے کل صبح دس بجے کا کہا ہے"

رابیل نے اس کو سن کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

ورکنگ ایریا میں داخل ہوتے ہی فیبرک کی خوشبو اور سلائی مشینوں کی آواز کانوں میں پڑ رہی تھی۔ رابیل کو دیکھ کر سب متوجہ ہو گئے۔ مینیجر امتیاز علی فوراً سے اس کی طرف بڑھا تھا اور سر کو خم دے کر سلام کیا۔ رابیل نے بھی بدلے میں سر کو خم دیا اور اب وہ ان سے مخاطب مختلف سوالات کر رہی تھی۔ کام تو بہت زیادہ تھا، نیا سیزن شروع تھا اور یہاں محنت جاری تھی۔۔

یہاں سے دور ایک دوسرے منظر پر جاتے ہیں، دوسری جگہ مختلف حالات۔۔ چھٹی ہونے میں چند منٹ باقی تھے، بچوں کے والدین باہر کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ اگر سکول کے اندر جھانکو تو پرنسپل کے آفس میں زیان مصطفیٰ بیٹھا تھا۔ اس نے تھری پیس سوٹ پہنا تھا اور مسکرا کر ان سے بات کر رہا تھا۔ دفعتاً آفس میں ایک لڑکی آئی، اس کے بال لمبے تھے، پونی میں بندھے ہوئے اور سر پر سرخ ہیئر

بینڈ تھا۔اس نے سفید شرٹ تلے سرخ سکرٹ پہنی تھی،وہ سکول کے یونیفارم میں ملبوس تھی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا مگر اس کی رنگت زرد پڑ گئی۔

"آئرہ۔۔کم ہیئر" وہ اسے بلا رہا تھا مگر وہ وہیں بت بنی کھڑی تھی۔وہ اٹھا اور خود چل کر اس تک گیا، پھر جھک کر اس کے سر پر بوسہ دیا اور اس کی تھوڑی کو چھوا

"آر یو او کے؟" وہ مسکرایا تھا۔

مگر وہ خالی آنکھوں میں خوف لیے اپنے باپ کو دیکھتی رہی۔اس نے آرا کا ہاتھ تھاما اور پرنسپل کو دیکھا

"تھینک یو" اور سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا

وہ آئرہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر بڑھ رہا تھا۔وہ چلتے چلتے رک جاتی تو وہ اسے گھسیٹتا۔

"بابا۔۔لیو می" وہ بلند آواز میں چلائی تھی۔اس کا منہ بنا ہوا تھا اور وہ عاجز آئی ہوئی تھی،یوں لگتا تھا ابھی رو دے گی۔

اس کا باپ بہرہ ہو گیا تھا۔وہ اسے لیے تیزی سے باہر بڑھا،کچھ فاصلے پر اس کی گاڑی کھڑی نظر آ رہی تھی۔

"میں نے آپ کے ساتھ نہیں جانا۔۔چھوڑیں مجھے" وہ روتے ہوئے چلا رہی تھی۔پھر اپنے باپ کے ہاتھ پر مکے برسانے لگی۔اس سے پہلے کہ وہ مزید آگے بڑھتا ایک شخص اس کے سامنے آیا تھا۔ شاید وہ بھی اپنے بچوں کو سکول سے لینے آیا تھا

"یہ آپ کی کیا لگتی ہے؟آپ اسے زبردستی کیوں گھسیٹ رہے ہیں؟"وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔۔بیٹی ہے یہ میری"اور زیان نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکا دیا۔

آرا کی آنکھیں گلابی اور نم تھیں۔اس کا سرخ پڑتا چہرہ کوئی اور روداد سنا رہا تھا

"چھوڑو اسے۔۔بچی تمھارے ساتھ نہیں جا رہی، تم اس کے باپ ہو؟"اب وہ شخص بھی شک میں مبتلا ہو گیا تھا۔پاس سے گزرتا ایک اور شخص رکا تھا

"بیٹا۔۔یہ آپ کے فادر ہیں؟"اس شخص نے جھک کے آرا سے پوچھا۔اس نے پہلے اپنے باپ کو دیکھا جو کہ اسے زبردستی یہاں سے لے جانے آیا تھا۔وہ مزید گھبرا گئی اور سر نفی میں ہلا دیا۔اس شخص نے غصے سے زیان کو دیکھا اور اس کا ہاتھ آرا کے ہاتھ سے چھڑانے لگا مگر زیان آگے بڑھا

"حد میں رہو"وہ چلایا تھا اور وہ شخص آگے بڑھا،اسے گریبان سے تھام کر گاڑی سے لگایا اور ایک مکا اس کے منہ پر جڑ دیا۔

آرا ہونٹوں پر ہاتھ رکھے آنکھیں پھاڑے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔وہاں بہت سے آدمی جمع ہو رہے تھے،اس پر ایک آدمی الزام لگا رہا تھا کہ وہ کسی بچی کو زبردستی اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔۔

بہت سے آدمی جمع ہو گئے اور شور مچاتے اسے مار رہے تھے

"بابا۔۔"وہ روتے ہوئے آگے بڑھی تھی مگر آدمی اس کا راستہ روکے کھڑے تھے۔سفید لینڈ کروزر سکول کے باہر آ کھڑی ہوئی تھی،وہ مامون کا ڈرائیور تھا جو آرا کو لینے ایا تھا۔اسے وہاں روتا دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔وہ روتے ہوئے اپنے باپ کو پکار رہی تھی،اس کی آنکھوں کے سامنے لوگ اس کے بابا کو مار رہے تھے۔چند ایک آدمی پیچھے ہٹے اور راستہ بنا،وہ آگے بڑھی اور اپنے باپ پر جھک گئی،اس کے ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا،ناک بھی زخمی تھا اور گال پھٹ گیا تھا

"بابا۔۔"وہ اسے دیکھتے رو رہی تھی۔ڈرائیور نے فون کان سے لگایا تھا۔

زیان اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا جو اس کے پاس بیٹھی رو رہی تھی،وہ اٹھ نہیں پا رہا تھا اور وہ ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔۔روتی ہوئی لڑکی جس کا چہرہ مرجھا سا گیا تھا

ڈرائیور اس کے پاس کھڑا تھا اور وہ اسے ساتھ لے جانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ روتے ہوئے اپنے باپ کے خون آلود گال کو چھو رہی تھی۔دفعتاً اس کے سر پر کسی کا سایہ پڑا تھا اور اس نے جھک کر آرا کا ہاتھ پکڑا تھا۔اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر دونوں بازو اس کے گرد حمائل کیے وہ روتی گئی۔وہ غصے سے دانت پیستے اسے دیکھ رہا تھا،پھر اس لڑکی کا چہرہ اپنے سامنے کیا جس کی آنکھیں اس سے ملتی تھیں۔۔اس نے مامون کو دیکھا پھر گردن موڑ کر اپنے باپ کو

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے"اور پھر سے رونے لگی۔۔

اسے زیان پر شدید غصہ تھا مگر وہ ضبط کر گیا۔وہ آرا کا سر تھپک رہا تھا، پھر اس کے کندھے کے گرد بازو تھامے اپنے ساتھ لے گیا۔زیان مصطفیٰ نے اپنے ہونٹ صاف کیے اور سر جھٹکا۔مامون نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے اسے ایک نظر دیکھا تھا۔اس کا علاج تو وہ بعد میں کرے گا۔

شام اپنا نارنجی رنگ بدلتی جامنی ہو گئی تھی۔ہر سو بتیاں جل اٹھی تھیں۔سفید سرمئی بنگلے کے وسیع باغ میں بنچ پر مامون کے ساتھ آرا بیٹھی تھی۔اس نے دونوں ہاتھوں سے مامون کا بازو پکڑ رکھا تھا اور رو رہی تھی۔وہ بار بار اس کے آنسو صاف کرتا کچھ کہہ رہا تھا مگر وہ بولتے بولتے رونے لگتی تھی۔وہ گردن جھکائے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو کہ رونے کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا۔آنکھوں کے پپوٹے سرخ اور آنکھیں شدید گلابی تھیں۔وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لے کر رو رہی تھی، مامون ذرا سا ساتھ ہوا اور اسے خود سے لگایا، پھر اسے تھپکنے لگا۔لاؤنج سے رابیل باہر آئی تھی اور آتے ہی انھیں دیکھ کر چونک گئی۔مامون اسے دیکھ چکا تھا اور اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔وہ سر ہلا کر سمجھ گئی مگر وہ پریشانی سے بھنویں بھینچے ابھی بھی آرا کو دیکھ رہی تھی جو رو رہی تھی۔رابیل نے سانس خارج کی اور مامون کو اشارہ کیا "میں بعد میں آتی ہوں" اور دھیما سا مسکرا کر وہاں سے چلی گئی۔

مامون جھکا اور اپنا گال اس کے سر پر رکھا "آرا۔۔بیٹا کچھ نہیں ہوا"

مگر وہ خاموش نہیں ہوئی۔ پھر کچھ پل بیتے اور وہ خاموش ہو گئی۔اب وہ بس سانس لے رہی تھی، مامون سیدھا ہوا اور اسے دیکھا، پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے گال اور آنکھیں صاف کیں۔وہ مسکرایا مگر وہ نہیں مسکرائی۔

"وہ مجھے لے جائیں گے۔میری مما اکیلی رہ جائیں گی، وہ میرے بغیر کیسے رہیں گی؟"اور پھر سے رونے لگی۔مامون نے سانس خارج کی

"آرا۔۔میں ہوں نا، کوئی آپ کو کہیں نہیں لے کر جائے گا"اس نے آرا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔

اس نے نم سانس اندر کھینچی "آپ کو پتہ ہے میں اب بھی کبھی کبھی ڈر جاتی ہوں۔مجھے لگتا ہے ایک دن آئے گا اور مما پھر سیڑھیوں سے گریں گی اور میں انھیں نہیں اٹھا پاؤں گی، اس دن آپ بھی نہیں آئیں گے "اور وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔

بچوں کی یادداشت بہت اچھی ہوتی ہے۔وہ اپنے وہ تمام واقعات یاد رکھتے ہیں جو ان کی یادداشت بنتے ہی ذہن میں محفوظ ہونے لگتے ہیں۔وہ اپنے تمام وہ واقعات کبھی نہیں بھلا پاتے جنھوں نے انھیں ان کے قد اور عمر سے زیادہ بڑا کیا ہوتا ہے۔وہ سب سے حساس مخلوق ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ محسوس حساس لوگ کرتے ہیں۔ان کے دل کی یادداشت دماغ کی یادداشت سے زیادہ اچھی اور پختہ ہوتی ہے۔

"نہیں۔۔ایسے کیسے گرنے دیں گے آپ کی اماں کو"اس نے اپنے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کیے اور اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"میں نے آپ کو بتایا تھا نا اس دن تب آپ چھوٹی تھیں۔ چھوٹے بچے ایسے وقت میں کیا کر سکتے ہیں؟ آپ اپنے آپ کو دوبارہ اس دن میں لے کر جاتی ہو اور پھر آپ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ اپنی مما کی ہیلپ نہیں کر سکی تھی جبکہ آپ کیا کر سکتی تھی؟ بتاؤ، مما کو بازوؤں میں اٹھا سکتی تھی؟" اس نے نفی میں سر ہلایا"آپ مما کو ہاسپٹل لے جا سکتی تھی؟"اس نے نفی میں سر ہلایا" نہیں نا، تب آپ چھوٹی تھی۔ بہت چھوٹی اور چھوٹے بچے کچھ بھی برا ہو یا کچھ بہت خراب ہو تو سب سے پہلے رونے کاری ایکشن دیتے ہیں اور آرا بھی رونے لگی تھی۔ یہ نیچرل ہے بیٹا، اس میں ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ آپ تب صرف ساڑھے تین سال کی تھی، ساڑھے تین سال کا بچہ کچھ بھی نہیں کر سکتا سوائے اپنی مما بابا کو تنگ کرنے کے مگر ہماری آرا تو اتنی سمجھدار ہے کہ آرا نے مما کو کبھی تنگ بھی نہیں کیا۔ اٹس اوکے، اس دن اللہ نے مجھے بھیج دیا تھا، آج بھی اللہ نے مجھے بھیج دیا۔ میرا اللہ سے ایک اچھا والا کنیکشن ہے اور آرا کو جب بھی کوئی مشکل آتی ہے اللہ تعالیٰ مجھے فوراً بھیج دیتے ہیں کہ جاؤ، تمھاری بیٹی کو تمھاری ضرورت ہے۔ میں کل بھی آیا تھا آپ کے لیے، آج بھی آیا ہوں اور آئندہ بھی آؤں گا"اور اس نے آرا کے سر پر بوسہ دیا تھا۔

اس نے سر اٹھا کر مامون کو دیکھا "میں نے جھوٹ بولا تھا جس کی وجہ سے بابا کو ان سب نے مارا تھا، میں جھوٹ نہ بولتی تو وہ بابا کو نہ مارتے لیکن بابا مجھے لے جاتے "اس نے اپنا سر جھکا لیا تھا

"میں نے کہا نا اس وقت آپ پریشان تھیں۔ہاں آپ کو جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے تھا بٹ اٹس اوکے، کوئی بات نہیں آپ پینک کر گئی تھی۔آپ کو ڈر لگا تھا کہ آپ کے بابا آپ کو لے جائیں گے، جب ہم ڈر جاتے ہیں بہت زیادہ پینک کرتے ہیں کچھ سمجھ نہیں آتا تو اکثر غلط فیصلے کرتے ہیں۔کوئی بات نہیں، ہم ایک دن بیٹھیں گے اور حل نکالیں گے کہ آخر ایسی سچویشن میں ایسا کیا کریں کہ جھوٹ بھی نہ بولیں اور ہمارا کام بھی ہو جائے مگر آج کے لیے آرا اپنے آپ کو معاف کر دے گی کہ کوئی بات نہیں۔۔آپ کو تھوڑی پتہ تھا کہ وہ آپ کے بابا کو ماریں گے "وہ بڑے پیار سے نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا

اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔پھر سانس خارج کی اور اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔اس کا ہاتھ مامون کے ہاتھ سے ٹھنڈا تھا۔

"بابا۔۔کل بھی ایسے تھے، بابا آج بھی ایسے کیوں ہیں؟ بابا کو مما اور میں اچھے نہیں لگتے؟ بابا آپ کی طرح ہم سے پیار کیوں نہیں کرتے؟"وہ بڑی نرمی سے سوال کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے سانس خارج کی،اس کیوں کا جواب اس کے پاس نہیں تھا یا وہ دینا نہیں چاہتا تھا۔بعض "کیوں" زندگی کو بہت مشکل بنا دیتے ہیں اس لیے ان کا جواب ڈھونڈنا یا ان کے بارے میں سوچنا حماقت ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ایک جیسا نہیں بنایا میرے بچے،اس بارے میں بالکل نہیں سوچتے کہ کوئی ایسا کیوں نہیں ہے جیسا آپ چاہتے ہیں۔یہ ہمیں اداس کرتا ہے،ہماری انرجی ویسٹ کرتا ہے، ہمارا دل اور دن خراب کرتا ہے۔آپ یا میں آپ کے بابا کو نہیں بدل سکتے اور ہم نے کیا سیکھا تھا، جس چیز کو ہم بدل نہیں سکتے۔۔"اس نے آرا کو دیکھا تھا جو اس کی شرٹ کے بٹن کو گول گول گھما رہی تھی

"اسے ہم چھوڑ دیتے ہیں" وہ فوراً بولی تھی

"بالکل۔۔جسے ہم نہیں بدل سکتے اسے اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں اور جو ہوتا ہے اسے دیکھتے ہیں جو نہیں ہوتا اسے نہیں دیکھتے،آپ کے پاس مامون ہے اسے دیکھو بابا کو اللہ خود ہی دیکھ لے گا" اس نے اس کی تھوڑی کو پکڑ کر آرا کا چہرہ اٹھایا تھا

"اب ہنس بھی دو"

اور وہ مسکرا دی۔مامون بھی مسکرایا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم نے نہیں سوچنا کہ کوئی ایسا کیوں ہے؟ یہ ہمیں ٹینشن دیتا ہے، ہمارے پاس اپنی تھوڑی ٹینشنز ہیں جو ہم یہ بھی لے لیں۔ آرا کا چھوٹا سا دماغ میں اس میں سارا دن سکول، پینٹنگز، سٹوریز، کھانا اور مما کا خیال چلتا رہتا ہے۔۔ اگر بابا کی ٹینشن بھی لے لے تو دماغ اور چھوٹا ہو جائے گا اور جن کے دماغ چھوٹے ہوتے ہیں وہ بڑا کام نہیں کر پاتے" اور مسکرا دیا

اس نے اپنے بازو پھر اس کے گرد حمائل کیے اور شانے ڈھیلے چھوڑے۔ اب وہ دن کی نسبت کافی بہتر تھی۔

"کوئی میرے لیے آپ کے جیسا نہیں ہو سکتا"

وہ مسکرا دیا "کوئی میرے لیے آرا نہیں ہو سکتا"

اسے یہاں رہتے نو سال ہو گئے تھے اور مامون اس کا باپ بنا تھا۔ باپ بننا آسان نہیں ہوتا مگر وہ مشکل کام کرنے کا عادی تھا۔

"آپ نے رابیل کو سٹوریز سنائی ہیں؟" اس نے نرمی سے سوال کیا تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ان کو سٹوریز اچھی لگتی ہیں؟"

"ہاں۔۔ بہت اچھی لگتی ہیں، وہ ایک اچھی ریڈر ہیں اور اگر آرا سنائے گی تو سن لیں گی"

وہ مامون سے الگ ہوئی تھی۔ پھر مسکرا دی "آج سناؤں گی"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔ پھر کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا۔ آرا نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما اور اندر کی طرف بڑھنے لگے۔ آرا کو مامون کی عادت تھی اور کچھ عادتیں کبھی نہیں چھوٹتیں۔ ساری دنیا بھی اگر اسے کچھ سمجھا لے وہ وہی سمجھے گی جو مامون اسے سمجھائے گا۔ کیا مامون اسے اچھا نہیں سمجھاتا تھا؟

چھے بجے کا وقت تھا، شامیں جلدی ڈھلتی تھیں اور اندھیرا جلد ہو جاتا تھا۔ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تابندہ سامنے گھڑی کی ٹک ٹک دیکھ رہی تھی، اس کی گود میں کتاب کھلی تھی مگر وہ کچھ بھی نہیں پڑھ پا رہی تھی۔ پہلے کبھی اتنی دیر نہیں ہوئی، اس نے ساتھ پڑا فون پکڑا اور زرار کو کال ملائی مگر وہ کال بھی نہیں اٹھا رہا تھا۔ اس کا فون بند جا رہا تھا، وہ مزید پریشان ہو گئی۔ اس نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھ دی اور بار بار گردن آگے کر کے باہر لاؤنج کی طرف دیکھتی جہاں اندھیرا اور خاموشی تھی۔ مزید آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا

"آپی، آج شوربے کے ساتھ چاول بنالوں؟" ماہ رخ کچن سے نکلی، تابندہ سے پوچھ رہی تھی مگر وہ کہیں اور گم تھی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"آپی۔۔"

"ہاں" وہ اب ہوش میں آئی تھی

"کیا ہوا؟ آپ پریشان لگ رہی ہیں" اس کی بیٹی چند فاصلے پر بیٹھی ہوم ورک کر رہی تھی، اس نے بھی سر اٹھا کر تابندہ کو دیکھا تھا۔

"زرار نہیں آیا، ابھی تک تو آجاتا ہے، سات بجنے والے ہیں" وہ پریشان تھی، پریشانی چہرے سے جھلک رہی تھی

ماہ رخ نے سانس خارج کی "آجائیں گے، اکثر دیر ہو جاتی ہے"

"نہیں ہوتی ماہ رخ، پہلے کبھی نہیں ہوئی، اس کا فون بھی بند ہے" وہ رو دینے کو تھی "اللہ خیر کرے" اور اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔

وہ اس کی پریشانی دیکھ کر کچن میں پانی لینے گئی۔ لاؤنج کی طرف آتی سیڑھیوں پر کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تھی۔ سامنے سے زرار آتا نظر آیا، اس نے میرون رنگ کا سویٹر اور نیچے سیاہ جینز پہن رکھی تھی، کلائی پر گھڑی اور اندر آتے ہی اسے دیکھ کر مسکرایا اور اس سے سلام لی۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں بہت سی کتابیں تھیں، گلاب کے پھول تھے جو اس نے تابندہ کی طرف بڑھائے مگر وہ سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی، آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے تھے اور اس کا دل کیا رو دے۔

"کیا ہوا؟" وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا

"آج دیر ہو گئی۔۔ کال تو پک کر لیتے" وہ خفا ہوئی تھی

اس نے جیب سے فون نکالا اور وہ بند تھا، اس نے برا سا منہ بنایا اور فون میز پر رکھ دیا

"تم پریشان تھی؟" وہ اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔

"بہت" اس نے ایک سکھ کی سانس لی۔ وہ اس کے پاس ہوتا تھا تو زندگی کا احساس ہوتا تھا، وہ سراپا زندگی تھا

وہ ذرا سا اس کے قریب ہو کر بیٹھا اور اسے پھول دیے "یہ لے لو، میرے پیسے لگے ہیں"

اس نے پھول دیکھے اور ہنس دی، آنسو آنکھوں کے کناروں پر ہی سوکھ گئے۔

"تم بہت برے ہو" اس نے انگلی کی پوروں سے آنکھوں کے کنارے صاف کیے، پھولوں کو ناک تک لے گئی اور خوشبو محسوس کی۔

"سب یہی کہتے ہیں" وہ مسکرایا اور شانے اچکائے

میز پر پڑی کتابیں دیکھیں اور پھر مسکرا دی "تھینک یو"

وہ مسکرایا "میڈم! آدھی تنخواہ تو آپ کی کتابیں لیتی ہیں۔ میں غریب آدمی ہوں مجھ پر رحم کیا کریں" وہ رونے والا ہوا تھا

تابندہ ہنس دی "نہیں! اگر تم کتابیں نہیں دے سکتے تو تم مجھ سے خاک محبت کرتے ہو"

وہ ہنس دیا "اوکے۔۔ اللہ پوچھے ان رائٹرز کو، میری بیوی خراب کر رکھی ہے"

وہ مسکرا دی "جلدی آیا کرو۔۔ باہر موسم دیکھو اور ایک تمھارا سستا فون"

وہ فوراً بولا "سستا تو نہ بولو بیگم۔۔ ایک گردہ بیچا ہے اس کے لیے" اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا تھا۔

وہ پھر سے ہنس دی۔ماہ رخ اس کے لیے پانی لائی تھی اور اس نے پانی پی کر گلاس میز پر رکھا۔پھر کپڑے بدلنے چلا گیا اور وہ سامنے پڑی کتابیں دیکھنے لگی۔

تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد آیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور کتابیں ساتھ چھوٹی میز پر رکھنے لگی،اس نے اس کا بایاں ہاتھ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا،وہ ذرا سا شرمائی،گال گلابی ہوئے

"کیا ہوا؟"

اس نے جیب سے ایک مخملیں ڈبی نکالی اور اسے کھولا،اندر ایک انگوٹھی تھی۔اسے اس کے ہاتھ میں انگوٹھیاں اچھی لگتی تھیں۔اس نے ہاتھ میں باقی دو انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں۔۔ایک سادہ سی انگوٹھی جس کے درمیان میں ایک چھوٹا سا نگ تھا،ایک چھوٹا ننھا سا ہیرا۔انگشت شہادت میں گولڈن چھلا تھا۔

وہ مسکرائی اور اسے دیکھا،وہ اسے انگوٹھی پہنا چکا تھا اور اب اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا

"تمھارے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں" پھر اسے دیکھا جو بلش کر رہی تھی۔

"یہ بات تم بہت بار کہہ چکے ہو" وہ مسکرا رہی تھی۔

"اور ساری زندگی کہتا رہوں گا" اس کا ہاتھ ابھی بھی زرار کے ہاتھ میں تھا

سانس لینے کا وقفہ تھا" جب میں چھوٹا ہوتا تھا نا تو بابا اماں کو مارتے تھے، میں خاموشی سے کمرے میں اپنے آرٹ پیڈ پر ڈرائنگ کرتا رہتا تھا، ایک چھوٹی سی ہنستی مسکراتی فیملی میرا خواب تھی۔ پتہ نہیں باقی لڑکے کیا خواب دیکھتے تھے مگر میں ایک چھوٹے سے گھر کا خواب دیکھتا تھا۔ ہمارے گھر میں روز جھگڑا ہوتا تھا، روز میری ماں میرے باپ کے ہاتھوں پٹتی تھیں اور میں بس روتے ہوئے اپنے ہاتھ دیکھتا تھا جو کہ بہت چھوٹے تھے" وہ اس کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی کے نگینے کو چھو رہا تھا

"پھر میں نے سوچا اور عہد کیا کہ میری زندگی میں جو بھی عورت آئے گی میں اس کے لیے اپنے باپ جیسا نہیں بنوں گا۔ میں اس پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا، اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ڈال کر آگے بڑھوں گا۔ میں اپنے باپ کی طرح ولن نہیں ہوں گا میں اپنی اولاد کے لیے ہیرو ہوں گا، اپنی بیوی کا محافظ اور اپنی بیٹی کا آئیڈیل۔۔ میں نے عہد کیا تھا کہ میں اپنے گھر کی حفاظت کروں گا اور انھیں وہ سب دوں گا جو میرا باپ نہیں دے سکا" پھر تابندہ کو دیکھا "تم میری زندگی میں وہ عورت ہو جسے میں ری پلیس نہیں کر سکتا، نہیں کر سکوں گا۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں، پتہ نہیں مجھے اپنی ماں سے محبت تھی الفت تھی یا عقیدت تھی مگر میں تمھارے بغیر نامکمل ہوں اور میں یہ بات ساری زندگی تمھیں بتاتا رہوں گا" وہ مسکرایا تھا

وہ بھی مسکرا دی۔ محبت اظہار مانگتی ہے اور وہ اکثر اس سے اظہار کیا کرتا تھا۔ کچھ پل اسے دیکھتا رہا، پھر اٹھا اور اندر چلا گیا۔ اس سے کچھ فاصلے پر صوفے پر ایک ٹوکری پڑی تھی جس میں بہت سے تحفے اور

تصاویر تھیں۔اس نے وہ ٹوکری دیکھی اور اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔زرار جا چکا تھا اور پھول اور کتابیں اس کے سامنے تھیں۔اس نے سانس خارج کی اور خالی ہاتھ اس کے سامنے تھے۔کچن سے چاولوں کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

وہ جب فریش ہو کر باہر آیا وہ تب بھی وہیں بیٹھی تھی۔اس نے سامنے صوفے پر پڑی ٹوکری دیکھی اور مسکرایا

"یہ کس نے بھیجی ہے؟"

اس نے کتاب پر جھکا سر اٹھایا تھا۔پھر مسکرائی "یہ امبر نے بھیجی ہے"

وہ آگے بڑھا اور اس ٹوکری کو پکڑا،اندر پڑی چیزیں دیکھیں۔اس میں کھانے پینے کی کچھ چیزیں تھیں اور کچھ تصاویر۔اس نے تصویر پکڑ لی اور مسکرایا۔وہاں امبر کے ساتھ ایک چھوٹا لڑکا تھا،جو کہ مسکرا رہا تھا۔

"اس کا بیٹا ماشاءاللہ بڑا ہو گیا نا" اس نے مسکراتے ہوئے تابندہ کو دیکھا مگر پھر مسکراہٹ مدھم پڑی۔

وہ رو رہی تھی،اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھیں صاف کر رہی تھی۔اس نے تصویر وہیں رکھی اور اس کے ساتھ جا بیٹھا

"کیا ہوا ہے؟ پھر کوئی کردار مر گیا؟" وہ اکثر ناول پڑھتے پڑھتے رونے لگ جاتی تھی،زرار اس سے پوچھتا تو وہ کہتی کہ اس کا پسندیدہ کردار مر گیا۔وہ بس سانس لے کر رہ جاتا تھا۔اب بھی اس کی گود

میں کتاب تھی اور وہ سوچ رہا تھا شاید کسی کردار کے مرنے پر رو رہی ہے۔اس نے آنسو صاف کیے اور اس لڑکے کو دیکھا

"میں نے تمھیں کوئی خوشی نہیں دی"اس نے نم سانس اندر کھینچی

وہ بس منہ کھولے اسے دیکھے گیا"ہیں؟ یہ کب ہوا؟ یہ کس نے کہا؟"وہ حیرت سے ماہ رخ کو دیکھ رہا تھا جو خود کچن سے باہر آگئی تھی۔

"جب سے امبر آپی کی طرف سے یہ تحفے آئے ہیں تب سے رو رہی تھیں۔پھر آپ کے آنے کا وقت ہوا تو چپ کر گئیں اور اب پھر رونے لگی ہیں"ماہ رخ نے بڑی سادگی سے ساری بات بتادی۔

اس نے تابندہ کو دیکھا پھر پیچھے پڑی ٹوکری کو"یہ تمھاری بہن نے کوئی بٹن وٹن کو نہیں لگایا کہ اسے چھوئیں گے اور تابندہ رونے لگے گی"وہ ٹوکری کو دیکھ کر صوفے پر رکھ رہا تھا۔تابندہ نے اس کے بازو پر چپت رسید کی"بد تمیزی مت کرو"

"ہاں نا۔ٹوکری چھونے سے تم رونے لگتی ہو"وہ اب بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اس نے نم سانس اندر کھینچی"کتنا اچھا ہوتا ہماری بھی اولاد ہوتی، ہمارا گھر بھی بھرا ہوا ہوتا۔میں بھی اس کے ساتھ ایسے ہی تصاویر بنواتی مگر تم دو سالوں سے بس مجھ پر توجہ دے رہے ہو۔اگر میرے ساتھ یہ سب نہ ہوتا تو ہمارا گھر بھی نارمل ہوتا نا زرار، ہماری بھی ایک فیملی ہوتی مگر لمحوں میں سب ختم ہو گیا"اور آنسو پھر سے بہنے لگے۔

زرار نے سانس خارج کی "پتہ نہیں تمھارے دماغ میں یہ باتیں کہاں سے آتی ہیں؟ میں تو ایسا ہر گز نہیں سوچتا" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے نم سانس اندر کھینچی "تم میرے جذبات نہیں سمجھ سکتے زرار" اس نے خفگی سے کہا تھا

وہ ہنس دیا "کم آن۔۔میں نہیں سمجھ سکتا؟ میں؟" اور پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

"سیریئسلی؟"

اس نے اسے دیکھا اور پھر نظریں جھکا دیں "کل ہم تمھارے گھر جا رہے ہیں نا، اب تو سب ٹھیک ہو گیا تابندہ اور اولاد تو اللہ دیتا ہے۔ یہ سب اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے، تم میرے بارے میں پریشان مت ہوا کرو۔ مرد اگر کسی عورت کے ساتھ خوش نہیں ہوتا تو وہ ایک لمحہ نہیں لگاتا اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ مرد بڑی سٹریٹ فارورڈ مخلوق ہوتی ہے، ہاں مطلب ہاں اور نہ یعنی نہ، میں نے تمھیں چھوڑنا ہوتا تو دو سال سے کیوں رکھتا وہ بھی تمھارے سب سے کمزور دنوں میں۔ محبت کا دعویٰ کرنے والے آزمائے جاتے ہیں اور اٹس اوکے، برے دن تو گزر گئے۔۔اب تو ہم واپس نارمل زندگی کی طرف آ رہے ہیں" اور وہ ذرا سا ساتھ ہوا اور جھک کے اس کا چہرہ دیکھا "بخدا ایک عدد میرے جیسا بیٹا مل گیا نا تمھیں۔۔ناک میں دم کر دے گا" اور ہنس دیا

وہ بھی ہنسی تھی "شٹ اپ!"

اس نے سانس خارج کی "chill کرو یار۔۔کچھ نہیں ہوتا۔ ہمیں ہمارے نصیب کی ہر چیز ملے گی، تمھیں کتابیں اس لیے لا کر دیتا ہوں کہ تم خالی دماغ کو شیطان کا گھر نہ بناؤ مگر پھر بھی "اور اس نے سر جھٹکا

"سوری "اس نے ایک آخری بار نم سانس اندر کھینچی

"اور پھر۔۔سوری "اس نے تابندہ کی نقل اتارتے ہوئے نحیف سی آواز نکالی تھی اور دونوں ہنس دیے۔وہ روتی ہوئی تابندہ کو ہنسا دیتا تھا

"آرا کیوں رو رہی تھی؟" یہ وہ سوال تھا جس نے اسے ڈنر کرتے وقت اور اس سے پہلے بھی پریشان رکھا تھا۔اس وقت وہ آئینے کے سامنے کھڑی نائٹ کریم لگا رہی تھی۔اس نے آسمانی رنگ کا نائٹ سوٹ پہن رکھا تھا، لمبے بال ڈھیلے جوڑے میں بند تھے اور پیچھے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا مامون نظر آ رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں کتاب تھی اور وہ اس پر جھکا ہوا تھا، رابیل کے سوال پر اس نے گردن اٹھائی

"اس کا مسئلہ باپ ہے "اور سانس خارج کی

"مطلب؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔

مامون نے کتاب بند کی "یعنی کہ اولاد کے ہو جانے سے کوئی مرد باپ نہیں بن جاتا۔اسے ظرف، احساس اور ذمہ داری میں بڑا ہونا ہوتا ہے" پھر وہ خاموش ہوا اور چوکڑی مار لی" کبھی کبھی اس کا دماغ خراب ہوتا ہے اور جیب خالی ہوتی ہے تو پھر اسے بیٹی کی محبت یاد آجاتی ہے" اس نے شانے اچکائے "اوہ۔۔"اس کے ہونٹ گول ہوئے اور پھر سمجھ کر سر ہلایا۔اس نے یہاں پہلے کبھی اس کے باپ کا یا عافی کے شوہر کا ذکر نہیں کیا تھا۔یہ تو پتہ تھا کہ عارفین کی اپنے شوہر سے علیحدگی ہو گئی ہے یہ نہیں پتہ تھا کہ کیوں، کیا پتہ اس کے نابینا ہونے کی وجہ سے یہ سب ہوا ہو؟ لیکن اگر آپ کا ہمسفر بیمار ہو جائے یا آپ کو اس کی ضرورت ہو تو کیا وہ آپ کو چھوڑ دے؟ کیا نکاح صرف تندرستی میں ساتھ دینے کا نام ہے؟ اس کے ذہن میں بہت سی سوچیں آتی تھیں مگر ان کے جواب نہیں تھے۔اس نے تھوک نگلا اور سر جھکائے کریم کے جار کا ڈھکن بند کرنے لگی

"عافی۔۔نے کیوں خلع لی؟"اسے یہ سوال کرنا چاہیئے تھا؟ ہاں کہ نہ؟ مگر اب تو ہو گیا" آئی مین وہ بہت خوش تھیں اپنی زندگی سے" اس نے گردن نہیں اٹھائی، مامون سے نظریں نہیں ملائیں۔

مامون اسے دیکھ رہا تھا اور وہ جان گیا تھا کہ وہ نظریں چرا رہی ہے۔پھر بولا "عورت کو شادی کے بعد ایک ہی خوف سب سے بڑا ہوتا ہے اور وہ یہی کہ اس کا شوہر اسے چھوڑ کر کسی عورت کا نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہو جائے تو بعض سہہ لیتی ہیں بعض نہیں سہتیں۔۔اس کا ایکسٹرا میریٹل افیئر تھا، میری بہن اور اس کی بیٹی گھر پر اکیلی ہوں اور وہ بھی اس صورت میں کہ اس کی نظر جا رہی تھی۔۔میں تو

برداشت نہ کرتا، عافی ایک سمجھدار میچور لڑکی تھی مگر اس کا شوہر اس کا دروازہ تھا۔اسے کچھ نہیں پتہ کہ اس کی بیوی اس کی بیٹی کن حالات میں ہے تو پھر اسے کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اب بھی جانے کہ اس کی بیٹی کیسی ہے۔وہ یہی سب ڈیزرو کرتا ہے" مامون سنجیدہ ہوا تھا۔

رابیل خاموش رہی، اب کوئی سوال نہیں تھا جس کا جواب چاہیئے ہو۔اس نے ہونٹوں پر لپ بالم لگایا اور بیڈ پر اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔پھر مامون کو دیکھا" ان دنوں شاید وہ مجھے بھی کھڑا کر رہی تھیں۔ مجھے احساس تک نہیں ہونے دیا کہ وہ اتنے بڑے ٹراما سے گزر رہی ہیں" وہ نرمی سے مسکرائی

"عورت کا ہمسفر صرف مرد ہی نہیں عورت بھی ہوتی ہے اور عورت کا سہارا عورت بنے تو اس معاشرے کو بزدل مرد کبھی کمزور نہ کر سکیں"

مامون مسکرا دیا" مطلب میرا کوئی ریوارڈ نہیں، یاد کریں کب کب کہاں کہاں میں تھا" اس کی آنکھوں میں اب شرارت کی چمک تھی

رابیل نے اسے آنکھیں ترچھی کر کے دیکھا" میں آپ کو مل گئی ہوں نا، یہ ریوارڈ سے کم ہے کیا؟" اس نے اسے جتانے والے انداز میں کہا تھا

"اوہ۔۔اچھا" اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں" اگر آپ نہ ملتیں تو میں تو سر درد کی گولیاں کھا کر خودکشی کر لیتا" اور ہنس دیا

رابیل کوتپ چڑھی تھی،اس نے دانت پیستے پیچھے سے تکیہ اٹھا کر اس کی طرف پھینکا"کس دن آپ سوئیں ہوں گے اور میں آپ کے منہ پر تکیہ رکھ کر بیوہ ہو جاؤں گی"

وہ مزید ہنسا"میں سر درد کی گولیاں کھا کر نہیں سوتا جو مجھے ہوش ہی نہ آئے"اب اس نے بھی جتایا تھا۔

"کیا واقعی؟"اب رابیل مسکرائی تھی"میں بھی آپ کی طرح خواب میں نہیں بولتی"اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔حالانکہ رابیل نے اسے کبھی نیند میں بولتے نہیں سنا تھا مگر کیا پتہ وہ بولتا ہو۔

مامون اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔پھر جھٹ سے بولا"نہیں۔۔میں تو خواب میں نہیں بولتا"

وہ ہنس دی"آپ کو بڑا پتہ ہے۔آپ تو سوئے ہوتے ہیں نا"اب وہ سکون سے بیٹھی تھی۔

"نہیں تو۔۔مجھے پتہ ہوتا ہے،آپ ایسے ہی کہہ رہی ہیں"پھر ایک لمحے کے لیے رکا،آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"آپ لائبریری گئی تھیں؟"اور وہ اسے شاک سے دیکھ رہا تھا۔

وہ ہنس دی اور سر نفی میں ہلایا"لائبریری،کون سی لائبریری؟میں کسی لائبریری کو نہیں جانتی"وہ انجان بن گئی تھی مگر ہنسی پھر سے نکل گئی

"رابیل۔۔"اس کی مسکراہٹ گم ہو گئی تھی"ڈیٹس ناٹ فیئر،ایسے کسی کی زندگی میں زبردستی نہیں جھانکتے"اس نے جلدی جلدی کہا تھا

"کسی کی۔۔میں تو اپنے شوہر کی زندگی میں جھانک رہی ہوں اور مجھے پورا حق ہے آپ کے بارے میں جاننے کا۔۔تو کیا ہوا اگر میرا شوہر نیند میں بولتا ہے تو،بیویاں تو شوہروں کا پردہ رکھتی ہیں میں بھی رکھ لوں گی"اس نے بڑی سمجھداری سے کہا تھا مگر مامون کا منہ اب بھی بنا رہا۔

اس نے پیچھے سے تکیہ پکڑا اور رابیل فوراً کھڑی ہو گئی"اب آپ مجھے ماریں گے؟"وہ حیران ہوئی تھی

وہ بھی کھڑا ہوا اور شانے اچکائے"نہیں تو۔۔میں تو بس دیکھنا چاہ رہا تھا کہ تکیہ لگنے سے سر میں درد تو نہیں ہوتا"

اور رابیل بیڈ سے اتر کر بالکنی کی طرف جاتے دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

مامون مسکرا دیا اور تکیہ بیڈ پر پھینکا،پھر سانس خارج کی"کسی زمانے میں بولتا تھا اور تب زیادہ بولتا ہوں جب پریشان ہوتا ہوں یا کوئی پریشانی لے کر سوتا ہوں"اور کندھے ڈھیلے چھوڑے"مگر میں سر درد کی گولیاں تب بھی نہیں کھاتا"

رابیل مسکراتے ہوئے آگے بڑھی"اور میں سر درد کی گولیاں کھا کر بھی نیند میں نہیں بولتی"اور بڑی شان سے ہاتھ جھلایا

"یہ تو وقت ہی بتائے گا"مامون نے سر ہلایا اور دوبارہ بیٹھ گیا۔

وہ بھی بیٹھی اور شانے ڈھیلے چھوڑے "آج تو بہت مزہ آیا" پھر مامون کو دیکھا "آپ التمش سے انسپائر ہیں؟"

"نہیں التمش مجھ سے انسپائر ہے" وہ جھٹ سے بولا تھا۔

"ویسے مجھے التمش زیادہ اچھا لگا تھا۔۔اس کا نمبر مل سکتا ہے؟ آپ تو اسے جانتے ہوں گے نا؟" رابیل پھر سے چوکڑی مار کر بیٹھ گئی تھی

"کیوں؟" اس نے دائیں ابرو اٹھائی

"ویسے ہی۔۔اس کے پاس کافی اچھے مشورے ہوں گے، کیا پتہ خواب میں بولنے کا علاج بھی ہو" اس نے سر ہلا کر بڑی سمجھداری سے کہا تھا۔

"نہیں۔۔" اس نے جھٹ سے منع کیا تھا

"ارے آپ تو منہ پر ہی منع کر رہے ہیں۔ کوئی بات نہیں، کسی دن میں آپ کا فون ان لاک کر کے اس کا نمبر لے لوں گی" اس نے بڑے مزے سے کہا تھا

"خبردار! میرے فون سے دور رہیں" اس نے تنبیہ کی تھی

"نہیں تو۔۔میں تو نہیں رہنے والی، ایک بار بس نمبر مل جائے اس کا۔۔کافی سارے لوگ ہیں جنھیں پٹوانا ہے، اسے ہائیر کروں گی" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے پیچھے سے پھر تکیہ نکال لیا"نو مورا لتمش، آپ مجھے بتادیں۔میں انھیں اچھا خاصا پیٹ دوں گا، ہیں کون آپ کو تنگ کرنے والے؟"وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"ہیں بس۔۔ایسی باتیں شوہروں کو نہیں بتاتے"اس نے منہ بنا کر کہا تھا

"کیوں؟"

"کیونکہ وہ پھر پریشانی لے کر خواب میں بولتے ہیں"اور ہنس دی

"رابیل۔۔"اس نے اس کی طرف تکیہ اچھالا تھا

وہ کھڑی ہو گئی"اچھا اچھا۔۔سوری سوری"مگر ہنستی گئی۔پھر اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گئی، وہ بس اسے دیکھتا رہا، اس نے اپنا چہرہ مامون کی طرف کیا تھا اور مسکراتے ہوئے منہ پر لحاف لیا تھا"گڈ نائٹ!"

اور پھر خاموش ہو گئی۔وہ مسکرایا اور سانس خارج کی۔پھر اٹھ کر اپنا تکیہ اٹھایا

"اللہ کسی کے راز نہ کھلوائے"وہ منہ میں بڑبڑایا تھا

"کیا کہا آپ نے؟"وہ لحاف کے اندر سے ہی بلند آواز میں بولی تھی

"میرے سر میں درد ہے، گولیاں کھانے جا رہا ہوں"وہ بھی بلند آواز میں بولا تھا۔

"اچھا اچھا"اور ہنس دی۔

مامون نے کمرے کی بتی بجھا دی، بس سبز زیرو کا بلب جل رہا تھا۔

یہ اگلی دوپہر کے ساڑھے تین بجے کا وقت تھا۔ سفید گاڑی سیاہ سلاخ دار دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ گارڈ نے دروازہ کھولا اور گاڑی اندر بڑھی۔ پیسنجر سیٹ پر بیٹھی تابندہ کھڑکی سے اپنا گھر دیکھ رہی تھی۔ وہ گھر جہاں سے وہ دو سال پہلے گئی تھی۔ اس نے تھوک نگلا اور گلابی آنکھوں سے اپنا باغ دیکھا جہاں کبھی وہ کھیلا کرتی تھی، اپنے باپ سے باتیں کیا کرتی تھی اور جہاں اس کی زندگی کے حسین دن گزرے تھے۔ گاڑی گیراج میں رکی تھی اور زرار ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر باہر آیا تھا۔ پھر اس کی طرف کا دروازہ کھولا اور ہاتھ بڑھایا۔ اس نے چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور پھر ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔ آہستہ سے بائیں ٹانگ اٹھا کر پاؤں فرش پر رکھا اور پھر دایاں پاؤں۔ پھر دوسرا ہاتھ اس کے دوسرے ہاتھ میں دیا اور گاڑی سے باہر آئی۔ وہ ایک لمحے کے لیے لڑکھڑائی مگر زرار نے اسے تھام لیا۔ چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتی آہستہ آہستہ وہ آگے بڑھی، سامنے اس کا باپ کھڑا تھا۔ وہ آگے بڑھے اور چند قدم کے فاصلے پر کھڑے ہو گئے، سبز سنہری آنکھوں والی تابندہ آہستہ سے چلتی اپنے باپ کی طرف آئی اور انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف بڑھائے اور اس نے تھام لیے، یوں جیسے وہ پہلی بار چلنے لگی ہے اور اس کا باپ ڈر رہا ہے کہ وہ گر نہ جائے۔ وہ اپنے باپ کے گلے لگی تھی، اپنے دونوں بازو ان کے گرد حمائل کر کے۔ وہ آنکھیں بند کیے ان کی خوشبو اس کے لمس کو محسوس کر رہی تھی۔ وہ رو رہی تھی اور ہنس بھی رہی تھی

"ان دو سالوں میں جو چیز میں نے سب سے زیادہ مس کی وہ آپ کی خوشبو تھی بابا" وہ اپنے باپ سے جدا ہوئی اور انہوں نے اس کے سر پر بوسہ دیا تھا۔ پھر اسے نیچے سے اوپر تک دیکھا، پھر مسکرا دیے۔ ان کی ہلکی داڑھی کے بال ہلکے ہلکے سفید تھے، سر کے بال بھی سرمئی تھے۔ وہ گئی تھی تو خزاں تھی، آئی تھی تو بہار لائی تھی۔ انھوں نے کچھ فاصلے پر کھڑے زرار کو دیکھا اور پھر اپنا بازو لمبا کیا۔ وہ مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھا اور ان کے کندھے لگ گیا۔ ان کے گال گیلے ہوئے تھے، وہ اس کی کمر تھپک رہے تھے

"میرا بیٹا بننے کا شکریہ، میری بیٹی کا خیال رکھنے کا شکریہ" وہ بولے تو آواز کانپ رہی تھی

وہ جدا ہوا اور مسکرایا "ایسے تو نہ کہیں۔۔ آپ کی بیٹی میری بھی کچھ لگتی ہے، آپ کو میں نے بابا کہا ہے اتنا تو بنتا ہے"

اس کی اماں آگے بڑھیں اور ان دونوں سے ملیں۔ وقت بہت جلدی گزرا تھا مگر کیا واقعی؟

زرار دوپہر میں کھانا کھا کر واپس اپنے گھر چلا گیا تھا، وہی گھر جہاں وہ دو سال پہلے رہتا تھا۔ دوپہر سے سہ پہر اور پھر رات ہونے میں وقت نہیں لگا تھا۔ امبر کچن میں چولہے کے سامنے کھڑی دودھ گرم کر رہی تھی۔ اس کا ڈھائی سالہ بیٹا اس کی ٹانگ سے لگ کر رو رہا تھا جیسے اپنی ماں کو کچھ کہہ رہا ہو۔

دفعتاً کچن میں تابندہ داخل ہوئی تھی اور اس نے جھک کر اسے اٹھا لیا۔ امبر فوراً مڑی تھی

"ارے۔۔ رہنے دو، وزن مت اٹھاؤ۔ ابھی ابھی تو ٹھیک ہوئی ہو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرائی اور بچے کے گال کو چوما "کوئی بات نہیں۔۔میں ٹھیک ہوں اب اور یہ میرا بھی بیٹا ہے"

اور اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔اس نے اپنے دونوں بازو اس کی گردن کے گرد حمائل کر لیے اور ایک ٹانگ مسلسل ہلانے لگا۔

وہ مسکرا کر سیدھی ہوئی اور دودھ میں چمچ ہلانے لگی۔امبر دوسری بار ماں بننے والی تھی اور چند ماہ میں ڈلیوری تھی۔تابندہ نے اسے دیکھتے سانس خارج کی "تم رہنے دیتی۔۔ماہ رخ کو بلا لیتی "اس نے نرمی سے کہا تھا

وہ ہنس دی "رہنے دو۔اب تو عادت ہے "اور سر جھٹکا۔

تابندہ نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا،اس کے لہجے میں طنز تھا۔

"سب ٹھیک ہے امبر؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔سب ٹھیک ہے "اور اس نے شانے اچکائے۔

تابندہ کو سمجھ نہیں آیا کہ کیا پوچھے،وہ کب سے اتنی تلخ ہونے لگی۔

"کب سے آئی ہو؟"اس نے اگلا سوال کیا تھا

"ہفتہ ہونے والا ہے "اس نے دودھ گلاس میں انڈیلا اور اس میں شہد ڈال کر ہلانے لگی۔

"یہ مت پوچھنا عبداللہ لینے نہیں آیا اور واٹ ایور "اس کا منہ بن گیا تھا،وہ سنجیدہ ہوئی تھی۔

"تم ایسی تو کبھی نہیں تھی امبر۔۔کیا ہوا ہے؟"اس نے امبر کا بازو تھام کر اسے اپنی طرف کیا۔اس نے تابندہ سے نظریں چرائی تھیں۔

"کچھ نہیں"اور دوبارہ گلاس پر جھک گئی"ہر مرد زرار بھائی جیسا نہیں ہوتا جو بیمار بیوی کو بھی سر کا تاج بنا کر رکھے۔کچھ عبداللہ جیسے بھی ہوتے ہیں جو بیوی کے بیمار ہوتے ہی اسے باپ کی ذمہ داری سمجھ کر چھوڑ جاتے ہیں"اور تلخی سے سر جھٹکا۔

اس کا بیٹا اب چپ ہو گیا تھا۔وہ آہستہ سے پلکیں جھپکاتا اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔

تابندہ نے تھوک نگلا"وہ تمھارے ساتھ اچھا نہیں ہے؟"

وہ ہنس دی"وہ میرے ساتھ ہے۔اچھا ہے یا برا کیا اس سے فرق پڑتا ہے؟"اور پھر سر جھٹکا"تم نے اچھا کیا حارث بھائی پر زرار بھائی کو چنا۔یہ جتنے بھی زیادہ پڑھے لکھے نمونے ہوتے ہیں نا یہ خود کو خلائی مخلوق سمجھتے ہیں۔خدانخواستہ تمھارے ساتھ یہ حادثہ ہوتا اور تمھارا نکاح حارث بھائی سے ہوا ہوتا تو میں لکھ کر دیتی ہوں وہ ایک ہفتے میں ہی تمھیں چھوڑ کر گھر بیٹھے ہوتے مگر۔۔کہنا ہر مرد زرار بھائی جیسا نہیں ہے بلکہ زیادہ تر مرد زرار بھائی جیسے نہیں ہیں۔انھیں بیوی پرفیکٹ چاہیئے،گھر آتے ہی سجی سنوری بیوی اور اس میں کچھ برا بھی نہیں ہے۔عورت کو اپنے شوہر کے لیے تیار ہونا چاہیئے مگر شوہر کو بھی تو سوچنا چاہیئے کہ بیوی گڑیا نہیں ہے۔وہ چابی سے نہیں چلتی،اس میں سیل نہیں ڈلتے۔وہ بھی بیمار ہو سکتی ہے،اس میں بھی کوئی خامی ہو سکتی ہے،وہ بھی کہیں نہ کہیں کمزور ہوتی ہے

مگر نہیں۔۔ہم تو پرفیکٹ ہیں بیوی بھی پرفیکٹ چاہیئے جس میں بیٹری ڈلتی ہو اور وہ ٹھک ٹھک سارے کام کرتی ہو"اور اس نے سر جھٹکا۔

تابندہ نے اس کے گرد اپنا دوسرا بازو حمائل کیا"مانو،ریلیکس!آؤ کمرے میں چلیں۔زیادہ دیر مت کھڑی ہو"اس نے نرمی سے کہا تھا

امبر نے سر اثبات میں ہلایا اور دودھ کا گلاس پکڑا،اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔

اس کا بیٹا ابھی بھی تابندہ کی گود میں تھا۔وہ سو رہا تھا اور وہ اس کی کمر تھپک رہی تھی۔

اس نے دودھ کا گلاس منہ سے لگایا،تابندہ نے بولنا شروع کیا

"کیا تم نے کبھی عبداللہ کو بتایا کہ تمھیں اس کی یہ بات بری لگتی ہے کہ وہ تمھیں بیماری میں چھوڑ دیتا ہے،تب چھوڑ دیتا ہے جب تمھیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے"وہ خاموش ہو گئی

"کیا بتاؤں؟اسے نظر نہیں آتا؟"وہ پھر تلخی سے بولی تھی

"امبر۔۔تم ایک بار اس سے بات کر کے دیکھو،اسے بتاؤ کہ تمھیں اس کی فلاں بات بری لگتی ہے۔ایک مدت تک شادی ایک رومانوی تعلق لگتا ہے اس کے بعد اصل زندگی شروع ہوتی ہے۔آپ کو اپنے پارٹنر سے انڈرسٹینڈنگ کی ضرورت ہوتی ہے،اس سے بات کرنے کی،اسے سمجھنے کی،اس کے فریم میں کھڑے ہو کر دیکھنے کی۔کیا تم نے کبھی خود کو عبداللہ کے فریم میں کھڑا کر کے دیکھا ہے؟"

امبر نے دودھ کا گھونٹ بھرا"میں کیا اس کے فریم میں فٹ آؤں؟ وہ آتا ہے اور سارے دن کی فرسٹیشن نکال دیتا ہے۔مجھے یہ نہیں پسند وہ نہیں پسند۔۔امبر یہ مت کرو وہ مت کرو، صبح سے گھر میں ہوتی ہوں اس کا بچہ سنبھالتی ہوں،اس کے سارے کام خود کرتی ہوں وہ پھر بھی خوش نہیں ہوتا"

تابندہ نے چند پل توقف کیا"امبر۔۔تم خود کو مظلوم مت بناؤ، تم ایک بڑی غلطی پر ہو۔میں نہیں جانتی عبداللہ کیسا ہے، تمھارا شوہر ہے تم زیادہ جانتی ہو مگر کبھی اپنے شوہر کو دوسرے مردوں سے کمپیئر نہیں کرتے۔زرار کی اپنی خامیاں ہیں عبداللہ کی اپنی، زندگی تو پرفیکٹ نہیں ہوتی نا۔جو لوگ شادی کے بعد اپنے پارٹنر میں پرفیکشن ڈھونڈتے ہیں وہ سب سے زیادہ ناخوش ہوتے ہیں۔وہ اپنے پارٹنر سے وہ محبت چاہتے ہیں جو انھوں نے خود سے بھی نہیں کی ہوتی، عبداللہ میں جو بھی خامیاں ہیں اس میں جو بھی فلاز ہیں اسے اس سے بات کر کے فکس کرو۔اسے بتاؤ کہ تمھیں کیا برا لگتا ہے، اسے بتاؤ کہ تم اس کے بچوں کی ماں ہو اور ایک دفعہ خود کو بھی اس کے فریم میں فٹ کرو۔وہ ایک ڈاکٹر ہے، تم نہیں جانتی سویٹ ہارٹ کچھ مریض کتنا فرسٹیٹ کرتے ہیں۔سب سے زیادہ برے مریض زیادہ تر بچے اور بوڑھے ہوتے ہیں۔وہ ان میں رہ کر ان سے ڈیل کر کے آتا ہے،اس صورت میں وہ ذہنی طور پر تھک جاتا ہے۔تم اس سے بات کرو اور پیار سے بات کرو، وہ سمجھ جائے گا"اس نے بڑے پیار سے بات کی تھی

امبر نے دودھ کا خالی گلاس میز پر رکھا۔

"اس میں خود عقل نہیں ہے؟ میں اسے بچے کی طرح ٹریٹ کروں؟ اگر اتنا ہی تھکا ہوا تھا تو شادی کیوں کی؟" وہ پھر سے بھڑک اٹھی تھی

"امبر۔۔ شادی کرنا نہ کرنا ایک چوائس ہوتی ہے، ایک رسک۔ کوئی شادی کرنے کا رسک لیتا ہے اور کوئی نہ کرنے کا۔ تم نے اور عبداللہ نے شادی کرنے کا رسک لیا ہے، میں پھر سے کہوں گی کہ شادی کوئی جادو کی چھڑی نہیں ہے کہ اسے کرتے ہی آپ دونوں فیری ٹیل میں چلے جاؤ گے۔ آپ اسی دنیا میں رہو گے مگر آپ کو انڈرسٹینڈنگ چاہیئے اور انڈرسٹینڈنگ communication سے ڈویلپ ہوتی ہے۔ اس سے بات کرو، کیا تم نے آج اسے کال کی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "میں انتظار کرتی رہی مگر اس نے نہیں کی" وہ جیسے خفا ہوئی تھی

اس نے سانس خارج کی "وہ تمھارے بچے کا باپ ہے۔ اسی طرح رہی تو اپنے بچے کو کل کے لیے کیسے تیار کرو گی، وہ بھی تو کل کو شوہر ہو گا کسی کا باپ ہو گا۔۔ اس نے کال نہیں کی تو تم نے بھی نہیں کی، اس سے پوچھو دن کیسا گزرا ہے، وہ کیسا ہے؟ تھک گیا ہے تو سو جائے۔ تم نے اسے کہا کہ تمھیں لینے آئے؟" اس نے اگلا سوال کیا تھا

"اسے خود نہیں پتہ۔۔" اور تابندہ نے اس کی بات کاٹ دی

"اسے تم نے کہا تھا کہ وہ تمھیں یہاں چھوڑ جائے؟"

امبر نے سانس خارج کی "وہ میرا خیال نہیں رکھتا۔میں بیمار پڑ جاؤں تو خود ہی لگی رہتی ہوں، میں نے پھر کہا کہ بابا کی طرف آجاتی ہوں، اسے میری کیا پرواہ؟" اس نے سر جھٹکا

تابندہ نے نرمی سے بولنا شروع کیا "امبر۔۔ایسے مت کرو۔اسے بتایا کرو کہ تمھیں کیا مسئلہ ہے، اسے بتایا کرو کہ تم ٹھیک نہیں ہو اور تمھاری کیئر کرے۔تین سال ہونے والے ہیں اور تم ٹین ایجرز والے مسئلے لے کر بیٹھی ہو۔اسے بتاؤ کہ تم اسے مس کر رہی ہو اور بتاؤ کہ تمھیں کل ہی لینے آئے۔۔چلو اٹھو اور اسے کال کرو" اس نے اس کا بیٹا سا تھ لٹایا اور کھڑی ہوئی تھی

"عورت بس اوور تھنکنگ کر کے اپنا گھر خراب کرتی ہے۔اٹھو اور اسے بتاؤ کہ اسے تمھیں لینے آنا چاہیئے تھا مگر لڑنے مت لگ جانا، آرام سے بات کرنا" اس نے امبر کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

امبر اٹھی اور بیڈ سائیڈ سے فون لے کر باہر چلی گئی۔اس کا مسئلہ صرف یہ تھا کہ وہ عبداللہ کو زرار سے کمپیئر کر رہی تھی جبکہ کمپیریزن کسی بھی رشتے کو نگل جاتا ہے۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے زرار کے ساتھ ایک سخت وقت دیکھا ہے۔وہ اپاہج تھی مگر اس نے خود کو کمپوز کر کے رکھا تھا۔وہ روزانہ اچھے کپڑے پہنتی تھی، بال سنوارتی تھی، اس کی دی ہوئی انگوٹھیاں پہنتی تھی، اس کی دی پیچ اور ٹی پنک کلر کی نیل پالش لگاتی تھی، اس کے آنے پر لاؤنج کے دروازے پر ہی اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی ہوتی تھی۔اس کا پسندیدہ کھانا بنواتی تھی۔کئی کئی دن وہ مصروف رہتا تھا تو وہ اسے بتاتی تھی کہ وہ اسے مس کر رہی ہے اور اس سے اس کے کام کا پوچھتی تھی۔اس کی ٹانگوں میں درد ہوتا تھا، اس کا

دماغ اوور تھنکنگ سے پھٹتا تھا یا اسے کوئی بھی خیال تنگ کرتا تھا تو وہ فوراً اسے بتا کر سب کلیئر کر لیتی تھی۔ شادی میں انڈر سٹینڈ نگ نہ ہو تو شادی محض ایک کمپرومائز بن جاتی ہے۔ وہ بیڈ پر لیٹی تھی اور پر سکون سی چھت کو گھور رہی تھی۔

پتھروں کے شہر ایڈن برا پر یہ صبح سرد سی اتری تھی۔ کچھ دیر پہلے بارش ہوئی تھی اور سڑکیں گیلی تھیں۔ ابھی بھی آسمان سیاہ تھا یوں جیسے بارش ہونے کو ہے۔ ہمایوں نے لمبا سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جس نے اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ اس نے سرمئی کوٹ پہن رکھا تھا اور اپنے باپ سے باتیں کر رہی تھیں۔ اس کا باپ مسکراتے ہوئے اس کی بات کا جواب دے رہا تھا۔

"ہم گفٹس کیوں دیتے ہیں؟" عزہ نے اپنے باپ سے سوال کیا تھا۔

"تاکہ ہمارے اور ان کے درمیان محبت پیدا ہو جن کو ہم گفٹ دے رہے ہیں" اس نے سادگی سے جواب دیا تھا۔

اس نے سر اثبات میں دیا "ہمیں دوسروں کو کیا گفٹ دینا چاہیئے؟" اس نے سر اٹھا کر گردن موڑی اور اپنے باپ کو دیکھا

"ہمیں گفٹ دیتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ گفٹ اس کے مطابق ہے یعنی کیا اسے پسند آئے گا؟ کیا وہ یہ کبھی استعمال کرے گا؟ گفٹ دل سے دینا چاہیئے چاہے بڑا ہو یا سستا" اس نے اپنی بات مکمل کی تھی

"جیسے میں زار کو پرفیوم دینا چاہوں گی۔ وہ جب مجھے اٹھاتے ہیں یا میرے ساتھ بیٹھ کر مجھ سے باتیں کرتے ہیں تو ان سے ایک بہت اچھی خوشبو آ رہی ہوتی ہے۔ میرے خیال سے وہ پرفیوم بہت اچھا استعمال کرتے ہیں" اس نے شانے اچکائے تھے

"اور تابندہ چچی کو؟" وہ اب ساتھ چلتی بچی کو دیکھ رہا تھا۔

"تابندہ چچی سویٹرز بہت اچھے بناتی ہیں۔ وہ بہت پیاری ہیں اور پیاری لڑکیوں کو کیا دیتے ہیں؟" وہ اپنے باپ سے سوال کر رہی تھی

وہ ہنس دیا "میرے پاس تو ایک ہی پیاری لڑکی ہے اور وہ کچھ بھی لے لیتی ہے" اس نے آخر میں شانے اچکائے

"ان کے لیے شاپ میں کچھ اچھا سا دیکھ لیں گے" اس نے آخری فیصلہ کیا تھا۔ ہمایوں نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔ وکٹوریا سٹریٹ میں فٹ پاتھ پر چلتے وہ ایک دکان میں داخل ہوئے تھے۔ عزہ نے گردن اٹھا کر ساری دکان کا جائزہ لیا۔ وہ کاؤنٹر سے آگے بڑھے، مختلف شیلف پر لگے ڈیکوریشن پیسز دیکھنے لگی۔ اس نے ایک خوبصورت سا لیمپ دیکھا اور ہمایوں کو ہاتھ اوپر کر کے اشارہ کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ان کے پاس بہت سے لیمپ ہوں گے "اس نے بازو لمبا کر کے ہاتھ اونچا کر کے وہ لیمپ اتارا

"وہ بک ریڈر ہیں، رات میں پڑھتی ہوں گی "اس نے اپنے باپ کے نالج میں اضافہ کیا تھا۔

وہ مسکرایا اور اب وہ مختلف قسم کے لیمپ دیکھ رہے تھے۔ ہمایوں نے عزہ کی انگلی پکڑی اور وہ دوسری قطار کی طرف بڑھنے لگے تھے کہ سر اٹھاتے ہی سامنے کوئی نظر آیا۔ وہ وہیں پتھر کا مجسمہ بنا تھا، آنکھیں پلک جھپکنا بھول گئی تھیں۔ سامنے کھڑی سفینہ بھی اسے دیکھ رہی تھی، اس کی نگاہوں نے ہمایوں کے چہرے سے بچی کے ہاتھ تک سفر کیا تھا۔ بھوری آنکھوں والی چھوٹی بچی بھی سفینہ کو دیکھ رہی تھی جس کا ہاتھ ایک چھوٹے لڑکے نے پکڑا تھا۔ وہ اس کا بیٹا تھا اور وہ ہمایوں کو فق ہوئی رنگت سے دیکھ رہی تھی۔ پانچ سال بیت گئے مگر وہ آج بھی ویسی ہی تھی، ہمایوں نے سانس بحال کی، دل کی دھڑکن مزید بڑھی مگر اس کی گرفت مضبوط پڑی، وہ عزہ کا ہاتھ پکڑے اس کی دائیں طرف سے گزر گیا۔ ایک لمحہ آیا تھا اور گزر گیا، ماضی ہوا کے جھونکے کے ساتھ اڑ گیا اور سفینہ وہیں کھڑی رہی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے سانس لی اور پھر جھٹ سے پیچھے مڑی۔ ہمایوں نے عزہ کو اٹھایا ہوا تھا، ایک بازو اس کا اپنے باپ کی گردن کے گرد حمائل تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ اوپر پڑا ایک جارا تار رہی تھی۔ وہ بس اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو اس کے جسم کا وہ حصہ تھی جسے اس نے نکال پھینکا تھا۔ وہ مسکرا کر ہمایوں سے کچھ کہہ رہی تھی، پھر اس کا گال چوما اور ہنس دی۔ ہمایوں نے مڑ کر نہیں دیکھا، وہ نم آنکھوں سے اپنی اس بیٹی کو دیکھ رہی تھی جس کی رگوں میں اس کا خون تھا مگر وہ خون جو کبھی سفید

ہو گیا تھا۔اس کی آنکھیں زرار جیسی تھیں، بال ہمایوں جیسے اور گوری گلابی رنگت اپنی ماں جیسی تھی مگر وقت بیت گیا۔ ہمایوں آگے بڑھ گیا اور وہ وہیں رہ گئی۔

-

دوپہر شام میں بدل گئی تھی۔آسمان نے نیلا رنگ جامنی اور پھر سیاہ رنگ میں بدلا تھا۔باغ میں عباس اپنے نواسے کو کندھے سے لگائے ایک طرف درخت کے پاس کھڑے تھے۔گھر کی ساری بتیاں جل اٹھی تھیں، وہ ہاتھ سے اشارہ کرتا درخت پر بنے گھونسلے کے بارے میں اپنے نانا کو کچھ بتا رہا تھا۔پیچھے سے اس کی ماں آئی تھی، مسکراتے ہوئے اپنے باپ کی طرف بڑھی۔ چھوٹے بچے نے اپنی ماں کو دیکھا اور پھر ٹانگیں ہلاتا بازو لمبے کیے اس کی طرف جانے لگا مگر وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ اسے اٹھا سکے۔

"اس نے آپ کو تنگ تو نہیں کیا" امبر نے مسکرا کر اپنے بیٹے کے گال کو چوما تھا

"نہیں تو۔۔ محمد علی تو بہت اچھا بچہ ہے" وہ مسکرا رہے تھے اور بچے نے اپنا سر ان کے کندھے پر رکھ دیا۔

سیاہ سلاخ دار گیٹ کے دوسری طرف گاڑی کا ہارن بجا تھا۔امبر اس ہارن کو پہچانتی تھی، اس نے فوراً گردن موڑ کر دیکھا اور عبداللہ اندر بڑھ رہا تھا۔اس نے کل تابندہ کی بات مانی تھی اور اسے کال کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے کہا تھا کہ وہ اسے لینے آجائے،اس کا بیٹا اور بیوی اسے یاد کرتے ہیں اور وہ واقعی لینے آگیا تھا۔وہ سامنے سے آتا اس کے بابا سے ملا تھا، پھر اپنے بیٹے کو اٹھالیا۔وہ امبر کے سامنے کھڑا تھا،دونوں خاموش تھے۔پھر اس نے گلا کھنکھارا"اندر چلیں"

اور اس نے سر ہلادیا۔وہ کچھ پل بیٹھ کر اس کے اماں ابا سے بات کرتا رہا پھر امبر آگئی۔اس کی اماں کچن میں چلی گئیں اور بابا باہر کی طرف۔اب وہ دونوں لاؤنج میں اکیلے تھے۔

"تمھیں خود تو ہمارا خیال آنا نہیں تھا، میں نے ہی بلالیا"امبر بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کھڑے بیٹے پر جھکا اور اس کے دونوں گال چومے۔پھر اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔اس نے امبر کی بات کا جواب نہیں دیا تھا،امبر کے کانوں میں تابندہ کی آواز گونج رہی تھی۔اس نے خود کو اس کے فریم میں رکھ کر نہیں دیکھا تھا،وہ پہلے والی غلطی ہی کر رہی تھی۔آتے ہی اسے کوسنا شروع کر دینا اور پھر اپنا آپ مظلوم لگنا۔اس نے گلا کھنکھارا

"تمھارا۔۔آج کا دن کیسا رہا؟"اس نے عبداللہ سے پوچھا مگر نظریں نہیں ملائیں۔

"بزی تھا"اس نے سادگی سے جواب دیا تھا۔پھر اس امبر کو دیکھا جو فرش پر بچھے کارپیٹ کو دیکھ رہی تھی۔

"تم نے خود کہا تھا کہ تم اپنے گھر جانا چاہتی ہو۔ تم نے ضد کی تھی اور میں نے تمھیں جانے دیا، اب تم نے کہا لینے آجاؤ تو میں آگیا۔ اب بھی تم اگر کہتی ہو کہ مجھے خیال نہیں آیا یا میں نے تمھاری بات نہیں مانی تو میں کیا کہہ سکتا ہوں" اس نے اپنی بات مکمل کی

"تمھیں تو محمد علی کی یاد نہیں آتی ہو گی" اس نے جتایا تھا۔

وہ ہنس دیا اور اس بچے کو دیکھا جس نے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کیے تھے "میں کیا کہہ سکتا ہوں امبر، سارا دن ہاسپٹل میں ہوتا ہوں۔ اگر اسے اپنے ساتھ لے جاتا تو کہاں رکھتا؟ یہ اپنی ماں کے پاس ہی ٹھیک تھا۔ مجھے پتہ تھا ایک نہ ایک دن تمھارا غصہ ٹھنڈا ہو گا تو تم مجھے بلا لو گی" وہ مسکرایا تھا۔ سب مرد expressive نہیں ہوتے۔ وہ بھی اس سے محبت کرتا تھا مگر اس کے اظہار کرنے کا طریقہ مختلف تھا۔ وہ لفظوں سے نہیں کرتا تھا، وہ اس کی باتیں مانتا تھا، اس کا دل رکھتا تھا۔ ایسی محبت جسے محسوس کیا جاتا ہے، محبت لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی لیکن عورت پہلے لفظ ہی چاہتی ہے۔ اس نے سانس خارج کی "سوری۔۔"

وہ مسکرا دیا "اوکے" اور شانے اچکائے۔

امبر نے اسے گھورا، وہ پوچھ تو سکتا تھا نا کہ کس بات کی سوری مگر نہیں۔۔ کتابیں پڑھ پڑھ کر مریض دیکھ دیکھ کر وہ خود مریض ہو گیا تھا۔ اس نے صرف سوچا کہا نہیں۔

"چلیں؟" اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی تھی

"کھانا تو کھالو، امی نے اتنی محنت کی ہے اپنے کھڑوس داماد کے لیے "اور منہ بسور کر بیٹھ گئی

وہ مسکرادیا "اوکے "اور اپنے بیٹے کے سر پر تھوڑی رکھ کر بیٹھ گیا۔

"تم نے تو مجھے یاد نہیں کیا ہوگا۔۔ سارا دن بزی رہ کر رات کو کھانا کھا کر سو جاتے ہوگے "وہ اسے گھور رہی تھی۔ اس کے لہجے میں غصہ نہیں تھا، بس خفگی تھی۔

وہ مسکرایا، وہ ہر مریض کا علاج کر سکتا تھا مگر بیوی کے دماغ میں آتی جاتی عجیب و غریب باتوں اور وہم کا نہیں۔

"اگر تم سننا چاہتی ہو کہ میں نے تمھیں مس کیا تو ہاں۔۔ میں نے تمھیں مس کیا، خاص کر تب جب میں گھر آیا تو خاموشی تھی، مجھے دیکھ کر کوئی کھڑا نہیں ہوا تھا اور رات کو کسی نے چائے کے ساتھ چماٹ نہیں دی۔۔ آئی مس یو "اور مسکرادیا

وہ پہلے تو اسے دیکھتی رہی پھر ہنس دی "چائے کے ساتھ چماٹ "اور پھر سے ہنسی

وہ بھی ہنسا تھا "ہاں "

وہ سر ہلا کر اٹھی اور کچن کی طرف بڑھی تھی۔

اگر یہاں سے نظریں ہٹائیں تو سفید سرمئی بنگلے میں رابیل اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔ وہ آفس سے آتے ہی سو گئی تھی، ڈنر میں بھی نہیں اٹھی تھی۔ مامون نے اسے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا، شاید وہ تھک گئی تھی۔ رات پہلے پہر سے نکلنے والی تھی، اس کی عادت تھی وہ سونے سے پہلے کتاب پڑھتا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھااور آج کل وہ اپنے کسی پراجیکٹ میں بزی تھا۔اس کے ہاتھ میں چند کاغذات تھے اور وہ چھوٹے کاؤچ پر بیٹھالیمپ جلا کر پروف ریڈ نگ کر رہا تھا۔اس کا فون سامنے شیشے کی میز پر خاموش پڑا تھا۔

رابیل چت لیٹی گہری سانسیں لے رہی تھی، پھر اس کی پلکیں پھڑ پھڑائیں اور تنفس بڑھااور وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔اس کے لمبے بال شانوں پر سے آگے کو آئے تھے اور وہ تیزی سے سانس لیتی اوپر نیچے دائیں بائیں دیکھ رہی تھی۔مامون فائل چھوڑ کر اسے دیکھ رہا تھا، پھر اٹھااور اس کی طرف بڑھا۔

رابیل کو پسینہ بھی آیا ہوا تھااور وہ گھبرائی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا؟ کوئی برا خواب دیکھ لیا کیا؟" وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں دیے بیٹھی تھی۔مامون اس کی دائیں طرف بیٹھی تھا۔

اس نے اپنا سر اٹھایااور رنگت زرد تھی،مامون نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ آن کر دیا

"آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے تھوک نگلااور اسے گھورنے لگی۔پھر آہستہ سے بولی "نانو۔۔"اور توقف "مجھے نانو یاد آرہی ہیں۔ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے"

اس کی آنکھیں بھر گئیں اور جیسے وہ ابھی رو دے گی

مامون نے سانس خارج کی "وہ ٹھیک ہیں۔آپ نے کوئی برا خواب دیکھا ہے" وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"نہیں۔۔میں کہہ رہی ہوں ناوہ ٹھیک نہیں ہیں۔انھیں کچھ ہو گا تو نہیں نا؟"وہ بتا بھی رہی تھی اور پوچھ بھی رہی تھی۔

مامون نے اس کے کندھوں اور گالوں پر آئے بال پیچھے کیے "آپ نے کوئی برا خواب دیکھا ہے۔وہ ٹھیک ہوں گی"

مگر وہ سر نفی میں ہلا رہی تھی۔پھر اپنا ماتھا مسلا "شاید۔۔میں نے واقعی خواب دیکھا تھا مگر بہت برا خواب تھا"اور وہ سر جھکائے بیٹھ گئی

مامون نے سائیڈ ٹیبل سے اس کا فون پکڑا اور وقت دیکھا،رات کے ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے

"ابھی رات بہت ہو گئی ہے۔سب سو رہے ہوں گے،آپ صبح پوچھ لیں"وہ ابھی بھی بغور اسے دیکھ رہا تھا

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر اسے دیکھا "کیا بہت رات ہو گئی ہے؟"

وہ دھیما سا مسکرایا "زیادہ نہیں۔۔ساڑھے گیارہ ہوئے ہیں"اور شانے اچکائے

رابیل نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے "میرا شیڈول بھی عجیب ہے۔میں پہلے کبھی اتنا نہیں تھکی،آفس سے آتے ہی نیند آتی ہے،پھر ساری رات جاگتی ہوں۔ایک رات دیر سے سونے سے سارا کام خراب ہو گیا"اس نے منہ بسور کر سر جھٹکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اٹس اوکے۔۔آپ نے ڈنر بھی نہیں کیا اور شاید تھک گئی تھیں۔اس لیے ایسا سوچ رہی ہیں، آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جاتا ہے، سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ شائستگی سے کہہ رہا تھا۔

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا "آپ ابھی تک اٹھے تھے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "بس سونے والا تھا" اور کھڑا ہوا "چلیں۔۔اٹھیں، کچھ کھالیں" اور ہاتھ بڑھایا۔اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور اٹھ گئی۔طبیعت عجیب بے زار تھی مگر اسے نیند سے جاگ کر کھانا تھا اور پھر جانے کیا کرنا تھا۔

رات دوسرے پہر میں داخل ہو گئی تھی۔اب کمرے کا منظر بدل گیا تھا، اب مامون سویا تھا اور رابیل کی جگہ خالی تھی۔وہ نیچے باغ میں ٹہل رہی تھی، ہوا اس کے بالوں سے کھیل رہی تھی اور وہ پنڈولم کی طرح ادھر اُدھر ہو رہی تھی۔پھر کبھی سیڑھیوں پر سر جھکا کر بیٹھ جاتی، اس کا دل عجیب بے زار تھا۔ شاید نیند پوری ہو گئی تھی اور اب مزید نیند کی چاہ نہیں تھی۔اس کا چائے پینے کا دل تھا مگر وہ باغ سے اندر جانا نہیں چاہتی تھی۔وہ گردن اٹھائے آسمان دیکھنے لگی، پھر ٹیرس پر نظر پڑی وہاں مامون کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں نیند تھی اور بال بکھرے تھے مگر وہ اس کو دیکھ رہا تھا۔رابیل نے سانس خارج کی اور نیچے سے ہی پکاری

"آپ سو جائیں۔۔میں بس چائے پی کر آ رہی ہوں"

اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی۔اسے شدید قسم کی نیند آئی تھی اور وہ سونا چاہتا تھا مگر وہ ساری رات باغ میں بے چینی سے ٹہلتی رہے اور مامون سکون کی نیند سوئے،وہ اس کے لیے اس کی نیند سے زیادہ اہم تھی۔وہ یونہی اسے دیکھتا رہا،ٹھنڈی ہوا چہرے پر پڑتی ایک ٹھنڈا تاثر دیتی تھی۔اس نے سینے پر بازو لپیٹ لیے،آنکھیں چھوٹی کیے رابیل کو گھورتا رہا۔وہ کافی عرصے تک یونہی باغ میں ٹہلتی رہی اور پھر فجر سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے آکر لیٹ گئی۔مامون آنکھیں بند کیے لیٹا تھا،اس کے لیٹتے ہی اس نے کروٹ بدلی اور سیدھا ہو کر چھت گھورنے لگا۔رابیل کی پشت اس کی طرف تھی۔اب اسے سونا تھا مگر نیند نہیں آرہی تھی۔زندگی عجیب تھی۔وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اسے کیا پریشانی ہے پھر خاموش رہا یہ سوچ کر کہ شاید پہلے سونے کی وجہ سے نیند پوری ہو گئی ہو یا وہ خواب کی وجہ سے ڈسٹرب ہے۔وہ چند لمحوں بعد گہری سانسیں لے رہی تھی

وہ ابھی ابھی میٹنگ اٹینڈ کر کے آفس میں آیا تھا۔آفس کا گلاس ڈور کھلا اور افیفہ کافی لیے اندر داخل ہوئی۔کافی کا مگ میز پر اس کے سامنے رکھا اور پھر سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آج آپ کا وزٹ شیڈول کر دوں؟"وہ بغور مامون کو دیکھ رہی تھی جس کی پتلیاں حرکت کرتیں فائل کا مطالعہ کر رہی تھیں۔

"ہاں۔۔دوسری میٹنگ سے پہلے کر دو۔۔پیکنگ سے پہلے میں ایک بار سارا کچھ خود دیکھنا چاہتا ہوں، تم مجھ سے پہلے ایک نظر دیکھ آنا سب"اس نے سرسری سا کہا اور پھر کافی کا مگ منہ سے لگایا۔

"اوکے "اس نے سر ہلایا" تین بجے آپ کی مارکیٹینگ ٹیم کے ساتھ میٹنگ ہے "پھر سانس خارج کی" باس! ویسے کون سی ایسی جلدی ہے جو آپ دن میں تین تین میٹنگز رکھ کر بیٹھے ہیں "اس نے اکتا کر کہا تھا

"تم نے رکھی ہیں "مامون نے اسے ایک نظر دیکھا

"میں نے دو رکھی تھیں، ایک صبح نو بجے اور دوسری دو بجے۔۔ مگر آپ نے پرسوں والی آج ہی رکھوا لی یہ کہہ کر کے آپ کسی پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔۔ آئی مین ریلیکس، مجھے پتہ ہے میری دوست شام پانچ بجے گھر آتی ہے تو کیا ضروری ہے کہ آپ پانچ بجے تک خود کو بزی رکھیں تاکہ آپ کو اس کی یاد نہ آئے "اس نے مسکرا کر بات مکمل کی تھی

مامون نے کافی کا گھونٹ بھرا "میں جب بھی تمھیں فائر کرنے کا سوچتا ہوں، مجھے تمھاری دوست کا معصوم چہرہ یاد آجاتا ہے۔ پھر وہ تمھاری سفارش کر دیتی ہے، ورنہ تم ایک نمبر کی کام چور اور کاہل لڑکی ہو "اس نے سنجیدگی سے بات مکمل کی تھی

افیفہ پیچھے کو ہو کر بیٹھی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائی "افیفہ ابھی کے ابھی میٹنگ ارینج کرواؤ، افیفہ اس میں اتنی ہیومیڈیٹی کیوں ہے؟ افیفہ کیا یہ کیپسول تم پہلے چیک کر چکی تھی، افیفہ کافی لادو، افیفہ تم مارکیٹینگ ٹیم سے بات کر لو، افیفہ میں کل جلدی جاؤں گا تم دیکھ لینا "پھر سیدھی ہوئی "اور افیفہ

سے سارے جہان کے کام بھی آپ ہی کرواتے ہیں پھر بھی میں ہی پھوہڑ ہوں"اس نے تپ کر کہا تھا

وہ مسکرادیا مگر کہا کچھ نہیں۔دھیان فائل پر ہی تھا

"میں آپ کی شکایت اپنی دوست سے کروں گی۔۔آپ کو کنٹرول کر کے رکھے"اس نے منہ بنایا تھا

"کب آرہی ہو پھر،آج؟"اس نے دایاں ابرو اٹھایا تھا

"جاتے ہوئے مجھے بھی لیتے جایئے گا"اس نے منہ بسورے سفید کورے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا

"آج تمھاری سہیلی اپنی اماں کی طرف ہو گی،تم اس سے کال پر میری شکایتیں کر لینا"اس نے کافی کا مگ دوبارہ ہونٹوں سے لگایا تھا

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا اور ہنس دی"سیریئسلی۔۔مطلب وہ آج گھر پر نہیں ہو گی اور شاید اسے دیر ہو جائے گی اس لیے آپ نے ورک لوڈ بڑھا دیا تاکہ آپ لیٹ جا سکیں اور جب جائیں تو وہ گھر پر ہو"اور ہنس دی۔

وہ فقط مسکرایا تھا"میں تمھارا کوئی اور بندوبست کرتا ہوں"اور مسکرا کر اس نے کافی کا مزید ایک گھونٹ بھرا تھا۔

اس نے سانس خارج کی"ایک دن کی چھٹی دے دیں۔۔آپ ہی کے گھر جانا ہے"اس نے پھر سے منہ بنایا تھا

مامون نے اسے سنجیدگی سے دیکھا" یہاں سے نکلو گی ناتو رائٹ سائیڈ پر مڑنا۔۔وہاں رامیٹریل آیا ہے اس کو چیک کرو جا کر۔۔ہری اپ "اور کہہ کر وہ فائل پر جھکا تھا

اس نے برا سا منہ بنایا اور کھڑی ہوئی "اللہ کرے رابیل آپ سے میرے سارے بدلے لے "اور وہاں سے فوراً چلی گئی۔مامون نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مسکرا کر سر جھٹکا۔اس نے فون کی سکرین آن کی،اس نے کچھ گھنٹے پہلے رابیل کو میسج کیا تھا کہ وہ کب تک اپنی اماں کی طرف نکلے گی اور وہ ظہر کے وقت کا کہہ رہی تھی، پھر آرا کو ساتھ لے جانے کا پوچھ رہی تھی۔وہ اپنا کام چھوڑ کر اسے جواب دے رہا تھا۔پھر اس سے واپسی کا وقت پوچھا اور وہ مغرب کا بتا رہی تھی۔پھر وہ آف لائن ہو گئی اور مامون سانس خارج کر کے رہ گیا۔وہ اس کی پسندیدہ عادت تھی اور وہ اس عادت کو اپنائے رکھنا چاہتا تھا۔

Clubb of Quality Content

کچھ پل سر کے اور فون پھر سے بجا۔اس نے پہلے سکرین دیکھی پھر سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا۔پھر کچھ سنا اور ماتھے کو سہلانے لگا" بھیج دو "اور کال کاٹ دی۔

چند پل بیتے اور گلاس ڈور کھولے زیان اندر داخل ہوا تھا۔مامون پیچھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔سنجیدہ سا تھوڑی کو چھوتا ہوا۔وہ اس کے سامنے آ بیٹھا تھا، پھر گلا کھنکھارا

"کیسے ہو مامون؟"

مامون خاموش رہا۔ پھر بولا تو فقط اتنا ہی "میں تمھیں اپنے قیمتی وقت میں نے پانچ منٹ دیتا ہوں۔ جو کہنا ہے کہو" وہ سنجیدگی سے بولا

وہ آگے کو ہوا "اس دن جو کچھ بھی ہوا وہ سب کچھ اچانک تھا۔ میں بس اسے لینے آیا تھا کہ کچھ باتیں کر لوں اس کے ساتھ لنچ کر لوں اور پھر اسے واپس چھوڑ جاؤں۔ مگر وہ رونے لگی تھی۔ تم میری بات کا یقین کرو میں کسی بری نیت سے نہیں آیا تھا" وہ کہہ کر خاموش ہوا

"کہہ لیا یا کچھ رہتا ہے؟" اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی تھی۔

"مامون۔۔ میں اس کا باپ ہوں" وہ دانت پیستے بولا تھا "میں جب چاہے اسے لے جا سکتا ہوں۔ تم کوئی نہیں ہوتے اسے مجھ سے دور رکھنے والے" اور پھر خاموش ہوا

اس نے منہ بنا لیا۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں "میری ڈکشنری میں اپنے بچے کا سودا کرنے والے آدمی کو بے غیرت کہتے ہیں باپ نہیں اور تم بے غیرت ہونے کے ساتھ ساتھ ڈھیٹ بھی ہو"

"مامون۔۔ مائنڈ یو۔۔ میں نے کوئی سودا نہیں کیا" وہ دانت پیستے بولا تھا

"مہینے دو مہینے بعد چند لاکھ تمھاری جھوٹی محبت کے منہ میں ٹھونستا ہوں، تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے تھے۔

"تم مجھے اس لیے پیسے دیتے ہو کہ میں تمھارے خلاف کورٹ میں کیس نہ کر دوں۔۔ تمھاری بہن سے اپنی بیٹی سے نہ لے لوں"

وہ ہنس دیا"اوکے "پھر اپنا فون پکڑا"مطلب میں تم سے ڈرتا ہوں؟"اور سر اثبات میں ہلایا"اب کورٹ میں ملیں گے، پیسے تو تمھیں نہیں چاہیئے"اور مسکرا دیا۔

"ویل، تمھارے پانچ منٹ پورے ہوئے، مزید تم میرے تین منٹ بھی لے چکے ہو اور اب تم جا سکتے ہو"وہ کھڑا ہوا اور کوٹ ٹھیک کیا"تمھارے پاس شام پانچ بجے کا وقت ہے۔مجھے پاکستان میں نظر نہ آؤ ورنہ بخدا تم مجھے نہیں جانتے"اور کہہ کر اپنا فون اٹھایا اور کرسی اور میز کے درمیان میں سے نکل آیا۔

"مامون۔۔"وہ کھڑا ہوا اور مڑ کر چلایا تھا

مامون نے آگے جاتے مڑ کر نہیں دیکھا، ہوا میں ہاتھ جھلایا اور پھر باہر نکل گیا۔وہ کھڑا ہوا اور دانت پیستا رہ گیا۔کچھ لمحے گزرے اور اب گارڈ آ گیا تھا

"چلیں سر۔۔آپ کے لیے ٹرک تو منگوانے سے رہے"

وہ اسے وہاں سے نکال رہا تھا، اس کا دل کیا تھا کہ مامون کا سر پھاڑ دے مگر مامون وہاں تھا ہی نہیں

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کے لمبے بال کھلے تھے، آگے سے ہلکا سا ہیئر سٹائل تھا اور اس نے نیلی شرٹ تلے سفید کھلی جینز پہن رکھی تھی۔اس کی نیلی شرٹ میں سفید دھاریاں تھیں جو کہ آگے سے چھوٹی (گھٹنوں سے ذرا اوپر) اور پیچھے سے لمبی (گھٹنوں سے ذرا نیچے) تھی۔اس نے نیچے سفید نیلے سنیکرز پہن رکھے تھے اور کندھے پر سفید پرس لٹک رہا تھا۔ بالوں پر سن گلاسسز، دائیں کلائی میں سیاہ ٹچ واچ اور بایاں ہاتھ آرا کے ہاتھ میں تھا۔اس نے سرخ قمیض تلے نیلی جینز پہن رکھی تھی اور رابیل کی طرح اس کے بھی بال کھلے تھے مگر آگے سے سادہ سا ہیئر سٹائل تھا۔وہ مسکراتے ہوئے اس سے کچھ کہہ رہی تھی اور رابیل گردن جھکائے اسے دیکھتے سن رہی تھی۔دونوں مال میں اکٹھی آگے بڑھ رہی تھیں۔پھر ایک بوتیک کی طرف بڑھیں، ریلز پر لٹکے کپڑے دیکھے، ایک خوبصورت سی سیاہی مائل سبز ویلوٹ کی کڑھائی والی شال لی اور پھر باہر کی طرف بڑھیں۔وہ دونوں اکٹھی آگے بڑھ رہی تھیں، سامنے سے آتے دو مردوں نے اسے دیکھا تھا اور دیکھ کر ٹھٹھک گئے۔رابیل نے انھیں دیکھا مگر نظر انداز کر دیا۔چہرے پر سنجیدگی طاری ہو گئی۔وہ وہیں رک کر اسے دیکھ رہے تھے، وہ ان کی بائیں طرف سے آگے بڑھ گئی اور یوں ظاہر کیا جیسے وہ وہاں تھے ہی نہیں۔۔

"رابیل۔۔" پیچھے سے حسیل کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی، اس نے دایاں ہاتھ ہوا میں اٹھایا اور جھلایا جیسے کہہ رہی ہو "جان چھوڑو، جاؤ جاؤ" اور آگے بڑھ گئی۔

وہ مڑا تھا مگر امان نے اس کا بازو پکڑ لیا" تماشا لگ جائے گا" اور اس نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑا لیا اور سر جھٹک کر آگے بڑھ گئے۔

گاڑی میں بیٹھتے وقت دونوں کے ہاتھ میں سٹابری ملک شیک تھا، ڈسپوزیبل گلاس ہاتھ میں تھا اور وہ سٹرا سے تھوڑا تھوڑا پی رہی تھیں۔ آرا اس سے مسلسل باتیں کر رہی تھی اور وہ مسکرا کر جواب دے رہی تھی۔ پچھلی سیٹ پر دو گفٹ کی ٹوکریاں اور کچھ شاپنگ بیگز تھے۔ وہ اپنے گھر جا رہی تھی اور بہت خوش تھی۔

آٹھ مرلہ مکان کے باہر ہارن بجا، مکان کے مکین اس ہارن کو پہچانتے تھے۔ فاطمہ جلدی سے کچن کے بیک ڈور سے نکلی گیٹ کی طرف بڑھی اور بڑا سا گیٹ کھول دیا۔ سفید گاڑی اندر داخل ہوئی تھی۔ چارپائی پر سوکھی سرخ مرچیں بکھیرتیں فرحت مسکرا کر اس کی طرف بڑھیں، بنچ پر بیٹھی فری صارم کو پنسل کلر کرنا سکھا رہی تھی، صارم سفید گاڑی کو گھور رہا تھا اور وہ گردن موڑے رابیل کو دیکھ رہی تھی۔

وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اتری اور پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا، ہاتھ بڑھایا اور آرا کو باہر نکالا۔ فرحت اس کے قریب پہنچی اور وہ دونوں بازو اس کے گرد حمائل کر کے ان سے ملی

"آئی مس یو امی" اور کچھ لمحے ان سے یونہی لگی رہی۔ پھر جدا ہوئی اور آرا کو دیکھا جس نے سلام کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔

رابیل کی طرف صارم مسکراتا ہوا چھوٹے قدم اٹھاتا بڑھ رہا تھا، وہ بڑھی اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔ پھر اس کے گال چومے، وہ پہلے سے بڑا ہو گیا تھا، چلنے لگا تھا اور دانت بھی سارے آ گئے تھے۔ وہ رابیل کو پہچانتا تھا اور اسے دیکھ کر اس کی طرف لپکتا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور فری کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا، وہ مسکرا کر آرا کو دیکھ رہی تھی جو ساتھ آئی تھی اور حال چال پوچھ کر اندر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ گاڑی کی بیک سیٹ سے سامان نکالتی فاطمہ گفٹ کی ٹوکریاں کو دیکھ کر چیزوں کا حساب لگا رہی تھی۔

کچھ پل بیتے اور رابیل اپنی نانی کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس نے ان کے لیے ویلوٹ کی شال لی تھی اور وہ ان کی گود میں تھی۔ رابیل نے اپنا بازو اس کے گرد حمائل کر کے ان کے بازو سے سر لگایا تھا

"میں تو ڈر گئی تھی۔ آپ ٹھیک ہیں نا؟" وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی

"بھلا مجھے کیا ہونا ہے۔ تم ملنے آ جاتی ہو، میں پھر سے جوان ہو جاتی ہوں" اور مسکرا دیں۔

وہ بھی مسکرائی تھی

"مینو کو بھی لے آتی" جوس سرو کرتیں فرحت رابیل کے سامنے کھڑی تھیں، اس نے جوس کا گلاس لیا اور انھیں دیکھا "امی وہ سوئی تھی، کہہ رہی تھی اس کی کمر میں درد ہے میڈیسن لی ہے۔۔ پھر میں نے کہا چلو ریسٹ کرنے دیتی ہوں" اور جوس کا گھونٹ بھرا

وہ سر ہلا کر چل دیں مگر رابیل پیچھے سے ہی بول پڑی

"امی اب آپ کچن میں نہ لگ جایئے گا۔۔میں آپ سے ملنے آئی ہوں،مامون نہیں آئیں گے۔ہم دونوں واپسی پر خود ہی جائیں گی،آپ ادھر بیٹھیں میرے ساتھ" وہ سیدھی ہوئی اور ذرا سا ساتھ ہو کر بیٹھنے کی جگہ بنائی

"کیوں؟مامون کیوں نہیں آئے گا؟"انھوں نے ٹرے میز پر رکھا تھا۔

"امی وہ آفس تھے نا،میں تو آج جلدی آگئی تھی،آرا کو گھر سے لیا اور سیدھا یہاں آگئی۔۔گاڑی پر آئی ہوں گاڑی پر چلی جاؤں گی،وہ آفس سے تھکے آئیں گے سیدھا گھر جائیں" اور مسکرا کر شانے اچکائے

"یہ تم زیادہ سیانی نہیں ہوگئی" وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھیں اور وہ ہنس دی۔

فری آرا سے باتیں کر رہی تھی،پھر رابیل سے مخاطب ہوئی۔گھر کا مکین اب گھر کا مہمان تھا،وقت بدل گیا تھا۔

کھانا کھانے سے کچھ دیر پہلے وہ اپنی نانی کے ساتھ ان کے کمرے میں بیٹھی تھی۔اس نے اپنا سر ہمیشہ کی طرح ان کے کندھے پر رکھا تھا اور ان کے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ پھیرتی باتیں کر رہی تھی۔

"آپ تو مجھے مس کرتی ہوں گی؟" وہ انگلی سے ان کے سونے کے کنگن آگے پیچھے کر رہی تھی۔

"بھلا کوئی ماں اپنی بیٹی کو بھول بھی سکتی ہے؟مس کرنا کیا ہوتا ہے،ہمیشہ شام ہوتے اور دن چڑھتے تم یاد آتی ہو" وہ نرمی سے بول رہی تھیں

"مینو یاد نہیں آتی؟"اس نے شرارتی لہجے میں پوچھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دیں "آتی ہے، جب گھر میں کافی سکون ہوتا ہے تب بہت یاد آتی ہے"

وہ بھی ہنسی تھی۔ پھر ان کے ناخن پر انگلی کی پور رکھی، انھوں نے ہاتھ کے ناخنوں پر مہندی لگائی ہوئی تھی

"فری کو کمپنی دیتی ہیں آپ؟"

"ہاں۔۔ بہت اچھی بچی ہے۔ فرحت کے ساتھ بھی اس کا تعلق اچھا ہو گیا ہے، اب ذرا کم ڈانٹتی ہے۔ شام کی چائے تو اس کی ذمہ داری ہے اور بھی چھوٹے موٹے کام کرتی رہتی ہے، اللہ خوش رکھے" اور انھوں نے سانس خارج کی۔

"نانو۔۔ میں نہیں آتی تو آپ آجایا کریں۔۔ یاد آتی ہے آپ کی" اس نے خفگی سے انھیں دیکھا

"نہ اشعر ہوتا ہے نہ حاشر۔۔ گاڑی چلانا تم نے سکھائی نہیں" اور انھوں نے اس کے بازو پر چپت رسید کی

وہ ہنس دی "آپ مجھے بتا دیا کریں۔۔ میں ڈرائیور بھیج دوں گی"

"اچھا۔۔ مامون کی امی ٹھیک ہیں تمھارے ساتھ؟ اس کی بہن؟" وہ رابیل کی آنکھیں دیکھ کر اس کے اندر کے حال کا اندازہ لگا رہی تھیں

"نانو۔۔میرا چہرہ دیکھیں اور بتائیں میرا شوہر میرے ساتھ کیسا ہو گا؟ پھر میری مسکراہٹ دیکھیں اور بتائیں ملیحہ آنٹی میرے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں گی؟"اور مسکرائی۔گالوں کے ڈمپل واضح ہوئے

وہ مسکرائیں اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا"میں تو رات دن اپنی مینو اور رابیل کے لیے دعا کرتی ہوں۔۔اللہ ایسے ہی آباد رکھے، مسکراتا اور خوشحال رکھے"اور مسکرادیں

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور فری گلشن آرا کا پسندیدہ قہوہ لائی تھی۔

"ہماری فری کو اشعر نے قہوہ بنانا سکھادیا ہے،اب بس یہ شام کو ٹائم سے ہی مجھے قہوہ بنا کر دے دیتی ہے اور ڈھیروں دعائیں لیتی ہے"اور انھوں نے اس کے بڑھے ہاتھ سے قہوے کی پیالی لے لی

وہ فقط مسکرادی اور پاس کاؤچ پر بیٹھ گئی۔

"آپ اتنا کچھ لے آئیں۔۔تھینک یو"اس نے دونوں ہاتھ گود میں تھے۔گلابی شلوار قمیض کے ساتھ جالی دار دوپٹہ شانوں پر پھیلا رکھا تھا

رابیل مسکرادی"ارے۔۔تھینک یو کی کیا بات ہے،میں تو پھپھو بننے والی ہوں۔۔اتنا تو بنتا ہے"اور ہنس دی

فری کے گال گلابی ہوئے اور اس نے سر اثبات میں ہلایا

"اشعر کب آتا ہے؟میرا دل ہے اس سے بھی مل کر جاؤں"وہ اب سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی

"ساڑھے سات یا آٹھ بجے تک آتے ہیں" اس نے سادگی سے کہا تھا۔

وہ نرم مسکراہٹ سے گلشن آرا اور رابیل کو دیکھ رہی تھی۔اس کے سامنے اس شخص کی بیوی بیٹھی تھی جسے اس نے کبھی بہت چاہا تھا مگر وہ ماضی تھا۔وہ عام لڑکیوں کی طرح نہیں تھی،وہ شادی شدہ لڑکیوں کی طرح اپنے مائیکے نہیں جاسکتی تھی۔اب وہ اشعر کی عادی تھی،اسے اللہ نے نواز دیا تھا اور وہ نوازی گئی تھی۔جب نعمتیں ملنے لگتی ہیں تو محرومیاں کہاں یاد رہتی ہیں۔وہ بھی اپنی پچھلی زندگی بھولنے لگی تھی،نعمتیں محرومیوں پر غالب تھیں۔

اس بڑے سے بنگلے کے صاف ستھرے کچن کے کاؤنٹر پر ہریرہ کھڑا مگ میں تیزی سے چمچ ہلا رہا تھا۔ پھر اس نے مگ کے ساتھ پڑے جار سے ایک چمچ سفید پاؤڈر لیا اور وہ اس میں ملایا۔اسے اچھے سے مکس کیا اور پھر اس میں گرم دودھ انڈیل دیا۔کپ سے بھاپ اٹھنے لگی،اوپر سے دودھ کی جھاگ دکھ رہی تھی۔اس نے جھاگ پر تھوڑا سا کافی پاؤڈر چھڑکا اور پھر اس مگ کو ٹرے میں رکھا۔ساتھ پڑے جار کو اچھے سے بند کیا اور پھر چھوٹے ٹرے کو لیے باہر آگیا۔اس کا رخ باغ کی طرف تھا،باغ میں سعد خان لودھی بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ جمائے سگار پی رہا تھا۔۔باغ روشن تھا،ہر سو روشنی۔اور ٹھنڈی ہوا تھی۔ہریرہ اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور گلا کھنکھارا "کافی"

پھر آگے کو ہوا اور ٹرے چھوٹی گول شیشے کی میز پر رکھ دیا۔پھر سانس خارج کی اور سامنے بیٹھے سعد خان کو دیکھا "کیا میں جاسکتا ہوں؟"

اس نے ہریرہ کو دیکھا۔ سگار کا کش لیا اور دھواں ہونٹوں کے بیچ سے جدا کیا۔

"شادی شدہ ہو؟" اس کی آواز بھاری تھی، گھمبیر آواز

"نہیں۔۔" اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"منگیتر ہے؟" وہ اب معاذ کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر ایک معصومیت تھی

"نہیں۔۔" جواب سیدھا تھا

"گرل فرینڈ؟" اگلا سوال تھا

"I am not that type"

اور اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے تھے۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر سگار کا کش لیا۔ ہریرہ نے اس کے چہرے کے تاثرات پڑھے اور پھر بول پڑا

"فکر نہ کریں جناب، آپ کا راز راز ہی رہے گا" اور مسکرایا۔ ڈمپل واضح ہوئے "ہریرہ راز کو سوچ کی طرح رکھتا ہے، تب تک دوسرے کو پتہ نہیں لگے گا جب تک کہ بندہ خود نہ بتادے" اور مسکرایا۔ وہ ہنس دیا "دن میں کئی لڑکیوں سے ملتے ہوگے، فوٹو گرافر ہو۔۔ خوبصورت چہرے، رنگ برنگے مزاج۔۔ بہکنے میں وقت نہیں لگتا" اور سگار کا ایک کش لیا

اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی "ان تمام خوبصورت چہروں پر فلٹر میرا کیمرہ لگاتا ہے۔ تصور اور تصویر ہمیشہ حسین لگتے ہیں، میں تصویر کے باہر کی دنیا دیکھتا ہوں، بہکنے کے چانسسز کم ہوتے ہیں" اور دائیں آنکھ دبائی

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ پھر سانس خارج کی

"یہاں سے جا کر کیا کرو گے؟"

اس نے شانے اچکائے "دوست کے ساتھ کھانا کھاؤں گا، چائے پیوں گا، کچھ دیر اس سے باتیں کروں گا اور پھر سو جاؤں گا" اور ہونٹ سکیڑے

"میں نے محسوس کیا ہے تمھیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا" اور سگار کا کش لگایا "مطلب جس طرح ایک ملازم کو مالک سے خوف محسوس ہوتا ہے یا احترام۔۔ تم سمجھ رہے ہو" اور اسے گھورا

"ڈر کس بات کا؟" اور شانے اچکائے "میں نے آپ کو کبھی کچا انسان کھاتے نہیں دیکھا"

وہ ہنس دیا "کچا انسان؟" اور ابرو اٹھائی "تمھیں پتہ ہے میں کون ہوں؟ تم سے پہلے کوئی مجھے تم جیسا نہیں ملا، تم بے پرواہ ہو یا نڈر؟"

ہریرہ ہنس دیا "کیا یہ میری تعریف ہے؟"

وہ مسکرایا اور کافی کا کپ منہ کو لگایا "کم بولا کرو"

"اوکے" اس نے شانے اچکائے "میرا خیال ہے اب مجھے جانا چاہیئے"

اس نے ہریرہ کو آنکھیں اٹھا کر دیکھا تھا مگر اس نے کافی کپ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ کافی اکیلے پیتا تھا، خاموشی میں۔ سو اس نے ہریرہ کو جانے دیا۔ وہ سیٹی بجاتے ہوئے وہاں سے جا رہا تھا، اس کی بے پرواہی سعد خان لودھی کو بھا گئی تھی۔ اس کا شکاری کون تھا!

یہ اگلی رات کی بات ہے۔ سارا دن مصروف گزرا تھا، رابیل اپنے آفس اور مامون انڈسٹری رہا۔ شام میں دونوں کی ملاقات ہوئی، ڈنر میں وہ نوٹ کر رہا تھا کہ وہ کچھ بے چین ہے۔ ملیحہ کی بات پے زبردستی مسکرا رہی تھی، پھر تھوڑا سا کھایا اور کمرے میں آتے ہی نائٹ ڈریس پہن کر سو گئی۔ مامون نے اسے اٹھا کر ڈسٹرب نہیں کیا، وہ واقعی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔ شاید اسے روٹین کی طرف واپس آنے میں وقت لگ رہا تھا اور وہ اسے وقت دے رہا تھا۔ رات کا پہلا پہر اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا، وہ کاؤچ پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔ وہ زیادہ تر کام لائبریری میں کرتا تھا مگر اب رابیل آگئی تھی اور اسے اچھا لگتا تھا اس کے آس پاس رہنا پھر چاہے وہ سوئی ہوئی ہو یا پھر اٹھ کر اس کے آس پاس ہو۔ اس نے اپنی آنکھیں ملیں جن میں نیند کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ہاتھ رکھ کر جمائی روکی اور گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا جو گہری سانسیں لیتی سوئی ہوئی تھی۔ اس نے لیپ ٹاپ بند کر کے شیشے کی میز پر رکھا اور اپنے بستر کی جانب بڑھا۔ اس کے پاؤں نرم کارپیٹ پر تھے اور وہ پانی جگ سے گلاس میں انڈیل رہا تھا، کمرے میں اس قدر خاموشی تھی کہ جگ سے پانی گلاس میں گرنے کی آواز بھی

گونج رہی تھی۔رابیل کی پلکیں پھڑ پھڑائیں، پھر مٹھیاں بھینچ گئیں اور وہ کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی" بابا ۔۔"وہ بلند آواز سے چلائی تھی۔

مامون نے جھٹ سے پیچھے دیکھا، پانی کا گلاس وہیں پڑا رہا اور وہ اٹھ کر اس کی طرف آیا۔

اس کا تنفس بڑھا تھا، رنگت زرد تھی اور وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی۔اس کے گال گیلے تھے جیسے رو رہی ہو اور اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے مامون کو دیکھا۔

"ریلیکس۔۔"وہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا، اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے۔

رابیل نے اس کا ہاتھ زور سے تھاما"مامون۔۔"اور گردن جھکا کر رونے لگی۔

وہ اٹھا، اس کے لیے پانی کا گلاس لایا اور اس کی طرف بڑھایا" پانی پی لیں"

رابیل نے تھوک نگلا اور پانی کا گلاس تھام لیا۔اس نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا، مامون نے ہاتھ بڑھا کر لائٹس آن کر دیں۔

وہ رابیل کو دیکھ رہا تھا، گلاس اس کے ہاتھ سے لیا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔وہ سر دونوں ہاتھ میں دیے بیٹھی تھی، تنفس ابھی بھی بڑھا ہوا تھا اور اس کی رنگت زرد تھی۔کھلے بال شانوں سے آگے جھول رہے تھے۔پیچھے سے بال بستر کی سطح کو چھو رہے تھے۔اس نے آہستہ سے سر اٹھایا اور مامون کو دیکھا جو اس کے سامنے بیٹھا تھا، فکر مند سا سنجیدہ تھا

"سوری۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔مامون نے سانس خارج کی اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔پھر اس کے بال پیچھے کیے "اٹس اوکے!"

وہ اسے گھور رہی تھی۔پھر سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔اپنا ماتھا اس کے بازو سے ٹکایا "پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا"اور سرگوشی کی

مامون نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا"اٹس اوکے!"وہ پھر سے اسے تسلی دے رہا تھا۔

رابیل نے اپنا سر اٹھایا۔اس کا دل گھبرا رہا تھا،دھڑکن بڑھی ہوئی تھی اور وہ ابھی بھی بے چین تھی۔

"آپ سو جائیں۔۔مجھے لگتا ہے میں اب نہیں سو پاؤں گی"اور اس نے خود پر سے لحاف اتارا۔مامون بس اسے دیکھتا رہ گیا اور وہ بستر سے اتر گئی۔اپنے بال جوڑے میں باندھے اور مڑ کر اسے دیکھا

"آپ سو جائیں۔۔میری نیند اتنی ہی ہوتی ہے"اور اس سے نظریں چرا لیں۔وہ کھڑا ہوا اور سینے پر بازو لپیٹے

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ رات بھر جاگتی رہیں گی اور میں یہاں خراٹے لوں گا۔۔جہاں رابیل ہو گی وہیں مامون ہو گا"اس نے شانے اچکائے تھے

رابیل نے کنپٹی مسلی اور پھر مڑی،اس نے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا"میں ٹھیک ہوں۔۔کچھ دیر باغ میں چلوں پھروں گی تو نیند آجائے گی۔۔ڈونٹ وری"اور وہاں سے مڑ گئی۔ابھی اس نے دروازے کے ناب پر ہاتھ رکھا ہو گا کہ پھر سے مامون کو دیکھا جو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ دھیما سا مسکرائی

"گڈ نائٹ!"اور پھر کمرہ بند کر کے وہاں سے چلی گئی۔مامون نے سانس خارج کی،اسے لگتا تھا کہ وہ نظریں چرائے گی تو مامون اس کا چہرہ نہیں پڑھ پائے گا مگر وہ غلط تھی۔وہ تو اس کو دور سے محسوس کر لے یہ تو ابھی وہ بہت پاس تھی۔

کچھ پل وہ اسے ٹیرس پر کھڑا یونہی دیکھتا رہا،وہ بس پریشان سی ادھر سے اُدھر ہو رہی تھی۔پھر کبھی کبھی آنکھیں پونچھ لیتی۔اس نے سانس خارج کی ٹیرس کا دروازہ کھول کر اندر بڑھا۔

رابیل کو اپنے پیچھے اس کی آہٹ محسوس ہوئی مگر وہ اسی طرح کھڑی رہی۔اس کا رخ پودوں کی طرف تھا،مامون پیچھے سے گیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا،پھر ساتھ کھڑا ہو گیا۔اس نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا

"میری کوئی بات مان بھی لیا کریں۔۔پر بار اپنی مرضی۔۔آنکھوں کے نیچے حلقے پڑ جائیں گے"اس نے سختی سے کہا تھا

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا"تو کیا میری آنکھوں کے نیچے حلقے پڑ جائیں گے تو آپ مجھ سے محبت نہیں کریں گی؟"

رابیل نے سانس خارج کی"میرا یہ مطلب نہیں تھا"اور ماتھا مسلا۔وہ بے چین تھی،کچھ تھا جو اسے بے چین کر رہا تھا۔

"اینم کارا؟"اس نے سرگوشی کی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے اسے دیکھا،اس کی آنکھیں گلابی تھیں "کیا میں تھوڑی دیر اکیلی رہ سکتی ہوں؟" پھر تھوک نگلا "میرا خیال ہے مجھے۔۔" اور مامون نے اس کی بات کاٹ دی "اوکے۔۔ شیور" اور وہاں سے چلا گیا۔رابیل نے اسے جاتے دیکھا تھا، پھر اپنا رخ موڑ لیا۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد وہ دوبارہ آیا تھا،اس کے ہاتھ میں خوبصورت سی چھوٹی سی لکڑی کی بنی ٹوکری تھی جس میں چاکلیٹ ککیز تھیں۔رابیل نے نم سانس اندر کھینچی اور اسے دیکھا۔آنکھیں رونے کی بدولت سرخ تھیں مگر اب خشک تھیں۔اس نے ٹوکری سے ایک ککی لی اور دانتوں سے کاٹ کر منہ میں رکھی

"تھینک یو۔۔" اور دھیما سا مسکرا کر مامون کو دیکھا

وہ مسکرا دیا "میں نے کہا میری بیگم نے رونے دھونے کا سیشن ختم کر لیا ہو گا۔۔کافی انرجی بھی ضائع ہو گئی ہو گی،اس لیے چاکلیٹ لے جاتا ہوں۔آپ کو چاکلیٹ پسند ہے" اور شانے اچکائے

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو اس سے اونچا تھا "ہوپ سو آپ نے مائنڈ نہیں کیا ہو گا"

وہ ہنس دیا "نہیں تو۔۔پسندیدہ عورت کے سامنے مائنڈ کیا چیز ہے" اور شانے اچکائے "انفیکٹ میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں،جب کوئی چیز میرے انڈر کنٹرول نہ ہو اور مجھے رونا آئے تو میں جی بھر کے ایک ہی بار رو لیتا ہوں۔اس کے بعد دل ہلکا ہو جاتا ہے اور جب دل ہلکا ہو جائے تو دماغ کام اچھا کرنے لگتا ہے"

اس نے ایک ککی ختم کر کے دوسری اس ٹوکری سے لے لی۔وہ اسے طرح ٹوکری پکڑے کھڑا تھا۔

"لڑکیوں کو ناواقعی ایک میچور مرد سے شادی کرنی چاہیئے۔۔کم از کم وہ رونے کے لیے سپیس تو دیتا ہے"اور ککی کاٹ کر منہ میں رکھی

وہ ہنس دیا"میڈم۔۔ہر مرد مامون آفندی نہیں ہوتا،جو رات کے بارہ بجے اپنی بیوی کے لیے یوں چاکلیٹ ککیز لیے کھڑا رہے"اور رابیل کو گھورا

اس نے مامون کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا"آپ تو میرے اینم کا راہیں۔۔میں جو کہتی ہوں آپ کو سننا ہو گا"

وہ مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا"اب بتائیں۔۔کیوں رو رہی تھیں؟"

اس نے سانس خارج کی اور شانے اچکائے"انسان کو نا why یعنی کیوں بہت تنگ کرتا ہے۔۔اسے کیوں سے دور رہنا چاہیئے،کچھ کیوں آپ کا سارا سکون ختم کر دیتے ہیں۔کچھ کیوں کا اگر جواب مل جائے تو انسان پہلے جیسا نہیں رہتا،اس لیے تجسس سکون کا قاتل ہے،اس سے دور رہنا چاہیئے اور کیوں تجسس ہی پیدا کرتا ہے"اور خاموش ہو گئی۔مامون بس سن رہا تھا۔رابیل نے اسے دیکھا اور ہنس دی۔وہ تھوڑا جز بز ہوا،اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیوں ہنس رہی ہے۔پھر آگے بڑھی اور مامون کا بازو تھاما،اپنے ساتھ لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھی،وہ اوپر والے زینے پر بیٹھا تھا اور رابیل ایک

زینہ نیچے۔اس نے مامون کے ہاتھ سے ٹوکری لے کر نیچے رکھ دی،مزید ایک ککی لی اور دانتوں سے کاٹی

"میری انڈسٹری میں ایک لڑکی کام کرتی تھی۔کوئی پچیس چھبیس سال کی ہو گی،اس کے تین بچے ہیں۔میں اکثر فیکٹری میں راؤنڈ لگاتی تھی تو وہ مجھے بڑا مسکرا کر ملتی تھی،اچھی تھی۔غریب گھرانے کی تھی مگر کام اچھا کرتی تھی۔میرے آتے ہی سلائی مشین سے ہاتھ اٹھا کر کھڑی ہو جاتی تھی۔عید یا کوئی خاص ایونٹ ہوتا تھا میں خاص طور پر اس کے لیے پیسے بھیجتی تھی،اس کا شوہر کچھ خاص نہیں کماتا تھا تو مجھے اس کا خیال رہتا تھا۔آج کے زمانے میں تین بچے پالنا آسان نہیں ہے اور وہ بھی ایک غریب آدمی کے لیے۔خیر،شادی کے دنوں میں میں کافی بزی ہو گئی تھی۔انتیاز انکل میری غیر موجودگی میں اچھا کام کرتے رہے۔اب ایک ہفتہ پہلے میں انڈسٹری گئی تو اس کے گالوں پر نیلے نشان تھے،وہ کافی کمزور تھی۔میں نے آئمہ کو بلا کر پوچھا تھا اس کے ساتھ کیا مسئلہ ہے،وہ کام بھی اچھا نہیں کر رہی تھی۔اگر پیسے چاہیئے تو مجھ سے لے لے یا گھر پر کوئی مسئلہ ہے تو وہ مجھے بتا سکتی ہے۔آئمہ بتا رہی تھی کہ اس کے گھر میں مسئلہ ہے،اس کا شوہر اسے مارتا ہے۔وہ خاموش سی رہتی ہے،اس کے ہمسائے میں سے ایک لڑکی آتی ہے اس نے بتایا تھا کہ اس کا شوہر اسے مارتا ہے۔کبھی کھانا دیر سے بننے پر،کبھی کپڑے وقت پر نہ ملنے پر،کبھی پیسے کی کمی پر۔۔"وہ خاموش ہو گئی۔آدھی ککی اس نے

ٹوکری میں رکھ دی۔مامون اسے بغور دیکھ رہا تھا،وہ پھر سے رونے والی ہوئی تھی،اڑی رنگت اور گلابی آنکھیں

"مامون۔۔"اس کی آواز کانپی"وہ مر گئی"اور رابیل نے اس سے نظریں ملائی تھیں

"اس کا شوہر بھاگ گیا،اس کے بچے اکیلے رہ گئے اور وہ قبر میں چلی گئی"اور یہاں رابیل نے آنکھیں بند کر کے سانس ناک سے اندر کھینچی اور پھر سانس خارج کر کے کندھے ڈھیلے چھوڑے۔پھر تھوک نگل کر سر اثبات میں ہلایا جیسے وہ جو کہہ رہی ہے وہ سمجھ رہی ہے،وہ حواس میں ہے اور اسے ایموشنلی مضبوط ہونا ہے۔

مامون نے سر ہلکا سا جھکایا،،دنیا ایک خواب تھی اور بہت برا خواب تھی۔اس نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھا اور اسے دیکھنے لگی

"ایسا کیوں ہوتا ہے؟ایک عورت اتنا کچھ کرتی ہے،اتنا درد برداشت کرتی ہے،گھر بناتی ہے گھر سنوارتی ہے۔مرد کا اخلاق اس کا رویہ اس کا مزاج سب برداشت کرتی ہے،اس کے بچوں کو دنیا میں لاتی ہے،خود موت کا رسک لے کر اس کے لیے اگلی نسل لاتی ہے،اس کے بچے پالتی ہے،چولہا جھونکتی ہے،زمانے کی گرمی برداشت کرتی ہے،دنیا والوں کے طعنے،عجیب و غریب نظریں اور کیا کچھ نہیں سہتی اور تو اور مرد کی مار بھی کھا لیتی ہے،کمانا پڑے تو کما بھی لیتی ہے،بچوں کی سائبان بھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بن جاتی ہے۔۔ مگر پھر "وہ پھر سے رو دی" پھر بھی وہ کمزور ہے۔۔ وہ یہ سب ڈیزرو نہیں کرتی، وہ کیوں آخر میں مر جاتی ہے؟"

مامون ایک زینہ نیچے اترا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کر کے اسے ساتھ لگایا، پھر اس کے سر پر گال رکھا اور اسے سنتا رہا

"یہ غلط ہے، یہ ظلم ہے۔ وہ اپنا گھر چھوڑ کر آتی ہے، وہ اپنا دل مارتی ہے، وہ اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہے اور آخر میں اتنا برا مرتی ہے۔ عورت یہ ڈیزرو نہیں کرتی، وہ بھی ایک ہیپی اینڈنگ ڈیزرو کرتی ہے۔ خوشیوں پر اس کا بھی حق ہے۔ کیوں مرد نہیں سمجھتا کہ اس کے پاس بھی دل ہے، اس کی بھی عزت ہے، اس کے بھی احساسات ہیں، وہ بھی کمزور ہو سکتی ہے، وہ اس کے لیے اتنا کچھ کرتی ہے تو کیا وہ اس کے لیے اپنے ہاتھ قابو نہیں رکھ سکتا۔ وہ اتنا کچھ کر سکتی ہے تو کیا وہ تھوڑا سا صبر نہیں کر سکتا؟" اور وہ خاموش ہو گئی۔

مامون نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کے گالوں کو چھوتے بال پیچھے کیے۔ وہ خاموش ہو گئی اور نم سانس اندر کھینچی۔ مامون بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔ یہی بات تھی جو اسے پریشان کر رہی تھی، جس نے اس کی نیند اڑا دی تھی۔ رابیل نے مامون کو دیکھا "میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکی۔ میں اس کا درد نہیں پہچان سکی" اور اس نے ضبط سے لب کاٹتے آنکھیں بند کر لیں، آنسو آنکھوں میں قید رہے۔

"اور کتنے لوگوں کے لیے رونا ہے؟" وہ نرمی سے بولا تھا۔

"ہم ہر شخص کے گھر میں جھانک کر اس کے مسئلے حل نہیں کر سکتے۔ہر شخص اپنی چوائس میں آزاد ہوتا ہے، ہم نے اپنی چوائس اپنی مرضی سے لینی ہوتی ہے۔ہم کس کس کے مسئلے حل کریں گے؟ یہ کام ہمارا نہیں ہے اور نہ ہم کر سکتے ہیں۔دوسروں کے مسئلوں میں خود کو اتنا زیادہ انوالو نہیں کرتے، زندگی بڑی مشکل ہو جاتی ہے "اور خاموش ہو گیا۔

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا تھا

"But it hurts"

اور لب بھینچ کر بمشکل ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھالنے چاہے

"اس کے ساتھ برا ہوا اور بہت برا ہوا لیکن ایسی کئی عورتیں ہیں جو یہ سب فیس کرتی ہیں۔اب آپ ہر کسی کے لیے رو نہیں سکتی نا، نہ کسی مرد کو بٹھا کر سمجھا سکتی ہیں۔نہ اسے بدل سکتی ہیں یا اس کی تربیت کر سکتی ہیں۔ہمارے ہاتھ میں جو ہوتا ہے ہمیں وہی کرنا ہوتا ہے اور بہتر کرنا ہوتا ہے۔ہم انسان ہیں، ہم دوسروں کے مسئلے صرف اتنے ہی حل کر سکتے ہیں جتنے ہم کر سکتے ہیں۔باقی کام تو انسان کو خود کرنا ہوتا ہے نا، آپکی اس ایمپلائی کو اپنے بچوں کے لیے اپنے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیئے تھا نا، میں جج نہیں کر رہا مگر سب کچھ اچانک نہیں ہوتا۔اسے کسی بڑے کو، کسی آفیسر کو، کسی ادارے کو انوالو کرنا چاہیئے تھا۔ڈومیسٹک وائلنس میں آپ کیا ہی کر سکتی ہیں؟ اس کے شوہر کو گریبان سے پکڑیں گی تو جو بیوی کو مار سکتا ہے وہ آپ کو بھی پریشان کر سکتا ہے۔دوسروں کے معاملات میں

empathy دکھاتے ہیں خود ہی معاملے میں نہیں کودپڑتے۔آپ کو گلٹ ہے کہ آپ نے اس کی مدد نہیں کی اس سب میں نکلنے سے لیکن کیا وہ آپ کے پاس آئی؟ کسی اتھارٹی کے پاس گئی؟ ہم کسی کی مرضی کے بغیر بھی اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔اس لیے اب نارمل ہو جائیں"

اس نے مامون کو دیکھا اور اس کے کندھے سے سر لگا لیا۔وہ اب تھک گئی تھی۔برا دن گزر گیا تھا اور اب رات مشکل تھی۔

"ہم کسی کے لیے کچھ نہ کچھ کر سکتے ہیں مگر سب کچھ نہیں۔۔اپنے آپ کو ایزی رکھیں۔لوگوں کے مسئلوں کے پیچھے لگیں گی تو تھک جائیں گی" وہ بڑی شائستگی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

دنیا کے سامنے چاہے آپ پہاڑ جیسے مضبوط کیوں نہ بن جاؤ، کوئی ایک تو ہوتا ہے جو آپ کے لیے تب ہوتا ہے جب آپ اپنے سب سے کمزور ترین لمحے میں ہوتے ہو۔جب آپ رات کے شر کا شکار ہوتے ہو کوئی ایسا ہوتا ہے جو آپ کے لیے اپنا کندھا لیے کھڑا ہوتا ہے۔جو سفر میں آپ کا تب ساتھی بنتا ہے جب آپ کو سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔وہ انسان واقعی اس قابل ہوتا ہے کہ آپ اس کے سامنے اپنے اصل کے ساتھ رہیں اور وہ آپ کو آپ کے اصل کے ساتھ ہی قبول کرے۔رابیل کے لیے وہ شخص انجانے میں مامون تھا اور آج جانتے بوجھتے ہوئے بھی مامون ہی تھا۔مامون کل بھی تھا اور مامون آج بھی ہے۔وہ رابیل کا ہمسفر تھا، ہمسفر ہے۔

وہ خاموشی سے سامنے سفید کلیاں دیکھ رہی تھی جس پر چھوٹے چھوٹے جگنو اڑ رہے تھے۔مامون نے اپنا سر ذرا سا جھکایا، رابیل کے ماتھے سے اس کی تھوڑی لگی "رات دیر تک نہیں جاگتے، دن بھر پھر بے چینی ہوتی ہے"

رابیل نے تھوک نگلا، سانس بحال کی "مجھے نیند نہیں آرہی" اور خاموش ہو گئی

"اوکے۔۔مجھے بھی نہیں آرہی" اور ہو خاموش ہو گیا

محبت میں حاصل لاحاصل تو ایک الگ قصہ ہے جس میں تقدیر اور تدبیر دونوں ہی ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔محبت لاحاصل ہو تو روگ اور سوگ ہے، حاصل ہو جائے تو آزمائش ہے۔ہم نے قصے کہانیوں میں بہت بار پڑھا ہے کہ جب محبت نہیں ملتی تو کسی کردار کا کیا عالم ہوتا ہے لیکن اگر محبت مل جائے تو؟ تو اسے سنبھال کر رکھنا ہوتا ہے، اس کی قدر کی جاتی ہے، اس آزمائش کو ہنس کر برداشت کرنا ہوتا ہے۔حاصل ہونے کے بعد یہ کوئی افسانوی جذبہ نہیں لگتا، محبوبہ بیوی یا محبوب شوہر بن جائے تو دیکھنے کا نظریہ بدل جاتا ہے۔وہ آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور دل کو عادت ہو جاتی ہے۔دماغ نظر انداز بھی کرنے لگتا ہے مگر اس کی عزت اس کا رتبہ اس کا مقام وہی رہنا چاہیئے۔۔وہ اس کے ساتھ بیٹھی تھی، اس کے شانے پر سر رکھ کر، اس کی نیند سے بے پرواہ، اپنا درد اس کے دامن میں ڈال کر اور وہ خاموش تھا۔وہ اس کے لیے کئی اور راتیں جاگ سکتا تھا کیونکہ اس نے اس سے محبت کی تھی، وہ ہمیشہ سے نبھاتا آیا تھا۔وہ نبھانے والوں میں سے تھا۔ہم نے کئی بار سنا ہے ہر کامیاب مرد کے

پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے مگر کسی کامیاب عورت کے پیچھے مرد بھی تو ہو سکتا ہے۔وہ مرد بھائی باپ بیٹا یا شوہر بھی ہو سکتا ہے۔اس نے کئی بار پہلے بھی اسے بچایا تھا وہ اب بھی اس کے لیے کھڑا تھا۔وہ اس کے سب سے کمزور دنوں میں اس کے ساتھ تھا،وہ سب سے کمزور لمحات میں اس کے ساتھ ہے۔

رابیل نے نظریں اوپر کر کے اسے دیکھا،وہ بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا مگر اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔وہ مسکرا دی اور سر پیچھے کر لیا۔وہ ایک دم چوکنا ہو گیا

"کیا ہوا؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا اور کھڑی ہوئی

"آجائیں۔۔صبح جلدی اٹھنا ہے"اور ہاتھ بڑھایا۔اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا،رابیل نے جھک کر لکڑی کی ٹوکری اٹھائی اور دونوں اکٹھے اندر چل دیے۔جگنو ابھی بھی جگمگا رہے تھے۔

روشنی دراز قد کھڑکیوں سے چھن کر اندر آ رہی تھی۔وسیع و عریض لاؤنج میں اس وقت سعد خان بیٹھا تھا،اس کے سامنے اس کا چھوٹا بیٹا تھا جس کی آنکھیں باپ پر گئی تھیں۔رنگت اجلی اور بال بھورے،وہ بائیس تیئس سال کا لڑکا تھا جو کہ خفا سا صوفے پر بیٹھا تھا۔آف وائٹ شرٹ تلے بھوری جینز اور بھورے بوٹ تھے۔گلے میں ایک چین کے سہارے گٹار کا نشان لٹک رہا تھا۔کلائی میں بھوری سٹریپ والی قیمتی گھڑی تھی اور دوسری کلائی میں سبز سرخ اور سیاہ دھاگے تھے۔بلاشبہ بھورا

رنگ اس پر نچ رہا تھا، دفعتاً لاؤنج میں معاذ آیا تھا۔اس کے ہاتھ میں کافی کپ تھا اور وہ اس نے سعد کے سامنے چھوٹی میز پر رکھ دیا۔اس کا بیٹا اسے آنکھیں چھوٹی کیے گھور رہا تھا۔معاذ نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر کافی کپ رکھ کر جانے والا تھا کہ وہ پیچھے سے بول پڑا

"کافی بوائے"

معاذ مڑا اور اسے دیکھا، وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔ مسکراتا ہوا، دھوپ سنہری آنکھوں سے گزر کر انھیں مزید حسین بنا رہی تھی

"نام کیا ہے تمھارا؟"اس نے دو انگلیوں سے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

معاذ کے اعتماد میں ذرا کمی نہیں آئی اور وہ اس کے دائیں جانب جا کھڑا ہوا"ہریرہ۔۔"وہ سادگی سے بولا تھا۔

Clubb of Quality Content

وہ مسکرایا اور مزید دلچسپی سے اسے دیکھا"کب سے ہو؟"

اس نے شانے اچکائے"پچھلے چار دن سے"

اس نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔پھر دونوں انگلیوں سے جانے کا اشارہ کیا اور وہ چلا گیا۔اس نے اپنے باپ کو دیکھا

"اور پچھلا؟"اور دائیں ابرو اٹھائی

سامنے بیٹھے سعد خان کے ہاتھ میں کافی مگ تھا اور وہ وقفے وقفے سے گھونٹ بھر رہا تھا

"ایمرجنسی تھی،ری پلیس کر دیا" پھر اسے گھورا "اپنے کام سے کام رکھا کرو۔۔ تمھیں میں نے کہا ہے نا تم یہاں مت آیا کرو۔۔اپنی ماں کے پاس رہا کرو۔۔ہر دو مہینے بعد آنے کا کیا مقصد؟" وہ بے زار ہوا تھا

وہ ہنس دیا "آپ کی بیوی، بڑے بیٹے اور ماں۔۔ مجھ پر پابندیاں لگاتے ہیں،لندن میں وہ نہیں جو اسلام آباد میں ہے" اور وہ نیم دراز ہو گیا۔

"کیوں یہاں کیا ہے؟" اس کا باپ اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

"شہاب" اس نے آگے کو ہو کر سرگوشی کی تھی، پھر قہقہہ لگا کر ہنسا اور کھڑا ہوا

"I am just kidding.. don't be serious"

اور سر جھٹک کر باہر کی طرف بڑھا۔وہ لاؤنج کے دروازے سے چند قدم دوری پر تھا،دیوار سے کان لگا کر سنتے معاذ بن ابوہریرہ نے ایک لمحہ نہیں لگایا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔وہ سیٹی بجاتے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

یہاں سے دور آٹھ مرلہ مکان میں کافی خاموشی تھی۔نیچے باغ میں دھوپ نے ہر سو قبضہ جمایا تھا۔ لاؤنج میں فرحت ایک عورت کے ساتھ بیٹھیں کپڑے دیکھ رہی تھیں،ساتھ ہی رانیہ بھی تھی۔اوپر اگرا شعر کے کمرے میں جھانکیں تو کمرے کی کھڑکیوں کے سامنے سے پردے ہٹے تھے۔فری نے کمرہ اچھے سے سمیٹا ہوا تھا،خود باہر ہینگنگ چیئر پر بیٹھی تھی۔دھوپ تھی مگر ہوا بھی چل رہی تھی۔

شیڈ تلے بیٹھی فری کی گود میں لیپ ٹاپ تھا اور ایک طرف پڑا فون بج رہا تھا۔اس کی انگلیاں تیزی سے کی پیڈ پر چل رہی تھیں،اس نے گردن جھکائی اور ساتھ پڑا فون اٹھایا، سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا۔کانوں میں اشعر کی آواز گونجی

"کیا کر رہی تھیں؟" پیچھے سے لوگوں کی آوازیں گونج رہی تھیں جیسے اس نے بھیڑ سے چھوٹ کر اسے کال کی تھی۔

"کچھ نہیں۔۔لکھ رہی تھی" اور سامنے سکرین کو گھورنے لگی

وہ جیسے مسکرایا تھا" اچھا۔۔آپ کو یاد ہے نا، آج ہماری اپائنٹمنٹ ہے ڈاکٹر یاسمین کے ساتھ۔۔آپ نے تین بجے تیار رہنا ہے، میں آپ کو پک کر لوں گا" اس نے اپنی بات بیان کی تھی

"اوکے" اس نے چہرہ اٹھایا اور روشنی کی کرن اس کی آنکھوں پر سے گزرتی اس کی آنکھوں کو ہلکا بھورا بنا رہی تھی

"اوکے۔۔ٹیک کیئر" اور اس نے کال کاٹ دی۔فری مسکرائی اور پھر سے لکھنے لگی۔اس کی انگلیاں تیزی سے ٹائپنگ کرتی جا رہی تھیں

"اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا ہمسفر بنایا ہے۔ہمسفر یعنی سفر کا ساتھی، زندگی کا ساتھی۔عورت کے وجود سے تصویر کائنات میں رنگ ہیں، وہ خوشبو ہے، وہ خود ہی رنگ ہے خود ہی رنگ ساز ہے، وہ سراپا محبت اور وفا ہے لیکن مرد؟ ہم نے تصویر کا ایک رخ دیکھ رکھا ہے جس میں

مرد حاکم ہے، مرد کے آتے ہی گھر میں خاموشی ہو جاتی ہے، بیوی سر پر دوپٹہ اوڑھ لیتی ہے، بیٹی کچن میں گھس جاتی ہے۔ مرد کی آواز سے گھر میں رعب ہوتا ہے، وہ کچھ بولے تو دیواریں بھی سہم کر سنتی ہیں، اس کا اٹھتا ہاتھ عورت کے حواس سن کر دیتا ہے، اس کی گھورتی آنکھیں عورت کا خون نچوڑ سکتی ہیں۔ میں نے اکثر مرد کے نام کو بھیڑیے یا کسی بھی جانور کے نام سے منسوب ہوتے دیکھا ہے، پہلا تاثر جو اس کا پڑتا ہے وہ کسی بہت سخت مخلوق کا پڑتا ہے۔ جیسے وہ سب کو دبا کر رکھتا ہو، سب کو مرعوب کر کے اپنے رعب میں رکھتا ہو مگر اس تصویر کا دوسرا رخ بھی تو ہے نا۔ مرد حاکم ہے مگر وہ محکوم بھی ہے۔ مرد پروٹیکٹر بھی ہے اور provider بھی، وہ سارا دن کماتا ہے، لوگوں میں رہتا ہے، زمانے کی دھوپ جھیلتا ہے اور شام کو اپنے بچوں اپنی بیوی کے لیے حلال رزق لاتا ہے۔ کچھ مرد بہت خوبصورت ہوتے ہیں، انھیں بیوی کے ساتھ کچن میں کھڑے ہو کر کھانا بنانے میں کوئی عار نہیں، انھیں ماں کے پیر دبانے میں کوئی شرم نہیں محسوس ہوتی، انھیں بیٹی کو کندھے پر بٹھانے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں ہوتی۔ مرد اللہ کی عورت کے سر پر بنائی چھت محسوس ہوتا ہے جب وہ بھرے ہجوم میں اپنی بیوی کے گرد ہالہ بناتا ہے، جب وہ اسے بٹھا کر خود بڑی سی قطار میں لگ جاتا ہے، جب وہ اس کے لیے سب سے لڑتا ہے اور ہاتھ پکڑ کر ساری دنیا کے سامنے اسے عزت دیتا ہے، اسے سمجھتا اور محبت دیتا ہے۔ شاید یہی وہ مرد ہیں جو واقعی مرد ہیں۔ کتنے اچھے ہوتے ہیں وہ مرد جن کے ہونے سے عورت خود کو محفوظ سمجھتی ہے، جن کے ہونے سے وہ خود کو آزاد سمجھتی ہے اور کتنے ہی بدبخت

ہیں وہ مرد جن کے ہونے سے عورت کو خوف محسوس ہوتا ہے،ان کا سانس سینے میں اٹکا ہوتا ہے۔وہ زندگی کا وہ رنگ وہ حسن کھو دیتے ہیں جو عورت اور مرد کے ہمسفر ہونے سے زندگی کو ملتا ہے۔۔"وہ مسکراتے ہوئے لکھ رہی تھی جب بالکنی کے دروازے سے کوئی اندر آیا تھا۔وہ صارم تھا جسے فاطمہ نے اٹھایا ہوا تھا اور وہ بازو بڑھا کر فری کی طرف بڑھ رہا تھا۔اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین آف کر دی اور لیپ ٹاپ فاطمہ کی طرف بڑھایا"اسے اندر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دو"اور خود صارم کو گود میں بٹھا لیا۔

"فاطمہ۔۔"وہ اندر بڑھتے بڑھتے رکی تھی"سائیڈ ٹیبل پر ٹوکری پڑی ہے،اس میں چاکلیٹس پڑی ہیں،تم بھی لے لو اور ہمارے صارم کو بھی لا دو"اور جھک کر اس کے گال کو چوما تھا۔

وہ سر ہلا کر مسکرا کر اندر چلی گئی۔آج کل فاطمہ کی فری سے کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔وہ خوش تھی،اسے ماضی یاد نہیں آتا تھا۔اسے ایک خاندان ملا تھا،ایک گھر اور ایک محفوظ چھت ملی تھی۔ ایلیٹ کلاس کی لڑکی کو مڈل کلاس بھا گئی تھی۔وہ خوش رہنا سیکھ گئی تھی،وہ اشعر کے ساتھ خوش رہنا سیکھ گئی تھی۔۔وقت نے اسے سب سکھا دیا تھا۔خوشیوں کا تعلق کسی کلاس گھرانے یا خاندان سے نہیں ہوتا۔ان کا تعلق دل سے ہوتا ہے،کسی کو محل میں بھی خوشی محسوس نہیں ہوتی اور کوئی آٹھ مرلے کے مکان کو بھی خوشیوں کا آشیانہ سمجھتا ہے۔ان کا تعلق دل کی نرمی سے ہوتا ہے،دل جتنا

اچھا ہوتا ہے اتنا نرم ہوتا ہے اور نرم دل فرش والوں کے لیے چاہے کوئی معانی نہ رکھتا ہو عرش والے کے لیے تو رکھتا ہے نا اور فری کے پاس ایک نرم دل تھا۔۔!

آفس کی کھڑکی کے سامنے سے بلائنڈرز ہٹے تھے۔روشنی کو داخل ہونے کا راستہ دیا جا رہا تھا۔رابیل کے سامنے امتیاز احمد اور آئمہ بیٹھی تھی۔امتیاز صاحب فیکٹری کی رپورٹ تیار کر کے لائے تھے،وہ ایک ایک صفحہ پلٹاتے اسے وضاحت دیتے جا رہے تھے اور وہ متوجہ ہو کر سن رہی تھی

"جی۔۔ٹھیک ہے۔۔premium سلک اور انویسٹمنٹ پیسز کا آئیڈیا ٹھیک ہے۔۔اس پر مزید کام کریں گے "پھر توقف کیا" باقی سمر کلیکشن پر زیادہ فوکس کریں،میں کل پھر سے راؤنڈ لگاؤں گی" انھوں نے سمجھ کر سر ہلایا اور کھڑے ہو گئے "پھر ملتے ہیں" اور مسکرا کر چلے گئے۔

رابیل نے کافی کا گھونٹ بھرا اور آئمہ سے مخاطب ہوئی "آج آپ نے مریم سے بھی ملنا ہے" اس نے سانس خارج کر کے سر اثبات میں ہلایا "اسے میں نے ریسٹورنٹ کا اڈریس میسج کر دیا تھا، آف ٹائم پر مل لوں گی" اور کہہ کر کاغذ پر قلم رگڑا۔آئمہ اسے اور بھی کچھ بتا رہی تھی اور وہ سر ہلا کر سن رہی تھی۔دفعتاً اس کے فون پر میسج کی ٹون بجی۔اس نے ایک نظر سکرین کو دیکھا،پھر اس کی بات پر سر ہلاتے ہی سکرین آن کی۔۔وہاں مامون کا میسج جگمگا رہا تھا جسے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔آئمہ کی آواز بیک گراؤنڈ میں چلی گئی

"مسز مامون"

اس نے بس ایک میسج کیا تھا اور رابیل نے جواب ٹائپ کیا

"یس۔۔ہیئر آئی ایم!" اور میسج اسے بھیج کر آئمہ کی طرف متوجہ ہوئی

جواب فوری آیا تھا اور اس کا دھیان پھر سکرین پر گیا تھا

"Can we go for a date?"

اور رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔آئمہ خاموش ہو گئی،وہ بس اسے گھور رہی تھی جس کی گالوں کے گڑھے واضح ہو رہے تھے

"واٹ؟"

اور پھر دوسرا میسج "کوئی صبح کہہ رہا تھا کہ وہ آج بہت مصروف ہونے والا ہے" اور پھر آئمہ کو دیکھا۔جو کہ اسے دیکھ کر ہنس دی

"سوری۔۔لیکن آپ بزی ہیں"

رابیل بھی ہنسی تھی اور سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔تم بولو"

اور اگلا میسج پھر آ گیا۔اس نے پہلے سکرین کو دیکھا اور پھر آئمہ کو۔۔آئمہ نے سانس خارج کی "جی۔۔پتہ چل گیا ہے کہ اب آپ شادی شدہ ہیں" اور کھڑی ہو گئی۔

"میں ایک بار سب دیکھ لوں،پھر وزٹ پر چلتے ہیں"

رابیل نے فقط سر ہلایا اور پھر سکرین کو دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کون کمبخت کہہ رہا تھا؟"

رابیل ہنس دی "ہے ایک۔۔میرا کھڑوس شوہر "اور میسج بھیج دیا

مامون بھی آن لائن تھا۔جواب جھٹ سے آیا تھا "آپ اپنے شوہر کو مت بتایئے گا۔۔ہم ملیں گے باتیں کریں گے کھانا کھائیں گے اور پھر آپ چلے جایئے گا"

رابیل کی مسکراہٹ میں کمی نہیں آئی۔اس نے مامون کو کال کر دی اور اس نے جھٹ سے اٹھالی۔

پہلے خاموشی رہی اور پھر دونوں ہنس دیے

"آپ کی دو بجے میٹنگ تھی "اس نے یاد دہانی کرائی تھی۔کافی ٹھنڈی ہوتی رابیل کو دیکھ رہی تھی

"دو بجنے میں سات منٹ پڑے ہیں"

اس نے سر ہلایا "یہ بات آپ صبح بھی کہہ سکتے تھے "وہ کرسی کو دائیں بائیں جھول رہی تھی

"مگر میرا ابھی دل کیا "وہ پر سکون سا بولا تھا۔

"اگر میں آپ کے ساتھ نہ چلوں تو؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"تو کوئی بات نہیں۔۔میں آپ کے ساتھ چل لوں گا "اور ہنس دیا

وہ بھی ہنسی تھی "آف ٹائم پر میری ایک فرینڈ کے ساتھ میٹنگ ہے۔۔ہم اسی ریسٹورنٹ میں ڈنر کر لیں گے،اوکے؟"وہ پوچھ رہی تھی

"آپ پوچھا نہ کریں،بتایا کریں "وہ جیسے مسکرا رہا تھا

اس نے مسکرا کر سر ہلایا"ایسے لگ رہا ہے ہم ٹین ایجرز ہیں"

وہ ہنسا تھا"محبت میں سبھی ٹین ایجرز ہوتے ہیں۔۔ایک میسج پر ساری آوازیں سارے منظر بیک گراؤنڈ میں چلے جاتے ہیں"شائستہ لہجہ اور دھیما مزاج

"دو بجنے میں دو منٹ رہ گئے ہیں"رابیل نے یاد دہانی کروائی تھی

مامون نے سانس خارج کی"پسندیدہ عورت سے بات کرتے وقت کا حساب نہیں رہتا"اور پھر مسکرایا

"رات کو ذرا گھر آئیں۔۔ساری عاشقی کے بھوت اتارتی ہوں۔۔آپ کی پسندیدہ عورت آپ کے پیسے کے پیچھے ہے،پیسے کمائیں"اس نے ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا تھا اور مامون ہنس دیا

“See you at 5”

اور فون رکھ دیا۔رابیل نے سیاہ سکرین کو دیکھا اور مسکرا کر سر نفی میں ہلایا۔اس نے سانس خارج کی اور کھڑی ہوئی۔ابھی ڈھیروں کام پڑے تھے مگر اس کا موڈ اچھا ہو گیا تھا۔اگر ایسا ہی ہو تو روز ایک مرتبہ وہ اسے کال کر لیا کرے،اس کا موڈ اچھا ہو جایا کرے گا مگر سبھی خواہشیں پوری نہیں ہوتیں۔

شام کے پانچ بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ایک ریسٹورنٹ کے باہر سفید لینڈ کروزر آ کر رکی اور مامون باہر نکلا۔ایک نظر ارد گرد دیکھا،باہر مصنوعی گھاس پر بہت سے لوگ بیٹھے تھے مگر ان میں رابیل نہیں تھی۔وہ آگے بڑھا اور گلاس ڈور کھول کر اندر جھانکا۔ایک ستون کے پاس میز کے گرد

رابیل بیٹھی سامنے بیٹھی لڑکی سے بات کر رہی تھی۔اس کے تنے نقوش ڈھیلے پڑ گئے، ہلکی مسکراہٹ لبوں پر در آئی اور وہ آگے بڑھا،رابیل سے کچھ فاصلے پر سامنے ذرا سا بائیں طرف ایک میز کے گرد کرسی نکال کر بیٹھ گیا۔رابیل اسے دیکھ چکی تھی مگر اس نے اپنی بات جاری رکھی۔مامون کے پاس ویٹر آیا تھا مگر اس نے اسے کچھ کہا اور مسکرا کر واپس بھیج دیا۔اس نے کہنی میز کی سطح پر دکھی، ہتھیلی گال تلے جمائی اور فرصت سے اسے دیکھتا رہا۔وہ بات کرتے کرتے مامون کو دیکھتی تو بات بھول جاتی یا پھر جو بات کہنی ہوتی اس سے مڑ جاتی۔مامون اسے یونہی دیکھتا رہا، مبہوت ہو کر ارد گرد سے بے گانہ ہو کر،اس کے لیے بس وہاں رابیل ہی بیٹھی تھی۔گلاس ڈور کی دوسری طرف مصنوعی گھاس پر کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے کوئی بیٹھا تھا،اس نے سیاہ جینز شرٹ پہن رکھی تھی اور وہ عام سے حلیے میں تھا۔ایک ہاتھ میں سگار تھا جسے وہ وقفے وقفے سے ہونٹوں سے لگاتا اور بہت سا دھواں ہونٹوں کے بیچ سے خارج کرتا۔اس کے سامنے چائے کا ان چھوا کپ تھا،وہ مامون کو دیکھ رہا تھا۔پھر نظر مامون سے رابیل تک سفر کرتی۔وہ دونوں کے چہرے پڑھ رہا تھا،آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھر رہی تھیں۔اس کی سیاہ آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں۔

کچھ پل بیتے اور وہ لڑکی رابیل سے بات ختم کر کے چلی گئی۔اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور اسے دیکھنے لگی، پھر اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اور وہ مسکرا کر اٹھا۔اب رابیل کے سامنے جہاں لڑکی بیٹھی تھی وہاں مامون بیٹھا تھا۔

"آئندہ آپ میرے سامنے نہیں بیٹھیں گے" رابیل نے آنکھیں دکھا کر تنبیہہ کی تھی

"کوئی روک سکتا ہے؟" اس نے شانے اچکائے

رابیل نے آنکھیں بڑی کر کے اسے گھورا "میں کنفیوز ہو رہی تھی"

اور وہ ہنس دیا "یعنی اس سے بات کرتے ہوئے بھی آپ کی میرے اوپر ہی نظر تھی" اور آگے کو ہوا

رابیل کے گال گلابی ہوئے اور اس نے نفی میں سر ہلایا "اب ایسی بھی بات نہیں ہے" اور اس نے سنبھلنے کی ناکام کوشش کی۔

مامون نے ہاتھ بڑھا کر میز کی سطح پر اس کا پڑا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا "کوئی بات نہیں۔ آپ تو ہماری مسز ہیں، آپ تو ہمیں گھور سکتی ہیں" اور مسکرا دیا

وہ ہنسی تھی۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتی مسکراتے ہوئے بولی "آج تو میں بہت ہنسی ہوں" اور دوسرے ہاتھ کی انگلی سے آنکھ کے کنارے صاف کیے

مامون بھی مسکرا دیا "مجھے نہیں پتہ۔۔ شادی سے پہلے آپ مجھے کیسے دیکھتی تھیں" وہ آنکھوں میں شرارت کی چمک لیے بول رہا تھا

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں "میں؟ کب؟"

"جب ہم کافی پینے بیٹھتے تھے۔ آپ کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ مجھے تب تب فرصت سے دیکھیں جب جب میں آپ کو نہیں دیکھتا تھا" اس نے بڑی سادگی سے بات مکمل کر دی

"نہیں تو۔۔ایسا نہیں ہے"اور اس نے شانے اچکائے

مامون نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا"آدمی میں اتنے گٹس ہونے چاہیئے کہ وہ کیے ہر عمل کو اون کرے۔۔میں اون کرتا ہوں کہ میں شادی سے پہلے بھی آپ کو ہی دیکھتا تھا اور شادی کے بعد بھی"

رابیل نے شانے ڈھیلے چھوڑے"یہ جس نے بھی افواہ اڑائی ہے نا کہ مامون کو لوگوں سے بات منوانی آتی ہے،میرا دل کرتا ہے اس کے تالیاں بجاؤں۔۔بالکل صحیح اڑائی ہے"اور مسکرا دی

مامون نے سر اثبات میں ہلایا اور کوٹ کی جیب سے مخملیں ڈبیہ نکال کر اس کے سامنے رکھی۔رابیل نے پہلے مخملیں ڈبیہ دیکھی پھر مامون کو

"یہ کیا ہے؟"اور ہاتھ بڑھا کر اس ڈبی کو کھولا

اس میں خوبصورت سی وائٹ گولڈ کی چھوٹی گول بالیاں تھیں جن سے ننھا سا موتی لٹک رہا تھا۔وہ مسکرا دی

"میں اقرار کرتی ہوں کہ میں شادی سے پہلے آپ کو فرصت سے دیکھتی تھی"اور ہنس دی

مامون بھی ہنسا تھا۔پھر توقف کیا"مجھے جن لوگوں سے محبت ہوتی ہے میں انھیں بہت سے گفٹس دے کر اظہار کرتا رہتا ہوں۔۔آپ کو عادت ہو جائے گی"اور سادگی سے مسکرایا

رابیل نے گلا کھنکھارا"تھینک یو"

مامون نے منہ بنائے اسے دیکھا"آپ کی ڈکشنری بہت لمیٹڈ ہے۔۔"اور اس کی بات ادھوری رہ گئی

جب رابیل جھٹ سے بولی

"شٹ اپ!"اور وہ اس پر بھی ہنسا تھا۔وہ جانتا تھا کہ وہ جانتی ہے کہ وہ آگے کیا کہنے والا ہے۔

"مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے"وہ اب سنجیدہ ہوا تھا

"کیا؟"اس نے تھوک نگلا

"میں لندن جا رہا ہوں"

"اوہ۔۔"اس نے توقف کیا"کیوں؟"

"ڈاکومنٹس اپروو کروانے ہیں،ایک ہفتے کی بات ہے"اور شانے اچکائے

"تو یہ سب اس لیے تھا؟"اس نے ابرو سے بالیوں کی طرف اشارہ کیا تھا

وہ مسکرایا"نہیں۔۔آپ پچھلے دنوں اتنا ڈسٹرب رہی ہیں۔بس اسی لیے"

اور وہ مسکرا دی"اوکے"اور سر اثبات میں ہلایا"ایک ہفتہ ہی ہے،نکل جائے گا"

مامون نے منہ بنا کر اسے دیکھا"لیکن میرا کیا؟"

اور رابیل ہنس دی"تو پھر نہ جائیں"اور شانے اچکائے

"جانا تو ہے۔۔میں کوشش کروں گا ایک ہفتے سے پہلے پہلے ہی کام ہو جائے،آپ مجھے مس کریں گی نا"اور مسکراہٹ گہری ہوئی

"نووے "اوراس نے بڑی شان سے ہاتھ جھلایا"میں ورکنگ وومین ہوں،کام میں بزی رہوں گی"

مامون فقط مسکرادیا۔وہ مامون کی طرح اظہار کے معاملے میں سخی نہیں تھی اور وہ اس سے اظہار کیے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔

"آڈر کریں کچھ ؟"

رابیل نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال لیا اور مینیو کارڈ لیا۔گلاس ڈور کی دوسری طرف بیٹھا مرد بس انھیں دیکھے گیا،پھر سگار پاؤں تلے رکھ کر اسے مسل دیا۔چائے اسے دیکھتی رہی اور وہ ان دونوں کو۔۔گلابی آنکھوں میں حسرت اور خوابوں کے جنازے تھے مگر آنکھیں نم نہیں تھیں۔وہ ایک مضبوط اور اعلیٰ ظرف مرد تھا۔اس نے سانس خارج کی اور کھڑا ہوا،پیچھے سے گارڈ اس کی طرف بڑھا،شوفر نے اسے دیکھتے ہی سیاہ لینڈ کروزر کا دروازہ کھولا

"جمال احمد نہیں روتا"اور اس نے ایک آخری نظر لمبے بالوں والی رابیل کو دیکھا اور پھر سر جھٹک کر چل دیا

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا!

آسمان نارنجی ہو رہا تھا،پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے مگر کوئی ایسا سفید پنچھی تھا جس کا رخ تمام پرندوں سے ہٹ کر تھا۔وہ سب سے مخالف سمت میں اڑ رہا تھا،اس کی سمت سفید بنگلہ تھی جس کی چھت پر ایک نوجوان کھڑا تھا۔اس کی آنکھیں سنہری تھیں،اپنے باپ جیسی،وہ سعد خان لودھی کا

بیٹا تھا۔وہ گردن اوپر کیے ہونٹ گول کیے تھوڑی اٹھائے سیٹی بجاتے ایک دھن پیدا کر رہا تھا۔اس کی بڑی سی چھت پر اس وقت خاموشی تھی، صرف وہی تھا جو اس وقت چھت پر تھا۔دفعتاً اس نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور دور کہیں سے ایک کبوتر اس کے ہاتھ پر آ بیٹھا۔وہ مسکرایا اور سیٹی بجاتے ہی اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔پھر کبوتر کو نیچے رکھا اور وہ خود بھی بیٹھ گیا۔اس نے کبوتر کی ٹانگ اپنے ایک ہاتھ سے اوپر کی اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ٹانگ کے ساتھ بندھے کاغذ کو اتارا۔وہ سرخ دھاگے سے بندھی ایک سفید چٹھی تھی،اس نے وہ چٹھی کھولی اور کاغذ پر لکھی تحریر پڑھی، پھر جینز کی جیب سے قلم نکالا اور اس پر رگڑا۔دوبارہ کاغذ فولڈ کیا اور اسی دھاگے سے اس کبوتر کی ٹانگ سے وہ چٹھی باندھ دی۔پھر ہاتھ بڑھایا اور کبوتر اس پر بیٹھ گیا،وہ کھڑا ہوا اور ہونٹ گول کر کے دھن پیدا کی، کبوتر اڑ گیا۔وہ کبوتر اس کا پیغام لایا تھا،وہ اس کا پیغام لے گیا تھا۔وہ مسکرایا اور سانس خارج کی۔پھر چھوٹی دیوار پر ہتھیلیاں رکھ کر نیچے جھانکا،نیچے کھڑا ہریرہ کیمرے کی سکرین پر انگلیاں دباتا تصویر ایڈٹ کر رہا تھا۔اس نے سیٹی بجائی اور اسے اوپر سے آواز دی

“Hey, you .. “

معاذ بن ابوہریرہ نے پہلے ادھر اُدھر دیکھا، سیٹی کی آواز اوپر سے آ رہی تھی۔اس نے گردن پیچھے گرائی اور اوپر دیکھا

"ہریرہ۔۔کیا کر رہے ہو؟"وہ بڑی سادگی سے پوچھ رہا تھا

"Nothing special, just doing my job"

وہ بھی اسی کے لہجے میں بولتا مسکرایا تھا۔ چھت سے نیچے دیکھتا لڑکا ہنس دیا اور سر ہلایا۔ پھر ہتھیلیاں پیچھے کر لیں اور نیچے کی جانب بڑھا۔ چند پل بیتے اور وہ معاذ کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے گلا کھنکھارا

"میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا؟" اس کے دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں تھے

معاذ نے نفی میں سر ہلایا۔ پھر شانے اچکائے۔

وہ سر ہلاتے اس کے قریب آیا "کیمرہ مین؟" وہ اسے دیکھتے سوال پوچھ رہ تھا

"بائے چوائس" اس کے ہاتھوں میں کیمرہ تھا اور رخ اس کی طرف تھا "اپنا نام تو بتاؤ"

وہ مسکرایا اور جیب سے ہاتھ نکال کر اس کی طرف بڑھایا "زنیر خان"

اس نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور سر ہلایا "نائس ٹو میٹ یو" اور دونوں کے ہاتھ جدا ہو گئے۔

اس نے اپنا سر کھجایا اور سامنے دیکھنے لگا "میں یہاں اکثر نہیں مگر آتا رہتا ہوں۔۔ کچھ ہفتوں کے لیے یہی ہوں" اس نے دونوں ہاتھ دوبارہ جیبوں میں اڑس لیے

معاذ نے سمجھ کر سر ہلایا "تم کیا کرتے ہو؟"

وہ مسکرایا "سٹوڈنٹ" اور شانے اچکائے "آکسفورڈ یونیورسٹی" اور مسکراہٹ مزید گہری ہوئی

معاذ نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔ پھر سر جھکائے مسکرایا "پاکستان کیوں آئے پھر؟"

اس نے سانس خارج کی "بس ویسے ہی۔۔یہاں میرا ایک دوست ہے اس سے ملنے آتا ہوں" اور اس نے دوبارہ معاذ کو دیکھا۔

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔وہ لندن سے آیا تھا،وہی لندن جہاں زوبیہ رہتی تھی۔اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا،ساتھ کھڑا زنیر عمر میں اس سے چھوٹا تھا مگر وہ دل کا اچھا تھا۔

"کتنی دیر تک کام کروگے؟"اس نے معاذ سے سوال کیا تھا

اس نے شانے اچکائے "جب تک آپ کے بابا چاہیں گے"

اس نے سر ہلایا اور پھر دوبارہ ہاتھ بڑھایا "پھر ملتے ہیں" معاذ نے اس کا ہاتھ تھاما تھا

"کہاں جارہے ہو؟"

"فٹ بال کلب" اور ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا کیا

"کیا میں تمھیں جوائن کر سکتا ہوں؟" معاذ نے مسکراتے ہوئے سادگی سے پوچھا تھا

اس کی بھنویں بھینچ گئیں،پھر سر ہلایا "شیور"

اور دونوں اکٹھے باہر بڑھے تھے

ڈھلتی دوپہر لاہور کی ساری شان کو اپنے اندر سموئے ہوئے تھی۔ڈھلتی شام تو ویسے بھی دل کو بہت اچھی لگتی ہے اور پھر شہر بھی لاہور جیسا۔سنینا اپنے بابا کے کمرے میں تھی۔ان کی پرانی سی بک شیلف کے پاس کھڑی ایک بوسیدہ بھوری جلد والی کتاب کھولے دیکھ رہی تھی۔ان کے کمرے کی کھڑکی

کھلی تھی پردے ہٹے تھے اور دھوپ اندر آ رہی تھی۔ کمرے میں مصنوعی روشنی کی ضرورت ہر گز نہیں تھی۔ لمبی چٹیا والی سنینا اپنے باپ کی کتاب پر لکھا کچھ پڑھ رہی تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوئے۔ ان کے دائیں بائیں ہاتھوں میں چائے کے کپ تھے۔ سنینا نے مڑ کر انھیں دیکھا پھر اپنے باپ کو دیکھ کر مسکرائی۔ انھوں نے چائے کے کپ بیڈ سائیڈ پر رکھے اور کھڑکی کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ وہ کھڑکی سے باہر جھانک رہے تھے۔ پھر باہر دیکھتے ہی بولے

"میں سوچ رہا ہوں ایک لمبی چھٹی لے لوں"

سنینا نے کتاب پر سے نظریں اٹھائیں "وہ کیوں؟ کیا آپ تھک گئے ہیں؟" وہ یونیورسٹی سے لمبی چھٹی لینے کا کہہ رہے تھے اور سنینا سمجھ چکی تھی۔

"کیونکہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ بہت سا وقت گزارنا چاہتا ہوں۔ تم جب یہاں نہیں تھی نا تو مجھے محسوس ہوا تھا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ میں تو اپنی بیٹی سے بہت محبت کرتا ہوں"

سنینا نے مسکرا کر انھیں دیکھا مگر وہ باہر ہی دیکھتے رہے۔ اس نے نظریں کتاب پر جھکائیں "آپ کی بیٹی تو بڑی خوش قسمت ہے۔ وہ جہاں جاتی ہے اپنا شہر ساتھ لے جاتی ہے"

وہ دھیرے سے ہنسے اور اس کے قریب آئے۔ پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھا "شہر نہیں۔۔ میری بیٹی جہاں جاتی ہے اپنا جہان لیے جاتی ہے"

سنینا نے آنکھیں ترچھی کر کے انھیں دیکھا ساتھ مسکرا دی۔وہ کھڑکی کے سامنے پڑی راکنگ چیئر پر بیٹھ گئے اور دیوار گیر کھڑکی سے باہر باغ میں دیکھنے لگے۔سنینا ایک زرد صفحے پر لکھی تحریر پڑھ رہی تھی۔کچھ اشعار جن پر نیلی بال پین سے کچھ لکھا ہوا تھا۔اس کے باپ کی لکھائی

"اس کا کیا مطلب ہوا؟ کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں۔۔ڈھونڈنے والوں کو دنیا نئی دیتے ہیں"اس نے اقبال کا شعر پڑھا اور اس کے بابا مسکرا دیے۔پھر سنینا کو دیکھا۔

"یعنی جو ڈیزرو کرتا ہے ہم اسے کنگ بنا دیتے ہیں اور جو ڈھونڈنے والا ہو ہم اسے نئی دنیا دے دیتے ہیں۔سارا جہان اس کے نام مگر شرط یہ کہ وہ ڈھونڈنے والا ہو۔اس کے دل میں کھوج لگانے کی جستجو ہو"

سنینا نے سر ہلایا۔وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔لمحے کے دسویں حصے اس کے ذہن میں پانی میں ڈوبنے کی آواز گونجی اور اس کا وجود جو پانی نگلتا جا رہا تھا۔وہ دنیا جس کی ایک جھلک اس نے ڈوبتے پانی میں دیکھی تھی وہ دنیا جس کی بات اس کا باپ کرتا تھا۔وہ نئی دنیا جس کا ذکر وہ اکثر کرتے تھے وہ دنیا جہاں صرف کچھ لوگوں کا ذکر ہے۔وہ دنیا جس کی پرواہ اس دنیا میں کسی کسی کو ہوتی ہے اور صرف وہی جو اس دنیا کو اس دنیا سے زیادہ چاہتے ہیں۔اس نے کتاب دوبارہ شیلف میں رکھی اور اپنے باپ کے سامنے دوسری راکنگ چیئر پر بیٹھنے لگی تھی پھر بیڈ سائیڈ کی طرف بڑھی اور چائے کی کپ اٹھا لائی۔ایک خود لیا دوسرا ان کو دیا۔

چائے کا پہلا گھونٹ بھرا" بابا۔۔"

وہ متوجہ ہوئے، چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا۔ سنینا نے گھونٹ اندر اتارا" اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا تعلق ہوتا ہے خودی کا۔۔یعنی آپ کا اور اللہ کا دو طرفہ تعلق" پھر رکی اور توقف کیا" میں صحیح کہہ رہی ہوں نا؟"

اس کے بابا مسکرائے اور سر اثبات میں ہلایا۔اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے پھر سر ہلایا

"میں سوچ رہی تھی کہ یہ تعلق give اینڈ ٹیک ہے یعنی لو اور دو۔۔میں اللہ سے لے رہی ہوں اور دے رہی ہوں؟"

اس کے بابا نے سر نفی میں ہلایا اور چائے کا گھونٹ بھرا" یہ گیو اینڈ گیو ہے نین۔۔دو اور دیتے جاؤ۔۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں دیا تم نے اسے دے دیا۔اس نے تمھیں کسی کام کی توفیق دی تم نے وہ توفیق اس کے نام کر دی" وہ رکے توقف کیا

"یعنی؟"

"یعنی یہ کہ محبت میں دینے کا کانسیپٹ ہوتا ہے۔دو اور دیتے جاؤ، محبت میں لینے کا کانسیپٹ نہیں ہوتا۔لینے اور دینے کا عمل تو تجارت میں ہوتا ہے محبت تجارت تھوڑی ہے۔محبت تو پہچان ہے آگے بڑھنے کا نام ہے سب کچھ دل کھول کر دے دینے کا نام اور یہ بڑی اعلیٰ ظرفی کی بات ہے"

سنینا نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر چائے کا گھونٹ بھرا "کیا یہ ضروری ہے کہ گیو اینڈ گیو ہی ہو؟ خودی گیو اینڈ گیو ہے مگر ہم تو بہت گناہ گار ہیں۔ ہم تو کبھی کبھی گیو اینڈ ٹیک کے سہارے زندگی گزارتے ہیں۔ اللہ دے رہا ہے اور ہم بس لیے جا رہے ہیں"

اس کے بابا نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر گردن کو ذرا سا دائیں طرف کندھے کی جانب ڈھلکایا اور پھر سیدھا کیا "یہ بندے پر منحصر ہے۔۔" انھوں نے توقف کیا۔ سنینا اٹھی اور چائے کا کپ درمیان میں پڑی میز پر چائے کا کپ رکھا۔ وہ اکثر ایسے تب کرتے تھے جب ان کے کندھے کے پٹھوں میں درد ہوتا تھا۔ وہ ان کی پشت پر جا کھڑی ہوئی اور ان کے کندھے دبانے لگی۔

"ارے۔۔ رہنے دو" انھوں نے اس کے دائیں ہاتھ پر ہاتھ رکھا مگر وہ دباتی رہی

"کوئی بات نہیں۔۔ مجھے پتہ ہے آپ کے کندھوں میں درد ہے" پھر ڈانٹتے ہوئے بولی "اب بس بھی کریں نا۔۔ پڑھا لیا جتنا پڑھانا تھا۔ اب پنشن انجوائے کریں مگر نہیں۔۔ ساری جی سی کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانا ہے" اور سر جھٹکا

اس کے بابا ہنس دیے "کبھی کبھی میرا دل کرتا ہے جھوٹ موٹ درد کا بہانہ کروں تاکہ تم مجھے اس طرح ڈانٹتی رہو اور میں تمھاری توجہ حاصل کرتا رہوں۔ وہ کیا کہتے ہیں اٹینشن سیکر بن جاؤں"

سنینا اسی طرح کندھے دباتی رہی اور ہنس دی "ہاں اور جو مجھے ٹینشن ہونے لگتی ہے کہ آپ کی طبیعت نہ خراب ہو۔ کہیں آپ کو زیادہ درد نہ ہو رہی ہو، آپ تھک نہ گئے ہوں"

اس کے بابا نے چائے کا گھونٹ بھرا اور دھیرے سے ہنسے "پھر تم کہتی ہو اٹینشن سیکر نہ بنوں"

وہ بھی ہنسی۔ پھر بولی "کیا کہہ رہے تھے آپ؟ گیو اینڈ ٹیک؟"

اس کے بابا پھر سے سنجیدہ ہوئے "ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ کیسا تعلق رکھتا ہے۔ ایک طرفہ یعنی گیو اینڈ ٹیک یا گیو اینڈ گیو یعنی دو طرفہ تعلق۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری ضرورت نہیں ہے۔ اس کے پاس تو اتنے خزانے ہیں کہ وہ ہمیں دیتا جائے دیتا جائے پھر بھی اس کے لامحدود خزانوں میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آئے۔ اس کو کیا ضرورت ہم سے کچھ لینے کی۔ یہ تو ہم ہیں جنھیں قدم قدم پر اللہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنھیں یہ ضرورت ہوتی ہے کہ ان کا اللہ سے اچھا تعلق ہو۔ اتنا اچھا کہ اس دنیا سے جانے کے بعد اور اس دنیا میں بھی اسے اس دنیا کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ دنیا اسے چاہے نہ چاہے اسے کوئی فکر نہ ہو۔ اللہ بڑا بے نیاز ہے وہ کسی کا احسان نہیں رکھتا۔ ہم جب اس کے لیے کچھ اپناتے ہیں یا کچھ چھوڑ دیتے ہیں یا اس کے لیے کچھ بھی کرتے ہیں تو اس کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیں اس کے بدلے کوئی بہترین چیز عطا کرتا ہے۔ پھر بندے پر بات آجاتی ہے کہ وہ اس کی عطا کا کیا کرتا ہے۔ گیو اینڈ گیو یعنی اللہ تم کو دے رہا ہے تم اس کے بندوں کو دے رہے ہو اور یہ سرکل چلتا رہتا ہے" انھوں نے بڑی سادگی سے ساری بات بیان کر دی۔

سنینا کندھے دباتے ان کی بات سنتی رہی "خودی۔۔ خودداری اور خود مختاری کی جڑ ہے۔ وہ جڑ جو انسان کو کھجور کے درخت کی طرح اس کے ایمان سے جوڑے رکھتی ہے۔ پھر وہ بڑھتا چلا جاتا ہے

یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اپنا نام بنانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ پھر جب وہ اس دنیا سے جاتا ہے تو اسے یہ احساس ندامت نہیں مارتا کہ میں نے دنیا میں سب کچھ دنیا والوں کے لیے کر ڈالا۔ اس کے پاس یہ احساس طمانیت ہوتا ہے کہ اس نے اللہ کے لیے کچھ کیا تھا اور اللہ احسان نہیں رکھتا"

"انسان کا جب اس دنیا سے دوسری دنیا کا سفر شروع ہوتا ہے تو حقیقت کھل جاتی ہے۔ اس پر سے خواب کا پردہ ہٹا دیا جاتا ہے پھر اسے احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں رہ کر دنیا کے لیے کچھ کرنا کچھ نہیں ہے اور دنیا میں رہ کر اللہ کے لیے کچھ کرنا بہت کچھ ہے" انھوں نے چائے کا آخری گھونٹ بھرا جبکہ سنینا کی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

"اب مجھے آپ کی ساری مشکل باتیں بھی سمجھ آجاتی ہیں" اس نے نرمی سے کہا اور مسکرا دی وہ بھی مسکرائے تھے "میں نے کہا تھا نا۔ انسان کو سب سمجھ آجاتا ہے بس صحیح وقت آنے کی دیر ہوتی ہے"

"اور آپ نے صحیح کہا تھا" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"مگر بابا۔ اِنر سیٹیسفیکشن کا کیا کریں؟ وہ تو کہتی ہے کہ اللہ کے لیے کچھ بڑا کرو"

"اللہ کے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔ وہاں اعمال کا وزن کیا جاتا ہے گنتی نہیں۔ کام بڑا چھوٹا کچھ نہیں بس دیکھنا ہوتا ہے کہ وزنی کتنا ہے۔ کس نیت سے کیا گیا ہے۔ کام کی consistency دیکھی جاتی ہے۔ انسان کو ہمیشہ چھوٹے کام سے بڑے کام کی طرف جانا چاہیئے۔ ہمیں یہ ہوتا ہے کہ بس کوئی بڑا کام

کرو۔ ہمیں کوئی بڑا کام کرنا ہے۔ یہ دنیا کے پیمانے ہیں سنینا۔۔ اللہ کے لیے کچھ کرنے کا آغاز کسی کو پانی پلانے سے بھی ہو سکتا ہے۔ کسی کو اچھی بات بتانے سے ہو سکتا ہے۔ کسی کو معاف کر دینے کسی کو تسلی دینے کسی کو سمجھنے یا کسی کی بری بات کو فقط اللہ کے لیے برداشت کرنے سے بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ کے لیے ہی کرنا ہے تو بس کرتے جاؤ۔ اس کے پاس ہم سے زیادہ قیمتی اور انمول خزانے ہیں مگر وہ بڑا قدر دان ہے۔ وہ محبت نبھانا جانتا ہے اس لیے کسی کے کسی عمل کو ضائع نہیں کرتا"

سنینا کے کندھوں پر کوئی بوجھ سا تھا جو اتر گیا تھا۔ اس کے بابا یہی ٹریگرز اسے دیتے رہتے تھے اور یہی ٹریگرز اس کے ضمیر کی خوراک تھے۔

وہ مسکرا کر اپنے بابا سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ دھیرے سے ہنس دیے۔ باہر دھوپ ڈھل رہی تھی

سیاہی نے ہر سو اپنا قبضہ جمایا تھا۔ چاند کے ساتھ آسمان پر ننھے ننھے ستارے بھی تھے۔ آج دو سالوں بعد اس کا گھر روشن تھا، گیراج کی بتی جل رہی تھی اور وہ کچن میں کھڑا اپرن پہنے کھانا بنا رہا تھا۔ تابندہ ابھی گھر نہیں آئی تھی، وہ اپنے بابا کی طرف ہی تھی۔ دفعتاً باہر کی بیل بجی تھی، اس نے آنچ ہلکی کر دی اور پھر اپرن اتار کر باہر کی طرف بڑھا۔ لاؤنج سے باہر نکلتے اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور سامنے ہی گھنگریالے بالوں والا ہمایوں تھا، ساتھ عزہ تھی جس نے اسے دیکھتے ہی مسکرا کر دونوں بازو پھیلائے تھے۔ وہ مسکرایا اور جھک گیا، باری باری اس کے دونوں گال چومے اور پھر اسے اٹھا لیا۔

"اتنی دیر کر دی۔۔میں صبح سے ویٹ کر رہا تھا" وہ آنکھوں میں خفگی لیے عزہ سے پوچھ رہا تھا۔

ہمایوں مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور دروازہ بند کر دیا۔ایک ہاتھ سے اٹیچی کیس رگڑتے وہ زرار کے پیچھے تھا

"بس موسم کچھ خراب تھا،اس لیے دیر ہو گئی ورنہ عزہ کا بس چلتا تو جادو کی چھڑی گھماتی اور فوراً یہاں پہنچ جاتی" وہ ہنس دیا

زرار بھی مسکرایا تھا اور اندر آتے ہی اسے جھک کر صوفے پر بٹھایا۔پھر ساتھ خود بیٹھا اور اس کے بال ٹھیک کیے

"تابندہ نہیں آئی؟" ہمایوں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا

"نہیں۔۔اسے صبح ہم سب لینے جائیں گے" اس نے مسکرا کر ہمایوں کو دیکھا تھا

اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"چائے یا جوس؟" اس نے عزہ سے پوچھا تھا

"چاکلیٹ شیک" اس نے چہرے پر مسکراہٹ لیے زرار کو دیکھا

اس نے اس کا گال تھپتھپایا" مجھے پتہ تھا۔۔میں نے پہلے سے ہی تیاری کر رکھی ہے" اور کھڑا ہو گیا۔

اس کا رخ کچن کی جانب تھا۔سارے لاؤنج میں کھانے کی خوشبو پھیلی تھی۔

یہاں سے کچھ فاصلے پر اسی طرح ایک لاؤنج میں تابندہ صوفے پر بیٹھی تھی،اس کے سامنے ایل سی ڈی پر کوئی پرانا ڈرامہ چل رہا تھا۔اس کے بابا چائے کے دو کپ لائے،ایک اسے دیا اور دوسرا اپنے آگے رکھا۔پھر اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔وہ تابندہ اور اس کے بابا کا پسندیدہ پاکستانی ڈرامہ تھا۔اس نے دونوں ٹانگیں صوفے پر رکھی تھیں اور لحاف اوڑھا ہوا تھا۔اس نے اپنے باپ کو دیکھا،پھر ان کے بازو سے سر لگا کر بیٹھ گئی۔انھوں نے سانس خارج کی

"صبح تم جا رہی ہو؟"

اس نے ایل سی ڈی سے نظریں پھیر کر اپنے باپ کو دیکھا

"جی۔۔مگر اب تو میں آپ کے پاس ہی ہوں"اور مسکرا دی۔

وہ بھی مسکرائے اور سر اثبات میں ہلایا۔تابندہ گردن موڑے اب بس انھیں دیکھ رہی تھی جن کے چہرے پر اداسی تھی،آنکھیں خالی تھیں اور وہ خاموش سے تھے

"بابا۔۔"وہ نرمی سے بولی تھی"آپ نے اپنا خیال نہیں رکھا نا،آپ کے بال گرے وائٹ ہو گئے"

انھوں نے اپنی بیٹی کی آنکھوں میں جھانکا اور اس کے سر پر بوسہ دیا"بیٹیوں کے غم سینہ چیر دیتے ہیں۔ماں باپ کو بہت جلد بوڑھا کر دیتے ہیں"اور ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

تابندہ نے ہاتھ بڑھا کر ان کی آنکھیں اپنی انگلیوں سے صاف کیں"اب کیسا دکھ؟کیا زرار آپ کا بیٹا نہیں ہے؟"

وہ مسکرادیے اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "ہے تو۔۔وہ تو میرا سب سے اچھا بیٹا ہے" اور پھر تابندہ کو دیکھا "اس نے میرے جگر کے ٹکرے کو سر آنکھوں پر رکھا تھا، محبت کا دعویٰ تو کئی لوگ کرتے ہیں مگر نبھاتا کوئی کوئی ہے" اور نم سانس اندر کھینچی

وہ مسکرادی "کل میں آپ بال کلر کروں گی"

وہ ہنس دیے "اب کہاں؟ یہ سیلف لو سیلف کیئر جوانی کے چونچلے ہیں، اب تو میں نانا بن گیا ہوں"

وہ بھی ہنسی تھی "نانا بن گئے ہیں تو کیا ہوا؟ پہلے تو میرے بابا ہیں نا، میں آپ کو پھر سے جوان دیکھنا چاہتی ہوں"

انھوں نے سانس خارج کی "وہ زمانہ کتنا حسین ہوتا تھا نا تابندہ جب ہم صبح صبح جلدی جلدی تیار ہوتے تھے۔میں امبر کی چٹیا کر رہا ہوتا تھا اور تم جلدی جلدی ناشتہ، پھر سکول کے گیٹ کے باہر کھڑے ہو کر پاکٹ منی دینا۔۔پھر تمھارا کالج میں ایڈمیشن، تمھارا سفید یونیفارم، امبر کے نخرے، پھر یونیورسٹی کا زمانہ۔۔ہم اکثر چھٹی والے دن گھومنے جاتے تھے، آئس کریم، گول گپے اور کیا کیا" اور اداس مسکراہٹ سجائے اسے دیکھا "وقت بہت جلدی گزرا ہے۔ گزرا زمانہ کسی فلم کی طرح لگتا ہے۔امبر اپنے گھر اور تم اپنے گھر اور میرا گھر سُونا ہو گیا۔ باپ کے مقدر میں ہمیشہ آنگن سُونا ہی آتا ہے" اور اس کے سر پر اپنا سر رکھ دیا

تابندہ نے بھی سانس خارج کی "کوئی بات نہیں۔۔میرے بچوں کو آپ ہی نے کھلانا ہے، پھر سے گھر آباد ہو جائے گا"

وہ مسکرائے "ہوں۔۔تم میری اچھی بیٹی ہو، تم تو رشتے نبھانا جانتی ہو"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور چائے کا کپ ان کی طرف بڑھایا۔انھوں نے مسکرا کر کپ تھاما اور مسکرا دیے۔رات ٹھنڈی ہوتے جا رہی تھی۔

یہاں سے دور اگر سفید سرمئی بنگلے میں جھانکیں تو رابیل دائیں کروٹ لیے لیٹی تھی،اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔اس نے گردن تک لحاف اوڑھا تھا۔اس سے کچھ فاصلے پر مامون چت لیٹا گہری سانسیں لے رہا تھا، وہ کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا اور رابیل نہیں چاہتی تھی کہ وہ آج پھر اس کی وجہ سے اٹھ جائے، فجر کے وقت اس کی فلائٹ تھی اور اگر وہ اس کی وجہ سے ساری رات جاگتا رہے گا تو فلائٹ میں بے چین رہے گا۔اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کی مگر نیند کوسوں دور تھی

صبح ٹھنڈی سی زمین پر اتری تھی۔چڑیوں کی چہچہاہٹ اور گہرا جامنی آسمان۔ابھی سورج کی پہلی کرن نے آسمان کو نہیں چھوا تھا۔رابیل کاؤچ پر دونوں ٹانگیں سمیٹے بیٹھی تھی،اس نے بھوری شال اپنے گرد لپیٹی تھی اور کاؤچ کی پشت پر سر رکھے سامنے کھڑے مامون کو دیکھ رہی تھی جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔پھر فون کان سے جدا کیا اور اپنی پینٹ کی جیب میں رکھ لیا۔وہ مسکرا کر رابیل کو

دیکھتا اس کی طرف بڑھا، دونوں ہاتھ دائیں بائیں کاؤچ کے ہتھ پر رکھے اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا

"آپ تو ابھی سے اداس ہو گئیں"

وہ سیدھی ہوئی اور سر نفی میں ہلایا "نہیں تو"

"آنکھیں جھوٹ نہیں بولتیں" اس نے سرگوشی کی تھی

رابیل مسکرادی "بس ایسے ہی، کچھ عجیب سا لگ رہا ہے" اور شانے اچکائے۔ وہ مامون سے نظریں چرا رہی تھی، رات بھر جاگ کر گزاری تھی۔ وہ سونا چاہتی تھی مگر نیند نہیں آتی تھی۔ نیند آتی تھی مگر سو نہیں پا رہی تھی اور وہ مامون کو بتا بھی نہیں پا رہی تھی

"ایک بات بولوں۔۔ برا تو نہیں منائیں گی؟" اس نے سادگی سے کہا تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا "جی۔۔"

"بلیک لینز نہ لگایا کریں، یہی ٹھیک ہیں"

وہ ہنس دی "میری آئی سائٹ ویک ہے، لگانے پڑتے ہیں" شانے اچکائے

مامون سیدھا ہوا "نمبر دے دیں، میں آپ کی نیچرل آئی کلر کے لینز بنوا دوں گا" اور ہاتھ بڑھایا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور کھڑی ہوئی

"ایک دفعہ کا ذکر ہے ہم لندن گئے تھے۔۔" اس نے ہم پر زور دیا تھا اور رابیل نے اسے گھورا تھا۔

وہ ہنس دیا"سوری۔۔ہم پھر جائیں گے"

وہ بس سر ہلا کر رہ گئی"اور وہاں جا کر پھر کوئی بم پھوڑوں گا"اس کی بات رابیل نے مکمل کی تھی

مامون مسکرایا دیا"جیسا آپ کہیں"اور سینے کی بائیں طرف ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا۔

دونوں اکٹھے باہر نکلے تھے،آسمان جامنی سے نیلا رنگ بدل چکا تھا۔

مامون نے اپنا سامان گاڑی کی ڈگی میں رکھا اور پھر ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔وہ سر ہلا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے مسکرا کر لاؤنج کے دہانے پر کھڑی رابیل کو دیکھا جس نے اپنے گرد بھوری شال اوڑھی تھی۔وہ خاموش نگاہوں اور اداسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔مامون اس کی طرف بڑھا، اس کی تھوڑی کو چھوا

"شادی سے پہلے آپ جتنی پکچرز بھیجتی تھیں میں بڑی فرصت سے دیکھتا تھا"اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔رابیل اب اسے گھور رہی تھی جیسے اسے یاد دلا رہی ہو کہ اس نے اسے بتائے بغیر کیا کچھ نہیں کیا

"اور پتہ ہے آپ کو کیا کہا کرتا تھا؟"

"کیا؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"بھوری آنکھوں والی رابیل!"اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔سورج کی پہلی کرن آسمان کو چیرتی زمین پر پڑی اور یہ منظر محفوظ کر گئی۔

"اپنا بہت سا خیال رکھنا ہے" اور آگے کو ہوا" بزی ورکنگ وومین" اور مسکرایا

اس نے سر ہلایا اور اس کے بازو پر ہاتھ رکھا" ٹیک کیئر!" اور دھیما سا مسکرادی۔

کچھ پل بیتے اور سفید لینڈ کروزر باہر کی طرف بڑھ رہی تھی، گیٹ کھلا ہوا تھا اور وہ بس اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔ وہ جب سے آیا تھا اسے کسی کی کمی نہیں محسوس ہونے دی اور اب وہ جا رہا تھا تو اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ ایک ہفتہ ہی تو ہے، گزر جائے گا اور وہ اندر بڑھی مگر وقت کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔

ایک لمحہ، فقط ایک لمحہ سب بدل دیتا ہے اور پھر کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہتا۔

دوپہر ڈھلنے کو تھی۔ اس مال میں رش تھا، آتے جاتے لوگوں کی بھیڑ اور مختلف آوازیں۔ ایک بوتیک سے اشعر باہر نکلا تھا، اس کی بیوی ساتھ تھی۔ اس کے ہاتھ میں بہت سے شاپنگ بیگز تھے، وہ مسکراتے ہوئے فری کو کچھ کہہ رہا تھا اور وہ ہنس رہی تھی۔ اس نے ہنستے ہوئے اشعر کا بازو پکڑا اور پھر ساتھ ہی بچوں کے کھلونوں والی شاپ میں چلے گئے۔ وہ مختلف کھلونے پکڑ کر اشعر کو دکھاتی اور پھر ہنس دیتی۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے اسے کھلونے دکھا رہا تھا۔ وہ دونوں خوش تھے، وہ اپنی زندگی میں آنے والی بہار کا استقبال کرنے کی بھرپور تیاری کر رہے تھے۔ کچھ دیر اس شاپ میں گزارنے کے بعد وہ باہر آئے۔ فری نے ابھی بھی اشعر کی کہنی تھام رکھی تھی اور اسے مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھی

"آئس کریم کھاتے ہیں" وہ سر ہلاتے ہوئے اصرار کر رہی تھی

"ابھی کچھ دیر پہلے تو آپ براؤنی کی ضد کر رہی تھیں" اس نے آنکھیں ترچھی کر کے فری کو دیکھا

"اب موڈ بدل گیا" اس نے آنکھوں میں شرارتی چمک لے کر شانے اچکائے

وہ فقط مسکرا دیا۔

"آج آنٹی نے کباب بنانے ہیں اور وہ بہت مزے کے کباب بناتی ہیں۔۔ ہم گھر جلدی جائیں گے"

اس نے گردن اٹھا کر اشعر کو دیکھا تھا

"مگر میرا آج باہر ڈنر کرنے کا موڈ تھا" اشعر نے منہ بسور کر اسے کہا تھا۔ وہ مسکرا دی اور سامنے دیکھا

"ہم نا۔۔" اور الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ اشعر آگے کو بڑھا تھا مگر فری اس کی کہنی تھامے وہیں جامد ہوئی تھی۔

اشعر نے مڑ کر پہلے اپنی بیوی کو دیکھا جس کی رنگت زرد اور مسکراہٹ مدھم پڑی تھی۔ اس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں سامنے دیکھا اور اس کے ڈھیلے نقوش تن گئے۔ اس نے فری کا ٹھنڈا ہاتھ تھاما تھا، فری نے تھوک نگلا اور ذرا سا دائیں طرف ہوئی۔ سامنے ڈاکٹر تاثیر تھی

"کیسی ہو مسز اشعر؟" وہ سینے پر بازو لپیٹے آگے بڑھی تھی۔ اس نے پہلے فری کو دیکھا، پھر اشعر کو اور پھر نظریں شاپنگ بیگز تک گئیں جن میں زیادہ تر سامان کسی بچے کا لگ رہا تھا۔ ایک بیگ میں سے گولیوں کی کچھ شیشیاں جھلک رہی تھیں، ساتھ ایک سفید صفحہ تھا جس پر کلینک کا مونو گرام بنا تھا۔

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور آگے بڑھی۔فری آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی،اس نے اسے کچھ جواب نہیں دیا تھا۔

وہ ہنس دی"ارے۔۔تم نے ابھی تک اس کی تربیت نہیں کی۔۔لگتا ہے ابھی بھی سپون فیڈ نگ کرتے ہو"اور اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر فری کے گال کو چھوا تھا مگر اشعر آگے بڑھا،فری کا ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں تھامے رکھا۔

ڈاکٹر تاثیر کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا اور وہ آگے بڑھ گئے۔اس نے ہاتھ پہلو میں گرایا اور غصے سے پیچھے دیا۔وہ دور جا چکے تھے،فری نے اس کی کہنی تھام رکھی تھی۔ڈاکٹر تاثیر نے سانس خارج کی مگر دل میں آگ جلن اپنے عروج پر تھی۔فری تاثیر کی غیر موجودگی میں خوش تھی اور وہ خوش رہنا چاہتی تھی جیسے ہر انسان رہنا چاہتا ہے مگر انسان کے چاہنے نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

پیسنجر سیٹ پر بیٹھی فری کے ہاتھ میں بسکٹ کون تھی جس پر تین آئس کریم سکوپس لگے تھے۔

سٹرابری،ونیلا اور چاکلیٹ اور وہ گم صُم سی آئس کریم سٹک سے اتار کر کھا رہی تھی۔اشعر ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں کون تھی۔اس نے گردن موڑ کر فری کو دیکھا

"فری۔۔"اس کا رخ سامنے تھا مگر وہ مخاطب اس سے تھا"اب کیا ایسے ہی پریشان رہنا ہے؟"اور گردن موڑ کر لڑکی کو دیکھا

اس نے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا کہا کچھ نہیں

"ایسے پریشان نہیں ہوں یار۔۔میں ہوں نا"اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

فری نے سانس خارج کی"وہ تاثیر ہے اشعر۔۔آپ کو نہیں پتہ،وہ مجھے خوش نہیں ہونے دے گی۔۔وہ مجھے تکلیف دے کر خوش رہتی ہے"اس نے منہ بنالیا تھا

"تب میں نہیں ہوتا تھا،اب میں ہوں"وہ مسکرایا تھا"میری امان میں وہ آپ کو چھو بھی نہیں سکتی۔۔اتنا تو یقین کرتی ہیں نا"

وہ دھیما سا مسکرائی تھی۔پھر آئس کریم سٹک سے کریم لگا کر منہ میں رکھی

"میں سوچ رہی ہوں ہم صدقہ دے دیتے ہیں"

اشعر ہنس دیا"رات دن امی اور نانو کے ساتھ ساتھ رہ رہ کر اب یہی باتیں یاد آنی ہیں"پھر اسے مسکرا کر دیکھا"ٹھیک ہے،جیسا آپ چاہیں"

وہ مسکرائی اور کندھے ڈھیلے چھوڑے"جب رابیل کو برا خواب آیا تھا تو میں نے دیکھا تھا،وہ بتا رہی تھیں کہ صدقہ بلاؤں کو ٹال دیتا ہے۔۔فرحت آنٹی بھی اکثر صارم کا صدقہ دیتی رہتی ہیں"وہ سامنے دیکھتے مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی جیسے تاثیر کی نظر کا توڑ مل گیا ہو

اشعر پھر سے ہنسا تھا"اچھا اچھا۔۔دے دیں گے صدقہ،ٹل جائیں گی تاثیر چڑیل"اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویسے میں سوچ رہا تھا ہماری بیٹی میٹھا بہت کھائے گی، اس کی اماں رات دن بس میٹھے کی خواہش کرتی ہیں" اور پھر اسے دیکھا "نہیں؟" اور مسکراہٹ گہری ہوئی

فری کے گال گلابی ہوئے اور وہ مسکرا کر رہ گئی۔۔

شام رات میں ڈھل گئی، زندگی کا ایک اور خوبصورت دن اپنے اختتام کو پہنچا۔ نئی صبح کیا پیغام لاتی ہے کسی کو نہیں پتہ تھا۔۔

تین دن بعد:

دوپہر اپنی انتہا پر تھی۔ ڈیڑھ دو بجے کا وقت تھا اور رابیل آفس میں بیٹھی اپنی سیکرٹری سے بات کر رہی تھی۔ اس کے سامنے امتیاز صاحب بھی بیٹھے تھے اور تینوں کے درمیان بات چیت جاری تھی۔ پھر امتیاز احمد اٹھ کر چلے گئے اور آئمہ بیٹھی رہ گئی۔ رابیل نے کافی کا گھونٹ بھرا

"ردا کی جگہ پر نئی ایمپلائی آگئی ہے؟" وہ لیپ ٹاپ کی سکرین کی طرف متوجہ تھی جس پر بہت سے ڈیزائن نظر آ رہے تھے۔ ردا وہی لڑکی تھی جس کا کچھ دن پہلے انتقال ہوا تھا اور اب اس کی جگہ پر نئی لڑکی آگئی تھی۔

"جی۔۔" آئمہ نے سانس خارج کی "اس کا شوہر عجیب تماشا لگاتا ہے"

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں "اس دن کے بعد پھر آیا ہے؟" وہ سکرین چھوڑ کر اب آئمہ کو دیکھ رہی تھی۔ ردا کا شوہر دو دن پہلے آیا تھا اور آ کر ان پر الزامات لگا کر انھیں پولیس کی دھمکی دے کر گیا تھا۔

اس کے مطابق اس کی بیوی نے خودکشی کی تھی اور وجہ رابیل تھی جس نے اسے ذہنی دباؤ دیا تھا، اس کے مطابق رابیل نے نہ اسے پچھلے ماہ کی تنخواہ دی تھی مزید یہ کہ وہ اس سے ایکسٹرا کام بھی لیتی رہی ہے۔اس کی وجہ سے وہ کسی ایسی بیماری کا شکار تھی جس میں جسم پر نیلے دھبے پڑتے تھے اور تنگ آکر اس نے خودکشی کرلی۔

آئمہ نے شانے اچکائے "آیا تھا مگر گارڈ نے پھر سے بھگا دیا۔۔اس وقت آپ میٹنگ میں بزی تھیں مگر کوئی زیادہ میس کری ایٹ نہیں ہوا"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "پیسے چاہیئے اب اسے، لاکھ دو لاکھ کے لیے اپنی اوقات دکھا رہا ہے" اور سر جھٹکا

پھر کافی کا مگ منہ سے لگایا اور لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی "اس فرائی ڈے کو لاہور جا رہی ہوں میں، تم بھی تیار رہنا"

آئمہ نے سر ہلا کر ہاتھ میں پکڑے پیڈ کے سفید صفحے پر قلم رگڑا تھا۔دفعتاً شیشہ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی، دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا، پھر دوبارہ شیشہ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی۔باہر سے شور بھی ابھر رہا تھا، شاید کوئی چلا رہا تھا۔نہیں، بلکہ چلا رہے تھے۔رابیل جھٹ سے اٹھی اور دائیں طرف لگی کھڑکی کی طرف بڑھی، وہاں سے باہر کا منظر نظر آرہا تھا۔وہاں ردا کا شوہر بہت سے آدمی اکٹھے کر کے لایا تھا اور انھوں نے ہاتھ میں پتھر اٹھا رکھے تھے، کچھ کے ہاتھ میں ڈنڈے بھی تھے اور

وہ چلاتے ہوئے فیکٹری کے شیشے توڑ رہے تھے۔رابیل نے پیچھے منہ کر کے دیکھا،آئمہ وہاں نہیں تھی۔وہ باہر جا چکی تھی،وہ بھی باہر کی طرف بڑھی تھی۔اس نے گلاس ڈور کھولا اور سامنے ہی آئمہ تھی

"ردا کا شوہر۔۔پھر سے تماشا لگا کر کھڑا ہے"

رابیل نے برا سا منہ بنایا اور اس کے ساتھ ہی نیچے اتری تھی۔اس کا سٹاف اکٹھا ہوا تھا اور راہداری کو پار کر کے پارکنگ ایریا کے پاس بڑے کے گیٹ کے سامنے گارڈ کھڑا تھا،اس نے گیٹ بند کر رکھا تھا۔رابیل نے سانس خارج کی حالانکہ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔اسے کیا کرنا چاہیئے؟اسے کیا کرنا ہے؟امتیاز احمد اس کے پیچھے کھڑے تھے،وہ مسلسل کسی کو کال ملا رہے تھے۔اس نے نہیں سوچا تھا کہ بات یہاں تک بڑھ جائے گی۔وہ اندر واپس آئی اس اور سیڑھیاں چڑھتی اوپر بڑھی۔آفس کا گلاس ڈور کھولا اور اپنی میز تک آئی۔شیشہ ٹوٹنے کی آواز پھر سے آئی تھی۔اس کا تنفس بڑھا تھا،بال شانوں سے آگے آئے ہوئے تھے مگر اسے پینک نہیں کرنا تھا۔اس نے اپنا فون اٹھایا اور مطلوبہ نمبر نکالا۔پھر آنکھیں بند کر کے خود سے مخاطب ہوئی

"یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔پہلے بھی ایسے حالات آتے رہے ہیں اور تم یہ سب پہلے بھی فیس کر چکی ہو"اور سانس خارج کی۔

وہ کھڑکی کے پاس آئی، وہاں میڈیا کی ایک گاڑی بھی کھڑی تھی، اینکر ردا کے شوہر سے کچھ پوچھ رہا تھا اور وہ چلاتے ہوئے بلند آواز میں رابیل کو کوس رہا تھا۔ وہ واپس میز تک آئی۔ اس نے آخری فیصلہ لیا تھا، وہی فیصلہ جو دو سال پہلے لیا تھا۔ وہی فیصلہ جو اس کے لیے برے حالات میں کام آیا تھا۔ اس نے کال ملا کر فون کان سے لگایا۔ وہ اس کا فون پہلی ہی کال پر اٹھا لیتا تھا اور اس نے اٹھا لیا تھا۔

"زھے نصیب۔۔ فرمائیں" اس کی بھاری مگر پر سکون آواز ابھری تھی۔

رابیل نے تھوک نگلا مگر خود پر قابو رکھا "جمال احمد۔۔ مجھے اگلے دس منٹ میں اپنی فیکٹری کے باہر خاموشی اور سکون چاہیئے" اس نے حکم صادر کیا تھا اور اس کا حکم سن لیا گیا تھا۔

دوسری طرف سے آواز ابھری تھی "اور کچھ؟"

رابیل نے پیچھے کو ٹیک لگائی تھی "پھر بات ہوتی ہے" اور کال کاٹ دی۔

باہر ابھی بھی شور تھا مگر وہ جانتی تھی کہ دس منٹ میں سب ختم ہونے والا ہے۔ اس نے پانی کا گلاس اپنی طرف سرکایا اور گھونٹ بھرا۔ پھر سانس خارج کی، یہ سب تو ہوتا رہتا تھا، میڈیا تک اس عام غریب آدمی کی اپروچ نہیں تھی۔ اس کو شہ دینے والا رابیل کا کوئی مخالف تھا اور وہ پیٹھ پیچھے ہونے والے وار کی اب عادی تھی۔ وہ اگلے دس منٹ کی منتظر تھی۔

وہ کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی۔اس نے سرمئی نائٹ ڈریس پہنا تھا،لمبے بال ڈھیلے جوڑے میں بند تھے۔رات کی سیاہی ہر سو غالب تھی اور سارا گھر خاموش تھا۔ایک طرف شیلف پر اس کا فون پڑا تھا اور اس پر وڈیو کال میں مامون کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔وہ رابیل سے مخاطب تھا اور وہ چولہے پر پڑے دودھ میں پتی ڈال رہی تھی

"آپ تو مشہور ہو گئی ہیں"اور مسکرا دیا

رابیل بھی مسکرائی تھی"پہلے کیا نہیں تھی؟"اور مڑ کر مامون کو دیکھا۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا"ویسے میں نہیں مانتا میری بیوی کسی کا حق کھا سکتی ہے"رابیل چل کر اس کی طرف بڑھی،شیلف پر دونوں ہتھیلیاں جما کر جھکی اور کیمرے میں دیکھا"مطلب جس لڑکی سے ٹھیک سے دو وقت کا کھانا نہیں کھایا جاتا وہ کسی کا حق کیا کھائے گی"

رابیل مسکرا دی اور سکرین میں دیکھا"کوئی بات نہیں۔۔ایک دو دن کی بات ہے پھر سب نارمل ہو جائے گا۔۔بڑے بڑے شہروں میں چھوٹی چھوٹی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں"اور شانے اچکائے

مامون ہنس دیا۔

وہ بھی مسکرائی"میں فیس کر لوں گی،میڈیا تو پہلے ہی ایسی خبریں ڈھونڈتا ہے۔۔تھوڑی شہرت اور سہی"

مامون نے گلا کھنکھارا"اس بار کسی انٹرویو میں آپ کو بلایا نا تو میں بھی جاؤں گا"

رابیل نے فون ہاتھ میں لیا، پیچھے شیلف سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی "آپ نے میرا پچھلا انٹرویو دیکھا تھا؟"

وہ ہنس دیا "ہاں جی۔۔مجھے مینو نے بتایا تھا اور پھر آپ نے بھی تو بتایا تھا"

رابیل نے اسے منہ بسور کر دیکھا۔اس نے انٹرویو کے بارے میں عافی کو بھی بتایا تھا اور عافی کو بتایا تھا یعنی مامون کو بتایا تھا۔چائے ابلنے کی آواز آ رہی تھی اور اس نے آنچ ہلکی کر دی۔

"آپ کا دن کیسا رہا؟" وہ چولہے کے پاس ہی شیلف سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی تھی

"کچھ خاص نہیں" اور سانس خارج کی

"کیوں؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"میں نے حساب لگایا ہے کہ اب میرا آپ کے بغیر گزارا نہیں ہے۔بس مجھے عادت ہے آپ کو اپنے آس پاس منڈلاتے ہوئے دیکھنا، آئی مس یو" اور اس نے یونٹ سکیڑ کر سر ہلایا

رابیل ہنس دی "یعنی آپ کو میری عادت ہو گئی ہے؟" وہ اس سے پوچھ رہی تھی

مامون نے سانس خارج کی "مسز مامون، کسی انسان کو جاننے کے لیے چند ماہ کافی ہوتے ہیں مگر میں نے تو چھے سال لیے ہیں۔بات عادت سے کئی آگے کی ہے، آپ تو میری زندگی کا وہ مرکزی کردار ہیں جس کے بغیر کہانی بے معنی ہوتی ہے" اور مسکرا دیا

رابیل کے گال گلابی ہوئے، مسکراہٹ گہری ہوئی اور گالوں کے گڑھے واضح ہو گئے۔اسے گئے چار دن ہو گئے تھے اور وہ اسے مس کر رہی تھی مگر کہہ نہیں پا رہی تھی۔اسے اچھا لگتا تھا کہ وہ اسے سراہتا ہے،اسے اس کے منہ سے اپنے لیے اظہار محبت سننا اچھا لگتا تھا اور وہ بار بار ہر بار اسی شخص سے اظہار عقیدت چاہتی تھی۔سارے دن کے بعد ایک یہی لمحہ ہوتا تھا جس کا وہ انتظار کرتی تھی،جو اس کے لیے سکون تھا۔"مامون اس کے لیے سکون تھا"

اس کا احساس،اس کا لمس،اس کی باتیں اور اس کا چاہنا اور سراہنا،وہ ایک نہیں کئی زندگیاں اور ہر زندگی اس کے ساتھ خوشی خوشی گزار سکتی تھی۔

وہ فقط مسکرا دی اور چولہے کے نیچے آگ بند کر کے چائے کپ میں انڈیلنے لگی۔فون سامنے ایک باؤل کے سہارے ٹکایا ہوا تھا

"آپ پھر اچانک خواب سے جاگی ہیں نا؟"وہ سنجیدگی سے اس سے پوچھ رہا تھا

اس نے سر نفی میں ہلایا مگر نظریں نہیں ملائیں۔وہ واقعی ڈر کر اٹھی تھی،بمشکل دو گھنٹے سوئی تھی اور اب ساری رات بھر چینی میں جاگے گی،وہ اسے نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ پچھلے تین دن سے سکون سے تین گھنٹے بھی نہیں سو سکی۔ایک عجیب سی بے چینی تھی جو اسے سونے نہیں دیتی تھی،جو اسے بے سکون رکھتی تھی۔

Clubb of Quality Content

اس نے چائے کا کپ پکڑا اور باتیں کرتی کمرے کی طرف بڑھی تھی، آج رات پھر نیند نہیں آئے گی۔

صبح ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرتے ملیحہ نے بغور رابیل کو دیکھا جو ڈل لگ رہی تھی۔اس نے بازو لمبا کر کے توست پکڑا اور اس پر بٹر لگانے لگی جب انھوں نے گلا کھنکھارا

"رابیل۔۔"اس نے سر اٹھا کر فوراً انھیں دیکھا"طبیعت ٹھیک ہے؟"وہ ہلکا سا مسکرائیں

"جی۔۔"بمشکل مسکرائی"بس ذرا سا سر درد ہے۔ٹھیک ہو جائے گا"اور دوبارہ پلیٹ پر جھک گئی

انھوں نے جگ سے گلاس میں جوس انڈیلا تھا"آج آف کر لو یا تھوڑی ریسٹ کر لو، پھر چلی جانا"اور جوس کا گلاس منہ سے لگایا

"میں ٹھیک ہو جاؤں گی، سر درد تو ہوتا رہتا ہے"اور مسکرائی۔

ملیحہ بھی سر ہلا کر رہ گئیں۔سامنے تیمور کے ساتھ بیٹھی مینا بھی بغور اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی جو معمول سے بہت سست تھی۔ تیمور نے انڈہ چبا کر نگلا پھر رابیل کو دیکھا

"بڑی مشہور ہو گئی ہو، لوگ رابیل رابیل کرتے پھر رہے ہیں"اور مسکرایا

اس نے شانے اچکائے"نیور مائنڈ"اور توست دانتوں سے کاٹ کر منہ میں رکھے چبایا

"کیوں؟"پاس بیٹھی عافی کی بھنویں بھینچ گئیں"سب ٹھیک ہے نا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل نے ساتھ بیٹھی عافی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"میری ایک ایمپلائی کی ڈیتھ ہو گئی تھی اور اب اس کا شوہر ایسے ہی میس کری ایٹ کر رہا ہے۔۔ایک دو دن میں خود ہی پیچھے ہٹ جائے گا"اور مسکرائی مگر تیمور نے گلا کھنکھارا"مگر ایک نظر اپنی تعریفوں پر کر لینا۔۔بات نہ سنبھلی تو بتانا"

اس نے سر ہلایا اور جوس کا گھونٹ بھر کر کھڑی ہوئی۔پھر جھک کر آرا کے گال کو چوما

"سی یو۔۔شام میں ملیں گے"اور مسکرا کر چلی گئی حالانکہ وہ بھی جانتی تھی کہ آج معمول سے ہٹ کر طبیعت بگڑی ہے مگر وہ ٹھیک ہو جائے گی۔

گاڑی سفید سرمئی بنگلے سے فیکٹری کی طرف بڑھ رہی تھی۔آج وہ ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی،پیچھے گاڑی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھی وہ سکرین سکرول کر رہی تھی۔ٹک ٹاک انسٹا گرام فیس بک غرض پورے سوشل میڈیا پر بحث چھڑی ہوئی تھی۔ردا کا شوہر میڈیا کے سامنے کھڑا ہو کر چلا رہا تھا،وہی سارے الزامات دہرا رہا تھا جو وہ سن چکی تھی۔اس نے کمنٹس چیک کیے تو وہ سانس خارج کر کے رہ گئی۔اس کی کردار کشی کی جا رہی تھی،اس کو مغرور بد تمیز اور اکھڑ کہا جا رہا تھا،کوئی اس کے ماضی کی وہ غلطی کا ذکر کر رہا تھا جو اس نے کبھی کی ہی نہیں۔۔اس نے منہ بسورا اور سکرین سکرول کرتی رہی جب اچانک سے چلتی گاڑی کی ونڈ سکرین پر کسی نے پتھر برسایا تھا۔اس نے چونک کر سامنے دیکھا،شیشہ چھناکے سے ٹوٹا تھا،سامنے ایک سوراخ سا بن گیا اور اس کے گرد دراڑیں تھیں۔ڈرائیور نے بیک ویو مرر میں اسے دیکھا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اس کی طرف سے شیشہ ٹوٹا،

پتھر اس کی طرف کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر اندر داخل ہوا تھا۔اس کی گود، ہاتھ اور بازو میں شیشہ پیوست ہوا تھا۔فون ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اس نے خون کی بوندیں دیکھیں، سامنے اور دائیں بائیں سے کچھ مرد اور لڑکے ہاتھوں میں پتھر پکڑے کھڑے تھے۔اس نے ارد گرد دیکھا پھر فوراً سے ڈرائیور کو دیکھا

"واپس موڑلو" اور اس نے جلدی سے گاڑی واپس موڑلی۔وہ فون گود میں رکھے اپنے ہاتھ کی پشت اور بازو سے شیشے کی کرچیاں نکال کر پھینک رہی تھی، آستینیں کہنیوں تک تھیں اس نے کھینچ کر کلائی تک کیں، اس نے پیچھے دیکھا اور وہ پتھر پھینک رہے تھے۔اس نے گود میں گری کرچیاں دیکھیں، ہاتھ پر شیشے کی کرچیوں سے لگے کٹ دیکھے۔نیکی کا صلہ یہ ہوتا ہے؟ اس نے ردا کے جانے کے بعد اس کے گھر جا کر اس کے بچوں کو پیسے دیے تھے، ان کے لیے کھانے پینے کا سامان لے کر گئی تھی، اس کی بہن سے تعزیت کی تھی، ان کا احساس کیا تھا اور ان کا باپ یہ سب کر رہا تھا۔

"میم۔۔گھر واپس جانا ہے؟" ڈرائیور نے بیک ویو مرر میں پھر دیکھا تھا

رابیل نے سر اثبات میں ہلا دیا۔اس کا دل ابھی بھی بے چینی سے دھڑک رہا تھا، اس کا فون بج رہا تھا اور اس نے جلتی سکرین پر آئمہ کا نمبر دیکھا تھا۔اس نے حواس پر قابو پایا تھا اور سکرین سوائپ کی، دوسری طرف سے آئمہ کی آواز ابھر رہی تھی

"میم۔۔وہ سب فیکٹری کے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں۔کسی کو آنے نہیں دے رہے،پتھر مار رہے ہیں"وہ خود بھی گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی

رابیل نے کچھ سوچتے ہوئے کنپٹی مسلی"آج مت آؤ۔۔باقی میں شام کو بتاتی ہوں۔۔ابھی کے لیے امتیاز صاحب کو بھی بتادو۔۔مت آئیں"وہ بولی تو آواز دھیمی تھی

"اوکے"اور اس نے کال کاٹ دی۔گاڑی سفید سرمئی بنگلے کے سامنے تھی،گارڈ پریشان سا ان کو دیکھ رہا تھا۔لاؤنج کے دروازے سے باہر نکلتیں مینا اور ملیحہ نے بھی اسے دیکھا تھا،وہ بھی پریشان ہوگئی تھیں مگر رابیل اس سب کی عادی تھی۔

دوپہر اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی جب زنیر خان سیٹی بجاتے سر جھکائے آرام آرام سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا تھا۔اس نے دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈال رکھے تھے۔چھت پر آتے ہی اس نے دائیں بائیں نظر دوڑائی،وہاں کوئی نہیں تھا۔اس نے سانس خارج کی اور آنکھیں بند کیں۔پھر چند لمحوں کے بعد آنکھیں کھولیں اور ہونٹ گول کر کے سیٹی بجانا ایک عجیب سی دھن پیدا کرنے لگا۔اس نے جیب سے دایاں ہاتھ نکالا،ہوا میں بلند کیا۔اس کے دائیں ہاتھ کی دوسری انگلی میں ایک چھلا تھا،سیاہ چھلا جس پر شاید کچھ کنندہ تھا۔اس نے گردن اٹھائی اور اسی طرح ہونٹ گول کیے سیٹی بجاتا دھن بناتا گیا۔دور کہیں سے ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا تھا،اس کی گردن نیچے کو اسے تلاش کر رہی تھی۔پھر اس نے پروں کا رخ نیچے کی طرف کیا اور اپنی اڑان نیچے کو بڑھادی۔اس نے اپنے پنجے اس کی

درمیانی انگلی پر جمائے اور بیٹھ گیا۔ آواز بند ہو گئی، دھن ختم ہوئی اور اس کے ہونٹ نرم مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ پھر وہ نیچے بیٹھا اور اس کبوتر کی ٹانگ سے بندھی پرچی اتاری، اس پر لکھا پیغام پڑھا، مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور اب وہ جیب سے بال پوائنٹ نکال کر اس پر نقطے بنا رہا تھا۔ پھر پرچی اسی طرح سرخ دھاگے سے اس کی ٹانگ سے باندھ دی۔ کبوتر اسی طرح اس کی انگلی پر بیٹھا اور وہ کھڑا ہوا، ہاتھ ہوا میں اٹھایا اور ہونٹ گول کر کے اسی طرح دھن پیدا کی اور کبوتر اڑ گیا۔ اس نے تنے یوئے شانے ڈھیلے چھوڑے اور پھر مسکرایا۔ پیچھے مڑ کر ادھر اُدھر دیکھا۔ پھر سر جھٹک کر نیچے کی طرف بڑھا۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد زنیر گاڑی لیے باہر نکلا تھا اور معاذ احتیاط سے دبے پاؤں اوپر آیا تھا۔ اس نے ارد گرد دیکھا، اس چھت پر ایک ہٹ سا بنا تھا جس کے ساتھ شیڈ منسلک تھا اور اس شیڈ میں بہت سے بلب نصب تھے جو کہ رات ہونے پر جل اٹھتے تھے۔ وہ بڑے احتیاط سے اس ہٹ کی پچھلی طرف گیا، چھوٹی سیڑھی مضبوطی سے اٹھائے اس شیڈ تلے لایا اور وہاں اسے دیوار سے لگا کر اوپر چڑھا، ہاتھ بڑھا کر ایک ٹرانسپیرنٹ گول بلب اتارا، اس بلب کو کھولا اور اندر لگا چھوٹا کیمرہ نکال لیا، جلدی سے اسے جیب میں رکھا اور اتر کر سیڑھی واپس پیچھے رکھ آیا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا مگر اس کی آنکھیں بند کر کے سانس خارج کر کے خود کو نارمل کیا۔ ہاتھ جینز کی جیب میں ڈالا اور کندھے

ڈھیلے چھوڑے۔پھر سیٹی بجاتا نیچے بڑھا،وہ اب قدرے مطمئن لگ رہا تھا مگر اندر طوفان ابھی بھی مچا تھا۔

سفید سرمئی محل میں شام اداس سی اتری تھی۔لاؤنج میں مینا آرا کے ساتھ بیٹھی ایل سی ڈی پر فروزن دیکھ رہی تھی،نیم دراز سی ٹیک لگا کر بے فکر سی بیٹھی مینا جس کے بال اب کندھوں سے نیچے تک بڑھ گئے تھے۔کچھ فاصلے پر عافی بیٹھی تھی جس کے کانوں میں ائیر پوڈز تھے اور وہ کچھ سن رہی تھی۔دفعتاً لاؤنج سے اشعر اندر آیا تھا،مینا اسے دیکھتے ہی مسکرائی اور کھڑی ہوئی۔اس کے ہاتھ میں دو چھوٹی گفٹ والی ٹوکریاں تھیں۔

"ارے اشو۔۔تم"اور اس کی طرف بڑھی۔وہ بھی مسکرایا تھا

وہ آگے بڑھا اور سلام لی،آرا کے ساتھ بیٹھ گیا۔ٹوکریاں میز پر رکھیں اور آرا کو دیکھا جس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

"یہ میرے لیے ہے"مینا نے کھانے پینے کی چیزوں والی ٹوکری پکڑ لی اور پر جوش ہوئی۔اشعر نے اسے دیکھا اور سر نفی میں ہلایا

"مجال ہے جو تم بدل گئی ہو"اور وہ سانس لے کر رہ گیا۔

اس کی مسکراہٹ میں ذرا کمی نہیں آئی اور وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔لائلہ اس کے لیے جوس لائی تھی،اس نے مسکرا کر گلاس پکڑا اور لبوں سے لگا کر سامنے میز پر رکھ دیا۔

"آپی کہاں ہیں؟"اس نے گردن ادھر اُدھر گھمائی

"اندر ہیں۔۔کمرے میں"اور ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گئی۔

وہ سر ہلا کر رہ گیا، پھر جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا بیضوی گلابی ڈبہ نکالا جس پر گلابی ربن تھا۔اس نے آرا کو دیا، جس نے مسکرا کر تھام لیا

"تھینک یو"

وہ مسکرایا"مامون بھائی سے ہی سیکھا ہے"اس کا اشارہ تحفہ دینے کی طرف تھا۔آرا کی مسکراہٹ گہری پڑی تھی۔

اس نے چھوٹی ٹوکری اٹھائی جس میں بہت سے چاکلیٹس تھیں اور وہ لیے اندر کی طرف بڑھا، پہلے دروازے پر دستک دی۔دوسری دستک پر ایک ہلکی سی آواز آئی"آجائیں"

اور اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا تھا۔رابیل بیڈ پر بیٹھی تھی، اس کی گود میں تکیہ تھا اور وہ کمزور سی لگ رہی تھی۔اسے دیکھ کر مسکرا دی

"ارے۔۔آجاؤ"اور ہاتھ بڑھایا۔

وہ مسکرایا اور چاکلیٹس والی ٹوکری سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

وہ آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ تھاما

"آپ ٹھیک ہیں؟"وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا

"ہاں۔۔دیکھو تو" مسکرا کر شانے اچکائے

وہ بھی سر ہلا کر مسکرایا تھا۔

"میں آپ کو کافی دنوں سے مس کر رہا تھا۔آج سوچا ہاسپٹل سے واپسی پر آپ سے مل کر جاؤں گا" وہ اپنی بہن کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا جو کافی کچھ بتا رہی تھیں۔

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا۔

"میں آئی تھی مگر تم گھر نہیں تھے" پھر اپنے بال شانوں سے پیچھے کیے "فری کیسی ہے؟"

وہ مسکرایا "اچھی ہے،خوش ہے"

وہ خاموش رہی، مسکراہٹ ہنوز قائم تھی "اللہ ایسے ہی رکھے"

"آمین" اشعر ابھی بھی اپنی بہن کو ہی دیکھ رہا تھا "آپ ٹھیک نہیں ہیں"

وہ پوچھ نہیں رہا تھا بتا رہا تھا۔رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "بس ایسے ہی، سٹمک میں پین تھا،اس کی میڈیسن لی ہے اور اب دل ایسے ہی گھبرا رہا ہے۔۔عجیب بے چینی ہے" اور شانے اچکائے

اس کی بھنویں بھینچ گئیں "آپ کو تو کبھی ایسا کوئی درد نہیں تھا۔کون سی میڈیسن لی آپ نے؟" وہ فکر مند ہوا تھا

اس نے ڈریسنگ کی طرف اشارہ کیا "یہ والی"

وہ آگے بڑھااور دوائی دیکھی، پھر سر اثبات میں ہلایا"ٹھیک ہے۔۔ مگر آپ اپنی ڈائٹ کا خیال رکھا کریں، یہ نارمل نہیں ہے"اوراس کے ساتھ آبیٹھا

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ اب اسے اپنے کون کون سے مسئلے سناتی۔اسے نیند نہیں آتی، بھوک نہیں لگتی اور وہ زیادہ وقت بے چین رہتی ہے،اس نے سر جھٹکا

"مامون بھائی کہاں ہیں؟"

"وہ کوئی ڈاکومنٹ اپروو کروانا تھا،لندن گئے ہیں۔کل تک آجائیں گے"اوراس نے بات ختم کر کے اپنا سر تکیے پر جھکایا تھا

اشعر نے سر اثبات میں ہلایا"آپ گھر آجاتیں، طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کی"کچھ تھا جو اسے کھٹک رہا تھا، جو وہ دیکھ رہا تھا مگر ابھی وہ دھندلا تھا

"میرا گھر یہی ہے اشعر"وہ دھیما سا مسکرائی تھی

اشعر نے سانس خارج کی اور سر جھکائے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"میں بہت پریشان ہو گیا تھا"اس نے سر اٹھا کر رابیل کو دیکھا تھا"ایک نیا سکینڈل"وہ ردا کے شوہر کی وائرل ویڈیو کی بات کر رہا تھا۔

وہ مسکرادی"اٹس نارمل۔۔اچھا لگا تمھیں اپنے لیے پریشان دیکھ کر"

وہ ہنس دیا"مینو کو کوئی پرواہ نہیں کہ بھائی آیا ہے نہیں آیا،اس کو سلانٹی لیز مل گئی، بس انف ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل ہنس دی "وہ chill بندی ہے۔۔ کھاؤ پیو موج اڑاؤ"

اس نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔ وہ ابھی بھی نہیں بدلی تھی۔ اس کی نظر اپنی بہن کے دائیں ہاتھ پر پڑی تھی۔ وہاں چھوٹے موٹے کٹ لگے ہوئے تھے۔

"ارے۔۔ آپی" اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا "یہ کیا ہوا ہے؟"

رابیل نے سانس خارج کی "نیچے گاڑی نہیں دیکھی تم نے۔۔ کچھ آدمی تھے انھوں نے پتھر مار کے گاڑی کے شیشے توڑ دیے مگر زیادہ نقصان نہیں ہوا" اور شانے اچکائے

"ہاہائے۔۔ دیکھیں ذرا، کون تھے وہ؟" وہ ابھی بھی اس کا ہاتھ دیکھ رہا تھا

اس نے ردا کے شوہر والی کہانی اس کو سنائی، پھر صبح والا واقعہ۔

"اس کا اڈریس دیں مجھے، میں اس کا دماغ سیٹ کر کے آؤں" وہ غصے میں بولا تھا

رابیل دھیرے سے مسکرائی "ریلیکس۔۔ ہم دیکھ لیں گے" اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا دبایا۔

"دیکھ لیں گے نہیں۔۔ دیکھتا ہوں میں" اور اس نے سر جھٹکا۔

رابیل بس اسے دیکھ کر رہ گئی۔ اسے پتہ تھا ان سب سے کیسے نکلنا ہے اور وہ نکل آئے گی مگر کیا واقعی؟

ان دونوں کی باتوں سے ذرا دور اس کمرے میں جھانکتے ہیں جہاں تین لڑکے بیٹھے لیپ ٹاپ سکرین پر ایک فوٹیج دیکھ رہے تھے۔ تیمور کے سامنے کاغذ تھا، ہاتھ میں پین اور وہ ایک ہی وڈیو بار بار پلے کر کے دیکھ رہے تھے۔ معاذ صوفے پر نیم دراز سا ہو گیا۔ وہ بس ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جو وڈیو میں پوری طرح گم تھے

"میں نے دوبارا سے سیٹی بجاتے سنا ہے اور مجھے یاد ہو گئی اور تم دونوں نکموں سے ایک پیٹرن نہیں پڑھا جا رہا ہے" اس نے مسکرا کر سر جھٹکا

زرار نے اسے سر اٹھا کر دیکھا "بہت عقل ہے نا تم میں۔۔ آؤ تم کر لو، ہم سوتے ہیں جا کر" وہ منہ بسور کر بیٹھ گیا

اس نے گلا کھنکھارا "میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا" اور شانے اچکائے۔

"ویسے عقل تم نے اچھی استعمال کی ہے، کیمرہ بھی ہائی کوالٹی کا ہے، ریزولوشن اچھی ہے۔۔ گڈ بوائے" تیمور نے اسے مسکرا کر سراہا تھا

معاذ ہنس دیا "پیسے زرار سے لیے تھے" اور پھر سے ہنسا

تیمور نے زرار کو دیکھا اور اس کی بھی ہنسی نکل گئی۔ اس کا ابھی بھی منہ بنا ہوا تھا

"فضول انسان!" اس نے فقط اتنا ہی کہا اور سر جھٹک دیا۔

معاذ نے گلا کھنکھارا اور سیدھا ہوا "ویسے وہ اچھا لڑکا ہے، اس کا دل صاف ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زرار نے اسے گھورا "ایک تو تمھیں جس بھی کام میں ڈالیں تم ایموشنلی انوالو ہو جاتے ہو" معاذ نے منہ بنالیا اور بازو سینے پر باندھ کر بیٹھ گیا جیسے اب کوئی بات نہیں کرے گا۔ تیمور نے زرار کے پیٹ میں کہنی ماری

"تم نے میری محبوبہ کو ناراض کر دیا" اور اس کا بھی منہ بن گیا

"ایک رکھ کر دوں گا" اور اس نے ہاتھ اٹھایا تھا مگر تیمور ایک دم سے کھڑا ہوا

"ایک تو کام نہیں ہو رہا، اوپر سے تم مجھے اور میری محبوبہ کو ناراض کر رہے ہو۔۔ حد ہے" اس نے دونوں ہاتھ ایک ساتھ اٹھائے اور پھر سانس لے کر رہ گیا

"اوکے" وہ بھی کھڑا ہوا "معاف کر دو مجھے یا بندوق لا کر دوں، مار دو مجھے" اس نے دونوں ہاتھ جوڑے اور پھر جدا کیے۔

"یہ معافی مانگ رہے ہو دھمکا رہے ہو" تیمور آگے ہوا

وہ آگے کو ہوا اور بڑے پیار سے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا "فلرٹ کر رہا ہوں"

اور دونوں کی ہنسی نکل گئی۔ تیمور نے ابرو سے معاذ کی طرف اشارہ کیا اور زرار گلا کھنکھار کر اس کے ساتھ جا بیٹھا۔ پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"اب تم میری باتوں کا برا مانو گے؟" اور معصوم سی شکل بنا کر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معاذ نے سر جھٹکا اور جھٹ سے کھڑا ہوا "میں کیا کروں؟ ایک تو میں معصوم ہوں اوپر سے مجبور۔۔ دونوں نے پاگل کیا ہوا ہے"

وہ دونوں خاموش رہے۔اس نے پہلے تیمور کو دیکھا پھر زرار کو "اچھا ٹھیک ہے۔۔ کرو اپنا کام، ادھر وہ سعد خان آنے والا ہو گا۔۔اس ڈفر کو کافی بھی دینی ہے" اور اس نے گھڑی دیکھی تھی۔

دونوں سر ہلا کر دوبارہ لیپ ٹاپ کے سامنے آ بیٹھے۔ معاذ پیچھے بیٹھا بول رہا تھا

"ٹھیک ہر دو دن کے وقفے پر، عصر اور مغرب کے درمیان وہ چھت پر ایک ہی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ میں اس دیوار کے نیچے تھا دونوں مرتبہ، ٹھیک دو دن بعد صبح میں نے کیمرہ لگایا اور شام میں وہ آ گیا۔۔ وہ اپنا ہاتھ اٹھاتا تھا اور دھن بناتا تھا۔۔ دونوں دفعہ اس نے سیٹی بجا کر جو دھن پیدا کی تھی وہ دو منٹ پچیس سیکنڈ کی تھی اور کبوتر اڑتا ہوا آتا تھا۔ عین ممکن ہے کہ کبوتر کہیں آس پاس ہی ہو مگر دو دن کے وقفے پر کیوں، یہ میری سمجھ سے باہر ہے۔۔ پھر وہ اپنا ہاتھ بلند کرتا تھا مگر وڈیو میں دیکھو اس نے درمیانی انگلی باقی انگلیوں کی نسبت ذرا سی اٹھا رکھی ہے اور اس انگلی میں ایک چھلا ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہے اور کبوتر اسی پر آ کر اپنے پنجے جماتا ہے۔۔ ان دونوں کے درمیان بات بریل (وہ زبان جو اندھے چھو کر محسوس کرتے اور سمجھتے ہیں) میں ہوتی ہے، یونو کوڈ ورڈ نگ اور دونوں واقعی کسی بھی سسٹم یا انٹرنیٹ سے دور ہیں یعنی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا، ایک کبوتر۔۔ شہاب واقعی مجھے بہت محتاط شخص لگتا ہے" اور معاذ خاموش ہو گیا

لیپ ٹاپ پر وڈیو زوم تھی، زرار اس کے ہاتھ کی حرکت اور کاغذ پر بنے نقطے دیکھ رہا تھا۔اس نے اسی طرح کا پیٹرن کاپی پر اتارا تھا۔ پھر آنکھیں چھوٹی کیے اوپر لکھے نقطوں کو پڑھ کر نیچے انگریزی حرف لکھنے لگا۔ وہ بریل بنی ہوئی تھی اور تیمور بریل پڑھنا جانتا تھا۔اس کی پردادی اندھی تھیں اور اس نے ایسے ہی شوق میں سیکھ لیا۔ وہ ایک جملہ بن گیا۔۔زنیر کو چٹ پر جو چیز موصول ہوئی تھی وہ ایک سوالیہ نشان تھا مگر اس نے بدلے میں بریل بنا کر جواب دیا تھا۔ تیمور نے پیٹرن تلے لکھی انگریزی پڑھی، زرار اس پر جھکا تھا اور معاذ اسے پڑھ چکا تھا

“Where light shadows”

"یعنی جہاں روشنی سایہ بنتی ہے" زرار نے زیر لب لکھے ہوئے جملے کو دہرایا تھا۔

"کیا یہ اس کے ملنے کا وقت ہے؟" معاذ نے سوال کیا تھا

"اور جگہ؟" اگلا سوال تیمور نے کیا تھا

زرار نے سانس خارج کی اور معاذ کو دیکھا۔ وہ اس کا جواب جانتا تھا۔ وہ شکاری تھا اور شکار کی ہر جست جانتا تھا مگر کچھ شکار خود بڑے شکاری ہوتے ہیں۔ کیا وہ واقعی اس کا جواب جانتا تھا؟

رابیل لاؤنج کی طرف جاتی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔اس نے قدم نچلے زینے پر رکھے تھے اور خود ایک زینے اوپر بیٹھی تھی، سر گھٹنوں پر تھا اور کھلے بال ہوا سے ہل رہے تھے۔اس کی آنکھیں گلابی تھیں، رنگت زرد اور وہ خود خاموش سی تھی۔اس کے دائیں ہاتھ پر سرخ رنگ کے چھوٹے کٹ تھے۔اس

نے ایپل گرین شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ پیچھے سے کوئی سیڑھیاں اترتا اس کی طرف بڑھا تھا۔اس نے رابیل کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا، وہ مینا تھی اور اس کی طرف فون بڑھا رہی تھی۔۔

"مامون بھائی کی کال ہے" اور اس نے سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا

“10 problems one solution”

اور فون لے لیا۔ پھر فون کان سے لگایا "ہیلو۔۔"

دوسری طرف سے اس کی آواز ابھری تھی۔مامون کی مردانہ آواز اور وہ رابیل کا حال پوچھ رہا تھا، اس نے آنکھیں بند کیں۔ گہری سانس لی مگر بہت سے آنسو گلے میں اٹک گئے۔ وہ اس سے نہیں چھپ سکتی تھی، کم از کم اس سے نہیں چھپا سکتی تھی۔ وہ اس کا نام پکار رہا تھا اور اس سے اس کا حال پوچھ رہا تھا اور وہ خاموش بیٹھی تھی۔۔

"رابیل۔۔" پھر سے اس کی آواز ابھری۔

وہ انگلی کے ناخن سے اپنے انگوٹھے کا ناخن رگڑ رہی تھی

"آئی مس یو" بس اتنا کہا اور پھر خاموش ہو گئی

دوسری طرف بھی خاموشی تھی۔آواز پھر سے ابھری "آپ ٹھیک نہیں ہیں نا،آپ نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔آپ کو وہ لوگ تنگ کر رہے ہیں،آپ کی طبیعت خراب ہے،آپ ساری رات جاگتی ہیں، ایک وقت کا کھانا اور وہ بھی ادھورا" اور خاموش ہو گیا

"مینو جھوٹ بولتی ہے" وہ ابھی بھی سر جھکائے نیچے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ جانتی تھی رامین اسے پہلے ہی سب بتا چکی ہے اسی لیے وہ اتنا کچھ جانتا ہے ورنہ رابیل نے تو زبان پر تالا لگا رکھا تھا۔

"آپ سچ بولتی ہیں؟" اس کی آواز میں شکوہ تھا۔پھر خاموش ہو گیا۔رابیل بھی خاموش تھی،وہ انتظار کرتا رہا کہ وہ کچھ بولے گی مگر وہ نہیں بولی۔

اس نے فون کان سے الگ کیا اور کال کاٹ دی۔پھر سیڑھیوں پر موبائل رکھ کر پودوں کی طرف بڑھ گئی،عجیب بے چینی تھی۔اس کا کسی سے بات کرنے کو دل نہیں تھا،اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ کسی ایسی جگہ جائے جہاں کوئی نہ ہو اور وہ جی بھر کے روئے جی بھر کے چلائے مگر رونے کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی۔اسے ابھی یہ سیکنڈل بھی ہینڈل کرنا تھا،اسے اپنی سمر کلیکشن پر کام کرنا تھا مگر دل۔۔ دل عجیب تھا۔اس کا دل کر رہا تھا کہ کوئی پاس نہ آئے اور اگر آئے گا تو وہ بہت بد تمیزی کرے گی، اس کا سر پھاڑ دے گی یا پھر چیخ چیخ کر اسے بہرا کر دے گی۔سیڑھیوں پر پڑا فون بج رہا تھا،فون بجتا رہا مگر اس نے نہیں اٹھایا۔اسے نہیں اٹھانا تھا،اسے ڈر تھا وہ کچھ ایسا کہہ دے گی کہ بات بڑھ جائے گی

اور وہ ہینڈل نہیں کر پائے گی۔ مینا لاؤنج سے باہر آئی تھی اور زینے پر جھک کر فون پکڑا، مامون کی کال پھر سے آ رہی تھی

"بیلی۔۔ مامون بھائی کی کال آ رہی ہے" وہ وہیں کھڑے کھڑے بولی تھی مگر رابیل نے رخ نہیں موڑا۔

"بیلی۔۔" وہ پھر سے بولی مگر رابیل مڑی اور اس کی بات کاٹی

"مینو۔۔ مجھ سے ابھی بات مت کرو۔۔ میرا دماغ خراب ہے" اور درشتی سے کہہ کر اس نے اپنا رخ دوبارہ پودوں کی طرف کر لیا۔ اس کی پشت مینا کی طرف تھی اور مینو نے سانس خارج کی، سر نفی میں ہلایا۔ اس نے مامون کی کال اٹھائی اور اندر کی طرف بڑھی۔۔

"رابیل کہاں ہیں؟" اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تھا اور مامون کی آواز اس کے کانوں میں ابھری تھی

"آپ کیوں اکیلے گئے؟ اسے بھی لے جاتے۔۔ شادی کے بعد آپ دونوں اکٹھے کہیں نہیں گئے، گئے تھے تو لڑ کر آ گئے۔ اب وہ غصہ کر رہی ہے" اور اس نے سر جھٹکا

مامون خاموش ہو گیا۔ مینا بالکنی میں کھڑی تھی، یہ باغ کی پچھلی طرف تھی

"سوری۔۔ لیکن وہ غصہ نہیں کرتی۔ اتنی جلدی ہم پر غصہ نہیں کرتی مگر سارا دن کمرے میں بند رہی ہے۔ دوپہر میں تھوڑا سا کھانا چکھا تھا اور پھر سے کمرے میں۔۔ شاید وہ فیکٹری والے مسئلے سے

پریشان ہے۔۔عافی بھی اس سے پوچھتی رہی ہیں کہ اسے کیا مسئلہ ہے مگر وہ کہہ رہی تھی کہ اسے خود نہیں پتہ کہ کیا مسئلہ ہے۔۔بس یہی کہتی ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی اور دل گھبراتا ہے اور پھر خاموش ہو جاتی ہے"اور چپ ہو گئی

مامون نے اس کی ساری بات سنی"میں بس کل آرہا ہوں۔۔ڈونٹ وری"وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

اس کا اپنا دل ڈوبا تھا،اسے رابیل کو بھی ساتھ ہی لے آنا چاہیئے تھا اسی بہانے گھوم پھر ہی لیتے۔خیر اب تو وقت گزر گیا،دوسری طرف سے کال کٹ گئی تھی۔مینا نے فون دیکھا

"میں کس کس کے مسئلے حل کروں"اور سر نفی میں ہلایا جیسے سارے پاکستان کے سوشل ورک مینا کے کندھوں پر ہیں

"بی پی لو ہو گیا ہے"اور اس نے فون بیڈ پر پھینک کر الماری کھولی،چپس نکالی اور دوبارہ بالکنی میں جا کھڑی ہوئی۔اس کی زندگی سیٹ تھی

رابیل رات کے پہلے پہر ہی اٹھ گئی تھی۔نیند کی گولیوں کا اثر بھی دو سے تین گھنٹے تھا اور اب پھر سے بے چینی کا دور تھا۔رات کا دوسرا پہر کچن سے لائبریری اور لائبریری سے کمرے میں آتے جاتے گزرا اور تیسرا پہر باغ میں ٹہلتے۔فجر پڑھنے کے بعد بھی وہ بس بے مقصد بستر پر لیٹی رہی۔مامون نے اسے کئی بار کال کی تھی مگر اس میں ہمت نہیں تھی،وہ جانتی تھی کہ ابھی اس کی آواز سنے گی اور رو دے گی،کیوں رو دے گی یہ نہیں پتہ۔وہ ایسی کبھی نہیں تھی،وہ کسی جھوٹے الزام سے نہیں ڈری

تھی مگر لڑنے کی ہمت بھی نہیں تھی۔اسے کچھ نہیں چاہیئے تھا،بس سکون چاہیئے تھا جو کہ مل نہیں رہا تھا۔وہ سکون کہاں سے لائے؟وہ مامون کی منتظر تھی کہ شاید وہ آئے تو رابیل کچھ ٹھیک ہو جائے۔فجر کے بعد وہ چپل پہنے گیلی گھاس پر چل رہی تھی۔مطلع صاف نہیں تھا۔بارش کا قوی امکان تھا۔ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور اس کے لمبے بال ڈھیلے جوڑے میں مقید تھے۔لٹیں بیضوی چہرے کے گرد لہراتیں اس کے ہونٹوں اور گالوں کو چھو رہی تھیں۔وہ خاموش تھی،ہاتھ بڑھا کر گہرے سرخ گلاب کو چھو رہی تھی جس پر شبنم کے قطرے تھے۔اس کے کندھے پر دوپٹے کا پلو ہوا سے آگے پیچھے ہو رہا تھا۔دفعتاً باہر گاڑی کا ہارن بجا تھا،گارڈ نے گیٹ کھولا تھا۔سفید لینڈ کروزر اندر داخل ہوئی تھی اور گاڑی گیراج میں آرکی۔ڈرائیور ڈرائیونگ سیٹ سے اترا اور پیچھے کی طرف بڑھا، پچھلی سیٹ کا دروازہ کھلا اور مامون باہر نکلا۔رابیل نے مڑ کر اسے دیکھا اور وہ وہیں ساکت ہو گئی۔اس کے بال بکھرے تھے،ٹائی کی ناٹ ڈھیلی تھی جیسے وہ جلدی میں آیا ہو،جیسے اسے جلدی آنا تھا،جیسے وہ بھی رابیل کی طرح کئی راتیں جاگا ہے،وہ بھی بے چین ہے۔اس نے رابیل کو دیکھتے مسکرانے کی کوشش کی مگر یہ ممکن نہیں تھا کہ اس کے ہونٹ اداسی میں ڈھلے ہوں اور مامون مسکرا دے۔وہ گیراج سے باغ میں داخل ہوا تھا،ہوا کے جھونکے اس کی ٹائی کو لہرا رہے تھے مگر وہ بے پرواہ تھا۔جب رابیل سامنے ہے تو وہ ہر شے سے بے پرواہ ہے۔وہ قدم بڑھاتا عین رابیل کے سامنے تھا،وہ ایک قدم نہیں ہلی۔وہ جانتی تھی وہ نہیں بھی جائے گی تو وہ آئے گا اور وہ آیا تھا۔اس نے اس کی تھکی خالی

اور بے چین بھوری آنکھوں میں جھانکا، وہ گردن اٹھائے ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس کی سیاہ پتلیاں حرکت کرتیں رابیل پر بیتی پچھلے پانچ دنوں کی کہانی پڑھ رہی تھیں۔اس نے نظریں جھکائیں اور نرمی سے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں میں ہاتھوں میں لیا، ہاتھ کی پشت پر کٹ کے نشان مندمل تھے، اس نے اس کے نرم ہاتھوں کو دیکھا پھر جھک کر باری باری ان پر بوسہ دیا۔وہ کچھ بھی نہیں بولی، وہ ایک قدم آگے بڑھا، جھکا اور اس کے گرد بازو حمائل کیے۔اس نے رابیل کے بالوں کی خوشبو محسوس کی تھی، رابیل نے آنکھیں چھپکائیں۔خواب نہیں ٹوٹا تھا، وہ حقیقت تھا۔وہ پولیس اسٹیشن کے باہر کھڑی تھی اور مامون اسے اندر سے لایا تھا، وہ باغ میں کھڑی تھی اور مامون اس کے گرد بازو حمائل کیے کھڑا تھا۔وہ اس کی تیز ہوئی دھڑکن محسوس کر سکتی تھی، وہ محسوس کر سکتی تھی کہ اس کے سینے میں کچھ ہے جو اس قدر تیز ہے کہ اس کی آواز اور ارتعاش کو باہر سے بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔وہ اس سے جدا ہوا اور اسے دیکھا، پھر اس کے چہرے کے گرد ہاتھوں سے ہالہ بنایا

"مجھے نہیں جانا چاہیئے تھا" اس کے لہجے میں افسوس تھا۔

رابیل دھیرے سے مسکرائی اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے، اب مامون کے نرم گرم ہاتھ رابیل کے ٹھنڈے ہاتھوں میں تھے

"میں ٹھیک ہوں" وہ بولی تو آنکھوں میں نمی تھی مگر وہ مسکرا دی۔

کیا یہ وہ احساس تھا جو وہ اتنے دن سے مس کر رہی تھی، کیا اس کی آواز اس قدر اہم تھی کہ پچھلے پانچ دنوں میں وہ پہلی بار اس کی خوشی اس کی تسلی کے لیے مسکرائی تھی، کیا وہ شخص اتنا اہم تھا کہ وہ اس کے بغیر ادھوری تھی۔۔ پانی کی ایک بوند اس کے گال پر پڑی تھی، پھر دوسری اور پھر تیسری۔ آسمان برسنے کو تھا

مامون نے سر نفی میں ہلایا اور اپنے ہاتھوں کو اس کے ہاتھوں میں دیکھا۔ پھر آنکھیں جھکائے مسکرایا، وہ کچھ بولنے والا تھا مگر رابیل نے ٹوک دیا

"اندر چلیں۔۔ بارش ہونے والی ہے"

مامون ابھی بھی اس کی اداس آنکھوں میں گھور رہا تھا، پھر سر اثبات میں ہلایا۔ وہ آگے بڑھا اور رابیل نے اس کی کہنی تھام لی۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ سن رہی تھی۔۔

وہ آیا تھا، رابیل کی شفا لایا تھا۔

ناشتے کی میز پر ساتھ بیٹھے مامون کی توجہ رابیل پر ہی تھی۔ اس نے انڈہ کانٹے سے اٹھا کر رابیل کی پلیٹ میں رکھا، پھر اسے جوس ڈال کر دیا۔ ساتھ توست بھی رکھا، وہ اسے دیکھ کر مسکرائی مگر دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھایا اور کانٹا پکڑا، چھری کانٹے سے انڈہ توڑ کر منہ میں رکھا۔

"تمھارا سفر کیسا رہا؟" ملیحہ مسکراتے ہوئے مامون سے پوچھ رہی تھیں

اس نے نظریں اٹھا کر انھیں دیکھا، پھر مسکرایا "اچھا تھا۔ بزنس کلاس میں سفر کیسا ہو گا؟" اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"آپ رابیل کو بھی ساتھ لے جاتے۔۔ وہ اکیلی بور ہوتی رہی" مینا نے جوس کا گلاس منہ کو لگاتے مامون کو دیکھا تھا

اس نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھی رابیل کو دیکھا "ہم چلیں گے، ابھی آفس کے کام سے گیا تھا۔ میں کہیں اور ہوتا اور یہ زیادہ بور ہوتیں"

رابیل نے کوئی بات نہیں کی تھی، وہ بس خاموشی سے سست رفتاری سے ناشتہ کر رہی تھی۔

رابیل نے جوس کا گلاس منہ کو لگایا اور پلیٹ دوسری طرف سرکا دی۔ اس کی پلیٹ میں آدھا انڈہ پڑا تھا، بریڈ ان چھوا تھا اور جوس کے گلاس میں سے بمشکل دو گھونٹ ہی لیے ہوں گے۔ ملیحہ بھی اسے دیکھ رہی تھیں اور مامون بھی۔

اس نے شانے اچکائے "آئی ایم ڈن" اور مسکرا دی۔

وہاں خاموشی تھی، سب کچھ بولنا چاہ رہے تھے مگر پھر بھی خاموش تھے۔ مامون کے لیے یہ نیا تھا باقی سب کو از بر تھا کہ وہ اتنا ہی کھائے گی۔

"شیور؟" مامون نے ابرو اٹھا کر پہلے پلیٹ اور پھر اس کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور اٹھ گئی، کرسی پیچھے سرکائی اور پھر کمرے میں آ گئی۔ مامون نے سامنے بیٹھی اپنی ماں کو دیکھا اور سانس خارج کی۔ کچھ تو غیر معمولی تھا

اس کے نکالے ہوئی استری شدہ نئے کپڑے بیڈ پر پڑے تھے مگر وہ ٹانگ ہلاتی ہتھیلیاں بستر کی سطح سے لگائے بیٹھی تھی۔ اس کا منہ خشک ہو رہا تھا، سر میں درد ہونے لگا تھا اور وہ بے چینی کی انتہا پر تھی۔

مامون کمرے میں آیا اور اسے دیکھ کر گلا کھنکھارا "آفس جا رہی ہیں؟"

وہ مڑی اور اسے دیکھا۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔

وہ چلتے ہوئے اس کے ساتھ آ بیٹھا۔ پھر بغور اس کا چہرہ دیکھا، اس کی ہلتی ٹانگ اب تھم چکی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔

اس نے تھوک نگلا "نہیں۔۔ مطلب ہاں" اور اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنی گال کو چھوتی لٹ پیچھے کی "میرا دل گھبرا رہا ہے" اور وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔

مامون بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا، اس کی طرف بڑھا اور اسے کندھوں سے تھاما "ریلیکس۔۔ کیا ہو گیا ہے؟" اس کی سیاہ پتلیاں حرکت کرتیں اس کی خالی خالی آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں جن میں بے چینی تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہوا۔۔میں بیمار نہیں ہوں،آپ لوگ مجھے بیمار کیوں سمجھ رہے ہیں؟"اس نے غصے سے مامون کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکا تھا

وہ حیرانی سے دونوں ابرو اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا"ہم آپ کو بیمار کیوں سمجھیں گے؟"

"میں پاگل ہوں؟"اس کی آواز بلند ہوئی تھی"مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔۔آپ لوگ مجھے ایسے کیوں دیکھتے ہیں جیسے میں نارمل نہیں ہوں۔۔میں ٹھیک ہوں،ڈونٹ بیہیو لائک ڈیٹ"اور اس نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے۔

مامون نہایت تحمل سے اس سے مخاطب ہوا"کیا ہم بات کر سکتے ہیں کہ آپ کو کیا چیز پریشان کر رہی ہے؟"

رابیل نے دونوں ہاتھ پہلو میں گرا لیے"کیا چیز؟میں پریشان نہیں ہوں"وہ یوں بول رہی تھی جیسے اسے یقین دلا رہی ہو کہ وہ واقعی پریشان نہیں ہے"میں کیوں پریشان ہوں گی؟میں یہ سب فیس کرتی آئی ہوں،مجھے مردوں کی مخالفت سے ڈر نہیں لگتا۔میں ان سب کو دیکھ لوں گی،مجھے اس مسئلے کی کوئی ٹینشن نہیں ہے،آپ لوگ سمجھ کیوں نہیں رہے"اس کی آواز بلند ہو رہی تھی۔آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں

مامون نے اس کی کہنی تھامی"آپ بیٹھیں"اور بیڈ کی طرف اشارہ کیا

"نہیں۔۔میرا دل گھبرا رہا ہے،میں نہیں بیٹھوں گی"اور اس نے اپنی کہنی چھڑا لی

مامون بس منہ کھولے اسے دیکھے گیا، وہ ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی تھی؟ وہ اتنا شدید رد عمل دے رہی تھی جبکہ وہ تو نارمل بات کر رہا تھا

"اوکے۔۔آپ کو کسی نے کچھ کہا ہے؟ کچھ ہوا ہے؟" وہ بڑے ہی نرمی سے سوال کر رہا تھا

اس نے سانس خارج کی، پھر درشتی سے بولی "مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔۔آپ کیوں ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں جیسے میں ٹھیک نہیں ہوں، میں بالکل ٹھیک ہوں اور میں سب فیس کر لوں گی" اس نے بات مکمل کی اور پھر تھوک نگلا۔ہاتھ اٹھا کر بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑسی اور ایک قدم پیچھے ہٹی۔

"سوری۔۔آئی ایم سو سوری" اس کی آنکھوں میں نمی تھی، وہ پیچھے ہٹتی جا رہی تھی یہاں تک کہ پیچھے بیڈ سائیڈ پر پڑے لیمپ سے لگی اور وہ ایک دم سے ہلا، وہ چونک گئی

"آرام سے" مامون اس کی طرف بڑھا تھا، اس نے رابیل کا بازو تھامنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر اس نے دونوں ہاتھ اٹھا لیے کہ وہ اسے چھوئے بھی نہ۔۔وہ اس عمل پر بھی حیران تھا۔

رابیل نے اسے شاکی نظروں سے دیکھا جیسے یہ عمل اس نے غیر ارادی طور پر کیا ہے یا اس سے ہو گیا۔وہ وہاں سے مڑی اور باہر کی طرف بڑھی، وہ جلدی میں تھی۔دروازہ بند ہوا اور مامون نے پریشانی سے بیڈ پر پڑے اس کے کپڑوں کو دیکھا۔وہ نارمل نہیں تھی، وہ اسے ایسے نہیں چھوڑ کر گیا تھا۔اس نے اپنے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اسے واپسی پر ایسا پائے گا۔

وہ کاؤچ پر بیٹھ گیا،انگلیاں بالوں میں سے گزاریں، پھر باہر بالکنی میں آگیا۔ بارش ہوئے چند منٹ گزرے تھے، گھاس گیلی تھی اور آسمان پھر سے بارش برسانے کو تیار تھا۔اس کی نظر نے دائیں بائیں سفر کیا مگر رابیل وہاں نہیں تھی۔ کیا وہ لائبریری میں تھی؟اس کی نظر نے دوبارہ دائیں سے بائیں سفر کیا مگر وہ وہاں تھی ہی نہیں تو نظر کیسے آتی؟ وہ مڑا اور بالکنی کے دروازے سے اندر آیا۔۔اس کا رخ لائبریری کی جانب تھا۔

وہ لائبریری میں نہیں تھی، نہ باغ میں اور نہ مینا کے ساتھ۔ وہ گھر تھی ہی نہیں۔

اگر تم سفید سرمئی محل سے نظریں ہٹاؤ تو رابیل فٹ پاتھ پر چلتی نظر آئے گی۔اس کا رخ باغ کی طرف تھا، بارش کی وجہ سے ہوا میں خنکی تھی اور اسے اب ٹھنڈ لگ رہی تھی۔اس نے دوپٹہ سر پر لیا تھا اور وہ ارد گرد سے بے گانہ اگے بڑھتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دور جا کر وہ رک گئی،اس نے سر اٹھا کر دائیں جانب دیکھا تو وہاں بہت سے کیفے زاور بیکریاں تھیں۔ کیا وہ غلط راستے پر آگئی ہے؟ کیا اسے راستہ بھول گیا ہے؟اس نے پیچھے دیکھا پھر سامنے اور تھوک نگلا، وہ بے وجہ ہی گھبرا رہی تھی۔ وہ کیوں گھبرا رہی تھی؟اسے اب اپنی اس حرکت پر غصہ آرہا تھا، یوں دل تو نہیں گھبراتا۔ وہ اتنی جلدی غصہ نہیں کرتی،اس سے پہلے کبھی وہ اتنی بے چین نہیں ہوئی۔اس کا تنفس بڑھا تھا اور اس نے گال کو چھوتی لٹ پیچھے کی، دوپٹہ سر سے ڈھلک کر کندھے پر آگیا۔ دو لڑکے بیکری سے نکلتے اس کی طرف

بڑھے تھے۔وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے،ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے تھے اور پھر ہنس رہے تھے۔

"آپ۔۔وہی ہیں نا"ایک لڑکا اس کے قریب آیا اور وہ پیچھے ہٹی

"آپ نے اپنی ایمپلائی کے پیسے واپس کر دیے یا اس سے بنگلہ بنالیا؟"دوسرے لڑکے نے رابیل کو دیکھتے کہا اور پھر اپنے دوست کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔۔رابیل مزید پینک کر رہی تھی،وہ ایسی نہیں تھی مگر اب کیا ہوا ہے؟دو لڑکیاں سڑک کراس کر کے اس کے پاس آ کھڑی ہوئی تھیں

"ارے۔۔رابیل اور نگزیب"اور مسکرائی۔رابیل ایک قدم پیچھے ہٹی،وہ کچھ کہہ نہیں رہی تھی۔اس کا تنفس مزید بڑھ گیا تھا۔

"میں نے آپ کو ٹی وی میں دیکھا تھا۔آپ تو بہت پیاری ہیں"اور مسکرائی"لیکن لگتا نہیں ہے کہ آپ اپنی ایمپلائی کی جان لے سکتی ہیں"دوسرا آگے بڑھا تھا

"میم۔۔میں آپ کے ساتھ پکچر لے لوں"اس نے اپنا کیمرہ آن کیا تھا۔

رابیل نے پیچھے دیکھا،پیچھے فٹ پاتھ تھا۔دائیں طرف لڑکا اور بائیں طرف دونوں لڑکیاں تھیں۔سامنے کا راستہ دوسرے لڑکے نے روک رکھا تھا۔اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں،آنکھیں گلابی پڑیں مگر وہ کوئی ری ایکشن نہیں دے رہی تھی۔

"میم۔۔"لڑکا اس کی طرف بڑھا تھا مگر سامنے مامون آیا تھا۔

وہ رابیل کے سامنے کھڑا تھا" تماشا لگا ہے یہاں؟" وہ سنجیدگی سے بلند آواز میں بولا تھا۔

"سر۔۔میں ان کے ساتھ پکچر لینے آئی ہوں" اس نے اپنا فون اس کی طرف بڑھایا تھا۔

مامون نے اسے غصے سے دیکھا" تنگ مت کریں۔۔جائیں یہاں سے، وہ ٹھیک نہیں ہیں۔۔جائیں آپ سب" اور غصے سے انھیں وہاں سے بھیج دیا۔

رابیل نے اس کی کہنی تھامی تھی، مامون مڑا اور اسے دیکھا۔اس کی آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھری تھیں۔اس نے نرمی سے اسے دیکھا" گھر چلیں" اور اس کا ہاتھ تھاما

مگر وہ آگے نہیں بڑھی۔وہ مڑا اور اسے دیکھا۔اس نے نفی میں گردن ہلائی" مجھے گھر نہیں جانا"

اس کے تنے ہوئے نقوش ڈھیلے پڑ گئے" کہاں جانا ہے؟ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں"

رابیل نے تھوک نگلا مگر کہا کچھ نہیں۔پھر اسی طرح آگے بڑھی

" کہیں بھی" اور سر جھکا لیا۔اس کی آواز کمزور سی تھی

مامون نے ارد گرد دیکھا، پھر اسے دیکھا جس کا سر جھکا تھا" گھر چلتے ہیں۔۔آپ ریسٹ کر لیں" اور اس کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ واپس لے گیا۔

گیٹ سے اندر داخل ہوتے گارڈ نے دونوں کو دیکھا تھا، پھر شانے اچکا دیے۔مامون آگے تھا اور رابیل پیچھے، مامون نے قدم لاؤنج میں رکھا تھا۔پیچھے آنے والی رابیل کا سر گھوما تھا، اس کی آنکھوں کی سامنے اندھیرا چھا گیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر مامون کے کندھے پر رکھا مگر اس کے ہاتھ مامون

کے کندھے کو چھوا تھا اور اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔وہ پیچھے کو ڈھلک رہی تھی،سب کچھ سست رفتاری میں ہو رہا تھا۔اس نے بازو بڑھا کر رابیل کا ہاتھ تھاما۔۔پھر فرش پر بیٹھ گیا۔مامون کے بازو پر اس کا سر تھا اور وہ اس کے گال تھپتھپا رہا تھا۔وہ ہوش کھو چکی تھی،کمرے سے نکلتی مینا نے بے ہوش ہوئی رابیل کو دیکھا اور اس کی طرف بڑھی۔

"رابیل۔۔"

وہ دونوں اسے اٹھا رہے تھے مگر بے سود۔۔یہاں زندگی نے اپنے ہونے کا پتہ دیا تھا

اسے جب ہوش آئی مامون کمرے کی کھڑکی کے پاس سینے پر باندھے کھڑا باہر دیکھ رہا تھا۔آنکھیں کھولتے ہی سفید چھت سفید دیواریں اور سفید بستر نظر آیا تھا۔اس نے پہلی جو آواز سنی وہ بارش کی تھی۔شاید باہر بارش ہو رہی تھی،اس نے ہتھیلیاں بستر کی سطح پر رکھیں اور اٹھنے کی کوشش کی، سرسراہٹ پیدا ہوئی اور مامون نے مڑ کر دیکھا۔پھر اس کی طرف بڑھا اور تکیہ اس کی کمر کے پیچھے سیدھا کر کے رکھا اور وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔دونوں ہاتھ گود میں تھے،دائیں ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی اور بال کھلے تھے۔اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ کیا ہوا تھا۔سب سے پہلا احساس جو تسلی بخش تھا وہ یہ تھا کہ اس کا دل نہیں گھبرا رہا تھا۔وہ بے چین نہیں تھی،اب کسی حد تک سکون میں تھی اور پھر مامون بھی تو سامنے ہی تھا۔اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ سینے پر بازو باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے پھر سے نظریں جھکا لیں اور دونوں انگوٹھوں کو باہم ملائے اوپر نیچے کرنے لگی۔کون بات

شروع کرے گا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔مامون نے گلا کھنکھارا"اب آپ کیسا محسوس کر رہی ہیں؟"

اس کی آواز میں نرمی تھی،وہی نرمی جو وہ ہمیشہ سے اس کے لیے رکھتا تھا۔

"ٹھیک ہوں"اس نے سر ہلایا اور اسے دیکھا۔مسکرانے کی ناکام کوشش کی اور پھر سر جھکا لیا"سوری ۔۔مجھے نہیں پتہ وہ سب کیسے ہوا تھا؟میں گھر سے کیوں گئی تھی۔۔مجھے نہیں جانا چاہیئے تھا"اس کی آواز شکست خوردہ تھی۔مامون کے سامنے کیسی جیت کیسی شکست؟

"اٹس اوکے۔۔نیور مائنڈ"اس نے شانے اچکائے اور ذرا سا اس کے بیڈ کے قریب آیا۔

اس کا سر جھکا رہا،وہ ہاتھوں کی انگلیوں کو دیکھ رہی تھی"آپ سب لوگ سمجھتے ہیں کہ میں شاید گھبرا رہی ہوں کہ میری ریپوٹیشن پر کوئی فرق پڑے گا یا مجھ سے کچھ بھی ہینڈل نہیں ہو رہا تو آپ سب غلط ہیں"اٹھتے ہی اس نے بے ہوش سے پہلے کے واقعات بیان کرنا شروع کر دیے تھے

مامون نے سانس خارج کی"میں ایسا نہیں سوچتا۔۔کم از کم میں ایسا نہیں سوچ سکتا"

رابیل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا کم از کم وہ ایسا نہیں سوچ سکتا،وہ تو اسے اچھی طرح جانتا ہے۔اس کے مضبوط اور کمزور لمحات کا گواہ تھا وہ،رازدار اور ہمسفر۔

اس نے شانے اچکائے"مجھے نہیں پتہ کہ مجھے نیند کیوں نہیں آتی؟میں کیوں اس قدر بے چین ہوتی تھی،یہ میرے بس میں نہیں ہوتا"اور خاموش ہو گئی

"آپ کو ایک لمبے عرصے تک مورفین دی جاتی رہی ہے۔ہائی ڈوز،دن میں کئی دفعہ اور آپ کی باڈی اس ڈرگ کی عادی تھی۔آپ کو ڈرگ ملتی تھی تو آپ ٹھیک رہتی تھیں نہیں ملتی تھی تو آپ بے چین ہوتی تھیں،یہ آپ کے بس میں نہیں تھا"اور شانے اچکائے

وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔دل تیزی سے دھڑکا تھا،اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا اور کان سن ہو گئے تھے

"ڈرگ؟مورفین؟"اس نے بے یقینی سے مامون کو دیکھا"میں یہ سب نہیں کرتی۔۔میں ایسی لڑکی نہیں ہوں"وہ مامون کو یقین دلا رہی تھی جبکہ وہ پر سکون سا کھڑا تھا

وہ اس کے سامنے ذرا سا ساتھ بیٹھا اور اس کا ہاتھ تھاما"ریلیکس۔۔میں نے نہیں کہا کہ آپ ڈرگ لیتی تھیں،میں نے بس اتنا کہا ہے کہ آپ کو ڈرگ دی جاتی تھی"اور خاموش ہو گیا

"میں نہیں مانتی"وہ بے یقینی کی انتہا پر تھی

وہ مسکرایا"آپ کا بلڈ ٹیسٹ ہوا ہے۔۔رپورٹس جھوٹ کیوں بولیں گی؟"

رابیل نے اس سے زیادہ خود کو یقین دلانے کی کوشش کی تھی"یہ نہیں ہو سکتا"پھر مامون کو دیکھا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"آواز ذرا سی بلند تھی۔

"اچانک سے کوئی بھی بے وجہ اتنا بے چین نہیں ہوتا"پھر اسے دیکھا جو پریشان ہو گئی تھی"میں نے آپ کو اس لیے بتایا ہے کہ آپ محتاط رہیں نہ کہ پریشان ہو جائیں"

رابیل نے اسے دیکھتے تھوک نگلا"میں اتنی کمزور تو کبھی نہیں تھی، میں ایک بہادر لڑکی ہوں مامون"وہ پھر سے اسے یقین دلا رہی تھی، وہ اسے کیوں یقین دلا رہی تھی۔

مامون مسکرایا"مجھ سے زیادہ بہتر اور کوئی نہیں جانتا"

اس نے گہری سانس لی اور گردن جھکالی"ہر بار میں ٹریپ ہو جاتی ہوں۔۔ہر بار میں شکار ہو جاتی ہوں، ہر بار۔۔"اور مامون نے اس کی بات کاٹ دی

“Don’t force you to be strong”

وہ خاموش ہوئی اور سر اٹھا کر اسے دیکھا، اس کی سیاہ آنکھوں میں چمک تھی

"ہم انسان ہیں انسان ہی رہیں گے۔۔ہم پہاڑ نہیں بن سکتے، ہم پتھر نہیں ہو سکتے۔۔اٹس اوکے، زندگی تو ایسی ہی ہے نا۔ہم ایک وقت بہادر ہوتے ہیں تو اگلے لمحے کمزور، کبھی کبھی اتنی ہمت آجاتی ہے کہ ساری دنیا بھی مقابل ہو تو ہم لڑ جاتے ہیں اور کبھی کبھی اتنا کمزور جیسے چڑیا کا بچہ، ہم انسان ہیں اور انسان ہی رہیں گے"اور شانے اچکائے

اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔مامون نے کی انگلیوں نے اس کی انگلیوں کو تھاما ہوا تھا۔

"مجھے کوئی مورفین کیوں دے گا؟ میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے؟"اس کا تنفس بڑھ گیا، آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں"میرے بے چین ہونے سے کس کو سکون ملے گا؟"اس کی آنکھوں میں ڈھیروں سوال تھے اور جواب کسی کے پاس نہیں تھا

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"ہم پتہ لگالیں گے مگر ابھی نہیں"اور مسکرایا

“Some days are for rest; the rest are for test”

(کچھ دن آرام کے ہوتے ہیں اور باقی ٹیسٹ کے)

رابیل نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔مامون کی انگلیاں اس کی انگلیوں سر جدا ہوئیں۔اب نہ بے چینی تھی نہ بے سکونی،اب آرام تھا۔

"ایک دوا میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ اچھے بھلے انسان کو آدھا کر دیتی ہے"وہ مامون کو ہی دیکھ رہی تھی

مامون مسکرایا۔پوچھ بھی کس سے رہی ہے

"ایک دوا میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ اس آدھے انسان کو پورا بھی کر سکتی ہے"

رابیل بھی ہلکا سا مسکرائی

"پتہ نہیں کیسے عجیب سے دن تھے،مجھے نیند نہیں آتی تھی،آنٹی مینا عافی سب نے مجھے نوٹ کیا مگر مجھے کوئی پرواہ نہیں تھی۔مجھے بس سکون چاہیئے تھا جو کہ مل نہیں رہا تھا۔لوگ ابھی بھی لوگ ہیں، کسی کا سکون چھین کر سکون میں رہنے والے"اس نے سر جھٹکا

مامون اٹھا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا"اٹس اوکے"اور شانے اچکائے"ہم سب کی اپنی ویلیوز ہیں، آپ لوگوں کو جانے دیتی ہیں ان سے لڑ جھگڑ کر اپنی انرجی ضائع نہیں کرتیں مگر لوگوں کے پاس

بہت سی نیگیٹو انرجی ہے وہ ضائع کرنا افورڈ کر سکتے ہیں، ہم ان کے جیسے نہیں ہو سکتے۔ ہمارے پاس اور بہت مسئلے ہیں مگر لوگوں کے پاس اتنا وقت ہے کہ وہ اپنے سارے اہم کام چھوڑ کر رابیل کے پیچھے پڑے ہیں۔ ساری انرجی ایک رابیل پر لگا رہے ہیں" وہ آگے کو ہوا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا "بھوری آنکھوں کے علاوہ ایسا کیا ہے رابیل میں کہ لوگ اسے زیر کرنے کے لیے اپنی انرجی لگاتے ہیں"

رابیل نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے اور ہنس دی۔ وہ مسکرایا تھا۔

"یہ بات میں نے نہیں سوچی" اس نے بھی آنکھیں چھوٹی کر کے مامون کی آنکھوں میں دیکھا "ایسا کیا ہے مامون کی رابیل میں کہ لوگ اپنے سارے اہم کام چھوڑ کر اس کے بارے میں سوچتے ہیں، یہ تو میرے لیے اعزاز کی بات ہے کہ لوگ چاند ستاروں دولت شہرت کو چھوڑ کر میرے پیچھے پڑے ہیں" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

وہ بھی مسکرا رہا تھا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا

"اس کے پاس لمبے بال ہیں اور ہر لڑکی کے پاس لمبے بال نہیں ہوتے" مامون نے اس کی بات کا جواب دیا تھا اور وہ پھر ہنس دی۔ پھر ذرا سا ساتھ ہوئی اور اس کے بازو کے گرد اپنا بازو حمائل کیا۔ اپنا سر اس کے بازو سے لگایا اور اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں سیاہ چھلے پر انگلی کی پور پھیرنے لگی

"تھینک یو۔۔ میرے لیے ہر وقت موجود رہنے کے لیے، تھینک یو" وہ نرمی سے کہہ رہی تھی

مامون نے سانس خارج کی "آپ کی ڈکشنری چینج نہیں ہوئی ابھی؟"

اور وہ پھر سے ہنسی تھی، وہ اس کی انگلی اپنی انگلی ہر محسوس کرتے مسکرایا تھا۔اس نے یہ منظر کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا، کچھ چیزیں ہمیں ہمارے تصور سے بڑھ کر نوازدی جاتی ہیں، ان چیزوں کو جب جب دیکھیں ایک عجیب شکر اور احسان کا احساس ہوتا ہے۔ان چیزوں میں کبھی انسان بھی ہوتے ہیں اور رابیل اورنگزیب مامون آفندی کے لیے انہی انسانوں میں سے سب سے قیمتی انسان تھی۔

"اس پر کچھ لکھا ہے کیا؟" انگلی کی پور اس کی انگلی کے چھلے پر پھیرتی رابیل نے مامون سے سوال کیا تھا

"جی۔۔" وہ رکا، سانس لینے کا وقفہ "اس پر belief لکھا ہے"

"بیلیف یعنی عقیدہ؟" رابیل نے جھٹ سے جواب دیا تھا

"بالکل۔۔یہ میرے نانا کا ہے۔آخری دنوں میں کینسر کی لاسٹ سٹیج پر جب میں ان کے پاس رہا کرتا تھا تب انھوں نے مجھے دیا تھا۔تب میری انگلی میں پورا نہیں آیا تھا مگر اب آتا ہے۔ہر چیز کا وقت ہوتا ہے، اسے پہننے کا وقت بھی شاید یہی تھا" اس کی نظر بھی اپنے سیاہ چھلے پر ہی تھی

"کیسا وقت؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں مگر وہ انگلی کی پور اس کی سطح پر پھیرتی رہی

مامون سنجیدگی سے بولنا شروع ہوا "جب میں چھوٹا ہوتا تھا یعنی نانا سے چھوٹا تو وہ مجھے اکثر فار میسی لے کر آیا کرتے تھے۔پھر میں بڑا ہوا تو وہ فیکٹری پر کام کر رہے تھے، ایک دن فیکٹری بھی بن گئی۔وہ

کہتے تھے کہ دوااور دعادونوں کوپر اثر یقین بناتا ہے۔۔یہ ایک چابی ہے،ایک key جو ہمارا امیج بناتا ہے بگاڑتا ہے۔یقین بہت بڑی چیز ہوتی ہے، جس پر لوگ یقین کرتے ہیں اس کی بات کا انکار نہیں کرتے۔جس کی بات کا لوگ انکار نہیں کرتے اس کی بات مان لیتے ہیں۔بیلیف یعنی عقیدہ،ایک عقد جو لوگوں کو آپ سے باندھ دیتا ہے۔نانا کہا کرتے تھے جو تم نہیں کر سکتے وہ مت کہا کرو اور جو تم کہتے ہو وہ کیا کرو۔۔عمل ہمیشہ لفظوں سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔لوگ آپ کی بات سن لیں گے مگر وہ آپ کو دیکھیں گے،آبزرو کریں گے اور دیکھنا سننے سے زیادہ اثر کرتا ہے۔دماغ دیکھی ہوئی چیز پر بیلیف رکھتا ہے،اسی لیے لوگ آپ کو دیکھیں گے کہ آپ اپنے فعل میں اپنے قول کے سچے تھے تو وہ آپ پر یقین کریں گے اور ایک بار کوئی آپ پر یقین کرے اور آپ اس کے یقین کا بھرم رکھیں تو وہ شخص آپ کا ہو جاتا ہے۔انسان میں یقین ہی تو ہوتا ہے باقی ہے ہی کیا، جس وقت انھوں نے مجھے اپنی امانت دی تب مجھے سمجھ نہیں آئی۔اب جبکہ میں بڑی کرسی پر بیٹھا ہوں تو ان کی باتیں سمجھ آئی ہیں"اور شانے اچکائے

رابیل سنتی رہی"اب سمجھ آیا کہ کیوں لوگ مامون کی بات کا انکار نہیں کرتے،لوگ آپ کی بات کیوں مان لیتے ہیں"وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ بھی مسکرایا"پتہ نہیں۔۔میں اپنے قول کے بارے میں بہت محتاط رہتا ہوں"

رابیل نے اسے گھورا تھا"مجھ سے زیادہ بہتر کوئی نہیں جانتا"

اور وہ ہنس دیا۔اسے یاد تھا کہ اس نے کیسے رابیل سے اقرار کروایا تھا کہ اس نے مامون کو اس کی خامیوں سمیت قبول کیا ہے اور بعد میں اس کے الفاظ اسی پر الٹ پڑے تھے۔

"آپ کو اپنے نانا سے بہت محبت تھی؟"اس نے دوبارہ سر جھکا دیا۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا"بہت۔۔بہت زیادہ۔۔وہ میرے باپ تھے نانا تھے دوست تھے ہمراز ہمسفر اور بھائی تھے۔۔وہ سب کچھ تھے،میں آج جو بھی ہوں انہی کی وجہ سے ہوں،اگر وہ زندہ ہوتے تو سب یہی کہتے کہ مامون اپنے نانا ہارون بیگ کی کاپی ہے"اور ہنس دیا۔

وہ بھی مسکرائی تھی۔پھر سانس خارج کی"آپ کا کام ہو گیا؟"

"جی۔۔مگر ادھر میرا کام خراب ہو گیا"اور رابیل کو گھورا۔وہ مسکرا دی اور شانے اچکائے"آپ نے بھی دھڑلے سے قبول ہے کہا تھا،بھگتیں اب"

وہ بھی ہنس دیا"ناٹ بیڈ"وہ بھی اسی کے الفاظ اس پر پلٹ رہی تھی۔

"کچھ کھائیں گی،ویسے تو میرا دماغ کھا کر پیٹ بھر گیا ہو گا،لیکن پھر بھی"اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا۔

رابیل نے اسے گھورا اور اس کے بازو پر چپت رسید کی"جائیں۔۔کچھ اچھا سا لے کر آئیں میرے لیے"وہ اسے حکم دے رہی تھی"اتنی باتیں کرتے ہیں،اف!"اور سر نفی میں ہلایا

وہ کھڑا ہوا اور مسکرایا،سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا"جی ملکہ۔۔میں آپ کا ملازم ہوں"

وہ مسکرائی "آپ کے پاس میری خدمت کے علاوہ کوئی کام نہیں ہونا چاہیئے" وہ اسی انداز میں بولی تھی

اس نے پھر سر کو خم دیا" بالکل۔۔ فیکٹری میرے فرشتے چلالیں گے۔۔ میں تو بس آپ کے چکر اور کبھی آپ کا سر درد ہینڈل کرنے کے لیے ہوں" اور مسکرادیا

رابیل نے اسے آنکھیں دکھائیں اور وہ مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ باہر بارش ابھی بھی ہو رہی تھی، آسمان مگر سیاہ تھا۔

عشاء کے بعد ان کی عادت تھی کہ وہ سونے سے پہلے سنینا کو ضرور دیکھتے تھے۔ وہ سو رہی ہوتی تھی تو وہ خاموشی سے چلے جاتے تھے اور اگر وہ جاگ رہی ہوتی تو دونوں باپ بیٹی میں لمبی بات چلتی تھی۔ سنینا کے کمرے کی بتی جل رہی تھی۔ وہ نماز پڑھ کر آئے اور آتے ہی کچن کا دروازہ بند کیا اور پھر اس کے کمرے کی طرف بڑھے۔ دروازے پر انگلی کی ہڈی سے دستک دی

"نین۔۔"

کوئی جواب نہیں۔ انھوں نے دروازے پر پھر سے دستک دی

"نینا۔۔ سو گئی ہو بیٹے؟"

مگر جواب ندارد۔ انھوں نے دروازے کا ناب گھمایا اور دروازہ دھیرے سے کھل گیا۔ کمرے کی جلتی بتی میں سنینا اپنے سٹڈی ٹیبل پر بازو پھیلائے دایاں گال میز کی سطح پر رکھے سو رہی تھی۔ لکھتے لکھتے

شاید وہ تھک گئی تھی اور پھر وہیں میز پر سر رکھے سو گئی۔ایک طرف کینوس پر تازہ پینٹنگ تھی جیسے ابھی کچھ لمحے پہلے ہی پینٹ کی گئی ہو۔رنگ ابھی بھی زمین پر بکھرے تھے۔انھوں نے دھیرے سے اس کے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر اندر آئے۔کارپیٹ پر چلتے کینوس تک آئے اور آتے ہی اس کے رنگ، پینٹ برش اور پیلٹ پاس پڑے کارٹن میں ڈالے۔پھر سٹڈی ٹیبل کی طرف بڑھے۔اس کے سامنے ایک ڈائری کھلی تھی جس پر قلم پڑا تھا۔وہ بڑے مزے سے سو رہی تھی، ہاتھوں پر رنگ لگا تھا، بالوں کی لٹیں گال اور گردن کو چھوتی ہوئیں جیسے وہ مصروف تھی مگر نیند زیادہ عزیز تھی۔وہ مسکرائے اور اس کی ڈائری پکڑ لی۔ قلم ایک طرف رکھا اور اس کی لکھی تحریر پڑھنے لگے۔یہ ابھی کچھ دیر پہلے کی تھی

"مجھے لگتا تھا کہ اللہ ان کو ملتا ہے جو سب کچھ اس کے لیے چھوڑتے جاتے ہیں۔یہ چھوڑ دو، وہ چھوڑ دو۔وہ جو ڈراموں میں دکھاتے تھے نامانگ سے بزرگ سے داڑھی والے انکل مجھے لگتا تھا کہ اللہ ان کو ملتا ہے۔مجھے لگتا تھا کہ وہ اللہ کو بہت زیادہ جانتے ہیں کیونکہ وہ اتنے ہمبل سے ہوتے تھے اور ہر وقت اللہ کی باتیں کرتے تھے مگر نہیں۔۔جیسے جیسے میں نے شعور کی سیڑھیاں پار کیں، جیسے جیسے بابا کی باتیں سمجھ آنا شروع ہوئیں تو مجھے پتہ چلا کہ اللہ تو سوٹڈ بوٹڈ ہنڈسم سے انٹرپینور کو بھی مل سکتا ہے، اللہ تو سارا دن سرجری کرنے والے ڈاکٹر کو بھی مل سکتا ہے اور اللہ تو ایک ہاؤس وائف کو بھی

مل سکتا ہے۔۔اللہ تو شہباز حسین کی لاڈلی بیٹی سنینا کو بھی مل سکتا ہے" وہ اس کی باتیں پڑھتے دھیرے سے ہنس دیے

"اللہ ہر اس بندے کو ملتا ہے جو اسے تلاش کرتا ہے۔درگاہوں درباروں پر لٹے پٹے حال میں بیٹھ جانے سے، دنیا کو رد کر دینے اور اپنی ذات کو خاک کرنے سے اللہ نہیں ملتا اور تو اور انسان اپنی پہچان بھی کھو دیتا ہے۔جس کو اپنی پہچان نہیں اس کو خدا کی پہچان بھی نہیں ہے۔اللہ اس کو ملتا ہے جو ہر وقت حرکت میں رہتا ہے، تلاش کرتا رہتا ہے، جو خدا کو ڈھونڈنے میں خود کو نہیں کھوتا۔میں نے اکثر سنا تھا کہ فلاں کو اللہ سے عشق ہے۔فلاں اللہ کے عشق کی تلاش میں نکل گیا، فلاں نے فلاں گاؤں فلاں جنگل کا رخ کیا مگر اس نے غلط کیا۔عشق میرے نزدیک کانسیپٹ ہی غلط ہے۔اللہ سے تو محبت ہوتی ہے۔پہلے دماغ سمت دکھاتا ہے اور پھر دل اس پر عمل کرتا ہے۔

عاشق عشق میں ہوش کھو دیتا ہے۔اسے ہر سو اپنا محبوب ہی نظر آتا ہے۔وہ اپنے موجود کی نفی کرتے ہوئے ہر وقت اپنے محبوب کو سراہتا ہے جبکہ محبت آپ کو پہچان عطا کرتی ہے۔محبت آپ کو خودداری اور خود مختاری عطا کرتی ہے۔یہ آپ کو پہچان عطا کرتی ہے اور ایک بار آپ کو پہچان عطا ہو جائے تو مخلوق خالق کو پہچانتی ہے۔بندہ جاننے لگتا ہے اور اسے اپنی قدر ہوتی ہے۔اسے خود سے محبت ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اپنے خالق کی سب سے محبوب مخلوق ہے۔جو لوگ اپنی پہچان کھو بیٹھتے ہیں اپنے ٹیلنٹ اپنی صلاحیتوں کو انڈر ایسٹیمیٹ کرتے ہیں وہ دراصل اپنی ہی ذات کی

تسخیر کرتے ہیں۔جو اپنی ذات کی تسخیر کرتے ہیں وہ کیا ہی خودی کی تشہیر کریں گے۔اللہ کی راہ میں خود کو خاک نہیں خاص کرتے ہیں"اور یہاں وہ رک گئی تھی۔شاید لکھتے لکھتے تھک گئی تھی اور پھر سر رکھ کر آرام کرنے بیٹھی اور سو گئی۔انھوں نے مسکرا کر ڈائری وہیں رکھی۔پاس ایک خاکی لفافہ پڑا تھا جس میں سے ایک اخبار باہر نکلا ہوا تھا۔لندن کا سب سے مشہور اخبار جس پر دو پینٹنگز کی تصاویر چھپی تھیں۔انھوں نے اخبار پکڑا، بھیجنے والے نے خاکی لفافے پر اپنا نام لکھا تھا

"عبدل۔۔"

انھوں نے انگریزی تحریر پڑھنا شروع کی۔وہاں پاکستان،لاہور سے تعلق رکھنے والی سنینا کا ذکر تھا جس کی پینٹنگ کو سراہا جا رہا تھا اور اسے اب تک کا سب سے خوبصورت شاہکار کہا جا رہا تھا۔کسی ایک سطر میں لکھا تھا کہ اسے دوبارہ آنے کی دعوت بھی دی گئی ہے اگر وہ قبول کر لے تو۔۔شہباز حسین نے گہری سانسیں لیتی لڑکی کو دیکھا جو کہ پر سکون سی تھی۔اس نے اپنے باپ سے اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔شاید کل کرے یا پھر کبھی مگر اب وہ اسے نہیں روکیں گے۔

انھوں نے اخبار وہیں رکھا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا

"نین۔۔"

اس کی پلکیں پھڑپھڑائیں اور دوسری بار اپنا نام سن کر وہ اٹھ گئی۔پھر اپنے باپ کو دیکھا اور پھر سٹڈی ٹیبل کو۔اس نے اپنی دائیں آنکھ ملی

"اوہ۔۔لگتا ہے میں سو گئی تھی"اس نے ڈائری بند کی اور پھر ہاتھ رکھ کر جمائی روکی۔

گردن اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا

"آپ کب آئے؟کیا میں بہت زیادہ سو گئی؟فجر ہو گئی کیا؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے بس انھیں دیکھ رہی تھی

وہ ہنس دیے"نہیں۔۔ابھی تو عشاء گزر رہی ہے۔۔تم بیڈ پر سو جاؤ۔۔شاید تم لکھتے لکھتے سو گئی تھی"

اس نے سر ہلایا اور پھر بیڈ کی طرف بڑھی۔تکیے پر سر رکھا اور لحاف اوڑھے سو گئی۔وہ واپس جانے والے تھے،ایک نظر اس کی نئی پینٹنگ پر ڈالی جس پر اس نے بھورے سفید رنگ کے بہت سے پہاڑ بنا رکھے تھے۔ان پہاڑوں پر بہت سے لوگ تھے مگر وہ سب زمین پر جھکے گوشت کھا رہے تھے۔شاید مردہ جانور تھے جس کا خون زمین پر لگا تھا۔درمیان میں ایک شخص کھڑا تھا جس نے گردن اٹھائی تھی اور وہ آسمان پر گول گول چکر لگاتے ان عقابوں کو دیکھ رہا تھا جو مردار نہیں کھا رہے تھے۔آسمان کو دیکھنے والے انسان اور آسمان کی سیر والے عقاب میں کچھ تو خاص تھا۔

وہ مسکرائے

"کرگھس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور"

اور پھر کمرے کی بتی بجھا کر چل دیے۔سٹڈی ٹیبل پر پڑا اخبار کے خاکی لفافے تلے پڑا خط خاموشی سے اندھیرا دیکھ رہا تھا جس پر انگریزی میں پتھروں کے شہر کا نام لکھا تھا

"Edinburgh"

سورج کی پہلی کرن نے زمین کو چھوا تھا اور پھر کئی کرنیں زمین پر پڑ تیں اسے روشن کرنے لگیں۔

اگر اس گھر میں جھانکیں جہاں گیراج میں دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔کچن سے باہر چھوٹی میز کے گرد کرسی پر زرار بیٹھا کال پر بات کر رہا تھا۔اس کی بیوی کچن میں کھڑی ایپرن پہنے اس کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی،اس کے بال جوڑے میں بند تھے،اس نے ہاف فرائڈ انڈہ پلیٹ میں نکالا،پتیلی سے چائے کپ میں انڈیلی اور پھر کپ اور پلیٹ پکڑے باہر کی طرف بڑھی۔دونوں چیزیں میز پر رکھیں اور پھر کرسی کھینچ کر ساتھ بیٹھ گئی۔وہ ابھی بھی فون پر بات کرتا رہا،اس نے ایک بریڈ پکڑا اور اس پر بٹر لگانا شروع کیا۔اس کی کال ختم ہوئی اور فون میز پر رکھ دیا۔سکرین اب سیاہ تھی،لڑکی نے بٹر والا بریڈ اس کی پلیٹ میں رکھا اور اس نے پکڑ کر دانتوں سے کاٹا اور چبانا شروع کیا۔وہ دوسرے بریڈ پر بھی بٹر لگانے لگی تھی مگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا

"اپنے لیے بھی ناشتہ بنا لیا کرو"اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا تھا

وہ مسکرائی"میں تمھارے لیے بناتی ہوں،خود بعد میں کروں گی"اور شانے اچکائے۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا"یعنی تم مجھے بس دیکھنے بیٹھتی ہو؟"وہ بچی ہوئی بریڈ چبا رہا تھا۔

تابندہ نے سر اثبات میں ہلایا"کہہ سکتے ہو"اور میز پر کہنی رکھے ہتھیلی تھوڑی تلے جمائے اسے دیکھنے لگی۔

زرار نے بریڈ سے تھوڑا سا انڈہ لگایا اور اس کے منہ کی طرف بڑھایا۔وہ مسکرائی اور منہ کھول لیا، پھر اس کا آگے کیا ہوا نوالہ کھا گئی۔

"ایک بات پوچھوں تابندہ؟"اس نے چائے کا کپ منہ سے لگایا تھا

"ہوں"وہ اپنا نوالہ چبا رہی تھی

"کم از کم دو سال ہو گئے ہیں"پھر ڈبل روٹی توڑی اور ساتھ انڈہ لگایا"میں نے تم سے کبھی نہیں پوچھا کہ وہ کون تھا جو تمھیں آگ میں چھوڑ گیا تھا؟وہ کون تھا جس کی وجہ سے ہم نے دو سال اتنا suffer کیا"پھر نوالہ منہ میں ڈال کر اسے دیکھا، چبایا"آئی مین۔۔اب تو تم مینٹلی سٹیبل ہو نا، وہ کون تھا تابندہ؟"وہ بڑی سادگی سے پوچھ رہا تھا۔

اس کی سبز سنہری آنکھوں میں یک دم خوف اور دہشت آ گئی،اس کے چہرے کی رنگت زرد پڑی اور زرار یہ سب دیکھ رہا تھا"کون؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں،آواز بہت مشکل سے آئی تھی

"کم آن تابندہ"وہ اپنی پتلیوں کو حرکت دیتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا"شہاب کون ہے؟وہ دکھنے میں کیسا ہے؟تم نے تو اسے دیکھ رکھا ہے نا"اور اس نے شانے اچکائے

تابندہ کا سانس جہاں تھا وہیں تھم گیا۔وہ بت بن گئی تھی،پتھر، بالکل ساکت۔۔اس کی پھٹی پھٹی آنکھیں زرار کو دیکھ رہی تھیں۔زرار اسی طرح بولتا رہا

"اب کوئی میرے گھر کی عورت پر وار کرے گا تو میں تالیاں بجا کر اس کی ہمت کو سراہنے سے تو رہا"

پھر پانی کا گلاس پکڑ کر ہونٹوں سے لگایا اور دو گھونٹ بھرے

"زرار۔۔"وہ یک دم سکتے سے جاگی تھی"تم اس سے دور رہو،وہ بہت برا ہے"

وہ مسکرایا"سویٹ ہارٹ! تمھیں ابھی میرا نہیں پتہ۔۔میں بھی بہت برا ہوں"

تابندہ آگے کو ہوئی اور اس کا ہاتھ تھام لیا"پلیز زرار۔۔"اس کا تنفس بڑھا تھا،ہاتھ ٹھنڈے تھے

"میرے لیے۔۔اس کے پیچھے مت جاؤ۔۔وہ تمھیں مجھ سے چھین لے گا"

اس کی آنکھیں میں تابندہ نے پہلی بار خون اترتا دیکھا تھا۔اس نے پہلی بار زرار کی سنجیدگی دیکھی تھی

"تمھارے گال پر اس کی انگلیوں کی نشان تھے،اس نے تمھیں ہاتھ بھی کیسے لگایا؟اس نے تمھاری ٹانگیں زخمی کیں،اس کی اتنی ہمت کیسے ہوئی؟کسی میں اتنی ہمت میں ہوئی کہ وہ میری محبت،میری بیوی،میرے گھر کی عورت پر نقب لگائے۔۔وہ مر بھی گیا تو میں اس کی قبر کھود کر حساب لوں گا۔۔میں اس کی وہ انگلیاں توڑ دوں گا جنھوں نے تمھیں درد دیا تھا،میں اس کو مار دوں گا کیونکہ اس نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی"وہ غرا رہا تھا اور تابندہ دھڑکتے دل اور ٹھنڈے پڑتے وجود سے اسے دیکھ رہی تھی

"زرار۔۔"اور وہ رونے لگی تھی"وہ بہت برا ہے"پھر آنسو پونچھے"میں تمھیں نہیں جانے دوں گی ۔۔میں تمھیں اس کے پیچھے نہیں جانے دوں گی"وہ سر نفی میں ہلا رہی تھی

زرار نے آنکھیں بند کر کے ضبط کیا "تابندہ۔۔" وہ بلند آواز میں پکارا تھا "میں اس کے پیچھے پڑ چکا ہوں اور اب مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔۔ خود میں بھی نہیں" اور پھر تابندہ کو دیکھا جو خاموش تھی مگر خوفزدہ بھی

"تم میرا ساتھ دے سکتی ہو تو ٹھیک ہے۔۔ ورنہ تم مجھے مت روکو" اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکالا تھا اور پھر پانی کا گلاس منہ کو لگا کر دو گھونٹ بھرے۔

وہ کھڑا ہوا تو تابندہ بھی ساتھ ہی کھڑی ہوئی۔ وہ مسکرایا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور اس کے بالوں پر بوسہ دیا "ٹیک کیئر۔۔ رات میں ملتے ہیں" اور اس سے جدا ہو گیا

تابندہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور عین اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی

"وہ تمھیں مجھ سے چھین لے گا۔۔ میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتی" وہ روتے ہوئے التجا کر رہی تھی

زرار نے سانس خارج کی اور ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کیے "مجھے ڈر کر بھاگنے والے ہیرو سے وہ ولن زیادہ پسند ہے جو اپنی محبوب عورت کے لیے دنیا کو آگ لگا دیتا ہے" اور پھر سے مسکرایا

"اللہ حافظ"

اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال کر وہاں سے چلا گیا۔ تابندہ اس کے پیچھے لپکی تھی

"زرار۔۔" وہ مڑا اور اسے دیکھا "شہاب کے پیچھے مت جاؤ"

وہ مسکرایا اور خاکے اچکائے "کون شہاب؟"

پھر گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔وہ مرے مرے قدموں سے گیٹ کھول رہی تھی،اس نے گاڑی باہر نکالی،اسے مسکرا کر دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔وہ اس کا سکون لے کر چلا گیا تھا اور وہ بس دیکھتی رہ گئی تھی۔وہ اس زرار کو نہیں جانتی تھی جس زرار کو دنیا جانتی تھی

رات نے ہر سو پر پھیلائے،دنیا کے رازوں پر اندھیرا اچھیرا اور ہر برائی پر پردے تان دیے۔زرار حیدر اپنی گاڑی میں تھا۔اس کے کان میں ایئر پوڈز لگے تھے اور وہ فون پر کسی کی لوکیشن ٹریس کر رہا تھا۔

اس کے کانوں میں معاذ کی آواز گونجی

"گھر سے نکل گیا ہے"

اور اس نے سر ہلایا"آل رائٹ۔۔رابطے میں رہنا"اور کہہ کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔

اس کی گاڑی سعد خان کے عالیشان بنگلے کی پچھلی طرف کھڑی تھی،سفید گاڑی اندھیرے میں دوسری سفید گاڑی کا پیچھا کر رہی تھی۔وہ سامنے دیکھتا گاڑی چلا رہا تھا،سٹیرنگ کے ساتھ فون ہولڈر میں اس کی سکرین چمک رہی تھی جس پر نقشہ نظر آ رہا تھا اور ایک سرخ رنگ کا نشان جو کہ اس کے آگے کچھ فاصلے پر تھا۔دونوں گاڑیاں آگے پیچھے تھیں،زرار محتاط سا تھا۔بنگلے سے نکلنے والے زنیر کی گاڑی سینٹورس مال کے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھی تھی،اس کی گاڑی کا پیچھا کرتے زرار کی آنکھوں میں ایک کشمکش ابھری تھی۔اس نے دوبارہ لوکیشن دیکھی اور پھر بولا

"وہ سینٹورس آیا ہے" اس کی آنکھیں کچھ فاصلے پر گاڑی سے نکلتے زنیر کی طرف تھیں جو کہ گاڑی کو لاک کر کے واپس آ رہا تھا۔

"مگر۔۔" پھر ایک خاموشی۔ پھر سے معاذ کی آواز گونجی "تم اس کے پیچھے جاؤ۔۔ جاؤ وہ آج ہی ملے گا" دوسری طرف سے معاذ کی آواز ابھری تھی

اس نے سر ہلایا اور فون ہولڈر سے اتار کر ہاتھ میں پکڑا۔ زنیر آگے آگے تھا اور زرار اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر۔

"اس کے باپ کو نہیں پتہ کہ اس کا بیٹا کہاں ہے" دوسری طرف سے آواز ابھری تھی

"یعنی وہ چھپ کر ملتا ہے۔۔ گڈ!" اور فون کی سکرین بجھا دی۔

اندر داخل ہونے کے بعد وہ ایلیویٹر پر چڑھتا پہلی منزل پر پہنچا۔ آگے بڑھتا زنیر آج کافی خوش لگ رہا تھا، چہرے پر اطمینان اور اس کی چال بڑی بے پرواہ سی تھی۔ زرار اس کے پیچھے ہی تھا۔ وہ ایک گارمنٹس کی دکان میں داخل ہوا اور شرٹس دیکھنے لگا، پھر وہاں سے نکلا اور فوڈ کورٹ کی طرف بڑھا۔ آئس کریم کے تین سکوپس آڈر کیے اور پھر سکرین سکرول کرنے لگا۔ زرار کی نظر زنیر پر ہی تھی جس کے چہرے پر بے زاری تھی، تجسس تھا اور نا جانے جلدی تھی، مگر جلدی کا کام تو شیطان کا ہوتا ہے نا، اسے اب انتظار کرنا تھا

"ہاں؟ شہاب آ گیا؟" دوسری طرف سے آواز ابھری تھی

"وہ سٹوپڈ سیر سپاٹے کرنے آیا ہے۔۔آئس کریم ٹھونس رہا ہے" زرار تپا بیٹھا غصہ معاذ پر اتار رہا تھا وہ ہنس دیا" بڑا مزہ آرہا ہے قسم سے۔۔اور تپو" اور پھر سے ہنسا" وہ بر گر بچہ ہے، تم سے ہینڈل نہیں ہو رہا تو میں تھوڑی ٹپس دوں؟"

زرار نے سانس خارج کی" تم میرا دماغ مت کھاؤ۔۔یہ نہ ہو ساری آگ تم پر برسا دوں" اور سر جھٹکا معاذ پھر سے ہنسا تھا" لالالالا۔۔۔" وہ اب کچھ گنگنا رہا تھا اور زرار کا منہ بنا ہوا تھا۔اس نے گردن موڑ کر پھر سے زنیر کو دیکھا، وہ اپنی گھڑی دیکھ رہا تھا۔پھر مسکرایا اور وہاں سے اٹھ گیا۔اس کا رخ تیسرے فلور کی طرف تھا۔ایلیویٹر پر کھڑے اوپر کو جاتے زنیر نے پھر سے گھڑی دیکھی تھی۔اوپر جاتے ہی اس نے ارد گرد دیکھا، وہ شاید کسی کو ڈھونڈ رہا تھا۔پھر دائیں جانب مڑ گیا، کچھ فاصلے پر کوئی کھڑا تھا۔اس نے سیاہ جینز پر سیاہ جیکٹ پہنی تھی۔اس کی جیکٹ شاید اوور سائز تھی، وہ قد کاٹھ میں لمبا تھا، سیاہ برانڈڈ جوگرز اور اس کے بال سیاہ تھے، چند پل بیتے اور اس نے ہڈی کی ٹوپی سر پر لے لی، چہرہ اطراف سے چھپ گیا۔وہ سیاہ بن کر آیا تھا، زرار اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا۔زنیر آگے بڑھا اور اس سے مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ میں دیا۔وہ مسکرا رہا تھا، اس سے بات کر رہا تھا اور وہ شخص بھی اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔اس کی دائیں کلائی میں سیاہ قمیتی گھڑی تھی۔زرار پاس ہی ایک بوتیک میں داخل ہوا اور گلاس وال سے انھیں دیکھتا رہا۔زنیر اس سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ مسلسل اپنا سر نفی میں ہلا رہا تھا۔پھر جانے لگا کہ زنیر سے کچھ کہا اور وہ

مڑا۔کچھ پل بیتے اور اس نے اپنی جینز کی جیب سے سیاہ فلیش ڈرائیو نکال کر اسے دی اور وہ مسکرا دیا۔ ایک آخری بار ہاتھ ملایا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔اس شخص نے ارد گرد دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ زرار جلدی سے بوتیک سے باہر نکلا تھا،وہ اس سے کچھ فاصلے پر مگر اس کے پیچھے تھا۔وہ لوگوں کو کراس کرتا آگے بڑھ رہا تھا،اس کا پیچھا کرتے زرار کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔اس کے کان میں معاذ کی آواز گونج رہی تھی

"وہ تمھیں ملا؟"

زرار کا تنفس بڑھا تھا،وہ شخص اس سے دور جا رہا تھا۔زرار تیز تیز قدم اٹھاتا اب بھاگ رہا تھا مگر راستے میں ایک کشادہ کندھوں اور بھاری جسامت والا آدمی اس سے ٹکرایا،اس شخص کے ہاتھ میں سلش تھا اور وہ اس نے زرار کے اوپر گرا دیا۔۔وہ ہڑبڑا گیا،ایک نظر اپنی شرٹ کو دیکھا اور ایک نظر دائیں طرف مگر اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔وہاں دائیں طرف وہ نہیں تھا۔۔سامنے کھڑا شخص اس سے معذرت کر رہا تھا مگر وہ بے بسی اور غصے میں کھڑا تھا۔اس نے اپنا دایاں ہاتھ بالوں میں سے گزارا اور جلدی سے اسی راستے کی طرف بھاگا جہاں ابھی وہ جا رہا تھا مگر بے سود۔وہ جا چکا تھا،وہ زرار کو پیچھے چھوڑ گیا تھا۔

"ڈیم اٹ"اس نے مکا بنا کر سامنے ہوا میں مارا اور غصے سے پیچھے مڑا۔اس نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے"نکل گیا"

اپنا دایاں ہاتھ منہ پر پھیرا،اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔آنکھیں گلابی اور اس نے مڑ کر پھر دیکھا۔وہاں اب کوئی سیاہ نہیں تھا۔دوسری طرف سے آواز گونجی

"ڈونٹ وری۔۔ہم پکڑ لیں گے"

اس نے سانس خارج کی،غصہ اس وقت بہت تھا مگر سامنے کوئی ایسا تھا ہی نہیں جس پر وہ غصہ اتار سکتا،وہ سامنے دیکھ رہا تھا مگر بات معاذ سے کر رہا تھا

"اس نے زنیر کو فلیش ڈرائیو دی ہے،اس پر نظر رکھنا"اس نے بے بسی سے معاذ کو حکم صادر کیا

"اوکے"دوسری طرف سے آواز گونجی اور

اس نے کانوں سے دونوں ایئر پوڈز اتارے اور جینز کی جیب میں رکھے۔ایک گہری سانس لی اور خود کو نارمل کیا۔صرف ایک چیز جو زرار نے دیکھی تھی وہ اس کے دائیں ہاتھ پر سیاہ نشان تھا۔

"J."

وہ اس کی سوچ سے زیادہ آگے تھا،وہ چالاک اور شاطر تھا۔۔انھیں لگا تھا کہ انھوں نے پہیلی کو صحیح ڈی کوڈ کیا ہے مگر نہیں۔۔

"Where the light shadows"

یہ جگہ کا پتہ نہیں دیتی تھی۔یہ وقت کا پتہ دیتی تھی،وہ وقت جہاں روشنی سایہ بنتی ہے۔۔یعنی مغرب کے بعد کا وقت اور وہ سمجھ رہے تھے کہ وہ جگہ جہاں روشنی سایہ بنتی ہے،یعنی

"مارگلہ ہلز"

مامون کچھ دیر پہلے ہی آفس سے آیا تھا،رابیل کے سیاہ بال کھلے تھے، جیسے وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی نہا کر نکلی ہے اور بال سوکھنے کے لیے کھلے چھوڑے ہیں۔مامون تولیے سے اپنے گیلے بال رگڑ رہا تھا،کاؤچ پر بیٹھی رابیل کے ہاتھ میں نیل پالش تھی اور اس نے مسکرا کر مامون کو دیکھا۔

"طبیعت کیسی ہے؟"وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا،اسے دیکھتا ہوا اور گیلے بالوں میں سے انگلیاں گزارتا ہوا۔

"ٹھیک ہے"اور سر اثبات میں ہلا کر نیل پالش کی سیاہ شیشی سامنے رکھ دی۔

مامون نے برش پکڑا اور اس کی طرف بڑھا۔پھر مسکرایا اور اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا

"میں آپ کے بال باندھ دوں؟"

رابیل نے پہلے مڑ کر اسے دیکھا،پھر ہنس دی۔مامون کی مسکراہٹ گہری ہوئی،وہ ذرا سا ترچھا ہو کر بیٹھ گئی"باندھ دیں"

اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے بالوں پر نرمی سے برش پھیرنے لگا۔سیاہ لمبے گھنے بال،مشرقی لڑکیوں کا سب سے حسین خواب!

"آپ کا دن کیسا گزرا؟"وہ اپنے ناخن دیکھ رہی تھی جن پر سیاہ نیل پینٹ تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سانس خارج کی "میں بس آپ کو سوچتا رہا۔۔بس نہیں چل رہا تھا سارا کچھ افیفہ کے سر پر پھینک کر آجاؤں مگر آپ کی دوست انتہائی پھوہڑ ہے "اور سر جھٹکا

رابیل ہنس دی "ایسے نہ کہیں۔۔میری اکلوتی سہیلی ہے"

اس نے گلا کھنکھارا "آپ آفس میں کیا کھاتی پیتی تھیں؟"

کچھ پل کی خاموشی "صرف کافی"

"کوئی میڈیسن؟ کبھی کوئی چیز آڈر کی ہو؟"اس نے برش کرتے اس کے بال دوسرے ہاتھ میں لیے تھے

"نہیں۔۔میں کوئی میڈیسن نہیں لیتی اور آفس میں کبھی کچھ آڈر نہیں کیا۔۔میں باہر ریسٹورنٹ میں یا زیادہ تر گھر آکر کھاتی ہوں"

مامون کچھ سوچ رہا تھا "جب میں آپ کو لینے آتا تھا تب آپ ریلیکس ہوتی تھیں، آپ کو نیند بھی آتی تھی اور آپ آکر ڈیڑھ ڈھائی گھنٹہ سو بھی جاتی تھیں۔اس کے بعد آپ ساری رات جاگتی تھیں اور آپ کو بے چینی ہوتی تھی۔۔ایم آئی رائٹ؟"اس نے تصدیق چاہی تھی

"یس۔۔"جواب مختصر

"آپ آفس سے نکلنے سے پہلے کیا کھاتی تھیں یا پیتی تھیں؟" لمبے بال اب اچھے سے برش ہو چکے تھے

"میں نکلنے سے پہلے کافی ہی پیتی ہوں۔۔وہ بھی کوئی گھنٹہ پہلے "اس نے اچھے سے یاد کر کر بتایا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوکے۔۔یعنی آپ کے آفس کی کافی چیک کرنی پڑے گی"

رابیل نے کندھے ڈھیلے چھوڑے "کل آپ میرے ساتھ آفس آئیں گے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "اونہوں۔۔بعد میں"

اس نے صرف سر ہلایا تھا۔وہ خاموش ہو گئی تھی۔

"آج پتہ کیا ہوا؟" وہ پھر سے بولنے لگا

"کیا؟" اس نے جھکا ہوا سر اٹھایا تھا

"آج میں اپنی گیلری سے ایک پکچر ڈھونڈ رہا تھا۔۔مجھے آپ کی وہ والی پکچر ملی جو آپ نے پہلی بار بھیجی تھی" مسکراہٹ گہری ہوئی

"کون سی؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"ایسے ہی، آپ نے رینڈم پکچر بھیجی تھی۔اس میں آپ نے بلیک اینڈ مسٹرڈ ٹراؤزر شرٹ پہنی تھی اور آپ کے بال کھلے تھے۔۔ایک طرف سے آپ نے آگے بھی کیے تھے اور نیچے بلیک سنیکرز تھے" اسے وہ تصویر ازبر تھی "آپ نے بلیک لینز نہیں لگائے تھے، آپ کی آئیز نیچرل براؤن تھیں"

رابیل ہنس دی "اللہ۔۔مجھ سے زیادہ تو آپ کو یاد ہے۔۔مجھے بھی دکھایئے گا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے سر اثبات میں ہلایا"شیور۔۔"پھر رکا توقف کیا"میں میوزک نہیں سنتا۔۔لیکن ایک دو گانے آدھے ادھورے سب کو آتے ہیں،مجھے بھی آتے تھے۔۔آپ کی وہ پکچر دیکھ کر میں اکثر گنگنایا کرتا تھا"

"کیا؟"رابیل نے مسکراتے ہوئے بھنویں بھینچ لیں

اس نے گلا کھنکھارا،پھر اس کے بالوں کے تین حصے کیے جیسے چٹیا بنانی ہو

"دیکھا ایک خواب تو یہ سلسلے ہوئے

دور تک نگاہ میں ہیں گل کھلے ہوئے

یہ گلا ہے آپ کی نگاہوں سے

پھول بھی ہوں درمیاں روفاصلے ہوئے

دیکھا ایک خواب تو یہ سلسلے ہوئے

لالالالالالا۔۔۔"

رابیل پھر سے ہنسی تھی اور ہنستی چلی گئی،وہ بھی مسکرایا تھا

"بہت اچھا گاتے ہیں۔۔اب میں آپ سے یہی سنا کروں گی"

وہ بھی ہنسا تھا"شیور"

اس کی ادھوری چٹیا پوری ہو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مامون کی نظر اس کی بالیوں پر پڑی، آخری بالی وہی تھی جو مامون نے اسے دی تھی۔۔

"آپ کے کان میں یہ بالیاں بہت پیاری لگ رہی ہیں"

وہ مسکرائی اور اپنے کان کی لو کو چھوا "یہ مجھے بابا نے سیکنڈ کلاس میں دی تھیں جب میری سیکنڈ پوزیشن آئی تھی" پھر دوسری بالی کو چھوا "یہ مجھے میری امی نے دی تھیں جب میرے میٹرک میں اچھے نمبر آئے تھے" پھر تیسری بالی کو چھوا "یہ مجھے نانی نے دی تھیں جب میرا یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہوا تھا" پھر آخری بالی کو چھوا "اور یہ مجھے میرے شوہر نے دی تھیں" اور ہاتھ گود میں گرا لیا۔

مامون کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی "آپ کے شوہر نے کیوں دیں؟"

"بس ایسے ہی۔۔ محبت کا اظہار، وہ جن سے محبت کرتے ہیں انھیں تحفے دیتے رہتے ہیں" اور مسکراہٹ گہری ہوئی

مامون کے ہاتھوں میں اس کی لمبی چٹیا تھی

"بڑا امیر شوہر ہے آپ کا تو۔۔ بڑے پیسے اڑاتا ہے" اس نے مذاقیہ انداز میں کہا تھا۔

رابیل ہنس دی "محبت کے آگے پیسہ نظر نہیں آتا"

مامون بھی ہنسا تھا "آئی لائک اٹ" اس کی چٹیا مکمل ہوئی تھی۔

یہ وہی عرش کا بھاگ تھا جس کی دعا اس کی ماں اور نانی نے دی تھی۔۔ کیا نہیں تھا؟

ڈنر کے وقت کھانے کی میز پر بیٹھے مامون نے کانٹے سے کباب آرا کی پلیٹ میں رکھا، پھر مسکرایا

“Anything else mam?”

وہ مسکرائی اور سر نفی میں ہلایا "نو"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا اور اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہوا۔ کچھ پل بیتے اور مینا نے گلا کھنکھارا

"تیمور آپ سب سے کچھ کہنا چاہتا ہے" اور مسکرائی

کانٹے پر لگا کباب منہ میں رکھتے تیمور کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ اس نے کوئی بات کہنی ہے،

اس کی بھنویں بھینچ گئیں اور اس نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھی مینو کو دیکھا "میں نے؟"

رامین نے سر اثبات میں ہلایا۔ تیمور نے سانس خارج کی اور شانے اچکائے "مجھے نہیں لگتا کہ میں نے

کچھ کہنا ہے" اور پانی کا گلاس منہ سے لگایا

مینا نے اسے کہنی ماری تھی مگر وہ تو ڈھیٹ تھا۔

سب کھانا چھوڑ کر انھیں دیکھ رہے تھے۔

"چلو مینا۔۔ شاباش، بتاؤ کیا بتانا تھا تیمور نے" مامون اپنی پلیٹ پر جھکا رامین سے مخاطب تھا۔

اس نے گلا کھنکھارا "وہ۔۔ آ۔۔ میں۔۔ دراصل۔۔ میں۔۔"

تیمور نے اسے منہ بسور کر گھورا اور سر جھٹکا "ڈرامے کروالو" یہ اس نے بس سوچا کہا نہیں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر وہ خود ہی بول پڑا "مینا سکاٹ لینڈ جا رہی ہے۔۔یونیورسٹی آف ایڈن برا، سکالرشپ پر ماسٹرز کرنے اور خوشی میں اس سے بولا نہیں جا رہا" اور کہہ کر سر جھٹکا۔

پھر پلیٹ پر جھکا اور چاول کا چمچ منہ میں بھر کر ڈالا اور چبانے لگا۔وہ واحد شخص تھا جو کھانا کھا رہا تھا، باقی سب بت بنے مینا کو اور مینا انھیں دیکھ رہی تھی۔عافی سے نظر رابیل تک گئی، پھر مامون تک اور پھر آراتک۔۔پھر ملیحہ پر اور وہ مسکرائی

"سرپرائز۔۔" مگر اسے خود سمجھ نہیں آیا کہ کیسے ری ایکٹ کرنا ہے

تیمور نے ایک نظر سب کو دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلایا "ہوش میں آجائیں سب، بم پھوٹ گیا ہے" اور چاولوں سے بھرا دوسرا چمچ منہ میں رکھا۔

"تم نے پہلے نہیں بتایا کہ تم نے سکالرشپ کے لیے اپلائی کیا ہے" رابیل کھانا چھوڑ کر اسے گھور رہی تھی

"ہاں تو اب بتا دیا نا" اور شانے اچکائے

رابیل سانس لے کر رہ گئی، مامون فقط مسکرایا "کب جا رہی ہو؟"

"کل۔۔" وہ جھٹ سے بولی

اور اب مامون کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔اس نے ہاتھ بڑھا کر کھیرا پکڑا اور دانتوں سے کاٹ کر چبایا

“As husband as wife”

اسے تیمور کی عادت تھی اور اب تیمور کی بیوی کی بھی عادت ہونے لگی تھی

"ہاں؟" مگر رابیل پر یہ حیرت اور شاک کا دوسرا حملہ تھا "کل؟" اور اس نے غصے سے اسے دیکھا

"تم ہوش میں تو ہو؟"

مینا ہنس دی اور کرسی ذرا سی پیچھے دھکیلی، تیمور کی طرف جھکی "بات بگڑ گئی ہے۔۔ سنبھال لینا" اور خود اٹھ کر اندر بھاگ گئی

رابیل نے تیمور کو دیکھتے سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلایا۔ تیمور بس مسکرا کر رہ گیا۔۔

یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک گھر میں کچن کے باہر میز کے گرد دو نفوس بیٹھے تھے۔ان دونوں کے درمیاں خاموشی تھی، تابندہ نے آج اپنے شوہر کا پسندیدہ کھانا بنایا تھا۔اسے کھانے میں سرخ لوبیہ بہت پسند تھا اور اس نے آج وہی بنایا تھا۔اس نے دوسری تازہ روٹی اس کی پلیٹ میں رکھی اور پھر اسے غور سے دیکھا جو خاموش سا کھانا کھا رہا تھا

"دن کیسا رہا تمھارا؟" بات تابندہ نے شروع کی تھی

"اچھا تھا" اس نے سر اثبات میں ہلایا اور دوسرا نوالہ منہ میں رکھا۔

پھر کچھ یاد آنے پر بولا "ارے ہاں۔۔وہ تم نے مجھے بکس لکھ کر دی تھیں نا، میں وہ لے آیا ہوں" پھر اسے دیکھا جو متوجہ سی اسے سن رہی تھی "سٹڈی ٹیبل پر ہیں، دیکھ لینا" اور دوبارہ سر جھکا کر کھانے کی طرف متوجہ ہوا

تابندہ نے سیلڈ کی پلیٹ اس کی طرف بڑھائی "میں سی ایس ایس نہیں کرنا چاہتی۔۔میں ایسے ہی خوش ہوں"

اور نوالہ توڑ کر سالن ساتھ لگایا

زرار نے ایک نظر اسے دیکھا، پھر سر اثبات میں ہلایا

"Ok.. it's your choice"

نوالہ منہ میں رکھا اور چبایا۔تابندہ نے نوالہ نگلتی اسے دیکھا تھا، پھر گلا کھنکھارا "تم۔۔صبح مذاق کر رہے تھے نا؟" وہ کھانا چھوڑ کر اب اس سے بات کر رہی تھی

زرار نے سر اٹھائے بغیر سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔میں بہت کم مذاق کرتا ہوں اور ایسے مذاق تو بالکل بھی نہیں" پانی کا گلاس منہ کو لگایا اور اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھری تھیں۔اس نے اپنی پلیٹ کی طرف دیکھا مگر کھانا نہیں کھایا، پھر کانپتی آواز میں بولی

"زرار۔۔تمھیں میرا ذرا خیال نہیں ہے؟"

اس نے سانس خارج کی اور کریم پڈنگ کا ٹرے اپنی طرف سرکایا"اس کا جواب تمھیں پتہ ہے"اور چمچ سے تھوڑی سے پڈنگ توڑ کر پلیٹ میں رکھی

تابندہ نے بے بسی سے اسے دیکھا، پھر بولی تو صرف اتنا ہی

"تم میری خاطر یہ سب نہیں چھوڑ سکتے؟"اس کی آواز ابھی بھی کانپ رہی تھی

زرار نے سنجیدگی سے اسے دیکھا"مجھے بلیک میل مت کرو۔۔میں بلیک میل نہیں ہوتا اور پھر تمھیں یہ بات بری لگے گی"اور کہہ کر پڈنگ کا چمچ منہ میں رکھا

تابندہ نے اسے گھورا اور پھر ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی، وہ اندر جانے والی تھی، ایک قدم بڑھایا اور زرار نے اس کی کلائی تھام لی

"بیٹھو۔۔کھانا کھاؤ"وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

اس کی گرفت مضبوط تھی، وہ اپنا ہاتھ نہیں چھڑا پا رہی تھی۔

"میرا ہاتھ چھوڑو زرار"اس نے غصے سے کہا تھا اور وہ کھڑا ہو گیا۔پھر اسکی سرخ نم آنکھوں کو دیکھا

"نہیں چھوڑ سکتا۔۔کھانا کھاؤ"اس نے اپنا بازو اس کے کندھے کے گرد حمائل کیا اور کرسی پیچھے کی۔وہ مڑی اور گردن اٹھا کر زرار کو دیکھا"وہ تمھیں مجھ سے چھین لے گا، میں تمھیں کھونا نہیں چاہتی"وہ روتے ہوئے اسے کہہ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زرار بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہ گیا، اپنی پسندیدہ عورت کو اس کی مرضی کے خلاف کوئی بات سمجھانا اس دنیا کا سب سے مشکل کام ہے اور وہ اس وقت یہ مشکل کام کرنے کا رسک افورڈ کر چکا تھا

"تابندہ۔۔" اس نے تابندہ کے آنسو صاف کیے "اچھا ٹھیک ہے۔۔ بیٹھو، کھانا کھاؤ۔۔ پھر بات کرتے ہیں" مگر وہ ماننے والوں میں سے نہیں تھی

اس نے سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔ تم پہلے مجھ سے وعدہ کرو تم شہاب کے پیچھے نہیں جاؤ گے" اس نے زرار کا بازو تھاما اور اپنی بات دہرائی "وعدہ کرو مجھ سے۔۔ تم اس کے پیچھے نہیں جاؤ گے نا؟"

زرار نے روتی ہوئی سبز سنہری آنکھوں میں دیکھا تھا

"میں اس وقت ہیرو بنا تھا جب ساری دنیا مجھے ولن بنانے کے درپر تھی۔۔ اب میں اپنی مرضی سے ولن بنوں گا، میں اپنی مرضی کا مالک ہوں" اور کہہ کر رکا نہیں وہاں سے چلا گیا۔ ٹھک سے کمرے کا دروازہ بند کیا، تابندہ نے روتے ہوئے کھانے کو دیکھا تھا۔ آج سے پہلے ایسا ڈنر نہیں کبھی نہیں ہوا تھا۔

رامین تیمور کے ساتھ اپنے گھر بتانے گئی تھی۔ وہاں رد عمل یہاں کے رد عمل سے زیادہ شدید تھا۔ واپسی پر وہ دونوں آئس کریم کھانے رکے تھے۔ گیارہ بجے کے قریب وقت تھا اور دونوں پیچھے گاڑی کی ڈگی پر چڑھ کر بیٹھے تھے۔ مینا کے ہاتھ میں دو آئس کریم کونز تھیں اور تیمور کے ہاتھ میں ایک، وہ مسلسل ٹانگیں ہلا رہی تھی اور وہ اسے روک روک کر بھی تھک گیا تھا۔

"تم میرے بغیر رہ لوگے ؟"اس نے کون پر لگی کریم زبان سے چاٹی تھی

تیمور نے آنکھیں ترچھی کر کے اس دیکھا"بڑی جلدی خیال آگیا ہے"

مینا ہنس دی اور پھر سر ہلایا"آئی نو ڈیٹ۔۔ہمارا کام ہو گیا پھر میں سکون سے ماسٹرز کروں گی اور پھر آ جاؤں گی۔۔تب تک تم سکون میں رہنا"اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپکی دی تھی

اس نے صرف سر ہلایا تھا۔مینا نے اس کا منہ اپنی طرف موڑا

"تم نے میری تعریف نہیں کی ؟"وہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھ رہی تھی

اس نے اسے گھورا، پھر پوری آنکھیں کھل گئیں"اچھے لگ رہے ہیں"

اس کے بال کندھوں سے نیچے تک تھے، تیمور کو لمبے بال اچھے لگتے تھے اور اس کے بال جب بھی بڑے ہوتے تھے وہ کٹوا آتی تھی۔اب کی بار نہیں کٹوا کر آئی تھی۔

"آئندہ میں چھوٹے بال رکھوں گی"اس نے منہ بسور کر سامنے دیکھا تھا

"کیوں ؟"تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا

"کیونکہ تم میری تعریف نہیں کرتے"اس نے گردن موڑی اور خفگی سے اسے دیکھا

وہ مسکرا دیا۔

رامین نے کون کا بسکٹ کاٹا اور چبایا "چوزو۔۔اگر کبھی مجھے کچھ ہو گیا۔۔یا کسی نے مجھے ہرٹ کیا تو کیا تم بھی زرار بھائی کی طرح اس کی اگلی پچھلی نسل کو ہلا کر رکھ دو گے؟"اس نے آنکھوں میں چمک لیے اس سے پوچھا تھا

وہ ہنس دیا "تم اپنا حساب خود ہی کلیئر کر لو گی۔۔میرے تک بات ہی نہیں آنے دو گی"

اور مینا نے بھی سر ہلایا تھا۔وہ یہ جواب نہیں سننا چاہتی تھی مگر تیمور بہت کم اظہار کرتا تھا۔وہ اپنے عمل سے اس سے محبت جتاتا تھا مگر وہ زبانی اقرار بھی چاہتی تھی۔اس نے فقط تیمور کو مسکرا کر دیکھا۔ اس کی دوسری کون بھی ختم ہونے کو تھی۔دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔۔مینو نے گلا کھنکھارا

"تمھیں تو میں اچھی نہیں لگتی تھی؟"اس کی ٹانگیں پھر سے ہل رہی تھیں

تیمور نے دونوں ابرو اٹھائیں،اسے دیکھا "ہاں تو میں نے کب کہا کہ تم مجھے اچھی لگتی ہو؟"بے پرواہی سے شانے اچکائے

"یعنی میں تمھیں اچھی نہیں لگتی؟"وہ جھٹ سے بولی تھی

وہ ہنس دیا "میں نے یہ بھی نہیں کہا مینو"

اس نے ایک زوردار مکا اس کے بازو پر رسید کیا اور ڈگی سے اتر گئی

"تم نے تو کہا تھا تم میرے بغیر نہیں رہ سکتے"وہ بلند آواز میں بولی تھی،ایسے جیسے لڑ رہی ہو

"کب؟" وہ گاڑی پر ہی بیٹھا رہا

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "جب میں رو رہی تھی"

وہ ہنس دیا اور گاڑی سے اترا "وہ تو تمھیں چپ کرانے کے لیے کہا تھا" اور شانے اچکائے "اور تم چپ ہو گئی"

اس کا پورا منہ کھل گیا "مطلب۔۔ تم میرے بغیر اچھا خاصا رہ سکتے ہو" اسے جیسے نیا صدمہ پہنچا تھا

اس نے سر اثبات میں ہلایا "مجھے کسی کی اتنی جلدی عادت نہیں ہوتی۔۔ عادت ہوتی تو اپنے باپ کا گھر اتنی آسانی سے نہ چھوڑتا" وہ بے پرواہ تھا۔ اس کا انداز اس نے الفاظ اس کے تاثرات سب بے پرواہ تھے۔

مینا نے سر اثبات میں ہلایا "اب تم دیکھنا" اس نے چٹکی بجا کر انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا "جتنی جلدی ہو سکے میں پھر سے تمھارے سر پر آ کر بیٹھوں گی"

وہ فقط مسکرایا تھا، آج اس کا دل کچھ اور کہہ رہا تھا اور زبان کچھ اور اور یہ اس کے ساتھ پہلی بار ہو رہا تھا یا شاید اسے محسوس پہلی بار ہو رہا تھا۔

اس نے گلا کھنکھارا "زرار بھائی شہاب کے پیچھے گئے تھے نا؟"

تیمور نے سانس خارج کی "نکل گیا۔۔ وہ ہم سے زیادہ ہوشیار اور محتاط ہے۔ کوئی بات نہیں پھر سہی" اور شانے اچکائے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مینا نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ پھر اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی "میں پتھروں کے شہر جا رہی ہوں" پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا، یہ وہ تھوڑی دیر پہلے والی مینا نہیں تھی "وہاں تم نہیں ہو گے "اور تھوک نگلا۔

وہ جو سر جھکائے زمین پر پیر رگڑ رہا تھا ایک لمحے کے لیے رکا، اپنے ساتھ کھڑی رامین کو دیکھا "میں نے تمھیں کہا ہے مینو "پھر توقف کیا۔ اس کی آنکھوں میں جھانکا "مت جاؤ، مجھے اچھی فیلنگ نہیں آ رہی"

رامین نے سانس خارج کی "چوزو تھوڑا سا کام ہے، میرے ساتھ اور بھی تو لوگ ہیں نا۔۔ تم ایسے ہی گھبرا رہے ہو۔۔ مجھے یہ کرنا ہے، اگر اس جگہ پر تابندہ ہو سکتی ہے تو کل کو کوئی عورت بھی ہو سکتی ہے، اس لیے۔۔ اب یا کبھی نہیں "اور سر جھٹکا

اس نے سر ہلایا اور اس کا ہاتھ تھاما "تم مجھ سے وعدہ کرو۔۔ وعدہ کرو تم کبھی بھی کسی بھی وقت مشکل میں ہوئی یا تمھیں لگے کہ اب کچھ ٹھیک نہیں ہے یا کچھ بھی "سرمئی چمکتی آنکھوں میں آج اداسی تھی مگر محبت۔۔ محبت کئی گنا تھی۔۔ ہاں وہی محبت تو مینا کی سیاہ آنکھوں نے پہلی بار دیکھی تھی

"تم مجھے پکارو گی۔۔ اللہ کے بعد تم تیمور کو پکارو گی اور میں آؤں گا۔۔ میں دنیا کے دوسرے کونے میں بھی ہوا نا تو میں تمھارے لیے سب چھوڑ کر آؤں گا۔۔ وعدہ کرو تم مجھے پکارو گی"

وقت نے یہ لمحہ قید کیا تھا۔رات کی تاریکی میں ان کی آنکھوں میں روشنی جھلکتی ایک نئی داستان لکھنے جارہی تھی۔اس خاموشی میں صرف ان کے دل دھڑکنے کی آواز پیدا کررہے تھے اور دھڑکن ایک نئی کہانی رقم کررہی تھی۔۔وہ کہانی جو منظر عام پر آنے کو بے تاب تھی

"وعدہ۔۔"اس نے تیمور کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا"وعدہ رہا۔۔میں اللہ کے بعد تیمور کو پکاروں گی۔۔تم آؤ گے نا؟"

وہ مسکرایا،ایسا مسکرانا مینا نہیں کبھی نہیں دیکھا تھا۔اس کی آنکھیں نم تھیں۔۔

"تمھارے لیے۔۔ہمیشہ"

پھر اس کے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھا،ایک تحفظ ایک امان ایک پناہ کا احساس تھا جو رامین نے محسوس کیا تھا

"تیمور رامین کے لیے کہیں بھی آئے گا۔۔ہمیشہ آئے گا"

اور دونوں مسکرائے تھے۔۔وہ کہتے نہیں تھے مگر ان میں کچھ تو تھا جو اس دنیا کا نہیں تھا۔۔اس کا تعلق دوسری دنیا سے تھا

“Twin flames”

آج کی رات گئی اور کل نئی کہانی شروع ہونے کو تھی،زندان کے قیدیوں کی کہانی!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر8

شکار کون؟شکاری کون؟

رات نے ہر سو پر پھیلائے،تاریکی نے اپنا قبضہ جمایا اور دنیا کے رازوں پر پردہ ڈال دیا۔آج کی رات پچھلی راتوں سے ٹھنڈی تھی۔شاید کچھ دیر پہلے بارش ہوئی تھی۔کھڑکی بند تھی مگر اس کے سامنے سے پردے ہٹے تھے۔آج پھر وہ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا اپنی ڈائری پر قلم رگڑ رہا تھا،آنکھیں رت جگے کی وجہ سے گلابی ہو رہی تھیں اور بال بکھرے تھے۔۔

جب

میں نے تم کو دیکھا تھا

کھویا کھویا رہتا تھا

دن بھی کھوئے کھوئے تھے

راتوں کو جاگا کرتا تھا

تب

میں نے یہ جانا تھا یار!

پیار ہمیں بھی ہو سکتا ہے

ہاں بالکل سچ میں ہو سکتا ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کوئی میرا اپنا ہو سکتا ہے

مگر

یہ بات تو تب کی ہے

جب میں نے تم کو دیکھا تھا

تم باتیں اچھی کرتی تھی

پھر کیوں چپ چپ رہتی تھی؟

ناز نخرے رنگ اور خواب

یہ باتیں تم پر جچتی تھیں

پھر

اک دن یوں ہوا

میں خواب دیکھتے سو گیا

اور سوتے سوتے کھو گیا

جب میں جاگا، پیچھے بھاگا

بخت نے مجھ کر چھوڑ دیا

زندگی نے روند دیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کاش

محبت سچ ہوتی

میرا وہ سب کچھ ہوتی

میرا بھی ایک گھر ہوتا

اور میرے گھر میں وہ ہوتی

مگر

زندگی تو سراب ہے

ایک ٹوٹا خواب ہے

میں جی لیتا تو مر جاتا

ادھورا اس کو کر جاتا

اس

اجڑے گھر میں کون رہے گا؟

ٹوٹے دل میں کون بسے گا؟

میری راہیں کون تکے گا؟

میرے جیسا کون جیے گا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور یہاں اس نے قلم کی نوک کاغذ پر زور سے دبا کر لکھائی روک دی۔ پیچھے کو ٹیک لگائے نظروں سے اپنا لکھا پڑھا۔ وہ اچھا لکھتا تھا، کم از کم وہ ایسا سوچتا تھا۔ اس کے پاس الفاظ ہی تو تھے اور وہ ان میں ماہر تھا۔ پھر آگے کو ہوا اور اپنا نام تحریر کیا

"شہریار"

کچھ پل اپنے نام کو دیکھتا رہا۔ پھر تھوک نگلا اور ڈائری بند کر دی۔ گردن موڑی اور دائیں طرف بنی کھڑکی سے سیاہ مگر روشن شہر دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔

دو ہفتہ قبل:

منظر تھا کمرے کا جہاں چار نفوس بیٹھے تھے۔ بیسمنٹ باقی گھر کی نسبت ٹھنڈی تھی، صاف ستھرا فرش، سامنے والی دیوار پر ایک بڑا سا سبز سافٹ بورڈ لگا تھا جس پر کئی کاغذات لگے ہوئے تھے۔ ایک بڑی سی میز دیوار کے ساتھ لگی تھی جس پر دو بڑی سکرینز تھیں، ان کے کی بورڈ خاموش اور وہ خود سیاہ تھیں۔ درمیان میں ایک چوکور میز پڑی تھی جس پر بہت سے کاغذات تھے اور وہ چاروں اس میز کے گرد ہی بیٹھے تھے۔ مینا پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھی ان تینوں کو سن رہی تھی، اس کی باری آنے میں وقت تھا۔ زرار بڑی سنجیدگی سے معاذ سے مخاطب تھا

"تم۔۔ معاذ۔۔ سعد خان کے کافی بوائے بنو گے" اس نے اس کی طرف دیکھتے اشارہ کیا تھا

اس نے سانس خارج کی اور اپنے ساتھ بیٹھے تیمور کو دیکھا، پھر زرار کو "یہ ٹھیک ہے۔۔خود تو تم دونوں نے اپنی لولائف جی لی، میری ابھی شادی بھی نہیں ہوئی اور میری بیوی کو پتہ لگنے سے پہلے ہی اسے بیوہ کر رہے ہو" اور سر جھٹکا

زرار ہنس دیا، تیمور بھی مسکرایا تھا۔زرار مسکراہٹ دبائے معاذ سے مخاطب تھا "تم اچھی ایکٹنگ کرتے ہو۔۔دوسروں کو چٹکی بجاتے امپریس کر دیتے ہو۔۔یہ کام تمھیں ہی کرنا ہے تیمور کی محبوبہ"

مینا آگے کو ہوئی اور معاذ کو گھورا "اور میری سوتن"

وہاں بیٹھا تیمور ہنس دیا، وہ سب بھی مسکرائے تھے۔

"پلان کیا ہے؟" وہ سنجیدہ سا ہو کر بیٹھ گیا۔

"سعد خان کا ایک کافی بوائے ہے۔وہ پچھلے کئی سالوں سے اس کے ساتھ کام کر رہا ہے۔سعد خان دن میں تین مرتبہ کافی پیتا ہے، ایک صبح آفس جانے سے پہلے، دوسرا آفس میں اور تیسرا آفس سے آ کر رات میں۔۔وہ کافی کا عادی ہے اور اس کی کافی میں ایک خاص بات ہے۔وہ اپنی کافی میں ایک خاص قسم کی ڈرگ ایڈ کرتا ہے۔غیر قانونی طور پر باہر سے منگوا کر، اس کا مطلب ہوا وہ اس نشے کا عادی ہے۔اسے نشہ چاہیئے ہوتا ہے اور وہ اپنے کافی بوائے کو بھاری رقم دیتا ہے، اس کے کافی پینے کا وقت مقرر ہے۔ایک خاص وقت میں اسے کافی چاہیئے ہوتی ہے، کافی پیتے وقت وہ کسی کو اپنے آس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پاس نہیں رکھتا، یہ ڈرگ، یہ کافی اس کا موڈ بوسٹر ہے۔تم معاذ،اسے یہ کافی دو گے "ساری داستان سنا کر زرار خاموش ہوا

"تم معاذ اسے یہ کافی دو گے "معاذ نے اس کی نقل اتاری "جیسے وہ معاذ کے انتظار میں ہی ہے نا"اور اس نے سر جھٹکا

زرار مسکرایا"دنیا میں کیا ہے جسے خریدا نہیں جا سکتا۔۔اتنی ساری انفارمیشن ہمیں کون دے سکتا ہے؟"مسکراہٹ گہری ہوئی

معاذ نے آنکھیں پھاڑے زرار کو دیکھا"تم نے اس کے کافی بوائے کو خرید لیا؟"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا"پانچ گنا زیادہ رقم دی ہے، صرف ایک ہفتے کے لیے۔۔ایک ہفتے میں ہمیں اپنا کام کرنا ہے نہیں تو اگلے ہفتے وہ ہم سے دس گنا زیادہ رقم لے گا"اور شانے اچکائے "اور اگلا ہفتہ میں آنے ہی نہیں دوں گا"

"اوکے "معاذ نے سمجھ کر سر ہلایا"وہ مجھے اپنا کافی بوائے کیوں رکھے گا؟"

"کیونکہ پرانا کافی بوائے کہے گا کہ اس کی بیٹی کی سرجری ہے،رونی شکل بنائے گا اور سعد خان کے پاس تمھیں لے جائے گا"اس نے بے پرواہی سے بات ختم کی

"اور وہ مجھے رکھ لے گا، گریٹ!" اس نے طنز کیا تھا "وہ بندہ ایڈکٹڈ ہے، غیر قانونی طور پر نشہ استعمال کرتا ہے، اس نے ایک خاص کافی بوائے رکھا ہے اور وہ مجھے۔۔ باہر کے بندے کو رکھ لے گا" اس نے انگلی سے سینے پر دستک دی

زرار نے سانس خارج کی، پھر آگے کو ہوا "تم اس کا اعتماد جیتو گے۔۔ وہ تم سے جاتے ہی کچھ سوالات کرے گا اور تم ان کا سادگی سے جواب دو گے" اس نے شانے اچکائے

"اور کیا سوال ہوں گے؟" اس نے دائیں ابرو اٹھائی

"کچھ بھی ہو سکتے ہیں۔۔ پرسنل بھی" پھر بے پرواہی سے شانے اچکائے

"تو کیا پتہ میرے جوابات سے وہ مجھے فارغ کر دے" اس نے بھی شانے اچکائے اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"نہیں کرے گا۔۔ ہم تمھیں بتا کر بھیجیں گے کہ کیسے جواب دینا ہے" اب کہ تیمور بولا تھا

"پروفیشنل ایکٹر نہ بن جاؤں؟" اس نے آگے کو ہو کر سوال کیا تھا

"پروفیشنل نکمے تو تم ہو ہی" اور زرار نے طنز کیا پھر خود ہی ہنس دیا

اس نے سر جھٹکا "نان سینس!"

مینا نے گلا کھنکھارا اور آگے کو ہوئی

Clubb of Quality Content

"میں بتاتی ہوں آپ کو۔۔سوال کوئی بھی ہو،جواب کچھ بھی ہو،وائب میٹر کرتی ہے،اور ایفیکٹ کرتا ہے۔۔وہ آپ کو دیکھے گا،آبزرور کرے گا،سونگھے گا اور پھر اپنا پہلا امپریشن بنائے گا۔۔پہلا تاثر،پہلا تعارف"اور گلا کھنکھارا،پھر انگشت شہادت اٹھائی

"پہلا تاثر نظر بناتی ہے۔۔دماغ وہی دیکھے گا جو آنکھیں دکھائیں گی،وہی سوچے گا جو دیکھے گا۔۔سب سے پہلے وہ آپ کے جوتے نوٹ کرے گا اور آپ اچھے برانڈ کے جوتے پہن کر جائیں گے۔۔ویسے تو آپ کے جوتے صاف ہی ہوتے ہیں مگر پھر بھی۔۔نظر نیچے سے اوپر جائے گی نا"اور مسکرائی۔

معاذ متوجہ سا سن رہا تھا۔

"نمبر دو"دوسری انگلی اٹھائی"آپ ویل ڈریسڈ ہو کر جائیں گے۔۔ڈیسنٹ،ویسے تو آپ کو اس کی ضرورت نہیں۔آپ صاف ستھرے اور سلجھے ہوئے پہلے ہی ہیں۔کوشش کیجیئے گا سفید رنگ پہن کر جائیں"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا

"نمبر تین۔۔وہ آپ سے جو بھی پوچھے گھبرانا نہیں ہے،وہ بھی انسان ہی ہے۔اس سے ڈرنے کی یا خوف کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ڈر آپ کے گرداز جی کی دائرے کو کمزور بنا دے گا،خوف اور پریشر آپ کو کنفیوز کرے گا اور وہ محسوس کر لے گا کہ آپ کو اس کام کی ضرورت ہے یا آپ اتنے کانفیڈنٹ نہیں ہیں"

تیسری انگلی اٹھائی "آپ نے بے پرواہ رہنا ہے، سوال پوچھے تو خود کو آزاد رکھ کر جواب دینا ہے۔۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا وہ آپ کو نہیں رکھے گا، کوئی بات نہیں ہم اور پلان بنالیں گے۔اس کے پریشر میں نہیں آنا" اور اسے سنجیدگی سے دیکھا

"آپ نے سچ بولنا ہے۔اپنے بارے میں اپنے دوست کے بارے میں پرسنل لائف پروفیشنل لائف سچ ہی بولنا ہے، سچ کا اپنا اور اہے۔یہ آپ کو رہا کرے گا، ہاں جہاں لگے کہ نہیں یہاں بات گول کرنی ہے بے پرواہی سے گول کر دیں مگر اس کے پریشر میں نہیں آنا ہے۔۔وہ کچھ بھی نہیں کہتا، کہے گا تو ہم ہیں نا پیچھے" اور پھر مسکرائی

"آخری بات" مسکراہٹ گہری ہوئی

"جسٹ chill ۔۔مزہ آئے گا" وہ پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی

وہ مسکرایا اور سمجھ کر سر ہلایا۔زرار نے گلا کھنکھارا" سمجھ آ گیا ہو گا؟" پھر آگے کو ہوا" تم نے دیکھنا ہے کہ وہ کب کہاں کس سے کیسے ملتا ہے؟ آفس میں بھی تم ہو گے اور گھر میں بھی، اس کا سسٹم ہیک کر کے بس مجھے دے دینا، میں خود ہی دیکھ لوں گا" اور رکا، اسے گھورا" اس کا بیٹا آئے گا، لندن سے صرف شہاب سے ملنے۔۔تم نے اس کے بیٹے پر نظر رکھنی ہے۔۔وہ ہر دو مہینے بعد آتا ہے اور شہاب سے رابطے میں ہے مگر کسی سسٹم کے ذریعے نہیں۔۔ایک پرندے کے ذریعے اور اس پرندے کو ہم کبوتر کہتے ہیں" اور وہاں بیٹھے سبھی نفوس حیران ہوئے تھے، سوائے زرار کے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ تم اس کے بیٹے پر نظر رکھو گے تو پتہ چل جائے گا۔۔زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ اور وہ ہماری مٹھی میں ہو گا"اور خاموش ہو گیا

معاذ نے سامنے دیکھا، بائیں دیکھا اور پھر دائیں۔۔زرار اور تیمور کی چمکتی آنکھیں بیک وقت اسے امید سے دیکھ رہی تھی،اس نے سانس خارج کی اور سر ہلایا"اوکے۔۔تیار ہوں"اور شانے اچکائے زرار نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا"ٹھیک ہے"پھر دو کاغذات کے نیچے پڑی فائل نکالی،اسے کھولا اور ان کے سامنے رکھا

"اب غور سے سنو اور سمجھو"تینوں متوجہ ہو گئے"شہاب احمد کے دو بازو ہیں۔۔ایک کا نام ہے سعد خان لودھی اور دوسرے کا نام ہے بلال مرجان۔۔ہم نے جس آدمی کے ذریعے شہاب تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اس کا نام ہے سعد خان اور اس کے گرد گھیرا ڈالا ہے۔۔بلال مرجان کو ہم بعد میں ڈسکس کریں گے،اس کے لیے دوسرا پلان ہے۔۔ابھی میں جس آدمی کے بارے میں بتانے والا ہوں اس کا نام ہے منور راج"اور رک گیا،توقف کیا"سعد خان لودھی اور بلال مرجان سے پہلے منور راج وہ انسان تھا جو شہاب کے سب سے قریب رہا۔بالکل اسی طرح جیسے تیمور میرے قریب ہے یا معاذ تیمور کے مگر ابھی تمھیں یہ شخص جس کا نام منور راج ہے یہ کہیں نہیں ملے گا۔۔بہت سوں کا کہنا ہے کہ یہ مر گیا،بہت سے کہتے ہیں کہ شہاب نے اسے مار دیا مگر نہ یہ مرا ہے اور نہ اسے کسی نے مارا ہے۔۔یہ زندہ ہے اور کسی اور نام سے رہ رہا ہے"

"تمھیں کیسے پتہ؟" تیمور نے بیچ میں ہی ٹوکا تھا

زرار نے سر ہلایا جیسے ابھی بتاتا ہے۔ پھر بولنا شروع ہوا "اسامہ خالد کی وہ فائل جو تابندہ کی بہن سے مجھے ملی، اس میں منور راج کا ذکر کچھ خاص نہیں لکھا گیا۔ اس کا نام باقیوں کی نسبت کم آیا ہے یعنی وہ شہاب سے الگ ہو گیا ہے۔ دونوں کے درمیان شاید جھگڑا ہوا یا وہ ساتھ نہیں چل سکے تو وہ الگ ہو گیا لیکن نہیں پتہ کہ وہ کہاں ہے؟ آج سے چار سال پہلے کسی شخص نے شہاب احمد کے خلاف ایک آن لائن آرٹیکل لکھا تھا جس میں اس کی الف سے یے تک ہر بات بیان کی گئی تھی، وہ سب باتیں جو کسی کو بھی نہیں پتہ تھیں اور وہ آرٹیکل چھپنے کے ایک گھنٹے بعد ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا مگر ایک بار جو انٹرنیٹ کے جال میں آ گیا سو وہ آ گیا" اس نے ایک صفحہ آگے کیا "یہ ہے وہ آرٹیکل، اس آرٹیکل میں شہاب کے بارے میں کسی نے وہ باتیں لکھی ہیں جو اندر کے بندے کے علاوہ کوئی نہیں لکھ سکتا۔ یہ وہ باتیں ہیں جو وہی جانتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہو، یہ کوئی دوست نہیں کر سکتا، یہ کوئی دشمن بھی نہیں کر سکتا۔ یہ کوئی ایسا انسان ہے جو دوست رہ کر دشمن بنا ہو اور منور راج وہ پہلا اور آخری بندہ ہے جو شہاب کے ساتھ رہا اور اپنی مرضی سے الگ ہوا۔ اب یہ کہاں ہے کسی کو نہیں پتہ، یہ کیسا دکھتا ہے یا یہ کیا کرتا ہے کوئی نہیں جانتا" پھر توقف کیا "منور راج میں خاص بات یہ تھی کہ وہ کسی بڑی بیماری کا شکار تھا۔ شاید وہ اسی بیماری سے مر گیا ہو، شاید اسے شہاب نے مار دیا ہو۔ جس شخص نے آرٹیکل لکھا ہے اس نے اپنا نام نہیں لکھا مگر کہانا انٹرنیٹ کی دنیا ہے اور چند کیز دبنے کی دیر ہے، سب کھل کر

سامنے آتا ہے۔ جس شخص نے یہ آرٹیکل لکھا اس کے بارے میں کچھ معلومات نہیں ہیں۔ منور راج کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک مشہور آرٹسٹ تھا، ایک بہترین مجسمہ ساز۔۔ وہ صرف پانچ منٹ انسان کو آنکھ بھر کے دیکھ لے تو وہ ایسا شاہکار بنائے کہ ساری دنیا دیکھے مگر وہ کم ہی ایسے شاہکار بناتا تھا۔ اسے شہرت اچھی نہیں لگتی تھی، وہ خاموش اور چھپ کر رہنا چاہتا تھا، یہی وجہ ہے کہ بہت کم لوگ اسے شہاب کے نام سے منسوب کرتے یا جانتے ہیں۔۔ جس شخص نے یہ آرٹیکل لکھا ہے اس میں اور منور راج میں ایک بات عام تھی اور وہ یہ کہ ئے دونوں اچھے آبزرور تھے۔ ایک آرٹسٹ اور لکھاری دونوں اچھے آبزرور ہوں تو شاہکار تعمیر کرتے ہیں۔ سو ہمیں منور راج کو ڈھونڈنا تو اس آرٹسٹ یا لکھاری کو ڈھونڈنا ہے جس نے یہ آرٹیکل لکھا تھا"

"مگر ہم منور راج کو کیوں ڈھونڈ رہے ہیں؟" سوال مینا نے کیا تھا

"کیونکہ وہ شہاب کو حفظ کر چکا ہے۔ دوست سے زیادہ خبر دشمن رکھتا ہے اور وہ دوست رہ کر دشمن بنا ہے" اور توقف کیا

"وہ کہاں ہے؟" سوال معاذ نے کیا تھا

"چڑیا سارا دن سارا آسمان پھر لے پھر بھی لوٹتی گھر کو ہی ہے، انسان سارا زمانہ پھر لے واپس گھر ہی جاتا ہے، وہ بھی اپنے گھر ہے" زرار کی مسکراہٹ گہری پڑی

"کہاں؟" سوال تیمور نے کیا تھا

"ایڈن برا۔۔پتھروں کے شہر" پھر سانس خارج کی اور تیمور کو دیکھا "تم جاؤ گے یار امین بھابھی؟"

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، تیمور کی نظریں رامین سے ملی تھیں، پھر اس نے زرار کو دیکھا

"تم نے کہا تھا لندن جائیں گے"

وہ مسکرایا "ایڈن برا بھی میں ہی کہہ رہا ہوں۔۔۔تب رف ایسٹیمیشن تھی، اب تو پکا ہے"

رامین جھٹ سے بولی "میں جاؤں گی"

تیمور نے اسے گھورا "نہیں۔۔تم یہیں رہو۔۔میں جاؤں گا"

اس نے منہ بنایا اور زرار کو دیکھا "زرار بھائی۔۔میں جا رہی ہوں، یہ پہلے بھی مجھ سے جھگڑا کر چکا ہے ۔۔میں ہی جاؤں گی"

تیمور آگے کو ہوا "تم اکیلی جا کر کیا کرو گی؟ میں جاؤں گا، تم یہیں رہو"

رامین نے اسے دیکھا تک نہیں جیسے میں تو ڈھیٹ ہوں تم اپنا دیکھ لو

"اکیلا وہاں کوئی بھی نہیں ہو گا۔۔میرا بھائی وہیں ہے، دو اور لوگ بھی آپ کی مدد کریں گے۔۔لیکن مجھے بتا دو کون جائے گا" پھر پیچھے کو ہو گیا

تیمور نے زرار کو گھورا "میں جاؤں گا، میں اسے ڈھونڈ لوں گا"

"نہیں۔۔میں جاؤں گی، میں زیادہ جلدی ڈھونڈوں گی" اس نے تیمور کی بات کاٹ دی

"مینو۔۔" اس نے سختی سے اس کا نام لیا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں یونیورسٹی میں ایڈمیشن لوں گی نا، ہمارا کام کر کے پھر ماسٹرز کر لوں گی" اس نے مسکرا کر شانے اچکائے

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ تمھیں میں نے سمجھایا تھا نا۔۔" اس نے مینا کو آنکھیں دکھائی تھیں

اس نے زرار کو دیکھا "زرار بھائی۔۔"

زرار نے سانس خارج کی اور معاذ کو دیکھا "شادی مت کرنا، دل سے مشورہ دے رہا ہوں"

معاذ مسکرا دیا

اس نے تیمور کو دیکھا "یہاں دو دو لوگوں کو سنبھالنا ہے، بلال مرجان اور سعد خان، پھر اور مسائل بھی ہیں۔۔ یہاں کام لمبا ہے۔۔ وہاں ایک آدمی کو پکڑنا ہے اور تین لوگ ہوں گے۔۔۔ کام جلدی ہو جائے گا۔۔ انھیں جانے دو" اس نے رامین کی طرف دیکھا جس کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔۔ ان کے ساتھ ہی ہوں گے، میرا بھائی بھی وہیں ہے۔۔ تم ابھی رکے رہو، یہاں زیادہ مشکل ہے" زرار نے تیمور کو دیکھا جو کہ منہ بنائے بیٹھا تھا

رامین مسکرا دی۔ معاذ نے گلا کھنکھارا

"اور بلال مرجان؟"

موجودہ وقت:

یہ رات کے ساڑھے دس کا وقت تھا۔ معاذ اپنے فلیٹ واپس آ چکا تھا۔ سعد خان کے بڑے سے بنگلے میں اس وقت خاموشی تھی، وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھا۔ اپنے کمرے میں موجود زنیر نے کانوں میں ہیڈ فونز لگائے تھے۔ وہ شاید کوئی گانا سن رہا تھا، ساتھ اس کا منہ بھی مسلسل چل رہا تھا جیسے چیونگم چبا رہا ہو۔ وہ کمر کے بل بیڈ پر لیٹا چھت گھور رہا تھا، پھر کھڑا ہوا اور باتھ روم کے باہر پڑی ڈسٹ بن میں منہ سے چیونگم نکال کر پھینک دی۔ کانوں میں ہیڈ فونز اسی طرح لگے رہے، اس نے الماری کا پٹ کھولا اور اپنے لاکر کا نمبر ملایا۔ پھر ایک نظر کمرے کے دروازے کو دیکھا، اس کے ہاتھ میں سیاہ فلیش ڈرائیو تھی اور اس نے اسے مٹھی میں دبا رکھا تھا۔ پھر چلتا ہوا دروازے تک آیا اور دروازے کی چٹکی چڑھالی۔ سٹڈی ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ پکڑا اور بیڈ پر سینے کے بل لیٹے اس کی ایک طرف فلیش ڈرائیو ڈالی، لیپ ٹاپ آن کیا اور اس کے ٹچ پیڈ پر انگلی پھیرنے لگا۔ لیپ ٹاپ سے نکلنے والی روشنی اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی، روشنی کی شدت نارمل سے کئی زیادہ تھی، اس نے brightness کم کی، مطلوبہ فولڈر نکالا مگر روشنی کم ہونے کی بجائے مزید بڑھی تھی۔ اسے اپنی آنکھوں کے پیچھے درد محسوس ہوا تھا، سر میں درد کی ایک لہر سی دوڑ گئی، اس کے کانوں میں بجتے گانے کی آواز اسے زیادہ تیز سنائی دینے لگی تھی، دل کی دھڑکن بڑھی، روشنی کم ہونے کی بجائے مزید بڑھی، درد بڑھا اور بڑھتا گیا۔ اس کی آنکھیں اس روشنی کو برداشت نہیں کر پا رہی تھیں، اس نے آنکھیں میچ لیں مگر درد شدید تھا۔ اس نے ہاتھ مار کر لیپ ٹاپ نیچے گرا دیا۔ کانوں سے ہیڈ فونز اتار کر

نیچے بیٹھے، وہ آنکھیں نہیں کھول پا رہا تھا۔ سر میں اتنا درد تھا کہ اسے لگا کہ وہ نہیں سہہ پائے گا، کانوں سے خون باہر نکلنے لگا تھا، بند آنکھوں کے کناروں سے سرخ مائع باہر کو نکلا اور اس کی ناک پر بہا

"بابا۔۔" وہ درد سے کراہا تھا۔ ناک سے خون کی دھار بہی اور اس کی ہلکی مونچھوں اور ہونٹوں تک سفر کرتی گئی، وہ اوندھے منہ بیڈ پر پڑا تھا۔ اس نے اپنا منہ تکیے میں دے دیا۔ پھر تکیہ زور سے بھینچ لیا، دماغ پھٹنے کو تھا، آنکھوں کے پیچھے شدید درد تھا۔ وہ پھر سے کراہا "بابا۔۔۔" آواز میں درد تھا، اذیت تھی اور تکلیف انتہا کی تھی۔

اس کے کمرے کا دروازہ بجا تھا۔ شاید اس کا باپ آ گیا تھا

"زنیر۔۔" باہر سے سعد کی بھاری مردانہ آواز ابھری تھی مگر اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھتا، درد ہتھوڑے کی طرح سر میں لگ رہا تھا۔ ساری دنیا اس کے گرد گردش میں تھی، وہ کسی دیوار سے سر مار رہا تھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا، کوئی اس کے سر پر ہتھوڑے مار رہا تھا، وہ اپنے باپ کو بلا رہا تھا

"بابا۔۔" یہ آخری دردناک آواز تھی۔ اس کے بعد درد نے حد پار کی تھی، آنکھوں سے خون آنسوؤں کی طرح نکلا تھا۔ ناک بری طرح خون بہا رہی تھی۔ اس کا باپ دروازہ پیٹ رہا تھا اور وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا۔ اس کا دل دھڑکن بڑھاتا مزید خون کی گردش بڑھا رہا تھا۔ اس نے آخری بار زور سے تکیہ ہاتھوں میں نوچا تھا۔ منہ تکیہ میں پوری شدت سے گاڑھا، اس قدر درد کہ آج اس کی موت درد کے سبب ہو گی۔ اس کا جسم ٹھنڈا پڑا پھر ڈھیلا اور پھر بے جان۔ سانس رک گئی، آنکھ نے

خون بہانا چھوڑ دیا، ہاتھوں کی حرکت اور جسم نے مذمت نہیں کی۔اب اس کی آواز معاذ کبھی نہیں سنے گا،اس کی خوبصورت مسکراتیں کانچ سی سنہری آنکھیں اب کبھی اپنے باپ کو نہیں دیکھیں گی۔

دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور اس کا باپ اندر آیا، وہ بیڈ پر سینے کے بل اوندھے منہ پڑا تھا۔وہ آگے بڑھا اور اسے سیدھا کیا، پھر اپنی گود میں اس کا سر رکھ کر اس کے گال سہلائے، وہ ملازموں کو ایمبولینس بلانے کو کہہ رہا تھا۔اس کا اپنا خون گود میں تھا،اس کا بیٹا آنکھیں نہیں کھول رہا تھا۔اس کی سفید گلابی رنگت آج زرد تھی،اس پر گیلا سرخ مائع اپنا راستہ بنا چکا تھا۔وہ اپنے بیٹے کو روتے ہوئے پکار رہا تھا، بالکل ویسے ہی جیسے آج سے دو سال قبل زرار حیدر نے اپنی پسندیدہ عورت کو روتے ہوئے پکارا تھا مگر انتقام کے چکر میں سولی کوئی بے گناہ چڑھا تھا۔ماں باپ کے کیے کا وبال بچے کیوں اٹھاتے ہیں؟

صبح فیکٹری میں تناؤ کا عالم تھا۔مامون کے ساتھ ایک ٹیم آئی تھی اور وہ کچن سے سامپل اکٹھے کر رہی تھی۔کافی میکر،ایک چولہا،مائیکرو ویو،کافی،چائے کی پتی اور چینی۔اس سے زیادہ وہاں بس گلاس مگ اور پانی کا انتظام ہی تھا۔سب خاموشی سے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے اور ٹیم کے بندے سامپل لے کر چلے گئے۔مامون نے ارد گرد دیکھا، پھر کافی بوائے کی طرف بڑھا۔اس کو گھورا اور انگلی سے اشارہ کیا"تم اب میری تحویل میں ہو، مجھ سے بچو"

Clubb of Quality Content

اس نے تھوک نگلا، وہ سترہ اٹھارہ سال کا پٹھان لڑکا تھا" صاحب، ام تو میڈم کے ساتھ بہت ایماندار ہے۔۔یقین کرو"

مامون نے برا سا منہ بنایا، سر جھٹکا۔ وہ بلا کا سنجیدہ تھا، گھر والے مامون سے بالکل مختلف۔ سیاہ تھری پیس میں ملبوس مامون سیڑھیوں سے نیچے اترا اور پھر باہر کی طرف بڑھا۔ وہ آفس سے یہاں آیا تھا، کسی کو کچھ نہیں پتہ تھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ رابیل پیچھے سیڑھیوں پر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی اور وہ جا رہا تھا۔ پھر آگے جاتے رکا اور سانس خارج کر کے پیچھے دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی، وہ مڑا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا" کافی یا کسی بھی قسم کی کھانے پینے کی چیز سے پرہیز کرنا ہے، اوکے؟" وہ اسی طرح سنجیدگی سے بولا تھا

رابیل نے فقط سر ہلایا۔

"بھوک لگے تو میرا دماغ کھا لیں لیکن یہاں سے ابھی کچھ نہیں" نقوش ڈھیلے پڑے اور وہ مسکرایا وہ بھی مسکرائی اور سانس خارج کر کے تنے ہوئے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے

"کیا مجھے وہاں جانا چاہیئے؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا" بالکل!" وہ کہاں جانے کی بات کر رہی تھی؟ جہاں بھی جانا تھا، وقت اس کڑی کو بھی سلجھا دے گا، سب سمجھ آ جائے گا

رابیل کے چہرے پر نرم مسکراہٹ تھی" ہیوا ے نائس ڈے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرایااور سر کو خم دیا۔پھر سیاہ سن گلاسز آنکھوں پر ٹکائیں اور وہاں سے چلا گیا۔مامون چلا گیااور اب رابیل کے جانے کی باری تھی، مگر کہاں؟

کچھ گھنٹے بیتےاور ایک چھوٹے علاقے میں سفید بڑی گاڑی داخل ہوئی تھی۔ارد گرد کے لوگوں نے گردنیں موڑ کر اسے دیکھا تھا،دُکانوں سے لوگ نکل آئے تھے،بچے اپنا کھیل چھوڑ کر وہاں آئے تھے،خواتین چھتوں سے جھانک رہی تھیں۔پچھلا دروازہ کھلااور گاڑی سے باہر سیاہ ہائی ہیلز کی جھلک نظر آئی۔پھر لڑکی نے دوسرا پاؤں بڑھایااور باہر نکل آئی۔آنکھوں پر سے سیاہ سن گلاسسز ہٹائیں اور بالوں پر ٹکائیں۔اس کے لمبے سیاہ بال جوڑے میں بند تھے،چند لٹیں گردن اور چہرے کے گرد جھول رہی تھیں۔اس کے کانوں کی لو سے سیاہ چوکور ہیرے جھلک رہے تھے۔اس نے سیاہ مڈی ڈریس پہنا تھا جس کی آستینیں سفید تھیں،چوکور گلے ہیں نازک سا پینڈنٹ تھا جس کے درمیان میں گول سفید موتی تھا۔اس نے دائیں کلائی میں سیاہ قیمتی ٹچ واچ پہنی تھی جس پر سرخ رنگ کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔اس کی آنکھیں بھوری تھیں،اس نے ارد گرد کسی کو نہیں دیکھا، گردن تنی رہی اور نقوش سنجیدہ رہے۔ارد گرد کے لوگ سرگوشیاں کر رہے تھے،لوگ اسے جانتے تھے مگر کیا واقعی اسے جانتے تھے؟وہ ایک ایک قدم بڑھاتی بھورے گیٹ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔مینیجر نے آگے بڑھ کر اس گیٹ پر دستک دی۔اس کے ساتھ اس کی سیکرٹری بھی تھی اور دروازہ کھل گیا۔سامنے

کھڑے شخص نے اسے سر سے پیر تک دیکھا، پھر تھوک نگلا۔ پیچھے ہٹا اور اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر بڑھی اور اندر چلی گئی۔ مینیجر اور سیکرٹری اندر گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔

وہ ڈرائنگ روم میں کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔ سامنے ٹرے میں پانی کے گلاس تھے،

اس نے گلا کھنکھارا اور اپنے مینیجر کو اشارہ کیا، اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور گلابی بڑے

نوٹوں کی ایک گڈی میز پر رکھی۔۔وہ مسکرائی

"کیسے ہو فضل الٰہی؟" رابیل نے ہاتھ کی پشت تھوڑی تلے جمالی

سامنے بیٹھے فضل الٰہی کی نظر اس پیسے کی گڈی پر سے رابیل کے چہرے تک گئی۔۔اس نے کوئی

جواب نہ دیا اور سر جھٹک دیا

رابیل نے سیکرٹری کو اشارہ کیا اور اس نے پرس سے اسی کی طرح کی ایک دوسری گڈی نکالی اور اس

کے سامنے میز پر رکھی۔ وہ جھٹ سے بول پڑا

"آپ مجھے خرید نہیں سکتیں" وہ غصے میں تھا مگر رابیل کی مسکراہٹ مزید گہری پڑی

"ارے۔۔کس نے کہا میں خرید رہی ہوں؟" اور پیچھے کو ہو کر بیٹھی "میں تو تمھیں وہ دے رہی

ہوں جس کے لیے تم نے میرا نام استعمال کیا" اور خاموش ہو گئی

فضل الٰہی نے بھنویں بھینچے اسے دیکھا "کیا لینے آئی ہیں آپ؟"

اس کے نقوش سنجیدہ ہوئے "افسوس ہے مجھے تم پر۔۔تم نے اتنا میس کری ایٹ کیا،اتنی انرجی لگائی، پیسے بھی لگے ہوں گے مگر ان چند نوٹوں کے لیے، چچ!"اور اس نے سر نفی میں ہلایا"دیکھو میں نے کہا خود ہی معاملہ ختم کر آتی ہوں،میرا ویسے بھی تم نے بہت نقصان کیا ہے"

"آپ مجھے دھمکا نہیں سکتیں۔۔میں کورٹ تک جاؤں گا۔۔آپ کی وجہ سے میری بیوی مری ہے" وہ غصے سے بول رہا تھا

وہ خاموش ہوئی۔اسے گھورتی رہی پھر سانس خارج کی"دیکھو فضل الٰہی۔۔میڈیا تک رسائی،کوٹ کچہری کے چکر،مجھ پر جھوٹا الزام،اپنی بیوی کی خودکشی کا ڈرامہ۔۔"وہ نظریں جھکائے اپنی انگلیاں دیکھ رہی تھی"تمھیں پتہ ہے کہ تمھاری بیوی کو ایسی کوئی بیماری نہیں تھی جس میں جسم پر نیلے نشان بنتے ہوں،میرے پاس سارے ثبوت ہیں جس میں میں ہر مہینے کی دس تاریخ کو تمھاری بیوی اور تمام ایمپلائز کو ان کی منی بینک کے ذریعے ٹرانسفر کرتی ہوں،میرے پاس انڈسٹری میں کیمرا زلگے ہیں جس میں صاف نظر آتا ہے کہ میں اپنے ایمپلائز کے ساتھ کیسی ہوں"اور پھر اسے دیکھا"تم غریب ہو دکھ اس بات کا نہیں ہے،تم نے مجھ پر جھوٹے الزام لگائے دکھ اس بات کا بھی نہیں ہے،تمھیں پیسے کی لالچ تھی دکھ اس بات کا بھی نہیں ہے"پھر آگے کو ہوئی"افسوس اس بات کا ہے کہ تم بے مول ہو،اس کے ہاتھوں استعمال ہوئے ہو جس کی اپنی کوئی عزت نہیں ہے۔میں نے اس کے ساتھ کام کیا ہے فضل الٰہی،اسے دھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں آتا،ابھی تم پکڑے گئے نا تو تم اکیلے ہو جاؤ

گے،اس نے صرف تمھارا استعمال کیا ہے مجھے گرانے کے لیے" پھر خاموش ہوئی اور ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا" وہ ایک دھوکے باز ہے اور تم اس کے ہاتھوں بری طرح استعمال ہوئے ہو"

سامنے بیٹھے فضل الٰہی نے رابیل کو گھورا" جلیل ایسا نہیں ہے،وہ میرے ساتھ ہے"

اور یہاں رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔اسے خود نہیں پتہ تھا کہ وہ کون ہے جو اس کو اتنی شہ دے رہا تھا۔اس نے تو ہوا میں تیر چھوڑے تھے اور وہ نشانے پر لگے تھے۔اس کا پلان تھا کہ وہ اس سے اس کا نام اگلوائے گی مگر مامون نے اس کا پلان تھوڑا بہتر کیا تھا۔اس نے کہا تھا تم الفاظ کا محتاط استعمال کرنا،وہ نام خود ہی اگل دے گا۔

اس نے ٹانگ پر سے ٹانگ اتاری" ویل۔۔"سانس خارج کی" میں شہرت کی قید سے آزاد ہوں۔ پیسہ تمھاری قید ہے اور اس نے تمھیں خریدا یا واٹ ایور جو بھی ہے مگر ایک بات یاد رکھنا" وہ کھڑی ہوئی۔آئمہ اور امتیاز احمد بھی ساتھ ہی کھڑے ہوئے

"میں دل کی بہت اچھی ہوں مگر دماغ کے معاملے میں میں خود کچھ نہیں کہتی" اور مسکرا دی۔

اس نے رابیل کو گھورا" تم اپنی حد میں رہو۔۔میں تم پر کیس کروں گا۔۔تم مجھ سے نہیں بچو گی" آواز بلند ہوئی،وہ زہر اگل رہا تھا

وہ ہنس دی "فی الحال تم خود کو بچاؤ۔۔ جلیل تمھیں خرید تو سکتا ہے، آگ میں پھینک بھی سکتا ہے مگر وہ تمھیں بچانے کبھی نہیں آئے گا" وہ دانت پیستے بولی تھی "وہ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند برداشت نہیں کرتا احمق!" اور سر جھٹکا

رابیل نے ابرو سے امتیاز احمد کو اشارہ کیا اور انھوں نے پیسے کی دونوں گڈیاں اٹھالیں، فضل الٰہی بس دیکھتا رہ گیا کہ ہوا کیا ہے۔۔

"تم مجھے ڈرا رہی ہو، دھمکا رہی ہو، تم ہو کون؟" وہ بلند آواز میں بولا تھا

رابیل نے بے زاری سے اسے دیکھا "میں۔۔ رابیل اورنگزیب ہوں۔ نام تو سنا ہو گا"

فضل الٰہی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہے، کیا کرے۔۔

"جلیل ٹھیک کہتا ہے۔۔ یو آر اے بچ!" اس نے انگلی سے رابیل کی طرف اشارہ کیا تھا

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور مسکرائی "جلیل سے کہنا کہ رابیل کی طرف سے لعنت قبول کرے۔۔ اللہ حافظ!"

اور وہاں سے چلی گئی۔ وہ جا رہی تھی اور وہ تھوک نگلتے بس اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے گھر کے باہر قدم رکھا تو لوگ پھر سے اسے ہی دیکھنے لگے۔ وہ جہاں جہاں سے گزر رہی تھی لوگ بت بنے اسے دیکھ رہے تھے۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے آئمہ اور امتیاز صاحب کو حکم دیا تھا ۔۔ وہ صبح مامون سے یہاں آنے کی بات کر رہی تھی، وقت آیا اور وقت بیت گیا

"وڈیو آن ایئر کر دو"

دونوں نے سر ہلائے۔امتیاز احمد نے اپنی شرٹ کے بٹن میں لگا کیمرہ اتارا تھا،آئمہ نے اپنے گلے میں موجود پیڈنٹ کے درمیانے میں جڑے بڑے موتی کو کھولا اور بیچ میں سے کیمرہ نکالا۔لائٹ کیمرہ ایکشن تو اب ہو گا!

شام نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔آسمان نارنجی تھا اور ہر سو اداسی تھی۔زرار کے گھر میں جھانکیں تو اس کے باغ میں اس کے ساتھ معاذ کھڑا تھا۔اس کی آنکھیں گلابی تھیں،روئیں روئیں سی۔وہ سنجیدہ سا تھا،زرار اس سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ سن رہا تھا

"ڈاکٹرز کیا کہتے ہیں؟"اس نے بازو سینے پر باندھ لیے اور سامنے دیکھنے لگا جہاں سے سامنے والے گھر کا اوپر والا پورشن دکھ رہا تھا

"برین ہمریج۔۔وہ بھی بہت سویئر،ایک ساتھ ایک سے زیادہ نسیں پھٹنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں اور کانوں سے خون بہنے لگا تھا۔اس کا بلڈ پریشر کافی ہائی تھا جس کی وجہ سے اسی وقت موت ہو گئی"

اور خاموشی سے گھاس کو دیکھنے لگا

زرار نے سانس خارج کی"شہاب نے اسے مار دیا مگر مجھے پورا یقین ہے،جب وہ آدمی مجھ سے ٹکرایا اس سے بہت پہلے وہ اس سے بات کر کے جا چکا تھا۔اسے میری خبر تب ہوئی ہے جب میں اس کے پیچھے تھا،میری وجہ سے اس نے زنیر کو نہیں مارا۔۔اس سے پہلے بھی ان کے درمیان کوئی بات

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہو رہی تھی اور زنیر خفگی سے اس سے بات کر رہا تھا، کیا معلوم کوئی جھگڑا ہوا ہو" اور شانے اچکا کر معاذ کو دیکھا

معاذ کی آنکھیں اس کی آنکھوں سے ملی تھیں "سعد خان سے جتنے آدمی ملنے آتے رہے ہیں ان میں کہیں بھی کسی کے ہاتھ پر وہ نشان نہیں ہے جو تم نے مال میں اس کے ہاتھ پر دیکھا تھا۔۔ وہ اس سے ملنے نہیں آیا، وہ بہت محتاط رہتا ہے" اس کے چہرے کی رنگت معمول سے زیادہ گلابی تھی۔ وہ پریشان تھا اور شاید دکھی بھی

زرار نے سر اثبات میں ہلایا "میں اس سے کئی قدم پیچھے تھا اور اسے میری آہٹ سنائی دے گئی۔ وہ بہت محتاط اور چالاک ہے، وہ آدمی مجھ سے یونہی ہی نہیں ٹکرایا تھا" بھوری آنکھوں میں بلا کی سنجیدگی تھی

معاذ نے اسے چونک کر دیکھا "زرار۔۔ وہ تمھارے پیچھے آئے گا۔۔ تمھاری جان کو خطرہ ہو سکتا ہے" اور ایک قدم آگے بڑھا

"آنے دو۔۔ میں خود اسے اپنے پیچھے لایا ہوں، میں اسے شکار کا موقع ہی نہیں دوں گا" اس نے سر جھٹکا اور معاذ کی آنکھوں میں جھانکا "تم مت پریشان ہو۔۔ جو ہونا تھا ہو گیا، وہ اپنے فائدے کے لیے اپنے بچاؤ کے لیے کسی کو بھی مار دیتا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ زنیر کے خون سے سرخ کیے ہیں، میں اسے نہیں چھوڑنے والا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معاذ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سیاہ فلیش ڈرائیو اسے دی "میں اس کے کمرے میں گیا تھا، یہ اس کے بیڈ پر پڑے لیپ ٹاپ میں تھی، مجھے لگتا ہے شاید اس میں کچھ ہو۔۔آخری مرتبہ جب میں اس سے مل کر گھر واپس آیا تھا تو وہ ٹھیک تھا۔۔فٹ بال کے لیے مجھ سے ٹپس لے رہا تھا اور جب صبح گیا تو وہ خود کسی کھیل کی زد میں تھا" اس کے لہجے میں اداسی تھی۔اس نے زنیر کے ساتھ اچھا وقت گزارا تھا، وہ اکثر شام میں اس کے ساتھ فٹ بال کلب جاتا تھا، اس سے باتیں کرتا تھا۔وہ اپنے باپ سے اچھا تھا، شہاب سے کیا چاہتا تھا یہ نہیں پتہ۔۔

زرار نے اس سے وہ فلیش لے لی، اسے اوپر نیچے کر کے دیکھا "شاید یہ وہی ہے جو شہاب نے اسے دی تھی" اور پھر جیب میں رکھ لی

"تیمور نہیں آیا؟" معاذ نے اس سے سوال کیا تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا "آج رامین بھابھی کی فلائٹ ہے۔وہ سی آف کرنے گیا ہے، کل ملنے آئے گا تو بات ہو گی"

لاؤنج کے دہانے سے تابندہ باہر آئی تھی، زرار کو دیکھ کر دھیما سا مسکرائی "ہم سے زیادہ وفادار دوست تو آپ کے ہیں" اور مسکراہٹ گہری ہوئی

"آجائیں۔۔چائے پی لیں" اور کہہ کر وہاں سے پلٹ آئی۔

زرار نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور دونوں ساتھ اندر بڑھے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زرار حیدر کے گھر سے نظر ہٹائیں تو دیکھیں گے کہ سفید لینڈ کروزر سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ پر تیمور بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ مامون۔ پیچھے رابیل اور رامین بیٹھی تھیں۔ گاڑی میں خاموشی تھی۔ مینا نیم دراز سی تھی جب کہ رابیل تھوڑی تلے مٹھی رکھے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ گاڑی ہاسپٹل کے باہر آکر رکی، تیمور نے بیک ویو مرر میں دیکھا، اس کی نظریں مینا کی آنکھوں سے ملیں

"کب تک آرہا ہے؟" وہ اشعر کی بات کر رہا تھا۔ رات کو اس کا فیملی گروپ میں میسج آیا کہ ایئرپورٹ جاتے ہوئے راستے میں اسے بھی ہاسپٹل سے پک کر لیں اور اب بس اسے پک کرنے ہی آئے تھے۔

وہ سیدھی ہوئی "تھوڑی دیر پہلے اس نے بیس منٹ کا بولا تھا۔ اب بیس منٹ میں سے دس منٹ رہ گئے ہیں" اور سکرین بجھادی۔ فون ہاتھ میں پکڑا اور دروازہ کھول کر باہر آئی۔ پھر ڈرائیونگ سیٹ کی کھڑکی پر جھکی، اندر جھانک کر تیمور سے مخاطب ہوئی

"میرا کچھ کھانے کو دل کر رہا ہے۔ ٹینشن ہو رہی ہے اور تمھیں پتہ ہے مجھے ٹینشن میں بھوک لگتی ہے" اور معصومیت سے پلکیں جھپکائیں

اس نے سانس خارج کی اور سیٹ بیلٹ کھولنے لگا "تم خوش ہو تو کھانا، رو رہی ہو تو کھانا، ٹینشن میں ہو تو کھانا، کہیں جانا ہو تو کھانا، سونا ہو تو کھانا" پھر اسے دیکھا "اتنا کھانا جاتا کہاں ہے؟ لگتا تمھیں پھر نہیں ہے" اور سر جھٹک کر دروازہ کھولا

"تم پرسنل ہو رہے ہو، میں ناراض ہو جاؤں گی" اس نے منہ بنالیا

وہ ہنس دیا "ناراض ہو گی تو کیا کرو گی؟"

"کھانا کھاؤں گی" اور دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے۔اندر بیٹھے مامون اور رابیل بھی مسکرائے۔

وہ مامون کی طرف جھکا "تم کچھ لو گے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا۔وہ سیدھا ہوا اور پیچھے رابیل کو دیکھا "رابیل؟"

اس نے بھی نفی میں سر ہلایا "تھینکس!"

وہ سر ہلا کر چلا گیا۔پھر سے خاموشی ہو گئی۔وہ پھر سے کھڑکی سے باہر چلتی گاڑیاں دیکھنے لگی۔آگے بیٹھا مامون ذرا سا آگے کو ہوا اور بیک ویو مرر ذرا سا دائیں طرف کرنے لگا جہاں وہ بیٹھی تھی، اب مرر ذرا سا ترچھا تھا اور وہ نظر آ رہی تھی۔رابیل نے گردن موڑی اور سامنے دیکھا۔نظر مامون کی نظر سے ملی اور وہ مسکرا دی۔مامون ذرا سا گڑبڑا گیا۔اس نے یہ نہیں سوچا تھا، رابیل کی آنکھوں میں شرارت کی چمک در آئی اور وہ بائیں طرف ہو کر بیٹھ گئی۔مامون کی ساری کوشش پر پانی پھر گیا، اب تو وہ بالکل نظر نہیں آئے گی۔اس نے سانس خارج کی اور منہ بسورا۔بیک ویو مرر ٹھیک کیا اور باہر نکل آیا۔پیسنجر سیٹ کا دروازہ بند ہوا اور وہ گھوم کر پیچھے کو آیا، پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اس کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔رابیل ہنس دی اور اپنا چہرہ کھڑکی کی طرف ہی موڑے رکھا۔وہ بھی مسکراتا ہوا کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔رابیل نے گردن جھکائی اور گود میں پڑا فون دیکھا، پھر سکرین

روشن کی اور واٹس ایپ کھولا۔چند سیکنڈز گزرے اور مامون کے کوٹ کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا۔اس نے فون پکڑا اور واٹس ایپ نوٹیفیکیشن تھا۔ مسکراہٹ گہری ہوئی،رابیل کا میسج تھا

"آپ بلش کر رہے ہیں" وہ پوچھ نہیں رہی تھی بتا رہی تھی

اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے، پھر انگلیوں نے میسج ٹائپ کیا"یو آر مائی فیورٹ نوٹیفیکیشن۔۔بلش کرنا تو بنتا ہے نا"

رابیل کی مسکراہٹ تھمنے میں نہیں آرہی تھی،اس نے نچلا لب دانتوں میں دبایا ہوا تھا۔سامنے سے تیمور اور مینا آرہے تھے،دونوں شاید آپس میں باتیں کر رہے تھے

"یہ کب ہوا؟"اس نے مامون کو اگلا میسج بھیجا

مامون نے سانس خارج کی"یہ ان دنوں کی بات ہے جب آپ حسین تھیں اور میں جوان"اور میسج بھیج دیا

اس کی بھنویں بھینچ گئیں"کیا اب نہیں ہوں؟"

وہ مسکرایا"جواب آپ کو پتہ ہے"

رابیل نے سر ہلایا۔ تیمور اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا اور بیک ویو مرر میں دیکھا،گلا کھنکھارا

"یہ میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں"مینا نے اس کی کہنی سے کہنی ٹکرائی اور بیک وقت سب مسکرائے تھے۔

ہاسپٹل کے گیٹ سے اشعر آتا دکھائی دیا تھا۔اس کے ہاتھ میں فون تھااور بازو پر اوورال،وہ جلدی میں آیا تھا۔اسے دیکھ کر رابیل ساتھ ہوئی اور بازو بڑھا کر دروازہ کھولا،وہ مسکرایا۔سر کے خم سے سلام لی اور بیٹھ گیا۔گاڑی پھر سے رواں تھی،منزل قریب تھی

شام مغرب کی طرف بڑھ چکی تھی۔آسمان گہرا جامنی ہو رہا تھا۔ہمایوں اور اس کی بیٹی بھی آ گئے تھے اور اب وہ مامون اور اشعر کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ساتھ بیٹھی رابیل بھی انھیں سن رہی تھی، نہ مینا وہاں تھی نہ تیمور۔کچھ دیر میں اس کی فلائٹ تھی اور وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے آسمان دیکھ رہی تھی۔کچھ فاصلے پر تیمور کھڑا کال پر بات کر رہا تھا۔ہوا سے رامین کے بال لہرا رہے تھے،اس نے کل ہی اپنے بال کٹوائے تھے۔کندھوں سے ذرا نیچے مگر وہ چھوٹے بالوں میں بھی اچھی لگتی تھی۔اس کے گلے میں ایک پینڈنٹ تھا جس کے درمیان میں گول دائرہ تھا جہاں کمپس بنی تھی۔۔چار مختلف سمتیں اور اس گول پینڈنٹ کے گرد سورج کی سی شعاعیں تھیں۔سنہری رنگ کی بنی شعاعیں،یہ وہی پینڈنٹ تھا جو اسے مامون نے تب دیا تھا جب اسے جاب سے نکالا گیا تھا۔اس نے وہ ڈبہ آج کھولا تھا اور اندر سے یہ خوبصورت درمیانے سائز کا پینڈنٹ نکلا تھا جو کہ اس کے سینے تک ایک پتلی چین سے جھول رہا تھا۔تیمور کی کال ختم ہوئی اور وہ اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا،گلا کھنکھارا اور مینو کو دیکھا "پہنچتے ہی مجھے کال یا میسج کر دینا۔۔بے ہوشوں کی طرح نہ پڑی رہنا" وہ اسے دیکھ رہا تھا جو آسمان دیکھ رہی تھی۔اس کی عادت تھی،فون زیادہ وقت بلکہ سارا وقت سائلنٹ پر ہی رہتا تھا۔کبھی کبھی تو تیمور

اسے آفس سے میسج کر کے گھر آتا اور آ کر اسے بتاتا تھا کہ میں نے تمھیں فلاں میسج کیا تھا اب دیکھ لو اور یہی حال اس کا اپنے گھر میں ہوتا تھا۔وہ مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا

"اور کچھ ؟"

وہ بھی مسکرایا"اور کچھ ؟"اور اس کی نقل اتاری

وہ ہنس دی۔دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔دونوں آسمان دیکھ رہے تھے،رامین کے کان میں اس کی آواز پڑی تھی

"میرا دل نہیں مانتا مینو۔۔مجھے اچھی فیلنگ نہیں آ رہی"

رامین نے سانس خارج کی اور ساتھ ہوئی،پھر اسے دیکھا جو اداس سا تھا"کیوں ؟"

تیمور نے گردن موڑے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا،اندھیرا بڑھ گیا تھا مگر سیاہ آنکھوں کی چمک سرمئی آنکھوں سے بڑھ کر تھی۔اس نے شانے اچکائے"پتہ نہیں۔۔"اور سانس خارج کر کے مسکرایا۔

مینا نے اس کے بازو پر ہلکا سا پنچ مارا"کم آن۔۔میں بھی تمھیں مس کرنے والی ہوں مگر تم لڑکیوں کی طرح اداس مت ہو"

وہ ہنس دیا"یہ مس کرنے کا تعلق جینڈر سے کب ہونے لگا؟"

اس نے شانے اچکائے "بس ہے۔۔لڑکیوں کے دل زیادہ حساس ہوتے ہیں۔وہ زیادہ فیل کرتی ہیں" وہ سادگی سے بولی تھی

تیمور نے گردن جھکا کر اسے پیر سے دیکھنا شروع کیا اور گردن اس کے چہرے تک آئی،اس نے بائیں ابرو اٹھائی "رئیلی؟ میں نہیں مانتا"

اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔مینا نے ناک سے سانس اندر کھینچی اور پھر منہ سے خارج کی۔سامنے کھڑے چار کول کار گو جینز اور سیاہ جیکٹ شرٹ میں ملبوس تیمور کو دیکھا۔جانے کا وقت قریب تھا، اسے ہمایوں کی کال آرہی تھی،مینا کو زرار کی کال آرہی تھی۔دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔پھر تھوک نگلا اور فون کان سے لگایا۔کچھ پل بیتے اور فون کان سے ہٹایا۔دونوں خاموش تھے، تیمور نے اس سے نظریں چرالیں۔دل کی آواز کانوں نے سنی تھی اور پہلی بار اتنی تیزی سے اتنی شدت سے سنی تھی۔مینا اسے دیکھ رہی تھی،وہ رکی رہی یہاں تک کہ وہ آگے بڑھا اور اس کے گرد بازو حمائل کیے۔رامین کے گرد اس کا ہالہ مضبوط تھا، محفوظ تھا۔اس کے ہاتھ پہلو میں تھے،آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھریں۔وہ واحد لڑکی تو نہیں تھی جو ملک سے باہر جارہی تھی،مسئلے کی بات تو نہیں تھی مگر نارمل بات بھی نہیں تھی۔یہاں تیمور تھا جو اس کے پیچھے آجاتا تھا۔جو اس کے ساتھ رہتا تھا وہاں وہ نہیں ہوگا۔وہاں مینا کو سب خود ہی کرنا ہے اور وہ کرلے گی۔

اس نے سرگوشی کی تھی "میرے پاس تمھیں چھوڑنے کی ایک ہزار ٹھوس وجوہات ہوں اور تمھیں تھامے رکھنے کی ایک کمزور سی وجہ ہو میں تمھیں تھام لوں گا" اس نے یہ احساس پہلی بار محسوس کیا تھا، تیمور اس سے کبھی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کیا یہ محبت کا اظہار تھا؟ اگر تھا تو بہت انمول بہت قیمتی سب سے خوبصورت تھا مگر وقت بہت کم تھا۔

رامین کے گلے میں درد ہوا۔ وہی درد جو کبھی کبھی آنسو یا جذبات قابو رکھنے پر ہوتا ہے۔ اس نے تھوک نگلا "میرے پاس تمھیں نہ چاہنے کی ایک ہزار مضبوط وجوہات ہوں اور تمھیں چاہنے کی ایک کمزور وجہ ہو میں تمھیں پھر بھی چاہوں گی" اور خاموش ہو گئی۔

چند لمحے مزید سرکے اور وہ اس سے جدا ہوا۔ اس کی رنگت گلابی تھی، کنپٹی کی رگ واضح تھی مگر وہ مسکرایا۔ زخمی مسکراہٹ، سچ بولتی آنکھیں۔ دونوں بیک وقت مسکرائے اور اس نے مینا کا ہاتھ تھاما، اسے اپنے ساتھ لیے آگے کی طرف بڑھا۔ وقت بہت جلدی گزرا تھا، وہ رابیل سے گلے مل رہی تھی۔ وہ اشعر کے کندھے لگی تھی مامون اسے مسکرا کر کچھ کہہ رہا تھا اور اس نے عزہ کا ہاتھ تھاما تھا۔ وہ بس اسے دیکھ رہا تھا، وہ اسے دیکھتے رہنا چاہتا تھا، بنا پلک جھپکائے، بنا سانس لیے وہ بس رامین کو دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے آخری نظر سرمئی آنکھوں میں دیکھا، پھر اپنا اٹیچی کیس ہاتھ سے رگڑا۔ ہمایوں چلا گیا تھا، عزہ بھی چلی گئی تھی۔ وہ آگے بڑھی تھی، ایک لمحے کے لیے رکی، پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ہاتھ اٹھایا

اور ہاتھ ہلا کر اسے خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ ہر بار تیمور جاتا تھا اب رامین گئی تھی۔ اس نے سانس خارج کی اور سر جھٹکا۔ عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔ کھیل شروع تھا!

جس وقت وہ گھر پہنچے رات کے ساڑھے سات بج رہے تھے۔ گھر آتے ہی کچھ پل آرام کیا اور ڈنر کے بعد وہ سو گئی۔ مامون کمرے میں نہیں تھا، اتنے دن بعد وہ سکون کی نیند سوئی تھی اور وہ اسے کسی بھی طرح سے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کمرے میں صرف ایک زیرو کا بلب جل رہا تھا، ایک طرف ہری روشنی تھی اور باقی اندھیرا تھا۔ کھڑکیوں کے سامنے پردے تھے۔ نرم گرم سے بستر میں گہری سانسیں لیتی رابیل کی پلکیں پھڑپھڑائی تھیں۔ اسے ایک عجیب سا درد محسوس ہوا تھا۔ نیم کھلی آنکھوں سے وہ اٹھ بیٹھی، اس کا ہاتھ پیٹ کی دائیں طرف تھا اور اسے درد ہو رہا تھا۔ درد کی ٹیسیں چند ہی لمحوں میں شدید ہوئی تھیں، اس نے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور جھک گئی۔ پھر سر اٹھایا، لمبے سیاہ بال شانوں سے آگے آئے اور اس نے مامون کو آواز دی مگر وہ وہاں نہیں تھا۔ اسے لگا شاید اسے متلی ہو رہی ہے، جلدی سے اپنا کمفرٹر اوپر سے اتارا اور وہ واش روم کی طرف بھاگی۔ ہاتھ مار کر ساری بتیاں جلائیں اور وہ سنک پر جھک گئی۔ پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ الٹیاں کر رہی تھی۔ پھر ہاتھ بڑھایا اور ٹوٹی چلا دی، صاف پانی کی دھار بہنے لگی مگر بے رنگ پانی کے ساتھ ہلکے نیلے صاف سنک میں کچھ اور بھی بہا

تھا۔ہاں ہاں وہی جو پانی سے گاڑھا ہوتا ہے یا جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ شدید درد کا شکار تھی،اس سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا،ہاتھ پیر کانپ رہے تھے اور اس کا سر گھوم رہا تھا۔اسے ایک زوردار قسم کا چکر آیا اور وہ وہیں گرنے لگی تھی مگر اس نے سنک کو تھام لیا اور آگے کو جھکی۔وہ درد سے کراہ رہی تھی،خون منہ سے نکلتا ہونٹوں پر سے بہتا اس کی تھوڑی اور گردن تک جا رہا تھا۔ہلکے گلابی نائٹ ڈریس پر کہیں کہیں سرخ دھبے بنے تھے۔وہ سنک سے ہٹی اور چند قدم پر دیوار کے ساتھ بے سدھ سی ہو کر بیٹھ گئی،وہ اٹھ نہیں پائی وہ چل نہیں پائی۔اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں،وہ مامون کو بلانا چاہتی تھی مگر وہ وہاں نہیں تھا۔اس نے سر اور دایاں بازو دیوار کے ساتھ لگایا اور سانس اندر کھینچنے لگی مگر ہر سانس کے ساتھ درد کی ایک شدید ٹیس اٹھتی تھی۔اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا،شاید مامون آیا تھا اور اس نے رابیل کو آواز دی تھی۔ایک آواز اور پھر دوسری،شاید وہ بالکنی میں گیا تھا۔اس نے اپنے لب کھولے کہ اسے آواز دے مگر پیٹ کی دائیں طرف درد بڑھا،اس نے اپنا بازو پیٹ پر زور سے ہاتھ رکھا اور جھکی،پھر درد کے مارے کراہی اور آنکھوں سے آنسو ابل پڑے۔اس کی بصارت دھندلی پڑ رہی تھی،آخری چیز جو اس نے دیکھی تھی وہ مامون کے پاؤں تھے،پھر وہی پاؤں آگے بڑھے اور اس نے رابیل کو سیدھا کیا تھا،پھر اس کا چہرہ تھپتھپایا،وہ اس کا نام لے رہا تھا مگر وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ ڈھیلی پڑ

چکی تھی۔اس نے اپنی بیوی کے ہونٹوں کے گرد، کپڑوں پر خون دیکھا تھا،اسے لگا اس کا سارا خون کسی نے چند لمحوں میں نچوڑ لیا ہے،واش روم میں ٹوٹی چلنے کی آواز تھی۔۔

اس نے جس وقت پتھروں کے شہر قدم رکھا رات ہوئی تھی۔ہر سو اندھیرا تھا مگر روشنیاں جل رہی تھیں۔شاید صبح ہونے والی تھی۔اس کے ساتھ ہمایوں تھا جس نے اپنی بیٹی کو اٹھایا ہوا تھا۔ایک ہاتھ سے اپنا اٹیچی کیس رینگتا ہوا لا رہا تھا۔عزہ نے اپنے باپ کے گرد بازو حمائل کیے تھے اور وہ سوئی ہوئی تھی۔وہاں پہنچتے ہی اسے سردی سی محسوس ہوئی تھی۔اس نے پاکستان کے موسم کے مطابق گرمیوں والے کپڑے پہنے تھے جبکہ یہاں سردی تھی۔ہمایوں نے اسے ایک نظر دیکھا اور مسکرایا

"ویلکم ٹو ایڈن برا" مینا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرائی۔اس سے پہلے کہ وہ مزید بولتا ایک روبوٹک قسم کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

“Welcome to Edinburgh.. you are in Edinburgh, in the east of .. “

اور ابھی اس کی آواز بیچ میں ہی تھی کہ رامین نے اسے ٹوک دیا

"شٹ اپ جوجو" اور آواز بند ہو گئی۔

ہمایوں اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا،مینا مسکرائی اور سینے تک جھولتا اپنا پینڈنٹ اوپر کر کے اسے دکھایا

"یہ جو جو ہے۔۔میری پرسنل اے آئی۔۔مجھے مامون بھائی نے گفٹ دیا ہے"اور مسکرا کر شانے اچکائے

اس کے ہونٹ گول "اوہ۔۔"میں ڈھل گئے اور پھر سے بولنے لگا۔وہ بول رہا تھا اور مینا سن رہی تھی

"یہاں ابھی سردیاں چل رہی ہیں۔۔کچھ ہفتے بعد بہار آئے گی اور پھر موسم خوش گوار ہو گا"

مینا نے سمجھ کر سر ہلایا"میں نے شاپنگ ساری سردیوں والی ہی کی ہے مگر پاکستان میں گرمی لگ رہی تھی"

اس نے سر ہلایا"آپ ہمارے ساتھ چلیں۔۔ڈنر کرتے ہیں اور پھر میں آپ کو آپ کے فلیٹ ڈراپ کر دوں گا"اس نے خوش دلی سے اسے آفر کی تھی مگر اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا

"مینا کھانے کو منع نہیں کرتی مگر ہمایوں بھائی میں بہت تھک گئی ہوں۔۔کل ڈنر آپ کی طرف ہی کروں گی،آج مجھے لینے کے لیے میرے فیلوز آرہے ہیں۔۔میں ان کے ساتھ جاؤں گی،اڈریس تو مجھے خود نہیں آتا"اور شانے اچکائے

وہ سر جھکائے مسکرایا تھا"زرار نے مجھے گائیڈ کر دیا تھا۔۔میں ڈین ویلج رہتا ہوں آپ کے فلیٹ سے چند قدم فاصلے پر۔۔راستے بھی یاد ہو جائیں گے،آپ کو کبھی بھی کوئی بھی ہیلپ چاہیئے ہو مجھے کال کر لیجیئے گا یا میں گھر دکھا دوں گا۔۔آپ کو کھلے دل سے ویل کم ہے"اور ہنس دیا

وہ بھی ہنس دی"تھینک یو"اور سامنے دیکھا۔

اس نے واٹس ایپ پر لوکیشن آن کی تھی،اسے لینے آنے والے شخص نے اپنی لائیو لوکیشن بھیج دی تھی اور وہ پاس ہی تھا۔دور پتھر کی بنی ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔اس کے سر پر پی کیپ تھی اور وہ دائیں طرف دیکھ رہا تھا۔پھر سکرین کو دیکھا،سرخ دائرہ پاس ہی تھا۔اس نے گردن موڑی سیدھا ہوا اور وہ سامنے ہی اسے ایک مرد کے ساتھ دکھ گئی۔دراز قد دبلا پتلا لڑکا جس نے سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا اس کی طرف بڑھا۔مینا نے نظر کی عینک لگا رکھی تھی،وہ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر رک گئی۔

"شاید یہی ہے"اور سرگوشی کی۔ہمایوں بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ عین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا،وہ مینا نے اونچا تھا،قد میں تیمور جتنا اور اس نے مسکرا کر اسے دیکھا۔رامین نہیں مسکرائی،اس نے سامنے کھڑے شخص کو کہیں دیکھا تھا اور اس کا دماغ صحیح بتا رہا تھا کہ اس نے اسے کہاں دیکھا تھا۔لڑکے نے ہاتھ بڑھا کر ہمایوں سے سلام لی،پھر مینا کو دیکھ کر مسکراہٹ گہری ہوئی

"ویلکم رامین"

مینا خاموش تھی،اس نے اس کا جواب نہیں دیا۔لڑکے نے پھر ہمایوں کو دیکھا

"آپ زرار حیدر کے بھائی ہیں۔۔ہمایوں حیدر"

ہمایوں نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا۔اس نے مینا کو دیکھا اور ذرا سا جھکا

"میں۔۔عالمگیر۔۔آپ کو لینے آیا ہوں" وہ مسلسل مینا کو دیکھ رہا تھا،اس کی آنکھیں اور گہری مسکراہٹ بہت کچھ بول رہی تھیں۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا اٹیچی کیس تھام لیا

مینا نے تھوک نگلا، بمشکل مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا۔اتنی دیر میں تو وہ سنبھل چکی تھی، پھر مسکرائی "جہاں تک مجھے پتہ ہے تم اکیلے نہیں تھے۔۔ضوفی تمھارے ساتھ آنے والی تھی" اس نے بائیں ابرو اٹھائی

وہ مسکرایا "وہ کیا ہے نا کہ ہمیں خبر ہے کہ آپ کو بھوک لگی ہو گی، وہ ہمارے خاص مہمان کے لیے خصوصی ڈنر بنا رہی ہے" اور دوسرا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

رامین نے سر اثبات میں ہلایا اور ہمایوں کو دیکھا۔وہ مسکرایا "ٹھیک ہے۔۔مجھے اجازت؟"

رامین نے سر اثبات میں ہلایا اور ہمایوں نے اپنا اٹیچی کیس تھاما، ہاتھ ہلا کر ایک کیب روکی اور اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

رامین نے سامنے کھڑے عالمگیر کو دیکھتے سانس خارج کی اور دونوں بازو سینے پر لپیٹ لیے، دونوں خاموشی سے آگے بڑھ رہے تھے۔عالمگیر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"گلا سزا وور بلیک آئیز۔۔تم نہیں بدلی مینا" وہ اسے گھور رہا تھا

مینا نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سامنے دیکھنے لگی "تم بھی نہیں بدلے۔۔ابھی بھی تم سے فلرٹ کی وائب آ رہی ہے"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا "میں نہیں بدلا۔۔میں واقعی ہی نہیں بدلا" پھر سانس خارج کی "کچھ سال پہلے ایک لڑکی ملی تھی" پھر اسے دیکھا "کمبخت۔۔کتا بنا گئی، وہیں بیٹھا ہوں جہاں چھوڑ کر گئی تھی"

اب کی بار مینا ہنسی تھی۔وہ فقط مسکرایا تھا۔ان سے کچھ فاصلے پر اس کی گاڑی کھڑی تھی

"تمھاری دعا قبول نہیں ہوئی مینا" وہ محظوظ ہو رہا تھا۔

اسے آج بھی وہ دعا یاد تھی جو چھے سال پہلے اس نے کی تھی، کاش وہ دوبارہ کبھی عالمگیر سے نہ ملے۔

"تو تمھاری دعاؤں سے تو جیسے کشمیر آزاد ہو گیا نا" اس نے بھی طنز کیا تھا

وہ مسکرایا۔دعا تو اس کی بھی قبول نہیں ہوئی تھی، اس نے بھی یہی کہا تھا کہ وہ مینا سے دوبارہ کبھی نہ ملے۔

اس نے اس کا اٹیچی کیس ڈگی میں رکھا، پھر پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔مینا نے اسے گھور کر دیکھا، چھے سال پہلے بھی اس نے اس کے لیے یونہی دروازہ کھولنا چاہا تھا اور چھے سال بعد بھی وہ وہیں کھڑا تھا۔

مینا نے سر نفی میں ہلایا اور اندر بیٹھ گئی۔اندر ماحول باہر کی نسبت گرم تھا۔اس نے سکرین آن کی اور تیمور کو میسج لکھا

"چوزو۔۔میں پہنچ گئی ہوں" اور پھر سکرین بجھا دی۔گاڑی اس کے فلیٹ کی طرف رواں تھی۔۔

"ویلکم ٹو ایڈن برا!"

"پتھروں کے شہر میں خوش آمدید!"

صبح جب اس نے آنکھ کھولی تو مامون کمرے میں نہیں تھا۔اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر ڈرپ لگی تھی۔رات کے دو ڈھائی بجے وہ لوگ ہاسپٹل سے آئے تھے۔تسلسل سے زیادہ مورفین لینے کی وجہ سے اس کے gastrointestinal ٹریک میں زخم (السر) بن گئے تھے جس کی وجہ سے خون نکل رہا تھا۔وہ اٹھی تکیہ بیڈ کی پشت سے ٹکایا۔پھر سیدھی ہو کر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی، کمرے میں سکون تھا خاموشی تھی۔اس نے گردن گھما کر سائیڈ ٹیبل پر دیکھا تو صبح کے ساڑھے چھے بج رہے تھے مگر اسے اب اور نیند کی طلب نہیں تھی۔دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور مامون اندر آیا۔وہ ٹریک سوٹ میں ملبوس تھا غالباً ابھی سیر سے واپس آیا تھا۔اسے دیکھ کر مسکرایا

"گڈ مارننگ!" اور اس کے سامنے مگر اس کے قریب آ بیٹھا

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر تھوک نگلا، کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر پھر خاموش رہی۔

مامون آگے کو ہوا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا "کچھ کہنا ہے؟"

اس نے سانس خارج کی "جب سے ہماری شادی ہوئی ہے، کچھ بھی نارمل نہیں ہے۔کبھی کچھ کبھی کچھ۔۔ہاسپٹل سے گھر اور گھر سے آفس" اور بے زاری سے سر جھٹکا

مامون مسکرا دیا "آئی ایم سوری۔۔ہم کہیں چلیں گے، جہاں آپ چاہیں گی مگر آپ ٹھیک ہو جائیں" اس نے نرمی سے کہا تھا

رابیل نے اس کے ہاتھ پر اپنا گرم ہاتھ رکھا جس کی پشت پر ڈرپ تھی "میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔ لوگ ہمیں جینے نہیں دیتے، میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے؟ کبھی مجھے ڈرگز دیے جا رہے ہیں کبھی میرے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔۔ سکون سے رہنے کیوں نہیں دیتے؟" اس کی آنکھیں گلابی پڑی تھیں

وہ آگے کو ہوا "ریلیکس۔۔ آپ کے یہ سب سوچنے سے آپ ہی کو تکلیف ہو گی، ان کا کچھ نہیں جا رہا ۔۔اپنے آپ کو مت ہلکان کریں"

رابیل نے اپنا ماتھا چھوا تھا، پھر مامون کو دیکھا "میں لوگوں کو جانے دیتی ہوں مگر وہ لوگ پھر سے آ کر میرا ہی جینا محال کرتے ہیں۔۔ دل ٹوٹنے کے بعد تو سخت ہو جاتا ہے نا میرا کیوں نہیں ہوا مامون؟" اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی

اس کے چہرے پر نرمی در آئی "کیوں کہ سختی پتھروں پر جچتی ہے۔ پتھر کے مکان ہوا کرتے ہیں، دل تو خدا کا گھر ہے اس پر نرمی ہی جچتی ہے" پھر اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے تھپکا "آپ اپنا آپ بھی ختم کر لیں نا تو لوگ آپ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔۔ ان کو جانے دیں، یہ کچھ نہیں کر سکتے۔۔ میں ہوں نا، اتنے سالوں سے ہم نے ایک ساتھ اتنا کچھ دیکھا ہے اب بھی ایک ساتھ ہیں تو کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔ آپ مجھ پر تو یقین کرتی ہیں نا؟" اس نے رابیل کی بھوری آنکھوں میں دیکھا تھا

اس نے سر اثبات میں ہلا کر سر جھکایا۔ وہ مسکرایا "اب مسکرا بھی دیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا "میرے لیے۔۔"

اور وہ مسکرانے کی بجائے ہنس دی "تھینک یو فار بینگ مائی اینم کارا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "مجھے اچھا لگتا ہے آپ کو مضبوط دیکھ کر، سب کے سامنے ڈٹا ہوا دیکھ کر، اچھا لگتا ہے جب آپ بنا جھجھک مجھے سب کہہ دیتی ہیں"

رابیل کے گال گلابی ہوئے تھے۔ پھر دھیمی آواز میں بولی "مجھے کچھ ہو جاتا تو؟"

مامون نے گلا کھنکھارا "کچھ نہیں۔۔ تین مزید آپشنز ہیں میرے پاس"

رابیل نے اسے گھورا اور وہ ہنس دیا۔ اس نے اپنا ہاتھ مامون سے چھڑا لیا "مجھے یہ امید نہیں تھی"

اس نے شانے اچکائے "میں بڑا سٹریٹ فارورڈ ہوں۔۔ آپ نے مجھے ایسے ہی قبول کیا ہے"

وہ تپ گئی "بس ساری زندگی اب مجھے یہی سننا ہے" اور سر جھٹکا۔

وہ مسکرایا۔ پھر سر ہلایا "آپ نے آفس میں کیا کھایا تھا؟"

اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑے "کچھ نہیں۔۔ میں نے کچھ نہیں کھایا تھا"

مامون نے اس کی طرح کی رونی شکل بنائی "ایسے نہ منہ بنایا کریں۔۔ میرا دل ٹوٹ جاتا ہے" اور سینے پر ہاتھ رکھا

وہ ہنس دی، پھر ہاتھ منہ پر رکھا اور ہنستی چلی گئی۔ وہ فقط مسکرایا تھا۔

"کافی میں مورفین نہیں تھی۔۔آپ کے آفس سی آئی ڈی بھجواتا ہوں"اور آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

وہ خاموش ہو گئی۔پھر وقت دیکھا"آپ آج آفس جائیں گے؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"نہ جاؤں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔مامون نے سر اثبات میں ہلایا"اوکے۔۔چند ایک گھنٹے رہوں گا،جلدی آجاؤں گا"

اس نے پھر سے منہ بنالیا۔مامون نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا"ایک پھوہڑ سہیلی ہے آپ کی،کسی نہ کام کی۔۔تھوڑا بہت کام کر آؤں گا تھوڑا بہت اس کے سر ڈال آؤں گا۔۔جلدی آجاؤں گا"

"میری سہیلی کو ایسے نہ کہا کریں"اس نے خفگی سے اسے دیکھا تھا

مامون مسکرایا"میں تو اپنی سیکرٹری کی بات کر رہا ہوں۔۔آپ کی سہیلی کون؟"مسکراہٹ گہری ہوئی

وہ بھی مسکرادی۔۔وہ کچھ پل اسے دیکھتا رہا،پھر اٹھ گیا۔وہ بھی ناشتے کا سوچ رہی تھی

منظر ایک آڈیٹوریم کا تھا جہاں بتیاں روشن تھی۔بڑے سے سٹیج پر دائیں بائیں میرون پردے گرے تھے،سٹیج پر ایک شخص کھڑا تھا جس نے مائکروفون لگا رکھا تھا اور وہ بولنے کو تیار تھا۔پورے

آڈیٹوریم میں خاموشی تھی،اس نے بھوری جینز پر سفید شرٹ اور بھوری جیکٹ اوڑھ رکھی تھی۔وہ مسکرا رہا تھا پھر گلا کھنکھارا اور بولنے لگا "السلام علیکم ناظرین اینڈ سامعین!"

میرے چاہنے والوں مجھے سننے والوں مجھے سمجھنے والوں اور مجھے دیکھنے والوں کو شہریار کا سلام!

دیکھنے میں تو سب اچھے لگ رہے ہیں،پیارے لگ رہے ہیں مگر دلوں کے حال اندر کے موسم سے خدا زیادہ واقف ہے۔۔

ہفتے میں چار دن ہمارے ایک دوسرے سے الگ گزرتے ہیں اور ایک دن ہم ایک دوسرے کے ساتھ گزارتے ہیں۔۔اس ایک ہفتے میں لوگ ملتے ہیں،لوگ بچھڑتے ہیں،دل ٹوٹتا ہے جڑتا ہے اور بھی بہت سے کام ہوتے ہیں مگر یہی زندگی ہے۔۔میں اکثر کہتا ہوں میں اکثر سنتا ہوں اور میں دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ یہ جو گزر رہا ہے یہی زندگی ہے اور یہی جینی ہے۔۔

خیر!آج میں آپ کو نئی کہانی سنانے والا ہوں،آپ مجھے سٹوری ٹیلر کہیں یا ایک موٹیویشنل سپیکر، میں شہریار ایک عام انسان ایک عام آدمی ہوں۔۔

تو شروع کرتے ہیں۔۔2014 کی بات ہے تب میں غالباً بائیس برس کا تھا اور آج سے کئی زیادہ دبلا پتلا لڑکا سا تھا،یونو جیسے ایک عام سا یونیورسٹی سٹوڈنٹ ہوتا ہے۔۔عینک تب بھی لگی تھی اور تب بھی میرے بال چھوٹے ہی تھے مگر تب میں ذرا سا سہما ہوا لڑکا تھا جسے انگریزی میں کہتے ہیں

Self doubt

میں اسی مرض کا شکار تھا، ہاں میں اسے مرض کہتا ہوں اور کیوں کہتا ہوں یہ ہم بعد میں ڈسکس کریں گے۔۔ خیر! وہ دن تھا ہفتے کا اور اسی طرح میں ایک سٹیج پر کھڑا تھا، ایک دوست کے کہنے پر میں یہاں آیا تھا اور مجھے بولنا تھا، پہلے تو میں اپنی کلاس میں بولتا تھا مگر اب مجھے یہاں بولنا تھا، آڈیئنس کافی بڑی تھی اور میں بہت چھوٹا۔۔ میں آیا اور یوں "وہ اکڑ کر کھڑا ہو گیا

"بالکل سٹف ہو کر کھڑا ہو گیا، سلام لی اور لیکچر دینا شروع کیا۔۔ اب ہوا یہ کہ پانچ منٹ گزرے دو چار لوگ اٹھ کر چل دیے، دس منٹ ہوئے اور ذرا ذرا سی منمناہٹ ابھرنے لگی، پندرہ منٹ ہوئے اور بہت سے لوگ اٹھے اور باہر بڑھے۔۔ میں کہوں یہ سن نہیں رہے مجھے۔۔ میری ٹانگیں کانپ رہی تھیں، میرے ہاتھوں پر پسینہ آ رہا تھا مگر میں بولے جا رہا تھا بولے جا رہا تھا۔۔ اب ہوا یہ کہ کچھ لمحوں کے بعد مائیک بند ہو گیا، خود ہی۔۔ ایک لڑکا آیا اور میرے کان میں بولا

"اللہ کے بندے، آجا واپس۔۔ تجھ سے نہیں ہو گا، لوگ تجھے نہیں سن رہے "میرا دل ٹوٹ گیا، میں وہیں جامد ہو گیا اور پھر واپس اترا اور باہر نکل گیا۔۔

لیں جی آپ کا شہریار ہو گیا فلاپ۔۔ یہ جو آپ کے سامنے کھڑا ہے، ٹرٹر بول رہا ہے یہ شہریار اس دن آوارہ گردی کرتا رہا۔۔ اماں ابا نے زیادہ سے زیادہ دو چپیڑیں لگانی تھیں اور کیا۔۔ مگر اس دن نا میرا دل ٹوٹ گیا تھا، میں ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔۔ رو بھی نہیں پا رہا تھا ہنسنا تو دور کی بات۔۔۔

میں نا ایک دکان پر گیا اور ایک سگریٹ لی۔۔اسے جلایا اور ابھی ہونٹوں سے لگانے ہی والا تھا کہ ایک لڑکا میرے پاس آیا اور بولا

"آپ وہی ہیں نا۔۔جو آج سٹیج پر بول رہے تھے"

"استغفراللہ" اس نے نفی میں گردن ہلائی اور آڈینس میں ایک قہقہہ گونجا

"سگریٹ نیچے گر گئی، یار کیا مصیبت ہے میں اپنا غم بھی نہیں منا سکتا۔۔میرا دل ٹوٹا ہے میں اداس ہوں، کوئی نصرت کی قوالی لگاؤ، کوئی ارجیت سنگھ کا گانا، کوئی سگریٹ لاؤ مجھے رونا ہے مگر یہ تو یہاں میرے سامنے میرے اعمال کھڑے تھے" اس نے ماتھے پر ہاتھ پھیرا

"آپ بہت اچھا بول رہے تھے" مجھے لگا میں نے غلط سنا ہے۔۔

"ہیں۔۔میں؟" میں نے پھر اسے دیکھا اور دوبارہ پوچھا، کہنے لگا جی آپ۔۔مجھے آپ کو سننا اچھا لگا، دراصل آج کل میں اسی طرح کے کچھ مینٹل بریک ڈاؤن سے گزر رہا تھا اور آپ بھی مینٹل ہیلتھ کی بات کر رہے تھے سو مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔۔اس نے دو چار باتیں کیں اور وہ وہاں سے چلا گیا۔۔لو بھئی صاحب سگریٹ بھی گئی، جیب بھی خالی ہے، دل بھی خالی ہے، دماغ ویسے خالی ہے چلو گھر چلیں۔۔میں گھر آ گیا اور آتے ہی انسٹا گرام کھول لیا۔۔کیا ڈپریشن ہے خدا کی قسم! ساری دنیا میرے سے آگے میں ہی نکمارہ گیا۔۔میرا اور دل خراب ہو گیا، میں جن سپیکرز کو فالو کرتا تھا ان کا یہ حال تھا کہ رات کو سوئے تو پندرہ ہزار تھے، ایک ہفتے بعد پندرہ ملین۔۔یا اللہ! یہ کیسے بخت لکھوا کے

لائے ہیں۔۔میری تو ٹانگیں کانپ رہی تھیں،دل الگ مچل رہا تھا۔۔خیر !اس دن کے ٹھیک تین دن بعد کی بات ہے ایک ڈھابے پر چائے پینے بیٹھا تھا اور سامنے ایک دوست تھا،اس کا نیا نیا بریک اپ ہوا تھا،میرے بارے میں مشہور تھا کہ نیا نیا بریک اپ ہوا ہو تو شہریار صاحب کے پاس جانا چاہیئے کیونکہ شہریار صاحب بہت اچھا سمجھا دیتے ہیں،جبکہ شہریار صاحب کو آج تک کسی لڑکی نے مسکرا کر نہیں دیکھا،محبت خاک ہو گی اور یہ جناب میرے پاس ٹوٹے دل لے کے آتے ہیں اور ناکام محبت سامنے رکھ کر کہتے ہیں کہ مشورہ دو کوئی۔۔جبکہ شہریار صاحب کو م سے محبت نہیں ہوئی تھی۔۔

اچھا اب میں بڑے غور سے سن رہا تھا اور اسے مشورہ دے کر بھیج دیا،ٹھیک دو دن بعد ایک اور لڑکا آیا اور اس کا بھی بریک اپ ہوا تھا اور میرا دوست ہی اسے لے کر آیا تھا۔۔میں بڑا پریشان ہوا کہ اگر اسی طرح رہا تو ان شاءاللہ جلد ہی میرا اپنا آستانہ ہو گا اور ٹوٹے دل لے کے لوگ میرے آستانے تشریف لائیں گے اور میں سپیکر تو نہیں خیر باباجی ضرور بن جاؤں گا" سامعین میں قہقہہ ابھرا۔

"ایک دن نا میں تین چار لڑکوں کو کچھ سمجھا رہا تھا،باتیں کر رہا تھا ویسے ہی جیسے آپ کو سمجھاتا ہوں تو پیچھے ایک سفید بالوں والے صاحب تھے،وہ بھی مجھے سن رہے تھے۔۔سب دوست چلے گئے اور میں چائے والے کے پاس کھڑا حساب کتاب کر رہا تھا کہ وہ سوٹڈ بوٹڈ آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس بھی ہے تمھیں کچھ کہنے کو،میں نے انھیں سر سے پیر تک دیکھا" سر آپ لگتے تو نہیں ہیں ایسے کہ آپ کا بریک اپ ہوا ہو مگر خیر،محبت کی کوئی عمر نہیں ہوتی" وہ ہنس دیے،کہنے

لگے میرا بیٹا ہے اسے سمجھادو، وہ بڑا نکما ہے فلاں ہے یہ ہے وہ ہے۔۔میں نے کہا ٹھیک ہے، کل شام میں ان کے گھر گیا، گھر کیا تھا وہ تو جیسے محل تھا۔

میں نے کہا میرے سے نہیں ہونا، میں کہاں گلی محلے کے لڑکوں کو سمجھانے والا، ایک محل کے شہزادے کو سمجھاؤں۔۔خیر میری اس لڑکے سے بات چیت ہوئی وہ بڑا اکڑو سا تھا، ضدی سا۔۔ اسے ایک لڑکی سے شادی کرنی تھی، ابا مان نہیں رہے تھے۔۔میں نے کہا میں تمھارے ابا کو مناتا ہوں تم شادی کی تیاری کرو۔۔اب بیٹے کو چھوڑ کے میں ابا کو سمجھانے بیٹھ گیا۔۔منانے بیٹے کو گیا تھا منا ابا کو رہا تھا، میں نے انھیں گارنٹی دی کہ ایک سال میں آپ کا بیٹا آپ کے پاس ہو گا، اب ایک سال میں نہ ہوا تو شہریار صاحب تو چڑھے سولی پر۔۔اب ہوا یہ کہ لڑکے کی شادی ہو گئی اور چھے مہینے میں طلاق بھی۔۔ایک سال سے پہلے۔۔میں بڑا حیران کہ یہ کیسے ہوا؟ مجھے بس اتنا پتہ تھا بچپن میں میں جب کسی چیز کی ضد کرتا تھا تو اماں دے دیتی تھیں کچھ دن بعد دل بھر جاتا تھا یا میں اس چیز کو اگنور کر کے آگے بڑھ جاتا تھا سو یہاں بھی میں نے یہی کیا کیونکہ لڑکی اس لڑکے کی ضد تھی۔۔مجھے پہلے تو یقین ہی نہ آیا، مجھے بس اتنا پتہ تھا کہ وہ عورت ہے گولڈ ڈگر اور پیسے سے جتنا منہ بھر لو، پیٹ نہیں بھرتا۔۔ہوا یہ کہ روز روز کی چک چک سے وہ پاپا کی بیٹی پاپا کے پاس واپس چلی گئی اور ہمارا شہزادہ ہمارے پاس واپس۔۔

اب بھی وہ میرے پاس آتا ہے اور اچھا دوست ہے، کام شام بھی کرتا ہے۔۔میں نے کچھ نہیں کہا اسے مگر جو کہا وہ اس نے مانا اور اب بھی مانتا ہے۔۔

اب جی وہ ہمارے امیر دوست اپنے ایک اور دوست کے ساتھ آئے، اسے بھی دل کا مسئلہ تھا، لیں جی شہریار بن گئے دل کے ڈاکٹر "سامعین میں پھر سے قہقہہ بلند ہوا۔

"اب جی تین ہفتوں بعد میں پھر سے وہاں پہنچا اسی سٹیج پر جہاں پر میرا دل ٹوٹا تھا مگر اس بار زیادہ کچھ نہیں ہوا، لوگ مجھے دیکھتے ہی چلے گئے۔۔صرف پانچ لوگ تھے "اس نے انگلیوں سے گن کر دکھایا "صرف پانچ لوگ جنھوں نے شہریار کو سنا تھا، اس دن میں نہیں ڈرا، میں نہیں کانپا کیونکہ میں نے پورا ہفتہ اس پر کام کیا تھا، زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا؟ دل پھر ٹوٹ جاتا پھر؟ میں پرا سس انجوائے کر رہا تھا۔۔اگلے ہفتے دس لوگ تھے اور پھر اسی طرف وقت گزرتا گیا اور یہ ناچیز آپ کے سامنے کھڑا بول رہا ہے۔۔اگر پہلی بار دل ٹوٹنے پر میں بیٹھ جاتا تو کیا میں یہاں ہوتا؟ نہیں! سفر شروع ہوا تھا زیرو سے، ٹوٹے دل سے۔۔اور ابھی تک جاری ہے۔۔مجھے نہیں پتہ منزل کہاں ہے، کیا ہے ہاں مگر مجھے اس سفر میں مزہ آنے لگا ہے۔۔مجھے اچھا لگتا ہے آپ لوگوں سے باتیں کرنا۔۔میں نے اس سارے سفر میں بہت سی باتیں سیکھیں مگر صرف دو باتیں بتانا چاہوں گا آپ کو اور وہ یہ کہ "

اس نے کرسی پکڑی اور اس پر بیٹھا، پانی کی بوتل منہ کو لگائی، پانی اندر انڈیلا اور پھر بولنا شروع کیا

"یہ کہ میں سمجھتا تھا کہ صرف محلے کے لڑکوں، دوستوں، ہم عمر لوگوں کو ہی سامنے بٹھا کر سن سکتا ہوں، بول سکتا ہوں اور جیسے ہی کوئی بڑا آئے گا میں نہیں کر پاؤں گا۔۔ایک بار سٹیج پر گرا تھا مگر پھر لگا کہ میں نہیں اٹھ پاؤں گا مگر۔۔ مگر ایسا نہیں ہوا، "میں نہیں کر سکتا یا مجھ سے نہیں ہو گا" یہ ہم تب کہتے ہیں جب ہم کسی اپنے جیسے کو اپنے سے بڑا تصور کر لیتے ہیں، ہم اسے آسمان پر تصور کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نہیں جا سکتے وہاں، آسمان پر ستاروں کا رش ہے تو کیا ہوا، آپ اپنی جگہ خود بناؤ۔۔میں یا آپ سوشل میڈیا پر ان بڑے لوگوں کو تب دیکھتے ہیں جب وہ آسمان پر پہنچ جاتے ہیں، جب وہ چمکتے ہیں تو ہمیں ہوش آتا ہے کہ ہاں بھئی وہ بھی کوئی ہے۔۔ہم نہیں دیکھتے کہ اس نے کتنی سیڑھیاں لگائیں، وہ کتنی بار گرا، اس نے کیا کیا سہا اور پھر وہ پہنچا، ہم نے تو چند ہزار بڑھتے فالوورز دیکھے اور یہ جی دل ہار کر بیٹھ گئے۔۔آپ نے ایسے نہیں کرنا، آپ نے وہ والا شہریار نہیں بننا جو ستاروں کو دیکھ کر سیلف ڈاؤٹ کا شکار ہو جاتا تھا کہ وہ نہیں کر سکتا کیونکہ دوسروں نے کیا ہے۔۔آپ نے بس بہتے جانا ہے

"Go with the flow"

آپ کی زندگی کا جو بھی دور چل رہا ہے اسے جی کر گزاریں، گزرتو اس نے جانا ہے مگر اسے جی لیں کیونکہ پھر وہ نہیں آنا، آپ رو کے گزاریں یا ہنس کے اس نے گزر جانا ہے۔۔جو بھی حالات سے لڑتا ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے، جو حالات کے ساتھ ڈیل کے کے چلتا ہے وہ کہیں نہ کہیں پہنچ جاتا ہے۔۔اپنا کام

کرتے جائیں، نہیں دیکھنا کہ کون کیا کہتا ہے۔۔ نہیں! اپنا کام کریں اور گرو کرتے جائیں۔۔دل نہیں ہارنا بیٹا! اپنا کام کرتے جاؤ، ایک دن صحیح وقت پر آپ کو آپ کے کام کا اجر ملے گا

دوسرا سبق تھا کہ ہم سب انسان ہیں، میں بھی آپ بھی، جو دل میرے سینے میں دھڑکتا ہے وہی آپ کے سینے میں ہے۔۔میرے سامنے جب اسامہ بیٹھتا تھا تو میں بڑا اچھا سمجھتا تھا کیونکہ وہ میرا ہمسایہ تھا اور جب سیٹھ اسامہ بیٹھتا تھا تو میں ایکٹو ہو کر بیٹھ جاتا تھا کیونکہ وہ بنگلے سے اٹھ کر آیا تھا۔۔ مگر دل اسامہ کا بھی ٹوٹا تھا دل سیٹھ اسامہ کا بھی ٹوٹا تھا۔۔تو پھر دونوں بڑے چھوٹے کہاں ہوئے، دونوں تو ایک جیسے ہوئے۔۔جو مسئلہ بڑے کا تھا وہی چھوٹے کا تھا۔۔بات ختم! وہ بھی انسان میں بھی انسان، ہم میں سیلف ڈاؤٹ تب آتا ہے جب ہم انسان کو انسان نہیں پتہ نہیں کیا ہی سمجھ لیتے ہیں، جیسے اس کے دانت سونے کے اور کپڑے پیتل کے ہیں۔۔ نہیں! میرے سامنے جو بھی بیٹھا ہو گا وہ ایک انسان ہے بس! اس کے پاس میرے جیسا دل ہے، اس کے دکھ خوشیاں پلس مائنس کر کے میرے جیسے ہیں۔۔وہ میرے جیسا ہے بس شکل کوئی اور ہے دل انسان کا ہی ہے اور اس دن مسئلہ ختم ہو گیا تھا، ایک انسان ہو یا ایک ہزار سب کے پاس انسانوں کا ہی دل انسانوں کا ہی دماغ ہے، جذبات ایک سے ہیں اور ہم سب ایک سے ہیں۔۔عام انسان! ڈیٹس اٹ"

وہ مسکرایا

"یہ ایک مرض تھا جس کا علاج وقت اور حالات نے کر دیا، مرض وہ چیز ہوتی ہے جس کا علاج ہوتا ہے اور ہونا ضروری ہوتا ہے۔۔اس کا علاج کوئی تھراپسٹ نہیں کرے گا کوئی دوا نہیں کرے گی، آپ خود کریں گے اور ایسے کہ ہم سب انسان ہیں، بس کوئی اوپر کوئی نیچے۔۔پراسس کو انجوائے کریں، منزل مل بھی گئی تو کیا کریں گے۔۔منزل تو ایک فروٹ ہے آپ فروٹ کو حاصل کرنے کے پراسس کو انجوائے کریں، یقین کریں زندگی بدل جائے گی۔۔جو کرنا ہے دل سے کریں، مطمئن ہو کر کریں، امید کرتا ہوں کہ آپ میں سے بہت سے لوگوں کو ان کے سوالات کے جوابات مل گئے ہوں گے، نہیں ملے تو انتظار کریں، ہر چیز اپنے وقت پر ہوتی ہے"

چند لمحوں کا توقف، ایک لڑکی کھڑی ہوئی اور سوال کیا

"سر! آپ نے کہا تھا کہ آپ لڑکیوں سے individually بہت کم ملتے ہیں یا لڑکیوں سے نہیں ملتے، ایسا کیوں؟"

وہ ہنس دیا "اوکے۔۔بیٹھ جائیں۔۔اس کا جواب بہت مزے کا ہے اور وہ کچھ ایسا ہے کہ میں ان خواتین سے ملتا ہوں جو شادی شدہ ہوں، شوہر کے ساتھ ہوں، اپنے بچوں کے ساتھ ہوں یا پھر بہت ساری دوستوں یا گروپ کے ساتھ۔۔لڑکوں سے میں دل کھول کر ملتا ہوں اور اس کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ، صرف ایک مرتبہ میں ایک لڑکی سے ملا تھا اور اسے سنا تھا، اسے سمجھا یا تھا اور اب وہ میرے گھر پر ہے، میری بیوی ہے"

سب نے تالیاں بجائیں اور قہقہے گونجے۔۔

"اور کچھ؟"

ایک دو لوگ اٹھے تھے، سوالات کیے اور پھر آج کا سیشن ختم ہوا۔۔

زرار اس وقت آفس میں تھا جب اسے تابندہ کی کال موصول ہوئی۔ لیپ ٹاپ سکرین سامنے کھلی تھی، کوٹ پیچھے کرسی کی پشت پر ٹکایا ہوا تھا اور اس نے سفید شرٹ کی آستینیں موڑ رکھی تھیں۔ وہ مصروف سا کام کر رہا تھا، لیپ ٹاپ کے ساتھ پڑا فون تھرتھرایا۔ اس نے سکرین دیکھی، سوائپ کی اور پھر فون کان سے لگایا۔

"ہیلو۔۔" نظریں اس کی سکرین پر ہی تھیں

دوسری طرف سے اس کا حال پوچھا جا رہا تھا۔ حال احوال بتانے کے بعد اس نے گلا کھنکھارا

"زرار۔۔ تم شام میں بابا کی طرف آ جانا" اس کی آواز دھیمی تھی

اس کی بھنویں بھینچ گئیں "خیریت؟"

اسے یاد تھا صبح تک اس کا ایسا کوئی پلان نہیں تھا۔

"میں بابا کی طرف آ گئی ہوں، واپسی پر لیتے جانا" اور ایک خاموشی

زرار نے سکرین سے نظریں اٹھائیں، پہلے اس نے جانا ہوتا تھا تو زرار سے کہتی تھی۔ پھر اس نے سر جھٹکا، شاید اچانک دل کیا ہو اور رائڈ کروا کر چلی گئی ہو۔۔اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا" صبح تک ہمارا ایسا کوئی پلان نہیں تھا"

"ہاں۔۔بس میرا دل کیا۔۔ان ڈرائیو کروا کر آ گئی۔۔میں نے سوچا تمھیں ڈسٹرب کیوں کروں؟"

اور ایک خاموشی

وہ ہنس دیا مگر اس ہنسی میں کچھ عجیب تھا"تم مجھے ڈسٹرب کر سکتی ہو۔۔خیر میں واپسی میں آ جاؤں گا، ڈونٹ وری"

دوسری طرف خاموشی تھی اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔سانس خارج کی اور اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اس نے جس وقت آنکھ کھولی گیارہ بج رہے تھے۔دیوار کے ساتھ اس کا اٹیچی کیس ویسے ہی لگا تھا۔ کمرے کے پردے کھڑکی کے سامنے تھے،اس کے ساتھ والا بستر خالی تھا اور اس سے ساتھ والا بھی۔ بس وہی سوئی تھی، کمرے میں کافی سکون تھا۔رات کو اس نے بس اپنی ایک فلیٹ میٹ کو دیکھا تھا، تھوڑا سا ڈنر کیا اور پھر سو گئی۔وہ سیدھی ہوئی چھوٹے بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی، تکیے کے ساتھ فون پڑا تھا اور اسے مزید نیند آ رہی تھی۔اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی، پھر فون کی سکرین آن کی۔

تیمور کے دو تین میسج تھے،اس نے اسے کالز بھی کی تھیں مگر وہ سوئی تھی۔اس نے چوکڑی ماری اور جواب ٹائپ کیا

"میں سو گئی تھی۔ابھی اٹھی ہوں،ناشتہ کر کے کال کرتی ہوں"اور پھر دوسری جمائی روکی۔سکرین آف کی اور فون رکھ دیا۔دفعتاً اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اندر دوسری لڑکی داخل ہوئی۔یہ وہ والی لڑکی نہیں تھی جو اسے رات میں ملی تھی

"ہیلو۔۔گڈ مارننگ!"وہ بڑی سویٹ سی تھی،گوری رنگت،ہلکے بھورے بال چھوٹی پونی میں مقید تھے اور اس نے اوور سائز گلابی جرسی نما شرٹ تلے ڈھیلا ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔اس کے ہاتھ میں جوتے کے دو ڈبے تھے اور وہ مسکراتے ہوئے اچھی لگ رہی تھی۔اس کی صحت بھی رامین سے کچھ زیادہ نہیں تھی،اس نے الماری کا پٹ کھولا اور جوتے کے ڈبے اندر رکھے۔پھر پٹ بند کیا اور رامین کی طرف بڑھی۔بیڈ کے سامنے بڑی دیوار سے لگی الماری تھی،اس کے چھے پٹ تھے یعنی ہر لڑکی کے دو دروازے۔وہ رامین کے ساتھ والے بیڈ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی اور مسکرائی۔اسے نیند سے ہوش نہیں آ رہی تھی اور یہاں وہ اس کے ساتھ باتیں کرنے کے موڈ میں تھی

"ضوفی جاب پر گئی ہے۔۔شام میں آئے گی۔۔میں تمھیں بریک فاسٹ بنا دوں؟"وہ چینی تھی یعنی اس کی آنکھیں ان کے چہرے کے نقوش وہ چائنہ کی لگتی تھی۔

رامین نے سر اثبات میں ہلایا"شیور"اور مسکرائی

"میرا نام جینیفر ہے۔۔تم مجھے جینی کہہ سکتی ہو"اور پھر سے مسکرائی۔وہ بہت نرم بولتی تھی،بہت سویٹ سی

"اس کی سکن کتنی اچھی ہے نا"مینا نے صرف سوچا کہا نہیں۔پھر مسکرادی مگر وہ ابھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔جینی سمجھ گئی اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔اسے اب بھوک لگی تھی،بریک فاسٹ کر لینا چاہیئے۔

میز کے گرد بیٹھی رامین ناشتہ کر رہی تھی۔اس کے سامنے شہد،ابلے ہوئے انڈے اور چائے تھی۔چائے کا رنگ سیاہ تھا جس میں دودھ نہیں تھا،شاید اسے خود ڈالنا تھا یا اس نے پوچھنے کی زحمت نہیں کی۔وہ سست روی سے ابلے انڈے کھا رہی تھی جن پر شہد ڈلا ہوا تھا۔شاید جینی کو شہد بہت پسند تھا۔چھوٹے لاؤنج کے ساتھ ملحقہ اوپن کچن تھا جہاں وہ بیٹھ کر ناشتہ کر رہی تھی اور جینی جلدی سے گھر سمیٹ رہی تھی۔صوفہ سیٹ کرنے کے بعد وہ رامین کی طرف آئی اور مسکرائی

"میں باہر گھومنے جا رہی ہوں۔۔کیا تم میرے ساتھ چلو گی؟"وہ نرمی سے پوچھ رہی تھی

مینا نے سر کو خم دیا اور مسکرائی"شیور۔۔"

جینی کی مسکراہٹ گہری پڑی۔اس نے بھی سر کو خم دیا اور پھر اندر چلی گئی۔پہلی چیز جس مینا کے دماغ میں آئی وہ بہت ہی عجیب تھی

"کیا اسے کنگ فو کراٹے آتے ہیں؟"اور شانے اچکا کر انڈے کا ٹکرا پکڑا تھا۔

"اتنی معصوم سی لگتی ہے۔۔لڑائی جھگڑا بھی نہیں کرتی ہو گی "پھر سانس خارج کی "بندے کا کچھ پتہ بھی نہیں چلتا۔۔میں بھی تو معصوم ہی دکھتی ہوں "اور مسکرادی۔باہر بارش ہونے لگی تھی اور اسے ابھی گھومنے جانا تھا۔

جینی اخلاق کی ہی نہیں عادات کی بھی بہت اچھی تھی۔تھوڑی بہت بات چیت کے بعد ان کے درمیان ایک اچھا بانڈ بن گیا تھا۔مینا بیڈ پر گری ہوئی تھی اور اس کی ٹانگیں نیچے جھول رہی تھیں،وہ جینی کی بات سن رہی تھی جو کہ مینا کا سامان اس کی الماری میں سیٹ کر رہی تھی۔اس نے اس کے اٹیچی کیس سے سارے کپڑے نکال کر انھیں ہینگر میں ڈالا اور اچھے سے الماری میں ہینگ کر دیا۔اب وہ اس کے کوٹ سیٹ کر رہی تھی

"میرے ہزبنڈ ترکی ہوتے ہیں اور میں یہاں۔۔کچھ مہینے بعد میں ان کے پاس چلی جاؤں گی "اور مینا کو دیکھ کر مسکرائی "آئی مس ہم "اور ایک ٹھنڈی آہ بھری

"تم میرڈ نہیں لگتی "مینا آنکھیں نیچے کیے اسے لیٹے لیٹے دیکھ رہی تھی

وہ ہنس دی "میری شادی کو تین سال ہو گئے ہیں،اب تو پرانی بات ہے "اور شانے اچکائے

مینا نے فقط سر ہلایا اور اٹھ بیٹھی۔پھر اپنا سمیٹا ہوا سامان دیکھا،الماری میں اچھے سے سیٹ ہوئے کپڑے،جوتے،اس کا میک اپ اور ساتھ والے پٹ میں کوٹ اور سویٹرز۔۔اس نے بڑے پیار سے جینی کو دیکھا

"تم کتنی اچھی ہو جینی۔۔تھینک یو سو مچ"

اور اس پر وہ دونوں اکٹھی ہنسی تھیں۔کمرے میں دیوار کے ساتھ شیشہ لگا تھا،وہ آئینے کے سامنے کھڑی منہ پر کوئی کریم لگا رہی تھی۔مینا بیڈ پر جھک کر بیٹھی اپنے سنیکرز کے تسمے بند کر رہی تھی۔پھر سیدھی ہوئی اور بیڈ پر پڑا اپنا لمبا کوٹ اٹھایا اور اسے پہن کر آئینے کی طرف بڑھی۔اس نے ہلکا سا میک اپ کیا تھا،بالکل نیچرل سا۔مینا نے ایک نظر خود کو دیکھا،چشمے تلے سیاہ آنکھیں،چھوٹے کھلے بال، ہونٹوں پر ہلکا سرخ ٹنٹ،گال ہلکے ہلکے سے گلابی اور کانوں میں اوپر کو جاتی بالیاں۔اس نے ایک نظر جینی کو دیکھا،اگرچہ وہ دبلی پتلی تھی مگر اس کے گال کسی حد تک پھولے تھے۔اس نے ایک نظر خود کو دیکھا،بیضوی چہرہ اور وہ کمزور سی لگ رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی،وہ تو شروع سے ہی ایسی تھی اب کیا غم کرنا۔

"چلیں؟"اس نے دیوار کے ساتھ لگی چھتری اتاری اور اس کے ساتھ چل دی۔رامین نے ہلکے بھورے رنگ کا ٹراؤزر پہن رکھا تھا،اوپر آف وائٹ شرٹ تھی جس پر اس نے اونٹ کے رنگ کا ہاف سویٹر پہنا تھا۔کوٹ بھی سویٹر کا ہم رنگ تھا،گریبان میں اس کا وہ لاکٹ جھول رہا تھا جو مامون نے دیا تھا۔وہ جینی کے ساتھ آگے بڑھتی جا رہی تھی۔کچھ پل پہلے بارش ہوئی تھی اور سڑکیں گیلی تھیں۔وہ آگے بڑھتی اسے ارد گرد کی شاپس کے بارے میں بتا رہی تھی۔کوبرن سٹریٹ ایڈن برا کے اولڈ ٹاؤن میں تھی جہاں سے گزرتے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اسے سردی کا احساس دلا رہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھے۔بلند و بالا بھوری عمارات، بہت سے کیفے زاور ریسٹورنٹس، مختلف بوتیک اور بہت سی تحفوں کی دکانیں۔مینا گردن گھماتی ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی اور جینی اسے بتا رہی تھی کہ وہ سب سے زیادہ یہاں سے آتی جاتی ہے کیونکہ وہ جس جگہ کام کرتی ہے وہ یہیں واقع ہے۔سردی سے اس کی ناک سرخ پڑ رہی تھی۔سر بھاری تھا جیسے سفر کی تکان نہیں اتری۔آگے بڑھتے جینی نے اسے دور سے اشارہ کیا"وہ دیکھو رامین۔۔میں اس کیفے میں کام کرتی ہوں"

رامین نے دور سے اس کیفے کو دیکھا جس کا بیرونی پینٹ گلابی رنگ کا تھا۔وہ گلابی پھولوں سے سجا ایک خوبصورت کیفے تھے جس پر اس کا نام لکھا تھا

"LAILA"

اس کیفے کے باہر کرسیاں میز تھیں اور وہاں بہت سے لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔وہ آگے بڑھتی گئی اور کیفے کا دروازہ کھولا۔اس کے بیرونی حصے کی طرح اندر بھی ہلکا گلابی پینٹ ہوا تھا۔فرنیچر، کھانے کی خوشبو اور لوگوں کا ہجوم۔زیادہ تر لوگ یہاں برنچ کے لیے آتے تھے۔اس نے مڑ کر مسکرا کر رامین کو دیکھا، پھر اسے ساتھ لیے اندر کی طرف بڑھی۔کاؤنٹر سے فاصلے پر سامنے ایک کرسی کھینچی اور اسے میز کے گرد بٹھایا"تم نے بریک فاسٹ ٹھیک سے نہیں کیا۔۔کچھ کھانے کو لاتی ہوں"مگر اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے جاتی مینا نے اسے آواز دے کر روکا تھا، وہ مڑی اور اسے دیکھنے لگی

"کوشش کرنا کچھ سادہ سا لے آؤ جس میں انڈہ بالکل بھی نہ ہو" اس نے اندر آتے ہی سب سے پہلے جو چیز نوٹس کی تھی وہ انڈہ تھی۔ہاف فرائی، کچا انڈہ یا ابلا ہوا۔۔ کھانے میں زیادہ تر یہاں انڈہ استعمال ہوا تھا۔ جینی مسکرائی اور اوکے کہہ کر چلی گئی۔

"جو جو۔۔میں اداس ہوں۔۔بتاؤ کیا کروں؟" وہ کہنی میز پر رکھ کر بیٹھی تھی مگر بات سامنے دیکھتے اپنے اے آئی سے کر رہی تھی۔دونوں کے درمیان انگریزی میں بات ہوتی تھی

"رامین۔۔شاید آپ اس لیے اداس ہیں کہ آپ تھک گئی ہیں۔۔میں آپ کو کہوں گی کہ آپ وہی کریں جس سے آپ کو خوشی ہوتی ہے" اور خاموش ہو گئی

اس نے سانس خارج کی۔وہ کچھ سوچ رہی تھی، پھر دھیما سا مسکرائی "میری صبح سے تیمور سے بات نہیں ہوئی۔۔کیا کروں؟"

"آپ تیمور کو کال کر لیں"

"وہ مجھے رات کو کال کرتا رہا ہے صبح بھی مگر میں سوئی تھی۔۔اب میرا اس سے بات کرنے کو دل ہے مگر کیا کروں۔۔وہ آفس میں ہے" اور منہ بسور لیا

"رامین۔۔آپ کچھ ایسا کر سکتی ہیں جس سے آپ بھی اداس نہ ہوں، وقت بھی اچھا گزرے اور تیمور سے آفس میں ہوتے ہوئے بھی بات ہو جائے" وہ صرف مشورہ دیتی تھی عمل تو مینا کو خود ہی کرنا ہوتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے کوٹ کی جیب سے فون نکالا اور واٹس ایپ کھولی، کچھ دیر پہلے ہی تیمور نے اسے تصاویر بھیجی تھیں جس میں وہ بالکنی میں کھڑا تھا، پیچھے سے پہاڑ نظر آرہے تھے، بال ہوا سے ہل رہے تھے اور اس نے سفید گول گلے والی شرٹ تلے بلیو جینز پہنی تھی۔ وہ مسکرائی اور کھڑی ہوئی۔ رخ کیفے سے باہر تھا، وہ باہر نکلی تو سردی پھر سے اسے چھوئی مگر وہ گردن گھماتے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ لیلیٰ کے باہر شیڈ تلے کرسیاں میز تھیں جن پر اکا دکا لوگ بیٹھے تھے۔ تین کھڑکیاں تھیں جنھیں سفید گلابی اور ہلکے نیلے پھولوں سے خوبصورت سا سجایا گیا تھا۔ اس نے ایک کھڑکی کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا فون ٹکایا اور کیمرہ آن کیا۔ پھر ٹائمر لگا کر پیچھے ہٹی۔ تین دو اور ایک، اس کی وڈیو بن رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی، ہوا سے چھوٹے بال ہل رہے تھے، اس نے ہاتھ تھوڑی تلے رکھا، ایک پوز بنایا اور پھر ہنستے ہوئے ہاتھ منہ پر رکھا اور آگے چل کر آئی، وڈیو روک دی۔ اندر سے جینی باہر آئی اور اسے دیکھ کر ہنس دی

"میں تمھیں اندر ڈھونڈ رہی تھی"

مینا مسکرائی "بس ایسے ہی" اور سکرین کی طرف اشارہ کیا۔

وہ آگے بڑھی "میں بنا دوں تمھاری پکچرز؟"

اس نے سر ہلایا اور فون اسے دیا، اب رامین سامنے کھڑی تھی اور جینی اس کی تصاویر بنا رہی تھی۔

اس کا موڈ اچھا ہو گیا تھا، پھر فون پکڑ کر شکریہ ادا کیا اور اپنی ساری تصاویر تیمور کو بھیج کر اندر کھانا کھانے آ گئی۔

اس کے سامنے سینڈوچ پڑا تھا، ساتھ ایک جوس کا گلاس بھی تھا۔ فلیٹ سے نکلنے سے پہلے اسے عالمگیر کی کال آئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ وہ جینی کے ساتھ اس کے کیفے جا رہی ہے اور اب وہ سامنے سے آتا دکھائی دیا تھا۔ اسے دیکھ کر مسکرایا اور کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا

"کیسی ہو؟"

مینا نے دانتوں سے سینڈوچ کاٹا اور منہ میں لیے اسے چبایا۔ شانے اچکائے "پرفیکٹ!"

وہ آگے کو ہوا "فلیٹ کیسا لگا؟ ضوفی سے ملی ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "رات میں ہائے ہیلو ہوئی تھی، فلیٹ بھی اچھا ہے۔۔ ابھی وہ شام میں واپس آئے گی پھر ملوں گی" اور سر ہلایا

عالمگیر نے فقط سر ہلایا اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"یونیورسٹی کب سے جا رہی ہو؟"

"کیوں تم مجھے چھوڑنے جاؤ گے؟" مینا نے دائیں ابرو اٹھائی

وہ ہنس دیا "ضرورت پڑی تو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے سانس خارج کی "میرے سیف گارڈ مت بنو۔۔پٹ جاؤ گے "اور سر جھٹکا

وہ آگے کو ہوا "سیف گارڈ نہیں۔۔پرسنل گائیڈ بنالو "وہ آج بھی ویسا ہی تھا جیسا چھے سال پہلے تھا۔

مینا مسکرائی اور شان نے ہاتھ جھلایا "ریجیکٹڈ!"

وہ پھر سے ہنسا "ویل۔۔"اور گلا کھنکھارا "جس کام کے لیے قدرت نے تمھیں مجھ سے ملوایا ہے وہ کرتے ہیں"

اس نے سٹرا ہونٹوں سے لگا کر جوس کا ایک گھونٹ بھرا "قدرت نے نہیں۔۔زرار بھائی نے ملوایا ہے "اور دونوں ہاتھ جھاڑے

وہ مسکرایا "واٹ ایور۔۔"

پھر ایک خاموشی "تمھاری یونیورسٹی میں ایک شخص ہے،ایک پبلک سپیکر۔۔وہ زیادہ لوگوں سے ملتا جلتا نہیں ہے،اگرچہ وہ پبلک میں آکر بولتا ہے پھر بھی اس کی تصویر نہیں ملے گیں۔اسے سننے کے لیے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد جاتی ہے اور وہ جب بولتا ہے تو سب بڑی فرصت سے اسے سنتے ہیں۔۔اس کا کوئی سوشل میڈیا اکاؤنٹ نہیں ہے،وہ تمھیں یوٹیوب،انسٹا،فیس بک کہیں نہیں ملے گا۔۔لوگوں کو اس سے سوال پوچھنے ہوں تو اسے خط لکھتے ہیں،وہ ایک اچھا رائٹر بھی ہے۔سپیکر ہے اور رائٹر بھی مطلب آرٹسٹ بھی ہو سکتا ہے،دوسرا وہ مشہور ہے مگر انٹروورٹ ہے۔۔تم سمجھ رہی

ہو یہ ساری خصوصیات تم نے منور راج کی سنی ہوں گی، وہ رائٹر ہے لسنر ہے سپیکر ہے ان سب میں ایک چیز کامن ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ایک اچھا آبزرور ہے" وہ خاموش ہوا

مینا نے سر ہلایا "انٹروورٹ، ایک اچھا آبزرور ہے اور اس کی تصاویر یا کوئی بھی اکاؤنٹ سوشل نہیں ہے۔۔یعنی یہ منور راج کے جیسا ہوا، آئی مین خصوصیات اس کے جیسی ہوئیں" شانے اچکائے

عالمگیر نے سر ہلایا "یہی میں کہہ رہا ہوں۔۔اس کا نام شہریار ہے اور تمھیں اسے اپنی یونیورسٹی میں ڈھونڈنا ہے۔۔میں تمھارے پیچھے ہوں، ضرورت پڑی تو ساتھ بھی کھڑا ہوں گا۔۔ تمھیں بس اس تک پہنچنا ہے اور یہ اتنا مشکل نہیں ہے" بے پرواہی سے شانے اچکائے

مینا آگے کو ہوئی "میرے باڈی گارڈ بننے کی ناکام کوشش کرتے جاؤ۔۔ملنا تمھیں کچھ نہیں ہے بلکہ میرا میٹر شارٹ ہوا تو ایک آدھ چماٹ رسید کر دوں گی" پھر پیچھے کو ہوئی۔وہ ہنس دیا

"میرے شوہر نے مجھے اتنی دور بھیج دیا ہے۔ تمھیں کیا لگتا ہے مجھے ابھی بھی ایک پالتو باڈی گارڈ کی ضرورت ہے"

اس نے سانس خارج کی "رامین میڈم۔۔انڈر ایسٹیمیٹ مت کرو مجھے، ہم پارٹنر بن کر کام کریں گے۔ تم پتھروں کے شہر آج آئی ہو اور میں کئی سالوں سے، پارٹنر بن کر کام کرو۔ تم اس شہر کو نہیں جانتی، یہ جادوئی دنیا ہے بھول بھلیاں" اور سنجیدگی سے کہہ کر پیچھے ہٹ گیا

"یہ جادوئی شہر ہے، بھول بھلیاں" اس نے منہ پھلائے اس کی نقل اتاری تھی اور وہ ہنس دیا۔ وہ بھی ہنسی تھی

"ضوفی کب آرہی ہے؟" اس نے اپنا دوسرا سینڈوچ پکڑا تھا

"تھوڑی دیر تک۔۔ اسے ویسے سب پتہ ہے" کہہ کر اس نے ایک ویٹرس کو اشارہ کیا اور سٹابری شیک آڈر کیا۔

وہ اب کچھ اور بھی بتا رہا تھا اور مینا سن رہی تھی

جامنی آسمان اور اسلام آباد میں ڈھلتی شام رات میں بدل رہی تھی۔ زرار اپنے سسرال آیا تھا اور وہ تابندہ کے بابا کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ دونوں کسی بات پر مسکرا رہے تھے اور سامنے چائے کے کپ پڑے تھے۔ انھوں نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا "آفس کے علاوہ بھی کچھ کر رہے ہو؟"

زرار نے انھیں دیکھا پھر مسکرایا "آن لائن کام ہوتا ہے، رات میں بس چند گھنٹے دیتا ہوں باقی کچھ خاص نہیں" اور چائے کا گھونٹ بھرا

انھوں نے سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر گلا کھنکھارا "مجھے خوشی ہے کہ اب تم دونوں نارمل زندگی کی طرف آگئے ہو۔۔ اللہ کا شکر ہے، برے دن تھے گزر گئے" وہ چائے کا کپ رکھ کر زرار کو دیکھ رہے تھے اور زرار گردن جھکائے کارپیٹ دیکھتے ان کی بات سن رہا تھا۔ اس نے فقط "جی۔۔" کہہ کر سر ہلایا۔

"میں نے تمھیں ہمیشہ اپنا بیٹا ہی سمجھا ہے اور بیٹا سمجھ کر ہی عزت اور مان دیا ہے" پھر مسکرائے۔

زرار نے سر اٹھایا اور مسکرایا

"خیریت؟ کیا مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے؟" اس کا دل دھڑکنے لگا تھا، آخر کیا بات ہے جو وہ باتیں گول کر رہے تھے۔

"نہیں نہیں بیٹے۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے" پھر سیدھے ہو کر بیٹھے "میں بس ایسے ہی سوچ رہا تھا کہ زندگی بڑی عجیب چیز ہے، کب کیا ہو جائے کچھ نہیں پتہ چلتا۔۔ بعض اوقات ہم کسی حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں اور کبھی اس حادثے سے نہیں نکل پاتے۔۔ یہ اچھی چیز نہیں ہے، اللہ آپ پر وہ وقت لایا تھا اور اس نے آپ کو نکال بھی لیا۔ بار بار زخموں کو ہرا نہیں کرتے، زندگی مشکل ہو جاتی ہے۔۔ معاف کر دینا چاہیئے، لوگوں کے پیچھے جانے میں بڑی حماقت ہے۔۔ تم سمجھ رہے ہو نا میں کیا کہہ رہا ہوں" وہ آگے کو ہوئے اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی، دل میں ایک ٹیس سی اٹھی جیسے کچھ چبھا تھا مگر وہ سر ہلا کر رہ گیا "جی۔۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔ ہمیں معاف کر دینا چاہیئے"

وہ مسکرائے "پر سکون زندگی کے لیے یہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ آپ لوگوں کو جانے دیں، نہ ہم کسی کو تنگ کریں نہ کوئی ہمیں۔۔ ٹھیک ہے نا بیٹا؟" وہ زرار کو دیکھ رہے تھے

زرار نے نظریں اٹھائیں اور انھیں دیکھا۔دفعتاً کمرے میں تابندہ آئی تھی، مسکراتی ہوئی سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی "کھانا کھالیں۔۔ڈنر از ریڈی"

زرار نے ایک نظر اسے گھورا، دونوں کی نظریں ملی تھیں۔اس نے آج سے پہلے اسے ایسے کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ ان نظروں کا مطلب سمجھ رہی تھی۔پھر مسکراہٹ مدھم پڑی اور اس نے اپنے باپ کو دیکھا۔زرار مسکراتے ہوئے بولا "جی انکل۔۔آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔نہ ہم کسی کو تنگ کریں نہ کوئی ہمیں۔۔ہمیں لوگوں کے پیچھے نہیں جانا چاہیئے۔۔میں آپ کی بات سمجھتا ہوں "اور مسکرایا۔ وہ بھی مسکرا دیے لیکن تابندہ نہیں مسکرائی۔

ڈنر کے وقت بھی اس کے اور زرار کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔اس نے بس ایک دو بار تابندہ کو دیکھا تھا اور وہ اس سے نظریں چرا رہی تھی۔

واپسی پر گاڑی میں خاموشی تھی، گاڑی اندھیرے کو مات دیتی آگے بڑھ رہی تھی

"تم نے انکل سے کچھ کہا ہے؟"اس نے سامنے دیکھتے ہی سوال کیا تھا

تابندہ نے تھوک نگلا اور گردن موڑ کر اسے دیکھا "کس بارے میں؟"آواز دھیمی تھی

زرار نے گردن موڑ کر اسے سنجیدگی سے دیکھا "تم جانتی ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں" اس کی رنگت سرخ پڑی، دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔اس نے بال کان کے پیچھے اڑسے "میں پریشان تھی۔بابا نے مجھ سے پوچھا تو بس ایسے ہی سرسری سا بتا دیا میں نے "اس نے زرار کو نہیں دیکھا تھا۔

زرار نے سر اثبات میں ہلایا "گڈ! تم نے میرے جانے کا انتظار کیا، میں چلا گیا تو تم اپنے گھر آئی۔ پھر اپنے بابا سے آ کر ہمارے درمیان جو بھی باتیں ہیں وہ ڈسکس کیں، ویری گڈ!" وہ غصے میں نہیں تھا مگر اسے غصہ آ رہا تھا

تابندہ نے اسے دیکھا تو آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں "وہ میرے بابا ہیں۔۔ میں پریشان ہوں گی تو وہ مجھ سے پوچھیں گے"

"تو میں نے تمھیں کہا ہے نا کہ تم مت پریشان ہو۔۔ پریشانی میں تم ہماری باتیں ادھر اُدھر بتاتی پھر رہی ہو" اور سر جھٹکا

تابندہ نے حیرت سے اسے دیکھا، جیسے صدمے میں ہو "زرار۔۔ وہ کوئی دوسرے تیسرے نہیں ہیں ۔۔ وہ میرے بابا ہیں"

زرار نے اسے دیکھا اور جھٹ سے بول پڑا "وہ ہمارے درمیان تیسرے ہی ہیں۔۔ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگتا کہ تم ہماری باتیں کسی سے بھی جا کر ڈسکس کرو۔۔ کسی سے بھی" اس نے آخری جملے پر زور دیا تھا

تابندہ کو غصہ آیا تھا، اس نے دانت پیستے زرار کو دیکھا تھا، پھر اس کی آواز اونچی ہوئی "تم میری بات نہیں سن رہے تھے۔ میں تمھیں منع کر کر کے تھک گئی مگر تم اپنی من مانی کر رہے تھے، مجھے بتاؤ میں کیا کرتی؟ کہیں نہ کہیں تو میں نے جانا تھا نا، کسی کو تو بتانا تھا نا کہ تمھیں سمجھائیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زرار نے سانس خارج کر کے خود کو نارمل کرنا چاہا"اب اثر ہو گیا مجھے ؟اب میں پیچھے ہٹ جاؤں گا؟"

تابندہ کو جیسے شاک لگا تھا۔وہ پیچھے نہیں ہٹے گا،اسے اس کے باپ کی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا

"مجھے گھر واپس جانا ہے۔۔مجھے گھر چھوڑ کر آؤ"اس نے زرار کو دیکھتے بڑھے تنفس سے کہا تھا"مجھے تمھارے ساتھ نہیں جانا زرار"وہ چلائی تھی

زرار نے اسے دیکھا"ہم گھر ہی جا رہے ہیں"

"مجھے اپنے بابا کی طرف جانا ہے۔۔گاڑی موڑو،ابھی"وہ پھر سے چلائی تھی

مگر زرار ڈھیٹ تھا۔وہ گاڑی آگے بڑھاتا رہا۔تابندہ نے اسے دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو جھنجھوڑا

"مجھے واپس لے کر چلو زرار"اور پھر اپنا منہ ہاتھوں میں دیے رونے لگی"تمھیں سمجھ کیوں نہیں آتا؟وہ تمھیں مجھ سے چھین لے گا،میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتی"اور اسی طرح روتی گئی۔زرار نے اسے کرب اور دکھ سے دیکھا،پھر تھوک نگلا اور گاڑی آگے بڑھاتا رہا۔وہ سارے رستے روتی ہوئی آئی تھی،وہ پچھلے دو سالوں سے اس کے لیے مسکراہٹ کا سبب بنتا آیا تھا اور اب اس کی آنکھوں میں آنسو زرار کی وجہ سے تھے۔وقت بڑی جلدی گزرا تھا

گاڑی گھر کے گیراج میں کھڑی تھی،وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اترا اور گھوم کر اس کی طرف آیا۔پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا اور ہاتھ بڑھایا مگر تابندہ نے اس کا ہاتھ نہیں پکڑا۔وہ جلدی سے نکلی اور اندر کی

طرف بڑھی۔زرار نے اسے دیکھتے سانس خارج کی تھی۔شاید اس نے اسے بتا کر غلطی کر دی تھی مگر اب تو غلطی ہو گئی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ کھٹ سے بند کیا۔پیچھے ہی زرار بھی تھا۔اس نے دروازہ کھولا تو وہ بیڈ پر سر جھکائے بیٹھی تھی،آنسو اس کی آنکھوں سے نکلتے گالوں پر بہتے تھوڑی سے ہوتے گود میں گر رہے تھے۔وہ آگے بڑھا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا،پھر اس کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر اس نے جھٹک دیا۔وہ سانس خارج کر کے رہ گیا،پھر آگے کو ہوا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا اور وہیں نیچے بیٹھ کر گلاس اس کی طرف بڑھایا مگر اس نے منہ موڑ لیا

"پانی پیو۔۔"اس نے گلاس ذرا سا آگے کیا

اس نے سر نفی میں ہلایا اور نم سانس اندر کھینچی۔

"مجھے نہیں پینا"اس کی کانپتی آواز زرار کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

اس نے گلاس ایک طرف رکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کیے۔پھر دوبارہ گلاس دیا۔اس نے گلاس تھام لیا اور چند ایک گھونٹ بھر کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔زرار اس کے گھٹنوں میں بیٹھا تھا،پھر آگے کو ہو کر جھک کر اس کا چہرہ دیکھا۔اس نے نظریں پھیر لیں

"تابندہ۔۔"اس نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما تھا۔اس نے ہاتھ پیچھے کرنے چاہے مگر اس کی گرفت مضبوط تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم میری ماں کی طرح مت بنو۔ وہ بھی اپنے اوپر ہوئی زیادتی کو یونہی بھول جاتی تھیں، نظر انداز کرتی تھیں مگر پھر کیا ہوتا کہ ان پر مزید زیادتی ہوتی تھی مزید ظلم اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا بیٹا ان سے ہمیشہ کے لیے دور ہو گیا۔ میں اپنی ماں کو پسند نہیں کرتا تھا صرف اس لیے کہ وہ اپنے لیے سٹینڈ نہیں لیتی تھیں۔ انھوں نے اپنے گرد قید کا دائرہ بہت بڑا کر رکھا تھا، اس دائرے میں خوف ہراس اور احساس کمتری تھا۔ تم بھی تو ڈر رہی ہو، خوفزدہ ہو" وہ نرمی سے بولا تھا

اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے گال پر پھیرا "میں تمھیں کھونا نہیں چاہتی۔۔ میں تمھیں کھونے سے ڈرتی ہوں" اور رو دی

"میں اکیلا نہیں ہوں۔۔ میرے ساتھ بہت سے لوگ ہیں" اس نے بس اتنی ہی وضاحت دی تھی اور تابندہ اسے دیکھنے لگی

وہ بولنا شروع ہوا "دیکھو تابندہ۔۔ کل کو اس نے تمھارے ساتھ برا کیا، آج تک تم اس حادثے سے نہیں نکل پائی۔ اس کے مطابق اس نے تمھیں مار دیا کبھی سوچا ہے ایک دن ہم کہیں کھانا کھانے گئے ہیں شاپنگ پر گئے ہیں اور اس نے تمھیں دیکھ لیا تو؟ تو کیا ہو گا؟ ہم ساری زندگی ایک انسان سے ڈر کر تو نہیں بیٹھ سکتے نا، باہر بھی نکلنا ہے زندگی بھی جینی ہے، ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ کل کو ہماری بیٹی ہو گی، اس کے کچھ شوق ہوں گے، وہ باہر نکلا کرے گی، سکول جایا کرے گی، تم اور میں اسے لینے جائیں گے چھوڑنے جائیں گے اور اس نے ہمیں دیکھ لیا تو۔۔ پہلے تم اس بات سے ڈرتی تھی کہ وہ مجھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ نہ کہہ دے مگر اب؟اب بات ہمارے بچوں پر آئے گی،اب تم ہمارے بچوں کے لیے فکر مند رہا کرو گی۔کب تک ہم گھٹ گھٹ کر رہیں گے؟تم باہر نہیں جاتی تم سی ایس ایس نہیں کر رہی تھی کہ کہیں اسے تمھارا پتہ نہ چل جائے،شاپنگ پارک ریسٹورنٹ تم نے سب سے کٹ آف کیا ہے مگر کیا اپنے بچوں کو بھی ایسی ہی زندگی دینا چاہو گی؟صرف ایک ایسے انسان کے ڈر سے جو کہ برا ہے۔۔ڈر ہمیں چھوٹا اور چھوٹا کر دے گا۔ہمارے بچے ڈرے سہمے رہیں گے،معاشرے میں آگے نہیں بڑھیں گے،انھیں شہاب کے نام کے ڈراؤنے خواب آیا کریں گے۔کیا تم یہ سب چاہتی ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا

"میں چاہتا ہوں تم میرے ساتھ باہر نکلو،ہم کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں ڈنر کریں،ڈھیروں شاپنگ کریں،تم اپنی پسند کی چیزیں لو مگر تم ڈر جاتی ہو۔ہم بھی چاہیں گے کہ ہمارے بچے کانفیڈنٹ ہوں مقابلہ کرنے والے سمجھدار اور آزاد مگر خوف کی قید انسان کو بڑھنے نہیں دے گی۔۔تب کیا فایدہ ہو گا،تب ہمارے پاس نہ اتنی انرجی ہو گی نہ وقت۔۔ابھی تیمور میرے ساتھ ہے معاذ ہے مامون بھائی ہیں تیمور کی بیوی ہیں تیمور کا کزن ہے۔۔اتنے سارے لوگ ہیں،ان کی پرسنل لائف بھی ہے۔وہ سب شادی شدہ ہیں،اپنی زندگی سے کسی کے لیے بنا معاوضے کے وقت نکالنا بہت مشکل ہے مگر وہ سب میرے ساتھ ہیں۔۔کل کو ان کی بھی اپنی لائف ہو گی اپنے بچے ہوں گے اور وہ سب بزی ہوں گے۔۔پھر ہم کیا کریں گے؟وہ آدمی اتنا خطرناک ہے کہ تم سوچ نہیں سکتی مگر وہ

ایک آدمی ہی تو ہے۔۔تم ڈرنا چھوڑ دو، میں ہوں نا۔۔میں اکیلا نہیں ہوں، میرے ساتھ تمھاری دعائیں ہیں میرے دوست ہیں، میرے پارٹنرز ہیں۔۔بی بریو، مجھے کچھ نہیں ہو گا۔۔تم دیکھ لینا ہم آزاد ہوں گے اور ہمیں کچھ بھی نہیں ہو گا"

اس کی سبز سنہری آنکھیں زرار کی بھوری آنکھوں سے ملیں۔۔آنسو تھم چکے تھے۔اس نے ایک سانس خارج کی اور اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا

"سوری۔۔"

زرار فقط مسکرا کر رہ گیا۔پیار سے تو عورت مان جاتی ہے، نہیں؟

سفید سرمئی محل میں ڈنر کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں تھے سوائے رابیل کے جو کہ باغ کی طرف جاتی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔اس کے لمبے بال فرنچ جوڑے میں مقید تھے۔اس نے گہرے سرخ رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی، ہم رنگ دوپٹہ گلے میں تھا اور وہ گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھی تھی۔دفعتاً اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔وہ ان قدموں کو جانتی تھی، تھوڑی گھٹنوں سے اٹھائی اور پیچھے مڑ کر اسے دیکھا اور مسکرائی۔وہ بھی مسکرایا اور اس سے اوپر ایک زینے پر آ بیٹھا

"آر یو اوکے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"ہوا اچھی چل رہی تھی تو سوچا کچھ دیر بیٹھ جاؤں" مسکرا کر شانے اچکائے

"آپ تو لائبریری میں تھے نا؟" وہ اسے دیوار گیر کھڑکی سے دیکھ چکی تھی، وہی کھڑکی جو باغ کی طرف تھی

"آپ آسمان دیکھنے آئی تھیں اور میں آپ کو" اس نے بھی شانے اچکائے

وہ ہنس دی۔ پھر دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔ مامون نے گلا کھنکھارا "واک پر چلیں؟"

رابیل نے پوری گردن موڑ کر اسے دیکھا "اس وقت؟"

اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی "ابھی تو صرف ساڑھے نو ہوئے ہیں" پھر کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا "چلتے ہیں"

رابیل نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور ساتھ چل دی۔

دونوں آگے پیچھے باہر نکلے تھے اور باتیں کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔ ساری گلی خاموش تھی، سٹریٹ پولز روشن تھے، ہر سو خاموشی تھی۔

"کل میں آپ کے آفس آؤں گا۔۔ دیکھتے ہیں آپ کیا چیز مس کر رہی ہیں؟" اس نے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے

رابیل نے سینے پر بازو باندھے تھے "کیا پتہ کھانے میں نہ ہو اور میرے آفس میں ہی کیوں؟" شانے اچکائے

مامون نے اسے دیکھا"مورفین لینے کے بعد آپ کو غنودگی سی محسوس ہوتی ہے،ایک سکون سا ملتا ہے اور کچھ تو بس سونے کی کرتے ہیں"اس نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا اور اس نے مامون کو گھورا۔اب وہ اپنی آنکھوں کے رنگ کے"بھورے"لینز لگاتی تھی

وہ مسکرایا"آپ کی ایسی حالت صرف آفس سے آنے کے بعد ہوتی تھی سو آفس میں ہی کچھ ہوا نا"

رابیل نے سمجھ کر سر ہلایا۔وہ ایک گھر کے پاس سے گزرے،رابیل کی نظر بیل پر پڑی اور مسکرائی

"آپ کبھی بچپن میں کسی کے گھر کی بیل بجا کر بھاگے ہیں؟"اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

مامون مسکرایا"نہیں۔۔آپ نے یہ شرارت کی ہو گی"

اور وہ ہنس دی"میں مینا اور اشعر۔۔ہم تینوں ایسے کرتے تھے اور پھر بیل بجا کر بھاگنے کی کرتے تھے"وہ پرجوش ہوئی تھی

"کیا کبھی پکڑے نہیں گئے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا"ہماری گلی میں نا آگے کر کے ایک آنٹی رہا کرتی تھیں۔وہ بہت سخت ہوتی تھیں ان کے گھر کے باہر بچے بھی نہیں کھیلتے تھے،ایک بار میں نے ان کے گھر کی بیل بجائی۔۔اور پتہ ہے میں بھاگنے لگی مگر سلوپ پر پھسل گئی اور گر گئی۔۔آنٹی نے دروازہ کھولا اور میں وہاں گری

ہوئی تھی۔آنٹی میرے سر پر کھڑی تھیں اور میں رونے لگ گئی۔اب وہ بھی کنفیوز تھیں کہ مجھے ماریں یا چپ کرائیں"اور مسکرادی

"پھر؟"

"پھر آنٹی مجھے گھر تک چھوڑنے آئیں۔۔امی سے کہتیں آپ کی بیٹی ہماری بیل بجاتے بجاتے گر گئی ہے۔۔اسے چوٹ لگی ہے دیکھ لیں"رابیل اور مامون اکٹھے ہنسے تھے

"نانی تو مان ہی نہیں رہی تھیں۔۔میری رابیل ایسی نہیں ہے،مینا اور اشعر ہو سکتے ہیں رابیل کا میں نہیں مانتی اور ادھر رابیل شرارت کرتے کرتے زخمی ہو گئی تھی"خاموش گلی میں ان کے قہقہے تھے

رابیل نے مامون کو دیکھا"بیل بجائیں کسی کی؟"اور ہنس دی

مامون نے اس کی کہنی تھام لی"نووے۔۔لوگ سو رہے ہوں گے ڈسٹرب کیوں کریں؟"

"ارے۔۔"اس نے اپنی کہنی چھڑوائی"ایک بیل پر کوئی نہیں آئے گا"پھر ارد گرد دیکھا اور پچھلے گھر کو گھورا۔

مامون اسے گھور رہا تھا"پلیز۔۔"رابیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے معصومیت سے کہا تھا

مامون نے سانس خارج کی۔رابیل نے سرگوشی کی"میں بیل بجاؤں گی اور پھر ہم بھاگیں گے۔۔او کے؟"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔وہ دبے قدم آگے بڑھی،اس گھر کے آگے تین زینے چڑھی اور پھر ہاتھ آگے بڑھایا۔۔بیل کے بٹن پر ایک کی بجائے دو بار انگلی دب گئی اور اسی وقت اندر سے کتے کے بھونکنے کی خوفناک آواز آئی،اس کی چیخ نکل گئی اور وہ ڈر کر پیچھے ہوئی،پیچھے مامون تھا جس سے اس کی ٹکر لگی،اس کا پاؤں مامون کے پاؤں پر تھا،کہنی اس کے سینے پر لگی اور وہ سنبھل نہیں پایا اور گر گیا۔رابیل نے پہلے دروازے کو دیکھا،کتا بھونک رہا تھا اور پھر پیچھے،جہاں مامون گرا تھا۔شاید اندر لاؤنج کا دروازہ بھی کھلا تھا اور اس نے ہاتھ بڑھایا،مامون نے ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور دونوں بھاگ گئے۔رابیل کے ہاتھ میں مامون کا ہاتھ تھا اور دونوں بھاگ رہے تھے۔دور آگے جا کر سٹریٹ پولز بجھے ہوئے تھے۔گلی میں اندھیرا تھا اور وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے جھک کر ہنس رہی تھی۔

مامون بھی ہنس دیا

"آپ گر گئے تھے"اور پھر سے ہنس دی۔وہ بھی اسے ہنستے دیکھ کر ہنسا

"کیونکہ آپ ڈر گئی تھیں"

رابیل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے مگر ہنسی نہیں رکی۔اس نے مڑ کر مامون کو دیکھا اور پھر سے ہنسی نکل گئی۔اب سانس آنا مشکل تھا مگر ہنسی نہیں رک رہی تھی

پھر سیدھی ہوئی اور گردن اوپر اٹھا کر منہ سے ہوا اندر کھینچی اور پھر سانس بحال کی۔آنکھیں پونچھیں اور مامون کو دیکھا۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اللہ۔۔مجھے نہیں پتہ تھاان کے گھر میں ان کا کتا ہو گا۔۔مجھے لگا بس ابھی دیوار پھلانگے گا اور پھر میں گئی"اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے"آپ کیوں گرے تھے؟"

"وہ جس نرم و نازک چیز پر آپ نے اپنا پاؤں رکھ کر دبایا تھا وہ میرا معصوم پاؤں تھا اور جسے آپ نے اپنی کہنی ماری تھی وہ میرا سینہ تھا۔۔پھر آپ مزید پیچھے ہٹیں اور میں بس گر گیا"اور سر جھٹکا

رابیل آگے بڑھی"دکھائیں چوٹ تو نہیں لگی"اور پھر سے ہنس دی۔اس کے ہاتھ ہوا میں معلق تھے

مامون بھی ہنسا اور پھر دونوں خاموش ہو گئے۔رابیل نے سانس خارج کی"آج تو میں بہت ہنسی ہوں ۔۔بہت مزہ آیا ہے"

وہ بھی مسکرایا"مزہ تو بہت آیا ہے،ایسی واک ہم ہفتے میں ایک بار ڈیزرو کرتے ہیں"

رابیل نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔پھر اس کے پاس آئی اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔وہ مسکرایا اور رابیل نے مسکراتے ہوئے سر جھکایا تھا

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس طرح بھاگوں گی۔۔میں نے کبھی نہیں سوچا تھا مامون کہ میری صبح شام آپ کے ساتھ گزرے گی۔۔آپ نے میرے لیے اتنا کچھ کیا ہے"اور خاموش ہو گئی

مامون نے سینے پر بازو لپیٹے"ہاں مگر آپ اپنی ڈکشنری میں ایک اچھا جملہ نہیں ایڈ کر سکیں"

رابیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا اور مسکرائی"میری مرضی۔۔"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"میں بھی آپ ہی کی مرضی ہوں"

رابیل نے ہاتھ اٹھا کر انگشت شہادت اس کے ماتھے پر رکھی اور اسے پیچھے کو جھٹکا دیا۔پھر مسکرائی

"اور واک کرتے ہیں"

اور آگے بڑھی۔وہ اس کے پیچھے تھا"اب میں کسی کی بیل نہیں بجاؤں گا۔۔واک کی بجائے آپ دوڑیں لگواتی ہیں"اس نے مڑ کر اسے دیکھا اور ہنس دی۔وہ بھی ہنسا تھا۔رات مزید گہری اور ٹھنڈی ہو رہی تھی۔رابیل آگے تھی اور وہ چند قدم پیچھے چل رہا تھا۔رابیل رکی اور پیچھے دیکھا"ساتھ چلیں نا"

وہ سر جھکائے اس کے ساتھ کھڑا ہوا۔پھر دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے

"مجھے اچھا لگتا ہے آپ کے ساتھ چلنا"رابیل نے بازو سینے پر باندھے تھے اور مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی

مامون مسکرایا اور آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا"یہ میرے لیے اعزاز ہے"

وہ مسکرا دی۔پھر سانس خارج کی"آپ کے ساتھ جو بھی عورت ہوتی وہ خود کو معزز ہی سمجھتی،آپ کے ساتھ چلنا اعزاز سمجھتی"وہ اسے دیکھ رہی تھی

اس نے رابیل کو دیکھا"اور وہ عورت رابیل ہو تو مامون خود کو معزز سمجھتا ہے"

گلی میں اب ہوا بھلی لگنے لگی تھی،اسے اس کے ساتھ چلنا اچھا لگ رہا تھا،وہ آنکھوں میں محبت، عقیدت اور احترام لیے اسے دیکھ رہی تھی۔پھر سامنے دیکھنے لگی

"مجھے آپ کا آرا کے ساتھ بانڈ بہت اچھا لگتا ہے۔۔ہر باپ کا اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا بانڈ ہو تو ہماری لڑکیاں کبھی گمراہ نہ ہوں"اور مامون کو دیکھا

وہ مسکرایا"وہ تو میری جان ہے۔۔میں اسے خود سے آگے دیکھنا چاہتا ہوں،سب سے اوپر۔۔اس کے لیے اگر مجھے جھک کر اپنے کندھوں پر اسے بٹھانا پڑے تو میں تیار ہوں"پھر سانس خارج کی "میرے لیے عافی،آرا،اماں اور آپ۔۔یہاں تک کہ مینا بھی،مجھے میرے گھر کی خواتین کو خود سے آگے دیکھ کر اچھا لگتا ہے۔یہ وہ خواتین ہیں جو ملکہ ہیں جنھوں نے اپنی جنگ خود لڑی،میں تو بس سپورٹنگ کریکٹر تھا۔۔میں اپنے گھر کی عورت کو ملکہ دیکھنا چاہتا ہوں۔۔ایک لیڈر،جو کسی بھی ایرے غیرے کے سامنے کبھی نہ جھکے۔۔جس کے خواب اونچے ہوں،جس کے مسئلے بھی عام نہ ہوں اور جس کے سٹینڈرڈز ہوں۔۔نو میٹر ان کی قیمت کیا ہے میں ان کے ساتھ ہوں۔۔وہ آرا ہو یا رابیل۔۔مجھے اچھا لگتا ہے جب سارے آڈیٹوریم میں بڑے بڑے مرد کھڑے ہو کر ایک عورت کے لیے تالیاں بجاتے ہیں۔جب وہ کچھ فتح کرتی ہے جب وہ اپنا حق لیتی ہے۔۔اس سے زیادہ خوبصورت اور مضبوط چیز کوئی نہیں ہے کہ عورت اپنی قدر جان لے اور خود کو پہچان لے"

کچھ پل کی خاموشی

"کیا کسی عورت نے آپ کو انسپائر کیا؟" رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

وہ ہنس دیا "میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں مگر آپ نے مجھے کبھی انسپائر نہیں کیا۔۔مجھے زندگی میں ایک ہی عورت نے انسپائر کیا تھا اور وہ تھیں میڈم کیوری۔۔جب میں چھوٹا ہوتا تھا تو میڈم کیوری کے کلپس دیکھا کرتا تھا۔۔میں اس وقت بہت زیادہ پر جوش محسوس کیا کرتا تھا جب مردوں سے بھرے ہال نے ایک عورت کے لیے کھڑے ہو کر تالیاں بجائی تھیں، جب دنیا بھر کے لیجنڈز میں ایک عورت بیٹھا کرتی تھی۔۔میری کیوری۔۔میڈم کیوری، وہ والا اور امیں اپنے گھر کی عورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔مردوں کے زمانے میں وہی مرد کھڑے ہو کر ایک عورت کے لیے تالیاں بجا رہے تھے" اور رابیل کو دیکھ کر مسکرایا

رابیل بھی مسکرا دی اور سامنے دیکھنے لگی۔مامون نے اسے دیکھا

"آپ کو کبھی کسی نے انسپائر کیا؟"

وہ ہنس دی "مجھے جس نے انسپائر کیا تھا وہ میری نند ہیں" اور مامون بھی ہنس دیا۔گلی میں پھر سے ہنسنے کی آواز گونجی تھی۔وہ واپس پلٹ آئے، اب رخ گھر کی طرف تھا۔

مینا اپنے کمرے میں کمبل لپیٹے بیٹھی تھی۔اس نے دونوں گھٹنے سینے سے لگائے تھے اور سامنے تکیے سے فون لگائے وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔بال کھلے تھے، کمرے میں روشنی تھی اور اس نے ہلکا سرمئی سفید نائٹ ڈریس پہنا تھا

"آفس کیسا رہا؟"اس نے سکرین میں نظر آنے والے تیمور کو گھورا

"ٹھیک ہی تھا بس"وہ بھی لیٹا ہوا تھا، سرمئی آنکھوں میں تھکاوٹ تھی"عجیب سا دن تھا"

وہ مسکرائی"میری وڈیوز کیسی تھیں؟"

وہ بھی مسکرایا"اچھی لگ رہی تھی، پہاڑی بھالو"اور ہنس دیا"تمھیں سردی جلدی لگ جاتی ہے، ایسے ہی رہنا"

اس نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا"جب سے آئی ہوں دو بار بارش ہو چکی ہے، تمھیں پتہ ہے یہاں اونچی اونچی پتھر کی عمارتیں ہیں، بہت سے ریسٹورنٹس لیکن انڈے دیکھ کر میرا دل خراب ہو رہا تھا۔۔مجھے انڈہ نہیں پسند"اور برا سا منہ بنایا

"رات میں کیا کھایا تم نے؟"اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں جیسے نیند آ رہی ہو

"ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہمایوں بھائی کی طرف جینی کے ساتھ گئی تھی، ہم نے وہاں ڈنر کیا۔۔انھوں نے منچوریئن اور فرائڈ رائس بنائے تھے۔۔پھر کافی تھی۔۔بہت اچھا کھانا تھا۔۔بلکہ مجھے آفر بھی کی ہے کہ جب بھوک لگے اور دل کرے تو ان کی طرف جا سکتی ہوں۔۔انھوں نے اپنے کیفے کا اڈریس بھی بتا دیا ہے"اور مسکرائی

تیمور ہنس دیا"اسے نہیں پتہ اس نے کس مصیبت کو گلے ڈال لیا ہے"

مینا بھی ہنسی"شٹ اپ"

اور تکیہ پکڑ کر پیچھے رکھا، بیڈ سے ٹیک لگالی اور فون ہاتھ میں پکڑ لیا "تم سو جاؤ چوزو۔۔ تمھیں نیند آرہی ہے"

اس نے نفی میں سر ہلایا "نہیں تم بات کرو میں سن رہا ہوں"

اس نے کروٹ بدلی اور سینے کے بل لیٹ گیا۔

"تھوڑی دیر پہلے ہی رابیل سے بات ہوئی تھی، پھر امی اور اشعر سے۔۔ میں تمھیں کب سے کال کر رہی تھی"

"کمرے میں نہیں تھا۔۔ شاید نیچے ڈنر کے لیے گیا تھا" کہہ کر اس نے ہونٹ دانتوں تلے دبائے اور جمائی روکی۔

"تم لوگ کہاں تک پہنچے؟"

"سعد خان کا بیٹا مر گیا۔۔ شہاب نے اس روز زرار کو دیکھ لیا تھا۔۔ اب ہمیں جلدی جلدی کام کرنا ہے" وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا

مینا کے ہونٹ اوہ میں سکڑے "سعد خان کو تو کچھ نہیں پتہ چلا نا؟"

"نہیں" اس نے نفی میں سر ہلایا "شہاب اس سے ملنے نہیں آیا۔۔ وہ بہت چالاک ہے"

مینا نے سر اثبات میں ہلایا "ہوں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم بھی محتاط رہنا۔۔ایک بار یہاں سب ٹھیک ہو جائے، میں تمھارے پاس آجاؤں گا"اس نے تھوڑی تلے ہاتھ رکھااور اسے دیکھنے لگا

مینا نے سانس خارج کی "آجانا۔۔یہاں تو سردی ہی بڑی ہے"

وہ مسکرایااور بس خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔

"چلواب تم سو جاؤ۔۔صبح آفس کے لیے دیر ہو جائے گی"وہ چوکڑی بارے بیٹھ گئی

"تمھیں کیا مسئلہ ہے؟"وہ چڑ گیا"تمھارا پیکج ختم ہو گا تو میں کروادوں گا، دو منٹ سکون سے دیکھنے نہیں دے رہی"اور منہ بنا کر سر جھٹکا

وہ ہنس دی، پھر گالوں کو چھوتے بال پیچھے کیے"دیکھ لو، جب پاس ہوتی تھی تب تو تم ہر وقت مجھے تنگ کرنے میں بزی رہتے تھے"اس نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا

وہ مسکرایا"میں تمھیں دیکھ تھوڑی رہا ہوں، ایسے ہی کچھ سوچ رہا ہوں"

"کیا؟"

"تم چھوٹے بالوں میں بھی اچھی لگتی ہو"

اور وہ دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔کچھ پل بیتے اور رامین نے ہاتھ ہلا کر اسے خدا حافظ کہا اور پھر کال کاٹ دی۔کمرے میں خاموشی تھی، اسے بھی سونا تھا۔بارش پھر سے ہونے لگی تھی

اگلی صبح فجر بیتے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔آسمان ہلکا نیلا تھا اور سورج کی شعائیں پہاڑوں کے پیچھے سے ابھی نکل رہی تھیں۔وہ بالکنی میں ہینگنگ چیئر پر بیٹھی تھی۔اس کے ہاتھ میں چھوٹا قرآن پاک تھا اور وہ اسے نہ زیادہ بلند نہ زیادہ آہستہ آواز میں پڑھ رہی تھی۔اشعر نیچے سے اوپر آیا اور کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اسے پہلی آواز فری کی سنائی دی۔بھنویں بھینچ گئیں اور وہ بالکنی کی طرف بڑھا،وہ قرآن پڑھ رہی تھی۔وہ دیکھ کر مسکرایا اور تب تک کھڑا رہا جب تک کہ اس نے تلاوت ختم نہیں کر دی۔وہ قرآن پاک کو غلاف میں بند کر رہی تھی جب وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا

"آپ تو بہت اچھا قرآن پڑھتی ہیں"اور مسکرایا

وہ بھی مسکرا دی"نانو کہتی ہیں کہ قرآن پاک کو تھوڑی اونچی آواز میں پڑھا کرو اور جتنا ہو سکے پڑھا کرو،بے بی سنتا ہے اور اس پر اچھا اثر ہوتا ہے"

اشعر پہلے تو اسے دیکھتا رہا پھر ہنس دیا۔وہ فقط مسکرائی۔

"اور کیا کہتی ہیں نانو؟"اس نے سینے پر بازو باندھ لیے

"اور بھی بڑا کچھ کہتی ہیں۔۔کہتی ہیں کہ جتنا ہو سکے بری چیزوں سے دور رہو،اللہ کی رحمت ہو تو بچہ بہت پیارا اور فرمانبردار ہوتا ہے"

وہ پھر سے ہنس دیا اور ہنستا گیا۔اس نے اشعر کے بازو پر چپت رسید کی"مذاق نہ اڑائیں"اور منہ بسور کر بیٹھ گئی

"میں تو خوش ہو رہا ہوں، نانو کی صحبت میں رہ رہ کر آپ بہت بدل گئی ہیں" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا

وہ مسکرادی "وہ بہت اچھی ہیں۔ سارا دن میرا خیال رکھتی ہیں، فری یہ کرو فری یہ مت کرو" پھر سانس خارج کی

"She is such a home"

وہ مسکرایا، بس اسے دیکھے گیا۔ یہ وہی فری تھی جو شروع شروع میں زیادہ وقت رونے میں لگاتی تھی۔ اب اس کے چہرے پر الگ ہی رونق تھی، ایک مسکراہٹ اور اطمینان۔

"آپ خوش ہیں نا؟" اس نے نرمی سے فری سے پوچھا تھا

"ہاں نا۔۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے" اور مسکرادی

"آج کہیں مووی دیکھنے چلیں۔۔ شام میں جلدی آجاؤں گا" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا

"ارے۔۔" اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے "آنٹی نے کہا تھا کہ ایسی حالت میں زیادہ باہر نہیں آتے جاتے"

اور اشعر پھر سے ہنس دیا "کیسی حالت میں؟"

اس نے اس کے بازو پر چپت رسید کی "تنگ نہ کریں" اور اٹھ گئی۔

"ناشتے کے لیے آجائیں" وہ آگے بڑھی تھی مگر شعر نے اس کی کہنی تھام لی

"آپ بنائیں گی؟"اور مسکراہٹ دبائی۔

فری نے اسے آنکھیں دکھائیں "مذاق نہ اڑائیں "اشعر سمیت سارا گھر جانتا تھا کہ فری کھانا بنانے میں آج بھی اتنی ہی بری تھی جتنی کہ کچھ ماہ پہلے۔واحد چیز جو اسے آتی تھی وہ چائے تھی اور وہ بھی فرحت نے سکھائی تھی

وہ کھڑا ہوا

"میں نے نوٹ کیا ہے "پھر اس کی آنکھوں میں گھورا "آپ بڑی تیز ہو گئی ہیں۔۔آنکھیں دکھاتی ہیں، غصہ بھی کرتی ہیں، ناراض بھی ہو جاتی ہیں اور تو اور اب تو مجھ پر اپنی مرضی بھی جماتی ہیں۔۔کیا یہ سب ٹھیک ہے؟"

وہ اشعر سے چھوٹی تھی، اس کا سر اس کے کندھوں سے چند انچ نیچے آتا تھا۔اس نے ایڑیاں اٹھائیں اور اس کی بھوری آنکھوں میں جھانکا

"میں نے بھی نوٹ کیا ہے۔آج کل آپ میری نافرمانی کر رہے ہیں اور بیوی کی نافرمانی کرنے والوں کو سات سال قید ہوتی ہے"

اشعر کی بھنویں بھینچ گئیں "ہیں۔۔یہ کب ہوا؟"

وہ ہنس دی۔اشعر بھی مسکرایا

"اچھا ہم دونوں نامل کر کیک بنائیں گے، سنڈے کو "اور کمر پر ہاتھ باندھ لیے

"بالکل۔۔سارا کیک میں بیک کروں گا،آپ بس کھا کر بتائیں گی کیسا بنا ہے"وہ اسے جتا رہا تھا

"چیلنج کر رہے ہیں؟"اس نے اشعر کو انگلی دکھائی تھی

"نہیں تو"وہ آگے کو ہوا

"میں رونے لگ جاؤں گی"فری نے برا سا منہ بنایا تھا

وہ ہنس دیا"میں تو واقعی میں ڈر گیا"

وہ بھی ہنس دی،دونوں آگے پیچھے اندر بڑھے تھے۔وہ قرآن پاک الماری میں رکھ کر اس کے کپڑے نکال رہی تھی

دوپہر کے دو بجے کا وقت تھا۔دھوپ نے اب ہر سو اپنا قبضہ جمایا تھا۔سعد خان کے سفید محل میں آج عجب سماں تھا۔ارد گرد نوکر چاکر آجا رہے تھے،کھانے کا انتظام کیا جا رہا تھا،گیٹ پر گارڈز کی تعداد زیادہ تھی،سیکیورٹی بڑھا دی گئی تھی۔ایسے میں ہریرہ سیڑھیوں سے نیچے آ رہا تھا۔ہونٹ گول کیے سیٹی بجاتا اس کے ہاتھ میں موبائل فون تھا اور وہ بے پرواہ سا تھا۔اس کے کان میں ایئر پوڈز لگے تھے اور وہ کسی کی آواز کا منتظر تھا۔وہ جس آواز کا منتظر تھا وہ آواز کان میں گونجی

"کیا کر رہے ہو؟"

اس نے ارد گرد نظر دوڑائی"ڈانس کر رہا ہوں،تم کرو گے؟"

دوسری طرف ایک سیاہ کمرے میں تین سکرینز روشن تھیں۔ایک سکرین پر سعد خان کے گھر کا ہر حصہ نظر آرہا تھا۔باقی دونوں پر سبز رنگ کے الفاظ چل رہے تھے۔نے سکرینز کے سامنے بیٹھا زرار مسکرایا

"میں تمھیں دیکھ رہا ہوں۔۔تم ایکٹیو نہیں لگ رہے"اور برا سا منہ بنایا

"کیا مائیکل جیکسن کی طرح دو تین سٹیپ لگاؤں تو ایکٹیو لگوں گا؟"اس نے سر جھٹکا اور باہر کی طرف بڑھا

زرار ہنس دیا"ماشاءاللہ سے کافی لمبی زبان ہے"

"غرور نہیں کیا"اور اس نے شان سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔سکرین کے اس پار زرار نے سعد خان کے گھر کا سارا سسٹم ہیک کیا ہوا تھا اور یہ اس کے لیے کچھ مشکل نہیں تھا۔

"تم دونوں تیار ہو،دوسرا کہاں ہے؟"معاذ نے سرگوشی کی تھی

"آرہا ہے۔۔ہم دونوں تیار ہیں،بس نکلنے والے ہیں"اور دوسری سکرین کے سامنے کی بورڈ پر چند انگلیاں دبائیں۔

معاذ نے سمجھ کر سر ہلایا۔پھر باہر باغ کی طرف بڑھا۔۔

وقت تھا دو بج کر پچیس منٹ،اس بڑے سے عالیشان محل کے باہر ایک سیاہ لینڈ کروزر آکھڑی ہوئی،اس کے بعد کسی کی سفید ایس یو وی آئی اور اس کے پیچھے ایک اور بڑی گاڑی تھی۔آگے پیچھے کی

گاڑیوں میں گارڈز تھے جو کہ جلدی سے باہر نکلے۔۔شوفر جلدی سے اندر سے نکلااور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا،پیسنجر سیٹ سے کوئی جھٹ سے باہر نکلا تھا۔اس نے تھری پیس پہن رکھا تھا،گارڈ چوکنا ہو گئے تھے۔۔اس کا پی اے پچھلی سیٹ کی طرف بڑھااور بڑے احترام سے کھڑا ہو گیا۔پچھلی سیٹ کے کھلے دروازے سے کسی نے قدم باہر نکالا تھا۔اس نے سیاہ قیمتی چمکتے ہوئے بوٹ پہن رکھے تھے،پھر ہاتھ دروازے پر رکھا،اس کے دائیں ہاتھ پر ایک نشان تھا۔وہی نشان جو زرار کو دکھا تھا، وہی نشان جو تابندہ کو خبر دار کرتا تھا،وہی نشان جو رابیل دیکھتی تھی

"J."

وہ باہر نکلااور دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے۔اس نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا،بال نفاست سے سنورے تھے،دائیں کان کی لو میں ایک سیاہ چھوٹی بالی تھی،دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں انگوٹھی تھی جس پر سیاہ گول بڑا نگ تھا۔اس کی بائیں ابرو پر ایک کٹ کا نشان تھا،رنگت اجلی اور اس نے باہر نکلتے ہی سامنے کھڑے سعد خان کو دیکھ کر ایک مسکراہٹ پاس کی تھی۔پھر آگے بڑھااور اس سے مصافحہ کیا،ارد گرد گارڈ بندوق لیے مستعد سے کھڑے تھے۔

"خوش آمدیدم!"سنہری آنکھوں والا مسکرایا تھا

وہ مسکرایا"قبول!"اس کی آواز بھاری تھی،رعب دار آواز۔لہجے سے وہ افغان لگتا تھا مگر مسکراہٹ سے انڈین۔

دونوں ساتھ ساتھ اندر بڑھے تھے۔اس کے پیچھے اس کا پی اے تھا،اس کی آنکھیں بھوری تھیں۔

ایئرپورٹ پر کچھ دیر پہلے ایک جہاز کی لینڈنگ ہوئی تھی۔مسافر پاکستان پہنچ چکے تھے۔ایسے میں ایک شخص جو قدو قامت میں لمبا تھا،رنگت سیاہ اور آنکھیں سنہری سبز تھیں۔وہ سیاہ فام تھا،ارد گرد نظریں دوڑائیں۔اس کے ہاتھ میں اس کا پاسپورٹ تھا،وہ آگے بڑھتا آیا اور اپنا پاسپورٹ دکھایا۔پولیس آفیسر نے ایک بار اس کی شکل دیکھی پھر پاسپورٹ دیکھا،اسے جانے کا اشارہ کیا اور اس نے پاسپورٹ واپس لے لیا۔وہ مسکرایا تھا۔ایک نظر پاسپورٹ پر ڈالی،پھر سانس خارج کی۔اس کے کانوں میں ایئرپوڈز لگے تھے،ان سے ایک آواز ابھری تھی

"بلال مرجان۔۔خوش آمدیدم!"اور پھر ایک قہقہہ۔

یہاں سے دور ایک سڑک کنارے دو مرد کھڑے تھے،آمنے سامنے مگر کچھ فاصلے پر

(وہ پاکستان ایک ساؤتھ افریقن نیشنلٹی کے ساتھ داخل ہوگا،سیاہ فام!)

دونوں نے اپنی گھڑیاں دیکھیں،ابھی دو بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔

(اس کے پاس پاسپورٹ ساؤتھ افریقہ کا ہے،اس کی رنگت سیاہ ہوگی اور آنکھیں سنہری سبز)

سڑک کی ایک طرف کھڑے زرار نے کلائی میں گھڑی پہن رکھی تھی جہاں پر کسی کی لوکیشن ٹریس ہو رہی تھی۔

(پاکستان آتے ہی ایک بار وہ ایئرپورٹ سے گزر گیا تو اپنی اصل میں واپس آئے گا)

دور سے ایک جیپ آتی دکھائی دی۔ سبز بھوری جیپ جس کی رفتار نارمل سے تیز تھی۔ زرار نے سڑک کی دوسری جانب کھڑے تیمور کو اشارہ کیا اور اس نے سمجھ کر سر ہلایا

(پروٹوکول اسے اسلام آباد میں داخل ہونے کے بعد ملے گا۔ اس سے پہلے وہ عام آدمی ہوگا اور عام آدمی کو پکڑنا زیادہ آسان ہے)

اس جیپ کے سامنے جھٹ سے ڈرفٹ لگاتی ایک سیاہ بی ایم ڈبلیو آئی تھی۔ جیپ ایک زوردار آواز کے ساتھ رکی تھی۔ پیچھے سے خوبصورت لیمبرگنی آئی تھی اور اب وہ دونوں گاڑیاں اس جیپ کے گرد گھوم رہی تھیں۔ ہر سو سفید دھواں تھا۔ کچھ پل بیتے اور گاڑی سے ڈرائیور غائب تھا، وہاں بی ایم ڈبلیو نہیں تھی صرف لیمبرگنی تھی جو کہ انجن سے اونچی آواز نکالتی دھواں پیدا کر رہی تھی۔ پھر ایک دم سے رکی اور تیمور باہر نکلا۔ اس کا رخ جیپ کی طرف تھا، اس نے دروازہ کھولا اور جیپ کے اندر داخل ہوا۔ اس جیپ میں زرار اور تیمور کے علاوہ بھی کوئی تھا جو اب بے ہوش تھا۔

سفید محل کے لاؤنج میں بیٹھا شخص ٹانگ پر ٹانگ جمائے سامنے سعد خان کو گھور رہا تھا۔ معاذ نے سعد خان کے ساتھ کافی لا کر رکھی، سامنے بیٹھے شخص نے دائیں جانب ہاتھ بڑھایا اور اس کے پی اے نے سگار بڑی مہارت سے اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان رکھا، اس نے سگار ہونٹوں میں دبایا اور پی اے نے لائٹر سے سگار کو سلگایا۔ اس نے ایک کش لگایا اور بہت سا دھواں ہونٹوں سے جدا کیا

"مجھے تم سے ملنے کی بڑی چاہ تھی۔۔میں نے ایک لمبا عرصہ تمھارا انتظار کیا ہے" سعد خان مسکراتے ہوئے بول رہا تھا

وہ ہنس دیا اور سگار کا کش لگایا "منتظر تو تمھارے ملک کی فوج بھی ہے" پھر بڑی شان سے ہاتھ جھلایا

"بلال مرجان یونہی خود کو کسی کے حوالے نہیں کرتا" اور مسکرایا۔اس کی گھمبیر آواز لاؤنج میں گونج رہی تھی،ایسی آواز جو سننے والے کو مرعوب کر دے۔بلال مرجان اب کہ سعد خان لودھی کے سامنے تھا۔

یہ ایک سیاہ کمرہ تھا جس کے روشن دان سے روشنی اندر آ رہی تھی۔کرسی پر ایک شخص بندھا تھا جس کو اب ہوش آنے لگی تھی۔اس کے سامنے دو مرد کھڑے تھے۔اس نے پلکیں جھپکائیں اور سامنے دیکھا،پھر اپنے ہاتھوں کو اوپر اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ بندھا ہوا تھا

"ارے ارے۔۔" سامنے کھڑا زرار اس کی طرف بڑھا اور کرسی کے ہتھ پر ہاتھ رکھ کر اس پر جھکا

"خوش آمدید۔۔بلال مرجان!" اور مسکرایا

"تم لوگ کون ہو؟" وہ چلایا تھا۔زرار کی دائیں جانب کھڑا تیمور ہنس دیا اور گلا کھنکھارا

"شہاب احمد!"

اس نے مزید ایک کش لگایا "تمھارے بیٹے کی موت کا افسوس ہے" وہ سنجیدہ ہوا تھا

سعد خان نے کافی کا گھونٹ بھرا تھا پھر فقط سر ہلا کر رہ گیا۔اس کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا، حلق تک کڑوا ہو گیا۔دل میں درد بڑھا، زخم پھر سے ہرا ہوا۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں مگر وہ سنبھل گیا۔لاؤنج میں اس کے پی اے کے علاوہ معاذ کھڑا تھا جو کہ کچھ فاصلے پر مگر پیچھے تھا۔ایک طرف سعد خان کا پی اے تھا۔

سامنے بیٹھے بلال مرجان نے گلا کھنکھارا"ہمارے درمیان پہلے بھی کئی بار ملاقات پلان ہوئی تھی مگر ۔۔ہم اس طرح ملیں گے یہ نہیں معلوم تھا"اور مسکرایا

سعد خان نے اداس سی سانس خارج کی مگر مسکرایا"قدرت کو یہی منظور تھا"

اور اس کی اس بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسا"رئیلی؟تم قسمت قدرت یا واٹ ایور،ان کے سہارے نہیں جیتے"اور دائیں ابرو اٹھائی۔پھر سگار کا کش لگایا

کرسی پر بیٹھے بلال مرجان نے مذمت کی تھی۔وہ دائیں بائیں ہلا مگر بے سود۔پھر چلایا

"کھولو مجھے"

زرار آگے کو ہوا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا"ایک سوال کا جواب مانگوں گا۔۔نہیں دیا تو جان سے جاؤ گے"اور پیچھے ہٹا

"کیا؟"وہ پر سکون ہو گیا

"شہاب کہاں ملے گا؟"تیمور نے سادگی سے سوال کیا تھا

"جہنم میں "اور ہنس دیا۔ پھر سانس خارج کی "تم لوگوں نے مجھے ہاتھ ڈالا ہے، تم لوگوں نے غذب کو دعوت دی ہے۔۔ وہ سفید دودھ میں ہاتھ ڈالے تو اس کو سیاہ کر دے۔۔ تم لوگوں نے مجھے ہاتھ ڈالا ہے وہ تم لوگوں کے ہاتھ توڑ دے گا" وہ تنفر سے غرا رہا تھا

"وہ۔۔ جس مارکیٹ میں جائے اسے سیاہ کر دیتا ہے۔۔ تم لوگ مجھے مہرا بنا کر اس تک نہیں پہنچ پاؤ گے۔۔ وہ آزاد ہے "اور خاموش ہوا

زرار نے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ پھر سے ہنسا، اس نے ایک اور مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔ پھر اسے گریبان سے تھاما اور جھنجھوڑا

"میں تیری جان لے لوں گا" وہ غصے میں تھا، غراتا ہوا۔

وہ مسکرایا" لے لو۔۔ شہاب نہیں ملے گا، وہ کسی کو نہیں ملتا" پھر سے ہنس دیا

زرار نے اس کا گلا دبایا اور پھر ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔

وہ مڑا اور تیمور کو دیکھا، پھر بندوق اس کی طرف تان دی۔ میں تین تک گنوں گا

"ایک۔۔۔" وہ مسکرایا۔

"دو۔۔" مسکراہٹ گہری ہوئی

"تین۔۔" اور وہ ہنس دیا۔

زرار نے اس کے گھٹنے پر گولی ماری تھی، وہ کراہا، درد سے اس کی آنکھیں گلابی پڑیں

"شہاب۔۔۔"اس کا تنفس بڑھا،درد حد پار کرنے لگا"تم۔۔اسے نہیں ڈھونڈ پاؤ گے"پھر ہنس دیا مگر آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے"وہ۔۔موت کی وادی میں رہتا ہے"

اس نے اس کے دوسرے گھٹنے میں دوسری گولی ماری اور وہ درد سے کراہا،آنکھیں میچ لیں

"موت۔۔اس۔۔"پھر سانس بحال کی"اس کا۔۔۔پسندیدہ کھیل۔۔۔ہے"اور مسکرایا۔وہ بلا کا ڈھیٹ تھا

زرار آگے بڑھا اور اس کا منہ نوچا"میں اس کو مار دوں گا۔۔بتاؤ وہ کہاں ہے؟"وہ پوری شدت سے چلایا تھا۔

وہ ہنس دیا۔اب وہ مذمت نہیں کر رہا تھا۔زرار پیچھے کو ہوا اور پھر اپنا رخ اس سے پھیر لیا،تیمور بھی زرار کی طرف مڑا"یہ ایسے نہیں مانے گا"

کرسی پر بیٹھے بلال مرجان نے اپنی گردن جھکائی،وہ اپنے دائیں ہاتھ کی طرف جھکا تھا جہاں اس نے سیاہ موتی والی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔اس نے انگوٹھی میں دانت گاڑھے اور موتی اتار پھینکا،موتی گرنے کی آواز آئی اور دونوں اکٹھے مڑے۔۔۔اس موتی تلے جو بھی تھا اس کے منہ میں تھا۔وہ زرار کو دیکھ کر ہنس دیا۔وہ ہنستا جا رہا تھا کہ اس کے ناک سے خون باہر آیا،ان کے نقوش ڈھیلے پڑ گئے۔۔

زرار اس کی طرف بڑھا۔۔اس کے کانوں سے خون بہا اور ہونٹ کے نیچے سے خون کی دھار ہوتی اسکے گریبان تک پہنچی

"یہ تم نے کیا کھایا ہے" وہ اس کا منہ نوچ کر کھول رہا تھا مگر وہ جو بھی تھا اس کے خون میں مل گیا تھا۔

"موت مبارک۔۔" وہ بس اتنا بولا اس کے بعد اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں۔۔ کنپٹی کی رگ واضح ہوئی

"یہ۔۔یہ تمھیں کیا ہو رہا ہے" تیمور اس کے سامنے کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا، وہ بھی گھبرایا ہوا لگ رہا تھا

خون منہ سے نکلتا اس کے گریبان سے نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ زرار بس اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا، تیمور اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔ اس نے اپنی گردن جھٹکی، پیچھے کو زور لگایا مگر کرسی نہیں گری۔۔ زرار نے اس کی گردن پکڑ لی "بے غیرت۔۔" اور ایک زوردار مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔ کرسی دائیں طرف لڑھک گئی مگر اس نے ہار نہیں مانی۔ اس نے اپنا منہ اپنی دائیں کلائی کی طرف موڑا، اپنے دانت گھڑی کی سیاہ چھوٹے ڈائل کے گرد گاڑھے، ایک سرخ سا سگنل جلا۔۔۔ تیمور اس پر جھکا اور اس کی کلائی سے گھڑی کھینچ کر اتاری "یہ تم نے کس کو سگنل بھیجا ہے؟"

گھڑی ناکارہ ہو گئی تھی، وہ اب نہیں چل رہی تھی۔۔ لمحوں لمحوں میں سگنل بہت دور ایک سیاہ کمرے میں موجود شہاب کو گیا تھا، اس نے گھڑی دیکھی اور ہکا بکا رہ گیا۔ فوراً سے پہلے اس نے کسی کو سگنل دیا تھا۔۔

سگنل نے سفید محل کے لاؤنج میں بیٹھے سعد خان کی کلائی میں موجود گھڑی کی طرف سفر کیااور ایک بپ بجی۔۔ سنہری آنکھوں میں الجھن ابھری اوراس نے سگنل کے طور پر آئی ایک سطر پڑھی اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔ پھر جھٹ سے جیب سے بندوق نکال کراس کی طرف تان دی مگر لمحے کے دسویں حصے میں اس کے خود کے سر پر دو بندوقیں تن چکی تھیں۔ پیچھے کھڑا معاذاور سامنے کھڑے اشعر نے سعد خان پر بندوق تان دی

"تم۔۔ کون ہو؟"اس کا تنفس بڑھااور آنکھوں میں گلابی پن در آیا"تم بلال مرجان نہیں ہو"

وہ ہنس دیااور سگار فرش پر پھینک کر پاؤں تلے مسل دیا

"ارے ارے ارے۔۔"اور کھڑا ہوا"میں شہاب ہوں"اور پھر سے ہنسا

"کون ہو تم؟"وہ چلایا تھا

وہ سنجیدہ ہوا"آواز نیچی۔۔ مجھے اونچی آواز کی عادت نہیں ہے"وہ غصے سے بولا تھا۔ سعد خان کانپی اے خاموشی سے کھڑا تھا، ڈرا سہما سا۔

وہ آگے بڑھااور بندوق پیچھے کی"سوال کے بدلے سوال ہو گا"پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا"تم جس کے پالتو ہو، میں اس کی موت"

سنہری آنکھوں میں حیرت تھی، ایک خوف تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاؤنج سے باہر اگر جھانکیں تو سارے کیمرے بند تھے، سیاہ تاریک۔۔ کہیں کچن سے کسی سے ایک کین باہر کی طرف نکالا تھا جس سے سفید دھواں ہر سو پھیلنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے سب کھانستے ایک دوسرے میں بج رہے تھے۔۔ وہ ہوش کھو رہے تھے۔۔

لاؤنج میں موجود معاذ کے کان میں آواز گونجی تھی

"معاذ۔۔ سعد خان کو کچھ پتہ تو نہیں چلا؟" وہ بڑھے تنفس سے بول رہا تھا

معاذ نے سانس خارج کی "اسے پتہ چل گیا ہے۔۔" پھر دھڑکتے دل سے بولا "اس سے بلال مرجان ملنے نہیں آیا۔۔ اس نے۔۔" اور توقف کیا "مامون بھائی پر بندوق تانی ہے اور میں نے اور اشعر نے اس پر۔۔ سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے"

"ڈیم اٹ۔۔" دوسری طرف سے آواز گونجی تھی "بلال مرجان مر گیا" اور معاذ بس منہ کھولے بت بنا اشعر کو گھور رہا تھا۔

باہر فائر الارم بج رہا تھا مگر سننے کے لیے کوئی نہیں تھا۔ سعد خان نے دائیں دیکھا پھر بائیں۔۔ پھر مامون کو دیکھتے اس نے ہاتھ کی انگلی کو حرکت دی، بڑے احتیاط سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس نے موتی اتارا، موتی فرش پر گرا اور آواز پیدا ہوئی۔۔ انھوں نے فرش پر گرے موتی کو دیکھا مگر سعد خان نے منہ میں کچھ ڈالا تھا

"یہ تم نے کیا کھایا ہے؟" مامون اس کی طرف بڑھا اور اس کا منہ دبا کر کھولنا چاہا مگر وہ نگل چکا تھا

"موت مبارک!"

اس نے کانپتی آواز سے کہا تھا،اس کے ناک ہونٹ اور کانوں سے خون آنے لگا۔۔وہ کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا۔مامون نے اس کا منہ کھلوایا مگر وہ جو کچھ بھی تھا خون میں مل گیا تھا اور اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھی۔

"نہیں۔۔تم نہیں مر سکتے "مامون نے اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا

اشعر اور معاذ آگے بڑھے تھے،سعد خان کی رنگت نیلی ہو رہی تھی

اشعر نے اس کی نبض دیکھی۔پھر سانس خارج کی اور گردن موڑی،نظریں مامون سے ملی تھیں۔۔

وہاں تناؤ کا عالم تھا۔۔کھیل پلٹ گیا تھا

وہ شکار تھے مگر شکاری بن گئے۔۔

بلال مرجان مر گیا

سعد خان لودھی ان کے سامنے ڈھیر ہوا تھا

مگر شہاب جاگ گیا تھا،جب شہاب جاگتا ہے تو وہ سب کو سلا کر ہی دم لیتا ہے۔۔

یہاں کون شکاری تھا اور کون شکار تھا؟

دو ہفتہ قبل:

"اور بلال مرجان؟"سوال معاذ نے کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی نظریں تیمور اور مینا سے ملیں، زرار مسکرایا اور گھڑی دیکھی

"دو بجے کا وقت تھا، ابھی پانچ منٹ پڑے ہیں" اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

دو بجنے میں دو منٹ تھے جب اس کی بیسمنٹ کا دروازہ کھلا، روشنی اندر داخل ہوئی اور سامنے کوئی سیاہ ہیولہ سا کھڑا تھا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور قدم بڑھاتا تیمور کے ساتھ زرار کے سامنے آ بیٹھا۔ اس نے کہا تھا دو بجے آئے گا اور جس وقت وہ کرسی پر بیٹھا گھڑی کی چھوٹی سوئی دو جبکہ بڑی سوئی بارہ پر تھی۔ دو بجے یعنی دو بجے۔۔ مینا اسے دیکھ کر مسکرائی، تیمور کے ساتھ بیٹھے مامون نے بھی مسکرا کر شانے اچکائے

"بلال مرجان۔۔" زرار آگے کو ہوا اور ایک فائل اس کے سامنے رکھی۔ یہ وہی فائل تھی جو تیمور مینا اور اشعر، مینا کی رخصتی والے دن لائے تھے، جب مینا گری تھی اور اس کی کمر میں چوٹ آئی تھی۔ اس نے وہ فائل سامنے رکھی

"یہ فائل ہم نے سعد خان سے حاصل کی ہے۔۔ اس فائل کو میں نے پچھلے کئی مہینے بڑی فرصت سے سٹڈی کیا ہے۔ اس میں وہ تمام الزامات ہیں جس کی بنا پر بلال مرجان کو پاکستان سے بلیک لسٹ کیا گیا ہے۔ اور تو اور اس میں بلال مرجان اور سعد خان کے تعلق کے بھی بہت سے ثبوت ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے کالے کرتوت چھپاتے ہیں مگر دونوں نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔ ان کے درمیان تعلق آن لائن ہے، جس وقت انھوں نے ملنا تھا اس وقت پاکستان کا

قانون ہاتھ دھو کر بلال مرجان کے پیچھے پڑ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ باہر چلا گیا۔۔ مگر کہاں گیا؟"اور مسکرایا۔

وہ چاروں متوجہ تھے، غور سے اسے سنتے ہوئے۔اس نے ایک دوسری فائل نکالی، یہ فائل اس نے خود بنائی تھی۔

"ہر انسان کسی دوسرے انسان پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ جس انسان پر بھروسہ کرتا ہے اس کے ساتھ کچھ عرصہ ضرور رہا ہوتا ہے۔ مولوی عبدالسلام، بلال مرجان کی ریڑھ کی ہڈی۔۔ عبدالسلام ایک وقت میں بلال مرجان کے ساتھ رہا کرتا تھا، جب بلال مرجان پر حالات خراب ہوئے تو وہ الگ ہو گیا مگر وہ رہا پاکستان میں ہی۔۔ وہ ابھی بھی پاکستان میں ہی ہے اور بلال مرجان سے رابطے میں ہے۔ عبدالسلام وہ واحد انسان ہے جس سے بلال مرجان رابطے میں تھا، جسے اس کے سانس لینے کی بھی خبر ہوتی ہے اور ہم نے عبدالسلام کو پکڑا ہوا ہے۔اسے خبر تک نہیں"اس نے شانے اچکائے مولوی عبدالسلام وہی شخص تھا جس کے پاس لاہور میں مینا اور تیمور رہ کر آئے تھے۔ جہاں تیمور کی پہچان عبدالباسط تھی اور مینا کی پہچان فاطمہ، انھوں نے وہاں رہتے اسے ہیک کیا تھا اور اس کے ذریعے بلال مرجان تک پہنچے تھے۔ زرار کئی مہینے سے دونوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوئے تھا

"وہ پاکستان نہیں آ سکتا۔ جیسے ہی آئے گا پکڑا جائے گا۔اب عبدالسلام نے اسے نئی پہچان دی ہے، اس کا حلیہ بدل گیا ہے۔اسے ساؤتھ افریقہ کی نیشنلٹی دلائی ہے، وہاں کی ایمبیسی میں عبدالسلام کا

جاننے والا کوئی تھا جس نے بلال مرجان کی نئی شناخت کے مطابق اس کے کاغذات بنوائے ہیں، وہ پاکستان آئے گا تو سیاہ فام ہو گا۔۔ کوئی اسے نہیں پہچان پائے گا" اور خاموش ہوا۔

"تمھیں اتنی خبر کیسے؟" مامون نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

وہ ہنس دیا، تیمور بھی مسکرایا تھا "ہم نے اسے ہیک کیا تھا۔۔ یہ بہت پرانی بات ہے۔۔ مجھے اس کی سب باتیں پتہ ہیں" اور زرار نے شانے اچکائے۔ پھر آگے کو ہوا اور مامون کی آنکھوں میں دیکھا

"آپ۔۔ بلال مرجان بنیں گے"

کمرے میں خاموشی تھی۔ ان سب کی نظروں کا مرکز مامون تھا۔ اس نے سانس خارج کی اور شانے اچکائے

"اوکے"

وہ مسکرایا "کیونکہ آپ کو سعد خان سے شہاب کے بارے میں اگلوانا ہے۔۔ مامون آفندی کو لوگوں سے باتیں منوانی آتی ہیں" اور مسکراہٹ گہری ہوئی

مامون بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

اس نے گلا کھنکھارا اور ایک سیاہ فلیش ڈرائیو اسے دی "بلال مرجان کافی محتاط انسان ہے۔ اس نے کبھی اپنی کوئی تصویر عبدالسلام کو نہیں بھیجی۔ کبھی اس سے وڈیو کال نہیں کی مگر وہ اس کا اچھا دوست رہا ہے۔ ایک مرتبہ اس نے اس سے وڈیو کال پر بات کی تھی، لہجے سے وہ انڈین لگتا ہے۔ شکل سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

افغان،اس کی بائیں ابرو پر کٹ کا نشان ہے اور ہاتھ پر شہاب کی طرح جے ڈاٹ کا نشان۔۔آپ نے اس وڈیو کو دیکھنا ہے،اسے آبزرو کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ وہ کیسے بات کرتا ہے۔اس کا لہجہ اس کا سٹائل،آپ ایک اچھے آبزرور ہیں۔ایک اچھا آبزرور اچھا ایکٹر ہو سکتا ہے اور آپ ہوں گے۔آپ نے بس چند گھنٹے کے لیے جانا ہے،اس سے بات کرنی ہے باتوں باتوں میں اسے قائل کرنا ہے کہ یا تو شہاب سے ملنے چلے یا شہاب کو ملنے بلائے یا شہاب کا پتہ بتادے۔۔آپ کے ساتھ اشعر ہو گا جو کہ آپ کا پی اے ہو گا،معاذ وہیں ہو گا۔۔کچھ بھی ہو گا تو ہم آپ کے پیچھے ہیں ہم آپ کو کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔آپ کی اس کے گھر کے اندر بات چیت چل رہی ہو گی،حالات خراب ہوں گے تو ہم ہینڈل کر لیں گے"اس نے ساری بات بتادی

مامون آگے ہوا اور فلیش ڈرائیو پکڑ لی"اوکے"پھر کچھ سوچنے لگا"مگر وہ کب تک پاکستان آئے گا؟"

"زیادہ سے زیادہ دو ہفتے میں۔وہ پاکستان آئے گا تو سیاہ فام ہو گا،اسلام آباد میں داخل ہوتے ہی وہ اپنی اصل شکل میں واپس آجائے گا کیونکہ اسے جعلی شخصیت کی ضرورت ایئرپورٹ کراس کرنے میں ہو گی۔۔جب اس کا ساؤتھ افریقن نیشنلٹی والا پاسپورٹ اور کاغذات تیار ہو گئے تھے،تب اس نے ان کی سافٹ فارم بلال مرجان کو بھیجی تھی،اس میں اس کی شکل جس کی تصویر اس نے خود بھیجی تھی اور اس کے ضروری کاغذات تھے۔۔ہمیں اسے ایئرپورٹ سے نہیں پکڑنا،میں اور تیمور اسے

تب پکڑیں گے جب وہ اصل والا بلال مرجان ہو گا۔۔جب وہ سعد خان سے ملنے راستے میں ہو گا"اور خاموش ہوا

کمرے میں اب خاموشی تھی

"کوئی سوال؟"

وہ سب تیار تھے، پلان زرار کا تھا عمل انھیں کرنا تھا کیونکہ وہ عمل میں اچھے تھے اور زرار پلاننگ میں

“They do what they better do”

موجودہ وقت:

وہ سعد خان کے گھر سے سیدھا رابیل کی فیکٹری گیا تھا۔اس وقت وہ فیکٹری میں تھی اور کام کا جائزہ لے رہی تھی۔نئے تیار ہوئے فیبرک کو چھو کر محسوس کر رہی تھی، پھر امتیاز صاحب سے کچھ کہنے لگی اور وہ بغور سن رہے تھے۔دفعتاً گارڈ اندر داخل ہوا اور گلا کھنکھارا

"میم۔۔باہر مامون آفندی آئے ہیں۔۔کہہ رہے ہیں آپ کو بلا لاؤں"

اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی، تین بج کر پندرہ منٹ ہوئے تھے۔اسے یاد پڑتا تھا کہ اس نے تین بیس کا کہا تھا۔اس نے ایک آخری بار امتیاز احمد کو دیکھا اور پھر آئمہ کے ساتھ وہاں سے نکل آئی۔وہ سیاہ تھری پیس میں ملبوس تھا، اب اس کے ہاتھ سے جے ڈاٹ کا نشان مٹ گیا تھا مگر ابرو پر کٹ ویسا ہی تھا۔وہ آگے بڑھی اور مامون اسے دیکھ کر مسکرایا۔اس کے ساتھ دو لڑکے اور ایک لڑکی

تھی جنھوں نے سفید لیب کوٹ پہن رکھے تھے۔وہ آگے بڑھی اور مامون کو دیکھا،دیکھتے ہی بولی "یہ آپ کی آئی برو پر کیا ہوا ہے؟"

وہ ہنس دیا۔۔اس نے آتے ہی نوٹ کیا تھا اور مامون کے لیے یہ لمحہ بہت عزیز تھا

"ایسے ہی" شانے اچکائے "فیشن" پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "نہیں اچھا لگ رہا؟"

وہ مسکرائی "اچھا ہے۔۔لیکن دوبارہ ٹرائی نہیں کرنا"

اس نے سر کو خم دیا اور دونوں اکٹھے اندر کی طرف بڑھے۔اندر سٹاف اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔

رابیل نے سر کو خم دیا اور دونوں آگے پیچھے اوپر بڑھتے آفس میں داخل ہوئے۔مامون نے اندر داخل ہوتے ہی نظریں گھما کر سارا آفس دیکھا۔پھر آگے بڑھا اور اس کی میز تک گیا۔میز کی دائیں طرف کھڑکی کی طرف بڑھا اور وہاں سے باہر جھانکا۔پھر مڑا اور رابیل کی میز تک آیا

"کیا میں آپ کے آفس کی چیکنگ کر سکتا ہوں؟"

وہ مسکرا دی اور شانے اچکائے "شیور۔۔"

اس نے سر ہلایا اور پہلی نظر جس چیز پر پڑی وہ ایک شیشے کا بنا جار تھا جس میں بہت سی چاکلیٹ بالز تھیں۔جار آدھا ہو چکا تھا یعنی وہ چاکلیٹ بالز کھاتی رہی ہے۔اس نے وہ جار ہاتھ میں لیا اور رابیل کو دیکھا

"کیا آپ اس جار سے کچھ کھاتی رہی ہیں؟"

رابیل نے تھوک نگلا، پھر آگے بڑھی "یہ میری فیورٹ بالز ہیں۔۔میں تقریباً روز کام کرتے اس میں سے بالز لیتی ہوں" اس نے وضاحت پیش کی تھی مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ مامون آگے کیا کہے گا

"آپ تو صرف کافی پیتی تھیں، نہیں؟" اور دائیں ابرو اٹھائی۔ پھر جار بڑھایا اور ایک لڑکے نے آگے بڑھ کر اسے لے لیا

"مگر یہ تو۔۔یہ۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا وضاحت پیش کرے۔ وہ بالز کھاتی رہی ہے اور اس نے اسے کھانے میں کاؤنٹ نہیں کیا تھا۔

"یہ جار آپ کو کس نے دیا؟" وہ اس کا دراز کھول کر چیکنگ کر رہا تھا۔

"یہ مجھے افیفہ نے بھجوایا تھا" وہ دراز میں مامون کا ہلتا ہاتھ دیکھ رہی تھی جو کہ اندر سے چاکلیٹس، جیلیز اور نمکو نکال رہا تھا۔ان میں بہت سے کینڈیز اور چھالیاں بھی تھیں

"افیفہ نے آپ کو بھجوایا تھا۔۔کیا اس نے فیس ٹو فیس اس بارے میں کوئی بات کی؟" اب اس نے دوسرا دراز کھولا تھا

رابیل نے سانس خارج کی "میں نے اسے تھینک یو کہا تھا۔۔فیس ٹو فیس ہم بہت کم ملتے ہیں"

مامون نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا، پھر آنکھوں سے چیزوں کی طرف اشارہ کیا اور مسکرایا۔یعنی وہ آفس میں بیٹھ کر یہ سب کھاتی رہتی ہے۔

اس نے بے بسی سے سانس خارج کی۔ایک کولڈ کریم،پرفیوم،ایئر فریشنر اور اس کی کھانے پینے والی چیزیں اکٹھی کر لی گئی تھیں۔اس نے اس کے آفس کی اچھے سے چیکنگ کی اور پھر نیچے کی طرف بڑھا۔سفید اوورال اور سفید دستانوں والے لڑکے اور لڑکی جا چکی تھی

رابیل مامون کے سامنے کھڑی تھی۔وہ مسکرایا"آپ کا تو بہت اچھا دن گزرتا ہو گا آفس میں"

وہ ہنس دی"بس ایسے ہی،مجھے یہ چیزیں پسند ہیں"

مامون نے اسے گھورا،پھر مسکرایا"نہیں نہیں۔۔رابیل اورنگزیب انھیں کھاتی تھوڑی ہیں، سونگھتی ہیں یا نگل لیتی ہیں"

رابیل پھر سے ہنس دی۔اس کے پاس جواب نہیں تھا

"اوکے"وہ جانے کے لیے تیار تھا

"شام میں ملتے ہیں"اور ماتھے کو چھو کر وہ وہاں سے مڑ گیا۔رابیل اسے جاتا دیکھتی رہی

یہاں سے نظریں ہٹائیں تو دور ایک کیفے کے باہر معاذ بیٹھا تھا۔اس کے ہاتھ میں کافی کپ تھا،کیمرہ سامنے پڑا تھا اور وہ خاموشی سے سامنے دیکھتا کافی پی رہا تھا۔دفعتاً اس کا فون بجا اور اس نے جیب سے فون نکالا۔سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا۔۔وہ جو کوئی بھی تھا اس کا نام"مصیبت"کے نام سے سیو تھا۔

اس نے سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا

"بکو"اور کافی کا گھونٹ بھرا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے" پھر خاموش ہوا "غبارہ پھٹے تو ٹھاٹھا ہوتی ہے" خود ہی ہنس دیا

"تم نے مجھے یہ اپنے جیسا سڑا ہوا شعر سنانے کے لیے کال کی تھی" ٹانگ پر ٹانگ جما کر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"میں بور ہو رہا تھا پھر میں نے سوچا کہ تم بھی بور ہو رہے ہو گے پھر میں نے مزید سوچا کہ کیوں نہ تمھیں بور نہ رہنے دوں اور پھر میں خود کو بھی بور نہیں رکھنا چاہتا تھا اس لیے میں نے تمھیں کال کر لی" اس نے اپنی بات مکمل کر لی

معاذ نے سانس خارج کی "اس دن دنیا کے سو ذلیل انسان مرے ہوں گے جس دن تم پیدا ہوئے ہو گے" اور کہہ کر سر جھٹکا

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔ پھر سانس خارج کی "ویل۔۔ معاذ بن ابو ہریرہ۔۔ تمھارے لیے ایک عجیب سی خبر ہے"

"پھوٹو" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

"کسی نے تمھارے لیے گلاب بھیجے ہیں"

"ناٹ انٹرسٹڈ!" اس نے بے زاری سے کہا تھا

"سوچ لو۔۔ گلابی گلاب ہیں"

Clubb of Quality Content

"ناٹ انٹرسٹڈ!"

"آئے تم اتنے شاہ رخ خان۔۔ناٹ انٹرسٹڈ کے کچھ لگتے" حذیفہ کی آواز نے معاذ کے کانوں کے پردے پھاڑے تھے۔پھر آواز نارمل ہوئی "پھولوں کے ساتھ ایک کارڈ آیا ہے اور اس پر کچھ لکھا ہے"

"کیا؟" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

دوسری طرف سے حذیفہ ہنس دیا "پہلے وعدہ کرو"

"میں کوئی بریانی پیزا برگر نہیں لا رہا" اس نے جھٹ سے منع کر دیا

دوسری طرف سے حذیفہ کی تھکی تھکی آواز آئی "اوکے۔۔پھر میں کچھ نہیں بتا رہا، خدا حافظ" اور اس نے کال کاٹ دی

معاذ نے پہلے سکرین کو دیکھا پھر منہ میں بڑبڑایا "فالتو انسان" اور اسے دوبارہ کال ملائی

اس نے کال اٹھالی اور مصروف سا بولا "میں ذرا بزی ہوں۔۔جو بات کہنی ہے جلدی کہو"

"تم تو وزیر اعظم لگ گئے ہو نا، فضول انسان!" اس نے حذیفہ کو جھڑکا تھا

مگر وہ تو ڈھیٹ تھا "براؤنی ڈن کرو پھر اگلی بات بتاؤں گا"

معاذ نے سانس خارج کی "اچھا۔۔لے آؤں گا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دیا" یہ ہوئی نا بات" پھر گلا کھنکھارا" بھیجنے والا خود آیا تھا، بلکہ آئی تھی۔اس نے میرے ساتھ بیٹھ کر کافی پی، تمھارا پوچھتی رہی پھر گلابی پھول چھوڑ گئی۔۔اس نے انگریزی میں لکھا ہے"

"It's the efforts that make the love destiny"

ایک لمحے کا سناٹا، معاذ بن ابوہریرہ کے آس پاس کوئی نہیں تھا۔ہوا کانوں میں سائیں سائیں کر رہی تھی اور دل کے دھڑکنے میں تیزی آئی تھی۔دل اس کی پسلیوں سے ٹکرا رہا تھا اور دماغ یہ محسوس کر رہا تھا۔اسے یقین نہیں آیا، اس نے یقین ہی نہیں کیا

"بھابھی آئی تھیں" حذیفہ نے اگلی بات بولی اور معاذ کی انکھیوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔اس سے اگلا سانس نہیں آیا، وہ بت بنا تھا۔وہ کیا بولتا، آوازیں ساری بند تھیں۔وہ گونگا تھا بہرا تھا اور مفلوج بھی

اس نے فون کان سے ہٹایا اور دیکھا کہ کیا وہ واقعی حذیفہ سے بات کر رہا تھا۔وہ کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا، حذیفہ کچھ اور بھی بول رہا تھا مگر وہ سن نہیں رہا تھا۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے برف تھے، کیا واقعی خواب حقیقت ہوتے ہیں؟

ایڈن برا میں یہ شام بارش سے پاک تھی۔آج ہوا چل رہی تھی مگر بارش کا کوئی چانس نہیں تھا۔مینا نے آج بھی اونٹ کے رنگ کا کوٹ پہنا تھا مگر نیچے سویٹر نما بھوری شرٹ اور نیچے نیلی جینز تھی۔اس کے چھوٹے بال ہوا سے لہرا رہے تھے۔وہ کچھ دیر پہلے ہی یونیورسٹی سے آئی تھی اور اب پرنسس

سٹریٹ گارڈن میں تھی۔اس کی پشت پر سکاٹ مونومینٹ تھا،سامنے جینی کھڑی تھی جس کے ہاتھ میں رامین کا فون تھااور وہ اسے کچھ بتا رہی تھی اور وہ سر ہلاتے سن رہی تھی

"میں سامنے سے آؤں گی، پیچھے سے مونومینٹ نظر آنا چاہیئے" جینی نے سن کر سر اثبات میں ہلایا۔

پاس ہی عالمگیر بھی کھڑا تھا، جس کے کندھے پر رامین کا بیگ تھااور وہ بے زار سا کھڑا تھا

مینا بھاگتی ہوئی سامنے گئی۔ جینی نے ون ٹو تھری بولااور مینا فوراً سے مڑی، ہوا سے لہراتے بال گالوں سے پیچھے کیے اور مسکراتے ہوئے اس کی طرف آئی۔وڈیو بن گئی اور وہ اس کے پاس آئی، وڈیو دیکھ کر مسکرائی۔عالمگیر اس کی طرف بڑھا"رامین میڈم۔۔اگر آپ کا فوٹو سیشن ہو گیا ہو تو بات کر لیں۔۔ ضوفی بھی آ رہی ہے"اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا مگر رامین نے اسے نظر انداز کیا۔

وہ پھر سے مونومنٹ کے سامنے جا کھڑی ہوئی،اب کی بار وہ تصاویر بنوا رہی تھی۔ تین چار تصاویر کے بعد عالمگیر اس کی طرف بڑھا،وہ کمر پر ہاتھ رکھے پوز کیے کھڑی تھی

"مینا۔۔"اس نے مینا کے پاس جا کر اسے پکارا تو مینا نے دانت پیستے اسے دیکھا اور پھر اس کی طرف بڑھی اور ایک تھپڑ اس کے بازو پر رسید کیا۔وہ کراہتا رہ گیا

"رامین۔۔رامین۔۔رامین۔۔"اب وہ جلدی جلدی بول رہی تھی" نظر نہیں آ رہا میں فوٹو بنوا رہی ہوں مگر نہیں۔۔مینا مینا مینا۔۔اب سکون ہے"اس نے ہاتھ بڑھا کر دور انگلی سے اشارہ کیا"چپ کر کے ادھر بیٹھ جاؤ"

وہ منہ بنائے کھڑا تھا" مگر میں نے تو بس تمھارا نام لیا تھا"

"ہاں تو۔۔ پتہ ہے مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔ مگر نہیں، کھا لیا نا تھپڑ "اور پھر سر جھٹکا۔

عالمگیر گال پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہا تھا، پھر جینی کو دیکھا تو وہ ہنس دی۔ مینا بھی ہنسی تھی۔اس نے ہاتھ بڑھا کر عالمگیر سے اپنا بیگ لیا۔بیگ جینی کو پکڑایا،اس کے ہاتھ سے فون لیا اور فون عالمگیر کو پکڑایا۔

"اب تم میرا فوٹو شوٹ کرو۔۔ایک بھی پکچر میری مرضی کی نہ آئی نا تو تم۔۔آؤٹ "اور کہہ کر گھاس پر چلتی دوبارہ سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔ وہ برا سا منہ بنائے اس کا فوٹو شوٹ کر رہا تھا

"منہ تو صحیح بنالو۔۔ فوٹو گرافر کا منہ اچھا نہ ہو تو فوٹو اچھی نہیں آتی "وہ دور سے بلند آواز میں بولی تھی

اس نے سانس خارج کی، وہ بس ضبط کر کے رہ گیا۔ابھی پندرہ منٹ گزرے تھے کہ سامنے سے ضوفشاں آتی نظر آئی۔ وہ مینا کو دیکھ کر مسکرائی، دور سے ہاتھ ہلایا

وہ بھی مسکرائی اور اس کی طرف بڑھی۔ ضوفی نے عالمگیر کو دیکھا اور پھر مینا کو

"اس کو کیا ہوا؟"اس نے مینا کو دیکھتے پوچھا عالمگیر کے بارے میں تھا

اس نے شانے اچکائے" پتہ نہیں۔۔ میں نے بھی پوچھا ہے یہ بتا نہیں رہا"اور مسکرائی

اس نے عالمگیر کو دیکھا جو کہ مینا کو گھور رہا تھا۔

مینا نے اسے دیکھا اور اس کی ہنسی نکل گئی۔اس نے سر جھٹکا اور وہیں بیٹھ گئے۔ جینی ان سے دور تھی، وہ ارد گرد کی تصاویر بنا رہی تھی۔اس نے اپنا بیگ کھولا اور اندر سے چپس کا پیکٹ نکالا اور کھول کر کھانے لگی۔اس نے پیکٹ عالمگیر کی طرف بڑھایا۔اس نے اسے دیکھا پھر سڑے ہوئے لہجے میں بولا

"شکریہ۔۔ابھی جو آپ نے کھلایا ہے نا اس سے میرا پیٹ بھر گیا ہے"

اس نے مسکرا کر پیکٹ واپس لیا اور ضوفی کی طرف بڑھایا۔اس نے بھی منع کر دیا۔

"تم یونیورسٹی گئی تھی؟اس کا پتہ کیا؟"ضوفی بولنا شروع ہوئی تھی

"ہوں۔۔دو دن بعد اس کا لیکچر ہے۔۔وہ ایک ہفتے کے بعد آتا ہے اور لوگ ایک ہفتہ اس کا بہت انتظار کرتے ہیں۔اس کے بارے میں جو کچھ ہمیں عالمگیر نے بتایا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔وہ ایک اچھا آبزرور ہے مگر بہت انٹروورٹ ہے، کسی کے پاس اس کی تصویر نہیں ہے۔اس کے لیکچرز لکھے ہوئے مل جائیں گے، آڈیو بھی مل جائے گی، اس کی ایک دو کتابیں بھی ہیں۔اس سے مراد ہے کہ وہ ان تمام باتوں کے قریب ہے جو کہ منور راج میں ہیں"اور اس نے چپس کا ٹکڑا نکال کر منہ میں رکھا عالمگیر نے سانس خارج کی"تم اس کا لیکچر سننے جاؤ گی، دھیان سے سننا اور ہو سکے تو اسے اپروچ بھی کرنا۔۔سیکریٹ کیمرہ لے جانا یا کم از کم اس کا اڈریس۔۔"

مینا نے منہ بنایا"تم میرے دائیں فرشتے کو ڈس پلیس کر کے خود کیوں نہیں بیٹھ جاتے۔۔آسانی ہو گی"اور مسکرائی

اس نے پہلے مینا کو گھورا پھر ضوفی کو "ضوفی۔۔اس سے کہو میری ریسپیکٹ کیا کرے"

"ہاہائے۔۔"مینا منہ کھول کر بیٹھ گئی "کیا میں تمھاری ریسپیکٹ نہیں کرتی؟"اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

عالمگیر اسے بس دیکھتا رہ گیا۔اتنی جلدی آنسو "ابھی جو تم نے کیا وہ ریسپیکٹ میں آتا ہے؟"

"ابھی کیا کیا میں نے۔۔بس چند ایک تصاویر ہی بنوائی ہیں "پھر آنسو صاف کیے "یو ہرٹ می "اور بیگ اٹھا کر دور جانے لگی

ضوفی نے عالمگیر کو گھورا،وہ بس مینا کو دیکھتا رہ گیا "میں نے کچھ نہیں کیا"

"جاؤ۔۔اسے بلا کر لاؤ "وہ اسے ڈانٹتے ہوئے بولی

وہ سر پکڑ کھڑا ہو گیا۔پھر مینا کے پیچھے بھاگا

"مینا۔۔"

وہ تیزی سے آگے جا رہی تھی،ایک دم رکی۔وہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا "یا اللہ۔۔"

مینو کا ابھی بھی منہ بنا ہوا تھا۔اس نے سینے پر بازو باندھے تھے "کیا ہے؟"

"یار تم کیا چیز ہو؟"وہ ابھی بھی شاک میں تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مینا نے نم سانس اندر کھینچی "میں تیمور کو تمھاری شکایت لگاؤں گی، پھر زرار بھائی کو۔۔ تیمور خود ہی زرار بھائی سے بات کر لے گا اور پھر تم اپنی خیر منانا" اور اس نے بڑے تفخر سے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔

"لیکن میں نے کیا کیا ہے؟" اسے خود سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے

"ہاں؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "تم نے میری انسلٹ کی ہے" اور آنکھیں پونچھ لیں

وہ اس کے سامنے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھ جبڑوں تلے رکھ کر اسے دیکھنے لگا "سلام ہے تمھارے شوہر کو"

اور مینا ہنس دی۔ وہ ہنستی جا رہی تھی، ہوا سے اس کے بال گالوں کو چھوتے لہرا رہے تھے، اسے دیکھتے وہ فقط مسکرایا

"اوکے" اور سانس خارج کی "کھڑے ہو جاؤ اب"

وہ کھڑا ہوا اور کمر پر ہاتھ باندھے سے دیکھا "چلیں واپس؟"

مینا نے منہ بنایا "مجھے سردی لگ رہی ہے۔۔ کیا تم مجھے کافی پلا سکتے ہو؟" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اپنے سے لمبے لڑکے کو دیکھ رہی تھی

اس نے سانس خارج کی اور اسے دیکھ کر مسکرایا "اوکے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مڑی اور آگے بڑھی، وہ پیچھے ہی تھا

"آج میں تمھیں The milkman کی کافی پلاؤں گا۔۔ایڈن براکا بیسٹ کافی کیفے"

اس نے گردن موڑی اور اسے دیکھا "میں پیسے نہیں دوں گی"

وہ ہنس دیا اور گردن موڑے اسے دیکھنے لگا "ٹھیک ہے۔۔تم سے لوں گا بھی نہیں"

دونوں آگے بڑھ رہے تھے، ہوا کی رفتار تیز تھی

وہ سب مامون کے گھر موجود تھے۔شام ڈھل رہی تھی، نارنجی تاثر آسمان کی زینت تھا۔وہ سب باغ میں تھے، ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ایک طرف مامون کھڑا تھا، کرسی پر تیمور بیٹھا تھا اور ساتھ اشعر تھا۔ ایک طرف زرار کھڑا تھا اور ساتھ معاذ تھا

"اس نے کچھ بولا؟ کچھ بتایا؟" زرار مامون سے مخاطب تھا

اس نے نفی میں سر ہلایا "نہیں۔۔ابھی ہمارے درمیان نارمل بات چل رہی تھی۔میں اسے اس طرف لا رہا تھا جب اس کی گھڑی پر شاید کوئی سگنل آیا اور بپ بجی تھی۔وہ فوراً سے کھڑا ہو گیا اور اس نے بندوق تان دی" مامون نے سادگی سے بات مکمل کی تھی

پیچھے سے معاذ بولا "جس وقت اس نے مامون بھائی پر بندوق تانی تھی تب ہی تم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ سب ٹھیک ہے؟ سعد خان کو کچھ پتہ تو نہیں چلا، اس کا مطلب ہوا کہ بلال مرجان اور سعد خان کے درمیان کوئی تیسرا تھا" وہ تیمور کے ساتھ والے بنچ پر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور وہ شہاب تھا" تیمور نے برا سا منہ بنایا

"ہم نے بلال مرجان کو باندھ کر رکھا تھا،اس کی انگوٹھی میں شاید زہر تھا جو اس نے نگل لیا مگر اس نے اپنی گھڑی کے ذریعے کسی کو سگنل بھیجا تھا۔اس کے بعد گھڑی ڈیڈ ہو گئی۔وہی سگنل اس نے شہاب کو بھیجا ہو گا اور شہاب نے سگنل سعد خان کو بھیجا ہو گا"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سگنل اس نے سعد خان کو ہی بھیجا ہو" تیمور نے شانے اچکائے تھے

زرار نے سانس خارج کی "بلال مرجان نے سگنل دو بج کر چھبیس منٹ پر بھیجا ہے جبکہ سعد خان کو سگنل دو بج کر پینتیس منٹ میں ملا ہے۔۔بیچ میں کوئی تھا جو دنوں کے درمیان تھا۔۔جس کو بلال مرجان نے سگنل بھیجا تھا کہ وہ مر رہا ہے اور وہ سگنل اس نے شہاب کو بھیجا۔۔شہاب کو پتہ تھا کہ بلال مرجان سعد خان سے ملنے آیا ہے۔دو بج کر تیس منٹ پر بلال مرجان مر چکا تھا مگر سعد خان کے سامنے ابھی بھی بلال مرجان بیٹھا تھا۔۔اس نے سعد خان کو میسج بھیجا ہو گا کہ بلال مرجان مر گیا مگر نہیں۔۔اس کے سامنے تو بلال مرجان بیٹھا تھا۔۔یہاں سے اسے پتہ لگا ہو گا کہ سامنے بلال مرجان نہیں کوئی اور ہے" اور اس نے تنفر سے سر جھٹکا۔سارا کھیل بدل گیا تھا

"وہ لوگ خود چل بسے مگر اس کا نہیں بتایا۔۔کتنا ماسٹر مائنڈ ہے نا،ان کا برین کیسے واش کر رکھا ہے" اشعر بول رہا تھا اور سب اسے سن رہے تھے

"اور وہ فلیش ڈرائیو۔۔اس میں سے ملا تمھیں کچھ ؟"معاذ اسی فلیش ڈرائیو کی بات کر رہا تھا جو اس نے زنیر کے لیپ ٹاپ سے نکال کر اسے دی تھی۔

زرار نے سر نفی میں ہلایا"اس میں کچھ نہیں تھا۔۔سب سیاہ تھا"اور سانس خارج کی

"ہم نے اتنی محنت کی تھی،لعنت ہو اس پر" تیمور بے زار آیا ہوا تھا۔زرار اس کی طرف بڑھا اور پیچھے سے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"ہم ہیں نا۔۔ہم دیکھ لیں گے"

تیمور نے اسے دیکھا مگر مسکرایا نہیں

مامون نے ان دونوں کو دیکھا پھر معاذ کو"اب؟اب کیا ہو گا؟شہاب پتہ لگائے گا کہ کون تھا جس نے ایک ہی وقت میں اس کے دونوں بازو کاٹ دیے"

زرار ہنس دیا"کیمرے کچھ نہیں دکھا سکتے۔۔سارا سسٹم میرے انڈر تھا،جس دن سے معاذ سعد خان کے گھر گیا تھا اس دن سے آج تک کہ ساری فوٹیج غائب ہے۔۔نوکروں کو اپنی جان کے لالے پڑے تھے۔۔بلال مرجان کے سیکرٹری نے ہمیں نہیں دیکھا۔۔ڈونٹ وری،ہم ابھی پردے کے پیچھے ہیں۔۔وہ اب ہمارے پیچھے آئے گا،اگلا مہرا وہ آگے کرے گا"

"کون سا مہرا؟"

ان کی نظریں آپس میں ملی تھیں۔

زرار جس وقت گھر داخل ہوا مغرب ہو رہی تھی۔ گیراج میں داخل ہوتے ہی تابندہ اس کی طرف بڑھی، اس کی آنکھیں اداس سی تھیں اور وہ پریشان تھی۔ زرار نے اس کو دیکھا تو بھنویں بھینچ گئیں۔ وہ آگے بڑھا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے "کیا ہوا؟ طبیعت ٹھیک ہے؟"

"میں تمھیں کب سے کالز کر رہی تھی۔۔ مجال ہے جو تم ایک بھی کال اٹھالو" اس نے غصے سے اسے دیکھا تھا

اس نے سانس خارج کی "سوری۔۔" جیب سے فون نکالا تو فون بند تھا۔ اس نے شانے اچکائے اور مسکرا دیا۔

تابندہ نے سر جھٹکا اور اسے خفگی سے دیکھا۔ وہ ہنس دیا

"سارا دن اتنا تھک کر آیا ہوں۔۔ اچھا سا منہ بنالو"

اس نے آنکھیں پونچھیں اور اندر کی طرف بڑھی۔

زرار اس کے پیچھے ہی تھا، لاؤنج میں داخل ہوتے ہی کھانے کی خوشبو اس کی نتھوں سے ٹکرائی۔ وہ مسکرایا

"لگتا ہے آج کچھ مزے کا بنا ہے"

تابندہ مڑی اور مسکرائی "وہ تمھیں کھانے کے وقت پتہ چلے گا، پہلے فریش ہو کر آؤ"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور اندر چلا گیا۔

کھانا بالکل تیار تھا، بس اب زرار کے آنے کی دیر تھی۔اس نے فون پکڑا اور سکرین آن کی۔اس زمانے میں جب وہ سی ایس ایس کا سوچ رہی تھی اس نے بہت سے نیوز چینلز اور کچھ ایسے چینلز کو سبسکرائب کیا ہوا تھا جہاں اسے جابز، انٹرویوز اور کچھ اسی طرح کی معلومات ملتی تھیں۔اسے بہت سے نوٹیفیکیشنز آئے تھے۔انگوٹھے سے سارے نوٹیفیکیشنز باری باری سوائپ کرتی انھیں غائب کرتی جا رہی تھی جب ایک نوٹیفیکیشن پر اس کی رنگت بدل گئی، انگوٹھا وہیں رک گیا اور تابندہ یک دم سیدھی ہوئی۔اس کی پتلیاں ساکت ہوئی تھیں۔اس نے اس نوٹیفیکیشن پر کلک کیا تھا، وڈیو کھل گئی اور وہاں اینکر بیٹھی کسی کی موت کی خبر دے رہی تھی۔اس کا تنفس بڑھا، ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے اور دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔زرار کمرے سے باہر نکلا تھا، اس نے کھانا نہیں لگایا تھا۔وہ سیدھا کچن میں آیا اور اپنی بیوی کو دیکھا "تابندہ۔۔" مگر اس کے الفاظ منہ میں رہ گئے۔سکرین سے باہر گونجتی آواز سعد خان کی موت کی خبر دے رہی تھی۔اس نے اینکر کی آواز سن لی تھی اور تابندہ کے بدلتے تاثرات اسکی مسکراہٹ غائب کرنے کے لیے کافی تھے۔

اس نے گلابی آنکھوں سے زرار کو دیکھا۔پھر فون پیچھے رکھا اور اس کی طرف بڑھی، اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں اور اس نے آتے ہی زرار کا گریبان تھام کر جھنجھوڑا

"تم نے اسے مار دیا زرار" وہ پوری شدت سے چلائی تھی

"میں نہیں چاہتی تھی کہ تم قاتل بنو" وہ بری طرح رو رہی تھی "تم نے اسے قتل کر دیا۔۔تم قاتل بن گئے" اور پھر سر اس کے سینے سے لگائے رونے لگی۔

اس نے تھوک نگلا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا مگر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی "تمھیں اسے نہیں مارنا چاہیئے تھا۔۔میرا شوہر قاتل نہیں ہے۔۔تم قاتل نہیں ہو سکتے" وہ روتی جا رہی تھی اور اسے کہتی جا رہی تھی

"تابندہ۔۔" اس نے اسے کندھے سے تھاما تھا

"مت نام لو میرا۔۔تم ایک قاتل ہو" اور اس نے دور ہٹی۔

زرار نے سانس خارج کی۔پھر سینے پر بازو لپیٹے "تابندہ۔۔" ایک قدم اس کی طرف بڑھایا "کیا تم میری بات سنو گی؟"

مگر وہ تو رونے دھونے میں مصروف تھی۔وہ پیچھے شیلف سے لگی تھی اور سر جھکائے رو رہی تھی

"میں نے اسے نہیں مارا۔۔اس نے سوسائیڈ کیا ہے۔۔کیا تم مجھے سن رہی ہو اس نے سوسائیڈ کیا ہے" وہ بلند آواز میں بولا تھا۔

تابندہ نے اسے دیکھا اور پھر چلائی "تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔تم نے کہا تھا تم اسے مار دو گے" پھر اس کی طرف بڑھی "تم انھیں پولیس کے حوالے کرتے۔۔نیب کو بتا دیتے یا کچھ بھی، تم نے اپنے ہاتھوں پر اس کا خون کیوں لیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زرار خاموش ہو گیا اور پھر آگے بڑھا، اس کا ہاتھ تھاما اور اسے ساتھ لیے بیسمنٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے بیسمنٹ کی لائٹ آن کی اور اسے کرسی پر بٹھایا۔ پھر اپنی کرسی کھینچی اور کی بورڈ پر انگلیاں چلاتے سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ پل بیتے اور وہاں دوپہر والے سارے منظر پھر سے چلنے لگے۔ کیسے سعد خان کھڑا ہوا، کیسے اس نے مامون کی طرف بندوق تانی، کیسے اس نے خود کو خود ہی مار ڈالا اور کیسے اس کا قصہ تمام ہوا۔ تابندہ خاموش ہو گئی، اس نے زرار کو نہیں دیکھا۔ زرار نے بازو میز پر پھیلائے اور سر جھکا لیا۔ کچھ پل بیتے اور تابندہ نے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھا

"زرار۔۔"

وہ اٹھ گیا اور اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک زخمی تاثر تھا۔ اسے یقین نہیں آیا کہ اس کی اپنی بیوی اسے قاتل سمجھ رہی تھی

"سوری۔۔" اس نے آنکھوں میں آنسو لیے کہا تھا۔ پھر ہچکیوں سے رونے لگی۔

زرار آگے کو ہوا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے، پھر اپنا سر اس کی گود میں رکھا

"مت رویا کرو تابندہ۔۔ میں ہوں نا" وہ نرمی سے بولا تھا

تابندہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، پھر بالوں میں انگلیاں ڈال لیں "آئی ایم سوری۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔اس نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا "میں تمھارا سر کبھی جھکنے نہیں دوں گا۔۔میرے گھر کی عورت کا سر اٹھنے کے لیے بنا ہے۔۔میں اسے جھکنے نہیں دوں گا "اس کا ہاتھ اپنے سینے سے لگایا "مجھ پر یقین کرو۔۔میرا اعتبار کرو"

وہ مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا

"I believe in you"

اس نے سانس خارج کی، پھر کھڑا ہوا "کھانا دے دو بیگم۔۔تھکا آیا ہوں"

وہ کھڑی ہوئی اور آنکھیں پونچھ لیں۔اس نے زرار کو ایسا کبھی نہیں سوچا تھا۔وہ اس کے لیے، اپنے گھر کی عورت کے لیے کسی کو بھی للکار سکتا تھا۔ایک دن میں دو شکار ہوئے تھے اور شکار بھی عام نہیں تھے مگر شکاری بھی تو کسی کا شکار ہو سکتا ہے نا!

منظر ایک ریسٹورنٹ کا تھا۔ریسٹورنٹ کے دو حصے تھے، ایک گراؤنڈ فلور اور دوسرا اوپر۔اوپر ریلنگ کے ساتھ کھڑے ہو کر دیکھو تو سامنے مارگلہ کے پہاڑ نظر آئیں۔ریلنگ کے ساتھ ایک لڑکی کھڑی تھی، اس کے بال ہوا سے لہرا رہے تھے۔اس نے ٹی پنک کلر کا کافتان پہن رکھا تھا، نیچے نیلی جینز تھی۔وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے کہیں دور دیکھ رہی تھی، اس کے بال پہلے سے چھوٹے تھے مگر اس پر جچ رہے تھے۔وہ کافی بدل گئی تھی مگر آنکھیں نہیں بدلی تھیں۔آنکھیں وہی سیاہ تھیں۔وہ کچھ پل یونہی کھڑی رہی جب اسے ہوا میں ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی۔ریلنگ پر اس کی گرفت مضبوط

ہوئی تھی،دل کی دھڑکن بڑھی اور اس نے ناک سے سانس اندر کھینچی۔وہ نہیں مڑی،وہ جانتی تھی کہ وہ نہیں مڑے گی تو بھی وہ ساتھ کھڑا ہو گا۔دو سال ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے،اس عرصے میں اس کی نہ تو اس سے کوئی بات ہوئی نہ انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ کیوں یہ جانتی تھی کہ وہ اسے جانتی ہے۔۔وہ اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا،نیلی جینز پر سفید شرٹ اور نیلی جیکٹ۔وہ اس سے قد میں لمبا تھا۔دونوں نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔اس نے گلا کھنکھارا

"ویلکم بیک۔۔زوبیہ "کانوں میں پڑتی معاذ کی آواز سے زوبیہ مسکرا دی۔کیا اس بات پر مسکرانا تھا؟ شاید وہ خوش تھی،ہاں اس کی آنکھوں میں آیا پانی بتاتا تھا کہ وہ خوش تھی۔اگر خوش تھی تو آنکھوں میں پانی کیوں؟

اس نے گردن موڑ کر معاذ کو دیکھا جو سامنے دیکھ رہا تھا۔وہ کنکھیوں سے دیکھ چکا تھا کہ وہ اسے دیکھ رہی ہے۔اس نے گردن موڑی،اسے سانس روکے دیکھا،اس کی آنکھوں نے پلک جھپکنے کی زحمت نہیں کی،اس نے تھوک نگلا۔یہ خواب لگتا تھا،کتنے دن کتنے ماہ کا تنے گھنٹے اس نے اس لمحے کے انتظار میں گزارے تھے

زوبیہ نے بات شروع کی "تم بزی تو نہیں تھے؟"

وہ مسکرایا،گالوں کے گڑھے واضح ہوئے "آپ کے لیے نہیں "اور بازو لمبا کر کے اسے پیچھے کی طرف بیٹھنے کو کہا

اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور ایک خالی میز کی طرف بڑھی۔اس نے کرسی کھینچی اور زوبیہ بیٹھ گئی۔پھر وہ خود سامنے بیٹھا،وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے تھوڑی تلے ہتھیلی رکھے اسے دیکھ رہی تھی۔پھر جیسے ہی معاذ نے دیکھا وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔اب ان دونوں کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کون بات شروع کرے۔پھر زوبیہ نے گلا کھنکھارا"تمھاری جاب کیسی جارہی ہے؟"

وہ مسکرایا"اچھی جارہی ہے"

زوبیہ نے مسکرا کر صرف سر ہلایا تھا

"آپ نے اپنے بابا کا بزنس اون کر لیا؟"اب کی بار معاذ نے پہل کی تھی

اس نے سر اثبات میں ہلایا"بہت اچھا ایکسپیرینس تھا۔۔اب تو کافی دیر ہو گئی"پھر سانس خارج کی

"اپنے ایک فرینڈ کے ساتھ مل کر ایک ریسٹورنٹ کھولا ہے۔۔اب اس میں بزی تھی مگر ایسے ہی دل کیا تو پاکستان آگئی"اور شانے اچکائے

وہ اس کے اس دوست کو جانتا تھا جس کی بات وہ کر رہی تھی۔خیر اس نے ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا

"تم نے کہا تھا تم لندن آؤ گے"اس نے نرمی سے پوچھا تھا

"آپ نے انتظار کیا؟" سیاہ آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں۔ پھر معاذ نے نظریں چرالیں "کیا تھا مگر پھر مجھے لگا تم۔۔ زوبیہ کے پیچھے کیوں آؤ گے" اس نے دایاں شانہ اٹھایا تھا "ہمارا ایک ورک ریلیشن تھا، وہ ختم ہو گیا سو۔۔"

معاذ کی رنگت سرخ پڑی تھی، زوبیہ کے الفاظ بھی گلے میں ہی گم ہو گئے۔ اس نے تھوک نگلا

"ایسی بات نہیں ہے۔۔ میرے لیے کوئی آپ کے جیسا نہیں ہو سکتا" اس نے زوبیہ کو نہیں دیکھا تھا، بس یونہی بول رہا تھا "کچھ حالات ایسے تھے کہ میں نہیں آ سکا"

اور خاموش ہو گیا۔ زوبیہ نے سر اثبات میں ہلایا، سانس اندر کھینچی اور دل بڑا کیا۔ پھر مسکرائی

"کچھ آڈر کریں؟" سامنے پڑا مینیو کارڈ پکڑا۔

معاذ مسکرایا اور سر ہلایا۔

"اصولاً تو تمھیں مجھے بتانا چاہیئے کہ اسلام آباد میں کیا اچھا ہے، کیا ٹرائی کرنا چاہیئے" اور مسکرائی اس کی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی "آپ جو بھی آڈر کریں گی وہ اچھا ہی ہو گا"

وہ ہنس دی اور مینیو کارڈ دیکھنے لگی۔ وہ مینیو کارڈ دیکھ رہی تھی اور معاذ اسے۔

"پاستہ؟" وہ جھٹ سے بولی اور نظریں معاذ کی نظروں سے ملیں۔۔ وہ جز بز ہوا مگر پھر سنبھل گیا۔

اس نے دوبارہ مینیو کارڈ پر دیکھا

"آئی تھنک سٹیک؟" وہ پھر سے بولی اور معاذ نے سر ہلا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ویٹر کو آواز دے کر آڈر لکھوایا۔ پھر معاذ سے مخاطب ہوئی "اسلام آباد اچھا ہے۔۔ کم از کم لاہور سے "اور اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں

معاذ مسکرایا "آپ کے لیے تو روشنیوں کا شہر سب سے اچھا ہے"

وہ ہنس دی "ہاں۔۔ مجھے لندن ساری دنیا سے زیادہ پسند ہے "اور سانس خارج کی

معاذ نے ایک گہری سانس لی "آپ کے بابا کیسے ہیں؟"

"اچھے ہیں۔۔ میں بابا سے ملنے آئی تھی، کل چلی جاؤں گی "اس نے نارمل انداز میں کہا تھا مگر معاذ چونک گیا۔ اس نے اس کے چہرے پر واضح سایہ دیکھا تھا مگر پھر چپ رہی۔

اس کے بال ہوا سے لہرا رہے تھے اور وہ بار بار پیچھے کر رہی تھی۔ اس کی نظر معاذ کے ہاتھ پر تھی، اس نے اس کی نظر کے تعاقب میں اپنا ہاتھ دیکھا

"کیا دیکھ رہی ہیں؟"

وہ سیدھی ہو کر بیٹھی، بال کان کے پیچھے اڑسے "کچھ نہیں "پھر گلا کھنکھارا "مجھے لگا تھا اس بار میں تم سے ملوں گی تو تم مجھے اپنی فیانسی وائف یا کسی لڑکی سے ملواؤ گے"

وہ ہنس دیا۔ زوبیہ فقط مسکرائی تھی

"رئیلی؟ میں اتنی جلدی شادی نہیں کرنے والا۔۔ ابھی میں بہت بزی ہوں "اور شانے اچکائے

زوبیہ صرف سر ہلا کر رہ گئی جبکہ اس کے چہرے پر لہراتا سایہ وہ دیکھ چکا تھا۔ ویٹر نے ان کے سامنے کھانا رکھا

"میں بھی بہت بزی ہوتی ہوں" پھر مسکرائی اور آگے کو ہوئی "لیکن۔۔ میں گھومنے پھرنے کے لیے وقت نکال لیتی ہوں"

معاذ پھر سے ہنسا "آپ بڑے لوگ ہیں۔ آپ کے لیے سب مینیج کرنا سب حاصل کرنا آسان ہوتا ہے"

زوبیہ کی مسکراہٹ مدھم پڑی اور اس نے معاذ کو دیکھا "سب نہیں۔۔ کبھی کبھی کچھ بھی نہیں" اور نظریں نیچے کھانے کی طرف موڑ لیں۔

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔ پھر معاذ نے خاموشی توڑ دی "آپ کو اس طرح دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے"

وہ مسکرائی، کانٹے سے لگے سٹیج کے ٹکڑے کس منہ میں رکھا "کس طرح؟"

"اس طرح۔۔ مسکراتے ہوئے، گرومڈ اور آزاد" اس نے اپنی بات مکمل کی اور پانی کا گلاس منہ کو لگایا

وہ ہنس دی "ایسے تو میں کسی کو بھی اچھی لگ جاؤں ہریرہ۔۔ ایسی لڑکیاں سب کو اچھی لگتی ہیں" پھر اسے دیکھا "مزہ تو تب تھا نا جب لاہور والی زوبیہ کو کوئی اسی طرح سراہتا جیسے آج سب سراہتے ہیں"

معاذ مسکرایا"آپ بھول رہی ہیں۔اس وقت بھی سارا زمانہ آپ کو سراہتا تھا۔اس وقت بھی لوگ آپ کو مڑ مڑ کر کھڑے ہو کر دیکھتے تھے مگر اس وقت آپ کو یہ سب اچھا لگتا تھا۔۔اب آپ بے پرواہ ہو گئی ہیں،اب آپ کو لوگوں کی پرواہ نہیں رہی کیونکہ لوگ آپ کو قید کر دیتے ہیں،آپ کو اب آزادی اچھی لگتی ہے"

وہ ہنس دی۔پھر سر ہلایا"اب مجھے یقین ہے کہ میں ہریرہ کے ساتھ ہوں"

پھر نیپکین سے ہونٹ تھپتھپائے"محبت کیا ہے ہریرہ؟"

وہ اب ہریرہ کو دیکھ رہی تھی۔وہ مسکرایا"یہ سب سے سپیریئر احساس ہے،محبت قید نہیں ہوتی۔ محبت آپ کو آزاد کرتی ہے۔جس میں آپ بے پرواہ بھی ہوتے ہیں اور پرواہ بھی کرتے ہیں،محبت گروتھ کا نام ہے،قبولیت کا نام ہے"اور خاموش ہو گیا

زوبیہ نے اسے دیکھتے کندھے ڈھیلے چھوڑے تھے۔پھر سر ہلا دیا۔

"چائے آڈر کریں؟"

وہ مسکرایا"شیور۔۔"

ریکنگ کے پاس کھڑے ہو کر چائے پیتے لڑکے نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔پھر سیدھا دیکھنے لگا۔

زوبیہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"کیا دیکھ رہے ہو؟"

وہ مسکرایا"کچھ نہیں۔۔"پھر اسے دیکھا"لندن کی زوبیہ اسلام آباد کے ہریرہ کے ساتھ کھڑی چائے پی رہی ہے، پہاڑ دیکھ رہی ہے یہ کوئی خواب سا لگتا ہے"

زوبیہ ہنس دی"مجھے بھی"پھر چائے کا ایک گھونٹ بھرا

"لندن میں کئی فوٹو گرافرز ہیں مگر سب بڑے عجیب ہیں"

"کیوں؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"کچھ تصویر بناتے فلرٹ کرنے لگتے ہیں۔کچھ سے وائب اچھی نہیں آتی، کچھ بیوٹی کیوٹی کہتے ہیں تو لڑکیاں مر مٹتی ہیں۔۔میں سوچتی ہوں اگر انھوں نے لاہور کا ہریرہ دیکھ لیا ہوتا تو ان کا کیا بنتا"

اور اس بات پر معاذ پھر سے ہنسا۔وہ اسے دیکھ کر ہنس دی"سچ میں"

اس نے سر ہلایا"لندن آؤں گا"

"تم باتیں کہہ کر بھول جاتے ہو"وہ خفا ہوئی تھی

"نہیں۔۔میں کچھ نہیں بھولتا"چائے کا ایک گھونٹ بھرا۔

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔اس نے ایک طرف لٹکے پرس میں جھانکا،ایک چھوٹا ڈبہ نکالا اور اس کی طرف بڑھایا۔

"یہ تمھارے لیے"

اس نے مسکرا کر وہ ڈبہ تھاما"یہ کیا ہے؟"

Clubb of Quality Content

"گھر جا کر کھولنا"

وہ مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا۔ ملاقات آخری لمحات تک پہنچ رہی تھی، دونوں خاموش تھے۔ نہ معاذ نے کچھ کہا نہ زوبیہ نے کچھ سنا۔ رات گہری ہو رہی تھی

صبح کے ساڑھے دس کا وقت تھا۔ وہ ساری رات نہیں سویا اور اب بیڈ پر سینے کے بل لیٹا گہری سانسیں لے رہا تھا۔ کمرے میں حذیفہ داخل ہوا، اس کی طرف بڑھا اور اس کے بال سہلائے

"معاذ، اٹھ جاؤ۔۔ ساڑھے گیارہ تمھارا شوٹ ہے"

مگر مجال ہے جو وہ ہلا بھی ہو۔ وہ خود سٹوڈیو جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا، آئینے کے سامنے کھڑا بال سنوار رہا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور جھک کر بیڈ سے تکیہ پکڑے اس کی طرف اچھالا، وہ اس کے سر پر لگا "اٹھ جاؤ۔۔ شوٹ کے لیے لیٹ ہو گئے تو پیسے نہیں ملیں گے" اور پھر سامنے دیکھنے لگا۔ ڈریسنگ ٹیبل پر ایک چھوٹا ڈبہ پڑا تھا، وہی ڈبہ جو رات کو زوبیہ نے اسے دیا تھا۔ جس وقت وہ گھر آیا تھا حذیفہ سو رہا تھا، اس نے وہ ڈبہ پکڑا اور کھولا۔ وہ پہلے سے ہی کھلا تھا یعنی معاذ اسے دیکھ چکا تھا۔ گہرے نیلے مخملیں ڈبے میں ایک چھوٹی سی بالکل چھوٹی انگلی جتنی بوتل تھی۔ پتلی شیشے کی بنی بوتل جس میں نیلے رنگ کے پھول تھے۔ اس بوتل کے ساتھ ایک گولڈن دھاگے سے سفید رنگ کا لمبا مگر چھوٹا کارڈ جڑا تھا جس پر کچھ نہیں لکھا تھا۔ اس نے وہ بوتل نکالی اور اسے گول گھما کر دیکھا۔ پھر کارڈ دیکھنے لگا جس پر کچھ نہیں لکھا تھا۔ وہ خالی کارڈ کیوں دے گی؟ اس نے گردن موڑ کر پیچھے معاذ کو دیکھا۔ پھر

اس کارڈ کو انگوٹھے سے چھو کر دیکھا اور پھر ناک کے قریب لے گیا۔اس کارڈ سے لیموں کی خوشبو آرہی تھی،اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے لائٹر نکال کر اسے جلایا۔آگ کا شعلہ بھڑک اٹھا اور اس نے بڑے احتیاط سے شعلہ کارڈ کی اوپر والی سطح سے گزارا اور ایک باریک سی جلد جلتی گئی،الفاظ واضح ہوتے گئے۔اس نے انگریزی میں اسے کچھ لکھا تھا اور جسے لکھا تھا وہ عقل سے پیدل تھا

“It’s the efforts that make the love destiny”

اور نیچے اس نے وقت لکھا تھا۔وقت گیارہ بجے کا تھا اور گیارہ بجنے میں پندرہ منٹ رہ گئے تھے۔شاید یہ اس کی فلائٹ کا وقت تھا یا پتہ نہیں۔۔۔وہ معاذ کی طرف بڑھا اور اسے ہلایا

"معاذ۔۔معاذ"

وہ ذرا سا ہلا "تنگ مت کرو۔۔پٹ جاؤ گے "اور اپنا منہ دوسری طرف موڑا

"یار۔۔یہ بھابھی نے تمھیں جو باکس دیا تھا اس میں ان کی فلائٹ کا ٹائم ہے۔۔وہ ویٹ کر رہی ہوں گی،اٹھ جاؤ کم بخت "اس نے معاذ کے بال کھینچے تھے۔

اس نے آنکھیں کھولیں اور اسے گھورا "کیا مصیبت ہے؟"

حذیفہ کھڑا ہوا "اٹھ جاؤ۔۔بھابھی نے تمھیں گیارہ بجے کا وقت دیا تھا۔۔گیارہ بجے ان کی فلائٹ ہے سٹوپڈ۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معاذ نے منہ بسورا "ایسا کچھ نہیں کہا انھوں نے۔۔مجھے پاگل مت بناؤ" اس کی آواز نیند بھری تھی۔

دوبارہ کروٹ بدلی اور سو گیا۔اس نے اس کا بازو پکڑا اور اپنی طرف رخ موڑا۔پھر وہ چھوٹی بوتل اسے دکھائی "یہ دیکھو۔۔"

معاذ مڑا اور اسے دیکھنے لگا "یہ بلیو فلاورز۔۔یہ پتہ کون سے پھول ہیں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا

“Forget-me-nots”

"مجھے بھولنا مت"

معاذ اٹھ بیٹھا، پہلے اس بوتل کو دیکھا پھر حذیفہ کو،اس کی نیند کھل چکی تھی۔

"اور اس کارڈ پر انھوں نے پھر سے لکھا ہے کہ یہ کوشش ہوتی ہے جو محبت کو منزل بنا دیتی ہے" اور کہتے ہی بوتل اس کی گود میں پھینکی

اس نے ہتھیلی سے چھوٹی بوتل ہاتھ میں پکڑی اور ساتھ لگا کارڈ دیکھا

"یہ کل تو ایسا نہیں تھا" بکھرے بالوں والے معاذ نے حذیفہ کو دیکھا

"ہنٹ دیا ہے انھوں نے تمھیں" اس نے اس کے سر پر چپت رسید کی "گیارہ بجے کا وقت ہے"

پھر گھڑی دیکھی "دس منٹ رہ گئے ہیں۔۔پھر روتے رہنا اپنی محبت کو" اور سر جھٹکا

معاذ نے پہلے کارڈ دیکھا پھر حذیفہ کو، جلدی سے اٹھا اور جرابیں پہنیں "کیا یہ واقعی ان کی فلائٹ کا وقت ہے؟" وہ جھک کر بوٹ پہنتے بولا تھا

"نہیں۔۔یہ تمھاری جدائی کا لمحہ ہے" وہ تپا ہوا تھا۔آئینے میں کھڑے حذیفہ کو پیچھے معاذ نظر آرہا تھا معاذ نے تکیہ اس کی طرف اچھالا اور بائیک کی چابی دیوار سے اتار کر باہر کی طرف بڑھا۔یا تو وہ جلدی کرتا تھا یا دیر،اس کی زندگی میں سارا مسئلہ ٹائمنگ کا تھا۔۔

ایئرپورٹ پر پہنچتے ہی وہ جلدی جلدی اندر کی طرف بھاگا تھا۔لوگوں کی بھیڑ میں وہ کہیں نہیں تھی، اس نے آدھی آستینوں والی سفید شرٹ اور نیلی جینز پہن رکھی تھی۔اس بار وہ اسے جانے نہیں دے گا، پچھلی بار اسے جانے دیا تھا تو انجام وہ آج تک بھگت رہا تھا۔ہر رات لمبی اور سیاہ تھی مگر اب؟ وہ دائیں سے بائیں گردن گھماتا اسے ڈھونڈ رہا تھا۔گیارہ بج کر دس منٹ ہوئے تھے،اس کا دل باہر آنے کو تھا،اس کا دل کیا یہیں چیخ چیخ کر اس کا نام پکارے۔۔وہ کتنا ڈفر تھا کہ نیلے پھولوں کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔جو بات حذیفہ نے سمجھ لی وہ کیوں نہیں سمجھ سکا؟ وقت گزر گیا،وہ نہیں ملی۔وہ اندر جا چکی تھی اور تھوڑی ہی دیر میں فلائٹ روانہ ہونے والی تھی۔معاذ آگے بڑھا اور ایڑیاں اٹھا کر اندر دیکھا،مسافر اپنا سامان لیے روانہ ہو رہے تھے۔وہ کہیں نظر نہیں آئی۔اس نے تھوک نگلا، کیا پتہ وہ مل جائے۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے جینز کی جیب سے فون نکالنا چاہا مگر فون تو وہ لایا ہی نہیں۔اس کی فلائٹ لندن کی تھی،اسے یہیں ہونا چاہیئے تھا۔وہ ایک بنچ پر بیٹھ گیا اور سر ہاتھوں میں دے دیا۔

گلابی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے، آنکھ کے کنارے سے آنسو نکلتے ناک پر سے بہتے زمین پر گر رہے تھے۔اس نے اس سے اظہار نہیں کیا، وہ اس کے اظہار کا انتظار کرتی رہی اور وہ خاموش رہا۔کیا وقت دوبارہ پلٹ نہیں سکتا؟ کیا کل کی رات دوبارہ نہیں آسکتی؟ کیا وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے نہیں بیٹھ سکتے؟ مگر نہیں، وقت نہیں پلٹتا۔اس نے آنکھیں بند کر لیں، گرم گرم فرش کی زینت بن رہے تھے۔اس کی نتھوں سے ہوا ٹکرائی تھی، ہوا میں خوشبو تھی۔۔اس نے آنکھیں کھولیں اور اس خوشبو کو دوبارہ محسوس کیا۔وہ اس کی خوشبو تھی، وہ "زوبیہ" کی خوشبو تھی۔اس نے جھٹ سے سر اٹھایا اور گردن موڑے اپنی بائیں جانب دیکھا۔وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی سامنے دیکھ رہی تھی۔ہلکے گلابی گال، بالوں پر گلابی ربن، ہاتھ میں گولڈن گھڑی اور اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے۔گلابی آنکھوں اور گیلے گالوں سے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔منظر دھندلا ہونے لگا تھا، اس نے آنسو پونچھے مگر وہ غائب نہیں ہوئی۔زوبیہ نے اسے دیکھا

"کم از کم فون تو لے آتے" پھر نرمی سے مسکرائی "مجھے حذیفہ کی کال آئی تھی۔تم مجھے سی آف کرنے آرہے ہو" پھر شانے اچکائے "میں تمھارے لیے رک سکتی ہوں"

وہ زرد رنگت اور رکی سانس سے اسے دیکھتا رہا۔وہ یقین کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ نہیں گئی، اس نے پلکیں نہیں جھپکائیں۔زوبیہ اسے دیکھ کر ہنس دی، پھر اس کے سامنے چٹکی بجائی

"ہریرہ۔۔میں نہیں گئی۔۔تمھارے سامنے ہوں" اور پھر سے ہنسی

اس نے سانس خارج کی اور ہنسا، آنسو آنکھ سے ٹپکا گال پر پھسلا۔ایئرپورٹ پر صرف زوبیہ تھی، صرف معاذ تھا۔۔ باقی ہر سو سناٹا تھا، صرف اس کی ہنسی کی گونج اور معاذ کی سماعت تھی

"آپ نہیں گئیں" اس نے زوبیہ کو دیکھا، پھر ہنسا اور آنسو صاف کیے "آپ واقعی نہیں گئیں" اور پھر سے ہنسا۔زوبیہ اسے دیکھ کر ہنس دی، دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سے ہنس دیے۔

اس نے اپنا رخ زوبیہ کی طرف موڑا "مجھے۔۔میں۔۔کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟"

اس نے مسکراتے ہوئے سر اوپر نیچے اثبات میں ہلایا "ہوں"

اس نے سانس خارج کی، تھوک نگلا "کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟" اس کی سیاہ پتلیاں حرکت کرتیں زوبیہ کہ سیاہ آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں

وہ پھر سے ہنسی مگر گال گلابی تھے۔وہ شرما رہی تھی، اس نے دونوں ہاتھ منہ پر ایک ساتھ رکھے۔

"میں بھی کچھ پوچھ لوں؟"

معاذ نے جھٹ سے سر اثبات میں ہلایا "کیا میں نے تمھیں پہلے کبھی بتایا ہے کہ میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں؟" اب کی بار زوبیہ اس کو دیکھتی رہی۔

دونوں ایک لمحے کے لیے ساکت ہوئے۔پھر ہنس دیے، آج سے پہلے وہ کبھی ایسا نہیں ہنسا تھا۔پھر اس نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا۔

زوبیہ نے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور اس کی طرف بڑھائی۔اس نے انگوٹھی ہتھیلی میں رکھی، پھر مسکرایا۔زوبیہ نے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا اور اس نے اسی کی انگوٹھی اسے پہنادی

"آئی لو یو" معاذ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور اس نے ہنستے ہوئے رخ موڑ لیا۔وہ بس مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔پھر سانس خارج کی۔کچھ پل بیتے،اس کی فلائٹ کا وقت آن پہنچا۔معاذ کا منہ بن گیا مگر وہ مسکرائی اور کھڑی ہوئی

"میں روشنیوں کے شہر میں تمھاری منتظر ہوں گی"

وہ مسکرایا اور سر جھکا لیا۔پھر سر اٹھایا اور اسے دیکھا

"چن لیا میں نے تجھے،رہنے دیا جہاں سارا" اس نے سرگوشی کی تھی اور وہ مبہوت ہوئی تھی۔اس نے گردن اٹھائے اسے دیکھا اور وہ گردن جھکائے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے سر جھٹکا اور پھر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔پھر اسے دیکھا اور مسکرائی "اپنا خیال رکھنا"

معاذ نے سانس خارج کی اور سر ہلایا "آپ معاذ کو ساتھ لیے جا رہی ہیں"

وہ ہنس دی اور اس کے بازو پر چپت رسید کی "تم سے ابھی بہت سے حساب نکلتے ہیں۔۔روشنیوں کے شہر ملتے ہیں" اور ایک آخری بار اسے دیکھا۔پھر اٹیچی کیس لیے آگے بڑھی۔وہ بس اسے دیکھ رہا تھا، ایک آخری بار مڑی اور مسکرا کر ہاتھ ہلایا اور پھر اندر چلی گئی۔لڑکے نے سانس خارج کی اور مسکرایا۔سب جلدی میں ہوا تھا مگر ہو گیا تھا۔

روشنیوں کا شہر اس کا منتظر تھا!

پتھروں کا شہر ہلکی دھند کی لپیٹ میں تھا۔ہر سو بھوری بھوری سی فضااور سردی تھی۔مینااپنے کمرے میں کاؤچ پر سمٹ کر بیٹھی تھی۔وہ کمزور سی لگ رہی تھی،دونوں ٹانگیں کاؤچ پر تھیں اوراس نے آنکھیں بند کر کے سر کاؤچ کی پشت سے لگا رکھا تھا۔دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلااور جینی اندر آئی،اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھااور وہ مینا کی طرف بڑھی

"مینا۔۔یہ سوپ پی لو،لائٹ سا ہے"اس نے نرمی سے اس سے کہا تھا

اس نے آنکھیں کھولیں اوراسے دیکھا"نہیں۔۔مجھ سے نہیں پیا جارہا۔۔میں جو بھی کھا رہی ہوں وومٹ ہو رہی ہے"پھر سے آنکھیں بند کر کے سر پشت سے ٹکالیا۔

وہ اس کے ساتھ بیٹھی اوراس کے ماتھے کو چھوا"تمھارا بی پی لو ہے،کچھ کھالو پھر میڈیسن لے آئیں گے"اس نے مینا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

اس نے آنکھیں نہیں کھولیں،وہ بس سونا چاہتی تھی مگر دل گھبرا رہا تھا۔گھٹنے کے پاس پڑا فون بجنے لگا تھا۔اس نے فون پکڑااور آنکھوں کے سامنے کیا۔تیمور کی کال آرہی تھی،وہ ذرا سا سیدھی ہوئی اور سکرین سوائپ کی۔پھر فون کان سے لگایا،سلام دعا حال چال کے بعد ایک خاموشی تھی

"یہ تمھاری آواز کو کیا ہوا ہے؟طبیعت ٹھیک ہے؟"دوسری طرف سے آواز گونجی تھی

ایک نحیف سی آواز اس کے لبوں سے جدا ہوئی "تھوڑی سی خراب ہے۔۔دل خراب ہو رہا ہے، مجھے چکر بھی آ رہے ہیں" اور کہہ کر پھر خاموش ہوئی۔

"کیوں؟ ٹھنڈ تو نہیں لگ گئی؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا، آنکھیں بند کر کے سانس لیتی رہی۔ جینی اس کے ساتھ سے اٹھی اور باہر چلی گئی۔

"وڈیو کال پک کرو" دوسری طرف سے تیمور کی آواز پھر سے گونجی تھی۔

اس نے آنکھیں کھول کر اس کی وڈیو کال اٹھائی۔ سامنے اس کا چہرہ نظر آیا "کیا ہوا ہے؟ کچھ الٹا سیدھا تو نہیں کھا لیا؟"

اس نے برا سا منہ بنایا "نہیں۔۔سب سیدھا ہی کھایا تھا، کچھ بھی الٹا نہیں تھا"

وہ مسکرا دیا "تمھارا پتہ بھی نہیں لگتا نا"

وہ خاموش رہی۔ تیمور اسے دیکھتا رہا "ڈاکٹر کے پاس گئی ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

تیمور نے منہ بسورا پھر چہرے کے نقوش ڈھیلے پڑ گئے "اپنی فلیٹ میٹ کے ساتھ چلی جاؤ نا، طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو؟" سکرین کے اس پار وہ پریشان لگ رہا تھا

مینا نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں "تنگ مت کرو۔۔مجھے لگتا ہے مجھے نیند آ رہی ہے"

وہ بس اسے دیکھتا رہا۔ جینی اندر پھر آئی اور وہ کاؤچ پر بیٹھ گئی۔ مینا نے ایک نظر اسے دیکھا، وہ مسکرائی

"تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔ابھی کھالو"اور میز پر پڑا سوپ کا پیالہ آگے کو کیا۔

وہ سیدھی ہوئی اور تیمور کی آواز گونجی"تمھاری صبح سے طبیعت خراب ہے؟کل تک تو تم ٹھیک تھی مینو"دوسری طرف سے تیمور اسے گھور رہا تھا

"کھانا کھا کر ڈاکٹر کے پاس جاتی ہوں"اس نے نرمی سے کہا اور پھر سوپ کا پیالہ اپنی طرف کیا۔

اس نے چمچ ہلایا اور پھر منہ کی طرف بڑھایا۔ایک چمچ اور دوسرا، تیسرے پر اس کا دل خراب ہونے لگا تھا اور وہ فون وہیں چھوڑ کر واش روم کی طرف بھاگی تھی۔ جینی فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی وڈیو کال آن تھی اور تیمور اسے دیکھ چکا تھا۔وہ باہر آئی تو رنگت زرد تھی،دوبارہ کاؤچ پر بیٹھ گئی

"ڈاکٹر کو چیک اپ کروالو مینو۔۔ایسا کرو کال کرو،ڈاکٹر خود آجاتا ہے"

مینو نے بس اسے سنا تھا۔پھر سانس خارج کی اور سر کاؤچ کی پشت پر رکھا۔تینوں کے درمیان خاموشی تھی،پھر جینی اٹھی اور مینا کی طرف بڑھی۔اس کا ہاتھ پکڑا

"چلو آؤ۔۔ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں"

پھر وڈیو کال میں تیمور کو دیکھا"ڈونٹ وری۔۔میں اس کے ساتھ ہوں،ہم آکر کال کرتے ہیں"اور آخر میں مسکرائی

اس نے کال کاٹ دی اور وہ مینا کے ساتھ بیٹھی۔اس کے ماتھے پر آئے بال پیچھے کیے

"تم میرڈ ہو؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا مگر بولی کچھ نہیں۔ جینی نے سانس خارج کی اور اس کی نبض چیک کی

"کتنے مہینے ہوئے ہیں؟"

مینا نے اسے دیکھتے ہلکی آواز میں کہا تھا "پانچ ماہ سے زیادہ۔۔ شاید" اسے ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔

جینی خاموش ہو گئی۔ پھر دیوار سے لٹکا اس کا کوٹ اتارا۔ اس کی طرف بڑھی

"چلو آؤ۔۔ تم بہت ویک لگ رہی ہو" اور ہاتھ بڑھایا۔ مینا نے اس کا ہاتھ تھاما اور کھڑی ہوئی۔۔

کوبرن سٹریٹ میں وہ دا ملک مین کے باہر بیٹھی تھی، ہاتھ میں کافی کا ڈسپوزیبل کپ تھا اور وہ وقفے وقفے سے کافی پی رہی تھی۔ اس نے ایک چھوٹا بیگ کراس کر کے ایک طرف لٹکا رکھا تھا۔ اس کے چھوٹے بال کھلے تھے، نیلی جینز اور گہری نیلی جرسی نما شرٹ پر اس نے سرمئی لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ بس خاموشی سے لوگوں کو آتے جاتے دیکھ رہی تھی۔ پھر سانس خارج کی اور گردن جھکائی، اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور ایک گہری سانس لی۔ اب سب ٹھیک تھا مگر وہ ہلکا سا کیکپا رہی تھی۔ اس نے سر نہیں اٹھایا، وہ گہرے سانسیں لیتی خود کو نارمل کر رہی تھی۔ پھر سر اٹھایا اور کافی کا گھونٹ بھرا

"سوری۔۔ آئی ایم سو سوری تیمور۔۔ تم نے مجھے منع کیا تھا کہ مت جاؤ مگر۔۔" اس نے سانس خارج کی اور سامنے دیکھنے لگی "مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہاں آ کر یہ سب ہو جائے گا۔ یہ بہت خوبصورت احساس ہے، میں بس یہ تصور کرتی ہوں کہ تمھیں بتاؤں گی تو تم کتنا خوش ہو گے۔ ہماری ایک فیملی

ہو گی" وہ مسکرائی اور پھر ہنس دی۔اس نے اپنا بایاں ہاتھ منہ پر رکھا اور ہنس دی، وہ اپنے اور تیمور کے بارے میں سوچ کر خوش ہو رہی تھی" یا اللہ۔۔میں بہت خوش ہوں" اور پھر آسمان دیکھنے لگی "میں اتنا خوش کب ہوئی ہوں؟ پتہ نہیں۔۔ مگر میں اس لمحے کو جینا چاہتی ہوں" اور ناک سے ٹھنڈی سانس اندر کھینچی" کاش تم میرے پاس ہوتے اور ہم دونوں کے قہقہے سارا ایڈن برا سنتا، یہاں کے پتھروں کو کان مل جاتے اور سارا شہر کھڑا ہو کر تمھیں اور مجھے دیکھتا۔۔ یا اللہ!" اور وہ پھر سے ہنس دی

سردی بڑھ رہی تھی مگر وہ بے پرواہ تھی، وہ ہر شے سے بے پرواہ تھی۔دور سے جینی آتی دکھائی دی جس کے ہاتھ میں فرائز کے دو پیکٹ تھے۔مینا نے اسے دیکھا اور خالی کافی کا گلاس ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔پھر کھڑی ہوئی اور جینی کی طرف بھاگی، بھاگ کر اسے گلے سے لگایا اور ہنس دی۔ جینی بھی اس کی اس حرکت پر پہلے حیران ہوئی پھر ہنس دی

"ارے لڑکی۔۔"

مینا اس سے جدا ہوئی" میں بہت خوش ہوں جینی۔۔بہت خوش" اور ہنس دی۔پاس سے گزرتے لوگوں نے انھیں دیکھا تھا مگر پھر نظر انداز کر دیا۔

جینی نے اس کا فرائز کا پیکٹ اسے تھمایا پھر مسکرائی اور اسے گلے سے لگایا" آئی ایم سو ہیپی فار یو۔۔" اور دونوں ساتھ ساتھ چل رہی تھیں

"مگر تمھیں اپنا بہت خیال رکھنا ہے۔ڈاکٹر نے تمھیں بتایا ہے نا کہ تم بہت ویک ہو، تمھیں کیئر کی ضرورت ہے"اور مسکرادی

مینا مسکرائی"ہوں۔۔میں اپنا بہت خیال رکھوں گی لیکن ابھی میں خوش تو ہولوں"اور ہنس دی

وہ بھی مسکرائی اور اس کے ساتھ چلتی رہی۔اولڈ ٹاؤن دھند کی لیپٹ میں تھا مگر مینا پر بہار ابھی آئی تھی

"تم۔۔ضوفی یا عالمگیر کو مت بتانا۔۔میں خود ہی بتادوں گی۔۔کچھ دن بعد"اس نے نرمی سے اسے کہا تھا

جینی نے اس سے کچھ نہیں پوچھا اور سر اثبات میں ہلادیا۔اس کا رخ اپنے فلیٹ کی طرف تھا۔

فلیٹ واپس آنے کے بعد اس نے تیمور کو کال کی تھی اور بات کرتے کوک ٹیل کھا رہی تھی۔سامنے اس کا چہرہ نظر آرہا تھا،وہ شاید بالکنی میں کھڑا کافی پی رہا تھا۔

"میں تو ڈر گیا تھا۔اتنا سا منہ نکل آیا ہے تمھارا"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔وہ فقط مسکرادی اور چمچ میں پائن ایپل لیے منہ میں رکھا

"ڈاکٹر کیا کہہ رہا تھا؟"اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

"کچھ نہیں۔۔ کہہ رہا تھا ٹھنڈ لگ گئی ہے" اور مسکرا دی۔اس نے تیمور کو اپنی پریگننسی کا نہیں بتایا تھا۔اس نے خیال میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں اپنا کام کر کے وہ واپس چلی جائے گی۔ پھر جا کر اسے سرپرائز دے گی۔

اس نے سانس خارج کی "کہا تھا میں نے بھالو بن کر رہا کرو۔۔ ٹھنڈ تو تمھیں ایسے لگتی ہے جیسے خالہ کی دعا"

وہ ہنس دی اور ہنستے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھا۔وہ بھی مسکرایا

"میں نے تمھیں صبح پکچرز سینڈ کی تھیں۔۔ تم نے میری تعریف نہیں کی" وہ خفا ہوئی تھی

تیمور مسکرایا "اچھی لگ رہی تھی۔۔ تمھاری طبیعت دیکھ کر کچھ یاد ہی نہیں رہا" اور کافی کا گھونٹ بھرا

وہ مسکرائی "وہ جو میرے ساتھ تھی نا، وہ جینی تھی اور جو بیٹھی تھی وہ ضوفی"

تیمور مسکرایا "تم درمیان والی تھی نا" پھر ابرو اٹھائے "ارد گرد والیوں کو میں نے نہیں دیکھا، میں اپنی والی دیکھتا ہوں بس"

اور دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔رامین کے گال گلابی ہوئے تھے

"تم کہو تو میں آجاؤں تمھارے پاس؟ یہاں اب میرا کام تھوڑا ہی ہے، اب مامون کی باری ہے"

مینا نے سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔یہاں بھی بس ایک دو ہفتے تک ہم اپنا کام کر لیں گے۔۔پلان تو بنا ہوا ہے بس امپلی منٹ کرنا ہے "اس نے مربہ چمچ میں لیا اور میں رکھا

وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

"رابیل سے بات ہوئی ہے؟"

مینا نے سر اثبات میں ہلایا "ان کی وہ وڈیو وائرل ہوئی ہے، وہ ان کی ایمپلائی والی۔۔ویسے بہت اچھا کیا ہے۔میں ہوتی تو دو چار لگا بھی آتی"

وہ مسکرایا "دو چار؟ رئیلی؟"

"ہلکا مت لو مجھے "اس نے اسے منہ چڑھایا تھا

"نیوز سن رہا تھا میں۔۔محکمہ موسمیات والے کہہ رہے ہیں کہ بہت تیز قسم کا طوفان آنے والا ہے پچاس کلو سے کم کے لوگ گھروں میں رہیں۔۔اڑنے کا خطرہ ہے "اور ہنس دیا

اس نے منہ بسورا "شٹ اپ!"اور سر جھٹکا۔

"یہ فضولیات کھاتی رہتی ہو، ڈنر کرو جا کر، کچھ کام کا کھاؤ "اس نے اسے جیسے ڈانٹا تھا

وہ اٹھی اور کال کاٹنے والی تھی جب اس نے روک دیا۔

"کال مت کاٹو۔۔ایسے ہی رہنے دو، کمرے میں کھانا لے آؤ نا"

وہ مسکرائی "کیوں؟"اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

"بس ایسے ہی، میں تمھاری نگرانی کرتا ہوں نا کہ تم ٹھیک سے کھا پی رہی ہو کہ نہیں" اس نے نظریں چرائی تھیں

وہ ہنس دی اور پھر سر ہلایا۔ وہ جو تا پہن رہی تھی، وڈیو کال آن تھی

وہ چلی گئی، کمرہ خالی تھا۔ وہ سارا دن رات کا انتظار کرتا تھا جب وہ اس سے بات کرے گی، مسکراتے ہوئے اسے سکرین میں دیکھتا تھا، اس کی تصاویر دن میں کئی بار دیکھنا اسے اچھا لگتا تھا۔ وہ اسے مس کرتا تھا۔ اس کے ہونے سے تیمور کی زندگی میں رونق تھی اور وہ اس بات کا اقرار بھی کرتا تھا۔ پتہ نہیں وقت جلدی گزرا تھا یا آہستہ مگر وہ اس سے محبت کرتا تھا، اسے خود سے جدا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ زندگی کا حصہ نہیں زندگی تھی!

سات سال قبل:

یہ ایک ہال کا منظر تھا جہاں سٹیج پر رونق تھی۔ شاید کوئی اہم تقریب منائی جا رہی تھی۔ لڑکیوں کا رش تھا اور انھوں نے رنگ برنگے کپڑے پہن رکھے تھے۔ کچھ کے حلیے بالکل بدلے پڑے تھے، کوئی ہیری پورٹر بنا تھا اور کسی نے جادوگرنی کا روپ اپنایا تھا۔ بیک سٹیج پر رونق تھی اور سب تیاریوں میں مگن تھے، کسی کا میک اپ ادھورا تھا تو کسی کو کپڑوں سے مسئلہ تھا۔ ایسے میں ایک بڑی سی میز پر ٹانگیں لٹکائے ایک لڑکی بیٹھی تھی جس نے بھورے رنگ کے بڑے سے "ٹیڈی بیئر" کا کاسٹیوم پہن رکھا تھا۔ بڑے سے ٹیڈی بیئر کا سر ٹوپی کی طرح پیچھے لٹک رہا تھا اور وہ ٹانگیں ہلاتے چپس کھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رہی تھی۔آنکھوں پر سیاہ گول فریم والا چشمہ تھا اور اس کے کندھوں تک آتے بال کھلے تھے۔ادھر اُدھر دیکھتی بے پرواہ سی مینا بس لوگوں کے رنگ دیکھتی چپس کے پیکٹ میں ہاتھ ڈالتی اور پھر چپس منہ میں رکھ کر کھانے لگتی۔اس کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا اور جیب آگے کی جانب پیٹ پر تھی، اس نے ہاتھ ڈالا اور فون نکالا۔۔واٹس ایپ پر تیمور کے میسجز تھے

"کالج سے پک کرنے آؤں گا میں، ساڑھے پانچ بجے کال کروں گا۔باہر آجانا، میں زیادہ انتظار نہیں کروں گا"

سیدھی اور صاف بات۔اس نے میسجز پڑھ کر فون دوبارہ جیب میں رکھا اور چپس کھانے لگی، گانے کی اونچی آواز گونج رہی تھی، پاس کھڑا لڑکیوں کا ایک گروپ کسی گانے پر ریہرسل کر رہا تھا۔وہ اپنی باری کے انتظار میں تھی۔

شام کے پونے چھے کا وقت تھا جب باہر پارکنگ ایریا میں گاڑی رکی، گاڑی میں بیٹھا تیمور مسلسل رامین کو کال ملا رہا تھا، تیسری کال پر فون اٹھا لیا گیا

"فون کہاں تھا تمھارا؟" وہ سنجیدہ تھا اور غصہ بھی کر رہا تھا

"وہ میری۔۔"اس نے اس کی بات کاٹ دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا ٹھیک ہے۔۔پارکنگ ایریا میں آجاؤ میں گاڑی میں بیٹھا ہوں" اور جھٹ سے کال کاٹ دی۔

پانچ منٹ تک وہ اس کی گاڑی کے پاس کھڑی تھی، پیسنجر سیٹ پر انگلی سے دستک دیتی ہوئی۔اس نے دروازہ کھولا اور وہ اندر بیٹھی

اس کے بیٹھتے ہی تیمور نے اسے سر تا پیر دیکھا

"یہ کیا بنی ہوئی ہو؟"

رامین نے اسے دیکھا "میں نے ایک پلے میں پارٹ لیا تھا" اس نے سادگی سے وضاحت پیش کی۔

وہ ہنس دیا۔وہ آج سے بہت پہلے والا تیمور تھا "تم ٹیڈی بیئر بنی تھی، سیریئلی؟"

اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی مگر وہ ابھی بھی محظوظ ہو رہا تھا

"تمھاری ٹیچر نے کبھی ٹیڈی بیئر نہیں دیکھا" وہ بس کھڑکی سے باہر گھورتی رہی۔کھڑکی ذرا سی کھلی تھی اور ہوا سے اس کے بال لہرا رہے تھے مگر وہ مطمئن سی باہر بھاگتی گاڑیوں اور عمارتوں کو دیکھ رہی تھی۔

گاڑی سگنل پر رکی تھی اور تیمور نے اسے گھورا، پھر گلا کھنکھارا

"میں نے تمھیں ضروری بات کرنے کے لیے بلایا ہے"

مینا نے اسے دیکھا، وہ معصوم لگ رہی تھی، خاموش اور پُرسکون

تیمور نے سٹیرنگ پر ہاتھ رکھا اور بولنا شروع کیا

"میں آزاد انسان ہوں اور مجھے آزادی پسند ہے۔ مجھ سے زیادہ امیدیں نہیں لگانا، مجھے زبردستی تمھارے ساتھ باندھا گیا ہے۔ بچپن کے نکاح کو میں نہیں مانتا۔اس لیے جس دن موقع ملا میں تمھیں چھوڑ دوں گا" سگنل ہرا ہوا تھا اور گاڑیاں چلنے لگیں۔ وہ اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی، گاڑی پھر سے سڑکوں پر دوڑنے لگی تھی

"اس دن کے لیے تیار رہنا جب میں تمھیں چھوڑ دوں گا کیونکہ میری نزدیک تم زنجیر ہو اور مجھے زنجیریں نہیں پسند" اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، وہ کچھ بھی نہ بولی۔۔ بس اسے دیکھتی رہی۔

"میں پھر سے کہتا ہوں، مجھ سے زیادہ امید مت رکھنا۔۔ مجھے تم جیسی لڑکیاں نہیں پسند" اس نے دو ٹوک انداز میں بات مکمل کی تھی اور سر جھٹکا

رامین پھر بھی کچھ نہ بولی۔ بس اسے دیکھتی رہی، اس نے بات مکمل سنی اور وہ دوبارہ کھڑکی کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی، اب باہر اداسی تھی۔ اسے تیمور سے واقعی کوئی امیدیں نہیں تھیں۔ بس اس کی خالہ اور امی نے محبت میں آکر نکاح کر دیا اور تیمور اسے بھی نہیں مانتا تھا۔اس کا دل ڈوبا تھا، اسے امیدیں نہیں تھیں تو تکلیف کیوں ہو رہی تھی؟ وہ ایک لفظ نہیں بولی، کس چیز کا واسطہ دیتی اور کیا کہہ کر اسے روکتی جبکہ وہ خود ہی چاہتا ہے کہ وہ اس سے دور ہو جائے۔۔ آنکھوں کے کنارے بھیگے تھے، پیالے پانی سے بھر چکے تھے اور پانی نکلنے کو تیار تھا مگر اس نے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے عینک کے نیچے

بھیگی آنکھیں پونچھ لیں اور پھر نم سانس اندر کھینچ کر نارمل ہو گئی۔۔ تیمور نے اسے دیکھا تھا اور پھر بے زار آ گیا

"تم گونگی تو نہیں ہو؟"

رامین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلایا

بولی تو صرف اتنا ہی "مجھے بھوک لگی ہے"

اس نے اتنی بڑی بات بول دی اور اسے صرف بھوک لگی ہے، وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کھانا کھا کر نہیں آئی؟"

اس نے پھر نفی میں سر ہلایا "تمھاری کال آ گئی تھی، نہ آتی تو تم چھوڑ جاتے"

وہ نارمل تھی مگر وہ ایک سانس لے کر رہ گیا، چند لمحے بیتے اور وہ بیکری کے باہر کھڑے تھے۔ وہ باہر نکلا اور کار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا، فون آن کیا اور سکرین سکرول کرنے لگا۔۔ رامین پیسنجر سیٹ کے پاس کھڑی اس کا انتظار کرتی رہی مگر وہ نہیں مڑا۔۔ اس نے پیچھے سے آواز لگائی "تیمور" مگر اس نے نہیں سنا۔ وہ چل کر آگے آئی اور اس کے بائیں جانب کھڑی ہو گئی

"تیمور"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، پھر اس کے ہاتھوں کو "کچھ لائی نہیں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا "پیسے نہیں ہیں" شانے اچکائے

"گھر سے کچھ نہیں لائی؟"

"لائی تھی، وہ ختم ہو گئے" وہ ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی

اس نے ایک سانس خارج کی اور اس کے ساتھ اندر گئی۔ کچھ لمحے گزرے اور وہ باہر آتے دکھائی دیے۔ اس کے ہاتھ میں چپس کا پیکٹ، جوس اور ایک چاکلیٹ تھی

اب ان کی منزل سینٹورس مال تھی۔ اس نے گاڑی پارکنگ ایریا میں کھڑی کی اور خود اندر کی جانب بڑھے۔ دوسرے فلور پر ایک بوتیک میں کھڑی وہ کپڑے دیکھ رہی تھی۔ تیمور باہر کھڑا کسی سے کال پر بات کر رہا تھا، اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر دوبارہ کپڑے دیکھنے لگی۔ اسے ایک سرخ رنگ کی ساڑھی اچھی لگی تھی مگر اس کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ اس نے ایک سانس خارج کی اور اسے حسرت سے دیکھتی رہی، تیمور اس کے پیچھے کھڑا تھا

"منہ اٹھا کر کسی بھی شاپ میں گھس جاتی ہو، عقل ہے تم میں؟" وہ بھنویں بھینچے اسے دیکھ رہا تھا

اس نے گردن موڑی اور اسے دیکھا، اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا، ہاتھ ٹھنڈے پڑے تھے "مجھے یہ ساڑھی لے دو"

اس نے پہلے ساڑھی کو دیکھا پھر اسے اور ہنس دیا "پھول جھڑی لگو گی اس میں"

اس پر ذرا اثر نہ ہوا، چہرے پر نہ ہنسی نہ شرمندگی کا احساس تھا "لے دو"

وہ آگے بڑھا اور اس کی قیمت دیکھی پھر اس کی آنکھوں میں گھورا "اس کی قیمت دیکھی ہے تم نے۔۔ اپنے خواب میں بھی تم نے اتنے پیسے نہیں دیکھے ہوں گے"

مگر وہ ڈھیٹ تھی۔ وہ باہر چلا گیا مگر وہ وہیں کھڑی رہی، اسے گھورتی رہی، دل عجیب تھا کہ ضد پر اڑا تھا

تیمور نے اسے آواز دی "مینا۔۔ آجاؤ"

مگر اس نے سر نفی میں ہلایا۔ مطلب وہ نہیں آنے والی، وہ اندر بڑھا اور اسے کہنی سے پکڑا، پھر غصے سے دیکھا

"تمھارا دماغ ٹھیک ہے" اور اسے باہر لے جانے لگا مگر وہ زمین پر بیٹھ گئی

تیمور نے شاک، حیرت اور غصے سے اسے دیکھا "میں نے تمھیں ایک لگانی ہے۔۔ چلو یہاں سے، لوگ دیکھ رہے ہیں" وہ اس پر جھکا دبا دبا سا غرا رہا تھا

اس نے ایک جھٹکے سے اسے اٹھایا اور کہنی سے پکڑ کر باہر لے آیا "یہ کیا حرکت تھی؟" اور اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا

وہ دور جا کھڑی ہوئی

"ایک تو تم اپنا حلیہ دیکھو، پتہ نہیں کیسے پھر رہا ہوں تمھارے ساتھ اور ایک تم ہو کہ پاگلوں والی حرکتیں کر رہی ہو" وہ اسے دیکھتا غصے سے بول رہا تھا

اس نے برا سا منہ بنایا، بولی پھر بھی کچھ نہیں

"چلو اب" اور وہ خود آگے بڑھ گیا اور وہ پیچھے پیچھے تھی۔اس کی ارد گرد گھومتی نظروں نے فوڈ کورٹ کے پاس سلش دیکھ لیا اور پھر تیمور کے ساتھ ساتھ چلنے لگی "تیمور"

اس نے آواز پر گردن موڑی "ہوں،اب کون سا ڈرامہ کرنا ہے"

وہ ہلکا سا مسکرائی "سلش لے دو"

اس نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی "نہیں"

اس نے شانے اچکائے اور خود ہی آگے کی طرف بڑھی۔اس نے بلیو بیری اور سٹابری سلش لیے،وہ پیچھے خاموشی سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا کہ اس نے گردن موڑی اور اسے دیکھا، تیمور مسکرایا "اب پیسے نہیں ہیں،دیکھتا ہوں کیا کرتی ہے"

مگر رامین کا رد عمل اس کی توقع کے عین مخالف تھا۔اس نے اپنی جیب سے جو کہ پیٹ کے آگے بنی تھی،ایک سیاہ والٹ نکالا اور مسکرا کر آدمی کو سلش کے پیسے دیے۔وہ بس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا، حیرت اور شاک کا ایک جھٹکا اور اس نے جلدی سے ہاتھ اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا مگر بے سود۔والٹ تو رامین کے ہاتھ میں تھا۔۔وہ آگے بڑھا اور اس سے والٹ کھینچنے کی صورت میں لیا۔۔ اس کے دائیں ہاتھ میں بلیو بیری اور بائیں ہاتھ میں سٹرابری سلش تھا اور اس نے مسکرا کر انھیں پکڑا اور اسے دیکھتے شانے اچکائے

"تم نے یہ کیسے کیا؟ مجھے پتہ کیوں نہیں چلا؟" وہ اسے غصے سے دیکھ رہا تھا

اس نے بلیو بیری کا ایک گھونٹ بھرا اور اسے دیکھا، پھر مسکرائی "جادو گرا گر اپنے جادو کا راز اگل دے تو وہ جادو گر نہیں رہے گا" اور پھر سٹرابری سلش کا سپ لیا

اس نے بیک وقت دونوں ابرو اٹھائیں "میں تو تمھیں معصوم سمجھ رہا تھا، تم تو میسنی ہو"

اس نے پھر شانے اچکائے اور اس کے ساتھ چلنے لگی

تیمور اسے دیکھ رہا تھا "تمھیں تو بیٹا میں بتاتا ہوں اب" اس نے فقط سوچا بولا نہیں

وہ مینا سے ذرا آہستہ چل رہا تھا۔ اب وہ آگے تھی اور تیمور پیچھے، پیچھے چلتے تیمور کا دماغ سات سال پہلے بھی شیطانی تھا اور سات سال بعد بھی۔ وہ دائیں جانب مڑا اور ایک بوتیک میں گھس گیا۔ چند قدم دور جاتی مینا نے مڑ کر دیکھا تو تیمور وہاں نہیں تھا، اس نے ادھر اُدھر گردن گھمائی پھر بھاگ کر آگے گئی اور پھر پیچھے مڑ کر دیکھا مگر وہ کہیں نہیں تھا، ساتھ ہی ایک گارمنٹس کی دکان تھی وہ اس میں گئی وہ وہاں بھی نہیں تھا، دونوں ہاتھوں میں سلش تھے، اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر سانس خارج کی۔۔

وہ چلا گیا چھوڑ کر کیونکہ اس نے کہا تھا کہ وہ چھوڑ کر چلا جائے گا۔۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا

ایلیویٹر سے نیچے آئی مگر ابھی بھی گردن گھما کر اسے تلاش کر رہی تھی، وہ کہیں نظر نہیں آیا۔

در حقیقت وہ اس کے پیچھے ہی تھا اور چپکے سے اسے دیکھ رہا تھا، اس کے چہرے پر فکر دیکھ کر اسے خوشی ہو رہی تھی، دفعتاً تیمور کا فون بجا اور اس نے نکال کر سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا، مگر جب فون ہٹایا تو مینا منظر سے غائب تھی۔ وہ فوراً سے پہلے دکان سے باہر آیا اور ادھر اُدھر دیکھا وہ

کہیں نہیں تھی، وہ کھو گئی تھی۔ وہ کہاں گئی تھی، اف! اس کا کھیل اس پر ہی الٹ چکا تھا۔ اس نے جلدی سے فون نکالا اور اسے کال ملائی مگر بے سود۔ وہ کال نہیں اٹھا رہی تھی۔۔ وہ باہر کو بھاگا۔

ادھر پارکنگ ایریا کی طرف بڑھتی مینا کے ہاتھوں میں آدھے سلش تھے جنھیں وہ پیتی ادھر اُدھر دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ آگے چلتی جا رہی تھی اور خاموشی تھی۔ وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا سوائے گاڑیوں کے۔ اس نے سلش کے خالی گلاس پکڑ کر ڈسٹ بن میں پھینکے اور اب وہاں کھڑی گاڑیاں دیکھنے لگی۔ پھر پریشانی سے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور ذرا سا رکوع میں جھکی اور پھر سیدھی ہوئی۔ وہ پریشان تھی کہ اب گھر کیسے جائے گی؟ پھر اداس سی ہو کر فٹ پاتھ پر چلنے لگی، اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آواز آ رہی تھی۔۔ جھٹ سے پیچھے مڑی تو دو لڑکے تھے، اسے دیکھ کر مسکرائے

"میڈم! ہم چھوڑ دیتے ہیں آپ کو" ایک مسکراتے ہوئے آگے بڑھا۔

"بھائی" اس کی آواز سے اداسی جھلک رہی تھی "میرے پاس کرایہ نہیں ہے اور آپ کے پاس گاڑی۔۔ کیسے چھوڑ کر آئیں گے مجھے؟" اس کے چہرے سے پریشانی جھلکی تھی، ہاتھ کمر پر باندھ لیے لڑکے کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔ اس نے ساتھ والے لڑکے کو دیکھا "بی بی"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا مینا نے اونچی اونچی رونا شروع کر دیا "امی۔۔۔"

وہ دونوں بس ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

"کیا ہو گیا آپ کو؟" وہ ذرا سا پیچھے ہٹا

"میرے بابا نہیں ہیں۔۔میرے بڑے بھائی نے مجھے چھوڑ دیا" پھر رک کر آنسو صاف کیے "اور میرا چھوٹا بھائی، وہ بھی مجھ سے پیار نہیں کرتا، میرا بچپن میں ہی نکاح ہو گیا تھا" پھر رو دی "اور میرے شوہر نے مجھے یہاں لا کر چھوڑ دیا ہے"

وہ فٹ پاتھ پر بیٹھ گئی "مجھے میری امی کے پاس چھوڑ آئیں" وہ گردن اوپر کیے انھیں دیکھ رہی تھی

"بھائی، مجھے گھر چھوڑ آئیں، میرے پاس تو پیسے بھی نہیں ہیں اور آپ لوگ مجھے تنگ کر رہے ہیں، میں اللہ سے آپ کی شکایت کروں گی" وہ روئے جا رہی تھی

"باجی" ایک لڑکا ذرا سا جھکا "دیکھیں ہم آپ کو تنگ کرنے نہیں آئے تھے"

"آپ لوگ مجھے چھیڑنے آئے تھے جبکہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، میں تو ابھی بہت چھوٹی ہوں، میرے تو ابو بھی نہیں ہیں" اس نے آنسو پونچھے۔

"دیکھیں باجی! ہم تو خود غریب ہیں، بس ذرا سا دل بہلانے آئے تھے" اس نے ساتھ والے لڑکے کو دیکھا

"میرا بھی دل کرتا ہے کہ خوش رہوں مگر میرا شوہر مجھے چھوڑ کر چلا گیا، وہ مجھ سے پیار نہیں کرتا" اس نے اونچی اونچی رونا شروع کر دیا

"کہاں ہے آپ کا شوہر؟" ایک ذرا سا قریب آیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہاں پر" اس نے پیچھے اشارہ کیا اور دونوں نے اس کے بازو کے تعاقب میں پیچھے دیکھا، وہاں ایک لڑکا غصے میں کھڑا تھا، اس نے سیاہ جینز پر سیاہ شرٹ اور سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی

وہ اس کی طرف بڑھا، دونوں نے بیک وقت تھوک نگلا اور ایک دوسرے کو دیکھا، وہ ان کے قریب پہنچ چکا تھا

"ہاں۔۔ کیا مسئلہ ہے؟" اس نے ایک لڑکے کا کالر پکڑا تھا

اس نے تیمور کا ہاتھ جھٹک دیا "شرم نہیں آتی اپنی بیوی کو اکیلا چھوڑتے ہو، کوئی بھی اس کو تنگ کر سکتا ہے" ساتھ والا لڑکا بولا تھا

وہ ذرا سا اس کے قریب آیا "میرا باپ جنرل ہے اور بھائی کیپٹن، اس کی وکالت کرتے کرتے یہ نہ ہو کہ تم دونوں کو وکیل کی ضرورت پڑے" پھر غصے سے چلایا "دفع ہو جاؤ یہاں سے"

اور وہ دونوں منٹ لگا کر بھاگ گئے۔ اس نے فٹ پاتھ پر بیٹھی مینا کو دیکھا اور اس کے سر پر آ کھڑا ہوا

"یہ کیا تماشا لگایا ہوا تھا تم نے؟"

وہ کھڑی ہوئی اور اسے غصے سے دیکھا "تم تو مجھے چھوڑ گئے تھے، وہ دونوں مجھے چھیڑنے آئے تھے، مجھے جو بہتر لگا میں نے کیا" منہ بسور کر بازو سینے پر لپیٹ لیے۔

"میں تمھیں۔۔" الفاظ گلے میں اٹک گئے، اس نے نظریں چرائیں "نہیں چھوڑ کر گیا تھا، یہیں تھا" اس نے نم سانس اندر کھینچی "مجھے ٹیکسی کروا دو میں خود ہی گھر چلی جاؤں گی"

اس نے ایک نظر اسے دیکھا، پھر ذرا قریب آیا اور اسے کہنی سے تھام کر اپنے ساتھ لے کر چلنے لگا

"جوس پینے کے پیسے نہیں ہیں اور ٹیکسی کروادو" اس نے سر جھٹکا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر بیٹھنے کو کہا۔

وہ چپ کر کے بیٹھ گئی، وہ بھی بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کی "فون کہاں ہے تمھارا؟" وہ غصے سے بولا تھا

اس نے اپنی جیب سے نکالا اور سکرین روشن کی، گھر سے پندرہ اور تیمور کی پچیس کالز تھیں، فون سائلنٹ پر تھا

اس نے ایک نظر تیمور کو دیکھا پھر فون کو "وہ۔۔مجھے لگا مجھے کون یاد کر سکتا ہے اس لیے فون سائلنٹ پر تھا" اور کہہ کر اس نے فون دوبارہ جیب میں رکھا

گاڑی اب سڑک پر دوڑ رہی تھی، ساتھ بیٹھی عینک والی لڑکی بار بار آنکھیں مل رہی تھی جیسے اسے نیند آ رہی ہو، سگنل پر رکے تو اس نے پشت پر سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں، وہ سو چکی تھی۔ تیمور نے ایک نظر اسے دیکھا، وہ اتنی بھی بری نہیں تھی۔

دو دن بعد:

اس آٹھ مرلہ گھر میں رونق برپا تھا۔ کہیں جانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ سب اپنا اپنا سامان تیار کر رہے تھے، کس نے کیا پہننا ہے اور کون کیا لے کر جائے گا۔ باہر لاؤنج میں مینا منہ پھلائے صوفے پر

بیٹھی تھی۔دونوں بازو سینے پر باندھے ٹانگیں صوفے پر کیے وہ بس خفا سی سامنے دیکھ رہی تھی۔دفعتاً فرحت کمرے سے نکلیں ان کے ہاتھ میں کپڑے تھے

"چل اٹھ جانا۔۔میری پیاری بیٹی نہیں"اس نے منہ دوسری طرف کر لیا

"مینو۔۔بیٹا تم یہ پہن لینا نا،بہن کو وہ دے دو۔۔وہ فراک تمھیں ویسے بھی بڑی ہے"انھوں نے اس کی تھوڑی کو چھوا

"آپ ہر بار ایسے ہی کرتی ہیں۔جو سوٹ مجھے اچھا لگے وہ بیلی کا ہوتا ہے۔میں شادی پر پیاری نہ لگوں؟"وہ رو دینے کو تھی

"میں تمھارے لیے اور لائی ہوں"مگر اس کا منہ بنا رہا"چل اٹھ جا،اپنا سامان پیک کر لے پھر جا کر کھانے پینے کی چیزیں بھی لے آنا"اور فرحت نے کیا تھا اپنی اولاد کی کمزوری پر وار۔اس کا بنا ہوا منہ ٹھیک ہو گیا تھا اور وہ ان کے ہاتھ سے فراک پکڑ کر اندر بڑھی۔رابیل اپنے اور اشعر کے کپڑے تہہ کر کے بیگ میں رکھ رہی تھی۔پیچھے سے مینا آئی اور اپنے کپڑے بھی اس کے پاس رکھے

"خود تہہ کروانھیں"رابیل نے اسے سختی سے دیکھا۔

اس نے بھی شانے اچکائے"اوکے"اور اپنے کپڑے گول مول کر کے بیگ میں ٹھونسنے لگی

"ادھر دو مجھے"رابیل نے اس کے ہاتھ سے بیگ لیا"تمھیں عقل نہیں آنی کبھی"اس نے اس کی سر پر چپت رسید کی مگر وہ ڈھیٹوں کی طرح بیڈ پر لیٹ گئی

"گرین کلر والا سوٹ رکھا ہے تم نے؟" وہ کپڑے تہہ کرتی پوچھ رہی تھی

"ہوں" وہ بس اتنا ہی بولی

پھر ایک خاموشی "ہم کتنے دن تک رہیں گے؟" سوال مینا نے کیا تھا۔

"جتنے دن تک شادی ہے۔ تین چار دن پھر واپس" اس نے بیگ کی زپ بند کی

"کراچی پیارا ہے کیا؟" وہ اٹھ بیٹھی اور رابیل کو دیکھا

"میں تو کراچی میں ہی پلی بڑھی ہوں، ددھیال سارا کراچی سے ہے" اس نے طنز کیا اور سر جھٹک کر اٹھ گئی

"مجال ہے جو کوئی مجھے سیدھا جواب دے" اس نے صرف دل میں سوچا کہا نہیں۔

تھوڑی دیر بعد رابیل کمرے میں آئی تو وہ فون پر گیم کھیل رہی تھی، اس نے اس کے ہاتھ سے فون چھینا "چلو اٹھو، تیار ہو۔۔ حاشر بھائی آ گئے نا اور کسی نے دیر کی تو تمھیں پتہ ہی ہے شامت آ جائے گی"

وہ منہ بسور کر اٹھی اور تیار ہونے لگی۔

دوسری جانب سیاہ سفید بنگلے میں تیمور اپنے کمرے میں خفا بیٹھا تھا اور اس کی ماں اسے جانے کے لیے منا رہی تھی

"وہاں سارا خاندان آیا ہو گا، دو تین دن کی بات ہے پھر آ جائیں گے" مگر تیمور نے منہ موڑ لیا

ساتھ بیٹھیں خاتون کھڑی ہوئیں اور زور سے بولیں "میں نے ناجو تا اتار لینا ہے، پھر تمھاری خیر نہیں ہے"

اس نے اپنی ماں کے پیروں کو دیکھا "مگر آپ نے تو جوتا پہنا ہی نہیں ہے" اور ہنس دیا

انھوں نے پاس پڑا کشن پکڑا اور اس کی طرف پھینکا، اس نے پکڑ لیا اور پھر ہنسا

"چلو اٹھ جاؤ، میرے پیارے بیٹے نہیں ہو تم؟" انھوں نے بڑے پیار سے اس کے ماتھے پر آئے بال پیچھے کیے۔

اس نے ابرو اٹھائی اور انھیں دیکھا "خالہ جا رہی ہیں؟"

اسے نا جانے کیا سوجھی کہ یہ سوال کر بیٹھا "ہاں وہ لوگ تو سب جا رہے ہیں"

"میں بھی سوچتا ہوں" اور جیب سے موبائل نکال کر سکرین ان لاک کی اور بیڈ پر لیٹ گیا

وہ باہر کی طرف بڑھیں "میں دس منٹ تک آ رہی ہوں، بعد میں تمھارے بابا آئیں گے" اور وہ دھمکی دے کر چلی گئیں

مگر تیمور کا دماغ کہیں اور تھا۔

شہر تھا کراچی کا اور رات کا وقت تھا۔ دو منزلہ گھر میں مہندی کا فنکشن جاری تھا۔ وہ لوگ اپنی امی کے کسی قریبی رشتہ دار کی شادی میں آئے تھے۔ سب لوگ نیچے آ چکے تھے سوائے عینک والی رامین کے جو آئینے کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی۔ اس نے سبز رنگ کی گھٹنوں تک چھوتی قمیض اور نیچے

ہم رنگ پلازو پہن رکھا تھا۔۔بال کھلے تھے اور دوپٹہ پیچھے کمر سے آتا دونوں بازوؤں پر تھا،ایک نظر اس نے خود کو آئینے میں دیکھا اور پھر نیچے کی جانب بڑھی۔۔وہ ایک میز کے گرد بیٹھی شاید چیونگم چبا رہی تھی۔بڑے سے باغ میں کرسیاں میز اور سٹیج لگا کر مہندی کا فنکشن تھا اور مرد و خواتین ملے جلے ہی تھے۔دور کہیں اس کی نظر پڑی تو تیمور کے سامنے کوئی لڑکی کھڑی ہنس ہنس کر اس سے باتیں کر رہی تھی۔اس نے ایک نظر دیکھا اور نظر انداز کیا۔پھر ٹانگ ہلاتی چیونگم چباتی ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔اس کی دوبارہ نظر پڑی تو وہ لڑکی اس کے گریبان کے بٹن کو ذرا سا چھو رہی تھی،پھر پیچھے ہٹ کر مسکرائی۔۔اس نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی اور مسکرا رہا تھا۔رامین نے ایک نظر دیکھا اور اب کی بار اس کی نظر تیمور سے ملی تھی مگر وہ پھر نظر انداز کر گئی اور اٹھ گئی۔دائیں جانب دور جا کر کھڑی ہوئی اور اس میز کی طرف بڑی جہاں گرم چائے کے کپ تھے۔اس نے خاموشی سے ایک کپ پکڑا اور ادھر اُدھر دیکھتے کپ لبوں کو لگایا۔اب کہ وہ تیمور کے ذرا قریب تھی مگر دونوں نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔تیمور نے جاتے ہوئے ویٹر کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا اور ایک گھونٹ بھرا،پھر سامنے کھڑی لڑکی سے باتیں کرنے لگا۔رامین کے پاس ایک ویٹر کھڑا تھا اور اس نے چار چائے کے کپ ٹرے میں رکھے اور آگے بڑھا مگر دوسرا قدم بڑھانے کے بعد جب تیسرا بڑھایا تو وہ جھٹکا کھا کر نیچے گرا،چائے کے چاروں کپ لڑکی کی فراک پر تھے،وہ سہم کر پیچھے ہٹی،ویٹر اس کے قدموں میں گرا پڑا تھا اور تیمور کی ہنسی نکل گئی،اس کے منہ میں پانی تھا جو کہ فوارے کی صورت میں

باہر نکلااور ہنستے ہوئے اس نے منہ موڑ لیا۔۔ گراہواویٹر فوراً سے کھڑا ہوااور لڑکی سے معذرت کرنے لگا،اس نے پیچھے دیکھا مگر پیچھے کوئی نہیں تھا،لڑکی غصے سے پاگل ہو گئی تھی۔۔دور کھڑی رامین نے تیمور کو دیکھ کر کندھے اچکائے،حالانکہ وہ دیکھ چکا تھاویٹر رامین کا پاؤں آگے آنے سے اڑ کر گراہے مگر وہ محظوظ ہوتا رہا۔پھر وہ وہاں سے چلی گئی اور اب صوفے پر بیٹھی ٹانگ ہلاتے رابیل کی کوئی بات سن رہی تھی۔خواتین نیچے بیٹھ کر ڈھولکی بجارہی تھیں اور وہ بس خاموش سی انھیں سن رہی تھی۔دولہادلہن کو مہندی لگانے سے قبل مہمانوں کے لیے کھانا کھول دیا گیا تھااور وہ اپنی مرضی سے اٹھ کر کھانالاتے اور اپنی میز کی طرف آتے جارہے تھے۔ایک میز کے پاس کھڑی رامین اپنے لیے چاول ڈال رہی تھی،گلابی فراک والی لڑکی پھر قریب آرہی تھی مگر رامین کو کیا،وہ جیسے ہی میز کے قریب آئی رامین نے اپنا پاؤں آگے کیااور توقع کے عین مطابق وہ جھٹکا کھا کر آگے کو ہوئی اور اس کے ہاتھ میں جو پلیٹ تھی وہ آگے جا کر گری اور اپنے بچاؤ کے لیے اس نے ہاتھ میز پر رکھے مگر ہاتھ سالن کی پلیٹ میں تھا۔۔اتنے مہمانوں میں وہ شرمندہ تو ہوئی مگر برا سامنہ بنا کر کراہی۔ساتھ کھڑی رامین نے اسے دیکھا تھا مگر پھر چمچ پلیٹ میں ڈالتی بولی"اگر یہی نظر تم دوسروں کے شوہر پر رکھنے کی بجائے نیچے رکھتی تو یہ سب نہ ہوتا"اور معصومیت سے پلکیں جھپکا کر چلی گئی۔۔دور فاصلے پر چائے پیتے تیمور نے یہ سب دیکھا تھااور وہ محظوظ ہوا۔رامین اسے دیکھ چکی تھی اور اب کی بار اس نے تیمور کو دیکھ کر آنکھیں گول گھمائیں اور مسکرا کر وہاں سے چلی گئی،وہ منہ پیچھے موڑ کر مسکرادیا

اگلے دن بارات تھی۔سب جلدی جلدی تیار ہونے میں لگے تھے مگر مجال ہے جو رامین اٹھ جائے۔

رابیل نے بیسیوں بار اسے اٹھایا تھا مگر اس کی نیند پوری ہونے میں نہیں آرہی تھی۔فرحت بھی دو تین بار اسے آنکھیں دکھا چکی تھیں مگر وہ اٹھ کر بیٹھتی اور پھر سو جاتی۔دوپہر ایک بجے کے قریب اٹھ کر بیٹھی اور منہ ہاتھ دھوتے ہی سب سے پہلے جس چیز کا خیال آیا وہ کھانا تھا

"بیلی ناشتہ کر لیا؟"آئینے کے سامنے بالوں کو برش کرتی رابیل سے پوچھا

"میری جان اب لنچ کا ٹائم ہے، بریک فاسٹ ختم"اس نے آئینے میں اس کا عکس دیکھتے کہا تھا

اس نے پھر سے جمائی لی"مجھے ناشتہ لادو"

وہ پورا گھومی اور اس کی طرف بڑھی، پھر کمر پر ہاتھ رکھے"باہر نامہمانوں کا سیلاب آیا پڑا ہے۔سب جانے کی تیاری کر رہے ہیں، دو بجے بارات ہے اور تم منہ اٹھا کر اب اٹھ رہی ہو"وہ غصے میں بول رہی تھی

اس نے پھر سے جمائی لی اور لیٹ گئی،اسے پھر سے نیند آرہی تھی۔۔دفعتاً حاشر آیا تھا

"رابیل چارجر رکھا تھا تم نے سامان میں؟"

"جی"وہ فوراً الماری کی طرف بڑھی اور بیگ کھول کر چارجر ڈھونڈنے لگی۔

دروازے کے پاس کھڑے حاشر نے اسے دیکھا تھا"تم بھی اٹھ جاؤ"

وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی "حاشر بھائی کیا ایسا نہیں ہو سکتا آپ لوگ مجھے ادھر ہی چھوڑ جائیں" اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔ حاشر نے ایک سانس خارج کی۔ رابیل نے چارجر اس کی طرف بڑھایا، وہ چارجر لیتے رابیل سے مخاطب تھا "اس کے ڈرامے بند ہو جائیں تو اسے ساتھ لے کر آنا، گھر میں اکیلا نہیں چھوڑنا" اور وہ باہر چلا گیا۔

"کیا مصیبت ہے، میں نے کہا تھا مجھے مت لاؤ" وہ منہ بسور کر بیٹھ گئی۔ رابیل نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر باہر چلی گئی۔ وہ اٹھی، جوتا پہنا اور باہر چلی آئی۔ کچن میں ان کا باورچی کام کر رہا تھا، دو تین خواتین بھی تھیں۔

"آنٹی کھانا دے دیں" ایک خاتون چائے بنا رہی تھی جسے اس نے کہا تو انھوں نے سر سے پیر تک اسے گھورا

"آنٹی۔۔ کھانا دے دیں" وہ دوبارہ سے بولی

"کھانا تو ختم ہو گیا بیٹا، اب ہال میں جا کر ہی کھانا۔۔ چلو جاؤ یہاں سے" انھوں نے ہاتھ جھلا کر اسے جانے کو کہا

"ہاں؟" وہ پیر پٹخ کر وہاں سے واپس آ گئی

"کیا مطلب؟ میں بھوکی رہوں گی؟" اسے جیسے خود پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ رابیل نے بھی کپڑے بدل لیے تھے، اب جیسے پورے گھر میں رامین ہی تھی جو بارات کے لیے تیار نہیں تھی۔ وہ پھر سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باہر گئی شاید حاشر یا اشعر نظر آجائیں اور وہ کچھ منگوا کر کھالے۔۔اندر کھانا لاتے ایک آدمی کے ساتھ اس کی ٹکر ہوئی اور اس کی عینک نیچے گری اور صرف یہی نہیں وہ اس کی عینک پر پاؤں دے کر اندر کی طرف بڑھ گیا،اس کے ہاتھ میں بہت سا سامان تھا،وہ جھکی اور رونی شکل بنا کر عینک پکڑی، سیدھی ہوئی تو سامنے حاشر تھا،اسے غصے سے دیکھتا ہوا۔۔اس نے کہنی سے اسے تھاما اور اندر لے کر آیا۔ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا"عقل نہیں ہے تم میں؟سارے مرد ہیں وہاں پر اور تم منہ اٹھا کر وہاں چلی آئی"وہ اس کے سر پر کھڑا تھا

اس کے ہاتھ میں اس کی ٹوٹی عینک تھی اور وہ رو دینے کو تھی

"کیا ہوا ہے؟کیوں ڈانٹ رہے ہیں اسے؟"رابیل رامین کے آگے آکر کھڑی ہو گئی۔

"یہ باہر کیا لینے گئی تھی۔۔دوسروں سے ٹکریں کھاتی پھر رہی ہے"

اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر بولی"اسے بھوک لگی ہے کچھ لا دیں اسے کھانے کو"

مگر وہ تو حاشر تھا،اس نے سر جھٹکا"ابھی بارات آئے گی،کھالے کچھ۔۔پہلے تو اس کی نیند پوری ہونے میں نہیں آرہی تھی"اور باہر چلا گیا

اس نے ایک سانس خارج کی اور فون پکڑا"میں کرتی ہوں کچھ۔۔پہلے تمھیں اٹھا اٹھا کر تھک گئی تھی تم کیوں نہیں اٹھی"مگر مجال ہے جو رامین کچھ بول پڑے۔

اس نے اشعر کو کال کی مگر وہ امی کو پارلر لے کر گیا تھا،اس نے تیمور کو میسج کیااور پندرہ منٹ بعد تیمور کمرے میں تھا

"فرمائیں"وہ دروازے کی سلاخ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا

"کچھ کھانے کو لادو۔۔مینا کو بھوک لگی ہے"

"بھوک نہیں ہے مجھے"پھر اٹھی اور غصے سے الماری کھولی"مر گئی ہے بھوک"اور کپڑے نکالے۔ پھینکے کی صورت میں کپڑے نکال رہی تھی

وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیااور سیٹی بجاتے فون کی سکرین سکرول کرنے لگا۔"پہلے دونوں ڈیسائیڈ کرلو،پھر مجھے کچھ بتانا"

وہ بس سانس لے کر رہ گئی اس نے رامین کو انگلی دکھائی"اسے لائق ہو تم،اثر تو ہوتا ہی نہیں ہے کسی بات کا"اور پھر باہر چلی گئی۔

وہ نم سانس اندر کھینچتی کپڑے نکال رہی تھی۔۔شاید رو بھی رہی تھی۔اس کی ٹوٹی ہوئی عینک صوفے پر ہی پڑی تھی۔تیمور نے اس کی عینک پکڑی اور اسے دیکھا

"اوہو۔۔اب تم میرے پاس کھڑی لڑکیاں کیسے دیکھو گی؟"

مگر وہ کچھ نہ بولی۔اپنے کپڑے نکالے اور باقی کپڑے بیگ میں ٹھونس کر بیگ الماری میں رکھا۔ کپڑے وہیں پھینکے اور اوپر چلی گئی۔یہ تو طے تھا کہ آج کا دن سب سے برا تھا

دوپہر کے دو بج چکے تھے مگر رامین کا کوئی اتا پتا نہیں تھا، فرحت بھی رابیل سے کئی بار پوچھ چکی تھی مگر وہ یہ کہہ دیتی کہ اسے اپنے ساتھ لے کر آئی گی۔ آہستہ آہستہ گھر خالی ہونا شروع ہو گیا تھا۔

ایسے میں وہ بڑی چھت پر بیٹھی تھی۔ چھت کے کنارے ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی، شاید روئی بھی تھی۔ اس کی عینک غائب تھی۔ رات والے ٹراؤزر شرٹ میں ہی ملبوس تھی جب اسے پیچھے سے کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی

"اگر میں تمھیں یہاں سے دھکا دے دوں تو؟"

اس نے مڑ کر پیچھے نہیں دیکھا، سامنے دیکھتی بولی "تو تم ہی بیوہ ہو گے"

وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا "بیوہ عورت ہوتی ہے" اس کے ہاتھ میں ایک شاپر تھا جو اس نے رامین کو دیا، اس نے لے لیا

"مرد کیا ہوتا ہے؟" اس نے نا سمجھی سے سوال کیا

"مرد آزاد ہوتا ہے" وہ مسکرایا

وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ وہ اس کے لیے بن کباب لے کر آیا تھا، اس نے نکالا اور کھانا شروع کیا

"تمھاری عینک کل تک بن جائے گی"

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر کھاتی رہی

"تم شادی پر نہیں جانا چاہتی؟" وہ مسلسل دونوں ٹانگیں ہلا رہا تھا

Clubb of Quality Content

"نہیں"

"کیوں؟"اس نے مینو کو دیکھا جو بن کباب کھا رہی تھی

"کیونکہ زیادہ لوگوں میں مجھے بہت عجیب لگتا ہے"

"انٹرورٹ ہو؟"اس نے پتلیاں سکیڑے اسے دیکھا

اس نے سر نفی میں ہلایا"خوفزدہ ہوں"

وہ خاموش ہو گیا، پھر بولا"کیوں؟"

اس نے سانس خارج کی"میں نہیں بتانے والی"بن کباب ختم ہو گئے تھے۔

"اوکے"اس نے شانے اچکائے۔

"بس یہی لائے تھے کھانے کو؟"وہ گردن اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔وہ ہنس دیا

"لگتا نہیں ہے تم اتنا کھاتی ہو گی"

رامین نے ایک سانس خارج کی، پھر ٹانگیں ہلاتی ادھر اُدھر دیکھنے لگی

وہ بھی خاموش تھا"تمھیں استھما ہے؟"

اس نے ہاں میں سر ہلایا"مجھے چھوڑنا ہو تو یہ تمھارے پاس اچھا آپشن ہے، تم کہہ سکتے ہو کہ لڑکی کو سانس کی بیماری تھی اس لیے چھوڑ دیا۔۔کل کو مر بھی سکتی تھی"وہ نارمل تھی مگر تیمور نارمل نہیں تھا۔اس نے بمشکل تھوک نگلا مگر خاموش رہا

"کب سے ہے؟"اس کی آواز دھیمی تھی

"بچپن سے"

پھر سے خاموشی۔وہ بس چھوٹے بالوں والی رامین کو دیکھ رہا تھا"سمندر پر چلیں؟"

رامین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،سورج کی کرنیں اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھیں،وہ آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھ رہی تھی۔۔پھر گردن موڑلی"حاشر بھائی دیکھ لیں گے تو ڈانٹیں گے۔۔امی اور بیلی بھی۔۔رہنے دو"

تیمور نے سانس خارج کی"تم اتنا ڈرتی کیوں ہو؟"

رامین خاموش رہی،پھر بولی تو آواز دھیمی تھی"کیونکہ میں ایک مڈل کلاس لڑکی ہوں"

وہ مسکرایا اور کھڑا ہوا،پھر ہاتھ بڑھایا"چلو اٹھو،ہم ساحل پر جا رہے ہیں"

اس نے چند لمحے اس کا ہاتھ دیکھا پھر اپنے ہاتھ کو جو کہ گود میں تھا"ہوں۔۔ٹھیک ہے۔۔مگر میں نامحرم نہیں ہوں"

اور وہ مسکرا دی،ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور کھڑی ہوئی

"ہم اشعر کو بھی لے جاتے ہیں،اس طرح امی ہمیں کچھ نہیں کہیں گی"وہ ہنس دیا"اوکے"

"مگر ہم کیسے جائیں گے؟"سوال رامین نے کیا تھا

"تم بس دیکھتی جاؤ"اور وہ نیچے جا رہے تھے

نیچے آئے تو رابیل بیڈ پر بیٹھی جوتے کا سٹریپ بند کر رہی تھی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ صوفے پر بیٹھ گئی

"کیا کر رہی ہو لڑکی، کپڑے پہنو اور چلو"اس نے اس کے سامنے چٹکی بجائی تھی

اس سے پہلے کہ رامین کچھ بولتی تیمور آ گیا"اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے"

رابیل نے پہلے تیمور کو دیکھا پھر رامین کو"کیوں؟ کیا ہوا ہے؟"اس نے رامین کے ماتھے پر ہاتھ رکھا

"بخار بھی نہیں ہے"

تیمور نے رامین کو آنکھیں دکھائیں وہ کراہنے لگی"میرا پیٹ، بیلی میرے پیٹ میں بہت درد ہے۔ ابھی الٹیاں کر کے آئی ہوں"اس نے معصوم کی شکل بنالی

"ہاں وہی تو میں کہہ رہا ہوں، ابھی ہم ڈاکٹر کے پاس ہی تھے۔اس نے کہا ہے کہ شادی کے کھانے سے اسے وہ ہو گئی ہے"

"وہ کیا؟"رابیل نے ابرو بھینچ لیے

“Stomach acidity”

رابیل نے پہلے تیمور کو دیکھا پھر رامین کو"کیا واقعی؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"پھر بھی؟ یہاں رہ کر کیا کرے گی؟ ہمارے ساتھ چلے۔۔چاول یا کوئی سویٹ ڈش لے لے گی"

"مجھ میں ہمت نہیں ہے بیلی۔۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ پہلے ڈرپ لگواؤاور پھر کچھ ہلکا پھلکا کھاؤ"وہ بس اس کی اداکاری دیکھتا رہ گیا۔

"ہاں نا"وہ اس کے قریب آکر بیٹھا اور اس کی کلائی پکڑی"دیکھو اتنی سی جان ہے۔۔نکل جائے گی۔۔ڈرپ لگوانا ضروری ہے"

رابیل نے سانس خارج کی"امی کو کون بتائے گا؟"وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"میں بتا دیتا ہوں خالہ کو۔۔اب بھئی وہ نہیں کھا سکتی شادی کا کھانا تو کیا کرے"وہ اٹھا اور فرحت کو کال ملائی۔اب وہ ان سے بات کر رہا تھا اور وہ دونوں اسے دیکھ رہی تھیں۔رامین بس اسے دیکھتی رہ گئی،وہ بھی اچھا اداکار تھا۔۔بات کر کے تیمور نے کال کاٹ دی

"چلو۔۔میں تمھیں ہال میں ڈراپ کروں اور پھر اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤں"وہ صوفے کی پشت پر سر ٹکائے بیٹھی تھی۔

تیمور کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں اور اب وہ ان دونوں کو لے کر گھر سے باہر بڑھ رہا تھا

رابیل کو ہال میں ڈراپ کرنے کے بعد وہ اسے لے کر ساحل کی جانب بڑھا۔کھلی کھڑکی سے باہر بھاگتی سڑکیں اور عمارات دیکھتی رامین کے بال ہوا سے لہرا رہے تھے۔اس نے گہری نیلی کھلی پینٹ اور اوپر گھٹنوں تک آتی سفید چکن کی قمیض پہن رکھی تھی۔ایک طرف بھورا پرس لٹک رہا تھا،دوپٹہ

اس نے سر پر لیا تھا مگر وہ اتر کر گردن کے گرد تھا۔ ساحل پر پہنچتے ہی اس نے جب سمندر دیکھا تو حیرت سے خوشی سے بس دیکھتی رہی

"یہ پیارا ہے نا" اس گردن اٹھا کر تیمور کو دیکھا

"ہاں ساحل پر کھڑے ہونے والوں کو سمندر پیارا ہی لگتا ہے" اس نے شانے اچکائے۔

دور ایک اونٹ والا اپنا اونٹ لے کر جا رہا تھا جس پر دو لڑکیاں سوار تھیں

"اونٹ پر بیٹھو گی؟"

اس فوراً نفی میں گردن ہلائی

"کیوں؟" وہ سینے پر ہاتھ لپیٹے اسے دیکھ رہا تھا

"ڈر لگتا ہے نا" بال اڑا اڑا کر اس کے گالوں کو چھو رہے تھے۔ کچھ آنکھوں میں لگ رہے تھے اور وہ آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھ رہی تھی

"کیوں؟ ڈرپوک ہو؟"

"وہ بچپن میں نا ہماری گلی میں ایک لڑکی رہتی تھی، وہ اونٹ کے اوپر سے گری تھی تو اس کے سر پر چوٹ آئی، تھوڑا سا دماغ ہل گیا تھا اس کا" وہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی

"ہاں تو تمھیں کیا۔۔ تمھارے پاس تو دماغ ہے ہی نہیں، تمھیں کیا ٹینشن" اس نے رامین کا بازو پکڑا اور آگے کی طرف بڑھا "چلو آؤ، آج تمھیں اونٹ پر بٹھاتے ہیں"

وہ پھر سے ضد کرنے لگی بالکل کل کی طرح "میں نے نہیں جانا" مگر وہ اسے لے کر جا رہا تھا

اونٹ والے کے پاس پہنچ کر اس نے مینا کو محظوظ ہوتی نظروں سے دیکھا تھا، وہ رو دینے کو تھی

"تم اونٹ پر بیٹھو، میں تمھاری تصویریں بناتا ہوں"

وہ پھر بھی منہ پھلائے کھڑی رہی "میں نے نہیں بیٹھنا، تم خود بیٹھ جاؤ"

وہ مسکرایا "مجھے تو ڈر نہیں لگتا، ڈر تو تمھیں لگتا ہے۔۔ تمھارا ڈر نکالتے ہیں" اس نے اس کا ہاتھ پکڑا

اور اب وہ اسے اونٹ پر بٹھا کر ایک طرف کھڑا تھا

"زور سے پکڑ لو، ہوا سے اڑ نہ جانا" پھر خود ہی ہنس دیا۔

وہ رونے کو تھی، جب اس نے اپنا فون نکالا اور اس کی تصویر بنائی۔ اب وہ اونٹ آگے کو بڑھ رہا تھا اور

رامین بس ڈر کر زور سے پکڑ کر بیٹھی تھی، کبھی ادھر دیکھتی کبھی اُدھر اور وہ اس کی تصویریں بناتا جا رہا

تھا اور ہنستا جا رہا تھا

وہ جب اونٹ سے اتری اور اترتے ہی پہلی چٹکی اسے کاٹی

"کیا ہے؟" وہ کراہا

"ویسے اتنا بھی برا نہیں تھا" کمر پر ہاتھ باندھے مسکرائی

شام ہونے لگی تھی، سورج غروب ہو رہا تھا۔۔ سمندر کے پانی کا شور بہت زیادہ تھا

وہ تیمور کے فون سے اپنی تصاویر دیکھ رہی تھیں

"جب میں رو رہی تھی تو تم نے میری تصویر کیوں کھینچی؟" وہ چلائی تھی

"کیونکہ مجھے مزہ آرہا تھا" کہتے ہی وہ ہنس دیا

رامین نے سانس خارج کی اور وہ پاس ہی بھٹہ لینے چلا گیا۔

وہ اس کے موبائل میں سنیپ چیٹ کھول کر بیٹھی تھی اور منہ کے زاویے بگاڑتی تصاویر لے رہی تھی۔اس نے مڑ کر اسے دیکھا اور پھر دوبارہ آگے منہ کر لیا۔چند لمحے گزرے اور رامین نے جب دیکھا تو وہ دو لڑکیوں کے پاس کھڑا مسکرا رہا تھا۔وہ اتنی خوش تھی اداس ہو گئی اور فون بند کر کے رکھ دیا۔ٹانگیں ہلاتی وہ ایک ذرا سی اونچی جگہ بیٹھی تھی بالکل چھوٹی چٹان جیسی جگہ۔وہ ابھی بھی ان کے پاس کھڑا تھا،وہ اٹھی اور اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔وہ دو لڑکیاں پھول بیچ رہی تھیں، تیمور نے اس سے ایک پھولوں کا بنا تاج لیا اور رامین کو دیا مگر وہ منہ بنائے کھڑی تھی۔وہ دوبارہ بھٹے والے کی طرف بڑھے

"کیا ہوا؟" اس نے ذرا سا اس کے قریب جا کر سرگوشی کی۔

وہ بولی کچھ نہیں بس اپنے دوپٹے کا ایک پلو اس کی کلائی سے باندھ دیا اور دوسرا پلو اپنی کلائی سے۔اس کے ایک ہاتھ میں پھولوں والا تاج تھا اور دوسرے ہاتھ میں بھٹہ۔وہ اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔اسی اونچی جگہ پر جا کر بیٹھے جہاں پہلے بیٹھے تھے۔اس نے تاج رامین کے سر پر رکھا

"میں نہیں لینا چاہتا تھا،انھوں نے زبردستی دیا" اور اس نے گردن دوسری طرف موڑ لی

"پتہ ہے، تم مجھ سے منسوب ہر کام زبردستی کرتے ہو"

تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو دائیں طرف دیکھ رہی تھی

اس نے نظریں جھکائیں تو اس کی کلائی رامین کی کلائی سے بندھی تھی

"تم جیلس ہو رہی تھی؟" اس نے اس کے کان کے قریب جا کر سرگوشی کی۔

وہ خاموش رہی۔ پھر اپنی کلائی دیکھی تو اس کی کلائی سے بندھا دوپٹہ کھولنے لگی

"سوری، میں نے تمھیں باندھ دیا"

مگر تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پیچھے ہٹایا اور خود دوپٹہ کس کر اپنی کلائی پر دوبارہ باندھ دیا۔۔ وہ اسے دیکھتی رہی، جب اس نے دیکھا تو دونوں کی نظریں ملیں اور دونوں نے رخ پھیر لیے۔۔ اس بار خاموشی رامین نے توڑی تھی

"مجھے ڈوبتا سورج دیکھنا تھا مگر مجھے نظر نہیں آ رہا" اس نے تیمور کو دیکھا

"بس تم ہی نظر آ رہے ہو، باقی سب دھندلا ہے" اس نے سر جھٹکا اور ٹانگیں ہلانے لگی

"کیا یہ کافی نہیں؟" اس نے بے اختیار کہا تھا۔ اس کی ہلتی ٹانگیں رکی تھیں، تیمور کا اپنا دل بھی بے اختیار دھڑکا تھا۔ رامین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تو وہ سامنے دیکھ رہا تھا

شام کے سائے گہرے پڑ رہے تھے۔

"چلو آؤ، تمھیں بھوک لگ گئی ہو گی، تمھیں کھانا کھلاؤں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ خاموش رہی کہا کچھ نہیں۔

دونوں سمندر سے دور جا رہے تھے

رات ہو چکی تھی اور وہ ایک فارمیسی کے باہر رکے تھے۔اس کی کلائی ابھی بھی رامین کی کلائی سے بندھی تھی اور وہ بار بار آنکھیں بند کر رہی تھی جیسے سو رہی ہو، جیسے نیند آ رہی ہو۔اس نے رامین کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ اسے گھورنے لگی

"ہوں"

اس نے اپنی کلائی اس کی طرف بڑھائی،اس نے دوپٹہ کھول دیا،دروازہ کھولے وہ باہر کی طرف بڑھا اور جب اندر آیا تو اس کے ہاتھ میں میڈیکل ٹیپ اور سرنج تھی۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے رامین کی طرف رخ کیا

"ہاتھ دکھاؤ"

اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا"میں اپنا خون نہیں دوں گی"اس کی ساری نیند اڑ گئی

"تم سے خون لینے کی نہیں تمھیں دینے کی ضرورت ہے"

وہ منہ بسور کر بیٹھ گئی

"خالہ پچاس بار فون کر کے تمھارا حال پوچھ چکی ہیں۔۔اب گھر جا کر کچھ تو بتانا ہے نا تمھیں کیا ہوا تھا،پھر وہ ثبوت مانگیں گے،انھیں شک نہیں ہونا چاہیئے"وہ اپنی بات کی وضاحت کر رہا تھا

Clubb of Quality Content

"تو؟"اسے ابھی بھی سمجھ نہیں آئی

اس نے ایک سانس خارج کی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا، وہ چھڑا رہی تھی مگر اس نے زبردستی پکڑے رکھا اور ڈرپ کی چھوٹی سرنج اس کے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر میڈیکل ٹیپ اچھے سے لگادی۔یوں لگ رہا تھا اسے واقعی ڈرپ لگی ہے

"لو"اس نے ہاتھ اس کی گود میں پھینکا"لے لیا تمھارا ڈیڑھ لیٹر خون"اور سر جھٹک کر گاڑی سٹارٹ کرلی۔وہ اب سمجھ گئی تھی

گھر پہنچی تو سب سے پہلے ان کی نظر اس کے ہاتھ پر ہی پڑی تھی اور وہ بلا کی معصوم لگ رہی تھی، تیمور نے اسے دیکھ کر سانس خارج کی اور وہ مسکرادی۔پھر اندر کی جانب بڑھے۔

موجودہ وقت:

تیمور کے کمرے سے باہر جھانکیں تو لاؤنج میں مامون بیٹھا تھا۔سامنے ایل سی ڈی پر خبریں چل رہی تھیں، وہ کم ہی ایل سی ڈی کے لیے وقت نکالتا تھا۔اس نے سرمئی آدھی آستینوں اور گول گلے والی شرٹ تلے سرمئی ٹراؤزر پہنا تھا۔ہاتھ میں رموٹ تھا اور نظریں سکرین پر۔دفعتاً پیچھے کمرے سے آرا باہر نکلی اور اس نے آتے ہی دونوں بازو مامون کی گردن کے گرد حمائل کیے۔وہ جانتا تھا وہ کون ہو گی۔

"کیا میں آپ سے ایک سوال کر سکتی ہوں؟"اس نے مامون کے کان میں سرگوشی کی تھی

وہ مسکرایا"شیور!"

آرا نے اس کے کندھے پر تھوڑی رکھی

“What should I call you? Mamu, Mamoon or Moon?”

("مجھے آپ کو کیا بلانا چاہیئے؟ماموں،مامون یا مون؟")

مسکراہٹ گہری ہوئی۔اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی کلائی پکڑ لی"بس آپ کو مجھے بلانا چاہیئے۔۔جو بھی بلاؤ"اور شانے اچکائے

وہ ہنس دی اور صوفے کے گرد گھوم کر مامون کے ساتھ آ بیٹھی۔اس کے بال چٹیا میں گوندھے ہوئے تھے،چہرے پر معصومیت اور آنکھیں بالکل مامون جیسی۔۔مامون نے خبروں کی آواز بند کر دی۔کردار گونگے ہو گئے اور وہ متوجہ سا اسے سننے بیٹھ گیا

"آپ کا دن کیسا رہا؟"اس نے آرا سے سوال کیا تھا

وہ مسکرائی"گڈ!"پھر سانس خارج کی"آپ کا؟"

وہ مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا

“As yours!”

آرا ذرا سا اس کے قریب ہوئی،ایک ٹانگ فولڈ کر کے صوفے پر رکھی اور دوسری نیچے

"ہمارا اینول فنکشن آ رہا ہے نا تو ہم اس کے لیے تیاری کرتے ہیں"

وہ سر ہلا کر سن رہا تھا۔

"چھٹی سے پہلے کم از کم ایک گھنٹہ۔۔"اس نے شہادت کی انگلی اٹھائی "آپ کو پتہ ہے میرے گروپ کے بچے۔۔اف "اس نے ماتھے کو چھوا "وہ ٹائم بہت ویسٹ کرتے ہیں"

"کیسے؟"

"انھوں نے مجھے کہا کہ ہم بارہ بجے پریکٹس شروع کریں گے۔میں بارہ بجے کے لیے مائنڈ سیٹ بنا کر بیٹھی تھی، بارہ بجے ہم ہال میں تھے مگر بارہ سے ایک بج گیا اور ابھی کوئی پریکٹس شروع نہیں ہوئی" اس کا منہ بن گیا "وہ اپنا وڈیو کیمرہ آن کر کے وی لاگ بنا رہے تھے۔پہلی بات کہ انھوں نے فون کی پرمیشن پریکٹس کے لیے لی تھی، پھر وہاں میں منہ اٹھا کر انھیں دیکھ رہی ہوں کہ اب؟آگے؟ مگر کوئی رسپانس نہیں۔ایک بجے سے دو بجنے والے ہو گئے مگر نہیں۔۔میں پھر میم کے پاس گئی، میں نے کوئی کمپلین نہیں کی بس میں نے سادگی سے کہا کہ میم۔۔مجھے سکرپٹ دے دیں۔میں گھر جا کر یاد کر لوں گی، میرا ڈرائیور باہر لینے آیا ہے۔میں نے سکرپٹ لے لیا مگر جو باقی بچے تھے ان کا اپنا موڈ چل رہا ہے۔پہلے تو انھوں نے دو گھنٹے ضائع کیے۔۔کین یو امیجن دو گھنٹے "وہ پورے ایکسپریشنز کے ساتھ بول رہی تھی۔آنکھیں پوری کھولے اور حیران اور غصہ ایک ساتھ ہوتے ہوئے "اس کے بعد مزید دو گھنٹے رکنے کو بول رہے تھے۔میرا ابھی ایک شیڈول تھا، میں نے گھر آنا تھا نہانا تھا کھانا کھانا تھا سونا تھا اور پھر پڑھنا تھا۔۔تھوڑا ٹائم نانو اور مما کے ساتھ باتیں کرنی تھیں تھوڑا ٹائم آپ کے لیے

پھر رات میں کوئی سٹوری سن کر سو جانا تھا مگر میں دو گھنٹے مزید کیسے ضائع کروں؟ میں سکول سے دو گھنٹے لیٹ آئی ہوں میں سو نہیں سکی، مجھ سے پڑھا نہیں گیا، رات کو ہوم ورک کی ٹینشن تھی۔۔ مگر ان کے لیے صرف دو گھنٹے تھے؟ میری ویلیوز میں ٹائم ویسٹ کرنا نہیں تھا اور اب وہ مجھ سے ناراض ہیں۔۔ حالانکہ میں نے بس اتنا کہا تھا کہ میرا ڈرائیور باہر ویٹ کر رہا ہے، میں گھر سے سکرپٹ تیار کر لاؤں گی اور وہ مجھ سے ناراض ہو گئے۔۔ ایک لڑکی تو باقاعدہ کہتی کہ تمھارے ماموں کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔ انھیں کہنا ڈرائیور کو دوبارہ بھیج دیں" اس نے اپنے ماتھے پر آئے بال پیچھے کیے

"ہاں ٹھیک ہے میرے ماموں کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے مگر ڈرائیور ٹائم نکال کر آیا ہے۔ میں نے منع کر دیا اور واپس آ گئی" پھر مامون کو دیکھتے آنکھیں چھوٹی کیں "میں نے ٹھیک کیا نا؟"

وہ اسے دیکھ کر ہنس دیا۔ وہ بھی ہنسی تھی

"اتنی چھوٹی بچی کی ویلیوز کہاں سے آ گئیں؟"

اس نے شانے اچکائے "میں نے آپ سے سیکھا ہے۔ وقت ضائع نہیں کرتے، اگر یہ بری ویلیو ہے تو بتائیں میں آج ہی چھوڑ دیتی ہوں"

مامون پھر سے ہنسا اور آگے کو ہوا۔ پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر جھکا اور سرگوشی کی

"آئی لائک اٹ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا ماننا تھا کہ بچے دیکھنے سے سیکھتے ہیں۔اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ وقت کی پابندی کرے تو آپ بھی کریں،آپ کا بچہ سچ بولے تو آپ سچ بولیں۔۔جو آپ کرتے ہیں وہی آپ کا بچہ کرتا ہے۔

"ویل۔۔یہ اچھی بات ہے کہ آپ نے وقت ضائع نہیں کیا اور بھی اچھی بات ہے کہ آپ نے اپنی ویلیوز دوسروں پر نہیں تھوپیں،اپنی لمٹس اپنے تک ہی رکھیں۔۔باقی مجھے ری ہرسل کر کے دکھائیں،ہم بھی تو دیکھیں ہماری بیٹی کتنی ٹیلنٹڈ ہے"اور مسکرایا۔

وہ ہنس دی۔وہ اپنے اپروول کے لیے مامون کے پاس جاتی تھی، جسٹیفیکیشن کے لیے مامون کے پاس آتی تھی اور وہ اسے کبھی غلط گائیڈ نہیں کرتا تھا۔

وہ اٹھی اور کمرے میں چلی گئی۔کچن سے رابیل باہر آئی اور ادھر اُدھر دیکھا

"ارے۔۔آرا کہاں گئی؟اس کی آواز آرہی تھی"

اس کے ہاتھ میں کافی مگ تھے،ایک اس نے مامون کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"آرہی ہے"اور مسکرایا

رابیل نے سر ہلایا۔اس نے آواز دوبارہ بڑھادی،کردار بولنے لگے۔خبروں میں رابیل کا ذکر تھا،اس کی اسی وڈیو اور ملاقات کا ذکر تھا جو اس نے ردا کے شوہر کے گھر بنائی تھی۔

مامون نے گلا کھنکھارا"بڑی مشہور ہو گئی ہیں"

وہ ہنس دی "میرے سمجھدار شوہر نے مجھے اچھا مشورہ دیا تھا"

"کیا؟" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

"Actions are more powerful than words"

(اعمال الفاظ سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں)

پھر شانے اچکائے "ایکشن انھوں نے کیا میں نے تو بس ری ایکشن دیا ہے" کافی کا گھونٹ بھرا اور مامون کو دیکھا

وہ فقط مسکرایا تھا۔ کمرے سے آرا باہر آئی تھی، اس کے ہاتھ میں سفید کاغذات تھے

آج اشعر گھر پر ہی تھا۔ دھوپ نے ہر سو سنہری تاثر پیدا کر رکھا تھا۔ اوپر والے کمرے میں جھانکیں تو وہ اپنا موبائل فون ڈھونڈ رہا تھا۔ فری کاؤچ پر بیٹھی، دونوں ٹانگیں سینے سے لگائے کتاب پڑھ رہی تھی، کاؤچ کے ہتھ پر انگوروں کی پلیٹ پڑی تھی جہاں سے وہ وقفے وقفے سے انگور توڑ کر کھا رہی تھی۔ اس نے تکیہ اٹھایا اور نیچے دیکھا "فری۔۔ میرا فون نہیں مل رہا؟"

وہ بے بسی سے فری کو دیکھ رہا تھا۔ وہ سیدھی ہوئی اور سامنے میز پر پڑا اپنا فون پکڑا اور اسے کال کی۔ فون اس کے کاؤچ پر ایک طرف پڑا چلا رہا تھا۔ وہ ہنس دی اور فون پکڑا

"سوری۔۔"

فرحین نے سکرین پر جلتا نام پڑھا اور اس کی ہنسی رک گئی۔اس کے چہرے کے نقوش تن گئے۔اشعر نے فون لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر اس نے فون واپس نہیں کیا

"یہ آپ نے میرا نام کیا سیو کیا ہے؟"وہ سیدھی ہو کر غصے میں بیٹھ گئی۔اشعر ہنس دیا

"دکھائیں ذرا"

اس نے فون لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر فری نے پیچھے کر لیا۔

اس نے سکرین دیکھی اور وہاں جگمگاتا نام پڑھا"مٹلڈا"پھر اشعر کو گھورا"ہاں؟یہ کیا ہے؟"

وہ پھر سے ہنسا اور کاؤچ کے ہتھ پر بیٹھ گیا۔اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"جب آپ دو سال پہلے ملی تھیں ناتب میں نے آپ کا یہ نام سیو کیا تھا۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ دو سال بعد آپ یوں میرے ساتھ بیٹھی ہوں گی"اور مسکرایا

فری نے اپنا کندھا جھٹکا"اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟"

وہ ہنس دیا"مائی ڈیئر!یہ ایک کارٹون کریکٹر ہے،بک ریڈر"

اس کا پورا منہ کھل گیا"کارٹون۔۔کارٹون کریکٹر"پھر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی"میں آپ کو کارٹون لگتی ہوں؟"

وہ پھر سے ہنسا"ارے میری اتنی مجال۔۔یہ تو بس ایسے ہی تھا"اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اس کے ہاتھ سے لیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نام چینج کر دیتا ہوں" اور سر جھکا کر سکرین پر ٹچ کرتا وہ اس کا نام بدل رہا تھا

"بتائیں کیا نام رکھوں؟" وہ فری کو دیکھ رہا تھا

اس نے خفگی سے منہ موڑا "مجھے نہیں پتہ"

وہ ہنس دیا اور اپنی مرضی سے اس کا نام لکھا۔ پھر سکرین اسے دکھائی "یہ دیکھیں"

اس نے اپنا نام دیکھا اور گردن اٹھا کر خود سے اونچے اشعر کو دیکھا۔

"سویٹ ہارٹ!" اور ہنس دیا۔ اس نے یہی نام سیو کیا تھا۔ وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔

وہ اٹھا اور فون چارجنگ پر لگایا۔ پھر اسے دیکھا جو سست روی سے انگور کھا رہی تھی

"میں آپ کے لیے ملک شیک بنا لاؤں؟ آپ سٹرابری شیک شوق سے پیتی ہیں"

اس نے اشعر کو دیکھا "پہلے یہ تو ختم ہو جائیں" اس نے منہ بنا کر انگوروں کو دیکھا تھا

وہ ہنس دیا اور اٹھا "میں بنا کر لاتا ہوں" اور باہر چلا گیا۔ فری نے پاؤں پھر سے کاؤچ پر رکھ دیے اور کتاب پڑھنے لگی۔

نیچے جاتے اشعر نے صوفے کے پاس کھڑے صارم کو دیکھا، مسکرا کر اس کی طرف بڑھا۔ جھک کر اس کا گال چوما، پھر اس کے پیٹ میں گدگدی کی اور وہ ہنسنے لگا۔ فرحت پاس بیٹھیں مسکرا رہی تھیں۔

اوپر بیٹھی فری کو ایک عجیب سا درد ہوا تھا۔ اس نے کتاب پر سے نظریں اٹھا لیں، درد بڑھ رہا تھا۔ اس نے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور جھک گئی۔ آنکھیں زور سے میچیں اور کتاب گود سے نیچے گر گئی۔

نیچے کچن میں کھڑے اشعر نے فریج سے سٹرابریز نکالیں، دودھ نکالا اور انھیں جوسر مشین میں ڈالنے لگا۔ پھر چینی ڈال کر جگ پر ڈھکن دے دیا۔

اس کے پیٹ میں درد شدید تھا۔ وہ کراہ رہی تھی، ہاتھ کاؤچ کے ہتھ پر رکھا اور انگوروں کی پلیٹ نیچے گر گئی۔ سارے انگور نیچے کارپیٹ پر بکھر گئے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو باہر آئے تھے، اس نے کانپتی آواز سے اشعر کا نام لیا تھا

"اشعر۔۔"

نیچے کھڑے اشعر نے تین گلاسوں میں ملک شیک ڈالا۔ ایک گلاس باہر لاؤنج میں بیٹھی اپنی ماں کو دیا، باقی دو پلیٹ میں رکھے اوپر لے آیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور فری بری طرح پیٹ پر ہاتھ رکھے جھکی ہوئی تھی، وہ درد سے چلا رہی تھی اور رو رہی تھی۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، کسی نے سر سے آسمان اور پیروں تلے زمین کھینچی تھی۔ اشعر نے گلاس وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھے اور اس کی طرف بڑھا۔ وہ اس کو اٹھا رہا تھا، سیدھا کر رہا تھا اور وہ درد سے کراہ رہی تھی، چلا رہی تھی، اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور وہ ہوش کھو رہی تھی۔ وہ گلابی آنکھوں سے اس کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا۔ وہ اپنی پسندیدہ عورت کو درد میں دیکھ رہا تھا، وہ عورت جسے اس نے سب سے زیادہ چاہا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی اور اشعر نے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر آخری بار کاؤچ پر دیکھا تھا، وہاں کچھ تھا۔۔ہاں وہی جو سرخ ہوتا ہے۔۔

کاؤچ پر بہت سا خون تھا!

وہ تو بس اسے کچھ منٹوں کے لیے چھوڑ کر گیا تھا اور اب وہ اسے ہاسپٹل چھوڑنے جا رہا تھا

وقت تمام ہوا۔۔

ہاسپٹل کی ٹھنڈی راہداری کو عبور کر کے ایمرجنسی روم کے باہر دیکھیں تو ایک بنچ پر رابیل بیٹھی تھی۔اس کی آنکھیں گلابی اور پپوٹے سوجھے تھے۔کچھ فاصلے پر گلشن آرا بیٹھی تھیں جن کے ساتھ مامون بیٹھا تھا۔ان کے سامنے والے بنچ پر حاشر اپنی ماں کے ساتھ بیٹھا تھا،وہاں خاموشی تھی۔ایک تناؤ کا عالم،آنسو اور بہت سا کرب تھا۔فرحت وقفے وقفے سے نم سانس اندر کھینچتیں اور پھر دوپٹے سے آنسو صاف کرتیں۔دفعتاً ایمرجنسی روم کا دروازہ کھلا اور اشعر باہر آیا۔اس کے بال بکھرے تھے،آنکھیں سرخ اور گال گیلے تھے۔رابیل فوراً سے کھڑی ہوئی اور اس کی طرف بڑھی۔ایک لمحہ اسے دیکھتی رہی اور اگلے لمحے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا

"اشعر۔۔"اور آواز گلے میں ہی دم توڑ گئی اور آنسو پھر سے بہنے لگے۔لمبے بالوں والی رابیل نے اپنے چھوٹے بھائی کو کندھے سے لگایا اور دونوں رو دیے۔

"آئی ایم سو سوری۔۔"اس نے گردن اٹھائے اشعر کے سر کی پشت پر ہاتھ رکھا اور کانپتی آواز میں بولی۔

وہ خاموش رہا، کچھ بھی نہیں بولا۔ پھر اس سے جدا ہوا تو سامنے رابیل کی پشت پر مامون کھڑا تھا۔ وہ خاموش تھا، لفظ ختم تھے۔ اس نے آنکھیں پونچھیں اور اس کی طرف بڑھا۔ پھر دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ اس نے سانس خارج کی اور سر جھکایا

"Destiny laughs at our plans"

("قسمت ہمارے پلانز پر ہنستی ہے")

مامون آگے کو ہوا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"صبر کرو" اس سے زیادہ دلاسہ دینے والے الفاظ اسے نہیں ملے تھے۔

وہ صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

دوپہر سے شام ہو گئی تھی مگر ابھی تک فری کو ہوش نہیں آیا تھا۔ اشعر اس کے پاس بیٹھا تھا۔ اسے خود نہیں پتہ تھا کہ وہ اٹھے گی تو اسے کیا جواب دینا ہے۔ اسے کیا کہنا ہے۔ دروازہ کھلا اور رابیل اندر آئی۔ اشعر کی ایک طرف کھڑی ہوئی اور کرب سے اپنے بھائی کو دیکھا۔ پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"ہم دونوں بہت خوش تھے آپی" وہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے باہم ملاتا اور پھر جدا کرتا رابیل سے مخاطب ہوا تھا "مجھ سے زیادہ فری خوش تھیں۔ ہم رات دن اپنی بیٹی کے بارے میں باتیں کرتے تھے، اس کی آنکھیں کیسی ہوں گی، وہ باتیں کیسی کرے گی، ہم اس کا کتنا خیال رکھیں گے، ہم اسے

ایک خوبصورت بچپن دیں گے، نہ وہ بچپن جو میرا تھا اور نہ وہ جو فری کا تھا، ہم نے بہت سے خواب سجائے تھے، ہر دن اس سے شروع ہوتا تھا اور اسی پر ختم۔ وہ ہماری زندگی کا مرکز تھی" پھر خاموش ہوا" پچھلے ہفتے ہم نے اس کی پہلی بار ہارٹ بیٹ سنی تھی، اس کے دل کی دھڑکن اور ہم نے اس لمحے کو اپنی زندگی کی ریاضت کہا تھا" آنسو اس کی آنکھوں سے بہے اور گالوں پر پھسلتے نیچے اس کی جینز پر گر رہے تھے" وہ اپنا بہت خیال رکھتی تھیں، اتنا کہ کچھ غیر ضروری سوچتی بھی نہیں تھیں۔ ہم نے اپنی الماری اپنا کمرہ اپنا سب کچھ ہماری بیٹی کے لیے تیار کیا تھا، وہ ہماری جان تھی ہماری زندگی۔۔ میں اس سے بہت محبت کرتا تھا" اور پھر خاموش ہوا

رابیل نے آنکھیں پونچھیں۔ اسے کیا کہنا چاہیئے؟ دکھ جب کسی اپنے جان سے پیارے کو پہنچتا ہے تکلیف جب اسکا سینا چیرتی ہے تو الفاظ ختم ہو جاتے ہیں۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ دھیمی آواز میں بولی تھی

"مگر میری بیٹی تو واپس نہیں آئے گی نا" اس نے گردن اٹھا کر اپنی بہن کو دیکھا، گلابی آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھرے تھے۔

رابیل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا، اس کی اور رابیل کی آنکھیں ملتی تھیں۔ اس نے اپنا ہاتھ اشعر کے کندھے سے ہٹایا اور تیزی سے وہاں سے پلٹ گئی۔ اشعر نے سانس خارج کی اور پھر سے سر جھکا لیا۔ کچھ لمحے سرکے ہوں گے کہ ایک نحیف سی آواز اس کے کانوں میں پڑی" اشعر۔۔"

اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور سامنے دیکھا تو فری اٹھ چکی تھی۔وہ اشعر کو دیکھ رہی تھی۔وہ کھڑا ہوا اور فری نے اسے دیکھا، پھر کانپتے لبوں سے بولی

"ہماری بیٹی ٹھیک ہے نا؟"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ پتھر کا مجسمہ بنا اسے دیکھ رہا تھا۔اس کا سارا خون نچڑ گیا تھا اور الفاظ مر گئے تھے

"ہماری بیٹی۔۔ٹھیک ہے نا اشعر؟"وہ بلند کانپتی نم آواز میں بولی تھی

وہ آگے بڑھا اور اس پر جھکا، اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"ریلیکس۔۔"وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں بول پایا۔کیا ہی بولے؟

"ہماری بیٹی۔۔میرا بچہ ٹھیک ہے نا؟وہ زندہ ہے نا؟"آنسو اس کی آنکھوں کے کنارے سے نکلے اور کنپٹی پر سفر کرتے کانوں کی طرف بڑھے۔

"آپ کچھ بولیں تو"اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی مگر اشعر نے اسے کندھوں سے تھاما۔اس نے اشعر کے دونوں ہاتھ جھٹک دیے

"ڈاکٹر کو بلائیں۔۔میں ڈاکٹر سے پوچھتی ہوں"وہ تیزی سے اٹھ بیٹھی اور اپنے اوپر سے لحاف اتارنے لگی

"فری۔۔"اس کے پاس کھڑے اشعر نے اس کی دونوں کلائیوں کو تھاما"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے"

اس نے غصے سے اشعر کو دیکھا"میں آپ سے پوچھ رہی ہوں میری بیٹی کیسی ہے اور آپ مجھے ریسٹ کا کہہ رہے ہیں"وہ اتنی اونچی آواز میں بولی تھی کہ باہر سے نرس اور رابیل ایک دم اندر کی طرف بڑھیں

اس نے پہلے نرس کو دیکھا پھر رابیل کو، پھر اشعر کو اور رونے لگی۔نرس اس کی طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ تھاما"میرا بچہ ٹھیک ہے نا؟"وہ نرس سے بار بار ایک ہی سوال پوچھ رہی تھی اور نرس بھی خاموش تھی

اس نے رابیل کو دیکھا"رابیل۔۔یہ دونوں کچھ نہیں بول رہے"اس نے اپنے بال پیچھے کیے پھر اشعر کا بازو تھاما"اشعر۔۔پلیز پلیز۔۔پلیز کہہ دیں ہماری بیٹی ٹھیک ہے۔۔پلیز ایک بار کہہ دیں اسے کچھ نہیں ہوا"وہ جیسے منت کر رہی تھی،اس سے ایک التجا کر رہی تھی

اس نے نم گلابی آنکھوں سے اسے دیکھا اور فرحین کی گرفت اس کے بازو پر کمزور پڑی۔اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا،رنگت پیلی زرد ہوئی اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔زندگی نے ایک بار پھر اس کے ساتھ کھیل کھیلا تھا۔اس نے اپنا سر جھکایا، گردن اس قدر جھکی تھی کہ اس کی تھوڑی اس کے سینے سے جا لگی اور وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔وہ آواز کے ساتھ رو رہی تھی،اس

نے سر نہیں اٹھایا۔اشعر آگے بڑھااور اس کا سر اپنے کندھے سے لگایا۔فری نے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کیے اور روتی گئی

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا،وہ نہیں مر سکتی۔وہ میری بیٹی تھی،میرا حصلہ میری زندگی تھی۔۔میرے ساتھ یہ نہیں ہو سکتا۔میرا ساتھ یہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ میرے ساتھ کیوں ہوا ہے؟ میں اب کیسے رہوں گی،میں تو مر جاؤں گی"روتی ہوئی فری کے آنسوؤں نے کندھے سے اشعر کی شرٹ کو بھگو دیا تھا"میرے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیا مجھے خوش ہونے کا حق نہیں ہے؟ وہ میری اولاد تھی،میں نے تو اپنا بہت خیال رکھا تھا۔۔میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟ میں نہیں جینا چاہتی،میں مر جاؤں گی"رابیل کی نظریں اشعر سے ملیں اس کی آنکھیں گلابی تھیں۔

وہ ہچکیوں اور سسکیوں سے روتی رہی۔۔نرس نے سرنج اس کے بازو میں پیوست کی اور اس کی آواز دھیمی ہوتی ہوتی خاموش ہو گئی۔وہ آنکھیں بند کیے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ چکی تھی۔اشعر نے گردن جھکائے اسے دیکھا،دل پر مزید بوجھ بڑھا اور اس نے فری کے سر کو احتیاط سے پیچھے تکیے پر رکھ دیا۔ پھر اس پر لحاف دیا،اسے سو جانا چاہیئے تھا حالانکہ خود نیند اس پر حرام تھی

ایڈن برا میں دن کے ایک بجے کا وقت تھا۔رامین کمبل سر سے پیر تک لیے گہری سانسیں لیتی سو رہی تھی۔پھر کروٹ بدلی اور اس کی آنکھ کھل گئی۔آنکھ کھلتے ہی اس نے تکیے کے نیچے سے فون نکالا تھا۔ منہ پر سے کمبل ہٹایا،سکرین آن کی اور روشنی آنکھوں میں چبھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے

سکیرٹیں، پھر وقت دیکھا۔ایک بج کر دس منٹ ہوئے تھے،اسے تیمور کی بہت سی کالزاور میسجز آئے تھے،عالمگیر بھی اسے بہت سے کالز کر چکا تھا مگر وہ تو مینا تھی۔وہ کیوں اپنا فون رنگنگ یا وائبریشن پر رکھے گی۔وہ سیدھی ہوئی اور سکرین چہرے کے سامنے کی۔تیمور کی کال آرہی تھی،وہ اٹھی اور چوکڑی مارے بیٹھ گئی۔اس کے بال بکھرے تھے اور آنکھیں سوئی سوئی سی تھیں،اس نے سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا

"ہیلو۔۔"اس نے آنکھیں بند کر لیں جیسے پھر سے سونا ہے

حال چال پوچھنے کے بعد وہ اپنی بات پر آیا تھا"کہاں تھی تم؟سوئی تھی کیا؟"

اس نے سانس خارج کی"ہوں۔۔سوئی تھی"اس نے گال کو چھوتے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"طبیعت ٹھیک ہے؟"اگلا سوال اس کی سماعت سے ٹکرایا

"ہوں۔۔۔ابھی تک تو ٹھیک ہے"وہ اپنے پاؤں پر ہاتھ پھیرتے اس سے بات کر رہی تھی

"تمھاری رابیل سے بات ہوئی ہے؟"تیمور سنجیدگی سے اس سے پوچھ رہا تھا

"نہیں"پھر سامنے دیکھا"میری کسی سے بات نہیں ہوئی۔۔میں تو اٹھی ہی اب ہوں"

کچھ پل کی خاموشی"اچھا"اور وہ آگے کچھ نہیں بولا

"تم آفس نہیں گئے؟"اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی

"گیا تھا۔۔جلدی آگیا"اور پھر سے سناٹا

مینا نے تھوک نگلا، پھر دونوں گھٹنے سینے سے لگائے "کیوں؟"

"ایسے ہی" جواب جھٹ سے آیا تھا۔ پھر توقف کیا "تمھاری اشعر سے بات ہوئی ہے؟"

"نہیں نا۔۔ابھی اٹھی ہوں" اس نے دوبارہ چوکڑی مار لی "تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

اس نے سانس خارج کی۔ کچھ لمحوں کا توقف "وہ ہاسپٹل ہے"

"چوزو۔۔" وہ بے زار ہوئی تھی "یار وہ ہاسپٹل ہی ہوتا ہے"

تیمور نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ لمحوں کا توقف۔ پھر ایک آواز ابھری "فری کا مس کیرج ہو گیا ہے"

مینا کی سماعت سے اس کی آواز ٹکرائی اور اس کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور جہاں تھی وہیں جامد ہو گئی

"کیا؟" پھر بھنویں بھینچ لیں "اوہ مائی گاڈ۔۔کب؟"

اب تو وہ بھی اس احساس سے گزر رہی تھی جس احساس سے فری گزری تھی۔ اسے بھی اولاد کی بے پناہ خوشی تھی اور وہ اس کے ہونے سے خود کو زندہ محسوس کرتی تھی، خود کا خیال رکھتی تھی۔ اولاد کی خوشی ہر شے سے عزیز ہوتی ہے اور اس کا غم ہر شے سے بڑا۔

"صبح میں۔۔" اس کا جواب مختصر ہے

"اوہ۔۔" اس نے شانے ڈھیلے چھوڑ دیے "اشو کیسا ہے؟ فری کیسی ہے؟"

تیمور نے سانس خارج کی "کیسے ہو سکتے ہیں؟"

مینا کچھ پل خاموش رہی، وہ بس اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔اسے بھی دکھ تھا اور بہت زیادہ دکھ تھا۔ اشعر اس کا بھائی ہی نہیں پارٹنر تھا، اچھے اور برے کا پارٹنر، دنیا کا بہترین ساتھی اور اشعر کا دکھ مینا کا دکھ تھا۔وہ جڑواں پیدا ہوئے تھے اور اب تک دونوں نے ہر اچھے برے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا تھا

"میں پاکستان آجاؤں۔۔مجھے اشعر سے ملنا ہے" اس نے دھیمی آواز میں کہا تھا

تیمور نے سانس خارج کی "میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔شام تک دیکھ لو پھر مجھے بتا دینا"

مینا نے تھوک نگلا اور آنکھیں بند کر کے سانس بحال کی

"چلو تم جاؤ۔۔بریک فاسٹ کرو، میں بعد میں بات کرتا ہوں"

اس نے سر ہلایا "اوکے" اور کال کاٹ دی۔وہ کچھ دیر ایسے ہی بیٹھی رہی، پھر رابیل کے لیے ایک وائس میسج چھوڑا اور اٹھ کر باہر آگئی۔اس کا کچھ بھی کھانے کو دل نہیں تھا مگر اب وہ اپنی مرضی کم ہی کرے گی۔۔

اس کی اشعر سے بات ہوئی تھی۔زیادہ وقت تو دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی تھی۔اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے اور کیسے کہے۔وہ کافی دکھی تھی، اس کے لہجے سے اداسی واضح تھی۔وہ واپس جانا چاہتی تھی مگر اشعر نے خود ہی روک دیا۔اس وقت وہ لنچ کر کے ملک مین میں کافی پینے

بیٹھی تھی۔اس کے سامنے میز پر کافی کپ تھا جس سے بھاپ نکل رہی تھی اور وہ خاموش سی سامنے بیٹھے عالمگیر کو سن رہی تھی۔اس نے آج گہری نیلی جینز پر ہلکی نیلی سفید دھاریوں والی شرٹ پہن رکھی تھی،اوپر سرمئی کوٹ تھا اور اس نے اپنے بال نیلے ربن میں باندھ رکھے تھے۔عالمگیر الجھا ہوا تھا اور ضوفشان اس کے ساتھ خاموش بیٹھی تھی

"کم آن۔۔تمھیں پتہ تھا کہ آج تم نے اس کے سیمینار میں جانا ہے، تمھیں پتہ تھا کہ آج وہ لیکچر کے لیے آئے گا مگر پھر بھی تم سوئی رہی۔۔تم۔۔سوئی رہی۔۔مینا"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا

وہ خاموش بیٹھی تھی۔وہ بولنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھی۔اس نے کافی کپ سے گھونٹ بھرا اور پھر گلا کھنکھارا۔

"اور کچھ؟"اور مسکرائی

"مینا۔۔"وہ زور سے بولا تھا

مینا نے پیچھے کو ٹیک لگائی "دیکھو عالمگیر، مجھے اونچی آواز کی عادت نہیں ہے۔نہ میرا شوہر نہ میرا بھائی مجھ پر اس طرح حکم جماتا ہے اور نہ میں حکم لینے کی عادی ہوں"اور مسکرائی۔

"سیریئسلی؟"وہ شاک میں تھا جیسے اس نے کوئی عجیب بات کی ہے

ضوفی آگے ہوئی "مینا۔۔بی سیریئس، تم نے ایک اچھا موقع ہاتھ سے جانے دیا ہے۔تم اس سے مل سکتی تھی،اسے ٹریپ کر سکتی تھی مگر تم سوئی رہی۔تم نے ٹائم ویسٹ کیا اور ایک موقع ضائع کر دیا" وہ بھی آگے کو ہو کر بول رہی تھی

مینا نے سانس خارج کی اور کافی کا دوسرا گھونٹ بھرا "میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔میں نے میڈیسن لی تھی اور نہیں اٹھا گیا" مینو نے کہہ کر سادگی سے شانے اچکائے۔

دونوں بس سانس لے کر رہ گئے۔عالمگیر آگے کو ہوا "مینا۔۔دیکھو اگر اسی طرح ہم وقت ضائع کرتے رہے تو ہمارے ہاتھ آنا کچھ نہیں ہے"

مینا نے سمجھ کر سر ہلایا "اچھا" پھر کافی کا گھونٹ بھرا۔وہ دونوں اس کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے

"اس کا پھر سے سیمینار ہو گا،میں تب چلی جاؤں گی" اس نے سادگی سے کہا تھا

دونوں نے منہ بسور لیے۔مینا ہنس دی "اوکے،اوکے۔۔میں کچھ کرتی ہوں"

"کیا کرو گی تم؟" عالمگیر آگے کو ہوا

"شہریار کا پتہ لگانا ہے نا،لگالوں گی" وہ بلا کی بے پرواہ تھی

اس نے غصے سے میز پر ہاتھ مارا "بی سیریئس۔۔ہمارا ٹائم ویسٹ ہو رہا ہے"

رامین نے سادگی سے پہلے اسے دیکھا،پھر اپنی کافی کو۔پھر کافی کا گھونٹ بھرا۔

"ہو گیا؟" اس نے سیاہ پتلیوں کو گھماتے ان دونوں کو دیکھا تھا۔

وہ خاموش رہے۔مینا نے اپنا کافی کپ وہیں پڑا رہنے دیا۔پھر کھڑی ہوئی اور کاؤنٹر تک گئی۔ان دونوں نے بے بسی سے اسے دیکھا اور پھر سانس خارج کر کے رہ گئے۔

"یہ عجیب ہے"ضوفی نے کمپلینٹ پاس کیا تھا۔

عالمگیر نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں"بہت"اور سر جھٹکا۔

اس نے کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی سے سلپ بنوائی،کافی کا مزید ڈسپوزیبل گلاس لیا اور ذرا سا جھک کر اپنی دائیں طرف لٹکے پرس سے پیسے نکالنے لگی۔پیسے نکالتے اس کی کہنی ساتھ کھڑے شخص سے لگی اور شاید اس کے ہاتھ میں کافی کپ تھا جس سے ذرا سی کافی جھلکی تھی

"اوہ۔۔سوری۔۔"مینا نے پہلے نیچے گری کافی کو دیکھا،پھر اس شخص کی سفید شرٹ کو جہاں کافی کے داغ تھے،نظروں نے اس کی شرٹ سے اس کے چہرے تک سفر کیا تھا

"نو نو۔۔اٹس اوکے!"وہ شخص انگریزی بول رہا تھا۔اس نے مسکرا کر مینا سے معذرت کی اور پھر وہاں سے چل دیا۔وہ چلا گیا مگر مینا وہیں بت بنی رہی۔وہ جامد ہو گئی تھی،بالکل پتھر کا مجسمہ۔اس نے اگلی سانس نہیں لی،آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں اور اس نے سامنے کھڑی لڑکی کو پیسے دیے تھے۔پھر اندھا دھند باہر کی طرف بھاگی،لڑکی پیچھے سے پکارتی رہ گئی،اس نے بقایا رقم نہیں لی۔اس کی کافی وہیں پڑی رہ گئی،عالمگیر اور ضوفشان نے مڑ کر دیکھا اور پھر گردن سامنے کیے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

مینا باہر کی طرف بھاگی اور بھاگتی گئی۔وہ شخص تھوڑی ہی دور تھا،ایڈن برا میں ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔آسمان ہلکا نارنجی تھا مگر سردی پھر بھی تھی۔وہ بھاگتے ہوئے اس شخص تک گئی جو کافی پیتا فون پر بات کرتا آگے کو بڑھ رہا تھا۔پھولے تنفس اور بڑھی دھڑکن کے ساتھ وہ اس کے سامنے تھی،وہ اس سے قد میں لمبا تھا اور مینا نے گردن اٹھائی تھی۔وہ زیر لب کسی کا نام بڑبڑائی اس شخص نے بھنویں بھینچے اسے دیکھا"اٹس اوکے۔۔"اسے لگا شاید وہ کافی گرنے کی معافی مانگنے آئی ہے۔

"نو۔۔نو۔۔"وہ سر نفی میں ہلا رہی تھی۔

"واٹ؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔وہ کیا کہہ رہی تھی

مینا نے تھوک نگلا،سانس کی رفتار مزید بڑھی اور اس نے کانپتے لبوں سے اس کا نام لیا تھا

"چنگیز۔۔"

وہ حیرت اور لاعلمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔

"چنگیز۔۔تم۔۔"اس کے آگے الفاظ ٹوٹ گئے۔

"واٹ؟"وہ ابھی بھی لاعلم ہی تھا۔

"تم انجان کیوں بن رہے ہو؟"وہ آگے بڑھی اور اس کا بازو جھنجھوڑا"چنگیز۔۔تم مجھے بھول گئے"

اب کی بار مینا حیران ہوئی تھی۔اس کی حیرانی میں دکھ تھا صدمہ تھا

"سوری۔۔آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں" وہ برا سا منہ بناتے ایک قدم پیچھے ہٹا تھا

"چنگیز۔۔تم چنگیز ہی ہو" وہ پھر سے بولی اور اس کی طرف بڑھی مگر اس لڑکے نے اسے غصے سے دیکھا

"مائنڈ یو۔۔ڈونٹ مس بیہیو" پھر کافی کپ پاس ڈسٹ بن میں اچھالا۔

"مجھے تنگ مت کریں" اور غصے سے اسے دیکھتا رہا "میں کوئی چنگیز نہیں ہوں، ہونہہ!" اور سر جھٹک کر اسے کراس کر کے وہاں سے چلا گیا۔وہ وہیں کھڑی رہی، سامنے سے عالمگیر آیا تھا۔وہ مینا کے عین سامنے تھا "کیا ہوا؟ تم گھبرائی ہوئی کیوں لگ رہی ہو؟" وہ کہنے کچھ آیا تھا کہہ کچھ رہا تھا۔

مینا نے مڑ کر اسے دیکھا، وہ کوبرن سٹریٹ میں بہت آگے نکل چکا تھا۔اس نے نم سانس اندر کھینچی اور مڑی۔سامنے عالمگیر کو دیکھا

"آئی تھنک۔۔میں ٹھیک نہیں ہوں" اور شانے اچکائے۔

پھر آگے کو بڑھ گئی، عالمگیر اس کے ساتھ تھا۔اس نے بھی مڑ کر دیکھا تھا، وہ سفید شرٹ اور نیلی جینز والا کون تھا۔۔

دور جاتا شخص بے پرواہ سا تھا، اس نے ہونٹ گول کر کے سیٹی بجائی اور پھر ایک دھن سی بناتا گیا۔

اس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ تھی۔۔

اس کی آنکھیں ہلکی سبز تھیں "ہری آنکھیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بالکل ہلکے سبز پتے کی طرح!

رات نے ہر سو پر پھیلائے تھے۔پتھروں کے شہر میں دھنداتر آئی تھی،کچھ دیر پہلے برف باری بھی ہوئی تھی۔دور ایک فلیٹ کے ایک کمرے میں ایک شخص سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا تھا،اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔اس کے سامنے بہت سے کاغذ تھے جن پر کچھ نہ کچھ لکھا تھا مگر اس کی نظر اور توجہ ان کاغذات پر ہر گز نہیں تھی۔اس کی توجہ کا مرکز اس کے ہاتھ میں تھا۔وہ ایک چھوٹی بوتل تھی،چوکور سی موٹے شیشے کی بنی۔اس کا سائز ہماری ہتھیلی جتنا تھا،شیشے کی بوتل کی گردن میں ایک کارک تھا جس نے اسے بند کر رکھا تھا۔بوتل گلاب کی پتیوں سے بھری ہوئی تھی مگر سوکھی گلاب کی پتیاں جن کی رنگت گہری گلابی،سرخ،بھوری اور کچھ پیلی تھی۔اس بوتل میں خاص بات کیا تھی؟اس بوتل کی خاص بات یہ تھی کہ اس پر کسی نے پیلا بوسیدہ کاغذ چپکایا تھا،جس کے کنارے بھورے تھے۔بالکل پرانے زمانے کے ان پیلے کاغذات کی طرح جن پر خطوط لکھے اور پڑھے جاتے تھے۔اس کاغذ پر سیاہ رنگ سے کسی نے کچھ لکھا تھا جسے پڑھ کر وہ شخص مسکرایا اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔

“Show me a glimpse of flame and I’ll lighten up”

(مجھے شعلے کی ایک جھلک دکھاؤ اور میں جل اٹھوں گا)

اس نے بڑے احتیاط سے اس بوتل کی گردن میں لگا کارک اتارا اور خوشبو ہر سو پھیل گئی۔پھول مرجھائے تھے مگر خوشبو بہت اچھی تھی،پھول چاہے مرجھا جائیں پھر بھی خوشبو چھوڑ جاتے ہیں۔

ان مرجھائے پھولوں سے بھی خوشبو آرہی تھی۔اس بوتل کی گردن سے دھاگے سے کچھ بندھا تھا، دھاگے کے سہارے بندھا ایک چھوٹا مگر لمبا سا کارڈ تھا جس پر بھیجنے والے نے شاید اپنا نام لکھا تھا

"The magician of Edinburgh"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور پھر سامنے پڑا قلم پکڑا۔ایک کاغذ پر گھسیٹا اور پھر وہ کاغذ لفافے میں ڈال کر لفافے کی پچھلی طرف اڈریس لکھ دیا۔وہ بوتل کو دیکھ کر پھر سے مسکرایا تھا

"ایڈن برا کا جادوگر!"

اسے آفس آئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔لیپ ٹاپ سکرین پر نظریں جمی تھیں اور وہ ٹچ پیڈ پر انگلی لگاتا سکرین پر اوپر کو جاتا کچھ پڑھ رہا تھا۔دفعتاً آفیفہ اندر داخل ہوئی اور اس کے سامنے کافی کپ رکھا، پھر بیٹھ گئی

"بزی ہیں؟"اس سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

مامون نے کوئی جواب نہیں دیا اور بدلے میں میز کی دائیں طرف پڑا چاکلیٹ بالز کا جار اس کے سامنے رکھا۔وہ مسکرائی اور اس جار کا ڈھکن اٹھا کر اندر سے ایک چھوٹی بال نکالی

"رابیل نے بھیجی ہو گی، ہے نا؟"اور مسکرا دی مگر مامون نہیں مسکرایا۔اس نے کہنی کرسی کے ہتھ پر رکھی اور انگلیاں ہونٹوں پر رکھے اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا، وہ بال کو منہ تک لے گئی مگر اس سے پہلے کہ منہ میں رکھتی وہ بڑے اطمینان سے بولا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس میں مورفین ہے"

اور افیفہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔اس نے پہلے چاکلیٹ بال کو دیکھا پھر مامون کو اور منہ بنالیا"نہیں دینا چاہتے تو وہ الگ بات ہے"اور اس نے سر جھٹک کر بال دوبارہ ڈبے میں ڈال دی

"یہ جار۔۔"وہ آگے کو ہوا"کیا تم نے پہلے اسے کبھی دیکھا ہے؟"

افیفہ نے دائیں ابرو اٹھائی"باس۔۔آپ مجھے غریب کہہ رہے ہیں"اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی"ہاں ٹھیک ہے یہ بہت پیارا ہے مہنگا بھی ہے،میں ایسے جارز نہیں لیتی لیکن یہ مطلب نہیں ہے کہ لے ہی نہیں سکتی"اس نے جار کو اپنے سامنے کیا"کافی مہنگا لگ رہا ہے"اور شانے اچکائے

"تمھاری دوست کہتی ہے کہ اسے یہ جار تم نے بھجوایا ہے اور ان بالز پر مورفین کی کوٹنگ ہوئی ہے۔۔اسے میں کیا سمجھوں افیفہ؟"وہ پیچھے کو ہوا اور پھر سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا

اس نے منہ بنایا"میں نے مورفین دینی ہوتی نا تو قسم سے آپ کو دیتی،کم از کم کڑوروں کی جائیداد تو اپنے نام کرواتی۔۔رابیل کے پاس کیا ہے بھلا؟"

مامون نے سانس خارج کی"ہاں یا نہ؟تم نے رابیل کو یہ جار بھجوایا تھا یا نہیں؟"

افیفہ آگے کو ہوئی "نہیں نہیں نہیں۔۔یہ سچ ہے کہ آپ کو دنیا کے ہر جرم کے پیچھے افیفہ ہی نظر آتی ہے مگر یہ میں نے نہیں کیا۔۔میں رابیل کے ساتھ ایسا کیوں کروں گی؟مجھے اسے کوئی گفٹ دینا ہو تو میں فیس ٹو فیس دیتی ہوں "وہ اپنی بات کی وضاحت پیش کر کے پیچھے ہوئی

"مگر رابیل کہتی ہیں کہ تم نے انھیں یہ گفٹ بھجوایا ہے اور انھوں نے تمھارا تھینک یو بھی کیا ہے؟"

وہ ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے بیٹھ گئی

افیفہ ہنس دی "وہ تو یہ بھی کہتی ہے کہ آپ بہت اچھے اور سویٹ ہیں۔میں یہ بھی مان لوں؟"

"افیفہ۔۔"وہ سنجیدگی سے بولا تھا

اس نے آنکھیں گھمائیں "آپ نے مجھے نکالنا ہے تو ویسے ہی نکال دیں۔۔میں اپنی بیسٹ فرینڈ کو مورفین کیوں دوں گی؟"اب کی بار وہ حیران ہوئی تھی

"اور تھینک یو؟"

اس نے سانس خارج کی "آپ کی بیوی ناروتے ہوئے مجھے فون کرے اور میں سن لوں تو اس پر بھی ہزار بار تھینک یو کہتی ہے۔۔مجھے لگا پیار آرہا ہو گا میرے پر اس لیے تھینک یو بول رہی ہے"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا "پتہ تو میں لگالوں گا"

"اور اگر میں نہ نکلی تو وعدہ کریں دو تین لاکھ تک انعام دیں گے "اور مسکرائی

مامون نے اسے گھورا، پھر سنجیدگی سے گویا ہوا "نادیہ نے جو فائل بھیجی ہے اسے دیکھو جا کر۔۔ بک بک کرو الو"

اس نے منہ بنایا، پھر بڑبڑائی "اچھے اور سویٹ۔۔ ہونہہ!" اور سر جھٹکا

"کچھ کہا تم نے؟" وہ آگے کو ہوا

اس نے شانے اچکائے "کیا واقعی اسے کسی نے مورفین دی تھی، اس نے مجھ سے اس کا ذکر نہیں کیا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا

وہ ہنس دی "پھر تو اسے دن میں تارے نظر آئیں ہوں گے"

مامون کے چہرے پر ذرا برابر مسکان نہیں آئی "تمھیں بھی دکھاؤں کیا؟"

اس کی مسکراہٹ سمٹی "مت بھولیں۔۔ میں اپنی سہیلی کو آپ کی شکایت کروں گی" اور سر جھٹکا۔

پھر کھڑی ہوئی "واپسی پر مجھے بھی لیتے جایئے گا، رابیل سے ملنا ہے" پھر معصوم سا منہ بنا کر ذرا سا آگے کو جھکی اور مسکرائی "مامون بھائی" اور ہنس دی

وہ بھی مسکرایا "تم جا کر میری شکایت کرو، شاباش!"

اس نے سر ہلایا اور مامون کے انداز میں نقل اتاری "یہاں سے نکلوں گی نا تو سیدھا جاؤں گی پھر لیفٹ سائیڈ پر بالکل سامنے کولڈ سٹوریج ہے، اس کے ساتھ ہی کانفرنس روم ہے۔۔وہاں گیارہ بجے آپ کی میٹنگ ہے، تشریف لانے کے لیے تیار رہیے گا" اور سر کو خم دے کر چلی گئی

اس نے سر کو نفی میں ہلایا "ڈرامہ!" اور دوبارہ لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا

ایڈن برا میں ابھی کچھ دیر پہلے بارش ہوئی تھی اور اب ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔آسمان سرمئی سا تھا جیسے پھر سے برسے گا۔رامین گھر سے چھتری لیے نکلی تھی، لمبے بھورے کوٹ میں ملبوس اس نے ایک طرف اپنا پرس لٹکایا تھا اور وہ وکٹوریا سٹریٹ میں گھوم رہی تھی۔اس کے ساتھ آج کوئی نہیں تھا۔رنگ برنگی دکانوں اور آتے جاتے لوگوں کو دیکھتی وہ ایک دکان میں داخل ہوئی۔وہاں بہت سے گفٹس پرفیومز اور کاسمیٹکس تھیں۔اس نے گردن اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھا، پھر کاؤنٹر پر کہنی رکھے سامنے کھڑے لڑکے سے انگریزی میں مخاطب ہوئی۔کچھ لمحے بیتے اور وہ اسے پرفیومز دکھانے لگا۔وہ شیشے کی رنگ برنگی بوتل کھولتی ذرا سا پرفیوم کلائی پر لگاتی اور ہاتھ ناک تک لے جا کر سونگھتی۔اسے ایک ہلکا گلابی پرفیوم اچھا لگا تھا۔چھوٹی مگر گول شیشے کی بنی خوبصورت بوتل جس میں سے ہلکا گلابی مائع باہر سے جھلک رہا تھا۔اس نے مسکرا کر وہ پرفیوم پیک کروایا اور کاؤنٹر پر کارڈ دے کر بل ادا کیا اور باہر نکل آئی۔کچھ دیر چلنے کے بعد بوندا باندی ہونے لگی تھی۔اس نے اپنی چھتری کھول لی اور سر پر تانے آگے بڑھنے لگی، بارش میں تیزی آئی اور وہ ایک کیفے میں داخل ہو گئی۔وہاں روسٹڈ

کافی بینز کی خوشبو ہر سو پھیلی تھی۔اس نے اپنی چھتری بند کی اور وہیں کھڑکے پاس ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔وہ ایسی جگہ بیٹھی تھی جہاں سے وکٹوریا سٹریٹ آخر سے نظر آرہی تھی۔اس نے کافی آڈر کی اور پھر خاموشی سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔پتھروں کا شہر بارش میں اور بھی حسین اور استھیٹک لگتا تھا۔اس نے پرس سے اپنا فون نکالا اور واٹس ایپ کھولی،اس نے نکلنے سے پہلے تیمور کو میسج کیا تھا،اس نے ابھی تک وہ میسج سین نہیں کیا تھا۔شاید آفس میں تھا یا مصروف ہو گا۔ اس نے سکرین بجھادی،ویٹر اس کی کافی لے آیا اور اس نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔اس نے کافی کپ پکڑا اور ایک گھونٹ بھرا۔یہ کافی بھی اچھی تھی مگر ملک مین کی کافی کی بات سب سے الگ تھی۔وہ گردن موڑے باہر دیکھتی کافی کے گھونٹ بھر رہی تھی۔کہیں دور بارش میں ایک کپل کھڑا تھا، لڑکی ہنس رہی تھی اور لڑکا اپنی چھتری فولڈ کر رہا تھا،وہ دونوں بارش میں بھیگ رہے تھے۔مینا مسکرائی اور اب دلچسپی سے انھیں دیکھنے لگی،لوگ اس کپل کے پاس سے گزرتے مسکرا کر انھیں دیکھتے اور پھر چلے جاتے۔لڑکا لڑکی کی انگلی پکڑ کر ہاتھ اوپر لے جا کر اسے گھما رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے اس کی انگلی پکڑے گھوم رہی تھی۔پھر اس کا ہاتھ پکڑا اور دور جا کر قریب آئی۔کافی پیتی رامین کی مسکراہٹ گہری پڑی۔اس نے سانس خارج کی،اگر تیمور یہاں ہوتا تو وہ بھی ایسے ہی بارش انجوائے کرتی،اس کے ساتھ سارا ایڈن برا گھومتی اور پتھروں کا شہر بہاروں کا شہر ہوتا۔اس نے سر جھٹکا اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔پھر خاموشی سے کافی پینے لگی۔دماغ ابھی بھی تیمور آفندی پر تھا،اس کا

دل کر رہا تھا کہ اس سے بات کرے، وہ اس کے ساتھ بیٹھا ہو اور وہ کسی بات پر ہنس دے مگر یہ ابھی ممکن نہیں تھا۔اس نے کافی ختم کی اور پھر باہر نکل آئی۔

رُٹ لینڈ سٹریٹ تک پہنچتے پہنچتے بارش بالکل تھم چکی تھی۔اس کا رخ ہمایوں کے ریسٹورنٹ کی طرف تھا۔دور سے ہی اس کے ریسٹورنٹ کا بڑا بڑا نام لکھا نظر آ رہا تھا

"The Huxley"

اندر داخل ہوتے ہی کھانوں کی خوشبو اس کے نتھوں سے ٹکرائی۔وہ سیدھا اندر داخل ہوئی، ادھر اُدھر دیکھا اور اسے ہمایوں نظر نہیں آیا۔شاید وہ کچن میں تھا۔وہ آگے بڑھی اور کچن کے سامنے ایک میز کے گرد کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔پھر سامنے پڑا مینیو دیکھا اور ویٹر کو اشارہ کر کے اپنی طرف بلایا۔ وہ آڈر لے کر چلا گیا۔مینو کچھ لمحے یونہی بیٹھی رہی پھر اپنے پرس سے فون نکال کر سکرین روشن کی۔ اسے سامنے رکھا، اپنا پرس اس فون کے پیچھے رکھا اور فون اس پرس کے سہارے ٹک گیا۔اس نے کہنی میز پر رکھی، ہتھیلی تھوڑی تلے اور ایک سیلفی لی۔سیلفی اچھی آئی تھی اور وہ ہمیشہ کی طرح اس نے تیمور کو بھیج دی۔وہ اب فون سامنے رکھ کر وڈیو بنا رہی تھی۔ویٹر اس کے پاس آیا اور شیک کا گلاس رکھا۔اس نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔وہ سر ہلا کر چلا گیا۔کچھ پل بیتے اور وہ مینا کا وائٹ ساس پاستہ لایا تھا۔پاستہ کی پلیٹ کے ساتھ ایک اور پلیٹ تھی جس پر کیچپ سے ایک مسکراتا ہوا چہرہ تھا اور ساتھ اس کا نام لکھا تھا

"Hey, Mrs. Taimoor!"

وہ پہلے حیران ہوئی، پھر گردن دائیں طرف موڑی اور کچن کے دہانے پر ایپرن پہنے ہمایوں کھڑا اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ سینے تک لے گیا پھر سر کو خم دیا۔ اس نے بھی سر کو خم دیا اور مسکرائی۔ پھر کھانے پر جھک گئی۔ وہ آرام آرام سے کھاتے ہوئے فون پر کوئی ترکش ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ ڈرامے کے بغیر تو کھانا بھی ہضم نہیں ہوتا تھا۔ کھاتے ہوئے اس کی نظر ایک طرف بنے کاؤنٹر کی طرف گئی جو کہ ایک چھوٹا بار تھا۔ وہاں ڈرنکس سرو کیے جاتے تھے۔ اس کاؤنٹر کے سامنے سٹول پر ایک لڑکا اور ساتھ لڑکی بیٹھی تھی۔ دونوں مسکرا کر کوئی بات کر رہے تھے۔ لڑکے کے ہاتھ میں ویپ تھا جسے وہ ہونٹوں سے لگا کر دھواں خارج کر رہا تھا۔ اس نے مینا کی نظروں کی حرارت محسوس کرتے ہوئے اچانک اس کی طرف دیکھا۔ مینا نے نظریں نہیں موڑیں مگر آج ان نظروں میں نہ حیرت تھی نہ کسی قسم کا کوئی جذبہ۔ مینا کو دیکھتے اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی، چہرے پر سیاہ سا سایہ لہرایا۔ اس نے پوڈ پیچھے کر لیا اور نظریں چرا لیں۔ اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی نے اس کے چہرے کی بدلتی رنگت بخوبی دیکھی تھی۔ اس لڑکے نے اسی جانب دیکھا جہاں مینا بیٹھی تھی۔ مینو نے شانے اچکائے اور دوبارہ اپنے پاستہ پر جھک گئی۔ ہری آنکھوں والا لڑکا اسے دیکھتا رہا، پھر سر جھٹک دیا۔ رامین نے دوبارہ اس جانب نہیں دیکھا تھا، اس کے سامنے وڈیو کال آن تھی اور وہ اپنے شوہر سے بات کر رہی تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی، پھر دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر ہنس دی اور اس کے گال گلابی

پڑے۔اس لڑکے نے دوبارہ منہ سے پوڈ نہیں لگایا۔وہ خاموش سا ہو گیا تھا،اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی بول رہی تھی اور وہ ہوں ہاں کر رہا تھا۔

کچھ پل بیتے اور مینو نے بل ادا کیا۔پھر کھڑی ہوئی اور ویٹر سے کہا کہ چند لمحوں کے لیے ہمایوں کو بلا دے۔وہ وہیں بیٹھ کر اس کا انتظار کر رہی تھی۔ہمایوں سامنے سے آیا اور وہ مسکرا دی۔پھر کھڑی ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا،وہ بل ادا کرنے پر بھی خفا ہو رہا تھا۔وہ کھانا تو وہ اسے مفت میں بھی دے سکتا تھا مگر رامین نے کسی اور دن پر بات ٹال دی۔

سٹول پر بیٹھا لڑکا وقفے وقفے سے گردن موڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔رامین نے اپنا پرفیوم والا چھوٹا شاپنگ بیگ اٹھایا اور چل دی۔سٹول پر بیٹھے لڑکے کے سامنے بیٹھی لڑکی اسے کچھ کہہ رہی تھی،اس نے لڑکی کی بات ان سنی کی اسے نظر انداز کیا اور اس کی بات بیچ میں ہی رہ گئی جب وہ اٹھا اور رامین کے پیچھے باہر کی طرف بڑھا۔وہ چھتری سر پر ٹکائے آگے بڑھ رہی تھی اور وہ اس کے پیچھے تھا۔اس کے چلنے کی رفتار تیز ہوئی اور وہ مینا کے سامنے جا کھڑا ہوا

"ایکس کیوزمی!"

مینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔

"وہ۔۔آئی ایم سوری"اس نے تھوک نگلا،گلٹی ڈوب کر معدوم ہوئی۔مینا خاموش رہی۔وہ خود ہی بول پڑا

"کل میں آپ سے ذرا روڈ ہو گیا تھا۔۔سو۔۔"

وہ مینا کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا اور پھر کچھ سوچنے لگی

"آپ۔۔۔کون؟"پھر گلا کھنکھارا اور مسکرائی"دراصل مجھے ایک بیماری ہے جس سے گزرے ہوئے کل یا ابھی تھوڑی دیر پہلے کے ہوئے واقعات مجھے یاد نہیں رہتے"پھر کچھ سوچنے لگی

"اسے شارٹ ٹرم میموری لوس کہتے ہیں"اور مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا"مجھے نہیں یاد آپ کون ہیں؟ری مائنڈ کرائیں"اس نے بایاں بازو سینے پر باندھ لیا

"میں وہی ہوں۔۔جس کے پیچھے آپ چنگیز چنگیز کہتی آئی تھیں"اس کے چہرے پر ایک امید تھی کہ جیسے وہ اسے کل کی طرح پہچان لے گی

"کون چنگیز؟"وہ سپاٹ چہرے سے بولی،جذبات سے خالی آنکھیں اور سنجیدہ چہرہ۔وہ کچھ پل پہلے والی مینا نہیں تھی۔وہ کمال کی اداکارہ تھی

لڑکا نے بولنے کے لیے منہ کھولا مگر الفاظ نہیں جمع کر پایا۔اس نے سر جھٹکا اور اسے کراس کر کے وہاں سے چلی گئی۔وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا۔پھر مسکرا دیا،اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔۔وہ زیر لب بڑبڑایا

“Twin flame”

فرحین مغرب کی اذان کے وقت کافی دیر کاؤچ پر بیٹھ کر روتی رہی تھی۔اس نے الماری کھولی تھی اور سامنے ہی اس کے بچے کے کپڑے کھلونے پڑے تھے۔تب سے وہ بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔بالکنی میں کھڑا اشعر اندر نہیں گیا تھا۔کچھ آنسوؤں کا بہہ جانا بہتر ہوتا ہے۔وہ بس سینے پر بازو لپیٹے گہرا نیلا جامنی آسمان دیکھ رہا تھا۔پھر وہ اٹھی اور بیڈ پر لحاف اوڑھ کر لیٹ گئی۔آج کل بس اس کے دو ہی کام ہوتے تھے۔رونا اور سونا اور وہ انھیں بخوبی انجام دے رہی تھی۔کچھ پل بیتے اور اندر سے آواز آنا بند ہو گئی۔شاید وہ سو گئی تھی۔اشعر اندر بڑھا،وہ لحاف لیے آنکھیں بند کیے گہری سانسیں لے رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور الماری کا پٹ کھولا۔پھر ہاتھ بڑھا کر الماری کے اوپر دیوار کے ساتھ لگا چھوٹا بیگ پکڑا اور زپ کھولی۔وہ باری باری اپنے بچے کے کپڑے نکال کر اس میں رکھ رہا تھا۔ضبط کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ تھیں مگر وہ رو نہیں رہا تھا۔پھر اس نے کھلونے پکڑنا شروع کیے۔اس کا دل بھر آیا،چھوٹی سی گڑیا پر اس کی گرفت مضبوط پڑی اور آنسو آنکھ کی حد پار کر کے گال پر پھسل گیا۔خوشیوں کی مدت اتنی تھوڑی کیوں ہوتی ہے؟ان کی مدت واقعی تھوڑی ہوتی ہے یا صرف ہمیں ہی لگتی ہے؟اس نے اپنی بیٹی کے کپڑے جوتے کھلونے ڈال کر زپ بند کی۔پھر فری کے سائیڈ ٹیبل کی طرف آیا،وہاں ایک سفید کاغذ تھا جس پر دوائیاں لکھی تھیں،پاس بہت سی دوائیوں کی چھوٹی شیشیاں تھیں۔اس کی نظر فری پر پڑی جس کی رنگت زرد پڑ چکی تھی،وہ دو دن میں ہی کافی کمزور سی لگ رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی اور اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا

"سب ٹھیک ہو جائے گا" یہ اسے تسلی دی تھی یا خود کو۔اس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ اشعر کو گھورنے لگی۔پھر اٹھ بیٹھی اور آنکھوں کے کنارے پونچھے۔اس نے اشعر کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھاما

"آپ کا کیا قصور؟میرے ساتھ تو ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے۔میں جس کے مقدر میں بھی ہوتی ہوں اسے سیاہ کر دیتی ہوں" اس کی آنکھوں کے پیالے پانی سے بھر گئے "کچھ دن گزریں گے اور ہم دونوں عادی ہو جائیں گے۔پھر ہمیں ہماری بیٹی یاد نہیں آئے گی" اور یہاں فری کا قبضہ ٹوٹ گیا اور وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔اس نے اپنا منہ ہاتھوں میں چھپا لیا اور روتی گئی۔اس سے مزید برداشت نہیں ہوا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا، پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"میں نے آپ کو قصوروار نہیں ٹھہرایا۔آپ اپنے ساتھ ایسا مت کریں" اس نے تھوک نگلا "مجھے تکلیف ہوتی ہے"

"مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے" وہ خاموش ہو گئی۔پھر نم سانس اندر کھینچی اور سر اس کے کندھے سے لگا لیا۔دونوں کے درمیان خاموشی تھی

"یہ دکھ سب سے بڑا ہے اشعر۔۔مجھے اس دکھ کی پہلی ضرب پر صبر کرنا چاہیئے تھا مگر میں نے یہ انعام بھی گنوا دیا" وہ آہستہ آواز میں بول رہی تھی اور اشعر سن رہا تھا "میں ڈمب تھی اور ڈمب ہی رہی۔میں ایسی ہی رہوں گی"

"مجھے آپ پھر بھی قبول ہیں" اس نے نرمی سے کہا تھا

"میں نے اپنا بہت خیال رکھا تھا۔ میں تو بھول ہی گئی تھی کہ اشعر سے پہلے بھی فری کی کوئی زندگی تھی۔ میں بھول گئی تھی کہ میرے ماں باپ بھی ہیں جنھوں نے کبھی مڑ کر نہیں دیکھا جیسے فری مر گئی ہے۔ میرا کوئی دوست نہیں ہے، نہ کوئی بہن بھائی۔ اولاد تھی وہ بھی چھن گئی"

اشعر نے سانس خارج کی اور اس کی طرف دیکھا جس کے گال گیلے تھے۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے گال صاف کیے "میں ہوں نا۔۔ ہم یہ وقت بھی گزار لیں گے، ہم نے اچھا وقت ایک ساتھ دیکھا ہے۔ ہم یہ وقت بھی دیکھ لیں گے" اور خاموش ہو گیا

"مگر یہ کب تک رہے گا؟ یہ دکھ بہت بڑا ہے اشعر" اس نے اشعر کو دیکھتے کہا تھا۔

"مانا کہ یہ سنسان گھڑی سخت کڑی ہے
لیکن مرے دل، یہ تو فقط ایک گھڑی ہے
ہمت کرو، جینے کو تو اک عمر پڑی ہے"

اور دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔ اب فری خاموش تھی، اس کی آنکھیں پھر سے بند ہو رہی تھی۔ فری کے لیے اشعر اس کے سکون کا دائرہ تھا، ایک محفوظ ہالہ اور ایک مضبوط کندھا۔۔

اشعر اور نگریب کی نظر دوائیوں پر تھی۔

سفید سرمئی محل کی روشنیاں رات کی تاریکیوں سے مقابلہ کر رہی تھیں۔رابیل خاموش سی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی،اس نے کہنیاں گھٹنوں پر رکھے تھوڑی تلے ہتھیلیاں جمائی ہوئی تھیں۔

مامون بنا آہٹ کے اس کے ساتھ آ بیٹھا۔اس نے مڑ کر دیکھا اور مسکرا دی۔پھر ذرا سا ساتھ ہوئی اور سامنے دیکھنے لگی

"دن کیسا رہا؟"مامون نے سوال کیا

وہ مسکرائی"اچھا تھا۔۔آپ بتائیں"

اس نے ایک آہ بھری"میں بڑا لاجکل سا بندہ تھا اور ہوں بھی۔۔میں چیزوں میں لاجک ڈھونڈتا ہوں لیکن ایک چیز ہے جس میں کوئی لاجک نہیں ڈھونڈ پا رہا"

رابیل نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔وہ مسکرایا اور اس کے لمبے سیاہ بالوں کو چھوا،وہ اپنی انگلیاں نرمی سے اس کے بالوں میں سے گزار رہا تھا اور وہ اس کی سیاہ آنکھیں دیکھ رہی تھی

"یہی کہ دل جس پر آ جائے۔۔پھر لاجک نہیں ڈھونڈتا۔۔اس کی کوئی لاجک نہیں ہوتی"

رابیل ہنس دی۔پھر سر اثبات میں ہلایا"یہ تو ٹھیک کہا آپ نے"

وہ فقط مسکرایا مگر انگلیاں یونہی گزارتا رہا"آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں"

وہ پھر سے ہنس دی"یہ بات آپ کافی دفعہ دہراتے ہیں"

اس نے فقط اثبات میں سر ہلایا۔پھر گلا کھنکھارا"کیا آپ آفس میں بہت زیادہ مصروف ہوتی ہیں؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی کی "کبھی کبھی۔۔کیوں؟"

"ایک میسج ہی کر دیا کریں۔۔حال چال ہی پوچھ لیا کریں یا اپنا حال ہی بتا دیا کریں" اس نے اس کے آگے کو آئے بالوں کو پیچھے کیا

رابیل نے ہتھیلی تھوڑی تلے رکھی "کیوں؟"

وہ ذرا سا آگے کو جھکا اور اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا

"You are my dopamine"

اس نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا پھر سے ہنس دی۔وہ بھی مسکرایا تھا

"ایک میسج آپ بھی کر سکتے ہیں" اس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی، محبت کی چمک، چاہے جانے کی چمک۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا "بالکل۔۔مگر کیا پتہ آپ مجھے اگنور کر دیں" اس نے شانے اچکائے تھے

رابیل کے ہونٹ اوہ میں ڈھلے۔پھر مسکرائی "ٹرائی کر کے دیکھیے گا"

"اگر آپ نے ریپلائی نہ کیا تو؟"

"تو ٹرائی ٹرائی اگین" پھر آگے کو ہوئی اور مامون کی سیاہ آنکھوں میں جھانکا "میں رابیل اور نگزیب ہوں، اتنی آسانی سے کسی کو بھی نہیں ملتی"

اس کی اس بات پر مامون ہنس دیا۔وہ بھی ہنسی تھی

Clubb of Quality Content

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔ پھر مامون نے گلا کھنکھارا "وہ جار آپ کو افیفہ نے نہیں بھیجا تھا"

رابیل سنجیدہ ہو گئی "لیکن اس پر نام اسی کا تھا"

مامون نے اثبات میں سر ہلایا "بالکل۔۔ کسی نے آپ کو افیفہ کے نام سے بھیجا تھا"

"مگر میں نے اس سے تھینک یو بولا تھا"

مامون نے برا سا منہ بنایا "ایسے ہی میں آپ کی بیسٹ فرینڈ کو دماغ سے پیدل مینٹل پیس نہیں بولتا"

رابیل نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے گھورا "وہ میری دوست ہے"

اس نے سانس خارج کی "اللہ رحم کرے آپ دونوں کی دوستی پر"

وہ ہنس دی "پھر کس نے بھیجا تھا وہ جار؟"

"پتہ لگا رہا ہوں۔۔ ایک دو دن میں پتہ چل جائے گا" پھر رابیل کو دیکھا "آپ جو بھی کھانے لگیں اسے پہلے ٹیسٹ کرایا کریں۔۔ عجیب آپ میری جان کی دشمن بنی ہوئی ہیں" اس نے غصے سے کہا تھا

"میں نے کیا کہا ہے؟" وہ بس منہ کھولے اسے دیکھے گئی

"کبھی آپ کو زہر دے دیتے ہیں۔۔ کبھی مورفین اور آپ بڑے مزے سے کھا رہی ہوتی ہیں۔۔ آپ کو کچھ ہوتا ہے تو مجھے بہت کچھ ہوتا ہے، مگر کوئی سمجھے تو نا" اس نے تیزی تیزی میں بول کر منہ دوسری طرف کر لیا۔

وہ ذرا سا ساتھ ہوئی اور اس کے ہاتھ کی پشت پر نرمی سے ناخنوں سے ذرا سی حرکت کی "کس کو بہت کچھ ہوتا ہے؟" وہ شرارت بھرے لہجے میں بول رہی تھی

مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور وہ ہنس دی۔ وہ فقط مسکرایا تھا۔

پھر سر ہلاتے ہوئے بولا "آپ سے ایک فیور چاہیئے تھی، بزی ورکنگ وومن"

وہ مسکرائی "یس!"

"کل آرا کے سکول میں فنکشن ہے۔ میں ذرا بزی ہوں گا آپ چلی جائیں گی؟"

"کتنے بجے ہے؟" وہ سنجیدہ ہوئی تھی

"دس بجے۔۔ایک دو بجے تک ختم ہو جائے گا" پھر کچھ سوچتے بولا "آرا کا پلے بارہ بجے ہے، آپ تب چلی جایئے گا"

اس نے سر ہلا دیا "اوکے" پھر مسکرائی "بزی ورکنگ مین" اس نے مامون کی نقل اتاری تھی اور وہ ہنس دیا۔ وہ دونوں اکٹھے ہوتے تھے تو یونہی ہنستے تھے، مسکراہٹیں ہنسی میں بدل جاتی تھیں، محبت کا اظہار اور عقیدت کا اقرار ہوتا تھا۔

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔ رات کی تاریکی اور سناٹے میں بس ان کی آوازیں گونجتیں باغ کو رونق بخشتی تھیں۔

"میں ایک بات سوچ رہی تھی مامون" وہ سامنے دیکھتے ہوئے بولی تھی

Clubb of Quality Content

"ہوں!"

"میں جب انڈسٹری میں آئی تھی تو میرے پاس فیشن ڈیزائننگ کی ڈگری نہیں تھی۔نہ میرے پاس ایسا کوئی ایکسپیرینس تھا مگر میں پھر بھی بہت آگے گئی۔نو ڈاؤٹ سارے سفر میں اللہ میرے ساتھ تھا،پہلے عافی اور پھر آپ۔۔میں نے بہت کچھ سیکھا،میں نے خود کو انڈر ایسٹیمیٹ اور دوسروں کو کبھی اوور ایسٹیمیٹ نہیں کیا۔لوگوں نے مجھے مغرور کہا بد تمیز اور بد مزاج بھی کہا مگر میں نے جانے دیا کیونکہ میرے پاس اتنی انرجی نہیں تھی کہ ان کاموں پر ضائع کرتی مگر میں نے یہ بات بہت آبزرو کی ہے۔جب ہمیں کسی نے کہا کہ سٹرونگ بنو تو ہم نے ایروگینٹ (مغرور) ہونا سن لیا۔غلطی ہمارے سننے میں ہوئی ہے کسی سیانے کے کہنے میں نہیں۔جس کو جھٹ سے جواب دینا آتا ہوں، بڑے بڑے لفظ بول کر دوسروں کا منہ بند کرانا آتا ہو،ڈس ریسپیکٹ کرنا آتا ہو ہم اسے سٹرونگ سمجھتے ہیں جبکہ یہ ایروگنٹ ہونا ہے۔۔سٹرونگ ہونا ایسا نہیں ہوتا" وہ خاموش ہوئی اور اس کے جواب کا انتظار کیا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ہم نے سنا ہے کہ بہادر بنو،ہماری لڑکیوں کو بہادر بنایا جا رہا ہے یا ویسے بھی انھیں بہادر ہونا چاہیئے مگر بہادر ہونا کیا ہے یہ نہیں پتہ۔۔ایروگینٹ ہونا بہادر ہونا نہیں بد تمیز ہونا ہوتا ہے۔چلتے پھرتے بم بننے سے آپ بہادر نہیں بنتے،بہادر انسان باوقار ہوتا ہے،اسے اپنی ویلیوز پتہ ہوتی ہیں،وہ ریسپیکٹ کرتا اور کرواتا ہے،وہ لوگوں کو معاف کرتا اور اپنی انرجی اچھے کاموں کے

لیے بچا کر رکھتا ہے۔۔بہادر انسان ہمبل ہوتا ہے جبکہ مغرور انسان ہمبل نہیں ہوتا،وہ بدلہ لیتا ہے، معاف کر بھی دے تو جتاتا ہے،وہ کم ظرف ہوتا ہے۔۔ہم واقعی ایروگنٹ کو کانفیڈنٹ اور مضبوط سمجھتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے۔۔بہادر انسان کی سیلف ریسپیکٹ ہوتی ہے اور ایروگنٹ کی انا۔۔دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے"

رابیل نے سمجھ کر سر ہلایا"کیا اپنے آپ سے محبت کرنا،بس یہی کانسیپٹ ہے سیلف لو کا؟"

وہ سامنے دیکھتے بول رہا تھا"نہیں۔۔ہم یہاں بھی غلطی کرتے ہیں۔۔ہم خود کو اتنا محدود کر دیتے ہیں اپنے گرد اتنی دیواریں بنا لیتے ہیں کہ لوگوں ہمیں اپروچ نہیں کر سکتے۔۔یہاں تک کہ وہ لوگ بھی جو دل کے اچھے اور مزاج کے دھیمے ہوتے ہیں،ہم خود کے لیے کافی ہوتے ہوتے اکیلے ہو جاتے ہیں۔۔اکیلے ہونا سیلف لو نہیں ہے،خود غرض ہونا سیلف لو نہیں ہے،دوسروں کو پیچھے چھوڑتے جانا اور سمجھنا کہ میں اکیلا ہی زندگی کا سفر طہ کروں گا مجھے کسی کی ضرورت نہیں یہ بھی سیلف لو نہیں ہے ۔۔ہم نے غلط سمجھ لیا ہے رابیل،سیلف لو خود سے محبت کرنا تو ہے ہی مگر یہ دوسروں سے نفرت کرنا نہیں ہے۔۔اللہ تعالیٰ نے ایک ارب اور اس سے زیادہ انسان زمین پر سبزی بیچنے نہیں بھیجے۔۔انھیں آپ کی ضرورت ہوتی ہے اور آپ کو ان کی،سیلف لو اپنے آپ کو باوقار بنانا ہے،اپنی ویلیوز برقرار رکھنا ہے،خود پر کمپرومائز نہ کرنا ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم خود سے تو محبت کرتے ہو دوسروں کو گھاس بھی نہیں ڈالتے،ہاں لیکن تم دوسروں سے محبت کرتے ہوا نھیں اہمیت دیتے ہو

مگر خود کو ان سے اوپر رکھتے ہو، اپنے آپ کو ان سے اہم رکھتے ہو۔۔ سیلف لو تو خود کو مزید ہرٹ ہونے سے بچانا ہے، یہ ریسپیکٹ دینے اور ریسپیکٹ لینے کا عمل ہے، کسی کا منہ توڑ کر رکھ دینا اس کو کچل کر رکھ دینا اس کو معاف نہ کرنا۔۔ یہ سب باتیں فضولیات ہیں، انھیں سیلف لو یا سٹرونگ ہونے کا نام دینا حماقت ہے، اور کچھ نہیں" وہ خاموش ہو گیا۔

رابیل نے سانس خارج کر کے اسے دیکھا اور مسکرائی

"کتاب کیوں نہیں لکھتے آپ؟"

وہ ہنس دیا" جس کو ضرورت ہو گی، میں اس کے لیے کھڑا رہوں گا۔ ویسے بھی یہ جنریشن کافی سیانی ہے، ان کے پاس ایک سے بڑھ ایک مسئلہ ہے اور مسئلے کا حل بھی اور پھر اسی حل کے بھی مسئلے ہیں۔ لہذا جو جیسا ہے اسے رہنے دیا جائے، سکون اسی میں ہے"

اس نے مسکرا کر سر گھٹنوں پر رکھا۔

مامون نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا" آجائیں۔۔ صبح اٹھا نہیں جائے گا ورنہ" اور کھڑا ہو گیا۔

رابیل نے سر اٹھایا اور اس نے اس کے سامنے ہاتھ بڑھایا۔ رابیل نے اپنا ہاتھ مامون کے ہاتھ میں دیا اور دونوں اندر کی طرف بڑھے۔

معمول کی طرح آج صبح زوبیہ اپنے آفس آئی تھی۔ کمرے میں سکون سا تھا، کھلی کھڑکی سے روشنی چھن کر اندر آ رہی تھی۔ وہ مرکزی کرسی پر بیٹھی کسی فائل کا مطالعہ کر رہی تھی جب اس کا مینیجر اندر

داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں گلابی پھولوں کا ایک گلدستہ تھا۔اس نے گلابی گلاب اس کی میز پر رکھے، زوبیہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر ابرو اٹھا کر پھولوں کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ کس نے بھیجے ہیں؟"وہ پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

مینیجر نے گلابوں کے ساتھ آیا کارڈ اس کے سامنے رکھا۔وہ آگے ہوئی اور اس کارڈ کو دیکھا جس پر بھیجنے والے نے اپنا نام لکھا تھا۔نام کے ساتھ ایک چھوٹی سی تحریر تھی

“In the cities of lights

Where light dances”

اور نیچے بھیجنے والے نے اپنا نام لکھا تھا۔وہ پہلے حیران ہوئی پھر مسکرائی، پھر ہنس دی۔اسے گلابی گلاب صرف ایک شخص ہی دے سکتا تھا اور اسی نے دیے تھے۔وہ ہنس دی اور کھڑی ہوئی۔ مینیجر بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا

"آپ کہیں جا رہی ہیں؟"

اس نے جلدی میں اپنا پرس اور گاڑی کی چابیاں پکڑیں۔پھر سر اثبات میں ہلایا"ہم پھر ملیں گے" اس نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر جلدی سے مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔اس نے اس دن اس لمحے کا کئی دن کئی مہینے انتظار کیا تھا۔

لندن میں دوپہر بڑی خوبصورت سی اتری تھی۔نارنجی نیلا سا آسمان اور ہر سو روشنی۔لندن برج کے پاس آتے جاتے لوگوں کی بھیڑ تھی مگر ایک شخص اس بھیڑ سے بے گانہ تھا۔اس نے سیاہ کارگو جینز پر سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔نیچے سفید گول گلے والی شرٹ تھی،وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے پانی پر روشنی کا رقص دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھیں سیاہ تھیں،صاف رنگت پر سیاہ ہلکی شیو بہت جچ رہی تھی۔ہوں جیسے سیاہ آنکھیں اسی کے چہرے کے لیے بنی تھیں۔کچھ فاصلے پر ایک لڑکی آتی دکھائی دے رہی تھی،اس نے گلابی گھٹنوں سے نیچے آتی فراک پہن رکھی تھی جس کی آستینیں آدھی تھیں۔پھولی پھولی چھوٹی آستینیں جو کہنی سے اوپر تک تھیں۔چوکور گلے میں لٹکا سفید موتیوں کا ہار نظر آرہا تھا۔اس نے کراس کر کے ایک طرف کو سفید پرس لٹکا رکھا تھا جس پر تین ہلکے گلابی پھول بنے تھے۔زوبیہ نے نیچے سفید بلاک ہیلز پہن رکھی تھیں اور گردن ادھر اُدھر موڑتی آگے بڑھ رہی تھی۔دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا،آنکھیں اس کے چہرے کی طالب تھیں اور وہ بس آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ایک ریلنگ کے ساتھ کھڑا وہ اسے نظر آیا اور وہ وہیں ساکت ہو گئی۔وہ واقعی آگیا تھا۔وہ لاہور چھوڑ کر گئی تھی تو وہ واپس کبھی لاہور نہیں گیا تھا۔

معاذ بن ابوہریرہ نے اپنا پہاڑوں کا شہر زوبیہ حسان کے روشنیوں کے شہر کے لیے چھوڑ دیا۔

معاذ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،پھر ذرا سا جھکا اور ایک طرف ریلنگ سے لگ کر نیچے پڑے گلابی پھول اٹھائے،انھیں اپنی پشت کے پیچھے چھپایا اور آگے بڑھا۔وہ بھی چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھ

رہی تھی۔ تیز تیز چلنے کی وجہ سے اس کا تنفس بڑھا تھا،دل کی رفتار مزید تیز ہوئی۔وہ وہیں کھڑی رہی تھی،معاذ آگے بڑھا تھا۔لوگوں کا ہجوم ان کے بیچ میں سے گزر رہا تھا مگر وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ان کے لیے بس وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے سامنے تھے،لندن ٹاور کے نیچے سے گزرتا پانی تھم گیا تھا، اس پر رقص کرتے ستاروں نے فرصت سے انھیں دیکھا تھا،وقت نے سب کو جامد کر دیا تھا،وقت پلٹ آیا تھا۔وقت ان کے حق میں تھا اور معاذ اس کے عین سامنے تھا،وہ گردن اٹھائے اسے مبہوت سی دیکھ رہی تھی۔وہ اسے ساری دنیا سے زیادہ خوبصورت لگا تھا۔وہ اس کے لیے دنیا چھوڑ سکتی تھی اور وہ دنیا چھوڑ آیا تھا۔معاذ نے سر جھکایا اور پھر گھٹنے کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔اس کا ایک گھٹنہ زمین کو چھو رہا تھا اور دوسرا اٹھا ہوا تھا۔اس نے گلابی گلابوں کا گلدستہ اس کی طرف بڑھایا۔وہ آنکھیں پھاڑے سانس روکے بس سر جھکائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ سر اٹھائے اسے پھول دے رہا تھا۔ ساری دنیا کے سامنے اس سے محبت کا اظہار کر رہا تھا،آتے جاتے لوگوں نے رشک سے دیکھا تھا، لوگ ٹھہر کر انھیں مسکرا کر دیکھ رہے تھے۔کچھ تصاویر بنا رہے تھے اور کچھ یونہی فرصت سے کھڑے تھے۔

"معاذ آج بھی اور کل بھی اور آنے والے ہر دور میں آپ کے لیے سب چھوڑ سکتا ہے،سب چھوڑ آیا ہے۔۔میں سارا کا سارا آپ کا ہوا"اور مسکرایا۔

وہ پہلے مسکرائی پھر ہنس دی،اس نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر چہرہ چھپایا، پھر شرمائی، گال گلابی ہوئے اور اس نے معاذ سے پھولوں کا گلدستہ لے لیا۔وہ کھڑا ہوا

"یہ فیری ٹیل لگتی ہے" وہ مسکراتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی۔اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا، زوبیہ نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور اس نے انگوٹھی اس کی انگلی میں ڈالی، ننھا ہیرا اس کی انگلی میں دمک رہا تھا۔وہ گلابی آنکھوں سے کبھی انگلی دیکھ رہی تھی کبھی معاذ کو۔۔وہ ذرا سا پیچھے ہوا، بازو لمبا کیا، اس کا ہاتھ ہوا میں بلند کیا اور اس کی انگلی تھام لی۔وہ اس کی انگلی تھامے کھڑا تھا اور وہ کسی فیری ٹیل کی شہزادی کی طرح گھوم رہی تھی۔اس کے قہقہے سارے لندن نے سنے تھے، معاذ کی مسکراہٹ لندن کی روشنیوں نے ٹھہر کر ناز سے دیکھی تھیں۔زوبیہ عین اس کے سامنے کھڑی تھی اور وہ مسکرا رہا تھا۔پھر سانس خارج کی اور سر جھکایا

"میں اس لمحے کئی بار تصور کیا تھا۔۔تصور حقیقت ہو گیا اور میں نے اپنا آپ، آپ کو دان کیا" زوبیہ مسکرائی "اور میں نے تمھیں قبول کیا" دونوں کی نظریں ملیں اور مسکراہٹیں گہری ہوئیں۔ ریلنگ پر بازو ٹکائے وہ اس سے باتیں کر رہی تھی اور وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔

"اس جگہ پر کھڑے ہو کر میں نے تمھیں بہت یاد کیا ہے۔ہر شام یہیں گزرتی تھی، میں ستاروں کو پانی میں اترتے دیکھتی اور تمھیں یاد کرتی تھی۔میں اکثر سوچا کرتی تھی کہ تمھیں میں یاد ہوں گی؟ پھر اداس ہو جایا کرتی تھی کہ شاید تمھاری زندگی میں کوئی اور لڑکی آ گئی ہو" وہ رکی اور معاذ کو دیکھا

وہ مسکرایا"نہیں۔۔ہمیشہ سے آپ ہی تھیں،آپ ہی رہیں"

زوبیہ نے دھیمی مسکراہٹ سے سر جھکایا"میں جب سے اسلام آباد سے آئی تھی مجھے تمھارا انتظار رہا۔مجھے یقین تھا کہ تم آؤ گے اور تم آ گئے"

"رکنے کی کوئی وجہ نہیں تھی"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے

زوبیہ نے سانس خارج کی"اب تو تم کہیں نہیں جاؤ گے نا؟"

اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک چمک تھی۔ویسی ہی چمک معاذ کی آنکھوں میں بھی تھی

"نہیں۔۔میں وہیں تھا جہاں آپ مجھے چھوڑ کر گئی تھیں"

وہ ہنس دی"میں تمھیں بتا رہی ہوں،میں کسی مینار میں قید رپنزل ہوں اور تم مجھے آزاد کروانے والے شہزادے"

وہ بھی ہنس دیا"نہیں۔۔میں ایک عام سا غلام اور آپ کسی سلطنت کی شہزادی"

اور دونوں پھر سے ہنس دیے

"میں تمھیں سارا لندن گھماؤں گی۔۔تمھیں اپنا روشنیوں کا شہر دکھاؤں گی"وہ پرجوش ہوئی تھی۔

ہوا کے جھونکوں سے اس کے بال لہرا رہے تھے

معاذ نے سر ہلایا۔وہ مسکراتی ہوئی زوبیہ کو سن رہا تھا،زندگی واقعی خواب لگتی تھی!

Clubb of Quality Content

صبح دوپہر میں ڈھل چکی تھی۔دو بجے کا وقت تھا اور رابیل آرا کے ساتھ بیٹھی تھی۔کچھ دیر پہلے اس کا فنکشن ختم ہوا تھا اور اب ہال کی لائٹس آن تھیں۔اس نے نیوی بلیو لمبی قمیض پہن رکھی تھی جس کے بازو جالی دار تھے، بال بریڈڈ جوڑے میں مقید تھے اور نیچے نیوی بلیو ہائی ہیلز تھیں۔اس کے ساتھ بیٹھی آرا اس سے باتیں کر رہی تھی،اس کی رنگت گرمی کی وجہ سے سرخ ہوئی تھی،سامنے کے بال پسینے کی وجہ سے ماتھے سے چپکے تھے۔اس نے سفید فراک پہن رکھی تھی،ایک طرف صوفے پر اس کی جیتی ہوئی شیلڈ تھی اور ہاتھ میں انار کے جوس کا ڈسپوزیبل گلاس تھا۔وہ وقفے وقفے سے سٹرا ہونٹوں سے لگاتی اور جوس کے گھونٹ اندر اتار رہی تھی۔رابیل نے اپنا گلاس سامنے پڑی میز پر رکھا،پرس سے ٹشو نکالا اور اس کے بال ماتھے سے پیچھے کر کے اچھے سے چہرہ صاف کیا۔پھر ذرا سا آگے ہوئی

"میں آپ کے بال باندھ دیتی ہوں"

آرا نے سر اثبات میں ہلایا اور ذرا سا ترچھا ہو کر بیٹھ گئی۔اس کی پشت رابیل کی طرف تھی،اس نے اس کے لمبے بالوں کو ہاتھ میں لیا اور اسے جوڑے میں مقید کر دیا۔وہ مڑی اور رابیل دیکھ کر مسکرائی۔اس نے اپنا گلاس ہاتھ میں تھاما اور پھر کھڑی ہوئی۔اپنا ہاتھ بڑھایا اور آرا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔وہ ایک آخری بار اس کی دوستوں سے ملی اور پھر گاڑی کی طرف بڑھی۔آرا پیسنجر سیٹ کی طرف کھڑی تھی،رابیل نے گاڑی ان لاک کرنے کے لیے چابی لاک میں ڈالی مگر گاڑی پہلے سے ہی

Clubb of Quality Content

ان لاک تھی۔وہ حیران ہوئی، بھنویں بھینچ گئیں۔اسے یاد تھا وہ گاڑی لاک کر کے گئی تھی۔پھر دوسری سوچ آئی شاید اچھے سے نہ کی ہو اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔اس کے ساتھ آرا بیٹھی تھی۔اس نے اپنی سیٹ بیلٹ باندھی اور گاڑی آگے کو بڑھادی۔ساتھ بیٹھی آرا نیم دراز سی تھی۔ اس نے ہونٹوں میں سٹرا دبایا تھا اور وقفے وقفے سے گھونٹ بھر رہی تھی۔راستے میں گاڑی روکی، رابیل نے اپنا خالی گلاس سرخ ڈسٹ بن میں اچھالا اور پھر سانس خارج کی۔اس نے اے سی آن کر دیا مگر سٹیرنگ کے ساتھ اے سی جالیوں سے ٹھنڈی ہوا کے ساتھ کچھ عجیب سا نکلا تھا، جیسے ہلکا سا دھواں ہو جو بڑھنے لگا تھا۔اس کا رنگ ہلکا سرمئی تھا مگر وہ بہت زیادہ مقدار میں تھا، سونگھنے پر وہ گلے سے لگ رہا تھا۔اس نے اے سی بند کر دیا مگر اب اس کا سر گھوم رہا تھا۔آئرہ نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر ناکام۔جوس کا گلاس ایک طرف کو لڑھک گیا اور وہ خود ہاتھ پیر چھوڑے ہوش کھو بیٹھی تھی۔رابیل اسے بلا رہی تھی، پھر اس نے ہاتھوں سے دروازے پر لگا ہینڈل گھما کر کھڑکی کھولنی چاہی مگر اس کا دماغ رسپانس نہیں دے رہا تھا۔وہ آگے کو لڑھک رہی تھی اور بلآخر اس نے اپنا سر سٹرینگ پر رکھ دیا۔۔

وقت تمام ہوا!

یہاں سے دور ایک خوبصورت سے گھر میں تابندہ اپنے کمرے میں کھڑی تھی۔اس نے میرون شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔شلوار کے پائنچے کھلے تھے،اس کے بال کھلے تھے۔اس نے تھوڑے سے بال

کندھے سے آگے ڈال رکھے تھے اور باقی کے پیچھے تھے۔ہاتھ میں میرون ویلوٹ کی چوڑیاں تھیں اور وہ آئینے میں دیکھتی کانوں میں بالیاں ڈال رہی تھی۔پھر بیڈ پر پڑا دوپٹہ پکڑا اور اسے گلے میں لیا۔ میرون ہائی ہیلز پہنیں اور ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا فون پکڑا اور باہر کی طرف بڑھی۔لاؤنج میں سیڑھیوں سے اوپر جاتے ہوئے ایک بڑا سا لمبا شیشہ لگا تھا جو اس نے زرار سے کہہ کر لگوایا تھا۔وہاں کھڑی ہوئی تو سر سے پیر تک عکس ابھرا،اس نے بیک کیمرہ آن کیا اور پھر تصویر کھینچی۔تصویر زرار کو واٹس ایپ کی

"میں تیار ہوں،آجاؤ"

اور مسکرائی۔پھر کمرے میں داخل ہوئی،فون بیڈ پر پھینکا اور باڈی سپرے خود پر چھڑکا۔بیڈ پر پڑا فون تھرتھرایا،وہ بیڈ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی،زرار نے اس کی تصویر پر محبت والا سرخ دل بھیجا تھا،ساتھ دس منٹ میں آنے کی خبر۔وہ مسکرائی،آج صبح امبر کی بیٹی ہوئی تھی اور وہ اس سے ملنے جا رہے تھے۔باہر کی بیل بجی تھی۔اس نے وقت دیکھا،اس وقت کون ہو سکتا ہے؟پھر یاد آیا کہ چوکیدار کل بھی اسی وقت آیا تھا اور وہ اوپر تھی۔اس نے اوپر سے ہی اسے منع کر دیا تھا۔اس نے اپنے پرس سے دو سو روپے نکالے اور باہر کی طرف بڑھی۔بیل بار بار بج رہی تھی،اس کی بھنویں بھنچ گئیں۔اتنی بھی کیا جلدی۔اس نے اندر سے صدا لگائی

"کون؟"

"باجی یہ ساتھ والے گھر سے آیا ہوں۔۔آمنہ باجی کہہ رہی تھیں آپ کو مالی چاہیئے"

اس نے ہونٹ اوہ میں سکیڑے۔پھر دروازہ کھول دیا۔سامنے ایک بوڑھا شخص کھڑا تھا،اس نے تابندہ کو دیکھتے ماتھے کو چھو کر سلام لیا

"آپ کل شام کو آیئے گا۔۔آج ذرا میں مصروف ہوں،گھر پر نہیں ہوں گی"اس نے سر اثبات میں ہلایا۔واپس چلا گیا۔تابندہ نے دروازہ بند کیا اور اندر کی طرف آئی مگر بیل پھر سے بجی۔وہ جھنجھلا گئی، اس نے سانس خارج کی اور دروازہ کھولا

"جی؟"سامنے ایک اٹھارہ سالہ لڑکا کھڑا تھا

"آپی۔۔وہ آپ کو بلا رہے ہیں"اس نے دور دائیں طرف اشارہ کیا

"کون؟"اس نے گردن دائیں طرف گردن موڑی مگر وہاں کوئی نہیں تھا

اس نے گردن موڑی مگر سامنے سیاہ نقاب میں کوئی تھا۔وہ مسکرایا اور ایک جھٹکے سے بڑی بے دردی سے سرنج اس کے بازو میں گھبا دی۔وہ درد سے کراہی،آنکھیں گلابی پڑیں۔اس کا تنفس بڑھا تھا مگر وہ کچھ بول نہیں پائی۔آنکھیں دھندلی ہو رہی تھیں،منظر کے سامنے دھند چھا رہی تھی اور وہ زمین پر گرنے والی تھی جب اس شخص نے اس کی کلائی تھام لی۔

وقت تمام ہوا!

دن ڈھلتا ڈھلتا شام میں بدل گیا۔آسمان جامنی ہو چکا تھا،ہر سو اندھیرا چھانے والا تھا۔ایسے میں ایک ہاسپٹل کے باہر ایک گاڑی میں ایک شخص بیٹھا تھا۔اس نے پی کیپ پہن رکھی تھی اور سر جھکا ہوا تھا۔گاڑی میں اندھیرا تھا،ارد گرد آتے جاتے لوگ اور مختلف آوازیں تھیں۔ایسے میں ایک ہاسپٹل سے ایک عورت باہر نکلی۔وہ مسلسل کسی کو فون لگا رہی تھی،پھر سیدھا اس گاڑی تک آئی اور پیچھے والا دروازہ کھولا۔اندر بیٹھی،ایک نظر سفید یونیفارم پہنے ڈرائیور کو دیکھا اور پھر فون پر بات کرنے لگی۔

ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھادی،گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور وہ ہنستے ہوئے کسی سے بات کر رہی تھی۔پھر کال کاٹ دی اور بیک ویو مرر میں دیکھا۔

"یہ آج تم نے کون سا لمبا راستہ لیا ہوا ہے" وہ سختی سے بولی تھی مگر ڈرائیور خاموش رہا۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں" وہ بلند آواز میں درشتی سے بولی تھی۔

ڈرائیور پھر بھی خاموش رہا۔اس نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی،پھر سٹیرنگ کے ساتھ چھوٹی سکرین جلی۔۔

پیچھے بیٹھی عورت بھنویں بھینچے اسے دیکھ رہی تھی،سکرین پر سیاہ اندھیرا چھایا اور پھر کسی بڑے سے ہال کا منظر آگیا۔وہ کوئی ہال نہیں تھا شاید کوئی بڑی سی ورکشاپ تھی۔وہاں کسی کے رونے اور چلانے کی آواز آرہی تھی۔وہ اس آواز کو پہچانتی تھی۔اس آواز نے اس کے چودہ طبق روشن کیے

تھے،وہ اب آگے کو ہو کر سکرین کو دیکھ رہی تھی جہاں ایک اکیس بائیس سالہ لڑکا ایک سٹول پر کھڑا تھا۔اس کے ہاتھ پیچھے بندھے تھے، گردن میں پھندا تھا جیسے وہ پھانسی پر چڑھنے لگا تھا۔

"یہ۔۔"وہ اس سے آگے کچھ نہیں بولی، میٹر کی سوئی ہلتی اوور سپیڈ نگ کا اشارہ دے رہی تھی

"تم کون ہو؟"وہ حلق کے بل چلائی تھی

وہ ہنس دیا اور بڑے تحمل سے بولا"گڈ آفٹر نون ڈاکٹر یاسمین!"

اس نے تھوک نگلا،وہ اس آواز کو بھی پہچانتی تھی۔سیاہ اعمال کی سیاہی اس کے چہرے کو سیاہ کر گئی تھی۔اس نے گود میں پڑا فون پکڑا۔سکرین آن کی مگر وہ جس جگہ سے گزر رہی تھی وہاں ایک بھی سگنل نہیں تھا۔وہاں کال ملانا میسج کرنا فضول تھا۔وہ اسے شہر سے دور لے آیا تھا،ارد گرد درخت ہی درخت تھے اور ہر سو چھایا اندھیرا اور سناٹا

"آنکھ کے بدلے آنکھ"وہ بولنا شروع ہوا"کان کے بدلے کان،خون کے بدلے خون"پھر مسکرایا

"اور اولاد کے بدلے اولاد ڈاکٹر یاسمین!"

اس نے بس اتنا کہا تھا اور پیچھے بیٹھی عورت کا سانس اکھڑنے لگا تھا،اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی، عورت کو آگے کو جھٹکا لگا مگر وہ سنبھل گئی

وہ جلدی سے باہر نکلا اور پیچھے کا دروازہ کھولا

"باہر نکلیں"اس نے سختی سے کہا تھا۔

ڈاکٹر یاسمین باہر نہیں نکلیں، وہ آگے کو ہوا اور اسے بندوق دکھائی "باہر آئیں" وہ دانت پیستے بولا تھا

وہ تھوک نگلتے باہر آئی، چہرے کی رنگت زرد تھی اور وہ سہمی ہوئی تھی۔ اشعر نے ایک جھٹکے سے ان کے ہاتھ سے فون لیا اور پورے زور سے سامنے درخت کے موٹے تنے سے مارا۔ فون کی سکرین ٹوٹ گئی، وہ زمین پر پڑا تھا

"چلیں اندر" اس نے بندوق ان کی کنپٹی پر تانی تھی

"مجھے جانے دو" وہ نم آواز میں منمنائی تھیں

وہ مسکرایا "آپ کو جانے دیتا ہوں، آپ کے بیٹے کو مار دیتا ہوں۔۔ ٹھیک؟"

وہ رونے لگیں، اس کے سامنے ہاتھ جوڑے "میں نے کچھ نہیں کیا"

اشعر نے سانس خارج کی اور ارد گرد دیکھا۔ اسی لمحے ڈاکٹر یاسمین نے ہاتھ مار کر بندوق دور پھینک دی اور وہاں سے بھاگ کر اپنا فون پکڑا۔ اشعر نے غصے سے پہلے زمین پر پڑے پستول کو دیکھا، پھر انھیں جو جلدی جلدی فون آن کرنے کی کوشش کر رہی تھیں

اس نے تحمل سے جھک کر بندوق اٹھائی، فون ناکارہ ہو چکا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور فون پھر ان کے ہاتھ سے لیا۔ اب کی بار فون دور پھینک کر اس نے نشانہ فون کی سکرین پر لگایا تھا۔ گولی چلنے کی آواز آئی اور انھوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔۔ پھر بندوق انکی کنپٹی پر رکھی "اندر چلیں گی یا یہیں جنازہ پڑھوا دوں" وہ دانت پیستے بولا تھا۔

ڈاکٹر یاسمین اب آگے آگے تھیں اور اشعر ان کے سر سے بندوق لگائے پیچھے پیچھے تھا۔ ورکشاپ کا دروازہ کھلا تھا۔ سامنے ہی نظر لڑکے پر پڑتی تھی جو پھندے سے لٹکا تھا اور وہ رو رہا تھا۔

اس نے ڈاکٹر یاسمین کو وہیں چھوڑا اور اس لڑکے کی طرف بڑھا۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے

"کتنی تکلیف ہوتی ہے ناجب اولاد تکلیف میں ہوتی ہے" اس کے لہجے میں ایک کرب تھا، تکلیف تھی، محرومی کا احساس تھا

"تم کیا چاہتے ہو؟" وہ گلا پھاڑ کر چلائی تھیں

اس نے چند پل توقف کیا، پھر سانس خارج کی "اپنی بیوی کی ساری دوائیاں میں خود لاتا رہا ہوں، دوائیوں کے نام سے لے کر اس کے تمام ٹیسٹ پر میری نظر تھی۔ سب ٹھیک تھا ڈاکٹر یاسمین مگر میں بھی انسان ہوں۔ ایک وقت کے بعد ہم لاپرواہ ہو جاتے ہیں اور ہماری وہی لاپرواہی ہمیں مار ڈالتی ہے" اس نے توقف کیا "آپ نے میری بیوی کو دوائیاں غلط لکھ کر دی تھیں۔ آپ نے میرے بچے کی جان لے لی، آپ نے میری بیٹی کو قتل کر دیا" وہ بلند آواز میں غصے سے بولا تھا۔ بندوق کا رخ ڈاکٹر یاسمین کی طرف تھا

اشعر نے اوپر اس کے بیٹے کو دیکھا "سنا تم نے۔۔ تمھاری ماں نے میری بیٹی کا قتل کیا ہے، تمھاری ماں کے ہاتھوں پر میری معصوم بیٹی کا خون ہے۔ تمھاری ماں ایک قاتلہ ہے، تم آج پھانسی پر لٹکے ہو

وجہ تمھاری ماں ہے" وہ غصے میں بولا تھا، تنفس بڑھ گیا اور اس نے بندوق دوبارہ ڈاکٹر یاسمین کی طرف تان دی۔

"کیوں مارا آپ نے میری بیٹی کو؟ کیا قصور تھا اس کا؟ میرا کیا قصور تھا؟ میں نے آپ کا کیا بگاڑا تھا؟" وہ غصے میں غرا رہا تھا، آنکھیں گلابی تھیں۔

انھوں نے تھوک نگلا" تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے تمھاری بیٹی کو نہیں مارا، وہ صرف ایک مس کیرج تھا"

"نہیں۔۔" وہ پھر زور سے بولا تھا" میری بیٹی بالکل ٹھیک تھی۔ میری بیوی کا کوئی قصور نہیں تھا، آپ نے۔۔ آپ نے غلط میڈیسن دی تھی" اس نے بندوق کی نال ابھی بھی ان کی طرف کر رکھی تھی

"نہیں۔۔" انھوں نے سر نفی میں ہلایا" تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے"

اشعر نے سانس خارج کی" میں تین تک گنوں گا۔۔ اس کے بعد آپ کے بیٹے کی لاش یہاں لٹکی رہ جائے گی" اس نے اس لڑکے کے نیچے سٹول کو پکڑا تھا۔ جیسے وہ بھی سٹول کھینچے گا تو اس کا بیٹا محض ایک لاش رہ جائے گا

"ایک۔۔" اس نے گنتی شروع کی

"نہیں۔۔" وہ آگے بڑھیں" پلیز۔۔"

Clubb of Quality Content

"دو۔۔"

"پلیز ایسا مت کرو۔۔میں نے کچھ نہیں کیا" وہ رونے لگی تھیں

"تین۔۔"اور اس نے سٹول کھینچ دیا،ابھی اس کے پاؤں ذرا سے رہتے تھے کہ وہ جھٹ سے بول پڑیں

"ڈاکٹر تاثیر۔۔"

اور اشعر وہیں رک گیا۔ہر سو سناٹا ہو گیا"ڈاکٹر تاثیر نے مجھے کہا تھا کہ میں اس کے بچے کو مار دوں۔۔اس کا بچہ ناجائز ہے،وہ اس بچے کو دنیا میں نہیں آنے دینا چاہتی" وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی۔

اشعر وہیں کھڑا رہا،سرخ آنکھوں سے آنسو نکلا اور گالوں پر بہہ گیا۔وہ اس کا اور فری کا بچہ تھا،وہ کسی کا ناجائز بچہ ہر گز نہیں تھا۔وہ اس کی اولاد تھی جسے مار دیا گیا تھا

"میری پچھلے پانچ سالوں سے پرموشن نہیں ہو رہی تھی،انھوں نے چند دنوں میں میری پرموشن کرا دی،مجھے بہت اچھا سٹیٹس اور پیسہ ملا تھا مگر میں نے یہ جان بوجھ کر نہیں کیا۔ناجائز بچوں کو تو ویسے بھی معاشرہ نہیں جینے دیتا" یہ ضمیر کو مطمئن کر دینے والی دلیل تھی مگر اشعر اس سے مطمئن نہیں ہوا تھا

وہ پوری شدت سے چلایا تھا" وہ میرا بچہ تھا۔۔وہ ناجائز نہیں تھا" وہ سہم کر ایک طرف کھڑی ہو گئیں" وہ میری بیٹی تھی" اس نے بندوق دوبارہ ڈاکٹر یاسمین کی طرف تان دی" اس پر کوئی گھٹیا الزام لگایا تو میں آپ کو مار دوں گا" اس کی آنکھوں میں خون تھا، چہرے پر سختی۔

"مجھے جانے دو" وہ پھر سے روتے ہوئے بولی تھیں

"درد ہوتا ہے نا، تکلیف ہوتی ہے نا جب آپ کی اولاد کو کوئی ہاتھ بھی لگائے" پھر بلند آواز میں بولا "آپ کا بچہ تو زندہ ہے۔۔آپ کے سامنے ہے۔میری بیٹی کا کیا قصور تھا؟ میں نے تو اسے اپنے ہاتھوں میں بھی نہیں لیا تھا۔میں نے اس کو سینے سے نہیں لگایا تھا، میرا کیا گناہ تھا، میری بیٹی کو کس گناہ کی سزا ملی ہے" اس کا تنفس بڑھا، گلا درد کرنے لگا مگر ابھی بھی اندر کی آگ نہیں بجھی تھی۔یہ آگ جب تک ڈاکٹر تاثیر کو نہ جلا دے یہ نہیں بجھنے والی تھی۔وہ اب معاف نہیں کرے گا، وہ انتقام لے گا اور شکار کرے گا۔۔

سفید سرمئی محل کے باغ میں اس وقت تناؤ کا عالم تھا۔بنچ پر تیمور بیٹھا تھا، ایک طرف زرار تھا اور دوسری طرف مامون۔مامون ابھی تک اپنے آفس تھری پیس سوٹ میں تھا۔کوٹ غائب تھا، ٹائی اتری ہوئی، اوپر گریبان کا ایک بٹن کھلا ہوا، آستینیں کہنیوں تک فولڈ تھیں۔اس کے بال بکھرے تھے، دوسری طرف زرار تھا جس کی حالت بھی مامون سے کچھ مختلف نہ تھی

"تم دونوں کو احتیاط کرنی چاہیئے تھی۔ تم دونوں نے اس کے دو بندے مار دیے اور وہ چپ کر کے بیٹھا رہتا" تیمور نے کہہ کر سر نفی میں ہلایا

"لوگ کہتے تھے کہ شہاب تک پہنچنے کے لیے سعد خان یا بلال مرجان تک پہنچنا ہوتا ہے اور ان تک پہنچتے پہنچتے ہی بندہ مر جاتا ہے۔ ہم لوگوں نے ایک ساتھ چند منٹ کے دوران اس کے دو بازو کاٹ دیے، وہ ایسے چپ نہیں رہ سکتا تھا۔ پتہ تو اس نے لگوالیا ہو گا" سرمئی آنکھوں والا کہتے ہی کھڑا ہوا

"ہم نے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑا تھا" زرار بے زاری سے بولا تھا

"تم ٹھیک کہتے ہو مگر شہاب کوئی بچہ نہیں ہے۔ وہ جس چیز کو چھو لے اسے سیاہ کر دیتا ہے۔ اس نے تمھیں دیکھ لیا تھا، وہیں سے وہ تابندہ بھابھی تک پہنچا ہو گا۔۔ دوسرا کیا پتہ اس نے سعد خان کے گھر میں سے کسی کو پکڑا ہو، وہ مامون کا حلیہ بتا سکتا ہے، یہ رسک فیکٹرز ہیں مگر یہ ہو سکتے ہیں" اس نے کہہ کر مامون کو دیکھا جو کہ خاموشی سے بیٹھا سر جھکائے گھاس دیکھ رہا تھا

زرار نے سر جھٹکا۔ پھر مامون کو دیکھا "آپ کی آخری بار رابیل سے بات کب ہوئی تھی؟"

اس نے سانس خارج کی "دوپہر میں۔۔ دو بجے۔۔ انھوں نے مجھے اپنی اور آرا کی تصویر بھیجی تھی۔ پھر کہہ رہی تھیں کہ وہ لنچ کر کے گھر جائیں گی" پھر کھڑا ہو گیا "اس کے بعد میری کوئی بات نہیں ہوئی۔ شام میں جب میں گھر آیا تو مجھے یہی لگا شاید وہ شاپنگ پر چلی گئی ہوں مگر نہیں۔۔ وہ واپس ہی نہیں آئیں" وہ اداسی سے بول رہا تھا

"تمھیں رابیل کی گاڑی کہاں سے ملی؟" تیمور اس کی دائیں طرف آ کھڑا ہوا

"سکول سے تھوڑی دور۔۔" اور خاموش ہو گیا

"میری آخری مرتبہ تابندہ سے بات یہی کوئی دو ڈھائی کے درمیان ہوئی ہے۔۔ پھر گھر کے باہر کیمرے میں صاف دکھ رہا تھا وہ جو کوئی بھی تھا اسے بے ہوش کر کے لے گیا ہے" زرار بول رہا تھا اور وہ دونوں سن رہے تھے "اس نے ان کو ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں سے پکڑا ہے"

"لیکن ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھے رہ سکتے۔ وہ انھیں نقصان پہنچا سکتا ہے، ہم سے بدلہ لے سکتا ہے" مامون کی آواز بلند تھی۔ زرار کی نظر مامون سے ملی تھی

"حد ہے یار" وہ غصے میں تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ زرار کو الزام دے یا خود کو "وہ ہمارے گھر کی عورتوں کو لے گیا اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں"

زرار کھڑا ہوا۔ اس کے لب کھلے مگر مامون بھڑک اٹھا

"انھیں کچھ ہوا نا تو شہاب کا نہیں پتہ تمھیں میں دفن کروں گا" اس نے اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی تھی

اس نے سانس خارج کی "بیوی میری بھی غائب ہوئی ہے، وہ دوسری بار اس کے شر کا شکار ہوئی ہے" پھر خاموش ہوا اور مامون کے سامنے آ کھڑا ہوا "میرا دل بھی کوئی آری سے کاٹ رہا ہے مگر وہ یہی چاہتا ہے"

"کہیں نہ کہیں۔۔کوئی نہ کوئی سراغ تو ہو گا نا،ایسے کیسے وہ انھیں لے جا سکتا ہے؟"مامون مزید جھنجھلا گیا

"وہ انھیں نہیں مارے گا"زرار کی آواز سن کر دونوں نے ایک ہی وقت میں اسے دیکھا تھا"وہ لوگوں کو لوگوں کی ابسیشن سے مارتا ہے۔وہ لوگوں کو پہلے ٹریگر کرتا ہے پھر مارتا ہے۔وہ ہمیں ٹریگر کر رہا ہے۔اس نے ہمیں تکلیف دینی ہے، ہمیں مارنا ہے،وہ ہماری پسندیدہ چیزوں سے ہمیں تکلیف دے گا۔۔وہ ہم تک ضرور پہنچے گا، ہمیں کوئی سگنل ضرور دے گا تاکہ ہم بھی تڑپیں۔۔ہمیں بھی تکلیف ہو،اس نے جو کرنا ہوا وہ ہمارے سامنے کرے گا کیونکہ وہ ہمیں تھریٹ کرے گا پھر مارے گا"وہ کہہ کر خاموش ہوا

"مگر ہم انھیں کہاں ڈھونڈیں؟ایسے نہیں چھوڑ سکتے"مامون ابھی بھی بضد تھا

زرار نے سانس خارج کی"وہ ہمیں اپروچ کرے گا،اسے ہمیں تھریٹ کرنا ہے"

"مگر کب؟وہ کب ہمیں اپروچ کرے گا؟"مامون جھنجھلا گیا۔اس کا جواب کسی کو نہیں آتا تھا۔

شکاری خود شکار بنے تھے۔

مگر مامون کہتا ہے نا کہ وقت کے پاس ہر سوال کا جواب ہے۔وقت کے پاس ان کے اس سوال کا بھی جواب تھا

رامین اپنے کمرے میں خاموش سی بیٹھی تھی۔اس نے ٹانگوں پر لحاف اوڑھا تھا۔دونوں گھٹنے سینے سے لگائے اوران پر سر جھکایا ہوا تھا۔اس کا دایاں گال گھٹنوں پر تھا اور وہ کھڑکی تک رہی تھی۔کھڑکی سے باہر بالکنی تھی جہاں سے باہر ہوتی برفباری نظر آرہی تھی۔اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور جینی اندر آئی۔اس نے سر اٹھا کر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔پھر مسکرادی،اس کے ہاتھ میں چھوٹا ٹرے تھا جس میں دو پیالے تھے۔جینی کھانے بہت اچھے بناتی تھی۔اس نے ٹرے مینا کے بیڈ پر رکھا اور پھر اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی

"کیا بات ہے؟"پھر اس کا ہاتھ تھاما"تمھاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟"وہ فکر مند لگ رہی تھی

"ہوں"اس نے سانس خارج کی"بس دل گھبرا رہا ہے"اس کی آواز میں اداسی تھی

جینی نے سوپ کا پیالہ اس کی طرف بڑھایا"کوئی بات نہیں۔۔ایسی حالت میں ایسا ہو جاتا ہے۔اٹس نیچرل!"

مینا مسکرائی"تھینک یو۔۔تم میرا بہت خیال رکھتی ہو"

وہ بھی مسکرائی"تم اتنی پیاری ہو۔۔بس دل آگیا ہے تم پر"اور دونوں ہنس دیں

"آئی تھنک۔۔آئی مس مائی ہز بینڈ!"مینا نے چمچ سوپ میں ہلایا تھا۔پھر سوپ سے بھرا چمچ منہ میں رکھا

"اوہ۔۔یہ بھی نیچرل ہے"وہ مسکرائی"تم نے اپنے ہز بینڈ کو اپنی پریگننسی کا بتایا؟"

مینا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر سر اثبات میں ہلایا "ہوں" حالانکہ وہ جھوٹ بول رہی تھی "وہ بہت خوش تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر آجائے مگر جاب کی وجہ سے تھوڑا delay ہے"

اور سوپ کا چمچ منہ میں رکھا

جینی مسکرائی۔ پھر گلا کھنکھارا "تمھارے ہز بینڈ کیا کرتے ہیں؟"

"آئی ٹی۔۔ ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کرتے ہیں"

جینی نے سر ہلا دیا "میرا بھی بہت دل کرتا ہے میں اپنے ہز بینڈ کے ساتھ جا کر رہوں۔۔ ہمارے بھی بچے ہوں اور ایک ہیپی فیملی ہو" اس کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا

"تم اپنے ہز بینڈ کو بلا لو یا خود چلی جاؤ" اس نے سادگی سے مشورہ دیا تھا

"بس تھوڑے دن اور۔۔ پھر ہم مل لیں گے" اور مسکرائی۔

"تم کھانا بہت اچھا بناتی ہو" مینا نے مسکرا کر اس کی تعریف کی

"شکریہ۔۔ یہ بھی میرے ہز بینڈ نے مجھے سکھایا ہے ورنہ مجھے چائینیز کے علاوہ کچھ بنانا نہیں آتا تھا"

مینا ہنس دی "میرے شوہر کو بس کافی اچھی بنانی آتی ہے اور وہ مجھے سکھا نہیں سکے"

وہ بھی ہنس دی "اٹس اوکے!"

مینا کے ساتھ پڑا فون تھرتھرایا۔ تیمور کی وڈیو کال تھی۔ اس نے مسکرا کر کال اٹھائی اور موبائل اپنے سامنے رکھا۔ جینی نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور وہاں سے چلی گئی

"تم کہاں تھے چوزو۔۔میں تمھیں کب سے کال کر رہی تھی"اس نے چمچ بھر کر سوپ کا منہ میں رکھااور خفگی سے اسے دیکھا

وہ مسکرایا"بزی تھا"وہ بیڈ پر لیٹ گیااور تکیہ سر تلے رکھا

"کیا کھا رہی ہو؟"

"سوپ پی رہی ہوں"اس نے مزید ایک چمچ منہ میں رکھا

"جب دیکھو سوپ پیتی رہتی ہو،کوئی کام کی چیز بھی کھالیا کرو"

اس نے سانس خارج کی۔اس کو کونسا کسی کی بات کا اثر ہونا تھا

"بیلی کہاں ہے؟میں اسے کب سے کالز کر رہی ہوں وہ کال نہیں اٹھا رہی"اس نے فکر مندی سے تیمور کو دیکھا تھا

اس نے تھوک نگلا۔وہ اسے رابیل کے بارے میں نہیں بتائے گا،یہ تو طہ تھا

"وہ مامون کے ساتھ باہر ہے۔۔شاید ڈنر کے بعد واک کے لیے گئے ہیں"اس نے بہانہ گڑھ دیااور وہ مطمئن ہو گئی

"اور تم کیا کر رہی تھی؟"

رامین نے سانس خارج کی"کچھ خاص نہیں۔۔ایسے ہی تمھاری یاد آ رہی تھی"

وہ مسکرایا"کیا واقعی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مینا ہنس دی "ہاں نا۔۔ یہاں کوئی نہیں مجھے تنگ کرنے والا، اچھی لائف چل رہی ہے"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "چیلنج مت کرو۔۔ کل ہی تمھارے پاس ہوں گا"

مینا نے منہ بنایا "تیمور دیکھو میں تو کانپنے لگا گئی ہوں۔۔ دیکھو میں ڈر گئی ہوں "اور دونوں ہنس دیے۔

سکرین کے اِس پار رامین آفت کے دور میں اس کے لیے چین کی گھڑی تھی۔۔ وہ اکثر وڈیو کال پر اسے یونہی دیکھتا رہتا تھا، وہ بولتی جاتی تھی اور تیمور سنتا جاتا تھا۔۔

رات کے کھانے کے بعد فری بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اشعر ابھی نیچے ہی تھا، وہ کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھی۔ کھڑکی کھلی تھی جس سے ہوا اندر آتی پردوں سے کھیل رہی تھی۔

اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اشعر اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا جو اس نے فری کو دیا۔ اس نے منہ بسور کر سر نفی میں ہلایا۔ وہ دھیما سا مسکرایا اور آنکھوں کے اشارے سے اسے پینے کو کہا۔ وہ ذرا سا سیدھی ہوئی اور گلاس تھام لیا۔ پھر اسے ہونٹوں سے لگایا اور گھونٹ گھونٹ اندر اتارنے لگی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اسے دیکھتے بولا "اپنا خیال رکھا کریں، بہت کمزور ہو گئی ہیں"

اس نے گلاس دونوں ہاتھوں میں لیا اور پھر اسے دیکھنے لگی۔ وہ کیا کہتی، لفظ ختم تھے۔ اشعر نے اس کا ہاتھ تھاما

"آپ کو پتہ ہے دنیا کی سب سے طاقتور عورت کون ہوتی ہے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ اشعر دھیرے سے مسکرایا "ماں"

فری کی آنکھیں بھیگ گئیں،اس کی رنگت سرخ پڑی تھی۔اشعر نے بھنویں سکیڑلیں"اب نہیں ۔۔اب نہیں رونا،ہم اب روئے تو ساری زندگی روتے رہیں گے"

اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا،وہ کس بارے میں بات کر رہا تھا۔

"میں آپ کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں"وہ سنجیدہ ہوا تھا۔فری سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

اشعر نے جیب سے فون نکالا اور سکرین روشن کی،پھر گیلری میں گیا اور مطلوبہ وڈیو نکالی۔یہ وہی وڈیو تھی جو اس نے موجودہ وقت سے چند گھنٹے پہلے بنائی تھی۔وڈیو میں ایک لڑکا پھندے سے لٹکا تھا،اس کے ہاتھ بندھے تھے،ایک طرف ڈاکٹر یاسمین تھی اور ایک طرف اشعر کھڑا تھا۔وہ آنکھیں پھاڑے زرد رنگت اور ٹھنڈے پڑتے وجود سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ایک ایک مکالمہ اس کے سینے میں تیر کی طرح کھب رہا تھا۔ایک ایک لفظ خنجر تھا اور آوازیں سماعت پر بھاری تھیں۔مکالمے آگے بڑھ رہے تھے اور ڈاکٹر یاسمین نے ڈاکٹر تاثیر کا نام لیا تھا۔وہ سن ہوئی تھی،اندر جیسے ایک کرنٹ سا دوڑا تھا جو پیر سے سر کی طرف بھاگا تھا۔اس نے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں نوچ لی،آنکھیں مزید گلابی پڑیں۔وہ ہونٹ بھینچے بس آخری لمحات دیکھ رہی تھی اور پھر وڈیو ختم ہوئی۔اس نے سر اٹھا کر اشعر کو دیکھا۔وہ بولنا چاہتی تھی چیخنا چاہتی تھی چلانے کے لیے آواز درکار تھی مگر آواز تو گلے میں ہی دم توڑ گئی۔اس کے گلے میں شدید درد تھا جیسے بہت سے آنسو بہت سی چیخیں وہیں جمع ہیں۔اس نے اشعر کو دیکھتے لب ہلائے تھے

"اس نے میری بیٹی کو مار دیا" آواز اتنی آہستہ تھی کہ کان نہیں سن سکے

"اس نے میری بیٹی کا قتل کیا ہے" اب کی بار کانوں میں ذرا سی ارتعاش نے جنبش پیدا کی تھی

"وہ مجھے نہیں مار سکی، اس نے میری بیٹی کو مار دیا" اس بار اس کی آواز ذرا سی بلند تھی اور پھر اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں دے دیا اور پھر روتی گئی۔ اس کی آواز کمرے کی دیواریں سن رہی تھی، اس کی آواز اشعر کی آنکھیں گلابی کر رہی تھیں

"ماں اس دنیا کی سب سے طاقتور مخلوق ہے۔ وہ اپنی اولاد کی بقا کی جنگ اپنے فنا ہونے تک لڑتی ہے" فری کی آواز بند ہوئی تھی "آپ بھی تو ہماری بیٹی کی ماں تھیں"

فری نے دھیرے سے اپنا سر اٹھایا، ہتھیلیاں گالوں کی طرح گیلی تھیں

"آج اگر آپ نے رو دھو کر سمجھوتا کر لیا، اپنی اولاد کا ماتم مناتی رہیں اور ڈاکٹر تاثیر سے ڈر کر رہیں تو یقین کریں۔۔ آج ہم ایک بیٹی کو رو رہے ہیں کل کو اپنی اور اولاد کو روئیں گے۔۔ ہماری اولاد ہمارے ڈر کا شکار ہو گی اور ہمارا قید خانہ اس کی جان لے گا" اور خاموش ہو گیا

فری نے نم سانس اندر کھینچی۔ اشعر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اٹھایا۔ اپنے ساتھ لیے بالکنی میں آیا جہاں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ خاموش سی، سانس لیتی۔۔ کچھ پل بیتے اور اس نے ناک سے سانس اندر کھینچ کر منہ سے خارج کی۔ اس نے گردن موڑ کر اشعر کو

دیکھا تھا،دونوں کی آنکھیں ملیں۔۔انسان کو بدلنے کے لیے کیا چاہیئے؟شاید ایک حادثہ،ایک انہونی،ایک دشمن کی موجودگی یا پھر ایک چوٹ۔

بدلنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟شاید ایک لمحہ،ایک لمحے کا ہزاروں حصہ یا اس سے بھی کم اور انسان بدل جاتا ہے۔شکار شکاری بن جاتا ہے اور جب شکار شکاری بنے تو وہ خود کے لیے بنائے سارے زندان توڑ دیتا ہے۔

"میں قید توڑنے والی ہوں" وہ بس اتنا ہی بولی تھی۔اشعر مسکرا دیا۔رابیل کی طرح اس کے گال کے گڑھے بھی واضح تھے۔

(فجر گزرے کچھ پل بیت چکے تھے۔ان کی کوئی خبر نہیں تھی۔سفید سرمئی محل میں کوئی نہیں سویا تھا،رت جگے کی وجہ سے آنکھیں گلابی اور بال بکھرے تھے۔مامون بے چینی سے باغ میں ٹہل رہا تھا۔تیمور اور زرار اندر لیپ ٹاپ کھولے آخری بار رابیل اور تابندہ کی لوکیشن کا پتہ لگا رہے تھے مگر بے سود۔۔شاید وہ کسی ایسی جگہ پر تھیں جہاں انٹرنیٹ نہیں تھا،سگنل نہیں آ پا رہے تھے۔دفعتاً صوفے پر بیٹھے زرار کے ساتھ پڑا فون تھرتھرایا۔اس نے جھٹ سے فون پکڑا اور نمبر دیکھا۔غیر شناسا نمبر سے کال آ رہی تھی۔لاؤنج کے دہانے پر کھڑا مامون بھی چوکنا ہو گیا۔۔اس نے سکرین سوائپ کی اور فون کان سے لگایا

"آداب۔۔" بھاری مردانہ آواز اور ایک قہقہہ)

لمبے بالوں والی رابیل کو ذرا سا ہوش آیا تھا۔اس کی گردن نیچے کو ڈھلکی تھی۔اس کے دونوں ہاتھ کرسی سے بندھے تھے۔پیٹ کے گرد سے ہوتی رسی سے اسے کرسی کی پشت سے لگایا تھا۔اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔منظر دھندلا ہو کر واضح ہوا۔وہ ایک بڑے سے ہال نما چوکور کمرے میں تھی، جس کا فرش بھورا تھا۔لکڑی کا لگتا تھا مگر لکڑی کا تھا نہیں۔۔اس کمرے میں کچھ نہیں تھا، سوائے آمنے سامنے دو دروازوں کے۔اس کمرے میں شیشے کی دو دیواریں تھیں، ساری دیوار شیشے کی تھی جس سے باہر کا منظر آرہا تھا مگر سوائے گہرے نیلے آسمان کے وہاں کچھ نہیں تھا۔وہاں اس کی سانسوں کے سوا کچھ اور بھی تھا۔وہ جس کی آواز سانسوں سے تیز تھی۔وہاں ایک لکڑی کا چھوٹا ڈبہ تھا جس کے ساتھ سرخ رنگ کا کچھ لگا تھا جس سے "بپ بپ" کی آواز آرہی تھی۔رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔وہ بم تھا، وہاں سب کچھ بہت عجیب تھا۔ کمرے کی فضا دھندلی تھی، سانس لینے پر گلے اور سینے میں چبھن ہوتی تھی۔اس نے بائیں جانب گردن موڑی، وہاں ایک کرسی پر سفید فراک والی آرا بندھی تھی۔اس نے ہلنے کی کوشش کی، پھر ہاتھ ہلائے۔پھر ٹانگیں مگر سب بے سود تھا۔

"آرا۔۔" وہ بلند آواز میں بولی اور پھر کھانسنے لگی۔سانس لینا محال تھا۔وہ کرسی کو گھسیٹتے آگے ہوئی تھی

"آرا۔۔آرا۔۔"اس نے پھر سے اس کا نام پوری شدت سے پکارا اور اب کی بار گلے میں پہلے سے زیادہ خراش پیدا ہوئی تھی۔وہ پھر سے کھانسنے لگی۔

آرا نہیں اٹھی مگر وہاں کسی اور کے کھانسنے کی آواز بھی تھی۔آواز رابیل کے پیچھے سے آرہی تھی، اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔اس فضا میں ہوا میں شامل جو کچھ بھی تھا وہ اب آنکھوں میں چبھ رہا تھا۔

"آپ کون ہیں؟"کھانسنے کی آواز کسی عورت کی تھی۔رابیل نے گردن پیچھے کو کر کے پوچھا تھا

"تابندہ۔۔"اس نے اپنا نام بتایا اور پھر سے کھانسنے لگی۔

اس نے سانس خارج کی، سینے میں پھر سے تکلیف ہوئی۔وہ تابندہ کو نہیں جانتی تھی مگر وہ اب اس کے ساتھ تھی، شاید کہ جان جائے۔رابیل کے ساتھ بیٹھی آرا نے آنکھیں کھولی تھیں، اس نے سب سے پہلے رابیل کو دیکھا تھا۔پھر گردن دائیں بائیں موڑی، اپنے بازوؤں کو دیکھا۔وہ بھی رابیل کی طرح بندھی تھی۔اس نے زور لگا کر کرسی کو آگے کو گھسیٹا، تنفس بڑھ گیا۔۔اس نے ناک سے سانس اندر کی طرف کھینچی اور پھر وہ بھی کھانسنے لگی۔رابیل نے گردن اٹھا کر چھت کو دیکھا تھا، پھر بائیں اور پھر دائیں۔مگر یہاں وہ ٹھٹھک گئی۔کوئی انھیں دیکھ رہا تھا، دائیں جانب کیمرہ لگا تھا۔کسی نے انھیں قید کیا اور اب ان کا تماشا دیکھ رہا تھا۔

پیچھے بیٹھی تابندہ نے اپنی کرسی کو گھسیٹا تھا مگر بے سود۔وہ اپنی رسیاں نہیں کھول پائیں گی، یہ تو طے تھا۔

(تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔صوفے پر بیٹھیں ملیحہ اور عافی بھی اسی جانب دیکھنے لگیں۔بولنے والا خاموش ہوا۔فون زرار کے ہاتھ میں تھا،وہ کچھ نہیں بولا۔

مامون آگے کو بڑھا اور اس کی بائیں جانب آ بیٹھا

"غالباً۔۔مامون آفندی بھی تمھارے پاس ہی ہو گا" پھر سے ہنسا اور سانس خارج کی

زرار کے ابرو تن گئے،اس نے دانت پیستے سکرین کو گھورا تھا" تمھاری اتنی ہمت۔۔"

اور اس نے آگے سے کچھ بولنے ہی نہیں دیا" نہ نہ نہ۔۔اتنی دیر سے تم نے سب کیا اور میں نے دیکھا ۔۔اب میں کروں گا اور تم دیکھو گے" پھر خاموشی۔

وہ غرایا تھا" تم مجھے نہیں جانتے۔۔مجھے ہیک کر لو،میری لوکیشن پتہ لگاؤ مگر میں تمھیں نہیں ملوں گا ۔۔میں تب ہی ملوں گا جب ملنا چاہوں گا اور ابھی میں نہیں چاہتا" ایک خاموشی۔وہاں اتنی خاموشی تھی کہ سوئی بھی گرتی تو ارتعاش پیدا کرتی

"تابندہ کہاں ہے؟" اس نے غصے سے پوچھا تھا

وہ ہنس دیا" میری تحویل میں۔۔اور کچھ؟"

مامون نے ضبط سے سانس خارج کی،بولنے کے لیے لب کھولے مگر وہ خود ہی بول پڑا

"میرا ایک اصول ہے اور اصول یہ ہے کہ میں پہلے ٹریگر دیتا ہوں پھر مارتا ہوں۔۔یہ جو تمھاری پسندیدہ عورت میری قید میں ہے یہ میری طرف سے ٹریگر وارننگ ہے" پھر ہنس دیا" یہ مت سمجھو کہ وہ پہلے بچ گئی،اب بھی بچ جائے گی۔۔تم لوگ تب تک ان تک نہیں پہنچ سکتے جب تک میں نہیں چاہوں گا"

پھر سانس خارج کی اور ہنس دیا"رات تو اچھی گزری ہو گی، نہیں؟")

"ہمیں کس نے پکڑا ہے؟"پہلا سوال جو رابیل نے کیا تھا۔

پیچھے سے آواز آئی"شہاب"اور وہ کھانسنے لگی۔

وہ کسی شہاب کو نہیں جانتی تھی"کون شہاب؟"اس کے چہرے پر لاعلمی کا تاثر تھا۔

رابیل نے گردن موڑ کر دیکھا،ان کے پاس تین گھنٹے تھے اور اس کے بعد ایک بلاسٹ،سب ختم!

"مگر وہ ہمیں کیوں لایا ہے؟ہم نے اس کا کیا بگاڑا ہے؟"وہ جھنجھلا گئی تھی

تابندہ نے بولنے میں وقت لیا تھا"تم نے نہیں۔۔میں نے"اور پھر خاموشی

ایک طرف بیٹھی آرا بار بار مذمت کر رہی تھی۔دائیں بائیں ہلتی تو رسی بازوؤں سے رگڑی جاتی۔اس کی آنکھیں درد سے گلابی پڑ چکی تھیں،وہ بار بار کھانس رہی تھی۔اس نے دل ہی دل میں مامون کو پکارا۔وہ پہلا اور آخری شخص تھا جو اس کے لیے یہاں تک آ سکتا تھا مگر وہ کیسے آئے گا؟اس کا دل گھبرانے لگا،اس نے پھر سے مذمت کی مگر بازوؤں میں درد اٹھا۔آئرہ نے آنکھیں بند کیں۔تین

گہری سانسیں لیں،اس کا دل کیا رو دے مگر اس نے آنکھیں بند رکھیں۔پھر آنکھیں کھولیں اور ادھر اُدھر دیکھا۔

"لیڈیز۔۔"آرا بولی تھی۔وہ ان دونوں سے زیادہ حاضر دماغ تھی۔اس کی آواز کانپی تھی،نم آنکھوں کے کٹورے چھلکنے کو تیار تھے مگر اسے رونا نہیں تھا۔۔وہ تابندہ کو بھی دیکھ سکتی تھی اور رابیل کو بھی

"ہم یہاں کیوں ہے؟ہمیں کون لایا؟کیوں لایا؟"وہ پھر خاموش ہوئی۔سانس لینے کا وقفہ،گلے میں خراش تھی،سینے میں درد مگر وہ پھر سے بولی"یہ matter نہیں کرتا۔۔"اور پھر سے کھانسی

"وہ ہمیں مار دے گا۔۔جو اس کی قید میں آتا ہے مر کر جاتا ہے"تابندہ دھیمی آواز میں بولی تھی

رابیل نے سانس خارج کی"مگر اس نے ہمیں کیوں پکڑ رکھا ہے؟"

آرا نے گلا کھنکھارا،نم سانس اندر کھینچی،خود کو کمپوز کیا"لیڈیز۔۔کیوں کا جواب آپ کو تب ملے گا جب آپ اور میں آزاد ہوں گے"وہ ان سے زیادہ سمجھدار تھی۔اس نے توقف کیا

"زیادہ بولنا آپ کی انرجی ضائع کر دے گا"پھر توقف کیا۔سانس لینے کی کوشش کی"وہی انرجی دماغ اور آنکھوں کو دیں"اور کھانسنے لگی

رابیل نے سانس خارج کی۔پھر کھانسی"ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے؟"

تابندہ پیچھے سے بولی"وہ ہمیں مار دے گا۔وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور کم از کم وہ اب تو نکلنے نہیں دے گا"

رابیل نے ہاتھوں کو ہلایا،پھر خود کو۔۔وہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔

"اب کیا ہو گا؟"اس کی آواز شکست خوردہ تھی

آرا کی آواز ان کے کانوں میں پڑی "ماموں کہتے ہیں کہ کچھ بھی شروع کرو تو زیرو سے شروع کرتے ہیں۔۔ سٹیبل انرجی کے ساتھ "اور پھر سے خاموش ہو گئی

رابیل نے سانس خارج کی۔ایک یہ ماموں کی کریزی بھانجی جسے ماموں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔

وہ کچھ نہیں بولی

"ہمیں آزاد ہونا ہے، یہ ایک پراسس ہے۔۔اسے بھی زیرو سے شروع کرنا ہے "وہ پھر سے بولی اور کھانسنے لگی۔

رابیل نے اسے گھورا۔پھر لب کھولے "آرا۔۔بیٹے آپ کیا کہہ رہے ہو؟"

اس نے شانے اچکائے "میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ زیرو سے شروع کرتے ہیں"

رابیل نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔فضا میں پھیلی گیس اس کے دماغ تک پہنچ چکی تھی شاید۔۔

"آپ کو پتہ ہے۔۔"وہ کھانسی "اللہ نے ہمیں ایسا بنایا ہے کہ جب ہم کسی مصیبت ہوتے ہیں تو۔۔"

ایک توقف کیا "دماغ اس مصیبت کے متعلق سوچتا ہے مگر سگنل آپ دیتے ہیں۔۔"پھر سے

کھانسی۔توقف کیا "اگر آپ سوچیں گے کہ وہ آپ کو مار دے گا تو دماغ تک یہی سگنل جائے گا،

نیگیٹو انرجی اس تک جائے گی اور سارے ہارمونز نیگیٹو ہوں گے۔۔وہ آپ کو رلائیں گے، آپ کو

مزید اس طرف لے کر جائیں گے کہ بس مرنے میں کچھ وقت باقی ہے"اور توقف کیا۔تابندہ کی آواز رابیل کے کانوں میں پہنچی

"یہ کون سی کلاس میں ہے؟"

وہ ہنس دی۔وہ باقاعدہ ہنسی تھی

"6th grade"

آرا نے آنکھیں گول گھمائیں کہ کن کے ساتھ باندھ دیا"لیڈیز۔۔دماغ کو پازیٹو سگنل دیں،آپ کی باڈی کو پازیٹو انرجی کی ضرورت ہے۔۔آپ کو بھاگنا ہے۔۔اچھا اچھا سوچیں"

دونوں بس اسے دیکھے گئیں"میں مرنے سے پہلے کلمہ پڑھ لیتی ہوں،جنت میں جاؤں گی"تابندہ جھٹ سے بولی

رابیل نے سانس خارج کی"پازیٹیو انرجی؟"

"آپ کو چاہنے والے آپ کے انتظار میں ہیں۔۔آپ کا تو نہیں پتہ مگر میرے ماموں میرے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔میں ان کے لیے واپس جاؤں گی"

اور خاموش ہو گئی۔چند پل کی خاموشی۔آئرہ پھر سے ہلی تھی

"ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"رابیل جھٹ سے پہلے بولی

"پہلے تو یہ سمجھنا ہے کہ کوئی آپ کو نہیں مارے گا۔۔ہمیں بس نکلنا ہے"آرا منہ بنائے بولی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے ابھی اسے نہیں دیکھا۔۔وہ مار دے گا"تابندہ پھر سے وہی الفاظ دہرانے لگی

آرا نے سانس خارج کی۔رابیل کو دیکھا"نو مور ویسٹ آف ٹائم۔۔دماغ کو کہیں کہ وہ آپ کو نکلنے کا راستہ دکھائے تو وہ نکلنے کا راستہ دکھائے گا۔۔اگر آپ بار بار یہی کہیں گی کہ وہ آپ کو مار دے گا تو سوری وہ نہیں آپ خود کو مار دیں گی"پھر سانس خارج کی"میں نے اسے نہیں دیکھا وہ مجھے نہیں مار سکتا"اور اس نے کرسی آگے کو گھسیٹی تھی۔

رابیل اب خاموش تھی۔پھر لب ہلے"ہمیں زیرو سے شروع کرنا ہے"پھر سے لب ہلے"زیرو سے شروع کرنا ہے"

اس نے سانس اندر کو کھینچی تو پھر سے کھانس دی۔زیرو سے شروع کرنا ہے یعنی سب سے چھوٹی اور آسان چیز سے،آسانی سے مشکل کی طرف!

("میں نے کچھ نہیں کیا۔۔تمھاری عورتیں ایک ایسی جگہ ہیں جہاں وہ زندہ رہیں یا مریں یہ ان کی مرضی ہے۔۔وہ مر گئیں تو میرا کوئی ہاتھ نہیں وہ بچ گئیں میرا کوئی کمال نہیں۔۔میں بس ان کا تماشا دیکھ رہا ہوں"اور ہنس دیا

"میں تمھارا حشر بگاڑ دوں گا"مامون غصے سے بولا تھا

وہ ہنس دیا"رئیلی؟"پھر توقف کیا"میرا یہ ماننا ہے کہ جو جتنا لڑتا ہے وہ اتنا جیتا ہے۔جسے لڑنا نہیں آتا سے مر جانا چاہیئے"وہ غرا رہا تھا"ان تینوں میں سے جو لڑے گا وہ جیئے گا،جو نہیں لڑے گا وہ مرے گا ۔۔میرا اس میں کوئی ہاتھ نہیں"

اور اس نے کال کاٹ دی)

آرا نے ارد گرد دیکھا۔پھر سانس خارج کی"ماما کہتی ہیں جو ہوتا ہے اسے دیکھتے ہیں جو نہیں ہوتا اسے نہیں دیکھتے"

رابیل نے ارد گرد نظر دوڑائی"یہاں کچھ ایسا نہیں ہے کہ ہم بچ سکیں۔۔خود کو کھول سکیں"پھر آرا کو دیکھا

اس نے سانس خارج کی"ایک مرتبہ۔۔میری ماموں سے۔۔۔بحث ہوئی تھی"پھر خاموش ہوئی، تھوک نگلا"وہ کہتے تھے کہ شیشے سے زیادہ طاقتور اور کمزور کوئی نہیں ہوتا۔۔میں کہتی تھی کہ شیشہ ۔۔طاقتور ہوتا ہے کیونکہ وہ کاٹ دیتا ہے،جان لیتا ہے مگر ماموں کہتے تھے کہ شیشہ۔۔کمزور ہوتا ہے۔اسے۔۔ایک ضرب لگتی ہے اور۔۔وہ ٹوٹ جاتا ہے"اس نے توقف کیا"پھر کبھی نہیں جڑتا"

رابیل نے گردن موڑ کر دائیں جانب دیکھا،وہاں شیشے کی ایک بڑی دیوار تھی۔اس نے آرا کو مڑ کر دیکھا

"اسے توڑ دیں"آرا نے سنجیدگی سے کہا تھا

"مگر کیسے ؟"تابندہ بولی تھی

"جو ہے اسے دیکھیں۔۔جو نہیں ہے اسے مت دیکھیں"اس نے اپنی بات پھر سے دہرائی تھی

"اوکے۔۔"رابیل نے آنکھیں بند کر کے خود کو نارمل کیا"اس گلاس وال میں ایک بھی ضرب آگئی تو۔۔"

"تو ہم سانس لیں گے "آرا مسکرائی

"سانس ہے تو آس ہے"اگلا جملہ رابیل نے بولا تھا

"ٹوٹی ہوئی گلاس وال سے یہ گیس باہر جاتی جائے گی، ہمیں سانس آئے گی اور ہم اس گیس کی قید سے آزاد ہوں گے "رابیل کی جلدی سے بات مکمل کی تھی۔وہاں سے نکلنا آخری مرحلہ تھا،سانس لینا پہلا مرحلہ۔۔پہلے سانس آئے گی پھر وہ وہاں سے نکل پائیں گی۔

آرا مسکرائی"کہا تھا نا۔۔زیرو سے شروع کریں۔۔پہلے گیس سے آزادی پھر قید سے آزادی"

تابندہ بس دونوں کو سن رہی تھی"مگر یہ کیسے ہو گا؟"

"جو ہوتا ہے اسے دیکھتے ہیں۔۔جو نہیں ہوتا وہ نہیں دیکھتے"آرا نے شانے اچکائے تھے

(ان کے درمیان اب خاموشی تھی۔مامون نے سانس خارج کی

"وہ آجائیں گی"

اس کے بولنے پر تیمور اور زرار نے اسے دیکھا تھا

"اس نے کہا جو لڑے گا وہ جی لے گا۔۔جسے لڑنا نہیں آئے گا وہ مر جائے گا۔۔یہ سروائیول کی جنگ ہے اور سروائیول کی جنگ عورت سے بہتر کوئی نہیں لڑ سکتا")

"ہمارے ہاتھ بندھے ہیں، ہم ہل نہیں پا رہے۔۔"اس نے نیچے دیکھا"ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے"

آرا نے سانس خارج کی"پھر وہی بات۔۔جو ہے وہ دیکھیں۔۔آپ کے پاس کرسی ہے جس پر آپ بیٹھی ہیں، اسے استعمال کریں۔۔دماغ ہے آنکھیں ہیں۔۔انھیں استعمال کریں"

رابیل نے اسے گھورا۔اتنی سیانی کیسے ہو تم؟اس نے کرسی کو گھسیٹا اور وہ ذرا سا آگے ہوئی

"یہ آگے ہو رہی ہے۔۔گلاس وال تک چلتے ہیں"وہ مسکرائی۔دماغ کھل گیا تھا، ایک پازیٹیو رسپانس دماغ کو ملا تھا اور وہ کام کرنے لگا تھا

وہ کرسی کو گھسیٹتے ہوئے آگے لے جا رہی تھیں۔وہاں لکڑی کے فرش سے رگڑے جانے کی آواز تھی۔وہ ٹیڑھی میڑھی گرتے پڑتے گلاس وال کے سامنے تھیں۔اوپر بہت اوپر سے انھیں پہاڑ اور درخت نظر آئے تھے۔وہ مارگلہ کے بیچ و بیچ تھیں

تابندہ نے گردن موڑ کر ساتھ دیکھا۔بم پر لگے ٹائمر نے اسے مزید پریشان کیا تھا

"ہمارے پاس دو گھنٹے ہیں"

آرا نے سانس خارج کی"اٹس انف۔۔"اور گلاس وال کو آگے ہو کر دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسے توڑنا ہے۔۔کیسے؟"

رابیل نے پہلے دائیں دیکھا پھر بائیں۔اوپر دیکھا اور پھر نیچے۔پھر مسکرائی

"لیڈیز۔۔"

اس نے پاؤں میں نیوی بلیو ہیلز تھیں۔تابندہ کے پاؤں میں میرون ہائی ہیلز تھیں اور آرا کے پاؤں میں سفید سنیکرز۔رابیل نے پوری شدت سے پاؤں شیشے پر مارا مگر بے سود۔۔پاؤں میں درد ہوا مگر درد برداشت کرلیں گے۔۔وہ پوری شدت سے گلاس وال پر ہیلز والے پاؤں مار رہی تھی۔ایک ہی جگہ پر بار بار ہیل مارنے سے گلاس وال پر دراڑیں آئی تھیں۔۔وہ پھر بھی مارتی گئی اور وہاں ایک چھوٹا سوراخ ہو گیا۔وہ مسکرائی

"میں نے یہ کر لیا۔۔میں نے یہ کر لیا" وہ ہنس دی

تابندہ نے اسے دیکھا اور وہ بھی اپنی ہیل اسی طرح مارتی رہی یہاں تک کہ وہاں ایک سوراخ ہو گیا۔

رابیل اب اس سوراخ کے گرد ہیل مار رہی تھی،اسے سوراخ بڑا کرنا تھا۔اتنا بڑا کہ وہ مڑ کر اپنے ہاتھ اس سے رگڑ کر رسی کاٹ سکے

("عورت سے زیادہ فلیکسیبل اور مضبوط مخلوق کوئی نہیں ہوتی۔۔وہ بدلتے حالات کے ساتھ فوراً سے بدل جاتی ہے۔اسے پتہ ہوتا ہے کہ کب کہاں کیسے بدلنا ہے")

سوراخ ذرا سا بڑا ہوا اور رابیل نے سانس خارج کی۔اب سینے میں چبھن کم ہو رہی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے خود کو پیچھے کو گھسیٹا مگر ایک جھٹکے سے کرسی پیچھے جا گری۔۔وہ سر کے بل زمین پر گری تھی۔۔

فوراً آرا کے منہ سے اس کا نام نکلا "رابیل۔۔"

زمین پر گری رابیل کراہی "میں۔۔ٹھیک ہوں" پھر تابندہ کو دیکھا

"تابندہ۔۔تم اپنی کرسی موڑو"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔رابیل اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر بے سود۔وہ دائیں جانب مڑ گئی مگر اٹھا نہیں گیا۔۔تابندہ نے بڑے احتیاط سے کرسی کو گھسیٹ کر اپنی بائیں جانب گلاس وال کی طرف کر لی۔اس نے سانس خارج کی "تم سے ہو جائے گا۔۔تابندہ، کم آن"

اس نے خود کو بائیں جانب گھسیٹا اور گلاس وال کے ساتھ لگا دیا۔اب وہ اس طرح تھی کہ کرسی کا ایک حصہ گلاس وال سے لگا تھا اور وہ جلدی جلدی اپنے ہاتھ کو زور لگاتے شیشے سے رگڑ رہی تھی۔درد شدید تھا،اس کی کلائیوں پر شدید زخم کے نشان تھے مگر وہ پھر بھی رگڑتی رہی۔کلائیوں سے خون بہنے لگا مگر شیشہ رسی کاٹ رہا تھا۔اوپر سے رسی کھل گئی،اس کا ہاتھ ذرا سا آزاد ہوا تھا۔اس نے ہاتھ اوپر کو کیا اور ایک ہاتھ قید سے آزاد تھا۔اس نے جلدی سے ہاتھ رسیوں کے نیچے سے نکالا اور دوسرا ہاتھ کھولنے لگی۔پھر اپنے گرد رسی کھولی اور رابیل کی طرف بھاگی۔اس کی کرسی کو سیدھا کیا اور پھر اس کے ہاتھ کھولے اور پھر اس کے گرد رسی۔وہ آزاد تھی،وہ تابندہ کو دیکھ کر مسکرائی اور پھر آرا کی

طرف بڑھی۔اس کا ایک ہاتھ رابیل نے کھولا اور پھر دوسرا ہاتھ تابندہ نے،اس کے گرد سے رسی کھلی اور وہ آزاد تھی۔وہ کھڑی ہوئی اور رابیل نے اسے خود لگایا، پھر اس کا گال چوما۔

آرا مسکرائی اور سانس خارج کی۔اب ان کی نظر لکڑی کے دو دروازوں کی طرف تھی۔ایک بائیں اور دوسرا دائیں۔وہ دائیں دروازے کی طرف بھاگیں مگر وہ نہیں کھلا۔وہ لاک تھا۔رابیل بائیں دروازے کی طرف بھاگی،دروازے پر کوئی ہینڈل نہیں تھا،کوئی کنڈی نہیں تھی۔یہ دروازہ بھی بند تھا۔

"ہم دروازہ توڑ دیں گے" رابیل نے تابندہ کو دیکھا تھا۔

اس نے سر ہلایا اور پیچھے سے کرسیاں اٹھالائیں۔۔اب وہ باری باری پیچھے سے بھاگتی ہوئی آتیں اور دروازے پر کرسی مارتیں۔پانچویں چھٹی ضرب کے بعد دروازہ کھل گیا۔انھوں نے کرسیاں وہیں پھینکیں اور باہر کو بھاگیں مگر شاید وہ دوسرے فلور پر تھیں۔نیچے جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔۔

رابیل نے فلور کے کنارے پر کھڑے ہو کر گراؤنڈ فلور کو جھانکا۔وہ بہت نیچے تھا،کمرے سے باہر نکلنے پر بس تھوڑا سا فلور تھا اور باقی خالی جگہ۔ارد گرد بڑی بڑی گلاس والز تھیں جن کے گرد پردے تھے،بڑے بڑے چار ستون تھے جن میں سے دو ستون فلور کو کراس کر رہے تھے۔

رابیل نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔نظر کے آرا سے تابندہ تک سفر کیا

"ایک گھنٹہ۔۔تین منٹ۔۔ہم کر لیں گے"

وہ اندر کو بھاگی تھی۔اپنا اور تابندہ کا گرا ہوا دوپٹہ پکڑا،وہاں گری رسیاں پکڑیں اور باہر کو بھاگی۔

("عورت سے زیادہ اچھا حالات سے کوئی نہیں لڑ سکتا۔۔وہ وقت آنے پر بچہ بھی جن لیتی ہے اور ضرورت پڑے تو باپ بھی بن جاتی ہے۔وہ گھر کی چھت بھی بن جاتی ہے اور بچوں پر ٹھنڈا سایہ بھی۔۔

عورت بہت مضبوط ہے"

"وہ لڑ لیں گی،وہ واپس آئیں گی،وہ لڑنا جانتی ہیں۔قدرت نے اسے لڑنا سکھایا ہے")

انھوں نے دوپٹوں اور رسیوں کو جوڑ کر ایک لمبی سی رسی بنالی تھی۔رابیل نے تابندہ کو دیکھا اور تابندہ نے رابیل کو

"تم پہلے چلو" وہ تابندہ کی طرف بڑھی

"نہیں۔۔پہلے آپ جائیں گی" تابندہ نے انکار کیا اور پیچھے ہو گئی

رابیل اس کی طرف بڑھی اور اس کی کمر کے گرد رسی مضبوطی سے باندھ دی "ضد مت کرو"

ان کی بنائی رسی کا ایک سرا مضبوط ستون کے ساتھ بندھا تھا اور دوسرا تابندہ کے گرد۔تابندہ نے ان کی طرف دیکھا۔اس کا رخ رابیل کی طرف تھا،وہ زمین پر بیٹھی،رابیل جھکی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے ایک ٹانگ نیچے لٹکائی،پھر دوسری مگر اس کا پیٹ فلور کے کنارے سے رگڑا گیا تھا۔وہ درد سے کراہی۔۔رابیل نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے سر ہلایا اور رابیل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔رسی کو تھاما اور پھر اسی رسی سے لٹکتی نیچے کی جانب چلی گئی، وہ فرش سے کچھ فاصلے پر تھی۔اس نے ایک ہاتھ سے اپنے پیٹ کے گرد رسی کھولی اور پھر دونوں ہاتھوں سے رسی کو تھاما اور زمین پر چھلانگ لگادی۔وہ گری تھی مگر پھر اٹھ گئی۔رابیل اوپر سے اسے دیکھ رہی تھی،اس نے آرا کے گرد رسی باندھی اور اسے نیچے بھیجا۔اب وہ خود بچی تھی، فقط آدھا گھنٹہ بچا تھا مگر آدھا گھنٹہ بھی کافی تھا۔اس نے خود کے گرد رسی باندھی اور اوپر سے بڑے احتیاط سے چھلانگ لگادی۔اب وہ تینوں گراؤنڈ فلور پر تھیں۔وہاں ایک دروازہ پر جس پر "ایگزٹ" لکھا تھا۔تینوں اس دروازے تک آئیں،ہینڈل کو زور سے تھاما اور اپنی طرف کھینچا مگر بے سود۔وہ لاک تھا۔رابیل نے سانس خارج کی،وقت بہت کم بچا تھا۔نہ کرسی تھی نہ ہائی ہیلز۔۔۔اب؟

("آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟"زرار مامون کو دیکھ رہا تھا

وہ بلا کا سنجیدہ تھا"میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے")

وہاں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے گلاس وال توڑتے یا دروازہ کھولتے۔۔اس نے آرا کے بالوں کو دیکھا،اس کے بالوں میں لگی بلیک ہیئر پن اتاری اور دروازے کے تالے میں گھسادی مگر اسے پن سے دروازے کا تالا کھولنا نہیں آتا تھا۔اس نے ارد گرد دیکھا،گلاس والز اور پردے تھے۔اوپر دیکھا تو چھت بہت اوپر تھی۔۔اس نے پھر سے دائیں بائیں دیکھا اور سانس خارج کی۔

وہ گلاس وال کی طرف بڑھی اور پوری شدت سے پردہ نیچے کو کھینچا مگر بے سود۔۔تابندہ نے بھی اس نے ساتھ پردہ کھینچا،اس ایک لوہے کے ڈنڈے سے دو پردے لگے تھے اور ایک دم پردے اوپر ڈنڈے سمیت نیچے آ گرے۔بہت سی گرداڑی اور وہ کھانسیں۔پھر جھک کر لوہے کے موٹے ڈنڈے سے پردوں کو الگ کیا۔اب وہ گلاس وال توڑ سکتی تھیں،ان دونوں نے مضبوطی سے آگے پیچھے سے اس لوہے کے موٹے ڈنڈے کو پکڑ لیا اور گلاس وال پر مارا۔چھٹی ساتویں ضرب کے بعد وہاں ایک بڑا سا سوراخ ہو گیا۔وہ اس سوراخ کے گرد لوہا مارتی جاتیں اور شیشہ ٹوٹتا جاتا۔نیچے سے لے کر اوپر تک شیشہ ٹوٹ چکا تھا مگر اتنا کہ ایک بندہ بڑے احتیاط سے سانس روک کر ترچھا ہو کر اس میں سے گزرے۔رابیل نے سانس خارج کی اور تابندہ کو اشارہ کیا

"اب پہلے آپ جائیں"اس نے رابیل کو کہا تھا

"وقت ضائع مت کرو"اس نے تابندہ کا ہاتھ تھاما تھا۔

"تم جاؤ۔۔آرا کو تھام لینا"اس نے بڑھے تنفس سے کہا تھا۔

اس نے سانس خارج کی،پھر بڑے احتیاط سے آگے بڑھی،وہاں بہت سا کانچ تھا۔اس نے گرا ہوا پردہ اٹھایا اور زمین پر گرا کانچ صاف کیا۔

آرا آگے بڑھی اور اپنے سنیکرز اتارے"یہ پہن لیں،پھر ہمیں دے دیجیے گا"اگرچہ سنیکرز تابندہ کے پاؤں سے چھوٹے تھے مگر اسے پہننے تھے۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ گزرنے لگی تھی مگر چانس تھا کہ کانچ اس کے جسم میں لگ جاتا۔رابیل نے اسے روکا اور بھاگ کر دوسرا پردہ پکڑا اور اسے تابندہ کے گرد لپیٹا "اب جاؤ"

وہ آگے بڑھی اور بڑے احتیاط سے درمیانی راستے سے گزری، شیشہ پردے کو لگا اور اسے پھاڑ دیا مگر تابندہ ٹھیک رہی۔وہ باہر نکل چکی تھی، باہر صاف ستھرا باغ تھا۔وہاں بھی بہت سا کانچ تھا،اس نے پاؤں سے کانچ ادھر اُدھر کیا اور پھر پردہ اندر پھینکا۔۔آرا مسکرائی اور اس پردے کو اپنے گرد اچھے سے لپیٹ لیا۔اس نے سنیکرز اندر پھینکے اور آرا نے وہ پہن لیے۔۔وہ احتیاط سے گزر گئی۔اب باری رابیل کی تھی اور اس نے بھی سنیکرز پہنے، سنیکرز اسے چھوٹے تھے مگر وہ تھے۔۔پردے کو اپنے گرد باندھا اور باہر نکل آئیں۔وہ آزاد تھیں۔۔وقت بہت کم تھا۔دس منٹ بچے تھے اور وہ باہر کو بھاگیں،اب کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔وہ تینوں آزاد تھیں۔۔وہ بھاگتی جا رہی تھیں، شاید یہ کوئی فارم ہاؤس تھا جو مارگلہ کے بیچ و بیچ بنا تھا۔وہ جنگل میں سے بھاگ رہی تھیں، پاؤں پر کیا کچھ چبھ رہا تھا انھوں نے پرواہ نہیں کی،انھیں بس سڑک تک پہنچنا تھا۔بھاگتے ہوئے رابیل کا جوڑا کھلا اور اس کے بال کھل گئے۔لمبے بال اس کے کندھوں سے آگے اور کمر پر پھیلے تھے۔ایک دم سے بلاسٹ ہوا،وہ آگے کو ہوئی اور آرا کے گرد اپنے بازو حمائل کر لیے،بہت سی آگ ایک ساتھ اٹھی تھی۔دھماکے پر دھماکہ تھا۔اس کا دل پوری شدت سے دھڑکا تھا اور اس نے آرا کو جھک کر خود لگائے رکھا۔اس کے

بال آرا کے گرد تھے۔کچھ پل بیتے اور وہ اس سے جدا ہوئی۔چہرے کی رنگت اڑی ہوئی تھی،آنکھیں گلابی اور وہ آرا کو دیکھ رہی تھی

اس نے سانس خارج کی "ہم ٹھیک ہیں"

رابیل نے گردن موڑ کر تابندہ کو دیکھا اور پھر اس کے گلے لگ گئی

"تھینک یو۔۔تھینک یو سو مچ" وہ فقط مسکرائی اور تینوں پھر سے بھاگنے لگیں۔سڑک اب کہ دور نہیں تھی۔۔

وہ آزاد تھیں

وہ شکار نہیں ہوئیں

وہ زندان توڑ آئی تھیں

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔اس کا آفس قدرے چھوٹا تھا مگر کافی پر سکون تھا۔نیچے بھورا کارپیٹ،کرسی میز،ایک عدد کھڑکی،ایک چھوٹی الماری اور ایک کاؤچ بس۔اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ متوجہ ہوا۔وہ کتاب پر جھکا تھا کتاب ایک طرف کر دی۔پھر گلا کھنکھارا

"کم ان"

دروازہ کھلا اور ایک خاتون اندر آئیں۔فربہہ خاتون پینتیس چالیس برس کی لگ رہی تھیں،اسے دیکھ کر مسکرائیں اور پھر اس کے سامنے آ بیٹھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چائے پانی؟"اس نے مسکرا کر پوچھا تو خاتون نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"کیسی ہیں آپ؟آپ کا بیٹا کیسا ہے؟"اس نے خوش اسلوبی سے پوچھا تھا

"اچھا ہے"وہ فقط اتنا ہی بولی تھیں

"آپ کا خط میرے تک پہنچ گیا تھا۔میری ٹیم نے میسج کر دیا تھا آپ کو۔۔کوئی مشکل تو نہیں ہوئی آنے میں؟"

انھوں نے نفی میں سر ہلایا۔پھر کچھ دیر خاموش رہیں۔اس نے پاس پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا اور گلاس اس خاتون کے سامنے رکھا۔خاتون نے تھاما اور گلاس منہ سے لگایا۔پھر سانس خارج کی

"میں اکیلی پڑ گئی ہوں شہریار"ان کی آنکھیں بھیگ گئیں"یہ کب تک رہے گا؟مجھ سے اور برداشت نہیں ہوتا،کبھی کبھی دل کرتا ہے خودکشی کر لوں مگر میں نہیں کر سکتی"اور وہ رونے لگیں۔

وہ خاموش رہا۔وہ متوجہ سا سن رہا تھا۔

"میں نے دس سال اسے چاہا اور شادی کے تین سال بعد ہی وہ مر گیا۔۔میں نے دوبارہ شادی نہیں کی،میں نے اپنی عمر اپنے بیٹے پر لگا دی مگر وہ نشے کا عادی ہو گیا،مجھ سے اس کی حالت نہیں دیکھی جاتی،میں نے دن میں کئی کئی گھنٹے کام کیا اور کئی کئی راتیں جاگی ہوں مگر کچھ ٹھیک نہیں ہوتا شہریار

۔۔سب خراب ہو جاتا ہے۔۔مجھے سکون نہیں ملتا،میرا سکون کہاں ہے؟مجھے بھی خوش ہونا ہے،
مجھے بھی خوشی دیکھنی ہے۔۔مجھ سے اور نہیں ہوتا"اور وہ خاموش ہو گئیں۔

کچھ پل یونہی خاموشی کی نظر ہوئے۔اس نے گلا کھنکھارا

"آپ کو خوشی چاہیئے۔۔آپ کو خوش ہونا ہے کیونکہ آپ کو لگتا ہے کہ سکون خوشی میں ہے۔۔
آپ تھک گئی ہیں کیونکہ آپ نے بہت کام کیا ہے،آپ نے بہت کچھ سہا ہے اور اب آپ اللہ سے
ریسٹ مانگ رہی ہیں"

اس نے شہریار کی بات سن کر سر اثبات میں ہلایا۔

اس نے سانس خارج کی"خوشی کیا ہے؟"

عورت نے سر اٹھایا۔وہ اسے یونہی دیکھے گئیں

اس نے اپنا سوال دہرایا"خوشی کیا ہے؟"

انھوں نے تھوک نگلا"مسکرانا۔۔ہنسنا۔۔انجوائے کرنا۔۔جو چاہے کرنا،دل سے آزاد ہونا"اور وہ
عورت چپ ہو گئی۔اسے خود بھی خوشی ڈیفائن کرنی نہیں آ رہی تھی

وہ مسکرایا"خوشی پتہ کیا ہوتی ہے۔۔خوشی بریک ہوتی ہے،خوشی ریلیکس ہونا ہوتا ہے۔۔جب آپ
تھک جائیں اور آرام کرنے کے لیے تھوڑا وقت نکالیں وہ وقت خوشی ہے۔۔جیسے صبح آٹھ سے

دوپہر گیارہ بجے تک کلاسسز لینا بیچ میں آدھے گھنٹے کی بریک اور پھر دوبارہ کلاسسز۔۔یہ جو بریک ہے نا یہ خوشی ہوتی ہے۔۔خوشی تھکن اتارنے کا نام ہے،خود کو ہلکا پھلکا کرنے کا"اور خاموش ہو گیا

"میں کیسے خود کو ہلکا کروں؟"انھوں نے نم سانس اندر کھینچی

"ہلکان نہ کر کے"اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہنوز قائم تھی

اس عورت نے سر جھکا لیا۔وہ خاموش تھی

"ایک بات بتاؤں میں آپ کو؟"

عورت نے سر اٹھایا۔وہ پھر سے متوجہ ہوئی

"خوشی عارضی ہوتی ہے۔۔آپ دس دن دس مہینے یا دس سال بھی خوش رہ لیں گی تو وہ وقت بھی گزر جائے گا۔۔جیسے ہی آپ کو غم ملے گا آپ کو وہ بڑا ہی لگے گا۔۔خوشی عارضی ہے،ختم ہونے والی ۔۔کیوں نہ میں آپ کو کوئی ایسی چیز بتا دوں جو مستقل ہو،جو سکون دیتی ہو کیونکہ خوشی کبھی سکون دیتی ہے کبھی نہیں"

اس عورت نے سر اثبات میں ہلایا۔

"مطمئن ہو جائیں۔۔یہ خوش رہنے سے زیادہ اچھا ہے۔۔جو مطمئن ہوتا ہے وہ خوش بھی ہوتا ہے"

اور خاموش ہو گیا

"مطمئن کیسے ہوتے ہیں؟"

"حالات سے کریں نہیں،اس کے ساتھ گزرنا سیکھ لیں۔۔آپ کے شوہر کی ڈیتھ ہوئی کیا اس میں آپ کا کوئی ہاتھ تھا؟"اس نے نفی میں سر ہلایا

"آپ نے اپنے بیٹے کی اچھی پرورش کی مگر وہ بگڑ گیا،کیا آپ کا کوئی قصور ہے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا

"آپ بہت محنت کرتی ہیں۔۔سارا دن کام کرتی رہتی ہیں مگر کیا حالات اپنی مرضی کے کر سکتی ہیں؟"

اس عورت نے نفی میں سر ہلایا

"تو پھر جب آپ کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے تو آپ کیوں روتی ہیں؟کچھ بھی آپ نہیں کر تیں،آپ کا کچھ بھی آپ کے بس میں نہیں ہے پھر رونے کا فائدہ؟آپ یاد کریں جب آپ کے شوہر چلے گئے تو آپ کے خاندان والوں نے آپ کو کیسے نکال دیا تھا۔۔آپ کی ایک لڑکی سے دوستی ہوئی اور آج آپ اس کے ساتھ رہتی ہیں۔۔پھر آپ تو اتنی پڑھی لکھی نہیں تھیں مگر جو آپ کی دوست بنی تھی اس کی کولیگ کو آپ کا کام پسند آگیا اور اب آپ اچھا خاصا کام کر رہی ہیں۔۔آپ کے ایک کسٹمر کو آپ کا کام آپ کا اخلاق اچھا لگا اور آج آپ اس کی بیکری میں اپنا آڈر ڈیلیور کرتی ہیں۔۔کیا آپ کے ہاتھ میں تھا یہ سب؟کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ ایک اچھی بیکر بن جائیں گی؟آپ کو پتہ تھا کہ آپ کی ایک اچھی لڑکی سے دوستی ہو جائے گی؟نہیں۔۔ہر گز نہیں۔۔کون آپ کو یہاں تک لایا ہے؟کون

آپ کو میرے کمرے تک میرے سامنے لایا ہے؟ میں تو یہاں صرف آڈیٹوریم میں ملتا ہوں مگر آپ کے خط نے مجھے متاثر کیا۔۔ وہ کون تھا جس نے میرا دل آپ کے لیے نرم کیا تھا؟ جواب آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی۔۔ وہ اللہ ہے نا، اس نے آپ کے اتنے کام آسان کیے ہیں۔۔ آپ کو اتنے اچھے لوگ ملے ہیں آپ کی ہر جگہ ریسپیکٹ ہے، لوگ آپ کو سراہتے ہیں۔۔ یہ سب آپ کے ہاتھ میں نہیں تھا، آپ کے اور میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔۔ پھر آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں؟ آپ کا بیٹا ڈرگز پر تھا مگر اب تو وہ ٹھیک ہو رہا ہے نا، وہ کھانا کھاتا ہے یونیورسٹی جاتا ہے۔۔ سموکنگ پر ہے مگر اس کا علاج جاری ہے، جس نے اتنا کچھ سیٹ کیا ہے وہ یہ بھی کرے گا"

وہ خاموش رہیں۔ شہریار نے اپنے گلاس سے چند گھونٹ لیے۔ پھر سانس خارج کی

"آپ اور میں۔۔ ہم بہت ظالم ہیں۔ ہم بہت بے رحم ہیں، ہم ان کاموں کو اپنے سر لیتے ہیں جن کے سر لینے سے ہمارا سر پھٹنے لگتا ہے۔۔ اللہ نے ہم پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا یہ بوجھ ہم نے ڈالے ہیں۔۔ ہمیں خوشی چاہیئے، وہ خوشی جو چیزوں سے ملتی ہے، پہلے گھر چاہیئے پھر گاڑی چاہیئے اچھا لائف پارٹنر اولاد بھی نیک ہو خوب سارا پیسہ ہو پھر جب یہ سب مل جاتا ہے تو ہمیں کچھ اور چاہیئے ہوتا ہے اور ہمیں تو ہر وقت کچھ نہ کچھ چاہیئے ہی ہوتا ہے۔۔ ہم اگر چھوٹی چھوٹی خوشیوں پر راضی ہو جائیں تو بڑے بڑے غم ہمیں پریشان نہیں کریں گے"

عورت نے لب ہلائے "مطمئن ہونے کا کیا مطلب ہے؟ جو ہے اس پر خوش رہوں آگے محنت نہ کروں؟"

وہ مسکرایا "نہیں۔۔آپ محنت کرتے رہیں مگر محنت کر کے اللہ پر چھوڑ دیں۔۔اپنے آپ کو حرکت میں رکھیں مگر اللہ پر یقین رکھیں۔۔فائدہ ہو یا نقصان اللہ مالک ہے۔۔آپ اپنے بیٹے کو دوائیاں دے رہی ہیں اس کا خیال رکھ رہی ہیں اچھی تعلیم اور اچھا گھر دے رہی ہیں۔ مگر آپ اسے فکس نہیں کر سکتیں، آپ اسے ہدایت نہیں دے سکتیں۔۔آپ اللہ سے کہہ سکتی ہیں کوشش کر سکتی ہیں مگر یہ آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔۔جو آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے اسے کیوں آزما رہی ہیں۔۔مطمئن رہیں اللہ ہے نا، جس نے سب سیٹ کیا ہے وہ یہ بھی سیٹ کر دے گا۔۔بس!" اور خاموش ہوا

وہ مسکرائیں "شکریہ"

اس نے سانس خارج کی "اللہ پر یقین رکھیں۔۔خوش ہوں نا ہوں مطمئن رہا کریں۔۔یہ زیادہ ضروری ہے۔۔اللہ ہے نا!"

انھوں نے سر اثبات میں ہلایا "مجھے وقت دینے کا شکریہ"

وہ مسکرایا۔ سر کو ذرا سا خم دیا

"اپنے آپ کو اور اپنے بیٹے کو اچھا وقت دیا کریں۔۔چھوٹے چھوٹے تحفے دیتی رہا کریں، کبھی چاکلیٹ اور کبھی اچھا کھانا۔۔یہ چیزیں بہت میٹر کرتی ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرائیں "میں کوشش کروں گی"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور خاتون وہاں سے چلی گئیں

رامین نے سیاہ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔ سرمئی جرسی نما شرٹ تلے سیاہ ٹراؤزر تھا۔ وہ بے پرواہ سی تھی، نظر کے چشمے تلے سیاہ آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ اس کے ہاتھ میں سرخ لالی پاپ تھا جسے وہ منہ میں دبائے دائیں گال اور داڑھ سے لگائے آگے بڑھ رہی تھی۔ دائیں طرف سے گال ذرا سا پھولا تھا۔ اس کے گلے میں کمپس والا پینڈنٹ لٹک رہا تھا، نیچے سیاہ سنیکرز تھے اور سیاہ چھوٹے بال کھلے تھے۔ یونیورسٹی آف ایڈن برا کے دوسرے فلور پر سٹوڈنٹس کے بیچ وبیچ راستہ بناتے اس کا رخ ایک کاریڈور کی طرف تھا۔ ریکنگ سے یونیورسٹی کا گراؤنڈ فلور نظر آرہا تھا، وہ دائیں طرف مڑی، راہداری میں چلتے اس کے بال پیچھے کو لہرا رہے تھے۔ اس نے لالی پاپ منہ سے نکالا اور ہاتھ میں لیا۔ پھر تھوک نگلا، منہ میں سٹرابری کا ذائقہ تھا۔ اس نے لالی پاپ پھر منہ میں رکھا اور ایک آفس کے باہر جا کھڑی ہوئی

"جو جو۔۔"

"یس رامین" وہ فوراً سے بولی

وہ مسکرائی "سٹارٹ ریکارڈنگ!"

اور اس نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ایک آواز آئی

"یس کم ان!"

بھورا لکڑی کا دروازہ کھلا اور رامین اندر بڑھی۔ پہلا قدم اندر رکھا، دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھیں اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔۔ سامنے بیٹھا شخص اسے دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا، پھر دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور پھر ہنس دیا

"ویلکم رامین!"

وہ مسکرائی۔ پھر سر اثبات میں ہلایا اور ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈالے آگے بڑھی، پھر ہنس دی۔ وہ عین اس کے سامنے کھڑی تھی۔ لالی پاپ منہ سے نکالا۔ پھر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا

"آئی لائک اٹ!"

مامون اس وقت باغ میں کھڑا تھا۔ وہ غصے میں تیمور سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ زرار کے ساتھ بیٹھا لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔ اس نے سر جھٹکا اور پھر منہ بسور کر دوسری جانب دیکھنے لگا۔ پھر سانس خارج کی

"وہ ساری رات نا جانے کہاں رہی ہیں اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے ہیں، ان بیلیو ایبل!" وہ طنزیہ ہنسا، پھر دانت پیستے زرار کو دیکھا

"تم اگر تھوڑی سی عقل استعمال کر لیتے، اس کے پیچھے پاگلوں کی طرح نہ جاتے اور وہ تمھیں نہ دیکھ لیتا تو آج سب ہمارے ہاتھ میں ہوتا" وہ زرار کو گھور رہا تھا۔

اس نے سانس خارج کی اور کھڑا ہوا۔ پھر مامون کو دیکھا،اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے کہ نظر سامنے پڑی۔مامون کی پشت پیچھے گیراج کی طرف تھی، بڑے گیٹ سے کوئی اندر آیا تھا۔اس کے پاؤں میں سنیکرز تھے، بال بکھرے تھے اور وہ تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔زرار اسے دیکھتا اور دیکھتا ہی رہا، تیمور بھی اسے دیکھتے کھڑا ہوا تھا۔مامون نے پہلے تیمور کو دیکھا پھر زرار کی نظروں کے تعاقب میں پیچھے گردن موڑی۔اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں،وہ وہیں ساکت ہوا جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔رت جگے کی تھکاوٹ، غصہ، ملال سب بہت پیچھے رہ گیا۔چھوٹی لڑکی بھاگتے ہوئے آگے آئی،مامون مڑا اور جھک گیا۔وہ بھاگتے ہوئے ایک جھٹکے سے مامون سے آلگی۔اپنے بازو اس کی گردن کے گرد حمائل کیے اور آنکھیں بند کر لیں۔وہ آنکھیں بند کیے اس کے گرد مضبوط ہالہ بنائے اسے محسوس کر رہا تھا

"آرا۔۔میری جان!"اس نے خود میں اترتا سکون محسوس کیا تھا۔کسی خیال کے تحت اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور ذرا سا اوپر کو ہوا،آرا نے اپنے بازو اس کی گردن سے الگ کر لیے۔وہ سیدھا ہوا اور رابیل کو دیکھا جو سفید لینڈ کروزر کے ساتھ کھڑی تھی۔جس کے بالوں نے اس کے شانوں کو ڈھانپا ہوا تھا، جس کے چہرے پر اطمینان تھا،ہاتھ پہلو میں گرے تھے اور اس کے پاؤں سے جوتا غائب تھا۔اس کی بھوری آنکھیں گلابی تھیں،اس نے تھوک نگلا اور مامون نے واضح گلٹی ڈوبتی ابھرتی دیکھی۔اس کے پیچھے کوئی اور بھی تھا،بلکہ تھی۔وہ جس کی سبز سنہری آنکھوں پر زرار نے اپنا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دل ہارا تھا۔اس کے بالوں نے بھی اس کے شانوں کو ڈھانپا تھا۔اس کے چہرے کی رنگت اڑی ہوئی تھی اور وہ زرار کو دیکھے جا رہی تھی۔اس کے پاؤں سے بھی جوتا غائب تھا، بائیں کلائی شدید زخمی تھی۔وہ آگے بڑھا اور تیزی سے چلتا اس کے قریب آیا۔اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا، آنکھیں گلابی پڑیں۔سینے میں سکون اور درد ایک ساتھ تھا۔اس نے اسے خود سے لگا لیا۔تابندہ مسکرائی تھی،اس کے زرار کی کہنیوں کو تھاما تھا۔۔وہ مسکرا رہی تھی،اس کی شرٹ سے اس کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔زرار نے سرگوشی کی

"خزاؤں کی قسم۔۔بہاریں ساری تم ہی سے ہیں"

تابندہ ہنس دی۔وہ فقط مسکرایا تھا، پھر اسے خود سے جدا کیا۔

رابیل نے مامون کو مسکرا کر دیکھا اور ایک قدم آگے آئی۔سارا زمانہ وہیں ٹھہر گیا، صبح و شام کا جھگڑا وہیں ساکت ہو گیا اور مامون آگے بڑھا۔وہ اس کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو کہ وہ واقعی صحیح سلامت لوٹ آئی ہے۔اسے زندگی پھر سے دان کی گئی ہے، آزمائش سر سے ہٹالی گئی ہے اور ہر سو نرم پھوار ہے۔وہ آگے بڑھا، رابیل نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر مسکرائی، مامون کی آنکھیں نم تھیں۔۔اس نے نظریں جھکائیں اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔پھر جھکا اور باری باری دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر اپنے ہونٹ رکھے۔وقت نے پھر سے خود کو دہرایا تھا۔وہ پولیس

اسٹیشن کے باہر تھی،وہ باغ میں کھڑی تھی،وہ گیراج کے پاس کھڑی تھی اور وہ اس کے لیے سکون لایا تھا۔ایک کبھی نہ ختم ہونے والی امید اور بہاروں کا زمانہ۔وہ سیدھا ہوا اور مسکرایا

"I am addicted to you"

وہ ہنس دی۔پھر ذرا سا قریب ہوئی

"Once a pharmacist always a pharmacist"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور ہنس دیا۔تیمور بس انھیں دیکھ رہا تھا۔پھر سانس خارج کی،اسے کیا؟ اس کی مینو تو یہاں نہیں تھی۔دفعتاً زرار کی جیب میں پڑا فون بجا۔غیر شناسا نمبر سے کال آئی تھی، اس نے مامون کو دیکھا اور کال اٹھا کر سپیکر پر ڈال دی۔بھاری مردانہ آواز اور ایک قہقہہ

"خوش آمدیدم۔۔خوش آمدیدم!"

ایک خاموشی۔

"مزہ آگیا"پھر سانس خارج کی"موت مبارک۔۔نہ تم کو مارنے کا ڈر نہ ہمیں مرنے کا ڈر۔۔کھیل مبارک!"

اور اس نے کال کاٹ دی۔زرار کی آنکھیں مامون کی آنکھوں سے ملی تھیں

دوپہر سر پر تھی۔روشنی کا قبضہ ہر طرف تھا۔ایسے میں ایک کیفے میں فرحین بیٹھی تھی۔اس نے سیاہ شلوار قمیض پہن رکھی تھی،گلے میں سیاہ شیفون کا دوپٹہ وہ خاموش سی بیٹھی تھی،ارد گرد دیکھتی۔

کچھ پل بیتے اور کیفے کے دروازے سے تاثیر داخل ہوئی۔ بالوں پر سیاہ سن گلاسز تھیں، سیاہ گلابی کفتان تلے سفید جینز تھی اور وہ ہشاش بشاش سی فری کے سامنے بیٹھ گئی۔اپنا پرس میز پر رکھا اور پیچھے کو ٹیک لگالی۔ بازو سینے پر باندھے اور مسکرائی

"کیسی ہو فری؟"

وہ دھیما سا مسکرائی "اچھی ہوں" پھر گلا کھنکھارا "آپ کیسی ہیں؟"

وہ آگے کو ہوئی اور کہنی میز پر رکھی۔ پھر اسے گھورا "اشعر کو پتہ ہے تم مجھ سے ملنے آئی ہو؟ آئی مین اتنے غرور سے وہ تمہیں میرے سامنے سے لے کر گیا تھا" اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔

فری نے تھوک نگلا۔ گود میں پڑی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملائے انھیں زور سے دبایا "نہیں۔۔

"سر نفی میں ہلایا "آپ انھیں بتائیں گی تو نہیں نا؟"

اس کے چہرے پر پریشانی اور ڈر واضح تھا۔تاثیر ہنس دی اور پھر سانس خارج کی

"بچپن سے سنتے آئے ہیں کہ عام لڑکیوں کی زندگی میں سفید گھوڑے والا شہزادہ نہیں آتا مگر میں نے شہزادہ دیکھا تھا۔ میں نے ایک شہزادے کو ایک عام لڑکی کو لے جاتے دیکھا تھا مگر کوئی شہزادہ کسی عام لڑکی کے خوف ختم نہیں کر سکتا۔ کوئی شہزادہ کسی عام لڑکی کو شہزادی نہیں بنا سکتا، وہ اگر خوفزدہ اور چھوٹی سوچ کی مالک ہے تو شہزادے کے ملنے کی بعد بھی ویسی ہی رہے گی" پھر سانس خارج کی

"نہیں بتاؤں گی، اور کچھ؟"

فری نے ایک نظر اسے دیکھا۔آنکھوں میں گلابی پن اترا" بابا کیسے ہیں؟ ممی کیسی ہیں؟"

وہ مسکرائی" وہ بزی رہتے ہیں۔بابا اپنے کلینک اور ممی ہاسپٹل،رات کو ڈنر پر اکثر ہماری بات ہوتی ہے مگر تمھاری کبھی بات نہیں ہوئی فری" اور شانے اچکائے۔

فری نے نظریں چرائی تھیں۔پھر تاثیر کو دیکھا" میں اتنی بری تو نہیں تھی۔بابا ممی نے میرے جانے کے بعد مجھے کبھی یاد نہیں کیا۔انھوں نے کبھی میری خبر نہیں رکھی" اس کی آواز رندھ گئی اور وہ خاموش ہو گئی

تاثیر آگے ہوئی اور ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اسے دیا" کم آن فری۔۔یہ دنیا ہے،بی پریکٹیکل۔۔ یہاں کسی کے جانے کے چند منٹ بعد ہی ری پلیس منٹ ہو جاتی ہے،اب وہ تمھیں یاد کرتے کرتے اندھے ہونے سے تو رہے" اور خاموش ہو گئی

فری نے ٹشو تھاما اور آنکھیں صاف کیں" میں۔۔بابا ممی سے ملنا چاہتی ہوں" پھر سانس خارج کی

" مجھے ان کی یاد آتی ہے"

تاثیر نے سانس خارج کی،آنکھیں گول گھمائیں" وقت گزر گیا ہے فری،تم کیوں ان سے ملنا چاہتی ہو؟"

فری نے بھنویں بھینچ لیں۔پھر بولی تو آواز کانپی تھی" میرا بچہ مر گیا ہے۔میں اس وقت شدید تکلیف میں ہوں،میرا شوہر میرے بچے کی موت کا ذمہ دار مجھے ٹھہراتا ہے۔وہ مجھ سے بات نہیں کرتا،رات

دن پتہ نہیں کس چیز کے طعنے دیتا ہے۔ماں باپ پیچھے نہ ہوں تو سسرال ایک جنگ کا محاذ بن جاتا ہے۔ محبت تو دو دن کا شوق ہوتی ہے جو پورا ہوتے ہی سر سے اتر جاتا ہے۔ میرا کیا قصور ہے، میرے پاس نہ ماں باپ ہیں نہ لائف پارٹنر، ایک اچھا گھر ڈگری۔۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ میں کیا کروں؟ میرا قصور کیا ہے؟" وہ خاموش ہوئی مگر تنفس بڑھا تھا۔

تاثیر نے سانس خارج کی اور آگے کو ہوئی "مجھے تمھارے بچے کی ڈیتھ کا افسوس ہے" وہ فری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیٹھی تھی "فری یہ جو محبت ہوتی ہے نا یہ صرف ہارمونز کا اثر ہوتا ہے جو چند لمحوں کے لیے دماغ پر حاوی ہوتا ہے اور پھر اتر جاتا ہے" اس نے توقف کیا "محبت میں شراکت برداشت نہیں ہوتی، تم مامون کو پسند کرتی تھی نا۔۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوا سویٹ ہارٹ۔۔ مجھے نہیں منظور کہ کوئی بھی شخص اس شخص کو مجھ سے چھینے۔۔ میں نے جو بھی کیا میں مجبور تھی، میں مامون سے محبت کرتی تھی اور اب بھی کرتی ہوں۔۔ میں نے وہ سب مامون کو حاصل کرنے کے لیے کیا تھا۔۔ جیسے اشعر نے تمھیں پانے کے لیے پتہ نہیں کیا کیا کر ڈالا، آئی ہوپ تم مجھے سمجھ سکتی ہو۔۔" اس نے فری کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "میں جو بھی ہوں تمھاری بہن ہوں۔۔ میں نے تمھیں گھر سے دور رکھا مگر تمھیں سب دیا تھا، تمھیں وہاں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ تم تو پہلے ہی انٹرو ورٹ تھی، تمھیں نہیں پتہ کہ یہ سوسائٹی کیسے کیسے مردوں سے بھری ہوئی ہے۔ تمھیں مامون پسند تھا نا، اسی نے تمھیں بہلایا پھسلایا ہوگا کہ اشعر سے شادی کر لو، سویٹ ہارٹ وہ ایک مڈل کلاس

مرد ہے۔اس کی سوچ صرف ایک گھر تک محدود ہے،وہ عورت کو صرف اپنے بچے کی ماں سمجھتا ہے۔اٹس اوکے دنیا میں کئی عورتوں کے مس کیرج ہوتے ہیں مگر وہ پھر سے کنسیو کرتی ہیں۔۔تم بھی ہیل ہو جاؤ گی۔۔تمھارے سسرال والے کیسے ہیں؟"وہ ہمدرد بن گئی تھی،وہ بہن جو بہن کے لیے جان دے دے۔اس کے چہرے کے ایسے تاثرات فری نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے

"ٹھیک ہیں۔۔آنٹی کچن میں کام کرواتی ہیں اور مجھے کام نہیں آتے۔۔نانو رات دن مجھے میری فیملی کا طعنہ دیتی ہیں"اور سانس خارج کی

"اوہ فری۔۔یہ تم کس کلاس میں پھنس گئی؟"اس نے ہونٹ سکیڑے تھے"تم واپس آجاؤ"اور اس کے ہاتھ پر رکھا ہاتھ دبایا"تم واپس آجاؤ۔۔میں ممی بابا کو منالوں گی،میں جانتی ہوں تمھاری زندگی میں کچھ مشکلات میری وجہ سے ہیں مگر آئی پرامس میں سب ٹھیک کردوں گی۔۔میں تمھاری بہن ہوں فری،میں خود ایک ڈاکٹر ہوں اور سمجھ سکتی ہوں کہ مس کیرج کے بعد عورت کے کیا جذبات ہوتے ہیں"اس کا انداز نرم اور آواز دھیمی تھی۔

فری نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر نم سانس اندر کھینچی"آپ۔۔بابا سے کہیں نا مجھ سے مل لیں۔۔ایک بار ممی سے کہیں کہ فری آپ سے ملنا چاہتی ہے۔۔انھیں بتایئے گا کہ میں کس کنڈیشن سے گزر رہی ہوں،میں کتنی تکلیف میں ہوں۔۔آپ انھیں کہیں مجھے ان کی یاد آتی ہے"اور خاموش ہو گئی تاثیر مسکرائی"ہاں میں مناؤں گی۔۔تم پریشان مت ہو"

اس نے سر ہلایا۔تاثیر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی "کچھ کھاؤ گی، کچھ آڈر کروں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا مگر تاثیر نے مینیو پکڑ لیا۔پھر فری کو دیکھا "یہاں کیسے آئی ہو؟"

فری کے ہاتھ ابھی بھی گود میں ہی تھے "رکشہ پر"

تاثیر ہنس دی "رئیلی؟ تم نے کبھی سخت دھوپ نہیں دیکھی اور اب رکشہ۔۔" پھر سانس خارج کی "میں تمھیں واپسی پر ڈراپ کر دوں گی" اور سر ہلا کر مینیو کارڈ دیکھنے لگی۔فری کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا مگر مائیں تو مضبوط ہوتی ہیں نا، اسے بھی مضبوط بننا تھا۔قید توڑنا آسان نہیں ہوتا مگر ناممکن بھی نہیں!

ایڈن برا میں دوپہر گزر رہی تھی۔موسم قدرے اچھا تھا۔ہلکی ہوا چل رہی تھی مگر سردی تھی۔دا ملک مین میں ایک میز کے گرد تین نفوس بیٹھے تھے۔ساتھ ساتھ بیٹھے عالمگیر اور ضوفشاں اور ان کے سامنے مینا بیٹھی تھی۔اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی تھی اور براؤنی کھا رہی تھی۔اس کا کافی کپ ساتھ پڑا تھا۔عالمگیر اور ضوفشاں کے چہرے پر بے زاری کے نشان تھے

"تم یونیورسٹی گئی تھی؟" عالمگیر نے اس سے پوچھا۔مینا نے براؤنی منہ میں رکھی اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اس کا سیمینار کب ہے؟" ضوفشاں آگے کو ہوئی تھی۔مینا نے شانے اچکائے "شاید۔۔ایک ہفتہ بعد" اور کافی کا کپ پکڑ کر منہ سے لگایا

عالمگیر آگے کو ہوا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا "مینا۔۔تم بہت بدل گئی ہو"

اس نے براؤنی کاٹتے سر اٹھایا۔ بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا "او نہوں!" جیسے وہ کنفرم کرنا چاہ رہی ہو۔

"یعنی تم میں اب وہ بات نہیں ہے، وہ کرنٹ نہیں ہے جو سات سال پہلے ایم ڈی کیٹ کے ٹائم تھا" اور وہ پیچھے ہو کر بیٹھ گیا

اس نے شانے اچکائے "پتہ نہیں۔۔ویسے کیا تب مجھ میں کرنٹ تھا؟ میں نے کبھی کسی کو ہاتھ لگا کر خود کے ساتھ نہیں چپکایا" اور ہنس دی

ضوفشاں نے بے بسی سے سانس خارج کی۔ پھر عالمگیر کو دیکھا اور آگے کو ہوئی

"ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے اور ہم اسے زرار سے بھی ڈسکس کرنے والے ہیں"

مینا نے کافی کا گھونٹ بھرا "اچھا۔۔پھر؟" اس نے مسکرا کر ضوفی کو دیکھا

"تم۔۔ابھی اس ٹاسک سے دور رہو۔ یہ میں اور عالم کر لیں گے، ہمیں تمھاری ضرورت ہوئی تو ہم تمھیں بتا دیں گے ورنہ تم ایڈن برا انجوائے کرو، گھومو پھرو کھاؤ پیو اور اپنی ڈگری پوری کرو" اس نے مسکرا کر کہا تھا مگر مینا جانتی تھی کہ وہ اس پر طنز کر رہی تھی کیونکہ اس کا جب دل چاہے وہ جو چاہے کھاتی تھی جہاں چاہے گھوم پھر کر آتی تھی۔ اسے یہاں بھی کسی کی پرواہ نہیں تھی

مینا نے براؤنی کو انگوٹھے اور انگلی کے درمیان پکڑا اور منہ میں رکھا۔بچی ہوئی براؤنی پلیٹ میں رکھی اور ہاتھ جھاڑے۔پھر ان سے مخاطب ہوئی

"پتہ ہے زرار بھائی تم دونوں سے زیادہ اچھے ہیں کیونکہ وہ مسز رامین کو اچھے سے جانتے ہیں۔۔تم لوگوں سے اچھا میرا پسندیدہ مرد میرے ساتھ ہوتا تو وہ مجھے کبھی کہیں گھومنے سے یوں منع نہ کرتا۔۔ "

ضوفی نے اس کی بات کاٹ دی "نہیں۔۔ہمارا یہ مطلب۔۔"

مینا نے اسے ٹوکا "پہلے مجھے بات کرنے دو "ایک لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا "میں لہجے اچھے سے سمجھتی ہوں "اور مسکرائی۔اس نے براؤنی پکڑی اور پھر تھوڑی سے کاٹی "ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ نہ زرار بھائی نہ تیمور۔۔دونوں میں سے کبھی کسی نے مجھے انڈر ایسٹیمیٹ نہیں کیا۔۔میں وہی کرتی ہوں جو میرا دل کرتا ہے اور میں وہی کرتی ہوں جو میں بہتر کرتی ہوں"

مینا سے کچھ فاصلے پر مگر ساتھ ہی،ایک شخص بیٹھا تھا۔اس کا رخ مینا کے چہرے کی طرف تھا۔وہ مینا کے بائیں طرف بیٹھا تھا،اس کے کانوں میں ایئر پوڈز تھے،سامنے موبائل سکرین اور کافی،وہ کوئی کوریئن مووی دیکھ رہا تھا۔ایک لمحے کے لیے مسکرایا۔

"تم خود کو کیا سمجھتی ہو؟"ضوفشاں سنجیدہ ہوئی تھی

مینا نے سانس خارج کی۔ پھر اوپر دیکھ کر تھوک نگلا اور ویٹر کو اشارہ کیا۔ وہ پاس آیا تو اس نے پانی لانے کو کہا۔

مینو نے جیب سے ایک تصویر نکالی، اسے عالمگیر اور ضوفشاں کے سامنے رکھا

"ان سے ملیں۔۔ یہ ہیں شہریار۔۔" اور مسکرائی۔ پھر اپنا کمپس گلے سے اتار کر ان کے سامنے رکھا۔

"جو جو۔۔ صبح والی ریکارڈنگ پلے کرو" کچھ پل بیتے اور ریکارڈنگ شروع ہو گئی

پہلے آدمی کی آواز آئی تھی "ویلکم رامین!"

پھر ایک لڑکی کی آواز "یہ اچھا تھا" اور پھر ہنس دی

"The magician of Edinburgh"

مرد بولتے ہوئے مسکرایا تھا۔ لڑکی کی ہنسی گونجی تھی

"نام تو مکمل کریں۔۔ مسٹر سپیکر!"

"ہمایوں شہریار حیدر" مرد کی ہشاش بشاش اواز تھی۔

ضوفشاں نے گردن موڑ کر عالمگیر کو دیکھا جو کہ حیرت اور خاموشی سے ریکارڈنگ سن رہا تھا۔ مینا بڑے آرام سے پیچھے ٹیک لگائے کافی پی رہی تھی

"کیسے آنا ہوا؟"

"ایسے ہی۔۔کسی کی تلاش میں ہوں"

"کس کی؟"

"زرار بھائی نے نہیں بتایا؟"

"نہیں۔۔میری بات نہیں ہوئی"

وہ ہنس دی "گھر جایئے گا اور زرار بھائی کو کال کر کے کہیے گا کہ مسز امین تیمور آئی تھی، وہ سمجھ جائیں گے"

ہمایوں ہنس دیا "اوکے"

"سٹاپ جوجو" مینا جیسے ہی بولی ریکارڈنگ سٹاپ ہو گئی۔

اس نے آگے ہو کر اپنا پینڈنٹ پکڑا اور گریبان میں ڈال لیا

ویٹر پانی لایا اور اس نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔ پھر عالمگیر کو دیکھا "کیا اتنا کرنٹ کافی تھا یا مزید چاہیئے؟" وہ پانی کو گلاس منہ سے لگاتے ہوئے گویا ہوئی تھی

ضوفی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی "تم نے یہ سب کیسے کیا؟"

مینا نے دونوں آنکھیں گول گھمائیں "امپریس مت ہونا" پھر سانس خارج کی "شہریار ایک اچھا سپیکر تھا وہ لوگوں کے جذبات کو سمجھتا تھا وہ پبلک میں کھڑا ہو کر بولتا ہے مگر پرائیوٹ ہے۔۔اس کا کوئی پبلک اکاؤنٹ نہیں مگر وہ پھر بھی پبلک ہے۔۔میں نے بس اس کے جوتے میں جو د کو فٹ کیا ہے۔۔

میں اسے خط لکھتی تو وہ سمجھ جاتا کہ یہ کوئی فین ہے جو اٹینشن لینا چاہ رہا ہے ظاہر ہے اس کی cognitive abilities کافی اچھی ہیں۔۔میں نے بس اس کے آئی کیو اور ای کیو کو سمجھا اور اسے ایک شیشے کی بوٹل دی جس میں سوکھے گلاب کی مرجھائی پتیاں تھیں اور اوپر ایک پرتجسس نام لکھا تھا"ایڈن برا کا جادو گر"انسان کو تجسس اپنی طرف مائل کرتا ہے اور اسے بھی کیا، وہ میرا بھیجا سیکریٹ میسج سمجھ گیا تھا۔اسے لگا مجھے ٹریگر کی ضرورت ہے اور پھر میں ہر سو اپنی اچھی انرجی پھیلاؤں گا، مگر جادو گر تو میں تھی اور اس طرح ایک رات میں میں اس تک پہنچ گئی"اس نے شانے اچکائے

"تمھیں ہمیں بتانا چاہیئے تھا"ضوفشاں دانت پیستے بولی تھی

"کیوں؟تم نے اس بوتل میں بند ہونا تھا"اس نے بول کر پلکیں جھپکائیں

عالمگیر نے بمشکل ہنسی چھپائی تھی۔

"اور کچھ؟"مینا نے کافی کا گھونٹ بھرا

دونوں خاموش تھے۔مینا نے سانس خارج کی"باقی ہم پھر ڈسکس کریں گے"

ضوفشاں نے بیچ میں ہی بات کاٹی"کیوں؟یہ پلاننگ بھی تم خود ہی کر لو"

مینا نے سر اثبات میں ہلایا اور کھڑی ہوئی۔پھر ضوفی کو دیکھا"تم اچھی بات کو جلدی پک نہیں کرتی"

پھر شانے اچکائے اور عالمگیر کو دیکھا"اینی ویز۔۔اسے سمجھا دینا۔۔ہمایوں بھائی تو شہریار نکلے۔۔اگلی پلاننگ کل کریں گے۔۔میں تھک گئی ہوں"اور مسکرا کر سامنے پڑا شیشے کا گلاس پکڑا۔لمحے کے

دسویں حصے اس نے سیدھے ہاتھ میں پکڑا گلاس اپنی بائیں طرف بیٹھے لڑکے کو مارا جو کہ ایئر پوڈز لگائے ہاتھ میں فون تھامے سکرین کی طرف متوجہ تھا، لڑکا اپنا دایاں ہاتھ بائیں کنپٹی تک لے کر گیا اور گلاس ہاتھ میں تھام لیا۔اسے گلاس نہیں لگا، مینا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر مسکرائی۔ایئر پوڈز لگائے چنگیز نے مسکرا کر دائیں ابرو اٹھائی

"نائس شوٹ"

"آئی نو" مینا نے شانے اچکائے

عالمگیر سمیت ضوفی اور کئی لوگ سانس تھامے انھیں دیکھ رہے تھے۔مینا نے عالمگیر کو دیکھا

"ہیوا ے نائس ڈے" اور وہاں سے چلی گئی۔۔وہ عجیب تھی بہت زیادہ عجیب۔۔

رامین کافی کیفے سے باہر نکلی اور بے پرواہ سی سڑک پر چلنے لگی۔پھر سانس خارج کی، اس کا تنفس بڑھا تھا۔شاید سر بھی گھوما تھا مگر اس نے سر جھٹک کر خود کو نارمل کیا۔ڈاکٹر کے ساتھ کل اس کی اپائنٹمنٹ تھی مگر اس نے مس کر دی۔آج بھی وہ بس انہیں کاموں میں لگی رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی

"جوجو۔۔کال تیمور"

اس نے آڈر جاری کیا تھا۔جوجو تیمور کو کال کر رہی تھی اور وہ آگے بڑھتی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔

"ایکس کیوزمی!"اس کو پیچھے سے کسی کے پکارا تھااور وہ مڑی۔

"جوجو۔۔کٹ داکال"اس نے سرگوشی کی تھی اور کال کاٹ دی گئی۔

تین لڑکے اس کی طرف بڑھے تھے۔اس نے سینے پر بازو لپیٹ لیے،خاموشی سے انھیں دیکھتی رہی۔درمیان والا لڑکا آگے کی طرف بڑھااور بڑے کانفیڈنس سے بولا

"وہ جس کیفے میں آپ تھیں،میں وہیں۔۔"

مینا نے آنکھیں گول گھمائیں"جی۔۔میرے پیچھے بیٹھے تھے۔۔اور کچھ؟"

وہ مسکرایا۔ہونٹ اوہ میں سکڑے۔وہ عین مینا کے سامنے تھا"آئی ایم امپریسڈ"

"میں میرڈ ہوں۔۔فضول دوستیاں نہیں پالتی"اس نے ان کی میت سونگھ کر محسوس کرلی تھی۔وہ سٹریٹ فارورڈ تھی،منہ پر سب بولنے والی۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔پھر انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا"انڈین؟"

مینا نے سانس خارج کی"ایشین"

وہ پھر سے ہنسا"امپریسڈ۔۔"

اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا"فرینڈز؟"

Clubb of Quality Content

اس کا بالکل موڈ نہیں تھا کہ فضول کے جواب دیتی۔اس نے گلے سے پینڈنٹ اتارا۔اس کی زنجیر کو ہاتھ کے گرد اس طرح لپیٹا کہ کمپس نیڈل اس کی ہتھیلی میں تھی۔اس نے بھی ہاتھ بڑھایا اور لب ہلائے

"JoJo .. Electrocute him"

کہتے ہی مینا نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے قریب کیا اور اس نے ہاتھ ایک جھٹکے سے پیچھے کیا۔اسے کرنٹ لگا تھا اور وہ بھویں بھینچے مینا کو دیکھتے ہاتھ جھٹک رہا تھا۔ساتھ والے دو لڑکوں نے ابھی اسے دیکھا تھا۔

"تمھاری اتنی ہمت" تیسرا لڑکا پوری شدت سے چلایا تھا۔پھر چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

مینا اسے دیکھتی رہی، پھر سانس خارج کی اور ہاتھ جھلایا "میں لڑائی کے موڈ میں نہیں ہوں" شانے اچکائے

"اوہ۔۔لڑنا ہے" درمیان والا لڑکا آگے آیا اور اس نے دانت پیستے اپنا ہاتھ اٹھایا تھا۔رامین نے ہوا میں ہی اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور اس کا بازو مروڑ کر اس کا سر دیوار سے مارا اور وہ کراہ کر رہ گیا۔دوسرا لڑکا آگے بڑھا اور مینا نے اس کے سینے پر ٹانگ ماری تھی مگر اس کا سر پھر سے گھوما تھا۔وہ گرنے والا تھی، پہلا لڑکا اسے مارنے کے لیے دوڑا تھا مگر چنگیز بیچ میں آیا تھا جس نے ایک لمحے میں اس لڑکے کو دیوار سے لگایا اور ایک زوردار مکا رسید کیا۔وہ زمین پر گرا مگر پھر اٹھ کر بھاگ گیا۔

مینا نے آنکھیں کھول کر اس کو دیکھنا چاہا تھا، اس کی آنکھیں گھوم رہی تھیں۔ وہ دیوار سے لگ کر نیچے بیٹھ گئی، وہ اس پر جھکا تھا

"مینا۔۔" اس نے اپنا بازو اس کی طرف بڑھایا مگر اس نے ہاتھوں سے اسے روک دیا

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ مجھے ہاتھ مت لگاؤ" وہ حلق کے بل چلائی تھی

کہیں دور سے ایک آواز گونجی تھی "تم مجھے پکارو گی"

اس نے سانس لینے کی کوشش کی، اسے سردی لگ رہی تھی

"میں دنیا کے دوسرے کونے میں بھی ہوا نا۔۔ تمھارے لیے آؤں گا" آواز پھر سے گونجی تھی

وہ دیوار کے ساتھ لگی سمٹتی جا رہی تھی۔ چنگیز اسے کچھ کہہ رہا تھا مگر اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ اس کی پلکیں بھاری ہوئیں، بھاری ہو کر نیچے گر گئیں۔۔ آخری الفاظ جو فضا میں معلق ہوئے تھے، وہ اس کا اصل تھے

"تیمور۔۔"

اور پھر سب سیاہ تھا۔

اسے جب ہوش آیا تو وہ ہاسپٹل کے سفید بیڈ پر تھی۔ کھڑکی کے پاس چنگیز کھڑا تھا جس کا رخ کھڑکی کی طرف تھا اور وہ باہر جھانک رہا تھا۔ اس کے ہاتھ پر ڈرپ تھی اور وہ اٹھ بیٹھی تھی۔ اس کا دل گھبرا

رہا تھا،اس نے ٹانگیں بیڈ سے اتاریں اور اس نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔پھر اس کی طرف بڑھا

"ارے! کہاں جا رہی ہو؟"

وہ عین مینا کے سامنے کھڑا تھا۔اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکا دیا"اپنے کام سے کام رکھو"

وہ غصے میں بولی تھی۔پھر ہاتھ کی پشت سے ڈرپ کھینچ دی،سوئی باہر نکلی اور خون نکل پڑا۔اس نے اپنا کوٹ ہاتھ کی پشت پر رکھ دیا۔

"تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔لیٹ جاؤ"وہ بھی غصے سے بولا تھا

مینا نے گلابی آنکھوں سے اسے گھورا"مجھ سے دور رہو"اس نے پھر اس کے سینے پر ہاتھ مارا"آئی ہیٹ یو"اور سر جھکائے رو دی۔وہ آنکھیں میچے رو رہی تھی۔

وہ اس کے قریب آیا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"آئی ایم سوری۔۔"وہ فقط یہی بولا تھا

مینا نے اسے دیکھا۔پھر کھڑی ہو گئی اور اس کا گریبان ہاتھوں میں نوچ لیا"تکلیف کا ازالہ سوری نہیں ہوتا،خسارے کبھی سوری سے پورے نہیں ہوتے،ٹوٹا دل سوری سے نہیں جڑ سکتا،ایک سوری سب ٹھیک نہیں کرتا"اور اس نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا۔

وہ کچھ بھی نہیں بولا۔مینا غصے میں ہوتی تھی تو وہ کچھ نہیں بولتا تھا۔

اس نے نم سانس اندر کھینچی اور پھر بیڈ پر بیٹھ گئی۔اس نے سختی سے اپنی آنکھیں پونچھ لیں، منہ بنائے بیٹھی رہی۔وہ اس کے پاس آیا اور گلا کھنکھارا

"تیمور کہاں ہے؟وہ تمھارے ساتھ نہیں آیا؟"اس نے نرمی سے سوال کیا تھا۔مینا خاموش رہی، اس نے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ رکھا تھا

"کیا اسے تمھارے بارے میں پتہ ہے؟"وہ جانتی تھی اس کا اشارہ کس طرف تھا۔ظاہر ہے ڈاکٹر نے اسے بتادیا ہوگا کہ وہ کیوں بے ہوش ہوئی تھی،اس نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

"مینا۔۔"وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور رامین نے آنکھیں زور سے میچیں۔اپنی گردن اٹھائی اور تھوڑی اوپر کیے رونے لگی

"مجھے پتھروں کے شہر نہیں رہنا"وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی"مجھے تیمور یاد آرہا ہے۔وہ ہوتا تو سب کو دیکھ لیتا،مجھے اس کی یاد آرہی ہے"

سبز ہری آنکھوں والے چنگیز نے اسے دیکھا۔پھر تھوک نگلا،اس نے اپنا سر جھٹکا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔وہ چپ ہوگئی، پھر سے کھڑی ہوئی اور اپنے آنسو پونچھے،اپنے بال ٹھیک کیے

"چنگیز،میرے پیچھے مت آنا"اس نے سختی سے منع کیا تھا۔پھر نم سانس اندر کھینچی اور آگے بڑھی مگر اس نے اس کی کہنی تھامی اور اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔وہ اب مینا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

"اتنی جلدی بھول گئی مجھے۔۔تم نے ایک دن بھی نہیں لیا اور مجھے بھول گئی۔تم نے مان لیا کہ چنگیز مر گیا،چند پل رو لیا اور پھر ری پلیس منٹ کر لی۔۔اس رات تم اپنے شوہر کے ساتھ سیر سپاٹے کر رہی تھی،کھا پی رہی تھی۔یہ تھی تمھاری اور میری دوستی؟یہ تھی تمھارے دل میں میری جگہ؟"میناس سے اپنی کہنی چھڑا رہی تھی مگر اس کی گرفت مضبوط تھی"تمھیں مجھ تک آنا تھا،تم آ گئی۔۔تم مجھ سے نہیں بھاگ سکتی"

"میں ساری دنیا بھی گھوم لوں میری منزل وہی ہو گا"وہ چلائی تھی۔سر پھر سے گھوما تھا"تیمور میرا twin flame ہے۔۔تم جھوٹے ہو،تم جھوٹ بولتے ہو"اس نے اپنی کہنی اس کی گرفت سے آزاد کروائی"میں جس کے ساتھ سیر سپاٹے کر رہی تھی وہ کوئی ایرا غیرا مرد نہیں تھا"اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں"وہ میری روح کا ساتھی ہے،وہ میرے ساتھ ہوتا ہے"وہ غرائی تھی۔

وہ ہنس دیا"ریئلی؟"

اسے چنگیز کا ہنسنا برا لگا تھا۔

"اس وقت وہ کہاں تھا جب تمھیں بھوک تنگ کرتی تھی،جب تمھیں ایک دوست کی ضرورت تھی،جب وہ تمھیں مڈل کلاس لڑکی ہونے کے طعنے دیتا تھا،جب تمھیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی تب وہ تمھیں دیکھتا تک نہیں تھا۔۔میں نے"اس نے اپنے سینے پر انگلی رکھی"میں

نے تمھیں جینا سکھایا تھا مینا، میں نے تمھیں نڈر بنایا تھا، وہ میں تھا جس نے بھوک میں اور خوشی میں غم میں اور مشکل میں تمھارا ہاتھ تھاما تھا۔۔میں نے تمھیں لڑنا سکھایا تھا"اس نے پھر سے اسے کہنی سے تھاما اور سینے قریب کیا، وہ اس سے قد میں چھوٹی تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں گھور رہا تھا

"تم میں میرا عکس ہے۔تم میرا عکس ہو"

مینا نے اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کی، اس کی آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں

"مجھے درد ہو رہا ہے چنگیز"

اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور وہ پیچھے کو ہوئی

"جا کر اس سے پوچھو۔۔تم آج ایسی نہ ہوتی تو وہ تمھیں قبول کرتا؟ تمھیں جگہ جگہ اچھلنا کودنا نہ آتا تو وہ تمھیں اپنے ساتھ رکھتا؟ تم اتنی بے پرواہ نہ ہوتی تو کیا وہ تمھارے کندھے سے کندھا ملاتا؟"اس نے نفی میں سر ہلایا"ایک چنگیز ہی ہے جس نے تمھیں تب قبول کیا تھا، ایک چنگیز ہی ہے جو تمھیں قبول کر سکتا تھا اور اس نے کیا اور اب تم تیمور تیمور کر رہی ہو"اور ہنس دیا

"وہ تمھیں چھوڑ دیتا مینو، وہ تمھیں اپنے ساتھ نہ رکھتا کیونکہ اسے مڈل کلاس لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔اسے اپنے جیسی نڈر لڑکیوں میں دلچسپی تھی اور وہ میں نے تمھیں بنایا تھا۔۔تم میں میرا عکس ہے، خود کو دیکھو جا کر"اس نے اپنی بات مکمل کی

مینا نے سانس خارج کی، اسے گھورا "تم جھوٹے ہو، تم سب سے بڑے جھوٹے ہو" وہ ایک ایک قدم پیچھے ہوتی گئی "وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔وہ مجھ سے محبت کرتا ہے"

وہ ہنس دیا۔ مینا کو اس کا ہنسنا پھر سے زہر لگا

"آزمالو" اور اس نے شانے اچکائے

وہ ایک منٹ مزید وہاں نہیں رکی اور وہاں سے بھاگ گئی۔۔وہ وہیں کھڑا مسکرایا تھا۔ پھر سانس خارج کی اور وہاں سے واپس مڑ گیا۔۔

رات کو عشاء پڑھنے کے بعد تابندہ جائے نماز پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔ اس نے حجاب کیا ہوا تھا اور آنکھیں بند کر کے اللہ سے کچھ مانگ رہی تھی۔ زرار نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ تابندہ کو دیکھا، پھر اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ وہ تابندہ کے سامنے بیٹھا تھا، چوکڑی مار پر بیٹھا اسے دیکھتا ہوا۔ اس نے دعا ختم کی اور دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لیے۔ زرار نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے، اس کی زخمی کلائی دیکھی جس پر دوا لگی تھی اور ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا۔ پھر گال سے لگایا اور خاموش سا بیٹھا رہا۔

"میں تمھارے بغیر زندگی کا تصور نہیں کر سکتا" اس نے تابندہ کا ہاتھ گال سے ہٹایا تھا۔

وہ مسکرا دی۔ پھر سانس خارج کی "مجھے پتہ ہے"

زرار نے سر ہلایا "مجھے لگا تھا سب ختم۔۔آج سب ختم ہو جائے گا"

وہ ہنس دی "مجھے بھی یہی لگا تھا مگر یہ نہیں ہوا" وہ آگے کو ہوئی اور اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا "میں تمھارے ساتھ ہوں زرار۔۔ ہم لڑیں گے تو اکٹھے۔۔ ہم مر بھی گئے تو اکٹھے مریں گے مگر میں تمھارے ساتھ ہوں، پہلی سانس سے آخری دم تک۔۔ اس دنیا سے دوسری دنیا تک تابندہ تمھارے ساتھ ہے" اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔ وہ بس اسے دیکھے جا رہا تھا، مبہوت سا ساکت سا۔

"زرار۔۔ میں قید میں تھی۔ ایک حادثے نے مجھے قید کر دیا اور دوسرے حادثے نے آزاد۔۔ تمھیں پتہ ہے میں نے دو سالوں بعد آج کھل کر سانس لی ہے، میں کھل کر جی ہوں آج، آج میں نے جانا ہے کہ قید ہمیں کس طرح نابینا کر دیتی ہے۔۔ لنگڑا بہرہ اور خوفزدہ۔۔ میں نے اپنے زندان سے باہر کبھی کچھ نہیں دیکھا تھا۔ شہاب کا خوف میرے زندان کا پہرے دار تھا اور آج اسی شہاب نے اپنے خوف کو مار دیا۔۔ زرار میں آزاد ہوں، میں بہت خوش ہوں کہ میں تمھارے ساتھ ہوں، میں تو بہت بہادر ہوں میں لڑ سکتی ہوں" وہ ہنس دی۔ زرار کے ہاتھ اس کے ہاتھوں میں تھے اور وہ مسکرا رہی تھی "اوہ اللہ۔۔ میں تمھیں کیوں روکتی تھی؟"

زرار بھی ہنس دیا۔ پھر سانس خارج کی "ایک لمحے کے لیے میں ڈر گیا تھا۔۔ میں واقعی ڈر گیا تھا کہ اس نے تمھیں پھر پکڑ لیا، وہ تمھیں پھر نقصان پہنچائے گا۔۔ مگر جب میں نے تمھیں اپنی آنکھوں

کے سامنے دیکھا تو واللہ میرا دل کیا یہیں سجدے میں گر جاؤں۔۔تم میرے سامنے تھی، میں خوش ہوں کہ تم آزاد ہو۔۔میں بہت خوش ہوں کہ تم میرے ساتھ ہو"

وہ پھر سے ہنس دیے۔دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملیں۔تابندہ نے کندھے ڈھیلے چھوڑے "تمھیں پتہ ہے زرار جب مجھے ہوش آیا نا تو رابیل اور آرا میرے ساتھ تھیں۔۔وہ چھوٹی بچی، وہ قید سے نہیں ڈری۔اس نے مجھے جگایا ہے، انھوں نے مجھے بتایا کہ کیسے لڑتے ہیں۔اپنی بقا کی جنگ کیسے جیتی جاتی ہے، کیسے معاشرے کے مغرور گیڈروں کو بتایا جاتا ہے کہ عورت کتنی بہادر ہے۔اسے مرد کا کندھا نہیں مرد کو اس کا کندھا چاہیئے ہوتا ہے۔۔وہ دونوں بہت بہادر بہت اچھی ہیں۔۔آرا کی تربیت بہت اچھی ہوئی ہے، وہ اتنی سی عمر میں اتنی بڑی باتیں کر رہی تھی میں تو بس اسے دیکھتی رہ گئی "اور ہنس دی۔زرار فقط مسکرایا

"میں نے کہا کہ وہ ہمیں مار دے گا۔۔کوئی اس کی قید سے زندہ نہیں جاتا مگر نہیں۔۔انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔۔وہ صرف اس کا خوف ہے جو بہت بڑا ہے اور ہم نے قید توڑ دی" وہ پرجوش ہوئی تھی۔پھر خاموش ہوئی اور زرار کو دیکھنے لگی

“Together, no matter what life brings”

وہ انگریزی کا مشہور فقرہ بول کر زرار کو دیکھنے لگی۔

وہ مسکرایا "جانتا ہوں" اور شانے ڈھیلے چھوڑ دیے۔اس نے تابندہ کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آئی لو یو۔۔"

وہ مسکرائی۔پھر گلا کھنکھارا"ایک بات بولوں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"ہوں"

"ہم کل رابیل کو ڈنر پر انوائیٹ کریں"خاموش ہو گئی

زرار نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا پھر ہنس دیا۔اسے لگا وہ بھی محبت کا اظہار محبت کے اقرار میں دے گی مگر وہ تو رابیل کی ڈائی ہارٹ فین تھی۔

"فار شیور۔۔"اس نے سر ہلایا۔

وہ فقط مسکرائی تھی،رات گہری ہو رہی تھی مگر کچھ دن راتوں سے زیادہ گہرے اور سیاہ ہوتے ہیں۔۔

کیا فرق پڑتا ہے،روشنی تو اندر سے نکلتی ہے نا۔

زرار نے گلا کھنکھارا"ایک بات پوچھوں"وہ سنجیدہ ہوا تھا۔

"جی"تابندہ متوجہ ہوئی

"شہاب دکھنے میں کیسا ہے؟"

تابندہ نے سانس خارج کی"میں نے اسے نہیں دیکھا زرار۔۔اس کے چہرے پر ایک ماسک تھا۔۔اس کا فل فیس کسی ماسک میں کور تھا،میں بس اس کی آواز ہی سن پائی اور وہ آواز میں نے اس دن سے پہلے نہیں سنی تھی اور اس دن کے بعد آج تمھارے فون پر سنی ہے"اس نے سانس خارج کی"وہ لمبا

چوڑا تھا،اس کے ہاتھوں سے لگتا تھا اس کی رنگت اجلی ہے،اس کے ہاتھ پر ایک نشان تھا۔۔جے ڈاٹ کا" پھر وہ سیدھی ہوئی" تمھیں پتہ ہے زرار جس دن میری رخصتی تھی اس دن اور اس سے پہلے بھی دو مرتبہ اس نے مجھے سیاہ گلاب بھیجے تھے۔۔ان سیاہ گلابوں کے ساتھ ایک کارڈ ہوتا تھا جس پر کوئی پیغام ہوتا ہے۔۔وہ میری تعریف کرتا تھا شاید اس نے مجھے دیکھ رکھا ہو،وہی جے ڈاٹ کا نشان اس کے ہاتھ پر بھی تھا اور اس کارڈ پر بھی۔۔مگر میں نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا"اس نے ہونٹ سکیڑے

زرار نے سانس خارج کی" کوئی بات نہیں۔۔ہم اسے ڈھونڈ لیں گے،گیڈر کی زندگی زیادہ دن کی نہیں ہوتی"

تابندہ سانس لے کر رہ گئی،پھر سر ہلایا

اس نے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔پھر دوا بھی لینی تھی،سو اسے کھانا کھانا پڑا۔باہر برفباری ہو رہی تھی اور اندر کھڑکی کے سامنے سے پردے ہٹے تھے۔اس نے رضائی اوڑھی ہوئی تھی، کمرے میں آتش دان جل رہا تھا جس سے کمرہ گرم تھا۔اس نے سبز اور سرخ رنگ کا وی گلے والا سویٹر پہن رکھا تھا،نیچے نیلا ٹراؤزر تھا۔اس کے تکیے کے نیچے پڑا فون بج رہا تھا۔اس نے سستی سے پیچھے دیکھا اور فون نکالا۔تیمور کی کال آ رہی تھی اور اس نے سکرین سوائپ کی،پھر فون کان سے لگایا۔دونوں گھٹنے سینے سے لگائے اور بازو ٹانگ کے گرد حمائل کیا

"مینو۔۔کیسی ہو؟کہاں تھی میں کب سے کالز کر رہا تھا"

اس کے کانوں میں تیمور کی آواز گونج رہی تھی۔

"دودھ گرم کرنے گئی تھی،دیر ہو گئی"پھر توقف کیا"تم کیسے ہو؟"

"میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ تم کیسی ہو؟تمھاری آواز ٹھیک نہیں آ رہی،طبیعت ٹھیک ہے؟"اس نے کئی سوال کیے تھے اور مقصد ایک ہی تھا۔وہ اس کا وہ حال پوچھ رہا تھا جو وہ بتانا نہیں چاہتی تھی یا بتا نہیں پا رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں"پھر توقف کیا"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے سانس خارج کی"ہوں۔۔میں تو ٹھیک ہوں،تم بھیگی بلی بنی ہوئی ہو،خیریت ہے؟"

وہ خاموش رہی۔اسے کچھ نہیں بولنا تھا،بس آج اسے سننا تھا

"وڈیو کال کرتا ہوں،تم پک کرو"

وہ جھٹ سے بولی"نہیں۔۔وڈیو کال مت کرنا"

دوسری طرف خاموشی تھی"کیوں؟"

اس نے شانے اچکائے"بس ایسے ہی"پھر سانس خارج کی"میرا دل گھبرا رہا ہے"

"میں آ جاؤں"وہ جیسے مسکرایا تھا

مینا ہنس دی"اگر میں کہوں آ جاؤ۔۔تو؟"

"آ۔۔"وہ جیسے سوچ رہا تھا"مطلب تم کہنا چاہ رہی ہو کہ تم مجھے مس کر رہی ہو۔۔ٹھیک ہے آجاؤں گا"

وہ فقط مسکرائی۔شام میں چنگیز کی ساری باتیں اس کے گردش کرنے لگی تھیں

"ایک بات پوچھوں تم سے؟"وہ سنجیدگی سے بولی تھی

"ہوں"

"تمھیں میں کیسے اچھی لگتی ہوں؟"اس نے بڑے احتیاط سے سوال کیا تھا۔دل بے تحاشا دھڑکنے لگا

وہ ہنس دیا"تم مجھے گلاسز والی اچھی لگتی ہو اور گلاسز کے بغیر بھی"

مینا نہیں ہنسی"میں سیریئس ہوں تیمور۔۔میں آج ایسی نہ ہوتی،مجھے ایڈونچرز کا شوق نہ ہوتا،مجھے زبان کے ساتھ ہاتھ چلانے نہ آتے تو کیا تم مجھے اپنے ساتھ رکھتے؟"اس نے تیزی سے کہا تھا،اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا،دل مزید گھبرانے لگا

وہ خاموش رہا۔پھر دھیمی سی آواز آئی"تمھیں کچھ ہوا ہے نا؟"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے"اس نے پھر سنجیدگی سے کہا تھا۔تیمور خاموش رہا

"جواب نہیں مل رہا نا" مینا نے طنز کیا تھا" تمھیں مڈل کلاس لڑکیاں نہیں پسند، تمھیں تمھارے جیسی لڑکیاں پسند تھیں۔۔میں اگر خاموش رہنے والی اور عام سی گھر گرہستی والی لڑکی ہوتی تو آج کسی اور کے گھر ہوتی" اور یہاں تیمور نے بات کاٹ دی

"انف مینو۔۔کیا ہوا ہے یار۔۔میں نے تو تمھیں کچھ کہا بھی نہیں ہے" وہ بھی تیزی سے بولا تھا" تم خود سے ساری باتیں بول رہی ہو اور بولتی جا رہی ہو" وہ بھی سنجیدہ ہوا تھا

"تو اور کیا کروں؟" اس کی آواز ذرا سی بلند ہوئی تھی" کیا کروں میں؟ تمھیں رامین نہیں رامین کی خوبیاں پسند ہیں"

تیمور نے سانس خارج کی" دیکھو مینو۔۔تمھیں کوئی بات تنگ کر رہی ہے، تم اوور تھنکنگ کر رہی ہو یا کچھ بھی ہے تو میرے ساتھ شیئر کرو۔۔ایسے نہیں ہوتا یار" وہ بھی جھنجھلا گیا تھا

"میں شیئر کر تو رہی ہوں۔۔تم سے جو پوچھا ہے اس کا جواب تمھیں نہیں آتا" وہ غصے سے بولی تھی

تیمور خاموش رہا" میں نے بس ایک بار تمھیں تنگ کرنے کے لیے کہا تھا کہ تم مجھے اچھی نہیں لگتی اور اس بات کو بھی سات سال سے زیادہ وقت بیت گیا ہے۔۔پھر میں تمھارے پیچھے بھی آیا تھا، تم اس بات کو اب ہمارے بیچ کیوں لا رہی ہو۔۔رہی بات تمھارے ایڈونچرز کی تو میرا خیال ہے کہ میں نے تمھیں منع کیا تھا کہ تم مت جاؤ۔۔تم یہیں رہو ایک نارمل لائف گزارو مگر یہاں آنا تمھاری چوائس تھی" اور خاموش ہو گیا

مینا کچھ بھی نہیں بولی۔ پھر سانس خارج کی، اس کے گلے میں بہت سے آنسو جمع ہونے سے درد ہو رہا تھا "مطلب تم مجھے بلیم کر رہے ہو؟ میں اپنی مرضی کرتی ہوں؟ تمھاری بات نہیں مانتی" اس نے نم سانس اندر کھینچی "یہاں تمھاری میل ایگو بیچ میں آگئی، تمھیں اچھا لگتا ہے مجھے تنگ کرنا۔ تم ایسے ہی ہو، تم میرے بغیر اچھے سے رہ سکتے ہو۔۔ انفیکٹ تم کسی کے بغیر بھی رہ سکتے ہو، جو شخص اپنے پیرنٹس کو چھوڑ سکتا ہے وہ کل کو مجھے بھی چھوڑ سکتا ہے"

"مینو۔۔" اس نے سختی سے اس کی بات کو کاٹا "میرا خیال ہے اب ہمارے درمیان لڑائی ہو گی، میں نہیں چاہتا کہ ہمارا تعلق خراب ہو۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تم یا میں رات کو سو نہ سکیں" پھر توقف کیا "اپنا خیال رکھنا، گڈ نائٹ۔۔ ٹیک کیئر!" اور اس نے کال کاٹ دی۔

مینا نے فون کی بجھی سکرین دیکھی، پھر غصے سے فون بستر پر پٹخا اور سانس لے کر بیٹھ گئی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کسی کا سر پھاڑ دے مگر وہ سر پھاڑ نہیں سکتی تھی۔ اسے احساس بھی نہیں تھا کہ وہ کتنی بڑی بات بول گئی ہے اور تیمور اس کی بات نگل گیا ہے۔۔

رابیل اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس کے بال جوڑے میں بند تھے اور وہ اپنے پاؤں تلے کوئی آئنمنٹ لگا رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور مامون اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں دو کپ تھے جن سے بھاپ اڑ رہی تھی۔ اس نے وہ کپ رابیل والی بیڈ سائیڈ پر رکھ دیے۔ پھر اس کے ساتھ آ بیٹھا اور دوا

اس کے ہاتھ سے لے لی۔رابیل نے ایک نظر اسے دیکھا،سانس خارج کی۔وہ اس کے زخموں پر نرمی سے مرہم رکھ رہا تھا

"میں لگا رہی تھی"

مامون نے سر نہیں اٹھایا۔وہ مسکرایا"میں بھی لگا رہی رہا ہوں،میڈم"اور اسے دیکھا

وہ بھی مسکرائی۔وہ مامون کو دیکھے جا رہی تھی جس کا سر جھکا تھا

"آپ نے میڈیسن لی ہے؟"

"جی"رابیل مبہوت سے انداز میں بولی تھی۔

اس نے دوا لگا کر سر اٹھایا۔پھر اسے دیکھ کر مسکرایا"یہ ٹھیک ہو جائے گا"اور دراز کھول کر آئنٹمنٹ اس میں رکھ دی۔وہ چوکڑی مارے بیٹھی تھی،اس نے رابیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا مجھے آپ کی اتنی عادت ہو جائے گی،میں آپ کے بغیر کچھ بھی نہیں کر پاؤں گا"

وہ مسکرائی۔اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"یقین مانیں یہ عادت بری نہیں ہے"اور دونوں ہنس دیے۔وہ ذرا سا ساتھ ہوئی اور اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔پھر اس نے بازو کے گرد اپنا بازو حمائل کیا اور خاموشی سے سامنے دیوار گیر کھڑکی دیکھنے لگی

"میں جب شروع شروع میں آپ کے گھر آئی تھی نا تو سب سے زیادہ مجھے کھڑکیاں دیکھنے کو ملی تھیں۔۔بڑی بڑی دیوار جتنی کھڑکیاں،لاؤنج لائبریری اور ہر کمرے میں"پھر خاموش ہوئی"اب

مجھے پتہ چلا ہے کہ کھڑکیاں کیوں اور کتنی ضروری ہیں؟ دروازے بند ہو جائیں تو روشنی کا راستہ روک دیتے ہیں، یہ کھڑکیاں راستہ نہیں روکتیں، یہ ایک امید ہیں۔۔ دروازے کے علاوہ ایک امید کہ ان سے انسان باہر دیکھ سکتا ہے، اپنے ایک دائرے سے ہٹ کر اسے دیکھنے کا موقع ملتا ہے، یہ امید ہیں کہ راستے بہت ہیں تم ڈھونڈو تو" اور پھر خاموش ہو گئی

مامون مسکرایا" واؤ۔۔ ادھر میری جان نکلی پڑی تھی اور میری بیوی کھڑکیوں کے فائدے پتہ لگا رہی تھی"

وہ ہنس دی اور سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں اور اس نے چہرہ واپس موڑ لیا۔

"آپ تابندہ کے ہز بینڈ کو جانتے تھے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا" جی۔۔ وہ تیمور کا دوست ہے"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا" وہ شہاب کو جانتی تھی" پھر اس نے مامون کو دیکھا" آپ کو پتہ ہے شہاب کون ہے؟"

مامون نے سانس خارج کی، اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا

"شہاب نے تابندہ کو مارنے کی کوشش کی تھی" اور اس نے الف سے یے تک ساری کہانی اسے سنا دی۔ اختتام سعد خان کی موت اور بلال مرجان کی خودکشی پر ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے ہونٹ اوہ میں سکڑے۔وہ کچھ پل خاموش رہی۔پھر مامون کو دیکھا"اسی لیے وہ بار بار کہہ رہی تھی کہ وہ مار دے گا کیونکہ اس کے ساتھ یہ سب پہلے بھی ہوا تھا"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا اور اٹھ کر چائے کا کپ اسے دیا۔اس نے تھام لیا اور ایک گھونٹ بھرا

"وہ بہت اچھی ہے"اور مسکرائی

"آئی فیل فور ہر"

مامون مسکرایا"ہماری تو ساری فیلنگز آپ کے لیے ہیں۔۔آپ نا جانے کیا کیا فیل کرتی ہیں"اور ہنس دیا

وہ بھی ہنسی تھی"میری بھی فیلنگز آپ ہی کے لیے ہیں"پھر چائے کا گھونٹ بھرا"مگر وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔زرار ٹھیک کر رہا ہے"

اس نے ایک سانس خارج کی"ہوں۔۔مگر اب شہاب کو سب پتہ چل گیا ہے۔۔اب ہمیں محتاط رہنا ہے"

رابیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"اف آئی جوائن؟"

وہ ہنس دیا"شیور۔۔"چائے کا گھونٹ بھرا"اب آپ کی باری آنے والی ہے"

وہ مسکرا دی۔پھر گلا کھنکھارا"مامون"

"جی۔۔"وہ متوجہ ہوا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مورفین۔۔کا کوئی پتہ چلا؟"اس کی آنکھوں میں ایک تجسس تھا۔مامون نے گلا کھنکھارااور سر اثبات میں ہلایا

"وہ جار پاکستان میں دو ہی کمپنیاں بناتی ہیں۔۔ کمپنی کا نام جار کے نیچے لکھا تھا،جارز کی سپلائی دو جگہوں پر ہوتی ہے۔۔جہاں پر ان کی سپلائی ہوتی ہے میں وہاں گیا تھا،میں نے ان کی ریکارڈ نگز چیک کی ہیں اور مجھے وہ شخص مل گیا ہے جس نے آپ کو یہ جار بھیجا ہو گا"

"کون؟"اس کی بھوری پتلیاں مامون کی سیاہ پتلیوں سے ملی تھیں

اس نے تھوک نگلا"ڈاکٹر تاثیر"

رابیل بس منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی،پھر اس کی بھنویں بھینچ گئیں"یہ کیا چیز ہے؟پہلے اس نے ہمارے اشعر کو اتنا تنگ کیا اور اب ہماری باری"اس نے مامون کو گھورا"میں تو اس کو نہیں چھوڑوں گی"وہ غصے میں آگئی تھی

مامون نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا"بالکل۔۔اس کا علاج میں کر لوں گا،آپ بس اپنا فوکس میرے پر رکھیں"اور مسکرا دیا

اس نے مامون کو گھورا"شی از یور ایکس"

وہ سانس لے کر رہ گیا"یس۔۔بٹ شی واز۔۔یو آر مائی وائف"اور خاموش ہوا

رابیل نے سانس خارج کی "کوئی میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ میری اس سے کیا دشمنی" وہ جھنجھلا گئی تھی

"اس نے افیفہ کے نام پر بھیجا تھا، آپ اپنی دوست کو تو منع نہیں کر سکتیں نا۔۔اس نے اسی چیز کا فائدہ اٹھایا" پھر خاموش ہوا اور اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھا "وہ جانتی تھی کہ آپ کو چاکلیٹ پسند ہیں"

"کیسے؟" اس نے دایاں ابرو اٹھایا

مامون مسکرایا "آپ نے مفنز بھیجے تھے نا ایک بار۔۔تب ڈاکٹر تاثیر بھی پاس ہی تھیں۔ میں میٹھے کا شوقین نہیں ہوں، تیمور نے ایسے ہی اسے جیلس کرنے کے لیے کہہ دیا کہ آپ کو میٹھا پسند ہے اس لیے میں بھی کھا لیتا ہوں"

رابیل نے منہ بنایا "اب یہ جیلسی کا انجام میں بھگت رہی ہوں"

وہ ہنس دیا "میں اسے دیکھ لوں گا"

رابیل کچھ بھی نہ بولی بس منہ بنا کر بیٹھ گئی۔ مامون کھڑا ہوا اور اپنی چائے کا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ پھر اس کے بالوں پر لگا کیچر اتارا تو اس کے بال آبشار کی مانند کمر پر پھیل گئے۔ کچھ پل بیتے "آپ ہماری مدد کریں گی؟ ہم سب نے زرار کا ساتھ دیا ہے، اپنا اپنا رول پلے ہے۔ آپ کیا چاہتی ہیں؟ ہمیں آپ کی ضرورت ہے، کیا آپ ہمارا ساتھ دیں گی؟"

وہ خاموش ہو گیا۔ رابیل کچھ سوچ رہی تھی۔

وہ اس کے ساتھ بیٹھا اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔ رابیل تھوڑا فکر مند تھی، مامون مسکرایا

"میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔۔ فزیکلی بھی اور مینٹلی بھی"

وہ مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا۔ مامون بھی مسکرا دیا۔

"آپ کو ایک انویٹیشن ملا ہے۔۔ وہ جو محمود قریشی نے نیا برانڈ لانچ کیا ہے اس کے لیے اس نے پارٹی دی ہے اور آپ بھی انوائیٹڈ ہیں" اس نے رابیل کو یاد کرایا تھا

"آپ نایاب ناہید کو جانتی ہیں؟" یہ سوال تھا، جواب رابیل کو آتا تھا اور نہیں بھی۔

رابیل کچھ یاد کر رہی تھی، پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "فیس ٹو فیس نہیں دیکھا مگر شاید میں جانتی ہوں"

مامون نے سانس خارج کی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پانچ دن قبل:

"کون سا مہرا؟"

ان کی نظریں آپس میں ملی تھیں۔ زرار مسکرایا اور تیمور کے بنچ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر جھکا

"ہمارے لیے یہ کھیل شطرنج کی طرح تھا۔ ہم نے اس کے دو مہرے راستے سے ہٹا دیے۔ ظاہر ہے وہ چپ تو رہے گا نہیں۔۔ پیچھے بچا اس کا تیسرا مہرہ۔۔ آخری مہرہ، ملکہ"

مسکراہٹ گہری ہوئی۔مامون کچھ سوچ رہا تھا"ایک منٹ۔۔تم یہاں ایک چیز مس کر رہے ہو"اس کا ایک بازو سینے پر تھا اور دوسرا ہاتھ ہونٹوں تلے تھوڑی پر"دیکھو وہ ایکٹیو ہے،زخمی شیر ببر شیر سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے اور اس وقت وہ ایک زخمی شیر ہے۔وہ جانتا ہے کہ تم اسے جانتے ہو،وہ جانتا ہے کہ تم اس کے تمام مہروں کو جانتے ہو۔۔اپنا تیسرا مہرہ وہ خود آگے کرے گا۔اب وہ کھیلے گا،مہرہ ہلانے کی باری اس کی ہے"

زرار نے سر اثبات میں ہلایا"ایگزیکٹلی۔۔وہ جانتا ہے کہ اب ہم اگلے مہرے تک جائیں گے اور وہ پہلے سے ہی وہ مہرہ چلا چکا ہو گا"اس نے سانس خارج کی"اسے کھیلنے دیں،ہم اب چھپے ہوئے تو رہے نہیں۔ہم اب اپنے اصل کے ساتھ کھیلیں گے،وہ سمجھے گا کہ ہم اس کا تیسرا مہرہ استعمال کریں گے اسے مارنے کے لیے اور وہ اپنا تیسرا مہرہ ہلائے گا ہمیں مارنے کے لیے۔۔مگر ہم اب آگے نہیں آئیں گے۔اب ہم خاموش رہیں گے،اب شہاب کھیلے گا،وہ چال چلے گا اور ہم بس دیکھیں گے۔۔وہ خود بخود ہماری طرف آئے گا"اور اس نے شانے اچکائے

معاذ نے سانس خارج کی"کمپلیکیٹڈ!"

زرار مسکرایا"ہم نے اب کسی کو ٹریپ نہیں کرنا۔۔ہم نے بس آبزرو ہے کرنا ہے اور اسے ہمارے پیچھے آنے دینا ہے"

مامون نے سانس خارج کی اور دونوں ہاتھ اٹھا دیے"پتہ نہیں تم کیا چاہتے ہو"

ان میں سے آدھے لوگوں کو تو اس کی بات ہی سمجھ نہیں آئی تھی۔وہ بیٹھ گیا اور تحمل سے انھیں دیکھنے لگا

"وقت بہت کم ہے۔۔کردار بدل گئے ہیں"

پھر خاموش ہوا۔مامون آگے بڑھا"اور اب نیا کردار کون ادا کرے گا؟"

اس نے شانے اچکائے"ملکہ۔۔"پھر مسکرایا"وہی جو بہتر کر سکتی ہے۔۔مسز رابیل اورنگزیب"

پھر مامون کو آنکھوں سے اشارہ کیا"ساتھ آپ ہوں گے نا،انھیں کہیں کہ جمال احمد سے پوچھ لیں۔۔نایاب ناہید کون ہیں؟وہ پوچھیں کہ کس نے بھیجا ہے تو کہہ دیں گے کہ زرار حیدر نے بھیجا ہے،آپ کا کام آسان ہو جائے گا"اور مسکرا دیا

مامون نے نفی میں سر ہلایا"رابیل کو انوالو مت کرو"

زرار کا منہ بن گیا"میں نے انھیں ملکہ کہا ہے،کچھ ہے تو انھیں ملکہ کہا ہے نا۔۔یہ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ رابیل ہی کیوں؟"

مامون نے جھٹ سے سوال کیا"رابیل ہی کیوں؟"

وہ ہنس دیا"آج سے کچھ دن بعد ایک گرینڈ ایونٹ ہونے جا رہا ہے۔ایک انٹرپینور اپنا برانڈ لانچ کر رہا ہے،شہر کے سب ڈیزائنرز کو بلایا ہے۔۔وہیں رابیل کو نایاب ناہید ملے گی"

"تمھیں کیسے پتہ؟"مامون نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے شانے اچکائے "میں سب جانتا ہوں" پھر گلا کھنکھارا "اب آپ اسے اسی ٹون میں جواب دیں گے جس ٹون میں وہ بات کرے گی، وہ عورت اور اسونگھ لیتی ہے اور سچ کا اور اسب سے طاقتور ہوتا ہے"

مامون نے سر ہلایا

"We'll do what we better do"

زرار آگے کو ہوا "ہم اب دماغ سے دل کو استعمال کریں گے"

وقت گزر رہا تھا۔۔کون شکاری تھا اور کون شکار؟

موجودہ وقت:

رامین نے گلابی سویٹر تلے نیلا ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔وہ اوپن کچن کے کاؤنٹر پر کھڑی تھی، آنکھیں سوئی سوئی سی اور خود وہ سست سی تھی۔بال کھلے تھے اور وہ دودھ کے گلاس میں چینی مکس کر رہی تھی۔

اس کا دل آج اداس تھا، کیوں تھا یہ نہیں پتہ۔دفعتاً ضوفی اس کے پاس آ کھڑی ہوئی اور اس نے گلا کھنکھارا

"مینا۔۔"

اس نے گلاسز نہیں لگائی تھیں۔اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنے ساتھ سلیب سے ٹیک لگا کر کھڑی ضوفی کو دیکھا

"سوری۔۔"

مینا نے آتی ہوئی جمائی کو ہاتھ سے روکا۔پھر برا سا منہ بنایا"کیوں؟"اس کی آواز بھی نیند بھری تھی

"اس دن میں نے تمھارے ساتھ مس بیہیو کیا تھا سو۔۔"وہ مسکرادی

مینا مسکرا بھی نہ سکی۔اس نے سانس خارج کی"میں زندگی میں بس دو چیزوں کی ٹینشن لیتی ہوں، کھانا اور سونا"پھر ہاتھ سے جمائی کو روکا"باقی سب میرے لیے آتی جاتی چیزیں ہیں۔۔میں ان کی فکر نہیں کرتی"

"مطلب تم نے مجھے معاف کیا"اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی

مینا نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا"ہاں۔۔لیکن مجھے ناشتہ بنادو، بھوک لگ رہی ہے"

کہہ کر وہ اپنا گلاس لیے میز کے گرد کرسی پر آبیٹھی، گلاس میز پر رکھا اور خود بازو میز پر رکھے ان پر سر رکھا اور آنکھیں بند کر کے سو گئی۔

ضوفی اسے دیکھ کر ہنس دی۔ہم سب مینا بننا چاہتے ہیں مگر بن نہیں پاتے، کھاؤ پیو موج اڑاؤ۔۔نہ پیسے کی فکر ہو نہ وزن کے مسئلے، وہ اسے کچھ پل یونہی دیکھتی رہی۔اس نے خواہش کی تھی کہ کاش وہ بھی دنیا سے یونہی بے پرواہ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا، مگر ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔اس نے سر جھٹکا اور ناشتہ بنانے لگی

ناشتے کے بعد وہ کہیں جانے کی تیاری میں تھی۔اس نے بھورا لمبا ٹخنوں تک آتا کوٹ پہن رکھا تھا۔ اب آنے جانے کے لیے اسے جینی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔اس نے پرس کراس کر کے اندر کی طرف بائیں جانب لٹکا رکھا تھا۔بال کھلے تھے،اس کی کچھ میڈیسنز ختم تھیں۔اس نے تکیے کے نیچے سے فون نکالا، سکرین آن کی اور فون ان لاک کیا۔رابیل اور اشعر کی چند کالز کے علاوہ تیمور کے بہت سے میسجز تھے،اس کی کالز تھیں مگر مینا نے اس کی چیٹ نہیں کھولی۔اس نے سنجیدگی سے فون پرس میں رکھا،اپنی الماری کی چابی کوٹ کی جیب میں رکھی اور وہاں سے چل دی۔فٹ پاتھ پر چلتے چند قدم فاصلے پر میڈیکل سٹور تھا،اس نے اپنی دوائیاں لیں۔ساتھ ہی ایک جنرل سٹور تھا۔وہ اس میں داخل ہوئی۔اس کا دل کر رہا تھا کچھ کھٹا یا کچھ مسالے والا کھائے،اس نے بازو سے لٹکے کارٹ میں بہت سی چپس ڈالیں۔پھر مختلف ڈبے دیکھنے لگی،اس کا دھیان یہاں نہیں تھا۔وہ ڈبے اٹھا رہی تھی ان پر نام بھی پڑھ رہی تھی مگر پھر بھی غائب دماغ تھی۔اس نے سانس خارج کی اور آگے بڑھتی گئی۔نوڈلز کا پیکٹ لیا اور پھر کچھ میٹھا لینے لگی۔اس کے دائیں جانب ایک لڑکی کھڑی تھی،وہ بس چیزوں کو ٹٹول رہی تھی۔دھیان اس کا مینا کی طرف ہی تھا۔پھر وہ مڑی اور مینا کو مخاطب کیا

"ہیلو۔۔"

لڑکی کے ہاتھ میں کوک ٹیل کا ڈبہ تھا۔اس نے اس مینا کو دیکھا اور ڈبہ واپس دیا۔مینا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی ظاہر ہے وہ اسے نہیں جانتی تھی۔اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا"مائی سیلف جوئین۔۔آپ کا نام؟"

وہ اچھی اردو بول رہی تھی۔مینا نے پہلے اس کا ہاتھ دیکھا جو کہ اس کی طرف بڑھا تھا، پھر اس کی سرمئی آنکھیں دیکھیں،اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا"رامین۔۔"

پھر ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا کیا۔وہ مسکرائی"آپ مجھے نہیں جانتیں۔۔شاید میں آپ کو کسی طرح جانتی ہوں"

مینا کی بھنویں بھینچ گئیں۔وہ ابھی بھی نہیں سمجھی تھی

"آپ بہرام کی فرینڈ ہیں"

مینا کے تنے ابرو ڈھیلے پڑ گئے،اسے یاد آیا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو اس دن چنگیز کے سامنے بیٹھی تھی جس دن مینا ہمایوں کے ریسٹورنٹ کھانا کھانے گئی تھی۔اس سے پہلے کہ مینا کچھ بولتی ان دونوں کے بیچ کوئی آیا تھا جو جوئین کے ساتھ کھڑا ہوا۔وہ چنگیز تھا،اس نے ایک نظر مینا کو دیکھا، پھر جوئین کو

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

"کچھ نہیں"جوئین نے مسکرا کر شانے اچکائے"میں تو تمھاری فرینڈ سے ایسے ہی حال چال پوچھ رہی تھی"

اس نے سامنے مینا کو دیکھا جو کہ خاموش سی تھی، پھر جوئین کو دیکھا۔ مینا نے شانے اچکائے اور وہاں سے چلی گئی۔ اس نے گردن موڑ کر دانت پیستے جوئین کو گھورا تھا۔ پھر آگے بڑھا مگر اس نے چنگیز کی کہنی پکڑ لی

"کہاں جا رہے ہو؟" اس کی آواز بلند تھی

اس نے پہلے اپنی کہنی کو دیکھا پھر جوئین کو۔ پھر اپنی کہنی چھڑوائی "میں تمھیں بتانے کا پابند نہیں ہوں"

اس نے اپنا بازو چھڑایا اور وہاں سے چلا گیا۔ جوئین پیچھے دیکھتی رہ گئی۔

رامین نے کاؤنٹر پر بل پے کیا اور باہر کی طرف بڑھی۔ فٹ پاتھ پر چلتی مینا کے منہ میں ببل تھی جسے وہ چبا رہی تھی۔ پھر ایک لمحے کے لیے رکی اور پیچھے منہ کیا۔ وہ پیچھے ہی تھا۔ اس نے سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔ وہ اس کے قریب آیا اور اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ لے لیا۔ وہ بس اسے دیکھتی رہی، پھر دونوں بازو سینے پر باندھ لیے

"تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو چنگیز؟" وہ بے بسی سے تھکی تھکی بولی تھی

"کیونکہ تم نے میرا پیچھا نہیں کیا تھا" وہ بولا تو لہجے میں ایک عجیب سا کرب تھا۔

مینو نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا "تم نے مجھے کہا تھا کہ اگر میں نہ آیا تو سمجھنا کہ میں نہیں آؤں گا"

وہ ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی "غلط۔۔میں نے کہا تھا کہ اگر میں نہ آیا تو سمجھنا میں مر گیا"

رامین نے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔

"کہیں بیٹھ کر بات کریں"

چنگیز کی آواز مینا کے کانوں میں پڑی تھی۔اس نے گردن موڑی اور اسے دیکھا۔کہا کچھ نہیں، پھر کچھ بولنے کے لیے لب کھولے

"پلیز۔۔"مگر چنگیز نے روک دیا۔

اس نے شانے اچکائے "اوکے "اور دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھے تھے۔

دونوں پرنسس سٹریٹ گارڈن میں بیٹھے تھے۔بنچ پر بیٹھی رامین کے بال ہوا سے لہرا رہے تھے۔

دونوں خاموش تھے۔ٹیک لگا کر بیٹھے سامنے دیکھتے چنگیز نے بولنا شروع کیا تھا

"کیا اتنے سالوں میں تمھیں کبھی میری یاد نہیں آئی مینو، تمھیں چنگیز کبھی یاد نہیں آیا؟"پھر خاموش ہو گیا

وہ بھی خاموش رہی۔اس نے گردن موڑ کر رامین کو دیکھا

"بولو۔۔چنگیز بھول گیا؟"

مینا نے گردن موڑی اور اسے دیکھا"اگر میں مر جاؤں تو کچھ دن تم روگے۔۔پھر آگے بڑھ جاؤ گے، تمھیں پتہ بھی نہیں چلے گا اور تم نئے رشتے بناؤ گے "پھر ذرا سا تر چھا ہوئی "ہم ایسے ہی بنائے گئے

ہیں چنگیز۔۔ ہم بدلتے حالات کے ساتھ بدل جاتے ہیں۔اور کچھ لوگ ہماری زندگی سے چلے جاتے ہیں، کچھ لوگ ہماری زندگی میں آجاتے ہیں اور یہ ہم کنٹرول نہیں کرتے۔۔ ہم نئے لوگوں کے ساتھ جینے لگتے ہیں اور پرانے لوگ یاد بن جاتے ہیں۔ یادوں کے سہارے نہ وقت گزارا جاتا ہے نہ زندگی۔۔ تم مجھے کبھی بھولے نہیں تھے مگر یاد بھی نہیں آتے تھے "اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اس کا دل دکھا تھا۔ وہ سر جھکائے مسکرایا۔ پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا

"مگر اب تو میں آگیا ہوں نا، اب؟"

مینا نے سانس لی اور ناک سے خارج کی "تم دوست تھے، دوست رہو گے "پھر اسے دیکھا "دوست وقت کی قید سے آزاد نہیں ہوتے چنگیز اور وقت کو بدلا نہیں جا سکتا"

"تم کہنا چاہ رہی ہو کہ تم نے میرے بغیر جینا سیکھ لیا" اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں، اس نے تھوک نگلا اور مینا کو یک ٹک دیکھنے لگا

"چنگیز۔۔ تم بات کو سمجھ نہیں رہے۔۔ میں تمھارے لیے بیٹھی تھوڑی رہ سکتی تھی"

"مگر میں بیٹھا رہ سکتا ہوں" اس نے مینا کی بات کاٹ دی۔

وہ خاموش ہوئی، وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ سانس ساکن تھی، اس نے تھوک نگلا

"میں نے تمھیں بیٹھنے کو نہیں کہا" اس نے سنجیدگی سے کہا اور منہ موڑ لیا

"میں جانتا ہوں" وہ ابھی بھی مینا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔اس نے سانس خارج کی "کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتی؟ کیا سب پھر پہلے جیسا نہیں ہو سکتا؟"چنگیز نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔

"پہلے جیسا۔۔"اس نے چنگیز کو دیکھا"تم اپنی مرضی سے گئے تھے۔تم نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ میں موو آن کر جاؤں۔۔تم اپنی مرضی سے گئے اپنی مرضی سے آ گئے،اب میں کیا کروں؟"وہ جلدی جلدی بولی تھی

اس نے سر اثبات میں ہلایا"اوکے۔۔مگر تم نے نہیں پوچھا کہ میں کیوں گیا تھا؟تم نے نہیں پوچھا کہ مجھے کیا ہوا ہے؟"

مینا نے سانس خارج کی"تم زندہ ہو،ٹھیک ہو۔۔"پھر ذرا سا ترچھا ہوئی"تم کیوں گئے تھے؟"

چنگیز ہنس دیا اور پھر سے ہنسا۔پھر سانس خارج کی"چلے جانے سے قدر بڑھتی ہے"پھر سر اثبات میں ہلایا"کم از کم مجھے ایسا لگتا تھا"پھر مینا کو سنجیدگی سے دیکھا"مگر تمھارے پاس تو میرے علاوہ آپشن تھے"

مینا نے اسے گھورا"مطلب؟کون سے آپشنز؟"اس نے دائیں ابرو اٹھائی۔

چنگیز کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔وہ جانتی تھی کہ وہ کیا کہنے والا ہے اور اس نے وہ کہہ دیا

"میرے جاتے ہی تمھیں تیمور کا کندھا مل گیا"

مینا کے چہرے کے نقوش ڈھیلے پڑے۔اس نے جھٹ سے جواب دیا"وہ میری priority ہے"

وہ ہنس دیا"پہلے پہل تو میں تھا"

وہ یک دم کھڑی ہوئی اور جھنجھلا گئی"تم اس سے خود کو کمپیئر کیوں کرتے ہو؟"

وہ بھی اس کے مقابل کھڑا ہوا"کیونکہ تم نے اسے میرے مقابلے پر کھڑا کیا ہے"

وہ آگے بڑھی"چنگیز۔۔وہ میرا شوہر ہے۔تم میرے دوست۔۔جو مجھے چھوڑ گئے تھے"اس نے آخری الفاظ پر زور دیا تھا

وہ دانت پیستے بولا تھا"چھوڑا نہیں تھا،آزمایا تھا اور تم مجھے چھوڑ گئی"اس نے آنکھیں پھاڑے اسے گھورا تھا"کسی اور کے لیے"

رامین کا تنفس بڑھا،وہ بھی دانت پیستے بولی تھی"اس کسی اور کے لیے میں ساری دنیا چھوڑ سکتی ہوں،سنا تم نے"اس کی آواز بلند ہوئی تھی"میں اس کے لیے کسی کو بھی چھوڑ سکتی ہوں"

چنگیز ہنس دیا مگر اس کی ہنسی میں چھپا نوحہ ایڈن برا کے ہر پتھر نے سنا تھا

"اتنا ضروری ہے وہ؟"اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں

"ہاں۔۔"وہ جھٹ سے بولی،دل تیزی سے دھڑک رہا تھا"وہ مجھے سب سے زیادہ ضروری ہے۔۔وہ میرے لیے دل دھڑکنے جتنا ضروری ہے"

چنگیز نے سر جھٹکا اور اس کی طرف بڑھا،اس کی آنکھوں میں جھانکا"پھر میں؟میں کہاں ہوں مینا؟"

اس کے ابرو تن گئے "تم۔۔میں نے تمھیں اپنا دوست سمجھا،اس سے زیادہ کچھ نہیں "اور وہ ایک قدم پیچھے ہٹی

"مگر میں نے تمھیں دوست نہیں سمجھا۔۔تم میرے لیے دوست سے بڑھ کر ہو،تم سب سے بڑھ کر ہو۔۔میں نے تمھارا انتظار کیا،تمھارا پیچھا کیا،تم ایڈن برا آئی میں یہاں تک آ گیا۔۔میں نے بھی تمھیں چاہا ہے،تمھیں وہی نظر کیوں آتا ہے؟"اس کی آواز میں درد تھا،دل ٹوٹنے جتنا درد۔آج ایڈن برا کے سارے پتھر سب سنیں گے۔

وہ ہکا بکا اسے دیکھتی رہی۔پھر ایک قدم پیچھے ہٹی "میں نے تمھارے بارے میں ایسا کبھی نہیں سوچا ۔۔میں تمھیں بس اپنا دوست سمجھتی تھی"اس کی آواز دھیمی تھی۔

چنگیز نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا اور ضبط سے اسے دیکھا "دیکھو مینا۔۔وہ تمھیں چھوڑ دے گا،وہ آزاد رہنے والا شخص ہے۔میں تمھارے لیے وہاں سے یہاں تک آیا ہوں،فقط میں آ سکتا ہوں۔۔ میں تمھیں بہت چاہتا ہوں،میں تمھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا"وہ آگے کو ہوا،لہجے میں ایک منت ایک التجا تھی

مینا نے سانس خارج کی اور شانے ڈھیلے چھوڑے "میرے لیے کوئی بھی شخص تیمور نہیں ہو سکتا۔۔ میں بس اسے چاہتی ہوں،میں نے بس اسے سوچا ہے اس کے ساتھ میرا ہر خواب ہر خیال ہر تصور جڑا ہے،وہ میرے لیے سب ہے اور ایسا کیوں ہے یہ میں نہیں جانتی"اس نے شانے اچکائے البتہ

آنکھیں گلابی پڑی تھیں "چنگیز۔۔میں اسے نہیں چھوڑوں گی چاہے بھلے پھر وہ مجھے چھوڑ دے۔۔ اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے، مگر میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی "اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔اس کے دل کی شدت سے چاہا تھا کہ تیمور یہاں ہو اور اس کے منہ سے اپنا مقام سن لے مگر جو بات پتھروں نے سنی تھی وہ تیمور نہیں سن سکا۔وہاں خاموشی تھی، بالکل سناٹا۔اس کا اظہار فضا میں معلق تھا

"میں کیا کروں مینا؟" وہ بے بس ہو گیا، اس نے اپنے کندھے ڈھیلے چھوڑے۔وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا۔وہ ایک قدم پیچھے ہٹی، اس نے یہ تصور نہیں کیا تھا "میرا کیا؟ میں کیا کروں؟ میں تو تمھارے بغیر کچھ نہیں "اور تھوک نگلا، آنکھیں چلا چلا کر اس کے جذبات کی سچائی کی گواہی دے رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مینا کا دل بے تحاشا دھڑکا تھا، اس کی آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھیگ گئے۔آج سے پہلے وہ اس کیفیت سے دوچار نہیں ہوئی تھی

"میں اس کے ساتھ بے ایمانی نہیں کر سکتی۔میرے ہوتے اس نے کسی دوسری عورت کو دیکھا تک نہیں، میں اس کی وفا کا یہ صلہ نہیں دے سکتی "ایک قدم مزید پیچھے ہٹی "میں اس کے نام پر مرنے کو تیار ہوں مگر کسی اور کے نام پر جی نہیں سکتی۔۔یہ میرے بس میں نہیں ہے، میں اس کے معاملے میں بے بس ہوں "اور کہہ کر رکی نہیں۔وہ وہاں سے بھاگ گئی، وہ بھاگتی جا رہی تھی۔پتھروں نے اس

کے قدموں کی چاپ محفوظ کرلی تھی،چنگیز کے آنسو زمین پر گرتے مٹی میں جذب ہو رہے تھے۔وہ اپنا سب کچھ ہارا تھا۔کیا زندگی سے ہار کر مسلسل زندگی گزارنا آسان ہوتا ہے؟

آج رابیل نے مسٹر ڈرنگ کی قمیض پہنی تھی جس کے نیچے سیاہ ٹراؤزر تھا۔مسٹر ڈ قمیض کی آستین، گلے اور دامن میں سیاہ رنگ سے ہلکی پھلکی کڑھائی ہوئی تھی۔اس نے دائیں بازو پر سیاہ پرس لٹکایا تھا اور سن گلاسسز سر پر تھیں۔اس کے پاؤں میں سیاہ ہائی ہیلز تھیں۔بال پیچھے سے کھلے تھے مگر آگے سے سادہ سا ہیئر سٹائل تھا۔وہ سادہ مگر پیاری لگ رہی تھی۔لفٹ کے ذریعے دوسرے فلور پر آئی اور پھر آتے ہی دائیں جانب مڑی۔اس کا رخ بڑے آفس کی طرف تھا۔اس نے ہلکا سا سر جھکایا ہوا تھا، ارد گرد آتے جاتے کولیگز نے اسے دیکھا تھا مگر اس نے نظر انداز کر دیا۔وہ گلاس ڈور کے پاس پہنچی اور پھر بایاں ہاتھ آگے بڑھایا جہاں اس نے آج بھی مامون کی سیاہ ٹچ واچ پہن رکھی تھی۔دروازہ کھلا اور روم فریشنر کی خوشبو اس کی نتھوں سے ٹکرائی۔سامنے بیٹھا شخص کسی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا،اسے آتا دیکھ کر سیدھا ہوا اور پھر دھیما سا مسکرایا۔سر کو خم دیا جیسے اندر آنے کی اجازت دی ہو۔رابیل نے پہلا قدم اندر رکھا اور پھر دوسرا،اے سی کی ٹھنڈی ہوا سے ایک سکون کا تاثر ملا تھا۔

اس نے پہلے کرسی کھینچی اور پھر بیٹھی،پرس نیچے رکھ دیا اور مسکرائی۔گالوں کے گڑھے واضح ہوئے

"لانگ ٹائم جمال احمد!"

وہ بھی مسکرایا"لانگ ٹائم رابیل اورنگزیب!"

پھر آگے کو ہوا"کیا لیں گی؟چائے یا کڑک چائے؟"وہ آج بھی ویسا ہی تھا جیسا چھے سال پہلے تھا

رابیل نے پیچھے کو ٹیک لگائی"پانی۔۔"اور کہنی میز پر رکھ کر تھوڑی تلے مٹھی جمائے اسے دیکھنے لگی۔

اس نے سر ہلایا اور پھر انٹر کام اٹھا کر پانی کا آڈر دیا۔پھر آگے کو ہوا اور ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں

"غالباً آپ کانٹریکٹ کے لیے آئی ہیں"

اس نے سر ہلایا"بالکل۔۔ہمیں ایک ساتھ کام کرتے چھے سال ہو گئے ہیں۔دو دو سال کرتے آج چھے سال مکمل ہوئے،آپ اپنی زبان کے سچے اور عمل کے پکے نکلے"

وہ ہنس دیا"تاریخ اس تعریف کو امر کر دے"اس نے محظوظ ہوتے ہوئے دعا دی تھی

"ویسے تو آپ کے پی اے اور میرے مینیجر کو ساتھ ہونا چاہیئے تھا۔مگر چونکہ پہلے دن سے ہماری یونہی ملاقات ہوتی آئی ہے تو یونہی سہی"اس نے شانے اچکائے

"مرضی آپ کی"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا اور رابیل کو سننے لگا۔

"چونکہ آپ اپنے عمل کے پکے اور زبان کے سچے ہیں سو ہمارے درمیان یہ طے تھا کہ اگر ہم چاہیں تو یہ کانٹریکٹ ری نیو کر سکتے ہیں۔آپ اتنے سمجھدار تو ہیں کہ آپ کو پتہ ہوتا ہے کہ میں کس نیت سے آپ کے پاس آئی ہوں،لہذا آپ نے فائل بھی تیار کر رکھی ہو گی"اور مسکرا دی

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔پھر سر اثبات میں ہلایا۔ایک طرف پڑی فائل اسے دی۔رابیل نے ہاتھ بڑھا کر فائل لے لی اور اسے کھول کر پہلا صفحہ پڑھا۔ایک دبلا پتلا لڑکا اندر آیا اور اس نے رابیل

کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا۔اس نے تھینک یو کہہ کر پانی کا گلاس تھاما اور ایک گھونٹ بھر کے گلاس میز پر رکھ دیا۔وہ صفحات پر لکھی تحریر پڑھ رہی تھی

"میرا خیال تھا کہ جتنا آپ نے میرے بوتیک پر انویسٹ کیا تھا وہ چھے سالوں میں پورا ہو چکا ہو گا"

اس کی نظریں ابھی بھی فائل کا مطالعہ کر رہی تھیں

"مگر کچھ خیال کبھی حقیقت نہیں ہوتے"

رابیل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر نظریں دوبارہ فائل پر مرکوز کر لیں اور مسکرائی "یعنی آپ نے مجھے جو جو فیورز دیے ہیں ان کا حساب بھی لیں گے"

وہ ہنس دیا "کم آن۔۔میں کم از کم آپ سے حساب نہیں لیتا۔۔نہیں لے سکتا" اس کا لہجہ آخر میں نرم پڑا تھا۔وہ لہجہ جو رابیل نے پہلے نہیں سنا تھا۔ایک لمحے کے لیے وہ ٹھٹھکی پھر سنبھل گئی۔

اس نے ہاتھ کے اشارے سے پین مانگا اور اس نے دے دیا۔وہ فائل میز پر رکھے، کہنیاں میز کی سطح پر کیے جھک کر فائل سائن کر رہی تھی،اس کے لمبے سیدھے سیاہ بال بازوؤں سے بل کھاتے نیچے کی طرف لٹک رہے تھے۔جمال احمد اسے مبہوت سا دیکھ رہا تھا،وہ شادی کے بعد آج اسے پہلی بار ملنے آئی تھی۔وقت اس کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ وقت یہیں روک دیتا،لمحے جامد کر دیتا اور ہوا ساکت مگر کچھ چیزیں اس کے بس میں بھی نہیں تھیں جن میں اول تو اس کا دل تھا اور دوسرا نصیب۔

رابیل نے صفحہ موڑا اور اسے دیکھا، اس نے چونک کر نظریں چرائیں۔ سحر ٹوٹ گیا اور وہ حقیقت میں واپس آیا" یہ مزید دو سال کا ہے۔ میں امید کرتی ہوں پچھلی چھے سالوں کی طرح یا اس سے اچھا ثابت ہو گا" اور مسکرا دی

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور رابیل نے آخری صفحے پر دستخط کر کے فائل اسے دے دی۔ اس نے فائل کو کھول کر نہیں دیکھا، رابیل نے پڑھ لیا دستخط کر دیے سو کر دیے۔

وہ آگے کو ہوا اور ہاتھوں کی انگلیاں پھر سے باہم ملائیں۔ وہ سیاہ تھری پیس میں ملبوس تھا، اپنی عمر سے بہت کم اور وجاہت میں بے مثال۔ بلاشبہ وہ ایک ایسا مرد تھا جس کے نین نقش میں کشش تھی مگر رابیل کو وہ کشش کسی اور میں محسوس ہوتی تھی۔ وہی جواب اس کا شوہر تھا، نہ آنکھیں بدلی گئیں نہ دل۔

Clubb of Quality Content

"شادی مبارک!" اور مسکراہٹ گہری ہوئی

رابیل مسکرا دی" سیاہ گلاب بھیجے تھے آپ نے، میں نے مبارکباد قبول کی"

اس نے سانس خارج کی

"سب جرم میری ذات سے منسوب ہیں محسن

کیا میرے سوا اس شہر میں معصوم ہیں سارے"

پھر سر نفی میں ہلایا"آپ نے کہانا کہ میں زبان کا سچا ہوں، میں آپ کو سیاہ گلاب نہیں بھیجتا۔ میں نے بھیجنے ہوتے تو سرخ بھیجتا، آپ محبت کو سیاہ کہتی ہیں میں نہیں"اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

رابیل نے دائیں ابرو اٹھائی"مرد کو بدلتے دیر نہیں لگتی"

وہ جھٹ سے بولا"عورت کو بدلنے سے پہلے سگنل دیتی ہے نا"

اور رابیل ہنس دی۔ وہ فقط مسکرایا تھا"وہ آدمی مل گیا جس نے شاید آپ کو ہیک کیا تھا۔ جس کا الزام آپ نے مجھ شریف اور غریب آدمی پر ڈالا تھا"

رابیل اس کے شریف معصوم اور غریب ہونے پر ہنس دی"ایک مس انڈر سٹینڈ نگ تھی"اور شانے اچکائے

"میری آخری اطلاعات کے مطابق آپ کا نکاح کسی وکیل کے ساتھ طے تھا"پھر ہونٹ سکیڑے

"سب بدل گیا"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا"بالکل۔۔ مگر جو میرے نصیب میں تھا وہ مجھے مل کر رہا"

اس نے بایاں ابرو اٹھایا"سٹینڈرڈز۔۔ ویلیوز؟"وہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ کیا سٹینڈرڈز وجہ تھی کہ شادی عین موقع پر ایک تھرلر بن گئی۔

رابیل مسکرائی، اب کی بار مسکراہٹ گہری تھی۔ کچھ تھا جو اس سے پہلے نہیں ہوتا تھا

“He sets my standards by the way, he taught me how to make values”

(اس نے میرے سٹینڈرڈز سیٹ کیے تھے۔اس نے مجھے سکھایا تھا کہ ویلیوز کیسے بناتے ہیں)

اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی تھی مگر وہ پھر بھی مسکرایا۔پھر سر اثبات میں ہلایا

"ملیں گے۔۔بہت جلد" وہ فقط اتنا ہی کہہ سکا

"شیور!" رابیل نے سر کو خم دیا تھا

پھر گلا کھنکھارا "ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

اس نے پہلے رابیل کو دیکھا اور پھر مسکرا دیا "پوچھیں۔۔"

وہ مسکرائی اور اپنی بات کہنے لگی۔۔۔

"نایاب ناہید کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟" رابیل اسے غور سے دیکھ رہی تھی جیسے اس کے چہرے کے تاثرات پڑھ رہی ہو۔

"آپ کیا جاننا چاہتی ہیں؟" وہ بھی سنجیدہ تھا

رابیل نے شانے اچکائے "اس کا تعارف۔۔پہچان، کمزوری۔۔جو آپ بہتر سمجھیں"

اس نے سانس خارج کی "وہ اچھی عورت نہیں ہے۔۔آپ اس سے دور رہیں" اس نے برا سا منہ بنایا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل مسکرائی "میں نے آپ کے ساتھ اتنے سال گزار دیے، لوگ تو آپ سے بھی ڈرتے ہیں"

وہ ہنس دیا۔ پھر آگے کو ہوا "بخدا۔۔ وقت اگر پلٹا آپ میرے محل آئیں تو میں آپ کو جانے نہیں دوں گا" اس کے لہجے میں تپش تھی، وہ گرمی جو رابیل کو محسوس ہوئی تھی

اس نے تھوک نگلا، پھر پیچھے کو ہوئی "بات گول نہ کریں۔ جو پوچھا ہے وہ بتائیں"

جمال احمد نے سانس خارج کی۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔۔

"نایاب ناہید۔۔"

اشعر باہر ہینگنگ چیئر پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ پڑھ رہا تھا۔ اس نے ایک میل لکھی اور پھر اسے بھیج دیا۔ واپس اپنے ڈاکومنٹ پر آیا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ رات کے اندھیرے میں بالکنی کی روشنی جل رہی تھی۔ دروازے سے فری آئی تھی، اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔ اس نے وہ اشعر کو تھمایا اور خود اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ خاموشی سے اس کی سکرین دیکھتی رہی، اس نے جھک کر کپ نیچے رکھ دیا۔ پھر فری کو دیکھا "سو جائیں۔۔ نیند نہیں آ رہی؟"

فری نے سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلایا "بس ایسے ہی، دل گھبرا رہا ہے" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی

اشعر نے اس کے ہاتھ دیکھے، پھر اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھا "ڈونٹ وری۔۔ میں آپ کے ساتھ ہوں" وہ جانتا تھا وہ کیوں گھبرا رہی ہے۔

وہ ذرا سا ترچھا ہوئی۔رخ اشعر کی طرف تھا"اشعر۔۔"تھوک نگلا،اس کا ہاتھ تھاما"اگر تاثیر کو پتہ چل گیا نا تو وہ میرا کیا حشر کرے گی؟"

اشعر مسکرایا"رئیلی؟آپ کو لگتا ہے میں اسے آپ کو ہاتھ بھی لگانے دوں گا"

فری نے منہ بنایا اور پھر سیدھی ہو گئی۔اب وہ سیدھا دیکھ رہی تھی اور اشعر اسے۔پھر ترچھا ہوئی اور بولی"اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو کیوں بنایا ہے؟"

"تاکہ ہم بور نہ ہوں۔۔ڈرامہ لگا رہے"اس نے جھٹ سے جواب دیا۔دونوں کی نظریں ملیں اور دونوں ہنس دیے۔

پھر وہ اشعر کو دیکھتے مسکرائی۔وہ اشعر کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔دل عجیب کیفیت کا شکار تھا، اس نے اپنے ہاتھ میں اشعر کا ہاتھ دیکھا۔وہ دن یاد آیا جب مامون نے اسے اشعر سے شادی کرنے کو کہا تھا اور وہ کتنا زیادہ روئی تھی اور اب اشعر کے ساتھ بیٹھی ہی ہنس رہی تھی

"اس بار آپ اپنے گھر گئیں تو کھانا پکانا کپڑے دھونا صفائی کرنا،سب سیکھ کر آیئے گا"اس نے جیسے اسے یاد دلایا تھا

اس نے منہ بنا کر اشعر کو دیکھا"کیوں؟"

اس نے شانے اچکائے"کیوں کیا بھئی،لڑکیوں کو یہ کام آنے چاہیئے۔۔شوہر خوش رہتے ہیں"اس نے بڑے فخر سے سامنے دیکھا تھا

اور وہ ہنس دی۔ پھر گلا کھنکھارا "ٹھیک ہے۔۔ میں ڈاکٹر تاثیر سے سب سیکھ کر آؤں گی۔ پھر آ کر آپ کی اچھے سے طبیعت صاف کروں گی"

اب کی بار اشعر ہنسا تھا۔ پھر خاموش ہوا "فری۔۔ "وہ اب سنجیدہ تھا "ایک بات یاد رکھنی ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں، کچھ بھی گڑ بڑ لگے یا ایسا ویسا کچھ بھی محسوس ہو مجھے ضرور بتانا ہے۔ میرے لیے آپ سے اہم کچھ نہیں ہے" پھر سر اثبات میں ہلایا "ہم سب قیدی ہیں۔ کسی نہ کسی احساس کسی چیز یا کسی انسان کے قیدی مگر سب سے برے قیدی وہ ہیں جن کی قید انسان ہے۔ آپ کی قید بھی تاثیر ہے، وہ آپ کو آگے نہیں جانے دیتی، آپ کو بڑھنے نہیں دیتی، آپ کو خوش نہیں ہونے دیتی۔۔ کچھ انسان کچھ انسانوں کی قید ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے خوف یا رعب سے رہائی آزادی دیتی ہے"

فری نے فقط سر ہلایا تھا۔ پھر سانس خارج کی "شر کو پہلے ہی وار پر کچل دینا چاہیئے۔ اس کی پہلی کونپل جب زمین سے پھوٹتی ہے تو اسے تب ہی جڑ سے نکال پھینکنا چاہیئے ورنہ وہ درخت بنتے وقت نہیں لیتا اور درخت بھی ایسا کہ آس پاس والے پودوں کا پانی بھی چوس کر انھیں معذور کر دے اور پھر مار دے۔۔ اگر میں نے بچپن سے یا بڑی ہو کر تاثیر سے دب کر رہنا چھوڑ دیا ہوتا تو یہ سب نہ ہوتا۔۔ ہمارا بچہ ٹھیک ہوتا" اس کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے

اشعر نے سانس خارج کی "وقت گزر گیا فری۔۔ گزرے وقت پر پچھتانے سے مزید ناامیدی ہوتی ہے، جو وقت ہمارے ہاتھ میں ہے اسے استعمال کرتے ہیں۔ وہ شروع سے ہی آپ کو دبا کر رکھنا

چاہتی تھیں۔انھیں حاکم بن کر حکم جمانا پسند تھا،وہ بس آپ کو ہارا ہوا اور روتا دیکھنا چاہتی تھیں۔اب تو آپ ان کے سامنے ایسے ہی گئی ہیں نا،آپ کے پاس نہ اچھا لائف پارٹنر ہے نہ گھر نہ ڈگری اب تو آپ تاثیر کے اوپر ہی ڈیپینیٹ کر رہی ہیں۔۔یہی وہ چاہتی تھیں۔بعض اوقات انسان کو وہی چیزیں مار دیتی ہیں جن کو وہ بہت چاہتا ہے اور یہی تاثیر کے ساتھ ہو گا"پھر اس کے گال پر ہاتھ رکھا"میں ہوں نا،اشعر فرحین کے ساتھ کھڑا ہے۔وقت جو بھی ہو حالات جو بھی ہوں میں آپ کے ساتھ ہمیشہ رہوں گا۔اس دنیا میں بھی اور ہر دنیا میں"

فری مسکرا دی۔اشعر نے ایک سانس خارج کی پیچھے پشت سے سر لگایا"پتہ نہیں کون سے خوش نصیب ہوتے ہیں جن کے شوہروں کو اظہار محبت سننے کو ملتا ہے۔میری بیوی تو بس مسکرا دیتی ہے۔ناولز میں ہیروئن کیا اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتی؟"اور مسکرایا

فری ہنس دی۔پھر آسمان کو دیکھتے بولی"امم۔۔"وہ گال پر ہاتھ رکھے کچھ سوچتے بولی"کرتی ہے۔۔مگر کبھی سر پھاڑ کر،کبھی جیل بھیج کر،کبھی قتل کا الزام لگا کر۔۔"

اور اشعر کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ ہنس دی۔وہ بھی منہ بنائے بیٹھا تھا پھر ہنس دیا۔

اس نے جھک کر چائے کا کپ نیچے سے پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا۔چائے نیم گرم تھی اور وہ گرم چائے پیتا بھی نہیں تھا

میناسب سے لیٹ اٹھتی تھی اور اسے کوئی اٹھاتا بھی نہیں تھا۔ کسی کی اتنی ہمت جو ہماری مینا کی نیند خراب کرے۔ یہ ہمت صرف اشعر کے بعد تیمور ہی کر سکتا تھا اور وہ یہاں نہیں تھا۔ وہ اٹھی تو کھڑکی کے سامنے پردے تھے۔ سامنے گھڑی پر ٹک ٹک جاری تھی۔ ساڑھے گیارہ ہوئے تھے اور وہ تکیہ سیدھا کر کے بیٹھ گئی۔ اس نے سکرین آن کی اور وہاں تیمور کی کوئی کال کوئی میسج نہیں تھا۔ کل کا سارا دن اور پرسوں کی رات، آج دوسرا دن ہونے والا تھا کہ اس کی تیمور سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ پہلے تو وہ اس کا جواب نہیں دے رہی تھی اور اب اس نے کال کرنا ہی چھوڑ دیا۔ اس کے دماغ میں پھر چنگیز کی باتیں آنے لگیں، اس نے سر جھٹکا اور واٹس ایپ پر تیمور کا نمبر نکالا، اس کی چیٹ کھولی اور پرسوں رات کے وائس میسجز سننے لگی۔ اس میں وہ بتا رہا تھا کہ اگر وہ یہ سمجھتی تھی کہ وہ اسے نہیں پسند تو وہ غلط ہے، تیمور جیسا انسان ایک لمحہ نہ لگائے اور قید اتار کر پھینک دے۔ وہ اس کا حال پوچھ رہا تھا، پھر پوچھ رہا تھا کہ یونیورسٹی کیسی جا رہی ہے؟ اس نے ایک سکرین شاٹ بھی بھیجا تھا جس میں اس نے مینا کے اکاؤنٹ میں پیسے بھیجے تھے، اس نے فون ایک طرف رکھا۔ سر دونوں ہاتھوں میں دیا اور پھر خاموش رہی۔ اسے تیمور کی یاد آ رہی تھی اور وہ یہ بات تسلیم کر رہی تھی، اس کی اپنی باتیں اسے یاد آ رہی تھیں اور وہ اب پچھتا رہی تھی۔ اس نے سکرین آن کی، بھاڑ میں جائے انا اور اس نے اسے واٹس ایپ پر کال کی۔ اس کا نیٹ آف تھا، اس نے اسے سم پر کال کی فون بند تھا۔ اس نے

منہ بنا کر مایوسی سے فون بیڈ پر رکھا اور پھر سانس خارج کی۔ شاید فون چارجنگ پر ہو یا وہ مصروف ہو۔

اس نے اپنا فون چارجنگ پر لگایا اور واش روم میں چلی گئی۔

جس وقت وہ باہر آئی اس نے آف وائٹ کھلی جینز پر مہندی رنگ کی بیگی جرسی نما شرٹ پہن رکھی تھی۔ جینی اسے باہر آتا دیکھ کر مسکرائی

"گڈ مارننگ! کیسی ہو؟" اس نے ایپرن پہنا تھا اور شاید کیک بیک کر رہی تھی یا شاید بسکٹ بنا رہی تھی

"گڈ مارننگ!" مینا نے چھوٹی فریج کھولی اور اندر سے دودھ کا جگ نکالا۔ راشن وہ سب پیسے ملا کر لاتے تھے اور ہر کوئی استعمال کر سکتا تھا۔

"تم ٹھیک ہو مینا؟" جینی اس کی طرف متوجہ تھی

"ہوں" اس کا دھیان مگ کی طرف تھا جس میں وہ دودھ انڈیل رہی تھی

اس نے مینا کے ہاتھ سے جگ لیا "تم بیٹھ جاؤ، میں ناشتہ بنا دیتی ہوں"

مینا نے اسے دیکھا اور دھیما سا مسکرائی "نہیں۔۔ تھینک یو"

"ارے۔۔" اس نے دبلی پتلی مینا کا بازو پکڑا اور میز کے گرد کرسی نکال کر اسے بٹھایا

"میں خالہ بننے والی ہوں۔۔ اپنے بھانجے بھانجی کا خیال تو رکھ سکتی ہوں" اور ہنس دی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مینا مسکرائی۔اس کے گال گلابی ہوئے۔اس نے گالوں کو چھوتے بال پیچھے کیے اور خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جو اپنا کام چھوڑ کر اس کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔

مینا نے گلا کھنکھارا" جینی۔۔ تمھاری تمھارے ہز بینڈ کے ساتھ لڑائی ہو جائے تو کیا کرتی ہو؟"

جینی مڑے بغیر ہنسی۔وہ انڈہ پھینٹ رہی تھی" میں انھیں مناتی ہوں۔۔ان کی پسند کے کپڑے پہنتی ہوں،انھیں وڈیو کال کرتی ہوں،دور دور ہی سہی مگر ان کے ساتھ ڈنر کرتی ہوں یونو وڈیو کال،پھر اگر وہ نہ مانیں تو منہ بنا کر بیٹھ جاتی ہوں اور وہ مان جاتے ہیں۔شوہر بڑی عجیب مخلوق ہے نا،بیوی کے منہ بنانے پر ہی مان جاتے ہیں" اور ہنس دی

مینا فقط مسکرائی،مینا کو یاد پڑتا تھا کہ ہمیشہ وہی ناراض ہوتی تھی۔ تیمور ناراض ہوتا تو اسے منانے کی بجائے وہ خود خفا ہو جاتی تھی اور پھر وہ مناتا تھا۔اسے اس کے بال لمبے اچھے لگتے تھے مگر مینا اسے تنگ کرنے کے لیے چھوٹے کراتی تھی،اسے اس کی ناک میں نورر نگ بہت پسند تھی۔وہ جو ایک بار منع کرنے پر کسی کو بلاتا نہیں تھا وہ بار بار مینا کو مناتا تھا،اس نے حکم جمانا سیکھا تھا اور مینا کے سامنے محکوم تھا۔وہ اپنی مرضی کرتا تھا مگر مینا کی بات بھی مانتا تھا۔اس نے سانس خارج کی،وہ بھی آج اسے وڈیو کال کرے گی اور سارا معاملہ ختم کرے گی۔دل ہلکا ہو گیا تھا،وہ مسکراتے ہوئے جینی سے بسکٹ کی ریسیپی پوچھ رہی تھی اور جینی سیلڈ کاٹتے اسے بتا رہی تھی۔۔ صبح دوپہر میں بدل گئی تھی۔

دوپہر کے ڈیڑھ بجے کا وقت تھا۔تاثیر اشعر کے گھر کے باہر آئی اور فری کو ساتھ لیے چلی گئی۔گاڑی اس کے گھر کی طرف بڑھ رہی تھی۔وہ پیسنجر سیٹ پر بیٹھی تھی۔تاثیر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرائی

"اشعر کو بتایا تم نے کہ تم میرے ساتھ بابا سے ملنے جا رہی ہو؟"

فری نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔پھر سر نفی میں ہلایا"نہیں۔۔اشعر رات آٹھ بجے آتے ہیں،میں ان سے پہلے آجاؤں گی"وہ ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی

تاثیر نے سر اثبات میں ہلایا"اور تمھاری مڈل کلاس ساس؟وہ اپنے بیٹے کے کان نہیں بھریں گی؟"

فری نے اب کی بار تاثیر کو نہیں دیکھا۔وہ سامنے دیکھتے ہی بولی تھی"میں نے ان سے کہا ہے کہ بس یہاں پاس لائبریری تک جا رہی ہوں،تھوڑی دیر میں آجاؤں گی"

تاثیر نے سر اثبات میں ہلا دیا اور پھر دونوں کے درمیان خاموشی حائل ہو گئی۔کچھ فاصلے پر اسے اپنا بڑا سا گھر دکھائی دیا تھا۔اس نے گردن موڑ کر فری کو دیکھا

"میں نے بہت مشکل سے انھیں منایا ہے۔مے بی وہ تمھارے ساتھ روڈ ہوں مگر کوئی بات نہیں۔۔پیرنٹس ہیں،ایک دن سب بھول جائیں گے"وہ مسکرائی اور گاڑی گیراج کے اندر لا کھڑی کی۔فری نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا تھا،وہ گردن اٹھائے اپنا گھر دیکھ رہی تھی۔سب کچھ ابھی بھی ویسے ہی تھا۔وہ باہر نکلی اور دروازہ بند کیا۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ وقت آئے گا،اسے اشعر

بے پناہ یاد آیا۔اسے "اپنا گھر" بے پناہ یاد آیا۔اس گھر نے اسے اس کی زندگی سے سب سے اچھے دن دیے تھے۔وہ واقعی گھر تھا۔اس نے تھوک نگلا اور سامنے بڑا سا لکڑی کا جھولا دیکھا جہاں وہ بیٹھ کر کتاب پڑھتی تھی، آسمان دیکھتی تھی، مہمان آتے تھے تو وہ گھر کے پچھلے باغ میں چلی جاتی تھی۔یہ پودے پھول اس کے زیادہ اچھے دوست رہے تھے۔تاثیر اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔پھر مسکرائی "چلیں۔۔"اور آگے بڑھی

فری پیچھے ہی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی، لاؤنج کے دروازے میں کھڑی فری نے دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے اپنے باپ کو دیکھا۔پھر اپنی ماں کو، اسے پتہ تھا ان میں سے کوئی آگے نہیں بڑھے گا۔کوئی اسے گلے نہیں لگائے گا اور اس کی جبیں پر ہونٹ نہیں رکھے گا۔وہ ان سب کی عادی تھی مگر اشعر نے اس کی عادتیں خراب کر دی تھیں۔اسے بہادر بننا تھا، اسے بس تھوڑے عرصے کے لیے ہی تو یہاں رہنا تھا پھر ہمیشہ اشعر ساتھ ہو گا۔ان بچوں کے لیے گھر قید خانہ ہوتا ہے جن کے والدین انھیں موازنے کا نشانہ بناتے ہیں، ان کی قابلیت پر سوال کرتے ہیں اور ان کی شخصیات مسخ کر دیتے ہیں۔تاثیر آگے بڑھتی گئی مگر فری وہیں تھی۔اس کے باپ نے فری کو دیکھا تھا مگر پھر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا رہا۔اس کی ماں نے فری کو دیکھا تھا مگر وہ چل کر نہیں آئی۔بہت سے آنسو گلے میں جمع ہونے سے گلے میں درد بڑھا تھا۔اس نے پلک جھپکائی، آنسو اندر اتارے اور آگے بڑھی۔تاثیر اپنے باپ کے ساتھ آ بیٹھی تھی مگر وہ آگے بڑھی اور خاموشی سے چھوٹے

صوفے پر بیٹھ گئی۔وہ اب اپنے ماں باپ کو دیکھ رہی تھی کہ وہ کچھ بولیں گے مگر اس کا باپ کھڑا ہوا، ایک نظر فری کو دیکھا۔پھر تاثیر کو دیکھا

"مل لیا میں نے۔۔اب میں جانا چاہوں گا"ان کی آواز میں سختی تھی۔فری نے نوٹ کیا تھا کہ ان کے بال کنپٹی سے سفید ہو رہے تھے،چہرے پر سختی تھی۔

تاثیر کھڑی ہوئی"بابا۔۔پلیز۔۔"وہ ان کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور ان کا ہاتھ تھاما"اس نے وہ سب میرے ساتھ کیا تھا۔۔فری مجھ سے چھوٹی ہے اور چھوٹوں کو معاف کر دینا چاہیئے۔۔میں نے معاف کیا،آپ بھی معاف کر دیں"پھر فری کو دیکھا"دیکھیں وہ خود اپنے پیروں پر چل کر آئی ہے،اس سے بات تو کر لیں"

اس کے باپ نے ایک نظر فری کو دیکھا،پھر اس کی ماں کو اور پھر بیٹھ گئے۔ملازمہ اس کے لیے جوس لائی تھی مگر اس نے منع کر دیا

اس کی ماں بولنا شروع ہوئی تھی"تمھارا شوہر نہیں آیا فری؟"ان کا لہجہ بھی سخت تھا،بنا کسی لچک اور مامتا کے۔

فری نے انھیں دیکھا،پھر ایک نظر تاثیر کو"ممی وہ ہاسپٹل تھے،اس لیے تاثیر کے ساتھ آ گئی"

اس کی ماں طنزاً ہنسی۔ پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "دو دن تم اس مڈل کلاس میں رہی ہو عقل ٹھکانے آ گئی تمھاری" وہ بھنویں بھینچے اسے ڈانٹ رہی تھیں اور وہ یہ سب سننے کی عادی تھی مگر اشعر کی عادتیں خراب کر دی تھیں

"یہاں تمھیں گھر گاڑی پیسہ سٹیٹس سب ملا مگر تم نے قدر نہیں کی، آج تمھیں اپنی اولاد سے دکھ ملا ہے تو ہمارے در پر منہ اٹھائے آ گئی ہو؟"

تاثیر ٹانگ پر ٹانگ جمائے سن رہی تھی جیسے لطف اندوز ہو رہی ہو۔ اسے یقین نہیں آیا یہ اس کی سگی ماں کہہ رہی ہے۔ اس کی آنکھیں گلابی پڑیں اور آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھر گئے مگر وہ کچھ نہیں بولی۔ اس نے گردن جھکالی جیسے جو کہنا ہے کہہ لو۔۔ اس کے باپ نے گلا کھنکھارا "سنا تھا تمھارے شوہر کو ہاسپٹل سے نکال دیا ہے، اب کہاں جاتا ہے؟"

فری نے انھیں دیکھا "میں نے کبھی پوچھا نہیں" اس کی آواز دھیمی تھی۔ اس نے واقعی اشعر سے کبھی نہیں پوچھا، اسے تو یہ بھی تاثیر سے پتہ چلا تھا کہ اسے ہاسپٹل سے نکال دیا گیا ہے۔

"سی ایم ایچ میں ہوتا ہے بابا" تاثیر نے مداخلت کی تھی۔

"رہی تم پھر بھی ڈمب ہی ہو فری۔۔" اس کی ماں پھر سے شروع ہو گئی تھی "تمھیں تو یہ تک نہیں پتہ کہ تمھارا شوہر کہاں اور کیا کام کرتا ہے"

فری کچھ نہیں بولی۔ وہ تو سننے والوں میں سے تھی۔ اس کا باپ پھر سے کھڑا ہوا

"اوکے۔۔میں چلتا ہوں"اور وہ وہاں سے چلے گئے

اس کی ماں بھی کھڑی ہوئی"نہ عزت سے گئی نہ عزت سے آئی۔۔تم جیسی لڑکیوں کے گھر کہاں بستے ہیں فری"اور کہہ کر وہاں سے چلی گئیں۔تاثیر بھی کھڑی ہوئی اور اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ گھر خالی ہو گیا تھا۔اب وہ رو سکتی تھی،اب اسے کوئی دیکھنے والا نہیں تھا۔اس کی ہچکی بندھ گئی اور وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لیتے رو رہی تھی۔سفید بلاؤز اور سیاہ لمبی سکرٹ میں پاس کام کرتی ملازمہ اس کے پاس آئی اور پانی کا گلاس اسے تھمایا مگر اس نے انکار کر دیا۔وہ فری کے پاس بیٹھ گئی،ارد گرد دیکھا اور بڑی رازداری سے بولی"ارے آپ کیوں رو رہی ہیں؟"پھر اسے ٹشو دیا"آپ اگر اور روئیں تو میں ڈاکٹر اشعر کو فون کر دوں گی"

روتی ہوئی فری نے گردن اٹھائی اور اسے دیکھا۔آنکھوں میں حیرت اور سوال تھا

"جولی۔۔"تاثیر اوپر سے نیچے آ رہی تھی اور وہ ایک دم سہم کر کھڑی ہو گئی

"فری کی خیر خبر بعد میں لینا۔۔پہلے مجھے اچھی سی کافی بنا دو"وہ سیڑھیوں سے نیچے آئی اور باہر کی طرف چلی گئی۔فری نے گردن اٹھا کر اپنے ساتھ کھڑی جولی کو دیکھا،وہ مسکرائی اور وہاں سے چلی گئی۔فری اب چپ تھی۔

رامین نے سرخ سبز اور بھورے رنگ کی مختلف دھاریوں والا کھلا سویٹر پہنا تھا۔نیچے ہلکی بھوری جینز تھی اور بال کھلے تھے۔وہ جینی کے ساتھ کچن میں کھڑی کچھ بنا رہی تھی،دونوں کے درمیان بات چیت بھی جاری تھی۔جینی اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی،پھر اس کے چہرے کو دیکھا اور مسکرائی "اچھی لگ رہی ہو"اس نے پہلے جینی کو دیکھا پھر ہنس دی"یہ تیمور کو اچھی لگتی ہے"اس نے اپنی ناک میں پہنی نوز رنگ کی بات کی تھی۔

"اوہ۔۔آئی سی،تم صبح اسی لیے پوچھ رہی تھی،تمھارا جھگڑا ہوا ہے کیا؟"وہ شیلف سے ٹیک لگائے شرارتی لہجے میں پوچھ رہی تھی

مینا نے منہ لٹکا لیا۔پھر سانس خارج کی"ہوں۔۔میری وجہ سے ہوا ہے اور میں اسے ٹھیک کرنا چاہتی ہوں"اس نے سامنے پڑے ڈونٹ پر چاکلیٹ لگائی تھی

جینی مسکرا دی"اچھی بات ہے"اور تیزی سے سب برتن سمیٹنے لگی۔مینا نے ایپرن اتارا اور اندر آئی، بیڈ پر پڑا فون پکڑا اور تیمور کو کال کی۔اس کا نیٹ آف تھا،سم پر کال کی فون ہی بند تھا۔اس کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی،آج سے پہلے ایسے نہیں ہوا تھا۔کیا وہ اپنا دوسرا نمبر استعمال کر رہا ہے۔اس نے اپنا فون بستر پر پھینکا،اس کی آنکھیں نم ہوئیں اور آنکھیں زور سے پونچھیں۔وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر وہ رو رہی تھی۔ایسی بھی کیا انا؟کیا اسے نہیں پتہ کہ مینا نے یہ سب ایسے ہی بولا ہے؟کیا اسے نہیں پتہ کہ وہ اسے مس کر رہی ہے،اس سے بات نہیں کرے گا تو وہ ٹینشن میں ہو گی،کیا اس نے مینا

کو بلاک کر دیا ہے،اس نے جلدی سے فون پکڑا سکرین آن کی اور واٹس ایپ پر جا کر اس کی پروفائل پکچر دیکھی۔ نہیں اس نے بلاک نہیں کیا تھا،اس نے پھر سے فون بستر پر پٹخا اور منہ پھلائے بیٹھ گئی

"اس دن تو بڑا کہہ رہا تھا کہ میں تمھیں مس کروں گا، تمھارے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔بلا بلا بلا۔۔کسی مووی کے ڈائیلاگز بولے ہوں گے۔۔وہ تو ایسا ہی بے پرواہ تھا،اسے کسی کی پرواہ نہیں ہوتی"اور وہ منہ پر ہاتھ رکھے روتی گئی۔اس کے ذہن میں چنگیز کی سب باتیں چل رہی تھیں،وہ اسے چھوڑ دے گا تو وہ کیسے رہے گی؟وہ تو ایسا ہی ہے،مینا نے اسے تنگ کیا اور اس نے اسے پیچھے چھوڑ دیا کیونکہ تیمور کو جو بھی چیز بری لگے وہ چھوڑ دیتا ہے۔وہ دماغ سے دل کو کنٹرول کرتا ہے۔اس نے تکیہ گود میں رکھا اور چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔اس نے اپنے آنسو صاف کیے

"کوئی بات نہیں،میں رہ لوں گی۔۔مجھے بھی کسی مرد کی ضرورت نہیں ہے"ابھی یہ سوچنا ہی تھا کہ آنسو پھر سے بہنے لگے۔اس نے سختی سے آنکھیں رگڑیں۔اسے اپنا رونا زہر لگ رہا تھا۔دروازہ کھلا اور ضوفی اندر آئی

"آ۔۔"اس نے پہلے اسے گھورا۔پھر شانے اچکائے"نیچے تمھارا کوئی جاننے والا آیا ہے، تمھیں بلا رہا ہے"اور پھر وہ وہاں سے چلی گئی

اس نے سانس خارج کی"نہیں ملنا مجھے چنگیز سے،وہ الگ دماغ خراب کرتا ہے"اس نے خود پر رضائی اوڑھی"سو جاتی ہوں"اور اس نے آنکھیں میچ لیں اور رضائی خود پر لی مگر کچھ پل بیتے اور اسے ایک

عجیب سی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی چیز مسلسل اس کی کھڑکی کے شیشے سے بج رہی ہے۔اس نے نظر انداز کیا مگر آواز نہیں رکی۔ برف کے گولوں کی اس کی کھڑکی سے بننے کی آواز آتی رہی۔اس نے خود پر سے رضائی اتاری، سلیپرز پہنے "اگر یہ چنگیز ہوا نا تو میں اس کا منہ توڑ دوں گی" اس نے دانت پیستے پردے پیچھے ہٹائے۔ باہر برفباری ہو رہی تھی اور وہ بالکنی میں آ کھڑی ہوئی مگر ریلنگ ہر ہاتھ رکھ کر کھڑی مینا کو آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔نیچے کھڑے شخص نے سیاہ گھٹنوں سے نیچے آتا کوٹ سفید گول گلے والی جرسی نما شرٹ اور نیچے سیاہ جوگرز پہنے تھے۔اس کے ہاتھ میں سرخ پھولوں کا بڑا سا گلدستہ تھا اور وہ مینا کو گردن اٹھائے نیچے سے دیکھ کر مسکرایا۔وہ وہیں بت بنی تھی، سردی اور حیرت اسے جمانے کے لیے کافی تھیں اور وہ واقعی جم چکی تھی، برف پڑ رہی تھی اور وہ شخص اسے نیچے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔وہ تو ہل نہیں پا رہی تھی نیچے کیا جاتی۔ برف بنے دماغ میں خون نے حرکت کر کے حرارت پیدا کی۔ آنسو اس کی آنکھ سے بہا گال پر پھسلا، دل نے اس قدر شدید دھڑکن پیدا کی کہ اسے سینے میں درد سا ہوا اور وہ جھٹ سے مڑی۔ باہر کو بھاگی، دھڑام سے دروازہ کھلا، ضوفی اور جینی دونوں نے اسے دیکھا تھا مگر وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگی۔اس نے نیچے کا دروازہ کھولا اور سیڑھیاں پھلانگتی باہر کی طرف گئی۔ وہ سامنے تھا مگر کچھ فاصلے پر۔ وہ پھولے تنفس اور تیز دھڑکن سے آگے کو بھاگی اور ایک جھٹکے سے اس سے جا لگی۔ پھولوں کا گلدستہ اس کے ہاتھوں سے جا گرا، اس نے دونوں ہاتھ مینا کے گرد حمائل کیے تھے وہ اس کی دھڑکن سنتی رو رہی تھی۔ رامین رو رہی تھی، تیمور ہنس دیا

اوراس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔ برف باری بڑھتی چلی گئی، وہ رو رہی تھی، نم سانس اندر کھینچ رہی تھی۔ایڈن برا کے پتھروں کو آنکھیں ملی تھیں۔وہ ذرا سا جھکا اور اس کا نام لیا

"مینو۔۔"

وہ جھٹ سے نم آواز میں بولی "تمھاری مینو۔۔"

وقت نے منظر نظارے اور اظہار سب قید کر لیا۔ تیمور پھر سے ہنسا اور پھر اپنا گال اس کے بالوں سے لگایا "تم مجھے مس کر رہی تھی؟"

وہ کچھ نہیں بولی اور اس سے جدا ہوئی۔اسے ٹھنڈ لگنے لگی تھی مگر وہ وہیں کھڑی رہی، تیمور نے اپنا کوٹ اتارا اور آگے بڑھ کر اس کے شانوں پر پھیلانے لگا۔

وہ ابھی بھی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ابھی تو اسے پکارے گھنٹہ بھی نہیں ہوا تھا اور وہ اس کے سامنے تھا۔پہاڑوں کے شہر سے پتھروں کے شہر!

اس نے اس کے گالوں کے گرد ہاتھوں سے ہالہ بنایا اور اس کا چہرہ اٹھایا، پھر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگا

"خود ہی لڑتی ہو، خود ہی باتیں بناتی ہو، خود ہی روتی ہو" پھر ہنس دیا۔وہ فقط مسکرائی

اس نے مینا کو گھورا "سردیوں میں اور پیاری ہو گئی ہو"

اس نے اسے دھکا دیا "شٹ اپ!"

اور وہ ہنسنے لگا۔ پھر اس نے سانس خارج کی، آنکھیں پونچھ لیں "تم نے بتایا کیوں نہیں کہ تم آرہے ہو؟"

تیمور نے سانس خارج کی "تمھیں یاد پڑتا ہو کہ میں ایک لمحے میں کچھ سوچتا ہوں اور دوسرے لمحے کر ڈالتا ہوں۔۔ میرا دل کیا اور میں آگیا" اس نے بازو پھیلائے اور شانے اچکائے۔

وہ آگے بڑھا اور اس کے بالوں سے برف جھاڑنے لگا۔ وہ ابھی بھی اسے دیکھ رہی تھی، اس نے نم سانس اندر کھینچی۔ دل نے پھر سے تیزی سے حرکت شروع کر دی "ایک بات بتاؤں؟" اس نے اسی لمحے ایک فیصلہ کیا

"ہوں" کے عین سامنے کھڑے تیمور نے عینک کی سرحد سے پاک سیاہ آنکھوں کو دیکھا

اس نے کچھ پل لیے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا دایاں ہاتھ لیا اور گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

لبوں نے حرکت کی

"تم بابا بننے والے ہو"

اس کی سرمئی آنکھیں حرکت کرنا بھول گئیں، اس کی رنگت گلابی پڑی، وہ منہ کھولے اسے دیکھتا گیا۔ وہ بت بن گیا تھا، پھر ہلکا سا ہنسا۔ پھر مسکرایا اور پھر سے ہنس دیا۔ پھر اس کے گالوں کو چھوا اور پھر ایک قدم پیچھے ہٹا، وہ پھر سے ہنسا اور ادھر اُدھر دیکھا، پھر آسمان کو دیکھا۔ پھر سامنے کھڑی رامین کو، پھر

سے ہنسا اور اب کی بار اس نے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی اور نہیں نارمل ہوا۔آگے بڑھا پورے حلق سے چلایا

"یااللہ۔"آج سے پہلے اس نے اللہ کو کبھی ایسے نہیں پکارا تھا۔وہ نم گلابی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی"میں بابا بننے والا ہوں"اور آگے بڑھا۔پھر مینا کو دیکھا"تم سچ کہہ رہی ہو نا"

اس نے مسکراتے ہوئے نم آنکھیں لیے سر اثبات میں ہلایا۔وہ ہنس دیا اور مینا کے گرد بازو حمائل کیے اور پھر اسے اپنی گرفت میں لے کر پورا گھمایا۔اس کے قہقے سارے ایڈن برانے سنے تھے،پتھروں کو آج سماعت عطا ہوئی تھی۔وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔رامین گیلی آنکھوں سے ہنس رہی تھی اور وہ جھک کر اس سے پھر پوچھ رہا تھا کہ وہ مذاق تو نہیں کر رہی۔وہ آج سے پہلے اتنا خوش نہیں ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

برفباری میں تیزی آئی تھی اور وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے ساتھ لیے اندر بڑھی تھی۔

وہ دونوں لاؤنج میں ساتھ صوفے پر بیٹھے تھے۔ضوفی اور جینی سامنے بیٹھی تھیں۔وہ مسکرا کر اس کا حال پوچھ رہی تھیں،جینی نے اسے ڈنر کی آفر بھی کی تھی مگر تیمور نے منع کر دیا۔وہ دونوں باہر ڈنر کرنے جا رہے تھے۔رامین نے اپنا بھورا لمبا کوٹ پہن رکھا تھا،اس نے تیمور کا سیاہ کوٹ کھونٹی سے لٹکا دیا اور اپنے کوٹ دیکھے جن میں سرمئی کوٹ فل سائز تھا۔اس کوٹ میں دو رامین پوری آجائیں یعنی ایک تیمور اس میں پورا آسکتا تھا۔اس نے وہ کوٹ نکالا اور باہر کی طرف بڑھی۔اسے وہ کوٹ دیا

اور دونوں باہر چلے گئے۔ برفباری تھم چکی تھی، فٹ پاتھ پر چلتے تیمور نے اپنا بایاں ہاتھ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا تھا اور وہ دونوں آگے بڑھ رہے تھے۔ ابھی شہر میں کافی رونق تھی، بتیاں جل رہی تھیں اور پتھروں کا شہر رامین کو بہاروں کا شہر لگا تھا۔

"تم کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی؟" تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

اس نے بڑی شان نے منہ بنایا "کیونکہ میں تم سے خفا تھی"

تیمور نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "اوہ۔۔ میں نے تو کچھ ایسا کیا بھی نہیں"

مینا نے اسے گھور کر دیکھا "میں تم سے ناراض تھی، تم نے مجھے منایا نہیں۔۔ الٹا مجھے گڈ بائے کہہ کر سو گئے"

"تو اور کیا کرتا؟ تمھارا اپنا دماغ گھوما ہو تو تم میرا بھی گھما دیتی ہو"

اس نے زور سے اس کا ہاتھ دبایا اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اس نے بس اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ دیکھا اور مسکرا دیا۔ اگر وہ اس کا ہاتھ اس طرح زور سے دبائے تو ہڈیاں چٹخنے کی آواز باہر تک آئے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ شوہر تھا اور شوہر تو مظلوم ہوتے ہیں نا!

ڈنر کے بعد وہ دا ملک مین میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ کافی کا گھونٹ بھر کر رامین نے تیمور کو مخاطب کیا

"تمھیں پتہ ہے آج سے پہلے میں نے اتنا اچھا کھانا نہیں کھایا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرایااور سر ہلایا"بینک بیلنس تو چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ تمھاری بیوی تمھیں بھکاری بنا کر چھوڑے گی"

اس نے اس کے بازو پر مکا رسید کیا"میرے کہنے کا مطلب ہے کہ اتنا اچھا کھانا نہیں لگا۔۔آج اچھا لگا"اور کہہ کر اس نے سر جھٹکا

وہ مسکرایااور رامین کو دیکھا جس کی ناک میں سنہری نوز رنگ تھی۔اس نے تیمور کا فون پکڑا اور سکرین روشن کی،اوپر اس کی اور مینا کی تصویر لگی تھی،ان دونوں کا آدھا آدھا رخ۔۔وہ مسکرائی اور فون اس کی طرف بڑھایا"میری پکچر بنانا چوزو۔۔"

"بس یہ کام رہ گیا تھا"اس نے فون ان لاک کیا،وہ تھوڑی تلے ہاتھ رکھے سامنے دیکھ رہی تھی اور اس نے اس کی تصویر بنائی۔وہ اس کے ساتھ ہوئی اور مسکرا کر تصویر دیکھی،پھر سامنے میز پر فون رکھا،فرنٹ کیمرہ آن تھا۔اس نے تیمور کو دیکھا"میں یہاں ٹائمر لگا دوں گی،جب میں تمھیں دیکھوں گی تو تم نے مجھے دیکھنا ہے"

اس نے منہ بنایا مگر منہ بنانے سے کون سا مینا نے رک جانا تھا۔اس نے کیمرہ سیٹ کیا اور پھر جیسے ہی تیمور دیکھا وہ پہلے سے اسے دیکھ رہا تھا اور مینا کی ہنسی نکل گئی۔یہاں کلک ہوا تھا اور تصویر بن گئی۔وہ تصویر دیکھ کر مسکرائی"اللہ۔۔دیکھو رینڈم کلک ہے نا"

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں"اچھی خاصی پلاننگ کر کے رینڈم کلک"

مینا ہنس دی "ایسے ہی ہوتے ہیں رینڈم کلکس" پھر اس کا فون ایک طرف رکھا اور کافی پینے لگی۔ پھر اس نے تیمور کو دیکھا "میں تمھارے ساتھ ٹھہر جاؤں؟"

وہ بھی مسکرایا "فور ایور۔۔"

رامین کے گال گلابی ہوئے اور ہنس دی۔ یہ ایڈن برا میں اس کی سب سے خوبصورت رات تھی۔

سفید سرمئی محل میں آج رونق تھی۔ لاؤنج میں عافی کے ساتھ مامون بیٹھا تھا۔ چھوٹے صوفے پر ملیحہ بیٹھی تھیں اور وہ سب آرا کی باتوں پر ہنس رہے تھے۔ رابیل وہاں نہیں تھی، وہ لائلہ کے ساتھ کچن میں تھی۔

"اور پھر تابندہ آپی کہتیں" اس نے برا سا منہ بنایا اور بھاری آواز نکالی "وہ ہمیں مار دے گا کیونکہ وہ کسی کو نہیں چھوڑتا"

"پھر؟ آگے کیا ہوا؟" سوال عافی نے کیا تھا

"پھر۔۔" اس نے گلا کھنکھارا۔ بڑی شان سے بالوں کو جھٹکا دیا "آرا دی گریٹ وہاں ہی تھی۔۔ میں کسی مانسٹر سے نہیں ڈرتی خاص طور پر اس سے جس کے منہ سے نہ آگ نکلتی ہے نہ اس کے بڑے بڑے ناخن ہیں اور نہ وہ ڈریگنز رکھتا ہے۔۔ وہ ایک سمپل ہیومن بینگ تھا مما" اس نے آخر میں بڑے نارمل انداز میں کہا

Clubb of Quality Content

"میری جان۔۔"عافی نے ہاتھ صوفے پر ٹٹولتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا"کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں جن کے ناخن بڑے نہیں ہوتے نہ ان کے پاس ڈریگنز ہوتے ہیں اور نہ وہ منہ سے آگ نکالتے ہیں مگر پھر بھی وہ ان سب سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں"

آرا نے سانس خارج کی"میں اور ماموں تیاری کر رہے ہیں، وہ مجھے سکھا دیں گے کہ ایسے انسانوں سے کیسے ڈیل کرتے ہیں"اس نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا"ہے نا مون؟"

وہ مسکرایا اور سر ہاں میں ہلایا۔رابیل ان کے لیے مفنز بنا کر لائی تھی، ساتھ چائے کے کپ تھے۔وہ ملیحہ کے ساتھ والے بڑے صوفے پر بیٹھ گئی

"یہ میری طرف سے آرا کو پارٹی ہے، ہم آرا کی پوزیشن سیلیبریٹ کر رہے ہیں"اور مسکرا کر چائے کا کپ ملیحہ کو دیا۔مامون مسکرایا

"میری طرف سے بھی"

ملیحہ نے اسے گھورا"تم نے کیا کیا ہے مامون؟رابیل ہی شام سے لگی ہوئی ہے"

وہ ہنس دیا"اماں۔۔بیوی بھی تو میری ہے نا، وہ جو کرے سمجھیں میں کر رہا ہوں"

رابیل نے اسے دیکھا اور فقط مسکرائی۔آرا نے جس پلے میں پارٹ لیا تھا اس میں اس کی اول پوزیشن آئی تھی، رابیل کی خوشی کو سیلیبریٹ کرنا عافی سے سیکھا تھا اور اب اس کی بیٹی کی خوشی سیلیبریٹ کر رہی تھی۔کسی کے لیے کی گئی تھوڑی سی کوشش بھی پلٹ کر واپس آتی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پہلے مامون یہ کرتا تھا اب رابیل بھی شامل ہو گئی ہے" ملیحہ ہنس دیں

پاس بیٹھی رابیل مسکرائی "کوئی بات نہیں۔۔آرا کی خوشی ہماری خوشی ہے" اور چائے مامون کی طرف بڑھائی۔

"شادی سے پہلے ہمارے گھر مفنز آئے تھے جس پر کئی دن تیمور نے ڈرامہ لگائے رکھا تھا، تب ہم نے پہلی بار گھر میں رابیل کا نام سنا تھا" ملیحہ نے دانتوں سے مفن کاٹا اور منہ میں رکھا

رابیل کی نظر مامون پر تھی، وہ مفنز دیکھ رہا تھا مگر نہیں دیکھ رہا تھا۔اس کا دھیان کہیں اور تھا۔رابیل نے گلا کھنکھارا اور مامون کو مخاطب کیا "مامون۔۔"

وہ فوراً چونک گیا "جی۔۔"

"چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے" اس نے ابرو سے چائے کی طرف اشارہ کیا تھا۔وہ مسکرایا اور کپ منہ سے لگایا مگر وہ کہیں کھویا ہوا تھا۔ساری گفتگو میں اس کا دھیان مامون پر تھا جس کا دھیان کہیں اور تھا۔

رات کے ساڑھے دس کا وقت تھا، پہلے تو وہ بیٹھ کر کام کرتا رہا پھر بالکنی میں بے مقصد کھڑا ہو گیا۔وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے دیکھ رہا تھا۔رابیل نے خود پر سے لحاف اتارا اور باہر کی طرف بڑھی۔اس نے بالکنی کا دروازہ کھولا اور مامون نے مڑ کر اسے دیکھا۔وہ مسکرائی اور اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی

"چاکلیٹ بالز آپ نے کھانا شروع کر دیں کیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرایااور سر نفی میں ہلایا"نہیں۔۔بس ایسے ہی نیند نہیں آرہی"

"کیوں؟آپ توآفس سے آکر بھی نہیں سوئے۔۔ صبح بھی جلدی اٹھتے ہیں،اس وقت توسو جاتے ہیں"

اس نے گردن موڑلی۔پھر سانس خارج کی اور رابیل کو دیکھا"بس ایسے ہی، کبھی کبھی ایسے ہوتا ہے"

رابیل مسکرائی اوراس کے بازو پر ہلکاسامکارسید کیا"میں نہیں کسی کو بتاتی کہ میرا شوہر نیند میں بولتا ہے"اور ہنس دی۔وہ بھی ہنسا تھا

"میں سچ کہہ رہی ہوں"وہ سنجیدہ ہوئی"آپ نیند میں بولتے ہیں"مامون نے چونک کراسے دیکھا۔

"آپ کوئی شدید پریشانی میں ایسا کرتے ہیں۔آپ پریشان ہیں نا، کیا بات ہے؟"وہ آگے بڑھی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

اس نے سر جھٹکا"نہیں۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔بس ورک لوڈ بہت ہے،اسی لیے"وہ زبردستی مسکرا رہا تھا۔

رابیل نے سانس خارج کی"میں بھی یہ بہانے بہت بنا چکی ہوں۔۔ورک لوڈ تھکا سکتا ہے پریشان نہیں کر سکتا"اس نے اس کے ہاتھ کو تھپکا"بتائیں نا"

مامون نے سانس خارج کی اور اس کے بالوں میں سے انگلیاں گزاریں "میں کہہ رہا ہوں نا، کچھ نہیں ہے"

وہ بھی رابیل تھی۔ منوا کے چھوڑتی "آنکھیں کیوں چرا رہے ہیں؟ آنکھیں سچ بولتی ہیں نا"

مامون نے اس کی بھوری آنکھوں میں جھانکا۔ پھر اس کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ لیا اور ریلنگ پر ہاتھ رکھا اور آگے کو جھکا "سو جائیں۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"

رابیل اس کی طرف بڑھا "یقین مانیں میں بھی آپ کی اینم کا راہوں"

اس نے مامون کے کندھے پر ہاتھ رکھا "کوئی لڑکی پیچھے پڑ گئی ہے؟"

اس بات پر وہ مسکرایا "نظر آپ کے علاوہ کسی پر ٹکتی ہی نہیں ہے، ان باتوں پر کبھی غور نہیں کیا"

وہ ہنس دی اور ہاتھ سے اس کے کندھے کو جھٹکا دیا "پریشانی میں بھی ایسی باتیں کر لیتے ہیں"

وہ بھی مسکرایا مگر پھر فرش دیکھنے لگا۔ وہ اپنے پاؤں دیکھ رہا تھا، اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔ رابیل بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔ پھر تھوک نگلا، وہ سر جھکائے ہی بولنا شروع ہوا "بابا۔۔" اس نے سر جھٹکا۔ آنکھیں گلابی پڑ گئیں "میرا مطلب ہے تیمور کے بابا۔۔" اس نے سر اٹھایا تو آنکھیں گلابی تھیں "وہ۔۔ انھیں کینسر ہے۔۔ سٹیج فور"

رابیل کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔ اس کے چہرے پر سیاہ سا سایہ لہرایا۔ اس نے تھوک نگلا، پھر ہونٹ اوہ میں گول ہوئے اور اس نے مامون کے بازو پر ہاتھ رکھا

"تین دن پہلے مجھے پتہ چلا تھا۔۔آج میں ان سے مل کر آیا ہوں، بس۔۔"اس کی آواز رندھ گئی۔

"بس دیکھ کر آیا ہوں۔۔میرا اتنا ظرف نہیں ہے کہ ان سے مل سکوں"

وہ اسے جانتی تھی، وہ ایک مضبوط مرد تھا مگر اس کی آنکھوں میں آج پانی تھا۔وہ ضبط کی انتہا پر تھا، چہرہ سرخ پڑتا جا رہا تھا اور آنکھیں گلابی۔اس نے سختی سے آنکھیں پونچھ لیں۔پھر رابیل کو دیکھا اور شانے اچکائے

"یہ میرے بس میں نہیں ہے۔۔میں کسی دور میں انھیں ایسے ہی دیکھنا چاہتا تھا مگر اب دیکھا نہیں جا رہا"اس کی کنپٹی کی رگ واضح ہوئی، آنکھوں میں سرخ لکیریں واضح نظر آ رہی تھیں۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے گال پر ہاتھ پھیرا، پھر اس کا بازو تھاما

"میں سمجھ سکتی ہوں"اس کے بارے میں خاندان میں ہونے والی باتیں اس نے سنی تھیں مگر وہ نظر انداز کر دیتی تھی۔اسے اس کے خاندان میں دلچسپی نہیں تھی مگر اب دلچسپی کا مرکز صرف وہی تھا۔اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ بس تھوک نگلتے ضبط کر رہا تھا۔

"میں لندن میں تھا اور نانا کو کینسر ہو گیا۔اماں نے مجھے نہیں بتایا، میرے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ میں واپس آ سکتا۔میں نے اور میرے دوستوں نے پیسے جمع کیے اور میں پاکستان آ گیا اور یہاں آ کر مجھے پتہ چلا کہ نانا کو سٹیج فور کینسر ہے۔۔میں اپنے باپ کے گھر گیا، ان کی بہت منتیں کیں مگر انھوں نے مجھ سے بات بھی نہیں کی۔میں واپس آ گیا، نانا کی حالت بہت بری تھی اور میں سارا سارا دن نانا

کے ساتھ بیٹھا رہتا تھا۔ کبھی کبھی جب وہ سو جاتے تھے تو میں ہاسپٹل کے فرش پر بیٹھا کئی گھنٹے روتا رہتا تھا۔ آتے جاتے مریض مجھے دیکھتے اور چلے جاتے۔ ایک دن میں کمرے کے باہر فرش پر بیٹھا رو رہا تھا، میرے پاس پیسے نہیں تھے اور مجھے بہت بھوک لگی تھی۔ ان دنوں دن میں ایک وقت کا کھانا بھی بہت مشکل سے نصیب ہوتا تھا کیونکہ نانا کے اوپر اماں سب خرچ کر چکی تھیں۔ عافی چھوٹی تھی اور میری کوشش ہوتی تھی کہ اپنا نوالہ بھی اسے دے دوں، ایک دن میں اسی ٹھنڈے فرش پر بیٹھا رو رہا تھا جب میرے سامنے ویٹنگ ایریا میں میرا باپ بیٹھا تھا۔ وہ اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ تھا، شاید کسی دوست سے ملنے آئے تھے یا کسی فیملی ممبر سے، ان کے بیٹے کے ہاتھ میں پھول تھے، کھانے پینے کی بہت سی چیزیں اور وہ جوس پیتے اپنے باپ کو کچھ کہہ رہا تھا۔ میرے باپ نے مجھے دیکھا تھا مگر یوں منہ پھیر لیا جیسے مامون وہاں ہے ہی نہیں، میں مامون ہوں ہی نہیں۔ میرا دل بہت بری طرح ٹوٹا تھا۔ میں بھی ان کا بیٹا تھا میری رگوں میں بھی انہی کا خون تھا مگر نہیں، انھوں نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں کافی دیر وہاں بیٹھا رہا انھیں دیکھتا رہا کہ شاید اب آئیں شاید اب مجھ سے پوچھ لیں کہ تمھیں کچھ چاہیئے؟ مگر نہیں۔۔ وہ نہیں آئے، نانا مر گئے۔ نانا کہا کرتے تھے جن کا یقین جتنا کامل ہوتا ہے ان کی دعائیں اتنی قبول ہوتی ہیں۔ میں نے اللہ سے بہت دعائیں کی تھیں کہ ایک مرتبہ زندگی میں یہ انھیں میری جگہ لائیں اور مجھے ان کی جگہ۔۔ انھیں محسوس ہو کہ مامون کو کیسا محسوس ہوا تھا۔ خون سفید ہونا کیسا ہوتا ہے۔ میں کئی سالوں تک یہی خواہش کرتا رہا۔ اس انسان نے سب کے سامنے کھڑے ہو

کر میری ماں کو طلاق دی، میری تین سال کی بہن روتی رہی اپنے باپ کو پکارتی رہی مگر اسے رحم نہیں آیا۔ میری ماں سارے زمانے کی باتیں سنتی رہی، انھیں تو پتہ بھی نہیں تھا کہ وہ کسی کی دوسری بیوی ہیں۔ میرے باپ نے کبھی بتایا ہی نہیں کہ یہاں بھی ان کی ایک بیوی ہے جو کہ پہلی بیوی ہے۔ سارے عذاب میری ماں نے جھیلے ہیں، میری بہن کا بچپن باپ ہوتے بھی یتیمی میں گزرا، میں نے لوگوں کا زہر برداشت کیا۔ میں نے بہت دعائیں کیں کہ اللہ وقت کو پلٹا دے اور وقت پلٹ گیا۔ اب وہ اکیلے ہیں اور ہمارے پاس ایک گھر ہے" اور خاموش ہو گیا۔

رابیل نے سانس خارج کی، ہم سب ہی کسی نہ کسی ٹراما کے زیر اثر بڑے ہوئے ہیں۔ مکمل دکھنے والا انسان بھی مکمل نہیں ہوتا۔ کاملیت کا لفظ بشر کے لیے بنا ہی نہیں۔

اس نے مامون کے بازو پر ہاتھ رکھا" میں آپ کو یہ نہیں کہوں گی کہ آپ انھیں معاف کر کے اعلیٰ ظرف ہونے کا ثبوت دیں نہ میں یہ کہوں گی کہ وقت بیت گیا اور اب آپ بڑے ہو گئے ہیں۔۔ میں نے جج کرنے کے لیے آپ کو نہیں سنا، آپ وہی کریں جو آپ بہتر کر سکتے ہیں"

"میں ان سے ملنے جاؤں تو میرا خون کھولتا ہے۔ میں انھیں معاف نہیں کر سکتا۔ نہ اپنی ماں کے لیے نہ بہن کے لیے اور اگر میں ان سے ملنے نہ گیا اور وہ مر گئے تو یہ گلٹ مجھے مار دے گا۔ میں گلٹ نہیں رکھتا، گلٹ میرا قید خانہ ہے" اور خاموش ہو گیا

"ریلیکس۔۔وقت کے ساتھ ہر سوال کا جواب اور ہر مسئلے کا حل نکل آتا ہے "اس نے مامون کا ہاتھ تھاما تھا"سب ٹھیک ہو جائے گا"

اس نے فقط اثبات میں سر ہلایا۔رابیل نے اس کی کہنی تھامی "چلیں آجائیں۔۔رات بھر جاگتے رہنے سے دن خراب ہو گا،اللہ پر چھوڑ دیں سب "وہ آگے بڑھی اور مامون اس کے ساتھ تھا۔رات ہر گزرتے پل کے ساتھ گہری ہو رہی تھی۔

تیمور اس سے پہلے اٹھا تھا اور کافی دیر تک بالکنی میں کھڑا ایڈن برا کی برف اور پتھر دیکھتا رہا۔پھر سورج کی کرنوں نے زمین کو چھوا تو برف پگھلنے لگی،یہ منظر بہت خوبصورت تھا۔جیسے بہار کی آمد ہو، اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔وہ مینا تھی جو آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی جیسے ابھی اٹھ کر آئی ہے۔اس کے بال بکھرے تھے،اپنے گرد اس نے تیمور کا کوٹ اوڑھ رکھا تھا۔اس نے نیچے دیکھا،پھر تیمور کو اور پھر تھوک نگلا۔بولنے کے لیے لب کھولے

"تم نے مجھے نہیں اٹھایا؟"اس کی آواز سوئی سوئی تھی

"میں نے ہی اٹھایا ہے۔تم اتنی اچھی نہیں ہو کہ خود بخود اٹھ جاؤ"اس نے مینا کے گال پر آئے بال پیچھے کیے

"اچھا۔۔"اس نے پھر تیمور کو دیکھا"تم نے مجھے کیوں اٹھایا؟مجھے نیند آرہی ہے"

وہ ہنس دیا۔پہلے اسے مسئلہ تھا کہ وہ خود اٹھی ہے،اب یہ مسئلہ ہے کہ کیوں اٹھایا؟

"تم نے یونیورسٹی نہیں جانا؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔ مجھ سے نہیں آگے پڑھا جاتا" اور کہہ کر ایک منٹ نہیں رکی اور اندر آ گئی۔

تیمور بھی اس کے پیچھے ہی تھا، وہ بیڈ پر بیٹھی تھی اور تیمور اس کے ساتھ

"تم نے تو کہا تھا ماسٹرز کرو گی؟"

اس نے منہ بنا کر اسے دیکھا، وہ تو ایڈن برا آنے کا ایک بہانہ تھا۔۔ پھر سامنے دیکھنے لگی جہاں سے کھلی کھڑکی سے روشنی اندر آ رہی تھی "میں ہی کہہ رہی ہوں کہ میں نے نہیں آگے پڑھنا"

"مگر کیوں مینو؟" وہ اسے گھور رہا تھا۔ اس نے منہ بنا لیا

"میرے ساتھ زبردستی مت کرو۔۔ میں رونے لگ جاؤں گی" معصومیت سے کہہ کر اس نے سر جھٹکا

وہ مسکرا دیا "اچھا ٹھیک ہے، تمھاری چوائس ہے۔ تم ہی نے کہا تھا کہ تمھیں آگے پڑھنا ہے اور اب تم ہی کہہ رہی ہو نہیں پڑھنا"

اس نے سانس خارج کی، وہ بے زار آئی ہوئی تھی "چوزو۔۔ کلاس میں اتنے بچے ہوتے ہیں، بچے نہیں بلکہ بچوں کے ماں باپ" اور دونوں اکٹھے ہنس دیے "پروفیسر آتے ہیں پڑھانا شروع کرتے ہیں۔ وہ جتنا پڑھاتے ہیں میں اتنا سوتی ہوں پھر مجھے سمجھ نہ آئے تو میں اتنا روتی ہوں، پھر مجھے ٹینشن

ہوتی ہے کہ پیپرز بھی ہوں گے اور اسی ٹینشن میں میں صحیح سے کھا بھی نہیں پاتی۔اب تمہیں پتہ ہے کہ میرے لیے ٹینشن کتنی بری ہے، پھر میں نے ایڈن برا بھی نہیں دیکھا ابھی تک۔۔اگر پیپر نہ ہوں یا رزلٹ نہ آئے تو میں پڑھنے کا سوچ سکتی ہوں ورنہ نہیں۔۔میں آزاد رہنا چاہتی ہوں" وہ ذرا سا سا تھ ہوئی اور اس کے بازو کے گرد بازو حمائل کیا اور سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔وہ فقط مسکرایا، اتنے سالوں میں اس میں کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔وہ کل بھی ایسی تھی آج بھی ایسی ہی ہے۔

"اچھا چلو آؤ ناشتہ تو کر لیں۔پھر ایڈن برا گھومیں گے"

رامین نے سر اٹھایا اور اسے دیکھا "پکا؟"

وہ مسکرایا "پکا"

وہ کچھ دیر ایسے ہی بیٹھی رہی پھر اٹھ گئی۔وہ بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے لیٹا چھت گھور رہا تھا۔

ناشتہ کرنے کے بعد وہ دونوں فٹ پاتھ پر باتیں کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔دونوں کے ہاتھ میں کافی کپ تھے اور وہ کافی پی رہے تھے۔ تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"پہلے ہی تم سنگل پسلی تھی اور اوپر سے یہاں آکر فضولیات کھا کھا کر اتنا سا منہ نکل آیا ہے" اس نے کافی کپ منہ سے لگایا تھا

اس نے تیمور کو گھورا "تم میری باڈی شیمنگ کرتے رہتے ہو"

وہ مسکرایا "باڈی شیمنگ نہیں کرتا۔۔بس کہتا ہوں کہ کھانے کی چیزیں کھایا کرو"

"مجھے انسلٹ فیل ہوتی ہے"اس نے منہ بنایا تھا

اس نے مینو کا ہاتھ تھاما اور ذرا سا اپنے ساتھ کیا"انسلٹ تب ہو جب سب کے سامنے کہوں، میں تو اکیلے میں کہتا ہوں۔۔ تمھاری فکر کرتا ہوں"

اس نے تیمور کو دیکھا اور مسکرا دی"کل تک تم کہہ رہے تھے کہ میں پیاری لگ رہی ہوں"

اس نے بھنویں بھینچی تھیں"وہ تو تم رو رہی تھی نا، چپ کرانے کے لیے کہا تھا"اور ہنس دیا

اس نے سانس خارج کی"چلو اب میری تعریف کرو"اور منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی

تیمور نے سامنے دیکھا"میرا موڈ نہیں ہے"اور پھر مسکراہٹ بڑھتا رہا۔

رامین خاموش رہی۔ تیمور نے اسے دیکھا مگر وہ نظر انداز کیے آگے بڑھ رہی تھی۔اس نے مینا کا ہاتھ پکڑا مگر اس نے چھڑا لیا۔اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں"ہاتھ تو پکڑاؤ"

"میرا موڈ نہیں ہے"وہ جلی کٹی آواز میں بولی تھی

وہ ہنس دیا۔پھر سر اثبات میں ہلایا"وکٹوریا سٹریٹ چلیں، شاپنگ کرتے ہیں"

"میرا موڈ نہیں ہے"وہ پھر ویسے ہی بولی تھی

تیمور پھر سے ہنس دیا۔پھر کافی کا گھونٹ بھرا

"ہم جا کہاں رہے ہیں؟"اس نے لڑکی کو دیکھا

"بتانے کو میرا موڈ نہیں ہے"

باقاعدہ کافی کپ ایک طرف کر کے ہنسا تھا۔پھر خود کو نارمل کیا۔وہ پھر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا

"چلو کسی بیکری چلتے ہیں۔۔تم دونوں کے لیے کچھ کھانے پینے کو لیتے ہیں"اس نے شرارتی لہجے میں کہا تھا۔

وہ چلتے چلتے رکی تھی۔اس کے گال گلابی ہوئے اور اس نے اس کے بازو پر چپت رسید کی"ہم کچھ نہیں لیں گے۔۔کیونکہ ہمارا موڈ نہیں ہے"

وہ پھر سے ہنسا اور اس کے ہاتھ سے کافی کپ لے لیا"زیادہ کیفین نہیں اچھی۔۔کچھ اور لے کر دیتا ہوں تمھیں"

اور اس کی کہنی پکڑ کر تیمور آگے کو بڑھا۔

وہ جس شاپ کے سامنے رکے تھے اس پر بڑا سا اس کا نام لکھا تھا

“Stills centre for photography”

کوبرن سٹریٹ میں بنی سٹلز گیلری جس کے باہر کی دیواریں سفید،دروازہ سفید اور بڑی بڑی کھڑکیاں باہر سے نمایاں تھیں۔وہ اس کے سامنے رکا۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"تیمور نے مینا کو دیکھا

"میرا فوٹو گرافی کرنے کا دل ہے"اس نے تیمور کو معصومانہ انداز میں دیکھا اور پلکیں جھپکائیں۔وہ بس سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔

اندر داخل ہوتے ہی وہ اسے سٹلز آٹو میٹ کی طرف لائی تھی۔ سرخ پردے والا لوہے کا بنا کمرے سے چھوٹا ڈبہ جس میں دونوں داخل ہوئے۔ایک چھوٹی شیشے کی سکرین کے سامنے کھڑے ہوئے اور مینا نے گلا کھنکھارا

"چار پوز بنانے ہیں،اوکے ؟"

تیمور نے سر اثبات میں ہلایا اور تیار کھڑا ہو گیا۔

رامین نے مسکراتے ہوئے سکرین میں دیکھا،وہ بھی مسکرایا۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور تیمور کا گال کھینچا،وہ بھنویں بھینچے اسے دیکھ رہا تھا،پھر مینا نے اسے دیکھا اور ہنس دی۔وہ بھی ساتھ ہی ہنسا تھا۔چار کلکس مکمل اور وہ باہر آئے۔اپنی تصویر لیں،ایک لمبی سی ریل تھی جس پر اوپر تلے چار تصاویر تھیں۔ پہلے کے علاوہ باقی کلکس رینڈم تھے۔وہ تیمور کو دیکھ کر مسکرائی

"یہ رینڈم ہیں چوزو"

وہ بھی مسکرایا اور اس کے ہاتھ سے تصاویر لیں۔پھر رامین کو دیکھا،تصاویر اسے دیں اور وہ اس نے پرس میں رکھ لیں۔اس کا فون بج رہا تھا،سکرین پر عالمگیر کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

جس وقت تیمور اور مینا لیلیٰ میں پہنچے عالمگیر ایک لڑکی کے ساتھ بیٹھا تھا۔وہ کھڑکی کے ساتھ لگی میز کی جانب بڑھے تھے۔وہ انھیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا،پھر تیمور سے ہاتھ ملایا اور بیٹھ گیا۔لڑکی بھی ساتھ

ہی کھڑی ہوئی اور بیٹھ گئی۔اس نے نیلی جینز پر سرخ گھٹنوں تک آتی قمیض پہن رکھی تھی جس پر سکن کلر سے کڑھائی ہوئی تھی۔اس نے بھورے رنگ کا سٹالر لیا تھا اور مینا کو دیکھ کر مسکرائی۔

"یہ سرپرائز تھا" عالمگیر مسکرایا۔ تیمور بھی مسکرایا اور مینا کو دیکھا "میرے لیے بھی" وہ فقط مسکرائی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائی

"ان سے ملیں" عالمگیر نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا "یہ سنینا ہیں۔ہمایوں نے ان کے بارے میں بتایا تھا"

عالمگیر سنینا کو دیکھ کر مسکرایا "یہ بزی ہوتی ہیں۔بہت مشکل سے ٹائم نکالا ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر گلا کھنکھارا "میں نے عالمگیر سے سن لیا ہے کہ آپ کا آرٹسٹ یا وہ انسان جس کو آپ ڈھونڈنے آئے ہیں وہ کیسا ہے"

تینوں اس کی طرف متوجہ تھے۔وہ بڑی نرمی سے بول رہی تھی

"آئی کین ہیلپ یو۔۔ایڈن برا میں ایک آرٹسٹ ہے ایسا، میں آپ کو اس کا پتہ بتا دیتی ہوں ملنا آپ نے خود ہے،ایک ہفتے تک آپ کو انتظار کرنا ہوگا،وہ یہاں نہیں ہے"

"وہ کہاں ہے؟" سوال عالمگیر نے کیا تھا

"وہ جیوئش (یہودی) ہے اور لندن میں ہے۔۔ان دنوں وہ لندن ہوتی ہے۔۔ایک ہفتہ بعد آئے گی تو آپ مل لیں"

"آپ ساتھ نہیں چلیں گی؟"مینا نے اسے دیکھا تھا۔

"نہیں۔۔میں مل چکی ہوں، بہت پہلے بہت دفعہ۔۔اس سے ملنا ایک آرٹ ہے اور ہر شخص آرٹسٹ نہیں ہوتا"پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھی اور مسکرائی"گھبرائیں نہیں۔۔میں ہوں نا"

"وہ کون ہے؟"سوال تیمور نے کیا تھا۔

لیلیٰ سے باہر نکلے تو مینا مسکرا کر سنینا سے مل رہی تھی۔پھر وہ چلی گئی تو وہ تیمور کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔

"چلیں۔۔"

اس نے اپنا بازو بڑھایا اور رامین نے مسکرا کر اپنا ہاتھ بڑھایا کہ اس کا بازو تھام سکے"مینا۔۔"ان کے کانوں میں ایک آواز میں پڑی اور دونوں بیک وقت پیچھے مڑے۔

پیچھے ایک لڑکا کھڑا جس کی آنکھیں ہری تھیں اور وہ انھیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔مینا نے اسے دیکھا اور مسکراہٹ مدھم پڑی۔تیمور مڑا، پیچھے کھڑا لڑکا عین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

ہیلو۔۔"اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا"میں رامین کا فرینڈ۔۔"اور مسکرایا

تیمور نے کچھ سوچتے ہاتھ اٹھایا کہ ہاتھ ملا سکے۔بیک وقت مینا نے اس کا نام لیا"بہرام۔۔"

اور اسی سمے لڑکے کے لب پھسلے"چنگیز۔۔"

مینااور چنگیز کی نظریں ملیں۔اصل نام تواس کا بہرام تھا مگر مینااسے چنگیز کہتی تھی۔اب مینانے اسے بہرام کہااوراس نے خود کو چنگیز۔۔ تیمور نے چنگیز سنااور ہاتھ ہوامیں معلق رہا۔اس کے نقوش تن گئےاوراس نے ہاتھ واپس پہلو میں گرالیا۔اس نے ہاتھ چنگیز سے نہیں ملایااور گردن موڑ کر مینا کو دیکھاجو کہ سنجیدہ تھی۔وہ چنگیز کو نہیں بھولا تھا،اسے رامین کا چنگیز کے نام پر رونا،اسے اپنادوست کہنااور سات سال پہلے ہونے والاہر واقعہ یاد تھا۔اس نے چنگیز کو دوبارہ دیکھا

"ہم بھی یہیں ملے ہیں"اس نے مینا کو دیکھا" ہے نامینا، تم نے بتایا نہیں تیمور کو"اور مسکرایا

تیمور مسکرا نہیں سکا۔اس نے دوبارہ مینا کو نہیں دیکھا

"اس نے مجھے سب بتایا ہے" تیمور بولا تواس کا لہجہ سرد تھا۔

چنگیز نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں"لگتا ہے تمھیں میں اچھا نہیں لگا"وہ آگے بڑھااور تیمور کی آنکھوں کی جھانکا"کوئی بات نہیں، میں بہت سوں کو اچھا نہیں لگتا۔۔نیور مائنڈ"اس نے اتنا کہااور پھر پیچھے ہٹا۔مینا کو دیکھ کر مسکرایا

"پھر ملتے ہیں۔۔ٹیک کیئر!"اور وہاں سے چلا گیا۔

تیمور نے ایک نظر مینا کو دیکھا۔اس کے نقوش تنے رہے"تم نے مجھے اس کے بارے میں نہیں بتایا کہ یہ یہاں ہے"

مینانے تھوک نگلا"یہ ضروری نہیں تھا"

تیمور نے اپنا رخ اس کی طرف موڑا "ہمارے درمیان ضروری غیر ضروری سب باتیں ہوتی ہیں مینا" اس نے جیسے جتایا تھا۔

"اتنا ہائپر کیوں ہو رہے ہو؟" اس کی بھنویں بھی بھینچ گئیں "مل گیا مجھے وہ۔۔بس ٹھیک ہے، میں اسے میٹر نہیں کرتی اتنا" اس نے سر جھٹکا

تیمور نے سانس خارج کی "مجھے پتہ ہے کہ کون کس کو کتنا میٹر کرتا ہے" اور آگے کی طرف بڑھا میناس کے پیچھے لپکی تھی "چوزو۔۔یار مجھے خود نہیں پتہ تھا کہ وہ زندہ ہے۔۔یہ میرے لیے خود سرپرائز تھا"

تیمور کچھ نہیں بولا۔وہ آگے بڑھتا رہا۔مینا نے اس کا بازو تھاما "کچھ تو بولو۔۔اس کا تو دماغ خراب ہے"

تیمور پھر بھی کچھ نہیں بولا۔مینا نے اس کا بازو ہلایا "تیمور۔۔ہماری دوستی ویسی نہیں ہے جیسے پہلی تھی، وہ میرے آنسوؤں کے ساتھ بہہ چکا ہے، اس کا ہونا نہ ہونا اب مجھ پر اثر نہیں کرتا"

وہ اسے کس لیے وضاحت دے رہی تھی؟ وہ اس سے کس کہے خفا تھا؟ دونوں کے درمیان سوال کی دیوار کھڑی تھی اور دونوں ہی جواب جانتے تھے مگر دیوار گرا نہ سکے۔

"تم اپنے فلیٹ چلو۔۔میں تم سے رات میں ملتا ہوں" تیمور نے بس اتنا کہا تھا کہ اس کا دل گھبرانے لگا۔

Clubb of Quality Content

اس نے اپنا بازو اس کے بازو کے گرد حمائل کیا "نہیں۔۔میں تمھارے ساتھ چلوں گی"

تیمور نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو اپنے بازو سے الگ کیا اور وہ بس منہ کھولے دیکھتی رہی۔وہ شاید غصے میں یہ حرکت کر گیا تھا۔پھر اپنے ماتھے کو چھوا "ہم رات میں ملیں گے۔۔زیادہ بحث مت کیا کرو" اور اس نے چہرہ موڑ لیا۔

مینا کا دل دکھا تھا،اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھری تھیں۔اس نے تھوک نگلا،وہ واضح دیکھ سکتا تھا کہ اسے ہرٹ ہوا ہے۔اس کی رنگت سرخ پڑ گئی اور وہ ایک قدم پیچھے ہٹی۔پھر تیمور کو نم آنکھوں سے دیکھا

"اوکے"

اور وہاں سے چلی گئی۔وہ بس اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

دوپہر ڈھلنے کو تھی۔نارنجی تاثر ہر سو اپنی دھاک بٹھائے تھا۔ایسے میں اشعر گلاس ڈور کھول کر مامون کے آفس میں داخل ہوا۔وہ سامنے کرسی پر بیٹھا میز پر جھک کر شاید کسی فائل پر دستخط کر رہا تھا،اشعر کو دیکھ کر مسکرایا "آیئے آیئے۔۔آج کیسے ہمارے لیے وقت نکال لیا آپ نے؟" وہ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشعر نے بھی مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما۔مامون نے اسے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا۔اس نے انٹر کام پر دو کافی کپ لانے کا آڈر دیا اور پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ بزی تو نہیں تھے؟"اشعر نے خوش اخلاقی سے گفتگو کا آغاز کیا تھا

وہ مسکرایا"آپ کے لیے کہاں بزی ہوں گے۔۔ہمیشہ اویل ایبل"

وہ بھی مسکرایا"آپی کیسی ہیں؟"

"اچھی ہیں۔۔بزی ورکنگ وومن"اور دونوں ہنس دیے

"فری ٹھیک ہے؟سب ٹھیک جا رہا ہے؟"

اس کی بات سن کر پہلے تو اشعر کی مسکراہٹ مدھم پڑی پھر اس نے جیب سے فون نکالا،سکرین روشن کی اور پھر ایک وڈیو پلے کر کے فون اسے تھما دیا۔وہ بھنویں بھینچے وڈیو دیکھ رہا تھا،اس کی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی تھی۔گلاس ڈور کھلا اور کافی بوائے کافی کے دو مگ ان کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔وڈیو ختم ہوئی اور اس نے سکرین بجھا دی،پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"آئی ایم سوری۔۔"اس کے چہرے پر فکر تھی۔ہونٹوں پر دو انگلیاں رکھے وہ کچھ سوچ رہا تھا جب اشعر نے گلا کھنکھارا

"میں نے اور فری نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ فری کچھ دن ڈاکٹر تاثیر کے ساتھ رہ کر آئے۔۔ انھیں اپنے اعتماد میں لے، وہ فری کو گرتے دیکھنا چاہتی ہیں تو وہ بتا آئے کہ میں گر گئی ہوں اور پھر ہم انھیں شیشے میں اتاریں گے"

اس نے بات مکمل کی اور مامون نے سر اثبات میں ہلایا "میرے بھی ڈاکٹر تاثیر سے بہت سے حساب نکلتے ہیں"

"کیا؟" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ بھنویں بھینچ گئیں

"کچھ دن پہلے رابیل ٹھیک سے سو نہیں رہی تھیں۔ ساری ساری رات جاگتی تھیں، پھر وہ فیکٹری کا مسئلہ آ گیا بیچ میں اور کچھ میں بھی لندن میں تھا۔ ان کی طبیعت بہت خراب تھی، ایک شخص ایک ہفتہ نہ سوئے تو کیا ہوتا ہے" مامون اسے سنجیدگی سے بتا رہا تھا اور وہ سنجیدگی سے سن رہا تھا

"اوہ۔۔ وہ ایک ہفتے سے نہیں سوئی تھیں۔۔ اب کیسی ہیں؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا "اب ٹھیک ہیں۔۔ وہ بہت زیادہ مورفین لے رہی تھیں، ان کے بلڈ میں مورفین بہت زیادہ تھی۔ اگر تھوڑی دیر اور لیتیں تو باڈی پوری مورفین پر ڈیپینیٹ کرتی" اس نے بات مکمل کی اور اشعر کو دیکھا

"ڈاکٹر تاثیر نے افیفہ کے نام سے رابیل کو چاکلیٹ بالز کا جار دیا تھا۔اسے پتہ تھا کہ انھیں چاکلیٹ اچھی لگتی ہے،ان چاکلیٹ بالز پر مورفین کی کوٹنگ تھی اور وہ نہیں جانتی تھیں۔وہ کام کرتے اپنی مرضی سے چاکلیٹ لیتی تھیں اور وہ ان کی باڈی کو ایڈکٹ بنا رہی تھی"

چند پل کی خاموشی۔پھر اشعر نے سانس خارج کی "کون سا گھر ہے جو ان کے شر کا شکار نہیں ہے؟"

اس کی آنکھوں میں افسوس جھلک رہا تھا

مامون نے سر اثبات میں ہلایا "اس کا حل نکال چکا ہوں میں"

"کیا؟"

وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملی تھیں "آج سے دو سال پہلے جس رات اس نے فری کو غائب کروایا تھا وہ رات اس کے نکاح کی تھی۔اس رات اس نے اپنے فیانسی کو اٹلی بھجوایا تھا، ارجنٹلی اس کی ماں کی سرجری ارینج کر کے۔۔وہ بیچارہ اس کی باتوں میں آ گیا،اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس نے اسے یہی کہا تھا کہ وہ یہاں سب سنبھال لے گی وہ جائے اور وہ چلا گیا۔اس نے یہ الزام لگایا کہ فری اس نشیب کے ساتھ بھاگی ہے جبکہ یہ بات نہ فری کو پتہ تھی نہ نشیب کو کہ وہ دونوں اکٹھے بھاگے ہیں۔پہلے اس کی ماں بیمار رہی، پھر پیرالائز ہو گئی اور اب مر گئی اور یہ سب کیا ڈاکٹر تاثیر نے تھا۔وہ اسے وہیں اٹلی رکھنا چاہتی تھی،اس نے بہت سالوں لے رکھا تھا اور واپس آنا ناممکن تھا۔۔

پیسہ اس کے پاس نہیں تھا میرے پاس تو تھا نا، ابھی کچھ عرصہ پہلے میں نے اسے پاکستان بلایا ہے۔

تاثیر کا بھانڈہ پھوڑنے کے لیے وہی کافی ہے" اس نے کہہ کر کافی کا گھونٹ بھرا

اس نے اشعر کے کافی کپ کی طرف اشارہ کیا اور اس نے بھی کپ منہ سے لگایا

"مامون بھائی۔۔کیا مجھے فری کو وہاں بھیجنا چاہیئے تھا؟"

مامون مسکرایا" یہ آپ دونوں کی پرسنل چوائس ہے۔اس گھر میں اس کے پیرنٹس بھی ہیں جو کہ اس کی سائیڈ پر کبھی بھی نہیں تھے مگر تب تم نہیں تھے اب تم ہو، اسے پتہ ہے کہ آج یا کل سب ٹھیک ہو گا اور وہ تمھارے ساتھ ہی ہو گی۔۔آئیڈیا برا نہیں ہے اگر فری ہمت کرے تو۔۔اسے شیشے میں اتار لے باقی سب آسان ہے" اس نے کہہ کر پھر کافی کا گھونٹ بھرا

"وہ فری کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچائیں گی نا؟" وہ ابھی بھی فکر مند تھا

مامون کی مسکراہٹ گہری ہوئی" نہیں۔۔اب نہیں، وہ یہی چاہتی تھی کہ وہ ایسے ہی ہو۔۔اس کے ہاتھ ہمیشہ خالی ہوں اور اب جب وہ خالی ہاتھ لیے گئی ہے تو اب تو اس کی من چاہی مراد پوری ہوئی ہے۔۔اب کچھ نہیں کہے گی"

اشعر مسکرا دیا" نشیب کیسا لڑکا ہے؟"

"اچھا ہے" کافی کا گھونٹ بھرا" تاثیر نے اس کے ساتھ بہت برا کیا ہے، وہ ایک وقت میں اس کا فیانسی رہ چکا ہے، اس کا کزن ہے۔۔وہ سب کر لے گا" وہ بے پرواہ بے فکر سا تھا۔

اشعر کی مسکراہٹ گہری ہوئی "تھینک یو۔۔"

اس نے ایک مسکراہٹ پاس کی اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا "تم دونوں نے اچھا فیصلہ لیا ہے"

اس کے دل میں بھی سکون سا اترا تھا، وہ مامون کے پاس جسٹیفیکیشن لینے آیا تھا اور وہ اسے مل گئی ۔۔

یہاں سے دور ایک ریسٹورنٹ میں ایک شخص سیاہ تھری پیس میں ملبوس کسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے فون پکڑا اور سکرین آن کی، وقت دیکھا اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ دور سے تاثیر آتی دکھائی دی اور وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ جیسے ہی پاس آئی وہ کھڑا ہو گیا اور اس کے لیے کرسی نکالی۔ وہ کرسی پر بیٹھی اور مسکرائی، نشیب سامنے بیٹھا تھا۔ تاثیر نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی "یہ اچھا سرپرائز تھا" وہ مسکرایا "تھینکس!" پھر گلا کھنکھارا "ممی کی ڈیتھ کے بعد میں بہت اکیلا ہو گیا تھا۔ سب کچھ خراب تھا، بہت ٹائم لگا مگر سب ٹھیک ہو گیا۔۔ میرا تم سے ملنے کو دل کر رہا تھا سو پاکستان چلا آیا" وہ مسکرایا تاثیر بھی مسکرائی اور آگے کو ہوئی "مجھ سے کیوں ملنا تھا تمھیں؟"

اس نے شانے اچکائے "میری فیملی میں ہے ہی کون، ممانی تو ویسے ہی ناراض ہیں۔ بات ہی نہیں کرتیں، ماموں بھی ایسے ہی ہیں۔ تم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے اس لیے"

تاثیر مسکرائی جب کہ اس کا دل خراب ہوا تھا۔وہ یہاں کیسے آسکتا ہے،اس کا سب کچھ وہاں تاثیر نے ضبط کر رکھا تھا اور یہ اچانک یہاں آگیا۔

اس نے گلا کھنکھارا"نشیب تمھیں ابھی نہیں آنا چاہیئے تھا"

"کیوں؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"کیونکہ ممی بابا ابھی بھی یہی سمجھتے ہیں کہ تم مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔۔انھیں نہیں پتہ تھا کہ تم پھوپھو کے علاج کے لیے گئے ہو"پھر وہ آگے کو ہوئی"فری پتہ نہیں اتنا عرصہ کس کے ساتھ گزار کر آئی تھی،وہ بھی اسی دن ہی غائب ہوئی تھی جس دن تم پھوپھو کی سرجری کے لیے اٹلی گئے تھے ۔۔سب یہی کہتے تھے کہ وہ تمھارے ساتھ بھاگی ہے۔۔پھر اس نے آکر ماموں کو ٹریپ کیا اور اب وہ کسی اور کے ساتھ رہ رہی ہے"وہ نہیں بدلی تھی۔وہ آج بھی اپنے ہر سیاہ عمل فری کے سر تھوپنے کو تیار تھی

نشیب کا رنگ سرخ پڑ گیا"میں وضاحت دینے کو تیار ہوں مگر ماموں نہیں سنتے"وہ جھنجھلا گیا تھا تاثیر نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا"تم پریشان مت ہو،سب ٹھیک ہو جائے گا"اور مسکرائی۔

نشیب بھی مسکرایا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھا"بالکل۔۔"

تاثیر کی مسکراہٹ مدھم پڑی اور اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے نیچے سے نکال لیا۔

وہ سیدھا ہو کر بیٹھا"تم نے ابھی تک شادی نہیں کی؟"

تاثیر مسکرائی "ایسا کوئی ملا ہی نہیں۔۔مامون تھا مگر فری نے سب خراب کر دیا"اس نے برا سا منہ بنایا تھا

نشیب نے سانس خارج کی "مجھے لگا شاید تم کسی کے ساتھ کمیٹڈ ہو"اور مسکرایا

تاثیر نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے"

وہ بھی سر ہلا کر رہ گیا۔اس نے مینیو کارڈ پکڑا اور تاثیر سے کچھ پوچھنے لگا تھا۔

ایڈن برا میں ہر سو اندھیرا پھیلنے لگا تھا،اپنے فلیٹ سے نکلی مینا نے بھورا کوٹ پہن رکھا تھا۔اس نے سیاہ جرسی نما شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی اور وہ سنجیدہ سی آگے بڑھ رہی تھی۔اس کا رخ دا ملک مین کی طرف تھا۔ابھی وہ اس کافی کیفے کی پاس ہی ہو گی چنگیز اسے فٹ پاتھ پر مل گیا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور اس کی طرف بڑھا جبکہ مینا کی رفتار بڑھی تھی۔وہ اس کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا۔اس کا چہرہ ایک طرف کو لڑھک گیا،آنکھیں گلابی پڑیں مگر وہ کچھ نہیں بولا۔اس کے ساتھ جوئین آ کھڑی ہوئی جو کہ مینا کی طرف بڑھی تھی مگر چنگیز مینا کے سامنے آ کھڑا ہوا۔اس کا رخ جوئین کی طرف تھا،وہ بھنویں بھینچے بے رخی سے بولا "تم جاؤ یہاں سے"

جوئین بس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی "بہرام۔۔"

اور اس نے الفاظ منہ میں رہ گئے جب چنگیز نے اسے آنکھیں دکھائیں اور غصے میں بولا "میں بعد میں ملتا ہوں۔۔تم جاؤ"

اس نے ایک نظر مینا کو دیکھا اور پھر پیر پٹخ کر وہاں سے واپس لوٹ گئی۔اس نے رخ موڑا اور مینا کو دیکھا جس کے چہرے پر غصے کے واضح تاثرات تھے

"اپنی حد میں رہو" وہ آگے بڑھی اور اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑا "تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟ مجھ سے دور رہو" اور اسے ایک دم سے دھکا دیا۔

وہ ہنس دیا اور ہنستا گیا۔مینا کو اس کا ہنسنا زہر لگا تھا

"ڈر رہی ہو؟" وہ آگے ہوا "چچ۔۔میں نے تمھیں نڈر بنایا، لڑنا سکھایا، جینا سکھایا اور اس نے۔۔اس شخص نے تمھیں بزدل بنا دیا" اس نے مینا کی طرف اشارہ کیا "دیکھو۔۔کبھی دیکھا ہے خود کو؟ کیسے بدل گئی ہو تم مینو۔۔تم اسے کھونے سے ڈرتی ہو؟" اور ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی "میں بھی تمھیں کھونے سے ڈرتا ہوں لیکن دیکھو میں تم پر شک نہیں کرتا۔تم اپنے شوہر کے ساتھ گھومتی پھرتی ہو وقت گزارتی ہو میں پھر بھی تمھیں چاہتا ہوں" اور مسکرا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا "اتنا ظرف ہے تیمور میں؟" پھر سر نفی میں ہلایا "نہ۔۔اتنا ظرف کسی میں نہیں ہوتا مینا"

رامین آگے بڑھی اور حلق کے بل چلائی تھی "میرا پیچھا چھوڑ دو، میں تیمور سے محبت کرتی ہوں۔تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟"

اس نے سانس خارج کی اور پاس پڑی میز سے ایک کرسی نکالی اور اس کی کہنی پکڑ کر اسے اس پر بٹھایا۔ پھر اس کے گھٹنوں میں بیٹھ گیا "دیکھو مینو۔۔وہ تم پر اعتبار نہیں کرتا۔وہ تمھاری قدر نہیں کرتا" پھر تھوک نگلا "تم۔۔تم کیوں رو رہی ہو؟رومت"

رامین نے آنکھوں سے بہتے آنسو سختی سے صاف کیے "اب اگر تم میرے پیچھے آئے یا میرے اور تیمور کے بیچ کچھ بھی خراب کیا تو میں تمھارا حشر کر دوں گی" وہ دانت پیستے بولی تھی

وہ پھر سے ہنسا۔پھر سانس خارج کی "دل جلتا ہے قسم سے تمھیں ایسے دیکھ کر۔۔دل کرتا ہے وقت پھر سے گھوم جائے اور تم اور میں پھر سے سب سے اوپر والی چھت کے کنارے ٹانگیں لٹکائے بیٹھ جائیں اور تم مجھے دن بھر کی کتھا سناؤ اور میں سنتا جاؤں"

رامین نے اسے دھکا دیا اور غصے سے غرائی "وہ وقت گزر گیا" آتے جاتے لوگوں نے انھیں دیکھا تھا۔اس کی آواز بلند ہوئی تھی "میں تمھاری دوست تھی،اس سے زیادہ کچھ نہیں۔پوری دنیا میں رامین ایک ہی مرد کو چاہتی ہے اور وہ تیمور آفندی ہے،سنا تم نے"

وہ پھر سے کھڑا ہوا اور ہنس دیا "گلا پھاڑنے سے حقیقت نہیں چھپتی مینو۔۔وہ تمھیں چھوڑ دے گا اور تم میرے پاس آؤ گی کیونکہ تم ہمیشہ چنگیز کے پاس آتی ہو،چنگیز تمھیں توڑنے اور جوڑنے کا ہنر رکھتا ہے"

مینا نے اپنا سر جھٹکا اور اسے انگلی دکھائی۔وہ دانت پیستے بولی "مجھ سے دور رہو۔۔آئی سمجھ "اور وہاں رکی نہیں وہاں سے چلی گئی۔وہ تیز تیز قدم بڑھاتی جا رہی تھی اور چنگیز اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

وہ ایک گھر کے باہر کھڑی تھی۔برف پھر سے پڑنے لگی تھی۔وہ مسلسل تیمور کو کال ملا رہی تھی اور وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔اس نے پھر سے کال ملائی اور اس نے کال اٹھالی

"چوزو۔۔ناراض ہو؟"اس نے نرمی سے پوچھا تھا

"نہیں"جواب مختصر

اس نے سانس خارج کی "اچھا کہیں باہر گھومنے چلتے ہیں۔۔برفباری اچھی لگ رہی ہے"

"نہیں"جواب مختصر

"میں نے کھانا نہیں کھایا۔۔تمھارے ساتھ کھانا ہے"اس کا دل کیا رو دے کیونکہ جواب اسے معلوم تھا

"میں بزی ہوں۔۔کھانا کھا کر سو جاؤ،تنگ مت کرو مجھے "اور اس نے کال کاٹ دی۔

اس نے سیاہ سکرین کو دیکھا اور سانس خارج کی۔اس نے دل بڑا کیا اور اسے دوبارہ کال ملائی۔اس نے پھر سے کال اٹھالی تھی

"بولو۔۔"وہ سختی سے بولا تھا

"یہاں بہت برف پڑ رہی ہے اور ہمیں سردی لگ رہی ہے"وہ زمین پر پڑتی برف دیکھ رہی تھی

"کیا؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا"تم کہاں ہو؟"

وہ مسکرائی"ارے۔۔تم اپنی بالکنی میں تو آؤ۔۔ہم کب سے تمھارا انتظار کر رہے ہیں"وہ"میں"کی جگہ"ہم"کا لفظ استعمال کر رہی تھی

تیمور نے سانس خارج کی"مینو۔۔تم۔۔"اور وہ خاموش ہو گیا۔بالکنی میں کھڑے تیمور نے اس کو دیکھا اور پھر اندر چلا گیا۔وہ سیڑھیوں سے نیچے آیا اور دروازہ کھولا۔اسے دیکھا اور اوپر چلا گیا۔وہ وہیں کھڑی رہی،سیڑھیاں چڑھتے تیمور نے پیچھے منہ کر کے دیکھا،وہ اندر نہیں آئی تھی۔اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور باہر آیا۔رامین نے اپنا بایاں بازو لمبا کیا اور اس نے منہ بنا کر اس کا ہاتھ تھاما اور اسے ساتھ لیے اندر بڑھا۔اس کا کمرہ گرم تھا،وہ بس رامین کو گھور رہا تھا جو آتش دان کے سامنے بیٹھی ہاتھ سینک رہی تھی

"یہ کیا حرکت تھی مینو؟"وہ سنجیدگی سے بولا تھا

"ہاں تو اب ہمارا تمھارے بغیر دل نہیں لگتا۔۔کیا کریں؟"پھر سر جھٹکا"اوپر سے تم نخرے اتنے کرتے ہو،اگر ہم میں سے کسی کو کچھ ہوتا تو تم ذمہ دار ہوتے۔۔ہم نیچے برف میں جم رہے تھے اور تم یہاں مزے سے بیٹھے تھے"وہ میں کی بجائے بار بار ہم استعمال کر رہی تھی اور تیمور کو اچھا لگ رہا تھا مگر اب اس کی انا بیچ میں آ رہی تھی کہ وہ ناراض ہے

"تم فلیٹ واپس نہیں گئی تھی؟"وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمھیں کیا لگے ؟تم غصہ کر و بیٹھ کر"اس نے منہ بسورا تھا

تیمور نے اسے دیکھا اور سانس خارج کی

"سوری۔۔"اور وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔مینا نے اسے دیکھا اور پھر بولی

"ہمیں کافی بنا کر دو۔۔تم کافی اچھی بناتے ہو"

تیمور نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔وہ کھڑا ہوا تو مینا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"بیٹھو ذرا"

اس نے گردن جھکائے اسے دیکھا۔پھر بیٹھ گیا

مینا نے اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھا"تمھیں غصہ کیوں آیا تھا؟"

تیمور نے اسے دیکھا پھر سر جھٹک دیا"کیونکہ مجھے وہ تمھارے آس پاس اچھا نہیں لگتا"اس نے سچ ہی کہا تھا۔

مینا نے اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تھی"میں نے بھی تمھیں کہا تھا کہ اب وہ میٹر نہیں کرتا۔۔میرے لیے بس اب ایک مرد میٹر کرتا ہے اور وہ تم ہو"

دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی۔وہ ذرا سا ساتھ ہوئی

"تمھیں مجھ پر شک ہے یا تم سمجھتے ہو کہ میں اب بھی اس سے ملتی ہوں یا میرے دل میں اس کے لیے کوئی جذبہ ہے تو۔۔"

تیمور نے بات کاٹ دی "میں ایسا نہیں سوچتا۔۔نہ میں تمھیں ایسا سمجھتا ہوں "اس کی بھنویں بھینچ گئیں "بس مجھے وہ برا لگتا ہے۔۔ تمھارے آس پاس ہو تو مجھے غصہ آتا ہے، وہ تو مر گیا تھا نا"

اس نے مینا کو دیکھا تھا۔اس نے سر جھکایا "تم ان سیکیور ہو؟"

"ہاں۔۔"جواب جھٹ سے آیا تھا۔

"مت ہو"

"نہیں ہوتا"اس نے گردن موڑ کر رامین کو دیکھا "اس دن۔۔جو تم مجھ سے کہہ رہی تھی کہ میں تمھیں چھوڑ دوں گا کیونکہ میں کسی کو بھی چھوڑ سکتا ہوں اور وہ سب۔۔وہ اسی نے کہا تھا نا تمھیں" اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔

رامین نے تھوک نگلا "تیمور۔۔وہ میری اوور تھنکنگ تھی"

"لیکن ٹریگر اس نے کیا تھا نا" وہ غصے میں آ گیا تھا

"تم غلط سمجھ رہے ہو" اسے اپنی بات سمجھانی نہیں آ رہی تھی

وہ کھڑا ہو گیا، رامین نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا تھا "وہ تمھیں میرے خلاف بھڑکا رہا تھا اور تم بھڑک گئی"

رامین بھی کھڑی ہوئی تھی "وہ بس میری اوور تھنکنگ تھی"

"اتنے سال تم میرے ساتھ رہی ہو۔۔تب تو ایسا کچھ نہیں سوچا تم نے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رامین آگے بڑھی "میں تمھیں کیسے سمجھاؤں کہ تم غلط سمجھ رہے ہو۔۔میں ایسا نہیں سوچتی تیمور"

اس کی آنکھیں گلابی پڑیں اور وہ رونے والی ہو گئی تھی

"مطلب تم اس سے ملی تھی،اس نے تمھارا دماغ خراب کیا تھا۔۔اس نے تمہارے ذہن میں میرے لیے خرافات بھری تھیں،وہ اب بھی تمھارے دماغ پر اثر کرتا ہے"اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔یہاں کوئی مامون نہیں تھا جو اسے چپ کرا سکتا۔

مینا نے تھوک نگلا اور ایک قدم آگے آئی "تیمور۔۔تم بات کیوں بڑھا رہے ہو؟میں اس سے نہیں ملی"

تیمور نے سانس خارج کی۔وہ بس اپنی بیوی کو دیکھے جا رہا تھا"میں بات بڑھا رہا ہوں"وہ آگے ہوا اور دانت پیستے اسے دیکھا"اور تم؟تم نے کیا کیا؟میری محبت میری وفا پر کسی کے بھی بھڑکانے پر سوال اٹھا لائی"

مینا کا تنفس بڑھا تھا،دل کی دھڑکن بڑھ گئی"میں کتنی بار کہوں کہ وہ اوور تھنکنگ تھی"اس کی آواز بھی بلند ہوئی تھی"تم اپنی بات پر ہی قائم ہو۔۔میں اس سے نہیں ملتی تھی،میں نے تمھارے علاوہ کسی کو نہیں سوچا۔۔پھر بھی اگر میں تمھیں زہر لگ رہی ہوں تو میں یہاں سے چلی جاتی ہوں"وہ ایک قدم پیچھے ہٹی"میں مر بھی جاؤں تو مت آنا"اور کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔اس کی بصارت دھندلی تھی،آج کل وہ گلاسز کم لگاتی تھی۔اس نے نہ شام میں کچھ کھایا تھا اور اب رات بھی بیت رہی

تھی۔اس نے پہلے زینے پر پاؤں رکھا تو سر چکرایا۔بہت سے آنسو اندر اتارے اور پھر نیچے کی طرف آتی گئی مگر اس کے پیٹ میں درد ہوا تھا۔ایک شدید قسم کا چکرایا تھا اور اس نے ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر خود کو گرنے سے بچایا تھا۔اس نے گردن اٹھا کر اوپر دیکھا،وہ نہیں آیا تھا۔اس کا دل مزید دکھا۔وہ وہیں بیٹھ گئی،پیٹ پر ہاتھ رکھے جھک کر،آنسو آنکھوں سے نکلتے نیچے گر رہے تھے۔تیمور نے نیچے کا دروازہ کھلنے کا انتظار کیا تھا مگر دروازہ نہیں کھلا۔وہ کھلے دروازے سے نیچے کی طرف آیا تھا اور مینا سیڑھیوں پر جھک کر بیٹھی تھی۔

"مینو۔۔"

وہ نیچے کی طرف بھاگا تھا۔پھر اس پر جھکا"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے سر نہیں اٹھایا۔

"مینا۔۔"اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور مینا نے اسے دھکا دیا تھا"مر گئی مینا"

وہ سرخ آنکھیں اور گیلے گال لیے چلائی تھی۔پھر دوبارہ جھک گئی،درد پھر سے بڑھا تھا اور وہ کراہی اس کا دماغ بھک سے اڑا اور وہ اس پر جھکا"یا اللہ۔۔چلو ڈاکٹر کے پاس چلیں"

مگر اس نے سر نہیں اٹھایا۔اس نے مینا کو کندھوں سے تھاما اور سیدھا کیا مگر اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔وہ ڈھیلی پڑتی جا رہی تھی،تیمور اسے پکار رہا تھا مگر وہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھی اور پھر وہ پیچھے کو لڑھک گئی،اس کی گردن تیمور کے بازو کے ساتھ لگی تھی اور وہ ہوش کھو چکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے جس وقت ہوش آیا وہ ہاسپٹل کے سفید بستر پر تھی۔اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر ڈرپ تھی اور ساتھ تیمور بیٹھا تھا۔اسے دیکھ کر وہ متوجہ ہوا

"ٹھیک ہو؟"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ بھی خاموش ہو گیا۔وہ پشیماں تھا اور پشیمانی چہرے سے جھلک رہی تھی۔

مینا نے اپنا منہ دوسری جانب موڑے رکھا۔ تیمور نے اسے پھر سے دیکھا اور گلا کھنکھارا

"سوری۔۔"

اس نے نہ چہرہ موڑا نہ لب ہلائے۔وہ بس سانس لے رہی تھی

"آئی ایم سوری مینو۔۔"وہ اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

مینا نے اسے غصے سے دیکھا،اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے لیا اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ ہمارا تعلق اتنا کمزور ہے کہ کوئی بھی باہر سے آکر اسے ذرا سا گرم جھونکا دے گا اور یہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ محبت ایک غلط فہمی پر ختم ہو جاتی ہے اور یقین ایک چھوٹی سی بحث پر غصہ بن جاتا ہے"وہ تیز تیز بولی تھی۔اس کا تنفس بڑھا تھا

تیمور کھڑا ہوا اور ہاتھ اٹھائے اس کی طرف جھکا"تم غصہ نہیں کرو۔۔ریلیکس"پھر سیدھا ہوا اور سانس خارج کی"مجھے غصہ آگیا تھا۔۔آئندہ نہیں آئے گا"

مینا نے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔اس کا منہ بنا ہوا تھا

"مینو۔۔"

مگر رامین نے بات کاٹ دی "اٹس انف تیمور۔۔"اس کی آنکھیں گلابی ہوئی تھیں "کل کو چنگیز میرے آس پاس تمھیں نظر آیا تو تم مجھے پھر سے چھوڑ کر چلے جاؤ گے "اس کی آواز رندھ گئی۔ آنکھوں میں پانی بھر آیا "ہاں ٹھیک ہے میں اکیلی رہ سکتی ہوں، مجھے ویسے بھی مردوں پر بھروسہ نہیں رہا، تمھیں اگر۔۔"اس نے تھوک نگلا "مجھے چھوڑ کر جانا ہے تو جاؤ۔۔ تمھارے لیے یہ آسان ہے، کوبرن سٹریٹ میں، سیڑھیوں پر، کہیں بھی۔۔ تم کہیں بھی چھوڑ کر جا سکتے ہو۔۔ میں اپنے بچے کے ساتھ رہ لوں گی، یہ میرے۔۔"اس نے سانس بحال کی، گلے میں درد سا اٹھا "میرے لیے کچھ مشکل نہیں۔۔ لیکن تم مجھے غلط سمجھتے ہو کہ تمھارے ہوتے میں کسی اور کی طرف دیکھوں بھی" اور کہتے ہی اس نے چہرہ دوسری طرف دیکھا۔ پھر سختی سے آنکھیں پونچھیں۔ وہ آگے بڑھا اور اس کا بازو پکڑا، اسے اپنے گرد حمائل کیا اور اس کا سر اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ اس کی دھڑکن سن سکتی تھی، اس نے دوسرا بازو تیمور کے گرد حمائل کیا اور رونے لگی

"مجھے چھوڑ کر مت جایا کرو۔۔ میں کھڑے کھڑے زمین میں دفن ہو جاتی ہوں "وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی اور تیمور بس اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا "میں لوگوں کے سامنے تمھاری طرف داری کرتی ہوں اور تم مجھے ایک طرف لگا کر آگے بڑھ جاتے ہو۔۔ تم ہوتے ہو تو میں دنیا کی سب سے

مضبوط عورت ہوتی ہوں، نہیں ہوتے تو میں مر جھانے لگتی ہوں۔۔پتہ نہیں کیوں یہ ہے مگر یہ ہے"اور خاموش ہو گئی۔

اس نے اپنا گال اس کے سر سے لگایا"تمھیں کیوں لگتا ہے کہ میں تمھیں چھوڑ دوں گا؟میں نے چھوڑنا ہوتا تو یہاں تک نبھاتا؟میں تمھاری روح کا ساتھی ہوں،میں تمھارا twin flame ہوں ۔۔میں لڑ سکتا ہوں ناراض ہو سکتا ہوں مگر تیمور کو رامین کے بغیر رہنا نہیں آتا۔۔میں آزاد تھا مگر یہ زندان میں نے اپنی مرضی سے چنا ہے اور یہ قید مجھے دنیا بھر کی آزادی سے زیادہ عزیز ہے"پھر خاموش ہو گیا۔

رامین نے سانس خارج کی اور گردن اٹھا کر اسے دیکھا"مجھے بھوک لگی ہے،بہت زیادہ"

وہ ہنسا"مجھے ہی کھالو"

وہ بھی مسکرائی"آئیڈیا برا نہیں ہے"

وہ بھی مسکرایا تھا۔باہر ابھی بھی برف باری ہو رہی تھی

ایڈن برا سے دور اسلام آباد میں رابیل اپنے آفس میں بیٹھی کام کر رہی تھی۔اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا۔سامنے ایک آرٹ پیڈ تھا،سکرین پر بہت سے ڈیزائنز نظر آرہے تھے اور وہ سرخ اور سیاہ مارکر سے ایک گاؤن بنا رہی تھی۔اس کا فون تھرتھرایا،سکرین پر جلتا نمبر دیکھا اور پھر سکرین

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سوائپ کر کے فون سپیکر پر ڈال دیا۔ سکرین سے حذیفہ کی آواز ابھر رہی تھی اور وہ سلام دعا کے بعد رابیل سے اس کا حال پوچھ رہا تھا۔ پھر سیدھا کام کی بات پر آیا تھا۔

"میں امید کرتا ہوں آپ بہت بزی ہوں گی" وہ جیسے مسکرایا تھا۔

"جی بالکل۔۔ میں بہت بزی ہوں اور بزی ہونے والی ہوں" رابیل بھی مسکرائی تھی۔ نظر اس کی اپنے آرٹ پیڈ پر ہی تھی اور وہ سرخ مار کر سے پھول بنا رہی تھی

"ہمیں آپ کا وقت چاہیئے، مسز رابیل" کچھ دیر کا وقفہ اور پھر رابیل مسکرائی

"شیور۔۔" فون کی سکرین کے اوپر جھلکتا وقت دیکھا

"چار بجے میٹنگ ارینج کر لیں۔۔ بیٹھ کر ڈسکس کر لیں گے"

دوسری طرف سے حذیفہ کی آواز ابھری تھی "اوکے۔۔ میں آپ کو تھوڑی دیر تک کنفرم کر کے بتاتا ہوں" اور رابیل نے اوکے کہہ کر کال کاٹ دی۔

وہ دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئی۔ کچھ پل بیتے اور کمرے میں آئمہ آئی تھی، اس کے بازو میں سیاہ گلاب کے گلدستہ تھا۔ رابیل نے اسے دیکھا اور سانس خارج کی۔ اس نے گلدستہ اس کے سامنے رکھا اور اس میں پڑا کارڈ نکالا۔ وہی بھورا موٹا کارڈ جس پر سیاہ مار کر سے اس کے لیے پیغام تھا۔

انگریزی میں لکھا پیغام:

“This place is no more save to live.. let me travel you to heaven..

Queen”

رابیل نے اس کا بھیجا پیغام پڑھا اور اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔کارڈ کی ایک طرف جے ڈاٹ بنا تھا،وہ نشان جس سے وہ بے خبر تھی۔اس نے پیغام دوسری بار پڑھا"یہ جگہ رہنے کے لیے مزید محفوظ نہیں رہی۔آؤ تمھیں جنت کا سفر کرواؤں،ملکہ!"

رابیل نے جھرجھری لی اور کارڈ مروڑ کر دور ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔پھر آئمہ کو دیکھا اور پھولوں کی طرف اشارہ کیا"انھیں پھینک دو"اور سر جھٹکا

اس کی ساری توجہ اپنے کام کی طرف تھی،آئمہ نے اسے دیکھتے شانے اچکائے"کافی لاؤں آپ کے لیے؟"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا"امتیاز صاحب کو بھی بھیجنا"

وہ سر ہلا کر چلی گئی۔رابیل کا دماغ اس پیغام میں کہیں اٹک کر رہ گیا۔اب کیا وہ لوگوں کے ڈر سے جینا چھوڑ دے،اس نے آزاد رہنا سیکھا تھا اور وہ آزاد رہے گی۔

لمبے بال جوڑے میں مقید،سرخ شلوار قمیض میں ملبوس رابیل کے گلے میں شیفون کا دوپٹہ تھا۔اس کے سامنے کافی کپ تھا،ایک طرف حذیفہ بیٹھا تھا جس کے سامنے بھی کافی گلاس تھا جس سے بھاپ

اڑ رہی تھی۔وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی اور حذیفہ کی بات سن رہی تھی۔پھر ہاتھ بڑھا کر کافی کا کپ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا۔

"اس ویکنڈ پر میں سٹوڈیو آؤں گی اور پھر منڈے سے کام کریں گے "پھر آگے کو ہوئی "ابھی ایک دو دن میں میں لاہور والے بوتیک جا رہی ہوں، کام بہت پھیلا ہوا ہے "اور مسکرا دی

وہ بھی مسکرایا "بڑے لوگوں کی بڑی باتیں، ہم ویکنڈ پر آپ کا ویٹ کریں گے "

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "شیور۔۔"پھر کافی کا گھونٹ بھرا "ہریرہ نظر نہیں آیا؟از ہی فائن؟"

حذیفہ ہنس دیا۔پھر کافی کا گھونٹ بھرا "اچھا خاصا ہے۔اپنی فیانسی کے ساتھ لندن ہے، جلد پاکستان میں بارات لا رہا ہے "

اور رابیل بھی ہنس دی "کیا واقعی؟"اور پھر کافی کا گھونٹ بھرا "اچھی خبر ہے یہ "

حذیفہ نے بھی سر کو ہلایا "بہت۔۔"اور آنکھیں گول گھمائیں "ہم تو کنوارے رہنے والے ہیں "

دونوں اکٹھے ہنسے تھے۔پھر اس نے رازداری سے رابیل کو دیکھا

"کوئی اچھی لڑکی آپ کی نظر میں ہوئی تو بتایئے گا، ہمارا بھی ایک دل ہے "

رابیل کی مسکراہٹ گہری پڑی "شیور۔۔"اس نے پھر کافی کا گھونٹ بھرا۔

اس سے پہلے کی حذیفہ مزید کچھ کہتا رابیل کے سامنے ایک لڑکی آ کھڑی ہوئی۔اس کی آنکھیں سیاہ تھیں اور شاطر بھی۔

"ہیلو۔۔رابیل اورنگزیب!"اس نے ہاتھ بڑھایا تھا مگر رابیل نے پہلے اس کی شکل دیکھی پھر بڑھا ہوا ہاتھ۔پھر مسکرائی مگر کھڑی نہیں ہوئی

"مجھے اچھا لگے گا اگر آپ مسز رابیل اورنگزیب کہیں"اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا"ڈاکٹر تاثیر طلعت"

اور ہاتھ واپس لے لیا۔تاثیر کی مسکراہٹ گہری پڑی"میں ابھی اپنی ایک کولیگ کے ساتھ آئی تھی، تمھیں دیکھ لیا"

رابیل کی مسکراہٹ مزید گہری پڑی، گالوں کے گڑھے مزید واضح ہوئے اور اس نے شانے اچکائے "آل رائٹ۔۔"

پھر کھڑی ہوئی اور اس کی طرف ایک قدم بڑھایا"کیا لیں گی آپ؟"پھر اس کی بھوری آنکھیں چمکیں"چاکلیٹ بالز؟"

تاثیر کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔حذیفہ کو دونوں کی بات سمجھ نہیں آئی، وہ بھی کھڑا ہوا تھا

تاثیر نے گلا کھنکھارا"بڑی curiosity تھی تم سے ملنے کی، مجھے نہیں پتہ تھا ہم ایسے ملیں گے"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا"آپ نے تو امید کی ہو گی کہ رابیل اورنگزیب کسی rehabilitation سینٹر ملے گی یا کسی مینٹل ہاسپٹل کے بیڈ پر بے چین سی، مگر سوری۔۔سب کی سبھی خواہشات پوری نہیں ہوتیں"اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جھاڑا

"ایکس کیوزمی؟"تاثیر نے بائیں ابرو اٹھائی۔اس کا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا۔

"کیوں ملنا تھا آپ نے؟"رابیل نے بات بدل دی۔

"بس دیکھنا تھا،میرے ایکس فیانسی نے میری جگہ کس کو چوز کیا ہے؟"وہ رابیل کو آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھ رہی تھی

رابیل کی مسکراہٹ میں کوئی کمی نہیں آئی۔اس نے نفی میں سر ہلایا"اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں یہاں پبلک میں کھڑی ہو کر ایک ایسے انسان پر آپ سے جھگڑا کروں جو کہ ہے ہی میرا تو یہ بات لکھ لیں۔۔میں مردوں پر نہیں جھگڑتی،یہ میرا اسٹینڈرڈ نہیں ہے آپ کا ہے"

پھر آگے کو ہوئی،بازو سینے پر باندھے اور اطمینان سے بولی

"Go and get him"

تاثیر کو غصہ آیا تھا۔وہ دانت پیستے بولی تھی"چیلنج کر رہی ہو؟"

رابیل بھی سنجیدہ ہوئی"میں ہارے ہوؤں کو نہیں ہراتی"

تاثیر آگے ہوئی اور رابیل ایک قدم پیچھے ہوئی۔کیفے کا گلاس ڈور کھلا اور وہ اندر آیا جس کا ذکر ابھی ہو رہا تھا۔وہ رابیل کو دیکھ کر مسکرایا۔رابیل بھی مسکرائی

"ارے دیکھو کون آیا ہے؟"پھر بازو لمبا کر کے ہاتھ سے پیچھے کو اشارہ کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون رابیل کے ساتھ کھڑا تھا،تاثیر کو دیکھ کر دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔وہ مامون کو گھور رہی تھی،رابیل نے اپنا بازو اس کے بازو کے گرد حمائل کیا"ان کے بارے میں بات کر رہی تھیں آپ؟"اس نے پہلے تاثیر کو دیکھا اور پھر مامون کو

مامون نے رابیل کو دیکھا"کیا کہہ رہی تھیں ڈاکٹر تاثیر؟"

رابیل نے ہاتھ جھلایا اور چہرے پر ایک بے زار سا تاثر لیے وہ بڑی شان سے بولی"گھر گھر منہ مارنے والی لڑکیوں کی کسی بات کو میں سیریئس نہیں لیتی"اس نے تپا دینے والے انداز میں کہا تھا۔

ڈاکٹر تاثیر آگے آئی مگر مامون آگے آگیا۔اس نے ایک نظر مامون کو دیکھا اور پھر رابیل کو،وہ مٹھیاں بھینچے ضبط کر رہی تھی۔رابیل نے اپنا پرس پکڑا اور حذیفہ کو دیکھا

"پھر ملاقات ہوتی ہے"اور مامون کو دیکھا۔پھر اس کی کہنی تھامی"چلیں؟"وہ مسکرائی

مامون بھی مسکرایا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔تاثیر نے مڑ کر دیکھا اور پھر پیر پٹخ کر رہ گئی

شام نے ہر سو پر پھیلائے اور ایڈن برا میں سردی نے دھاک بٹھادی۔کمرے کی بتی جلی تھی، کھڑکیوں کے سامنے پردے گرے تھے اور آتش دان کے جلنے سے کمرہ گرم تھا۔بیڈ پر تیمور بیٹھا تھا اور ساتھ مینا تھی۔اس کے ہاتھ میں پیکٹ تھا اور وہ چاکلیٹ ککیز نکال کر کھا رہی تھی۔وہ اپنے موبائل سے تصاویر مینا کے فون میں بھیج رہا تھا۔پھر رابیل کی کال آئی اور اس نے اٹھالی،وڈیو کال پر

ساتھ مامون بیٹھا نظر آرہا تھا مگر وہ لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے مصروف سا تھا۔وہ بھی سونے کی تیاری کر رہی تھی، سکرین میں دیکھ کر مسکرائی

"پہنچ گئے؟"

وہ مسکرایا اور کیمرہ مینا کی طرف کیا" نظر آئی ہے چڑیل؟"

اور ہنس دیا۔رابیل بھی ہنسی تھی۔مینا نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر جھٹکا دیا اور سکرین کی طرف دیکھتی مسکرائی تھی

"بیلی۔۔مامون بھائی سے کہو تمھیں بھی کہیں گھمانے لے چلیں۔۔اتنے پیسے کیا کرنے ہیں؟"

رابیل نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا جو لیپ ٹاپ سکرین دیکھتے مسکرایا تھا۔پھر مینا کو گھورا"رات کو میاں بیوی کے درمیان لڑائی کروا کر سونے والی لڑکیوں کی سکن خراب ہو جاتی ہے"اور ہنس دیا۔

وہ بھی ہنسے تھے۔تیمور نے کال میں اشعر کو بھی شامل کیا تھا۔وہ اپنی بالکنی میں تھا اور ہوا سے بال ہل رہے تھے۔انھیں دیکھ کر مسکرایا

"اس کا دھیان رکھنا تھا، کہیں برف میں جم جما نہ جائے"

تیمور اور وہ دونوں اکٹھے ہنسے تھے

"اور سناؤ مینو۔۔مزہ آرہا ہے" پھر مسکرایا" کہاں تم یہ گھر کی پچھلی گلی سے دس روپے والے پاپڑ لاتی تھی کہاں تم ایڈن برا میں بیٹھی مزے کر رہی ہو، تمھیں نانو کی کوئی دعا لگی ہے" وڈیو کال پر موجود ہر شخص ہنسا تھا۔

رابیل نے گلا کھنکھارا" نہیں۔۔اسے تنگ مت کرو، دیکھو وہ رونے والی ہوئی ہے" اور اس نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

اس نے تیمور کو گھورا" اس لیے تم نے وڈیو کال کی تھی نا" اور منہ بنا کر وہاں سے چلی گئی

"لو۔۔ناراض ہو گئی ہے" وہ ہنسی دباتے بولا تھا

اشعر نے سر جھٹکا" پچاس روپے والی کون کھلانا، مان جائے گی" اور وہ پھر ہنسے تھے۔

تیمور نے گلا کھنکھارا" میں آپ سب کو ایک ساتھ ایک بڑی خبر سنانا چاہتا ہوں۔۔سب لوگ متوجہ ہوں"

سب خاموش ہو گئے۔اب بولنے کی باری تیمور کی تھی، اس نے سکرین میں دیکھتے لب ہلائے تھے

"رابیل خالہ بننے والی ہے"

اس کا کہنا تھا کہ رابیل کا پورا منہ کھل گیا۔وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات لیے مامون کو دیکھ کر مسکرائی

"اللہ۔۔کیا واقعی؟"

وہ مسکرایااور سر اثبات میں ہلایا۔اشعر بھی مسکرایا"اس کو واپس لے آؤ۔۔ہم سب مل کے اس کا خیال رکھیں گے"

اور تیمور ہنس دیا۔پیچھے مامون نے اپنا لیپ ٹاپ ایک طرف رکھااور رابیل کے ہاتھ سے فون لے لیا

"مینو کہاں ہے؟وہ تو نظر نہیں آرہی،تم ہی اپنا نورانی مکھڑا دکھا رہے ہو"

اس نے پیچھے منہ کیااور مینا نے سر تک کمبل اوڑھا تھا۔وہ دیکھ کر ہنس دیا

"شرما رہی ہو"پھر کمبل کھینچا"بات تو کرلو ان سے"

وہ آگے آئی اور اس کے کندھے پر زور سے کہنی رکھی۔وہ کراہا"ہڈیاں چبھ رہی ہیں تمھاری"

اور دونوں نے ایک وقت میں سکرین میں دیکھا۔

"ہم نے یہ خبر سب سے پہلے آپ کو دی ہے،اب آپ اسے مزید آگے پھیلا دیں"وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"مینو۔۔"رابیل بولنا شروع ہوئی تھی"تم واپس کب آرہی ہو؟وہاں طبیعت ٹھیک رہتی ہے؟"

اس نے تیمور کو گھورا"میں تو دوسروں کی بھی ٹائم ٹو ٹائم طبیعت صاف کرتی رہتی ہوں"پھر سکرین میں گھورا"طبیعت کی تو تم ٹینشن ہی مت لو"

تیمور منہ میں بڑبڑایا"ابھی کہیں سیڑھیوں میں پڑی ہو گی اور طبیعت کی فکر ہی مت کرو"اور سر جھٹک کر سکرین میں دیکھا۔

"تم لوگ واپس کب آرہے ہو؟" مامون کی آواز ابھری تھی

مینا مسکرائی "میں بھی آپ سب کو بہت مس کر رہی ہوں مامون بھائی۔۔ایک بار ہمارا کام ہو جائے نا تو پھر ہم آجائیں گے"

اس نے مسکرا کر فقط سر ہلایا۔وہ اشعر سے مخاطب ہوئی تھی "فری کہاں ہے اشو؟"

اس نے پیچھے دیکھا "چائے بنانے گئی تھیں۔۔آرہی ہوں گی"

"اچھا۔۔" مینا نے تیمور کو دیکھا "امی کو بھی بلاؤ نا، وہ بھی خوش ہوں گی"

وہ مسکرایا "بلا لیتے ہیں۔۔پہلے ہم سے تو بات کر لو۔۔انھوں نے نصیحتیں ہی کرنی ہیں"

اس نے سکرین میں دیکھا "بیلی۔۔یہاں بہت برف پڑتی ہے۔۔یہاں ابھی سردی ہے، پاکستان میں گرمی ہے نا"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔اشعر نے گلا کھنکھارا "تیمور اس کو لے آؤ نا۔۔میرا دل نہیں لگ رہا اس کے بغیر"

مینا ہنس دی "میرا لگ رہا ہے، میں بہت خوش ہوں"

وہ بھی ہنسا تھا۔مامون نے گلا کھنکھارا "تم لوگ آؤ۔۔پھر ہم سیلیبریٹ کریں گے، پہلے ہم نے تیمور کو پالا اب تیمور بن تیمور کی باری ہے"

تیمور ہنس دیا "تمھیں تو میں آکر پوچھتا ہوں۔۔تیمور بن مامون بن تیمور"

Clubb of Quality Content

وہ مسکرایا"ضرور ضرور۔۔۔"

کافی دیر بات کرنے کے بعد اس نے کال بند کر دی۔کمرے میں سکون ہو گیا۔مینا نے اسے دیکھا اور اس کی کہنی پر ہاتھ رکھا

"سب کتنے خوش تھے نا"

وہ بھی مسکرایا"ہاں نا۔۔میں تمھیں سرپرائز دینے آیا تھا اور تم نے مجھے دے دیا"

مینا ہنس دی۔پھر معصوم شکل بنا کر بولی"کچھ کھا آئیں۔۔بھوک لگ گئی ہے"

تیمور کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا"پاکستان جلدی جانا پڑے گا۔۔نہیں تو واپسی پر بھیک مانگنے کی کسر رہ جائے گی"

وہ ہنس دی۔پھر اپنے بال ٹھیک کیے اور جھک کے جرابیں پہننے لگی،وہ ایسے بہت خوش رہتی تھی

اپنے کمرے میں موجود رابیل آئینے کے سامنے کھڑی منہ پر کریم لگا رہی تھی،دھیان اس کا مامون کی طرف ہی تھا جو سنجیدہ سا لیپ ٹاپ کی سکرین کی طرف متوجہ تھا۔اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور ایک طرف رکھا۔ماتھا مسلا اور پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔پھر اٹھا اور لیپ ٹاپ شیشے کی میز پر رکھا،بیڈ کی طرف واپس آیا۔رابیل اس کے راستے میں کھڑی تھی،وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما

"تھک گئے ہیں؟"

وہ بھی مسکرایا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے کندھوں پر آئے بال پیچھے کیے "عادت ہے" اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

رابیل نے گلا کھنکھارا "ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "دو پوچھیں"

اس نے بھنویں بھینچ گئیں "تیمور کو پتہ ہے، انکل کی بیماری کا"

اس نے گردن اٹھائی اور بغور اس کے تاثرات دیکھنے لگی۔ وہ سنجیدہ ہوا تھا۔ شاید ذرا سا سرخ بھی "نہیں۔۔ وہ ان کی خبر نہیں رکھتا، ان کی کال نہیں اٹھاتا اور نہ کوئی راہ و رسم رکھتا ہے" پھر سانس خارج کی "وہ ایسا ہی ہے۔۔ وہاں جاتا ہے تو بس یہیں کو بھاگتا ہے، یہاں رہتا ہے تو خوش رہتا ہے۔۔ اسے اپنے باپ ماں بہن بھائی کسی کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔۔ وہ شروع سے ہی ایسا ہے، قید توڑنے والا آزاد رہنے والا"

رابیل نے سر ہلایا "کیا آپ اسے بتائیں گے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "ایک بار یہاں آ جائے تو۔۔ ابھی تو وہ بہت خوش ہے، خود باپ بننے والا ہے شاید اپنے باپ کو سمجھ سکے۔۔ وہ جیسے بھی ہیں اس کے باپ ہیں، وہ میرے کہنے پر ہی سہی مگر مان جائے گا۔۔ میں اسے جانتا ہوں"

رابیل نے اسے دیکھا اور مسکرا دی۔اس نے اس کے گال کو چھوا "میری ٹینشن نہ لیا کریں۔۔آپ تو میری ڈوپامین ہیں، آس پاس رہا کریں اچھا لگتا ہے"

وہ ہنس دی، پھر ایک طرف کو ہوئی "نیند آئی ہے آپ کو، سو جائیں" اور دوبارہ آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون دیکھا، پھر لیٹ گیا، نظر رابیل پر تھی

فری بیڈ پر نیم دراز سی بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔اس نے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا رکھی تھی اور ٹانگوں پر لحاف تھا۔ساتھ اشعر بیٹھا تھا جو کال پر اپنے کسی دوست سے بات کر رہا تھا۔اس کے سامنے کسی کی میڈیکل فائل کھلی تھی اور وہ کیس ڈسکس کر رہا تھا۔فری کو آس پاس کی کوئی خیر خبر نہیں تھی، وہ بس اپنی کہانی میں کھوئی تھی۔اس کے ساتھ بیڈ سائیڈ پر اس کا فون بجا تھا مگر وہ تو کتاب میں گم تھی۔فون بج کر خاموش ہو گیا۔کچھ پل بیتے اور وہ پھر سے بجا اب کی بار بھی اسے کوئی ہوش نہیں، اشعر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔فون پھر سے بند ہو گیا اور وہ فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔کچھ پل بیتے اور فون پھر سے بجا، اشعر نے اس کی گود میں پڑی کتاب پکڑی تو وہ اس دنیا میں واپس آئی، اس نے بیڈ سائیڈ کی طرف اشارہ کیا اور فری نے فون اٹھا لیا۔سکرین پر جلتا نمبر دیکھ کر اس نے اشعر کو دیکھا

"تاثیر۔۔" وہ دھیمی آواز میں بولی تھی۔اشعر نے اپنی کال کاٹ دی اور فری سے کہا کہ وہ فون اٹھا لے۔

اس نے فون اٹھایا اور سپیکر پر ڈال دیا۔تاثیر کی آواز ابھری تھی

"فری۔۔کیسی ہو؟سو تو نہیں گئی تھی؟"وہ اس وقت بھی کافی ایکٹیو لگ رہی تھی۔

"نہیں۔۔ناول پڑھ رہی تھی۔نیند آنا مشکل تھی"وہ مسکرادی البتہ نظر اشعر کی طرف ہی تھی

"اچھا۔۔اشعر تو نہیں ہے تمھارے آس پاس؟"اس کی آواز سن کر اشعر نے نفی میں گردن ہلائی اور باہر کی طرف اشارہ کیا

"نہیں۔۔وہ باہر گئے ہیں،آنٹی کا دل گھبرا رہا تھا تو وہ واک پر گئے ہیں"اس نے بڑی سادگی سے جھوٹ بولا تھا۔اشعر نے پلکیں جھپکائیں کہ ہاں ٹھیک کہا ہے۔

"اچھا۔۔اس وقت"فری نے بھی گھڑی دیکھی،دس بج چکے تھے"اچھا خیر۔۔میں نے تم سے ایکس کیوز کرنا تھا"وہ ایسے بول رہی تھی جیسے واقعی اسے کسی چیز کا بہت افسوس ہے۔

"کس چیز کا؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"ممی بابا کی طرف سے۔۔آئی نو تمھیں ہرٹ ہوا ہوگا،میں نے انھیں بہت سمجھایا تھا مگر وہ جو بات دل میں رکھ لیں اتنی آسانی سے نہیں جانے دیتے"

فری اور اشعر کی نظریں آپس میں ملیں"کوئی بات نہیں۔۔مجھے تو شروع سے عادت ہے ان سب کی"اس نے شانے اچکائے

تاثیر نے سانس خارج کی"اوہ فری۔۔تم وہاں بھی یہی سب برداشت کرتی ہو اور یہاں بھی"

فری نے برا سا منہ بنایا، اشعر مسکرا دیا "شاید میری قسمت یہی تھی۔ مجھے کچھ بھی من چاہا نہیں ملتا، میں ایسی ہی سیاہ بخت ہوں"

تاثیر کچھ پل خاموش رہی "ایک بات پوچھوں تم سے؟"

اشعر نے سر اثبات میں ہلایا "جی۔۔" فری بس اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی

"تمھیں اشعر کیسا لگتا ہے؟"

اس بات پر اشعر کے ساتھ ساتھ فری بھی مسکرائی تھی۔ پھر اس نے سانس خارج کی "انھیں میں اچھی نہیں لگتی، کم از کم مجھے ایسا لگتا ہے" اشعر نے پیچھے سے تکیہ پکڑا اور اپنا منہ اس میں دے کر بیٹھ گیا "مجھے وہ باقی مردوں کی طرح ہی لگتے ہیں۔۔ منہ بنا کر پھرنے والے، پابندیاں لگانے والے، بات بات پر فیملی کا طعنہ دینے والے" اس کی آواز ایسی تھی جیسے بڑی ہی دکھی ہو

اشعر نے سر نفی میں ہلایا اور اسے افسوس سے دیکھا۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنس دی البتہ آواز نہیں آنے دی۔

"پابندیاں؟ وہ تم پر پابندیاں لگاتا ہے؟" تاثیر جیسے اسے بھڑکا رہی تھی

فری نے رونی شکل بنائی ہوئی تھی "جی۔۔ بابا میرے ساتھ جیسے بھی تھے مگر مجھ پر کسی بھی قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی، وہ میرا فون چیک کرتے ہیں، مجھے شاپنگ پر نہیں لے کر جاتے، باہر آنے

جانے پر پابندی ہے، باہر آنا جانا ہو تو آنٹی کی منتیں کرنی پڑتی ہیں، انھیں میرا اپینٹ کرنا نہیں پسند" اور اس نے تھوک نگل کر اشعر کو دیکھا جو بس خاموشی سے اپنی بیوی کے ٹیلنٹ دیکھ رہا تھا

"اوہ۔۔وہ ایسا نہیں لگتا"

"لگنے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے" اس نے سانس خارج کی "وہ ہے تو ایک مڈل کلاس مرد ہی نا"

تاثیر کچھ پل خاموش رہی "تم کل میرے ساتھ آؤ گی؟"

"کہاں؟" ان دونوں کی بھنویں بھینچ گئیں

"مجھے تمھیں کسی سے ملوانا ہے"

فری کچھ پل خاموش رہی۔اشعر نے نفی میں سر ہلایا

"نہیں۔۔میں کیسے آؤں گی، آنٹی سے کیا کہوں گی اور اشعر۔۔اشعر کیا کہیں گے؟" اس کی آواز نرم تھی

تاثیر کچھ سوچتے ہوئے بولی "تم کہنا کہ تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، ہاسپٹل آجانا پھر وہاں سے میں تمھیں پک کرلوں گی" اس نے فوراً سے حل بتایا تھا

اشعر نے نفی میں سر ہلایا اور پاس پڑی بال پوائنٹ جلدی سے کاغذ پر رگڑی اور اسے کاغذ دکھایا۔وہ آنکھوں سے کاغذ پر لکھے الفاظ پڑھ رہی تھی

"ہاسپٹل میں اشعر یا اشعر کے جاننے والوں میں سے کوئی ہوا تو وہ مجھے بہت ڈانٹیں گے "اور مسکرا دی۔ پھر جلدی سے رونی شکل بنائی۔

"اشعر یہاں کام نہیں کرتا فری۔۔ یہاں سارے سٹاف کو میں جانتی ہوں۔ یہاں کوئی اسے نہیں جانتا" وہ جیسے چڑ گئی تھی۔

اس نے ابرو اٹھا کر اشعر سے پوچھا کہ کیا کہے۔ اس نے کاغذ پر امی لکھ کر آگے سوالیہ نشان ڈال دیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔۔ لیکن آنٹی؟"

تاثیر نے سانس خارج کی "تم ساری عمر ڈرپوک ہی رہنا۔۔ میں کہہ رہی ہوں نا کہ ان کو کہہ دینا تم ٹھیک نہیں ہو، ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ لی ہے اور کہہ دینا کہ اشعر سے وہیں مل لوں گی۔۔ انھیں ساتھ مت لانا" وہ جلدی جلدی بولی تھی

اشعر نے پلکیں جھپکائیں۔

"ٹھیک ہے" پھر اس نے کاغذ پر قلم رگڑ کر اسے دیا۔ فری نے لکھے ہوئے الفاظ پڑھے

"مگر ملنا کس سے ہے؟"

تاثیر جیسے مسکرائی تھی

"ہے کوئی۔۔ تمھیں اچھا لگے گا"

فری نے برا سا منہ بنایا اور پھر سر ہلا دیا "اوکے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کل دوپہر دو بجے تک آجانا۔۔میں ویٹ کروں گی"

فری نے اوکے کہہ کر کال کاٹ دی۔پھر سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑے۔اشعر نے اسے گھورا"میں تو شاپنگ پر نہیں لے کر جاتا،فون چیک کرتا ہوں،ڈانٹتا ہوں"

اس نے اشعر کو دیکھا اور ہنس دی۔وہ بھی ہنسا تھا۔

"ہاں تو۔۔شاپنگ پر گئے بھی جیسے کتنے سال ہو گئے"اس نے منہ بنایا تھا

ااس نے سر اثبات میں ہلایا"ایک بار یہ معاملہ ختم ہو جائے،پھر ڈھیر ساری شاپنگ کریں گے"پھر فری کو گھورا"کیا کہہ رہی تھی آپ؟"

اس نے بھی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"کیا؟"

"میں آپ کو کہیں جانے نہیں دوں گا"وہ آگے کو ہوا اور غصے میں بولا"آپ کہیں جا کر تو دکھائیں میں آپ کی ٹانگیں توڑ دوں گا"

اس کا پورا منہ کھل گیا،آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔"میں نانو کو آپ کی شکایت لگا دوں گی۔۔پھر دیکھتے ہیں کس کی ٹانگیں ٹوٹتی ہیں"وہ مسکرا دی

وہ ہنس دیا"نانو نہ ہو گئیں کسی ملک کی مافیا ڈون ہو گئیں"

اس بات پر فری بھی ہنس دی"میں سوچ رہی تھی اس نے مجھے کس سے ملوانا ہو گا"وہ تھوڑی تلے مٹھی رکھے اسے دیکھ رہی تھی

"صبح پتہ چل جائے گا" اس نے اپنی فائل پکڑی اور الماری کی طرف بڑھا۔ فری نے کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھی "چائے بنانے چلیں؟"

اشعر نے الماری کے کھلے پٹ سے منہ نکال کر اسے دیکھا "آپ بنائیں گی؟"

اس نے منہ بنالیا "جیسی بھی بناتی ہوں، بناتی تو ہوں نا"

اس نے الماری کا پٹ بند کیا اور اس کی جانب بڑھا "جتنے اچھے منہ بناتی ہیں اتنی اچھی چائے بنائیں تو مزہ آجائے" پھر ہاتھ بڑھایا "چلیں آئیں۔۔ کچن میں تباہی مچاتے ہیں"

فری نے ہنستے ہوئے ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور دونوں اکٹھے باہر بڑھے تھے۔

رامین آج اپنے فلیٹ تھی۔ اسے کچھ سامان لینا تھا سو اس نے وہ لیا، پرس میں رکھا اور پھر باہر کی طرف بڑھی۔ اس کا رخ پتھر کی بڑی سی عمارت کی طرف تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر جا رہی تھی۔ اس نے سفید ہائی نیک شرٹ سفید ٹراؤزر پر اونٹ کے رنگ کا لمبا ٹخنوں سے تھوڑا اوپر تک آتا کوٹ پہن رکھا تھا۔ چشمے کے نیچے آنکھیں پر سکون تھیں اور وہ اس عمارت کی سب سے اوپر والی چھت پر آئی تھی۔ وہاں چھوٹی دیوار پر ٹانگیں لٹکائے کوئی پہلے ہی بیٹھا تھا۔ اس نے جیکٹ پہن رکھی تھی اور وہ مسلسل ٹانگیں ہلا رہا تھا۔ رامین آگے بڑھی اور اس کے ساتھ دیوار پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ ہوا سے اس کے بال لہرا رہے تھے، ناک سردی سے سرخ تھی۔ چنگیز نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرایا "کتنے سالوں بعد ہم یوں بیٹھے ہیں نا مینو" وہ اسے گھور رہا تھا

اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، آنکھوں میں اطمینان اور چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔

"چنگیز۔۔میں یہاں یادیں تازہ کرنے نہیں آئی ہوں" اس کے لہجے میں ایڈن برا کے موسم سے زیادہ سردی تھی

اس نے سانس خارج کی اور سامنے دیکھنے لگا" وہ تمھارا منکوح تھا۔ تمھارے دل میں اس کی محبت ڈال دی گئی تھی۔۔پھر بھی تم میرے ساتھ خوش رہتی تھی" اس نے پھر مینا کو دیکھا اور مسکرایا۔

اس نے سانس خارج کی "تم ایک اور بار تیمور کو بیچ میں لائے تو میں چلی جاؤں گی، میں اس کا موازنہ کسی کے ساتھ بھی برداشت نہیں کروں گی" اس نے تلخی سے کہا تھا

وہ ہنس دیا" محبت ہو گئی ہے مینو کو" وہ بلند آواز میں بولا تھا۔نیچے بہت نیچے گزرتی گلی میں سے اکا دکا لوگ گزر رہے تھے۔وہ سنجیدہ ہوا" مینو۔۔تمھیں اس سے محبت ہے تو ٹھیک ہے، تم اس کی فکر کرو اسے ہر چیز پر ترجیح دو تو سب ٹھیک۔۔میں تم سے محبت کا اظہار کروں تو غلط، میں تمھاری فکر کروں تو غلط، میں تمھیں حاصل کرنا چاہوں تو غلط" وہ بول کر خاموش ہوا۔

رامین کے گلے میں لٹکتا پینڈنٹ بول پڑا" رامین۔۔تیمور از کالنگ!"

چنگیز نے اس کی کمپس کو دیکھا مگر خاموش رہا۔

"جو جو۔۔مت اٹھاؤ۔۔اور ابھی مجھے مت بتانا"

جو جو خاموش ہو گئی اور پھر نہیں بولی۔رامین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"میں اس کے ساتھ بہت خوش ہوں چنگیز۔۔مجھے اس کے ساتھ رہتے کسی اور کی ضرورت نہیں ہوتی۔میں اور تیمور، ہمارا ایک گھر ہے اور ہماری ایک فیملی ہے۔تم ہم دونوں میں تیسرے فرد ہو، تیسرا فرد کہانی کا ولن ہوتا ہے اور ولن کے ہاتھ اکثر خالی رہ جاتے ہیں۔سو بہرام، ہر انسان کو زندگی موقع دیتی ہے کہ وہ ہیرو بننا چاہے گا یا ولن۔۔تم مجھے تیمور سے الگ کر بھی دو تو میں تمھیں کبھی نہیں ملوں گی۔۔تم تیسرے ہی رہو گے، میرا مشورہ ہے کہ تم اپنی زندگی میں واپس چلے جاؤ۔۔اپنی چھت پر کھڑے ہو کر دیکھو، دنیا بھری پڑی ہے۔تمھارے لیے بھی کوئی نا کوئی ہو گا جو تمھیں ویسے چاہے گا جیسے تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں چاہوں"اور خاموش ہو گئی

کچھ پل کی خاموشی"یعنی تم مجھے سمجھانے آئی ہو۔۔گڈ!"اس نے سر اثبات میں ہلایا"لیکن دل کے مریض باتوں سے صحت یاب نہیں ہوتے رامین اورنگزیب"وہ بھی سنجیدہ ہوا تھا۔

مینا نے سانس خارج کی"یہ ساری کتابی باتیں ہیں۔۔دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔۔تم دماغ سے دل کو استعمال کرو سب ہو جائے گا"

وہ مسکرایا"یہ جو مشورہ تم مجھے دے رہی ہو، میں تمھیں دیتا ہوں۔تم اسے چھوڑ دو، میرے پاس آ جاؤ۔۔دماغ سے دل کو استعمال کرنا مو و آن کر جاؤ گی"اور وہ رامین کو گھورنے لگا

مینا نے سانس خارج کی اور شانے ڈھیلے چھوڑ دیے "میں غلط تھی جو تمھیں سمجھانے آگئی۔۔میں اس شخص کو نہیں سمجھا سکتی جو یہ نیت کر کے بیٹھا ہو کہ اسے سمجھنا ہی نہیں ہے "اس نے نرمی سے کہا تھا وہ دانت پیستے اسے دیکھ رہا تھا۔پھر اس کی کہنی تھامی اور اس کا رخ اپنی طرف کیا

"تم کیا تھی مینا۔۔کچھ بھی نہیں،رونے دھونے والی ایک کمزور لڑکی۔۔میں نے تمھیں کیا سے کیا بنا دیا اور تم مجھے ہی چھوڑ کر جا رہی ہو،تمھیں بتاتا چلوں کہ تم میں میرا عکس ہے۔میں جھوٹ نہیں بولتا رامین "مینا اس سے اپنا بازو چھڑا رہی تھی،اس نے اسے جھنجھوڑا اور وہ اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

"مینو۔۔تم نہیں رہ سکتی۔تم اب نہیں رہ سکتی،جیسے چنگیز نہیں رہ سکتا۔تم میں اور مجھ میں ایک بھیڑیا ہے جو سیاہی مانگتا ہے۔یاد کرو مینو تمھیں اچھا لگتا ہے ناشکار کرنا،تمھیں اچھا لگتا ہے نا ایڈونچر کرنا،تمھیں ایک سکون سا ملتا ہے جب تم کچھ ایسا کرتی ہو جو عام لڑکی نہیں کرتی،تمھیں آزاد رہنا پسند ہے،تمھیں خوف اچھے نہیں لگتے۔۔مینو زیادہ عرصہ نہیں گزرتا اور تمھارا جی کرتا ہے کچھ ایڈونچر ہو،زندگی میں کچھ غیر معمولی ہو۔۔یہ بھیڑیا ہے،یہ تمھیں جگائے رکھتا ہے ویسا بھیڑیا جیسا مجھ میں ہے۔تم ان لوگوں کے لیے سفید ہو جن کو تم چاہتی ہو اور سیاہ ہو جو سیاہ ہوتے ہیں۔۔میں بھی ایسا ہی ہوں،میرا ایک حصہ تم میں ہے۔یہ تمہارا باطن ہے تم اس سے نہیں بھاگ سکتی،مجھ سے بھاگ لو مگر میں تو تمھارا عکس ہوں،میں تو تم میں ہوں۔باطن سے کوئی نہیں بھاگ سکتا،تم ایسی ہی

رہو گی، تم سیاہ بھی ہو اور سفید بھی مگر سرمئی نہیں ہو۔ سنو مینو میں تمھیں جانے دیتا ہوں مگر تمھارا باطن ہمیشہ ہنگامہ مانگے گا کچھ غیر معمولی کچھ ایسا جو کوئی عام انسان نہیں کرتا" اور اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا۔

وہ گلابی آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔ پھر دیوار سے اتری اور اس کا بازو اپنی طرف موڑ کر چلائی "تمھارا یہ فریب کام نہیں آئے گا۔۔ تم میرا باطن میرا اندر میرے لیے قید خانہ نہیں بنا سکتے، میں آزاد ہوں سنا تم نے میں آزاد ہوں" اس کا تنفس بڑھا تھا "تم اپنی مرضی سے غائب ہوئے اپنی مرضی سے گئے اور اب تم پچھتا رہے ہو اور تمھارا پچھتاوا کہتا ہے کہ رامین تمھیں حاصل ہو جائے، پھر سے پہلے جیسی ہو جائے تو یہ نہیں ہو سکتا۔۔ میں انسان ہوں اور انسان بدلتے رہتے ہیں میں بھی بدل گئی" اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور وہاں سے مڑ گئی۔ وہ چند قدم ہی دور گئی ہو گی کہ چنگیز کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

"مینو۔۔"

اور وہ ہنس دیا۔ وہ رکی، پھر مڑی اور اسے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں بندوق تھی جس کے نشانے پر رامین تھی۔ اس کا دماغ بھک سے اڑا، وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر چکی تھی۔ اس کو ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے، ٹھنڈ بڑھ گئی تھی اور اسے سانس لینے میں دشواری آ رہی تھی۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا، پھر بندوق کا رخ اپنی کنپٹی کی طرف کیا"تم نے اپنی قید خود بنائی ہے۔۔مجھے بلیم مت کرو، میں تو آزاد ہوں"

اور کہتے ہی وہ ایک منٹ نہیں رکا اور اس نے پیچھے کی جانب لڑھک گیا۔اس کی نظروں کے سامنے سے چنگیز چھت سے کودا تھا۔اس نے سر سے آسمان پیروں تلے زمین کھسک گئی، وہ برف ہوئی تھی مگر پھر بھی دیوار کی طرف بھاگی

"چنگیز۔۔"

اس نے دیوار پر ہاتھ رکھے اور نیچے کو جھکی تو وہ الٹا لٹک رہا تھا۔اس کا پیر پہلے ہی دیوار سے لگی ایک کھونٹی سے رسی کے ذریعے بندھا تھا۔رسی کافی لمبی تھی اور وہ الٹا لٹکتا ہنس رہا تھا۔مینا کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے جسم سے روح کھینچی ہے مگر نہیں۔۔اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے، منہ کھلا کا کھلا تھا، آنکھیں پھٹی تھیں اور رنگت زرد تھی۔وہ ایک قدم پیچھے ہٹی اور پھر ہٹتی گئی۔وہ مڑی اور پھر اندھا دھند بھاگی۔وہ بھاگتی جا رہی تھی، اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ کہاں تک جائے گی مگر اسے کہیں تو جانا تھا۔وہ بھی قیدی تھی ہم سب کی طرح!

یہ اگلی صبح کی بات ہے۔جس وقت وہ اٹھی ساڑھے نو کا وقت تھا۔تکیے تلے فون نکالا، تیمور کی بہت سی مسڈ کالز تھیں۔وہ کل سیدھا اپنے فلیٹ میں آئی تھی اور پھر آتے ہی سو گئی۔تیمور آیا تھا مگر اسے

سوتا دیکھ کر چلا گیا۔اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی، تیمور کی پھر سے کال آ رہی تھی۔اس نے کال اٹھا لی، گھٹنے سینے سے لگائے اور آنکھیں بند کر لیں۔اسے مزید نیند آ رہی تھی مگر بھوک بھی لگی تھی۔

"ہیلو۔۔"نیند بھری آواز

"مینو۔۔اٹھ گئی۔۔طبیعت کیسی ہے؟"اس نے ایک ساتھ اتنے سارے سوال کر لیے

اس نے سانس خارج کی"میں ٹھیک ہوں چوزو۔۔بھوک لگی ہے کہیں کھانے چلیں"

وہ جیسے مسکرایا تھا"تم تیار ہو، میں بس تمھیں لینے آیا"

اس نے کان سے فون الگ کیا اور سکرین بجھا دی۔وہ منہ بنائے اسی طرح بیٹھی رہی، کل والی باتیں کل والے واقعات ذہن سے محو نہیں ہوئے تھے۔پھر چنگیز کا اس کی طرف بندوق کرنا پھر چھت کی چھوٹی دیوار پر کھڑے ہو کر پیچھے کو گرنا اور مینا کا اس کی طرف ڈر کر بھاگنا اور اس کا دیوار سے الٹا لٹکنا۔۔اس کا دماغ پھر سے گھومنے لگا۔اس نے سر جھٹکا اور کھڑی ہوئی۔

واش روم سے نکلی تو بال کھلے تھے، آنکھوں پر سے چشمہ غائب تھا۔اس نے نیلے رنگ کا اوورال پہن رکھا تھا اور نیچے سفید شرٹ تھی۔اس نے الماری کھولی اور اپنے لیے کوٹ نکالا، آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر کوٹ پہنا اور خود کو دیکھتے چہرے پر کریم لگانے لگی۔اس نے عینک نہیں لگائی تھی سو اسے دور سے دھندلا نظر آ رہا تھا۔وہ آئینے کے قریب آئی اور ہونٹوں پر لپ سٹک لگائی۔پھر ہونٹ آپس میں مس کیے، گالوں پر ہلکا سا ٹنٹ لگایا اور ایک نظر خود کو دیکھا۔وہ آئینے کے بہت قریب تھی۔

اس نے ہاتھ بڑھایا اور اپنے عکس کو چھوا، پھر منہ کھولے چھوتی گئی۔ سیاہ آنکھیں ایک لمحے میں ہری ہوئیں اور وہ پیچھے ہٹی۔ وہ مسکرا نہیں رہی تھی مگر عکس مسکرا رہا تھا۔

"مینو تینو۔۔" پیچھے سے کسی مرد کی آواز آئی تھی۔ وہ آواز چنگیز کی تھی۔ اس نے چہرہ پیچھے موڑا اور وہ وہاں نہیں تھا۔ اس کا تنفس اس کی دھڑکن بڑھی تھی

"چنگیز تو مینو کے لیے ہی بنا ہے" اور ایک قہقہہ۔ اس نے سامنے دیکھا تو عکس پھر سے مسکرایا۔ اس نے تھوک نگلا اور ایک قدم پیچھے ہٹی۔ پیچھے بیڈ تھا اور وہ اس کی ٹانگ کو چھوا اور وہ بیٹھ گئی۔ ساتھ ہیئر برش پڑا تھا، اس کے میک اپ کا سامان بکھرا تھا۔

"تمھیں پتہ ہے چنگیز ساری دنیا پر صرف ایک لڑکی کو اہمیت دیتا ہے" دور کہیں سے ایک آواز آئی تھی

"کون؟" کسی لڑکی کی آواز تھی

"مینو۔۔" لڑکی اور لڑکے کی قہقہے ابھرے۔

مینا کی رنگت زرد ہوئی، اس کے ہونٹ خشک ہو چکے تھے اور آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔ اس نے پاس پڑے سامان سے فاونڈیشن پکڑی اور پوری شدت سے آئینے میں ماری "نہیں۔۔ نہیں۔۔" وہ چلا چلا کر سامنے عکس کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھیں ہری تھیں

سیاہ۔۔ ہری۔۔ ہری۔۔ سیاہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھناکے کی آواز آئی، کرچیاں اس کے پیروں میں تھیں۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور جینی اندر آئی۔ وہ بھی فکر مند تھی، اس نے آتے ہی شیشے کی بکھری کرچیاں دیکھیں، پھر مینا کو

"مینا۔۔" وہ اس کی طرف بڑھی اور اسے کندھوں سے تھام کر پیچھے کیا "دھیان سے"

اس کی زبان ابھی بھی خشک تھی، وہ یخ ٹھنڈی ہوئی تھی۔ جینی نے اس کی اڑی رنگت دیکھی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"کیا ہوا؟ تم ٹھیک نہیں ہو" اس نے مینا کے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

مینا نے اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں گلابی نم تھیں۔ اس نے گردن جھکا دی

“I lost my control over myself”

("میں نے خود پر اپنا کنٹرول کھو دیا")

اور آنسو آنکھوں کی قید سے آزاد ہو گئے۔ جینی نے اس کے آنسو صاف کیے

"اوہ مینا۔۔ رومت" پھر اس کے ہاتھ کو تھپکا "تم تو اتنی پیاری ہو، تمھیں کیا ہوا ہے؟" وہ بھی فکر مند ہوئی تھی

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ کمرے کے دہانے پر کوئی کھڑا تھا۔ اس نے گلا کھنکھارا "کیا سب ٹھیک ہے؟"

وہاں ضوفی کھڑی تھی جو اس تک آئی۔ اس نے مینا کو دیکھا اور دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں

"واٹ ہیپنڈ؟"

جینی نے نفی میں سر ہلایا"کچھ نہیں"اور مسکرائی

ضوفی نے شانے اچکائے"مینا تمھارے ہز بینڈ آئے ہیں"

مینا نے پہلے ضوفی کو دیکھا پھر جینی کو۔ضوفی چلی گئی اور اس نے جینی کا ہاتھ پکڑ لیا"تیمور کو کچھ مت بتانا"وہ رونے والی ہوئی تھی

اس نے سر اثبات میں ہلایا"اوکے۔۔ایزی رہو"

پہلے ضوفی باہر آئی تھی اور پھر مینا۔ تیمور اسے دیکھ کر کھڑا ہوا اور مسکرایا۔وہ بھی دھیما سا مسکرائی۔

اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور رامین نے تھام لیا۔

باہر فٹ پاتھ پر چلتے وہ مینا کو دیکھ رہا تھا جو چپ چپ سی تھی۔اس نے اس کے کندھے سے اپنا بازو ٹکرایا،وہ ذرا سا راستے سے ادھر ہوئی اور اس نے نظریں اٹھا کر تیمور کو دیکھا۔ تیمور نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں

"آج بڑی چپ چپ ہو،خیریت؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا،پھر مسکرا دی

وہ ذرا سا سا تھ ہوا اور سرگوشی کی"ہماری بیٹی کیا بہت تنگ کرتی ہے؟"

اور وہ ہنس دی۔اس کے مرجھائے چہرے پر ایک روشنی سی بکھری تھی۔اس نے تیمور کا بازو تھاما

"تمھیں کیسے پتہ وہ بیٹی ہے؟"

وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر آنکھیں چھوٹی کر کے بولا "بس ایسے ہی" شانے اچکائے "مجھے لگتا ہے"

مینا مسکرائی "اور اگر وہ لڑکا ہوا تو؟"

تیمور کی مسکراہٹ گہری ہوئی "تو بس پھر اللہ مالک ہے"

اور دونوں اکٹھے ہنس دیے۔ اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ کئی صدیوں بعد ہنس رہی تھی۔ اسے تیمور کا اسے ہنسانا اچھا لگ رہا تھا۔

انھوں نے ایک کیفے کے باہر بیٹھ کر ناشتہ کیا۔ وہ رامین کی پلیٹ میں خود ناشتہ ڈال رہا تھا، پھر کافی کپ اسے دیا۔ وہ کھوئی کھوئی سی تھی۔ اس نے کافی کپ منہ سے لگایا۔ پھر تیمور کو دیکھا جو ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"یہ تمھارا اینٹی ہیومن behavior کیوں ہے؟" اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔

اس نے کافی کپ میز پر رکھ دیا "میرا دل گھبرا رہا ہے" اس نے منہ بنایا تھا۔

تیمور نے اسے گھورا "ناشتہ ختم کرو شاباش"

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "تیمور میں کہہ رہی ہوں نا میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے" وہ چڑچڑی ہو گئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور نے ہاتھ بڑھایا اور اس کی طرف جھکا، اس نے مینا کا ہاتھ پکڑا تھا "ریلیکس۔۔کیا ہوا ہے؟ ہم بس چلنے لگے ہیں" مینا نے اپنا ہاتھ نہیں چھڑایا اور اسی طرح بیٹھی رہی۔

وہ اٹھا اور اندر کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ مینا وہیں کرسی پر بیٹھی رہی۔ اسے اپنے پیچھے ایک مرد کی آواز سنائی دی

"ہیلو مس ایشین" وہ اس آواز کو پہچانتی تھی

اس نے گردن موڑ کر دیکھا اور وہاں وہی اس دن والے تین انڈین لڑکے تھے جنھیں مینا نے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور مسکرایا

"اس دن والا بوائے فرینڈ تھا یا یہ والا؟" پھر ہنس دیا "ہینڈسم تو دونوں ہی ہیں" اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

مینا نے دانت پیستے اسے دیکھا مگر بولی کچھ نہیں۔ اس کے دل کی دھڑکن بڑھی تھی، وہ اندر کاؤنٹر پر کھڑے تیمور کو دیکھ رہی تھی

"نہیں میرا مطلب۔۔اٹس یور لائف" پھر اس کی طرف جھکا "ہز بینڈ کے ہوتے بوائے فرینڈ بنا لیتی ہو؟" اور ہنسا

اس سے مزید برداشت نہیں ہوا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھی، اسے گریبان سے تھاما اور آگے کو گھسیٹتے ہوئے اسے کیفے کی بڑی سی شیشے کی کھڑکی میں دے مارا۔ ارد گرد بیٹھے ہر شخص نے اسے

دیکھا تھا، کاؤنٹر پر کھڑے تیمور کے ہوش بھک سے اڑے، وہ فوراً اسی طرف بھاگا۔اسے پھر بھی قرار نہیں آیا،اس کی آنکھوں میں خون اترا

"کیا کہہ رہے تھے تم؟" وہ دانت پیستے غرائی تھی۔ جھکی اور اسے گریبان سے پکڑ کر ایک زوردار مکا اس کے گال پر رسید کیا۔لڑکے نے کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر مینا نے گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھا،اس کے ہاتھ پیر کانپ رہے تھے دماغ الگ درد کر رہا تھا،وہ عجیب کیفیت کا شکار تھی،وہ جھکی اور دونوں ہاتھوں میں روٹی کھڑکی کے کانچ کے بڑے بڑے ٹکرے لیے،کانچ پکڑتے وقت اس کے دونوں ہاتھوں میں بہت سا کانچ چبھا تھا۔ سرخ مائع کے قطرے ہاتھوں سے بہتے فرش پر گر رہے تھے۔ تیمور نے اس کا نام پکارا تھا مگر اس نے نہیں سنا۔وہ ایک دم کانچ کے بڑے ٹکرے لیے اس لڑکے کی طرف جھکی اور دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھائے مگر کسی نے اس کی کہنی تھامی اور اپنی طرف موڑا۔

"کیا کر رہی ہو؟" وہ بلند آواز میں چلایا۔

مینا کی نم سرخ آنکھوں نے اس چہرے کو پہلے بہت دفعہ دیکھا تھا۔

"ہوش میں آؤ مینا" اس نے دونوں ہاتھوں سے دونوں بازو تھامے اور اسے جھنجھوڑا۔وہ ہوش میں واپس آئی اور اس نے دونوں ہاتھوں میں پکڑا کانچ نیچے پھینک دیا۔ پھر اپنے کانپتے ہاتھوں کو دیکھا جو خون و خون تھے،اس نے تیمور کو دیکھا پھر ہاتھوں کو

"چوزو۔۔" وہ بری طرح رو رہی تھی۔اسے اب بے پناہ درد ہو رہا تھا۔اس نے پھر سے تیمور کو دیکھا اور گلا پھاڑ کر رونے لگی

"چوزو۔۔" یہ وہ نام تھا جو اس نے تیمور کو دیا تھا۔جو پیار میں یا غصے میں ناراضگی اور ضرورت میں وہ لیتی تھی۔

وہ آگے بڑھا اور جھکا،اس کے گرد بازو حمائل کیے اور دھڑکتے دل سے سے اسے خود سے لگا لیا

"میں یہ نہیں چاہتی تھی" وہ ہچکیاں لے رہی تھی،پوری کی پوری کپکپا رہی تھی "مجھ سے یہ ہو گیا" تیمور نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور آنکھیں بند کر لیں

"اٹس اوکے۔۔" مگر وہ نارمل نہیں ہوئی۔وہ اسی طرح روتی رہی "اٹس اوکے"

وہ خاموش ہوئی مگر ہچکیاں لیتی رہی۔وہ پیچھے ہٹا اور جیکٹ اتاری،اسے اس کے ایک ہاتھ کے گرد لپیٹا اور پھر ٹشو باکس سے بہت سے ٹشو لے کر دوسرے ہاتھ کو ڈھانپ دیا۔وہ ابھی بھی رو رہی تھی، لوگوں کا مجمع کم ہوا تھا مگر تھا۔اس نے رامین کے گال پر ہاتھ پھیرا،آنسو صاف کیے

"کچھ نہیں ہوا۔۔کچھ نہیں ہوا سنا تم نے"

وہ پوری کی پوری شدید کانپ رہی تھی۔اس نے روتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا اور تیمور نے سانس خارج کر کے والٹ نکالا،جتنے پیسے تھے سب وہیں رکھے اور اسے لیے وہاں سے چلا گیا۔ہنگامہ تمام ہوا!

فری گھر سے ہاسپٹل آئی تھی۔کچھ دیر بیٹھی اور پھر تاثیر کے ساتھ کیفے کی طرف بڑھی۔وہ اندر داخل ہوئیں اور ایک ستون کے ساتھ میز کے گرد کرسی نکالی اور آمنے سامنے بیٹھ گئیں۔وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی، مسکرائی اور فری کو دیکھا

"کسی کو پتہ تو نہیں چلا؟"

فری نے نفی میں سر ہلایا"نہیں۔۔"اور خاموشی سے بیٹھ گئی

تاثیر نے مینیو کارڈ پکڑا"کیا لو گی فری؟"

اس نے تھوک نگلا"کچھ نہیں۔۔آپ نے کس سے ملوانا تھا؟"تاثیر نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

فری دھیما سا مسکرائی"میں جلدی میں آئی ہوں۔آج کل اشعر جلدی آجاتے ہیں، سو اس لیے کہہ رہی تھی"

تاثیر مسکرائی اور اس نے مینیو کارڈ میز پر رکھا"فری۔۔تم نے ساری زندگی ڈر سہم کر گزار دی، اب تو آزاد ہو جاؤ۔اب تم اس شخص سے ڈر رہی ہو جس نے کبھی تم سے محبت کا دعویٰ کیا تھا"پھر سانس خارج کی

"تم کوئی جاب وغیرہ کیوں نہیں کرتی؟"اس نے فری کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"خود کو سٹینڈ کیوں نہیں کرتی؟"

Clubb of Quality Content

"میں؟" وہ کچھ گھبرائی تھی "مجھ سے یہ سب نہیں ہوتا۔ مجھے لوگوں میں الجھن ہوتی ہے" اس نے مایوس سا منہ بنایا تھا

تاثیر نے سینے پر بازو باندھ لیے "دیکھو فری، زندگی میں چھوٹے چھوٹے لیے گئے غلط جذباتی فیصلے کیسے ہمارا راستہ روک دیتے ہیں۔ تم نے مامون کے کہنے پر میڈیکل چھوڑا تھا نا، اس کو دیکھو وہ خود بھی آج سٹیبل ہے اور اس کی بیوی بھی۔ وہ دونوں خوش ہیں اور تم؟ تم ابھی بھی وہیں ہو" اس نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا

فری نے دونوں ہاتھ باہم ملائے گود میں رکھ لیے۔ پھر تاثیر کو دیکھا "آپ نے مجھے کس سے ملوانا تھا؟"

تاثیر مسکرائی "اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔ وہ بس آرہا ہے"

"آرہا ہے؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔

تاثیر آگے کو ہوئی "تم اسے جانتی ہو فری، ریلیکس!"

اب فری کا دل مزید دھڑکا تھا۔ پتہ نہیں تاثیر کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔

"کافی لو گی؟" اس نے ویٹر کو اشارہ کرتے اس سے پوچھا تھا

فری نے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے ویٹر کو پھر بھی دو کپ کافی کا آرڈر دے دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ پل بیتے، کیفے کے گلاس ڈور سے ایک مرد اندر داخل ہوا تھا۔اس نے سیاہ سن گلاسز لگائی تھیں اور وہ جینز شرٹ میں ملبوس تھا۔تاثیر کی طرف بڑھا اور گلاسز اتار کر شرٹ کے گلے میں لٹکا لیں

"ہیلو۔۔"وہ فری کو دیکھ کر مسکرایا۔وہ بھی مسکرا کر رہ گئی۔

تاثیر آگے کو ہوئی "فری۔۔"نشیب کی طرف اشارہ کیا "یہ نشیب ہے۔۔ہمارا کزن "پھر مسکرائی "اچھے سے جانتی ہو تم اسے۔۔ہمارے نکاح کی رات پھوپھو کی طبیعت بہت خراب تھی اور تب اسے اٹلی جانا پڑا۔۔تب سے بابا اس سے ناراض ہیں "فری وہ رات کیسے بھول سکتی تھی جس نے اس کی زندگی بدلی تھی

"آئی نو۔۔"وہ فقط اتنا ہی بول سکی

تاثیر مسکرائی "نشیب۔۔یو نو واٹ، فری کی شادی ہو گئی "

نشیب نے فری کو دیکھا اور مسکرایا۔

"تم دونوں نے بہت suffer کیا ہے، پتہ ہے تم دونوں ایک جیسے ہو "فری نے نشیب کو دیکھا جو کہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔دونوں کی مسکراہٹیں غائب تھیں "تم دونوں کے ساتھ ایک حادثہ ہوا، تم دونوں بہت عرصہ دور رہے، تم دونوں سے ممی بابا ناراض ہیں اور تم دونوں دوبارہ سے فیملی میں واپس آنا چاہتے ہو۔۔ہے نا تم دونوں کتنے ملتے جلتے ہو "

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فری کی رنگت سرخ پڑی تھی۔وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی،وہ نشیب سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

نشیب نے گلا کھنکھارا

"میرا خیال ہے تاثیر یہ بہت غیر مناسب ٹاپک ہے۔۔فری اور میں ہم دونوں بہت الگ ہیں۔۔ہم دونوں بہت ان کمفرٹیبل ہیں،تم پلیز کوئی اور بات کرو"اس نے دوبارہ فری کو نہیں دیکھا مگر وہ جان چکا تھا کہ وہ غیر آرام دہ محسوس کر رہی ہے۔

"ارے۔۔"وہ ہنس دی"میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی"پھر شانے اچکائے"اینی ویز مجھے کیا تم دونوں کی زندگی ہے جو چاہو کرو"

ویٹر کافی لے آیا۔اس نے ایک کپ اپنے سامنے رکھا اور دوسرا نشیب کے سامنے۔نشیب نے اپنا کپ فری کی طرف کیا اور اس نے سر نفی میں ہلا کر منع کر دیا۔تاثیر نے یہ سب دیکھا اور آنکھیں گھما دیں۔

"میں نے بابا سے تمھارے بارے میں بات کی ہے،تم اب ہمارے گھر آ جا سکتی ہو مگر تمھارا شوہر نہیں"وہ سنجیدہ سی بول رہی تھی

فری خاموشی سے سن رہی تھی البتہ اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔یہاں نشیب کے سامنے بات کرنے کی کیا تک تھی۔اس نے نشیب کو دیکھا

"میرا تم دونوں کو ایک ساتھ بلانے کا مقصد یہ تھا کہ فیملی میں تم دونوں پر پہلے ہی بہت سے الزامات ہیں۔۔ جس دن تم یہاں سے گئے تھے اسی دن فری بھی غائب ہو گئی تھی اور بابا کو یہی لگا تھا کہ تم دونوں ایک ساتھ بھاگ گئے"

اس نے بڑے فارمل انداز میں کہا تھا۔ فری یہ بات ہزار بار پہلے بھی سن چکی تھی اب تو اسے زبانی یاد تھا مگر نشیب نے پہلے مامون کی زبانی یہ سنا تھا اور اب تاثیر کے اپنے منہ سے سن رہا تھا۔ اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"ماموں مجھے اتنے سمجھدار تو لگتے تھے کہ کم از کم اپنی بیٹی پر ایسا الزام نہ لگاتے، کیا انھوں نے انویسٹیگیٹ نہیں کیا کہ ان کا بھانجا ان کی بہن اس کی بیٹی کہاں ہیں؟ کیا انھوں نے کبھی پتہ نہیں کیا کہ ان کی بیٹی کیسی ہے کہاں ہے؟" وہ تیز تیز بولا تھا

تاثیر نے سانس خارج کی "ان کا فری کے ساتھ کبھی اچھا بانڈ نہیں رہا۔۔ رہی بات تمھاری تو وہ اس قدر پریشان تھے کہ سمجھ نہیں آیا"

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ تم سب سنبھال لو گی" وہ جھٹ سے بولا تھا

"نشیب۔۔" وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی "وہ میرے پیرنٹس ہیں۔۔ میں ان کی پیرنٹ نہیں، میں سب نہیں سنبھال سکتی" اور کہہ کر اس نے سر جھٹکا

اس نے ایک نظر فری کو دیکھا،دل میں ایک افسوس سا ابھرا۔تاثیر کل بھی ایسی تھی آج بھی ایسی ہی ہے۔وہ کبھی نہیں بدل سکتی۔

"اب تم کیا چاہتی ہو؟"نشیب نے سانس خارج کی تھی

"یہی کہ تم دونوں بابا سے معافی مانگ لو۔۔پھر سے سب ٹھیک ہو جائے گا"اس نے شانے اچکائے اور کافی کپ منہ سے لگایا

نشیب کی بھنویں بھینچ گئیں"فری معافی مانگ چکی ہیں۔۔جیسا کہ تم نے ابھی کہا کہ وہ گھر آسکتی ہیں تو مطلب ماموں نے انھیں معاف کر دیا"اس نے ہاتھ سے فری کی طرف اشارہ کیا

تاثیر نے دائیں ابرو اٹھائی"تمھیں زیادہ ہی نہیں فری کا خیال"پھر ایک اور گھونٹ بھرا"اس کے حصے کی میں نے بابا سے معافی مانگی ہے،یہ خود نہیں گئی"اس نے سختی سے کہا تھا

وہ سانس لے کر رہ گیا۔وہ سب سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔اس نے شانے اچکائے"کب ملنا ہے ماموں سے؟"

تاثیر نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی"ایک دو دن تک بتاتی ہوں"

نشیب نے فری کو دیکھا پھر کافی کپ کو۔۔وہ تاثیر کو کیا ہی کہہ سکتا تھا۔نہ اس نے شادی سے پہلے اسے سکون لینے دیا نہ شادی کے بعد۔

وہ فون کی سکرین کو سکرول کر رہی تھی۔پھر نشیب کو دیکھا

"تم ایک کام کرو گے نشیب"

وہ متوجہ سا ہو کر بیٹھ گیا "کیا؟"

"فری کو گھر ڈراپ کر دینا، مجھے ایک ایمرجنسی ہے" اور وہ کھڑی ہو گئی۔

دونوں تاثیر کو دیکھ رہے تھے جس نے انھیں گھورا "کم آن۔۔ تم دونوں کزنز ہو، بی فارمل یار" اور کہہ کر وہاں سے چلی گئی

فری نے اس کے جاتے ہی شانے ڈھیلے چھوڑ دیے۔ نشیب نے سانس خارج کی اور اسے دیکھا

"یہ کبھی نہیں بدلے گی"

اور کھڑا ہو گیا "آئیں۔۔ آپ کو ڈراپ کر دوں"

اس نے والٹ نکالا اور کافی کے پیسے رکھے، پھر آگے کی طرف بڑھا۔ فری پیچھے ہی تھی

وہ دونوں کمرے میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کارپیٹ پر بیٹھے تھے۔ رامین کے ہاتھوں پر پٹیاں تھیں اور تیمور اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھا تھا اور خاموش سی تھی۔

تیمور نے خاموشی سے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا

"اتنا غصہ مینو۔۔ اتنے پیارے ہاتھ تھے دیکھو کیسے زخمی کر لیے۔۔ کیا ہوا تھا؟" وہ سیدھا ہوا، مینا نے اس کے کندھے سے سر اٹھایا اور گردن جھکا دی۔ اس نے اس کے گال کو چھوتے بالوں کو پیچھے کیا اور اس کی تھوڑی اٹھائی، اپنی طرف متوجہ کیا

"بتاؤ۔۔کیا چل رہا ہے تمھارے دماغ میں" وہ سنجیدہ سا تھا" ناشتے کے وقت بھی تم ایسے چپ چپ سی تھی، پھر وہ سب"

وہ خاموش رہی۔اسے کچھ نہیں بولنا تھا۔اس نے مینا کے کندھے پر ہاتھ رکھا

“Trust me .. I am your twin flame”

("مجھ پر یقین رکھو۔۔میں تمھارا ٹون فلیم ہوں")

مینا نے اسے دیکھا،اس کے لب ہلے "تم مجھے جج تو نہیں کرو گے۔۔مجھ سے خفا تو نہیں ہو گے ؟مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گے ؟"اس کی آنکھوں میں ایک انجانا خوف تھا

تیمور نے سانس خارج کی۔

"مینو۔۔میں کس کانٹریکٹ پر سائن کروں کہ تمھیں یقین آئے گا کہ میں تمھیں نہیں چھوڑوں گا ۔۔نہیں چھوڑ سکتا"

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔اس کی آنکھیں گلابی ہوئیں "میں کل چنگیز سے ملی تھی"

اس نے تیمور کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما

"ایک وقت میں وہ میرا اچھا دوست رہا ہے بس اسی لیے میں اس سے ملنے گئی تھی کہ شاید میں اسے سمجھا سکوں کہ میرے راستے میں مت آؤ۔۔میں تمھارے ساتھ خوش ہوں مجھے ایسے ہی رہنے دے"

اس نے تیمور کی آنکھوں میں جھانکا۔شاید وہ ڈانٹے کہ کیوں گئی تم؟ تمھیں منع کیا تھا وغیرہ وغیرہ ۔۔مگر وہ خاموش رہا

"اچھا پھر؟"اس کی آواز نرم تھی۔کسی مہربان کی طرح"پھر کیا ہوا؟"

"اس نے مجھے مینٹلی ڈسٹرب کر دیا۔۔اس نے مجھے کہا کہ میں قیدی ہوں، میں قید نہیں توڑ سکتی۔ تیمور میں سیاہ ہوں، مجھے ایڈونچرز کا شوق ہے۔میرے اندر ایک بھیڑیا ہے جو ہر وقت ہنگامہ چاہتا ہے، جسے ہر وقت کوئی سیاہی چاہیئے ہوتی ہے۔اس نے مجھ سے کہا کہ مجھ میں اس کا عکس ہے، میں اس سے کبھی نہیں بھاگ سکتی، میرا باطن میری حقیقت یہی ہے کہ میں ہمیشہ ایسی ہی رہوں گی"اور وہ خاموش ہو گئی۔

وہ اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کا سر اپنی ران پر رکھا، وہ دائیں کروٹ لے کر لیٹ گئی۔وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا

"مینو۔۔ہم سب قیدی ہیں۔ہمارے بہت سے زندان ہیں، ہم کبھی مکمل آزاد نہیں ہو سکتے۔ کبھی ہم کسی شخص میں قید رہتے ہیں، کبھی وقت کی قید میں رہتے ہیں، کبھی لوگوں کی کبھی یادوں کی، کبھی کسی برے لمحے کی، کبھی بچپن کے کسی حادثے کی، کبھی جوانی کے کسی ٹریگر کی، کبھی کسی زخم کی اور یہ قید ہمارے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے۔ہم ایک قید سے نکلتے اور پھر دوسری قید میں جا گرتے ہیں۔ کبھی ہم کہتے ہیں کہ ہمیں لوگوں سے فرق نہیں پڑتا مگر کسی ایک انسان کی رائے اتنی طاقتور ہوتی ہے کہ

ہم اسے سارا دن سوچتے ہیں۔ کبھی ہمیں ہمارا بچپن اس قدر ٹراما دے جاتا ہے کہ ہم جوانی کے کئی لمحات اس کی وجہ سے نہیں جی پاتے، کبھی کسی دوست کا جانا ہمیں اس میں قید کر جاتا ہے کہ ہم بہت وقت لگتا ہے اس زندان سے نکلنے اور نئے لوگوں سے ملنے میں۔۔کچھ تو اپنی قید کے عادی ہو جاتے ہیں، وہ اس قید کو سجاتے ہیں اور ساری عمر ایسے ہی رہتے ہیں۔ ہم بھی قیدی ہیں، ہم سب!" اس نے رامین کے ہاتھ کو ہاتھ میں لیا، پھر ہونٹوں سے لگایا" میں بھی قیدی ہوں حالانکہ میں قید نہیں رہنا چاہتا مگر مجھے تمھاری قید اچھی لگتی ہے۔ مجھے اچھا لگتا ہے کہ میرے راستے میں تم بیٹھی ہو۔ تمھاری قید میں ہوں، تمھیں میرے آگے کچھ نہیں نظر آتا مگر چنگیز۔۔وہ عجیب ہے۔اسے پتہ ہے کہ تمھیں کیسے ٹریگر کرنا ہے اور وہ تمھیں ٹریگر کر کے چلا جاتا ہے۔ وہ خود میں قید تھا، وہ اگر تم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے، جس سے محبت کی جاتی ہے اسے آگے بڑھنے دیا جاتا ہے اسے روکا نہیں جاتا۔۔اس کو تکلیف نہیں دی جاتی اس کی ہر تکلیف کم کی جاتی ہے، وہ تمھیں ٹارچر کرتا ہے کہ تم ہر وقت اسے سوچتی رہو اور تم سوچتی ہو مینو کیونکہ تم بھی خود کو ایسے ہی سمجھنے لگتی ہو۔۔تم میں اس کا عکس ہے اور وہ جو بھی بولتا ہے وہ صرف تمھیں ٹریگر کرتا ہے۔۔اس کے بعد جو ہوتا ہے وہ ٹریگر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ غلط کہتا ہے کہ تمھارا باطن سیاہ ہے۔ تمھارا باطن کبھی سیاہ ہو ہی نہیں سکتا، محبت کرنے والوں کے باطن سیاہ نہیں ہوتے" وہ خاموش ہو گیا۔ مینو سکون سے اسے سن رہی تھی

"ہماری زندگی میں نہ کوئی ہماری مرضی سے آتا ہے نہ جاتا ہے۔یہ پہلے سے طے ہوتا ہے، کچھ لوگوں کو ہم اٹریکٹ کرتے ہیں کوئی ہمیں، کچھ یونہی مل جاتے ہیں۔جب بھی کوئی بھی شخص ہم سے دور جاتا ہے وہ ہم میں اپنی تھوڑی سی عادات چھوڑ جاتا ہے۔جیسے ہمارے دوستوں کی بہت سی عادات، وہ دوست جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ہم ان کی طرح ٹائپنگ کرتے ہیں ان کی طرح بولتے ہیں ان کی طرح لکھنے لگتے ہیں کبھی ہمارا ڈریسنگ سٹائل ان سے ملنے لگتا ہے۔۔کبھی وہ ہماری طرح بولنے لگتا ہے ہماری طرح کھانے لگتا ہے، ہر چھوڑ کر جانے والی شخص اپنا کچھ حصہ ہم میں چھوڑ کر جاتا ہے۔وہ بھی چھوڑ گیا تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔کوئی تمھیں نہیں ڈیفائن کرتا، مینو تمھارا ہنسنا رونا میرے ساتھ لڑنا سب تمھاری اپنی شخصیت ہے۔تم میں کوئی چنگیز نہیں ہے، تمھارے ساتھ رہنے والے کبھی تم سے تنگ نہیں آئے، تم نے کبھی اپنے چاہنے والوں کو ہرٹ نہیں کیا، تم تو خیال رکھتی ہو، بیلی اشعر مامون میرے ساتھ خالہ کے ساتھ عافی ملیحہ ماما تم نے کسی کو کبھی ہرٹ نہیں کیا جبکہ وہ تو ظالم ہے۔۔اس نے تو خود پر بھی ظلم کیا ہے اور تم پر بھی۔۔ہر انسان دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اور اس کی اپنی شخصیت کا اپنا چارم ہوتا ہے۔کوئی اس سے اس کا وہ چارم نہیں چھین سکتا۔۔اگر وہ کہتا ہے کہ اس نے اپنا آپ تم پر انویسٹ کیا ہے تو ہم سب کہیں نہ کہیں اپنا آپ کسی نہ کسی عزیز پر انویسٹ کرتے ہیں۔۔ماں باپ اولاد پر اچھا دوست اپنے دوست پر استاد اپنے بچوں پر۔۔یہی زندگی ہے، پوری زمین ایسے ہی انسانوں سے بھری ہے اور سب ایک دوسرے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔

تم نے ایک اچھی دوست بن کر اس کی انویسٹمنٹ صحیح ثابت کی مگر وہ کہیں اور چل پڑا۔۔اس نے تمھیں ہرٹ کیا ہے تو تمھیں خود کو خود بچانا ہے، میں کوئی فکسر نہیں ہوں۔میں بس تمھیں سمجھا سکتا ہوں مینو تمھیں آئینہ دکھا سکتا ہوں۔۔ تمھیں ہر اس شخص سے خود دور ہونا ہے جو تمھاری ذات کو، تمھیں ڈسٹرب کرے۔۔کسی انسان کو حق نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو ہرٹ کرے،دوست بھی ہرٹ کرنے لگے تو اس سے دور ہو جاتے ہیں مینو، تم اپنا خیال خود رکھ سکتی ہو۔اس کی باتیں عام ہوتی ہیں مگر اس کا لہجہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ تمھیں ٹریگر کرتا ہے، تم ٹریگر ہونا چھوڑ دو وہ کچھ نہیں کر سکتا"اور خاموش ہو گیا

رامین نے اس کے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھا۔

"تھوڑا وقت خود کے ساتھ گزارو۔۔خود کو سمجھو تم ٹھیک ہو جاؤ گی" یہ اس کے آخری الفاظ تھے۔

اس نے تیمور سے کچھ نہیں کہا تھا۔وہ اب پر سکون تھی۔

"پارٹنر۔۔"وہ اس کے چہرے کو دیکھ کر مسکرایا

اس نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا"پارٹنر۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی تو وہ ہنس دیا"ڈرامے کر الوان سے"

اس نے اس کے گھٹنے پر چٹکی کاٹی اور پھر پر سکون سی لیٹی رہی۔سارے ایڈن برا میں اب سکون تھا۔

سیاہی نے ہر سو پر دے تانے تھے۔چرند پرند سونے کے لیے گھروں کو پہنچ گئے اور ہر سو اندھیرا چھا گیا۔ایسے میں فری ہینگنگ چیئر پر بیٹھی لیپ ٹاپ پر کچھ لکھ رہی تھی۔اس سے کچھ فاصلے پر کاؤچ پر نیم دراز سا اشعر بیٹھا تھا جس کے ہاتھ میں فون تھا اور کانوں میں ایئر پوڈز۔وہ سکرین سکرول کر رہا تھا۔ وہ مطمئن اور پر سکون سی لکھ رہی تھی۔

"کوئی جیسا ہے لوگ اسے ویسا کیوں نہیں رہنے دیتے؟کسی کے پاس تو جینے کے لیے بس ایک خیالی دنیا ہوتی ہے۔ایک خواب سا تصور سا،اپنی مرضی کا خیال اور من چاہے کردار۔وہ سب چیزیں جو اسے اس دنیا میں نہیں مل سکیں،جو وہ حاصل نہیں کر سکا وہ سب اگر اسے خیالوں کی دنیا میں مل رہا ہے تو اس میں برا ہی کیا ہے؟اس سے کسی کا نقصان نہیں ہوتا،اس سے کوئی ہرٹ نہیں ہوتا،اس سے کسی کا دل نہیں دکھتا اور نہ کوئی ڈسٹرب ہوتا ہے۔زندگی کی تلخیوں اور محرومیوں کو بھلانے کے لیے اگر وہ چند لمحے اپنے خیالوں میں اپنے من پسند کردار کے ساتھ گزار لے تو کیا برائی ہے اس میں؟وہ جسے لوگوں میں گھٹن ہوتی ہے،وہ جسے سوشلائز ہونا نہیں آتا،وہ جو بہت زیادہ سوشل نہیں ہے،جس کی فطرت ہی ایسی ہے کہ وہ اپنے دائرے میں رہتا ہے لوگ اسے انٹروورٹ کہیں یا کچھ بھی۔۔کم از کم وہ کسی کا نقصان تو نہیں کر رہا نا،لوگ اسے بھی جینے نہیں دیتے۔نہ تو لوگوں نے اس کے خیالوں کا بل دینا ہے نہ انھیں کوئی خرچا کرنا ہے مگر پھر بھی اس کے دائرے میں گھس کر اسے بھی ڈسٹرب کرتے ہیں۔ہاں نہیں بنایا اللہ نے سب کو ایک جیسا،اسے نہیں اچھا لگتا بھرے مجمعے میں لوگوں سے

کھل کر ملنا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے خود سے محبت نہیں ہے اور وہ احساس کم تری کا شکار ہے۔اسے بھی جینے کا حق ہے اور میرا ماننا ہے کہ اسے اس کی دنیا میں رہنے دو، وہ خوش تو ہے نا۔۔ اس کی خوشی کی قیمت کوئی ادا نہیں کرتا" وہ لکھتے لکھتے رکی اور الفاظ جذب کیے۔یہ الفاظ اس کا اپنا آئینہ تھے۔اس نے سانس خارج کی اور انگلیاں کی پیڈ پر چلنے لگیں۔

اس سے کچھ قدم دور فاصلے پر بیٹھا اشعر مامون سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔اس نے ایئر پوڈز اتار کر ایک طرف رکھے اور کھڑا ہو گیا۔ہاتھ ریلنگ پر جمائے اور نیچے جھانکنے لگا

"آپ سنائیں۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" وہ مسکرا کر مامون سے اس کا حال پوچھ رہا تھا۔اس کے ساتھ کال پر مامون کے علاوہ ایک اور شخص بھی شامل تھا

"ہاں سب ٹھیک۔۔" اس نے گلا کھنکھارا" یہ ہمارے ساتھ کال پر نشیب موجود ہے۔نشیب جس کے بارے میں میں نے تمھیں بتایا تھا، فری کا کزن پھوپھو کا بیٹا" وہ اسے کل والی گفتگو یاد کروا رہا تھا

"جی جی۔۔یاد ہے مجھے" اس نے سر ہلایا تھا

"فری ہے تمھارے پاس؟" مامون نے سوال کیا تھا

"جی۔۔وہ یہیں بیٹھی ہیں، بلاؤں انھیں؟" اس نے فری کو دیکھا جو کہ ابھی بھی لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ تھی

"ہاں ہاں بلاؤ۔۔ضروری بات کرنی ہے"

اشعر اس کی طرف متوجہ ہوا، چلتا ہوا اس تک آیا اور اس کی سکرین کو ذرا سا نیچے کیا تو اس نے گردن اٹھا کر اشعر کو دیکھا۔اس کی آنکھوں میں سوال تھا۔اشعر نے فون کی طرف اشارہ کیا" یہ مامون بھائی ہیں۔۔بات کر لو"

اس نے پہلے اشعر کو دیکھا پھر فون کو،اس سے فون لیا۔دل عجیب دھڑکا تھا،گلے میں ایک درد سا ہوا تھا۔اتنے سال بعد وہ اس سے بات کر رہا تھا ورنہ شادی کے بعد اس کی کبھی مامون سے بات نہیں ہوئی تھی

"فری۔۔"اس کی آواز فری کی سماعت پر اثر کر رہی تھی۔اس نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا اور کھڑی ہوئی۔وہ اس سے اس کا حال پوچھ رہا تھا

"میں ٹھیک ہوں آفندی۔۔آپ کیسے ہیں؟"اس کے ساتھ اشعر کھڑا تھا جو نیچے باغ میں دیکھ رہا تھا

"میں بھی ٹھیک ہوں"ایک لمحے کا توقف "آج تم تاثیر سے ملی تھی،نشیب تمھارے ساتھ تھا"

"جی۔۔"اشعر اب اس کی طرف متوجہ ہوا تھا

"مجھے نشیب نے ساری بات بتا دی ہے۔۔آئی ہوپ اشعر کو بھی پتہ ہو گی"

فری نے اشعر کو دیکھا"جی۔۔انھیں پتہ ہے"

مامون جیسے مسکرایا تھا"گڈ!"پھر توقف کیا"تمھیں کیا لگتا ہے تاثیر تمھیں کیوں تمھارے بابا سے ملوا رہی تھی وہ بھی نشیب کے ساتھ؟"

فری نے شانے اچکائے "پتہ نہیں۔۔وہ کہہ رہی تھی کہ معافی مانگ لو"

مامون ہنس دیا۔پھر خاموش ہوا "مسز اشعر۔۔اس نے جو آپ پر الزام لگایا تھا کہ آپ اور نشیب ایک ساتھ کیوں غائب ہوئے تھے وہ سچ ثابت کرے گی،خود کو اچھا ثابت کرے گی اور پھر تمھیں قابلِ رحم حالت پر چھوڑ دے گی۔نہ تم وضاحت دے سکو گی اور اپنے بابا کے سامنے شرمندگی الگ سے"

فری نے ایک نظر اشعر کو دیکھا اور پھر تھوک نگلا۔اس کا دل بہت زوروں سے دھڑکا تھا۔ایک لمحے کے لیے اس نے سوچا تھا کہ رہنے دے سب کچھ،اپنی زندگی میں واپس آئے مگر اسے اس کا بچہ یاد آگیا۔

اشعر نے اس کے ہاتھ سے فون لیا "پھر ہم کیا کریں مامون بھائی؟"

کچھ لمحوں کا توقف "میں ڈاکٹر طلعت کو پچھلے کئی سالوں سے جانتا ہوں۔تاثیر کی بات ان پر بہت اثر کرتی ہے۔باقی میں جیسا کہتا ہوں نشیب ویسا کر لے گا۔۔فری بس محتاط رہے،جس سوال کی سمجھ نہ آئے جواب نہ دے"

اشعر نے فری کی طرف دیکھا۔پھر پلکیں جھپکائیں اور فری نے سر اثبات میں ہلا دیا۔کچھ دیر بات کرنے کے بعد اس نے کال کاٹ دی

فری نے سانس خارج کی "تاثیر بہت چالاک ہیں"

وہ مسکرایا "کوئی بات نہیں۔۔ہم ہیں نا،وہ کچھ بھی نہیں کر سکتیں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور مسکرا دی۔زندگی عجیب امتحان تھی۔

"وہ آج بھی عجیب سی باتیں ہی کر رہی تھی، مجھے اتنا عجیب لگ رہا تھا مطلب نشیب کے سامنے کیوں میرا ذکر کیے جا رہی ہے۔۔ عجیب" اس نے سر جھٹکا

اشعر نے سمجھ کر سر ہلایا "شر کی عمر زیادہ لمبی نہیں ہوتی۔۔ان کا وقت بھی تمام ہو گا"

فری نے شانے ڈھیلے چھوڑے۔وہ آسمان گھور رہی تھی

رابیل آفس سے نکلی اور سیدھا گھر کی طرف بڑھی۔اس کی سفید کار دروازے کے سامنے کھڑی تھی، ہارن بجا اور کچن میں فرحت کے ساتھ کام کرواتی فاطمہ کی آنکھیں چمکیں۔اس نے کام وہیں چھوڑا اور باہر کی طرف بڑھی۔بھاگ کر گیٹ کھولا اور رابیل اپنی کار اندر لے آئی۔وہ باہر نکلی اور سامنے کھڑی فاطمہ کو دیکھ کر مسکرائی، پھر اس کے گال کو تھپتھپایا

"تم تو میرے ہی انتظار میں تھی"

وہ ہنس دی "آپ کی گاڑی کا ہارن یاد ہے" وہ ساتھ ساتھ اندر بڑھی تھیں۔سامنے صوفے کے ہتھ کو پکڑ کر کھڑا صارم اسے دیکھ کر مسکرایا اور اس کی طرف بڑھا۔اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور اس کا گال چوما۔

فرحت بھی کچن سے باہر آ گئی تھیں، اسے دیکھ کر مسکرائیں اور اس کے گلے لگیں۔

"آج کہاں سے یاد آ گئی ہماری"

رابیل ہنس دی "آپ کبھی بھولتی ہی نہیں ہیں امی" پھر ان سے الگ ہوئی۔

کمرے سے فری کے ساتھ اس کی نانی باہر آرہی تھیں۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائیں "دیکھو تو کون آیا ہے؟" اس نے صارم کو نیچے اتارا، آگے بڑھی اور ان کے گلے لگی۔

"آئی مس یو نانو"

وہ اس کی کمر تھپک رہی تھیں "کال پر بھی تھوڑی سی بات کرتی ہے اور مکھن لگانا ہو تو مس یو کہہ دیتی ہے"

وہ ہنس دی اور ان سے جدا ہوئی۔پاس کھڑی فری کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا "کیسی ہو؟"

وہ مسکرادی "اچھی ہوں"

صوفے پر بیٹھی رانیہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی، رابیل نے اسے دیکھا اور سر کے خم سے سلام لی۔

پھر دوبارہ صارم کو اٹھالیا اور اسے گود میں بٹھائے صوفے پر بیٹھ گئی۔گلشن آرا بھی ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔فرحت کچن میں تھیں

"امی۔۔زیادہ تکلف مت کیجیئے گا" اس نے باہر سے ہی آواز دی تھی۔وہ جلدی سے باہر آئیں

"اچھا۔۔تم مجھے یہ بتاؤ مامون بھی آئے گا؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "تھوڑی دیر سے آئیں گے۔۔شاید ڈنر کے وقت" اور جھک کر گود میں بیٹھے بچے کا گال چوما۔وہ ہاتھ بڑھا کر رابیل سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے سمجھ رہی تھی۔

فرحت واپس کچن میں چلی گئیں، فاطمہ نے اس کے سامنے جوس کا گلاس رکھا۔وہ مسکرائی اور اپنا پرس پکڑا، اندر جھانکا اور ایک چھوٹا ڈبہ نکالا۔وہ صارم کو دیا، وہ آنکھیں پھاڑے ہونٹ گول کیے خوشی اور حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اسے کھولو تو" اس نے اس کے پیٹ میں گدگدی کی تھی اور وہ ہنس دیا۔

فاطمہ صوفے پر بیٹھی دیکھ رہی تھی، اسے پتہ تھا ابھی اس کی بھی لاٹری نکلنی ہے۔رابیل نے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور گول گول گولڈن فوئل میں کور ہوئیں چاکلیٹ کا چھوٹا دل کی طرح بنا ڈبہ اسے دیا۔ اس کی آنکھیں چمکیں

"تھینک یو۔۔" اور وہاں سے بھاگ گئی۔

اس کی گود میں بیٹھا صارم چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنا ڈبہ کھول رہا تھا۔

"پہلے مینو ہوتی تھی وہ چکر لگا جاتی تھی، بیلی تم تو مصروف ہی بہت ہوتی ہو" انھوں نے منہ بنا کر شکوہ کیا تھا۔

رابیل مسکرا دی "نانو۔۔آپ کہیں تو مامون کو گھر داماد بنا لیتے ہیں۔۔ہفتے کے چار دن یہاں اور تین دن وہاں، میں بھی ادھر آپ کا داماد بھی ادھر"

اور دونوں ایک ساتھ ہنس دیں "اللہ خوش رکھے" انھوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔

باہر ایک اور گاڑی کا ہارن بجا تھا، فاطمہ کچن کے بیک ڈور سے نکلی اور دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولا اور رابیل کی خالہ تھیں۔ وہ انھیں دیکھ کر مسکرائی مگر وہ مسکرا بھی نہ سکیں۔ فرحت نے کچن کی کھڑکی سے انھیں دیکھ لیا تھا، پھر باہر کی طرف بڑھیں اور ان کے گلے لگیں

"کیسی ہیں آپا؟"

وہ بس سر ہلا کر رہ گئیں۔ لاؤنج کے دروازے سے اندر آئیں تو رابیل کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔ وہ کھڑی ہوئی اور سر کے خم سے سلام لی۔ پھر بیٹھ گئی۔ وہ پہلے سے کمزور ہو گئی تھیں، میک اپ کے بغیر چہرہ بھی زرد لگ رہا تھا۔

وہاں ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ رابیل نے خاموش نظروں سے اپنی نانو کو دیکھا اور پھر صارم کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس کا ڈبہ کھل گیا تھا اور اندر بہت سی جیلیز اور چاکلیٹ بالز تھیں۔ فرحت اپنی بہن کے پاس آ کر بیٹھی تھیں، انھیں پانی دیا مگر انھوں نے پانی نہیں پیا اور رونے لگیں۔ وہ آنکھوں پر دوپٹہ رکھے رو رہی تھیں، پاس بیٹھی رابیل کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔ پیچھے صوفے کے ہتھ پر بیٹھی فری بھی سنجیدہ سی انھیں دیکھ رہی تھیں۔ وہ سب جانتے تھے کہ وہ کیوں رو رہی ہیں؟

"صبر کرو صبیحہ۔۔ اللہ شفا دے گا" گلشن آرا اداس لہجے میں بولی تھیں۔

انھوں نے آنکھیں خشک کیں اور پھر پانی کا گلاس لبوں کو لگایا۔ ایک نظر رابیل کو دیکھا جو کہ خاموش سی سنجیدہ سی بیٹھی تھی۔ کچھ پل کی خاموشی اور پھر وہ رابیل سے مخاطب ہوئیں

"تمھارا شوہر نہیں آیا؟"

"خالہ شام کو آئیں گے "اس نے سادگی سے جواب دیا تھا

انھوں نے سر ہلایا "ہاسپٹل آیا تھا۔دیکھ کر چلا گیا،اسے کہو تیمور کا پیچھا چھوڑ دے اب۔اسے واپس بھیجے اس کے گھر،اس کے باپ کو اس کی ضرورت ہے۔اس کی ماں،جادو گرنی۔۔اس نے ہم پر جادو کروایا ہے۔۔رات دن بددعائیں دیتی تھی،اس کی وجہ سے میرا شوہر آج اس حال میں ہے۔اللہ انھیں بھی خوش نہیں رکھے گا،وہ بھی دیکھنا ایسے ہی روئیں گے جیسے میں رو رہی ہوں "اور پھر سے رونے لگیں۔

رابیل کی آنکھیں گلابی پڑیں۔اس نے پہلے اپنی ماں کو دیکھا پھر نانی کو،صارم کو صوفے پر بٹھایا اور پھر اندر آگئی۔اس سے مزید نہیں برداشت ہوا،اس کی خالہ جسے کوس رہی تھیں وہ اس کا گھرانہ تھا اور وہ گھرانہ کبھی بددعاؤں کے لائق تھا ہی نہیں۔۔وہ کھڑکی کے پاس کھڑی خاموشی سے باغ کو دیکھ رہی تھی

مغرب بیتے کئی ساعتیں ہو چکی تھیں۔لاؤنج کے دروازے سے اشعر داخل ہوا،وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔صوفے پر بیٹھی خالہ کو دیکھ کر ٹھٹھکا پھر سلام لی،پاس کھڑی فری کو دیکھ کر مسکرایا اور عین اس کے سامنے کھڑے ہو کر سرگوشی کی "آپی کہاں ہیں؟"

اس نے رابیل کے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔وہ باہر اس کی کھڑی گاڑی دیکھ چکا تھا۔اس نے کمرے کا دروازہ بجایا،اندر داخل ہوااور کاؤچ پر بیٹھی رابیل اسے دیکھتی کھڑی ہوئی،پھر اس کی طرف بڑھی۔وہ مسکرا کر اس کے کندھے لگی تھی

"یو بزی بزی پیپل۔۔کیسے ہو؟"

وہ مسکرایااور اس سے الگ ہوا"اچھا ہوں"پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"ایسے سرپرائز دینے ہوتے ہیں تو پہلے بتادیا کریں۔۔میں جلدی آجاتا"

رابیل مسکرادی"میرے پاس تو ڈاکٹروں کا پورا خاندان ہے۔ہاسپٹل میں آپ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے"

وہ ہنس دیا۔پھر سر اثبات میں ہلایا"مامون بھائی نہیں آئے؟"

ااس نے سر ہلایا"آرہے ہیں"پھر باہر کی طرف اشارہ کیا"محاذ تیار ہے"

اشعر نے ہونٹ سکیڑے"خالہ کو پتہ نہیں کیسے خبر ہوتی ہے،جب بھی آپ آتی ہیں تب ہی تشریف لاتی ہیں"

رابیل نے سانس خارج کی"میں سوچ رہی ہوں مامون کو منع کر دوں۔۔خالہ ابھی پریشان ہیں اور انھیں باتیں سنادیں گی"پھر آنکھیں چھوٹی کر کے سرگوشی کی"خالو۔۔تمھیں پتہ ہے نا"

اشعر نے سر اثبات میں ہلایا"جی۔۔اس میں ان کا کیا قصور"اور سر جھٹکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم بتاؤ۔۔میں مامون منع کر دوں۔۔گھر جا کر بتا دوں گی کہ کیا ہوا تھا" وہ اشعر کو سوچتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔اس کی نظریں بھی جھکی تھیں۔

اشعر اس کی بات سن کر کچھ سوچ رہا تھا،ابھی وہ کچھ بولتا باہر ایک اور گاڑی کا ہارن بجا تھا۔پھر بیل بجی۔ان دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملیں۔وہ جان چکے تھے مامون آ چکا ہے

"اب؟" رابیل کے ہونٹ ہلے تھے۔

اشعر نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا" وہ دیکھ لیں گے،ڈونٹ وری" اس نے پلکیں جھپکائیں اور اسے تسلی دی" آجائیں۔۔"

دروازہ کھلا اور دونوں اکٹھے باہر آئے۔

لاؤنج کے دہانے پر کھڑے مامون سے فرحت مل رہی تھیں۔اس نے رابیل کو دیکھا اور مسکرایا۔وہ بھی بمشکل مسکرائی،وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔اس نے سیاہ آفس کوٹ تلے سفید شرٹ اور سیاہ پینٹ پہن رکھی تھی۔بال ذرا سے بکھرے تھے۔وہ آگے بڑھا اور رابیل اس کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی۔اس نے تھوک نگلا اور مامون کی کلائی تھامی

"پلیز۔۔"

اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہہ رہی تھی۔ نظر رابیل کے چہرے سے سامنے بیٹھیں گلشن آرا تک گئی اور پھر ساتھ بیٹھیں صبیحہ آفندی پر۔۔مامون نے رابیل کو دیکھا، پھر کندھے ڈھیلے چھوڑے "میں دیکھ لوں گا" وہ مسکرانا چاہتا تھا مگر نہیں مسکرا سکا۔

رابیل اسے خاموشی سے دیکھتی رہی، مامون آگے بڑھا اور جھک کر گلشن آرا سے ملا، اس نے صبیحہ کو دیکھ کر بس سر کو خم دیا۔انھوں نے منہ دوسری طرف موڑ لیا مگر وہ تو عادی تھا۔

وہ سامنے بڑے صوفے پر بیٹھ گیا، رابیل ساتھ بیٹھی تھی۔فاطمہ اس کے لیے جوس لائی اور رابیل نے گلاس پکڑ کر اسے تھمایا۔اس نے بس دو گھونٹ بھرے پھر رکھ دیا۔ گلشن آرا اس سے حال احوال دریافت کر رہی تھیں اور وہ مسکراتے ہوئے جواب دے رہا تھا۔ پھر صبیحہ نے گلا کھنکھارا

"تیمور کہاں ہے؟"

مامون کی مسکراہٹ مدھم پڑی "کسی کام سے باہر گیا ہے، آجائے گا" اس نے سادگی سے جواب دیا تھا

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں "باہر۔۔ملک سے باہر؟"

اس نے فقط سر ہلایا تھا۔ان کی رنگت سرخ پڑی "بہت ہی کوئی بے غیرت انسان ہو تم۔۔" وہ بلند آواز میں بولی تھیں "تمھیں پتہ ہے کہ اس کا باپ بیمار ہے اسے اپنے بیٹے کی ضرورت ہے تو تم نے اسے باہر بھیج دیا۔۔تم اسے روک نہیں سکتے تھے" ان کا تنفس بڑھ گیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور بڑے تحمل سے بولا "میں نے اسے باہر نہیں بھیجا۔۔دوسری بات اسے نہیں پتہ تھا کہ اس کا باپ بیمار ہے "اس نے مختصر بات کر کے کام تمام کیا

وہ بھنویں بھینچے اسے گھور رہی تھیں "تمھیں تو پتہ ہے نا، تم دونوں ماں بیٹے نے پتہ نہیں اسے کیا گھول کر پلایا ہے کہ وہ میری سنتا ہی نہیں "گلشن آرا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر انھیں آنکھیں دکھائی تھیں مگر وہ کہاں چپ ہونے والی تھیں

"آگ لگے تم لوگوں کو، تمھاری ماں نے پتہ نہیں کیا کیا جادو ٹونا کروا رکھا ہے میرے گھر پر، رات و رات میرا شوہر ہسپتال پہنچ گیا "مامون کی رنگت سرخ ہو رہی تھی۔وہ بس خاموشی سے سب ضبط کر رہا تھا۔فرحت بھی کچن سے باہر نکل آئیں، وہ اپنی بہن کو دیکھ رہی تھیں کہ چپ کر جائیں مگر نہیں "اللہ پوچھے تم لوگوں سے۔۔بیڑا غرق ہو تمھاری ماں کا جس طرح میں روئی ہوں وہ بھی روئے۔۔ "

اور یہاں مامون کی بس ہوئی تھی۔وہ اپنی ماں پر کوئی بات برداشت نہیں کرتا تھا۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں واضح تھیں۔رابیل اسے سرخ ہوتی رنگت سے دیکھ رہی تھی۔وہ کھڑا ہوا اور کوٹ ٹھیک کیا۔

ایک نظر رابیل کو دیکھا "آپ۔۔باہر آجائیں میں انتظار کر رہا ہوں "

سیڑھیوں سے نیچے آتے اشعر نے اسے دیکھا تھا، پھر اپنی خالہ کو دیکھا۔مامون ایک لمحہ مزید نہیں رکا، فرحت کو دیکھ کر سر کو خم دیا اور وہاں سے چل دیا۔اس کی خالہ ابھی بھی بول رہی تھیں، رابیل نے تھوک نگلا

"خالہ بس کر دیں۔۔"اس کی آواز بلند نہیں تھی مگر وہ بول پڑی "ایک انتہا ہوتی ہے۔وہ جب آتے ہیں آپ تب ہی شروع ہو جاتی ہیں، خالو بیمار ہیں تو اس میں ان کا کیا قصور"

اس کی خالہ منہ کھولے دیکھتی رہیں۔پھر ہاتھ اٹھا کر بولیں "تمھارا تو شوہر ہے تم تو اسی کی طرف داری کرو گی"

اس نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا اور پھر صوفے پر پڑا اپنا پرس اٹھایا اور وہاں سے چل دی۔فرحت اس کے پیچھے آئی تھیں "رابیل۔۔"

وہ پریشان سی لگ رہی تھیں۔وہ مڑی اور انھیں دیکھا

"بیٹا مامون۔۔"

اس نے اپنی ماں کی بات کاٹ دی "اماں وہ ٹھیک ہیں۔۔آپ نہ پریشان ہوں "اس نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور وہاں سے چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشعر اس کے پیچھے آیا تھا مگر پھر اپنی ماں کے ساتھ کھڑا رہا۔مامون باہر کھڑا تھا،رابیل نے باہر نکلنے کے لیے دروازہ کھولا تو حاشر اندر آیا۔اس نے نہ مامون سے سلام لی تھی نہ رابیل سے۔۔وہ بھی دل میں بیر پال لے تو سال وسال منہ بنتے بناتے ہی گزار دیتا تھا

رابیل باہر نکلی،وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔اس نے دروازہ کھولا اور پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ایک نظر مامون کو دیکھا جو کہ بلا کا سنجیدہ تھا۔اس کا دل گھبرایا تھا مگر وہ خاموش رہی۔اس وقت خاموش رہنا ہی بہتر تھا۔

ڈنر کے بعد وہ لائبریری میں بیٹھا تھا۔اس کے ہاتھ میں اس کا بھورا والٹ تھا جس میں کسی کی تصویر تھی۔ایک اکیس بائیس سالہ لڑکا اور ساتھ ایک مرد جس نے فلیٹ کیپ لے رکھی تھی،سفید شرٹ بھوری پینٹ جسے سسپینڈرز نے تھام رکھا تھا اور وہ دونوں مسکرا رہے تھے۔اس شخص نے اپنا بازو لڑکے کے کندھے کے گرد حمائل کر رکھا تھا۔لڑکا مسکراتے ہوئے سامنے دیکھ رہا تھا اور یہ ایک پرفیکٹ تصویر تھی۔تصویر جتنی بھی پرفیکٹ ہو ماضی بن جاتی ہے اور یہ بھی ماضی بن گئی۔مامون کی آنکھیں گلابی ہوئیں،آنکھ سے ایک آنسو نکلا اور گال پر بہہ گیا۔پھر اس کے بعد کئی آنسو نکل پڑے تھے۔آنسو اس تصویر پر گر رہے تھے اور وہ خاموش تھا۔لائبریری کی روشنی بجھی ہوئی تھی،باہر باغ میں جلتی روشنی لائبریری کی کھڑکی سے سفر کرتی اندر آ رہی تھی۔وہ صوفے پر گردن جھکائے بیٹھا

تھا،اسے اپنے نانا"ہارون بیگ" یاد آرہے تھے۔اس نے آنکھیں موندلیں۔اوپر کی گیلی پلکیں نیچے گیلی پلکوں سے ملیں۔

وقت بہت پیچھے چلا گیا،زمانہ اور عمر دونوں بدل گئے۔

یہ ایک چھوٹے سے گھر کے لاؤنج کا منظر تھا جس کی بڑی سی کھڑکی سے پیچھے باغ نظر آرہا تھا جہاں ایک چھوٹی لڑکی اپنی ماں کے ساتھ باغ میں بکھرے زرد پتے صاف کر رہی تھی۔وہ دونوں صوفے پر بیٹھے تھے،اس کے نانا نے اس کے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ رکھا اور مسکرائے

"مامون،میرے بیٹے! میں جانتا ہوں ہر بیٹے کے لیے اس کا باپ آئیڈیل ہوتا ہے۔بیٹی جو بھی سیکھتی اپنی ماں سے سیکھتی ہے،بیٹا باپ کا آئینہ ہوتا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ تمھارا باپ تمھارے لیے آئیڈیل نہیں ہے۔جن بیٹوں کے باپ ان کے دوست نہیں ہوتے وہ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی کمی کا شکار رہتے ہیں"نرم شفیق لہجہ۔رحم دل شخصیت اور محبت کا پیکر۔

وہ مسکرایا اور اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا"نانا،آپ فکر نہ کریں۔مجھے آپ کے ہوتے کبھی بابا کی کمی محسوس نہیں ہوئی،میرے لیے ہارون بیگ کافی ہیں"

وہ ہنس دیے"آج جس بڑی سی کرسی پر تمھارا نانا بیٹھتا ہے کل کو وہاں تمھاری ماں بیٹھے گی اور پھر اس کے بعد مامون بیٹھے گا۔۔مامون سارا دن آفس میں کام کرے گا،ورکرز کے ساتھ ڈیل کرے گا اور جب گھر آئے گا تو اس کی ماں بہن بیوی بیٹی اس کے انتظار میں ہوں گی اور وہ بالکل مامون سے وہی

انرجی چاہیں گی جس انرجی سے وہ گھر سے نکلا تھا۔۔ماں کہے گی کہ تم نے کیا کھایا آج،بیوی کہے گی کہ اسے فلاں چیز کی ضرورت ہے،بہن کہے گی میری یونیورسٹی کی فیس دینی ہے اور بیٹی مامون کی گود میں بیٹھ کر کہے گی بابا مجھے نئی گڑیا چاہیئے "مامون ذرا سا مسکرایا،اس کے گال گلابی پڑے

"مگر مامون تو تھکا ہوا ہو گا،مامون کے سر میں درد ہو گا اور ٹانگیں سکون مانگ رہی ہوں گی پھر کیا مامون اپنی ماں بہن بیوی اور بیٹی کی خواہشات کی لسٹ پوری کر پائے گا؟"ان کے چہرے پر نرم مسکراہٹ ہنوز قائم تھی

اس نے شانے اچکائے "میں پوری کوشش کروں گا" یہ بائیس سالہ مامون تھا۔

وہ ہنس دیے "اللہ نے مرد کو حاکم بنایا ہے،وہ بادشاہ ہوتا ہے،وہ سلطنت فتح کر کے اس پر حکومت کرتا ہے،وہ اندر کی سازشوں اور باہر کی غداریوں سے لڑتا ہے۔۔ویسٹرن سوسائٹی (مغرب معاشرہ) کہتی ہے کہ عورت بھی وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کر سکتا ہے،عورت کسی سے کم نہیں۔۔مگر بیٹا! عورت کے اندر یہ نظام فیڈ نہیں کیا گیا،اسے ان کاموں کے لیے نہیں بنایا گیا۔۔اگر وہ اپنی خوشی سے کرتی ہے تو ویل اینڈ گڈ نہیں تو مرد کی ذمہ داری ہے کہ اس نے گھر کا نظام چلانا ہے۔ تمھیں پتہ ہے مرد اتنا جذباتی نہیں ہوتا جتنی عورت ہوتی ہے،وہ چاہے پہاڑ کیوں نہ بن جائے اپنے کمفرٹ زون میں جا کر پھر سے وہی بلبل بن جاتی ہے جسے باغ کی بہاریں اچھی لگتی ہیں مگر مرد حاکم ہے،اسے اپنی ملکہ کی حفاظت بھی کرنی ہے اور گھر پر حکومت بھی"

"بادشاہ"اس نے اپنے نانا کو دیکھا

انھوں نے اثبات میں سر ہلایا"حاکم ہونے کے لیے اسے دل کا استعمال دماغ سے کرنا ہوتا ہے۔اسے اپنے جذبات کنڑول کر کے رکھنے چاہیئے۔جس مرد کا جذبات پر قابو نہیں ہوتا وہ عورت کا بنا بنایا گھر تباہ کر دیتا ہے۔۔کوئی انڈسٹری ہو یا گھر ایک ہی اصول پر بنتی ہے اور وہ اصول ہوتا ہے کنڑول کا"

ایک لمحے کا توقف۔

"ہمارے دماغ میں ایک چھوٹا سا مٹر کے دانے جتنا حصہ ہوتا ہے جو ہارمونز کو کنڑول کرتا ہے۔وہ سمجھتا ہے کہ وہ ماسٹر ہے کیونکہ وہ ہارمونز کنڑول کرتا ہے مگر hypothalamus (دماغ کا حصہ) کہتا ہے کہ میں ماسٹر آف ماسٹر ہوں۔۔میں تمھیں بھی کنڑول کرتا ہوں۔دماغ کا ایک حصے دوسرے کو کنڑول کر رہا ہے۔ایک سارے جسم کو کنڑول کرتا ہے اور دوسرا اسے جو سارے جسم کو کنڑول کرتا ہے"

“There’s always a master and beyond this there’s always a master of master”

(یہاں ہمیشہ ایک ماسٹر ہوتا ہے اور اس سے آگے ایک ماسٹر پر بھی ایک ماسٹر ہوتا ہے)

"تو کنڑول ہی سارا کھیل بگاڑتا ہے، سنوارتا ہے۔جو اپنے دماغ کا کنڑول دل کو دے دیتا ہے وہ کنڑول کھو بیٹھتا ہے کیونکہ دل ذرا جذباتی قسم کا ہے، فیصلے جذبات میں لیتا ہے اور جذبات دیرپا نہیں

ہوتے۔۔لیکن جو دل کا کنٹرول دماغ کو دیتا ہے وہ کامیاب رہتا ہے۔وہ حکومت بناتا ہے اور حکومت چلاتا ہے"

مامون مسکرایا"میں یاد رکھوں گا"

وہ بھی مسکرائے"تمھیں بھی کنٹرول سیکھنا ہے۔۔تمھیں بھی اپنے دل کو دماغ سے چلانا ہے پھر ہی تم ایک اچھے مرد ایک مضبوط انسان بنو گے"

اس کی مسکراہٹ گہری پڑی۔منظر دھندلے ہونے لگے،ان کے لب ہل رہے تھے مگر آواز نہیں آ رہی تھی۔

لائبریری کا دروازہ بجا"مامون۔۔"

اس نے آنکھیں کھولیں۔رابیل کی آواز تھی،اس نے جلدی سے آنکھیں پونچھ لیں،پھر تصویر کو شرٹ سے رگڑ کر صاف کیا

"آجائیں"اس نے گلا کھنکھارا اور وہ اندر داخل ہوئی۔اس کے ہاتھ میں دو کپ تھے جن سے بھاپ اڑ رہی تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی اور کپ اس کے سامنے رکھا،دوسرا اپنے سامنے اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟"اس نے کپ اسے تھمایا اور مسکرائی

وہ بھی مسکرایا"نہیں۔۔آپ کر سکتی ہیں"اور کپ منہ سے لگایا۔چائے کا گھونٹ بھرا

اس نے والٹ میز پر رکھا تھا،رابیل نے اسے تھام لیااور تصویر دیکھ کر مسکرائی

"یہ آپ کے نانا ہیں؟"

اس نے سر ہلایااور دوسرا گھونٹ بھرا۔وہ تصویر دیکھ رہی تھی پھر مامون کو دیکھا۔وہ آنکھیں چھوٹی کیے مٹھی تھوڑی تلے رکھے اسے دیکھے گئی

"کیا دیکھ رہی ہیں؟"

"آپ کی آنکھیں آپ کے نانا جیسی ہیں"وہ ہنس دیا"اور ناک بھی"وہ مزید ہنسا"اور آپ کی ہنسی بھی"مامون نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا"اور آپ کی حرکتیں بھی"

اور وہ بھی مامون کے ساتھ ہنسی تھی۔پھر والٹ میں لگی تصویر کو ایک نظر دیکھا"اس وقت آپ یونیورسٹی جاتے تھے؟"

اس نے مامون کو دیکھااور اس نے سر اثبات میں ہلایا"سیکنڈ ایئر"

رابیل نے ابرو اٹھائیں"اور میں شاید۔۔کالج جاتی تھی،افیفہ کے ساتھ"اور مسکرائی

وہ بھی مسکرایااور سانس خارج کی"تھینک یو۔۔"

"کس لیے؟"رابیل کے بھنویں بھینچ لیں اور کپ منہ سے لگایا

"چائے کے لیےاور ڈھیر سارا ہنسانے کے لیے"

وہ بھی مسکرائی "تھینک یو سے کام نہیں چلے گا۔۔آپ کو اپنی ڈکشنری میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے"

اس نے ہاتھ اٹھایا اور اس کے گال کو چھوتے بال کان کے پیچھے اڑسے "کیا واقعی؟"

اس کے گال گلابی پڑے اور وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنس دی۔

"میں نے تو ابھی کچھ کہا بھی نہیں ہے، آپ تو ابھی سے شرما گئیں"

پھر سر نفی میں ہلا کر چائے کا گھونٹ بھرا۔پھر سانس خارج کی

"آپ کو ہرٹ ہوا تھا؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا "میں اپنی اماں کے بارے میں کچھ برداشت نہیں کرتا اور وہ ہمیشہ اماں پر ہی بات کرتی ہیں" اس نے سر جھٹکا

رابیل نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔اس نے سر ہلایا

"میں یہ سب دیکھ لوں گا۔۔ان سب کو بھی ہینڈل کر لوں گا"

اس کی نظریں رابیل سے ملیں، وہ فقط مسکرائی تھی۔باہر رات گہری ہو رہی تھی

یہ اگلے دن شام چار بجے کی بات ہے۔فری تاثیر کے ساتھ ایک کیفے میں بیٹھی تھی، وہ لوگ نشیب کا انتظار کر رہے تھے۔تاثیر کا ارادہ تھا کہ ان دونوں کو لیے ایک ساتھ گھر جائے گی مگر نشیب نے دیر کر

دی۔وہ بار بار اس کے نمبر پر ٹرائی کر رہی تھی مگر وہ بزی جا رہا تھا۔کچھ پل بیتے اور وہ سامنے سے آتا دکھائی دیا۔تاثیر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا مگر وہ مسکرا دیا

"سوری۔۔ٹریفک میں بہت برا پھنسا تھا"اس نے کرسی نکالی اور بیٹھ گیا۔

اس نے سر ہلاتے سانس خارج کی"فائن۔۔تمھیں پتہ ہے نا آج ہم بابا سے ملنے جا رہے ہیں"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔پھر فری کو دیکھا"فری بھی؟"

تاثیر نے سر اثبات میں ہلایا"میں نے کہا ایک ہی مرتبہ کام ختم ہو۔۔فری میری بہن ہے اور تم میرے کزن،میں بس چاہتی ہوں کہ ماضی میں جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ اب ٹھیک کر لی جائیں"

اس نے مسکرا کر فری کو دیکھا جو کہ فکر مند سی بیٹھی تھی۔اس کے دونوں ہاتھ باہم ملے گود میں پڑے تھے

"ہم کب تک واپس آ جائیں گے؟"

تاثیر کی مسکراہٹ ہنوز قائم رہی"فری۔۔ہم اشعر کے آنے سے پہلے گھر ہوں گے"اس نے فری کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔

وہ تینوں کھڑے ہوئے اور جانے کو تیار تھے،دفعتاً کیفے کے گلاس ڈور سے کوئی اندر داخل ہوا تھا۔فری اسے دیکھ چکی تھی،وہ دروازے کی سیدھ پر بیٹھی تھی۔وہ جو بھی تھا اسے دیکھ کر فری کے رنگ اڑے تھے،وہ زرد پڑ گئی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے دروازے کو ہی دیکھتی رہی۔تاثیر نے اس کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا اور وہ بھی جہاں تھی وہیں بت بن گئی۔نشیب نے دونوں کو دیکھا اور پھر گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔اندر آنے والے کی بھنویں بھینچ گئیں۔وہ فری کو گھور رہا تھا، پھر تنے نقوش سے اس کی جانب بڑھا۔

"تم۔۔"وہ فری کو دیکھ رہا تھا"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"وہ غصے سے بولا تھا

فری نے اسے دیکھتے تھوک نگلا، گلٹی ڈوب کر ابھری اور اس نے لب ہلائے

"اشعر۔۔"

اس نے تاثیر کو دیکھا پھر نشیب کو۔ہاتھ بڑھایا اور فری کی کلائی تھام لی"گھر چلو ذرا تم"

اس نے فری کو اپنے ساتھ گھسیٹا تھا جبکہ تاثیر نے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا

"فری نہیں جائے گی"وہ بلند آواز میں بولی تھی

اشعر مڑا اور اسے دیکھا۔پھر ایک نظر فری کو دیکھا۔وہ مڑا اور ڈاکٹر تاثیر کے عین سامنے جا کھڑا ہوا

"آپ ہوتی کون ہیں اسے روکنے والی؟وہ میری بیوی ہے میں جو چاہے کروں"وہ دانت پیستے بولا تھا

"بیوی ہے کوئی کھلونا نہیں ہے"ڈاکٹر تاثیر نے فری کی کلائی اشعر کے ہاتھ سے چھڑائی تھی"اس کی اپنی مرضی بھی ہے"

"اچھا؟"وہ مزید آگے بڑھا"اب آپ مجھے بتائیں گی کہ اس کی کیا مرضی ہے؟"

تاثیر نے فری کو دیکھا، پھر اشعر کو "وہ اپنی مرضی سے آئی ہے اور اپنی مرضی سے اپنے گھر جائے گی"

"کون سا گھر؟ ہاں؟" اس نے دائیں ابرو اٹھائی "وہ گھر جہاں سے دھکے مار کر اسے نکالا گیا" اس کے لہجے میں مذاق تھا

"شٹ اپ!" ڈاکٹر تاثیر نے اسے انگلی دکھائی تھی

اس نے پھر سے فری کی کلائی تھامی "تم چلو میرے ساتھ"

مگر تاثیر نے پھر سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا "وہ نہیں جائے گی"

اشعر پھر سے مڑا اور فری کو دیکھا "تم چل رہی ہو یا نہیں؟"

"نہیں۔۔" ڈاکٹر تاثیر جھٹ سے بولی

"میں فری سے پوچھ رہا ہوں" اس نے ڈاکٹر تاثیر کو گھورا تھا

"تم چل رہی ہو یا نہیں؟" وہ مزید غصے میں آیا تھا

"وہ میرے ساتھ جائے گی۔۔اپنے گھر" ڈاکٹر تاثیر غصے سے بولی تھی

اس نے ایک نظر فری کو دیکھا جو کہ گلابی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس نے فری کی کلائی چھوڑی "بھاڑ میں جاؤ تم" پھر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اسے انگلی دکھائی "مجھ سے امید مت رکھنا کہ میں تمھیں لینے آؤں گا" اور ایک نظر تاثیر کو دیکھا اور وہاں سے چلا گیا۔

فری کی سانس اٹک چکی تھی، آنکھیں گلابی اور آنسو بس باہر ابلنے کو تیار تھے۔اس کے تاثیرات بالکل اصلی لگتے تھے

"چلو فری۔۔"تاثیر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے لیے چلی تھی۔ باہر گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے پیچھے منہ کر کے اشعر کو دیکھا، وہ اسے دیکھ کر دھیما سا مسکرایا اور اس نے اپنا منہ سامنے کر لیا۔ پھر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ سارا پلان مامون کا تھا اور عمل انھوں نے کیا تھا۔اس سے مامون کا مقصد یہی تھا کہ تاثیر کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ اشعر اور اس کا تعلق کمزور دھاگے سے جڑا ہے جسے وہ کسی بھی وقت توڑ سکتی ہے اور اس نے یہی سمجھا تھا۔ شکاری اب خود شکار ہوا تھا۔

بڑے سے بنگلے کے ڈرائنگ روم میں اس وقت فری کے ساتھ تاثیر بیٹھی تھی، ایک طرف اس کے بابا اور ساتھ ممی بیٹھی تھیں، چھوٹے صوفے پر نشیب بیٹھا تھا۔ وہ سر جھکائے بول رہا تھا اور وہ سب سن رہے تھے

"میری ماں آپ کی بہن بھی لگتی تھیں، آپ نے مڑ کر خبر نہیں لی۔ میں کہاں گیا کیوں گیا آپ نے نہیں پوچھا، میں آپ کو فون کرتا تھا تو آپ بات نہیں کرتے تھے، آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو آپ نے تعلق ختم کر دیا۔ میری ماں مر گئی میں گھر سے دور رہا، میں نے آپ کو بہت بار پکارا مگر آپ نے نہیں سنا۔۔ میں پھر بھی اپنی انا پر پیر رکھ کر آپ سے ملنے آیا ہوں، وقت اور حالات نے

ہمارے درمیان جو فاصلے پیدا کیے تھے وہ مٹانے آیا ہوں، آپ میری واحد فیملی ہیں میرے ساتھ ایسا نہ کریں" اور پھر خاموش ہو گیا

ڈاکٹر ہاشمی نے سانس خارج کی، ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گئے "میری بیٹی کے نکاح کی رات تم اسے چھوڑ کر چلے گئے" انھوں نے فری کو گھورا "تم نے۔۔ تم نے اور فری نے میری ناک کے نیچے سارا تماشہ لگایا اور رات ورات میری عزت مٹی میں ملادی اور پھر بھی تم چاہتے ہو کہ میں تم سے راہ و رسم رکھتا" وہ غصے میں بولے

نشیب نے ایک نظر فری کو دیکھا پھر اس کے باپ کو

"ماموں۔۔ آپ شدید غلط فہمی کا شکار ہیں۔۔ میرا فری سے کوئی تعلق نہیں۔۔"

اور تاثیر نے اس کی بات کاٹ دی "بابا۔۔" اس کی آواز رندھ گئی اور اس نے آنکھیں بند کر کے ضبط کیا "پلیز۔۔ یہ سب مت دہرائیں۔۔ میں ان دونوں کو معاف کر چکی ہوں۔۔ آپ جتنا اس بات کا ذکر کرتے ہیں میں اتنا ہرٹ ہوتی ہوں، میں بہت مشکل سے ہیل ہوئی ہوں" اس نے نم سانس اندر کھینچی اور آنکھوں کے کنارے صاف کیے

نشیب اور فری بس اس کی اداکاری دیکھ کر رہ گئے۔ مامون اسے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ کبھی بھی اپنا آپ کھلنے نہیں دے گی

"لیکن تاثیر۔۔" وہ جھٹ سے بولا "مجھے ایک بار سب کلیئر کر لینے دو" اس کی نظروں نے تاثیر سے ڈاکٹر ہاشمی کی طرف سفر کیا

"ماموں آپ مجھے فری سے مت ملایا کریں۔۔ میری اپنی مجبوریاں تھیں اور۔۔"

تاثیر نے پھر بات کاٹ دی "نشیب۔۔"

وہ اٹھی اور اپنی ماں کے ساتھ آ بیٹھی "میں بابا کو پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ تمھارا اور فری کا کوئی تعلق نہیں رہا۔۔ اب اس بات کو مت دہراؤ۔۔ باتیں دہرانے سے زخم ہرے ہوں گے اور میں نہیں چاہتی کہ بابا یا ممی دونوں کے دل پھر سے فری کی طرف سے برے ہوں" اور خاموش ہو گئی

"ہمارا کوئی تعلق تھا ہی نہیں تاثیر۔۔" وہ جھنجھلا گیا۔ تاثیر حد سے زیادہ چالاک تھی

اس نے اپنے بابا کو دیکھا "بابا۔۔ فری کو ایک موقع اور دیں۔۔ آپ کو پتہ ہے نا وہ جذباتی ہے، شروع سے ایسے ہی فیصلے لیتی آئی ہے، پلیز بابا۔۔ اس نے بہت suffer کیا ہے، اس کا مس کیرج ہو گیا اور اسے احساس ہے کہ پیرنٹس کا دل نہیں دکھانا چاہیئے" فری بس خاموشی سے بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔ اگر اداکاری کا کوئی آسکر ایوارڈ ہوتا تو وہ تاثیر کے نام ہوتا۔

اس کا باپ سیدھا ہو کر بیٹھا، ایک نظر فری سے ملی اور دونوں نے نظریں چرا لیں

"فری۔۔" بھاری مردانہ آواز "تم نے ہمیشہ اپنی مرضی ہی کی ہے اور ہمیشہ ایسے ہی رہی ہو، ہاری اور تھکی ہوئی"

ان کے الفاظ خنجر تھے جو فری کے دل کو کاٹ رہے تھے۔وہ تو باپ تھا کیا اپنی بیٹی کو نہیں جان سکا

"تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے"فری کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔اس کا دل کیا کہ یہاں سے اٹھے اور بھاگ جائے مگر نہیں۔۔اب وہ نہیں بھاگے گی اب وہ مقابلہ کرے گی

"باپ ہونے کے ناطے میں صرف تمھیں معاف کر سکتا ہوں۔۔گھر آنے جانے کی اجازت دے سکتا ہوں مگر اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔میرے دل کا ایک حصہ ہمیشہ تمھارے دیے زخم سہتا رہے گا اور تکلیف میں رہے گا"اور خاموش ہو گئے

فری نے ایک بار بھی انھیں نہیں دیکھا۔وہ تو کچھ بھی نہیں کرتی پھر بھی ہرٹ کرتی ہے۔اسے معافی دی گئی تھی مگر کس جرم کی، کس گناہ کی۔اس نے سانس خارج کی، بس کچھ دن اور۔۔پھر وہ کبھی اس گھر میں نہیں آئے گی

نشیب نے ایک نظر فری کو دیکھا جس نے ایک لفظ اپنی صفائی میں نہیں بولا تھا۔اس نے بچپن سے ہی اسے کم گو پایا تھا مگر وہ کیوں کم گو تھی یہ راز آج اس پر کھلا تھا

"اور تم۔۔"انھوں نے نشیب کو مخاطب کیا"میرا ظرف بس اتنا ہی ہے کہ تمھیں معاف کروں اور جانے دوں۔۔کوشش کرنا میرے سامنے کم سے کم آؤ"اور وہ کھڑے ہو گئے۔

ایک نظر تاثیر کو دیکھا اور وہاں سے چلے گئے۔تاثیر مسکرا دی۔سارا پھیلا ہوا رائتہ اب صاف ہو گیا تھا

"ممی۔۔"اس نے اپنی ماں کو مخاطب کیا"فری کچھ دن یہی رہے گی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی ماں نے پہلے فری کو دیکھا پھر تاثیر کو "کیوں؟"

"اس کے گھمنڈی مڈل کلاس شوہر نے اسے مجھ سے ملتے دیکھ لیا تھا۔۔کچھ دن گزریں گے تو لینے آ جائے شاید "اور کہہ کر کھڑی ہوئی

اس کی ماں نے فری کو دیکھا۔پھر سر نفی میں ہلایا "تم جیسی لڑکیاں ہمیشہ زمانے کی دھول ہی چاٹتی ہیں "اور کہہ کر رکی نہیں چل دیں۔

اب صرف فری اور نشیب ہی بیٹھے تھے۔فری نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔نشیب کو دیکھا اور دونوں مسکرا دیے

"More power to you"

فری نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر دونوں کھڑے ہوئے

"پھر ملتے ہیں "نشیب اب کہ جانے کو تیار تھا

اس نے فقط سر ہلایا اور وہ چلا گیا۔اس نے گردن گھما کر کمرہ دیکھا۔۔کبھی کبھی آزادی کی قیمت قید سے چکانی پڑتی ہے اور وہ قید کاٹنے کو تیار تھی

رات کو ڈنر کے بعد فری باہر باغ میں تھی۔اس نے دونوں بازو سینے پر باندھے تھے اور آسمان گھور رہی تھی۔آج آسمان پر بہت سے ستارے تھے مگر چاند کہیں نہیں تھا۔وہ اشعر کو یاد کر رہی تھی۔اس وقت وہ کیا کر رہا ہو گا، عموماً تو وہ اس وقت چائے پیتے اس سے باتیں کر رہا ہوتا تھا یا پھر اگر وہ ناول لکھ

رہی ہوتی تو وہ یونہی ٹک ٹاک یا انسٹا گرام سکرول کر رہا ہوتا تھا۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اسے یوں مس کرے گی۔وہ فون ساتھ نہیں لائی تھی۔یہ پہلے سے پلان تھا اور وہ اسے کال بھی نہیں کر سکتی تھی۔وہ اپنی دنیا میں مگن تھی جب اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ اس کی ماں تھی۔

"کیا سوچتی رہتی ہو فری؟" وہ جب سے آئی تھی یونہی باغ میں خاموش سی ٹہل رہی تھی۔پھر ڈنر کیا اور دوبارہ باغ میں آ گئی

وہ اسی طرح آسمان دیکھتی رہی "کچھ نہیں ممی۔۔" پھر سانس خارج کی "بس کچھ دن اور۔۔پھر میں کبھی اس گھر میں نہیں آؤں گی، میں اس قید سے نکل جاؤں گی"

اس کی ماں کی بھونیں بھینچ گئیں "اتنا ہی برا لگتا ہے یہ گھر تو واپس کیوں آئی؟"

فری نے ایک نظر انھیں دیکھا "ممی۔۔ہر ماں آپ کے جیسی نہیں ہوتی، ماؤں کو اولاد کے لیے بڑا کچھ قربان کرنا پڑتا ہے" اس کی ماں نہیں سمجھ سکی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔

فری مڑی اور ان کی طرف رخ کیا۔ان کا ہاتھ اٹھایا اور اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھا

"ممی۔۔کیا آپ نے مجھے کبھی محسوس کیا ہے؟ کیا آپ کو کبھی احساس ہوا ہے کہ فری آپ کے آس پاس نہیں ہے۔یہاں" اس نے دل کی طرف اشارہ کیا "کیا یہاں کبھی کوئی ہلچل مچی تھی کہ فری سے ایک بار ملنا چاہیئے"

اس کی ماں نے اپنا ہاتھ پہلو میں گرا دیا" یہ کیا کہے جا رہی ہو؟ ہوش میں تو ہو؟" وہ دانت پیستے اسے دیکھ رہی تھیں

فری مسکرائی" ممی۔۔ پتہ ہے جب میری بیٹی ہونے والی تھی نا تو میں بہت خوش تھی۔ کائنات کی سب سے خوش قسمت عورت محسوس کرتی تھی کہ میں ایک بیٹی کی ماں ہوں۔ کیا آپ کو کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا؟ آپ کے لیے بہت آسان تھا فری کو چھوڑ دینا، ممی ساری دنیا چھوڑ جائے مائیں نہیں چھوڑتیں۔ آپ نے مجھے چھوڑ دیا، ممی اس دن کیا ہو گا جب سچ کھلے گا اور میں آپ کو چھوڑ دوں گی۔ میں آپ کو دیکھوں گی بھی نہیں۔۔ آپ نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے، آپ نے مجھے بہت دکھ دیا ہے ۔۔ میں کبھی آپ کے جیسی ماں نہیں بنوں گی" اس کی آنکھیں نم ہو گئیں

"تمھارا تو دماغ خراب ہے۔ پتہ نہیں کیا بک رہی ہو" انھوں نے سر جھٹکا اور وہاں سے جانے لگیں کہ فری کی آواز ان کے کانوں میں پڑی

"میں آپ کی اولاد ہوں ممی۔ آپ کی محبت کی سب سے زیادہ حقدار مگر آپ نے یہ حق تاثیر کو دیا۔۔ میں چپ رہی، میرا بھی دل کرتا تھا کہ آپ مجھے سینے سے لگائیں، مجھے مسکرا کر دیکھیں، میری جھوٹی ہی سہی تعریف کریں" وہ آگے بڑھی اور انھیں دیکھا" مگر نہیں جن کے دامن کانٹوں سے بھر جائیں وہ پھول نہیں دیتے"

پھر سانس خارج کی "گڈ نائٹ!" اور وہاں سے چل دی۔ وہ بس اسے دیکھتی رہیں، پھر سر جھٹکا اور اندر چل پڑیں۔

پتھر اتنی جلدی نہیں پگھلتے۔

ہاسپٹل کے ویٹنگ ایریا میں مامون آفندی آرا کے ساتھ بنچ پر بیٹھا تھا۔ اس نے تھری پیس پہن رکھا اور آرا اس کے بازو سے لگ کر کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ متوجہ سا سن رہا تھا اور اسے کچھ بتا رہا تھا۔

"آپ کی آنکھوں میں درد کب سے ہے؟"

وہ کچھ سوچ رہی تھی "رات سے"

"سکرین ٹائم زیادہ ہو گیا؟" مامون نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا

اس نے سر نفی میں ہلایا "نو۔۔ جتنا ہم نے ٹائم فکس کیا تھا اتنا ہی"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر منہ بنایا "اگر ڈاکٹر نے مجھے کہا کہ آرا کی آنکھیں نکالنی پڑیں گی تو؟"

بچی خاموش رہی۔ وہ دانتوں سے لب کاٹنے لگی تھی "تو آپ منع کر دیں"

وہ ہنس دیا "ایسے تھوڑی ہوتا ہے۔ میں ڈاکٹر کی جان نہ نکال لوں"

اور وہ بھی ہنس دی۔ وہ غور سے اس کی آنکھیں دیکھ رہا تھا

"آئی تھنک اتنا بڑا ایشو نہیں ہے" پھر سر اثبات میں ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ پل بیتے، کمرے سے بیل کی آواز آئی اور وہ دونوں اٹھ گئے۔

کچھ دیر بعد وہ باہر آئے، آرا نے مامون کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ سفید راہداری سے ہوتے باہر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ایک کمرے کے باہر بیٹھے سفید سرمئی بالوں والے شخص نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھ کر سانس خارج کی، دل پتھر ہو جائیں تو سختی میں پہاڑوں کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

رابیل آج جلدی آگئی تھی۔ وہ بالکنی میں کھڑی نیچے باغ دیکھ رہی تھی۔ سورج ابھی نہیں ڈھلا تھا، شام پانچ بجنے کے قریب تھے۔ آرا کیاری کے پاس کھڑی تھی اور عافی گلاب کے پھول کو چھو کر محسوس کر رہی تھی۔ آرا مسکراتے ہوئے اپنی ماں سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اس نے سانس خارج کی اور اندر آئی۔ چھوٹی شیشے کی میز پر پڑی کتابیں پکڑیں اور کمرے سے باہر لائبریری کی طرف بڑھی۔ اس نے کچھ دن پہلے کچھ کتابیں آڈر کی تھیں اور اب وہ آگئی تھیں۔ اگرچہ پڑھنے کا وقت نہیں ملتا تھا مگر پھر بھی، اسے جو کتاب اچھی لگتی تھی منگوا لیتی تھی۔ لائبریری کا دروازہ کھولا۔ اندر، باہر کے موسم اور وقت کے مطابق نارنجی تاثر تھا۔ وہ آگے بڑھی اور کتابیں میز پر رکھ دیں۔ دوسری جانب لکڑی کی بنی بک شیلفس کی طرف بڑھی اور کتابیں دیکھنے لگی۔ مامون نے مختلف سیکشنز بنا رکھے تھے۔ کچھ میں نان فکشن انگریزی کتب تھیں، کچھ میں اردو کے بہت سے ناولز، کچھ انگیریزی فکشن، سائنس فکشن اور زیادہ تر میڈیکل اور فارما کی کتابیں تھیں۔ مختلف شیلفس مختلف کتابوں کے لیے مختص تھیں۔

ایک طرف بہت سی فائلز تھیں اور نیچے بہت سے کاغذات پڑے تھے۔اس نے اپنی کتابیں پکڑیں اور انگریزی ناولز میں لگا دیں۔اب پڑھنا نہ پڑھنا تو بعد کی بات ہے، کریزی ریڈرز کی طرح اس نے لے تو لیں نا۔کتابیں شیلف میں لگا کر وہ میز کی طرف پلٹی، وہاں ایک فائل کے ساتھ بہت سے انگریزی اخبار تھے جو کہ بکھرے تھے۔اس نے اخبار اچھے سے سمیٹ کر رکھے، پھر فائل پکڑی، شاید مامون اس فائل کو پڑھ رہا تھا۔اس کی بال پوائنٹ ابھی اندر ہی تھی۔اس نے فائل کھولی اور اندر بہت سے کاغذات تھے۔کسی کی میڈیکل رپورٹ تھی، نام کسی لڑکی کا تھا۔اس کی سرجری، بلڈ ڈونیشن سب کا ذکر تھا۔اسے مامون نے خون دیا تھا اور یہ بات ایک مہینہ پہلے کی تھی۔اس نے صفحہ پلٹایا اور آگے ایک اور کاغذ تھا جس پر مامون کے دستخط تھے۔وہ کاغذات آگے آگے کرتی گئی اور بہت سے بلز منی ٹرانسفر کے ریکارڈز سب اس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔اس نے پچھلے ماہ بھاری رقم ایک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروائی تھی۔پھر وہ کسی کے فلیٹ کی رقم بھی دیتا رہا تھا۔جتنی بھی منی ٹرانزیکشنز تھیں لاکھوں میں تھی۔اس کی بھنویں بھینچ گئیں، یہ کون تھی؟لڑکی کا نام "فاطمہ" لکھا آرہا تھا۔اس کی عمر انیتس برس لکھی ہوئی تھی۔رابیل نے تاریخ دیکھی۔تاریخ ایک ماہ پہلے کی تھی مگر اس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔یہ وہی تاریخ تھی جب وہ لندن گیا تھا، وہ راتیں جو اس نے جاگ جاگ کر گزاری تھیں۔فلیٹ کا کرایہ اسی ایک ہفتے کا تھا، ساری ٹرانزیکشنز اسی ہفتے کی تھیں۔ایک جگہ پر ایک لڑکی کے ساتھ مامون کے دستخط تھے۔رابیل کی آنکھیں گلابی پڑیں۔وہ کون تھی جسے

مامون نے اپنا خون دیا تھا، جس کے لیے اس نے کئی لاکھ وقفے وقفے سے دیے، جس کی سرجری کے لیے اس نے رابیل سے جھوٹ بولا، وہ لندن نہیں گیا تھا۔ وہ یہیں تھا، وہ لاہور تھا مگر وہ ہی بیوقوف بنتی رہی۔ وہ کون تھی جس کے فلیٹ کا کرایہ مامون نے بھرا تھا۔ رابیل کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا، گال پر پھسلا اور نیچے بہہ گیا۔ اس نے اس سے جھوٹ کیوں بولا؟ یہ لڑکی کون تھی؟ کیا وہ اس پر اعتبار نہیں کرتا کہ اسے پھر سے انجان رکھا؟ اس کا دل کئی ٹکروں میں بٹا تھا، اسے مامون پر بے پناہ غصہ آیا تھا۔ سب سے مضبوط شے دو لوگوں کے درمیان یقین ہوتی ہے اور سب سے کمزور شے بھی یقین۔۔ وہ مامون پر یقین کرتی تھی اور اس کا یقین آج خاک ہوا تھا۔ اس نے فائل وہیں رکھی اور باہر کی طرف بھاگ آئی۔ کیا اب وہ دوبارہ کبھی مامون پر اعتبار کر سکے گی؟

فری آج ڈھائی سال بعد اپنے گھر آئی تھی مگر اداس تھی۔ وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی اور اس کے سامنے ایک کتاب تھی، کلرنگ بک جس میں بہت سی اشکال بنی تھیں۔ کچھ اسے خود بنانی تھیں۔ ساتھ ایک بڑا کھلا سا ڈبہ بالکل بڑی سی کتاب جیسا ڈبہ تھا جس میں بہت سے رنگ تھے۔ پنسل کلرز، مارکر کلرز، کریونز، گریفائٹ پنسلز اور واٹر کلرز۔ سرخ رنگ کا یہ ڈبہ کسی وقت میں فری کا کفرٹ زون ہوتا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور ایک سرخ کریون کلر پکڑا۔ اسے گھورا اور پھر کتاب پر بنے سیب میں رنگ بھرنے لگی۔ کہیں دور بہت دور اس زمانے اور وقت سے پیچھے ایک الگ کہانی اس کے گرد گردش کرنے لگی۔

یہ ایک سٹیشنری شاپ کا منظر تھا۔کاؤنٹر پر ایک لڑکا کھڑا تھا جس نے سیاہ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔اس نے سرمئی جرسی نما شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔وہ ایک لڑکے کو اشارہ کر کے ایک کتاب اوپر سے اتارنے کو کہہ رہا تھا۔ساتھ ایک لڑکی کھڑی تھی جس نے بال ٹیل پونی میں باندھ رکھے تھے۔بھورا ٹخنوں سے اوپر تک آتا کوٹ پہنے وہ اپنے دائیں سنیکر کی نوک فرش پر مار رہی تھی۔اس نے دونوں کہنیاں کاؤنٹر پر جما رکھی تھیں۔وہ گردن گھماتی کتابیں دیکھ رہی تھی،مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"فری۔۔"اس نے گردن موڑی"تمھیں کچھ لینا ہے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا،ٹیل پونی دائیں بائیں ہلی اور دھیما سا مسکرائی۔وہ بھی مسکرایا

"تمھیں کلرز پسند ہیں نا،کوئی سکیچ بک لے لو"

فری نے پہلے مامون کو دیکھا پھر گردن اٹھا کر کتابوں کو پھر دوبارہ مامون کو دیکھا"آ۔۔وہ۔۔"وہ کچھ ہچکچائی"ممی کو میری ڈرائنگ نہیں پسند"اس نے شانے اچکائے مگر دل میں درد کی ایک ٹیس اٹھی تھی

مامون مسکرایا"ارے بابا۔۔تم لے لو،آنٹی کو میں دیکھ لوں گا۔۔انھیں نہیں پسند تمھیں تو پسند ہے نا"

فری نے اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانکا۔پھر بولنے کے لیے لب کھولے مگر مامون نے سانس خارج کی"فری۔۔ایک بک لیتے وقت اتنا سوچنا"اور مسکرایا

وہ بھی مسکرائی اور کتابیں دیکھنے لگی۔اب وہ اشارہ کر کے لڑکے کو کتابیں اتارنے کو کہہ رہی تھی اور وہ کتاب اتار کر اسے دکھا رہا تھا۔اس کے سامنے بہت سی ڈرائنگ بکس تھیں اور وہ سر جھکائے انھیں کھول کر دیکھ رہی تھی۔اس نے سب سے موٹی کتاب کھولی،اس میں بہت سی تصاویر بنی تھیں۔کچھ بہت معمولی چھوٹی موٹی اور کچھ بہت خاص۔کچھ صفحے خالی تھے اور اس نے یہ کتاب لے لی۔اس کے دماغ میں ایک ہی بات تھی،موٹی اور بڑی کتاب لے گی تو دیر سے ختم ہو گی۔وہ جب فارغ ہو گی،گھر میں کوئی ایونٹ ہو گا،کوئی مہمان آئے گا یا وہ پریشان ہو گی تو اس پر کلر کرے گی۔اس کے لیے ہر دکھ ہر پریشانی سے نجات ایک کلرنگ بک تھی۔

مامون نے اپنے سامنے پڑی کتاب کھولی"اس کا لیٹسٹ ایڈیشن نہیں ہے؟"

لڑکے نے سر ہلایا اور اوپر چلا گیا۔وہ فری کو دیکھ کر مسکرایا اور اس نے جو کتاب لی تھی وہ کھول کر دیکھنے لگا۔فری کو ڈر تھا وہ ابھی کہے گا کہ یہ کیا بچوں والی اٹھالی ہے،شاید مذاق بھی اڑائے یا کتاب بدلنے کو کہے مگر وہ مسکرایا"کلرز ہیں تمھارے پاس؟"

فری مسکرائی۔پھر تھوک نگلا"ہیں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ وہ خود جانتا تھا کہ اس کے سارے کلرز کچھ ہفتے پہلے اس کی ماں ایک ملازمہ کی بیٹی کو دے چکی ہے۔اس نے فری کو دیکھا اور پھر دور ایک چھوٹے سے حصے کی طرف اشارہ کیا"وہاں بہت سے کلرز ہیں"پھر فری کو دیکھا"میں ابھی کچھ دن پہلے عافی کو لے کر آیا تھا۔۔اسے ہائی لائٹرز چاہیئے تھے،تب میں نے کلرز دیکھے تھے"

وہ کاؤنٹر سے ہٹا"آؤ۔۔تمھارے لیے کلرز دیکھتے ہیں"

وہ وہیں کھڑی رہی مگر مامون آگے بڑھ گیا۔وہ مڑا اور فری کو ہاتھ سے آگے آنے کا اشارہ کیا۔اس نے تنے اعصاب پر قابو پایا جو کہ حد سے زیادہ جذباتی ہو رہے تھے۔

وہ مامون کے ساتھ کھڑی تھی،مامون مختلف رنگ پکڑ پکڑ کر اسے دکھا رہا تھا۔اس نے سب سے اوپر پڑا ایک سرخ ڈبہ اٹھایا جو کہ بڑا اور ذرا بھاری تھا۔اس نے وہ ڈبہ کھولا تو وہ کتاب کی طرح دائیں بائیں کھل گیا۔ڈبہ مامون کے ہاتھ میں تھا مگر فری نے ان رنگوں پر ہاتھ لگا کر انھیں چھوا۔اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ ایک خوشی کی چمک تھی

"اتنے سارے کلرز"

مامون ہنس دیا"چلو یہ لیتے ہیں"

وہ آگے بڑھا تھا مگر فری نے اسے آواز دی"آفندی"وہ رکا اور مڑا"ممی یہ بھی کسی کو دے دیں گی"

اس کی رنگت سرخ ہوئی تھی اور آنکھوں میں ایک اداسی تھی

مامون نے اسے دیکھ کر کندھے ڈھیلے چھوڑے "تم آنٹی سے کہنا مامون نے زبردستی گفٹ دیا ہے۔۔ پھر وہ منع نہیں کریں گی"

اور سادگی سے آگے بڑھ گیا۔وہ کاؤنٹر پر کھڑا اپنی کتاب دیکھ رہا تھا اور فری وقفے وقفے سے کتاب سے نظر اٹھا کر اسے۔اسے وہ بچپن سے ہی اچھا لگتا تھا،وہ واحد دوست واحد ہمدرد تھا جو بن کہے اسے سمجھ جاتا تھا۔اس نے اپنی کتاب لی اور گردن موڑ کر فری کو دیکھا۔وہ جو اسے دیکھ رہی تھی ایک دم سے گڑبڑا گئی۔

"اور کچھ؟"

وہ مسکرائی اور سر نفی میں ہلایا۔اس کی ہائی ٹیل دائیں بائیں ہلی،اس نے کاؤنٹر پر کھڑے بل دیا اور کتابیں لیے باہر آ گیا۔وہ دونوں اپنے اپنے سائیکل پر یہاں تک آئے تھے۔مامون ان دنوں یونیورسٹی میں تھا اور فری ابھی آٹھویں میں،وہ جب بھی لندن سے پاکستان آتا تھا اس کے ساتھ شام میں سائیکلنگ کے لیے جاتا تھا۔اس نے اپنا سائیکل سٹینڈ سے اتارا اور آگے بڑھی،مامون اور وہ ساتھ ساتھ تھے،کتابیں مامون کی سائیکل کے ہینڈل سے لٹکی تھیں اور وہ فری سے باتیں کرتا جا رہا تھا

"سکول کیسا جا رہا ہے؟"

وہ مسکرائی "اچھا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا "کبھی کوئی ہیلپ چاہیئے ہو کچھ سمجھ نہ آئے تو مجھے کال کر لیا کرو"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔مامون نے اسے دیکھااور دھیما سا مسکرایا"خود کو انڈر ایسٹیمیٹ مت کیا کرو فری۔۔تم بہت اچھی بہت بہادر اور بہت سمجھدار ہو"

اس پر وہ ہنس دی"یہ سب تو آپ ہیں"

وہ بھی ہنس دیا"میں تو بہت غصے والا ہوں۔۔تمھارے ساتھ بس اچھا ہوں"

فری نے اسے دیکھا،یہ نظر دوستی والی نظر سے کئی آگے تھی۔وہ اپنے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

موجودہ زمانے میں فری نے سیب میں رنگ بھرا تھااور اب وہ سبز رنگ نکال کر اس کا پتہ سبز کر رہی تھی۔سیب کے نیچے اور بھی کئی پھل تھے۔اس کی نظر ان پر پڑی اور وہ ٹھہر سی گئی۔وقت جامد ہوا ہوا ساکت ہوئی اور وہ بہت پیچھے چلی گئی۔

وہ لوگ لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔اس کے بابا کے دوست آئے تھے اور ساتھ ان کی بیوی اور بچے تھے۔فری اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی تھی اور ساتھ والے صوفے پر تاثیر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔اس کے ساتھ ایک لڑکی بیٹھی تھی جو اس کی ہم عمر تھی اور وہ باتیں کر رہی تھیں۔دفعتاً ملازمہ آئی اور اس نے مشروب سے بھرے گلاس سرو کرنا شروع کیے۔ہلکی بھوری آنکھوں والی چھوٹی فری نے گلاس دونوں ہاتھوں سے تھام رکھا تھا۔وہ ابھی بہت چھوٹی تھی،چار پانچ سال کے درمیان۔اس نے جینز شرٹ پہن رکھی تھی اور خاموش سی اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی تھی۔جو س کا

گلاس منہ کو لگایا اور اس نے چند گھونٹ بھرے، پھر گلاس الگ کیا تو اسے اوپر والے ہونٹ کے اوپر کچھ ٹھنڈا محسوس ہوا اور وہ جوس لگا ہوا تھا۔ وہ مسکرائی اور اپنی ماں کو بلایا

"ممی۔۔"اس کی ماں ساتھ والے صوفے پر بیٹھی خاتون سے باتیں کرتی رہیں

"ممی۔۔"اس نے چھوٹا سا ہاتھ ان کے بازو پر رکھا۔اس کی ماں نے گردن موڑی اور فری کو دیکھا جس نے اپنی تھوڑی اٹھا رکھی تھی اور وہ اپنی ماں کو اپنے ہونٹوں پر لگا جوس دکھا رہی تھی، اپنی وہ حرکت جس پر وہ خود ہنسی تھی اور تصور کیا تھا کہ شاید اس کی ماں بھی ہنسے مگر اس کی ماں نے فری کو گھورا

"بیہیو یور سیلف فری"وہ دانت پیستے بولی تھیں"مینرز کہاں ہیں تمھارے؟"

اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا، اس نے یہ نہیں سوچا تھا۔اسے لگا تھا کہ اس کی ماں بھی یونہی خوش ہو گی جیسے وہ ہوئی تھی۔اس نے گردن جھکالی، تاثیر اور اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی اسے دیکھ رہی تھیں اور اس کی بڑی بڑی ہلکی بھوری آنکھوں کے پیالے پانی سے بھر گئے تھے۔وہ اٹھی اور جوس کا گلاس میز پر رکھا، ٹشو باکس سے ٹشو نکالا۔چھوٹے ہاتھوں سے پہلے ہونٹ صاف کیے پھر آنسو اور وہاں سے چلی گئی۔اس نے اپنا کمرہ بند کیا اور دھڑام سے بستر پر آ گری۔کچھ دیر رونے کے بعد وہ اٹھی اور اپنا سکول بیگ کھول کر اندر سے پنسل کلرز نکالے۔باہر کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول کر دیکھا کہیں اس کی ماں تو نہیں آ رہی۔مہمان ابھی تک بیٹھے تھے، وہ مسکرائی اور چلتی ہوئی چھوٹے ڈریسنگ ٹیبل

تک آئی۔اس نے پنسل کلر کا سرخ سکہ منہ میں ڈالا اور پھر ہونٹوں پر لگایا۔وہ یہ عمل بار بار کرتی یہاں تک کہ ہونٹ سرخ ہو گئے۔اس کے لیے یہی لپ سٹک تھی۔اس نے آگے ہو کر اپنے آپ کو دیکھا اور پوری آنکھیں کھول کر مسکرا دی۔گال گلابی ہوئے،اس کی نئ ٹیچر ریڈ لپ سٹک لگا کر آتی تھیں اور فری کو وہ بہت اچھی لگتی تھی۔اس نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے اور مسکرا دی۔

موجودہ دور میں رنگ بھرتی فری مسکرائی تھی۔اسے رنگ بہت اچھے لگتے تھے،اس کے پاس میک اپ تھا مگر تاثیر نے وہ کسی ملازمہ کی بیٹی کو دے دیا۔اسے جب بھی میک اپ کرنا ہوتا وہ یونہی کرتی تھی کیونکہ اسے میک اپ پسند تھا۔سر جھکا کر رنگ بھرتی فری کے چہرے پر مسکراہٹ اور کرب دونوں بیک وقت تھے۔بچپن انسان کی یادداشت پر بہت پختہ اثر چھوڑ کر جاتا ہے،انسان کی اول اول اصل شخصیت اسی سے شکل پاتی ہے۔وہ اپنا بچپن دوبارہ نہیں جینا چاہتی تھی مگر اسے اپنا بچپن بار بار یاد آتا تھا۔اس نے سانس خارج کی اور پھر اسی طرح رنگ بھرتی رہی

یہاں سے دور ایک کمرے میں ایک شخص بستر پر بیٹھا تھا۔اس نے ہسپتال والا لباس پہن رکھا تھا اور وہ پہلے سے کمزور تھا۔آنکھوں کے نیچے حلقے تھے مگر اس کی رنگت اجلی تھی۔وہ خاموشی سے بیٹھا سامنے ایک لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے بال بھورے تھے۔نیچے کی طرف آتے بالوں پر بڑے کرل

تھے اور وہ فرش پر بیٹھی دیوار گیر کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔کمرے میں محض ایک پنکھا تھا مگر پھر بھی کمرہ ٹھنڈا تھا۔ایک طرف لگا انرجی سیور تھا، باقی ایک بستر اور ایک زمین پر میٹرس پڑا تھا۔اس کے بستر تلے دو کپ پڑے تھے جن کے کناروں پر کافی جمی تھی،ایک طرف ایک چھوٹی میز تھی جس پر کھانے کے برتن تھے، پلیٹ خالی تھی اور شیشے کے گلاس میں آدھا پانی تھا۔لڑکی نے دونوں گھٹنے سینے سے لگا رکھے تھے۔اسے آج صبح ہی اس قید خانے میں ڈالا گیا تھا اور وہ تب سے جب سے یہاں آئی تھی یونہی بیٹھی تھی۔وہ کھڑکی سے باہر ایک لمبی سفید دیوار کو تک رہی تھی۔اوپر سے سیاہ آسمان تھوڑا سا نظر آرہا تھا۔کمرے میں اس قدر خاموشی تھی کہ دیوار سے لگی گھڑی کی ٹک ٹک تک سنائی دے رہی تھی

مرد نے گلا کھنکھارا "تمھارا نام کیا ہے؟" یہ لڑکی سے سوال تھا

لڑکی نے چند لمحے انتظار کیا اور سر اٹھایا "آپ سے مطلب؟"

اور دوبارہ کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی

وہ مسکرایا اور سانس خارج کی "تمھیں مجھ سے ہمدردی کر کے مطلوبہ معلومات لینے بھیجا گیا ہے مگر یاد رکھنا میں عورتوں سے متاثر نہیں ہوتا" اور خاموش ہو گیا

لڑکی نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا اور مسکرائی "عورت نہ کہیں۔۔لڑکی کہیں۔۔انکل" اس نے آخری لفظ کہتے جتایا تھا

وہ ہنس دیا اور پھر سر جھکائے ہنستا گیا۔ پھر سانس خارج کی

"تمھیں مار اپیٹا نہیں گیا؟ تم تمھاری مرضی سے آئی ہو" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا

لڑکی سنجیدہ ہوئی "جمال احمد عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتا" اور تنفر سے سر جھٹکا

اس کی دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھیں۔ پھر سر اثبات میں ہلایا "تمھیں یہاں کیوں لایا گیا ہے؟" اگلا سوال

وہ ہنس دی اور سر جھکائے اس مرد کو دیکھا "کم آن۔۔ میں بھی مردوں سے متاثر نہیں ہوتی" پھر سانس خارج کی "آپ بھی مجھ سے ہمدردی بٹور کر مطلوبہ معلومات نہیں اگلوا سکتے" اور جتا کر وہ مسکرائی۔

اس کی مسکراہٹ میں کچھ غیر معمولی تھا، کچھ پر سرار سا۔

مرد نے سانس خارج کی۔ پھر دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔ وہ پھر سے کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی، پھر بڑبڑائی

"میں اس قید خانے کو توڑ دوں گی"

اس شخص نے گردن اٹھائی اور اسے دیکھا۔ پھر مسکرایا

"آسان ہے؟"

اس نے گردن موڑی اور اسے دیکھا "مشکل ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دونوں کے درمیان پھر خاموشی چھا گئی۔ لڑکی نے سانس خارج کی اور دیوار سے ٹیک لگائے کچھ گنگنانے لگی۔ وہ انگریزی کی کوئی نظم پڑھ رہی تھی، بلاشبہ وہ اچھا گنگناتی تھی۔ اس نے فراک پہن رکھی تھی، چوکڑی مارے بیٹھ گئی اور زمین پر انگلیوں سے کچھ لکھنے لگی جو کہ کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔

پھر خاموش ہوئی اور بڑبڑائی

"قید مجھے نہیں ڈراتی۔۔ میں پنجرے توڑ دیتی ہوں"

مرد نے اسے سنا اور پھر اپنا تکیہ ٹھیک کر کے لیٹ گیا۔ وہ ابھی بھی کچھ لکھ رہی تھی۔ کچھ ایسا جو کسی کو نظر نہیں آتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر9

بلبل اور صیاد

ڈھلتی شام، نارنجی تاثر اور کھڑکی سے ٹکراتی زرد سی روشنی۔ کھڑکی کے سامنے سے پردے ہٹے تھے اور لڑکی سٹڈی ٹیبل پر جھکی ایک ڈائری پر قلم رگڑ رہی تھی۔ کھڑکی سے روشنی آتی نیچے سفید مرمریں فرش پر اپنا تاثر پیدا کر رہی تھی۔ اسے روشنی اچھی لگتی تھی، اس کے چہرے پر ایک اطمینان تھا۔ قلم رگڑتے وہ ایک دم رکی۔ پیچھے کرسی کو ٹیک لگائی اور پھر نظروں سے اپنا لکھا ہوا پڑھنے لگی۔

وہ اکیس بائیس سال کی لڑکی تھی، اس پر سیاہ لمبے بال جچتے تھے اور اجلی رنگت سیاہ آنکھوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اس نے گردن موڑی اور اپنی نظر روشنی پر مرکوز کر لی، نارنجی روشنی، شام کا اختتام۔ ڈائری پر لکھی نظم پچھلی نظموں کی طرح امر ہو گئی۔۔

اور کتنا مضبوط ہوتا ہے انسان؟

ایک پہاڑ سے زیادہ

ایک پہاڑ کے جیسا

مانند لوہے کے

یا ایک شیشے جیسا

اور کتنا کمزور ہے انسان؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک روئی جیسا

مانند موم کے

یا پھول کی پتی جیسا

اسے جڑنے میں کتنی دیر لگتی ہے

ایک سال، اس سے زیادہ

کئی سال یا ان سے زیادہ

یا صدیاں اور پھر

صدیوں پر صدیاں

مگر اسے توڑنے کے لیے کافی ہے

ایک خوشبو

ایک فلیش بیک

چند لفظ

اور ایک محبت!

~عارفین آفندی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلی صبح

سورج کی کرنیں زمین کی سطح کو چھوتی اسے روشن اور گرم بنا رہی تھیں۔ایسے میں سفید سرمئی محل میں موجود مکین اپنے دن کا آغاز کرنے جا رہے تھے۔مامون نے سفید شرٹ پہن رکھی تھی،وہ کف کے بٹن بند کرتا آئینے میں رابیل کو دیکھ رہا تھا جو کہ سنجیدہ سی کھڑکی کے سامنے بیڈ پر بیٹھی تھی۔اس کے لمبے بال کھلے تھے اور وہ جھک کر موبائل پر ٹائپنگ کر رہی تھی۔مامون نے کف کے بٹن بند کیے اور اپنا کالر ٹھیک کرنے لگا

"آپ ٹھیک ہیں؟"وہ آئینے میں رابیل کو ہی دیکھ رہا تھا۔کل سے ان کے درمیان کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی

وہ کھڑی ہوئی،موبائل بیڈ سائیڈ پر رکھا اور اسے دیکھتے مسکرائی۔اس نے گلابی قمیض تلے ہم رنگ کھلے پائنچوں والی شلوار پہن رکھی تھی۔گلے میں نازک سی چین تھی اور وہ مامون کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی۔اس کی شرٹ کا اوپر والا بٹن بند کرنے لگی۔وہ اس رابیل کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھیں بھوری تھیں مگر بہت کچھ کہتی ہوئیں

"ایک بات پوچھوں آپ سے؟"رابیل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا،وہ نظریں جھکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔رابیل کا سر اس کے کندھوں تک آتا تھا اور وہ نظریں جھکا کر اسے دیکھتا تھا

"فاطمہ کون ہے؟"اس نے بڑی سادگی سے سوال کیا۔

مامون کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔اس کی بھنویں ذرا سی بھینچ گئیں، چہرے سمیت آنکھوں میں ایک سوالیہ تاثر تھا"فاطمہ

۔۔کون؟"

اس کی مسکراہٹ میں ذرا کمی نہیں آئی۔اس نے مامون کے بازو کو اوپر سے ذرا سا تھاما"وہی جسے آپ نے بلڈ ڈونیٹ کیا تھا، جس کے لیے آپ لندن گئے تھے جبکہ مجھے کل پتہ چلا ہے کہ آپ لاہور کو لندن کہتے ہیں۔۔وہی

فاطمہ جس کے فلیٹ کا ایک ہفتے کا رینٹ آپ نے دیا ہے اور وہی فاطمہ جس کی سرجری کے لاکھوں روپے آپ نے خرچ کیے"اس نے بات ختم کی اور ہاتھ اس کے بازو سے ہٹا کر ڈریسنگ ٹیبل کی سطح پر رکھا۔اب وہ ذرا سا ترچھا ہوئی تھی

مامون سنجیدہ ہو گیا۔اس نے سانس خارج کی اور گردن موڑ کر اس کھڑکی کو دیکھا جہاں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔پھر رابیل کو دیکھا"ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے"

وہ بیڈ کی طرف بڑھا اور اپنا سیاہ کوٹ پکڑ کر پہننے لگا مگر رابیل پیچھے ہی تھی

"مگر مجھے ابھی اس بارے میں بات کرنی ہے"وہ بھی سنجیدہ ہوئی تھی۔آواز ذرا سی بلند تھی

مامون مڑا اور اسے دیکھا"اس وقت آفس کا ٹائم ہے۔۔بریک فاسٹ کریں اور ایزی ہو جائیں"اس نے نرمی سے کہا تھا مگر رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں

"ہاں؟" وہ ذرا سا اس کی قریب آئی "میں آپ کی بیوی ہوں۔ میرا پورا حق ہے سب جاننے کا۔۔ آپ ایسے نہیں کر سکتے" اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں "آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا کہ آپ لندن جا رہے ہیں۔۔ آپ لاہور تھے، کسی کے فلیٹ کا بل پے کر رہے تھے، اس پر لاکھوں روپے لگا رہے تھے اور میں" اس نے ہاتھ کھڑے کیے "میں اتنی بیوقوف ہوں کہ مجھے کوئی بھی پاگل بنا سکتا ہے۔ میرا ویل مینرڈ پنکچوول شوہر کسی اور عورت کے پیچھے ہے اور میں اس کی باتوں اس کے الفاظ کے پیچھے خود کو آسمان پر محسوس کر رہی ہوں۔۔ میں اتنی بیوقوف ہوں کہ میں کسی کی بات پر بھی یقین کر لیتی ہوں" وہ خاموش ہوئی مگر اس کا تنفس بڑھ گیا تھا، اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی

"رابیل۔۔" اس نے اس کا ہاتھ تھامنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر اس نے جھٹک دیا

"ڈونٹ یو ڈیئر۔۔" وہ دانت پیستے بولی تھی۔ مامون نے اس کی گلابی پڑتی نم آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ غصہ اور بے یقینی دیکھی تھی

"میں ہر چیز کی وضاحت دے سکتا ہوں۔۔ آپ سنیں تو" وہ آگے آیا تھا مگر رابیل نے سر نفی میں ہلایا۔

"آئی ڈونٹ بیلیو دس" اس نے نم سانس اندر کھینچی اور چہرے کے گرد آئے بالوں کو پیچھے کیا "آپ مجھ سے جھوٹ بولتے رہے۔۔ آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا کہ آپ لندن تھے۔۔ آپ لاہور تھے

۔۔اور میں، میں اتنی پاگل اتنی ڈمب ہوں کہ میں کسی کی بات پر بھی آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتی ہوں" وہ ایک قدم پیچھے ہٹی

مامون نے تھوک نگلا، وہ آگے بڑھا "میری بات تو سنیں۔۔میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا تھا ۔۔میرا یقین کریں۔۔میں نے آپ کو کوئی دھوکا نہیں دیا"

"کیا آپ لاہور نہیں تھے؟ کیا آپ اس عورت کے ساتھ نہیں تھے؟ کیا آپ نے مجھے نہیں کہا کہ آپ لندن ہیں جبکہ نہیں تھے؟" وہ آگے بڑھی اور بلند آواز میں بولی

اس کا دل بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور عین اس کے سامنے جا کھڑا ہوا "میں لاہور تھا مگر میں لندن گیا تھا۔۔"

رابیل نے اس کی بات کاٹ دی "الف۔۔" اس نے مامون کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کیا "آپ پھر کچھ ایسا کہیں گے کہ میں مان جاؤں گی، آپ کو بہت اچھے سے آتا ہے اپنے لفظوں کا صحیح جگہ پر صحیح استعمال کرنا۔۔یو مینو پولیٹ می، آئی ہیٹ یو" اس نے تنفر سے اسے کہا اور اپنا دوپٹہ پکڑا، پرس پکڑا اور باہر کی طرف بڑھی

مامون نے اس کی کلائی تھامی اور اپنی طرف موڑا۔ وہ اس کے سامنے کھڑی تھی، گیلی گلابی آنکھوں سے تھوڑی اٹھائے اسے گھورتی ہوئی۔ مامون اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔میرا فاطمہ سے ویسا کوئی تعلق نہیں ہے جیسا آپ سمجھ رہی ہیں۔میں ہر چیز کی وضاحت ثبوت کے ساتھ دوں گا،آپ میرے الفاظ پر مت یقین کریں مگر میری بات ایک بار سن تو لیں"اس نے مامون سے اپنی کلائی چھڑائی۔اسے غصے سے گھورا اور پھر چلی گئی۔وہ اس کے پیچھے باہر آیا تھا مگر راستے میں ملیحہ کھڑی تھیں۔وہ رابیل کو دیکھ رہی تھیں جو کہ ناشتہ کیے بغیر ہی گھر سے نکل رہی تھی۔انھوں نے گردن موڑی اور مامون کو دیکھا۔پھر اس کی طرف بڑھیں

"کیا بات ہے؟کوئی جھگڑا ہوا ہے تم دونوں کا؟"

مامون نے سانس خارج کی اور شانے اچکائے

"It's all my fault"

("یہ سب میری غلطی ہے")

سامنے کھلے گیٹ سے گاڑی باہر جاتی نظر آ رہی تھی۔وہ خاموشی اور سنجیدگی سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

کچھ دیر کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے!

بڑے سے بنگلے کے لاؤنج میں ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ لگ چکا تھا۔مرکزی کرسی پر ڈاکٹر طلعت ہاشمی تھے اور ان کے دائیں ہاتھ والی کرسی پر مسز ہاشمی اور بائیں ہاتھ والی کرسی پر تاثیر بیٹھی تھی۔فری اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ناشتہ شروع ہوئے ابھی چند پل ہی بیتے تھے،اس کی ماں نے گردن موڑ کر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فری کو دیکھا۔اس نے جامنی شلوار قمیض اور گلے میں دوپٹہ لیا ہوا تھا۔انھوں نے چھری کانٹے سے انڈہ کاٹا اور منہ میں رکھا

"بالکل مڈل کلاس لڑکیوں کی طرح ہو گئی ہو تم" وہ انڈہ چباتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھیں اور وہ سر جھکائے بریڈ کے ساتھ آملیٹ لگا کر کھا رہی تھی "آج کل کی لڑکیاں دیکھو، کیسے گرومڈ اور کانفیڈنٹ ہیں اور ایک تم بہن جی بن کر بیٹھ جاؤ" وہ باقاعدہ فری کو ڈانٹ رہی تھیں۔تاثیر نے ایک نظر اسے دیکھا پھر شانے اچکائے اور جوس کا گلاس لبوں سے لگایا

وہ خاموش رہی۔اشعر کے گھر میں تو کبھی اسے کسی نے نہیں کہا تھا کہ وہ گرومڈ ہو اور ماڈرن لڑکیوں کی طرح رہے۔وہاں رابیل پلی بڑھی تھی جو کہ آج معاشرے کے بڑے بڑے مردوں سے بڑے پراعتماد طریقے سے ڈیل کرتی تھی، وہ رامین کا گھر تھا۔اس نے جو چاہا جیسے چاہا کیا اور وہ ابھی بھی اپنی زندگی اپنی مرضی سے جی رہی تھی۔انھیں تو کبھی فرحت یا گھر میں سے کسی نے بھی مڈل کلاس ہونے کا طعنہ نہیں دیا تھا۔اس نے بریڈ آملیٹ نگلا پھر اپنی ماں کو دیکھا۔

"ممی۔۔یہ ہماری اپنی چوائس ہوتی ہے۔مجھے ایسے رہنا پسند ہے، کیا فائدہ اتنا گرومڈ ہونے کا اگر آپ خوش نہیں ہیں" اس نے سادگی سے کہا اور پھر پلیٹ پر جھک گئی

اس کی ماں کی بھنویں بھینچ گئیں "کیا مطلب ہے؟ اگر لڑکی اپنا خیال رکھے سیلف کیئر کرے تو وہ خوش نہیں ہو گی؟"

فری نے انھیں ایسے دیکھا جیسے ابھی اٹھ کر آئی ہوں ناشتہ کرنے لگی ہوں مگر بحث۔۔اس نے سر

"سوری ممی۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔سیلف کیئر صرف مینی کیور پیڈی کیور سے پلیٹ پر جھکا نہیں ہوتی۔۔یہ صاف ستھرے اپنے فیورٹ کمفرٹیبل کپڑے پہننے سے بھی ہوتی ہے"

اس کی ماں دانت پیس کر رہ گئیں۔پہلے تو وہ کبھی ایسے نہیں بولی تھی،انھوں نے سر جھٹکا اور ناشتہ کرنے لگیں

اب تاثیر کی باری تھی اور اس نے گلا کھنکھارا"اشعر سے بات ہوئی تمھاری؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا"فون نہیں ہے میرے پاس"اور سر جھکائے رکھا

"کیا مطلب؟"اس نے بھنویں بھینچے پہلے فری کو دیکھا پھر اپنے باپ کو

"مطلب یہ کہ کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی فون کی"فری نے تاثیر سے نظریں اپنے باپ کی طرف پھیر لیں

"میرے پیچھے کون تھا جو مجھے میسج یا کال کرتا یا کم از کم یاد کرتا"

اس کے باپ نے تھوک نگلا اور گلا کھنکھارا۔نیپکین سے ہونٹ تھپتھپائے"آگے کا کیا پلان ہے تمھارا؟"

فری نے جوس کا گلاس منہ کو لگایا۔ایک آخری گھونٹ بھرا اور سامنے دیکھا۔تاثیر اسے ہی دیکھ رہی تھی،اس نے شانے اچکائے

"کون سا پلان بابا؟" وہ سنجیدگی سے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔آنکھوں میں زمانے بھر کی خفگی اور شکوے تھے "آپ ممی تاثیر۔۔میرے پلانز تو آپ بناتے ہیں نا، بنا کر میرے اوپر تھوپتے ہیں۔۔میں تو بس خاموشی سے عمل کرتی ہوں" اس نے نرمی سے کہا تھا مگر تینوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا

اس کی ماں نے باقاعدہ پوری گردن موڑ کر اسے گھورا "تم پہلے تو ایسی نہیں تھی۔۔اتنی گز لمبی زبان کہاں سے نکل آئی؟"

فری نے منہ بنا کر اپنی ماں کو دیکھا "پہلے میں تھی ممی؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے انھیں دیکھا۔ پھر کھڑی ہوئی اور کرسی پیچھے کو دھکیلی۔اپنے باپ کو دیکھا پھر تاثیر کو "میں تو خیر بے روزگار، اپنی ماں بہن باپ کے ٹکروں پر پلنے والی" اور سانس خارج کی "میرا دن تو گھر میں ہی کٹے گا۔۔میں امید کرتی ہوں آپ کے پاس فری سے زیادہ بڑے مسئلے ہوں گے"

پھر آگے کو بڑھی اور نظریں ملائے بغیر بولی "ہیوا ے نائس ڈے!"

اور اوپر کی طرف بڑھی۔اس کی ماں نے مڑ کر نہیں دیکھا

"سارا اثر اس خاندان کا لے کر آئی ہے۔۔اس مڈل کلاس بدزبان ڈاکٹر نے اس کو اپنی زبان دے کر بھیجا ہے" وہ غصے میں تھیں اور منہ میں بڑبڑائے جا رہی تھیں

تاثیر نے نیپکین سے ہونٹ تھپتھپائے "جانے دیں ممی۔۔اس کا مس کیرج ہوا ہے، ہز بینڈ چھوڑنے والا ہے۔۔غصہ کسی نہ کسی پر تو نکالے گی نا" اور مسکرا کر اپنے باپ کو دیکھا۔

انھوں نے سانس خارج کر کے سر نفی میں ہلایا۔

رابیل اور نگزیب کا دھیان سارا دن مامون پر تھا۔ وہ سارا وقت اسی کے بارے میں سوچتی رہی تھی، نظر اس کی لیپ ٹاپ سکرین پر ہوتی تھی مگر دھیان کہیں اور۔۔ دوسری جانب آفس میں بیٹھے مامون کا عالم اس سے مختلف نہیں تھا۔ وہ پہلے تو اس کے میسج یا کال کا انتظار کرتا رہا مگر پھر خود ہی کال کر لی، پہلی کال پر اس نے فون نہیں اٹھایا اور دوسری کال پر اس نے مامون کو بلاک کر دیا تھا۔ وہ بس سانس خارج کر کے رہ گیا تھا، یہ وہ عورت تھی جس پر اس کا بس نہیں چلتا تھا جس سے سختی سے پیش آنا اس کے بس میں نہیں تھا اور وہ اسے اس کی مرضی کرنے دیتا تھا مگر اب اس کی مرضی مامون کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ اس نے جیسے تیسے آج کا دن گزارا

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر رابیل پر پڑی، وہ آرا کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر چپ ہو گئی اور منہ بنا کر بیٹھ گئی۔ وہ اس کے قریب آیا، جھکا، آرا کھڑی ہوئی اور اس کے گرد بازو حمائل کیے۔ وہ رابیل کو ہی دیکھ رہا تھا، اگرچہ وہ خفا تھی مگر پھر بھی اسے دیکھ کر اسے ایک سکون سا محسوس ہوا تھا۔ اطمینان کی نرم پھوار اس کے دل کی جلتی زمین کو شفا دے رہی تھی۔ اگر ایک نظر زندگی کا حاصل تھی وہ مامون کے لیے رابیل کی نظر تھی۔ جلتے بجھتے دل پر اگر کوئی نرم پھوار تھی تو وہ بھوری آنکھیں تھیں اور وہ بھوری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جو کہ خفا تھیں مگر اسی کی تھیں۔ رابیل

کی نظر اس کی نظر سے ملی اور وہ مسکرایا۔وہ نہیں مسکرائی،اس کا دل دھڑکا تھا۔سارے دن کی بے قراری اڑن چھو ہوئی اور دل کو اب قرار آیا تھا مگر وہ تو ناراض تھی۔وہ تو اسے اناد کھائے گی، نخرے دکھائے گی اور خفا رہے گی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اسے منالے گا۔وہ سیدھا ہوا اور رابیل کی طرف بڑھا، بایاں ہاتھ صوفے کے ہتھ پر رکھا،دایاں ہاتھ صوفے کی پشت سے ٹکایا اور ذرا سا اس پر جھکا، اس کی بھوری آنکھوں میں جھانکا اور مسکرایا

"غصہ کر کر کے دیکھیں ناک ٹیڑھی ہو گئی ہے" اور ہنس دیا

رابیل دانت پیستے اسے گھور رہی تھی۔پھر سینے پر بازو لپیٹے "شٹ اپ!" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔اتنی کہ مامون کو سنائی دے مگر آرا کو نہ۔

وہ سیدھا ہوا اور سر جھکائے مسکرایا۔پھر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو مامون کمرے میں جا چکا تھا۔اس نے گود میں پڑا کشن ایک طرف رکھا اور اندر کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولا اور وہ کمرے میں نہیں تھا۔ضرور واش روم میں ہو گا اور وہ بالکنی کا دروازہ کھول کر ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے باغ میں جھانکنے لگی۔کچھ پل بیتے اور وہ اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ذرا سے گیلے بال ماتھے پر چپکے تھے،اس نے سیاہ آدھی آستینوں گول گلے والی شرٹ پہن رکھی تھی،رابیل کی طرف رخ کیے کھڑا ہوا اور گلا کھنکھارا

"دن کیسا گزرا؟"

رابیل نے اسے دیکھا اور مسکرائی "بہت اچھا۔۔اتنا اچھا کہ میں تو کہتی ہوں کہ ہر دن ایسا ہی گزرے "اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے تھے اور تیزی سے بولی تھی۔ تنفس بڑھ گیا

وہ ہنس دیا اور سر اثبات میں ہلایا "ایسے نہ کہیں۔۔جن کے دل اچھے ہوتے ہیں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں "اس نے رابیل کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی،وہ اب بھی اسے گھور رہی تھی۔

"آپ کا بہت اچھا دن گزرا ہوگا "وہ تپی ہوئی تھی

مامون نے سانس خارج کی "کہاں۔۔"منہ بنا کر ہاتھ بڑھایا اور اس کے لمبے بالوں کو اوپر سے نیچے تک چھوا "میری ڈوپامین بلاک تھی "پھر اسے دیکھا،زبان دانتوں میں دبائی "اوسوری۔۔ڈوپامین نے مجھے بلاک کیا تھا

وہ مسکرا بھی نہ سکی اور دوبارہ باغ میں دیکھنے لگی۔اس نے گلا کھنکھارا "سوری۔۔"مامون کی آواز اس کے کانوں میں پڑی مگر وہ نہیں مڑی "آج سے میں نے عہد کیا ہے کہ اپنی بیوی کو ناراض نہیں کرنا ۔۔سارا دن گناہوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے"

رابیل نے آنکھوں سے اسے گھورا تو وہ خاموش ہو گیا۔دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔پھر رابیل نے خاموشی توڑی اور اسے دیکھا "آپ کو تو بہت خوشی ہوتی ہے نا۔۔آپ باتیں چھپائیں میرا دماغ خراب ہو اور آپ پھر سے فلیکس مارتے ہوئے کہیں کہ ہاں میں نے یہ بات چھپائی تھی اور میں نے"

اس نے اپنے سینے پر انگلی رکھی "آپ کو آپ کی خامیوں سمیت قبول کیا ہے اس لیے اب مجھے سب بھگتنا ہے" وہ پھر سے تیز تیز بولی تھی

"بالکل۔۔" وہ مسکرایا تھا۔ پھر فوراً سے سر نفی میں ہلایا "مطلب بالکل نہیں۔۔ میں آپ کو بتانے والا تھا۔۔"

اس نے مامون کی بات کاٹ دی "بتانے والا تھا مگر میرا ہی دماغ خراب ہو گیا ہو گا۔۔۔ ضرور میں نے ہی کچھ کیا ہو گا"

مامون آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا، پھر آگے کو ہوا "آپ کو کیسے پتہ؟" وہ حیران تھا۔

رابیل نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا اور پھر دانت پیستے اس نے بازو پر ایک مکا رسید کیا "آئی۔۔ جسٹ ہیٹ یو" اور بالکنی کے دروازے کی طرف بڑھی مگر اس نے اس کی کہنی تھام لی اور اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ پھر نرمی سے مسکرایا

"میرا سارا دن بہت برا گزرا ہے۔ میں نے آپ کو بہت مس کیا ہے، میں مانتا ہوں مجھے یہ سب نہیں چھپانا چاہیئے تھا، میری غلطی ہے مگر آپ میری بات بھی تو سنیں۔۔ میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا" اس نے بات مکمل کی اور رابیل کی کہنی چھوڑ دی

Clubb of Quality Content

رابیل نے سانس خارج کی اور گردن اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا"یو نو واٹ۔۔"ایک توقف

"میرے سر میں درد ہے"

مامون مسکرایا"دبا دوں"

"میرا گلا دبا دیں"اور پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئی۔وہ فقط مسکرایا اور سر نفی میں ہلا کر شانے اچکائے۔

فری اپنے بڑے سے باغ میں جھولے پر بیٹھی تھی،ہر سو بتیاں روشن تھیں اور وہ کتاب پڑھ رہی تھی۔اس کی گردن کتاب پر جھکی تھی اور وہ اسی میں گم تھی۔اسے اپنے پیچھے تاثیر کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی،پھر وہ اس کے سامنے آ بیٹھی۔اس نے کتاب پر سے سر اٹھایا اور اسے دیکھ کر سیدھی ہوئی۔وہ مسکرائی"لگتا ہے تم بزی تھی؟"

فری نے گردن نفی میں ہلائی اور دھیما سا مسکرائی"میں نے کیا ہی بزی ہونا ہے"اور شانے اچکائے۔

تاثیر کی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی"اشعر کی یاد آ رہی ہے؟"

فری کی مسکراہٹ گہری ہوئی آنکھیں چمکیں"بہت۔۔بہت زیادہ"مگر وہ نہیں کہہ سکتی تھی۔اس نے سانس خارج کی"وہ جو شروع والے دنوں کے کچھ اچھے لمحات تھے وہ آخری دنوں کے لمحات کے دکھ تلے دب گئے۔۔مجھے وہ یاد نہیں آ رہے،انفیکٹ میں تو ڈھیٹ ہو گئی ہوں"اس نے تاثیر کو

دیکھا"مجھے کسی کی عادت نہیں ہوتی،مجھے کسی کی یاد نہیں آتی"اور برا سا منہ بنا کر سر جھٹکا،سامنے دیکھنے لگی

تاثیر ذرا سا ساتھ ہوئی"آئی ایم سو سوری ہنی۔۔میری وجہ سے ہوا ہے نا یہ سب لیکن میں نے تمھیں محفوظ رکھا تھا،سب دیا تھا۔۔کم از کم اشعر سے اچھی زندگی"

فری نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔وہ کبھی نہیں بدلے گی

"اٹس اوکے"وہ دھیما سا مسکرائی تھی

تاثیر نے گلا کھنکھارا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا"آئی نو تم اس وقت کس تکلیف سے گزر رہی ہو فری۔۔تمھارا غصہ کرنا ناراض ہونا سب جائز ہے،ایسا ہو جاتا ہے"پھر معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔فری بس اس کے بدلتے رنگ ہی دیکھتی رہ گئی،کبھی سفید سیاہ اور کبھی سرمئی"مگر تمھارا بھی تو خوشیوں پر حق ہے نا،تم بھی ایک اچھا گھر ایک اچھا لائف پارٹنر،ایک اچھی زندگی ڈیزرو کرتی ہو"

فری اس کی بات سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے سو وہ سنتی رہی سمجھتی رہی"تم ایک ایسا انسان ڈیزرو کرتی ہو جو تمھیں سمجھ سکے،تمھاری جگہ پر کھڑا ہو کر تمھیں محسوس کر سکے اور تمھارے ساتھ چل سکے"پھر خاموش ہو گئی۔وہ فری کے جواب کی منتظر تھی

"یہ وہ تمام چیزیں ہیں تاثیر جو ہر لڑکی ڈیزرو کرتی ہے، ہر لڑکی ایک اچھا گھر اور اچھا لائف پارٹنر ڈیزرو کرتی ہے۔۔ باقی جو نصیب اس کا" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے۔ تاثیر اسی نرم لہجے میں جھٹ سے بولی "مگر ہر لڑکی تمھارے جیسی نہیں ہوتی فری"

فری نے ہلکی بھوری پتلیوں کو حرکت دی، پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال لیا۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ تاثیر نے گلا کھنکھارا "وہ تمھیں ہرٹ کرتا ہے، تم جب سے آئی ہو اس نے تمھیں کال نہیں کی، وہ تمھارے پیچھے نہیں آیا، وہ تمھیں ڈیمیج کر دے گا" وہ جلدی جلدی بولی تھی۔ پھر رکی، توقف کیا "تم اسے چھوڑ دو فری"

فری کا دل لمحے کے دسویں حصے اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ اسے لگا کہ سینے میں عجیب سا درد ہوا ہے۔ اس کی سانس تھمی اور وہ منہ کھولے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے چھوڑ دے، اشعر کو چھوڑ دے؟ دماغ ماؤف تھا مگر دل نے صدا لگائی تھی "کم از کم اس زندگی میں تو نہیں" وہ اس کی عادی تھی، اس کا لمس اس کی خوشبو اس کا وجود اس کا ہونا اس کی آواز اس کی مسکان اس کی آنکھیں اس کی باتیں اس کا ہنسنا اس کا ہنسانا اس کی محبت اس کی وفا۔۔ وہ اسے چاہنے لگی تھی سب سے بڑھ کر، اگر اسے چاہت کہو تو یہ احساس اس سے بڑھ کر تھا، اگر اسے محبت کہو تو یہ احساس اس سے بھی بڑھ کر تھا، وہ نہیں تھا مگر وہ تھا۔ اسے ایک اطمینان تھا کہ وہ ایک صدا لگائے گی اور وہ آئے گا، وہ ساری دنیا چھوڑ کر اس کے لیے آئے گا اور تاثیر کہتی ہے کہ اسے ہی چھوڑ دو۔۔ ناممکن، صد ناممکن!

دماغ نے کام کرنا شروع کیا اور اس نے پلکیں جھپکائیں۔ پھر سانس خارج کی "یہ آسان نہیں ہے" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی

"کیوں؟" تاثیر ذرا سا ساتھ ہوئی "تمھیں وہ اچھا لگتا ہے؟"

"سب سے اچھا" اس نے تاثیر کو دیکھا، کہنا چاہا مگر لب نہیں ہلے۔ اس نے نظریں پھیر لیں "اس کے علاوہ میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ وہ میرا شوہر ہے، ممی بابا کا جب دل کرے مجھے یہاں سے نکال دیں۔۔ کوئی تو گھر ہونا چاہیئے نا جہاں میں جا سکوں، وہ جیسا بھی ہے کم از کم مجھے گھر سے نہیں نکالے گا" کہہ کر خاموش ہوئی

"تو اب؟ اب بھی تو اس نے تمھیں گھر سے ہی نکالا ہے" تاثیر کے میٹھے لہجے کے پیچھے پرسے خود پرستی کا جھوٹا خول اتر رہا تھا۔

"اس نے نہیں چھوڑا، نہ گھر سے نکالا ہے" فری نے تاثیر کو گھورا تھا "آپ لے کر آئی ہیں۔ میں اپنی مرضی سے آئی ہوں، وہ مجھے لے جانے ہی آیا تھا مگر میں نہیں گئی" اور منہ بنا کر بیٹھ گئی

تاثیر نے سانس خارج کی "تمھیں گھر ملے گا، کوئی تمھیں گھر سے نہیں نکالے گا، آئی پرامس۔۔ تم اشعر کی قید سے نکل آؤ، تمھارا لائف پارٹنر بہت اچھا ہو گا، تمھیں سمجھنے والا عزت دینے والا" وہ جیسے فری کو منا رہی تھی کہ اشعر کو چھوڑ دو مگر فری مرتی مر جائے یہ نہ مانے۔

"مجھے کوئی پارٹنر نہیں چاہیئے۔۔ میں ایسے ہی خوش ہوں" اس نے درشتی کہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تاثیر نے اسے گھورا"کیوں نہیں چاہیئے؟ تمھیں چاہیئے"وہ جیسے زبردستی اس پر اپنا فیصلہ تھوپ رہی تھی

فری نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔۔جیسا وہ ہے ویسے ہی سب مرد ہوں گے"

"نہیں۔۔اس بار ایسا نہیں ہو گا"تاثیر نے نرمی سے کہہ کر اس کے گال پر ہاتھ رکھا

فری نے سانس خارج کی اور کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے"میں اشعر کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گی؟میرے پاس کوئی ایسا نہیں ہے جو بے لوث مجھ سے محبت کرے"اور سر جھٹک دیا۔

تاثیر مسکرائی"تم اشعر کو چھوڑ دو۔۔وہ تمھارا بہت خیال رکھے گا، تمھیں یہاں سے دور لے جائے گا جہاں تم اور وہ بہت خوش رہو گے"

فری نے جھٹ سے گردن موڑ کر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا"کون؟"اسے تاثیر کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی

تاثیر مسکرائی،اس کے لبوں کی حرکت کی"نشیب احمد"

اور اس کے الفاظ فری کو پتھر کر گئے۔وہ کیا کیا سوچ کر بیٹھی تھی،اس کا دل تیزی سے دھڑکا، تنفس بڑھا اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک لمحے میں تیزی سے اس نے پاس پڑی کتاب پکڑی اور جلدی سے اندر کی طرف بھاگتے ہوئے گئی۔زندگی کہاں سے کہاں لے جا رہی تھی!

یہاں سے دور سفید سرمئی محل میں ڈنر کے بعد کی خاموشی تھی۔سب اپنے اپنے کمروں میں تھے اور اب بس سونے کی تیاری تھی۔رابیل نے ہلکا گلابی نائٹ ڈریس پہنا تھا،لمبے بال کھلے تھے اور وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی آئینے میں اپنا عکس دیکھتے منہ پر کوئی سیرم لگا رہی تھی۔مامون کمرے میں داخل ہوا مگر اس نے مڑ کر نہیں دیکھا،اس نے گردن موڑ کر ایک نظر اسے دیکھا اور پھر بیڈ پر بیٹھ گیا۔سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون کی سکرین روشن کی اور پھر آنے والے چند ایک میسج پڑھے،نیا پیغام ریکارڈ کیا اور پھر فون سائیڈ ٹیبل پر دوبارہ رکھ کر رابیل کو دیکھا۔وہ ابھی بھی خاموش تھی،ڈائننگ ٹیبل پر بھی ان کی کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی اور اب بھی وہ خفا خفا تھی

"رابیل۔۔"اس نے سنجیدگی سے اس کو پکارا تھا مگر وہ نہیں مڑی

"آپ نے ناراض ہونا ہے تو ہو جائیں مگر ایک بار میری پوری بات تو سن لیں"وہ اپنی بات بول کر خاموش ہوا۔

رابیل مڑی اور اپنی سائیڈ پر آ کر بیڈ پر بیٹھی،مامون نے سانس خارج کی اور اسے دیکھے بغیر بولا

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں"اس نے دونوں ہاتھوں سے دائیں بائیں میٹرس کو تھاما ہوا تھا۔پشت رابیل کی طرف تھی اور وہ بول رہا تھا

"میرا اور فاطمہ کا تعلق بالکل ویسا نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔۔یہ بات سچ ہے کہ میں لاہور تھا مگر میں لندن سے ہو کر لاہور آیا تھا" رابیل نے کوئی جواب نہیں دیا، مامون نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تو وہ اپنا تکیہ پکڑ کر نیچے کارپیٹ پر رکھ رہی تھی۔ پھر بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں بند کیا اور نیچے لیٹ گئی۔ مامون جھٹ سے اٹھا اور اس کے سر پر جا کھڑا ہوا

"یہ کیا؟" اس نے آنکھیں بند کر کے ماتھے کو چھوا، پھر آنکھیں کھولے سانس خارج کی اور دونوں ہاتھ کمر پر باندھ لیے

"کیسے بچوں کی طرح خفا ہو رہی ہیں" وہ مسکرا دیا۔ رابیل ڈھیٹ بنی چھت گھورتی رہی۔

وہ نیچے بیٹھا اور چند لمحے اسے دیکھا۔ پھر اپنا ہاتھ بڑھایا "چلیں اٹھیں۔۔اوپر چلیں"

رابیل نے اسے دیکھا مگر پھر نظر انداز کیا اور اوپر دیکھنے لگی

"ٹھیک ہے" اس نے سر اثبات میں ہلایا "کوئی کیڑا کاٹ گیا یا آپ کے بالوں میں چلا گیا نا، مجھے مت کہیے گا" اور وہ اٹھ کر بیڈ کی طرف بڑھا۔

رابیل جھٹ سے اٹھ بیٹھی، کھلے بال آبشار کی طرح کمر پر پھیل گئے۔ پھر گردن موڑ کر مامون کو دیکھا

"کاٹ جائے کوئی کیڑا۔۔اللہ کرے کوئی سانپ یا بچھو ہو" وہ تپ کر بولی تھی

مامون جاتے ہوئے رکا، پلٹا اور اسے دیکھا۔ پھر ہنس دیا اور اس کی طرف بڑھا اور نیچے بیٹھ گیا۔ کچھ پل اسے دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے شانے پر آئے بالوں کو انگلیوں سے چھوا۔ اس نے دانت پیستے اس کا ہاتھ پیچھے کیا اور اس کے بازو پر ایک چپت رسید کی۔ وہ مسکرایا

"کوئی گلدان یا گلاس پکڑیں۔۔ میرے سر پر ماریں اور اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیں"

رابیل نے دوسری طرف منہ پھیرا اور پھر منہ بنائے بیٹھ گئی۔

مامون اس کے سامنے چوکڑی مارے بیٹھ گیا "سنتی آپ ایک نہیں ہیں، خود بھی اذیت میں ہیں مجھے بھی اذیت دے رہی ہیں"

رابیل نے اسے گھورا "آپ کو کس بات کی اذیت؟ کیا اس فاطمہ کو پھر کسی سرجری کی ضرورت پڑ گئی ہے"

مامون ہنس دیا، اسے رونا آیا تھا مگر وہ رو نہیں سکتی تھی

"ارے بابا۔۔" وہ بغور رابیل کو دیکھ رہا تھا "میں کیسے بتاؤں کہ میری زندگی میں ایک ہی عورت تھی، ہے اور رہے گی"

"اور وہ فاطمہ ہے" وہ جھٹ سے بولی تو مامون پھر سے ہنس دیا

"کیا پتہ" اور شانے اچکائے

Clubb of Quality Content

رابیل نے اسے گھورا"کیا مطلب؟"وہ آگے کو ہوئی تھی اور مامون آنکھیں پھاڑے پیچھے کو جیسے وہ اسے ابھی تھپڑ یا مکا مار دے گی

"میرا مطلب تھا کہ وہ عورت رابیل اور نگزیب ہے۔۔کون فاطمہ کہاں کی فاطمہ"

رابیل پیچھے کو ہوئی اور وہ کندھے ڈھیلے چھوڑ کے آگے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

وہ پھر کچھ نہیں بولی۔مامون نے سانس خارج کی

"میں تھک گیا ہوں۔۔صبح سے اب ڈوپامین ملی ہے،اب مجھے نیند آ رہی ہیں۔۔باقی لڑائی صبح کریں گے"اور کہہ کر کھڑا ہوا،ہاتھ بڑھایا مگر رابیل نے گردن اٹھائے تھوڑی اوپر کیے اسے گھورا"میں بیڈ پر نہیں سوؤں گی"اس نے درشتی سے کہا تھا

مامون نے سانس خارج کی"ضد مت کریں"

رابیل نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے اور سر جھٹکا

"میں بھی پھر یہیں سو جاتا ہوں"اس نے دونوں ہاتھ کمر پر باندھے

"میں یہاں نہیں سوؤں گی"اس نے پھر سختی سے کہا تھا

مامون نے سانس خارج کی"اوکے۔۔تو مسئلہ میں ہوں"پھر سر اثبات میں ہلایا"ٹھیک ہے۔۔آپ بیڈ پر سو جائیں میں نیچے سو جاتا ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے اسے نہیں دیکھا،البتہ اس کا دل دھڑکا تھا۔عجیب سا شرمندگی والا احساس تھا۔اسے پتہ تھا کہ ایک بار اس نے وضاحت دے دی تو پھر معاملہ ختم۔۔مگر اسے تو ابھی نخرے کرنے تھے اور جو بھی تھا اسے رابیل کو بتانا چاہیئے تھا۔۔وہ اس کی بیوی تھی،اس کی اینم کارا تھی۔اس نے اتنا سب کیوں چھپایا۔۔

وہ کھڑی ہوئی اور بیڈ پر تکیہ پھینکا۔پھر بیڈ پر بیٹھی،مامون کو دیکھا تک نہیں اور وہ سونے والی تھی، لحاف خود پر لیا اور کھسک گئی۔مامون نے سانس خارج کی اور سر نفی میں ہلایا

"پسندیدہ عورت مرد کو مرد نہیں رہنے دیتی"

وہ تپ کر بولا تھا،وہ لب دبائے مسکرائی "کچھ کہا ہے کسی نے؟"

مامون نے اپنا تکیہ پکڑا اور اسے دیکھا "کچھ نہیں۔۔سو جائیں اور اس کی طرف کارپیٹ پر تکیہ پھینکا اور لیٹنے کو تھا،کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی

دونوں نے بیک وقت دروازے کو دیکھا تھا۔مامون نے جلدی سے کارپیٹ پر پڑا تکیہ بیڈ پر رکھا اور گلا کھنکھارا

"آجائیں"

دروازے کا ناب گھوما اور دروازہ کھل گیا۔سامنے آرا کھڑی تھی،لمبے بال پونی میں بندھے تھے اور وہ پریشان سی تھی

"مون"ایک پل کا توقف۔اس نے رابیل کو دیکھا، پھر مامون کو"میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟"

مامون مسکرایااور اس کی طرف بڑھا"نو۔۔ناٹ ایٹ آل"

"اوکے"اس نے سانس خارج کی"نانو کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے"اس نے شانے اچکائے مگر وہ خود کو نارمل کرنے میں ناکام تھی

مامون کی مسکراہٹ مدھم پڑی، پھر رابیل کو دیکھا۔سانس خارج کی قدم آگے بڑھائے اور وہ آرا کے ساتھ چلا گیا۔رابیل بھی فوراً اٹھی اور ان کے پیچھے گئی تھی۔اس نے اپنی ماں کے کمرے کا دروازہ کھولا، وہ بیڈ پر بیٹھی تھیں، سر جھکا تھا جو کہ مامون کو دیکھ کر اٹھ گیا۔وہ آرا کے پیچھے تھا، اپنی ماں کے ساتھ جا بیٹھا اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

"کیا بات ہے؟"پھر ان کی نبض چیک کی"ہارٹ بیٹ کیوں سلو ہے آپ کی؟"اس کی رنگت سرخ پڑ رہی تھی۔دروازے پر رابیل کھڑی تھی جو کہ پریشانی سے انھیں دیکھ رہی تھی

"کچھ نہیں۔۔مجھے لگتا ہے بلڈ پریشر لو ہے تھوڑا سا"اور پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے لیا۔رابیل آگے بڑھی اور پاس پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر انھیں دیا۔انھوں نے ایک نظر رابیل کو دیکھا

"دیکھو۔۔رابیل کو بھی پریشان کر دیا"اور دھیما سا مسکرائیں۔

وہ وہیں ان کے پاس بیٹھ گئی تھی۔ پیچھے عافی بیٹھی تھی، وہ بھی خاموش سی پریشان سی تھی۔ مامون اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ رابیل وہیں ان کے پاس بیٹھی تھی، اس نے انھیں دیکھا دونوں کی نظریں ملیں

"آپ اب آف کر لیں۔۔ بہت جاب کر لی، گھر پر رہا کریں"

انھوں نے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا مگر بولیں کچھ نہیں۔

کچھ پل بیتے اور مامون ان کا بلڈ پریشر چیک کر کے انھیں گھور رہا تھا "کھانا تو آپ نے میرے ساتھ کھایا تھا، بتائیں کون سی ٹینشن لگ گئی ہے آپ کو؟" وہ سنجیدہ تھا

"اب تو عمر ہی ایسی ہے، کچھ نہ بھی کروں تو بلڈ پریشر کا ایشو ہو گا ہی"

"اچھا" اس نے سر اثبات میں ہلایا "مجھے پاگل مت بنائیں۔۔ عمر کچھ نہیں ہوتی، سارا دن مریض دیکھ دیکھ کر کچھ نہیں ہوتا اور اب عمر بیچ میں آ گئی ہے۔۔ شاباش بتائیں، کیا بات ہے؟" اس نے ایک ٹانگ فولڈ کر کے بیڈ پر رکھ دی اور دوسرا پاؤں نیچے کارپیٹ کو چھو رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتیں آرا پیچھے سے بول پڑی "نانو مما سے کہہ رہی تھیں کہ آپ کے بابا ٹھیک نہیں ہیں۔۔ وہ مامون کو یاد کر رہے تھے اور نانو کہہ رہی تھیں مامون کبھی نہیں مانے گا" اس نے جو بات سنی تھی ویسے ہی ریڈیو کی طرح بول دی

انھوں نے آرا کو گھورا "ادھر آؤ تم۔۔ ماموں کی ایجنٹ" انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا اور وہ ہنس دی

"آرا۔۔"عافی نے تنے نقوش سے اس کا نام لیا"بری بات ہوتی ہے یہ"اس نے سختی سے کہا تھا،وہ خاموش ہو گئی۔

مامون نے سانس خارج کی"تو یہ بات ہے۔۔"پھر کہنی ران پر رکھے ہونٹوں تلے انگلی جمائے انھیں دیکھا"آپ ملنے گئی تھیں ان سے؟"

اس کی ماں نے نظریں چرائیں"نہیں۔۔ان کا سیکرٹری آیا تھا"

"اچھا"اس نے دوسری ٹانگ سیدھی کر لی"تو اس وجہ سے آپ اتنی پریشان ہیں، صحیح"اور سر اثبات میں ہلایا

"آپ کو تھوڑی سی ہماری فکر ہے۔۔آپ اس انسان کے لیے اپنی صحت کیوں خراب کر رہی ہیں"

کمرے میں خاموشی تھی۔اس کی ماں نے مامون کو دیکھا"وہ تمھارا باپ ہے"

اس نے تنفر سے سر جھٹکا

“I don’t care .. he is a cheater, a liar, a coward and a non serious dad .. I just hate him”

رابیل نے اسے پہلے کبھی کسی کے بارے میں ایسا کہتے نہیں سنا تھا،وہ بھی تنے نقوش اور سرخ ہوتی رنگت کے ساتھ

"مامون۔۔"اس کی ماں کی آواز بلند ہوئی تھی"وہ میرا گنہگار تھا میں نے معاف کر دیا"

"اوکے "اس نے سر اثبات میں ہلایا" پھر وہ مجھے کیوں بلاتے ہیں۔۔اب بلائیں تو کہیں کہ مامون اسی دن مر گیا جس دن ہارون بیگ مرا تھا"

"مامون۔۔"اس کی ماں نے اس کا بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑا تھا۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں اور وہ نظریں چرا کر رہ گیا"میں نے تمھاری یہ تربیت نہیں کی۔۔اس کا نام آتے ہی تم ہوش کھو بیٹھتے ہو، کنٹرول کیا کرو"وہ سختی سے بولی تھیں۔

مامون نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا پھر عافی کو اور جھٹ سے کھڑا ہوا اور باہر چلا گیا۔رابیل نے تھوک نگلا اور آرا کے ساتھ نظریں ملیں۔وہ خاموش سی بیٹھی تھی، پھر اپنی ماں کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور دھیمی آواز میں اس سے کچھ کہنے لگی

"آپ پریشان مت ہوں۔۔میں بات کروں گی"اس نے ملیحہ کے جھریوں والے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔پھر سائیڈ ٹیبل پر پڑی گولیاں اور پانی کا گلاس بڑھایا۔انھوں نے دوائی لے لی، وہ اٹھی اور مسکرا کر دونوں ہاتھ آرا کی طرف بڑھائے۔وہ اٹھی اور اس کے دونوں ہاتھ تھامے

"گڈ نائٹ!"

اور وہ وہاں سے چلی گئی۔

اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو بتیاں بجھی ہوئی تھیں، سبز رنگ کا زیرو کا بلب آن تھا اور مامون بیڈ پر نہیں تھا۔

رابیل اپنی جگہ مڑ کر آئی تو وہ نیچے کارپیٹ پر دائیں کروٹ لیے سو رہا تھا۔ڈھیروں شرمندگی نے اسے گھیر لیا تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔۔۔وہ کافی دیر بیٹھی اسے یونہی دیکھتی رہی اور پھر خود بھی لیٹ گئی۔

وہ ابھی تک جاگ رہا تھا

منظر آفس کا تھا اور فیکٹری کا مالک بڑی سی کرسی پر براجمان تھا۔اس کے سامنے اس کی سیکرٹری بیٹھی تھی اور دوپہر اپنے جوبن پر تھی۔اس کے سامنے کافی کا مگ تھا اور وہ اپنی سیکرٹری کو سن رہا تھا۔افیفہ کے ہاتھ میں بال پین کے ساتھ ایک نوٹ پیڈ تھا جس پر وہ قلم رگڑتی سامنے مامون کو سنتی جا رہی تھی۔پھر سانس خارج کی اور بولنا شروع کیا

"باس۔۔"اس نے عاجزی سے مامون کو دیکھا"تھوڑا سانس لے لیں"

مامون مسکرایا اور کافی کا گھونٹ بھرا"اگلی میٹنگ کب ہے؟"

افیفہ نے منہ بسورا"آپ ایک کام کریں"اسے پتہ تھا وہ اب کیا کہنے والی ہے، مسکراہٹ گہری ہوئی

"یہاں سے نکلیں گے نا تو تھوڑا رائٹ پر مڑنے کے بعد سیدھا جایئے گا اور پھر لیفٹ۔۔وہاں ایک اچھا سا ریسٹورنٹ ہے، کھانا کھایئے بِل کریں اور پھر واپس آیئے"پھر سانس خارج کی"تب تک میں بھی ریسٹ لے لوں"اور کندھے ڈھیلے چھوڑ کر وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"آج کل تم مشورے بڑے دے رہی ہو، خیریت ہے؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

افیفہ نے آنکھیں گول گھمائیں"میں جتنے مرضی مشورے دے لوں، آپ نے مجھے ایسے اگنور کرنا ہوتا ہے جیسے گورنمنٹ ہماری آہوں کو کرتی ہے"

اس کی بات پر مامون قہقہہ لگا کر ہنسا اور پھر سر اثبات میں ہلایا"آج تمھیں دس منٹ پہلے فری کر دوں گا۔۔رونے نہ لگ جانا"

افیفہ آگے کو ہوئی"آپ کا تو میں انتظام کرتی ہوں۔۔شادی کے گن کے چار دن بعد آپ پھر سے عزرائیل بن کر آ گئے۔۔رابیل کو کہتی ہوں کہ کہیں اندر باہر لے کر جائے آپ کو نہیں تو میں مریخ پر شفٹ ہو رہی ہوں"وہ پھر سے رونے والی ہو گئی تھی

مامون اس کی بات پر ہنس دیا۔پھر کافی کا گھونٹ بھرا"بہت تنگ آئی ہوئی ہو تم"

وہ پھر سے تپ گئی"صبح سے دو میٹنگز ہو چکی ہیں۔ایک صبح نو بجے دوسری گیارہ بجے اور ابھی دوپڑی ہیں۔۔آپ نا پیسہ چھاپنے والی مشین بن گئے ہیں مگر میں تو نرم و نازک سی لڑکی ہوں، میرے پر تو رحم کریں"اس کی رنگت گلابی پڑ چکی تھی اور اس بار وہ واقعی رونے والی تھی

مامون اسے دیکھ کر ہنس دیا۔پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھا"اچھا۔۔جو چار بجے والی میٹنگ ہے نا، مارکیٹنگ ٹیم کے ساتھ وہ آج دو بجے ارینج کرا دو۔۔باقی کل پر پینڈنگ کر دو"

افیفہ نے سانس خارج کی اور سامنے صفحے پر قلم رگڑا۔پھر اسے دیکھا"تھینک یو۔۔رحم کی امید تو نہیں تھی مگر پھر بھی۔۔"اور سر جھٹکا

"اچھا چلو جاؤ۔۔مجھے رپورٹ بھیج دو،میں دیکھ کر سائن کر دوں"اور کرسی کو رینگ کرایک طرف پڑی نیلے رنگ والی فائل دیکھنے لگا۔افیفہ نے سر ہلایا اور وہاں سے چلی گئی۔

کچھ پل بیتے اور اس نے سکرین آن کی،رابیل کا نمبر نکالا،اسے کال کی۔۔بیل جا رہی تھی مگر اس نے کال نہیں اٹھائی۔

مامون نے دانتوں تلے نچلا ہونٹ دبا کر مسکراہٹ روکی اور پھر سے فائل پر جھک گیا۔کچھ پل بیتے اور اس کا فون بجا

"ڈوپامین کا لنگ!"

مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے کال اٹھالی۔پیچھے کو ٹیک لگائی اور کرسی دائیں بائیں کرنے لگا،فون کان سے لگا تھا اور رابیل کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی

"میں نے آپ کو بلاک کیا تھا؟"آج وہ گھر پر تھی،شام کو ایک بڑا ایونٹ تھا اور وہ کچھ دیر کے لیے آفس گئی تھی پھر آ گئی

"اچھا؟"بھونیں بھینچ گئیں"پوچھ رہی ہیں کہ بتا رہی ہیں؟"

رابیل نے سانس خارج کی"مجھے نہیں یاد پڑتا میں نے آپ کو ان بلاک کیا تھا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ہنس دیا پھر آگے کو ہوا اور کہنی میز پر رکھی "وہ کیا ہے نا کہ انسان کو بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔۔ لوگوں کی آنکھیں بہت تیز ہوتی ہیں"

"وہ لوگ ذرا گھر آئیں۔۔ دونوں آنکھیں نہ نکالیں تو نام بدل دیں میرا"

"اچھا۔۔ کیا نام رکھیں گی؟" وہ مسکرا رہا تھا، میز کے شیشے میں اس کا عکس ابھر رہا تھا

"فاطمہ۔۔" وہ کلس کر بولی تھی۔ مامون قہقہہ لگا کر ہنسا اور پھر پیچھے کو ہوا۔ سانس خارج کی

"آفس میں سکون نہیں ہے آپ کو؟"

مامون نے سانس خارج کی "سکون تو گھر پر ہے نا"

"جی نہیں۔۔ سکون کو کسی کے فلیٹ کے بلز پے کرنے میں ہے"

مامون اس پر بھی ہنس دیا۔ دفعتاً آفس کا دروازہ کھلا، افیفہ اندر داخل ہوئی، مامون نے اسے دیکھا اور پھر سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے فائل اس کے سامنے رکھی اور آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ پھر سنہری آنکھیں چمکیں

"رابیل سے بات کرائیں میری" اس نے بازو لمبا کر کے ہاتھ بڑھایا تھا مگر مامون پیچھے کو ہٹا

"شام میں ملتے ہیں۔۔ خدا حافظ" اور کال کاٹ دی۔ افیفہ نے فائل دوبارہ پکڑ لی

پھر سنجیدہ ہوا "فائل دکھاؤ مجھے" اس نے ہاتھ بڑھایا

مگر وہ پورا منہ بنا کر جتاتے بولی "آپ نے فون دکھایا تھا"

مامون نے اسے گھور کر دیکھا"تم نے عورتوں والی چغلیاں ہی کرنی تھیں۔۔بعد میں کر لینا"

اس نے منہ بسور کر فائل اس کے سامنے رکھی"باہر کوئی آپ سے ملنے آیا ہے؟اندر بھیج دوں؟"

"کون؟"اس نے افیفہ کو دیکھا اور اس نے شانے اچکائے"کوئی قدیر علی ہے"

مامون کے تاثرات یک دم بدلے،وہ سنجیدہ ہو گیا

"بھیج دو"اور فائل کھول کر دیکھنے لگا۔

افیفہ نے سر ہلایا اور وہاں سے چلی گئی۔گلاس ڈور کھلا اور اندر ایک شخص داخل ہوا۔وہ تینتیس پینتیس کے قریب تھری پیس میں ملبوس دبلا پتلا شخص تھا۔مونچھیں سیاہ اور بال ذرا سے سفید تھے۔یہ وہی شخص تھا جو مامون کو اس دن ہسپتال میں دیکھ رہا تھا جب وہ آرا کی نظر چیک کروانے گیا تھا۔مامون نے فائل پر سے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ اس کے سامنے کھڑا تھا،سر کو خم دیا

"سلام!"اور دھیما سا مسکرایا

مامون نہیں مسکرایا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔اس نے کرسی کو ذرا سا دھکیلا اور پھر بیٹھ گیا۔باہر کی گرمی کی نسبت اس کا کمرہ ٹھنڈا تھا۔اندر آتے ہی ایک سکون محسوس ہوتا تھا۔اس نے گلا کھنکھارا

"کیسے ہیں آپ؟"

مامون نے کوئی جواب نہیں دیا اور کرسی ذرا سا ساتھ سرکائی۔انٹر کام پکڑا اور پانی کی گلاس کا آڈر دے کر اس کے سامنے آ بیٹھا۔دونوں ہاتھ باہم ملائے کہنیاں میز پر رکھے اس نے لب ہلائے

"کیسے آنا ہوا قدیر صاحب؟" اس کی سیاہ آنکھوں میں بلا کی سنجیدگی تھی

انھوں نے گلا کھنکھارا "آپ کے بابا آپ کو یاد کر رہے ہیں" اس نے نرمی سے کہا مگر وہ خود کچھ کنفیوز سا تھا۔

مامون کی بھنویں بھینچ گئیں "بابا؟ میرے علم کے مطابق تو آج سے ستائیس سال پہلے میں یتیم ہو گیا تھا" اس نے بے پرواہی سے کہا اور پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔ میز پر پڑے پریزم کو بائیں ہاتھ میں لیا اور وہ اسے موڑنے لگا، نظریں قدیر علی پر ہی تھیں۔ قدیر علی بہروز آفندی کا پرانا ملازم تھا۔ پچھلے چھ سے سات سال اس نے بہروز آفندی کے ساتھ گزارے تھے۔

"ایسے نہ کہیں۔۔" پھر خاموش ہوا۔ آفس کا دروازہ کھلا اور دبلا پتلا لڑکا ٹھنڈے پانی کا گلاس رکھ کر چلا گیا۔

"وہ آپ کے بابا ہیں۔۔ باپ چاہے جیسا بھی۔۔"

"میرا خیال ہے آپ مجھے باپ کی اہمیت پر مضمون سنانے نہیں آئے" اس نے اس کی بات کاٹی اور پانی کے گلاس کی طرف ابرو سے اشارہ کیا۔

اس نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا، چند گھونٹ اندر اتارے۔ پھر گلاس واپس رکھ دیا۔

"نام کیا ہے؟" وہ آگے کو ہوا اور آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا، پھر کنپٹی پر انگلی لگائی "مجھے تو نام تک نہیں یاد۔۔ کیا نام بتاتے ہیں لوگ مجھے میرے باپ کا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بہروز آفندی"

اس نے سر ہلایا "ہاں وہی وہی۔۔ تیمور آفندی کے بابا۔۔ صحیح" پھر پری-زم کو دیکھنے لگا جس میں سے روشنی گزر کر کئی رنگ بکھیر رہی تھی۔

"کیا پیغام لائے ہیں آپ؟" اس نے آنکھیں قدیر علی پر جما لیں

"وہ آپ کو یاد کر رہے ہیں۔۔ دن میں کئی مرتبہ آپ کا پوچھتے ہیں کہ آپ آئے یا نہیں۔۔ وہ بہت تکلیف میں ہیں" اس نے سادگی سے بات مکمل کی

"وہ سب تو ٹھیک ہے" وہ بے پرواہ تھا، ایسی بے پرواہی جو دوسرے کو حیرت میں ڈال دے

"مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں دراصل بہت مصروف ہوتا ہوں، کسی سے بھی نہیں مل سکتا" اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔ بات کرنا چاہتے ہیں"

مامون نے توقف کیا، پھر ہنسا اور سر نفی میں ہلایا "پیسے چاہیئے؟ کسی چیز کی ضرورت ہے؟ ریفرنس یا کچھ اور۔۔ جتنے پیسے چاہیئے میں دے سکتا ہوں" اس نے پاس دراز کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دراز کھول کر چیک بک نکالی۔ قلم پکڑا اور اس کی نوک چیک بک کے صفحے پر رکھی

"کتنے پیسے چاہیئے؟ دس لاکھ، پچاس لاکھ، ایک کروڑ دو کروڑ؟ جتنے چاہیئے بولیں" اور بغور اسے دیکھنے لگا

Clubb of Quality Content

"پیسے نہیں چاہیئے انھیں "اس نے برا سا منہ بنایا تھا

"اوہ اچھا۔۔"وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا"پھر کیا چاہیئے؟"

"آپ کا وقت، آپ کا ساتھ چاہیئے"

مامون پھر سے ہنسا اور گردن نفی میں ہلائی۔پھر سنجیدہ سا ہو کر بیٹھ گیا"قدیر صاحب۔۔کبھی پتھروں کو بولتے سنا ہے؟"

انھوں نے تھوک نگلا مگر بولے کچھ نہیں۔

"آہ، موت"وہ پیچھے کو ہوا اور سر پیچھے پھینکے چھت دیکھنے لگا"جو زندگی نہ کر سکی موت نے کر دیا، کیا بات ہے"پھر مسکرایا۔

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔پھر مامون آگے کو ہوا"قدیر صاحب۔۔بات صرف اتنی سی ہے کہ جنھوں نے ساری عمر آزمائش میں گزاری ہو وہ خود پر گزرے عذاب نہیں بھولتے۔۔میں بھی نہیں بھولا اور میرے دوست دشمن سبھی کہتے ہیں کہ مامون آفندی کچھ نہیں بھولتا"

اس نے ان کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔پھر پیچھے ہوا گھڑی دیکھی"وقت بہت ضائع ہو گیا"پھر کوٹ سیدھا کیا اور کھڑا ہوا

"یہاں سے نکلیں گے نا تو لیفٹ جایئے گا۔۔تھوڑا سا آگے جانے کے بعد رائٹ ٹرن لینا ہے۔۔ایک اچھا دربار ملے گا آپ کو۔۔بہروز آفندی سے کہیے گا کہ کچھ بنوا کر ناوہاں بانٹ دیں"پھر بھنویں

بھینچیں، میز پر ہاتھ رکھے ان کی طرف جھکا "سنا ہے ضرورت مندوں کو کھانا کھلانے سے اللہ عذاب میں کمی کرتا ہے" پھر مسکرایا "مامون تو آگے نکل گیا قدیر صاحب۔۔اور اکثر آگے نکلنے والے پیچھے کا رستہ بھول جاتے ہیں" اور سر کو خم دے کر وہاں سے چلا گیا۔قدیر علی وہیں بیٹھے رہے، پھر سانس خارج کی اور پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔بچا ہوا پانی اندر انڈیلا اور کھڑے ہوئے، سر نفی میں ہلایا اور باہر کی طرف بڑھے۔

شام ڈھلتے ڈھلتے رات میں بدل گئی تھی۔آج کی رات وہ رات تھی جس کا انھوں نے بہت انتظار کیا تھا، کیوں انتظار کیا تھا یہ تھوڑی ہی دیر میں پتہ لگنے والا ہے۔اگر مامون کے کمرے میں جھانکیں تو وہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنی میرون ٹائی درست کر رہا تھا۔اس نے سیاہ تھری پیس پہنا تھا جس کا کوٹ غائب تھا۔وہ آئینے میں دیکھتے ہوئے اپنی ٹائی باندھ رہا تھا، وارڈروب سے رابیل نکلی اور اس کے بال کھلے تھے، لمبے سیاہ بال کمر پر پھیلے شانوں کے

آگے سے گر رہے تھے، مامون مڑا، اپنی ٹائی وہیں چھوڑی اور اسے پاؤں سے سر تک دیکھا۔اس نے سیاہ ساڑھی پہن رکھی تھی جس پر میرون شید جھلک رہا تھا، سیاہ اور میرون۔یوں لگتا تھا جیسے میرون رنگ پر سیاہ رنگ سے کام کیا گیا ہے، اس کا بلاؤز سیاہ سے زیادہ میرون کا شیڈ دے رہا تھا اور باقی ساڑھی میرون سے زیادہ سیاہ۔۔بلاؤز پر میرون اور سیاہ ملے جلے سٹونز سے کام کیا گیا تھا، آستینیں

کہنیوں تک تھیں اور اس نے ایک دم نیچے سے ساڑھی سیٹ کرتے اوپر دیکھا، بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں، وہ مبہوت ہوئی تھی۔ وہ سیاہ رنگ میں اچھا لگ رہا تھا، آج سے پہلے اس نے اسے کب ایسے دیکھا تھا؟ شاید شادی سے پہلے وہ اسے ایسے دیکھا کرتی تھی، محبت سے عقیدت اور چاہت سے، مبہوت ہو کر دنیا سے بے گانہ ہو کر۔۔اس کے چہرے پر ہلکی مسکان تھی اور وہ رابیل کو باقاعدہ گھور رہا تھا۔ پھر مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے آنکھیں بند کر کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اور اپنا وجود ڈھیلا چھوڑ کر پیچھے بیڈ پر گر گیا۔ رابیل نے اسے غور سے دیکھا اور پھر ہنس دی۔ وہ بھی آنکھیں کھولے اسی طرح لیٹے لیٹے اسے دیکھ رہا تھا اور مسکرا رہا تھا۔ پھر سانس خارج کی اور بیٹھ گیا۔ وہ بس رابیل کو دیکھ رہا تھا اور وہ آئینے میں خود کو دیکھتے میک اپ کر رہی تھی، اس کی نظر دوبارہ مامون سے ملی مگر اس نے نظر پھیر لی اور آنکھوں میں کاجل ڈالنے لگی۔ اس کی بھوری آنکھوں میں کاجل ہمیشہ سے جچتا تھا۔ اب تو وہ لینز بھی بھورے استعمال کرتی تھی، اس نے سرخ ٹنٹ ہونٹوں اور گالوں پر لگایا۔ مامون ابھی بھی اسے ہی گھور رہا تھا۔ اس کی نظر پھر مامون سے ملی اور اب کی بار اس نے سانس خارج کی پھر پیچھے مڑی، کمر پر ہاتھ رکھا

"آپ مجھے ڈسٹرب کر رہے ہیں"

وہ مسکرایا اور کھڑا ہوا "اچھا؟" پھر آگے بڑھا اور گردن جھکائے اس کے لمبے بالوں کو نیچے سے چھوا

"مجھے نہیں پتہ تھا"

رابیل نے اپنے بال پیچھے کمر پر ڈال لیے اور دونوں بازو سینے پر باندھے "ڈونٹ ٹچ مائی ہیئرز" اس نے آنکھیں گھما کر منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا تھا۔

اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اب کی بار پیچھے کمر پر بکھرے بال ذرا سے شانوں کی طرف ڈال دیے

"اچھا۔۔اور کچھ ؟" اس نے سیاہ پتلیاں بھوری پتلیوں کی طرف موڑیں، وہ جز بز ہوئی اور پھر مڑ کر آئینے میں دیکھنے لگی۔ وہ فقط مسکرایا اور ٹائی ٹھیک کرنے لگا "مجھے لگتا ہے آج میں بس آپ ہی کو دیکھوں گا"

رابیل نے آئینے میں اسے گھورا "کیوں؟ فاطمہ سے دل بھر گیا کیا؟" اس نے دائیں ابرو اٹھائی اور مامون ہنس دیا۔

اس نے اس کی دائیں کہنی پکڑی اور اسے موڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا، پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا "میں آپ کو ہر چیز کی وضاحت دے سکتا ہوں مسز رابیل۔۔آپ ہی نہیں سننا چاہتیں، دور کہیں اندر آپ بھی جانتیں ہیں کہ میں آپ کو وضاحت دوں گا تو آپ مان جائیں گی مگر آپ اس گلٹ سے بھاگ رہی ہیں جو آپ کو تب محسوس ہو گا جب آپ کو پتہ چلے گا کہ میں جھوٹا نہیں تھا اور آپ نے مجھ پر یقین نہیں کیا۔۔آپ نے غصے میں جو الفاظ بولے تھے آپ ان پر شرمندہ ہوں گی اور آپ کی ایگو کہتی ہے کہ رابیل ایسا ہونے ہی نہیں دے گی اس لیے آپ مجھے سنتی ہی نہیں ہیں۔۔آپ جانتی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہیں کہ مامون آفندی نے دل و جان سے پوری ایمانداری سے صرف ایک عورت کو چاہا ہے اور وہ بھوری آنکھوں والی رابیل ہے "اس نے بات ختم کی، آخری الفاظ رابیل کے دل کہ دھڑکن بڑھا گئے تھے، اس نے مامون کی سیاہ آنکھوں سے اپنی بھوری آنکھیں ہٹائیں اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے دائیں گال کی چٹکی بھری، وہ کراہا مگر رابیل دانت پیستے بولی

"بہت سمجھدار ہیں آپ تو۔۔ایک بار یہ پارٹی سے واپس آجاؤں۔۔سارے حساب برابر کروں گی"

اور ایک دم اس کے گال کو چھوڑا

اس کا ہاتھ دائیں گال پر تھا اور اسے برا سا منہ بنا کر دیکھا۔وہ مسکرائی شانے اچکائے اور آئینے میں دیکھنے لگی۔وہ منہ بنائے بس اپنی شرٹ کا کالر ٹھیک کر رہا تھا

"آپ محبوبہ ہی ٹھیک تھیں۔۔بیوی بن کر کبھی سر پھوڑتی ہیں اور کبھی ایسے میرے منہ کا حشر کرتی ہیں "اور سر جھٹکا "اتنی پیاری بیوی ہو تو بندہ کیا ہی کہے "اور پھر پیچھے مڑ گیا۔اس کی پشت رابیل کی طرف تھی اور وہ نچلا لب دانتوں تلے دبائے ہنسی روک رہی تھی۔

اس نے سیاہ کوٹ پہنا، رابیل میک اپ کر کے بالوں کو بریڈ جوڑے میں بند کر رہی تھی، آگے سے ہوتی ہوئی چٹیا پیچھے جوڑے میں جا رہی تھی۔اس نے گلے میں سیاہ ہیرے پہنے، کانوں میں گول ہیرے چمک رہے تھے جن کی رنگت سیاہ تھی مگر روشنی پڑنے پر وہ سیاہ کے ساتھ میرون شیڈ دے

رہے تھے۔مامون اس کے ساتھ کھڑا گھڑی باندھ رہا تھا۔اس نے پرفیوم کی بوتل پکڑی اور پرفیوم خود پر چھڑکا۔کمرے میں خوشبو سی پھیل گئی۔۔وہ پیچھے

مڑا،بیڈ سائیڈ تک گیا اور اپنا موبائل اٹھا کر آن کیا،رات کے آٹھ بجنے میں پندرہ منٹ تھے،اس نے بیک کیمرہ آن کیا اور آئینے کے سامنے آ کھڑا ہوا،بایاں بازو بڑھایا اور آئینے میں دیکھتے رابیل کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا اور اسے ذرا سا ساتھ کیا،وہ جو خود پر باڈی سپرے چھڑکنے والی تھی،گلابی گالوں سے مامون کے کندھے کے سامنے کھڑی ذرا سی گردن موڑے اسے دیکھ رہی تھی،وہ کیمرے میں اس کی اور اپنی تصویر دیکھ رہا تھا۔پھر مسکرایا اور اسے دیکھا۔۔سامنے آئینے میں دیکھتے دو تصاویر،مکمل تصور مگر حقیقت!

پھر وہ رابیل سے جدا ہوا،تصاویر دیکھیں اور مسکرا دیا۔سکرین آف کی اور رابیل کو دیکھا۔گہرے سرخ ہونٹ مسکرا رہے تھے،اس نے سینے پر ہاتھ باندھے

"آج سے پہلے آپ کسی ایسی پارٹی میں گئے تھے؟"

مامون مسکرایا،سر ہلایا"گیا ہوں۔۔بہت بار گیا ہوں"پھر جھکا اور اس کے کان کے قریب سرگوشی کی"کبھی کسی خوبصورت بیوقوف لڑکی کی بریل سے مدد بھی کی تھی"اور پیچھے ہٹا۔مسکراہٹ گہری ہوئی۔

اس کی مسکراہٹ مدھم ہوئی، منہ کھل گیا، گہرے سرخ ہونٹ جدا ہوئے اور بھوری پتلیوں نے حرکت کرنا چھوڑ دی۔اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا، دماغ نے بہت پیچھے کے منظر دکھائے تھے، آنکھوں کے سامنے سے ایک رات گزری۔چند لمحے، وہ کھڑی تھی۔جمال احمد سے بات ہوئی تھی، ہر سو لوگ روشنیاں خوشبوئیں تھی۔اس نے ویٹر کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا مگر اسی لمحے دوسرا ویٹر آیا اور وہ گلاس اس سے لے لیا اور ایک چٹ پکڑا گیا۔وہ اس ویٹر کی اس حرکت پر حیران تھی۔پھر چٹ کھولی، کاغذ پر بہت سے نقطوں کی شکل میں بریل بنی تھی، بریل میں چھپا پیغام "فالومی"۔۔کوئی تھا جو جانتا تھا کہ رابیل بریل پڑھنا جانتی ہے۔۔اس پر چند الفاظ درج تھے

"آسمان پر تھوکا منہ پر آتا ہے"

اسے سمجھ نہیں آیا۔اس نے ارد گرد دیکھا، وہاں کوئی اسے ایسا شخص نظر نہیں آیا جو کم از کم اس کو ایسا پیغام

بھیجے، اس نے نظر انداز کیا، باہر کال سننے گئی، واپس آئی اور فائقہ نشے میں تھی۔اس نے وہی گلاس لبوں کو لگایا تھا جو رابیل لگانے والی تھی۔۔کوئی تھا جو اسے اس سے پہلے جانتا تھا۔۔

اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں، مامون اسے دیکھ کر ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی اور سیٹی بجاتے آئینے میں دیکھنے لگا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ آپ تھے"اس نے مامون کی کہنی تھام کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا

"جی۔۔میں ہی تھا"اس نے شانے اچکائے"میں نے ارسل کو مسز سلطانہ کے ساتھ اس ڈرنک میں ڈرگ ملاتے دیکھ لیا تھا۔۔آئیڈیا فائقہ کا تھا"پھر مسکرایا"فارماسسٹ ہوں،خوشبو سے دوا کا پتہ لگالیتا ہوں"اور اس کے گال کو چھوا

اس نے آنکھیں چھوٹی کیے تھوڑی اٹھائے اسے دیکھا"آپ مجھے بیوقوف کہہ رہے ہیں"

"نہیں۔۔خوبصورت کہہ رہا ہوں"اور ہنس دیا

رابیل نے سانس خارج کی"آپ کو کیسے پتہ مجھے بریل آتی ہے؟"

مامون نے شانے ڈھیلے چھوڑے"ایک بار میں تیمور کے بابا سے ملنے گیا تھا،وہاں آپ اس کی دادی کے ساتھ بیٹھیں بریل پڑھ رہی تھیں۔۔دیکھ لیا تھا میں نے"اور بیڈ کی طرف بڑھا۔

رابیل نے منہ کھول کے سانس لی،پھر خود کو نارمل کیا۔وہ اسے شروع سے جانتا تھا،اوکے!

"جلیل طاہر کا پتہ ہے آپ کو؟"وہ سکرین پر جھکا ٹائپنگ کر رہا تھا۔اسی طرح سکرین دیکھتے مصروف سا بولا

"پلے بوائے"یک لفظی تعارف اور رابیل ہنس دی۔وہ واقعی پلے بوائے تھا،کبھی کسی اداکارہ کے ساتھ کبھی کسی ماڈل کے ساتھ۔اس کی محبت کے قصے عام ہوتے تھے

"مسز سلطانہ؟"اس نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے

مامون نے برا سا منہ بنایا

“The boy cut unnecessary arrogant lady”

اور سر جھٹکا۔رابیل اس پر بھی مسکرائی،واقعی! مسز سلطانہ کی پہچان ان کا غیر ضروری غرور اور بوائے کر ہی تھا

"حذیفہ بن یمان" وہ دلچسپی سے پوچھ رہی تھی

"آپ کی شہرت کی وجہ" اور مسکرایا۔رابیل بھی مسکرائی مگر پھر ہاتھ ہوا میں کھلایا جیسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وہ اس کے ساتھ آ بیٹھی "ارسل؟"

مامون نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا، پھر انتہائی برا منہ بنایا"انسان کم بندر زیادہ"

اور رابیل ہنس دی۔مامون بھی اسے دیکھ کر مسکرایا،اس نے سر ہلا کر ہنسی روک دی۔پھر نارمل ہوئی اور گردن اٹھا کر سانس خارج کی

"جمال احمد"

مامون کی مسکراہٹ ہنوز قائم رہی "وہ اچھا انسان ہے"

"اسے کیسے جانتے ہیں؟" اس نے تھوڑی تلے مٹھی جمائی

مامون نے سانس خارج کی "جیسے ان سب کو جانتا ہوں" اور بے پرواہی سے شانے اچکائے

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا"آپ کو میرا سارا سرکل پتہ ہے۔۔میں ایک فاطمہ کو نہیں جانتی۔۔

اور نا جانے کیا کچھ ہے جو مجھ سے چھپا ہے"اس نے مامون کو جتایا تھا۔

اس نے گردن موڑ لی اور بے بسی سے سامنے دیکھا"زندگی پڑی ہے ابھی،سب پتہ چل جائے گا"اور کھڑا ہوا۔

رابیل بھی ساتھ ہی کھڑی ہوئی،اس نے کوٹ ٹھیک کیا اور دروازہ کھول کر باہر کی طرف بڑھا۔وہ خود کو سامنے آئینے میں دیکھ رہی تھی

سفید لینڈ کروزر ایک بڑے سے ہال کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔بتیوں سے روشن ہال جس کے گرد بڑا سا باغ تھا،روشنیوں سے سجا باغ رات کے اندھیرے میں رونق لیے ہوئے تھا۔مامون پہلے اترا،پھر پیسنجر سیٹ کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولا۔اندر سے لڑکی نے پہلا قدم باہر رکھا۔اس کے پاؤں میں ہیلز اور قدم زمین پر تھا۔جوتا جتنا بھی مہنگا ہو اوقات اس YSL سیاہ ہائی ہیلز تھی۔۔مہنگی ترین سیاہ کی زمین کی مٹی ہی ہوتی ہے۔پھر دوسرا قدم،مامون نے مسکرا کر ہاتھ بڑھایا اور رابیل نے ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھا۔

رابیل باہر نکلی،مامون نے اسے مسکرا کر دیکھا۔اس نے رابیل کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا،پھر اس کے قریب جا کر سرگوشی کی

"ہم یہاں ایک ٹیم ہیں،یاد ہے نا آپ کو"

"بالکل!"اس نے مامون کو گھورا"ایک بار یہ لمبی رات بیت جائے پھر میں آپ سے سارے حساب لوں گی، آپ کے سارے پیسے میرے ہیں اور میں ہر گز برداشت نہیں کروں گی کہ میرے پیسے کسی کے فلیٹ کا بل پے کرنے میں لگ جائیں"رابیل نے اسے گھورتے ہوئے جتایا تھا

مامون سر جھکائے مسکرایا"شیور۔۔"

دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھے تھے۔بڑے سے ہال کو روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔لوگ پارکنگ ایریا میں گاڑیاں کھڑی کر کے اندر کی طرف بڑھ رہے تھے۔وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گئی، گارڈ نے اس کا راستہ روکا اور اس نے کارڈ دکھایا۔اسے جانے دیا گیا تھا، مامون اس کے ساتھ تھا۔

ہال میں بالکل سامنے سے تھوڑا دائیں طرف ایک میز کے گرد صوفے پر جمال احمد ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔اس کا پی اے مؤدب سا سامنے ہاتھ باندھے اس کے ساتھ کھڑا تھا۔وہ بس سامنے بیٹھے مرد کو سن رہا تھا، اس نے سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ سیاہ ویسٹ کوٹ اور سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا۔ کلائی میں قیمتی گھڑی اور بال نفاست سے سجے تھے۔وہ صرف سنجیدگی سے سن رہا تھا، نقوش تنے تھے، سامنے بیٹھے مرد کے ساتھ مسز سلطانہ بیٹھی تھیں جو کہ مسکرا رہی تھیں۔دفعتاً رابیل اورنگزیب نے ہال میں قدم رکھا تھا۔وہ پہلے داخل ہوئی تھی، سیاہ ہیروں اور بھوری آنکھوں والی لڑکی دھیما سا مسکرائی۔جمال احمد جو بے زاری سے بیٹھا تھا، اسے دیکھ کر مسکرایا۔چہرے کے تنے نقوش ڈھیلے پڑ گئے اور وہ کھڑا ہوا۔اس کے کھڑے ہوتے ہی آس پاس بیٹھے سب کھڑے ہو گئے،

اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔وہ بس رابیل اور نگزیب کو دیکھ رہا تھا۔مسز سلطانہ سمیت وہاں بیٹھے ہر شخص نے اس کی مسکراہٹ اس کے چہرے کی رونق دیکھی تھی۔اس کی نظروں کے تعاقب میں رابیل کو دیکھا اور پھر خاموشی چھا گئی۔سامنے بولتے شخص کی بات ادھوری اور الفاظ منہ میں رہ گئے۔ وہ بس رابیل کو دیکھ رہا تھا، مسز سلطانہ کو اس وقت وہ زہر لگی تھی اور ان کی رنگت سرخ پڑی مگر کسی کو کیا پرواہ۔رابیل پہلے آئی اور پھر مامون، سیاہ آنکھوں، پرکشش شخصیت اور دھیمی مسکان والا شخص جس نے اپنی کہنی اس کی طرف ذرا سی بڑھائی اور اس نے تھام لی، سارے ہال نے سنجیدگی سے سارے زمانے نے حیرت سے دیکھا تھا کہ رابیل اور نگزیب نے پہلی اور آخری بار کسی مرد کی کہنی تھامی تھی۔پھر مامون کو دیکھا، مسکراہٹ گہری پڑی۔گالوں کے گڑھے واضح ہوئے اور وہ آگے بڑھے۔جمال احمد کی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی مگر اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔اس نے سر جھٹکا اور خود کو نارمل رکھا۔وہ عین مامون کے سامنے تھا، اس نے ہاتھ بڑھایا اور مامون نے مسکرا کر تھام لیا

"نائس ٹو میٹ یو!" مامون آفندی نے سر کو ذرا سا خم دیا۔

پھر ہاتھ جدا کیے، پھر رابیل کو دیکھا اور مسکرایا

"اچھا لگ رہا ہے آپ دونوں کو ساتھ دیکھ کر" اس نے کس دل سے کہا یہ وہی جانتا تھا

اس نے مامون کو دیکھا اور ہنس دی۔

"کیسی ہیں آپ؟" جمال احمد نے مسکرا کر رابیل کا حال پوچھا تھا اور وہ مسکرا دی، سر کو خم دیا

"ہمیشہ کی طرح۔۔بہت اچھی"

اس نے فقط سر ہلایا۔وہ بس رابیل کو دیکھ رہا تھا جو کہ ارد گرد دیکھ رہی تھی شاید کسی کو ڈھونڈ رہی تھی۔جمال احمد کو مامون برا نہیں لگتا تھا مگر اسے رابیل اچھی لگتی تھی۔دفعتاً جمال احمد کی سیاہ آنکھیں مامون کی سیاہ آنکھوں سے ملیں۔ان آنکھوں میں شناسائی کے علاوہ کچھ اور بھی تھا، کچھ وہ جو صرف وہ دونوں جانتے تھے۔

مامون نے آنکھوں سے اشارہ کیا تھا، اس نے نرمی سے پلکیں جھپکائیں اور وہاں سے معذرت کر چلا گیا۔رابیل نے مامون کو دیکھا، مسکراہٹ ہنوز قائم تھی۔

دفعتاً مسز سلطانہ اس کی طرف بڑھی۔رابیل کو دیکھ کر مسکرائی "ہیلو۔۔کیسی ہو رابیل؟"

رابیل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی "ہمیشہ کی طرح خوبصورت"

بوائے کٹ والی عورت نے مامون کی طرف ہاتھ بڑھایا "ہیلو۔۔مسز سلطانہ"

مامون نے سنجیدگی سے پہلے ان کا ہاتھ دیکھا پھر شکل اور اسی طرح سنجیدگی سے خشک لہجے میں بولا

"مامون آفندی"

انھوں نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔پھر رابیل کو دیکھا، اس نے سینے پر بازو لپیٹے

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ رابیل اور نگزیب کا شوہر ایسے ہی کسی بھی عورت سے ہاتھ ملاتا ہو گا"

اور سنجیدہ ہو گئی۔ مسز سلطانہ نے دائیں ابرو اٹھائی اور اسے دیکھا، مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی تھی

"بہت بڑا ہاتھ مارا ہے" انھوں نے مامون کو دیکھتے رابیل پر طنز کیا تھا۔

رابیل مسکرائی "آپ ہی سے سیکھا ہے"

مسز سلطانہ کو چپ لگ گئی۔ پھر گلا کھنکھارا "تمھیں کس نے انوائیٹ کیا؟"

"جس نے آپ کو انوائیٹ کیا" اس نے شانے اچکائے

"جمال احمد نے کہا ہو گا" اس نے مامون کو دیکھتے جتایا تھا مگر وہ اسی طرح سنجیدہ رہا۔

رابیل نے منہ بسورا "آپ نے جمال احمد سے خود پوچھ لینا تھا نا، میرے پاس ویری فیکیشن کے لیے آئی ہیں؟" اور معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔

مامون فقط مسکرایا اور دائیں جانب دیکھا۔ وہاں جمال احمد کھڑا تھا، ان دونوں کی نظریں پھر ملیں اور اس نے دایاں ہاتھ اٹھایا، تیسری انگلی کی پور کو چھوا۔ مامون نے پلکیں جھپکائیں اور پھر سیدھا ہوا۔ مسز سلطانہ رابیل سے کچھ کہہ رہی تھیں مگر اسے خواتین کی سیاست میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالے ہال کو دیکھا، ایک نظر سارے ہال میں اوپر کو دوڑائی اور پھر نیچے دیکھنے لگا۔ دفعتاً مسز سلطانہ کے ساتھ کوئی آ کھڑا ہوا تھا۔ اس کا قد لمبا مامون جتنا تھا، ایش گرے تھری پیس اور ہاتھ میں ویپ تھا۔ وہ رابیل کو دیکھ کر مسکرایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھ کر خوشی ہوئی رابیل!"

رابیل نے اسے دیکھا، پھر شانے ڈھیلے چھوڑے۔دونوں شیطان ایک ساتھ تھے

"مجھے نہیں" رابیل کی طرف سے جواب جھٹ سے آیا تھا۔

اس نے مامون کو دیکھا اور ہاتھ بڑھایا "ہیلو۔۔مسٹر آفندی"

مامون نے دائیں ابرو اٹھائی۔اس کا بڑھا ہاتھ دیکھا، پھر سنجیدگی سے اسے دیکھا "جلیل طاہر؟"

وہ جیسے پوچھ رہا تھا، کم از کم اسے ایسے لگا تھا۔

مسز سلطانہ مسکرائیں "یس۔۔مائی جینٹل مین، جلیل طاہر "انھوں نے کہتے ہی اس کے بازو میں اپنا بازو ڈالا

وہ مسز سلطانہ کا بھانجا تھا۔اکلوتا اور بدتمیز بھانجا، وہ مسز سلطانہ کے نام سے ہی مشہور تھا اور انہی کا نام لے کر یہاں آیا تھا۔

مامون ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی "عورت کی ذات کو اپنی خوشی کے لیے روند دینے والی شخص کو میں مرد یا جینٹل مین کنسیڈر نہیں کرتا" اس نے بڑے فارمل انداز میں کہا تھا اور جلیل کے ابرو تن گئے۔

وہ نہیں بھولا تھا کہ اس نے رابیل کو کیسے کیسے ہرٹ کیا تھا کیونکہ مامون کو یاد رکھنے کی بیماری تھی۔

جلیل طاہر نے مامون کو گھورا "یہ تم کس عورت کی بات کر رہے ہو، ہاں؟" اس نے کہتے ہی پوڈ منہ کو لگایا، سانس اندر کو کھینچا اور بہت سا دھواں خارج کیا۔ مامون نے دانت پیستے اس کے ہاتھ سے پوڈ نوچنے کی صورت میں کھینچا اور دور زمین پر پٹخا۔۔ وہ پھسلتا ہوا آگے کو چلا گیا۔ جلیل نے گردن موڑ کر پہلے اپنا پوڈ دیکھا پھر مامون کو، اس نے دائیں ابرو اٹھائی اور شانے اچکائے

"My lady is allergic to smokers"

جلیل اسے آنکھیں پھاڑے تنفر سے دیکھ رہا تھا اور مامون بے پرواہ سا کھڑا تھا۔ اس نے سامنے کھڑیں مسز سلطانہ کو دیکھا "ناٹ نائس ٹو میٹ یو"

اور پھر رابیل کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ وہ بس اسے دیکھتے رہ گئے

"بد تمیز۔۔ اپنے جی سا کمبخت ہی لائی ہے" وہ منہ میں بڑبڑائیں۔ جلیل نے سر جھٹکا "میں اسے دیکھ لوں گا" اور وہاں سے چلا گیا۔

مامون رابیل کے سامنے مگر ترچھا کھڑا تھا۔ اس کا منہ بنا ہوا تھا، رابیل اسے دیکھ کر ہنس دی۔ اس نے آنکھیں ترچھی کر کے رابیل کو دیکھا

"کیسے کیسے لوگ ہیں، استغفر اللہ!" مامون نے بے زاری سے کہا اور سر جھٹکا

رابیل نے اس کے ساتھ ہو کر ذرا سی کہنی ماری "اب پتہ چلا ہے وومین ہونا کتنا مشکل ہے"

مامون نے سر ہلایا" بالکل۔۔آدمی تو بیٹری سے چلتے ہیں،ان کو ایسا کبھی فیس نہیں کرنا پڑتا۔۔ان میں تو احساس ہی نہیں"

رابیل نے اس کا بازو پکڑا"آپ کی پازیٹو انرجی ضائع ہو رہی ہے" وہ جیسے اسے تنگ کر رہی تھی۔وہ مسکرا دیا۔اسے انرجی سے کسی خاص قسم کی ایسوسیشن تھی اور رابیل یہ بات جانتی تھی۔

دور سے آتی سلور میکسی والی دبلی پتلی لڑکی نے رابیل کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔رابیل مسکرا دی۔وہ لڑکی اس کے قریب آئی اور اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر گال سے گال ملایا"بہت خوشی ہوئی تمھیں یہاں دیکھ کر"پھر مامون کو دیکھا

"ہیئے۔۔عافی کا بھائی؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کیے سامنے کھڑے مامون کو دیکھا اور ہنس دی۔

مامون بھی مسکرایا تھا۔رابیل نے سر ہلایا اور مامون سے اس کا تعارف کرایا

"یہ مریم سلیمان ہیں۔۔میرے سرکل میں بہت سے پازیٹو لوگ بھی ہیں اور مریم ان میں ٹاپ پر ہیں"پھر مریم کو دیکھ کر مسکرائی"انھیں عافی نے مجھ سے انٹروڈیوس کرایا تھا اور شروع سے اب تک میرے ساتھ ہیں"

مامون نے سر کو خم دیا"اتنی تعریف کافی ہے"

وہ دونوں ایک ساتھ ہنس دیں۔پھر مریم کے رابیل کو دیکھا"سی از مائی سویٹ ہارٹ۔۔آئی لو ہر"

مامون کی نظر رابیل سے ملی اور دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھیں۔ مریم نے ایک آخری بار رابیل کو دیکھا، ادھر اُدھر کا پوچھا اور پھر چلی گئی۔

مامون نے سانس خارج کی اور ذرا سا ساتھ ہوا "ایسے ہوتے ہیں پازیٹیو لوگ"

رابیل نے گردن اٹھائے اسے گھورا اور اس کے پیٹ میں کہنی ماری۔ وہ کراہا

"سوراخ کر دیں میرے پیٹ میں"

رابیل نے اس کے پیٹ میں پھر ایک کہنی اور ماری "کچھ اور؟"

وہ بس سانس لے کر رہ گیا۔

دفعتاً مامون کے کوٹ کی اوپر والی جیب میں پڑے پین میں وائبریشن ہوئی۔ وہاں فون لانے کی اجازت نہیں تھی اور نہ ہی کوئی لایا تھا۔ اس نے گلا کھنکھارا، ذرا سی گردن جھکائے سرگوشی کی

"ابھی تک تو وہ نظر نہیں آئی" مامون کی آواز انتہائی ہلکی تھی

دوسری طرف دورا اپنے گھر کی بیسمنٹ میں بیٹھے زرار نے کانوں میں ایئر پوڈز ڈال رکھے تھے۔ سامنے دو

سکرینز تھیں، ایک پر سبز رنگ کے نمبر چلتے آ رہے تھے چلتے جا رہے تھے اور دوسرے پر وہاں موجود ہال میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ سب اس سکرین پر نظر آ رہا تھا

"اس ہال میں سات کیمرا زہیں" مامون نے سر جھکا کر لب ہلائے تھے

"سات اندر ہال میں، دو اینٹرنس پر، پچھلی طرف ایک اور ایک ایک دائیں بائیں۔۔ کل ملا کر بارہ کیمرا ز"اور مسکرایا

مامون کی مسکراہٹ گہری پڑی

"آپ کو جمال احمد نے سات بتائے باقی میں نے خود ہی پتہ لگا لیے"زرار جیسے محظوظ ہوا تھا

"تم دنیا میں یہی بونگیاں مارنے آئے ہو"مامون سامنے دیکھتے بولا تھا

وہ ہنس دیا"ہیکنگ میری ایبسیشن رہی ہے۔۔آپ کے بھائی سے سیکھی تھی"

مامون نے سانس خارج کی"آئی مس ہم۔۔ کمبخت ادھر ہی رہ گیا ہے"اور سر جھٹکا

زرار نے گلا کھنکھارا"آپ نے احتیاط کرنی ہے، کچھ بھی کھانا پینا نہیں ہے اور ساتھ ساتھ رہنا ہے"

اس کی آواز رابیل نے بھی سنی تھی۔مامون نے سر ہلایا"اوکے"

پھر خاموش ہو گیا۔رابیل نے مامون کو منہ بنا کر دیکھا"مگر مجھے تو پیاس لگی ہے"

اس نے بے بسی سے سانس خارج کی"آپ میرا خون پی لیں"

وہ مسکرا دی اور پھر شانے اچکائے۔اس نے ادھر اُدھر دیکھا پھر مامون کو

"مامون۔۔"

وہ ذرا سا جھکا"جی"

"وہ ابھی تک نہیں آئی۔۔اگر وہ نہ آئی تو؟"وہ کسی حد تک فکر مند تھی

مامون نے سانس خارج کی "ریلیکس۔۔نہ آئی تو ہم کچھ اور پلان کر لیں گے،ایزی رہیں،اپنااورا پازیٹیور کھیں"اس نے پلکیں آہستہ سے جھپکائیں اور رابیل نے شانے ڈھیلے چھوڑے۔

("نایاب ناہید۔۔"

جمال احمد بولناشروع ہوااور رابیل متوجہ ہو گئی۔

"وہ ایک خوبصورت ڈائن ہے۔اسے دیکھ کر کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ وہ عورت کی شکل میں زمین پر ایک شیطان ہے")

سامنے سے ایک ویٹر رابیل کی طرف بڑھا تھا۔اس کے ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ تھااور وہ اس نے رابیل کی طرف بڑھایا تھا،وہ اس سے مخاطب ہوا

"رابیل اور نگزیب؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"یس"

مامون اور رابیل کی بیک وقت اس گلدستے پر پڑی جس میں سیاہ گلاب تھے،بھورا لفافہ اور پھولوں میں پڑا ایک کارڈ

"یہ آپ کے لیے کسی نے بھیجا ہے"وہ گلدستہ رابیل کو دے رہا تھا جبکہ وہ الجھی ہوئی تھی۔اس وقت سب کے درمیان کون اسے سیاہ گلاب بھیج رہا ہے

"کس نے دیا ہے؟"مامون نے سوال کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سر۔۔ایک کوریئر والا آیا تھا۔۔دے کر چلا گیا"

مامون نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں۔رابیل نے تھوک نگلا اور وہ گلدستہ لے لیا۔ویٹر وہاں سے چلا گیا، مامون نے ان گلابوں میں پڑا کارڈ پکڑا۔وہ کارڈ سیاہ اور میرون رنگ کا تھا، وہی رنگ جو رابیل نے اوڑھا تھا، وہی رنگ جو مامون نے پہنا تھا۔اس نے کارڈ کھولا، اندر سے کارڈ سارا سیاہ تھا، میرون چمکیلے رنگ سے کسی نے دو الفاظ لکھے تھے

“Hello gorgeous!”

مامون نے گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھا مگر وہاں کوئی ایسا نہیں تھا جس پر اسے شک ہو۔وہ دونوں سنجیدہ ہو گئے تھے، مامون کی جیب میں پڑے پین میں پھر سے تھرتھراہٹ ہوئی

"اس کارڈ میں کیا لکھا ہے؟"ضرور وہ کیمرے میں سب دیکھ چکا تھا۔

“Hello gorgeous!”

"اور کچھ؟"زرار کی آواز پھر سماعت سے ٹکرائی

مامون نے کارڈ کو بند کیا، فرنٹ سائیڈ پھر بیک سائیڈ چیک کی اور ٹھٹھک گیا"یہاں۔۔بیک سائیڈ پر، رائٹ کارنر میں ایک نشان ہے"

زرار کا دل تیزی سے دھڑکا"کیا؟کیا نشان ہے؟"وہ جھٹ سے بولا، اس کی آواز میں جلدی اور فکر کے ساتھ خطرہ بیک وقت محسوس کیا جا سکتا تھا

"جے ڈاٹ" مامون بھنویں بھینچے کارڈ کو دیکھتے بولا تھا

اور زرار حیدر کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ رابیل اس نشان کو پہچانتی تھی مگر جانتی نہیں تھی۔

مامون بھی اس نشان سے ناواقف تھا۔

"شہاب آس پاس ہے" زرار کی آواز ابھری اور دونوں چوکنا ہو گئے۔

"کہاں؟" پھولوں کا گلدستہ لڑکی کے ہاتھ میں تھا مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ پھول بھیجنے والا کہاں ہے۔۔

سامنے سے محمود قریشی آ رہا تھا۔ وہی شخص جس کا برانڈ لانچ ہونے والا تھا اور جس نے انھیں انوائیٹ کیا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا، سیاہ ڈنر سوٹ اور وہ مسکراتے ہوئے مامون سے ہاتھ ملا رہا تھا۔ رابیل نے پاس بوفے ٹیبل پر گلدستہ رکھ دیا اور اس سے مسکرا کر مخاطب ہوئی۔ وہ ان دونوں سے حال چال پوچھ رہا تھا، پھر انھیں شادی کی مبارکباد دے رہا تھا۔ رابیل اس کی بات کا بڑی خوش اخلاقی سے جواب دے رہی تھی اس کی نظروں نے مامون سے محمود قریشی اور پھر ایک عورت کی طرف سفر کیا۔ اس عورت کی آنکھیں سبز تھیں، رنگت اجلی، بال بھورے، وہ اپنی عمر سے بہت کم لگتی تھی، گلے اور کانوں میں ہیرے آویزاں تھے، رابیل نے نظریں پھیر لیں حالانکہ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے محمود قریشی سے بات کرتے کرتے پہلو میں گرے مامون کے ہاتھ کی

انگلیوں کو پکڑا تھا۔وہ بھی چوکنا ہو گیا مگر مسکراہٹ ہنوز قائم رہی۔وہ چلا گیا تو رابیل نے اس کی کہنی پکڑی اور ساتھ لیے وہاں سے مڑ گئی

"کیا ہوا؟"مامون نے سوال کیا تھا۔

"وہ۔۔وہاں پیچھے ہے۔وہ مجھے دیکھ چکی ہے"رابیل نے سرگوشی کی اور مسکرائی۔مامون بھی مسکرایا

"کیا اس لیے ہم وہاں سے مڑے ہیں؟"بدلے میں مامون نے بھی سرگوشی کی تھی

اس نے مامون کے بازو پر چٹکی کاٹی"نہیں۔۔اس لیے کہ وہ ہمارے پیچھے آئے"

اس نے بازو ملتے اسے دیکھا"آپ آج کل بہت عجیب حرکتیں کر رہی ہیں"

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟"رابیل نے ابرو اٹھائیں اسے جتاتے ہوئے کہا تھا

وہ مسکرایا"بہت اچھا خیال ہے"

("وہ دیکھتی نہیں ہے سکین کرتی ہے۔میرا اس سے بہت کم سامنا ہوتا ہے،میں خود پر ہیز کرتا ہوں۔بڑی منفی سے شعاعیں نکلتی ہیں اس سے")

سامنے چلتے ان کا سامنا سرمئی ڈنر سوٹ والے ارسل سے ہوا تھا۔اس کے ہاتھ میں مشروب کا گلاس تھا اور وہ رابیل کو دیکھ کر مسکرایا۔پھر ان کی جانب بڑھا۔اس نے پہلے مامون کو دیکھا پھر رابیل کو

"کیسی ہو رابیل؟"

رابیل کی مسکراہٹ ہنوز قائم رہی"اچھی ہوں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے بدلے میں اس کا حال نہیں پوچھا۔اب تو اس تکلف کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔اس نے مامون کو دیکھا اور مسکرایا۔وہ نہیں مسکرایا، سنجیدہ رہا

"مجھے تمھاری شادی کی خبر ملی تھی، مبارک ہو" ارسل رابیل کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا

"اب تو بہت دیر ہو گئی" مامون نے سنجیدگی سے کہا اور شانے اچکائے

اسے لگا اس نے یہ آواز پہلے کہیں سنی ہے، مامون اس کی طرف ذرا سا جھکا "مسٹر علمدار" اور سیاہ آنکھوں سے اسے گھورا۔

"کیا ہم پہلے کہیں مل چکے ہیں؟" مامون کے سامنے کھڑے ارسل کی بھنویں بھینچ گئیں "مجھے لگتا ہے میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے"

مامون مسکرایا "دیکھا نہیں۔۔سنا ہے" مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ ذرا سا آگے جھکا "مسٹر عملدار" اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی، دل کی دھڑکن بڑھی، دماغ نے اس آواز پر رسپانڈ کیا تھا۔آنکھوں کے سامنے کئی منظر گڈمڈ ہوئے، وہ ایک کمرے میں تھا، وہاں ہر سو شیشے تھے، چھوٹے بڑے درمیانے موٹے پتلے شیشے جن میں اس کا عکس ابھر رہا تھا، منظر بدلنے لگے، وہ زمین پر لیٹا زندگی کے لیے تڑپ رہا تھا، اس کے سر میں درد تھا، وہ کسی سے زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا، کوئی اس کے سامنے کھڑا تھا اور وہ اسے دیکھ نہیں پایا

"کہاں؟" اسے لگا آواز کسی کھائی سے آئی ہے، فقط لب ہلے اور وہ بھی بہت مشکل سے

"میں ایک فارماسسٹ ہوں اور مجھے آنکھیں بہت اچھی لگتی ہیں" مامون آگے بڑھا اور ارسل پیچھے

"ہم ایک کمرے میں ملے تھے اور میں اس کمرے کو ایک خاص نام سے یاد کرتا ہوں" پھر سے مسکرایا اور سرگوشی کی

"The glass cage"

ارسل کو لگا زمین تنگ پڑ گئی ہے، اس کی بصارت پھر سے دھندلی ہوئی ہے، سر پھر سے پھٹنے لگا ہے، وہ نہیں جی پائے گا۔۔ وہ ہمیشہ سمجھتا رہا تھا کہ اسے شیشے کے قید خانے میں جمال احمد نے بند کیا تھا مگر نہیں۔۔ وہ مامون آفندی تھا، اس نے رابیل کو زہر دیا تھا اور مامون نے اسکی زندگی اس کے لیے عذاب بنا دی تھی

اس نے رابیل کو دیکھتے تھوک نگلا اور پھر وہاں سے مڑ گیا۔ رابیل کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔ اس نے مامون کو دیکھا جو کہ مسکرا رہا تھا

"اس کو کیا ہوا؟" وہ نا سمجھی سے مامون کو دیکھ رہی تھی

اس نے شانے اچکائے "آپ کہاں ملے اس سے؟"

وہ مسکرایا اور دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑس لیے

"In the glass cage"

رابیل کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا، مامون اور ارسل کے درمیان راز راز ہی رہے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

("وہ سمگلنگ میں انوالور ہی ہے۔کنواری لڑکیاں، جن کے پیچھے کوئی نہیں ہوتا یا جو گھر سے بھاگی ہوئی ہوتی ہیں یا اداکارہ وغیرہ۔۔ان کو سمگل کرتی پکڑی گئی تھی، پھر ایک لمبا کیس چلا اور یہ لے دے کر چھوٹ گئی۔۔اس کا تعلق بلیک مارکیٹ کی سب سے بڑی بلا سے تھا مگر اب ہے یا نہیں، میں نے توجہ نہیں دی۔۔آپ دور رہیں"اس نے سنجیدگی سے منع کیا تھا

رابیل نے تھوک نگلا"کون سی بلا؟"

اس نے سانس خارج کی"شہاب احمد")

اس نے عاجزی سے مامون کو دیکھا۔اس نے برا سا منہ بنایا ہوا تھا۔ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی، مامون ذرا سا قریب ہوا"کہا تھا نا کھانا کھالیں مگر آپ میری سنتی کہاں ہیں"

رابیل نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا"میں کیا کرتی۔۔اس وقت میں نے مڈ ماسک لگایا ہوا تھا۔۔پھر دھیان ہی نہیں گیا کہ کچھ کھالوں"پھر مامون کی کہنی پکڑ کر معصوم شکل بنا کر بولی"بھوک لگ رہی ہے۔۔کہیں باہر سے کچھ کھا آتے ہیں"

وہ مسکرا دیا"ایک بار یہ ڈائن یہاں آجائے۔۔اس کو نمٹا لیں پھر باہر سے جہاں سے آپ کہیں گی کھا لیں گے"

اس نے مامون کی کہنی چھوڑی"تب تک میں کیا کروں؟"

"آپ یوں سمجھیں روزہ رکھا ہوا ہے"اور مسکرایا

رابیل نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے "میرے دماغ کو پتہ ہے کہ مغرب کی اذان ہو چکی ہے اور روزہ مغرب تک ہی ہوتا ہے"

وہ ہنس دیا اور پھر رابیل کو دیکھا جو اس کے سامنے کھڑی تھی۔اس پر میرون رنگ جچ رہا تھا، وہ ایسے ہی کہتی تھی کہ محبت سیاہ ہے۔۔وہ جو رنگ پہنے مامون کو وہی رنگ محبت لگتا تھا۔

انھیں اپنے پشت سے آواز آئی

"ہیلو۔۔مسٹر اینڈ مسز آفندی" ایک زنانہ آواز

دونوں بیک وقت مڑے اور ایک دم سے چونک گئے۔وہ سبز آنکھوں تلوار جیسی ابرو اور کندھے سے نیچے تک

آتے بھورے بالوں والی نایاب ناہید تھی۔اس نے لائٹ پنک کام دار ساڑھی پہن رکھی تھی۔

رابیل کو دیکھ کر مسکرائی اور ہاتھ بڑھایا

"مجھے تو جانتی ہوں گی" اس کے لہجے میں کچھ خفیہ سا تھا، جیسے وہ کچھ جتا رہی ہو

رابیل نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔اس کا ہاتھ کافی ملائم سا تھا، اس نے پہلی تین انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنی تھیں اور نفاست سے گلابی نیل پالش لگائی تھی

"میں رابیل اورنگزیب۔۔آپ بھی مجھے جانتی ہوں گی" وہ بھی مسکرائی۔

عورت نے ہاتھ رابیل کے ہاتھ سے الگ کیااور مامون کو دیکھا جس کاایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھا اور دوسرا پہلو میں۔۔

"میں تم دونوں کی منتظر تھی، تم دونوں نہیں آئے"اور مسکرائیں۔اس کے قریب رہتے واقعی ایک تناؤسا محسوس ہو رہا تھا

"ہم آپ کے پاس کیوں آئیں گے ؟"رابیل نے بڑی سادگی سے کہا تھا

وہ مسکرائی اب کی بار مسکراہٹ عام نہیں تھی۔یہ کاٹ ڈالنے والی طنزیہ مسکراہٹ تھی"سننے میں آیا تھا کہ آپ کو شطرنج کافی پسند ہے"اس کی بات کا کیا مطلب تھا مامون بخوبی سمجھ گیا۔وہ مسکرایااور ذراسا آگے کو ہوااور سرگوشی کی

"دو مہرے ہم نے ہلائے۔۔ایک مہرہ آپ کے لیے چھوڑا ہے"نایاب ناہید سنجیدہ ہوئی، نظریں مامون پر جم گئیں۔مامون نے اسے جانے دینے والے انداز میں کہا"کھیل لیں"

اور پیچھے کو ہوا۔

اس نے سانس خارج کی"ڈر نہیں لگتا تم دونوں کو؟"

رابیل کے ساتھ مامون بھی مسکرایا۔اب کی بار رابیل آگے کو ہوئی"ڈر کیسا؟اس نے ہمیں آزمایا تھا نا"وہ بڑی معصومیت سے بولی تھی"اس سے پوچھیں پھر کیا ہوا؟ڈر تو وہ گیا نا"

مامون ذرا سارابیل کے ساتھ ہوا"آپ ایک کام کریں"اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹے"اسے کہیں اپنے بل سے باہر آئے۔۔ہم جیسے بھی ہیں کم از کم سب کے سامنے ہیں۔۔ہم چھپ کر وار نہیں کرتے"

نایاب ناہید ہنس دی۔پھر بازو لمبا کر کے رابیل کا گال تھپتھپایا"سویٹ ہارٹ۔۔وہ تمھارے ٹریگر کرنے پر نہیں آئے گا،اس کا اپنا وقت ہوتا ہے اور جب وہ آتا ہے قہر لاتا ہے۔۔تم دونوں کو اس سے ڈرنا چاہیئے"

اس نے تنبیہہ کی تھی

مامون نے بے زاری سے دائیں طرف دیکھا۔پھر سانس خارج کی"ہم ڈر گئے۔۔ٹھیک ہے ہم ڈر گئے"پھر توقف کیا

"مگر کیا اس کے لمبے لمبے ناخن ہیں یا وہ زندہ انسان نگل جاتا ہے؟اس کے پاس کیا کوئی جنات کی فوج ہے یا وہ پر رکھتا ہے؟وہ انسان ہے نا اور ہم انسانوں سے نہیں ڈرتے"وہ سنجیدہ ہوا تھا

نایاب ناہید نے سر نفی میں ہلایا"وہ تم سے بہت جلد ملاقات کرے گا۔۔پھر تم بھاگ نہیں سکو گے"

وہ مامون کو گھور رہی تھی۔رابیل آگے کو ہوئی،اسے غصہ آنے لگا تھا"کہاں ہے وہ؟سامنے نہیں آتا ۔۔دکھنے میں کیسا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرائی "میں حسن پرست ہوں اور وہ حسین ہے۔۔وہ اجلی رنگت کا مالک ایک اچھا قد کاٹھ رکھتا ہے۔۔اس کی آواز میں رعب اور چال میں غرور ہے۔۔تم اسے دیکھنا چاہتی ہو؟"

رابیل نے سانس خارج کی اور ہاتھ پہلو میں گرا لیے "فضول انسان" اور سر جھٹکا

"تمھارے باقی ساتھی بھی ہیں نا، تم سب نے مل کر اس کے ساتھیوں کو مار دیا اور تمھیں کیا لگتا ہے وہ تمھیں جانے دے گا" وہ عجیب سی مسکراہٹ لیے بولی پھر مامون کے بازو پر ہاتھ رکھا۔رابیل نے اس کے ہاتھ کو دیکھا اور ایک لمحے میں اس کا ہاتھ پیچھے جھٹک دیا۔عورت کی رنگت سرخ ہوئی تھی

"ویسے تمھارا ماسٹر مائنڈ کافی سمارٹ ہے۔۔میں منتظر تھی کہ تم مینوپولیٹ کرنے آؤ گے مگر تم لوگ نہیں آئے" نایاب ناہید نے منہ بنایا اور شانے اچکائے

رابیل سنجیدہ ہو گئی تھی "ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے۔۔وہ سمجھتا کیا ہے خود کو؟ سامنے تو آتا نہیں ہے، کبھی ہماری عورتوں کو تنگ کرتا ہے کبھی ہمیں قید کرتا ہے۔۔بزدل ہے وہ سنا آپ نے بزدل ہے وہ"

مامون نے اس کی کہنی پکڑ کر پیچھے کیا۔اس نے مامون کو دیکھا پھر رابیل کو

"تمھاری عورت خوبصورت ہے مگر جلد باز ہے"

مامون نے اس کی بات کاٹ دی "نیور مائنڈ۔۔"

وہ مسکرائی اور سانس خارج کی "اور ان کا غصہ اور ان کا انتقام انھیں قبر تک لے گیا یہاں تک کہ ان کی اگلی نسلیں بھی مٹ گئیں" پھر آنکھ دبا کر وہاں سے چلی گئی۔

رابیل نے سانس خارج کر کے خود کو نارمل کیا۔وہ چلی گئی تو جمال احمد ان کی طرف بڑھا۔اس نے مامون کو دیکھا اور دونوں کی نظریں ملیں

"کیا ہوا؟ کیا بات کر رہی تھی؟" رابیل نے پہلے جمال احمد کو دیکھا پھر مامون کو، یعنی وہ دونوں ساتھ تھے۔اس نے سانس خارج کی انھیں وہیں چھوڑ کر پچھلی میز کی طرف آئی۔

"کچھ نہیں۔۔اسے لگا تھا کہ ہم اس کے پیچھے آئیں گے مگر ہم نہیں گئے" اس نے شانے اچکائے

"اب ہم دونوں کے درمیان پردہ نہیں ہے، وہ دھمکا کر گئی ہے"

پیچھے کھڑی رابیل نے وہاں پڑی واٹر بوتل پکڑی، اس نے اس بوتل کو غور سے دیکھا پھر تھوک نگلا، زور لگا کر بوتل ڈھکن کھولا "ہاں یہ تو میں خود کھول رہی ہوں، اس میں زہر تھوڑی نا ہو گا، یہ تو کوئی بھی پی سکتا تھا"

اسے اتنی پیاس لگی تھی کہ اس نے تھوڑی اٹھا کر بوتل اوپر کر کے کھڑے کھڑے کئی گھونٹ اندر انڈیلے۔ایک سکون سا اس کے اندر اتر گیا۔اتنا بول بول کر وہ بھی تھک گئی تھی، پھر چند گھونٹ اور انڈیلے۔وہ بیک ڈور کے قریب تھی، سامنے فاصلے پر سٹیج پر محمود قریشی اپنی بیوی کے ساتھ تھا۔وہ کوئی اعلان کرنے والا تھا اس سے پہلے سب مہمانوں کو متوجہ کر رہا تھا۔رابیل نے چند آخری گھونٹ

اندر اتارے اور بوتل وہیں رکھ دی۔وہ آگے بڑھنے والی تھی مگر کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

"ایکس کیوزمی!"کسی لڑکی کی آواز تھی

وہ رکی اور پیچھے مڑی۔پیچھے ایک ویٹرس کھڑی تھی جس کے گال گیلے تھے،دفعتاً پیچھے میز پر پڑی بوتل سفید دستانوں والا ویٹر لے گیا۔ذرا سی کوتاہی انسان کو کنویں میں دھکیل دیتی ہے اور رابیل تو کوتاہی کر چکی تھی۔

رابیل کی نظر اس لڑکی کے چہرے سے ہاتھوں پر گئی،اس کے دونوں ہاتھ پر خون لگا تھا جیسے بہت سا کانچ لگا ہو۔اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں،خون دیکھ کر رنگت زرد پڑی

"ہیلپ می۔۔پلیز۔۔ہیلپ می"اس نے اپنا خون والا ہاتھ رابیل کے دائیں ہاتھ پر رکھا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔خون دیکھ کر اسے جھرجھری آئی،دل زوروں سے دھڑکا،دماغ نے الارم بجایا اور اس نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر لڑکی اسے اپنے ساتھ دھکیل رہی تھی۔

وہ مڑی اور ہاتھ چھڑا کر مامون کو آواز دی مگر شور اتنا زیادہ تھا کہ آواز اس تک نہیں پہنچی۔اس نے رابیل کا ہاتھ تھاما،اس کے ہاتھ اور کلائی پر خون لگ چکا تھا،اس لڑکی نے رابیل کو اپنے ساتھ زبردستی کھینچا اور اسے لیے باہر نکل آئی

"میری ہیلپ کریں۔۔پلیز" وہ رو دی۔رابیل بس اسے دیکھ رہی تھی،دماغ سرخ بتی بجائے جا رہا تھا،دل کی صدا تھی کہ مت جاؤ۔۔اس کے لب ہلے مگر وہ ہکلائی

"کک۔۔کیا ہوا ہے؟"اس نے اس کا خون اپنے ہاتھ پر بھی دیکھا تھا۔

"وہ۔۔میری دوست۔۔"اس نے باہر باغ کی طرف اشارہ کیا۔وہاں دور کیاری کے پاس ایک لڑکی زمین پر پڑی تھی۔۔

دفعتاً مامون کی جیب میں پڑا پین تھرتھرایا۔اس نے گلا کھنکھارا

"بولو۔۔"

وہ کچھ بول رہا تھا مگر مامون کو آواز نہیں آئی۔اس نے پین جیب سے نکالا اور کان کے قریب کیا"بولو اب۔۔"

"رابیل کہاں ہیں؟"

اس وقت مامون کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔اس کا دماغ جاگ گیا اور اس نے ارد گرد دیکھا،رابیل وہاں نہیں تھی۔جمال احمد بھی ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا مگر رابیل اورنگزیب وہاں نہیں تھی۔۔

"وہ باہر ہیں۔۔جلدی جائیں۔۔بیک ڈور کی طرف بھاگیں"مامون نے لوگوں کو پیچھے ہٹایا،سب کو ایک طرف کو کرتا جگہ بناتا وہ باہر کو بھاگا تھا۔اس کا دماغ پھٹ رہا تھا،اس نے بھی لاپرواہی کی تھی اور بعض لاپرواہیاں بڑے طوفان لاتی ہیں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کے سامنے نایاب ناہید کھڑی تھی،اس نے کنپٹی پر بندوق تانی ہوئی تھی۔اس کے ہاتھوں پر دستانے تھے۔اس

کی نظر رابیل پر تھی اور رابیل بڑھے تنفس اور اڑی رنگت سے اسے دیکھ رہی تھی، لمحوں کا کھیل تھا لمحوں میں بدلنے والا تھا۔۔

"تم نے مجھے مارا ہے۔۔سنا رابیل، تم نے مجھے مارا ہے"اس کی آواز بلند ہوئی۔اتنی بلند کہ رابیل کا دماغ ماؤف کر گئی، وہ ہاتھ پیر چھوڑے کھڑی تھی۔آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور وہ ناک کی بجائے منہ سے سانس لے رہی تھی۔

اور اس نے ٹریگر دبا کر خود کو شوٹ کر لیا،اس کی کنپٹی سے خون بہا اور بندوق رابیل کے قدموں میں تھی۔وہ مر گئی تھی،اس کے سامنے زمین پر مردہ پڑی تھی۔وقت تمام ہوا۔۔ایک لمحہ لگا اور اگلے کئی لمحوں کو بدل گیا۔سارا کھیل لمحوں کا ہوتا ہے، وقت تو بہت بڑی چیز ہے۔۔انہونی تو فقط ایک لمحہ لیتی ہے اور ہو جاتی ہے

سارے ہال نے گولی چلنے کی آواز سنی تھی، گارڈ بیک یارڈ کی طرف بھاگے تھے، لمحے کے دسویں حصے میں ایک ہاتھ آیا اور اس نے اپنی گرفت رابیل کی کلائی کے گرد مضبوط کر لی، جھک کر بندوق اٹھائی اور اسے لیے وہاں سے بھاگ گیا۔وہ اس کے ساتھ بھاگی تھی مگر وہ غائب دماغ اور خوفزدہ تھی۔

اندر سے بہت سے لوگ اور گارڈز نایاب ناہید کی لاش پر جھکے تھے۔۔وہ ارد گرد اس کے قاتل کو ڈھونڈ رہے تھے جبکہ مقتول خود قاتل تھا۔۔وہ اسے لیے باہر پارکنگ ایریا کی طرف بھاگا تھا،سب اندر کی طرف تھے اور باہر کا راستہ کھلا تھا۔

وہ ایک گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے تھے،مامون کی پشت گاڑی سے لگی تھی اور رابیل اس کے سامنے تھی،اس نے رابیل کی کہنی تھام کر اسے اپنے سامنے کھڑا کیا ہوا تھا۔ان کے تنفس پھولے تھے،رابیل باقاعدہ پورا کانپ رہی تھی

"مامون۔۔میں نے اسے نہیں مارا" وہ روتے ہوئے کانپتی آواز میں بولی تھی

"وہ۔۔مر گئی۔اس نے خود کو خود مارا ہے" وہ مامون کو روتے ہوئے کانپتی آواز اور زرد رنگت سے وضاحت دے رہی تھی

مامون نے بندوق اپنے کوٹ کی اندرونی پاکٹ میں ڈالی اور اس کے چہرے کے گرد ہاتھوں کا ہالہ بنایا

"کچھ نہیں ہوا۔۔ریلیکس۔۔کچھ نہیں ہوا" اس نے ہاتھ بڑھا کر رابیل کے آنسو صاف کیے۔پھر اس کی کہنی تھامی اور اپنی گاڑی تک آیا۔۔

وہ کانپتے وجود سے گاڑی میں بیٹھی،پھر مامون بیٹھا۔اس نے گاڑی جلدی سے وہاں سے نکالی اور آگے بڑھا دی۔رابیل مسلسل رو رہی تھی،اس نے اپنا منہ ہاتھوں میں دیا ہوا تھا اور روئے جا رہی تھی۔

سٹیرنگ کے پاس ہولڈر میں لگا اسکا فون تھرتھرایا۔مامون نے کال اٹھائی،آواز جمال احمد کی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ دونوں ٹھیک ہو؟"

"ہاں۔۔"اور رابیل کو دیکھا جو کہ اب بھی منہ ہاتھوں میں دیے رو رہی تھی

"گھر جاؤ۔۔یہاں میں سنبھال لوں گا"

"اوکے"اور اس نے کال کاٹ دی۔اس کا رخ گھر کی طرف تھا۔

رات کا پہلا پہر اختتام کو پہنچ رہا تھا مگر سفید سرمئی بنگلہ دن کی طرح روشن تھا۔باغ میں رابیل ادھر اُدھر ٹہل رہی تھی،وہ کچھ سوچ رہی تھی۔دفعتاً لاؤنج سے سیڑھیاں اترتا مامون باغ میں داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے اور وہ اس نے میز پر رکھے۔رابیل نے اسے دیکھا مگر پھر ایک جگہ پر کھڑی ہو گئی۔وہ آگے بڑھا اور اسے دیکھ کر دھیما سا مسکرایا۔اس کی آنکھیں گلابی اور پپوٹے سوجھے تھے،پلکیں ابھی نم تھیں اور ناک سرخ جیسے وہ روئی ہو۔مامون نے اسے دیکھتے سانس خارج کی اور پھر اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔وہ فقط خاموش رہی

"اتنا زیادہ نہیں سوچتے،جلدی بوڑھی ہو جائیں گی"

رابیل نے پہلے اسے دیکھا پھر گردن جھکا کر اس کے ہاتھوں کو جس میں اس کے ہاتھ تھے

"اگر آپ نہ آتے تو میں آج اس کی قاتل ہوتی۔میری رات سلاخوں کے پیچھے گزرتی اور کوئی میری بات کا یقین نہ کرتا"اس کی آواز دھیمی تھی

مامون آگے کو ہوا"مامون کے ہوتے رابیل کبھی سفر (مبتلا) نہیں کر سکتی۔۔میں ہوں نا میں سب کو دیکھ لوں گا"

رابیل کے دل کو قرار آیا تھا۔ایک ٹھنڈی سی ہوا اس کے وجود پر سے گزری اور اسے پر سکون کر گئی۔

اس کی موجودگی ایسی ہی تھی،پر سکون سی اطمینان بخش!

"لوگ الزام لگاتے وقت کچھ نہیں سوچتے"اس نے کہہ کر سر جھٹکا

"میں آپ پر لگا پر الزام اپنے اوپر لے لیتا"اس نے پھر نرمی سے کہا اور اب رابیل کی سارے خدشے سارے گمان ختم ہو گئے تھے۔

اس نے مامون کی آنکھوں میں دیکھا"وہ کتنا خطرناک ہے۔اپنے ہی ساتھی کو اسی کے ہاتھوں مروا دیا۔۔کوئی ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"وہ حیران تھی اور حیران سے زیادہ گھبرائی ہوئی۔

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"ہم نے بھی یہ نہیں سوچا تھا۔یہ سب بہت اچانک ہوا ہے،تھینک گاڈ زرار نے فوٹیج ہاتھ میں لی ہوئی تھی،کم از کم اب ہم وہاں سے محفوظ ہیں۔۔وہ بہت خطرناک ہے مگر میں آپ کے ساتھ رہوں گا،میرے ہوتے کوئی آپ کو بری نظر سے دیکھ بھی نہیں سکتا"

اس نے نرمی سے رابیل کے گال کو تھپتھپایا۔وہ فقط سر ہلا کر رہ گئی

"اب کیا ہو گا؟"

"اب۔۔پولیس آئے گی،انویسٹیگیشن کرے گی۔۔جو جو اس پارٹی میں تھا اس سے پوچھ گچھ کرے گی"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے مگر وہ ابھی بھی پریشان تھی

"وہ میرے سامنے کھڑی تھی مامون"اس نے مامون کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما"وہ ویٹرس۔۔اس کے ہاتھ پر اتنا خون لگا تھا۔وہ مجھے زبردستی لے کر گئی اور اس عورت کے سامنے کھڑا کیا۔وہ بس یہی کہہ رہی تھی کہ رابیل تم نے مجھے مارا ہے،رابیل تم نے مجھے مارا ہے"اس کا تنفس بڑھ گیا۔دل کی دھڑکن تیز ہوئی"میں کچھ بھی نہیں کر

سکی،اس نے میرے سامنے خود کو گولی ماری تھی اور میں وہیں کھڑی بس دیکھتی رہی،میں پتھر ہو گئی تھی میرا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا تھا"اس کی آنکھ سے آنسو نکلا اور گال پر بہہ گیا

"اوہ مامون"اس نے نم سانس اندر کھینچی"آپ نہ آتے تو۔۔"

مامون نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے آنسو صاف کیے"کیوں نہ آتا؟رابیل کے لیے مامون ساری دنیا چھوڑ کر آسکتا ہے،آپ کیوں روتی ہیں"

وہ خاموش ہوئی،سر جھکا لیا۔وہ بس اسے دیکھتا رہا۔وہاں خاموشی تھی،سکون تھا

"مامون۔۔"اس نے سر اٹھایا

"یہ سب کب ختم ہو گا؟کل تابندہ تھی آج میں۔۔"

مامون نے اسے آگے بولنے نہیں دیا" بہت جلد۔۔ہم سب نارمل زندگی کی طرف واپس آئیں گے۔۔اللہ نے چاہا تو بہت جلد"

وہ خاموش ہو گئی۔پھر ناک سے سانس اندر کھینچی اور اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکال لیے۔

"ہم ہی کیوں؟وہ زرار کے پیچھے تھا نا،اب ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے" وہ روہانسی ہوئی تھی۔اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ خود غرض ہو گئی ہے مگر کیا نہ ہوتی؟اپنی جان پر آئے تو ہر شخص خود غرض ہوتا ہے۔اس نے مامون کو دیکھا" کل کو وہ آپ کو یا ہمارے گھر میں سے کسی کو کوئی نقصان پہنچائے،کسی کی جان کو خطرہ ہو تو ہم کیا کریں گے۔۔ہم اب گھر سے باہر نکلنا تو نہیں چھوڑ سکتے نا" اس کی آنکھیں پھر سے گلابی ہو چکی تھیں۔

مامون نے اسے دیکھا،پھر سر ہلایا" آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں" وہ عین اس کے سامنے جا کھڑا ہوا" میں سمجھ سکتا ہوں،ہمارے پسندیدہ انسان یا ہمارے عزیز شخص کو کچھ ہو تو ہم برداشت نہیں کرتے" پھر توقف کیا اور رابیل کی آنکھوں میں جھانکا" وہ اس کی پسندیدہ عورت تھی،وہ عورت جسے اس نے دل و جان سے چاہا،آپ میری فکر کرتی ہیں نا،کوئی اگر مجھے مارنے کی کوشش کرے یا میری جان کے پیچھے پڑ جائے تو آپ کیا کریں گی؟آپ کا دل کرے گا نا آپ ساری دنیا کو آگ لگا دیں،آپ اس شخص کو ایسا مزہ چکھائیں کہ وہ پھر پیچھے نہ آئے۔۔آپ کو جس کو بھی استعمال کرنا پڑا آپ کریں گی،آپ خود غرض بھی ہوں گی اور بے باک بھی۔۔یہی حال زرار حیدر کا ہے۔اس نے سب کچھ اپنے دوستوں

کے ساتھ مل کر کیا ہے، میں تو بہت آخر میں آیا ہوں، تیمور نہیں ڈرا معاذ نہیں ڈرا، مینا اشعر کوئی نہیں پیچھے ہٹا۔۔ کیا انھیں ڈر نہیں لگا کہ شہاب کو ان کا پتہ چل گیا تو وہ ان کے پیچھے بھی آئے گا۔۔ مگر نہیں جو ہمیں جان سے پیارے ہیں ان کے لیے دنیا بے معنی اور معمولی چیز ہوتی ہے" پھر خاموش ہوا اور اس کی کلائی تھامی

"میں ہوں نا آپ کے ساتھ۔۔ ہمیں کچھ نہیں ہو گا، آج نہیں ہوا نا کل بھی نہیں ہو گا۔۔ ہم کیوں ڈریں جب وہ نہیں ڈرتا۔۔ جب ولن برائی پر ہو کر اتنا طاقتور ہے تو ہیرو کیوں اچھائی پر ہوتے ہوئے پیچھے ہٹے، بس تھوڑا وقت اور پھر سب ٹھیک ہو جائے گا" اس نے رابیل کو دیکھ کر آرام سے پلکیں جھپکیں تو اس نے سانس خارج کی مگر ڈر اب بھی تھا، وہ اب بھی بہت خوفزدہ تھی

"وہ ہم سے ایک قدم آگے ہے۔ وہ ہماری توقعات کے مخالف جا کر وار کرتا ہے یعنی وہ ہماری طرح سوچتا ہے" وہ جیسے مامون کو خبردار کر رہی تھی

"ہم جانتے ہیں۔۔ ایک وقت تھا ہم نے اس کے دو بندے اڑا دیے تب ہم اس کے جیسے تھے۔۔ اب اس کی باری ہے، کھیل برابری کا ہو تو مزہ آتا ہے۔۔ میں نے کہا نا میں آپ کے ساتھ ہوں، ہم سب ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔۔ بہادر بنیں کچھ نہیں ہوتا"

چند پل کی خاموشی۔ اس نے اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے نکالی اور آنکھیں پونچھ لیں۔

"میں دعا کروں گی وہ مر جائے" اس نے سادگی سے کہا تو مامون ہنس دیا

"کردی ناپاکستانیوں والی بات۔۔بیٹھ کر کشمیر آزاد کریں گے کام نہیں کریں گے "اور پھر سے ہنسا۔

وہ بھی ہنس دی اور نم سانس اندر کھینچی

"پہلے دوا پھر دعا۔۔پہلے کام پھر انعام "اس نے نرمی سے کہہ کر اس کی ناک کو انگلی کی پور سے چھوا تو

وہ ایک قدم پیچھے ہٹی پھر اسے دیکھ کر مسکرا دی۔اس نے گردن اوپر کر کے آسمان دیکھا اور پھر

آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔اب وہ نارمل تھی۔پھر گردن جھکائے اور بنچ کی طرف بڑھی،جوتا

گھاس پر اتارا اور بنچ پر چوکڑی مارے بیٹھی،سامنے میز پر پڑا چائے کا کپ لیا اور پھر بال کھول کر بیٹھ

گئی۔مامون بھی بنچ کی طرف بڑھا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔اس کے دونوں ہاتھوں نے کہ تھاما ہوا تھا

اور وہ تھوڑی اٹھائے ستارے دیکھ رہی تھی۔پھر دھیما سا مسکرائی

"آئی وش

لندن کے کسی پرانے ہوم ٹاؤن میں

میرے پاس ایک کافی شاپ ہوتی

یا پھر پھولوں کی دکان

میں پھول بیچتی یا پھر کافی سرو کرتی"

اور مامون نے اس کی بات کاٹ دی۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے لمبے بالوں میں سے انگلیاں

گزارنے لگا

Clubb of Quality Content

"اور آئی وش

میں کسی شہر کا بھٹکتا مسافر ہوتا

منزل کی تلاش میں مارا مارا پھرتا"

رابیل گردن موڑے اسے دیکھ رہی تھی، مبہوت سی پر سکون سی اور وہ اسی طرح اس کے بالوں میں سے انگلیاں گزار رہا تھا

"پھر ایک دن ایک شہر میں

ایک پھولوں کی دکان میں

میری ملاقات ایک پھول سے ہوتی

اس کی بھوری آنکھیں اور نرم مسکان ہوتی

اس کے لمبے بال اور اچھا دل ہوتا

میری منزل وہی لڑکی ہوتی اور میں اسے پالیتا"

اس نے بات مکمل کی اور رابیل ہنس دی۔ وہ فقط مسکرایا۔ رابیل نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بازو پر چپت رسید کی

"میری کہانی یہ نہیں تھی" وہ کچھ خفا ہوئی

"کیا تھی؟" اس کا بالوں میں سے انگلیاں گزارتا ہاتھ رک گیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن یہ بھی اچھی تھی" اس نے شانے اچکائے اور چائے کا گھونٹ بھرا

"تھینک یو" وہ مسکرایا اور اسے دیکھتے کپ منہ کو لگایا

"آپ نے مجھے ابھی تک اپنی من گھڑی کہانی نہیں سنائی؟" اس نے دائیں ابرو اٹھائی

مامون نے سانس خارج کی "صبح ان شاءاللہ۔۔بہت اچھی کہانی ہے۔۔پلاٹ ٹوئسٹ آپ کو اچھا لگے گا" اور چائے کا دوسرا گھونٹ بھرا۔

رابیل نے شانے ڈھیلے چھوڑ دیے اور پریشانی سے مامون کو دیکھا "وہ میرے پیچھے ہے۔وہ آپ کو کوئی نقصان پہنچائے گا" سوئی ابھی بھی وہیں اڑی تھی۔

مامون آگے کو ہوا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا "نہیں۔۔زیادہ سے زیادہ کیا کر لے گا۔۔ہم ساتھ ہیں" اس نے رابیل

کا ہاتھ تھاما "اچھے میں اور برے میں، آسانی میں اور آزمائش میں۔۔کوئی فرق نہیں پڑتا دنیا ہمیں جدا کر دے، ہم مگر ہر پل ساتھ ہیں" اس نے سنجیدگی مگر نرمی سے کہا۔

وہ دھیما سا مسکرائی۔مامون بھی مسکرایا اور اس نے دھیرے سے اس کا گال کھینچا "ایسے جب آپ میری فکر کرتی ہیں نا تو دل کو کچھ کچھ ہوتا ہے" وہ مسکرا رہا تھا

وہ پہلے شرمائی، گال گلابی ہوئے پھر ہنس دی۔ہاتھ بڑھا کر اس کے بازو پر چپت رسید کی اور وہ فقط مسکرا دیا۔

Clubb of Quality Content

رات حسین تھی، لمحے سرک رہے تھے مگر کھیل صرف لمحوں کا ہی تو ہوتا ہے۔چند لمحے لگتے ہیں اور سب پلٹ جاتا ہے۔

دوپہر اپنے جوبن پر تھی۔سارا اسلام آباد نارنجی روشنی سے منور تھا۔ایک ریسٹورنٹ میں ایک میز کے گرد نشیب احمد بیٹھا تھا،ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ بے چین سا دائیں ٹانگ ہلا رہا تھا۔بار بار کلائی میں بندھی گھڑی دیکھتا اور پھر سانس خارج کر کے کسی کا انتظار کرنے لگتا۔ایسے میں سامنے گلاس ڈور کھلا اور ڈاکٹر تاثیر اندر داخل ہوئی۔اس نے ادھر اُدھر گردن موڑی اور پھر سامنے اسی میز کی طرف آئی جہاں نشیب بیٹھا تھا۔وہ بھی اسے دیکھ کر کھڑا ہوا اور مسکرایا۔جواب میں وہ بھی مسکرائی،وہ آگے بڑھا اور اس کے لیے کرسی نکالی،تاثیر بیٹھی تو وہ سامنے جا کر بیٹھ گیا۔

"سوری۔۔مجھے دیر ہو گئی"تاثیر نے بے پرواہی سے شانے اچکائے۔

سامنے بیٹھا نشیب مسکرایا"اٹس اوکے"اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"میں نے سوچا تھا آج شام کو مل لیتے مگر تم نے کہا ابھی"اس نے بات مکمل کی اور تاثیر کو دیکھنے لگا اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور سر ہلایا"ہاں۔۔میں شام میں بزی ہوں،بابا کے ایک فرینڈ نے ڈنر کے لیے انوائیٹ کیا ہے سو اسی کی تیاری کرنی تھی"پھر گلا کھنکھارا"تم بتاؤ کیا بات کرنی ہے؟"وہ سنجیدہ سی ہو کر بیٹھ گئی

نشیب نے دائیں طرف سے آتے ویٹر کو اشارہ کیا۔وہ سر ہلا کر اس کی طرف بڑھا۔سامنے بیٹھے نشیب نے سوالیہ نظروں سے تاثیر کو دیکھا"تم کچھ لو گی؟"

تاثیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"دو لیمن ایڈ"نشیب نے آڈر لکھوایا اور ویٹر چلا گیا۔

تاثیر نے گھڑی دیکھی اور پھر سانس خارج کی"میرے پاس وقت نہیں ہے نشیب،جو بات ہے جلدی کرو"

وہ آگے کو ہوا اور دونوں بازو میز پر رکھے"آئی نو،اس ملک کی سے بزی مخلوق ڈاکٹرز ہی ہیں مگر کیا تم مجھے چند منٹ سب سے بے پرواہ ہو کر نہیں دے سکتی؟"اس کے لہجے میں کچھ تھا،کچھ ایسا جو نارمل نہیں تھا۔اس کی آنکھوں کی چمک چہرے کی مسکان تاثیر سب پر غور کر رہی تھی۔پھر ہنس دی اور سر اثبات میں ہلایا

"ٹھیک ہے۔۔چند منٹ تمھارے ہوئے"

وہ بھی مسکرایا کر پیچھے ہوا۔ویٹر نے لیمن ایڈ کا ایک ایک گلاس ان کے سامنے رکھا اور چلا گیا۔تاثیر نے گلاس اپنی طرف سرکایا سٹرا ہونٹوں سے لگایا اور چند گھونٹ اندر اتارے۔نشیب اسے دیکھتے پھر سے مسکرایا اور بولنا شروع ہوا"آئی نو میرے اور تمھارے درمیان بہت کچھ ہوا تھا،ہماری فیملیز میں بھی بہت ایشوز رہے مگر اب سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔مجھے امید ہے کہ ماموں بھی ایک دن مجھے

مکمل معاف کر دیں گے" پھر رکا۔تاثیر کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کی جو کہ فقط اسے سن رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ تم ایک کانفیڈنٹ اور پروفیشنل لڑکی ہو، تمھارے خواب تمھارا ایشن تمھارا پروفیشن، تم ہر طرح سے ذہین ہو اور ایک اچھا لائف پارٹنر ڈیزرو کرتی ہو۔اپنی زندگی کا ہمسفر چننا ہر شخص کا اپنا فیصلہ ہوتا ہے اور وہ اس معاملے میں آزاد ہوتا ہے"

تاثیر کو کچھ بے چینی ہوئی اور وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔اس کا دماغ اسے سرخ بتی کا اشارہ دے رہا تھا، اس نے سٹرا پھر ہونٹوں میں دبایا اور چند گھونٹ اندر اتارے۔

"تاثیر۔۔"نشیب ذرا سا آگے ہوا، بازو لمبا کیا اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لیا" مجھے نہیں پتہ کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتی ہو مگر میں صرف تمھارے بارے میں ہی سوچتا ہوں، میں نے پچھلے دو سالوں میں ہر طرح سے حالات ٹھیک کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ میں تمھیں اپنا سکوں۔میں آج بھی تمھیں اپنانا چاہتا ہوں"

تاثیر کا وجود ٹھنڈا پڑنے لگا تھا۔یہ وہ پلان نہیں تھا جو اس نے ترتیب دینا تھا یا دیا تھا۔یہ وہ سب نہیں تھا جو اس نے سوچا تھا۔اس نے نشیب کو دیکھا، دل تیزی سے حرکت کر رہا تھا، پھر اپنی نظریں چرائیں اور اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال لیا

نشیب ذرا سا پیچھے ہوا اور اپنے کوٹ کی جیب سے ایک مخملیں ڈبیہ نکالی۔اسے کھولا اور اس کے سامنے رکھا۔اس میں وائٹ گولڈ کی انگوٹھی تھی۔اس نے تاثیر کو دیکھا جو کہ اسے ہی دیکھ رہی تھی، دونوں کی نظریں ملیں۔۔

نشیب کی مسکراہٹ گہری ہوئی تاثیر کی مسکراہٹ تھم گئی۔نشیب کے ہونٹ ہلے اور تاثیر کی سماعت سن کر گئے "Will you marry me?"

ارد گرد ہوا سائیں سائیں کر رہی تھی۔وہ کچھ بھی نہیں سن رہی تھی، سامنے بیٹھا شخص اسے عجیب سا لگا تھا۔اس

کے دماغ نے سوچیں بنانا چھوڑ دی تھیں۔دل الگ ہنگامہ کر رہا تھا، اس نے یہ ہر گز نہیں سوچا تھا۔

اب وہ صیاد تھی یا بلبل؟ شکار تھی یا شکاری؟

اس نے تھوک نگلا اور ناک سے سانس لیا، دماغ کام کرنے لگا اور اس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔پھر اس کے لب ہلے

"نشیب۔۔" پھر توقف کیا "میں تمھارے ٹائپ کی لڑکی نہیں ہوں۔تم میرے ساتھ خوش نہیں رہ پاؤ گے، میں۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کیا وضاحت دے "میں تھوڑی الگ قسم کی لڑکی ہوں"

نشیب کی مسکراہٹ ہنوز قائم رہی "میں تمھیں بچپن سے جانتا ہوں۔مجھے پتہ ہے تم عام لڑکیوں جیسی نہیں ہو" اس نے نرمی سے کہا تھا مگر تاثیر کی بھنویں بھینچ گئیں

"تم نہیں سمجھ رہے۔میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں"اس کا لہجہ سخت تھا

نشیب بھی سنجیدہ ہوا"میری اطلاعات کے مطابق تم مامون کو پسند کرتی تھی اور مامون اب شادی شدہ ہے"

تاثیر کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔اس نے تھوک نگلا، گلٹی ڈوب کر واضح ہوئی

"تم سمجھ نہیں رہے نشیب۔۔تم میرے جیسی لڑکی کے ساتھ خوش نہیں رہو گے"

نشیب نے سانس خارج کی"کم آن تاثیر۔۔میں پینتیس سالہ مرد ہوں۔مجھے اپنی پہچان خود ہے اور میں اتنا میچور تو ہوں کہ اپنے ہمسفر کا خود انتخاب کر سکوں"

تاثیر نے سانس خارج کر کے ماتھا مسلا۔پھر کندھے ڈھیلے چھوڑے اور نشیب کو دیکھا

"تم کسی اور طرح کی لڑکی کو ڈیزرو کرتے ہو"اسے خود نہیں احساس ہوا کہ اس نے کیا بولا ہے۔جب بول دیا تو دماغ نے کہا کہ کیوں بولا مگر اب تو بول دیا نا

"کس طرح کی لڑکی کو؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں اور نقوش تن گئے

"فری جیسی"تاثیر نے ایک لمحے کا توقف کیے بغیر فری کا نام بک دیا۔

نشیب کے نقوش ڈھیلے پڑے۔اس نے حیرت سے تاثیر کو دیکھا پھر ہنس دیا

"سیریئسلی؟فری؟"پھر آگے کو ہوا"وہ شادی شدہ ہے۔وہ ایک اچھی لڑکی ہے مگر میں نے اسے کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا"

"تو اب دیکھ لو" تاثیر اب منہ پھٹ ہو چکی تھی۔جو منہ میں آتا بنا توقف کے بول دیتی

"وہ ایک۔۔شادی شدہ لڑکی۔۔ہے" نشیب نے توڑ توڑ کر الفاظ ادا کیے "میں اس میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔۔آئی لائک یو اور میں تم سے شادی کرنے میں انٹرسٹڈ ہوں" وہ بھی سنجیدگی کی انتہا پر تھا

"اس کی شادی ٹوٹ جائے گی۔۔وہ اپنے شوہر سے خوش نہیں ہے۔۔نشیب تم اس سے شادی کر لو" تاثیر نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

اس نے پہلے اپنے ہاتھ پر تاثیر کے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کے چہرے کو اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال لیا

"میں فری کو پسند نہیں کرتا۔۔تم اسے بیچ میں کیوں گھسیٹ رہی ہو" وہ اب بے زار آ گیا تھا "آئی لو یو۔۔انڈرسٹینڈ؟" پھر سانس خارج کی اور خود کو نارمل کیا "کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟ میں تمھیں اپنی ہمسفر بنانا چاہتا ہوں"

تاثیر کو سمجھ آ گیا تھا کہ وہ اسے نہیں سمجھا سکتی۔اس نے اپنا پرس پکڑا اور نشیب کو دیکھا "ہم اس معاملے پر پھر بات کریں گے" اور کھڑی ہو گئی۔نشیب بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا۔اس نے بولنے کے لیے لب کھولے مگر وہ وہاں سے جلدی جلدی چلی گئی۔

اس نے تاثیر کو جاتے دیکھا پھر مسکرایا اور شانے اچکائے۔کوٹ ٹھیک کیا اور پھر سے بیٹھ گیا۔لیمن ایڈ کا گلاس اپنی طرف سرکایا اور سٹرا لبوں سے لگایا۔پھر گھونٹ اندر اتار کر بڑبڑایا

"ڈائن!"

سر جھٹکا اور اپنا لیمن ایڈ انجوائے کرنے لگا۔

آج رابیل نے آفس سے چھٹی کی تھی۔وہ صبح کافی دیر تک سوتی رہی تھی،جب اٹھی تو مامون جا چکا تھا۔فجر میں اس کی آنکھ کھلی تھی تب بھی وہ کمرے میں نہیں تھا۔وہ اپنے وقت پر اٹھا تھا اور رابیل سوتی رہی۔عصر کے وقت وہ کمرے میں داخل ہوئی،نفاست سے سمیٹا ہوا کمرہ جس کی کھلی کھڑکی کے سامنے سے پردے ہٹے تھے،روشنی اندر کارپیٹ پر پڑ رہی تھی۔رابیل اندر آئی،ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی اور اپنے کھلے بالوں کو چٹیا میں بند کیا۔آج اس نے گلابی سیلف پرنٹ شلوار قمیض پہن رکھی تھی،گلے میں شیفون کا دوپٹہ تھا۔اس کی نظر پرفیومز کے ساتھ پڑے ایک چھوٹے لکڑی کے ڈبے پر پڑی جس پر بڑی خوبصورتی سے کرید کر چند پھول بنائے گئے تھے۔رابیل نے وہ ڈبہ پکڑا،اس نے صبح بھی یہ ڈبہ دیکھا تھا مگر پھر نہانے چلی گئی اور پھر کھولنا یاد نہیں رہا۔ڈبہ خالص بھوری لکڑی کا بنا تھا،اس کا سائز ہتھیلی سے بڑا ایک ہاتھ جتنا تھا۔اس نے ایک طرف لگے بکل کو کھولا اور ڈبہ کھل گیا۔اندر ایک سفید کاغذ تھا اور نیچے کچھ تصاویر۔۔وہ ڈبہ لیے بیڈ پر بیٹھ گئی،سائیڈ ٹیبل پر ڈبہ رکھا اور خود وہ کاغذ پر لکھی تحریر پڑھنے لگی۔اردو میں لکھی گئی مامون کی لکھائی

"میری پسندیدہ عورت،میری اینم کارا کے نام!

رابیل اور نگزیب آپ کے نام!

بات یہ ہے کہ آپ میری ایک نہیں سنتیں اس لیے لکھنا پڑ رہا ہے۔۔میں جس وقت لکھ رہا ہوں سویٹ ہارٹ آپ سو رہی ہیں اور میرا آپ کو اٹھانے کا کوئی موڈ نہیں ہے" وہ مسکرائی اور آگے پڑھنے لگی

"اتنا تو میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ پر یقین کرتی ہیں۔آپ جانتی ہیں کہ مامون سارا کا سارا رابیل کا ہے اور میں اس کے لیے شکر گزار ہوں۔رابیل، وہ لڑکی جس کا آپ ذکر کرتی رہی ہیں جس کو میں نے بلڈ ڈونیٹ کیا تھا جس کے فلیٹ کے بلز میں نے دیے تھے جس کی سرجری کا سارا خرچہ میں نے اٹھایا تھا۔اس کا نام فاطمہ قراۃ العین ہے۔۔میں نے اسے فاطمہ کبھی نہیں کہا، میں اسے "عین" کہتا ہوں۔میں یعنی التمش یہ خط اپنی بیوی کے لیے لکھ رہا ہوں، میں اور ہیری اسے عین ہی کہتے آئے ہیں اور جب آپ نے پہلی بار فاطمہ کہا تو مجھے دو منٹ لگے کہ اچھا ہاں، عین۔۔اوکے، اوکے"

رابیل نے کاغذ نیچے کیا اور سانس خارج کیا۔ایک اور سچ اس پر کھل گیا تھا۔اس نے کہا تھا کہ وہ جو کہانی گھڑ رہا ہے اس میں پلاٹ ٹوئسٹ ہے، اس نے کہا تھا کہ وہ صبح ساری بات بتائے گا اور وہ بتا رہا تھا۔رابیل نے نفی میں سر ہلایا، اب تک تو اسے مامون کے ایسے سرپرائز کی عادت ہو چکی تھی۔اس نے کاغذ دوبارہ آنکھوں کے سامنے کیا

"عین میری سب سے اچھی دوست رہی ہے۔آپ کی اطلاع کے لیے عین اور ہیری شادی کر چکے ہیں،بس وہ میری اچھی دوست رہی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔ہیری شروع سے اسے پسند کرتا تھا اور یہ بات آپ کو کہانی پڑھتے بھی پتہ لگ گئی ہو گی۔وہی کہانی "قصہ چالیس راتوں کا" تین کرداروں کی کہانی،وہ ہم تینوں کی کہانی ہے۔۔میں عین اور ہیری کا ایل ہوں،وہ میرے بہترین دوست ہیں۔جب مجھے میرے باپ نے چھوڑ دیا تھا،جب میری ماں بہت پریشان رہتی تھیں،جب دنیا مجھے میرے غصے کی سزا دیتی تھی تب وہ دونوں میرے ساتھ تھے۔میری ہر خامی ہر خوبی وہ جانتے تھے مگر میرے ساتھ تھے۔کچھ ہفتے پہلے عین کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا،اس کے دماغ پر چوٹ آئی تھی اور اس سے سویا اٹھا نہیں جاتا تھا،اسے جھٹکے لگتے تھے۔ہیری پیرس میں تھا اور میں پاکستان،وہ لندن نہیں جا سکتا تھا میں جا سکتا تھا۔میں لندن اپنا ڈاکومنٹ اپروو کروا کر عین کو پاکستان لایا تھا۔میں لندن گیا تھا چاہے ایک دن کے لیے ہی سہی مگر میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا،عین کی حالت بہت خراب تھی۔کوئی اور ہوتا تو نہ دیکھ پاتا یا اسے مرنے دیتا مگر دوست تو زندگی ہوتے ہیں انھیں مرنے نہیں دیا جاتا۔میں نے اس کی سرجری کروائی تھی،میں نے اس کے سارے بلز دیے تھے اور کچھ اضافی رقم بھی تاکہ وہ کسی بھی طرح سے پریشان نہ ہو۔ہمارے درمیان کل بھی حدود قائم تھیں اور آج بھی قائم ہیں۔وہ کیئر ٹیکر کے ساتھ اپنے کمرے میں رہتی تھی اور میرا کمرہ اس کے کمرے کے ساتھ تھا تاکہ اسے کچھ بھی چاہیئے ہو مجھے کہہ دے۔۔میں نے آپ کو نہیں بتایا کیونکہ

میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کی حالت دیکھ کر آپ بھی پینک کریں یا کم از کم وہ پریشان ہو جائے کہ اس نے مجھے اور میری بیوی کو ڈسٹرب کیا۔آئی ایم سوری، میں نے بس آپ کو یہی نہیں بتایا تھا۔پانچ دن بعد ہیری کا مسئلہ حل ہو گیا تھا اور وہ پاکستان آیا تھا۔جب وہ عین کے پاس تھا تو میں واپس آ گیا کیونکہ عین محفوظ ہاتھوں میں تھی۔میری دوست اب ٹھیک ہے، وہ لندن میں اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہے اور میری بیوی یہاں پتہ نہیں مجھے کون سا پلے بوائے سمجھ کر بیٹھی ہے" رابیل نے سانس خارج کی اور مسکرائی

"وہ کہانی میری تھی۔میرے نانا مجھے مامون کہتے تھے مگر اماں التمش پھر وہ بھی مامون کہنے لگیں مگر جب جب مجھے غصہ آتا ہے میں پھر سے ایل بن جاتا ہوں۔میں نے آپ کو وہ کہانی اس لیے دی تھی کہ آپ مجھ سے رابطے میں رہیں، مجھ سے بات کرتی رہیں، میرے قریب رہیں۔مجھے تھوڑا ہی سہی مگر جان لیں اور میں نے آپ سے یہ بات چھپائی میں اس پر شرمندہ نہیں ہوں۔میں بس آپ کی نظروں میں رہنا چاہتا تھا کیونکہ میں آپ سے محبت کرتا تھا کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔۔اس باکس میں میری ہیری اور ایل کی بہت سی تصاویر ہیں۔آپ دیکھ کر خوش ہو لیں، ایک بار یہ شہاب والا معاملہ ختم ہو تو میں آپ کو لندن لے کر جاؤں گا۔۔مسز سنوٹ آپ کو بہت پسند کرتی ہیں، وہ آپ کو تصاویر میں دیکھ چکی ہیں اور آپ کا اکثر پوچھتی ہیں۔۔ہیری اور عین بھی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔میں اور آپ لندن جائیں گے، پھر اٹلی اور پھر وہاں جہاں آپ کہیں گی۔۔اس باکس میں پڑا اپینڈنٹ

آپ کے لیے ہے کیونکہ مامون آفندی اپنے پسندیدہ لوگوں سے محبت کا اظہار انھیں تحفے دے کر کرتا ہے۔۔رات میں ملتے ہیں، ہوپ سو اب فاطمہ والا قصہ کلیئر ہو گا۔۔

آپ کا اینم کارا

مامون آفندی

آپ کا پسندیدہ کردار

التمش!"

اور اس نے خط پڑھ کر سانس خارج کی۔اسے یاد تھا کہ ایک بار پہلے بھی اس نے کہا تھا کہ مامون التمش سے انسپائر ہے تو مامون نے نفی کی تھی،اس نے کہا تھا کہ التمش مامون سے انسپائر ہے۔ایک تو جن باتوں کو وہ نظر انداز کرتی ہے مامون ان کے پیچھے پوری کہانی بتا دیتا ہے۔اس نے خط ایک طرف رکھا اور باکس میں پڑیں تصاویر دیکھیں

وہاں دبلا پتلا ہلکی مونچھوں والا مامون کھڑا تھا جس نے مسکراتے ہوئے اپنا بازو ساتھ لڑکے کے کندھے کے گرد حمائل کیا تھا۔سنہری آنکھوں والے ہیری کے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کے بال پونی میں بندھے تھے اور وہ بھی مسکرا رہی تھی۔پھر ایک تھیٹر میں وہ تینوں کھڑے تھے جس میں انھوں نے کسی ڈرامے کا کاسٹیوم پہنا تھا۔وہ آگے آگے کرتی اس کی کئی تصاویر دیکھ رہی تھی،پر تصویر میں اس میں اور عین میں فاصلہ تھا۔وہ ساتھ ساتھ بھی کھڑے تھے مگر دونوں کے درمیان کوئی حد سے

زیادہ بے تکلفی نظر نہیں آئی۔وہ مسکراتے ہوئے آج کی طرح لگتا تھا،رابیل کو اس سے شدید انسیت محسوس ہوئی تھی۔وہ عین اور ہیری کو نظر انداز کر کے بس مامون کو گھور رہی تھی۔آخر میں ایک پینڈنٹ پڑا تھا جس کے درمیان میں سبز موتی تھا،آنسو کی طرح کا بڑا سا موتی جس کے گرد چاندی بنی تھی۔وہ اٹھی، تصاویر وہیں رکھیں اور وہ پینڈنٹ پہن لیا۔پھر خود کو دیکھ کر مسکرا دی۔حد جیسی آگے کو ہوئی اور اپنے گال کو چھوا، پھر مسکرائی

"Oh! To be loved by Mamoon Afandi"

وہ مامون کی محبت میں گرفتار تھی۔۔

اگر رابیل کے کمرے سے نظریں ہٹائیں تو دور مامون آفندی اپنے آفس سے باہر نکلا اور اپنی سفید لینڈ کروزر کی طرف بڑھا تھا۔وہ پیچھے بیٹھا مصروف سا سکرین پر سر جھکائے کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔آگے بیٹھا ڈرائیور سٹیرنگ پر ہاتھ جمائے گاڑی آگے بڑھا رہا تھا۔پیچھے بیٹھے مامون کی پسندیدہ عورت نے اسے میسج کیا تھا،اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔انگلیاں سکرین پر چلیں اور پیغام بھیج دیا گیا۔گاڑی صاف سڑک پر دوڑ رہی تھی،ایسی سڑک جس کے دائیں بائیں کچھ فاصلے پر درخت لگے تھے۔مامون نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا، سکرین پر تھرتھراہٹ ہوئی اور وہ دوبارہ سکرین پر جھک گیا۔دفعتاً کسی نے دور سے نشانہ لگایا تھا،نشانہ کیسا؟

وہ جو کوئی بھی تھا ماہر تھا، چلتی گاڑی کی کھڑکی سے ایک سرنج جیسی نوکیلی باریک چیز اندر داخل ہوئی، سامنے دائیں کھڑکی اور پچھلی دائیں کھڑکی کے شیشے کو چیرتے ہوئے لمحے میں وہاں بیٹھے آگے پیچھے دونوں مردوں کی گردن میں جا کر کھب گئی۔ فون کی سکرین بجھی اور فون نیچے گر گیا، اس نے جھٹ سے دایاں ہاتھ گردن کی دائیں سطح پر رکھا اور کھینچ کر نوکیلی چیز نکال ڈالی مگر اس کا سر گھومنے لگا تھا۔ آگے بیٹھے سفید یونیفارم والے ڈرائیور کی آنکھیں گھومیں سر چکرایا اور اس نے گاڑی ایک درخت میں دے ماری، پیچھے بیٹھا مامون آگے کو ہوا، توازن برقرار نہیں رہا، سرخ سرنج جس کی نوک لوہے کی تھی مگر اس نوک میں کچھ تھا جس نے اس کی جلد کو چھوتے ہی اپنا اثر دکھایا تھا۔ وہ اٹھنا چاہتا تھا مگر نہیں اٹھ پایا۔ وہ بے بس ہو رہا تھا، اس کے اعصاب اس کے کنٹرول سے باہر تھے اور سر پتھر کی طرح بھاری تھا۔ وہ آگے کو ہوا تھا، سر آگے والی سیٹ سے لگا تھا اور سرخ سرنج ہاتھ میں تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں، دماغ نے دیکھنا چھوڑ دیا اور وہ بے سدھ ہو گیا۔

بلبل اور صیاد کا کھیل اب شروع تھا!

فری اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑی نیچے دیکھ رہی تھی جہاں سیاہ ایس یو وی باہر نکل رہی تھی۔ گیٹ کھلا تھا اور گیراج روشن تھا، گاڑی باہر نکلی اور گیٹ بند ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں گاڑی آگے بڑھی اور پھر آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ تاثیر اپنے ماں باپ کے ساتھ اس کے بابا کے کسی فیملی فرینڈ کی

طرف ڈنر کرنے گئی تھی۔وہ چلے گئے تو خاموشی ہو گئی۔فری کے لیے اب سکون تھا،ان کے جانے سے اس نے ہلکا پھلکا محسوس کیا تھا جیسے بہت سا بوجھ تھا جو ہلکا ہوا تھا۔اس نے سینے پر بازو لپیٹے ہوئے تھے،لیموں کے رنگ کا کانائٹ سوٹ پہنے اس نے چٹیا کی ہوئی تھی جس میں سے کئی گرہوں میں سے بال نکل رہے تھے۔وہ سادہ سی خاموش سی مگر مطمئن سی تھی۔اس نے آسمان کی طرف گردن اٹھائی،تھوڑی اٹھی ہوئی تھی۔آج آسمان پر ستاروں کے ساتھ چاند بھی تھا۔اس کے دل کو کچھ ہوا، آج تین دن ہو گئے تھے کہ اشعر سے کوئی بات ہوئی نہ اس نے اسے دیکھا نہ وہ اس سے ملی تھی۔دل بھاری ہوا تھا اور اداسی اسے جکڑنے لگی تھی۔رات کے اس پہر وہ چائے پیتے اکثر باتیں کرتے تھے، اب بالکنی خالی تھی۔اسے فون تو ساتھ لانا چاہیئے تھا،کم از کم اس سے بات ہی ہو جاتی۔اس نے سر جھٹکا وہ بھی تو کسی بہانے سے اس تک پہنچ سکتا تھا؟کیا وہ اسے مس نہیں کرتا کیا؟کیا اسے فری بالکل یاد نہیں آتی؟اس نے سانس خارج کی،اسے بھی رابیل کی طرح پریشانی میں نیند آتی تھی اور اب تو گھر میں نقادوں کا ٹولہ بھی نہیں تھا۔ہر طرف خاموشی تھی،اس نے ہاتھ رکھ کر جمائی روکی اور پھر اندر کی طرف بڑھی۔بالکنی کی طرف کھلتا دروازہ نیم کھلا رہنے دیا اور اس پر پردے کیے اور پھر بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔پردے ہوا سے لہرا رہے تھے،اس نے خود پر کمفرٹر اوڑھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔کچھ پل بیتے اور وہ آنکھیں بند کیے گہری سانسیں لے رہی تھی۔دفعتاً کوئی اس کی بالکنی میں نیچے سے پھلانگ کر آیا تھا۔دبے قدم بالکنی کی طرف کھلتے دروازے کی طرف آیا اور پردے پیچھے کر کے اندر

جھانکا۔فری سو رہی تھی،وہ مسکرایااور اندر بڑھا۔پھر دھیرے سے اس کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔وہ اسی طرح بائیں کروٹ لیے لیٹی رہی۔نوار دنے ہاتھ بڑھایااور اس کے ہاتھ پر رکھا،وہ جھٹکا کھا کر اٹھ گئی، آنکھیں پوری کھل گئیں اور دل پوری شدت سے دھڑکنے لگا تھا۔وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھی

"کک۔۔کون؟"اس نے کمفرٹر گردن تک کر لیااور آنکھیں پھاڑے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھنے لگی۔سامنے بیٹھے شخص نے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور پھر مسکرایا

"میں ہوں۔۔اشعر"اس نے سرگوشی کی تھی اور فری نے بازو لمبا کیا،ہاتھ بڑھایااور اس کے گال کو چھوا۔پھر ہاتھ پیچھے کیااور کمفرٹر نیچے کیا۔اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور اس کے گھٹنے پر چپت رسید کی

"ایسے کون آتا ہے؟میری جان نکل گئی تھی"وہ دانت پیستے غصے سے اشعر کو دیکھ رہی تھی

اشعر نے سرگوشی کی"نیچے گارڈ تھا۔۔دیوار پھلانگ کر آیا ہوں"

فری نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور ہونٹ اوہ میں گول کیے۔پھر سانس خارج کی اور منہ بنا کر بیٹھ گئی

"آگئی آپ کو میری یاد؟"

"بھولا ہی کب تھا؟"اس کے چہرے سے مسکراہٹ نہیں چھوٹی تھی۔

فری نے دونوں گھٹنے سینے سے لگائے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا "آئی مس یو" اس کی آواز رندھ گئی تھی مگر اسے رونا نہیں تھا۔

اشعر نے سانس خارج کی اور سر ہلایا "میرے لیے بھی یہ تین دن بہت مشکل تھے۔۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی

آنکھیں آپ کو تلاش کرتی ہیں، آتے جاتے بس آپ کی خیریت کی فکر رہتی ہے۔۔ آپ ٹھیک ہیں نا؟" اندھیرے میں بھی اس کی بھوری آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

وہ مسکرادی "جی۔۔ اب تو میں بہت بدتمیز بھی ہو گئی ہوں" اور خود ہی ہنس دی

اشعر بھی ہنسا "نہ کریں"

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی "سچ کہہ رہی ہوں۔۔ ہمیشہ میں ہی کیوں روؤں، یہ لوگ نہیں بدلیں گے۔ ان کے لیے فری کچھ نہیں تو میں کیوں ان کے لیے روؤں۔۔ یہ تو مجھے روتا دیکھ کر چپ بھی نہیں کراتے" اور اس نے سر جھٹکا

"آپ روئی تھیں؟" اس نے فکر مندی سے پوچھا تھا

"ارے نہیں۔۔ بس تھوڑے دن کی بات ہے میں کیوں روؤں گی بھلا" اور شانے اچکائے

اشعر بھی مسکرایا "آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں"

وہ پھر سے ہنس دی اور اب کی بار اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپایا۔وہ فقط مسکرایا مگر بنا پلک جھپکے اسے ہی دیکھتا رہا

فری نے ہاتھ ہٹائے اور پر جوش سی بولی "آپ کو پتہ ہے مجھے ایک بات پتہ چلی ہے"

"کیا؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"انسان کو نا زندگی میں ڈھیٹ ہونا چاہیئے۔۔ڈھیٹ انسان زندگی کو سب سے زیادہ انجوائے کرتا ہے ۔۔یہ جو حساس لوگ ہوتے ہیں سب سے زیادہ یہ ہرٹ ہوتے ہیں۔۔بندہ ڈھیٹ ہو جائے تو آدھی زندگی آسان ہو جاتی ہے"اس نے سادگی سے کہا پھر شانے اچکائے

اشعر دھیرے سے ہنسا"کیسی کیسی باتیں پتہ چلتی ہیں آپ کو"

وہ بھی ہنسی۔پھر چوکڑی مارے بیٹھ گئی"آپ بتائیں گھر میں سب کیسے ہیں؟آنٹی نانو صارم حاشر بھائی"وہ آنکھوں میں چمک لیے اپنائیت سے پوچھ رہی تھی جیسے وہ اشعر کا نہیں شروع سے اس کا خاندان رہا ہو۔

"سب ٹھیک ہیں۔۔نانو اور صارم آپ کو سب سے زیادہ یاد کرتے ہیں اور ان سے زیادہ میں"اس نے اپنا دایاں ہاتھ سینے کے بائیں طرف رکھا۔

فری کہنی ران پر رکھے مٹھی تھوڑی تلے جمائے اسے دیکھنے لگی۔مسکراہٹ اس کے چہرے پر سجی ہوئی تھی اور ہلکی بھوری آنکھوں میں عقیدت تھی

"تاثیر آپ کو تنگ تو نہیں کرتیں؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا"وہ جیسا چاہتی تھیں میں ویسی بن گئی ہوں اب کیا مسئلہ ہو گا۔۔میری طرف سے وہ ریلیکس ہے"اس نے پلکیں جھپکائیں اور اشعر کو تسلی ہو گئی

اس نے فقط سر ہلایا پھر پینٹ کی جیب سے فون نکال کر اسے دیا۔اس نے فون لے لیا اور سکرین آن کی، پھر آف کر کے ایک طرف رکھ دیا

"یہ آپ نے تاثیر سے چھپا کر رکھنا ہے،اسے پتہ نہیں چلنا چاہیئے۔اس کے مطابق میں آپ سے کوئی بات نہیں کرتا اور نہ آپ کے پیچھے آیا ہوں،اوکے؟"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی

"آپ کو کیسے پتہ تھا کہ آج ممی بابا اور تاثیر ڈنر کے لیے جا رہے ہیں"

وہ ہنس دیا اور ہاتھ بڑھا کر ماتھے کو چھوتی لٹ پیچھے کی"میری بیوی یہاں ہے،میرا دل یہاں دھڑکتا ہے ایسے کیسے ہو سکتا ہے میں اسے تنہا چھوڑ دوں۔۔آپ کی میڈ ہے نا جو لیا اس کی بیٹی ٹھیک نہیں ہے۔وہ ہاسپٹل میں ہوتی ہے اس کا ٹریٹمنٹ میری ذمہ داری ہے۔وہ مجھے یہاں کی خبر دیتی ہے،ابھی بھی اسی کے گارڈ کو باتوں میں لگایا تھا اور میں اندر آ گیا"اشعر نے بات ختم کی

فری بس اسے دیکھے گئی۔پھر سر جھکا دیا"اب ڈر نہیں لگتا تاثیر سے۔۔نہ ممی بابا سے"پھر سر اٹھایا

"میں کون سا یہاں ہمیشہ کے لیے ہوں۔۔میں واپس اپنے گھر چلی جاؤں گی"اور مسکرائی

اشعر بھی مسکرایا" بالکل۔۔بہت جلد"

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔وہ بس اسے دیکھ رہا تھا،اندھیرے میں روشنی کی غیر موجودگی میں بھی وہ یک ٹک اسے دیکھ سکتا تھا

"آپ سونے لگی تھیں،میں جاؤں پھر؟"

وہ کھڑا ہونے لگا تھا مگر فری نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا" تھوڑی دیر اور بیٹھ جائیں"

وہ یوں اچانک ہاتھ پکڑے جانے پر پہلے ٹھٹھکا پھر مسکرادیا اور بیٹھ گیا"اوکے"اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

اب وہ بول رہی تھی اور وہ سن رہا تھا۔تین دن میں اس نے کیا کیا کیا اور کب کب کیسے کیسے اسے یاد کیا،وہ سب بتا رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے سن رہا تھا۔وقت بیت رہا تھا،پھر اٹھا اور بالکنی کے ساتھ لگی سیڑھی سے نیچے اترا اور پیچھے کی طرف بھاگ گیا۔وہ بالکنی سے جھانکتی رہ گئی جیسے اس نے ابھی خواب دیکھا ہو،جیسے وہ کوئی تصور کوئی خیال تھا۔وہ پھر سے اداس ہو گئی۔سانس خارج کی اور اندر کی طرف بڑھی۔

سفید سرمئی محل میں خاموشی سی تھی،ایک ایسا سناٹا جو اداسی کہ علامت ہوتا ہے۔روشنیوں سے منور محل کے مکین پریشان سے تھے۔لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی عارفین کی زبان کو تالا لگا ہوا تھا۔

چھوٹے صوفے پر ملیحہ بیٹھی تھیں جن کے چہرے پر نظر کا چشمہ تھا،ان کی آنکھوں میں بے چینی تھی۔کچھ فاصلے پر آرا صوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔اس کے سر تلے کشن تھا اور وہ چھت گھور رہی تھی۔ دیوار گیر کھڑکی کے سامنے رابیل کھڑی تھی جو باہر

گیراج میں دیکھ رہی تھی۔اس کی رنگت زرد اور آنکھوں میں عجیب سا خوف تھا۔اس نے گردن موڑی اور ملیحہ کو دیکھا"آنٹی۔۔"ان کی طرف بڑھی اور ساتھ والے صوفے پر جا بیٹھی جہاں عافی بیٹھی تھی

"میں تیمور کو فون کروں؟"اس کے ہاتھ میں موبائل تھا جس کی سکرین بجھی ہوئی تھی۔

ملیحہ نے سانس خارج کی"افیفہ کیا کہتی ہے؟"

رابیل نے شانے ڈھیلے چھوڑے"وہ کہہ رہی تھی کہ مامون پانچ بجے آفس سے نکل آئے تھے۔اس کے بعد اس کی ان سے کوئی بات نہیں ہوئی"اور خاموش ہو گئی۔اس کا اپنا دل تنگ ہو رہا تھا،دل کر رہا تھا کچھ نہ بولے مگر وہ بول رہی تھی

"پہلے کبھی دیر نہیں ہوئی،اسے دیر ہو بھی جائے تو وہ کال یا میسج کر دیتا ہے۔۔ڈرائیور بھی پتہ نہیں کہاں ہے؟"انھوں نے کہہ کر سر جھٹکا پھر اپنی گلاسز اتار لیں۔

رابیل نے ماتھے کو مسلا۔پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی،عافی نے لب ہلائے

"رابیل تم تیمور کو کال کرو۔۔اسے کہو پتہ کرے مامون کہاں ہے؟"اس نے صوفے کی سطح کو ٹٹولتے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

رابیل نے سر ہلایا اور فون کی سکرین آن کی۔وہ واٹس ایپ پر گئی اور تیمور کو کال کرنے لگی۔کال جا رہی تھی،اس نے کال اٹھالی

"ہیلو۔۔کیسی ہو مس یونیورس؟"وہ ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش سا بولا تھا

"میں ٹھیک ہوں۔۔تم ٹھیک ہو؟مینا کیسی ہے؟"اس نے نظر اٹھا کر ملیحہ کو دیکھا۔

"ہاں۔۔سب ٹھیک"پھر خاموش ہوا

"مامون ابھی تک گھر نہیں آئے۔۔ساڑھے نو ہونے والے ہیں،ان کا فون بھی بند ہے اور ڈرائیور کا بھی نہیں پتہ۔۔تم پتہ کر کے بتا سکتے ہو وہ کہاں ہیں؟"اس نے دھڑکتے دل اور پریشانی کے عالم میں اسے ساری بات کہہ دی

"اتنی دیر کرتا تو نہیں ہے وہ۔۔کوئی میسج کوئی کال،آفس پتہ کیا تم لوگوں نے؟"اس کی آواز بھی دھیمی پڑ گئی تھی۔آواز سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ بھی کچھ فکر مند ہوا ہے

"ہاں۔۔میں ہر جگہ پوچھ چکی ہوں۔۔ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تیمور"اس نے کہتے ہی کہنی ران پر رکھی اور آنکھیں بند کیے ماتھا مسلنے لگی۔

تیمور نے سانس خارج کی"تم پریشان مت ہو۔۔میں پتہ کرواتا ہوں،ادھر ہی ہو گا کہیں"

"اوکے "اس نے فقط اتنا کہا اور کال کاٹ دی۔

اس کا دل کیا رو دے۔آج کل ان کے ساتھ غیر معمولی واقعات تو پہلے ہی ہو رہے تھے، شہاب اب پیچھے تھا مگر وہ

تو نڈر تھے۔کل کے واقعے کو گزرے چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے تھے اور اب مامون کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔وقت بدل گیا تھا، شکار اب شکاری تھا اور حالات پلٹتے دیر ہی کتنی لگتی ہے۔

رابیل نے واٹس ایپ دوبارہ کھولی اور مامون کو کال کی، اس کا فون پھر سے بند جا رہا تھا۔اس نے بے زاری سے فون میز پر رکھا اور منہ دونوں ہاتھوں میں دیے بیٹھ گئی۔

"رابیل۔۔ایسے پریشان مت ہو بیٹے، وہ جانتا ہے ہم پریشان ہوں گے۔۔شاید کوئی ایمرجنسی ہو یا کوئی ٹھوس وجہ ہو ورنہ وہ ایسے نہیں کرتا "ملیحہ اسے حوصلہ دے رہی تھیں۔رابیل نے سر اثبات میں ہلایا

"آنٹی۔۔میں بس ڈر رہی ہوں۔۔اللہ نہ کرے کچھ برا نہ ہوا ہو "اور اس سے آگے وہ بول نہیں سکی

"اللہ مالک ہے بیٹے۔۔سب ٹھیک ہو گا "انھوں نے اسے تسلی دی اور پھر نماز کے لیے اٹھ گئیں۔

اس نے ساتھ بیٹھی عافی کو دیکھا اور پھر سانس خارج کی۔عارفین خلا میں گھور رہی تھی۔

"میں بھی نماز پڑھ کر آئی۔۔میرا دل بہت گھبرا رہا ہے "رابیل نے عافی سے کہا اور فون پکڑ کر وہاں سے چلی گئی۔

آرا نے اپنی ماں کو دیکھا پھر دوبارہ چھت گھورنے لگی

"مون دیر نہیں کرتے۔۔وہ بہت پنکچوول ہیں" پھر اپنی ماں کو دیکھا اور بیٹھ گئی

"I am scared mammy"

اور اس سے آگے وہ نہیں بولی۔عارفین نے ہاتھ بڑھایا "ادھر آؤ"

آرا اٹھی اور اپنا ہاتھ اپنی ماں کے ہاتھ میں دیا اور ساتھ بیٹھ گئی۔اس نے اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ لگایا مگر خاموش رہی۔وہ ایک شخص انھیں اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا،وہ نہیں تھا تو جان پر بنی تھی۔

پندرہ منٹ مزید گزرے تھے اور نماز پڑھتی رابیل نے باہر ہارن بجنے کی آواز سنی تھی۔وہ سجدے میں تھی دل تیزی سے دھڑکا،آنکھیں پوری کھل گئیں۔وہ تشہد میں بیٹھی جلدی سے لب ہلائے گردن دائیں بائیں ہلائی اور سلام پھیرا۔جلدی سے اٹھی اور اسی طرح حجاب میں باہر آئی۔اس نے جوتا نہیں پہنا تھا،نم آنکھوں دھڑکتے دل اور کانپتی ٹانگوں سے وہ لاؤنج کے دہانے تک پہنچی۔آگے سے سفید لینڈ کروزر بری طرح مسخ تھی جیسے کسی درخت میں بجی ہو۔وہ مرے مرے قدموں سے باہر آئی،رنگت زرد پڑتی گئی اور اس کے لب کھلے رہ گئے۔مامون وہاں نہیں تھا،اس کی آنکھوں نے مامون کو دیکھنا چاہنا مگر مامون نہیں تھا۔وہ آگے بڑھی اور ڈرائیور کے پاس آ کھڑی ہوئی،آرا اور ملیحہ بھی پیچھے ہی تھیں۔ڈرائیور گارڈ کو بتا رہا تھا کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا،گاڑی درخت میں بجی تھی،اس کی گردن میں کوئی نوکیلی چیز چبھی تھی،اس کے بعد اس نے ہوش کھو دیے۔ابھی کچھ دیر پہلے ہوش

آیا تو مامون وہاں نہیں تھا۔رابیل کو اس کے بعد سارے الفاظ بے معنی لگے،اس نے گردن موڑی اور کھڑکی میں سوراخ ہوا تھا،اس سوراخ کے گرد بہت سی لکیریں تھیں۔خراشوں جیسی لکیریں اور دراڑیں،ڈرائیور اس سے مخاطب تھا مگر وہ نم گلابی آنکھوں غائب دماغ سے بس مامون کے بارے میں سوچ رہی تھی۔وہ رابیل کو مامون کا فون دے رہا تھا،اس نے پہلے ڈرائیور کو دیکھا پھر فون کو، ہاتھ غائب دماغی میں اٹھایا اور پھر بھنویں بھینچے اسے دیکھا۔آنسو آنکھ کی قید سے آزاد ہوا،گال پر پھسلا اور اس کے لب ہلے

"مامون۔۔کہاں ہیں؟"اس نے بے یقینی سے سوال کیا تھا جیسے ابھی کچھ دیر پہلے والی اس کی روداد سنی ہی نہیں۔

اسے ڈرائیور کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی،اسے صرف اس کے لب ہلتے نظر آرہے تھے۔اسے لگ رہا تھا کوئی ہتھوڑے سے اس کا سر پھوڑ رہا ہے آرے سے دل چیر رہا ہے اور مسلسل اسے زخم دے رہا ہے مگر وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہی تھی،وہ بے بس ہو رہی تھی۔سانس لینا محال تھا،اس نے اپنے ہاتھ میں مامون کا فون دیکھا اور پھر رو دی

"وہ مامون کو لے گیا"وہ روتے ہوئے کانپتی آواز سے بولی تھی

"وہ میرے ماموں کو لے گیا" اس نے آنکھیں زور سے میچیں اور پھر رو دی۔ پیچھے کھڑی آرا کی رنگت سرخ پڑی اور آنکھیں بھیگ گئیں۔اس نے سختی سے آنکھیں پونچھیں مگر وہ ماموں تھا فقط اس کا ماموں نہیں اس کا باپ بھائی

دوست سب کچھ تھا۔۔۔سب کچھ مطلب سب کچھ، وہ منہ بنائے کھڑی تھی پھر رو دی۔وہ آگے بڑھی اور رابیل کے گرد بازو حمائل کیے۔پھر آنکھیں بند کر لیں، بہت سے آنسو آنکھوں سے نکلے گال پر پھسلے۔۔

رات گہری مگر سیاہ ہونے کے ساتھ ساتھ لمبی بھی ہونے والی تھی!

کوئی نہیں جانتا تھا آگے کیا ہو گا

چاند کی نیلی نیلی روشنی روشن دان سے ہوتی اندر جا رہی تھی۔اس بڑے سے ہال میں چھے روشن دان تھے مگر دیواریں خاصی لمبی تھیں۔کمرے میں اندھیرا تھا، فقط چاند کی روشنی تھی جو کافی تھی۔اس بڑے سے کمرے میں سگریٹ کا دھواں اور اس کی خوشبو ہر سو پھیلی تھی۔ایک طرف بیٹھا شخص اپنا بایاں بازو سیدھا کیے سبز پھولی نس میں سرنج ڈال رہا تھا۔اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں مگر وہ گردن جھکائے اپنے ہاتھ سے سرنج اپنے ماس میں گھسا رہا تھا۔اس کمرے میں کئی اوپر نیچے بنے بنکرز

تھے،ایک طرف اوپر کو جاتی لکڑی کی سیڑھیاں تھیں،اوپر فقط دیوار کے ساتھ لکڑی کا تھوڑا سا فرش تھا،کسی بالکنی کی طرح اور اس کے سامنے ریلنگ۔دیواروں کے

ساتھ لگے بنکرز پر آدمی بیٹھے تھے جن کی شیو بڑھی تھی،بال بکھرے تھے اور انھوں نے نیلا سفید یونیفارم پہنا تھا جیسے وہ مریض ہوں۔کچھ انتہائی دبلے پتلے تھے اور کچھ ہٹے کٹے دراز قد۔کچھ بستروں پر لیٹے سو رہے تھے،ایک طرف گندے آلودہ فرش پر بیٹھے آدمیوں کا ٹولہ تھا جو کہ شطرنج کھیل رہے تھے،ایک طرف ایک آدمی دیوار کے ساتھ لگے نل کو گھور رہا تھا اور پھر اس لوہے کو نل کو کھینچتا عجیب و غریب حرکتیں کر رہا تھا۔وہ ایک بڑا مگر کشادہ سا ہال تھا جس کی دیواروں کے ساتھ جالے لگے تھے۔ایک طرف قطار میں لگے باتھ روم تھے جن کے دروازے لکڑی کے تھے اور وہ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ہال میں دو پنکھے تھے جبکہ گرمی بلا کی تھی۔وہاں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا،روشن دان بہت اونچے تھے۔دیواروں کے ساتھ فاصلے پر بیٹریاں تھیں جن سے پنکھوں کا نظام جڑا ہوا تھا۔دائیں سے بائیں اور آگے پیچھے دیکھیں تو ایک دیوار کے ساتھ ایک شخص پڑا تھا۔اس نے سیاہ تھری پیس پہن تھا،نیچے شرٹ سفید تھی اور وہ سانس لے رہا تھا۔اس کا بایاں گال فرش سے لگا تھا اور سانس لینے سے مٹی ذرا سی اڑتی اور پھر بیٹھ جاتی۔اسے ہوش آنے لگا تھا،اس نے ذرا سی حرکت کی،پلکیں جدا کیں اور سیدھا ہو گیا،پھر ادھر ادُھر دیکھا اور دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔اس کے سر میں درد تھا،چہرے پر مٹی لگی تھی اور سیاہ کوٹ بھی جگہ جگہ مٹی لگنے سے گندا ہو گیا

تھا۔اس نے سیاہ پتلیوں کو حرکت دی اور اپنے آس پاس کا ماحول دیکھا،اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے۔۔دماغ ابھی رد عمل نہیں دے رہا تھا۔جیسے وہ غنودگی میں ہے یا نیند سے جاگا ہے۔اس نے سانس اندر کھینچی تو سگریٹ کے ساتھ اور بھی گندی بدبو ناک کی نتھوں سے ٹکرائی۔اس نے پلکیں جھپکائیں اور آنکھوں نے جو منظر دیکھے دماغ انھیں ماننے سے انکاری تھا۔وہ کہاں تھا؟کیا کوئی برا خواب دیکھ رہا ہے؟کیا اس نے کوئی بڑا جرم کیا ہے جو اسے جیل میں ڈالا گیا ہے؟کیا وہ کسی پاگل خانے میں ہے؟بہت سے سوال آتے گئے مگر جواب نہیں تھا۔اس نے سر جھٹکا،آخری منظر یاد کیا تو وہ ہاتھ میں پکڑے فون کا تھا۔ارد گرد درخت تھے،وہ خوش تھا،وہ گھر جا رہا تھا اپنی پسندیدہ عورت سے ملنے،پھر اس کی گردن پر کچھ چبھا تھا اور اس نے ہوش کھونا شروع کیا تھا۔اس کے بعد منظر دھندلے ہوئے اس نے اٹھنا چاہا آواز دینا چاہی تھی مگر سب بے سود اور پھر سیاہ اندھیرا چھا گیا۔

"اوہ۔۔کیا میں کسی قید خانے میں ہوں؟" یہ وہ سوال تھا جو اس نے خود سے کیا تھا۔اس سے پہلے کہ جواب ملتا اس کے ساتھ ایک آدمی آ بیٹھا جس کا پیٹ موٹا تھا بڑھی شیو سفید ہو رہی تھی اور بال میلے اور بکھرے تھے۔اس نے سفید بنیان پہن رکھی تھی،نیچے نیلا ٹراؤزر تھا،وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا اور ہونٹوں سے سگریٹ لگا کر ایک کش لیا۔پھر اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا،اور پھر سگریٹ اس کی طرف بڑھائی۔نوارد نے سگریٹ دیکھی پھر اس شخص کو جو اس سے عمر میں بڑا لگتا تھا اور سر نفی میں ہلا دیا

"پی لو"اس کی بھاری آواز مامون کی سماعت سے ٹکرائی

اس نے نفی میں سر ہلایا"میں سگریٹ نہیں پیتا"اور سر جھٹکا

وہ آدمی ہنس دیا۔اس کی بھاری آواز جیسے گونج رہی تھی، بالکل کسی پھٹے سپیکر کی طرح"میں بھی نہیں پیتا تھا مگر یہاں آکر پینے لگا ہوں"پھر مامون کے ساتھ اپنا موٹا بازو لگایا"پتہ ہے کیوں؟"

مامون کو اس کے منہ سے سگریٹ کی بدبو آرہی تھی اور وہ اس سے دور ہونا چاہ رہا تھا۔اسے اس سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی

"تاکہ میں جلدی مر سکوں"اور پھر سے ہنس دیا۔

مامون نے سانس خارج کی اور اس سے دور ہو کر بیٹھ گیا۔

"یہاں سے کوئی آزاد نہیں ہوتا"وہ گلا پھاڑ کر چلایا تو وہاں خاموشی ہو گئی۔شطرنج کھیلتے آدمی رکے، نل کے ساتھ کھڑا آدمی بھی مڑا، سوئے ہوئے اٹھ گئے اور ایک دم خاموشی ہو گئی

"موت آزادی ہے۔زندگی تو قید ہے۔یہاں سے موت ہی رہائی دے گی"اور ہنس دیا۔

وہاں بیٹھے باقی مرد بھی ہنسے اور وہاں شور ہونے لگا"موت آزادی ہے، زندگی زندان ہے"

اور ہنس دیے۔شطرنج کھیلتے آدمی پھر سے چیس بورڈ پر متوجہ ہوئے۔مامون نے سانس خارج کی، وہ یہاں کیوں لایا گیا ہے؟ یہ تو اسے پتہ تھا کہ کون لایا ہے مگر کیوں لایا ہے یہ نہیں پتہ تھا۔۔اسے گرمی لگ رہی تھی اور اس نے کوٹ اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔دور سے ایک آدمی اس کی طرف آیا جس

کے جسم پر کپڑا نہیں تھا، نیچے ٹراؤزر تھا جس میں سی ناڑا لٹک رہا تھا، اس کے بدن پر ماس برائے ضرورت تھا بس، جس میں سے سینے کی ہڈیاں باہر جھلک رہی تھیں۔ مامون نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، اس کے ہاتھ میں ایک ٹیکا تھا، سرنج پر خون لگا تھا اور وہ مامون کو گھور رہا۔ وہ آگے ہوا پھر جھکا۔

"آؤ تمھیں جنت دکھاؤں" اس نے مامون کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

مامون نے تنفر سے ہاتھ جھٹکا مگر وہ نیچے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ مامون پیچھے کو ہوا جیسے اس سے پرہیز کر رہا ہو۔۔ وہ آدمی جب بولتا تھا تو منہ ٹیڑھا ہو جاتا تھا، اس کے الفاظ بڑے لچک دار ہوتے تھے جیسے وہ نشے میں ہو۔۔

"تم کو تارے نہیں دیکھنے" اس نے اپنا بازو اٹھایا اور سرنج مضبوطی سے ہاتھ میں لی اور جھٹ سے نیچے مامون کی ٹانگ کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر مامون نے اس کا ہاتھ پکڑا، سرنج ہاتھ سے لی اور توڑ کر دور پھینک دی۔ وہ شخص اسے گھور رہا تھا، پھر دوسرا ہاتھ آگے بڑھایا جیسے اس کے بال کھینچنے والا ہو، مامون نے اس کا دوسرا

ہاتھ بھی پکڑ لیا اور کھڑا ہوا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس سنگل پسلی کو دور پھینکا اور پھر بائیں طرف دیکھا جہاں سگریٹ پیتا شخص اسے گھور رہا تھا۔ اس نے سگریٹ ایک طرف پھینکی، ہاتھ ٹراؤزر سے جھاڑے اور کھڑا ہو گیا

"بڑی طاقت ہے بھئی تم میں"

وہ مامون کی طرف بڑھا۔مامون ایک قدم پیچھے ہٹا"میرے قریب مت آؤ"وہ اسے تنبیہہ کر رہا تھا۔

مگر وہ شخص اس پر جھپٹا۔مامون نیچے کو جھکا اور اس کے پیٹ پر زوردار مکا رسید کیا۔وہ کراہا اور ایک طرف کو ہو گیا۔وہاں خاموشی چھا گئی،سب اسے مڑ کر دیکھ رہے تھے۔اس نے گردن گھما کر ان سب کو دیکھا،دماغ نے سرخ بتی جلائی،دل نے دھڑکن بڑھا دی،آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئیں اور پسینہ آنے لگا۔شطرنج کھیلتے آدمی اس کی طرف بڑھے تھے،نل کے قریب کھڑا آدمی اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ایک طرف کو موٹے پیٹ والا شخص بھی اسے گھور رہا تھا۔

"میرے قریب مت آنا"وہ پھر سے چلایا تھا مگر وہ اس کی طرف بڑھے۔مامون جانتا تھا کہ اب وہ سب اس پر حملہ آوار ہوں گے،اس نے پیچھے دیکھا۔نچلے بنکر سے اوپر اور اس سے بھی اوپر والے بنکر تک جاتی سیڑھیاں تھیں اور وہ ان سیڑھیوں پر چڑھا،آدمی اس کی طرف بڑھے اور وہ سب سے اوپر والے بنکر پر تھا۔قسمت آج اس کے ساتھ نہیں تھی،وہاں دو آدمی پڑے سو رہے تھے،وہ جاگ گئے۔

مامون نے انھیں التجائیہ نظروں سے دیکھا"دیکھو۔۔میں کچھ نہیں کہوں گا"

مگر وہ کہاں سننے والے تھے،ایک اٹھا اور پھر دوسرا اور انھوں نے اسے سب سے اوپر والے بنکر سے نیچے دھکا دیا۔وہ تیسرے بنکر سے فرش پر گرا تھا،اس کا سینہ زمین پر تھا،گھٹنے جیسے ٹوٹ گئے ہیں اور

اسے نہیں پتہ تھا کہ اس کی کمر میں کس نے زوردار قسم کا ڈنڈا مارا تھا، کس نے اس کا بازو مروڑ کر اس کی کمر سے لگایا تھا اور کون اس کا گلا دبا رہا تھا۔اسے بس اتنا یاد تھا کہ اس کے دونوں گھٹنے درد کر رہے ہیں،اس کی ریڑھ کی ہڈی میں درد کی ایک لہر دوڑی اور کسی نے اسے دیکھا کیا۔اوپر کئی آدمی تھے۔ ایک آدمی اس پر جھکا اور اس کے منہ پر یکے بعد دیگرے اتنے مکے برسائے کہ اس کا گال اور ہونٹ پھٹ گئے۔خون نے سفید شرٹ کو رنگ دیا اور وہ آنکھیں نہیں کھول پایا۔آخری بار جو منظر اس نے دیکھا تھا وہ یہی تھا کہ ایک موٹے پیٹ والا شخص اس کے اوپر بیٹھا تھا،اسے سانس لینے میں دشواری آرہی تھی اور وہ اپنے ہوش کھو بیٹھا تھا۔سب کچھ رات کی طرح سیاہ تھا۔

یہاں سے دور ایک دوسرے قید خانے میں نظر دوڑائیں تو کھڑکی سے باہر دیکھتی لڑکی کچھ گنگنا رہی تھی۔اس نے دونوں گھٹنے سینے سے لگا رکھے تھے اور سر اٹھائے چاند کو دیکھ رہی تھی۔بیسمنٹ کی کھڑکی سے باہر دیکھیں تو ایک گلی سی تھی، پھر ایک اونچی دیوار۔۔اس دیوار اور بیس منٹ کی دیوار کے درمیان آسمان گہرا نیلا تھا، چمکتا چاند۔بیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھا شخص کافی پی رہا تھا۔کافی پیتے وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا، کھانا کھاتے وقت بھی دونوں خاموش ہوا کرتے تھے۔اس کی کافی ختم ہونے کو تھی،اس نے گلا کھنکھارا

"تمھیں اس نے یہاں کیوں رکھا ہے؟" مرد کی بھاری آواز لڑکی کے کانوں سے ٹکرائی

لڑکی نے گردن موڑی اور اسے دیکھا "کس نے؟" آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا

مرد نے گردن جھکائی اور سانس خارج کی "جمال احمد نے"

لڑکی مسکرائی اور دایاں گال گھٹنوں پر رکھا "جمال احمد امیر بھی ہے اور حسین بھی۔۔اس کی دو کمزوریاں ہو سکتی ہیں۔۔ایک آپ دوسری میں۔۔آپ امیر ہیں میں حسین ہوں "اور ہنس دی

وہ مسکرایا "یہ میں نے نہیں سوچا تھا"

لڑکی نے سانس خارج کی "وہ مجھے اچھا لگتا ہے مگر وہ لفٹ نہیں کراتا "اور مسکرائی

"محبت کرتی ہو اس سے؟"

لڑکی کی مسکراہٹ سمٹی "اچھا لگتا ہے بس "اور پھر مسکراہٹ مدھم ہو کر غائب ہو گئی

"تم یہاں کیوں لائی گئی ہو؟" یہ تقریباً وہ سوال تھا جو وہ دونوں ایک دوسرے سے الفاظ بدل کر لہجے بدل کر پوچھتے رہتے تھے۔

لڑکی نے منہ بسورا "میں نہیں بتاؤں گی۔۔میرا اس سے پرسنل ایشو ہے "اور سر دیوار کے ساتھ لگا کر بیٹھ گئی۔

اس مرد نے گردن جھکائی ہوئی تھی اور وہ ٹانگ مسلسل ہلا رہا تھا۔لڑکی اسی طرح دیوار سے سر لگائے بیٹھی تھی "یہ کیسا قید خانہ ہے؟ کھانے کو اچھا کھانا، پینے کو کافی چائے، سونے جاگنے میں کوئی تکلیف نہیں "پھر سانس لی اور منہ سے خارج کی "اس کا قید خانہ بھی اسی کی طرح ہے۔خوبصورت حسین مگر ظالم"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر سیدھی ہوئی اور سامنے بیٹھے مرد کو دیکھا "ایسے قید خانے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں"

"کیسے ؟" وہ دلچسپی سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ ہمیں آرام دیتے ہیں، ایک سکون کمفرٹ اور انسان کی ساری کوشش سکون کے لیے ہی تو ہوتی ہے۔ جب قید خانوں میں سکون ملنے لگے تو خوف کھانا چاہیئے کیونکہ وہ ہماری آزادی دیمک کی طرح چاٹ جاتے ہیں۔ ہمیں قید کی لذت آزادی کے مزے سے محروم کرنے لگتی ہے اور ہم قیدی بن جاتے ہیں، زندگی میں مشکلات آتی رہنی چاہیئے زیادہ سکون ہڈیوں میں پانی بھر دیتا ہے پھر انسان ناکارہ ہونے لگتا ہے۔۔ اپنی مرضی کا قیدی اپنی مرضی سے قیدی"

پھر خاموش ہو گئی۔ وہ زمین پر دیکھتی انگلیوں سے کچھ بنا رہی تھی کچھ ایسا جو نظر نہیں آتا

"تم قید خانوں کے بارے میں بہت جانتی ہو" اس نے تجسس سے پوچھا

"جی۔۔ میں پچھلے جنم میں تھانے دارنی تھی" اس نے طنزیہ کہا تو وہ ہنس دیا

لڑکی بھی ہنس دی۔ ناک سے سانس لی اور ناک سے خارج کی "میں قید توڑنے والی ہوں۔ میں یہ قید بھی توڑ دوں گی"

"تم روزانہ یہی دہراتی ہو" اس مرد نے جیسے اسے یاد دلایا تھا

"ریمائنڈرز۔۔ چھوٹے چھوٹے ریمائنڈرز ہمیں ابدی نیند سے بیدار رکھتے ہیں، ہمیں ایکٹیو رکھتے ہیں اور آپ خود دیکھیں گے کہ میں جمال احمد کی قید توڑ دوں گی"

اس مرد نے لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھوں میں عجب چمک تھی۔وہ بستر پر لیٹ گیا،لڑکی کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

فجر بیتے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔آسمان ابھی نیلا تھااور سورج ابھی پہاڑوں کے پیچھے سے مکمل نہیں نکلا تھا۔

سفید سرمئی محل کے باغ میں چڑیوں کی چہچہاہٹ آج اداس سی محسوس ہوتی تھی۔ایک طرف زرار بیٹھا تھااور اس کے ساتھ معاذ تھا۔درمیان میں پڑی میز پر سیاہ بندوق تھی اور زرار انھیں بتا رہا تھا کہ کیسے شہاب نے سب پلان کیا تھا۔اس نے رات والی فوٹیج ری پلے کی تھی اور جس بوتل سے رابیل نے پانی پیا تھا اس پر اس کے فنگر پرنٹس تھے اور وہیں سے رابیل کے فنگر پرنٹ لے کر اس بندوق پر لگائے گئے تھے جو نایاب ناہید کے ہاتھ میں تھی۔اس نے جب بندوق کنپٹی پر تانی تھی تو اس کے ہاتھوں پر دستانے بلاوجہ نہیں تھے۔اگر اس وقت مامون حاضر دماغی سے کام نہ لیتا تو اس بندوق پر رابیل کی انگلیوں کے نشان ملتے اور آج وہ یہاں نہیں کسی ناکردہ جرم کے الزام میں کہیں اور ہوتی۔

اشعر ایک طرف کھڑا تھا،کچھ فاصلے پر جمال احمد بیٹھا تھا۔انھیں آئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔زرار تیمور سے کال پر بات کر رہا تھا جب رابیل لاؤنج کی سیڑھیوں سے نیچے باغ کی طرف آتی دکھائی دی۔اس نے شانوں پر دوپٹہ لیا ہوا تھا،بال چٹیا میں بند تھے اور رنگت کملائی ہوئی تھی۔رت جگے کی وجہ

سے آنکھیں ویران اور خالی خالی تھیں۔وہ آگے بڑھی اور زرار نے کال کاٹ دی۔وہ سب اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو بلا کی سنجیدہ تھی۔وہ اپنے بھائی کے سامنے آ کھڑی ہوئی

"اشعر۔۔" گردن اٹھائے اپنے بھائی کی آنکھوں میں دیکھا "کچھ پتہ چلا ان کا؟"

اس نے سانس خارج کی۔پھر سر جھکائے کچھ بولنے لگا تھا کہ زرار آگے آیا۔اس نے لب کھولے اور اس کی آواز رابیل کی سماعت سے ٹکرائی

"ہم پتہ لگا لیں گے۔۔انھیں کچھ نہیں ہو گا" اس نے تسلی دی تھی مگر رابیل کا پارا ہائی ہو گیا۔رات بھر کا جتنا غصہ تھا اس کی آنکھوں میں ظاہر ہوا اور وہ اس کی طرف بڑھی

"تمھاری وجہ سے ہوا ہے سب" اس کی آنکھوں کے کٹورے بھر گئے "تمھاری وجہ سے میرا شوہر آج اس مصیبت میں پڑا ہے" وہ آگے ہوئی اور اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی

"ہم ان کو ڈھونڈ لیں گے" اس کی رنگت گلابی پڑی مگر ایک گلٹ تھا جو اس کے سینے میں خنجر کی طرح کھب گیا تھا

"شٹ اپ" رابیل نے اسے گھورا اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اس کی جیب میں پڑا فون بجا اور اس نے فون نکال کر سکرین دیکھی۔سکرین پر انجان نمبر جگمگا رہا تھا۔اس کی نظریں پہلے اشعر سے ملیں پھر معاذ سے اور پھر سامنے کھڑی رابیل سے۔۔اس نے سکرین سوائپ کی اور آواز ابھرنے لگی

"آداب!" اور ایک قہقہہ۔

رابیل کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر زور سے دبایا،اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا۔وہ سب متوجہ ہو گئے تھے

"رات تو اچھی گزری ہو گی، نہیں؟"پھر سے ہنسا۔پھر توقف کیا"ہمارے نئے مہمان کی رات تو بہت اچھی گزری ہے،اچھی خاطر تواضع ہوئی ہے"اس کی آواز زہر کی مانند ان کے کانوں میں داخل ہوتی جان قبض کر رہی تھی

"میں تمھیں نہیں چھوڑوں گا۔۔تمہارا خون کر دوں گا"زرار پوری شدت سے چلایا تھا

"آواز نیچی"وہ بھی سنجیدہ ہوا تھا"ابھی تو ایک کو پکڑا ہے،تم سب کو جہنم واصل نہ کیا تو نام بدل دینا میرا"

ایک لمحے کی خاموشی۔وہ غرا رہا تھا"خدا کی قسم۔۔مامون آفندی کی لاش ہی تم تک پہنچے گی"اس کی آواز کا سننا تھا کہ رابیل کو ہاتھوں پیروں سے جان نکلتی محسوس ہوئی،وہ رونے لگی اور زرار کے ہاتھ سے فون کھینچا"ایسا مت کرو۔۔انھیں جانے دو،تم میری جان لے لو"اس کی کانپتی آواز اور بہتے آنسو۔وہاں کھڑا ہر مرد بے بس تھا

وہ ہنس دیا"ارے ارے ارے۔۔دیکھو تو کون بول رہا ہے،آپ کیوں رو رہی ہیں،کچھ دن میں آپ بھی وہیں ہوں گی"اور چبا چبا کر اس کا نام لیا"رابیل میڈم!"

"نہیں۔۔تم مجھے مار دو۔۔مامون کو جانے دو"وہ روتے ہوئے چلائی تھی

"چلاؤاور چلاؤ۔۔سارا عرش گرادو مگر وہ مر کر ہی لوٹے گا۔۔اس کا میں وہ حشر کروں گا کہ وہ خود کو بھی نہیں پہچانے گا اور پھر تم سب کی باری" اور کال کاٹ دی

"نہیں۔۔ہیلو ہیلو۔۔ایسا مت کرو" وہ پھر سے کانپتی آواز سے بولی مگر کال کٹ چکی تھی

وہ مڑی اور زرار کو دیکھا،اس کا فون زمین پر پٹخا اور اسے گریبان سے تھام کر جھنجھوڑنے لگی

"اب خوش ہو تم؟ ہو گیا تمھارا انتقام پورا؟ مر رہا ہے میرا شوہر" اشعر آگے بڑھا اور اسے زرار سے الگ کیا مگر وہ ابھی بھی اسے ہی گھور رہی تھی "سکون آ گیا تمھیں۔۔وہ میرے مامون کو مار دے گا، میں مر جاؤں گی" وہ گھاس پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔اشعر نے اسے کندھوں سے تھاما ہوا تھا

"آپی۔۔کچھ نہیں ہو گا"

مگر وہ نفی میں سر ہلاتے رو رہی تھی۔اشعر نے اس کا ہاتھ تھاما

"کچھ نہیں ہو گا انھیں" اس کا چہرہ پکڑ کر اپنی طرف اٹھایا "میری طرف دیکھیں۔۔میں کہہ رہا ہوں نا وہ مامون بھائی کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔مجھے سنیں، وہ مامون بھائی کو کچھ نہیں کہہ سکتا"

اس نے اشعر کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے "مامون کو بچا لو پلیز۔۔انھیں واپس لے آؤ۔۔میں نہیں رہ سکتی ان کے بغیر۔۔پلیز انھیں واپس لے آؤ"

اشعر نے سر اثبات میں ہلایا "وہ واپس آئیں گے۔۔میرا یقین کریں۔۔میں کہہ رہا ہوں، کوئی بزدل مامون بھائی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے نم سانس اندر کھینچی اور سر اثبات میں ہلایا مگر اس کی دوری کا احساس اس کی روح کھینچ رہا تھا۔وہ یخ ٹھنڈی ہو چکی تھی،اس کے ہاتھ اشعر کے ہاتھوں میں تھے اور وہ اسے سمجھا رہا تھا۔جمال احمد کچھ فاصلے پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔اس نے رابیل کو کبھی ایسے نہیں دیکھا تھا۔وہ مامون سے محبت کرتی تھی،ویسی محبت جیسی وہ اس سے کرتا تھا۔وہ اس کو یوسف کی یاد میں یعقوب بنتے دیکھ رہا تھا جس کے لیے وہ خود اسماعیل بن سکتا تھا۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں اور اس نے سر جھٹکا۔ رابیل اب آنسو صاف کر رہی تھی اور اشعر اس کے سر پر ہاتھ رکھے اسے تسلی دے رہا تھا،لاؤنج کے دہانے پر دیوار کے پیچھے کھڑی چھوٹی آرا خاموش سی تھی۔وہ مامون کو جانتی تھی۔

ایڈن برا میں صبح دوپہر میں ڈھل رہی تھی۔ایسے میں ایک فلیٹ کے اوپن کچن میں رامین ایپرن پہنے کھڑی تھی۔اس نے بالوں پر ہیئر بینڈ لگا رکھا تھا اور وہ اوون میں رکھے ٹرے کو جھک کر گھور رہی تھی جس میں بسکٹ تھے۔پھر مڑی اور پیچھے بیٹھے تیمور کو دیکھا جو کہ لیپ ٹاپ پر کھٹ کھٹ انگلیاں چلا رہا تھا۔اس نے ایک نظر اوون کو دیکھا اور پھر اس کے ساتھ آ بیٹھی۔کچھ پل بیتے اور اس نے گلا کھنکھارا

"کیا کر رہے ہو؟"

"بزی ہوں"اس نے اسی طرح لیپ ٹاپ کی سکرین کو دیکھتے ہی کہا تھا۔

"وہی پوچھ رہی ہوں کہ کیا کر رہے ہو؟"اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے بالوں میں ڈالیں اور ہیئر بینڈ اتار کر دوبارہ لگایا۔

"چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔۔میں پیسے کما رہا ہوں،دماغ خرچ مت کرو میرا"وہ ابھی بھی سکرین کو ہی گھور رہا تھا۔اس نے سانس خارج کی"مامون بھائی کا کچھ پتہ چلا؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا"اونہوں۔۔شہاب کو کیڑے پڑیں میرے بھائی کو پکڑ کر بیٹھا ہے،اس کی موت میرے ہاتھوں ہو گی"اس کے نقوش تن گئے،لیپ ٹاپ سکرین کی نیلی نیلی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

مینا نے سانس خارج کی"مذاق بنا دی ہماری زندگی"اس نے کمر پر ہاتھ باندھے"پہلے اس نے بیلی آرا اور تابندہ کو قید کیا پھر اس نے مامون بھائی کو،اس کے سارے ساتھی مینٹل پیس تھے خود کو خود ہی مار لیا،سامنے وہ آتا نہیں"اس نے تیمور کے بازو کو پکڑا اور اسے جھنجھوڑا"میں تھک گئی ہوں،یہ سامنے کیوں نہیں آتا؟"

تیمور نے گردن اٹھا کر اسے عاجزی سے دیکھا"مینو۔۔میں۔۔ضروری۔۔کام۔۔کر رہا ہوں"اس نے بڑے ضبط سے ایک ایک لفظ ادا کیا

وہ مسکرائی اور کانوں کے پیچھے بال اڑسے"اچھا"پھر ذرا سا ہنسی"سوری۔۔جذباتی ہو گئی تھی"وہ اسے اسی طرح گھور رہا تھا۔

وہ اٹھ گئی اور آ کر ہاتھوں پر سفید بڑے بڑے دستانے چڑھائے، اوون بند کیا اور اندر سے بسکٹ کا ٹرے باہر نکالا۔ چاکلیٹ چپ بسکٹس بھورے رنگ کے تھے، اس نے انھیں ٹھنڈا ہونے دیا جب کہ ان کی خوشبو کچھ اور بتا رہی تھی۔

خوشبو پورے فلیٹ میں پھیل گئی، تیمور نے سانس اندر کھینچی۔ پھر اپنی بیوی کو دیکھا اور نفی میں سر ہلایا

"جلا دیے نا بسکٹ، تم بس کھایا کرو مینو۔۔ یہ پکانے والا کام تمھارے لیے بنا ہی نہیں ہے" اس کی انگلیاں کی پیڈ پر چل رہی تھیں

اس نے گلا کھنکھارا "نہیں۔۔ یہ اچھے بنے ہیں، ان میں چاکلیٹ ہے نا اسی لیے ایسی خوشبو آ رہی ہے" حالانکہ اس کا اپنا دل تیزی سے دھڑکتے کہہ رہا تھا کہ مینو تم بس کھایا کرو۔

تیمور نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا۔ اٹھا اور کچن کے شیلف تک آیا، دونوں ہاتھ کمر پر باندھے اور پہلے بسکٹس کو دیکھا پھر مینا کو جو کہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ تیمور نے سر جھکایا اور ایک بسکٹ پکڑا، اسے دانتوں میں رکھا اور کاٹنے کی کوشش کی مگر نہیں۔۔ وہ تو پتھر ہوئے تھے، اس نے بسکٹ دائیں داڑھ میں رکھا اور زور لگایا۔ کڑچ کی آواز سے بسکٹ ٹوٹا اور اس کے بعد وہ بسکٹ یوں چبا رہا تھا جیسے پتھر۔۔ اس نے مینا کو دیکھا اور آدھا بسکٹ اسے دیا

"بہت اچھے بنے ہیں مینو" اس نے چبایا ہوا بسکٹ اندر نگلا "آئندہ مت بنانا"

اور مسکرا دیا۔اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور دستانے اتار کر شیلف پر پٹخے۔"جینی تو اتنے اچھے بناتی ہے"وہ رونی شکل بنا کر تیمور کو دیکھ رہی تھی

وہ ہنس دیا"شہاب کو پکڑ کر سزا کے طور پر یہ بسکٹ کھلائیں گے"

مینا نے اسے گھورا پھر ہنس دی۔اس کا ٹرے میں رکھا آدھا بسکٹ پکڑا اور منہ میں رکھا۔وہ واقعی بہت سخت بسکٹ تھا۔وہ بسکٹ چباتے تیمور کو دیکھ کر مسکرائی

"مزے کا ہے نا؟میری ٹیلنٹڈ بیوی"اور اس کے سر پر ہلکی سی بہت رسید کی اور واپس صوفے کی طرف آیا۔

اس نے بسکٹ چبا کر نگلا"اتنا بھی برا نہیں ہے"اور شانے کر دوسرا بسکٹ بھی پکڑا،ایپرن اتارا اور صوفے کی طرف بڑھی۔

وہ پھر سے تیمور کے ساتھ آ بیٹھی۔بسکٹ دائیں داڑھ میں رکھا اور زور لگا کر توڑا پھر چبانے لگی

"ہمیں ویسے زیادہ دیر ہو گئی ہے نا یہاں۔۔اب تک تو اس آرٹسٹ تک پہنچ جانا چاہیئے تھا"

تیمور نے سر اثبات میں ہلایا"بس آج کا دن ہی ہے،کل ہم اس سے مل لیں گے"

مینا نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر بسکٹ نگلا"کہیں باہر چلیں۔۔میرا دل گھبرا رہا ہے"

تیمور نے گردن گھما کر اسے گھورا"ایسے بسکٹ کھا کر فرعون بھی سجدے میں گر جائے۔۔تمھارا تو پھر دل ہے"اور سر جھٹکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کوٹ پہنو۔۔چلتے ہیں"اس نے اپنا لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کیا اور نیم دراز سا ہو گیا

مینا نے آدھا بسکٹ اس کی طرف بڑھایا اور اس نے منہ بسور کر لے لیا۔پھر منہ میں رکھا اور کڑچ کڑچ کرتے چبانے لگی۔مینو اسے دیکھ کر ہنس دی۔پھر اس کا گال کھینچا اور مسکراتے ہوئے بولی

"ایک اچھا محبت کرنے والا شوہر ہی اپنی بیوی کے کرنچی بسکٹ کھا سکتا ہے۔ہے نا تیمور؟"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور بھنویں بھینچے اسے دیکھا"کرنچی بسکٹ؟استغفراللہ!"اور سر نفی میں ہلایا

وہ ہنسی اور اٹھ گئی۔اس کا رخ کمرے کی طرف تھا۔تیمور نے گلا کھنکھارا

"مینو۔۔دونوں ساکسز اپنی ہی پہننا"اس نے باہر سے آواز دی تھی

"اچھا۔۔"وہ بھی اندر سے گلا پھاڑ کر چلائی تھی

جو سلوک وہ گھر پر اشعر کی جرابوں کے ساتھ کرتی تھی وہی اب تیمور کی جرابوں کے ساتھ کر رہی تھی۔ایک اپنی ایک اس کی یا جو ملی رنگ برنگی پہن لی،اب وہ اپنی انرجی جرابیں ڈھونڈنے میں ضائع تھوڑی کرتی۔۔

مامون آفندی کو ہوش آنے لگا تھا۔اس کی کمر میں شدید درد اٹھا،پلکیں پھڑپھڑائیں،رات والے منظر تازہ ہونے لگے۔اس کا تنفس بڑھا،دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور اس نے آہستہ سے پلکیں کھولیں تو وہ زمین پر پڑا تھا۔اس نے آنکھیں کھولیں تو کمرہ الٹا نظر آیا۔کمرہ الٹا نہیں تھا بس وہی زمین پر لیٹا تھا۔

ہتھیلیاں زمین پر لگائیں اور زور لگا کر اٹھنا چاہا مگر بے سود۔وہ اٹھنا چاہتا تھا مگر نہیں اٹھ پایا۔اس کے سر میں درد تھا، آنکھیں پھر سے بند ہونے لگیں، پلکیں پلکوں سے ملنے لگی تھیں۔وہ سونا چاہتا تھا شاید تھک گیا تھا یا درد سے آرام چاہتا تھا۔آدمیوں کا شور، زمین پر پڑی گرد، سگریٹ کی بدبو اور کمر کے ساتھ سر سمیت سارے جسم میں درد۔۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔وہ گہری نیند چاہتا تھا، ایسی نیند جس میں سکون ہو۔۔منظر بدل گئے اور ہر سو روشنیاں پھیل گئیں۔۔

سفید سرمئی محل کے لاؤنج میں مامون بیٹھا تھا۔اس نے گول گلے والا میرون سویٹر پہن رکھا تھا اور نیچے سیاہ جینز تھی۔شاید یہ سردیوں کے دن تھے، ہلکی نارنجی روشن دوپہر، وہ کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ دفعتاً سیڑھیوں سے کوئی لڑکی نیچے آئی تھی جس کے بال سیاہ تھے، اس کے ایک ہاتھ میں سرخ پونی تھی اور دوسرے ہاتھ میں جرابیں۔وہ بھاگتی ہوئی آئی اور صوفے پر چڑھ گئی۔مامون اسی طرح بیٹھا تھا، آرا صوفے پر چڑھی پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ٹانگ بڑھا کر اس کی گود میں بیٹھ گئی۔اس نے اپنا سر اس کے سینے سے لگا لیا۔مامون نے کتاب سامنے میز پر رکھ دی اور اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔پھر اس کے ہاتھ سے جرابیں لے لیں اور اس کے پاؤں میں پہنانے لگا۔

"ساکس کیوں اتارتی ہیں آپ؟" اس نے بائیں پاؤں میں ڈالتے نرمی سے اس سے پوچھا تھا

"سوتے وقت اتار دیتے ہیں نا" وہ اسی طرح سر اس کے سینے سے لگائے بولی تھی

وہ مسکرایااور پونی اس کے ہاتھ سے لی۔ پھر ذرا سا پیچھے ہوااور اس کے بال نرمی سے اپنے ہاتھوں میں لیےاور اس کی چھوٹی پونی کر دی "پونی کیوں اتارتی ہیں؟"

"سوتے وقت اتارتے ہیں نا" اس کا جواب وہی تھا۔

وہ ہنس دیا، آرا بھی مسکرائی اور سر سیدھا کر کے دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں گالوں پر رکھے اور اسے گھورنے لگی

"مما کہتی ہیں میری آئیز آپ کی آئیز جیسی ہیں"

مامون مسکرایااور اس کے ہاتھ پکڑ کر باری باری اپنے ہونٹوں سے لگائے۔

"مما سچ کہتی ہیں"

وہ دونوں ہاتھ اپنے ہونٹوں پر رکھ کر ہنس دی "کیا واقعی؟" اور ہنستی گئی۔

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ وہ خاموش ہو گئی اور سانس خارج کی۔

"اب میں کبھی نیویارک نہیں جاؤں گی نا؟" وہ اپنے گالوں پر ہاتھ رکھے کہنیاں گھٹنوں پر رکھے بولی تھی

"آپ کیا چاہتی ہیں؟" مامون نے دھیرے سے اس کے گال کو چھوا

"میں مما اور آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں" اس نے سادگی سے کہا تھا

"اور تیمور اور نانو؟ انھیں کسی اور گھر شفٹ کر دیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی اور پھر اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا "نانو تو بہت اچھی ہیں اور تیمور میرا بیسٹ فرینڈ۔۔وہ بھی ہمارے ساتھ ہی رہیں گے نا"

مامون نے سر ہلایا "اور میں؟ میں کون ہوں؟"

آرا مسکرائی اور اسے گھورا "یو آر مائی ہیرو۔۔آپ میری بیک بون ہیں"

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں "اوہ۔۔بیک بون؟" پھر بھنویں بھینچ لیں "بیک بون کیا ہوتی ہے؟ مجھے ذرا سا بھول رہا ہے" اس نے ذرا سا ماتھے کو مسلا جیسے یاد کرنے کی کوشش کی ہو۔

"آپ نے ہی تو مجھے بتایا تھا" اس نے دونوں ہاتھ پھر سے گالوں پر جما لیے

"کب؟ مجھے یاد کیوں نہیں آرہا؟" پھر معصوم سی شکل بنا کر بولا "میں بوڑھا ہو رہا ہوں نا اس لیے چیزیں بھول جاتا ہوں"

وہ ہنس دی "آپ تو بوڑھے نہیں ہو رہے۔۔آپ تو بہت ینگ ہیں"

وہ مسکرایا اور آگے ہو کر دھیرے سے اس کے گال کے بوسہ دیا "آرا نے کہا ہے سو اب میں ینگ ہوں" پھر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے "اب بتاؤ نا بیک بون کیا ہوتی ہے؟"

اس نے سانس خارج کی "بیک بون کو ہم اردو میں کہتے ہیں ریڑھ کی ہڈی۔۔یعنی بہت زیادہ اہم" اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کمر کی طرف موڑا "یہ جو ہڈی ہے نا کمر میں یہ بیک بون ہوتی ہے۔۔اس میں کچھ نروز ہوتی ہیں جو ہماری باڈی کو برین سے ملاتی ہیں"

Clubb of Quality Content

اس نے رٹی رٹائی بات سنادی۔مامون مسکرایا"ارے ہاں۔۔یہ تو میں نے آرا کو بتایا تھا"

وہ ہنس دی"دیکھا۔۔میں نے کہا تھانا"

وہ بھی ہنسا۔پھر سانس خارج کی"ہماری آرا کی میموری بہت اچھی ہے ماشاءاللہ۔۔ایک دن آرا بڑی لیڈر بنے گی"

وہ مسکرائی اور سر اوپر نیچے اثبات میں ہلایا"آپ میرے ساتھ ہیں میں کچھ بھی بن سکتی ہوں"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"شیور۔۔میم"

وہ میم سننے پر ہنس دی۔۔منظر دھندلے ہونے لگے۔

مامون نے اٹھنا چاہا،اس چھوٹی لڑکی کو پھر سے محسوس کرنا چاہا مگر ریڑھ کی ہڈی میں درد تھا۔وہ پھر سے سیاہی میں ڈوب گیا تھا۔

ڈنر کے بعد فری اپنے کمرے میں بیٹھی تھی،اس کی ٹانگوں پر لحاف تھا،بالکنی کا دروازہ کھلا تھا اور ہوا سے پردے لہرا رہے تھے۔اس نے کمرے کی چٹکی چڑھائی ہوئی تھی اور وہ بیڈ سے ٹیک لگائے مسکراتے ہوئے سکرین پر انگلیاں چلا رہی تھی۔سکرین کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔وہ اشعر سے میسج پر بات کر رہی تھی،چند پل بیتے اور اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔وہ چونک گئی اور سیدھی ہو کر بیٹھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کون؟"

"میں تاثیر۔۔"

فری جلدی سے اٹھی اور اپنا ڈیٹا آف کیا۔۔ فون پہلے ہی سائلنٹ پر تھا اور اس نے سکرین بجھا کر فون ڈریسنگ ٹیبل کے دراز میں ڈال دیا۔ پھر جلدی سے دروازے کی طرف آئی اور چٹکی نیچے کر کے دروازہ کھولا۔ سامنے ہی تاثیر تھی، وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور اندر آ گئی۔ فری بچپن سے ہی دروازے کو چٹکی چڑھا کر سوتی تھی سو اسے شک نہیں ہوا

"کیا کر رہی تھی؟" وہ مڑی اور فری کو دیکھا

"کچھ نہیں۔۔ سونے لگی تھی"

تاثیر نے سر ہلایا اور بیڈ کی طرف بڑھی۔ وہ بیٹھ گئی اور فری بھی ساتھ ہی بیٹھی

"سارا دن کیا کرتی ہو؟" تاثیر کا لہجہ نرم اور اخلاق شائستہ تھا۔

"کچھ نہیں۔۔ ناول پڑھتی ہوں" اس نے مسکرا کر شانے اچکائے

تاثیر نے سانس خارج کی "اشعر سے کوئی ملاقات ہوئی؟"

فری نے سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔ میرے پاس فون نہیں ہے اور نہ وہ خود آئے۔۔ ایک دو دن تک شاید آ جائیں" اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

تاثیر نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی "سارے دن کے بعد کیا اس کے پاس تمھارے لیے ذرا وقت نہیں ہے؟ میں نے تو تمھیں پہلے ہی کہا تھا کہ مڈل کلاس مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔ عورت کو کچن میں بند کر کے اپنے بچوں کی ملازمہ بنا دیتے ہیں، تم کہاں ان میں پھنس گئی۔۔نہ تمھیں گھر کا سکھ ہے نہ تمھارا پاٹنر اچھا ہے۔۔تم کیسے رہو گی فری؟" اس نے افسوس سے اسے دیکھا تھا

فری نے منہ بنالیا "میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔ مجھے کسی مرد کی ضرورت نہیں ہے، میرا ایک کمفرٹ زون ہے اور میں اس میں خوش ہوں" اس نے سنجیدگی سے کہا اور پھر چہرہ موڑ لیا۔

"فری۔۔" اس نے فری کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "تم بہت اچھی ہو۔ تمھارے پاس ایک اچھا دل ہے اور تم اتنی مہربان ہو۔ تم ایک اچھا لائف پارٹنر ڈیزرو کرتی ہو، تم ایک انڈیپنڈنٹ لڑکی نہیں ہو تم ممی بابا پر ڈیپینیٹ کرتی ہو، جو لڑکیاں اپنے قدموں پر کھڑی نہیں ہوتیں ان کی گھروں میں ریسپیکٹ بہت کم ہوتی ہے" فری نے تاثیر کو آنکھیں پھاڑے دیکھا۔ وہ غلط کہہ رہی تھی، ایسا نہیں تھا۔ وہ جس گھر میں رہ کر آئی تھی وہاں تو ایسا کچھ نہیں تھا۔ وہاں وہ کسی کی بیوی تھی ایک گھر کی عزت تھی اور وہاں اسے کریئر اور سٹیٹس کی بنیاد پر جج نہیں کیا جاتا تھا۔ وہاں کوئی اسے یہ طعنہ نہیں دیتا تھا کہ وہ کچھ کماتی نہیں ہے۔ کمانا نہ کمانا یہ ایک لڑکی کی اپنی چوائس ہوتی ہے۔ اسے اس بات پر طعنے دینا کہ وہ کماتی کیوں نہیں ہے، وہ انڈیپنڈنٹ کیوں نہیں ہے انتہائی کم ظرفی ہوتی ہے اور تاثیر کم ظرف تھی۔ انسان کا

اخلاق اس کا کردار اور دوسروں سے رویہ اسے قیمتی بناتا ہے۔کریئر تو بہت بعد میں آتا ہے۔تاثیر اسے سمجھا رہی تھی جبکہ وہ بس اسے سن رہی تھی

"تم سمجھ رہی ہو نا"

فری نے سر اثبات میں ہلایا مگر وہ بولی کچھ نہیں۔تاثیر نے گلا کھنکھارا

"تم نے۔۔نشیب کے بارے میں کیا سوچا؟"

فری نے جھٹ سے گردن موڑی اور اسے دیکھا۔وہ کیا فضول باتیں کرتی تھی،ایسا ناممکن تھا۔وہ صرف اشعر کے ساتھ رہنا چاہتی تھی اور سات زندگیوں میں وہ اشعر کو ہی تصور کرنے لگی تھی۔وہ ایک اچھا لائف پارٹنر تھا اور اس سے بڑھ کر ایک اچھا انسان جو احترام کرتا تھا عزت دیتا تھا اور جو عزت دیتا ہے وہ محبت بھی دیتا ہے۔

"میں اشعر کے نکاح میں ہوں تاثیر"اس نے سختی سے کہہ کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکال لیا۔

"وہ تمھیں چھوڑ دے گا"

"تھا ما آپ نے بھی نہیں تھا"وہ درشتی سے جھٹ سے بولی تھی

"اسی بات کا اس نے فائدہ اٹھایا تھا"تاثیر اب سنجیدہ ہو گئی تھی۔لہجے کی مٹھاس پھیکی پڑی تھی

"جو بھی ہے۔۔میں اس سے الگ نہیں ہونا چاہتی"فری نے دوٹوک انداز میں کہا تھا

"کیوں؟"وہ جھٹ سے بولی"محبت کرنے لگی ہو اس سے؟اچھا لگتا ہے وہ تمھیں؟"

فری کا دل مزید تیزی سے دھڑکا تھا۔اس نے اپنی نظریں چرائیں "پتہ نہیں۔۔مگر کم از کم اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے میں کسی اور مرد کو اپنی زندگی میں شامل تو نہیں کر سکتی نا"

تاثیر نے سر اثبات میں ہلایا "ٹھیک ہے۔۔یعنی چھوڑے گا تو وہ ہی، تم نہیں؟"

فری نے منہ پھیر لیا۔وہ کوئی جواب نہیں دینا چاہتی تھی

"تم تو کسی بھی مرد سے دل لگا لیتی ہو فری" وہ دانت پیستے غصے میں بول رہی تھی۔فری نے پوری گردن موڑ کر اسے شاکی نظروں سے دیکھا۔اس کا نقلی خول اتر گیا تھا

"کل مامون تھا آج اشعر ہے۔۔کوئی بھی مرد تم سے ہنس کر بات کیا کرے تم اسے اپنا آپ پیش کر دیتی ہو۔کوئی اپنا خود کا کردار بھی ہے تمھارا؟ تم ایک نیڈی اور گریڈی لڑکی ہو۔۔اشعر کو میں تمھارے اور مامون کے افیئر کے ثبوت دوں گی تو وہ مڈل کلاس انسان تمھارے منہ پر طلاق مارے گا ۔۔یا پھر" وہ کھڑی ہوئی۔پھر مسکرائی "کیوں نہ تم خلع لے لو"

فری نے تھوک نگلا،اسے سانس گھٹتا محسوس ہو رہا تھا

"اور میں یہ کر سکتی ہوں۔۔تمھیں پتہ ہے نا فری"

اس نے ہاتھ بڑھایا اور فری کا گال تھپتھپایا

"اس بارے میں سوچنا فری۔۔گڈ نائٹ!" اور وہاں سے چلی گئی۔

وہ وہیں پتھر بنی تھی، تاثیر بہت چالاک تھی۔ شاطر اور مکار، وہ کچھ بھی کر سکتی تھی اور اس کا اندازہ فری کو تھا۔

کیا اسے اشعر کو یہ سب بتانا چاہیئے؟

اس کا دل گھبرایا تھا، تنفس بھی بڑھا تھا مگر وہ گہری سانس لیتی خود کو نارمل کر رہی تھی۔ اشعر ایسا نہیں تھا، وہ تاثیر کی کسی چال کا شکار نہیں ہو گا، وہ کبھی تاثیر کی وجہ سے اسے نہیں چھوڑے گا۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کتنی

شاطر ہے کچھ بھی کر سکتی ہے۔ کچھ دن اور، اور پھر وہ کبھی اس گھر میں نہیں آئے گی۔ یہ احساس اس کے لیے تسلی بخش تھا آزادی کا پروانہ تھا اور وہ رات دن اسی خیال میں کاٹ رہی تھی۔

"کچھ دن اور فری۔۔ بس کچھ دن اور"

وہ اٹھی اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے بیچ میں ہی اشعر سے بات چھوڑ دی تھی، اسے اس سے بات کرنی تھی اور پھر سونا تھا

سفید سرمئی محل میں روشنیاں جل اٹھی تھیں۔ عشاء کی اذان ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔ رابیل جائے جمائے پر بیٹھی تھی، اس کے بال حجاب میں مقید تھے اور وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے بیٹھی تھی۔ اس کے گال گیلے تھے اور چہرہ جھکا ہوا۔ اس نے نم سانس اندر کھینچی اور پھر ہاتھ چہرے پر

پھیر لیے، دوپٹے سے چہرہ صاف کیا اور پھر کچھ لمحے یونہی بیٹھی رہی۔اس کی گردن جھکی تھی اور وہ انگلیوں سے مخملیں جائے نماز پر کچھ لکھ رہی تھی۔یہ وہی جائے نماز تھی جس پر مامون روز صبح فجر کی نماز ادا کرتا تھا۔اس نے دونوں ٹانگیں سینے سے لگالیں اور سر گھٹنوں پر جھکا دیا

"اللہ تعالیٰ۔۔"اور آنسو پھر سے بہنے لگے "پلیز۔۔مامون کی حفاظت کرنا۔۔میں اتنی مضبوط نہیں ہوں، آپ ان کو مضبوط بنادیں"

اس نے نم سانس اندر کھینچی۔دفعتاً کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔اس نے اپنا چہرہ اٹھایا اور آنسو صاف کیے۔پھر کھڑی ہوئی اور جھک کر جائے نماز اٹھائی۔دروازہ پھر سے بجا

"رابیل۔۔میں آرا"آرا کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی اور اس نے جائے نماز تہہ کر کے کاؤچ پر رکھ دی۔پھر دروازہ کھولا اور سامنے ہی آرا کھڑی تھی جس کے سیاہ لمبے بال کھلے تھے، وہ مسکرائی۔ رابیل پیچھے ہٹی اور اسے اندر آنے کی اجازت دی، اس نے نیلے رنگ کا نائٹ سوٹ پہن رکھا تھا جس پر سفید چاند ستارے بنے تھے، ہاتھ میں ہلکے گلابی رنگ کا تکیہ تھا۔وہ اندر آئی اور رابیل نے دروازہ بند کیا۔پھر مڑی اور حجاب کھولتی رابیل کو دیکھا۔وہ رابیل کی سرخ آنکھیں دیکھ چکی تھی جس کے پپوٹے سوجھے تھے۔

"کیا میں آپ کے ساتھ سو سکتی ہوں؟"

رابیل دھیرے سے مسکرائی "شیور۔۔"اور آگے بڑھ کر اس کے گال کو چھوا۔

وہ مسکرائی اور بیڈ پر چڑھ گئی۔وہ مامون کی جگہ پر بیٹھی تھی،رابیل وارڈروب میں چلی گئی اور اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا فریم دیکھا جو کہ کتاب کی طرح کھلا تھا۔ایک طرف مامون کے ساتھ رابیل تھی اور دوسری طرف مامون کے ساتھ آرا۔۔وہ اس تصویر کو دیکھ کر مسکرائی اور پھر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔اس کے ہاتھ میں اپنا تکیہ تھا اور پیچھے مامون کا۔رابیل باہر آئی تو اس کے بال کھلے تھے،گلابی نائٹ ڈریس میں ملبوس وہ آرا کو دیکھ کر مسکرادی۔

وہ اپنی سائیڈ پر آکر بیٹھی تھی،اس کا دل نہیں تھا سونے کو،دل کرتا تھا کہ وہ ساری رات اس کے انتظار میں جاگ کر گزارے۔۔اس کے پاؤں کارپیٹ کو چھو رہے تھے،پشت آرا کی طرف تھی

اس کی آواز رابیل کی سماعت سے ٹکرائی "آپ رو رہی ہیں؟"

رابیل نے سانس خارج کی مگر درد کم نہیں ہوا۔اب وہ رو نہیں رہی تھی مگر اس کا دل بھر آیا تھا۔

آرا بیڈ پر گھٹنوں کے بل چلتی اس تک آئی اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔پھر اس کے ہاتھ پر اپنا چھوٹا ہاتھ رکھا

"وہ آجائیں گے۔۔ہم آگئے تھے نا وہ بھی آجائیں گے"

رابیل نے اس کی سیاہ آنکھوں کو دیکھا،مامون کی ہو بہو آنکھیں عافی کی طرح لمبی پلکیں۔وہ مامون جیسی تھی عارفین کی طرح۔

رابیل نے فقط سر ہلایا۔ وہ شہاب کو نہیں جانتی تھی، جو شخص انتقام اور مقابلے میں اس قدر آگے بڑھ چکا ہو کہ وہ اپنے ساتھیوں کو انہی کے ہاتھوں مروادے وہ اپنے دشمن کے ساتھ کیا کرے گا۔

"آپ کو پتہ ہے میں اور مون۔۔ ہمارا فیورٹ کام ہوتا تھا بیٹھے بیٹھے سٹوریز بنالینا، وہ مجھے ایک لائن یا ایک ورڈ بتاتے تھے اور میں سٹوری بنانا شروع کرتی تھی۔ پھر اس سٹوری کو وہ آگے لے کر چلتے تھے اور اس طرح ہم نے کئی سو سٹوریز بنالیں۔۔ میں رات کو سونے سے پہلے یا تو سٹوری سنتی ہوں یا سناتی ہوں" پھر خاموش ہوئی۔

رابیل بس اسے سن رہی تھی، وہ اٹھی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اسے دیا۔

"پانی پی لیں"

رابیل نے پانی کا گلاس تھاما اور پانی پی لیا۔ وہ کسی حد تک نارمل تھی۔

"کیا میں آپ کو وہ سٹوری سناؤں جو میں نے اور مون نے مل کر بنائی تھی؟"

رابیل مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا "شیور۔۔"

آرا چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔ پھر سانس خارج کی، رابیل بھی اسی کی طرح چوکڑی مارے بیٹھی تھی۔

دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھیں۔ لمبے بالوں والی لڑکیاں، مامون کی پسندیدہ عورتیں!

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک قصبے میں ایک بیماری پھیل گئی" وہ رکی اور مسکرائی "مجھے پرانے زمانے کی کہانیاں زیادہ پسند ہیں"

رابیل بھی مسکرائی اور پلکیں جھپکائے اسے سننے لگی

"اوکے۔۔ایک پرانے قصبے میں کئی سو سال پہلے ایک بیماری پھیل گئی۔وہ قصبہ ایک جنگل سے کچھ فاصلے پر تھا اور گرمیوں کے دن تھے۔بالکل جون جولائی کے دنوں کی طرح۔وہاں جو بیماری پھیلی تھی وہ عورتوں کو زیادہ ایفیکٹ کرتی تھی، مرد بھی بیمار ہوتے تھے مگر بہت کم۔۔جس عورت کو وہ بیماری لگتی تھی وہ عورت مر جاتی تھی۔اس بیماری میں عورت یا مرد ان کے جسم پر سرخ رنگ کے بڑے بڑے دھبے بن جاتے تھے جن پر خون ہوتا تھا اور وہ درد کرتے تھے۔بالکل ویسے جیسے بچہ زمین پر گرے تو اسے رگڑ لگ جاتی ہیں نا، اس رگڑ پر خون تو ہوتا ہے مگر اتنا نہیں کہ وہ بہنے لگے۔درد بھی ہوتا ہے، وہ دھبے بالکل رگڑ کی طرح کے ہوتے تھے۔اب ہوا یوں کہ پہلے عورت کی کمر پیٹ اور ان حصوں پر ایسے دھبے بنتے تھے جو کہ ڈھکے ہوئے ہوتے تھے۔ہاتھ منہ اور پاؤں کی باری بہت بعد میں آتی تھی۔اسی قصبے میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں ایک حکیم رہا کرتا تھا۔اس کی ایک بیٹی تھی جو کہ مٹی کے برتن بناتی تھی۔وہ بہت خوش شکل خوش اخلاق اور اچھے دل کی تھی۔حکیم نے وہاں کی عورتوں اور مردوں کے علاج کے لیے بہت سی دوائیں بنائی تھیں مگر کوئی دوا کام نہیں آتی تھی اور وہ شخص مر جاتا تھا جسے یہ بیماری لگتی تھی۔ایک دن ہوا یہ کہ تپتی دوپہر میں لڑکی جنگل سے اپنے لیے مٹی اور پھل لے کر آئی تھی۔اس کے پیٹ پر درد سا ہوا اور پھر چبھن شروع ہو گئی۔اس نے دیوار کے ساتھ لگے آئینے میں اپنا عکس دیکھا، پھر دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے پیٹ سے قمیض اٹھائی تو وہ بیماری

اسے بھی لگ چکی تھی۔اس کے پیٹ پر بھی رگڑ کی طرح کا دھبہ تھا جس پر خون تھا اور وہ چبھ رہا تھا۔ اس نے قمیض پیٹ پر کر لی اور وہیں بستر پر بیٹھ کر رونے لگی۔وہ جانتی تھی کہ جس عورت کو یہ بیماری ہو جائے وہ مر جاتی ہے۔وہ کافی دیر تک روتی رہی یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔رو رو کر دل ہلکا ہو گیا تو دماغ کام کرنے لگا۔اس نے نماز پڑھی اور اس ایمان کے ساتھ جنگل میں چلی گئی کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔اس نے مختلف جڑی بوٹیاں اکٹھی کیں،اپنے برتنوں کے لیے مزید مٹی لی اور گھر آ گئی۔اس لڑکی نے نہ تو یہ بات اپنے بابا کو بتائی نہ دوستوں کو نہ کسی ہمسائے کو کیونکہ بعض اوقات لوگ ہمارے ننھے سے ڈر کو اتنی ہوا دیتے ہیں کہ ہم بیماری سے چاہے نہ مریں اس ڈر سے مر جاتے ہیں۔ہمارے مسئلے کا حل نکالنے والے کم ہوتے ہیں اور ہاہائے کرنے والے زیادہ"

رابیل بس دلچسپی سے اسے سن رہی تھی۔وہ بالکل مامون کی طرح بولتی تھی،شائستہ اور بے تکلف ہو کر نرمی سے۔

"اسے پتہ تھا کہ لوگوں کے پاس اس بیماری کا علاج نہیں ہے سو انھیں بتانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ دلاسے اور ہمدردی اسے نہیں چاہیئے تھی،اسے مسئلے کا حل چاہیئے تھا کیونکہ اس کا ایمان تھا کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہوتی ہے۔ہر مشکل اپنا حل لے کر آتی ہے،ہر بیماری اپنی شفا اور علاج لے کر فرش پر اترتی ہے۔اگر اللہ نے زمین پر اس بیماری کو اتارا تھا تو اس کا علاج بھی ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ

جب بھی فرعون اتارتا ہے تو موسیٰ بھی لازمی آتا ہے۔اس لڑکی نے بہت سے دوائیں ٹرائی کیں، بہت سے مرہم لگائے مگر درد ٹھیک نہیں ہوا یہاں تک کہ بعض دوائیوں

سے تو اس کا زخم جلنے لگتا یا چبھنے لگتا تھا۔اب ایک کی بجائے تین زخم بن گئے تھے۔اس کا دل گھبرایا اور وہ اس کے پاس دوا لینے گئی جس نے بیماری کو اتارا تھا۔اس نے کہا میرے پیارے اللہ تعالیٰ میں جانتی ہوں کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں کیسے اپنی بیماری سے لڑ رہی ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں

روزانہ کتنا درد برداشت کرتی ہوں۔میں جانتی ہوں کہ اس مشکل کے ساتھ آسانی موجود ہے مگر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہے۔اللہ تعالیٰ مجھے ایسی بصارت عطا کر دیں کہ مجھے وہ آسانی وہ علاج اور وہ شفا نظر آجائے۔میرے پاس وہ آنکھ نہیں ہے جو آپ کے پاس ہے، آپ میری مدد کریں۔میرے پاؤں تھک گئے ہیں اور میں بے بس ہو گئی ہوں، آپ اس آسانی کو میرا رستہ دکھا دیں جو اس مصیبت کے ساتھ آئی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ تو سب دیکھ رہے ہیں آپ سب جانتے ہیں۔وہ دن میں کئی مرتبہ یہی دعا دہراتی تھی یہاں تک کہ جتنا درد ہوتا وہ اتنا ورد کرتی تھی۔اس کی زبان اس کا دل اس کا دماغ اور اس کا جسم اس بات کو حفظ کر گیا کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔مامون کہتے ہیں کہ ہر اندھیری سرنگ کو بس روشنی کی ایک جھلک چاہیئے ہوتی ہے، پھر اس سے باہر نکلتے دیر نہیں لگتی۔وہ نور کی

جھلک وہ روشنی کی ایک شعاع انسان کا ایمان ہوتا ہے، کسی ایک آیت ایک لفظ یا ایک جملے پر ایمان جو اسے وہاں سے نکال لیتا ہے۔ جیسے اس لڑکی کا ایمان تھا کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے"

پھر خاموش ہوئی۔ رابیل اسی طرح مسحور ہوئے اسے سنتی رہی

"اس لڑکی میں اور باقی عورتوں میں فرق یہ تھا کہ باقی جس بھی عورت کو یہ بیماری ہوتی وہ یہ مان لیتی کہ وہ مر جائے گی کیونکہ انھوں نے باقی سب کو مرتے دیکھا تھا۔ وہ کچھ دن دوا لگاتیں اثر نہ ہوتا تو رونے بیٹھنے لگ جاتیں کہ بس اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں مگر وہ لڑکی، وہ جانتی تھی کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے اور ڈھونڈنے سے وہ آسانی مل جائے گی۔ اس نے ہنگامہ نہیں کیا اس نے شور نہیں مچایا کیونکہ ایسا کرنے سے لوگوں کی توجہ اس لڑکی کی طرف جاتی اور ہر عورت ہر شخص اس سے ہمدردی ہی کرتا کہ بس اب تم اپنا سامان پیک کر لو، سارا دن اس کا دماغ یہی سب سنتا تو پھر یہی سب مان لیتا۔ اس نے اپنے دماغ کو یہ سب سننے ہی نہیں دیا، انسان جو زیادہ سنتا ہے وہ اس کے دماغ پر اثر کرتا ہے اور پھر اس کا جسم اس کو آہستہ آہستہ فالو کرتا ہے اسی لیے بینائی کے ساتھ ساتھ سماعت کی حفاظت بھی کرنی چاہیئے۔ اس نے ہمیشہ ایک ہی سطر بولی اور ایک ہی سطر سنی اور وہ تھی کہ ہر بیماری کے ساتھ علاج ہے۔ وہ اس مشکل میں بے بس ہو چکی تھی اور جب انسان بے بس ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اپنے معاملات اسے دے دے جس کے بس میں سب کچھ ہے۔ اس نے اللہ سے بڑے پیار سے کہا کہ وہ اس آسانی کو لڑکی کا راستہ دکھا دے اور جب آپ کا دل صاف ہو

آپ کی نیت اچھی ہو اور آپ اللہ سے بڑے پیار سے اپنا سمجھ کر بات کریں تو وہ آپ کی بات مان لیتا ہے۔ایک دن وہ لڑکی مٹی کے برتن بنا رہی تھی کہ اسے پیٹ پر بہت زیادہ جلن محسوس ہوئی۔اتنی جلن کہ اس سے برداشت نہیں ہوا اور وہ اٹھ کر آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔اپنے پیٹ پر سے قمیض ہٹائی اور اپنے بڑھتے زخم کو دیکھا۔آنسو اس کی آنکھ سے ٹپکا اور اس نے پھر سے دہرایا کہ اے پیارے اللہ اس مشکل کے ساتھ جو آسانی ہے اسے میرا راستہ دکھا دے۔چبھن بہت زیادہ بڑھی اور اس نے اپنے گیلی مٹی والے ہاتھ کو زخم پر رکھا۔مٹی اس کے زخم کو چھونے لگی اور اسے ایک ٹھنڈک کا احساس ہونے لگا۔اس نے وہ مٹی اپنے زخم پر مل لی اور پھر اسے جلن نہیں ہوئی۔اس نے باقی زخموں پر بھی وہی مٹی ملی اور اسے آرام آتا گیا۔آسانی نے اس کا راستہ دیکھ لیا تھا،اس کو شفا مل گئی تھی۔وہ روتے ہوئے ہنسی تھی،وہ کافی دیر روتی رہی کافی دیر ہنستی ہوئی اللہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتی رہی۔اسے اس مشکل سے آسانی کا راستہ مل گیا تھا اور اس نے اپنے قصبے میں اس کا علاج متعارف کروایا"اس نے سانس خارج کی اور پھر مسکرائی۔

رابیل نے بازو لمبے کیے اور اس کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے

"اس کہانی سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ آپ کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ہر مشکل اپنا حل لے کر آتی ہے اور اگر آپ بے بس ہو جائیں تو اللہ سے زیادہ سے زیادہ دعائیں کریں۔دوسری بات یہ کہ لوگوں کی باتوں پر اپنے نظریے نہیں بناتے،لوگ تو باتوں کو بڑھا دیتے ہیں ہمارا ایمان ڈانواڈول کر دیتے ہیں۔

آپ اپنے دل کی سنیں دل بنانے والے کی سنیں۔تابندہ نے کہا تھا کہ شہاب سب کو مار دیتا ہے مگر اس نے آپ کو مجھے اور تابندہ کو تو نہیں مارا۔۔لوگ کہتے ہیں نا اور لوگ تو کچھ بھی کہتے ہیں۔لوگ تو ایسے ہی چھوٹی چھوٹی بے مقصد باتوں کو بڑا بنا دیتے ہیں جبکہ پہاڑ کھود دیں تو چوہا نکلے گا وہ بھی مرا ہوا"

وہ اور رابیل اکٹھی ہنسی تھیں

"ہمیں یقین ہے کہ مامون راستے بنانے پر یقین رکھتے ہیں۔آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ آسانی کو مامون کا رستہ دکھا دیں،اللہ تعالیٰ انھیں بہت طاقت دیں کیونکہ ہر ولن کے ساتھ ایک ہیرو ضرور اترتا ہے۔بدی کے ساتھ نیکی ازل سے

ہے،ہم بے بس ہونے لگیں تو اللہ کے حوالے کریں گے اس ایمان کے ساتھ اللہ ہر فرعون کے ساتھ موسیٰ ضرور اتارتا ہے۔وہ ہمارے مامون کو بھی وہ بصارت اور عقل عطا کرے گا کہ وہ آسانی دیکھ سکیں گے اور آزاد ہو جائیں گے"

رابیل نے سانس خارج کی۔اس نے آرا کے ہاتھ چھوڑ دیے۔وہ پلکیں جھپکاتی اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے اندھیری سرنگ میں روشنی کی کرن دکھائی دی تھی۔وہ بس آرا کو دیکھتی رہ گئی،پھر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی

"تم اتنی سیانی کیسے ہو؟"

وہ ہنس دی"میں مامون کی بھانجی ہوں،مجھے تو انٹیلیجنٹ ہونا ہی تھا"

رابیل بھی مسکرادی اور سانس خارج کی۔

آرا اس کے ساتھ آ بیٹھی "ہم روز ایک کہانی ڈسکس کریں گے، کہانیاں بنائیں گے اور جب مامون آئیں گے ہم انھیں وہ کہانیاں سنائیں گے۔۔لوگ شہاب سے ڈرتے ہیں مگر ہم لوگ نہیں ہیں۔ہم اپنے دماغ کو لوگوں کی باتوں کا عادی نہیں بنائیں گے، ہم راستے بنائیں گے اور آزاد ہو جائیں گے"

رابیل نے اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا، پھر اس کے گال کو چوما۔وہ فقط مسکرائی۔

پھر لحاف اوڑھ کر لیٹ گئی، رابیل کچھ پل ایسے ہی بیٹھی رہی

"پیارے اللہ تعالیٰ۔۔میرے مامون کو ایسی بصارت عطا فرما کہ وہ اس آسانی کو دیکھ سکیں جو آپ نے اس مشکل کے ساتھ اتاری ہے"

رات مزید گہری ہو رہی تھی

ایڈن برا میں دوپہر بیت رہی تھی۔ایسے میں اگر تم دیکھو گے کہ پتھر کے مکانوں کے بیچ و بیچ چلتے پتھریلے رستے پر تین نفوس چل رہے تھے۔ان تینوں نے چغے پہن رکھے تھے، بڑی بڑی ٹوپیوں نے ان کے سر ڈھکے تھے۔درمیان میں لڑکی تھی اور اس نے میرون کھلا چغہ پہن رکھا تھا اور باقی دائیں بائیں آگے بڑھتے مردوں نے سیاہ چغے پہن رکھے تھے۔

"ضوفی نہیں آئی؟" مینا نے بائیں کھڑے عالمگیر سے پوچھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے نفی میں سر ہلایا"وہ کہیں بزی تھی۔میں نے سوچا ہم ہی ٹھیک ہیں"

اس نے سر ہلایا اور سامنے دیکھنے لگی۔دائیں طرف کھڑے تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"بات کر لو گی نا اس سے۔۔بات بگڑی تو ہم ہیں"

مینا نے اسے دیکھا اور مسکرائی"کچھ لڑکیاں ہاتھ چلاتی ہیں،بہت کم دماغ اور زیادہ تر زبان"

"اور تم؟"عالمگیر جھٹ سے بولا

وہ مسکرائی"موڈ کے مطابق تینوں"وہ سامنے ہی دیکھ رہی تھی

دائیں بائیں کھڑے مردوں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

آگے بڑھتے وہ ایک خاموش سے علاقے کے ایک پتھر کے بنے بڑے مکان کی طرف بڑھے۔پتھر کا بنا گھر جس پر گنبد سا بنا تھا،اس کا دروازہ لکڑی کا تھا اور گھر کی ساری کھڑکیاں بند تھیں۔

(سنینا نے بولنا شروع کیا تھا۔

"وہ سیاہ ہے۔اتنی سیاہ کے سارے رنگ جذب کر لے،اس کے قریب جاتے ہی ایک عجیب سا احساس آپ کو گھیر لیتا ہے۔کچھ ایسا جو بے چین کر دے۔وہ عجیب ہے بہت عجیب")

تیمور آگے بڑھا اور دروازہ بجایا۔پھر پیچھے کو ہو کر کھڑا ہو گیا۔دروازہ نہیں کھلا۔اب کہ بار عالمگیر آگے بڑھا اور دروازہ قدرے زور سے بجایا۔پھر پیچھے کو ہوا اور کچھ لمحے بیتے۔اندر سے کسی کے آنے کی آواز آ رہی تھی۔وہ جو کوئی بھی تھا اس نے دروازہ کھول دیا۔دائیں بائیں کھلے دروازے کے پٹ

الگ ہوئے اور درمیان سے ایک وجود نے باہر دیکھا۔اس نے دائیں بائیں دیکھا،وہ تینوں اسی طرح کھڑے تھے۔ان کے سامنے تیئس چوبیس سال کی ہیلن کھڑی تھی جو کہ سیاہ فام تھی۔اس کے بال گھنگریالے تھے،سیاہ بال سیاہ رنگت موٹے بھرے بھرے سے ہونٹ اور سیاہ بڑی بڑی آنکھیں۔

رامین نے اسے دیکھتے ہی منہ بنایا مگر ہیلن کو کوئی فرق نہیں پڑا۔اس کے لب ہلے

"کیا لینے آئے ہو؟"وہ نرم سا بولتی تھی مگر اس کا نرم بولنا بھی بہت عجیب تھا۔

رامین نے گلا کھنکھارا"ہمیں کرسٹوفر سے ملنا ہے۔۔اس سے بولو کچھ لوگ آئے ہیں،سیاہی ساتھ لائے ہیں"

ہیلن نے پھر تینوں کو گھورا اور پیچھے ہٹ گئی۔انھیں اندر آنے کا راستہ دیا۔پہلے تیمور پھر مینا اور پھر عالمگیر اندر آیا تھا۔اندر اندھیرا تھا۔دیواروں کے ساتھ لگے لیمپ زرد سی روشنی دے رہے تھے مگر وہ روشنی بہت تھوڑی تھی۔اوپر کو جاتی سیڑھیاں جن پر سرخ کارپیٹ تھا۔اوپر دیکھو تو دو کمرے بنے تھے،ریلنگ کے ساتھ کچھ فاصلے پر دو ستون کھڑے تھے جن سے سرخ پردے لٹکے تھے مگر وہ مقید تھے۔نیچے دیواروں کے ساتھ فاصلے پر تین سے چار میزیں لگی تھیں جن پر بہت سے ڈیکوریشن پیسز تھے مگر وہ بھی سیاہ سفید اور سرمئی تھے۔اب کہ ہیلن مینا کے سامنے کھڑی تھی،پھر اسے دیکھ کر مسکرائی

"کہاں سے ہو؟"

مینا بھی مسکرائی "ایشیاء سے"

اس کی دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھیں۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور مینا کے گال تک لے آئی مگر تیمور آگے آیا اور ہیلن کا ہاتھ پکڑ لیا "اپنی مالکن کو بلاؤ" وہ سنجیدہ سا بولا تھا۔

سیاہ فام سنجیدہ ہو گئی۔پھر اپنا ہاتھ چھڑایا اور سر جھٹک کر اوپر کی طرف چلی گئی۔

تیمور نے مینا کو گھورا اور ہاتھ کمر پر رکھے "عقل نہیں ہے تم میں؟"

"اسے میری سکن اچھی لگی" مینو نے شانے اچکائے۔

اس نے سانس خارج کی "اس سے دور رہنا ہے مینو۔۔یہ بات دماغ میں بٹھالو" اس نے اس کے ماتھے کو چھوا اور پھر اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

مینو نے اسے منہ چڑھایا اور پھر سینے پر بازو باندھے کھڑی ہو گئی۔وہ بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔

("اس کی ایک سیاہ فام ملازمہ ہے، ہیلن۔اسے اپنی سکن اور فیس فیچرز کا کمپلیکس ہے۔اس سے دور رہنا،اوکے؟"

تینوں نے سر ہلایا تھا)

اوپر سے ہیلن نیچے آئی،ان کے سامنے رکی اور سانس بحال کی۔پھر باری باری ان تینوں کو دیکھا

"وہ آپ کو اوپر بلا رہی ہیں"

مینا نے گردن موڑ کر تیمور کو دیکھا اور پھر عالمگیر کو، تینوں نے سر ہلایا تھا۔ وہ اوپر کی طرف بڑھے تھے۔

اس کا کمرہ کافی بڑا تھا، اندر سفید دیواروں پر بہت سی پینٹنگز تھیں جو کہ سرمئی سیاہ تھیں۔ ان میں سے زیادہ تر میں کسی لڑکی کا چہرہ پینٹ کیا گیا تھا۔ نیچے فرش پر دیوار کے ساتھ بھی سی پینٹنگز لگی تھیں، ایک بڑی سی الماری تھی اور باقی رنگ۔۔ سیاہ سرمئی اور سفید کے مختلف شیڈز۔ وہ تینوں اس کے پیچھے کھڑے تھے اور وہ ایک پینٹنگ مکمل کر رہی تھی۔ وہ پینٹنگ ابھی نامکمل تھی مگر سیاہ سرمئی تھی۔ اس کے بال گہرے سرخ گھنگریالے تھے، پیچھے کی طرف بکھرے تھے۔ اس نے سیاہ چغہ پہن رکھا تھا، انگلیوں پر سیاہ پینٹ لگا تھا اور ہاتھ میں پینٹ برش تھا۔ اس کے کینوس کے ساتھ میز تھی جس پر رنگ بکھرے تھے۔ اس نے گلا کھنکھارا

"ایڈن برا کیا لینے آئے ہو؟ کسی کی کھوج میں ہو یا کچھ کھو چکے ہو؟"

مینا آگے کو ہوئی "ہم تم سے ملنے آئے ہیں جیکی"

اس نے گردن موڑی اور مینا کو دیکھا۔ پھر پیچھے کھڑے تیمور کو اور پھر عالمگیر کو۔ پھر مسکرائی

"مجھے ادھورے جواب نہیں پسند" شانے اچکائے

مینا نے سانس خارج کی "مجھے بھی جلد باز لوگ نہیں پسند"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے ہاتھ میں پکڑا برش اور رنگوں کی پلیٹ میز پر رکھ دی۔ پھر تیمور کو گھورا

"سرمئی" وہ اس کی آنکھوں کی بات کر رہی تھی۔

پھر مینا کو دیکھا "سیاہ"

پھر عالمگیر کو دیکھا اور سانس خارج کی۔ شانے ڈھیلے چھوڑ دیے

"کیوں ملنے آئے ہو؟"

مینا نے سینے پر بازو باندھ لیے "آپ کے ہاں مہمانوں کو بٹھانے کا رواج نہیں ہے؟"

"میں خود بیٹھی ہوں؟" اس نے بائیں ابرو اٹھائی

مینا نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر فرش کو دیکھا اور پھر گردن اٹھائی "بات یہ ہے کرسٹوفر کہ ہم ایشا سے آئے ہیں۔۔ کسی کی تلاش میں"

وہ ہنس دی۔ پھر سر اثبات میں ہلایا "اوکے۔۔ میں کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

مینا آگے بڑھی اور اس کے عین سامنے جا کھڑی ہوئی "کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتی ہو جو خوبصورت ہو مگر جابر ہو" پھر اس فرش کو دیکھتے اس کے بائیں طرف بڑھی "جس کے ہاتھ سرخ ہوں مگر وہ خود سیاہ ہو" وہ چلتے ہوئے اس کے پیچھے گئی تھی "جو نامکمل ہو مگر اس کے شاہکار مکمل ہوں" وہ چلتے

ہوئے اس کے دائیں طرف آئی تھی "جو ظاہر بھی ہو اور چھپا ہوا بھی" وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔اس کی آنکھوں میں دیکھا

"کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتی ہو جو اپنے ہنر میں مہارت رکھتا ہو مگر وہ گم نام رہتا ہو" اور خاموش ہو گئی

اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔چہرے پر سایہ سا لہرایا

"نہیں۔۔میں نہیں جانتی"

"تم۔۔" مینا نے گردن آگے کر کے اس کی آنکھوں میں جھانکا "جانتی ہو"

وہ چلائی "نہیں۔۔میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی"

مینا پیچھے کو ہوئی اور کان میں انگلی ڈال کر گھمائی "اچھا بھئی۔۔کان تو مت پھاڑو"

وہ دانت پیستے مینا کو دیکھ رہی تھی، تیمور آگے آیا "ہم نے ایک نارمل سی بات ہو چھی ہے، چلاؤ مت"

وہ آگے کو ہوئی اور خود سے لمبے تیمور کو دیکھا "تم لوگ نارمل نہیں ہو، تم لوگ نارمل نہیں ہو"

وہ پیچھے ہٹتی گئی یہاں تک کہ کینوس پر اپنی پینٹنگ سے ٹکرائی۔

"ہمیں بتاؤ وہ کون ہے؟ ہمارا اس سے ملنا بہت ضروری ہے" عالمگیر آگے کو ہوا مگر اس نے رخ موڑ لیا۔وہ میز کی طرف رخ کیے کھڑی تھی، اس کی پشت ان کی طرف تھی

"میں کسی ایسے انسان کو نہیں جانتی"

"تم جانتی ہو" مینا آگے بڑھی تھی۔

وہ ایک جھٹکے سے پیچھے مڑی اور اس کی مٹھی میں سیاہ رنگ کا کچھ ریت کی طرح کا تھا جو اس نے مینا کے چہرے کی طرف پھینک دیا۔ وہ سیاہ پاؤڈر نما پینٹ تھا جو مینا کی آنکھوں میں گیا اور اس نے کراہ کر آنکھیں بند کر لیں۔

اسی لمحے تیمور مینو کی طرف بڑھا "مینا۔۔"

عالمگیر سرخ بالوں والی کرسٹوفر کی طرف بڑھا تھا مگر اس نے سر پر چغے کی ٹوپی ڈالی

"تیمور۔۔ یہ مجھے چبھ رہا ہے" وہ آنکھیں نہیں کھول پا رہی تھی۔

اس نے تھوڑی سے اس کا چہرہ اٹھایا اور اس کی آنکھ کھولنے لگا۔

"یہ کیا کیا تم نے؟ کیا ڈالا ہے اس کی آنکھوں میں؟" عالمگیر غصے کے عالم میں اس کی طرف بڑھا تھا۔

اس نے سینے چغے کی جیب سے چاقو نکال لیا "قریب مت آنا"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹا۔ کرسٹوفر نے اسے گھورا اور پھر جلدی میں وہاں سے چلی گئی۔

تیمور نے اسے جاتے دیکھا تھا مگر اس کے لیے مینا سب سے اہم تھی۔

اس نے بمشکل اس کی آنکھ کھلوائی۔ وہ آج سیاہ لینز لگا کر آئی تھی۔ اس نے انگلیوں سے اس کی پوری آنکھ کھولی اور نرمی سے لینز نکال لیا۔ اس کی آنکھ سرخ ہو چکی تھی۔ پھر دوسری آنکھ احتیاط سے کھولی اور لینز نکال لیا۔

دروازے کے دہانے پر سیاہ فام لڑکی ہیلن تھی۔وہ انھیں دیکھ رہی تھی، پھر سانس خارج کی "پانی سے دھونا، ٹھیک ہو جائے گا"

"یہ اس نے کیا کیا؟ اگر میری بیوی کو کچھ ہوا تو میں اس کو چھوڑوں گا نہیں" وہ غصے سے چلایا تھا ہیلن طرح کھڑی تھی۔ تیمور نے مینا کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا اور تینوں باہر آئے، وہ سیڑھیوں سے اتر کر دروازے کے دہانے پر تھے جب سیاہ فام کی آواز سماعت سے ٹکرائی

"وہ اس کا محبوب ہے۔ کسی کے محبوب پر بات نہیں کرتے"

وہ تینوں ٹھٹھکے، رکے اور پھر چل دیے۔ سیاہ فام انھیں جاتا دیکھتی رہی پھر اوپر آگئی۔۔وہ بہت عجیب تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے جس وقت آنکھ کھولی رات تھی۔ روشن دانوں سے نیلی نیلی روشنی اندر داخل ہو رہی تھی اور اب کسی حد تک کمر اور سر میں درد کم تھا۔ البتہ سگریٹ کے دھوئیں کی بدبو اور شور اسی طرح تھا۔ اس نے آنکھیں کھولیں چند سانسیں لیں اور پھر ہتھیلیاں زمین پر لگائے بیٹھ گیا۔ پیچھے کو ہوا اور دیوار سے ٹیک لگالی۔ اسے اب بھوک لگ رہی تھی، گلا بھی خشک ہو رہا تھا اور گرمی بھی بلا کی تھی۔ مامون نے ٹانگیں فولڈ کر لیں اور اسی طرح سامنے دیکھنے لگا۔ مردوں نے اسے دیکھا مگر پھر نظر انداز کر دیا۔

دفعتاً ایک عجیب سی آواز آئی جیسے کوئی دیوار کے ساتھ کسی چیز کو گھسیٹ رہا ہے۔ سب مرد دائیں دیوار

کی طرف جارہے تھے۔دائیں طرف بنکر لگنے کی وجہ سے منظر چھپ گیا تھا،مامون ذرا سا آگے ہوا تو منظر واضح ہو گیا۔وہاں دائیں دیوار کے نیچے چھوٹا سا حصہ تھا جو کہ اٹھا ہوا تھا اور وہاں سے کھانا اندر آرہا تھا۔ظاہر ہے باہر سے ہی کوئی بھیج رہا ہو گا۔مرد وہاں جھکتے اور اپنی اپنی پلیٹ اٹھا کر واپس آتے جارہے تھے۔اس نے تھوک نگلا اور کھڑا ہوا۔کمر میں درد سا اٹھا مگر وہ برداشت کر گیا۔چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسی دائیں دیوار کی جانب بڑھا تھا۔اس کے پھٹے گالوں سے نکلتا خون سوکھ گیا تھا، ایک طرف کو پھٹا ہونٹ سوجھ چکا تھا مگر بھوک کے آگے سارے درد مند مل تھے۔وہ سب سے آخر میں کھڑا تھا، بڑی گول پلیٹیں آرہی تھیں جن میں ایک پانی کا گلاس تھا ایک سٹیل کی پیالی تھی جس میں سالن تھا جو کہ وہ دیکھ نہیں سکا۔ساتھ روٹیاں تھیں اور مرد باتیں کرتے کھانا کھا رہے تھے۔اس کے آگے رش کم پڑنے لگا تھا، وہ آگے ہوا مگر موٹے پیٹ اور بھاری جسامت والا شخص اس کے دائیں جانب آ کھڑا ہوا۔وہ مسکرایا مگر مامون کی بھنویں بھینچی رہیں نقوش تنے رہے۔سارے مرد جا چکے اب بس وہ دونوں تھے، کھانے کی ایک پلیٹ آئی اور مامون اسے لینے کے لیے جھکا مگر ساتھ کھڑے شخص نے جھٹ سے اس کا ہاتھ پرے کیا اور پلیٹ لے لی۔دیوار کا چھوٹا حصہ بند ہو گیا۔یعنی ایک پلیٹ کم تھی اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ کس کی پلیٹ کم تھی۔وہ شخص عین مامون کے سامنے آ کھڑا ہوا اور مسکرایا

"چچ۔۔بھوک لگی ہے"اور ہنس دیا"ایسے ہی مروگے تم"اور وہاں سے مڑا،ایک قدم آگے رکھا مگر مامون نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"یہ پلیٹ پہلے میں نے تھامی تھی"وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

وہ شخص وہیں پتھر ہوا،پھر مڑا اور اسے گھورا"تو؟"

"تو یہ میری ہے۔۔جو پہلے آتا ہے وہی پاتا ہے"اس کی سنجیدگی اسی طرح قائم رہی۔

اس شخص نے پہلے کھانے کو دیکھا اور پھر مامون کو،پھر مسکرایا"انسان بھوکا ہو تو چھین کر بھی کھالیتا ہے۔۔تمھیں ہے بھوک؟"

مامون کا سارا خون جیسے سر کو چڑھا تھا۔اس نے مٹھیاں بھینچ لیں،پھر ایک جھٹکے سے اس آدمی کے ہاتھ سے پلیٹ جھپٹ لی،گلاس سے تھوڑا سا پانی گلاس سے چھلکا اور نیچے گرا،سالن میں دال تھی جس میں پانی زیادہ اور دال کم تھی،جھپٹنے کی وجہ سے دال تھوڑی سے روٹی پر گر گئی مگر کیا فرق پڑتا ہے۔اس شخص نے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر مامون نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑا اور بازو موڑ کر اس کی کمر سے لگا دیا۔وہ کراہا اور اپنے دوسرے بازو کو موڑے اسے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتا رہا مگر بے سود۔مامون جھکا اور پلیٹ نیچے

رکھ دی،پھر مزید زور آزمایا اور اس آدمی کو لگا کہ اس کا بازو کندھے کے پاس سے ہی ٹوٹ جائے گا،

مامون نے اس کی کمر پر ٹانگ ماری اور وہ آگے کو جا گرا۔مرد کھانا چھوڑا سے دیکھ رہے تھے۔اس نے

سر جھٹکا اور سب کو نظر انداز کیا۔ زمین پر پڑی پلیٹ کے پاس گیا اور پانی کا گلاس پکڑا، اس کی پشت اب اس شخص کی طرف تھی جسے اس نے ابھی دھکا دیا تھا۔ مامون نے گلاس منہ کو لگایا مگر ابھی ایک گھونٹ بمشکل بھرا ہو گا کہ کسی نے شدت سے اسے دھکا دیا اور گلاس ہاتھ سے چھوٹ گیا، وہ منہ کے بل سامنے جا گرا مگر پھر ہتھیلیاں زمین پر رکھ کر کھڑا ہوا۔ مڑا اور اس شخص کو دیکھا جو پیچھے کھڑا تھا، اس نے دانت پیسے۔ اب یہ نہیں بچتا، اب اس کی ماں اس کو روئے گی۔ اللہ کی پناہ جو کوئی مامون کے غضب کو دعوت دے، وہ آگے بڑھا اور اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے دھکا دیا۔ وہ کمر کے بل زمین پر دھڑام سے گرا، وقت بدل گیا۔ کل مامون ایسے گرا تھا اور وہ اس پر بیٹھا اسے پیٹ رہا تھا اور اب وہ زمین پر گرا تھا اور اب مامون اس پر جا بیٹھا اور اتنی زور کا مکا اس کے منہ پر جڑ دیا کہ اس کے منہ سے خون کا فوارہ نکلا اور دوسری طرف جا گرا۔ مامون نے ایک دوسرا مکا مارا اور اس کا بایاں گال پھٹ گیا

"میں بس ایک بار گرتا ہوں۔۔ پھر میں گرانے والے کو اٹھنے نہیں دیتا" وہ غرایا تھا، زمین پر پڑے شخص کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا، مامون اس کا گلا دبا رہا تھا اور وہ تڑپتے ہوئے اپنا گلا چھڑا رہا تھا، اس کی آنکھیں سفید اور ہونٹ جامنی ہو رہے تھے، مرد کھانا چھوڑ کر اپنے بنکرز سے نیچے آ چکے تھے۔ مامون کے پیچھے کوئی تھا جس کے ہاتھ میں موٹی زنجیر تھی اور وہ اس نے ہوتی شدت سے مامون کی کمر پر ماری۔ گردن پر اس کی گرفت ذرا سی کمزور پڑی، درد بہت زیادہ تھا، اس کی سفید شرٹ پر ایک لکیر

لگی تھی، جہاں زنجیر بجی وہاں سے شرٹ پھٹ چکی تھی اور خون بہنے لگا تھا۔ وہ مڑا اور پیچھے اس شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں زنجیر تھی، ایک جھٹکے سے اٹھا اور زنجیر کا دوسرا سرا اپنے ہاتھ میں لیا اور اس آدمی کو پوری شدت سے اپنی طرف کھینچا۔ وہ مامون سے کم طاقتور تھا، اس کے ہاتھ سے زنجیر چھوٹ گئی اور وہ ایک قدم پیچھے ہٹا مگر آج اس کی آخرت تھی۔ مامون اس کی طرف بڑھا، اسے ایک جھٹکے سے دیوار سے لگایا اور اس کے منہ پر مکا رسید کیا، زنجیر اس کے گلے کے گرد باندھی اور اسے کسی جانور کی طرح آگے کو دھکا دیا۔ زنجیر کا سرا اس کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا سرا اس شخص کی گردن کے گرد بندھا تھا۔ مامون نے اوپر دیکھا، زنجیر گول گھمائی اور اس کا وہ سرا جو اس کے ہاتھ میں تھا پنکھے کے پر کے اوپر سے گزارا، زنجیر نیچے آئی اور مامون نے اسے پکڑ لیا، اس نے پوری شدت سے زنجیر نیچے کو کھینچی اور وہ آدمی اوپر کو اٹھ گیا جیسے پھانسی پر چڑھا ہو، وہ تڑپ رہا تھا۔ مسلسل ٹانگیں ہلاتے گردن سے زنجیر چھڑا رہا تھا۔ آج تو وہ مر جاتا مگر ایک شخص پیچھے سے آیا مامون کو دھکا دیا، زنجیر اس کے ہاتھ سے چھوٹی، آدمی دھڑام سے زمین پر آ گرا اور مامون آگے کو جھٹکا کھا گیا، وہ گرتے گرتے بچا تھا۔ پھر مڑا تو ایک شخص اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔ اس تنفس بڑھا تھا، رنگت سرخ تھی اور غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔ مامون نے نیچے دیکھا، وہاں ایک بڑی سی پن تھی، نوک دار کیل سے بڑی پن۔ وہ جھکا اور پن ہاتھ میں لی، اس شخص کی طرف بڑھا اور اسے خود سے لگا کر پن اس کے پیٹ کے بائیں جانب ماری۔ وہ وہیں پتھر ہوا تھا، پن اس کے پیٹ کے اندر جا کھبی تھی اور خون نکلنے لگا تھا۔ وہاں سناٹا چھا گیا اور

مامون اس سے الگ ہوا،اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کو جھٹکا دیا اور وہ درد کے مارے کراہتا ہوا پیٹ پر ہاتھ رکھے خون روکتا زمین پر جا گرا۔۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہاں کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ کوئی اسے چھوئے بھی۔اس نے ہاتھ میں پکڑی خون سے لت پت پن مٹھی کھول کر نیچے پھینکی۔پھر شرٹ کے بٹن کھول کر اسے جسم سے الگ کیا،وہ پسینے میں نہا چکا تھا۔موٹے پیٹ والا شخص نیچے بیٹھا تھا،اس کے ہاتھ میں اس کی ٹوٹی ہوئی داڑھ تھی جو کہ مامون کے مکا مارنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی۔وہ ہتھیلی میں دانت رکھے اسے دیکھ رہا تھا،ایک طرف ایک شخص پیچھے کو ہو رہا تھا اس کے گلے میں ابھی تک زنجیر تھی اور پیچھے شخص اپنے پیٹ سے نکلتا خون دیکھ رہا تھا۔وہ ایک قدم آگے آیا،سفید ہوتی داڑھی،موٹے پیٹ اور بھاری جسامت والا شخص پیچھے ہوا۔مامون جھکا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا

"تمھارے جسم کی دو سو چھے ہڈیاں،بتیس دانت اور دونوں ٹانگیں میرے ہاتھوں ہی ٹوٹیں گی"اور پھر سیدھا ہوا۔ایک نظر سارے ہال میں دوڑائی جہاں سب سہم کر اسے دیکھ رہے تھے۔۔اس نے غصے سے سب کو دیکھا

"ماں پوچھے کون آیا تھا تو کہنا التمش!"

اور ہاتھ میں پکڑی شرٹ ایک طرف کو پھینک دی۔اس کے جسم پر سیاہ بنیان تھی جو کہ پیچھے سے پھٹ گئی تھی،اس کے کسرتی بازو اور ابھری ہوئی نسیں جھلک رہی تھیں۔وہ آگے بڑھا اور نل کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نیچے پڑی پانی سے بھری بالٹی پکڑی اور پانی سر پر ڈال لیا۔اس کی بنیان اب جسم سے چپک چکی تھی، خون پانی کے ساتھ بہہ گیا۔ایک چبھن سی ہوئی مگر وہ سہہ گیا۔اب اس قید خانے کو پتہ چکا کہ التمش آگیا ہے اور جب التمش آتا ہے تو اپنا غصہ ساتھ لاتا ہے۔۔وہاں سب کے سب جہاں تھے وہیں رہے، وہ اپنی پلیٹ کی طرف بڑھا، جھک کر پلیٹ پکڑی اور ایک بنکر پر بیٹھ گیا۔اس نے پہلا نوالہ توڑا، اسے دماغ کی ضرورت تھی اور دماغ کا ایندھن کھانا تھا۔۔اسے کھانا کھانا تھا۔۔

قید خانے میں خوف تھا!

وہ دونوں کمرے میں صوفے پر ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔مینا نے کوٹ اتار دیا تھا، سبز سفید اور گلابی دھاریوں والا سویٹر جس کے نیچے سبز ٹراؤزر تھا۔اس کے بال کھلے تھے اور وہ ساتھ بیٹھے تیمور سے کچھ کہہ رہی تھی۔ تیمور نے سرمئی جرسی نما شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔وہ بغور لڑکی کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا، اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے گال کو چھوتے بال پیچھے کیے۔مینا کی آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں

"آنکھیں ٹھیک ہیں نا؟ کچھ چبھ تو نہیں رہا؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔دھیما سا مسکرائی "ٹھیک ہیں۔۔ویسے ہی تھوڑی سی ریڈ ہوئی ہیں، ڈاکٹر کہہ رہی تھی صبح تک ٹھیک ہو جائیں گی"

اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑے اور پھر ایک ٹانگ صوفے پر فولڈ کیے اس کی طرف منہ کیے بیٹھ گیا

"میں تو ڈر گیا تھا۔۔اس چڑیل نما عورت کا دماغ درست ہونے والا ہے" اس نے دانت پیستے کہا اور پھر سر جھٹکا

"مجھے تو لگا تھا شاید میری آئی سائٹ کو کوئی ایشو ہو جائے"

تیمور مسکرایا "پہلے ہی تمھیں آدھا نظر آتا ہے" اور ہنس دیا

اس نے اس کے گھٹنے پر چپت رسید کی "باز آجاؤ تم۔۔مجھ سے مار کھاؤ گے"

تیمور نے اپنا سر صوفے کی پشت پر رکھا اور اسے دیکھتے بولا "تمھیں ایک آنچ بھی آتی نا تو میں اس کی آنکھیں نکال دیتا"

وہ ہنس دی۔دونوں گھٹنے سینے سے لگائے اور ان پر تھوڑی رکھے اسے دیکھنے لگی "مامون بھائی کی کوئی خبر نہیں آئی؟ آئی مس ہم"

تیمور نے سر اسی طرح پشت پر رکھے رکھا "میں خود اس معاملے میں پریشان ہوں۔۔زرار پتہ لگا رہا ہے"

"ہوں" وہ خاموش ہوئی۔پھر کچھ سوچتے بولی "تم نے ایک چیز نوٹ کی، کرسٹوفر ہمارے اور راز سونگھ رہی تھی۔اس نے ہماری آنکھوں میں دیکھ کر بتا دیا کہ ہم نارمل نہیں ہیں۔اسے پتہ چل گیا تھا کہ ہم کسی نارمل کام کی وجہ سے اس سے ملنے نہیں آئے"

تیمور نے سر اٹھایا اور اثبات میں ہلایا "ہاں۔۔وہ کافی ایکٹیو ہے۔تم نے دیکھا کیسے تمھارے الفاظ نے اسے ٹریگر کیا تھا،اس کا مطلب ہے کہ وہ جانتی ہے کہ وہ شخص کون ہے"

"ظاہر ہے۔۔وہ اس سے ملتی بھی ہو گی،ہم اس کے پیچھے جائیں گیا؟"

تیمور نے نفی میں سر ہلایا "نہیں۔۔وہ کافی محتاط ہو گی۔شاید اسے یہ بھی پتہ ہو کہ ہم اس کے پیچھے آئیں گے اس لیے وہ ہمیں غلط بھی گائیڈ کر سکتی ہے،ہمیں کچھ اور کرنا ہو گا"

اس نے سانس خارج کی "اب ہم اس کا مزید انتظار نہیں کر سکتے کہ کب وہ میڈم ہماری طرف سے دھیان ہٹائے۔۔مامون بھائی بھی اب اس گیڈر کے پاس ہیں،رابیل بھی خطرے میں ہو سکتی ہے۔۔یہاں کام ختم کر کے ہمیں پاکستان بھی جانا ہے "اس نے جلدی جلدی بات مکمل کر دی

تیمور مسلسل کچھ سوچ رہا تھا "ہم ایسا کیا کر سکتے ہیں؟کم از کم اب ہم اس کے پیچھے جانے سے تو رہے۔کیا معلوم وہ پہلے ہی اسے خبر کر چکی ہو کہ اس کے بارے میں کچھ لوگ اس سے کچھ پوچھنے آئے تھے"

"ہم اس کے پیچھے نہیں جائیں گے کیونکہ ہم انسان ہیں،ہمارا اور اہے،انرجی کا دائرہ جسے وہ محسوس کرتی ہے "اس کی آنکھیں ذہانت سے چمکی تھیں "مگر وہ تو جا سکتا ہے نا جو انسان نہیں ہے "اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تیمور کی بھنویں بھینچ گئیں "کون؟"

دوپہر شام میں ڈھل رہی تھی۔رابیل حذیفہ کے ساتھ سٹوڈیو میں کام کر رہی تھی۔ہال میں بڑی سے میز پر قینچیاں، کپڑے، مارکرز، آرٹ پیڈ اور بہت سے موتی بکھرے تھے۔رابیل ایک طرف اپنے گاؤن کی طرف متوجہ تھی۔ایک بڑے سے مجسمے پر میرون رنگ کا کپڑا تھا جو کہ ایک گاؤن کی صورت میں کٹا ہوا تھا۔جس پر سیاہ نیٹ لگی تھی اور باقی کام ابھی جاری تھا۔رابیل نے کرسی نکالی اور میز پر بیٹھ گئی، وہ آرٹ پیڈ پر جھکی تھی، ہاتھ میں سیاہ مارکر تھا اور وہ ایک ڈیزائن بنا رہی تھی۔اس کا ہاتھ سست روی سے چل رہا تھا اور دھیان بار بار فون کی طرف جا رہا تھا۔اس کا ذہن اپنے کام سے بھٹک رہا تھا اور وہ بار بار ذہن کو کام پر لا رہی تھی۔یہ وہ وقت تھا جب اسے مامون کا میسج آتا تھا۔وہ اس سے اس کا حال پوچھتا تھا، کوئی نہ کوئی بات کر کے اسے تنگ کرتا تھا اور پھر دونوں ہنستے تھے، واپسی پر کسی کیفے ریسٹورنٹ یا پھر کافی کا پلان بنا لیتے تھے۔مامون اسے آفس کے دوران کام کرتے میسج کرتا تھا، اس کی سکرین روشن ہوتی تو وہ جان جاتی کہ کون ہو گا اور کیا میسج ہو گا

"ہیلو ڈوپامین!"

وہ مسکرا دیتی اور اسی مسکراہٹ سے جواب بھیج دیتی تھی۔اب فون بھی خاموش تھا اور وقت بھی بدل چکا تھا۔اس کا دل گھبرا رہا تھا، اس کی آنکھیں مامون کو دیکھنے کی چاہ کر رہی تھیں۔کاش گزرے ہوئے دن گزرا ہوا وقت جھوٹ ہو۔وہ کہیں نہ گیا ہو، اسے کچھ نہ ہوا ہو اور وہ بس ایک خواب سے جاگی ہو۔ابھی رابیل کا فون بجے اور دوسری طرف سے مامون کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائے

اور دل کی ویران زمین پر پھول کھلنے لگیں۔ مگر یہ صرف ایک تصور تھا، محض ایک خیال حقیقت سے برعکس موجودہ وقت سے دور۔۔

کسی نے رابیل کے پاس کافی کا مگ رکھا تھا، وہ چونک گئی اور گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ معاذ تھا جس کے ہاتھ میں اپنا کافی کا مگ تھا اور اس نے رابیل کا مگ اس کے سامنے رکھا تھا۔ رابیل نے اسے دیکھا اور دھیما سا مسکرا دی۔

"میڈم۔۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں؟" اس نے جھک کر آہستہ آواز میں پوچھا تھا۔

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا اور کافی کا مگ منہ سے لگایا۔

"آئی نو آپ ایک بہادر لڑکی ہیں اور آپ کو میری یا کسی کی بھی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے" پھر رکا۔ توقف کیا اور گلا کھنکھارا "زرار آپ سے ملنا چاہتا تھا مگر پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ ہم مامون بھائی کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں، انھیں کچھ نہیں ہوگا"

رابیل نے سنجیدگی سے اسے دیکھا "آئی نو، مامون واپس آجائیں گے۔۔ رہی بات زرار کی تو اس وقت میں غصے میں تھی" اس نے شانے اچکائے "میرا موسٹ آف دا فرسٹ ری ایکشن یہی ہوتا ہے، ہوپ سو زرار سمجھ سکے"

معاذ نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر سانس خارج کی "ہم نے کبھی ایسا نہیں سوچا تھا"

"ہم نے بھی" جواب جھٹ سے آیا تھا۔

معاذ نے توقف کیا۔پھر ایک نظر اپنی کافی کو دیکھا اور پھر رابیل کو "پولیس انویسٹیگیشن کر رہی ہے ۔۔اس رات

نایاب ناہید کے مرڈر کے وقت جو جو پارٹی میں تھا وہ ان سب کو باری باری بلا کر پوچھ گچھ کر رہی ہے ۔۔آپ کو بھی بلایا جائے گا"

رابیل کا دل تیزی سے دھڑکا۔اس دن والے سارے واقعات آنکھوں کے سامنے سے گھوم گئے۔

اس نے تھوک نگلا،اس رات مامون کے ساتھ ہونے والی تمام باتیں اس کی سماعت سے ٹکرائیں اور اسے گلے میں وہی درد محسوس ہوا جو شدت غم کا اظہار نہ کرنے کے باعث ہوتا ہے۔اس نے معاذ سے نظریں چرائیں

"میں دیکھ لوں گی"

"ہم دیکھ لیں گے" معاذ نے اس کی تصحیح کی تھی۔

رابیل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور کچھ بولنے کے لیے لب کھولے تھے کہ معاذ نرمی سے بولا

"آپ شاید بھول رہی ہیں۔۔ہم ایک ٹیم ہیں۔ایک کا درد سب کا درد ہے،ہم سب آگے پیچھے ہیں۔ایک کو پولیس بلائے گی تو سب اس کے لیے تیار کھڑے ہوں گے" پھر سنجیدہ ہوا اور دانت چباتے ہوئے بولا "ہم اسے دیکھ لیں گے"

رابیل نے جو کہنا تھا اسے منسوخ کر دیا۔وہ فقط سر ہلا کر رہ گئی۔وہ مگ میں پڑی کافی کو گھور رہی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس وقت ہم بلیم گیم یا وکٹم کارڈ کھیل کر ٹائم انرجی دونوں ویسٹ نہیں کر سکتے۔وہ یہی چاہتا ہے کہ زرار کو گلٹ میں ڈال دے اور ہمیں ایموشنلی اور مینٹلی ویک کر دے مگر ایسا نہیں ہو گا"

معاذ نے سمجھ کر سر ہلایا۔پھر کافی کا گھونٹ بھرا

"آپ کی سیکرٹری کہاں ہے؟ نظر نہیں آ رہی"اس نے دائیں بائیں گردن گھمائی

"آفس میں کچھ کام تھا۔۔وہ وہیں ہے"رابیل نے بھی مگ اٹھایا اور کافی کا گھونٹ بھرا

معاذ نے گلا کھنکھارا"میں ایک اچھا پی اے بن سکتا ہوں۔۔بہت کم پیسوں پر"

رابیل نے اسے گھورا"آپ تو ہماری بھابھی ہیں، پھر تیمور کی کزن اور رامین بھابھی کی بہن۔۔آپ سے تو کوئی پیسہ نہیں لوں گا"اور مسکرایا

رابیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا"تم رامین کو جانتے ہو؟"

وہ ہنس دیا"یس۔۔وہ تو بہت انٹیلیجنٹ اور اچھی ہیں۔۔ایسا ہو سکتا ہے کہ تیمور کی بیوی کو ہم نہ جانتے ہوں"پھر ذرا سا اس کی طرف جھکا اور سرگوشی کی

"ویسے تو کیں معصوم ہوں اور مجبور ہوں مگر قسم گزرتے وقت کی میں نے مینا بھابھی سے زیادہ چِل بندہ اپنی ساری زندگی میں نہیں دیکھا"

اس نے جیسے کہا تھا رابیل ہنس دی۔پھر سر اثبات میں ہلایا

"بالکل۔۔آئی اگری"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معاذ نے سر ہلایا "وہ ہمارے ساتھ شروع دن سے ہیں۔۔ٹیلنٹڈ گرل"

رابیل نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا "کافی اچھی ٹیم ہے آپ کی"

"جی ماشاءاللہ سے سب کے دماغ ہی آسمانوں کو چھو رہے ہیں" اور کہہ کر کافی کا مگ منہ سے لگایا

رابیل نے سانس خارج کی جیسے ہنسنے کے بعد بہت سا بوجھ بڑھ گیا ہو۔وہ کھڑی ہونے لگی تھی، معاذ پہلے ہی کھڑا ہوا

"تو یعنی میں آپ کا پی اے ہوں؟"

رابیل نے اسے گھورا "میں نے کچھ نہیں کہا"

"لڑکی کی خاموشی ہاں ہوتی ہے"

رابیل کچھ بھی نہیں بولی۔بس اسے گھورا اور وہ آگے کو جھکا

"مان جائیں۔۔اب تو میں نے آپ کو لڑکی بھی کہہ دیا ہے" وہ معصوم شکل بنا کر بولا تھا

اس بات پر رابیل دھیرے سے ہنسی اور بڑی شان سے ہاتھ جھلایا "سوچتی ہوں"

اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور پورا آگے کو جھکا

"یہ میرے لیے اعزاز ہے ملکہ!"

رابیل مسکرائی اور سر نفی میں ہلایا "ساری ٹیم ہی ڈرامے باز ہے"

وہ ہنس دیا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔رابیل پھر سے سنجیدہ ہوئی اور اپنے گاؤن کی طرف متوجہ ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معاذ کو زرار نے کہا تھا کہ رابیل کے آگے پیچھے رہے کیونکہ گزرے دنوں میں ہونے والے واقعات کی زد میں سب سے زیادہ وہ آئی تھی۔ معاذ نے اسے اچھے سے منالیا تھا اور رابیل کو پتہ بھی نہیں لگنے دیا کیونکہ وہ ایک اچھا اداکار تھا۔ کیا معصوم اور مجبور معاذ ایک اچھا اداکار نہیں تھا؟

شام کی ڈھلتی نارنجی روشنی نے سارے اسلام آباد کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ ایسے میں ایک ریسٹورنٹ کے باہر نشیب تاثیر کے سامنے بیٹھا تھا۔ ریسٹورنٹ کے باہر یہ حصہ چائے کافی کے لیے تھا، یہاں پر بیٹھے پہاڑ نظر آرہے تھے اور ہلکی نرم ہوا بھی چل رہی تھی۔ تاثیر ٹانگ پر ٹانگ جمائے سامنے بیٹھے نشیب سے بات کر رہی تھی جو کہ خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔

"میں نے اس بارے میں بہت سوچا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ تم مجھے ڈیزرو نہیں کرتے" اس نے بات مکمل کی اور شانے اچکائے۔

نشیب نے دونوں ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر سانس خارج کی "تم کسے ڈیزرو کرتی ہو؟" پھر آگے کو ہوا "مامون کو" اور ہنس دیا۔

تاثیر کے چہرے کے نقوش تن گئے "مائنڈ یو۔۔ میں ایک ہائی اچیونگ انسان کو ڈیزرو کرتی ہوں اور وہ تم نہیں ہو"

نشیب مسکرایااور ٹانگ پر ٹانگ جما کر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں "اچھا۔۔اور وہ مامون ہے"

تاثیر نے سانس خارج کی۔پھر شانے ڈھیلے چھوڑے "ہاں وہ مامون ہے۔۔خوش؟تم نہیں ہو"

نشیب نے دائیں جانب دیکھا۔پھر سامنے بیٹھی تاثیر کو "تاثیر تمھیں ذرا سا بھی احساس ہے کہ تم ایک ایسے انسان کے ساتھ آج بھی خواب سجائے بیٹھی ہو جو کہ اب شادی شدہ ہے۔جس کا اپنا گھر ہے، بیوی ہے۔۔تم کسی عورت کا گھر کیسے خراب کر سکتی ہو؟"

تاثیر تھی سدا کی ڈھیٹ،وہ آگے کو ہوئی اور گھٹنے پر کہنی دھر کر مٹھی تھوڑی تلے رکھی

"تم خواتین کے حقوق کے لیے کوئی کیمپ کیوں نہیں جوائن کر لیتے؟"اور مسکرادی

نشیب نے سانس خارج کی "اوکے۔۔ہو گیا انکار۔۔اب میں جاؤں؟کیونکہ میں بھی شاید تمھیں ڈیزرو نہیں کرتا۔میں ایسی لڑکی ہرگز ڈیزرو نہیں کرتا جو کسی دوسری عورت کے گھر پر گھات لگائے بیٹھی ہے"

تاثیر پیچھے کو ہوئی "بالکل۔۔تم ایسی لڑکی بالکل ڈیزرو نہیں کرتے۔۔تم ڈیزرو کرتے ہو ایک اچھی سلجھی ہوئی،خاموش سی،اپنے آپ میں رہنے والی اور بنا چوں چراں زندگی بسر کرنے والی فری جیسی لڑکی"

نشیب کے نقوش تن گئے۔اس کا دماغ بھک سے اڑا،فری کہاں سے آ گئی بیچ میں؟

"فری؟"اس نے بے یقینی سے تاثیر جو دیکھا۔

"ہاں فری"وہ مسکرادی

"واٹ ربش۔۔وہ شادی شدہ ہے تاثیر۔۔ تمھاری بہن ہے،اس کا پیچھا چھوڑ دو"

تاثیر ہنس دی۔اسے ہنستی ہوئی تاثیر بہت بری لگی تھی

"دیکھو۔۔ تمھیں کتنی فکر ہے فری کی۔۔ہز بینڈ میٹیریل"پھر سے ہنس دی

"شٹ اپ"وہ سنجیدہ ہوا تھا"وہ ایک اچھی لڑکی ہے اور اس کا شوہر ایک ریسپیکٹ ایبل مرد ہے۔۔وہ تمھارے جیسی بہن ڈیزرو نہیں کرتی"اسے اب غصہ آنے لگا تھا مگر وہ کسی حد تک ضبط کر رہا تھا۔

"اس کا شوہر اسے چھوڑ چکا ہے۔۔وہ پچھلے کئی دنوں سے ہمارے گھر پر ہے،اس شخص نے نہ کبھی اسے فون کیا ہے اور نہ اس کے پیچھے آیا ہے۔۔ تم کیا سمجھتے ہو میں ایک بہت بری بہن ہوں"وہ ذرا سی بلند آواز میں سنجیدگی سے بولی تھی

"جو بھی ہے۔۔میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔۔ تم ان کے درمیان تیسری مت بنو۔۔ تمھیں مجھ سے شادی نہیں کرنی مت کرو مگر کم از کم فری کا گھر خراب مت کرو"

تاثیر نے سانس خارج کی۔پھر بائیں دیکھا اور آنکھیں چھوٹی کیے کچھ سوچنے لگی

"تمھیں فری کی مجھ سے زیادہ فکر ہے"پھر نشیب کو دیکھا"اسی لیے تو میں اسے تمھارے ہاتھوں میں دینا چاہتی ہوں کہ وہ محفوظ رہے"

"وہ ایک میچور سمجھدار لڑکی ہے۔۔اپنے فیصلے لے سکتی ہے تم اس کی اماں مت بنو" وہ درشتی سے بولا تھا

تاثیر نے اسے گھورا "مائنڈ یو۔۔ مجھ سے تمیز سے بات کرو"

سامنے بیٹھا نشیب خاموش رہا۔

"کیا ہوا گر فری خود تم سے شادی کے لیے کہے۔۔اگر وہ خود تمھیں کہے کہ تم اس سے شادی کر لو اسے اپنا لو۔۔تو؟"

نشیب کے تنے نقوش ڈھیلے پڑ گئے "وہ ایسا کبھی نہیں کہے گی۔۔وہ اپنے شوہر کے ساتھ وفادار ہے"

"وفادار؟" اور ہنس دی "ہو گی" پھر شانے اچکائے

"اب مجھے کچھ کچھ سمجھ آنے لگا ہے کہ کس طرح تم نے مجھے یہاں سے بھیجا تھا اور کس طرح تم فری کے پیچھے پڑ گئی تھی۔۔ حیرت ہے مجھے، تم اس کی بہن ہو؟" وہ جیسے اس سے سوال کر رہا تھا

تاثیر نے دانت پیستے اسے دیکھا "سوتیلی بہن۔۔اور اگر تمھیں سمجھ آ ہی گئی ہے کہ تاثیر کیا بلا ہے تو یاد رکھنا۔۔میں ایک نہیں ایک ہزار بار بھی ایسا کر سکتی ہوں۔۔میں اقرار کرتی ہوں کہ فری کی اہمیت میری زندگی میں ایک کھلونے کی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔اس کا شوہر اسے چھوڑ دے گا تو میں اسے دھکے دے کر گھر سے نکلواؤں گی اور مجھے یہ کام آسان ہے" اس نے غصے سے کہہ کر سر جھٹکا

نشیب نے سر نفی میں ہلایا"اس نے تمھارا کیا بگاڑا ہے تاثیر۔۔بچپن سے لے کر آج تک میں نے اسے کبھی نہیں

دیکھا کہ وہ تم سے تمھارے جیسی رہی ہو،وہ ہمیشہ سے خاموش اور تم سے دب کر رہی ہے۔۔تم اس سے عجیب بیر پال کر بیٹھی ہو"اسے اندر کہیں درد ہوا تھا،فری کے لیے ہمدردی جاگی تھی۔

تاثیر نے سانس خارج کی"اس کی ماں نے میری ماں کی جگہ لی،میرے باپ کو مجھ سے چھین لیا۔۔ میں نے اس کا بدلہ اس کی بیٹی سے لے لیا۔مجھے شراکت نہیں پسند اور میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے حصے کا پیار بھی لے لے سو میں نے اپنے باپ کو اس کی ماں دے کر اس کے حصے کا پیار لے لیا۔۔ حساب برابر"وہ ڈھٹائی اور سفاکی کی حدوں کو چھو رہی تھی۔

نشیب نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا"اور وہ جو تمھارے شیطانی دماغ سے ناواقف ہے۔۔جو بچپن سے آج تک اپنی ہی ماں اور اپنے ہی باپ کے ہاتھوں ذلیل ہوتی آئی ہے"

تاثیر مسکرائی"دیکھو کتنی ہمدردی ہے تمھیں اس سے۔۔اسی لیے تو کہتی ہوں اس کا ہاتھ تھام لو"

نشیب کچھ لمحے خاموش رہا۔پھر سر اثبات میں ہلایا"میری دعا ہے کہ وہ اپنے گھر میں خوش رہے اور اسے وہ پیار بھی ملے جو تم نے حسد میں اس سے چھینا تھا۔۔اس سے زیادہ میں اب تمھیں برداشت نہیں کر سکتا"وہ کھڑا ہوا اور اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی

"خدا حافظ!"اور وہاں سے چلا گیا

تاثیر وہیں بیٹھی اسے جاتا دیکھتی رہی "میں جو چاہتی ہوں کر کے رہتی ہوں۔۔جسٹ ویٹ اینڈ واچ"

وہ مسکرادی۔اس کی مسکراہٹ عام نہیں تھی

روشن دان سے اندر جاتی روشنی شام کا تاثر دے رہی تھی۔قید خانہ عجیب تھا صبح ہوتی تو بلب جل اٹھتے اور رات ہوتی تو بتیاں بھی بجھ جاتیں۔خیر وہ خاموشی سے ایک دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھا تھا۔روشنی کی شعاع اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی،اس کی سیاہ آنکھیں گہری بھوری لگ رہی تھیں۔اس نے دونوں ٹانگیں سینے سے لگائیں اور اس پر بازو ٹکائے گردن اوپر کو اٹھائے وہ روشن دان کو دیکھنے لگا جو کہ کافی اوپر تھا مگر روشنی وہاں سے بھی راستہ بنا کر اندر آ رہی تھی۔قید خانے میں ابھی بھی شور تھا مگر اب اسے کوئی تنگ نہیں کر رہا تھا۔اس نے سانس خارج کی،ذہن میں سوچوں کا سیلاب تھا مگر وہ مطمئن تھا۔کیا اسے مطمئن ہونا چاہیئے تھا؟

وقت بدلا منظر بدل گئے اور چہرے بدلے

دوپہر کے دو بجے کا وقت تھا۔سورج سر پر تھا اور جون جولائی کی گرمیاں تھیں،سورج سے برستی آگ اور ٹریفک کا دھواں۔ایک دبلا پتلا لڑکا سفید بھورا یونیفارم پہنے ایک لڑکی کے ساتھ کھڑا تھا۔اس کی بہن کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا،آگے سے بال ماتھے سے چپکے تھے اور رنگت سرخ تھی۔پسینے

سے اس کی شرٹ جسم کے ساتھ چپک چکی تھی۔اس نے بھاری سا بیگ کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ دونوں بہن بھائی بتی کے سرخ ہونے کا انتظار کر رہے تھے کہ بتی سرخ ہو اور وہ آگے بڑھیں۔اس کی بہن آنکھیں چھوٹی کیے سامنے سے گزرتی گاڑیاں دیکھ رہی تھی۔اس نے گردن اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا پھر سانس خارج کی۔بتی سرخ ہوئی، گاڑیاں رکنے لگیں۔اسی لمحے ٹھیک ان کے سامنے ایک بڑی سفید لینڈ کروزر آ کھڑی ہوئی جس میں پیچھے ایک لڑکا اور لڑکی بیٹھے تھے۔گاڑی میں بیٹھے لڑکے کی نظر فٹ پاتھ پر کھڑے لڑکے سے ملیں۔یونیفارم میں ملبوس سترہ سالہ مامون چونک گیا، پھر آنکھیں گلابی پڑیں اور گرفت اپنی بہن کے ہاتھ پر مضبوط پڑی۔لینڈ کروزر کی کھڑکی کا شیشہ نیچے کو گرا اور اندر سے شہروز نے گردن باہر نکال کر انھیں دیکھا اور انھیں دیکھ کر ہنس دیا۔مامون کے جبڑے بھینچ گئے، وہ وہاں نہیں رکا۔عارفین کا ہاتھ تھامے سڑک کراس کر کے دوسری طرف چلا گیا۔وہ بار بار اپنا بیگ اوپر کر رہی تھی، وہ رکا اور اس کا بیگ اتروا دیا، اپنے دوسرے بازو پر لٹکایا اور اس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھنے لگا۔

عافی نے گردن موڑ کر مامون کو دیکھا "مامون ان کی گاڑی کتنی بڑی تھی نا، ٹھنڈی بھی ہو گی"

مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، اس کے ابرو تنے رہے اور اس سانس خارج کی "عافی دوسروں کا منہ سرخ دیکھ کر اپنے منہ پر تھپڑ نہیں مار لیتے۔۔ہماری طرح اور بھی بہت بچے ہیں جو پیدل آتے ہیں پیدل جاتے ہیں۔جو لوگ اپنے قدموں پر خود چلتے ہیں وہ ایک دن بڑا آدمی بنتے ہیں"

"بڑا آدمی کون ہوتا ہے مامون؟"

وہ مسکرایا"وہ جس کے پاس ظرف ہوتا ہے اور جو اپنے اعمال کو اون کرتا ہے"

عافی نے گردن اثبات میں ہلائی اور اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگی۔

منظر بدل گئے اور کچھ سال مزید پیچھے چلے گئے۔

گھر کے ٹی وی لاؤنج میں بہروز آفندی کھڑے تھے۔ان کے ابرو تنے تھے،ان کے سامنے ملیحہ کھڑی تھیں جن کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ایک لڑکا اور اس کے پیچھے چھپی ہوئی اس کی ٹانگ سے بھی چھوٹی لڑکی۔۔ملیحہ کی آنکھیں نم گلابی تھیں۔سامنے کھڑے بہروز آفندی،ملیحہ پر چلا رہے تھے اور مامون انھیں گھور رہا تھا

"ڈونٹ کال مائی ممی یوز لیس"وہ گلا پھاڑ کر چلایا تھا۔

بہرقز آفندی نے غصے میں جبڑے بھینچے مامون کو گھورا۔پھر ملیحہ پر چلائے

"یہ تربیت کی ہے تم نے اپنے بچوں کی۔۔لعنت ہو تم پر،میں کبھی تم کو اور تمھارے بچوں کو دیکھنا بھی نہیں چاہتا"

"تم ان کے باپ ہو۔ان کا کیا قصور"ملیحہ کی آواز کانپی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شٹ اپ۔۔جسٹ شٹ اپ"انھوں نے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی تھی"تم میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہو۔۔بابا تمھارے پاس آئے تو تمھیں منہ بند رکھنا چاہیئے تھا۔کیا ضرورت تھی فضول بکنے کی؟"

اس کے آنسو تھم گئے۔وہ آگے بڑھیں"میں تمھاری بیوی ہوں۔میں نے نکاح کیا تھا،مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم پہلے سے نکاح شدہ ہو۔۔میں کسی عورت کا گھر کیوں خراب کرتی۔۔تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تمھاری بیوی ہے بچے ہیں۔۔ہر جگہ میں ہی بری بن رہی ہوں"وہ آگے ہوئیں اور آواز ذرا سی بلند ہوئی تھی

"بہت مان ہے نا میری بیوی ہونے پر۔۔"

ملیحہ نے بہروز کی بات کاٹ دی"تمھاری بیوی ہونا میرے لیے شرف نہیں ہے بہروز۔۔میں اور میرے بچے ہر جگہ ذلیل ہو رہے ہیں۔تم میری بے عزتی کا سبب بن رہے ہو،تم سب کچھ اون کیوں نہیں کرتے؟"

بہروز کا تنفس بڑھا،آنکھیں سرخ ہوئیں اور انھوں نے ملیحہ کو انگلی دکھائی"میں۔۔میں تمھیں آزاد کرتا ہوں"

انھوں نے آنکھیں زور سے میچ لیں۔مٹھیاں بھینچ گئیں

"میں اپنے پورے ہوش و حواس میں ملیحہ ہارون تمھیں طلاق دیتا ہوں"وہ مزید پتھر ہوئیں

"طلاق دیتا ہوں" کندھے تن گئے

"طلاق دیتا ہوں" اور انھوں نے آنکھیں کھول لیں۔

"تم اور تمھارے بچے۔۔بھاڑ میں جاؤ" اور وہاں سے چلے گئے۔

وہ ویسے ہی کھڑی رہیں، چھوٹی عارفین نے گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیا۔وہ اپنے باپ کو پکار رہی تھی یہ نہ جانتے ہوئے کہ اس کا باپ اسے ڈس اون کر چکا تھا۔ملیحہ نے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا، وہ غصے سے اس دروازے کو دیکھ رہا تھا جہاں سے اس کا باپ گیا تھا

"I'll back .. I'll definitely come back"

منظر بدل گئے، موسم بدلا اور ہر سو باغ میں جھڑے ہوئے پتے نظر آنے لگے۔باغ میں عارفین بلی کے بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی، مامون بنچ پر بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا۔وہ اپنے بھائی کی طرف بڑھی

"مامون۔۔تمھیں پتہ ہے مجھے علیزہ ملی تھی" وہ مسکرا رہی تھی۔علیزہ تیمور کی بڑی بہن اور عافی کی سوتیلی بہن تھی

"کیوں؟" وہ سنجیدہ ہوا تھا

"اس کے بابا نے اسے نئی ٹچ واچ لے کر دی ہے"

"تو وہ آپ کو دکھا رہی تھی؟"

عافی نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"میں نے بھی اسے اپنے کلرز دکھائے جو آپ نے مجھے گفٹ کیے تھے"

وہ دونوں بیک وقت مسکرائے تھے۔

"لیکن وہ کہہ رہی تھی کہ اس کے بابا اسے اس سے اچھے لے کر دیں گے "اس نے شانے اچکائے

مامون نے سانس خارج کی "میں نے تمھیں کیا سکھایا تھا عافی؟"

"یہی کہ میں دوسروں سے خود کو کمپیئر نہیں کروں گی۔۔ موازنہ مجھے مایوس کر سکتا ہے اور مایوس

ہونے سے ہم خود کو ضائع کرنے لگتے ہیں"

"گڈ!"

منظر پھر سے بدلے تھے۔

وہ ایک گھر کے باہر گیراج میں کھڑا تھا۔ وہ اپنے باپ سے بات کرنے آیا تھا مگر اس کا سوتیلا بڑا بھائی آ

گیا۔ وہ غصے سے مامون سے سوالات کر رہا تھا اور وہ سادگی سے جواب دے رہا تھا

"کیا لینے آئے ہو؟"

"مجھے بابا سے بات کرنی ہے"

شہروز آفندی کے جبڑے بھینچ گئے اور اس نے مامون کو ایک دھکا دیا "وہ میرے بابا ہیں۔۔ نکلو یہاں

سے"

مامون پیچھے ہٹا اور گرتے گرتے بچا "مجھے ایک بات کرنی ہے، پھر میں چلا جاؤں گا"

"نہیں" اس نے مامون کو ایک اور دھکا دیا اور وہ پیچھے گر گیا "دفع ہو جاؤ یہاں سے"

مامون نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا، دور چھت پر اس کا باپ کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ وہ کھڑا ہوا اور اپنے کپڑے جھاڑے۔ وہ رونے والوں میں سے نہیں تھا۔ اس نے ایک نظر شہروز کو دیکھا

"بزدل باپ کا بد تمیز بیٹا" اور سر جھٹکا

شہروز آگے بڑھا اور مامون کو گریبان سے تھاما "کیا کہا تم نے؟"

بدلے میں مامون نے بھی اس کا گریبان پکڑا اور اسے زور سے جھنجھوڑ کر پیچھے کو دھکا دیا۔ اب کی بار وہ گرا تھا۔ وہ اس کے سر پر کھڑا تھا

"میں نے کہا تمھارا باپ بزدل ہے۔۔ وہ مرد نہیں ہے، میں اسے باپ کنسیڈر نہیں کرتا" وہ بلند آواز میں چلایا تھا۔ پھر اپنا پاؤں مار کر بہت سی مٹی اڑائی اور اس پر گرد پھینک کر وہاں سے چلا گیا۔

ایک کمرے میں عارفین کھڑی تھی۔ مامون سامنے کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں بہت سے مرجھائے ہوئے گلاب تھے۔ چند کتابیں تھیں اور چاکلیٹ کے لفافے۔ عارفین کی آنکھیں گلابی تھیں اور وہ رو رہی تھی

"اماں کو مت بتانا مامون" اس کی آواز کانپ رہی تھی

مامون کی آنکھیں گلابی پڑیں اور اس نے عافی کو دیکھا "یہ سب کیا ہے عافی؟ میں مر گیا تھا کیا؟" وہ بلند آواز میں نہیں بولا، اس کی آواز اسی طرح دھیمی تھی جیسے عافی کے ساتھ ہوا کرتی تھی

"سوری۔۔میں بہک گئی تھی مامون"اس کی نظریں جھک گئیں۔

مامون نے سانس خارج کی جبکہ دل پر بوجھ بڑھ گیا

"عافی"اس نے گردن نہیں اٹھائی

مامون نے اس کا ہاتھ تھاما"میری طرف دیکھو عافی"

عافی نے اسے دیکھا،آنسوؤں میں روانی آئی تھی

"مامون مجھے ایک مضبوط عورت نہیں بننا،مجھے کمپرومائز نہیں کرنا،مجھے سب چاہیئے،مجھے بھی باقی لڑکیوں کی طرح اچھا کھانا اور پاکٹ منی چاہیئے،دل مار مار کر میں خود مر گئی ہوں،مجھے فیوچر کے خواب مت دکھایا کریں،مجھے آج کو توجی لینے دیں،مجھے اٹینشن چاہیئے،مجھے عید پر کپڑے چاہے نہ لا کردیں مگر مجھے کتابیں چاہیئے"

مامون آگے بڑھا اور اس کا سر اپنے سینے سے لگایا"اوکے۔۔اوکے۔۔ریلیکس،میں سمجھ سکتا ہوں تم کس دور سے گزر رہی ہو۔۔میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم تھک گئی ہو،ریلیکس"اس نے نرمی سے عافی کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

وہ روئے جا رہی تھی،اس وقت گھر پر کوئی نہیں ہوتا تھا۔نہ اس کے نانا نہ اس کی اماں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم اچھا کھانا اچھی پاکٹ منی اور من پسند کتابیں ڈیزرو کرتی ہو عافی۔۔ بار بار کا دل مارنا انسان کو تھکا دیتا ہے، میں سمجھ سکتا ہوں۔ تم پریشان نہیں ہو میں ممی کو کچھ نہیں بتاؤں گا، تم میری بہن ہو اور میں تمھارا پروٹیکٹر، عافی مضبوط نہیں بنے گی عافی کو اب دل نہیں مارنا۔ عافی اپنے دل کے ساتھ جیئے گی" وہ خاموش ہو گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں، اس کی آواز نرم اس کا لمس سکون تھا۔ پھر اس سے جدا ہوئی

"آئی ایم سوری مامون" وہ پھر سے رونے لگی

"نہیں نہیں۔۔ اٹس اوکے" اس نے عارفین کے آنسو صاف کیے

"میں آئندہ اس لڑکے سے نہیں ملوں گی، وہ اور بھی لڑکیوں سے ملتا ہے"

مامون نے فقط سر ہلایا اور سارے پھول چاکلیٹس اور کتابیں ڈسٹ بن میں پھینک دیں۔

منظر پھر سے بدل گیا اور وہ باہر باغ میں بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے بہت سے بچے بیٹھے پڑھ رہے تھے اور وہ ان پر رعب جھاڑتی انھیں ڈانٹ رہی تھی۔ مامون باہر کے گیٹ سے اندر داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک اور پیزے کا ڈبہ تھا۔ عافی اسے دیکھ کر مسکرائی، کچھ پل بیتے اور دونوں بہن بھائی ساتھ بیٹھ کر پیزا کھاتے کولڈ ڈرنک پیتے باتیں کر رہے تھے۔ عافی نے ساتھ پڑا اپنا بیگ کھولا اور اندر سے پیسے نکال کر مامون کو دکھائے

"یہ دیکھو۔۔ تمھاری بہن امیر ہو گئی ہے" اور ہنس دی

مامون بھی ہنسا"ادھار دے دو۔۔ہزار دو ہزار"

"پچھلے مہینے کا پانچ سو واپس کرو"اس نے کمر پر ہاتھ باندھ لیے۔

مامون نے سانس خارج کی"میں غریب بندہ ہوں۔۔تم سمجھا کرو یار"

وہ مسکرائی اور چند نوٹ نکال کر اس کے سامنے رکھے۔پھر کولڈ ڈرنگ کا گھونٹ بھرا

"شام میں میں نے کچھ بکس لانی ہیں۔۔میرے ساتھ چلو گے؟"

"شیور۔۔اب تو چلوں گا چاہے چاند تک لے جاؤ"اس نے جلدی سے پیسے پکڑے اور اپنی جیب میں ڈال لیے

عافی ہنس کر رہ گئی

"تمھیں پتہ ہے کل ہم نے کالج میں ایک فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی ارینج کی تھی،بہت مزہ آیا۔وہ گھر سے پاستہ بنوا کر لائی تھی اور بہت مزے کا تھا۔اب میرا برتھ ڈے آنے والا ہے اور میں پچھلے تین مہینے سے پیسے جوڑ رہی ہوں۔۔اتنے پیسے ہو گئے ہیں کہ تین پارٹیز کر سکتی ہوں"وہ سر جھکائے بتائے جا رہی تھی اور مامون اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔اس کی بہن کتنی بدل گئی تھی،اب اسے دل مارنا نہیں پڑتا تھا۔

قید خانے میں بیٹھا مامون مسکرا دیا،بلبل کو قید میں اپنے اچھے دن سب سے زیادہ یاد آتے ہیں اور اچھے دن یاد کرنے سے برے دنوں سے رہائی نہیں ملتی۔اس کے لیے دل کو مار کر دماغ کی ماننی پڑتی ہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ملیحہ مامون کی جگہ پر آفس گئی تھیں۔کچھ میٹنگز تھیں اور کچھ پیپر زپر سائن کرنے تھے وہ انھوں نے کیا۔ابھی تو وہ فقط یہی کہہ سکی تھیں کہ ایمرجنسی میں اسے کہیں جانا پڑا ہے کچھ دن تک لوٹ آئے گا۔رابیل آفس سے آئی تو نیا نوٹس اس کے انتظار میں تھا۔جس کا ذکر معاذ دوپہر میں کر رہا تھا وہ واقعہ اب ہونے کو تھا۔رابیل اورنگزیب اور مامون آفندی کو پولیس اسٹیشن بلایا گیا اور وہ اس وقت پولیس اسٹیشن میں بیٹھی تھی۔اس کے بال جوڑے میں مقید تھے،دوپٹہ گلے میں تھا اور وہ پولیس آفیسر کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔ساتھ والی کرسی پر اشعر بیٹھا تھا اور وہ غور سے انسپیکٹر کی بات سن رہے تھے۔

"آپ کے ہزبینڈ کہاں ہیں؟"سیاہ خاکی وردی میں ملبوس انسپیکٹر پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔تھانے میں اس وقت خاموشی سی تھی،تھانیدار رابیل کو دیکھ رہا تھا،ایک طرف فائل کھولتا وردی میں ملبوس آفیسر کنکھیوں سے انھیں دیکھ رہا تھا۔ایک طرف دیوار کے ساتھ میز پر ایک شخص بیٹھا تھا جس کے ساتھ کیمرہ پڑا تھا۔

رابیل کے چہرے کی سنجیدگی میں ذرا فرق نہیں آیا۔وہ پر اعتماد لگ رہی تھی۔

"ہمیں نہیں پتہ"

"آپ مسز مامون آفندی نہیں جانتیں کہ آپ کا شوہر کہاں ہے؟" وہ آگے کو ہوا اور دلچسپی سے رابیل کو دیکھا۔

"جی۔۔پارٹی کی اگلی رات میرے ہزبینڈ گھر نہیں آئے" اس نے سادگی سے کہا تھا جبکہ وہ جانتی تھی کہ انسپیکٹر نہیں مانے گا

اس نے اشعر کو دیکھا، پھر رابیل کو "یہ آپ کے بھائی ہیں؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا "جی۔۔یہ میرا بھائی ہے"

انسپیکٹر نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر اشعر کو دیکھا "آپ کو پتہ ہے آپ کی بہن کیا کہہ رہی ہے؟ آپ کے بہنوئی غائب ہیں"

اشعر نے سر اثبات میں ہلایا "جی۔۔میری بہن سچ بول رہی ہے"

"اپنے شوہر کی گم شدگی کی رپورٹ آپ نے کس تھانے میں کرائی ہے؟" وہ اب سنجیدگی سے رابیل کو گھور رہا تھا

اس نے شانے اچکائے "ہم نے کوئی رپورٹ نہیں کرائی"

انسپیکٹر ہنس دیا۔اس کی ہنسی میں طنز اور مذاق تھا

"آپ کا شوہر غائب ہے۔۔آپ کے مطابق وہ گم شدہ ہیں اور آپ نے کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی ۔۔اس کا مطلب آپ جانتی ہیں کہ آپ کا شوہر کہاں ہے؟" وہ تنے نقوش سے رابیل کو دیکھنے لگا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں؟" پھر آگے کو ہوئی "آپ ایک کام کریں نا، آپ انھیں ڈھونڈ لائیں۔ ہمارا کام بھی آسان ہو جائے گا"

انسپیکٹر نے سانس خارج کی "جس وقت نایاب ناہید کا قتل ہوا تھا آپ وہیں تھیں؟"

"جی" جواب کھٹاک سے آیا تھا

"کہاں تھیں؟"

"میں اپنے شوہر کے ساتھ کھڑی تھی" وہ نہ گھبرائی نہ ڈگمگائی

"اس شوہر کے پاس جو کہ اب غائب ہے" پھر سر اثبات میں ہلایا "صحیح صحیح"

پھر آگے کو ہوا۔ رابیل کی آنکھوں میں دیکھا "کون گواہ ہے آپ کا کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ ہال میں تھیں"

"جمال احمد" اس نے کھٹاک سے بڑی پر اعتمادی سے جواب دیا تھا

انسپیکٹر پیچھے ہوا، سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر گلا کھنکھارا "کیا آپ کو یقین ہے؟"

"جی۔۔ آپ ابھی انھیں کال کر کے پوچھ سکتے ہیں"

انسپیکٹر نے فقط سر ہلایا۔

"آپ کے مطابق آپ کے شوہر پارٹی کی ایک رات بعد غائب ہو گئے یعنی گم ہو گئے۔۔ اور پارٹی والی رات ایک عورت کا قتل ہوتا ہے اور اس پارٹی میں آپ دونوں بھی تھے اور اس پارٹی کی سی سی ٹی وی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فوٹیج غائب تھی۔۔آپ کو نہیں لگتا یہ سارے واقعات ایک کڑی کی صورت میں ملے جلے ہیں" وہ آنکھیں چھوٹی کیے رابیل کو دیکھ رہا تھا

اشعر آگے کو ہوا" اندازے لگانے سے معاملات اور کیس حل نہیں ہوتے۔۔میری بہن اس پارٹی میں اکیلی نہیں تھی، کئی سو لوگ تھے۔ان کے پیچھے پڑیں" اس نے سختی سے کہا تھا

انسپیکٹر نے سانس خارج کی اور اکڑ کر بیٹھ گیا

"دیکھیں جی آپ کی بہن کی باتیں بڑی کھوکھلی سی ہیں، شوہر کہاں ہے۔۔وہ گم ہے، شوہر ہے کہ کوئی کھلونا، اچھا خاصا بندہ ہے۔وہ کہیں چھپا ہے بات الگ ہے"

"زبان سنبھال کر بات کریں" رابیل تپ گئی۔

اشعر نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دبایا البتہ دیکھ وہ انسپیکٹر کو رہا تھا" ہم نے آپ کو کھلی چھوٹ دی ہے کہ آپ انھیں ڈھونڈ نکالیں۔۔مل گئے تو ہمیں بھی بتایئے گا" وہ لگی تحمل کا مظاہرہ کر رہا تھا

انسپیکٹر آگے کو ہوا" جمال احمد کے علاوہ کوئی اور گواہ؟"

اور ایک بھاری مردانہ آواز اسے تھانے کے دہانے سے آئی تھی

"جمال احمد ہی کافی ہے"

اس کی نظر سامنے گئی، ایک دم سے ہڑبڑا کر کھڑا ہوا اور ہاتھ کنپٹی تک لے گیا

"سلام سر!"

رابیل نے مڑ کر دیکھا مگر کھڑی نہیں ہوئی۔ تھانے میں بیٹھا ہر شخص چوکنا ہو گیا، بیٹھے ہوئے کھڑے ہو گئے اور جو اونگ رہے تھے وہ ایک دم محتاط ہو گئے

اس کے باڈی گارڈ دائیں بائیں کھڑے تھے۔اس نے ایک قدم آگے بڑھایا، پھر دوسرا اور انسپیکٹر کے لب ہلے

"آپ ایک کال کر دیتے سر۔۔"

وہ عین انسپیکٹر کے سامنے تھا۔ پھر رابیل کو دیکھا، پھر انسپیکٹر کو

"وہ کہہ رہی ہیں نا کہ میں گواہ ہوں تو میں ہوں۔۔ان کے شوہر اور یہ میرے ساتھ موجود تھیں۔۔ تم اپنا دماغ درست کر کے تفتیش کا رخ صحیح طرف موڑو"

رابیل کھڑی ہو گئی۔اشعر بھی کھڑا ہوا۔جمال احمد نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا

"آئندہ انھیں پریشان نہیں کرنا۔۔ان کے شوہر کہاں ہیں کیوں ہیں۔۔ تمھارا مسئلہ نہیں" وہ رابیل کو دیکھتے بولا تھا۔

پھر انسپیکٹر کو دیکھا" سمجھے ؟" وہ بلا کا سنجیدہ تھا

"یس سر" اس نے تابعداری سے سر ہلایا تھا۔

سفید قلف لگی شلوار قمیض اور سیاہ ویسٹ کوٹ والے شخص نے سر جھٹکا اور باہر کی طرف بڑھا۔

رابیل نے ایک نظر آفیسر کو دیکھا پھر باہر آ گئی۔اشعر اس کے ساتھ تھا۔

جمال احمد نرم مسکراہٹ لیے اس کے سامنے کھڑا تھا

"مجھے زرار نے بتادیا تھا۔۔آئی نو مجھے آپ کے پیچھے آنے کی ضرورت نہیں تھی مگر۔۔مجھے آنا تھا"

وہ مسکرایا اور رابیل بھی مسکرادی

اشعر آگے بڑھا اور مسکرایا "آپ کی کال ہی کافی تھی۔۔ایسے ہی زحمت کی"

مسکراہٹ ہنوز قائم رہی۔اس نے پہلے رابیل کو دیکھا پھر اشعر کو "آپ کے لیے میں ہر بار آسکتا ہوں" اور سر کو ذرا سا خم دیا

رابیل نے ایک نظر اسے دیکھا،اس کے انداز میں بے پرواہی تھی۔پھر سانس خارج کی

"شکریہ۔۔اب ہمیں چلنا چاہیئے"

جمال احمد نے ہاتھ بڑھا کر اشعر کے کندھے کو ذرا سا چھوا "اوکے۔۔ٹیک کیئر"

وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔سفید شلوار قمیض والا جمال احمد اسے دیکھ رہا تھا۔اشعر بیٹھا اور گاڑی اپنے راستے چل پڑی۔۔اس نے سانس خارج کی،زیر لب بڑبڑایا

"تجھ پر اٹھی ہیں وہ کھوئی ہوئی ساحر آنکھیں

تجھ کو معلوم ہے کیوں عمر گنوادی ہم نے"

اور ہنس دیا۔پھر مڑا اور شوفر نے دروازہ کھولا۔وہ اندر بیٹھ گیا اور دروازہ بند ہوا۔وہ اپنے رستے چل دیا۔

یہاں سے دور قید خانے میں نیلی نیلی روشنی تھی۔قیدی شاید اس اندھیرے کے عادی تھے۔ایک طرف ایک بنکر پر مامون بیٹھا تھا،وہ کھانا کھا رہا تھا اور سر جھکا ہوا تھا۔وہاں باقی لوگ بھی بیٹھے کھا رہے تھے مگر اس کی کسی سے کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔آج کھانے میں روٹی کے ساتھ آلو تھے،پانی کا گلاس۔یہاں کا پانی شاید کھارا تھا،پینے پر عجیب سا ذائقہ آتا تھا مگر اسے یہاں کون سا ہمیشہ رہنا تھا۔اس نے نوالہ توڑا سالن سے لگایا اور منہ میں رکھا،پھر چبانے لگا

"میں یہاں بیٹھ کر دل کو دماغ پر حاوی نہیں کر سکتا۔جذبات عقل پر حاوی ہونے لگے تو انسان کو قیدی بنا دیتے ہیں اور مامون آفندی نے ہمیشہ دل کو دماغ سے استعمال کیا ہے"

اس نے چبایا ہوا نوالہ اندر نگل لیا اور پھر دوسرا نوالہ توڑا

"میں بلبل ہر گز نہیں ہوں۔میں یہاں بیٹھ کر نوحہ کناں تو ہونے سے رہا۔یہ بات تو میں بھی جانتا ہوں کہ یہاں سے اگر کوئی شخص مجھے نکالے گا تو وہ مامون ہو گا۔میں عقاب ہوں،میری نظر آسمان پر ہے۔میں قید نہیں رہ سکتا،میں بلبل نہیں بنوں گا"

اس نے تیسرا نوالہ توڑا اور سالن سے لگا کر منہ میں رکھا۔کھانے میں نمک شاید کم تھا مگر کیا فرق پڑتا ہے۔وہ کھانے کے لیے نہیں جیتا جینے کے لیے کھاتا تھا۔

"میری سب سے اچھی عادت یہ ہے کہ میں ڈینائل کی سٹیج سے غصے کی سٹیج تک بہت جلدی آتا ہوں اور پھر قبولیت کا درجہ۔۔میں قبول کرنے کے معاملے میں بہت اچھا ہوں اور میں ہمیشہ سے مسئلے یا

مشکل کو قبول کر کے اس کا حل نکالنے کی طرف مائل ہوتا ہوں۔میں قبول کر چکا ہوں کہ میں قید ہوں اور شہاب نے مجھے قید کیا ہے۔وہ مجھے ٹارچر کر رہا ہے مگر میں اس قید سے نکل جاؤں گا۔میں اس مسئلے کا حل بھی نکالوں گا"

اس نے پانی کا گھونٹ بھرا اور پھر جھک کر اگلا نوالہ توڑا۔سالن سے لگایا اور منہ میں رکھا

"اس مشکل سے میں تب ہی نکلوں گا جب میرا دماغ میرے دل کے ساتھ مل کر کام کریں۔میں دماغ سے دل کو کنٹرول کروں گا اور دل سے دماغ کا استعمال کروں گا۔۔دماغ کو کام کرنے کے لیے انرجی چاہیئے اور وہ کھانے سے ملے گی۔۔میں کھانا کھاؤں گا اور ان فضول کے جھگڑوں سے دور اپنا راستہ بناؤں گا"

اس نے مزید ایک نوالہ منہ میں رکھا۔

"میں تھک گیا ہوں اور اب مجھے آرام چاہیئے،ایک بریک شاید خوشی اور وہ مجھے ڈوپامین سے ملے گی ۔۔"

وہ مسکرایا،دل کو سکون سا ملا اور تھکاوٹ ختم ہونے لگی

"ڈوپامین!"

“I’ll do what I better do”

وہ جانتا تھا اسے کیا کرنا تھا۔اس نے پلیٹ ایک طرف کو کی اور مسکراہٹ گہری ہوئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زندان کی تاریخ بدلنے جارہی تھی۔

ہر گزرتے پل کے ساتھ رات مزید حسین مگر اداس تھی۔فرحین سونے میں ناکام ہوئی تو اس نے کتاب پکڑی اور باہر بالکنی میں آبیٹھی۔بھلا کتابوں سے اچھا بھی کوئی دوست ہوا ہے؟وہ فرش پر کتاب کھولے،ایک ٹانگ فولڈ کیے دوسری ٹانگ کے گھٹنے سے سر لگائے بیٹھی تھی۔اس نے چٹیا کی ہوئی تھی اور ہوا سے چٹیا سے باہر نکلیں چند لٹیں لہرا رہی تھیں۔اس کی گردن کتاب پر جھکی تھی، کمرے کے دروازے پر آج چٹکی نہیں لگی تھی۔بالکنی کے دروازے پر آئے پردے ہوا سے اندر جارہے تھے۔اس نے صفحہ پلٹا اور کوئی اس کے ساتھ آکھڑا ہوا،اس نے کتاب کے پاس کسی کے پاؤں محسوس کیے،اس نے نظر ترچھی کر کے پاؤں دیکھے پھر نظر اوپر کی طرف بڑھی اور اس نے گردن اٹھائے ساتھ کھڑے شخص کو دیکھا۔وہاں اس کی ماں کھڑی تھی۔وہ فری کو گردن جھکائے دیکھ رہی تھیں،نائٹ گاؤن میں ملبوس خاتون جن کی آنکھیں فری جیسی تھیں۔وہ وہیں نیچے بیٹھنے لگی تھیں مگر فری کھڑی ہو گئی اور بالکنی میں پڑے جھولے کی طرف بڑھی۔اس کی ماں ساتھ بیٹھی اور پھر فری بیٹھ گئی،اس نے گھٹنے سینے سے لگائے تھے اور اپنی ماں کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔انھوں نے سانس خارج کی

"مجھے نیند نہیں آرہی تھی فری" گلے میں کچھ اٹکا،کون سی بات کہاں سے شروع کریں

"مجھے تمھاری فکر ہو رہی تھی" ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ چمک جو آنکھوں میں پانی بھرنے سے جھلکتی ہے۔

فری نے سر گھٹنوں پر جمایا۔ دل میں کئی شکوے تھے۔ بچپن سے جوانی اور جوانی سے دربدری تک۔۔

اس نے

تھوک نگلا مگر گلے میں درد سا اٹھا۔ رات کی ٹھنڈی ہوا اسے اچھی لگ رہی تھی مگر کیوں لگ رہی

تھی؟ کیا اس نے یہی چاہا تھا کہ اس کی ماں اس کے پاس سارے زمانے کو چھوڑ کر یونہی بیٹھے۔ اس نے

سانس خارج کی

"میں ٹھیک ہوں ممی۔۔ آپ کو میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں"

اسے اپنی ماں کے چہرے پر دل کا حال دکھا۔ وہ بہت کڑوا بہت تیکھا یا بہت جلا کٹا بولنا چاہتی تھی مگر

جانے کیوں نہیں بول پائی۔۔ شاید اس لیے کہ وہ اس کی ماں تھیں

انھوں نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے ماتھے کو چھوتی لٹ کو پیچھے کیا۔ پھر اس کے گال کو چھوا۔

"میں نے تمھیں بہت مس کیا تھا بیٹے"

وہ ہنس دی۔ پھر سر اٹھایا، گردن موڑی اور آسمان دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں کے کٹورے بھر گئے

تھے۔ وہ اپنی محبت اپنی فرصت لے کر آئی تھیں جب کہ وہ بیگانہ ہو چکی تھی۔

"تم کیا سوچتی رہتی ہو فری؟"

وہ اسی طرح آسمان پر ستارے دیکھتی رہی۔آنسو آنکھوں کی قید سے آزاد ہوئے اور کنپٹی سے بہتے کانوں کی طرف سفر کر گئے

"پتہ ہے ممی جب میں جنت میں جاؤں گی تو کیا مانگوں گی؟"پھر توقف کیا"میں اشعر کو مانگوں گی،وہ میرا ساتھی میرا ہمسفر ہے۔میں جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے وہاں بھی میرا ساتھی منتخب کیا ہو گا" پھر خاموش ہو گئی۔آنسوؤں میں روانی آگئی

"آپ سب نے مجھے پہلے توڑا پھر چھوڑ دیا۔پھر پکڑ کر روند دیا،آپ سب میں سے کسی کو مجھ سے پیار نہیں تھا۔شاید میں پیار کے قابل نہیں تھی،آپ کے پیار کے قابل نہیں تھی۔ممی!مجھے اللہ نے بنایا ہے وہ کیسے چھوڑ سکتا ہے؟اس نے فری کو روتے دیکھا ہے روتے سنا ہے۔وہ فری سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہے،اس نے میرے لیے اشعر کے دل میں محبت ڈالی۔ایسی محبت جو زمانے کی ہر شرط سے آزاد ہے۔اگر کبھی جنت میں میں نے آپ کو

دیکھ بھی لیا نا تو میں انجان بن جاؤں گی۔میں آپ سے ملنے کی خواہش نہیں کروں گی،میں کبھی نہیں چاہوں گی ہم دوبارہ ملیں۔میں ساری دنیا میں صرف ایک شخص کو چاہتی ہوں اور وہ اشعر ہے۔آج نہیں تو کل وہ مجھے لے جائے گا،میں اس کے ساتھ رہوں گی۔پھر کبھی مجھے آپ کے اس قید خانے میں نہیں آنا پڑے گا،میں آزاد ہو جاؤں گی۔مجھے بلبل کی طرح رونا نہیں پڑے گا۔میں اشعر کے ساتھ ایک گھر بناؤں گی ایک فیملی اور اپنے بچوں سے بہت محبت کروں گی۔میں اپنی بیٹی کو ایسے

چاہوں گی جیسے کبھی میں نے چاہا تھا کہ آپ مجھے چاہیں۔میں اپنے بیٹے کے ساتھ ویسے کھڑی رہوں گی جیسے میں نے کبھی چاہا تھا کہ بابا میرے ساتھ کھڑے رہیں۔میں اشعر اور اپنے بچوں کے ساتھ وہی زندگی گزاروں گی جیسی میں نے کبھی آپ کے اور بابا کے ساتھ گزارنے کے خواب دیکھے تھے، وہ خواب جو ٹوٹ گئے اور ان کی کرچیوں نے میری روح زخمی کر دی"

اور خاموش ہو گئی۔پھر سر جھکا لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔اس کی ماں بس اسے دیکھتی رہی۔شاید بہت دیر ہو گئی تھی، شاید وہ فری کو ہمیشہ کے لیے کھو چکی تھیں اور یقیناً اب وقت واپس نہیں پلٹ سکتا تھا۔

"فری۔۔میں نے جو کیا تمھارے بھلے کے لیے کیا تھا بیٹے۔۔کون سی ماں اپنی بیٹی کے لیے برا چاہے گی" وہ نرمی سے اس کی سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں۔

فری نے سر نہیں اٹھایا، اس کی آنکھیں بند تھیں۔وہ سونا چاہتی تھی

"مجھ سے بات کرو فری" انھوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا مگر اس نے سر اٹھایا۔

پھر ٹانگیں جھولے سے نیچے اتاریں اور کتاب پکڑ کر کھڑی ہوئی۔پھر ہتھیلی سے آنکھیں خشک کیں اور اپنی ماں کو دیکھا

"گڈ نائٹ ممی"

اور وہاں سے مڑ گئی۔اسے سونا تھا اور بہت سا سونا تھا۔اس کی ماں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مگر وہ اندر

جا چکی تھی۔وہ اس کے دل کو آب زم زم سے بھی دھو لیں تب بھی اس کے دل میں اپنی جگہ نہیں بنا پائیں گی۔ماں بچے کی پہلی درس گاہ، پہلی گود اور پہلی محبت ہوتی ہے۔اولاد کو ماں کی طرف سے دھتکار ملے تو زمانے کی

گرد اس کا مقدر بن جاتی ہے اور فری ہمیشہ سے وہ گرد اپنے دامن میں سمیٹتی آئی تھی۔اب وقت تمام ہوا تھا،اس کی آزمائش ختم ہونے والی تھی اب صلے کا وقت تھا اور آزمائش کے بعد ملنے والے صلے عظیم ہوتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روشنی نے عرش سے فرش تک سفر کیا اور اس زندان کے روشندان میں سے ہوتی اندر داخل ہوئی۔

آج سب قیدی بڑے خاموش خاموش سے بیٹھے تھے،ان بنکرز میں سے کوئی بنکر مامون کا نہیں تھا۔

وہ زمین پر بیٹھا سب کو دیکھ رہا تھا۔پچھلی دیوار سے ٹیک لگائے،ایک ٹانگ فولڈ کیے اور دوسرے گھٹنے پر بازو رکھے۔اس نے بالوں میں سے ہاتھ گزارا مگر ایک عجیب سا احساس ہوا۔اس کی کمر کا زخم اب بھرنے لگا تھا۔وہ اٹھا اور نل کی طرف بڑھا،نل کھول دیا اور پانی تیزی کے ساتھ بالٹی میں گرنے لگا۔

بنکرز پر بیٹھے کچھ خاموشی سے شطرنج کھیل رہے تھے اور کچھ سوئے تھے جب کہ بھاری جسامت اور

موٹے پیٹ والا اپنے بنکر پر بیٹھے سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔ صبح سے رات تک وہ ایک ڈبیہ لازمی سگریٹ کی ختم کرتا تھا۔ بالٹی بھر گئی اور مامون نے سر جھٹکا۔ نیچے جھکا اور نل بند کر دیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے بالٹی کے کنارے تھامے اور سارا پانی خود پر انڈیل لیا۔ ایک ٹھنڈک اور تازگی کا احساس تھا۔ اس نے خالی بالٹی نل تلے رکھی اور پھر سے نل کھول دیا۔ پانی سے اس کے بال گیلے ہو کر ماتھے سے چپک گئے، سیاہ بنیان جو کہ پیچھے سے پھٹی تھی اس کے جسم سے چپٹی پڑی تھی۔ اس کے پاؤں میں نہ جوتا تھا نہ جرابیں۔ نچلے بنکر پر بیٹھا سگریٹ پھونکتا شخص مامون کو پیر سے سر تک گھور رہا تھا۔ اس کے گھورنے کے انداز میں ایک دلچسپی تھی۔ اس نے مامون کے پاؤں دیکھے، صاف ایڑیاں اور نفاست سے کٹے ناخن، نظر اوپر اٹھی تو اس کے پہلو میں گرے ہاتھوں پر گئی۔ ابھری ہوئی نسیں، ہاتھوں کی پشت پر ہلکے بال اور ناخن قید خانے میں وقت گزارنے کے باوجود صاف تھے۔ اس کے اعصاب مضبوط تھے، کسرتی بازو اور چست جسامت۔ ضرور وہ ورزش کرتا رہا ہو گا۔ اس شخص نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا، گندے میلے ناخن اور موٹے ہاتھ، بازو دیکھے تو بہت سی چربی تھی جو کہ بغل سے آگے کی طرف لٹک رہی تھی۔ نظر اپنے ابھرے پیٹ پر گئی تو وہ سانس لے کر رہ گیا، ایڑیاں پھوٹی ہوئیں اور پاؤں گندے تھے۔ اس نے مامون پر آخری نظر ڈالی جو کہ اپنے اوپر پانی انڈیل رہا تھا، پھر یہ سوچ کر مسکرایا کہ کچھ دن وہ بھی یہیں رہے گا تو اس کے جیسا ہو جائے گا۔ اس کے ناخن بھی میلے

ہوں گے اور اس کا پیٹ بھی باہر نکل آئے گا۔اس کے بال گرنے لگیں گے اور اس کی شفاف رنگت بھی سانولی ہو گی اور پھر بھدی۔

دفعتاً قید خانے میں سرسراہٹ ہوئی تھی۔دائیں طرف کی دیوار اپنی جگہ سے ہٹی تھی اور تب اتنے دن میں پہلی بار مامون نے باہر کا کچھ منظر دیکھا تھا اور منظر کیا تھا، فقط ایک دیوار۔سیاہ تھری پیس میں ملبوس ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص اندر داخل ہوا، سب سہم کر بیٹھ گئے۔اس کے پیچھے دو گارڈز تھے، سب کے چہرے پر ایک محتاط سا تاثر تھا سوائے مامون کے۔وہ عین مامون کے سامنے آ کھڑا ہوا اور ہنسا

"لگ رہے ہو نا جانور"

اس کے گیلے بال ایک انچ بڑھ گئے تھے کو کہ ماتھے سے چپکے تھے۔چہرے پر سنجیدگی تھی، اس نے اس شخص کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔

"سنا ہے بہت مار پیٹ کی تم نے، اچھا دماغ ہلا تھا تمھارا"

یہاں قیدیوں کے گروپس بنے تھے اور کل ایک گروپ اس کمرے سے باہر گیا تھا تب وہ سو رہا تھا۔

قیدی یہاں سے

جاتے تھے تو اچھا کھانا کھاتے تھے، نیا یونیفارم پہنتے تھے اور ہنستے ہوئے آتے تھے۔انھیں کیا پتہ آزادی کیا ہے؟ فقط مامون تھا جس کے نہ تو کپڑے بدلے ہوئے تھے نہ اسے اچھا کھانا ملا تھا مگر وہ لفظ ازادی سے واقف تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مامون نے اس شخص کو گھورا اور اس کے پاس سے گزرا، ابھی ایک قدم آگے بڑھایا ہو گا کہ اس کی آواز مامون کی سماعت سے ٹکرائی

"بیوی تمھاری تھانے گئی تھی" وہ رک گیا، وقت وہیں تھم گیا۔ اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں اور کان کھڑے ہوئے۔ اس نے مڑ کر اس شخص کو گھورا

"اب اس کی باری ہے" اور ہنس دیا۔ مامون کے جبڑے بھینچ گئے، آنکھوں میں گلابی پن اترا۔ اس شخص نے سرگوشی کی

"شہاب کا دل آ گیا ہے اس پر"

اور اس کا بس اتنا ہی کہنا تھا کہ مامون نے اس کے منہ پر اتنی زور سے مکا رسید کیا تھا کہ اس کا جبڑا ہلنے کی آواز اس کے دائیں بائیں کھڑے گارڈز نے بھی سنی تھی۔ خون کا فوارہ منہ سے نکلا اور سامنے والی دیوار پر اپنا رنگ چھوڑ گیا۔ گارڈز آگے بڑھے اور مامون کو بازوؤں سے سختی سے تھام لیا۔ اس شخص نے اپنا منہ اوپر کیا، بولنے کے لیے لب کھولے مگر جبڑا اپنی جگہ سے ہل چکا تھا۔ وہ بول نہیں پایا۔

مامون نے اس کی آنکھوں میں گھورا "وہ ملکہ ہیں۔ اپنی اور اپنے محل کی حفاظت کرنا جانتی ہیں۔ تم سب اس عورت کے ہاتھوں ذلیل ہو گے" اور کہتے ہی اس نے اپنے بازو چھڑائے اور وہاں سے مڑ گیا۔ اس کا رخ بائیں بنکر کی طرف تھا جہاں بھاری جسامت والا شخص ابھی بھی سگریٹ پھونک رہا تھا۔ مامون کو دیکھتے ہی ذرا سا ساتھ ہوا اور سگریٹ بجھا دی۔

سیاہ تھری پیس میں سوٹڈ بوٹڈ شخص اس کی طرف بڑھا اور بڑی مشکل سے بولا

"شہاب تمھیں نہیں چھوڑے گا۔۔تم اس کے ہاتھوں مروگے"

مامون نے اس کی بات سن کر برا سا منہ بنایا۔پھر اس کی نقل اتاری

"رارارارارا۔۔چل،منہ سیدھا کر اجا کے"ہاتھ کا مکا بنا کر ہاتھ ہوا میں بلند کیا تو وہ سہم کر پیچھے ہٹا۔

قیدی اپنی قطار درست کر رہے تھے،انھیں لے جایا جا رہا تھا۔

رابیل نے آج سیاہ گھٹنوں تک آتی شرٹ تلے بھوری بیگی جینز پہن رکھی تھی۔اس کے بال فرنچ جوڑے میں مقید تھے۔سٹوڈیو میں کام کرتی رابیل ہر شے سے بے گانہ تھی۔وہ آج کل یونہی چپ چپ سی رہتی تھی جیسے ہر وقت کچھ سوچ رہی ہے،کسی کو سوچ رہی ہے۔اس کے ہاتھ میں سیاہ نیٹ تھی اور وہ اپنے ساتھ کھڑی ڈیزائنر کو ہدایات دے رہی تھی۔پاؤں میں بھوری بلاک ہیلز تھیں، گال گلابی مگر آنکھیں تھکی تھکی سی تھیں۔اس نے آنکھیں بند کر کے خود کو نارمل کیا،سامنے کھڑی لڑکی سے مخاطب ہوئی

"آپ اسے میرون پرنٹ کر کے لائیں۔۔باقی ابھی حذیفہ آتے ہیں تو میں آپ کو ڈسکس کر کے بتاتی ہوں کہ مزید کتنی نیٹ چاہیئے"اس نے نیٹ لڑکی کے ہاتھ میں دی۔لڑکی وہاں سے چلی گئی۔معاذ

نے اس کی کافی میز پر رکھی،اس نے سامنے مجسمے سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا۔وہ مسکرایا مگر رابیل نہیں مسکرائی۔

"پانی"وہ ہاتھ کی مٹھی بنا کر انگوٹھا ہونٹوں تک لے گئی اور ہونٹ فقط ہلائے۔وہ سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا۔دن دوپہر میں کیسے ڈھلا اور اب دوپہر کیسے ڈھل رہی تھی کوئی رابیل سے پوچھے۔دن میں کتنے گھنٹے کیسے گزرتے ہیں اور زندگی کتنی لمبی ہے اس وقت رابیل سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ہال کے دروازے سے حذیفہ آتا دکھائی دیا۔رابیل کو دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھا،وہ متوجہ ہوئی اور دھیما سا مسکرائی۔اس نے مسکراتے ہوئے مجسمے کی طرف ابرو سے اشارہ کیا"بلیک میں میرون مل گیا"

اس نے سر اثبات میں ہلایا"پتہ نہیں۔۔مگر مجھے اچھا لگا"شانے اچکائے

وہ ایک قدم آگے آیا اور سرگوشی کی"شادی کے بعد پتہ نہیں چلتا مگر سب بدل جاتا ہے"اور ہنس دیا رابیل بھی مسکرائی تھی۔پھر سر ہلایا اور دونوں ایک ساتھ سامنے مجسمے کو دیکھنے لگے۔رابیل نے میز پر پڑے سیاہ سٹونز اس کی طرف بڑھائے،اس نے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے۔کچھ سوچتے ہوئے سر نفی میں ہلایا

"پچھلا جو ڈریس آپ نے ڈیزائن کیا تھا اس پر بھی سٹونز تھے نا۔۔اب کی بار رہنے دیں"

اس نے منع کر دیا اور رابیل نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

"آپ مجھے آج کا ٹائم دیں۔میں آپ کو نیا ڈیزائن دکھاتا ہوں۔۔اس بار وہ ٹرائی کرتے ہیں"اس نے پھر سر ہلایا مگر بولی کچھ نہیں۔

وہ جھک کر گاؤن کے کپڑے کو چھوتا اسے کچھ اور بھی بتا رہا تھا اور وہ غور سے سنتی اس کی بات سمجھ رہی تھی۔پیچھے شاید کسی نے سکرین آن کی تھی۔وہاں کچھ دن تک نئ آنے والی فلم کا پری میئر دکھایا جا رہا تھا جس میں اس فلم کی کاسٹ ڈائریکٹر پروڈیوسر اور ڈیزائنرز وغیرہ شامل تھے۔میڈیا والے بھی اپنی خبریں اکٹھی کرنے وہاں پہنچ چکے تھے۔اس وقت بریک کا وقت چل رہا تھا مگر رابیل کو سکون کہاں میسر تھا۔حذیفہ بھی آج دیر سے آیا تھا،معاذ نے پانی کا گلاس میز پر رکھا اور خود سٹول پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔اس کے ہاتھ میں فون تھا اور وہ گردن جھکائے سکرین سکرول کر رہا تھا۔حذیفہ چلا گیا اور رابیل نے میز کے گرد سے کرسی باہر نکالی۔پھر بیٹھی اور پانی کے چند گھونٹ بھرے

"آپ کو کیسا لگ رہا ہے اس فلم کا حصہ بن کر۔۔یہ دوسری بار ہے کہ آپ کی وارڈروب کو اس فلم کے لیے چنا گیا ہے"وہاں قریب سے ایک لڑکی کی آواز گونج رہی تھی جو شاید کسی سے سوال کر رہی تھی۔سکرین سے ابھرتی لڑکی کی آواز

پھر سکرین سے ایک مرد کی آواز ابھری"ویل۔۔یہ میرے لیے آنر کی بات ہے،میں نے ہمیشہ سے یہ اچیو کرنا چاہا تھا اور میں نے کر لیا۔۔ہوپ سو آگے آپ کو اور بھی بہت کچھ دیکھنے کو ملے"

رابیل کو اس مرد کی آواز سنی سنی لگ رہی تھی مگر اس نے نظر انداز کیا۔پانی کا مزید ایک گھونٹ بھرا

"آپ کے ساتھ والے آپ کے کمپیٹیٹرز نہیں آئے؟انھیں سلیکٹ نہیں کیا گیا،آپ کے بارے میں ان کے کیا خیالات ہوں گے؟"لڑکی نے ایک اور سوال کیا تھا

مرد آگے سے ہنس دیا"ویل۔۔حذیفہ بن یمان کے نخرے بہت ہیں،انھیں ایک ہی گھمنڈی عورت کے ساتھ کام کرنا ہوتا ہے اور وہ رابیل اور نگزیب ہیں"

رابیل اپنے نام پر چونک گئی،گلاس ہاتھ میں جم گیا اور اس کے کان کھڑے ہوئے۔وہ اس لڑکی سے فون لے کر دیکھنا چاہ رہی تھی کہ یہ کون ہے۔سٹول پر بیٹھا معاذ بھی متوجہ ہوا تھا۔وہ رابیل کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"رابیل اور نگزیب۔۔پچھلے دنوں آپ کا اور ان کا ایک واقعہ سامنے آیا تھا جس پر سوشل میڈیا پر آپ کو کافی تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔۔آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اس بارے میں؟"

اس مرد نے سانس خارج کی۔پھر ہنس دیا"خیر۔۔مسز رابیل اور نگزیب کے مسٹر آج کل لاپتہ ہیں۔وہ اپنے گمشدہ شوہر کو ڈھونڈنے میں بزی ہیں،میں انھیں مزید تنگ نہیں کروں گا۔۔تھینک یو"اور کہہ کر وہاں سے چلا گیا مگر رابیل کے چہرے کا سارا خون نچڑ گیا تھا۔گلاس پر اس کی گرفت مضبوط پڑی اور ذہن شل ہونے لگا۔اس نے سانس نہیں لی پلک نہیں جھپکائی اور نہ گردن موڑ کر معاذ کو دیکھا جو کہ رابیل کی طرح پتھر ہوا تھا۔لمحے کے دسویں حصے میں معاذ سٹول سے نیچے اترا اور کچھ فاصلے پر پری میئر دیکھتی لڑکی کے ہاتھ سے فون لیا،وڈیو پیچھے کو کی اور دیکھا تو وہ جلیل طاہر تھا جو

ابھی ابھی بول کر گیا تھا۔اس نے فون وہیں رکھا اور رابیل کی طرف بڑھا۔لڑکی نے گردن موڑ کر معاذ کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔اس سے پہلے کہ رابیل کچھ بولتی وہ خود ہی بول پڑا

"جلیل طاہر کو کیسے پتہ کہ آپ کے ہز بینڈ۔۔"اس سے آگے وہ نہیں بولا

"مجھے نہیں پتہ۔۔یہ بات گھر سے باہر نہیں نکلی"اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی تھیں۔

معاذ نے سانس خارج کی"پولیس اسٹیشن گھر سے باہر ہے رابیل"اور سر جھٹکا۔

رابیل نے تھوک نگلا"میں نہیں چاہتی تھی کہ مامون پبلک میں ٹاپک آف گوسپ بنیں"

"مگر وہ چاہتا تھا"معاذ اس کے ساتھ آ بیٹھا اور نرمی سے آگے ہوا

"وہ آپ کو۔۔مامون آفندی کی بیوی کو سوشلی پریشرائز کرنا چاہتا ہے"

"تاکہ میرا دھیان یہیں رہے"وہ مسکرا دی۔معاذ بھی مسکرایا

رابیل نے سانس خارج کی"رابیل ساری زندگی ان جیسوں سے نمٹتی آئی ہے،پھر نمٹ لے گی"اور کافی کا مگ پکڑ کر گھونٹ بھرا"ڈونٹ وری"

معاذ نے گلا کھنکھارا اور مینا کی نقل اتاری"چِل کرو"

رابیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔وہ مقابلے کے لیے تیار تھی۔

معاذ نے سرگوشی کی"ایک خوبصورت فیشن ڈیزائنر اور اس کا خوبصورت پی اے۔۔کیا میں مشہور ہونے والا ہوں؟"اور مسکرایا۔گال میں گڑھے پڑے۔

رابیل نے اس کے کندھے پر چپت رسید کی "بہت شوق ہے بریکنگ نیوز بننے کا"

معاذ پیچھے ہٹا اور مسکرایا "بچپن سے ہی ہیرو بننے کا بڑا شوق تھا۔۔ کیا پتہ کوئی ڈائریکٹر پروڈیوسر مجھے دیکھ لے اور کاسٹ کر لے"

رابیل مسکرائی اور زرار کا نمبر نکالا۔ گلا کھنکھارا اور فون منہ کے قریب کر کے اسے وائس نوٹ بھیجنے لگی "یہ جو تم نے میرے ساتھ میرا زبردستی کا باڈی مین بھیجا ہے نا۔۔ اس کی لاش حذیفہ کے سٹوڈیو سے لے جاؤ"

معاذ ہنس دیا۔ رابیل فقط مسکرائی اور شانے اچکائے۔ آنے والا وقت کیا خبر لانے والا تھا۔۔

نارنجی شام اسلام آباد کی زینت بنی۔ فری باغ میں ٹہلتی چائے پی رہی تھی، باہر کا گیٹ کھلا اور تاثیر کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔ اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر دوبارہ پودوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

تاثیر فری کی طرف بڑھی، مسکرا کر اسے دیکھا اور سینے پر بازو لپیٹے "کیسی ہو فری؟"

فری نے چائے کا گھونٹ بھرا "میں بیمار ہوں تاثیر۔۔ شاید بخار ہے" پھر کھڑی ہوئی اور اسے دیکھ کر مسکرائی۔

تاثیر نے اسے گھورا اور کچھ بولنے کے لیے لب کھولے مگر فری اس سے پہلے ہی بول پڑی

"ہم رات میں ملتے ہیں تاثیر" پھر ذرا سا آگے ہوئی "رات کے وقت انسان ذرا سا نفسیاتی یا جذباتی طور پر کمزور ہوتا ہے۔ یہ آفندی کہتے تھے، اس لیے اگر تم نے مجھ پر رعب جھاڑنا ہو یا مجھ پر کوئی حکم تھوپنا ہو تو رات میں ملتے ہیں" اس کی مسکراہٹ ہنوز قائم رہی۔

"زیادہ نہیں زبان چل رہی تمھاری" وہ دانت پیستے بولی تھی۔ جلیبی کی طرح گول اور پیچیدہ خول جھٹ سے اتر گیا اور وہ اپنے اصل کی طرف پلٹ گئی

فری نے منہ بسورا "اب آپ کے جیسی بن رہی ہوں تو زبان لمبی ہو گئی میری۔۔ ویری بیڈ" اور ہنس دی

وہ دانت پیستے آگے ہوئی اور کچھ بولنے لگی تھی کہ فری نے ہاتھ جھلایا اور وہاں سے چلی گئی۔

"فری۔۔"

اس نے بلند آواز میں پیچھے سے اسے پکارا تھا مگر فری نے ہاتھ پھر سے جھلایا اور اندر چلی گئی۔ وہ لاؤنج میں

غائب ہو گئی اور تاثیر مٹھیاں بھینچے اسے دیکھتی رہی۔ اس کا غصہ سر پر سوار تھا، آج کل اسے فری پر زیادہ غصہ آ رہا تھا یا فری اسے غصہ دلاتی تھی؟ بلبل صیاد کو قید کرنے چلی تھی، وقت پلٹ رہا تھا۔

آسمان کا نارنجی رنگ کب گہرے جامنی اور پھر سیاہ رنگ میں بدلا نہیں پتہ چلا۔ فری کے کمرے میں اندھیرا تھا اور وہ جائے نماز پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی جب تاثیر اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ

خاموشی سے اس کے بیڈ پر آ بیٹھی اور پھر ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسے دیکھنے لگی۔ فری کچھ پل آنکھیں بند کیے دعا مانگتی رہی، پھر ہاتھ چہرے پر پھیرے اور گردن موڑ کر تاثیر کو دیکھا۔ وہ مسکرائی اور فری کی طرف ذرا سا جھکی

"اتنی رازداری سے کیا مانگ رہی تھی؟" اس نے تھوڑی تلے مٹھی جمالی

"شیاطین کے شر سے پناہ" وہ بھی معصومیت سے پلکیں جھپکاتے بولی تھی

تاثیر کی مسکراہٹ گہری پڑی "اس ڈاکٹر نے تمھاری شخصیت پر بہت اثر کیا ہے۔ کہاں تم کنوئیں کا مینڈک تھی جہاں بٹھا دو بیٹھ جاتی تھی کہاں تم فر فر زبان چلا رہی ہو، کیوں چاہتی ہو کہ میں تمھارا گلا دبا دوں؟"

فری نے سانس خارج کی اور کھڑی ہوئی۔ پھر جائے نماز تہہ کر کے بیڈ کے کنارے پر رکھی

"آپ کو کوئی کام کی بات کرنی ہے تو کریں۔۔ میں نماز پڑھنے کے بعد سو جاتی ہوں" اس نے سادگی سے کہا تھا

تاثیر بھی کھڑی ہوئی اور سر ہلایا "نشیب تم سے شادی کے لیے راضی ہے۔۔ تم اشعر کو چھوڑ دو"

فری ہنس دی "آپ کو میرے سے کیا مسئلہ ہے؟ کیا اشعر نے آپ کی سوکالڈ انا کو ہرٹ کیا ہے یا میری موجودگی آپ کو کاٹ رہی ہے" اس نے کہہ کر بے پرواہی سے شانے اچکائے

تاثیر آگے بڑھی اور غصے سے اسے دیکھا "تم میں اور تمھارے اس دوروپے کے شوہر میں ایسا کیا ہے کہ میں تم دونوں کے پیچھے پاگل ہوں گی؟" اس کی آواز بلند ہوئی تھی

"یہی میں پوچھ رہی ہوں۔۔ کیوں ہمارے پیچھے پڑی ہیں؟ اشعر مجھے چھوڑے یار کھے آپ کو اس سے کیا؟" وہ سنجیدہ ہوئی تھی، لہجے میں ذرا سی سختی تھی مگر تاثیر سے کم ہی۔

"شٹ اپ۔۔ بکواس بند کرو اپنی" وہ ایک قدم آگے آئی اور اس کی آنکھوں میں گھورا

"آپ کو آفندی چاہیئے نا، آپ نے آفندی کے لیے مجھے قید کیا تھا نا، آفندی تو میرے کبھی تھے ہی نہیں پھر بھی میں ذلیل ہوئی۔ آپ اب بھی آفندی کے لیے سب کر رہی ہیں نا، آفندی آپ کو نہیں ملیں گے۔۔ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں، وہ رابیل سے محبت کرتے ہیں تاثیر" اس کی آواز بلند ہوئی تھی اور جیسے ہی وہ چپ ہوئی تاثیر کی زوردار قسم کا تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا۔ فری کا چہرہ ایک طرف کو لڑھکا، کان سن ہو گیا، گال دھکنے لگا اور اس کی گلابی آنکھوں سے آنسو نکلا اور گال پر پھسلا۔ دماغ نے کئی منظر ایک لمحے میں دکھائے

"وہ میری بیٹی تھی۔۔ اشعر میں نے مر جانا ہے، میں اس کے بغیر کیسے رہوں گی۔۔ ہم اس کا نام فاطمہ رکھیں گے۔۔ میں نے اس کی ہارٹ بیٹ سنی تھی، وہ میری بیٹی تھی، ڈاکٹر تاثیر نے اسے مار دیا" اور آوازیں دماغ پر اثر کر رہی تھیں۔ اس کا سارا خون سر کو چڑھا اور بدلے میں اس نے بھی تاثیر کے دائیں گال پر زوردار قسم کا تھپڑ جڑ دیا۔

اس کا چہرہ بھی ذرا سا بائیں طرف کو لڑھکا اور وہ بے یقینی کے عالم میں کھڑی رہی۔ پھر گال پر ہاتھ رکھا اور اسے دیکھا، اس کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی اور اس نے فری کو سر کی پشت سے پکڑا، اس کے بال نوچے اور اپنے ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھی۔ وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹ رہی تھی۔ لاؤنج کے دروازے سے اندر آتے ڈاکٹر ہاشمی اور مسز ہاشمی نے انھیں دیکھا تھا۔ وہ وہیں ٹھہر گئے اور گردن اٹھائے منہ کھولے دیکھنے لگے۔

"نکلو میرے گھر سے باہر" وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے سیڑھیوں سے نیچے لا رہی تھی۔ فری کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ بازو سر کی پشت کی طرف موڑے اسے خود سے چھڑا رہی تھی۔ تین چار زینے اترنے کے بعد تاثیر رکی اسے بالوں سے پکڑے آگے کو جھٹکا دیا اور پھر چھوڑ دیا۔ اس کا پاؤں پھسلا، توازن برقرار نہیں رہا اور وہ منہ کے بل سیڑھیوں سے نیچے گری تھی۔ ایک دردناک قسم کی چیخ اس کے گلے سے نکلی، گھر کے ملازم بھی انھیں دیکھ رہے تھے۔ ہر کوئی اپنی جگہ پتھر ہوا تماش بین بنا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ فری گرتے گرتے آخری زینے پر پہنچی گردن اور سر سمیت جسم میں جگہ جگہ درد اٹھا۔ وہ اٹھ نہیں پائی، سہہ نہیں پائی، درد شدید تھا۔ اس کی ناک سے خون بہتا سفید ماربل کو سرخ کر گیا۔ اسے یاد آیا یہاں مامون نہیں تھا یہاں اشعر نہیں تھا جو اسے گر جانے پر اٹھا دیں، یہاں کوئی نہیں تھا۔ یہاں سب گرانے والے تھے، اس نے ہمت کی۔۔ اس کی ماں اس کی

طرف بھاگی تھی،اس کا باپ فکر مندی سے اس کے قریب آیا۔اس کی ماں نے جھک کر اس کا بازو تھاما مگر فری نے چھڑا لیا،اس کے ذہن میں آوازوں کے جھکڑ چلنے لگے تھے

"آپ کو پتہ ہے دنیا کی سب سے طاقتور مخلوق کون سی ہوتی ہے" دور کہیں اسے اپنے مہربان کی آواز سنائی دی اور اس نے کھڑے ہونے کی کوشش کی۔

"ماں۔۔"اس نے ہتھیلیاں زمین پر لگائیں۔اس کی ماں اس کا نام پکار رہی تھی مگر اسے اس مہربان کی آواز شفا لگتی تھی۔

"اس کا نام فاطمہ ہو گا"اس نے زور لگایا،درد مزید بڑھا اور پھر کھڑی ہو گئی۔وہ بہادر تھی،وہ ایک ماں تھی۔اس نے اپنی ماں کو دیکھا مگر پھر چہرہ موڑ لیا،ان کا ہاتھ جھٹک دیا۔

اس نے پھٹے ہونٹ،زخمی ماتھے اور ناک سے نکلتے خون اور ٹوٹتے بدن سے ایک بار پھر اپنی ماں کو دیکھا،پھر باپ کو جو کہ فری کو پریشانی سے دیکھ رہے تھے اور ہنس دی۔تاثیر سیڑھیوں سے نیچے اتری،فری پھر سے ہنس دی مگر آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔اس کا باپ اس کے قریب آیا مگر وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔۔پھر آنکھیں زور سے میچے رونے لگی۔اس کی آواز نہیں نکلی،اس کی سسکیاں دیواروں نے جذب کر لیں۔ماؤں کو اولاد کے لیے کیا کیا سہنا پڑتا ہے۔جن کے پیچھے اٹھانے والے کوئی نہیں ہوتے وہ خود اٹھ جاتے ہیں اور فری خود اٹھ گئی تھی۔اس کا کردار ہمیشہ سے ایک بلبل کا رہا تھا۔وہ بلبل جو قید خانے کی عادی تھی اور تاثیر کا کردار ہمیشہ سے صیاد کا تھا جو اسے قید کرتی تھی مگر

وقت بدل گیا تھا۔بلبل اب بسمل تھی۔اب کی بار زخم گہرا تھا اور اس کی شہ رگ کو لگا تھا۔بات اب اولاد کی تھی اور اولاد کے معاملے میں زخمی بلبل بھی عقاب سے لڑ جاتی ہے۔

تاثیر نے اسے کہنی سے پکڑا اور باہر کی طرف گھسیٹا مگر اس نے اپنا بازو چھڑایا،تاثیر کو دھکا دیا

"میں نہیں جاؤں گی" وہ حلق کے بل غرائی تھی

"یہ میرا گھر ہے۔۔میرے بزدل باپ اور مردہ ماں کا گھر ہے۔۔تم مجھ سے وہ حق نہیں چھین سکتی جو اللہ نے مجھے دیا ہے اور اللہ نے مجھے اس زمین کا وارث بنایا ہے۔۔" پھر تاثیر کو انگلی دکھائی "مجھ سے دور رہو،ڈائن کہیں کی!"

اب کی بار تاثیر بت بنی تھی۔وہ شاید کوئی خواب دیکھ رہی تھی،یہ وہ فری تھی ہی نہیں۔اس نے سر جھٹکا اور لنگڑاتی ہوئی آگے کی طرف بڑھی۔پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو سر چکرایا مگر نہیں۔۔وہ نہیں گرے گی کیونکہ اسے اٹھانے کوئی نہیں آئے گا۔اس نے ہاتھ کی پشت سے ہونٹ اور ناک سے نکلتا خون صاف کیا۔اوپر کی جانب بڑھی اور دروازہ کھٹ سے بند کر کے چٹکی چڑھالی۔نیچے موت کا سا سماں تھا،خاموشی اور حیرت کی انتہا تھی۔یہ وہی فری تھی؟نہیں،یہ فری نہیں تھی۔یہ ایک "ماں" تھی اور ماؤں سے بہادر کوئی نہیں ہوتا۔

وہ کافی دیر بیڈ پر یونہی بیٹھی رہی۔ گھٹنے سینے سے لگائے مگر وہ رو نہیں رہی تھی۔ وہ درد برداشت کر رہی تھی، یہ درد اس درد کے سامنے کچھ نہیں تھا جو اس نے اپنی اولاد کو کھوتے ہوئے محسوس کیا تھا۔۔ وہ ذرا سا اٹھی اور ناک تلے ہونٹ کو انگلی سے چھوا۔ خون انگلی کی پور پر لگا۔ اس نے سانس خارج کی، یہ تو طے تھا وہ اب نہیں روئے گی۔ اس کا دایاں بازو ایک طرف سے درد کر رہا تھا۔ اس نے بازو اٹھا کر دیکھا، کہنی سے نیچے نیل پڑا تھا۔ سر درد کر رہا تھا اور کندھے بوجھ لگ رہے تھے۔ اس کا چہرہ ابھی بھی دہک رہا تھا جیسے بہت سی آگ ابھی باقی ہے۔ وہ اٹھی، درد کی ایک ٹیس نے جسم کے بائیں حصے میں کمر سے پاؤں تک سفر کیا۔ کھڑا نہیں ہوا گیا اور وہ بیٹھ گئی۔ کچھ لمحے یونہی گزر گئے، اس نے سائیڈ ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھایا، شیشے کا گلاس پکڑا، اس کا ذرا سا کپکپا رہا تھا اور اس نے گلاس منہ سے لگایا۔۔ چند گھونٹ بھرے اور پھر گلاس واپس رکھ دیا۔ چند سانسیں لیں، کھڑی ہوئی اور لنگڑاتے ہوئے واش روم میں داخل ہوئی۔ دیوار پر لگے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر بتی جلائی اور سنک میں نل کھول دیا۔ جھک کر یکے بعد دیگرے کئی پانی کے چھینٹے منہ پر مارے گئی، پانی ہلکا ہلکا سرخ ہوتا بہتا جا رہا تھا مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ اس نے چہرہ اٹھایا اور سامنے آئینے میں اپنی شکل دیکھی۔ نچلا ہونٹ پھٹ کے سوجھ چکا تھا، ماتھے پر ایک نشان تھا جس کے گرد سرخی نمایاں تھی۔ تھوڑی پر بھی چوٹ کا نشان تھا۔ اس نے سر جھٹکا اور دوبارہ جھک کر پانی کے چھٹے مارے۔ پھر ٹوٹی بند کی، بتی بجھا دی اور گیلے چہرے کے ساتھ باہر بڑھی۔ ایک طرف کھونٹی سے ٹنگا تولیہ لیا اور چہرہ خشک کیا۔ اس کے

سر میں درد ہتھوڑے کی طرح لگ رہا تھا، ایک ٹانگ شدید درد کر رہی تھی۔اس نے ڈریسنگ ٹیبل کا دراز کھولا اور اندر سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا۔ایک سنی پلاسٹر نکالا، آئینے میں اپنا عکس دیکھا اور ماتھے پر لگایا۔پھر چند گولیاں ہتھیلی میں رکھیں اور باکس وہیں کھلا رہا۔چل کر سائیڈ ٹیبل تک آئی اور گولیاں منہ میں پھانک کر پانی کے چند گھونٹ اندر اتارے۔پھر گردن موڑ کر ڈریسنگ ٹیبل کے کھلے دراز کو دیکھا اور اس کی طرف بڑھی، فون نکالا اور بیڈ کی طرف آئی۔وہ اب آرام چاہتی تھی، سکون اور نیند۔اس نے سکرین آن کی، ڈیٹا آن کیا۔اشعر کی دو کالز اور میسجز تھے۔وہ اسے عشاء کے بعد کال کرتا تھا۔میسجز میں وہ اس کا حال پوچھ رہا تھا، دن کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔اس نے اسے کال ملائی اور دائیں جانب کو ہو کر بیٹھی، ٹانگیں سمیٹ لیں اور لحاف اوپر لیا۔سر بیڈ کی پشت سے ٹکایا اور اس کے کال اٹھانے کا انتظار کرنے لگی۔کال اٹھالی گئی تھی اور اس کی آواز فری کی سماعت سے ٹکرائی۔وہ سلام کے بعد اس کا حال پوچھ رہا تھا۔اس کے گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹک گیا۔اس نے تھوک نگلا مگر گلے میں درد سا ہوا۔اس نے آنکھیں بند کر کے ضبط کیا۔ابھی نہیں رو سکتی تھی، وہ پریشان ہو گا اور چاہے تو ابھی لینے آجائے۔اتنے دن کی محنت ضائع جائے گی۔

"میں ٹھیک ہوں" پھر توقف کیا "آپ کیسے ہیں؟"

وہ اس کی آواز اس کا لہجہ اس کا مزاج بھانپ گیا تھا۔

"آپ سوئی تھیں؟"

آنکھیں نم ہوئیں۔ سر میں درد سا اٹھا اور اس نے ماتھے کو چھوا

"نہیں۔۔ نماز" بھنویں بھینچ گئیں، اس نے تھوک نگلا "نماز پڑھ رہی تھی"

"کیا کچھ ہوا ہے؟ آپ ٹھیک ہیں؟ آپ روئی ہیں؟" اس نے اتنے سارے سوال ایک ساتھ کر لیے۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی کے ساتھ فکر تھی۔

"آئی مس یو" وہ اس سے زیادہ ضبط نہیں کر سکی اور آنسو آنکھوں سے روانی سے نکل پڑے۔ اس نے نم سانس اندر کھینچی اور روتی گئی۔

دوسری طرف خاموشی تھی۔ پھر ایک آواز ابھری

"میں لینے آجاؤں آپ کو؟"

اس کی آواز سماعت سے ٹکرائی اور فری کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"نہیں۔۔" اس نے آنکھیں پونچھ لیں "اتنی مشکل سے تاثیر کو شیشے میں اتارا ہے۔ بس کچھ دن اور"

اشعر نے سانس خارج کی "میں بھی آپ کو بہت مس کر رہا ہوں۔۔ کل میں آپ سے ملنے آؤں؟"

فری سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، ٹانگ میں ابھی بھی درد تھا "نہیں۔۔ تاثیر کا کچھ پتہ نہیں چلتا اور ممی بابا بھی گھر ہی ہوتے ہیں" اس نے بات ٹال دی۔ ظاہر ہے اپنے زخموں کے ساتھ اس کے سامنے جانے سے تو رہی

"وہ سب شام میں آتے ہیں۔ہم چار پانچ بجے مل لیں گے "پھر توقف کیا"میں گاڑی بھیجوں گا آپ چار بجے تیار رہیے گا۔۔ہم وہیں ملیں گے "وہ جیسے مسکرایا تھا

"کہاں؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا

"فیصل مسجد "وہ دھیرے سے ہنسا تھا"جہاں آپ کو میری امان میں دیا گیا تھا"

فری کا دل کیا اسے کہے کہ ابھی آجائے اور اسے لے جائے۔دنیا میں کوئی جگہ تو ایسی ہو گی جہاں تاثیر نہ پہنچ سکتی ہو،وہ وہاں اس کے ساتھ رہ لے گی

"ٹھیک ہے"اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔وہ اتنے پیار سے کہہ رہا تھا فری منع نہیں کر سکی۔

اس نے سوچا تھا کہ زخموں پر میک اپ کر لے گی مگر وہ میک اپ کرنے میں اتنی ہی بری تھی جتنی کہ اشعر کو انکار کرنے میں۔

"ٹھیک ہے۔۔"پھر سانس خارج کی"اب بس جلدی سے کل آجائے"

فری ہنس دی۔پھر نم سانس اندر کھینچی۔

"رو کیوں رہی تھیں؟"وہ پھر سے اس سوال پر آگیا جہاں سے بات شروع ہوئی تھی

"بتایا تو ہے آپ کی یاد آرہی ہے"

"اچھا۔کیا واقعی؟"اس بار وہ بے یقین تھا"کیا ڈاکٹر تاثیر آپ سے بھی اچھی چائے بناتی ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس بات پر فری ہنس دی۔اسے پتہ تھا کہ وہ بری چائے بناتی ہے مگر اشعر کہتا تھا کہ اس کی چائے پی کر فرعون بھی مسلمان ہو جاتا ہے۔اس کے ہاتھوں میں جادو ہے۔اب کالا جادو ہے یا سفید، یہ اس نے کبھی نہیں بتایا۔

"شٹ اپ" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی

"شٹ اپ ہونے کے لیے تھوڑی کال کی ہے" وہ جیسے محظوظ ہوا تھا

"پھر کس لیے کی ہے؟"

"بور ہو رہا تھا"

فری کا پورا منہ کھل گیا "مطلب وہ جو آپ نے شروع میں کہا تھا کہ آپ مجھے مس کر رہے ہیں۔۔

وہ؟" وہ دھیمی آواز میں بات کر رہے تھے، اتنی کہ آواز کمرے کا دروازہ پار نہ کر سکے۔

"کب؟ میں نے کب کہا؟" وہ فوراً مکر گیا حالانکہ اس کے لہجے سے شرارت جھلک رہی تھی۔

"یہ جو آپ کو میموری کا ایشو ہو رہا ہے نا، کل شام اچھے سے ٹھیک کروں گی"

وہ ہنس دیا۔فری نے سر جھٹکا اور مسکرائی۔پھر گلا کھنکھار

"اشعر۔۔"

"حکم۔۔" جواب جھٹ سے آیا

فری مسکرائی۔پھر اپنے دامن کو دیکھتے بولی "ہم جو تاثیر کو کافی میں ڈر گزدے رہے ہیں۔۔اس سے اسے غصہ آئے گا؟"

"جی۔۔"توقف کیا"انھیں نیند نہیں آئے گی،فرسٹیٹ ہوں گی اور پھر غصہ آئے گا۔۔آپ نے ان سے دور رہنا ہے۔۔اوکے،زیادہ منہ نہیں لگنا"

فری اب اس کو کیا بتاتی کہ وہ ابھی اس کے ہاتھوں ذلیل ہو کر آئی ہے۔اس نے سانس خارج کی

"جی۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔

اس نے کچھ باتیں اور کیں اور پھر کال بند ہو گئی۔وہ کافی دیر فون کی سیاہ سکرین کو دیکھتی رہی۔پھر سانس خارج کی اور فون تکیے کے نیچے گھسا دیا۔تکیہ سیدھا کیا اور لحاف اوڑھ کر سو گئی۔اسے نیند آ رہی تھی،درد کے ساتھ نیند کی لی گئی دوا اثر کر رہی تھی۔

لمبی تھی غم کی شام مگر شام ہی تو تھی!

دوسری جانب سفید سرمئی محل میں خاموشی سی تھی۔وہ گیا تھا تو سکون لے گیا تھا۔اب نہ آرا پہلے جیسی ہنستی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھی نہ ملیحہ پہلے کی طرح مسکراتی تھیں۔عافی بھی خاموش سی خلا میں گھورتی رہتی تھی۔رابیل اپنے کمرے کے باہر بالکنی میں کھڑی تھی،ہاتھ میں فون تھااور وہ مینا سے بات کر رہی تھی۔اس کی آواز دھیمی اداس سی تھی

"تم کب واپس آرہی ہو؟"اس نے ریلنگ پر ہاتھ جمائے پوچھا تھا۔

"شاید اسی ہفتے۔۔امید تو ہے"دوسری طرف سے مینا کی آواز ابھری تھی

"ہوں"سانس لینے کا وقفہ"میری زرار سے کال پر بات ہوئی ہے۔مامون کا پتہ نہیں چل رہا مینو" رامین نے سانس خارج کی"بیلی۔۔ایک بار ہم اس کرسٹوفر کو پکڑ لیں،پھر ہم مامون بھائی تک پہنچ جائیں گے"

رابیل خاموش رہی۔اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔رامین کی کال کے بیچ میں ہی اسے افیفہ کی کال آنے لگی تھی۔اس نے فون ذرا سا کان سے ہٹایا سکرین پر چمکتا نام دیکھا اور پھر فون دوبارہ کان سے لگایا

"مینو۔۔میں تمھیں کال کرتی ہوں۔فیفی کی کال آرہی ہے"

"ہوں۔۔اوکے"اور اس نے کال کاٹ دی۔

رابیل نے افیفہ کی کال اٹھالی۔

"رابیل۔۔تم کیسی ہو؟"اس نے بنا سلام کے سوال کیا تھا

"میں ٹھیک ہوں۔۔ تمھیں کیا ہو گیا؟"

وہ جس طرح جلدی اور فکر سے بولی تھی رابیل کو حیرت اور تجسس بیک وقت ہوا تھا۔

"مجھے کیا ہونا ہے۔۔ باس کہاں ہیں؟"

رابیل خاموش رہی۔اس نے تھوک نگلا،دل تیزی سے دھڑکا اور اس کی ریکنگ پر گرفت مضبوط ہوئی۔۔اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر افیفہ خود ہی بول پڑی

"تم نے مجھے نہیں بتایا بیلی۔۔جب سب کو پتہ چل گیا تب میں پوچھ رہی ہوں"

رابیل کہ بھنویں بھینچ گئیں۔ریکنگ پر گرفت کمزور پڑی،دماغ بھک سے اڑا اور ذہن کچھ نجی سوچنے سمجھنے سے محروم تھا۔

"کک۔۔کیا؟" وہ ہکلائی تھی۔اس نے یہ بات سب سے چھپا کر رکھی تھی مگر دوپہر میں جلیل والے واقعے کے بعد وہ جس چیز کی توقع کر رہی تھی وہ سچ ہونے کا اس نے تصور نہیں کیا تھا۔

"یار تم نے سوشل میڈیا نہیں دیکھا۔۔سب کہہ رہے تمھارے شوہر لاپتہ ہیں اور انھیں نایاب ناہید کے مرڈر سے منسوب کیا جا رہا ہے،میں تو خود حیران ہوں کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟"

رابیل کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔ریکنگ پر گرفت پھر سے مضبوط پڑی۔

"یہ جھوٹ ہے۔۔مامون نے کوئی مرڈر نہیں کیا" اس کی آواز بلند ہوئی تھی

"آئی نو۔۔باس ایسا نہیں کر سکتے" پھر سانس خارج کی "باس ہیں کہاں؟"

"مجھے نہیں پتہ "اس کی آواز رندھ گئی "ہم میں سے کسی کو نہیں پتہ "یہ بتانا بہت تکلیف دہ لگ رہا تھا کہ اس کی زندگی کا مرکز غائب ہے۔وہ بات جسے اس نے گھر کی چار دیواری میں رکھا تھا وہ گھر سے باہر نکلی تھی اور جنگل میں آگ کی طرح پھیلی تھی

"واٹ؟ کسی کو نہیں پتہ "وہ خود حیران تھی

"ہاں "اس نے منہ سے سانس اندر کھینچی اور خود کو کمپوز کیا "نہیں پتہ۔۔دو دن پہلے مامون آفس سے گھر نہیں آئے"

"سیریئسلی؟ "وہ بے یقین تھی "اس لیے ملیحہ میم آرہی ہیں"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا "ہاں۔۔اسی لیے آنٹی آرہی ہیں"

افیفہ نے سانس خارج کی جبکہ اس کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ پریشان ہے "تم لوگوں نے پولیس کو انوالو نہیں کیا؟ کسی نے انویسٹیگیشن نہیں کی؟"

رابیل کی گردن جھک گئی۔پھر آواز دھیمی ہوئی "ہم شاید جانتے ہیں کہ وہ کس کے پاس ہیں؟"

"کس کے پاس؟ "سوال جھٹ سے آیا تھا

"شہاب "جواب جتنا مختصر تھا اتنا ہی تفصیل طلب تھا

"شہاب کون؟ "وہ نہیں جانتی تھی

رابیل نے آسمان کو دیکھا "فیفی تم کل آسکتی ہو؟"

"اوکے "پھر توقف کیا"لوگوں کی باتوں پر غور مت کرنا۔۔وہ مامون کو نہیں جانتے۔۔ہم جانتے ہیں،اوکے ؟"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا تھا"اوکے "

ابھی اس نے کال کاٹی ہی تھی کہ گھر سے کال آرہی تھی۔ظاہر ہے اب بات ہر سو پھیلی ہے تو اس کے گھر تک بھی گئی ہو گی۔اس کے واٹس ایپ پر اشعر کے بہت سے میسجز کے نوٹیفیکیشنز تھے۔اس نے سکرین بجھادی۔پھر دونوں ہاتھ ریلنگ پر جمائے اور گردن جھکا کر گہری سانسیں لیں۔پہلے رابیل ٹرول ہوتی تھی اب رابیل کا شوہر بھی ہو گا۔اپنے اوپر تو وہ تنقید برداشت کرتی رہی تھی اگر کسی نے مامون کے کردار پر ذرا بھی گند اچھالا تو رابیل اسے بتادے گی کہ وہ کون ہے ؟آگ تو اب پھیلی تھی، کھیل تو اب شروع ہوا تھا۔اس نے سیاہ آسمان اور ستاروں کو دیکھا، پھر ایک آہ بھری

"آپ کہاں ہیں مامون ؟"

آواز کی لہروں نے یہاں سے سفر کیا اور قید خانے کی اونچی دیواروں سے ٹکرائیں۔کچھ وہیں فنا ہو گئیں اور کچھ روشنی کی طرح روشن دان سے اندر چلی گئیں مگر اندر اتنا شور تھا کہ رابیل کی آواز مدھم ہوتی ہوتی ختم ہو گئی اور مامون کے کانوں تک نہ پہنچ پائی۔وہ ایک بنکر پر بیٹھا تھا۔اس کے سامنے ایک شخص تھا۔وہی شخص جس کی جسامت بھاری اور پیٹ موٹا تھا۔آج اس نے نیا یونیفارم پہنا تھا اور وہ مامون کے ساتھ بیٹھا شطرنج کھیل رہا تھا۔دونوں کے درمیان چیس بورڈ تھا اور وہ اس پر

نظریں جمائے ہاتھوں سے مہرے ہلا رہے تھے۔مامون نے اسے دیکھے بغیر لب ہلائے، آواز سامنے والے کی سماعت سے ٹکرائی "یہاں ہر شخص تمھاری بات مانتا ہے، کیا یہ تم سے ڈرتے ہیں؟"

وہ ہنس دیا اور اپنا مہرہ ہلایا "ہاں۔۔میں یہاں کا ڈان ہوں" اس نے بڑے فخر سے کہا تھا۔

مامون ہنس دیا۔پھر سر نفی میں ہلایا اور اپنا مہرہ آگے کیا "زبان دائیں داڑھ پر لگاؤ۔۔دیکھو نئے دانت آئے کہ نہیں؟"

اس شخص نے اسے گھورا اور سر جھٹکا۔پھر منہ میں بڑبڑایا "نام کیا ہے تمھارا؟" مامون نے اس سے سوال کیا تھا

"ہارون"

اس کا کہنا تھا کہ مامون کا مہرہ ہلاتا ہاتھ رکا۔مہرے کا سرا اس کی انگلیوں میں رہ گیا۔اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔دونوں کی نظریں ملیں اور مامون نے سنجیدگی سے نظریں جھکائیں۔اپنا مہرہ ہلایا

"میرے نانا کا نام ہارون تھا

۔۔وہ ایک عظیم انسان تھے"

"پاکستان آزاد کرایا تھا کیا؟" اس نے طنز کیا تھا، پھر ہنس دیا

مامون نے دانت پیستے اسے دیکھا اور بازو لمبا کر کے ایک زوردار چماٹ اس کے بائیں گال پر رسید کی۔

پھر اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی "میرے ساتھ مذاق نہیں"

ہارون نے گال پر ہاتھ رکھا"تم کرو تو ٹھیک۔۔میں کروں تو تم پیٹنے لگتے ہو"وہ بلند آواز میں بولا تھا۔

مامون نے بایاں ہاتھ اٹھایا اور اس کے بائیں گال پر دوسری چماٹ رسید کی"میرے سامنے اونچی آواز میں بات نہیں کرنی"اس نے انگلی دکھا کر پھر تنبیہہ کی تھی۔

وہ اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے اسے گھور رہا تھا۔اس کی بڑی بڑی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔مامون نے سر جھٹکا اور اپنا مہرہ ہلایا۔

وہ یونہی بت بنا اسے دیکھ رہا تھا۔مامون نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا"اب کیا ایک اور تھپڑ چاہیئے؟"

ہارون نے تھوک نگلا اور سر جھٹکا۔پھر اپنا مہرہ ہلایا۔مامون اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھ رہا تھا

"تم اتنی سگریٹ کیوں پیتے ہو؟"

"دماغ خراب ہے میرا"اس نے خفگی سے کہا تھا

مامون نے اسے گھورا تو وہ ذرا سا پیچھے ہوا"مجھے زندگی قید لگتی ہے۔موت چاہیئے،مجھے آزاد ہونا ہے"

مامون ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی اور اپنا مہرہ ہلایا۔

"کتنے سالوں سے یہاں ہو؟"

"پچھلے پندرہ سال سے۔۔میں تو باہر کی دنیا ہی بھول گیا"اس نے جھٹ سے جواب دیا تھا۔پھر سانس خارج کی اور گردن جھکا دی"بوسنیا سے افغانستان اور پھر نا جانے کس کس ملک کی قید سہی ہے۔اب کئی سالوں سے یہیں پڑا ہوں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کبھی نکلنے کی کوشش نہیں کی؟"وہ اب دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا

"نکل نہیں سکتا۔۔وہ مار دے گا۔۔اس نے ہمیں ایک بڑی رقم دے کر یہاں بلوایا ہے،ایسے تو نہیں جانے دے گا"اس کی آنکھوں میں ناامیدی اور مایوسی تھی۔

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"میں تو یہاں سے نکل جاؤں گا"اس نے کہہ کر شانے اچکائے

ہارون اسے دیکھ کر ہنسا"وہ تمھارا جینا حرام کر دے گا"

"نہیں کر سکتا"جواب جھٹ سے آیا تھا۔اب وہ شطرنج چھوڑ کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"وہم ہے تمھارا"

"یقین ہے میرا"

اور ایک خاموشی۔ہارون نے سانس خارج کی۔اس کے منہ سے سگریٹ کی گندی بدبو آتی تھی۔

"میں سگریٹ بہت پیتا ہوں تاکہ میرے پھیپھڑے خراب ہو جائیں۔مجھے خون کی الٹیاں آئیں اور پھر میں مر جاؤں"

مامون ہنس دیا۔پھر اسے دیکھا"تم پڑھے لکھے آدمی ہو۔تمھیں پتہ ہے کہ سگریٹ پینے سے کیا ہوتا ہے۔یعنی تم جانتے بوجھتے قید ہو، صحیح"اس نے سر اثبات میں ہلایا

"مطلب؟میں اس سے آزادی حاصل کروں گا"وہ جز بز ہوا تھا۔اسے مامون کی بات سمجھ نہیں آئی

"تمھیں اپنے گندے ناخن، گندے بالوں اور گندے دانتوں سے کبھی کراہت نہیں محسوس ہوئی؟"

اب ہارون ہنسا تھا"تم بھی یہاں رہتے ایسے ہو جاؤ گے"

مامون بھی ہنسا"میں ہارون نہیں ہوں، میں بزدل نہیں ہوں، میں نے اپنا کنٹرول کسی کو نہیں دیا"

ہارون کی مسکراہٹ تھمی۔اس نے منہ بنالیا"مطلب؟"

"تم گندے میلے رہتے ہو۔گندے میلے رہنے والے انسان کا دماغ کام نہیں کرتا ہارون۔۔گندے انسان کا دماغ شیطان کا گھر ہوتا ہے اور شیطان انسان کو مایوس کرتا ہے۔اس نے تمھیں مایوس کر کے نشے پر لگا دیا اور تمھیں کہا کہ زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔تم نے ایک دن مر ہی جانا ہے۔اگر تم نے مر ہی جانا ہے تو جینے کا کیا فائدہ؟ جبکہ تمھیں نہیں پتہ کہ دنیا کتنی آگے نکل گئی ہے۔دنیا کتنی خوبصورت ہو گئی ہے"

"کیا کچھ تبدیلی آئی ہے دنیا میں؟"اس نے بڑی دلچسپی سے پوچھا تھا

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"ہاں۔۔دنیا بہت بدل گئی ہے۔ہر کام کو آسان بنایا جا رہا ہے۔ہر انسان خوبصورت ہونا چاہتا ہے اور اس کے لیے نئے نئے طریقے آ گئے ہیں۔انسانوں کا کام روبوٹس نے سنبھال لیا ہے اور انسان اب آرام کرتا ہے۔جہاں چاہیں جیسے چاہیں ہم جا سکتے ہیں، ہمیں زندگی گزارنے کے پیسے حکومت دے رہی ہے اور ہم بس ورزش کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں کیونکہ

تمھیں پتہ ہے نا قیامت آجائے گی اور سب تباہ ہو جائے گا۔امریکی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ ہر ہفتے مفت کھانا دیا جائے گا تاکہ دنیا میں جو کچھ ہے وہ قیامت سے پہلے ختم کیا جائے تاکہ کم از کم قیامت سے پہلے تو انسان خوش رہ سکے اور تم "اس نے سر جھٹکا" تمھیں تو شیطان نے پاگل بنایا ہوا ہے۔قید تو ہم بھی ہیں، دیکھو ہم چاند پر نہیں جا سکتے، نہ سورج ستاروں اور سیاروں پر، صرف زمین کے اندر ہی ہیں مگر پھر بھی ہم کتنی اچھی زندگی گزار رہے ہیں اور تم۔۔تم ایسی نالی کے کیڑوں والی زندگی گزار رہے ہو۔۔وہاں بھی قید ہے یہاں بھی قید ہے مگر وہاں مزے ہیں یہاں نہیں، یہاں تو یہ نشئی ہڈ حرام تمھارے دوست ہیں۔باہر والی قید میں اچھے لوگ ہیں، امیر اور خوبصورت۔۔میں تو یہاں سے باہر نکلوں گا "اس نے کہہ کر شانے اچکائے

"کیا؟" وہ بے یقین تھا "باہر اتنا کچھ بدل گیا؟"

مامون نے سر ہلایا "مگر تم یہیں ان دیواروں کو دیکھو"

ہارون آگے ہوا "کیسے نکلو گے؟ مجھے بھی لے جاؤ"

مامون نے سر ہلایا "میں نے حساب لگایا ہے تم اچھے انسان ہو۔۔دیکھو میں نے تمھیں دو تھپڑ مارے مگر تم نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا۔۔میں تمھیں لے تو جاؤں مگر ایک مسئلہ ہے "اس نے منہ بنالیا

"کیا؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"تمھیں پتہ ہے تمھاری ایک آنکھ سرمئی ہے ایک سیاہ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے نفی میں سر ہلایا "نہیں۔۔یہاں شیشہ نہیں ہے"

"اوہو" مامون کو افسوس ہوا تھا "تمھیں پتہ ہے تمھاری ایک آنکھ سرمئی کیوں ہے؟"

"کیوں ہے؟"

"دیکھو۔۔اپنا دل تھام لو" مامون نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "تمھیں ایک خطرناک بیماری ہے جس سے تم باہر کی دنیا نہیں دیکھ پاؤ گے"

وہ حیران ہوا۔پھر اداس "کیا بیماری ہے؟"

"تمھیں۔۔" اس نے وقف کیا "سفید موتیا ہو رہا ہے"

"سفید موتیا؟" پھر کچھ سوچتے بولا "وہ تو سفید ہوتا ہے نا"

"ارے ہاں۔۔لیکن تمھاری آنکھیں سیاہ ہیں۔یہ پہلے سرمئی ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ سفید۔۔یہ ابھی ام میچور ہے، پھر میچور ہو گا اور تمھاری ایک آنکھ سفید ہو گی اور پھر دوسری آنکھ سفید"

"پھر؟" اسے دلچسپی پیدا ہونے لگی۔

"پھر تمھیں میں اور یہاں موجود ہر چیز دھندلی نظر آئے گی۔آہستہ آہستہ تمھیں مزید دھندلا نظر آئے گا اور آخر میں سب سیاہ"

"سیاہ؟" اس کی پوری آنکھیں کھل گئیں

"ارے۔۔تم اندھے ہو جاؤ گے"

اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔

مامون نے سر نفی میں ہلایا "تم اندھے ہو گئے تو یہاں کہ ڈان نہیں رہو گے۔۔یہ لوگ تمھیں نہ کھانا پوچھیں گے نہ پانی اور تم مر جاؤ گے"

ہارون نے خوف سے مامون کو دیکھا۔۔اسے واقعی دھندلا نظر آنے لگا تھا

"مگر مجھے باہر جانا تھا"

"ہاں۔۔تم باہر جا کر علاج کرا سکتے ہو۔اس کا علاج باہر ہے مگر تمھیں پتہ ہے سگریٹ سفید موتیا کو مزید بڑھاتی ہے "اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے "یہ میں نہیں کہتا۔۔سائنس کہتی ہے۔میں سگریٹ نہیں پیتا دیکھو میری دونوں آنکھیں سیاہ ہیں۔تم سگریٹ پیتے ہو تمھاری ایک آنکھ سرمئی ہے"

اس نے گردن جھکالی۔وہ مایوس لگ رہا تھا۔

"ارے۔۔تم تو اداس ہو گئے "پھر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "تم ایک بار باہر چلے جاؤ نا تو اپنا علاج کرا لینا۔۔پھر جتنی مرضی سگریٹس پینا"

"باہر کیسے جانا ہے؟"اس نے جھٹ سے سوال کیا

مامون آفندی ہنس دیا "جیسا میں کہتا ہوں،ویسا کرو"

"تم مجھے دھوکا تو نہیں دے رہے؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے مامون کو دیکھا

"نہیں۔۔میں فجر کی نماز پڑھتا ہوں، میں اپنی بات کا مان رکھتا ہوں۔۔وعدہ رہا، مجھ سے پہلے تم آزاد ہو گے "اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ہارون نے ہاتھ تھام لیا

"مجھے کیا کرنا ہے؟"اس نے اگلا سوال کیا تھا۔

مامون آفندی کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔کوئی دیوار دماغ کو کام کرنے سے نہیں روک سکتی سوائے اس دیوار کے جو انسان نے خود بنائی ہو۔

آواز کی لہروں نے اس قید خانے سے واپسی کا سفر کیا اور سیدھا سفید سرمئی محل کی طرف بڑھیں۔

باغ میں رابیل بیٹھی تھی جس کے بال کھلے تھے اور ہوا سے لہرا رہے تھے۔آواز کی شعاعیں اس سے ٹکرائیں مگر اس کے اندر اتنا شور تھا کہ وہ ان آوازوں کو سن ہی نہیں سکی۔اس نے بنچ پر ٹانگیں کی ہوئی تھیں، گھٹنے سینے سے لگائے تھے اور وہ خاموشی سے دائیں طرف دیکھ رہی تھی۔اس کے لمبے بال کمر سے نیچے تک آتے تھے، آنکھیں اداس سی تھیں اور وہ خود خاموش۔اس نے آنکھیں بند کیں اور سانس خارج کی۔دل کی بے ترتیب دھڑکن کو محسوس کیا اور پھر مامون کو اپنے پاس محسوس کیا۔

وہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا، اس کے لمبے بالوں میں سے انگلیاں گزارتا۔اسے مسکرا کر دیکھتا ہوا۔رابیل اسی طرح بیٹھی اسے دیکھتی رہی، اس کی مسکراہٹ گہری پڑی "آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں" ہمیشہ کی طرح اس نے رابیل کے بالوں کی تعریف کی تھی۔رابیل خاموش رہی، وہ بس اسے جی بھر کے دیکھنا چاہتی تھی۔

"مامون۔۔"اس کے لب ہلے۔

مامون متوجہ ہوا، بالوں میں سے گزرتی انگلیاں تھم گئیں

"میں نے آپ کو نہیں سنا۔آپ واپس ہی نہیں آئے، میں سارا دن اداس رہتی ہوں، مضبوط بننا آسان نہیں ہوتا۔آئی مس یو"

اس کی آنکھوں میں نمی چھلکی تو مامون ہنس دیا۔پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا

"میں بھی آپ کو بہت یاد کرتا ہوں۔۔آپ سے دور رہنا بھی آسان نہیں ہے"

رابیل نے سانس خارج کی اور سر اٹھایا۔ذرا سا ساتھ ہوئی اور اس کے بازو کے گرد اپنا بازو حمائل کیا اور اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔وہ دونوں ستارے دیکھ رہے تھے، آسمان پر بہت سے ستارے تھے جو چمک رہے تھے مگر اداس لگتے تھے

"کوئی مجھ سے پوچھے کہ آسمان زیادہ دور ہے یا مامون؟ میں کہوں گی مامون۔۔آج سے پہلے مجھے کبھی احساس نہیں ہوا کہ آسمان ستارے روشنی پھول اور خوشبو، یہ سب تو ثانوی کردار ہیں۔مرکزی کردار وہ شخص ہے جو اتنا دور ہے جہاں تک روشنی کی لہریں سفر نہیں کر سکتیں اور جہاں آوازیں بھٹک کر واپس آجاتی ہیں"

مامون نے اس کے سر پر اپنا گال رکھا۔پھر ایک گہری سانس لی مگر بولا کچھ نہیں۔رابیل کی آنکھیں بند ہو رہی تھی جیسے سکون ہو، نیند ہو اور آرام ہو۔وہ اس کے پاس تھا تو وہ زندہ تھی۔دل کو قرار تھا اور

ہر سو بہار تھی۔یہ وہ سکون وہ لمس تھا جو وہ اتنے دن سے تلاش کر رہی تھی۔وہ اس کے لیے ضروری تھا۔ضرورت سے زیادہ اہم تھا۔وہ مامون کے معاملے میں بے خود تھی اور محبت جب بھی آتی ہے بے خودی ساتھ لاتی ہے۔

"رابیل۔۔"

ایک جانی پہچانی آواز اسے حال میں واپس لے آئی۔اس نے آنکھیں کھولیں، ساتھ دیکھا تو مامون نہیں تھا۔اس کے دل کی دھڑکن بڑھی تھی، ہاتھ ٹھنڈے اور دماغ ابھی بھی اسی خیال کا حامی تھا۔ اس نے دائیں دیکھا۔وہاں عافی تھی جس کے ہاتھ میں سفید پروبنگ کین تھی اور وہ گھاس ٹٹولتی آگے بڑھ رہی تھی۔

رابیل فوراً کھڑی ہوئی اور اس کی طرف بڑھی "آپ۔۔کچھ چاہیئے آپ کو"

عافی دھیرے سے مسکرائی۔

"ارے نہیں۔۔تمھاری طرح مجھے بھی نیند نہیں آ رہی تھی" اس نے جھک کر ہاتھ سے بیج کو ٹٹولا اور بیٹھ گئی۔رابیل بھی ساتھ ہی بیٹھی تھی۔اس کی باقی حسیات بہت تیز تھیں، سننے کی، محسوس کرنے کی، سونگھنے کی، چھونے کی۔۔

رابیل فقط مسکرائی۔عافی نے گلا کھنکھارا "آرا کی تم سے اچھی دوستی ہو گئی ہے"

"جی۔۔وہ بالکل مامون جیسا بولتی ہے۔مامون جیسی باتیں کرتی ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عافی ہلکا سا ہنسی۔ پھر سر اثبات میں ہلایا "مجھے سن کر حیرانی نہیں ہوتی۔اب بلکہ ہنسی آتی ہے"

رابیل پھر سے مسکرائی۔عافی خاموش ہوئی اور باغ میں سناٹا چھا گیا۔"تم صبح کے لیے پریشان ہو؟"

عافی نے نرمی سے اس سے پوچھا تھا

"نہیں۔۔میں آنے والے دنوں کی تیاری کر رہی ہوں"

عافی نے سر ہلایا، وہ رابیل کو نہیں دیکھ رہی تھی فقط محسوس کر رہی تھی "تم خوفزدہ ہو رابیل۔۔تم نے بات کو سات پردوں میں رکھنا چاہا مگر وہ پھر بھی نکل گئی۔جو ہاتھ سے نکل جائے اس کے بارے میں نہیں سوچنا، جو ہاتھ میں ہے اسے دیکھنا"

"آپ ٹھیک کہتی ہیں "اس کی عارفین کے ہاتھ پر گرفت مضبوط پڑی "مگر جن سے محبت ہوتی ہے ان کے معاملے میں ہم بہت پزیسیو ہوتے ہیں۔اپنے سے زیادہ ان کی فکر ہوتی ہے، ان کی عزت ان کی حفاظت ان کے کرادران کی ریپوٹیشن کی۔۔کوئی مامون پر جھوٹا الزام لگائے یا ان کی ریپوٹیشن خراب کرے، مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوگا۔

میری اپنی بات الگ ہے، میں تو سہتی آئی ہوں۔مامون کے معاملے میں میں بہت سختی کروں گی "اس نے سنجیدگی سے بات مکمل کی تھی۔

"وہ جہاں کہیں بھی ہو گا ناگھر کے بارے میں ریلیکس ہو گا۔۔تم دیکھ لینا،اسے پتہ ہے کہ اس کے محل میں شہزادیاں نہیں ملکہ رہتی ہیں اور ملکہ اپنے وقار اور اپنے معیار کی حفاظت آخری دم تک کرتی ہے۔تم بھی ملکہ ہو نا رابیل"

رابیل نے سر ہلایا"میں سب کو دیکھ لوں گی"

عافی مسکرادی۔پھر سانس خارج کی"چلو آج تمھیں ایک مزے کی بات بتاتی ہوں۔میں جب کالج جانا شروع ہوئی ناتو مامون لندن ہوتا تھا۔وہاں اس نے شاید کوئی تھیٹر جوائن کیا تھا،ایک مرتبہ ہمارے گھر کے پاس جو چھوٹا سا سیمنا ہال تھا وہاں ایک جادو گر آیا۔میں اور مامون بھی وہاں گئے۔ مامون چپ کر کے اس کا جادو دیکھتا رہا،پھر جادو گر نے آواز لگائی"عافی کی آواز اونچی ہوئی"میرے اگلے جادو کے لیے کیا کوئی سٹیج پر آنا چاہے گا؟مامون نے ہاتھ کھڑا کر دیا"اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"جادو گر نے اسے سٹیج پر بلا لیا۔مامون اس جادو گر کے ساتھ جا کر کھڑا ہوا۔اس جادو گر نے مامون سے کہا کہ مٹھیاں بند کرے۔اس نے کر لیں،جادو گر نے جادو کیا اور اس جادو گر کے مطابق مامون کی مٹھی سے پیسے باہر آنے تھے مگر جب جادو گر نے کہا کہ تمھیں کھولو تو پیسے نہیں تھے۔وہ بیچارہ کنفیوز ہو گیا،اس نے مامون کو حیرت سے دیکھا جو کہ مسکرا رہا تھا۔جادو گر مزید گھبرا گیا اور اس نے کہا کہ پیسے کہاں ہیں؟آواز اتنی اونچی نہیں تھی ہلکی سی سرگوشی تھی۔مامون نے سامنے آڈیئنس میں

دیکھا، پھر دونوں مٹھیاں بند کیں اور بولا کہ اب آپ دیکھیں گے جادو۔۔ایسا جادو جو دیکھا نہ سنا اور پھر مسکرایا اور آنکھیں بند کیں۔پھر آنکھیں کھول کے جادو گر کو دیکھا اور مسکرایا۔اس کے سر پر سے ہیٹ اتاری تو پیسے اس میں تھے۔سارا ہال جادو گر سمیت حیران تھا"عافی ہنسی تو رابیل بھی ہنس دی۔اسے دلچسپی پیدا ہونے لگی"آگے؟ جادو گر نے کچھ نہیں کہا؟"

عافی نے سر ہلایا"جادو گر خود بیچارہ پریشان تھا کہ یہ اس کے ساتھ کیا جادو ہو رہا ہے۔پھر مامون نے اس کی جیب سے رومال نکالا،رومال کو گول گھمایا اور پھر ایک لمحے کے لیے جھکا اور جب رومال اٹھایا اور اندر سے کبوتر نکلا۔کبوتر اڑ گیا اور ہال تالیوں سے گونجنے لگا۔اسے لوگوں کو حیران کرنے میں بڑا مزہ آتا تھا۔اس نے آڈیئنس میں سے ایک بچے کو بلایا اور پھر اس سے کہا کہ اپنی جیب سے کوئی بھی چیز نکالے۔اس بچے نے جیب سے فون نکالا اور مامون کو دیا۔مامون نے فون تھاما اور اسے رومال تلے رکھا۔پھر رومال ہلایا اور جب رومال اٹھایا تو فون اس کے نیچے نہیں تھا۔وہ مسکرایا اور اس کی جیب کی طرف اشارہ کیا۔فون اس کی جیب میں تھا"عافی اور رابیل پھر سے ہنسی۔

"جادو گر بیچارہ مامون کا فین ہوا پڑا تھا۔وہ تو بس اس سے منتیں کر رہا تھا کہ اس کا کام بچا لے اس کی روزی پر لات نہ مارے۔۔وہ پھر نیچے آ گیا اور آ کر بیٹھ گیا۔۔اسے لوگوں کو حیران کرنے میں بڑا مزہ آتا تھا"

وہ خاموش ہوئی اور دونوں نے اکٹھی سانس خارج کی

رابیل بول اٹھی "واقعی۔۔انھیں حیران کرنا اچھا لگتا تھا"

عافی نے توقف کیا "ہماری آرا اور ہمارا تیمور انڈے نہیں کھاتے۔فرائڈ ایگ کھالیں گے مگر بائل یا پھر ہاف فرائی

نہیں کھاتے۔ایک بار آرا چھوٹی سی تھی تقریباً دو سال کی۔نیا نیا بولنا سیکھا تھا،دودھ کے نئے نئے دانت آنا شروع ہوئے تھے اور آواز بڑی باریک سی تھی۔اب سردیوں کے دن تھے اور ہم مامون کی طرف آئے تھے۔بریک فاسٹ

کے لیے بیٹھے تو یہ مامون کی گود میں بیٹھی تھی۔وہ بڑے پیار سے اسے ناشتہ کرا رہا تھا۔اب باری آئی انڈے کی،

اس نے بائل ایگ تھوڑا سا لیا اور اس کے منہ کی طرف بڑھایا مگر ہماری آرا تو مامون کے ساتھ شروع سے ہی ایسی تھی۔اس نے مامون کو منع کر دیا کہ آرا ایگ نہیں کھاتی۔اب وہ اسے منہ بنا کر دیکھ رہا تھا اور یہ معصوم سی شکل لیے اسے دیکھ رہی تھی۔مامون نے بڑے پیار سے اس سے پوچھا کہ آرا انڈہ کیوں نہیں کھاتی؟اور آرا بڑے مزے

سے بولی کہ انڈے سے چوزہ بنتا ہے اور اگر آرا انڈہ کھا جائے گی تو چوزہ اس کے پیٹ میں بن جائے گا" عافی اور رابیل اکٹھی ہنس دیں "اللہ کی پناہ۔۔مامون ہنس دیا حالانکہ اس نے ہی سکھایا تھا کہ انڈے سے چوزہ بنتا ہے۔اس نے سر ہلایا اور انڈہ خود کھا لیا۔اب وہ بڑی حیرت سے مامون کو گھور

رہی تھی۔ پھر اس کی گود سے اتری اور اس کے گرد بازو حمائل کر کے اس کے پیٹ کے پاس کان لگا کر سن رہی تھی۔ پھر بڑی حیرت سے بولی کہ آپ کے پیٹ سے چوزے کی آواز آ رہی ہے۔ وہ بیچاری حیران ہو رہی ہے اور مامون کی ہنسی نہیں رک رہی۔ پھر رونے لگ گئی کہ آپ نے چوزہ کھا لیا اب اس کو نکالیں۔ بڑی مشکل سے مامون نے اسے سمجھایا مگر آرا حرکتوں میں تیمور پر گئی تھی۔ کہتی کہ جو انڈہ نہیں کھاتا اسے کیا ہوتا ہے؟ مامون بولا کہ اسے ہم بڑے سے شاپر میں ڈال کر باہر رکھ آتے ہیں۔ انڈوں والے انکل آتے ہیں اور اس کو لے جاتے ہیں۔ اس کے دماغ میں ابھی بھی یہ تھا کہ انڈوں والے انکل کے پاس انڈے ہیں جو کہ چوزے بنیں گے اور آرا میڈم ایک پولٹری فارم میں چوزوں کے ساتھ ہنسی خوشی رہے گی" وہ پھر سے ہنس دیں

"پھر؟" رابیل بڑی دلچسپی سے سن رہی تھی۔

"پھر مامون سے ضد کرنے لگی کہ اسے شاپر میں ڈال کر دکھائیں وہ بھی مامون تھا، اسے ڈال دیا۔ اب وہ ضد لگا کر بیٹھ گئی کہ تیمور کو بھی شاپر میں ڈالو کیونکہ تیمور بھی انڈے نہیں کھاتا۔ اس وقت گھر میں جو ڈرامہ لگا تھا، مامون دنیا میں کسی بھی مرد یا عورت سے اپنی مرضی کی بات اگلوا سکتا ہے سوائے آرا کے کیونکہ دونوں ایک جیسے ہیں۔ وہ سمجھ سکتی ہے اور وہ سمجھا سکتا ہے"

"آرا کا بچپن تو بہت اچھا گزرا" رابیل نرمی سے بولی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہوں۔۔صرف مامون کی وجہ سے۔۔میں تو امید چھوڑ چکی تھی کہ میری بیٹی کی تربیت ایسی ہو سکتی ہے مگر مامون۔۔وہ سکون تھا۔وہ باپ بھائی بیٹا دوست سب تھا۔سب ہے۔۔میں بھی اسے بہت مس کرتی ہوں مگر مجھے اللہ پر یقین ہے کہ وہ مامون کو واپس لے آئے گا۔۔کوئی اسے قید نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے آزادی دیکھی ہے"

رابیل نے سانس خارج کی "اللہ ان کی حفاظت کرے"

وہ کچھ دیر یونہی باغ میں بیٹھی رہیں پھر اٹھ کر چل پڑیں۔رات لمحہ بہ لمحہ سرک رہی تھی

دوپہر اپنے جوبن پر تھی۔ایسے میں ایک کیفے میں ایک میز کے گرد رابیل بیٹھی تھی۔اس کے سامنے اس کی ایک دوست تھی جس سے وہ کسی بات پر بحث کر رہی تھی۔اس کے سامنے ٹیبلٹ آن تھا جس پر میرون اور سرخ رنگ کے لباس نظر آ رہے تھے۔ان دونوں کے سامنے کافی کپ تھے اور وہ دونوں مصروف سی تھیں۔رابیل نے سن گلاسز سر پر ٹکائی تھیں اور سامنے کھلے ٹیبلٹ پر انگلی سے کچھ بنا رہی تھی۔ساتھ کھڑی لڑکی اسے ہدایات دے رہی تھی اور وہ سر ہلا کر سمجھ رہی تھی۔اس سے کچھ فاصلے پر معاذ بیٹھا تھا۔اس کے سامنے کافی کپ تھا جس سے بھاپ اڑ رہی تھی اور وہ ٹانگ ہلاتا ادھر اُدھر دیکھتا کافی پی رہا تھا۔کیفے میں کافی رش تھا،لوگوں کی آوازیں اب شور لگنے لگی تھیں۔لڑکی

نے مسکرا کر رابیل کو دیکھا، پھر ہاتھ ملایا اور وہاں سے چلی گئی۔ معاذ اپنا کپ لیے اٹھا اور رابیل کے سامنے آ بیٹھا "یہ کون تھیں؟"

رابیل نے ایک نظر اسے دیکھا۔ پھر ٹیب پر جھک گئی "میری فرینڈ تھی۔ کچھ ڈسکس کرنا تھا، کل اس سے ٹائم لیا تھا"

اس نے کافی کا گھونٹ بھرا "فرینڈ سے بھی ٹائم لیتے ہیں؟"

رابیل نے سانس خارج کی۔ بات تو معاذ نے ٹھیک کی تھی۔ اس نے معاذ کو دیکھا "پروفیشنل فرینڈز ایسے ہی ہوتے ہیں"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر مزید ایک گھونٹ بھرا

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ مامون بھائی والی نیوز کس نے بریک کی ہو گی؟"

رابیل اسی طرح ٹیب پر جھکی رہی۔ پھر سر اٹھایا اور شانے اچکائے "میں نہیں جانتی۔۔ تم نے کہا تھا نا پولیس اسٹیشن تو ممکن ہے وہاں سے کوئی ہو"

معاذ آگے کو ہوا "آج یہ معاملہ ختم ہو جائے گا"

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں "کیسے؟"

معاذ ہنس دیا اور چٹکی بجائی "ایسے"

رابیل فقط مسکرائی اور سر نفی میں ہلا کر اپنا کام کرنے لگی۔ معاذ ہونٹ گول کیے سیٹی بجاتے پھر سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا تھا۔

کے سامنے کوئی آ کھڑا ہوا تھا۔ معاذ نے اسے سر سے پیر تک دیکھا، رابیل نے بھی کسی لمحے بیتے اور ان کی موجودگی محسوس کر کے سر اٹھایا اور سامنے ڈاکٹر تاثیر تھی۔ وہ رابیل کو دیکھ کر مسکرائی جبکہ رابیل نے اسے یوں نظر انداز کیا جیسے وہ وہاں تھی ہی نہیں

"کیسی ہو مسز رابیل؟" اس نے سینے پر بازو لپیٹے اور معاذ کو دیکھا۔ پھر نظریں رابیل پر ٹکا لیں۔

رابیل نے اس کی بات کے جواب میں سر ہلایا "اچھی ہوں" پھر سامنے کرسی کی طرف اشارہ کیا

"بیٹھ جائیں۔۔ مجھے امید ہے کہ آپ کوئی ضروری بات کرنے ہر گز نہیں آئی ہوں گی"

تاثیر نے کرسی نکالی اور مسکرا کر بیٹھ گئی۔ پھر گلا کھنکھارا

"رات کو میں نے مامون کے غائب ہونے کی نیوز سنی تھی" اس نے بات شروع کی اور رابیل کے ٹیبلٹ بند کر کے سامنے رکھ دیا۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور فرصت سے اسے سننے لگی

"اسے کسی عورت کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا جا رہا ہے" پھر آگے کو ہوئی "پتہ ہے کوئی مانے نہ مانے میں مان سکتی ہوں کہ مامون نے اس کا مرڈر کیا ہو گا"

رابیل نے سر ہلایا۔ پھر لب کھولے اور نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔ پھر آگے ہوئی "اور کچھ؟"

تاثیر کو بے عزتی کا احساس ہوا مگر وہ تو ڈھیٹ تھی۔اسی طرح بیٹھی رہی "محبت میں انسان قتل کو کچھ نہیں

سمجھتا۔۔مار بھی سکتا ہے اور مر بھی سکتا ہے۔۔اوپر سے اس کی بیوی اس قدر فسادی ہے کہ کیا

کہوں؟ چچ" سر نفی میں ہلایا

"اچھے بھلے جینٹل مین کو قاتل بنا دیا" پھر معاذ کو دیکھا "اور خود یہاں پتہ نہیں کس کے ساتھ آ کر

ٹائم سپینڈ کر رہی ہے"

معاذ آگے کو ہوا،اس کے جبڑے بھینچ گئے مگر رابیل نے اس کے سامنے بازو لمبا کر کے ہاتھ کیا۔

اسے بولنے سے روکا اور خود تاثیر سے مخاطب ہوئی "جگہ جگہ منہ مارنا آپ کا کام ہے،میرا نہیں۔۔یہ

میرا پی اے ہے اور یہ اتنا ہی ریسپیکٹ ایبل ہے جتنا کہ میرے لیے اشعر اور تیمور ہیں۔۔ایک اور بار

آپ نے اس کے کرادر کے بارے میں بات کی تو انجام سارا کیفے دیکھے گا" اس نے بڑے تحمل سے

آرام سے بات مکمل کی مگر تاثیر کے تن بدن میں آگ دوڑ گئی۔اس کی مسکراہٹ پیچھے چھپ گئی اور

وہ سنجیدگی سے رابیل کو گھور رہی تھی

"مامون کہاں ہے؟ تمھیں تو پتہ ہی ہو گا"

رابیل نے سانس خارج کی "آپ کا مامون سے کیا لینا دینا۔۔وہ ایک شادی شدہ مرد ہیں اور کنواری عورتوں کو شادی شدہ مردوں سے دور رہنا چاہیئے "اس نے بڑے مزے سے تاثیر کو عورت بولا تھا۔

تاثیر آگے کو ہوئی "وہ میرا دوست بھی ہے"

رابیل ہنس دی "میں نہیں مانتی۔۔میرے شوہر کی چوائس اتنی بری نہیں ہو سکتی "رابیل نے کہہ کر منہ بنایا جبکہ ڈاکٹر تاثیر آگے کو ہوئی

"فری تھی نا اس کی دوست۔۔کنویں کی مینڈک تمھاری بھابھی "اس نے فری پر طنز کیا تھا

رابیل دانت پیستے اس سے مخاطب ہوئی "میرے خاندان کا ہر فرد قابل عزت اور قابل احترام ہے ۔۔فری ایک بہت اچھی لڑکی ہے، کم از کم تمھاری بہن ہر گز نہیں لگتی"

تاثیر ہنس دی "مجھے یہ جملہ سن کر بہت اچھا لگتا ہے۔۔وہ میرے جیسی ہوتی تو تمھارا مڈل کلاس بھائی چنتی "اب وہ اشعر پر آگئی تھی۔

رابیل نے سر ہلایا اور ضبط کا گھونٹ پیا "میرا خیال ہے تمھیں کوئی دماغی مسئلہ ہے۔۔میں اپنی باتیں دہرانے کی عادی نہیں ہوں۔مامون سے فری فری سے اشعر۔۔میری فیملی پر مت جاؤ تاثیر۔۔بیلیو می میں بہت بری ہوں "وہ آپ سے تم پر آئی تھی۔اب بات برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔وہ جب بھی آتی تھی لڑنے ہی آتی تھی۔اس کی پسندیدہ غذا لڑائی جھگڑا تھا جو کہ وہ بلاناغہ کرتی تھی۔

معاذ آگے کو ہوا" دیکھیں میڈم۔۔آپ جو بھی ایکس وائی زی ہیں یہ لڑائی ہم پینڈنگ رکھتے ہیں۔ ابھی ہم بہت بزی ہیں آپ مجھ سے ٹائم لے لیں۔۔وقت اور جگہ ڈیسائیڈ کر لیں گے پھر آپ آ جایئے گا۔۔ہم لڑ لیں گے" معاذ نے بڑی سمجھداری سے کہا تھا۔

نے سر ہلایا، پھر گہری سانس لی۔"اسے تو کسی لڑکی سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے اور تم تاثیر ریسپیکٹ ایبل کہی رہی ہو"

معاذ ہنس دیا۔پھر آگے کو ہوا"عزت سے کیسے بات کرتے ہیں؟ ہاتھ میں چوڑیاں پہن کر گھنگھٹ اوڑھ لوں، پھر ٹھیک ہے؟"اس کی بات پر رابیل کو ہنسی آئی تھی مگر وہ ہونٹ دانتوں تلے دبا کر بیٹھی رہی۔

تاثیر نے رابیل کو گھورا، پھر غصے سے بولی"ریسپیکٹ کی بات تم مت کرو رابیل۔۔تمھارا بھائی میری بہن کو ذلیل کر کے گھر چھوڑ گیا ہے اور بعد میں اس نے پوچھا تک نہیں، یہ عزت کرتا ہے وہ اپنی بیوی کی۔۔تمھارا شوہر شادی سے پہلے میری بہن اور تمھاری بھابھی کے ساتھ افیئر میں رہا مگر پھر بھی وہ قابل احترام ہے۔۔اگر تم اور تمھارا پی اے بھی ایسا ہی ریسپیکٹ ایبل ہے تو اس سے اچھا ہے کہ تم ریسپیکٹ کی کافی بنا کر پی لو"

رابیل نے سانس خارج کی، کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی اور پھر کھڑی ہوئی۔معاذ بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا۔رابیل نے پرس بازو پر لٹکایا، پھر معاذ کو اشارہ کیا اور اس نے ٹیبلٹ اٹھا لیا۔رابیل نے سامنے

پڑا کافی کپ اٹھایا اور ایک جھٹکے سے اس میں پڑی کافی تاثیر کے منہ پر پھینک دی۔کافی گرم نہیں تھی مگر تھی تو کافی نا، وہ ایک دم سے ہڑ بڑا کر آگے ہوئی۔نیچے کو جھکی اور اپنے ہاتھوں گود اور چہرے پر سے نچڑتی کافی کو محسوس کیا اور دانت پیستے رابیل کو دیکھا۔ارد گرد کے لوگ انھیں دیکھنے لگے تھے۔

رابیل نے دائیں ابرو اٹھائی اور آگے کو جھکی

"یہاں سے نکلیں گی نا تو سیدھا جایئے گا تھوڑا سا رائٹ پر ہی ایک سوئمنگ پول ہے۔۔اس میں ڈوب کر مر جائیں" کہہ کر رکی نہیں آگے چل دی۔معاذ کو کہاں سکون آنا تھا۔اس نے رابیل کو جاتے دیکھا، پھر سامنے میز پر پڑے پانی کے گلاس کو اور گلاس پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس میں پڑا پانی تاثیر کے منہ پر پھینک دیا۔وہ پھر سے اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی، ایک دم سے پیچھے ہٹی اور آنکھیں میچ لیں، اب کہ وہ اچھی طرح گیلی ہو چکی تھی۔لوگ انھیں دیکھ رہے تھے، اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے معاذ کو پایا۔وہ مسکرایا

"مجھے لگا واٹر پروف میک اپ ہے" پھر آگے بڑھا "میں تو معصوم ہوں اور مجبور بھی" اور رابیل کے پیچھے بھاگ گیا۔

وہ باہر گاڑی کے پاس کھڑی تھی۔معاذ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا۔۔اس کی اور رابیل کی نظر ملی اور دونوں ہنس دیے۔معاذ نے شانے اچکائے

“P A for a reason”

رابیل نے سر ہلایا اور پیچھے بیٹھ گئی۔

دوپہر کی روشنی روشن دان سے اندر داخل ہوتی اندر روشن کر رہی تھی۔ایک دیوار سے ٹیک لگائے مامون کھڑا تھا۔وہ اوپر چھت کو دیکھتے کچھ سوچ رہا تھا جب ہارون اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔اس گلا کھنکھارا۔مامون چھت کو دیکھتے ہی بولا "بکو۔۔"

"تمیز سے بات کرو" وہ خفا ہوا تھا

مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا "بکیے حضور!"

وہ ہنس دیا مگر مامون کے تاثرات میں ذرا تبدیلی نہیں آئی۔

"تم صبح فجر پڑھ رہے تھے؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا "میں عادت سے مجبور ہوں۔۔کیوں؟ تمھیں میرے پاس فرشتہ نظر آیا تھا کیا؟"

ہارون دھیرے سے مسکرایا۔پھر سنجیدہ ہوا "کیا تم کل سچ کہہ رہے تھے؟"

"کیا؟" مامون کی بھنویں بھینچ گئیں

"یہی کہ مجھے سفید موتیا ہونے والا ہے"

مامون نے نفی میں گردن ہلائی "نہیں۔۔تمھیں سفید موتیا ہونے والا نہیں ہو گیا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہارون نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور سر ہلا دیا۔مامون نے اس کی جھکی گردن کو دیکھا"میں نے جیسا کہا ہے تمھیں ویسا ہی کرنا ہے۔۔یاد ہے نا؟"

ہارون نے سر ہلا دیا اور اپنے بنکر کی طرف بڑھا۔

کچھ پل بیتے اور دائیں دیوار سرک کر پیچھے ہٹی۔مامون دیوار کے ساتھ اسی طرح کھڑا رہا۔آج دو گارڈز کے ساتھ جو شخص تھا وہ بدلا ہوا تھا۔اس نے نیوی بلیو تھری پیس پہن رکھا تھا اور وہ مامون کی طرف بڑھا۔ایک نظر اسے

دیکھا اور پھر گارڈز کو اشارہ کیا۔وہ چست ہو کر کھڑے ہو گئے۔قیدی بنکرز سے اتر رہے تھے،وہ کھانے کے لیے قطار بنا رہے تھے۔مامون آگے بڑھا اور بلند آواز میں بولا

"مجھے یہاں کیوں رکھا ہے؟"تھری پیس میں ملبوس شخص مڑا اور اسے گھورا۔پھر مسکرایا

"کیونکہ شہاب یہی چاہتا ہے اور وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے"

مامون کے جبڑے بھینچ گئے۔اس نے اپنی مٹھی بند کی مگر ایک گارڈ آگے آ گیا۔

"تم مجھے چھو بھی نہیں سکتے"تھری پیس میں ملبوس شخص گارڈ کے کندھے کے پیچھے سے بولا تھا۔

مامون نے ہاتھ اٹھایا اور مکا گارڈ کی طرف بڑھایا مگر اس نے روک لیا اور ایک زوردار قسم کا مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔خون کا فوارہ اس کے منہ سے نکلا اور وہ پیچھے کو ہوا۔مامون نے ہاتھ ہونٹوں کو لگایا اور پھر اس گارڈ کی طرف بڑھا،ہاتھ اس کے سینے پر رکھے اور اسے اپنے ساتھ لیے سامنے والی دیوار

کی طرف بڑھا۔اسے دیوار سے لگایااور یکے بعد دیگرے تین مکے اس کے منہ پر رسید کیے۔دوسرا گارڈاس کی طرف بڑھا تھا مگر مامون ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹااور اس کے سینے پر مکامارا۔وہ کراہااور پیچھے ہٹا۔اسی سمے پیچھے دیوار سے لگا گارڈاس کی طرف بڑھا،اسے پیچھے سے پکڑا مگر وہ مامون تھا۔۔ اس نے الٹ بازی لگائی اور اسے اپنے ساتھ لیے زمین پر گرا۔ہارون نے مامون کو دیکھااور اس کی طرف بڑھا۔نیوی بلیو تھری پیس میں موجود شخص خاموش سا کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔ہارون نے مامون کو اس گارڈ سے چھڑایااور الگ کیا مگر مامون کو اس نیوی بلیو والے پر غصہ آرہا تھا۔اس نے پاس پڑی اس دن والی موٹی زنجیر پکڑی اور اسے گول گھما کر اس نیوی بلیو تھری پیس والے پر پھینکا۔وہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھا۔زنجیر کا گول ہالہ اس کی گردن کے گرد تھا،مامون نے پوری طاقت لگائی اور اسے اپنی طرف کھینچا۔اسی وقت بنکرز سے بہت سے قیدی اترے۔وہ اسے مامون سے چھڑانا چاہ رہے تھے مگر مامون نے اس شخص کی گردن کے گرد موٹی زنجیر کا ہالہ تنگ کیا۔وہ شخص اپنے گلے کے گرد سے زنجیر چھڑا رہا تھا۔اس دن کی طرح دوسرا سر اپنکھے کے پر پر پھینکا جو کہ کمزور ہو چکا تھا اور جونہی اس نے زور لگایا،زنجیر کا سرا اپنی طرف کھینچا پنکھا ہی نیچے آگیا۔مامون مسکرادیا،پھر جھک کر نیوی بلیو سوٹ والے کے سینے پر پاؤں رکھا۔وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے خود کو پیچھے کو گھسیٹ رہا تھا۔

مامون غرایا

"شہاب سے کہنا۔۔خود آئے"پھر سانس لی"مامون۔۔اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا"

اور مزید جھک کر اس کی جیب سے پسٹل نکال لیا۔سب اپنی جگہ جامد تھے۔اس نے پسٹل کا رخ پہلے زمین پر پڑے شخص کی طرف کیا، پھر گھما کر ہارون کی طرف اور پھر چھت کی طرف عین بلب پر مارا۔بلب چھناکے سے ٹوٹا اور نیچے بنکر پر آ گرا۔وہاں خاموشی تھی۔اس نے پسٹل وہیں پھینکا اور وہاں سے مڑ گیا۔اس کا تنفس بڑھا تھا، کنکھیوں سے اس نے ہارون کو دیکھا، مسکرایا اور آنکھ دبائی۔وہ بس منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

شام ساڑھے چار ہونے والے تھے۔اشعر اورنگزیب فیصل مسجد کی سیڑھیوں پر چھاؤں میں بیٹھا فری کا انتظار کر رہا تھا۔ گرمی سے اس کی شفاف رنگت گلابی پڑ چکی تھی، ماتھے پر پسینہ تھا۔دفعتاً سامنے ایک گاڑی آ رکی۔فری گاڑی سے باہر نکلی اور ادھر اُدھر دیکھا۔اس کی نظر سامنے سے آتے اشعر پر پڑی تھی۔اس نے فری کو رائڈ بک کرا دی تھی اور خود وہ اپنی گاڑی پر آیا تھا۔اس نے سفید شلوار قمیض پر سفید شیفون کا دوپٹہ لیا ہوا تھا، وہ اشعر کو دیکھ کر مسکرائی۔ماں کے ساتھ تلخ کلامی، رات کی اداسی، تاثیر کی مار، سیڑھیوں سے گرنا سب کہیں دور چلا گیا اور یوں تحلیل ہوا جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔ وہ داخلی سیڑھیوں پر چڑھتی اوپر گئی، سامنے کھڑے اشعر کو دیکھ کر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔وہ بھی مسکرایا رانبیل کی طرح گالوں میں پڑے گڑھے واضح ہوئے، اس نے فری کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔پھر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔پھر پیچھے کو ہوا اور حیرت سے بولا

"ہائے اور با۔۔انی سوہنی کڑی"

فری کو یہ الفاظ اچھے سے یاد تھے،اس کے ساتھ گزارا ایک ایک لمحہ یاد تھا اور وہ ہنس دی۔اشعر کے ہاتھ سے ہاتھ نکال کر چہرے پر رکھا اور شرمائی۔اشعر بھی اسے دیکھتے ہنس دیا۔

دونوں ایک ساتھ سیڑھیاں چڑھتے اوپر والے حصے میں جا رہے تھے،ان کے پاؤں ننگے تھے۔گرمی سے سیڑھیاں گرم ہوئی پڑی تھیں مگر کیا فرق پڑتا ہے جب وہ دونوں ساتھ ہیں تو۔۔اوپر چڑھتے ستونوں کے پار وہ صفوں کی جانب بڑھے۔عصر کی نماز میں وقت تھا۔ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی فری کے ماتھے پر پسینہ تھا،رنگت سرخ پڑ رہی تھی اور وہ اشعر کو دیکھ رہی تھی۔وہ ستون کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا فری کا حال پوچھ رہا تھا،ان ڈرائیو پر آتے کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا اور پھر مسکرایا

"میرا آج ڈیوٹی پر دھیان ہی نہیں تھا۔بار بار فون دیکھ رہا تھا کہ کب چار بجیں گے"

فری دھیرے سے ہنسی"میں نے بھی صبح سے کپڑے پریس کروائے ہوئے تھے۔آج تو نہ کوئی کتاب پڑھی جا رہی تھی اور نہ دن بیت رہا تھا"

اشعر نے سانس خارج کی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف بڑھایا"آئی سوئیر۔۔میرا گھر میرا کمرہ اور میرا دل آپ ہی سے زندہ ہیں۔۔اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ وقت کو بڑھا دے،وقت روک دے اور کئی مہینے کئی سال روک دے۔۔میں یہیں آپ کے ساتھ بیٹھا رہوں"

فری کے گال مارے شرم کے دھک رہے تھے،اس کی ہلکی بھوری آنکھیں اشعر کے لیے محبت عقیدت اور اپنائیت کی چمک لیے ہوئے تھے۔اس نے اشعر کے بازو پر چپت رسید کی "آپ ایک اچھے ڈاکٹر ہیں۔سنبھالیں خود کو"

اس نے سانس خارج کی "تو کیا ڈاکٹروں کے پاس دل نہیں ہوتے"

"ہوتے ہیں۔۔میں نے کب کہا نہیں ہوتے "وہ جھٹ سے بولی "مگر ان کو دل سنبھالنا آنا چاہیئے"

اشعر مسکرایا "مگر ان کے پاس فری نہیں ہوتی۔۔فری صرف اشعر کے پاس ہوتی ہے اور اشعر اپنا دل فری کو دیتا ہے"

اور اس بات پر فری پھر سے ہنس دی۔پچھلے دنوں کی قلق ہجر درد اداسی خون اور خیال سب ختم ہوئے،اس کا محب سامنے بیٹھا تھا۔

اشعر سیدھا ہوا اور جیب سے رومال نکالا۔اس کی طرف بڑھایا،اس کا اشارہ تھا کہ وہ چہرے پر گرمی سے وجہ سے آیا پسینہ صاف کر لے۔اوپر پنکھا چل رہا تھا مگر وہ آگ برسا رہا تھا۔فری نے رومال تھاما تھا

"مجھے یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔کسی کیفے یا ریسٹورنٹ میں ملنا چاہیئے تھا،یہاں گرمی بہت ہے"

اس نے منہ بنائے فری کو دیکھا تھا۔

فری نے تھوک نگلا اور رومال گال پر پھیرا۔ پھر ہلکا ہلکا ماتھے پر چھوا اور پھر رومال ہاتھ میں لیے بیٹھی گئی۔ اشعر کی مسکراہٹ تھم گئی، رومال لگنے سے اس نے منہ پر جو فاؤنڈیشن لگائی تھی وہ ماتھے سے پسینے کے ساتھ اتر گئی تھی۔ گال سے نیچے رومال پھیرے ہوئے اس نے ہونٹ کے قریب سے فاؤنڈیشن لاعلمی میں اتار لی تھی۔ اشعر نے ہاتھ

بڑھایا، انگوٹھے سے اس کے ہونٹ تلے زخم کو چھوا۔ پھر ماتھے کو دیکھا، تھوڑی پر ایک لکیر دیکھی اور

مزید سنجیدہ ہوا

"یہ کیا ہوا ہے؟"

فری اس کے چہرے کی سنجیدگی کو دیکھتے سوچ رہی تھی کہ اب کیا کہے۔ اس نے تھوک نگلا، گلٹی ڈوب کر ابھری اور اس نے مسکرانے کی کوشش کی مگر ناکام تھی

"میں گر گئی تھی"

"جی۔۔ واش روم میں یا سیڑھیوں سے؟" وہ ان جھوٹے بہانوں کو خوب جانتا تھا

"سیڑھیوں سے" وہ مسکرا نہ سکی، آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھری تھیں۔ وہ سامنے بیٹھی فری کے ذرا سا قریب ہوا

"مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ کیا ہوا ہے؟ یہ چوٹیں ابھی تازہ ہیں، جھگڑا ہوا تھا آپ کا؟" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا

فری کا تنفس بڑھا،دل کی دھڑکن میں تیزی آئی۔دماغ نے کہا کہ نے بتائے مگر اسے اس شخص کی محبت پر ترس آیا جس سے وہ جھوٹ بولنے والی تھی۔جس کا چہرہ یقین کرنے والوں میں سب سے پہلے سب سے زیادہ یقین کرنے والوں میں تھا۔اس نے جھوٹ بولنے سے انکار کیا اور کب ہلائے "تاثیر اور میرا جھگڑا ہوا تھا" پھر توقف کیا۔ہاتھ ٹھنڈے پڑے مگر اس نے بول دیا "اس نے مجھے۔۔ سیڑھیوں سے دھکا دیا تھا"

اشعر کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔اس کی آنکھوں میں غصہ سرخ لکیروں کی صورت میں نظر آیا تھا۔فری نے اس کا ہاتھ تھاما "ہم انھیں ڈر گز بھی تو دے رہے ہیں۔۔وہ شاید ڈر گز کے انفلوئنس میں تھیں"

اشعر کے جبڑے بھینچ گئے "غصے میں تھیں تو کیا جان لے لیتیں۔۔آج سیڑھیوں سے دھکا دیا ہے کل چھت سے دے دیں گی" اس کی آواز ذرا سی بلند تھی

فری نے اس کا ہاتھ دبایا "اشعر۔۔"

وہ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھایا "چلیں۔۔گھر چلیں۔۔اب آپ وہاں نہیں جائیں گی"

فری نے اس کا ہاتھ تھاما اور کھڑی ہوئی۔اشعر آگے بڑھا مگر اس نے اسے کہنی سے تھاما اور سامنے جا کھڑی ہوئی "اشعر۔۔ہماری محنت ضائع ہو جائے گی۔۔وہ فرسٹیٹ ہوتی ہے،غصہ کرتی ہے سچ بھی بول دے گی"

اشعر نے سابق خارج کی مگر نارمل نہیں ہوا"آپ سمجھ نہیں رہیں فری۔۔میری آپی کو بھی اس نے یہی ڈر گزدی تھیں۔میری آپی کو بھی غصہ آتا تھا وہ بھی فرسٹیٹ ہوتی تھیں مگر انھوں نے مامون بھائی یا کسی کو سیڑھیوں سے دھکادے کر اتنے زخم نہیں دیے"پھر اس کا ہاتھ پکڑا"میں نے اپنی بیٹی کھوئی ہے اب میں اپنی بیوی نہیں کھو سکتا اس ڈائن کے پیچھے"اور آگے بڑھا۔وہ تیز تیز چل رہا تھا۔ فری کو اس کے قدم سے قدم ملانے کے لیے بڑے بڑے قدم لینے پڑ رہے تھے۔نیچے جوتا پہننے کے بعد وہ گاڑی کے پاس کھڑی تھی

"مجھے ایک مرتبہ بابا کی طرف جانا ہے"

اشعر نے اسے گھورا"فری۔۔"مگر اس نے بات کاٹ دی

"میرا فون وہاں ہے۔۔صرف پانچ منٹ لگیں گے پھر وہاں سے آجاؤں گی"

اشعر نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا اور فری ساتھ۔وہ سامنے دیکھ رہی تھی جب ڈرائیو کرتے اشعر نے اسے دیکھا

"آپ نے مجھے نہیں بتایا؟کب دھکا دیا انھوں نے آپ کو؟"

فری نے سانا خارج کی اور اس کی طرف دیکھا"رات گئی بات گئی"

اشعر نے سامنے دیکھتے سر ہلایا"اچھا تو رات میں۔۔گڈ"پھر فری کو دیکھا"تو آپ اس لیے رو رہی تھیں کہ آپ کو درد ہو رہا تھا۔۔اس لیے آپ کی آواز اتنی روئی روئی سی تھی"

فری کچھ بھی نہیں بولی۔

"جولی نے مجھے نہیں بتایا کہ تاثیر نے آپ کو مارا ہے" وہ جلدی جلدی بولا تھا

"اسے میں نے منع کیا تھا" فری جھٹ سے بولی تو وہ خاموش ہو گیا۔البتہ اس کے چہرے کی سرخ رنگت بتا رہی تھی کہ وہ غصے میں ہے۔

"انھیں اب میں دیکھتا ہوں" اور اس نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔

اشعر گھر کے باہر گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔فری اندر تھی، باہر ڈاکٹر تاثیر کی گاڑی آ رکی اور اس نے اشعر کو گھورا۔پھر گاڑی روکی، باہر نکلی اور اشعر کو گھورا

"کیا کام ہے تمھیں؟" وہ عین اشعر کے سامنے سینے پر بازو لپیٹے کھڑی تھی

"میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں" وہ سنجیدگی سے بولا تھا

"اسے تمھارے ساتھ نہیں جانا" ڈاکٹر تاثیر بلند آواز میں بولی تھیں

اشعر نے سانس خارج کی اور ضبط سے بولا "کیوں؟اب میں انھیں چھت سے گرنے کے لیے چھوڑ جاؤں؟"

تاثیر کو پہلے تو سمجھ ہی آیا اور جب آیا تو وہ اندر کی طرف بھاگی تھی۔فری اپنے کمرے سے باہر آ رہی تھی،اس نے گلے میں دوپٹہ لیا ہوا تھا اور وہ جانے کے لیے تیار تھی۔ایک طرف کو پرس لٹک رہا تھا

اوراس نے گردن اٹھائی توتاثیراس کی طرف اوپر کو بڑھتی آرہی تھی۔فری وہیں ٹھٹھکی،دل دھڑکا اور سارا خون جیسے سر کی

طرف چڑھ آیاہو۔تاثیراس کی طرف بڑھی اوراس کی کہنی تھامی"تم نہیں جاسکتی"اوراسے اپنے ساتھ لیے کمرے میں داخل ہوئی۔

"مجھے چھوڑیں"فری اپنی کہنی چھڑوارہی تھی مگرتاثیرنے اسے آگے کوایک جھٹکادیااور چھوڑدیا۔ وہ بیڈپر جا گری۔پھر بیٹھ کر خوف سے تاثیر کو دیکھنے لگی۔ڈاکٹرتاثیرنے ہاتھ میں ڈریسنگ ٹیبل پرپڑا گلدان پکڑلیا

"تم کیا سمجھتی ہو؟تم یوں نہیں جاسکتی،تم یہ سب ڈیزرو نہیں کرتی فری۔۔تم وہی کروگی جو میں چاہتی ہوں۔تم کیسے جاسکتی ہو فری"وہ چلائی اور گلدان زمین پر پٹخ دیا۔گلدان ایک زوردار آواز کے ساتھ چھناکے سے ٹوٹااور فری نے دونوں ہاتھ دائیں بائیں کانوں پر رکھ لیے۔

ڈاکٹرہاشمی اوران کی بیوی ابھی ابھی ہاسپٹل سے آئے تھےاور وہ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی گلدان ٹوٹنےاورتاثیر کے چلانے کی آواز سن چکے تھے۔

فری کھڑی ہوگئی،اسے تاثیر کی آنکھوں میں اترتاخون خوفزدہ کررہاتھا۔وہ غصے میں پاگل ہوچکی تھی

"میں نے کیاکچھ نہیں کیافری۔۔"وہ پوری شدت سے چلائی اورڈریسنگ ٹیبل پرپڑاشیشے کاگلاس لے لیا"بچپن سے میں بابامی کی توجہ کامرکز تھی مگرتم۔۔تم پھر بھی بیچ میں آجاتی تھی۔میں

کامیاب ترین عورت بن گئی مگر کھانے کی میز پارٹی پر شادی پر صرف فری فری فری کا ذکر۔۔فری کچھ نہیں کرتی، فری نے ٹاپ نہیں کیا، فری کا کوئی کریئر نہیں ہے، تاثیر تم فری کا خیال رکھا کرو، فری میڈیکل نہیں کر سکی۔فری نالائق ہو کر بھی اٹینشن لے جاتی تھی۔کیوں فری؟"اس نے گلاس ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں مارا اور آئینہ چھناکے سے ٹوٹ گیا۔

فری ایک ایک قدم پیچھے ہٹتی گئی، تاثیر غصے میں دانت پیستی اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔جیسے وہ اسے مار دے گی

"میں نے تمھیں قید کر لیا، تمھارا کردار مسخ کر دیا، تم ایک بد کردار لڑکی بن گئی، میں نے پورا ایک جال بنا اور کہا کہ تم نشیب کے ساتھ بھاگ گئی ہو سب نے میرا یقین بھی کیا، مامون تمھیں چاہتا تھا اسے تم اچھی لگتی تھی وہ تمھیں گفٹس دیتا تھا تمھارے لیے لڑتا تھا تمھیں ہنساتا تھا اور میں۔۔میں نے کیا کچھ نہیں کیا، میں نے نشیب کی ماں کو یہاں سے بھیج دیا، اسے رات ورات اٹلی بھیجا اس کی ماں کو پیرالائز کرایا، اسے وہاں اتنے مسئلوں میں پھنسایا کہ وہ یہاں نہیں آسکا مگر پھر"اس نے پاس پڑا شیشے کا جگ پکڑا تھا"پھر اشعر آگیا۔۔پتہ نہیں کہاں وہ تمھیں مل گیا، کہاں وہ تمھارے عشق میں گرفتار ہو گیا اور اس نے سارا کھیل خراب کر دیا۔وہ تمھیں واپس لے آیا، اس نے میرا کھیل خراب کر دیا، مامون نے مجھے تم دونوں کی وجہ سے چھوڑ کر اس کی بہن کو اپنا لیا، میری محنت ضائع ہو گئی اور اب۔۔

"وہ فری کو گھور رہی تھی۔وہ پیچھے ہٹی اور پیچھے دیوار تھی۔فری بیڈ پر چڑھ گئی اور پیچھے ہوتی گئی

"اب تم۔۔تم نہیں جاسکتی۔۔تم نشیب سے شادی کرو گی اور نشیب کا چیپٹر کلوز کرو گی۔۔میں۔۔ میں تاثیر مامون کو چاہتی ہوں اور اس کی بیوی کو پاگل کر دوں گی، میں اشعر کو برباد کر دوں گی۔اس نے میرا پلان خراب کیا میں اس کی زندگی خراب کر دوں گی۔۔تمھاری ماں نے میری ماں کی جگہ لی تم میری جگہ نہیں لے سکتی۔تاثیر خوش نہیں تو تم خوش کیوں ہو؟"وہ حلق کے بل چلائی اور جگ اٹھا کر فری کی طرف اچھالا۔بیڈ سے اتری اور باہر کو بھاگی، جگ دیوار سے لگا اور ٹوٹ گیا۔فری باہر نکلی اور باہر اس کے ماں باپ بت بنے کھڑے تھے جیسے وہ سب سن چکے تھے۔اس کی ماں نے سرخ نم آنکھوں سے فری کو دیکھا۔فری نہیں رکی، وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔تاثیر اس کے پیچھے کمرے سے نکلی تھی، اپنے ماں باپ کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ایک لمحے کے لیے رکی مگر فری لاؤنج سے باہر جا چکی تھی۔تاثیر اپنے کمرے کی طرف بھاگی اور جلدی سے الماری کھول کر پسٹل باہر لے آئی۔اس کی ماں اس کی طرف بڑھی مگر نہیں۔۔آج وہ فری کو مار کر دم لے گی۔اس نے اپنی ماں کو ایک طرف کو دھکا مارا اپنے باپ کو نظر انداز کیا اور سیڑھیوں سے نیچے کی طرف۔بھاگی۔

فرحین اپنے شوہر کی طرف بھاگی۔اس نے اشعر کی کہنی تھامی، وہ پوری کانپ رہی تھی۔رو رہی تھی اور اشعر کو کچھ بتا رہی تھی۔وہ بس بھنویں بھینچے نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا

"اشعر۔۔وہ۔۔وہ ہمیں مار دے گی"اس نے اشعر کی کہنی جھنجھوڑی"چلیں"

اشعر نے اسے کندھے سے تھاما مگر فری نے اس کے ہاتھ جھٹکے"چلیں۔۔اللہ کا واسطہ ہے چلیں"

اس نے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا تھا،اشعر ڈرائیونگ سیٹ کھولے اندر بیٹھا۔اسی وقت ڈاکٹر تاثیر گیٹ سے باہر آئی،اشعر نے گاڑی سٹارٹ کی۔تاثیر نے بندوق کا رخ اشعر کی طرف کیا مگر اس نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر گاڑی وہاں سے موڑی اور آگے بڑھادی۔تاثیر نے گولی چلادی مگر اشعر دور جارہا تھا۔وہ اندر کی طرف بڑھی،خود کی گاڑی باہر ہی رہنے دی اور گیراج میں کھڑی گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔چابی اگنیشن میں گھمائی اور باہر کی طرف نکالی۔اس کے ماں باپ پیچھے بھاگے تھے

"تاثیر۔۔"اس کا باپ بلند آواز میں پکارا تھا"بیٹے۔۔رک جاؤ"

مگر تاثیر وہاں سے جاچکی تھی۔اس نے گاڑی اشعر کی گاڑی کے پیچھے لگائی تھی۔

اس کا باپ جلدی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا،مسز ہاشمی بھی ساتھ ہی تھیں

گاڑی میں بیٹھی فری بار بار پیچھے دیکھ رہی تھی،اس کا تنفس بڑھا تھا وہ رو رہی تھی اور بار بار اشعر کو دیکھ کر گاڑی تیز چلانے کو کہہ رہی تھی۔اس نے گردن پیچھے موڑی اور تاثیر کی گاڑی پیچھے ہی نظر آگئی۔

"اشعر۔۔"وہ دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھے مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔

تاثیر کی گاڑی ان کی گاڑی کے پیچھے تھی۔اس کی گاڑی کا میٹر اوور سپیڈنگ کی وارننگ دے رہا تھا اور وہ اندھا دھند گاڑی چلا رہی تھی۔اس کے دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے،دوپہر میں رابیل اور معاذ

سے ہوئی بے عزتی یاد آئی، کمرے کی دیوار سے بجتا شیشے کا جگ یاد آیا، فری کا تھپڑ یاد آیا، کمرے باہر اس کا سچ سنتے ماں باپ یاد آئے، اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا، دل کی دھڑکن قابو سے باہر تھی۔ بتی سبز سے سرخ ہوئی تھی۔۔ اشعر کی گاڑی گزر گئی مگر تاثیر کی گاڑی نے سگنل توڑا تھا، دائیں طرف سے آتی مال بردار گاڑی تاثیر کی گاڑی سے آ ٹکرائی، ٹریفک پولیس آفیسر سیٹی بجاتا رہ گیا۔ دراز قد بھاری مال بردار گاڑی تاثیر کی گاڑی کو اپنے ساتھ گھسیٹتی گئی اور پھر اسے دور جا پھینکا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا، تاثیر کے سامنے بس آگ تھی، کرچیاں جو کہ اس کے چہرے اور جسم میں پیوست ہوئیں اور اس نے سٹرینگ چھوڑ دیا۔ گاڑی الٹ گئی اور وہ آگ کی لپیٹ میں آئی تھی۔ اس کی آنکھیں ساکت ہوئیں، آخری سانس آخری آس تھی، اس کی گردن میں شیشے کھب چکے تھے، اس کی ناک بہہ رہی تھی اور آگ کی لپیٹ میں تاثیر کو گرمی لگی تھی۔ جہنم کی گرمی اور اس کی گردن ایک طرف کو لڑھک گئی۔۔

اس کے باپ کی گاڑی پیچھے تھی اور اشعر آگے تھا مگر تاثیر۔۔ تاثیر دونوں کے بیچ میں تھی اور ساکن تھی، پتھر اور مردہ تھی۔

شر انجام کو پہنچا!

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ سفید سرمئی محل کے باغ میں رابیل آرا کے ساتھ بیٹھی تھی۔ باغ میں ایک بلی آتی تھی جس نے بچے دیے ہوئے تھے، آرا کا دھیان آج کل ان کی طرف ہوتا تھا۔ رابیل خاموشی سے بنچ پر بیٹھے اسے دیکھ رہی تھی۔ باہر کا گیٹ کھلا اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔ رابیل نے گردن موڑ کر دیکھا، وہ جانتی تھی کہ ملیحہ ہوں گی مگر ساتھ میں افیفہ بھی تھی۔ وہ رابیل کو دیکھ کر مسکرائی، رابیل کھڑی ہوئی اور اس کی طرف بڑھی۔ وہ بھی بڑے بڑے قدم اٹھاتے اس تک پہنچی اور دونوں گلے گئیں۔ رابیل نے آنکھیں بند کر کے افیفہ کے گرد ہالہ مضبوط کیا۔ وہ روز نہیں ملتی تھیں، روز تو بات نہیں ہوتی تھی۔ ہفتے اور پھر مہینے گزر جاتے تھے اور جب وہ ملتی تھیں تو یوں لگتا تھا کہ بس ابھی چند دن پہلے ہی تو ملی تھیں۔ وہ رابیل کی ایسی دوست تھی کہ اس کے منہ سے ابھی افیفہ کا نام نکلتا تھا اور افیفہ اس کے پاس ہوتی تھی۔ وہ رابیل کو رابیل سے زیادہ جانتی تھی۔ افیفہ نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آواز رندھ گئی، بند آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے، وہ جذبات اُمڈ اُمڈ کر باہر آ رہے تھے جو اس نے اتنی روز سے روک رکھے تھے

"فیفی۔۔"

"میں سب جانتی ہوں۔۔ اٹس اوکے" وہ اسی طرح اس کے گلے لگی رہی

"آئی مس ہم۔۔" اور رابیل رو دی۔ دوست کے سامنے کوئی خول کام نہیں آتا۔ وہ سامنے ہوتا ہے تو سارے خول ٹوٹ جاتے ہیں اور انسان اپنے اصل میں پھر سے آ جاتا ہے۔ دوست تو کمفرٹ ہوتا ہے

ہمسفر اور ہمدرد۔۔اس کے سامنے آنسو بہانے دل کی بات کہنے میں کیا عار۔۔دوست زمانے اور دنیا کی طرح تلخ نہیں ہوتا، جج نہیں کرتا۔وہ بس سنتا ہے اور آنسو پونچھتا ہے۔حل نہ بھی بتائے تو سکون دیتا ہے۔وہ دنیا نہیں ہوتا مگر دنیا میں اچھائی اور وفاداری پر یقین اسی سے ہوتا ہے۔

"میرا دل تنگ ہوتا ہے اور مجھ سے کوئی کام نہیں ہوتا" وہ روتے ہوئے اسے بتا رہی تھی اور افیفہ بس سن رہی تھی۔پھر اس سے الگ ہوئی، رابیل کے گال گیلے اور آنکھیں گلابی تھیں۔افیفہ نے اس کے آنسو صاف کیے اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا

"باس تو کہتے تھے ان کی بیوی بڑی بہادر ہے اور بیوی کو دیکھو، آ لینے دو انھیں ان کے کان میں کھینچتی ہوں۔۔جھوٹ بولتے ہیں بد تمیز"

رابیل نے نظریں اٹھا کر افیفہ کو دیکھا اور دھیما سا مسکرائی۔اس کی رنگت زرد ہوئی تھی۔

بنچ پر بیٹھی افیفہ کے ساتھ رابیل بیٹھی تھی۔دونوں کے درمیان فاصلہ کم تھا

"تم نے مجھے پہلے نہیں بتایا بیلی۔۔باس لاسٹ ٹائم میٹنگ اٹینڈ کر کے نکل گئے تھے"

رابیل نے نم سانس اندر کھینچی "یہ بات گھر میں ہی تھی، مجھے یقین تھا کہ وہ دو چار دن میں آ جائیں گے مگر۔۔"

افیفہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دبایا۔

رابیل نے پلکیں جھپکائیں اور افیفہ کو دیکھا "لاسٹ ٹائم تم سے کیا بات ہوئی ان کی؟"

افیفہ نے شانے اچکائے "کہہ رہے تھے کہ رات کو شاید کوئی ایونٹ اٹینڈ کر کے آئے ہیں اور اب بہت تھکے ہوئے ہیں۔۔میں نے ان کی ایک میٹنگ زبردستی کل کے لیے رکھ دی تھی۔پھر وہ آخری میٹنگ اٹینڈ کر کے ملے۔اس وقت کافی خوش تھے،شاید تم سے بات بھی ہو رہی تھی اور پھر چلے گئے"

رابیل نے سر ہلایا "مجھ ہی سے بات ہو رہی تھی۔پھر بات ہوتے ہوتے بیچ میں رک گئی۔مجھے لگا شاید آرہے ہوں گے "اور رابیل خاموش ہو گئی

افیفہ نے سانس خارج کی "اللہ مالک ہے بیلی۔۔وہ ہے نا۔۔تم لوگوں نے پتہ کروایا؟کچھ پتہ چلا ہو؟ کوئی ثبوت کوئی گواہ کچھ بھی؟"

رابیل نے سر نفی میں ہلایا "ڈرائیور رات کو آیا تھا اور مامون کی گاڑی بری طرح ڈیمیج تھی۔گارڈ بھی بے ہوش تھا اور ان کا فون مجھے دے دیا۔۔وہ کہہ رہا تھا کہ گاڑی چلاتے ہوئے ہی کوئی سرنج سی تھی جو گلاس توڑ کر اندر آئی تھی اور ان کی گردن پر چبھوتے ہی انھیں بے ہوش کر گئی "اس نے بات مکمل کی البتہ اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ رہے تھے

افیفہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔لائلہ ان کے لیے جوس کے گلاس لائی تھی۔افیفہ نے گلاس لے کر رابیل کی طرف بڑھایا۔اس نے سر ہلایا مگر وہ تو افیفہ تھی

"لے لو نا۔۔روتی رہو گی کیا؟"

اس نے گلاس لیااور ایک گھونٹ بھر کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

افیفہ نے جوس کا گھونٹ بھرا"مجھے نہیں یاد باس کی کسی سے اتنی سخت دشمنی رہی ہو"

رابیل نے سر ہلایا"ان کی دشمنی نہیں تھی۔مسئلہ کسی اور کا تھا۔مامون بس ان کا ساتھ دے رہے تھے"

"مطلب؟"افیفہ کی بھنویں بھینچ گئیں۔

رابیل نے سانس خارج کی اور زرار اور تابندہ کی کہانی کا مختصر سا خلاصہ اسے بتادیا۔اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔پھر تھوک نگلا"ارے۔۔یہ کیا ہو رہا ہے بھئی۔۔مطلب"اس کا دماغ بس ضرب تقسیم کرنے میں ہی مصروف سا تھا

"اس رات ایونٹ پر نایاب ناہید نے میرے سامنے سوسائیڈ کیا تھا اور وہ اپنا کیا مجھ پر ڈال رہی تھی۔۔رابیل یہ تم نے کیا ہے۔۔اس وقت اگر مامون نہ ہوتے تو میں آج جیل میں ہوتی"اس کی رنگت مزید پھیکی پڑی۔افیفہ آگے ہوئی اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا"یہ بہت بڑا حادثہ تھا بیلی۔۔تھینک گاڈ مامون بھائی آگئے"پھر سانس خارج کی

"اب اس کا الزام ان پر آیا ہے؟"

رابیل نے سر ہلایا"پولیس نے مجھے انویسٹیگیشن کے لیے بلایا تھا۔وہاں ایک آدمی بیٹھا تھا جس کے پاس کیمرہ تھا مجھے لگ رہا تھا کہ وہ مجھے جانتا ہے۔وہ غور سے انسپیکٹر میری اور اشعر کی بات سن رہا تھا،

پھر جمال احمد نے آکر ساری بات سنبھال لی۔اب یہ بات اس طرح پھیلی ہے جیسے جنگل میں آگ۔۔

"اس نے سانس خارج کی "امی بھی دن میں کئی بار مجھے کال کر چکی ہیں، میرے دونوں گھروں میں عجیب پریشانی ہے "اس نے افیفہ کو دیکھا۔آنکھیں ابھی بھی گلابی تھیں

"یہ برا وقت بھی گزر جائے گا بیلی۔۔باس آجائیں گے، وہ سب کو دیکھ لیں گے"

رابیل نے فقط سر ہلایا۔اس سے زیادہ وہ کیا ہی کہتی۔

"مجھے ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے فیفی۔۔وہ میرے مامون کے ساتھ کچھ کر نہ دے"

افیفی نے اسے دیکھا اور اس کے گال پر ہاتھ رکھا "جہاں تم نہیں ہو بیلی وہاں اللہ تو ہے نا۔۔یقین رکھو"

"سارا دن اچھا گزرتا ہے مگر رات۔۔میرا دم گھٹتا ہے۔۔میرا دل کرتا ہے میں ساری دنیا کو آگ لگا دوں، کوئی طوفان آئے اور سب مٹ جائے، کوئی معجزہ ہو یا کوئی فرشتوں کی فوج آسمان سے اترے اور وہ مامون کو میرے سامنے لا کھڑا کریں "اس کی آواز پھر رندھ گئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے افیفہ کا ہاتھ تھاما۔

افیفہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "سب ٹھیک ہو جائے گا بیلی۔۔میں کہہ رہی ہوں نا"

رابیل نے سر ہلایا "لڑائی کسی اور کی تھی۔مبتلا میرا شوہر ہوا ہے مگر زرار کو برا نہیں کہتی۔پسندیدہ شخص پر کوئی بری نظر بھی ڈالے تو دل کرتا ہے اس کی آنکھیں نوچ لیں۔۔اس کی بیوی کے ساتھ

بہت برا ہوا اور اب میرا شوہر۔۔کل جہاں زرار تھا وہاں آج میں ہوں۔۔دشمن ایک ہی ہے ہمارے کردار بدل گئے"

افیفہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔پھر جوس کا گلاس پکڑ کر منہ سے لگایا اور دو گھونٹ بھرے "مینا کہاں ہے؟ نظر نہیں آئی"اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"وہ تیمور کے ساتھ ہے نا۔۔سکاٹ لینڈ۔۔کہہ رہی تھی شاید اسی ہفتے آجائے۔۔شہاب کا ایک پرانا ساتھی ہے وہ لوگ اسے ہی پکڑ رہے ہیں۔پکڑا گیا تو مامون تک رسائی آسان ہو گی"اب وہ کسی حد تک نارمل تھی

افیفہ نے گہری سانس لی "میں امیجن بھی نہیں کر سکتی۔کوئی اپنے دوست کا اس طرح بھی ساتھ دے سکتا ہے،اتنا ساتھ بھی دے سکتا ہے جتنا یہ لوگ دے رہے ہیں۔۔ایسا کہانیوں میں ہوتے دیکھا تھا"

رابیل مسکرائی "کہانیاں بھی تو انسان ہی لکھتے ہیں نا فیفی"

افیفہ بھی مسکرائی "اللہ کرے وہ شیطان کا بچہ جلدی پکڑا جائے۔۔عجیب"اس نے سر جھٹکا۔

"شیطان کا بچہ نہیں۔۔شیطان"رابیل نے اس کی تصحیح کی

افیفہ نے بے پرواہی سے ہاتھ جھلایا"جو بھی ہے"پھر غصے سے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر مروڑیں،دانت پیستے بولی"میرا دل کرتا ہے اس کا کچومر بنادوں۔۔اف!باس اس کے پاس ہیں۔میرا آفس میں لڑنے کو دل کرتا ہے مگر کوئی اتنی اچھی لڑائی نہیں کرتا"پھر بے بسی سے رابیل کو دیکھا"میں بھی انھیں مس کر رہی ہوں بیلی"

رابیل مسکرائی اور دونوں بازو پھیلائے۔وہ رابیل کے گلے سے آلگی۔پھر جدا ہوئی

"کتنی اداسی کتنی خاموشی ہے نا۔۔اللہ اس خاموشی کو قہقہوں میں بدل دے"

"آمین"رابیل فقط یہی کہہ سکی

"اچھا آؤ۔۔عافی سے ملواؤ مجھے"افیفہ نے کھڑی ہو کر رابیل کے سامنے ہاتھ بڑھایا اور اس نے تھام لیا۔اس نے گردن ادھر ادُھر گھمائی،آرا وہاں نہیں تھی۔شاید اندر چلی گئی تھی۔۔شام جامنی پڑ رہی تھی۔لڑکیاں سیڑھیوں پر چڑھتی اندر لاؤنج کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

بالکنی کی طرف کا دروازہ کھلا تھا۔اس نے آتے ہی اے سی آف کیا اور اب جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ہوا سے پردے ہل رہے تھے اور وہ خاموشی سے بیٹھی گردن جھکائے انگلیوں پر تسبیح کر رہی تھی۔کمرے کا دروازہ کھلا اور اشعر اندر داخل ہوا۔اس نے فری کو دیکھا،پھر دروازہ بند کیا اور اس کی طرف بڑھا۔فری نے اسے سر اٹھا کر نہیں دیکھا،وہ جانتی تھی کون ہو گا۔وہ چلتے ہوئے اس کے قریب آیا اور پھر

نیچے بیٹھ گیا۔فری نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مگر اس نے اپنا سر فری کی گود میں رکھا اور دائیں کروٹ لیے لیٹ گیا۔اس کا ایک ہاتھ اشعر کے سر کے نیچے تھا اور دوسرا اس نے اٹھایا ہوا تھا۔اشعر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے سر پر رکھا۔ہر سو خاموشی اور سناٹا تھا۔بس دل دھڑکنے کی آواز تھی۔وہ اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر رہی تھی۔دوسرا ہاتھ اس کے بازو پر رکھا،وہ خاموش رہا۔سانس لیتا رہا،

فری کی دھیمی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی

"کتنی خاموشی ہے نا اشعر"

"ہوں"پھر توقف کیا"طوفان کے بعد کی خاموشی"

فری نے گہری سانس لی۔پھر تھوک نگلا"کیا اب کبھی طوفان نہیں آئے گا؟"

"یہ والا نہیں آئے گا"اس نے نرمی سے جواب دیا تھا۔

اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں"اس کا کیا فائدہ ہوا۔ہماری بیٹی تو ہمیں نہیں ملی نا"

اشعر نے آنکھیں بند کر لیں"یہ سب ایسے ہی لکھا تھا فری۔۔اب مزید نقصان نہیں ہو گا"

فری نے اس کے بالوں میں سے انگلیاں گزاریں۔اس نے نم سانس اندر کھینچی اور ایک کمزور سی آواز ابھری

"میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا تھا کہ وہ مر جائے"

"یہ ایسے ہی لکھا تھا"اشعر دھیمی آواز میں بولا تھا۔اس نے اپنی بات پھر سے دہرائی تھی۔

"اس نے میرے ساتھ ہمیشہ برا کیا۔مجھے مارتی تھی مینٹلی ٹارچر کرتی تھی اس نے مجھے قید کیا، میرے کردار پر کیچڑ اچھالا، میری بیٹی کے بارے میں برے الفاظ کہے مگر وہ میری زندگی کا مرکزی کردار رہی تھی۔وہ کردار جس کے بغیر مجھے میری زندگی ادھوری لگتی تھی۔وہ نہیں ہوتی تھی تو سکون ہوتا تھا مگر اس سکون میں بھی میں یہی سوچتی تھی کہ وہ ابھی آئے گی اور مجھے ہرٹ کرے گی۔ وہ مر گئی اشعر مگر مجھے یقین نہیں آرہا۔مجھے تکلیف ہو رہی ہے اور یہ تکلیف بہت بڑی لگ رہی ہے"

اس نے اپنا زندان اپنے ہاتھوں سے توڑا تھا اور اب درد ہونے لگا تھا۔ہاتھوں پر زخم تھے مگر زخم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بھر جانے تھے۔

اشعر نے کروٹ موڑی اور کمر کے بل لیٹ گیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے سینے پر رکھا۔پھر اسے دیکھنے لگا"میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کا اس سے کیسا بانڈ رہا ہو گا۔مرنے والے سے ہمارا کوئی بھی تعلق ہو ہمیں غمزدہ کرتا ہے اور آپ ابھی غم میں ہیں اس لیے سب بڑا لگ رہا ہے۔اب سب ٹھیک ہو گیا ہے فری، اب کسی شر کا سایہ ہماری زندگی سے خیر نہیں چھین سکتا"اور اس نے سانس خارج کی۔دل پر ایک بوجھ سا تھا جو اب ہٹ گیا تھا۔

کسی کو اتنا درد ہر گز نہیں دینا چاہیئے کہ آپ کی موت پر وہ غمگیں ہونے سے زیادہ شکر گزار ہو۔انسان کو اتنی ہی تکلیف دینی چاہیئے جتنی کہ وہ سہہ لے۔کیا فائدہ اتنے رعب، اچھے کریئر اچھی ڈگری، بڑا گھر، اعلیٰ سٹیٹس اور مال ہونے کا جب جانا اس دنیا سے خالی ہاتھ ہے اور آپ کے جانے کے بعد کوئی

آپ کو یوں یاد کرے جیسے اس کے سر سے بلا ٹلی۔وہ مرنے پر شکر کرے گا اور آپ کی قبر پر عذاب کا بوجھ بڑھے گا اور اپنے حصے کا عذاب انسان اکیلا خود ہی جھیلتا ہے۔ایک نظر قبر پر ہو اور دوسری اپنے اعمال پر تو زندگی آسان ہو جائے۔

فری نے آنکھیں پونچھ لیں۔پھر گردن جھکائے اسے دیکھا"اب سب ٹھیک ہو گا؟"

اشعر نے گہری سانس لی اور سر اثبات میں ہلایا"ہوپ سو"پھر مسکرایا"آپ رونا بند کریں گی تو ہم ہنستے ہنستے زندگی گزار سکتے ہیں"

فری دھیما سا مسکرائی۔پھر اشعر کے بازو پر چپت رسید کی۔

"میں دکھی ہوں۔مت ہنسائیں"

وہ ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی"دکھی فری ہے تو درد اشعر کو ہوتا ہے"اس نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔

فری کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے سانس خارج کر کے اسے تشکر سے دیکھا تھا۔

بالآخر بلبل نے صیاد کی قید سے آزادی حاصل کی تھی۔یہی آزادی پہلے حاصل ہو جاتی تو آج جو نقصان اس نے اٹھایا تھا وہ کبھی نہ اٹھاتی مگر کچھ انسان ایک لمبے عرصے سے سوئے ہوتے ہیں۔انھیں نیند پیاری لگنے لگتی ہے اور قید سکون۔جب انھیں کوئی چوٹ لگتی ہے تکلیف ہوتی ہے تو ہوش میں آتے ہیں تب تک کافی نقصان ہو چکا ہوتا ہے لیکن اگر وہ ہوش میں آجائیں،اپنے گرد کھڑی بڑی بڑی

دیواریں گرادیں تو مزید نقصان سے بچا سکتا ہے کیونکہ کوئی دیوار ایسی نہیں بنی جسے انسان توڑ نہ سکتا ہو۔

یہاں سے دور نظریں ہٹائیں تو پتھروں کے شہر میں ایک نئی کہانی رقم کی جانی تھی۔ہر سو اندھیرا ہوا، بتیاں جل اٹھیں مگر ایک جگہ تھی جہاں ہر وقت اندھیرا ہی ہوا کرتا تھا۔اس منزل کی مکین ابھی گھر پر نہیں تھی۔اس سے کچھ فاصلے پر ایک فلیٹ میں دو نفوس ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ تیمور کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا اور وہ اس پر انگلیاں چلا رہا تھا۔وہ دونوں نیچے کارپیٹ پر بیٹھے تھے۔مینا کے سامنے ایک پلیٹ میں بڑی سی گول چاکلیٹ ککیز پڑی تھیں، ساتھ کافی کا مگ تھا اور ایک چاکلیٹ چپ ککی اس کے ہاتھ میں تھی جسے وہ تھوڑا تھوڑا کاٹ کر کھا رہی تھی۔ نظریں اس کی لیپ ٹاپ پر ہی تھیں، اس کی سیاہ آنکھوں پر چشمہ تھا اور وہ بے پرواہ سی تھی۔لیپ ٹاپ سکرین پر ایک طرف ایک وڈیو سی چل رہی تھی۔اس وڈیو میں نیلا نیلا اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ تیمور نے گردن موڑ کر مینا کو دیکھا۔مینا نے ککی چباتے ہوئے اسے دیکھا، دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔ تیمور نے اس کے ہاتھ سے آدھی چاکلیٹ چپ ککی لے لی "مجال ہے مینو جو تمھیں ذرا سی بھی فکر ہو"

اس نے اس کے بازو پر چپت رسید کی "مینا صرف تین rules پر زندگی جیتی ہے"

"کیا؟" وہ منہ میں ککی ڈالے چبا رہا تھا

اس نے شہادت کی انگلی اٹھائی "بھوک لگے تو کھانا کھاؤ"

پھر دوسری انگلی اٹھائی "نیند آئے تو سو جاؤ"

تیسری انگلی اٹھائی "باقی۔۔chill کرو "اور ہنس دی۔ پھر اپنا کافی کپ پکڑا اور ایک گھونٹ بھرا

تیمور نے سر ہلایا "بور ہو رہی ہو تو اپنے معصوم شوہر کا دماغ نچوڑ دو"

اس نے مسکرا کر سر ہلایا "یہ نیا رول ہے۔۔آئی لائک اٹ "اور اس نے ہاتھ بڑھا کر تیمور کا گال کھینچا

اس نے منہ بسورا تو مینا نے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا "فوکس۔۔فوکس "اس نے کافی کا مزید ایک گھونٹ بھرا۔

یہاں سے واپس اس جگہ پر چلتے ہیں جہاں سے یہ منظر شروع ہوا تھا یعنی پتھر کا خوبصورت گھر جس نے روشنی کی کرن نہیں دیکھی۔ جس کا اندھیرا روشنی کا استقبال نہیں کرتا۔ تیمور کی سکرین پر اس گھر کے سامنے کا منظر نظر آ رہا تھا، کچھ پل بیتے اور سرسراہٹ ہوئی۔ شاید کوئی آیا تھا یا تھی۔ بالکل "وہ آنے والی تھی"۔اس نے آتے ہی ارد گرد دیکھا، مینا اور تیمور سکرین میں اسے دیکھ کر چوکنا ہو کر بیٹھ گئے اور پھر کرسٹوفر نے اپنے گھر کا بھاری دروازہ کھولا، دائیں بائیں پٹ کھل گئے۔ مینا نے گلا کھنکھارا "جوجو۔۔موان ٹو۔۔موو ٹو ساؤتھ۔۔فاسٹ جوجو "وہ جوجو کو ڈائریکشنز دے رہی تھی۔اسے سمتیں سمجھ میں آتی تھیں، وہ اس دروازے کے اوپر والی دیوار سے چپکی ہوئی تھی۔ مینا کے کہنے پر اس میں ایک نقطے جتنی سرخ روشنی جلی اور اس کے گرد سورج کی شعاعوں کی طرح کے موٹے دانت

ہلکے سے حرکت میں آئے۔وہ خاموشی سے کھلے دروازے سے اندر گئی،اس میں کیمرہ لگا تھا جو کہ اندر کے مناظر دکھا رہا تھا۔

"جوجو۔۔۔سٹک ٹووال۔۔جوجو موواپ،جوجو موو ٹونورتھ سٹک ٹووال"

وہ خاموشی سے اوپر والی دیوار کے ساتھ چپک گئی۔اس میں جلتی سرخ بتی بجھ گئی۔

رامین مسکرادی اور ایک نظر تیمور کو دیکھا۔

جوجو صرف مینا کی آواز پہچانتی تھی۔اس نے پچھلے دن لگا کر جوجو کو کھولا اور اپنی مرضی کی تبدیلیاں کیں۔وہ ڈرون کی طرح اڑ سکتی تھی مگر اس کی رفتار ڈرون سے کم تھی اور وہ آواز بھی پیدا نہیں کرتی تھی۔کرسٹوفر نے

دروازہ بند کر لیا۔وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ مخبر اس کے مکان میں داخل ہو چکا ہے۔وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی،اس کی ملازمہ اپنے کمرے سے نکلی اور اس کے کمرے کی طرف بڑھی۔

مینا آنکھیں چھوٹی کیے جوجو کے کیمرے سے اس کے گھر کو دیکھ رہی تھی۔پھر گلا کھنکھارا

"جوجو۔۔"اس میں سرخ بتی جلی"موو موو۔۔"وہ دیوار سے اتر گئی اور اپنے پروں کو دھیرے سے حرکت دی۔اس کے پر سورج کی شعاعوں کی طرح کے دانت ہی ے تھے جو کہ نوکیلے سخت لوہے کے بنے تھے۔ان کا رنگ سنہری

تھا۔

"موموایسٹ۔۔فاسٹ جوجو۔۔موووایسٹ"وہ مشرق کی طرف حرکت کر رہی تھی۔

جب وہ مشرق کی طرف دیوار پر پہنچی تو مینا نے ایک اور کمانڈ دی"سٹک ٹوونڈوجوجو۔۔جوجو کم آن سٹک ٹوونڈو"

وہاں ایک لکڑی کی کھڑکی تھی۔جوجو اس پر چپک گئی۔۔ابھی بھی سرخ بتی جل رہی تھی

"جوجو۔۔یوزیورانرجی"اس نے گلا کھنکھارا

“Jo Jo .. Claw your nails in the wooden window”

جوجو کے سنہری پر مڑ گئے،وہ ناخنوں کی طرح کھڑکی کی لکڑی میں کھب گئے۔مینا نے کچھ پل انتظار کیا۔تیمور کے کان میں ایئر پوڈز تھے۔اس نے گلا کھنکھارا

"ریڈی رہو عالم!"

"راجر باس!"دوسری طرف سے آواز ابھری تھی

"موووبیک جوجو۔۔موووبیک۔۔یوزیورانرجی جوجو"

جوجو نے اپنے پنجے نکالنے کی کوشش کی مگر وہ تو لکڑی میں کھب چکے تھے

"آئی سیڈ موووبیک"اس نے غصے سے کہا تھا اور اب کی بار جوجو میں جتنی انرجی تھی اس نے استعمال کی۔لکڑی پر زور لگایا اور خود کو پیچھے کی طرف دھکیلا،کھڑکی ایک جھٹکے سے کھلی،جوجو کے پنجوں میں لکڑی کے کچھ حصے تھے اور وہاں سے کھڑکی میں سوراخ ہو چکے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گڈ جاب جوجو۔۔سٹک ٹو وال۔۔موو نورتھ"

وہ اوپر کواڑی اور دیوار سے چپک گئی۔ کھلی کھڑکی سے عالمگیر اندر آیا۔اس نے آتے ہی کھڑکی بند کر دی۔ باہر اتنا اندھیرا تھا کہ سوراخوں سے روشنی اندر آنے کا کوئی گمان نہیں تھا۔وہ دبے قدموں نیچے اترا،اس کے ہاتھ میں ایک رسی تھی۔وہ رسی اس نے کرسٹوفر کے گھر میں درمیان میں لگے موٹے مضبوط جھومر پر سے گزاری۔رسی کافی موٹی اور بھوری تھی۔رسی کا ایک کونا اس نے پیچھے ستون سے باندھ دیا، پھر دروازے کی طرف بڑھا۔

تیمور اور مینا ایک ساتھ کھڑے ہوئے۔مینا اسے دیکھ کر مسکرائی۔وہ اس کے قریب آیا اور گھورا، وہ گردن اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ نظریں جھکائے اسے گھور رہا تھا۔پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے اور مینا کے چہرے کے گرد ہالہ بنایا

"اُدھر تم نے غیر ضروری اچھل کود سے رکنا ہے" پھر اس کا منہ اوپر نیچے ہلایا"اوکے؟"

مینا ہنس دی اور سر نفی میں ہلایا۔ تیمور نے اس کا سر پھر اوپر نیچے ہلایا"اوکے"

وہ بھی مسکرا دیا اور مینا ہنس دی۔وہ دونوں ایک ساتھ باہر نکلے تھے۔

تیمور اور رامین دونوں اس دروازے کے باہر تھے جو ابھی کیمرے میں نظر آرہا تھا۔ تیمور نے گلا کھنکھارا، کان میں لگے ائیر پوڈ کو چھوا

"عالم۔۔ہم باہر ہیں۔۔کھولو"

اسی پل دروازہ کھلا اور وہ دونوں اندر آئے۔اندر آتے ہی دروازہ بند ہوا اور وہ دبے قدموں سے ستون کے پاس جا کھڑے ہوئے

"وہ ابھی ساتھ والے کمرے میں گئی ہیں دونوں۔۔شاید پینٹ کر رہی ہے وہ"اس نے سرگوشی کی تھی۔اس کی دھیمی آواز مینا اور تیمور کی سماعت سے ٹکرائی اور انھوں نے سر ہلا دیے۔

"تم نیچے رہو گے۔۔ہم اوپر جائیں گے" تیمور نے عالمگیر کو دیکھا تو اس نے سر ہلا دیا

وہ دونوں اوپر کی طرف بڑھے تھے، سیڑھیوں پر چڑھتے اس کے کمرے کے باہر جا کھڑے ہوئے۔

تیمور نے مینا کو دیکھا پھر پہلے کمرے میں داخل ہوا۔وہ ہونٹ گول کیے سیٹی بجا رہا تھا۔اندر جاتے ہی اس نے جو منظر دیکھا وہ کچھ اس طرح تھا کہ ہیلن کافی میکر سے اس کی کافی نکال رہی تھی، وہ خود پینٹ کر رہی تھی اور دونوں کسی بات پر بحث بھی کر رہی تھیں۔تیمور کو دیکھ کر جہاں ہیلن ٹھٹھکی کرسٹوفر خود بھی ٹھٹھک گئی۔

"ویلکم می!" تیمور مسکرایا تھا۔اسی پل کمرے میں مینا داخل ہوئی

"می ٹو!" اور دونوں بازو سینے پر لپیٹ کر ایک طرف کو کھڑی ہوئی۔

"تم دونوں۔۔" وہ حلق کے بل چلائی تھی "تم دونوں کیسے آئے؟" اس نے ہاتھ میں پکڑا پینٹ برش اور پیلیٹ پھینکنے کی صورت میں میز پر رکھی۔

"وہ کیا ہے نا کہ اس دن بات نہیں ہوئی تھی، آج ہم نے سوچا سرپرائز دیتے ہیں" اور کہتے کہتے تیمور اس کی طرف بڑھتا گیا

مینا بھی مسکرائی "کیسا لگا سرپرائز؟" اس نے مسکراتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا لیے۔

کرسٹوفر کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا

"دفع ہو جاؤ دونوں" وہ حلق کے بل چلائی تھی

"دفع ہونے نہیں آئے" تیمور عین اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اس نے پہلے مینا کو دیکھا پھر تیمور کو۔۔ پھر ایک قدم تیمور کی طرف بڑھایا "مجھے تم دونوں سے کوئی بات نہیں کرنی"

اور وہ جلدی جلدی سے قدم اٹھاتی مینا کے قریب کے گزری تھی۔ انھوں نے اسے جانے دیا اور ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔

کرسٹوفر جلدی جلدی سیڑھیاں اترتی جا رہی تھی۔ پھر سیڑھیاں اتر کر بھاگنے کی صورت میں دروازے کی طرف گئی اور جونہی اس نے اپنا پہلا قدم دروازے کی طرف بڑھایا، ہاتھ دروازے کی کنڈی پر تھے اور عالمگیر نے پیچھے سے رسی کھینچ دی۔ اس کے پاؤں تلے رسی نے ہالہ تنگ کیا اور اس کا پاؤں جکڑ لیا۔ وہ لمحے کے دسویں حصے میں زمین کے ساتھ گھسیٹتی پیچھے چلی آئی اور پھر جھومر کی

طرف اوپر کو اٹھی اور الٹی لٹک گئی۔ مینا اور تیمور اوپر ریلنگ کے پاس کھڑے ہو کر اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ الٹی لٹکی تھی، بال نیچے کو تھے اور وہ چلائی

"مجھے نیچے اتارو"

مینا ہنس دی اور پھر سانس خارج کی۔ سر نفی میں ہلایا

"اللہ کسی کو genius مائنڈ نہ دے۔۔ شیطانی ہوتے پتہ نہیں چلتا" اس نے تیمور کو دیکھ کر شانے اچکائے

سارا کھیل اسی کا ترتیب دیا ہوا تھا۔ پھر سیڑھیوں سے نیچے آئی۔ تیمور پیچھے تھا اور وہ آگے۔

"مجھے نیچے اتارو" وہ پھر سے چلائی۔

مینا اب نیچے پہنچ چکی تھی، عالمگیر نے رسی ڈھیلی چھوڑی تو وہ نیچے کو ہوئی۔ مینا کے چہرے کے عین سامنے اس کا الٹا لٹکتا چہرہ تھا۔

"لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے" مینا نے آرام سے کہا تھا، پھر معصومیت سے پلکیں جھپکاتے مسکرائی

"میں تمہارا خون کر دوں گی" وہ پھر سے چلائی اور مینا نے دانت پیستے بازو بڑھایا اور ہاتھ سے اس کے بال نوچے۔ اس کا چہرہ اپنے چہرے کے سامنے کیا

"آواز نیچی۔۔ مجھے اونچی آواز کی عادت نہیں ہے"

اس نے ایک جھٹکے سے اس کے بال چھوڑے اور وہ کراہی۔ مینا مڑی اور تیمور کو دیکھا۔ پھر مسکرائی۔

اس نے گردن تک آتے بالوں کا باب کٹ کروا رکھا تھا۔ اس نے اپنے بالوں میں سے ہاتھ گزارا

"اب پتہ چلا ہے میں بڑے بال کیوں نہیں رکھتی؟"

وہ دھیرے سے ہنسا "تم مجھے چھوٹے بالوں میں بھی اچھی لگتی ہو" اس نے کہہ کر شانے اچکائے

مینا نے دونوں ہاتھ گالوں پر رکھے "ہائے اللہ۔۔" پھر سانس خارج کی "گھر جا کر بلش کروں گی" اور پیچھے مڑی

وہ کرسٹوفر کو گھور رہی تھی۔

"میں ایک سوال پوچھوں گی۔۔ جواب درست دینا نہیں تو تم مجھے نہیں جانتی"

"نہیں بتاؤں گی" وہ حلق کے بل چلائی۔ مینا نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا۔ پھر سنجیدہ ہوئی

"وہ کون ہے؟"

وہ جانتی تھی کہ مینا کس کی بات کر رہی ہے۔ اس کا تنفس بڑھا "نہیں بتاؤں گی"

مینا سیدھی ہوئی اور مڑ کر تیمور کو دیکھا۔ معصوم سی شکل بنائی "چوزو۔۔ اس کا منہ بہت سخت ہے۔ میرا ہاتھ ٹوٹ گیا" اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا

تیمور نے شانے اچکائے

“use your energy“

مینا مسکرائی اور کرسٹوفر کو دیکھا جو کہ الٹی لٹکی تھی۔پھر بلند آواز میں بولی

“Jo Jo .. electrocute Christopher--in the west of you in front of me”

اسی وقت دیوار سے چپکی جوجو میں سرخ روشنی جلی اور وہ مینا کی ایک آواز پر کرسٹوفر کی طرف بڑھی۔وہ اس کے پیٹ سے آ لگی اور اسے زور سے کرنٹ لگایا۔وہ پوری شدت سے چلائی اور جوجو پیچھے ہو گئی

”I said electrocute her“

وہ غصے سے بلند آواز میں بولی تھی۔جوجو پھر سے اس کے پیٹ سے لگی اور اب کی بار جھٹکا زوردار تھا۔

وہ پوری کانپ گئی اور پھر چلائی

"بتاتی ہوں۔۔بتاتی ہوں"اس کا تنفس بڑھا تھا۔

جوجو پیچھے کو ہوئی اور مینا نے ہاتھ اوپر کیا۔وہ اس کی ہتھیلی میں آ گئی اور اب وہ خاموش تھی۔

وہ کرسٹوفر کے عین سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"اس کا نام۔۔"اس نے تھوک نگلا۔آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے "بہرام ہے"

اور اسی وقت مینا بت بنی تھی۔یہ نام اس پر اثر کر گیا،ایک بار جو دل میں آئے سو کبھی نہ گئے۔جو دوست بن کر مکین دل تھے وہ دشمن جاں بھی ہو گئے مگر دل سے نہ گئے۔۔

"وہ۔۔"اور کرسٹوفر پھوٹ پھوٹ کر رو دی"مر گیا"

زمین کانپی تھی اور مینا کو لگا وہ حواس کھو رہی ہے۔دوسری بار اس کے مرنے کی خبر ملی تھی اور وہ دوسری بار بھی پہلی بار کی طرح تھی۔اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا،مسکراہٹ مدھم ہوتی ہوتی غائب ہو گئی،تنے نقوش ڈھیلے پڑے۔اس کے لب ہلے تھے"چنگیز!"مگر آواز اندر ہی کہیں دم توڑ گئی۔اس کا دماغ سن ہوا تھا اور لگ رہا تھا جیسے جسم کا سارا خون دماغ کو چڑھ رہا ہے۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا رہا ہے اور اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی ہے۔دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے وہاں موجود ہر شخص بآسانی اس کے دل کی وہ روداد سن سکتا تھا جو زبان بولنے سے قاصر ہے۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں پھر آنکھوں کے کٹورے بھر گئے۔بچپن کا دوست پہلی مہربانی اور پہلا یقین یاد آیا۔اسے چنگیز یاد آیا۔اس نے اسے کہا تھا جانے کو اور وہ چلا گیا۔اس کی شروع سے عادت تھی جہاں اس کی اہمیت نہ ہو وہ منہ موڑ لیتا تھا چاہے پھر اسے کتنی ہی تکلیف ہو۔۔کرسٹوفر روتے ہوئے اس کے بارے میں بتا رہی تھی۔اس کی آنکھوں کا رنگ،اس کے بائیں گال پر بھورا کٹ،اس

کی مسکراہٹ اور اس کا ہلچل مچاتا اور شرارت کرتا ذہن۔ وہ اسے بہرام کی وہی باتیں بتا رہی تھی جو مینا کے چنگیز میں تھیں

"میں نے اس سے کئی بار محبت کا اظہار کیا تھا مگر وہ مجھے رد کر دیتا تھا۔ وہ کسی اور لڑکی کو چاہتا تھا۔ اس کے لیے اس نے مجھے ٹھکرا دیا، وہ اس کے لیے سب کو ٹھکرا سکتا تھا"

الفاظ گڈ مڈ ہو رہے تھے، منظر دھندلے ہوتے جا رہے تھے اور آوازیں بلند۔۔ مینا کے قہقہے چنگیز کی آواز، اس نے ہونٹ کھول کر منہ سے سانس لینے کی کوشش کی، سینہ تنگ ہوا تھا۔ بہرام پھر سے مر گیا۔ وہ مر گیا تھا تو پھر آیا کیوں؟ دماغ ابھی تک انکار کے مرحلے میں تھا، وہ قبولیت میں مامون جیسی نہیں تھی کم از کم چنگیز کے معاملے میں نہیں۔ وہ پتھر ہوئی ہل نہیں سکی، وہ خود چلا گیا تھا۔ پیچھے دو لوگوں کو چھوڑ گیا تھا۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹی مگر پیچھے اب تیمور بھی تھا۔ وہ اس کا ٹُوِن فلیم تھا، اس کا آدھا حصہ۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت کیا محسوس کر رہی ہے اور یہی چیز اس کا دل چیر رہی تھی۔ وہ یک ٹک مینا کو دیکھ رہا تھا، وقت نے ایک کو موت دے کر دونوں کو

آزمائش میں ڈالا تھا۔ سو ثابت ہوا دل کا دوست روح پر اثر کرتا ہے۔ تیمور کو کسی کی کوئی خبر نہیں تھی، وہ نہیں سن رہا تھا کہ کرسٹوفر کیا کہہ رہی ہے۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ اس کی بیوی کی رنگت زرد ہوئی ہے اور اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا ہے۔ وہ اس اندھیرے میں بھی اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں دیکھ رہا تھا۔۔

رات کو ڈنر کے بعد رابیل نے موبائل آن کیا تھا۔رات آٹھ بجے کی ہیڈلائنز سنتے اسے کچھ تو قرار آیا تھا۔پریس

کانفرنس میں بیٹھا اے ایس پی مامون کو بری الذمہ قرار دے رہا تھا اور وہ نایاب ناہید کے کیس کی مزید تفتیش کا کہہ رہا تھا۔مامون آفندی کہاں ہے کہاں نہیں اس کا اس کیس سے کوئی لینا دینا نہیں۔ اس نے کہا کہ جس وقت گولی چلی تھی مامون اپنی بیوی کے ساتھ جمال احمد کے ساتھ تھا اور اس بات کا ثبوت ہے اس کے پاس۔۔میڈیا والے سوال کر رہے تھے جن کا وہ اچھے سے جواب دے رہا تھا۔ اس نے واٹس ایپ آن کیا،وہ جانتی تھی کہ اس پریس کانفرنس اور اے ایس پی کے بیان کے پیچھے کون تھا۔اس نے جمال احمد کا نمبر نکالا۔کچھ پل سوچنے میں لیے اور پھر شکریہ ٹائپ کر کے بھیج دیا۔ اس سے زیادہ وہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔واٹس ایپ پر بہت سے نوٹیفیکیشنز تھے۔گھر سے کئی کالز تھیں مگر اس کا کسی سے کوئی بات کرنے کو دل نہیں تھا۔ان میسجز میں سے ایک میسج آرا کا بھی تھا۔اس نے رابیل کو ایک وڈیو بھیجی تھی۔اب تک تو وہ سو چکی تھی،شاید عصر کے وقت بھیجی تھی جب وہ باغ میں تھی۔اس نے اس وڈیو پر کلک کیا اور وڈیو کھل گئی۔یہ کئی سال پرانی وڈیو تھی اور شاید کوئی شو تھا۔پاکستانی شوہر گزنہیں،بولنے والا سیاہ فام تھا جبکہ باقی میزبان ایشیائی لگتے تھے۔وہ انگریزی بول رہے تھے اور ہنستے مسکراتے باتیں کر رہے تھے۔وہ بھنویں بھینچے دیکھنے لگی،یہ بھلا آرا

اسے کیوں بھیجے گی۔وڈیو آگے بڑھی شومزید چلتا رہااور سٹیج پر تین نوجوان آرہے تھے۔رابیل کو سانس نہیں آسکا،اس کے ہاتھ کپکپائے اور آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھریں۔اس نے سانس خارج کی"مامون۔۔"

سکرین پر تین نوجوان ایک بڑے سے صوفے پر بیٹھے تھے،دائیں طرف صوفے کے ہتھ کے ساتھ ایک شخص بیٹھا تھا جس نے سیاہ گول گلے والی جرسی نما شرٹ تلے سیاہ جینز اور اوپر گھٹنوں تک آتا لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔وہ آج سے کئی سال پہلے والا مامون تھا جس کی ہلکی مونچھیں اور چہرے پر ہلکی ہلکی شیو تھے۔درمیان میں ایک لڑکی تھی جس کے بال ایک پونی میں مقید تھے اور باقی کے بال کھلے تھے،ماتھے کو چھوتے بال کٹے تھے اور وہ کافی پیاری تھی۔صوفے کی دوسری طرف ایک نوجوان بیٹھا تھا جس کی آنکھیں بھوری تھیں اور وہ شفاف رنگت والا ڈیسنٹ سا لڑکا تھا۔میزبان ان سے حال چال پوچھ رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے انگریزی میں جواب دے رہے تھے۔رابیل کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے،اسے اتنے دنوں بعد ایسے دیکھنا۔سکرین کے اس پار وہ مسکرا رہا تھا اور اس پار وہ رو رہی تھی۔اس کی آنکھوں سے پانی قطروں کی صورت میں سکرین پر گر رہا تھا،اس نے گیلی سکرین پر ہاتھ پھیرا۔بصارت دھندلی پڑی مگر وہ اسے بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہی تھی۔میزبان سوال پوچھ رہا تھا اور مامون بڑے پراعتماد انداز میں جواب دے رہا تھا۔وہ اسے التمش کہہ رہا تھا۔

"آپ کا مستقبل میں اداکاری کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟"

مامون نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی "میں پروفیشنل اداکار نہیں بننا چاہتا۔البتہ تھوڑی بہت اداکاری کر سکتا ہوں،دل کو خوش کرنے کے لیے "اس نے کہتے ہی آنکھ دبائی اور میزبان ہنس دیا "آپ تینوں میڈیسن کے سٹوڈنٹس ہیں۔کیا چیز آپ کو تھیٹر تک لائی؟"

تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔مانون اسے دیکھتے مسکرایا "وہی جو آپ کو اس سٹیج تک لائی ہے" اور وہاں تالیوں کی گونج تھی۔رابیل دھیرے سے مسکرائی۔وہ مامون سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔وہ اس کی آنکھوں کی غذا تھا۔

"آپ فارماسسٹ بننے کے علاوہ کیا بنیں گے؟اگر آپ بتانا چاہیں تو؟"

“I want to be a man”

پہلے عین نے جواب دیا پھر ہیری نے اور پھر مامون نے۔اس کا جواب تھوڑا عجیب تھا

میزبان نے اسے سراہا۔پھر پوچھا

"ابھی آپ کیا ہیں؟"

”I am a boy right now“

میزبان متاثر ہوا تھا "مین اور بوائے میں کیا فرق ہوتا ہے؟"

"مین اور بوائے میں کنٹرول کا فرق ہوتا ہے۔بوائے کا خود پر کنٹرول نہیں ہوتا وہ چیزیں اس طرح کنٹرول نہیں کرتا جس طرح ایک مین کرتا ہے کیونکہ مین وہ لڑکا ہوتا ہے جو خود پر کنٹرول کرتا ہے"

اور خاموش ہوا۔وہاں تالیوں کی گونج تھی،اس نے سر کو ذرا سا خم دیا

"ویل۔۔آپ مین بننے کے بعد کیا کریں گے؟"

"I will attract a woman" مامون مسکرایا

اور ہنس دیا۔وہاں ہنسی کی گونج تھی۔

"بہت خطرناک سوچ ہے آپ کی"

وہ محظوظ ہوا تھا، عین نے اس کے کندھے پر ہلکا سا پنچ مارا تو وہ ہنس دیا۔وہ بس اسے ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔وہ مسکرائی مگر دل بھر آیا اور اس نے فون کی سکرین الٹی کر کے بیڈ پر رکھ دی۔خود واش روم کی طرف بڑھی تھی۔اس نے یکے بعد دیگرے کئی پانی کے چھٹے منہ پر مارے۔پھر منہ خشک کیے بغیر ہی وارڈروب میں گئی اور جب باہر آئی تو اس نے کھلی سفید شرٹ جس کی آستین کہنیوں سے اوپر تک تھیں اور نیچے سیاہ جینز کھلی جینز پہنی تھی۔اس نے مامون کے کپڑے پہنے تھے، پھر خود کو آئینے میں دیکھا۔آنکھیں سرخ تھیں، بال کھلے تھے اور رنگت زرد تھی۔پتہ نہیں کون لوگ ہوتے ہیں جو اپنے کسی بہت پیارے کی جدائی برداشت کر لیتے ہیں۔۔وہ تو نہیں کر پا رہی تھی۔

روزانہ رات کو کمرے ہیں آتے ہی اس کی یہ حالت ہوتی تھی،اس نے بالوں میں سے انگلیاں گزاریں مگر پھر سے مامون یاد آیا

"آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں"

دور کہیں سے اس کی آواز سے سرگوشی کی مگر وہ وہاں نہیں تھا۔وہ کہاں تھا؟کیسا تھا؟وہ یہاں نہیں تھا کہ رابیل کے آنسو پونچھ کر کہتا کہ کوئی بات نہیں وہ رابیل کے ساتھ ہے۔کوئی بات نہیں مضبوط لوگ بھی رو پڑتے ہیں رونا تو برا نہیں۔کوئی بات نہیں کبھی کبھی بہار لوگوں کو بھی رات کے اندھیرے خوفزدہ کرتے ہیں۔رابیل نے اپنے آپ کو دیکھا،اب سمجھ آیا تھا کہ کسی پیارے کی غیر موجودگی کیسے آنکھوں کو نابینا کرتی ہیں۔کیسے آنکھوں کی غذا چھین لی جائے تو سیاہی مقدر بن جاتی ہے۔یوسف کی جدائی میں انسان کیسے یعقوب بنتا ہے۔اس کے لیے دن سے زیادہ رات مشکل ہوتی تھی،وہ سو نہیں پاتی تھی،مامون کا تکیہ خود سے لگائے کافی دیر اسے تصور کرتی رہتی تھی۔اس کی باتیں اس کا مسکرانا اس کا لمس اس کا ہنسانا اس کا تنگ کرنا اور اس کا رابیل کو حیران کرنا رابیل کس کس کو بھلا دے۔وہ نہیں بھلا سکتی تھی،وہ مر بھی جائے تو آنکھ کھولتے ہی سب سے پہلے مامون کو دیکھنے کی چاہ کرے گی۔اس کی آنکھیں یوں خشک تھیں جیسے کسی انتظار کرنے والے کی ہوتی ہیں، دل یوں ویراں تھا جیسے ہجر سہنے والوں کا ہوتا ہے۔ابھی تو چند دن ہوئے تھے اور اس کی یہ حالت تھی،وہ زندگی اس کے بغیر نہیں گزار سکتی تھی۔وہ اس کے ساتھ جی نہیں سکی تو وہ مر جائے گی مگر

مامون کے بغیر وہ کچھ نہیں۔وہ خود کو آئینے میں دیکھتی رہی پھر بالکنی کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ سیاہ آسمان پر چاند تھا۔چاند کے گرد نیلی نیلی روشنی تھی۔وہ اس امید سے چاند کو دیکھتی رہی آسمان تکتی رہی کہ شاید وہ بھی آسمان تکتا ہو چاند دیکھ کر اسے یاد کرتا ہو۔

قید خانے کا قیدی دل کو ایک طرف رکھ کر دماغ استعمال کر رہا تھا۔قید خانے میں ہر سو اندھیرا تھا سوائے ایک جگہ کے جہاں روشن دان سے نیلی روشنی اندر آتی ایک موٹی دھار کی صورت سامنے والی دیوار پر پڑ رہی تھی۔مامون کے ساتھ ہارون بیٹھا تھا جو کہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی اور وہ اس چھری کی نوک سے پیچ کھولتا پنکھا کھول چکا تھا۔یہ وہی پنکھا تھا جو آج چھت سے نیچے گرا تھا۔اس نے پنکھے کے اندر سے چند تاریں اور موٹر نکال لی، پنکھا بند کر کے ایک طرف رکھا اور سانس خارج کی۔وہ کافی دیر سے اسی پنکھے پر جھکا تھا اور اب اپنا مقصد پانے میں کامیاب ہوا تھا۔اس کا سارا بدن پسینے میں ڈوب چکا تھا، بال ماتھے سے چپکے تھے اور پلکوں سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ہارون نے گلا کھنکھارا اور سرگوشی کی

"تم کیا میکینک ہو؟"

مامون نے اسے دیکھا اور سر نفی میں ہلایا "نہیں۔۔فارماسسٹ ہوں"

ہارون کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔پھر بھنویں بھینچ گئیں "وہ کیا ہوتا ہے؟"

مامون کو ایک تو گرمی لگ رہی تھی اوپر سے یہ اس کا دماغ چاٹ رہا تھا۔اس نے ہاتھ میں پکڑی چھری اس کی طرف کی "چپ کرو۔۔میرا دماغ بہت گرم ہوا ہے، یہ نہ ہو تمھارا کلیجہ نکال دوں" وہ دانت پیستے بولا تھا

ہارون سہم کر پیچھے ہٹا، تھوک نگلی اور پھر سر ہلایا۔اب وہ خاموش تھا اور مامون نیلی روشنی میں ایک ٹچ واچ کھولے بیٹھا تھا۔یہ وہ گھڑی تھی جو اس نے لڑتے وقت ایک گارڈ کے ہاتھ سے اتاری تھی۔۔

یہ سب پری پلانڈ تھا۔

اسے موٹر چاہیئے تھی جو کہ پنکھے میں تھی،اسے گھڑی چاہیئے تھی کیونکہ اسے سگنل بھیجنا تھا۔کیسے؟

یہ ابھی پتہ چل جائے گا۔

ہارون آگے کو ہوا اور سرگوشی کی

"تمھیں ایک بات بتاؤں"

"ہوں" اس نے گھڑی کھول کر ایک طرف رکھی ہوئی تھی اور چھری کی نوک سے اس کے اندر ڈلی چپ پر متوجہ تھا

"آج کھانے کی میز پر تمھارا ذکر تھا" مامون نے سر اٹھایا اور اسے دیکھا۔اس کے چہرے پر بہت سے زخم تھے، پسینے میں نہایا ہوا مامون متوجہ ہوا "کیا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ تمھارے بارے میں پوچھ رہے تھے۔۔تم کیا کرتے ہو؟ کھانا کھاتے ہو؟ کس کس سے لڑتے ہو؟"ہارون بس سر گوشی کر رہا تھا

"پھر؟"وہ پھر سے گھڑی پر جھکا

"انھوں نے بتادیا کہ تم فجر نہیں چھوڑتے۔دن میں کئی کئی بار نہاتے ہو۔چھین کر کھاتے ہو،شطرنج میں بہت اچھے ہو اور خاموش رہتے ہو"پھر تھوک نگلا"التمش!وہ تمھارا کھانا پانی بند کر دے گا"

مامون نے سانس خارج کی۔سر جھکایا۔پھر سر اٹھایا"مجھے کھانا دینا اللہ کا ذمہ ہے۔میں جہاں بے بس ہوں گا وہ سنبھال لے گا"

ہارون نے سر ہلایا"اب تم کیا کرو گے؟"

مامون نے شانے اچکائے اور وہ بلب ہاتھ میں پکڑا اسے گولی مار کر نیچے گرایا تھا۔

"میں وہی کروں گا جو میں بہتر کرتا ہوں"

ہارون خاموش رہا۔۔اسے سمجھ نہیں آئی مگر مامون کو سمجھ آگئی تھی

اس کے چہرے سے پسینے کی بوندیں نیچے کی طرف گر رہی تھیں۔مگر اس سے پہلے کہ حالات تنگ ہو جائیں اسے وہی کرنا تھا جو وہ بہتر کرتا تھا۔

اس نے اس بلب سے چھوٹی سی چپ نکالی اور اسے گھڑی کی چپ سے اچھے سے جوڑنے لگا۔اس نے سرخ پتلی تار توڑی،اس میں سے پتلی گولڈن تانبے کی تار نکالی اور گھڑی کی چپ سے جوڑنے لگا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو؟"

"میں ہماری آزادی کا راستہ بنا رہا ہوں" اس کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑ کر جتنی روشنی تھی اسے استعمال کر رہی تھی۔

"مگر یہ ہے کیا؟" ہارون کو کہاں سکون آنا تھا۔

مامون نے اسے گھورا۔ پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا "میں انرجی کا استعمال کر رہا ہوں"

بات ہارون کے سر پر سے گزری تھی سو وہ خاموش رہا۔ پھر اٹھا اور ادھر ادُھر دیکھنے لگا۔ اس وقت نہ بتیاں چلتی تھیں نہ پنکھے۔ مامون یہ تو سمجھ گیا تھا کہ یہاں چھت پر سولر پلیٹس لگی ہیں جنھیں نیچے بیٹری سے جوڑا گیا تھا۔ وہ اوپر پلیٹس سورج کی روشنی سے چلتی تھیں اور جب سورج جاتا تھا تو اس کمرے میں بھی اندھیرا ہو جاتا تھا۔ اس نے سانس خارج کی اور بازو سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔

ہارون واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سٹیل کی ایک پلیٹ تھی جس پر کافی گرد تھی۔ اس نے گرد صاف کی اور پلیٹ اوپر نیچے ہلاتے مامون کو ہوا دینے لگا۔ مامون نے اسے دیکھا اور مسکرایا "شکریہ"

وہ بھی مسکرایا اور اسی طرح ہوا دینے لگا۔ مامون نے گھڑی بنا کر اسے بند کیا۔ پھر گھڑی آن کی، اس میں کوئی سم نہیں تھی۔ اس میں وقت اور دن بتایا جا رہا تھا۔ اسے گھر سے آئے ہفتہ ہونے والا تھا۔ پہلا خیال رابیل کا آیا تھا مگر یہ وقت جذباتی ہونے کا نہیں تھا۔ وہ گھڑی کو سوائپ کرتا آگے لیتا جا رہا تھا۔ وہاں ایک ہی کام کی چیز تھی اور وہ تھا جی پی ایس سسٹم۔۔ وہ مسکرایا

"جو ہوتا ہے اسے دیکھتے ہیں۔جو نہیں ہوتا اسے نہیں دیکھتے"

پھر گھڑی کے ساتھ مزید چھڑا چھاڑی کرنے لگا۔وہ ایسی گھڑیوں میں شروع سے دلچسپی رکھتا تھا،ایسی گھڑی اس کے پاس تھی،ایسی ہی رامین اور ایسی ہی تیمور کے پاس تھی۔اس نے جو چپ بلب سے نکال کر اس گھڑی میں ڈالی تھی اس میں فوٹو ڈیٹیکٹرز تھے مگر وہ بہت کم تھے۔نیلی یا سنہری روشنی سے چلنے والے لیکن چونکہ یہ بلب دیوار کے ساتھ لگے ہوتے تھے تو نیلی روشنی ان تک نہیں پہنچتی تھی سو وہ روشن نہیں ہوتے تھے۔دن کے وقت روشنی چڑھتے چڑھتے پھیل جاتی تھی جب ان تک پہنچتی تھی تو وہ چل پڑتے تھے۔مامون نے ہارون کو دیکھا

"تم جہاں کھانا کھانے جاتے ہو کیا وہاں کوئی کھڑکی ہے؟"

ہارون نے نفی میں سر ہلایا۔وہ مایوس ہوا مگر پھر جھٹ سے بولا

"کوئی روشن دان۔۔کوئی ایسی جگہ جہاں سورج کی روشنی پہنچتی ہو؟"

ہارون نے سوچتے ہوئے سانس خارج کی "کیا تم مجھے ایک دن دو گے؟میں دیکھ کر بتاؤں گا"

مامون نے سر ہلا دیا۔ابھی جو بھی گھڑی اس نے بنائی تھی اسے بھی انڈر آبزرویشن رکھنا تھا۔سو ایک دن کافی تھا۔اس نے سانس خارج کی

"یہ پنکھا اٹھاؤ اور اوپر پھینک آؤ"

ہارون نے تابعداری سے سر ہلایا اور پنکھا اوپر لے گیا۔

زمین پر بیٹھے مامون کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ کیا وہ کامیاب ہو گا؟ یہ آخری راستہ تھا۔ صرف ایک لمحہ، روشنی کی ایک کرن، ایک سگنل اور وہ آزاد ہوں گے مگر کیا واقعی؟

گہرا نیلا آسمان، فجر کا وقت تھا اور سورج ابھی پہاڑوں کے پیچھے سے نہیں نکلا تھا۔ اس نے فجر کا وضو کرنے کے لیے نل کھولا تھا مگر وہاں سے پانی کی چند بوندوں کے علاوہ کچھ نہیں نکلا تھا۔ ہارون ٹھیک کہہ رہا تھا کہ وہ اس کا کھانا پانی بند کر دے گا۔ سیاہ بالٹی میں جتنا پانی تھا وہ اس نے استعمال کیا اور وضو کر کے ایک کپڑے سے زمین صاف کی پھر وہاں کھڑا ہو گیا۔ اس کا رخ دیوار کی طرف تھا اور اس نے تکبیر باندھی "اللہ اکبر" دونوں ہاتھ کان سے لگائے اور پھر سینے سے ذرا نیچے کر کے نماز ادا کرنے لگا۔ اس کے لب ہل رہے تھے، دل خدا سے ہم کلام تھا۔

"آپ وہی ہیں جس نے موسیٰ کو خضر سے ملایا، موسیٰ کو پہاڑی پر بلایا اور اپنا جلوہ دکھایا، موسیٰ کو فرعون کے سائے میں بڑا کیا۔ اھدنا الصراط المستقیم۔۔ مجھے سیدھا راستہ دکھا دیں۔ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ میں نے اس قید خانے میں دن رات گزار کر دیکھا ہے۔ وہ مجھے پاگل کر دینا چاہتا ہے، ان کی صحبت میں رہا تو میں گندا میلا کچیلا بھوکا پیاسا رہ کر واقعی پاگل ہو جاؤں گا۔ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ آپ راستے بناتے ہیں"

وہ رکوع کے بعد سجدے میں تھا

"میری نظر اتنی فراخ نہیں ہے کہ راستے تلاش کرے، آپ راستوں کو میرا پتہ دے دیں۔ آپ راستوں کا رخ میری طرف موڑ دیں۔ میرے قدم ان راستوں کی طرف جائیں جہاں آزادی ہو۔ میرے ذہن کو شیطان کا گھر نہ بنائیں میں ابلیس کے زندان سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ مجھے آزادی دلا دیں"

اس کے نانا کہا کرتے تھے کہ جن کے دل سچے ہوتے ہیں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ مامون آفندی کا دل نرم تھا، سچا اور ایماندار۔ اس نے کبھی کسی کے ساتھ بے ایمانی نہیں کی، کسی کا حق نہیں کھایا اور نہ کسی کو بے جا ظلم کا نشانہ بنایا۔ اس کی دعا کیسے قبول نہ ہوتی۔ عرش والے نے فرش والے کی فریاد سنی تھی۔

وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے بیٹھا تھا

"میں آپ سے فریاد کرتا ہوں میری محنت میں اپنی رحمت ڈال دیں۔ میرا پلان اے کام نہ کیا تو پلان بی میں برکت ڈال دیں۔ یہ میرے پاس آخری راستہ ہے اور بے شک ہر راستہ آپ سے شروع ہوتا آپ پر ختم ہوتا ہے۔ میری بیوی میری بیٹی میری ماں اور میری بہن، میرا بھائی آپ کی امان میں۔۔ میں مامون آفندی آپ کی امان میں" اس نے کہہ کر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے اور پھر کچھ لمحے یونہی بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ سورج کی پہلی کرن نے زمین کو چھوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس وقت تک سب قیدی اٹھ چکے تھے اور انھیں تھوڑی ہی دیر میں ناشتہ دیا جانا تھا مگر مامون جانتا تھا کہ آج کا کھانا اس کے نصیب میں نہیں ہے۔

وہ ساری رات باہر رہے تھے۔پہلے کرسٹوفر کو بیٹھ کر سنتے رہے۔کوئی اس کی بات پر یقین نہیں کر رہا تھا۔وہ شخص جسے وہ ڈھونڈنے پاکستان سے ایڈن برا آئے وہ شخص بہرام تھا۔وہ شخص مینا کے قریب رہا،وہ اس کے ساتھ بات چیت کرتی رہی،اس سے جھگڑا کیا اسے خود سے دور رہنے کو کہا اور وہی شخص "منور راج" بن کر شہاب کے قریب رہا تھا۔وہ ایک اچھا آبزرور تھا اس کا اندازہ مینا کو تب ہی ہو جانا چاہیئے تھا جب مینا نے اس کی

طرف گلاس پھینکا اور اس نے پکڑ لیا تھا۔وہ انٹرووورٹ تھا،لوگوں کو اس کے بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا۔وہ مجسمہ ساز تھا اس نے بہت سے مجسمے بنائے اور ہاتھوں سے توڑ دیے۔مینا کافی دیر تک اس کے کمرے میں کھڑی رہی تھی،اس کا دماغ ایڈونچرز چاہتا تھا۔وہ کہیں بھی چین نہیں پاتا تھا اور اسے یونہی بنا بتائے غائب ہو جاتا تھا۔کرسٹوفر انھیں ہاسپٹل لے کر گئی تھی جہاں انھوں نے اس کی

رپورٹس اس کے آخری دنوں میں ہونے والی کیموتھراپی کے

ثبوت دیکھے تھے۔آخری مرتبہ مینا نے خود کو اس کے قبر کے قریب پایا تھا۔وہ سارا عرصہ خاموش رہی تھی،گم صُم سی کھوئی ہوئی اور تیمور کچھ نہیں بولا تھا۔قبرستان میں پہنچتے ہی بارش ہونے لگی اور

وہ خاموشی سے رو دی۔دوست کو مٹی تلے دبا دیکھنا ظرف اور ظرف سے زیادہ ہمت مانگتا تھا اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔وہ ہمیشہ سے مینا پر پڑنے والی ہر مٹی کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا آیا تھا اور اب وہ خود مٹی تلے تھا۔وہ اب کبھی سبز آنکھیں نہیں دیکھ پائے گی۔اس نے یہ نہیں چاہا تھا۔اس نے چاہا تھا کہ وہ چلا جائے مگر یہ نہیں کہا کہ وہ اس طرح چلا جائے۔اس نے کہا تھا کہ وہ نئی زندگی شروع کرے مگر یہ والی زندگی نہیں۔اندھیرے میں ہوتی بارش اور مینا کے بہتے آنسو نیچے مٹی میں جذب ہو کر رہ گئے۔۔

بارش تھم چکی، نیلی دھاری سفید دھاری سے جدا ہو رہی تھی۔وہ جب سے فلیٹ میں واپس آئے تھے ان کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔اب بھی اس نے زرار کو کال کر کے سب بتا دیا تھا اور خاموشی سے بالکنی میں کھڑا ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے دیکھتا رہا۔ایڈن برا میں سردی جا چکی تھی اب بہار آئی تھی۔مینا اندر سے باہر بالکنی میں آئی، تیمور کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔تیمور نے اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔اس نے تیمور کے بازو پر ہاتھ رکھا تو وہ سیدھا ہوا۔رخ مینا کی طرف تھا، وہ آگے بڑھی اور اس کے گرد بازو حمائل کر لیے۔اس کا سر تیمور کے دھڑکتے دل تک آتا تھا۔دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔

"آئی ایم سوری۔۔" وہ دھیمی آواز میں بولی تھی۔تیمور خاموش رہا "کیا ہر بار موو آن کرنا ہیل کرنا ضروری ہوتا ہے؟ کیا کچھ جذبات اور رشتوں کے ساتھ ہم ایسے ہی نہیں رہ سکتے؟ ان کے اچھے اور

برے کے ساتھ،ان کی اچھی اور بری یادوں کے ساتھ۔۔کیا ضروری ہے کہ ہر بار موو آن کیا جائے؟"

تیمور نے سانس خارج کی اور اس کے سر پر گال رکھا"نہیں۔۔کچھ رشتوں کچھ جذبات سے ہم چاہ کر بھی موو آن نہیں کر سکتے۔ان سے آگے بڑھنا ان کو پیچھے چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور دوستی ان میں سب سے پہلے آتی ہے۔ایک بار جو دل میں آجاتا ہے پھر نہیں جاتا،کچھ عرصے تک ہم بھول بھی جائیں پھر جب وہ سامنے آئے گا تو ہماری حالت پہلے والی کر دے گا۔ایسے رشتوں سے دست بردار ہونا بہت انرجی مانگتا ہے اور ہم وہ انرجی نہیں دے سکتے۔اس لیے ہم اپنی ذات کا ایک حصہ ان سے کٹ آف کر لیتے ہیں اور ان کی دی یادوں کو قبول کر لیتے ہیں۔قبولیت کے بعد پھر ہمارا دھیان اس درد کی طرف سے کم ہوتا ہے اور پھر زندگی نارمل ہونے لگتی ہے"

مینا نے ناک سے سانس اندر کھینچی"جیسے ہمیں چوٹ لگ جائے،ہمیں درد بھی ہوگا مگر ہم قبول کر لیں گے کہ ہاں ہمیں چوٹ لگ گئی ہے۔اس پر ایک دو دن مرہم لگائیں گے اور پھر کھلا چھوڑ کر اپنا کام کریں گے۔ہم اپنا کام کریں گے اور ہمارا جسم اپنا،اگر ہم سارا دن اسی زخم کو دیکھتے رہیں گے تو احساس ہوگا کہ زخم جلدی نہیں بھر رہا اور اس کی فکر ہی کھاتی رہی گی۔جسم کو اس کا کام کرنے دو اور اپنا کام کرتے جاؤ۔۔بار بار زخم کو چھونے سے کریدنے سے تکلیف بڑھے گی اس لیے اس وجہ سے خود کو دور کر لو جس کی وجہ سے تمھیں چوٹ لگی تھی درد ہوا تھا"

"ہاں۔۔" وہ فقط اتنا ہی کہہ سکا تھا۔

مینا اس سے جدا ہوئی۔ دھیما سا مسکرائی "مجھے پاکستان واپس جانا ہے"

"مجھے بھی" اس نے شانے اچکائے البتہ وہ سنجیدہ رہا۔ پھر ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے دیکھنے لگا۔

مینا اسے دیکھتی رہی۔ پھر سانس خارج کی اور آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما "ناراض ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا اور ہاتھ واپس پیچھے کر لیا۔

وہ جانتی تھی وہ کیوں خفا ہے۔ کوئی بھی مرد ہوتا تو وہ ایسے ہی ری ایکشن دیتا جیسا اس نے چنگیز کے ذکر پر دیا تھا۔ وہ تو تیمور تھا، اس کا پسندیدہ مرد۔۔ وہ خفا تھا تو جائز تھا۔ اس نے گلا کھنکھارا

"You are all what I have .. if you don't understand me than who else?"

تیمور نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ سنجیدہ ہی رہا

"میں نے تم سے ایسے ری ایکشن کی توقع نہیں کی تھی۔ تمھیں پتہ ہے نا ہمارے درمیان کتنا جھگڑا ہوا تھا اس کی وجہ سے؟"

مینا کے ابرو تن گئے۔ وہ آگے بڑھی اور گردن اٹھائے اس کی آنکھوں میں دیکھا "تیمور محبت صرف اظہار کا نام نہیں ہے۔ یہ قبولیت کا نام بھی ہے۔ تم کیا چاہتے تھے کہ میرا بچپن کا واحد دوست مر گیا اور میں وہاں کھڑی ہو کر نارمل بیہیو کروں۔ میں روؤں بھی نہ؟ میں کھل کر اپنے جذبات کا اظہار نہ

کروں؟میں اس ڈر سے کہ تم مجھے چھوڑ نہ جاؤ تم خفا نہ ہو اپنے غم کا اظہار بھی نہ کروں؟وہ جیسا بھی تھا اس کا برا حصہ ایک طرف رکھ کر دیکھو تو وہ ایک اچھا کردار رہا تھا۔اس نے مجھے جینا سکھایا تھا،وہ ایک اچھا انسان بھلے نہ ہو وہ ایک اچھا دوست تھا۔تم اپنے دوستوں کے لیے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دو، ان کے لیے پاکستان ایڈن برا لاہور اسلام آباد کسی جگہ کا کوئی فرق نہ رکھو۔یہ سب ٹھیک ہے مگر میں اس ایک انسان کی موت پر تھوڑا سا رو کر اپنے غم کا اظہار کروں تو میں بری ہوں۔میں نے اسے کہا تھا کہ وہ میری زندگی سے دور رہے اور وہ رہا۔وہ اس دن کے بعد میرے راستے میں نہیں آیا۔اس دن کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا کیونکہ میں تمھارے ساتھ وفادار ہوں۔مجھے پتہ تھا کہ تمھیں میرے آس پاس وہ زہر لگتا تھا اس لیے مجھے بھی وہ زہر ہی لگا اور میں نے اسے نکال دیا۔۔مگر تیمور وہ تو انسان تھا نا اور انسان جانے کے بعد یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔انسان تو ساری عمر دشمن کو نہیں بھولتا وہ میرا دوست رہا تھا"اس کا تنفس بڑھ گیا تھا۔اس نے تھوک نگلا"چند لمحوں کے لیے خود کو میرے جوتے میں فٹ کرو۔۔تمھیں سمجھ آجائے گا کہ میں کیا محسوس کر رہی ہوں"

کہہ کر وہ رکی نہیں اندر بڑھ گئی۔تیمور وہیں کھڑا رہا۔پھر سانس خارج کی اور اندر بڑھا۔اب کہ وہ نارمل تھا،وہ ایک مرے ہوئے شخص کے لیے اپنی زندگی خراب کر رہا تھا۔اس کی بیوی اس کے پاس تھی وہ اس سے وفادار تھی کیا فرق پڑتا ہے کہ چنگیز اب نہیں رہا،مینا تو اس کے پاس ہی تھی۔وہ ٹھیک

کہہ رہی تھی انسان کا اپنے دوستوں کے ساتھ عجب رشتہ ہوتا ہے۔وہ ہمسفر بھی ہوتا ہے ہمدرد بھی ۔۔اس نے سانس خارج کی۔

وہ اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی تھی، آنکھوں میں اب بیداری کی وجہ سے نیند تھی

تیمور نے تکیہ اٹھایا اور اپنی ران کے قریب رکھا۔پھر اس پر ہاتھ رکھا اور مینا کو دیکھا

"سو جاؤ۔۔پھر واپس گھر بھی جانا ہے، تھک جاؤ گی"

مینا نے اسے دیکھا اور پھر منہ بنا کر اس نے ساتھ پڑے تکیے پر سر رکھا اور سانس خارج کی۔پھر منہ میں بڑبڑائی

"زہر لگ رہے ہو"

وہ مسکرایا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا "آئی لو یو ٹو!"

اس نے مسکرا کر آنکھیں بند کی تھیں۔سفر اب واپسی کا تھا۔۔

اس کے کمرے کی کھڑکیوں کے آگے سے پردے ہٹ کر روشنی کو اندر آنے کی دعوت دے رہے تھے۔رابیل اپنے آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔آج اس نے ہلکی نیلی جینز پر گلابی کا فتان پہنا تھا۔بال لمبی چٹیا میں بند تھے، آگے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے دو لٹیں دائیں بائیں گری ہوئی تھیں۔اس نے منہ پر سن سکرین لگائی اور اب گالوں ٹنٹ لگا رہی تھی۔انگلی سے گال پر سرخ رنگ ملتے اس نے خود کا عکس آئینے میں دیکھا

"رو بھی لیا ہے سو بھی لیا ہے۔۔اب دن بھر کام کریں گے۔اتنا تھک جائیں گے کہ کندھوں سے زیادہ دل بھاری ہو گا۔پھر کمرے میں آئیں گے اور پھر سے رونا اور سونا"اس نے سانس خارج کی۔

رات بھر جاگنے اور کھانے کے نام پر محض کافی پینے سے اس کی رنگت زرد تھی مگر یہ ساری وجوہات تو ثانوی تھیں۔انسان کے قہقہے اجاڑنے میں محبت آج بھی اول وجہ ہے۔اس نے ہونٹوں پر ٹنٹ لگایا اور ہونٹ آپس میں ملے۔اس کے گلے میں آج بھی مامون کا دیا سبز ہیرے والا پینڈنٹ تھا۔اس نے اس پینڈنٹ کو چھوا تو دل بھر آیا۔لمحے پیچھے کو پلٹے اور اس نے سیاہ میرون ساڑھی پہن رکھی تھی۔

مامون نے اس کے گرد بازو حمائل کیا تھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ایک تصویر کلک کی۔ایک ماند نہ پڑنے والا لمحہ۔

اس نے سر جھٹکا،رونا دھونا تو رات میں ہوتا ہے۔ابھی اسے بہت سے کام کر کے خود کو مصروف رکھنا تھا۔وہ دنیا کے سامنے نہیں روتی۔اکیلے کمرے میں رونا بری بات نہیں ہے ہاں البتہ ساری دنیا کے سامنے رونا بری بات ہے۔لوگ جج کرتے ہیں باتیں بناتے ہیں اور انہی لوگوں کے سامنے آہ وزاری کرنا جو آپ کو روتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں،یہ محض خود کی خود بے عزتی کرنا ہے۔

اس نے کلائی پر مامون کی دی گھڑی پہنی۔اسی وقت سائیڈ ٹیبل پر پڑا اس کا فون بجا اور وہ اسی جانب بڑھی۔فون پر نمبر دیکھا اور بولنے کے لیے لب کھولے مگر۔۔

آنے والی آواز اور الفاظ اسے ساکت کرنے کے لیے کافی تھے۔

وہ اپنی جگہ منجمد ہوئی تھی۔

کچن میں کھڑی تابندہ نے ایپرن پہنا ہوا تھا، بال ڈھیلے جوڑے میں بند تھے۔وہ کچن سے ناشتہ لا کر باہر میز پر رکھ رہی تھی۔پھر کمرے کی جانب دیکھا جس کا دروازہ نیم کھلا تھا،اس نے سانس خارج کی

"زرار۔۔آجاؤ،لڑکیوں کی طرح تیار ہونے بیٹھ جاتے ہو"

کہہ کر وہ رکی نہیں،کچن میں واپس چلی گئی۔پھر باہر آئی تو وہ میز کے گرد کرسی نکالے بیٹھا تھا۔اس نے چائے کا کپ اس کے پاس رکھا اور پھر کرسی نکال کر خود بیٹھ گئی۔

زرار نے پلیٹ میں پڑی ڈبل روٹی کا ٹکڑا توڑا اور انڈہ لگا کر تابندہ کی طرف بڑھایا۔اس نے منہ آگے کیا اور نوالہ منہ میں لیے چبانے لگی۔

"صبح صبح اتنی ہلکان ہو جاتی ہو۔۔پھر رات میں آتا ہوں تم تب بھی یونہی جلدی جلدی لگی ہوتی ہو"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرا اور تابندہ کو دیکھا

اس نے کہنی میز پر رکھی "کیوں اب میں تمھیں اچھی نہیں لگتی؟ جب تم آتے ہو میں اچھے سے تیار ہوتی ہوں تمھارا ویلکم کرتی ہوں تمھارے لیے اچھا کھانا بناتی ہوں" وہ خفا ہوئی تھی

زرار نے سانس خارج کی "ارے بابا۔۔ میں نے یہ کب کہا ہے؟ میں تو بس یہ کہہ رہا ہوں کہ تم میرے لیے ہلکان مت ہوا کرو"

تابندہ مسکرا دی۔ پھر بازو میز پر رکھا "تمھارے لیے کھانا بنانا اور تمھارے فکر کرنا اچھا لگتا ہے"

وہ بھی مسکرایا "میرا خیال ہے آپ کے پاس کتابوں کا ڈھیر ہے۔ آپ سی ایس ایس اسپائرنٹ ہیں اور مستقبل کی لیڈر۔۔ شوہر کی غلامی اچھی بات ہے؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

تابندہ ہنس دی "غلامی کرنے اور فکر کرنے میں فرق ہوتا ہے" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی

زرار نے سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر ڈبل روٹی اور آملیٹ کا نوالہ بنا کر منہ میں رکھا پھر چبایا۔ تابندہ نے گلا کھنکھارا "ہم ہنزہ کب جائیں گے؟"

اس نے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا "ابھی کچھ ہفتے پہلے ہی تو لے کر گیا تھا"

اس نے سانس خارج کی اور منہ بنالیا "ایک دن کے لیے" اور سر جھٹکا "میرا دل وہاں ہے"

زرار ہنس دیا اور ابرو سے اس کی طرف اشارہ کیا "اور میرا دل یہاں ہے"

اس نے اس کے بازو پر چپت رسید کی "بتاؤ نا۔۔ ٹالو مت"

اس نے سر ہلایا اور چائے کا گھونٹ بھرا "چلیں گے۔۔ بہت جلد"

تابندہ نے شانے ڈھیلے چھوڑ دیے۔پھر سنجیدہ ہوئی

"ہنزہ میں کتنا سکون تھانا۔۔کوئی انٹرنیٹ نہیں کوئی شور کوئی مسئلہ نہیں"

زرار نے اس کے سامنے اپنی چائے کا کپ رکھا۔تابندہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور چائے کا کپ تھاما۔

ایک گھونٹ بھرا اور پھر گلا کھنکھارا

"مامون بھائی کا کچھ پتہ چلا؟"

زرار کے چہرے پر ایک سایہ سا گزرا"میں کوشش کر رہا ہوں۔۔ان کی طرف سے کوئی سگنل نہیں ہے،شاید وہاں انٹرنیٹ نہیں ہے۔۔میں تو اس دن کے بعد سے رابیل سے بھی نہیں ملا۔کس منہ سے ملوں گا"اور سر جھٹکا

تابندہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔وہ دونوں بہت بہادر ہیں"

زرار نے اثبات میں سر ہلایا اور کھڑا ہو گیا۔اسے اور بھی بہت سے کام تھے۔

باہر گاڑی کے پاس کھڑی تابندہ اس کے عین سامنے کھڑی تھی۔اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور

تابندہ جھٹ سے بولی

"گھر سے نکلنے کی دعا پڑھ لو"

وہ ہمیشہ گھر سے نکلنے کی دعا بھول جاتا تھا اور تابندہ ہمیشہ یاد کراتی تھی۔

زرار نے اسے مسکرا کر دیکھا اور زیر لب کچھ پڑھ کر سانس خارج کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور کچھ میڈم؟"

وہ ہنس دی۔ سر نفی میں ہلایا۔ پھر کچھ یاد آنے پر بولی

"ارے ہاں۔۔ میں آج بابا کی طرف جاؤں گی۔ تم شام میں جلدی آجانا"

اس کی بھنویں بھینچ گئیں "کیوں؟"

"بابا کی طرف جانا ہے نا، آئی مس ہِم" اس نے ہاتھ کا پنچ بنا کر دھیرے سے زرار کے بازو پر مارا۔

اس نے شانے ڈھیلے چھوڑے "میں شام میں جلدی آجاؤں گا۔۔ اکٹھے چلیں گے"

اس نے سینے پر بازو باندھے "تم چھے یا سات بجے آؤ گے۔۔ پھر آٹھ بجے ڈنر کر کے نو بجے جلدی مچادو گے۔۔ تابندہ چلو مجھے نیند آرہی ہے، میں تھکا ہوا ہوں" اس نے زرار کی نقل اتاری تھی۔

وہ ہنس دیا۔

"میں بابا کے ساتھ صرف تین چار گھنٹے ہی گزاروں۔۔ تم چلے جاؤ تو بابا کو میں ویسے ہی نظر نہیں آتی" اس نے منہ بنایا تھا

زرار نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے قریب کیا "جلیس ہو رہی ہو؟"

وہ مسکرائی۔ پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال لیا۔

"میں ان ڈرائیو کرالوں گی، شاید گیارہ بجے تک چلی جاؤں۔۔ تم بابا کی طرف ہی آنا"

"اوکے میم۔۔" اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور سر کو آگے کو خم دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنس دی۔وہ بھی مسکرایا تھا۔وہ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی باہر نکال لی۔پھر ایک آخری بار تابندہ کو دیکھا اور گاڑی آگے کو بڑھا دی۔وہ تابندہ کی نظروں سے اوجھل ہوا تھا۔

تابندہ مسکرائی تھی اس بات سے بے خبر کہ اب وہ زرار کو نہیں دیکھ پائے گی۔۔

رابیل جس وقت لاہور پہنچی تھی اس وقت دوپہر تھی۔معاذ اس کے ساتھ ہی تھا،وہ اپنے بوتیک کے باہر کھڑی تھی جس کی گلاس کی دیواریں بری طرح ٹوٹ چکی تھیں۔اس کی رنگت میک اپ کی تہہ کے باوجود زرد پڑی تھی۔اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں،وہاں لوگوں کا رش لگا ہوا تھا۔اس کا سارا اسٹاف باہر کھڑا تھا۔اس نے گلابی ہائی ہیلز میں مقید قدم اپنے بوتیک کے اندر رکھا تو اسے لگا کہ سب ختم ہے۔کپڑوں کی ریلز پر لگے کپڑے،شوکیس میں،کاؤنٹر پر غرض کہ ہر جگہ کپڑوں کا برا حال تھا اور وہاں بڑے اور موٹے سفید چوہے تھے جنھوں نے سارے کپڑے کتر ڈالے تھے اور وہ مزید کپڑے اپنے دانتوں سے کتر رہے تھے۔کسی نے رابیل کا دل مٹھی میں لے کر دبایا تھا۔یہ اس کی محنت تھی،اس کی جمع پونجی۔وہ وہیں پتھر ہوئے جامد وجود سے بس ان چوہوں کو دیکھ رہی تھی جو کسی دشمن کی طرح اس کی محنت کو کتر رہے تھے اور وہ بے بس تھی۔کپڑے تو انھوں نے اپنے دانتوں سے کترے تھے مگر بوتیک کی دیواریں تو کسی انسان نے ہی توڑی تھیں۔اس نے اپنی سمر کلیکشن کے لیے سلک کے علاوہ انویسٹمنٹ پیسز بھی رکھے تھے،وہ کچھ نیا کرنا چاہ رہی تھی اور یہ اچھا

نیاہوا تھا۔ معاذ اس کے ساتھ کھڑا تھا، وہ بھی بس فرش دیکھ رہا تھا جہاں کرچیاں تھیں جہاں کپڑوں کے ٹکڑے اور پھٹے ہوئے کپڑے تھے۔ کوئی پوچھے کہ خسارہ کیا ہوتا ہے، تکلیف کی انتہا کیا ہوتی ہے، بے بسی اور بے رحمی کیا ہوتی ہے تو رابیل اسے بس اپنا بوتیک دکھا دیتی جس پر اس نے اپنی زندگی کے چھے سال لگائے تھے اور اب ساتواں سال ہونے کو تھا۔ لوگ باہر افسوس کر رہے تھے، شور مچا رہے تھے کہ ہاہائے یہ کیا ہو گا، بیچاری رابیل اور رابیل کو جتنا زہر لفظ "بیچارہ یا بیچاری" لگتا تھا اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس نے گلابی پڑتی آنکھوں سے معاذ کو دیکھا جسے خود کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔

رابیل کی آنکھ سے آنسو ٹپکا اور معاذ نے اپنی جیب سے رومال نکال کر اسے دیا

"You are a woman"

پھر سانس خارج کی "آپ جانتی ہیں کہ ٹوٹی کرچیوں سے محل کیسے تعمیر کرتے ہیں"

اس نے اس سے رومال لیا اور آنسو پونچھا۔ پھر فرش پر اپنے بکھرے خوابوں کو دیکھا

"وہ سمجھتا ہے کہ رابیل شیشے کی طرح کمزور ہے جو ٹوٹ کر بکھر جائے گی مگر رابیل شیشے کی طرح مضبوط ہے جو اسے بھی زخمی کر دے گی"

اس کی آنکھیں سرخ پڑی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ یہ سب کس نے کیا ہے۔ اب تو وہ اس کا حشر خود کرے گی، کھونے کے لیے بچا ہی کیا تھا۔ اس کی محبت چھین لی، اس کی محنت روند دی گئی اور اس کی

زندگی کا حاصل ؟اس کا کیا۔۔تب ہی رابیل اور نگزیب کے ہاتھ میں پڑا فون تھر تھرایا تھا۔اس نے تھوک نگلا، نم آنکھوں سے سکرین کو دیکھا اور پھر کانپتے ہاتھوں سے فون کان سے لگایا۔۔

اس نے اس سے زیادہ تکلیف دہ الفاظ آج سے پہلے کبھی نہیں سنے تھے،اس نے مامون کو کھویا تو خود کو آدھا کھو دیا اور اب کھونے کو بچا ہی کیا تھا۔۔ مگر بہت کچھ بچا تھا۔فون پر آئمہ کی آواز ابھر رہی تھی

"فیکٹری میں شارٹ سرکٹ ہوا ہے، آگ لگ گئی ہے"

اور اس وقت رابیل نے رابیل کو شیشہ بنتے دیکھا تھا۔اس نے آنکھیں بند کر کے ضبط کیا۔

"اب اس سے برا کیا ہی ہو گا"

پھر سانس خارج کی مگر اس کے دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے، پیروں تلے زلزلہ سا تھا۔

"اب اس سے برا کیا ہی ہو گا"

اس نے معاذ کو دیکھا اور دونوں کی نظریں ملیں۔

شہاب نہیں جانتا تھا کہ اس عورت سے زیادہ بہادر کوئی نہیں ہوتا جس کے پاس کھونے کو کچھ نہ ہو۔۔

کھیل جاری تھا!

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

منظر اس قید خانے کا تھا جہاں ایک لڑکی ایک مرد کے ساتھ بیٹھی تھی۔اس نے بھورے بالوں کی چٹیا کر رکھی تھی۔دیوار سے ٹیک لگائے وہ سامنے بیٹھے مرد کو گھور رہی تھی جو کہ کافی ختم کر کے ابھی بیٹھا تھا۔لڑکی نے سانس خارج کی

"کیا سوچا آپ نے؟"

مرد نے آنکھیں اٹھائیں اور اسے دیکھا "تم میں اتنی ہمت ہے کہ اپنے ساتھ مجھے بھی بھگا سکو"

لڑکی ہنس دی۔پھر خاموش ہوئی اور سر اثبات میں ہلایا "رات دن کافی پی پی کر آپ کا پیٹ باہر نکل آیا ہے۔مجھے نہیں لگتا آپ میرے ساتھ یہاں سے بھاگ سکتے ہیں"

مرد نے منہ بسورا اور سر جھٹک دیا۔پھر اسے دیکھا تو سنجیدہ تھا "میں تمھیں اتنی بات بتاؤں گا جتنی میں بتانا چاہتا ہوں، باقی جب مجھے تم پر مکمل یقین ہو گا میں تمھیں اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں"

لڑکی نے سانس خارج کی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی "مسٹر۔۔آپ جو بھی ہیں۔آپ کی اور میری ڈیل ہوئی تھی کہ یہاں سے بھاگنے سے پہلے آپ کو مجھے اور مجھے آپ کو اعتماد میں لینا ہو گا۔ہم وہ باتیں بتا سکتے ہیں جو یہاں سے نکلنے کے بعد کام آئیں" اس نے شانے اچکائے

مرد نے سمجھ کر سر ہلایا "ٹھیک ہے۔۔میں تم پر اعتبار کر رہا ہوں۔۔مگر مجھے امید ہے کہ یہ میری زندگی کی پہلی اور آخری غلطی نہیں ہو گی"

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا"میرا نام زوبیہ حسان ہے۔میں جمال احمد کی ڈائی ہارٹ فین ہوں۔

کیوں ہوں؟"اس نے آنکھیں گھمائیں"ایک تو وہ حسین اوپر سے امیر۔۔آئی مین اس عمر میں اپنے آپ کو اتنا مینٹین کون رکھتا ہے؟میں نے بس اس پر تھوڑی بہت لائنیں ماری تھیں۔پھر اس کے کچھ راز میرے ہاتھ لگ گئے جس سے کہ میں نے اسے جی بھر کر بلیک میل کیا اور اب یہاں ہوں"

اور سر جھٹکا۔

اس مرد نے سر ہلایا"ٹھیک۔۔میں سعد خان لودھی ہوں"بولتے ہوئے اس کی سنہری آنکھوں میں ایک چمک در آئی"کچھ عرصہ پہلے میں نے خودکشی کی کوشش کی تھی مگر ایک بہروپیے نے مجھے بچا لیا۔اس نے مجھے اینٹی ڈوٹ دیا اور میری زندگی کو زہر بنا دیا اور اب میں یہاں ہوں"

"کون تھا وہ بہروپیہ؟"زوبیہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"مجھے اس کا نام نہیں آتا۔۔"اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے تھے

"اور آپ نے خودکشی کی کوشش کیوں کی؟"

وہ مسکرایا"کہانا۔۔اتنی ہی معلومات دوں گا جتنی میں چاہوں گا"

زوبیہ نے پھر سے دیوار سے ٹیک لگا لی"آپ مجھے دھوکہ تو نہیں دیں گے؟"

سعد خان نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ پھر سے آگے کو ہوئی"کھائیں اپنی قسم!"

اور وہ ہنس دیا۔ پھر بولا تو صرف اتنا ہی "میری قسم!"

وہ مسکرائی اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔

"آپ کرتے کیا ہیں؟"

"سیاست دان ہوں" اس نے بے رخی سے کہا تھا "تم؟"

زوبیہ نے سانس خارج کی "میں فیشن ڈیزائنر ہوں" شانے اچکائے "نہ ہونے کے برابر"

"تم یہاں سے نکلنے کے بعد کیا کرو گی؟" اسے زوبیہ دلچسپ لگی تھی

"میں۔۔آ" وہ اوپر والی دیوار کو دیکھتے سوچ رہی تھی "پتہ نہیں۔۔شاید کسی کیفے پر ویٹرس"

سعد خان مسکرایا "میرے ساتھ کام کرو گی؟"

اس نے برا سا منہ بنایا "سیاست نہیں کرنی مجھے" پھر سر جھٹکا

"نہیں۔۔ہم تمھیں ایسا بنا دیں گے کہ تم سیاست اور ریاست دونوں اپنی مٹھی میں رکھو گی"

زوبیہ کی آنکھیں چمکیں "ہم؟۔۔کون؟"

"میں اور شہاب"

"شہاب کون؟" زوبیہ کی بھنویں بھینچ گئیں۔دل البتہ تیزی سے دھڑکا تھا

"فرش پر فرعون!" اور ہنس دیا۔

وہ بھی مسکرائی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک ماہ ایک ہفتہ قبل:

منظر تھا سعد خان لودھی کے گھر کا جہاں اس وقت ہر سو دھواں تھا، کیمرا زسیاہ تھے اور خود وہ زمین پر پڑا تھا۔ وہاں تناؤ کا عالم تھا۔ انھوں نے نہیں سوچا تھا کہ وہ اس طرح ان کے سامنے خودکشی کرے گا۔ اس کے ساتھ اشعر زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا جو اس پر جھکا اس کے سینے سے کان لگائے، اس کی دھڑکن سن رہا تھا۔ پھر کلائی پکڑ کر اس کی نبض دیکھی اور پیچھے چہرہ موڑ کر مامون کو دیکھا۔ اشعر اور مامون کی نظریں ملیں۔ معاذ اسی طرح چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا، وہ بس یہی سوچ رہا تھا کہ ہوا کیا ہے۔ اس کے کان میں زرار کی گونجتی آواز بھی بند تھی۔ وہ اس وقت صرف اپنے ذہن میں ہوتے دھماکے سن رہا تھا۔ مامون ایک دم سے سعد خان کے پاس آ بیٹھا، دھڑکتے دل سے اس نے اس کی گردن کی بائیں جانب دو انگلیاں رکھیں اور کھڑا ہوا۔ اس کا تنفس بڑھا تھا

"اس نے گولی کھائی ہے۔ وہ فرسٹ پاس میکینیزم کے ذریعے خون میں جائے گی۔ ہمارے پاس کچھ وقت ہے" اس نے معاذ اور اشعر دونوں کو دیکھا تھا۔

دونوں نے سر اثبات میں ہلائے۔ وہ اسے کندھے اور ٹانگوں سے تھامے گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے۔ وہاں انھیں دیکھنے والا روکنے والا کوئی نہ تھا۔ ان کی پلاننگ صحیح جا رہی تھی۔ اگر سعد خان خودکشی نہ کرتا تو آج مامون اس سے سب اگلوا لیتا مگر یہ ایسے ہی لکھا تھا۔ کچھ پل بیتے، فائر الارمز بجتے

رہے اور وقت مکمل ہوا۔ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کا شاندار محل جہنم کی مثال پیش کر رہا تھا۔
اس کا سارا محل آگ کی لیپٹ میں تھا،بچے کچے ملازم سرونٹ کوارٹرز سے نکل کر باہر کو بھاگے تھے۔
کچھ تو تب ہی فرار ہو چکے جب ہر سو دھواں ہوا تھا۔
یہاں سے دور کچھ فاصلے پر ایک فارمیسی کے سامنے سیاہ لینڈ کروزر رکی تھی۔مامون فارمیسی کی طرف بڑھا تھا اور وہ اپنے ساتھ ایک سرنج اور چھوٹی شیشی لایا تھا جس میں پیلے رنگ کا مائع تھا۔اس نے جلدی سے سرنج نکالی،پیلا مائع اس میں بھرا اور سوئی اس کے بازو میں پیوست کی۔سارا مائع اس کے خون میں مل گیا،اس نے سانس خارج کی۔اب کہ انھوں نے سعد خان کی زندگی بچالی تھی۔
آگے پیسنجر سیٹ پر بیٹھا اشعر فکر مند ہوا تھا۔اس نے گردن موڑی اور پیچھے بیٹھے مامون کو دیکھا
"مامون بھائی۔۔اگر کسی نے ہمیں دیکھ لیا ہو تو؟"
سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں سے ملیں مگر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا معاذ بول پڑا"نہیں۔۔وہاں کوئی نہیں تھا۔جس وقت دھواں ہوا ملازم سرونٹ کوارٹرز میں تھے اور گارڈ کا کام ہم پہلے ہی تمام کر چکے تھے۔وہاں کوئی نہیں تھا اور اگر ہوا بھی تو ہمارا نام کوئی نہیں جانتا۔ہم کون ہیں کون نہیں۔۔انھوں نے بس بلال مرجان کو اندر جاتے دیکھا تھا اور کسی کو نہیں۔۔انھیں نہیں پتہ کہ مامون آفندی بلال مرجان تھا"

انھوں نے سر اثبات میں ہلایا۔مامون نے گردن پیچھے کو لڑھکائے بے ہوش پڑے سعد خان کو دیکھا۔

"اس کا محل اتنا جلادو کہ عوام اور میڈیا کو گمان ہو کہ یہ جل کر مر گیا"

معاذ مسکرایا"راجر باس!"

اور گاڑی آگے بڑھادی۔

مگر یہاں وہ غلط تھے، سیکیورٹی گارڈ نے انھیں اندر جاتے دیکھا تھا۔وہ جب باہر آئے تب کوئی نہیں تھا جب اندر

گئے تب تو تھا نا اور یہیں ان سے غلطی ہوئی تھی مگر اس وقت وہ سعد خان کو ٹھکانے لگانے میں اس قدر گم تھے کہ ان کا ذہن اس طرف گیا ہی نہیں۔۔اور کا خمیازہ ایک ماہ ایک ہفتہ بعد مامون آفندی بھگت رہا تھا۔

"کہاں لے جا رہے ہو؟"مامون نے بے چینی سے معاذ سے پوچھا تھا۔اس نے بیک ویو مرر میں دیکھا

"جمال احمد کے زندان"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔زرار کچھ عرصہ قبل اسے جمال احمد کا بتا چکا تھا اور اب تک وہ اسے اچھے سے جانتا تھا۔

وہ اسے لیے جمال احمد کے سفید کشادہ بنگلے کی طرف بڑھے تھے۔وہ پہلے سے منتظر تھا،اس کے آتے ہی گاڑی کا دروازہ کھولا گیا اور سعد خان لودھی کو قید میں ڈال دیا گیا۔

"اسے کچھ دن پاس رکھو۔۔مینوپولیٹ کرو اور پھر سچ اگلواؤ" مامون نے سختی سے جمال احمد کو دیکھتے کہا تھا۔

"اور مینوپولیٹ کون کرے گا؟" بولنے والا جمال احمد تھا۔

معاذ اور اشعر کی نظریں ملی تھیں۔وہ مسکرائے تھے۔

موجودہ وقت:

رابیل جب اپنی فیکٹری پہنچی تو فائر بریگیڈ کے ساتھ میڈیا والے بھی پہنچ چکے تھے۔وہاں عجیب رش لگا ہوا تھا۔

معاذ کے ساتھ وہ باہر نکلی،میڈیا کا رخ اس کی طرف ہوا۔کیمرا زمائیک اور بہت سے لوگ،وہ ادھر ہی کھڑی رہی اور معاذ ایک قدم آگے آیا اور رابیل کے سامنے آ کھڑا ہوا۔دفعتاً رابیل کی گاڑی کے پیچھے ایک اور گاڑی آ کھڑی ہوئی،وہ اشعر تھا۔اس نے گردن موڑ کر اٹھتے سفید دھوئیں کو دیکھا،پھر لوگوں کے ہجوم کو،پھر لوگوں کے سوالات کو اور آگے بڑھا۔اس نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا اور رابیل نے گردن اٹھا کر اپنے بھائی کو۔وہ لوگ معاذ کے اوپر چڑھنے کو تھے،جب اشعر نے معاذ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا،اس نے اسے اشارہ کیا اور وہ پیچھے کو پلٹا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فیکٹری کے گیٹ کے ساتھ اوپر کو جاتی تھوڑی سی سیڑھیاں تھیں جس کے بعد دیوار تھی۔یہ شروع سے ہی ایسے بنایا گیا تھا۔رابیل اشعر کے ساتھ ان سیڑھیوں پر اوپر کو کھڑی تھی۔ایک طرف کو معاذ تھا اور وہ میڈیا کو دیکھ رہے تھے،اینکرز آگے بڑھ بڑھ کر سوالات کر رہے تھے۔وہ یہاں اپنی فیکٹری دیکھنے آئی تھی اور اسے کیا بھگتنا پڑ رہا تھا

"میم۔۔میم آپ کی فیکٹری میں شارٹ سرکٹ ہوا،آپ یہاں نہیں تھیں۔۔۔"لڑکی کچھ اور بھی کہہ رہی تھی مگر رابیل نے گردن موڑ کر ایک لڑکے کو دیکھا جو کہ اس کی طرف مائیک کیے کھڑا تھا۔

"میم۔۔جلیل طاہر نے کچھ دن پہلے ایک بیان دیا تھا۔۔آپ کیا۔۔"رابیل نے سر جھٹکا اور پھر نظر ایک لڑکی پر پڑی جو کہ باقیوں کی طرح مائیک اس کی طرف کیے ہوئے تھے

"کچھ گھنٹے پہلے آپ کی کلیکشن کے ساتھ۔۔"

اور رابیل سانس لے کر رہ گئی۔نقصان اس کا ہوا تھا اور فکریں ان کو تھی۔اس نے ہاتھ اٹھایا

"ایک منٹ۔۔ایک منٹ"وہ بلند آواز میں بولی تھی

"میں آپ کے سوالات کے جواب دوں گی مگر آپ پہلے خاموش ہو جائیں"اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔دماغ میں عجیب سوچیں دوڑ رہی تھیں کہ اندر کیا کچھ جلا ہو گا۔اس کی آنکھوں کے سامنے سے ٹوٹی کرچیاں،ریزہ ریزہ ہوئی دیواریں،موٹے بڑے سفید چوہے اور پھٹے ہوئے کپڑے تھے۔اس کا تنفس بڑھ گیا مگر اس کے ساتھ اس کا بھائی کھڑا تھا۔اس نے نرمی سے رابیل کا ہاتھ تھاما۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے ایک عجیب سا تحفظ کا احساس محسوس کیا۔بھائی ساتھ ہوں تو بہنوں کی طرف ہر اٹھنے والی انگلی ہر طوفان کا مقابلہ کر لیتے ہیں۔اس کا بھائی بھی اس کے ساتھ تھا۔کچھ پل کی خاموشی اور ایک لڑکا آگے ہوا،مائیک رابیل کی طرف تھا

"میم۔۔کچھ دیر پہلے لاہور میں آپ کے بوتیک پر چوہوں کا حملہ ہوا۔۔آپ کی نئ کلیکشن آنے والی تھی اور یہ مس ہیپ ہو گیا۔۔آپ کیا کہنا چاہیں گی؟"

رابیل مسکرادی۔کیا اس وقت مسکرانا تھا،ہاں۔۔اسے یہی بہتر لگا۔وہ لوگوں کو رو کر کیوں دکھائے؟رات پڑی ہے نا گھر جا کر رو لے گی۔

"چوہوں کا حملہ؟"وہ حیران ہوئی"چوہے شیشے کی دیواریں نہیں توڑتے مسٹر۔۔یہ کام کم ظرف انسان کرتے ہیں"پھر توقف کیا"یہ کوئی مس ہیپ نہیں تھا۔چوہے مس ہیپ سے بوتیک میں داخل نہیں ہوتے اور نہ ہی مس ہیپ سے شیشے کی دیواریں ٹوٹتی ہیں۔۔آگے آپ بہتر جانتے ہیں"اور خاموش ہو گئ۔

ایک لڑکی آگے ہوئی اور مائیک اس کی طرف کیا"تو کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ سب کس نے کیا؟"

رابیل نے سانس خارج کی۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ رہے تھے مگر کیا فرق پڑتا ہے

"مے بی"اس کا جواب دو ر خا تھا۔

ایک آدمی آگے بڑھا"ابھی آپ لاہور میں تھیں اور یہاں آگ لگ گئی۔۔آپ کو یہاں آنا پڑا۔۔ اب آپ کی فیلنگز کیا ہیں؟اب آگے آپ کیا کریں گی؟"

رابیل کو جیسے ہنسی آئی تھی۔یعنی وہ ابھی اندر نہیں گئی اپنا نقصان نہیں دیکھا اور اسے اپنا فیوچر پلان بتا دے۔اس نے سر ہلایا

"شیور۔۔آپ میرے پی اے سے اپائنٹمنٹ لے لیں۔۔میں آپ کو ڈیٹیل میں اپنی فیلنگز اور اپنا فیوچر پلان بتا دوں گی"

وہ لڑکا شرمندہ سا ہو کر پیچھے ہوا

"ابھی کچھ دن پہلے آپ کے ہزبینڈ غائب ہوئے،پھر آپ کا بوتیک ٹوٹ گیا،اب فیکٹری میں آگ لگ گئی۔۔یہ سب آپ کے ساتھ ہی کیوں؟"ایک لڑکا آگے آیا اور رابیل نے اسے گھورا۔

اب کی بار اشعر آگے آیا

"جو سوال ہم نے خود سے نہیں کیا اس کا جواب آپ کو کیوں دیں؟ایسے سینس لیس سوال پوچھتے ذرا سوچا کریں"وہ سنجیدہ ہوا تھا

ایک لڑکی آگے آئی"آپ کے ہزبینڈ غائب ہیں۔۔کچھ عرصہ پہلے ان پر قتل کا بھی الزام تھا۔۔آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گی؟"

اور اسی وقت دوسرا اینکر بھی آگے آیا"آپ کے شوہر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شاید وہ کہیں چھپ گئے ہیں اور آپ جانتی ہیں۔۔"

اس کا سوال ادھورا تھا جب ایک اور آواز ابھری"اپنے شوہر کی گم شدگی پر آپ نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔آپ کے ایٹیٹیوڈ میں ذرا فرق نہیں آیا۔۔آپ جانتی ہیں کہ آپ کے ہز بینڈ کہاں ہیں؟"

اور یہاں رابیل کی بس ہوئی تھی۔وہ بلند آواز میں چلائی

"انف۔۔"اور ہاتھ بلند کیا"آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں یہاں بیٹھ کر رونا دھونا شروع کر دوں، سر پیٹوں بین کروں کہ میرے ساتھ ہی سب کچھ کیوں؟۔۔اگر آپ یہ سب چاہتے ہیں تو سوری۔۔ میں نے نہ پہلے یہ سب کیا نہ اب کروں گی۔۔مجھے ٹوٹی کرچیوں سے اپنا محل خود تعمیر کرنا آتا ہے"

وہاں خاموشی چھا گئی

"میرے ہز بنڈ کہاں ہیں کہاں نہیں اس بات سے آپ کو کیا لینا دینا۔۔آپ میرا ریکارڈ دیکھ لیں میں نے کبھی کسی کی پرسنل لائف میں انٹرفیئر نہیں کیا۔آپ کسی سے بھی پوچھ لیں میں ورک ریلیشن یا بزنس میں ذاتیات ڈسکس نہیں کرتی۔میں خود بھی لمٹ میں رہتی ہوں اور دوسروں کو بھی لمٹ میں رکھتی ہوں۔لہٰذا میرے ہز بینڈ کو ٹاپک آف ڈسکشن مت بنائیں۔مامون آفندی ایک عزت دار اور خوددار انسان ہے اور میں نے اپنی زندگی میں اس شخص سے زیادہ سلجھا ہوا،اپنی بات کا پکا اور ریسپیکٹ ایبل آدمی نہیں دیکھا لہذا میں ان کی عزت پر ایک حرف برداشت نہیں کروں گی۔آپ سب اپنی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنی لمٹس کراس نہ کریں، جو ہوا میں دیکھ لوں گی لیکن اگر کسی نے لمٹ کراس کی تو آپ میں سے کوئی مجھے نہیں جانتا۔اس سے زیادہ میں مزید کچھ سننا کہنا نہیں چاہتی۔۔تھیک یو"

اس نے کہہ کر سانس بحال کی اور ایک قدم نیچے رکھا مگر ایک آدمی کیمرہ مائک لیے اس کی طرف بڑھا

"میم۔۔"اور اس کے الفاظ منہ میں تھے جب اشعر کی اس کے ہاتھ سے مائیک چھین کر نیچے پھینکا

"سنا نہیں تم نے

۔۔نو مور کوئسچنز!"وہ غصے سے بولا تھا

تب ہی دوسرا آدمی سیڑھی چڑھ کر اشعر کیطرف بڑھا مگر معاذ نے جیب سے بندوق نکال لی اور اس کی طرف تان لی

"پیچھے ہٹ۔۔پیچھے ہٹ"

وہ نیچے اترا اور رابیل آگے بڑھی۔وہ درمیان سے گزر رہی تھی اور سب اسے جانے کا راستہ دے رہے تھے۔اب کسی حد تک خاموشی تھی مگر گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی پھر سے شور ابھرا تھا۔ ورکنگ ایریا میں داخل ہوتے ہی اس کا دل منہ کو آیا۔آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں اور وہ بس منہ کھولے جامد وجود سے اپنی فیکٹری دیکھ رہی تھی۔نیا تیار شدہ فیبرک بری طرح جل چکا تھا،دائیں جانب ابھی آگ کی لپیٹ میں آئی تھی جبکہ بائیں جانب ابھی ٹھیک تھی۔ساری مشینیں بائیں جانب

Clubb of Quality Content

ہونے کی وجہ سے بچ گئی تھیں مگر نیا اور پرانا مال جل چکا تھا۔آگ بجھ گئی تھی اور جلی ہوئی خوشبو نتھوں سے ٹکرا رہی تھی۔وہ اپنی محنت اور خوابوں کو اپنے سامنے جلتا دیکھ رہی تھی،وہ اس سے زیادہ اور کیا ہی تکلیف سہے گی۔جہاں کبھی فیبرک کی خوشبو ہوتی تھی وہاں اب جلنے کی خوشبو تھی۔

وقت بدل گیا تھا!

منظر ایک بڑی سی عمارت کا تھا۔اس کے سامنے بہت سی گاڑیاں کھڑی تھیں۔شام ہونے کو تھی اور اس نے آج اپنی بیوی سے کہا تھا کہ جلدی آئے گا۔آسمان پر نارنجی پھیل چکا تھا،ہلکی ہلکی ہوا بھلی معلوم ہو رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور کسی کو میسج کر رہا تھا۔کچھ فاصلے پر اس کی گاڑی تھی اور وہ اسی جانب بڑھ رہا تھا۔اس کی گردن سکرین پر جھکی تھی،سامنے سے آتا غبارے والا آواز لگاتے ہوئے غبارے بیچ رہا تھا حالانکہ وہاں کوئی بچہ نہیں تھا۔ٹائپنگ کرتے زرار حیدر کے کانوں میں غبارے والے کی آواز گونجی تھی مگر دماغ نے غیر ضروری سمجھ کر نظرانداز کر دی جبکہ بعض چیزیں جنھیں ہم غیر ضروری سمجھ کر نظرانداز کرتے ہیں وہ ہمارے لیے غیر معمولی ہوتی ہیں۔اس کا سر جھکا رہا،ایک گاڑی کے قریب پہنچا تو سامنے سے آتا غبارے والا اس سے ٹکرایا۔وہ اتنی زور سے ٹکرایا تھا کہ اس غبارے والے کے ہاتھ میں ایک بانسری سی تھی جو کہ نیچے گر گئی۔زرار نے سر اٹھایا

"سوری۔۔سوری"

اوراس نے جھک کراس کی بانسری پکڑی مگراسے اپنی گردن کی دائیں جانب کوئی چیز چبھتی محسوس ہوئی تھی۔اس نے گردن اٹھائی،وہ ابھی بھی جھکا تھااور نظراپنے سامنے ذراسے جھکے اس آدمی پر گئی جس کی آنکھیں گلابی تھیں اور شیو بڑھی ہوئی مگر سفید سیاہ۔زرار کے ہاتھے بانسری نیچے گری۔

اس کا سر چکرایا، گردن کے گرد چبھن سی بڑھی اوراس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔

"کک۔۔"وہ آگے نہیں بول پایا۔سامنے کھڑاآدمی ایک سے دو نظر آیا پھر تین۔۔اس کا سر گھوم رہا تھا،وہ پیچھے کو ہٹاتو گاڑی کی ڈگی سے ٹکرایا،فون ہاتھ سے نیچے گرااور وہ ہوش کھوتا چلا گیا۔یہاں تک کہ اس آدمی نے اسے کندھے سے تھاما۔اس کے بعد وہ آدمی اسے سہارا دے رہا تھا مگراس کی گردن پیچھے کو ڈھلک رہی تھی،وہ

آنکھیں کھولنے کی کوشش کررہا تھا مگراعصاب کمزور پڑ گئے اور وہ پیچھے کو لڑھک گیا۔اس نے اپنے جسم کو آزاد چھوڑ دیا۔۔

انتقام تمام ہوا!

رابیل اس وقت اپنے گھر کی لائبریری میں تھی۔گھر میں خاموشی سی تھی۔شام ڈھل چکی تھی اور سائے گہرے

ہو رہے تھے۔جو قیامت گزرنی تھی وہ گزر چکی اور کافی تباہی مچا کر گئی تھی۔اس نے فون کان سے لگایا ہوا تھا اور بات کر رہی تھی۔دوسری طرف سے مرد کی آواز ابھر رہی تھی

"وہ بوتیک صرف آپ کا ہی نہیں تھا اس میں میرا بھی حصہ تھا اور جب تک آپ اس کی پوری رقم مجھے نہ دے دیتیں تب تک وہ میرا اور آپ کا رہتا۔۔میں آپ کا پارٹنر ہوں رابیل"اس کی بھاری گھمبیر آواز رابیل کی سماعت سے ٹکرائی۔وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی جہاں باغ کی بتیاں جل اٹھی تھیں۔

"لیکن میں اب مزید آپ کا احسان نہیں لوں گی جمال احمد"اس نے سنجیدگی سے کہا تھا

"آپ نے پہلے بھی کب احسان لیا تھا۔ہم نے ایک ڈیل کے تحت کام کیا تھا اور وہ ڈیل ابھی تک چل رہی ہے۔میں آپ سے پیسے لے رہا ہوں اور آپ مجھے پیسے دے رہی ہیں"اس نے سادگی سے بات مکمل کی۔وہ کیسا مرد تھا جس کے وقار اور رعب تلے ہر شخص رہتا تھا مگر وہ رابیل کے سامنے جھک جاتا تھا عاجز آ جاتا تھا۔وہ اپنی خودداری پر اس کو ترجیح دیتا تھا۔وہ چاہتا تو جتا سکتا تھا کہ کیسے اس نے اس کی مدد کی،کیسے اس نے واقعی اس پر احسان کیا تھا،کیسے مشکل وقت میں صرف وہی اس کے ساتھ کھڑا تھا مگر وہ ایسا مرد ہرگز نہیں تھا۔اسے رابیل کی خودداری زیادہ عزیز تھی اور وہ جانتا تھا کہ اگر وہ احسان جتاتا تو اس کی خودداری ریزہ ریزہ ہو جاتی تھی۔

وہ دھیرے سے ہنسی مگر وہ طنزاً ہنسی تھی"آپ نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے؟"

"ایک عورت" اس کا جواب جھٹ سے آیا۔ پھر خاموشی چھا گئی "ایک خود مختار خوددار عورت"

"لیکن مجھے اب آپ کے ساتھ کوئی ڈیل نہیں کرنی۔۔ میں آپ کو آپ کی رقم دیتی رہوں گی۔ جیسا کہ ہمارے درمیان کانٹریکٹ ہوا تھا وہ کانٹریکٹ قائم رہے گا"

جمال احمد ہنس دیا۔ پھر سانس خارج کی "بوتیک بنانا اور جلی ہوئی فیکٹری کو دوبارہ کھڑا کرنا۔ آپ کو لگتا ہے یہ بہت آسان ہے؟"

"نہیں۔۔ یہ مشکل ہے، اب تو بہت مشکل مگر میں اس سے نمٹ لوں گی"

"کہہ دینے سے مشکلات حل نہیں ہوتیں رابیل۔۔ دل سے دماغ کو مت چلائیں۔۔ اچھے اچھے مکالمے ادا کرنے سے بڑے بڑے مسئلے ہرگز حل نہیں ہوتے" وہ سنجیدہ ہوا تھا۔ برف کی طرح ٹھنڈا اور پتھر کی طرح سخت "آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی کہ آپ کس کے شر کا شکار ہیں"

رابیل کے ابرو تن گئے "مجھے یاد دلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جمال احمد" اسے غصہ آیا تھا اور کیوں آیا تھا یہ نہیں پتہ "میں جانتی ہوں کہ میں کس آگ کی لپیٹ میں ہوں مگر میں پھر سے دہراتی ہوں کہ میں اس آگ سے نکل آؤں گی"

ایک پل کی خاموشی۔ وہ اسے کبھی وقت دے رہا تھا پھر بولا تو آواز دھیمی تھی "دماغ سے سوچیں۔ یہاں کون آپ کا

ساتھی ہے؟اتنے سال آپ نے گزار دیے کیا اب بھی آپ کو لگتا ہے کہ کوئی آگے آئے گا وہ بھی اس وقت جب آپ کے ہاتھ خالی ہیں"

رابیل کا دل بے زار ہوا تھا۔اس کا دل کیا اس شخص کا گلا دبا دے یا سر پھاڑ دے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔وہ اتنا سچ کیوں بول رہا ہے؟اسے پتہ تھا کہ پہلے کبھی اس نے کسی کے ساتھ کام نہیں کیا۔اس نے دوسروں کے ساتھ حد میں رہ کر کام کیا ہے۔ضرورت کے وقت وہ ان سے ملتی بھی تھی اور کام بھی کرتی تھی مگر کوئی ایسا نہیں تھا کہ جلتی ہوئی رابیل کے لیے پانی لائے سوائے ایک شخص کے اور اس سے بھی وہ لڑ رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی

"چڑیا اس ڈر سے کہ اس کے پیچھے کوئی جانور اس کا گھونسلہ نہ تباہ کر دے اڑنا نہیں چھوڑتی"

"مگر آپ چڑیا نہیں ہیں رابیل"اس نے بڑی سادگی سے کہا تھا۔

اس کا دل بھر آیا۔ گردن جھکالی اور بہت سے آنسو گلے میں اتارے "میں اپنے ڈائمنڈز بیچ دوں گی،جو کرنا پڑا کروں گی مگر میں پھر سے کھڑی ہوں گی"

اس کی یہی بات سات سال پہلے جمال احمد کو اچھی لگی تھی۔وہ زخمی تھی وہ کہیں سے بھاگ کر آئی تھی مگر اس نے جمال احمد کا شاندار محل شاندار شخصیت دیکھ کر اپنا آپ مظلوم ظاہر نہیں کیا۔آج وہ پھر سے گری تھی اور خود اٹھنے کو تیار تھی مگر مظلوم ظاہر نہیں کر رہی تھی۔اس نے سانس خارج کی

"میں جانتا ہوں کہ آپ کی خودداری سیلف ریسپیکٹ یہ بات ہر گز گوارہ نہیں کرتی کہ آپ کسی بے ساکھی کا سہارا لیں۔آپ کسی کے کندھے کا استعمال کریں مگر میں بھی آپ کو ہمدردی یا ترس کھا کر کچھ نہیں دوں گا۔میں ایک بزنس مین ہوں اور میں معاہدے کرتا ہوں پرافٹ پر نظر رکھتا ہوں"اور خاموش ہوا۔رابیل کو لگا وہ مسکرایا ہے

"یعنی؟"اسے کچھ سمجھ نہیں آیا

"وہ بوتیک میرا ابھی ہے۔فیکٹری کا پچاس پرسنٹ میرا ہے۔۔آپ ابھی مجھ سے مدد لے سکتی ہیں۔بعد میں اپنے شوہر سے یا پھر جب آپ کھڑی ہوں گی تو ہم مزید ڈیل کر سکتے ہیں۔آپ مجھے میری رقم لوٹا دیں،میں واپس پلٹ جاؤں گا"اور ہنس دیا

"ذرا حیا نہیں ہے آپ میں۔۔آپ میری مجبوری کا فائدہ اٹھا رہے ہیں"وہ پھر سے بھڑک اٹھی تھی

"ارے نہیں۔۔میری اتنی مجال،میں تو بس بزنس کر رہا ہوں"پھر خاموش ہوا"آئیڈیا برا نہیں ہے ۔۔میں چار سے پانچ پرسنٹ مزید بڑھاؤں گا۔۔پچاس سے پچپن فیصد میرا باقی آپ کا"

رابیل نے سانس خارج کی۔اپنے ماتھے کو مسلا۔وہ کیا کرے کیا نہ کرے؟اس کے ساتھ ہنسنے والے بہت تھے مگر مصیبت میں کام آنے والا صرف ایک مرد جسے اپنے پرافٹ سے مطلب تھا مگر ایک مخصوص وقت تک اگر رابیل چاہے تو یہ ڈیل کر سکتی تھی۔بعد میں اسے پوری رقم دے کر یہ کانٹریکٹ ختم کر دے۔۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا مگر اس کو سوچنے کے لیے مزید وقت درکار تھا۔

"مجھے ایک دن دیں۔میں آپ کو سوچ کر بتاتی ہوں"اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا

"شیور۔۔"پھر گلا کھنکھارا"اپنا خیال رکھیے گا"

رابیل نے کچھ نہیں کہا اور کال کاٹ دی۔اس نے فون صوفے پر پٹخا اور باہر کی طرف بڑھی۔لاؤنج میں سے گزرتے وہ کچن کی طرف جا رہی تھی۔آرا نے ٹی وی آن کیا تھا اور یونہی چینل آگے پیچھے کر رہی تھی۔پھر نیوز چینل پر روک دیا جہاں رابیل کا دوپہر والا واقعہ دکھایا جا رہا تھا اور وہاں رابیل کھڑی ہو کر بول رہی تھی۔

رابیل نے کچن سے جھانکا تو آرا کی نظر اس سے ملی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی تو رابیل بھی مسکرا دی۔آرا نے شانے اچکائے اور چینل بدل دیا۔وہ بھی کافی بنانے میں مگن ہو گئی۔

سعد خان لودھی ہمیشہ کی طرح شام میں کافی پیتا تھا اور آج بھی اس کی کافی میں وہی ڈرگ شامل ہوتی تھی جو وہ ہمیشہ سے لیتا آیا تھا۔قید خانے کا سیاہ سلاخ دار دروازہ کھلا اور لڑکا اندر آیا۔اس نے چابی پینٹ کی جیب میں ڈالی اور کافی کا کپ سعد خان کے بستر کے ساتھ پڑی میز پر رکھا۔لڑکی اسی طرح اسے دیکھتی رہی۔اس نے گردن موڑی اور دیوار سے لگی لڑکی کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی۔معاذ بن ابوہریرہ جب جب اسے دیکھتا تھا مبہوت ہوتا تھا۔اس نے نظریں پھیر لیں اور جانے لگا تھا مگر زوبیہ نے اسے پکارا

"سنو۔۔"

وہ مڑا اور اسے دیکھا "جی۔۔"

وہ کھڑی ہوئی اور عین اس کے سامنے آکر بازو سینے پر باندھے بولی "نام کیا ہے تمھارا؟"

معاذ دل ہی دل میں بہت مسکرایا۔ وہ تو معصوم تھا اوپر سے مجبور بھی، پھر گلا کھنکھارا "معاذ بن ابو ہریرہ"

پیچھے بیڈ پر بیٹھا سعد خان کھڑا ہوا تھا۔ زوبیہ نے اسے دیکھ لیا تھا، اس کا دل تیزی سے دھڑکا مگر اسے اداکاری کرنی تھی۔ اسے مسکرا کر معاذ کو باتوں میں لگانا تھا اور وہ اسے باتوں میں لگا رہی تھی

"یہ تھوڑا اولڈ فیشن نہیں" پھر ہاتھ تھوڑی تلے رکھا "مطلب۔۔ معاذ بن ابو ہریرہ"

سعد خان نے میز پر پڑا کافی کا گرم مگ اٹھایا تھا۔ زوبیہ کی رنگت اڑی تھی، کیا وہ معاذ کے سر پر مگ مارنے والا تھا؟ اس کی مسکراہٹ برقرار رہی مگر چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جارہا تھا۔ معاذ نے اس کی سیاہ آنکھوں میں سعد خان کا عکس دیکھ لیا مگر وہ نارمل ہی رہا۔ وہ ایک اچھا اداکار تھا۔

"نہیں تو۔۔ یہ اولڈ فیشن نہیں ہے۔۔ مجھے اچھا لگتا ہے اپنے نام کے ساتھ اپنے بابا کا نام لگانا"

زوبیہ مسکرادی مگر اسی لمحے سعد خان نے کافی بیڈ پر پھینکی، کافی گرنے کی آواز تک نہیں آئی۔ میٹرس مائع لمحوں میں جذب کر گیا اور اس نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر کپ پوری شدت سے معاذ کے سر کی پشت پر مارا۔ وہ کراہا اور ہاتھ پیچھے سر کی پشت پر رکھے۔ وہ مڑا مگر اسی لمحے زوبیہ نے اس کے دونوں

ہاتھ پکڑ لیے اور پاس پڑے دوپٹے سے باندھ دیے۔ معاذ کے سر کی پشت سے خون بہہ رہا تھا۔ زوبیہ کے دل کو کچھ ہوا مگر اس نے سعد خان کو دیکھا جس نے ایک زوردار مکا معاذ کے منہ پر مارا اور وہ ایک طرف کو لڑھک گیا۔ وہ زمین پر گرا تھا، اس کی پینٹ کی جیب سے بندوق نظر آ رہی تھی۔ بھاگنے سے قبل اس نے معاذ کے سینے پر اپنا پاؤں رکھا اور جھک کر اس کی جیب سے بندوق لے لی۔ معاذ چلایا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ انھیں بھاگنے دے گا۔ قید خانے سے باہر بھاگتے زوبیہ نے ایک نظر مڑ کر معاذ کو دیکھا جو کہ زمین پر پڑا تھا۔ اس نے اسے بھاگ جانے کا اشارہ کیا اور وہ بھاگ گئی۔ معاذ وہیں پڑا رہا۔ ان کے پلان کے مطابق پہلی بار زوبیہ سعد خان کو ٹریپ کرنے کی کوشش کرے گی۔ وہ ایک مرد تھا ایک سیاہ شخصیت اور جرم کی دنیا کا اچھا کھلاڑی۔ ظاہر ہے وہ پہلی بار تو زوبیہ کو کچھ نہیں بتانے والا تھا مگر پھر بھی زوبیہ کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ اپنا نام اور وہ تمام معلومات جو اس نے جمال احمد کے متعلق بیان کیں وہ کہہ کر اسے تھوڑا سا اپنے اعتماد میں لینا تھا۔ اس نے کسی حد تک سعد خان کو اپنے اعتماد میں لے لیا تھا۔ زرار اور معاذ کے پلان کے مطابق پہلی بار زوبیہ باہر کو بھاگے گی، اس کے ساتھ سعد خان ہو گا اور وہ جیسے ہی دیوار پھلانگنے لگے گی جمال احمد اسے پکڑ لے گا۔۔ اس سے پہلے وہ خود اسے بھاگنے کا موقع دیں گے۔ پھر دوسری بار وہ سعد خان کو مکمل اعتماد میں لے گی کیونکہ وہ ایک بار اسے دیکھ چکا ہے کہ وہ بھی اس کی طرح ایک قیدی ہی ہے اور تب زوبیہ اس سے شہاب کی

معلومات نکلوائے گی۔ پھر وہ بھاگنے کی کوشش کریں گے مگر اب کی بار سعد خان پکڑا جائے گا اور ہمیشہ کہ قید اس کا مقدر ہو گی۔

ابھی معاذ زمین پر پڑا تھا مگر تھوڑی کوشش کے بعد اس نے اپنے ہاتھ کھول لیے کیونکہ زوبیہ کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ معاذ کو زور سے نہیں باندھے گی

(پسندیدہ مرد پر ارادتاً گون جبر کرے۔ وہ ٹھہری معاذ کی محبوبہ!)

پلان کے مطابق زوبیہ نے سعد خان کو لے کے باہر کو بھاگنا تھا، وہ لوگ قید خانے سے نکلے اور ایک ستون کے پیچھے چھپ گئے۔ دو ملازم باتیں کرتے وہاں سے گزر گئے۔ وہ آگے بڑھے اور پھر ایک دیوار کے پیچھے ہو لیے، وہاں ملازمہ دوسری ملازمہ سے تیسری ملازمہ کی چغلی کھا رہی تھی۔ پلان کے مطابق زوبیہ کو آگے ہونا تھا مگر یہاں سعد خان آگے تھا۔ اس نے زوبیہ کو کلائی سے تھاما اور اوپر سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔ زوبیہ وہیں رک گئی

"ہمیں باہر جانا ہے"

"مگر کیوں؟" اس نے دانت پیستے زوبیہ کو دیکھا تھا

"ارے بدھو۔۔ باہر سے راستہ ملے گا نا بھاگنے کا" اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ کلائی سعد خان کے ہاتھ میں تھی اور اس نے گھسیٹنے کی صورت میں زوبیہ کو اوپر کو کھینچا۔

وہ نہیں جانا چاہتی تھی مگر وہ اسے لے گیا۔اوپر جاتے ہی اس نے دروازہ کھولا۔وہاں خاموشی تھی، اس حصے میں ملازم نہیں تھے۔دروازہ کھلتے ہی چھت آگئی اور اس نے ایک جھٹکے سے زوبیہ کو آگے کو پٹخا۔وہ توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور نیچے جا گری۔درد سے وہ کراہی اور حیرت سے سعد خان کو دیکھا جس نے اس کی طرف بندوق کا رخ کیا ہوا تھا۔

"یہ۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"اس کی آواز کانپی تھی،دماغ بھک سے اڑا۔یہ پلان کا حصہ نہیں تھا

"تم۔۔تم کیا سمجھتی ہو میں پاگل ہوں؟"وہ دانت پیستے غرا رہا تھا"مجھے نہیں پتہ تم میرے ساتھ کیوں تھی؟"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے"وہ خود کو گھسیٹتی پیچھے ہوئی تھی

"مجھے غلط فہمی نہیں ہوتی میڈم۔۔تمھارا کیا خیال تھا تم مجھے ٹریپ کرو گی۔میں۔۔میں نے ساری زندگی مجرموں میں گزاری ہے۔میں ان کے ساتھ کھیل کھیلتا ہوں اور تم میرے ساتھ کھیل کھیل رہی ہو"اور کہتے ہی اس نے بندوق کا ٹریگر دبایا تھا مگر۔۔

پیچھے سے معاذ آگیا۔اس نے سعد خان کو دھکا دیا اور وہ زمین پر جا گرا۔نشانہ چوک گیا اور گولی زوبیہ کے بازو

پر جا لگی۔خون کا فوارہ سا پھوٹا اور وہ درد سے کراہی۔جمال احمد اور باقی گارڈز بھی چھت کی طرف دوڑے تھے۔ان کا پلان خراب ہو گیا تھا۔

سعد خان فوراً سے اٹھا اور چھت کی چھوٹی دیوار کی طرف بھاگا۔ معاذ زوبیہ کے پاس بیٹھا تھا، اس نے زوبیہ کے بازو پر ہاتھ رکھا تھا، اس کے کپڑوں کے ساتھ معاذ کا ہاتھ بھی خون میں رنگا گیا

"زوبی۔۔"

وہ درد سے کراہ رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے۔ اس نے معاذ کو دیکھا۔ سیاہ آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں۔ دونوں میں گلابی لکیریں تھیں، دونوں کے کٹورے پانی سے بھرے تھے

"آئی ایم سوری۔۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"اٹس۔۔ اٹس اوکے" اس کی گرفت زوبیہ کے بازو پر مضبوط پڑی تھی۔

سعد خان چھوٹی دیوار پر چڑھا تھا اور جمال احمد اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔

"دیکھو۔۔ دیکھو تم گر جاؤ گے۔۔ مر جاؤ گے" جمال احمد دور سے پکارا تھا مگر سعد خان کے سر پر جنون سوار تھا

"مجھے مرنا منظور ہے مگر شہاب سے غداری نہیں"

اور وہ پشت کے بل نیچے کو لڑھک گیا۔ گارڈ سمیت جمال احمد اس کی طرف بھاگا تھا مگر دیر ہو گئی تھی۔ وہ چھت سے کود گیا تھا، اس کے سر سے بہت سا خون نکل کر زمین پر پھیلا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی تھیں۔

جمال احمد نے عاجزی سے معاذ کو دیکھا اور سر کو نفی میں ہلایا

اس کی نظر اپنے بازو کے ساتھ لگی زوبیہ پر تھی۔وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ کھیل پھر سے ہاتھ سے نکل گیا۔۔

سفید سرمئی محل میں سفید گاڑی داخل ہوئی۔لاؤنج میں بیٹھی ہوم ورک کرتی آرا اور لائبریری میں کھڑی باہر کو دیکھتی رابیل دونوں ہی باہر کو آئی تھیں۔ملیحہ آج کل مامون کی جگہ انڈسٹری میں ہوتی تھیں اور وہ دیر سے گھر آتی تھیں۔پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھلا اور مینا باہر آئی۔اس کی نظر لاؤنج کے دہانے پر کھڑی رابیل پر پڑی اور دونوں بہنیں مسکرا دیں

"مینو۔۔"وہ بازو پھیلائے اس کی طرف بڑھی اور دونوں بہنیں گلے لگ گئیں۔

رابیل کی آنکھیں بند تھیں،مینا کے گرد ہالہ مضبوط تھا۔

"آئی مس یو سو مچ مینو۔۔"

مینا نے اس کی کمر پر ہاتھ تھپکا"آئی مس یو ٹو بیلی۔۔"

پیچھے کھڑا تیمور بس انھیں دیکھ رہا تھا۔اندر سے آرا بھاگتی ہوئی آئی اور اس کی طرف بڑھی۔وہ جھکا اور اس کے سر پر بوسہ دیا۔پھر اس نے گرد بازو حمائل کیے۔اس نے آنکھیں بند کر لیں،اسے مامون نظر نہیں آیا اور اس کا دل ڈوب گیا۔وہ آرا سے جدا ہوا تو آنکھیں گلابی تھیں مگر پھر اس کے گال پر

ہاتھ پھیرا۔وہ کچھ بولنا چاہتا تھا مگر نہیں بول پایا۔لاؤنج کے دہانے پر عافی بھی کھڑی تھی، بالکل ویسے ہی جیسے وہ مامون کے آنے پر کھڑی ہوتی تھی۔مینا رابیل سے جدا ہوئی اور پھر اس کے گال پر ہاتھ پھیرا"تم کتنی ڈل لگ رہی ہو بیلی۔۔"

رابیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، گلا رندھ گیا۔وہ کیا بولتی جب آنکھیں اور چہرہ سب بول رہا تھا۔

تیمور گاڑی کے سامنے سے گھوم کر رابیل کے سامنے آ کھڑا ہوا۔بمشکل مسکرایا"کیسی ہو؟"

رابیل نے سانس خارج کی"بہت بری۔۔"

اس نے فقط سر ہلایا۔اسے پتہ تھا کہ مامون گھر پر نہیں ہے مگر اب جب کہ وہ گھر پر واقعی آیا تھا تو نگاہیں اس کو ڈھونڈ رہی تھیں۔بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہم سوچتے ہیں کہ ہم ذہنی طور پر ان کے لیے تیار ہیں۔ہمیں سب پتہ ہے مگر جب ان چیزوں سے سامنا ہوتا ہے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نہ ہم ذہنی طور پر تیار تھے اور نہ ہمارا جسم اس چیز کو قبول کر رہا تھا۔

"وہ واپس آ جائے گا"تیمور نے اداسی سے کہا تھا۔اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ یہ خود سے کہہ رہا ہے یا رابیل سے۔

رابیل نے گردن جھکالی"میں بھی رات دن بس اسی کا ورد کرتی ہوں"

اس نے تیمور سے نظریں نہیں ملائیں۔وہ آگے بڑھا اور عافی کے پاس جا کھڑا ہوا۔عافی نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے ٹٹولنے لگی"تیمور۔۔"وہ اسے پہچان گئی تھی

"ہاں۔۔ تیمور" اس کی آواز بھی دھیمی تھی۔

عافی نے سانس خارج کی "اور کتنی دیر؟"

"بس۔۔" اس نے تھوک نگلا "تھوڑی دیر"

عافی کا ہاتھ پہلو میں گرا اور وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

مینا نے آرا کے گال پر ہاتھ رکھا "تم کیسی ہو؟"

اس نے شانے اچکائے "اچھی ہوں" اور مسکرا دی۔ پھر بھاگ کر اپنی ماں کے ساتھ جا کھڑی ہوئی اور دونوں ماں بیٹی اندر چلی گئیں

مینا نے رابیل کو دیکھا اور اسے دوبارہ گلے سے لگایا

"بیلی۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا" اس نے رابیل کے سر کی پشت پر ہاتھ رکھ کر پھیرا

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے مینو" اس نے اپنا سر اس کے سر سے لگایا

مینا اس سے الگ ہوئی اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے "ارے۔۔ تھوڑا سا ہی مسکرا دو ۔۔ تم خالہ بننے والی ہو"

رابیل نم آنکھوں سے ہنس دی۔ پھر اس کے ہاتھ کو ہونٹوں سے لگایا "میں خالہ بننے والی ہوں مینو"

اور دونوں بہنیں اکٹھی ہنسی تھیں۔

مینا رابیل سے مل کر اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ تیمور ٹانگیں لٹکائے بیڈ پر لیٹا تھا۔ مینا نے ایک نظر اسے دیکھا، پھر اس کے ساتھ آ بیٹھی

"کیا ہوا ہے؟ تم کیوں انار کلی بن رہے ہو؟"

تیمور نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔ پھر سانس خارج کی اور چھت کو دیکھنے لگا

"مجھے مامون یاد آ رہا ہے۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ گھر آتے ہی میں اسے اتنا مس کروں گا۔ وہ کہاں ہو گا اس وقت؟ کیسا ہو گا؟"

مینو نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور تھوڑی تلے ہاتھ رکھا "میں بھی انھیں مس کر رہی ہوں۔۔ بیلی آرا عافی سب انھیں کتنا مس کر رہی ہیں۔ چوزو۔۔" اس نے تیمور کو دیکھا "تم لوگ کچھ کرو نا"

اس نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا۔ پھر اٹھ گیا اور واش روم میں داخل ہوا۔۔ اب مینو ٹانگیں لٹکائے بیڈ پر لیٹی تھی۔ گھر میں سب ہی اداس تھے، وہ ایک شخص گیا تو سب کو اداس کر گیا۔۔ وہ چھت کو گھورتے کچھ سوچ رہی تھی

تابندہ اپنے بابا کے گھر پر تھی۔ رات کے آٹھ بج چکے تھے اور وہ بار بار اپنے شوہر کو کال کر رہی تھی۔ لاؤنج میں بیٹھے ہیڈ لائنز سنتے عباس نے تابندہ کو دیکھا جو کہ فکر مندی سے زرار کو کال کر رہی تھی وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے "تابندہ۔۔ بیٹے آ جائے گا۔۔ کیوں پریشان ہو رہی ہو؟"

تابندہ نے عاجزی سے اپنے باپ کو دیکھا" بابا۔۔میں نے آج زرار کو بتایا تھا کہ میں بابا کی طرف ہوں گی۔اس نے مجھے کہا تھا کہ جلدی آجائے گا اور اب اس کا فون آف جا رہا ہے"

عباس نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ صوفے پر اپنے ساتھ ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہے تھے"ادھر۔۔ادھر آؤ، چھوڑو اس فون کی جان"

تابندہ اٹھی اور اپنے باپ کے ساتھ آ بیٹھی۔انھوں نے اس کے ہاتھ سے فون لیا اور اپنے سامنے میز پر رکھا۔پھر مسکرا کر تابندہ کو دیکھا

"میں سوچ رہا ہوں زرار میری ساری باتیں مانتا ہے۔۔اسے کہہ کر گھر داماد نہ بنالوں، تمھاری ماں اور میں اکیلے ہوتے ہیں رونق لگ جایا کرے گی"

وہ جو پریشان تھی ہنس دی"جی بابا۔۔"اس نے اپنا سر ان کے بازو سے لگایا۔پھر ان کے بازو میں بازو ڈال کر ہمیشہ کی طرح بیٹھ گئی

"میں تو شروع دن سے ہی آپ کو کہہ رہی ہوں کہ میرے شوہر کو منالیں۔۔وہ تو آپ کی بات مان بھی جاتا ہے"

وہ ہنس دیے۔پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھا"وہ میری ساری باتیں مانتا ہے مگر خوددار ہے۔وہ اپنے سسر کے ٹکروں پر نہیں پلنا چاہتا"

تابندہ مسکرادی "بیٹا ہے آپ کا۔۔ سسر داماد کا رشتہ بعد میں ہے پہلے باپ بیٹے کا۔۔ آپ زرار کو کہیں گے تو وہ مان جائے گا"

عباس مسکرادیے "خوش رہو آباد رہو اپنے گھر میں۔۔ اللہ نصیب اچھے کرے"

دونوں خاموش ہو گئے اور سامنے نیوز دیکھنے لگے جہاں دوپہر والے واقعے کو کھینچ تان کر اب بھی دکھایا جا رہا

تھا۔ رابیل کو اس طرح سکرین پر دیکھ کر وہ سیدھی ہوئی۔ وہ بڑے پر اعتماد طریقے سے بول رہی تھی اور اشعر اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ مسکرائی

"یہ بہت بہادر لڑکی ہے بابا۔۔ میں اس سے پرسنلی ملی ہوئی ہوں۔۔ اس نے مجھے بڑا انسپائر کیا تھا"

عباس نے گردن موڑ کر اپنی بیٹی کو دیکھا "اچھا؟ کیا واقعی؟"

"جی۔۔ اس کے ہزبنڈ کو کسی نے اغوا کر لیا ہے۔۔ دیکھیں کیسے اپنے شوہر کے نام کو پروٹیکٹ کر رہی ہے۔ یہ بہت بہادر ہے بابا"

عباس مسکرادیے "عورت بہت اچھی پروٹیکٹر بہت اچھی فائٹر ہے بیٹا"

تابندہ نے سر اثبات میں ہلایا۔ اسے وہ دن یاد تھا جب وہ آرا اور رابیل ایک فارم ہاؤس میں قید تھیں اور انھوں نے قید توڑ دی تھی۔ کیسے رابیل انھیں پردے سے ڈھانپ کر وہاں سے نکلنے کو کہہ رہی تھی۔ کیسے اس نے آرا کو اپنے ساتھ لگا کر اسے تحفظ دیا تھا۔

اس کی ماں کچن سے باہر آئی "تابندہ۔۔"

وہ متوجہ ہوئی۔

"بیٹے۔۔ کھانا ریڈی ہے۔زرار سے پوچھو کب تک آرہا؟"

اس نے سامنے میز پر پڑا فون اٹھایا اور مزید ایک کال ملائی مگر فون بند تھا "امی آتا ہو گا۔۔اس کا فون تو بند جارہا ہے، شاید ٹریفک میں پھنس گیا ہو"

"چلو کوئی بات نہیں۔۔ ہم اور انتظار کر لیتے ہیں" وہ مسکرا کر واپس کچن میں چلی گئیں مگر تابندہ کی فکر مزید بڑھی تھی۔آج تو آج، آج سے قبل بھی اسے کبھی دیر نہیں ہوئی تھی، اس کا دل گھبرا رہا تھا۔وہ کہاں تھا۔۔

یہاں سے دور ساڑھے نو کے قریب اگر قید خانے میں نظر دوڑائیں تو مامون نے آج نہ کچھ کھایا نہ پیا۔قیدیوں کو کھانا کھلانے یہاں سے لے جایا گیا تھا۔انھیں اس ہال میں کھانا نہیں دیا گیا تھا کیونکہ مامون چھین کر کھانا کھالیتا تھا۔پانی ویسے ہی نہیں تھا۔وہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ہارون نے اسے بتایا تھا کہ وہ جس جگہ کھانا کھانے جاتے تھے وہ جگہ بھی ایسی ہی تھی۔اس کا پلان اے فیل تھا۔ پلان اے کے مطابق اس نے جو گھڑی بنائی تھی اس میں فوٹو ڈیٹیکٹرز تھے جسے اس نے جی ہی ایس سے جوڑا تھا۔چند لمحوں کے لیے ہی سہی وہ سگنل دے دیتی۔اگر ہارون اسے سورج کی روشنی تلے رکھ دیتا تو تیمور کو سگنل چلا جاتا اور وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ مامون کہاں ہے مگر وہ جہاں کھانا کھانے

جاتے تھے وہ جگہ بھی ایسی ہی تھی۔وہ اس گھڑی کو اس جگہ پر بھی رکھ سکتا تھا، سگنل یہاں سے بھی بھیج سکتا تھا مگر وہ گھڑی ایک یا مشکل سے دو بار سگنل بھیجتی۔یہاں سورج کی روشنی پڑتی تھی مگر روشن دان بہت اوپر تھے۔روشنی نیچے آتے آتے مدھم ہو جاتی اور وہ فوٹو ڈیٹیکٹر زاتنے قابل نہیں تھے مدھم پیلی روشنی میں جلیں سو پلان اے تو فیل ہو گیا۔اب پلان بی پر عمل کرنا تھا اور اس کے لیے مامون بس صبح کا انتظار کر رہا تھا۔ہارون اس کے ساتھ کھڑا ہوا اور اپنی جیب سے ایک شاپر نکال کر اسے دیا۔اس نے وہ شاپر دیکھا جس پر سرخ ربڑ بینڈ چڑھا ہوا تھا۔اس نے وہ تبر بینڈ اتارا اور کھول کر اسے دیکھا تو اندر رول ہوئی روٹی تھی جس میں انڈہ تھا۔مامون نے ہارون کو دیکھا تو مسکرایا۔وہ اس کے لیے کھانا لایا تھا اور جب سب سو چکے تو وہ اسے کھانا دے رہا تھا۔مامون نے سر ہلایا

"شکریہ دوست"

وہ فقط مسکرایا اور پھر آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔مامون کچھ پل تو ساکت ہوا پھر اس کی کمر پر ہاتھ تھپکا

"اچھا چلو بس کرو۔۔گرمی بہت ہے اور اوپر سے تم ماشاءاللہ سے ہیلتھی ہو تو اور گرمی لگ رہی ہے"

ہارون پیچھے ہٹا اور مسکرا دیا۔مامون نے روٹی والا شاپر اسے پکڑایا اور پھر سرخ ربڑ بینڈ سے اپنے بڑھے بالوں کی پونی بنالی۔۔اس کی شیو بھی کافی بڑھ چکی تھی اور منہ پر زخموں کے نشان تھے مگر کیا فرق پڑتا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہے۔۔اس نے روٹی لی اور اب صبح کا سوچتے وہ کھانا چبا رہا تھا۔وہ ٹھیک کہتا تھا کہ رزق دینا اللہ کا کام ہے اور وہ اللہ کے کام کی فکر نہیں کرتا کیونکہ اللہ اپنا ہر کام بڑی ذمہ داری سے پورا کرتا ہے۔۔

اب بس راستوں کا انتظار تھا!

فری اپنی بالکنی میں ہینگنگ چیئر پر بیٹھی تھی۔اس کی گود میں لیپ ٹاپ تھا اور وہ مسلسل کی پیڈ پر انگلیاں چلاتی ٹائپنگ کر رہی تھی۔اس کی نظر سکرین پر تھی اور الفاظ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے کہ ناآشنائی یا کسی چیز کی آگہی نہ ہونا یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔سب سے زیادہ بے چین علم والے ہوتے ہیں وہ جو آگاہ ہوتے ہیں۔کیوں؟ جس کے پاس جتنا زیادہ شعور آتا جاتا ہے وہ اتنا بے چین ہوتا جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھدار ہو جاتا ہے جبکہ سمجھدار انسان زندگی کو ویسے انجوائے نہیں کرتا جیسے ایک بیوقوف انسان کرتا ہے۔بیوقوف ہونا؟ نہیں، میں اسے لاشعوری کہوں گی۔ہاں کسی چیز کا شعور نہ ہونا۔آپ کے پاس جو ہے اس کو استعمال کریں۔پھر اگر ضرورت پڑے تو مزید کی چاہ کریں نہیں تو جو ہوتا ہے اسے کافی بنا لیا کریں۔یقین مانیں میں نے لوگوں کے پاس کتابوں کے ڈھیر دیکھے ہیں علم کے بے بہا خزانے دیکھیں ہیں مگر وہ عمل میں زیرو تھے۔ان کے پاس شعور تھا آگاہی تھی مگر وہ استعمال نہ کر سکے۔جو ہے پہلے اسے استعمال کرنا ہوتا ہے پھر مزید کے لیے

کوشش کرنی ہوتی ہے" وہ لکھنے میں مگن تھی جب اس کے سامنے کسی نے چائے کا مگ کیا تھا۔اس نے سر اٹھایا،اشعر کو دیکھا اور چائے کا کپ لے لیا۔

"تھینک یو" وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور لیپ ٹاپ کی سکرین دیکھی

"آپ کا ناول کہاں تک پہنچا؟"

فری نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا" یہ بہت انرجی لیتا ہے۔ابھی کافی سارا پڑا ہے"

اشعر مسکرا دیا"آپ اچھا لکھتی ہیں"

فری مسکرائی اور شانے ڈھیلے چھوڑے"آپ ہی کہتے ہیں۔آپ نے کبھی سوشل میڈیا نہیں دیکھا نا اس لیے آپ کو نہیں پتہ کہ مجھ سے اچھے کتنے رائٹرز ہیں۔وہ اتنا اچھا لکھتے ہیں کہ بس"

اشعر نے اپنی بیوی کو دیکھا"ان کا بھی کوئی ٹیسٹ ہونا چاہیئے۔ بھئی ہر اگلا بندہ کتاب چھاپ رہا ہے۔ پڑھنے والے ہیں کوئی نہیں یا جو پڑھتے ہیں ان کو ہی دیکھ لیں،بہت کم لوگ ہیں فائیو پرسنٹ سے بھی کم جو کتابوں سے کچھ سیکھتے ہیں۔ورنہ ہر دوسرا بندہ گیان جھاڑتا ہے اور عمل میں زیرو"

فری ہنس دی"ایسے تو نہ کہیں۔۔میں گیان بہت کم دیتی ہوں۔۔بہت کم فلاسفی جھاڑتی ہوں"

"کیوں؟"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

"کیونکہ کبھی کبھی زندگی کتابوں سے بہت مختلف ہوتی ہے۔باتیں کرنا بہت آسان ہوتا ہے اور خود عمل کرنا مشکل۔۔وہ سبق جو انسان کو زندگی سکھاتی ہے نا وہ سبق انسان ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ہم لکھے ہوئے الفاظ کا اثر کم لیتے ہیں اور خود پر بیتے واقعات سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں"

اشعر نے سمجھ کر سر ہلایا"سیانی ہو گئی ہیں آپ"

اس نے اسے کہنی ماری تو وہ مسکرا دیا۔

فری نے گلا کھنکھارا"میں آج نیوز دیکھ رہی تھی۔مجھے آفندی کے بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا"

اشعر نے اسے دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔فری اس کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ رہی تھی

"کسی نے ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی وہ کہاں ہیں؟"اس کا اپنا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا مگر اس نے کپ پر گرفت مضبوط رکھی

اشعر نے سر جھکا لیا"ہم انھیں ڈھونڈ رہے ہیں۔کوئی سگنل کوئی ہنٹ نہیں ملتا"

"کون انھیں اغوا کر سکتا ہے؟"فری شہاب کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی اور اشعر نے اسے بتانا ضروری نہیں سمجھا

"ہم پتہ لگا لیں گے۔۔"پھر تھوک نگلا"بہت جلد"

اور فری خاموش ہو گئی۔حالانکہ وہ دل سے دعا کر رہی تھی کہ اس کا محسن جلد مل جائے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہاں سے دور ایک ہاسپٹل کے کمرے میں خاموشی تھی۔بیڈ کی پشت اٹھی ہوئی تھی اور زوبیہ اس پر سر رکھے

لیٹی ہوئی تھی۔کمرے میں روشنی تھی اور اسے جیسے نیند آرہی تھی حالانکہ وہ ابھی سو کر اٹھی تھی۔

اس کے بائیں بازو پر کہنی سے اوپر پٹی بندھی ہوئی تھی۔دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور معاذ اندر داخل

ہوا۔اس کے ہاتھ میں گلابی گلاب کے پھولوں کا گلدستہ تھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور اسی طرح سر

بیڈ کی پشت پر رکھے اسے دیکھے گئی۔اس نے پھولوں کا گلدستہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔پھر اس نے

ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا

"کیسی ہیں آپ؟"

زوبیہ دھیرے سے مسکرائی "ٹھیک ہوں" وہ اسے اسی نرم مسکراہٹ سے دیکھے گئی۔

"میں پہلے آیا تھا آپ سوئی تھیں۔۔اب درد کیسا ہے؟"

زوبیہ نے اپنے بازو کو دیکھا "برا ہے" پھر معاذ کو دیکھا "آئی ایم سوری۔۔میں نہیں کر سکی"

معاذ نے سانس خارج کی۔سر ہلایا اور مسکرا دیا "اٹس اوکے۔۔ہم نے کوشش تو کی نا اور یہ لوگ

ایسے ہی کرتے ہیں۔پکڑے جانے پر سو سائیڈ کر لیتے ہیں" اس نے کہہ کر بے پرواہی سے شانے

اچکائے

"سٹرینج!" وہ حیران ہوئی تھی۔حالانکہ اس نے معاذ کے منہ سے پہلے ساری کہانی سن رکھی تھی مگر آنکھوں سے پہلی بار دیکھا تھا۔

"یہ سب کب سے چل رہا ہے۔۔ایک دن ختم ہو جائے گا" اس کی آنکھوں میں زوبیہ کو دیکھتے ایک عجیب سا کرب ابھرا "اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو؟ اگر میں نہ آتا تو؟"

زوبیہ مسکرائی "مگر تم آ گئے۔۔یہ ایسے ہی لکھا تھا معاذ۔۔ایزی رہو اور اپنے ٹارگٹ پر فوکس کرو" وہ ہنس دیا "اب تو لگتا ہے ہم کسی گیم کا حصہ ہیں" پھر خاموش ہوا۔ہاتھ کی لکیریں دیکھیں "جن کے گھر متاثر ہوئے ہیں ان سے کوئی پوچھے وہ کس اذیت میں ہیں"

وہ شروع سے ہی ایسا تھا۔ان تینوں کے گروپ میں سے وہ سب سے زیادہ جذباتی تھا۔وہ چھوٹی چھوٹی باتیں دل پر لے لیتا اور خفا رہتا تھا یا کبھی کبھی بڑی سے بڑی بات کسی چھوٹی سے چھوٹی وجہ کی بنا پر معاف کر دیتا تھا۔اسے زرار کا دکھ تھا مگر اب مامون کا دکھ ہونے لگا تھا۔وہ رابیل کے ساتھ رہتا تھا، سارا دن وہ اسے بتاتی کچھ نہیں تھی مگر وہ دیکھ سکتا تھا کہ کام کرتے کرتے اس کا دھیان کہیں اور ہوتا تھا۔بعض اوقات مامون کی پرانی چیٹس کھول کر پڑھ رہی ہوتی تھی،اس کی کافی ٹھنڈی ہو جاتی تھی، وہ مسکرا کے بتاتی تھی کہ سب ٹھیک ہے مگر مسکراہٹ اس بات کی ضمانت تھوڑی ہوتی ہے کہ سب ٹھیک ہے۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا معاذ۔۔اللہ سب دیکھ رہا ہے نا"

زوبیہ نے اسے کہا تو وہ مسکرا دیا "ہوپ سو۔۔" پھر کھڑا ہوا اور سر گوشی کی "پھر ہم شادی کریں گے"

اور اس بات پر وہ ہنس دی۔ وہ بھی مسکرایا تھا۔ اس کے ہاتھ میں آج بھی وہ انگوٹھی تھی جو معاذ نے اسے دی تھی۔ وہ حالات کے ٹھیک ہونے کا انتظار کر رہے تھے، ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ معاذ کے دوست پریشان ہوں اور وہ کوئی خوشی منائے۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کے بابا اندر داخل ہوئے۔ معاذ نے گردن موڑ کر انھیں دیکھا پھر مسکرا کر ان سے ہاتھ ملایا

"کیسے ہو؟"

"اچھا ہوں" اس کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا۔

معاذ نے ہاتھ واپس پہلو میں گرا لیا۔ وہ زوبیہ کے لیے کھانا لائے تھے۔ میز پر کھانا رکھا اور معاذ کو دیکھا

"آجاؤ۔۔ کھانا کھاتے ہیں"

"نہیں۔۔" اس نے زوبیہ کو دیکھا پھر اس کے بابا کو "تھینک یو۔۔ بس میں چلتا ہوں"

اس کے بابا پلیٹ میں چاول نکالتے مسکرائے "ارے کھانے کو منع نہیں کرتے۔۔ ہے نا زوبی"

انھوں نے زوبیہ کو دیکھا تو وہ مسکرا دی "بالکل!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے معاذ کو دیکھا" کھانا کھا کر جانا ہریرہ۔۔پلیز"

وہ مسکرایا۔زوبیہ کو تو منع نہیں کر سکتا تھا۔وہ آگے بڑھا اور میز پر پڑے شاپنگ بیگ سے چھوٹا ڈبہ نکالا جس میں کباب تھے اور وہ زوبیہ کو سن کر مسکرا رہا تھا جو اپنے باپ سے کچھ کہہ رہی تھی۔

رات کا پہلا پہر بیت رہا تھا۔رابیل اپنے سفید سرمئی محل کے باغ میں ٹہل رہی تھی۔اس کے بال کھلے تھے،اس نے مامون کی میرون شرٹ اور سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔وہ سینے پر بازو باندھے ادھر اُدھر ٹہل رہی تھی۔اس کا دل گھبرا رہا تھا مگر وہ کسی سے کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی۔میز پر پڑا اس کا فون تھرتھرایا۔وہ بے زاری سے فون کی طرف بڑھی، سکرین آن کی اور پھر واٹس ایپ پر آئے نوٹیفیکیشنز دیکھے۔اسے اپنے مائیکے سے کئی میسجز آئے ہوئے تھے۔۔اشعر نے بھی بہت سے کالز کی ہوئی تھیں۔اس نے اپنی اماں کا کانٹیکٹ کھولا اور وائس میسجز سننے لگی

"بیلی۔۔میری جان میرا بچہ۔۔کیسی ہو تم؟بیٹے ماں سے بات تو کرو،میں اتنا پریشان رہتی ہوں۔تمھیں کال کرو تم نہیں اٹھاتی نہ میسج کا جواب دیتی ہو،میسج سن کر جواب دو"

اس نے دوسرا میسج سنا"رابیل۔۔بیٹے پریشان نہیں ہونا،مامون جہاں بھی ہو گا اللہ کی امان میں ہو گا۔میں نے اس کے لیے بہت دعائیں کی ہیں۔تم ٹھیک ہو؟میں کہی رہی تھی ایک آدھ چکر لگا جاتی میرا دل بھی اداس ہو گیا ہے"

رابیل نے سانس خارج کی۔اس کا دل بھاری ہوا تھا

"رابیل۔۔بچے یہ اونچ نیچ تو ہوتی رہتی ہے۔یہ شیطان کے بچے شرارتیں کرتے رہتے ہیں تم اللہ پر ایمان رکھو وہ راستہ بنادے گا"اس کی نانی کا میسج تھا۔

"رابیل۔۔"اور اس نے اس سے آگے کچھ نہیں سنا۔وہ اپنے گھر نہیں جانا چاہتی تھی۔اسے لگتا تھا کہ اس کی اماں اس کی نانی اس سے افسوس کریں گی۔اسے ہمدردی نہیں چاہیئے تھی،اسے بس مضبوط بننا تھا پتھر جیسا مضبوط اور اس کے لیے وہ اپنے ہی گھر نہیں گئی تھی۔اس نے فون میز پر رکھا۔دفعتاً گارڈ اس کی طرف بڑھا،اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ پیکٹ سا تھا۔اس نے رابیل کی طرف بڑھایا

"میڈم۔۔یہ باہر لڑکا دے کر گیا ہے"

رابیل نے پہلے اس سیاہ پیکٹ کو دیکھا پھر گارڈ کی شکل کو۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور وہ سیاہ پیکٹ تھام لیا جو اچھے سے پیک تھا۔اس نے پیکٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھا اس پر کچھ درج نہیں تھا۔کس نے بھیجا ہے کہاں سے بھیجا ہے بھیجنے والے کا پتہ نام کچھ نہیں تھا۔اس نے گارڈ کو دیکھا"لڑکا کون تھا؟"

"میڈم شاید کوریئر والا تھا۔۔دے کر چلا گیا"

اس وقت کوریئر والا۔اس نے گارڈ کو دیکھا جیسے اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔اس نے تو کچھ آڈر بھی نہیں کیا۔۔اس نے سانس خارج کی اور گارڈ کو جانے کا اشارہ کیا

"ٹھیک ہے۔۔آپ جائیں"

وہ سر ہلا کر چلا گیا۔رابیل نے اس پیکٹ کو کھولنا شروع کیا۔سیاہ پیکٹ میں سے سفید چیز جھلک رہی تھی۔وہ کوئی کپڑا تھا۔رابیل کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا،اس نے سیاہ لفافہ اتار پھینکا اور اندر سے سفید شرٹ باہر نکلی جسے دیکھ کر رابیل کی ٹانگیں سن ہوئی تھیں۔اس کے ہاتھ کانپنے لگے اور اسے لگا سینہ تنگ ہو رہا ہے۔۔وہ سفید شرٹ تھی جس پر بہت سا خون لگا تھا۔شرٹ پیچھے سے پھٹ چکی تھی،سفید رنگ بری طرح میلا تھا اور جگہ جگہ خون۔۔اس کی نتھوں سے خوشبو ٹکرائی اور اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ روکی،وہ پیچھے کو ہوتی گئی،آنسو ابل ابل کر آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔وہ اس خوشبو کو پہچانتی تھی،یہ خوشبو اس پر اثر کرتی تھی۔

یہ مامون کی شرٹ تھی۔

گارڈ نے اسے دیکھا تھا،وہ پیچھے پیچھے ہٹتی جا رہی تھی۔شرٹ وہیں گری ہوئی تھی۔وہ بھاگتا ہوا رابیل کی طرف آیا"میڈم۔۔"

اسے خود کچھ سمجھ نہیں آیا کہ ہوا کیا ہے۔اس نے سفید شرٹ دیکھی اور ہکا بکا رہ گیا۔لاؤنج کی طرف سے باغ میں آتی سیڑھیوں پر سے رامین نیچے آ رہی تھی۔اس نے ہاتھوں میں کافی کے دو مگ تھے۔اس نے رابیل کو دیکھا جس نے دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھے ہوئے تھے۔اس کے ڈھیلے نقوش تن گئے۔اس نے کافی کے مگ میز پر رکھے

"بیلی۔۔"وہ اس کی طرف بڑھی مگر رابیل دور ہوتی گئی

اس نے نیچے گھاس پر گری شرٹ دیکھی۔وہ جھکی اور وہ شرٹ اٹھالی،اس کا اپنا دل منہ کو آیا تھا۔ایک دم سے زمین ہلی تھی اور اس کی زبان تالو سے چپک گئی۔وہ رابیل کو کیا کہے اسے تو خود الفاظ کی ضرورت تھی۔

خوشبو بتا رہی تھی،وہ مامون کی شرٹ تھی۔

تابندہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھی۔اس کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ رو رہی تھی۔اس کا باپ اس کے ساتھ بیٹھا تھا اور وہ سر نفی میں ہلائے جا رہی تھی

"بابا۔۔آج سے پہلے اسے کبھی دیر نہیں ہوئی۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے،اس کے ساتھ کچھ ہوا ہے"

عباس بھی پریشان سے بیٹھے تھے۔وہ خود بھی زرار کے نمبر پر بہت بات ٹرائی کر چکے تھے مگر اس کا فون بند تھا۔اس کی ماں نماز پڑھ کر ساتھ آ بیٹھی

"عباس آپ پتہ کریں نا۔۔اتنی دیر ہو گئی ہے زرار کہاں رہ گیا ہے؟کسی پولیس اسٹیشن یا کس دوست سے جاننے والے سے پتہ کروائیں"

تابندہ نے سر اٹھایا۔پولیس اسٹیشن؟کیا زرار بھی مامون کی طرح۔۔نہیں!

وہ آگے سوچ نہیں سکی۔وہ سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی۔اس کا تنفس بڑھا،سینہ تنگ ہوا اور وہ کھڑی ہوئی۔اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں اور اس نے موبائل پکڑا۔سکرین آن کی،اسے پتہ تھا کہ اسے

کس کو کال کرنی تھی۔وہ باہر کی طرف بڑھی تھی،عباس نے اپنی بیٹی کو دیکھا تھا مگر بولے کچھ نہیں۔۔

وہ باہر باغ میں کھڑی تھی۔اس نے تیمور کو کال ملائی،بیل جا رہی تھی۔دوسری گھنٹی پر کال اٹھالی گئی۔اس کے

کانوں میں تیمور کی آواز گونجی جیسے وہ ابھی جاگ رہا تھا۔وہ تابندہ سے اس کا حال پوچھ رہا تھا،زرار کا پوچھ رہا تھا۔اس نے تھوک نگلا سانس بحال کرنے کی ناکام کوشش کی

"تیمور بھائی۔۔"اس کی آواز کپکپائی۔پہلے رابیل اور اب تابندہ۔۔کاش کہ ایسا کچھ نہ ہو،اس کی نظر گیٹ پر پڑی۔اس نے تصور کیا کہ ابھی وہ مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گا اور آتے ہی کہے گا کہ بیٹری ڈیڈ تھی۔تابندہ اس پر غصہ کرے گی اور وہ اسے کندھے سے لگا کر معافی مانگ لے گا۔۔

اس کے کان میں تیمور کی آواز گونجی جو اس کا نام پکار رہا تھا۔وہ ایک دم سے جاگی

"زرار ابھی تک گھر نہیں آیا۔۔مجھے بہت ٹینشن ہو رہی ہے،آپ پتہ کریں وہ کہاں ہے؟"اس کی آنکھوں کے کٹورے بھر گئے۔وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر رو پڑی تھی

"آپ پریشان نہیں ہوں۔۔ادھر ہی کہیں ہو گا۔۔میں پتہ کر کے آپ کو بتاتا ہوں"

تابندہ نے سر ہلا کر فون کاٹ دیا مگر وہ دور اندر کہیں جانتی تھی کہ اس کا سب سے خطرناک خدشہ سچ ہو گیا ہے۔اس کا دل کسی نے مٹھی میں لیا ہوا تھا،اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی

"اللہ۔۔پلیز۔۔"اوراس سے آگے وہ لب ہلا نہیں پائی۔

"تابندہ۔۔"اس کا باپ باہر کی طرف بڑھ رہا تھااور وہ گردن موڑے گلابی آنکھوں سے انھیں دیکھ رہی تھی

اس کے بال کھلے تھے۔کمر سے نیچے تک آتے سیاہ گھنے لمبے بال،وہ فرش پر بیٹھی تھی۔دونوں ٹانگیں سینے سے لگائے ان کے گرد بازو حمائل کیے۔وہ رو نہیں رہی تھی،اس کے سر پر فوارہ چل رہا تھااور وہ پانی میں بھیگ چکی تھی۔مامون کے کپڑے اسے کھلے تھے،باتھ روم کے فرش پر بیٹھی رابیل کے سر پر پانی پڑتا نیچے بہتا جارہا تھااور وہ خاموش تھی۔اب اور کتنا روئے؟رونے سے تو کچھ نہیں ہوا؟رونے سے اس کا شوہر واپس نہیں آیا؟اس نے اسے ٹارچر کیا ہو گا،مارا ہو گا،اس کا خون اس کی شرٹ پر تھا یعنی اسے تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔رابیل اسی طرح شل پتھر بنی بیٹھی رہی۔اس کے بال چہرے کے گرد چپک گئے تھے،اس نے چہرہ اٹھایااور پانی کی بہت سی بوندیں منہ پر ایک ساتھ برسیں۔اس کے آنسو،درد،تکلیف،کرب،ملامت سب پانی کے ساتھ بہہ گیا تھا۔اس نے آنکھیں میچ لیں اور پھر رو دی۔بچوں کی طرح سسکیوں سے آہوں سے۔۔اس کا رونا واش روم کی دیواریں سہہ گئیں۔محبت میں ہمیشہ آنسو ہی اس کا مقدر کیوں بنتے تھے؟پہلی محبت میں بے وفائی تھی اور اس نے رابیل کو رلایا تھا۔اب یہ آخری شخص سے سچی محبت تھی۔یہ محبت وفا تھی تابعداری اور عزت تھی مگر پھر سے آنسو

اس کا مقدر بنے۔ محبت کے مقدر میں آنسو کے علاوہ کیا ہوتا ہے؟ درد کرب تکلیف کیا یہی محبت کا مقدر ہے؟اس نے آنکھیں کھولیں اور ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

"بھوری آنکھوں والی رابیل"

وہ پھر سے رو دی۔ وہ اس نے بغیر نہیں رہ سکتی تھی،اس کے بغیر رہنا مشکل نہیں ناممکن لگ رہا تھا۔ اس نے مامون کے ساتھ زندگی کے سب سے اچھے دن گزارے تھے۔ برا وقت مامون کے ہوتے بھی آیا تھا مگر اس کا حصار اتنا سکون بخشنے والا ہوتا تھا کہ وہ رابیل کا مرکز بن گیا تھا۔

"یو آر مائی ڈوپامین"

ایک اور آواز ابھری،اس کی آنکھیں گرم ہوئی تھیں۔ سیاہ آنکھوں والا پرکشش نرم مسکراہٹ والا چہرہ۔۔ وہ چہرہ جسے دیکھنے کی چاہ اسے شدت سے محسوس ہوئی تھی۔

اس نے سر جھکا دیا۔ پانی پھر بھی بہتا رہا،اس سے اب مزید نہیں رویا گیا۔ اب وہ تھک گئی تھی،اب اس کی آنکھوں میں درد تھا۔ جسم ٹوٹنے لگا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اب اسے سردی لگنے لگی تھی،اس نے سر اٹھایا اور پھر ہمت کر کے کھڑی ہوئی۔ اس نے فوارہ بند کیا اور مرے مرے قدموں سے باہر آئی۔ اس سے مزید نہیں چلا گیا اور وہ بیڈ کے پاس نیچے کارپیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس نے بازو بیڈ پر رکھے اور سر بازو پر رکھے آنکھیں بند کر لیں۔ نہ لب ہلے نہ دعا نکلی۔۔ وہ بس اس کی خیریت چاہتی تھی اور وہ بے بس تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

رات کا دوسرا پہر بیت رہا تھا۔تابندہ ابھی بھی باہر باغ میں ہی بیٹھی تھی،اس کا باپ اس کے ساتھ تھا اور اس کی ماں چھوٹے صوفے پر بیٹھی تسبیح کر رہی تھی۔تابندہ خاموش سی تھی،وہ محسوس کر سکتی تھی کہ رابیل کو کیسا محسوس ہوا ہو گا جب مامون گھر نہیں آیا ہو گا۔اس نے اپنے باپ کو دیکھا اور کانپتی دھیمی آواز میں بولی

"بیویاں اتنی محبت سے اپنے شوہروں کو تیار کر کے کمانے بھیجتی ہیں اور وہ گھر ہی نہیں لوٹتے"اور آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔

اس نے باپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ان کا فون بجا اور وہ فون کان سے لگائے باہر چلے گئے۔اس کی ماں نے نم سانس اندر کھینچی اور اسی طرح تسبیح کرتی رہیں۔۔تابندہ ماتھے پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔ سامنے میز پر پڑا اس کا فون بجا تھا،اس نے جلدی سے فون اٹھایا۔ایک غیر شناسا نمبر سے کال تھی،اس نے بنا سوچے سمجھے کال اٹھالی۔

"ہیلو۔۔"اس نے دھڑکتے دل سے لب ہلائے تھے۔

دوسری طرف سے قہقہہ ابھرا۔پھر ایک بھاری مردانہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی"اس وقت رات کو۔۔کسی بھی نمبر سے کال آئے تو آپ اٹھا لیتی ہیں"

وہ اس آواز کو پہچانتی تھی۔یہ آواز اس کے حواس کو جامد کرنے اس کے وجود کو ساکت کرنے کے لیے کافی تھی

"میرا خیال ہے آپ کسی کے انتظار میں تھیں "اور ہنس دیا" ہے نا؟تابندہ"

اس کی ماں نے اپنی بیٹی کو دیکھا جس کی رنگت زرد اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی تھیں۔اس کے لب کھلے کے کھلے رہ گئے

"بیٹے۔۔کون ہے؟"

وہ تابندہ کے ساتھ آ بیٹھی تھیں مگر اس نے پلک تک نہیں جھپکی۔

"وہ کیا ہے نا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا۔۔سب کی باری آئے گی سو اب آپ کے پسندیدہ مرد کی باری آئی ہے۔۔"پھر توقف کیا"آپ کیا ہی بولیں گی۔۔پہلے لمبے بالوں والی رابیل اور اب سبز سنہری آنکھوں والی تابندہ"پھر ایک قہقہہ ابھرا۔

تابندہ کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔

"پہلے مامون آفندی اب زرار حیدر۔۔خیر!آپ بیوہ ہونے کی تیاری کریں۔۔گڈ نائٹ!"اور اس نے کال کاٹ دی

"ہیلو۔۔"اس کے لب ہلے تھے،آواز حلق سے نکلی تھی۔

"ہیلو۔۔"وہ پھر سے چلائی۔

"تابندہ۔۔"اس کی ماں نے اپنی بیٹی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھااور پھر دبایا۔

اس کا باپ بھی اندر کو آیا تھا،وہ بھی گھبرا کر اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے

"اس نے۔۔اس نے زرار کو پکڑ لیا ہے اور اب وہ اسے مار دے گا"وہ بری طرح رو رہی تھی

اس کا باپ اس کے ساتھ بیٹھا تھا،اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے۔

"کیا ہوا تابندہ؟"

اس نے ان کے بازو سے سر لگایا"میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی بابا۔۔"

اس کے باپ نے سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا۔وہ بھی پریشان سی بیٹھی تھیں

"پتہ نہیں۔۔ابھی ابھی کسی کی کال آئی تھی پھر رونے لگ گئی"

اس کے باپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا"ہوا کیا ہے؟کس نے پکڑ لیا زرار کو؟"

اس نے سر اٹھایا اور اپنے باپ کو دیکھا۔پھر اس کے لب ہلے

"شہاب۔۔"

اس کے باپ کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔وہ اپنی آنکھوں کی پتلیوں کو حرکت دیتے اپنی بیٹی کی سبز سنہری آنکھیں دیکھ رہے تھے۔

اس کی ماں نے میز پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا اور اسے دیا"کچھ نہیں ہوتا۔۔پانی پیو"

اس نے کانپتے ہاتھوں سے گلاس تھاما اور پانی کے دو گھونٹ اندر اتارے۔۔پھر خاموش ہو گئی۔اس نے ناک سے سانس لیا، پھر اپنے باپ کو دیکھا۔

وہ کچھ ایسا جانتی تھی جو کوئی نہیں جانتا تھا

مگر کیا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر10

پس پردہ

اس لڑکی کے بال سیاہ تھے۔ چمکتے سیاہ بال جو کہ کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔اپنے کمرے میں بستر پر بیٹھی وہ اپنی ڈائری پر کچھ لکھ رہی تھی۔دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کا بھائی اندر آیا۔اس نے سر اٹھایا اور مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھا۔اندر آنے والے لڑکے کے ہاتھوں میں دو چائے کے کپ تھے۔ایک اس نے اپنی بہن کو دیا اور خود اپنا کپ لیے ساتھ بیٹھ گیا۔۔اس نے اپنی بہن کی گود سے اس کی ڈائری پکڑی اور اس پر لکھی تحریر پڑھی

ہم نے زندگی کا مطلب غلط سمجھا شاید

یہ وہ نہیں ہے جو ہوتی ہے

یہ انہونی کا نام ہے

کچھ بھی ہو جانے کا نام ہے

یہ نام ہے رقابت کا قرابت کا

یہ ایک راز ہے اور راز پر راز ہے

ہر راز پر پردہ ہے اور پردے تلے راز ہے

جب پردے ہٹائے جاتے ہیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چہرے دکھلائے جاتے ہیں

تو تم آزمائے جاتے ہو

ہر اس قریب سے جو رقیب ہوتا ہے

ہر اس رقیب سے جو قریب ہوتا ہے

کیونکہ ہر پردے تلے

کوئی ایک رقیب ہوتا ہے

یہ وہی ہوتا ہے

جو سب سے قریب ہوتا ہے

~عارفین آفندی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مامون مسکرایا اور ڈائری اسے دے دی "ارے واہ عافی۔۔ تم تو بہت اچھا لکھتی ہو"

وہ ہنس دی اور چائے کا گھونٹ بھرا۔ پھر ہاتھ جھلایا بالوں کو بڑی شان سے پیچھے جھٹکا

"بہن کس کی ہوں"

اور وہ دونوں ہنس دیے۔۔

وہاں ہر سو روشنی تھی۔ منظر ذرا سے دھندلے تھے مگر روشنی کافی زیادہ تھی۔ نارنجی روشنی نہیں سفید روشنی، ایسے لگتا تھا جیسے صبح اور دوپہر کے درمیان کا کوئی وقت ہو یا ایسا وقت ہو جو ہر قید سے

آزاد ہو۔وہاں پرندوں کے چہچہانے، پانی کے بہنے اور ہوا سے پتوں کے ہلنے کی آواز تھی۔ایک ندی بہہ رہی تھی جس کے دونوں کناروں پر بہت سی گھاس اور درخت تھے۔ایک کنارے پر ایک لڑکی بیٹھی تھی جس نے سفید لمبی فراک پہن رکھی تھی۔اس کے لمبے بال کھلے تھے، آگے سر پر دائیں بائیں بالوں کی گول چٹیا تھی اور وہ پیچھے آکر ختم ہو جاتی اور باقی بال کھلے تھے۔اس کے ساتھ ایک مرد بیٹھا تھا جس نے بھوری پینٹ پر سفید شرٹ پہن رکھی تھی۔اس کی بھوری پینٹ کو سسپینڈرز نے اٹھا رکھا تھا۔اس کی آنکھیں سیاہ چمکتی تھیں۔لڑکے کی بائیں ہتھیلی میں بہت سے گل بابونہ تھے اور وہ ایک ایک پکڑ کر لڑکی کی چٹیا میں لگا رہا تھا۔لڑکی بس اسے مسکراتے ہوئے دیکھے جا رہی تھی۔ان کے پیچھے ایک گلابی سفید رنگ کا کپڑا گھاس پر بچھا تھا جس پر ایک ٹوکری تھی جس میں بہت سے پھول تھے۔لڑکی نے ٹانگیں سینے سے لگائیں اور اپنے دونوں بازو اپنی ٹانگوں کے گرد حمائل کر لیے۔اس کے سر پر جیسے گل بابونہ کا تاج تھا۔کچھ پھول بچ گئے وہ اس نے اپنے ساتھ گھاس پر رکھ لیے۔پھر اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کے لمبے بالوں کو چھوا۔اس کے بال اتنے لمبے تھے کہ نیچے گھاس کو چھو رہے تھے

"آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں" وہ اسی طرح اس کے بالوں میں سے انگلیاں گزار رہا تھا

سفید فراک میں ملبوس رابیل ہنس دی "بس بال؟"

ساتھ بیٹھے مامون نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا اور ذرا سا اس کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔اس کی ایک ٹانگ فولڈ تھی جبکہ دوسری ٹانگ کا گھٹنہ اٹھا ہوا تھا

"نہیں۔۔آپ کی بھوری آنکھیں مجھے مبہوت کرتی ہیں۔۔میں ان کے علاوہ کچھ سوچ نہیں سکتا"

رابیل پھر سے ہنسی اور اب کی بار قہقہہ لگا کر ہنسی۔مامون بھی مسکرایا اور اسے دیکھنے لگا۔رابیل نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ موڑا

"مجھے لگتا تھا آپ بہت سنجیدہ انسان ہیں۔بہت پریکٹیکل۔۔مگر آپ تو بہت اچھا فلرٹ کر لیتے ہیں"

وہ بھی ہنس دیا۔پھر اس کا ہاتھ تھاما"یہ غلط بات ہے"وہ جیسے خفا ہوا تھا"میں محبت کا اظہار کروں آپ کی تعریف کروں تو فلرٹ ہوتا ہے"اور سر جھٹکا

اس نے تھوڑی تلے ہتھیلی جمائی"نہیں ہوتا کیا؟"اس کے گال گلابی ہوئے تھے جیسے وہ شرما رہی ہے۔

"نہیں۔۔فلرٹ میں اور محبت میں فرق ہوتا ہے"

"کیا فرق ہوتا ہے؟"اس نے دلچسپی سے پوچھا تھا

"وہی فرق ہوتا ہے جو شہد اور چینی میں ہوتا ہے"اور مسکرایا

رابیل ہنس دی اور ہنستی چلی گئی"اللہ۔کیا فرق ہوتا ہے چینی اور شہد میں؟"

"ارے۔۔"اس نے رابیل کو گھورا" چینی زیادہ کھانے سے آپ کو شوگر ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جبکہ شہد تو شفا ہے"

"اوہ۔۔"رابیل کے ہونٹ گول ہوئے "یعنی محبت شفا ہے"

مامون مسکرایا"نہیں۔۔فلرٹ شوگر ہے"

اور دونوں ہنس دیے۔وہاں صرف ان کے قہقہے تھے۔وہ جہاں بیٹھے تھے وہاں چھاؤں تھی، ٹھنڈک کا احساس تھا۔یہ عجیب ماورائی دنیا لگتی تھی جو اس دنیا کا حصہ نہیں تھی۔

رابیل کی مسکراہٹ سمٹی اور اس نے اپنا سر مامون کے کندھے سے لگایا،اس کی انگلیوں کو دیکھا جن میں رابیل کی انگلیاں مقید تھیں۔پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا

"آئی مس یو۔۔"

وہ مسکرایا اور اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا جہاں نمی تھی"وائے یو مس می؟میں تو آپ کے پاس ہی ہوں"

رابیل کے دل کو کچھ ہوا۔اس نے تھوک نگلا، گلے میں درد سا ہوا"تو وہ وقت؟وہ سب درد، تکلیف ہجر۔۔وہ کیا تھا؟"

مامون کی بھنویں بھینچ گئیں جیسے وہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ کون سا وقت"شاید آپ نے کوئی برا خواب دیکھا ہے۔۔ورنہ مامون رابیل کو چھوڑ کر جا سکتا ہے بھلا؟"اور مسکرایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی مسکرادی۔اس کے گالوں میں گڑھے پڑے تھے۔

"اب میں آپ کے ڈمپلز کی تعریف کروں گا تو پھر آپ کہیں گی"اس نے اس کی نقل اتاری

"فلرٹ کررہے ہیں"

وہ ہنس دی اور اس کے بازو پر ہلکی سی چپت رسید کی۔وہ اب سامنے دیکھ رہی تھی،ندی کے کنارے پر بہت سے واٹر للی تھے۔رابیل نے مامون کو دیکھا

"یہ کتنے پیارے ہیں نا؟"

مامون نے پہلے پھولوں کو دیکھا پھر رابیل کو"آپ کو چاہیئے؟لادوں؟"

اور کہتے ہی وہ اٹھا اور ندی کی طرف بڑھا۔

"ارے۔۔میں نے ویسے ہی کہا تھا"وہ بلند آواز میں بولی تھی مگر مامون تو ندی میں اتر چکا تھا۔

اس نے دونوں ہاتھوں میں ایک سفید واٹر للی لیا"یہ ٹھیک ہے؟یا اس سے بڑا والا؟"

رابیل کھڑی ہوئی اور مسکراتے ہوئے بولی"سب سے بڑا والا۔۔"اس نے بازو بڑھا کر انگلی سے دور اشارہ کیا"وہ دیکھیں۔۔وہ والا"

مامون نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔پھر رابیل کو دیکھ کر ہنسا

"مائی لو۔۔اس پر مینڈک بیٹھا ہے وہ بھی لے آؤں؟"

رابیل نے کمر پر ہاتھ باندھے اور منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی۔وہ ہنس دیا اور اس کے ساتھ والا پھول دونوں ہاتھوں میں لیے ندی سے باہر آیا۔رابیل اس کی طرف بڑھی اور اس نے ذرا سا جھک کر پھول اسے دے دیا۔وہ مامون کو دیکھ رہی تھی۔پھر شانے اچکائے

"آپ کے کپڑے گیلے ہو گئے"

"مگر آپ کو پھول تو مل گیا نا"اس نے بھی مسکرا کر شانے اچکائے تھے۔

رابیل کے ہاتھوں میں بڑا سا سبز پتوں اور سفید پتیوں والا واٹر للی تھا۔وہ اسے ناک کے قریب لے گئی پھر آنکھیں بند کر کے خوشبو محسوس کی اور جب آنکھیں کھولیں تو بلبلہ پھٹ گیا۔۔

وہ اسی طرح بیڈ پر بازو پھیلائے اس پر سر گرائے سو گئی تھی اور اس نے خواب میں مامون کو دیکھا تھا۔اس کی دھڑکن بے قابو تھی،اس نے گردن موڑ کر ادھر اُدھر دیکھا،آنکھیں سفید واٹر للی اور مامون کو ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ تو خواب تھا۔اس کا دل کیا پھر سے رو دے،پھر سے سو جائے۔اس کے کانوں میں فجر کی اذان کی آواز پڑی تھی۔

فجر کے اکثر خواب تو سچے ہوتے ہیں نا!

رابیل نے کیسے فجر پڑھی تھی یہ بس وہی جانتی تھی۔وہ نیچے باغ میں بیٹھی تھی،خالی خالی آنکھیں کملائی ہوئی رنگت اور خاموش ہونٹ۔وہ کمزور لگ رہی تھی اور اس سے زیادہ بیمار۔وہ محبت میں ہمیشہ اتنی شدید کیوں ہوتی تھی؟وہ ہر چیز میں لمٹس کا خیال رکھتی تھی مگر جب کسی کو چاہتی تھی تو

انتہا تک کیوں چاہتی تھی؟ باغ میں چڑیوں کے چہچہانے کی آواز آرہی تھی۔ سورج کی پہلی کرن نے زمین کو چھوا تھا اور پھر کئی کرنیں زمین کو روشن کرنے لگیں۔ مینا لاؤنج کی سیڑھیوں سے نیچے آئی، اسکی طرف بڑھی اور پیچھے سے اس کے گرد بازو حمائل کر کے اس کے سر سے سر جوڑ لیا۔ رابیل خاموش رہی

"امی سے تو بات کر لو۔۔ وہ مجھے بھی کئی بار کہہ چکی ہیں کہ رابیل سے کہو مجھ سے بات کرے، وہ پریشان ہیں" اس نے نرمی سے کہا تھا

رابیل کے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "مینو۔۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھ سے ہمدردی کرے یا کوئی ایسا بول بولے جس سے کہ مجھے بیچارگی کا احساس ہو" وہ دھیما نرم بول رہی تھی "اس لیے۔۔ میں کسی سے بھی بات نہیں کرتی"

"لیکن وہ ماں ہیں بیلی۔۔ انھیں تمھاری فکر ہے۔ وہ ہمدردی نہیں کریں گی تمھارا سر اپنے سینے سے نہیں لگائیں گی تو کون لگائے گا؟" مینو اسی طرح کھڑی رہی۔

رابیل نے شانے ڈھیلے چھوڑ دیے "بعض دفعہ ماں باپ بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ بعض معاملات انسان کو بڑا بے بس کر دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں آپ کو اس کے پاس جانا چاہیئے جس کے بس میں سب ہوتا ہے۔ امی نانو ملیحہ آنٹی یہاں تک کہ تم بھی کوئی مامون کو واپس نہیں لا سکتا۔۔ صرف اللہ لا سکتا ہے اور اللہ مجھ سے ہمدردی نہیں کرتا مینو۔۔ وہ مجھے میری نظروں میں بے چاری اور مظلوم نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بناتا۔اس سے بات کر کے میری سیلف ریسپیکٹ میری خودداری ڈاؤن نہیں ہوتی۔۔اس لیے ابھی میں کسی کے پاس نہیں جانا چاہتی"اور کہہ کر خاموش ہو گئی۔

مینا نے اس کے گال پر ہونٹ رکھے۔پھر اس سے جدا ہوئی اور اس کے ساتھ آ بیٹھی۔وہ اس کی آنکھیں دیکھ رہی تھی

"تم روئی ہو؟"

رابیل نے سر نفی میں ہلایا"اب کس بات کا رونا مینو۔۔مجھے جس جس چیز کے چھن جانے کا خوف تھا وہ سب تو اس نے مجھ سے چھین لیا،اب کیسا ڈر؟اب کیسا رونا؟"اس نے کہہ کر شانے اچکائے یہ تو اب طے تھا کہ وہ کسی کے سامنے نہیں روئے گی۔چاہے وہ کوئی بھی ہو۔مینا نے گلا کھنکھارا

"بیلی۔۔"اس نے رابیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"تمھیں پتہ ہے۔۔"دونوں بہنوں کی آنکھیں ملیں"زرار بھائی۔۔کل رات گھر نہیں آئے۔۔ان کی گاڑی ان کے آفس کے باہر سے ملی ہے"

رابیل کا دماغ بھک سے اڑا،آنکھیں پوری کھل گئیں۔اس کے لب ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور حیرت اور شاک سے فقط"کیا؟"ہی نکلا تھا

مینا نے سر اثبات میں ہلایا"تیمور اور معاذ بھائی۔۔رات بھر انھیں ڈھونڈتے رہے ہیں۔۔سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کی ہے،وہ بھی مامون بھائی کی طرح غائب ہو گئے ہیں"

مینا محسوس کر سکتی تھی کہ اس کے دونوں ہاتھوں میں رابیل کا ہاتھ سرد پڑا ہے۔وہ کچھ بول ہی نہیں پائی، جیسے دماغ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر ہے اور زبان تالو سے چپک گئی ہے۔۔اسے جو واحد خیال آیا تھا وہ تابندہ کا تھا۔تابندہ کیسی ہو گی؟

سفید سرمئی محل کے باہر ایک گاڑی آ کھڑی ہوئی تھی۔گارڈ شاید کسی سے بات کر رہا تھا، پھر اندر آنے کا راستہ دیا۔ایک لڑکی جس نے سرخ قمیض پہنی تھی جس پر بہت سے پھول بنے تھے، نیچے نیلی جینز تھی اور اس کی آنکھیں سبز سنہری اور بھورے رنگوں کا خوبصورت ملاپ تھیں۔وہ جلدی جلدی چلتی ہوئی اندر آئی تھی۔اس کا باپ پیچھے تھا۔رابیل نے گردن موڑ کر دیکھا اور پھر اسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی۔وہ رابیل کے عین سامنے کھڑی تھی، دونوں کی نظریں ملیں۔دل ملے مگر آوازیں گم ہو گئیں۔وہ پھر سے مقید تھیں مگر اب کی بار شیشے کی دیواریں مضبوط تھیں لیکن تھا تو وہ شیشہ ہی نا۔۔

"کیا میں۔۔ تیمور بھائی سے مل سکتی ہوں؟" اس کا تنفس بڑھا تھا۔

مینا نے سر اثبات میں ہلایا اور لاؤنج کی طرف جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔تابندہ آگے بڑھی اور رابیل کے گلے لگی "اوہ رابیل۔۔"

وہ دونوں کچھ پل اسی طرح رہیں پھر جدا ہوئیں۔دو عورتیں دونوں ہی وکٹمز تھیں مگر وقت تو بدلتا رہتا ہے نا۔۔

اب نہ وہ سات سال پہلے والی رابیل تھی

اور نہ وہ دو سال پہلے والی تابندہ

تابندہ نے اپنے بابا کی طرف اشارہ کیا" یہ میرے بابا ہیں"

انھوں نے سر کو خم دیا اور رابیل نے پلکیں جھپکائیں۔لاؤنج کی سیڑھیوں سے نیچے آتا تیمور سامنے تابندہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ عین اس کے سامنے کھڑا تھا۔تابندہ نے تھوک نگلا، پھر اپنے پلو سے بندھی گرہ کو کھولا اور اندر سے ایک چھوٹی سی فلیش تیمور کی طرف بڑھائی۔۔اس نے نا سمجھی سے اس فلیش کو دیکھا

"یہ۔۔مجھے زرار نے دی تھی"اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا"جب مامون بھائی غائب ہوئے تھے۔اس کے تھوڑے دن بعد۔۔وہ کہہ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اب وہ کسی دن گھر نہ آئے کیونکہ اب اس کی باری بھی ہو سکتی ہے۔اس نے ایک چِپ بنائی تھی اور اسے اس فلیش میں ڈال دیا۔اس chip کا دوسرا حصہ اس کے پاس ہے۔۔اس نے کہا تھا اگر کسی رات میں گھر نہ آؤں تو تیمور یا معاذ کو دے دینا۔۔وہ مجھے ڈھونڈ لیں گے "اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں۔

تیمور نے اس فلیش کو دیکھا اور سر ہلایا۔ایک بھی لمحہ ضائع کیے بغیر وہ اندر کو بھاگا تھا۔

کچھ پل بعد وہ باہر آیا تو اس کے پاس لیپ ٹاپ تھا۔اس نے فلیش ڈرائیو لیپ ٹاپ میں ڈالی اور جلدی سے انگلیاں کی پیڈ پر چلانے لگا۔باہر کے گیٹ سے معاذ اندر آیا اور بھاگتا ہوا تیمور کے ساتھ آ بیٹھا۔

اب وہ دونوں سکرین کو دیکھ رہے تھے، تیمور نے چند بٹن اور دبائے اور یہاں سے دور۔۔بہت دور ایک چلتی ہوئی مال بردار گاڑی میں لکڑی کے کریٹوں کی دیوار کے پیچھے ایک شخص اوندھا پڑا تھا۔ سینے کے بل بے ہوش پڑے زرار کی بیلٹ کے بکل کی اندر والی جگہ پر ایک نقطے جتنی سبز بتی جلی تھی۔گاڑی آگے بڑھتی جا رہی تھی اور وہ سبز بتی جلتی رہی۔باہر سے کوئی بھی شخص دیکھے تو اسے بھنک تک نہ پڑے کہ اس کی بیلٹ کے بکل میں لگی چپ میں سبز بتی جلتی یہاں سے بہت دور بیٹھے اس کے عزیزوں کو اس کا پتہ دے رہی ہے۔

وہاں ایک لمحے کی خاموش چھا گئی۔ تیمور اور معاذ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔لیپ ٹاپ سکرین پر ایک سرخ نشان آگے کو بڑھ رہا تھا یعنی اسے کہیں لے جایا جا رہا تھا۔وہ اس وقت زندہ تھا۔

تیمور جلدی سے کھڑا ہوا، لیپ ٹاپ ساتھ رکھا۔معاذ بھی اسی وقت کھڑا ہوا اور دونوں گیراج کی طرف بھاگے تھے۔تابندہ ان کے پیچھے لپکی اور وہ پیسنجر سیٹ کے ساتھ کھڑے تیمور کے سامنے جا کھڑی ہوئی

"آپ مجھ سے وعدہ کریں۔۔وعدہ کریں زرار کو صحیح سلامت لے کر آئیں گے۔۔اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے "اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں، جسم کانپ رہا تھا

"وعدہ کریں۔۔"

تیمور نے تھوک نگلا، دل تیزی سے دھڑکا اور اس نے ایک سانس خارج کی "وعدہ۔۔"

اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور بیٹھنے لگا تھا کہ اس کی گھڑی پر ایک بپ بجی۔۔اس نے جلدی سے گھڑی کو دیکھا۔۔ایک سرخ نشان تھا اور ایسے نشان صرف ایک شخص ہی بھیجتا تھا۔۔

وہ جو روشنی کا سب سے زیادہ سب سے اچھا استعمال کرتا تھا۔اسے یقین نہیں آیا، آنکھیں دھندلی ہوئیں، لیپ ٹاپ ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا اور اس نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا جو کہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ تیمور کے لب ہلے اور اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے مگر وہ حقیقت تھی۔

"مامون۔۔۔"

ایک گھنٹہ قبل:

قید خانے میں ایک دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے مامون کی نظر روشن دان کی طرف تھی جہاں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔ فجر گزر چکی اب سورج بادلوں کے پیچھے سے چمک رہا تھا۔اس کی نارنجی روشنی زمین کو روشن کر رہی تھی۔ تقریباً ایک آدھ گھنٹے میں یہ روشنی شدید ہو جاتی اور یہ قید خانہ جہنم بن جاتا۔مامون آج خاموش سا تھا۔کیا قید خانے میں کوئی تبدیلی آئی تھی؟ جواب تھا ہاں اور وہ کیا تبدیلی تھی ابھی کچھ دیر میں سب کو پتہ چل جائے گا۔۔

ہارون اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا اور مامون کو گھورا "تم کیا سوچ رہے ہو؟"

مامون مسکرایا "تمھیں پتہ ہے میں نے اس دن کیا بنایا تھا؟" یہ ہارون کے سوال کا جواب ہر گز نہیں تھا۔

اس نے نفی میں سر ہلایا۔مامون سیدھا ہوا"تو تم نے مجھ سے پوچھا کیوں نہیں؟"

"تم نے مجھے کہا تھا کہ وہ ہماری آزادی کا راستہ ہے"اس نے معصومیت سے اسے جواب دیا تھا

مامون مسکرایا"اچھا۔۔تم نے مان لیا؟"

ہارون نے شانے اچکائے"کیونکہ میں تم پر یقین کرتا ہوں"

اس بات پر مامون ہنس دیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا"میں اپنے الفاظ کا بھرم رکھتا ہوں۔۔تم مجھ سے پہلے آزاد ہو گے"

ہارون کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔اس دن بھی مامون نے ہارون سے یہی کہا تھا کہ وہ مامون سے پہلے آزاد ہو گا اور آج پھر۔۔مامون نے اپنی پینٹ کی جیب کو ٹٹولا، پھر سانس خارج کی۔قید خانے میں شور ابھرنے لگا تھا۔قیدی اب ناشتے کے لیے اٹھ چکے تھے۔وہ بس کھاتے اور سوتے تھے جبکہ مامون کھاتا اور سوچتا تھا۔اس نے ہارون کو سنجیدگی سے دیکھا"تم میرا ہاتھ مت چھوڑنا"

اور آگے بڑھا، ہارون نے پیچھے سے اس کی کہنی تھامی

"تم کیا کرنے لگے ہو؟"

"ہم آزاد ہونے لگے ہیں"اس نے اپنی کہنی چھڑائی اور ہارون کے بنکر کی طرف بڑھا۔وقت سرک رہا تھا، قیدی بستروں سے نیچے اتر رہے تھے۔ہارون اور مامون کے درمیان بہت سے قیدی تھے۔۔

وہ قہقہے لگاتے باتیں کرتے اکٹھے ہو رہے تھے، انھیں لے جانے کا وقت قریب تھا۔مامون نے وقت نوٹ کر رکھا تھا۔روز اسی وقت انھیں کھانے کے لیے لے جایا جاتا تھا اور اب۔۔

ایک۔۔اس نے ہارون کے بستر کے نیچے سے لائٹر نکالا

دو۔۔دائیں دیوار کے ساتھ کچھ گارڈز اور ایک مینجر آ کھڑا ہوا

تین۔۔مامون جھٹ سے سیدھا ہوا اور لائٹر جلا کر دیوار کے ساتھ زمین پر پھیلے مائع پر گرا دیا۔

جیسے ہی لائٹر کے جلتے شعلے نے زمین پر پھیلے مائع کو چھوا ایک لمحہ نہیں لگا اور وہاں آگ بھڑک اٹھی۔

وہ ہارون کی طرف بھاگا تھا، آگ بائیں دیوار سے دائیں دیوار تک گئی جہاں جہاں وہ مائع تھا آگ اسے پکڑتی جا رہی تھی، سارے بنکرز، لکڑی کی ریکنگ اور یہاں تک کہ بیٹریوں اور ان سے لگی تاروں تک کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا۔وہ قید خانہ جہنم بن گیا تھا۔دائیں دیوار جونہی سرکی قیدی دیوانہ وار باہر کو بھاگے۔مامون نے ہارون کا ہاتھ پکڑا اور اسے ساتھ لیے باہر کو بھاگا۔گارڈ قیدیوں کو کنٹرول کرنے میں ناکام تھے۔آگ کی تپش روشنی شعلے گرمی، مامون آفندی نے زندان کو جہنم بنایا تھا۔قیدی دائیں جانب بھاگے تھے جبکہ مامون بائیں جانب بھاگا تھا۔وہاں بہت سے کمرے تھے مگر خالی، وہاں ایک راستے سے کئی راستے نکلتے تھے جیسے وہ کسی بھول بھلیاں میں ہوں۔۔وہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں معلوم تھا۔وہ ایک دیوار کے پاس رکے، مامون نے سانس خارج کی۔۔

"راستوں کو میرا پتہ دے دے" اس نے ایک نظر آسمان کو دیکھا، ہارون کا ہاتھ پکڑا اور پھر سے بھاگنے لگے، ایک دیوار کے ساتھ لکڑی کی ایک سیڑھی لگی تھی۔ لکڑی کی سیڑھی کے درمیان میں کئی ڈنڈے ٹوٹے تھے مگر وہ تھی تو نا۔۔ پہلے مامون اوپر چڑھا، وہ بہت احتیاط سے اوپر چڑھ رہا تھا، پھر ہارون کی باری آئی۔ وہ وزن میں مامون سے زیادہ تھا، اس نے دو زینوں پر پاؤں رکھے تیسرے تک پہنچا اور سیڑھی ٹوٹ گئی مگر مامون نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ اسے اوپر چڑھا تھا اور دونوں کامیاب ہوئے۔ وہ دیوار پر کھڑے تھے اور وہاں کئی ایسی دیواریں تھیں۔ وہ دیوار کے اوپر اس کے کنارے پر سنبھل کر چلتے جا رہے تھے، ہارون کا ہاتھ مامون کے ہاتھ میں تھا اور انھوں نے آخری دیوار تک پہنچتے ہی نیچے چھلانگ لگائی۔ آگ چھت پر لگی سولر پلیٹس کو جا لگی اور ایک زوردار قسم کا دھماکہ ہوا مگر انھوں نے مڑ کر نہیں دیکھا۔ وہ جس جگہ پر بھاگ رہے تھے وہاں نیچے سوکھے بھورے پیلے مردہ پتے تھے، فاصلے پر لمبے لمبے درخت تھے اور وہ اندھا دھند بھاگے تھے۔ بھاگتے ہوئے مامون نے جیب سے اپنی وہ گھڑی نکالی جو اس نے قید خانے میں بنائی تھی۔ اس نے اس گھڑی کا رخ سورج کی طرف کیا، سورج کی ایک کرن نے اس گھڑی کو چھوا، فوٹو ڈیٹیکٹرز نے روشنی جذب کی اور دور۔۔ بہت دور ۔۔ اپنے گیراج میں پیسنجر سیٹ کے ساتھ کھڑے تیمور نے کلائی پر بندھی گھڑی میں بپ محسوس کی ۔۔ مامون آفندی کامیاب ہوا تھا۔ اس نے اس وقت کی تیاری رات سے کی تھی، اس نے بیڑیاں کھول کر ان میں پڑا مائع دیوار کے ساتھ ساتھ پھیلا دیا تھا۔ صبح انھوں نے آگ پکڑی اور اب وہ آزاد

تھے مگر وہ جانتا تھا کہ شہاب جلد یا بدیر اسے پکڑ لے گا۔۔دور ایک گاؤں نظر آرہا تھا اور وہ اسی گاؤں کی طرف بھاگ رہے تھے۔۔بھاگتے ہوئے وہ رکے،مامون ہارون کے سامنے آ کھڑا ہوا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھکا۔۔

"تم۔۔تم بھاگ جاؤ"اس کا تنفس بڑھا،سانس پھولا ہوا تھا

اس نے نفی میں گردن ہلائی"تمھارے بغیر نہیں"

مامون سیدھا ہوا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا"میرے ساتھی آنے والے ہیں،انھیں تم بتاؤ گے کہ میرے پاس ایک گھڑی ہے"

ہارون نے تھوک نگلا، تنفس مزید بڑھا دھڑکن بڑھی گلا سوکھا اور آنکھیں نم ہوئیں۔وہ مامون کو اکیلا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا

"جاؤ۔۔بھاگ جاؤ ہارون۔۔وہ اس گاؤں میں آئیں گے"اس نے مڑ کر دور گاؤں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ہارون نے سر ہلایا اور مسکرایا

"میں تمھارا انتظار کروں گا"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"اس کی آنکھیں سرمئی ہیں"

ہارون کو اس وقت کچھ سمجھ نہیں آیا اور وہ وہاں سے بھاگ گیا۔گاؤں قریب ہی تھا۔مامون اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر وہ خود بھی ہارون کے ساتھ بھاگتا تو مامون کو پکڑتے پکڑتے وہ ہارون کو بھی پکڑ لیتا۔۔وہ اس گاؤں سے دور نہیں جا سکتے تھے اور شہاب مامون کے لیے آئے گا۔۔اتنے قیدی وہاں سے بھاگے ہیں اس کی نظر ہارون نہیں مامون کو ڈھونڈے گی۔۔کیونکہ ہارون معمولی تھا مگر مامون نہیں۔۔

ہارون اتنا بھاگا کہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔

گھڑی مامون کے ہاتھ میں تھی اور وہ مخالف سمت میں پھر سے بھاگنے لگا۔دفعتاً اسے گولی چلنے کی آواز آئی تھی،اس نے جلدی سے گھڑی جیب میں رکھی اور وہیں گر گیا،وہ جانتا تھا اب بھاگنا فضول تھا۔۔

اس کا دایاں گال زمین پر لگا تھا۔کوئی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا،اس کے بوٹ سیاہ تھے۔۔مامون نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا،وہ شاید شہاب کا مینیجر تھا،وہی شخص جو قیدیوں کو لے جانے کے لیے آتا تھا۔مامون آگے بڑھا تھا مگر۔۔

پیچھے سے کسی نے مامون کے سر کی پشت پر کوئی زوردار چیز ماری تھی،ایک دم منہ سے کراہ نکلی،درد بڑھا،بصارت دھندلی ہوئی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

شطرنج کے مہرے ابھی ہل رہے تھے، کھیل ابھی باقی تھا۔۔

موجودہ وقت:

تابندہ اپنے گھر واپس آ گئی تھی۔وہ کمرے میں کارپیٹ پر جائے نماز بچھائے بیٹھی تھی،اس کے ہاتھ میں سرخ سبز رومال تھا اور وہ اس رومال کو دیکھے جا رہی تھی۔اس کی آنکھوں کے پپوٹے سوجھے

تھے۔جب سے تیمور اور معاذ گئے تھے وہ بس دعائیں پڑھتی نفل ادا کر رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں جو رومال تھا یہ زرار کا پسندیدہ تھا۔اسے تابندہ کے سر پر رومال اچھا لگتا تھا۔ہنزہ میں رہتے بہت سی خواتین اور لڑکیوں کی دیکھا دیکھی اس نے بھی رومال باندھنا شروع کیا تھا اور زرار کو وہ رومال میں بہت اچھی لگتی تھی۔اس کی آنکھوں میں حرارت پیدا ہوئی جیسے اندر کوئی چیز ہے جو جل رہی ہے جلا رہی ہے۔۔

منظر بدلے وقت بدلا حالات بہت پیچھے کو چلے گئے۔

وہ اپنے کمرے میں نیچے کارپیٹ پر بیٹھی تھی اور زرار اوپر بیڈ پر، وہ اس کے بالوں میں رومال باندھ رہا تھا اور وہ چوکڑی مارے بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھی

"ہم ہنزہ میں رہیں گے۔تم میں ہمارے بچے، وہاں کتنا سکون ہے نا، وہاں کے لوگ بھی بہت پیارے ہیں" وہ پر جوش سی بتا رہی تھی

زرار مسکرایا اور شانوں پر آئے اس کے بال پیچھے کیے "یعنی ہم اسلام آباد چھوڑ دیں گے؟ یہ گھر چھوڑ دیں گے؟"

"ہم کبھی کبھی آجایا کریں گے نا" اس نے وضاحت پیش کی تھی مگر زرار نہیں مانا

"وہاں سہولیات ایسی نہیں ہیں۔وہاں کی ایجوکیشن، وہاں پر ایسے آفسز نہیں ہیں۔انٹرنیٹ کا بھی ایشو آرہا تھا"

تابندہ مڑی اور اسے گھورا "ہم نے دو سال وہیں گزارے ہیں" اس نے زرار کو جتایا تھا

"جی۔۔ لیکن میڈم وہ تو بس ماحول چینج کرنے کے لیے لے گیا تھا تمھیں مگر تم تو وہیں دل دے کر بیٹھ گئی" وہ جھک کر تابندہ کو دیکھ رہا تھا

اس نے بازو لمبا کیا اور اپنے ہاتھوں میں اس کے ہاتھ لیے "پلیز زرار۔۔"

زرار نے بے بسی سے سانس خارج کی "وہاں جو بھی پودے پھول اور ہمارا باغ تھا نا۔۔ وہ ہم دوبارہ یہاں بنالیں گے۔۔ خرگوش بھی لادوں گا تمھیں"

"لیکن بہار جہاں کی بات ہی کچھ اور تھی"

اور اس کی وضاحت ضائع چلی گئی۔ وہ ابھی بھی ہنزہ پر ہی اڑی رہی۔

زرار نے اس کے ہاتھوں کو تھاما "اچھا چلو اوپر بیٹھو۔۔ میں نے ضروری بات کرنی ہے"

وہ اٹھی اور بیڈ پر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ زرار نے گردن موڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھا، پھر مسکرایا اور اپنا رخ اس کی طرف کر لیا

"تمھیں پتہ ہے نا اس ساری دنیا میں میں تم سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں"

وہ مسکرائی "ہوں" اس نے سر اثبات میں ہلایا

سامنے بیٹھے زرار کی مسکراہٹ میں کوئی فرق نہیں آیا۔اس نے نرمی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

"تابندہ۔۔اگر کبھی ایسا ہو کہ میں صبح آفس جاؤں اور رات میں گھر نہ آؤں۔۔جیسے مامون بھائی۔۔"

اور اس کی بات ادھوری رہ گئی جب تابندہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

"کیا ہو گیا ہے؟ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو؟"اس کے ابرو تن گئے۔

زرار نے سانس خارج کی "میری پوری بات سن لو۔۔اوکے؟"

مگر تابندہ کے ابرو تنے رہے "دیکھو اس نے پہلے ہمیں ٹریگر کیا تھا۔اس نے پھر مامون بھائی کو اغوا کر لیا اور اب۔۔اس نے کہا تھا کہ ہم سب کی باری آئے گی۔اس تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ بچا ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ ہمیں پکڑ لے"

"تو؟"وہ روہانسی ہو گئی "اس کے لیے تم اپنی جان خطرے میں ڈالو گے؟"

زرار نے بے بسی سے سانس خارج کی۔اسے سمجھانا شروع سے مشکل تھا مگر وہ سمجھا لے گا "ہاں۔۔وہ مجھے پکڑ لے گا۔۔آج یا کل۔۔میں ایک دن جاؤں گا اور رات میں واپس نہیں آؤں گا"اس نے یہ بات بری تحمل سے کہی تھی

تابندہ نے اس کے بائیں گال پر ایک تھپڑ رسید کیا۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں "شٹ اپ۔۔تم اتنے خود غرض کیوں ہو زرار؟تمھیں میری فکر نہیں ہے؟تم کتنے آرام سے کہہ رہے ہو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ تم جاؤ گے اور واپس نہیں آؤ گے۔۔ تمھیں میرا ذرا خیال نہیں ہے، آئی ہیٹ یو" وہ بلند آواز میں چلائی تھی۔اس کی آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھر گئے۔

زرار نے سانس خارج کی اور سر جھکا رہا۔کچھ پل بیتے اور اس نے تابندہ کو دیکھا

"تابندہ۔۔"اس نے اپنا ہاتھ تابندہ کی طرف بڑھایا

اس نے زرار کا ہاتھ جھٹک دیا" بات مت کرو مجھ سے "اور وہ اٹھ گئی۔

وہ کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔زرار اس کی طرف بڑھا اور اسے کندھے سے تھاما

"ابھی میں تمھیں بتا رہا ہوں اور تم سن نہیں رہی۔وہ ہمارے پیچھے پڑ چکا ہے۔آج یا کل یہ دن آئے گا"

اس کی بات پھر ادھوری رہ گئی جب تابندہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا اور حلق کے بل چلائی "تو پھر تم مجھے مار دو۔۔میں مر جاتی ہوں۔۔ تمھیں تو احساس نہیں ہے کہ میں تمھارے بارے میں کیا محسوس کرتی ہوں"

وہ آگے ہوا اور عین اس کے سامنے جا کھڑا ہوا" میں سمجھتا ہوں۔۔میں سب سمجھتا ہوں۔۔اس لیے یہ سب کر رہا ہوں" پھر سانس خارج کی" پلیز تابندہ۔۔میرا ساتھ دو یار" اس نے پھر اسے کندھوں سے تھاما تھا۔

"تم سمجھ کیوں نہیں رہے؟" وہ رونے لگی تھی

زرار نے ماتھے کو چھوا اور پھر الماری کی طرف بڑھا اور اندر سے ایک فلیش ڈرائیو نکالی۔ وہ تابندہ کی طرف بڑھائی

"یہ رکھو۔۔ یہ اپنے پاس سنبھال کر رکھ لو۔۔ جس دن وہ مجھے لے کر جائے گا یہ تم تیمور یا معاذ کو دو گی"

"تم۔۔" اس نے تابندہ کو انگلی دکھا کر تنبیہہ کی "چپ۔۔ اب بالکل چپ"

وہ خاموش ہو گئی اور فلیش ڈرائیو کو دیکھا۔

"اس کا ایک حصہ میرے پاس ہے دوسرا ان کے پاس ہو گا۔۔ وہ جان جائیں گے کہ انھیں کیا کرنا ہے"

تابندہ نے زرار کو دیکھا اور پھر سے رونے لگی۔ وہ آگے بڑھا اور اس کے گرد بازو حمائل کیے

"مجھے کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔ تم دیکھ لینا میں واپس آ جاؤں گا۔۔ وہ مجھے کچھ نہیں کر سکتا"

پھر اس سے الگ ہوا "تم تو مجھ پر یقین کرو" وہ جھک کر اس کی آنکھیں دیکھ رہا تھا۔

اس نے نم سانس اندر کھینچی اور پھر بولی "اس سے کیا ہو گا؟"

"اس کا ایک حصہ میں نے اپنی بیلٹ کے بکل میں فٹ کیا ہوا ہے۔۔ وہ جب بھی مجھے پکڑے گا سب سے پہلے گھڑی فون مجھ سے چھینے گا مگر بیلٹ۔۔ وہ میری بیلٹ نہیں اتار سکتا۔ بیلٹ کے بکل میں اس chip کا آدھا حصہ ہے" اس نے فلیش ڈرائیو کی طرف اشارہ کیا "آدھا حصہ فلیش میں ہے۔۔

اس سے میری لوکیشن پتہ چلتی رہے گی۔۔ہو سکتا ہے وہ مجھے بھی وہیں رکھے جہاں مامون بھائی کو رکھا ہے" پھر تابندہ کے چہرے کے گرد ہاتھوں سے ہالہ بنایا

"رابیل کا سوچو۔۔مامون کی ماں بہن اس کی چھوٹی سی بھانجی کا سوچو۔۔ایک بار مجھے یہ رسک لے لینے دو، میں سب ٹھیک کر دوں گا"

اب کی بار زرار کے شکار نے شکاری بن کر سوچا تھا۔تابندہ اس کے قریب آئی اور اس کے سینے سے سر لگا لیا

"میں تمھیں اللہ کی امان میں دیتی ہوں۔۔تمھیں کچھ نہیں ہو سکتا"

وہ فقط مسکرایا تھا۔

ماضی بلبلے کی طرح پھٹ گیا اور تابندہ وہیں جائے نماز پر اسی طرح بیٹھی رہ گئی۔وقت کتنی جلدی گزرا تھا نا مگر بلاشبہ وہ ایک اچھا شکاری تھا۔۔

دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔رابیل نے سیاہ شلوار قمیض پہن رکھی تھی، گلے میں شیفون کا دوپٹہ تھا۔اس کے گلے میں وہی ہیرا تھا جو مامون نے اسے دیا تھا۔تھوڑے بال کیچر میں مقید تھے اور باقی کھلے ہوئے تھے۔وہ کچھ وقت نکال کر حذیفہ کے سٹوڈیو آئی تھی۔دن کے گیارہ بجے سورج روشنی کے ساتھ ساتھ تپش بھی برسا رہا تھا۔وہ حذیفہ سے بات کرتی باہر نکلی تھی، وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اسے کچھ

کہہ رہا تھا اور وہ سمجھ کر سر ہلا رہی تھی۔ وہ دونوں رابیل کی گاڑی کی قریب آ رکے، رابیل نے بازو سینے پر لپیٹے ہوئے تھے اور گردن اٹھائے خود سے لمبے حذیفہ کو سن رہی تھی

"اس طرف سے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ابھی اپنے بوتیک پر کام کریں"

رابیل دھیما سا مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا "تھینک یو"

اس نے کافی حد تک اسے اس کے بوتیک کی طرف سے ہلکا کر دیا تھا۔ وہ آئیڈیاز کمال کے دیتا تھا اور رابیل اس بات کا اعتراف کرتی تھی۔

اس نے پیچھے ہٹ کر رابیل کو راستہ دیا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول رہی تھی جب اس کی پشت پر کھڑے مرد نے گلا کھنکھارا

"ہیلو مسز رابیل۔۔"

رابیل اس آواز کو پہچانتی تھی۔ اس نے دروازہ کھلا رکھا اور پیچھے منہ کر کے اسے دیکھا۔ وہ بولی کچھ نہیں۔

"کیسی ہیں آپ؟" پھر مسکرایا "سنا ہے بڑے حادثے ہو رہے ہیں آپ کے ساتھ" وہ سن گلاسز لگائے جینز شرٹ میں ملبوس جلیل طاہر تھا۔

رابیل نے سانس خارج کی اور شانے ڈھیلے چھوڑے۔ وہ بلا کی سنجیدہ لگ رہی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بچ کر رہیں۔۔میں تو رابیل ہوں ایسے چھوٹے موٹے حادثے تو روٹین ہے میری۔۔" پھر آگے ہوئی اور بازو سینے پر باندھے "البتہ آپ اپنا خیال رکھیں۔۔حادثہ بعد میں ہوتا ہے آپ کو غصہ پہلے آتا ہے اور جن مردوں کو غصہ جلدی آتا ہے ان کی عقل ٹخنوں میں ہوتی ہے" اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا۔اس نے سب سے پہلے مامون کو ٹاپک آف ڈسکشن بنایا تھا اور اس دن کا غصہ رابیل کو آج تک تھا۔

اس کی شان میں ذرا فرق نہیں آیا۔وہ تو بلا کا ڈھیٹ تھا ہنس دیا "حادثے جیسے۔۔شوہر گم جانا، آگ لگ جانا۔۔ہے نا؟"

رابیل نے گردن نفی میں ہلائی "اونہوں۔۔حادثے جیسے بریک اپ ہو جانا، کسی ایکٹریس کے ساتھ ڈرنک کرتے پکڑے جانا یا پھر دھوکا دہی کے جرم تلے ذلیل ہو جانا" اس نے بھی کمال تحمل سے جلیل طاہر کا کیریئر منٹوں میں اس کے منہ پر مارا تھا۔

وہ اسے گھور رہا تھا، سیاہ سن گلاسز تلے اس کی آنکھیں واضح نہیں تھیں۔حذیفہ محظوظ ہو رہا تھا، رابیل مڑی اور گاڑی میں بیٹھنے لگی تھی

"خود تمھارا شوہر کسی لڑکی کے ساتھ بھاگا ہو گا اور خبروں کا رخ اس کی طرف سے ہٹانے کے لیے تم نے خود ہی فیکٹری میں آگ لگوائی ہو گی۔۔ڈائن کہیں کی" وہ آپ سے تم پر آیا تھا۔وہ جب بھی آمنے سامنے ہوتے تھے جھگڑا ہوتا تھا۔حذیفہ کے نقوش تن گئے، اس نے رابیل کو ہمیشہ اپنی بڑی بہن مانا

تھا۔وہ آگے بڑھا مگر رابیل نے بازو آگے کر کے اسے روک دیا۔پھر جلیل طاہر کی طرف رخ کیا اور اسے بڑے سکون سے دیکھا اور پھر ایک لمحے کی دیر کیے بغیر ایک زوردار قسم کا تھپڑ اس کے گال پر جڑ دیا۔اس کا چہرہ ایک طرف کو لڑھک گیا،اس نے ہاتھ گال پر رکھا اور سن گلاسز نیچے گر گئیں۔اس کی آنکھیں گلابی ہوئی تھیں اور اس نے انھیں نفرت آمیز نگاہوں سے رابیل کو گھورا

"تم۔۔۔"

اور اس نے پہلے وہ کچھ اور بولتا رابیل نے ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔پھر اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی

"یہ تھپڑ تمھیں بہت پہلے پڑ جاتا تو اب تم بھونکتے نا۔۔پہلا تھپڑ میرے شوہر کی ڈس ریسپیکٹ کرنے کا تھا اور دوسرا میری ڈس ریسپیکٹ کا"وہ دانت پیستے بولی تھی

"مجھے "تم "جیسوں سے "آپ" سننے کی عادت ہے،یو سٹوپڈ جوکر!"اس نے تم اور آپ پر زور دیا تھا

وہ آگے کو بپھرا تھا مگر حذیفہ آگے آگیا"آرام سے"

جلیل طاہر لال بھبھوکا چہرہ لیے اسے گھور رہا تھا۔وہ ایک قدم پیچھے ہٹا۔

رابیل مسکرائی"ہیو اے نائس ڈے"

اور وہ گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔حذیفہ نے اسے تمسخر سے دیکھا

"ہن آرام اے" اور کہہ کر رکا نہیں۔ سر جھٹکا اور وہاں سے چلا گیا۔ گرمی ہر گزرتی گھڑی بڑھ رہی تھی

رابیل یہاں سے سیدھا فیکٹری گئی تھی۔ وہ جان بوجھ کر مصروف رہنا چاہ رہی تھی کہ وہ گھر پہنچے تو کوئی اچھی خبر کوئی امید اس کی منتظر ہو۔۔ فارغ بیٹھنے سے تو ویسے بھی دماغ خراب ہو رہا تھا۔ فیکٹری میں اس وقت جمال احمد کے ساتھ اس کا مینیجر تھا۔ ساتھ بہت سے آدمی تھے اور اس نے کام شروع کر دیا تھا۔ آج سٹاف کی بھی چھٹی تھی اور فیکٹری میں بھی کام بند تھا۔ فیکٹری میں تعمیر کا کام دوبارہ جاری تھا اور جب تک کام مکمل نہیں ہوتا وہ نہ تو فیبرک پر کام کر سکتے تھے نہ stitching پر۔۔

جمال احمد رابیل کے ساتھ کھڑا ہو کر اسے سمجھا رہا تھا۔ اس کام کی ذمہ داری اس نے خود لی تھی اور ایک ہفتے کا وقت دیا تھا۔ رابیل اس کی طرف سے مطمئن تھی کیونکہ وہ پہلے بھی اس کے ساتھ کام کر چکی تھی۔ سارا پلان بتانے کے بعد رابیل نے اثبات میں سر ہلایا

"آپ مجھے پیپرز بھجوا دیں۔۔ میں ایک بار دیکھ کر سائن کر دوں گی" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا اور وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ واپس جانے کے لیے مڑنے لگی تھی جب وہ بول پڑا

"آپ ٹھیک ہیں؟"

اس کی رنگت اس کی دھیمی آواز اس میں سے جھلکتی عجیب سی خاموشی اسے پر سرار بنا رہی تھی۔ اس میں وہ جوش وہ چمک نہیں تھی جو عام دنوں میں ہوتی تھی اور یہ بات جمال احمد نے نوٹ کی تھی۔

"جی۔۔"اس نے شانے اچکائے۔اس نے نہ کل اس سے ہمدردی لی تھی نہ آج لے گی۔

جمال احمد سر جھکائے مسکرایا"آپ نے ہمارے ساتھ سات سال کام کیا ہے مگر آپ کو ہم پر یقین نہیں ہے"اس نے رابیل کو دیکھا تو آنکھوں میں ایک کرب سا تھا

"مجھے آپ پر یقین ہے تو ہی میں آپ کے ساتھ کام کرتی ہوں جمال احمد"جواب سیدھا اور سپاٹ آیا تھا"ورنہ سب جانتے ہیں رابیل کو اکیلے چلنے میں کوئی عار نہیں ہے"

وہ پھر سے سر جھکائے مسکرایا۔وہ آج بھی اتنی ہی ظالم تھی جتنی کہ سات سال قبل تھی۔اس کے دل کو کوئی چیز چبھی تھی،وہ مامون کے ساتھ تو ایسی نہیں ہوتی۔مامون کے ہوتے تو اس کے چہرے پر یہ خزاں نہیں ہوتی،وہ جیسی مامون کے ساتھ ہوتی تھی ویسی کسی کے ساتھ نہیں ہوتی تھی۔اس کی بہار اور اب خزاں بتاتی تھی کہ وہ اس شخص کی محبت میں مبتلا ہے جو آج کسی کی قید کاٹ رہا ہے۔

جمال احمد نے سانس خارج کیا"بالکل۔۔آپ ٹھیک کہتی ہیں"

اس کی سیاہ آنکھیں رابیل کے چہرے پر جمی تھیں۔رابیل نے سر ہلایا۔وہ جانے لگی تھی،مڑی اور اس کی پیٹھ جمال احمد کی طرف تھی۔اس کی گھمبیر آواز رابیل کے کانوں میں پڑی

"میں مامون آفندی کو ایک عرصے سے جانتا ہوں۔۔اس شخص کا مجھ سے رشتہ پہلے پہل مجھے سمجھ نہیں آتا تھا مگر اب آیا ہے"

رابیل مڑی اور اسے دیکھا "مجھے معلوم ہے کہ مامون آپ کو جانتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ میں آپ کو جانتی ہوں۔۔اس بات کا مقصد؟" اسے اس کی اس بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا

وہ ہنس دیا "آپ مجھے نہیں جانتیں۔۔آپ میرے اور اپنے شوہر کے درمیان رشتے کو نہیں جانتیں"

"کون سا رشتہ؟" اس کی بھنویں بھینچ گئیں

"رقابت کا" وہ بولا تو بلا کا سنجیدہ تھا۔پھر رابیل کو دیکھا،ماتھے کو چھوا "آداب!"

اور وہاں سے چل دیا۔

رابیل اس کی اس بات کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔۔اس نے نظرانداز کیا اور اپنے آفس کی طرف بڑھی۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھی تھی،اس کے سامنے ایک فائل کھلی تھی۔وہ فائل پر جھکی کچھ ہائی لائٹ کر رہی تھی۔آئمہ آفس میں داخل ہوئی اور رابیل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ مسکرائی "کیسی ہیں آپ؟"

رابیل نے سر ہلایا "اچھی ہوں" پھر پاس پڑا پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔چند گھونٹ اندر اتارے

"آئمہ۔۔میرے سر میں درد ہے،کافی لا دو پلیز"

وہ جو بیٹھنے والی تھی مسکرائی اور سر ہلایا "اوکے" اور پھر وہاں سے پلٹ گئی۔ایک دائیں دیوار پر ایل سی ڈی لگی تھی اور وہاں مختلف کیمرا مختلف مناظر دکھا رہے تھے۔کیمرا آن تھے مگر وہاں کوئی خاص حرکت نہیں تھی،سٹاف تو ویسے نہیں آیا تھا اور فیکٹری میں ویسے ہی ری کنسٹرکشن جاری تھی۔فائل

پر جھکی ہوئی رابیل کو احساس ہوا کہ کہ جیسے کوئی دروازے سے جھانک کر اسے دیکھ رہا ہے۔اس نے جھٹ سے گردن اٹھائی،دائیں جانب گردن موڑی۔کیمرے میں واحد آئمہ ہی نظر آرہی تھی جو کہ کچن میں کافی بنا رہی تھی۔رابیل نے سر جھٹکا اور دوبارہ فائل پر جھک گئی مگر پھر۔۔اسے محسوس ہوا جیسے دروازے پر کوئی کھڑا تھا۔

"کون ہے؟"اس نے بے زاری سے فائل بند کی اور پھر سکرین میں کیمرے کے دکھائے منظر دیکھے جس میں مین گیٹ پر گارڈ کو کسی نے باندھا ہوا تھا۔آئمہ کچن میں تھی اور کچن کا دروازہ باہر سے بند تھا۔یعنی واقعی کوئی تھا۔اسی وقت اس کے آفس کے دروازے پر دستک ہوئی،رابیل کی چھٹی حس کسی خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔اس نے گلا کھنکھارا

"کون ہے؟"

آفس کا گلاس ڈور کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا تھا۔اس نے سیاہ رنگ کا چغہ سا پہن رکھا تھا۔چہرے پر سیاہ ماسک تھا،سر پر ہیٹ تھی،اس کے ہاتھ اس کی اجلی رنگت کی گواہی دے رہے تھے۔اس نے اپنے بھاری بوٹ اندر بڑھائے،وہ جیسے مسکرایا تھا۔اس کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ مسکرایا ہے

"آداب۔۔"اور دھیرے سے ہنسا

رابیل کا دل تیزی سے دھڑکا۔وہ ایک دم سے کھڑی ہوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم۔۔"اور اسی لمحے رابیل نے اس کے دائیں ہاتھ کی کلائی کے قریب وہ نشان دیکھا جو وہ کئی عرصے سے دیکھتی آئی تھی

"J."

رابیل کا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا۔اے سی کی ٹھنڈک بھی اسے کم محسوس ہوئی تھی۔

"جی میں۔۔"وہ آگے بڑھا مگر رابیل وہیں کھڑی رہی۔پھر اپنی شیشے کی میز پر بیٹھ گئی۔اس کے بال اس کے شانوں سے آگے آئے تھے۔وہ دیکھ سامنے کھڑے شخص کو رہی تھی مگر دماغ کچھ اور سوچ رہا تھا۔

"جلال الدین شہاب۔۔"

اس نے اپنی رعب دار آواز میں اپنا پورا نام بتایا تھا۔آج اس پر یہ راز کھلا تھا کہ وہ جو جے ڈاٹ بھیجتا تھا وہ کس کی نشان دہی کرتا تھا۔لوگ اسے شہاب کہتے تھے مگر اس کا نام جلال الدین شہاب تھا۔اسی لیے وہ جے ڈاٹ بھیج کر ٹریگر کرتا تھا یعنی اپنے نام سے، صحیح!

وہ آگے بڑھا مگر رابیل اسی طرح بیٹھی رہی

"تم نے مجھے خوفزدہ کیا، میرے شوہر کو قید کیا، میرے بوتیک کو تہس نہس کیا، میری فیکٹری میں آگ لگوائی۔۔اب تم مجھے خود لینے آئے ہو؟"وہ جیسے محظوظ ہوئی تھی

وہ آگے بڑھا اور مسکرایا۔پھر سانس خارج کی

"کتنا اچھا لگ رہا ہے تم کو ایسے دیکھ کر"

رابیل اس کو دیکھ رہی تھی مگر سن نہیں رہی تھی۔وہ اپنے ذہن کی سن رہی تھی۔

"یہ یہاں ہے اور تیمور اور معاذ وہاں ان کے لیے گئے ہیں۔مامون نے صبح ہمیں سگنل بھیجا یعنی۔۔ مامون ٹھیک ہیں۔۔وہ زندہ ہیں"اس کے اندر ایک سرشاری کی لہر دوڑ گئی۔اس کا دل بڑی تیزی سے دھڑکا

وہ خاموش ہوا تھا۔رابیل کے بولنے کی باری تھی۔وہ میز سے نیچے اتری حالانکہ وہ ڈر رہی تھی مگر ظاہر نہیں کر رہی تھی

"کافی آڈر کروں؟پہلی بار آفس آئے ہو کچھ پی کر تو جاؤ"پھر خود ہی ہنس دی"ہمارا خون پی پی کر تھک گئے ہو گے۔۔اب taste چینج کر لو"

وہ ایک قدم آگے بڑھا"تم ہی نے کہا تھا نا کہ شہاب سامنے نہیں آتا۔۔وہ چھپ کر کیوں بیٹھا ہے، اسے بولو سامنے آئے۔۔لو میں آگیا"پھر ہنس دیا"اور اب تم ڈر رہی ہو"وہ ایک قدم آگے آیا اور رابیل ایک قدم پیچھے ہٹی

اس نے شانے اچکائے"غلط فہمی ہے تمھاری"

وہ ایک قدم اور آگے آیا"اچھا۔۔مطلب تم مجھ سے نہیں ڈرتی؟"

اور اسی سمے رابیل نے پیچھے پڑا چھوٹا سا شیشے کا جار پکڑا اور اس کے سر پر دے مارا، اس کے سر سے ہیٹ اتری اور زمین پر گری۔۔وہ وہاں سے بھاگ گئی تھی مگر جاتے ہوئے شہاب نے اسے ایک نظر دیکھا تھا۔رابیل نے اس کا آدھا چہرہ دیکھا تھا۔ماسک آنکھوں سے نیچے تھا اور اس نے اپنی آنکھوں کو ہیٹ سے ڈھکا تھا، ہیٹ گرا تو ایک لمحے کے لیے صرف ایک لمحے کے لیے وہ اس کی آنکھیں دیکھ چکی تھی مگر۔۔

وہ ساکت ہوئی تھی۔یقین کرنا مشکل تھا۔۔

شہاب کو لگا تھا کہ وہ بھاگ گئی، اس نے کمال مہارت سے ہیٹ دوبارہ سر پر لیا اور باہر کی طرف بڑھا۔

رابیل آفس کے ساتھ بنے کیبن میں چھپ کر اسے جاتا دیکھتی رہی تھی

وہ ابھی تک شاک میں تھی!

معاذ اور تیمور دونوں اس وقت خیبر پختونخوا میں تھے۔جو لوکیشن زرار نے بھیجی تھی جو سگنل مامون نے بھیجا تھا وہ اسی جگہ کا تھا۔شام کے سائے گہرے پڑ رہے تھے۔رات ہونے میں چند ہی گھنٹے تھے، اب نہ زرار نہ مامون کی طرف سے کوئی سگنل آ رہا تھا۔تیمور اپنی گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔سامنے ایک چھوٹا گاؤں تھا

"کیا ہمیں اس گاؤں میں جانا چاہیئے؟" سوال معاذ نے کیا تھا

"بالکل" تیمور آنکھیں چھوٹی کیے اس گاؤں میں جلتی روشنیاں دیکھ رہا تھا" جس وقت ہمیں زرار کی لوکیشن کا پتہ چلا تھا وہ اس جگہ سے جا رہا تھا اور ہمیں جو مامون کی طرف سے سگنل ملا تھا اس کے مطابق وہ مامون اس گاؤں کی طرف آ رہا تھا۔۔دونوں کے درمیان یہی جگہ کامن ہے، ہمیں یہاں ڈھونڈنا چاہیئے"

"لوگوں سے پوچھیں؟ کیا پتہ انھیں کسی نے آتے یا جاتے دیکھا ہو؟" معاذ تیمور کے ساتھ کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

تیمور نے سمجھ کر سر ہلایا۔دونوں دوست اس گاؤں کی طرف بڑھے تھے۔یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا اور وہ سب سے پہلے بازار کی طرف آئے تھے۔بازار کی روشنیاں جل رہی تھیں ہر سو رش تھا اور وہ پشتو زبان بول رہے تھے شاید۔۔انھیں پہلے تو سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا کریں، کس سے بات کریں۔ پھر تیمور نے ایک دکان کا رخ کیا۔وہاں مختلف کھالوں سے بنے چغے کوٹ اور مختلف کارپیٹ تھے۔ وہ اندر داخل ہوا

"سلام چچا۔۔"

ایک بوڑھا چھٹے پر بیٹھا تھا۔ہاتھ بڑھا کر سلام لیا۔

"چچا۔۔ہم شہر سے آئے ہیں۔۔ہمارا ایک دوست یہاں پہلے آ گیا تھا اور اب وہ مل نہیں رہا۔۔فون یہاں چل نہیں رہا۔آپ ہماری کچھ مدد کر دیں"

اس شخص نے پہلے تیمور کو دیکھا پھر معاذ کو

"بولو۔۔"

"آ۔۔"معاذ بولنا شروع ہوا"اس کی آنکھیں بھوری ہیں اور وہ گورا چٹا ہمارے جتنا لڑکا ہے"

چچا نے منہ بنایا"بچہ۔۔یہاں تم جیسے کئی آتے ہیں کس کی بات کر رہے ہو؟"

تیمور نے سانس خارج کی"چچا۔۔صبح میں آیا تھا۔۔فجر کے بعد"

"ام فجر کے بعد دکان کھولتا ہے۔۔ام کو نئی مالوم"انھوں نے صاف انکار کر دیا۔

معاذ نے منہ بنایا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔تیمور بھی پیچھے ہی تھا۔

"اب کہاں جائیں؟مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ کیا کہہ کر ان کا پتہ بتائیں؟"

یہاں سے دور کچھ فاصلے پر ایک قید خانے میں مامون بیٹھا تھا۔اس قید خانے میں ہر سو اندھیرا تھا،

سوائے اونچے روشن دان کے جو کہ بہت چھوٹا تھا۔اس میں سے روشنی اندر آرہی تھی اور گرمی بلا کی

تھی۔مامون دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا،وہی سیاہ بنیان اور سیاہ پینٹ،چہرے پر زخم کے نشان۔۔

اس نے سر دیوار سے لگایا

"کیا وہ ابھی تک نہیں آئے؟کیا انھیں ہارون نہیں ملا؟"وہ بار بار دھیرے دھیرے اپنا سر دیوار سے

مار رہا تھا۔

"اللہ پلیز۔۔ان کی مدد کرنا۔۔۔راستوں کو ان کا پتہ دے دے۔۔پلیز اللہ" وہ مسلسل ایک ہی دعا دہرائے جا رہا تھا۔

اسے کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی اور وہ جھٹ سے سیدھا ہوا۔آواز کہیں پاس سے ہی آئی تھی، وہ اس کمرے میں اکیلا تھا۔پھر آواز؟ آواز دوبارہ آئی اور کوئی کھانس رہا تھا۔آواز بائیں دیوار سے آ رہی تھی۔اس کی حسیات جاگ اٹھیں، وہ بائیں دیوار کی طرف بڑھا اور اپنے کان دیوار سے لگائے

"کوئی ہے؟" وہ پوری شدت سے چلایا۔

آواز اس کمرے میں گونج کر اس کی سماعت سے دوبارہ ٹکرائی۔دیوار کے اس پار جو بھی تھا وہ دوبارہ کھانسا تھا

"کوئی ہے؟" مامون دوبارہ سے بولا۔آواز پھر سے دیواروں سے ٹکرا کر سماعت کی طرف پلٹی

"میں۔۔" اس نے سانس لیا "میں زرار"

مامون کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔اسے تو جیسے اپنی سماعت پر یقین ہی نہیں آیا۔وہ یہاں؟ کیسے؟ کیا وہ بھی اس کی طرح اغوا ہو چکا ہے؟

"زرار۔۔زرار۔۔میں مامون ہوں" وہ دیوار کو ہاتھ سے بجا رہا تھا

"مامون بھائی" وہ جیسے سنبھل گیا تھا "آپ۔۔آپ کیسے ہیں؟"

وہ بلند آواز میں بولا تھا

"میں ٹھیک ہوں۔۔تم یہاں کیوں آئے ہو؟کیسے آئے ہو؟"

دونوں ایک ہی دیوار کے ساتھ تھے مگر درمیان میں بہت سا فاصلہ تھا

"اس نے مجھے بھی پکڑ لیا ہے"

"واٹ؟"اس کے منہ سے حیرت سے اور شاک سے بس یہی لفظ نکلا۔

"مگر تیمور اور معاذ آتے ہوں گے۔۔میں سگنل دے کر آیا ہوں۔۔وہ بس آتے ہوں گے"

مامون نے سانس خارج کی۔اسے کچھ حوصلہ ہوا تھا مگر وہ اب اس کے لیے فکر مند تھا

"تمھیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا زرار۔۔میں تھا نا، یہ بہت بڑا رسک ہے"

وہ ہنس دیا۔پھر خاموش ہوا

"کوئی بات نہیں۔۔ہم یہاں سے نکل جائیں گے"

مامون نے سر دیوار سے لگایا"میرے گھر والے کیسے ہیں؟"

"وہ سب ٹھیک ہیں۔۔آپ کے منتظر"

مامون نے آنکھیں بند کر لیں، چند لمحے دماغ کو آرام کے دیے

"وہ کب آئیں گے؟"بولنے والا مامون تھا

"وہ آتے ہوں گے"جواب زرار نے دیا تھا

تیمور اور معاذ ایک چائے کے ڈھابے والے کے پاس کھڑے تھے۔وہ اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے

"چچا۔۔اس کی آنکھیں سیاہ ہیں،رنگت اجلی اور اس نے سیاہ پینٹ پہنی تھی" معاذ انھیں مامون کا حلیہ سمجھا رہا تھا مگر بے سود

"یہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو سب کو جانتا ہو۔۔آئی مین ہر جگہ پر ایک بندہ ایسا ضرور ہوتا ہے جسے سب پتہ ہوتا ہے کہ کون آیا ہے کون گیا ہے کون کہاں سے ہے اور کس کا کس سے افیئر چل رہا ہے" تیمور نے معاذ کو مشورہ دیا تھا

"ہاں۔۔ہم پہلے کسی ایسے بندے کو ڈھونڈتے ہیں جسے سب پتہ ہو۔۔شاید اسے مامون بھائی یا زرار میں سے کسی کا پتہ ہو" اب کی بار معاذ بولا تھا جبکہ وہ گردن ادھر اُدھر گھمائے لوگوں کو دیکھ رہا تھا پاس ایک پٹھان کی دکان تھی جو کہ چائے بنا رہا تھا۔

"چائے بنانے والوں کو اکثر سب پتہ ہوتا ہے" معاذ نے مشورہ دیا تھا مگر تیمور نے منہ بنایا

"ابھی جس سے سر کھپا کر آئے ہیں وہ بھی چائے والا ہی تھا"

"ایک اور چائے والا سہی" اس نے تیمور کا بازو پکڑا اور اس پٹھان کی طرف بڑھا

"سلام۔۔"

اس نے سر ہلایا۔وہ ان کی طرف متوجہ ہوا

"کیا تم ہمیں یہاں کسی ایسے شخص کا پتہ بتا سکتے ہو جو سب جانتا ہو؟"

اس شخص نے منہ بسورا "نہیں۔۔جاؤ یہاں سے" اور سر جھٹکا

تیمور نے کندھے ڈھیلے چھوڑے اور پینٹ کی جیب سے والٹ نکالا۔پانچ ہزار کا نوٹ نکالا اور اس کی طرف بڑھایا

"ہم بہت دور سے آئے ہیں۔۔ہماری مدد کرو"

اس نے مسکرا کر نوٹ تھاما

"ایک ہے۔۔وہ یہاں ہر شخص کی ہر خبر رکھتا ہے۔۔جاسوس ہے جاسوس!"

"کون ہے وہ؟"معاذ نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔

"شیر خان"

زرار حیدر کا زندان کھلا تھا۔مامون کو آواز آئی،اس وقت وہ سامنے والی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور وہ بھی چوکنا ہو گیا۔وہ بھاگ کر دیوار کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

"آداب۔۔"ساتھ والے زندان سے ایک بھاری آواز ابھری تھی

زرار کے نقوش تن گئے۔وہ پسینے میں بری طرح ڈوبا ہوا تھا،ماتھے کے بال چپکے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں میں غصہ تھا

"سو تم آ گئے"وہ دھیرے سے ہنسا جیسے محظوظ ہو رہا ہو

زرار اسی طرح دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا رہا۔

زندان کا دروازہ کھول کر اندر آئے شہاب کا چہرہ بے نقاب تھا۔زرار نے پہلی بار شہاب کو دیکھا تھا۔

اس وقت جامنی اندھیرا پھیل چکا تھا مگر وہ پھر بھی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

"ہا۔۔"اس نے ایک سانس خارج کی "بہت مزہ آیا تم سے کھیلنے کا"اور ہنس دیا"مگر۔۔"

وہ آگے بڑھا"میں تم سے زیادہ اچھا شکاری ہوں۔۔زرار حیدر"بے پرواہی سے شانے اچکائے

زرار آگے بڑھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔وہ قد میں ایک جتنے تھے مگر زرار کی آنکھوں میں غصہ تھا تپش تھی انتقام تھا

"تم پیٹھ پیچھے وار کرتے ہو۔۔تم چھپ جاتے ہو مگر میں۔۔میں ایسا نہیں ہوں"اس کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے

شہاب ہنس دیا اور پھر سانس خارج کی "ساتھ والے قیدی سے حال چال پوچھ لینا تھا۔۔کافی خاطر مدارت ہوئی ہے اس کی"

زرار کو غصہ تو پہلے ہی آیا تھا اب کہ اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں اور وہ دانت پیستے غرایا"خاطر مدارت تو میں بھی تمھاری بہت کروں گا"

"اچھا۔۔"وہ آگے بڑھا اور زرار کے منہ پر ایک زوردار مکا رسید کیا۔وہ ایک طرف کو لڑھکا مگر پھر سیدھا ہوا اور سیاہ جینز شرٹ والے شہاب کو دیوار سے لگایا۔یکے بعد دیگرے تین مکے اس کے منہ پر رسید کیے اور اس نے زرار کو خود سے الگ کیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زرار۔۔"دوسری طرف سے مامون کی آواز سنائی دی تھی

"میں ٹھیک ہوں"وہ چلایا مگر اسی وقت شہاب نے جینز کی جیب سے بندوق نکال لی اور اس کا رخ زرار کی طرف کیا۔وہ بھی غصے میں سرخ آنکھیں لیے اسے گھور رہا تھا

"تمھارا پتہ مجھے اسی دن چل گیا تھا جب تم مال میں میرے پیچھے بھاگے تھے۔۔تم نے میرے ہر ساتھی کو مارا،تم نے مجھے اپنے پیچھے بھگائے رکھا اور اب تم ہاتھ آئے ہو۔۔کیا ایسے ہی جانے دوں؟" کہتے ہی اس نے انگلی ٹریگر پر رکھی تھی

"میں موت سے نہیں ڈرتا مگر تمھیں مار کر مروں گا"اور اسی لمحے زرار نے ایک جست لگا کر اسے زمین پر ڈھیر کیا تھا۔اس کے ہاتھ سے بندوق چھوٹی اور دور جا گری۔زرار نے اس کے منہ پر ایک مکا رسید کیا اور پھر کھڑا ہوا،وہ بندوق پکڑنے لگا تھا مگر اس نے زرار کا پاؤں پکڑا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا۔ شہاب جھٹ سے کھڑا ہوا اور بندوق پکڑ لی۔اب کی بار زرار کھڑا نہیں ہوا،وہ زمین پر پڑا تھا۔گردن اٹھائے بندوق کو دیکھ رہا تھا۔شہاب نے بندوق کا رخ پھر اس کی طرف کیا تھا

"تم نے میرے دوست کو مارا۔۔تم نے بلال مرجان کو مارا،تم نے میری محبت مجھ سے چھینی،وہ سبز سنہری آنکھوں والی۔۔"

زرار ایک دم سے کھڑا ہوا"میری بیوی کا نام مت لو"اور وہ اس کی طرف بڑھا تھا مگر اس نے ٹریگر دبا دیا۔

گولی چلنے کی آواز آئی، مامون وہیں بت بن گیا۔ ہر سو سناٹا تھا، گولی زرار کو لگی تھی مگر اس کے کندھے پر، وہ درد سے کراہا اور پیچھے والی دیوار سے جا لگا۔ خون بھل بھل بہہ رہا تھا، وہ سیدھا نہیں ہو سکا۔

مامون کا دل منہ کو آیا تھا۔۔ دماغ بھک سے اڑا

"زرار۔۔ تم ٹھیک ہو؟ زرار۔۔۔" مامون پوری شدت سے چلایا تھا۔

زرار کراہ رہا تھا، درد سے اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔ دوسری طرف سے مامون اس کا نام پکار رہا تھا مگر وہ جواب نہیں دے رہا تھا

شہاب نے بندوق جیب میں رکھی اور اس کے قریب گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور اسے گھورا

"میں بہت برا ہوں۔۔ بہت زیادہ برا۔۔ انتقام تم نے شروع کیا تھا، ختم میں کروں گا"

وہ زرار کے مزید قریب ہوا اور کان میں سرگوشی کی "وہ سبز سنہری آنکھوں والی کسی وادی کی حور ہے"

زرار کے جبڑے بھینچ گئے اور اس نے شہاب کو خود سے دور دھکا دیا "میری بیوی کا نام مت لو" وہ حلق کے بل چلایا

اور اسی لمحے شہاب اس کی طرف دوڑا اور پوری شدت سے چاقو اس کے پیٹ کی بائیں جانب گھونپ دیا۔خون کا فوارہ پھوٹا اور وہ چاقو مزید اس کے پیٹ میں پیوست کرتا اس کے قریب ہوتا گیا یہاں تک کہ زرار کا بایاں کندھا شہاب کے دائیں کندھے سے لگا۔

"وہ۔۔میری۔۔محبت۔۔تھی"اور اس نے مزید چاقو اندر گھسایا۔اس کے الفاظ زیادہ تکلیف دہ تھے کہ چاقو کا وار۔۔وہ فیصلہ نہ کر پایا۔۔خون پانی کی طرح اس کے پیٹ سے نکلتا نیچے بہہ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں، کٹورے پانی سے بھر گئے۔۔اس کا دل کیا کہ وقت روک دے، پھر سے سب پیچھے کو پلٹے اور اس کے سامنے اس کی محبت ہو۔۔وہ اسے جی بھر کے دیکھے اس سے دور نہ جائے اسے تکلیف نہ دے مگر وہ بے بس تھا

وہ زرار سے الگ ہوا، چاقو نکالا اور پھر دوسری بار پیٹ میں گھونپ دیا، تکلیف مزید بڑھی، اس کا منہ کھل گیا، اس نے منہ سے سانس لینے کی کوشش کی۔

"زرار۔۔"مامون پوری شدت سے چلایا۔اس نے دیوار پر کئی ملے برسائے مگر بے سود۔۔وہ کتنا بے بس تھا۔اس کے ہوتے وہ زرار کو مار رہا تھا اور وہ بے بس تھا۔

"تمھارے جانے کے بعد۔۔میں اس سے۔۔۔شادی کروں گا۔۔"اس نے چاقو مزید اندر گھونپا "وعدہ رہا"اور تکلیف میں اضافہ ہوا۔تکلیف پر تکلیف، اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، اس نے شہاب کو خود سے الگ کرنا چاہا مگر اتنی طاقت نہیں رہی تھی

آخری سات منٹ۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے ایک لڑکی کا چہرہ تھا جس کی آنکھیں سبز سنہری تھیں، وہ ہنس رہی تھی۔ وہ بس اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جس نے بالوں پر سبز سرخ رومال باندھا تھا۔

اس نے لڑکی کے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا اور وہ مسکرا رہی تھی "تمھارے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں"

اس کے ساتھ دو لڑکے تھے ایک کی آنکھیں سرمئی تھیں اور ایک کی سیاہ۔۔ وہ تینوں کسی بات پر ہنس رہے تھے۔

وہ ایک چھوٹی بچی کے ساتھ لیٹا تارے دیکھ رہا تھا جو اس سے باتیں کر رہی تھی "آپ دنیا کے سب سے اچھے چاچو ہیں۔۔ بھلا چاچو اچھے دوست ہوتے ہیں؟"

اس کا بڑا بھائی اسے ڈانٹ رہا تھا مگر وہ تو ڈھیٹ تھا "زرار۔۔ میں تمھیں کھونا نہیں چاہتا۔۔ میرے پاس بس ایک تم ہی ہو"

پھر سے اس لڑکی کا چہرہ ابھرا اور وہ اس کے سینے لگ کر رو رہی تھی "میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتی"

وہ جھک کر ایک لڑکی کے ہاتھ پر نیل پالش لگا رہا تھا اور وہ مسکرا رہی تھی "تمھیں پیچ کلر پسند ہے نا"

زندگی اتنی چھوٹی تھی۔ زندگی اتنی چھوٹی کیوں تھی؟ وہ ہنزہ میں اپنا گھر بسانا چاہتا تھا، وہ اپنی ماں کو معاف کرنا چاہتا تھا، وہ چاہتا تھا کہ اپنی پسندیدہ عورت کے ساتھ ساری دنیا گھومے، اسے بتائے کہ وہ

اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔وہ بھی اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔وہ بہت کچھ چاہتا تھا مگر مقدر کچھ اور چاہتا تھا۔اسے تکلیف ہوئی،تابندہ اس کے بغیر کیسے رہے گی؟وہ اسے اتنی تکلیف کیوں دے رہا ہے؟ وہ اس کو دیکھ کر اتنی تکلیف کیسے سہے گی؟وہ کس کے سینے سے لگ کر رویا کرے گی؟کس سے جھگڑا کر کے خود ہی روٹھا کرے گی خود ہی مان جایا کرے گی؟وہ کیسے زرار حیدر کے بغیر رہے گی؟وہ اسے تکلیف نہیں دے سکتا مگر وہ اسے تکلیف دے گیا تھا

اس کی آنکھیں بند ہوئیں، جسم ڈھیلا پڑ گیا،شہاب پیچھے ہٹا اور وہ زمین پر منہ کے بل گر گیا۔سانس لینا مشکل تھا،ہر سو درد اور تکلیف تھی

"زرار۔۔"ایک لڑکی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔وہ اٹھنا چاہتا تھا مگر بے سود تھا

مامون چلاتا رہ گیا اور شہاب اپنے ہاتھ زرار کے خون سے رنگ کر چل دیا۔وہ زمین پر نڈھال پڑا تھا۔۔

رات ہوتے ہی بازار بند ہونے لگا تھا۔وہ ایک چھوٹے سے ڈھابے میں پہنچے تھے اور شیر خان کا پوچھ رہے تھے۔ڈھابے پر بہت سے لوگوں کا رش تھا،لوگ آ رہے تھے کھانا کھا رہے تھے اور جا رہے تھے۔تیمور آگے بڑھا اور لکڑی کے کاؤنٹر پر بازو رکھے مالک کو چٹکی بجا کر مخاطب کیا

"سنو۔۔شیر خان کہاں ملے گا؟"

مالک نے منہ بنایااور پیالی میں سالن ڈالنے لگا۔۔ تیمور نے پھر سے چٹکی بجائی "میں پوچھ رہاہوں شیر خان کہاں ہے؟"

"اندر ہے بھئی۔۔ کیاکام ہے؟" وہ سختی سے بولا تھا

معاذ نے جیب سے ہزار کانوٹ نکالااور اس کی طرف بڑھایا "بلادو۔۔ کام ہے"

مالک نے ہزار کانوٹ تھاماور پشتو زبان میں ساتھ بیٹھے لڑکے کو کچھ کہا۔ وہ سر ہلا کر اندر گیااور جب باہر آیاتواس کے پیچھے ایک چھوٹے قد کالڑکا تھا۔ وہ بونالگ رہا تھا، بھوری شلوار قمیض پر گلابی صافہ تھا۔ وہ بڑے اعتماد سے باہر آیااور تیمور کے آگے آکر کھڑا ہوا۔ تیمور اور معاذ کی نظریں ملیں اور معاذ جھکا

"ہمیں ایک شخص کا پتہ چاہیئے۔۔ ہماری مدد کر سکتے ہو؟"

"کس کا پتہ۔۔" وہ کافی چالاک لگ رہا تھا۔ تیمور نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور جیب سے پھر والٹ نکالا۔ پانچ ہزار کانوٹ نکال کر شیر خان کی طرف بڑھایا مگر معاذ نے اس کے ہاتھ سے نوٹ لیااور منہ بسور کر اسے دیکھا

"میں اس سے زیادہ غریب ہوں" اور سر جھٹک کر نوٹ اپنی جیب میں رکھا۔ ہزار کانوٹ نکالااور اسے دیا

"ہماری مدد کرو۔۔ ہمارا ایک دوست یہاں کھو گیاہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شیر خان نے کانوٹ یوں جھپٹا جیسے صدیوں سے ہزار کا نوٹ نہیں دیکھا تھا

"کیسا دکھتا ہے؟"

"اس کی سیاہ آنکھیں ہیں۔۔وہ لمبا چوڑا ہے، شفاف رنگت" تیمور نے مامون کا حلیہ بتایا تھا

"میں نے نہیں دیکھا۔۔ صبح سے ایسا کوئی نہیں گزرا" اس نے شانے اچکائے

تیمور جھکا اور برے تحمل سے بولا "دیکھو۔۔سوچ کر بتاؤ"

شیر خان کچھ سوچنے لگا۔پھر بولا تو صرف اتنا ہی "کوئی اور نشانی؟"

تیمور کچھ سوچ رہا تھا پھر دماغ ایک دم سے جاگا۔مامون نے اسے گھڑی سے سگنل دیا تھا اس کے پاس گھڑی ہو گئی

"اس کے پاس گھڑی تھی" وہ بلند آواز میں پرجوش ہو کر بولا تھا۔

شیر خان نے نفی میں سر ہلایا "ام نہیں جانتا"

لیکن جس بنچ کے ساتھ کھڑے ہو کر وہ ان سے بات کر رہے تھے اسی بنچ کے سامنے ایک شخص بیٹھا تھا جس نے چغہ پہن رکھا تھا۔ تیمور کی بلند آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہ چوکنا ہوا

"گھڑی؟" وہ جھٹ سے کھڑا ہوا اور اپنا کھانا چھوڑ کر تیمور کی طرف بڑھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سنو۔۔"وہ پیچھے سے بولا تو دونوں لڑکے ایک ساتھ مڑے۔وہ تیمور کی آنکھیں دیکھ چکا تھا،اس کی آنکھیں سرمئی تھیں۔وہ مسکرایا اور اس کا ہاتھ تھاما،اسے خود سے لگایا اور ہنس دیا۔وہ بس حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ہارون کی خوشی آنکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی

"مجھے التمش نے آزاد کروایا تھا"

معاذ التمش کو نہیں جانتا تھا مگر تیمور جانتا تھا۔وہ جھٹ سے بنا ایک لمحہ ضائع کیے بولا

"کہاں ہے وہ؟"

"وہ واپس چلا گیا تھا۔۔کہہ رہا تھا سرمئی آنکھوں والے سے کہنا اس کے پاس گھڑی ہے"

تیمور کی بھنویں بھینچ گئیں۔وہ سمجھ نہیں سکا،پھر سمجھا تو معاذ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے بھاگا تھا۔۔

وہ باہر چاند کی روشنی تلے تھا اور اس کی گھڑی میں ایک نیلی روشنی جلی تھی۔۔ایک بپ اور وہ منزل کے قریب تھا

قید خانے میں موجود مامون کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔کیا اس نے زرار کو کھو دیا؟ کیا وہ اپنے ساتھی کو نہیں بچا پایا؟اس نے اپنی جیب سے گھڑی نکال کر روشن دان سے آتی چاند کی نیلی روشنی تلے رکھی ہوئی تھی،وہ اس پر جھکا ہوا تھا۔اس نے آنسو پونچھ لیے۔۔اس کی زندگی کا ایک ہی اصول تھا اور وہی اصول اسے بچاتا آیا تھا

“Everything in this world is happen for a reason and that reason is usually physics”

اس نے گھڑی کو اسی طرح رکھے رکھا۔اب دوا کے بعد دعا کی باری تھی،وہ زیر لب دعا بڑبڑا رہا تھا

"پلیز اللہ۔اسے بچا لے۔۔پلیز اللہ۔انھیں بھیج دے۔۔ہمیں اتنا نہ آزماہم اس قابل نہیں ہیں"

گھڑی میں فوٹو ڈیٹیکٹر زنے نیلی روشنی جذب کی تھی۔اس کا علم اس کا عمل آج اسے بچا رہا تھا اور وہی کرتا تھا جو وہ بہتر کرتا تھا

وہ جس جگہ پر قید تھے وہ جگہ اس گاؤں سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھی۔مغرب کی اذان ہوئی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔گھڑی پر آتے سگنل اور بپ کے مطابق وہ جس جگہ کھڑے تھے وہاں ایک بڑی سی دیوار تھی۔بیابان کے بیچ و بیچ ایک کھنڈر سا مکان جس کی دیوار اونچی تھی اور دروازے پر تالا تھا۔وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ اندر کوئی ہے یا نہیں مگر سگنل انھیں بتا رہا تھا کہ جو کچھ ہے وہ اس دیوار کے پار ہے۔۔تیمور نے معاذ کو دیکھا اور معاذ نے تیمور کو،دیواریں چڑھنے اور پھلانگنے کا تو انھیں پرانا تجربہ تھا سو وہ دیوار چڑھنے لگے تھے۔اندر اندھیرا تھا،انھوں نے دیوار پر کھڑے ہو کر نیچے چھلانگ لگائی۔ایک دم سے مامون کے کان کھڑے ہوئے،حسیات جاگ گئیں اور وہ دروازے کی طرف بڑھا

"کوئی ہے؟" وہ پوری شدت سے چلایا تھا۔ وہ دونوں اس آواز کو پہچانتے تھے۔ تیمور کا دل زوروں سے دھڑکا، وہ اپنے بھائی کے بہت قریب تھا۔

دونوں لڑکے اس کمرے کی جانب بڑھے تھے جہاں سے آواز آرہی تھی۔ اس دروازے پر تالا لگا تھا۔ تیمور نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی اور کچھ نظر نہیں آیا۔ اس نے جیب سے بندوق نکالی

"مامون۔۔ پیچھے ہٹ جاؤ" اس نے باہر سے آواز لگائی تھی اور مامون پیچھے ہٹ گیا۔

اس نے نشانہ تالے پر لگایا تھا اور دوسری گولی کے بعد تالا ٹوٹ گیا۔ کنڈی کھلی اور سامنے مامون کھڑا تھا۔ وہ تیمور کی طرف بھاگا اور دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔۔

مامون جلدی سے اس سے جدا ہوا "زرار ساتھ ہے"

وہ اسے ساتھ لیے ساتھ والے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ یہ جذباتی ہونے کا وقت ہر گز نہیں تھا۔ تالا توڑا گیا اور دروازہ کھولا گیا، وہ اوندھے منہ زمین پر پڑا تھا۔۔ وہ اس کی طرف بھاگے تھے، اسے سیدھا کیا اور اس کا چہرہ تھپتھپانے لگے، بہت سا خون بہہ گیا تھا، اس کی نبض بہت سست تھی، تنفس بھی ہلکا سا تھا۔۔ وہ اسے ساتھ لیے وہاں سے بھاگے تھے۔۔ سب کچھ بہت جلدی میں ہو رہا تھا۔۔ باہر کا گیٹ توڑ دیا گیا اور وہ آزاد ہو گئے۔۔ مگر کیا واقعی؟

یہ ایک برا خواب تھا مگر حقیقت کے جیسا!

رابیل اپنے کمرے میں بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔رات کا تیسرا پہر گزر رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں مامون کا موبائل فون تھا اور وہ بار بار سکرین بجھا رہی تھی جلا رہی تھی شاید کچھ سوچ رہی تھی۔سکرین جلاتی تو اس کی اور مامون کی آخری مرتبہ آئینے کے سامنے لی گئی تصویر جھلکتی اور سکرین بجھا دیتی تو تصویر بجھ جاتی۔اس نے ہر رات کی طرح آج بھی مامون کی گول گلے پوری آستینوں والی میرون شرٹ اور سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔اس کے کپڑوں سے اس کی خوشبو آتی تھی اور رابیل کو اچھا لگتا تھا۔یہ کتنا عجیب احساس ہوتا ہے نا کہ کسی کی موجودگی میں ہم اس کی بڑی سے بڑی چیز بھی نہیں دیکھ پاتے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی چھوٹی سے چھوٹی چیز اپنا لیتے ہیں، تھام لیتے ہیں۔محبت کتنی سادہ ہوتی ہے، کسی کی خوشبو کسی کا لمس کسی کی یاد کسی کا تصور کسی کے لیے دعا کرنا۔۔محبت کتنی سادہ ہوتی ہے نا!

وہ جب گھر آئی تو مینا گھر پر نہیں تھی۔وہ اپنے مائیکے گئی تھی، رابیل کو بھی کالز کرتی رہی مگر وہ جانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔سو مینا اکیلی ہی چلی گئی اور پھر اشعر اسے واپس چھوڑ گیا تھا۔وہ مینا سے دوپہر کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی، اس سے اپنا خدشہ بحث کرنا چاہتی تھی مگر کبھی مینا نہیں ہوتی کبھی رابیل نہیں ہوتی اور جب دونوں ہوں تو وقت نہیں ہوتا تھا۔رات کا دوسرا پہر گزر چکا تھا، سیاہ کالی رات اور ہر سو سناٹا۔اس کا دل بیٹھ رہا تھا۔تیمور اور معاذ صبح سے گئے تھے مگر ابھی تک کوئی خبر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نہیں آئی تھی۔وہ نہ زرار کو واپس لائے تھے نہ مامون کو۔۔اس نے اپنے گھٹنے سینے سے لگائے اور ان پر تھوڑی جما کر بیٹھ گئی۔۔کچھ پل ایسے ہی بیتے اور اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔

"کون؟"اس نے گردن موڑ کر دروازے کی طرف دیکھا

"بیلی۔۔میں ہوں"آواز مینا کی تھی۔

"آجاؤ مینو۔۔"اس نے کہتے ہی گردن سیدھی کر لی۔

مینا نے دروازہ کھولا اور جلدی سے اس کی طرف بڑھ آئی۔وہ نیچے کارپیٹ پر رابیل کے ساتھ بیٹھی اور اس کی کہنی تھامی

"چلو بیلی۔۔"

رابیل کی بھنویں بھینچ گئیں"کہاں؟"

رامین نے سانس خارج کیا"تم چلو بس۔۔"وہ کھڑی ہوئی اور اپنا ہاتھ بڑھایا۔

رابیل نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور کھڑی ہوئی"مگر کہاں؟"

مینا نے سانس خارج کی اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی"میں گاڑی میں تمھارا انتظار کر رہی ہوں۔۔چلو"

"لیکن۔۔"اس نے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے اور رامین وہاں سے چلی گئی۔

اس نے ایک بھی لمحہ ضائع کیے بغیر وارڈروب سے شال لی اور اس کے پیچھے لپکی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مینا گاڑی چلا رہی تھی اور رابیل ساتھ بیٹھی تھی۔وہ مسلسل مینا سے پوچھ رہی تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہیں؟ مگر مینا اس کا جواب نہیں دے رہی تھی۔اس کا دماغ بار بار سرخ بتی جلا رہا تھا۔

"مینو۔۔میں تم سے ہزار بار سوال پوچھ چکی ہوں۔۔ہم کہاں جا رہے ہیں؟"وہ غصے سے بولی تھی

مینا نے ضبط کیا اور اپنی بہن کو دیکھا"ہم۔۔ہاسپٹل جا رہے ہیں۔۔اس سے زیادہ کچھ مت پوچھنا"

اور اس نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔۔رابیل کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے،پیٹ میں گرہیں پڑیں اور وہ حیرت اور تجسس سے بس مینا کو دیکھے جا رہی تھی

"ہم ہاسپٹل کیوں جا رہے ہیں؟"اب مزید سوال تھے جو وہ مینا سے پوچھنا چاہ رہی تھی

"تیمور۔۔تیمور مامون کو لے آیا ہے نا؟"اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔اس وقت جتنا برا وہ سوچ سکتی تھی سوچ رہی تھی۔

"بولو مینو۔۔ہم ہاسپٹل کیوں جا رہے ہیں؟"وہ گلا پھاڑ کر چلائی تھی مگر رامین گاڑی ہاسپٹل کے پارکنگ ایریا میں پارک کر رہی تھی۔اس نے گاڑی روکی،سیٹ بیلٹ کھولی اور ایک دم سے باہر نکلی۔ رابیل نے بھی دروازہ کھولا،مینا آگے تھی جو کہ بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئی اور رابیل اس کے پیچھے تھی۔اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں،سارا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا اور دماغ شل تھا۔کاش کہ جو وہ سوچ رہی ہے ویسا کچھ نہ ہو۔وہ کانپتی ٹانگوں سے اندر کی جانب داخل ہوئی،ہاسپٹل کی سفید راہداری روشن تھی،اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں،اس نے گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھا۔ویٹنگ ایریا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں خواتین و مرد مریض بیٹھے تھے، مامون کہیں نہیں تھا، مینا آگے بڑھ گئی اور اس نے بھی قدم آگے بڑھائے۔اسے معاذ دور سے نظر آگیا تھا، وہ آگے بڑھتی گئی اور منظر واضح ہوتے گئے۔بنچ پر بیٹھا معاذ ایک طرف دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا تیمور اور اس کے سامنے۔۔بالکل سامنے دیوار سے سر ٹکائے ایک ٹانگ فولڈ کر کے پاؤں دیوار سے لگائے بازو سینے پر لپیٹے سفید سیلنگ کو گھورتا ہوا مامون تھا۔ رابیل وہیں رک گئی، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، سارا وجود ساکت ہوا، ایک کرنٹ سا تھا جو اس کے پاؤں سے سر تک دوڑ گیا ایسے جیسے اس کا سارا خون دماغ کو چڑھا ہے۔ایسے جیسے خون کی رفتار تیز ہوئی ہے، یوں جیسے کچھ اندر جل رہا تھا اب مزید جلنے لگا ہے۔اسے اپنے اوپر یقین نہیں آیا۔اپنی آنکھوں پر یقین کرنا مشکل تھا اور وہ وہیں بت بن گئی۔۔اس کے چہرے پر بہت سے زخم تھے، شیو بڑھی ہوئی تھی، بال بھی معمول سے بڑے تھے جنھیں اس نے پونی میں بند کر رکھا تھا۔اس کی سیاہ پینٹ گندی ہوئی تھی، نیچے سیاہ بنیان پر بہت سی مٹی تھی اور اس نے تیمور کی سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔مینا تیمور کی طرف بڑھی، تیمور اس سے کچھ پوچھ رہا تھا، مینا نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا اور اسی لمحے مامون کی نظریں رابیل سے ملیں۔وہ مبہوت ہوا تھا، سیاہ آنکھیں پلک جھپکنا بھول گئیں۔وہ اسے دیکھ رہا تھا جو اسے دیکھ رہی تھی، وہ اس کا منتظر تھا مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ سامنے آئے گی تو مامون ہل نہیں سکے گا۔پچھلے دنوں کی تکلیف جدائی قلق اور کرب سب اس ایک نظر کے منتظر تھے وہی نظر جو اس پر پڑتی اسے پتھر کر گئی۔۔ہاسپٹل کی ٹھنڈی راہداری مزید ٹھنڈی پڑی تھی۔

روشنیاں مزید بڑھیں اور ہر سو خاموشی چھا گئی۔ دوائیوں کی بو، مختلف آوازیں شور سب تھم گیا۔۔ ہر سو سناٹا ہو گیا۔ رابیل ایک قدم مزید آگے نہیں بڑھا سکی۔ مامون ذرا سا سیدھا ہوا، دل کی دھڑکن اتنی تیز اور اتنی بلند تھی کہ وہ چند لمحوں کے لیے بھول گیا تھا کہ وہ یہاں کیوں ہے؟ کیا واقعی چند نظریں اتنی شافی اتنی کافی ہوتی ہیں کہ انسان کو بس وہی سب لگتی ہیں، اس کا حاصل اس کا اجر اس کا صلہ کیا واقعی ایک نظر "سب" ہو سکتی ہے؟ اگر ہاں تو مامون کو دیکھ لو، یقین نہ آئے تو رابیل کو دیکھ لو جو اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے آخری بار دیکھ رہی ہے۔ پلک جھپکی اور مامون پھر غائب؟ مامون نے دیوار سے ٹیک ہٹائی اور ایک قدم آگے بڑھایا۔ پھر دوسرا اور پھر وہ رابیل کی جانب تیزی سے بڑھا۔ وہ عین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا، وہ گردن اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی، بھوری آنکھوں میں آنسو تھے جو کہ سیاہ آنکھوں میں پانی دیکھ رہی تھیں۔ مامون کے لب ہلے "رابیل۔۔" وہ مسکرایا مگر نم آنکھوں سے ایک قطرہ گستاخی کر گیا اور پلکوں کی حد توڑ کے گال پر آ گرا۔ سیاہ آنکھوں کو شفا ملی تھی۔ بھوری آنکھوں میں جو کچھ جل رہا تھا وہ سب بجھ گیا، سامنے والا اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا۔ آنکھوں کے راستے وہ دل میں اترا اور پھر دل کی زمین کو سکون بخشتا گیا۔

وہ آگے کو جھکا اور رابیل کے گرد بازو حمائل کر لیے۔ ہمیشہ کی طرح وہ آگے بڑھا تھا، ہمیشہ کی طرح وہ رابیل تک آیا تھا۔ رابیل کو پہلے تو یقین ہی نہیں آیا اور پھر جب دماغ نے کہا کہ یہ خواب نہیں ہے تو اس نے اپنے بازو اس کی گردن کے گرد حمائل کیے اور رونے لگی، وہ آنکھیں بند کیے ناک سے

سانس لے رہی تھی، آج کی ہوا میں مامون کی خوشبو تھی۔ وہی لمس تھا جو اس نے پچھلے دنوں مس کیا تھا وہی حصار تھا جو سکون تھا اطمینان تھا عنایت تھی بخشش تھی اس حصار میں کیا کچھ نہیں تھا۔۔ جیسے کسی کو اپنی کوئی عزیز چیز کافی عرصہ ڈھونڈنے کے بعد بڑی دعاؤں اور بڑی اذیتوں بعد ملی ہو، جیسے کسی صحرا میں بھٹکتے مسافر کو جل تھل مل گیا ہو، کسی پنچھی کو اس کا اجڑا گھر اور کسی روٹھے کو چاہنے والا سراہنے والا اور منانے والا۔ وہ رابیل کے لیے سب تھا۔۔

"آئی مس یو۔۔" وہ آنکھیں میچے کانپتے لبوں سے بس یہی کہہ سکی تھی۔

مامون کی آنکھیں بند تھیں، وہ اس کے بالوں کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔ اس کی رنگت گلابی پڑی اور کنپٹی کی رگ تک واضح ہوئی، وہ بھی خود کو یقین دلا رہا تھا کہ رابیل وہیں ہے، اس کے سامنے اس کے پاس۔۔ وہ اس کے لیے ان چیزوں میں تھی جن کا خسارہ ہر حاصل ہوئی چیز کی خوشی سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ وہ اس کے لیے ان احساسات میں سے تھی جنھیں اگر محسوس نہ کیا جائے تو زندگی بنجر ویران اور اداس ہوتی ہے۔۔ وہ اس کی ڈوپامین تھی۔ اس کی موجودگی نے مامون کو اپنا عادی بنایا تھا اور اسے یہ عادت ہر عادت سے زیادہ عزیز تھی۔

"یہ خواب نہیں ہے نا" رابیل اس سے تصدیق چاہ رہی تھی اور وہ اس وقت خاموش رہنا چاہتا تھا۔ وہ قبول کرنا چاہتا تھا کہ اس نے قید توڑ دی ہے اور وہ اپنی پسندیدہ عورت کے ساتھ ہے۔ وہ ان مردوں میں سے ہے جنھوں نے دل کی خاطر دماغ کا استعمال کیا تھا۔

رابیل اس سے الگ ہوئی، پھر ہنس دی۔آنسو آنکھوں سے تواتر سے بہہ رہے تھے،اس نے مامون کے گالوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوا"یہ خواب نہیں ہے نا"اس نے مامون کو اتنی بار خواب میں دیکھا تھا کہ اب حقیقت میں بھی وہ اسے خواب لگ رہا تھا۔بھوری چمکتی آنکھوں میں بیک وقت ہجر کی راتوں کی تھکاوٹ اور ملن کی جوت چمک رہی تھی،اسے کھونے کا درد اور پانے کی خوشی تھی،بیک وقت اس سے بے بہا عقیدت اور بے تحاشا محبت تھی۔

اس نے مامون کے بالوں کو چھوا پھر اس کی بڑھی شیو کو اور ہنس دی۔پھر رونے لگی اور اس کے زخم پر ہاتھ رکھا

"یہ خواب نہیں ہے مامون۔۔یہ خواب نہیں ہے"

مامون نے اس کی کہنی تھامی اور اسے ذرا سا قریب کیا،جھکا،اس کی آنکھوں میں دیکھا اور سرگوشی کی

"یہ خواب نہیں ہے رابیل۔۔یہ حقیقت ہے"پھر مسکرا دیا۔اس کی مسکراہٹ اس کے زخمی چہرے کو رونق دے رہی تھی۔مرجھایا چہرہ تندرست ہو رہا تھا۔

رابیل کے گال گیلے تھے آنکھیں سرخ اور ہونٹ کپکپا رہے تھے۔مامون اس کی کہنی کو تھامے محسوس کر سکتا تھا کہ اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔اس نے نم سانس اندر کھینچی اور مسکرا کر مامون کو دیکھا

"آپ آ گئے۔۔مامون یہ حقیقت ہے"

وہ مسکرایااوراس کی کہنی چھوڑدی۔پھر ہمیشہ کی طرح اس کے پہلو میں گرے ہاتھ پکڑےاور جھک کر ہتھیلیوں پر ہونٹ رکھے۔وہ بس مامون کو دیکھے جارہی تھی، حقیقت تسلیم کررہی تھی۔منظر گڈ مڈ ہوئے،وقت نے خود کو پھر دہرایا۔۔وہ پولیس اسٹیشن کے باہر کھڑی تھی اس کے جسم میں درد تھا اور مامون اس کے ہاتھوں پر جھکا تھا،وہ باغ میں کھڑی تھی کئی دنوں کی تھکی زندگی سے ہاری ہوئی اور مامون اس کے ہاتھوں پر جھکا تھااوراب۔۔وہ ایک لمباسفر لمبی قید کاٹ کر آئی تھی اوراجرت میں صلے میں انعام میں اسے مامون ملا تھااور وہ اس کی ہتھیلیوں پر جھکا تھا۔

وہ سیدھاہوااوراب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے مسکرارہے تھے۔مامون نے ہاتھ بڑھایااوراس کے آنسو صاف کیے۔رابیل بس گردن اٹھاکراسے دیکھتی مسکرارہی تھی جب اس کے پیچھے ایک لڑکی کاوجود نمودار ہوا تھا۔۔مامون اس لڑکی کو دیکھ کر پتھر ہوا، مسکراہٹ تھم گئی۔ اس کی آنکھیں سبز سنہری تھیں،وہ روئی روئی سی تھی۔اس کا باپ پیچھے ہی تھا،وہ آگے بڑھی اور مامون کو دیکھ کر مسکرائی۔پھر جلدی سے گردن موڑ کر اس جانب دیکھا جہاں تیمور اور معاذ کھڑے تھے۔اس نے معصومیت اورامید سے مامون کو دیکھا

"زرار کہاں ہے؟"مامون اس کی آنکھوں میں وہی امید وہی چمک دیکھ رہا تھاجو ابھی اس نے رابیل کی آنکھوں میں دیکھی تھی۔کسی بہت عزیز کو کھو کر پالینے کی بے مثال خوشی!ہر درد کی دوا!

اس کا سوال مامون کے سارے جذبات لمحوں میں کھا گیا۔تابندہ نے رابیل کو دیکھا پھر مامون کو۔اس کے ذہن میں سرخ بتی جلی تھی مگر اس نے نظرانداز کیا۔۔پھر آگے بڑھی "زرار کہاں ہے؟"اس نے سوال دہرایا تھا۔

رابیل نے مامون کو دیکھا جس کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرا رہا تھا اور چہرے جھوٹ نہیں بولتے۔وہ وہ نہیں سننا چاہتی تھی جو اس نے کبھی تصور نہیں کیا تھا۔تابندہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی،ابرو تن گئے اور وہ کانپتے قدموں سے تیمور کی طرف بڑھی۔اس کا باپ پیچھے ہی تھا

"تیمور بھائی۔۔زرار کہاں ہے؟"وہ بس ایک ہی سوال دہرا رہی تھی اور ان کی خاموشی اس کی جان لے رہی تھی۔

مینا نے تیمور کو دیکھا اور پھر تابندہ کو۔۔کیا وہ سب بتائے گی؟کیا اس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ ایک بیوی کو بتا سکے کہ اس کا شوہر زندگی اور موت کے بیچ ہے؟تابندہ مڑی اور اپنے باپ کو دیکھا

"بابا۔۔ان سے پوچھیں زرار کو نہیں لائے؟اس نے مجھے کہا تھا کہ تیمور اور معاذ کو بتا دینا وہ مجھے لے آئیں گے"اس کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ہونٹ کپکپا رہے تھے،وہ ٹھنڈی پڑ رہی تھی۔مردوں جیسی ٹھنڈی اور زرد۔

معاذ نے گردن اٹھا کر تابندہ کو دیکھا،اس سے مزید ضبط نہیں ہوا اور وہ آنسو بہاتی آنکھوں سے باہر کی طرف بھاگا تھا۔

مینا آگے آئی اور تابندہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا "زرار بھائی۔۔ٹھیک ہیں۔۔بس وہ اندر ہیں" اسے خود کچھ سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے مگر پھر بھی وہ کہتی رہی "بس انھیں ذرا سی چوٹ آئی ہے تو۔۔"

"چوٹ آئی ہے؟" اس کے نقوش تن گئے۔رنگت سرخ پڑی۔دماغ میں بہت سے دھماکے ہوئے، دل پھٹ جانے کو تھا

اس نے تیمور کو دیکھا "کیا ہوا ہے زرار کو؟" وہ بلند آواز میں بولی تھی جبکہ سننے والی اندازہ لگا سکتے تھے کہ اس کی آواز کانپ رہی ہے

وہ سیدھا ہوا، تھوک نگلا۔وہ کیا بتائے کہ اس کے شوہر کا اتنا خون بہا ہے کہ وہ کومہ میں جا سکتا ہے۔۔ وہ کیا بتائے کہ وہ اپنے دوست کو صحیح وقت پر نہیں بچا سکا۔

دفعتاً ایمرجنسی روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آیا۔اس نے ماسک اتارا اور وہ سب متوجہ ہو گئے

"ان کا بہت زیادہ بلڈ لوس ہو چکا ہے۔۔جتنا جلدی ہو سکے آپ بلڈ کا ارینج کریں۔۔ان کی حالت بہت کریٹیکل ہے"

ڈاکٹر کے الفاظ خنجر کی طرح تابندہ کے دل پر لگے تھے۔ساری دنیا اس کے گرد گھومی تھی، اسے لگا وہ زمین میں دھنس رہی ہے اور زمین تنگ ہو رہی ہے۔جسم ان پر رہا ہے، اس کی آنکھیں گھوم گئیں، جسم ڈھیلا پڑا اور وہ خود کو آزاد چھوڑ چکی تھی، اس نے جو آخری منظر دیکھا تھا وہ اس کے بابا کا تھا جو اس

کی طرف اس کا نام پکارتے ہوئے بڑھے تھے۔رابیل بس ساکت ہوئے اسے دیکھ رہی تھی،اس کا شوہر تو سلامت تھا مگر تابندہ۔۔

وہ کل بھی وکٹم تھی اور آج بھی

وقت نہیں بدلا تھا!

رات گزرتی ٹھنڈی اور سیاہ ہوتی جا رہی تھی۔ایسے میں معاذ اور تیمور ایک ہی بنچ پر ساتھ ساتھ مگر فاصلے پر بیٹھے تھے۔ تیمور اور زرار کا بلڈ گروپ ایک ہی تھا،وہ اسے ابھی خون دے کر آیا تھا۔دونوں خاموش تھے سر جھکائے سرخ آنکھیں لیے۔۔

"کاش وہ تمام سال جو ہم نے ایک دوسرے سے ناراضگی میں گزارے نہ گزارے ہوتے۔۔ہم ایک دوسرے کو منا لیتے اور تھوڑا اور وقت ایک دوسرے کے ساتھ گزارتے۔اسے مجھ تک آنے کے لیے ایک لمحہ بھی نہ سوچنا پڑتا مگر ہم نے بہت کچھ کھو دیا" تیمور کی آواز دھیمی تھی۔

معاذ نے سانس خارج کی مگر دل ہلکا نہ ہوا"وہ کبھی بھی برا نہیں تھا۔اب بھی برا نہیں لگا،اس کا کہنا ہی کافی تھا۔مجھ سے وہ اس طرح نہیں دیکھا جا رہا"اس نے سر اٹھایا گردن موڑی اور تیمور کو دیکھا تیمور نے بھی سر اٹھایا اور دونوں کی نظریں ملیں"ڈاکٹر جب میرا خون لے رہا تھا تو میرا دل کر رہا تھا کہ اسے جو چاہیئے مجھ سے لے لے۔۔چاہے میرے جسم کا سارا خون لے لے بس اسے ٹھیک کر دے۔۔آئی سویئر میں اس کے لیے سب کر سکتا ہوں"اس کی آواز رندھ گئی اور اس نے سر جھٹکا۔

معاذ بھی خاموش ہو گیا۔دونوں کے درمیان اسی طرح خاموشی حائل رہی

"اگر ہم تھوڑی دیر اور کر دیتے تو شاید ہم اسے کھو دیتے۔۔میں اسے کھو دیتا تو میں کبھی نہ رہ پاتا"

معاذ پھر سے بول پڑا۔

ہم ساری زندگی یہی کرتے ہیں کبھی کچھ جلدی کرنے کا رونا اور کبھی کچھ دیر سے کرنے کا رونا جبکہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جلد یا بدیر۔۔کسی چیز کے ہونے کا وقت مقرر ہوتا ہے،وہ اپنے وقت پر ہونی ہوتی ہے۔۔

تیمور نے سر اٹھایا اور نم سانس اندر کھینچی "تمھیں یاد ہے۔۔جب ہم نے کیڈٹ کالج سے بھاگنے کا پلان بنایا تھا سب سے زیادہ ایکسائیٹڈ زرار تھا"

"ہاں" وہ افسردگی سے مسکرایا "ایسے پلان بنا رہا تھا جیسے بہت بڑا ماسٹر مائنڈ ہے۔۔جیسے ہم سپین کے کسی بنک میں ڈاکا ڈالنے لگے ہیں"

اور دونوں ہنس دیے مگر ان کی ہنسی قہقہے نہیں نوحے لگ رہے تھے۔

"اس دن بہت مزہ آیا تھا" پھر معاذ کچھ یاد آنے پر بولا "اور ہاں وہ۔۔یاد ہے جب ہم لیٹ نائٹ پارٹی کر رہے تھے۔باہر سے آڈر کر کے اندر لائٹس جلا کر پیزا بر گر بوتل۔۔"

"اور تب اس کے اور میرے بھائی نے پولیس کی طرح چھاپا مارا تھا" معاذ کی ادھوری بات تیمور نے پوری کی تھی

"اس نے الماری میں گھسنے کی کوشش کی تھی"

"مگر وہ لمبا تھا۔۔" معاذ کے کہنے پر دونوں ہنس دیے۔

"ایک بار یاد ہے کہتا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔۔مجھے تو لڑکیاں ہی اچھی نہیں لگتیں، بہت نخرے کرتی ہیں" تیمور طنزیہ لہجے میں بولا اور معاذ ہنس دیا "اور پتہ تب چلا جب اس کی شادی ہو گئی" اور دونوں پھر سے ہنس دیے

دوستوں کے ساتھ گزارا گیا وقت آگیا وقت میں ڈھیروں خوشیاں دیتا ہے اور پھر اگلے وقت وہی خوشیاں ہمیں اداس کر دیتی ہیں۔ان کے گزارے لمحے بار بار دہرائیں تب بھی بور نہیں کرتے، بار بار ہنسنے پر بھی گال درد نہیں کرتے اور زبان بولتے نہیں تھکتی۔

"یاد ہے جب ہم پہلی بار ملے تھے۔۔کیڈٹ کالج میں۔۔"

اور ان کی بات ادھوری تھی اور ہنس دیے

"ہاں۔۔پرنسپل سر نے تمھیں بلایا تھا کیونکہ تم چپ بہت رہتے تھے اور مجھے بلایا تھا میں بولتا بہت تھا اور زرار کو بلایا تھا کیونکہ وہ شرارتی بہت تھا" تیمور مسکراتے ہوئے بولا اور پھر سر جھٹک دیا

"مامون کو وہ شروع سے ہی اچھا نہیں لگتا تھا" تیمور بولنا شروع ہوا تو لہجے میں کرب تھا، پرانی یادوں کی اداسی تھی

"جب میں نے اسے کہا کہ ہم مون کو مینو پولیٹ کریں گے تو کہتا وہ ویسے نہیں مان سکتا؟ میں نے کہا نہیں مانے گا،اس نے کہنا ہے تم بھی زرار سے دور رہو۔۔اور اس وقت میں نے اس کی آنکھوں میں تکلیف دیکھی تھی۔وہ ساری دنیا بھی گھوم لے لاکھ خفا رہ لے اس کا مرکز ہم ہی تھے۔۔وہ ہمارے ساتھ ہنستا تھا کھاتا تھا اور کھیلتا تھا" وہ آسمان کو گھورنے لگا تھا

"ہاں۔۔شروع شروع میں بہت سڑا ہوا لڑائی جھگڑا کرنے والا بدمزاج تھا۔۔مگر جب اس کا اور ہمارا ایک ہی روم ہو گیا تو میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ اچھا انسان نہیں دیکھا تھا۔اس کے پاس ایک تیز دماغ،اچھی یادداشت اور اچھا دل تھا" وہ اداسی سے مسکرایا تھا۔

تیمور نے سانس خارج کی "وہ کتنا ہنستا تھا جب تم کہتے تھے کہ اگر میرے پاس تیمور کی آنکھیں ہوتیں اور زرار کا دماغ تو میں دنیا پر راج کرتا"

معاذ اس کی بات پر مسکرایا اور پھر خاموشی چھا گئی۔

معاذ نے آنکھیں بند کر کے چند گہری سانسیں لیں "وہ چاہے مجھ سے دور رہے مجھ سے خفا رہے مگر وہ رہے۔۔مجھے اس کا رہنا بہت عزیز ہے،میں اس نے بغیر زندگی کا تصور نہیں کر سکتا"

تیمور نے اسے دیکھا اور تھوک نگلا۔پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا "مجھے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بناتے وقت ہماری مٹی کا کچھ حصہ ایک دوسرے میں ڈال دیا۔ہمیں اس دنیا میں ساتھی بنایا اور ہم نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔۔وہ کبھی بھی میرے پاس آئے اور مجھے کہے کہ تیمور مجھے تمھاری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ضرورت ہے اور تیمور ساری دنیا اس ایک زرار کے لیے ایک طرف کر دے۔۔آئی کین ناٹ بیلیو ہاؤ مچ آئی ہیو فار ہم"

اور خاموش ہو گیا۔معاذ ذرا سا ساتھ ہوا اور اس کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔دونوں بیک وقت آسمان گھور رہے تھے۔

یہ انتظار کرنے والے سبھی آسمان کیوں گھورتے ہیں؟

تیمور دیکھ آسمان رہا تھا مگر تصور فلیش بیک دکھا رہا تھا۔وہ اپنے دو دوستوں کے ساتھ کھڑا تھا،درمیان میں دائیں بائیں ان کے کندھوں پر دونوں بازو پھیلائے آئینے میں تصویر بناتے ہوئے،وہ اس کے سامنے کھڑا تھا غصے میں دیکھتا ہوا اور پھر اسے پیٹنے لگا،زرار اس کے گلے لگا تھا اور رو رہا تھا، تیمور نے اپنے دوست کو دیکھا اور ہتھیار ڈال دیے۔۔غصہ ختم ہو گیا،وہ ہاسٹل کے کمرے میں بیٹھے ایک پلان بنا رہے تھے اور زرار انھیں ہدایات دے رہا تھا۔۔منظر پر منظر بدلتے رہے مگر وقت نہیں پلٹا۔

معاذ بھی اپنے ماضی کو ذہن میں بھگا رہا تھا۔ماضی ایک فلم کی طرح چلا تھا،تینوں نے ہاسٹل کی دیوار پھلانگی اور وہ زور سے گرا تھا۔۔تیمور اور زرار اسے جوتا پہنا رہے تھے،زرار اس کی تھوڑی کو چھو کر ہنس رہا تھا"معاذ تو تیمور کی محبوبہ ہے"۔۔تیمور نے بہت سے پیسے معاذ پر وارے تھے اور زرار اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا،وہ صوفے پر خفا بیٹھا تھا اور زرار محظوظ ہوتا اسے دیکھ رہا تھا،وہ اسے اپنی بیوی سے ملوا رہا تھا اور اس نے اپنے دوست کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔

سیاہ آسمان ایک سکرین تھا اور اس سکرین پر ان دونوں کی زندگی فلم کی طرح چل رہی تھی۔زندگی کے تمام وہ سال جب وہ ان کے ساتھ تھا، مسکراتا ہوا خوش اور مطمئن۔دوست کی تکلیف اس کا دکھ عام نہیں ہوتا۔وہ بڑھ جائے تو ناسور ہے، تھم جائے تو سکون ہے۔۔دوست ہر انسان نہیں ہوتا ہے، وہ ہماری زندگی میں آنے والا وہ شخص ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہم وفاداری یقین اور ہمدردی پر ایمان لاتے ہیں۔

رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا، فجر ہونے میں چند گھنٹے باقی تھے۔ایمرجنسی روم میں زرار حیدر ہسپتال کا لباس پہنے لیٹا تھا،اس کے منہ پر آکسیجن ماسک تھا، کندھے پر سفید پٹی تھی،ایک طرف خون کی بوتل نالی کے ذریعے اس نے بازو سے جڑی تھی۔کمرے میں بپ بپ کی آواز کے سوا کوئی اور آواز نہیں تھی۔اس نے پیٹ پر سفید پٹیاں تھیں اور وہ آنکھیں بند کیے سانس لے رہا تھا۔اس کی بیوی ساتھ بیٹھی تھی،اس کے بائیں ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے، بیڈ کے پاس سٹول پر بیٹھی اسے دیکھتی ہوئی۔وہ خاموش تھی مگر آنکھوں سے تواتر سے بہتے آنسو سب کہہ رہے تھے۔اس نے نم سانس اندر کھینچی "زرار۔۔"ایک دھیمی کانپتی نم آواز اور اس سے آگے وہ کچھ بھی نہیں بول پائی۔

اس نے چہرہ جھکایا اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ دیکھا، تکلیف بڑھنے لگی، سینے میں درد اٹھنے لگا اور اس نے آنکھیں میچ لیں۔پھر سانس لے کر آنکھیں کھولیں۔وہ اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی

"میں نے تمھیں کہا تھا نا میرے لیے یہ رسک مت لو۔ میں اسی دن سے ڈرتی تھی، میں تمھارے ساتھ رہ لیتی۔ ایک گھر میں رہنا تھا نا چار دیواری میں۔ تمھارے ساتھ رہتے کیا فرق پڑتا ہے کہ گھر ہے یا محض ایک کمرہ، میں نے دنیا گھوم کر باہر نکل کر کیا کرنا جب کہ تم میرے لیے میرا گھر ہو۔۔ اس طرح سوتے ہوئے تم اتنے برے لگ رہے ہو، میرے ایک بار اٹھانے پر تو تم اٹھ جاتے ہو اب کیوں تنگ کر رہے ہو؟ تم کہتے ہو نا کہ تم بہت برے ہو۔ ہاں تم برے ہونے کے ساتھ ساتھ ضدی، بد تمیز اور ظالم بھی ہو۔ تمھارا اس طرح سونا مجھے تکلیف دے رہا ہے اور تم اٹھ نہیں رہے"

اس سے زیادہ وہ کچھ بھی نہ بولی۔ وہ اس کے بستر پر جھکی تھی، سر اس کے ہاتھ پر رکھا اور پھر اپنا بایاں گال اس کے ہاتھ پر رکھے آنکھیں بند کر لیں جبکہ تابندہ کے آنسوؤں سے اس کے ہاتھ کی پشت گیلی پڑ چکی تھی۔

اس نے آنکھیں موندی رکھیں، وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی ہنستا ہوا مسکراتا ہوا جاگتا اور بولتا ہوا مگر اس وقت تو وہ سویا تھا۔ سبز سنہری آنکھوں والی تابندہ نے اس دنیا سے دوسری دنیا میں سفر کیا۔

وہاں ہر سو ہرے کھیت تھے جس میں پیلے رنگ کے سرسوں کے پھول جھلک رہے تھے۔ سردیاں چلی گئی تھیں اور یہ بہار کے دن تھے مگر ہنزہ میں ابھی بھی ذرا ذرا سی ٹھنڈ تھی۔ اس نے سرخ رنگ کی قمیض پہنی تھی جس کے دامن پر کڑھائی ہوئی تھی، نیچے نیلی جینز تھی۔ اس نے قمیض تلے ہائی نیک پہنی تھی، بالوں کا آگے سے ہلکا سا سٹائل بنا تھا جو کہ اس کے سرخ سفید رومال نے ڈھک رکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے بھورے کھلے بال کمر سے اوپر تک تھے۔زرار کے ہاتھ میں کیمرہ تھااور تابندہ ساتھ ساتھ چلتی آرہی تھی۔ہوا سے اس کے بال لہرا کر گالوں کو چھو رہے تھے اور وہ بار بار پیچھے کر رہی تھی۔ فصلوں کی طرف سے زمین کچی تھی اور وہ سہج سہج کر چل رہی تھی۔اس نے زرار کی کہنی تھامی تھی اور اس کے ساتھ چلتی سامنے دیکھ رہی تھی جہاں بہت سی بکریاں اور پہاڑی بھیڑیں تھیں۔چلتے چلتے ایک جگہ اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گرنے لگی تھی،زرار کی کہنی کو مضبوطی سے تھاما اور اس نے بھی تابندہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے گرنے سے بچالیا۔

"کیا کر رہی ہو؟"اس نے منہ بنا کر تابندہ کو دیکھا تھا۔

وہ سنبھلی اور پھر سے اس کی کہنی تھام کر آگے بڑھنے لگی۔اس نے مسکراتے ہوئے زرار کو دیکھا

"زرار۔۔ہم بھی گھر میں بہت سی بھیڑیں رکھ لیں؟"یہ سوال تھا اور زرار کو یہ سوال نہایت احمقانہ لگا۔اس نے آنکھیں ترچھی کر کے تابندہ کو دیکھا

"خرگوش ہمارے گھر ہیں،بلیاں ہم نے پالی ہیں،چڑیوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔۔بس اب ان کی کمی ہے یہ گھر رکھ لیتے ہیں۔چرواہا نہ بن جاؤں میں؟"اس نے کہہ کر سر جھٹکا اور لڑکی ہنس دی

"وہ تو میرے پسندیدہ جانور ہیں۔۔اتنا پیار کرتے ہیں"اس نے شانے اچکائے اور سامنے دیکھنے لگی

"یا تو گھر میں پسندیدہ مرد رکھو یا پسندیدہ جانور"اس نے لڑکی کو گردن موڑ کر دیکھا تھا۔

تابندہ نے سانس خارج کی"تم اس گاؤں میں کہاں رہو گے؟"اس نے انتہائی معصومیت سے کہا تھا۔

زرار نے حیرت سے اسے دیکھا پھر خفا ہوا اور منہ موڑ لیا۔ وہ اس کے چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ کر ہنس دی۔ وہ ان بکریوں کے پاس پہنچ چکے تھے۔ لڑکی نے گلا کھنکھارا

"میں جا کر کوئی بھیڑ پکڑتی ہوں اور تم میری پکچر بنانا۔۔ اوکے؟"

زرار نے سر ہلایا اور کیمرے پر گردن جھکالی۔ کچھ پل بیتے اور اس نے ایک چھوٹی بکری پکڑ لی، وہ اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتی پیار سے اس کے چہرے کو چھو رہی تھی۔ اس نے اپنے دونوں بازوؤں میں اس بچے کو تھاما اور زرار نے مسکراتے ہوئے کیمرے کی آنکھ اپنی آنکھ کے سامنے رکھی اور ایک کلک کیا۔ تصویر بن گئی۔ اس نے تابندہ کو دیکھ کر سر ہلایا اور اس نے بکری کا بچہ چھوڑ دیا۔ بکری کے بچے ایک بوڑھا آدمی اور اس کی بیٹی لائے تھے اب تابندہ کمر پر ہاتھ رکھے بوڑھے آدمی سے بکری کے ایک ایک بچے اور پہاڑی بھیڑوں کی قیمت پوچھ رہی تھی۔

"انکل یہ والا۔۔ یہ والا کتنے کا ہے؟" اس نے کچھ فاصلے پر گھاس کھاتی بھیڑ کی طرف اشارہ کیا

"یہ والا۔۔ تیس ہزار کا"

وہ ہنس دی "چھوٹا سا ہے۔۔ تیس ہزار کا" وہ حیران بھی ہوئی تھی مگر اس کی ہنسی نے اس کی حیرت چھپالی

زرار اس کے پیچھے کھڑا تھا۔اس نے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی "اپنا اور انکل کا ٹائم کیوں ویسٹ کر رہی ہو۔۔لینا تم نے ہے نہیں اور قیمت ایسے پوچھ رہی ہو جیسے تمھارا بکریوں کا بزنس ہے"

اور پیچھے کو ہوا۔

تابندہ نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے گھورا اور پھر منہ بنا کر سینے پر بازو لپیٹے۔وہ اب خاموشی سے بس بکریوں کو گھاس چرتے دیکھ رہی تھی

"چلو اب گھر چلیں۔۔بھوک لگی ہے" اس نے عاجزی سے اپنی بیوی کو دیکھا

"چلے جاتے ہیں،ابھی تو آئے ہیں" اس نے جواب جھٹ سے دیا تھا مگر ساتھ کھڑے زرار سے صبر نہیں ہو رہا تھا

"ٹھیک ہے۔۔تم رہو یہیں۔۔میں جا رہا ہوں" اور وہ رکا نہیں آگے چل دیا۔لڑکی وہیں کھڑی رہی۔

وہ تھوڑا آگے گیا اور پیچھے مڑ کر دیکھا،پھر سانس خارج کی کندھے ڈھیلے چھوڑے اور اس کی طرف واپس بڑھا۔

وہ اس کے سامنے کھڑا تھا اور تابندہ نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا "واپس کیوں آئے ہو؟ جاؤ اب"

"نہیں جا سکتا۔۔تم بھی چلو"

اس نے اپنی آنکھیں پوری گھمائیں "میں اکیلی رہنے سے ڈرتی نہیں ہوں" اس نے بڑی شان سے ہاتھ جھلایا اور پھر ناخن دیکھنے لگی

وہ آگے کو ہوا اور اس کا ہاتھ تھاما "میں تو ڈرتا ہوں"

تابندہ کی بھنویں بھینچ گئیں "کیوں؟"

"میری بھیڑ کو کوئی بھیڑیا نہ لے جائے" اس نے سادگی سے کہا تھا مگر تابندہ ہنس دی۔

پھر آگے بڑھی "تم بھی نا" وہ اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا

"اگر کوئی مجھے لے گیا تو تم بچا لو گے۔۔ مجھے پتہ ہے تم میرے پیچھے ضرور آؤ گے" وہ بڑے فخر سے بڑے مان اور بڑی عقیدت سے اسے کہہ رہی تھی

زرار مسکرایا "میں جان نہ نکال دوں اس بھیڑیے کی۔۔ کوئی دیکھ کے تو دکھائے" اور سر جھٹکا

تابندہ نے گردن موڑ کر سر اٹھائے اسے دیکھا۔ پھر اپنی کہنی اس کی کہنی سے ٹکرائی

"Possessive"

بدلے میں اس نے بھی اسے کہنی ماری مگر وہ ذرا زور سے لگی اور وہ توازن برقرار نہیں رکھ سکی،

لڑکھڑائی اور اس کی شرٹ کا سرا تھام کے گرتے گرتے بچی۔۔ وہ ہنس دیا اور ہنستا گیا۔ وہ دھڑکتے دل سے اسے دیکھ رہی تھی پھر اس کے بازو پر چپت رسید کی

"اتنی زور سے دھکا کون دیتا ہے، میں گر جاتی تو؟" اس نے خفگی سے اسے دیکھا تھا

"ذرا سی کہنی ماری ہے اور تم۔۔" پھر سے ہنس دیا

Clubb of Quality Content

وہ منہ بنائے تیزی تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔وہ اس کے پیچھے ہلکا اور اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کر کے آگے بڑھنے لگا۔

"سوری۔۔"

تابندہ نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔پھر سامنے دیکھنے لگی "روکھا سوکھا سوری نہیں۔۔گھر جا کر تم مجھے چائے کے ساتھ کچھ بیک کر کے کھلاؤ گے"

زرار نے منہ بنا کر سانس خارج کی "اس سے اچھا تھا میں گر جاتا۔۔مگر تم بھی نا"

اور دونوں اکٹھے مسکرائے تھے۔۔پھولوں کی مہک بہار کی خوشبو اور کھلا نیلا آسمان۔۔وہ وقت کتنا اچھا تھا۔

تابندہ اس کے ہاتھ پر گال رکھے آنکھیں بند کیے گہری سانسیں لے رہی تھی۔بھوری آنکھوں والے کے حصار میں سکون تھا اور وہ سکون محسوس کر رہی تھی۔

فجر کے قریب وقت تھا،آسمان سیاہی مائل جامنی تھا۔ہاسپٹل ابھی بھی روشن تھا،باہر باغ میں بنچ پر رابیل اور رامین بیٹھی تھیں۔وہ دونوں باتیں کر رہی تھیں جب سامنے سے مامون آتا دکھائی دیا۔مینا نے اسے دیکھا اور پھر مسکرائی۔وہ ان کے قریب پہنچ چکا تھا،رابیل گردن اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی۔مینا کھڑی ہوئی اور جانے والی تھی جب مامون بول اٹھا

"تم کہاں جا رہی ہو؟ہم گھر جا رہے ہیں تم بھی ایک آدھ گھنٹہ لگا آؤ"

مینا نے پہلے مامون کو دیکھا پھر رابیل کو۔ پھر مسکرائی "مجھے نہیں لگتا تیمور جائے گا۔۔ لیکن اگر پھر بھی وہ گیا تو میں ساتھ آجاؤں گی، آپ گھر جائیں۔ سب آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے" وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ تیمور تو نہیں جانے والا تھا مگر گھر پر۔۔ گھر کی خواتین نے مامون کا بہت انتظار کیا تھا اور ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ واپس آگیا ہے۔ ان کو بھی حق ہے خوش ہو لینے کا۔

مامون نے سر ہلایا "اوکے" پھر رابیل کے ساتھ بیٹھ گیا۔

مینا نے رابیل کو دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں اور پھر وہ سر ہلا کر چلی گئی۔

ان دونوں کے درمیان اب خاموشی حائل تھی، سیاہ آسمان پر چمکتے ستارے اور ان ستاروں کی چھت تلے دو نفوس ساتھ تھے۔ مامون نے رابیل کو دیکھا دونوں کی نظریں ملیں، وہ اسے دیکھ دیکھ تھک نہیں رہا تھا۔ اس نے سانس خارج کی اور اپنا ہاتھ اس کے سامنے بڑھایا "گھر چلیں؟"

وہ مسکرائی، آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ اس نے کتنے گھنٹے کتنے دن کتنی اذیت سے اس لمحے کا انتظار کیا تھا ۔ وہ اس کے ساتھ ہو گا اور ان کا گھر ہو گا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے کسی خواب کی بڑی خوبصورت تعبیر ہے۔ وہ خواب جسے پورا کرنے کے لیے انسان رات رات جاگتا ہے۔ اس نے مامون کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا "ضرور۔۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیکھ کر مسکرا دیا۔ وقت گزر گیا، قید ختم ہوئی۔ اب نہ سگریٹ کی بدبو تھی نہ جہنم کی گرمی تھی، نہ کسی سے لڑنا تھا نہ کسی سے کوئی لڑائی تھی۔ رابیل نے گردن جھکائی اور اس

کے ہاتھ کو دیکھا، پھر دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو پلٹا اور ہاتھ کی پشت دیکھی۔ وہاں سرخ زخموں کے نشان تھے۔ جس وقت شہاب زرار کو مار رہا تھا اس وقت اس نے دیوار پر بے بہا مکے برسائے تھے، یہ نشانات اسی کے تھے

"ایسے ہی۔۔ چوٹ لگ گئی" اس نے شانے اچکائے

رابیل نے گردن اٹھا کر مامون کو دیکھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ وہ مسکرا دی "اتنے بڑے ہو گئے ہیں۔۔ خیال نہیں رکھ سکتے اپنا" اور اس مامون اس کے بازو پر دھیرے سے پنچ مارا اور وہ ہنس دیا۔

"اگر آپ اسی طرح میری فکر کریں تو میں مزید چوٹیں لگوا سکتا ہوں" اس کے لہجے میں شرارت کی جھلک تھی۔

رابیل حیران ہوئی "مگر میں نے تو ابھی آپ کی فکر کی ہی نہیں" اس نے دونوں ہاتھ ایک ساتھ اٹھائے تھے

مامون مسکرایا "آنکھیں تو جھوٹ نہیں بولتیں نا، لہجے اور احساس۔۔ یہ تو سچے ہوتے ہیں نا" جس طرح مامون کو دیکھ کر وہ ساکت ہوئی تھی، پھر اس کے گرد بازو حمائل کر کے جس طرح روئی تھی، پھر جس طرح اس کے گال اور بال چھو رہی تھی وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔ بے پناہ غیر مشروط بے لوث محبت۔۔

رابیل کے گال گلابی ہوئی اور وہ ذرا سا جھینپ گئی۔ وہ فقط مسکرایا تھا۔

مامون نے سانس خارج کی۔آسمان دیکھااور ستاروں پر نظر ڈالی۔رابیل اسے دیکھ رہی تھی اور وہ ستاروں کو۔اس نے گردن رابیل کی طرف موڑی اور دونوں کی نظریں ملیں۔دونوں بیک وقت مسکرائے تھے۔

مامون کھڑا ہوا اور ہاتھ آگے بڑھایا" چلیں؟ ہمارے گھر"

اس نے اپنا ہاتھ مامون کے ہاتھ میں رکھا اور کھڑی ہوئی۔

دونوں ایک ساتھ آگے بڑھے تھے۔۔آگے جاتے مامون نے رابیل کو نیچے سے اوپر تک دیکھا، پھر دائیں ابرو اٹھائی" اچھی لگ رہی ہیں"

رابیل مسکرادی" کیا یہ طنز تھا؟"

"نہیں۔۔" وہ سامنے دیکھنے لگا" تعریف"

رابیل نے بازو سینے پر لپیٹے۔وہ بھی سامنے ہی دیکھ رہی تھی

"آپ بھی میرا وارڈروب یوز کر سکتے ہیں" اس نے لہجے میں شرارت تھی۔

مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔دونوں ہنس دیے۔رات کے سناٹے میں ہسپتال سے باہر جاتے ان کی ہنسی کی آواز سب سے خوبصورت تھی۔ایک لمبے عرصے کی ریاضت کے بعد حاصل ہونے والی خوشی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مامون نے رابیل کا ہاتھ پکڑا اور اسے ذرا سا ساتھ کیا۔رابیل نے اسے نہیں دیکھا،وہ مامون کو نہیں دیکھ رہی تھی مگر دل تیزی سے دھڑک رہا تھا

"وہاں بھوک تھی،گند تھا،جہنم کی گرمی اور قبر جیسا عذاب تھا۔۔مگر میں ایک چیز محسوس کر کے ہلکا ہو جاتا تھا۔مجھے ایک چیز اطمینان دیتی تھی"وہ بڑی نرمی بڑے تحمل سے بات کر رہا تھا

"کیا؟"رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"ڈوپامین"

ڈوپامین کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے اور قید میں بھی مامون کے پاس دماغ تھا۔اس نے مامون کو قید کیا تھا ذہن آزاد تھا۔

وہ مسکرا دی۔اس کی بھوری آنکھوں میں ایک چمک تھی۔پھر مسکراہٹ مدھم پڑی،اس نے سانس خارج کی

"مجھے زرار کے لیے بہت دکھ ہے۔۔وہ ٹھیک ہو جائے گا نا؟"وہ بڑی امید سے مامون کو دیکھ رہی تھی

مامون نے سر اثبات میں ہلایا"اس کی ہارٹ بیٹ نارمل ہو رہی تھی۔۔ان شاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائے گا"وہ اس وقت فقط اسے امید دلانا چاہتا تھا،وہ نہیں چاہتا تھا کہ کم از کم اب وہ کوئی بری خبر سنے یا کچھ بتا سوچے۔

رابیل مسکرائی اور پر جوش ہو کر بولی "آپ نے تابندہ کو بتایا؟"

مامون نے سانس خارج کی "وہ زرار کے ساتھ بیڈ پر سر رکھ کر سوئی تھی۔ایسے لمحات میں نیند نعمت ہوتی ہے،اچھا ہے تھوڑا وقت بیت جائے"

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا۔دونوں کے درمیان اب خاموشی تھی۔وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

کمرے میں اس وقت اندھیرا تھا۔دور کہیں فجر کی اذان ہو رہی تھی۔اس نے آہستہ سے ناب گھمایا اور دروازہ کھولا،ملیحہ اپنی جگہ پر نہیں تھیں۔وہ شاید واش روم میں وضو کر رہی تھیں،درمیان میں آراسو رہی تھی اور ایک طرف عافی۔۔وہ کمرے میں داخل ہوا،نرم کارپیٹ پر پاؤں رکھا،اے سی بند تھا مگر کمرے میں ٹھنڈک تھی سکون تھا۔وہ آگے بڑھا اور بیڈ پر گھٹنوں کے بل بیٹھا،آرا پر جھکا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا،پھر اس کے چہرے پر آئے بال ہٹائے اور اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

مامون کا ہاتھ اس کے بازو پر تھا،اس نے مامون کی خوشبو محسوس کی اور جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

دونوں کی سیاہ آنکھیں ملیں اور وہ اٹھ گئی

"مون۔۔"اس کی آواز نم تھی،گھبرائی ہوئی جیسے وہ خواب سے اٹھی ہو یا حقیقت پر یقین نہ آیا ہو۔

اس نے مامون کے گرد بازو حمائل کر لیے۔اس کا سر مامون کے سینے سے لگا تھا۔

وہ رو رہی تھی،اس نے مامون کو مضبوطی سے تھاما ہوا تھا"آئی مس یو۔۔"وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔ساتھ لیٹی عافی اس کی آواز اس کی دھیمی دھیمی سسکیاں سن کر اٹھ بیٹھی تھی

"آرا۔۔بیٹا کیا ہوا؟"وہ دائیں طرف بیڈ سائیڈ پر ہاتھ ٹٹول کر لیمپ آن کر رہی تھی

"آئی مس یو۔۔"وہ پھر سے بولی تھی،مامون نے اس کے سر سے اپنا گال ٹکایا تھا۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں،اس کے بازوؤں میں آرا کا نرم گرم وجود تھا۔اس کے حصار میں وہ لڑکی تھی جسے اس نے خود کی طرح چاہا تھا،وہ اس میں اپنا عکس دیکھتا تھا۔اس کی آنکھیں اور آنکھوں کی چمک اس کی باتیں اس کی ذہنیت اور اس کا ہنسنا،ہر شے میں مامون جھلکتا تھا۔وہ آرا کو عافی کی کاربن کاپی کہتا تھا مگر اس کی ماں اور عافی اسے دوسرا مامون کہتے تھے۔

"مامون۔۔"عافی کے لب ہلے۔اس کی آنکھیں گلابی ہوئیں اور اس نے اپنے ارد گرد ہاتھ ٹٹولے۔وہ اس کی خوشبو محسوس کر چکی تھی

وہ آرا سے جدا ہوا،آرا گردن اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔اس نے ہاتھ مامون کے چہرے کی جانب بڑھائے،اس کے گالوں پر رکھے اور پھر اس کی بڑھی شیو پر پھیرنے لگی۔وہ بس نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میرا بچہ۔۔"اس نے اس نے ماتھے پر دوبارہ ہونٹ رکھے اور اسے خود سے لگا لیا۔

کچھ پل بیتے، وہ آرا سے جدا ہوا۔ پھر عافی کی طرف بڑھا، وہ اپنی بہن کے سامنے بیٹھا تھا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا اور وہ مامون کا چہرہ چھو کر محسوس کر رہی تھی۔ پھر اس کے لب ہلے، آنکھوں سے آنسو جھلکے

"مامون۔۔" اس نے مامون کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔

"تم کہاں چلے گئے تھے؟" عافی خلا میں گھورتی ماتھے پر آئے اس کے بال پیچھے کر رہی تھی۔ مامون نے اپنی بہن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے، ایک مہربان سا احساس، ایک تحفظ۔

دفعتاً واش روم کا دروازہ کھلا اور ملیحہ باہر آئیں، وہ وضو کر چکی تھیں، پاؤں گیلے تھے، چہرے سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ دوپٹہ سر پر تھا اور آستینیں کہنیوں سے ذرا اوپر تک فولڈ تھیں۔۔ وہ مامون کو دیکھ کر ٹھٹھک گئیں، پھر حیران ہوئیں، ہاتھ ہونٹوں تک لے گئیں اور آنکھیں سرخ ہوتیں نم ہو گئیں۔ وہ وہیں ساکت ہوئی تھیں، انھیں جیسے یقین ہی نہیں آیا۔

مامون اٹھا اور اپنی ماں کی طرف بڑھا۔ پھر عین ان کے سامنے کھڑا ہو کر جھکا، اپنے بازو ان کے گرد حمائل کیے۔ وہ اپنے بیٹے کے گرد بازو حمائل کیے رو رہی تھیں۔ مامون بھی آنکھیں بند کیے رو رہا تھا۔ وہ اپنی ماں کا دایاں بازو ان کی ریڑھ کی ہڈی تھا۔ مامون کے ہوتے انھیں کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ ان کے خاندان میں کسی مرد کی کمی ہے۔ وہ ہوتا تھا تو سب ٹھیک نہ بھی ہو ٹھیک لگتا تھا۔ وہ ہوتا تھا تو

سب ہوتا ہے اور وہ نہیں تھا تو کچھ نہیں تھا۔اس کی ماں کے بال سفید ہونے لگے تھے، چہرے پر جھریاں اور ہاتھ بوڑھے لگنے لگے تھے۔وہ تھک گئی تھیں، بیٹے کی جدائی نے ماں پر بڑھاپا طاری کیا تھا

"اماں۔۔"اس کی کانپتی آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی

"اتنی دیر کر دی مامون۔۔ماں کا خیال نہیں آیا"وہ اس کی کمر پر ہاتھ مل رہی تھیں۔وہ ان سے لمبا تھا مگر جھک کر مل رہا تھا۔

پھر جدا ہوا، آنسو کے سبب ملیحہ کو اس کا چہرہ دھندلا نظر آ رہا تھا مگر وہ آگے بڑھیں اس کے ماتھے اس کے گال چومے، پھر اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا

"میرا بچہ۔۔"وہ پھر اسے خود سے لگائے رو دیں۔وہ بیک وقت ہنس رہی تھیں رو رہی تھیں، دروازے پر رابیل کھڑی تھی جو انھیں دیکھ کر مسکرا رہی تھی مگر اس کی آنکھیں بھی نم تھیں۔وہ اپنے گھر کی ہر عورت کا مرکزی کردار تھا۔وہ کردار جس کے نہ ہونے سے ساری کتاب خالی لگتی ہے۔

"میری تو کسی نے جان ہی نکال لی تھی، مامون ماں سے دور ہو از زندگی لے گیا ماں کی"

دونوں ایک دوسرے سے لگ کر رو رہے تھے۔مامون جدا ہوا اور ان کے چہرے پر نمی کو ہاتھ سے صاف کیا

"اب میں آگیا ہوں نا۔۔اب نہیں رونا" اس نے اپنی ماں کے ماتھے پر ہونٹ رکھے اور پھر انھیں دیکھ کر مسکرا دیا۔

آرابیڈ سے اتری اور اس کی طرف بڑھی، وہ گردن جھکائے اسے دیکھ رہا تھا جو اس سے لپٹ کر ابھی تک رو رہی تھی۔مامون کی نظر رابیل سے ملی اور وہ مسکرایا۔

مامون نے گردن موڑ کر عافی کو دیکھا۔پھر مسکراہٹ گہری ہوئی "لگتا ہے آپ سب نے مجھے بہت مس کیا ہے" پھر اپنی ماں کو دیکھا

"اس کا مطلب ہے کہ مہینے دو مہینے بعد ایک راؤنڈ ایسا ہونا چاہیئے۔۔قدر بڑھتی ہے" اور ہنس دیا اس کی ماں نے اس کے بازو پر تھپڑ رسید کیا "ذرا جو تمھیں شرم آتی ہو" وہ خفا ہوئی تھیں اس نے ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے اور خود سے لگ کر کھڑی آرا کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

رابیل اندر کی طرف بڑھی تھی، وہ بیڈ پر بیٹھی پاس کھڑیں آرا اور ملیحہ کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ برا وقت گزر گیا اور اچھے وقت کی باری تھی مگر وقت بدلتے دیر نہیں لگتی!

ہاسپٹل کے کمرے کے باہر تیمور اور معاذ بیٹھے تھے۔معاذ فرش پر بیٹھا تھا، سر دیوار سے لگا دائیں جانب ڈھلکا ہوا تھا، ٹانگیں سینے سے لگی ہوئیں اور وہ خاموشی سے سفید دیوار کو گھور رہا تھا۔سامنے بنچ پر تیمور بیٹھا تھا جو کہ سر جھکائے کسی سوچ میں گم تھا۔مینا اس کے ساتھ آ بیٹھی، اس کے ہاتھ میں پانی

کی بوتل تھی۔اس نے تیمور کو دی۔اس نے سر نفی میں ہلایا مگر وہ تو مینا تھی۔اس نے ڈھکن کھولا اور بوتل اس کی طرف بڑھائی

"پی لو"

اس نے بوتل پکڑی اور چند ایک گھونٹ بھرے۔بوتل واپس کی اور وہ معاذ کی طرف بڑھی۔معاذ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر بوتل لی،دو گھونٹ بھرے اور بوتل ساتھ رکھ دی۔مینا تیمور کے ساتھ بیٹھی تھی،پھر جھکی اور اس کے چہرے کو دیکھا،وہ نظریں جھکائے فرش کو دیکھ رہا تھا

"وہ ٹھیک ہو جائیں گے"اس نے نرمی سے کہا تھا

تیمور نے سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلایا"اسے خاموش نہیں ہونا چاہیئے تھا۔اس کی آواز ہمارے لیے رونق تھی،اسے ہمیں تنگ کرتے رہنا چاہیئے تھا۔وہ ہمیشہ ہمیں بھگاتا تھا اور ہم بھاگتے تھے۔۔اب وہ چپ چاپ لیٹا ہے اور ہم بھی ڈل ہو گئے"کہہ کر خاموش ہو گیا جیسے وہ بہت تھک گیا ہو۔دوست کا درد اگر دل کو لگے تو تھکا ہی رہتا ہے

مینا نے اس کو دیکھتے ایک مسکراہٹ پاس کی"کبھی کبھی مجھے زرار بھائی سے جیلسی فیل ہوتی ہے۔کبھی کبھی میرا دل کرتا تھا کہ تم سے لڑوں جھگڑا کروں مگر پھر کبھی کبھی میں بڑا رشک کرتی تھی۔بڑا فخر کہ تم اور معاذ ان کے دوست ہو۔اس دنیا میں شاید ہی کوئی زرار حیدر جیسا ہو جس کے دوست تیمور اور معاذ ہوں۔ایسے کون کرتا ہے تیمور،کسی کے لیے کون معاذ بنتا ہے۔میں نے خود اپنی آنکھوں

سے دیکھا ہے تم دونوں کو زرار بھائی کے لیے خوار ہوتے درد سہتے تھکتے ہوئے مگر آپ دونوں نے کبھی اپنے دوست بلیم نہیں کیا۔ کبھی نہیں کہا کہ اس کے لیے آپ کیوں ذلیل ہوں۔ دوستی تھی تو ٹھیک تھا مگر اب بات جان کی تھی۔ نہ تم پیچھے ہٹے تھے نہ معاذ۔۔ یار تم لوگ کیسے دوست ہو؟ آئی مین ایک خون دے رہا ہے دوسرا جان دے رہا ہے ایک اتنا برا رسک لیے بیٹھا ہے اور ایک سب چھوڑ کر دوست کے پیچھے ہے۔۔ زرار نے تم لوگوں کو کیا گھول کر پلایا تھا؟ میں نے کبھی کسی دوست سے ایسی بے لوث محبت نہیں کی" اور خاموش ہو گئی

تیمور مسکرایا اور پھر سر جھکائے ہنس دیا" تم اسے نہیں جانتیں مینو۔۔ تم نے ہمارے ساتھ وقت نہیں گزارا، تم نے زرار کو نہیں دیکھا نہیں سمجھا۔ وہ غصے کا تیز تھا مگر ہمارے سامنے غصہ نہیں کرتا تھا، وہ بدمزاج تھا مگر ہمارے ساتھ اس کے مزاج اچھے ہوتے تھے، وہ کم بات کرتا ہے مگر صرف ہم سے کرتا تھا، کیڈٹ کالج میں وہ اکیلا اکیلا رہتا تھا مگر جب اسے ہم ملے اس نے ہمیں کبھی نہیں چھوڑا ۔۔اس کی ہر بات "ہم" سے شروع ہو کر "ہم" پر ختم ہوتی تھی۔ اس نے ہم تینوں میں سے "میں" کو ختم کر دیا۔ ایک کا درد مطلب سب کا درد، مجھے تکلیف مطلب ہمیں تکلیف ہے، اسے کوئی مسئلہ ہے مطلب ہمیں مسئلہ ہے۔ رشتوں کے درمیان پتہ سب سے مسئلہ کیا ہوتا ہے۔۔ "میں" کا مسئلہ انا کا مسئلہ اور اس نے مجھے اور معاذ کو اپنا کر "ہمیں" بنا دیا۔ ہم چاہے لاکھ خفا ہوں چاہے سالوں بات نہ کریں ہم جب بھی ملتے ہیں ہم ہم ہوتے ہیں۔۔ میں معاذ اور زرار۔۔ ہم تینوں ایک ہی مٹی سے

بنیں ہیں ہمارے جسم الگ ہیں مگر دل ایک ہی ہے۔ہم دوست ہیں اور دوست سے بڑھ کر ہیں۔۔ اگر زرار کو کچھ ہو جاتا تو معاذ بھی مر جاتا تیمور بھی مر جاتا"اور پھر خاموش ہو گیا۔اس کے لہجے میں درد تھا اذیت تھی اور کرب تھا مگر بیک وقت محبت تھی انسیت اور عقیدت تھی۔وہ کس مٹی کے بنے تھے؟

مینا خاموش رہی۔بس اس کے کندھے سے سر لگا کیا۔وہ بھی تھک گئی تھی مگر تیمور کے بغیر گھر نہیں جانا چاہتی تھی۔

"تم مامون کے ساتھ گھر کیوں نہیں گئی؟میں نے کہا تھا نا گھر چلی جاؤ"وہ سنجیدہ تھا، مینو کے سیاہ بالوں کو دیکھ رہا تھا

مینا نے جمائی ہاتھ سے روکی"میں بھی"ہم"ہوں"اور پھر دوسری جمائی ہاتھ سے روکی"تمھیں بھی نیند آرہی ہے مجھے بھی نیند آرہی ہے"پھر سیدھی ہوئی اور اس کی ران پر سر رکھا"ہم دونوں کو نیند آرہی ہے اور ہم دونوں ڈھیٹ ہیں۔۔تم نہیں سو رہے میں بھی نہیں سو رہی ہم بھی ہم ہیں"وہ لچک دار لہجے میں بول رہی تھی۔سارے دن میں پہلی بار تیمور مسکرایا تھا

"کھانا نہیں کھایا نا تم نے؟ڈاکٹر نے پہلے ہی کہا ہے کہ تم بہت ویک ہو اوپر سے تمھارے ڈرامے نہیں ختم ہو رہے"اس نے مینا کے سر پر ہاتھ رکھا اور اس کے بال سہلائے

وہ سر جھکائے ہی بولی "میں بھی تم ہوں تم بھی میں ہوں۔۔ تمھیں بھی بھوک لگی ہے مجھے بھی بھوک لگی ہے اور ہم دونوں کچھ نہیں کھا رہے کیونکہ ہم۔۔"اس نے جمائی لی "ہم ہیں"

اس نے مینا کے سر پر چپت رسید کی "تمھارا دماغ میں درست کرتا ہوں"

اس نے جیب سے فون نکالا تھا، پھر ڈرائیور کا نمبر ملایا۔وہ اسے واپس لے جانے کو کہہ رہا تھا اور کچھ ہی لمحوں میں مینا گھر پر ہو گی۔بچ جائیں گے تو وہ تینوں دوست اور زرار کی محبوب عورت!

فجر کے بعد رابیل کمرے میں داخل ہوئی تو کمرے کے پردے ہٹے تھے۔ہلکی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔مامون وہاں نہیں تھا، شاید وارڈروب یا بالکنی میں ہو۔اس نے کافی کا کپ بیڈ سائیڈ پر رکھا اور پھر بالکنی کے دروازے تک گئی۔دروازے کے ناب پر ہاتھ رکھا مگر مامون وارڈروب سے باہر آیا تھا۔اس کے سر کے بال بڑے ہو چکے تھے جو کہ گیلے تھے۔وہ ابھی نہا کر آیا تھا، سفید گول گلے والی شرٹ تلے نیلی جینز تھی جس کی آستینیں آدھی تھیں۔اس نے رابیل کو دیکھا اور دونوں کی نظریں ملیں۔وہ نرمی سے مسکرایا اور آگے بڑھ کر کافی کا مگ پکڑا۔رابیل کا مگ بھی پکڑ لیا اور دوسری طرف بڑھا، وہ رابیل کے عین سامنے تھا اسے کافی کا مگ دیا اور پھر دونوں نیچے کارپیٹ پر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھ گئے۔ان کا رخ پردے کی طرف تھا، پشت دروازے کی طرف تھی۔مامون نے کافی کا گھونٹ بھرا اور آنکھیں بند کر کے ذائقہ محسوس کیا۔رابیل اسے دیکھ کر مسکرا دی اور کافی کا مگ منہ سے لگایا

"کیسی بنی ہے؟"اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا

مامون نے دوسرا گھونٹ بھرا"میری بیوی جیسی"اور مسکراہٹ گہری ہوئی

رابیل نے سر ہلایا"یعنی کڑوی؟"وہ اپنی تعریف سننا چاہ رہی تھی مگر مامون اس وقت تعریف کے موڈ میں نہیں تھا۔

وہ ہنس دیا"بہت کڑوی"

رابیل کے ابرو تن گئے اور اس نے مامون کے گھٹنے پر چپت رسید کی۔

وہ نارمل ہو کر بیٹھ گیا، پھر گلا کھنکھارا اور رابیل کو دیکھا جو اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔اس کے بال کھلے تھے اور اس نے نائٹ ڈریس پہنا تھا۔مامون نے اس کے شانے پر آئے بال پیچھے ہٹائے۔۔رابیل نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا

"کمزور ہو گئی ہیں۔۔ڈل سی لگ رہی ہیں، خیال نہیں رکھا اپنا؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تھا

رابیل نے سانس خارج کی"کہہ دیں۔۔میں آپ کو اب اچھی نہیں لگ رہی"اس نے کہہ کے آنکھیں گول گھمائیں۔

مامون مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔پھر گلا کھنکھارا"میری اتنی جرأت"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔اس کے گال پر ابھی بھی چوٹ کا نشان تھا۔باقی نشان مندمل ہو گئے تھے اور وقت کے ساتھ ختم بھی ہو جاتے۔

رابیل نے اپنا کافی کا مگ ایک طرف رکھا اور ذرا سی ترچھی ہو کر بیٹھ گئی۔پھر مامون کا وہ والا ہاتھ پکڑا جس کی پشت پر زخم تھے "پچھلے دنوں مجھے احساس ہوا ہے کہ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی" وہ سنجیدگی سے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی "مجھے آپ کی پھٹی ہوئی وائٹ شرٹ ملی تھی،اللہ گواہ ہے مجھ سے نہیں برداشت ہوا۔میری ساری تربیت میری ساری خودی ساری خودداری سب کچھ مٹی ہو گیا اور میں وہ لڑکی بن گئی جو آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی"

مامون بھی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔یعنی شہاب نے مامون کے ذریعے رابیل کو جذباتی طور پر کمزور کرنا چاہا تھا۔

"آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا نا؟ یہ بہت اذیت ناک تھا" اس کی آنکھوں میں فکر اور خوف بیک وقت تھا۔

مامون نے کافی کپ ایک طرف رکھا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "اللہ نے چاہا تو نہیں ہو گا۔۔مجھے نہیں پتہ کہ آگے کیا ہو گا مگر ہم زرار کے اٹھنے کا انتظار کر سکتے ہیں"

رابیل نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور سر ہلایا۔پھر مامون کو دیکھا "آپ اب ہاسپٹل جائیں گے؟ تھوڑی ریسٹ کر لیں"

Clubb of Quality Content

اس نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا"نہیں۔۔ تیمور بھی وہیں ہے زرار کا بڑا بھائی بھی آ گیا ہے۔۔ ریسٹ بعد میں کر لیں گے"

رابیل نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا۔

"آپ کچھ گھنٹے آرام کر لیں۔۔ آنکھیں دیکھیں تھکی ہوئی لگ رہی ہیں"

رابیل مسکرائی۔ گالوں میں گڑھے پڑ گئے"ایک دو گھنٹہ سوؤں گی۔۔ آفس میں کام ہے سیدھا وہیں جاؤں گی"اس نے سادگی سے اپنی روٹین بتائی تھی۔

مامون نے سمجھ کر سر ہلایا اور کافی کا گھونٹ بھرا۔ رابیل ذرا سا ساتھ ہوئی اور اس کے کندھے پر سر رکھا۔ ایک سکون ایک تحفظ۔

"مامون۔۔ ایک بات پوچھوں؟"

"ہوں"

اس نے گلا کھنکھارا"آپ مجھے بہت سالوں سے جانتے تھے۔ جب میری حسیل سے انگیجمنٹ ہوئی تب بھی جب میری امان سے بات پکی ہوئی تب بھی، کیا آپ کو مجھے کھونے سے ڈر نہیں لگا؟ آپ کو ڈر نہیں لگا کہ میں کسی اور سے شادی کر لوں گی؟"

مامون مسکرایا پھر سانس خارج کی"جب آپ نے اپنی اور حسیل کی پکچر بھیجی تھی تب مجھے کچھ کچھ اور پھر بہت کچھ ہوا۔ میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی کام کے نہ ہونے کی دعا کی تھی اور وہ آپ کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور حسیل کی شادی تھی"اور ہنس دیا۔رابیل بھی دھیرے سے ہنسی"میں نے اللہ سے بہت کہا کہ آپ کی منگنی ٹوٹ جائے اور جب ٹوٹ گئی اور تب میں واحد انسان ہوں گا جو آپ کی منگنی ٹوٹنے پر سب سے زیادہ خوش تھا"

پھر توقف کیا"اس کے بعد ہم ملے تھے۔میں بہانے بہانے سے آپ سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا،ہماری بات تو ویسے بھی ہوتی تھی۔آپ عافی سے بات کرتی تھیں مگر میں ہی ہوتا تھا۔میرا دل کرتا تھا کہ آپ سے ملوں اور ہم گھنٹوں باتیں کریں۔کسی بھی موضوع پر بس ہم اکٹھے بیٹھیں باتیں کرتے رہیں۔مجھے پتہ تھا آپ مجھے پسند کرنے لگی ہیں اور یہ بھی جانتا تھا کہ آپ میرے بارے میں کیا سوچتی ہیں مگر مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ آپ کے رشتے کی بات چل رہی ہے۔میں نے تاثیر سے انگیجمنٹ ایک مقصد کے لیے کی تھی مگر آپ۔۔آپ نے تو مجھے اپروچ ہی نہیں کیا۔محبت تو میں آپ سے تب بھی کرتا تھا جب آپ میرے بارے میں جانتی بھی نہیں تھیں۔پھر میں نے قبول کر لیا،آپ ایک اچھی سمجھدار لڑکی تھیں۔آپ نے میری صحبت میں دن گزارے تھے،آپ نے جو فیصلہ کیا سوچ کر ہی کیا ہو گا اور محبت میں محبوب کی خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔میں خوش نہیں تھا کیونکہ میں اتنا کوئی سخی نہیں ہوں لیکن میں نے آپ سے کٹ آف کرنا چاہا تھا۔۔میں راضی نہیں تھا اور مجھے یہی لگتا تھا کہ آپ خوش ہیں۔اس دن شادی سے پہلے جب ہم ملے تھے تب میں جانتا تھا کہ آپ کو دکھ ہے ملال ہے کہ میں نے آپ سے اظہار کیوں نہیں کیا مگر آپ نے مجھے نہیں کہا کیونکہ

آپ سمجھتی تھیں کہ ایک خود مختار اٹھتیس سالہ مرد کے لیے یہ بات مشکل نہیں ہے کہ وہ کسی لڑکی کو چاہے اور پھر اسے جانے دے۔آپ کو لگا کہ میں آپ کو نہیں چاہتا، میری غلطی یہ تھی کہ میں نے آپ کو کچھ نہیں بتایا، آپ کی غلطی یہ تھی کہ آپ نے مجھے کچھ نہیں کہا اور پھر آپ کی شادی کا دن آ گیا۔۔پھر وہی ہوا جو لکھ دیا گیا تھا۔۔"

وہ خاموش ہو گیا

رابیل کسی ٹرانس سے باہر نکلی "اور اگر۔۔اس دن میری شادی ہو جاتی تو؟"

مامون نے منہ بنالیا "تو میں نے سر درد کی گولیاں کھالینی تھیں "اور ہنس دیا

رابیل نے اس کے کندھے سے سر اٹھایا اور منہ بسورا، پھر مسکرا دی

"میں بڑا پریکٹیکل سا لاجک سے چلنے والا بندہ ہوں۔۔محبت میں مجنوں تو بننے سے رہا "اس نے کہہ کر شانے اچکائے

رابیل کا پورا منہ کھل گیا "یعنی آپ شادی کر لیتے؟"

وہ ہنس دیا "میں محبت میں مجنوں نہیں آپ کا شوہر بننا پسند کرتا۔۔نہیں تو پھر۔۔"اس کی آنکھوں میں دیکھا "نہ سہی "اور ہنس دیا

وہ بھی ہنس دی۔پھر سانس خارج کی "وہ سردیوں کے دن بہت خوبصورت ہوتے تھے۔آپ کتنے ڈیسنٹ سے مینرڈ سلجھے ہوئے لگتے تھے"

مامون کو جیسے شاک لگا" تھے؟ مطلب اب نہیں؟"

رابیل نے شان سے ہاتھ جھلایا"تب نئی نئی محبت ہوئی تھی نایو نو ٹوٹل بلائنڈ۔۔اب تو رات دن آپ ہی کو دیکھنا ہے اب تو عادت ہے کہ صبح پانچ بجے مامون نے نماز پڑھ کر باہر جانا ہے، آٹھ بجے ناشتہ، پھر آفس اور بلا بلا بلا۔۔اب تو یہ عادت ہے، اب آپ بس شوہر لگتے ہیں اب میں آپ کو فیسینیٹ نہیں کرتی "اور اس نے آنکھیں گول گھمائیں۔

مامون ہنس دیا"مطلب پہلے کرتی تھیں؟"

رابیل گڑبڑائی "نہیں۔۔مطلب۔۔میرا مطلب یہ نہیں تھا۔۔آ۔۔آپ غلط سمجھ رہے ہیں"

وہ اپنی ہی باتوں میں پھنس گئی تھی اور مامون مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔

دن دوپہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ایسے میں آٹھ مرلہ مکان میں خاموشی تھی۔باغ میں دھوپ تھی اور ہر سو نارنجی تاثر۔فری سارا دن نیچے ہی رہتی تھی، رات کو اشعر آتا تو اوپر چلی جاتی ورنہ اس کا گلشن آرا کے ساتھ اچھا بانڈ بن گیا تھا۔وہ باہر گیراج میں تھی، اس وقت وہاں کوئی گاڑی نہیں کھڑی تھی۔ وہاں ایک چھوٹا جھولا لٹک رہا تھا اور کچھ فاصلے پر وہ سیڑھیوں پر صارم کو لیے بیٹھی تھی۔اس کے ہاتھ میں جیلیز کا ایک پیکٹ تھا اور وہ صارم کو کھلا رہی تھی۔وہ بھی فری کے ساتھ بڑا خوش رہتا تھا۔اس کی ماں سارا دن اسے اس کی نانی یا فری کے پاس چھوڑ کر آرام کرتی رہتی یا اپنی ماں کے گھر چکر لگا آتی۔وہ لاؤنج سے باہر آتی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی اور صارم بھاگ بھاگ کر باغ میں جا رہا تھا۔وہ اٹھی اور اسے

کمر سے پکڑا، پھر اپنے بازوؤں میں اٹھالیا اور اس کا گال چوما۔اس کی آنکھیں اشعر اور رابیل کی طرح تھیں "بھوری" اور رابیل کی طرح فری بھی یہی کہتی تھی کہ وہ اشعر کے جیسا ہے۔اس نے اپنے دونوں بازو فری کی گردن کے حمائل کیے تھے اور اسے کچھ کہہ رہا تھا۔فری نے اس کی شرٹ ٹھیک کی اور اسے نیچے اتار دیا، پھر اس کی انگلی پکڑ کر اسے واپس گیراج میں لے آئی۔دفعتاً باہر ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی، پھر دروازے کی بیل بجی۔صارم بھی باغ کی طرف بھاگا تھا اور وہ اس کے پیچھے تھی۔اندر سے فاطمہ باہر آئی اور اس نے دروازہ کھولا۔فری کی پشت دروازے کی طرف تھی، وہ جھک کر صارم کو اٹھا رہی تھی۔اسے بازوؤں میں اٹھاتے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔وہ چند لمحوں کے لیے پتھر ہو گئی، سانس تھم گئی اور آنکھوں کی پتلیاں مزید پھیل گئیں۔وہاں اس کی ماں کھڑی تھی۔فری نے صارم کو پکڑا اور اندر کی جانب بڑھی۔اسے ان میں کوئی دلچسپی نہیں تھی، وہ صارم کو لیے اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی مگر اللہ جانتا ہے کہ وہ کس قدر ذہنی تناؤ کا شکار ہوئی تھی۔اس کی ساس کیا کہے گی کہ اس کی ماں کیا لینے آئی ہیں؟ فری ان سے کیسے اور کیا بات کرے گی؟ اس نے سارے خیالات کو جھٹکا اور صارم کو کاؤچ پر بٹھا کر ایک چپس کا پیکٹ کھول کر اسے دیا۔وہ چپس کھاتے اپنی زبان میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں فری سے بات کر رہا تھا اور فری مسکراتے ہوئے سر ہلا رہی تھی۔

کچھ لمحے گزرے اور فری کے کمرے کا دروازہ بجا تھا۔اس نے گردن موڑی اور اندر آنے کی اجازت دی۔وہ فاطمہ تھی جو اسے بلانے آئی تھی

"آپی۔۔فرحت باجی آپ کو ڈرائنگ روم میں بلا رہی ہیں" وہ دوپٹے کا پلو گھما گھما کر کہہ رہی تھی۔

فری مسکرائی اور صارم کو اٹھالیا۔تینوں اکٹھے نیچے آئے تھے۔اس نے صارم کو نیچے اتارا اور انگلی پکڑے کمرے میں داخل ہوئی۔اس کے ماں باپ صوفے پر بیٹھے تھے،ان کے سامنے چائے بسکٹ کیک اور چپس پڑی تھی۔سب کچھ ان چھوا تھا،فری کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں فرحت نہیں تھیں۔شاید وہ باہر چلی گئی تھیں۔اس نے مسکرا کر اپنے ماں باپ کو دیکھا

"ممی۔۔بابا کیسے ہیں آپ؟"اس کا لہجہ نرم تھا۔چھوٹا صارم پہلے فری کی ٹانگ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہوا،پھر ذرا سا آگے ہوا اور میز کے پاس کھڑا ہو گیا۔پھر آگے بڑھا اور اس کے بابا کے سامنے ہاتھ کر لیا۔وہ ان سے سلام لے رہا تھا،اس کے باپ نے سنجیدگی سے اس کا ہاتھ تھاما اور پھر وہی دایاں ہاتھ چھوٹے بچے نے فری کی ماں کے سامنے بھی بڑھایا تھا۔وہ سلام لے کر واپس فری کے پاس آگیا۔

فری نے پلیٹ سے بسکٹ پکڑا اور اسے دیا مگر اس نے گردن نفی میں ہلائی۔اس نے کیک کا چھوٹا پیس پکڑا اور وہ اسے دیا اس نے نفی میں سر ہلایا۔وہ بس خاموشی سے کھڑا ہو کر نئے آنے والے مہمانوں کو دیکھ رہا تھا۔

وہ جھکی اور اس کے گال کو چوما،پھر اپنی ماں کو دیکھا

"ممی یہ میرا بھتیجا ہے" اس نے جس طرح میرا بھتیجا کہا تھا اس کی ماں کا تو پتہ نہیں لیکن فری کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

"اشعر کے بڑے بھائی کا بیٹا۔ یہ ہمارے گھر میں واحد بچہ ہے اور یہ سارا دن ہمارے آس پاس رہتا ہے ہمیں آبزرو کرتا ہے اور ہم سے سیکھتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے ہم نے بس اسے دو سے تین بار سکھایا تھا کہ جب کوئی گھر میں مہمان آئے تو اس سے سلام لینا ہے اور مہمان کی پلیٹ سے کھانا نہیں لینا۔ آپ کو چاہیئے تو آپ کچن میں جائیں جو چاہیئے لے لیں مگر مہمان کی پلیٹ میں سے آپ کے لیے کچھ نہیں ہے اور یہ بچہ تھا، اس کا مائنڈ ڈویلپ ہو رہا ہے اور اس نے یہ بات پکی طرح پلے باندھ لی۔۔ اب جب یہ بڑا ہو گا تو اسی طرح اپنے سے بڑے سے پہلے سلام لے گا اور مہمان کی پلیٹ میں سے کچھ نہیں لے گا۔ بچپن کا انسان کی زندگی اور ذہن پر بہت اثر ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بچہ بڑا ہوتے ہوتے سب بھول جاتا ہے مگر نہیں ممی۔۔ اسے سب یاد ہوتا ہے، مجھے بھی یاد ہے" اور مسکرا دی۔

اس کی ماں نے گلا کھنکھارا "فری۔۔ ہم تم سے بات کرنے آئے ہیں بیٹا" وہ کچھ گھبرا رہی تھیں

"بولیں۔۔ میں سن رہی ہوں" وہ سنجیدہ ہوئی تھی۔ ساری عمر وہ سنتی آئی تھی

"کیا تم ہمارے ساتھ نہیں چل سکتی؟ ہم تمھیں مس کرتے ہیں۔ ہم شرمندہ ہیں کہ ہم تمھیں غلط سمجھتے رہے" انھوں نے اپنی بات مکمل کر لی مگر چہرے پر ایک سایہ سا لہرا رہا تھا۔

فری مسکرائی "کون سا گھر ممی؟ میں تو اپنے گھر میں ہوں، یہی میرا گھر ہے یہی میری فیملی ہے۔آپ مجھے مس کریں یا نہ کریں مجھے فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں یہاں بہت خوش ہوں "اس کے لہجے میں زمانے بھر کی بے پرواہی تھی

"بیٹے۔۔"اس کا باپ بولنا شروع ہوا تھا "ہم جانتے ہیں کہ ہمیں حقیقت جاننے میں تھوڑا وقت لگا ہے۔غلطیاں تو سب سے ہوتی ہیں ہم سے بھی ہوئی ہیں۔ہم تم سے معافی مانگتے ہیں، تم ہمارے ساتھ چلو کچھ دن اس گھر میں رہو ٹائم سپینڈ کرو پھر واپس آ جانا "اس کے باپ نے نرمی سے اسے کہا تھا

فری کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں "آپ ایک انسان کو کہہ رہے ہیں کہ آؤ چند دن قید کاٹو پھر آزاد ہو جانا "پھر سانس اندر کو کھینچی "آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھر سے نکالا تھا۔اشعر مجھے ہاتھ پکڑ کر گھر لایا تھا ایک مرد چھت چھین رہا تھا ایک مرد چھت دے رہا تھا، مجھے وہ مرد عزیز ہے جس نے مجھے چھت دی تھی "اس کی آنکھوں میں نمی جھلکی تھی

"فری۔۔ایسے مت کہو بیٹا۔۔ہم تمھارے ماں باپ ہیں "اس کی ماں کی آواز رندھ گئی

"تاثیر نہیں رہی نا اس لیے آپ کو فری یاد آ گئی۔ورنہ آپ فری کو یاد کریں "وہ ہنس دی "قیامت نہ آ جائے"

اس نے ناک سے نم سانس اندر کھینچی "وہ میرے کردار پر الزام لگاتی رہی، اس نے آپ کے سامنے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا، اس نے میری شخصیت مسخ کر دی میرا بچپن میری جوانی میرا اسکول کالج یونیورسٹی۔۔یہ سب میری زندگی کی بری یادیں ہیں۔میری اچھی زندگی اب شروع ہوئی ہے، مجھے اب خوشیاں ملی ہیں۔میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی، میں آپ کو معاف نہیں کروں گی۔ ممی میرا کوئی کریئر نہیں ہے، میں پیسے نہیں کما سکتی، مجھے تو جینے کا کوئی حق نہیں ہے تو پھر آپ سمجھیں فری بھی مر گئی "آنسو اس کی آنکھوں کی قید سے آزاد ہوئے تھے۔اس نے اپنا ہر درد بول دیا مگر پھر بھی درد باقی تھا۔

وہ کھڑی ہوئی اور صارم کو اٹھایا "چائے پی کے جایئے گا "اور وہاں سے چلی گئی۔

اس کے ماں باپ وہیں بیٹھے رہ گئے۔ساری عمر فری نے سہا تھا اب ان کی باری تھی اور اب فری پتھر ہوئی تھی

زرارا بھی بھی آنکھیں موندیں گہری سانسیں لے رہا تھا۔اس کا بایاں ہاتھ تابندہ کے ہاتھ میں تھا جو کہ بیڈ پر اس کے ساتھ فاصلے پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔وہ نرمی سے اس کے ہاتھ کی پشت پر انگوٹھا پھیر رہی تھی۔پھر گردن اٹھائی اور اس کو دیکھا جو خاموش سا تھا۔اس نے اس سے پہلے اسے کبھی ایسے نہیں دیکھا تھا۔اس کا دل بھر آیا، نم سانس اندر کھینچی۔وہ جب سے اٹھی تھی مختلف دعائیں پڑھ رہی تھی۔اس کی نظر خون کی بوتل پر پڑی جو کہ آدھی سے بھی کم رہ گئی تھی۔اسے دو خون کی

بوتلیں لگی تھیں اور دونوں تیمور نے دی تھیں۔اس نے سانس خارج کی اور جھک کر اس کے ہاتھ کی پشت پر ہونٹ رکھے۔پھر اس کی طرف نگاہ اٹھائی

"تم ٹھیک ہو جاؤ گے زرار۔۔"اور اس سے زیادہ کچھ نہیں بولی۔

وہ بس اسے دیکھے جا رہی تھی،وہ اسے بنا تھکے بنا سوئے اسے ایسے ہی دیکھ سکتی تھی۔

منظر بدلے،حال پیچھے کو جاتا ماضی بن گیا،وقت ایک دم سے پیچھے کو سرک گیا۔

اس نے گہری سرخ (چیری ریڈ) ساڑھی پہن رکھی تھی،اسی رنگ کی لپ سٹک اور نیل پالش لگائے وہ اپنے بال بنا رہی تھی۔اس نے اپنے بھورے بالوں پر کرل ڈالے ہوئے تھے،تھوڑے سے بال آگے تھے اور باقی پیچھے کمر پر کھلے تھے۔اس کے گلے میں نازک سا پینڈنٹ تھا،کانوں میں سرخ "روبی" تھے۔بلاشبہ وہ حسین لگ رہی تھی،سرخ رنگ اس پر بہت زیادہ جچ رہا تھا۔زرار باہر سے کمرے میں داخل ہوا اور اسے دیکھتے ہی ٹھٹھک گیا۔اس نے بھوری جرسی نما شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔تابندہ نے آئینے میں اس کا عکس دیکھا اور مسکرا دی۔وہ آگے بڑھا اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"یہ انمول ہے"اس نے آگے جھک کر تابندہ کے کان میں سرگوشی کی تھی

"کیا؟"وہ بھی آئینے میں اسے دیکھ رہی تھی

"برتھ ڈے گفٹ "اس نے اسی طرح سرگوشی کی تھی۔آج اس کے شوہر کا برتھ ڈے تھا اور وہ سب سے حسین لگنا چاہتی تھی اور وہ لگ بھی رہی تھی۔

تابندہ ہنس دی اور پھر مڑی۔اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ لیے "میری تعریف تو کرو "اس نے خفگی سے کہا تھا

زرار نے سینے پر بائیں جانب دل کی جگہ ہر دایاں ہاتھ رکھ کر سانس خارج کی، پھر مسکرایا اور آگے بڑھا۔نرمی سے اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھے اور پیچھے ہوا

"تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔یہ کلر تم پر بہت سوٹ کرتا ہے، یہ کم پہنا کرو "اور مسکرایا

وہ ہنس دی۔پھر کچھ حیران ہوئی "کم کیوں پہنا کروں؟"

زرار نے منہ بنایا "میں نے اور بھی کام کرنے ہوتے ہیں۔تم پر سے نظر ہی نہیں ہٹتی "اور اس نے سر جھٹکا

تابندہ ہنس دی اور پھر سر ہلایا "اوکے۔۔"پھر اس کی کہنی تھامی اور باہر کی جانب مڑی۔

ایک میز کے گرد اس نے تابندہ کے لیے کرسی نکالی تھی، گھر میں اندھیرا تھا صرف میز پر موم بتیاں جل رہی تھی۔اس نے لاؤنج میں بہت سے سرخ گلاب رکھے تھے۔ہر سو پھولوں کی خوشبو تھی، وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا، مسکراتے ہوئے سر ذرا سا ترچھا کیے گال ہتھیلی پر رکھے بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔

تابندہ نے آگے ہو کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا"اب بس بھی کرو"

وہ مسکرایا اور سیدھا ہوا۔پھر سانس خارج کی"میں میرے بس میں نہیں ہوں"

تابندہ ہنس دی۔پھر کہنی میز پر جمائی مٹھی تھوڑی تلے جمائی اور اسے دیکھنے لگی

"کیا گفٹ لیں گے آپ؟"اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

"کچھ بھی؟"اس نے شانے اچکائے

اس نے سر ہلایا۔پھر کبھی سوچنے لگی"آپ کو میں مل گئی ہوں کیا یہ کافی نہیں؟"

وہ ہنس دیا، پھر سر ہلایا"یہ کافی سے بہت زیادہ ہے"

تابندہ پھر سے ہنس دی اور میز پر پھولوں کے گلدستے کے ساتھ پڑا ایک چھوٹا چوکور ڈبہ جس پر سرخ ربن تھا اس کی طرف بڑھایا۔اس نے وہ ڈبہ تھاما اور اسے کھولا۔اندر خوبصورت سی مہنگے ترین برانڈ کی گھڑی تھی۔اس نے ایک نظر تابندہ کو دیکھا۔وہ مسکرائی اور اس کی نظریں سمجھ گئیں۔

"میرا شوہر بہت اچھا کماتا ہے اور اکثر میرا بینک بیلنس بھرتا رہتا ہے۔میں نے سوچا آپ کو کوئی اچھا سا گفٹ دوں"

وہ مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا"بڑا امیر اور سخی شوہر ہے آپ کا"

"بالکل۔۔ایک گردہ بیچ کر آئی فون لیتا ہے اور دوسرا گردہ دے کر بیوی کے ارمان پورے کرتا ہے"

"اوہ۔۔آپ کے شوہر کے پاس گردے نہیں ہیں؟"وہ حیران ہوا تھا

تابندہ نے نفی میں سر ہلایا "ان میں بیٹریاں ڈلی ہیں۔۔دن میں دو مرتبہ چارج ہوتا ہے اور پھر فر فر چلتا ہے "اور خود ہی ہنس دی۔

وہ بھی ہنسا تھا۔ پھر اس کا ہاتھ تھاما اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی۔ یہ اس نے کچھ دن قبل ہی اسے دی تھی۔

پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا "آئی لو یو۔۔"

وہ شرمائی، گال گلابی ہوئے، اس نے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا اور پھر مسکرا دی۔

زرار بھی مسکرا رہا تھا "ویسے یہ کون سا والا ریڈ ہے؟"

تابندہ نے ساڑھی کو دیکھا۔ پھر زرار کو دیکھا "چیری ریڈ"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا "محبت والا سرخ"

وہ آگے کو ہوئی "خون والا سرخ"

زرار نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے "دل والا سرخ"

"گلاب والا سرخ" اس نے شانے اچکائے تھے۔

"انتقام والا سرخ" وہ مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ میں عجب تاثر تھا۔

"آرٹ والا سرخ" وہ بھی جھٹ سے بولی

"نفرت والا سرخ" زرار کے لب ہلے اور لڑکی کا منہ بن گیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"محبت والا سرخ ہی ٹھیک ہے" اور اس نے زرار کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ لے لیا۔ وہ مسکرایا، وہ نفرت کے لیے نہیں بنی تھی۔ وہ سراپا محبت تھی، اس کی محبوبہ اس کی بیوی اس کی محبت تھی۔

اس نے جوس کا گلاس تابندہ کی طرف بڑھایا اور اس نے گلاس لبوں سے لگایا۔ یہ سردی کے دن تھے مگر اس نے صرف اس کی سالگرہ کے لیے سرخ ساڑھی پہنی تھی۔ اب اسے سردی لگ رہی تھی مگر وہ کہہ نہیں رہی تھی۔

زرار نے ڈنر میز پر لگایا، پھر اس کے طرف جھکا اور پیچھے سے اپنی بھوری جیکٹ پکڑ کر اس کے شانوں پر دے دی۔

"ٹھیک ہے؟" وہ اسی طرح جھک کر اس سے پوچھ رہا تھا۔ تابندہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور دونوں کی نظریں ملیں۔ وہ مسکرانا بھول گئی، اس نے پہلی بار اتنے قریب سے کسی کی آنکھ میں اپنے لیے احترام محبت اور وفا پہلی بار دیکھی تھی۔ وہ مبہوت ہوئی تھی، اسے زرار کو کچھ کہنا نہیں پڑتا تھا وہ سب سمجھ جاتا تھا۔ وہ مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا۔

"تھینک یو"

وہ مسکرایا اور پیچھے کو ہوا۔ پھر اپنی کرسی نکالی اور اس کے ساتھ رکھی۔ پلیٹ میں تھوڑا سا پاستہ ڈال کر سامنے رکھا۔ مزے کی بات تو یہ تھی کہ سالگرہ بھی اسی کی تھی اور کھانا بھی اسی نے بنایا تھا۔

زرار نے کانٹے میں پاستہ بھرا اور اپنی بیوی کی طرف بڑھایا۔اس نے پاستہ منہ میں رکھا، زرار بس اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتا رہ گیا۔اسے ان تاثرات کی امید نہیں تھی۔اس کی آنکھیں گلابی پڑیں، پھر گال گلابی ہوئے اور اس نے ہونٹ ایک دوسرے سے جدا کیے اور منہ سے سانس لیا۔وہ ہاتھ کو اوپر نیچے ہلا رہی تھی

"پانی۔۔"

اس نے پاس پڑا جوس کا گلاس اسے تھمایا اور اس نے ہونٹوں سے لگایا۔

پھر جدا کیا مگر مرچیں کم نہیں ہوئیں

"کیا زیادہ مرچیں ہیں؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

تابندہ نے سر اثبات میں ہلایا "بہت"

اسی لمحے اس نے کانٹا پاستے سے بھرا اور منہ میں رکھا مگر اسے کوئی زیادہ مرچیں نہیں لگیں۔

"ٹھیک ہے تابندہ۔۔زیادہ مرچیں نہیں ہیں"

اس نے اس کے بازو پر چپت رسید کی "ہیں نا۔۔میرا منہ جل گیا ہے"

زرار نے بے بسی سے سانس خارج کی۔وہ مرچیں بہت کم کھاتی تھی، ذرا سی زیادہ مرچیں ڈالو تو اس کا برا حال ہوتا تھا۔سرخ مرچیں تو جیسے ان کے لیے بنی ہی نہیں تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اٹھا اور کچن سے پلیٹ میں اس کے لیے سوفلے لے آیا۔ پھر چمچ میں بھر کر چمچ اس کی طرف بڑھایا، اس نے گلابی نم آنکھوں سے زرار کو دیکھا پھر سوفلے منہ میں رکھا۔ وہ مسکرایا

"اتنی پیاری لگ رہی ہو۔ غصہ مت کیا کرو یار، سویٹ اور خوبصورت لوگوں پر غصہ نہیں جچتا" اس نے سوفلے کا دوسرا چمچ بڑھایا اور مرچیں کم ہوئیں۔ پھر اپنی بیوی کو دیکھ کر ہنس دیا۔ اس نے برا سا منہ بنایا تھا جیسے بہت خفا ہے۔ وہ ذرا سا اس کے قریب ہوا

"آنکھوں والا سرخ یا مرچوں والا سرخ؟"

اس نے زرار کے بازو پر چٹکی کاٹی "غصے والا سرخ" اور سر جھٹکا

وہ کراہا، پھر بازو ملا اور پھر ہنس دیا۔ اس نے سوفلے کا تیسرا چمچ اس کی طرف بڑھایا تھا اور تابندہ نے کھا لیا۔

منظر وقت میں تحلیل ہو گئے۔ اسے اپنے شانے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا تو اس نے گردن موڑی۔ وہ اس کے بابا تھے

"کچھ کھالو"

اس نے نفی میں سر ہلایا "بھوک نہیں ہے بابا۔۔ زرار ابھی اٹھے گا تو میں اس کے ساتھ کھالوں گی"

وہ ابھی بھی اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔

اس کے باپ نے بازو بڑھا کر اس کے سر پر رکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اللہ مالک ہے بیٹا!"

دوپہر کے دو بجے کے قریب وقت تھا۔رابیل آفس سے نکلی اور پاس ہی ایک کیفے میں جا کر بیٹھ گئی۔ کافی آڈر کی اور ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لینے لگی۔اس نے بالوں پر سیاہ سن گلاسز ٹکائی تھیں اور سکرین پر جھکی ہوئی تھی۔وہ یہاں سے سیدھا اپنی امی کی طرف جائے گی اور وہ یہ بات مامون کو بتا رہی تھی۔سکرین پر ٹائپنگ کرتے اس کے چہرے پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔اس کا کافی کپ سامنے پڑا تھا، اس نے سکرین بجھا دی اور کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔اس نے آج پنچ پنک کلر کی گھٹنوں سے ذرا نیچے تک آتی قمیض پہن رکھی تھی، بازو کہنیوں تک فولڈ تھے اور نیچے کھلی نیلی جینز تھی۔اس نے ہلکے گلابی سنیکرز پہنے تھے اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے کافی پی رہی تھی۔فیکٹری کا کام ابھی شروع ہوا تھا اور بوتیک بھی ریپیئر ہو رہا تھا مگر اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔وہ خوش تھی مطمئن تھی۔اسے زرار کی خبر بھی مل گئی تھی کہ وہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتا ہے، سب ٹھیک ہو رہا تھا مگر شہاب ابھی زندہ تھا اور وہ کسی پر بھی گھات لگا سکتا تھا۔رابیل کے گلے میں ابھی بھی وہ لاکٹ موجود تھا جو مامون نے اسے دیا تھا۔اس نے کافی ختم کی ویٹر کو بلا کر بل پے کیا اور پھر اٹھ گئی، پرس تھاما اور باہر کو بڑھی۔ اس نے سن گلاسز نیچے آنکھوں پر کر لیں۔گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے محسوس ہوا تھا کہ جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں معمول کے مطابق رش تھا۔وہاں کچھ ایسا غیر معمولی نہیں تھا۔اس کا دل دھڑکا تھا۔دماغ نے الارم بجایا کہ شہاب ابھی زندہ ہے۔اس نے

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی، اس کے دل میں ایک بار مامون کا خیال آیا اور اس نے اس خیال کے تحت ساتھ والی سیٹ پر پڑے پرس میں سے فون پکڑا تھا

"کیا میں مامون کو بتادوں کہ مجھے یہاں کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا؟"

پھر اس نے فون رکھ دیا۔ ابھی وہ ہاسپٹل ہی جارہی ہے تو وہاں اس سے مل لے گی۔ اس سے ملنے کے احساس نے اسے بھلا دیا کہ دماغ نے ابھی ایک سرخ بتی جلائی تھی۔ اس نے سن گلاسز دوبارہ سر پر ٹکائیں اور گاڑی آگے بڑھادی۔

گاڑی بہت آگے جاکر سٹاپ پر رکی، سگنل پر سرخ بتی جل رہی تھی اور سبز بتی کا انتظار کیا جارہا تھا۔ اس نے ہاتھ سٹیرنگ پر جمائے ہوئے تھے اور سبز بتی جلنے کی منتظر تھی۔ دور ایک بل بورڈ پر اسے اپنے برانڈ کا نام دکھا تھا، وہ مسکرائی اور اسی وقت بتی سرخ سے سبز ہوئی۔ اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ اپنے دھیان میں آگے بڑھ رہی تھی اس کے پیچھے ایک سیاہ لینڈ کروزر تھی جو کافی دیر سے اسی کے پیچھے تھی۔ اس کے ذہن میں پھر خیال آیا کہ مامون کو کال کردینی چاہیئے۔ وہ گاڑی اسے سرخ بتی دے رہی تھی، گاڑی چلاتے وہ سائیڈ مرر سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل زوروں سے دھڑکا، اس نے گاڑی کی رفتار بڑھادی اور جیسے ہی فون پکڑ کر سکرین آن کی اس نے سائیڈ مرر میں دیکھا تو وہ گاڑی پیچھے سے غائب تھی۔ اس نے سانس خارج کی، وہ شاید زیادہ ہی سوچ رہی ہے۔ اس نے فون سیٹ پر رکھ دیا، اس نے ایک دن میں دو مرتبہ سرخ جھنڈی کو نظرانداز کیا تھا۔ فیصل مسجد سے دور

ایک سڑک پر اس نے موڑ لیا، یہ ہاسپٹل کی طرف جاتا آسان راستہ تھا مگر پر سکون سا، یہ سڑک نئ بنی تھی اور ارد گرد مکان ابھی خاموش تھے جیسے نئے بنے ہوں اور مکینوں کے منتظر ہوں۔ وہ جلد از جلد ہاسپٹل جانا چاہ رہی تھی تاکہ یہ جو بار بار دماغ میں سرخ بتی جل رہی تھی یہ مزید تنگ نہ کرے۔ وہ اپنے دھیان میں آگے بڑھ رہی تھی، لمحوں کا کھیل تھا اور ایک لمحے میں پیچھے سے ڈرفٹ لگاتی سیاہ لینڈ کروزر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی، اس نے ایک دم سے بریک لگائی اور جھٹکا کھا کر آگے ہوئی۔ دل اچھل کر منہ میں آیا، ذہن نے پھر سرخ بتی جلا دی۔ وہ آنکھیں پھاڑے سامنے سیاہ لینڈ کروزر سے نکلتے شخص کو دیکھ رہی تھی، اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ رنگت زرد ہوئی اور دماغ نے ملامت کی کہ کیوں میری بات نہیں مانتی تم؟ اسے مامون کو کال کر دینی چاہیئے تھی، دماغ کے سرخ جھنڈے جھوٹ نہیں بول رہے تھے۔ اس نے چھٹی حس کو انڈر ایسٹیمیٹ کیا تھا۔ اس کے ہاتھ سٹیرنگ پر جمے تھے۔ سامنے سے آنے والے شخص کو وہ پہچانتی تھی مگر افسوس جانتی نہیں تھی۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا، اس کا ایک ایک بڑھتا قدم رابیل کی سانسوں پر بھاری تھا۔۔ وہ آگے آتا جا رہا تھا اور رابیل اپنی سانسیں گن رہی تھی۔ پھر ذہن نے اسے ملامت کرنا چھوڑا، اس نے وہی کام کیا جو اسے کرنا تھا اور رابیل کو اپنے ہونٹ ہلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے

"Jo Jo ...signal Rameen"

اور بس، وہ اس کی کھلی ہوئی کھڑکی کے پاس تھا۔ رابیل کا دماغ شل، کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا۔ اس کی رنگت اڑ چکی تھی۔ وہ گردن موڑے کھڑکی کے پار اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس کی وجہ سے اس نے کئی اذیتیں سہی تھیں۔ آنے والے شخص نے اسے بندوق دکھائی اور بازو اندر بڑھا کر اس کا دروازہ کھول دیا۔ وہ ابھی بھی بت بنی بیٹھی تھی، کیا موت دیکھ کر انسان ایسے ہی پتھر ہوتا ہے جیسے رابیل ہوئی تھی۔ دماغ نے اب کام کرنا چھوڑ دیا تھا، اس نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ ایسے اس تک آئے گا اور آئے گا تو رابیل کو کہیں جانے کے قابل نہیں چھوڑے گا۔

"باہر آؤ" اس نے تنے نقوش اور سرد لہجے میں کہا تھا۔ اس کی آواز رابیل اچھے سے پہچانتی تھی، بھاری گھمبیر آواز۔ ایسی آواز جس میں رعب تھا، ایسا رعب جو ڈر تلے انسان کو کچل دے۔ وہ شہاب تھا

رابیل ڈھیٹ بنی رہی۔ اس نے سیٹ بیلٹ لگائی ہوئی تھی اور وہ بس شہاب کو گھور رہی تھی جس نے اس کی کنپٹی پر بندوق تانی تھی۔

"میں نے کہا باہر آؤ" وہ غصے سے بلند آواز میں بولا تھا۔ اب کی بار وہ سہم گئی، دل کی دھڑکن مزید بڑھی۔ وہ اتنی جلدی مرنا نہیں چاہتی تھی کم از کم اس شخص کے ہاتھوں نہیں۔

رابیل نے تھوک نگلا "میں باہر نہیں آؤں گی" اسے خوف محسوس ہوا تھا اور یہی خوف اس کی آنکھوں میں بھی تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آگے کو جھکا "میں تمھیں اتنی گولیاں ماروں گا نا کہ تمھارے گھر والے ساری عمر وہ گولیاں ہی گنتے رہیں گے۔۔مجھے ضدی لڑکیاں اچھی نہیں لگتیں اور میں اگر چاہوں تو اس سیٹ بیلٹ کو تمھارے لیے موت کا پھندا بنا دوں مگر نہیں۔۔کیا پتہ میرا ارادہ تمھیں زندگی دینے کا ہو" وہ سرگوشی کر رہا تھا۔رابیل کی بھوری آنکھیں اس کی آنکھوں میں گڑھی ہوئی تھیں اور وہ جیسے خواب دیکھ رہی ہے۔

ایک برا خواب

وہ پیچھے کو ہٹا "باہر آؤ" اس نے پھر غصے سے کہا تھا اور اس نے سیٹ بیلٹ کھول دی۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور رابیل کی کہنی کو مضبوطی سے پکڑا،اس کی کلائی دیکھی وہاں کوئی گھڑی نہیں تھی۔وہ رابیل کو گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر آیا اور ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا۔۔رابیل گرتے گرتے بچی تھی۔وہ آگے بڑھا اور رابیل گاڑی کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔اس کا تنفس بڑھا تھا،ہتھیلیوں پر پسینہ آیا تھا اور پیٹ میں مروڑ پڑ رہے تھے۔اس کے لمبے بال شانوں سے آگے آئے ہوئے تھے، آنکھوں میں گلابی پن اور نمی بیک وقت تھی۔وہ آگے بڑھا اور اس کے گال پر بندوق کی ٹھنڈی نال رکھی،پھر مسکرایا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا

“You’re all what I want”

پھر بندوق اس کی گردن پر رکھی اور سرد مہری سے بولا

“And I can kill what I want”

رابیل کو لگا اس کی روح جسم سے نکل رہی ہے، جسم یخ ٹھنڈا تھا اور وہ کچھ بول نہیں پا رہی تھی جیسے زبان تالو سے لگی ہے اور آواز کہیں اندر غائب ہے۔دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ جیسے وہ مزید دھڑکا تو سینہ چیر کر باہر آئے گا۔

شہاب نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اسے کہنی پکڑ کر اس طرف موڑا "بیٹھو اندر"

"میں نہیں بیٹھوں گی" رابیل ایک قدم پیچھے ہٹی تھی

وہ آگے بڑھا اور ایک جھٹکے سے ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن تک لے گیا، وہ پوری شدت سے اس کا گلا دبا رہا تھا

"مرو پھر" اس کے جبڑے بھینچے تھے، دانت پیستے وہ آنکھوں میں خون لیے رابیل کو گھور رہا تھا وہ اس کے ہاتھوں پر ناخن گاڑھتی خود کو آزاد کروا رہی تھی مگر اس کی رنگت سرخ ہو چکی تھی، سانس آنا محال تھا۔ کنپٹی کی رگ واضح ہوئی اور ہونٹ جامنی ہونے لگے۔اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا

"ایسے ہی مرو تم" وہ دانت پیستے بولا تھا۔

"چچ۔۔ چھوڑو۔۔" وہ بس یہی بول پائی، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور اس کی آنکھیں اوپر کو ہونے لگی تھیں جیسے وہ آخری لمحات میں ہے۔

اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور رابیل ایک دم سے آگے کو ہوئی، وہ گھٹنوں کے بل جھکی سانس لے رہی، بال آگے کو آئے تھے۔ وہ وہیں گاڑی کے پاس نیچے زمین پر بیٹھ گئی۔ وہ اس کے قریب بیٹھا اور پھر اسے دیکھتا رہا۔

"دیکھو رابیل۔۔ میرا تم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔۔ میں تو تم سے محبت کرتا ہوں اور محبت کرنے والوں کو مارا تھوڑی جاتا ہے۔ میں تمھیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا، پھر مامون کو بلاؤں گا اور وہ آئے گا اور تمھیں لے جائے گا" اس نے سادگی سے بات ختم کی جیسے یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

رابیل نے چہرہ اٹھایا، لمبے بال شانوں سے آگے اس کے چہرے کے گرد پھیلے تھے۔ اس نے گہری سانسیں لیتے گھورا، پھر مسکرائی

"تم مجھے۔۔ مار۔۔ دو۔۔" پھر سانس لینے لگی "مامون۔۔ نہیں آئیں۔۔ گے" پھر ہنس دی "میں۔۔ تم پر۔۔ لعنت بھیجتی ہوں" اور کہتے ہی اس نے زوردار قسم کا تھپڑ اس کے گال پر رسید، پھر زمین پر جھکی، اس کا سینہ تنگ ہو رہا تھا۔ اس کے تھپڑ سے شہاب کا چہرہ ایک طرف کو لڑھک گیا مگر اب کی بار اس نے رابیل کو دیکھا تو آنکھوں میں خون اترا تھا۔۔

اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے بال سر کی پشت سے نوچے، وہ درد سے کراہی تھی۔ دونوں بازو پیچھے موڑے وہ خود کو چھڑا رہی تھی۔ آنکھوں میں گلابی لکیریں تھیں مگر وہ رو نہیں رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم۔۔ تمھارا شوہر۔۔ تم سب مروگے" وہ دانت پیستے بولا تھا۔ پھر ایک جھٹکے سے اس کے بال چھوڑے اور کھڑا ہوا۔

بندوق اس کے سر پر تان دی، "چلو شاباش اٹھو"

رابیل نہیں کھڑی ہوئی۔ وہ سڑک پر ہتھیلیاں رکھے سانس بحال کر رہی تھی، وہ نیچے جھکا اور اسے کہنی سے پکڑا اور کھڑا کیا۔ پھر دھکا دینے کی صورت میں اسے پیسنجر سیٹ کے ساتھ کھڑا کیا، بندوق کی نال اس کی گردن پر رکھی

"چلو۔۔ بیٹھو۔۔" یہ حکم تھا۔ رابیل نے اس کی آنکھوں میں اترا وحشی پن دیکھا۔ پھر سانس خارج کی، اپنی گردن پر ہاتھ رکھا تو ہاتھ ٹھنڈا تھا۔

اس نے پھر ایک نظر شہاب کو دیکھا، اب کوئی چارہ نہیں اور پھر بیٹھ گئی۔ اس نے زور سے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا۔

رابیل خاموشی سے سامنے دیکھ رہی تھی، اب وہ نڈر تھی۔ اسے نڈر ہونا تھا، ساتھ بیٹھا شہاب گاڑی آگے بڑھا رہا تھا۔ پھر گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا

"تمھیں کیا لگتا ہے کہ تم نے اس دن مجھے دیکھ لیا تھا اور مجھے پتہ نہیں چلا۔۔ تم مجھے دیکھ کر بھاگ گئی اور میں تمھیں آزاد چھوڑ دوں گا" وہ غصے میں بول رہا تھا۔

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور بس دیکھتی رہی۔ وہ آج بھی نہیں بدلا تھا، وہ نہیں بدل سکتا تھا۔

یہاں سے دور ایک کمرے میں مینا بیٹھی تھی، اس نے اپنے لیپ ٹاپ کی سکرین آن کی تھی، پھر سانس خارج کی اور گلا کھنکھارا

"Jo Jo .. connect me with your live location right now"

اور اسی وقت اس کی لیپ ٹاپ سکرین پر ایک سرخ رنگ کا نشان دکھ رہا تھا۔ نشان آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ جانتی تھی اسے کیا کرنا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک رات قبل:

رابیل ہاسپٹل کے باہر بنچ پر بیٹھی تھی۔ باغ میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹے تھے۔ وہ آسمان دیکھ رہی تھی جب رامین اس کے ساتھ آ بیٹھی تھی، اس کے ہاتھ میں چپس کا پیکٹ تھا اور وہ اس نے رابیل کی طرف بڑھایا۔ رابیل نے پہلے مینا کو دیکھا پھر چپس کے پیکٹ میں ہاتھ ڈال کر چند ایک چپس نکالے اور منہ میں رکھے۔

رامین نے چپس چبا کر اندر نگلے "کیسا لگ رہا ہے اتنی عرصے بعد مامون بھائی کو دیکھ کر؟"

وہ مسکرائی "بہت اچھا۔۔اتنا اچھا کہ میں بتا نہیں سکتی "اس کے مرجھائے چہرے پر ایک عجیب سی چمک عجیب سا اطمینان تھا جیسے لمحوں میں سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہو۔

"میں نے کہا تھا نا کہ وہ واپس آجائیں گے۔۔وہ آ گئے "مینا مسکراتے ہوئے اسے بتا رہی تھی

رابیل نے فقط سر ہلایا اور پھر سر جھکا دیا۔مینو اسے دیکھتی رہی، پھر اس کے بازو سے کہنی ٹکرائی "کیا سوچ رہی ہو؟"

"کچھ نہیں "اس کی آواز دھیمی تھی۔اس نے مینا سے نظریں چرائیں جیسے وہ واقعی کچھ چھپا رہی تھی۔

مینا نے سانس خارج کی "بتا دو۔۔بہن ہوں تمھاری نہیں بتاتی کسی کو "اس نے بے پرواہی سے کہا اور چپس کا ٹکڑا منہ میں رکھا۔

رابیل نے مینا کو دیکھا اور پھر گلا کھنکھارا "وعدہ کرو کسی کو نہیں بتاؤ گی"

"نہیں بتاتی۔۔وعدہ "وہ بھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

رابیل نے تھوک نگلا "شہاب میرے آفس آیا تھا "اس کا دل دھڑکا تھا، کیا اسے مینا کو بتا دینا چاہیئے تھا؟ پتہ نہیں مگر اب تو وہ بتانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔مینا ویسے بری رازدار نہیں تھی۔

اور اس نے مینا کے سر پر بم پھوڑ دیا۔وہ منہ کھولے اپنی بہن کو دیکھتی رہی، پھر پلکیں جھپکائیں

"پھر؟" ہاتھ میں پکڑا چپس کا پیکٹ بھول گئی اور اسے بس رابیل دکھائی دی

"پھر۔۔وہ میرے سامنے تھا مینو۔۔اس وقت آفس میں کوئی نہیں تھا۔آئمہ تھی،اس نے آئمہ کو کچن میں لاک کر دیااور وہ میرے سامنے تھا"وہ آہستہ آواز میں بتا رہی تھی۔

"اچھا پھر؟"اس کا تجسس اور دلچسپی بڑھی تھی،وہ ذرا سا ساتھ ہوئی

"وہ میرے سامنے تھااور کہہ رہا تھا کہ میں نے کہا تھا نا کہ وہ سامنے کیوں نہیں آتا پیچھے چھپ کر کیوں بیٹھا ہے تو وہ سامنے آگیا۔۔مینو مجھے اس وقت اتنا ڈر لگا تھا مگر میں نے شو نہیں کرایا"رابیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا

"پھر کیا ہوا؟"

"پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کافی پیو گے کیونکہ ہمارا خون پی پی کر تھک گئے ہو گے"اس کی آنکھوں کے سامنے اس دن والے منظر گھوم گئے۔

مینا ہنس دی"پھر؟"اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی،ہتھیلی سر تلے جمائی اور سر ترچھا کر کے اسے دیکھنے لگی

رابیل نے شانے ڈھیلے چھوڑے"وہ میرے قریب آیا اور میں پیچھے ہوئی۔پھر میں نے پیچھے پڑا جار اس کے سر پر دے مارا اور باہر بھاگ آئی"رابیل نے جلدی سے بات مکمل کی

"اور وہ مر گیا؟"مینا نے انتہائی معصومیت سے پوچھا تھا

رابیل نے اس کے بازو پر چپت رسید کی"نہیں بدھو۔۔میں چھپ گئی اور وہ بھاگ گیا"

مینا نے برا سا منہ بنایا "اسے باندھ لیتی۔۔دو تین چپیڑیں لگاتی "اور سر جھٹکا

"ہاں وہ تو چھوٹا بچہ ہے۔میں اسے پکڑتی اور باندھ لیتی "رابیل مینا پر طنز کر رہی تھی

مینا نے سانس خارج کی "اب کیا ہو سکتا ہے بیلی۔۔وہ تمھارے پاس آیا اور تم نے جانے دیا "وہ افسوس سے رابیل کو دیکھ رہی تھی

"وہ پھر آئے گا مینو "رابیل نے پراسرار انداز میں کہا تھا

"تمھیں کیسے پتہ؟ "مینا حیران ہوئی تھی

"اگر کوئی انسان کسی کرمنل کو کرائم کرتے دیکھ لے تو پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟ "رابیل رامین کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔اس اندھیری رات میں بھی دونوں بہنیں ایک دوسرے کی آنکھوں میں چمک دیکھ سکتی تھیں

مینا کا سانس تھم گیا اور آنکھیں پوری کھل گئیں "یعنی۔۔تم نے اسے۔۔دیکھا ہے؟ "

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر مینو کو دیکھا "اور مجھے لگتا ہے کہ اسے پتہ ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے "

"اوہ نو۔۔اب؟ "اب مینا کو پتہ نہیں کس چیز کی ٹینشن کس چیز کی جلدی پڑ گئی تھی

"اب وہ پھر آئے گا "رابیل نے اپنا سب سے خوفناک خدشہ ظاہر کیا تھا۔وہ خدشہ جو اسے پریشان کیے ہوئے تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ۔۔"وہ شانے ڈھیلے چھوڑ کر بیٹھ گئی"تم مامون بھائی کو بتادو"اس نے جلدی سے حل پیش کیا

"نہیں"رابیل جھٹ سے بولی تھی"وہ ابھی اتناsuffer کر کے آئے ہیں۔۔اب مزید نہیں"

اس نے منہ بنالیا

"پھر اب؟اشعر کو بتادو"مینا نے ایک نیا حل پیش کیا تھا

"یہ صحیح ہے۔پہلے میرا شوہر اب میرا بھائی۔۔مجھے وہ دونوں بہت عزیز ہیں"پھر خاموش ہوئی۔

توقف کیا"میں نے اسے دیکھا تھا ناوہ میرے پیچھے آیا تھا۔میں ہی یہ رسک لوں گی"اس نے اپنے

خدشے کا حل خود ہی بتادیا

مینا نے اسے شاک سے دیکھا تھا"تم ہوش میں تو ہو؟پاگل واگل تو نہیں ہو گئی؟زرار بھائی کی حالت

دیکھی ہے"اس نے رابیل کے سر پر چپت رسید کی

اس نے عاجزی سے مینو کو دیکھا"ہاں تو؟مجھے یہ شیور نہیں ہے کہ اسے پتہ ہے کہ میں نے اسے

دیکھا ہے۔۔مے اور مے ناٹ بی"اس نے شانے اچکائے

"اور اس ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا ہے کے چکر میں تم خود کو قربان کرنے جا رہی ہو"وہ غصے

میں آگئی تھی۔آواز ذرا سی بلند ہوئی تھی"آئی بڑی جھانسی کی رانی"اور سر جھٹکا

"مجھے آگ میں کودنے کی عادت ہے"اس نے جھٹ سے کہا تھا

"شٹ اپ رابیل۔۔میں تمھیں یہ بیوقوفی ہر گز نہیں کرنے دوں گی" وہ جیسے اسے ڈانٹ رہی تھی، پھر اس نے رابیل کا ہاتھ پکڑ لیا تھا

رابیل نے سانس خارج کی "تمھیں کیا لگتا ہے مینو کہ مامون زندہ واپس آئے ہیں، زرار بھی آزاد ہے اور وہ سکون سے بیٹھے گا۔۔اوپر سے مجھے لگتا ہے کہ اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔۔وہ چپ نہیں رہے گا، وہ پھر سے پیچھے آئے گا۔۔اور اب میں ہوں گی"

"تمھیں کنفرم نہیں ہے بیلی۔۔خود کو رسک میں مت ڈالو" مینا اسے سمجھا نہیں پا رہی تھی اور وہ سمجھ نہیں رہی تھی

"زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا؟" رابیل نے نڈر ہونے کا مظاہرہ کیا تھا مگر مینا اسے اس سے زیادہ جانتی تھی

"زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ ہم تمھیں کھو دیں گے" اس نے پھر غصے سے کہا تھا مگر اس غصے میں فکر تھی محبت تھی، وہی محبت جو ایک بہن کو دوسری بہن سے ہوتی ہے۔

"نہیں کھو سکتے" اس نے چہرہ موڑ لیا "میں تھک گئی ہوں مینو کبھی تابندہ کبھی میں کبھی مامون کبھی زرار۔۔میں یہ کھیل ختم کر دوں گی۔میں اب اور لوگوں کو نہیں کھو سکتی" اس نے اٹل الفاظ کہے تھے۔مینا جانتی تھی کہ اب وہ نہیں ہٹے گی۔

"ٹھیک ہے۔۔پھر ایک کام کرو" مینا نے ہتھیار ڈال دیے کیونکہ رابیل تو پیچھے ہٹنے سے رہی اور وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔

"کیا؟"اس نے مینا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

موجودہ وقت:

اس نے گاڑی ایک کنسٹرکشن سائٹ پر روکی تھی، پھر کہنی سے تھامے گھسیٹتے ہوئے رابیل کو ساتھ اندر لایا تھا۔ایک طرف رابیل کو لا کر خود سے آگے جھٹکا دیا اور وہ سنبھل نہیں پائی اور زمین پر گر گئی۔درد سے وہ کراہی، آنکھوں میں تکلیف اور خوف بیک وقت تھا۔وہ اس پر جھکا اور آنکھوں میں تپش لیے اسے دیکھا

"تم نے۔۔مامون کو چنا۔۔تم نے مجھے چھوڑ دیا"وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا،اب وہ نرمی سے بول رہا تھا۔رابیل حیران تھی وہ شخص کتنی جلدی کتنے اچھے سے رنگ بدل لیتا تھا"میں نے تمھیں کتنا چاہا تھا۔تمھیں میری چاہت نظر نہیں آئی؟میں ہمیشہ ہی محبت میں ہار جاتا ہوں"پھر کھڑا ہوا، نقوش تن گئے اور رابیل کی طرف بندوق تان دی

"سوری۔۔اب تم لوگوں کو قید نہیں کر سکتا۔۔اب جو میرے ہاتھ آئے گا وہ مرے گا اور شروعات تم سے"وہ بے حس ہو چکا تھا، برف کی طرح سخت اور ٹھنڈا۔اسے رابیل کی بھوری آنکھوں میں زندگی کی امید نظر نہیں آئی۔اسے نظر نہیں آیا کہ وہ جینا چاہتی ہے،اس کا ایک گھر ہے اور وہ اپنا گھر بسانا چاہتی ہے۔اسے بھوری آنکھوں میں وہ چمک نہیں دکھی جو محبت کرنے والوں کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔وہ اس سے رحم کی بھیک نہیں مانگے گی،وہ اس کے سامنے زندگی کے لیے نہیں جھکے گی۔

اس نے دانت پیستے رابیل کو گھورا"وہ وقت یاد کرو۔۔تم نے میرے گرد آگ کا دائرہ کھینچا تھا اور میں نے تمھاری۔۔تمھارے پیاروں کی زندگی جہنم بنادی"پھر ہنس دیا"انتقام تو پورا ہو کر رہے گا"وہ سفاکی کی حد تک ظالم اور ظلمت کی حد تک سیاہ تھا۔

رابیل پیچھے ہوتی چلی گئی،اسے پہلی اور آخری بار زندگی اچھی لگی تھی۔اب موت سر پر تھی تو اسے جینا تھا۔اس کی قمیض کی بائیں جانب اندر والی سائیڈ پر ایک جیب سی سلی تھی اور اس میں کچھ تھا جس میں سبز بتی جل رہی تھی۔

"کچھ کہنا ہے۔۔کہہ لو"اس کی آنکھیں سرخ مگر نم تھیں۔بندوق کی نال کا رخ رابیل کی طرف تھا، اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی اور بس دبانا رہ گیا تھا

رابیل نے سانس خارج کی اور خود کو پیچھے گھسیٹا۔پھر مسکرائی۔اس کا دل زوروں سے دھڑکا اور دھڑکتا رہا۔اس کی آواز میں اعتماد تھا،ایک یقین اور پختگی

“Everything in this world is happened for a reason and that reason is usually physics”

اور شانے اچکائے۔سامنے کھڑا شہاب سمجھ نہیں سکا تھا۔اسے رابیل کے لہجے کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

یہاں سے دور مامون کی کلائی پر بندھی گھڑی پر ایک سرخ سگنل جل رہا تھا،وہی سگنل تیمور اور ساتھ کھڑے معاذ کی گھڑی پر بھی جلا تھا۔وہ تینوں ایک ہی وقت میں باہر کو بھاگے تھے۔ہاسپٹل کے کیفے

میں اپنے دوست کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیتے اشعر کی کلائی میں بندھی گھڑی میں بھی تھرتھراہٹ ہوئی تھی اور وہ بھی چائے چھوڑ کر بھاگا تھا۔

ایک رات قبل:

مینا نے اپنے گلے میں لٹکی اپنی اے آئی جوجو اتار کر رابیل کی طرف بڑھائی، اس کا ہاتھ پکڑا اور ہتھیلی پر جوجو کو رکھ دیا

"یہ۔۔یہ تمھاری اور ہماری ہیلپ کرے گی۔۔یہ مجھے مامون بھائی نے دی تھی۔یہ صرف رامین کی آواز پہچانتی ہے رامین کا آڈر مانتی ہے مگر اب یہ رابیل کو بھی پہچانے گی" وہ مسکراتی اچھی لگ رہی تھی۔چھوٹے بالوں والی رامین کے پاس ایک اچھا دل تھا، دماغ کی گارنٹی وہ خود نہیں دیتی۔

پھر اس نے گلا کھنکھارا

"Jo Jo .. say hi to Rabeel"

ہاتھ میں پکڑی کمپس میں ایک سبز سی بتی جلی "ہائے رابیل"

اور رابیل مسکرادی۔مینا بھی مسکرائی تھی۔

"یہ ہماری ہیلپ کرے گی۔۔اس کو تم وہاں رکھو گی جہاں کوئی نہیں جان سکتا۔اوکے؟اب سے یہ تمھارے ساتھ رہے گی" اس نے رابیل کے شانے پر ہاتھ رکھا

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا اور مسکرائی "تھینک یو مینو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آگے ہوئی اور مینا نے گلے لگی۔ مینا ہنس دی "ہاؤ جیہ نئنیس آئی ایم" اور بڑی شان سے بال جھٹکے

رابیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا "یہ میرے شوہر نے تمھیں دی ہے"

رامین نے سانس خارج کی "اوکے۔۔ کوئی بات نہیں، میرے بھائی ہیں۔ اتنا تو کر ہی سکتے ہیں"

رابیل نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ مینا نے گلا کھنکھارا "وہ لوگوں کو لوگوں کی ابسیشن سے مارتا ہے۔ وہ تمھیں مارے گا یعنی مامون بھائی کو بھی مارے گا۔۔ میں اپنی فیملی کے لیے اتنا تو کر ہی سکتی ہوں" اور شانے اکا کر مسکرائی۔ رابیل بھی مسکرائی اور ہتھیلی میں پڑی جوجو کو دیکھا

مینا کچھ یاد آنے پر بولی "تم نے کہا کہ تم نے اسے دیکھ لیا تھا۔۔ وہ کون تھا؟"

رابیل سنجیدہ ہوئی، مینا کو دیکھا "اسے ہم پہچانتے ہیں"

"کون؟"

رابیل نے رامین کی آنکھوں میں دیکھا اور لب ہلائے

"بلیک اینڈ براؤن"

موجودہ وقت:

گولی چلنے کی آواز گونجی تھی اور رابیل کا سانس تھم گیا، اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور وہ پیچھے کو ہوئی۔ خون کے چھینٹے اس کے کپڑوں پر پڑے اور بندوق دور جا گری۔ سامنے کھڑے مرد کی آنکھیں خون لیے ہوئے تھیں۔ اس کے دائیں ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا اور بندوق رابیل سے کچھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فاصلے پر تھی۔رابیل نے پہلے بندوق دیکھی، پھر سامنے کھڑے شہاب کو جو اسے گھور رہا تھا۔اس نے یہ توقع نہیں کی تھی۔نہ رابیل نے نہ رابیل کے سامنے کھڑے شخص نے۔وہ دونوں ایک لمحے کے لیے چونک گئے تھے اور جس نے گولی چلائی تھی اسے چونکانے کی عادت تھی۔وہ جو رابیل کو گھور رہا تھا اس میں کچھ خاص تھا مگر کیا؟اس کی "آنکھیں"

"اس کی ایک آنکھ بھوری اور ایک آنکھ سیاہ تھی"

کسی کی ہیل کی "ٹک ٹک" آواز پیدا کر رہی تھی۔وہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا تھا جس نے فائر کیا تھا، جس کا نشانہ صحیح اور جو شکار میں ماہر تھی،ایسا اس کا دوست کہا کرتا تھا۔کچھ فاصلے پر اندھیرے سے روشنی میں ایک لڑکی آئی تھی،اس کے بال چھوٹے تھے آنکھیں سیاہ تھیں اور اس کے ہاتھ میں بریٹا پسٹل تھا۔وہ شہاب کو دیکھ کر مسکرائی اور شانے اچکائے،اس کی مسکراہٹ میں کچھ عجیب تھا۔شاید وہ محظوظ ہو رہی تھی،وہ انجوائے کر رہی تھی کیونکہ وہ ایڈونچرز انجوائے کرتی تھی۔

شہاب نے پہلے رابیل کو دیکھا پھر رامین کو۔۔وہ ٹھٹھکا،چونک گیا۔۔حیرت اب عروج پر تھی،وہ رامین کو بھی جانتا تھا رابیل کو بھی مگر کیا وہ واقعی "رامین" کو جانتا تھا۔

مینا قدم بڑھاتی اس کے عین سامنے کھڑی ہوئی "چچ۔۔حسیل بھائی آپ کی گن پر گرپ اچھی نہیں ہے" پھر مسکرائی "میں سکھاؤں؟" اور ہنس دی۔اس نے اپنا بریٹا پسٹل اس کی طرف تانا اور پھر مسکرائی

حسیل پوری شدت سے چلایا"تم۔۔"وہ شاک سے باہر آگیا،اب قبولیت کی گھڑی تھی۔وہ مینا کو کچھ کچھ جان گیا تھااور جو رہ گیا تھاوہ ابھی جان جائے گا

مینانے اس کی بات کاٹ دی اور بڑی شان سے بالوں کو جھٹکا دیا

“Yes, I Rameen .. the great is here”

اور سامنے کھڑے حسیل کو دیکھ کر سنجیدہ ہوئی۔اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی، بالکل سپاٹ چہرہ۔ جذبات سے عاری پتھر کی ملکہ کا چہرہ۔۔

"تم۔۔تم یہاں کیسے آئی؟"وہ غصے سے غرا رہا تھا،قبولیت آسان نہ تھی۔اس کے ارادے یوں اچانک خاک میں ملے تھے یہ اس کے لیے بھی بات ہر گز نہیں تھی۔اس نے رامین سے نظریں ہٹائیں رابیل کو گھورا جو کہ کھڑی ہو چکی تھی"تم نے مجھے دھوکا دیا"وہ رابیل کو غصے تیش اور نفرت سے دیکھ رہا تھا۔مینا نہ ہوتی تو وہ رابیل کو کچا چبا جاتا۔۔

اس نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے دبا رکھا تھا،خون بھل بھل بہتا نیچے گر رہا تھا،وہ تکلیف میں تھا۔ دل کی بھی اور جسم کی بھی،اس کی آنکھیں تکلیف کی گواہ تھیں مگر کیا فرق پڑتا ہے۔اس کا مکافات شروع ہو چکا تھا۔

مینانے منہ بنایا"ارے رے رے۔۔آپ کھیلیں تو ٹھیک ہم کھیلیں تو چیٹنگ"پھر ہنس دی۔مینا کو صحیح مزہ آرہا تھا۔وہ جانتی تھی کہ اب جیت ان کی ہو گی

"تم کیسے آئی؟"اس کی بھنویں بھینچ گئیں۔۔وہ ابھی بھی مینا کی غیر معمولی صلاحیتوں سے واقف نہیں ہوا تھا

مینا آگے کو ہوئی اور سانس خارج کی۔آنکھیں گول گھمائیں "حسیل بھائی۔۔بچپن میں فزکس پڑھی تھی۔۔ابھی میں آپ کو اس کی ایک ایگزامپل دکھاتی ہوں" وہ سیدھی کھڑی ہو گئی۔

اس نے گلا کھنکھارا۔پھر مسکرائی اور رابیل کو دیکھا،ہونٹ جدا کیے اور بلند آواز میں بولی

“Jo Jo .. come out .. move east tear the cloth and move out ..”

اس نے جوجو کو ہدایت دی تھی اور وہ رابیل کی قمیض کی دائیں جانب بنی جیب پھاڑ کر باہر آئی تھی،وہ ہوا میں معلق تھی اور وہ تینوں اسے دیکھ رہے تھے۔۔

“Jo Jo .. electrocute the most negative energy in the west”

اور جوجو میں کوئی جذبات نہیں تھے۔وہ جو سنتی تھی عمل کرتی تھی اور وہ مینا کی ہی سنتی تھی۔وہ حسیل کی طرف بڑھی،اس کے سینے پر جا لگی اور اسے ایک دم ہائی والٹ کا کرنٹ لگا۔وہ پیچھے کو ہٹا اور کراہا۔دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ جھک گیا۔جوجو واپس مینا کی طرف آئی تھی اور اس نے اسے ہاتھ میں تھام لیا۔پھر ہنس دی

"میں صرف ماسٹر ہوں حسیل بھائی۔۔"وہ معصومیت سے بولی تھی

"یہ مجھے میرے ماسٹر نے دیا تھا۔۔ملنا چاہیں گے؟"اور مسکرادی۔وہ سیدھا ہوااور ہھر مینا کو دیکھا۔ اگر وہ اسے زندہ چھوڑ دیں تو وہ سب سے پہلے اس چٹاخ بھر لڑکی کا حشر کرے گا مگر یہ اس کی حسرت ہی تھی۔

پھر پورا گلا پھاڑ کر بولی

"Introducing you the master of master .. Mamoon Afandi"

کہتے ہی اس نے دونوں بازو دائیں جانب موڑے جیسے کسی کا ویلکم کر رہی ہے۔کسی کے بھاری بوٹوں کی آواز گونجی تھی۔دائیں طرف اندھیرے سے روشنی کی طرف ایک شخص آیا تھا۔اس کی آنکھیں سیاہ تھیں نقوش تنے ہوئے۔مینا اسے دیکھ کر مسکرائی، سینے پر ہاتھ رکھا اور سر کو ذرا سا خم دیا۔

مامون حسیل کے سامنے کھڑا تھا مگر فاصلے پر، سامنے کھڑے حسیل کے چہرے پر خوف تھا۔وقت نے انھیں ایک بار پھر مقابل کھڑا کیا تھا۔اب پھر رابیل دونوں کے درمیان تھی، وہ آمنے سامنے رقیب بھی تھے قریب بھی تھے مگر اب جذبات بدل گئے تھے۔حالات بدل گئے تھے۔یہاں آگ تھی، انتقام اور نفرت کی

مامون نے لب ہلائے، آواز حسیل کی سماعت سے ٹکرائی اور دماغ تک جا پہنچی

"لانگ ٹائم شہاب" پھر زبان دانتوں تلے دبائی "سوری۔۔ حسیل مرتضیٰ" اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں۔

حسیل مسکرایا۔ پھر ہنس دیا اور ہنستا گیا۔ وہ کوئی دیوانہ لگ رہا تھا، ہارا ہوا دیوانہ

"تو تم لوگوں نے مجھے پکڑ لیا۔۔ گڈ جاب۔۔ ویل بہت مزہ آیا تم لوگوں کے ساتھ کھیلنے میں۔۔ خدا کی قسم مجھے ساری زندگی اتنا مزہ نہیں آیا جتنا مرنے سے پہلے آیا ہے" پھر سانس خارج کی "مجھے تمھیں مار دینا چاہیئے تھا مگر میں تمھارے پاگل ہونے کا انتظار کرتا رہا" اب زندگی ختم ہونے لگی تھی اور اسے زندگی جینی تھی۔ کھیل اختتام کو پہنچ رہا تھا اور اسے مزید کھیلنا تھا مگر اب اس کی کون سنے۔۔ پھر سر نفی میں ہلایا اور ہنسنے لگا "اس کا خون۔۔ زرار حیدر کا خون میرے ہاتھوں پر تھا اور وہ میرے لیے آب حیات تھا۔۔ مجھے خوشی تھی کہ میں نے اسے مار دیا مگر نہیں۔۔" وہ غرایا "لعنت ہو تم سب پر" اس کی آواز گونجی، آنکھوں میں نفرت کے شرارے پھوٹے اور اس کی رنگت شدت جذبات کی وجہ سے سرخ پڑ گئی۔

پھر آگے کو ہوا اور مامون کو گھورا "تمھاری ذہانت نے مجھے متاثر کیا۔۔ شاید یہ ذہانت ہی ہے جس کی وجہ سے" اس نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا "یہ تمھارے پاس ہے، رابیل اورنگزیب" اور ہنس دیا

پھر واپس مڑا اور چند قدم چلا، اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا مگر وہ ایک کوشش مزید کرے گا۔۔ زندگی کی طرف ایک آخری قدم، شاید زندگی مہربان ہو جائے، موت بے وفا ہو جائے

"آخری مرتبہ وہ سبز سنہری آنکھوں والی حور کو بھی لاتے۔۔" اس کی نظر نیچے پڑی بندوق پر تھی "اس کی دلی خواہش تھی نا مجھے مرا ہوا دیکھنا۔۔ سارا فساد اسی نے مچایا تھا اس دن مر جاتی تو آج تم لوگ بھی سکون میں ہوتے" وہ چلتے ہوئے بندوق تک آیا، ہاتھ میں شدید درد تھا مگر درد تو سہنا پڑتا ہے نا۔۔ ان سب نے بھی سہا تھا اب اس کی باری تھی۔

اس نے ایک جھٹکے سے بندوق پر پاؤں مارا اور بندوق اوپر کو ہوئی اور اس نے بندوق تھامی، جھٹکے سے مڑا اور بندوق کا رخ مامون کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا مگر مامون کو کسی نے دور دھکا دیا تھا اور دھکا دینے والے کی آنکھیں سرمئی تھیں۔ اندھیرے سے اجالے میں اشعر اور معاذ آتے دکھائی دیے۔۔ تیمور نے بندوق حسیل کی طرف تانی تھی، معاذ کے ہاتھ میں جو بندوق تھی اس کا نشانہ بھی حسیل تھا۔ نیچے گرے ہوئے مامون نے خود کو اٹھایا اور جیب سے بندوق نکال لی۔ شہاب کی موت پکی تھی، اس نے بندوق نیچے پھینک دی اور ہنس دیا۔ پھر ہنستا گیا اور سانس خارج کیا۔ اس نے دونوں بازو اٹھا لیے

"مار دو۔۔مرنے سے نہیں ڈرتا۔۔میں نے جو کیا ہوش و حواس میں کیا، میں نے تابندہ سے محبت کی تھی اور کرتا ہوں۔۔مجھے رابیل اچھی لگتی ہے اور مجھے پتہ ہے وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے۔۔مجھے رونا دھونا اپنا الزام معاشرے کے سر تھوپنا نہیں آتا۔۔میں نے جو کیا سو کیا ٹھیک کیا۔۔زرار حیدر کو مر جانا چاہیئے تھا"

اور اس کا یہ کہنا تھا کہ تیمور نے ٹریگر دبایا۔ گولی سیدھا اس کے ماتھے میں پیوست ہوئی تھی مگر تیمور حیران ہوا تھا۔اس نے ٹریگر ابھی مکمل نہیں دبایا تھا، گولی پہلے نکلی تھی۔وہ گواہ تھا کہ گولی اس کی بندق سے نہیں نکلی، گولی اس کے پیچھے کھڑے وجود کی بندوق سے نکلی تھی۔وہ ایک عورت تھی، کسی کی محبوب عورت۔اس کی آنکھیں سبز سنہری اور بھورے رنگ کا خوبصورت امتزاج تھیں، وہ اپنے شوہر کا انتقام لے چکی تھی۔ گولی تابندہ کی بندوق سے نکلی تھی۔وہ بسمل تھی، زخمی تھی اور زخم، درد اور دکھ عورت کو پتھر بنا دیتے ہیں اور پتھروں میں لرزش نہیں ہوتی۔وہ سپاٹ کھڑی تھی۔ حسیل بس اسے دیکھتا رہ گیا، دوسری گولی تیمور نے ماری تھی اور وہ اس کی گردن میں جا لگی۔ معاذ نے ٹریگر دبایا اور گولی اس کے سینے میں پیوست ہوئی اور مامون نے ٹریگر دبایا گولی پیٹ میں جا لگی۔۔اس کے چہرے پر مسکان تھی، آنکھیں کھلی تھیں اور وہ زمین پر ڈھیر ہوا تھا۔وہ مر گیا تھا۔وہ تینوں آگے آئے اور تیمور نے اس کے سینے پر پاؤں رکھا

"محمد بن قاسم سترہ سال کا تھا جب ایک عورت نے اسے خط لکھا تھا اور وہ ایک عورت کے کہنے پر سارا لشکر لے گیا تھا۔۔ وہ زرار حیدر تھا اور جس عورت پر تم نے گھات لگائی تھی وہ اس کی پسندیدہ عورت تھی۔۔ تمھارے لیے ساری دنیا بھی ادھر سے اُدھر کرنا پڑتی ہم کرتے "اور ایک اور گولی اس نے اس کے سینے میں پیوست کی اور پاؤں ہٹا لیا۔ وہ بے حس و حرکت پڑا تھا۔

مامون نے بندوق پھینک دی، پیچھے مڑا اور رابیل کو دیکھا۔ پھر اس کی طرف بڑھا اور اس کے گال کو چھوا

"آپ ٹھیک ہیں؟" وہ فکر مند تھا، سنجیدہ اور پریشان سا مگر اب پریشانی ختم ہوئی

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور مسکرائی۔ وہ بھی مسکرا دیا۔ تابندہ نے بندوق نیچے پھینکی، سب کی نگاہوں کا مرکز وہی تھی۔۔ وہ مسکرائی پھر ہنس دی "زرار کو ہوش آ گیا" آنسو آنکھوں کی قید سے آزاد ہوا اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔

تیمور اور معاذ کی نظریں ملیں اور پھر انھوں نے بندوقیں نیچے پھینکیں اور ایک دوسرے سے گلے ملے۔ دونوں مسکرا رہے تھے، مینا تابندہ کی طرف بڑھی تھی۔۔ رابیل اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی جس نے شانے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

شر تمام ہوا!

بالکنی میں اس وقت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔فری نے نائٹ سوٹ پہنا تھا، کھلے بال ہوا سے لہرا رہے تھے اور وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے دیکھ رہی تھی یا سامنے یا بیک وقت دونوں سمتوں میں۔وہ کسی خیال میں کھوئی تھی جب اشعر اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔اس نے چائے کا کپ اس کے آگے بڑھایا اور اس نے مسکرا کر تھام لیا

"تھینک یو!"

اشعر نے مسکرا کر سر ہلایا۔پھر سامنے دیکھنے لگا "ایک گڈ نیوز ہے"

"کیا؟" فری نے گردن موڑ کر اشعر کو دیکھا۔

"مامون بھائی واپس آ گئے ہیں" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور سامنے سے نظریں ہٹا کر فری کو دیکھا جس کے چہرے پر بھی نرم مسکان تھی۔

اس کے دل میں ایک عجیب سی خوشی تھی۔ایک سکون کا احساس "یہ تو بہت اچھی بات ہے" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

اشعر نے سر ہلایا "برا وقت ٹل گیا" اور ایک سکھ کا سانس خارج کیا۔

فری نے گردن موڑ لی اور سامنے دیکھنے لگی۔وہ کہیں کھوئی کھوئی سی تھی۔اشعر نے چائے کا گھونٹ بھرتے اسے دیکھا

"کیا بات ہے؟ آج بڑی چپ چپ ہیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فری نے اسے دیکھا، پھر کپ کو جس میں چائے بھری تھی۔اس کے دل میں عجیب قلق کا احساس تھا۔ایک احساس جرم یا ملامت کا احساس۔وہ اشعر سے کچھ نہیں چھپا سکتی تھی یہ تو طے تھا۔اس نے سر اٹھایا اور اشعر کو دیکھا

"ممی بابا۔۔مجھ سے ملنے آئے تھے اور میں نے بد تمیزی کر کے بھیج دیا" اس نے سر جھکا لیا اور بھنویں بھینچ لیں "وہ جب میرے سامنے تھے تو میں نے ان پر بہت غصہ کیا اور جب وہ چلے گئے تو مجھے بہت برا لگا۔میں چاہتی رہی کہ وقت پھر سے پیچھے جائے اور میں ان کے سامنے بیٹھی ہوں کم از کم ان سے بد تمیزی نہ کروں" وہ کہہ کر خاموش ہوئی۔

اشعر نے اس کے ہاتھ سے کپ لیا اور کچھ فاصلے پر ہینگنگ چیئر پر رکھ دیا۔ساتھ اس کا کپ بھی تھا یعنی وہ فری سے کھل کر بات کرنا چاہتا تھا۔

"اٹس نیچرل۔۔ہمارا غم غصہ بن جائے تو ہمارا دل کرتا ہے کہ بس جس نے ہمیں دکھ دیا تھا ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔اپنے دکھ میں جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور لوگوں کو ہرٹ کرتے جاتے ہیں۔جب غصہ نکل جاتا ہے تو وہ گلٹ بن جاتا ہے اور ہم اسی کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں" اس نے ریلنگ پر ہاتھ جمائے تھے اور سامنے دیکھ رہا تھا۔فری پہلے سامنے دیکھتے اس کی بات سنتی رہی اور پھر گردن موڑ کر اشعر دیکھا "ایسا ہی ہے" اور سانس خارج کی

"مگر۔۔انھوں نے مجھے بہت ہرٹ کیا تھا۔میری زندگی تباہ کر دی، مجھے کبھی گرو نہیں کرنے دیا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشعر نے سمجھ کر سر ہلایا" وہ قید آپ کا مقدر تھی فری، وہ آپ نے کاٹنی ہی تھی۔ جیسے یوسف علیہ السلام بے گناہ تھے مگر پھر بھی ایک عرصے تک قیدی رہے کیونکہ قید ان کا مقدر تھی۔ جو چیز مقدر ہوتی ہے اس پر غم و غصہ کریں یا صبر و شکر وہ تو ہو کر رہنی ہوتی ہے۔ آپ نے اس وقت قید میں آپ نے صبر کیا اور اب غصہ کر رہی ہیں۔۔ اٹس آل رائٹ" وہ خاموش ہو گیا۔ دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔ پھر اشعر بولنا شروع ہوا" آپ کیا چاہتی ہیں؟ کیا اپنے پیرنٹس کو معاف کر دیں گی؟"

فری نے جھٹ سے گردن موڑی، آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں" نہیں۔۔ کبھی نہیں۔۔ یہ میرے بس میں نہیں ہے"

اشعر نے گردن موڑی اور دونوں کی نظریں ملیں۔ وہ اس کی آنکھوں میں ابھری گلابی لکیریں واضح دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی اذیت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا دماغ سے سمجھ رہا تھا اور دل سے محسوس کر رہا تھا

"فری۔۔" اس نے فرحین کو کندھوں سے تھاما" میں آپ کو کچھ بھی کرنے کو نہیں کہوں گا۔ آپ آزاد ہیں، جو چاہیں کریں مگر میں آپ کے ساتھ ہوں" پھر فری کی آنکھوں میں دیکھا تو اس نے نظریں جھکا دیں۔

"کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی وجہ سے ہوتا ہے۔آپ کے پیرنٹس کے آپ کے ساتھ اس سلوک کی کوئی وجہ رہی ہو گی، آپ سمجھدار ہیں۔حساس ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حساس لوگ سمجھدار ہوتے ہیں، وہ سب جانتے ہیں کیونکہ وہ سب محسوس کر سکتے ہیں"

فری نے نم سانس اندر کھینچی مگر بولی کچھ نہیں۔اس نے گردن جھکی رہنے دی، بولی کچھ نہیں۔

"مجھ سے کچھ مت چھپائیں۔آپ کو پتہ ہے کہ اشعر فرحین کو جج نہیں کرتا"اس کے لہجے میں نرمی تھی لفظوں میں شفا اور لمس میں تحفظ۔لڑکی نے نظریں اٹھائیں

"ممی اور بابا کی دوسری شادی تھی۔جب وہ بابا کے ساتھ گھر آئی تھیں تب تاثیر موجود تھی، ممی بابا کی دوسری بیوی تھیں مگر بابا محبت ممی سے ہی کرتے تھے۔شروع سے ہی، دادا نے بابا کی شادی تاثیر کی ممی سے کرادی مگر جب وہ مر گئیں تو کچھ دن بعد ہی بابا ممی کو لے آئے۔ممی بابا کی لو میرج تھی اور یہ بات سب جانتے تھے تاثیر بھی۔ممی تاثیر کے جذبات کو سمجھتی تھیں، وہ اس کی سوتیلی ماں تھیں اور پوری کوشش کرتی تھیں کہ تاثیر کے اچھے سے پیش آئیں۔یہاں تک کہ کبھی کبھی ممی تاثیر کی غلطی پر بھی مجھے ہی ڈانٹ دیتی تھیں۔ممی کے اندر شاید گلٹ تھا یا کیا احساس تھا کہ وہ بابا کی بیوی تو بن گئیں مگر انھوں نے تاثیر کی ممی کی جگہ لے لی اور اس کے لیے وہ تاثیر سے زیادہ پیار کرتی تھیں۔تاثیر بچپن سے ہی فوکسڈ اور ذہین تھی۔مجھے نہیں پتہ میں کیسی تھی مگر ممی اور بابا یہی کہتے تھے کہ تم تاثیر جیسی بنو شاید میں ذہین نہ ہوں یا میرا فوکس نہیں تھا"پھر خاموش ہوئی۔کچھ پل بیتے"تاثیر اکثر مجھ سے

کہتی تھی کہ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے کیونکہ میری ممی نے اس کی ممی کی جگہ لی ہے اور اسے یہی ڈر تھا کہ کہیں میں اس کی جگہ نہ لے لوں بالکل اپنی ممی کی طرح حالانکہ ممی اسے زیادہ چاہتی تھیں۔ ممی کی طرف سے بھی اور تاثیر کی طرف سے بھی ہمیشہ میں ہی ٹارچر ہوتی رہی۔ تاثیر مجھے اپنا دشمن سمجھ کر نظر میں رکھتی تھی اور ممی مجھے نظر انداز کرتی تھیں۔ میں انھیں کیسے بتاتی کہ تاثیر کیا سوچتی ہے؟ ان کی بیٹی کو کیسے مینٹلی اور ایموشنلی ٹارچر کرتی ہے۔ میں کیا کہتی کہ آپ غلط سمجھ رہی ہیں آپ نے اس کی ماں کی جگہ نہیں لی بلکہ آپ نے میری ماں بھی مجھ سے چھین لی ہے۔ میں نہیں کہہ سکی اور میں نے خاموشی چن لی۔ کوئی مجھے نہیں سمجھتا تھا کم از کم میں یہی سمجھتی تھی۔ میں نے دوست نہیں بنائے کیونکہ تاثیر رہنے ہی نہیں دیتی تھی صرف آفندی تھے اور انھیں میرے بارے میں سب پتہ تھا۔ میں پھر جیسی تھی ویسے ہی خوش رہتی تھی، میں نے کبھی ممی یا تاثیر کو ٹھیک کرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ میں نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اپنے گلٹ میں اور تاثیر اپنے حسد میں مجھے رول گئے" اس کی کنپٹی کی رگ واضح ہوئی، آنسو آنکھ کی حدود پار کر گئے اور وہ خاموش ہو گئی۔

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔ پھر اشعر نے اسے دیکھا جو سامنے تھی مگر پریشان سی۔ اس نے سانس خارج کی

"آپ معاف کر دیں"

فری نے اسے نہیں دیکھا، نم سانس اندر کھینچی

"یہ نہیں آسان "اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"آپ خود کو معاف کر دیں "اس نے جملہ مکمل کیا اور لڑکی نے حیرانی سے اسے دیکھا

"آپ معاف کر دیں۔خود کو قید سے آزاد کر دیں،اس غم کی قید سے آزادی دیں کہ آپ کو کوئی سمجھ نہیں سکا آپ سمجھا نہیں سکیں۔اس لیے معاف کر دیں کہ آپ خود کو نہیں بچا سکیں،آپ ہمیشہ ٹرول ہوتی رہیں اور آپ نے خود کو ہونے دیا۔اس لیے کہ آپ بے بس تھیں آپ خود کو سمجھ نہیں سکیں۔آپ ایک اچھی ماں ڈیزرو کرتی تھیں مگر آپ وہ ماں حاصل نہیں کر سکیں نہ انھیں بتا سکیں کہ آپ کو ان کی ضرورت ہے۔۔آگے بڑھیں "اس نے نرمی سے کہا تھا

"یہ کہنا آسان ہے کہ آگے بڑھیں مگر آگے بڑھنا مشکل ہے "وہ اب بھی بے بسی کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

Clubb of Quality Content

"آپ نعمتوں کو دیکھیں گی تو شکر کریں گی، محرومیوں کو دیکھیں گی تو ناشکری۔شکر آزاد کرتا ہے ناشکری قید۔اللہ نے آپ کو جو سب نہیں دیا تھا وہ سب دے دیا فری بلکہ سب سے اچھا دیا ہے۔آپ کو ایک فیملی گھر پارٹنر خوشیاں سب مل گیا،آپ نے چاہا تھا کہ آپ کو کوئی سمجھے آپ کسی کو سمجھا سکیں کہ آپ کیسا محسوس کرتی ہیں تو وہ آپ کو مل گیا۔قید آزمائش تھی اور آپ کو اس کا صلہ مل گیا ہے۔جس کے پاس سب تھا ایک گھر فیملی پیرنٹس وہ تاثیر اب کہاں ہے؟اس کی آزادی اس کے لیے آزمائش تھی مگر اس نے قید چن لی۔آپ کو وہ سب مل گیا جو آپ نے چاہا مگر اب آپ پر اناسب دہرا

کر کیوں خود کو تکلیف دیتی ہیں۔۔خود کو معاف کر دیں" وہ آگے ہوا اور نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

فری نے آنکھیں میچیں اور رو دی۔ پھر آگے بڑھی اور اس کے سینے سے سر لگائے رونے لگی۔ کچھ پل بیتے اور فری کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

"مجھے نہیں پتہ میں کیوں رو رہی ہوں؟ کیا مجھے ماضی کے دکھ رلا رہے ہیں یا حال کی خوشیاں، ماضی کی محرومیاں زیادہ بڑی تھیں یا حال کی نعمتیں" اور خاموش ہو گئی

اشعر مسکرا دیا اور اس کے گالوں کی نمی کو چھو کر صاف کیا

"آپ ایک اچھا دل رکھتی ہیں۔ آپ کو معاف کرنا آتا ہے، آپ انتقام نہیں لے سکتیں۔ آپ ایک اچھی لڑکی اچھی بیوی اور اچھی ماں ہیں"

اس نے اشعر کی بات کاٹی "اچھی بہو بھی"

اور وہ ہنس دیا۔ فری بھی ہنسی تھی۔ اس کا سر اشعر کی دھڑکن سن رہا تھا۔

"آپ اس دنیا کے سب سے اچھے ڈیزرٹس، کافی، پین کیکس، پھول، خوشبو، رنگ، پینٹنگز اور سب سے اچھا شوہر ڈیزرو کرتی ہیں۔ آپ خود ایک اچھی دوست ہیں، ایک اچھی پارٹنر ہیں، آپ ہی کیوں روئیں؟ آپ کے قہقہے آپ کی باتیں آپ کی مسکراہٹ آپ کی ہنسی میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔آپ یہ ڈیزرو کرتی ہیں کہ آپ آزاد ہوں"

وہ ہنس دی اور ہنستی گئی "اتنی زیادہ تعریف" اور اس سے جدا ہوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی ہنس دیا"لیکن مجھے اچھا لگتا ہے"اور شانے اچکائے

وہ خاموش ہوئی اور سانس خارج کی۔اب وہ کافی ہلکی ہو چکی تھی

وہ دونوں ریلنگ پر ہاتھ رکھے سامنے دیکھ رہے تھے۔جب اشعر پھر سے بولنے لگا

"آپ خود کو معاف کریں گی تو آپ کو خود کی کیئر کرنی آئے گی۔آپ کو اچھے کپڑے اچھی لپ سٹک اور اچھی نیل پالش لگانے کا دل کرے گا۔آپ کا دل کرے گا کہ آپ اپنی مینٹل ہیلتھ کا بھی خیال رکھیں اور پھر آپ اپنے پیرنٹس کو معاف کر دیں گی کیونکہ فری یہ کبھی نہیں چاہے گی کہ وہ اس گلٹ کی قید میں رہے کہ اس نے اپنے ماں باپ کو دکھ دیا تھا جبکہ وہ کل کو خود بھی ایک اچھی ماں ہو گی۔یہ گلٹ صبح سے شام تک جب ذہن کو دبائے گا تو فری ذہن کو آزاد کر دے گی یہ کہہ کر کہ اس نے ماں باپ کو معاف کیا کیونکہ معاف کرنا آزاد کرتا ہے۔مامون بھائی کہتے ہیں کہ جس نے ایک بار آزادی کا مزہ چکھا ہو وہ قید نہیں رہ سکتا۔فری نے بھی محبت کی آزادی کا مزہ چکھا ہے اب وہ نفرت کا گلٹ کی قید نہیں سہے گی"اور خاموش ہوا۔

فری نے سانس خارج کی اور آسمان کو دیکھنے لگی۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا

فری قید پر آزادی چنے گی!

سفید سرمئی محل میں اندھیرا چھاتے ہی روشنیاں جل اٹھی تھیں۔مامون باہر باغ میں بنچ پر ہارون کے ساتھ بیٹھا تھا۔اس نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی،ناخن نفاست سے کٹے تھے اور چہرے

پر شیو تھی۔اس کے بال بھی ہلکے کٹے تھے اور وہ مسکراتے ہوئے قید خانے والے ہارون سے بہت مختلف لگ رہا تھا۔مامون نے اس کے مقابلے میں گول گلے والی ہلکی نیلی سفید دھاریوں والی شرٹ اور نیوی بلیو جینز پہن رکھی تھی۔دونوں کے سامنے ان کے کافی کپ تھے اور وہ ہارون کی کسی بات پر سر ہلا رہا تھا۔

"اب تم انسان کے بچے لگ رہے ہو" مامون نے اسے دیکھا اور کہتے ہی مسکرا دیا

ہارون نے سانس خارج کی اور کافی کا کپ ہونٹوں سے لگایا "تم بھی وہاں کچھ دن رہتے تو جانور بن جاتے؟"

"بالکل۔۔ تمھاری دوسری داڑھ بھی توڑ دیتا" اور ہنس دیا

ہارون بھی ہنسا تھا۔پھر گلا کھنکھارا "تم نے مجھے کہا تھا کہ مجھے سفید موتیا ہے اور تم اس کا علاج کراؤ گے"

مامون حیران ہوا پھر مکر گیا "میں نے کہا تھا کہ تم باہر جا کر علاج کرا لینا۔۔میں کراؤں گا یہ طے نہیں ہوا تھا" اب کی بار اس نے کافی کا مگ پکڑا اور ہونٹوں سے لگایا

ہارون سنجیدہ سا پوری آنکھیں کھولے مامون کو دیکھ رہا تھا "نہیں۔۔تم نے کہا تھا۔۔" وہ رک گیا۔ پھر بڑبڑایا "تم نے کہا تھا۔۔"

"کہ تم باہر جا کر علاج کرا لینا" اس نے اپنی بات دہرائی اور وہ ایک بار پھر کسی اور کے ساتھ الفاظ کا استعمال کر کے کھیل گیا تھا۔

وہ بیچارہ تو خاموشی سے منہ بنا کر بیٹھ گیا۔مامون ہنس دیا "ایک بات بتاؤ۔۔میں نے کہا تھا کہ دنیا کا نظام روبوٹس نے سنبھال لیا ہے کیا تمھیں روبوٹس نظر آئیں؟"

ہارون نے نفی میں سر ہلایا

"میں نے کہا تھا کہ ہم بس دنیا کا سارا کھانا ختم کرنے لگے ہیں۔۔کیا تمھیں یہاں ہر شخص کھاتا ہوا نظر آرہا ہے؟"

اس نے پھر نفی میں سر ہلایا

"میں نے کہا تھا کہ تمھیں دھندلا نظر آئے گا۔۔کیا تمھیں دھندلا نظر آرہا ہے؟"

اس نے اس پر بھی نفی میں سر ہلایا۔مامون ہنس دیا،اس کی ہنسی میں عجیب طنز اور مزاح ملا ہوا تھا۔

ہارون کو پہلے تو کچھ سمجھ نہیں آیا مگر جب آیا تو اس نے پوری آنکھیں کھول کر حیرانی اور شاک سے مامون کو دیکھا۔پھر جھٹ سے بولا

"تم نے مجھ سے جھوٹ بولے تھے؟"

مامون کی ہنسی نکل گئی اور اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ہارون منہ بنا کر بیٹھ گیا "بہت برے ہو تم" وہ منہ میں بڑبڑایا تھا

"بالکل۔۔مگر میں نے کنسٹرکٹیو جھوٹ بولے ہیں"اس نے اپنے جھوٹ پر سفید کپڑا رکھ کر ہارون کو پیش کیا تھا

"کیا؟"اسے سمجھ نہیں آیا

"ارے۔۔تمھاری بھلائی کے لیے نا۔۔تم تو سگریٹ پیتے تھے گند کھاتے تھے اور گندے رہتے تھے۔۔اب بتاؤ کیسا محسوس ہو رہا ہے؟میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور تمھیں پہلے آزاد کیا،بتاؤ آزادی کیسی ہے؟"اس نے اسے جتاتے ہوئے کہا تھا پھر سر جھٹکا

ہارون مسکرایا اور پیچھے گردن موڑی پھر گردن اٹھا کر سفید سرمئی محل دیکھا۔پھر رشک سے مامون کو"یہ تمھارا گھر ہے؟"

مامون مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا۔کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔

ہارون اسے ستائش سے دیکھ رہا تھا"تم تو محل میں رہتے ہو"

مامون کی مسکراہٹ گہری ہوئی"میری محنت کی کمائی ہے۔۔ایک عمر لگی ہے"

ہارون مسکرایا اور سر ہلایا۔پھر کافی کا گھونٹ بھرا"تم کرتے کیا ہو؟"اسے اس دن بھی مامون کی بات سمجھ نہیں آئی تھی آج پھر پوچھ بیٹھا

"میں ایک فارماسسٹ ہوں۔میری اپنی دوائیوں کی انڈسٹری ہے"اس نے اب کی بار زیادہ سادگی سے کہا تھا

اس نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائیں اور پھر رشک و ستائش سے مامون کو دیکھا "تمھاری اپنی فیکٹری؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا۔ کافی کا گھونٹ بھرا

"تم تو بڑے امیر ہو" ہارون ہنس دیا۔ پھر گلا کھنکھارا "مجھے بھی کسی کام پر لگوا دو"

مامون نے سانس خارج کی "ایک تو تم معصوم ہو اوپر سے پڑھے لکھے نہیں ہو"

اس نے برا سا منہ بنایا اور پیچھے ہو کے بیٹھ گیا۔

مامون نے اسے گھورا "کیا کام کرو گے؟ کوئی کام ایسا آتا ہے جسے کر کے تمھیں خوشی ہوتی ہو یا جو کام تمھیں سب سے اچھا آتا ہو"

وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر سر اثبات میں ہلایا "جرمنی میں نامیں ہتھیار بناتا تھا۔۔ لوہے کے"

مامون نے سمجھ کر سر ہلایا "اوکے۔۔ تمھیں لوہے کا کام آتا ہے"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ آنکھوں میں امید چمکی اور چہرے پر مسکراہٹ

"ٹھیک ہے۔۔ تین چار دن میں بتاتا ہوں مگر تم سگریٹ نہیں پیو گے۔۔ کافی یا چائے پی لیا کرو، سگریٹ پینے والوں کو کوئی کام نہیں دیتا۔۔ پھر تم ایسا سفید محل کیسے کھڑا کرو گے؟" اس نے اپنے گھر کی طرف اشارہ کیا تھا

"ٹھیک ہے۔۔"وہ فوراً مان گیا حالانکہ قید کے آخری دنوں میں اور آزادی کے اولین دنوں میں اس نے سگریٹ کو چھوا تک نہیں تھا۔

باہر کا گیٹ کھلا تھا اور ایک گاڑی اندر آئی۔ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور اندر سے رابیل باہر نکلی، پیسنجر سیٹ سے آرا باہر نکلی جس کے ہاتھ میں گلابی کاٹن کینڈی تھی۔وہ مسکراتے ہوئے رابیل کو کچھ کہہ رہی تھی اور پھر اس نے اپنا بازو لمبا کیا۔آرا نے اس کا ہاتھ تھاما،رابیل نے مامون کو دیکھا اور مسکرائی۔پھر لاؤنج کے دروازے سے اندر چلی گئی۔ہارون نے پہلے رابیل کو دیکھا پھر مامون کو،پھر گلا کھنکھارا"یہ کون تھی؟"وہ بڑی رازداری سے پوچھ رہا تھا

"میری بیوی۔۔"وہ سنجیدگی سے بولا تھا

ہارون کی دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھیں اور پھر ہنس دیا

"اب مجھے پتہ چلا ہے کہ تمھیں وہاں اتنی آگ کیوں لگتی تھی"

مامون نے اسے گھورا اور وہ خاموش ہو گیا۔۔

آسمان جامنی ہوتا اندھیرے کو خوش آمدید کہہ چکا تھا

ہاسپٹل کے کمرے میں بستر پر زرار حیدر نیم دراز سا تھا۔اس نے ہاسپٹل کا لباس پہن رکھا تھا اور سر پیچھے پشت پر گرا رکھا تھا۔اس کے دائیں بائیں تیمور اور معاذ کھڑے تھے۔ایک طرف صوفے پر

ہمایوں بیٹھا تھا جس کے ساتھ لگ کر عزہ سو رہی تھی۔ تیمور اس کے دائیں جانب بیڈ پر بیٹھا تھا اور وہ مطمئن سا اسے سن رہا تھا۔

"ہم نے اسے مار دیا۔۔اب ہم آزاد ہیں" اور مسکرایا

زرار بھی مسکرایا۔ پھر سانس خارج کی "مجھے وہاں ہونا چاہیئے تھا"

معاذ آگے کو ہوا اور اس کا چہرہ جبڑوں سے پکڑا "شکل دیکھ اپنی۔۔مریض لگ رہا ہے اور وہاں ہونا چاہیئے تھا"

اس نے منہ بسورا "پھر بھی۔۔میرے ہاتھوں مرنا چاہیئے تھا" اور سر جھٹکا

تیمور نے اسے گھورا "تم پہلے یہ بتاؤ نا۔۔ساری پلاننگ خود ہی کر کے وہاں مرنے پہنچے ہوئے تھے۔۔حد ہے ویسے، ہمیں دیر ہو جاتی تو؟" وہ خفا ہوا تھا

زرار ہنس دیا "تو ہم جنت میں مل لیتے" شانے اچکائے

معاذ جھٹ سے بولا "میرا تو پھر بھی چلو ڈاؤٹ ہے تمھارا اور اس کا کنفرم ہے۔۔جہنمی ہو دونوں"

اس نے ایک نظر تیمور کو دیکھا اور پھر زرار کو۔

تیمور فوراً اٹھا اور اس کی طرف بڑھا، اس کی گردن اپنے بازو میں دبوچی اور وہ کراہا۔ زرار فقط ہنس دیا اور تیمور نے اسے چھوڑ دیا، پھر آگے کو ہوا اور زرار کے گلے لگ گیا۔ یہ اچانک تھا، وہاں کسی نے یہ توقع نہیں کی تھی

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم جیسا ذلیل انسان میرے لیے اتنا ضروری ہو گا"

زرار نے اس کی کمر پر ہلکا سا مکا رسید کیا "کمبخت۔۔کم زور لگاؤ، میں مر رہا ہوں" وہ کراہا تھا

تیمور پیچھے ہوا اور مسکرا دیا البتہ اس کی آنکھیں گلابی تھیں۔معاذ بھی دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا، پھر تیمور کے کندھے پر بازو حمائل کیا اور زرار کو دیکھا

"تم جلدی جلدی ٹھیک ہو جاؤ۔۔پھر میری شادی انجوائے کریں گے"

زرار ہنس دیا "بڑا شوق ہے نا شادی کا۔۔یہ لڈو گلے میں نہ اٹکانا تو کہنا"

تیمور نے گردن موڑی اور ساتھ کھڑے معاذ کو دیکھا "لو میرج ہے موصوف کی"

زرار کی دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھیں "ہے بھئی۔۔اب کی بار سچا پیار ہوا ہے"

تیمور ہنس دیا "ویسے ہمارا معاذ معصوم سا ہے۔کوئی بھی لڑکی کبھی بھی قابو کر لیتی ہے"

اب کی بار معاذ نے اس کی گردن کے گرد ہالہ تنگ کیا تھا اور وہ کراہا مگر پھر ہنس دیا

معاذ نے دوسرا ہاتھ بالوں میں سے گزارا "اب میں سمجھدار ہو گیا ہوں"

"ہاں۔۔تب تم چھوٹے ہوتے تھے" زرار اور معاذ دونوں جانتے تھے کہ تیمور کا اشارہ کس طرف تھا۔

معاذ نے تیمور کے پیٹ میں کہنی ماری اور وہ مسکرا کر چپ ہو گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور تابندہ اندر آئی۔اس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھا اور وہ اندر آتے ہی تیمور اور زرار کو دیکھ کر مسکرائی۔وہ فوراً سے سیدھے ہو گئے۔اس نے ٹرے میز پر رکھا، معاذ نے تیمور کو دھیرے سے کہنی ماری، پھر زرار کو دیکھا

"ٹھیک ہے۔۔ہم اب ٹھہر کر آتے ہیں۔۔عشاء کی نماز پڑھ آئیں" وہ تو مسکرائے ہی مسکرائے تھے تابندہ بھی انھیں دیکھ کر مسکرائی تھی۔وہ جانتی تھی کہ وہ کتنے نمازی پرہیزی ہیں۔

"کھانا کھا کر جائیں۔۔میں نے آپ کے لیے بھی بنوایا ہے"

اس نے ہاٹ پاٹ الگ کرتے انھیں دیکھا تھا

"نو نو۔۔تھینک یو۔۔آپ ڈنر کریں،اس کا بہت سا خیال رکھیں" تیمور نے ایک نظر زرار کو دیکھا پھر تابندہ کو اور پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔

ہمایوں بھی کھڑا ہوا اور ساتھ سوئی عزہ صوفے پر لڑھک گئی

"تابندہ۔۔"اس نے تابندہ کو مخاطب کیا تھا جو ڈبے سے باؤل میں سوپ نکال رہی تھی

"جی۔۔"وہ متوجہ ہوئی

"میں ذرا گھر جا رہا ہوں۔عزہ بھی سو گئی ہے، کچھ دیر تک آؤں گا" اور دھیرے سے مسکرایا۔

اس نے فقط سر ہلایا اور اس نے عزہ کو اٹھایا اور وہاں سے چلا گیا۔ کمرے میں اب خاموشی تھی۔ وہ سنجیدہ سا ہو کر تابندہ کو دیکھ رہا تھا جس نے ابھی تک اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ نہ اس نے نہ زرار کو دیکھا تھا اور نہ کچھ بولی تھی جیسے خفا ہو۔

اس نے باؤل میں سوپ نکالا، باقی برتن سمیٹے اور اس کی طرف بڑھی۔ اس کے گریبان میں نیپکین اچھے سے اڑکایا اور پھر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ سوپ میں چمچ ہلایا اور اس کی طرف بڑھایا مگر اس نے منہ پیچھے کر لیا۔ تابندہ نے اسے سنجیدگی سے دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خفگی تھی

"تم نے کھانا کھایا؟"

تابندہ نے سوپ کا بھرا ہوا چمچ پھر سے باؤل میں رکھا "مجھے بھوک نہیں ہے"

"پھر مجھے بھی نہیں ہے" اس نے بھی چہرہ موڑ لیا۔

تابندہ نے سانس خارج کی اور اسے عاجزی سے دیکھا "تم ہر بار اپنی مرضی کیوں کرتے ہو؟"

زرار نے اسے گھورا "میری مرضی بھی ہمارے لیے ہوتی ہے تابندہ"

وہ چپ ہو گئی۔ اس نے نظریں جھکا دیں۔ زرار آگے کو ہوا اور اس کا ہاتھ تھاما

"میں جب سے اٹھا ہوں تم نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی، تم نے مجھے مسکرا کر نہیں دیکھا۔ تم مجھ سے خفا ہو؟"

اس نے پلکیں اٹھائیں تو آنکھیں گلابی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو؟ میں تو مر جاتی نا۔۔ میں نے تمھیں کتنا منع کیا تھا کہ خود کو اس رسک میں مت ڈالو مگر نہیں۔۔ تم ہمیشہ اپنی مرضی ہی کرتے ہو۔ تم نے اپنی مرضی ہی کی اور تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے" اس نے کہہ کر چہرہ دوسری طرف موڑ لیا

زرار نے سانس خارج کی "کسی نہ کسی کو تو یہ رسک لینا تھا نا، یہ کھیل ختم ہونا تھا اور ایسے ہی ہونا تھا مگر میں ٹھیک ہوں، میں نے کہا تھا نا کہ میرے دوست میرے پیچھے آجائیں گے اور وہ آگئے۔۔" اس سے آگے وہ کچھ نہیں بولا تھا۔ اسے تو لگا تھا وہ مر گیا، زندگی ختم ہو گئی تھی۔ اسے تب بھی خود پر یقین نہیں آیا تھا جب اس نے آنکھیں کھولیں تھیں مگر وہ زندہ تھا

تابندہ کی آواز رندھ گئی "تمھیں میرا ذرا خیال نہیں ہے۔ تم نے مجھے بہت رلایا ہے، آئی ہیٹ یو" اور کہتے ہی اس نے چہرہ جھکا دیا

"آئی ایم سوری" تابندہ کے ہاتھ پر اس کی گرفت مضبوط پڑی "میں نہیں چاہتا تھا مزید نقصان ہو۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کے شر کا شکار ہو" وہ نرمی سے کہہ رہا تھا "اب تو سب ٹھیک ہو گیا۔ میں بھی ٹھیک ہوں تم بھی، ہم سب" وہ دھیرے سے مسکرایا

اس نے سانس خارج کی شانے ڈھیلے چھوڑے "اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو؟"

"زندگی اگر مگر پر تو نہیں گزاری جاتی نا۔۔ جو ہوتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے" اس کے الفاظ تابندہ کے دل کی زمین کو صحت یاب کر رہے تھے، اس کا لہجہ اس پر اثر کر رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تابندہ نے نم سانس اندر کھینچی، آنسو صاف کیے اور پھر مسکرائی "اب ہم محفوظ ہیں نا"

زرار مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا "اب ہم محفوظ ہیں۔ ہم جہاں چاہیں جب چاہیں آ جا سکتے ہیں، ملک ملک شہر شہر بنا کسی آسیب کے گھوم سکتے ہیں۔ ہمارے بچے بنا خوف کے زندگی گزاریں گے اور ہم ان کی خوشیاں دیکھیں گے"

تابندہ ہنس دی، پھر سانس منہ سے اندر داخل کی اور پھر سے ہنسی "الحمد للہ۔"

وہ فقط مسکرایا اور اس لڑکی کو دیکھتا رہا جسے اس نے اپنے آخری لمحات میں حسین خواب کی طرح تصور کیا تھا۔ تابندہ نے ہاتھ میں پکڑی پیالی دیکھی

"یہ ٹھنڈا ہو گیا ہے، میں دوسرا لاتی ہوں" اور وہ اٹھ گئی۔

وہ سوپ دوبارہ سے پیالی میں انڈیل رہی تھی اور وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ زندگی مکمل لگنے لگی تھی، ایک سکون سا تھا۔

طوفان کے بعد کا سکون!

رابیل کے لمبے بال کھلے تھے۔ رات کا دوسرا پہر شروع ہونے میں چند ایک گھنٹے ہی باقی تھے مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ مامون لائبریری میں تھا اور وہ ملیحہ اور عافی کے ساتھ بیٹھ کر خوب ساری باتیں کر کے ابھی آئی تھی۔ نائٹ سوٹ پہنے رابیل نے ریلنگ پر ہاتھ جمائے تھے، بھوری آنکھیں کسی بھی لینز سے پاک تھیں۔ اس نے گہری سانس لی اور نیچے باغ میں دیکھنے لگی۔ برے دن گزر گئے،

وہ خوش تھی مطمئن تھی۔دفعتاًاس کے سامنے ایک سفید گلاب آیا، جس کی سبز شاخ لمبی تھی اور پھول کھلا ہوا تھا۔وہ چونک گئی اور پھر مسکرائی۔پھول لے لیا اور گردن موڑ کر ساتھ دیکھا۔پھول دینے والا ساتھ کھڑا تھا،اس نے ایک ہاتھ کمر کے پیچھے چھپا رکھا تھا اور ایک پہلو میں تھا۔رابیل پھول ناک تک لے گئی،اسے سونگھا، پھر مسکرائی اور اپنے سے لمبے مرد کو دیکھا

"یہ کس لیے؟"

مامون نے برا سا منہ بنایا"کیونکہ میں آپ سے ناراض ہوں"شانے اچکائے

"ناراض ہونے پر پھول کون دیتا ہے؟"اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی

"مامون دیتا ہے،اپنی بیوی کو"وہ دائیں جانب دیکھتے بول رہا تھا جیسے واقعی خفا ہو۔

"اور مامون خفا ہونے پر پھول کیوں دیتا ہے؟"

"کیونکہ اسے پتہ ہے کہ رابیل اسے منا لے گی"اس نے رابیل کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے جتایا تھا۔

وہ ہنس دی۔پھر خاموش ہوئی اور خود کو نارمل کیا"اوکے۔۔آپ کیوں خفا ہیں؟"

مامون سنجیدہ ہوا"انسان کو اتنا خود غرض نہیں ہونا چاہیئے۔اس کو خود سے محبت کرنے والوں کی فکر ہونی چاہیئے۔ایسے کیسے آپ خود کو اتنے بڑے رسک میں ڈال سکتی تھیں؟ بڑی بے حسی سے آپ

نے خود کو اس کے حوالے کیا تھا، مجھے کیوں کچھ نہیں بتایا؟"اس نے ساری باتیں ایک ساتھ بول دیں

"کیونکہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں"رابیل نے نرمی سے کہا تھا

"واٹ؟"وہ حیران ہوا یعنی اس نے اس جواب کی توقع نہیں کی تھی"تو میں؟میرا کیا؟مجھ سے باتیں چھپانے کا مقصد؟آپ نے ہی آگ میں کودنا تھا تو میرے ہونے کا کیا فائدہ؟"وہ مزید خفا ہوا تھا

رابیل ذرا سا آگے ہوئی، اس کے نرم ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا"میں نے آپ کو فائدہ نقصان دیکھ کر نہیں چنا تھا۔میں نہیں چاہتی تھی کہ میری وجہ سے آپ مزید کسی بھی پریشانی کا سامنا کریں، آپ مزید کچھ سہیں جبکہ آپ پہلے ہی بہت کچھ سہہ کر آئے تھے"وہ گردن اٹھائے مامون کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

مامون نے ضبط سے دائیں طرف دیکھا، پھر اس کی آنکھوں میں"میں آپ کے لیے کوئی بھی رسک لے سکتا ہوں۔مجھے آپ کی پریشانی اپنے سر لینے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔زیادہ سمجھدار مت بنا کریں"وہ بھنویں بھینچے اسے گھور رہا تھا۔

رابیل نے بھی اسے گھورا اور آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی"ہاں تو کیا آپ نے ہی سیانے بننا ہوتا ہے۔۔میری آخری اطلاعات کے مطابق آپ ہی نے مجھے لڑنا اور سروائیو کرنا سکھایا تھا۔۔اس لیے مجھ پر رعب۔۔مت۔۔جھاڑیں"اس نے ایڑیاں اوپر کر کے مزید اسے گھورا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ دونوں ابرو اٹھائے حیرت سے اسے دیکھتا رہا "میں آپ پر رعب جھاڑ رہا ہوں"

"جی۔۔ہاں" اس نے پھر ایڑیاں اٹھائیں اور اسے گھورا

"میں تو آپ سے خفا ہوں" مامون نے اس سے نظریں پھیر لیں

"میں بھی" رابیل نے رخ موڑ لیا اور پھول دیکھنے لگی

"آپ کیوں خفا ہیں؟" مامون نے اس کی کہنی تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کیا

"کیونکہ۔۔میرا دل کر رہا ہے" اسے اس وقت اس سے زیادہ اچھی وجہ نہیں ملی۔

"اوہ۔۔اور دل کیوں کر رہا ہے؟" وہ رابیل دیکھ رہا تھا جبکہ وہ پھول انگلی اور انگوٹھے میں گھماتی سفید پتیوں کو دیکھ رہی تھی

"کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ مامون مجھے منا لیں گے" اور مسکرا دی

وہ ہنس دیا۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔ وہ سمجھ گیا تھا، وہ اس کے الفاظ اسی پر الٹ رہی تھی۔

مامون نے کمر کے پیچھے کیے ہاتھ سے ایک اور سفید گلاب اس کی طرف بڑھایا، اس نے پہلے مامون کو دیکھا اور پھر پھول تھام لیا۔

"یہ کس لیے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تھینک یو۔۔میری غیر موجودگی میں میری پروٹیکٹر بننے کے لیے" وہ رابیل کو دیکھتے بولا تھا جبکہ وہ پھول دیکھ رہی تھی۔اس نے نظریں اٹھائیں اور بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں اور وہ مسکرا دی

"آپ بھی بنے تھے۔۔اور میں آپ کے لیے ہر بار بن سکتی ہوں" اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے مگر مامون جانتا تھا کہ وہ اس کی پرواہ کرتی ہے۔

اس نے تیسرا سفید گلاب رابیل کی طرف بڑھایا۔تیسرا سفید گلاب اس نے تھاما" یہ کس لیے؟"

"میں آپ سے محبت کرتا ہوں،دنیا کی ہر چیز ہر شخص سے زیادہ"

رابیل کے گال گلابی ہوئے،وہ شرمائی اور پھر مسکرائی "محبت کے لیے تو سرخ گلاب نہیں ہوتا؟"

مامون نے سر نفی میں ہلایا" میرے لیے محبت رابیل اور نگزیب ہے،میرا ہر رنگ اسی کے ہونے سے ہے۔دنیا اسے لاکھ سیاہ کہے میرے لیے وہ سفید ہے" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے بات کہی تھی اور وہ ہنس دی۔سفید گلاب اس کے گال پر دھیرے سے مارا اور وہ بھی مسکرا دیا

"ایسے اظہار نہ کیا کریں"

"کیوں؟"

"میں شرما جاتی ہوں" اور ہنس دی۔وہ بھی ہنسا تھا۔

ایک آخری سفید گلاب تھا جو اس نے رابیل کی طرف بڑھایا

"یہ کس لیے؟"

"مجھے ہر اس چیز کے لیے معاف کرنے کے لیے جو میں نے آپ سے چھپائی، آپ کو نہیں بتائی اور اس نے آپ کو ہرٹ کیا، آئی ایم سوری"

رابیل نے مسکرا کے گلاب تھاما "اٹس اوکے۔۔ میرے لیے آپ اب سے عزیز ہیں، میں آپ کو تب تک معاف کر سکتی ہوں جب تک آپ مجھے بنا کہے اچھی سی کافی بنا کر دیں گے، ایسے ہی ٹائم ٹو ٹائم بتاتے رہیں گے کہ رابیل تم کتنی امیزنگ ہو اور آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں"

"اور اس کے بعد؟ معافی واپس؟"

"جی۔۔ پھر آپ میرا دوسرا روپ دیکھیں گے"

"اوہ۔۔ چڑیل والا"

اور اس پر رابیل نے آنکھیں اٹھا کر اسے گھورا "شٹ اپ"

"تھینک یو۔۔" وہ مسکرا دیا

رابیل نے بازو لمبا کر کے دائیں ہاتھ سے اس کا زور سے گال کھینچا "گڈ نائٹ!"

وہ کراہا اور ہاتھ گال پر رکھا۔ پھر اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔

آسمان پر ستاروں کی چھت انھیں دیکھ رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ اگلی دوپہر کی بات ہے، ہاسپٹل کی سفید راہداری روشن مگر ٹھنڈی تھی۔اس راہداری سے دور کچھ فاصلے پر ایک باغ میں درخت تلے بنچ پر مامون بیٹھا تھا۔اس نے سیاہ تھری پیس پہن رکھا تھا، گردن جھکی ہوئی تھی اور ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملی ہوئی تھیں۔اس کے ذہن میں بہت سے جھکڑ چل رہے تھے اور وہ بہت سی سوچوں سے بیک وقت لڑ رہا تھا۔سب سے خطرناک جنگ انسان کی اپنی خود کی سوچوں سے ہوتی ہے جب آپ کا ایک حصہ کچھ اور چاہتا ہے اور دوسرا حصہ کچھ اور، دماغ کچھ اور کہتا ہے اور دل کچھ اور مگر آپ کیا چاہتے ہیں یہ جاننا ممشکل ہوتا ہے اور وہ اس وقت یہی جنگ لڑ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ابھرتی سرخ لکیریں اس بات کی گواہ تھیں کہ اس کا دل کس اذیت سے گزر رہا ہے۔

وہ کچھ وقت پیچھے چلا گیا، وہ وقت جب وہ جذباتی طور پر "التمش" تھا۔

لندن کی گلیوں میں ہمیشہ کی طرح رونق تھی۔دن ڈھل رہا تھا اور وہ ایک فٹ پاتھ پر بیٹھا تھا، اس کی آنکھیں نم تھیں اور دل میں درد تھا۔دل کا درد آنکھوں میں باریک گلابی لکیروں کی صورت میں واضح تھا۔جیبیں خالی تھیں اور وہ آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا۔اس کے پاس ایک لڑکی آ بیٹھی اور دوسری جانب ایک لڑکا تھا۔دونوں نے بیٹھتے ہی اسے دیکھا جوان کا مرکز تھا۔ساتھ بیٹھے ہیری نے مامون کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

"ایل۔۔کیا ہوا ہے؟" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ خاموش رہا۔اس کے دونوں ہاتھوں پر رگڑ لگی ہوئی تھی، بہت ساخون تھا جو ابھی تازہ تھا۔ جیسے وہ لڑ کر آیا ہے جیسے مار کھا کر بھی آیا ہے اور کھلا کر بھی۔

"اٹس اوکے "عین نے نرمی سے کہا تھا۔اس کی نظریں مامون کے بائیں طرف بیٹھے ہیری سے ملیں۔

اس نے پہلے دائیں بیٹھی عین کو دیکھا پھر بائیں بیٹھے ہیری کو، ناک سے سانس لی مگر دل کا بوجھ ہلکا نہیں ہوا

"میرا آج پھر جھگڑا ہوا۔انھوں نے مجھے کلب سے نکال دیا، مجھے پے ملنے والی تھی مگر میں نے سب ختم کر دیا"اس نے سر دونوں ہاتھوں میں دیا ہوا تھا، سر میں عجیب دھماکے ہو رہے تھے اور دل عجیب حال کا شکار تھا

"ہم کچھ کر لیں گے "ہیری نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ مگر اس نے اس کا ہاتھ جھٹکا اور غصے سے اسے دیکھا

"تم دونوں مجھے چھوڑ دو۔۔"وہ بلند آواز میں بولا تھا۔وہاں خاموشی چھا گئی "یہاں موجود ہر شخص میرے اس غصے کا شکار ہوتا ہے جو مجھے میرے باپ پر ہے۔مجھے جب بھی غصہ آتا ہے تو سامنے بس اپنا باپ نظر آتا ہے اور میں ہوش کھو بیٹھتا ہوں، اس نے مجھے تباہ کر دیا ہے۔میرا خود پر کنٹرول نہیں ہے، کبھی کبھی مجھے تم دونوں بھی میرے باپ نظر آتے ہو"وہ ایک دم سے کھڑا ہوا اور ان کی طرف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخ کیا۔اس کی آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں اور چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔جبڑے بھینچے ہوئے تھے اور تنفس بڑھا ہوا تھا،اس کے چہرے پر اس جنگ کے آثار بہت واضح تھے جو وہ اپنے اندر اکثر محسوس کرتا تھا

"ایل۔۔ریلیکس"عین کھڑی ہوئی اور ہاتھ کھڑے کر لیے"ہم۔۔اسے ٹھیک کر لیں گے"

وہ ایک قدم پیچھے ہوا"نہیں۔۔تم دونوں اب میرے پیچھے نہیں آؤ گے"اس نے انگلی دکھا کر تنبیہہ کی تھی اور پھر وہاں سے بھاگ گیا۔

ہیری اور عین کی نظر ملی اور وہ اس کے پیچھے لپکے"ایل۔۔"عین نے پیچھے بھاگتے آواز لگائی تھی۔

وہ چلتے چلتے دوڑنے لگا تھا،اس کا ذہن مختلف منظر دکھا رہا تھا اور اس کا تنفس مزید بڑھ رہا تھا۔۔وہ ایک گھر کے لاؤنج میں تھا اور اس کے باپ نے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا تھا،"آئندہ آئے تو ٹانگیں توڑ دوں گا"،"وہ صرف میرے بابا ہیں"،"تمھاری ماں نے میرا گھر تباہ کیا"،"تمھارا باپ تمھیں اون نہیں کرتا"،"مجھ سے ایسے بات مت کیا کریں"،اسے کسی نے دھکا دیا اور وہ نیچے جا گرا،وہ اپنے باپ کے سامنے رو رہا تھا اور باپ بے حس کھڑا تھا۔

اس کا دماغ پھٹنے لگا،منظر گڈمڈ ہوئے،اسے لگا آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہے ارد گرد لوگوں کی بے پناہ آوازیں ابھرتا شور۔اس نے نہیں دیکھا کہ دائیں طرف سے گاڑی آئی ہے اور اس گاڑی نے اسے زوردار قسم کی ٹکر ماری اور وہ دور جا گرا،درد شدید تھا۔لوگ اس کی طرف بھاگے تھے اس کے سر

سے خون بہہ رہا تھا مگر وہ جیسے حواس باختہ تھا، اسے درد نہیں ہوا۔اسے گاڑی نے کوئی درد نہیں دیا۔ اس کے باپ کا دیا درد اتنا بڑا تھا کہ اسے دنیا کا ہر درد چھوٹا لگتا تھا، وہ پھر سے اٹھا اور لنگڑاتے ہوئے خون آلودہ سر اور ٹوٹے بازو سے چلنے لگا۔اس کا سر گھوم رہا تھا اب درد ہونے لگا تھا، تکلیف کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں مگر نہیں۔۔وہ نہیں رکا اور وہ تب رکا جب اس کے سامنے اس کا دوست آ کھڑا ہوا اور اس نے ایک زوردار مکا التمش کے گال پر رسید کیا۔۔وہ ایک طرف کو لڑھکا اور اب ہوش میں آیا، ہوش میں آتے ہی اس نے سر سے نکلتے خون کو ہاتھوں سے چھوا اور دونوں ہاتھوں کو دیکھا۔پھر بے یقینی سے پاس بیٹھی عین کو اور پھر رو دیا۔

موجودہ وقت میں بنچ پر بیٹھے مامون کا سینہ تنگ ہوا تھا۔اس نے سیدھا ہو کر سینے پر ہاتھ ملا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔منظر پھر سے بدل گئے۔

وہ اپنی بہن کے ساتھ کمرے میں بیڈ پر بیٹھ کر ہوم ورک کر رہا تھا اور باہر لاؤنج میں اس کا باپ باہر اس کی ماں سے اونچی آواز میں بات کر رہا تھا۔وہ اس کی ماں کو گالیاں دے رہا تھا اور لعنت ملامت کر رہا تھا۔گلدان ٹوٹنے کی آواز آئی اور دونوں بہن بھائیوں کی نظریں ملیں۔مامون نے اپنا کام چھوڑا اور باہر کو لپکا۔اس کے باپ نے گلدان دیوار سے مار کر توڑا تھا، اس کی ماں ایک طرف کو سہم کر کھڑی تھی۔وہ بھنویں بھینچے تنے نقوش سے اپنے باپ کو گھور رہا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری ماں کے ساتھ ایسے بات مت کیا کریں" وہ انتہائی ضبط سے بولا تھا۔اس کا باپ آگے آیا اور چٹاخ سے ایک تھپڑ اس کے بائیں گال پر رسید کیا۔اس کا چہرہ ایک طرف کو لڑھک گیا۔

"بے غیرت۔۔بد تمیز۔۔باپ سے اونچی آواز میں بات کرتا ہے" وہ غرا رہے تھے

مامون نے اپنے باپ کو دیکھا، پھر دانت پیستے بولا "میں اور میری بہن۔۔ہم یتیم ہیں" پھر حلق کے بل چلایا "ہمارے گھر مت آیا کریں"

اور سامنے کھڑے بہروز نے اس کے بائیں گال پر ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔وہ ابھی اتنا بڑا نہیں تھا، میٹرک میں پڑھتا لڑکا جس سے توازن برقرار نہیں رکھا گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔اس کی بہن اس کے پاس بیٹھی تھی، وہ اپنے بھائی کو اٹھا رہی تھی اور وہ آنکھوں میں نفرت اور طیش لیے سامنے کھڑے فوجی یونیفارم میں ملبوس بہروز آفندی کو دیکھ رہا تھا۔

درخت کے نیچے بیٹھے مامون نے منہ کھول کر سانس لیا اور پھر ادھر اُدھر دیکھا۔وہ لندن نہیں تھا، وہ پاکستان تھا اور اب وہ بڑا ہو گیا تھا۔اس نے ہاتھ دیکھے وہاں کوئی خون نہیں تھا، وہ اب ٹھیک تھا۔اس نے کوٹ کی اندر والی جیب میں ہاتھ ڈالا اور والٹ نکال لیا۔والٹ کھولا تو اس کی آنکھیں سامنے تصویر پر ٹھہر گئیں

منظر بدل گئے، وقت پیچھے کو پلٹا

وہ ایک گروسری سٹور پر کھڑا تھا،اس کے ہاتھ میں ڈبل روٹی اور جیم تھا۔اس نے کاؤنٹر پر بل پے کیا اور شاپر میں چیزیں ڈالیں۔پھر کچھ یاد آنے پر پیچھے پلٹا،ایک چاکلیٹ کے ڈبے سے چاکلیٹ لی اور مسکرایا۔وہ عافی کے لیے اکثر چاکلیٹس لیتا تھا،چاکلیٹ لے کر پیچھے مڑا تو ایک لڑکا کھڑا تھا۔وہ اس سے عمر میں بڑا تھا،فوجی کٹنگ اور تنے نقوش والا۔اس کے ساتھ اور بھی کئی لڑکے تھے۔سترہ سالہ مامون انھیں خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا لینے آئے ہو؟"سامنے کھڑے شہروز نے اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ چھین لی مگر وہ خاموش رہا۔

"شہروز یہ تمھارا سوتیلا بھائی ہے"ایک لڑکا آگے بڑھا،تیمور کے بڑے بھائی کے کندھے پر کہنی رکھی اور مامون کو گھورا

"نہیں۔۔یہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔۔اس کی ممی نے میرے بابا کو پھانسا تھا،دھوکے سے شادی کی تھی۔۔یہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے،میرے ڈیڈی نے اس کی ممی کو چھوڑ دیا ہے۔۔یہ اور اس کی بہن دونوں لعنت زدہ ہیں"وہ منہ سے زہر اگل رہا تھا۔بلکل اپنی ماں کی طرح اپنے باپ جیسا

مامون کا تنفس بڑھا تھا،مٹھیاں بھینچ گئیں۔اس کے جبڑے بھینچے اور سامنے کھڑے شخص کو گھورا

"آپ اپنی لمٹ میں رہیں"کہتے ہی اس نے اپنی چاکلیٹ اس سے چھین لی اور کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔اس کے پیسے دیے اور اپنا شاپنگ بیگ پکڑ کر وہاں سے چلا گیا۔۔وہ لڑکے اس کے پیچھے آئے تھے،وہ مامون پر آوازیں کس رہے تھے

"تمھاری ممی چور ہیں۔۔تم ایک بزدل ہو" وہ بلند آواز میں مزاحقہ خیز آواز میں چلایا تھا۔

"تم ساری عمر ایسے ہی رہو گے۔۔چور کہیں کے "ایک اور آواز مگر مامون نہیں مڑا۔

منظر پھر سے بدلے اور اب اس کے ساتھ ایک شخص بیٹھا تھا۔اس کی مونچھیں سرمئی تھیں، بال سلیقے سے کٹے ہوئے اور وہ مسکرا رہا تھا۔مامون اس شخص کے ساتھ بیٹھا تھا اور اس آدمی نے مامون کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

"تم ایک اچھے انسان ہو مامون، اللہ نے تمھیں بہت اچھا دل دیا ہے۔ تمھاری آنکھیں کسی گہرے راز کی طرح ہیں اور تمھارا دماغ بہت اچھا سوچتا ہے"

مامون نے حیرت سے اس شخص کو دیکھا جو اسے سراہ رہا تھا، اس کی تعریف کر رہا تھا۔وہ اس کے نانا ہارون تھے۔وہ مسکرا کر کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے مامون کا سر خود سے لگایا "میری ہمیشہ سے ایک تمنا تھی کہ میرا ایک بیٹا ہو اور وہ ہو بہو تمھارے جیسا ہو" اس کا سر خود سے لگائے وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ایک تحفظ اور شفقت کا احساس، وہ احساس جس کے لیے وہ ہمیشہ ترسا تھا۔

انھوں نے مامون کو خود سے الگ کیا پھر جھکے اور اس کا ماتھا چوما "میرا بیٹا"

مامون کی آنکھیں نم تھیں، وہ ضبط سے بنچ کے کنارے کو دونوں ہاتھوں سے تھامے بیٹھا تھا، ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔وہ ماتھے سے اس کی آنکھوں پر پہنچے اور اس کی بند آنکھوں پر اپنے ہونٹ رکھے، پھر باری باری اس کے گال چومے "تم میں میری جان ہے، تم مجھے ساری کائنات سے زیادہ عزیز ہو،

تم میری آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا سکون ہو مامون۔۔تم ہارون کے ساتھی ہو مامون"ان کی آواز نرم تھی، کسی شفیق اور مہربان انسان کے جیسی۔ان کا لمس محبت تھا اور خوشبو شفقت۔ان کا حصار "باپ" تھا۔وہ مامون سے الگ ہوئے پھر ساتھ بیٹھے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"میں تمھاری ماں سے خفا رہا۔۔میں نے غلط کیا مگر مجھے تم یاد آتے تھے۔اللہ نے تمھیں میری آنکھیں عطا کی ہیں، مجھے تمھاری یاد تمھاری خوشبو یہاں کھینچ لائی ہے"مامون بس ہارون بیگ کی سیاہ آنکھوں میں عجیب سی چمک دیکھ رہا تھا۔دم سادھے یک ٹک۔وہ زندگی میں پہلی بار کسی محبت کرنے والے کے حصار میں آیا تھا،اس نے زندگی میں پہلی بار شفقت کو محسوس کیا تھا۔باپ ہونا کتنا حسین ہوتا ہے۔

"میں جانتا ہوں میرے بیٹے کہ تم اپنی ماں اور بہن کا بہت خیال رکھتے ہو۔تمھارے بازو میں اس وقت جتنا زور ہے تم آزماتے ہو اور تم ان کے لیے کھڑے ہوتے ہو۔میں نے تمھیں تمھاری بہن کے لیے خوش ہوتے اس کی ضروریات پوری کرتے اور ماں کا خیال رکھتے دیکھا ہے"وہ بول رہے تھے اور مامون سن رہا تھا۔ہارون بیگ اس کی زندگی میں آنے والا پہلا شخص تھا جسے اس نے اتنے تحمل توجہ اور "محبت" سے سنا تھا اور مزید سننا چاہا تھا۔وہ کچھ بولنا نہیں چاہتا تھا،وہ چاہتا تھا کہ بس وہ بولتے جائیں اور مامون سنتا جائے۔

"میری جان" انھوں نے اس کے دل کی جگہ پر ہاتھ رکھا جو بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا" تم بھی محبت کے لیے بنے ہو، تم مرد بعد میں ہو انسان پہلے ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ مرد ہو یا عورت اس میں چاہے اور سراہے جانے کی برابر چاہ ہوتی ہے" مامون نے اپنے دل کی جگہ پر ان کا ہاتھ دیکھا تھا۔اس کا دل بھر آیا مگر وہ رویا نہیں۔

"مجھے معلوم ہے زندگی نے تمھارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔مامون اچھے کپڑے اچھا گھر باپ کی محبت اور ماں کی توجہ ڈیزرو کرتا ہے۔مامون ایک نہایت مہربان انسان ہے، میں نے مامون کو ایک بلی کے بچے کے لیے پریشان ہوتے دیکھا ہے اپنی ماں کے لیے روتے دیکھا ہے، میرا مامون بہت بہادر ہے مگر وہ بہت نرم ہے" انھوں نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔مامون نے شانے ڈھیلے چھوڑے

"نانا۔۔میں بہت غصہ کرتا ہوں میں نرم نہیں ہوں۔۔میرے ہاتھوں نے بہت لوگوں کو بہت زخم دیے ہیں" اس کے لہجے میں کرب تھا آنکھوں میں شرمندگی

"کیونکہ میرے بیٹے کو بھی بہت زخم ملے ہیں۔جن کے دل زخمی ہوتے ہیں ان کی زبان اور ہاتھ کبھی کبھی زخم دے جاتے ہیں۔۔اٹس آل رائٹ" انھوں نے نرمی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر تھپکا۔آج سے پہلے ہر شخص اسے یہی کہتا آیا تھا کہ وہ غصہ کرتا ہے اور غصہ غلط ہے۔اسے ختم کرو یا خود ختم ہو جاؤ۔

"ان ہاتھوں نے بہت سے زخموں پر مرہم بھی رکھے ہیں" انھوں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا "میرا دل دیکھو، اس پر تمھارے نام کا مرہم ہے"

مامون نے ان کے دل کے مقام پر نظر رکھی پھر ان کا چہرہ دیکھنے لگا۔ وہ کتنے شفیق لگتے تھے محبت کرنے والے اور رحم دل۔

"میں جانتا ہوں تمھیں غصہ آتا ہے۔۔ میں جانتا ہوں تم جھگڑا کرتے ہو مگر کیا میں تمھیں ایک بات بتاؤں؟"

مامون نے سر اثبات میں ہلایا

"It's your coping mechanism"

"مطلب؟" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔

"تمھارا ذہن تمھارا دفاع کرتا ہے تاکہ تم اپنی ذہنی حالت کو خراب نہ کرو۔ یہ تمھارے جسم کی زبان ہے، تمھارا کوپنگ میکینیزم، بچاؤ کا طریقہ۔۔ تمھارا غصہ تمھاری شخصیت کا وہ حصہ ہے جو تم سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ یہ تمھارے لیے لڑتا ہے تمھارے لیے کھڑا ہوتا ہے تمھارا بچاؤ کرتا ہے ہر اس وقت جب تم ہرٹ ہوتے ہو تمھاری ڈس ریسپیکٹ ہوتی ہے یا تم نظر انداز ہوتے ہو۔ یہ تمھارا اس سچویشن پر رد عمل ہوتا ہے جو تمھارے خلاف ہوتی ہے۔ تم اسے سنو، اس سے بات کرو، اس پر یقین کرو تو یہ تمھیں بتائے گا کہ کب کب کیا کیا تمھیں ہرٹ کرتا ہے۔ یہ تمھیں بتائے گا کہ

تمھارا ٹریگر کیا ہے اور یہ تمھارا دوست بن جائے گا، یہ تمھارے لیے کھڑا ہوتا ہے تم بھی اسے سمجھو" اور وہ خاموش ہو گئے۔

مامون کے جلتے دل پر نرم سی پھوار ہونے لگی تھی۔ اسے اتنے عرصے بعد پہلی بار سکون محسوس ہوا تھا۔ آخری مرتبہ کب کسی نے اس سے ایسے بات کی تھی، یاد نہیں۔ شاید مسز سنوٹ؟

"تھینک یو۔۔ نانا" اس نے نظریں چرا لیں۔ وہ ہنس دیے اور ہنستے گئے۔ مامون حیرت سے انھیں دیکھ رہا تھا

"مجھ سے کیوں نظریں چرا رہے ہو؟ میں تو تمھارا باپ ہوں" انھوں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بال بکھیر دیے

مامون نے انھیں دیکھا تو آنکھوں میں گلابی لکیریں تھیں۔ نمی کٹوروں میں بھرنے لگی تھی۔ انھوں نے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا

"تمھاری زیرک آنکھیں نئی نئی ایجادات سوچنے کے لیے بنی ہیں۔ تم اس لیے نہیں بنے کہ اپنے باپ کے جبر پر غمگیں ہو یا اپنے سوتیلے رشتوں کے طعنے سنو۔ تمھاری نظر بہت بلند ہو گی مامون، تم سوچنا سمجھنا سیکھو گے۔ تمھارے لیے کتابیں لکھی جائیں گی اور تم دنیا کا سفر کرو گے، زمین تمھارے قدموں تلے ہو گی اور تمھاری نگاہ آسمان کے پردے پار کر کے اس سے آگے کا جہان دیکھیں گی۔ تم میرے بیٹے ہو۔۔ تم میری آنکھیں اور میری دھڑکن ہو۔۔ تم ہر گز ولن بننے، دل توڑنے اور غصہ

کرنے کے لیے نہیں بنے میرے بچے۔۔تم بہت تحمل والے، بہت سلجھے ہوئے اور ہیرو ہو۔۔میں ہارون بیگ دیکھ سکتا ہوں کہ تمھارا مستقبل بہت روشن ہے، تم تو میرے بیٹے ہو"

مامون خاموش ہو گیا۔وہ بار بار اسے اپنا بیٹا کہہ رہے تھے اور ہر بار بیٹا کہنے پر مامون کے پیٹ میں مروڑ پڑتے تھے جیسے وہ بار بار کہیں وہ بار بار سنے گا۔اس کا خون گردش کرنے لگا تھا جیسے جمے ہوئے خون کو کسی نے حرکت دی ہو۔جیسے وہ گہرے سیاہ خواب اور غفلت کی نیند سے اب جاگا ہو۔اسے اس کے ہونے کا کسی نے احساس دلایا ہو اور اسے اس کی زندگی کے مقصد کا بتایا ہو۔وہ تب سے کیا کر رہا تھا؟ وہ تب سے کیوں لڑ رہا تھا؟اس کی دنیا گھر کی دہلیز پار کرتے ہی کیوں ختم ہو جاتی تھی؟

وہ مسکرائے اور اس نے کندھوں کے گرد اپنا بازو حمائل کیا

"Will you be my friend?"

مامون مسکرایا پھر ہنس دیا اور ان کے شانے کے گرد اپنا بازو پھیلا دیا

"Forever"

وہ دونوں ہنس دیے۔اداس باغ میں اس کے قہقہے بہار کی طرح تھے۔اس باغ نے اس مکان اور مکینوں نے پہلی بار مامون کو ہنستے دیکھا تھا۔

بنچ پر بیٹھا مامون مسکرایا تھا۔اس نے نم سانس اندر کھینچی اور اپنے والٹ میں اپنے نانا کی تصویر دیکھی جس میں وہ دونوں ساتھ تھے۔اس نے نرمی سے اس تصویر پر انگوٹھا پھیرا۔اس کا باپ اندر نہیں تھا

اس کا باپ اس تصویر میں تھا۔وہ باپ جس کا حصار مامون کے لیے نرم تھا شفیق اور سکون کا وہ دائرہ جسے وہ کبھی توڑ نہیں سکا۔

منظر پھر سے بدل گیا

وہ کچن میں کھڑے تھے، شیلف پر بہت سا سامان بکھرا تھا۔شاید وہ کیک بنا رہے تھے، نہیں بلکہ کپ کیکس۔۔بہت سے کپ کیکس، مامون اب ان کے کندھوں سے اوپر تک آتا تھا۔وہ ان سے قد میں بڑا ہو گیا تھا اور اب مسکرانے اور مثبت رہنے کی وجہ سے اس کے چہرے پر ایک رونق رہتی تھی

"آپ یہ کیک مجھے دیں گے" ساتھ کھڑے ہارون بیگ نے سرخ دل والا کیک بیک کیا تھا اور اب وہ اس پر کریم لگا رہے تھے۔

"نہیں۔۔میں تمھیں کیوں دوں؟" انھوں نے جھٹ سے منع کر دیا

"کیونکہ آپ مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں" وہ اپنے کپ کیک چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوا

"نہیں۔۔میں اپنی بیٹی سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔۔تم کون ہو؟" انھوں نے کہہ کر شانے اچکائے

مامون ان کے قریب ہوا اور ان کے شانے کے گرد بازو پھیلایا "میں بھی تو آپ کا بیٹا ہوں" پھر سانس خارج کی "اور ویسے بھی میں آپ سے بڑا ہو گیا ہوں۔میں کچھ بھی کر سکتا ہوں"

انھوں نے کٹی ہوئی سٹرابیریز وہیں رکھیں اور گردن موڑ کر اسے گھورا۔ پھر پاس پڑی لکڑی کی ڈوئی پکڑی اور اس کی پشت پر ماری

"کیا کہا تم نے؟" وہ غصے میں آ گئے تھے مگر مامون جانتا تھا کہ ہارون کبھی اس پر غصہ نہیں کرتے۔

وہ کراہا مگر پھر ہنس دیا۔ وہ مسکرائے۔

"سوری یار۔۔" اور دوبارہ اپنے کپ کیکس جھک گیا۔

انھوں نے کچھ دیر بعد گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اس نے کافی اچھے کپ کیک بنائے تھے۔ کسی پر سپرنکلز، کسی پر بنٹیز اور کسی پر چاکلیٹ لگی تھی

"یہ براؤن والا کس کا ہے؟" انھیں چاکلیٹ کیک اچھا لگ رہا تھا

"یہ۔۔ عافی کے لیے ہے۔ اسے چاکلیٹ پسند ہے نا" وہ ایک کپ کیک پر کریم لگا رہا تھا۔

اس کے نانا مسکرائے "مجھے بھی چاکلیٹ پسند ہے ویسے"

مامون نے انھیں نہیں دیکھا اور منہ کے زاویے بگاڑتے بولا

“But she is my Jan”

انھوں نے پھر سے ڈوئی پکڑ لی "کیا کہا تم نے؟"

وہ ہنس دیا اور پیچھے سنک سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔

بنچ پر بیٹھا مامون اب کی بار ہنسا تھا،اس کی آنکھیں گلابی تھیں مگر وہ مسکراتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی تصویر دیکھ رہا تھا۔ مسکراتے چہرے فقط تصویر میں قید تھے مگر تصویر بول رہی تھی اور مامون سن سکتا تھا۔اس نے سانس خارج کی دل ہلکا ہوا اور اس نے والے دوبارہ جیب میں رکھا، پھر کھڑا ہوا اور اندر جانے کو تیار تھا۔

مامون کا ایک ایک قدم منوں بھاری تھا مگر وہ سفید دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔اس نے سانس بحال کی مگر نارمل نہیں ہو سکا۔۔اس کے نقوش تنے ہوئے تھے۔وہ اپنے باپ سے کیا کہے گا؟اس کا باپ اسے کن نظروں سے دیکھے گا؟کیا وہی نظریں جو آج سے کئی سال پہلے ہوتی تھیں؟وہ کن نظروں سے انھیں دیکھے گا؟وہی نظریں جو کئی سال پہلے تھیں؟اس کے اور اس کے باپ کے درمیان ایک دروازہ تھا مگر وہ دروازہ کئی زمانے لیے ہوئے تھا۔ کئی جذبات کئی محرومیاں تکالیف غصہ کئی سیاہ راتیں جلتے دن اور کیا کچھ نہیں تھا۔اس کے دل میں آج بھی آگ تھی مگر وہ اب جلاتی نہیں تھی، وہ اپنے لیے چاہے معاف کر دے مگر اس کی بہن؟اس کی ماں؟اپنے ساتھ ہوئی زیادتیوں کی معافی بھلے انسان دے دے مگر اپنے پیاروں کی ایک ایک تکلیف وہ محسوس کرتا ہے،ایک ایک آنسو وہ خود پیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں درد سے آئی گلابی لکیریں دل پر گہرا نشان چھوڑتی ہیں۔ معافی مانگ لینا بھلے آسان ہوتا ہو گا مگر معاف کر دینا۔۔شاید کسی بڑے ظرف والے کے بس کی

بات ہو مگر مامون اپنی ماں اپنی بہن کے معاملے میں اتنے ظرف کا مالک نہیں تھا کہ ان کی برداشت کی گئی زمانے بھر کی دھوپ اور گرد کو فقط ایک لفظ سے مٹادے۔

اس نے ٹھنڈے ناب پر ہاتھ رکھا اور ناب گھمادیا۔دروازہ کھلتا چلا گیا

دروازہ کھلا اور اندر کی سفیدی ظاہر ہوئی۔روشنیاں جل رہی تھیں مگر آج بپ بپ کی آواز نہیں تھی۔وہاں خاموشی تھی،ایک طرف اس کے باپ کا پی اے کھڑا تھا اور ایک طرف تیمور۔تیمور اس سے پہلے آیا تھا مگر مامون میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کمرے میں جائے۔تیمور کا سر جھکا تھا،ایک بازو سینے پر بندھا تھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے اس نے اپنی آنکھیں دبائی ہوئی تھیں۔اس کی رنگت سرخ تھی،مامون کو ایک دم سے ٹھنڈ لگنے لگی تھی۔اس کے جسم میں ایک سنسنی خیز لہر دوڑ گئی،دماغ نے سرخ بتی جلائی اور اس نے تھوک نگلا۔ایک قدم مزید آگے بڑھایا پھر ایک اور قدم اور وہ اپنے باپ کے بستر کے پاس آ کھڑا ہوا۔ان کا آکسیجن ماسک اتر چکا تھا،آنکھیں بند تھیں اور جسم ساکت۔مامون نے ہاتھ بڑھایا اور ایک جھماکہ سا ہوا

"نانا۔۔مجھے چھوڑ کر مت جائیں"ایک لڑکا ایک بوڑھے شخص کے سینے پر سر رکھے بچوں کی طرح رو رہا تھا۔

اس نے سر جھٹکا اور آنکھیں جھپکائیں۔اپنے باپ کو دیکھا پھر لب ہلائے "بابا۔۔"آواز نہیں نکلی، زبان تالو سے چپک گئی۔اس کا سب سے ڈراؤنا گمان سچ ہوا تھا۔ماں باپ کو مرے ہوئے دیکھنا بڑا ظرف ہوتا ہے اور مامون کے پاس یہ ظرف ابھی نہیں تھا۔

اس نے تیمور کو دیکھا جو کہ سرخ نم آنکھوں سے انھیں دیکھ رہا تھا۔اس نے مامون کو دیکھا،اس کی طرف بڑھا اور اس کے گلے لگ گیا۔اس کا سر مامون کے کندھے پر تھا،دونوں بازو اس کے گرد حمائل تھے اور وہ رونے لگا تھا۔

"میں نے یہ نہیں سوچا تھا مامون"وہ سسکیوں سے رو رہا تھا۔بالکل کسی بچے کی طرح حالانکہ اس کی اپنے باپ سے کبھی بھی جذباتی وابستگی نہیں تھی مگر باپ باپ ہوتا ہے۔

مامون کو لگا وہ خواب دیکھ رہا ہے،اس کا جسم پتھر کا تھا،آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس نے لب ہلائے مگر آواز نہ نکلی۔وہ اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔زندگی ایک دم سے پلٹ گئی تھی۔اس نے ایسا کبھی نہیں سوچا تھا مگر زندگی ہماری سوچوں کے مطابق نہیں چلتی۔اسے اپنے باپ کی موت کا غم سہنا تھا اور وہ سہہ لے گا۔

ایک جھماکہ ہوا"نانا۔۔میں آپ کے بغیر مر جاؤں گا"کسی کے رونے کسی کی سسکنے کی آواز آئی تھی۔

مامون نے سر جھٹکا، تیمور اس سے جدا ہوا اور مامون نے اسے دیکھا۔ وہ اپنی آنکھیں پونچھ رہا تھا۔

مامون نے ایک قدم آگے بڑھایا، یہ قدم منوں بھر کا تھا ایک زمانے سے دوسرے زمانے کی طرف اٹھایا گیا قدم، اپنی انا اپنی نفرت اور اپنی محرومیوں پر رکھا گیا پیر۔۔اس نے دونوں ہاتھ باپ کی بستر پر رکھے اور جھک کر اپنے باپ کے کان میں سرگوشی کی "بابا۔۔"

مگر کوئی آواز نہیں۔ نہ کوئی سانس نہ کوئی آس، اس کی آنکھیں سرخ پڑنے لگی تھیں۔ آنسو آنکھوں کے کٹورے میں بھرے اور پھر آنکھ کی حد پار کر گئے۔ اس نے سانس لیا مگر سینہ تنگ ہوا تھا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکا، تنفس بڑھا اور اس نے دایاں ہاتھ اٹھایا۔ ہاتھ کانپ رہا تھا، اس نے ہاتھ باپ کے بازو پر رکھا۔ کوئی حرکت نہیں، وہ جیسے سوئے تھے ویسے کوئی عام انسان نہیں سوتا۔ سونے والوں کی رنگت زرد نہیں ہوتی ان کے ہونٹ سیاہ نہیں پڑتے۔

"بابا۔۔"اب کی بار کی آواز بلند تھی۔ اس نے اپنے باپ کو جھنجھوڑا اور پھر زور سے بولا

"بابا۔۔"اس کی آواز اس کے کانوں ہاسپٹل کی دیواروں سے پلٹ کر واپس آگئی مگر اس کا باپ نہیں سن سکا۔

وہ نہیں اٹھے۔ وہ نہیں اٹھیں گے۔ اس کے آنسو تواتر سے بہنے لگے تھے، اس نے نفی میں سر ہلایا

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔یہ نہیں ہو سکتا۔۔آپ کیسے جا سکتے ہیں؟ یہ نہیں جا سکتے "اس نے تیمور کو دیکھا

"یہ نہیں جا سکتے۔ میں نے ان سے ابھی لڑنا تھا، ان کے میری طرف بہت سے حساب نکلتے تھے، یہ

ابھی نہیں مر سکتے" وہ جلدی جلدی مگر اونچی آواز میں بول رہا تھا، ابھی وہ انکار اور بے یقینی کے مرحلے پر تھا۔ وہ قبول نہیں کر رہا تھا کہ کہ اس کا باپ اب نہیں رہا۔ ساری عمر اسے غم دینے کے بعد وہ اب جا چکا تھا۔

تیمور آگے بڑھا اور اس کے کندھے تھامے مگر وہ کچھ بول نہیں پایا۔ مامون نے اس کے ہاتھ کندھے سے جھٹکے اور پھر اپنے باپ کی طرف بڑھا، وہ جیسے حواس باختہ ہو گیا تھا، جیسے مان ہی نہیں سکا کہ اس کا باپ اس کی معافی وصول کیے بغیر ہی چلا گیا۔

"اٹھیں۔۔ آنکھیں کھولیں۔ میری بات سنیں" وہ اپنے باپ کو جھنجھوڑ رہا تھا "آپ مجھے بلا رہے تھے نا میں آ گیا، آپ کو مجھ سے بات کرنی تھی نا کریں، مجھے آپ سے شکوے ہیں شکایتیں ہیں۔۔ آپ ایسے نہیں جا سکتے" وہ رو رہا تھا، چلا رہا تھا مگر اس کا باپ نہیں اٹھ رہا تھا۔۔ وقت گزر گیا تھا۔ موت نے زندگی کا مسئلہ حل کیا تھا۔۔ زندگی میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ بعض جھگڑے ختم کرے۔ یہ ہمت موت ہی میں ہوتی ہے مگر جھگڑے ختم ہوں نہ ہوں زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

کمرے کا دروازہ دھڑام سے کھلا اور تیمور کی ماں اندر آئی، اس کا بڑا بھائی پیچھے ہی تھا اور اس کی ماں اندر آتے ہی چلانے لگی۔ وہ روتے ہوئے اپنے شوہر کو اٹھانے لگیں، اس کا بڑا بھائی نم آنکھوں سے اپنے

باپ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر مامون کو دیکھا اور اس کی طرف بڑھا، اسے گریبان سے پکڑا اور دیوار سے لگایا، مامون کے لیے سب سست رفتاری میں ہو رہا تھا

"یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے۔ میرا باپ تمھاری وجہ سے مرا ہے، وہ تمھیں بلاتا رہا مگر تم نہیں آئے" وہ چلا رہا تھا مگر مامون نے خود کو نہیں چھڑایا۔ تیمور آگے بڑھا اور اسے شہروز سے الگ کیا۔

"بس کریں۔۔" وہ زور سے چلایا اور مامون کے سامنے آ کھڑا ہوا

"مامون کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔ اسے مت کچھ کہیں" وہ بھی چلایا تھا۔ وہ مامون اور بہروز کے درمیان دیوار بنا تھا

"اس کا قصور ہے۔۔" وہ پھر مامون کی طرف بڑھا مگر تیمور بیچ میں تھا۔ مامون کا دماغ کہیں اور تھا۔ اس کے لیے اس کمرے میں اس سفید بستر پر اس کے نانا تھے۔ وہ اپنے نانا کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا اور وہ مسکرا رہے تھے۔ ان کے لب ہلے اور آواز مامون کی سماعت سے ٹکرائی "انسان ساری عمر غموں سے لڑتا ہے اور آخر میں غم اسے لڑ جاتا ہے۔ مامون، انسان کو موت نہیں مارتی اسے غم مارتا ہے۔ کسی بہت پیارے کا بہت بڑا غم" ان کی آنکھوں میں ایک جوت تھی جو بجھ رہی تھی۔۔ مامون حال میں واپس آیا اور تیمور اپنے بھائی سے اس کے لیے لڑ رہا تھا مگر اس کا باپ خاموش تھا۔ اس کے باپ کو شاید اس کی اولاد کا غم لڑ گیا تھا۔۔ اسے موت نے نہیں مامون کے غم نے مارا تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا ۔یہ اس کے بس میں نہیں تھا، کبھی حالات اس کے حق میں نہیں تھے کبھی جذبات اس کے بس میں

نہیں تھے اور موت آئی اور اپنا کام کر گئی۔ موت زندگی سے زیادہ بے پرواہ اور سفاک تھی مگر وہ مہربان تھی۔ اس نے ایک باپ کو ایک بیٹے سے ملوایا تھا۔

"دور رہیں۔۔" آخری آواز جو مامون کے کانوں میں پڑی وہ تیمور کی تھی اور اس نے بہروز کے سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔

وہ پوری شدت سے چلایا، مامون کو مڑ کر دیکھا اور پھر مامون کو لیے باہر چلا گیا

آٹھ مرلہ مکان میں اس وقت رونق لگی ہوئی تھی۔ لاؤنج کی بتیاں بند تھیں البتہ پیچھے کی کھڑکی کے سامنے سے پردے ہٹے ہوئے تھے جس سے روشنی اندر آ رہی تھی، کھڑکی کے اس پار پیچھے گیراج میں کھڑی گاڑی نظر آ رہی تھی۔ صوفے پر رابیل کے ساتھ اس کی اماں بیٹھی تھیں، ایک طرف صوفے پر مینا تھی جس کے ساتھ اس کی نانی بیٹھی تھیں۔ چھوٹے صوفے پر فری بیٹھی تھی، درمیان میں پڑی میز پر بہت سی کھانے پینے کی چیزیں پڑی تھیں۔ رابیل کی گود میں صارم تھا اور مسلسل ایک ٹانگ ہلا رہا تھا، رابیل نے اس کی ٹانگ پر ہاتھ رکھ کر روکا ہوا تھا اور اپنی ماں کی بات سن رہی تھی۔ مینا کے ایک ہاتھ میں فروٹ کیک تھا اور دوسرے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک اور وہ فرحت کی باتیں سنتی اندر اپنا حصہ بھی ڈال رہی تھی۔

"میں نے تمھیں کتنی کالز کیں، کتنے میسجز کیے مگر تم مینا کی بہن بن گئی تھی۔ مجھے فکر تھی تمھاری، رات دن اتنی دعائیں کیں میں نے" وہ خفا ہوئی تھیں "خبروں میں تمھیں دیکھ کر دل کو کچھ ہوتا

ہے۔ان لوگوں کو اپنے کوئی کام نہیں تھے جو میری بیٹی کے پیچھے پڑ گئے تھے"وہ خفگی سے بولتیں اس کے قریب ہوئیں اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"امی۔۔بس ایسے ہی حالات اتنی جلدی خراب ہوئے نا کہ مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آیا، پھر وہ فیکٹری اور بوتیک والا قصہ شروع ہو گیا۔مجھے ذرا ٹائم نہیں ملا تھا"اس نے دھیرے سے مسکرا کر اپنی ماں کا ہاتھ دبایا۔

انھوں نے سانس خارج کی"مامون کہاں تھا؟"ان کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی

رابیل نے مسکرا کر یہ معاملہ بھی سنبھال لیا"اماں بس ایک مس انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی۔ان لوگوں کو تو بات کا بتنگڑ بنانے کا موقع چاہیئے۔۔شام کو لینے آئیں گے نا آپ خود بیٹھ کر ڈھیر ساری باتیں کر لیجیئے گا"

وہ بھی مسکرائیں اور میز سے جوس کا گلاس پکڑ کر اس کی طرف بڑھایا۔

"میں بھی ابھی ابھی آئی ہوں۔میں تو پاکستان بھی نہیں تھی، یہ ہی پوچھ لیں کہ مینا باہر کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟سب ٹھیک تھا؟"مینا نے خفگی سے کہا اور فروٹ کیک کاٹ کر منہ میں رکھا

اس کی نانو آگے ہوئیں اور اسے مسکرا کر دیکھا"میں نے تو تمھارا بہت انتظار کیا تھا۔اب بس تم تھوڑی دیر میرے پاس ہی رہ کر جانا، پہلے سے کمزور ہو گئی ہو"اس نے کہہ کر اس کے گال پر ہاتھ رکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے جوس کا گلاس منہ سے لگایا اور پھر ہنس دی "نانو۔۔مینا پہلے تو جیسے بڑی صحت مند تھی، ویسی کی ویسی ہی ہے"

اس نے کیک چباتے منہ بنایا "ہاں یہ کہہ لو تم۔۔تاکہ میں اس بات کی ٹینشن لے لوں کہ ہائے میں کمزور کیوں ہوں" پھر سر جھٹکا "شام کو تیمور آئے گا میں ساتھ چلی جاؤں گی، وہاں میرا بہت خیال رکھا جاتا ہے" اس نے جتاتے ہوئے کہا اور کیک کا بچا ہوا حصہ منہ میں رکھا

"کچھ دن یہیں رہ لو نا، میرا دل اداس ہو گیا ہے تم سے، ساتھ میں مکھن دیسی گھی کے پراٹھے بھی کھلاؤں گی۔ذرا تمھارا بھی منہ نکل آئے" فرحت بڑے دل سے اسے رکنے کا کہہ رہی تھیں

مینا کی ہنسی نکل گئی "امی۔۔" اور وہ ہنستی گئی۔پھر خاموش ہوئی "مکھن ملائی اور مینا" پھر صوفے پر بیٹھی پیچھے کو گر کر سے ہنس دی۔

"امی۔۔میں شروع سے ہی ایسی ہوں۔۔میں اچھی خاصی ہوں، ڈونٹ وری" اس نے کہہ کر پلیٹ میں پڑی چپس کا ٹکڑا پکڑا اور منہ میں رکھا "ملیحہ آنٹی میرا بہت خیال رکھتی ہیں۔وہ میرے سونے کا کھانے کا میری خوشی کا میرے سکون کا بہت خیال رکھتی ہیں" وہ منہ کے زاویے بگاڑتے بڑے نخرے سے کہہ رہی تھی "اور میں جب مرضی اٹھتی ہوں جب مرضی سوتی ہوں، وہاں میں کوئی کام بھی نہیں کرتی" وہ اپنی امی کو مسکراہٹ دبائے دیکھ رہی تھی

اس کی اماں نیچے جھکیں "یہ میرا جوتا پڑا تھا یہاں۔۔کہاں ہے" پھر فری کو دیکھا "ذرا دیکھنا فری"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فری رابیل اور مینا ایک ساتھ ہنسی تھیں۔وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔فرحت نے سر جھٹکا

"مجال ہے جو ذرا بھی عقل آئی ہو"

مینا نے دونوں ٹانگیں اوپر کیں اور چوکڑی مار کر بیٹھ گئی۔سامنے کی پلیٹ سے نمکو پکڑی "میں نے ایک دو گھنٹے سمجھدار ہو کر گزارے تھے امی، قسم سے بڑی خواری ہے۔۔ایسے بس چِل کرو، عقل کا اچار ہے ڈالنا ہے" پھر گلشن آرا کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے "ہے نانو"

وہ مسکرائیں "اب بس فرحت تم میری مینا کو کچھ نہیں کہو گی، بھئی اتنے دن بعد آئی ہے۔سب میری مینا کے پسند کا بنے گا" وہ مسکراہٹ دبائے حکم صادر کر رہی تھیں۔

وہ اپنی نانی کی طرف جھکی اور ان کے گال کو چوما "اللہ آپ کو میرے بچوں کے قہقہے بھی سنوائے نانو" اور مسکرا دی

وہ ہنس دیں "آمین" مگر مینا کو دیکھتی رہیں جو ابھی بھی نہیں بدلی تھی۔

"تم اپنی خالہ کی طرف گئی تھی؟" فرحت اب سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوئیں

اس نے نمکو میں سے مونگ پھلی نکال کر منہ میں رکھی "جی۔۔گئی تھی" پھر مونگ پھلی چبائی اور نگل گئی "دو تین گھنٹے کے لیے گئے تھے۔خالہ پھر ماموں بھائی کو گالیاں دینے لگ گئیں اور پھر ہم آ گئے۔۔کل شام کو خالو کے پاس گئے تھے، البتہ انھوں نے کسی کو کچھ نہیں کہا" اور شانے اچکائے

Clubb of Quality Content

ساتھ بیٹھی رابیل فروٹ کیک پکڑ کر صارم کو کھلاتے ہوئے سنجیدہ ہوئی تھی۔اس کی ماں بھی خاموش ہو گئی،رابیل نے اپنی اماں کو دیکھا پھر سر نفی میں ہلا کر گود میں بیٹھی صارم کی طرف متوجہ ہوئی۔

"فری۔۔"میناب فری کی طرف متوجہ ہوئی جو خاموشی سے مسکراتے ہوئے انھیں دیکھ رہی تھی "تم بتاؤ۔۔کوئی مسئلہ تو نہیں؟"پھر فرحت کو دیکھ کر دونوں بازوؤں کی آستینیں اوپر کیں "مجھے بتاؤ۔۔میں سب ٹھیک کر دوں گی"اور ہنس دی

فری بھی ہنسی تھی،فرحت نے نفی میں سر ہلایا"اس کا کچھ نہیں ہو سکتا"اور اٹھ کر کچن میں چلی گئیں۔

"نہیں۔۔سب ٹھیک ہے"وہ نرمی سے مسکرا کر بولی

"ہماری فری اب بہت اچھی چائے بناتی ہے،فرحت کے ساتھ اکثر کچن میں کام بھی کرواتی ہے۔اب اس کا دل لگ گیا ہے،میرے ساتھ بیٹھ کر ڈھیروں باتیں بھی کرتی ہے"وہ جب اس طرح "ہماری فری"کہتی تھیں تو فری کا دل ایک دم سے خوشی سے پھولے نہیں سماتا تھا۔اسے بھی کوئی اپنا،ہمارا کہنے والا تھا۔

میناذرا سا ساتھ ہوئی"کبھی کبھی امی ڈانٹ دیتی ہیں اور نانو باتیں کرتے کرتے چغلیاں کرنے لگتیں ہیں۔۔تم اگنور کیا کرو اور میری طرح خوش رہا کرو"

گلشن آرا نے اس کا بازو پکڑ کر ساتھ کھینچا اور اپنے ساتھ بٹھا لیا "مجال ہے جو سکون ہو"

مینا نے نمکو کی پلیٹ سامنے میز پر رکھی اور اپنی نانی کے کندھے پر سر رکھ لیا۔اب وہ خاموش تھی

"بیلی۔۔ تمھارے سسرال سب ٹھیک ہیں؟ تمھاری ساس نند اور وہ جو چھوٹی لڑکی"

رابیل مسکرائی "جی نانو۔۔ سب ٹھیک ہیں، بہت اچھے ہیں"

"اللہ تم دونوں کا نصیب اچھا کرے"

اسی وقت مینا نے سر اٹھایا اور ادھر اُدھر دیکھا "رانیہ چڑیل کہاں ہے؟" دونوں ابرو اٹھا کر فری کو دیکھا

"ان کی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ وہاں گئی ہیں"

مینا نے دونوں ہاتھ دعا کی صورت اٹھائے "اللہ حاشر بھائی کے نصیب بھی اچھے کرے، آمین" اور دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔

گلشن آرا اسے دیکھ کر مسکرائیں۔ وہ تو مینا تھی اسے کسی کی کیا پرواہ۔

فرحت کچن سے باہر آئی تھیں "مامون رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائے گا نا" انھوں نے رابیل سے پوچھا تھا۔

رابیل نے سر اثبات میں ہلایا۔ فرحت نے مینا کا سر پکڑا اور نیچے کو کیا "اور تیمور؟"

اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ وہ بھی مسکرائیں اور اندر چلی گئیں۔

مینا نے پیچھے سے ہی آواز لگائی تھی "امی۔۔دوپہر میں کیا ہے؟"

"مٹر قیمہ۔۔"یوں لگ رہا تھا وقت پھر سے پیچھے کو پلٹا ہے اور شادی سے پہلے والی مینا گھر پر آئی ہے

اس نے منہ بنالیا"میں مٹر نہیں کھا رہی۔میرے لیے کچھ اور لایا جائے"اس نے بڑے نخرے سے کہا تھا

"لا رہی ہوں۔۔رکو تم"

اندر سے فرحت بولی تھیں اور اب وہ جانتی تھی کہ اس کی ماں باہر آئے گی ساتھ ڈونگا یا ڈوئی لائیں گی۔

کچھ فاصلے پر ایل سی ڈی کے نیچے میز پر پڑا پی ٹی سی ایل بجا۔فرحت باہر آئیں اور کریڈل پکڑ کر کان سے لگایا۔دوسری طرف سے ایک آواز گونجی اور ان کا سر جھک گیا

"ان للہ وانا الیہ راجعون"

وہاں ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔مینا کی نظر رابیل سے ملی اور اسی وقت اس کی اماں مڑیں اور افسوس سے رابیل کو دیکھا

"تمھارے خالو فوت ہو گئے ہیں"

رابیل کے چہرے پر ایک سایہ سا گزرا، نظروں نے فرحت سے مینا کی طرف سفر کیا۔

پہلا خیال جو اس کے دماغ میں آیا تھا وہ مامون کا تھا۔

رات نے ہر سو پر دے پھیلائے تھے۔سفید سر مئی محل پورے وقار سے کھڑا اپنی روشنی سے رات کے اندھیرے کا مقابلہ کر رہا تھا۔بنچ پر مامون بیٹھا تھا جس نے سیاہ شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔اس کی ران پر سر رکھے تیمور لیٹا ہوا تھا،اس نے بھی سیاہ شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔وہ سیاہ تاروں بھرا آسمان دیکھ رہا تھا۔مامون کا سر جھکا ہوا تھا،دونوں کچھ دیر پہلے ہی اپنے باپ کی تدفین کر کے آئے تھے۔مامون نے گلا کھنکھارا

"تمھیں اپنے گھر ہونا چاہیئے تھا"اس کی آواز دھیمی تھی

"اپنے گھر ہی ہوں"جواب جھٹ سے آیا تھا۔

مامون نے گردن اٹھائی اور اس نے چہرے کو دیکھا۔سر مئی آنکھیں کھڑی ناک اور مطمئن سا چہرہ۔وہ خاموش تھا

"اپنے باپ کے گھر"مامون نے وضاحت پیش کی تھی

تیمور نے اسی طرح ڈھٹائی سے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا"میرا ایک ہی گھر ہے اور میں وہاں خوش ہوں،تمھیں برا لگ رہا ہے اور میں زہر لگ رہا ہوں تو بتا دو میں چلا جاتا ہوں"اس نے تلخی سے کہا تھا البتہ اس کے لہجے میں بد تمیزی نہیں تھی

مامون نے سانس خارج کی۔اسے اس کی مرضی کے بغیر کوئی بات منوانا پہاڑ سر کرنے جتنا مشکل تھا

"تمھاری ماں کو تمھاری ضرورت ہے تیمور"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور نے اس کی ران سے سر اٹھایا اور اٹھ بیٹھا "میری ماں کو جن کی ضرورت ہے وہ ان کے پاس ہیں۔ میری کبھی ان کو نہ عادت رہی ہے اور نہ وہ کبھی میرے لیے میرے پیچھے آئی ہیں۔ وہ تیمور کے بغیر خوش رہتی ہیں، مجھے دیکھ کر وہ تمھیں اور ملیحہ ماما کو گالیاں دیتی ہیں بد دعائیں دیتی ہیں۔ میرا دماغ خراب ہو جاتا ہے اور پھر میں وہاں نہیں رہتا۔۔اس سے زیادہ میں اب تمھیں کیا کہوں "اس نے شانے اچکائے۔ وہ بلا کا سنجیدہ تھا۔

مامون نے اسے دیکھا۔ پھر کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر خاموش رہا۔ وہ فقط اتنا ہی کہہ سکا "وہ تمھاری ماں ہیں"

تیمور نے سر نفی میں ہلایا۔ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا شاید گلے میں درد شاید دل میں درد یا عجیب سا احساس تھا

"انھوں نے کبھی مجھے خود سے نہیں لگایا، انھوں نے کبھی مجھے نہیں کہا کہ تیمور تم میرے لیے ضروری ہو، کبھی مجھ سے نہیں کہا کہ تم کیا کرتے ہو؟ کیا پڑھتے ہو؟ ان کے لیے ان کا دکھ اولاد کی ہر خوشی سے بڑھ کر تھا۔ انھیں صرف شہروز بھائی اور علیزے اچھی لگتی تھی کیونکہ انھیں تم اچھے نہیں لگتے۔ مجھے تم عزیز ہو اور رہو گے "کہہ کر وہ اٹھ گیا اور پھر پلٹ کر نہیں دیکھا۔ مامون نے بھی گردن نہیں موڑی۔ اس کا دل بھی بھاری تھا، وہ اپنے باپ کو قبر کی مٹی چھونے سے پہلے معاف کر چکا تھا مگر اس کے باپ کے نصیب میں یہ خوشی نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں نم تھیں، شاید وہ رو بھی رہا

Clubb of Quality Content

تھا۔انسان بڑا عجیب ہے بعض اوقات جن باتوں کو بڑی بے دردی سے نڈر ہو کر بول دیتا ہے وہ باتیں حقیقت ہو جائیں تو بڑی تکلیف دیتی ہیں۔وہ کہا کرتا تھا کہ وہ یتیم ہے اس کا باپ نہیں ہے اور آج وہ نہیں تھا تو اسے تکلیف ہو رہی تھی۔ساری عمر گلٹ سے بچتے گلٹ سے بھاگتے ہم لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں گناہوں کا کفارہ ادا کرتے ہیں غلطیوں کا ازالہ کرتے ہیں مگر پھر بھی کسی نہ کسی چیز کا گلٹ رہ جاتا ہے۔کوئی ایسا گلٹ جسے لیے انسان مر جاتا ہے کوئی ایسا گلٹ جسے لیے انسان کو جینا پڑتا ہے۔انسان ساری زندگی قید سے نکلنے کی کرتا ہے،اپنے قید خانے توڑتا ہے خود کو آزاد رکھتا ہے مگر پھر بھی۔۔کچھ نہ کچھ رہ جاتا ہے،وہ کہیں نہ کہیں کسی کا نہ کسی کا قیدی رہ جاتا ہے۔شاید وہ کبھی مکمل آزاد نہیں ہو سکتا،ایک قید خانے سے نکلا اور دوسرے قید خانے میں چلا گیا۔وہ ساری عمر گلٹ کی قید سے خود کو آزاد رکھتا تھا اور اب وہ اپنے باپ کو وقت پر معاف نہ کرنے کا قیدی رہے گا۔اس کی زندگی میں ہر چیز شیڈول ہوتی تھی۔وقت پر آنا وقت پر جانا سونا اٹھنا ہو یا کوئی بھی کام ہو مامون وقت سے پہلے اور وقت کے بعد نہیں کرتا تھا اور یہاں وقت کا مسئلہ تھا۔اس نے دیر کر دی اور وہ دیر اب اس کے دل میں گلٹ بن کر رہے گی۔

اس نے سانس خارج کی اور اندر کی طرف بڑھا،سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا اور اپنے کمرے کا دروازہ کھولا۔اسے سونا تھا اور وہ سونے والا تھا۔کل سے یا شاید کل سے کچھ دن بعد زندگی نارمل ہو جائے گی کیونکہ زندگی نارمل ہو جاتی تھی۔

رات کے ساڑھے نو کے قریب رابیل اندر آئی تو وہ گہری سانسیں لیتا سو رہا تھا۔رابیل اس کے پاس بیٹھی اسے دیکھتی رہی، وہ کتنے دن بعد اسے دیکھ رہی تھی اور وہ کتنے دن بعد ایسے سو رہا تھا۔وہ دھیرے سے مسکرائی، کمفرٹر اس کے اوپر اچھے سے دیا اور پھر خود سونے چلی گئی۔۔

شام چار بجے کے قریب مسز ہاشمی کو ایک خط کے ساتھ سفید پھولوں کا گلدستہ ملا تھا۔وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھیں، ایک طرف کھڑکی کے سامنے ڈاکٹر طلعت کھڑے تھے۔اس کی ماں نے خط بھیجنے والے کا نام پڑھا تو مسکرا دیں۔پھول وہیں چھوڑے اور کھڑی ہوئیں۔اپنے شوہر کے قریب گئیں "طلعت۔۔فری نے ہمیں خط بھیجا ہے" وہ پھولے نہیں سما رہی تھیں۔

مسکراتے ہوئے جلدی سے خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔وہ اتنی آواز میں پڑھ رہی تھیں کہ ڈاکٹر ہاشمی بھی سن رہے تھے

السلام وعلیکم!

ممی، بابا۔۔میں امید کرتی ہوں آپ ٹھیک ہوں گے۔میں یعنی آپ کی بیٹی آپ کو یہ خط لکھ رہی ہوں کہ مجھ سے آپ کا سامنا نہیں ہوتا۔پچھلی بار بھی آپ مجھ سے ملنے آئے تھے اور میں نے جذباتی ہو کر بہت جلد بازی کا مظاہرہ کیا تھا۔اس چیز نے مجھے ڈسٹرب کیا تھا اور میں آپ کے جانے کے بعد سارا وقت آپ سے اپنے رویے کے بارے میں سوچتی رہی ہوں۔آپ کو پتہ ہے ممی بابا کہ اکثر غلطیاں اولاد سے ہوتی ہیں۔اولاد خود غرض نافرمان یا بد تمیز اکھڑ نکل آتی ہے اور ماں باپ کو دکھ دے جاتی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہے۔اکثر اوقات ماں باپ سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ہمارے ماں باپ ہماری فیملی گھر بہن بھائی رشتے ناطے یہ سب اللہ تعالیٰ طے کر کے بھیجتا ہے۔ان چیزوں پر ہمارا بس نہیں چلتا ہمارے بس میں نہیں ہوتیں اور ہمیں ہنستے روتے کمپرومائز کرتے انہی چیزوں کے ساتھ گزارا کرنا پڑتا ہے۔ان چیزوں میں ہم سے ہماری چوائس پوچھی نہیں جاتی۔زندگی ہم سے ہماری چوائسز بہت ہی کم پوچھتی ہے ورنہ وہ اپنی مرضی ہی کرتی ہے اور ہمیں اس کی مرضی ماننی پڑتی ہے۔بعض چیزیں ہمارے بس میں ہوتی ہیں بعض چیزیں ہر گز نہیں،ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسا ہو جو میرے لیے بہت چھوٹا بہت معمولی ہو اور وہ آپ کے لیے بہت بڑا ہو۔کچھ ایسا ہو جو آپ کے لیے بہت بڑا ہو مگر میرے لیے وہ خاک برابر ہو۔ممی بابا وہ لڑکیاں اور ہوتی ہوں گی جنھیں پیشن پروفیشن میں انٹرسٹ ہو، جنھیں پیسے بنانے، کمانے،انڈیپنڈنٹ ہونے کا شوق ہو میں ویسی نہیں تھی۔میرے پاس میرے باپ کا دیا پیسہ تھا،ماں کے دیے مہنگے کپڑے بھی تھے،میں مہنگے کھانے دنیا کے مختلف ممالک کا ٹریول ہر برانڈ کا پرفیوم اور اچھی سٹڈی افورڈ کر سکتی تھی کیونکہ میرے پیرنٹس نے مجھے یہ سب دیا ہوا تھا مگر میں ایک اچھی کتاب،ایک اچھی چائے،شام کے وقت آسمان دیکھنا،خود سے باتیں کرنا،بلیاں پالنا،چڑیاں دیکھا، مختلف لٹریچر سٹڈی کرنا،شیکسپیئر کے تھیٹر پلے دیکھنا دنیا کا سب سے خوبصورت کام لگتا تھا۔میرے لیے بدلتے موسموں میں سے سب سے خوبصورت خزاں کا موسم ہے اور آپ لوگ مجھ سے نہیں پوچھ سکتے کہ مجھے یہ سب کیوں اچھا لگتا ہے۔میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔میرے پاس بہت

سے پیسے ہوا کرتے تھے اور ہیں بھی مگر میں نے کبھی اس چیز کو اہمیت نہیں دی شاید یہ میرا نصیب تھا۔ میرے نصیب میں دولت لکھ کر مجھے تنہا کیا گیا۔ تنہا ہونا کیا ہوتا ہے بابا؟ ممی آپ کو پتہ ہے تنہا ہونا کیا ہوتا ہے؟ جب ڈائننگ ٹیبل پر آپ کے سامنے بہت سے کھانے ہوں آپ کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم ہو مگر آپ کو عجیب لگے، آپ کے پاس کرنے کو کوئی بات نہ ہو۔ جب کسی بھری شادی میں لوگوں کے قہقہے ہوں اور آپ کو رونا آتا ہو، جب کالج یونیورسٹی میں کسی بڑے سے ایونٹ میں آپ ایک کونے میں سہم کر کھڑے لوگوں کو اچھلتے کودتے دیکھیں، جب لوگوں کے ہجوم میں کوئی ایک بھی آپ کو نہ سمجھتا ہو۔ آئی ایم سوری مگر میں ایسی ہی تھی، میں ایسی ہی ہوں۔ میں اشعر کے ساتھ بہت بہت زیادہ خوش ہوں، اتنا زیادہ خوش ہوں کہ میں آپ کو نہیں بتا سکتی۔ میں نے ساری عمر ڈر کر سہم کر گزاری ہے، ایک کمرہ ایک بستر چند کتابیں چائے اور میرے خیالات۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ ایک اچھے تربیت یافتہ پڑھے لکھے ریسپیکٹڈ مرد کا حصار کیا ہوتا ہے، مجھے نہیں پتہ تھا کہ بعض مرد کتنے خوبصورت ہوتے ہیں۔ معاشرے میں بہت کم مرد ایسے ہوتے ہیں جو عورت کو انسان سمجھتے ہیں اسے ویسے جینے دیتے ہیں جیسے انھیں جینے کا حق ہوتا ہے، وہ رعب نہیں جھاڑتے ہاتھ نہیں اٹھاتے آواز بلند نہیں کرتے۔ وہ عورت کو اللہ کی مخلوق سمجھتے ہیں اور ایسے مرد بہت بہت کم ہوتے ہیں ممی۔ کچھ پڑھے لکھے جانور ہوتے ہیں، کچھ انسان کے روپ میں درندے اور کچھ چلتے پھرتے فرعون اور میں ان مردوں سے عاجز تھی۔ کچھ خواتین بہت خطرناک ہوتی ہیں حاسد

اور شیطان صفت اور میں ان عورتوں سے عاجز ہوں۔میں ان سے بھی کنارہ کش ہوں مگر میرا ایمان اس دن تقدیر اور تقدیر بنانے والے پر بڑھ گیا جب سردی کی ایک رات میں ٹیرس پر کانپ رہی تھی اور میرے شوہر نے اپنی گرم جگہ مجھے دی تھی۔اس دن مجھے یقین آیا تھا کہ نہیں۔۔سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے،سب ہی مرد عورت کو اس کے سٹیٹس اس کی ڈگری اور اس کی ان کم سے جج نہیں کرتے۔میں مان گئی تھی کہ محبت آپ کو خود تلاش کرتی ہے اور آپ کا مقدر سات سمندر پار بھی ہو تو آپ تک آکر ہی رہتا ہے۔اسے کوئی تاثیر نہیں روک سکتی۔ممی بابا آپ نے مجھے بہت ہرٹ کیا اور میں پچھلے دنوں بس آپ ہی کو سوچتی آئی ہوں۔جب کبھی میں سوچتی تھی کہ آپ کو معاف کر دوں تو خاموش ہو جاتی تھی،میرا دل ایک دم خاموش ہو جاتا اور جب میں آپ کو معاف نہ کرنے کا سوچتی تو سارا سارا دن یہی سوچتی رہتی۔میرا دن اسی سوچ میں ویسٹ ہو جاتا تھا۔میں نے سوچا ہے اور بہت سوچا ہے کہ میں آپ کو معاف نہ کروں تو آپ میری انرجی کا ایک اچھا خاصا حصہ لیتے ہیں۔ان لوگوں کو اپنی انرجی کیوں دیں جو ہمارے لیے اہم نہیں،اس لیے میں نے خود کو معاف کیا اور اپنی انرجی بچالی۔میں نے آپ کو آپ کی ہر خطا کے لیے معاف کیا تاکہ اب ہمارا نہ اس دنیا اور نہ اس دنیا میں کبھی سامنا ہو۔تاکہ میں آپ کو نہیں خود کو سوچ سکوں،اپنی انرجی خود کو سنوارنے میں لگاؤں۔میں نے آپ کو آزاد کیا اور میری آپ سے یہ آخری اور شاید پہلی درخواست ہے کہ آپ مجھ سے

کبھی نہ ملیں۔میرے گھر نہ آئیں اور اپنی زندگی میں خوش رہیں۔میں آپ کو یا اپنے ماضی کو اپنا حال اپنا مستقبل خراب کرنے نہیں دوں گی۔اپنا بہت خیال رکھیں، یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔۔

خدا حافظ !

خط مکمل ہوا اور ان کا چہرہ سیاہ پڑتا گیا، آنکھوں میں نمی اتر آئی اور انھوں نے خط آنکھوں سے لگایا اور رونے لگیں۔وہ اونچی آواز میں رو رہی تھیں، پھر زمین پر بیٹھتی چلی گئیں۔ڈاکٹر ہاشمی کی آنکھیں گلابی اور گال گیلے تھے مگر وہ چپ ہو گئے۔ایک کو چپ لگ گئی تھی اور ایک زمین پر بیٹھا آواز کے ساتھ رو رہا تھا۔دونوں کے دل دکھے تھے اور دونوں کے رد عمل مختلف تھے۔کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا کفارہ آنکھوں کی بینائی، دل کے قرار اور ذہن کے سکون سے ادا ہوتا ہے۔بعض خسارے کبھی پورے نہیں ہوتے اور بعض گناہوں کی سزا انسان کی ساری زندگی ختم نہیں ہوتی۔اس کی ماں زمین پر بیٹھی رو رہی تھی، چلا رہی تھی مگر اس کا باپ سپاٹ تھا، انھوں نے سانس خارج کی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

معاف کرنا نہ کرنا پرسنل چوائس ہے، بندہ معاف کر دے تو اس کی مرضی نہ کرے تو بھی اس کی مرضی۔بندوں کے حقوق کے معاملے میں تو اللہ بھی بڑا بے نیاز ہے، انسان کو کچھ تو خیال کرنا چاہیئے۔

دو ماہ بعد:

دوپہر ڈھلتے ڈھلتے شام میں بدل چکی تھی۔لندن برج سے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ کے ٹی وی لاؤنج میں اس وقت شام کی چائے انجوائے کی جارہی تھی۔ایک طرف ایک کرسی پر رابیل بیٹھی تھی جس کے لمبے بال کھلے تھے،سرخ کوٹ کرسی کی پشت پر ٹنگا تھا،اس نے سیاہ چیلسی بوٹ پہن رکھے تھے،سیاہ جینز پر سیاہ جرسی نما شرٹ تھی۔گلے میں ایک خوبصورت سفید موتی والا پینڈنٹ تھا،ناخن کسی بھی نیل پالش سے پاک اور اس کی بھوری آنکھیں کاجل سے لبریز تھیں۔اس کے ہاتھ میں ایک پرچ تھی جس پر چائے کا کپ تھا اور وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی،اس کے ساتھ والی کرسی پر مامون بیٹھا تھا جس نے نیوی بلیو جرسی نما شرٹ تلے سیاہ جینز پہن رکھی تھی، موٹے سول والے سیاہ بوٹ اور وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا اور وہ مسکراتے ہوئے سامنے بیٹھے بھوری آنکھوں والے شخص سے کچھ کہہ رہا تھا۔اس نے کپ ہونٹوں سے لگایا اور چائے کا گھونٹ بھرا۔ان کے سامنے ایک لڑکا بیٹھا تھا اور ساتھ ایک لڑکی جس کے کمر سے اوپر تک آتے بھورے بال کھلے تھے،اوپر چھوٹا سا جوڑا اور پیچھے کو آتے بال کھلے تھے۔ ماتھے پر گرے چھوٹے بال اور سیاہ آنکھیں،وہ بھی مسکراتے ہوئے سامنے بیٹھے مہمانوں کو دیکھ رہی تھی۔وہ نورالعین تھی۔اس نے گلا کھنکھارا اور سامنے بیٹھی رابیل کے دائیں طرف بیٹھے مامون سے مخاطب ہوئی

"مجھے نہیں لگتا تھا تمھاری کبھی شادی ہو پائے گی۔۔لاسٹ ٹائم آئی تھنک ایک سال پہلے ہماری اس بات پر بحث ہوئی تھی جب وہ ڈاکٹر تم میں انٹرسٹڈ تھی لیکن تم کسی رپنزل میں انٹرسٹڈ تھے"اس نے آنکھوں میں شرارت کی چمک لیے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی

مامون نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس نے بھی دانتوں سے مسکراہٹ دبائی

"ہاں۔۔وہ ڈاکٹر کی ڈیتھ ہو گئی ہے مگر اس رپنزل کا نام بھی بتایا تھا میں نے"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا

عین ہنس دی۔پھر سر ہلایا"بھوری آنکھوں والی رابیل!"

مامون نے اسی وقت گردن رابیل کی طرف موڑی تھی، پھر مسکرا دیا۔اس نے شانے اچکائے اور سامنے دیکھنے لگی۔

"آپ کی شادی کب ہوئی؟"رابیل نے چائے کا کپ پرچ پر رکھتے پوچھا تھا

عین نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے ہیری کو دیکھا۔پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی"ڈیڑھ سال پہلے۔۔پچیس جنوری کی خوبصورت شام کو"اس نے ابرو اٹھا کر مامون کی طرف اشارہ کیا"آپ کے موصوف آئے تھے مگر تب سنگل تھے۔میں نے کہا تھا آپ کو لے آئیں کسی بھی بہانے سے مگر یہ آپ سے۔۔ڈرتے تھے"اور ہنس دی۔ساتھ بیٹھا ہیری بھی ہنسا تھا۔

مامون فوراً سے گڑبڑایا پھر سیدھا ہو کر بیٹھا "ہاں تو تب ہماری شادی نہیں ہوئی تھی۔ رابیل کسی نامحرم کے ساتھ اتنی دور کیوں آتیں؟" پھر رابیل کو دیکھا "ہے نا؟"

وہ مسکرائی۔ گالوں کے ڈمپل واضح ہوئے "جی۔۔"

"اب آپ لوگ کہاں جاؤ گے؟" بھوری آنکھوں والے ہیری نے درمیان میں میز پر پڑی پلیٹ سے بسکٹ پکڑا اور دانتوں سے کاٹ کر منہ میں رکھا۔

مامون نے خالی کپ جھک کر سامنے میز پر رکھا "اب ہم مسز سنوٹ سے ملیں گے۔ پھر ہم اس تھیٹر میں جائیں گے جہاں ہم کسی زمانے میں پرفارم کرتے تھے، ایک اچھی جگہ ڈنر کریں گے۔ اس کے بعد کا کچھ نہیں پتہ"

رابیل آگے جھکی اور خالی کپ میز پر رکھا۔ پھر سیدھی ہوئی اور عین کو مسکرا کر دیکھا

"اگر کبھی پاکستان آئیں تو ہماری طرف ضرور آیئے گا"

وہ بھی مسکرائی اور شانے اچکائے "شیور۔۔ ہم بہت اچھے مہمان ہیں۔ کوئی ہمیں بلائے ہم منع نہیں کرتے" پھر ساتھ بیٹھے شوہر کو دیکھا "ہے نا ہیری؟"

وہ بھی مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا۔

رابیل چائے پی کر کہنیاں کرسی کے بازوؤں پر جمائے بیٹھی تھی۔ سامنے بیٹھی عین نے اسے دیکھا تو بولی "ایک بات پوچھوں آپ سے؟ مائنڈ تو نہیں کریں گی"

رابیل کے چہرے پر دھیمی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی۔اس نے سر اثبات میں ہلایا"پوچھیں"

اس نے ایک نظر مامون کو دیکھا پھر رابیل کو"آج سے کچھ سال پہلے جب ایل ایسا نہیں تھا۔یونو بہت غصہ کرتا تھا"اس نے مامون کو دیکھا جو اسے گھور رہا تھا،آنکھوں سے اسے منع کر دیا تھا مگر وہ تو سوال پوچھ کر رہے گی

“He even didn’t look at the girls”

اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے"تو اس وقت اگر آپ کے لیے ایل کا پرپوزل آتا تو آپ ایکسیپٹ کر لیتیں؟"

رابیل کے تاثرات نہیں بدلے۔اس نے گردن موڑ کر مامون کو نہیں دیکھا۔اس نے ایک سانس لی

"نہیں۔۔"شانے اچکائے

سامنے بیٹھی عین مسکرائی اور مامون کو دیکھا"دیکھ لو۔۔دوست تو دوست ہوتے ہیں ایل"وہ مامون کو کچھ جتا رہی تھی۔

رابیل نے گلا کھنکھارا"بالکل۔۔دوست تو دوست ہوتا ہے۔آپ نے دوست کو کما کر نہیں کھلانا ہوتا،آپ نے دوست کے ساتھ گھر نہیں بنانا ہوتا،آپ نے دوست کے ساتھ ساری عمر نہیں رہنا ہوتا،آپ نے دوست کے ساتھ اپنا کوئی فیوچر پلان نہیں کیا ہوتا،آپ نے دوست کے ساتھ ایک دنیا سے دوسری دنیا کا سفر نہیں کرنا ہوتا،ایک وقت کے بعد آپ کا دوست اپنی نئی زندگی شروع کر سکتا

ہے، آپ کا اس سے کوئی معاہدہ کوئی کانٹریکٹ نہیں ہوتا مگر بیوی۔۔بیوی کو کما کر کھلانا ہوتا ہے، بیوی کے ساتھ آپ نے گھر بنانا اور بسانا ہوتا ہے، بیوی سے آپ کی اولاد ہوتی ہے اور وہ ایک ذمہ داری ہوتی ہے۔بیوی کی اپنی ایک زندگی ہوتی ہے مگر وہ نئی زندگی شروع نہیں کر سکتی، اس کی زندگی اس کے شوہر سے جڑی ہوتی ہے، سارا دن شوہر بھلے دوست کے ساتھ رہے مگر رات کو کھانا مانگنے تو گھر ہی آتا ہے نا، بیوی اس کے اچھے برے میں ساتھی ہوتی ہے کیونکہ اس نے یہ ساتھ خود چنا ہوتا ہے، وہ اپنے شوہر کا لباس ہوتی ہے اور اس کی امانت ہوتی ہے۔دوست ایسا کچھ نہیں ہوتا وہ آزاد ہوتا ہے مگر بیوی۔۔اس نے اپنی مرضی سے اپنے شوہر کو اپنے ساتھ ایک معاہدے کے تحت باندھا ہوتا ہے۔دوست کبھی بیوی نہیں بن سکتا مگر بیوی دوست بن سکتی ہے" وہ خاموش ہوئی، پھر سانس بحال کی "گھر بنانے کے لیے آپ کو ایک ایسا پارٹنر چاہیئے ہوتا ہے جو مینٹلی، فائیہ مینشلی، فزیکلی، ایموشنلی سٹیبل اور اویل ایبل ہو۔ایک لڑکی چاہے جیسی بھی ہو انڈیپنڈنٹ ہو یا ڈیپنڈنٹ وہ ایک ایسے انسان کے ساتھ کبھی نہیں رہے گی جو ایموشنلی ان سٹیبل ہو۔وہ مرد چاہے مامون آفندی ہو یا عورت چاہے رابیل اورنگزیب، آج سے دس برس پہلے میں بھی جذباتی طور پر کمزور تھی اور مامون بھی۔ہم دونوں میں صرف اتنا فرق تھا کہ ان کا ری ایکشن غصہ تھا اور میرا رونا، ہم اگر مل بھی جاتے تو ہمارا گھر کبھی نہ بنتا۔آپ کی اپنے پارٹنر سے کچھ امیدیں ہوتی ہیں اور وہ زیادہ نہیں بس یہی ہوتی ہیں کہ وہ آپ کی ریسپیکٹ کرے اور آپ سے نرمی سے پیش آئے۔آپ کو سمجھے۔سوا ٹس اے نو، ہم

ایک دوسرے کو کبھی چوز نہ کرتے۔ہمارے خواب ہماری پری آریٹیز ہماری ذہنیت سب آج سے مختلف تھی،آج سے بہت مختلف۔۔زندگی جذبات کے سہارے نہیں گزاری جاتی۔شادی کے دو دن بعد جب بیوی چولہے کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور شوہر کو کام پر جانا پڑتا ہے تو زندگی تب شروع ہوتی ہے اور حقیقت کے تھپڑ محبت کو بہت جلدی الوداع کرتے ہیں۔تب صرف آپ کی ویلیوز آپ کی اچھی عادات آپ کے کام آتی ہیں"اس نے سادگی سے بات مکمل کی

سامنے بیٹھی عین نے تھوک نگلا۔پھر مسکرائی۔رابیل بھی مسکرائی"آپ بھی اگر مامون کی دوست نہ ہوتیں تو آپ کی سوچ بہت خطرناک ہوتی مگر خیر۔۔ماضی حال اور مستقبل تین مختلف دور ہیں انھیں مختلف ہی رہنے دینا چاہیئے،اگر مگر سے صرف آپ کا دن گزرتا ہے زندگی نہیں"رابیل نے مسکرا کر سنجیدہ باتیں بول دیں مگر مامون کے تاثرات میں ذرا فرق نہیں پڑا

وہ مسکرایا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا"میرا خیال ہے عین آئندہ سوال دس مرتبہ سوچ کر کرے گی"

ہیری اور مامون نے مسکراہٹ پاس کی۔عین بھی مسکرائی

"بالکل۔۔مجھے لگتا تھا کہ رابیل جذباتی لڑکیوں کی طرح شوہر کا دل رکھنے کے لیے ہاں کہے گی مگر مجھے خوشی ہوئی کہ تم حقیقت کی بنیاد پر سوچتی ہو"

رابیل نے سر ہلایا پھر مامون کو دیکھا۔بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملیں۔وہ اب جانے کو تیار تھے

فٹ پاتھ پر سے گزرتے مامون نے گردن موڑ کر رابیل کو دیکھا جس نے سرخ لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔اس نے سینے پر بازو لپیٹے تھے اور سامنے دیکھ رہی تھی۔ایک بہت سے کیفے ز، کافی شاپس، ریسٹورنٹس ان کی دائیں جانب موجود تھے جنھیں وہ کراس کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔دائیں جانب ٹریفک تھی،مامون نے گلا کھنکھارا

"میں نے ایک چھوٹی سی کافی شاپ کا پتہ کیا ہے؟"

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا"کیوں؟"اس کی آنکھوں میں سوالیہ تاثر تھا۔

"ایک بار آپ نے کہا تھا نا کہ آپ ایک کافی شاپ اون کرنا چاہتی ہیں"مامون آگے بڑھتے گردن موڑے اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جو سنجیدہ سی تھی

اس نے شانے اچکائے"اس وقت کہا تھا مگر اب میرے پاس اپنا بوتیک ہے اپنی انڈسٹری ہے۔۔میں پاکستان نہیں چھوڑ سکتی وہ میرا گھر ہے"وہ سامنے دیکھ رہی تھی

مامون نے دنوں ابرو اٹھا کر اسے دیکھا"سردی زیادہ ہے یا مجھے لگ رہی ہے؟"

رابیل خاموش رہی وہ کوئی جواب دینے کے موڈ میں نہیں تھی۔مامون نے بایاں بازو بڑھایا اور اس نے سینے پر لپیٹے دائیں بازو کی کہنی تھامی اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ لیا مگر وہ کچھ نہیں بولی۔اس کا چہرہ سپاٹ رہا

"لندن اچھا نہیں لگا؟"

"نہیں۔۔یہ بہت برا ہے،اسلام آباد اس سے زیادہ اچھا ہے"اس نے سرد لہجے میں کہا تھا

مامون سمجھ گیا اور اپنی مسکراہٹ دبائی"عین اچھی نہیں لگی؟"

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر اس کی انگلیاں مامون کی انگلیوں میں مقید تھیں"پتہ نہیں۔۔میں نے اس کے بارے میں سوچا نہیں"

مامون نے سانس خارج کی اور دھیرے سے مسکرایا"وہ ایسی ہی ہے،مائنڈ مت کریں"

رابیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ باقاعدہ اسے گھور رہی تھی"کیسی؟بولڈ سی؟"پھر شانے اچکائے"یعنی یہ کوئی سوال نہیں تھا کہ آپ میرے شوہر کے سامنے بیٹھ کے مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ دس سال پہلے اپنے اس شوہر کو چنتی یا نہیں جو کہ میرے مقدر میں تھا۔۔جسے میرے لیے لکھ دیا گیا تھا،یہ کیسا سوال ہوا؟"وہ تپ گئی تھی،اس کا گلابی پڑتا چہرہ بتا رہا تھا

"بات مقدر پر آجائے تو ساری باتیں ختم ہو جاتی ہیں۔اس نے بس ایسے ہی پوچھا تھا،آپ نے اچھا جواب دیا"وہ نرمی سے کہہ رہا تھا

"آخری بار آپ کی عین سے کب بات ہوئی تھی؟"

"لاسٹ ٹائم میں زرار کی لوکیشن لینے کے لیے اس کے بھائی ہمایوں شہریار سے ملنے گیا تھا،تب عین نے مجھے زرار کی لوکیشن نکال کر دی تھی۔اس کے بعد بات نہیں ہوئی،ہم بزی ہوتے ہیں"

رابیل نے سانس خارج کی مگر بولی کچھ نہیں۔

"اگر میں آج بھی غصہ کرتا اور پرانے والا ہوتا تو کیا آپ آج بھی مجھے چنتیں؟"

رابیل نے گردن موڑ کر اسے گھورا

"You have always been nice to me"

پھر شانے اچکائے "مجھ سے ایسے سوال مت پوچھیں" پھر دائیں طرف دیکھنے لگی۔

"کچھ لیں؟" وہ بائیں طرف گزرتی دکانوں کو دیکھ کر کہہ رہا تھا

رابیل خاموش رہی۔اس کا موڈ بگڑ گیا تھا اور اس کا چہرہ اس بات کا گواہ تھا۔

"رابیل۔۔" وہ چلتے چلتے رک گیا۔پھر اس کا ہاتھ اپنی طرف بڑھایا مگر وہ خاموش رہی

"کیا ہو گیا ہے؟ جانے دیں اسے، آئندہ نہیں ملواتا میں آپ کو" اس نے رابیل کے چہرے کو دیکھا تھا جو اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔وہ گزرتی ٹریفک کو دیکھ رہی تھی۔مامون نے اس کا ہاتھ پھر کھینچا اور اپنی طرف مخاطب کیا

"میڈم۔۔آر یو اوکے؟"

رابیل نے دوسرا ہاتھ اٹھایا اور اس کے سینے پر رکھ کر اسے دور کیا۔ہاتھ چھوٹ گئے اور مامون مسکرایا۔پھر سانس خارج کیا۔

"اوکے" سر اثبات میں ہلایا اور عین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"ڈائمنڈ چاہیئے؟" وہ دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے اسے دیکھ رہا تھا

"نہیں" وہ گردن اٹھائے جھٹ سے بولی

"کافی؟"

"نہیں"

"کچھ اور؟"

"نہیں"

"خفا ہیں"

اس نے مامون کو گھورا اور اس کے کوٹ کا ایک حصہ تھام کے اسے اپنے سامنے کیا "غصہ ہوں۔۔

بہت"

وہ ہنس دیا "آپ کی آنکھیں بہت پیاری ہیں"

"شٹ اپ" اب اس کے گال گلابی ہوئے تھے مگر وہ غصہ کم نہیں کر سکتی تھی

"غصہ کیوں ہیں؟" وہ ذرا سی بلند آواز میں بولا تھا

"میرا دماغ خراب ہے"

"کوئی نئی بات بتائیں" وہ جھٹ سے بولا۔

رابیل نے اسے گھورا اور وہ مسکرایا مگر خاموش رہا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کچھ بھی نہیں بولے۔آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی دوست صحیح ہے؟وہ مجھے آزما رہی تھی میرا ٹیسٹ لے رہی تھی"اس بھنویں بھینچے تیزی سے بولی تھی

"نہیں۔۔مجھے پتہ تھا میری بیوی اچھے سے مینج کر لے گی۔وہ جانتی ہے کہ کس کو کہاں کیا جواب دینا ہے۔وہ وہی جواب دے گی جو جسٹیفائی ہو گا"وہ آگے بڑھا اور اس کے شانے پر آئے بالوں کو اپنی ہتھیلی میں لیے انگوٹھے سے چھوا

رابیل نے اسے نہیں روکا پیچھے دھکا نہیں دیا۔اس نے تھوک نگلا اور مامون کو دیکھا جو اس کے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔بھوری پتلیوں میں حرکت ہوئی

"وہ اچھی ہے،خوبصورت اور ذہین بھی"

"پتہ نہیں"مامون نے شانے اچکائے اور بھوری پتلیوں میں دیکھا"مجھے نہیں پتہ مگر وہ رابیل نہیں ہے"

"رابیل میں ایسا کیا ہے؟"

بھوری آنکھیں ابھی بھی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جہاں ایک عجیب چمک تھی

"رابیل کے پاس بھوری آنکھیں لمبے خوبصورت بال اور مامون ہے"

اس کے کان کی لوئیں تک سرخ ہوئیں اور وہ مسکرا دی۔نظریں مامون سے ہٹا لیں۔

وہ ہنس دیا اور اس کے گال کو انگلی کی پور سے ذرا سا چھوا

"میں نوٹ کر رہا ہوں آج کل آپ بہت جھگڑا کرتی ہیں اور پھر ڈھیر ساری تعریف کروا کر مانتی ہیں"

رابیل نے اس کے بازو کو پکڑا اور اپنا بازو اس کے گرد حمائل کیا۔ پھر ساتھ ساتھ چلنے لگے "ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے پوچھا تھا نا کہ مجھے ڈائمنڈ چاہیئے۔۔اس کا جواب ہاں ہے"

"مگر میرا جواب نہ ہے" مامون نے عاجزی سے کہا اور اس کے ساتھ چلتا رہا

رابیل نے اسے گھورا "کون سی ڈائمنڈ شاپ پر لے کر چلیں گے؟"

اس نے سانس خارج کی اور سامنے دیکھنے لگا۔ وہ اب اسے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ مسکرا رہی تھی۔ شام ڈھلتی مزید حسین لگ رہی تھی

یہ ایک خوبصورت سی شام تھی، قہقہوں اور خوشبوؤں کو لیے ہوئے۔ لندن کی ساری رونق مل کر بھی اس باغ کے رنگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی جس میں اس وقت مختلف روشنیاں بکھر رہی تھیں۔ بڑے سے باغ کو سفید اور گلابی پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ آج کے نکاح کا تھیم سفید اور گلابی تھا، فاصلے پر لگی سفید میزیں اور ان پر پڑے گلابی پھول۔۔وہی پھول جو امعاذ بن ابوہریرہ زوبیہ حسان کو محبت کے اظہار کے طور پر دیتا تھا۔ ڈھلتی شام اس باغ کے منظر کو مزید حسین بنا رہی تھی، گھاس پر چلتے پھرتے لوگ اور ان لوگوں کی مسکراہٹیں خوشیاں اور رونقیں۔ کچھ فاصلے پر کھڑی فری اور اس کے سامنے اشعر تھا۔ فری نے گلابی لمبی فراک پہن رکھی تھی اور اشعر اپنی بیوی کے بالوں

میں ہلکے گلابی پھول لگا رہا تھا، پھر ٹشو پکڑ کر اس کی آنکھوں تلے لگے ہلکے ہلکے مسکارے کے نشان مٹا رہا تھا اور وہ خفگی سے منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی

"اس سے اچھی پارلر والی پاکستان میں تھی۔ بھر بھر کر مسکارا لگایا ہے، میری بیس خراب کر دی" وہ اوپر دیکھ رہی تھی اور اشعر ٹشو سے نیچے مسکارے کے نشان صاف کر چکا تھا

وہ مسکرایا "اب تو مٹ گیا۔۔ کوئی بات نہیں" اس نے ٹشو ہاتھ میں گول کیا۔ اس نے سانس خارج کی اور پھر اشعر کو دیکھ کر مسکرا دی۔

کچھ فاصلے پر رامین کھڑی تھی جس نے گولڈن اور گلابی ساڑھی پہن رکھی تھی، اس کے بال کندھوں تک تھے اور وہ مسکرا رہی تھی۔ اس کے ساتھ تیمور کھڑا تھا جس نے سیاہ سفید ڈنر سوٹ پہن رکھا تھا اور وہ سامنے کھڑی تابندہ سے بات کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ اس زرار تھا جس نے بھورے رنگ کا تھری پیس پہنا تھا اور جیبوں میں ہاتھ اڑسے سر جھکائے وہ اپنی بیوی کو سن رہا تھا۔ تابندہ نے سلور گلابی گاؤن پہن رکھا اور بلاشبہ وہ حسین لگ رہی تھی۔

اس کی طرف رابیل بڑھ رہی تھی جس کی بھوری آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی، اس نے گلابی پھول دار فراک پہن رکھی تھی، جس کے سینے سے بازوؤں تک بڑے بڑے سفید گلابی پھول بنے تھے، بازو کہنیوں سے اوپر تک تھے اور نیچے گلابی جالی تھی جو کہ ہاتھوں کو ڈھانپے ہوئے تھی، اس کے لمبے بال آج مقید تھے اور پیچھے بریڈڈ جوڑے میں بندھے تھے جن میں سفید گلابی موتی لگے تھے۔

اس کے ساتھ مامون تھا جس نے سیاہ سفید تھری پیس پہن رکھا تھا اور وہ دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھے تھے۔

سامنے خوبصورت سے سفید گلابی پھولوں سے سجا سٹیج تھا جس پر دلہے اور دلہن کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

مامون نے گھڑی دیکھی، پھر ساتھ کھڑے زرار کو "کہاں رہ گیا تمھارا دوست؟ کب سے گھوم گھوم کر بھی تھک گئے ہیں"

زرار نے تیمور کو دیکھا "ہم لے کر آتے ہیں، وہ نخرے بہت کرتا ہے"

اور دونوں ساتھ چل دیے۔

گولڈن گلابی ساڑھی والی رامین بھی ساتھ ہی آگے بڑھی تھی۔

کچھ پل بیتے اور لوگ راہداری کی طرف بڑھنے لگے تھے وہاں معاذ کھڑا تھا۔اس نے سیاہ پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے ساتھ زوبیہ تھی جس نے سنہری گلابی کام دار میکسی پہن رکھی تھی۔اس کے گلے میں نازک سا ہار تھا، سر پر سے پیچھے کو گرتا جالی دار گلابی دوپٹہ اور نیچے ہائی ہیلز تھیں جو کہ میکسی تلے چھپی ہوئی تھیں۔وہ دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہے تھے، پھولوں کی برسات رنگوں کی آمیزش خوشبوؤں اور خوشیوں نے ان کا استقبال کیا تھا۔زوبیہ کی ایک طرف اس کے بابا تھے جن کے بازو میں زوبیہ کا بازو تھا۔معاذ پہلے سٹیج پر چڑھا پھر ہاتھ بڑھایا اور زوبیہ نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔وہ دونوں ساتھ ساتھ کھڑے تھے، فوٹو گرافر تصاویر بنا رہا تھا۔نکاح خواں کو بلایا گیا تھا اور پھر ہر

سو خاموشی چھا گئی۔ شام رات میں بدل رہی تھی، ایک نئی تاریخ رقم کی جا رہی تھی، دو مختلف مقدر ایک ہو رہے تھے اور عالم ارواح سے دو ساتھی روحیں ایک دوسرے سے مل رہی تھیں۔ دستخط کیے جا رہے تھے، رضامندی لی جا رہی تھی۔ زوبیہ نے پلکیں اٹھا کر ساتھ بیٹھے معاذ کو دیکھا، آزمائش تمام ہوئی، زندان ٹوٹ گیا اور وہ آزاد تھے۔ وہ مسکرائی اور معاذ مبہوت ہو گیا۔ وہ ہمیشہ اس کے مسکرانے پر ہوں ہی کھو جاتا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو قبول کیا تھا، معاذ کے دوست اس سے گلے ملتے مبارکباد دے رہے تھے، زوبیہ کے ساتھ کھڑی لڑکیوں نے اس کے گالوں کو چھو کر مسکرا کر اسے خوش قسمتی کی نوید سنائی تھی۔ وہ ان خوش نصیبوں میں تھے جنھیں دنیا میں ہی محبت عطا کی گئی تھی۔

وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے ہوئے، زوبیہ نے معاذ کی کہنی کو تھام رکھا تھا اور کیمرہ مین تصاویر بنا رہا تھا۔ معاذ نے کندھے تک آتی زوبیہ کو دیکھا اور مسکرایا۔ اس کی آنکھوں میں گلابی لکیریں ابھریں

"We made it"

زوبیہ مسکرائی اور اس کا ہاتھ تھاما، پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا

"It's the efforts that make the love destiny"

وہ مسکرایا اور سر جھکایا۔ معاذ کے ساتھ کھڑے حذیفہ نے اسے کہنی ماری اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیے

"میں آپ دونوں کے بیچ میں پل صراط تھا۔۔مجھے ہمیشہ یاد رہے گا کہ کیسے تم پیار میں پاگل تھے اور کیسے وہ محبت میں معصوم" پھر مسکرایا اور اس کے گلے لگ گیا۔جدا ہوئے اور گلابی پھولوں کا گلدستہ معاذ کو دیا۔

گلدستہ معاذ اور زوبیہ کے ہاتھوں کے درمیان میں تھا اور انھوں نے ایک ساتھ گلدستہ اوپر کیا تھا، باغ میں تالیوں کی گونج تھی، وہ مسکرا رہے تھے خوش تھے اور یہاں زندگی محسوس ہوئی تھی۔ان کے ذہن آزاد تھے، انھیں کوئی بھی دیوار قید نہیں کر سکتی

چار سال بعد:

منظر ایک باغ کا تھا جہاں اس وقت شام ڈھل رہی تھی۔آسمان پر ہلکا نارنجی رنگ چھا چکا تھا اور پرندے اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے۔ہلکی ہوا چلتی ایک سکون کا احساس دے رہی تھی۔اس لاؤنج میں ایک مرد بیٹھا تھا جس کے بال بکھرے تھے۔وہ مامون آفندی تھا۔ہوا اس کے بالوں سے کھیل رہی تھی اور وہ اپنی دائیں ران پر بیٹھے چھوٹے بچے پر جھکا تھا۔اس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ کھڑا تھا جس کی عمر ساڑھے تین چار سال کے قریب تھی۔اس کی آنکھیں سرمئی تھیں اور وہ چھوٹے بچے کو دیکھ کر ہنس رہا تھا۔سفید دھاریوں والی نیلی شرٹ تلے اس نے آف وائٹ شارٹس پہن رکھی تھیں۔وہ ہاتھ بڑھا کر بڑے پیار سے مامون کی ران پر بیٹھے چھوٹے بچے کے گال چھو رہا تھا جو کہ اسے دیکھ کر ہاتھ پیر ہلا رہا تھا اور اس کی طرف بڑھ رہا تھا مگر اس کے باپ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

مامون کی ران پر بیٹھے بچے کے ہاتھ میں بسکٹ کا آدھا ٹکڑا تھا جسے اس نے اپنی چھوٹی سی مٹھی میں دبا رکھا تھا، کبھی منہ میں ڈالتا کبھی وہ مٹھی سامنے کھڑے بچے کی طرف بڑھا کر لہراتا۔اس کی آنکھیں بھوری تھیں، وہ ہنستا یا مسکراتا تو گالوں پر ڈمپل پڑتے۔اس نے نیوی بلیو شرٹ پہن رکھی تھی جس پر سرمئی نیلی جیکٹ تھی، نیچے سرمئی شارٹس۔وہ ہنستا تو سامنے کے نئے آنے والے دودھ کے دو دانت نظر آتے۔

مامون اس پر جھکا اور اس کے گال کو چوما۔اس نے اپنے باپ کو دیکھا اور ہنس دیا، مٹھی میں تھاما بسکٹ اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھایا مگر اس نے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔سامنے کھڑا بچہ مسکرایا اور مامون کو دیکھا

"تایا ابو۔۔اس کے سارے تیتھ (دانت) کب آئیں گے ؟"اس نے اپنے ہاتھوں میں بچے کے ہاتھ لیے ہوئے تھے اور وہ مامون کو دیکھ رہا تھا

مامون کچھ سوچتے ہوئے بولا "جب یہ تھوڑا سا اور بڑا ہو گا۔۔کچھ مہینوں تک"

"پھر یہ میری طرح بولے گا بھی"اس نے اپنی بڑی بڑی گول سرمئی آنکھیں پوری کھول لیں۔

مامون ہنس دیا اور ران پر بیٹھے بچے پر جھکا "بول کے دکھاؤ ہارون" پھر اس نے گال کو نرمی سے چھوا اور وہ ہاتھ ہلاتا اپنی زبان میں کچھ بول رہا تھا۔

ہوا میں ذرا سی تیزی آئی تھی۔لاؤنج کے دروازے سے تیمور باہر آیا تھا،اس نے نیلی جینز پر سفید گول گلے والی شرٹ پہن رکھی تھی۔وہ باغ کی طرف بڑھا تھا،مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

سرمئی آنکھوں والا چھوٹا بچہ اس کی طرف بھاگا تھا،اس نے دونوں بازو پھیلائے تھے۔سامنے سے آنے والا تیمور جھکا اور اس چھوٹے بچے کو اٹھا لیا۔پھر اس کا دایاں گال چوما۔اس نے دونوں بازو تیمور کی گردن کے گرد حمائل کیے تھے اور مسلسل دونوں ٹانگیں ہلا رہا تھا۔اس کی آنکھیں اپنے باپ کی آنکھوں جیسی تھیں،اس کا باپ چہرہ اس پر جھکائے اسے سن رہا تھا۔

"آئی مس یو بابا۔۔آئندہ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا"

تیمور مسکرایا اور اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکرایا"تم ممی کے ساتھ گھر پر رہو گے۔بابا کام سے جاتے ہیں،ہم گھومنے چلیں گے پھر سب ساتھ جائیں گے"وہ چلتے ہوئے عین مامون کے سامنے آرکا تھا۔

پھر بچے کو زمین پر اتارا اور بنچ پر بیٹھ گیا۔مامون نے گردن موڑ کر اسے دیکھا،دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے

"ہو گیا کام؟"اس کا ہاتھ ابھی بھی ہارون کے سینے پر تھا۔

وہ ایک پروجیکٹ کے سلسلے میں نیویارک گیا تھا اور آج صبح ہی لوٹا تھا۔تیمور نے سر اثبات میں ہلایا،

پھر آگے ہو کر میز پر پڑی پلیٹ سے بسکٹ پکڑ کر توڑا اور چبایا

"زرار بھی تمھارے ساتھ ہی آگیا؟"

اس نے پھر سر ہلایا "ہاں۔۔وہ بھی صبح ہی آیا ہے "اس نے پیچھے کو ٹیک لگالی اور نیم دراز ہو گیا۔اس کا بیٹا مامون کی ران پر بیٹھے ہارون کے ساتھ کھیل رہا تھا۔وہ کبھی اس کے گال چھو رہا تھا کبھی اس کے ہاتھوں کو پکڑتا کبھی باتیں کرتا اور کبھی اس کے نئے آنے والے دانتوں کو تجسس سے دیکھتا۔آج کل وہ ہارون پر نئے تجربات کرتا تھا کیونکہ وہ نیا نیا زمین پر رینگنا شروع ہوا تھا، پھر گھٹنوں کے بل ہتھیلیاں زمین پر لگائے چل بھی لیتا تھا۔اپنی ماں کو اپنی زبان میں آوازیں بھی لگاتا تھا، کھانے کے برتن میں ہاتھ ڈال کر کھانا زبردستی اپنی مٹھی میں بند رکھنا اور اپنی ماں کے لمبے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں مقید کرنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کبھی کبھی موڈ ہو تو اپنے چچازاد بھائی کے گال پر پیار کرتے کرتے کاٹ بھی دیتا تھا،اس کے بال یوں کھینچتا تھا کہ بس جڑوں سے نکلنے والے رہ جاتے تھے اور وقت بے وقت اپنی مرضی کی جگہ پر چھپ بھی جاتا تھا۔

"ایک آدھ چکر گھر لگا آنا تھا" مامون نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

تیمور نے سانس خارج کی "کل جاؤں گا۔آج میرا موڈ خراب کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے "اس نے بے زاری سے کہا اور سر جھٹکا۔

تیمور کی ٹانگ کے پاس کھڑے بچے نے اچانک اپنا منہ کھول کر پورا سپیکر آن کیا تھا، وہ ایک دم سے چلایا تھا، تیمور جھٹ سے سیدھا ہوا اور مامون اس پر جھکا۔اس کے بائیں ہاتھ کی پہلی دو انگلیاں آگے سے ہارون کے دانتوں میں آگئیں یا پھر اس نے صرف ہارون کے دانتوں کی مضبوطی چیک کرنے

کے کے لیے اپنی انگلیاں اس کے دانتوں میں دی تھیں مگر یہ مشین ابھی نئی تھی سو وہ اپنی انگلیاں نہیں نکال سکا اور درد سے کراہا تھا۔مامون نے اپنے بیٹے کے جبڑے نیچے کو کھینچے،اس کا منہ کھلوایا اور سامنے کھڑے بچے نے اپنی انگلیاں باہر نکالیں۔اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان میں دانتوں کے نشان تھے اور اوپر سے انگلیاں سرخ ہو چکی تھیں۔وہ گلابی نم آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا پھر منہ بنا کر رونے لگ گیا۔مامون کی گود میں بیٹھے ہارون کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور اس نے اپنے باپ کو دیکھا۔مامون اس پر جھکا"یہ کیا کیا ہے؟"پھر نرمی سے اس کا گال کھینچا"ہیں؟ایسے کرتے ہیں؟"اس نے پہلے مامون کو دیکھا پھر تیمور کے ساتھ لگے بچے کو جو کہ اپنے باپ کے سینے میں منہ دیے کھڑا تھا پھر دوبارہ مامون کو دیکھا اور مسکرا دیا۔وہ ایسے ہی کرتا تھا،کوئی شرارت کر کے مسکرا دیتا تھا۔مسکراتے ہوئے اس کے آگے کے خرگوش جیسے دانت نظر آتے،اس کے گالوں میں ڈمپل پڑتے اور اس کی خوبصورت آنکھیں چمک اٹھتی تھیں۔

"دیکھو آرین رو رہا ہے"مامون نے تیمور کے ساتھ لگے بچے کی طرف اشارہ کیا"ایسے کرتے ہیں؟"مامون اب اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔ہارون کے نقوش بھی ڈھیلے پڑے مسکراہٹ غائب ہوئی اور اس نے منہ بنا لیا۔پھر نچلا ہونٹ باہر کو نکالا اور اب وہ بھی رو دینے کو تھا۔اس کا تنفس بڑھا اور اس نے آرین کو دیکھا جو بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ہارون نے اپنی بسکٹ والی مٹھی اس کی

طرف بڑھائی اور تیمور کے ساتھ لگا آرین مسکرا دیا۔ پھر تیمور کو دیکھا جس نے چہرہ جھکایا اور اپنے بیٹے کی بات سننے لگا

"He loves me"

اور اسی وقت تیمور کے ساتھ مامون بھی ہنسا تھا۔ اس نے ہارون کی مٹھی میں مقید بسکٹ دیکھا مگر اس کے منہ میں آنے والے نئے دانت بھول گیا۔ پھر اس کی طرف بڑھا اور جھک کر اس کے گال کو چوما۔

"بڑی عجیب محبت ہے یہ" تیمور بس اسے دیکھتا رہ گیا اور پھر مسکرا دیا۔

لاؤنج سے نیچے باغ میں آتی سیڑھیوں پر ایک لڑکی نمودار ہوئی جو باغ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اپنی ماں کی طرح سیاہ تھیں بال لمبے سیاہ گھنے اور عمر سالہ سترہ کے قریب تھی۔ وہ آئرہ تھی جس کے ہاتھ میں ایک باؤل تھا جس میں دو چمچ تھے۔ وہ آگے بڑھی اور ایک آواز لگائی

"Aryan .. come here"

آرین چونکا ہوا اور آرا کو دیکھا۔ پھر اس کی بھاگ گیا، ہارون نے بھی اسی سمت دیکھا تھا۔ پیچھے سے سیاہ بے نور آنکھوں والی عارفین تھی جس کے ساتھ اس کا لیبرا ڈار تھا، وہ دم ہلاتے اپنی مالکن کے ساتھ تھا جس کے ہاتھ میں وائٹ کین تھی۔ وہ آگے بڑھتی مامون کے ساتھ والے بنچ پر آ بیٹھی۔

آرا تیمور کے ساتھ والے بنچ پر بیٹھی تھی۔ آرین بڑے مزے سے اس کے ساتھ بیٹھا اور باؤل سے اپنا چمچ پکڑا، باؤل میں پڑے سیلڈ میں ڈالا اور چمچ بھر کر منہ میں رکھا۔

"رابیل نہیں آئی؟" عافی خلا میں گھور رہی تھی جب کہ مخاطب اس کا مامون تھا

مامون کی ران پر بیٹھا ہارون ہاتھ بڑھاتا ٹانگیں ہلاتا آرا کی طرف بڑھ رہا تھا مگر اس کے سینے پر اس کے باپ کا ہاتھ رکاوٹ بنا تھا۔ وہ اپنے باپ کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ جمائے ہاتھ ہٹا رہا تھا، بلند آواز میں کچھ بول بھی رہا تھا مگر وہ سیلڈ نہیں کھا سکتا تھا۔

"کچھ دیر پہلے آئی ہیں۔۔ کمرے میں ہوں گی"

مامون کہتے ہی اپنے بچے پر جھکا جو پوری شدت سے ٹانگیں ہلاتا منہ بنائے رو دینے کو تھا۔ مامون نے اس کے گال کو چوما

"تم ابھی نہیں کھا سکتے" مگر وہ کہاں ماننے والا تھا۔

اس کی ماں لاؤنج سے نیچے آتی سیڑھیوں سے باغ میں داخل ہوئی تھی، پیچھے ہی کندھے تک آتے بالوں والی مینا تھی۔

رابیل آگے بڑھی، مامون کے پاس بیٹھے بچے نے گردن اٹھا کر ماں کو دیکھا اور دونوں بازو اوپر کو اٹھا دیے۔ رابیل نے سانس خارج کی اور اپنے لمبے بال جوڑے میں باندھے۔ باپ کو لمبے بال اچھے لگتے تھے اور بیٹا اس سے بھی بڑا دیوانہ تھا۔

اس نے بال جوڑے میں مقید کر کے جھک کر اسے اٹھالیا۔ پھر اس کے گال کو چوما، وہ اپنی ماں کو آرا کی طرف اشارہ کر کے کچھ بتا رہا تھا اور وہ مسکرا رہی تھی۔ پھر عافی کے ساتھ بیٹھی اور اپنے بیٹے کا سر خود سے لگایا "دانت تو آ لینے دو"

مگر وہ تو چچا پر گیا تھا۔ وہ منہ بنا کر اب رو دینے کو تھا۔ رابیل نے بے بسی سے آرا کو دیکھا اور وہ مسکراتے ہوئے سیلڈ والا باؤل اس کی طرف لیے بڑھی تھی۔ مینا تیمور کے ساتھ بیٹھی پلیٹ سے بسکٹ پکڑ کر کھا رہی تھی۔۔ میز پر بسکٹ کی پلیٹ کے ساتھ ایک کتاب پڑی تھی۔ لکھاری کا نام اوپر بڑا واضح تھا "فرحین طلعت"۔۔ یہ وہی ناول تھا جو فری چار سال قبل لکھ رہی تھی اب وہ مکمل تھا۔۔ کتاب پر بڑا سا اس کا نام لکھا تھا

"زندان"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زندگی پھر سے معمول پر آ گئی تھی۔ سب نارمل تھا مگر کب تک نارمل رہنا تھا یہ نہیں پتہ۔

یہاں سے دور پتھروں کے شہر میں خزاں چھائی تھی۔ ہر سو ہلکی زرد دھند کا بسیرا تھا، ایسے میں ایک پتھر کے مکان میں ایک شخص کھڑا تھا۔ اس کا رخ دیوار کی طرف تھا، بائیں جانب کھڑکی سے ایک روشنی کی دھار اس کے کمرے میں پڑ رہی تھی۔ وہ مٹی کا ایک مجسمہ بنا رہا تھا، اس کے ہاتھ میں جادو تھا۔ وہ ایک پرفیکٹ مصور تھا مگر تصویر کم بناتا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کے پیچھے ایک لڑکی آ

کھڑی ہوئی۔اس کے بال سرخ گھنگریالے تھے جو کہ آگے سے شانوں پر دائیں بائیں پھیلے تھے۔اس نے سیاہ چغہ لے رکھا تھا۔پھر چغہ اتارا اور سانس خارج کی۔

اس مرد کے ہاتھوں پر اسی طرح مٹی لگی تھی۔وہ اپنا کام کرتا رہا،لڑکی نے ایک قدم آگے بڑھایا

"اتنے سال برباد کر دیے تم نے۔۔تم اسے بھول جاؤ"وہ عاجزی سے بولی تھی

وہ شخص مسکرایا مگر ہاتھ مجسمے کے سر پر تاج بناتا رہا"میں اسے جتنا بھلاتا ہوں وہ اتنا میرے حواس پر سوار ہوتی ہے"وہ نرمی سے بولا تھا

لڑکی نے تھوک نگلا،اس کی آنکھیں گلابی ہوئیں"اس کا ایک بیٹا ہے اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہے"

وہ شخص ہنس دیا۔پھر سانس خارج کی"اس کا بیٹا بہت پیارا ہے۔آنکھیں باپ جیسی دل ماں جیسا اور دماغ دونوں کی طرح۔وہ بہت ذہین ہو گا اور میری طرف خود آئے گا۔۔تم دیکھنا کرسٹوفر اس کی تربیت میں کروں گا"

لڑکی نے سانس خارج کی"تم اسے چھوڑ دو۔۔اس کا پیچھا چھوڑ دو"وہ آگے بڑھی اور اس کے بائیں جانب آ کھڑی ہوئی

"مر کر بھی نہیں"اس نے جبڑے بھینچ گئے۔اس نے نظریں لڑکی کی طرف پھیریں،روشنی کی دھار اس کی آنکھوں پر پڑی

اس کی آنکھیں ہری تھیں!

ختم شد!

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حرفِ آخر

کہانی یہاں ختم ہوئی اور اس کا دوسرا حصہ کبھی نہیں لکھا جائے گا۔ناول کے شروع میں میں نے آپ کو بتایا تھا کہ اس کے کچھ واقعات حقیقی ہیں۔جیسے کہ سنینا کو جو خواب آتے تھے وہ مجھے ناول لکھتے ہوئے آتے رہے اور میں بھی اسی کی طرح خوفزدہ ہو جاتی تھی مگر میرے پاس کوئی عبدل یا شہباز حسین نہیں تھے۔میرے پاس اللہ تھا اور وہ کافی تھا، کافی ہے۔اس کے خواب حقیقی ہیں اور میں نے ان خوابوں سے سیکھا تھا کہ کیسے ایک خواب انسان کو بدل دیتا ہے۔

اس کے علاوہ زندان کے پہلے ڈرافٹ میں رامین کو اپنی یونیورسٹی سے نسوار ملتی ہے جسے وہ گھر لے آتی ہے اور اشعر کو دکھاتی ہے۔ان دنوں مجھے اور میری دوست کو بھی یونیورسٹی میں آتے جاتے زمین پر پڑی، سیڑھیوں پر گری اور مختلف مقامات پر نسوار ہی نظر آتی رہی یہ الگ بات ہے کہ میں نے یہ واقعہ زندان سے کاٹ دیا اور کہانی کا رخ وہیں چلا یا جہاں وہ جانا چاہتی تھی۔

ایک اور واقعہ جس میں رابیل کی فیکٹری میں آگ لگتی ہے اور اس کے بوتیک میں چوہے چھوڑ دیے جاتے ہیں وہ واقعہ بھی حقیقت میں ہوا مگر تب جب میں نے یہ لکھ دیا تھا۔ان دنوں ہمارے شہر میں واقعی میں ایک بوتیک میں آگ لگی تھی مگر وہ معاملہ بروقت ٹھیک ہو گیا۔

زندان کے شروع میں مامون جب یونیورسٹی آف لاہور جاتا ہے تو ان دنوں وہاں ورلڈ اپٹو میٹری ڈے منایا جا رہا ہوتا ہے جو کہ حقیقت میں ہوا تھا۔اس کے علاوہ وہ واقعہ جب تیمور، زرار اور معاذ کیڈٹ کالج سے بھاگتے ہیں وہ واقعہ بھی حقیقی ہے۔

"شہباز حسین" کا کردار حقیقت سے انسپائر ہو کر لکھا گیا ہے۔ان کا کردار میرے دل کے بہت قریب "پروفیسر نصیر احمد" سے انسپائر ہو کر میں نے لکھا ہے۔ان کا ڈائیلاگ "اپنے ہنر میں خودی پیدا کرو" یہ حقیقی ہے۔انھوں نے مجھے یہ کہا تھا اور سنینا کی طرح میں نے بھی یہی پوچھا تھا کہ خودی کیا ہوتی ہے؟ اور ان کا جواب وہی تھا جو میں نے لکھا ہے۔میں نے خودی کا فلسفہ پروفیسر نصیر احمد سے سیکھا تھا اور میں نے چاہا کہ آپ سب بھی دیکھیں تو سیکھیں اسی طرح جیسے میں نے ان سے سمجھا اور سیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مامون آفندی کے بعد سنینا کا کردار میرا پسندیدہ کردار ہے۔سنینا کا کردار حقیقت پر مبنی ہے۔میں زندان کے آٹھویں باب پر تھی جب میں اس کیفیت سے دوچار ہوئی جسے بے خودی کہتے ہیں۔میں نے وہی سب محسوس کیا جو وہ کر رہی تھی، اس کے ضمیر کی آواز نفس کا بھڑکنا، عبدل کے الفاظ وہ سب میرے اندر چل رہا تھا اور مجھے اس کا جواب مل گیا اور وہ "خودی" کا فلسفہ تھا۔میں نے زندان کا دسواں باب مکمل کرنے کے بعد سنینا کا کردار لکھا۔اس سے پہلے یہ کردار نہیں تھا، میں نے سنینا کا

سارا سفر لکھا اور پھر بڑے احتیاط سے اسے ناول میں فکس کیا کیونکہ مجھے خودی کا فلسفہ اسی ناول میں بیان کرنا تھا۔

رابیل کا کردار بھی ایک زاویے سے حقیقت پر مبنی ہے مگر میں اس کو پردے میں رکھوں گی۔مامون آفندی میرا سب سے پسندیدہ کردار رہا ہے۔اس نے مجھے دماغ کا استعمال کرنا سکھایا۔اس نے مجھے چیزوں میں لاجک ڈھونڈنا سکھایا۔مجھے اگر موقع ملا تو میں مامون کا کردار پھر سے لکھوں گی مگر کسی اور شکل میں۔

رامین میری فیورٹ رہی ہے۔اسکا فلسفہ "چِل کرو" میرا اور میری دوست کا پسندیدہ فلسفہ ہے۔ہم نے ہر مصیبت کو چل کرو کہہ کر بھگایا ہے۔میرے اندر ایک لڑکی ہے جو رامین جیسی بننا بھی چاہتی ہے اور رامین جیسی ہے بھی۔

مامون اور آرا کا بونڈ میرے دل کے بہت قریب رہا ہے۔میں اسے دوبارہ بھی لکھوں گی مگر کسی اور صورت میں۔تب تک کے لیے آپ انتظار کریں اور خوش رہیں۔

اللہ حافظ !

رومیسہ شہزادی

8:03 am

شیخوپورہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842